گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلدہای دفتر مذکور کے سرورق سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اب اس جلد گلستان باختر مین سلسلۂ سخن اسطرح آغاز کیا گیا ہے اور چند کلمے داستان ضلالت نشان اسی کافر بدست یعنی برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے گئے ہین کہ پہونچنا برجیس کا کوہ عجائب پر اور قیام کرنا اُس جگہ پر رضا پر ملاقات ہونا خنگان کی درویش حقایق آگاہ سے اور بعد درویش رہائی پانا سوہ برجیس سے اور بھاگنا ارزنگ بن زرد کا ملکہ ثریای تمن کو اور ایک صحرا مین قیام کرنا خبر پہونچنا برجیس کو اور روانہ کرنا صفاکی دیو پیکر اپنے سردار کو برای قتل ارژنگ وچترنگ ۔ فریاد کرنا ملکہ ثریای تمن کا ۔ اتفاقیہ پہونچنا رفیع البخت کا اور صعب جنگ قبضہ کرنا ملکہ پر اور شیفتہ جمال ہونا بھاگنا کفار کا آنا سوداگر کا معہ دیگر حالات متعلقہ پھر داستان مصیبت نشان غرق بحر عجب یعنی ملکہ ثریای تمن کا غرق ہونا اور دام مین ماہی گیر کے پھنسنا پھر خبر لینا ارژنگ وچترنگ کو ملکہ کی اور مقابلہ ہونا رفیع البخت سے پھر داستان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان صاحبقران زمان کی رہائی شہنشاہ گوہر کلاہ از دست سیف جادو روانہ ہونا صاحبقران کا بیابان گرد آباد کو اور برای دریافت حال خواجہ خضر ان کو روانہ کرنا ذکر ملکہ ماہ طلعت دیبان عرس دیجرہ پوشیدہ و عیاری خضران و فتح قلعہ اسکندریہ قیام امیر ثالث باستقبال بادشاہ و جمع ہونا کل نقابداروں کا جانب نہ طاق اور مارا جانا برجیس آفتاب پرست کا اور ظفر کرنا شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کا تراب عجائب این طالب بن مقبول دیو بچہ کا بیان شہر عارضیہ و شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کا شعلہ قضا بدیا قوت پوش یہ سب داستانین جدید وعجیب بیان کرتے کرتے آخر مین داستان خروج زلزال بن خلخال جن جلسات باغ ساغر آیا ہے وحال سنجا سنجاہ مغربی وغیب مغربی پر اس جلد کو ختم کیا ہے اور بہت سی داستانین رنگین بیان کی ہین بالجملہ دیکھے

جلد اول

حسب الامای سرآمد تاجران نامی رئیسان عالیشان گوہر بحر ریاست و امارت دردریای فتوت و شہامت جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ وکانپور ولاہور وغیرہ بتالیف سخنگوی بیمثال شیخ تصدق حسین داستان گو باہتمام تصحیح مولوی محمد اسمٰعیل ملازم قدیم مطبع ۔ بزیبایش تمام و حسن اہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

بار اول [illegible]

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار حمد و ثنا اُس خالق یکتا کے واسطے زیبا ہے کہ جسنے ایک لفظ کن سے اُسی دفتر عالم کو خلق فرمایا اور نہ ورق آسمان ہفت اوراق زمین کو شیرازہ بند کیا۔ نظم

وہ خالق لائق حمد و ثنا ہے
عدم اسکا اُسی کی ہے یہ ہستی
قمر کو لوح نورانی عطا کی
روانی بحر کو دی موج دیکر

کہ جس نے سب جہان پیدا کیا ہے
کیا پیدا اُسی نے کن فکان کو
ستارون کو درخشانی عطا کی
زمین پر غنچہ و گل کو کھلایا

وہی ہے خالق ہر اوج و پستی
مکان اپنا بنایا لامکان کو
کیا قائم فلک کو اوج دیکر
ہوا کو نکہت گل سے بسایا

مگر اک دن یہ سب جلوے ہین فانی
اُسی کی ذات ہے بس جاودانی

وہ ایسا جلوہ قدرت اور نور وحدت ہے کہ جو جسم و جسمانیات سے پاک و منزہ ہے۔ اس گل باغ یکتائی و بے ہمتائی مین دوئی کی بو چھو نہین گئی ہے پر تو اُسکا آئینہ مین بھی نظر آنا محال ہے وہ ایزد متعال اپنی آپ مثال ہے اس صورت کدہ خاک کی تمام تصویرین اُسی کی قدرت و دست صنعت کا نمونہ ہین جسطرح تصویر گلی اپنے صانع کی مرتبہ و حقیقت نہین جان سکتی اسی طرح ہماری زبان بھی اس صانع حقیقی کی کنہ معرفت نہین بیان کر سکتے اس میدان معرفت مین جولان گری اشہب فکر و دانش بے سود ہے وہ گو خود کسی جگہ نہین اور پھر ہر جا موجود ہے آنکھ نہین رکھتا مگر سب کچھ دیکھتا ہے کان نہین رکھتا مگر سبکی سنتا ہے۔ کین و مکان زمین و زمان دشت و در شجر و حجر چرند پرند وحوش و طیور۔ مہر و ماہ ریاحین و گیاہ خشک و تر بحر و بر سرد و گرم سخت و نرم نور و ظلمت برودت و حرارت شرق و غرب جنوب و شمال ابر و باد برق و رعد بہار و خزان دشت و گلستان شہر و صحرا کوہ و دریا۔ غرضکہ کل مخلوقات اُسی خالق پاک ذات کی پیدا کی ہوئی ہے جہانتک حمد و ثنا ہو کم ہے

اُس کے سامنے وسعت مبالغہ ہے تنگ
اُسی کے سامنے لفظ کبیر بھی ہے صغیر

بعد حمد ایزد سبحان جولان گری کمیت قلم گرم عنان در میدان نعت رسول زمن

لیکن یہ آرائش و زیبائش ہر دو جہان اس مکین عالی مکان کے واسطے کی گئی جو محبوب خدا شفیع روز جزا باعث خلقت لوح و قلم زینت عرش اعظم ہے وہ کون کہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جنکی شان نزول مین خود خلاق عالم و عالمیان قرآن مجید و فرقان حمید مین یون ارشاد

ارشاد فرماتا ہی کہ لولاک لما خلقت الافلاک نظم

محمد بادشاہ دوسرا ہی
گنہگاروں کی بخشش کا سہارا
محمد شافع روز جزا ہی
محمد ہی امین راز سبحان
محمد عرش اعظم کا ہی تارا
محمد ہی نبی خاص یزدان
محمد تاجدار اہل اتی ہی
محمد جلوہ نور خدا ہی

اب اس سے زیادہ کونسی بزرگی ہو سکتی ہی کہ خلاق عالم نے آپ کو اپنے نور سے خلق فرمایا اور اپنا مرسل بنایا اگرچہ ایک لاکھ اسی ہزار ہادی وپیغمبر منجانب خالق اکبر آئے اور انھوں نے مخلوق خدا کو سیدھا راستہ بتائے مگر یہ رتبہ کسکو ہاتھ آیا ناسخ ادیان باطلہ کون کہلایا نہ خدا نے اپنے نور سے خلق کیا یہ مرتبہ کسی کو دیا یہی نور ازل سے پیشانی آدم میں آیا اسی نور نے انکے بعد دیگر انبیاء مرسلین کی پیشانیوں میں ظہور فرمایا۔ آخر میں دو حصہ ہو کر نصف عبد اللہ کی پیشانی میں آیا اور نصف حضرت ابی طالب نے میراث میں پایا۔ نصف سے ظہور نبوت ہوا اور نصف سے اظہار امامت ہوا پہلے ختم المرسلین پیدا ہوے پھر امام اولین اس عالم موجودات میں خانہ کعبہ میں ہویدا ہوے جس کام کو انھوں نے آغاز کیا اسے انھوں نے انجام دیا۔

گل افشانی شاخ قلم در منقبت وصی نبی مکرم علی اکرم علیہ السلام

نظم۔ زبان سے وصف حیدر کیا بیان ہو
وہ حیدر جو ہی داماد محمد
وہ حیدر جو شہنشاہ عرب ہی
جو مشہور جہان مشکل کشا ہی
وہ بندہ جسنے پہچانا خدا کو
زمین شعر رشک آسمان ہو
وہ حیدر جو ولی خالق پاک
کہ جسکا فاتح خیبر لقب ہی
نہ کر جسکے مراتب کے ہیں بہری
خدا کے بعد ختم الانبیا کو
خدا قرآن میں ہی جسکا ثناگر
وہ حیدر جو وصی خاص احمد
بتوں سے جسنے کعبہ کو کیا پاک
ہر اک عقدہ کو جسنے حل کیا ہی
خدا کہنے لگے جسکو نصیری
بشر کیا کر سکے تعریف حیدر

الحمد مس فضائل وخصائل ومراتب ومناقب غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب اسقدر ہیں جنکا بیان کرنا امکان سے باہر ہے۔ اسی میدان میں کمیت قلم کی روانی جاتی رہتی ہی اسی باغ میں بلبل خامہ کی زبان لال ہی اسی سرزمین پر سرسبزی فکر سبزہ کی طرح پامال ہی یہ جناب وہ دریاے زخار امامت ہیں جسمیں گیارہ نہریں اور جاری ہوئیں یعنے گیارہ فرزند انکے بعد دیگرے امام وقت ہوے اور مرتبہ میں بہترین امام ہوے بمصداق حدیث نبوی سب کے سب باعتبار رتبہ امامت کے برابر ہیں وہ حدیث یہ ہی - اللہم صل علے محمد وآل محمد وسلام اللہ علیہم اجمعین

جولانگری اشہب فکر بمیدان سبب تالیف کتاب

بعد حمد خدا ونعت محمد مصطفے ومنقبت علی مرتضی وجمیع ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثنا عرض کرتا ہی یہ ہیچمدان ناسخ زبان سے نا واقف راہ نکتہ دانی ۔ گم کردہ جادۂ معانی ۔ اول گوئین شیخ تصدق حسین داستان گو لکھنوی کہ اس وقت تک بفضل خدا وتائید ائمہ ہدا جلد وفاتر داستان زلزلہ فگن خلیل سلیل الدین جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اس کمترین نے تالیف وتصنیف کرکے ہدیہ ناظرین باتمکین کیے جنکو ہنرمندان نیک طبیعت وسخن سنجان پاک طینت نے ملاحظہ فرما کر محنت ومشقت کی داد عنایت فرمائی

اور عیوب کو دامن عفو سے چھپایا بلکہ اس قطرۂ ناچیز کو اپنی قدر افزائی و دریادلی سے بحر ذخار بنایا اگرچہ پیرانہ سالی وداغ فرزند جوان نے مجھکو ناکارہ کر دیا اور دل کو ضعف و نخافت کی حالت مین درد سے بھر دیا ؎ جدا کیا اُسکے جو جانے کا اک درد + کہ روٹھ لی گئی جس ناتوان سے + لیکن قدر دانان سخن نے متواتر تحریک فرماکر مجھکو مجبور کیا اور اس دل غمزدہ کو اس تسلی سے مسرور کیا تو مین نے بھی کمر ہمت کو چست باندھ کر جو سلسلے چین جلد پنجم و حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت مین چھوٹ گئی این اور بیسیوں اجزا کے ناتمام رہگئے تھے انکو پھر آغاز کیا اور نیرنگی خیال کو اپنا دمساز کیا ہر چند کہ بعد دفتر آفتاب شجاعت کے مین نے طلسم لالہ زار سلیمانی لکھا جسکی وجہ سے یہ سلسلہ جو نے ہو گئے عرصہ گذر گیا تھا مگر متواتر خطوط آنے سے مجھے پھر ادھر متوجہ ہونا پڑا اور عجلت کے ساتھ لالہ زار سلیمانی کو ختم کرنا ضروری جانا۔ لہذا حسب الارشاد فیض بنیاد رئیس عالی مرتبت قدردان والامنزلت مصدر جود و احسان منبع فضل سبحان اختر تابندہ برج اقبال و گوہر شب چراغ درج اجلال جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہم و اجلالہم ملک التجار شہر لکھنؤ تتمہ طلسم نہ طاق الموسوم بہ گلستان باختر شروع کرتا ہون۔ اس دفتر مین ذکر خاتمہ صاحبقرانی بدیع الملک کے بعد طلسم بانہ طاق تحریر ہوگا جسمین اکوان تاجدار بادشاہ نہ طاق بھاگ کر پوشیدہ ہوا ہی اور سات پیکرون مین اُسنے اپنی روح کو محفوظ کیا ہی قاتل اسکے صاحبقران رابع ہونگے اور ذکر فیصلہ صاحبقرانی بھی ناظرین کو عجب لطف حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالی دفتر مذکور ساٹھ ساٹھ جزون کے تین جلدون مین ختم کیا جائیگا داستانین اس دفتر کی نہایت عجیب اور نئے عنوان کی ہونگی ہر جگہ سحر مین تازگی عیاریون مین جدت سردارون کے مقابلے بہادرون کے دولے عشق کی نیرنگیان آپس کی خانہ جنگیان یہ تمام باتین دیکھنے پر موقوف ہین ہر چند کہ یہ ناچیز خاک پائے اہل تمیز کسی قسم کی لیاقت نہین رکھتا جسپر نازان ہو مگر بمصداق مصرعہ ؎ ناز بران کن کہ خریدار تست۔ جو کچھ فخر ہی وہ آپ ہی کی قدر افزائی پر جو کچھ ناز ہی الطاف و کرم پر ہے ؎ کرمہائے تو مارا کرد گستاخ + ہر چند کہ سخن فہم و قدر شناس عالم مین بہت سے ہین لیکن ؎ بے فیض اگر یوسف ثانی ہی تو کیا ہی + جو بندہ نوازی کرے دل اُسپہ فدا ہی + جسکی نظر پرورش نے اس ذرہ بیمقدار کو مہر درخشان بنایا اور اختر قسمت کو زیادہ چمکایا پروردگار عالم اس ممدوح مذکورۂ بالا کے دلی مطالب و مقاصد بر لائے اور دولت و اقبال کو بڑھائے۔ اشعار دعائیہ۔ الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + چونکہ بموجب اس ناچیز کا حق گوئی و حق پسندی ہی لہذا مجھپر شکریہ اپنے ہر محسن کا ادا کرنا واجب ہوا اس مطبع نامی کے نام بر آوردہ منشی امیر اولال صاحب کے اوصاف بھی مثل آفتاب کے روشن ہین جو کچھ لطف عنایت اپنے ماتحتون پر رکھتے ہین اُسکا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہی وہ انتظام ہی کہ نہ ملازم پریشان نہ مالک کا نقصان حسن انتظام اسی کا نام ہی سردارون کا یہی کام ہی

نغمہ سرائی مرغ زبان در وصف گلشن آغاز داستان
و ساقی نامہ

پلا ساقی شراب ارغوانی	کہ پیری مین کھلے جوش جوانی
پلا دے پیر مغان جلد لاکے دستے جا	

پیے چلے دنیا مین ساغر کی طرح نام
وہ ساغر جس سے جام جم تجلی ہو
زبان کو بیقراری ہو دہن مین
کسی جا ہون سفیا مین جنون خیز
کسی جا فوج کی جنگ آوری ہو

وہ ساغر دے جو ہوش سہو ہو
جہان کی سیر سے آگاہ دل ہو
رقم کرتا ہو اک رنگین فسانہ
کسی جا ہو عبارت عشق انگیز
کہین دلداریون سے کام نکلے

ہو جنکا شہ اقبال منوچہر
بہار آئی ہو جسپر باغ سخن مین
در گوش جہان ہو یہ ترانہ
کہین نیرنگ سحر و ساحری کا ہو
کہین عیاریون سے کام نکلے

سب ارباب بصیرت سیر دیکھین
جگہین دل مین جو اسکو غور دیکھین

واضح رہے ناظرین با تمکین پر ہو کہ دفتر **آفتاب شجاعت** کے جلد پنجم کے حصہ دوم مین یہانتک بیان کیا گیا تھا کہ جانشین **زلزلۂ قاف** رستم میدان مصاف وارث میراث جہانستانی زینت بارگاہ سلیمانی صاحبقران زمان یعنے **بدیع الملک** نوجوان بعد فتح طلسم **نطاق** و دیگر مراحل اہم و شاق بیابان گردباد مین بانتظار بادشاہ اسلام خیمہ زن ہین اور انتظار فرما رہے ہین کہ ظل اللہ کی آمین نو مین جانب خانۂ کعبہ روانہ ہون اور بادشاہ لشکر اسلام قلعہ ہفت رنگ کو فتح کیے ہوے مع ملکۂ کم جادو و جملہ سرداران لشکر اسلام جانب **نطاق** چلے آتے ہین مگر ہنوز راستے مین ہین اور اہمیکی منقصود نہین پہنچے ہین اور شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد باغ گل افشان کی جانب سے نطاق کو چلے آتے ہین یہ بھی ابھی راستے مین ہین ملکہ **گل افشان جادو** انکے ہمراہ ہے دیکھیے یہ کب تک پہنچتے ہین اور شاہزادہ رستم ثانی مع **سہراب بن رستم** ثانی و شہریار عالیوقار بیابان خزان بہار کو فتح کیے ہوے نقابدار یاقوت پوش بنے چلے آتے ہین ملکہ افسونہ سحرساز جادو بھانجی الوان تاجدار کی مطیع اسلام ہوکر ساتھ ہوئی ہے اور شاہزادہ سہراب ثانی پر عاشق ہے انکا رخ بھی **نطاق** کی طرف ہے لیکن ایرج نوجوان بعد روانہ ہونے **بلقیس بن تمور** کے اپنے لشکر سے علیحدہ ہو گئے تھے اور نقابدار پر پوش بنے ہوے چلے آتے ہین اس غرض سے کہ بلقیس غربت مین تنہا چلا ہے ایسا نہو کوئی افتاد پیش آئے چنانچہ ایک مقام پر بلقیس کی مدد بھی کی تھی جب ایک مردار انکے قتل کا درپے تھا اور داراب ثانی اور بلقیس ثانی نقابدار بنے ہوے نقابدار ابلق سوار کے ساتھ تھے نقابدار ابلق سوار بھی جانب **نطاق** چلے آتے تھے راستے مین اک مقام پر بلقیس بن تمور و داراب ثانی مین میل پر زور ہو رہا تھا مگر کسی سے میل کھینچ نہ سکتا تھا نقابدار ابلق سوار نے میل کو کھینچ لیا تھا اور دہنہ پیدا ہوا تھا اس سے دیو نکلنا شروع ہوئے تھے ان نقابدارون نے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا تھا مگر جو دیو قتل ہوتا تھا لاش اسکی پھڑکتے پھڑکتے غائب ہو جاتی تھی اور غار سے برابر دیو نکل رہے تھے اسوقت ایک مرد درویش نے حجرہ سے نکل کر خبر دی تھی کہ اے نقابدار ابلق سوار یہ دہنہ ہے **طلسم باطن نطاق** کا ہرچند کہ فاتح طلسم تمہین ہو مگر ابھی وقت افتتاح نہین ہے اور ہ لوح تمہارے پاس ہے اس میل کو اسی مقام پر نصب کردو اور جہان جا ہو چلے جاؤ ورنہ اگر عمر بھر ان دیوون کو قتل کروگے تو یہ کم نہونگے یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے میل کو اسی دہنہ پر نصب کردیا تھا اسوقت سے داراب ثانی اور بلقیس بن تمور انکے ساتھ ہوئے ہین اور یہ بھی جانب طلسم **نطاق** چلے جاتے ہین کہ پہلے صاحبقران کی مدد کرین بعد فتح طلسم عود الی صاحبقرانی ہون مگر دیکھیے یہ کب تک پہنچتے ہین اور اسد غازی فقیر بنے ہوے اپنے فرزندون کی فکر مین جسبح کو نکل کر دورہ کرتے ہین اور گورغریبان مین ایک ایک قبر پر فاتحہ پڑھتے ہین اور روتے ہین

اور ملکہ روشن گہر ناموس بدیع الملک قلعہ نہ طاق میں قیام پذیر ہیں اور حاملہ ہیں۔ بطن سے انکے
شاہزادہ وحید الملک پیدا ہوگا کہ اُسکا ذکر بھی آگے بیان کیا جائیگا اور دختر مہتر شعیب ثانی بھی
انھیں کے ہمراہ ہی یہ بھی حاملہ ہی اور اسکے بطن سے بھی جوانا کا پیدا ہوگا اُسکا ذکر بھی کیا جائیگا اور
شاہزادہ سکندر رستم فر بڑے جاہ وحشم کے ساتھ گنبد زرجد نگار کو فتح کیے ہوئے جانب نہ طاق
چلا آتا ہی تمام قاف کو اسنے اپنا مطیع کیا ہی اور یہ بھی عودبار صاحبقرانی ہوکر چلا ہی سلیمان اعظم اور
سلیمان کوچک اسکے ہمراہ ہیں یہ بھی ہنوز طی مراحل و قطع منازل کرتا چلا آتا ہی اور شاہزادہ رفیع البخت
بھی بڑے جاہ وحشم کے ساتھ گنبد زرجد نگار کو فتح کیے ہوئے نئی نور الدہر طرف نہ طاق کے
چلے آتے ہیں انسے اور سکندر رستم فر سے جو مرتبہ مقابلہ بھی ہوچکا ہی مگر ہنوز ایک دوسرے کے
حال سے بیخبر ہیں اسلیے کہ دونوں کے چہروں پر نقابیں ہیں اور برجیس آفتاب پرست بھی شہر سمندر
کو برباد کیے ہوئے اور بہت سے ممالک اہل اسلام کو جلائے ہوئے طرف نہ طاق کے چلا آتا ہی
بہت بڑی جمعیت اسکے ساتھ ہی ارژنگ بن زمرد اور چترنگ بن زمرد بھی صورت اسکی دیکھکر
باوجود دعوائے خداوندی کررہے تھے بااسکے بندہ بے دام بنے ہوئے چلے آتے ہیں اسلم خان
بن لعل خان اور ولیم خان بن لعل خان بھی انکے ہمراہ ہیں اور قماسب بھی ساتھ ہی لیکن سب
مبہوت بنے ہوئے ہیں یہ بھی اس ارادہ سے چلا ہی کہ طلسم نہ طاق میں سب خدا پرستونکو میں
دین اپنے سمجھ لوں مگر اب آفتاب جادو نے پوشیدگی اختیار کی ہی سوا وقت ضرورت کے یہ
ظاہر نہیں ہوتا ہی بلکہ اک لکا ہی میں چھپا ہوا برجیس کے ساتھ ساتھ ہی اور ملکہ ثریا سے سیمتن
بھی ساتھ ساتھ ہی ارژنگ بن زمرد اسپر عاشق ہوچکا ہی مگر قابو نہیں پاتا ہی وہ جو کر سکے ان تمام
شاخوں کو سمیٹنا اور ناظرین کو نیرنگی زمانہ دکھاتا ہی لہذا اول

چند کلمے داستان ضلالت نشان اسی کافر بد ست یعنی برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے
ہیں۔ پہونچنا برجیس آفتاب پرست کا کوہ عجائب بہار پر اور قیام کرنا اس جائے پر فضا پر ملاقات
ہونا سخنگان کی درویش حقائق آگاہ سے اور بمدد درویش ہاتھ پانا سحر برجیس سے اور بھاگنا
ارژنگ بن زمرد کا ملکہ ثریا سے سیمتن کو اور اک صحرا میں پہونچکر قیام کرنا خبر ہونا برجیس کو روانہ
کرنا برجیس کا برائے قتل ارژنگ وچترنگ عنقائے دیو پیکر سردار کو قیام کرنا ارژنگ کا صحرا
میں فریاد کرنا ثریا سے سیمتن کا۔ اتفاقیہ پہونچنا رفیع البخت کا اور بعد جنگ قبضہ کرنا ملکہ پر اور
شیفتہ جمال ہونا۔ بھاگنا کفار کا آنا سوداگر کا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا

خمہ بر آغاز داستان

اس گلی کے آگے تماد برہمن چھوڑ دے مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے	بالیقین موسی تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے کوچے جاناں دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے

نکہت گل یعنی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کسطرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیون شکل دشمن چھوڑ دے
کسطرح رکشہ کے پالے تیغ افگن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے

جوکہ ہو آہن ربا کسطرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن
خودنمائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن

صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ ہمین پرواے مال و دولت عالم نہین
یادگار اسکا بھی اس رشک پری سے کم نہین
کرتے ہین خواہان نقد جان سے بھی کب ہم نہین
خاتم جم ہو جو اپنے پاس لے لے غم نہین

پرنشانی کا جو چھلا ہر سو ہرن چھوڑ دے

دھیان رہتی ہین مجھے زلف پریشان کی عبث
چشم حیران اندھیرین گردون گردان کی عبث
داغ تو کھاتا ہے عشق روے جانان کی عبث
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجران کی عبث

بس دل نادان خیال روے روشن چھوڑ دے

مدتون سے کشمکش مین ہون کر اب خوف خدا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا
دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے جدا

کرکے بسمل مجھکو اب ای صید افگن چھوڑ دے

دفعتاً ہو جائے سب گلشن اسے بیت الحزن
خار ہو جائین نظر مین یاسمن کیا نسترن
بھول جائے ہمصفیرون کی ابھی سب انجمن
ہاتھ مین اس گل کے گر دیکھے چھڑی مرغ چمن

ہے یقین اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اسکے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت ابھی گر دیکھ لے
اور اترتے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
گردن ایسی اس بت سرکش کی ہے گر دیکھ لے

ہاتھ سے ساقی ابھی شیشہ کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو جبکہ کوئی گردش مین ہے
شب کو کو غش مین کوئی دن بھر کوئی گردش مین ہے
کوئی مثل پا تو مثل سر کوئی گردش مین ہے
رشتہ طول امل سے ہر کوئی گردش مین ہے

پاے گر آسائش ابھی رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو زور آورون سے بچاؤ نکی جو ہو
نامور رہجائین اسمین بے نشانون سے جو ہو
کام تیرون سے نہ نکلے ان کمانون سے جو ہو
پہلوانون سے نہو ہم ناتوانون سے جو ہو

عشق کا وہ معرکہ ہے جو تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اسکی نرگسی آنکھون پر آجائے نہ پیار
دیکھی ہوتی ہی نہین نظرین کیے کوئی ہزار
صاف دکھلاتی ہین یہ نرگس کے مجنون کی بہار
اس پری کی خشمگین آنکھین ہین کیونکر دل نہ ہار

دیکھ کر مجھکو نہ کیون پلکون کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلائے ہین کیا کیا گنبد دوار نے
تنگ کر رکھا ہے مجھکو اس دل بیمار نے
کیا ستایا ہے کسی کے عشق کے آزار نے
ان دنون چھوڑا ہے گھر کا جو آنا یار نے

تو بھی اے روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہے پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
راست بازی آگئی حصہ میں اسکے سر بسر
قصد رکھتا ہے فلک کا یہ بھی گلبند نظر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اُسکا توسن چھوڑ دے

ایضاً

ہے روانی میں ہمارے اشک باری کا اثر
چال میں گلگون کی ہے بادبہاری کا اثر
بیقراری میں ہے دل کی بیقراری کا اثر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اُسکا توسن چھوڑ دے

جو ضرر کی بات ہو کب مانتے ہین عقلمند
گھٹ کے یون رہنا نہ اسکا آئیگا مجھکو پسند
ہے بہت نازک کہین دل کو نہ پہونچے کچھ گزند
بھر نہ سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

ایضاً

کیون انھین کرتا ہے تو اے بے ہنر جراح بند
رخنہ بڑھ جائیگا یہ ہونگے اگر جراح بند
رہ نہین سکتے ہین دم بھر بھی یہ در جراح بند
بھر نہ سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دشت کا چلے مجھ وحشی کا دم بھرنے لگا
تنین کر کرکے سر کو پانون پر دھرنے لگا
دیکھ کر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
جب مین چاک اپنے گریبان کی طرح کرنے لگا
قیس چلایا ارے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ مینا کار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو
اک غریب آزاری آئی اس غریب آزار کو
رحم آنے نے خنجر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجھکو قتل کرڈالے جو دشمن چھوڑ دے

پاس سے موزون کیے سرو قد و بالا کے وصف
ہر جگہ باندھے ہین گلزار رخ زیبا کے وصف
وصف نرگس کے ہین چشم شوخ و بے پروا کے وصف
یک قلم لکھے ہین ناسخ اُس گل رعنا کے وصف
جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

بادیہ گردان وسعت خیال ورہ نوردان دشت مقال منازل ومراحل فکر کو اسطرح طی کرتے ہین کہ جب برجیس آفتاب پرست ملکون کو عبدا پرستون کے پھونکتا ہوا شہرون کو برباد کرتا ہوا قریب قلعہ سیماب کے پہونچا تو اپنے لشکر کو اسنے حکم فرود دیا اور خود داخل بارگاہ ہوا۔ اتنا لشکر جو سامنے قلعہ کے اترا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا بازار لشکرون کے کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا بیچ مین فوج برجیس آفتاب پرست کی اُتری اور دہنی جانب لشکر ارژنگ بن زمرد اور بائین جانب فوج چترنگ بن زمرد مقیم ہوئی۔ دیدبانون نے اہل قلعہ کو خبر کی کہ اک لشکر کثیر اُترا ہے علامات سے یہ پایا جاتا ہے کہ لشکر کفار ہے اُسوقت اہل قلعہ نہایت پریشان ہوے دروازہ قلعہ کا بند کرکے اب انتظام کرلیا کہ اگر اس طرف کا رخ کرین تو حتی الامکان اپنے لڑین ورنہ اگر یہ ادھر چلے گئے تو ہمین کیا کام ہے کہین رخ کرین۔ جہان تو یہ چرچے ہو رہے تھے اور وہان برجیس آفتاب پرست نے اک نامہ تحریر کیا مضمون

نامہ یہ تھا- کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو کہ اسطرف گورنائب خداوند آفتاب تابان کا ہوا ہے اور خداوند کو اپنے علم غیب سے معلوم ہوا کہ تم لوگون نے خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہے اور اپنے خداوندان قدیم کو چھوڑ دیا ہے اگرچہ وہ سب خداوند بھی ایک ہی مسخر نے تھے تاہم غلیمت تھا یہ تمھاری عقل کیسے کھوئی گئی کہ نادیدہ خداوند کی پرستش اختیار کی- لہذا تمکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ یا تو سب کے سب حاضر حضور ہو کر سجدہ کرو یا آمادہ مرگ وہبائے قضا ہو جاؤ کہ خداوند ایک دم مین تم سب کو اپنے شعلہ غضب سے پھونک دیگے- یہ نامہ تو لیکر نامہ دار جانب قلعہ سیماب روانہ ہوا اور یہان ملکہ فریبائے سیمتن نے برجیس آفتاب پرست کے کہلا بھیجا کہ آجکل طبیعت میری نادرست رہتی ہے اور بسبب کثرت لشکر کے یہان کی آب و ہوا نادرست ہے لہذا اگر مناسب ہو تو میرا خیمہ لشکر سے دور کسی صحرا مین نصب کرا دیجیے برجیس آفتاب پرست نے اسی وقت انتظام کر دیا اور اک خیمہ لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر صحرائے سبزہ زار مین نصب کرا کے ملکہ کو سوار کر کے روانہ کر دیا ملکہ فریبائے سیمتن جا کر اُس خیمہ مین اتری چند ہملشین جلیسین اسکے ہمراہ تھین اور ترک سوارنیان قریب ایک ہزار کے اور حبشنین بھی اُسیقدر مسلح و مکمل برائے حفاظت موجود تھین مگر ملکہ کے خیمہ سے دور دور رہتی تھین کسی کو قریب آنے کا حکم تھا فریبائے سیمتن کو جو وقت تنہائی ہاتھ آئی تو اسنے تصویر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کی نکالی اور اس تصویر کو دیکھ کر رو دی اور سہیلیون سے کہا کہ افسوس کیسے کیسے ملکون مین پھرنے کا اتفاق ہوا مگر اب تک اس صاحب تصویر کا پتہ نہ ملا خدا جانے یہ ظالم کہان ہے دیکھیے زندگی مین دیدار نصیب بھی ہوتا ہے یا نہین ایسا نہو کہ وقت آخر بھی دیدار نصیب نہو اور ہمین مجبور ہو کر یہ کہنا پڑے کہ ؎ جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + یا اگر وقت آخر دیدار میسر ہوا بھی تو کیا بلکہ اور اک حسرت کا ہو گا کہ زندگی مین لطف زندگی نہ اٹھا سکے اسوقت تو خدا نے آدمی کی صورت بنایا ہے جسطرح اُس بیوفا پر ہمارا دل آیا ہے ممکن ہے کہ بعد دیکھنے کے اُسے بھی ہمارا خیال پیدا ہو جائے اور ہمارے دل پر آئے اسلیے کہ مثل مشہور ہے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے ؎ دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر + لیکن بعد زوال شباب یہ چہرہ کی آب و تاب کہان رہیگی جو کسی کے خرمن دل پر بجلی گرا سکے یا پرائے دل کو اپنا بنا سکے عہد پیری مین سوا موت کے کوئی پوچھنے والا نہین ہوتا اس طرح کے کلمات حسرت آیات زبان پر لائی تھی اور رو رہی تھی ہر چند سہیلیان سمجھاتی تھین مگر سمجھانے کا اثر اسقدر ظاہر ہوتا تھا کہ فریبائے سیمتن کی محبت زیادہ کرتی جاتی تھی اور وہ کسی طرح محبت سہراب ثانی سے باز نہ آتی تھی آخر ہمنشینون نے ملکہ کا دل بہلانے کی غرض سے محفل رقص و سرود آراستہ کی گانیوالیان حاضر ہو گئین اور انھون نے گانا شروع کیا- غزل

اپنے کہنے کا نہین کمبخت دل ایسا دیا
اک امید عشق و راحت نے ہمین کیا کیا دیا
نشہ مین اُسنے غم مے کو جو کل ٹھکرا دیا
دل تو تو جاتا تھا کسی صورت سے ٹھہرا دیا
اُس نگاہ تند کی تاثیر اک اعجاز تھی
حلق کیسا دل پہ خنجر نے ترے چرکا دیا

اور سب تو خیر تو نے اے خدا یہ کیا دیا
درد دل لیکر کسی نے کیا تماشا کیا دیا
ایک اک ساغر نے ہر اک رند کا کاسہ دیا
رہنما و مسخرہ وادی وحشت مین کو دیا
زخم سینے پر نہین دل کو مگر برما دیا
سنکے جانے کا سخن تجھے ایک تو قد بچوا دیا

درد بخشا رنج بخشا دکھ دیا صدمہ دیا
جو نکلنے کا نہین ارمان بھی ایسا دیا
ہجر مین اُنکے تسلی دی دلاسا یا دیا
اک نگہ نے ہمین اُٹھکر بڑا دھوکا دیا
کھینچنے کے رگ جاتا تھا جو ذبح کرنے کے
تیری بیتابی نے اے دل دربھی کھلوا دیا

اب سمجھا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری
مسکراہٹ نے تمھاری بزم کو پھڑکا دیا
صدقے خرم التجا کی آئی منھ مانگی مراد
جسنے کچھ دل کی لگی کو اور بھی بھڑکا دیا
ہم نہ سمجھے تھے کہ یون لیکے رہیگا نگاہ
پڑگیا ناسور دلمین تونے وہ چرکا دیا
گالیان بوسہ کے بدلے بیچ شادی کے ملین
بدگمانی نے اسے کیا جانے کیا دکھلا دیا

اُف فریب آمیز نظرون نے یہ کیا سمجھا دیا
جو چھیڑی لاف کا اُسکے معما سمجھا دیا
سر جھکا اتنا کہ اُسکے پاؤن کو بوسہ دیا
تونے جوڑا باندھ کر بکھری ہوئی زلفون کا کیا
تیری بھولی بھولی باتون نے بڑا دھوکا دیا
ہم نہ کہتے تھے کہ آہ دردمندان ہے بڑی
مین نے کیا مانگا تھا تجھسے اور تونے کیا دیا
ناتوانی نے بنایا نقش پائے رفتگان

پہلے تھی کسکی نظر بیربط باتون پر مری
جس کمر کو نازکی کے بار نے لچکا دیا
آنسوؤن کی آبپاشی مین تھا کیا اُنکا قصور
کاٹنا طول شب غم کا مجھے مبتلا دیا
نیم بسمل کیون تجھے چھوڑا لگایا تھا جو ہاتھ
ایک جھونکے نے ہوا کے زلف کو بکھرا دیا
میرے چشم تر سے آنسو ایکدم تھمتا نہین
پھیر دو اُس جا سے مٹکے جسنے جہان چھلکا دیا

انتظار یار کی حسرت نہ پوچھو آرزو
جسنے اک امید مین آنکھون کو بھی پتھرا دیا

چونکہ اکثر اشعار اس غزل کے ملکہ کے حال زار سے مناسبت رکھتے تھے اور بھی دل اُلٹنے لگا طبیعت پریشان ہوگئی جی بہلنے کے عوض دم گھبرانے لگا صورت سہراب ثانی کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی اب ملکہ کو تو اس حال پر ملال مین چھوڑیے اور حال ارژنگ بن زمرد ثانی و چیرتک بن قیصر ثانی کا سنیے۔ بیان سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ ارژنگ بن زمرد ملکہ ثریا سے سیمتن پر عاشق ہے مگر قابو نہین پاتا ہے اور اب تو اور بھی مبہوت ہوگیا ہے کہ آخر غازۂ سحر نے اسکو برجیس آفتاب پرست کا بندہ بے دام اور مطیع بنادیا ہے۔ جسوقت خیمہ ملکہ ثریا سے سیمتن صحرا مین برپا ہوا تو دل ارژنگ کا بہت گھبرایا سختگان بن سختگان سے کہا کہ اے شیطان درگاہ جسوقت تک ملکہ لشکر مین تھی دل کو تسلی تھی اگرچہ دیکھنا بھی ملکہ کا ممکن نہ تھا مگر یہ تو معلوم تھا کہ ملکہ اسی جگہ موجود ہے اُسکو سیر صحرا پسند آئی۔ پوشیدہ طور پر سنا ہے کہ ملکہ بھی کسی پر عاشق ہے کیا عجب ہے کہ اُسکا دل میری ہی جانب راغب ہو اسلیے کہ مجکو اُسکی محبت ہے تو اُسے بھی میرا خیال کہان تک نہو گا ملکہ اے سختگان کیا عجب ہے کہ ملکہ نے اسی وجہ سے صحرا کی پسندگی ہو کہ یہان بسبب اُسکے بھائی کے مین اُس سے مل نہین سکتا ہون اُسنے یہ موقع دیدیا کہ اب ہم جا سے تنہا پر ہین اب نہ ملنا ہماری خطا ہے اُسکا قصور نہین ہے لہذا میرا قصد ہے کہ بہانہ شکار کرکے یہان سے جاؤن اور وہان ملکہ سے ملون اگر وہ رضامند ہو تو اُسی طرف سے لیکر چلدون سختگان نے کہا وہ جوتیان کھاؤگے کہ یاد کروگے چندیا پر ایک بال نہ رہیگا تم جو سمجھتے ہو کہ ملکہ بھی تمپر عاشق ہے تو وہ عاشق ضرور ہے مگر سہراب ثانی پر تمھارا منھ اس قابل نہین کہ تمپر کوئی حسین عاشق ہو ملکہ کیطرف اگر نظر بد سے دیکھوگے تو آنکھین پھوڑ دیجائینگی خداپرست کے مال کو کافر ہاتھ نہین لگا سکتے۔ ورنہ خود ملکہ تمکو جوتیان لگائیگی۔ ان خیالات کو دل سے دور کرو مگر اپنی رہائی کی فکر کرو کہ ضروری چیز ہے تم خداوندزادے ہوکر دوسرے کے بندہ بے دام بنے ہوئے ہو یہ بات تمھارے واسطے سوا ذلت کی ہے مین نے سنا ہے کہ قریب اس صحرا کے اک درۂ کوہ مین مرد درویش رہتے ہین کہ نام اُنکا درویش حقائق ہے وہ نہایت صاحب کمال شخص ہین اُنسے ملکر عرض حال کرو اگر اُنکو تمپر رحم آئیگا تو سب کام بن جائیگا اور کیا عجب ہے کہ اُنھین کی مدد سے معشوق بھی ملجائے تو ملجائے ورنہ غیر ممکن ہے ارژنگ بن زمرد نے کہا کہ پھر مجکو اُن درویش کے پاس لیچل سختگان اُسیوقت چلنے پر تیار ہوا۔ ارژنگ بن زمرد نے چیرتک کو بھی ساتھ لیا اور چند سرداران نامی مثل کرماسب اور اسلم اور دیلم وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیکر مع سختگان طرف صحرا کے بہانہ شکار روانہ ہوگیا جسوقت قریب درۂ کوہ کے پہونچا

دیکھا کہ اندر دَرہ کے اک مرد درویش جنکے موے سر و ریش بالکل سپید ہین کوئی سوا سو برس کا
سِن ہی شیر کی کھال پر بیٹھے سبحہ گردانی کر رہے ہین ارژنگ نے سامنے پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ
عرضے دارم - فقیر نے کہا بیان کرو - ارژنگ نے اپنا حسب و نسب پوشیدہ کیا کہ یہ مرد خدا پرست
ہی ایسا نہو نام آن کفار کا سُنکے برخاستہ خاطر ہو جاے - درویش اِس حرکت پر اُسکے ہنسنے
اور کہا کہ تم مجھسے پوشیدہ کرتے ہو مین سب کچھ جانتا ہون کہ تم بیٹے زمرد شاہ ثانی کے اور پوتے لقا
کے ہو مسلمانون سے قصاص خون لینے کے واسطے نکلے ہو یہان برجیس آفتاب پرست کے
دام تزویر مین پھنس گئے ہو خیر جو کچھ انجام تمھارا ہوگا وہ بھی پوشیدہ نہین بیان کرنا اُسکا بے سود
ہی لیکن نصیحتاً تمکو سمجھائے دیتا ہون کہ باپ دادا تمھارے ہمیشہ خدا سے برحق کو بھول کر خود
خداوند بنے اُسکا انجام یہ ہوا کہ خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے گئے اگر تم اُس طریقہ پر رہوگے
تو تمھارا بھی انجام وہی ہوگا لہذا بہتر یہ ہی کہ اگر تم دین خدا پرستی اختیار کرو تو امیر ثالث تمھاری
بہت عزت کرینگے تمھارے باپ سے زیادہ ملک و مال تمکو دینگے اور تمھاری معشوقہ بھی تمھین کو ملجائیگی
اگرچہ وہ شاہزادہ سہراب بن رستم پر عاشق ہی مگر شاہزادہ ملکہ سے دست بردار ہو جائیگا اور اگر دائرۂ
اسلام مین آنے سے انکار کروگے تو مثل اپنے باپ دادا کے تمھین خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے
جاؤگے اور ملکہ بھی ہاتھ نہ لگیگی ارژنگ نے یہ سُنکر گردن جھکا لی سنگکان نے عرض کی کہ حضور اِس
بلا سے تو نجات دیجئے کہ اک کافر کے دام تزویر مین پھنسے ہوے ہین ابھی تو نہ ادھر کے ہین اور نہ ادھر
کے - بقول شاعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ہوگئے دونون
جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + نہین معلوم کہ برجیس آفتاب پرست
کی صورت مین کیا تاثیر ہی کہ جو اُسے دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی اپنے ہوش مین نہین رہتا ہی اگرچہ بہت سے
ساحر ہمارے ساتھ مین بھی ہین مگر سب برجیس کے مطیع ہو گئے ہین کوئی اپنے ہوش مین نہین ہی درویش
نے کہا کہ اُسکے پاس غازہ سحر ہی یہ اُس غازہ کی تاثیر ہی کہ جو دیکھتا ہی وہ سجدہ کرتا ہی جبتک وہ غازہ
اُسکے چہرہ سے دور نہوگا اِس اثر کا مٹنا غیر ممکن ہی لہذا اُسکا وقت ابھی دور ہی یہ ممکن ہی کہ تم لوگون کے
سے اثر سحر برطرف ہو جاے مگر ساتھ اسکے چند شرطین ہین - ایک تو یہ کہ جسوقت تم ہوش مین آجانا
تو خدا پرستون کو ایذا نہ پہونچانا بلکہ خود بھی مسلمان ہو جانا - دوسرے یہ کہ ملکہ کی طرف رخ بھی نکرنا کہ وہ
معشوقہ ہی شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کی اگر یہ دونون نصیحتین یاد رکھوگے تو اچھے رہوگے ورنہ
خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت ایذا اُٹھاؤگے ملکہ بھی ہاتھ نہ آئیگی سلطنت اور جان بھی جائیگی یہ فرماکر
درویش حقائق نے اک شیشہ مین پانی پڑھکر دیا اور کہا کہ جو اِس پانی کو پیے گا اُسپر سے اثر سحر
برطرف ہو جائیگا - ارژنگ اور چترنگ نے وہ پانی پیا دونون کے ہواس درست ہوے پھر سنگکان
اور فرہاسپ اور اسلم اور دیلم وغیرہ نے بھی پیا سب بھی ہوش مین آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ عقل پر
جو اک پردہ پڑا ہوا تھا وہ اُٹھ گیا بس یہ سب سُنکے سب درویش حقائق سے رخصت ہوے چلتے وقت
درویش حقائق نے کہا اے سنگکان جو کچھ تو نے اقرار کیے ہین تو اُنکا پابند نہ رہیگا اور انجام مین
پچھتائیگا خیر تجھے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام تھا سمجھا دیا - یہ فرماکر درویش تو خاموش ہو رہے اور
ارژنگ اور چترنگ وغیرہ رخصت ہوکر لشکر مین آئے اور اُس پانی مین اور پانی ملا کر اپنے تمام افران
فوج کو تقسیم کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ سب اپنے اپنے ماتحتون کو پلا دین سارے لشکر مین وہ پانی تقسیم ہو گیا

جب تھوڑا سا رہجاتا تھا اُسمین اور پانی ملا دیا جاتا تھا یہانتک کہ کل لشکر پر سے اثر سحر برطرف ہوا
سب نے اطاعت برجیس سے ہاتھ اُٹھایا اور ارژنگ و جترنگ کے پھر مطیع ہوے اب ارژنگ نے
سختگان سے کہا کہ یہ سردار بہانہ شکار تھوڑی تھوڑی فوج لیکر چل کھڑا ہو بعد کو ہم بھی چلین جب لشکر
سے علیحدہ ہو لین تو چلکر ملکہ پر قبضہ کر لین اور اُسی طرف سے راہ صحرا اختیار کرین سختگان نے کہا کہ ابھی
ملکہ پر قبضہ کرنا اچھا نہین اسلیے کہ قول درویش کا غلط نہین ہو سکتا۔ پہلے سہراب بن رستم کو ڈھونڈھو
اور اُسکو مسلمان بنکر فریب دو۔ وہ اس خوشی مین ملکہ کو برجیس سے چھین کر تمھارے سپرد کر دیگا پھر
موقع پاکر سہراب کو قتل یا اسیر کر لینا اور جہان چاہنا چلکر حکومت کرنا اسوقت کی دست اندازی کا نتیجہ
خراب ہی ارژنگ پر سے سحر تو برطرف ہو چکا تھا اب جنون خداوندی کا دورہ ہوا اور نشہ غرور مین
بکا کہ او شیطان تیرا کام بہکانا ہی جو تیرے کہے پر چلتا ہی خراب ہوتا ہی بھلا کوئی بھی اپنے معشوق
کو دوسرے کے سپرد کر دیتا ہی جو سہراب ملکہ کو میرے حوالے کر دیگا۔ یہ فقیر نے مغالطہ دیا ہے کہ
اسوقت سہراب یہان موجود نہین ہی ایسا نہو یہ ملکہ پر قبضہ کر لے۔ فقیر مسلمان ہی مسلمانون کی ہمدردی
کریگا یا میرے ساتھ دوستی کریگا یہی کیا کم ہی کہ اُسنے مجھپر سے سحر برجیس کا برطرف کر دیا۔ مین اس راے
کو تیری کبھی پسند نکرونگا سختگان نے کہا کہ پچھتاؤ گے ارژنگ بن زمرد نے اُسی وقت سرداران
لشکر کو حکم دیا کہ اپنی اپنی فوجین لیکر صحرا کی طرف چلو اور ہمارے منتظر رہو۔ فوراً سردار اپنی اپنی فوج
ساتھ لیکر روانہ ہونے لگے بعد چلے ارژنگ اور جترنگ مع فراسب و اسلم و دیلم و سختگان کوچ
کر کے ساتھ ہزار سوارون سے بہ بہانہ شکار جانب صحرا روانہ ہو گئے۔ برجیس آفتاب پرست خمار
خواب نامہ مین بیٹھا تھا۔ جام شراب ناب کو گردش تھی ناچ ہو رہا تھا۔ یہ ایسا سرشار تھا کہ اُسکو کچھ خبر نہ تھی
کہ کیا ہوا اور کیا نہین ہوا۔ وہان ارژنگ اور جترنگ مع لشکر اُس مقام پر پہنچے کہ جہان خیمہ ملکہ
ثریا سیمتن کا نصب تھا اور گرد خیمہ کے تھوڑے فاصلے سے حبشنین اور ترک سوارنیان پہرہ دے رہی
تھین۔ ارژنگ نے اپنے لشکر سے اشارہ کیا کہ انکا محاصرہ کر لو اُسیوقت چار ہزار سوارون نے گھیر لیا۔ بعد
اسکے اور لشکر بھی ارژنگ اور جترنگ کا پہونچ گیا ترک سوارنیون نے روکا اور کہا کہ بے ادبو نہین
جانتے کہ یہ دختر خداوند کا خیمہ ہی ادھر کہان آتے ہو چلے جاؤ ایسا نہو کہ تمپر غضب خداوندی نازل
ہو اور تم سب جل کے خاک ہو جاؤ یہ سنکر اُن سب نے تلوارین کھینچ لین اور کہا کہ کیسی خداوندزادی
یہ معشوق خداوند ارژنگ بن زمرد ثانی ہی خود خداوند اسکے لینے کو تشریف لائے ہین بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو
محافہ مین سوار کر کے ساتھ کر دو ورنہ ہم بزور شمشیر چھین لینگے ترک سوارنیون اور حبشنون نے کلمات
سخت کہے بس اُن سب نے تلوارین برسانا شروع کر دین ترک سوارنیان بھی زخمی ہونے لگین شور گیر و دار بلند
ہوا لاشین زمین پر پھڑکنے لگین تھوڑی ہی دیر مین وہ جنگل ہزارون کا مقتل بنگیا یہ شور و غوغا جو بلند
ہوا تو ملکہ ثریا سیمتن نے اپنی ہمجولیون سے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہی اُنھون نے خیمہ سے
نکلکر دیکھا تو خیمے کے چار جانب تلوار چل رہی ہی ترک سوارنیان اور حبشنین پسپا ہوتے ہوتے خیمہ
کی طرف چلی آتی ہین اُنھون نے حال دریافت کر کے ملکہ سے بیان کیا کہ غضب ہوا۔ ارژنگ بن زمرد
آپ پر عاشق تھا اسکو معلوم ہوا کہ آپ صحرا مین رہتی ہین اُسنے مع فوج آکر خیمہ کا چار جانب سے محاصرہ
کر لیا ہی ترک سوارنیان آپ کی لڑ رہی ہین مگر انجام اچھا نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ ایک تو عورت مرد کی
لڑائی علاوہ اسکے فوج ارژنگ بیشمار ہی اور یہ صرف دو ہزار ہین اب پسپا ہو رہی ہین یہ سنکر ملکہ نہایت

پریشان ہوئی وہ صحبت برہم ہو گئی سہیلیاں مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگیں کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے
لیکن ثریا بے سیمتن نے استقلال کے ساتھ دروازہ خیمہ پر آکر جنگ کا تماشا دیکھنا شروع کیا اور یہ قصد
کیا کہ اگر یہ لوگ مجھپر قبضہ کرنا چاہیں تو خودکشی کروں وہاں ترک سواروں اور حبشیوں میں کیا ہوتے ہوتے
خیمہ تک آگئیں اور اب انھوں نے خوب قدم جما کر لڑنا شروع کیا کہ تھے بیٹھنے کی جگہ بھی نہ تھی ملکہ نے دیکھا
ان نمک حلالوں کے قتل سے تو کچھ فائدہ نہیں کہاں تک لڑینگی اور کب تک اس انبوہ کو روکینگی اسنے
کہا کہ اب تم جنگ نکرو اور ان لوگوں سے کہدو کہ ہم ملکہ کو محافہ میں بٹھاکر تمھارے ساتھ لیے چلتے ہیں
مگر تم میں سے کوئی قریب محافہ کے نہ آئے ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں منظور ہے جو آنے والا خود ہی آئیگا ہم
کیا کرینگے یہ خبر جیتر ننگ وارژنگ کو ہوئی کہ ملکہ ساتھ چلنے پر خود رضامند ہے۔ یہ دونوں بیوقوف نہایت
خوش ہوئے اور کہا کہ خبردار ملکہ کے حکم کے خلاف نکرنا ایسا نہو وہ ناراض ہو جائے اور سختگان
کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر ملکہ ہماری شیدا ہوتی تو خود چلنے پر کبھی راضی نہوتی سختگان نے کہا کہ یہ
عورت کا چلتر ہے تم تو بیوقوف ہو جیسے تمھارے باپ اور دادا احمق تھے وہی حالت تمھاری بھی
ہے اُسنے دیکھا کہ ملازم میرے قتل ہوئے جاتے ہیں اور انجام یہی ہونا ہے تو کیوں لڑوا کر انکو قتل
کرواؤں جہاں موقع پائینگی تمھاری گردن دبائینگی اور صاف نکل جائینگی پھر کبھی ہاتھ نہ آئینگی ارژنگ
نے کہا کہ تجکو قارورے میں بلاے نظر آتے ہیں میرے اتنے بڑے لشکر کے محاصرہ سے نکلکر کہاں
جاسکینگی سختگان تو خاموش ہو رہا اور وہاں ملکہ محافہ میں بیٹھی اور ترک سواروں نے چار طرف سے محافہ
کو گھیر لیا سب انیسیں جلیسیں بھی ساتھ ہوئیں اب بیچ میں تو ملکہ کا محافہ ہے گرد ترک سواروں اور
حبشیوں کی فوج اُسکے چار جانب لشکر ارژنگ اب تمام لشکر آکر جمع ہو گیا ہے قریب بارہ چودہ لاکھ
کے کابل لشکر سے ہیں جب ارژنگ کو اطمینان ہو گیا کہ اب ملکہ قبضہ میں ہے تو اُسے برجیس کا خوف
غالب ہوا کہ جسوقت اُسکو خبر پہنچیگی تو وہ چڑھ دوڑیگا پس اسنے راہ فرار پر قرار لیا اب یہ بھاگا بھاگ
دو دو منزل کی ایک ایک منزل طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے محافہ ملکہ کا ساتھ ہے جس مقام پر قیام کرتا ہے ملکہ
پاس کہلا بھیجتا ہے کہ مشتاق جمال کو دیدار دکھا دو ملکہ جواب میں کہدیتی ہے کہ دیکھنے سے کیا فائدہ
ایک ہی مرتبہ دیکھنا اور دکھانا اچھا ہوتا ہے ایسا نہو کہ بھائی تیرا تجکو مجھسے چھین لے تو پھر میں بھی
بیکسی کی حالت میں ہو جاؤنگی اور تم بھی فراق میں تڑپو گے اطمینان کے وقت ملنا ان بہانوں
سے ملکہ اپنے کو بچاتی چلی جاتی ہے اور دلمیں روز دعائیں مانگتی ہے کہ خداوندا تو میرے حال پر رحم کر
تو میری طینت سے خوب آگاہ ہے کہ میں بھی مسلمان ہو چکی ہوں اور شاہزادہ سہراب بن رستم
ثانی کی کنیز ہی رہتی ہوں مگر ان کافروں کے پھندے میں پھنس گئی ہوں تو ہی نجات دینے والا ہے
میں نے سُنا ہے کہ تو نے اپنے بندوں کی بڑی بڑی دقتوں میں مدد کی ہے اب اس عاجزہ کا بھی تیرے
سوا کوئی سہارا نہیں ہے تو بڑا کارساز اور عاجز نواز ہے کسی اپنے خاص بندے کو میری مدد کے واسطے
بھیج کہ مجھے ان کافروں کے ہاتھ سے بچائے میں ان بہانوں سے کب تک اپنی عزت بچاؤنگی جب وہ نہ مانیگا
تو جان دیدونگی مگر عزت کو ہاتھ سے نہ دونگی۔ یہ کہتی ہے اور روتی ہے لشکر محاصرہ کیے ہوئے ہے
نکلجانے کا موقع بھی نہیں پاتی ہے۔ سختگان نے ہنسکر ارژنگ سے کہا کہ دیکھو کیا بیوقوفی کرتے ہو وہ موقع
بھاگنے کا ڈھونڈھ رہی ہے بہانے بتا رہی ہے اس سے بڑھکر اب زندگی میں موقع نہ ہاتھ آئیگا اور یہ مسلمان
ملکہ کی طرف رخ کرینگے کچھ ایسا ارژنگ کو بہکایا کہ اُسنے شب کے وقت پھر ملکہ پاس کہلا بھیجا کہ میں آیا ہوں

ملکہ نے پھر ٹالنا چاہا اور بہانہ کیا۔ ارژنگ خود پیغامبر بنکر دروازۂ بارگاہ پر چلا آیا اور یہ بہانہ پیام اندر
خیمہ کے داخل ہوا جسوقت سے آنکھ چار ہوئی کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان آخر تمنے ہمیں کو
دوڑایا اب مجھے دروازہ امید سے خالی نہ پھیرنا تمھین خرم کرنا چاہیے کہ وہ شخص تمھارا غلام بنتا ہی جو
خداوند ابن خداوند ہی اور تم کچھ بھی التفات نہین کرتین۔ یہ کہتا ہوا ملکہ ثریاے سیمتن کی طرف
بڑھا۔ ثریاے سیمتن حیرت زدہ ہو گئی کہ یہ کیا ہوا مگر جب دیکھا کہ یہ میری طرف بڑھ رہا ہی تو کہا آئیے
تشریف لائیے اس دن کی تو امید تھی ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ
خانۂ تست ۔ ملکہ بھی یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی اور اک مقام پر مسند بچھی ہوئی تھی وہان آکر ارژنگ بن
زرمہر سے کہا کہ تشریف رکھیے اور خواصون کو آواز دی سب آگئین چونکہ پہلے سے ملکہ کو اسکی جانب سے
کھٹکا تھا کہ ایسا نہو کسی وقت یہ دست اندازی کر بیٹھے تو عزت جاتی رہیگی جب یہ اپنی جان کو نہ ڈرا اور چچیرے
بھائی کے قبضہ سے مجھکو نکال لایا تو اب اُسے کسکا خوف ہی یہ بھی اک میری ہی خاطر ہی کہ بغیر رضامندی
مجھ تک نہین آتا ہی اسنے خواصون سے کہہ رکھا تھا کہ اگر شاید کسی وقت مین ارژنگ بن زرمہر دیر سے
خیمہ مین چلا آئے تو تم بخوف و خطر اُسکو گھیر لینا کہ پھر دست اندازی نہ کر سکے جسوقت حسب الحکم ملکہ سب نے
گھیر لیا تو ملکہ ہٹ گئی اور اشارہ کر دیا کہ جہانتک ہو سکے اسے خوب مارو آبرو جانے سے جان جانا بہتر ہی
پس ملکہ کا حکم پاتے ہی خواصون نے ڈوپٹے اُتار اُتار کر ارژنگ کے اوپر پھینکنا شروع کیے ارژنگ
یہ سمجھا کہ یہ کیا مسخرہ ہی جسوقت ارژنگ پر ڈوپٹون کا ڈھیر ہو گیا اور منھ آنکھ سر ہاتھ پاؤن سب چھپ
گئے تو سب خواصین ٹوٹ پڑین اور وہ لات وہ مکی ارژنگ کو مارنا شروع کیا اب تو ارژنگ گھبرایا اور
چیخنے لگا دو چار ترک سوانیان بھی آگئین اُنھون نے تو خوب ہی گت بنائی جب ارژنگ نے اُٹھنے کا قصد
کیا اُنھون نے لات ماردی کہ پھر گر پڑا اتنا مارا اتنا مارا کہ ارژنگ بیہوش ہو گیا جب دیکھا ملکہ نے کہ اب یہ
بیدم ہو گیا ہو گا کہا کہ اسے لیجا کر صحرا مین پھینک آؤ کچھ عورتین اسکو اُنھین ڈوپٹون مین لپیٹے ہوے
لیجا کر پھینک آئین ۔ ملکہ نے اپنی خاص خواصون کو ساتھ لیا اور پشت خیمہ کی طرف سے نکلکر دریا پر
آئی اور سب سے کہا کہ اب اس مقام پر قیام کرنا اچھا نہین ہی اور بھاگنے مین گرفتار ہو جانے کا خوف ہی
لہذا ہم تو اس دریا مین پھاندتے ہین اگر تقدیر رسیدہ ہی تو خدا بیڑا پار لگا دیگا ورنہ مرنے کا تو ارادہ ہی
کر لیا ہی یہ کہتے ہی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور جانب فلک دیکھکر کہنے لگی کہ اے گردون دون تیری
سفلہ پروری جو جو سامان دکھاتی ہی اسکا انصاف خدا کے سامنے ہو گا جو اس ناز و نعمت سے پلی ہو
خداوند کی بیٹی کہلاتی ہو وہ آج ایسی بے بس اور مجبور ہو کر جان دینے اور خودکشی کرنے پر آمادہ ہو جائے
اگرچہ باپ میرا اک کافر ساحر ہی مگر دنیا مین تو صاحب اعزاز ہی کہ بادشاہان اولو العزم اُسکی تعظیم کرتے
ہین ہزارہا آدمی سجدہ کرتے ہین مگر حق یہ ہی کہ اگر وہ خداوند حقیقی ہوتا تو میرے لیے یہ سامان مصیبت مہیا
ہوتے اس سے پایا جاتا ہی کہ مالک تقدیر کوئی اور ہی ہی جس سے کسی کا زور نہین چل سکتا اور لائق پرستش
بھی وہی ہی جو لوگ مخلوقات مین سے ہین اور خلق اور لوگون کے ہین وہ خدا نہین ہو سکتے اسلیے کہ اُن مین
صفت یکتائی کہان رہی۔ جب ماں باپ بیٹا بیٹی بھائی بہن اُنکے ہوے اور ہر طرح کی خواہش اُنکو ہو تو
یہ تمام باتین محتاجی کی ہین۔ خداوندا یہ وقت میرا آخر ہی مین تجھی کو گواہ کرتی ہون کہ مین سچے تیری معرفت
حاصل کی اگر باپ میرا قدرت رکھتا ہوتا تو اپنی دختر کو اس بلا مین نہ پھنسنے دیتا مگر افسوس کہ کوئی ہادی و رہبر
دلا جو کامل طور پر تکمیل میرے عقائد کی کر دیتا بعد اسکے ملکہ کو اپنی ناکامی کا خیال آیا اور اک آہ سرد بھری

اور سہیلیوں سے کہا کہ اگر بعد ہمارے اُس یار جانی کو یہ معلوم ہوا کہ ملکہ اسطرح ہماری محبت میں ڈوب مری
اور اپنی عصمت اور عزت کو بچایا تو اُسے کچھ نہ کچھ رنج تو ضرور ہی ہوگا آخر کہاں تک جذب دل اثر نہ کریگا
سنتے تو یہی ہیں کہ محبت میں بڑا اثر ہوتا ہے شیرین پر بعد فرہاد کے جنون عشق سوار ہوا اور آکر داخل قبر ہوگئی
مگر میں یہ نہیں چاہتی کہ بعد میرے میری چاہ میں اُنکے دشمنوں پر بھی ایسا اثر ہو کہ وہ اپنے کو ڈبو کر ہلاک
کریں مگر افسوس کہ فاتحہ سے بھی محروم رہینگے نہیں معلوم قبر ہماری شکم ماہی میں ہو یا جانوران آبی میں
گوشت تقسیم ہو کر بٹ جائیں نہ نشین ہو جائیں خیر آشنا تو ہو گا کہ پردہ تو ڈھنک جائیگا یہ حسرت نہ کرنا پڑیگی کہ

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا	نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

یہ کہکر خواصوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم سب میرے بعد تباہ ہو جاؤ گی خیر جاؤ تمکو خدا کو سونپا اگر زندہ
بچنا اور شاید اُس شہریار سے ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے کہدینا کہ اُس ناکام محبت نے
اپنی عصمت کو اس طرح بچایا آخر جان تمہارے نام پر نثار کی خیر محبت یہ ہے کہ اگر کسی حسین سے
ہم صحبت ہونا تو اس ناکام عشق کو بھی یاد کر لینا خواصوں نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر رونا شروع کیا
اور ملکہ سے لپٹ گئیں چھوڑتی نہ تھیں ملکہ نے کہا کہ اگر پاس نمک ہے تو خلاف حکم نکرو جو خدمتیں بطور
وصیت کے تمسے کہدیں ہیں اُنکو بجا لانا ایسا نہو اُس موئے جوگی فورے کے ملازم اگر مجھے گرفتار
کر لیں تو غضب ہو جائیگا - بنا بنایا کام بگڑ جائیگا یہ سنکر خواصیں ملکہ سے علحدہ ہوئیں بعضی آمادہ ہوگئیں
کہ اودھر ملکہ دریا میں کودیں ساتھ ہی ہم بھی اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کر دیں بعضی جھجک کر رہ گئیں
ملکہ نے چھوٹتے ہی دریا کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا — درین دریائے بے پایان درین طوفان
شورافزا + دل افگندیم بسم اللہ مجریها و مرسیها + یہ کہتے ہی جھم سے کود پڑی اور ساتھ ملکہ کے قریب
پندرہ خواصوں کے دریا میں کود کر غرق ہو گئیں جو باقی رہیں اُنھوں نے رونا شروع کیا اُنکے رونے
کی آواز سنکر ترک سوارنیاں اور حبشنیں دوڑ پڑیں پوچھا کیا ہوا - اُنھوں نے بیان کیا کہ ملکہ نے
اپنے کو دریا میں غرق کر دیا اسلئے تمام ملازمین ملکہ کے جمع ہو گئے دریا میں جال پڑنے لگے ایک آدھ
خواص مری ہوئی نکلی باقی کسیکا پتا بھی نہ لگا کہ کیا ہوئیں اور کسطرف گئیں یہاں تو اک کہرام مچا ہوا
ہے - اب ذرا حال ارژنگ بن زمرد ثانی کا سنیئے کہ اسکو خواصوں نے مار کوٹ کر بحکم ملکہ صحرا میں
پھینک دیا تھا اُس طرف سے چند عیاروں کا گذر ہوا دیکھا اُنھوں نے کہ اک گٹھری سی پڑی ہوئی
ہے سمجھے کہ اسمیں کچھ مال ہوگا اُٹھا لیگئے اور اک مقام پر جاکے کھولا تو دیکھا کہ خداوندزادے ہیں وہ
حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوندوں کا بھید لینے کو گھرے ہی تھے ہماری بدبختی خداکو
بہ ظاہر ہو گئی دیکھیئے کیا سزا ملتی ہے - بعضوں نے بھاگنے کا قصد کیا پھر یہ خیال ہوا کہ اگر تو خداوند پرتا ہے
ہو گیا بھاگنے سے کچھ فائدہ نہیں گرفتار ہو آئینگے سزا پائینگے اس سے یہی بہتر ہے کہ عذر کریں شاید توبہ
قبول ہو جائے کہ رحم بھی خداوندی کی شان ہے اتنے میں ہوا جو لگی تو ارژنگ کو ہوش آیا آنکھ کھولی
ان سب نے سجدہ کیا اور توبہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب ہم کسیکا مال نہ چرائینگے - یہ شور سنکر ارژنگ
حیران ہوا کہ میں تو ملکہ کے خیمہ میں تھا یہ کہاں آگیا اور یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں - کہا ارے حرامزادو تم
کون ہو اور مجھے یہاں کیونکر لائے تم مال چرانے کی توبہ کر رہے ہو مجھے اپنا مال ہی نہیں سوجھتی
دیتا کہ کیا ہوگا ہائے وہ جوتیاں ہی بہت نہیں اب یہ تو اپنے کہہ رہے ہیں اور وہ اپنے کہہ رہے ہیں
غرضکہ ارژنگ نے کہا مجھے میری بارگاہ میں لیچلو وہ سب ارژنگ کو لیے ہوئے اُسکی بارگاہ میں

آئے ازرنگ نے بسبب شرمندگی کے اپنا حال کسی سے بیان نہیں کیا دل مین کہتا تھا کہ یہ سخنگان کے
اغوا کرنے سے مین نے اپنے ہاتھون جوتیان کھائیں نہ وہ مجھکو سمجھاتا نہ مین بے اجازت ملکہ کے خیمہ مین
جاتا۔ یہ اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ اک مرتبہ شور و غل کی صدا کان مین آئی ازرنگ نے ملازمین سے
کہا کہ دیکھو تو یہ غل کیسا ہی انھون نے بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ حسن ملکہ کو آپ بھگا کر لائے
تھے اُسنے دریا مین کود کے اپنے کو غرق کر دیا سب ملازمین اُسکے فریاد کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی
ازرنگ کے ہوش باختہ ہوگئے منھہ پیٹ لیا اور سر و پا برہنہ تخت سے اُتر کر دریا کی طرف چلا حکم
دیا کہ پیراک اور ملاح جلد آکر تلاش کرین۔ جو ملکہ کو دریا سے نکالیگا اُسے خلعت وزارت دونگا اور
دولت دنیا سے مالامال کر دونگا یہ کہتا ہوا کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ کنیزین ملکہ کی خاک اُڑا
رہی ہین اور رو رہی ہین ازرنگ کو دیکھکر جوش غم و الم مین سب کوسنے لگین کہ خدا اسکو غارت
کرے کہ اسنے ہماری ملکہ کی جان لی۔ ازرنگ بھی رو رہا تھا ملاح آکر جمع ہوے اور غوطہ خورون
نے غوطے لگائے مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا اور جال مین ماہی مراد نہ پھنسی آخر تھک کے بیٹھ رہے
ازرنگ نے اُسی مقام پر قیام کیا رات دن دریا کی طرف دیکھا کرتا تھا اور رویا کرتا تھا۔ ہرکارے
برائے خبر ہر طرف روانہ کر دیے گئے تھے اب اسے تو تلاش ملکہ مین مصروف رکھا جاتا ہی اور بیان

چند کلمہ داستان ضلالت نشان کا فریدست برجیس آفتاب پرست سے گذارش کیے جاتے ہین

بہ بزم سخن طوطی خوش نوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ جو وقت برجیس آفتاب پرست
کو یہ پہونچے کہ ازرنگ بن زمرد ثانی و چترنگ بن زمرد ثانی مع جملہ سرداران نامی و گرامی لشکر
سے علیحدہ ہو کر جانب صحرا روانہ ہوے اور وہان سے ملکہ کو اپنے قبضہ مین کر کے فرار ہوگئے تو برجیس
آفتاب پرست کو نہایت غصہ آیا سامنے اسکے اک سردار بیٹھا تھا کہ نام اُسکا عنقاے دیو پیکر تھا
اُس سے کہا کہ تو جا کر ملکہ کو مع سرداران ازرنگ بن زمرد کے لے آ۔ حسب الحکم عنقاے دیو پیکر ایک لاکھ
سوار کی جمعیت سے بہ تعاقب ازرنگ بن زمرد و چترنگ بن زمرد روانہ ہوا ہو کر برجیس آفتاب پرست
کو جواب نامہ کا انتظار تھا اس سبب سے یہ مقیم رہا کہ اہل قلعہ سے فیصلہ کر لون تو آگے روانہ ہون اور
خود ازرنگ و چترنگ کو سزا پہونچا دون کہ انھون نے محسن کشی کی اور اپنے خداوند سے بدی کی۔ مگر
نہین معلوم کہ یہ دائرہ اطاعت سے کسطرح باہر ہوگئے۔ اب حال نامہ کا سنیے کہ جس وقت نامہ دار
برجیس آفتاب پرست سامنے قلعہ سیماب کے پہونچا اور نہنگ جادو کو معلوم ہوا کہ نامہ دار
کفار کا آتا ہی اجازت دی دروازہ کھلوا دیا لوگ آکر نامہ دار کو لیگئے جسوقت نامہ دار سامنے نہنگ جادو
کے پہونچا نامہ دیا نہنگ جادو مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسے کمال تردد ہوا کہ اگر مقابلہ کرتا ہون
تو علاوہ اپنی جان جانے کے تمام قلعہ سیماب برباد ہو جائیگا اور اطاعت اس کافر کی کرتا جنت کو چھوڑ کر
جہنم مین جاتا ہی۔ نامہ دار سے کہا کہ مجھے اطلاع ہو گئی اب تم جا کر کہدو کہ کل صبح کو مین خود آؤنگا اور جواب
نامہ کا زبانی عرض کرونگا۔ نامہ دار تو اُدھر روانہ ہوا یہان نہنگ جادو نے اُمرا و روساے قلعہ سیماب
کو جمع کر کے مجلس شورہ مقرر کی اور یہ طے کیا کہ کیا کرنا چاہیے بقول نظامی ؎ پے مشورت مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند + جب دوسرا دن ہوا تو نہنگ جادو نے دروازہ قلعہ سیماب کا

کھلوا دیا اور چند تحائف ساتھ لیکر جانب لشکر برجیس آفتاب پرست روانہ ہوا۔ برجیس آفتاب پرست نے بھی لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا وہ آئے اور عزت و توقیر کے ساتھ نہنگ جادو کو لیگئے اور جائے مناسب پر بٹھالا نہنگ جادو نے سلام کیا برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ تو نے سجدہ نہ کیا نہنگ جادو نے کہا کہ مجھے صرف ایک عذر ہی جب وہ عذر نہ رہیگا تو مجھے سجدہ کرنے سے بھی انکار نہوگا۔ پوچھا برجیس آفتاب پرست نے کہ وہ کیا عذر ہی نہنگ جادو نے کہا کہ ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ اس طرف سے شاہزادہ سکندر رستم خو کا گذر ہوا انھوں نے ساحروں کو لڑکر شکست دی اور اس قلعہ کو اسلام آباد کیا جب وہ اطاعت آپکی قبول کرلینگے ہمیں بھی کوئی عذر نہوگا چونکہ برجیس آفتاب پرست بھی متردد تھا کہ ارژنگ بن ذمرد اسکی بہن کو لے بھاگا تھا اسوجہ سے برجیس نے قبول کیا نہنگ جادو نے تحائف شہر کے پیش کیے برجیس نے قبول کیے اور خلعت دے کے رخصت کردیا نہنگ جادو تو قلعہ سحاب میں آکر قیام پذیر ہوا اور برجیس آفتاب پرست نے تیاری کا حکم دیا جب لشکر تیار ہوا برجیس کوچ کرکے تعاقب میں ارژنگ اور خنجر زنگ کے روانہ ہوا۔ کہ اب اسکا حال بھی وقت پر بیان کیا جائیگا۔ اب پھر

چند کلمے داستان مصیبت نشان غریق بحر الفت و گوہر درج محبت نازک مزاج و نازک بدن ملکہ ثریاے سیتمن کے بیان کیے جاتے ہیں

غزل برآغاز داستان

جاتے ہی ایام طفلی قہر ڈھاتا آگیا
بول اٹھی جوبن کہ اب ناوک لگاتا آگیا

ہی دل افتادہ مشتاق اک نگاہ لطف کا
ہاں ابھی بھی رات بھر آنسو بہاتا آگیا

نقل میں پیدا بھلا ہوتی ہی کب تاثیر اصل
باتوں باتوں میں اگر میرا فسانہ آگیا

انتہا عشق یہ تھا ان بیوفاؤں سے ہی کب
راستی کے دن گئے اب کم زمانہ آگیا

حلقۂ گیسو میں بھیجے دل کو بیکار و وصلے
لیجئے جسکی کہ ہمسکو نہ ملا تا آگیا

سرگرانی کیوں ہو سے شوق شہادت کی
ہاتھ میں خنجر کے دے تازیانہ آگیا

بے سکھائے دلبروں کو دل لبھانا آگیا
ان رسیلی انکھڑیوں کو دل لبھانا آگیا

اب رخ دہر آنکے فرود شاد آ گیا
بیکٹ مد کب دیکھنے دیتا ہی صحبت کا

ہائے بلبل کو نہ آئے غل مچانا آگیا
غش مجھے آتے ہی سنے رکھ لیا زانو پہ سر

بات تو یہ ہی کہ کچھ باتیں بنانا آگیا
اشتیاق اتنے سے بڑے اسکے اپنے عشق کا

گھر سے نکلا تھا کہ آگے قیدخانہ آگیا
ہم صفیر و کوشش صیاد کیا تھی پر کچھو

درک نادان کو سے تیر لگانا آگیا
گو بہت کی پاسبانی تشنگی نکہت چمن

خود ہی جب جوش نظر دل کا نشانہ آگیا
لو مری قسمت کی گردش کا زمانہ آگیا

ہجر میں حاصل ہوا کیا سیر شبنم دیکھکر
شمع سے ہمکو بھی اپنا جی جلانا آگیا

اف ری ہشیاری کہ اٹھنے کو نہ تھا عشق کی
شاید اسکو سوتی قسمت کا جگانا آگیا

صبر کا کیا ذکر جب وہ ہیں ستم پرداز خواہ
حشر میں ہر تماشا اک زمانہ آگیا

خود یہ شوق لذت بیداد نے کہوا دیا
تا قفس خود ملکے ہمکو آشیانہ آگیا

پیچھا سی نے نرمی قاتل کیا تخفیف ظلم
چال کیا آئی صبا کو خاک اڑانا آگیا

آرزو جو کچھ ہے ارمان نکلنے کی گیا
دل مسرت سے کے لئے غم کا زمانہ آگیا

سنو یا شنواے ہمدم داستان * کہ بازآمد بسر داستان * یہاں تک بیان ہوچکا ہی کہ ملکہ ثریاے سیتمن ہر چند غواصوں اور تیراکوں نے دریا میں کیا کہ غرق ہوگئی ہر چند ملاحوں نے جال ڈالے اور کوشش کی مگر کہیں پتہ نہ لگا اسی بنا پر ارژنگ ابن ذمرد اور نیز دیگر ملازمین ملکہ کو یقین ہوگیا

کہ ملکہ غرق ہوگئی یہ سب تو دریاے غم مین ڈوبے ہوے ہین کشتی دل طوفان فراق کے تھپیڑے
جھیل رہی ہی مگر حال ملکہ کا سنیے کہ گردش زمانہ نے اسکو دام مین پھنسا کر مثل ماہی بے آب کے تڑپایا
رکھا ہی ورنہ وہ با اقبال گوہر مراد پانے والی ہی ساحل مقصود تک پہونچ جانے والی ہی جس وقت غرق
ہوکر ابھری ہی تو دور جا کر دوبارہ غرق ہوکر جو ابھری تو پانی کے بہاؤ مین اور دور نکل گئی پانی پر ادھر
ادھر جو ہاتھ مارے تو دونون ہاتھ اسکے جال مین پھنس گئے اس مقام پر اک ماہی گیر جال
لگائے بیٹھا تھا اسنے جو دیکھا کہ بجاے ماہی اک زن حسینہ جال مین پھنس گئی ہی جلدی سے جال
کھینچا فریاے سیتھن کو باہر پانی کے نکالا ملکہ بہت سا پانی پیکر بیہوش ہوگئی تھی ماہی گیر نے الٹا کر
پیٹ سے پانی نکالا اپنے گھر لے مین لیگیا بعد بہت دیر کے ملکہ کو ہوش آیا تو اپنے کو اک صحرا مین پایا اور
اک مرد ضعیف کو سامنے دیکھا پوچھا تو کون ہی ماہی گیر نے کہا کہ مین تو ماہی گیر ہون اب آپ بتایئے کہ آپ
کون ہین ملکہ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور تھوڑی دیر تک سکوت کیے رہی کچھ سوچ کے پھر پوچھا
کہ تو کس شہر کا رہنے والا ہی اسنے کہا کہ مین تو گاؤن مین رہتا ہون مگر یہان سے قریب اک شہر
ہی کہ اسکو شہر خاقانیہ کہتے ہین خاقان شیردل وہانکا بادشاہ ہی۔ اب آپ بتایئے کہ آپ کس تباہی مین
یہان تک پہونچین کسی جہاز پر سوار تھین وہ شکست ہوگیا یا کوئی اور صورت تباہی کی ظہور مین آئی
ملکہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال بیان کرون - غزل

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
بچھڑا ہون کاروان سے ایسا جریدہ ہون

ہون موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون جو داغ دیدہ ہون

اے آہ و نالہ مجھسے نہ بچکر چلو کہ مین
وہ کچھ کہون سو ہون غم فرقت رسیدہ ہون

میرا حال پر ملال بیان کے قابل نہین ہی برا ہوا اس زندگانی اور سخت جانی کا جسنے ڈوبنے کے بھی مرنے
دیا نہین معلوم ابھی کیا کیا ذلتین تقدیر مین لکھی ہین تو نے مجھکو ناحق دریا سے نکال لیا لہذا بہتر و
مناسب یہی ہی کہ تو کوئی بوجھ باندھ کر مجھے پھر اسی دریا مین غرق کر دے۔ ماہی گیر نے کہا کہ تم میری
جانب سے ہر طرح کا اطمینان رکھو مین بھی اپنی قوم مین شریف ہون وہ غلام نہین ہون جو دغا کرون
یہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ تمکو دریا مین ڈبو دون بلکہ تمھاری پرورش کرونگا جو کچھ مجھے میسر ہوگا پہلے تمھارے
آگے رکھ دونگا آج سے مین یہ سمجھونگا کہ خدا نے مجھے گھر بیٹھے دختر عنایت کی یہ کہکر ملکہ کو ٹٹو پر لادا
اور خوشی خوشی اپنے مکان مین آیا زوجہ ماہی گیر نے جو دیکھا کہا یہ لڑکی تو کہان سے لایا ارے یہ تو کسی
شاہ و شہریار کی دختر معلوم ہوتی ہی تجھے یہ کیونکر ملگئی - ماہی گیر نے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ خدا
نے ہمکو گھر بیٹھے ایسی دختر عنایت کی تم کچھ خوف نکرو اور اسکی پرورش کرو۔ ملکہ کچھ زیور پہنے ہوے تھی
جب اطمینان ہوا کہ نیت ماہی گیر کی پاک ہی تو سب زیور اتار کے ماہی گیر کی زوجہ کو دیدیا اور کہا کہ اسے
بیچ بیچ کر اب آرام سے زندگی بسر کیجیے اگر آپ مجھے دختر سمجھتی ہین تو مین بھی آج سے مان سمجھونگی
ماہی گیر کی زوجہ نے زیور لیکر بطور امانت اپنے پاس رکھ لیا اور کہا کہ اے بیٹی اگر خدا چاہیگا تو مین تجھکو
اور زیور بنا دونگی یہ تیرا زیور تجھکو مبارک رہے ملکہ فریاے سیتھن سو رہی اور ماہی گیر شہر مین چلا گیا
کچھ مچھلیان بیچ کر گھر مین آیا۔ اب ملکہ یہان رہنے لگی راتون کو چھپکے چھپکے بستر خواب پر رویا کرتی تھی نقوش
شہر اب تانی کی لباس کے نیچے سینے پر رہتی ہی اسکو تنہائی مین نکالکر دیکھ لیتی ہی اور روتی ہی ایک دن
ملکہ رو رہی تھی کہ ماہی گیر کی زوجہ نے دیکھ لیا قریب آ بیٹھی بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ تم کیون روتی ہو
یہ تو ظاہر ہی کہ تم کسی کا مسیر کی دختر ہو زمانہ لغزت سے یہان ہو یہان کی راحت بھی تکلیف سے کم نہین مگر جو

تمنے مجکو دل سے مان کہا ہی تو اب حال اپنا نہ چھپاؤ دل کی بات زبان پر لاؤ جس شی کی خواہش ہو گی
اپنے مکان سے منگا دونگی ملکہ نے کہا کہ مین دختر اُس شخص کی ہون جسکو دعوے خداوندی ہی یعنی
میرا پدر جلیس آفتاب پرست ہی ہزارہا ملک خدا پرستون کے اُسنے برباد کر دیے یہ اُسی کا نتیجہ ہی کہ
آج اُسکی دختر اس تباہی مین پڑی ہی یہ کہکر رونے لگی - بعد اُسکے سارا ماجرا اپنا بیان کیا اور کہا کہ اگر
تم میری عزت کی حفاظت کروگی اور مین اپنے عزیزون تک پہونچ جاؤنگی تو تم کو بہت کچھ دونگی اور کچھ
ایسی نصیحتین کین کہ زوجہ ماہی گیر کو مسلمان کر لیا اور ماہی گیر کو بھی سمجھا بجھا کر مسلمان کر لیا حسب اتفاق
ایک روز ماہی گیر شہر مین گیا ہوا تھا اور زوجہ اُسکی ہمسایہ مین کسی ضرورت سے گئی ملکہ مکان مین
تنہا بیٹھی ہوئی تھی کہ اک کٹنی آگ مانگنے کی غرض سے گھر مین چلی آئی اور نظر اُسکی ملکہ پر پڑی -
دیکھتے ہی سکتے مین رہگئی اتنے مین ماہی گیر کی زوجہ آگئی اُسنے کٹنی کو گھر سے نکالا اور کہا کہ خبردار
آج سے میرے گھر مین نہ آنا کٹنی کو کچھ تو طمع دامنگیر ہوئی کچھ اُسکے جھڑکنے پر کینہ پیدا ہوئی وہ سیدھی
شہر خاقانیہ کی طرف روانہ ہوئی جب داخل شہر ہوئی تو اک عرضی کسی سے اس مضمون کی لکھوائی
کہ مین نے اک عورت خدمت بادشاہ کے واسطے تجویز کی ہی وہ ایسی حسین ہی کہ کبھی عمر مین اپنی نہ
دیکھی ہوگی اور نہ یقین ہی کہ حضور نے دیکھی ہوگی - پتہ بتا دینا میرا کام ہی اور اس عورت پر قبضہ کرنا حضور
کا کام ہی کہ آپ حاکم شہر ہین اگر وہ عورت ایسی حسین نہو جیسی مین نے تعریف کی ہی تو حضور کو حق
خون اپنا بحل کیا اس مضمون کی عرضی لیکر سر راہ کھڑی ہو رہی جس وقت سواری خاقان شیردل کی
اُس طرف سے گذری تو اس لکاتہ نے وہ عرضی خدمت مین بادشاہ کے پیش کر دی بادشاہ نے جو مضمون
عرضی پر نظر ڈالی نہایت خوش ہوا اور اک سوار کو بھیجکر اُس کٹنی کو بلوا لیا جب کٹنی بادشاہ کے سامنے
پہونچی سلام کیا - خاقان شیردل نے کہا کہ وہ عورت کہان ہی کٹنی نے عرض کی کہ حضور کے شہر سے
قریب فلان گانون مین اک ماہی گیر رہتا ہی وہ عورت اُسی کے مکان مین ہی بادشاہ نے کٹنی کو بہت کچھ
انعام عطا فرمایا اور اک سوار بھیجکر ماہی گیر کو بلوا لیا جس وقت سوار نے جاکر ماہی گیر سے کہا کہ تجکو بادشاہ
نے یاد کیا ہی تو وہ گھبرا گیا - زوجہ نے اُسکی پوچھا کہ کیون تم اسقدر پریشان ہو - اُسنے بیان کیا کہ
مجکو بادشاہ نے یاد کیا ہی - زوجہ اُسکی سمجھ گئی کہ یہ سارے فسادات اُسی کٹنی حرامزادی کے برپا کیے
ہین - ماہی گیر ہمراہ سوار کے خدمت مین خاقان شیردل کے روانہ ہوا جب سامنے پہونچا سلام
کیا - مگر خوف سے کانپ رہا تھا - بادشاہ نے کہا کہ تیرے گھر مین کوئی خوبصورت عورت ہی - ماہی گیر نے
عرض کی کہ ایک میری بی بی اور ایک دختر کے سوا کوئی عورت نہین ہی - بادشاہ نے کہا بی بی تیری تجکو
مبارک لیکن اُس دختر حسینہ کو خدمت بادشاہی مین پیش کر تجے بہت کچھ انعام و اکرام ملیگا اور نظر خلائق
مین تیری عزت زیادہ ہوگی کہ یہ بادشاہ کا خسر ہی ماہی گیر نے عرض کی کہ یہ تو حضور حاکم وقت ہین جسطرح
چاہین پیش آئین لیکن جیسی حضور عزت فرماتے ہین اس سے زیادہ بے عزتی کی کوئی بات نہین ہی
یہ وہی مثل ہی کہ ٹاٹ پر مونج کی بخیا حضور پیوند مین پیوند خوب لگتا ہی آپ حاکم ہین رعایا بجاے اولاد
کے ہوتی ہی آپکو ایسی نیت نہ رکھنا چاہیے - وہ عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائیگا مجھ ایسے نسل
کی لڑکی کہین ایسی حسین ہو سکتی ہی جو خدمت بادشاہ کے قابل ہو یہ لوگون نے حضور کو فریب دیا ہی
اور میری نظر مین تو وہ کیسی ہی کیون نہو بھلی ہی معلوم ہوگی اسلیے کہ میرے جگر کا ٹکڑا ہی بادشاہ نے کہا
وہ جیسی ہو مجھے پیش کرنا پڑیگی دیکھا ماہی گیر نے کہ تیور بادشاہ کے بگڑے ہین کہا یہ تو مین پہلے ہی کہ

کو حاکم سے کیا بس ہر کہ میں آج کے تیسرے روز لیکر حاضر ہونگا اسلیئے کہ پھر مجھے اُسکی صورت دیکھنا کہان نصیب ہوگی۔ تین روز جی بھر کے اُسکی شکل دیکھ لون اور اُسسے بھی سمجھا بجھا کر رضامند کرلون بادشاہ یہ سُنکر خاموش ہو رہا چلتے وقت بہت سا روپیہ ماہی گیر کو دیا۔ پہلے تو ماہی گیر نے روپیہ لینے مین تامل کیا کہ بادشاہ کا حق قائم ہو جائیگا پھر خیال آیا کہ نہ لینے مین یہ بدگمان ہوگا اگر اسی وقت قتل کرا ڈالے یا قید کرنے کو حکم کر دیگا۔ پھر کوئی تدبیر بھی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر روپیہ لے لیا اور گھر مین اپنے آیا۔ زوجہ سے تمام کیفیت بیان کی۔ اُسنے کہا کہ جواب کیا کروگے۔ ثریا سے سیمتن نے جو یہ حال سُنا فلک کو دیکھا اور اک آہ سرد بھری کہ جدھر ہم جاتے ہین ایک نہ ایک بلا نازل ہوتی ہی جو ہی وہ دشمن آبروہی خداوندا اس سے تو مجھے موت دیدے لیکن ماہی گیر نے بہت سی تسلی و تشفی کی اور کہا کہ مین جا کر تدبیر کرتا ہون یہ کہکر مکان سے نکلا اور جانب قلعہ قاقانیہ روانہ ہوا قلعہ دار اسکا عزیز تھا نام اُسکا فیروز قلعہ دار تھا اور نہایت مغرور اور بہادر تھا کہ جسکی سبب اس مرتبہ کو پہونچا تھا۔ جسوقت ماہی گیر سامنے قلعہ دار کے پہونچا تو نہایت پریشان تھا۔ فیروز نے پوچھا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہین۔ ماہی گیر نے کہا کہ بابا اب ہماری قوم بھی بدنام ہوا چاہتی ہی بادشاہ بدنیت ہوگیا ہر ایک کی جورو بیٹی کو تاکتا ہی گھر مین بیٹھنا دشوار ہی عافیت تنگ ہی اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہی تمکو خدا نے مرتبہ اعلیٰ دیا ہی تمہارے پاس فریاد کو آیا ہون یہ سمجھ لو کہ قوم مین غریب امیر سب برابر ہین جیسے ایک کی عزت گئی ویسے سب کی عزت گئی بادشاہ سے نہین معلوم کسنے لگا دیا کہ اسکی دختر حسین ہی اُسنے مجھے بلا کر جبر کیا کہ اُسے میری خدمت مین بھیجدے مین نے تین روز کا وعدہ کیا ہی اب تم کہو تو ناک اپنی اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون اور لڑکی کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجدینا ورنہ وہ زبردستی چھین لیجائیگا۔ یہ سُنکر فیروز غصے سے عرق عرق ہوگیا اور کہا کہ آپ اُس دختر کو لیکر اس قلعہ مین چلے آئیے مین بادشاہ سے لڑونگا جبتک میری حیات باقی ہی کیا تاب ہی بادشاہ کی کہ آپ کی دختر کی طرف نگاہ بد سے دیکھ سکے یہ سُنکر ماہی گیر نہایت خوش ہوا اور ہزارون دعائین قلعہ دار کو دیتا ہوا اپنے گھر مین آیا اور تمام کیفیت سامنے اپنی بی بی اور ملکہ ثریا سے سیمتن کے بیان کی ثریا سے سیمتن نے کہا کہ مین نہین چاہتی کہ میری وجہ سے ہزارون خون ہون لاکھون آدمی تلف و برباد ہون اس سے میرا ہی مر جانا بہتر ہی مین زہر کھا کر جان دیدیتی ہون جب مین مر جاؤنگی تو آپ لاش میری اُٹھا کر بھجوا دیجئیگا۔ پھر بادشاہ اتنی بدسلوکی نہ کریگا۔ ماہی گیر نے کہا کہ بعد تمہارے میری زندگی پر خاک ہی مین نے جو تم کو زبان سے دختر کہا ہی تو فی الحقیقت دختر ہی سمجھتا ہون یہ مثل مشہور ہی کہ مان جنے بار بار زبان جنے ایک بار جو کہدیا وہ کہدیا اب تم شب کو میرے ساتھ قلعہ مین چلی چلو پھر دیکھا جائیگا یہ کہکر دن بھر مین ماہی گیر نے سب نقد و جنس اپنا قلعہ مین بھیجدیا اور آپ شام کے وقت مع اپنی بی بی و دختر جانب قلعہ روانہ ہوگیا فیروز نے اندر قلعہ کے محفوظ مقام پر اک مکان رہنے کو دیا اور سب اہل قلعہ کو آمادہ کر کے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا پل تختہ اُٹھوا لیا خندق پُر از آب کر دی وہان بادشاہ کو یہ خبر گزری کہ ماہی گیر مع دختر بھاگ کر قلعہ مین گیا ہی اور فیروز قلعہ دار کہ وہ بھی ماہی گیر ہے آپ سے برخلاف ہوگیا ہی اُسنے ماہی گیر کو بسبب رعایت قرابت کے دامن پناہ کا دیا ہی اور سامان جنگ کیا ہی یہ سُنکر بادشاہ نہایت برہم ہوا اور کہا کہ سچ ہی کمینے کو عزت اسی سے نہ دینا چاہیئے کہ پھر وقت

دغا کا خوف لگا رہتا ہی خیر کچھ پروا نہین کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اور جسقدر ماہی گیر ہمارے شہر مین
ہین سب کو نکال دو معلوم ہوا کہ یہ قوم نہایت سرکش اور نمک حرام ہی یہ حکم پاکر سوارون نے جاکر مکان
ماہی گیرون کے لوٹنا شروع کردیے ماہی گیر فریاد کرتے ہوے شہر سے نکل گئے جب یہ خبر فیروز
قلعہ دار کو پہونچی تو اُسنے اپنے آدمی بھیجکر سب ماہی گیرون کو اندر قلعہ کے بلوا لیا اور رہنے کی جگہ دی
اُدھر بادشاہ لشکر کو لیکر آپڑا اور سامنے قلعہ کے پہونچکر لشکر کو اُتارا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ - یہ خبر
فیروز قلعہ دار کو پہونچی اُسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو خاقان
شیر دل نے قلعہ پر چڑھائی کی - فیروز قلعہ دار آکر قفل بند دروازے پر بیٹھا اور دوربین لگا کر دیکھنے لگا
گولہ انداز رنجک حقہ مین روغن لیے ہوے توپون پر مسلط تھے کہ اشارہ پائین اور فیر کرین اُدھر خاقان
شیر دل کہ نہایت مرد بہادر اور زبردستان روزگار سے ہی اپنے ہی بل پر سلطنت کرتا ہی بس اُسنے
دو ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ کی طرف چلا جسوقت دیکھا فیروز نے کہ اب سب زد پر آگئے ہین
بس اسنے گولہ اندازون کو حکم دیا - اُنھون نے توپون پر بتی رکھی تو بمانند رعد آواز نوازش مین آیا کہ تمام
صحرا گونج گیا اور دھوان دھار ہوگیا - ہر طرف سوا دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا کوئی پانچ سو آدمی ہمراہیان
خاقان شیر دل سے اُٹھ گئے باقی پلٹ گئے اور خاقان شیر دل غصہ ہی مین بڑھا چلا آتا تھا - ایک
ہاتھ مین سپر ایک مین گرز برابر گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا جسوقت ہوا سے دھوان منتشر
ہوا اور روشنی ہوئی تو اہل قلعہ نے دیکھا کہ زمین سرخ ہوگئی ہی سیکڑون لاشین پڑی ہوئی ہین مگر
خاقان شیر دل لب خندق پر کھڑا انسے مار رہا ہی کہ کیون ٹھہراون دیکھا تھے کہ کیا ہوا اب کہان
جاتے ہو سپر کے ہاتھ سے پکڑکر جو مرکب کو اشارہ کرتا ہی تو گھوڑے نے چارون چلیان دیوار کے
پشتہ پر بجا مین اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ بارود کی ہانڈی کڑک کا بولا ماتے کا متوالا یہ سب
چیزین پھینکین - مگر خاقان شیر دل نے ان سب کو بھی خالی دیا اور گرز تانے ہوے دروازہ قلعہ
کی طرف چلا کہ دروازہ توڑکر داخل ہون - وہان قلعہ مین تلاطم ہوگیا - یہانتک کہ ملکہ فریاے سیمتن کو
بھی خبر ہوگئی کہ بادشاہ دروازہ توڑکر داخل قلعہ ہوا چاہتا ہی بس اُسنے بیتاب ہوکر بال سر کے کھولدیے
اور کوٹھے پر چڑھ گئی کہ اگر لوگ میری گرفتاری کو آئین تو اپنے کو کوٹھے سے گراکے ہلاک کر ڈالون
اور اگر خدا میری شرم رکھ لے تو کیون اپنے کو ہلاک کرون - بس اُسنے بال بکھیرکر دست نازنین جانب سما
بلند کیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان مین تجھ پر ایمان لائی ہون اور فلک
کی ستائی ہون گردش تقدیر نے کیا کیا انقلاب دکھایا کہان سے کہان پہونچایا میرا حسن و جمال
میرے واسطے وبال ہوگیا کہ جو دیکھتا ہی وہ درپے آبرو ہوتا ہی - تو ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح میری قبض
کرے کہ اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہی یا میری عزت بچا اور مجھکو شاہزادہ گلچہر اب ثانی سے
ملا - یہ کہکر رونے لگی اُدھر اہل قلعہ نے دعائین مانگنا شروع کین کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد خفیف
بلند ہوا اور آتے آتے وہ گرد شق ہوئی دل گرد سے یکہ سوار نقابدار زمرد پوش پیدا ہوا یہ شاہزادہ
رفیع البخت مین اپنے لشکر سے پرے شکار علحدہ ہوے تھے راستہ بھول کر اسطرف آنکلے تو دیکھا
کہ اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین اور ایک شخص گرز تانے ہوے دروازہ قلعہ پر کھڑا ہی چاہتا ہی کہ پھاٹک
توڑکر داخل قلعہ ہون رفیع البخت نے قریب آکر آواز دی کہ اے اہل قلعہ یہ کیا معاملہ ہی اہل قلعہ نے
کہا کہ ای جوان یہ بادشاہ ظالم اور بدنیت ہوگیا ہی رعایا کی عورتون کو زبردستی قبضۂ تصرف مین لاتا

چاہتا ہی اس بنا پر لڑائی ہوئی آخر ہم لوگ مغلوب ہوے اب جان اور آبرو دونون پر آ بنی ہی کوئی صورت
بچنے کی نظر نہین آتی یہ سنکر رفیع البخت نے خاقان شیردل کو للکارا کہ او بادشاہ یہ کیا حرکت ہی تجھے
شرم نہین آتی کہ اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی۔ پس بہتر یہی ہی کہ پلٹ جا اور اپنے ارادے
سے باز رہ ورنہ قسم بامیان خود کہ ساری سرکشی دم بھر مین بھلا دونگا نام تیرا مثل حرف غلط صفحہ ہستی
سے مٹا دونگا۔ یہ سنکر خاقان شیردل کو نہایت غصہ آیا باگ گھوڑے کی پھیری اور پکارا کہ او
نقابدار مفلوک روزگار تجھے کسی کے امور مین کیا دخل ہی۔ جب سرکش رعایا ہو تو اسکے ساتھ کیا
کیا جاے مثل مشہور ہی کہ ریاست بے سیاست نہین ہوتی ہی۔ ان لوگون نے سر اٹھایا مین نے
انکے سرکوبی پر کمر باندھی تو جہان سے آیا ہی پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ مین اپنے بل پر
سلطنت کرتا ہون دوسرے کے بھروسے پر حکمرانی نہین کرتا ہون۔ رفیع البخت نے کہا کہ مین بغیر
اس جھگڑے کو مٹائے ہوے نہ جاؤنگا اور تجھکو سزا دونگا کہ آیندہ سے تو ایسی حرکتین نکرے۔
ادھر اہل قلعہ نے جو آنا سہارا پایا اور فریاد کرنے لگے دہائی نام نقابدار کی دینے لگے یہ آوازین ملکہ کے
گوش زد ہوئین ملکہ ثریا سے سمتن نے پوچھا کہ کیا بات ہی کچھ عورتون نے بیان کیا کہ ایک نقابدار
نو مرد پوش آیا ہی اور وہ ہماری کمک کر رہا ہی خدا اسے فتحیاب کرے یہ سنکر ملکہ سہ منزلے پر چڑھکر
دیکھنے لگی کہ وہ نقابدار کون ہی۔ یہان بعد گفتگوے بسیار خاقان شیردل نے نیزہ مارا نقابدار
نے نیزے کو نیزے پر لگا نیزے طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی۔ یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین
نکالکر گتھ گئے۔ گھوڑے اشارون پر پھر رہے تھے دونون تہ گرد و غبار مین اسطرح پنہان تھے کہ
کبھی نظر آتے اور کبھی نہ نظر آتے سنانین مثل طرارون کے چمک رہی ہین کوئی تیس طعنون کی نوبت
آئی ہوگی کہ اک مقام پر نقابدار نے آواز دی کہ ہوشیار ہو نیزہ جاتا ہی۔ خاقان شیردل نے ہر چند چاہا
کہ نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑون مگر وہ جھٹکا پڑا کہ صاف نیزہ نکل گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ تیر شہاب چھوٹا ادھر
تو نیزہ خمیدہ ہوکر زمین پر گرا ادھر خاقان شیردل نیزہ بحساب خجالت مین غرق ہو گیا اہل قلعہ نے
خوشی کے نعرے بلند کیے اور ہمراہیان خاقان شیردل نے گردنین جھکالین بس خاقان پکارا کہ او
نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا کہ جو آج تک بہرام فلک سے بھی
مقابلہ مین کم نہین رہا ہی مگر خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی رستم
بازی جسکو حلال مشکلات عالم کہتے ہین۔ یہ کہکر تلوار ماری۔ رفیع البخت نے آتی ہوئی تلوار خالی مین
کرکے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ تلوار سے پہلے زیر بغل جا پہونچا پس رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ خاقان اوندھے منھ سامنے آ رہا۔ پس دوسرا ہاتھ بڑھاکر اور کمر زنجیر کا بند
پکڑکے جو زور کیا تو فاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون خاقان نے
امان مانگی۔ فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہی خاقان شیردل نے قبول کیا رفیع البخت نے اسکو چھوڑ دیا
اور کلمہ تلقین فرمایا۔ خاقان از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب مین کبھی دغا نکرونگا کہ پھر کسی صورت
کو اپنے تصرف مین لاؤن لیکن ایک بات کا امیدوار ہون فرمایا بیان کرو۔ خاقان نے عرض کی کہ
مین آپ کا غلام تو ہوا لیکن بغیر جانے پہچانے مجھے صورت اپنی دکھا دیجیے فرمایا کہ مجھے اپنے راز کے
فاش ہونے کا خوف ہی۔ خاقان نے کہا نہان کون ہی جو آپکو پہچانکر جلسے اخفاے راز منظور ہو کیا پھر
ظاہر کریگا آخر مجھسے اگر کوئی پوچھے کہ تو اپنے آقا کو جانتا ہی تو مین کیا جواب دونگا چونکہ اس محل پر

افشائے راز کا خوف تھا۔ رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اٹھا دی خاقان شیر دل صورت دیکھکر محو
ہو گیا۔ گرد پھرا اور کہا کہ خدا نے سبھی کچھ دیا ہے اور جرأت ایسا حسن ایسا۔ یہ سب کیفیت ملکہ نے بھی دیکھی
جسوقت رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اٹھائی اور نظر ملکہ کی پڑی تو یہ جھجک گئی کہا کہ یہ تو وہی
ظالم معلوم ہوتا ہے جسکی محبت نے تباہ کر دیا ہے پس ماہی گیر سے کہا کہ ذرا آپ جا کر اس جوان شیر دل
کو بلا لائیے کہ مجھے اس سے کچھ باتیں کرنا ہیں مجھے اسپر کچھ شک ہوتا ہے۔ یہ سنکر ماہی گیر قلعہ سے باہر آیا
اور شاہزادہ رفیع البخت سے عرض کی کہ جس عورت کی بابت یہ ساری جنگ ہوئی ہے وہ آپ کو بلاتی
ہے اسے کچھ کہنا ہے۔ خاقان نے ماہی گیر کو پہچانا اور کہا اے شہریار اسی ماہی گیر کی دختر کے سبب
سے یہ فساد ہوا اگر آپ اسکے پاس جاتے ہیں تو میرا بھی خیال رہے۔ فرمایا میں ضرور پیام کہدونگا
اور سمجھاؤنگا بھی بشرطیکہ وہ قبول کرلے اور کسی دوسرے کا ناموس نہو یہ فرما کر ماہی گیر کے ہمراہ
قلعہ میں داخل ہوئے اور اس مکان میں پہونچے جہاں ملکہ ثریا سیمتن پردہ میں بیٹھی تھی
رفیع البخت پر نظر جو ملکہ کی پڑی بس اپنے تصویر سہراب ثانی کی نکالکر دیکھی تو کچھ خط و خال میں فرق
پایا بعد اسکے نام پوچھا۔ رفیع البخت نے نام اپنا بیان کیا اسوقت ملکہ نے کہا کہ آپ شاہزادہ سہراب
بن رستم ثانی سے بھی آگاہ ہیں فرمایا ہاں میں جانتا ہوں وہ میرا بھتیجا ہے ملکہ یہ سنکر رونے لگی اور پردہ
الٹ کر قدموں پر گر پڑی رفیع البخت نے [illegible] پاؤن اپنے پیچھے ہٹائے اور فرمایا کہ حال
اپنا بیان کرو ملکہ نے کہا کہ آپ انکے چچا ہیں تو میرے بھی بزرگ ہوئے جہاں آپ نے میری جان اور
بچائی مجھے سہراب بن رستم تک بھی پہونچا دیجئے کہ میں انھیں کی کنیز ہوں اور انھیں کی محبت میں
اس درجہ کو پہونچی ہوں بعد اسکے اپنے بھائی کا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور اپنے حسب و نسب
سے بھی آگاہ کیا۔ رفیع البخت یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے بھیجنے کا انتظام
کرتا ہوں یہ فرما کر باہر قلعہ کے آئے تھے کہ گرد اڑی اور تجمل گردبیش خیمہ لیے ہوئے آکر پہونچا اسی طرح یکے
بعد دیگرے تمام سردار اور کل لشکر رفیع البخت کا آگیا۔ اہل قلعہ کی آنکھیں کھل گئیں اور خاقان
شیر دل کی نظروں میں بھی جاہ و جلال شاہزادہ رفیع البخت کا اور زیادہ ہوا۔ رفیع البخت نے خاقان
شیر دل سے فرمایا کہ اب میں جاتا ہوں۔ خاقان شیر دل نے عرض کیا کہ دعوت اس غلام کی قبول
فرمائیے ارشاد کیا کہ مجھے کوئی عذر نہیں لیکن زیادہ ٹھہر نہیں سکتا اسلیئے کہ میرے والد ماجد طلسم کو گئے
ہوئے ہیں سنتا ہوں کہ وہ طلسم نہایت سخت ہے خدا جانے کیا ٹھہرے کچھ حال بہت روز سے معلوم
نہیں ہوا۔ خاقان نے عرض کی کہ یہ غلام بھی ہمراہ رکاب ہے صرف آج کی شب قیام فرمائیے مختصر
دعوت قبول کیجیے صبح کو میں بھی ہمراہ چلونگا۔ رفیع البخت نے منظور کیا غرضکہ خاقان شیر دل
مع رفقا شاہزادہ رفیع البخت کو شہر میں لایا سامان دعوت مہیا کیا اور چلنے کی تیاری کی۔ جب
صبح ہوئی تو رفیع البخت مع خاقان شیر دل کوچ کرکے آگے روانہ ہوئے ملکہ کو محافہ میں بٹھا کر
ساتھ لے لیا تھا اور فیروز قلعہ دار کو خاقان نے اپنا قائم مقام کرکے واسطے انتظام کے
چھوڑ دیا تھا کہ اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔۔ اب کچھ حال ارژنگ بن زمرد ثانی کا سنیے
کہ ہرکارے اسکے ہر طرف گئے ہوئے تھے کہ اگر زرجبیں آفتاب پرست آتا ہو تو اطلاع دیں
یا شاید ملکہ کا کہیں پتا لگے تو آگاہ کریں۔ اک روز ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ عنقائے کوہ پیکر
زرجبیں آفتاب پرست کی جانب سے آپکی تلاش میں آتا ہے ارژنگ بن زمرد ثانی بڑا باخوف

غالب ہوا کہ اسی وقت وہان سے کوچ کرکے جلد با ہرچند سختگان وغیرہ نے سمجھایا کہ عنقاے
کوہ پیکر ساحر نہین ہی تمھارے ساتھ ایسے ایسے پہلوان زبردست ہین کہ عنقا کو زبر و زبر کر ڈالنے کو
کافی ہین پھر کیون خوف کرتے ہو قرماسپ اور وہلیم و اسلم نے بھی بہت کچھ سمجھایا مگر ارژنگ نے
کہا کہ اجتو مین تقدیر کوچ کر چکا یہ محل تقدیر پلٹنے کا نہین ہی جسوقت ارژنگ جا لیا اور عنقاے
کوہ پیکر اس مقام پر پہونچا تو اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ نے اسی دریا مین کود کر اپنے کو غرق کر دیا
ارژنگ ملکہ کے غم مین بہت پریشان رہا آخر کسی طرف چلا گیا۔ عنقاے کوہ پیکر نے اپنے
ہمراہیون سے کہا کہ اب میرا جانا فضول ہی جسکے لینے کو جلا تھا اُسکے ملنے سے تو ناامیدی ہوگئی اب
چلکر خداوند سے اطلاع کرنا چاہیے سب نے کہا کہ یہی مناسب ہی بس عنقاے کوہ پیکر اس مقام
سے پلٹ گیا اور برجبیس آفتاب پرست کو ملکہ کے غرق ہوجانے کی خبر دی برجبیس کو سناٹا سا
آگیا بظاہر تو کہا کچھ پروا نہین خداوند آفتاب تابان اُسکو پھر زندہ کر دینگے لیکن جاے پوشیدہ مین
جاکر بہت رویا اور طرف دطاق کے روانہ ہوا تھیے پہ کب پہونچتا ہی لیکن اب

چند کلمے داستان ارژنگ و چترنگ کے بیان کیے جاتے ہین۔ کہ خبر ملنا ملکہ کی اور مقابلہ ہونا رفیع البخت سے بعد شکست کھانے کے دونون کا بھاگ کر طرف گلستان باختر کے روانہ ہونا۔ باقی حالات متعلق داستان ہذا۔

غزل بر آغاز داستان

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا	یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا	ترے وعدہ پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا	جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا	کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا	نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہین مزار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب | تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

سخن سازان یک سے تماشا | چنین گوید این رنگین فسانہ | کہ ارژنگ بن زمرد ثانی

چترنگ بن زمرد ثانی جو کوچ کرکے پہلے کو جانے جاتے قریب شہر خاقانیہ کے اُنھون نے قیام کیا
رات بسر کی جب صبح ہوئی تو آکر بارگاہ مین بیٹھے اہل ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عنقاے کوہ پیکر جو
تلاش مین آیا تھا وہ ملکہ کے غرق ہونے کا حال سُنکر پلٹ گیا اطمینان رکھیے۔ بعد اسکے چوبدار نے آکر
عرض کی کہ اک سوداگر پردہ ظلمات کا رہنے والا اسود ظلمانی نام حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی چترنگ
نے کہا بلا لیجیے اُسکے پاس اشیاے نادرہ ہونگی ذرا جی بہلجائیگا غم دور ہوجائیگا۔ ارژنگ نے
سوداگر کو بلا لیا اسود ظلمانی حاضر ہوا سلام کیا ارژنگ نے اجازت بیٹھنے کی دی اسود ظلمانی بیٹھ
گیا مگر پریشان پریشان۔ ارژنگ نے پوچھا کہ خیر تو ہی تم کہان سے آتے ہو اور اسقدر پریشان کیون ہو
سوداگر نے عرض کی ایک تو مین اپنی تباہی سے پریشان ہون دوسرے آپکا چہرہ بھی متغیر پاتا ہون اس
سے اور بھی میری پریشانی زیادہ ہوگئی مجھے ظلمات سے چلے ہوے چھ مہینے کا زمانہ ہوا اتفاق سے جس
شہر مین پہونچا وہان ایسی حالت مین پہونچا کہ کچھ مال نہ بچا آخر مین شہر خاقانیہ مین آیا۔ یہان کا بادشاہ

نہایت جیگر دل اور دریا دل تھا سنا کہ وہ بھی اپنے شہر میں نہیں ہے اور مسلمان بھی ہو گیا ہے کوئی عورت
ثریا سے سیمتن نام نہایت حسین کسی ماہی گیر کے یہاں تھی بادشاہ اس عورت پر عاشق ہوا۔ ماہی گیر
نے اُس عورت کو دریا میں ڈالدیا آخر لڑائی ہوئی۔ نقابدار زمرد پوش نے صحرا سے آکر خاقان کو زیر کیا اور
مسلمان کر کے اپنے ساتھ ملکہ اور خاقان کو لیکر جانب طلسم شغاق روانہ ہو گیا۔ بس یہ سنتے ہی
ارژنگ بن زمرد چونک پڑا اور سختگان سے کہا کہ تم کچھ سمجھے یہ سوداگر کیا کہتا ہے سختگان نے کہا
سچ کہتا ہے نہ خدا پرستوں کی موت لکھی ہے نہ ان لوگوں کی جو خدا پرستوں سے وابستہ ہوں۔ ملکہ
رستم ثانی کے فرزند سہراب پر عاشق ہے کسی نہ کسی طرح وہ سہراب تک پہونچ جائیگی اور تمہارے
ہاتھ نہ آئیگی ارژنگ نے قرماسب اور دیلم اور اسلم کی طرف دیکھکر کہا کہ کہو اب کیا کہتے ہو نقابدار
سے مقابلہ کروگے انھوں نے کہا کہ نقابدار تو کیا ہے اگر بہرام فلک مقابلہ کرے تو اُس سے بھی
لڑینگے بس یہ سنتے ہی ارژنگ نے حکم کوچ دیدیا اور جانب نقابدار زمرد پوش روانہ ہوا سوداگر
سر پیٹ کے رہگیا کہ خدا اسکو غارت کرے ایک پیسہ کا سودا بھی کمبخت نے نہ لیا۔ اتنی بڑی خبر
سنکر اسکی شرم بھی نہ کی اگر میں ایسا جانتا تو یہ حال کیوں بیان کرتا۔ اب حال رفیع الکبخت کا
سنیے کہ یہ شکار کرتے ہوئے سیر صحراؤں کی دیکھتے ہوئے کوچ اور مقام کرتے چلے جاتے تھے
اک صحرا میں پہونچکر قیام کیا رات بسر ہوئی صبح کو ہنوز چلنے کی تیاری نہ ہونے پائی تھی کہ جانب
بیابان سے خلق گرد و غبار بلند ہوا کہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہو گیا گھوڑوں کی ٹاپوں
ہر گونہ کے شعبوں کی صدا کان میں آنے لگی۔ شعر۔ سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و
آسمان گشت ہشت ٭ یہانتک کہ آہستے آہستے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نور علم نشان
ہوا کہ سوار کا پیدا ہوئے پھر پرے علموں کے سیاہ و زنگاری تھے اور ہر پھر پرے پر تعریف
ارژنگ دیو جیحون تک تحریر تھی آگے آگے قرماسب بن غرماسب بن طرماسب بن طہماسب
بن عنقول دیو پروردہ ملا بارگاہ کو لیے ہوئے آکر پہونچا اور مقابل لشکر رفیع الکبخت خیمہ برپا کیا
بعد اسکے دیلم و اسلم نہایت شان و شوکت کے ساتھ آکر خیمہ زن ہوئے آخر میں سواری ارژنگ
دیو جیحون تک کی نہایت جاہ و شوکت کے ساتھ آئی۔ لشکر اُترا بازار لشکر کے کھل گئے تمام دن فوجوں
کی آمد اور قیام کرنے میں گذر گیا رات کو سب نے آرام لیا جب صبح ہوئی تو ارژنگ بن زمرد ثانی
نے دبیر سے کہا کہ اک نامہ نقابدار زمرد پوش کو تحریر کر مضمون نامہ یہ ہو کہ اے نقابدار زمرد پوش
میں نے سنا ہے کہ ملکہ ثریا سے سیمتن دختر آفتاب جادو تمہارے ساتھ ہے چونکہ ملکہ نے اپنے
غرق کرنا چاہا تھا دریا میں کود پڑی تھی اس مذاہست پر کہ اُسنے خداوند کے ساتھ گستاخی اور ناز معشوقگی
تھا خداوند کو اُسکی بے ادبی بھی بھلی معلوم ہوئی لہذا اُسکو ڈوبنے سے بچایا اور ماہی گیر کے جال میں
پھنسایا بعد اُسکے کسی پر اعتبار نہوا تو یہ تقدیر کی کہ وہ نازنین تم تک پہونچی کہ تم نہایت مرد متدین اور امانتدار
ہو لہذا اب وہ وقت گذر گیا ملکہ کو ہماری خدمت میں معبود و خداوند تم ایسے بندوں کو بہت دوست
رکھتے ہیں اگرچہ تم لوگ خدا پرست ہو اور خداوند حقیقی کو نہیں مانتے مگر تمہاری راست بازی سے
خداوند تمکو فروغ دیتے رہا ہے اور تمہارا فنا پسند نہیں کرتا اگر اس حکم کے موافق عمل درآمد کروگے تو
خداوند اور بھی تم پر رحمت نازل کریگا بلکہ تمکو صاحبقران زمانہ بنائیگا۔ جسوقت دبیر نے یہ نامہ لکھکے
تیار کیا تو ارژنگ نے آواز دی کہ ہے کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب نقابدار سے لا کے۔ یہ سنتے ہی

قرماسپ اپنے دنگل سے کود پڑا اور نامہ لیکر سر سے باندھا۔ خلعت پہنکر عرض کیا کہ اس کام کو یہ بندہ بے دام انجام دیگا۔ یہ کہکر چار ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر نقابدار زمرد پوش روانہ ہوا خبر نقابدار کو ہوئی کہ قرماسپ بغرض نامہ داری اس طرف آتا ہے چونکہ پردادا قرماسپ کا شاہزادہ نور الدہر کا رفیق رہچکا ہے اس لحاظ سے رفیع البخت نے اپنے کئی سرداروں کو براے استقبال روانہ کیا۔ وہ لوگ گئے اور قرماسپ کو ساتھ لیکر آئے۔ شاہزادہ رفیع البخت نے اسکے واسطے دنگل پہلے سے بچھوا رکھا تھا جب قرماسپ سامنے آیا سلام کیا۔ شاہزادہ نے بیٹھنے کی اجازت دی قرماسپ بیٹھ گیا۔ رفیع البخت نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لعل لعابی بھر دیا۔ قرماسپ پی گیا اور کہا کہ یہ شراب تو نہایت لذیذ ہے ہمنے اسطرح کی شراب کبھی نہ پی تھی۔ شاہزادہ رفیع البخت نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ یہ شراب نشہ نہیں رکھتی ہے مگر قوت شراب سے زیادہ رکھتی ہے اب اہل اسلام یہی شراب پیتے ہیں اور وہ شراب جو عام طور پر رائج ہے اسکو حرام جانتے ہیں قرماسپ نے نامہ پیش کیا شاہزادہ نے نامہ کو پڑھا نہایت غصہ آیا۔ جواب تحریر کیا کہ ای اژدر ناگ تجھے شرم نہیں آتی کہ دعواے خداوندی کرتا ہے تیرے باپ اور دادا نے دعواے خداوندی کیا تو انکا کیا انجام ہوا اور تو کس فیض کو پہونچیگا۔ حالانکہ اُنکے پاس بڑے سامان تھے تو اس بیہودہ گوئی سے باز آ۔ اور ملکہ میرے پاس ضرور ہے مگر وہ عاشق ہے سہراب بن رستم ثانی پر۔ میں اُسے کیونکر تیرے سپرد کردوں۔ جب وہ تیری رضامند نہیں۔ تو بھی اُسکا خیال دل سے بھلا دے میں جسکی امانت ہے اُسی کو پہونچا دونگا۔ اگر تجھے اپنے سرداروں پر دعوی ہو تو طبل بجوا مجھے مقابلہ کرنے میں عذر و انکار نہیں ہے۔ یہ جواب قرماسپ کے سپرد کیا اور خلعت دیکر رخصت کردیا۔ قرماسپ نے لاکر جواب نامہ کا اژدر ناگ کو دیا اژدر ناگ نے جو مضمون نامہ پڑھا نہایت غصہ میں آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ۔ فوراً نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی۔ اُنھوں نے بھی نقارہ رزمی بجوایا۔ دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی اب وہ وقت آیا نظم

لگے ہونے نظروں سے تارے نہان
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
چھپا نور میں جادۂ کہکشان
مسیحا نفس تھی نسیم روان
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیاں

صبح ہوتے ہی دونوں گروہ ہوش نے اپنے اپنے دین و آئین کے موافق رسم عبادت کو ادا کرکے رخ میدان کارزار کا کیا۔ گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونوں طرف کی فوجیں میدان میں آکر صف آرا ہوگئیں۔ پھریرے نشانوں کے اُڑنے لگے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال دونوں جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈ کاٹ کر میدان کو مثل آئینہ کے صاف کردیا۔ بیلداروں نے زمین کی بلندی و پستی کی درستی نہایت تیز دستی سے کی سقوں نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھالا جسوقت میدان درست ہوچکا تو لشکر اژدر ناگ سے قرماسپ نکلا اور سامنے تخت اژدر ناگ کے آکر اجازت میدان چاہی۔ اژدر ناگ نے کہا کہ جا تجکو اپنی دست قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر قرماسپ میدان میں آیا سرا پا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت عرق عرق ہو لیا تو اک مقام پر ٹھہر کر اور دم کو آراستہ کیکے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان تم میں سے جسکو اپنی زندگی ناگوار ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے اسلیے کہ حربہ میرا پیام قضا ہے بس یہ سنتے ہی لشکر رفیع البخت

نے تہمتن گرد نے بود اباگ کا لیا اور سامنے شاہزادہ کے آکر اجازت میدان مانگی شاہزادہ رفیع البخت
نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا مگر حتی الامکان اسکو قتل نکرنا کہ جوان اچھا ہے اور خود بھی پیچھے رہنا کہ حربہ
اسکا بے پناہ ہے تہمتن گرد نے عرض کی کہ اے شہریار میرا بھی یہی قصد ہے کہ اس سے کشتی میں فیصلہ ہو
تو اچھا ہے - یہ کہکر باگ مرکب کی پھیری اور سامنے قرماسب کے آیا بعد گفتگو کے سردار قرماسب
نے نیزہ مارا تہمتن گرد نے نیزہ کو قرماسب کے نیزے پر لگا لیا غرضکہ چلنے لگیں دو دو بدل ہونے
لگی گویا دو مار سیاہ زبانیں نکالے ہوئے لڑ رہے تھے - جب سنان سے سنان لڑتی تھی
شرارے نکلتے تھے بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کام نہ نکلا نوبت بہ اینجا رسید کہ سنانیں بتائیں
نیزوں کی بیکار ہوگئیں ڈانڈیں ہاتھوں سے پھینک دیں قرماسب نے دوڑ کر ساطور اپنا
زرا بے پر سے لیا اور پکارا کہ اے جوان یہ ضرب میری طمانچہ ملک الموت کا ہے اور یہ کہکر اور ساطور کو سر پر
چرخ دیکر تہمتن گرد پر مارا تہمتن گرد بھی رستم وقت ہے جیسے ہی دیکھا کہ ساطور سر پر آتا ہے مرکب کو
اشارہ کیا کہ گھوڑا جھک کر زیر بغل آگیا - تہمتن گرد نے دونوں ہاتھ بڑھا کر میل کو پکڑ لیا اور جھٹکا مارا
کہ ساطور چھین لوں قرماسب اپنے زور میں عیال مرکب پر آرہا مگر ساطور نہ چھوڑا اور سنبھل کر
جھٹکا مارا چاہا کہ ساطور چھڑا لوں مگر تہمتن گرد نے بھی ساطور ہاتھ سے نہ چھوڑا - زور ہونے لگے
مرکب سنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے قرماسب نے ساطور ہاتھ سے چھوڑ کر گریبان میں
ہاتھ ڈالدیا تہمتن گرد نے بھی ساطور کو پھینک دیا اور قرماسب سے دست و گریبان ہوگیا -
زور ہونے لگے - اب تو دونوں لشکروں کے سوار گھوڑے بڑھا بڑھا کر قریب آگئے تماشا کشتی کا
دیکھنے لگے دونوں فیل مست اور اژدر دمان تھے کہ لڑ رہے تھے اگر یہ گیارہ قدم دوڑا لیجاتا تھا
تو وہ بھی اسیقدر پسپا کر دیتا تھا دیکھنے والے ہر چند اندازہ کرتے تھے مگر فرق نہ محسوس ہوتا تھا
یہانتک کہ شام تک کشتی رہی اور مطلب نہ حاصل ہوا شام کو دونوں جانب سے روشنی آگئی
اور دو کاسہ شیر آئے دونوں نے پیے اور پھر لڑنے لگے دم بھر میں سارا دودھ پسینا ہو کر نکل گیا
تمام رات بھی وہی حالت رہی دوسرا دن ہوا - کہانتک بیان کیا جاوے کہ تین شبانہ روز کشتی کا
چوتھے روز قرماسب نے دونوں بازو تہمتن گرد کے پکڑے اور ریل کر لیچلا تھا کہ قضا سے کار
و اتفاقات روزگار سے پاؤں تہمتن گرد کا موش خانہ میں جا کر پھنسا ہر چند چاہا لیکن اسی جگہ قائم
کر لوں ممکن نہوا آخر پاؤں تہمتن گرد کا ٹوٹ گیا تہمتن سر سے پاؤں تک زرد ہوگیا اور تھرتھرانے
لگا قرماسب سمجھ گیا بس لپٹ پڑا اور چاہا کہ باندھ لیجاؤں دیکھا تہمتن گرد نے کہ یہ مجھے اس حالت
میں بھی نہیں چھوڑتا ہے بس کوکھ پر قرماسب کے ایسا گھونسا مارا کہ قرماسب بیہوش ہوگیا اور
ادھر تہمتن گرد تعب سے بیہوش ہوگیا - سرداران ازرنگ قرماسب کو اٹھا لیگئے اور رفیع البخت
اپنے سردار کو اٹھا لائے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے اور اپنے قیامگاہ پر آئے
تہمتن گرد کو شفاخانے بھیجا ادھر قرماسب کو پہر بھر کے بعد ہوش آیا - ولیم خان بن لعل خان
نے پوچھا کہ کیا حالت ہے قرماسب نے کہا اچھا ہوں صرف کوکھ میں درد ہے اگر حریف گھونسا نہ مار دیتا
تو میں اسے باندھ لاتا - ولیم خان نے کہا اے قرماسب پاؤں اسکا بھی ٹوٹ گیا ہے اسی وجہ سے
اسنے عاجز آکر یہ حرکت کی ورنہ ممکن نہ تھا اسلیے کہ تہمتن گرد بڑا بہادر ہے - قرماسب نے کہا کہ پھر طبل
میرے نام پر بجے - ولیم و اسلم نے منع کیا اور کہا کہ تم اپنا علاج کرو جسوقت درد تمہارا دور ہوجائیگا اسوقت

مقابلہ کرنا ابھی ہم موجود ہین قرماسپ نے نہ مانا اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی کہ قرماسپ نے پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے- فرمایا کچھ پروا نہین خدائے ما جبر شکست کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اسطرف بھی نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے- بعد تیاری میدان نقیب نقابت کرکے ہٹے ہی تھے کہ قرماسپ نے پودا باگ کا لیا اور سامنے تخت ارژنگ کے آکر پیادہ ہوا اور اجازت میدان مانگی- ارژنگ نے ہاتھ پشت پر رکھا اور کہا کہ مین نے تجکو نظر کردہ کیا اب کوئی تیری پشت زمین کو نہ لگا سکیگا- جا اور ان خدا پرستون کا کام تمام کر- قرماسپ بہت خوش ہوا لیکن سخنگان نے کہا کہ اے قرماسپ پشت اپنی دھو ڈال- تیرے خداوند مین بوم کی خاصیت ہے اور یہ اونکا آبائی ہے- لقا نے بھی جسکو نظر کردہ کیا وہ بہت جلد زیر ہوکر خدا پرستون کا شریک ہو گیا اور پھر خداوند کا ناطقہ بند کر دیا- تیرا پردادا طہماسپ بن عنقوبل دیو پر زور بھی پہلے خوب خوب لڑا- یہانتک کہ دو مرتبہ صاحبقران اول کو زخمی کیا- تیر دیو بن حمزہ کو جان سے مارا لیکن جب خداوند نے نظر کردہ کیا تو زیر ہوکر حمزہ کا شریک ہو گیا اور ایسا ایسا لڑا کہ خداوند کا ناطقہ بند کر دیا- ارژنگ ان باتون پر بہت خفا ہوا اور کہا کہ تو اعتقاد بندون کے میری طرف سے ضعیف کریگا- وہ مصلحت تھی خداوند کی کہ طہماسپ کو غرور ہوا- غرور خداوند کو پسند نہ آیا اُسے زیر کرا دیا- علاوہ اسکے جب انھون نے دیکھا کہ لاکھون بندون کا خون ہوگا اور یہ ماننے والے نہین ہین تو خداوند نے خود روپوشی اختیار کی اور ان بندگان سرکش کا مٹانا گوارا نہ فرمایا تو خداوندون کی مصلحت کیا سمجھ سکتا ہے- سخنگان نے کہا کہ خیر آج ہی معلوم ہو جائیگا اگر ایسی ہی الٹی مت خداوند کی ہوا کرتی ہے تو یون ہی سہی- قرماسپ سلام کرکے پشت مرکب پر بیٹھ کر طرف میدان جنگ کے آیا اور پکارا کہ اے نقابدارا اگر سردار تمہارا پہلے گھونسا نہ مار دیتا تو مین اُسکو باندھ لیجاتا مگر خیر اُسنے اپنی جان بچائی اور آج میدان مین نہ آیا- رفیع البخت نے کہا کہ اے قرماسپ وہ تجھسے زیر ہونے والا نہین ہے اگر باتون اُسکا دم ٹوٹ جاتا تو معلوم ہوتا- یہی وجہ تھی کہ اُسنے تیری کوکھ پر گھونسا مارا- قرماسپ نے کہا خیر جب وہ اچھا ہوگا اُس سے اُسوقت سمجھا جائیگا- اب کون ہے جو میرے مقابلہ کو آئیگا- یہ سنکر دیوانہ اسکے مقابلہ کو نکلا- اول نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا- آخر قرماسپ نے ساطور مارا کہ دیوانہ زخمی ہوا- لوگ دیوانے کو ہٹا لیگئے دوپہر مین قرماسپ کے ہاتھ سے نو سردار رفیع البخت کے زخمی ہوے آخر خود شاہزادہ نے قصد کیا- تمام طمطراق سے زمرد زین جلوہ گری پر آئے شاہزادہ نے مرکب کو بڑھایا اور شاہزادہ نور الدہر سے اجازت لیکر سامنے قرماسپ کے آئے قرماسپ نے کہا کہ اے نقابدار بہتر یہ ہے کہ اطاعت خداوند ارژنگ کی اختیار کرو ورنہ بہت ذلیل ہوگے اب کوئی میرا مقابلہ نہین کر سکتا اسلیے کہ مین نظر کردہ خداوند ہو چکا ہون شاہزادہ رفیع البخت یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ اے قرماسپ تو طہماسپ سے شخص کا پوتا ہوکر ایسی بیعقلی کی باتین کرتا ہے اسکے دادے نے حمزہ صاحبقران کا کیا کر لیا ہمیشہ تقدیر بگھارتا رہا مگر دال نہ گلی- یہ بھی اُسی خرناشخص کا پوتا ہے کہ تیرے دادا نے جسطرح لقا کی اطاعت چھوڑ دی تھی تجھکو بھی چاہیے کہ اس شیطان کے بہکانے پر نہ آ اور معبود حقیقی کی پرستش کر قرماسپ نے کہا کہ اے نقابدار بس زبان کو اپنی روک کو مجھے جو چاہو سو کہو مگر خداوند کی شان مین کلمات سخت نہ کہو

مین حق پسند ہون اگر تم مجھکو زیر کروگے تو ظاہر ہو جائیگا کہ خداوند ارژنگ مین کچھ قدرت نہین ہی
مین تمھاری اطاعت اور تمھارے خدا کی پرستش اختیار کرونگا ورنہ تم میری اطاعت اور ارژنگ
کی پرستش قبول کرنا۔ رفیع البخت نے کہا مجھے منظور ہی اگر تو مجھے زیر کریگا تو بیشک مین تیرا دین
اختیار کرونگا اور تیری اطاعت مین بھی مجھے کچھ عذر و انکار نہوگا۔ یہ گفتگو سنکر سنگدلان نے کہا کہ تجھے
قرماسپ سے تو ہاتھ دھو بیٹھے وہ جانے مین ارژنگ نے کہا کیا جھک مارتا ہی ادھر قرماسپ اور رفیع البخت مین
نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی بائیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزہ ہاتھ سے قرماسپ کے ہوائی کیا
نیزہ تو مانند تیر شہاب کے بلند ہوکر زمین پر گرا مگر قرماسپ نیزہ برابجاب خجالت مین غرق ہوگیا اور دوڑکر ساطور
اپنا اربے پر سے اٹھایا اور بر پیچ دیکر سر نقابدار زمرد پوش پر مارا نقابدار نے مرکب کو مرکب سے ملاکر ساطور
کو پکڑ لیا۔ قرماسپ نے ساطور چھوڑکر گریبان مین ہاتھ ڈالدیا۔ رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوسکے
زور ہونے لگے مرکب لنگر دون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے۔ قرماسپ بھی گھوڑے سے کودا
رفیع البخت نے بھی زین خالی کیا۔ کشتی ہونے لگی پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوان دن قریب
ختم تھا کہ رفیع البخت نے لنگر قرماسپ کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور مشکین باندھکر
لاہور تیز گام کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گئے اُدھر ارژنگ اور چیرنگ
نہایت پریشان اور بہت ہی اُداس پلٹکر اپنی بارگاہ مین آئے سرداران لشکر نے لباس رزم اُتارا
پوشاک بزم پہنی اور حاضر دربار ہوئے۔ دربار مین سناٹا پڑا تھا مثل مشہور ہی افسردہ دل افسردہ
کند انجمنے را + ارژنگ کی افسردگی سے سب افسردہ تھے ادھر تو اسیری قرماسپ کا خیال اُدھر
ملکہ ثریا سے سیمتن کی جدائی کا ملال۔ طرہ اسپر یہ کہ معلوم تھا کہ ملکہ نقابدار کے لشکر مین موجود ہی اسی
تاؤ پیچ مین آکر اسنے پھر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اب خداوند کو غصہ ہی کل اس نقابدار کو کسی ذلیل
بندے کے ہاتھ سے زک دلوائینگے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے شاہزادہ
رفیع البخت کو اطلاع کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی۔ اسی وقت یہان بھی طبل جنگی بجا۔ دونون
لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو اہل اسلام
نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرکے وعدہ گاہ مصاف مین آئے اُدھر
ارژنگ اور چیرنگ فوج فراوان ساتھ لیے ہوئے میدان مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جو وقت نقیب نقابت کرکے ہٹگئے تو لشکر کفار سے اسلم خان بن توسج
ارژنگ سے اجازت لیکر میدان مین آیا خوب سلح شوری کی سپنزے کے ہاتھ نکالے پھرایا میدان
کا دکھایا جب عرق عرق ہوگیا تو اک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ ای
نقابدار سبز پوش آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جسکے ملوانے اٹھارہ برس ملک باختر مین صاحبقرانی کی اور
اولاد حمزہ اُسکا کچھ نہ کرسکی اور میرا جد اعلیٰ وہ شخص ہی کہ جو رستم داستان کہلاتا ہی تمام زمانہ اُسکے
زور و جرأت سے آگاہ ہی لیکن چونکہ ابرج نوجوان نے دین آفتاب پرستی کو ترک کرکے اسلام اختیار
کیا اس بنا پر اُنکے فرزند ارجمند توریج نے اُنسے انحراف کرکے مقابلے کیے اور وہ خدا پرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوئے بس ہمکو بھی کد ہوئی کہ نام خدا پرستون کا صفحہ ہستی سے مٹا دین ہمکو نصیحتاً
سمجھایا جاتا ہی کہ ملکہ کو ارژنگ بن زمرد شاہی کے سپرد کردو اور مذہب خدا پرستی کو ترک کردو تو بہتر ہی ورنہ

میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے۔ یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے آواز دی کہ ای اسلم تمکو شرم نہین
آتی کہ جن اجداد کے نام سے اظہار بزرگی کرتے ہو انھین کے مذہب سے مخالفت بھی ظاہر کر رہے ہو
اولاد صاحبقران ہوکر دین صاحبقران سے منحرف اور اپنے عزیزون کے خون کے پیاسے ہو مجھے
تمپر ہاتھ اُٹھاتے شرم آتی ہی تمھارا قتل کرنا اپنے اعضا کا اپنے ہاتھ سے جدا کرنا ہی مگر مجبور ہون کہ تم
ایسا ننگ خاندان کوئی نہوگا۔ مین بھی تمکو ازراہ نیکی سمجھاتا ہون کہ اطاعت سے اس کافر کے باز آؤ اگر
دعوے خون عزیزی ہی تو لڑانے کو مین منع نہین کرتا مگر عاقبت اپنی کیون خراب کرتے ہو کہ دنیا بھی
شلیط اور عقبیٰ بھی ہاتھ سے جائے۔ یہ سنکر اسلم نے کہا کہ اے رفیع البخت اگر تمھارا خدا عادل
ہوتا تو میرے باپ دادا قتل نہوتے بس اس بیہودہ گفتگو پر رفیع البخت کو تاب نہ رہی ویسے ہی
مرکب کی باگ لی اور سامنے اسلم کے ہو کر پکارے کہ بس اب ایسے گفتگو بیکار ہی معلوم ہو گیا کہ
قلب تمھارا سیاہ ہی تم کسی طرح راہ پر نہ آؤ گے سبب اسکا وہی خرابی ہی جو تمھاری دادی کی
طرف سے ظہور مین آئی ہی نہ خلاف شریعت تمھاری پیدایش ہوتی نہ تم کافر ہوتے بس یہ سنتے ہی
اسلم سے تاب ضبط نہوسکی اور نیزہ سینۂ بکینۂ رفیع البخت پر مارا۔ رفیع البخت نے نیزہ کو اسلم
کے اپنے نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین نیزہ بازی ہونے لگی۔ بند بندھنے لگے اور کھلنے لگے
گھوڑون کی گشت سے جو گرد اُڑی تو دونون سوار چھپ گئے اُس گرد و غبار مین نیزے اسطرح
چمک رہے تھے جیسے ابر غلیظ مین کوندا لپکتا ہی دیر تک یہی حالت رہی اک مرتبہ اسی ابر مین سے
اک برق چمک کر بلند ہوئی اور زمین پر گری۔ گرد جو متموج ہوا سے برطرف ہوئی تو دیکھا کہ ڈنڈا
اسلم کے ہاتھ مین ہی سنان نیزہ خاک پر چمک رہی ہی بس اسلم نے غیرت مین آکر ڈنڈا ہاتھ سے
پھینک دی اور تلوار کمر سے کھینچی رفیع البخت پر وار کیا۔ رفیع البخت نے سپر بلند کی تلوار
اسلم کی سپر کو کاٹ کر دو انگل خود مین در آئی تھی کہ رفیع البخت نے دستانہ مارا۔ تلوار چھٹکا کر
نکل گئی سر محفوظ رہا بس اسی غیظ و غضب مین رفیع البخت نے بھی تلوار ماری اسلم نے سپر کو چہرہ کی
پناہ کیا تلوار نے سپر کو مانند قرص مہ کے کاٹا خود کو دو کیا چاہتا تھا اسلم کہ ہشانہ مارون کہ رفیع البخت
نے جھٹکا دیا تلوار تا جگرگاہ اُتر گئی اسلم پھڑک کر زمین پر گرا مرتے ہی اسلم کے دیلم کی نگاہون
مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور تلوار کھینچکر رفیع البخت پر آ پڑا اور پرنے لگا۔ رفیع البخت برابر وار
اسکے رد کرتے چلے جاتے ہین کہ اک مرتبہ رفیع البخت نے سپر کی اوجھڑ ماری۔ دیلم کے ہاتھ مین
چوٹ آئی مگر تلوار قبضہ سے نہ چھوٹی۔ دیلم نے پھر تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پکڑ لی اور
دوسرا ہاتھ دراز کر کے بند کمر پکڑ لیا۔ زور کیا۔ کوئی بالشت بھر قاش زین سے دیلم کو بلند کیا ہوگا کہ
گھوڑا دیلم کا بھاگ نکلا۔ دیلم ہاتھ پر بلند ہوا بس اُسنے غیرت مین آکے لنگر مارا کمر زنجیر کا بند
ٹوٹا۔ دیلم زمین پر گرا۔ ارژنگ سمجھا کہ دیلم مارا گیا۔ بس اُسنے کل لشکر کو اشارہ کیا کہ لینا اس
نقابدار کو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی تمام فوج رفیع البخت پر آ پڑی۔ ادھر سے شاہزادہ نورالدہر
بھی کل لشکر کو لیکر آ پڑے تلوار چلنے لگی۔ دیلم نے اک سوار کو مار کر مرکب اُسکا اپنے قبضہ مین کیا
اور مرکب پر سوار ہو کر اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا رفیع البخت کی طرف چلا۔ قضا سے کار راستے مین
نورالدہر سے سامنا ہو گیا۔ دیلم نے نورالدہر پر تلوار ماری۔ نورالدہر نے وار دیلم کا رد
کر کے کمر کا ہاتھ مارا کہ دیلم کے دو ٹکڑے ہوئے۔ یہ دیکھتے ہی ارژنگ نے چرنگ سے کہا

کہ اب رنگ لڑائی کا بدرعب ہے کسی حیلے سے ٹلنا چاہیے ورنہ جان بچانا ان نقابداروں کے ہاتھ
سے بہت دشوار ہے۔ جتر نگ نے کہا جو آپ کی رائے اسلیے کہ آپ بڑے ہیں۔ سختگان ملعون
کہ تقدیر گر ز کیسے پوچھا ہے یوں بجائیے گا تو یہ نقابدار گیدڑ کے مار ڈالینگے فوج سے کہیے
کہ تم جم کر مقابلہ کرو میں تقدیر فتح بنانے جاتا ہوں۔ یہ لوگ نقابداروں کو روکے رہینگے۔ آپ
حکم دیجیے کہ کشتیاں تیار ہوں اور بیٹھ کے کشتیوں پر طرف ملک باختر کے روانہ ہو جائیے
میں نے اک سوداگر کی زبانی سنا ہے کہ ساریق بن لقا بڑے خداوند کے چھوٹے بھائی
نے خروج کیا ہے اور سامان خداوندی فراہم کر رہے ہیں وہ آپ کے چچا ہیں آپ کی عزت کرینگے
دست شفقت پشت پر رکھینگے۔ یہ سنکر ارژنگ اور جتر نگ نے کہا کہ رائے اس شیطان
کی بہت صحیح ہے غرضکہ اسی وقت کشتیوں کی تیاری کا حکم پہونچ گیا اور کشتیاں تیار ہونے لگیں
یہاں نقیبوں کو بلا کر سختگان نے کہا کہ تمام فوج کو آگاہ کردو کہ خداوند تمہارے واسطے
تقدیر فتح بنانے جاتے ہیں تم خوب جم کر مقابلہ کرو اور بزدل نہو۔ یہ سنکر نقیبان بلند آواز
نے تمام لشکر کو آگاہ کیا۔ اہل لشکر تو جان لڑا لڑا کے مقابلہ کرنے لگے اور ارژنگ و جتر نگ
مع سختگان و دیگر چند رفیقان خاص خاص کشتیوں پر سوار ہو کر راہ دریا سے جانب باختر روانہ
ہو گئے۔ یہاں رفیع البخت اور نور الدہر نے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا۔ جس پہلوان نے سر اٹھایا
ہو وہ قتل ہوا جسقدر سرداران نامی تھے سب مارے گئے آخر لشکر کے قدم اکھڑ گئے بھاگنے
کا قصد کیا مگر لشکر نور الدہر و رفیع البخت نے چار جانب سے گھیر لیا تھا راہ گریز بھی مسدود
تھی بس ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے
بخوف جان ایمان قبول کیا رفیع البخت نے ہاتھ روکا اور حکم دیا کہ تلاش کرو ارژنگ اور جتر نگ کو
کہ کہاں گئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ مکار راہ دریا سے فرار کر گئے۔ بس یہ سنکر تمام افسران
لشکر ارژنگ بخدمت شاہزادہ رفیع البخت حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار پہلے
تو ہمنے خوف جان سے ایمان ملا تھا مگر اب ہم بصدق دل مسلمان ہوتے ہیں ہمیں کلمہ پڑھائیے
یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ سبب اسکا بیان کرو کہ پہلے تم کیوں کلمہ پڑھا تھا اور اب
بصدق دل سے کیوں مسلمان ہوتے ہو انھوں نے عرض کی ارژنگ و جتر نگ نے ہمیں دھوکا
دیا کہ ہم تقدیر فتح بنانے جاتے ہیں تم مقابلہ کرو اس بہانے سے حرامزادے بھاگ گئے
یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت بہت ہنسے اور سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور بہت کچھ مال و اسباب
ہاتھ آیا۔ اب شاہزادہ اس جمعیت کثیر کو اپنے ساتھ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوتا ہے لیکن یہاں تھوڑے

چند کلمے داستان ارژنگ و جتر نگ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بعد کئی روز کے کشتیاں انکی ساحل پر پہونچیں۔ راہ دریا ختم ہوئی۔ اب یہاں سے سوار ہو کر
طرف باختر کے چلے تیسرے روز داخل باختر میں ہوا۔ خبر ساریق بن لقا کو ہوئی کہ بڑے
خداوند کے پوتے خدا پرستوں کے ہاتھ سے شکست کھا کر آئے ہیں بس یہ سنکر ساریق نے
ارکین دولت کو برائے استقبال روانہ کیا۔ لوگ آئے اور ارژنگ و جتر نگ کو استقبال کر کے
لیگئے ان دونوں نے ساریق کو سجدہ کیا ساریق نے دونوں کے سر سینے سے لگائے اور کہا

کر تم نہ گھبراؤ مین بہت جلد خروج کرنے والا ہون تم میرے ساتھ خروج کر کے خدا پرستون سے خون عزیزان کا بدلا لینا۔ ابھی پورا سامان خداوندی فراہم نہین ہوا ہے۔ یہ کہکے ان دونون کو تو بآسائش تمام مقیم کیا اور اسی وقت چند حکمنامہ جا بجا ساحرون اور عیارون اور پہلوانون کو روانہ کیے مضمون یہ تھا کہ تم سب حاضر خدمت خداوند ہو بہت جلد خداوند خروج کرنے والے ہین۔ ایک نامہ چند عیار بچون کو بھیجا کہ یہ اپنے فن مین طاق و مشاق شہرۂ آفاق ہین انکی عیاریون کا حال بروقت مقابلہ عیاران اسلام بیان کیا جائیگا اب انکو تو انتظار ساحران و عیاران مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان سطوت نشان شیر بیشۂ صاحبقرانی یکہ تاز عرصہ کشورستانی صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین۔ مخمس۔

جب دردمند لاغر مثل غبار اُٹھے　　مجبور ہو کے بیٹھے بے اختیار اُٹھے
دو بوجھ لیکے کیونکر اک جسم زار اُٹھے　　مرقد سے بھی کسی کے کیون بیقرار اُٹھے
دو چار بار بیٹھے دو چار بار اُٹھے

ٹھوکر سے رہروون کی مثل غبار اُٹھے　　جان آگئی دوبارہ بے اختیار اُٹھے
اک زلزلہ ہوا جب یکبار اُٹھے　　افتادہ تیرے مرکے کوے یار اُٹھے
اوٹھا گئی قیامت وہ بیقرار اُٹھے

یہ بوجھ اور رکھ کر ناکردہ کار اُٹھے　　کسکو اُٹھالے جس سے اپنا نہ بار اُٹھے
اک ظلم نازہ کر کے غفلت شعار اُٹھے　　غربت سے یون ہماری کچھ سوگوار اُٹھے
ہمکو دبا کے زیر سنگ مزار اُٹھے

کیا غم ہی اہل کعبہ یا اہل دیر دیکھین　　تاثیر سوز پنہان اتنی تو خیر دیکھین
اظہار دوستی کی دشمن بھی سیر دیکھین　　آنسو کسی کے نکلین پیسے کہ غیر دیکھین
اسطرح آج دود شمع مزار اُٹھے

یادش بخیر ہرگز ہمت نہ ہارتا تھا　　کل تک جو کام بگڑا اُسکو سنوارتا تھا
سوچے کہ تم کہان ہو جو روز بھارتا تھا　　کوچہ سے اُسکے دل تو ہمکو پکارتا تھا
گھبرا کے آج ہم بھی دل کو پکار اُٹھے

ہو خیر یا الٰہی سامان موت کے ہین　　اندا لعیب الفت آفت مین گھر گئے ہین
پہلے تھا ایک اب دو قاتل بہم ہوئے ہین　　سکان و درد دل مین باہم پھنسے ہین
اک بیقرار بیٹھے اک بیقرار اُٹھے

بخشش وشادی دل بے سامان ہم جان　　جعفی گئی رہی ہے کیونکر اُسے مٹائین
مشتاق مرض جو ہو وہ شئی کہان سے لائین　　بیچوا رسیدہ بن کر تے ہین یہ دعائین
یارب کسی طرف سے ابر بہار اُٹھے

شیشہ سے کیا رہا ہو عکس پری سما کر　　گنبد مین گونجتی ہے آواز تند جا کر

برای دریافت حال روانہ کیا مقام خطرناک ہی نہین معلوم اُس یار صادق پر کیا گذری اسی تردد
مین تھے کہ خواجہ خضران نمودار ہوے۔ صاحبقران کو سلام کیا۔ امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا خبر لائے
خضران نے جواب دیا کہ ایسی خبر لایا ہون جس سے زیادہ خوشی کی خبر ہو نہین سکتی۔ صاحبقران
نے فرمایا کہ بیان کرو بڑی خوشخبری تو یہ ہی کہ تم زندہ و سالم چلے۔ خضران نے عرض کی کہ غلام آپکا
ایسا موم کا بنا ہوا نہین ہی کہ جسکا جی چاہے کھالے۔ یہ کہکر تصویر ماہ قلندری کی پیش کی۔ صاحبقران
نے تصویر دیکھکر فرمایا کہ او ظالم ارے یہ کون ہی اور تصویر اُسکی کیونکر تیرے ہاتھ آئی۔ خضران نے
کہا کہ یا صاحبقران یہ اک مصور کا کمال ہی۔ اُسنے تصویر خیالی کھینچی ہی ورنہ یہ اوصاف کسی انسان مین
کہان کہ ہر صفت موصوف ہو۔ صاحبقران نے فرمایا کہ ارے یہ تو نہ کہہ میرے سر کی قسم سچ بتا۔
خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ تصویر ملکہ ماہ قلندری کی ہی جو اس مقام کی بادشاہ ہی
یہ دختر ہے درویش ریاضت کش کی۔ بلاکشان جادو اسیر عاشق ہی اُسی کے لیے اُسنے یہ درچند
گرد باد بنایا ہی اور شرط اُسکی یہ ہی کہ جو نقابدار خاکی پوش کو زیر کرے وہ ملکہ کا شوہر ہی۔ بہت سے
عاشق ملکہ کے خاکی پوش کے ہاتھ سے مارے گئے بلکہ سال بھر کے بعد اپنے باپ کا عرس کرتی
ہی اور اس عرس مین لباس عروسی پہنکر شریک ہوتی ہی آخر مین مزار عاشقان پر جاکر فاتحہ پڑھ پڑھ کر
روتی ہی۔ مجھسے اور اُسکی وزیرزادی رضیہ خاتون سے ملاقات ہوئی تھی اُسنے یہ سب کیفیت بیان
کی اور اُسکو بھی ملکہ کی جوانی کا بیحد رنج ہی اور کیون نہو وہ تو ملکہ کی لکھواری ہی۔ اصل تو یہ ہی کہ ایسی
حسینہ و جمیلہ کے حسن کی بربادی کا کسکو رنج نہوگا بلکہ اسی رنج مین رضیہ خاتون نے بھی اپنی شادی
منظور نکی۔ ارے بدیع الملک رضیہ بھی کیا غضب کی عورت ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ اسے
خضران مجھے کسی طرح ماہ قلندری کو دکھادے۔ خضران نے کہا کہ مشکل ہی وہان کوئی جا نہین سکتا
گرد مقبرہ کے حصار گرد و غبار ہی مین تو بادبیری باندھ کر اُس گرد کو پھاند کر چلا گیا تمکو کیونکر لیجاؤنگا
صاحبقران نے فرمایا کہ جس طرح ممکن ہو مجھے لیچل۔ خضران نے کہا کہ یہ میرے امکان مین ہی کہ
کہو تو زنبیل مین ڈال لون۔ فرمایا استغفر اللہ اے خضران کیا تمنے نہ سنا ہوگا کہ جب صاحبقران
اول عقابین پر کھینچے گئے ہین تو عمر کئی بار صاحبقران تک پہونچا اور کہا کہ زنبیل مین ڈالکر نکال
لیچلون۔ صاحبقران نے منظور نکیا اور اپنی کسرشان سمجھے۔ آخر جب وقت رہائی آیا جبھی چھوٹے
مگر یہ ایسی ذلت کی رہائی تھی جس سے قید کی سختی کو بہتر جانا۔ اب مین بھی تو اُسی عہدہ صاحبقرانی
پر فائز ہون پھر کسطرح گوارا کرون بادصفیکہ قید بھی نہین ہون ایک عورت کے شوق مین اُس
اسطرح جاؤن۔ یہ نہین ہوسکتا کوئی اور تدبیر بتاؤ۔ خضران نے عرض کی کہ تدبیر تو اور بھی ہی لیکن
اُسمین روپیہ کا بہت صرف ہی تسپے دیا نہ جائیگا۔ فرمایا مین دونگا۔ خضران نے کہا کہو تو اک تخت
کرایہ کا منگاؤن اُسمین یہ صفت ہی کہ روحین اُس تخت کو اُٹھاکر لیچلتی ہین۔ دیکھنے مین وہ تخت
خود بخود بلند ہوتا ہی کہو تو منگواؤن۔ فرمایا کہ بھئی ضرور منگواؤ۔ اُسوقت خواجہ خضران نے تخت زنبیل
سے نکالا اور اُسمین طاؤس نصب کیے کہ جسوقت تخت اڑجے تو معلوم ہو کہ طاؤس اڑا کے لیے جاتے
ہین۔ بعد اُسکے تخت پر مسندھی حضرت داؤد کی کمند آصفاے باصفا سے باندھکر اُسکو آراستہ کیا۔
آرایش مسندھی کی قابل دید تھی۔ چہار جانب جھالر موتیون کی نصب تھی گچھے اندر مسندھی سے
آویزان تھے جواہر بیش بہا ستونون مین نصب تھا۔ صاحبقران یہ سامان دیکھکر نہایت خوش ہوے

فرمایا کہ خواجہ یہ تو خوب چیز تمنے نکالی خضران نے کہا کہ یہ چیز کیا ہی روپیہ عجب چیز ہی جسکی بدولت سے
ایسی چیزین ہاتھ آتی ہین کرایہ بھی تو اسکا ایک ہزار روپیہ ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی یہ کیسا مال ہی
جو ایک ہزار روپیہ روزانہ کے حساب سے لیتا ہی۔ خضران نے کہا کہ حضرت داؤد کا یہ مال ہی مین بیچارہ
تو آٹھوین حصے کا مالک ہون سب رقم تو صاحب مال کو چلی جاتی ہی زنبیل اپنا کرایہ آپ ہضم کر جاتی ہی
جال الیاس کا کرایہ دریا مین ڈالدیا جاتا ہی۔ صاحبقران نے انگشت بدندان ہوکر فرمایا کہ
اے مرد عزیز بزرگون پر کیون تہمت رکھتا ہی۔ خضران نے کہا کہ میرا مال ہوتا تو مین اُسے صرف
نکرتا تم کیا جانو دادا صاحب کو بھی لوگ یہی خیال کیے ہوے تھے کہ بڑے مالدار اور قارون وقت
ہین اسی طرح کے خیالات والد ماجد کے متعلق رہے اب مجکو تو سب سے زیادہ مالدار تصور
کرتے ہین کہ تین آدمیون کی جمع کی ہوئی دولت اسکے پاس ہی اگر وہ دولت میری دولت ہوتی تو اپنے
صرف مین نہ لاتا تکلیف کیون اُٹھاتا۔ غرضکہ جب سب سامان تیار ہوگیا تو خضران نے کہا کہ بسم اللہ
تشریف لیچلیے مگر ساتھ جاہ وحشم کے چلنا نا ممکن ہی۔ چلنا ہوگا تو تنہا اور فقیری بھیس مین
بدیع الملک ایسے مشتاق ہورہے تھے کہ منظور کیا۔ مگر فرمایا کہ تم میرے چیلے ہوگے یا مجھے بناؤگے
خضران نے کہا کہ میری مجال ہی کہ آپ کو بالکا بناؤن مگر مرشد بھی نہین بنا سکتا اسلیے کہ آپ رموز
فقیری سے پورے طور پر آگاہ نہین ہین ہان یہ تدبیر اچھی ہی کہ مین یہ کہون کہ یہ میرے مرشدزادے
ہین جنکا مین مرید ہون یہ اُنکے فرزند ہین۔ یہ سُنکر بدیع الملک کچھ شرمائے تھے کہ خضران نے
فقیری نورالدہر کی تصویر نکال کر پیش کی اور کہا کہ اسمین شرمانا بیکار ہی یہ تو تمھاری خاندانی بات ہی
پہلے تمھارے دادا ملک باختر مین فقیر بنے اور رفتہ رفتہ ملکہ گوہر ملک سے ملنے کی صورت نکلی بعد
اُنکے تمھارے والد شاہزادہ نورالدہر ملکہ جواہر پری کے عشق مین فقیر بنکر پہنچے اور جواہر پری
کا علاج کیا۔ بعد اُسکے حال کھلا اور عقد ہوا۔ ایسا کچھ سمجھایا بجھایا کہ بدیع الملک خضران کے کہنے
مین آگئے اور فرمایا کہ جسطرح چاہو لیچلو۔ خضران نے کچھ موتی جلائے اور راکھ اُنکی چہرہ پر مل دی
اور مالے گلے مین ڈالدیے۔ شنجرفی کرتا پہنایا نیلی تہمت بندھوائی گیسو لٹ کے ادھر اُدھر چھوڑ دیے
ہیئت بدلنے کی ضرورت نہ تھی اسلیے کہ انکا کوئی پہچاننے والا تو وہان تھا ہی نہین۔ اب شاہزادہ
بدیع الملک سب سے رخصت ہوے اور حکم دیا کہ میری واپسی کے زمانے تک لشکر اسی مقام
قیام پذیر رہے اور آکر تخت پر متمکن ہوے خضران بھی برابر آکے بیٹھا۔ تخت کو اشارہ کیا
کہ بحکم پروردگار رنگین مقبرہ درویش ریاضت کش پر چل۔ فوراً وہ تخت اُڑکر بلند ہوا اور جانب
مقبرہ درویش ریاضت کش رواد ہوا۔ وہان پہلے منتظر تھے کہ شاہ صاحب نہین معلوم کہان
گئے ہین جو ابھی تک واپس نہین آئے۔ افسوس ایسا صاحب کمال درویش آکر چلا گیا مجھ سے اُسکے
ساتھ گستاخی وبے ادبی کی کچھ اسکی قدر نہ کی۔ یہ اسی پشیمانی مین بیٹھے تھے کہ دیکھا جانب
آسمان سے اک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی بالاے تخت اک نمگیرہ زرنفتی کھنچا ہوا ہی گرد بڑے
بڑے موتیون کی جھالر لٹک رہی ہی چارون چوبین جواہر نگار ہین چار طاؤس زرین بال
تخت کو اُٹھائے ہوے ہین اور دو درویش اندر اُسی نمگیرہ کے بیٹھے ہوے ہین۔ جسوقت
تخت نیچا ہوا تو ان لوگون نے خضران کو پہچانا کہ یہ تو وہی درویش معلوم ہوتے ہین مگر
نہین معلوم کہ یہ دوسرے درویش کون ہین جنکو اپنے ساتھ لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ اک فقا

جلوہ گر ہی تھے میں تخت بنجا ہو کر زمین پر اُترا اور شاہ صاحب نے قدم مندھی سے نکلے لوگوں نے
دوڑ کر قدم لیے خضران نے جھٹ ٹھونگی اور رہ عادی - اُن لوگوں نے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف
لیگئے تھے اور یہ کون بزرگ آپکے ساتھ تشریف لائے ہیں خضران نے کہا کہ یہ میرے مرشد زادے
ہیں مہتاب شاہ انکا نام ہے میں انھیں کے لینے کو گیا ہوا تھا صورت بدیع الملک کی دیکھکر
لوگ وجد کرنے لگے کہ ایسے حسین فقیر بھی ہوتے ہیں غرضکہ خواجہ خضران نے اک مقام عمدہ تجویز
کرکے قیام کیا اور دونوں فقیر آسن جما کر بیٹھے - تنہائی کے وقت خضران بدیع الملک کو فقیروں کی
اصطلاحیں تعلیم کرتا رہتا تھا اور بعض بعض وقت باتیں کرتا ہی تھا تو جہاں بدیع الملک بھولتے تھے
خضران کہتا تھا کہ اسوقت میں ذرا بھی رعایت نکرونگا اسلیے کہ تمھارا استاد ہوں اگر اسی طرح بھولوگے
تو سارا بھید کھل جائیگا بنا کھیل بگڑ جائیگا - بدیع الملک اسکی صورت دیکھکر رہجاتے تھے. القصہ
اب وہ دن آیا کہ سامان عرس درست ہوا اور سواری ماہ قلندری کی نہایت جاہ و حشم کے ساتھ
آکر پہونچی بارگاہ ملکہ کی برپا ہوئی ملکہ رضیہ خاتون وزیر زادی منتظم تھی اسکی خوش انتظامی پر
بدیع الملک نے آفرین کی اور صورت ماہ قلندری کی دیکھکر تو محو ہوگئے اور یہ زبان پر آیا

شکلیں ہیں رنگ رنگ کی کیڑے بہار کے	انسان پھول ہیں چمن روزگار کے +

واقع میں کہ ایک کی صورت دوسرے سے نہیں ملتی اور پھر اعضا وہی ہیں مگر انھیں اعضا کی ترکیب
میں کیا کیا حسن اور کیا کیا خوبیاں دیکھنے میں آتی ہیں ہزارہا حسین نظر سے گذرے مگر ایسی حسین
عورت کبھی نہیں دیکھی - بدیع الملک ہمہ تن محو تھے اور خضران رضیہ خاتون کی طرف غور سے
دیکھ رہا تھا اور مرا جاتا تھا کہ اگر یہ میرے ہاتھ آجائے تو لطف زندگی حاصل ہو - الغرض جب سواری
ملکہ کی اُتر چکی تو ملکہ نے رضیہ خاتون سے کہا کہ تمنے جس فقیر کی مجھسے تعریف کی تھی کہ وہ بڑا صاحب کمال
ہے دریافت تو کرو کہ وہ ہے یا کہیں چلا گیا - رضیہ خاتون نے لوگوں سے پوچھا - انھوں نے بیان کیا
کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے شاہ صاحب بھی کہیں چلے گئے تھے مگر آپ کے آنے سے پہلے
آبھی گئے ہیں اور ایک اور فقیر کو اپنے ہمراہ لائے ہیں کہ ایسا فقیر دیکھا نہ سُنا - مہتاب شاہ
نام اسم بامسمیٰ ہے حقیقت یہ ہے کہ چاند میں دھبا ہے اور اُسمیں دھبا نہیں ہے - یہ سُنکر رضیہ خاتون
کو اور اشتیاق ہوا ملکہ سے جا کر عرض کی - ملکہ بھی مشتاق ہوئی اور فرمایا کہ میں تو چلونگی کہ میرے
باپ کا حکم تھا کہ درویش کی ہمیشہ تعظیم کرنا کبھی چشم حقارت سے انکو نہ دیکھنا اسلیے کہ گو تم اسوقت
مالک تخت و تاج ہو مگر تم بھی اک فقیر کی دختر ہو اور اُسی فقیری کی بدولت یہ تاج و تخت ہاتھ آیا ہے غرضکہ
دو اصیلوں کو ساتھ لیا اور رضیہ خاتون کا ہاتھ پکڑے ہوے خضران کے مندھی کا راستہ لیا
یہ دیکھکر خضران نے بدیع الملک سے کہا کہ لے ہوشیار ہو جائیے ملکہ آتی ہے - بدیع الملک تو
یہ سنتے ہی بسبب خوشی کے پھول گئے اور خضران نے زنبیل میں ہاتھ ڈال ڈال کر گلدان تیلیاں نکالیں
کہ ہاتھوں میں اُنکے گلدستے اور پنکھیاں طلائی جواہر نگار نقش کوئی مورچھل لیے ہوے تھی اور آگے
مندھی کے فرش نہایت پرتکلف بچھوا کر کرسیاں جواہر نگار بچھوادیں - ایک کرسی پر آپ جلوہ گر
ہوے ایک پر بدیع الملک رونق افروز ہوے اور چند کرسیاں خالی چھوڑ دیں جنمیں ایک کرسی
نہایت پرتکلف ملکہ کے واسطے ایک اُس سے کم درجہ کی رضیہ خاتون کے لیے اور باقی معمولی درجہ کی
مگر پرتکلف وہ بھی اور سہیلیوں کے لیے - اتنے میں ملکہ مع رضیہ خاتون آکر بیٹھی - شاہ صاحب

یاد اللہ ہوئی کہ ماہ قلندری کی نظر جو جناب شاہ پر پڑی محو جمال ہو گئی اور جناب شاہ بھی ہمہ تن محو ہو گئے - رضیہ خاتون نے اسرار شاہ یعنے خضران سے کہا کہ بھلا اوصاف ان شاہ صاحب کے بھی بیان کیجیے - خضران نے کہا کہ یہ میرے مرشد کے بیٹے ہین تمھارے جانے کے بعد مین انھین کے لینے کو چلا گیا تھا تمکو اپنی ملکہ کے حسن پر بہت گھمنڈ تھا اور بجا نہ تھا کہ دنیا مین عورتون مین ایسی حسین عورتین کم پیدا ہوئی ہونگی ویسے ہی اپنے مرشد زادے پر ناز ہے کہ مردون مین ایسے حسین کم ہوتے ہونگے - رضیہ خاتون نے کہا بیشک قول آپ کا سچا ہے بعد اسکے چپکے سے ماہ قلندری کے کان مین کہا کہ اے ملکہ جسکے باپ کا لڑکا ایسا صاحب جمال ہے وہ کیسا کامل ہوگا - ذرا قریب سے لگاوٹ کی باتین کرو شاید مطلب تمھارا حاصل ہو جائے اور نقابدار خاکی پوش پر کوئی بلا نازل ہو - یہ جوانی تمھاری مفت برباد ہوئی جاتی ہے - ملکہ ماہ قلندری نے کہا کہ تو مجھ چھیڑ چھاڑ کر موقع ہوگا تو مین بھی بول اٹھونگی دل مین تو ماہ قلندری شیفتہ جمال ہو ہی چکی تھی اب اور بھی سیماب بر آتش کی کیفیت ہو گئی - رضیہ خاتون نے جناب شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ آپکا سن تو ابھی جوگ رمانے کا نہ تھا یہ کیسے آپ نے دنیا کو ترک کیا دیکھیے ہماری ملکہ بھی درویش کی دختر نیک اختر ہین مگر انھون نے تو دل سے دنیا کو ترک نہین کیا ہے - جب وقت ترک آئیگا تو ترک کرینگی - لیکن انکی قسمت نے انکو لذت دنیا سے محروم کر رکھا ہے کہ شادی کر سکتی ہین نہ کسی سے مل جل سکتی ہین کہنے کو ملکہ ہین مگر مثل قیدیون کے اس مقام پر ہین - بلا کا ایک جادو اک ساحر ہے کہ اسنے نقابدار خاکی پوش کو اسی کام پر معین کیا ہے کہ جو شخص ملکہ کا خواستگار ہوکر آئے اُسکو نقابدار قتل کرے - سیکڑون شاہ و شہریار پروانہ شمع جمال ہوکر آئے اور آتش غم سے جلکر کباب ہوئے - عرس کے آخری روز یہ حقیقت آپ پر اچھی طرح کھل جائیگی جسوقت ملکہ لباس عروسی پہنکر مزار عاشقان پر جائیگی اسپر ظلم یہ برپا ہوتا ہے کہ نقابدار خاکی پوش انکا اسطرح میلے کو برہم کرتا ہے کہ ملکہ جی بھر کے رونے بھی نہین پاتی - اگر ہو سکے تو یہ بھی کار ثواب ہے کسی طرح اُس نقابدار کے ظلم سے ملکہ کو بچائیے اور جسکے ساتھ مناسب جانیے انکا عقد کر دیجیے کہ انکا شباب خاک مین مل رہا ہے - اور بہتر تو یہ ہے کہ ابھی آپ بھی ترک دنیا نہ کیجیے جب وقت پیری آئیگا تو دیکھا جائیگا - یہ سنکر شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ مین تو تارک دنیا ہو چکا ہون اگر دنیا دار ہوتا تو ملکہ سے بڑھکر کون عورت ہوگی - خوشا نصیب اسکے جسکو ایسی بی بی ملے رہا نقابدار خاکی پوش کا انتظام خدا اُس بدسرشت کو غارت کریگا مثل مشہور ہے کہ ہر فرعونی را موسے - اس ظلم کا بدلہ اسکو بہت جلد ملجائیگا - ظالم کا زمانہ بہت کم رہتا ہے - یہ باتین سنکر ماہ قلندری سے ضبط نہو سکا چپکے بولی کہ آپکے باپ بھی تو فقیر تھے آخر پھر آپ کیونکر پیدا ہوئے اگر وہ جوانی ہی مین تارک دنیا ہوتے تو آپ کیونکر پیدا ہوتے ترک دنیا سے یہ مطلب نہین ہے کہ قطع نسل ہی کر دے یہ سنکر بدیع الملک سے کوئی جواب نہ بنا - گردن جھکا لی اور خضران مسکرایا کہا کیون مرشد زادہ جواب کیون نہین دیتے - رضیہ خاتون ایک ہی چنچل تھی بولی - کہ انکی خاموشی نیم رضا معلوم ہوتا ہے کہ راضی ہین جو چپ ہو رہے اسرار شاہ نے بھی کہا کہ مضائقہ کیا ہے تمھاری مرشد زادی ہمارا مرشد زادہ - اب بدیع الملک نے چپکے سے خضران سے اشارہ کیا کہ سامان دعوت مہیا کرو خضران نے اسی وقت اٹھکر اک گوشہ مین جاکر زنبیل سے چند کنیزان پری جمال کو نکالا - انھون نے جلد جلد

فقا تین لگا کر آن واحد میں اک کمرہ کی شکل بنا دی اور وہان دسترخوان بچھا کر تمام زمانے کی نعمتین
چن دین - ہر ہر ملک کے باورچیون کے ہاتھ کے نفیس کھانے لگا دئے گئے جب دسترخوان چنا
جا چکا تو آکر بدیع الملک سے اشارہ کیا کہ مرشد زادے خاصہ تیار ہی - بدیع الملک نے ملکہ کی طرف
دیکھکر ارشاد کیا کہ آج ہماری دعوت قبول کرو ملکہ نے شرما کر گردن جھکا لی اور کہا کہ یہ منصب تو میرا تھا
کہ مین دعوت کرتی اسلیے کہ آپ میرے مہمان ہین نہ کہ الٹی مین دعوت کھاؤن مگر کیا کرون کہ رد دعوت
مناسب نہین اور آپ کے رنجیدہ ہونے کا بھی خیال ہی - یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی - سب آکر دسترخوان
پر بیٹھے - دیکھا تو عجب عجب قسم کے کھانے چنے ہوے ہین کہ کبھی نہ دیکھے نہ سنے نہ کھائے -
سب نے ملکر کھانا کھایا اور بہت تعریف کی کہ پکانے والے دکھائی نہین دیتے اور کھانے اسقدر
قسم کے گرم گرم موجود ہو گئے - واقع مین یہ فقیر بڑے صاحب کشف و کرامات ہین جتنی دیر مین
یہان سب نے کھانا کھایا اتنی دیر مین بارگاہ تیار ہو گئی کھانے کے کمرہ سے جو سب باہر نکلے تو
دیکھا کہ بارگاہ آراستہ ہی قوال اور گائین موجود ہین کوئی مصر کا قوال ہی کوئی عدن کا کوئی فارس
کا کوئی ہندوستان کا - غرضکہ ہر مقام کے گانے والے موجود تھے ملکہ کے ہوش اڑ گئے کہ
یہ سب کہان سے آ گئے اور اتنی جلد یہ بارگاہ کہان سے آ کے برپا ہو گئی - جناب شاہ
نے ملکہ سے کہا کہ آج کا جشن ہمارا شتر بلنے کی خوشی مین ہی شرکت اس جشن کی لازم ہی - ملکہ نے
بسر و چشم منظور کیا جناب شاہ مع ملکہ ماہ قلندری و رضیہ خاتون و اسرار شاہ آکر مسند
پر بیٹھے - قوالون کو یکے بعد دیگرے حکم ملا - انھون نے گانا شروع کیا آواز ساز بلند ہوئی رضیہ خاتون
نے چپکے سے ملکہ کے کان مین کہا کہ یہ خبرین جو نقابدار خاکی پوش کو پہونچینگی تو نہین معلوم کیا
قیامت برپا کریگا - ماہ قلندری نے کہا اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہی کہ قتل کر ڈالیگا تو اس بے لطفی
کی زندگی سے مرنا بہتر - زمین ہونگی نہ یہ بندگان خدا قتل ہونگے - ملکہ ماہ قلندری اور رضیہ خاتون
مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اک قوال نے یہ غزل عبرت آگین شروع کی - غزل

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا - جب وقت پڑا تھا کوئی نہین +
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلگشت مین دامن منھ پہ دلو - نرگس سے حیا کیا ہی ستکو
اس آنکھ سے پردا کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

ہی لطف اسی سے نہ عناد اس سے مجذوب کی بڑ ہین قول یہ
جو منھ مین آیا کہہ بیٹھے اور دل مین اراد کوئی نہین

ہر ایک تماشہ کو دیکھا جیسی جو بات مجھے بھی تو نہ تھا
دنیا ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا انکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب بلبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہی اس جا کوئی نہین

آئینہ و ساغر یہ باہم حیرت مین ہی دل آنکھین پرنم +
بادآتے ہین اسکندر و جم - اب محو تماشا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا - دو روزہ کا تھا سارا جھگڑا

تخت اسکا اب ہے نہ تاج اسکا۔ سکندر و دارا کوئی نہین
جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے
رہتے تھے جہان ہر دم جلسے۔ اب دیکھو تو اسکا کوئی نہین
کل جنکو اندھیرے سے تھا عذر رہنا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلا دے تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین
بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ یہ انجام یہ ہے +
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین + +
تمثال جہان معشوق ہوے سوتے ہین پڑے مرقد کے
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین
اے آرزو اسکا خطرہ نہ کر گو شعر کا فن ہی نازک تر
اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

یہ اشعار عبرت آثار سنکر اہل محفل پر وہ حالت طاری ہوئی کہ چیخین مار مار کر رونے لگے عورتین بے ثباتی دنیا کی آنکھون کے نیچے پھر گئی۔ ادھر تو شاہزادہ بدیع الملک فقیری لباس مین بیٹھے ہوے رو رہے تھے اسوقت وہ لوگ یاد آرہے تھے جو آنکھون کے سامنے چلتے پھرتے غائب ہوگئے تھے۔ ادھر ملکہ ماہ قلندری کے پھول سے رخسارون پر جو اشک حسرت بہکر آتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلاب پر شبنم آب پاشی کر رہی ہے بے اختیار یہ شعر زبان پر آیا ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے | حسرت ان غنچون پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

ہائے ہم بھی اپنی جوانی کو کیا یاد کرینگے جیسے بچپنا ویسی جوانی۔ اسی طرح بوڑھے ہو جائینگے نہ ساون سوکھے نہ بھادون ہرے بلکہ بچپنا تو اپنی نامراد جوانی سے ہزار درجہ اچھا کہ کسی بات کی تمیز ہی نہین ہوتی ہے اب تو سب کچھ سمجھتے ہین۔ غرضکہ عجب حالت طاری ہوئی کہ بزم تنالازم ختم ہوگئی اسی حالت مین صبح ہوگئی رنگ محفل دگرگون ہوا۔ اس صحبت کی برہمی نے ایسا اثر کیا کہ بزم انجم مین بھی ابتری ہوئی مشعل ماہ گل ہوئی۔ ملکہ ماہ قلندری بدیع الملک سے رخصت ہوئی اور شاہزادہ کو عرس کی دعوت دی۔ بدیع الملک نے قبول کیا اسی دن کی شام سے عرس تھا۔ مقبرہ کی آرایش بیان سے باہر ہے۔ چراغان کا لطف چراغان فلک پر چشمک زن تھا۔ سامنے قبر کے اک کنگرہ زرتار چوبین جسکی جواہر نگار رکھی ہوا تھا نیچے مسند پر تکلف بچھی تھی پہلے ملکہ ماہ قلندری آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی بعد اسکے اور امرا و رؤسا آکر جمع ہونے لگے۔ ملکہ رضیہ خاتون معروف انتظام تھی قوال جا بجا حجرون مین اترے ہوے تھے۔ آج کی شب جن لوگون کو حکم ملا تھا وہ حاضر ہوے تھے۔ اپنے اپنے ساز لیے ہوے مستعد بیٹھے تھے جب وقت نماز مغرب کا گزر چکا تو گانا شروع ہوا۔ قریب دس بجے کے شاہزادہ بدیع الملک مہتاب شاہ بنے ہوے مع خواجہ خضر ان تشریف لائے بیٹھا تحفہ خوانی شریک صحبت ہوے اور وقت مناسب پر ملکہ سے رخصت ہوکر اپنے جلسے قیام پر تشریف لے گئے۔ تین روز تک برابر صحبت غنا رہی خوب خوب قوال گائے روز آخر جہاندسے اور مٹھائی تقسیم ہوئی۔ بدیع الملک کا حصہ نہایت تکلف کے ساتھ آیا۔ اب آج ملکہ نے لباس عروسی زیب تن فرمایا

اور اپنے کو مثل عروس شب اول آراستہ کرکے سہیلیوں کو ساتھ لیا اور مزار عاشقان کی
طرف متوجہ ہوئی ایک ایک قبر پر فاتحہ پڑھتی تھی اور روتی تھی۔ دیکھنے والے بے تاب و بیقرار
ہوئے جاتے تھے۔ ملکہ کی زبان پر یہ شعر عبرت آگین تھا۔ ؎ کیسی نیند آگئی انکی مسافران
رہ عدم کو * کچھ ایسا سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم انکو جگا جگا کر * ملکہ کی آہ و زاری سے پتھر
پگھلے جاتے تھے در و دیوار تھرا رہے تھے۔ بدیع الملک نے حالت ملکہ کی دیکھی نہ گئی خضران
سے فرمایا کہ چلو۔ خضران شاہزادہ بدیع الملک کو لیے ہوئے پلٹ آیا۔ ہنوز ملکہ مصروف
گریہ و زاری تھی کہ جانب صحرا سے نقابدار خاکی پوش پیدا ہوا ہر چند کہ لوگ اسکی جفاؤں سے
خوب آگاہ تھے کہ یہ بڑا ظالم ہے بعضے تو بخیال حفظ آبرو [illegible] کر چلے گئے بہت سے ایسے محو تھے
کہ انکو خبر ہی نہ ہوئی کہ کون آتا ہے۔ اتنے میں نقابدار خاکی پوش قریب پہونچ گیا اور اسنے کوڑا
برسانا شروع کیا اور حکم کیا کہ بس اب اس میلہ کو برخاست کرو۔ عرس کے لیے تین روز سے
زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ لوگ روتے پیٹتے نقابدار کو بد دعائیں دیتے ہوئے روانہ ہوئے
دوکانداروں کو دکانیں بڑھانا دشوار ہو گئیں۔ سب گرتے پڑتے کوڑے کھاتے ہوئے
اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوئے۔ ڈر کے مارے زبان تو ہلا نہ سکتے تھے لیکن دل میں کوستے
تھے کہ خدا اس نقابدار کو غارت کرے۔ جس مقام پر ابھی ہزاروں آدمی کا مجمع کیسی چہل پہل تھی
وہ دم بھر میں سنسان اور ویران ہو گیا ہو کا عالم نظر آنے لگا۔ یا ملکہ اپنی سہیلیوں سمیت باقی
تھی یا صاحبقران اور انکا عیار خضران تھا۔ اب نقابدار خاکی پوش نے بجبر ملکہ کو بھی سوار کرکے
اسکے ملک کی طرف روانہ کر دیا اور بہت ڈرایا دھمکایا کہ تمھاری دعوت کی خبر بلاکشان جادو کو پہونچ
گئی ہے خوب فقیر کی دعوت کھائی اسکا نتیجہ عداوت ہے۔ ملکہ روتی ہوئی سوار ہوئی اور اپنے قصر کی طرف
روانہ ہو گئی۔ صاحبقران کو اسکی بدعت بہت ناگوار گزری لیکن خضران نے تیور بدلے دیکھکر روکا اور
منع کیا کہ یا صاحبقران سمجھ بوجھ کر ؎ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن
نہیں معلوم کیا اسرار ہے کہ یہ نقابدار کسی سے زیر نہیں ہوتا ہے بلکہ زبانی ملکہ کے یہ بھی سنا ہے کہ
اسکے جسم پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا ہے۔ نقابدار خاکی پوش نے دیکھا کہ تمام میلہ برخاست ہو گیا یہانتک
کہ ملکہ بھی سوار ہو گئی لیکن یہ دو فقیر کسی طرح نہیں جاتے۔ پس نقابدار گھوڑا بڑھا کر قریب آیا اور
کہا کہ تم کیوں نہیں جاتے ہو۔ بدیع الملک نے کوئی جواب ابھی نہیں دیا تھا کہ خضران نے نقابدار
کی طرف دیکھکر آواز دی کہ بابا ہم فقیر لوگ ہیں ہمارے ستانے سے کیا فائدہ۔ جب ہماری جائیگی
چلے جاینگے۔ نقابدار نے کہا تمکو ابھی جانا پڑیگا۔ پس یہ سنکر خضران نے تیور بدلے اور کہا کہ او
نقابدار تو کسکے بل پر یہ سختی کرتا ہے شاید فقیروں سے تجھے سابقہ نہیں پڑا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ ہم اندر
حصار کے چلے آئے کوئی بھی اس حصار میں آسکتا ہے بس بہتر اسمیں ہے کہ تو یہاں سے چلا جا اور
ہمسے تعرض نکر ورنہ سارا پردہ تیرا فاش ہو جائیگا اور یہ نقاب دغا بھی کھچ جائیگی۔ اور لوگوں نے بھی
نقابدار کو سمجھایا کہ انکے قیام سے آپکا کیا نقصان ہے۔ یہ فقیر بڑے صاحب کمال ہیں ایسا نہو انکو
غصہ آجائے تو قیامت ہو جائیگی۔ آخر درویش ریاضت کش بھی تو فقیر ہی تھے بڑا خون سے
کیسے کیسے کام کیے۔ یہ سنکر نقابدار خاکی پوش دل میں ڈرا اور ٹال کر چلا گیا۔ بعد جانے نقابدار خاکی
پوش کے صاحبقران کو بہت غصہ آیا خضران سے کہا کہ جاکر نقارہ پر چوب لگا دو میں اس مردود سے

مقابلہ کرونگا یہ سنکر خضران نے کہا کہ جہالت نکرو اگر لڑنا تھا تو اسی وقت کیون نہ لڑے جب وہ
سیلے کو برہم کر رہا تھا کہ ایک عالم تماشا بھی مقابلہ کا دیکھتا اب ٹالا ہو تو سمجھ بوجھ کے کام کرنا چاہیے
یہ تو اسی فکر مین ہین کہ کیا کرنا چاہیے مگر حال ملکہ ماہ قلندری کا سنیے کہ یہ جو اپنے قصر مین آئی تو روتی
ہوئی ۔ محبت نے بدیع الملک کی دلمین ایسا گھر کیا کہ طرح طرح کے خیال پیدا ہونے لگے ۔ رضیہ خاتون
سے کہا کہ تو میری جانب سے اک پیام مہتاب شاہ کو پہونچا دے وہ یہ ہو کہ جسطرح ایک جہالت
انھون نے نقابدار خاکی پوش کے ساتھ کی ہو آیندہ کوئی جہالت نہ کرین تمھین نہین معلوم کہ
نقابدار کے ذہن مین کیا آئی کہ وہ خاموش ہو رہا اور مثل اور لوگون کے انکو مقبرہ سے نہین نکالا
ورنہ اگر نقابدار بگڑ جاتا تو وہ کیا کر لیتے اگر لڑتے تو دشمن اُنکے نقابدار کے ہاتھ سے مارے جاتے
اسیلیے کہ جو اُس سے لڑا سر بر نہین ہوا خدا جانے یہ نقابدار کون بلا ہو ۔ تو اُنسے منع کر دینا کہ خدا
خدا ایسا نکرنا کہ تم نقابدار سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاؤ اور نقارہ پر چوب مارو تمھارے
مزاج مین جہالت بہت معلوم ہوتی ہو ۔ اسی کو غنیمت جانو کہ روز عرس مین تمکو دیکھ سکتی ہون
اور تم مجکو دیکھ سکتے ہو اگر زندگی باقی ہو تو سال آیندہ تم ہمکو دیکھ لینا ہم تمکو دیکھ لینگے اگر لڑوگے
تو یہ امید بھی جاتی رہیگی اور مجھ مین یہ داغ اُٹھانے کی طاقت نہین رہی ہو ۔ رضیہ خاتون
یہ پیام ملکہ ماہ قلندری کا لیکر خدمت بدیع الملک مین حاضر ہوئی ۔ بدیع الملک رضیہ کو
دیکھکر نہایت خوش ہوے ۔ پوچھا کہ ملکہ کا مزاج کیسا ہو خیر و عافیت سے تو ہین ۔ رضیہ نے عرض
کیا کہ نہین معلوم اُنکو کیا ہوگیا ہو کہ کسی وقت اُنکے دل سے یاد آپکی نہین بھولتی ہو حالانکہ ملکہ
نے کبھی کسیطرف التفات نہین کیا ۔ اسوقت بھی مین بھیجی ہوئی ملکہ کی آپکے پاس آئی ہون اور
یہ پیام لائی ہون ۔ یہ کہکر پیام ملکہ کا بدیع الملک کو دیا ۔ بدیع الملک نے گردن جھکالی اور فرمایا
سر تسلیم خم ہو جو مزاج یار مین آئے ۔ میرا قصد تو واقعی یہی تھا کہ مین نقارہ بجا کر اُس
نقابدار سے مقابلہ کرون مگر ملکہ منع کرتی ہین تو خیر ایسا نہوگا دیکھا جائیگا اور کچھ تحائف ملکہ کے
جاتے وقت دیے کہ یہ ہماری جانب سے مہتاب شاہ کو دینا ۔ بدیع الملک نے اُن تحفون کو
خوشی سے قبول کیا اور خضران سے کچھ عجائب چیزین اور عمدہ و لائق ملکہ کے تحفین قرض ہول
لیکر رضیہ کے ساتھ کردین اور ایک تصویر اپنی اسی شجری کرکے اور خیلی قیمت کی کھنچواکر بطور
یادگار کے دیدی اور رضیہ کو بھی بہت کچھ عنایت فرمایا ۔ جسوقت رضیہ نے بدیع الملک
کے تحائف ملکہ کو دیے تو ملکہ کی آنکھین کھل گئین ۔ دل مین کہا یہ فقیر کاہے کو ہو بادشاہ اولوالعزم ہی
لیکن ملکہ تصویر دیکھکر بہت خوش ہوئی اور رضیہ خاتون سے کہا کہ یہ خوب چیز تو نے لاکے دی ہو
اور اسی وقت ڈورا ڈالکر تصویر گلے مین پہن لی وہان کا حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الملک کی
بیقراری رضیہ کے آنے سے اور زیادہ ہوگئی ۔ خضران سے ارشاد کیا کہ اب مجھسے ضبط نہین ہوسکتا
مین جاکر نقارہ پر چوب لگاتا ہون اور نقابدار خاکی پوش سے مقابلہ کرونگا خضران نے عرض کی کہ
اے شہریار جو طریقہ آپکے بزرگون کا ہو اُسپر عمل کیجیے جب دعا آپ لوگون کی قبول ہوتی ہو تو پہلے
ہاتھ پاؤن ہلانے سے لب ہلانا چاہیے نہین معلوم کیا اسرار ہو کہ نقابدار بجز حرب باز نہین کرتا اور جو
اُس سے مقابلہ کرتا ہو وہ سر بر نہین ہوتا بدیع الملک نے رائے خضران کی پسند فرمائی اور عبادت کا
ارادہ کرکے شام سے داخل مسجد کے پاس جے اور تمام رات عبادت بے نیاز مین گذاری قریب صبح

آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک مرد مسن درویش وضع تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ الحمد للہ
کہ آپ اس مقام تک پہونچے - بدیع الملک نے نام پوچھا انھوں نے کہا کہ میں درویش
ریاضت کش ہوں ماہ طلعت پری میری ہی دختر ہے اور آپ کی قسمت کی ہے مگر بعد تکلیف کے
راحت میسر آتی ہے - تمکو چاہیے کہ یہاں سے بیابان حیات کی طرف جاؤ اور درویش نحیف
گوشہ نشین سے ملاقات کرو اور یہ رقعہ میرا انکو دکھاؤ تو مطلب تمھارا حاصل ہوگا وہ بہت
بڑے درویش ہیں اور میرے اُستاد ہیں اور میں اس سے زیادہ تمھاری مدد نہیں کر سکتا کہ
مجبور ہوں میں بھی مارا ہوا بلاکشان جادو کا ہوں - چونکہ قضا میری اُسی کے ہاتھ سے تھی
دھوکا کھا گیا ورنہ کیا حقیقت بلاکشان جادو کی تھی - یہ کہکر ایک رقعہ بدیع الملک کو دیا اور
درویش نظروں سے غائب ہو گئے - جب صبح ہوئی تو بدیع الملک بیدار ہوے فریضہ سحری کو
ادا کیا باہر عبادتخانہ کے تشریف لائے - چہرہ بسبب فرط مسرت کے سرخ تھا - خضران انتظار میں
ٹہل ہی رہا تھا بدیع الملک کو دیکھکر پوچھا کہ کیا ہوا کوئی آثار مدد غیبی کے نظر آئے یا نہیں
بدیع الملک نے سب کیفیت خضران سے بیان کی خضران نے کہا کہ بسم اللہ کیجیے بدیع الملک
نے رقعہ کو اُٹھا کر پڑھا - اس میں یہ بیابان حیات کا تحریر تھا کہ یہاں سے جانب جنوب
روانہ ہو جاؤ - سات صحرا ملینگے ایک منزل ہے دوسری منزل زیادہ سخت و پر تعب درپیش ہوگی
جسوقت بیابان حیات میں ہو پہونچو گے تو تمکو ایک شخص درویش وضع ایک مقام پر بیٹھا ہوا ملیگا
وہ درویش نحیف کا بٹھایا ہوا نگہبان راہ ہے اس سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں درویش
ریاضت کش کا بھیجا ہوا ہوں - وہ وہیں جگہ سے اُٹھیگا اور تمکو بعد امتحان راستہ بتائیگا تم ایک چشمہ پر
پہونچو گے پری وش کے ذریعہ سے درویش تک تمھاری رسائی ہوگی بدیع الملک نے رقعہ کمر میں
رکھا اور حسب ہدایت رقعہ ایک جانب روانہ ہوے - جاتے جاتے ایک صحراے پُر بہار میں پہونچے
درخت نہایت سرسبز و شاداب تھے جا بجا چشمہاے آب رواں طائروں کا ہجوم تھا میوے درختوں
میں لگے ہوے تھے - بدیع الملک نے کچھ میوہ کھایا چشمہ سے پانی پیا وقت نماز ظہر کا تھا وضو کر کے
نماز پڑھی اور چل کھڑے ہوے شام کو ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تکیہ خدا پر کرکے آرام فرمایا
صبح کو حسب عادت نماز کے وقت آنکھ کھلی فریضہ سحری کو ادا کر کے چل کھڑے ہوے - اب ریگستان
ملا کوسوں درخت کیسا کہ گیاہ بھی نہ تھی جا بجا ٹیکرے ریت کے لگے ہوا میں عجب ہو کا سناٹا
تھا ذرات ریگ دھوپ میں اسطرح چمک رہے تھے کہ آنکھوں میں چکاچوند ہوتی تھی تھوڑا دن
چڑھتے ہی بدیع الملک پر تشنگی نے غلبہ کیا جسطرف نظر اُٹھا کر دیکھتے ہیں سوا ریگ کے کچھ نظر نہیں
آتا زبان میں کانٹے پڑتے جاتے ہیں لیکن شاہزادہ بدیع الملک چلے ہی جاتے ہیں - یہانتک کہ
ظہر اعصر کے قریب شام ایک سبزہ زار میں گذر ہوا - ٹھنڈی ہوا آئی جس سے تن بدن میں جان آئی
تشنگی میں خود بخود کمی ہونے لگی وہ حالت برطرف ہوئی - شام کو کنارے ایک چشمہ آب کے پہونچے
پانی پیا وضو کرکے نماز پڑھی اور وہ رات اُسی چشمہ آب کے کنارے بسر کی صبح کو پھر چل کھڑے
ہوے - اب خارستان ملا - تمام زمین کانٹوں سے بھری ہوئی تھی تمام صحرا میں چھوٹے چھوٹے درخت
خاردار لگے تھے جس کے دامن پکڑتے ہر قدم پر کانٹے دامنگیر ہوتے تھے بے اختیار شعر زبان پر آیا

سو بار کے کانٹوں سے چلنے کی نہیں یہ تدبیر	اُلجھو گرہ تلووں میں نکلے وہ دری تقدیر

ہزار خرابی یہ جو تھا صحرا بھی طے ہوا اور اب نخلستان چنار میں پہونچے دیکھا کہ تمام صحرا
آتش بہار ہو رہا ہے۔ درختوں میں سرو چراغان کی شان ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مثل آسمان کے اس
زمین پر بھی شفق پھولی ہے بمشکل تمام یہ صحرا بھی طے ہوا۔ اور اب کوہستان پیش آیا اس صحرا کے
نشیب و فراز نے جی چھوڑوا دیے جا بجا درندوں اور گزندوں کا سامنا ہوا لیکن بدیع الملک نے
اُنکو مار کر رستہ کو صاف کیا کسی مقام پر اژدہے سے مقابلہ کرنا پڑا کسی جگہ شیر کو شکار کیا۔ کہیں
فیل صحرائی کو مارا یہ صحرا بڑی دقتوں سے طے ہوا اور اب پھر بیابان پر بہار ملا۔ بدیع الملک نے
پھر اس مقام پر رات بسر کی اور صبح کو آگے روانہ ہوئے۔ بعد طے مراحل و قطع منازل اک مقام
بلند پر پہونچے دیکھا کہ اک جھونپڑی میں اک مرد پیر بیٹھا ہوا ہے۔ بدیع الملک قریب اُسکے گئے
اور فرمایا کہ مجھکو رستہ چشمہ کا بتا دو کہ میں بیچارہ مبر درویش ریاضت کش کا ہوں۔ اُسنے کہا کہ شاید
آپ صاحبقران ثالث ہیں خیر اگر آپ در اصل صاحبقران ہیں تو درویش نحیف گوشہ نشین تک پہونچ
جائینگے ورنہ غیر ممکن ہے۔ یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور جس بستر پر بیٹھا تھا اُسے اُٹھا کر کچھ مٹی ہٹائی
تو اک سنگ گران نمودار ہوا۔ غرض کے بیچ اک کڑا اُس پتھر میں نصب تھا اُس شخص نے
بدیع الملک سے کہا کہ اگر آپ درویش تک جانا چاہتے ہیں تو اس پتھر کو ہٹائیے کہ بغیر اسکے
ہٹائے آگے رستہ نہیں ہے۔ بدیع الملک نے بسم اللہ کہکر کڑے کو مضبوط پکڑا اور نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر زور کیا تو پتھر اپنی جگہ سے ہٹا اور رستہ نمودار ہوا۔ بدیع الملک اندر اُس رخنہ
نقب کے اُترے زینہ نمودار ہوا بدیع الملک نے اس زینہ کو طے کیا تو ایک چشمہ نظر آیا۔ گرد اُس
چشمہ آب کے عمارت بنی ہوئی تھی۔ بدیع الملک اُس عمارت کے ہر درجہ میں جاتے تھے اور
نقش و نگار عمارت کے دیکھتے تھے اور اُسکے صانع پر آفرین کرتے تھے یہانتک کہ پھرتے
پھرتے تھک گئے اور اک گوشہ میں بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کروں اسکے آگے تو رقعہ میں
بھی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ یہ اسی فکر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اک مرتبہ پریاں آ آکر جمع ہونے لگیں
قریب سو سوا سو پریوں کے جمع ہو گئیں اور سب کی سب برہنہ ہو ہو کر اندر اُس چشمہ آب کے اُتر پڑیں
اور نہانے لگیں جو جوان اور حسین تھیں اُنھوں نے آپس میں چہلیں شروع کیں کسی نے اُسکو
چھینٹا مار دیا اُسنے اسکو چھینٹا مار دیا۔ بدیع الملک بیٹھے ہوئے تماشا دیکھا کیے۔ جب اُن سبھی نے
غوطہ لگانے تو بدیع الملک نے سب کے کپڑے چھپا لیے اور چھپ رہے۔ جب وہ سب نہا کر نکلیں
تو دیکھا کہ کپڑے غائب ہیں۔ اب تو پریاں نہایت پریشان ہوئیں اور اک شور ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
یہاں کوئی چور آ گیا۔ پریاں ادھر اُدھر ڈھونڈھنے لگیں مگر پریشان تھیں کہ نہیں معلوم کون ہے
جسنے ہم سب کو برہنہ دیکھا اُسکی آنکھیں پھوڑنا چاہیے۔ اتفاق سے دو اک پریاں اُس مقام
پر بھی پہونچ گئیں جہاں بدیع الملک کپڑے چھپائے ہوئے بیٹھے ہنس رہے تھے۔ پریوں پر
ایسا رعب غالب ہوا کہ ہاتھ جوڑنے لگیں اور کہنے لگیں کہ اجی ہمارے کپڑے دیجیے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا اس شرط پر کہ مجھے درویش نحیف گوشہ نشین کے پاس پہونچا دو۔ اب اور پریاں بھی
آکر جمع ہو گئیں اُنمیں بعض پریاں بدیع الملک کو پہچانتی تھیں۔ باعث یہ تھا کہ یہ پریاں رہنے والی
کوہ مروارید کی تھیں اور اُسوقت وہاں موجود تھیں جبکہ شاہزادہ نور الدہر کا ملکہ جواہر پری
دختر سلیمان پری کے ساتھ ہوا تھا۔ ان سب کی سردار پری تھی اُسنے بدیع الملک سے

عرض کی آپ یہاں کیونکر تشریف لائے والد ماجد آپ کے باخیریت کے ہیں۔ بدیع الملک نے
تمام سرگذشت اپنی سرداری کی سے بیان کی سرداری نے کپڑے پہنے اور شاہزادہ بدیع الملک
کو ہمراہ کیا اور طرف مسکن درویش نحیف گوشہ نشین کے روانہ ہوئی۔ جسوقت بدیع الملک سامنے
درویش کے پہونچے تو دیکھا کہ درویش نہایت معمر دسن میں سجادۂ طاعت پر بیٹھے ہوئے ہیں مصروف
عبادت ہیں۔ پریوں نے درویش کو گھیر لیا۔ جسوقت درویش نے عبادت سے فراغ حاصل کیا تو
ان لوگوں کی طرف دیکھا۔ سب نے سلام کیا۔ درویش نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کی اجازت دی
سب پریاں زمین پر بیٹھ گئیں۔ بدیع الملک نے بھی زمین پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ درویش نے
ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھالیا اور مزاج پرسی کے بعد یہاں تک آنے کا سبب دریافت کیا۔ بدیع الملک
نے سرگذشت اپنی بیان کی۔ درویش نے کہا ابھی تمکو بہت سے مرحلے طے کرنا ہونگے اسی بیابان
گرد باد میں برسوں گذر جائینگے۔ یہ بیابان اسم بامسمی ہے خانۂ کعبہ تک تمھارا پہونچنا بہت دشوار ہے ان
بعد ان سب مراحل طے ہونے سے پہونچوگے اور اسی بیابان گرد باد میں تمپر بہت بڑی بڑی
وقت سخت پیش آئینگی۔ ابعد مرحلہ نقابدار خاکی پوش کے مرحلہ لنگوروں کا پیش آئیگا اسکے بعد
بلاکشان جادو سے سامنا ہوگا۔ وہ ساحر نہایت سخت ہے اسکے بعد مرحلہ قلعہ سکندریہ کا ملیگا
وہاں پر جبیں آفتاب پرست سے مقابلہ ہوگا اور تم نہایت پریشان ہوگے اسلیے کہ پر جبیں
آفتاب پرست کو کسی نے ایک غازہ ایسا بنا دیا ہے کہ جو صورت اُسکی دیکھتا ہے اُسی کا ہو جاتا ہے
جو وہ کہتا ہے بدل قبول کرنا پڑتا ہے۔ انشاء اللہ اُسوقت میں تمھاری نصرت کرونگا اطمینان رکھو فی الحال
میں تمکو ایک آئینہ دیتا ہوں یہ قفل نقابدار خاکی پوش کے لیے کافی ہے یہ کہکر آئینہ نکالکر بدیع الملک
کے سپرد کیا اور چند تحائف اور بھی دیے کہ جنکا ذکر وقت پر آئیگا۔ بعد اُسکے کہا کہ اب جاؤ کہ مجھے زیادہ
باتیں کرنے کی فرصت نہیں ہے اور وہ پتھر اسی طرح نصب کر دینا جیسے ہٹا کر تم چشمہ تک پہونچے تھے
بدیع الملک نے سلام رخصت کیا اور پریوں کو ساتھ لیے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جہاں زینہ
بنا ہوا تھا۔ بدیع الملک اُسی زینہ پر چڑھ کر باہر آئے۔ سب پریاں بھی ساتھ ساتھ باہر آئیں
بدیع الملک نے پتھر کو اُسی مقام پر نصب کر دیا اور اُس فقیر کو جو نگہبان راہ تھا انعام عطا فرمایا۔
اور پریوں کو ساتھ لیے ہوئے طرف مقبرہ درویش ریاضت کش کے روانہ ہوگئے وہاں خضران
انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ شاہزادہ بدیع الملک پہونچے۔ تمام پریاں یہاں تک پہونچانے کو ساتھ ساتھ
آئی تھیں جو بالاے خضران کو گھیرے بیٹھے تھے اُنھوں نے جو بدیع الملک کے ساتھ پریوں کو
دیکھا نہایت متعجب ہوئے اور دل میں کہتے تھے کہ جناب شاہ تو اسرار شاہ سے بھی زیادہ
باکمال معلوم ہوتے ہیں کہ پریاں انکی مطیع ہیں۔ بدیع الملک نے تمام حقیقت خضران سے
بیان کی اور فرمایا کہ اب میں نقارہ پر چوب لگاتا ہوں۔ یہ فرماکر چوب اٹھائی اور نقارہ پر اس زور
سے لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا اور یہ خبر مشتہر ہوئی کہ وہ فقیر حسین جو میلے میں آیا تھا اور شریک عرس
ہوا تھا اُسنے نقارہ پر چوب لگائی ہے۔ اور نقابدار خاکی پوش سے مقابلہ کریگا۔ نقابدار کو بھی
معلوم ہوا کہ اُسی فقیر نے نقارہ پر چوب لگادی ہے جسنے عرس برخاست کرنے کے وقت بھی سختی سے
گفتگو کی تھی اور چوب بھی ویسی لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا۔ بس نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور اُسنے
تیاری مقابلہ کی کرنا شروع کی۔ لیکن ملکہ ماہ قلندری کو جو معلوم ہوا کہ جناب شاہ نے مقابلہ

کمر ہمت کو باندھ کر نقارہ پر چوب لگائی ہی تو یہ نہایت پریشان ہوئی — رضیہ خاتون سے کہا کہ
غضب ہوا اُسنے میرے کہنے پر عمل نکیا آخر نقارہ پر چوب لگا ہی دی بلکہ مین نے سنا ہی کہ نقارہ
پھاڑ ڈالا ہی افسوس یہ داغ مجھے ایسا ہوگا کہ یقین ہی مین اِس صدمہ سے جانبر نہو سکونگی اور اگر
اپنی بیحیائی سے جیتی رہی تو زہر کھا کر جان دیدونگی۔ رضیہ خاتون بھی نہایت پریشان ہوئی جبکہ
دوسرے روز صبح کو ملکہ بالاخانہ پر تشریف لائی اور کرسی پر جلوہ گر ہوئی۔ پس پشت ملکہ رضیہ نے
چوکی پر بیٹھکر رومال ہلانا شروع کیا ملکہ نے آج تمامی زیور و لباس نگار پہنا ہی اور اپنے کو مثل عروس شب
اول کے آراستہ کیا ہی۔ دل مین یہ بات ٹھان لی ہی کہ جسوقت مہتاب شاہ نقابدار کے ہاتھ سے
قتل ہو اُسی وقت مین اپنی جان دیدون۔ اُدھر زیر قصر ملکہ عالم کا عالم جمع ہو رہا ہی کہ چلکر دیکھیں کون
ایسا منچلا ہی جسنے نقابدار کے مقابلے پر کمر باندھی ہی سُنا ہی کہ وہ شخص نہایت خوبصورت ہی کہ ملکہ بھی
اُسپر شیفتہ ہی یقین ہی کہ جسوقت وہ قتل ہوگا تو ملکہ بھی اپنے کو قصر پر سے گرا دیگی دیکھیے اِس مقابلہ کا
کیا نتیجہ ہوتا ہی ہمیشہ سے یہ سنتے آئے ہین کہ ظلم کا نتیجہ خراب ہوتا ہی کیا عجب ہی کہ آج نقابدار
خاکی پوش کو اپنی جفاؤنکا عوض ملجائے سنا ہی کہ وہ فقیر بڑا صاحب کمال ہی اگر ایسا نہوتا تو نقابدار
کے مقابلہ پر آمادہ نہوتا۔ غرضکہ ہر ایک اپنی اپنی کہتا ہی کہ اک مرتبہ بدیع الملک لباس فقیری
پہنے ہوئے ایک جانب سے نمودار ہوئے۔ خضر ان کبھی فقیر بنا ہوا ساتھ ساتھ ہی لوگ پریون کے
غول کے غول پشت پر ہین حسن بدیع الملک کا دیکھکر ہر شخص دست بدعا ہوا کہ خدا اِسی کو فتحیاب کرے
اور نقابدار اسی کے ہاتھ سے مارا جائے۔ بدیع الملک زیر قصر ملکہ پہنچے۔ نظر بدیع الملک کی
ملکہ پر پڑی اور نظر ملکہ کی بدیع الملک پر پڑی۔ آنکھ چار ہوتے ہی ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری
ہوئے اور آواز دردناک سے کہا کہ اے شخص تو نے میرے کہنے پر عمل نکیا اپنی بھی جان دینے پر
آمادہ ہوا اور میری بھی جان لینے کا درپے ہوا خیر تجھے اختیار ہی۔ اب نصیحت سے بھی کچھ حاصل
نہین ہی اسلیے کہ وقت گذر گیا۔ تو نے اُسوقت کی نصیحت میری نمانی اب اگر تو ملنے بھی تو نقابدار
بغیر مقابلہ کیے کب مانتا ہی اسلیے کہ تو شرط کے موافق چوب نقارہ پر لگا چکا ہی اور چوب بھی اسطرح
لگائی ہی کہ نقارہ تک پھٹ گیا یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار کے رونے لگی۔ رضیہ کی آنکھوں سے بھی آنسو
جاری تھے تمام مجمع پر اک عبرت چھائی ہوئی تھی کہ اگر یہ فقیر ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا تو ملکہ فوراً
جان دیدیگی یہ چاند سی صورت پھر دیکھنے مین نہ آئیگی ہائے اِسکی جوانی کیا برباد ہو رہی ہی خدا
نقابدار خاکی پوش کو غارت کرے لیکن بدیع الملک نے ہمت مردانہ کے ساتھ جواب دیا کہ
اے ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو کہ مالک زندگی اور موت کا وہی ہی کوئی کسیکو بغیر اُسکے حکم کے قتل نہین
کر سکتا ہی کیا جان ہی نقابدار خاکی پوش کی کہ وہ مجھکو قتل کر سکے ہان اگر موت میری بھی اُسی کے ہاتھ
سے ہی تو مجبوری ہی ورنہ خاک مین خاکی پوش کو نہ ملا دیا تو نام اپنا مہتاب شاہ نہ پایا۔ ملکہ کو
ان کلمات سے گونہ تسکین ہوئی کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تیز گرد بلند ہوا اور آتے آتے وہ غبار
برطرف ہوا تو دیکھا کہ نقابدار خاکی پوش چالیس ہزار سوار سے گھوڑا مارے نہایت غیظ و غضب
کی حالت مین چلا آتا ہی اسکی آمد سے زمین تھرا رہی ہی۔ ملکہ کا تو رنگ اُڑ گیا دلمین کہا خدا اسکو غارت
کرے — بدیع الملک نے جو نقابدار کو اپنی جانب آتے دیکھا خود بھی مرکب پر سنبھل بیٹھے۔ نقابدار
نے آتے ہی آواز دی کہ کیون او اجل رسیدہ کیا تو میرے حال سے بیخبر تھا جو تو نے مقابلہ کا قصد لیا

اور طرہ اُسپر یہ کہ نقارہ پر چوب اسطرح لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا۔ اب تیرے قتل کے بعد مجکو اور نقارہ
رکھوانا پڑیگا کہ جو اپنی جان دینے کو آئے وہ اسی ذریعہ سے مجھے خبر پہونچائے۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ اب انشاء اللہ اسکی ضرورت ہی نہوگی جب تو ہی نہوگا تو نقارہ کا کیا کام ہے اسی سے مین نے
نقارہ کو پہلے ہی پھاڑ دیا اور اس علامت کو بگاڑ دیا۔ یہ سُنکر نقابدار کو اور غصہ آیا پکارا کہ مین نے
تجپر رعایت جو کی اور عرس کے روز تجکو چھوڑ دیا تو تیری یہ جرأت ہوئی کہ میرے مقابلہ پر آمادہ ہوا
شاید تو یہ سمجھا کہ نقابدار تجھسے دب گیا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون۔ یہ کہکر اُسی حالت غیظ و غضب
مین نیزہ مارا۔ بدیع الملک نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین دونون مرکب اشارون پر
پھر رہے تھے سوا سنانون کی چمک اور گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بدیع الملک نے نیزہ
نقابدار کے ہاتھ سے نکال دیا۔ نیزہ کا نکلنا تھا کہ نقابدار نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا
دیکھنے والون نے آپس مین سرگوشیان کین کہ اجتک نیزہ کسی نے نقابدار کے ہاتھ سے نہ نکالا
تھا کیا عجب ہے کہ یہ شخص نقابدار پر فتحیاب ہو۔ بعضون نے کہا اسکا اعتبار نہین اسلیے کہ نقابدار
پر حربہ اثر ہی نہین کرتا ہے اسکا مرنا غیر ممکن ہے۔ ملکہ کو بھی کسیقدر خوشی ہوئی۔ اب نقابدار نے
جھلا کر گرز مارا۔ بدیع الملک نے کلہ گرز مین ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے نقابدار
کے چھٹ گیا۔ بس نقابدار نے تلوار کھینچ لی۔ ملکہ کی نگاہین تو زور بازو کے صدقے ہو گئین دیکھنے
والے وجد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ایسا نہوتا تو اس ظالم کے مقابلہ کا قصد نکرتا لیکن نقابدار
نے بدیع الملک کو آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی دست بازی
جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین۔ یہ کہکر نقابدار نے تلوار ماری۔ بدیع الملک نے جلدی
سے کلائی پکڑ لی اور آئینہ نکالکر نقابدار کے سامنے کر دیا اور کہا کہ دیکھ تو اسمین کیا ہے۔ بس
جیسے ہی نقابدار نے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی دونون آنکھون سے دو شعلے نکلے۔ نقاب
جلی اور تمام بدن مین نقابدار خاکی پوش کے آگ لگ گئی۔ دھڑ دھڑ جلنے لگا۔ بدیع الملک
نے ہاتھ اُسکا چھوڑ دیا۔ نقابدار بھاگ کر اپنے غول مین چھپا جسکے قریب سے نکلا اُسکے بھی
تن بدن مین آگ لگ گئی۔ تمام فوج بھی نقابدار کی جلنے لگی۔ اب یہ حالت ہے کہ نقابدار چارون طرف
دوڑتا پھرتا ہے جدھر نکل جاتا ہے اُدھر سے لوگ بھاگتے ہین اور راہ دیتے ہین یہان تک کہ
سب کے سب جل کر خاک ہو گئے آخر مین نقابدار خاکی پوش بھی جل کے خاک ہو گیا اور اُس
خاکستر سے ایک طائر پیدا ہوا اور بلند ہو کر پکارا۔ بدیع الملک اور حضران دیکھنے لگے کہ یہ طائر کیا
پیدا ہوا۔ کہ طائر نے بزبان انسانی پکار کر کہا کہ او بدیع الملک تمنے ٹھیر بکر اس نقابدار کو مار تو
لیا مگر اسکے عوض مین دیکھنا کہ تیرے کیسی بلا نازل ہوتی ہے مین جاتا ہون اور بلا کشان جادو کو آگاہ کرتا ہون
یہ سُنکر بدیع الملک نے تیر مارنے کا قصد کیا تھا کہ طائر تال مار کر اُڑتا ہوا چلا گیا۔ اسکا حال آگے
بیان ہوگا۔ یہان کی کیفیت سنیے کہ مرنے سے نقابدار کے اسقدر خوشی ہوئی کہ ہر طرف سے
آوازین مبارکباد کی آنے لگین توپیان چھٹنے لگین بازاری لوگ تالیان بجا رہے تھے سبھی کو
تو نقابدار سے ایک عداوت تھی سارا شہر ملکہ ماہ قلندری کی رعایا مین سے تھا۔ نقابدار کا جانی دشمن
ہو رہا تھا مگر بس نہ چلتا تھا فوج بھی ملکہ ماہ قلندری کی عاجز تھی جب نقابدار خاکی پوش سے
کسی سے مقابلہ ہوتا تھا تو سپاہ بھی آکر تماشا دیکھا کرتی تھی جب نقابدار فتحیاب ہوتا تھا تو افسران فوج

گردنین نیچی کیے ہوے چلے جاتے تھے آج خدا نے وہ دن دکھایا کہ نقابدار نے ملک ہستی کو چھوڑ کر
عدم کی راہ لی - لشکر مین شادیانے بجنے لگے سب نے اپنی ملکہ کو سلام کیا سلامتی کی سلامی ہوئی
آج سے شادی کی ناامیدی بھی دور ہو گئی - ملکہ نے جلدی سے نقاب چہرہ پر ڈال لی کہ اب صورت
اپنی نامحرمون کو دکھانا نہ چاہیے اسلیے کہ شرط کے موافق مین قاتل نقابدار کی زوجہ ہو چکی لیکن
جسوقت طائر کی زبانی ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ درویش وضع انسان بدیع الملک ہی جو صاحبقران
وقت اور سلیمان زمانہ ہی کہ پریان ا ... اسکے تابع فرمان ہین تو ملکہ نے رضیہ خاتون سے کہا کہ بڑا
غضب ہوا ارے مین نہ جانتی تھی کہ یہ صاحبقران ہین ورنہ انسے انکے مرتبہ کے موافق باتین کرتی -
یہ کہکر اپنے ملازمون سے حکم کیا کہ وہ سامنے والا قصر جو میرے باپ کی نشست گاہ تھی وہین صاحبقران
کو لیجاؤ کہ وہان سب سامان آسائش ہر وقت مہیا رہتا ہی کوئی نیا انتظام کرنے کی ضرورت نہوگی - یہ
کہکر گھوڑے سے نیچے اتری - بدیع الملک نے جو دیکھا کہ ملکہ قصر کے نیچے چلی گئی انھین یہ خیال ہوا کہ
شاید ہمارے لینے کو آتی ہوگی لیکن دیکھا تو ملکہ نہین آئی مگر اسکے ملازم آئے اور عرض کی کہ ملکہ عالم
ارشاد فرماتی ہین کہ بالفعل آپ ... قصر مین تشریف فرما ہون مین کسی وقت حاضر ہونگی بدیع الملک
نے قبول کیا اور ہمراہ اُن لوگون کے اُسی قصر مین داخل ہوے - سب اسباب راحت مہیا تھا -
خضران سے ارشاد فرمایا کہ اب یہ لباس قلندری دور کرنا چاہیے اسلیے کہ طائر نے حال میرا کہدیا
کہ مین کون ہون اب بہروپیون کی طرح وضع بدل کر پھرنا اچھا نہین - خضران نے یہ سنکر لباس والیہ
بدیع الملک کا جو چلتے وقت زنبیل مین رکھ لیا تھا زنبیل سے نکالکر حاضر کیا اور عرض کی کہ اتنے
دنون کا کرایہ آپ کو دینا ہوگا - بدیع الملک نے مسکرا کر فرمایا کہ اس لباس کا کرایہ بھی لوگے جو مجھے
پہنایا تھا - خضران نے کہا اسکی پوری قیمت لیجاؤنگی - جو چیز آپ کے استعمال مین آئی پھر وہ کرایہ
پر چلنے کے کام کی بھی تو نہین رہتی خیرات کر دی جاتی ہی - فرمایا بہتر - اور اُس لباس قلندری کو دور
کیکے اپنا لباس زیب جسم فرمایا اور تشریف فرما ہوے - وہان ملکہ نے رضیہ سے فرمایا کہ ارے
غضب ہوا مین تو اس شخص کو فقیر سمجھے ہوئے تھی مگر یہ تو وہی شخص نکلا جسکی خبر میرے والد نے
مجکو دی تھی جب وقت انتقال درویش ریاضت کش کا قریب آیا تھا تو مین نہایت ہراسان ہوئی
تھی میرے والد نے مجکو بہت کچھ تسلی دیکر ارشاد فرمایا تھا کہ اک وقت مین تیری مشکل آسان ہو جائیگی
اک شخص ثانی سلیمان صاحبقران زمان آئیگا وہ نقابدار خاکی پوش کو خاک مین ملائیگا اور
بلاکشان جادو کو مار کر اس طبقہ سے خار و خاشاک کو دور کریگا اور بہارستان اسلام اُسکی ذات
سے یہان پھیلیگی تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ وہی شخص ہی - اے رضیہ مین نے اُس سے اُسی طرح کلام
کیے جو اُسکی وضع تھی - وہ دل مین اپنے کیا کہتا ہوگا - اب اُس سے خطا اپنی معاف کرانا چاہیے
یہ فرماکر لباس فقیری اختیار کیا اک سیاہ رومال کی جھولی بناکر ہاتھ مین لی اور اُسمین سونے کی
کے ٹکڑے رکھکر شنجرفی ساری باندھی - رضیہ نے بھی صورت اپنی فقیرنی کی بنائی اور ملکہ کے
ساتھ ہوئی - ملکہ قصر کے دوسرے دروازے کی طرف آئی اور کنجی دروازے کی ہلائی - جو نگہبان
اُس دروازے پر بیٹھا تھا اُسنے کہا کون - ملکہ نے فرمایا کہ جاکر صاحبقران سے عرض کر دو کہ اک
فقیرنی آپ کے پاس حاضر ہی اور کچھ غرض رکھتی ہی - خادم نے آکر صاحبقران سے عرض کیا -
بدیع الملک نے کہا کہ اچھا مین چلتا ہون - یہ کہا خضران کو ساتھ لیا اور دروازہ پر آئے دیکھا تو

اک آفتاب محشر ہی کہ جلوہ گر ہی یعنے ملکہ ماہ قلندری لباس قلندری بھبوت منھ پر ملے ہوئے
جھولی سیہ روبائی کی ہاتھ میں گلے میں گنٹھا سلیمانی پڑا ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ یہ دیکھکر
بدیع الملک سے ضبط نہوسکا فرمایا اے ملکہ یہ کیا حالت بنائی ہی۔ ماہ قلندری نے عرض کی کہ
آپکے سامنے میری یہی حقیقت ہی جس صورت سے آپ مجکو دیکھ رہے ہیں اور آپ سے عفو تقصیر
چاہتی ہوں کہ میں آپکے مرتبے سے آگاہ نہ تھی آپ لباس فقیری میں تشریف لائے تھے میں نے
جس لباس میں دیکھا اُسی طرح برتاؤ کیا۔ اب میں آپکے سامنے فقیری بن کر آئی ہوں کہ میری
خطاؤں کو معاف فرمائیے۔ بدیع الملک نے خضران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ مجھسے یہ حالت
ملکہ کی دیکھی نہیں جاتی اور دوڑکر ملکہ کو گود میں اُٹھالیا اودھر خضران نے رضیہ خاتون کو اُٹھالیا
اور اندر قصر کے لاکر بٹھایا اور بدیع الملک نے ملکہ سے ارشاد فرمایا کہ برائے خدا اس لباس کو
دور کرو یہ تمھارے شایان نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ میری تو ابتدا یہی ہی فقیری ہی سے میں شاہی
کے درجہ تک پہونچی ہوں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ موجودہ حالت پر خیال کرو۔ اب تو اس مقام
کی ملکہ ہو۔ غرضکہ رضیہ گئی اور لباس شاہانہ لیکر حاضر ہوئی۔ ملکہ نے لباس شاہی زیب جسم فرمایا
رضیہ نے بھی پوشاک بدلی اور محفل عیش آراستہ ہوئی ملکہ نے بدیع الملک سے کہا کہ میں نے
سنا ہی کہ آپ لوگوں کی عادت یہ ہی کہ محبت بڑھاکر روپوشی اختیار کرتے ہیں پھر خبر بھی نہیں لیتے
ہیں اگر یہی برتاؤ میرے ساتھ بھی کرنا ہی تو مجھے معاف کیجئے حالانکہ میری حالت وہی ہی کہ ؎
نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی ❊ لیکن مجھے اس تڑپنے سے مرنا بہتر ہی ہاں اگر اتنا ہو کہ جہاں جاؤ
مجھے اپنے سے جدا نکرو تو کنیز ہوں ورنہ میری خواہش تو یہ ہی۔ دوہا۔ نیہہ پیت لگاکے
دور دیس مت جاو ❊ بسو ہماری ناگری ہم مانگیں تم کھاؤ ❊ یہ ملک وہاں بھی کم نہیں ہی۔ بدیع الملک
نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا لیکن اے ملکہ یہ تو بتاؤ کہ یہ حصار جو تمھارے ملک سے قریب واقع ہی
اسکی کیا اصلی حالت ہی یہ کسکا بنایا ہوا ہی اور کیونکر اس حصار کے پار انسان جا سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ
اے شہریار میں اس حصار کو اپنے بچپن سے دیکھ رہی ہوں کہ یہ اسیطرح قائم ہی اور جو اسکے قریب
جانے کا قصد کرتا ہی وہ جل کر خاک ہو جاتا ہی۔ والد ماجد میرے باوصفیکہ فقیر تھے اور عامل کامل
تھے لیکن وہ بھی کبھی قریب اس حصار کے نہ گئے بلکہ اسکے پاس جاتے ہوئے ڈراکیے۔ یہ حصار
کھنچا ہوا بلاکشان جادوگر کا ہی وہی اُس مقام کا حاکم ہی۔ جہاں کہ یہ حصار کھنچا ہوا ہی۔ جب میں
سن تمیز کو پہونچی تو اُسکے فرزند نے میری خواہش ظاہر کی۔ باپ نے میرے بسبب اختلاف مذہب
کے قبول نکیا اُسنے جلکر اس نقابدار خاکی پوش کو معین کیا کہ اگر ہمارے ساتھ شادی اسکی نہو تو
کسی کے ساتھ نہو۔ جو میرا خواہشمند ہوکر آیا وہ نقابدار کے ہاتھ سے مارا گیا یہاں تک کہ آپنے
آکر اس نقابدار کو مارا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کوئی اور راستہ بھی بلاکشان جادوگر تک پہونچنے
کا ہی یا نہیں ہی۔ ملکہ نے فرمایا کہ مجھے تو نہیں معلوم لیکن اک مرد پیر دہقانی شاید جانتا ہو کہ وہ سرحد کا
رہنے والا اور بہت پرانا آدمی ہی۔ شاہزادہ نے اسکو طلب کیا۔ جب مرد دہقانی حاضر ہوا تو
بدیع الملک نے اُس سے پوچھا کہ تم شہر بلاکشان کی راہ جانتے ہو۔ اُسنے عرض کی راہ تو میں جانتا
ہوں لیکن وہ راہ بھی اب مسدود ہو گئی ہی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ وہ راستہ کسطرح مسدود ہوا ہی
اُسنے عرض کی کہ اک حکیم ہی کہ نام اُسکا حکیم طرقوس ہی اہل اسلام کا دشمن ہی خود لامذہب ہی اُسنے

کسی جزیرہ سے اک جوڑا لنگور کا منگایا تھا اُن لنگوروں کے برابر فیل کے تھے اور دُمیں تیس تیس
اور چالیس چالیس گز کی تھیں انگوٹھیاں اور بوٹیاں کھلانا شروع کیں اُن بوٹیوں اور بوٹیوں
کی تاثیر سے وہ لنگور رومین تن ہو گئے اور ان سے بکثرت اولاد ہوئی اب انھیں لنگوروں
کی نسل سے قریب تیس ہزار کے ہو گئے ہیں اور انسے اک ملک بسا ہے۔ حکیم طرقوس بادشاہ
بنا بیٹھا ہے۔ اس راستے کو اس حکیم نے مسدود کر دیا ہے اب کوئی نہ ادھر سے اُدھر جا سکتا ہے اور
نہ اُدھر سے اِدھر آ سکتا ہے۔ وہ لنگور بڑے ظالم ہیں نہ انپر حربہ اثر کرتا ہے نہ اُنکی قوت کو انسان
کی قوت پہونچ سکتی ہے۔ ہر وقت مقابلہ دُم میں باندھ کر لیجاتے ہیں۔ یہ سنکر صاحبقران بہت
پریشان ہوئے کہ کیا جانوروں سے لڑنا پڑیگا۔ پھر دہقانی کو ملازم کر لیا اور فرمایا کہ جسوقت ہم
اُسطرف چلینگے تو رہنمائی کے واسطے تجکو ساتھ رکھینگے۔ خضران نے کہا کہ تمکو تو ہوس ملک گیری
کم نہیں ہوتی مجھ میں اب طاقت ایسی نہیں ہے کہ تمھارے ساتھ چلکر بندروں اور لنگوروں سے
لڑوں۔ یہ نہ کہیےگا کہ خضران نے وقت پر دغا دی۔ میں ہرگز بندروں اور لنگوروں سے نہ لڑونگا
آپ جانیں آپکا کام جانے۔ یہ سنکر بدیع الملک نے پریوں کو طلب کیا۔ اسرار پری حاضر ہوئی
فرمایا کہ تم دو نامے ہمارے کسی کے ہاتھ بھجوا دو۔ اسرار پری نے عرض کی کہ میرے ساتھ چند پریاں
نہایت تیز پر ہیں آپ نامے عنایت کیجیے خدا نے چاہا تو بہت جلد جواب آ جائیگا۔ بدیع الملک
نے کہا کہ مجھے چند آدمیوں کو طلب کرنا ہے انتظام سواری بھی کر دینا کہ مجھ تک سب بہت جلد پہونچ
جائیں۔ اسرار پری نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہوتا ہے ایسا ہی ہوگا۔ الغرض صاحبقران نے ایک
نامہ تو اپنے اہل لشکر کو لکھا کہ ہم اس مقام پر ہیں سب صاحب یہیں چلے آئیں اور ایک نامہ
بادشاہ اسلام کو تحریر فرمایا۔ مضمون یہ تھا کہ میں باتفاق رطل اشہر بیابان گرد باد میں مقیم ہوں اور
یہاں کچھ ایسی مصیبت درپیش ہے کہ ضرورت زیادہ عیاروں کی پڑیگی اور میرے ساتھ صرف خضران ہے
لہذا خود بھی آنے کی جلد کوشش فرمائیے اور چالیس پچاس عیار منتخب کر کے میرے پاس بھیجیے۔ یہ
دونوں نامے اسرار پری کو دیے۔ اسرار پری نے ہما پری کو تو ایک نامہ دیکر تنہا طرف لشکر
بدیع الملک کے روانہ کر دیا اور دوسرا نامہ طیران پری کو دیکر چند تخت رواں ساتھ کر دیے کہ
جن لوگوں کو بادشاہ اسلام تمھارے ساتھ کر دیں انھیں لیکر یہاں چلی آنا۔ ہما پری اُدھر
روانہ ہوئی اور طیران پری اُدھر روانہ ہوئی اور بدیع الملک نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اپنے لشکر کو
تیاری کا حکم دو آج کے تیسرے روز ہم کوچ کر کے طرف دربند لنگوراں کے جائینگے۔ ملکہ ماہ قلندری
کے یہاں جو چند سردار اور تھوڑی سی فوج تھی اسکو تیاری کا حکم ملا فوج تیار ہونے لگی اور اک
بارگاہ زرنگار بھی تیار کرائی گئی۔ تیسرے روز شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ ماہ قلندر پری سے ارشاد
کیا کہ اے ملکہ خدا حافظ ؎ جیتے رہینگے تو ملجائینگے ٭ نہیں تو کیے کی سزا پائینگے ٭ تجسے دل لگا کر
عجب مصیبت میں جان پھنسی ہے کہاں تو خانہ کعبہ جا رہے تھے کہاں پھر الجھاؤ میں پھنسے اب دیکھیے
اِن الجھاؤوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ملکہ نے کہا میں خود دیکھتی ہوں کہ میں نے تم سے کیوں دل لگایا
بیٹھے بٹھائے جان کو اک روگ لگایا یہ ذہن میں دو آیا۔ ؎ مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پریت ٭
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت ٭ یہ باتیں سنکر رضیہ خاتون قریب آ گئی آنچل سے ملکہ کے آنسو
پونچھے اور یہ شعر پڑھا ؎ جو دل پر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل ٭ کیا ہے جو اسے

بھگتینگے پچھتانے سے کیا حاصل + صبر کرو خداوندگار یہ وہ شہریار عالیوقار ہی جسکا لقب صاحبقران ثانی مدام
ہر ہزار ہا کافرون کو انھون نے مار ڈالا سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین بلاکشان جادو کیا بلا ہی جو انسے
مقابلہ کریگا انشاء اللہ بہت جلد اس مرحلہ کو فتح کرکے شاہزادہ تشریف لائیگا آپکا کام دل بر آئیگا
اور یہ وہ لوگ ہین کہ غلامون کو اور کنیزون کو تو بھولتے نہین ہین معشوق کو کیا بھولینگے۔ انسے دل لگا کر
پچھتانا اپنے کو اپنی زبان سے تلون مزاج بنانا اور دوسرون کی نظرون سے گرانا ہی۔ ملکہ خاموش ہوئی
اور شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا۔ ملکہ نے بیتاب ہوکر یہ شعر پڑھا ؎ کلیجا کوئی تھام کر رہ گیا ہی
اُدھر جانے والے ادھر دیکھ لینا + بدیع الملک نے پلٹ کر ملکہ کو دیکھا اور فرمایا کہ للہ اسوقت
ایسی باتین نکرو۔ ملکہ نے دوسرا شعر پڑھا ؎ زخم ہی تحسین کا مزا جانے + جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے
خضران نے دیکھا کہ بدیع الملک کو پسینا آگیا روہانسے سے ہوگئے۔ بس اسنے رقیبہ کی طرف دیکھکر
کہا کہ ملکہ کو سمجھاؤ یہ دوستی نہین بلکہ دشمنی ہی۔ رقیبہ نے کہا کہ تیرا دل تو پتھر کا ہی کہ تجکو پروا ہی نہین
دوسرا ایسا دل کہان سے لاے خضران بدیع الملک کو لیے ہوے محل سے باہر آیا سلامیان
ہونے لگین۔ ملکہ ماہ قلندری کے چارون افسران فوج حاضر تھے اُنھون نے قاعدہ سے سلام
کیا بدیع الملک نے جواب سلام دیکر سہراب بلند کمان اور لہراسپ تیغزن کو حکم دیا کہ تم اثاثہ بارگاہ
کا لیکر طرف دربند لنگوران کے بڑھو سہراب بلند کمان اور لہراسپ تیغزن تو بارگاہ لیکر روانہ
ہوے اور شاہزادہ بدیع الملک مع بہرام خاکستر پوش و لقمان تیرزن بیس ہزار سوار سے آہستہ
آہستہ سیر و شکار کرتے ہوے طرف دربند لنگوران کے چلے کہ پہلے جاکر بارگاہ برپا ہو لے ڈیرے ہو
پہونچین تاکہ منزل پر آرام ملے۔ اب انکو تو رہبری مین چھوڑا جاتا ہی اور اول یہان سے کچھ حال
اُس نامہ کا بیان ہوتا ہی جو طیران پری لیکر بخدمت بادشاہ اسلام روانہ ہوئی تھی تل اشتر قلعہ سقفر تک
سے کوچ اور مقام کرتے ہوے چلے آتے تھے اک صحرا مین خیمہ زن تھے تمام فوج سے جنگل بھرا ہوا
تھا بازار کھلے ہوے تھے گھوڑے کھنک رہا تھا کہ اک مرتبہ طیران پری سامنے بادشاہ اسلام کے
پہونچی اُسوقت کرسیون کی نشست تھی۔ بیرون بارگاہ بادشاہ اسلام بیٹھے ہوے سیر صحرا دیکھ رہے
تھے کہ طیران پری نے پہونچکر سلام کیا اور نامہ باادب سامنے بادشاہ اسلام کے پیش کیا۔ بادشاہ
اسلام نے نامہ لیا دیکھا تو نامہ صاحبقران نامدار کا ہی نہایت خوش ہوے جلدی سے لفافہ چاک
کرکے نامہ کو پڑھا جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے خبر خیریت بدیع الزمان سے نہایت خوش
ہوے لیکن مرگ عزیزان کا حال دیکھکر کمال محزون ہوے لیکن وہ لوگ جو نہ طاق مین مارے
گئے تھے کچھ انکا حال بھی مجملاً تحریر تھا اور طلب عیاران نامی کی تھی۔ بس اسی وقت بادشاہ اسلام
نے جواب نامہ تحریر کیا اور برق ثانی و قران ثالث اور چالاک ثانی۔ سرہنگ ثانی نیرنگ ثانی
سحر ثانی۔ سعید ثانی۔ گلباد ثانی۔ کلباد ثانی ملک سنجانی عاشقی عیار بھی و دیگر عیاران نامی و گرامی
جنکی تعداد پچاس کی تھی بلاکر طیران پری کے سپرد کیے اور جواب نامہ دیا۔ خلعت سے سرفراز کرکے
رخصت کیا۔ طیران پری نے سب عیارون کو تخت پر بٹھایا اور ایک تخت پر وہ بھی بیٹھی اور جانب
بیابان گردباد روانہ ہوئی۔ دوسرا نامہ ہما پری لیکر روانہ ہوئی تھی متصل بدیع الملک مین پہونچی
اور نامہ صاحبقران کا شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہاتھ مین دیا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ نے نامہ پڑھا
مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر تمام افسران فوج کو آگاہ کیا اور سب کے سب کوچ کرکے طرف

بیابان گردباد کے روانہ ہوئے مگر دیکھیے کس وقت پہونچتے ہیں - ہماری جواب نامہ لیکر چلی
صاحبقران ایک منزل تمام کرکے دوسری منزل ہی میں تھے کہ ہماری نے جواب نامہ پیش کیا تحریر تھا
کہ حسب الحکم بہت جلد حاضر ہوتے ہیں تیسری منزل سے ہنوز قدم آگے نہ بڑھا تھا کہ طیران پری
بھی سب عیاروں کو لیے ہوے پہونچ گئی اور نامہ بادشاہ اسلام کا پیش کیا - صاحبقران نے
نامہ بادشاہ کا سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بعد اسکے پڑھا - لکھا تھا کہ میں انشاءاللہ بہت جلد
آکر آپ سے ملتا ہوں اور یہ عیار حسب الطلب روانہ کیے گئے ہیں - بعد اسکے عیاروں نے
صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی - خواجہ خضران کے ہاتھ چومے - خضران نے سبکو گلے سے لگایا
اب یہ عیار بھی صاحبقران کے ساتھ ہیں اور امیر ثالث طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے
ہیں لیکن اول کچھ حال اُس طائر کا سنیے جو نقابدار خاکی پوش کے سر سے نکلکر جانب بلاکشان
جادو روانہ ہوا تھا - جسوقت یہ سامنے بلاکشان جادو کے پہونچا سارا ماجرا نقابدار خاکی پوش
کے مارے جانے کا بیان کیا کہ اسطرح ایک درویش آیا اور اُسنے کہیں سے آئینہ لاکر بروقت مقابلہ
نقابدار کو دکھا دیا نقابدار جلکر خاک ہوگیا بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نبیرہ حمزہ اول اور صاحبقران
زمانہ ہے لہذا میں آپ کو آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اب راستے کو کسی اور ذریعہ سے مسدود کیجیے ورنہ
یہ ہوگا کہ بدیع الملک چڑھ آئینگے اور پھر اُنکے ہاتھ سے جان بچانا دشوار ہوجائیگی - یہ لوگ جس
ملک پر جاتے ہیں اُسکو تباہ و برباد کیے بغیر نہیں چھوڑتے ہیں - یہ کہکر طائر تو شعلہ کی طرح بھڑک کر
فرو ہوگیا لیکن بلاکشان جادو نے مصاحبوں سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بدیع الملک کون شخص
ہے کہ درویش نحیف گوشہ نشین نے اُسکا پاس مجھسے زیادہ کیا اور آئینہ قتل نقابدار اُسکو دیدیا -
اب میں خود جاتا ہوں اور وہیں پر میں بدیع الملک کو مٹائے دیتا ہوں - یہ کہکر جھول سحر کی طلب کی
مشیر جادو اور شہیر جادو اور اخمام جادو اور فرجام جادو نے منع کیا اور عرض کی کہ
بدیع الملک صاحب اسم اعظم ہے آپکا اُسکے مقابلہ کو جانا اچھا نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ایک نامہ حکیم
طرقوس کو لکھیے کہ سوا بیابان لنگوران کے اور کوئی راستہ بدیع الملک کے آنے کا نہیں
ہے اگر حکیم طرقوس آپکے موافق رہیگا تو بدیع الملک یہاں تک نہ پہونچ سکیگا اور نوخیز جادو کو
بھیجکر ملکہ کو گرفتار کرا منگائیے کہ اُسی کی ذات سے یہ تمام فتنہ و فساد برپا ہوے ہیں - یہ رائے مشیران
دولت کی بلاکشان جادو کو پسند آئی - اُسی وقت ایک نامہ بنام حکیم طرقوس تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے دوست صادق اب وہ وقت آیا جسکے خوف سے میں نے اپنے شہر کو حصار بند کیا تھا
اور آپنے یہ لشکر لنگوران تیار کیا تھا نقابدار خاکی پوش مارا گیا طائر سحر نے مجھکو حال مرگ
نقابدار خاکی پوش اور آمد بدیع الملک سے مطلع کیا سنا ہے کہ بدیع الملک بیابان لنگوران کی
راہ سے اسطرف آیا چاہتا ہے میں تمکو پیشتر سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اگر اپنی اور ہماری جان اُس
دشمن قوی کے ہاتھ سے بچانا ہے تو سرحد کا بندوبست کرو اور بدیع الملک کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالو
ورنہ بچنا دشوار ہو جائیگا ایک ساحر نامہ لیکے طرف حکیم طرقوس کے روانہ ہوا اور اُسکے بعد نوخیز جادو
کو حکم دیا کہ تو جاکر ملکہ ماہ قلندری کو گرفتار کر لا - نوخیز جادو ابر سحر تیار کرکے طرف باغ ملکہ ماہ قلندری کی
لیکر روانہ ہوا - لیکن اول حال نامہ کا سنیے کہ جسوقت نامہ بلاکشان جادو کا حکیم طرقوس کو پہونچا حکیم
طرقوس نے نامہ پڑھکر پانچ سو لنگوروں کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوے تو آگے ورے لنگوروں کو ان

سب پر افسر کرکے حکم دیا کہ فوج انسانوں کی اس طرف آئی ہے تم جاؤ اور اُن سب کو گرفتار کر لاؤ۔ یہ حکم
سنتے ہی وہ سب لنگور جانب سرحد بیابان روانہ ہوئے اب یہ حال سہراب بلندکمان اور لہراسپ
تیغزن کا سنیے کہ پیش خیمے لیے ہوئے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلے جاتے ہیں جس وقت قریب سرحد
بیابان لنگوران کے پہونچے تو دیکھا کہ جانب صحرا سے کچھ سیاہی نمودار ہوئی۔ یہ لوگ سمجھے کہ
سیاہ آندھی ہے اسی جگہ ٹھہر گئے بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ اس سیاہی میں سے پانچ سو لنگور جنکے قد
فیل کے برابر دُمیں چالیس چالیس گز کی بلند کیے ہوئے قلقاریاں مارتے چلے آتے ہیں تب
ان لوگوں نے اتالہ بارگاہ کا پشت پر لے لیا اور تلواریں کھینچکر آگے بڑھے۔ پہلے لہراسپ
تیغزن صف سے آگے بڑھا اور لنگوروں کو ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد کرنا یہ دیکھتے ہی
لنگور مثل لشکر کے پرے جما کر کھڑے ہو گئے اور ایک لنگور جو دراز قامت تھا صف سے نکلکر
سامنے لہراسپ تیغزن کے آیا اور مثل انسانوں کے گویا ہوا کہ اے شخص تو کس ارادے سے آیا ہے
جا پلٹ جا یہاں سے ورنہ سخت پریشان ہوگا۔ لہراسپ نے جواب دیا کہ او دراز دم تیری بھی یہ
حقیقت ہے کہ تو انسانوں کو ڈراتا ہے تو خود ہمارے سامنے سے ہٹ جا ورنہ مارا جائیگا۔ یہ سنکر اس
لنگور نے دُم علم کی اور پکارا کہ بچ۔ لہراسپ نے تلوار کھینچ لی لیکن لنگور نے ایسی دم ماری کہ لہراسپ
تڑاپ کر گھوڑے سے گرا اور اسی اضطراب میں لنگور کو تلوار ماری۔ لنگور نے تلوار سر پر روکی خود بچ گیا
ابکی مرتبہ لنگور نے دم مارکر لہراسپ تیغزن کی کمر میں لپیٹ لی اور زور کرکے لہراسپ کو بلند کر لیا
اور یوں ہی دم پر اٹھائے ہوئے اپنے لشکر میں چلا گیا۔ سپاہیان لشکر لہراسپ کے رنگ فق
ہو گئے وہاں اُس لنگور نے لہراسپ کو اپنے ہمراہیوں کے سپرد کیا اور آپ پھر میدان میں آکر پکارا کہ
اب بھی تم لوگ پلٹ جاؤ ورنہ اسی طرح سب کو باندھ لیجاؤنگا۔ جب تمہارے افسر کی یہ حالت ہوئی کہ
کچھ نہ کر سکا اور بندھا چلا گیا تو تم کیا کر سکوگے۔ یہ سنکر سہراب بلندکمان کو غصہ آیا اسنے شانے
سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر لنگور کی آنکھیں تاک کر تیر مارا۔ لنگور نہایت چالاک تھا تیر خالی
دیا اور جست کرکے قریب سہراب کے آگیا اور دم ماری سہراب نے تلوار ماری کہ دم اسکی قلم کر دوں
لیکن تلوار نے کام نہ کیا اسلیے کہ لنگور کو حکیم نے مثل اسفندیار کے روئین تن بنایا تھا پس لنگور
نے سہراب کو بھی دم سے باندھا اور کھینچ لیے چلا گیا۔ اہل لشکر دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے اس
جانور موذی سے چھین لیں۔ یہ دیکھکر سب لنگور بھی دُمیں کھڑی کیے ہوئے آپڑے
دلیروں نے تلواریں مارنا شروع کیں اور لنگوروں نے دموں کے کوڑے برسانا شروع کیے دم بھر
میں پانچ سو سپاہیوں کو لنگوروں نے دموں سے لپیٹا اور باندھے لیے چلے گئے باقیماندہ جان
بچاکر واپس آئے اور بارگاہ کو لیے ہوئے روتے پیٹتے بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ
ہوئے اُدھر حکیم طرطوس نے ایک مکان وسیع بطور زندان کے بنوایا اور آہنگروں کو بلا کر طوق
آہن کے تیاری کا حکم دیا کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو اسیر کرنا ہے ہتکڑیاں بیڑیاں بہت بھاری جلد
تیار کرو۔ آہنگروں نے طوق و زنجیر ہتکڑی بیڑی گھڑنا شروع کیے دوسرے روز پانچوں سو لنگور
پانچ سو سپاہیوں کو اسیر کیے ہوئے مع لہراسپ تیغزن و سہراب بلندکمان پہونچے حکیم
طرطوس نے ان سب کو زندان میں بھیجکر ایک نامہ بنام شاہزادہ بدیع الملک تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے بدیع الملک اگرچہ تم صاحبقران دوران ہو لیکن یہ وہ مقام نہیں ہے جہاں تمہاری

صاحبقرانی چل سکے۔ میرا ایک ایک لنگور اگر چاہے تو صاحبقرانی کرسکتا ہی اگر اپنی عزت بچانا چاہتے ہو
تو یہاں سے چلے جاؤ۔ جو سردار تمھارے میری قید میں ہیں اُنکو بھی رہا کردونگا اور اگر نہ مانوگے تو یاد رکھو
مثل انھیں اسیرون کے تم بھی بندھے بیٹھے ہوگے اور زندگی بھر اس زندان بلا سے نہ نکل سکوگے
میں ساحر نہیں ہوں کہ اسم اعظم کچھ کام کرسکے۔ جس وقت مضمون نامہ تمام ہوا تو حکیم طرقوس نے
نامہ اک بہت بڑے لنگور کے سپرد کیا اور کہا کہ جاکر یہ نامہ بدیع الملک کو دینا اور اسکا جواب
اُنسے لانا لیکن وہاں اُنپر کوئی سختی نکرنا۔ لنگور نے نامہ ہاتھ میں لیا اور بیابان لنگوران سے
طرف بدیع الملک کے روانہ ہوا۔ یہاں شاہزادہ بدیع الملک سیر و شکار کرتے چلے آتے
تھے۔ بہرام خاکسترپوش و نعمان تیرزن ساتھ ساتھ تھے کہ اک مرتبہ دیکھا کہ لوگ سہراب
بلند کمان اور لہراسپ تیغزن کے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں۔ ان لوگوں نے بڑھکر پوچھا کہ
کیا ہوا۔ انھون نے تمام سرگذشت اسیری لہراسپ اور سہراب کی بیان کی۔ بدیع الملک کو نہایت
تعجب ہوا کہ لنگورون نے اتنے اتنے بڑے سردارون کو اسیر کرلیا لیکن نہایت متردد ہوے کہ کیا کرنا
چاہیے یہ کسطرح کے لنگور ہیں جنپر نہ تلوار اثر کرتی ہی نہ زور میں وہ دبتے ہیں چونکہ شام ہوچکی تھی
رات کو اُسی جگہ قیام کیا صبح کو حکم کوچ دیا خضران نے کہا کدھر چلنے کا ارادہ ہی بدیع الملک نے
کہا جدھر جارہے تھے کیا تمھیں نہیں معلوم کہ میں جو قصد کرلیتا ہوں اُس سے باز نہیں آتا ہوں تا
جنتک معاملہ یکسو نہ ہوجاے۔ خضران نے کہا کہ سیکڑوں لڑائیاں فتح کیں ایک میں شکست
کھائی سہی غنیمت سمجھو کہ دو سردارون پر خیر گزری تمھاری تو عزت بچی۔ بس پلٹ چلو جو مقصود تھا
وہ حاصل ہوگیا کہ ملک قبضہ میں آگئی کسے بھی تنہا چھوڑ آئے ہو۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ جسنے پیدا
کیا ہی اُس سے زیادہ کوئی کسیکا نگہبان نہیں ہی۔ ابھی یہی باتیں ہورہی تھیں کہ جانب صحرا سے
اک لنگور برابر فیل کے ہاتھ میں نامہ لیے ہوے نمودار ہوا سب اُسکی طرف دیکھنے لگے لنگور قریب
آیا اور پوچھا کہ صاحبقران کہاں تشریف رکھتے ہیں لوگوں نے اشارہ سے بتایا۔ لنگور نے بڑھ کر
بدیع الملک کو نامہ دیا۔ بدیع الملک کو اور حیرت ہوئی کہ یہ تو مثل انسانوں کے باتیں کرتے ہیں جب
نامہ پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو خضران نے کہا یا صاحبقران حکیم طرقوس سچ کہتا ہی
انسان کو جانورون کے مقابلہ میں جانا اپنی عزت گنوانا ہی۔ ایک روئیں تن کے مقابلہ میں تو ہم خون پینا
آجاتا ہی جہاں سیدہ روئیں تن ہوں وہاں کیا ہوسکیگا۔ بدیع الملک نے غصہ سے کہا کہ تجھے ہمارے
امور میں کیا دخل ہی خضران نے بھی تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ تمھاری تو یہ حرکتیں تمکو ذلیل کروائینگی
تمکو ہوس ملک و مال بہت خراب کریگی۔ آج لنگورون سے لڑنے پر آمادہ ہو کل کتوں اور سیارون
سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوجاؤگے واہ کیا صاحبقرانی ہی جیسے مقابلے نہ میرا دل سنے کیے نہ اب دم
لے یہ بات آپ ہی کے واسطے اٹھا رکھی تھی بسم اللہ آپ اپنے فعل کے مختار ہیں بندہ اپنی حرمت نہیں
گنوانے کا۔ میں تو خانہ کعبہ جاتا ہوں جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو بدیع الملک کا
ساتھ دینا ہو وہ یہاں رہے۔ یہ کہکر خواجہ خضران اُٹھ کھڑے ہوے اور عیارون سے اشارہ کیا کہ چلو
جن عیارون نے اشارہ خضران کا سمجھا وہ اُٹھ کھڑے ہوے۔ صرف وہ چار عیار باقی رہ گئے
خضران تمام عیارون کو ساتھ لیے ہوے جانب صحرا روانہ ہوگیا ہر اک تعجب میں تھا کہ کیا کسی کی
دوستی کا اعتبار کرنا سچ ہی کہ بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہی۔ خضران اپنے با دوالے دکت

دمین بدیع الملک کو چھوڑ دیا جو عیار باقی رہگئے تھے بدیع الملک نے اُنسے بھی کہا کہ تم کیون چلے
گئے۔ اُنھون نے عرض کی کہ ہمارے دمون مین دم جبوقت تک باقی ہی ہم اِن قدمون کو ہرگز نہ چھوڑینگے
بدیع الملک نے جواب نامہ کا تحریر کیا کہ اے حکیم طرقوس بڑے تعجب کی بات ہی کہ تم حکیم ہو کر
خدا ناشناس ہو معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری عقل سالم نہین ہی بلکہ ناقص ہی جو اسوقت تک تمنے اپنے پیدا
کرنے والے کو بھی نہ پہچانا اور اک کافر کے شریک ہوے بہتر یہ ہی کہ دین خدا پرستی کو اختیار کرو اور
رفاقت بلاکشان جادو سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ ایک آن مین غارت ہو جاؤ گے جس خدا
نے مجھکو اور تمکو بلکہ سارے عالم کو پیدا کیا ہی وہ ایسا قادر و توانا ہی کہ اُسکے آگے کوئی دانائی کسیکی
نہین چلتی ہی سمجھ مین بھی نہ آئیگا کہ تم کسطرح غارت ہوگئے۔ یہ کلمات مین اُسی پیدا کرنے والے کے
بھروسے پر کہتا ہون کہ جسنے مجھکو صاحبقران بنایا ہی بعد ختم مضمون نامہ اُس لنگور کے سپرد کیا لنگور
جواب نامہ لیکر جانب حکیم طرقوس روانہ ہوا اور جاکر نامہ حکیم کے ہاتھ مین دیا۔ حکیم طرقوس نے
جوابنامہ پڑھا غصہ مین آیا اور تمام لنگورون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ہم بدیع الملک سے لڑینگے۔
اُسی وقت قریب تیس چالیس ہزار لنگورون کے جمع ہوگئے۔ چار لنگورون نے تخت حکیم طرقوس کا
اُٹھایا اور جانب سرحد بیابان روانہ ہوگئے۔ ادھر شاہزادہ بدیع الملک کوچ کرکے نزدیک بیابان
لنگوران کے پہونچے اور خیمہ برپا کیا۔ ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوے بعد کچھ دیر کے
آکر عرض کی کہ حکیم طرقوس چالیس ہزار لنگور اپنے ساتھ لیے ہوے بعزم مقابلہ چلا آتا ہی فرمایا کچھ پروا
نہین۔ خدا اسے مار یگا بس کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا اور حکیم طرقوس چالیس ہزار
لنگورون سے نمودار ہوا۔ ایک ایک لنگور فیل کے برابر دُمون کو علم کیے ہوے۔ بعضے لنگورون کی
دُمون مین پھریرے لگے ہوے تھے کہ وہی بجاے نشان لشکر کے تھے پھر ہر دم کے رنگ سیاہ
و زنگاری تھے اور اُنپر تعریف بتون کی مرقوم تھی آکر ان لنگورون نے بھی اک مقام پر خیمہ نصب
کیا۔ حکیم طرقوس تخت سے اُترا داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ زری
پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی۔ فرمایا کچھ پروا نہین کہدو
کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی۔ یہان بھی کوس حربی خروش مین آیا
اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین۔ بدیع الملک خدا پر تکیہ کیے ہوے تھے
لیکن اہل لشکر مین سخت انتشار تھا۔ ایک ایک سے رخصت ہو رہا تھا اور وصیت کر رہا تھا کہ کل کے
روز دیکھیے کیا ہوتا ہی کون ان موذیون کے ہاتھ سے بچتا ہی اور کون مبتلاے بلا ہوتا ہی لیکن
لنگور نہایت خوش تھے۔ اب انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ ماہ قلندری کے بیان کے جاتے ہین

کہ بعد رخصت ہونے شاہزادہ بدیع الملک کے یہ نہایت پریشان ہوئی بستر پر تکیہ لیٹ کے پڑ رہی
بار بار یہ شعر زبان پر آتا تھا ؎ جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے ۔ نگر ڈھنڈورا
پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوے ۔ ہاے کیا بری قسمت ہماری ہی کاش خدا نے صورت کے بدلے
قسمت اچھی بنائی ہوتی۔ صورت کے اچھے ہونے نے عجب عجب مصیبتون مین پھنسایا ہی پہلے
بلاکشان جادو خواستگار ہوا اُس سے جان بچی تو نقابدار خاکی پوش مسلط ہوا۔ جب خدا نے

اسکو بھی غارت کیا اور بدیع الملک سے دل لگایا تو اُنسے بھی مفارقت ہوئی ہماری قسمت مین
ہر طرح تڑپنا ہی رہا اپنی وہی حالت ہی کہ ؎ دن گیا تھا کہ بلا لئے شب فرقت آئی + ایک آفت
جو ٹلی دوسری آفت آئی + کیون رضیہ کیا اب پھر دیدار بدیع الملک میسر ہوگا یا نہین - رضیہ
ہرچند سمجھاتی ہی بہلاتی ہی کہ غم غلط ہو مگر اسکو ناامیدی نے ایسا گھیر لیا ہی کہ بدیع الملک
سے ملنے کی امیدہی نہین - کھانا پینا سب چھوٹ گیا ہی بیٹھی رویا کرتی ہی نہ سہیلیون کی باتون مین
دل لگتا ہی نہ سیر باغ سے جی بہلتا ہی اُداس اُداس پریشان پھرتی ہی جب سی لگ گئی
ہی تنہائی زیادہ پسند آتی ہی دل سے باتین کیا کرتی ہی تصویر خیالی بدیع الملک کی پیش نظر ہی
اگر کوئی باعث تسکین ہی تو یہی مشغلۂ آہ و زاری ہی ہمدم بیقراری ہی کبھی کہتی ہی ؎ جنکو ہم سمجھے تھے
دیدار یار کے قابل + وہ آنکھیں ہوگئین اب انتظار کے قابل + جمال تونے دکھا کر بگاڑ دی
عادت + یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل + کبھی یہ کہکر دل کو سمجھاتی تھی ؎

جو دل پر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل | کیا ہی جو اسے بھلکتے پچھتانے سے کیا حاصل

کبھی حالت مایوسی مین یہ شعر وردِ زبان ہوتا تھا ؎ یاس ہی دل کو تیرے آنے سے +
ہمین جاتے ہین اب زمانے سے + زندگی اسنے تلخ کردی ہی + زہر بہتر ہی رنج کھانے
سے + دو ہی دن مین نقشہ بدل گیا سرخ سرخ گالون پر زردی چھاگئی - شادی کرنے سے بال
پریشانی دل کی خبر دینے لگے آنکھون کی حسرت سرشک یاس بنکر نمودار ہوئی رضیہ خاتون نے
دیکھا کہ رنگ بیڈھب ہی اگر یہی حالت ترقی غم کی رہی تو بدیع الملک کے واپس ہونے تک
انکا زندہ رہنا دشوار ہی بس اسنے صدقے قربان جاکر ہزارون قسمین دیکر بدیع الملک کی دیکھی
سیر باغ پر آمادہ کیا کہ ذرا باغ کی ہوا سے تفریح ہو بہ خیال بیٹے ملکہ مجبور ہوکر رضیہ کے ساتھ ہولی
لیکن ہر گام پر پاؤن لڑکھڑاتے تھے ضعف سے غش پر غش آتے تھے - دیر تک سیر باغ
مین مصروف رہی لیکن غنچۂ دل نہ شگفتہ ہوا - کشت حسرت خشک رہی سوکھے دھانون پانی
نہ پڑا - دیکھنے والے کہتے تھے کہ سرمنڈاتے ہی اولے پڑنا اسی کو کہتے ہین - ہرا باغ تمنا مین
بہار لائے گل مقصود کو نسیم رواں کھلائے جو وقت بلبلین قریب گل بیٹھکر چہکتی تھین
تو ملکہ بیساختہ یہ شعر پڑھکر رو دیتی تھی ؎ تا دے وہ پھرے ہوگئے نغمے فلک نے جو دیے
جب نہ کہ ہنس کے بات کی ہم بھی ہنسکے رو دیے - سبزہ سے بیگانہ وار رنج کے جلتی تھی درختون کا
سایہ آسیب کی طرح ڈراتا تھا لالہ کا سرخ رنگ دل مین آگ بھڑکاتا تھا نرگس کو دیکھکر نرگس شہلا
یاد آتی تھی سنبل پر نظر کرنے سے پریشانی سوا ہوجاتی تھی - سوسن کی زبان درازی پر جب
تک گئی تھی نکہت گل سے بغیر اپنے یوسف گل پیرہن کے دماغ پریشان ہوتا تھا سر مین درد
ہوتا تھا موج صبا سے دل پر آرہ چلتا تھا ہوا کے سناٹے سے دل ہاتھون اچھلتا تھا - بات
بات مین رونے دیتی تھی دامن آنسوؤن سے بھگوئے دیتی تھی کہ یکایک دریا نب کہسار سے گرج
اور چمک پیدا ہوئی بادل سے سرد چلی - طائر چہکنے لگے پھول کھل کھل کے لہلہانے لگے نظر رضیہ خاتون
کی بڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے تو اسوقت عجب بہار ہی نیرنگ قدرت پروردگار ہی کیا سناٹا گھٹا آئی
ہی فدا اسکی بہار دیکھیے اگر حکم ہو تو جام و صراحی لے آؤن - ملکہ نے اک آہ سرد بھر کر یہ شعر
وردِ زبان کیا ؎ شرع مین اپنی دانست حکم ہین سبکشی کے وہ + یار جو دے حلال ہی خود جو پیے

حرام ہی + اے رضیہ ایسی باتیں نکر۔ بادل کو دیکھکر دل اُمنڈا آتا ہی بادل کی گرج سے دل میں
دھڑکن پیدا ہوتی ہی بجلی کی چمک سے ہوک سی اُٹھتی ہی یقین ہی کہ بارش کو دیکھکر تقاطر
اشک شروع ہو جائیگا۔ یہ سنکر رضیہ تو خاموش ہو رہی مگر وہ ابر کھلنا شروع ہوا اور گرج
چمک زیادہ ہونے لگی۔ ہر لکہ ابر اک برق معلوم ہوتا تھا کوندے کی تاب شمشیر سے مشابہ تھی
بجلی چمک چمک کر خرمن ہستی کے پھونک دینے کا قصد کر رہی تھی۔ ملکہ نے رضیہ سے کہا کہ
ارے یہ تو سامان قتل معلوم ہوتا ہی اے رضیہ یہ ابر ابر رحمت نہیں بلکہ ابر غضب ہی۔ اسمیں
ہزاروں بلائیں پنہان معلوم ہوتی ہیں اس ابر سے پانی کی جگہ آگ برسے گی یہ چمن سرسبز ہونے
کے بدلے خزان ہوا جاہتا ہی دل اچھی خبر نہیں دیتا۔ رضیہ نے کہا بی بی خدا نکرے بات یہ ہی
کہ جب برائیاں دل میں بسی ہوتی ہیں تو ایسی ویسی باتیں ذہن میں آتی ہیں لیکن ملکہ خوف زدہ
ہوکر اندر قصر کے چلی آئی۔ آنکھیں بند کیے تھی کہ بجلی کی جانب نہ دیکھوں۔ کانوں پر ہاتھ رکھے تھی کہ
گرجنے کی صدا سنائی نہ دے اب وہ ابر تمام باغ پر محیط ہوگیا اور بجاے قطرات باران شرار
برسنا شروع ہوے اور طائران باغ نے شور کیا اور مانند طائران آتشبازی کے جل کر خاک ہو
گئے نخل مانند نخل خیار کے وہ جو رہے تھے سبزہ جل کے رہگیا۔ سارا چمن آتش بہار ہوگیا
اتو ملکہ کے ساتھ رضیہ بھی بھاگی اور یہ دونوں جاکر اک حجرہ میں پوشیدہ ہو گئیں جسوقت سب
ہی جل گیا تو نوخیز جادو کا نعرہ ہوا اور یہ ملعون ملکہ کو ایک ایک گوشہ میں تلاش کرنے لگا۔
یہانتک کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اس حجرہ میں پہونچا جہان ملکہ اور رضیہ چھپی بیٹھی تھیں بس
نوخیز جادو نے آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیری ہی خباثت سے بدیع الملک اس مقام تک پہونچا
اور اسنے نقابدار خاکی پوش کو مارا۔ دیکھ تو اس فتنہ پردازی کا نتیجہ کیا نکلتا ہی تجکو بلاکشان
جادو نے بلایا ہی۔ یہ کہکر اک رسن سحر میں دونوں کو باندھکر ساتھ لیا اور بعد نار اجی باغ اسی ابر
میں پوشیدہ ہوکر جانب بلاکشان جادو روانہ ہوگیا۔ یہان باغ پر عجب عبرت چھائی ہوئی تھی
تمام درخت و گیاہ و گل و ثمر طائران خوش الحان مالی اور باغبان سب جل کر خاک ہوگئیں مالک
باغ اسیر ہوکر کس بے کسی سے دشمن کی طرف روانہ ہوگئے لیکن اول حال نوخیز جادو کا سنیے
کہ جسوقت یہ ملعون سامنے بلاکشان جادو کے پہونچا تو اسنے قید ملکہ کی مع قید رضیہ خاتون پیش
کی۔ بلاکشان جادو ملکہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ کیون او شوخ دیدہ و گیسو بریدہ مجھے تو تیرا
انکار تھا اور جوان حسین کو دیکھکر پھسل گئی اب وہ فقیری آن کدھر گئی تو نے میرے اسنے چہیتے
رفیق نقابدار خاکی پوش کو قتل کرایا پھر بھی تجھے صبر نہ آیا کہ اب میرے قتل کی درپے ہوئی اور یار کو
اپنے دربند لنگوران کے راستے سے ادھر بھیجا غرض تو اسکا یہ تھا کہ میں تجھے اور اُسے دونوں
کو قتل کرتا مگر تجپر عاشق تھا اسوجہ سے اتنی رعایت کرتا ہوں کہ اگر اب بھی تو وصل میرا قبول کرے تو
تجھے چھوڑ دوں اور جسطرح تو اپنے ملک میں حکومت کرتی چلی آئی ہی اُسی طرح حکومت کیا کر ورنہ
اسطرح قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر گریہ کرینگی۔ یہ کہکر بلاکشان جادو
خاموش ہوا کہ ملکہ کیا جواب دیتی ہی مگر ملکہ نے کوئی جواب نہ دیا اک سکوت تھا جو موت سے کم نہ تھا اب
بلاکشان جادو رضیہ کی طرف مخاطب ہوا کہ یہ سب کارستانیاں تیری ہی معلوم ہوتی ہیں تو ملکہ
کو سمجھاکر راہ پر لا ورنہ تجھے اور اسے دونوں کو قتل کردونگا۔ رضیہ نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دیکھکر

بلاکشان جادو نے جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ سران دونون کے کاٹ کر۔ جلاد نے تلوار ماری کہ سر
ملکہ کا کٹ گیا۔ سر قلم ہوتے ہی گلوے بریدہ سے دھوان پیدا ہوا بلاکشان جادو سمجھا کہ سوز نے
اسکو اندر ہی اندر پھونک دیا مگر اب وہ دھوان جو پھیلا تو جس ساحر کی آنکھون مین لگا وہ اندھا ہو گیا
اور اُسی دھوئین مین شرارے بھی چمکتے ہوئے نظر آئے جو شرارہ جس ساحر پر گرا اسکو جلا کے خاک
کر دیا۔ یہ دیکھکر بلاکشان جادو بہت گھبرایا اور اسنے سحر کرنا شروع کیا کہ اُس دھوئین کو ہٹاؤن
مگر سحر نے کام نہ کیا تمام جھولی سحر کی خالی ہو گئی۔ اور وہ دھوان فزون ہوا اور اب شرارے
چمکتے ہوئے اسکی طرف بھی بڑھے جب بلاکشان جادو سحر کرتا تھا شرارے کچھ دیر کو تھم جاتے
تھے پھر اُسکی طرف بڑھنے لگتے تھے بلاکشان جادو پیچھے ہٹنے لگا اور بعد بھاگنے کے اسکا
کئی رفیق بھی اسکے مارے گئے اور زنجیر جادو کو تو پہلے ہی دھوئین نے گھیرا اور شرارون نے
پھونک دیا کہ یکایک جانب یسار سے ایک اژدہا پیدا ہوا اور اُس اژدہے پر ایک دلکش سوار
بال اُسکے فتیلہ فتیلہ چھٹے ہوئے گلے مین بجاے زنار سانپ پڑے ہوئے بازو پر کہنی تک
بت بندھے ہوئے قہر کی صورت بھوت سی بھیونی بھیانک سی ڈراونی چڑیل کی سی لال لال اگر دن کو نکل
آئے تو بے رنگی سے شب دیجور ہو جاے جسوقت اژدہا اڑتا ہوا قریب پہونچا تو اپنی لکنت سے
کچھ اسم سحر پڑھکر خون پیشانی چلو مین لیا اور اُس دھوئین پر مارا کہ تمام دھوان پھر اُسی لاشہ
کے سر مین سما گیا اور جو لوگ اندھے ہو چکے تھے مگر جلنے سے محفوظ تھے اُنکی آنکھون مین سرمہ سحر
لگایا کہ آنکھین اُنکی روشن ہو گئین بعد اُسکے وہ ساحرہ اپنے اژدہے پر سے اُترکر قریب بلاکشان
جادو کے آئی اور کان امیٹھ کر رسان رسان دو طمانچے مار کر کہا کہ مردوے تجھسے ہمنے منع کیا تھا
کہ ان فقیرون سے دشمنی نہ کر تو نے دانا اپنے سحر کے زور پر وہ خر درویش ریاضت کش پر
دست اندازی کرنا چاہی اُسکا نتیجہ دیکھا کوئی سحر بھی کام آیا تو سمجھا تھا کہ فقیر مرگیا تو دختر اسکی
ناوارث ہو گئی یہ بھی نہین معلوم کیا سبب تھا کہ اب تک نقابدار کی قید مین ملکہ رہی اور کسی نے
دخل نہین دیا۔ اب نقابدار مرگیا عہد ٹوٹ گیا۔ یہ درویش نحیف کا کام ہے کہ اسنے ملکہ اور اُسکی
سہیلیون کو پہلے ہی بلا لیا اور نقلی تصویرین باغ مین چھوڑ کر تمہین دھوکا دیا اگر مین نہ آ جاتی تو
یہ آگ بغیر تجھے جلائے ہوئے فرو نہوتی۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ نانی امان آپ سچ کہتی ہین
مجھسے بڑی نادانی ہوئی۔ بہمن جادو نے کہا کہ تیرے کارن مجھے چلہ سے اُٹھنا پڑا اب مین جاتی
ہون اور چلہ تمام کر کے آؤنگی تا وقتیکہ مین نہ آؤن تو جنگ آغاز نکرنا۔ اگر بدیع الملک تیری ملک
مین آتا ہو آنے دے ابھی تو تجھے حکیم طرطوس سے مقابلہ کرنا پڑیگا اسکے بعد مین یہان مین آ جاؤنگی
یہ کہکر بہمن جادو تو اُسطرف روانہ ہوئی اور بلاکشان جادو اپنے کردار پر پشیمان ہوکر یہان مقیم ہوا
لیکن اب حال درویش نحیف کا سنیے کہ جسوقت انھون نے اپنے انتظام سے فرصت پائی اور
ملکہ کو اُسکی سہیلیون سمیت بلا لیا تو ایک نامہ شاہزادہ بدیع الملک کے نام تحریر کیا۔ مضمون نامہ
یہ تھا کہ اب تک تمھارے مزاج سے بچپنا نہین گیا ناموس کو اپنے کوئی ایسے خطرناک مقام پر تنہا چھوڑ
دیتا ہے اگر مین خیال نہ رکھتا تو کیا تم ملکہ کو زندہ بھی پا سکتے تھے۔ بعد تمھارے چلے جانے کے مصیبت
پیش آئی مگر مین نے ملکہ کو اپنے پاس بلا لیا ہے اب اطمینان رکھو اور جس کام کو گئے ہو اُسے انجام
دیکر واپس آنا تو عقد ملکہ کے ساتھ کر لینا یہ مضمون لکھ کے نامہ کو طائر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا

بدیع الملک بیرون بارگاہ بیٹھے ہوئے ہیں نقارہ زدمی بج رہا ہی اُس طرف لنگور نقارے بجا رہے
ہیں چوبون کے عوض دُمین مار رہے ہیں اور لشکر اسلام کی طرف دیکھ دیکھ کر خوخیا رہے ہیں -
بدیع الملک کبھی تو اُنکو دیکھ کر ہنستے ہیں اور کبھی دل میں سوچتے ہیں کہ یہ کس مصیبت کا سامنا ہے
خداوندا کیا ہماری صاحبقرانی اور عزت انھیں لنگورون کے ہاتھ سے جائیگی بہرام خاکستر پوش
اور نعمان تیر زن حاضر ہیں اور بار بار بدیع الملک سے عرض کرتے ہیں کہ ای شہریار اگر ان لنگورون
پر تلوار نہیں اثر کرتی ہی تو ہم انھیں کمند سے باندھ لائینگے - یہ جانور ہیں ہم انسان ہیں ہم صاحب عقل
ہیں یہ غیر ذوی العقول ہیں - ہزار تدبیرون سے انکو پست کرینگے یہ کیا کر لینگے - بدیع الملک سبکی
خاموشی سُن رہے ہیں کہ جسکی چل جاے وہی صاحب عقل ہی ورنہ انسان جانور سے بدتر ہی کہ دفعتاً
اک طائر آکر شاخ درخت پر بیٹھ گیا اور بدیع الملک نے دیکھا کہ گلے میں اسکے نامہ بندھا ہوا ہی -
کسیکا نامہ بر معلوم ہوتا ہی کیا عجب ہی کہ میرے ہی پاس نامہ لایا ہو اسلیے کہ مجھے غور سے دیکھ رہا ہی
بدیع الملک نے اسکی طرف دیکھ کر چمکارا طائر اُڑکر ہاتھ پر آ بیٹھا - بدیع الملک نے نامہ گلے سے
کھول لیا اور پڑھا - مضمون نامہ پڑھکر سناٹے میں آگئے کہ واقعاً اگر یہ درویش خبر نہ رکھتا تو نہیں
معلوم کیا مصیبت آتی - بدیع الملک نے جواب نامہ میں شکریہ فقیر کا تحریر کیا اور طائر کے گلے میں
باندھکر روانہ کر دیا - طائر زقیل مار کے اُڑا ہوا چلا گیا - بہرام خاکستر پوش و نعمان تیر زن وغیرہ نے
پوچھا کہ ای شہریار کسکا نامہ آیا تھا بدیع الملک نے ان لوگون کو بھی آگاہ کیا کہ بعد میرے چلے آنے
کے ملکہ پر یہ مصیبت پیش آئی تھی ملازم بلاکشان جادو کا برلے گرفتاری ملکہ آیا تھا مگر درویش نحیف
گوشہ نشین نے ملکہ کو بچا لیا اب ملکہ وہین ہی - القصہ رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے اُس طرف حکیم طرقوس اک تخت پر سوار تخت کو اُسکے چار لنگور
اُٹھائے ہوئے ایک لنگور پس پشت بیٹھا ہوا چتر اُسکے ہاتھ میں حکیم کے سر پر سایہ کیے ہوے
پشت پر دو چار سو سوار انسان - چند خادم و خدمتگار آگے آگے چالیس ہزار لنگور اُنمین کوئی دو سو
کا افسر کوئی ہزار کا سردار ایک بہت بڑا لنگور جسکی پیشانی پر سفید داغ اور نصف دُم سفید تھی وہ
تمام فوج کا افسر تھا - یہ سب کے سب پرے جما کر برابر سے کھڑے ہوے جو لنگور علمداری کے
عہدے پر تھے اُنکی دمون میں پھریرے سیے ہوے تھے بجائے نشان وہ دم کو علم کیے ہوے
تھے بعضے لنگور باجے جنگی بجا رہے تھے نقارے پیٹ رہے تھے اگرچہ حکیم طرقوس نے انکو
بہت شائستہ کر رکھا تھا مگر پھر بھی وحشیانہ حرکتین انسے ظہور میں آتی تھین اسلیے کہ کسیکی خلقت
نہین بدل سکتی بقول سعدی ؎ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود + گرچہ با آدمی بزرگ شود +
بعض لنگور درستی صفوف لشکر مین مصروف تھے بعض نقابت کر رہے تھے کچھ کڑکا کہہ رہے تھے
بعضے لنگور میدان میں نکلکر درستی میدان میں مصروف تھے کوئی جھاڑیان کاٹ رہا تھا اور کوئی
پستی و بلندی زمین کو درست کر رہا تھا بعض لنگور دمون سے جاروب کشی کر رہے تھے بعض چھڑکاؤ
کر کے گرد کو بٹھال رہے تھے - بدیع الملک حیرت سے یہ سب کرشمے دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے
تھے کہ واقع میں اس حکیم نے ان جانورون کو خوب سدھایا ہی - غرضکہ جسوقت میدان تیار ہو چکا
تو اک لنگور سامنے حکیم طرقوس کے گیا اور اجازت میدان مانگی - حکیم طرقوس نے اجازت دی
وہ کودتا ہوا اور ہمہمہ کرتا ہوا میدان میں آیا اور لشکر بدیع الملک کی طرف دیکھکر پکارا کہ تم میں کسکی

شامت پہلے آئی ہی جو میرے مقابلہ کا قصد کر رہا ہی آئے اور تماشا دیکھے کہ کیا ہوتا ہی۔ بس یہ سنتے ہی
بہرام خاکستر پوش مرکب کو جھکا کر سامنے شاہزادہ بدیع الملک کے آیا اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا
ہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی۔ یہ سنکر بہرام خاکستر پوش نے رکاب سعادت کو بوسہ
دیا۔ بدیع الملک نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی بہرام خاکستر پوش سلام رخصت
کر کے بادگرد مرکب پر سوار ہو کے سامنے اُس لنگور کے آیا جو مبارز طلبی کر رہا تھا۔ لنگور نے آواز
دی کہ تو کس چیز کے بھروسے پر میرے مقابلہ کو نکلا ہی۔ بہرام نے کہا کہ مدد خدا اور اپنی عقل کے
بھروسے پر۔ یہ خوب جانتا ہوں کہ حربہ تجھپر اثر نہیں کرتا ہی۔ لنگور ہنسا اور کہا کہ کیا تمھاری عقل
حکیم طرقوس کی عقل سے زیادہ ہی۔ بہرام نے کہا کہ اس بحث سے کام نہیں تو جس واسطے
میدان میں آیا ہی وہ کام کر۔ لنگور نے کہا کہ پہلے تم اپنا حوصلہ نکال لو پھر دیکھا جائیگا۔ بہرام
نے کہا کہ ہم اہل مذہب اسلام میں ہیں پیشدستی نہ کرینگے اگر خدا تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا
جائیگا۔ یہ سنکے لنگور نے دُم علم کی اور خبردار خبردار کہکے بہرام خاکستر پوش پر وار کیا۔ بہرام نے
دم کو خالی دیا جسوقت دم زمین پر پڑی خاک اُڑی۔ لنگور دم سے بہرام کو ٹٹولنے لگا کہ کمر ملے
تو دم میں لپیٹ لوں۔ بہرام نے اتنا وقفہ پاکر کمند ماری کہ ساتوں حلقے گلے میں لنگور کے جا پڑے
لنگور گھبرایا کہ یہ کیا بلا آئی۔ چاہا دونوں ہاتھوں سے کمند کو گلے سے نکالوں ہاتھ بھی لنگور کے
پھنس گئے اب اگر کمند کھینچتا ہی تو گلا گھٹتا ہی اور نہیں کھینچتا ہی تو پھنسا ہوا ہی۔ بہرام خاکستر
پوش نے چاہا اسے پور میں کھینچ لیجاؤں وہ اک کوہ تھا کہ جسکا اپنی جگہ سے جنبش کرنا غیر ممکن تھا
جب کھینچ کھینچ کے بہرام تھکا تو لنگور نے دوبارہ دم ماری کہ پشت پر بہرام کے پڑی یہ معلوم ہوا
کہ کوڑا پڑا۔ بہرام تڑپ گیا کمند ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ لنگور نے بہرام کو دم میں لپیٹ لیا اور
دم کو علم کیا۔ بہرام دم لنگور میں لٹک گیا گر گردن اور ہاتھ کمند میں پھنسے ہوئے تھے پس لنگور
نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور گردن کو بلند کیا تڑاق تڑاق ساتوں حلقے کمند کے ٹوٹ گئے
اور لنگور جست خیز کرتا ہوا بہرام کو دم میں باندھے ہوئے لیے چلا گیا۔ بدیع الملک نے سر جھکا لیا
دل میں کہا کہ اللہ ری قوت کہ کمند کو اسطرح توڑ ڈالا حکیم نے اپنے لنگور کو شاباش کہا اور
بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اسیطرح اک روز بلکہ تھوڑی دیر میں تم بھی بندھے
چلے آتے ہو گے اب بھی اگر اپنی حفظ آبرو پر نظر ہی تو چلے جاؤ مگر اب کسی سردار کو تمھارے
نہ چھوڑوں گا۔ بدیع الملک کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور پکارے کہ او ملعون جسکو اللہ عزت دے
ہی اسے کوئی کیا ذلیل کر سکتا ہی اگر خدا کو میرا اٹھانا منظور نہیں ہی تو تیری کیا حقیقت ہی جو مجکو اٹھا سکے
وہاں لنگور نے جاکر بہرام کو اپنی ہمراہیوں کے حوالے کر دیا۔ لنگوروں نے جلدی سے بہرام
کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں ڈالدیں گلے میں طوق خاردار پہنا دیا۔ حکیم طرقوس
نے اور ایک لنگور کو اشارہ کیا ابھی اس لنگور نے آکر اہل اسلام کو ٹوکا۔ بدیع الملک نے
قصد نکلنے کا کیا تھا کہ نعمان تیرزن نے عرض کی غلام کے ہوتے حضور کیوں تکلیف فرمائیں بعد
میرے حضور کو اختیار ہی یہ تو معلوم ہو چکا کہ جسطرح بہرام اسیر ہو گیا ہی اسیطرح میں بھی اسیر ہو جاؤنگا
مگر اپنے سامنے حضور کو جانے نہ دونگا۔ بدیع الملک خاموش ہو رہے اور نعمان تیرزن سامنے
لنگور کے آیا۔ لنگور پکارا کہ اے پہلوان دیکھا تو نے کہ بھائی پر اسطرح تیرے بھائی کو باندھ لیگیا

کوئی تدبیر کارگر ہنوئی لقمان نے کہا کہ اگر یہی قسمت مین لکھا ہی تو وہ اُسے باندھ لیگیا تو مجھے باندھ لیجائیگا مگر یاد رکھ کہ ہر فرعونے را موسیٰ اگر خدا کو ہمین ذلیل کرنا منظور ہی تو کسی اور کو تجھپر غالب کریگا اسلیے کہ آزار رسانی خدا کو پسند نہین ہی لنگور نے کہا کہ انھین باتون نے اور ایسی ہی فضول تقریرون نے تمھین اس درجہ کو پہونچایا ہی حضرت کیا اور رسول کیسے خدا عقل ہی اور رسول حکیم طرقوس ہی لقمان نے کہا بس بیہودہ نہ بک لاحول اتنا کہ دیر ہوتی ہی مجھے تیرے سامنے کھڑے ہوے شرم آتی ہی کہ تو جانور مین آدمی۔ جو ہونا ہو وہ جلد ہو جاسے۔ یہ سنکر لنگور نے دم ماری۔ لقمان نے خالی دی جیسے ہی دم لنگور کی زمین پر پڑی لقمان نے دوڑکر تیر مارا کہ دُم اسکی کاٹ دون نہ دم ہوگی نہ یہ مجھے باندھ سکیگا تیر اس زور سے پڑا کہ لنگور بلبلا گیا مگر دم پر جلد بھی نہ پڑا لنگور نے پھر تڑپ کر دم ماری۔ لقمان نے پھر خالی دیکر ایک سر پر لنگور کے تیر مارا کہ پھر لنگور چیخ اٹھا اور ناچنے لگا اور سنبھل کے پھر دم ماری۔ لقمان نے پھر خالی دیا اور دوڑکر شانے پر لنگور کے تیر مارا۔ لنگور نے پلٹ کر تیر کو منھ سے پکڑ لیا اور دم سے لقمان کو لپیٹ کر لے بھاگا اہل اسلام محو دیکھ کر رہگئے اور لنگورون نے تالیان بجانا شروع کین چند لنگور غل و زنجیر لیے ہوے بڑھے اور لقمان کو باندھے لیے چلے گئے۔ حکیم طرقوس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اے بدیع الملک دیکھو اب بھی یہان سے چلے جاؤ ہر چند کہ مین تمھارا دوست نہین دشمن ہون لیکن چونکہ تم صاحب عزت اور مرد نام برآوردہ ہو اس باعث سے مجھے تمھارے اوپر رحم آتا ہی اور دل نہین چاہتا کہ تمھین کسی قسم کی ذلت حاصل ہو۔ صاحبقرانی اور شی ہی اور یہ اور باتین ہین جو میرے برابر عقل و حکمت مین ہو اور برسون میری طرح ریاض کرے وہ میرے مقابلہ پر آسکتا ہی یہان جرات و قوت کا کام نہین ہی بدیع الملک نے فرمایا اقبال بھی کوئی شی ہی یا نہین اگر خداوند عالم نے مجکو صاحب اقبال کیا ہی تو تیری عقل و دانائی کچھ کام نہ آئیگی اور اگر بداقبالی آ چکی ہی تو ایسی زندگی سے موت بہتر ہی اب مین آتا ہون خبردار رہ۔ یہ فرماکر قصد میدان مین جانے کا کیا تمام علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ بدیع الملک نے اپنا خاص اسلحہ پہننا شروع کیا اُس وقت تک معمولی اسلحہ پہنے ہوے تھے جو چیز پہنتے تھے اُسکو پہلے آنکھون سے لگاکر روتے تھے اور وداع کرتے تھے سپر گرشاسپ ہاتھ مین لی اور پشت پر لگائی تیغ عقرب سلیمانی کو قبضہ چوم کر زیب کمر کیا گرز سام بن نریمان کو ہاتھ مین تولا اور فرمایا کہ آج تیری آخری ضربین ہین اور ان لنگورون کے سر ہین پر مجھے معلوم ہی کہ انجام اچھا نہین مگر یہ حکیم بھی کیا یاد کریگا کہ کسی سے مقابلہ پڑا تھا اگر ان لنگورون کو زندہ توپ توپ نہ دیا تو نام اپنا بدیع الملک نہ پایا۔ غرضکہ اسلحہ تمام لشکر سے وداع ہوکر میدان مین آئے۔ حکیم طرقوس نے آواز دی کہ اے بدیع الملک اگر تم صاحبقران زمان ہو تو مین بھی اُس لنگور کو تمھارے مقابلہ مین بھیجتا ہون جو صاحبقران لنگوران ہی۔ یہ کہکر اپنے افسر فوج کی طرف دیکھا یہ لنگور سب سے دراز قد اور قوی بازو اور زبردست تھا دم اسکی اور پیشانی کے بال سفید تھے اور بدن پر زردگی پڑے ہوے تھے بس یہ لنگور حکم کے ساتھ ہی جست کرکے سامنے بدیع الملک کے آیا اور پکارا کہ مین نے سنا ہی تجھسے زیادہ زبردست تمام دنیا کے انسانون مین کوئی نہین ہی اگر آج تجھپر مین غالب آیا گویا تمام زمانے پر غالب آیا پھر کوئی لنگور اور کوئی انسان میرے برابر نہین ہی اگر تجھے مارا تو آج سے مین صاحبقران زمان ہون۔ بدیع الملک

اسکی باتین تعجب سے سن رہے ہین اور فلک کو دیکھتے ہین کہ یہ کیا بکتا ہی خدا کی قدرت ہی کہ آج ایک
لنگور میرے سامنے یاوہ گوئی کر رہا ہی جب وہ خوب بک چکا تو سلیمان زمان صاحبقران دوران
نے ارشاد کیا کہ جس واسطے آیا ہی وہ کام کر زیادہ بیہودہ بکنے سے کوئی فائدہ نہین ہی۔ یہ سنکر لنگور
نے کہا کہ اگر تم صاحبقران دوران ہو تو مین بھی صاحبقران لنگوران ہون جسطرح تمکو پیش دستی مین
عار ہی اسی طرح مجھکو بھی تامل ہی لہذا پہلے تم اپنا حربہ کرو۔ بدیع الملک صاحب نے فرمایا کہ مین نے آجتک
پیش دستی نہین کی تو کیا چیز ہی جسپر مین پیش دستی کرون۔ حکیم طرقوس نے اپنے افسر فوج کو آواز دی
کہ اے المست تو ابتدا کرنے مین توقف نکر اسلیے کہ ابتداے جنگ ہماری طرف سے ہو چکی ہی
تیرے ساتھ والے ابتدا کر چکے ہین۔ یہ سنکر المست لنگور نے دُم کو علم کیا اور خبردار کہکر
بدیع الملک پر وار کیا۔ بدیع الملک نے سپر گرشاسپ کو بلند کیا۔ ادھر تو دم لنگور کی سپر پر پڑی
ادھر سپر سے نیچے پیدا ہوئے دم کو پکڑ لیا۔ لنگور نے زور کیا کہ دم چھڑاؤن مگر دست صاحبقران
سے کب چھوٹتی ہی۔ اب زور ہو رہے ہین ہر چند لنگور تڑپتا ہی مگر دم نہین چھوٹتی ا تو لنگور نے ارادہ کیا
کہ صاحبقران سے کشتی لڑکر انکو باندھ لون۔ صاحبقران اسکا ارادہ دیکھکر ہوشیار ہو گئے۔
لنگور نے جیسے ہی پلٹ کر ہاتھ گریبان مین ڈالنا چاہا بدیع الملک نے ہاتھ پکڑ لیا۔ لنگور
نے چلت ماری بدیع الملک نے گھونسا منھ پر مارا کہ دانت لنگور کے ٹوٹ گئے اور اتنے
گھونسے مارے کہ شام تک المست لنگور کو بیدم کر دیا۔ شام کو صاحبقران اسے باندھ لائے
حکیم طرقوس نے میدان سے پھرتے وقت کہا کہ اے بدیع الملک یہ تمھارا ہی کام تھا
کہ اس لنگور کو تمنے گرفتار کیا مگر یاد رکھو کہ کل تم گرفتار ہو جاؤگے۔ اب ایک ایک لنگور کا تمسے
لڑنا اچھا نہین ورنہ سب اسیطرح اسیر ہو جاینگے کل سب لنگور تمپر آ پڑینگے اور تمکو باندھ لاینگے
یہ کہتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا۔ بدیع الملک بھی اپنے قیدی کو لیے ہوے
داخل بارگاہ ہوے المست لنگور کو تو قید کرکے زندان خانے بھجوا دیا اور آب وضو کرکے
دو رکعت نماز شکر بجا لائے اور دوسرے روز کے واسطے دعا کی کہ خداوندا یہ ایک تنہا کشتی کی
طرح اسکو مین نے اسیر کر لیا کل کیا ہوگا مین بانتے لنگورون سے تنہا کیونکر مقابلہ کرونگا وہان
حکیم طرقوس نے جاتے ہی کوس طبل جنگ بجوا دیا۔ ادھر لشکر بدیع الملک مین بھی کوس حربی
دوانشکن مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی۔ حکیم طرقوس نے اپنے لنگورون
کو بلا کر سمجھا دیا کہ کل جو بدیع الملک میدان مین آئین تو پہلے ایک لنگور مقابلے کو نکلے جب وہ گرفتار
ہو جائے تو سب لنگور دوڑ پڑین اور بدیع الملک کو باندھ لائین لنگورون مین کوڑی بجی کہ
کل سب ملکر حریف کو باندھ لینگے کہ حریف زبردست ہی۔ یہان بدیع الملک نے شب بھر اس تردد
مین کھانا نہین کھایا دعا مین مصروف رہے۔ اہل لشکر مین یہ مشورے ہوتے رہے کہ اگر یہ سب
لنگور ملکر ہمارے آقا پر حملہ کرین تو ہم سب بھی جا پڑین اور حکیم کو باندھ لائین۔ اسکے سوا کوئی
تدبیر نہین ہی۔ غرضکہ تمام رات اہل اسلام کو عجب پریشانی مین گزری یہانتک کہ گریبان سحر
چاک ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر نظرون سے غائب ہوے۔ نسیم سحری کے جھونکون نے
جاگتون کو سلایا اور سوتون کو جگایا۔ گلہاے صحرائی سلکنے لگے گشت کے سوارون نے کمرین کھولین
لشکر جوق جوق گروہ گروہ میدان مین جانے لگا۔ اسطرف سے لنگورون نے آکر صفین جمائین

ادھر انسانوں نے بھی پرے باندھے۔ سواری حکیم طرقوس کی نہایت عظم و شان کے ساتھ میدان میں آئی
ادھر سے بدیع الملک میدان میں نمودار ہوئے۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال لعب عجیب
دیکھ رہے تھے قریب تھا کہ کوئی لنگور میدان میں نکلے کہ جانب صحرا سے تنق گرد بلند ہوا۔ چونکہ تمام
گرد کا ظہور کیا جاتا ہے سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ گرد آتے آتے شق ہوئی —
دل گرد سے بہت سے شیر برآمد ہوئے آگے آگے اک لنگور پشت پر ایک شخص قوی الجثہ تخت پر بیٹھا ہوا
تخت کو چار شیر اٹھائے ہوئے ہیں۔ حکیم طرقوس حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہے۔ ادھر بدیع الملک نے
دل میں کہا کہ خدا خیر کرے۔ یک نشد دو شد کا مضمون ہے۔ یہ کون بلا آئی۔ لیکن اس شخص نو وارد
نے جو دیکھا کہ ایک جانب فوج لنگوروں کی پرا باندھے کھڑی ہے اور ایک طرف لشکر بدیع الملک
ہے بس تیسری جانب یہ بھی اپنے لشکر کی صفیں جما کر کھڑا ہو رہا۔ بدیع الملک نے ہرکاروں کو
بھیجا تھا کہ دریافت حال کریں۔ وہ جا کر بے نیل مرام واپس آئے کہ کوئی انسان ہو تو اس سے
دعوکا دیکر پوچھیں جانوروں سے کیونکر کلام کریں۔ لیکن حکیم طرقوس نے ایک لنگور سے کہا
کہ پکار کر پوچھ کہ آپ کون ہیں اور کس ارادہ سے آئے ہیں۔ لنگور نے حکیم نو وارد سے پوچھا —
حکیم نو وارد نے بیان کیا کہ میں بھی اسی صحرا کے گرد و نواح کا رہنے والا ہوں اور نام میرا حکیم فیلسوف
ہے میں نے یہ لشکر شیروں کا تیار کیا ہے کہ ہر ایک ایک تمام فوج لنگوران کے آگے ملک الموت
کا حکم رکھتا ہے۔ اور ایک لنگور کو ایسا تیار کیا ہے کہ وہ ان سب کا سردار ہے۔ یہ سب تیاریاں آج
کے روز کے واسطے تھیں۔ مجھے معلوم تھا کہ اک دن حکیم طرقوس سے آزمائش کرنا ہوگی —
آج معلوم ہو جائیگا کہ تم نے کیسا لشکر تیار کیا ہے اور ہم نے کیسا لشکر تیار لیا ہے۔ یہ سنکر حکیم طرقوس کو
نہایت غصہ آیا اپنے ایک لنگور سے اشارہ کیا کہ جا اور پہلے اس حکیم فیلسوف ہی کو لے کر
اسیر کر لا۔ پھر بدیع الملک سے سمجھا جائیگا یہ سنکر اک لنگور جست و خیز کرتا ہوا میدان میں آیا اور تن کر
اس نے لشکر حکیم نو وارد کی طرف دیکھکر نعرہ مارا اور پکارا کہ او حکیم تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو حکیم طرقوس
کے مقابلے میں لشکر کشی کرے ہیچ کسی کو دیکھوں تو تیرے شیر کیسے ہیں۔ اور یہ ایک لنگور جو تیرے
ساتھ ہے اسکا گوشت ترک کی طرح ہم سب میں تقسیم ہو جائیگا۔ یہ سنتے ہی حکیم فیلسوف نے اپنے
لنگور کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ ہاں لینا بس یہ سنتے ہی وہ لنگور جست کر کے سامنے اس
لنگور کے آیا اور پکارا کہ میں سرمست لنگور لاجواب ہوں۔ یہ سنکر حکیم طرقوس کے لنگور نے دم ماری
کہ پیچیدہ کر کے اسے باندھ لیجاؤں سرمست لنگور نے اپنی دم اس لنگور پر ماری دیر تک مثل
کوڑوں کے دمیں چلا کیں اور ان سے آوازیں پیدا ہوا کیں۔ دونوں لنگور بڑے گھاتیے اور بہت
ہوشیار تھے دیر تک یہ چوکتا تھا کہ وہ باندھ لے تو وہ چوکتا تھا کہ یہ باندھ لے۔ تماشا دیکھنے والے کہتے
تھے کہ دونوں نہایت ہوشیار ہیں۔ اب دیکھیے کسکی فتح اور کسکی شکست ہوتی ہے۔ یہی نوبت جنگ
کے قال پر ہے کہ اک مرتبہ دونوں کی دمیں الجھیں اسنے اپنی دم سے اسکی دم باندھی اور اسنے
اپنی دم سے اسکی دم کو باندھا۔ اب زور ہونے لگے۔ یہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور وہ اپنی طرف
کھینچ رہا ہے دونوں لنگوروں کے منھ پھیرے ہوئے ہیں چوتڑ سے چوتڑ ملے ہوئے ہیں ہاتھ
ٹیکے ہوئے زور کر رہے ہیں کہ اک مرتبہ سرمست لنگور نے پلٹ کر اپنی دم سے منھ ملایا اور جھٹ
جدھر کھینچا بس اب جو دیکھا تو حکیم طرقوس کا لنگور کھینچ کر چلا اور سرمست لنگور اسے لیکر چلا گیا

اور لنگور خوخیاتے ہوئے بڑھے تھے کہ ادھر سے شیر ببر دوڑ پڑے۔ لنگور شیروں کی ہیبت سے
ڈرے۔ سرمست لنگور اپنے حریف کو پکڑ لایا اور شیروں کے حوالے کیا۔ شیر اسے لیکر پشت خیمہ
حکیم فیلسوف کی طرف چلے گئے پھر نہ معلوم ہوا کہ وہ لنگور کیا ہوا۔ اب پھر سرمست لنگور
میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا۔ لشکر حکیم طرقوس سے ایک لنگور نکلا اور مقابلے کو سرمست
لنگور کے آیا۔ دونوں میں دیر تک رد و بدل رہی۔ آخر سرمست لنگور نے اسکو بھی دم سے
باندھا اور کھینچتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلا گیا اور شیروں کے حوالے کرکے پھر میدان
میں آکر جھوما اور مبارز طلب کیا۔ پھر اک لنگور غصہ میں آیا اور دم جلنے لگی آخر سرمست لنگور
نے اسے بھی دم میں باندھا اور کھینچے لیے چلا گیا۔ حکیم طرقوس حیران ہے کہ یہ ایک لنگور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ میرے سب لنگوروں کو باندھ لیجائیگا۔ ادھر بدیع الملک تعریف کر رہے ہیں
کہ اے حکیم فیلسوف تمہارا کیا کہنا واقع میں تمہارا علم حکیم طرقوس سے زبردست معلوم ہوتا ہے مگر
اگر یہ نہ ہوتا تو ایک کو چالیس ہزار کے مقابلے میں دلاتے تو حکیم فیلسوف نے کہا کہ بعد ان کے
تمہاری باری ہے مجکو دوست نہ سمجھنا۔ بدیع الملک نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا۔ غرضکہ شام تک
سرمست لنگور نے حکیم طرقوس کے گیارہ لنگوروں کو گرفتار کیا اور شیروں نے پشت خیمہ
کیطرف لیجاکر پنجوں سے زمین کھود کر انکو زندہ توپ دیا۔ شام کو طبل بازگشت بجا۔ دونوں لشکر میدان سے
پھرے۔ ادھر بدیع الملک اپنی فرودگاہ پر آئے داخل بارگاہ ہوئے۔ ذکر حکیم نووارد کا ہونے لگا۔ بدیع الملک
نے کہا کہ حکیم فیلسوف اسم باسمی معلوم ہوتا ہے اسکا ایک لنگور حکیم طرقوس کے لشکر کی گرفتاری کو کافی ہے اتنے میں
لوگوں نے آکر عرض کی کہ وہی سرمست لنگور جسنے آج گیارہ لنگوروں کو اسیر کیا ہے نامہ حکیم فیلسوف کا لیے ہوئے
حاضر ہے۔ فرمایا بدیع الملک نے کہ بلاؤ۔ سرمست لنگور اندر بارگاہ کے آیا مثل انسانوں کے شاہزادہ
بدیع الملک کو سلام کیا۔ بدیع الملک نے اسکے واسطے چوکی بچھوادی۔ سرمست لنگور آکر بیٹھا
اور نامہ حکیم فیلسوف کا بدیع الملک کو دیا۔ بدیع الملک نے نامے کو پڑھا۔ مضمون نامہ یہ تھا کہ
اے صاحبقران زمان پہلوانی اور کشورستانی اور شے ہے اور علم و حکمت دوسری چیز ہے زور کا
مقابلہ زور سے ہوتا ہے اور علم کا مقابلہ علم سے ہوتا ہے اس حکیم طرقوس کی سرکوبی سوا میرے
دوسرا نہیں کر سکتا لیکن میں اس لشکر کے خرچ کا متحمل نہیں ہوں جو آپ کی طرف سے لڑوں
لہذا اگر آپ خرچہ جنگ کے ذمہ دار ہوں تو میں آپ کی طرف سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں ورنہ
اپنے گھر جاتا ہوں آپ جانیں اور حکیم طرقوس جانے۔ اگر خرچہ جنگ منظور ہو تو روزانہ چالیس ہزار
اشرفیاں تا اختتام جنگ دینا ہونگی۔ بدیع الملک نے قلم دوات منگا کر تحریر کر دیا کہ مجھے خرچہ
جنگ دینا منظور ہے۔ یہ فرما کر اسّی ہزار اشرفیاں منگا کر سامنے سرمست لنگور کے رکھوا دیں اور
فرمایا کہ یہ دو روز کا خرچ اپنے ہمراہ لیے جاؤ تیسرے روز پھر میں بھجوا دونگا۔ سرمست لنگور نے
توڑے اشرفیوں کے بار کرائے اور جواب نامہ لیے ہوئے طرف حکیم فیلسوف کے روانہ ہوا
راستے ہی سے سب اشرفیاں غائب ہو گئیں الغرض ادھر سرمست لنگور اپنے لشکر میں پہونچا
اور بارگاہ میں داخل ہوا اور حکیم فیلسوف سے تمام کیفیت بیان کی۔ ادھر حکیم طرقوس کا حال
سنیئے کہ جو میدان سے پھر کر درگاہ میں آیا تو اس پر حکیم فیلسوف کا ایسا خوف طاری ہوا کہ اسنے
گنبد عجائب میں رہنا اختیار کیا اور اپنے وزیر بر تدبیر ہومان نامی کو طرف حکیم فیلسوف کے بھیجا

اور یہ کہلا بھیجا کہ اے برادر ہم تم ایک مقام کے باشندے ایک کام کے کرنے والے ایک مذہب کے
ہیں اور واقع میں کہ تمنے اپنا ایک لنگور ایسا تیار کیا ہی کہ اسکے مقابلے میں سارا لشکر ہمارا ہیچ ہی جو
فرق تھا وہ تمام عالم کے سامنے ظاہر ہو گیا اب آپس میں لڑنے کی کچھ ضرورت نہیں ہی آؤ ہم تم ملکر
ان خدا پرستون کا استیصال کریں کہ انھون نے سوا اپنے دنیا میں کسیکو رہنے ہی نہیں دیا ہی
اور بدیع الملک وہ شخص ہی جو منتخب روزگار ہی اگر اسکو مار لیا تو تمام خدا پرستون کو شکست دی اور
عالم بھر میں نام ہو گیا۔ ہومان وزیر یہ پیام حکیم طرقوس کا لیے ہوئے بارگاہ حکیم فیلسوف میں
آیا۔ شیر دن کو دیکھ دیکھ کر زہرہ ہومان کا آب ہوا جاتا تھا۔ جسوقت خبر حکیم فیلسوف کو ہوئی کہ
پیامبر حکیم طرقوس کا آیا ہی تو حکیم فیلسوف نے بلا لیا اور بیٹھنے کی جگہ دی۔ حکیم طرقوس کا پیام
ہومان وزیر نے بیان کیا۔ حکیم فیلسوف نے کہا کہ میرے سپہ سالار سرمست سے بیان کرو
جیسا مناسب جانیگا تمکو جواب دیگا۔ ہومان نے سرمست سے بیان کیا سرمست لنگور نے
پوچھا کہ تمھارے حکیم صاحب کس مقام پر رہتے ہیں جو انکو نہ تو کوئی دیکھ سکتا ہی نہ کوئی ان تک
پہونچ سکتا ہی۔ ہومان وزیر نے کہا کہ حکیم صاحب نے بخوف عیاران لشکر بدیع الملک گنبد حجاب
میں رہنا اختیار کیا ہی اور چند انگشتریان تیار کی ہیں کہ جسکے پاس وہ انگشتری ہوتی ہی اُسے گنبد
نظر آتا ہی ورنہ گنبد نظرون سے پوشیدہ رہتا ہی مجھے بھی چلتے وقت انگشتری عنایت ہوئی ہی کہ پلٹکر
جاؤن تو اُن تک پہونچ جاؤن۔ یہ سُنکر سرمست لنگور نے کہا کہ اچھا جواب نامہ سمجھ کر دیا جائیگا
جبتک تم بیٹھو شراب پیو۔ یہ کہکر شراب طلب کی۔ ہومان نے کئی جام پیے اور کہا کہ یہ شراب کیسی
تھی کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی۔ یہ کہا اور اُٹھا۔ اُٹھا تھا کہ چھینک آئی سر نیچے ٹانگیں اوپر دھم سے
گرا۔ اسکا گرنا تھا کہ سرمست نے نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عالم خواجہ خضران بن عمر ثانی پھر اسکا
اور جلد اسکے ہومان کے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار کر آپ پہن لی اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت
اپنی ہومان کی بنائی۔ پوشاک ہومان کی اُتار کر زیب جسم کی ہومان کو زنبیل میں ڈالا اور
حکیم فیلسوف کی طرف دیکھکر کہا کہ اے قران ثالث تم اسی مقام پر قیام کرو میں جاکر اُس حکیم کی
فکر کرتا ہون۔ یہ کہکر بشکل ہومان جانب لشکر حکیم طرقوس روانہ ہوئے واضح رہے ناظرین
با تمکین پر کہ جسوقت پہلا نامہ حکیم طرقوس کا بدیع الملک کے نام آیا ہی اور حال گرفتاری سہراب
و لہراسب کا معلوم ہوا ہی تو خضران نے خیال کیا تھا کہ یہان رہنے میں کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی
لہذا اپنے علحدگی کرنا مناسب ہی اور اسطرح کہ کسی کو گمان بھی نہو کہ خضران اس مقام پر موجود ہی
پس یہ سب عیارون کو اپنے ساتھ لیکر صحرا میں نکل گئے تھے اور وہان جاکر قران ثالث کو
حکیم فیلسوف بنایا اور آپ سرمست لنگور بنے گنبد اصفلاے اصفا کی دم بنا کر لگائی اور تمام
عیارون کو شیر دن کی کھالیں پہنا کر فوج بجیشون کی تیار کی اور بروقت ہونیکے بارہ لنگورون کو گرفتار کیا
یہ گنبد اصفلاے باصفا کی کرامت ہی کہ جس لنگور کو اسیر کیا وہ پھر رہا نہو سکا اور ایک انعام پوشیدہ طور
اور کیا ہی جسکا حال بروقت ظاہر ہوگا۔ الحاصل انگشتری پہنے ہوئے خواجہ خضران قریب گنبد حجاب کے
پہنچے اور پردہ اُٹھا کر داخل گنبد ہوئے۔ یہان حکیم طرقوس انتظار میں بیٹھا تھا کہ ہومان نقلی نے
پہنچکر سلام کیا۔ حکیم طرقوس نے پوچھا کیا جواب لائے۔ ہومان نقلی نے ایک ڈبیا سر بمہر نکالکر دی حکیم
طرقوس نے کہا یہ ڈبیا کیسی ہی ہومان نقلی نے کہا اسمین جواب نامہ ہی غرض حکیم فیلسوف کی یہ تھی کہ سوا آپکے

کوئی اس تحریر کو نہ پڑھے اسواسطے اس حفاظت سے بھیجی ہے۔ یہ سُنکر حکیم طرقوس کو نہایت
اشتیاق پیدا ہوا کہ اسمین کیا لکھا ہے جو اسقدر حفاظت کی گئی ہے۔ بس حکیم طرقوس نے مہر توڑ دی
اور ڈبیا کھولی۔ ڈبیا کھلتے ہی بقدر بیہوشی اُٹھا اور حکیم طرقوس چھینک مارکر بیہوش ہوا۔ خضران
نے جلدی سے رنگ وروغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی حکیم طرقوس کی بنائی اور حکیم مذکور کو
داخل زنبیل کرلیا اور ہومان اصلی کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا جب ہومان ہوش مین
آیا تو حکیم طرقوس نے پوچھا کہ تو کہان گیا تھا۔ ہومان نے کہا جہان آپ نے بھیجا تھا وہین
گیا تھا عرق آب پینے کے بعد مجھے ہوش نہ رہا کہ مین کہان ہون۔ حکیم نقلی نے کہا کہ وہ لوگ تیرے
مار ڈالنے کی فکر مین تھے مین نے تجھے حکمت کے زور سے بلا لیا۔ ہومان نے شکریہ ادا کیا
اور کہا کہ آپ کی بدولت جان بچ گئی۔ الغرض حکیم نقلی نے ہومان سے کہا کہ لشکر کو تیاری کا
حکم دو کہ ہم سویرے بدیع الملک کی ملاقات کو جائینگے اگر یون صلح ہوجائے تو زہے تابکار ہے جناب
ورنہ محل آئیگا کہ ؎ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * حکیم فیلسوف
اسکی مدد کو آگیا ہے اور وہ حکیم نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے ایک ہی روز کی مددگاری مین
اسکے ایک لنگور نے میرے کہا کہ لنگور اسیر کیے اگر جنگ کو طول کھینچا تو سوا بھاگنے کے چارہ
نہوگا لہذا لڑائی بدیع الملک کے دم کی ہے جلکر بدیع الملک سے صلح کرلینا چاہیے۔ مثل
مشہور ہے کہ سارا دھن جاتا دیکھیے تو آدھا دیجے بانٹ۔ ماہ قلندری سے مین دست بردار
ہوتا ہون اور رضیہ کو بدیع الملک سے اپنے واسطے طلب کرونگا یقین ہے کہ بدیع الملک بھی
رضیہ کے دینے مین دریغ نکریگا۔ اور بلاکشان جادو بھی ماہ قلندری پر عاشق ہے رضیہ سے
اسکو بھی سروکار نہین ہے۔ ہومان نے کہا نہایت مناسب آپ کی رائے ہے مین جاکر لشکر کو تیار
کرتا ہون۔ یہ کہکے ہومان گنبد حباب سے باہر آیا اور اُن لنگورون کو جو انسیری پر مامور تھے طلب
کیا اور حکم دیا کہ لشکر تیار ہو صبح کو حکیم صاحب بدیع الملک کی ملاقات کو جاوینگے اُسی وقت لنگورون
مین تیاری ہونے لگی صبح تک سارے لنگور تیار ہوگئے۔ ہومان نے آکر عرض کی کہ لشکر تیار ہے
حکیم طرقوس نقلی نے تخت طلب کیا جب تخت حاضر ہوا تو حکیم طرقوس نقلی تخت پر بیٹھا
گرد و پیش چالیس ہزار لنگور ڈنکا ہوتا ہوا جلوس سواری لنگورون کے ہاتھ مین اس جاہ و حشم
کے ساتھ سواری حکیم طرقوس کی طرف لشکر بدیع الملک کے روانہ ہوئی۔ یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو ملی کہ حکیم طرقوس اپنی کل فوج ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے۔ یہ سُنکر بدیع الملک نہایت پریشان
ہوئے لوگون سے کہا کہ ہمارے دوست حکیم فیلسوف سے اطلاع کرو۔ لوگون نے عرض کی
کہ ہمنے بغیر آپ کے ارشاد کے جاکر حکیم فیلسوف سے کہا تھا۔ وہ کہتے ہین کہ کچھ اندیشہ نہ کیجیے
آتا ہے تو آنے دیجیے ارادہ اُسکا فاسد نہین ہے وہ باتین صلح کی کریگا۔ بدیع الملک خاموش
ہو رہے اور جو سردار موجود تھے انکو برائے استقبال حکیم طرقوس روانہ کیا جب حکیم طرقوس
داخل بارگاہ بدیع الملک ہوئے بدیع الملک نے جائے مناسب پر بٹھایا اور پوچھا کہ اسوقت
کس غرض سے آنا ہوا۔ حکیم طرقوس نے عرض کیا کہ اصل یہ ہے کہ آپ صاحب اقبال ہین ضرور
آپکے واسطے مدد غیبی ہوا کرتی ہے اگر یہ حکیم فیلسوف نہ آجاتا تو اب تک آپ بھی شکنجہ زندان بلا کی
جھیلتے ہوتے لہذا آ جنگ دو سر دارد۔ کیا معلوم انجام مین کون شکست کھائے اور کون فتح پائے

اس سے بہتر یہ ہی کہ اب جنگ سے ہاتھ اُٹھائیے صلح پر آمادہ ہو جائیے۔ بدیع الملک نے کہا
کہ مجھے اپنے دربند سے راہ نکلجانے کی دیدو میرے تمہارے صلح ہی۔ حکیم طرقوس نقلی نے کہا کہ
راہ دینا اس شرط کے ساتھ مشروط ہی کہ ماہ قلندری کو آپ اپنے عقد میں لائیے اور رضیہ خاتون
کو میرے سپرد کیجیے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ استغفر اللہ رضیہ کا حفظ مجھپر ماہ قلندری سے زیادہ
واجب ہی اسلیے کہ وہ میرے رفیق قدیم خواجہ خضران کی منظور نظر ہی۔ حکیم طرقوس نے کہا کہ خضران
تو آپ کو اسطرح دغا دیکر چلا گیا اور آپ کو خضران کا اسقدر خیال ہی۔ فرمایا کہ اُسنے زندگی بھر ساتھ دیا
ہی اگر آج وہ چلا گیا تو پہلے کی نیکیاں اس سے نہیں مٹ سکتی ہیں۔ میں ہرگز اس امر کو منظور
نکرونگا کہ اوسکی معشوقہ کو تمھارے حوالے کردون۔ خضران دل میں کہنے لگا کہ خیر ہمارا خیال
تو انکو ہی۔ اتنے میں حکیم فیلسوف بھی آگئے۔ بدیع الملک نے انکو اپنی داہنی جانب جگہ دی
اور دونوں حکیموں میں بعد مصافحہ کچھ اسی زبان میں باتیں ہوئیں جسے کوئی نہ سمجھا۔ بس
حکیم طرقوس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ بہر طور مجھے اب آپ سے رضا منظور نہیں کی
لہذا وہ لنگور میرا جسے آپ اسیر کرلائے تھے اُسے میرے حوالے کیجیے۔ حکیم فیلسوف نے بھی
سعی کی۔ بدیع الملک نے اُس لنگور کو بلا کر رہا کردیا۔ حکیم طرقوس نے ہومان وزیر سے کہا کہ
مجھے کچھ باتیں صاحبقران عصر سے خلوت میں کرنا ہیں لہذا تم سب لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر فلان مقام
پر جہاں ایک درخت بزرگ پیپل کا لگا ہوا ہی وہاں ٹھہرو میں صاحبقران سے باتیں کرکے وہیں
آتا ہوں۔ ہومان وزیر مع خادمان حکیم طرقوس و چالیس ہزار لنگور جاکر اُس مقام معین پر
ٹھہرا۔ بعد کچھ دیر کے اک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا طبقہ زمین کا اُڑ گیا۔ گھوڑے
لشکر کے اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑا توڑا کر بھاگے فیلفون کے کلیجے بیٹھ گئے صاحبقران کے کان
جھن جھنانے لگے۔ ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی۔ بعد کچھ دیر کے
آکر عرض کی کہ یا صاحبقران جس مقام پر فوج لنگوروں کی ٹھہری ہوئی ہی وہ طبقہ زمین کا اُڑ گیا
سب لنگور جلے بھنے پڑے ہوے ہیں معلوم ہوتا ہی وہاں کسی نے پہلے سے سرنگ لگا
رکھی تھی۔ حکیم طرقوس نے اصلی صورت بنا کر کہا کہ یا صاحبقران معلوم ہوا کہ آپکی
صاحبقرانی اسی دھوکے بازی کی ہی جب یوں مقابلہ نکرسکے تو میری فوج کو سرنگ سے اُڑوا دیا
بدیع الملک حیران ہوے اور فرمایا کہ بخدا یہ میرا فعل نتھا نہ میرے حکم سے ہوا۔ اور نہ
میرے لشکر میں اس درجہ کے عیار ہیں جو ایسا کام کرسکیں۔ اسوقت حکیم طرقوس نقلی نے
نعرہ کیا کہ منم خواجہ خضران یا صاحبقران آگاہ ہو جیے کہ اس غلام نے آپکی رفاقت سے
منہ نہیں موڑا مصلحت علحدگی اختیار کی تھی اور یہ حکیم فیلسوف جو بنا ہوا تھا یہ قران
ثالث ہی اور سب عیار [illegible] بنے ہوے ہیں اور وہ سر مسلک لنگور بھی میں بنا ہوا تھا
آپ نے ایک لنگور کو بمشکل دوپہر میں اسیر کیا تھا میں نے ایک دن میں گیارہ لنگوروں کو
باندھ کر زمین میں زندہ توپ دیا اور انھیں عیاروں سے سرنگ لگوا رکھی تھی موقع پاکر سب کو
اُڑا دیا اور حکیم طرقوس میری قید میں ہی جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت
خوش ہوے خضران کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نکالو اُس حکیم طرقوس کو۔ خضران نے
حکیم طرقوس کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا جسوقت آنکھ حکیم طرقوس کی کھلی اپنے کو بارگاہ

بدیع الملک میں پایا- آنکھیں بند کر لیں سمجھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں- بدیع الملک نے کہا
کہ اے حکیم یہ خواب نہیں بلکہ عین بیداری ہے- آگاہ ہو کہ تمام فوج تیری جو تو نے برسوں میں
تیار کی تھی میرے عیار نے ایک آن میں غارت کر دی اور تجھکو بھی اسیر کر لیا- اب شناخت
پروردگار عالم میں کیا کہتا ہے- حکیم طرقوس کے دل میں مقرر ہوا کہ بیشک یہ لوگ مؤید من اللہ
ہیں خدا انکی مدد کرتا ہے ورنہ کیا ممکن تھا کہ کوئی مجھپر فتحیاب ہو سکتا- بس حکیم طرقوس
نے از سر صدق اسلام اختیار کیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران میری خطا عفو ہو- بدیع الملک
نے تقصیر اسکی معاف کی- حکیم طرقوس نے خواجہ خضران کی نہایت تعریف کی اور بدیع الملک
سے عرض کی کہ امیدوار ہوں کہ آپ میری دعوت قبول فرمائیں تاکہ عزت میری نظر خلائق میں زیادہ
ہو- بدیع الملک نے دعوت حکیم طرقوس کی قبول کی- حکیم طرقوس بدیع الملک سے
رخصت ہو کر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا- وہاں ملازمین حکیم طرقوس کے موجود تھے
جس وقت انکو خبر گرفتاری حکیم طرقوس کی معلوم ہوئی تھی تو نہایت پریشان ہوئے تھے
لیکن جب انکو معلوم ہوا کہ آقا ہمارا آتا ہے تو نہایت خوش ہوئے اور حکیم طرقوس کو
آگے لینے گئے- قدمبوسی اختیار کی- حکیم طرقوس نے ان لوگوں سے حال اپنے مسلمان ہونے کا
بیان کیا اور کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ بھی دین خدا پرستی کو اختیار کرے- سبنے کہا کہ جو
آپ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم کسی راہ میں ساتھ آپ کا نہ چھوڑینگے- دین خدا پرستی
بت پرستی سے بہتر ہی ہوگا جب تو آپ نے اس دین کو اختیار کیا- غرضکہ یہ سب بھی از سر صدق
مسلمان ہوئے- اب حکیم طرقوس نے اپنے قصر کو آراستہ کیا اور سامان دعوت بدیع الملک
کا بہت بڑا انتظام کیا اور شاہزادہ کا منتظر ہوا- تیسرے روز شاہزادہ بدیع الملک اپنے
اس تھوڑے سے لشکر کو لیے ہوئے دربند لنگوران میں پہونچے- خبر حکیم طرقوس کو
ہوئی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں- حکیم طرقوس نے سہراب بلند لمان اور لہراسپ
تیغزن کو رہا کر کے خلعت دیے کہ یہ دونوں اب تک اسی مقام پر قید تھے اور بہرام خاکشو اور
لقمان تبرزن وہیں چھوٹ گئے تھے اور ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کے آئے- حکیم
طرقوس ان دونوں کو بھی ساتھ لیے ہوئے خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک کے حاضر ہوا
بدیع الملک ہمراہ حکیم طرقوس کے داخل قصر ہوے لشکر صحرا میں اتر پڑا- خیمے خرگاہیں
زردوزیان چھولداریان قلندریان وغیرہ برپا ہو گئیں سرداروں کی بارگاہیں استادہ ہو گئیں بازار
لشکر کے لگ گئے کٹورہ کھنکنے لگا جنگل میں منگل نظر آنے لگا- چونکہ یہ مقام کوئی شہر تو تھا نہیں
جہاں آبادی ہوتی- صرف حکیم طرقوس نے اسکو آباد کیا تھا اور رہنے والے بھی اس مقام کے
لنگور تھے انکی رعایت کے موافق حکیم طرقوس نے اس صحرا کو آراستہ کیا تھا- گنجان درخت کثرت
سے تھے درختان میوہ دار کی کثرت تھی چشمے جابجا تھے بیچ میں حکیم طرقوس کا قصر عالیشان
تھا قریب دو چار سو مکان ملازمین حکیم طرقوس کے تھے- غرضکہ حکیم طرقوس نے
بدیع الملک کو لیجا کر صدر میں بٹھالا سردار گرد و پیش جمع ہیں عیاروں میں صرف خواجہ خضران
تو بدیع الملک کے ہمراہ رہے باقی تمام عیاروں کے واسطے علیحدہ مقام معین ہوا- شام کو چراغان
ہوا- قصر کی آراستگی تو بیان سے باہر ہے- فرش تمامی کا بیچ میں مسند جواہر نگار بالاے مسند

چھوٹا سا شامیانہ زرتار کھنچا ہوا جھالر موتیون کی لگی ہوئی۔ شیشہ آلات سے سارا قصر جگر جگر کر رہا تھا
صحرا کے تمام درختون مین قندیلین انواع و اقسام کی آویزان تھین جنکی گلکاری شیشہ آلات کو بھی
شرمندہ کرتی تھی۔ تکلف یہ تھا کہ جس وقت بدیع الملک کے سامنے دسترخوان بچھا اُسی وقت
ہر جگہ دسترخوان بچھ گیا۔ اور ایک وقت مین سب نے اپنے اپنے مقام پر کھانا کھایا۔ کھانے
بھی حکیم طرقوس نے نئی نئی طرح کے پکوائے تھے کہ کسی نے کبھی نہ کھائے تھے۔ بعد ختم
دعوت اِدھر اُدھر کی باتین ہونے لگین۔ بدیع الملک نے حکیم طرقوس کے انتظام کی نہایت
تعریف کی اور فرمایا کہ اے حکیم طرقوس اب یہ بتاؤ کہ اِس حصار خاکی سے کسطرح گذر ہو کر بلاکشان
جادو تک پہونچین۔ حکیم طرقوس نے یہ سُنکر کچھ دیر تک سکوت کیا اور بعد سکوت کے عرض
کی کہ اے شہریار اصل تو یہ ہی کہ رسائی بلاکشان جادو تک محال ہی مین بھی آجتک اندر اِس
حصار خاکی کے کبھی نہین گیا باوصفیکہ مجھسے اور بلاکشان جادو سے حد کی دوستی ہی۔ میرے اور
اُسکے ملاقات ہونے کی اک خاص جگہ ہی اُسکو بھی بس مین جانتا ہون یا بلاکشان جادو جانتا ہے
اور کوئی شخص واقف نہین ہے اُسے بن آپ کے سامنے عرض کیے دیتا ہون قریب اُسی
حصار خاکی کے اک دیرہ بنا ہوا ہی کہ اُسکو دیرہ پوشیدہ کہتے ہین اور اسمین اک پتلی
طلائی نہایت معقول آدمی کے قد سے بھی کچھ بڑی نصب ہی۔ آٹھوین روز بلاکشان جادو اُس
دیرہ پوشیدہ مین پرستش کے واسطے آیا کرتا ہی اور اُس پتلی سے حالات گذشتہ و
آیندہ دریافت کیا کرتا ہی۔ وہ پتلی سب حالات بیان کرتی ہی۔ یہ مین نہین کہہ سکتا کہ وہ پتلی
بلاکشان جادو کے سحر کی ہی یا قدیم سے چلی آتی ہی۔ ہان اتنا مین نے ضرور دیکھا ہی کہ جب بلاکشان
جادو کچھ پڑھ کر ہار پھول چڑھاتا ہی اور ہاتھ باندھ کر اُس سے حالات دریافت کرتا ہی۔ تو وہ پتلی
گویا ہوتی ہی۔ وہ مین مجھسے اور بلاکشان جادو سے ملاقات ہوا کرتی ہی یقین ہی کہ قبل میرے جانے
اور بیان کرنے کے وہ میرے حالات سے مطلع ہو گیا ہوگا بلکہ مین نے ایک مرتبہ بمقتضائے
بے تکلفی اُس سے یہ بھی کہا کہ تم کیسے ہمارے دوست ہو کہ نہ کبھی ہمارے یہان آتے ہو اور نہ ہمین
اپنے مکان پر بلاتے ہو۔ یہ راستے کی ملاقات ناپائدار سی معلوم ہوتی ہی۔ بلاکشان جادو نے
یہ سُنکر مجھسے عذر کیا کہ مجکو ملکہ سوزن جادو میری نانی نے منع کیا ہی کہ نہ تو کسی کے گھر پر جانا
نہ کسی کو اپنے مقام پر بلانا خصوصاً حکیم طرقوس کو اسلیے کہ اک روز عمر ثالث اُسی کے ساتھ
مجھ تک پہونچکر عیاری کریگا۔ مین نے یہ بھی کہا کہ مین کہان اور عمرو کہان مگر بلاکشان جادو نے
یہی عذر کیا کہ نانی امان کے حکم سے مجبور ہون۔ مین بھی خاموش ہو رہا کیونکہ مجھے وہان جانے کی
اُسوقت تک کوئی ضرورت نہ تھی ہان دیون جو شخص اُس حصار خاکی سے گذرنا چاہتا ہی وہ جلکر
خاک ہو جاتا ہی۔ اگرچہ مین حکیم ہون مگر یہ کارخانہ سحر کا ہی مین اِس سے گذر نہین کر سکتا۔ ہان اگر
کوئی ساحر اُس سے زیادہ زبردست ہو تو ممکن ہی کہ وہ اِس حصار کو توڑ سکے یہ میرا کام نہین
وہ اور بات تھی کہ مین نے علم حکمت کے زور سے لنگورون کو دوائین کھلا کھلا کر اور سدھا کر ایسا
تیار کیا تھا کہ وہ روئین تن ہو گئے تھے اور انسانون کی طرح بولتے تھے۔ یہ سنکر شاہزادہ بدیع الملک
نے ارشاد کیا کہ تمکو طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور بہمن شیر سوار اور قران فیل زور
اور شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے فرزند دلبند کا انتظار ہی جسوقت لشکر میرا تمھارے دربند کی طرف روانہ ہوگا

قوس نے نامہ اپنے سرداروں کو روانہ کیا تھا کہ فلاں راستے سے مجھ تک پہونچو کہ میں در بند
لنگوران رجانے والا ہوں نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ اسوقت تک وہ لوگ میرے پاس نہیں پہونچے
مجھے صرف اُن لوگوں کے آنے کا انتظار ہے۔ جب وہ لوگ مجھ تک پہونچ گئے تو پھر میں تامل نکرونگا
اُس حصار کی طرف مع لشکر گھوڑے ڈالدونگا۔ یا تو بلا کشان جادو کو مع حصار زمین سے پامال کرونگا
یا اپنی جان دی اس زمانۂ انتظار میں اگر کوئی صورت نکل آئی تو خیر ورنہ جو کہہ چکا ہوں وہی کرونگا
حکیم طرقوس نے عرض کی کہ اے شہریار بہت رات زیادہ آچکی ہے حضور بھی آرام فرمائیں میں بھی
سوؤں صبح کو اسکے متعلق میرے اور آپکے باتیں ہونگی یہ سنکر شاہزادہ بدیع الملک اپنی
خوابگاہ میں تشریف لائے اور آرام کیا۔ خضران نگرانی کے لیے حاضر رہا۔ اُدھر حکیم طرقوس
اپنی خوابگاہ میں جاکر سو رہا۔ جب صبح ہوئی تو سب بیدار ہوئے۔ بدیع الملک وظیفہ سحری کو
ادا کر کے وظیفہ پڑھتے ہوئے خیمے سے ادھر اُدھر ٹہلنے لگے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد دیکھا
بلند ہوا کہ زمین سے آسمان تک سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ حکیم طرقوس بھی آکر غبار
کی طرف دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے۔ بدیع الملک بھی نگران ہوئے کہ اک مرتبہ ہوا نے مارا گرد کو
گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لاکھ فیل پیدا ہوئے کہ تمام صحرا
کجلی بن نظر آنے لگا گویا صحرا سے متوالی گھٹا حجوم کر آتی تھی۔ بدیع الملک تو آمد لشکر دیکھ کر سمجھے
کہ یہ طلحہ بن لندھور کے لشکر کی آمد ہے لیکن حکیم طرقوس کا دم فنا ہوگیا کہ یہ اتنے ہاتھی کہاں سے
آگئے اور یہ کون بادشاہ آتا ہے جسکے لشکر میں اسقدر فیل ہیں۔ بدیع الملک نے سرداروں کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا۔ حکیم طرقوس نے پوچھا کہ اے شہریار یہ کون ہے بدیع الملک
نے کہا کہ یہ افسر میمنہ فوج طلحہ بن لندھور بن سعدان کرد بادشاہ ہندوستان ہے مجھے انھیں لوگوں کا
انتظار تھا۔ اتنے میں طلحہ بن لندھور حاضر ہوا۔ دستبوسی صاحبقران سے مشرف ہوا۔ دیکھا
حکیم طرقوس نے کہ جوان خوشرو اور زبردست ہے۔ بدیع الملک نے طلحہ اور حکیم طرقوس سے ملاقات
کرائی اور تمام کیفیت حکیم طرقوس کی طلحہ سے بیان کی کہ یہ ایسے صاحب کمال شخص ہیں کہ انھوں نے
ایسی فوج لنگوروں کی تیار کی تھی کہ خدا ہی نے فتحیاب کیا۔ مگر اب یہ مسلمان ہوگئے ہیں یہ سُنکر
طلحہ بن لندھور بھی حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوئے۔ اتنے میں دوسری گرد اُٹھی اور دل گرد سے
اسّی ہزار نیزہ باز نمودار ہوئے اب کسیقدر آفتاب بلند ہو آیا تھا دھوپ میں سنانوں کی چمک
شراروں کا لطف دکھاتی تھی۔ آگے آگے سب کے مملوک بن مالک مرکب پر کج بیٹھا ہوا نمودار ہوا
بدیع الملک نے انکے واسطے بھی لوگوں کو برائے پیشوائی روانہ کیا۔ مملوک بن مالک آکر قدمبوس
ہوئے بدیع الملک نے انکو بھی حکیم طرقوس سے ملوایا۔ ایک دوسرے کے حال سے آگاہ
ہوکر بغلگیر ہوئے۔ حکیم طرقوس کو بھی معلوم ہوا کہ یہ میسرۂ لشکر صاحبقران کے افسر ہیں پھر گرد اُڑی
اور بہمن خیبر سوار چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے پہونچا پھر گرد اُڑی اور قران فیل زور
چالیس ہزار سواروں سے آکر قدمبوس ہوا۔ اسی طرح دوپہر دن تک لشکر بدیع الملک کا آیا کیا
آخر میں سواری شاہزادۂ شہنشاہ گوہر کلاہ کی نہایت عظم وشان کے ساتھ آکر پہونچی سب
سردار انکے استقبال کو روانہ ہوئے چند قدم بڑھکر بدیع الملک نے بھی استقبال کیا اور
نے حکیم طرقوس سے کہا کہ یہ فرزند صاحبقران زماں ہیں۔ حکیم طرقوس بھی برائے پیشوائی

آگے بڑھا اور شاہزادے کے قدموں پر جھکا۔ بدیع الملک نے حال حکیم طرقوس کا شہنشاہ
گوہر کلاہ سے بیان کیا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوئے اور تازہ مسلم ہونے
کی وجہ سے نہایت خلق سے پیش آئے پھر حکیم طرقوس نے سامان دعوت کیا۔ ہر چند شاہزادہ
بدیع الملک نے منع کیا کہ تم زیر بار ہوگے مگر حکیم طرقوس نے نہ مانا اور سب کی دعوت کی اور لشکر
صاحبقران کی بہت تعریف کی۔ بدیع الملک نے کہا کہ اے حکیم طرقوس ابھی تمنے دیکھا ہی کیا ہے
واقع میں خداوند کریم نے مجھے ایسا لشکر عطا فرمایا ہے کہ عالم میں کسی کے پاس ایسی فوج نہیں ہے
یہ تو چند سردار ہیں پورا لشکر بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جس وقت وہ تشریف لائینگے تو میری فوج
ظفر موج کو دیکھنا اور افسران فوج کو دیکھو گے کہ ایک ایک رستم وقت و سہراب زمانہ ہے۔ یہ ایسی
فوج خدا نے مجھکو دی ہے کہ خود میرے عزیز رشک کرتے ہیں ہر ایک مرتبہ صاحبقرانی کی لیاقت رکھتا
ہے مگر صاحبقران ثانی نے بوقت روانگی خانہ کعبہ یہ عہدہ میرے سپرد کیا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ
میرے تحت میں ہیں اور میرے لشکر میں شمار کیے جاتے ہیں ورنہ نہیں ہر ایک اپنے اپنے مقام
کا فرمانروا ہے طلیحہ بن لندھور بادشاہ ہندوستان ہیں شاہزادہ قمہور بن جمہور یہ بھی بادشاہ
ہیں اسی طرح جتنے سردار تم دیکھ رہے ہو یہ سب بادشاہ ہیں مگر میری رفاقت میں شہر و دیار و ملک و
مال کو چھوڑے ہوئے مثل ملازموں کے میرے ساتھ ہیں بلکہ اس رشک میں اکثر عزیز ان سے
ساتھ چھوڑ دیا اور نکل گئے کہ صاحبقران ثانی نے یہ عہدہ بدیع الملک کے سپرد کیوں کیا۔ یہ سنکر
حکیم طرقوس نے عرض کی کہ اے شہریار فی الحقیقت اس عہدہ کے لائق تھے بھی آپ ہی دوسرا
اس مرتبہ کا مستحق نہ تھا۔ صاحبقران ثانی نے نہایت انصاف سے کام لیا جو آپکو جانشین
صاحبقران کیا۔ الغرض حکیم طرقوس نے ان سب کی دعوت بھی نہایت تکلف کے ساتھ کی ہر چند
صاحبقران نے منع کیا کہ تم زیر بار ہوگے مگر حکیم طرقوس نے نہ مانا۔ جب دعوت سے فراغ
حاصل ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم طرقوس لے خدا حافظ ہم تو اب حصار گرداب
کی طرف جاتے ہیں یا اس حصار کو توڑینگے یا اپنی جان شیریں کو تلف و برباد کرینگے۔ بعد ہمارے
تم لاش ہماری طرف خانہ کعبہ کے روانہ کر دینا۔ بس اب مجھکو جینے کی ہوس نہیں ہے دنیا میں
خواہ ایک روز جیے یا ہزار برس دونوں برابر ہیں۔ جب انجام فنا ہے تو جیسے آج ویسے کل۔
ان کلمات حسرت آیات پر سبکے دل بھر آئے اور حکیم طرقوس بھی رو دیا اور دست بستہ عرض
کی کہ اے شہریار میں جانتا ہوں کہ جو منشور میرے آپکے ناتمام رہگیا تھا وہ پھر سے آغاز کیا
اگر یوں عقل و تدبیر سے کوئی کام نکل آئے تو سپہگری کو کیوں کام فرمائیے۔ یہ سراسر خلاف
عقل ہے کہ آپ سحر سے واقف نہیں اور حصار سحر میں چلے جائیے۔ آگ کا کام جلا دینا اور پانی کا کام
غرق کر دینا ہے۔ دیدہ و دانستہ آگ میں کودنا سراسر عقل کے خلاف ہے۔ میری رائے ناقص میں یہ بات
آتی ہے کہ میں یہاں سے دیرہ پوشیدہ کی طرف برائے ملاقات بلاکشان جادو جاؤں۔ خواجہ
خضران ہیئت بدل کر میرے ساتھ ہوں اگر میں پکڑا جاؤں تو عیاری کرکے اسکو مار لیں۔ حصار خود ہی
شکست ہو جائیگا۔ بس یہ میرے امکان کی بات ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ خضران
نے دیکھا کہ اگر میں نہیں جاتا ہوں تو بدیع الملک مردانہ وار حصار خاکی میں گھس جائینگے اور
دشمن انکی اپنی جان پر کھیل جائینگے۔ بس خضران بول اٹھا کہ یا صاحبقران حکیم طرقوس سچ کہتے ہیں

مین اُنکے ہمراہ جاتا ہون آپ میرے واپس آنے کا انتظار کرین خدا چاہیگا تو مین بلاکشان جادو
کو یا تو زندہ پکڑ لاؤنگا اور یا وہین مین قتل کر ڈالونگا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ تمہین اختیار ہی خضران
اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور حکیم طرقوس سے کہا کہ چلئے حکیم طرقوس بھی اُٹھ کھڑے ہوے
اول یہ دونون آدمی سب سے رخصت و وداع ہوے اور بعد اُسکے خضران نے اپنی ہیئت تبدیل کی اور
حکیم طرقوس کے ساتھ ہوے آگے آگے حکیم طرقوس پیچھے پیچھے خضران ایک جانب کو روانہ
ہوے چلتے چلتے سرحد دربند لنگوران سے نکلے اک میدان نظر آیا۔ پہر بھر کی رہروی
مین وہ میدان ختم ہوا۔ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے اندر درہ کے داخل ہوے جو وقت
درہ سے باہر نکلے تو اک باغ نظر آیا کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا گلہاے بوقلمون کھلے ہوے
تھے میوہ گوناگون درختون مین لگا ہوا تھا جانوران مختلف اللون ادہر سے اُدہر اُدہر سے ادہر
اُڑتے پھرتے تھے۔ وسط باغ مین اک عمارت بلند بنی ہوئی تھی کچھ حاجب و دربان اُس عمارت
کے دروازون پر بیٹھے ہوے تھے۔ اُن لوگون نے جو حکیم طرقوس کو آتے دیکھا اپنی جگہ
سے اُٹھے اور حکیم صاحب کے پاس آکر عرض کی کہ ہمنے تو سنا تھا کہ آپ خدا پرستون کی قید
مین ہین پھر کیونکر رہائی ہوئی۔ حکیم طرقوس نے دل مین کہا کہ میری اسیری اسقدر مشہور ہوئی
کہ یہ لوگ تک واقف ہوگئے تو یہ راز بلاکشان جادو سے کب پوشیدہ ہوگا۔ معلوم ہوتا ہی کہ
پتلی نے سب حال بلاکشان جادو سے ان لوگون کے سامنے بیان کر دیا۔ اُن لوگون کو تو یہ
کہکر ٹال دیا کہ مین اسیر ضرور ہوا تھا مگر اپنی حکمت عملی سے چھوٹا۔ غرضکہ وہ لوگ حکیم طرقوس کو
لیے ہوے اُس مقام پر آئے جہان حکیم طرقوس قیام کرتے تھے دیکھا کہ سب سامان راحت
جمع ہی لیکن مسہری ایک ہی ہی۔ حکیم طرقوس نے اُن لوگون سے کہا کہ آج میرے ساتھ میرا
شاگرد بھی آیا ہی لہذا اسکے واسطے بھی ایک مسہری بچھوا دو۔ ان لوگون نے کہا کہ یہ آپکے ساتھ
رہینگے یا دوسرے درجہ مین۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ ہر وقت میرے ساتھ رہینگے مین انکو اپنے
سے الگ نہین رکھ سکتا۔ یہ سنکر اُن لوگون نے خواجہ خضران کے واسطے بھی سامان آسایش
مہیا کر دیا۔ اب حکیم طرقوس نے اس مقام پر قیام کیا اور بلاکشان جادو کے منتظر ہوے۔ رات
کو پہر تک چپکے چپکے حکیم طرقوس اور خواجہ خضران مین تدبیر اسیری بلاکشان جادو کی باتین ہوا کین۔ صبح
اور دن کو حکیم طرقوس خواجہ خضران کو اپنے ساتھ لیکر اُس عمارت کے ہر درجہ کو دیکھتے تھے اور خواجہ
خضران کو آگاہ کرتے تھے کہ یہ مقام بلاکشان جادو کے ٹھہرنے کا ہی اور وہ مقام امرا و رؤسا
کے واسطے ہی۔ جو پرستش کے واسطے آتے ہین۔ اور یہ مقام تمام پرستارون کے واسطے ہی اور
جہان پتلی طلائی نصب تھی اُسکو مقام پرستش بتلایا اور جھوٹ موٹ اُس مقام کا ادب بھی کیا
اسی طرح پھرتے پھرتے دروازۂ قصر پر پہونچے دیکھا کہ باغ مین سے ایک نازنین آفت ہوش
و دزد گوش لباس بے تکلف پہنے ہوے ایک طشت پر تھال اسمین کچھ حلوا کچھ پھول رکھے ہوے
اور ایک ہاتھ سے لباس کو درست کرتی ہوئی گھونگھٹ سنبھالتی ہوئی جھینپی کی ادائین دکھاتی
چلی آتی ہی۔ چہرہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ابھی نئی بیاہی ہوئی ہی پوجا کرنے آئی ہی۔ خضران اسکی چال پر
پس گیا اور حکیم طرقوس بھی نگاہ رغبت سے دیکھنے لگے وہ نازنین بھی گھونگھٹ سے نگاہین
لڑاتی ہوئی لگاوٹ کے ساتھ قدم بڑھاتی ہوئی اندر درہ کے گئی پیچھے پیچھے حکیم طرقوس اور

خواجہ خضران بھی چلے نازنین نے اندر ہوتے ہی مورتی بھوگ چڑھایا پھول چڑھائے اور رسوم
پرستش ادا کرکے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ خضران نے حکیم طرقوس سے کہا کہ آپ پوشیدہ
ہو جائیے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کو ڈھونڈھتی ہے۔ حکیم طرقوس اور خواجہ خضران پیچھے ہٹ گئے
نازنین نے چاہا کہ مورت پر سے سونا اتارے لیکن یہ حرکت اسکی دیکھکر خواجہ خضران سمجھ گئے
کہ یہ عورت نہیں کوئی عیار ہے ہو نہو برق ثانی ہو۔ سوا اسکے ایسا روپ عورت کا کوئی نہیں بنا سکتا
جسمیں دھوکا کھاؤں چونکہ اور کوئی شخص سوا حکیم طرقوس اور اس نازنین کے یہاں نہ تھا
خواجہ خضران نے دوڑکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ سچ بتا تو کون ہے۔ جب نازنین نے دیکھا کہ راز
میرا فاش ہو گیا کہا۔ خلیفہ جی میں ہی ہوں برق ثانی۔ خضران نے کہا ابھی اس ہوشیاری کا
موقع نہیں ہے ورنہ سارا کھیل بگڑ جائیگا۔ لوگ آگاہ ہو جائینگے کہ عیار آ گئے۔ لہذا ابھی تم پوشیدہ
طور پر میرے ساتھ رہو میں تم سے پیشتر اس مقام پر آ گیا تھا اگر گرفتاری بلاکشان جادو کی
فکر نہوتی تو تمہارے آنے تک یہاں بھیرون ناچتا ہوتا کوئی شے بھی یہاں باقی نہوتی یہ تیلی اور
سب اسباب یہاں کا میری زنبیل میں ہوتا۔ برق ثانی نے کہا کہ جیسی آپکی رائے۔ خضران
نے کہا کہ اب سوا زنبیل کے ظاہر بھی ہر تمہارا رہنے دینا صلاح نہیں ہے لہذا تم میری زنبیل میں
رہو کہ لوگ مشکوک نہوں۔ یہ کہکر برق ثانی کو زنبیل میں ڈال لیا اور مع حکیم طرقوس اپنے
مقام پر چلے آئے۔ جب وہ روز آیا جو بلاکشان جادو کے آنے کا تھا تو دیرہ میں نہایت
آراستگی ہوئی۔ ملازمین دیرہ قاعدہ سے ہو گئے ہر ایک اپنے اپنے عہدہ کے موافق وردی
اور تمغہ سے آراستہ ہوکے کھڑا ہو رہا اور حکیم طرقوس بیرون قصر برائے استقبال
بلاکشان جادو آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ جانب حصار گرد باد سے برق چمکی اور وہ حصار
شق ہوا اور ایک تخت جواہر نگار پیدا ہوا اُسپر بلاکشان جادو بیٹھا تھا اسطرح کہ اُسی تخت پر
ایک شیر بلاکشان جادو کی دہنی جانب تھا اُسپر بلاکشان جادو داہنا ہاتھ ٹیکے ہوئے تھا
اور ایک شیر بائیں جانب تھا اُسپر بایاں ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور اُن شیروں کے ایک ایک
جواہر نگار پر تھے۔ پشت پر دو رفیق مستظم جادو اور مقبول جادو بیٹھے ہوئے تھے بلاکشان
جادو لباس شاہانہ پہنے تھا تاج بر سر قبائے شاہنشاہی در بر ایک جھولی زربفت کی جو
سحر سے مملو کاندھے پر پڑی ہوئی ہاتھ میں ترسول دبا ہوا تخت مانند ہوا کے آکر باغ میں اُترا
حکیم طرقوس قریب تخت گئے بلاکشان جادو تخت سے اُترا حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوا اور
پوچھا کہ آپ میرج الملک کی قید سے کیونکر رہا ہوئے۔ حکیم طرقوس نے کہا کہ سوا فریب کے
اور کیونکر جان بچ سکتی تھی بلاکشان جادو نے ہاتھ حکیم طرقوس کا پکڑ لیا اور باغ میں ٹہلنے لگا
اور کہا کہ مفصل اپنی روداد بیان کیجیے۔ حکیم طرقوس نے حالات مقابلہ کے بیان کیے۔ بعد
اُسکے حکیم فیلسوف نقلی کا آنا کہا اور اپنی گرفتاری کی کیفیت بیان کی بلاکشان جادو یہ سنکر
بگڑ گیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے عیاران لشکر اسلام بلا کے ہیں۔ حکیم طرقوس نے کہا بس یہی ہیں
کہ جنکے نام سے عالم عالم کانپتا ہے اور جنھوں نے فقیری عمر بھر کی ریاضت آن واحد میں مٹا دی پہلے
ایک عیار لنگور بنکے آیا اور اپنی مصنوعی دم سے میرے گیارہ لنگوروں کو باندھ لیگیا بعد اُسکے
سرنگ لگا کر سب کو دم بھر میں اُڑا دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کوئی ساحر نہیں عامل نہیں صرف

حکیم ہون دواؤن کی قوت سے مین نے لنگورون کی فوج اسطرح تیار کی تھی کہ سب کو روئین تن
بنا دیا تھا کہ جسمین اُنپر کوئی حربہ کارگر نہو۔ عیاران اسلام نے اُس فوج کو مٹا کر مجھے بے دست و
پا کر دیا۔ بدیع الملک نے میرے بھی قتل کا حکم دیدیا تھا مگر مین نے خوف جان سے بظاہر مذہب
اسلام اختیار کیا اور اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اب اگر بدیع الملک مجھے پا جائینگے تو ہرگز زندہ نہ
چھوڑینگے۔ لہذا مین آپکے دامن دولت مین پناہ لینے آیا ہون کہ مجھے اپنے سے جدا نہ کیجیے
جسطرح مین آپکا سینہ سپر رہا اب آپ میرے پشت پناہ بنیے۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ آپ
اطمینان رکھیے مین آپکی حفاظت کا کامل بندوبست کرونگا ذرا پرستش سے فراغت کر لون کہ مجھے
زیادہ ٹھہرنے کی کسی مقام پر اجازت نہین ہی۔ یہ کہکر حکیم طرقوس کا ہاتھ پکڑے ہوے
اندر دیرہ کے آیا اور اُس طلائی مورت کے پاس بیٹھکر کچھ دیر پرستش کی۔ حکیم صاحب دل مین
ڈر رہے تھے کہ اگر کہین یہ کمبخت میری جانب سے مشکوک ہوا اور پتلی سے پوچھ بیٹھا تو سب راز
فاش ہو جائیگا لیکن چونکہ بلاکشان جادو حکیم طرقوس کو اپنا دوست صادق سمجھتا تھا اور
زبانی حکیم طرقوس کے سب حالات سُن چکا تھا تو اُسنے کچھ پتلی سے دریافت کیا اور بعد پرستش
سے فراغ حاصل کرنے کے اُس مقام پر آکر بیٹھا جو اسکے واسطے آراستہ کیا تھا اُسمین یہ آکر
فروکش ہوا اور حکیم قرطوس نے اپنے دل مین شکر خدا کیا کہ الحمد للہ میرا راز افشا نہ ہوا بلاکشان
جادو نے پوچھا کہ یہ دوسرے صاحب جو آپ کی ہمراہی مین ہین یہ کون ہین۔ انھون نے کہا کہ
حکیم سالون انکا نام ہی یہ میرے پیر بھائی اور بڑے ذی کمال ہین اور سب مجھسے پھر گئے مگر
انھون نے میرا ساتھ دیا اور میرے ہی ساتھ رہے۔ یہ سنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ اب مین آپ کی
کیا تدبیر کرون۔ انھون نے کہا کہ اگر لشکر اسلام مین میری خبر پہونچ جائیگی اور اُن کو معلوم ہو جائیگا تو
کسی نہ کسی عیار کو بھیجکر مجھکو پکڑوا لینگے اور اب کی ضرور قتل کر ڈالینگے لہذا آپ مجھکو کوئی گوشہ ایسا
تنہا بتا دیجیے کہ وہان ہی بیٹھکر اپنی بقیہ عمر صرف کر دون۔ بلاکشان جادو نے یہ سُنکر کہا کہ ای برادر
ملکہ سوزن جادو نانی میری کہ جنکی وجہ سے بیابان گرد آباد اور دیوار آتشین ہین یہ سب انکا سحر ہی
اور دن بھی ایسے سخت اُنپر آئے ہین کہ وہ گوشہ نشین بیٹھی ہین اور مجھسے کہا کہ دس بارہ روز تک کہین
کچھ نہ کھانا اور نہ کسی کی صحبت مین بیٹھنا کہ یہ دن ہمارے اوپر نہایت سخت ہین اگر یہ دن نکل گئے تو
ہم پھر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے بلکہ یہان جو شراب وکباب کی صحبت نہین ہوئی اسکی یہی
وجہ ہی اور یہ جو پتلی طلائی سامنے ہی یہ بھی سحر نانی صاحبہ کا ہی۔ صرف اُنکی یہ اجازت ہی کہ جو کچھ پوچھنا
ہو اِس پتلی سے پوچھ لو۔ اور تمھارے مقابلہ کی کیفیت بھی اسی پتلی سے معلوم ہوئی تھی۔ مین نے
چاہا کہ مین بھی تمھاری طرف سے مقابلہ کرون مگر نانی صاحبہ نے منع کیا۔ یہ سُنکر حکیم طرقوس نے کہا کہ
میری تو کوئی تدبیر کرنا چاہیے ہی کہ مین بھی اپنے دوست کے اس مقام پر بیٹھون۔ بلاکشان جادو نے
ایک رقعہ لکھکر ایک شتر کے پتلے کو دیا کہ وہ اسکو لیکر اُڑا اور چلا حکیم سالون کو بھی خفقان ہوا اور
حکیم قرطوس کو بھی خیال ہوا کہ کہین ایسا نہوا ہو کہ ہمارا حال اسپر کھل گیا ہو۔ حکیم قرطوس نے
پوچھا کہ یہ رقعہ آپنے کسکو لکھا اُسنے کہا کہ میرا ایک دوست ہی کہ نام اُسکا نوکشاہ جادو ہی اور
اندر سرحد میری کے رہتا ہی مین وہان تمکو پہونچا دونگا تم خاطر جمع رکھو۔ انھون نے کہا کہ بہتر ہی
اسی اثنا مین وہ پتلا جو کہ نامہ اسکا لیکر گیا تھا واپس آیا اور ایک نامہ لا کر اسکو دیا۔ اسنے اُس نامہ کو

بڑھا اور خوش ہوا اور پھر اُسکو چاک کر ڈالا اور بعد اسکے ان دونون کو اپنے ہمراہ لیکر چلا اور ایک صحرا
مین آیا جہان کسی انسان کا گذر نہ ہوتا تھا۔ انھون سنے دیکھا کہ اُس صحرا مین ایک بہت بڑا سفید پتھر
سنگ مرمر کا پڑا ہوا ہے اُسپر اسنے کچھ اسمائے سحر دم کیے کہ وہ پتھر اپنی جگہ سے حرکت کرکے خودبخود دوسری
طرف کو جا پڑا۔ اسپر انھون سنے دیکھا کہ مثل نقب کے ایک غار ہو گیا اور اُسمین سے ایک زینہ
نمودار ہوا یہ یعنی بلاکشان جادو مع ان دونون حکیمون کے اُس زینہ پر سے اترے اور اُسکو
طے کرکے جو آگے گئے تو دیکھا کہ ایک گنبد نہایت پرتکلف ہے اور دس بارہ آدمی اُسکے اندر ہین اور اُسمین سے
ایک شخص آگے بڑھا اور اُسنے اُسکو باادب سلام کیا اور نام اُسکا قہر جادو ہے اور یہ داروغہ اُس
گنبد کا ہے اور اسنے عرض کیا کہ یہ سحر خاص نوشاہ جادو کا ہے اور آپ اس مقام پر بلاتکلف تشریف
لائیے کیونکہ آپ بھی تو اپنے وقت کے سامری ہین اور آپ کی تشریف آوری کے قبل ہمین
حکم نوشاہ جادو کا پہونچا تھا کہ اگر بلاکشان جادو مع اور دو شخصون کے آئین تو اُنکو اپنے
پاس رکھنا اور بہت خاطر کرنا۔ یہ کہکر قہر جادو نے اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور ایک کمرہ مین لاکر بٹھایا کہ وہ
کمرہ مخمل سے سجا ہوا تھا۔ بلاکشان جادو نے انکو اس راحت مین دیکھکر کہا کہ تو بھائی ہم جاتے
ہین بروقت مقابلہ کے ہم تمکو طلب کرینگے۔ یہ کہکر اُسنے رخصت ہوا اور اُسی طرح سے اُس زینہ کو طے کرکے
اس صحرا مین آیا اور پھر اسی طرح کچھ اسمائے سحر اپنی زبان پر جاری کیے کہ اُس پتھر نے اپنی جگہ سے
حرکت کی اور اسی طرح اسی مقام پر آ گیا اسنے انکو مثل سابق کے اسی جگہ پر چھوڑا اور آپ
اپنے مقام پر روانہ ہوا۔ لیکن اب حال بیان کا سنیے کہ حکیم قرطوس سے حکیم ساون نے
پوچھا کہ یہ سامنے اندر گنبد کے جو مسہری بچھی ہوئی ہے اور اُسپر ایک نازنین بیہوش پڑی ہے اور تین چار
عورتین اُسکے پاس بیٹھی ہوئی ہین یہ کیا اسرار ہے حکیم قرطوس نے کہا کہ اے برادر مین ان باتون
کو سمجھ نہین سکتا دیکھو جو کچھ کہ ہوگا اُسے دریافت کرینگے اب تو چلے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھو
خضران یعنی حکیم ساون نقلی خاموش ہو رہے غرضکہ وہ دن تمام ہوا قریب شام ایک درخت
چنار اس مکان کے سامنے معلوم ہوتا تھا کہ دیکھا کہ تڑاق سے وہ شق ہوا اور اُسمین سے روشنی
لالٹین کی معلوم ہوئی سب اُس طرف دیکھنے لگے اور قہر جادو آگے بڑھا اور اُسی روشنی کے ساتھ
ایک ساحر نہایت مدبر لباس عمدہ پہنے ہوئے ظاہر ہوا۔ قہر جادو سے پوچھا کہ وہ دونون مہمان
کہان ہین اسنے کہا کہ ہین اور یہ راحت و آرام بیٹھے ہین۔ یہ سنکر حکیم قرطوس کو معلوم ہوا کہ
یہی صاحب مکان ہے۔ یہ بھی دونون اُٹھکر آئے اور صاحب سلامت کی اور آپس مین بغلگیر ہوئے
اور یہ مع ان دونون آدمیون کے گنبد مین آیا کہ جہان اسکی مسند بچھی ہوئی تھی اُسپر آکر خوش ہوا
مع دونون آدمیون کے اور بعد مزاج پرسی کے اپنا نام ظاہر کیا اور ان دونون کے نام سے بھی
فائز ہوا۔ حالانکہ انکے نام اسکو قبل سے معلوم تھے اب قہر جادو کو اشارہ کیا اسنے لاکر کشتیان
مے کی اور سامان عیش لاکر مہیا کر دیا روشنی المضاعف اُس گنبد مین کی گئی اور قہر جادو نے
آنکر اُسی نازنین کو ہوشیار کیا اور اپنا سحر دفع کیا۔ یہ نازنین اُٹھی اور آہ جگر سے کھینچی اور کہا کہ
افسوس ہے کبھی کون ساعت منحوس تھی جو نکلے تھے + کہ پھر نہ دیدہ مشتاق نے وطن دیکھا +
قہر جادو نے نگاہ تیز سے ملکہ کی طرف دیکھا اسنے کہا ع اس پہ بیٹھے یہ ہے تو نہ خفا ہو صیاد +
قفس تنگ ہے اور تازہ گرفتاری ہے + افسوس کرتی ہون مین اپنے حال زار پر بقول شاعر

شعر۔ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے + گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے + اور پھر اُٹھ کھڑی ہوئی ساتھ قہر جادو کے اُس بیچ میں کہ جہاں حکیم اور نوشاہ جادو نے صحبت کو آراستہ کی تھی وہاں ملکہ بھی آئی نوشاہ جادو نے کہا تشریف رکھیے ملکہ بیٹھ گئی مگر کچھ ملال آلود نگاہ سے نوشاہ جادو کی طرف نگاہ کرتی تھی اور اپنی گردن جھکا لیتی تھی اور دو شخص بنے پاس بیٹھے یہ شعر پڑھا نوشاہ جادو کی جانب کو دیکھکر سے خون ناحق کہیں چھپتا ہے چھپانے سے میر + کیوں یہ کھینچے ہیں میری لاش پہ دامن ڈیرے + نوشاہ جادو نے کہا کہ اے ملکہ گلگونہ پری اتنا عرصہ تمہیں ہوا مگر تمنے ہمسے کبھی ہنس کے بات نہ کی اور یہ بھی جانتی ہو کہ تمہیں بغیر ہماری خوشی کیے رہائی نصیب نہ ہوگی۔ یہ سنکر پری نے کہا انشاء اللہ اسی آرزو میں تم مرجاوگے لیکن وصل سے کامیاب نہ ہوگے کسواسطے کہ ظلم سے کوئی بات ہو نہیں سکتی نوشاہ جادو نے ساقی کو اشارہ کیا اور کہا کہ خیر ملکہ معاف کرو یہ کہکر جام چلنے لگا۔ اُسی عین سرور میں اسلے دو گویے کہ دام آنکا حالیغی و قالیغی تھا طلب کیا اور کہا کہ گاؤ۔ انھوں نے تنبورا ملایا اور اُنکے سروں کو قائم کرکے یہ غزل شروع کی اس خیال سے کہ یہ عاشق مزاج بھی ہے اس غزل سے نہایت محظوظ ہوگا اب خیال کا اور دھرپت اور ہوری کا اور ٹپہ کا گانا اسکو پسند نہ آئیگا اسوجہ سے انھوں نے غزل شروع کی وہو ہذا۔

غزل

کھلی ہے کنج قفس میں مری زبان صیاد + میں ماجرائے چمن کیا کروں بیان صیاد
اجاڑا موسم گل ہی میں آشیان میرا + الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان صیاد
نہ گل کھلینگے نہ چہکاریگا کوئی بلبل + بہار باغ کو ہونے تو دے خزان صیاد
دکھا یا کنج قفس مجھکو آب و دانہ نے + وگرنہ دام کہاں میں کہاں صیاد
قفس پہ رکھنے لگا ابتو ہار پھولوں کے + ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد
قفس کو شام سے لٹکائے فرش خواب کے پاس + سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد
میں کھینچوں دام میں بلبل تو آشیانہ جلا + بہم یہ مشورہ کرنے میں باغبان صیاد
کسی سے میں نے شکایت اگر کبھی کی ہو + الٰہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد
اداس دیکھ کے سیر چمن دکھاتا ہے + بہت دنوں میں ہوا ہے مزاجدان صیاد
میں پھانکتا نہیں خاک قفس سے بھی گل کو + نہ ہووے تا مری جانب سے بدگمان صیاد
فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار اے رند + نہ کرتا جال اگر خاک میں نہان صیاد

اس غزل کو انھوں نے تمام کیا دیکھا تو نوشاہ جادو اور گلگونہ پری کے مع حکیم فرطوس کے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں لیکن حکیم ساوون مثل فرعون کے نگاہ تیز سے ہم دونوں کو گھور رہے تھے اور کبھی ناک ٹیڑھی کرلیتے تھے اور کبھی منھ اپنا پھیر لیتے تھے ان گویوں نے جو انکا ایسا رنگ دیکھا ایک نے ایک سے کہا کہ یا تو یہ شخص بالکل بے تالا ہے یا اسکو ہمارا گانا پسند نہیں آیا۔ انمیں سے ایک نے پوچھا کہ اے حکیم صاحب اور سب صاحبوں نے تو ہمارے گانے کی داد دی اور خوش ہوے لیکن آپ نے ایسی ناک بھوں چڑھائی کہ ہمکو یقین ہوا کہ یا تو آپ بالکل [illegible] ہیں یا آپ کو اسمیں کچھ کمال ہے۔ اسپر حکیم ساوون نے کہا کہ تمنے اتنی دیر بکا اور تنبورا ملا اور نہ تمہیں گانے کا سلیقہ ہے نہ معلوم کن بے سروں اور بے تالوں میں تھے ابھی عمر خراب کی کوئی مزا بھی

تم بین نہ پایا۔ انھون نے کہا تو حضور چاہیے یہ ہی کہ کچھ کر کے دکھایئے تو مجھے تجربے کا حال معلوم
ہو جاوے اور ہم بھی معقول ہو جاوین۔ حکیم سالون نے حکیم طرقوس کی جانب دیکھا طرقوس
نے کہا کہ اگر آپ کو اسمین مداخلت ہی تو آپ کیون نہین شغل کرتے ہین یہ صحبت تو آپ ہی کی ہی نوشاہ
جادو نے کہا کہ یہ صحبت تو فقط آپکی ہی اور یہ گویے بھی آپ ہی کے تابعدار ہین اور مین بھی آپکا دوست
صادق ہون۔ یہ سُنکر حکیم سالون نے کہا کہ بہت اچھا۔ اور یہ کہکر تنبورا اُس گویے کے ہاتھ سے
لے لیا اور اُسی جگہ کے اوپر جا کر بیٹھے اور تنبورے کو اب جو ملایا تو تمام کو محفل مین شور ہی شور
بھر گئے اور سالون نے کہا کہ یہ موقع یکہ گانے کا تو نہین ہی لیکن خیر مین سردست تمکو یہ غزل
سُنائے دیتا ہون وہو ہذا۔

غزل

کیا فائدہ جو غیر سے وہ ہمکنار ہی
یہ سبزہ نو دمیدہ ہمین نوک خار ہی

دیکھا کہ ایک قبر پہ نرگس ہی سرنگون
آنکھین ہون جس اُسکی یہ جسکا مزار ہی

ہم سے تو اب تلک بھی وہی ادبار ہی
اک دن گیا جو گور غریبان کی سیر کو

پوچھا یہ اُس سے مین نے کہ کیون شرمسار ہی
عاشق ہوا تھا کافر بیرحم پر یہ شخص

آنکھون مین تجھ بغیر چمن کی خوبی بہار ہی
یعنی جہان بزرگون کا اکثر مزار ہی

کہنے لگی عزیز تو نرگس ہے مجھے نہ جان
ابتک اسے اُسی کا یہان انتظار ہی

غرضکہ محفل بھر کا یہ حال ہوا کہ تمام لوگ لوٹنے لگے اور طائر قفس مین جو تھے وہ پھڑپھڑانے لگے اور
چہکنے لگے اور دونون گویون نے پانون پکڑ لیے اور کہا کہ واقعی علم موسیقی آپ ہی جانتے ہین
ہم لوگون کی گستاخی معاف ہو۔ حکیم صاحب کو نوشاہ جادو نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف
کی اور کہا کہ کسی تدبیر سے گلگونہ پری کو بھی آپ راضی کر دین کہ وہ آپکے گانے سے نہایت
محظوظ ہوئی ہی۔ انھون نے کہا کہ اگر میرا اعتبار ہو تو کیا مضائقہ ہی کیونکہ مین مردسن ہون۔ مجھے
نہ پری سے مطلب ہی نہ دوسرے کام ہی اگر تم کہو تو مین تخلیہ کر کے اسے سمجھاؤن۔ اسنے کہا کہ مین
منظور کرتا ہون بسم اللہ۔ حکیم سالون نقلی نے ملکہ گلگونہ پری سے کہا کہ ہم آپ سے کچھ علیحدہ بات
کرنا چاہتے ہین اگر آپ قبول فرمایئے تو انسب ہی۔ اسنے منظور کیا۔ اسی مسہری پر جو تنہا الگ بچھی ہوئی
تھی وہان دونون گئے اور حکیم سالون نے پوچھا کہ اے پری خدا جانتا ہی تو حال اپنا مفصل بیان
کر مین اُسے کسی سے نہ کہونگا اور کیا عجب ہی کہ مین تیرا مطلب دلی حاصل کر دون۔ اسنے کہا کہ اے
حکیم سالون مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون اپنی تو وہ حالت ہی شعر اپنی تو یہ حالت ہی کہ جون بلبل
تصویر + پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چمن ہی + چونکہ تمنے قسم کھائی ہی مین تمسے اپنے راز پوشیدہ
کا حال بیان کرتی ہون۔ مین قاف کی رہنے والی ہون اور گوہر پری زاد میرا باپ ہی ایک زمانہ مین
پسر صاحبقران۔ شہنشاہ گوہر کلاہ بمقابلہ دیو کے گئے تھے انکو دیکھکر مین عاشق ہوئی اپنے باپکا ہمراہ
کیا وہ بردہ دنیا پر آ چلے تھے مین اُنسے ملنے کو آئی تھی راہ مین یہ نوشاہ جادو اور قہر جادو یہ دونون
ملے انھون نے مجھے اسیر کیا اور لاکر اس گنبد سحر مین مجھے قید کیا مین کسی طرح انکے دست ظلم سے
نکل نہین سکتی ہون اور نہ مجھے انکا وصل منظور ہی۔ یہ سنکر حکیم سالون نے مسکرا دیا اور دل مین
کہا کہ کیا حمزہ کی اولاد کو خدا نے خوبصورت اور شہرہ پیدا کیا ہی کہ قاف سے دُنیا تک جو دیکھتا ہی
عاشق ہو جاتا ہی یہ تصور کر کے انھون نے کہا کہ اے گلگونہ تجھے رہائی مبارک ہو کہ میرا نام خضران بن
عمرو ہی اور شہنشاہ گوہر کلاہ بھی لشکر مین اپنے باپ بدیع الملک کے ہمراہ ہین اور مین بفکر
عیاری آیا ہون اور اسے قتل کر کے تمہین انشاء اللہ رہائی دلوا دونگا تم خاطر جمع رکھو لیکن اسوقت اسکے

ہاتھ کا ایک آدھ جام پینا اور ذرا اُسکو ابھی دینا تاکہ میرے سمجھانے کا اُسکو یقین ہو جاوے پھر تو تدبیر کرنے کے تعین رہا کر ہی لونگا۔ ملکہ یہ سُنکر نہایت ہی خوش ہوئی اور کہا بہت اچھا۔ حکیم سالون نقلی اُٹھکر نوشاہ جادو کے پاس آئے نوشاہ جادو کو کہا۔ شعر اے پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + انھون نے کہا کہ ملکہ کو بلوائیے آپ کو میری تقریر کا حال و سمجھانا کا ابھی کھل جائیگا۔ اسنے قہر جادو سے کہا کہ ملکہ سے کہو کہ تشریف لائیے۔ اسنے جا کر کہا اور ملکہ اسکے ہمراہ آئی اور آکر شریک صحبت ہوئی اسنے جام ملکہ کو دیا ملکہ نے وہ جام اسکے ہاتھ سے لیکر پی لیا اور دوسرا جام اسنے بھر کر نوشاہ جادو کو دیا جام کو لیکر انجام کار کو نہ سمجھا اور حکیم سالون کی طرف دیکھکر پی گیا۔ اور حکیم صاحب کا نہایت شکریہ ادا کیا۔ غرضکہ یہ صحبت شب بھر آراستہ رہی جب وقت عصر قریب آیا تو اسنے کہا کہ آج آپ کے اس گانے کی تعریف مین بلاکشان جادو سے کرون اُسکو بھی نہایت شوق ہے چلیے آپ میرے ساتھ مین آپکی صحبت اُنسے کرا دونگا۔ حکیم سالون نے کہا کہ ہم تو آپ کے مہمان ہین جہان جی چاہے لے چلیے اب قہر جادو سے اسنے کہا کہ تم ملکہ کے نگران رہنا اور بیہوش نکرنا ہم جاتے ہین۔ یہ کہکر ملکہ سے رخصت ہوا اور برابر درخت کے آکر اسنے اسم سحر دم کیا وہ درخت پھٹا اور اُسمین ایک در پیدا ہوا مع اپنے خدمتگار اور دونون حکیمون کے یہ اندر آیا۔ اس درخت کا تنا برابر ہوگیا ایک نقب سی تھی اسکو طے کر کے اب یہ اپنے گھر پر آیا اور اندر گھر کے مع ان سب لوگون کے داخل ہوا اور بخاطر تمام انکو بٹھایا اور نہایت انکی تعظیم و تکریم کی اور کھانا وغیرہ انکو کھلایا اور اُسکے بعد بلاکشان جادو کی ملاقات کو آپ روانہ ہوا اور انکو ابھی گھر مین چھوڑ گیا اور آپ راستہ طے کرتا ہوا قریب مکان بلاکشان جادو کے پہونچا اسکے ملازمین نے سلام کیا اور کہا کہ جائیے سوا آپ کے اور کوئی نہین جا سکتا ہے۔ جب یہ قریب پردہ کے آکر پہونچا تو اس ملازم نے جو پردہ کے قریب تھا اسنے کہا کہ حضور نوشاہ جادو تشریف لائے ہین۔ یہ سُنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ انکی ممانعت نہین ہے فوراً بھیجدو۔ نوشاہ جادو گیا اور جا کر سلام کیا چونکہ یہ دونون ایک ہی اُستاد کے شاگرد ہین اسوجہ سے یہ اسکا بہت خیال کرتا ہے پوچھا کہ آپ کے مہمان اچھے ہین اسنے کہا باقبال حضور دونون اچھے ہین لیکن حضور حکیم سالون جو اُنکے ساتھ ہین غضب ملیح کا کمال علم موسیقی مین اُنکو حاصل ہے کل کی صحبت مین ایسا گایا کہ میرے دونون گویے کہ جنکو بارہا آپ نے سنا ہے دنگ ہو گئے اور شاگرد ہوے واقعی یہ علم حکیم ہی کے لیے ہے اگر اس مقام پر تانسین بھی ہوتے تو وہ بھی انکے گانے پر عاشق ہو جاتے۔ یہ تعریف سُنکر بلاکشان جادو کو بھی اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ شاید میرے سامنے وہ نہ گائین۔ عرض کیا کہ حضور وہ تو بہت ہی بے تکلف آدمی ہین جب میرے سامنے اسطرح سے گائے تو حضور کے سامنے تو اس سے بھی اچھا گائینگے یہ سُنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ وہ آسکتے ہین اسنے کہا کہ وہ میرے ہی مکان مین ہین۔ مین ابھی اپنے ہمراہ اُنکو مکان پہ لے آیا ہون بلاکشان جادو نے کہا کہ آج شب کی صحبت مین شریک کرو۔ یہ سُنکر نوشاہ جادو رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور کہا کہ آج کی شب ہم آپ سب بلاکشان جادو کے وہان بسر کرینگے۔ مین نے جو آپ کے گانے کی تعریف کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کو بلایا ہے جب شب ہوئی تو یہ انکو اپنے ہمراہ لیکر مکان بلاکشان جادو پر آیا اور بلاکشان جادو نے پہلے سے یہ حکم دیدیا تھا کہ اگر نوشاہ جادو مع چند آدمیون کے آوین تو انکو روکنا نہین جب یہ پہونچے

تو ملازمون نے آنکر سلام کیا اور کہا کہ جلدی چلیے آپ کا انتظار ہو رہا ہی پس جب یہ پردہ مرغ کے قریب پہونچے
تو وہ پردہ چرخی پر کھنچا اور یہ اندر داخل ہوے اور بلاکشان جادو کو سب نے سلام کیا۔ بلاکشان
جادو نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اب حکیم سالون کی نگاہ جو پڑی تو دیکھا کہ ساٹھ ستر نازنین زر در گوش
مرصع پوش دریاے جواہر مین غرق نا بہ فرق پوشاکین رنگ برنگی زیباے تن کیے ہوے وہ حال تھا
شعر۔ شکلین وہ رنگ رنگ کی کرشمے بہار کے + انسان پھول ہین چمن روزگار کے ۔ ہر نازنین
کی وضع و ترکیب نرالی ہی تھی۔ اس صحبت کو دیکھکر حکیم سالون نہایت ہی بشاش ہوے۔
اور بلاکشان جادو سے عرض کیا کہ واقعی آپ مزاج بھی شاہانہ رکھتے ہین اور صحبت بھی آپ کی
ایسی ہی ہی کہ جسنے تجلیہ نوشیروان اور فغفور کا دیکھا ہو اُسکو البتہ آپکی صحبت کا مزا اُٹھیگا۔ یہ کہا اور
ایک آہ جگر سے سرد کھینچی۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ یہ کیا سبب ہی اور یہ آہ سرد آپ نے کیسی
کھینچی ہی۔ عرض کیا حضور مین نے عجب عجب رنگ دیکھے ہین۔ شعر۔ پاؤن ٹھکراتے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوے + کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے + کل کی بات ہی کہ زمانہ
سامری و جمشید کہ جو موجد سحر تھے کیسے کیسے اُنکے مرید تھے اور خداوند اُنکو تصور کرتے تھے مگر نہ
خداوند رہے اور نہ وہ مرید رہے اس سبب سے مین نے آہ کی۔ یہ سُنکر حکیم طرطوس نے کہا کہ
یہ جلسہ خوشی ہی کہان کہان کا ذکر نکالتے ہو ہان بلاکشان جادو کی خوشی یہ ہی کہ کچھ آپ شغل
فرمایئے کہ وہ سُنین نہایت ہی قدردان ہین۔ انھون نے کہا کہ یہ آپ کو معلوم ہی کہ مجھے کوئی
طمع زر کی جانب نہین ہی ہان شوقیہ مین اس شغل کو کرتا ہون۔ بلاکشان جادو سے ایک امر کو
دریافت کیجیے کہ مین ایک معشوق رکھتا ہون کس قسم کا کہ جسطرح باپ بیٹے کو چاہتا ہی لیکن بغیر اُسکے
دیکھے مجھے چین نہین ہی اگر آپ کہین باوصفیکہ آپ لوگون کا یہ قول ہی کہ یہان کوئی نہین آسکتا
لیکن مین اُسکو بُلوا سکتا ہون جو اجازت ہووے۔ اور ساقی گری کا لطف اُسی سے ہی۔ بلاکشان
جادو کو تعجب ہوا اور کہا کہ بہت انسب ہی۔ غرضکہ حکیم سالون تنہا صحنچی مین آیا۔ اور اگر زنبیل سے
برق ثانی کو نکالا اور شکل نازنین تو وہ پہلے سے بنا ہوا تھا آپ نے اُسکو لباس پر زر پہنا کر اور
سارا حال اپنے آنے کا اور صحبت کا بیان کیا۔ برق ثانی واقف ہوا اور اُنکے ساتھ روانہ ہوا
اب جو اہل محفل کی نگاہ پڑی سب کے سب دنگ ہو گئے اور کہتے تھے کہ ایسی شکل و شمائل کی عورت
ہمنے نہین دیکھی کہ چہرے سے شرارت اور گرماگرمی اُسکی بھری ہوئی ہی۔ کوئی کہتا تھا کہ حکیم صاحب
کی ملازم ہی اور کوئی کہتا تھا کہ اس بڈھے کی ہوس نہین بجھی ہی۔ غرضکہ یہ سب ایسی ایسی ہی باتین
کہا کیے لیکن بلاکشان جادو ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اسنے پوچھا کہ اے حکیم سالون یہ
کیونکر یہان پہونچی کیا معنی کہ یہ دیوار آتشی جو ہی اسکو کوئی پھاند کر نہین آسکتا اور اسکے سایہ سے
جل جاتا ہی انکو آپنے کیونکر بلایا۔ انھون نے کہا کہ آغا نانخا ایک دوست میرا ہی کہ اُسی کے پاس
یہ رہتی ہین مین نے جو اسوقت طلب کیا تو اندر زمین سے لیکر وہ میرے پاس آیا۔ اسنے کہا بہت
ٹھیک ہی سواے اُسکے کوئی نہین آسکتا اور نوشاہ جادو نے جو دیکھا تو دل مین خیال کیا
کہ واقعی یہ بڑے ذی کمال ہین اور بلاکشان جادو نے بھی تعریف اُنکے علم و فضل اور عملیات کی
کی اور کہا کہ جلسہ شروع ہو غرضکہ حکم کے ساتھ ہی پہلے تو وہ گائنین گائیں کہ اُنکے گانے کے لطف کا
کیا حال بیان کیا جاوے۔ حکیم سالون سے کہا کہ کچھ آپ بھی شغل فرمایئے اور یہ دو رکھا یعنی یہ

نازنین جو آپ کے ہمراہ ہی یہ بھی کچھ شغل کرین۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ علم میخواری جانتی ہی۔ انھون نے
کہا کہ بہت خوب ہی مثل مشہور ہی کہ وہی پھول جو مہیسر چڑھے۔ حکیم نے اس آفتاب
خصال کو حکم دیا کہ اس دختر رز کو تم بھی آغاز کرو یہ سنکر کشتی می کو اُسنے اپنے قبضہ مین کیا اور
وہ شراب جو برنگ ارغوانی کے تھی اور کیتکی رنگ کی تھی اُسکے کاگون کو اُلٹ اُلٹ کر اُس شراب
سے کچھ آنکھ ملا ملا کر یہ کہا کہ تو بھی اپنی تیزی دکھانا مثل شباب کے کیونکہ میرا بھی شباب۔ تو او مین
تجھکو پلاتی ہون اپنے ہاتھ سے۔ تو بھی مثل میری جوانی کے اپنی تندی دکھانا۔ بلاکشان جادو
نے یہ اُسکی شوخی اور ادا دیکھی۔ دل مین کہا کہ سالون کو تو مار ڈالونگا اور اس نازنین کو اپنے قبضہ مین
کرلونگا۔ اب یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی۔ غرضکہ حکیم سالون نے گانا شروع کیا۔ شعر

گھر کو چھوڑے ہوے مدت ہوئی صیاد تجھے || کس شجر پر تھا نشیمن نہین کچھ یاد تجھے

بلاکشان جادو کی طرف مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا۔ شعر۔ دبکے کتنے ہین پریان کہ جھڑی جلتی ہی
آج نکلتا ہی بُری آنکھ سے صیاد تجھے + اس شعر کو سنکر بلاکشان جادو نے اپنے دل مین کہا کہ
حکیم سالون بڑا ہوشیار آدمی ہی میرے تیورون سے شاید یہ پہچان گیا اور میرے دل کا حال
معلوم کر لیا لیکن ادھر یہ حال تھا کہ طائر قفس یہ چاہتے تھے کہ پھڑک کر قفس کے باہر ہو جائین
اس طرح گانے کی دھن مین سب مست تھے کہ اُس گانے نے مست کر دیا۔ شعر

ہوا بندھ گئی اُس گھڑی اس عمل || بسیرا گئے جانور اپنا بھول || درختون سے لگ گئے بادل
لگی جھومنے وجد مین واہ واہ + || اسطرح کا یہ رنگ بندھا ہوا تھا کہ چاہتے تھے کہ حکیم سالون

اچھے ہی نہ ہو۔ ادھر ساقی باہوش صراحی مرصع نگار و جام گلفام ہاتھ مین لیے ہوے ایک
کو جھکا نے کہتے صدا یہ تھی کہ لاؤ۔ بلاکشان جادو پکار رہا تھا۔ شعر۔ ساقیا وہ شراب دے جسکا
کاگ اُڑتا ہو جسکی بوتل کا + جام پر جام پیہم بلاکشان جادو کو پلاے اب دماغ اُسکا بادۂ ناب
سے گرم ہوا عالم بیخودی کا نظر آنے لگا بیساختہ کہہ اُٹھا۔ اے محبوب من صدقے تیری ادا اور
اس رنگ سے شراب پلانے پر بھی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور چاہا اُسنے کہ آغوش تمنا مین کھینچون۔ یہ
ان ہان کہتی ہوئی پچھلے پاؤن ہٹی یہ اور آگے بڑھا کہ ہوا کا جھونکا بڑا کہ سر تے ناگہان ادھر ادھر
دھم سے زمین پر گرا۔ اُسکے اُٹھانے کے واسطے وہ لوگ سب اُسکے ملازمین دوڑے پہ سب
سب مثل برگ بوسیدہ کے زمین پر گرے کہ یہ جام سب بیہوشی آمیز پلائے گئے تھے اور برق
ثانی نے خوب بیہوشی اسمین ملائی تھی۔ غرضکہ یہ تماشا دیکھکر حکیم طرقوس نے کہا کہ سبحان اللہ
کیا کام آپنے کیا ہی۔ خوش ہوکر جو کہ مال تھا وہ عمرو زنبیل کر لیا۔ خضران نے اور برق ثانی
نے ہیچون پر ہاتھ ڈالا اور کہا تمام اس محفل کے آدمیون کے سر کاٹ لو۔ بس اب جو اول سے
نوشاہ جادو سے لگا بگا اور تلوار ماری خط تک نہ پڑا۔ خضران بن عمرو نے بلاکشان جادو کے
ماری خط تک نہ پڑا حیران ہوکر حکیم طرقوس سے کہا کہ یہ کیا سبب ہی کہ تلوار کام نہین کرتی ہی
انھون نے کہا کہ خواجہ خدا جانتا ہی مین اس راز سے واقف نہین ہون آپ بھی کسی کا سر کاٹ
کے دیکھین غرضکہ جسپر تلوار ماری یہی حال ہوا کہ خط تک نہ پڑا۔ اُسوقت تو عمرو ثانی نے حکیم طرقوس کو
باہر کیے اور تھیلیان بارود کی نکال کے اپنی جیب سے کی چاہتا ہی کہ آگ دے کہ یک بیک بجلی فلک پر
ایسی کڑکی کہ تمام وہ مکان جل گیا اور دیکھا کہ ایک شعلہ چمک کر زمین پر گرا۔ آواز آئی کہ ہم سوزن جادو

بس یہ سنکر خضران تو تھم اور وہ تو غائب ہوگئے اور اسنے حکیم ظفر قوس اور برق ثانی کو بھی قید
کیا اور بلاکشان جادو کو مع اُنکے ملازمون کے جو بیہوش ہوگئے تھے ایک سحر پڑھکر ہوشیار کیا
بلاکشان جادو کی جو آنکھ کھلی تو پکارنے لگا کہ اے نازنین کہان گئی - شعر - حیف در چشم زدن
صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + یہ لگا شعر پڑھنے - سوزن جادو نے آواز
دی کہ آنکھیں کھول اور غفلت کو دور کر دیکھ کہ یہ کون ہے ارے تجھکو یہ معلوم نہین کہ خضران بن عمر نے
کام تیرا تمام کیا تھا وہ تو بھاگ گیا اور ان دو کو مین نے پکڑ لیا ہے ایک یہی جو صورت نازنین کی بنا ہے
برق ثانی ہے اور دوسرا حکیم ظفر قوس ہے اور وہ خدا پرستون سے ملگیا ہے مگر حسب اتفاق
مین نے اُسوقت تیرا حال جو دریافت کیا تو تجھے اس عالم مین پایا جو مین جھپٹ کر آئی اور یہ میری
حفاظت تھی کہ ان لوگون نے تم سب کو قتل کرنا چاہا مگر کسی کا حربہ کارگر نہ ہوا کہ مین نے یہ سحر
کر رکھا تھا لیکن یہ بارود کی پوٹلیان جو تیرے اوپر پڑی ہین یہ معتبر تجھکو پھونک دیتین اسلئے بچانا
ممکن نہ تھی اب جو یہ ماجرا بلاکشان جادو نے سنا ہوش آگئے اور قدمون پر ملکہ سوزن جادو
کے گرا اور کہا کہ نانی امان مجھسے واقعی بہت بڑا قصور ہوا اور بہت بڑی غفلت کی تھی مگر آپ نے
ہم سب کی جان بچادی اور یہ کہکر حکم دیا کہ ان دونون کو قفس آہنی مین قید کرو یہ دونون قید کیے
گئے اور گرد قفس کے چالیس چالیس ساحر مقرر ہوے سوزن جادو بیٹھے اور صحبت پھر سے
آراستہ کی گئی اور سب اپنے اپنے عہدہ کے اوپر مقرر ہوے - اسنے کہا کہ آپ اب کھانے وغیرہ
سے فراغت کرکے بانیکا اور لوگون سے کہا کہ خضران بن عمر کو دریافت و تلاش کرو کہ وہ کدھر
نکلگیا - غرضکہ یہ لوگ اندرون دیوار آتشی کی خیال کرتے تھے اور ڈھونڈھتے پھرتے تھے مگر اسکو
کہین نہ پاتے تھے - اب یہان سے دو کلمہ داستان خضران بن عمر کے بیان
کیے جاتے ہین کہ انھون نے اپنے دل مین کہا - شعر - قسمت تو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی جاکمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا + اب اس دیوار آتشی کے پاس جانا بھی مشکل و دشوار ہے اور بھوک
بھی لگی ہے یہ تصور کرکے باورچی خانہ کی سمت آپ آئے اور دیکھا کہ پکانے والی چپاتیان گرم گرم
اتار رہی ہے آپ بھی بڑھیا کے پاس بیٹھ گئے اور لگے کھانے گلیم اوڑھے اسنے جو شمار کر دیکھا تو کل
دو چپاتیان معلوم ہوتی ہین اور بقایا کا پتہ نہین ہے اب جو اسنے اور اتارین تو دیکھا کہ اس عرصہ مین
سب غائب ہین اسنے اپنے ساتھی کو آواز دی کہ بہن آج تو بڑا اندھیر ہو رہا ہے کہ مین روٹیان پکاتی
جاتی ہون اور کوئی کھاتا جاتا ہے اور کھانے والا معلوم نہین ہوتا - یہ سنکر آپ ہنس پڑے
یہ وہان سے بھاگی اور یہ کہتی ہوئی کہ ہوا کھاتا بھی ہے اور ہنستا ہے - مثل مشہور ہے کہ ہنس ہنس کھائیے
بھوت کا مال یہ کہتی ہوئی بھاگی اور آپ نے پتیلیان اُتار کر جن جن کھانون پر طبیعت تھی خوب
کھایا یہان جو پانچ چار عورتین لکڑیان لیکر دوڑین ہنس ہنس کرتی ہوئی کہ ارے کون ہے کوئی جن ہے
یا بلا ہے یا وہی موا خضران بن عمرو ہے - اتنے مین آپ وہان سے نکلکر اس مقام پر
آئے کہ جہان جلسہ والیان تھین - وہان ایک مغلانی کا پاندان رکھا تھا اُسے آپ نے
اٹھاکر زنبیل کر لیا - اُسنے دیکھا کہ پاندان نہین ہے اسنے کہا کیا خوب - یہ میرا پاندان کون لیگیا ایسی
دلگی اچھی نہین معلوم ہوتی - ہائے ہائے اُسمین سولہ ٹکے پیسے اور تودہ بھرا الاچیان تھین اور چکنی کا
چورا یہ سب مفت گیا وہ تو یہی کہ کہہ کے رو رہی تھی اور آسے بی کیتکی سمجھا رہی تھین کہ بوا ہم سب کی

تلاشی لیلو یہ کام ہم لوگوں کا نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہی موا خضران ہے یہ یہ کہتی رہی اب جو دیکھتی
ہے تو بال چھوٹے چھوٹے اسکے منھ پر آگئے اور چوٹی ندارد اسنے کہا لو غضب ہوگیا کسی نے میرے
سر پر اپنا ہاتھ صاف کیا اب جو دیکھا تو کوئی دکھائی نہیں دیتا اور جنکی جنکی چوٹیوں میں بچھا گندھا ہوا
تھا اُن عورتوں نے کہا کہ بچھا رکھو روا نہیں ۔ لے تو یہ لیلے یہ کہکر سب نے اپنی چوٹیوں سے
بچھا کھول کر زمین پر پھینکدیا اور کہتی تھیں کہ ہماری چوٹیاں تو کٹنے سے بچ جائینگی جسطرح مرغیاں دانہ
چن لیتی ہیں اس طرح انھوں نے بچھا چن لیا ۔ اب یہاں سے بلاکشان جادو اور نوشاہ جادو
پہنچے تو انھوں نے کہا کہ یہ اُلو کے پٹھے میرا کیا کرینگے بس یہ کہکر یہ تو چمن کی طرف بھاگے ۔ بلاکشان
جادو نے اپنی نانی سے آکر کہا کہ نانی اماں قیامت ہے وہ تو کھانا پینا ہمارا حرام کر دیگا تمام آدمیوں کو
مار ڈالیگا یا تو ہم ہی اس مکان سے نکل جائیں نہیں تو کوئی ترکیب اسکے پکڑنے کی بتلائیے اسنے
کہا کہ ایک مقام پر تم بیٹھو اور اپنی آپ تم حفاظت کرو اور میں تو اب جاتی ہوں ۔ یہ باتیں ہو ہی
رہی تھیں کہ آپ نے چمن میں کھڑے کھڑے اپنا سر گلیم کے باہر کرکے آواز دی کہ ان اہل
جلسہ کو کہ حرامزادیو اپنے اپنے زیور اور اسباب کو پھینکدو نہیں تو تم سب کو مار ڈالونگا ۔ اب
جو ان عورتوں نے دیکھا تو سر معلوم ہوتا ہے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ۔ یکبیک چیخیں مار کر بھاگیں
اور بعض نے زیور اتار کر پھینکدیا اور بھاگ گئیں ۔ یہ معرکہ دیکھکر بلاکشان جادو نے چند عورتوں
کو بچانے کے اپنی طرف کیا اور حصار سحر کردیا باقی نوشاہ جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تو اسنے
بلاکشان جادو سے کہا کہ میں تو رخصت ہوتا ہوں اسنے کہا کہ بھائی صاحب خدا حافظ ہے
اسنے ایک عورت سے کہا کہ ہمارا خدمتگار سو رہا ہے اُسے بلا لا ۔ اتفاقاً وہی خضران بن عمر بصورت
اس عورت کے کھڑے ہوئے تھے آپ نے جلدی سے جاکر اُس خدمتگار کو ایک حباب مارا اور
اُسکو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور اسی کی صورت بنکر جلدی سے آپ آئے اور کہا کہ جلدی
نکل چلیے یہاں پر آشوب ہو رہا ہے میں الگ گوشہ میں چھپا ہوا تھا اور تماشا دیکھتا تھا کہ خضران
بن عمر نے قیامت برپا کردی ۔ بڑے غضب کا آدمی ہے نوشاہ جادو نے بلاکشان جادو کو سلام کیا
اور رخصت ہوا اور مع اپنے خدمتگار کے اپنے مکان میں آیا لشا ہوا مصرع ۔ رسیدہ بود بلائے ولی
بخیر گذشت ۔ اپنے گھر میں آیا اور ساری روداد اپنی چند ملازموں سے بیان کی جب قریب شام کے
خیال گلگونہ پری کا آیا اسوقت آہ سرد کھینچتا ہوا اٹھا اور خدمتگار سے کہا کہ لالٹین کو روشن کردے
خدمتگار نے لالٹین روشن کی اور اُسی نقب سے قریب درخت کے پہونچے اور نوشاہ جادو نے
سحر کیا تو وہ درخت مثل در کے شق ہوگیا مع خدمتگار کے یہ اپنے گنبد سحر میں داخل ہوا ۔ قہر جادو
نے استقبال کرکے جائے عمدہ پر بٹھایا اور ملکہ گلگونہ پری کو موافق دستور لاکر حاضر کیا اور صحبت
کو آراستہ و پیراستہ کیا اسوقت نوشاہ جادو نے قہر جادو سے کہا کہ وہ جو حکیم دوسرا تھا یعنی
حکیم سالون و عمرو عیار تھا اُسنے جاکر تمام محفل کو مع بلاکشان جادو کے بیہوش کیا اور ہم سب کو
مارہی ڈالا تھا کہ ملکہ سوزان جادو نے آنکر ہم سب کی جان بچائی میں تو رخصت ہوکر اپنے مکان پر چلا
آیا یہ سنکر ملکہ گلگونہ پری نے کہا افسوس کہ ایک مونس و غمخوار تھا اُسکا یہ حال ہوا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری
تقدیر میں رہائی نہیں بدی ہے یہ کہکر کچھ آبدیدہ ہوئی غرضکہ وہ گویے دونوں حاضر تھے اُنھوں نے
کہا کہ پیر و مرشد واقعی عمرو بدبلا ہے جب تو ہم پر رسائی ہوگئی اور غالب آیا ہم تو کہتے تھے کہ یہ بھید اور ہی ہے

یہ گو سپلے کا کام نہین ہے اور آپس مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ملکہ گلگونہ پری واسطے رفع حاجت کے
چوکی پر چلی اسکے ساتھ لوٹا اٹھا ایک عورت ہمراہ ہولی جب قریب چوکی کے پہونچی ایک آہ کھینچی
اُس ملازم نے پوچھا کہ جب سے عمرو کا ذکر ہوا آپ بہت اُداس ہو گئین اُسنے کہا کہ کیونکر اداس
نہون امید رہائی قطع ہو گئی خداوند کریم اُسکی جان کو ان دشمنون سے بچائے اور وہ پھر آئے اور
آنکر مجکو رہا کرے اُسوقت یہ عورت ہنس پڑی اور کہا کہ آپ گھبرائین نہین مین ہی عمرو ہون یہ سنکر
یہ نہایت خوش ہوئی اور عمرو نے اپنی صورت اسکو اُنھین حکیم کی بنا کر دکھا دی اور کہا کہ ملکہ یہ نقل
تم نقل کر جاؤ مین تمھاری صورت بنکر ان سب کا کام تمام کر دونگا۔ اسنے ایسا ہی کیا۔ عمرو نے
اسکو تو داخل زنبیل کیا اور آپ اسی کی صورت بنکر صحبت مین آئی نوشاہ جادو نے گلگونہ پری
کی جانب کو دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے اپنے کھینچی اور کہا کہ ملکہ بقول شاعر شعر

ہوا سے صبح افضائے گلشن ریاضت عمر بے بقا ہے	بسا فرو دیکھ لو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے

افسوس کرتا ہون کہ آرزو تمھارے وصل کی لیکر مر جاؤنگا اور تمھین میرے حال زار پر رحم نہ آئیگا
یہ سنکر گلگونہ پری کی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور وہ آنسو ٹپک کر گرے بقول شاعر شعر

نقل اشک آئے نکل اک اسطرف اک اسطرف	گر گئے دونون بچل اک اسطرف اک اسطرف

گلگونہ پری نے دونون ہاتھ اپنے بڑھا کر اسکی گردن مین ڈال دیے اور کہا۔ آج تک تو
میری یہ واقعی ہے کہ تمھین بہت پریشان کیا لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ تم میرے عاشق ہو اسمین
کوئی شک نہین ہے پس مین تمھاری کنیز ہون اور جو کچھ کہ دنیا مین عاشق و معشوق کرتے ہین اطمینان
سے تم بھی میرے ساتھ کرو۔ بس یہ سنکر نوشاہ جادو کو عید ہو گئی یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جاوے
اور اُٹھکر گلگونہ پری کے گرد پھرا اور کہا کہ صدقے تیرے اس وعدہ کرنے کے کہ تو نے اپنے غلام
بے دام کو مول لیلیا اور مین بھی کبھی اپنے سر کو تیری اطاعت سے نہ اُٹھاؤنگا۔ اہل بزم سے آواز
دی کہ مبارک ہو۔ گویون نے جلدی جلدی اپنے طنبورون کو ملایا وہ جو اسکی مجلس مین بیٹھی ہوئی
تھین کہتی ہی عورت کی عقل پر پتھر پڑین یا تو یہ انکار یا دفعتاً اسطرحکا اقرار کر لیا۔ جب ملکہ کے دینے
سے۔ غرضکہ یہ تو اپنے مقام پر یہ کہہ رہی تھین کہ کشتیان مے کی لا کر خدمتگارون نے حاضر
کین اور نوشاہ جادو نے کہا کہ آج اسنا جھکا دے کہ ہوس میرے دل سے اٹھ جائے اور پھر بھی
کسی سے خواہش مانگون ملکہ ہنسی اور اشارہ کیا کہ ہماری شہری کو بھی درست کر دو کہ ہم سرشار ہو کر جو گھڑی
تو اُسکے اوپر پڑتو رہین۔ یہ سنکر نوشاہ جادو نے یہ شعر پڑھا ع وعدہ وصل چون شود
نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + گلگونہ پری کی جانب اشارہ کر کے کہا ع جھکا دے مجھے آج ساقی
میرے + ہوس تا نہ پھر کچھ کی باقی رہے + گلگونہ پری نے کشتی مے کو اُٹھکر کھولا اور شراب گلگون
کو جام مین صراحی سے انڈیلا معلوم ہوتا ہے کہ بربادی صحبت پر صراحی کی بھی ہچکی بندھ گئی تھی عجب طرح
رنگ رنگ کی شراب صراحی سے گر رہی تھی کہ جیسے کسی کمزور کی آنکھون سے آنسو گرتے ہین غرضکہ
جام کو لبریز کر کے اور گانی ڈو ڈپٹہ کی مار کر ہاتھ مین اس جام کو لیا وہ ہاتھ کیسا تھا کہ مرجان معلوم ہوتا
تھا مہندی رچی ہوئی جو چوڑیان اسکے ہاتھون مین پڑی ہوئی تھین کہ جیسے شاعر لکھتا ہے۔ شعر
سیہ چوری بدست آن نگاری + بہ شاخ صندلی پیچیدہ ماری + واقعی مین کہ یہ سامان قتل کا جو نوشاہ
جادو کا تھا اسپر چوڑیان بھی گواہی دے رہی تھین نگاہ جو بیساختہ اسکی اس سینہ صاف تختہ نو رنگ

تو دیکھا اسنے کہ دو گل خوشرنگ اسکے سینہ پر نظر آتے ہیں۔ دوپٹا کچھ سرکے اور چھاتیں پیدا کرتے
ہیں شرماتے + ... جرأت ... کو ضبط نہ رہا + یہ دیکھکر نوشاہ جادو
نے سر کو جھکا لیا اور بہایت شیدا اور فریفتہ ہوگیا۔ پس گلگونہ پری نے جام بڑھایا اور چند قطرے
اسکے زمین کی جانب گرا دیے۔ نوشاہ جادو یہ سمجھ گیا اور لگا یہ کہنے۔ شعر۔ نہیں تو زور ہی سنانی کی ہے
اور بجائی ہے کہ پہلے جام کی تو خاک پر تیر کوائی + جو میں نے پوچھا کہا سن تو جیسے سودائی + جو
با حبیب نشینی و بادہ پیمائی + بیاد آر حریفان بادہ پیما را + یاد کر فریدون و جمشید کو اور انکے
بادہ کشوں کو اور اپنی صحبت کو غنیمت جانکر اس جام کو بے اندیشۂ انجام اسکے ہاتھ سے لیکر پی گیا۔ وہ
بیہوشی آمیز جام تھا ساقی در جو اہل محفل سے تھے اُنسے بھی کہا کہ آج روز سعد ہے تم بھی پیو یہ کہکر تمام حاضران
اہل محفل کو پلانا شروع کیا اور سب نے تسلیمیں کرکے اُن جاموں کو بے اندیشۂ انجام پینا شروع
کیا ہر شخص کے واسطے وہ جام جام موت تھا اور گھڑی بھر تک صدا نوشا نوش و نوشا ہوش کی
بلند رہی۔ ڈھاڑیں بجے جو مطلے سکے وہ کہتے تھے کہ صدقے جاؤں آج تو ایسی شراب پلائی آپ نے کہ
پردۂ آفتاب سے موت جھانکتی ہے اور کہتی تھی۔ شعر۔ اجل لگائے ہوئے تاک ہر کسی پہ ہے +
بہوش باش کہ عالم روا روی پہ ہے + کبھی پکارتا تھا۔ شعر۔ قافلہ باد بہاری کا رواں ہو جاویگا
آخرش یہ باغ پامال خزاں ہو جاویگا۔ ادھر یہ اپنے مقام پر اس نشۂ شراب میں بکتے تھے ادھر گلگونہ
پری ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ اس نشہ کی ترنگ میں جو سوجھ جاتی ہے وہ پیش نگاہ ہو جاتی ہے انکو
اسوقت یہی موجود رہی ہے یہ کہکر آپ اپنی مسہری کی طرف چلی اور مسہری پر آ بیٹھی اور دل میں کہتی تھی
کہ ابتک نوشاہ جادو نہ بیہوش ہوا یہ کیا سبب ہے۔ نوشاہ جادو نے جو ملکہ کو مسہری پر دیکھا تو خیال ہوا
کہ یہ تو اپنے وعدہ پر صادق ہوئی اب تو کون بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سمجھکر یہ اپنے مقام سے اُٹھا اور چلا
اجل یہ شعر پڑھتی تھی سے چلا ہے او دل راحت طلب کیا شادماں ہو کر + زمین کو بے جاں ان رنج دیکھی
آسماں ہو کر + بس چند قدم یہ آگے بڑھا تھا کہ جھونکا اب جو ہوا کا لگا بس سر سینے تا نگین اور بے
تڑاق سے زمین پر گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا۔ تمام اہل محفل اسکے اٹھانے کے لیے
دوڑے جو چلا وہ گرا اور گرکر بیہوش ہوگیا جو باقی تھے وہ یہ شعر پڑھتے تھے سے لگا کر منھ سے
منھ دوسرو یا اسنے نہ ہونٹونکا + سکندر رہگیا پیاسا ہو نکلا آب حیواں پر + یہ کہتے ہی کہتے وہ گرا اور
بیہوش ہوگیا۔ اب جو دیکھا کہ تمام محفل کا حال دگرگوں ہے فرش چیں بہ چیں ہے اور ہر جگہ شکنیں
آگئی ہیں اور صراحی کی ہچکی بندھی ہوئی ہے جام کسی مقام پر لوٹتا ہے اور لوٹا پڑا نظر آتا ہے۔ گلگونہ پری
الفلی نے اصل گلگونہ پری کو نکالا اور یہ رنگ صحبت کا دکھایا اور کہا کہ منم خضران بن عمرو۔ گلگونہ
پری نے اپنی شبیہ دیکھکر دونوں ہاتھ اسکے چوم لیے اور کہا کہ کارے کردی ہیچ ہے۔ شعر
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے + پہونچے اُس جا پہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا + اور بہت تعریف
کی اور کہا کہ انکا کام اب تمام کیجیے پس خضران نے کہا کہ مناسب ہے اور جو اسباب کہ اصلی تھا وہ
سب لیکر نذر زنبیل کیا اور تیغہ آبدار کو کھینچکر ان سب کو ذبح کیا اور کاٹ کر مع قہر جادو کے تمام
صحبت کو خون سے لال کردیا۔ آواز گیر و دار کی بلند ہوئی اور تمام عالم سیاہ ہوگیا اور وہ گنبد اڑ گیا
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی تو آواز یہ آتی تھی۔ مارا جوان کشتی نام میں نوشاہ جادو بود و
قہر جادو بود۔ اسی طرح سے آوازیں آتی تھیں اور وہ شیاطین اپنے سر کو پیٹ کر چلاتے تھے

بس بعد تھوڑی دیر کے وہ علامت سحر برطرف ہوئی اور چند آدمی کہ جو باقی رہ گئے تھے چنانچہ وہ گویے اور
مصاحبین گلگونہ پری کے اُنکو خضران نے ہوشیار کیا اور کہا کہ دیکھو یہ وہی صحبت ہے۔ اہل صحبت
خواب مرگ میں گرفتار ہیں۔ ان گویوں نے جو آنکھ کھولکر یہ رنگ دیکھا تو تنبورے اور طبلوں کو
دیکھکر کہا کہ پیر مرشد ہماری جان بخشی کیجیے جسنے جیسا لیا تھا ویسا پایا اور یہ کہکر ایک سمت کو وہ تو بھاگے
اور جہان جو خیال کیا تو وہ گنبد ہے نہ وہ صحبت ہے لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ایک کوہستان میں
ہم کھڑے ہیں کہ گلگونہ پری نے اپنے بازو کو مُنھ سے کھاب دی کہ دیکھا کہ دونوں دیو تخت لیے
ہوے سامنے سے پیدا ہوے اور عرض کیا کہ ہمکو مہینوں ہوگئے کہ ہم آپ کو ڈھونڈھ رہے ہیں اور
ہم نے آپکو نہ پایا۔ گلگونہ پری نے کہا کہ ہم قید سخت میں ایک ساحر کی گرفتار ہوگئے تھے اس شخص
کی بدولت آج ہم رہا ہوے اور خضران سے کہا کہ اے خضران بن عمرو ہمارے حال سے شہنشاہ
گوہر کلاہ کو آگاہ کرنا اور انشاءاللہ تعالےٰ ہم بہت جلد اُنسے اور آپ سے ملینگے کہ ہمارے والدین کو بہت
تشویش ہوگی اب ہمارا جانا بہتر ہے خضران نے کہا کہ بہت مناسب ہے اور یہ بھی ملکہ نے کہا کہ اگر آپ
کہیے تو میں آپکو اپنے ساتھ لیتی چلوں یا جہاں کہیے وہاں آپکو پہنچوا دوں۔ خضران نے کہا کہ اے
ملکہ نہ معلوم مجھے کہاں کہاں جانا ہوگا کیونکہ برق ثانی اور قرطوس بلاکشان جادو کی قید میں ہیں
بغیر اُنکی رہائی کے میں کہیں نہیں جا سکتا خدا حافظ ہے۔ پس ادھر تو یہ پری سوار ہوکر مع اپنے
مصاحبوں کے چلی اور اُدھر خضران بن عمرو بھی روانہ ہوے۔ اب یہاں سے

دو کلمے داستان حیرت بیان خضران بن عمرو کے بیان کیے جاتے ہیں یعنی جانا خضران بن عمرو عیار کا طرف حجرۂ پوشیدہ کے اور وہاں پہونچکر برق ثانی اور حکیم قرطوس کو چھڑانا اور رہا کرانا اور مار ڈالنا بلاکشان جادو کا باقی متعلق داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس روایت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ خضران بن عمرو بہ
صورت ایک مسافر پریشان کی حجرۂ پوشیدہ کی جانب روانہ ہوے اور کچھ بہت سے چیتھڑے اپنے
بدن میں لپیٹے ہوے اور کچھ زخموں سے پیپ لہو وغیرہ بہتا ہوا اس صورت سے قریب حجرۂ پوشیدہ
کے پہونچکر خضران بن عمرو بیہوش ہوگیا۔ اہل حجرہ یعنی جہنت وغیرہ نے آکر دیکھا اور اسکو اندر
اُٹھا کر لیگئے جب اُسے ہوش آیا تو پوچھا کہ تمہارا آنا کہاں سے ہوا۔ انھوں نے کہا کہ یہاں سے
دو سو کوس پر میرا گھر ہے لیکن اپنے مرض کا حال اس تیلی سے پوچھنے کو آیا ہوں اگر آپ لوگوں کی
توجہ ہو تو مجھے وہاں کی زیارت سے مشرف کرا دیجیے۔ ان لوگوں نے کہا کہ بہتر ہے۔ اُنھوں نے لاکر
ایک مقام پر بٹھا دیا اور وہ لوگ جو اُنکے پاس بیٹھے تھے علیحدہ ہوے۔ انھوں نے حکمت پاکر
اُس تیلی کو جال مار کر نذر زنبیل کیا اور سارے وہ کپڑے اپنے اتار کر اور شکل اپنی تندرستوں کی
بنا کر باہر نکلے اور کہا کہ یارو میں سب طرح سے اچھا ہو لیا آمری و جمشید کی عنایت سے میں
اچھا ہوا۔ یہ سب جہنت اس حال کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور معجزہ سمجھکر انکے تمام کپڑے دکھو نوچ ڈالے
اور تبرک سمجھکر سب نے لے لیا اور اُس دیہہ کو چراغاں کیا اور منادی کرا دی کہ ایک مسافر اس طرح سے

آیا تھا اُسکے اوپر سامری وجمشید نے یہ عنایت کی۔ یہ شخص تو رخصت ہوا اور بلاکشان جادو کو بھی
اطلاع دیگئی اس کرامت تازہ کی۔ یہ بھی وہان سے چلا۔ یہان آکر راہ مین نوشاہ جادو کی صدر جو بیٹھا
تو دیکھا کہ لاشین پڑی ہوئی ہین اور گنبد کا نشان بھی نہین معلوم ہوتا۔ اسنے سر اپنا پیٹ لیا اور
کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ خضران بن عمرو نے آکر ان سب کو مار ڈالا تو اس مقام پر کوئی نو فتنی آیا تھا
یا ملول ہوکے طرف حجرہ پوشیدہ کے چلا کہ وہان جاکر تجلی سے دریافت کرون۔ یہان خضران بن عمرو
نے جاکے تجلی کے ایک بہت بڑا پتلا سونے کا کھڑا کیا اور اسکے اندر آپ بیٹھے اور آپ نے سفید مہرہ
لگاکر جو پھونکا تو تمام در و دیوار ہل گئے اور چھت نکل نکل کر اینٹ کو ٹھریون سے یا سامری و یا جمشید
کہتے ہوئے بھاگے کہ کبھی اتنی بڑی آواز انھون نے سنی نہ تھی اور لگے کہنے کہ اب کوئی نہ کوئی
آفت تازہ آنیوالی ہو چلیں چل کے دیکھیں تو اور جھانک کر اب جو انھون نے دیکھا تو بجاے تجلی کے
ایک بہت بڑا سا پتلا ہو۔ سب نے سجدہ کیا اور کہا کہ حضور ہم سے کیا خطا ہوئی۔ آواز آئی کہ بلاکشان
جادو کو ہمارے آنے کی اطلاع دو کہ ہم تمھاری مصیبت سنکر بہشت سے آئے ہین۔ یہ سنکر لوگ باہر
آنے ہی تھے کہ سامنے سے بلاکشان جادو نمایان ہوا۔ ان سب نے بعد سلام کے حال شیوالہ اور
تجلی کا سب کچھا بیان کیا اور کہا کہ خداوند خود تشریف لائے ہین۔ بلاکشان جادو ہمراہ ان لوگون کے اس
مقام پر آیا اور اب جو دیکھا تو بجاے تجلی کے ایک پتلا جلوہ گر ہی اور آواز اسمین سے ہو رہی ہے بالکل
پیدا ہوئی کہ یہ بھی ڈر گیا اور عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہی جو کچھ کہ ہمسے خطا ہوئی ہو اُسے معاف
فرمائیے۔ آواز آئی کہ خضران بن عمرو نے یہ ظلم کیے اور تم سے کچھ نہو سکا اور نوشاہ جادو کی جان
مفت گئی۔ اُسنے آکر بہشت مین ہمسے فریاد کی بس اس فریاد بیکسان سے دل پگھلا اور اسی نے مجھکو یہان
بھیجا اور ہمنے کہا کہ اس بانی فساد خضران بن عمرو عیار کو پکڑلاؤ اور یہان سے آنے اور تو نے اسوقت تک
برق ثانی اور حکیم قرطوس کو کیون نہ قتل کیا گو وہان قتل ہونا آدمی کا دشوار ہی کہ وہ سحر تیری نانی
سوزن جادو کا ہی بس بہتر یہ ہی کہ آپ دونون کی قید کرلا اور خضران کو مجھسے لے اور ان سب کو ملا کر
یعنی برق ثانی اور حکیم قرطوس اور خضران کو قتل کر کہ انھون نے میرے بہت سے بندون کی مفت
جان لی۔ بلاکشان جادو نے سجدہ کیا اور خوش ہوا۔ اُس پتلے نے ایک طرف سے ایک شخص کو
ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور منھ سے بولنے سے عاجز اسکو نکال کر بلاکشان جادو
کو دیا اور کہا کہ اسکو قتل کرو۔ یہ خضران ہی۔ خوش ہوکر بلاکشان جادو نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ
او حرامزادے تو نے بڑی شورشین مچائی تھین اور تو نے بہت سے آدمیون کو ذبح کیا۔ کیا تو جانتا
نہ تھا کہ ہمارے پیر اور ہمارے دیوتا جسدن ہمارے حال پر توجہ کرینگے اُس دن تمھارا پتہ بھی نہ لگیگا
اور انسان یا دیو کوئی جانا ماتھا بنسے بچے گا نہین وہ بیچارا کیا جواب دیتا کہ گلیمہ عیاری اُسکے حلق مین
اٹکا ہوا تھا اور اسمین سوئیان لگی ہوئی تھین اور یہ بیچارہ نوشاہ جادو کا خدمتگار تھا۔ یہ لاچاری
مین کہتا تھا۔ دوہا۔ کاکھون کاسے کہون کیون سوکو تیاسے ۔ گونگے کا سپنا جیو سمجھ سمجھ
پچھتاسے ۔ اے سامری وجمشید مجھسے ایسا کیا قصور ہوا تھا کہ جو مین اس بلا مین مبتلا ہون اور
کچھ کہہ نہین سکتا۔ یہ تو اسی سوچ مین تھا کہ ایک ظالم نے آکر تلوار ماری اسکا تو کام تمام ہوا اور
بلاکشان جادو نے خوش ہوکر حکیم قرطوس اور برق ثانی کو بھی بلوایا اور یہ دونون حاضر ہوے
اور چند آدمی انکی قید کو لیے ہوے آگئے بلاکشان جادو نے ان دونون کو اسکی لاش دکھائی اور

کہا کہ دیکھو تمہارے اُستاد جو تھے اُنکا خداوند نے یہ حال کیا اور دیکھو وہ کس حالت میں ہیں اور اب
تم بھی اُنسے ملحق ہوا چاہتے ہو یہ سُنکر حکیم قرطوس نے کہا کہ او ظالم ہمیں کچھ اسکی پرواہ نہیں ہے تو
ہمارے کلمہ کا شاہد رہنا کہ ہم خداپرست ہیں۔ یہ سُنکر اُسنے عرض کیا کہ اے خداوند جمشید
اُنکی گفتگو کو حضور نے سُنا۔ آواز آئی کہ اگر یہ ایسے نہ ہوتے تو یہ کاہیکو خداوند نادیدہ کو
سجدہ کرتے اب بھی ان کمبختوں کو یہ خیال نہیں آیا کہ ہم گفتگو کرتے ہیں اور حال گذشتہ بیان
کرتے ہیں اور اُسپر بھی انکی طبیعت ہمپر مائل نہیں ہوتی بس یہ اُس مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں کہ جو
خاص جہنم میں جانے کی ہے اور آواز دی کہ اے حکیم قرطوس دیکھ خضران کو اس فریب سے
آیا تھا کہ جیسے بلاکشان جادو کو قتل کر دو دوبارہ کشتی لڑے۔ بتلا کہ میں سچ کہتا ہوں یا دروغ
کہتا ہوں۔ حکیم قرطوس نے کہا کہ تو کہتا سچ ہے یہی قصد تھا کہ کوئی طرح سے خداوند کریم اس بلا کو
سر صاحبقران سے دفع کرے اور اگر خضران داخل بہشت ہوئے تو انشاء اللہ ہم بھی اس
منزل سخت کو طے کیے لیتے ہیں تجھے اختیار ہے ہمارے قتل کا بھی حکم دے۔ بلاکشان جادو نے
کہا کہ حضور یہ نہایت ہی سخت ہے اور مجھکو اس سے یہ امید نہ تھی کیونکہ ایک فرزند کا سا خلق کیا تھا
اور مجھسے بدوستی پیش آتا تھا نہ معلوم وہ کیا کلمہ تھا کہ جو خداپرستوں نے پڑھا دیا کہ اسکا دل بالکل
ہمارے اور اپکی طرف سے پھر گیا اور اسوقت بھی نہیں مانتا۔ بس یہ سُنکر جمشید نے [illegible]
کہ تمام شیوالہ گونج اُٹھا اور آواز دی کہ ان دونوں کو ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ کہکر پھر اُس جگہ
کیلئے پھر بلاکشان جادو کو حکم ہوا کہ اُس کوٹھری میں ان دونوں کو لیجاؤ اور چھوڑ دو تم سب باہر
چلے جاؤ پھر ہماری قدرت کا تماشا دیکھو ان سب نے ایسا ہی کیا اور ان دونوں کو اُس کوٹھری
میں چھوڑ کر علیحدہ چلے گئے اسکے بعد خضران پتلے سے نکلکر ایک شکل مہیب بنا کر سامنے حکیم قرطوس
کے آیا اور کہا کہ اے خداپرست یہ مخدوم ربان اور برق ثانی سے کہا کہ تو اپنی جان کو عزیز رکھ خضران
کا کام میں نے تمام کیا۔ برق ثانی نے کہا کہ اگر آپ لیجیے دین آپکے شیوالہ میں رہوں جمعتوں
میں اپنا نام لکھاؤں اور جو کلمہ آپ کہیں وہ میں پڑھوں اسکے بعد حکیم قرطوس سے کہا کہ تم کیا
کہتے ہو حکیم نے کہا کہ یہ عیار ہیں جو کچھ چاہیں کہیں انھیں اختیار ہے مجھے اپنی زندگی بعد اپنے
دوست خضران بن عمرو کے ہرگز ہرگز نہیں منظور ہے۔ بس او کافر تو حکم قتل میرا دے اور انکو اپنا
کلمہ پڑھا انھیں اختیار ہے۔ بس یہ تقریر محبت آمیز خضران نے سنکر دل میں کہا کہ واقعی یہ کیا
ثابت قدم ہے اور کیا میرا دوست ہے حقا کہ یہ پورا خداپرست ہے بس یہ تصور کرکے آواز دی کہ اے
حکیم قرطوس تجھے مبارک ہو خلعت حیات میں تم خضران بن عمرو ہوں اور تجھ کو بھی داخل زنبیل کیا
اور یہ جگہ میں اپنی عیاری سے قائم کرکے اسمیں پنہاں ہوں اب بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت
ظاہری کرو تا کسی طرح سے اس بلاکشان جادو کو میں اپنے دام میں لاؤں اور قتل کروں۔ ان
دونوں نے عرض کیا کہ ہم بہ اطاعت پیش آئینگے۔ خضران نے کہا کہ کیوں برق ثانی تو نے
یہ اقرار کیا تھا کہ میں آپ ہی کا کلمہ پڑھونگا اور آپ ہی کا بندہ ہو جاؤنگا۔ برق ثانی یہ سُنکر
ہنسا اور کہا کہ اے خضران میں نے دلمیں تصور کیا تھا کہ فرد یہ کوئی غول ہے اگر جو حکیم کو
دم دیتو میں اپنے برادر خضران کا بدلا اس سے لونگا اسوجہ سے میں نے یہ کلمہ کہا تھا۔ خضران
ہنسے اور کہا کہ واقعی عیار مکار تو ہوتے ہی ہیں بغیر مکر عیاری نہیں ہو سکتی۔ یہ کہکر کہا تم جاکر

وہین بیٹھو اور غور کرو اور یہ کہو کہ ہم توبہ کرتے ہین ہمارے قلب کو اس خدا پرست یعنی بدیع الملک
نے پھیر دیا تھا اب ہم خداوند توبہ کرتے ہین ہمارے قصور کو تو معاف کر بس تمھارے قصور سے
مین گزر جاونگا اور تم عذر سکرتا ہو سکتا - بلاکشان جادو سے کہ اب ہمنے توبہ کی ہی اور خداوند کے سامنے
توبہ کرتے ہین یہ کہکر اور سمجھا کہ یہ تو اسی بنگلے مین چلے گئے اور ان دونون نے توبہ کا شور مچایا
اور کہا کہ ہماری خطا کو اے خداوند جمشید معاف کردے - بس غور ہوا انھون نے کیا تو اسنے
بھی سیف بہرہ کو چھوڑ نگا اور آواز دی کہ آؤ اے بلاکشان اور دیکھو ان لوگونکا حال اب جو بلاکشان
جادو کئی لوگونکو لیکر اندرون دیرہ آیا تو دیکھا کہ یہ دونون کے دونون رو رہے ہین اور توبہ کر رہے ہین
یہ منظر دیکھکر سب کے سب برائے سجدہ جھکے اور کہا کہ واقعی ہی کہ کرامات قدرت نے اپنی ظاہر
کی اگر خداوند نے انکا قصور معاف کیا ہی اور یہ راہ راست پر آگئے ہین تو ہمنے بھی انکا قصور معاف کیا
اور اب یہ ہمارے برادر ایمانی ہین اور کہا کہ اب اے حکیم تم گریہ موقوف کرو کہ تمھارے اس رونے
سے ہمارا دل دکھتا ہی اور خداوند نے اپنی کرامت تازہ کو ظاہر کیا اور یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ یہان
سامان جشن برپا کرو اور خداوند کو نعمت دنیا سے خوش کرو اور کھانا وغیرہ کھلاؤ - یہ کہکر اس مقام کو
فرش وغیرہ سے آراستہ کیا لیکن حکیم کا اور برق ثانی کا رونا موقوف نہ ہوتا تھا اور برق ثانی
یہ کہتا تھا کہ جیسا بہشت مجھے دکھایا ہی جب تک کہ خداوند یہ وعدہ نکریگا کہ اسی بہشت مین جگہ دیگا
جب تک مین تو اپنے گریہ کو موقوف نہین کرونگا - یہ سنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ اے حکیم قرطوس
مین خداوند سے عرض کرتا ہون تم دونون کی جانب سے اور اسنے کہا کہ یا خداوند کہ جو تونے جلوہ
دکھایا ہی تو اسی مقام پر انکو جگہ دینا واسطے اپنی قدرت کاملہ کا - یہ سنکر اس تیلے سے آواز آئی کہ
خیر تمھاری سعی اور خاطر سے ہمین منظور ہی اسلئے کہ ہم انہین اسی مقام پر جگہ دینگے - بلاکشان
جادو نے وہی پیام آکر دیا - انھون نے بھی از بسکہ سنا تھا بشاش ہو کر منہ ہاتھ دھو کر یہ بھی دونون
وہان بیٹھے اسی اثنا مین دیکھا کہ اس تیلے سے ایک سوراخ سا پیدا ہوا اور ڈھکنا وہان کا کھل گیا
اور حکم ہوا کہ ہماری دعوت کا سامان اسمین دو کہ ہمارے ساتھ بہت سے لوگ آئے ہوے ہین
ان سب نے مٹھائی اسمین ڈالنا شروع کی اور وہ سب کی سب غائب ہوتی جاتی تھی آواز
آئی کہ جسکو نقد دینا ہو وہ اپنا نام لکھکر دے - بلاکشان جادو نے یہ سنکر بہت سا روپیہ اور سیم
دیا اور اسمین ڈال دیا اسکے بعد سب نے اپنی اپنی ہمت کے موافق اسی چہ مین ڈالنا شروع
کیا اور کہتے تھے کہ یہ کرامت جو ظاہر ہوئی ہی کبھی بارہ سنی بھی نہ تھی کہ جو تھی گئی اسکا پتہ ہی معلوم
ہوا - واقعی ہی کہ خداوند ہمارے سیر شاد کو اہل بہشت پر تقسیم فرماتے ہین خوشا نصیب کہ یہ ہماری دولت
اور ہماری نذر اہل بہشت کے کام آئی اور یہ کہکر صحبت کو آراستہ کیا اور گانے بجانے کا چرچا شروع
کیا اور تمام حاضرین محفل آکر جمع ہوے اسوقت بلاکشان جادو نے عرض کیا کہ خداوند لشکر شاہزادہ
بدیع الملک میری سرحد پر آئے ہین اور جسکو کہ آپنے قتل کرایا ہی یعنی خضران بن عمرو کہ اسنے
بہت بڑی بڑی قیامتین برپا کی تھین امیدوار اس امر کا ہون کہ اسی طرح سے بدیع الملک کو بھی
مع اسکے سردارون کے قتل کرا دین یا وہ مطیع خداوند ہو خضران نے تصور کیا کہ ایسا نہو کہ راز
افشا ہو جائے اور سوزن جادو کو اطلاع ہو جاوے تو غضب ہو جاویگا یہ سمجھکر کہا کہ اے
بلاکشان جادو مین ان سب کو طلب کرتا ہون اور حکیم قرطوس اور برق ثانی سے بلوائے بھیجتا ہون اور

ان دونوں کو میں روانہ کرتا ہوں تو خاطر جمع رکھیے یہ لکھکر آپنے جلدی سے اندر اُس بنگلے کے ایک نامہ لکھا
کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت واسطے میرے دعا کیجیے کہ میں بسلسلۂ عیاری حجرہ پوشیدہ میں
ہوں اور میں ان دونوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور اگر خداوند کریم نے چاہا تو میں اسے
قتل کرکے بہت جلد حاضر حضور ہوتا ہوں بس امیدوار ہوں کہ آپ بدل میرے لیے ضرور دعا
فرمایئے گا اس نامہ کو تمام کرکے انھوں نے آواز دی کہ اے طلسم قرطوس اور اے برق ثانی یہ
نامہ ہمارا لیکر پاس بدیع الملک کے جاؤ اور کہنا کہ یہ نامہ نہیں ہے بلکہ سرفراز نامہ ہے جلد اپنے تئیں
یہاں پہونچاؤ یہ کہکر اور نامہ دیکر رخصت کیا۔ یہ تو وہاں سے روانہ ہوئے۔ اب یہاں آپنے دو طبق
نہایت عمدہ برفی کے نکالے اور یہ فرمایا کہ یہ تمکو پرشاد خداوند کا عنایت ہوتا ہے تم اسکو کھا کر مشرف
جشن ہو کہ تمکو سرور زیادہ ہوگا۔ وزیر اسکا ہومان جھپٹ کر آیا اور دو طبق انھوں نے مٹھائی
کے دیے اور دیکھا ہومان نے کہ ایک ہاتھ پری کا معلوم ہوتا ہے اور سات طباق خضران نے
بھرکر ہومان کو دیے اور کہا کہ ان سب پر برابر تقسیم کردو۔ ہر شخص اٹھ اٹھ کے سلامیں
کرتا اور حصہ لینے میں سبقت کرتا تھا۔ ہومان نے تمام مٹھائی سب آدمیوں پر تقسیم کی اور لا کے سامنے
بلاکشان جادو کے بھی ایک تشتری میں مٹھائی رکھی۔ بلاکشان جادو نے قصد کھانے کا
کیا تھا کہ ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ خضران مرچکا ہے ایسا نہو کہ یہ کوئی اور عیار ہو کہ وہ بیہوش کرکے
ہم لوگوں کو قتل کرے اور دوسری بات یہ ہے کہ نانی صاحبہ نے بھی یہی کہا تھا۔ یہ سوچ کر ہومان
کی جانب کو دیکھا اور چپکے سے کہا کہ اے ہومان مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مبادا ایسا نہو کہ اس مٹھائی کے
کھانے سے میں بیہوش ہو جاؤں۔ ہومان نے عرض کیا کہ اگر ایسا شک ہے تو آپ کیا دریافت
نہیں کرسکتے۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ ہاں ہو سکتا ہے۔ ہومان نے کہا مناسب ہے پہلے دریافت
فرمالیجیے پھر نوش کیجیے گا۔ اسنے ایک ڈلی برفی کو اپنی ہتھیلی پر رکھکر اسم سحر دم کیا اور کہا کہ
بیان کر کہ تجھ میں کیا تاثیر ہے۔ آواز آئی کہ میں بیہوشی آمیز ہوں جو مجھے کھائیگا بیہوش ہو جائیگا۔
اسنے پوچھا کہ یہ کسنے تجھے درست کیا ہے۔ اسنے بیان کیا کہ خضران بن عمرو عیار نے۔ یہ سنکر یہ گھبرایا
اور کہا کہ یہ بتا پہلے قتل کون ہوا۔ برفی سے آواز آئی کہ یہ خدمتگار تو شاہ جادو کا تھا۔ یہ سنکر رنگ
چہرہ بلاکشان جادو کا اُڑ گیا لیکن آپ بھی چلمنوں میں سے جھانک رہے تھے اور دیکھ رہے
تھے۔ اسکو جو کھانے میں عرصہ ہوا تو آپ نے تصور کیا کہ کچھ دال میں کالا ہے چپکے گلیم اوڑھکر آپ
بنگلے سے باہر نکل گئے ادھر بلاکشان جادو نے اسم سحر دم کرکے ایک گولا آتش بنگلے کی جانب کو
کو مارا کہ وہ گولا جسم بنگلے پر جو پڑا تو بنگلا ہمہ تن شعلۂ آتش ہوگیا اور جلنے لگا اور آگ تمام ڈیرہ میں لگ گئی
بلاکشان جادو اور ہومان باہر نکل آئے اور آپ بھی گلیم اوڑھے ہوئے انکے ساتھ نکلے باقی
لوگ جو کھا گئے تو انپر بیہوشی تاثیر کرگئی وہ بھی اسکے دھوئیں کے ہمراہ جلنے لگے اور وہ سب کے سب
چلاتے تھے کہ ارے ہم تو مفت جلے جاتے ہیں۔ مگر اس آگ سے انکو مفر نہ تھی اور وہ سب جل کر
خاک سیاہ ہوگئے اُسوقت اسکو قرار ہوا۔ اب ہومان نے کہا کہ چلیے یہ مقام ٹھہرنے کا نہیں ہے۔
اسنے تخت سحر پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا سامنے ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر ؎
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + مرادوں کی راتیں جوانی کے دن + سامنے پیدا ہوئی ہاتھوں میں
اُسکے مہندی رچی ہوئی اور پیروں میں بھی لگی ہوئی ہو رہ بدیع بجلے اُس دست خالی میں پہنے ہوئے

اور ایک ساری آدھی باندھے اور آدھی اوڑھے ہوئے زار زار مثل ابر نوبہار روتی ہوئی اور کہتی
ہوئی کہ ہائے یہ کس جیبادست نے اس دیرہ کو جلا دیا اور میرے ارمانون کو مٹا دیا مین بھی اسی آگ
مین جلکر اپنی جان دونگی اور ستی ہو جاؤنگی کہ میرے دل مین جو شعلے اُٹھ رہے اور بھڑک رہے ہین
وہ اسی آگ مین مین اُنکو بجھاؤنگی۔ یہ کہکر اس آگ کی سمت کو چلی لیکن ہومان وزیر کی نگاہ جو پڑی
یہ ہزار جان سے عاشق ہوا۔ اور اسنے دیکھکر بلاکشان جادو سے کہا کہ حضور یہ خون ناحق آپکے ذمہ
ہوگا اس عورت کو بلا لیجئے ایسا ہی ہو تو غلام اسکی تیمارداری اور تسکین قلب کردیگا کیونکہ یہ حسینہ
مفت مین جلجائیگی اُسوقت مجھے بھی رنج ہوگا۔ بلاکشان جادو نے آواز دی کہ ادھر آ۔ یہ وہان سے
پلٹی اور کہتی تھی ۔ غزل

بلائے جان یہ پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین — پری کو بند شیشہ مین یہ آدم زاد کرتے ہین
کمر باندھی ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے — اجارا بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین
جنون کے عشق نے آخر دکھایا رنگ دل کو بھی — برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین
کوئی ذرہ تو اسکا تا بدامن اُڑ کے پہونچیگا — بہشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

یہ کلام محبت آمیز کہتی ہوئی قریب بلاکشان جادو کے آئی اور کہا کہ کیون مجھے بلایا ہے۔ کیون اسنے
مجھے جلجانے دو بلاکشان جادو نے کہا کہ تو کیون اپنی جان دیتی ہے اسنے کہا کہ میرا محبوب ابھی دیرہ
مین تھا اور کسی نے اسکو پھونک دیا ہے خداوند اُسے بھی غارت کرے کہ مین اس اپنی جوانی کو کسکے
ساتھ بسر کرونگی اس سے بہتر یہ ہے کہ مین بھی جل کر خاک ہو جاؤن کہ ایذائے دنیا سے بچون
اسوقت ہومان نے کہا کہ چپ رہ بلاکشان جادو نے ان سب کو پھونک دیا ہے کہ اُسنے بڑے
بڑے ظلم کیے تھے تو گھبرا نہین بلاکشان جادو اس آتش سے تیرے شوہر کو بعد آٹھ روز کے
نکال دینگے اور زندہ کر دینگے اب تو انکے ساتھ جل کر اب اسوقت زندہ کرنا مناسب نہین ہے غرض ناچار
یہ مجبور ہوئی اور کہا کہ جیسا کچھ مرضی حضور ہو وہی مناسب ہے اب اسنے تخت پر اپنے بٹھا لیا اور
بیچ ہومان وزیر کے یہ وہان سے چل کھڑا ہوا کہ اسنے آہ کھینچی۔ پوچھا اسنے کہ اب آہ کھینچنے کا
کیا سبب ہے اسنے اپنے سینہ پر سے ایک طرہ پھولون کا مثل گلدستہ بنا ہوا نکالا اور کہا کہ یہ مین نے
اپنے اُس محبوب کے واسطے تیار کیا تھا ہائے افسوس کہ ان پھولون کی بو بھی وہ سونگھنے
نہ پائے۔ بلاکشان جادو نے اسکے ہاتھ سے وہ گلدستہ لے لیا اور سونگھا تو بوے عطر دماغ مین
پیدا ہوئی۔ ہومان وزیر کو رشک ہوا کہ محبوب تو میری تھی آپ نے کیون لے لیا۔ یہ کہکر وہ گلدستہ
ہومان نے بلاکشان جادو کے ہاتھ سے لیکر خود سونگھا اور کہا کہ آپ کو یہ نہ چاہیے تھا کیونکہ مین نے
اپنا معشوق اسے قرار دیا تھا۔ بلاکشان جادو کو یہ سنکر نہایت طیش آیا اور وہ زمین سے ایک
تھپڑ مارا۔ ہومان تھپڑ کھا کر نیچے تخت کے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا اُسوقت بلاکشان
جادو افسوس کنان اپنے تخت کو اُسی مقام پر اُتار کے آیا اور قریب اسکے ہو بیٹھا اسنے چاہا کہ
اُٹھاؤن۔ ادھر بیہوشی نے اسکو بھی بیہوش کر دیا تھا اور اپنی تاثیر کر چلی تھی یہی برابر ہومان
کے گرا یہ نازنین جو پاس بیٹھی ہوئی تھی ایک بارگی جب کر اسنے آواز دی کہ منم خضران بن عمرو اور یہ
کہکر نعرہ کرکے تلوار بلاکشان جادو کی گردن پر ماری کہ سر اسکا جسم سے جدا ہوا اور دوسرا ہاتھ
وزیر ہومان پر مارا کہ اسکا بھی سر قلم ہوا۔ آواز گیر و دار کی بلند ہوئی اب اُس نازنین کی حالت سنیے

نکل کر بھاگے اور کہا کہ یہی مصلحت ہے کہ یہان سے نکل چلو اسی وجہ سے حکیم قرطوس اور برق ثانی
کو انھون نے روانہ کر دیا تھا کہ جو کچھ ہو وہ بھی برگشتہ رہے یہ تو چلدیے لیکن بلاکشان سے ایک جانور
پیدا ہوا اور لاش بلاکشان جادو پر کئی مرتبہ پھرا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔ شعر۔ جس سر کو غرور آج ہے
یہان تاجوری کا + کل اُس پہ یہین شور ہے اک نوحہ گری کا + آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لٹا راہ مین یان ہمسفری کا + ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے + کیا یار بھروسا ہے چراغ
سحری کا + یہ پڑھکر جانور خدمت مین ملکہ سوزن جادو کے آیا اور عرض کیا کہ بلاکشان جادو کو
خضران بن عمرو نے مار ڈالا برابر دیرہ پوشیدہ کے اور یہ کہکر آپ جل گیا۔ بس سنکر بال اپنے
اپنے سر کے نوچے اور خاک اڑاتی ہوئی اُس دشت پر خار مین آئی اور دیکھا کہ دیرہ بھی جل گیا
اور ایک مقام پر الگ لاشین ہومان اور بلاکشان جادو کی پڑی ہین اسنے لاشون کو اٹھایا
اور لیکر اپنے مکان پر آئی اور چند ساحرون کو اطلاع دی جب وہ جمع ہوے تو اسنے اُن دونون کو
موافق رسم کے جلوا دیا اور اُن ساحرون سے یہ کہا کہ ابھی مین بھی اپنے تئین جلا دیتی اور مر جاتی
لیکن یہ خردمندی اور عقلمندی کے خلاف ہے جب تک زمین بدیع الملک اور اسکے عیار قاتل
بلاکشان جادو کو دیو ناک نہ کرونگی جب تک مجھے قرار نہ آئیگا یہ کہکر اسے مقام پر مع اُن ساحرون
کے آئی یہ تو یہان اپنے سحر کو درست کرتی ہے۔ اب حال خضران بن عمرو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ
بلاکشان جادو کو مار کر قریب لشکر کے پہنچے ادھر بدیع الملک بھی حکیم قرطوس اور برق
ثانی کی زبانی سن چکے تھے اور رقعہ پڑھ چکے تھے نہایت انکو تشویش تھی کہ خضران ابتک نہین
آئے کہ ساتھ ہی ہرکارون نے آکر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ خضران تشریف لائے ہین
اسقدر شاہزادہ بدیع الملک کو خوشی ہوئی کہ آپ اٹھ کھڑے ہوے اور در بارگاہ تک مع طلحہ
بن لنبا چھوٹے کے آئے کہ سامنے سے خضران نمودار ہوے اور مجرا کیا شاہزادہ نے گلے سے لگایا اور
انکو انکی جگہ پر اجازت بیٹھنے کی دی اور شاہزادہ نے واقعہ سب دریافت کیا۔ انھون نے مارنا
بلاکشان جادو کا اور اپنی عیاری کا حال بیان کیا۔ سب عیارون نے نہایت ہی وجد کیا اور کہا
کہ جامۂ عیاری پروردگار عالم نے آپکے دادا اور آپکے باپ اور آپ ہی کے لیے قطع کیا ہے اور خلعت
فاخرہ انھین شاہزادہ نے عنایت کیا اور ہر شخص نے موافق اپنی لیاقت کے انکو نذرین دین
خضران نے پوچھا کہ حضور دیوار کی کیا کیفیت ہے۔ شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ وہ تو اُسی طرح
قائم ہے خضران نے کہا کہ بغیر سوزن جادو کے مرے یہ دیوار ٹوٹنے کی نہین کہ یہ اُسی کا خاص سحر
ہے اور بلاکشان جادو اُسی کا ساختہ و پرداختہ تھا کہ جسکو مین نے مارا۔ یہان تو یہ باتین ہو رہی
تھین اب اُدھر کا حال سنیے کہ سوزن جادو نے اسکے رسومات مذہبی سے فراغ حاصل کرکے
اقرار جادو کو بلایا اور اُس سے کہا کہ یہ نامہ میرا بدیع الملک کو پہونچا دے۔ اسنے عرض کیا کہ
بہت خوب۔ وہ نامہ لیکر خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے آیا ہرکارون نے خبر دی کہ
ایک ساحر نامہ سر سے باندھے ہوے قریب بارگاہ حاضر ہے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ بلا لو۔ یہ حاضر
ہوا اور اسنے آکر جوانان صف شکن و تہمتن گردن کش کو بیٹھے ہوے دیکھا۔ شاہزادہ نے
کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ یہ سلام کرکے بیٹھ گیا۔ آپ نے ساقی کو اشارہ کیا کہ بھائی تو ہمارا
مہمان ہے اور تو خاطر جمع رکھ کہ ایلچی را زوال نیست۔ اسنے سلام کرکے وہ جام ساقی کے ہاتھ

سے لیا اور پکارا کہ ختم نامہ دار ملکہ سوزن جادو۔ آپ نے اُسکے ہاتھ سے نامہ لیا اور عبارت نامہ پر
غور فرمانے لگے لکھا تھا کہ اے شاہزادہ بدیع الملک تمھارے لشکر کے جلا دینے کی کوئی حقیقت نہین ہے
لہذا مین تمھین آگاہ کرتی ہون کہ تم اپنا بندوبست کرو کہ کل مین قیامت کبری تمھارے لشکر پر
نازل کرونگی اور اگر جان کو بچانا چاہو تو خضران بن عمرو کو بدست اقرار جادو روانہ کرو اور آپ
اپنے لشکر کو یہان سے لیکر روانہ ہو جاؤ کہ کاہیکو اتنی جانون کو مین اپنے وقت آخر مین قتل کرون
اور خاک مین ملاؤن۔ یہ مضمون نامہ پڑھکر شاہزادہ نے سب کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ مین سب صاحبون
سے یہ عرض کرتا ہون کہ آپ لوگ مجھسے کنارہ کیجیے کیونکہ آفت آسمانی طلتی ہی اگر ٹالے تو ٹلے گی
ان سب نے متفق ہو کر یہ کہا کہ اگر ہزار جانین ہون تو آپ پر نثار کر دینگے اور کبھی دو قدم بھی
پیچھے میدان اجل سے نہ ہٹینگے یہ سنکر خضران اُٹھ کھڑے ہوے اور شاہزادہ سے عرض
کیا کہ ایک میرے جانے سے یہ بلا دور ہوتی ہے آپ مجھے اقرار جادو کے ساتھ روانہ کرین کہ
بعد میرے مارے جانے کے اور جانین سب صاحبون کی تو بچینگی اور میرے والد ماجد سے جو ملاقات
ہو تو میرا حال کہیے گا اور یہ اسباب عیاری اور کسی کو دیکر عیار بنا دیجے گا پس یہ سنکر بدیع الملک
بیساختہ رونے لگے اور فرمایا کہ اے خضران اگر کوئی شخص تجھکو سات بار قتل کرے اور پھر مین زندہ
ہون تو مجھسے یہ کبھی نہ ہوگا کہ تجھ سے یار صادق اور دوست موافق سے یہ حرکت کرون بلکہ یہ اور
جو حضرات میرے ہمراہ ہین انہین سے کسیکو یہ مانگے کے دیکھ لے کہ مین دیتا ہون یا نہین دیتا ہون
یہ کلام محبت آمیز اور مروت وارستہ کر سب کے سب نہایت خوش ہوے اور عرض کیا کہ آپ ایسے
ہین کہ اپنے تابعدارون کا ایسا ہی خیال رکھتے ہین۔ شاہزادہ نے اُسی نامہ کی پشت پر لکھا۔ بعد حمد
خدا کے کہ اے سوزن جادو کہ مین یہ خوب جانتا ہون مصرع۔ دشمن اگر قویست نگہبان
قوی ترست ٭ تو کسی طرح سے ہم لوگون کے قتل کرنے مین کمی نہ کرنا اور اگر ایک خدمتگار کو بھی تو چاہے
کہ مین بھیجدون تیرے پاس تو یہ ناممکن ہے۔ یہ لکھکر حوالہ اقرار جادو کے کیا اور یہ زبانی فرمایا کہ ای
اقرار جادو تو جا کر یہ نامہ ہمارا دے لیکن اقرار جادو نے اس عالی ہمتی پر وجد کیا اور یہ کہا کہ اے
شہریار مین دوستی سے عرض کرتا ہون کہ آپ لوگون مین سے ایک بھی باقی نہ رہیگا اور خاک تک
یہان کی جلا کر وہ اُڑا دیگی کہ اُسکا سحر یہ دیوار آتشی کا نہایت ہی زبردست ہے۔ یہ عرض کر سکتا ہون
کہ اگر سامری بھی اس آگ کو چاہین کہ بجھا دین تو یقین ہے کہ خجی و خواری اُنکو بھی پڑے لیکن آپ
اُسکے سحر سے واقف نہین ہین۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اے اقرار جادو جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا
یہ کہکر خلعت دیا۔ اقرار جادو ان سب کے حال پر افسوس کرتا ہوا رخصت ہوا اور بعجلت تمام خدمت
مین ملکہ سوزن جادو کے حاضر ہوا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور وہ نامہ اسنے کہ جو جواب اسکے
نامہ کا تھا ملکہ کو دیا۔ ملکہ نے مضمون نامہ کو پڑھا اور پڑھکر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ افسوس کرتی ہون
کہ ان سب کی قضا میرے ہی ہاتھ سے تھی اقرار جادو نے بیان کیا کہ ایک عیار کو تو وہ اپنے مثل
بھائی کے سمجھتے ہین اگر آپ خدمتگار کو بھی مانگتین تو وہ ایسے بامروت ہین کہ اسکا دینا بھی پسند نہ کرتے
اور یہی ہوا کہ دو ڈھائی لاکھ آدمی نے مرنا اختیار کر لیا ہے پس یہ سنکر سوزن جادو نے کہا کہ
جب قضا آتی ہے تو ایسی ہی انسان کو سوجھتی ہے اور یہ کہکر تخت سحر پر آپ سوار ہوئی اور آکر اُس
حصار مین رات کو فروکش ہوئی اور سویرے اُٹھی اور تخت سحر پر سوار ہو کر حصار سے بلند ہوئی

اور بلند ہوکر اسنے وہ اسم سحر دم کیا کہ تمام دیواریں اُڑ گئیں اور آسمان پر دھوان سا ہوکر ابر ہوگیا اور
تمام دنیا پر چھاگیا۔ یہ سب خدا پرست نماز صبح سے فراغ حاصل کرچکے تھے انھون نے جو دیکھا کہ ابر شعلہ ریز
ہمارے لشکر پر آتا ہی عرض کیا لوگون نے شاہزادہ بدیع الملک سے کہ آج وہی روز قیامت ہی کہ
جسکی بابتہ ملکہ سوزن جادو نے آپ کو اطلاع دی تھی خضران نے آکر عرض کیا کہ تبرکات آپ اپنے
جسم مبارک پر آراستہ کیجیے کہ آگ آپ کا کچھ نہ کرسکے۔ شاہزادہ نے یہ کلمہ سنکر فرمایا کہ تمسے مجھے
تعجب ہی کہ یہ سب تو بغیر تعویذ اور دعا کے رہیں اور مین نہیں۔ یہ فرماکر جو کچھ پہنے بھی تھے وہ بھی سب
اُتار ڈالا اور ایک سبک پیراہن جسم مبارک پر پہن لیا اور فرمایا کہ یہی کفن ہمارا ہوجاویگا اور خضران
سے خطاب کیا کہ تیرے پاس گلیم عیاری ہی کہ آتش سحر اُسپر اثر نہیں کرسکتی بس تو اوڑھ کر نکلجانا
اور میرے مرنے کی خبر بادشاہ اور میرے عزیزون کو دینا۔ مین خوشی سے کہتا ہون۔ خضران نے
عرض کیا کہ یہ دادا جان مین بات تھی کہ اپنی جان کو بہت عزیز رکھتے تھے اور مین اس دنیاے ناپائدار
کو خوب جانتا ہون کہ اگر کوئی شخص دو ہزار برس کی زندگی کرے تو بھی اُسکو ایک روز ضرور
ناپید ہونا ہوگا — اسنے بھی یہ کہکر وہ لباس عیاری اتار ڈالا اور ہلکا سا پیراہن پہن لیا اور
سامنے شاہزادہ کے آکھڑا ہوا اور اپنے کلمہ کا شاہد کیا اور جو اندر بارگاہ کے تھے وہ بھی باہر نکل آئے
اور لگے ابر کو دیکھنے وہ ابر جھوم کر گرد لشکر کے آکر چھاگیا اور سب بیچ مین حلقہ ابر کے آگئے۔ اُس وقت
اسنے آواز دی یعنی ملکہ سوزن جادو نے کہ اب اپنی کوئی فکر کرو اور آسمانی خدا سے مدد چاہو۔
یہ سب استغاثہ کر رہے تھے کہ دیکھا کہ ہر چہار سمت سے آگ دہکنے لگی اور بڑھنے لگی جو لوگ قریب
تھے وہ آتش اُنپر گری اور وہ جلنے لگے اور باقی سب نے دست مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین بلند
کیے اور اپنے قلبون کو رجوع کیا از جانب پروردگار عالم اور عرض کرنے لگے رباعی۔ اے آنکہ بملک
خویش پاینده توئی + وز دہن شب صبح نماینده توئی + کار من بیچاره قوی بسته شده + بکشاے
خدایا که گشاینده توئی + کوئی عرض کرتا تھا۔ رباعی۔ تو آن رفیع مکان که ساکنان فلک +
بہ آستان تو دارند میل دربانی + چه حاجت است به پیش تو حال دل گفتن + که حال خسته دلان را
تو خوب میدانی + اے پروردگار عالم تو حال دل سے خوب واقف ہی اس علامہ شیطان کی بلا
کے ہاتھ سے نجات دے اور ہمارے حال زار پر رحم فرما۔ کوئی اس کبت کو شان جناب حیدر کرار مین
پڑھتا تھا۔ کبت۔ سگرو سنسار پکارت ہے جبریل کا اچرج بین بنایو + تیس سو برس آگے سے
ناہر سے سلمان کو چھڑایو + مین منتی کرون اے سنگھ والا میری بار کیون دیر لگایو + سہ بہ گرداب بلا
افتادہ ام یا مصطفےٰ دستی + بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستی + ز حالات شب معراج داشتم یاد آری
چرا دستم نگیری یا علی بہر خدا دستی + یہ سب کے سب مناجات اور استغاثہ اپنے پروردگار عالم
سے کر رہے تھے کہ انکا تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا کہ دیکھا کہ از جانب کوہ ایک ابر عجب شان شوکت
کا نظر آئی دیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب یہ جو ابر آجائیگا تو بالکل شام ہوجاویگی جسکے بارے مین [illegible]
کبت۔ کاری کاری دھوم رہی دھوان سی دھند ھاری + کاری نکر بحر اری توسی فاختائی جوڑی
یہ جو دکھائی دین + نیلی اور پیلی بھوری اور سفید نارنجی سہانی آئی ہی + یہ گھٹا رت جو رنگا رنگ بہت
جھوڑ لائی ری جو گنو چمکائی ہی + شعر۔ جھومتی آئی ہی متوالی گھٹا + ہی سیت آج کی کالی گھٹا +
یہ دیکھکر سوزن جادو نے کہا کہ اگر یہ گھٹا آکر برسیگی تو میری آتش سحر کو بھی بجھا دیگی یقینا

کر رہی تھی کہ وہ گھٹا اسکے ابر پر چھا گئی اور خدا پرست شکر کرتے تھے کہ یہ ابر رحمت ہمپر آگیا۔ کوئی
کہتا تھا کہ کیسی سرگرمی سے ہمنے دعائیں کین کہ خدا نے اُسکا اثر بہت جلد دکھایا ہماری شمع حیات گل
ہونے والی۔ غرضکہ اُس ابر سے بارش شروع ہوئی اور یکلخت ابر دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ایک
مرگ چھالہ پر بیٹھا داڑھی دار برناف ہاتھ میں ایک تسبیح ساڑھے تین سو دانہ کی لئے اسم پڑھتا ہوا چلا
آتا ہے لیکن کیفیت بارش سے وہ آگ لگی گل ہونے اور سمٹ کر ایک طرف کو جانے لگی اور اسقدر
سمٹی کہ ایک شعلہ بنگئی آواز دی انھون نے اُس آگ کی طرف دیکھکر یعنی اُس بزرگ نے کہ اے
آتش کھا لے اس سوزن جادو کو اور کر ایسا کہ مثل ہیزم خشک کے جلا کر اُسکو راکھ کر دے اور کچھ
پڑھکر اسپر کچھ دم اسنے کھینچ مارے وہ آگ اپنے مقام سے اُٹھی اور چلی انھون نے آواز دی کہ
سوزن جادو کھول دہن اپنا ہم ضعیف حجرہ سلیمان خدا پرستون کو تو نے قتل کیا تھا اور
بیڑا اُٹھایا دیکھ کہ اب تجھے کس عذاب الیم سے مارتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے
حال پر گریہ کرینگے پس اسنے اب دیکھا کہ وہ آتش میرے اوپر آتی ہے اسنے آواز دی کہ اے سحر قدیم
تمام آواز آئی کہ ہم اپنے قابو میں نہین ہین پس جب اسنے دیکھا کہ وہ آتش نہین رکتی اُسوقت اسنے
اسم سحر دم کر کے منھ اپنا کھول دیا اور کہا کہ آ تیری جگہ میرے کلیجہ میں ہے پھونک دے اور اپنے
منھ سے تمام آتش کو اسنے کلیجہ میں رکھ لیا اور اپنے سر کے بال اسنے نوچ کر اب جو اُڑائے تمام
ابر کو اُن پرون کے پراگندہ کر دیا اور اُس آتش نے اسکے جگر کو پھونکنا شروع کیا۔ پس اب جو یہ
یہان سے اُڑی تو درویش صاحب جو اُس ابر کی نگرانی کرتے تھے اور اوسے بچانا چاہتے تھے کہ اسکے
پہلو پر آکر اُف ہوئی تو دیکھا کہ درویش کے اوپر وہ آگ گری اور درویش پڑھنے نہ پائے کہ انھین
بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگے۔ آواز دی کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت بدیع الملک میری لاش
کو منتشر نہونے دینا اور دفن کر دینا پس جلا کر انھین اب بھی شعلہ ہو گئی یعنی آگ کا اور اسکا جسم
ہمہ تن آگ ہو گیا اور اسنے آواز دی کہ اب کوئی ایسا ہے کہ مجھکو روکے سب دعا کرو کہ تمھارا مددگار
مر چکا ہے اب کوئی آئے اور یہ کہکر ایک گروہ پر گری پانچ ہزار خدا پرست اُس مقام پر جمع تھے آگ
اُنکے دامنون سے جو لگی تو ہمہ تن شعلہ آتش بہار ہو ہوکر پھر اُڑی اور دوسرے گروہ کو
اسنے شکار کرنے کا قصد کیا اور اُن سب نے پھر اپنے ظفر کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے
اور کہا کہ واسطے تجھکو محمد و آل محمد کا اس آفت اور اس بلا سے ہمین نجات دے۔ یہ دعا کر رہے
تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے ایک تخت تکیہ دار کہ چار طاؤس آتشبار اسکو اُٹھائے ہوئے اور
تخت پر ایک شخص بیٹھا ہوا اور تاج مرصع نگار بالائے سر اور دونون ہاتھ تکیہ پر رکھے ہوئے چلا آتا
ہے اور پوشاک شاہانہ در بر کئے ہوئے اور گلدستہ گرد تخت رکھے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا
اور ان لوگون کے استغاثہ کی آواز گردون دون تک پہونچتی تھی بلکہ اس آواز پر یہ اسطرف کو آگیا اور
اسنے دیکھا کہ یہ شعلہ بھڑک کر سبکو پھونک رہا ہے اور یہ اور ایک گروہ کو پھونکنے چلی ہے کہ اسنے
ایک گلدستہ اُسکی طرف اُٹھا کر کھینچ مارا وہ دھوان اُن لوگون پر چادر آہنی ہو گیا اب جو یہ شعلہ گر
تو جھک کر زمین پر آ گیا۔ صاحب تخت تکیہ دار نے آواز دی کہ ہم آفتاب زرین علم ٹھہر اوسی مقام پر
رہ اور کہا ٹھہر اُس مقام پر یہ کہکر کچھ پڑھا اور دوسرا گلدستہ مارا کہ اُس گلدستہ نے آکر حصار گرد
اسکے کر لیا اور وہ شعلہ گرد اسی حصار کے لپک لپک کر رہتا تھا نہ زمین میں غرق ہو سکتا تھا نہ

آسمان پر جاسکتا تھا اب جو آفتاب زرین علم نے پلٹ کر دیکھا تو شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران
سوم پیراہن بزم پہنے ہوئے استغاثہ در درگاہ خالق میں کر رہے ہیں یہ اپنے تخت پر سے جلدی
کودا اور جھک کر اسنے مجرا کیا۔ شاہزادہ نے اسکو جو دیکھا تو فرمایا کہ ایہا الناس میں عالم رویا میں
ہوں یا میں بیدار ہوں مجھے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آفتاب زرین علم کجا ہیں یہ کجا ہیں معلوم نہیں ہوتا
حضرت ان سے عرض کیا کہ نہیں ماشاء اللہ آپ بیدار ہیں اور یہ آفتاب زرین علم ہیں اور مانحوں نے
اس شعلہ کو بند کیا ہے بس یہ سنکر شاہزادہ نے آغوش تمنا پھیلا دی اور اسنے سر اپنا قریب سینے
پہونچایا۔ شاہزادہ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اسوقت تمہارا کیونکر پہونچنا ہوا۔ عرض کیا
کہ میں اس بلا کو گرفتار کر لوں تو پھر حضور سے عرض کرونگا یہ کہکر ایک شیشۂ آتشیں ہاتھ میں لیے
ہوئے کچھ اسم سحر پڑھتا ہوا قریب سوزن جادو یعنے شعلہ کے پہونچا اور کہا کہ او لکاتہ سامری
کی ناتی تو نے اس جہان فانی سے یقین تھا کہ ان سب خدا پرستوں کی ہستی شادی ہوجاتی۔ لیکن
قاضی الحاجات پروردگار عالم نے مجھے اس مقام پر بھیجا پس اس شیشہ میں آجا اور کچھ دعا
کہ یہ شعلہ سمٹ کر اسی شیشہ میں آگیا۔ ایک ڈانٹ اسپر لگا کر اسے لیکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک
آیا اور کہا کہ حضور یہ شعلہ کسی وقت گل نہ ہوتا اور تمام خدا پرستوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا مجھ کو
کہ یہ تابعدار سراپا انکسار تابع ہی حضور میں رواں دواں تھا کہ ادھر سب کے استغاثہ کی آواز
میرے بھی گوش گزد ہوئی خیال میں آیا کہ یہ کونسے بیکس ہیں کہ جنکی آہ مظلوماں میرے دل کے
پار ہوئی جاتی تھی اسوقت میں یہاں آیا تھا کہ یہ معرکہ دیکھا الحمد للہ کہ اس بلا کو میں نے گرفتار
کیا اب امیدوار ہوں کہ ایک غار عمیق کھدے اسی وقت اس غار کو کھدا کے تیار کیا اور آتشی
اس شیشہ کو رکھا اور مٹی ڈال کر اسکو بند کیا اور کچھ پڑھا اور کچھ پتھر اس مقام پر قائم کیے اور
ساتھ شاہزادہ کے آیا اور بدیع الملک نے لاش اس پیرمرد کی جلی ہوئی اول اٹھوائی اور
بعد اسکے اور جو لوگ جل گئے تھے اُن سب کو ایک مقام پر دفن کیا مثل گنج شہیدان کے
اور مقبرہ اسی بیابان گرد آباد میں طیار کیا اور نہایت ہی ساتھ افسوس کے قرآن خوانی وغیرہ فرمائی
اور بجائے پانی چھڑکنے کے شاہزادہ عالیمقدار نے آنسو اسکی تربت پر یعنی تربت پیرمرد پر گرائے
اور کہا کہ اس بزرگوار نے نہایت محنت اور جان فشانی کی اور نہایت پاس اسلام کیا کہ اسکا شکریہ
مجھسے ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ کہکر بارگاہ میں تشریف لائے مع اپنے ملازموں کے اور جو کچھ کہ
ساحر ملازم ملکہ سوزن جادو و بلاکشان جادو کے حاضر ہوئے اُن سب کو آپ نے کلمہ تلقین
فرمایا اور ہدایت اسلام کی وہ سب کے سب مسلمان ہوئے اور جو وہ بنیاد سحر تھی وہ ٹوٹ گئی
اور اب وہ ایک صحرائے وسیع نظر آنے لگا۔ شاہزادہ عالی مرتبت یعنی بدیع الملک نے حال
بادشاہ اسلام اور سرداروں وغیرہ کا دریافت کیا۔ آفتاب زرین علم نے کہا کہ سب خیریت ہے اور عرض
کیا کہ اسوقت تک جو آپ کا کوئی خط نہ پہونچا تو بادشاہ کو بہت تشویش ہوئی اور مجھسے فرمایا کہ اگر تم
اسمیں کوشش کرو اور شاہزادہ کا پتا لگاؤ تو یقین ہے کہ پتہ لگجائیگا۔ میں بحکم بادشاہ کے آپ کی
تلاش میں چلا۔ یہاں آکر یہ سانحہ دیکھا اور خداوند عالم نے اسکو واصل جہنم کیا اور میں حاضر حضور
ہوا۔ اب آپ کا کیا عزم اور کیا قصد ہے فرمایا کہ بادشاہ اسلام کو اور سب لشکر کو اسی مقام پر بلالو
کہ یہ راہ خانہ کعبہ کی بہت صاف اور درست ہے اور قریب ہے کہ میں چلکر صاحبقران اول و دوم کی

زیارت سے مشرف ہوں اور اگر تقدیر مین ہو تو آنحضرت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت
سے بھی مشرف ہوں - یہ تذکرہ تھا کہ دیکھا کہ چند آدمی نمایاں ہوئے اور اُن آدمیوں نے عرض کیا
کہ ہم شاہزادہ بدیع الملک کے پاس جانا چاہتے ہیں - خادموں نے آکر عرض کیا - بدیع الملک
نے اُن کو بلا لیا - آدمیوں نے بعد سلام عرض کیا کہ ہم فرستادۂ ماہ قلندری ہیں - انھوں نے
دریافت کرایا ہے کہ درویش کا پتہ نہیں معلوم ہوتا ہے جیسے لشکر پر گئے تھے - شاہزادہ یہ سُنکر بہت افسردہ
ہوا اور فرمایا کہ انتقال کیا اور بسبب تیری محبت کے ہاتھ سے ملکہ سوزن جادو کے شہید ہوگئے
اور طلحہ بن لندھور و آفتاب زرین علم وغیرہ کو برائے استقبال ملکہ ماہ قلندری روانہ کیا یہ سب گئے اور [illegible]
شاگرد مع ملکہ ماہ قلندری و رضیہ خاتون کے سوار کیا اور لیکر خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک
کے چلے لیکن ماہ قلندری کو نہایت صدمہ اس درویش کی وفات کا ہوا اور بہت روئی جیسے اپنے
باپ کو روئی تھی - غرضکہ یہ سب کے سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ کے واسطے الگ خیمہ برپا ہوا -
خضر ان نے آفتاب زرین علم سے ساری کیفیت ملکہ کے عشق کی بیان کی اور کہا کہ آپ ایسی
کد کرکے عقد شاہزادہ کا اپنے سامنے کرتے جائیے - انھوں نے کہا کہ بہت مناسب ہے دوسری
ملاقات مین آفتاب زرین علم نے عرض کیا کہ جی چاہتا ہے کہ آپ کا عقد ہو اور مین اسمین شریک
ہوں - بحمد اللہ کہ بیابان گرد آباد فتح ہوگیا - اب آپ کو کیا تامل ہے - شاہزادہ نے فرمایا کہ درویش کے
مرنے کا ایک زخم تازہ ہے اس وجہ سے مین تامل کرتا ہوں - آفتاب زرین علم نے عرض کیا کہ یہ تو
ہوتا ہی چلا آتا ہے آج جو زندہ ہے وہ کل کہاں ہوگا اور جو کل زندہ تھے اُنکا آج پتہ نہیں لگتا ہے
کیسے کیسے جوان پری پیکر + سوتے ہیں خاک پر پڑے اکثر + بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر
کہ خوب بستی ہے خاک کے اندر + بس حضور اب ان باتوں کو خیال نہ فرمائیے اور اس امر نیک سے بھی
فراغت کیجیے - شاہزادہ نے فرمایا کہ پندرہ ہزار ملازم میرے شہید ہوئے دوسرے ابھی انکا
چہلم بھی مین نے نہیں کیا - عرض کیا کہ یہ عقد بھی امر واجب ہے شاہزادہ نے قبول کیا - تاریخ مقرر
ہوئی - ایک روز مین ان دونوں صاحبوں کا عقد ہوا - شاہزادہ کا عقد ہمراہ ملکہ ماہ قلندری ہوا
خضر ان کا عقد رضیہ خاتون کے ساتھ ہوا - اُس شب نیک مین یہ دونوں حاملہ ہوئین - ملکہ
ماہ قلندری کے بطن سے بعد گذرنے ایام مقررہ کے شہراب الملک پیدا ہونگے کہ نہایت
جری اور بہادر ہونگے اور بہت بڑے فقیر دوست ہونگے اور بطن رضیہ خاتون سے مہتر
رضوان پیدا ہونگے کہ یہ بھی بڑے بڑے کام کرینگے انکا ذکر گلستان باختر مین اپنے مقام پر
انشاء اللہ تعالے آئیگا کہ خداوندی شمائل بن لقا کی عرض کیا کرینگی - اب بیان حال بیان کیا جاتا ہے
کہ آفتاب زرین علم نے اس امر نیک سے بھی فراغ حاصل کرکے شاہزادہ سے رخصت طلب کی
آپ نے آفتاب زرین علم کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے آفتاب زرین علم مین تو چاہتا ہوں
کہ مفارقت تمھاری نہو لیکن بغیر تمھارے بھیجے بادشاہ اسلام مع لشکر کے آ نہیں سکتے بس بہتر
یہ ہے کہ تم تشریف لیجاؤ اور سارا حال میرا بیان کرنا اور درجہ بدرجہ سلام و تسلیم بادشاہ و جملہ اہل لشکر
کو عرض کرنا - آفتاب زرین علم نے اپنا تخت سحر درست کیا اور خضر ان کو گلے سے لگایا اور تمام اہل
بزم سے مع شاہزادہ کے رخصت ہوکر یہ روانہ ہوئے بخدمت بادشاہ اسلام منزلوں کو طے کرکے
قریب لشکر بادشاہ کے اسکا گذر ہوا - عجب طرح کی اہل لشکر اور بادشاہ کو سنکر خوشی ہوئی اور حال بادشاہ

نے آفتاب زرین علم سے دریافت کیا کہ کیفیت شاہزادہ بدیع الملک کی تمنے معائنہ اور مشاہدہ کی
انھون نے عرض کیا کہ بفضلہ تعالے باقبال حضور بیابان گرد آباد کو فتح کیا اور مین اُسوقت پر پہونچا
ہون کہ سوزن جادو نے پندرہ ہزار آدمی جلا دیے تھے۔ لیکن مین نے جاکر اُسے گرفتار کیا اور
دفن کیا اُسکو بڑی پختگی کے ساتھ تاکہ نکلنے نہ پائے کیونکہ اگر وہ مقام بانیگاہ تعین ہی کہ پھر بھی وہ کچھ قیامت
برپا کریگی۔ باقی ملکہ ماہ قلندری کا عقد ساتھ شاہزادہ کے اور رضیہ خاتون کا عقد ساتھ خضران
کے بیان کیا۔ بادشاہ اسلام اور سردارون کو اس خبر فرحت اثر کو سنکر نہایت مسرت ہوئی اور
خوشی ہوئی اور شکر خدا بجا لاے اُسوقت آپ نے لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور عدیل بن عادی سے
فرمایا کہ بارگاہ آسمان جاہ کا انتظام کرکے تم آگے چلو ہم بھی پیچھے آتے ہین بس سنتے ہی انھون
نے بارگاہ آسمان جاہ کو اپنے ہمراہ لیا اور جتنے کہ رفقا سے کابل تھے اور افسران ذوالفقار تھے
اُنکو بھی انھون نے اپنے ہمراہ لیا اور دوسرے دن بادشاہ سوار ہوکر چلے اب یہ تو چلتے ہین انھین
راہ مین چھوڑا جاتا ہی کہ انکا حال بروقت پہونچنے کے بیان کیا جائیگا اب وہ کلمے داستان شاہزادہ
بدیع الملک بیان کیے جاتے ہین۔ کہ انھون نے اس بیابان گرد آباد کو اپنے جمال نورانی
سے نہایت منور و روشن کیا اور مسجدین تعمیر کرائین اور ملکہ ماہ قلندری کے نام یہ سب ملک کیا اور
حکیم قرطوس کو یہان کا حاکم مقرر کیا اور آپ انتظامین بادشاہ کے تھے کہ اسی اثنا مین اسمار قوی بازو
کہ یہ پہلوان یکتا ہی اٹھ کر کھڑا ہوا اور اسنے دست بستہ عرض کیا کہ ہم لوگ شیر شکار ہین عرصہ ہوا کہ
یہ تابعدار سیر شکار مین مشغول نہین ہوا اگر حضور کا حکم ہو تو مین شکار پر جاؤن کہ یہان شکار زیادہ ہی
کہ کوئی کھیلنے والا یہان پہونچا نہین ہی۔ شاہزادہ نے یہ کلام انکی زبان سے سنکر سکوت کیا اور
دیر کے بعد یہ فرمایا کہ شغل برے اور جو میرے رفیق ہین اگر وہ بھی کہین تو مین انکار کرسکتا ہون
یہ امر دشوار ہی۔ اسنے عرض کیا کہ تابعدار نے کبھی کسی امر کی تکلیف بندگان عالی کو نہین دی ہی سوا
اسوقت کے۔ اس میری گستاخی اور بے ادبی کو معاف فرمائیے اور اسنے صاحبان جس میرے
کلام کو رد نہ فرمایئے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر تمھین اجازت دو دن کی دیتا ہی لیکن اور کوئی صاحب
اب اسطرح کی جرأت نہ فرمائین اور مین اب کسیکو اجازت نہین دونگا یہ سنکر سب خاموش ہو رہے
اسیوقت اسمار قوی بازو نے یہ کلام نیک انجام سنکر شاہزادہ کو تسلیم کی اور آکر سامان شکار بہم کیا
اور چند اپنے رفیقون کو ساتھ لیا اور ایک خیمہ واسطے اپنی آسایش کے ہمراہ لیا اور باقی باز جرہ اور
کچھ خوبان ولایتی کتون کی ساتھ لین اور میر بازداران سبکو ہمراہ لیکر یہ روانہ ہوا۔ غرض کہ
تھوڑی راہ طے کرکے قریب باغ فیروزی نگار کے آکر پہونچا اور صحرا اسے نظر آیا کہ دیکھا اسنے کہ
یہ صحرا نہایت ہی سبزہ زار اور گلہاے رنگین سے سب بوقلمون ہو رہا ہی اور گل جیسا لالہ جو اس صحرا مین
کھلا ہوا ہی عجب خوشرنگ معلوم ہوتا ہی اور نگاہ جو اسکی درخت سرو پر پڑی تو دیکھا کہ قمریان بھی
بیاد پروردگار عالم کو بان بے زبانی سے حمد و ثنا کر رہی ہین لیکن جابجا سرو کے درختون پر
قمریون کا ہجوم۔ کہین پپہو کا شور کہین نعرۂ حق سرہ کی دھوم علی العموم صداے مرغ سحری سے
وہ صحرا مرزوم تھا خود جنت نیض لزوم تھا عجب خوشگوار وادی مینا کار زمردنگار تھا جو سبجا بے
تھا میوہ دلر تھا۔ سامنے باغبان قدرت کے بوقلمون ساز تھا دست گلشن پستی اور بلندی سے ہموار تھا
کوسون تک سبزہ نیلگون لالہ زار تھا۔ شعر گل بو تھا اس دشت مین بیکار تھا + سبزہ رشک سبزہ

رخسار تھا + غرضکہ یہ دیکھکر اس پہلوان زمان نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا اسی مقام پر برپا ہو جب
خیمہ برپا ہو چکا اور سب ملازم آکر ہو بیٹھے وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نسیم بہار کے جھونکے دل ناتوان کو
توانا کرنے لگے اور کوئی جوان یہ شعر پڑھتا تھا غالب بے اختیاری مین ۔ شعر ۔ سونا کسی چہرہ
کا لپیٹ کر دم گلے سے + ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی اور نور کا تڑکا + غرضکہ اُس صحرائے خوش کا
حال کیا بیان ہوسکتا ہے ہیں اسمار قوی بازو اپنے خیمہ مین مع اپنے رفقا کے آیا اور اسنے عبادت
خداوند عالم سے فراغ حاصل کیا اور قرول وغیرہ لیکر تلاش شکار مین مصروف ہو کر چلا
آکر ان لوگون نے تلاش کیا تو ایکجا پر چند آہو اس سبزہ زمین مین انھین نظر آئے ۔ آکر اسمار قوی بازو
سے عرض کیا کہ آپ سوار ہون کہ اب شکار قریب ہے ۔ اُسی وقت یہ مرکب پر سوار ہوا چند ملازمون کو
اپنے ساتھ لیکر چل کھڑا ہوا اور دیکھا سامنے کہ چند آہو نظر آئے دیے اسنے حلقہ کر کے گھیر لیا اور
رکھ لیا انکو تیرون کی بارش پر وہ آہو صید ہوے انھین ذبح کیا ۔ نہایت اسمار قوی بازو خوش
ہوا اور اسنے دیکھا کہ ایک آہو سامنے سے اور بھاگا ہوا جاتا ہے پس جلدی سے یہ گھوڑے پر سوار
ہو کر اُسکے پیچھے ہوا اور جاکر اُسے گھیرا ہر چند کہ رفقاء نے عرض کیا کہ حضور اتنے شکار تو مین اگر ایک
شکار بچگیا تو کیا لیکن اسنے اس کلام پر توجہ نہ کی اور ایک تیر مارا کہ وہ تیر اسکی پیشانی پر پڑا وہ
گرا اور گر کر پھڑکنے لگا اب جو یہ گھوڑا اُڑا کر قریب اُس آہو کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک اور تیر اُسکے
پیچھے پر معلوم ہوتا ہے ۔ انھون نے اُسکو اٹھایا اور ذبح کیا اور اُسکو لیکر اُسی مقام پر جہان اور آہو
صید کیے ہوے پڑے تھے لا کر ڈال دیا مگر انکو اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اسکا کیا انجام ہوتا ہے کیونکہ جسکا
یہ صید ہے وہ بھی کہین نہ آتا ہو ۔ یہ اپنے ملازمون سے کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھا کہ سم مرکب کی آواز اس
صحرا سے پیدا ہوئی سب اُس طرف کو دیکھنے لگے کہ دیکھا ایک جوان زبردست سامنے سے نمایان
ہوا اور قریب ان لوگون کے پہونچا اور اس مجمع کو دیکھکر پکارا کہ میرے صید کو کسنے صید کیا ہے ۔
اسمار قوی بازو نے بڑھ کر کہا کہ اے برادر مجھے اسکی پشت کا حال معلوم نہ تھا مین نے مجھ سے
صید کیا ۔ ایک یہ شکار ایک اسکے علاوہ اور لیجیے اور مجھے معاف فرمائیے ۔ یہ سنکر اسنے کہا کہ یہ کام
لاچارون کا ہے کہ جو اپاہج ہون اور اسکے شرائط سے تم واقف نہ تھے ۔ اسمار قوی بازو نے کہا
کہ جو آپ سمجھے وہ بہت بجا ہے لیکن اب اسے قبول فرمائیے ۔ اسنے کہا کہ اب ایک شرط ہے کہ اس
آہو کو اپنے کاندھے پر رکھ کر میرے مقام تک پہونچا دو ۔ اسمار قوی بازو یہ کلام اس
بد انجام سے سنکر ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اپنی جرأت اور شجاعت پر دعوی ہے اگر دعوی ہے
تو آ آہو بیچ مین رکھا ہوا ہے جو زبردست ہوگا یہ اُسی کا شکار ہے اور یہ کہکر گھوڑے کو اسنے
بڑھایا اور برسر مقابلہ آیا ۔ اُسوقت اسنے کہا کہ یہ بات مجھے بھی پسند آئی ۔ ملازمون نے پس
آہو کو بیچ مین رکھ دیا ۔ اب اس شخص نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارا نام دریافت کرون کہ
تمھارا کیا نام ہے مین نے اس قسم کے آدمیون کو نہ دیکھا تھا ۔ انھون نے کہا کہ میرا نام
اسمار قوی بازو ہے اور مین ملازم شاہزادہ بدیع الملک ہون کہ جنھون نے بیابان گرد آباد
کو فتح کیا ہے اسنے کہا کہ تو بھی اپنے نام و نشان سے اب واقف کرا اسنے کہا کہ اے شخص مین سپہ سالار
ہون پہلوان شیر شکار کا کہ جو مالک قلعہ سکندریہ کا ہے اور دو لاکھ فوج میرے باپ کے نام ہے پر مگر
تھا کہ چند سوار اسکے بھی ملازم آ پہونچے اب اسنے کہا کہ ہان ہشیار خود مشغول باش ۔ تلوارین

کھینچین اور لگی تلوار چلنے ایک ایک کی ضرب کو خالی دیتا تھا اور دو بجلیان سی کوندرہی تھین دونون فن جنگ مین کامل تھے ایک ایک کی چوٹ نہ کھاتا تھا۔ اسوقت دیکھا تو دروازہ باغ فیروزہ نگار کا کھلا اور ایک نقابدار گلگون پوشش اُس دروازہ سے نمایان ہوا۔ مرکب بد سوار ذاب مین تلوار لگی ہوئی اور پشت پر سپر پڑی ہوئی چلا آتا ہی جب قریب ان دونون کے پہونچا آواز دی کہ باش ادبے ادبون اس مقام پر خون ہونے کا حکم نہین ہی تمنے اس سبزہ روئیدہ کو خون آہو سے رنگا ہی اور خراب کیا ہی کہ یہ سبزہ روتا ہی اور تمہین بد دعا دیتا ہی اور اسپر یہ تکلف ہی کہ تم اپنا بھی خون بہانا چاہتے ہو۔ یہ کہکر اور جھپٹ کر ان دونون کے بیچ مین آگیا۔ ان دونون نے نشانہ پاکر اس نقابدار گلگون پوش پر دو تلوارین مارین اس نقابدار نے دہنا ہاتھ ایک کے بند دست پر ڈالا اور بایان ہاتھ دوسرے نے بند دست پر ڈال کے دونون کی تلوارین چھین لین اور کمر بند پر ہاتھ ڈال کر دونون کو فاش زمین سے اُٹھالیا یہ سب ملازم کنگے دیکھا کیے اور وہ نقابدار اُن دونون کو لیکر طرف باغ فیروزہ نگار کے چلا اور اندرون باغ داخل ہوا اور دروازہ بند ہو گیا یہ سب ملازمین اسکے زور کو دیکھکر حیرت مین آئے اور بھاگے اپنے مالک کو خبر دینے کیواسطے روانہ ہوے۔ اول شاہزادہ بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ اسمار قوی بازو کا خنجر لوگ لیے ہوے آتے ہین اور خود وہ نہین معلوم ہوتا۔ آپنے بہت بڑا اندیشہ کیا اور کہا کہ خدا خیر کرے مین اسی واسطے منع کرتا تھا نہ معلوم کیا افتاد پڑی تھی۔ بلاؤ انکے ملازمون کو اور حال دریافت کرو۔ یہ سنکر حضران زینت افزای محفل نے ان لوگون کو بلا لیا اور ساری حقیقت اُنسے دریافت کرکے شاہزادہ سے باغ فیروزہ نگار کا حال بیان کیا اور کہا کہ وہان ایک نقابدار گلگون پوش پیدا ہوا اور دونون کو جسکے آہو کو انھون نے صید کیا تھا اُس سے تلوار چلی کہ نام اُسکا معلوم ہوا عازم صف شکن ہی اور سپہ سالار بہلول خنجر شکار مالک قلعہ سکندریہ کا ہی۔ شاہزادہ نے یہ کلام سنکر فرمایا کہ اب مین اسمین کیا کام کرون خود جاؤن یا کسی کو اس باغ پر بھیجون۔ ملازمون نے عرض کیا کہ جسکو ارشاد ہو وہ جاوے یا ایک جام رکھیے کہ وہ اسکو پیے کہ وہ جاوے کیونکہ یہ طرز قدیم ہی شاہزادہ عالیہمت نے ایک جام بقا مئی باغ فیروزہ نگار رکھا اور یہ فرمایا کہ چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی بہادر جاوے کہ سزا اس نقابدار کو دے اور اسمار قوی بازو کو اُسکے پنجہ سے رہا کرے پس یہ سنکر ایک پہلوان اپنے دنگل پر سے کود پڑا کہ نام اُسکا طلحہ بن لندھور تھا شاہزادہ عالی مرتبت نے فرمایا کہ اے طلحہ تمھارا جانا تو خلل میرے خاطر کے ہی پس طلحہ نے سلام کرکے اُس جام کو پیا اور کہا ھو الله باقی و من کل فانی ۔ لگا منہ سے پیالہ کو یہ بات کہتا تھا ۔ کہ انشاء الله تعالے اس جنگ کو بحسن سر کرکے بہت جلد حاضر حضور ہوتا ہون اور یہ کہکر اپنی فوج کو حکم دیا۔ اُسی وقت چالیس ہزار جوانان صف شکن دہقتن مسلح و مکمل ہو گئے اور اپنے ہمراہان سب کو لیکر اور ساکنان بارگاہ سے رخصت ہوکر طلحہ بن لندھور طرف اس مقام کے روانہ ہوے اب انکو تو پہونچنے دیجیے کہ انکا حال بیان ہوگا۔ اب حال قلعہ سکندریہ کا بیان ہوتا ہی کہ ملازم عازم صف شکن بادشاہ کے پاس پہونچے اور ساری روداد شکار کی اور باغ فیروزہ نگار سے نقابدار گلگون پوشش کا آنا اور دونون کو اٹھا لیجانا ان لوگون نے بیان کیا بہلول خنجر شکار سنتے ہی پُر وحشت اور سنکر اپنے وزیر حقمان سے کہا کہ تمکو معلوم ہی کہ کوئی قریب باغ فیروزہ نگار کے ٹھہر نہین سکتا اسنے جاکر کیون وہان تیر

شکار کھیلا اور کیون جاکر جنگ آغاز کی میری تو یہ مجال نہین ہی کہ مین جاکر اُس باغ فیروزہ نگار کو
تاراج کرون دوسری خبر یہ معلوم ہوئی کہ بیابان گرد آباد خاک مین ملگیا اور سوزن جادو بھی قتل
ہوئی اور کوئی شخص بدیع الملک ہی کہ وہ اپنی فوج لیکر یہان پڑا ہوا ہی کیا عجب ہی کہ وہ اسطرف
کو بھی قصد کرے اور اسکے ہمارے مقابلہ ہووے اے وزیر تمھاری اب اسمین کیا راے ہے وزیر
نے کہا کہ حضور میری راے تو یہ ہی کہ وہ خدا پرست نہایت زبردست ہی اپنے سردار کی رہائی کی کوشش
کریگا اگر وہ رہا ہوگیا تو عادم صف شکن بھی رہا ہوگا۔ اُسکے بعد آپ کے اور اُنکے مقابلہ رہ گیا
اور بعد فتح باغ فیروزہ نگار اُنکو اختیار ہی۔ بہلول شیر شکار نے اس تقریر کو اپنے وزیر کی نہایت
پسند کیا اور کہا کہ بہتر ہی اب طلحہ بن لندھور کا حال گذارش کیا جاتا ہی کہ طلحہ قریب صحراے باغ
فیروزہ نگار کے پہونچا اور کیفیت اُس صحراے پرفضا کی دیکھکر اسکا دل نہایت باغ باغ ہوا
اور خیمون کو اپنے سامنے اس باغ فیروزہ نگار کے برپا کیا اور لشکر کو اپنے اُتارا۔ اور آپ اس
جستجو مین تھا کہ کیونکر اطلاع ساکنان باغ کو دیجاوے۔ یہ تصور کر رہا تھا کہ دروازہ خود بخود باغ کا
کھلا اور ایک حبشی اُس دروازہ سے پیدا ہوا اور قریب لشکر کے آیا۔ پوچھا اسنے کہ یہ لشکر
کسکا ہی اور کیا ارادہ یہ شخص رکھتا ہی وہ لوگ اس حبشی کو لیکر پاس طلحہ بن لندھور کے آئے
طلحہ نے بعد صاحب سلامت کے اس سے پوچھا کہ تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا۔ حبشی نے
کہا کہ مین خود ہی تم سے پوچھتا ہون کہ تمھارا آنا مع فوج کے اسکا کیا سبب ہی۔ انھون نے
ساری روداد اسیری بادوکی اور مقابلہ عادم صف شکن کا بیان کیا اسنے کہا کہ اس جگہ پر کوئی
خون ناحق یا فساد نہین کر سکتا۔ ان لوگون نے آکر یہان سرکشی کا ارادہ کیا پس نقابدار گلگون پوش
ان دونون کو پکڑ لیگیا۔ اُنکی رہائی اب دشوار ہی۔ میری دانست مین آپ اپنی فوج کو لیکر چلے جائیے
اگر نہ جائیے گا تو صدمہ آپ کو بھی پہونچیگا مین اسواسطے آپ کو سمجھاتا ہون کہ آپ خدا پرست
ہین اور مین بھی خدا پرست ہون۔ طلحہ بن لندھور نے کہا کہ بغیر اُنکے رہا کیے اگر چاہین کہ
مین یہان سے بالشت بھر بھی ہٹ جاؤن تو یہ ممکن نہین۔ حبشی نے مجبور ہوکر کہا کہ اگر
آپ کو مقابلہ ہی منظور ہی تو اپنے یہان طبل جنگ بجواؤ تاکہ معلوم ہو کہ تم مقابلہ کروگے اور
جو کچھ حال ہی اُسکو بھی جاکر اپنے مالک سے عرض کرونگا۔ یہ کہکر حبشی اُٹھ کھڑا ہوا اور طلحہ
بن لندھور نے حکم دیا کہ نقارہ رزمی پر چوب پڑے۔ یہان تو نقارہ رزمی پر چوب پڑی تھی
صبح کا انتظار کرتے تھے ادھر اُس حبشی نے جاکر ساری روداد نقابدار سے عرض کی۔ نقابدار
نے کہا کہ بہتر ہی۔ غرضکہ وہ بھی انتظار صبح کرنے لگا اور وہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور صبح
نمودار ہوئی۔ نماز صبح سے ان لوگون نے فراغت کی تمام لشکر مکمل و مسلح سامنے اُس صحراے
سبزہ زار کے ہوا۔ طلحہ انتظار کر رہا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ فیروزہ نگار کا کھلا اور نقابدار
گلگون پوش کوئی سات آٹھ آدمیون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اور ایک ارابہ پر گرز رکھے ہوے
اور تمام اسلحے سے اپنے کو آراستہ و پیراستہ کیے ہوے باہر باغ کے آیا اور ایک طرف کو نہایت
رعب و دبدبے سے کھڑا ہوا۔ موافق دستور کے جب نقیبون نے نقابت کرکے فراغ حاصل کیا۔ نقابدار
نے اپنے مرکب کو میدان مین کودا کر مبارزطلبی کی اور یہ کہا کہ اے شخص تو اپنے تئین آپ عذاب
مین ڈالتا ہی اچھا نہین کرتا یہ سنکر طلحہ نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور مقابلہ نقابدار گلگون پوش

پہونچکر نیزہ پر ہاتھ ڈالا- اِس نقابدار نے بھی ارادہ سمجھکر نیزہ لیا- ان دونون مین ردوبدل ہونے
لگی ہوئی سو سوا سو طعن کے بعد نیزہ طلحہ بن لندھور کے ہاتھ سے نکلگیا طلحہ نیزہ بحر خجالت
مین گر گیا- اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغبازی راست بازی بس یہ کہکر
اسنے گرز کی طرف اشارہ کیا اسکے ملازم نے جھٹ گرز طلحہ کو دیدیا- اُدھر اسنے بھی گرز کجاوہ
پر سے لیا اور آکر مقابل ہوا کہ طلحہ نے گرز کو سیدھا کیا اور کہا کہ لگا ضرب مین مشتاق تیری ضرب
کا ہون- بعد گفتگوے بسیار کے نقابدار نے گرز مارا- طلحہ نے گرز کو روکا گرز زیر اور سمہاے
مرکب سے جو گرد اُڑی تھی اسمین یہ چھپ گیا- عیار اسکا آیا تو دیکھا کہ طلحہ پر ایک عالم بیہوشی
کا نظر آتا ہے- غرض اسنے آواز دی کہ حریف نعرہ زن ہے طلحہ نے آنکھین کھول دین اور ادہم
مرکب اُس گرد سے باہر آیا اور آواز دی- ع تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہم شادی
از دل فراموش کن + یہ کہکر آپ بھی اسنے ضرب کی- نقابدار کا بھی مرکب تہ گرد مین
غرق ہوا- بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا تو نقابدار گرد کے باہر آیا اور آکر ضرب نقابدار نے
کی تو پھر طلحہ کا وہی حال ہو گیا- اسکی ضرب مین مرکب طلحہ کا مر گیا پیادہ اُس گرد سے نکلا
اور نقابدار کی جانب کو چلا- جبکہ نقابدار بھی گھوڑے پر سے کود پڑا- اسمین کشتی لگی ہونے
جو پیچ وہ باندھتا تھا یہ کھول دیتا تھا اور جب یہ باندھتا تھا تو وہ کھول دیتا تھا- اسی اثنا
مین زمانہ دو پہر کا گذر گیا- آخر مین زور بڑے کشمکش کے لگے ہونے- اسکی زور مین نقابدار
نے دونون شانے طلحہ کے پکڑکر اور سینہ مین دیکر دو تین قدم پیچھے ہٹایا اور پھر مارا کہ دونون
گھٹنے طلحہ کے زمین سے لگ گئے مگر زنجیر اسکی پکڑ کر اب جو طلحہ نے پھر مارا پہلے ہی زور مین تا بہ
گھٹنون کے لے آیا اور دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور مین بالاے سر لایا اور کہا
کہ واقعی ہے کہ تو نہایت ہی زبردست ہے- یہ کہکر باغ کی جانب کو مع طلحہ کے روانہ ہوا ہمراہی
طلحہ بن لندھور جو فوج تھی اُسے بڑا تعجب ہوا اور سب کے سب حیران اور پریشان ہو کر
خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے روانہ ہوے- اُدھر دروازہ باغ کا بند ہو گیا اِدھر
سب کے سب شاہزادہ عالی مرتبت کی خدمت مین پہونچے اور ساری روداد عرض کی شاہزادہ
بدیع الملک نے سُنکر نہایت تعجب کیا اور حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو- طلحہ کا زیر ہونا مجھے نہایت
تعجب ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اسرار ہے- اور یہ کہکر آپ نے تیاری کی اور فرمایا کہ مجھے اسی واسطے
خضرا کی ممانعت کی تھی لیکن اسمار قوی بازو سنغنگر نے اجازت لی اور ہمین بلا مین ڈالا
غرضکہ خضران نے عرض کیا کہ لشکر تیار ہے- اُسی وقت فوج فراوان کو اپنے ساتھ لیکر شاہزادہ
روانہ ہوا اور راہ کو طے کر کے شاہزادہ مع فوج قریب باغ فیروزہ نگار کے پہونچا- لشکر کو وہان
اُتارا اور آپ اپنے خیمہ مین فروکش ہوے اور خضران کو بلایا اور کہا کہ اے برادر کیا صورت
کیجاوے- خضران نے عرض کیا کہ لشکر کے آمد کی خبر فرزند رسانان باغ کو ہو گئی ہوگی کوئی نہ کوئی
شخص جسطرح سے طلحہ کے پاس آیا تھا آپکے پاس بھی آئیگا آپ خاطر جمع رکھیے- شاہزادہ
نے اسکے کلام کو پسند کیا اور وہ شب وہان بسر کی جب زمانہ صبح کا ہوا اور نماز سے انھون نے
فراغت کی دیکھا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا کھلا اور وہی حبشی سامنے سے پیدا ہوا اور لشکر مین
آیا خضران نے اسکا استقبال کیا اور پاس شاہزادہ بدیع الملک کے اُس حبشی کو لا کے

شاہزادہ نے نہایت تواضع و تعظیم کی اور اس حبشی کو بٹھایا اور فرمایا کہ اے برادر یہ کیا اسرار ہے کہ طلسم
لندھور سے پہلوان کو نقابدار گلگون پوش پکڑ کے لے گیا اور اس باغ کا اسرار ہمیں ثابت نہ ہوا
لہذا تم بیان کرو کہ یہ جا کونسی ہے اور کون یہانکا مالک ہے کہ جو اس صحرائے پر فضا میں اپنا مسکن
قرار دیکر رہا ہے اور جو کوئی شخص یہاں آتا ہے اور بر سر مقابلہ ہوتا ہے اسیر کر لیا جاتا ہے اسکی کیا وجہ ہے
حبشی نے عرض کیا کہ ہمیں کسی امر کے بیان کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہم کچھ سمجھ سکتے ہیں سوا اسکے
کہ اس راز کو خدا ہی جانتے یا نقابدار گلگون پوش کچھ جانتے ہونگے لیکن اتنا آپ سے بھی
عرض کرتا ہوں کہ نقابدار سے مقابلہ میں آپ بھی عہدہ برآ نہ ہونگے گو آپ سب صاحب دیو کش
و شیر شکار دنیا سے تا قاف مشہور ہیں اور بڑے بڑے کارنمایاں آپ نے کیے ہیں لیکن
یہاں عہدہ برائی مشکل ہے۔ شاہزادہ نے یہ کلام سنکر اپنے سر کو جھکا لیا اور فرمایا کہ یہ کوئی
سبب ہے اور معلوم ہوتا ہے۔ اے خضران خلعت حبشی کے واسطے لاؤ۔ خضران نے خلعت
لاکر حاضر کیا۔ شاہزادہ نے خلعت حبشی کو عنایت کیا اور کہا کہ میں نقابدار سے ملاقات کرنا
چاہتا ہوں حبشی نے کہا کہ اول تو ناممکن ہے لیکن میں جاکر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اخلاق اور
مروت نے مجھکو اسیر کیا ہے ضرور میں آپکا پیام گلگون نقابدار کو دونگا اور جب تک آپ طبل
نہ بجوائینگے اسوقت تک کوئی بر سر مقابلہ آپسے نہ آئیگا۔ یہ کہکر حبشی شاہزادہ سے رخصت
ہوا۔ خضران تھوڑی دور تک ساتھ ساتھ پہونچانے کو آیا۔ حبشی نے رخصت کیا اور یہ اندر باغ
کے گیا اور دروازہ باغ کا بند ہو گیا۔ خضران نے حال بند ہونے دروازہ اور حبشی کے داخل
ہونے کا بیان کیا اور ادھر حبشی نے نقابدار جسا گرپوش کی صحبت میں پہونچکر حال شاہزادہ
بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ آپ کی ملاقات چاہتے ہیں اور مجھ سے حال پوچھا مگر میں
کیا بیان کر سکتا تھا کیونکہ اس راز سے میں خود نہیں واقف ہوں۔ نقابدار نے یہ تقریر حبشی کی
سنکر کہا کہ اے حبشی مجھے اجازت کسی کے ملاقات کی نہیں ہے اگر بدیع الملک دو دن رہ
رہکر چلے جائینگے تو اچھے رہینگے نہیں بعد میں چار روز کے جیسا مجھے حکم ہوگا ویسا کرونگا۔
حبشی نے یہ تقریر سنکر کہا کہ آپ کی اجازت ہے کہ میں جاکر انکو آگاہ کردوں۔ نقابدار نے کہا کہ
مناسب ہے۔ حبشی خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک کے آیا اور اسنے عرض کیا کہ چار روز کے
بعد آپ اس لشکر کو اپنے لیکر اگر چلے جائینگے تو محفوظ بلا رہینگے ورنہ معلوم کونسی آفت لشکر
اسلام پر آئے کہ اجازت یہاں چار روز رہنے کی ہے۔ شاہزادہ کو یہ تقریر سنکر نہایت تعجب
ہوا اور فرمایا کہ دیکھا جاویگا اور حبشی نے پھر دوبارہ کہا کہ اگر آپ طبل جنگ نہ بجوائینگے تو کوئی
مقابلہ کو آپ سے نہ آئیگا۔ اور یہ کہکر حبشی رخصت ہوا اور داخل باغ ہوا۔ اب شاہزادہ
بدیع الملک نے خضران بن عمرو سے کہا تمہاری ہمیں کیا رائے ہے۔ میں طبل جنگ بجوا کر
اس نقابدار سے مقابلہ کروں یا نکروں۔ خضران نے دست بستہ عرض کیا کہ میری رائے اگر حضور
لیتے ہیں تو بعد نماز مغرب میں لے آپ حق تعالے سے دعا کیجیے کہ یہ اسرار ہم سے اور منکشف ہو
کیا عجب ہے کہ امداد غیبی ہو اور یہ حال آپ پر نمایاں ہو۔ شاہزادہ نے تقریر خضران کی سنکر
فرمایا کہ بات صلاح کی ہے۔ خیر انشاءاللہ تعالے آج ایسا ہی کیا جائیگا۔ غرضکہ وہ دن تمام کرکے
ایک چھوٹی سی مارکی برپا کرا کے قریب نماز مغرب شاہزادہ مع خضران کے اس میں

تشریف لیگئے اور نماز مغرب مین سالار خضران کے ادا کی اور بندوبست گردا گرد کی لشکر کے خضران رخصت ہو
اور شاہزادہ نے سجادۂ اطاعت پر بیٹھکر گریہ وزاری شروع کی اور عرض کرتا تھا درگاہ خالق عز وجل
مین کہ ای پروردگار عالم اے جامع المتفرقین اے رب العالمین اے خالق کل وجزا ای کریم رحیم
واسطہ تجھکو اپنے حبیب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے وصی برحق جناب علی مرتضے کا
یہ عاجز بستر میرے اوپر آشکار فرما۔ یہ کہتے تھے اور عرض کر رہے تھے کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی
اُسوقت آنکھ انکی خود بخود بند ہوگئی دیکھا انھون نے عالم رویا مین ایک بزرگوار لباس نفیس اور
خوشبودار پہنے ہوے کہ جسمین سے عجب طرح کی خوشبو پیدا تھی سرہانے سے تشریف لائے
انھون نے جھککر مجرا کیا اور عرض کیا کہ آپ نے مجھے سرفراز فرمایا۔ اس بزرگ نے ارشاد
کیا کہ تمھاری آہ وزاری اور بیقراری اور تمھارے استغاثہ نے میرے بھی قلب کو بیچین کیا اور
پروردگار عالم نے تمھاری اس فریاد کو سنا اور تیر دعا تمھارا ہدف مراد پر بیٹھا بس مجھے حکم ہوا کہ
جاؤ اس راز پوشیدہ سے آگاہ کرو اس سبب سے مین تمھارے پاس آیا یہ رقعہ مین تمھارے
سجادہ کے نیچے رکھے دیتا ہون اسمین جو لکھا ہوا ہے اوسپر تم عمل کرنا اور اسی رقعہ سے کام
کرنا۔ شاہزادہ کو یہ سنکر نہایت سرور ہوا اور عرض کیا کہ حضور کا اسم مبارک کیا ہے اگر کوئی پوچھے
تو اس سے کیا کہون کہ حضور نے مجھے ایسے سخت وقت مین یون سرفراز کیا ہے۔ فرمایا کہ تمھین میرے
نام سے کیا کام اور اس رقعہ کے ذریعہ سے تم آپ سمجھ جاؤ گے اور یہ رقعہ کہ اسمین لفظین تمھارے
مطلب کی خود بخود پیدا ہونگی۔ گو رقعہ چھوٹا ہے لیکن جب اللہم صل علے محمد کہکر پڑھو گے تمھارا
مطلب نکل آئیگا۔ یہ فرما کر ایکسر بارگاہ سے غائب ہوگئے اور بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی
دیکھا تو خضران قریب بارگی کے کھڑا ہوا ہے آپ نے بلایا اور فرمایا کہ مجھے بشارت ہوئی لاؤ وضو
کو جب پانی حاضر ہوا آپ نے وضو فرما کر نماز صبح ادا کی مع خضران کے اور رقعہ کو آپ نے ملاحظہ
کیا۔ اول اُس رقعہ مین لکھا تھا کہ یہ اسم اعظم اُسکو وہ پڑھنا جو سامنے بیابان فیروزہ نگار کے
معلوم ہوتا ہے اُسکے بعد یعنی پڑھنے کے ایک مرغ آئیگا وہ تمھین اپنی پشت پر بٹھا کر جہان لیجاوے
وہان چلے جانا جہان وہ اُتار دے پھر رقعہ کو پڑھنا اور جیسا کہ حکم ہو ویسا عمل کرنا۔ شاہزادہ بدیع الملک
اُس رقعہ کو لیکر اور خضران کو سنا کر لشکر مین آئے اور آپ نے اہل لشکر اور خضران سے یہ فرمایا کہ اگر
مجھے چار روز سے زیادہ دن گذر جاوین تو مین تمھین اجازت دیتا ہون کہ لشکر کو لیکر اس صحرائے
فیروزہ نگار سے چلے جانا اُس مقام کو کہ جہان لشکر آیا تھا۔ یہ تمھین اجازت دے چلا ہون خبردار
بعد میرے کوئی مقابلہ کرنے کا قصد نہ کرے۔ سب نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے۔ غرضکہ شاہزادہ سبکو
سمجھا کر رخصت ہوا اور خضران سے کہا کہ بھائی تم لشکر کی نگہبانی کرنا اور بہت ہوشیاری سے رہنا۔ یہ سنکر
خضران آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ کیا کہون کہ اگر میرا بھی کام ہوتا تو مین بھی آپکے
ہمراہ چلتا۔ لیکن میرا ذکر کہین اس رقعہ مین نہین ہے۔ شاہزادہ نے کہا کہ تمھارا رہنا یہان بہت مناسب
ہے۔ یہ کہکر شاہزادہ ان سب سے رخصت ہوکر کوہ فیروزہ کی جانب روانہ ہوا جب قریب کوہ فیروزہ
پہونچے تو دیکھا کہ عجب کوہ پُر تکلف معلوم ہوتا ہے یعنی جو درخت کہ اسپر فرد قسم قسم کے نظر آتے
ہین وہ عجب بہار دیتے ہین اور نسیم بہار اُن درختون سے ملکر جو جاتی ہے۔ ان درختون کے پتون کا
کھڑکنا اور عندلیبان چمن کا زمزمہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ و شہریار کی صحبت ہے اور گانے بجانے کا

شغل ہو رہا ہی۔ شاہزادہ کو ایک محویت حاصل ہوئی اور اس کوہ کے اوپر چڑھ گئے اور سامان کوہ
دیکھکر ایک مقام پر بیٹھ گئے اور معلوم ہوا کہ یہ چہچہہ طائران خوش آواز کے ہیں اور ہوا سے جو ٹہنی
ہلتی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ دف و دائرے بجتے ہیں۔ اب یہاں سے حال ملاقات ہونا
درویش سے اور آنا مرغ زرین نگار کا اور باغ عجائب کی سیر کرنا بیان کیا جاتا
ہی کہ شاہزادہ نے اس مقام پر بیٹھکر اس رقعہ کو نکالا اور جو اسماء الٰہی کہ اسیر کنندہ جنّ تھے اسے پڑھا
بعد اسکے تمام ہونے کے دیکھا کہ ایک مرغ سامنے سے زرین بال پیدا ہوا اور بخدمت شاہزادہ
بدیع الملک حاضر ہوا اور گویا ہوا کہ آپ درویش صدر نشین کی ملاقات کے لیے جو میرے پاس
آئے ہیں آپ کو لے چلوں۔ شاہزادہ کو اسکی گویائی سے نہایت تعجب ہوا اور دل میں کہا کہ
پروردگار عالم نے اسے گویا کیا ہی۔ اسکا حال جسنے پیدا کیا ہی وہی خوب جانتا ہی اور یہ کہکر اسکی
پشت پر سوار ہوے۔ مرغ لیکر انکو اڑا۔ راہ کو طی کرکے یہ قریب ایک باغ کے کہ دیواریں اسکی بہا
پر تکلف اور اونچی تھیں پہونچا اور پھر اڑکر اس پار آیا اور شاہزادہ کو اتار دیا۔ اب جو انھوں نے دیکھا
کہ تمام باغ جواہر نگار نظر آتا ہی ہر قسم کے نخل طلائی و نقرئی اور تنہ انکے الماس نگار ہیں اور پھل
بھی اسمیں جواہرات کے لگے ہوے ہیں تاک انگور جو پھیلی ہوئی تھی وہ بھی جواہر نگار تھی خوشہ
انگور کے زمین کے بوسہ لیتے تھے اور تمام زمین سونے کی تھی اسپر یہ چمن خدا کی قدرت سے
نمایاں تھا اور جسقدر طائر تھے وہ بھی سب جواہر نگار تھے۔ اور تعریف پروردگار عالم کی برقت
بہ زبان فصیح کرتے تھے اور باغ ایسا جگمگ جگمگ کرتا تھا کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ غرضکہ شاہزادہ نے
ایسا باغ دیکھکر صفت پروردگار عالم کی اور کہا کہ خالق نے ایسے بندے پیدا کیے کہ جو ایسے باغ
کی سیر میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ فرمارہے تھے کہ سامنے سے ایک شخص کہ نام اسکا جواہر جنی ہی
اور منتظم باغ بھی ہی یہ آیا اور شاہزادہ کو جھک کر اسنے سلام کیا۔ شاہزادہ نے جواب سلام دیا پس
اسنے عرض کیا کہ آپ نے اس باغ کی سیر کی۔ فرمایا کہ ہاں میں نے دنیا پر کوئی باغ ایسا نہیں دیکھا
سوائے آج کے اور پوچھا شاہزادہ نے کہ آپ کا کیا اسم مبارک ہی۔ اسنے کہا کہ میرا نام جواہر جنی
ہی اور ملازم ہوں قطب صدر نشین کا کہ جو مالک اس باغ کے اور میرے ہیں۔ شاہزادہ نے
فرمایا کہ یہ عظمت کسطرح سے پروردگار عالم نے عطا فرمائی۔ جواہر جنی نے عرض کیا کہ یہ رفیق خاص
حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے ہیں۔ بعد وفات جناب سلیمان علیہ السلام انکو دنیا سے
نہایت ہی نفرت ہوئی اور بلکہ اہل دنیا سے بھی چندے انھوں نے عبادت پروردگار عالم میں
بسر کی اور ریاضت کیا اسکا یہ پھل پایا کہ پروردگار نے ایسا باغ انھیں اپنی قدرت کاملہ سے عنایت
فرمایا اور اب بھی انکو عبادت خدا سے فرصت نہیں ہی۔ ہر طرح کے کمالات جناب احدیت
نے انکو عطا فرمائے ہیں اور کیا مجال ہی کہ کوئی طائر بھی اس قصر کو طی کرکے نکل جائے اگر کوئی طائر
اڑکر آ بھی جاتا ہی تو وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑتا ہی یہ آپ ہی کے واسطے تھا کہ الماس جنی
اس باغ میں آپ کو اتار گیا لہذا یہ بھی ملازم قطب صدر نشین کا تھا اسکو یہاں سے نکال دیا
اور یہ بصورت مرغ ہوکر آپ کے پاس آیا اور اگر آپ اسکی بھی سعی فرمائینگے تو کیا عجب ہی کہ آپکے
فرمانے سے اسکی بھی خطا معاف ہو جاوے۔ شاہزادہ نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا
یہ کہکر جواہر جنی رخصت ہوکر خدمت میں قطب صدر نشین کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ صاحبقران

ثالث تشریف لائے ہین- یہ رقعہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کہ انکو بشارت ہوئی ہے اور رقعہ انکو دیا اور بذریعہ اُس رقعہ کے مرغ زرین پر سوار ہوکر تشریف لائے ہین- قطب صدر نشین نے کہا کہ جاؤ اور لے آؤ پس جواہر جنی خدمت مین شاہزادہ کے آیا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلیے آپ کو قطب صدر نشین صاحب نے یاد کیا ہے- یہ مع جواہر جنی برابر اُس گنبد کے جو پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت پرتکلف بنا ہوا ہے اور تمام جواہرات بیش بہا مین جڑے ہوے ہین- جسکے باغ کی تعریف ناممکن تھی اُسکے گنبد کی کیا تعریف ہو سکتی ہے اور انھون نے تمامی عمر ایسا باغ نہین دیکھا تھا- اور دو ملازم در گنبد پر استادہ ہین- جواہر جنی جو انکے ہمراہ تھا وہ لیکر انکو بخدمت قطب صدر نشین پہونچا- قطب سروقد اُٹھ کھڑا ہوا اور انکی بہت تعظیم و تکریم کی اور جاے عمدہ پر انکو بٹھایا- بعد مزاج پرسی کے شاہزادہ نے کہا کہ آپ اہل دنیا سے نہین ملتے اور تنہائی آپ نے پسند کی- قطب صدر نشین نے کہا مصرع- ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را + اے صاحبقران اہل دنیا کے فریب اور مکر مین نے جو دیکھے تو نہایت ہی بُجھے قبیح معلوم ہوے اور یہ قصد کیا کہ یہ تھوڑی عمر میری عبادت پروردگار عالم مین بسر ہو جاوے یہ اُسکی عنایت ہے کہ اُسنے ایسا سامان میرے لیے مہیا کر دیا یہ اُسکی خاوندی ہے اور آپ کے تشریف آوری کا باعث بھی سمجھ گیا اور یہ کہکر جواہر جنی سے فرمایا کہ طلحہ بن لندھور اور اسمار قوی بازو اور عازم صف شکن ان سبکو لے آؤ- اُسی وقت یہ تینون قیدیون کو لے آئے- اب انھون نے دیکھا کہ عازم صف شکن تو بقید شدید مبتلا تھا اور یہ دونون بلا قید تھے- اس باغ کو جو ان لوگون نے دیکھا نہایت ہی وجد کیا اور شاہزادہ بدیع الملک کو جو پہلوے قطب صدر نشین مین فروکش دیکھا تو طلحہ بن لندھور نے اسمار قوی بازو سے کہا کہ واقعی میرے آقا کا کیا مرتبہ ہے- شاہزادہ نے قطب کی جانب کو دیکھا اور کہا کہ یہی دونون ملازم میرے ہین- ان دونون نے جھکجھک کر شاہزادہ اور قطب کو سلام کیا- قطب نے بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ دونون سلام کرکے بیٹھ گئے اُسوقت عازم صف شکن نے قطب سے عرض کیا کہ اے قطب حق آگاہ مین چاہتا ہون کہ ملازمون اور غلامون مین شاہزادہ کے شمار کیا جاؤن اور کلمۂ حق حضور مجھے تعلیم فرمائیں اور مین لعنت کرتا ہون دین کفر پر- معلوم ہوا کہ حق پرست آپ ہی لوگ ہین- یہ سُنکر قطب صدر نشین نے اسکی جانب اب جو بغور دیکھا تو طوق و ہتھکڑیان خود بخود کٹ گئین اور اسکے قدمون کے بوسے لینے لگین اور بیڑیان الگ جدا ہو گئین کیونکہ یہ دائرہ اسلام مین آگیا تھا- قطب نے شاہزادہ سے کہا کہ کلمہ تلقین فرمایئے آپنے کلمہ تلقین فرمایا- یہ کلمہ پڑھکر ازسرِ صدق مسلمان ہوا اور اُٹھین دونون یعنی طلحہ بن لندھور اور اسمار قوی بازو کے پاس یہ بھی بیٹھ گیا- قطب صدر نشین نے جواہر جنی سے اشارہ کیا کہ دسترخوان بچھاؤ- جواہر جنی نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر دوسرے کمرہ کی جانب روانہ ہوا اور بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کیا کہ چلیے اور خاصہ تناول فرمایئے- یہ سُنکر قطب مع شاہزادہ اور اُن لوگون کے اُٹھے اور اُس مقام پر آئے اب جو انھون نے دیکھا تو جتنے ظرف وہان ہین وہ سب جواہر نگار ہین اور جتنے کھانے ہین سب جواہر کے معلوم ہوتے ہین- شاہزادہ مع قطب و اپنے ملازمون کے آکر بیٹھے تو قطب نے کہا کہ بسم اللہ نوش فرمایئے- مگر شاہزادہ حیران تھا کہ یہ تو سب جواہر کا معلوم

ہوتا ہی لیکن بسم اللہ کرکے انھون نے کھانا شروع کیا مگر جو نوالا کھاتے تھے وہ اس ذائقہ کا تھا کہ
انھون نے کبھی نہین کھایا تھا نہایت ہی صفت شاہزادہ نے کی۔ قطب نے کہا کہ یہ سب عنایت
اُس پروردگار عالم کی ہی کہ وہ پتھر مین بھی ذائقہ دیدیتا ہی غرضکہ کھانے سے فراغ حاصل کرکے
اپنے مقام پر آئے۔ اُسوقت شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ الماس جنی جو مجھے لیکر آیا تھا اس سے
کیا قصور ہوا کہ جو راندۂ بارگاہ جناب ہوا اور یہ نقابدار گلگون پوش کون ہی کہ جو طلسمی پہلوان
کو اسیر کرکے باغ فیروزہ نگار مین لیگیا تھا اسوقت قطب نے یہ حقیقت ظاہر کی اور بیان کیا
کہ وہ جو نقابدار گلگون پوش ہی نام اُسکا سلیمہ بانو ہی یہ بے وارث ہوگئی تھی ہم نے اُس
کی خاطر سے وہ باغ اور وہ صحرا آراستہ کیا ہی اُسمین وہ رہتی ہی اور ایک قسمی زنانیا سنہری نسخہ
کی لکھدی کہ کوئی پہلوان دنیا کا اگر اس سے آکر ہم مقابل ہو تو بفضل تعالے ہرگز اوس پر بھی غالب
آسکے یہ باعث اُسکے زیر کرنے کا ہوا۔ اگر آپ پسند کرین تو آپ اُسمین آپکی بھی نذر کرون شاہزادہ
نے عرض کیا کہ جناب مین مرضی خداوند عالم پر ہون کہ جو اُسنے زور مجھے عنایت کیا ہی وہ کیا کم
ہی اور آپکی یہ بھی عنایت ہی جو آپنے ارشاد فرمایا اور خداوند عالم نے میرے تمام خاندان کو قوت
عنایت فرمائی ہی۔ صاحبقران اول نے اسکو نہین پسند کیا اور دوسرے صاحبقران دوم نے
بھی نہین منظور کیا اور اب مین صاحبقران سوم ہوتا ہون مین بھی اسکو نہین منظور کرتا ہون اسقدر
امیدوار ہون کہ آیندہ جو کبھی مجھپر سختیان واقع ہوجاوین اُسمین جناب مدد فرمائین۔ قطب
صدر نشین نے جو یہ کلمات جرأت آمیز سنے نہایت تعریف کی اور کہا کہ مین ایک تعویذ آپ کو
دیتا ہون کہ جسوقت آپ کو میری ضرورت ہو اُسوقت مجھے آپ یاد فرمائیگا مین فوراً اس مقام
پر پہونچ جاؤنگا۔ یہ کہکر درویش نے قلمدان اپنا منگایا اور ایک تعویذ بہت لکھا اور شاہزادہ
کو دیا۔ انھون نے اُس تعویذ کو لیکر سلام کیا اور پھر یہ پوچھا کہ تعویذ تو مین نے پایا مگر الماس جنی
کی خطا مجھپر نہ معلوم ہوئی۔ درویش نے فرمایا کہ نقابدار گلگون پوش یعنے سلیمہ بانو پر یہ کمبخت
عاشق ہوا اور راز اُسنے اپنا مجھپر ظاہر نہ کیا اور پوشیدہ کیا اور اُس سے سوال کیا جب اسکی
حقیقت سے مین ماہر ہوا تو مجھے نہایت صدمہ ہوا کیونکہ یہ سب کے سب قوم اجنہ سے ہین اور میری
بھی قوم جن سے ہون اسنے مجھسے کیون نہ بیان کیا۔ مین نے اسے اپنے باغ سے نکالدیا ہی
شاہزادہ نے عرض کیا کہ میری خاطر سے اب اسکے قصور کو معاف فرمائیے اور سلیمہ بانو کے ساتھ
اسکا عقد بھی ہونا مناسب ہی اور مین یہ پوچھتا ہون کہ سلیمہ بانو کو یہ نیزہ بازی اور گردبازی
کسنے تعلیم کی کہ طلسمی سا نیزہ باز اور اُسکے نیزہ کو نکالدیا۔ قطب نے ہنسکر کہا کہ یہ تاثیر اُسی تختی
کی ہی اور یہ تعلیم جواہر جنی کی ہی جو سامنے کھڑے ہین کہ انھون نے بڑے بڑے لوگون کو دیکھا
ہی اور سیکھا ہی کہ جب کہ مین نے اہل دنیا سے پردہ کیا یہ بھی میرے پاس چلے آئے اسی سے سلیمہ بانو
کو اُس مقام پر رکھا ہی کہ وہ ہمسے ہمکلام نہ ہو اور اسی وجہ سے اُسکے لیے باغ فیروزہ نگار
الگ ہوا دیا اور مین اہل دنیا سے علٰحدگی چاہتا ہون۔ شاہزادہ نے عرض کیا کہ الماس جنی کی
خطا کو معاف فرمائیے۔ قطب نے بلاکر اسکی خطا کو معاف کیا اور جواہر جنی کو اجازت دی کہ اسکا
عقد کل شب کو ہمراہ سلیمہ بانو کے آپ بچشم دیکھیے گا۔ جواہر جنی نہایت خوش ہوا اور الماس جنی
بھانجا جواہر جنی کا تھا قطب نے حکم دیا کہ جتنے خیمے ہین باغ فیروزہ نگار مین اُنکو بخاطر شاہزادہ

بدیع الملک رہا کر دیا اور فہمائش کر دیا کہ اب اس بیابان میں آکر کبھی اس قسم کی سرزنش
نہ کرنا نہیں تو سزا پاؤ گے۔ جواہر جنی سے کہا کہ بہت خوب۔ شاہزادہ بدیع الملک نے یہ کلام
سنکر نہایت ہی شکریہ قطب صاحب کا ادا کیا اور عرض کیا کہ لشکر میرا بہ انتظار میرے پڑا ہوگا اور
میرے انتظار میں خضر ان کے عیار میرا بہ نہایت پریشان ہوگا۔ قطب نے یہ کلام سنکر فرمایا کہ بہت
زیادہ آپ کو روک نہیں سکتا جیسی مرضی مبارک ہو اور یہ کہکر چار ورق کاغذ کے نکالے اور کچھ
کچھ لکھا کہ وہ مثل تخت کے ہو گئے۔ شاہزادہ سے فرمایا کہ آپ انھیں تختون پر چارون آدمی بیٹھیے
اور یہ اسم آپ پڑھیے کہ یہ اسم جناب سلیمان کا ہے۔ اسکی وجہ سے تو اسباط مہیا تھا مگر
خداوند تعالی کے نام کی برکت سے یہ تم آپ کو جہان کہیے گا پہونچا دینگے یہ کہکر وہ اسم ان چارون کو
تعلیم کیا اور یہ کہا کہ لشکر میں پہونچکر اس کاغذ کو دھو ڈالیے گا کیونکہ نقش اسکے مٹ جاینگے اور یہ اسم
بھی آپ کو نہ یاد رہینگے کیونکہ مین نے آپ کو یہ اسم بخشے نہیں ہین۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ یہی
خوب ہے کہ ہم انکو بھول جائین یہی ہمارے لیے مناسب ہے۔ اب شاہزادہ نے بندا اور سلام کیا
درویش یعنی قطب صدر نشین نے گلے سے لگایا اور کہا کہ بعد ان قضیون کے تمہارا قصد ہو کہ
مین خانہ کعبہ پہونچون۔ حال نیت شاہزادہ کو جو بیان کیا تو شاہزادہ پر اور بھی انکا ذاتی ظاہر
ہوا۔ غرضکہ شاہزادہ مع ان چار آدمیون کے تخت پر الگ الگ بیٹھے اور وہ اسم پڑھنا شروع
کیا یہ چارون تخت اونچے ہوے۔ شاہزادہ نے کہا کہ ہمکو ہمارے لشکر مین پہونچا دو۔ یہ
چارون دیوارہاے باغ کو طی کر کے لشکر کی جانب کو چلے۔ یہان فوج مین سب کو انتظار تھا
کہ آج دوسرا دن ہے کہ شاہزادہ کی خبر نہین معلوم ہوئی۔ خضر ان کبھی کوہ فیروزہ پر آتا تھا اور
کبھی جھپٹ کر دروازہ باغ فیروزہ نگار کو دیکھتا تھا کہ دیکھا اسنے بہت سے لوگ اس باغ سے
نکل کر چلے آتے ہین اسنے دیکھا اور قریب پہونچکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے ہو اور یہان
کیونکر رہتے ہو۔ انھون نے کہا کہ جو بے ادبی ہم سے ہوئی تھی اس صحراے فیروزہ نگار مین اسکی
پاداش مین ہم قید ہوتے تھے لیکن صاحبقران بدیع الملک جب درویش صاحب کے پاس
تشریف لیگئے سو انھون نے ہم گرفتارون کی رہائی کے لیے سعی فرمائی۔ ہم سب انکی وجہ سے رہا
ہوے اور دین اسلام ہم لوگون نے بھی قبول کیا اور جواہر جنی نے کلمہ ہم لوگون کو تلقین فرمایا
اور ہم مسلمان ہوے۔ خضر ان کو یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیے جو
طرف لشکر کے آیا اور اہل لشکر کو یہ خوشخبری سنائی تمامی اہل لشکر نہایت خوش و مسرور ہوے۔ یہ
ذکر یہان ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے بدیع الملک اسی طبقات لباس پر بیٹھے ہوے بردوسے ہوا پر چلے آتے
ہین تمام اہل لشکر برائے استقبال گئے اور شاہزادہ لباس پر سے اترا اور داخل بارگاہ ہوا۔ سب نے
خضر ان کو اور تمامی افسران فوج کو گلے سے لگایا سب کے سب نہایت خوش ہوے اور سب نے
عرض کیا کہ یہ کیا اسرار الٰہی تھا ہم پر بھی اگر مناسب ہو تو منکشف فرمائیے۔ شاہزادہ نے جانا
مرغ زرین پر اول ملاقات کا ہونا جواہر جنی سے اور پھر جانا قطب صدر نشین کے پاس اور انکی
مہربانی و شفقت کا حال بیان کیا۔ اور تعویذ کا ملنا یہ سب ارشاد کیا۔ نہایت خوشی اہل لشکر کو ہوئی
اب شاہزادہ نے عازم صف شکن کی نہایت تعریف کی اور پوچھا عازم صف شکن سے شاہزادہ
عالی وقار نے کہ ہم تمہارے واسطے خیمہ برپا کرائے ہین۔ اسنے عرض کیا کہ حضور بہلول شیر شکار جنگجو

جری اور بہادر ہے اور یہ مالک قلعہ سکندریہ ہے اور اولاد رستم سے ہے اور مالک دو لاکھ فوج کا ہے چنانچہ میں
سپہ سالار لشکر ہوں اگر ارشاد عالی ہو تو یہ تابعدار سراپا انکسار جاے اور بادشاہ کو بھی آگاہ کرے
اور رہائی کی کیفیت بیان کرے اور ہدایت کروں کہ وہ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہے اور کیا عجب
ہے کہ وہ دائرہ اسلام میں آجائے اور نہیں تو جو لوازم میرے ذہن میں ہونگے اپنے ہمراہ لیکر چلا آؤں
شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمھیں امید ہے تو خیر ورنہ میں کسی ایلچی کو روانہ کرتا ہوں۔ اسنے عرض کیا کہ
میرا ہی جانا بہت مناسب ہے۔ شاہزادہ نے اسکو مرکب خوشنما اور دو سو آدمی اسکے ساتھ کرکے اسکو
قلعہ سکندریہ کی جانب کو روانہ کیا یہ تو اُدھر جاتا ہے اور شاہزادہ یہاں با انتظار عازم صف شکن
منتظر ہوتا ہے۔ اب حال عازم صف شکن کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ قریب قلعہ سکندریہ
کے پہونچا خبر اسکے آنے کی بہلول شیر شکار کو ہوئی اسنے برائے استقبال چقماق وزیر اور چند
افسران فوج کو بھیجا۔ ان سب نے آن کر اسکا استقبال کیا اور بخدمت بادشاہ لائے۔ بادشاہ
بھی نہایت خوش ہوا اور حال رہائی اسنے پوچھا اسنے ساری حقیقت شاہزادہ بدیع الملک
کی اور درویش قطب صدر نشین کی بیان کی اور سیر باغ بیان کی اور رہائی اپنی مع تمام قیدیوں
کے بخاطر بدیع الملک بہت بسط کے ساتھ بیان کی اور عرض کیا کہ دین اسلام سب سے اچھا دین
ہے [illegible] اخلاق ہیں اسی سے یہ کھلتے اور کھلتے ہیں۔ بہلول شیر شکار نے یہ کلام سنکر
کہا کہ کیا تیرا بھی ایمان کچھ بدل گیا اور خداوند لات اعلی اور [illegible] ہبل اور خداوند شمائل
من لفان خداوندی سے کیا تو پھر گیا۔ اسنے کہا کہ خداوند میں نے جو خیال کیا انکی کوئی حقیقت
اور ہستی نہیں ہے بلکہ یہ لوگ خراب کنندہ بندگان خدا تھے اور میں واقعی امر ہے کہ دل سے میں نے
ان [illegible] ہیں جو شاہزادہ عالی مرتبت کا ہے اسکو میں نے ضرور اختیار کیا اور
[illegible] حضور بھی اس دین باطلہ کو ترک کیجئے اور اسپر لعنت بھیجے اور دین حق
اختیار فرمایئے۔ یہ سنکر بہلول شیر [illegible] اپنے تخت پر گرجا اور پکارا کہ لائق [illegible] تو نے یہ کیا کہ
اور چقماق وزیر سے کہا کہ تو نے کلام اس بدانجام کا سنا میں حکم دیتا ہوں کہ اسکو اسیر کرو۔ بس
[illegible] اسنے فوج اور لشکر کو اشارہ کیا بادشاہ نے جو حکم دیا ہے تعمیل حکم شاہی کرو۔ لوگ اسکی
گرفتاری کو چلے یہ بھی اپنے دنگل پر سے کود پڑا اور اسنے تیغ آبدار کو کھینچا اور یہ کہا کہ اسے
بادشاہ بدلا نیکی کا یہی ہے کہ میں نے تجھے راہ راست پر لگایا مگر افسوس ہے کہ تیری قسمت میں یہ نیکی
نہیں ہے ادھر سے یہ لوگ بڑھے اور انکی اسپر تلوار چلنے اور یہ بھی لڑنے لگا اور یہ لڑتا ہوا صحن
بارگاہ میں آیا اسکے خادم نے جلدی سے مرکب لاکر حاضر کیا۔ یہ پشت مرکب پر بیٹھا اور مشغول
جنگ ہوا وہ جو دو سو آدمی اسکے ہمراہ تھے وہ بھی تلواریں کھینچکر کفار پر آگرے اور یہ لڑتا ہوا
دروازہ بارگاہ کے باہر ہوا اور یہاں بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ نکل کر جانے نہ پاوے اب ایک
فوج کا مجمع اسکے گرد ہو گیا مگر یہ مع اپنے ہمراہیوں کے جواب دے رہا تھا اور دعا کرتا تھا کہ پروردگار
عالم اگر میں قتل ہو جاؤں تو میری لاش بخدمت شاہزادہ عالیوقار پہونچ جاوے کہ میں دفن
ہو جاؤں اور شاہزادہ عالیوقار اپنے ہاتھ سے مجھے دفن کردیں یہ دعا کر رہا تھا کہ یہاں چند ہرکاروں
نے شاہزادہ بدیع الملک کو خبر دی اور سارا حال بددعا دینے کا عرض کیا۔ شاہزادہ نے آپ
قصد کیا تھا کہ طلحہ بن لندھور نے عرض کیا کہ غلام کے ہوتے آقا کو جانا مناسب نہیں۔ یہ کہکر

طلحہ نے اپنی فوج کو حکم دیا اسیوقت تمام فوج اسکی بہت جلد تیار ہو گئی طلحہ سلام کر کے اور گھوڑے پر سوار ہو کر طرف قلعہ سکندریہ کے روانہ ہوا اور بہت تیزی کے ساتھ یہ چلا آتا ہے اور عازم صف شکن پہلوان قیمص کشتی گیر کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا تھا اور اسپر چند تلواریں پڑ چکی تھیں یہ زخم کھا کر گھوڑے پر جما رہا تھا اور شیر غران کے مثل اُن کفار سے لڑ رہا اور حملہ کر رہا تھا اور بیاد شاہزادہ شعر پڑھتا تھا - شعر - کیوں اے باد صبا مر ہی شہید اپنا + کوچہ یار میں گر ہو کبھی جانا تیرا + اور کبھی یہ کہتا تھا اہل فوج سے کہ تم ہمارے ہمیشہ ماتحت رہے اور آج ہم اپنی تیغ آزمائی آزما رہے ہو بس اتنا کرنا کہ جب ہم مر جائیں تو یہ کرنا - شعر - ہماری لاش پھر اے یہ کرنا دفن لیجا کر + چراغ صدق رکھدیگا کوئی گور غریبان پر + ایسے کلمات یاس آمیز کہہ رہا تھا کہ دیکھا بقدرت پروردگار کہ ایک بگولہ گرد صحرا سے پیدا ہوا - اب جو اس گرد کا شگافتہ ہوا تو آواز نعرہ کی پیدا ہوئی کہ میں طلحہ بن لندھور بن سعدان اے کافران بے ادب میں آپہونچا ہوں تمہاری بے ادبی کی سزا دینے کو - یہ کہکر اور تلوار کھینچ کر مع اپنی فوج کے کہ جو چالیس ہزار تھی حملہ آور ہوئے اور ایک ہی حملہ میں انھوں نے مع اپنی فوج کے ہزارہا کو داخل جہنم کیا اور مرکب جھکا کر عازم صف شکن کے برابر پہونچ گئے اور کہا کہ اے برادر خاطر جمع رکھنا کہ میں آپہونچا اور شاہزادہ کو بہت بڑا تیرا خیال ہے عجب نہیں کہ خود بھی تشریف لائیں یہ سنکر اسے ایک نہایت سرور اور مسرت حاصل ہوئی کہ ایک قیمص کشتی گیر نے آواز دی کہ اے طلحہ بن لندھور میری حیات میں تم چاہو کہ اسکو زندہ لیجاؤ اور خود زندہ پھر جاؤ یہ ممکن نہیں یہ کہکر اور مرکب جھکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور نیزہ دست چپ سے اُٹھا کر اور داہنے ہاتھ میں پکڑ مارا طلحہ نے اُس تیغ آبدار سے اُسے قلم کیا - اُسنے تیغہ آبدار کا وار کیا - طلحہ نے اُسکی تلوار کو سپر پر کاٹ کر اپنے سر پر سے اُس بلا کو دفع کیا اور پکارے - شعر

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + بیم شادی از دل فراموش کن +

یہ شعر پڑھکر اب جو انھوں نے تیغہ آبدار کا وار کیا اُسنے ڈھال کو اُس ڈھال ہاتھ سے چہرہ کی پناہ کیا - لیکن یہ برق قہر بار اب جو اُس ابر سیاہ پر گری تو مثل قرص پنیر کے کاٹا اور دو پرالے - طلحہ بن لندھور نے اب جو بقوت تمام جھٹکا مارا تو سر سے گذر کر تا بسینہ اُتر گئی اور پوست قاش زین کا لیکر الگ ہوئی کہ لاش اسکی دھم سے زمین پر گری اور غوغا ہوا کہ قیمص کشتی گیر کو طلحہ نے قتل کیا اور عازم صف شکن کو ہمراہ اپنے لیے جاتا ہے - یہ کلام اُس بد انجام یعنی بادشاہ نے جو سنا نہایت اسکو غصہ آیا اور اُسی وقت اُسنے اپنا گھوڑا طلب کیا اور جلدی سوار ہو کر واسطے مقابلہ طلحہ بن لندھور روانہ ہوا اور پہونچکر آواز دی کہ اے تو نے بڑا غضب کیا کہ قیمص کشتی گیر کو قتل کیا کہ وہ میرا بڑا سردار تھا اور اس ناہنجار عازم صف شکن کو چھڑائے لیے جاتا ہے دیکھو تو میں کیسی بلائے ناگہانی اور بجلی آسمانی تجھپر ڈالتا ہوں بس یہ سنکر دیکھا کہ ایک کھڑکھڑاہٹ فلک پر پیدا ہوئی اور پہلو میں خضران بن عمرو بھی شکل تبدیل کیے ہوئے موجود تھے انھوں نے آواز دی کہ اے طلحہ کچھ دعا پڑھو کہ کوئی آفت آسمان سے آیا چاہتی ہے بس یہ کلام پورا ادا ہوا تھا کہ ایک بجلی کڑکی اور کڑک طلحہ کے سامنے گری اور اُس سے دو پنجہ پیدا ہوئے ایک پنجہ نے طلحہ کو اور دوسرے پنجہ نے عازم صف شکن کو اُٹھا لیا خضران یہ معرکہ دیکھ کر نہایت پریشان ہوا اور فوج کو اسکی فوج سے علیحدہ کیا لیکن بہلول غیر شکار کہ اس پنجہ کے گرنے سے حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہوئی اور یہ کیا سبب ہوا - اپنی فوج کو لیکر

بہلول اپنے قلعہ کی جانب کو چلا اور خضران بن عمرو فوج طلحہ بن لندھور کی اپنے ہمراہ لیکر بخدمت
شاہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا اور سارا حال لڑائی کا اور جرأت طلحہ بن لندھور کی اور تمیعش کشتی گیر
کا مارا جانا اور دو پنجوں کا گرنا اور طلحہ کا اور عازم صف شکن دونوں کا اٹھا لیجانا بیان کیا۔ شاہزادہ
کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے یہ فعل کسی ساحرہ کا ہے اور ہماری جان اپنے ساحروں
سے بھی نہیں معلوم ہوتی ہے یہ کہکر آپ ہی حکم دیا کہ کل لشکر قلعہ سکندریہ پر چلے۔ اسی وقت تیاری
ہوگئی اور اس راہ کو طے کرکے صحرائے سنگ ریگ میں پہونچکر شاہزادہ عالی مرتبت نے خیمہ و بارگاہ
اپنے برپا کرائے اور سب سردار وغیرہ اپنے اپنے خیمہ اور خرگاہ میں اترے اور سب نے آکر شاہزادہ کو
مجرا کیا اور اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے۔ شاہزادہ نے ایک نامہ بنام بہلول شیر شکار لکھا
اور بعد حمد خدا اور نعت رسول کے مضمون یہ تھا کہ اے بہلول شیر شکار میں تجھکو مرد سپاہی
سمجھے ہوئے تھا لیکن اس فعل سے مجھے معلوم ہوا کہ تو نہایت بزدلا اور نامرد ہے کہ پنجوں سے
سرداروں کو اٹھوا لیتا ہے اور ساحروں کے بھروسہ پر مقابلہ کرتا ہے۔ یہ نامہ لکھکر آپ نے رکھ دیا
اور فرمایا کہ کوئی ہے ایسا کہ جواب باصواب اس نامہ کا بہلول شیر شکار سے لے آئے اور گزند نہ
نامہ بر نہ آنے پائے۔ یہ سنکر اسمار قوی بازو اپنے دنگل پر سے اتر پڑا اور عرض کیا کہ اس خدمت
کو انشاء اللہ تعالے غلام بجا لائیگا اور یہ کہکر رسم جام جو ہوتا ہے اسنے اسکو پیا اور سپر وغیرہ سے اپنے
کو آراستہ و پیراستہ کرکے اور وہ نامہ لیکر طرف بہلول شیر شکار کے چلا اور بارہ ہزار فوج کو اپنے
ہمراہ لیا راہ کو طے کرکے جب قریب بارگاہ کے پہونچا اور یہ خبر بہلول شیر شکار کو معلوم ہوئی کہ نامہ دار
آیا ہے اسنے چقماق وزیر کو حکم دیا کہ جا کر نامہ دار کو لاؤ۔ یہ برائے استقبال گیا اور نامہ دار کو لیکر داخل
بارگاہ سلطانی ہوا۔ بہلول نے اسمار قوی بازو کو دنگل پر بیٹھنے کا حکم دیا اسنے موافق رسم فدایان
صاحب سلامت کی۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ ساقی نے جام شراب بحکم بہلول پیش کیا اسمار نے کہا کہ ہم
اس شراب کو نہیں پیتے اسوجہ سے کہ تم کافر ہو فقط جواب نامہ لینے کو ہم آئے ہیں اور نامہ میں چار
کلمہ سخت اور چار کلمہ درشت لکھے ہیں تمھیں لائق یہ ہے کہ اس کاغذ سے کچھ بے ادبی نہ کرنا بہلول
شیر شکار نے اس نامہ کو لیا اور پڑھا اور نہایت متعجب ہوا۔ اور اسنے پشت نامہ پر یہ لکھا کہ میں قسم
کھاتا ہوں کہ اسوقت تک مجھے اس پنجہ کا حال معلوم نہیں ہے۔ میں نے تمیعش کشتی گیر کی لاش
کو ڈھونڈھوایا تو اسکی لاش بھی میدان کارزار میں نہ ملی میں خود اسمیں حیران ہوں لیکن چقماق
وزیر کی زبانی یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمیعش کشتی گیر کے پاس کوئی ساحرہ آئی تھی اور وہ اسپر عاشق تھی بلکہ
اکثر کشتیوں میں بمدد ساحرہ مذکورہ کے یہ زبردست رہا ہے اور اگر رستم بھی ہوتا تو زیر ہو جاتا اب مجھپر
یہ کیفیت ظاہر ہوئی ورنہ میں اس سے بالکل بے خبر تھا اور جو کچھ آپنے لکھا بہت بجا لکھا آپ کو یہ
امر معلوم نہ تھا میں مقابلہ آپسے اس طرح کرونگا کہ جس طرح پہلوان پہلوان سے اور بہادر بہادر
سے مقابلہ کرتا ہے اور حستہ شمیم اپنے عیار کو میں نے حکم دیا ہے کہ تو اس واقعہ سے مجھے باخبر کر
دو کل سے اسی کوشش میں گیا ہوا ہے اگر حال اسکا معلوم ہو جاویگا تو اس ساحرہ سے خود مخالف
ہونگا اور میں اس لڑائی کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ میں بھی اولاد رستم سے ہوں۔ ایسی رکیک باتوں
کو اور ایسے نامردی پن کو میں بھی ذلیل سمجھتا ہوں اور نامہ میں نے کل پڑھا اور اسکا جواب
یہ ہے کہ میں طبل جنگ آج کے تیسرے روز بجواؤنگا آپ مجھسے مقابلہ فرمائیے۔ انشاء اللہ تعالے

آپ کو داد مردی و مردانگی کی دونگا یہ کہکر اسنے نامہ اسمار قوی بازو کو دیا اور کہا کہ جو کچھ کہ شاہزادہ نے
لکھے وہ اس حرکت ظاہری پر لکھے کہ جس سے مین واقف نہ تھا مین نے اُن کلمون پر نگاہ تو کی لیکن
اُسکا بدلہ نہین چاہا اور خلعت منگوایا اور اسمار قوی بازو کو عنایت کیا اور زر و جواہر کی کشتیان
بھی دین اور یہ کہا کہ تمکو ہمارے خلعت اور ہدیہ سے انکار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ہم بھی سپاہی ہین
اور بادشاہ اس قلعہ کے اسمار قوی بازو نے قبول کیا اور جو لوگ کہ ہمراہ تھے اُنکو حکم دیا کہ خلعت
وغیرہ سب خدمتگارون اور چوبدارون کو تقسیم کر دو تم ہمراہیون نے سب مال و اسباب و خلعت اُن
لوگون کو جو ملازم بہلول شیر شکار تھے دیدیا بہلول شیر شکار نے پوچھا کہ تمھین تو تمھین دیا اور
تمنے اُسے تقسیم کیا۔ کیا قبول نہین کیا۔ اسنے عرض کیا کہ مین ایسے سخی کا ملازم ہون کہ مجھے کسی
مال کی پرواہ نہین ہی مین نے آپکا کہنا کر لیا۔ بہلول شیر شکار خوش ہو گیا اور اسمار قوی بازو بادشاہ
اور اہل بارگاہ سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہو کر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوا یہان
مہتر خضران نے بھی اُس مال مین لوٹ مار کر لی تھی یہ پیشتر بارگاہ مین آکر پہونچے اور نہایت تعریف
اسمار قوی بازو کی نامہ داری کی کی اور کہا کہ بخیر و خوبی آپکا نامہ پیش کیا اور جواب نامہ لیکر آتا ہی
شاہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور اسمار قوی بازو کا استقبال کرایا اور داخل بارگاہ ہو کر اسنے
جواب نامہ پیش کیا اور اپنے دنگل پر سلام کر کے بیٹھ گیا۔ شاہزادہ مضمون نامہ سے واقف ہو کر
خضران کی جانب متوجہ ہوا اور فرمایا کہ یہ کیا سبب تھا۔ عرض کیا کہ جب اُسکو خود نہین معلوم ہی تو
مین کیا سمجھ سکتا ہون فرمایا کہ اگر تم خبر قلعہ کی اور عازم صف شکن کی لاؤ تو مین تمھین لاکھ روپیہ
دیتا ہون۔ خضران نے ہنسکر کہا کہ کوچا پا زبان سے کہدیا جب دینے کا وقت آتا ہی تو حیلہ و حوالہ ہوتے
ہین یہ مثل مشہور ہی کہ چاندی دیکھے چھینا اور مکھ دیکھے بیوہار۔ اگر یہ منظور ہی تو رقعہ عنایت
ہو۔ شاہزادہ نے ایک رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھ دیا اور فرمایا کہ بعد فتح قلعہ سکت روپیہ کے دونگا یہ سن
اسباب عیاری اپنے تن پر آراستہ کر کے خضران بھی تلاش مین اُس ساحرہ کے اور ڈھونڈھنے
سردارون کے روانہ ہوئے۔ احوال شمیم پرندہ کا کہ وہ عیار بہلول شیر شکار ہی بیان کیا جاتا ہی
کہ یہ تلاش کرتا ہوا قریب ایک باغ کے پہونچا وہان دیکھا کہ کچھ لوگون کی آمد و رفت معلوم ہوتی ہی
اسنے بھی اپنی شکل کو تبدیل کر کے مثل اُنھین عورتون کے بگڑا اندر باغ کے آباد دیکھا اُسکے بیچ ماتم
چمن مین ایک عورت بطرق سوگوار ایک قبر پر بیٹھی ہی لیکن ساحرہ معلوم ہوتی ہی اسنے اُن عورتون
سے دریافت کیا کہ یہ ملکہ کب تک یہان فروکش رہتی ہین اور یہ سامان کیا ہی اُن عورتون نے کہا کہ
کیا تو اس باغ مین کبھی آئی نہین جو تو ہمسے پوچھتی ہی۔ یہ آواز ساحرہ نے بھی سُنی پوچھا کہ یہ کون ہی
اسنے بڑھکر عرض کیا کہ مین بھی آوارہ و سرگشتہ ہون کیونکہ مجھے کشتی گیر جب سے کہ مارا گیا اور اُسکی
لاش کا پتہ نہ لگا تو مین روتی ہوئی ڈھونڈھتی پھرتی ہون کیونکہ مین اُسکی بہن ہون جب وہ مارا گیا
تو افسوس ہی کہ مین نے اُسکی لاش بھی نہ دیکھی اور اُسکی مٹی مین شریک نہ ہوئی۔ شعر۔ نہ پوچھ
اہل محشر ہمسے دیوانون کی بیتابی + یہان مجمع سنا بان بھی تلاش یار مین آئے + یہ کلام سُنکر
لاہوت جادو نے کہا کہ اے بہن یہ قبر اُسی کی ہی اور مین اُسی کی سوگ نشین ہون اور یہ کہکر اسکے گلے
لپٹ کر خوب روئی اور اسنے پُرسا قرار واقعی دیا اور وہان سے لیکر باغ کی بارہ دری مین آئی اور گرم
صحبت آراستہ کی اور طعام وغیرہ منگوا کر آپ بھی قدرے کھانے لگی اور اُس سے بھی کہا کہ کھاؤ اسنے کہا

کہ آج تین روز ہوے کہ میرے منھ پر کھیل تک اُڑ کر نہیں گئی - یہ سُنکر اُسنے قسمیں دیں اور کہا کہ تو اب
صبر کرو اُنکے قاتلوں کو میں تمھارے سامنے قتل کرتی ہوں تم بھی دعویدار خون قمیص کشتی گیر ہو
غرضکہ سمجھا بجھا کر دسترخوان بچھایا گیا اور سب نے کھانا کھایا اور اس عورت کی بہت خاطر کی اور اسکے
بعد اسنے حکم دیا کہ اُن دونوں قیدیوں کو لے آؤ دو چار عورتیں اُن دونوں قیدیوں کو لائیں اور لا کر
اُنکو بٹھایا - یہ عورت جو اُنکی بہن تھی سامنے طلیحہ بن لندھور کے آئی اور کہا کہ اے شخص تو کتنا
سخت دل اور بیدادگر ہے کہ تو نے ایسے جوان خوش رو کو مارا اور ترس نہ آیا - یہ کلام سُنکر اسنے یعنی طلیحہ بن
لندھور نے کہا کہ لڑائی میں اور ہوتا ہی کیا ہے اگر وہ مجھے مار ڈالتا تو میری بھی بہن تجھ سی تھی وہ بھی یونہی
گریہ کرتی - اور قضا و قدر میں کیا چارہ ہے - اب بہتر یہی ہے اور ملکہ لاہوت جادو کی قید میں ہیں تو بھی
اپنے دل کے پھپھولے پھوڑ لے اور انکو قتل کر ڈال - یہ کلام سُنکر لاہوت جادو نے بار ان کی
اور کہا کہ واقعی یہ بات ہے کہ جو لڑیگا یا قتل کریگا یا قتل ہو جاویگا - یہ سچ کہتا ہے اگر آپ قبول کریں
تو میں ایک رائے دوں - لاہوت جادو نے کہا کہو کیا قباحت ہے میرا تو کوئی ایسا سمجھانے والا
بھی نہیں ہے کہ مجھے سمجھائے تم میری تقدیر سے ادھر آ گئی ہیں - اسنے کہا کہ اب قمیص جادو تو پھر
نہیں آ سکتے پس آپ اس اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کریں اور چند دنوں کی زندگی ہے میرے بھائی سے
بھی یہ شخص قطع دار اور جری معلوم ہوتا ہے میری رائے تو یہ ہے کہ بجائے قمیص کشتی گیر کے آپ
اس سے عقد اپنا کر لیجیے تو بہت مناسب ہے - یہ شعر آپ نے سنا ہے - شعر - نہیں دنیا میں کوئی
کسی کے بن ہوئے بن موقوف ¤ اگرچہ وہ نہ سہی اور اُسکا بھائی نہ سہی ¤ یہ کلام شادی انجام سُنکر ملکہ نے
کہا کہ واقعی تو میری نہایت ہمدرد ہے - ہے بھی یہی کہ اس دنیا میں کوئی نہ کوئی مشغلہ اپنے دل
بہلنے کا اس قدر کا ضرور کرنا چاہیے میں تیری بات کو پسند کرتی ہوں اگر تیری یہ مرضی ہے تو تو انہیں
کوشش کر لیکن اپنے حال سے بھی مجھے آگاہ کر کہ شوہر تیرا ہے یا نہیں ہے - اسنے سر کو جھکا کر کہا کہ
اٹھارہواں برس میری شادی کو ہوا لیکن شوہر میرا ایک لڑائی میں مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا
اور میں بیوہ ہو گئی جب سے میں اسوقت تک اپنے گھر میں بیٹھی رہی اور میری فکر میرا بھائی
قمیص کشتی گیر کرتا تھا وہ بھی مارا گیا - اب میں دامن حضور میں آ کر لپٹی ہوں یقین کرتی ہوں کہ
اس ستم رسیدہ خاکسار کو میری آپ اپنے دامن دولت سے جھاڑ کر نہیں پھینکیں گی اسکا بھی کوئی ٹھکانا
آپ ضرور کر دینگی کیونکہ میں تنہا اب آپکو چھوڑ کر نہیں جاؤنگی یہ کلام تبسم پیدا کرنے والا سُنکر
ملکہ لاہوت جادو نہایت خوش ہوئی اور اسنے گلے سے لگایا اور کہا کہ لو اب تم بھی ہمارے کہنے کو
مانو کہ یہ دوسرا جو ہے اس سے تم عقد کر لینا اسی باغ میں ہم تم دونوں ساتھ عیش و طرب سے بسر
کرینگے - اسنے یہ کلام سُنکر سر کو جھکا لیا اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں مجھے آپ کے زمانے کا عذر نہ ہوگا
امیدوار ہوں کہ آپ یہ پوشاک سوگ اتار کر لباس مکلف سے آراستہ ہو کر دلکش ہو جیے اور ان دونوں
جوانوں کو بلوا لیجیے میں انسے انکو سمجھا بجھا کر راضی مند کر دونگی ملکہ نے تکبیر باد کہکر کہا کہ اگر تم میرا سوگ
اتروانی ہو تو میں تمھاری خوشی سے سوگ اتارتی ہوں اور یہ کہکر اپنے مقام پر گئی اور رنگ بدل [illegible]
سے اپنے کو آراستہ کر کے اور اپنی صورت ایک نازنین کی بنا کر مسند پر خوش ہوئی اور جو عورتیں
تھیں انھوں نے کہا کہ یہ کیا بلا کی عورت ہے اور کیا خوش بیان ہے کہ جسکے بیان سے یہ قہر اور غم و الم
ملکہ کے دل سے اسنے سب بھلا دیے واہ ری تیری خوش بیانی اور ملکہ کو آمادہ وصل طلیحہ بن لندھور کیا

کر دیا اب دیکھیں اُسے کیونکر سمجھاتی ہے ایک آدھ دُھیں سے بولی کہ عجب جادو کی عورت ہے ایسی ہی کتنیاں شاہزادیوں کو گمراہ کر دیتی ہیں۔ غرضکہ یہ سب تو یہ باتیں کیا کیں اُدھر لاہوت جادو نے اُنکی عورت کو بلایا اور کہا کہ دیکھو تو بوا میں کیسی معلوم ہوتی ہوں۔ اسنے سر سے پانگ بلائیں لیں اور دونوں اُنگلیاں اپنی چٹکائیں اور خاک وہاں کی اُٹھا کر منقل آتشی میں ڈال دی اور کہا کہ چشم بد دور آپ تو پری کی معلوم ہوتی ہیں اور یہ کہکر چلی کہ میں آنکھوں سے اس کام کو بجا لاؤنگی اور قریب طلحہ بن لندھور کے آئی اور اُنسے کہا کہ اے خدا پرست میں نے تیری جان بخشی کی فکر ایسی کی ہے کہ دولت بھی اور مال بھی اور نازنین بھی سیر باغ بھی تجھے حاصل ہو آ میرے ساتھ کہ میں چل کر تجھے اُس نعمت کو دکھا لاؤں اور تو میرے کہنے کو قبول کر۔ طلحہ نے سُنکر کہا کہ وہ کونسی نعمت ہے اسنے کہا کہ میرے ساتھ آؤ۔ یہ کہکر اسنے انکو اُٹھایا اور لیکر سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے طلحہ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ طلحہ بن لندھور بیٹھے اور کہا کہ تیرا کیا مطلب ہے اسنے کہا کہ اس زن پاکیزہ نے تجھسے جو کچھ کہا ہے اگر اُسکو منظور کریگا تو دنیا کی راحت پائیگا۔ طلحہ اس کلام کو سُنکر ہنسے اور کہا کہ اونکاح ابھی تو یہ سوگ نشینی تھی او ابھی ایک زن بیباک کے کہنے سے تو نے صحبت بزم آراستگی ہے کیونکر تیرے قول اور فعل کا کیا یقین ہو اور تو جانتی نہیں کہ میں رفیق شاہزادہ بدیع الملک ہوں ہمارے یہاں ساحرہ سے وصل حرام ہے اگر تجھے تمنائے قتل ہے تو قتل کر اور دل سے اس حسرت کو بھلا دے کیونکہ یہ امر محال اور ناممکن ہے بلکہ اسکو خواب پریشان تصور کر۔ یہ سُنکر یہ رونے لگی اور کہا کہ میں تم نے دیکھا کہ یہ خدا پرست کیا کہتا ہے اسنے یہ سُنکر کہا کہ تجھکو شرم چاہیے۔ شعر۔ تجھکو دیوانے ذرا شرم نہیں آتی ہے ٭ خواب میں بھی کہیں انسان سے پری آتی ہے ٭ یہ شعر سُنکر اُسنے کہا کہ اونکاح یہ تیرا ہی تو فساد ہے ملکہ لاہوت جادو نے کہا کہ اسکو زندان خانہ میں لیجاؤ۔ یہ تو زندان خانہ میں داخل ہوئے اور اسنے عازم صف شکن کو بلایا اور ساری روداد اس سے بیان کی لاہوت جادو جب کہہ چکی تو عازم صف شکن نے کہا کہ بہت بجا وہ کہتے ہیں ہم بھی اس شادی کو حرام جانتے ہیں اُسوقت لاہوت جادو نے کہا کہ میں نے ہمشیرہ قیص کشتی گیر سے تیرے عقد کی تیاری کی تھی اور اپنا عقد ساتھ طلحہ بن لندھور کے تجویز کیا تھا اسنے کہا کہ تو نے جھک مارا اور گو کھایا بس بدمزہ ہو کر اسنے زندان خانہ میں اسکو بھی داخل کیا اور بعد اسکے چیخیں مار کے رونے لگی کہ افسوس ہماری تقدیر میں عیش کا سامان نظر نہیں آتا ہائے ہماری سو برس کی عمر ہوئی ہمکو سوائے فراق معشوق کے وصل میسر نہوا۔ اُس عورت نے کہا کہ بہن کیوں گھبراتی ہو جسکو چاہتا ہے تو میں انھیں قدموں پر آپکے گرا دونگی اگر یہ بھی میں نے نہ کیا تو پھر کیا کمال کیا وہ جو عورتیں اسکے گرد کھڑی تھیں کہنے لگیں سچ ہے جس سے چاہے وہ جی گرا دے ایک دم میں اسنے ملکہ کے دل کو پلٹ دیا اور کہا یہ بلا کی عورت ہے ملکہ لاہوت جادو نے کہا کہ بوی آپ ذرا دم میں۔ یہ بیشک سمجھا کے لے آئیگی۔ یہ عورت رخصت ہو کر زندان خانہ کی جانب کو چلی اور داخل زندان خانہ ہوئی اور وہاں تخلیہ کر کے اسنے عازم صف شکن سے کہا کہ پہچانا تو مجھکو میں کون ہوں۔ میں ہوں مہتر ضیغم بندہ بشکل بنا کر میں یہاں آیا ہوں اور تم دونوں کو میں نے یہاں پایا تم دونوں رضامند ہو جاؤ تو میں اس ساحرہ کو بیہوش کر کے قتل کروں اور تمکو لیچلوں۔ یہ کلام سُنکر عازم صف شکن نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مہتر جی سبحان اللہ کیا کام کیا ہے اب ہم بسر و چشم قبول کرینگے۔ طلحہ نے بھی تعریف کی اور کہا اسوقت عیاری خضر آن کا حق

مہتر شمیم پرندہ سے حاصل ہوا یہ سمجھا کر شمیم وہان سے پھرا اور آکر ملکہ سے کہا کہ آپکو مبارک ہو کہ وہ دونون رضامند ہو گئے کسیکو بھیج کر بلوا لیجیے۔ یہ کہکر پہلو مین ملکہ کے بیٹھ گیا اور چند عورتون کو اسنے زندان خانہ مین بھیجا اور انکو بلوایا یہ دونون آگئے۔ لاہوت جادو نے کہا کہ اب تمھارے دل مین کیا ہے۔ انھون نے کہا کہ ہمین آپ کی اطاعت ہر طرح سے منظور ہے یہ سنکر لاہوت جادو نہایت خوش ہوئی اور قید سحران پر سے اُتار لیا اور ان دونون کو شریک بزم کیا اور صحبت ناچ و گانے کی کی۔ طبلے کے اوپر تھاپ پڑی چہار سو آواز مبارکباد بلند ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا۔ یہ آواز دور تک جانے لگی دیکھا کہ دروازہ باغ پر ایک کلاونت بڈھا نہایت گویا عمدہ آکر پہونچا اور اسنے آواز دیکر کہا کہ ہمکو بھی شریک اس صحبت مین کرنا چاہیے۔ ایک آدھ خواص نے آکر خبر دی کہ ایک بوڑھا گویا ہاتھ مین نَے لیے ہوے دروازہ باغ پر منتظر ہے اور اجازت آنیکی چاہتا ہے۔ حکم ہوا کہ بلا لو غرضکہ اسنے آکر رنگ صحبت دیکھا ایک ایک کو سلام کیا اور کل حال سے آگاہ ہوا اور عرض کیا کہ مین قاضی بھی ہون مین ہی انکا عقد بھی پڑھو دونگا اور یہ کہکر نَے اسنے لب سے لگائی اور لگا گانے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

وہو ہذا غزل

آشفتگی کے عشق مین سامان ابھی سے ہین
بینش نگاہ خواب پریشان ابھی سے ہین

ہم ابتدا مین زیست سے ہین انتہا کے تنگ
عاشق تمھارے موت کے خواہان ابھی سے ہین

اس دلبری کا دیکھیے کیا ہو مآل کار +
دل دے کے تمکو ہم تو پشیمان ابھی سے ہین

ابھی نطق حیا سے ہے آنکھ مگر یہان +
سینہ کے پار ناوک مژگان ابھی سے ہین

ڈر مجھکو کیا درازی دست جنون کا ہو
خود تار تار جیب و گریبان ابھی سے ہین

محتاج فصل گل کا ہمارا جنون نہین
ہم وحشیون کے چاک گریبان ابھی سے ہین

حاجت نہین کہ زورون پہ آئے یہان جنون
دیوانے تیرے قابل زندان ابھی سے ہین

رکھا نہین ہے وادی وحشت مین ہمنے پاؤن
پیاسے لہو کے خار بیابان ابھی سے ہین

پر ہم وہ فتنہ گر ہو شب وصل شام سے
آثار صبح حشر نمایان ابھی سے ہین

محشر مین خاک خون کا دعوی کرونگا مین
مجھکو وہ قتل کرکے پشیمان ابھی سے ہین

گو دل ہمارا ضبط انھین سے لئے یا نہین
لیکن ہماری جان کے خواہان ابھی سے ہین

جسوقت کہ کلاونت نے یہ غزل تمام کی سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے پس انھون نے غزل کو موقوف کیا اور عرض کیا کہ اب اپنے کام مین آپ مصروف ہون۔ یہ عورت جو بیٹھی تھی اس گویے کی چالاکی سے نہایت پریشان ہوئی اور دل مین کہا کہ اے شمیم پرندہ یہ کوئی عیار معلوم ہوتا ہے کیونکہ نہ ایسا گانا سنا تھا اور نہ ایسی گفتگو سنی تھی یہ اپنے دل مین سمجھا اُٹھی اور کہا کہ میان گویے تمنے ہمارا جی خوش کیا تمھارا کیا نام ہے۔ انھون نے کہا کہ حضور مجھے مہوت کی نواز کہتے ہین اسنے کہا کہ بیٹھے مین شراب پلاؤن آپ بھی میرے ہاتھ کا ایک آدھ جام پیجیے ملکہ نے کہا کہ تم بیٹھو یہ پلاے گا گویا حاضر ہے اور اسکی آرزو بھی نکل جانے دو کہ آج وہ بھی باغ سے جائے تو باغ باغ ہو جائے اور دل اسکا شگفتہ ہو جائے۔ یہ عورت مجبور ہو کر بیٹھ گئی گویے نے صراحی مرصع نگار اور جام گلفام کو اُٹھایا اور پیا ساغری لیکر اور جام لبریز کرکے پہلے ملکہ کو پلایا دوسرا جام اس نازنین مہ جبین یعنے مہتر شمیم پرندہ کو دیا۔ اسنے وہ شراب پیکر ایک تماسا کھایا

کو اسے کچھ شک سا معلوم ہوا اتنے عرصہ مین آپ نے دورہ کرکے تمام محفل کو چھکا دیا لیکن مہتر شمیم پرندہ
نے جو جام پیے ساتھ رفع بیہوشی کے پیے اور رفع بیہوشی کا انتظام کرلیا۔ اب جو گوبے نے دیکھا کہ
سب کی آنکھون مین سرور نشہ شراب کر گئی یہ جو عورت ہے اسکی آنکھ صاف صاف نظر آتی ہے دل مین کہا
کہ یہ عورت بیہوش ہوگئے نہین معلوم ہوتی۔ اُسوقت گوبے نے آواز دی کہ دو دو لکھن مجھے کچھ اپنے
کہنا ہے یہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور آپ ایک تنہا مقام پر اسے لائے اور اُٹھا کر آپ نے حلقہ کمند کے
مارے مگر یہ اُس کمند سے اسطرح نکلی کہ جیسے گل سے بو یا عینک سے نگاہ یا کمان سے تیر نکلجاتا ہے
اور اسنے آواز دی کہ ای ملکہ پکڑیو یہیجے اسکو یہ کوئی عیار ہے اب ملک لاہوت جادو جو چھپتی ہے اور چونکا جو
ہوا کا لگتا ہے سر پیٹے اور ٹانگین اوپر دھم سے زمین پر گری اور گرنے ہی بیہوش ہوگئی اسنے
اہل محفل کو دیکھا ادھر آپ نے حلقہ کمند دوبارا مارا کہ مہتر شمیم پرندہ اُلجھ گیا۔ آپ نے پکڑ کے باندھ لیا
اور پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ پہلے آپ فرمائیے کہ آپ کون بزرگوار ہین کہ آپ نے اتنا بڑا دریافن مجھ
چھین لیا۔ فرمایا نام میرا خضران بن عمرو ہے مین بھی تلاش مین اس ساحرہ اور طلوبن لیند جادو
کے چلا تھا جب قریب اس باغ کے آیا تو صدا ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی جو بلند تھی آس آئی دان
پر مین آیا اور بصورت گویا داخل باغ ہوا۔ اور یہان آنکر یہ سامان دیکھا اور سب حال دریافت کیا
اور شراب بیہوشی مین نے ان سب کو پلائی لیکن تیرے بیہوش نہ ہونے پر مجھے بھی خیال ہوا کہ تو
کوئی عیارہ ہے پس اب مین تجھے پاس صاحبقران کے لیے چلتا ہون اور یہ کہکر اور اسکو بیہوش
کرکے نذر زنبیل کیا اور لاہوت جادو کی بھی زبان پر نکلہ سوزن کرکے اسکو بھی نذر زنبیل کیا اور
دونون سردارون کو ہوشیار کرکے مرکب کرایہ کے اپنی زنبیل سے نکال کردیے اور سارا اسباب
اُس مکان اصلی کا جو تھا وہ سب لوٹ لیا۔ اسکے ملازمون کو ننگا چھوڑ کر یہ خدمت مین شاہزادہ
بدیع الملک کے آکر پہونچے۔ شاہزادہ نے اپنے سردارون کو دیکھا نہایت خوش ہوے اور خواجہ
کی تعریف کی اور خلعت عنایت کیا اُسکے بعد آپ نے مہتر شمیم پرندہ کو نکالا۔ یہ حیران ہوگیا کہ مین کہان
تھا اور کہان آگیا۔ شاہزادہ کو اسنے سلام کیا آپ نے اسکو قید سے رہا کیا۔ اسنے کل حال ہدایت
بہلول شیر شکار کے اور اس امر سے ناواقف ہونا بیان کیا اور اپنی تلاش کا حال بیان کیا۔ شاہزادہ
نے بہلول شیر شکار کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ مین بھی اس امر کو نہ جانتا تھا جو ایسا نامہ لکھا اسنے
پرندہ میری طرف سے معافی مانگنا۔ اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ مذہب کے بارہ مین خضران سے
پوچھا اسنے عرض کیا اب تو قریب مقابلہ کا زمانہ آگیا ہے جو بادشاہ اقرار مذہب کریگا تو مین اُس سے
پہلے مسلمان ہوچکا۔ ابھی یہ پردہ ہے اسکو باقی رکھیے۔ خواجہ نے قبول کیا۔ شاہزادہ نے خلعت دیکر
مہتر شمیم پرندہ کو رخصت کیا۔ غرضکہ یہ قریب اپنی بارگاہ کے پہونچا اور سارا حال بادشاہ سے بیان کیا
یہ سنکر اُس عذر پر بدیع الملک کی نہایت اسنے تعریف کی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ ہم اشتیاق
مقابلہ شاہزادہ کا بدل رکھتے ہین۔ یہان تو نقارہ پر چوب پڑی اور ادھر خضران نے اُس ساحرہ کو کہ
نام جسکا لاہوت جادو ہے زنبیل سے نکالا اور سوال ایمان کیا اسنے انکار کیا۔ حکم ہوا کہ اسکی گردن
ماری جاوے۔ غرضکہ جلاد نے مقام قتل پر لاکر اسکو قتل کیا سب کو نہایت خوشی ہوئی ادھر ہرکارے
سامنے سے پیدا ہوے اور آکر عرض کیا۔ بعد دعا و ثنا کے کہ بہلول شیر شکار نے طبل بے درنگ
بجوایا ہے چونکہ اسکا اشتیاق شاہزادہ کو بھی تھا حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اور یہ شعر فرمایا

بہ بینیم کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + یہان طبل جنگ نوازش مین آیا کہ آواز
گوش گردون دون تک اُس طبل کی جاتی تھی ادھر سب کے سب سردار مشتاق صبح کے ہو کر
اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے - ایک جانب کو طلایہ دار اپنے اپنے طلایہ پر
ہوشیار رہتے تھے اور وہ زمانہ شب کا ساتھا اس ہوشیاری سے تمام ہوا - وقت صبح نمودار ہوا شاہزادہ
عالی مرتبت نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف میدان کارزار کے
روانہ ہوئے اور میدان کارزار مین پہونچکر صفین آراستہ کین اُسوقت دیکھا تو بہلول شیر شکار
دولاکھ فوج کی کثرت سے سامنے سے نمایان ہوا اور اسنے بھی صفین آراستہ کین اور اپنی فوج
سے کہا کہ اللہ رے شوق جنگ کہ شاہزادہ بدیع الملک میدان کارزار مین میری فوج سے پہلے تشریف
لائے - واقعی ہے کہ صاحبقران سوم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے بس اشارہ ہوا اور سلحدار برق
رفتار پستی اور بلندی کی درستی بہ تیز دستی کرنے لگے اور سقے آبپاشی مانند ابر بہار کے فوارون
سے کرنے لگے اور گرد و غبار کو بٹھانے لگے اُسوقت نقیبون نے صفون سے نکلکر جوانون کی طرف
رخ کیا اور پکارے کہ کسا کہ ایسا اناس آجکا مقابلہ لائق دید ہے جو نام کرکے مرجائیگا اُسکے لیے
روز عید ہے - دوہا - رومی مصری کھاوری کرمانی سب جوان + آج ڈٹ کر رن بیچ خوب کرو گھمسان
جو تلوارن سے قتل ہوے وہ بیکنٹھ کو جائینگے + جو جگ مین جیتا بچے وہ غازی کہلائے
بیاہ لیجا گو عروس موت کو + دو طلاق اس زندگی کی سوت کو + جب نقیبان خوش آواز اسطرح
میدان کارزار مین نوا بہت کر چکے میدان مین ایک سناٹا سا ہو گیا - بہلول شیر شکار نے اپنے
مرکب خوشخرام کو جو مانند نسیم بہار کے تھا اُسکی زیر ران تھا جولان کیا اور میدان کارزار مین آیا اور
مرکب کی جولان پھیر اور گرد و پیش نیچے نیزہ بازی کی دکھانے سلاح شوری کی اور پکارا کہ اے خدا پرستان
و سنے زیر دستان جسے کہ آرزوے موت ہو وہ آئے لیکن آرزو یہ رکھتا ہون کہ صاحبقران
خود تشریف لائین اور مجھے داد مردی و مردانگی کی دین کہ مین اور کسی سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا
جب شاہزادہ نے یہ کلام سنا طلچہ اور اسوار قوی بازو اور عازم صف شکن ان سب کو منع کیا
اور آپ اپنے مرکب کی باگ لی - شعر - کیا مرکب خوشخرام تھا واہ + پہونچا نہ صبا کا دست کوتاہ
رہ جو اُڑتا تھا وہ فلک سیر + جھپٹنے کے ذرک سے تھا اگ سیر - ان مرکب کے لیے تازیانہ ہوا
تیر ست راکب کی زلفین ہو جاتی ہین - غرضکہ صاحبقران مرکب کو روک کر حملہ آور ہوئے ایک
آپس مین پیر سے پیر اور مرکب سے مرکب ملگیا - ڈھائی قدم مرکب بہلول شیر شکار کا ہٹ گیا
اور ایک قدم شاہزادہ کا مرکب ہٹ گیا پر جون تیر ہاتھ پڑے اور لگی نیزہ بازی ہونے بس
سوا سو طعن مین نیزہ شاہزادہ نے اسکے ہاتھ سے ہوائی کیا اسنے شرمندہ ہو کر تیغہ آبدار کو کھینچنا
شروع اور کھینچ لیا اور ہان ہان کہکر سر پر شاہزادہ کے اُتارا - آپ نے تیغہ کو نگاہ مین رکھا
اور سپر کو گاہ ہٹکر تیغہ کو رد کیا اور بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور لگا آپس مین جھگڑا چلنے
اور اسی عالم مین صاحبقران نے آواز دی کہ اگر قسمت آزمائی کرتا ہے تو فرش خاک پر آ ادھر مرکبون
نے کیا قصور کیا ہے - اور نیز شاہزادہ کو بھی یہی منظور تھا کہ یہ پہلوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے
اسوجہ سے آپ نے بند دست اسکا پکڑا تھا - غرضکہ دونون بہادر کود پڑے گرد کہ سپر و ہتھیار
رکھ رکھ کے دامن ہمت کو گردانکر دونون مشغول بہ کشتی ہوے جسطرح سے دو اہرمن یا فیل مست

بُجت جانے مین اسطح سے نیچے اور اوپر ہونے لگے دستیان ساختہ زیر دستون کے ہونے لگین
تیکورے کا عجاقا عجب طرح کی صدا دیتا تھا۔ غرضکہ جو پیچ یہ باندھتے تھے وہ اسکے پیچ سے نکلجاتا
تھا اور جو وہ پیچ باندھتا تھا یہ توڑ کرکے علیحدہ ہو جاتے تھے دونون لشکر تحسین اور آفرین کی
صدائیں بلند کرتے تھے۔ غرضکہ وہ دن اسی کشتی مین تمام ہوگیا اور زمانہ شب کا آیا۔ بہلول شیر شکار
نے عرض کیا کہ شب واسطے آسایش کے اور دن واسطے جنگ وغیرہ کے ہوتا ہے تو بہتر یہ ہے
کہ آپ شب کو استراحت فرمائیں اور دوسرا بھی آتا ہے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اے بھائی اگر
یون ہی کشتی رہیگی تو ہم تم ہر روز لڑا کرینگے اور علیحدہ ہو جاینگے یہ کشتی فتح نہ ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ
کہ دو نوک مقابلہ ہو جائے اور دو نوک ہو جانا اچھا ہے یا تم مجھے زیر کرو یا مین تمھین زیر کرلون۔
شاہزادہ نے روشنی کے لیے حکم دیا تمام صحرا مین چراغان ہو گیا لوگ مشتاق کشتی گرد اکھاڑے
کے جمع ہوگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اور یہان کشتی ہونے لگی یہانتک وقت سحر نمودار ہوا۔
وہی عالم کشتی کا تھا اسوقت بہلول نے جھنجھلا کر اور دونون بازو شاہزادہ کے پکڑ کر اور سینہ مین سینہ ملا کر
خوب زور کیا اور لیکر چلا ڈیڑھ قدم پسپا کر لیگیا اور جھٹکا مارا پایان گھٹنا زمین سے آشنا ہو
کمر بند زنجیر پکڑ کر اسنے زور کیا کچھ نہ ہوسکا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اور پھر مشغول کشتی ہوا یہانتک
کہ یہ دن بھی تمام ہوا اور شب بھر پھر کشتی ہوا کی یہانتک کہ صبح ہوئی آج تیسرا دن ہے کہ خضران
نے قریب آکر عرض کیا کہ داود کی طرح خوب عقدہ کرتے ہو دو چار روز مین اور گرداب زور تم مین
نہین رہا بس بہتر یہ ہے کہ سامان صاحبقرانی کسی اپنے جوان فرزند کو دو۔ بس یہ سنکر شاہزادہ سمجھا کہ
مجھے کسی مقام پر اسنے کم پایا بس دونون بازو بہلول شیر شکار کے پکڑ کر اور سینہ مین دیکر
اسطرح سے لے دوڑے کہ جسطرح بلبل گل کو منقار مین داب کر اڑ جاتی ہے چودہ قدم پسپا کیا اور جھٹکا
مارا کہ دونون گھٹنے اسکے زمین مین غرق ہوگئے پس وہان سے کمر زنجیر کے بند کو پکڑ کر اب جو ہلا مارا
تو پہلے زور مین تا بہ زانو کھینچ لیا لاکھ یہ تڑپا اور پھر کا دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور
مین بالائے سر بلند کر لیا کہ اسکو پسینا موت کا آگیا۔ شاہزادہ بدیع الملک نے چرخ دیکر چاہا کہ
زمین پر اسے دے مارون کہ ساتھ ہی اسنے آواز دی کہ اے شہریار امان فرمایا کہ امان بشرطیکہ
عرض کیا اسنے کہ تا زندہ ہون بندہ ہون از بسکہ شاہزادہ کو نہایت ہی غصہ تھا کیونکہ خضران کے کہنے
سے اور بھی آپ آتش افروختہ ہوگئے تھے۔ شاہزادہ نے زمین پر اسے اتار دیا اور خضران
کی جانب دیکھکر کہا کہ کوئی تو نے کمی بیشی دیکھی تھی۔ اسنے کہا کہ اگر یہ دلختا تو یہی ہوتا کہ اگلا جو
بگلا جھوٹے ساون کی رت آئی یہی ہوتا اور یون ہی اڑا کرتے اس کہنے پر بدیع الملک بھی ہنس
پڑے اور بہلول شیر شکار نے اپنی فوج کو آواز دی کہ ابھا اتھا اس مین شاہزادہ سے زیر ہوا
اب اسکا جو دین مطلے ہے مین اُسکو بجا لاونگا اور مین بخوشی کہتا ہون کہ جسکو یہ منظور نہو وہ میرے
لشکر سے نکل جاوے۔ یہ کلمہ سنکر ان سب نے عرض کیا کہ یہ تو دین حق ہے اگر کسی بت کو بھی آپ
سجدہ کرتے تو ہم بھی اُسکو سجدہ کرتے یہ سنکر بہلول شیر شکار بہت خوش ہوا ہمراہ شاہزادہ
عالی وقار کے میدان کارزار سے روانہ ہوا اور بارگاہ مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ جو آپ کے
مذہب مین آئے اور آپکا دین متین اختیار کرے وہ کیا کرے۔ شاہزادہ نے اپنی زبان معجز
بیان سے کلمہ تلقین فرمایا جسکی وجہ سے کفر اسکے آئینہ دل سے دور ہوا اور نور اسلام نے اسکے دل کو روشن

حملہ کیا یہ خوش ہوا۔ شاہزادہ نے خلعت نہایت پر زر اسکو مرحمت فرمایا۔ اسنے عرض کیا کہ اب اس تابعدار
کو اجازت ہو کہ مین اپنی فوج کو اور اپنے اہل شہر کو کلمۂ حق تعلیم کرون۔ شاہزادہ نے اجازت دی۔ یہ آیا
اپنے قلعہ مین سبکو جمع کر کے اسنے کلمۂ حق سب کی زبان سے جاری کرایا۔ کل مردمان فوج مع رعایا
سب خدا پرست ہوئے اور تجویز مسجدون کی ہو گئین صدا اللہ اکبر کی ہر طرف سے بلند ہونے
لگی اور یہ سوار ہو کر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوا اب یہان شاہزادہ بدیع الملک
نے بیابان گرد ابادو کو مثل آئینہ کے شفاف اور صاف کیا اور راہ خانہ کعبہ ادھر سے بہت قریب
ہے۔ سابق مین عرض کیا ہے کہ جب سے خواب انھون نے دیکھا ہے اسوقت سے انکا دل نہایت بے چین ہے
کہ چل کر جلد زیارت صاحبقران اول و دوم کی کرون کہ ہرکارون نے خبر دی کہ بہلول فرنگی
نا مین اسلام کو جاری کر کے بخدمت حضور آیا چاہتا ہے۔ آپنے سردارون کو برائے استقبال
روانہ کیا۔ سردار اسکو بہت اچھی طرح سے لائے اور یہ داخل بارگاہ ہوا اور بعد سلام اور تسلیم کے
اسنے عرض کیا کہ مین نے قلعہ سکندریہ مین بنا دعوت حضور مع لشکر کے کی ہے کیونکہ یہ صحرا آگے
اور وہ قلعہ مستحکم ہے آپ وہان تشریف لے چلیے۔ شاہزادہ نے قبول فرمایا اور کہا کہ بہتر ہے۔ شاہزادہ
نے فوج کو حکم دیا کہ صبح چلو۔ غرضکہ شاہزادہ مع اپنی فوج کے داخل قلعہ ہوا اور قلعہ اسکندریہ
دیکھکر نہایت خوش ہوا اور جب سب سردار نامدار عالی مقدار اپنی جگہون پر متمکن ہو چکے
اسنے سامان عیش جو باہم کیا تھا لینے شراب فساد ساز ساقی کو دی اور کہا کہ جام چلے۔ غرضکہ جام
متواتر چلنے لگے اور صدا نوشا نوش اور نوشا نوش کی بلند ہوئی طوائفان خوشجمال نے اپنا اپنا
کمال باری باری دکھانا شروع کیا اور ہر دل کو محظوظ و مسرور کرنے لگین۔ غرضکہ شاہزادہ والا
مرتبت بہلول کی اطاعت سے نہایت ہی خوش ہوئے اور اسکو خلعت سپہ سالاری لشکر
عنایت فرمایا اور اسکے پاس تمام اور بھی فوج علاوہ اس فوج کے کی۔ اب اسنے عرض کیا کہ حضور
طعام تیار ہے کیا حکم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ بھائی کیا کوئی ہم کو عذر ہے کہ تو برادر ایمانی ہمارا ہے
ہمیں قبول ہے۔ یہ کہکر مع اپنے سردارون کے آپ تشریف لے گئے اور خضران سے فرمایا کہ آؤ کھانا
کھاؤ۔ دیکھا تو خضران رومنکر ہوئے ہین برق ثانی نے کہا کہ حضور یہ جو کسی کے دولتخانہ مین
یہ کھانا بغیر کچھ لیے ہوے نہ کھاینگے۔ شاہزادہ اس کلام پر ہنس پڑا اور فرمایا کہ مجھے یاد آیا کہ
مین نے لاکھ روپیہ کے دینے کا اقرار کیا تھا اور اسی وقت آپنے روپیہ دلوا دیا اور پھر عیار کو
شریک کر کے سب نے کھانا کھایا اور فراغ حاصل کیا۔ اب اس قلعہ مین شاہزادہ مقیم ہے انتظار
بادشاہ اسلام کر رہا ہے۔ اور یہان سے۔

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے
جاتے ہین۔ اس طور سے کہ امیر ثالث بعد فتح قلعہ اسکندریہ قلعہ مذکور مین قیام
پذیر ہین اور انتظار بادشاہ اسلام کا کر رہے ہین اسی حالت مین پہونچنا
برجیس قاب پرست کا اور مجمع ہونا کل نقابدارون کا جو طرف نہ طاق کے

چلے تھے اور بعد مارے جانے برجیس آفتاب پرست کے آپس میں آزمایش زور و طاقت ہو کر ہر ایک کا حال کھلنا اور باہم دگر ملت۔ باقی حالات متعلق داستان ہذا۔ مخمسہ

فکر میں تیرے ہی تھا جو عاشق بیچارہ تھا
دیدہ تھا حیرت زدہ خود گم دل صد پارہ تھا
وصل کا خواہاں کبھی گہ در پئے نظارہ تھا
منتظر یہ جستجو میں تھا تو وہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا

اک تمنا ہے تو آنکھ آنسو رونے کی ہیں
آرزو ہے یاں دل حیران کے کھونے کی ہیں
بس ہوس ہے آبرو سے ہاتھ دھونے کی ہیں
ہے جو حسرت وہ سراپا چشم ہونے کی ہیں
حاصل اس آئینہ خانے میں فقط نظارہ تھا

تھا کبھی معشوق اپنا بھی کوئی مہ رو صنم
دیکھکر یہ حال بڑھتا ہے اپنا اور غم
کیوں نہ یاد آئیں وہ باتیں کیوں نہ ہو دلکو الم
جب شب مہ میں چکور اڑتا ہے مر جاتے ہیں ہم
چلبلوں کا اپنے بھی مارا کوئی رخسارہ تھا

جی جو بھر آتا تھا میرا دوری دلدار میں +
تھا سماں منہ کی جھڑی کا آنسوؤں کے تار میں
جوش زن تھا خون دل کیا دیدۂ خونبار میں
کھول کر دل جب میں روتا تھا فراق یار میں
چشم تر منبع تھی ہر موئے مژہ فوارہ تھا

کسکی چشم تر نے دی دریائے اخضر کو شکست
آنسوؤں کی فوج سے موجوں کے لشکر کو شکست
خون دل کے قطروں سے ہر ایک گوہر کو شکست
سیل گریہ نے یکے دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک واژگوں نقارہ تھا

ہر جگہ ہوتی ہے انسان کی تواضع اے فلک
سب ہی کو لازم ہے مہمان کی تواضع اے فلک
ہو گدائی یا کہ سلطان کی تواضع اے فلک
ایک شب تو وصل جانان کی تواضع اے فلک
چار دن مہمان تیرے گھر میں میں بیچارہ تھا

ہوش اڑ رہے آیا سیہ کاری کا اپنے دھیان جب
بزم غم کس دن نہیں مجھکو ہوئی بزم طرب
مطمئن پھر اگلی سے ہوا میں رند کب
روز و شب سے حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا

اب مجھے معلوم سارے عشقبازی کے طرق
بچپنے ہی سے مرے سودا و وحشت میں غریق
میں ہوا پیدا محبت کا پیے جام رحیق
ابتدا ہی سے جنون عشق کامل تھا رفیق
شاخ نخل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا

وحشت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
صورت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
کلفت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
حالت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مصحف رخسار کے سی پارہ تھا

گو تعارف تھا بہت کچھ قیس مجنون سے ہمیں
لیکن اب پایا گیا حال دگرگون سے ہمیں +
آگہی تھی خوب اس شیدا و مفتون سے ہمیں
یہ ہوا معلوم ہوتا ہے لیلے مجنون سے ہمیں

	اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا
رات دن کے رنج و غم اپنی جدائی مین نہ پوچھ ہمپہ جو گزرے ستم اپنی جدائی مین نہ پوچھ	شدت درد و الم اپنی جدائی مین نہ پوچھ حال دنیا کا صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
	سینہ دیں تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا
اس طرف ناگہ جو سودائے محبت لگ گیا جتنے تھے جانباز سب پر گو سے سبقت لگ گیا	اشتیاق قتل مجکو بعد مدت لگ گیا کوچۂ قاتل مین جب شوق شہادت لگ گیا
	سر تھا گردن پر اپنی بار صد پشتارہ تھا
طرفوا کا شور کلمہ کا وہ غل ہر بار کا شادمانی کی خبر دیتا تھا غم مجھ زار کا	جمع تھین فوجین کی فوجین وقت تھا دربار کا پیٹنا سر میرے ماتم مین عزیز و یار کا
	قلعہ گنج تحیر سے فتح کا نقارہ تھا
درپئے آزار ہی میرے رہے یہ اہل کین یاس نے راحت کسی کے ہاتھ سے پائی نہین	جسکو پہلو مین جگہ دی چٹکیاں ہی سینے لین اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا مین ہون
	مردم دنیا نمک سے ہین دل صد پارہ تھا

نقشہ نویسان معرکہ جدال و صورت کشان عرصۂ قتال اشہب کلک کو میدان قرطاس پر جولان کرکے اسطرح واقعات کی صورت نمائی کرتے ہین کہ جب صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک قلعہ اسکندریہ کو فتح کرچکے اور بہلول شیر دل بھی مطیع ہوگیا تو اسنے بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کی اور عرض کی کہ جبتک بادشاہ اسلام تشریف لائین حضور اسی مقام پر قیام فرمائین کہ یہ جگہ نہایت دلچسپ ہی۔ امیر ثالث نے عرض بہلول شیر دل کی قبول فرمائی اور بانتظار بادشاہ اسلام قیام پذیر ہوے۔ اب خبرین ملتی جاتی ہین کہ بادشاہ اسلام چندہی روز مین یہان تک پہونچ جائینگے۔ چونکہ لشکر بے شمار ظل اللہ کے ہمراہ ہی اسوجہ سے منزل پر جلد پہونچنا وقت سے خالی نہین ہی ایک روز بہلول شیر دل نے عرض کی کہ یہان سے قریب ایک صحرا ہی وہان شکار بکثرت ملتا ہی اگر مناسب ہو تو جبتک ظل اللہ تشریف لائین آپ سیر و شکار مین مصروف ہوکر دل بہلائین۔ امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اے بہلول اصل یہ ہی کہ ؎ زندگی زندہ دلی کا ہی نام + مردہ دل خاک جیا کرتے ہین + طلسم نہ طاق مین آکر وہ وہ عزیز بچھڑ گئے ہین اور ایسے ایسے رفیق درجۂ شہادت پر فائز ہوے ہین کہ جنکی تصویرین آنکھون کے سامنے پھرا کرتی ہین اور کوئی دم یاد انکی میرے دل سے نہین بھولتی ہی کیا آصف نجم طلعت کو یاد کرکے رووٴن یا امیر الزمان کے لیے آنسو بہاوٴن یا اسد نانی کے جوان فرزندون کو یاد کرون۔ اسطرح کا ایک صدمہ ہو تو انسان کو انسان صبر بھی دیتا ہی ذکہ ایسے ایسے ہزارہا داغ دل پر ہین اگر تمھارا دل شکار کی طرف راغب ہی تو جاوٴ مین تمکو اجازت دیتا ہون مگر مجھے یہین رہنے دو۔ بہلول شیر دل نے عرض کی کہ پھر میرا جانا عبث ہی اور بالکل بے محل اسلیے کہ جب آپ دل شریف بہلائین تو مین جاکر کیا کرون۔ صاحبقران نے دیکھا کہ اسکا دل شکار کی جانب بہت راغب ہی مگر میری وجہ سے یہ اپنے ارادے کو فسخ کرتا ہی۔ فرمایا کہ میرے سر کی قسم اے بہلول تم جاوٴ بلکہ کچھ شکار بادشاہ کے لیے بھی بھیجدینا۔ یہ سنکر بہلول خوش ہوا اور پانچ سوار اپنے ہمراہ

بلکہ برائے شکار روانہ ہوگیا۔ روزانہ شکار خدمت صاحبقران میں بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز امیر باتوقیر
فصیل قلعہ پر تشریف فرما تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا۔ ہرکارے واسطے دریافت
حال کے روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ برجیس آفتاب پرست کوئی کافر پیدا ہوا ہی کہ
وہ دعوائے خداوندی کرتا ہی لشکر اُسکا اس طرف چلا آتا ہی۔ یکایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل کا
سے نوسو علم ہائے آفتاب پیکر سنہرے پھریرے کھلے ہوئے اُبر تعریف غیر اعلام آفتاب تابان
کی بجز صبح تحریر۔ بڑے بڑے پہلوان علم اُٹھائے ہوئے خیلان مست پر سوار لب جیبے ہوئے
غلولوں کو جلوہ دیتے ہوا النعرے یا خداوند آفتاب تابان و یا خداوند برجیس کے ہوتے ہوئے نکلے جو کہ
وہ سب کے سامنے قلعہ سکندریہ کے پہنچے تو لشکر اُتر پڑا بارگاہیں برپا ہونے لگیں۔ بازار
لشکروں کے کھل گئے گھوڑے کھنچنے لگا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی
سوائے آدمیوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ آخر میں سواری برجیس آفتاب پرست کی نہایت عظمت
و شان سے آئی پہلے جلوس سواری گذرا بعد اُسکے دیکھا کہ برجیس آفتاب پرست نقاب چہرہ پر
ڈالے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہی۔ صاحبقران غور سے اُسکی جانب دیکھتے رہے جب وہ بھی لشکر
داخل بارگاہ ہوا تو امیر ثالث نے خواجہ خضران سے ارشاد کیا کہ بھئی اس راز کو دریافت کرو کہ آخر
یہ روپوشی اُسنے کس سبب سے اختیار کی ہی۔ خضران نے کہا کہ مجھے معاف کیجیے ایک لاکھ اسکی
سپاہ پیچھے موجود ہی کسی اور سے کہیے آپ کو معلوم ہی کہ میں بھی مثل دادا صاحب کے دریا و ساحر
اور نقابداروں سے خوف کھاتا ہوں اور مثل اُنکے طامع نہیں ہوں کہ روپیہ کے پیچھے جان دوں۔
نہیں معلوم کیا اسرار ہی جو اُسنے اپنے چہرہ نحس کو یوں چھپا رکھا ہی۔ امیر نے فرمایا کہ سنگھو اس سے
بحث نہیں کہ تم آپ خبر لاؤ یا اور عیاروں سے دریافت کراؤ۔ اتنا معلوم ہو جانا چاہیے کہ اسکے
منھ چھپانے میں کیا بھید ہی تم شاہ عیاران ہو عیاروں سے حکم کرو۔ خواجہ نے عیاروں کو بھی
برائے دریافت حال رواد کیا اور خود بھی جاکر دریافت کیا اور دوسرے روز صبح کو حاضر حضور
صاحبقران ہو کر عرض کیا کہ یا امیر اسکی روپوشی کی بہتری سنا ہی کہ صورت پر اسکے غازہ سحر کا جو
ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ جو شخص برجیس کی صورت نحس پر نظر کرتا ہی بے اختیار ہو کر اُسے سجدہ
کرتا ہی اور ہمیشہ کے واسطے مطیع ہو جاتا ہی۔ اس کافر نے یہ اتنی بڑی جمعیت اسی بنا جمع کرلی ہی
سنا ہی کہ ارژنگ بن زمرد ثانی و حیرت رنگ بن زمرد ثانی بھی مطیع ہوگئے تھے مگر سنجگان
کی کارگذاری سے وہ تو نکل گئے اور اسکی بہن کو بھی لے بھاگے مگر میرے نزدیک بہن اسکی اُن
مردوں کے ساتھ تو کیا بھاگتی ہے کوئی معشوق ہی اس پر وہ زنگاری میں + بلکہ تمھارے ہی
کسی عزیز کے حصہ میں آئی ہو گی کسوقت حال اسکا آشکارا ہو جائیگا۔ اور اسکے ساتھ باپ اسکا
ارقاب جادو آفتاب بنا ہوا ابر میں پوشیدہ رہتا ہی بروقت ضرورت ظاہر ہو کر اور
لشکر حریف کو دم بھر میں پھونک دیتا ہی۔ ہزارہا ملکوں کو تباہ کرتا ہوا چلا آتا ہی۔ اب اس
مقام پر پہونچا ہی اور ارادہ اُسکا ہی کہ آپ سے بھی مقابلہ کرے۔ بدیع الملک یہ سنکر نہایت
پریشان ہوئے اور کہا اے خواجہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابھی خانہ کعبہ تک پہونچنا تقدیر میں نہیں ہی
خیر جو مرضی خدا کی۔ کہدو کہ لشکر ہمارا جسقدر اندر قلعہ کے ہی سب بھی باہر نکلے اور بارگاہ سلیمانی
برپا ہو۔ حسب الحکم صاحبقران عالیشان اسی وقت بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی اور سب سردار با

قلعہ کے نکلے۔ صاحبقران بھی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اُدھر برجیس آفتاب پرست نے
ایک روز تو آرام لیا دوسرے روز صبح کو پوچھا کہ اس قلعہ میں کون مقیم ہے۔ ہرکاروں کی زبانی
معلوم ہوا کہ صاحبقران ثالث طلسم نہ طاق کو فتح کرکے آئے ہیں اور اسی قلعہ میں مقیم ہیں
اب ارادہ انکا خانہ کعبہ جانے کا ہے۔ یہ سنکر برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ نامہ ہماری
طرف سے لکھا جائے مضمون نامہ یہ ہو کہ اے بدیع الملک میں نے سنا ہے کہ تمنے قدیم
طریقہ اہل دنیا سے ترک کرایا ہے اور سب کو خدائے نادیدہ کا پرستار بنایا ہے۔ یہ اچھا نہ کیا خیر
گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط۔ تمکو چاہیے کہ اب پرستش آفتاب تاباں کی اختیار کرو اور
مجھکو سجدہ کرو کہ میں نائب خداوند آفتاب تاباں ہوں اگر خلاف اسکے کروگے تو یہ سمجھ لو کہ ایک دم
اور ایک نفس میں کھڑے تمہارے لشکر کو پھونک دونگا یا مطیع بناؤنگا اور تمہارے
بنائے کچھ نہ بنیگی۔ اور درصورت اطاعت تمکو اور ترقی دونگا اور اپنی جانب سے بھی صاحبقران
بناؤنگا۔ مجکو طریقے تم بندگان برگشتہ کے نہایت پسند ہیں جسوقت مضمون نامہ ختم ہوا دبیر نے
مسودہ بناکر پیش کیا برجیس آفتاب پرست نے نامہ پر مہر اپنی ثبت کرکے عنقائے
دیو پیکر کو دیا اور کہا کہ جلد اسکا جواب باصواب لیکر خدمت خداوندی میں حاضر ہو۔ یہ سنکر
عنقائے دیو پیکر اس نامہ کو لیکر چار پانچ سو سوار واسطے تزئین کے ساتھ لیکر روانہ ہوا۔
یہ خبر صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی چونکہ بدیع الملک کو زبانی
خضر ان کے معلوم ہو چکا تھا کہ برجیس آفتاب پرست کافر بد ہے اور اُسنے سیکڑوں شہر
پھونک دیے ہیں خدا جانے کیا اسرار ہے کہ جو اسکے چہرہ پر نظر کرتا ہے وہ مطیع منقاد ہو جاتا ہے
ایسا نہو نامہ دار کے ساتھ بھی کوئی بلا ہو اس لحاظ سے تمام اہل لشکر سے ممانعت کردی کہ
کوئی نامہ دار کو نہ روکے بلکہ دو اک سرداروں کو برائے استقبال بھی بھیجا اور عنقائے
دیو پیکر کے واسطے اک دنگل آب سے بچھوا دیا۔ جسوقت عنقائے دیو پیکر حاضر دربار ہوا
پکارا کہ سلام میرا ہو اُس شخص پر جو برجیس آفتاب پرست کو نائب خداوند اور آفتاب کو
خداوند جانے۔ یہ سنکر اہل اسلام نے لاحول پڑھا۔ عنقائے دیو پیکر سمجھا کہ انھوں نے
جواب سلام دیا۔ دلمیں نہایت خوش ہوا اور باشارہ صاحبقران دنگل پر بیٹھ گیا۔ صاحبقران
نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب دیا۔ عنقائے دیو پیکر پی گیا جب نشہ شراب ناب
سے دماغ اُسکا گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار خداوند برجیس آفتاب پرست۔ فرمایا صاحبقران
نے کہ لاؤ نامہ بس عنقائے دیو پیکر نے بے عذر نامہ دیدیا۔ صاحبقران نے نامہ کو پڑھ
سنکر فرمایا کہ جواب نامہ ہماری طرف سے تحریر کیا جائے کہ اے برجیس آفتاب پرست
تونے کیا نہیں سنا کہ کتنے کافروں نے قبل تیرے دعوائے خداوندی کیا اور کیسے کیسے سامان
اُنکے ساتھ تھے کتنی کتنی بڑی اُنکی سلطنتیں تھیں لیکن آج زمین سے کسیکا پتا بھی نہیں
سب کے سب انجام میں کس ذلت و خواری سے مارے گئے تونے بھی وہی روش اختیار
کی۔ خدا کی دی ہوئی سلطنت پر ایسا بھول گیا کہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھی بھول گیا۔ اس نشہ
نخوت کو دور کر ہوش اپنے درست کرکے چشم انصاف سے دیکھ اور اپنے پیدا کرنے والے
کے سامنے ان حرکات سے توبہ کر عبد ہو کر معبود نہ بن ارے بادشاہی بھی خدائی سے کم نہیں ہے

اگر تو راہ راست اختیار کریگا تو میں علاوہ تیرے ملکوں کے اور بھی بہت سے شہروں کی بادشاہت
تجھے دونگا اور اگر اس بیہودہ گوئی سے باز نہ آئیگا تو دنیا اور عقبیٰ دونوں میں سزا پائیگا۔ جواب نامہ کا
تحریر کرا کے عنقائے دیوپیکر کے سپرد کیا اور خلعت دیکر رخصت کیا۔ عنقائے دیوپیکر نہایت
شاد و خرم صاحبقران سے رخصت ہو کر جانب بارگاہ برجیس آفتاب پرست روانہ ہوا۔
برجیس آفتاب پرست کو دمبدم کی خبر ہرکاروں کے ذریعہ سے پہونچ رہی تھی برجیس اخلاق
صاحبقرانی پر وجد کر رہا تھا اور بظاہر کہتا تھا کہ بدیع الملک نے اپنے خداوند کو پہچان لیا جو
اُسکے نامہ دار کی اسقدر عزت کی یقین ہے کہ وہ جسوقت صورت دیکھیگا فوراً مطیع ہوگا جو لوگ
اُسکے مطیع تھے وہ کہہ رہے تھے کہ بھلا کون ایسا صاحب حشمت ہوگا۔ جو آپ سے خداوند کو
نہ پہچانے گا۔ بارگاہ برجیس میں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور عنقائے دیوپیکر جواب نامہ
لیے ہوئے خلعت پہنے خوشی خوشی لشکر صاحبقران سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف چلا جاتا ہے
کہ پہلو کی سمت سے گرد اُڑی اور اُس گرد سے کچھ فیل کچھ آرائے نظر آئے جنپر بہت سے آہو
چیتل بارہ سنگھے وغیرہ صید کیے ہوئے بار تھے۔ عنقائے دیوپیکر نے جو دیکھا منھ میں پانی
بھر آیا کہا یہ کسکے صید کیے ہوئے ہیں۔ اُن لوگوں نے بیان کیا کہ بہلول شیر شکار مالک قلعہ
اسکندریہ جو کہ اولاد رستم بن زال سے ہے اُسکے شکار ہیں برائے نذر صاحبقران لیے جاتا ہے
عنقائے دیوپیکر نے کہا کہ یہ شکار لائق نذر خداوندی ہے جاؤ اور اپنے مالک سے کہو کہ نصف
شکار ہم خداوند کے واسطے لیے جاتے ہیں نصف تم بدیع الملک کے واسطے لیجاؤ۔ یہ
کہکر نصف آرائے اور ہاتھی اپنے ساتھ لے لیے اور اپنے لشکر کی طرف بڑھا۔ یہ خبر بہلول
شیر دل کو ہوئی کہ کوئی عنقائے دیوپیکر نامی پہلوان کفار سے رسم ایلچی گری ادا کرنے آیا
تھا اُسنے نصف شکار آپکا لے لیا اور کہا ہم نذر خداوند کو لے جائینگے بلکہ آدھا شکار اپنے
ساتھ لے لیا ہے۔ یہ سنتے ہی بہلول شیر دل آگ ہو گیا اور وہیں سے باگ گھوڑے کی لی۔
دیکھا کہ سامنے اک دیوپیکر پانچ سو سوار سے چلا جاتا ہے پس بہلول شیر دل نے للکارا کہ او
گیدی کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا۔ عنقائے دیوپیکر نے باگ کو پھیرا۔ جسوقت سامنا ہوا تو بہلول
شیر دل نے کہا کہ تو نے پہلوان ہو کر گیدڑ کا خصلت پیدا کیا کہ پرائے صید کو کھانا چاہتا ہے
جسطرح شیر شکار کرے اور لومڑیاں کھائیں تو وہ اسطرح ملتا ہے کہ جب شیر کے آگے سے
بچتا ہے تو گیدڑوں کو نصیب ہوتا ہے اسی طرح جب ہمارے یہاں شکار کیے ہوئے جانور
تقسیم ہولینگے اُسکے بعد بچا کھچا تجھے بھی ملجائیگا۔ یہ سنکر عنقائے دیوپیکر طیش میں آیا
اور پکارا کہ او سرکش میں نے تو تیرے ساتھ نیکی کی کہ تیرا شکار خداوند کی نذر کے لیے لیچلا تاکہ وہ تجھپر
رحم فرما کر قلعہ تیرا تجھکو بخش دے اور تو یہ سخت کلامی کرتا ہے بہلول شیر دل نے کہا او مسخرے وہ تیرا خداوند
کیا مسخرا ہے جسکی خوشامد کروں انشاء اللہ ایکدن مثل اس شکار کے وہ بھی شکار ہوگا۔ بس
یہ سنکر عنقائے دیوپیکر کو تاب نہ رہی اور اُس نے نیزہ اپنا بہلول شیر دل
کے حوالے کیا۔ بہلول شیر دل نے جلدی سے ترچھے ہو کر وار اُسکا خالی دیا اور اپنا برچھا سنبھالا
دونوں میں نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طعن میں بہلول شیر دل نے نیزہ ہاتھ سے عنقائے
دیوپیکر کے نکال دیا۔ عنقائے دیوپیکر کی نگاہوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا۔ پکارا غضب کیا

تونے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر کچھ پروا نہیں اسلیے کہ نیزہ بازی خلال بازی گردبازی
حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات عالم کہتے ہیں یہ کہکر تلوار ماری - بہلول
شیردل نے نگاہ تلوار کے دھارسے لڑادی اور جیسے ہی تلوار قریب آئی ہاتھ بند دست پر
ڈال دیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ عنقاے دیوپیکر سا سر دار اوندھے منھ عماری مرکب پر آرہا -
پس بہلول نے دوسرا ہاتھ دراز کرکے اور کمر زنجیر کا بند پکڑکے جو زور کیا تاش زین سے
اُٹھالیا اور اُسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوے خدمت میں صاحبقران کے حاضر ہوا اور شکار بھی
اپنے جھین لایا ہمراہیان عنقاے دیوپیکر رنجیدہ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے یہاں
صاحبقران نے بہلول شیردل سے عنقاے دیوپیکر کو لیکر خلعت دیا اور خواجہ خضران کو
ساتھ کرکے پاس برجیس آفتاب پرست کے بھیجدیا - پہلے برجیس کو یہ خبر پہونچی کہ کوئی
بدیع الملک کا شکار لیے چلا آتا تھا عنقاے دیوپیکر نے وہ شکار چھین لیا یہ سنکر وہ سردار آگ
لڑا اور عنقاے دیوپیکر کو پکڑ لیگیا - برجیس آفتاب پرست کو کمال رنج ہوا بعد اُسکے یہ خبر
پہونچی کہ صاحبقران نے اُسکو خلعت دیکر رہا کر دیا ہے اور اپنے یہین سے رفیق خواجہ خضران
کو براے حفاظت ساتھ کرکے بھیجا ہے خواجہ عنقاے دیوپیکر کو لیے ہوے آتے ہیں یہ سنکر
برجیس آفتاب پرست نہایت خوش ہوا اور اخلاق صاحبقرانی کی تعریف کی اور کہا کہ اگر
یہ بندہ راہ راست پر آگیا تو اس سے بہتر کوئی بندہ نہو گا - اتنے میں خواجہ خضران عنقاے
دیوپیکر کو لیے ہوے پہونچے - برجیس آفتاب پرست نے اندر بارگاہ کے طلب کرلیا - خواجہ
کو پہلے تو تامل ہوا کہ ایسا نہو وہ ملعون بے نقاب بیٹھا ہو اور میں صورت نحس اُسکی دیکھکر اپنے
آقا سے برگشتہ ہو جاؤں - پھر یہ خیال ہوا کہ اگر نجاؤنگا تو برجیس اپنے دل میں کہیگا کہ رفیق
صاحبقران مجھسے ڈر گیا - بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ برجیس چہرہ پر نقاب
ڈالے بیٹھا ہے - خواجہ نے سلام کیا - برجیس آفتاب پرست نے خضران کو بیٹھنے کا حکم دیا -
خواجہ بیٹھ گئے اور پیام بدیع الملک کا پہونچایا کہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے کہ تمھارے سردار
نے بہت زیادتی کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زیر ہوکر اسیر ہوا مگر چونکہ یہ برسم ایلچی گری آیا تھا لہذا
میں نے اسکو تمھارے پاس بھیجدیا ہے اور مجکو براے حفاظت ساتھ کیا ہے - برجیس نے
کہا کہ کیا تم تمام سرداران لشکر اسلام سے زبردست ہو جو تمھیں براے حفاظت ساتھ کیا
خواجہ خضران نے کہا کہ میں تو زبردست نہیں ہوں حکم صاحبقران زبردست ہے وہ اگر ایک
مور ضعیف کو بھی ساتھ کر دیں تو وہ پیل مست سے زیادہ ہے - لوگوں نے برجیس آفتاب پرست
سے کہا کہ یا خداوند یہ بہت بڑے شخص ہیں ہر چند کہ یہ پہلوان نہیں ہیں عیار ہیں مگر
انکے آگے نہ پہلوان کی حقیقت ہے نہ ساحر کی یہ اُس شخص کے پوتے ہیں جسنے بڑے
خداوند لقا نے بے لقا کی داڑھی مونڈ ڈالی اور اُسکے منھ پر موتا مگر خداوند لقا اُنکا کچھ بھی
ذکر سکے یہ بھی اسی طرح جامع الکمالات ہیں ابھی خداوند انکے اوصاف سے آگاہ نہیں ہیں
اور علم موسیقی میں تو انکا خیل و نظیر قاف سے تا قاف نہیں ہے - گانا اسکا سحر کی تاثیر رکھتا ہے
برجیس آفتاب پرست نے خواجہ سے کہا کہ کچھ علم رمل و نجوم کو بھی تمنے حاصل کیا ہے خواجہ
نے کہا حسب ضرورت جانتا ہوں اگر کوئی شخص گم ہوگیا ہو تو اسکا پتا بتا دیتا ہوں - دین

ابھی مجھے بُرے بیچار لیتا ہون بدحالی خوش حالی کی خبر دیتا ہون مگر افسوس ایسے ناقدرے کے پاس ہون کہ بھوکون مرتا ہون. برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ تم ہمارے پاس رہا کرو ہم تمکو مالا مال کر دینگے. خواجہ نے فرمایا کہ ابھی مین بدیع الملک کا ساتھ نہین چھوڑ سکتا اسلیے کہ دنیا کیا کہیگی اور آپ کو بھی مجھپر کیونکر اعتماد ہوسکتا ہی کہ جسنے اپنے ایک مالک سے دغا کی وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا تمنے مجکو سجدہ کیون نہ کیا۔ خواجہ نے فرمایا کہ مجھے سجدہ کرنے مین بھی عذر ہی کہ جسوقت بدیع الملک سجدہ کرلینگے پھر مجھے بھی کوئی عذر نہوگا اور میرے سجدہ کرنے مین میرے لیے بدنامی ہی اور آپکا کوئی فائدہ نہین۔ دیر آید درست آید۔ چونکہ برجیس آفتاب پرست کے دل کو ملکہ ثریا سے ستمتن کی ادا نے پریشان کر رکھا تھا اور اسکو فکر تھی کہ نہین معلوم ہمین پر کیا گذری اور علاوہ اسکے خواجہ کے گانے کا بھی اشتیاق تھا۔ خواجہ سے کہا کہ آج تم یہین قیام کرو کل ہی جانا۔ خضران نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین لیکن اتنا ہونا چاہیے کہ صاحبقران کو اطلاع اس بات کی ہوجاے کہ مجھے آپ نے روک لیا ہی مین اپنی خوشی سے نہین ٹھہرا ہون۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کچھ مضائقہ نہین مین صاحبقران پاس اسیوقت کہلائے بھیجتا ہون لیکن بغیر تمھارے وہان کوئی حرج تو نہوگا۔ خواجہ نے کہا نہین میرے سے ہزار دونی وہان موجود ہین۔ برجیس نے اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ عیار آپکا میرا مہمان ہی چونکہ آپ نے انتہا کے خلق و مروت کو کام دیا اگرچہ خطا عنقا سے دیو پیکر ہی کی تھی مگر اسکو رہا کرکے میرے پاس بھیجدیا مین نہایت خوش ہوا آپکے عیار کو مین کل صبح کو آپ پاس بھیجدونگا۔ یہ نامہ ایک سردار کو دیکر روانہ کیا۔ جسوقت نامہ صاحبقران کو پہونچا اور بدیع الملک مضمون نامہ سے آگاہ ہوے خاموش ہو رہے۔ ایلچی کو خلعت دیکر رخصت کیا اسلیے کہ صاحبقران کو معلوم تھا کہ خضران خالی پھرنے والا نہین ہے بہت کچھ برجیس آفتاب پرست سے لے مریگا۔ وہان برجیس آفتاب پرست نے محفل عیش آراستہ کی اور صحبت تخلیہ کی ہوئی چند مصاحب خاص برجیس کے اس صحبت مین شریک تھے پہلے دو ایک کا نیتین گاکر رخصت ہوگئین بعد اسکے خضران سے کہا گیا کہ خواجہ تمھارے گانے کی بے حد تعریف سنی ہی اور مجکو نہایت اشتیاق ہی کہ تمھارا گانا سنون۔ خضران نے کہا کہ جو کچھ مجھے آتا ہی سنائے دیتا ہون۔ یہ کہکر خواجہ نے گانا شروع کیا۔ غزل۔

وہ دل کا شیشہ کہ جسپر غرور مین نے کیا — اسے وہ سنگ ستم پھر سے چور مین نے کیا
سب آج خاک تمھارا غرور مین نے کیا — دکھایا آئینہ تمکو قصور مین نے کیا
کرم یہ آپکے نہ کیا کیا غرور مین نے کیا — یہ لطف بخشدیا جو قصور مین نے کیا
کہا جو تو نے دل ناصبور مین نے کیا — بتا دے تو ہی کہ پھر کیا قصور مین نے کیا
نگہ اُٹھا کے اشارے بھی غیر سے نہ کیے — کسیکو بزم مین اتنا غیور مین نے کیا
تری طرف سے دلاسے دیے تسلی دی — بہت خیال دل ناصبور مین نے کیا
مری وفا نے بتائے جفا کے ڈھنگ تمھین — سکھا کے ناز و ادا رشک حور مین نے کیا
جواب سخت ترا کس سے دے کے پھر کہنا — تمھارا شیشۂ دل چور چور مین نے کیا
تمام قصہ کہا اسنے اپنے جلنے کا — جو دل سے اپنے کبھی ذکر طور مین نے کیا
ادا سے لیکے مرے دل کو تم مکر گئے تھے — اب اعتبار تمھارا ضرور مین نے کیا

مٹا دیا اُسے دیگر فلک نے رنج و ملال
دکھائی عجب محبت میں مجھ سا عجب بیکا
بھڑک کے کہتی ہی ہر وقت آتش غم ہجر
ادا سے اور وہ روٹھے مرے منانے پر
تری طرف سے کبھی دل نہ بدگمان ہوا
عدو سے پوچھ کے یوں مائل جفا ہونا +
لیا جو بوسہ تو پھر خوب گالیاں کھائیں
ملال دل میں نہ لایا کبھی محبت میں
دکھا دیا جو کسی بت کو ہمنے بولا شیخ
جگہ دی آنکھوں میں مہمان تمھیں کیا دل میں
جو منہ لگاتے نہ گستاخ اسقدر ہوتا
نہاں تھا اسمیں جو اظہار عشق کا پہلو
نگاہ کیوں نہ لڑائی لڑا کے اسیر
کسیکی یاد کسی کے خیال میں شب ہجر

جو دل میں جمع نشاط و سرور میں نے کیا
یہ راہ وہ ہی کہ جسپر عبور میں نے کیا
تمھارے سینے کو آخر تنور میں نے کیا
قصور مجھسے ہوا پھر قصور میں نے کیا
جو وہم بھی کبھی آیا تو دور میں نے کیا
خیال دیا بس وفا اب ضرور میں نے کیا
سزا ہیں اُسکی ملیں جو قصور میں نے کیا
اس آئینہ کو کدورت سے دور میں نے کیا
قصور مجھ سے ہوا ذکر حور میں نے کیا
تمھارے پاس سے رنجش کو دور میں نے کیا
قصور تمنے کیا یا قصور میں نے کیا
زبان سے حرف شکایت کو دور میں نے کیا
قصور مجھ سے کیا یہ قصور میں نے کیا
کمال خواب کو آنکھوں سے دور میں نے کیا

دیر تک خواجہ خضران گاتے رہے کچھ ایسا اثر کیا کہ برجیس آفتاب پرست کے ہوا کہ روتے روتے نقاب بھیگ گئی۔ خواجہ نے گانا موقوف کیا اور برجیس کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ آپکی حالت نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ بیچین کر دیا آپ کو کون ایسا غم ہی۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ تمکو تو علم نجوم و رمل میں بھی کمال ہی تم ہی بیان کرو۔ خضران نے کہا کہ ہاں سیکھا تو تھا لیکن ترک کر دیا۔ میں غور کرتا ہوں۔ یہ کہکے کچھ دیر سوچے۔ چونکہ برجیس آفتاب پرست کے حال انھوں نے پہلے ہی دریافت کر لیے تھے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہی آپ کو اپنے کسی عزیز کی مفارقت کا رنج ہی اور وہ عزیز نہایت قریب کا ہی جیسے ایک درخت کی دو شاخیں ہوتی ہیں۔ اور زہرہ کا خانہ ملال میں ہونا بتا رہا ہی کہ وہ عورت ہی کیا عجب کہ آپکی بہن آپ سے جدا ہو گئی ہو۔ بس یہ سننا تھا کہ تمام حاضرین اچھل پڑے اور وجد کرنے لگے۔ برجیس آفتاب پرست بھی نہایت خوش ہوا اور بولا کہ خواجہ واقعی میں جیسی تمھاری تعریف سنی تھی اس سے بڑھکے پایا۔ خضران نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ افسوس کوئی قدردان نہ ملا ورنہ ایسے ناقدروں کے یہاں کیوں پڑے ہوتے برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ پھر ہمارے یہاں کیوں نہیں چلے آتے ہو حمزہ کا ساتھ چھوڑ دو میں تمکو دہ چند تنخواہ دونگا اور تمھاری بہت عزت کرونگا۔ یہ سنکر خواجہ خضران نے کہا کہ اب تو وہ زمانہ قریب ہی کہ آپ کے اور صاحبقران کے معاملہ یکسو ہو جائینگا اسوقت مجھے کوئی عذر نہ ہوگا آج اگر میں حمزہ کا ساتھ چھوڑ کر آپکا ساتھ دونگا تو زمانہ مجھے نمک حرام کہیگا اور آپ خود کیا خیال کرینگے۔ برجیس خاموش ہو رہا مگر اور لوگوں نے پوچھا کہ خواجہ یہ تو بتائیے کہ جو شخص جدا ہوا کیا وہ کبھی ملیگا بھی یا نہیں۔ خواجہ نے کہا کہ گذشتہ احکام کا بتا دینا آسان ہی لیکن آیندہ کی نسبت حکم لگانے میں موکلوں کو بہت کچھ تکلیف دینا ہوتا ہی جب وہ سچا علم بتاتے ہیں۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ جو کچھ صرف ہوگا میں دینے کو موجود ہوں لیکن سچ سچ معلوم ہو جائے

خواجہ نے تاڑ لیا کہ یہ رنگا ہوا سیار ہے اسمین ذاتی مادہ کسی طرح کا موجود نہین ہے۔ غرضکہ موکلون کے
بہانے خواجہ نے بہت سارا روپیہ برجیس سے لیا اور کہا کہ میرا نام طمع مین بہت بدنام ہے لہذا مین
آپ کے سامنے روپیہ تقسیم کیے دیتا ہون یہ کہکر مٹھی بھری اور کہا کہ لو میان شبراتی یہ تمھارا حق ہے
لو میان جمعراتی یہ تمھارا حصہ ہے یہ کہتے جاتے ہین اور مٹھیان بھر بھر کے ہاتھ بڑھاتے ہین اور اس
چالاکی سے داخل زنبیل کرلیتے ہین کہ کسی کو ثابت بھی نہین ہوتا کہ روپیہ کہان گیا۔ سب نے کہا کہ
واقعی ہین جو لوگ آپ کو لالچی بتلاتے ہین محض اتہام کرتے ہین۔ غرضکہ خواجہ نے سب روپیہ
نذر زنبیل کرلیا اور بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے برجیس آفتاب پرست سے کہا کہ ملکہ زندہ و
سالم موجود ہے اور ابھی تک اسکی عصمت مین بھی فرق نہین آیا ہے لیکن نہایت پریشان ہے
اگر کچھ صرف اور گوارا کرو تو آج رات ہی کو مین اک عمل پڑھون اگر آج کے تیسرے روز ملکہ نہ
آجائے تو مجھے خضران نہ کہنا۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا جسقدر روپیہ کہیے مین دون۔
خواجہ نے اس بہانے سے بھی کئی ہزار اشرفیان لیکر نذر زنبیل کرلین اور کہا کہ اب مین رخصت
ہوتا ہون۔ برجیس نے کہا کہ خواجہ اب کل عمل پڑھنا آج رات ہی کتنی باقی رہگئی ہے۔ خواجہ
نے کہا جیسی آپ کی خوشی ہو مین ہر وقت مین موجود ہون۔ غرضکہ رات خواجہ نے اسی مقام
پر گانے بجانے مین گزاری صبح کو برجیس آفتاب پرست سے رخصت ہوے۔ برجیس نے
اصرار کیا کہ عمل نہین پڑھتے۔ خواجہ نے کہا کہ عمل کے واسطے صحرائیت کی ضرورت ہے اگرچہ
یہ بستی صحرا ہے شہر نہین ہے لیکن کثرت مردم سے جو بات شہر مین حاصل ہوتی ہے وہی اس
صحرا مین حاصل ہے۔ لہذا یہان عمل کا پڑھنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے۔ برجیس نے کہا
کہ بعد عمل خوانی کے پھر مجھسے آکر ملیے گا۔ خواجہ نے فرمایا کہ ضرور ملونگا۔ القصہ چلتے وقت برجیس نے
خواجہ کو خلعت دیا اور بہت کچھ زر و جواہر دیکے رخصت کیا خواجہ نے مال موذی تعبیہ عیاری
کرکے سب رقم داخل زنبیل کی اور وہان سے لشکر بدیع الملک کی طرف روانہ ہوے بدیع الملک
نماز صبح ادا کرکے بیرون بارگاہ ٹہل رہے تھے کہ خضران نے پہونچکر سلام کیا اور عرض کی کہ اے
بدیع الملک مین اپنی سی کرچکا اب آگے اقبال تمھارا ہے اگر خدا نے چاہا تو آج کے تیسرے روز
برجیس آفتاب پرست تمھاری قید مین ہوگا۔ بدیع الملک نے پوچھا کسطرح اسکی کیا صورت
ہوگی۔ خواجہ خضران نے تمام کیفیت برجیس کو روپے سے راضی کرنے کی بیان کی اور کہا کہ کل
برق ثانی کو ثریاے سیمتن بناکے یہان سے بھیجونگا اور برجیس کو پکڑ لاؤنگا۔ یہ سنکر
بدیع الملک خاموش ہورہے اور خواجہ خضران نے دوسرے روز یہ انتظام کیا کہ کچھ عیارون کو
اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گئے اور صورت اپنی اک سوداگر کی بنائی کچھ مال و اسباب تجارتی
زنبیل سے نکالکر بار کرایا اور برق ثانی کو سمجھا دیا کہ مین تجھے ثریاے سیمتن کی صورت بناتا ہون
اور برجیس سے ملائے دیتا ہون اب اُسے گرفتار کرلانا تیرا کام ہے۔ برق ثانی نے عرض کی کہ
انشاء اللہ دیکھیے گا ضرور اسیر کرلاؤنگا۔ غرضکہ خواجہ خضران اک تصویر بھی ثریاے سیمتن کی اپنے
ہمراہ لیتے آئے تھے اور برجیس آفتاب پرست سے تصویر عمل پڑھنے کے بہانے مانگ
لائے تھے اس تصویر کو خواجہ نے نکال کر سامنے رکھا اور رنگ و روغن عیاری لگاکر صورت
برق ثانی کی ثریاے سیمتن کی ایسی بنائی اور لباس اسی وضع قطع کا پہنا کر محافہ مین بٹھا کر

اپنے ساتھ لیا اور طرف لشکر برجیس آفتاب پرست کے روانہ ہوئے۔ جسوقت قریب لشکر پہونچے
قافلہ کو اپنے اُسی جا چھوڑا اور آپ تن تنہا داخل لشکر ہوئے سیر لشکر کی کرتے ہوئے نزدیک
بارگاہ برجیس کے پہونچے۔ چوبدار سے کہا کہ جاکر اطلاع دو کہ اک سوداگر حاضر ہی اور امیدوار
باریابی ہی۔ جسوقت چوبدار نے جاکر برجیس آفتاب پرست سے بیان کیا برجیس نے کہا
بلا لو خضران سوداگر بنے ہوئے سامنے پہونچے سلام کیا۔ برجیس آفتاب پرست نے بیٹھنے
کی اجازت دی۔ خضران سلام کر کے بیٹھ گئے پوچھا برجیس نے کہ تمھارا آنا کس طرف سے
ہوا اور نام تمھارا کیا ہی۔ خواجہ خضران نے بیان کیا کہ مجھے سواد شامی کہتے ہین ملک شام کا
رہنے والا ہون ابکی سفر دریا درپیش ہوا طوفانون کی مصیبتین اُٹھاتا ہوا قریب شہر خاقانیہ
کے پہونچا۔ بہت کچھ مال و اسباب میرا اس سفر بحری مین دریا برد ہو گیا مگر اک گوہر بے بہا
ایسا ہاتھ آیا کہ سب مال اُسپر سے نثار تھا دیکھا مین نے کہ اک مقام پر کچھ عورتین ڈوب
رہی ہین مین نے جال پھنکوائے اُسمین سے چار عورتین نکلین باقی غرق ہو گئین۔ جب
حواس اُنکے درست ہوئے اور اُنسے حالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ تین کنیزین اور ایک
سردار ہی۔ کنیزون کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ ملکہ ثریائے سیمتن دختر خداوند آفتاب جادو
ہین مین نے اُنکو نہایت عزت کے ساتھ رکھا اور اُنسے وعدہ کیا کہ آپ پریشان نہون
مین آپ کو آپ کے بھائی سے ملا دونگا۔ اسوقت سے مین نے راہ بدلی اور حضور کو دریافت
کرتا ہوا چلا بمشکل اس مقام تک پہونچا خیر شکر ہی کہ حضور کی ملازمت حاصل ہو گئی محنت
میری ٹھکانے لگی۔ برجیس یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے سواد شامی تو نے
مجھپر بڑا احسان کیا خیر مجھسے بھی جو ہو سکیگا اسکا عوض تیرے ساتھ ایسا کرونگا کہ تو بھی خوش
ہو جائیگا۔ اب جلد ثریائے سیمتن کو مجھے دکھا دے کہ بغیر اُسکے روح میری بے چین ہی۔ سوداگر
نے عرض کی کہ قافلہ میرا صحرا مین اُترا ہوا ہی خیمہ مین فروکش ہین حضور تشریف لیچلیں اور اپنے
ہمراہ لے آئین۔ یہ سنکر برجیس آفتاب پرست اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور چند رفقاے خاص
کو ہمراہ لیکر ساتھ سواد شامی کے اُس مقام پر آیا کہ جہان قافلہ سواد شامی کا اُترا ہوا تھا
دیکھا برجیس نے کہ بہت بڑا قافلہ سواد شامی کے ہمراہ ہی اور اک خیمہ نہایت پر تکلف برپا
ہی اُسمین دروازون پر چلمنین پڑی ہوئی ہین۔ ترک سوارون کا پہرہ ہی۔ سواد شامی نے بڑھکر
چلمن اُٹھائی اور برجیس آفتاب پرست اندر اُس خیمہ کے داخل ہوا دیکھا کہ ملکہ ثریائے
سیمتن مسند پر جلوہ افروز ہی اور دو کنیزین خاص اُن کے پیچھے کھڑی ہین اور ایک مورچھل
جھل رہی ہی۔ نظر جو ثریائے سیمتن کی برجیس پر پڑی اپنی جگہ سے اُٹھی اور بھتیا کہکے
دوڑ کر لپٹ گئی اور چیخین مار مار کر رونے لگی۔ خواصون نے شکایت کی کہ آپ خداوندزادے
ہو کر بہن کو ایسا بھول گئے کہ بالکل خبر نہ لی نسترن ایسی ہو تمن نے اپنی عزت ارژنگ بن زمرد کے
ہاتھ سے بچائین جان پر کھیل گئین دریا مین کود پڑین مگر جان کو آبرو پر سے قربان کر دیا اگلی
زندگی تھی کہ قافلہ سوداگر کا آ گیا اور دریا سے نکالا۔ بہت سی ہمجولیان ڈوب گئین خیر ملکہ کی جان
بچ گئی۔ ملکہ برجیس سے لپٹی رو رہی تھی اور برجیس آفتاب پرست ملکہ سے لپٹا رو رہا تھا دیر تک
یہی ہنگامہ برپا رہا ملکہ کسی طرح برجیس سے علٰحدہ نہ ہوئی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ گئی تھین

خواصین کہہ رہی تھین کہ اے ملکۂ آفاق یہ وقت خوشی کا ہے نہ رنج کا خداوند نے یہ دن دکھایا کہ آپ
پھر اپنے بچھڑے ہوے بھائی سے ملین خدا کا شکر بجا لائیے ۔ اُدھر برجیس آفتاب پرست
نے سمجھایا کہ اب نہ رو وُہ وقت مصیبت گزر گیا یہ ساعت خوشی کی ہے کہ پھر ہم تم یکجا ہوے۔ غرضکہ
بمشکل خرپایہ سے سیمتن علٰحدہ ہوئی۔ برجیس آفتاب پرست محافہ ملکہ کی سواری کے واسطے
اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا ملکہ کو محافہ مین سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر چلا۔ سوداگر سے کہا کہ کل
صبح کو تمھین بلاؤنگا اُسوقت حاضر ہونا تمھارا مال بھی خرید لیا جائیگا اور ملکہ کے بچانے کا صلہ بھی
ملیگا اطمینان رکھو۔ یہ کہکر برجیس مع محافہ ملکہ داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر مین جابجا چرچا
ہونے لگا کہ آج ہماری ملکہ کو خدا پھر لایا حالانکہ کوئی امید ملکہ کے ملنے کی نہ تھی مگر خداوند
آفتاب جادو ایسا خداوند نعین ہے جس سے کوئی جیتنے پائے اگرچہ ازرنگ بھی خداوندزادہ تھا
مگر ملکہ پر قابو نہ پا سکا۔ ہر طرف شادیانے بج رہے تھے ہر شخص حسب حیثیت خوشی کر رہا تھا
برجیس آفتاب پرست جو بارگاہ مین پہونچا ملکہ محافے سے اُتری جسقدر کنیزین ملکہ کی اپنے مقام
پر موجود تھین انھون نے آکر گھیر لیا بلا گردان ہوئین تصدق اُتارنے لگے۔ یہان خواجہ خضران
کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ یقیناً ملکہ پر سے تصدق اُتریگا یہ مال مفت ہاتھ سے جائیگا بس صورت
اپنی فقیر کی بناکر پہونچے اور دروازۂ بارگاہ پر شور کیا کہ ملکہ سلامت فقیرون کو بھی خوش کرو
ہر ایک ملازم نے حسب لیاقت فقیر کو دیا اور جسقدر تصدق ملکہ پر سے اُترا تھا وہ سب بھی خواجہ
نے لیا اور وہان سے واپس آکر پھر سوداگرون کے بیٹھ رہے۔ ساتھ کے عیارون نے پوچھا
کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے انکو فقرہ دیدیا کہ لشکر کفار کی خبر کو گیا تھا کہ ایسا نہو حال پر کھل گیا ہو
اور راز فاش ہوگیا ہو تو اور کچھ تدبیر کیجائے اب خدا سے دعا کرو کہ برق ثانی اپنے ارادہ
پر کامیاب ہو یہ کسیکو نہ معلوم ہونے پایا کہ خواجہ مال لوٹ کے لائے ہین۔ الحاصل دوسرے
روز برجیس آفتاب پرست آکر دربار مین بیٹھا اور حکم دیا کہ جاکر سوداگر کو بلا لاؤ لوگ گئے اور
آکر بیان کیا کہ خداوندزادے نے یاد کیا ہے۔ سوداگر نے مال و اسباب و مختلف شہرون کا
لوٹا ہوا زنبیل مین بھرا تھا پہلے سے نکال رکھا تھا اپنے ہمراہ لیکر طرف بارگاہ برجیس آفتاب
پرست کے روانہ ہوے اجازت پہلے ہی سے ہو چکی تھی بغیر دریافت داخل بارگاہ ہوے
سلام کیا۔ برجیس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سواد شامی سلام کرکے بیٹھ گئے۔ پہلے تو برجیس آفتاب
پرست نے ایک لاکھ اشرفی ملکہ کی خدمات کے صلہ مین دی بعد اسکے پوچھا کہ کیا کیا مال تمھارے
پاس ہے۔ سواد شامی نے فہرست مال کی پیش کی۔ برجیس نے فہرست پڑھکر کہا کہ مال سامنے
لاؤ۔ سواد شامی نے مال اپنا منگا کر دکھانا شروع کیا وہ وہ چیزین برجیس نے دیکھیں کہ
کبھی نہ دیکھی تھین۔ غرضکہ بہت سا مال خواہش سے اور بہت سا رعایتاً مول لیا بعد اسکے خلعت
رخصتانہ دیکر سوداگر کو رخصت کیا خواجہ سب مال و اسباب بیچ کر اور روپیہ نقد کرکے وہان سے
مع قافلہ جانب صحرا روانہ ہوے اور کچھ تھوڑا بہت ساتھ والون کو دیکر کہا کہ تم لشکر مین چلو مین
تھوڑی دیر بعد آؤنگا۔ یہ سنکر عیار تو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اور خواجہ خضران ہیئت اصلی
پر آکر دوبارہ لشکر برجیس آفتاب پرست مین آئے۔ خبر برجیس کو ہوئی کہ خواجہ خضران آئے
ہین۔ برجیس نے معززین کو براے استقبال روانہ کیا۔ جسوقت خواجہ خضران داخل بارگاہ ہو

قبل اسکے کہ خواجہ کچھ کہیں برجیس آفتاب پرست پکارا کہ خواجہ واقعی مین تمھا مثل و نظیر نہین ہی تم حجرہ مالث کی اطاعت بیکار کرتے ہو اب مین تمکو ایک دم اپنے سے جدا نکرونگا - خواجہ نے کہا کہ مین خود آپ ایسے قدردان کو کب چھوڑنے والا ہون مگر بعد فیصلہ جنگ ابھی مجکو معاف رکھیے برجیس خاموش ہو رہا کہ خوشی آپکی - برجیس نے خواجہ کو بطور خلعت کے بہت کچھ دیا اور کہا کہ میری خوشی یہ ہی کہ آج کی رات تم اور میرے مہمان رہو کہ مین نے دینی بہن کے ملنے کا جلسہ خوشی منعقد کیا ہے صرف تمھارے انتظار مین کہ بغیر تمھارے جلسہ رقص و سرود کا لطف نہین ہی - خواجہ نے کہا کہ خوشی آپ کی - برجیس نے تیاری جشن کا حکم دیا اُسی وقت جشن کی تیاری ہونے لگی دن بھر مین سب انتظام ہو گیا - اگر حال تیاری جشن کا تحریر کیا جاے تو طول بیجا ہو گا لہذا مختصراً عرض کیا جاتا ہی کہ تمام لشکر مین چراغان تھا افسران لشکر کے خیمے آراستہ تھے ہر جگہ ناچ ہو رہا تھا شراب کے دور چل رہے تھے آوازین ہو شاہوش اور نوشا نوش کی بلند تھین اور بارگاہ برجیس آفتاب پرست کی تیاری تو بیان سے باہر ہی - ایک ارجہ بین جلمن پڑی تھی اور برق ثانی فریاسے سیمین بنا ہوا اُس جلمن کے آڑ مین بیٹھا تھا - تمام بارگاہ رؤسا و امرا سے بھری ہوئی تھی - خواجہ قریب برجیس آفتاب پرست کے بیٹھے ہوے تھے طائفے مجرا کر کے انعام لیتے جاتے تھے اور رخصت ہوتے جاتے تھے - قریب صبح برجیس آفتاب پرست نے خضران سے کہا کہ آپ بھی کچھ گا دیجیے - خضران نے بھی گانا شروع کیا غزل

جلا کر خاک کرنا شوق سے ہر استخوان میرا　　شرر زدہ فاش کرتا بڑھ کے اک سوز نہان میرا
کہون کس سے سنیگا کون راتون کو بیان میرا　　اُسی کو لے گئے تم ایک دل تھا رازدان میرا
قفس سے جب نظر کرتا ہون دلمین دھوکا ہوتا ہی　　خوشی سے باغبان بجلی گرا دین آشیان میرا
چمک سی آج اُٹھتی ہی سینہ مین رہ رہ کر　　کسی محفل مین ہوتا ہو گا درد دل بیان میرا
مٹا جاتا ہی اک عالم ادائے دلستانی پر　　خبر انکو نہین وہ لے رہے ہین امتحان میرا
اسیر دام ہون اک آرزو صیاد رکھتا ہون　　قفس لیجا کے رکھو آنا قریب آشیان میرا
ہنسے دیتے ہین سب دیوانہ الفت کی باتون پر　　سمجھ ہی مین کسی کے اب نہین آتا بیان میرا
سر محشر وہ انکا سر کو شرما کے جھکا لینا　　وہ میرا پوچھنا تم لے سکو گے امتحان میرا
جگر کی طرح دلمین بھی پڑے ہین آبلے لاکھون　　خدا وندا کسیکو تو نہ کرنا رازدان میرا
نکلنے مین خبر کرتا ہون جب آ مین عجب وقت　　کریگا مجھکو رسوا سے جہان سوز نہان میرا
کسی جا بیٹھ کے بھی چار آنسو رو نہین سکتا　　جب اُنکے در سے اُٹھ آیا ٹھکانا پھر کہان میرا
اسیر تازہ ہون میری زبان صیاد کیا جانے　　کہون کس سے بچا لو جل رہا ہی آشیان میرا
سخن فہم و سخندان جنکو سب بیتاب کہتے ہین　　ہو گا حضرت ناطق سا بیشک قدردان میرا

غرضکہ اسیطرح مختلف چیزین صبح تک خواجہ خضران گاتے رہے اُنکے گانے کی تاثیر سے تمام محفل مین سناٹا تھا - ہر شخص تصویر بنا بیٹھا تھا برجیس آفتاب پرست وجد کے عالم مین جھوم رہا تھا جو وقت طلوع آفتاب کا وقت آیا صحبت برخاست ہوئی سب امرا و رؤسا اپنی اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہو گئے یہان ملکہ نے خواجہ کو طلب کیا خواجہ قریب چلمن کے گئے - ظاہری باتین اور تھین باطنی باتین اور تھین در پردہ برق ثانی نے خواجہ سے دیری

برجیس کا مشورہ کر لیا اور انعام واکرام دلوایا۔ اشارہ سے کہا کہ ہمارا بھی حق اسمین ہی۔ خواجہ نے
کہا کہ دیکھا جائیگا۔ بعد اسکے خواجہ خضران برجیس آفتاب پرست سے رخصت ہو کر طرف
بدیع الملک کے روانہ ہوے یہان عیار پہلے پہونچ گئے تھے سب کیفیت بدیع الملک سے
بیان کی تھی۔ آج خواجہ خضران بھی پہونچے اور کہا کہ اے بدیع الملک اب اگر اقبال تمھارا یاور ہی
تو کل برجیس آفتاب پرست اسی قلعہ مین ہوگا۔ مین برق ثانی کو ملکہ ثریاے سیمتن بنا کر
اُسکی گرفتاری کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوے اور فرمایا
کہ خواجہ اگر یہ تدبیر بن پڑی تو کسیکی تکسیر بھی نہ پھوٹیگی اور جنگ سر ہو جائیگی۔ غرضکہ اب یہ تو
با نتظار برق ثانی بیٹھے ہین لیکن اول حال برق ثانی اور برجیس آفتاب پرست کا سنئے
کہ بعد چلے آنے خواجہ خضران کے ثریاے سیمتن نقلی نے برجیس آفتاب پرست سے کہا
کہ مین چاہتی ہون اب آپ سے دم بھر جدا نہون جو صدمے مین نے آپ کے فراق مین
اُٹھائے ہین اُنکو میرا ہی دل جانتا ہی زندگی تھی کہ پھر آپ تک پہونچ گئی ورنہ مین نے خودکشی
کر لینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا تھا۔ اسلیے کہ بغیر جان دیے عزت بچنا غیر ممکن تھی۔
برجیس آفتاب پرست نے ملکہ ثریاے سیمتن کا سر سینے سے لگایا اور بعد تسلی وتشفی
کے کہا کہ اب مین تمکو ہرگز اپنے سے دمبھر جدا نکرونگا اپنی ہی بارگاہ مین تمکو رہنے دونگا کہ
ہر وقت کے حال سے باخبر رہون اور بعد مرحلہ خدا پرستان اورنگ کو تمام دنیا مین ڈھونڈھکر
ایسی سزاے سخت دونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ کرینگے۔ یہ سنکر
ثریاے سیمتن نے سر جھکا لیا۔ اُسوقت برجیس آفتاب پرست نے حکم دیا کہ ہماری ہی بارگاہ
مین ہماری بہن کے رہنے کے واسطے بھی اسی بارگاہ مین سامان مہیا کر دیا جاے اُسی وقت
ایک کمرہ مین سب سامان مہیا کر دیا گیا اور ملکہ ثریاے سیمتن نقلی رہنے لگی۔ جب رات کا وقت
ہوا اور برجیس آفتاب پرست اپنی خوابگاہ مین سونے کے واسطے گیا تو برق ثانی ملکہ
ثریاے سیمتن بنا ہوا اپنے بستر خواب سے اُٹھا خواصون نے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت
کہان تشریف لیچلین برق ثانی نے جواب دیا کہ مین نے اک خواب پریشان دیکھا ہی اپنے
بھائی کو دیکھنے جاتی ہون۔ خواصون نے عرض کی کہ اے ملکہ وہان کسی کے جانے کا حکم
نہین ہی۔ برق ثانی نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ یہ حکم ملازمین کے واسطے ہی یا ہمارے
لیے ہی۔ یہ کہکر خوابگاہ برجیس آفتاب پرست مین آیا کہ کسی تدبیر سے اسکو بیہوش کر کے
لے نکلون۔ وہان خواجہ انتظار مین ہونگے لیکن قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ برق
ثانی اس حال سے بیخبر تھا کہ برجیس چہرہ سے نقاب دور کر کے سوتا ہی اس غرض سے کہ
شاید دشمن میری گرفتاری یا قتل کے لیے آئے تو صورت دیکھتے ہی فرمان بردار ہو جاے
جیسے ہی برق ثانی ثریاے سیمتن بنا ہوا قریب مسہری کے پہونچا اور نظر برق ثانی کی
صورت نحس پر برجیس آفتاب پرست کے پڑی بے اختیار ہو کر سجدہ مین گیا اور قلب اسکا
پلٹ گیا۔ پس جلدی سے برجیس آفتاب پرست کو جگا دیا اور ہاتھ باندھکے کہنے لگا کہ خطا
میری معاف ہو مین نے حضور کی خدمت مین بڑی بڑی گستاخیان کی ہین کہ ناب خداوند
کو اُسکی بہن کی صورت بنکر دھوکا دیا اور گرفتار کرنے کی فکر مین آیا تھا مگر ہزار ہزار شکر ہے

خداوند آفتاب تابان کا کہ جرم سنتے راہ راست پر لگادیا خدا بڑا ہے خضران بن عمرو تھا
کا کہ اُسکی وجہ سے مین اس گناہ عظیم کا مرتکب ہونے چلا تھا۔ برجیس آفتاب پرست یہ باتین
سُنکے گھبرایا پوچھا تو کون ہی۔ برق ثانی نے کہا کہ غلام زادہ برق ثانی عیار ہی اور وہ سوداگر
خضران تھا سنکے تمام حال برجیس سے بیان کردیا اور یہ راز فاش ہوگیا۔ برجیس آفتاب پرست
کے ہوش اڑگئے کہ واقعی مین عیاران لشکر اسلام بلاے بیدرمان ہین اگر مین نے قبل سے نیک
انتظام نہ کیا ہوتا کہ نقاب چہرہ سے اُتار کر نہ سوتا تو ضرور گرفتار ہو جاتا اس دزد مکار خضران
نے بڑا فریب دیا تھا۔ برق ثانی تو بغیر قید کیے ہوے اسیر سحر ہوگیا اور خوب خوب راز اُسکے
بیان کیے بس برجیس آفتاب پرست نے غصہ مین آکر ایک نامہ بنام شاہزادہ بدیع الملک
تحریر کیا۔ مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بدیع الملک معلوم ہوا کہ تمنے اسطرح خداوندیان شمالی
مین اور انھین عیارون کے بھروسے پر صاحبقرانی کرکے دین اسلام کو پھیلایا ہی مگر چونکہ مین
نائب خداوند برحق ہون تمھارا عیار برق ثانی مجھے اسیر نہ کرسکا بلکہ مطیع ہوکر سب حال اُسنے
مجھسے بیان کردیا لہذا اب مجھے تمھارا اعتبار جاتا رہا بہتر یہ ہی کہ یا تو خضران کو اسیر کرکے بھیجدو
اور یا آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو رہو کہ مین طبل جنگ بجاتا ہون کل میرا اور تمھارا سامنا
ہی اگر یہی حال تمھارا بھی ہو جو برق ثانی کا ہوا ہی تو تجھے نائب خداوند آفتاب تابان
دکھنا۔ جسوقت نامہ دار برجیس کا دروازۂ بارگاہ صاحبقران پر پہونچا اور خبر بدیع الملک کو
ہوئی کہ نامہ دار کفار آیا ہی بلالیا جگہ بیٹھنے کی دی نامہ دار نے نامہ دیا۔ بدیع الملک نے
نامہ کو پڑھا۔ پشت پر جواب تحریر کردیا کہ اے برجیس آفتاب پرست جو کچھ سے ہو سکے
قصور نکر مین خداے حقیقی پر شاکر ہون جو وہ چاہیگا وہ ہوگا تو کیا کرسکتا ہی کچھ ایسے بت
سے کتنے پوج رہے ہوے اور مار ڈالے گئے مین خداوند قادر و قہار کے بھروسے پر
صاحبقرانی کرتا ہون جسنے سب کو پیدا کیا ہی مین نے کسی عیار کو تیری گرفتاری کے واسطے نہین
بھیجا تھا وہ خود سے گئے تھے اور خضران میرا بھائی ہی مین کبھی اُسے گرفتار کرکے نہ بھیجونگا
اُسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی تو پہلے بدیع الملک کو اسیر کرلے پھر خضران کا نام لینا اور تجھے شرم
نہین آتی کہ مجھے تو عیارون کی مدد کا طعنہ دیتا ہی اور آپ جوہر و غازہ سحر ملکر مقابلہ کرتے زنار
یہ کونسی مردانگی ہی مکارون کے سرکوبی کے لیے عیارون کو متعین کیا ہی۔ یہ جواب نامہ کا تحریر کرکے
روانہ کردیا خضران نہایت حیران تھا کہ برق ثانی کے مخمور رہنے کا کیا سبب ہوا افسوس کرتا ہوا
کھیل بگڑگیا [?] اُدھر جواب نامہ کا جو برجیس آفتاب پرست کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور اُسی وقت
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ۔ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ ہرکارے لشکر اسلام
کی خبر لیکر خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے
عرض کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی۔ سُنکر صاحبقران زمان نے بھی فرمایا کہ کہدو ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی۔ خضران یہ حکم لیکر نقارخانہ مین پہونچا اور
نقارچیون کو آگاہ کیا سب نے نذرین گذرانین خواجہ نے نذرین لیکر داخل زنبیل کین اور ایک
چوب نقارہ پر لگائی پھر تو نقارہ خانہ رعد آواز جوش و خروش مین آیا اور صداے طبل بلند
ہوئی کہ گوش گردون دون کر ہوگئے ؎ ز نقارہ آواز آمد برون * کہ دون ست گردون دون

صدائے طبل جنگ بلند ہوتے ہی دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادرون نے
سلح سنجوگ کو درست کیا جابجا لشکر کے سپاہیون مین چرچے ہونے لگے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی
سنا ہی کہ برجلیس آفتاب پرست جسوقت نقاب چہرہ سے دور کرتا ہی تو جو شخص صورت اسکی
دیکھتا ہی وہ اُسے سجدہ کرتا ہی خدا اس ظالم کے ہاتھ سے ایمان اور جان دونون کو بچائے۔
اسنے ہزارہا ملک تباہ کردیے لاکھون بندگان خدا کو برگشتہ کردیا ہی مگر صاحبقران با اقبال بھی
انھون نے بھی بڑے بڑے سرکشون کی سرکوبی کی ہی خدا انکی مدد کرتا ہی کیا عجب ہے کہ وقت
برجلیس کا برابر آگیا ہو اور اُسکو مزا سے سرکشی ملے۔ ادھر کفار آپس مین باتین کرتے تھے کہ دیکھیے کل
کیا ہوتا ہی اب پلے کہ کل ایسے شخص سے سامنا ہی جو صاحب اسم اعظم ہی اُسکے سامنے اس
غازہ سحر کا پردہ فاش ہوجائے تو عجب نہین ہی۔ غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے خیال کے موافق
پیشین گوئی کرتا ہی سوار گشت کے پھر رہے ہین آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہین
افسران فوج سویرے سے سورہے ہین کہ علی الصباح اُٹھکر میدان مین جانا ہی بعض کو انتظار
صبح مین نیند نہین آتی ہی بستر پر کروٹین بدل کر صبح کی ہی اسی کیفیت مین وہ وقت آیا کہ۔ نظم
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + موذن اذان سے ہوے
بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان
صبح ہوتے ہی گشت کے سوارون نے کمرین کھولین اور سونے والے بستر خواب سے اُٹھکر
اپنے اپنے آئین و مذہب کے موافق مصروف عبادت ہوے اور بعد فراغ اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کرکے متوجہ میدان کارزار ہوے۔ اسطرف سے اہل اسلام چلنے لگے ادہر اُس طرف
سے کفار جوق جوق گروہ گروہ آکر میدان مین قائم ہونے لگے لیکن پہلے سواری شاہزادہ
بدیع الملک کی میدان جنگ مین پہنچ گئی اور لشکر مرتب ہوا۔ سرداران لشکر مثل طلحہ بن لندھور
سلوک ابن مالک۔ مقبول بن مقبل۔ اسپاہ سے قوی بازو۔ قران فیل زور۔ بہلول شیردل
وغیرہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفوف لشکر سے دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے
ہوے اور عزیزان صاحبقران مثل شاہزادہ ہاشم تیغزن شہنشاہ گوہر کلاہ علقمہ بن جمہور
فرزیل بن فرامرز عاد مغربی وغیرہ سب کے سب بیس بیس قدم صفوف لشکر سے
آگے بڑھکر کھڑے ہوے اور بدیع الملک چالیس قدم صفوف سپاہ سے آگے بڑھکر
برتبہ صاحبقرانی قائم ہوے۔ سر پر علم زرین کھلا ہوا جسوقت لشکر اسلام آراستہ ہو چکا تو
دیکھا کہ سامنے سے سواری برجلیس آفتاب پرست کی نہایت عظم و شان کے ساتھ نمودار ہوئی
سرداران فوج تخت برجلیس کو گھیرے ہوے تھے بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ بھی ہین مگر
برجلیس گویا آفتاب جادو کا بھروسا ہی یا غازہ سحر پر جو اسکے منھ پر ملا ہوا ہی۔ نظر برجلیس کی جو
جانان لشکر اسلام پر پڑی محو حیرت ہوگیا کہ واقعی مین کیا کیا جوان بدیع الملک نے فراہم
کیے ہین لیکن تھوڑی دیر کے بعد یہ سب میری اطاعت مین ہونگے۔ تخت اسکا لشکر سے بیس قدم
آگے بڑھکر قائم ہوا۔ برجلیس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز دی کہ کیون اے شاہزادہ
بدیع الملک تمکو اسقدر جلدی ملک عدم جانے کی ہی کہ مجھسے پہلے میدان مین آ پہونچے مگر خیال
تمھارا غلط ہی مین نائب خداوند آفتاب جادو ہون میرا یہ کام نہین ہی کہ جن لوگون کو خداوند

پیدا کیا اور زمانے میں معزز و ممتاز گردانا میں انکو شاد دوں بلکہ تم سب کو اپنا مطیع کرکے راہ نیک
پر لگاؤنگا تم اپنے دل میں کچھ خوف نکرو فرمایا بدیع الملک نے کہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا
ہوں اگر خیال ہی تو یہی ہی کہ خداوند عالم مذہب برحق میں میرا خاتمہ کرے اور تو کیا از جو مطیع بنائیگا
میں حکم خدا کا مطیع ہوں تجھ ایسے بہت سے کا ز حباب بحر زخار کی طرح ابھرے اور پست
ہوگئے کہ کسیکا نشان بھی باقی نرہا ہنوز یہی گفتگو ہو رہی تھی سلسلہ تقریر کا قطع ہنوا تھا کہ از پردہ
بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و چیرہ چیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد
در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا۔ بقول شاعر ؎ ز سم ستوران دران
پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + دونوں جانب کے ہرکارے براے
دریافت حال روانہ ہوے اور آن واحد میں آکر بیان کیا کہ بادشاہ لشکر اسلام دارائے بن
جمشید کی سواری بڑے جاہ و حشم سے آتی ہی بس یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الملک نے
تمام سرداروں اور عزیزوں کو براے استقبال روانہ کیا اور خود بھی منتظر ہوے کہ بادشاہ قریب
آئیں تو خود بھی پیشوائی کے واسطے روانہ ہوں کہ یکایک عدیل بن عادی پیش خیمہ لیے ہوے نمودار
ہوے اور بدیع الملک سے پوچھ کر جاے مناسب پر بارگاہ سلیمانی استادہ کرنے لگے
اب اُس گرد سے علمہاے مختلف اللون نمودار ہوے جنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہ کی
مرقوم تھی۔ کئی ہزار علم چمک رہے تھے چھوٹ انکی زمین پر پڑ رہی تھی نگاہیں خیرہ ہوئی جاتی
تھیں۔ اب پرے کے پرے اور دستے کے دستے چلتہ پوش اور بکتر پوش اور جوشن پوش
اور زرہ پوشوں کے نمودار ہوے اول لندھور ثانی آکر پہنچے انکی فوج سے تمام صحرا جنگل بن
نظر آنے لگا خیمہ زرنگاری برپا ہوا طلحہ بن لندھور جانی سے بغلگیر ہوے۔ لندھور ثانی نے
بدیع الملک کی قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے اسی ہزار نیزہ بازوں سے مالک ثانی نمودار ہوے
انکا خیمہ جانب میسرہ لشکر مقابل خیمہ لندھور ثانی برپا ہوا اب اور سرداروں کی آمد شروع ہوگئی ایک
کے بعد دیگرے آنے لگے۔ ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے فضل تتاری پہونچا اور ملازمت
بدیع الملک کی حاصل کی بعد اسکے خسرو ایرانی تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے خیمہ زن ہوا
بعد اسکے سہیل مازندرانی دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا۔ پھر مہران طوسی اتنی ہی
فوج سے آیا پھر ارباب کابلی ایک لاکھ فوج کابلی ہمراہ لیے ہوے آکر خیمہ زن ہوا پھر بہمن رومی
اور عنتر چینی اور ہژبر ملتانی اور مظفر زرہ انجابادی اور برجیس مشتری حصاری اور نعمان
باختری اور سالوس خاوری۔ غرضکہ ہر ہر مقام کے فرمانروا جو شہنشاہ عدالت پناہ ظل اللہ بادشاہ
اسلام کے فرمانبردار تھے سب آکر پہنچے۔ واضح راے ناظرین با تمکین ہو کہ جن مقامات کا ذکر
ہوا ہی انکے بادشاہ جو لوگ پہلے تھے وہ راہی ملک عدم ہوے جو نام اب تحریر کیے گئے ہیں
یہ انکی اولاد کے نام ہیں الحاصل تمام دن فوجیں آیا کیں اور تمام صحراے گرد آباد فوجوں سے
مملو ہوگیا۔ آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا آخر میں جلوس شاہی نمودار ہوا۔ آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے
ہوے گرد کو بٹھاتے ہوے بعد اسکے ماہی مراتب اسکے بعد علم بیرق برداروں کے پھر نیزہ بردار
گذرے پھر خاص بردار خاصیان ہاتھوں میں لیے ہوے پوشاکیں نہایت زرق برق [illegible] بندھے
ہوے کمروں میں قبا میں جواہر نگار لگی ہوئی آخر میں تخت بادشاہ اسلام دارائے بن جمشید کا

نمودار ہوا۔ اکل سردار مع صاحقران زمان بڑھے اور پیشوائی کرکے بادشاہ اسلام کو لائے ظل شاہ
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے۔ صاحقران آگے بڑھتے بادشاہ اسلام نے ہاتھ بدیع الملک کا
پکڑ کے تخت پر کھینچ لیا اور لپٹ کر بہت روئے۔ بدیع الملک نے کہا کہ اس طلسم نطاق نے
ہمارے خاندان کا ستھراؤ کر دیا تمام عزیز واحباب قتل ہوگئے اک ماتم تازہ برپا ہوگیا۔ بادشاہ اسلام
بھی اُن لوگوں کو یاد کرکے بہت روئے چونکہ آمد بادشاہ اسلام میں شام ہوگئی تھی بادشاہ لشکر
اسلام متواتر سفروں سے خستہ بھی ہوگئے تھے اور بدیع الملک کو دعوت و ضیافت بھی بادشاہ
کی منظور تھی۔ ایک نامہ برجلیس آفتاب پرست کے نام تحریر کیا۔ مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل ایک
مدت کے بعد بادشاہ لشکر اسلام کی قدمبوسی حاصل ہوئی ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کی دعوت
کروں اسمیں ایک ہفتہ صرف ہوگا۔ لہذا میں تمسے آٹھ روز کی مہلت مانگتا ہوں کہ بعد آٹھ روز کے
طبل جنگ بجوانا۔ جسوقت یہ نامہ برجلیس آفتاب پرست کو پہونچا اور برجلیس آفتاب پرست مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا اسلئے بھی جو اس کثرت لشکر کو دیکھکر باختہ ہوگئے تھے خوشی سے منظور کیا اور کہا
کہ میں آٹھ روز بعد طبل جنگ بجواؤنگا۔ برجلیس آفتاب پرست پر لشکر اسلام کی ہیبت بھی غالب ہے
اور دل میں خوش بھی ہوتا ہے کہ اگر یہ سب میرے مطیع ہوگئے تو عالم میں کون ایسا ہے جو مجھسے مقابلہ
کرسکیگا۔ لیکن جسوقت بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ برجلیس نے مہلت دیدی ہے بس انھوں نے
سامان دعوت کا حکم دیا تمام قلعہ سکندریہ آراستہ ہوا اور دعوت بادشاہ کی اندر قلعہ کے نہایت
تکلف کے ساتھ ہوئی جسوقت کھانے سے فراغت ہو چکی تو صحبت آراستہ ہوئی۔ بدیع الملک
نے تازہ رفقا کو بادشاہ سے ملایا اور بہلول شیر شکار کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ یہ بہادر
اس قلعہ کا مالک اور اولاد رستم سے ہے۔ اک رفیق بہلول شیر شکار کا نہایت چرب زبان تھا
بول اُٹھا کہ حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ انکا لقب شیر شکار اور شیر دل کیوں ہے۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ بیان کرو۔ اسنے کہا کہ دو شیر صحرائی منگوا کر تماشا دیکھیے کہ یہ کیونکر شیروں کو غصہ دلا کر
لڑواتے ہیں۔ بہلول نے آنکھ دکھلائی اور کہا کہ تم بھی کن شیر کشوں کے سامنے میری تعریف کرتے ہو
بارگاہ صاحقران میں وہ وہ دلیر ہیں کہ فیل کش دیوکش ہیں انکے سامنے کوئی جرأت کرنا ایسا ہے
جیسے تماشا دکھانا ہوتا ہے۔ بدیع الملک نے کہا اے بہلول یہ ضرورت نہیں ہے کہ ایک شخص کے
جوہر ظاہر ہو چکے ہیں تو دوسرا اپنے جوہر نہ دکھائے برابر والے سے داد ملتی ہے۔ بہلول نے
عرض کی کہ یہ میری حقیقت ہے میں ان بہادروں کے برابر کا بھی تو نہیں ہوں بلکہ انکے غلاموں
کی بھی برابری نہیں کرسکتا۔ الغرض بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ دو شیر صحرائی لائے جائیں اسیوقت
دو کٹہرے شیروں کے منگا کر صحن بارگاہ میں رکھے گئے۔ بہلول نے بڑھکر دونوں کے دروازے
کھول دیے شیر غراتے ہوئے کٹہروں سے باہر نکلے۔ بہلول نے دونوں ہاتھوں سے دونوں کی
گردنیں پکڑ کر سر ٹکرا دیے شیروں کو غصہ آیا اور ایک دوسرے کو دیکھکر غرانے لگا۔ بس بہلول نے
دونوں کو سامنے کرکے چھوڑ دیا اور آپ الگ ہو رہا۔ شیر چھوٹتے ہی لڑنے لگے یہاں تک کہ
لڑتے لڑتے مر گئے تمام اہل دربار نے تعریف کی لیکن طلحہ بن لندھور نے کہا کہ یہ تو اک تماشا ہے
جرأت کی شان تو یہ ہے کہ خود مقابلہ کرکے مارا ہوتا شیر کو شیر سے لڑوا دینا یہ اک فطرت کا کام تھا
جرأت کا کام نہ تھا۔ بہلول نے کہا کہ اے دارائے ہند میں یہ جانتا ہوں کہ آپ فیل کش ضیغم شکار ہیں

ہین اور یہ بندہ ضعیف ہی مگر اتنی قوت رکھتا ہی کہ انکو ٹکڑا ٹکڑا کر ہلاک کر دیتا مگر یہ اک انگلی کی بات
تھی اور شاہون کے دکھانے کا تماشا تھا مین پہلے ہی عذر کر چکا ہون کہ مین آپ صاحبون کے
غلامون کی بھی برابری نہین کر سکتا ہون - پھر یہ آپ کا فرمانا بیکار ہی اور بدیع الملک نے بھی
فرمایا کہ اے طلیحہ بن لندھور اسوقت تعریف اسی بات کی ہوئی کہ دونون کو آپس مین لڑوا کر کام
تمام کر دیا جانور اور آدمی کا فرق دکھا دیا کہ انسان کی جرأت محل اور موقع سے ہوتی ہی اور
جانور کی جرأت عقل سے خارج ہوتی ہی تمہاری جرأت اور شیر کی جرأت مین بھی فرق ہی جب دو حریف
آپس مین لڑ کر مر جائین تو خود مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہی - یہ سنکر طلیحہ تو دل مین شرمندہ ہوکر
خاموش ہو رہا اور بہلول نہایت خوش ہوا - اب ادھر ادھر کی باتین ہونے لگین - بادشاہ
اسلام نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی اسی سلسلہ مین ذکر نقابدار ابلق سوار کا بھی آگیا نقابدار
کی بادشاہ نے بیحد تعریف کی اور جو احسانات نقابدار ابلق سوار کے تھے سب بیان کیے
کہ اس اس طرح میری مدد کی اور ملکہ گم گم جادو کو طلسم گنبد بے در سے رہا کر کے میرے سپرد کر گئے
اور مین جہانتک اندازہ کرتا ہون یون تو بڑے بڑے بہادر اولاد امیر اول مین موجود ہین مگر اسوقت
بعد آپ کے اگر شان و شوکت صاحبقرانی کسیمین پائی جاتی ہی تو وہ نقابدار ابلق سوار ہی ہی
عجب نہین ہی کہ صاحبقران رابع وہی ہو - بدیع الملک یہ سنکر متحیر ہوے اور خاموش ہو رہے
جب بادشاہ اسلام اپنی سرگذشت کا قصہ تمام کر چکے تو بدیع الملک سے فرمایا کہ تمھسے جدا ہونے
کے بعد جو جو سوانح آپ پر گزرے انکو آپ بھی مفصل بیان کیجیے - بدیع الملک نے پہونچنا
دریاے نسیان پر اور فکر نوج مین پریشان ہونا انجام مین حال عشق ملکہ روشن گوہر
اور مارنا آئینہ اندام جادو کو بعد اسکے ذکر فتاحی نہ طاق مین واقعہ آصف انجم طلعت
کے عشق کا اور ساتھ حیات روشن جمال کے جل کر جان دینا بیان کیا اور ہاتھ سے انکو ان
تاجدار کے مارا جانا امیر الزمان - عین الزمان - نور الزمان - فرزندان اسد نوجوان و دیگر
اعزا و احبا کا بیان کیا - بادشاہ اسلام سنتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے کہ اس طلسم
نہ طاق نے خاندان کا خاتمہ کر دیا - اب صاحبقران نے پھر بیان کرنا شروع کیا بعد فتح بیابان
گرد آباد و شکست مرحلہ بلا کشان جادو کا ملاقات ہونا قطب مسند نشین سے اور تقدس
قطب کا بیان کیا - یہ سنکر بادشاہ اسلام کو نہایت اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو
قطب صاحب کو تکلیف دیجیے کہ مین بھی انکی زیارت سے مشرف ہون - بدیع الملک نے
کہا کہ مین اسیوقت نامہ تحریر کرتا ہون اگرچہ وہ قطب ہین اور مثل مشہور ہی کہ قطب از جا نمی جنبد
مگر عجب نہین ہی کہ میرا نامہ دیکھکر چلے آئین اور اگر انکو آنے مین تامل بھی ہوگا تو مین ایسے
حیلے سے بلاؤنگا کہ یقین ہی پھر انھین کچھ بھی عذر و انکار نہوگا - یہ فرما کر اک نامہ شوقیہ تحریر کیا
مضمون نامہ یہ تھا کہ اک مدت کے بعد بادشاہ اسلام کی ملازمت حاصل ہوئی ہی اور اسی
خوشی مین مین نے دعوت کی ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ بھی اس دعوت کو قبول فرمائین
اور مجھے امید ہی کہ آپ ردّ دعوت نکرینگے اور بہتر ہوگا کہ نذر جناب ابراہیم کی آپ ہی دین کہ آپ
ایسے مقدس شخص کی نذر یقینی ہی کہ ضرور ہی قبول ہوگی اور بادشاہ اسلام بھی آپ کے دیدار کے
نہایت مشتاق ہین - یہ نامہ لکھکر کسی قاصد کے ہاتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ کیا - قاصد خط لیکر

اُس طرف چلا گیا اور یہان صاحبقران نے سامان نذر کی تیاری کا حکم دیا اور قلعہ کی آرائش کا طریقہ
بدل دیا گیا وہان نامہ قطب صاحب کو پہونچا اور قطب مسند نشین مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے
اپنے دونون رفیقون سے کہا کہ پچاس برس سے مین نے جگہ یہ چھوڑی تھی مگر اب مجبور ہون کہ
اُس شخص نے مجھکو طلب کیا ہی وہ صاحبقران زمان ہی اور وحید دوران ہی لہذا مین چاہتا ہون
کہ اے التماس جنی اور جواہر جنی تم میرے ہمراہ چلو- دونون جن جو رفیق بھی انکے ہین اور
شاگرد بھی ہین چلنے کو تیار ہوئے- قطب سجادہ نشین نے ان دونون رفیقون کو اپنے پہلو مین
بٹھالیا اور سجادہ کو اشارہ کیا- سجادہ اُڑکر چلا- یہان بدیع الملک انتظار مین بیٹھے ہوئے
تھے کہ جانب آسمان سے سجادہ اُڑتا ہوا نظر آیا- بدیع الملک براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے
اور بادشاہ لشکر اسلام نے بھی سروقد تعظیم دی- قطب صاحب کا سجادہ زمین پر ٹھہرا قطب صاحب
اُترے بادشاہ اسلام اور صاحبقران زمان نے مصافحہ کیا بادشاہ نے چاہا کہ قطب صاحب کو تخت
پر برابر اپنے بٹھانا چاہا- قطب سجادہ نشین نے انکار کیا اور کہا کہ یہ جگہ آپ ہی کے بیٹھنے کی ہی
اور اپنا وہی سجادہ بچھا کر بیٹھ گئے- بپاس ادب تمام سردار کھڑے رہے بادشاہ اسلام اور
بدیع الملک نے زمین پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ قطب سجادہ نشین نے اپنے پاس سجادہ پر بٹھالیا
باتین ہونے لگین اب شام ہوئی خضران نے آکر عرض کی کہ نذر کا سامان درست ہو گیا ہی یہ سن
ستے ہی بدیع الملک نے قطب سجادہ نشین سے کہا کہ تشریف لے چلیے- قطب اپنی جگہ سے اُٹھے
اور بدیع الملک کے ساتھ بارگاہ سے اُٹھکر قلعہ مین تشریف لائے- دیکھا کہ ہر درجہ مین دسترخوان
بچھے ہوئے ہین شمعین سرخ و سبز روشن ہین چنگیری بوے تمام قلعہ معطر ہو رہا ہی روشنی سے تمام قلعہ
جگر جگر کر رہا ہی- قطب صاحب نے پہلے ہی درجہ کو دیکھکر نذر دینے کا قصد کیا تھا کہ بدیع الملک نے کہا
کہ اگر ہر مقام پر آپ کو تکلیف دیجائیگی تو شام سے صبح ہو جائیگی اور آپ نہایت پریشان ہونگے
یہ فرما کر ہاتھ قطب صاحب کا پکڑے ہوئے آگے بڑھے اور ہر درجہ کو دیکھتے ہوئے مقام صدر
پر پہونچے- یہان نذر کی آراستگی احاطہ تحریر سے باہر ہی- خیر نذر اُس اُس قسم کی تھی کہ درویش نے کبھی
آنکھ سے بھی نہ دیکھی ہوگی اسلیے کہ یہ تو تارک لذات ہین گویا آج پہلے پہل ان نعمات کی خوشبو
قطب صاحب کے دماغ مین پہونچی اُدھر ہر درجے مین لوگ پہونچ گئے- بدیع الملک نے بادشاہ
کے ہاتھ سے شمعین روشن کرائین- قطب صاحب نے نذر دی- جو لوگ اس درجے کے لائق تھے
وہ ساتھ بادشاہ اور صاحبقران اور قطب صاحب کے یہان شریک نذر ہوئے باقی ہر مرتبہ کے
لوگ درجہ بدرجہ دوسرے درجون مین شریک نذر ہوئے- جب دعوت و ضیافت سے فراغت حاصل
ہو چکی تو سامان رقص و سرود بارگاہ شاہی مین مہیا ہوا اور قطب صاحب کے قیام کے واسطے
قلعہ مین اک جاے عمدہ تجویز کر انھین کے مزاج کے موافق سامان درست کر دیا گیا اور خواجہ مہر
اور خواجہ ماہ دونون پوتے خواجہ بزرجمہر کے آکر قطب صاحب سے ملے مصافحہ کیا کچھ قوال
بدیع الملک نے یہان سے بھجدیے تھے کہ وہ حقانی چیزین گائین اور قطب صاحب کو خوش
کرین- یہان فقیرانہ مذاق کی صحبت آراستہ تھی اور قوال گا رہے تھے لوگون کو حال آ رہے
تھے-

غزل

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا- جب وقت پڑا تھا کوئی نہین-

سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلگشت مین دامن منھ پہ نہ لو نرگس سے حیا کیون ہی تمکو
اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا کلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہی واں جا کوئی نہین

آئینہ و ساغر برباد ہم حیرت مین ہی دل آنکھین پرنم
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین

ہر ایک نمائش کو دیکھا جیتی رو بات کچھ بھی تو نہ تھا
ہستی ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک کے نیچے جا لیٹے
رہتے تھے جہان ہر دم جلسے اب دیکھو تو اس جا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب ہی تاج اسکا سکندر و دارا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا حذر رہتا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلا دے تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل مسند اعزازہ کچھ انجام بہ بد +
یا بزم طرب یا کنج لحد یا دہ مجمع یا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد انکے
یا [illegible]لے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا فن ہی ناز کشتہ
اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ صلا کوئی نہین

ایسا ایسی طرح کی عبرت آمیز غزلین جو قوالون نے گائین قطب صاحب بہت روئے یہان رات بھر یہ صحبت گرم رہی اور وہان بادشاہ اسلام مع صاحبقران عالیمقام و سرداران ذوالاحترام بارگاہ خاص مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھا کئے جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور دوسرے روز صاحبقران مع بادشاہ قطب صاحب سے ملنے کو تشریف لائے اور قطب صاحب نے رخصت طلب کی تو صاحبقران نے نہایت عذر کیا کہ ہر چند مین نے آپکو تکلیف بہت دی مگر بغیر تکلیف دیے کوئی چارہ بھی نہ تھا اسلیے کہ بعد آج کی ملاقات کے اب شاید روز دنیا ملاقات ہو تو ہو۔ قطب صاحب نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہی تو انشاء اللہ ابھی پھر ملاقات ہوگی بدیع الملک نے کہا کہ اب زندگی ہی کی امید تو اٹھ گئی ہی اسلیے کہ سامنا اس شخص سے ہی جسنے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر دیا ہی کسی نے اسکو غازہ بنا دیا ہی اس غازہ کے اثر سے جو شخص صورت اس ملعون کی دیکھتا ہی وہ سجدہ کرتا ہی۔ مین نے آپکی دعوت کیواسطے اس سے مہلت طلب کی تھی اب صرف دو روز اور باقی ہین پھر طبل جنگ بجیگا۔ میرے عیارون نے اسکی گرفتار کرنے کی خوب تدبیر کی تھی کہ برق تاقی کو اسکی بہن کی صورت بنا کر ترجیس کے پاس

چھوڑ دیا تھا مگر جب موقع پاکر برق ثانی برجیس کو بیہوش کرنے کے ارادہ سے چلا تو نقاب اُسکے
چہرہ سے ہٹی ہوئی تھی برق صورت دیکھتے ہی کافر ہوگیا برجیس کو سجدہ کیا اور تمام حالات بیان
کر دیے خدا ہی اُس کافر کے ہاتھ سے ایمان اور جان کو بچائے تو بچ سکتی ہی ورنہ غیر ممکن ہے
یہ باتیں سُنکر قطب نے گردن جُھکائی کچھ سوچنے لگے اور التمس جنّی نے اشارہ سے کہا کہ
قطب صاحب اگر چاہینگے تو اُسکے غازہ کو خاک مین ملا دینگے اُنسے بیان کیجیے۔ صاحبقران نے
اشارہ مین جواب دیا کہ مین نے اظہار تو کر ہی دیا اب اگر قطب صاحب کو کوئی تدبیر کرنا ہوگی تو
خود ہی کرینگے میرے کہنے کی کیا ضرورت ہی۔ غرضکہ کچھ دیر کے بعد قطب صاحب نے گردن
اُٹھائی اور بدیع الملک کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ مین اک انگوٹھی دیتا ہون یہ کسی ایسے شخص کو
دیجیے جو کسی حیلہ سے برجیس تک پہونچ سکتا ہو وہ اسکے نگینہ کو چہرۂ برجیس پر مل دے
اثر غازہ سحر کا باطل ہو جائیگا۔ یہ سُنکر خضران نے کہا کہ قطب صاحب آپ نے بھی وہ
تدبیر نکالی کہ میری جان غضب مین پھنسے جو آتا ہی وہ ہمارا ہی دشمن ہو کے آتا ہی یہ مجھی سے
کہینگے کہ تم جاؤ۔ بدیع الملک نے کہا اے مرد عزیز تو جسکے کرنے کا کام ہوتا ہی وہی خوب کرتا ہی
شکر نہین کرتے ہو کہ خدا نے تمھین اس قابل کیا کہ تم سے ہماری غرض نکلتی ہی۔ قطب صاحب
نے بھی فرمایا کہ سوا تمھارے دوسرا اس کام کو انجام نہین دیسکتا ہی اور انگوٹھی ہاتھ مین خضران
کے دی۔ بدیع الملک نے کہا کہ خواجہ جلد انتظام کرو اسلیے کہ اب دو ہی روز مہلت کے باقی
ہین۔ اسکے بعد طبل جنگ بج جائیگا پھر تمکو بھی عیاری کا موقع نہ ملیگا۔ خضران انگوٹھی پہنکر روانہ ہوا
اور قطب صاحب نے بدیع الملک سے کہا کہ اب جب وقت تک یہ مرحلہ سر نہوگا اُسوقت تک مین
یہین قیام کرونگا لیکن اول حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو انگوٹھی لیکے چلے تو کسی سے
ذکر بھی نہین کیا تن تنہا جانب صحرا روانہ ہوگئے اور اک درخت کے نیچے بیٹھا سوچنے لگے کہ
کیا ترکیب کرنا چاہیے کہ برجیس ملعون تک رسائی ہو اب وہ ملعون مجھسے کھٹک بھی گیا ہی غرضکہ
ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی مین سو ساٹھ مکر ہاتھ باندھ کر سامنے آ کھڑے ہوئے اُنمین سے
ایک کو پسند کرکے صورت اپنی خاص تراشون کی سی بنائی اور آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے
قریب دریا پہونچے قضاے کار و اتفاقات روزگار سے برجیس آفتاب پرست کا خاص تراش
آج دریا پر نہانے کی غرض سے آیا تھا ملازمین کا اُسکے مجمع تھا۔ خضران نے اُن لوگون سے
پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین اور کیا ہی اور انکا کیا نام ہی۔ اُن لوگون نے کہا کہ کیا تم نہین جانتے
میان ہنسا نہانے آئے ہین اسوقت انکی ایسی چڑھی بارگاہ ہی کہ امرا و رؤسا انسے ڈرتے
ہین نائب خداوند آفتاب کے آگے انکا بڑا کہنا سنتا ہی۔ پس یہ سُنکر خواجہ آگے بڑھے
اور قریب میان ہنسا کے پہونچکر سلام کیا میان ہنسا نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ تم کون
ہو۔ خواجہ صورت تو اپنی تبدیل ہی کیے ہوئے تھے کہا کہ آپ ہی کی قوم سے ہون میرا پیشہ
بھی خاص تراشی ہی پوچھا تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور یہان کیونکر آئے اور نام تمھارا کیا ہی
جواب دیا کہ مجکو لھیت کہتے ہین اور ملک سبائل کا رہنے والا ہون بڑا جوان خدا پرستون
کا کہ ملعونون نے خداوندی بڑے خداوند لقا سے بے لقا کی تباہ کر دی اُسوقت سے ہم سب
تباہ ہوگئے۔ یہ منظور ہوا کہ اپنے دین قدیم کو بدلین اور خداے نادیدہ کا سجدہ کرین۔ وطن

ترک کیا مگر تہذیب نہین چھوڑا میان ہنسا نہانے سے فراغت کر چکے تھے کہا کہ اگر تمھین
روزگار کی تلاش ہی تو مین کہین ٹھکانے لگا دونگا تمھاری اچھی طرح بسر ہوگی تم چلکر میرے یہان رہو
گھیسانے سر جھکا کے کہا کہ بڑا احسان ہوگا۔ الغرض میان ہنسا گھیسا کو ساتھ لیے ہوے اپنے
مکان پر آئے ایک جگہ رہنے کے واسطے دی کھانا وغیرہ بھیجا نہایت آرام سے رکھا جب رات
ہوئی تو مہمان کے خیال سے میان ہنسا گھیسا کے قریب سوئے رات کو گھیسا نے آہ آہ کرنا شروع
کی میان ہنسا نے کہا کہ کیون طبیعت کیسی ہی گھیسا نے کہا کہ میرے پیٹ مین درد ہی ہنسا اٹھ
کے قریب آئے پیٹ سہلانا شروع کیا اور کہا کہ کوئی چورن منگا دون گھیسا نے کہا کہ چورن منگانے
کی ضرورت نہین ہی میرے پاس میری دوا موجود ہی چونکہ مجھے اکثر اس قسم کی خلش ہوا کرتی
ہی تو مین وہ دوا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کہکر اک پڑیا جیب سے نکال کر دی اور کہا کہ اسمین لوبان ہی
اسے آگ پر ڈالکر اس سے پیٹ میرا سینکا جائے تو ابھی درد تھم جائیگا ورنہ یونہین صبح تک تڑپا
کرونگا میان ہنسا نے آگ منگا کر پیٹ انکا سینکنا شروع کیا لیکن لوبان بیہوشی آمیز تھا دھوان
جو اسکا ہنسا کی ناک مین پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا چونکہ رات زیادہ آگئی تھی کوئی خاد
خدمتگار بھی اس جگہ موجود نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے اٹھکر اطمینان تمام آئینہ نکالکر صورت
اپنی ہنسا کی سی بنائی اور پوشاک ہنسا کی اتار کر آپ پہنی اور ہنسا کو زنبیل مین ڈال لیا اور
آپ ہنسا بنکر لیٹ رہے جب صبح ہوئی تو گھر مین گئے بی بی سے ہنسا کی کہا کہ صاحب اب
یہان کا رنگ بے طور معلوم ہوتا ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ جو مال و اسباب ہمراہ ہی اسکو وطن مین بھیج دینا
چاہیے۔ رنگ ایسے ہین کہ یقین ہی سرکار ہماری لٹ جائیگی اور یہ خدا پرست ایک تنکا بھی کسیکے
پاس نہ چھوڑینگے۔ بی بی نے کہا کہ ہمتو پہلے ہی کہتے تھے کہ مال و اسباب ساتھ نہ لیچلو ایسا نہو کہ
راستے مین کوئی افتاد پڑے سفر کا معاملہ ہی تمنے دما ما اور وہ بلا میرے سر لگا دی ہی کہ مین حفاظت
کرتے کرتے مری جاتی ہون رات رات بھر جاگا کرتی ہون کہ کہین کوئی آدمی ہی نہ مال اٹھلا دے
تو ہم کہین کے نہ رہینگے تمھاری زندگی بھر کی کمائی جاتی رہیگی تو خدا کے واسطے جلدی اس
مال کو لیجاؤ۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ نام تمھارا بڑا ہی موئے چوٹے تاک
لگائے رہتے ہین اگر یہ مال رہیگا تو اسکی بدولت اک دن جان جائیگی۔ یہ کہکر کنجی کنجیون کا
پھینک دیا اور کہا وہ صندوق جو میرے پلنگ کے سرہانے رکھا ہی اسمین سب ہے انھون
نے جاکر صندوق کھولا اور سب مال و اسباب زر و جواہر نکال داخل زنبیل کر لیا۔ اتنے مین
چوبدار نے آکر پکارا گھبرا کر میان ہنسا باہر نکلے قضائے کار یہی روز برجیس کے خط لوانے کا
تھا۔ چوبدار نے کہا کہ جلد چلیے مالک نے یاد کیا ہی خواجہ ہنسا بنے ہوے چوبدار کے ساتھ ہو لیے
اور خیمہ مین برجیس آفتاب پرست کے پہونچے۔ برجیس نے نقاب چہرہ سے الٹی ہنسا نے
مسکرا کر کہا کہ مین تو آپکا مدت سے بندہ ہو چکا ہون اس امتحان کی کیا ضرورت ہی۔ برجیس آفتاب
پرست نے کہا کہ یہ زمانہ نہایت ہوشیاری سے گذارنے کا ہی ابھی کل کی بات ہی کہ برق فرنگی
میری بہن کی شکل بنکر آیا اور میری گرفتاری کے قصد سے میری خوابگاہ مین آیا مگر میری احتیاط کام
آئی کہ نقاب چہرہ سے ہٹی ہوئی تھی برق ثانی میری صورت دیکھتے ہی بیہوش ہوا اور تمام راز
اسنے مجھسے بیان کر دیے۔ حضرت عیار بدیع الملک سوداگر بنکر اسکو میرے یہان لایا تھا اگر مین اس

ہوشیاری سے کام نہ کر لیتا تو خدا پرستون کی قید مین بیٹھا ہوتا اور تمیز تو مجھے ہر طرح کا اطمینان ہی غرضکہ میان ہنسا نے خط بنانا شروع کیا اور منھ پر پانی لگانے کے بعد نے انگوٹھی پھیر دی جسقدر اثر تازہ سحر کا تھا باطل ہوگیا۔ خضران نے خط بنایا اور وہان سے انعام و اکرام لیکر واپس آیا۔ رستے مین ایک نالہ ملا خضران نالہ مین اُتر گیا اور اصلی ہنسا کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا۔ آنکھ جو ہنسا کی کھلی تو ایک دوسرا اپنا ہم شبیہ دیکھا۔ گھبرا گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کیا مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون میان ہنسا نقلی نے کہا کہ او مردود چونک یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی مین ہون خواجہ خضران مین نے تجکو تیسا بنکر بیہوش کیا اب شناخت پروردگار حقیقی کے بارے مین کیا کہتا ہی ہنسا نے کہا کہ ہزار جانین ہون تو تمام پر خداوند آفتاب کے نثار ہین بس یہ سنتے ہی خضران نے خنجر مار کر کام اُسکا تمام کیا اور طرف لشکر اسلام کے چل کھڑے ہوے۔ یہان بدیع الملک منتظر بیٹھے تھے کہ خواجہ نے پہونچکر سلام کیا۔ صاحبقران نے فرمایا کہو بھئی خیر یا بخیر۔ خضران نے کہا کہ غلام آپکے ہمیشہ خیر رہے ہین بخیر دشمن ہون خدا کے فضل و کرم سے مین نے اپنے کام کو انجام دیا۔ بدیع الملک نہایت خوش ہوے خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری کا کہا۔ قطب صاحب ہنسا کیے۔ چونکہ آج مہلت کا آخری روز تھا شام ہوتے ہی برجیس آفتاب پرست نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی۔ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارے لشکر اسلام کے یہ خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فوج حریف مین کوس حربی بجا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہین کھدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لشکر برجیس نہایت خوش تھا کہ ہم لوگ تو ناکستی ہین اسلیے کہ کبھی اُٹھنے بھڑنے کی ضرورت ہی نہین پڑتی ہی جو صورت خداوند کی دیکھتا ہی وہ خود ہی مطیع ہو جاتا ہی۔ کل یہ تمام خدا پرست آفتاب پرست ہو جاینگے اور نائب خداوند کو سجدہ کرینگے ادھر اہل اسلام مین جا بجا تذکرے ہو رہے تھے کہ افسوس تو یہ ہی کہ لڑنے والا ہو تو اُس سے لڑین ماریں یا مر جائین یہان تو کچھ اور ہی سامان ہی کہ اُٹھنے بھڑنے کا موقع ہی نہین آتا بلکہ صورت نحس اس کافر الکفر کی دیکھی وہ بیخود ہوگیا آنکھون پر پردے پڑگئے اسکا کیا علاج ہے دل کی دل ہی مین رہی جاتی ہی۔ بعض کہتے تھے کہ وہ وقت گذر گیا اب اور زمانہ ہی۔ یہ قطب صاحب کا آنا علت سے خالی نہین ہی یہ ایک بزرگ خدا رسیدہ اور صاحب کمال شخص ہین ضرور انھون نے کوئی نہ کوئی تدبیر کی ہوگی یا کرینگے۔ اگر قطب صاحب کو عوام کا خیال نہوگا تو صاحبقران اور عزیزین صاحبقران کا خیال ضرور ہی ہوگا۔ ہر شخص اپنے مقام پر اپنے خیال کو ظاہر کر رہا تھا لیکن اُن لوگون کو انتظار صبح مین چھوڑ کر

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

بیا بشنوای ہمدم راستان * کہ باز آدم بر سر داستان * سابق مین یہان تک بیان ہوچکا ہی کہ شاہزادہ رفیع البخت نے قرماسف بن طرماسپ بن طہماسپ بن عنقویل

دیو پر وہ کو بہمن رونمگی کشتی مین زیر کیا ہے اور قرماسپ انھین کی قید مین ہے۔ دیلم و اسلم مارے گئے
اور ارژنگ بن زمرد اور چترنگ بن زمرد فرار ہوکر ملک باختر مین سکونت پذیر ہوئے شاہزادہ
رفیع البخت نے قرماسپ کو سمجھایا کہ دین اسلام اختیار کرے مگر اُسنے منظور نکیا اور کہا کہ اگر مین
مسلمان ہو جاؤنگا تو زمانہ یہی کہیگا کہ اسنے خوف جان سے اپنے دین قدیم کو چھوڑکر مذہب جدید
اختیار کیا لہذا اس ننگ و عار کی زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے۔ رفیع البخت نے اُسکو قتل نہین
کیا بلکہ قید رکھا اور کوچ بکوچ منزل بمنزل طرف زنطاق کے روانہ ہوئے۔ اک مقام پر پہونچکر
شام ہو گئی۔ صحرا نہایت سر سبز و شاداب تھا۔ رفیع البخت کو فضا صحرا کی نہایت پسند آئی
مرکب سے اُتر پڑے رات بسر کی صبح کو نورالدہر سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ایک روز
یہان رہکر شکار کی کیفیت بھی دیکھ لیجیے نورالدہر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اُسیوقت سامان
شکار درست ہوا اور رفیع البخت مع شاہزادہ نورالدہر جانب صحرا برائے صید و شکار روانہ
ہوگئے صرف جمعتن گرد کو برائے حفاظت قید قرماسپ چھوڑ دیا اور سب سردار ہمراہ لے
لیے۔ یہ تو صید و شکار کرتے ہوئے چلے جاتے ہین لیکن اسی صحرا مین اک مقام پر قلعہ بہمن دزد
کا تھا کام اُسکا یہ تھا کہ جو کوئی سوداگر یا رئیس اس طرف سے گزرتا اور اُسکو خبر ملی وہ فوج قزاقون
کی لیکر آیا اور قافلہ کو لوٹ لیگیا چونکہ مرد بہادر اور زبردستان روزگار سے تھا کبھی کسی سے
زیر نہوا تھا۔ بہمن دزد اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ اُسکے گوئندون نے خبر دی کہ اک لشکر آکر اس
صحرا مین اُترا ہے افسران فوج برائے صید و شکار گئے ہوئے ہین میدان خالی ہے چلکر لشکر کو لوٹ
لینا چاہیے اگرچہ فوج بہت بڑی ہے لیکن چیدہ لوگ مصروف شکار ہین لشکر سے سپاہی اگرچہ
لاکھون کیون نہون مگر آپ ایسے رستم شکوہ سے کب مقابلہ کر سکتے ہین یہ سنکر بہمن دزد نہایت
خوش ہوا اور بارہ ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا اور گنجان درختون کی آڑ مین جانب
لشکر رفیع البخت روانہ ہوا۔ مخبرون نے یہ بھی بیان کر دیا تھا کہ ایک خیمہ کے گرد سخت پہرا ہے
اور وہ خیمہ کنارہ پر لشکر کے برپا ہے عجب نہین ہے کہ خزانہ اُسی خیمہ مین ہو۔ بہمن دزد اُسی خیمہ کی
طرف چلا جہان تک درختون کی آڑ مین چھپا ہوا آیا کہ ہر ایک باخبر نہو جائے جب قریب
پہونچ گیا اور میدان ملا بس سب نے اک دم گھوڑے ڈالدیے اور وہ چار سو سوارون پر جو اُس
خیمہ کی حفاظت کر رہے تھے ٹوٹ پڑے۔ یہ بیچارے غافل تھے انکو اس آفت ناگہانی کی کیا
خبر تھی قزاقون نے آتے ہی گھیر لیا اور تلوار برسانا شروع کر دی تا آن واحد مین وہ بیچارے
کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ نکلے بہمن دزد جلدی سے خیمہ کے اندر گھس گیا یہان کیا دیکھا کہ نہ
مال ہے نہ خزانہ ہے بلکہ اک شخص ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے بیٹھا ہے
اُسوقت بہمن دزد سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے اس قیدی ہی کی حفاظت کا یہ سامان تھا۔ بہمن دزد
دل مین نہایت شرمندہ ہوا اور اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ آیا ہون تو خالی کیا جاؤن۔ پس اسنے
ادھر اُدھر دیکھا اک مقام پر اسلحہ قرماسپ کے رکھے ہوئے تھے بہمن اُس طرف بڑھا اور سامان
وغیرہ قرماسپ کا لینے لگا قرماسپ نے کہا کہ اے دزد مکار دولتمندون کو لوٹ کہ تیرا بھلا بھی ہو
سپاہیون کے ہتھیار لینے سے کیا فائدہ۔ بہمن دزد نے کہا کہ ہم لوگ جدھر آپڑے آپڑے
پھر خالی نہین پلٹتے اگر کچھ نہو تو مٹھی مٹھی خاک ہی اُٹھا لیتے ہین کہ خالی نہ پھرین تو قید کی حالت مین ہے

اب یہ چیزیں تیرے کس کام کی ہیں قرماسیپ نے کہا میرے کام کی نہیں تو تیرے بھی کام کی
نہیں ہیں اسلیے کہ یہ اسلحہ نہایت بھاری ہیں تو انہیں اپنے تن پر آراستہ کر کے لڑنے کے
قابل بھی نہ رہیگا بہمن دزد نے کہا کہ تجھ سے میں ان اسلحہ کو ضرور لونگا۔ بس یہ سنکر قرماسیپ کو غصہ
آگیا اور کہا تو عجب طرح کا نامرد ہے کہ تیرا اسلحہ لینا چاہتا ہے یہ چیزیں لڑ کر لیجا سکتا ہے اگر میں
قید نہ ہوتا اور تو مجھے زیر کر لیتا تو اسکا لینا تجھے زیبا تھا یون لیا تو کیا۔ بہمن دزد نے کہا کہ
قید ہونے پر بھی زبان کی تیزی نہ گئی جسکا میٹھا رہ تیری شامتیں نہ آئیں۔ بس یہ سنتے ہی قرماسیپ
کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اُسنے غصہ میں قید توڑ ڈالی اور بہمن دزد کی طرف چلا۔ بہمن دزد نے
تلوار ماری قرماسیپ نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا۔ بہمن نے چاہا کہ ہاتھ چھڑا لوں لیکن ممکن نہوا
بس یہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی۔ کبھی یہ اُسے کھینچ لاتا ہے اور کبھی وہ اُسے کھینچ لاتا ہے
زور ہو رہے ہیں ہیکلے چل رہے ہیں۔ بہمن کو جو قرماسیپ کی قوت کا اندازہ ہوا دل میں کہا
کہ میں اسے ایسا نہ سمجھتا تھا ورنہ ہرگز نہ اُلجھتا۔ اسلیے کہ جب قرماسیپ بہمن کو پکڑ لاتا تھا
تو نکلنا دشوار ہو جاتا تھا اور جب بہمن دزد قرماسیپ کو پکڑ لاتا تھا تو وہ آسانی سے نکل جاتا تھا
یہان تو یہ کیفیت ہے اور بیرون قلعہ قزاقون سے اور اہل لشکر رفیع البخت سے تلوار چل رہی
ہے خون برس رہا ہے جو لوگ محافظ قید کے تھے وہ یورش کر کر کے آتے تھے کہ ایسا نہو کہ یہ دزد قیدی
کو مار ڈالیں تو ہمپر سخت الزام آئیگا۔ ادھر قزاق جان لڑا رہے ہیں کہ ایسا نہو ہمارا مالک گرفتار
ہو جائے خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے زمین پر خون برس رہا ہے ہر طرف تلوارین لاکھون
میں سپرون کی سیاہی بادل کیطرح چھائی ہوئی ہے اس نوبے کی خبر تہمتن گرد کو ہوئی کہ کوئی
قزاق آیا ہے وہ قیدی کے خیمہ میں گھس گیا ہے ملازمون سے اُسکے اور محافظان خیمہ سے تلوار
چل رہی ہے بس یہ سنتے ہی تہمتن گرد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ دزد قرماسیپ کا دوست ہے اور
ملکہ ہالی کا بھیجا ہے تو اسکو بھی گرفتار کرنا چاہیے کہ شاہزادہ رفیع البخت میرے ہی بھروسے
پر مال و اسباب اور یہ قیدی یہان چھوڑ گئے ہیں اگر قرماسیپ رہا ہو کر نکل گیا تو شاہزادہ مجھسے
سخت ناراض ہوگا اور اگر اس دزد نے قیدی کو مار ڈالا تو بھی بدنامی میرے سر آئیگی بس
یہ سوچ کے اور جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر چڑھ دوڑا۔ عقب میں تہمتن گرد کے بہت سے
سوارون نے گھوڑے ڈال دیے جسنے دیکھا کہ تہمتن گرد مقابلہ حریف کو جاتا ہے وہ ساتھ
ہو لیا۔ خیمہ کے قریب تک پہونچتے پہونچتے کئی ہزار آدمی ہو گئے۔ بس تہمتن گرد نے جو دیکھا
کہ قزاق صفیں باندھے ہوئے خیمہ کو روکے ہوئے لڑ رہے ہیں تو اسنے تلوار میان سے لی اور نعرہ
کر کے تلوارین مارتا ہوا چلا جو قزاق سامنے آیا اُسکو تلوار ماری کوئی کمر پر سے دو ہو کے گرا کسی کے
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے جتنے عرصہ میں اور کوئی سد راہ ہووے کو بڑھے تہمتن اور آگے
بڑھ گیا۔ جب دیکھا قزاقون نے کہ یہ کسی کے روکے نہیں رُکتا جو سامنے اسکے جاتا ہے مارا جاتا ہے
تو انھون نے مارے خوف کے خود راہ دیدی بس تہمتن گرد خیمہ میں مع مرکب چلا آیا یہان
دیکھا کہ قرماسیپ کے ہاتھ پر اک شخص بلند ہے اور وہ امان امان کہ رہا ہے اور قرماسیپ اُسکو کلمہ تلقین
کر رہا ہے سنکر یہ بات بیڑیان الگ ٹوٹی پڑی ہیں تہمتن گرد کو دیکھتے ہی قرماسیپ نے بہمن دزد کو
چھوڑ دیا اور آپ اپنی جائے اسیری پر جا بیٹھا اور تہمتن گرد سے کہا کہ آہنگرون کو بلا کر قید کر

درست کر دو تہمتن گرد نے کہا اے برادر اب تمھارے قید رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہی معلوم
ہوگیا کہ تم شرم دنیا کی وجہ سے دین کو چھپاتے ہو ورنہ فی الحقیقت مسلمان ہوچکے ہو ورنہ دوسرے
کو کیون ہدایت اس دین مبین کی کرتے۔ قرماسیب نے کہا کہ چونکہ مین مسلمانون کا قیدی ہون
اسوجہ سے مین نے دین اسلام کی ہدایت کی ورنہ اسکے خلاف اپنے دین آبائی کی طرف راغب
کرتا۔ تہمتن گرد نے کہا کہ اے قرماسیب اس جہالت سے کیا فائدہ بس اب ان باتون کو چھوڑ دو
شاہزادہ رفیع البخت تمھارا ذکر اکثر فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکا دادا میرے دادا کا رفیق
تھا اگر یہ بھی میرا رفیق بنتا تو مین نہایت خوش ہوتا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ابتدا مین طہماسپ
بھی دین کے قبول کرنے مین اسیطرح انکار کرتا تھا بمشکل مسلمان ہوا تھا شاید یہ بھی چند دن کے
بعد اس دین مبین کو اختیار کرلے یہ اپنے آبائی طریقہ پر جاتا ہی قرماسیب نے کہا کہ اے تہمتن گرد
میری خوشی ایسی ہی کہ تم مجھے اسی طرح سے قیدی بناکر بٹھا دو مجھے قید کے توڑنے کی از حد
شرمندگی ہے مگر مجبور تھا بغیر قید۔ توڑے چارا ہی نہ تھا کہ حریف سر پر آگیا تھا یہان تو یہ بحث
ہو رہی ہی بہمن دزد چور بنا کھڑا ہی۔ باہر اہل لشکر نے تمام قزاقون کو پکڑ لیا کچھ بھاگ گئے اور
کچھ مارے گئے شدہ شدہ یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ کسی قزاق نے رود خون
مارا ہی یہ شکار سے واپس ہوئے تھے قریب لشکر کے پہونچ گئے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی
انھون نے بھی گھوڑا ڈال دیا اور جلد جلد قدم اٹھاتے چلے ساتھ تمام افسران فوج اور خود
شاہزادہ نور الدہر بھی تھے یہان اسوقت پہونچے کہ لڑائی کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ تہمتن گرد اور
قرماسیب مین بحث ہو رہی تھی۔ رفیع البخت نے اندر خیمہ کے پہونچتے ہی پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہی تہمتن گرد نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ قرماسیب نے پھر دین اسلام سے انکار
کیا اور کہا کہ یون مین حاضر ہون اپنے خادمون مین مجھے شمار کیجیے لیکن مذہب کے اختیار کرنے
مین لوگ ضرور کہینگے کہ قرماسیب نے جان کے خوف سے ایمان بدل ڈالا حالانکہ یہ مین کہہ چکا ہون
کہ یہی دین برحق ہی مگر اختیار نکرونگا مجھے بدنام ہوکر جینا منظور نہین ہی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت
نے بہمن دزد کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تو سارا واقعہ بیان کر بہمن دزد نے عرض کی کہ
بیشک جب مین انکا اسلحہ لینے کی غرض سے بڑھا تو انھون نے منع کیا تھا مگر مین نے نہ مانا
اسوقت انھون نے غصہ مین آکر قید توڑ ڈالی اور گھڑی بھر کی کشتی مین مجھے اٹھا لیا اور
جب مین نے امان مانگی تو شرط دین اسلام قبول کرنے کی پیش کی مین نے قبول کیا اتنے مین
یہ جوان یعنی تہمتن گرد آگیا اسکو دیکھ کر انھون نے پھر قید ہونے کی خواہش ظاہر کی اور اب سے
تمام اسلام سے انکار کرتے ہین۔ مین اس حیرت مین ہون کہ جو مجھے مسلمان کرنے پر آمادہ تھا
اب وہ خود اس دین مبین سے انکار کیون کرتا ہی۔ رفیع البخت یہ روداد سنکر نہایت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ الحمد للہ کہ مراد میری بر آئی۔ طہماسپ بھی اسیطرح زیر ہوکر دادا صاحب کا
رفیق بنا تھا اور قرماسیب کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے قرماسیب اگر تم ظاہر بظاہر دین
اسلام نہ قبول کروگے تو کوئی مسلمان تمھارے ساتھ اکل و شرب نکریگا اور نہ مین یہی رفاقت
مین تمکو رکھ سکتا ہون اور نہ قید ہی مین رکھ سکتا ہون اسلیے کہ یہ معلوم ہوگیا کہ باطنا تم مسلمان
ضرور ہو چکے ہو۔ اور مسلمان کو قید رکھنا گناہ ہی لہذا اب یا تو ظاہر بظاہر دین اسلام اختیار کرو

یا میرے لشکر سے نکل جاؤ۔ یہ سنکر قرماسپ نے گردن نیچی کرلی اور آنکھوں سے قرماسپ کی آنسو جاری ہوگئے اور رفیع البخت سے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو قدموں سے جدا نہ کیجیے میں ابھی مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ کہکر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا۔ بدیع الملک نے قرماسپ کو گلے سے لگایا بہمن دزد بھی مسلمان ہوا اور قلعہ میں جاکر اپنی تمام فوج کو مسلمان کیا۔ رفیع البخت کو اپنے قلعہ میں لایا بڑی دھوم سے دعوت کی۔ رفیع البخت نے پیشہ قزاقی کے ترک کرنے کی فہمائش کی۔ بہمن دزد نے قبول کیا۔ تین روز رفیع البخت نے اس مقام پر قیام کیا بہمن دزد کے مہمان رہے چوتھے روز تہمتن گرد سے فرمایا کہ تم پیش خیمہ ہمارا طرف نہ طاق کے لیکر چلو ہم بھی آتے ہیں۔ یہ سنکر اسی وقت تیاری ہونے لگی اور پیش خیمہ لیکر تہمتن گرد روانہ ہوا۔ بعد اسکے شاہزادہ رفیع البخت و جملہ رفقا کوچ کرکے طرف طلسم نہ طاق کے روانہ ہوئے بہمن دزد بھی انکے ساتھ ہولیا۔ اب انکو تو مصروف رہروی رکھا جاتا ہے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں لیکن اول

چند کلمے داستان فیروزی نشان صاحبقران دوران شاہزادہ بدیع الملک نوجوان وبرجبیں آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے ہیں۔ غزل برآغاز داستان۔

ہزاروں بار تم تو کر چکے ہو امتحان میرا
کھٹک تیر اسلح تھا جیسے قلب ناتوان میرا
ترقی پر شب ماتم یہ تھا سوز نہان میرا
نہ کم کم چاندنی اب ہو ستارے ہیں نہ رونق ہو
اٹھا میں دست نازک سے وہ خنجر ذبح ہوتا ہو
خدا محفوظ رکھے سیکڑوں وسواس آتے ہیں
فشار سے قبر دیتی ہے تو دل رکھنے کو یہ کہدے
ستارے جھلملاتے ہیں تو شمعیں بجھتی جاتی ہیں
لحد پر پاؤں سے لکھنے کا کوئی انداز ہے یہ بھی
در جانان پر آکر حسرتیں بھی مر گئیں دل بھی
چراغ عالم افروز جوانی بجھ گیا شاید
نہیں ایسا نہو مر جاؤ نکلیں حسرتیں ہی حسرت میں
مرا دل حسرتوں کو چھوڑ کر رخصت ہوا مجھسے
تڑپ کر برق گرنے کی ادا خود مجھسے کہتی تھی
لہو تھا خشک آتی دیر تک ہر ایک کے دل کا
لہو برسا کے آگے کو شی میں قیامت تھا
مرے لخت جگر بہنے سے اب آنکھوں سے جاتے ہیں

کیا کیوں چاک سینہ دل تھا پہلو میں نہاں میرا
فشار قبر سے جو بچ رہا تھا استخوان میرا
بجھا دیتا تھا شمعیں جلکے اک اک استخوان میرا
سحر کے ہوتے ہی بدلا ہوا ہے کچھ مکان میرا
میں گر لوں امتحان انکا وہ کر لیں امتحان میرا
نہ ہنس ہنس کر وہ دیکھیں زخم قلب خونچکان میرا
گلے اک عمر کے بعد اب ملا ہے مہربان میرا
سحر کے پہلے گھر جانے کو ہے کیا میہمان میرا
دبا جاتا ہے تربت میں تو قلب ناتوان میرا
یہو نکلکر آج منزل پر لٹا ہے کاروان میرا
لحد سے کم نہیں تیرہ ہے کچھ ایسا مکان میرا
جو لینا ہو تو لے لو سب سے پہلے امتحان میرا
کدھر کا رخ کیے ہے یوسف بے کاروان میرا
دھواں اٹھنے سے پہلے جل چکا تھا آشیان میرا
لیے تھا ہاتھ میں جب تک وہ قلب خونچکان میرا
لگی واں آگ جنگل میں قدم ہو سکا جہاں میرا
نیا رستہ نئی منزل نیا ہے کاروان میرا

گری بجلی تو میں نے آشیاں کو پاس سے دیکھا | نہیں معلوم میں پہلے جلوں یا آشیاں میرا
اُدھر پچھلے پہر کی چاندنی نے خود کفن پہنا | اِدھر رخصت ہوا گھر سے مرے وہ میہماں میرا
جو اسے جاوید دلمیں چھپتے تھے وہ کام آئے | اُلجھکر رہگیا کانٹوں میں آخر آشیاں میرا

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ دونوں طرف طبل جنگ بج رہا ہے دونوں لشکر انتظار صبح میں تیاریاں کر رہے ہیں اٹھارہ لاکھ کا لشکر برجیس آفتاب پرست کے ساتھ ہے اور اتنی ہی بدیع الملک کی فوج بے شمار ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام کے آگئی ہے جس طرف نظر اُٹھاکر دیکھو سوائے فوج کے کچھ نظر نہیں آتا اسوقت تک سرداران لشکر برجیس آفتاب پرست کو مقابلہ کا اتفاق نہیں پڑا ہے اسلیے کہ گویا یہ لوگ آرایش کے طور پر ساتھ ہیں ورنہ برجیس آفتاب پرست تو خود ہی میدان میں آکر نقاب اُلٹتا ہے اور اثر سے غازۂ سحر کے لوگ اُسکے مطیع و فرمانبردار ہوجاتے ہیں لڑنے بھڑنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی لیکن اہل اسلام نے جو کیفیت مقابلہ برجیس آفتاب پرست کی سنی ہے تو بہت ہی پریشان ہیں آپس میں مشورے ہو رہے ہیں کہ یارو صورت نحس اس ملعون کی نہ دیکھو بلکہ جسوقت یہ میدان میں آکر زیب دے اور نقاب پر اپنے ہاتھ ڈالے اُس وقت جاپڑو اور تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو جب اتنا بڑا لشکر جلیگا کوئی نہ کوئی تو ضرور ہی پہونچ جائیگا۔ اسمیں جو لوگ حال آفتاب جادو سے آگاہ ہیں وہ بیان کر رہے ہیں کہ ایک بلا اُسکے ساتھ اور بھی ہے جس سے مفر مشکل ہے یعنی ابر میں چھپا ہوا اک آفتاب ساتھ ساتھ ہے اگر ہم لوگ جان چھکر قریب برجیس آفتاب پرست کے پہونچ بھی گئے تو وہ آفتاب ابر سے نکلکر جلا دیگا۔ غرضکہ ان باتوں میں رنگ عالم دگرگوں ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ عالمتاب کا چہرہ فق ہوا آمد خسرو خاور سے روئے فلک پر زردی چھاگئی تیرگی شب کافور ہونے لگی شمعیں جھلملا جھلملا کر خاموش ہوگئیں چراغ بھڑک بھڑک کر گل ہوگئے طلایہ کے سواروں نے گشت موقوف کی بہادروں نے بستر خواب کو چھوڑا۔ انگڑائیاں لیکر اُٹھے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے رسم عبادت کو ادا کیا بعد اُسکے اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرکے راہی میدان کارزار ہونے لگے دو گھڑی دن چڑھے دونوں طرف کی فوجیں میدان کارزار میں پہونچ گئیں اور صف آرائی ہونے لگی اُسطرف برجیس آفتاب پرست تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہوا نقاب چہرہ پر ڈالے بڑی جولی نمودار ہوا۔ اِس طرف سے سواری بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام کی آئی۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال دونوں طرف سے بیلدار برق رفتار میدان میں آکر پستی و بلندی زمین کی درستی بصد تیز دستی کرنے لگے اور کام کو اپنے انجام دیکر میدان سے پھر گئے سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو نکالا میدان مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہوگیا اب نقیبان خوش آواز سرود مستانہ لیکر ہر ایک صف کے پاس آئے اور دردآمیز لہجہ میں اشعار عبرت آمیز پڑھ پڑھ کر سماں ناپائداری دنیا کا دکھانے لگے۔ جس سے بہادروں کی رگوں میں خون شجاعت نے جوش مارا اور موت کا نقشہ پیش نظر ہوگیا بس اک مرتبہ برجیس آفتاب پرست نے تخت اپنا آگے بڑھوایا اور سامنے لشکر بدیع الملک کے میدان میں آکر زیب دی کہ باخش اے گروہ خداپرستان یعنی بندگان گمراہان آگاہ و خبردار ہو جاؤ کہ آج تک سمجھے بوجھے کیا اُنکا انتقام تمسے نہ لیا جائیگا اسلیے کہ تم اپنے خداوند کو پہچانتے نہ تھے

لو آج صورت اپنے خداوند کی دیکھ لو اور پہچان لو کہ تمھارا خداوند کیسا ہے۔ خداپرستون نے جواب
مین ان کلمات کے سخنان سخت زبان پر جاری کیے جس سے برجیس آفتاب پرست کو غصہ آگیا
بس اسنے نقاب پر ہاتھ ڈالا اور بند نقاب کھولکر نقاب چہرہ سے اُلٹی اور آواز دی کہ
ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم نائب خداوند آفتاب برجیس آفتاب پرست بس
ادھر تو اسنے نقاب چہرہ سے اُلٹی اُدھر اہل اسلام نے صورت نحس اسکی دیکھتے ہی قہقہہ مارا
برجیس سمجھا کہ یہ لوگ خوش ہو رہے ہین کہ ہمنے خداوند کو دیکھا بس اسنے آواز دی کہ اے
بندگان گمراہ اب تو تم راہ پر آگئے ہو گے پھر کیون نہین خدمت خداوند مین حاضر ہوتے ہو۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے نعرہ کیا کہ او ملعون ایک غازہ سحر کے بھروسے پر خداوند بنے چلا تھا وہ قلعی
تیری کھل گئی۔ خضران نے جاکر رنگ غازہ کا مٹا دیا ادھر وہ لوگ جو دل سے برجیس کے مطیع
نہوے تھے بلکہ صرف اثر غازہ سحر سے ایمان اُنکے برگشتہ ہوگئے تھے اب جو ملعون نے صورت
برجیس کی دیکھی دل مین سوچے کہ ہم اسی ملعون کو اپنا خداوند سمجھتے تھے یہ تو ایک خر نا شخص ہے
وہ لوگ لشکر برجیس سے علیحدہ ہوگئے۔ برجیس آفتاب پرست حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ
ہے۔ برق ثانی بھی برجیس کو گالیان دیتا ہوا لشکر سے علیحدہ ہوا اور خدمت شاہزادہ بدیع الملک
مین چلا آیا۔ اِدھر اہل اسلام نے قہقہے مارنا شروع کیے اور عیاران لشکر اسلام نے تالیان بجانا
شروع کین۔ برجیس آفتاب پرست نہایت خفیف ہوا وزیر برجلس نے کہا کہ خاص تراش آپکا
مارا گیا خضران ہنسا کی شکل بنکر آیا اور منھ پر آپ کے ہاتھ پھیر کر اثر غازہ سحر کو باطل کر گیا
اب کچھ ہوتا نہین ہے سوا شرمندہ ہونے کے۔ یہ سنکر برجیس نے تخت اپنا میدان سے ہٹوا لیا
اور عنقا سے دیوپیکر کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا کہ جا میدان مین اور ان خداپرستون سے اس
بے ادبی کا معاوضہ لے۔ عنقا سے دیوپیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے گروہ خداپرستان
ابھی تم غضب خداوند سے بیخبر ہو دیکھو معلوم ہوا جاتا ہے کہ خداوند مجبور نہین ہے جسکو تمنا سے
مرگ دامنگیر ہو وے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو آوے بس یہ سنتا تھا کہ لشکر اسلام سے حسام گیسودراز
نے پوداباگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے کودا۔ پایہ تخت کو بوسہ دیکر
اجازت خواہ میدان مصاف ہوا۔ بادشاہ اسلام نے آئین مرحمت پشت پر تھاپڑی اور فرمایا
کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے۔ حسام گیسودراز نے سلام رخصت کیا اور دوبارہ پشت مرکب پر
بیٹھکر سامنے عنقا سے دیوپیکر کے آکر آواز دی کہ او بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ ابھی کل کی بات ہے
جو بہلول شیر دل نے تجھے دم بھر مین زیر کر لیا تھا اگر صاحبقران زمان رہا نکر دیتے تو مارا جاتا یا
قید مین پڑا ہوتا۔ لا حرب اپنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج اجل تیری دامنگیر ہے۔ عنقا سے دیوپیکر نے کہا
وہ وقت اور تھا یہ وقت اور ہے یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور سینہ حسام پر وار کیا۔ حسام گیسودراز نے
نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا تھا طعنین چلنے لگین کوئی دو تین سو طعنون کی نوبت آئی ہو گی کہ حسام نے نیزہ
عنقا سے دیوپیکر کے ہاتھ سے نکال دیا بس نیزہ کا نکلنا تھا کہ عنقا سے دیوپیکر نیزہ برابر آب
خجالت مین غرق ہوگیا۔ اہل اسلام نے قہقہہ مارا برجیس آفتاب پرست کو دوہری ذلت
ہوئی۔ بس اس ملعون نے جانب آسمان دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب آپ بھی اپنے
بندگان خاص کی خبر نہین لیتے اور بندگان گمراہ پر اپنا غضب نہین نازل کرتے ادھر تو برجیس کے

منھ سے یہ الفاظ نکلے اُدھر ٹکڑا ابر کا اور آفتاب پیدا ہوا۔ یہاں عنقاے دیو پیکر نے تلوار
کھینچ لی اور حسام گیسو دراز پر وار کیا۔ حسام نے وار اسکا بآسانی سپر رد کرکے چاہا تھا کہ میں
اپنا بھی وار کروں کہ ایک مرتبہ ایک برق کڑک کر آفتاب سے جدا ہوئی اور حسام پر گری کہ تمام جسم
میں آگ لگا دی اور حسام گیسو دراز مثل پتلا کاغذ کے جلکر خاک ہوگیا۔ یہ دیکھکر اہل اسلام
نہایت پریشان ہوے لیکن شاہزادہ بدیع الملک کو حسام کے اسطرح جلکر مرنے کا نہایت صدمہ ہوا
اور یہ خیال گذرا کہ ایسا نہو کہ اور کوئی نکلکر واسطے مقابلہ کے جاوے بس انھوں نے آواز دی کہ
خبردار اب کوئی اسکے مقابلہ کے واسطے نہ نکلے مجھسے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میری آنکھوں کے
سامنے میرے رفیق جل جل کر مریں اور قصد خود نکلنے کا کیا۔ بادشاہ لشکر اسلام نے تخت
اپنا زمین پر رکھوا دیا اور مرکب طلب کیا۔ یہ دیکھکر بدیع الملک قریب بادشاہ اسلام کے
آئے اور عرض کی کہ ظل اللہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جسطرح آپ نے کل اہل لشکر
کو مقابلہ سے منع فرمایا ہے اسیطرح میں آپ کو منع کرتا ہوں کہ میدان جنگ میں تشریف لیجائیے
جسطرح آپ سے اپنے رفیقوں کا غم نہ اُٹھیگا اسیطرح مجھسے آپکا صدمہ نہ اُٹھیگا بہتر یہ ہے کہ
میں خود ہی جاکر مقابلہ کروں۔ بدیع الملک نے عرض کیا کہ آپ پشت پناہ اہل اسلام ہیں
اگر ہم لوگوں کے ہوتے میدان میں جائینگے تو زمانہ کیا کہیگا بادشاہ اسلام نے کہا کہ کچھ ہی کیوں
نہو میں آپ کو ہرگز نہ جانے دونگا۔ یہاں یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ قطب مسند نشین قریب آئے
اور کہا کہ آپ دونوں صاحب تماشا دیکھیں میں جاتا ہوں اور اس آفتاب کی قلعی دم کے دم میں
کھولے دیتا ہوں۔ بدیع الملک اور بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آفتاب سے تو باطنی مقابلہ ہے
ظاہر میں تو ایک پہلوان سے سامنا ہے آپ مرد حق شناس تارک دنیا نحیف و زار ہیں پہلوان
سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا۔ قطب نے ہنس کے کہا کہ آپ تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے اگر خدا نے
مجھے آفتاب جادو سے مقابلہ کی قوت دی ہے تو پہلوان سے مقابلہ کرنے کی بھی طاقت
عنایت کی ہے۔ بدیع الملک نے خیال کیا کہ اب سوا اسکے چارہ بھی نہیں ہے کہ یہی جائیں کیونکہ
تمام اہل لشکر کو تو بدیع الملک روک چکے ہیں اور بدیع الملک کو بادشاہ اسلام نے روک
لیا ہے اور وہ بادشاہ کو خود روکے ہوے ہیں۔ غرضکہ قطب صاحب نے اپنے سجادہ کو اشارہ
کیا۔ سجادہ انکا اڑتا ہوا میدان میں پہونچا ایک جانب جواہر جنی ایک طرف الماس جنی بیٹھے
ہوے تھے۔ فقیر جوڑا باندھے شنجرفی کپڑے پہنے ہوے سجادہ پر تشریف فرما تھے۔ ہر بس
آفتاب پرست حیران تھا کہ یہ کون شخص ہے اور کیا مقابلہ کریگا۔ جسوقت سجادہ قطب صاحب
کا اڑتا ہوا سامنے عنقاے دیو پیکر کے پہونچا عنقاے دیو پیکر نے صورت قطب کی دیکھی
پکارا کہ تم کسطرح لڑوگے۔ قطب صاحب نے جواب دیا کہ تو وار اپنا کر عنقاے دیو پیکر
تلوار کھینچکر قطب کی طرف بڑھا۔ قطب نے جواہر جنی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور آواز دی کہ لاؤ
جواہر جنی نے ایک شیشہ پر آب پیش کیا۔ قطب نے ڈاٹ اُسکی کھولکر پانی چلو میں لیا
اور جیسے ہی عنقاے دیو پیکر قریب پہونچا قطب نے چھینٹا پانی کا مارا۔ پانی نے جسم پر پہنچتے
ہی آگ کا کام کیا۔ ہر قطرہ آب چنگاری بنگیا۔ چادر پانی کی چادر شعلہ ہوگئی تمام جسم میں
عنقاے دیو پیکر کے آگ لگ گئی اور مثل حسام گیسو دراز کے یہ بھی جلنے لگا۔ ہر چند اسنے

فریاد کی کہ یا آفتاب تابان مجھے بچائیے مگر ممکن نہوا دم بھر مین جلکر خاک ہوگیا۔ برجیس آفتاب پرست
یہ دیکھکر حیران ہوا اور اسنے جانب آسمان دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب اس درویش نے
بڑی گستاخیان کر رکھی ہین اگر آپ مین قدرت خداوندی ہی تو اسکو جلا دیجیے کہ اسنے میرا دل جلا
رکھا ہی۔ ادہر تو یہ کلمہ برجیس کی زبان سے نکلا اُدہر بالاے آسمان سے آفتاب جادو نے بھی
دیکھا کہ فقیر نے غضب کیا پورا پورا بدلہ لیا کہ جسطرح وہ خداپرست جل کر خاک ہوا تھا اُسیطرح سے
عقاب دیو پیکر کو بھی جلا دیا اور آخر خادم سحر کا تھا بھی اسی کا فعل ہی بس دیکھا سب نے کہ
یکایک رنگ آفتاب کا سُرخ ہوا اور آفتاب تھر تھرایا اور ایک کڑاکے کی صدا پیدا ہوئی اور آفتاب
شعلۂ جوالہ بنکر فقیر کی طرف چلا جیسے ہی قریب پہونچا اور قصد کیا کہ فقیر کو جلا کر خاک سیاہ کر دون کہ
قطب سجادہ نشین نے کچھ پڑھکر سر ہلایا اور حق کا نعرہ مار کر جو بٹوا اپنا کھول دیا۔ جو بٹوے کا
کھولنا تھا کہ ایک لقہ دود سیاہ کا اُسمین سے نکلا اور بلند ہو کر اُس شعلۂ جوالہ سے لپٹ گیا۔
دیکھنے والون نے کہا آفتاب کو گہن لگا ہی اب اُس دود سیاہ سے شاخین پیدا ہونے لگین
ور مثل مار سیاہ کے انھون نے چاہا کہ آفتاب کو لپیٹ لین۔ آفتاب نے چرخ مارنا شروع کیا
ساتھ آفتاب کے وہ دود سیاہ بھی چرخ مارنے لگا۔ آفتاب چاہتا ہی کہ اس دود سیاہ سے
بچکر نکل جاؤن اور دود سیاہ آفتاب کو گھیرے ہوے ہی اور مار سیاہ آفتاب کو لپٹے جاتے
ہین دیکھنے والے تعجب کر رہے ہین اور یہ مصرع پڑھ رہے ہین کہ ع۔ چشمۂ خورشید مین بھی
سانپ لہرانے لگے + بڑی دیر تک آفتاب چرخ مارا کیا آخرکار آفتاب تھک کر تھما اور دود
سیاہ نے بالکل اُسکو لپیٹ لیا تو اُس سیاہی سے آواز فریاد آنے لگی اور وہ سیاہی آفتاب
کو اسیر کیے ہوے قریب درویش کے آگئی۔ قطب صاحب نے آواز دی کہ کیون اے آفتاب
جادو بس اسی بھروسے پر دعویٰ خداوندی کرتا تھا تجھے شرم نہ آئی اپنے خالق حقیقی کو بھول گیا دیکھ
اُس معبود برحق کی پرستش کا یہ اثر ہی کہ تجھ ایسے ساحر مجھ فقیر ساحر کا کچھ نہین کر سکتے۔ یہ کہکر وہی
شیشہ آگے بڑھا دیا سیاہی آفتاب کو لیے ہوے وہان شیشہ کے ذریعہ سے اندر شیشہ
کے داخل ہوگئی آفتاب جادو تو ایک ماہی سُرخ بنکر اُس پانی مین تیرنے لگا اور سیاہی بھی
دھوان بنکر شیشہ سے نکل گئی۔ اب درویش نے آواز دی کہ اے آفتاب جادو شناخت
صانع حقیقی کے بارے مین کیا کہتا ہی۔ اندر سے شیشہ کے آواز آئی کہ مین نے خوب پہچان لیا
کہ مین ہی اپنا اور تیرا دونون کا خداوند ہون۔ تجھکو یہ گھمنڈ ہی کہ جس نے اسے قید کیا ہی نہین جانتا
کہ خداوند نے برن جلا ہی۔ بس یہ سنکر فقیر کو نہایت غصہ آیا اور کچھ پڑھکر دستک دی اُسیوقت
جانب صحرا سے ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اور سامنے قطب کے آکر بالاے ہوا قائم ہوا
کہ کسواسطے مجھکو یاد کیا ہی۔ درویش نے شیشہ سامنے طاؤس کے دے مارا شیشہ تو چور ہوگیا
پانی بہہ گیا اور مچھلی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگی بس طاؤس نے مچھلی کو منقار سے اُٹھا کر
نگل لیا اور بال مار کے اُڑتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوگیا بس یہ دیکھتے ہی برجیس آفتاب پرست
کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی کہ اس فقیر نے چراغ خداوندی گل کر دیا۔ آفتاب جادو کو
مار ڈالا خانۂ سحر مٹا دیا بس لشکر کی طرف دیکھکر آواز دی کہ خبردار اس درویش کو جانے نہ پائے
یہ سنتے ہی اٹھارہ اُنیس لاکھ آدمی کا لشکر یورش کرکے فقیر کی طرف چلا ادہر بدیع الملک اور بادشاہ

لشکر اسلام نے بھی اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ لیا ان کافروں کو یہ قطب صاحب سے بے ادبی
کرنے کا قصد رکھتے ہیں اور قطب صاحب کی عظمت کو نہیں پہچانتے کئی کروڑ کا لشکر ادھر سے
بھی یورش کرکے چلا ادھر قطب صاحب نے اپنے سجادہ کو اشارہ کیا کہ وہ بلند ہونے لگا اور اسقدر
بلند ہوا کہ تیر کی زد بھی جاتی رہی اور میان مومنین اور کافرین میں جنگ ہونے لگی دفعتًا ابر
کی کالی گھٹائیں ہر طرف چھا گئیں کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا بارش خون ہونے لگی بازار موت گرم
ہوا جنس جان کی ارزانی ہوئی امن وامان کی گرانی بلکہ جائے امن نایاب تھی۔ فوجوں کے
دونوں جانب سے ریلے تھے۔ بھڑکتے ہوئے کشتوں کو گھوڑے روندتے پھرتے تھے۔
کوتل گھوڑے کشتہ سواروں کے جو چراغ پا ہوکر پیادوں کی صف پر جا پڑتے تھے تو کھلبلی مچ جاتی تھی
ہر طرف سے بگیر و بزن کی صدائیں بلند تھیں کسی طرف تیروں کا نیستان نظر آرہا تھا کہیں
کمانوں کی کڑک اور تیروں کی بوچھار ہو رہی تھی بزدلے گوشۂ چھپنے کا ڈھونڈھ رہے تھے بھاگے
جاتے تھے مگر نشانۂ تیر قضا ہو رہے تھے۔ عاملوں کو چلہ کشی فراموش تھی۔ زاغ اجل پر کھولے
ہوئے اڑتا پھرتا تھا کسی طرف تبرداروں کے غول کے غول نخل حیات انسانی کو قلم کر رہے
تھے۔ کہیں گرزبازی سے طبقہ زمین کا ہل رہا تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرا رہی تھی
کاسہائے سر چور چور نظر آتے تھے کہیں شمشیر جانستان سے رشتۂ حیات قلم ہو رہے تھے
اک شور قیامت انگیز برپا تھا۔ تمام سبزہ صحرا کا لالہ رنگ ہو رہا تھا زمین پر بھی شفق پھولی تھی آسمان
سے خون برس رہا تھا۔ مرکبوں کے گھٹنوں تک غرق زمین تھے۔ خون کا سیلاب آیا ہوا تھا
بازو زرہ پوشوں کے اس طرح پھڑک رہے تھے جیسے ماہی اسیر دام ہوکر تڑپتی ہے سر بریدہ مثل مچھلیوں
کے تیرتی پھرتی تھیں نہنگ اجل اس دریائے خون رواں میں روحوں کو نگلتا پھرتا تھا۔ اک
عجب ہنگامہ برپا تھا۔ ہر نحس آفتاب پرست پکار پکار کہہ رہا تھا کہ ہاں یارو ان بے ادبوں کو
جانے نہ پائیں۔ بدیع الملک علمدار لشکر کی طرف بڑھتے چلے جاتے تھے اور سرداران لشکر اسلام
نے بھی قیامت برپا کر رکھی تھی کہ ہر طرف کشتوں کے پشتے اور خون کے انبار لگا دیے تھے۔
اب سرداران لشکر تو صفوں توڑتے ہوئے آگے بڑھ آئے ہیں اور سپاہ سپاہ سے لڑ رہی
ہے یہاں تک کہ عین گرمی جنگ میں بدیع الملک سے اور ارجاس کوہ پیکر سے سامنا ہوا ارجاس
کوہ پیکر بدیع الملک کو دیکھکر پکارا کہ مجھے تجھ سے مقابلہ کا اشتیاق تھا مگر ہمارا خداوند اپنے
بندوں کو ہمیشہ پناہ میں لیے رہا کبھی لڑنے ہی نہ دیا ورنہ تم لوگ اسقدر گستاخ ہونے پاتے
ایک میں تم مسلمانوں کے واسطے کافی و وافی تھا۔ لا حربہ اپنا دیکھوں تو کہ تو کیسا صاحبقران ہے
بدیع الملک نے فرمایا کہ او ملعون میں نے تجھ ایسے بہتیرے پہاڑ ڈھا دیے ہیں تیری کیا
حقیقت ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ ہم لوگوں میں پیشدستی کی عادت نہیں ہے تو پہلے اپنا وار کرلے جب
تمہارے حربہ سے بچ جائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر ارجاس کوہ پیکر نے نیزہ مارا۔ بدیع الملک
نے نیزہ اسکا قلم کیا بس ارجاس کوہ پیکر نے غصہ میں آکر تلوار ماری حریف بدیع الملک نے کلائی
پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچ کر زور کیا ارجاس کو
مثل برگ درخت کے ہاتھ پر بلند کرکے اچھالدیا۔ کئی ہاتھ ارجاس کوہ پیکر ایسا بلند ہو گیا کہ تمام
اہل لشکر کو نظر آنے لگا گرتے وقت صاحبقران نے تلوار مارکر چورنگ ہوائی کی اور اسی جوش میں

پکار اٹھے کہ ایہا الناس دیکھتے تھے کہ میں نے خدا کے فضل و کرم سے ایک روز میں اٹھارہ لاکھ کے
لشکر کو تہ و بالا کر دیا اور سارا سامان خداوندی اُس کا فریب دین کا مٹا دیا۔ اس اس طرح کے مقابلے
صاحبقران اول و امیر ثانی کے زمانے میں بھی نہ ہوے تھے۔ بس یہ کلمہ انکی زبان سے نکلنا تھا
کہ جانب صحرا سے تتق گرد شفق گون بلند ہوا کہ تمام صحرا زمین سے آسمان تک سرخ نظر آنے لگا
لوگ یہ سمجھے کہ سرخ آندھی آئی ہے سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا آفت آئی ہے کہ یکایک ہوا نے مارا گرد
کو گرد نے مارا ہوا کو و اس گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے کئی سو علم نشان کئی لاکھ سوار کا پیدا ہوے
پھریرے علموں کے سرخ رنگ تھے اور ان پر بخط سپید تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم
تھی بعد اُسکے آگے آگے تین نقابدار سبز پوشش پیدا ہوے پشت پر اُنکے اسی بیاسی سردار
سرخپوش اور اُنکے عقب میں کئی لاکھ سوار و پیدل یہ بھی سب کے سب سرخپوش تمام صحرا میں
آگ سی لگ گئی سیموں سے مرکبوں کے رن بولنے لگا۔ پر جبیس آفتاب پرست کا رنگ زرد ہو گیا
کہ یہ آفت اور آگئی بقول شخصے کہ ع ایک آفت نہ ٹلی دوسری آفت آئی ✦ یہ سرخپوش ابھی آئے
تو حریفوں ہی کے طرفدار نکلے اُدھر نقابداروں کا شان و وقار دیکھکر اہل اسلام بھی متحیر تھے
کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں نقابداروں نے آتے آتے ہی پہلے تو ایک مقام پر ٹھہر کر
لشکر کو قائم کیا بعد اُسکے نقابداران یاقوت پوش میں سے نقابدار خرد نے اپنے علمدار لشکر
کی طرف دیکھا کہ اُسنے علم کو جلوہ دیا اور عکس علم کا علم ہاے لشکر کفار پر ڈالا بس جسقدر علم لشکر
کفار کے تھے سب میں آگ لگ گئی اور جلنے لگے دم بھر میں تمام نشان جل گئے نشان بردار
خالی ہاتھ کف افسوس ملکر رہ گئے ناظرین کو خیال ہوگا کہ دفتر آفتاب شجاعت میں ذکر اُس
نقابدار کا آچکا ہے یہ وہی نقابدار ہے جو پردہ قاف سے آیا ہے اور جسنے راستہ طلسم گنجورہ کا صاف
کیا تھا اور مدد درویش سے شعلہ لعل سرخ بنگیا تھا۔ پہلے اس نقابدار نے اُس لعل کو اپنے تاج
میں نصب کیا تھا کہ جس تاجدار سے سامنا ہو تاج اُسکا جل جاوے مگر پھر کچھ سوچ کر اپنے علم
کے پرچم میں آویزان کرا دیا کہ اسکے عکس سے لشکر حریف کے علم کو جلاؤنگا انمیں دو نقابدار
کلان ہیں ایک خرد ہے اور ایک نقابدار باغ بیابان خزان بہار کے مرحلے سے جدا ہو گیا تھا
نقابدار سبز پوش بنا ہوا تنہا آرہا ہے دیکھیے وہ کب پہونچتا ہے۔ الحاصل اب نقابدار نے علمدار سے
اشارہ کیا کہ لشکر بدیع الملک کے علموں کو بھی جلا دے دونوں نقابداروں نے منع کیا کہ ایسا
نکرو اسلیے کہ علم اژدہا پیکر نشانی امیر اول کی ہے اسکا جلانا اچھا نہیں علاوہ اسکے یہ یادگار حکیم
بزرجمہر کی ہے اور شباب کی ریاضت کا نمونہ ہے ایسا نہو کہ خفت حاصل ہو مگر نقابدار خرد نے نمانا
اور اپنے نشان بردار سے کہا کہ تو اپنا کام کر۔ بس اُسنے پھر علم کو جلوہ دیکر عکس اُسکا علم اژدہا پیکر پر
ڈالا شعلہ لپک کر چلا یہ علم اس ترکیب کا بنا ہوا ہے کہ پھریرے میں اسکے جا بجا بہت شگاف ہیں جب ہوا
ہوا بھر کر اُن شگافوں میں سے نکلتی ہے تو آواز یا صاحبقران پیدا ہوتی ہے اور علم میں بھی کلنگ کی
شکل بنی ہوئی ہے بس جیسے ہی وہ شعلہ چمک کر اس علم پر آیا اس علم بردار نے اس ترکیب سے
اُس شعلے کو اپنے علم پر روکا کہ شعلہ دہن نہنگ میں آگیا اور گل ہو کے رہ گیا نقابدار یاقوت پوش
کو یہ خفت حاصل ہوگی اسی شرمندگی میں لشکر پر جبیس آفتاب پرست پر گھوڑا اڑا دیا ساتھ ہی
نقابدار خرد کے دونوں نقابدار کلان بھی چپل کھڑے ہوے اور اُنکے عقب میں تمام لشکر نقابداروں کا

چلا یہ معلوم ہوا کہ آتش قہر الٰہی اُس گروہ کفار کے جلانے کو بڑھی اول نقابدار خود مثل پیکان تیر
کے آگے گرا اور تلوار برسانا شروع کی۔ خضران دل میں کہہ رہا تھا کہ آج بدیع الملک کی زبان سے
ایسا کلمہ نکلا ہے جس سے بوئے غرور آتی ہے خدا خاتمہ اس جنگ کا بخیر کرے۔ اُدھر نقابدار نے
آتے ہی قیامت برپا کر دی لشکر کفار کو اُلٹ پلٹ کر دیا اور نقابدار خود صفوں کو توڑتا پروں کو
مسمار کرتا ہوا مثل تیر شہاب کے چلا۔ کبھی اس مقام پر نظر آیا کبھی اُس جگہ دکھائی دیا۔ ایک
پرکالہ آتش تھا کہ یہاں چمکا اور وہاں لپکا اس صف میں ڈوبا اُس صف سے نکلا اگر بدیع الملک
اور سرداران بدیع الملک ایک صف کو توڑتے ہیں تو نقابدار تین تین چار چار صفوں کو توڑتا
پروں کو مسمار کرتا چلا جاتا ہے۔ برجیس آفتاب پرست نے بھی یہ آمد نقابدار یاقوت پوش
کی دیکھکر اپنے ملازموں کو آواز دی کہ یارو اس سرکش کو دیکھو یہ میری طرف بڑھ رہا ہے یہ
لشکر پرے کے پرے آکر سد راہ ہوگئے یہاں سے وہاں تک آہنی دیواریں کھڑی ہوگئیں
اب جو نقابدار یاقوت پوش نے اپنے مرکب کو زانو میں مسلا اور اُس فوج میں ڈوبا تو برابر
علمدار لشکر کے نمودار ہوا ادھر علمدار لشکر بغلے ہوئے نشان کا خالی بانس ہاتھ میں لیے ہوئے
تھا کہ نقابدار یاقوت پوش نے ڈپٹا اسنے تلوار ماری۔ نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے جو ہاتھ
قبضہ آبدار کا مارا تو علمدار کو مع علم قلم کیا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر پھر اس دریائے
لشکر میں غرق ہوگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ نقابدار نے کس شد و مد کے ساتھ علمدار کو مارا کہ
اور اب یہ برجیس آفتاب پرست کی فکر میں ہوگا۔ پس انھوں نے بھی علمدار میسرہ لشکر کو مار کر
برجیس آفتاب پرست کی طرف رخ کیا۔ نقابدار تو گھات سے اڑ رہا تھا ایک کو مارا دوسرے
کو ادھر سے ادھر کے ہٹا دیا کسیکو تلوار چمکا کر دھمکایا وہ رکا اور یہ اور آگے بڑھ گیا شاہزادہ
بدیع الملک سر کھیت لڑتے ہوئے جا رہے تھے یہ ہنوز تخت برجیس سے دور تھے کہ نقابدار
یاقوت پوش قریب تخت پہونچکر نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ او ملعون لاحرہ یہ اپنا برجیس آفتاب پرست
نے کہا او بندہ بے ادب کیا کرتا ہے خداوند سے اپنے یہ بے ادبی نقابدار نے کہا کہ او ملعون
کب چھوڑتا ہوں تجھکو۔ برجیس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ
تلوار چھین کے پھینک دی اور بایاں ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا برجیس کو بھی
سر پر ہاتھ پر بلند کر لیا اور تکبیر کا نعرہ کیا۔ آواز نعرہ نقابدار سنکر جو بدیع الملک نے دیکھا تو برجیس
کو ہاتھ پر نقابدار کے بلند پایا بس سارا ولولہ بدیع الملک کا پست ہوگیا۔ اُدھر نقابدار نے
لشکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ جسنے تلوار اٹھائی نقابدار نے برجیس کو آگے کر دیا اسنے ہاتھ روک
کہا اپنے مالک پر تلوار کیونکر لگاؤں۔ نقابدار نے اپنا وار کر کے اُسکا خاتمہ کر دیا۔ اب لشکر نقابدار بھی
آپڑا ہے خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے لشکر کفار پر جو دو طرف سے دباؤ پڑا ہے تو قدم پیچھے ہٹتے
جاتے ہیں اہل اسلام لشکر کو دباتے ہوئے اور پسپا کرتے ہوئے پڑاؤ تک آگئے ہیں وزیر برجیس
نے دیکھا کہ آفتاب جادو مارا گیا برجیس اسیر ہوگیا اب سبھی پٹا چاہتے ہیں اگر تھوڑی دیر اور
یہ خدا پرست سرگرم جنگ رہے تو آج ہی شکست فاش ہوجائیگی پس اسنے طبل امان بجوا دیا
شاہزادہ بدیع الملک نے تلوار روکی تمام خداپرستوں نے قتل کفار سے ہاتھ کھینچا اور دونوں
لشکر علحدہ ہوگئے اُدھر نقابدار برجیس آفتاب پرست کو اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوئے پھرا ادھر

بدیع الملک نہایت غمگین و افسوس کناں پلٹے ۔ بختران نے دل میں کہا کہ یہ اُسی کلمہ غرور کا نتیجہ ہے جو
بدیع الملک کی زبان سے نکلا تھا ورنہ کیا ممکن تھا کہ سامنے صاحبقران دوران کے اک نقابدار
بازی لیجائے ۔ بدیع الملک کو رنجیدہ دیکھکر قطب سجادہ نشین قریب آگئے اور کہا کہ اب جنگ سر
ہوگئی یہ خوشی کا مقام ہے نہ کہ رنج کا لیکن میں آپکو پژمردہ پاتا ہوں اسکا کیا سبب ہے ۔ بدیع الملک نے
کہا کہ اسمیں شک نہیں کہ فضل خدا آپکی توجہ کے ساتھ مبذول ہوا کہ جنگ فتح ہوئی لیکن انجام میں
اس نقابدار کی شرکت سے بڑی بیری ہوئی یہ مثل ہو گئی کہ دُکھ سہیں بی فاختہ اور کوے میوے
کھائیں ۔ ساری مشکلیں تو ہمنے اور ہمارے دوستوں نے حل کیں اور آخر میں یہ نقابدار آیا اور
مالک لشکر کو گرفتار کیے ہوئے چلا گیا ۔ یہ سُنکر قطب سجادہ نشین خاموش ہو رہے ۔ بدیع الملک
وہاں سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے تمام سرداران نامی وگرامی آ آکر اپنے دنگل پر متمکن ہوئے
سپاہیوں نے ڈیرا ڈیرے پر پہونچکر کمر کھولی ۔ ذکر جرأت و دلاوری نقابدار کا ہونے لگا ۔ مملوک بن مالک اور
مالک ثانی اور ہاشم تیغزن اور علقمہ بن جمہور وغیرہ تمام سرداران دست چپ ذکر نقابدار کا کر رہے
تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس نقابدار نے شان علمشاہ رومی کی دکھادی ۔ بدیع الملک کو یہ باتیں تلخ
معلوم ہو رہی تھیں مگر خاموش بیٹھے ہوئے تھے ۔ یہاں کا تو یہ رنگ ہے اب اُدھر کی کیفیت سنیے
کہ نقابدار یاقوت پوش بھی اپنے لشکر سمیت پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچا ۔ بارگاہ یاقوت نگار
اسکی برپا ہو گئی تھی نقابدار نے اپنے عیار کی طرف دیکھکر برجیس کو زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ
باندھ لے مشکیں اس کافر بدکیش کی جیسے ہی برجیس زمین پر گرا عیار نے جلدی سے کمند تاری کی
پیچ کھانے کا قصد کرے لیکن اب جو نظر پڑتی ہے تو اندر کمند کے آدمی کے بدلے کتا نظر آیا اور
زمین پر گرنے سے چوٹ جو لگی تو اسنے چیخنا شروع کر دیا بوں بوں کی صدا بلند ہوئی عیار نے
نقابدار کی طرف دیکھکر عرض کی کہ عجیب واقعہ ہے جو کبھی نہ پیش آیا تھا ۔ جبتک یہ آپ کے ہاتھ پر
بلند رہا اسوقت تک تو آدمی تھا اب کتا معلوم ہوتا ہے یہ میری نظر کی غلطی ہے یا فی الحقیقت ایسا ہی
ہے ۔ نقابدار نے جو خیال کیا تو واقعی میں آدمی نہیں بلکہ کتا معلوم ہوتا ہے ۔ دونوں نقابدار کلاں بھی
قریب آ گئے اُنھوں نے کہا کہ یہ ساحر ہو تو عجب نہیں اسنے سحر سے اپنی ہیئت تبدیل کی ہے ایسا نہ ہو
کمند توڑ کے نکل جائے اسے جلد قتل کر ۔ یہ سنتے ہی عیار نقابدار نے تیغ کمر سے کھینچکر مارا کہ ٹکڑے
کے دو ٹکڑے ہوئے ۔ کتا تڑپ کر ہلاک ہو گیا اور ہیئت نہ بدلی ۔ عیار نقابدار نے کہا کہ اے شہریار
یہ تو کتے کا کتا ہی رہا اگر ساحر ہوتا تو مرنے کے وقت کچھ علامات سحر ظاہر ہوتے اور بعد مرنے کے
یہ ہیئت اصلی پر آجاتا ۔ نقابدار نے کہا کہ خیر کیا واقعہ ہے عیار نے عرض کی کہ عقل نہیں کام کرتی
نقابدار نے دونوں نقابداران بزرگ سے پوچھا کہ میں نے کتا پکڑا تھا یا برجیس آفتاب پرست
کو اسیر کیا تھا ۔ اُنھوں نے فرمایا کہ تمنے تمام عالم کے سامنے برجیس آفتاب پرست کو اسیر کیا اور
یہاں تک ہاتھ پر بلند کیے ہوئے لائے بلکہ بدیع الملک یہ شان و شوکت تمہاری دیکھکر منفعل
ہو گئے تھے اسمیں کچھ اسرار ضرور ہے جو سمجھ میں نہیں آتا ۔ نقابدار نے ہرکاروں کو طلب کیا
اور کچھ ہرکارے طرف لشکر برجیس آفتاب پرست کے روانہ کیے اور کچھ ہرکارے نے لشکر اسلام
کی طرف بھیجے کہ جاکر حال دریافت کرو اگر برجیس اپنے لشکر میں ہوا تو بارگاہ میں گھس کے پکڑ لاؤنگا
اور اگر لشکر اسلام میں ہوا تو چھین لاؤنگا دیکھوں میرا کوئی کیا کر لیتا ہے ۔ ہرکارے یہ حکم پاتے ہی

دونون جانب روانہ ہوئے نقابدار دروازۂ بارگاہ پر ٹہلنے لگا۔ ہرچند نقابداران کلان نے سمجھایا کہ اندر
بارگاہ کے چلکر کمر کھولو آرام سے بیٹھو جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مگر نقابدار خورد نے نہ مانا اور عرض
کیا کہ اب برجیس کو گرفتار کیے بغیر کمر نہ کھولونگا کوئی ایک گھنٹہ بعد پیک ہرکارے لشکر برجیس
آفتاب پرست سے واپس آئے اور بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر کفار میں تو واویلا و
وامصیبتا کی آوازیں بلند ہیں لشکر متفرق ہوا جاتا تھا مشکل ناقوس وزیر نے سبکو روکا ہے اور تسلی
دی ہے کہ سردار تمھارا خداوند ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ بندون کی قید سے رہا نہو سکے یہ بھی کوئی مصلحت
ہوگی کہ اسنے اپنے کو اسیر کر دیا ہے اگر برجیس اپنے لشکر میں ہوتا تو یہ حالت لشکر کی نہوتی بعد اسکے
وہ ہرکارے آئے جو لشکر اسلام کی طرف گئے تھے انھون نے عرض کی کہ اے شہریار بدیع الملک
بارگاہ سلیمانی میں رنجیدہ بیٹھے تھے کہ اک مرتبہ الماس جنی کوئی ہے۔ وہ آیا اور اسنے برجیس آفتاب پرست
کو خدمت صاحبقران میں پیش کیا اور عرض کی کہ آپ کیون رنجیدہ ہیں لیجیے اسے قید کیجیے چاہیے
قتل کیجیے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوئے اور برجیس کو زندانخانہ میں بھجوا دیا۔ بس یہ سننا
تھا کہ نقابدار کی نگاہون میں دنیا تیرہ و تار ہوگئی کہا کہ میں ابھی جاتا ہون اور بدیع الملک سے
برجیس کو چھینے لاتا ہون اب انھون نے جنون کے بھروسے پر صاحبقرانی شروع کر دی ہے اور
دیکھنا تو باتون ہی باتون میں کیسا ذلیل کرتا ہون یہ کہکر گھوڑے کی باگ اٹھائی اور مثل شعلہ جوالہ
کے طرف لشکر بدیع الملک کے روانہ ہوا چونکہ طبیعت سے نقابدار خورد کے دونون نقابدار کلان بخوبی
آگاہ تھے دیکھا کہ یہ غصہ میں چلا ہے وہان پہونچکر خدا جانے کیا بے ترکیبی کر بیٹھے ساتھی ان دونون
انھون نے بھی بدوسے باگون کے لیے ہمراہ اسکے اور سردارون نے بھی قصد کیا تھا کہ پلٹ کر نقابدارون
نے منع کر دیا لشکر اور افسران لشکر تو اسی جگہ ٹھہر گئے لیکن تینون نقابدار مثل برق جہندہ کے
مرکبون کو اڑائے ہوئے چلے آتے تھے چونکہ لشکر انکے ساتھ نہ تھا کسی نے روکنے کا قصد
بھی نہ کیا علاوہ اسکے معمولی افسرون کی کیا تاب ہے کہ ان نقابدارون کو ٹوک بھی سکتے۔ یہ تینون
نقابدار لشکر کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں ہرکارون کی زبانی معلوم ہوچکا تھا کہ برجیس
فغفور زنگی کی قید میں ہے۔ فغفور زنگی ایک ہزار سوار سے نگرانی کر رہا ہے جس خیمہ میں برجیس آفتاب
پرست مقید ہے اسی کے سامنے فغفور زنگی اسلحہ لگائے بیٹھا ہے گھوڑا برابر کھڑا ہوا ہے ایک ہزار
زنگی خیمہ کو گھیرے کھڑے ہیں اور یہ خیمہ قریب بارگاہ سلیمانی کے برپا ہے اسی جگہ سے یہ نقابدار
خورد چلا آتا ہے اور ساتھ ساتھ نقابدار خورد کے دونون نقابداران کلان بھی آرہے ہیں کہ دفعتہ
نظر فغفور زنگی کی نقابدار خورد پر پڑی دیکھا کہ نقابدار اسی طرف چلا آتا ہے پس اسکو خیال گذرا کہ
ایسا نہو یہ برجیس کی فکر میں آتا ہو کیونکہ یہ اس راز سے واقف تھا کہ پہلے نقابدار ہی اسے
گرفتار کر لیگیا تھا۔ قطب صاحب کا رفیق ہوا ہے جنی خدا جانے کسطرح اسکو لے آیا اور میری
حفاظت میں دیا گیا ہے اگر نقابدار برجیس کو لیگیا تو سخت بدنامی ہوگی۔ پس اسنے آواز دی
کہ او نقابدار کہان آتا ہے اور کسواسطے آتا ہے ارادہ اپنا بیان کر۔ نقابدار نے کہا کہ میں اپنے
دزد اور رمال دونون کی فکر میں آیا ہون یعنی برجیس آفتاب پرست کو لے جاؤنگا اور جسنے
برجیس کو لاکر بدیع الملک کے حوالے کیا ہے اسے اس گستاخی کی سزا دونگا۔ فغفور زنگی یہ
سنتے ہی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر سدراہ ہوا اور پکارا کہ او نقابدار بے ادب نہیں جانتا

کہ یہ کسکا قیدی ہے اور کسکی قید مین ہے تو کیا جان رکھتا ہے جو اسکو مجھسے لیجائیگا - نقابدار نے غیظ و
غضب مین آکر فغفور زنگی کو سخت سست کہا اور فرمایا کہ دور ہو میرے سامنے سے ورنہ نشانہ تیغ قضا
ہوگا پھر گوشۂ امن نہ ہاتھ آئیگا - فغفور زنگی نے یہ سنکر تلوار کھینچ لی اور کہا کہ کیا مجکو تو موم کا سمجھا
ہے بس جیسے ہی نقابدار قریب پہونچا فغفور زنگی نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو اُچھالا تو فغفور زنگی چالیس ہاتھ بلند ہوگیا - نقابدار
منتظر ہوا کہ گرے تو چور زنگ کردون کہ دوسرے نقابدار نے آواز دی کہ تم جاکر قیدی کو قبضہ مین کرو
اسے مین قتل کیے ڈالتا ہون - یہ سنتے ہی نقابدار نے تو گھوڑا آگے بڑھا دیا خیمہ تو قریب ہی تھا
تلوار ماری کہ خیمہ چاک ہوا - بس نقابدار مع مرکب داخل خیمہ ہوگیا ادھر فغفور زنگی جو گرا تو نقابدار دوم
نے اسکو بالاے ہوا ہاتھ پر روک کر تیسرے نقابدار کی طرف اُچھال دیا کیونکہ انکو قتل فغفور زنگی کا
منظور تھا بلحاظ اسکے کہ یہ مسلمان ہے تیسرے نقابدار نے بھی اسکو بالاے ہوا روک کر آہستہ سے
اُچھال دیا اور آپ آگے بڑھ گئے - فغفور زنگی چو ترادون سے بھل زمین پر گرا بہت چوٹ آئی کہ
اُٹھنے کے قابل نہ رہا - اب تینون نقابدار خیمہ مین پہونچ گئے اور فغفور زنگی بسبب رعب کے
مانع نہوے کہ جب ہمارے افسر کی یہ حالت ہوئی تو ہمارے روکے یہ کیا رکینگے لیکن نقابدارون
نے دیکھا کہ خیمہ خالی ہے ہتکڑیان بیڑیان اُتری پڑی ہیں اور برجیس آفتاب پرست ندارد ہے -
یہ حیران تھے کہ اب اسے کون لیگیا - اُدھر بدیع الملک دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین جانے
کو تھے کہ خضران نے جاکر عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا - نقابدارون نے آکر فغفور زنگی کو
گیند دہر کا کردیا اور وہ برجیس کو لینے آئے تھے - برجیس آفتاب پرست کا پتا نہین عجب نہین کہ
نقابدار غصہ مین اور کوئی بے عنوانی کر بیٹھین بس یہ سنتے ہی بدیع الملک وہی لباس
شب خوابی پہنے ہوے خیمہ سے باہر نکل آئے ادھر یہ تینون نقابدار خیمہ برجیس سے نکلکر طرف
خیمہ بدیع الملک کے چلے ہی تھے کہ بدیع الملک سے سامنا ہوگیا بس نقابدار خرد نے کہا
کہ اسی مُنھ پر دعواے صاحبقرانی ہے گرفتار کیے کیا برجیس کو اور قید مین آپ نے رکھا یہ کیا
شعبدہ تھا - کبھی امیر اول اور امیر ثانی نے بھی ایسی حرکت کی تھی کہ شعبدہ بازون سے بہادر
بہادرون کے مقابلے مین کام لیے ہون اب جسطرح بنے میرے قیدی کو لاؤ - بدیع الملک
نے فرمایا کہ مین نے برجیس کو گرفتار کرلانے کا حکم نہین دیا تھا ہان جواہر جنی نے جسوقت
اُسے لاکر میرے سپرد کیا ہے تو مین نے زندانخانے تک بھجوا دیا تھا اور اب مجھے معلوم نہین
کہ برجیس کیا ہوگیا - نقابدار نے کہا کہ وہی جواہر جنی اب بھی لیگیا ہوگا بلائیے اسکو شاہزادہ
بدیع الملک نے اُسیوقت جواہر جنی کو بلا بھیجا جسوقت پیام بدیع الملک کا جواہر جنی کو پہونچا
اُسوقت جواہر جنی قطب سجادہ نشین کی خدمت مین حاضر تھا - خضران نے مفصل بیان کردیا
تھا کہ اسطرح بگڑ کر نقابدار آیا ہے اور اپنے قیدی کو طلب کرتا ہے قیدی زندانخانہ سے گم ہوگیا ہے
یہ سنکر قطب سجادہ نشین بھی جواہر جنی کے ساتھ ہوے اور خدمت بدیع الملک مین گئے قطب صاحب
مسکرائے اور فرمایا کہ برجیس آفتاب پرست کو کوئی ساحر لیگیا ہے اب برجیس ہماری قید مین نہین
ہے اسکے پہلے بیشک ہم نے برجیس کو بلالیا تھا اسے نقابدار اب تم جاؤ جیسا کچھ ہوگا کل صبح
کو ظاہر ہو جائیگا آپس مین فساد کرنے سے کچھ حاصل نہین ہے یہ سنکر غصہ نقابدار کا فرو ہوگیا چونکہ

فقرا کی سب عزت کرتے آئے ہین امیر اول سے لیکر بدیع الملک تک تمام اولاد صاحبقران فقرا کو مانتی ہی
اسوجہ سے نقابدار کچھ نہ کہہ سکا ورنہ اگر یہ حرکت کسی دوسرے کی ثابت ہوتی تو نقابدار بہت بری
طرح پیش آتا - چلتے وقت نقابدار نے اتنا تو کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اور تینون نقابدار گھوڑے
دوڑاتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوگئے بدیع الملک نے قطب صاحب سے پوچھا
کہ اب اسے کون لیگیا - قطب صاحب نے بیان کیا کہ پوچھنا اسکا بیکار ہی صبح کو معلوم ہوجائیگا
یہ کہکر قطب صاحب بھی اپنے گوشہ کی طرف روانہ ہوئے - بدیع الملک اپنی خوابگاہ مین جاکر
سورہے نقابدار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے - لیکن اب

چند کلمے داستان اُس کافر بدمست برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ اسی بیابان گرد باد مین اک ساحر رہتا ہی کہ نام اسکا جاموش زہرخوار
فیل سوار ہی چار سو ساحر اسکے مطیع ہین جسوقت اسکو یہ خبر پہونچی کہ برجیس آفتاب پرست
کوئی شخص ہی کہ اُسنے دعواے خداوندی کیا تھا آفتاب جادو اُسکا باپ بزور سحر آفتاب
بنا ہوا اسکے ساتھ تھا - خداپرستون نے آفتاب جادو کو مارا اور آج برجیس کو بھی گرفتار
کرلینگے بس یہ سنتے ہی جاموش زہرخوار کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مین برجیس کو اہل اسلام کی قید سے
رہا کرکے اُسکی طرف سے لڑ بھڑ کر اس جنگ کو سر کرونگا تو برجیس مجکو آفتاب جادو کے مقام
پر تصور کریگا اب مین خداوند ہونگا اور برجیس کو نائب اپنا مقرر کردونگا بس یہ سوچ کر اپنے مقام
سے چلا اور قریب زندان کے پہونچکر ایسا سحر کیا کہ تمام نگہبان محبس بیہوش ہوگئے جاموش
زہرخوار فیل سوار برجیس کو نکال لیگیا اور اپنے یہان بحفاظت تمام رکھا جب صبح
ہوئی تو اک ساحر کو پاس ناقوس وزیر کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ افسران فوج کو لیکر
واسطے پیشوائی کے آؤ - مالک تمھارا ہمارے پاس بحفاظت موجود ہی - جسوقت پیامبر
جاموش زہرخوار کا ناقوس وزیر کے پاس پہونچا ناقوس نہایت خوش ہوا اور سرداران
لشکر کو ساتھ لیکر مع سامان شاہی روانہ ہوا - جاموش زہرخوار نے کہا کہ آپ چلکر طبل جنگ
بجوائیے مین آتا ہون برجیس آفتاب پرست جاموش زہرخوار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
کی طرف نہایت جاہ وتجمل کے ساتھ روانہ ہوا - ہرکارون نے یہ سب خبرین اُدھر شاہزادہ
بدیع الملک کو پہونچائین اور ادھر نقابدارون نے حال برجیس آفتاب پرست سے مطلع
کیا یہ سنکر نقابدارون کا وہ ارادہ ملتوی رہا جو پہلے تھا ورنہ یہ بدیع الملک کے مقابلہ پر
طبل جنگ بجوانے والے تھے اب نقابداران کلان نے کہا کہ جو ملعون آیا ہی تو پھر طبل جنگ
بجوائیگا اسوقت دیکھا جائیگا - اب اسکو گرفتار نکرنا بلکہ وہین قتل کرڈالنا - یہان تو یہ مشورے
ہورہے تھے اور وہان برجیس آفتاب پرست داخل بارگاہ ہوا لشکر مین آفتاب پرستون
نے طبل شادمانی بجائے اتنے مین سواری جاموش زہرخوار فیل سوار کی آئی - برجیس بذات خود
اسکے استقبال کے واسطے چلا کچھ اہل اسلام بھی تماشا دیکھنے کی غرض سے راستے مین کھڑے
ہوئے تھے دیکھا ملعون نے خود اک جوگی ہاتھی پر سوار لنگ کھاروے کا آدھا باندھے

آدھا اوڑھے جھول سحر کی لگی ہوئی بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے ماتھے پر قشقہ کھنچا ہو
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے پشت پر چار سو ساحر جھولیاں سحر کی سنبھالے ہوئے ترسول
پنسول چمکاتے ہوئے یہ دیکھکر اہل اسلام پلٹ کر کچھ لشکر بدیع الملک میں آئے کچھ لشکر
نقابدار میں آئے اور سب کیفیت بیان کی وہاں جاموش زہر خوار فیل سوار نے آتے ہی
حکم دیا کہ کچھ نامہ و پیام کی ضرورت نہیں ہے آپ طبل جنگ بجوائیے ۔ برجیس آفتاب پرست
نے کہا کہ ایک دو روز آسایش کیجیے دعوت قبول فرمائیے پھر دیکھا جائیگا جاموش نے کہا کہ
ربانی آپ ہی کے معلوم ہو چکا ہے کہ عیاران اسلام نہایت ہوشیار و مکار ہیں توقف اچھا نہیں
جب جنگ سے فرصت ہوگی تو جسقدر رہا جائیگا دعوت و ضیافت کر لیجیے گا ۔ یہ سنکر برجیس نے
اسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہر کارے
یہ خبر لیکر پھرے ادھر شاہزادہ بدیع الملک کو اطلاع ہوئی کہ کوئی شخص جاموش زہر خوار فیل سوار
ہے کہ وہی برجیس کو رہا بھی کر لے گیا ہے اور اسی کی امداد کے بھروسے پر برجیس نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہے فرمایا کہ کہدو ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت
یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی ادھر نقابدار یاقوت پوش بھی مطلع
ہوا اور لشکر نقابدار میں بھی طبل جنگی بجا اب تینوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں لوگ
آپس میں جا بجا بیٹھے ہوئے چرچے کر رہے ہیں کہ دیکھیے کل کس صورت سے مقابلہ ہوتا ہے اور
کیا ٹھہرتی ہے ۔ جب میں برجیس کہ ساحر ہے تو ہمیں کچھ نہ کچھ مصیبت ضرور پیش آئیگی اسلیے کہ ساحر
اور غیر ساحر کا مقابلہ ہو نہیں سکتا ادھر جاموش زہر خوار نے اور اسکی فوج نے انگیاریاں روشن
کرائیں بخور گوگل لوبان رائی کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا ہر طرف نعرے یا سامری یا جمشید
کے بلند تھے ۔ سب اپنے اپنے سحر جگا رہے بیروں کو پکار رہے تھے ۔ غرضکہ تمام رات یہی کیفیت
میں بسر ہوئی یہانتک کہ ستارہ سحری چمکا اور آثار سحر نمودار ہوئے جانوران صحرائی بزبان بے زبانی
مصروف ذکر سبحانی ہوئے انسانوں نے اپنے اپنے رسم مذہبی کے موافق عبادت رب بے نیاز
سے فراغ حاصل کر کے رخ میدان کارزار کا کیا دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تینوں لشکر میدان میں
آکر صف آرا ہو گئے اسطرف برجیس آفتاب پرست تخت پر سوار چتر اسکے سر پر پھرتا ہوا ۔ اگرچہ
تاثیر غازہ سحر کی مٹ چلی ہے مگر اب بھی برجیس کے منہ پر نقاب پڑی ہوئی ہے بسبب شرمندگی
کے یہ گبر ناہنجار کسیکو منھ نہیں دکھاتا ہے جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور میدان تیار ہو چکا تو
نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا بہادر جوش شجاعت میں جھومنے لگے قبضہ شمشیر کو
چومنے لگے نقابداروں کی تو یہ حالت ہوئی کہ پرکالہ آتش بنگئے آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا کہ اُدھر
لشکر کفار سے جاموش زہر خوار نے اپنے فیل کو بڑھایا اور میدان میں آکر پکارا کہ باشش اے گروہ
خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا کی ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو
اسلیے کہ جو آئے گا میرے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہے میں تم لوگوں سے بہت جلا ہوا ہوں اسلیے
کہ تمنے ملک کے ملک ساحروں کے برباد کر دیے ہیں سیکڑوں سلطنتیں الٹ دیں خداوندیاں
برباد کر دیں جبتک تم سبکو خاک مذلت پر نہ گرا لونگا مجھکو صبر نہ آئیگا بس یہ سنکر نقابداران شعلہ
مزاج کے تیور بدلے ہوئے اور افسران لشکر نقابدار نے جا پڑنے کا قصد کیا ہی تھا کہ ذوہین قوی بازو

مرکب کو پاشنہ مارا گھوڑا تڑپ کر صف لشکر سے علیحدہ ہوا۔ اور لوگ تو رک گئے کہ دیکھا چاہیے
یہ کیا کرتا ہے مگر ژوپین قوی بازو سامنے نقابدار خرد کے آیا۔ اجازت میدان چاہی فرمایا نقابدار
نے جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے۔ ژوپین قوی بازو نے سلام رخصت کیا اور دوبارہ مرکب پر بیٹھ کر
سامنے جاموش زہر خوار فیل سوار کے آیا اور آواز دی کہ او ملعون کیا تو لاف و گزاف کر رہا ہے
میں تیری خدمتگزاری کو موجود ہوں لا کیا حربہ رکھتا ہے۔ یہ سنکر جاموش زہر خوار ہنسا اور اپنے
سر پر اپنے ہاتھ ڈالا اور اک بال سر کا توڑ کر کچھ اسم سحر اس بال پر دم کیا اور سامنے ژوپین کے
پھینکدیا وہ بال زمین پر گرتے ہی دراز ہوا اور پھولنے لگا یہانتک کہ دست و پا سونڈ دانت دُم
سب چیزیں پیدا ہوگئیں اور وہ بال اک ہاتھی کی شکل بنکر ژوپین کیطرف چلا اور قریب پہونچتے ہی
گھونسا سونڈ کا تناکر مارا ژوپین نے سونڈ اُسکی پکڑلی اور اپنی طرف کھینچا کہ اُس فیل کو کھینچ لوں
فیل تو اپنی جگہ سے نہ سرکا جہاں تھا وہیں رہا لیکن سونڈ ہاتھی کی کھنچ آئی اور جتنا ژوپین نے
زور کرکے کھینچا اُسیقدر سونڈ دراز ہوگئی آخر ژوپین نے عاجز آکر سونڈ چھوڑدی اور تلوار کے
قبضہ کی طرف ہاتھ دوڑایا کہ اسے قتل کر ڈالوں بس سونڈ ہاتھ سے چھٹتے ہی ہاتھی نے ژوپین کو
سونڈ میں لپیٹ لیا۔ ہاتھ تلوار کے قبضہ پر جاکے رہگیا ہنوز تلوار نہ کھینچی تھی کہ ہاتھی نے ژوپین
کو سونڈ میں لپیٹ کر اُٹھالیا اور جانب صحرا روانہ ہوگیا۔ سب منھ دیکھتے رہگئے نقابدار کو اپنے
رفیق کی گرفتاری کا نہایت ملال ہوا۔ اُدھر جاموش نے پھر مبارز طلب کیا۔ سنکر نقابدار سے
ارژنگ شیر دل میدان میں آیا۔ بعد گفتگوے بسیار جاموش نے اسکی طرف بھی اک بال سر
کا توڑ کر پھینک دیا اور اُس بال نے ہیئت ہاتھی کی پیدا کی اور سونڈ علم کرکے ارژنگ
شیر دل کی طرف چلا چونکہ اس سے پہلے گرفتار ہونا ژوپین کا ارژنگ نے دیکھ لیا تھا یہ
سوچا کہ اس ہاتھی سے زور کرنا بیکار ہے تلوار کمر سے کھینچ لی اُدھر تو ہاتھی نے قریب پہونچتے ہی
گھونسا مارا ادھر ارژنگ نے تلوار ماری کہ سونڈ اُسکی قلم کردوں مگر تدبیر الٹی پڑی اور ہاتھی نے
اُسے بھی سونڈ میں لپیٹ لیا ہاتھ تلوار کی نہ لگی سونڈ کے خط بھی نہ پڑا ہر چند ارژنگ نے
زور کیا مگر کچھ نہ ہوا ہاتھی ارژنگ کو باندھے لیے چلا گیا۔ اب تو سلسلہ بندھ گیا کہ ایک اسیر ہوا
اور دوسرا نکلا دوسرا اسیر ہوا تیسرا مقابلہ کو پہونچا وہ اسیر ہوا چوتھا چلا شام تک اتنا وقفہ
نہ دیا کہ لشکر بدیع الملک کا کوئی سردار مقابلہ کو جا سکتا۔ اور بدیع الملک خود بھی اپنے رفقا
کو روکے رہے کہ تماشا دیکھتے جاؤ کہ ہوتا کیا ہے۔ غرضکہ شام تک ستائیس سردار نقابدار کے
اسیر ہوگئے طبل بازگشت بجا ہر ایک لشکر اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ بدیع الملک کو بھی
نقابدار کے سرداروں کا رنج تھا اور نقابدار تو بیحد ملول تھا اس طرف برجیس آفتاب پرست نے
چاہا کہ دعوت جاموش کی کروں۔ جاموش نے قبول نکیا اور کہا کہ عیاران لشکر اسلام جتنے مکار
ہیں آپ خود بیان کرچکے ہیں کہ مجھے یوں فریب دیا اور یوں فریب دیا۔ لہذا میں اپنے مقام پر
جاکر اپنی حفاظت اچھی طرح کرونگا۔ قیدیوں کو جاموش نے برجیس کے حوالے کرنا چاہا تھا لیکن
برجیس نے انکار کیا اور کہا کہ انکو بھی آپ اپنے ہی حفاظت میں رکھیں جاموش یہ سنکر جانب
صحرا روانہ ہوا ہرکارے لشکر نقابدار اور لشکر بدیع الملک سے جاموش کے تعاقب میں چلے
جسوقت جاموش زہر خوار فیل سوار اپنے مقام پر پہونچا لشکر اسکا اتر پڑا کنارے دریا کے

جاموش زہرخوار نے اک حجرہ بنایا ہی اسمین رہتا ہی اور پانی دریا سے کاٹ کر حجرے مین لایا ہی
اُسی پانی سے سب کام لیتا ہی رات کو دروازہ حجرہ کا صحرا کی طرف سے بند کر لیتا ہی اور دریا کی سیر
کیا کرتا ہی کہ کوئی دشمن نہ آجائے لشکر اسکا قریب حجرے کی نگہبانی کیا کرتا ہی - الحاصل
جب جاموش زہرخوار فیل سوار حجرہ مین پہونچا چند دانے ماش کے پڑھکر سامنے رکھے جو ہاتھی پر
سردار کو لیے ہوے آیا جاموش نے ایک دانہ ماش کا کچھ پڑھکر اور کسی جانور کا نام لیکر مارا وہ
سردار اُسی کی شکل بنگیا اور اُڑتا ہوا چلا گیا کسیکو جاموش نے تیتر بناکے اُڑا دیا کسیکو بٹیر بناکے
چھوڑ دیا جو گورے رنگ کے لوگ تھے اُنمین کسیکو بگلا کسیکو قاز بناکے اُڑا دیا - کالی صورت والون کو
کوے اور بھجنگے کی صورت بنا دیا - ستائیس سردار ستائیس شکلون کے بنا دیے کہ آپس مین
جانور ہوکے بھی باتین نہ کر سکین وہ تو اُڑتے ہوے چلے گئے اور جاموش اپنے حجرے
مین داخل ہوا - یہان برجیس آفتاب پرست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بدیع الملک اور
نقابدار سرخپوش کو ہوئی اُنکے لشکرون مین بھی کوس حربی بجا تیاریان جنگ کی ہونے لگین -
برجیس آفتاب پرست دل مین نہایت خوش ہی مگر یہ کھٹکا لگا ہوا ہی کہ ابھی وہ فقیر نہین موجود
ہی جسنے آفتاب جادو کو مارا ہی اور قلعی سیری خداوندی کی کھولدی ہی ایسا نہو کہ جاموش
پر بھی کوئی بلا نازل ہو - الحاصل رات تیاری جنگ مین گذری صبح کو تینون لشکر صف آراے
میدان کارزار ہوے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین تو صحرا سے جاموش زہرخوار چارسو سلحپوشان
کو لیے ہوے فیل سحر پر سوار نمودار ہوا اسکی آمد سے لشکر برجیس مین طبل شادمانی بجا اور سردار
واسطے استقبال کے روانہ ہوے جاموش نے آکر برجیس سے ملاقات کی اور وہان سے پھر کر
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے خداپرستو دیکھا تمنے کہ کل کسطرح مین نے تمھارے ہمراہیون
کو اسیر کیا نہ زور چل سکا نہ تلوار نے کام دیا - آج بھی وہی ہوتا ہی لہذا اب بھی جانو اور پہچانو کہ
خداوند سامری وجمشید مین کیا قدرت ہی کہ مور ضعیف کا فیل مست کچھ نہین کر سکتا ادھر نام
سامری لیکر ایک ماش کا دانہ مار دیا اور رستم وقت بھی ہوا تو بے حس و حرکت ہو گیا لہذا بہتر و مناسب
تمھارے حق مین یہی معلوم ہوتا ہی کہ دین سامری پرستی کو اختیار کرو اور دین خداپرستی کو چھوڑ دو
ورنہ جو حال کل کیا تھا وہی آج بھی کرونگا - یہ سنکر اہل اسلام کو غصہ آیا آج نقابدار نے اپنے
سردارون کو روک رکھا ہی کہ ذرا لشکر بدیع الملک کا بھی تماشا دیکھو یہ لوگ تو آج رکے رہین
لیکن لشکر بدیع الملک کے جو سردار کل تصدق سے بچگئے تھے آج نکل ہی پڑے پہلے جس شخص
نے قدم میدان کارزار کی طرف بڑھایا قرآن فیل سوار تھا جسوقت یہ سامنے جاموش زہرخوار
کے پہونچا جاموش زہرخوار نے کہا کہ تو ہاتھی پر چڑھکر میرے مقابلہ کا بنکے آیا ہی لا حربہ اپنا
قرآن فیل سوار نے کہا کیا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین یہ سنتے ہی
جاموش زہرخوار نے اسی طرح ایک بال اپنے سر کا توڑ کر اور کچھ پڑھ کر زمین پر پھینکا اُسنے
شکل فیل مست کی پیدا کی جاموش نے آواز دی کہ باندھ لے اس سرکش کو اور اسکے فیل کو بھی
ادھر قرآن فیل سوار نے گرز اپنا سنبھالا اور منتظر ہوا کہ فیل قریب آئے تو ضرب گرز سے پست
کرون لیکن فیل جو قریب آیا تو قرآن فیل سوار کے فیل نے سونڈ اپنی بڑھادی دونون فیل آپس مین
لڑنے لگے قرآن فیل سوار نے مستک پر فیل جاموش کے گرز مارا لیکن کچھ اثر نہوا - اُس فیل نے

جھلا کر سونڈ اپنی درازکی اور قران فیل سوار کو مع فیل اُٹھا کر لیے ہوئے صحرا کی طرف روانہ ہوگیا
یہ دیکھکر اسماسے قوی بازو کو تاب نہ رہی مرکب کو جھکا کر سامنے جاموش کے آیا اسکی بھی یہی
حالت ہوئی اب سلسلہ شروع ہوگیا کہ جو نکلا وہ اسیر ہوا جو نکلا وہ اسیر ہوا شام تک بیس سردار
لشکر اسلام کے اسیر ہوئے طبل بازگشت بجا ادہر لشکر اسلام کے دونون گروہ اپنی اپنی قیام گاہ
کی طرف متوجہ ہوئے ادہر برجیس آفتاب پرست نوبتی کے نقارے بجاتا ہوا داخل بارگاہ
ہوا اور جاموش فیل سوار صحرا کی طرف روانہ ہوگیا آج بھی اسنے جاکر سب سرداروں کو بازیچۂ
قزاقچرا شکرا وغیرہ بناکر چھوڑ دیا اور آپ اپنے حجرہ مین چلا گیا۔ برجیس نے پھر طبل جنگ
بجوادیا۔ میری بیدلنذری مین ایک ایک سردار دونون لشکرون کا نکلتا تھا اور اسیر پنجۂ تقدیر ہوتا
آج بھی قریب چندہ سرداروں کے لشکر بدیع الملک سے جاکر اسیر ہوئے اور چودہ سردار لشکر
نقابدار سے گرفتار ہوگئے اور پھر جاموش نقارہ شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھر گیا یہ رنگ
دیکھکر بدیع الملک نے عیارون پر تاکید کی اور فرمایا کہ تمھین شرم نہین آتی کہ ہمارے ہو
سرداران لشکر اسلام اسیر ہون اور تم سے ایک ساحر گرفتار نہو سکے۔ ادہر نقابدار نے اپنے عیار
سے کہا کہ کیا اسکا منتظر ہے کہ خضران باکولی اور عیار لشکر اسلام اس ساحر کو مار کر نام پیدا کرے اب
دونون لشکرون کے عیار بفکر عیاری چلے یہان برجیس آفتاب پرست نے پھر طبل جنگ
بجوادیا تھا تیاریان جنگ کی تینون لشکرون مین ہورہی تھین لیکن اول کچھ حال مہتر برق ثانی
کا سنیے کہ یہ بھی اسی فکر مین چلا تھا کہ اگر بن پڑے تو جاکر جاموش کو مارون لیکن کوئی تدبیر
بن نہ پڑتی تھی کہ اک مرتبہ دیکھا برق ثانی نے کہ اک شخص ساحر وضع ایک ہاتھ مین پوریان
ایک مین دونا کبابون کا لیے ہوئے لشکر کی طرف سے آرہا ہے اور صحرا کی طرف جارہا ہے برق ثانی
جلدی سے اک چھوکری کی صورت بنکر بیچ راستے مین بیٹھکر رونے لگا۔ آواز گریہ جو اس راہرو
کے کان مین پہونچی بیتاب ہوگیا کہ کون عورت اس درد کے ساتھ رو رہی ہے ادہر ادہر دیکھنے لگا
یکایک نظر اسکی برق ثانی پر پڑی دیکھا اسنے کہ اک چھوکری بارہ چودہ برس کی چاند کی صورت
بال پریشان کیے ہوئے بیٹھی زار و قطار رو رہی ہے اسکو ترس آیا اور قریب اس عورت کے گیا پوچھا
تو کیون روتی ہے۔ اس چھوکری نے سسکیان بھر بھر کر بیان کیا کہ مین اپنے شوہر کے ساتھ میکے
سے سسرال جاتی تھی لشکر اسلام کے سوارون نے آگھیرا اور میرے شوہر سے مجھکو طلب کیا
بھلا کون ایسا ہے جو اپنی خوشی سے اپنی حرمت دینا گوارا کریگا۔ شوہر نے میرے انکار کیا سوارون سے
تلوار چلی شوہر میرا بہادر تھا کئی کو مارا آخر وہ بھی مارا گیا مین اس ہنگامہ سے بھاگ کھڑی ہوئی
اور اس مقام پر پہونچی اب تن تنہا بے وارث و والی کہان جاؤن کیا کرون اُسکو رحم آگیا۔ کہا
میرے ساتھ چل مین تجھکو بہت آرام سے رکھونگا اُس چھوکری نے کہا ایسا نہو میری وجہ سے
تجھپر بھی آفت آئے یہ مسلمان بلا ہے [illegible] میرا پیچھا نہ چھوڑینگے اُسنے کہا کہ تم اطمینان رکھو مسلمان
میرا کچھ نہین کر سکتے ہین مین اُس شخص کا خواص خاص ہون جسنے مسلمانون کی عاقبت تنگ
کر رکھی ہے تین دن مین قریب سو سوا سو سردارون کے گرفتار کر لیے ہین اور انکو جانور بنا بنا کر
چھوڑ دیا ہے کہ کوئی آسکے تو رہا بھی نہ کر سکے۔ یہ سنکر وہ چھوکری خوش ہوئی آنسو آنچل سے پونچھتی
ہوئی اُسکے ساتھ ہوئی۔ خواص جاموش زہر خوار کی خدمت مین [illegible] کے پہونچا کھانا [illegible]

رکھ دیا۔ چھوکری بھی ساتھ تھی جاموش نے پوچھا ارے یہ کسکیلیے آیا اُسنے تمام سرگذشت راہ
کی بیان کی جاموش چپ ہو رہا مگر اسکو خیال گذرا کہ سنا ہے عیاران اسلام بلاے بدین ایسا
ہو قریب دین ہوشیار رہنا چاہیے جب رات زیادہ آئی تو جاموش نے خواص کو پاؤن دبانے
کیواسطے پکارا برق ثانی نے کہا کہ مین پاؤن دبادون یہ سُنکر جاموش کے کان کھڑے
ہوے کہ اس سن کی عورت اسقدر بیباک بیحجاب نہین ہوسکتی اُسنے کہا تو حقہ بھر لا۔ برق
اسکا تو منتظر ہی تھا کہ یہ کوئی کھانے پینے کی چیز مجھ سے مانگے جلدی سے اپنے مقام سے
اُٹھکر حقہ تازہ کیا چلم چڑھائی حقہ کے پانی مین بھی بیہوشی ملادی تمباکو مین بھی بیہوشی آمیز کردی
اور آگ پھونک کر حقہ سامنے جاموش کے لگا دیا۔ جاموش زہرخوار نے چلم ہاتھ مین لیکر
کچھ اسم سحر پڑھا اور کہا کہ تمھین کوئی دوسری چیز تو نہین ملی ہے چلم مین سے آواز آئی کہ مجھ مین
بیہوشی بقدر نیم مثقال کے ملی ہوئی ہے پوچھا جاموش نے کہ یہ چھوکری کون ہے آواز آئی کہ یہ برق
ثانی عیار لشکر اسلام ہے آپ کو بیہوش کرنے کے ارادہ سے آیا ہے بس یہ سنتے ہی جاموش
زہرخوار کے ہوش باختہ ہوگئے جلدی سے کوئی اسم سحر پڑھکر زمین پر دو ہتڑ مارا اور گرج کی
آواز دی زمین نے برق ثانی کے پاؤن پکڑ لیے۔ جاموش قریب آیا اور چند دانے ماش کے پڑھکر
مارے کہ برق ثانی اک جھنگی کی صورت بنگیا۔ جاموش نے اسکو بھی اُڑا دیا یہ جھنگی مایوسی
کے ساتھ اک درخت کی شاخ پر جاکے بیٹھ رہی جھنگون نے جو دیکھا کہ نئی جھنگی آکے بیٹھی
ہے ٹھونگین مارنے لگے جھنگی اُڑکر دوسری شاخ پر بیٹھی اور عیار جو فکر عیاری مین آئے تھے
یہ ہوشیاری جاموش کی دیکھکر پھر گئے کہ اب آج موقع نہ ملیگا اور حال گرفتاری برق ثانی
کا لشکر مین بیان کیا وہان جاموش نے یہ عہد کیا کہ اب سوا تنہائی کے ایک خادم بھی پاس
اپنے نہ رہنے دونگا ایسا نہو پھر دھوکا اُٹھانا پڑے دشمن اپنی گھات مین ہے اُسی وقت
سے اسنے دروازے حجرہ کے اندر سے بند کر لیے اور صبح کردی وہان میدان جنگ مین دونون
طرف کی فوجین آکر صف آرا ہو چلی تھین کہ جاموش زہرخوار پھر پہونچا اور آج کی میدانداری
مین بھی اسنے قریب چالیس سردارون کے گرفتار کیے اور شام کو طبل بازگشت بجا کر پھر اپنا
چلا گیا قیدیون کو جانور بنا کے اُڑا دیا اور آپ کھانا اپنا اپنے ساتھ لیتا گیا تھا جاتے ہی
دروازے حجرے کے چارون طرف سے بند کر لیے اور کھانا کھانے کے بعد سو رہا۔ وہان
بدیع الملک خضران پر بہت خفا ہوے کہ تمھارے کیے کچھ نہین ہو سکتا عمر اول و عمر ثانی
نے کیسے کیسے کام کیے تم سے ایک ساحر گرفتار نہین ہو سکتا۔ خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران
آپ ہی کے نمک کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ مین نے عیارون پر بھی تاکید کی ہے خود بھی فکر مین ہون
مگر کیا کرون کہ قابو نہین پاتا اگر بے ترکیبی کے ساتھ عیاری کی اور تدبیر دین پڑی گرفتار کرنے
اور خود گرفتار ہوگئے تو اسکا کیا حاصل ہوگا لیکن اگر یہی خوشی آپ کی ہے تو آج یا اُسے
گرفتار کرکے لاؤنگا یا خود اسیر بلا ہونگا جانی دبھرونگا۔ یہ کہکر خضران نے با نہایت عیاری
تن پر آراستہ کیے اور پاسے شاطری مارتا ہوا لشکر سے نکلکر جانب مسکن جاموش زہرخوار
روانہ ہوگیا جسوقت صحرا مین قریب دریا کے پہونچا دیکھا کہ درختون کے نیچے جا بجا آگ اور ان
روشن ہین بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو رہا ہے لنہرے پاسامری

دریا جمشید کی بلندی پر ساحر لیٹے اپنے سحر جگا رہے ہیں خضران درختوں کی آڑ کرتے ہوئے لباس
شبروی تن پر آراستہ کیے ہوئے حجرے کی طرف چلا تو دیکھا خضران نے کہ اک بھیڑیا بھی چلا
آتا ہے لیکن کسی ساحر پر حملہ نہیں کرتا ہے کسی مقام پر ٹھہر کر خاک اڑا دیتا ہے کہیں پھیرو کرنے لگتا ہے
خضران حیران تھا کہ یہ کسی پر حملہ کیوں نہیں کرتا۔ بھیڑیے کا قاعدہ یہ ہے کہ جب یہ خاک اڑاتا ہے
تو حملہ ضرور کرتا ہے لیکن یہ بھیڑیا خاک اڑا کر اسی غبار کے پردہ میں اور آگے بڑھ جاتا ہے
خضران اس بھیڑیے کو دیکھتا ہوا قریب حجرے کے پہونچا دیکھا کہ دروازے حجرے کے
اندر سے بند ہیں خضران حیران تھا کہ اب کیا ترکیب کروں اسی فکر میں حجرے کے چہار طرف
پھرنا شروع کیا جب اس طرف پہونچا جدھر دریا تھا تو دیکھا کہ اک نالی دریا سے آئی ہے اور اندر
حجرے کے گئی ہے خضران اکڑوں بیٹھکر سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے۔ قضائے کار جاموش زہرخوار
کی آنکھ سوتے سے کھل گئی اور اسکو پیاس معلوم ہوئی بس جاموش نے موری سے پتھر
ہٹا دیا اور پانی بہکر دریا سے اندر حجرے کے جانے لگا۔ نظر خضران کی جو پڑی اور دیکھا کہ پانی
موری کے ذریعہ سے اندر جا رہا ہے بس جلدی سے خضران نے بہت سی بیہوشی اسی پانی میں
ڈال دی اور یہ خیال کیا کہ اب جاموش زہرخوار اگر اس پانی سے کلی بھی کریگا یا منھ بھی دھولیگا تو
بیہوش ہو جائیگا۔ اس ملعون نے اپنے نزدیک بڑی ہوشیاری کی ہے کہ پانی بھی دریا کا پیتا
ہے تاکہ کوئی بیہوشی نہ دے سکے وہاں جاموش نے پانی پیا اور اسی پانی سے منھ ہاتھ بھی دھویا فوراً
سر میں درد پیدا ہوا گری سی معلوم ہوئی۔ جاموش کھڑے ہو کر دامن سے ہوا دینے لگا۔ ہوا
لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور جاموش چھینک مار کر دھم سے گرا۔ گرتے ہی بیہوش ہوا
خضران نے جو دھماکے کی آواز سنی سمجھ گیا کہ جاموش بیہوش ہوا اب یہ سوچا کہ کسطرح اندر
اس حجرے کے جاؤں۔ سوچتے سوچتے اسی موری کو تجویزا۔ اک پتھر لگا کر راہ پانی کی روک دی
اور جو پانی موری میں بھرا ہوا تھا جلدی سے اسکو اولیچ کے پھینک دیا اور ناک پر فتیلہ رفع بیہوشی
چڑھا کر اسی موری کے رستے اندر حجرے کے آیا دیکھا کہ جاموش زہرخوار بیہوش پڑا ہوا ہے
قضائے کار و اتفاقات روزگار خضران کو چھینک آئی اور دونوں فتیلے ناک سے نکل پڑے
یہاں بیہوشی گھٹی ہوئی تھی ایک ہی مرتبہ کے سانس لینے میں خضران بھی بیہوش ہو کے گرا
لیکن اب حال اس بھیڑیے کا سنیے جسے خضران نے آتے ہوئے دیکھا تھا وہ دراصل
مہتر شاپور شیردل تھا نقابدار سے کہکر چلا تھا کہ میں جاتا ہوں اور جاموش کو گرفتار کیے لاتا ہوں
چنانچہ شاپور بھیڑیا بنا ہوا یہاں تک پہونچا اور اوپر حجرے کے چڑھ گیا اور وہاں بیٹھکر چھت
کا کھننا شروع کی اور جھانک کے دیکھا تو عجب تماشا دیکھا کہ ایک طرف جاموش زہرخوار بیہوش
پڑا ہوا ہے اور برابر اسکے خضران پڑا ہوا ہے۔ شاپور سمجھ گیا کہ یہاں بیہوشی کا اثر بہت ہے
پس شاپور نے جلدی سے بتی رفع بیہوشی درست کر کے دماغ پر چڑھائی اور نیچے اتر کر خضران اور
جاموش دونوں کا پشتارہ باندھا اور دروازہ حجرے کا کھولکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب
صبح جا پہونچا چونکہ حسب قاعدہ طبل جنگ بج چکا تھا صبح ہوتے ہی لشکر میدان میں جانے
لگے۔ نقابدار اپنے خیمہ سے نکلکر چلا ہی تھا کہ مہتر شاپور شیردل دونوں پشتارے لیے ہوئے
پہونچا اور سامنے نقابدار کے ڈالدیے اور کہا کہ آپ کے اقبال سے جاموش کو بھی گرفتار کیا

اور خضران کو بھی اسیر کر لیا نقابدار نے کہا دونوں کو ہوشیار کرو۔ شاپور نے جاموش کی زبان
پر نکلسو زن کرکے اُسے ہوشیار کیا اور خضران کو بھی ہوشیار کیا۔ نقابدار نے خضران سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ بس اسی منھ پر دعوائے عیاری ہے اور شاہ عیاران بنا ہے یہ وہ منھ کہ شاپور
بلا شعور کو مارے اور تو مرے بھاگے۔ عمرو ثانی اور بہلول عمرو کا وارث قرار پا جائے ہمارے زمانہ
صاحبقرانی میں یہ نا انصافی کبھی جائز نہ سمجھی جائیگی بہتر یہ ہے کہ تو باہنامے عیاری ہمارے عیار
کے سپرد کر۔ یہ سُنکر خضران نے جواب دیا کہ اے نقابدار مثل مشہور ہے کہ بن بڑے کی فقیری کی
اچھی عیاری اک فریب کا کام ہے جس میں بڑا خواجہ عمرو اول کہ جنسے عیاری ایجاد ہوئی اور
جو اس فن خاص میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے اُنھوں نے بھی دھوکے کھائے ہیں اور گرفتار
ہوگئے ہیں اور ادنے ادنے عیاروں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں اگر آج میں اسیر ہوگیا
اور آپکا عیار کامیاب ہوا تو یہ ایسی بات نہیں ہے جسپر میں باہنامے عیاری آپکے عیار کے
حوالے کردوں جسوقت آپ ایسا سُر صاحبقرانی سے لینگے اُسوقت میں بھی باہنامے عیاری دیدونگا۔ یہ
سُنکر نقابدار کو غصہ آیا اور کہا کہ باندھ دو اسکو ستون بارگاہ سے اور لاؤ تو میرا کوڑا ہرکارہ
اہل اسلام کے یہ سب واقعہ دیکھ رہے تھے جلدی سے خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے روانہ ہوئے بدیع الملک اسلحہ تن پر آراستہ کر رہے تھے کہ ہرکاروں نے جاکر عرض کی کہ
اے شہریار بڑا غضب ہوا چاہتا ہے نقابدار یاقوت پوش کا عیار خواجہ خضران اور جاموش
زہرخوار دونوں کو پکڑ لایا ہے نقابدار خضران کو کوڑوں سے مارا چاہتا ہے اگر ایسا ہوا تو عیاروں
کی بڑی بے عزتی ہو جائیگی اسلیے کہ خواجہ خضران اسوقت قائم مقام اُس شخص کے ہیں جو مہر
عیاری قطب فلک خنجر گذاری تھا اور اب اُنکو بھی سرکار سے شاہ عیاران کا خطاب ملا ہے
بس یہ سنتے ہی بدیع الملک طیش میں آئے تلوار تاک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ قسم
ہے سر صاحبقران اول کی کہ اگر میرے پہونچنے سے پیشتر نقابدار نے خضران کو ایک کوڑا بھی
مار دیا تو بارگاہ نقابدار میں خون برسا دونگا یہ کیا حرکت نقابدار نے کی ہے یہ فرماتے ہوئے قریب
مرکب کے آئے اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب لشکر نقابدار روانہ ہوئے وہاں نقابدار کو
صرف دھمکانا منظور تھا یہ غرض نہ تھی کہ خضران کو کوڑے مارے کہ دفعتاً آواز سم مرکب کان
میں آئی پلٹ کے دیکھا تو بدیع الملک گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں یہ دیکھکر
دونوں نقابدار کلاں اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم برائے پیشوائی بڑھے۔ بدیع الملک
گھوڑے سے اُتر کر قریب آئے دونوں نقابداروں نے بدیع الملک کو صدر میں جگہ دی
لیکن نقابدار کوچک نہ اپنی جگہ سے اُٹھا نہ سلام کیا۔ یہ حرکت اور بھی بدیع الملک کے
خلاف گذری لیکن یہاں دیکھا تو جیسا سنا تھا وہ سامان نہیں ہے دونوں نقابداران کلاں
نے پوچھا کہ یہ اسوقت تنہا بغیر اطلاع کس وجہ سے آپ نے تکلیف فرمائی بدیع الملک نے
جو کچھ ہرکاروں کی زبانی سنا تھا بیان کیا۔ نقابداروں نے کہا کہ یا صاحبقران ہرکاروں
نے غلط نہیں بیان کیا تھا لیکن ہرکارے کسی کے دل کا حال کیونکر دریافت کرسکتے ہیں
صرف خضران کے دھمکانے کی غرض سے یہ کلمہ کہا گیا تھا کہ کوڑا لاؤ ورنہ بے خطا اک مسلمان
کو تعذیر دینا کب جائز ہے۔ ہم بھی مذہب اسلام رکھتے ہیں علاوہ اسکے خضران کے مرتبہ سے

آگاہ ہین کہ اب یہ قائم مقام ہی خواجہ عمرو کا صرف اسواسطے دھمکایا کہ آیندہ ایسی عیاری
نکرے اور اشارہ اپنے عیار کو دیا کہ خضران کو کیون لائے عیار نقابدار نے جلدی سے خضران
کو کھول دیا اور کرسی بیٹھنے کو دی۔ خضران بدیع الملک کی پشت پر آکر مگس پرانی کرنے لگا
بدیع الملک کا غصہ فرو ہوا پوچھا کہ یہ نقابدار کو جانب کچھ سخت مزاج معلوم ہوتے ہین نقابدارن
نے کہا کہ چونکہ اسوقت تک انکو دعواے ہمسری ہی اور یہ طالب پاہاے صاحبقرانی کے ہین
اسوجہ سے انھون نے تعظیم نہین دی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ بحث طلب کرتے ہین تو جان
تک حاضر ہی اور اگر بزور شمشیر پاہاے صاحبقرانی کی طلب ہی تو جو شخص مقابلہ کرکے مجھے زیر
کرے وہ پاہاے صاحبقرانی لے لے مجھے کچھ عذر نہوگا۔ نقابدار خرد نے جواب پایا کہ انشاءاللہ
سر میدان آپ سے پانے لینگے صاحبقرانی بھیک مانگ کر نہین لیجاتی ہی اگر ہمارے بازو دن
زور ہوگا تو لے لینگے۔ بدیع الملک نے کہا کہ مجھے اسمین کچھ عذر و انکار نہین ہی۔ بعد ان
باتون کے نقابدارون نے اپنے عیار سے کہا کہ جاموش زہر خوار کو ہوشیار کرکے اُس سے
پوچھو کہ مذہب کے معاملے مین کیا کہتا ہی عیار نقابدار نے جاموش کو بھی ستون بارگاہ سے
باندھکر ہوشیار کیا اور قلم دوات اُسکے سامنے رکھکر ہدایت دین اسلام کی۔ جاموش زہر خوار
فیل سوار نے لکھ دیا کہ سو جانین ہون تو نام پر خداوند سامری و جمشید کے نثار ہین بس
یہ مضمون دیکھ کر نقابدارون نے حکم قتل دیا۔ اُسی وقت جلاد حاضر ہوے اور جاموش کو
کھینچے ہوے قریب چبوترہ ریگ کے لائے اور ایک جلاد تلوار کھینچکر براے قتل چلا۔ پیترے
بدل بدل کر قریب جاتا تھا اور پیچھے ہٹ آتا تھا۔ یہانتک کہ تیسرا حکم نقابدار نے دیا کہ قتل کر
اس ملعون کو بس جلاد نے دوڑ کر تکلارزن سے جاموش زہر خوار کی کھینچ لیا اور کہا کہ جو کچھ
کرنا ہو کر لو مین ہون دوست تمھارا اغواے زنگی جان پر کھیل کر اور بلفن عیاری جلاد بنکر
یہانتک پہونچا اور تمکو رہا کیا بس یہ سنتے ہی ادھر سے شاپور خنجر پکڑکر دوڑا اور نقابدار خود بھی
تلوار پکڑکر اُٹھے۔ بدیع الملک بھی اُٹھے کہ یہ اس ملعون نے کیا کیا۔ لیکن جاموش زہر خوار کی
زبان سے نکلتے پہنچتے ہی اُسنے اُف اُف کرنا شروع کیا تو منھ سے جاموش کے دھوان سا نکلا
اور تاریکی پھیلنے لگی۔ نقابدار کو بدیع الملک نے منع کیا کہ اب موقع نہین ہی اسسے نکلجانے دو
پھر دیکھا جائیگا۔ نقابدار نے نہ مانا اور مثل پرکالہ آتش کے اُس تاریکی مین در آیا تلوارین مارنے
لگا لیکن وہ تاریکی بلند ہوگئی اور آواز پیدا ہوئی کہ خبردار اسوقت تو مین جاتا ہون کل سر میدان اگر
ایک ہی روز مین تم سب کا خاتمہ نکیا تو نام اپنا جاموش زہر خوار نہ پایا۔ یہ کہتا ہوا جاموش تو
مع اغواے زنگی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا یہان بدیع الملک نقابدار سے رخصت
ہوے خضران کو خلعت دیکر نقابدارون نے بدیع الملک کے ساتھ کردیا بدیع الملک نے عیار
کو لیے ہوے خوشی خوشی خدمت مین بادشاہ اسلام کے آئے یہان سے برابر ہرکارون کی ڈاک
بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبر مل رہی تھی سردار تیار بیٹھے تھے کہ اگر صاحبقران کی خدمت مین کوئی گستاخی
نقابدارون کی جانب سے ظہور مین آئیگی تو چلکر تلوار برسائینگے لیکن خدا نے خیر کی کہ صاحبقران مع
خضران آکر پہونچے خبر آمد صاحبقران سنکر تمام سردار استقبال کے واسطے آئے اور امیر ثالث
کو باعزاز تمام لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بسبب گرفتاری و رہائی جاموش کے اُسدن میدانداری موقوف

رہی۔ جو فوجیں صبح کو میدان جنگ میں پہونچ گئی تھیں وہ بھی بسبب بادشاہان لشکر کے نہ آنے کے
میدان سے واپس آئیں برجیس آفتاب پرست کو جب معلوم ہوا تھا کہ جاموش گرفتار ہو گیا
تو یہ نہایت پریشان تھا اور سوچتا تھا کہ طبل جنگ اسنے بجوا دیا تھا لیکن ہر جوان انکا مارے خوف کے میدان
میں نہ جاتا تھا جب رہائی جاموش کی خبر ہرکاروں نے بیان کی تو برجیس نہایت خوش ہوا اور
اسنے نقارہ شادمانی بجوایا اور پوشیدہ طور پر واسطے ملاقات جاموش گیا۔ جسوقت ملاقات ہوئی
تو برجیس نے تصدق اتروائے جاموش زہرخوار نے کہا کہ آپ آج پھر طبل جنگ بجوائیے کل
ایک ہی روز میں میں کل خداپرستوں کا خاتمہ کر دونگا۔ میں نے مہلت دلانے کی غرض سے جنگ کو
طول دیا تھا کہ شاید یہ لوگ اب بھی راہ پر آجائیں مگر معلوم ہوا کہ نہیں یہ لوگ ہرگز راہ پر نہ آئینگے
اب انکا مار ڈالنا جلد واجبات سے ہے۔ برجیس نے کہا کہ میں کچھ فوج اور چند عیار آپ کی
حفاظت کے واسطے چھوڑے جاتا ہوں۔ جاموش زہرخوار نے کہا اسکی کچھ ضرورت نہیں ہے
آج میں اچھی طرح اپنی حفاظت کا انتظام کرونگا کہ ہوا بھی مجھ تک گذر نہ کر سکیگی اور اب آپ
تشریف لیجائیے یہاں آپکا زیادہ ٹھہرنا اچھا نہیں ہے برجیس تو وہاں سے رخصت ہو کر اپنے
لشکر میں آیا اور جاموش زہرخوار نے اغوائے زنگی کا شکریہ ادا کیا کہ حقیقت میں تمنے میرے ساتھ
حق دوستی ادا کیا اگر خداوند سامری و جمشید نے مجھے ان مسلمانوں پر فتحیاب کیا تو میں بھی
تمھارے ساتھ اسکا حق ادا کرونگا یہ کہکر جاموش زہرخوار نے اپنی سرحد کے گرد سر کنڈے
لگا کر آنبہ نیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپیٹ کر کچھ اسم سحر پڑھا کہ تاریکی سی چھا گئی بعد کچھ دیر
کے جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ چار جانب اک دیوار دخانی قائم ہو گئی ہے دروازہ اندر جانے کا
کسی طرف نہیں ہے جاموش زہرخوار نے جب کامل انتظام کر لیا تو آپ اندر حصار سحر کے بیٹھکر
سحر تیار کرنا شروع کیا جسکا حال بروقت میدانداری معلوم ہوگا۔ یہ تو اس انتظام میں معروف
رہے اور سحر تیار کر رہا ہے لیکن اول حال لشکروں کا سنیئے۔ کہ برجیس آفتاب پرست نے شام
ہوتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہ خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں
آیا ادھر نقارداروں نے بھی طبل بجوادیا۔ اب تینوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں
عیار پھر بفکر عیاری روانہ ہوئے لیکن جسوقت قریب حصار پہونچے اور دیکھا کہ کسی طرف سے
راستہ اندر جانے کا نہیں ہے تو عیار مجبور و ناچار ہو کر واپس آئے لیکن حضرت قران ثالث نے
اپنے عیاروں سمیت اندر حصار کے سنگ اندازی کرنا شروع کی کہ کوئی پتھر تو جاموش زہرخوار کے
سر پر بھی پڑ ہی جائیگا۔ جاموش زہرخوار بیٹھا ہوا معروف سحر خوانی تھا کہ دفعتاً پتھر برسنے لگے:
گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھا اور بیرون حصار آیا دیکھا کہ چند عیار گوپھنیں لیے ہوئے سنگ اندازی کر رہے
ہیں بس اسنے وہیں سے کچھ اسم سحر پڑھکر گہری سی آواز دی زمین نے پاؤں پکڑ لیے جاموش
زہرخوار قریب آیا انکو بھی طائر بنا بنا کر اڑانا شروع کیا۔ قران ثالث کو کوا بنا کر اڑا دیا اور پھر جا کے
معروف سحر خوانی ہو گیا۔ ہرکاروں نے یہ خبر دونوں لشکروں میں پہونچائی کہ جو عیار بفکر عیاری
گئے تھے وہ بھی اسیر بلا ہوئے۔ الغرض طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا جب صبح ہوئی تو تینوں لشکر
میدان میں آکر صف آرا ہوئے ہنوز کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے جاموش زہرخوار
نمودار ہوا آج یہ ملعون نہایت غیظ و غضب میں آیا ہے کہ ایک دم میں سب کو مٹا دونگا۔ جب

لشکر برجیس میں پہونچا تو اپنے لشکر کو لشکر برجیس میں شامل کیا اور آپ اپنے فیل سحر کو بڑھا کر
میدان میں آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھ دوستی کرنا اپنے
حق میں عین دشمنی ہے آج جسکو تنہا سفر ملک عدم منظور ہو وہ میرے مقابلہ نکلے اور جسکو تمام فاتلے
کے ساتھ جانا منظور ہو وہ انتظار کرے بہر صورت مجھے منظور ہے کہ آج ہی خاتمہ جنگ ہو جائے
نقابدار خرد نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار کلان نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ ساحر کے مقابلہ میں جاکر
اپنی عزت کھونا ہے ادھر شاہزادہ بدیع الملک قصد کر رہے تھے حضرات منع کر رہا تھا کہ قطب صاحب
نے سجادہ بڑھایا اور بدیع الملک سے کہا کہ آپ تامل کیجیے دیکھیے آج اسکے باپ کا انجام کیا
انجام ہوتا ہے یہ فرماکر سجادہ اپنا اُڑائے ہوئے سامنے جاموش زہر خوار کے آئے برجیس
آفتاب پرست نے جو صورت قطب صاحب کی دیکھی دم فنا ہو گیا پکارا کہ اے جاموش
زہر خوار فیل سوار اس فقیر سے بہت ہوشیار رہنا۔ اسنے اس شخص کے والد ماجد آفتاب جادو
کو مارا ہے مچھلی بناکر اک طاؤس صحرائی کو کھلا دیا اثر غازہ سحر کا میرے چہرہ سے مٹا دیا جاموش
زہر خوار نے کہا کہ ابھی اسی فیل سے چروائے ڈالتا ہوں یہ کلمہ سنکر قطب صاحب نہایت
ہنسے اور فرمایا کہ دیکھوں تو تیرا فیل سحر کیسا ہے بس یہ سنتے ہی جاموش زہر خوار نے اسی طرح بال
اپنے سر کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ بال بالیدہ ہو کر فیل مست بنا اور قطب صاحب کی طرف چلا
جیسے ہی قریب پہونچا قطب سجادہ نشین نے کچھ پڑھ کر اُس کو ڈانٹا کہ بس کھڑا رہ فیل اُسی جگہ
تھم گیا۔ پھر ہر چند جاموش زہر خوار نے اپنے سحر کو زور دیا مگر فیل اپنی جگہ سے نہ سرکا اسنے جھلا کر
دوسرا بال سر کا توڑ کر پھینکا اور چند دانے رائی سرسوں کالے دانے کے پڑھکر اس بال کی
طرف پھینکے پھر اک فیل مست پیدا ہوا اور قطب صاحب کی طرف چلا جیسے ہی قریب پہونچا
قطب صاحب نے اسے بھی آواز دی کہ ٹھہر جا۔ اسی جا ہاتھی تھم گیا۔ جاموش متواتر ہاتھی بنا بنا
کر للکار رہا تھا مگر جو فیل قریب آتا تھا ٹھہر جاتا تھا ہر چند جاموش سحر کو زور دیتا تھا مگر جو فیل
جس جگہ تھم جاتا تھا پھر آگے نہ بڑھتا تھا آخر کار جاموش زہر خوار عاجز ہوا اور اُسنے خود آگے
بڑھنے کا قصد کیا۔ ادھر درویش نے آواز دی کہ اب میرے عمل کی قوت بھی دیکھیگا یہ کہکر
منھ پر ہاتھ پھیرا ایک بال ریش کا ہاتھ میں آگیا درویش نے ریش کے بال کو کچھ پڑھکر زمین
پر پھینکا کہ وہ شیر ببر ہو کر ڈکارا۔ درویش نے آواز دی کہ لیا ان ہاتھیوں کو۔ بس یہ سنتے ہی شیر
ہمک کر ہاتھیوں پر جا پڑا۔ ہاتھیوں نے بھی شیر کو گھیرا۔ شیر کا طمانچہ اور ہاتھیوں کے گھونسے
چلنے لگے شیر نے جس ہاتھی کو طمانچہ مار دیا وہ چیخ کر بیٹھ گیا اور شیر لپک کر دوسرے ہاتھی پر جا رہا
جتنے ہاتھی تھے شیر نے سب کو زخمی کیا کسی کی سونڈ نوچ لی کسی کی مستک زخمی کر دی کسی کا پیٹ
چاک کر دیا ناخون شیر کے شمشیر کا کام کر رہے تھے جاموش ہر چند اپنے سحر کو زور دیتا ہے اور
ہاتھیوں کو للکارتا ہے کہ تم اتنے ہو یہ ایک ہے اگر ایک ایک ٹانگ شیر کی سونڈ میں لپیٹ کر
کھینچ لوگے تو شیر کے پرزے اُڑ جائینگے مگر شیر برق جندہ بنا ہوا ہے کہ ہاتھی سونڈ بڑھا کر بچانے
میں نہیں پاتا شیر نے اسکو طمانچہ مارا اسپر جا رہا اسکا پیٹ پھاڑ دیا جب جاموش زہر خوار ہر طرح عاجز ہوا تو
گرز فولادی جھولی سے نکالا اور پھر اسم سحر پڑھتا ہوا قطب صاحب کی طرف چلا۔ قطب سجادہ نشین
نے جو جاموش کو اپنی طرف آتے دیکھا کچھ اسم پڑھنا شروع کیا ادھر جاموش اسم سحر پڑھ رہا

ادھر قطب صاحب مصروف ورد اسمار موکلین تھے جیسے ہی جاموش نے گولہ مارا قطب نے ہاتھ
کا اشارہ کیا گولہ پلٹ کر جاموش کی طرف چلا۔ جاموش نے جلدی سے پھر کوئی اسم سحر پڑھا کہ اسی
درویش کی طرف پلٹا دون مگر ممکن نہوا اُدھر قطب صاحب زور دے رہے تھے کہ گولہ نہ ہٹنے
دو طرف کا زور جو پڑا تو گولہ چرخ کھا کر فیل جاموش کی مستک پر پڑا فیل نے چرخ مارا جاموش
فیل پر سے کود پڑا اور سر اپنا نوچنے لگا اور بال کھسوٹنے لگا۔ جو بال زمین پر گرا وہ فیل بنکر قطب صاحب
کی طرف چلا۔ قطب صاحب نے جلدی سے اک شیشۂ آب چیدہ کا نکالکر پانی اسکا چلو مین لیا
اور سر پر جاموش کے چھینٹا مارا پانی پڑتے ہی ہر قطرہ نے چنگاری کا کام دیا۔ سر مین جاموش
کے آگ لگ گئی بال جاموش کے جلنے لگے جاموش اپنا سر پیٹنے لگا۔ خضران نے آواز دی
کہ اے جاموش انہین بالون کو توڑ کر تو فیل بناتا تھا قطب صاحب نے اُس دڑبے ہی کو پھونک دیا
عیارون نے تالی دی لشکر اسلام سے قہقہے کی صدا بلند ہوئی کفار نہایت ذلیل و خوار ہوئے جاموش
نے ہر چند سحر کیے مگر آگ نہ بجھی۔ پہلے بال جلگئے پھر دماغ مین جاموش زہر خوار کے آگ لگ گئی
اور دماغ مثل روغن جلنے لگا اور آخر کو آگ تمام جسم مین پھیل گئی جاموش زہر خوار مانند پتلہ
آتشبازی کے جلنے لگا۔ یہ دیکھکر تمام ساحر ہمراہیان جاموش زہر خوار کو سلے تیغ تیغ پکڑ کر
قطب صاحب کیطرف چلے کہ ارے مارلو اسکو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو جلا دیا یہ جانے
نہ پائے۔ جتنے عرصہ مین یہ لوگ قریب پہونچے اتنی دیر مین جاموش زہر خوار ہمہ تن شعلہ
بنکر ہاتھیون پر گرا کہ سب جل کر خاک ہوگئے بعد اسکے شعلہ بنا ہوا اپنے ہمراہیون پر گرا کہ سب کو
جلا کر خاک کر دیا اور خود بھی مانند چراغ صبح کے بھڑک کر خاموش ہوگیا۔ مرنا تھا اسکا کہ اک قیامت
کبری برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی آتش بازی و برف باری دیر تک ہوا کی بیرون سے
خاک اُڑائی جب مجبور ہوئے تو آواز دی کہ مارا جان کشتی نام من جاموش زہر خوار فیل سوار
بیا زود بو حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم۔ ادھر تو یہ شور و غل کرکے روانہ
ہوئے اُدھر ہوا کے دود پھر برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش جاموش کی مع چار سو
ساحرون کے جھلسی ہوئی پڑی ہے۔ اہل اسلام نے نعرہ ہاے خوشی بلند کیے قطب صاحب کے
زور عمل کی تعریف ہونے لگی لیکن برجیس آفتاب پرست کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی اسنے
لشکر کو آواز دی کہ ارے اس فقیر کو تو جسطرح بنے مار لو کہ اسنے ہمکو زندہ درگور کر دیا۔ پہلے باپ کو
مارا پھر اسنے محسن کو مار ڈالا یہ بھی زندہ جانے نہ پائے بس یہ سنتے ہی سترہ اٹھارہ لاکھ کا لشکر
پیدل اور سوار یورش کرکے چلا۔ بدیع الملک نے یہ دیکھتے ہی قطب صاحب کو آواز دی کہ بس
اب آپ درمیان سے ہٹ جائین اب موقع آپ کے لڑنے کا نہین ہے۔ یہ فرما کر مع فوج کے یہ بھی
چل کھڑے ہوئے سرپٹ گھوڑے اُٹھا دیے کہ ایسا نہو حریف قطب صاحب تک پہونچ جائے اُدھر
نقارہ دارون نے دیکھا کہ پھر جنگ مغلوبہ کا سامان ہے ایسا نہو ابکی مرتبہ بدیع الملک برجیس تک
پہونچ جائین بس انھون نے بھی مع لشکر اپنی جگہ سے حرکت کی اور طرف لشکر برجیس آفتاب
پرست کے گھوڑے اُٹھا دیے اتنے اتنے بڑے تین لشکر جو اپنے مقام سے چلے زمین کو زلزلہ
آگیا گھوڑون کی ٹاپون سے گرد اُٹھی قطب صاحب نے جلدی سے سجادہ کو بلند ہونے کا اشارہ
کیا۔ سجادہ بلند ہونے لگا۔ برجیس آفتاب پرست نے دیکھا کہ فقیر نکلا جاتا ہے اور بدیع الملک کا جن

کچھ بنا نہین سکتا ہون بس اسنے کمانداروں کے غول کو آواز دی کہ یہ فقیر جانے نہ پائے اسکی
تیرون پر رکھ لو کمانداروں سے تیر برسے قطب صاحب ہنوز تیرون کی زد سے دور ہونے پائے تھے
کہ تیر سر ہوگئے بس قطب صاحب نے کچھ اسم پڑھکر ہاتھ سے اشارہ جو کیا تو وہ سب تیر جو
اس طرف آتے تھے اسی طرف پلٹ گئے چار سو کماندار مارے گئے جو تیر قطب صاحب کی
طرف پھینکتا تھا وہ تیر اسی پر پڑا۔ اب قطب صاحب تو سجادہ اُڑا کر بلند ہوگئے اور تینون لشکر
لگے تلوارین کھنچ گئین سپرون کی سیاہ بدلیان چھا گئین گھوڑون کی ٹاپون سے ہیبتناک
آواز پیدا ہوئی۔ یہ معلوم ہوا کہ زمین دھوان دھار بنکر گرجنے لگی اور اب اُنکھین بادلون سے
بارش خون شروع ہوئی سر اولون کی طرح برسنے لگے بجلی تلوار کی چمک چمک کر گرنے لگی اُدھر
برجیس آفتاب پرست اپنے لشکر کو للکار رہا تھا کہ اے بندگان خوش اعتقاد یہی وقت ہے اگر آج
تمنے کمی کی تو پھر دکیا مناسب ولازم ہے کہ ان بندگان بے ادب کو سزاے معقول دو ورنہ یہ
تمھارے خداوند کی خدمت مین گستاخی کرینگے سرداران لشکر برجیس آفتاب پرست جانین
لڑا رہے تھے اور برجیس آفتاب پرست کو بچا رہے تھے لیکن سرداران لشکر اسلام مین ہر شخص کا
یہ ارادہ تھا کہ آج برجیس آفتاب پرست کو ہمین گرفتار کرین ایسا نہو کہ اُسی دن کی طرح پھر نقابدار
یاقوت پوش اس شکار کو اوپر ہی اوپر اُچک لے بھاگے۔ شاہزادہ بدیع الملک کو پا سین
صاحبقرانی تھا اور یہ خیال تھا کہ کسی طرح برجیس آفتاب پرست کو مین ہی گرفتار کرون کہ جنگ کا
سہرے ہی نام ہو اُدھر نقابدار یاقوت پوش مثل برکالۂ آتش کے لشکر کفار پر حملہ آور تھا کبھی یہان
نظر آیا کبھی وہان دکھائی دیا ساتھ نقابدار کے دونون نقابدار خرد وکلان بھی لپٹے ہی چلے آتے
تھے اور برابر نقابدار کا دل بڑھا رہے تھے کہ ہان جوان کیا کہنا ہے آج یہ کافر تمھارا ہی شکار ہے
مگر دیکھو بدیع الملک قریب آتے جاتے ہین ایسا نہو کہ وہان تک پہونچ جائین اور تم رہجاؤ یہ کہتے
ہوے اور بھیڑ کو چھانٹتے ہوے برابر بڑھے جاتے تھے جو پہلوان سہراب ثانی یعنے نقابدار خرد
کی جانب بڑھتا تھا اُسے نقابدار کلان ڈک کر اپنی طرف متوجہ کرلیتا تھا سہراب بن رستم ثانی صفون کو توڑتا
پرون کو مسمار کرتا ہوا برابر چلا جاتا تھا اب جو دو طرف سے اتنی اتنی بڑی فوجون کا دباؤ پڑا لاکھون
کا کشت وخون ہوا تو لشکر کفار کے قدم پیچھے ہٹنے لگے اور برجیس آفتاب پرست نے بھی
بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست ملگرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سرگرد
بر آسمان رسیدہ وپائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوا دیکھا تو گرد یہ آئی
اور وہ آئی یہانتک کہ ہوا نے مارا گرد کو۔ گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار
زمرد پوش پیدا ہوا پشت پر نقابدار کے کئی لاکھ جوانان سبز پوش تھے علمون کے پھریرے بھی
سبز تھے اور اُنپر بخط طلائی تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی برجیس آفتاب پرست
نے پھر قدم جما دیے اور کہنے لگا کہ شاید کوئی ہمارا طرفدار ہو اور ان سرکشون سے معاونت کرے
لیکن نقابدار زمرد پوش نے جو یہ ہنگامہ گرم دیکھا خبر تو پہلے ہی پہنچی تھی کہ لشکر برجیس آفتاب
پرست نے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے بس نقابدار نے بھی گھوڑا اُٹھا دیا ساتھ نقابدار
کے لشکر نقابدار نے بھی تلوارین کھینچ کر چلا یہ سبز پوش بھی نعرے کرکے لشکر برجیس آفتاب پرست
پر گرے۔ بدیع الملک حیران تھے کہ یہ زمرد پوش کہان سے آگیا اُدھر نقابدار یاقوت پوش بھی

نہایت متحیر تھے لیکن زمرد پوشون نے وہ راہ بھی مسدود کردی جدھر برجلیس بھاگنے کے ارادہ سے
پچھلے پاؤن سرک رہا تھا لہذا چار و ناچار اسکو قدم جمانا پڑے کہ راہ فرار مسدود ہو چلی تھی ۔ اب
تین طرف سے لشکر کفار پر دباو پڑا ایک طرف سے تو بدیع الملک چلے آتے تھے ہمراہ انکے تمام
جوانان صف شکن صفون کو توڑ دیتے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے ایک جانب سرخ پوشون
نے خون کے دریا بہا دیے تھے سبز مرکبون سے حنائی ہو رہے تھے سبزے نے لالہ کا رنگ پیدا
کیا تھا مثل آسمان کے زمین پر بھی شفق پھولی تھی ایک سمت سبز پوشون نے آتے ہی قیامت
برپا کردی انکی تلوارین بجلی کیطرح چمک چمک کر گر رہی تھین خرمن حیات آفتاب پرستون کی جل رہی
تھی کشت حسرت پامال نظر آتی تھی سر سبزی کی امید نہ تھی نخل شقاوت قلم ہو رہے تھے باغ امید
سے یہ پھل ملا تھا کہ تلوارون اور تیرون کے پھل مل رہے تھے عرصہ حیات تنگ ہو رہا تھا عجب
طرح کا ہنگامہ برپا تھا پہلوانان لشکر برجلیس آفتاب پرست نے جی چھوڑ دیے تھے۔ تخت برجلیس
کو سب نے گھیر لیا تھا اسی تلاطم مین بدیع الملک قریب برجلیس جا پہونچے رعدون رعد آواز نے
ڈکا ادر کہا کہ او خدا پرست کدھر آتا ہی نہین جانتا کہ برجلیس نائب خداوند آفتاب ہمارا مالک ہی
اگر وہ ناراض ہو جائیگا تیر غضب نازل کردیگا بہتر یہی ہی کہ پلٹ جا بدیع الملک نے کہا اے
ملعون کیا بکتا ہے آفتاب غروب ہو گیا اور نائب آفتاب باقی ہی اسکو گہن لگا چاہتا ہی تو خود
میرے سامنے سے دور ہو ورنہ مارا جائیگا تو دنیا بھی خراب ہوگی اور عقبی بھی بگڑیگی ابد الآباد تک
کے واسطے جہنم مین جائیگا یہ سنکر رعدون رعد آواز پکارا کہ گستاخی کے کلمات زبان تیری چلی جاتی
نائب خداوند رحم دل ہی جو ایسی سختی نافرمان بندون کی اٹھاتا ہی اور کچھ نہین کہتا یا اسکو یہ خیال
ہوگا کہ میرے بندگان خاص اسکا جواب دے رہینگے یہ بات تو زبان سے جواب دینے کے لائق نہین
ہی بلکہ تلوار سے جواب دینے کے قابل ہی یہ کہکر بدیع الملک پر نیزہ مارا بدیع الملک نے نیزہ
تلوار سے قلم کردیا اسنے تلوار ماری بدیع الملک نے وار اسکا پشت شمشیر پر کاٹکر جو تلوار ماری
تو رعدون مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے لاش جو اس قوی تن کی زمین پر گری دھما کا ہوا اسکو قتل
کرتے ہی بدیع الملک نے مرکب کو جو رانون مین مسلا تو گھوڑے نے الف ہو کر دونون پاؤن تخت
برجلیس آفتاب پرست پر جما دیے۔ ادھر نقابدار یاقوت پوش کو جسیم دراز قامت نے روکنے
قصد کیا جب نقابدار رنڈکا تو جسیم نے تیر مارا نقابدار نے تیر کو تلوار سے قلم کیا اسنے چاہا کہ گریبان مین
ہاتھ ڈال دون نقابدار نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اچھال دیا کہ چالیس ہاتھ جسیم سا قوی تن بلند ہو گیا
نقابدار خرد نے چورنگ کاٹنے کے قصد سے اچھالدیا تھا مگر جب دیکھا کہ بدیع الملک قریب پہونچ
گئے ہین ایسا نہو شکار کو لیجائین پس اسنے بھی گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب نقابدار کا بھی
بے نظیر ہی ایک ہی جست مین اسنے بھی تخت برجلیس پر پاؤن جما دیے ادھر جسیم جو زمین پر گرنے لگا
نقابدار کلان نے دو ٹکڑا اسکو چورنگ ہوا لی گیا ادھر نقابدار زمرد پوش کو ارقام زرد چشم نے
روکا تھا اور تلوار اٹھائی تھی کہ نقابدار نے کمر کا ہاتھ مارا ارقام زمین پر گرا اور نقابدار زمرد پوش
برجلیس آفتاب پرست پر آ پڑا۔ برجلیس نے جو دیکھا کہ ایک چھوڑ تین تین آ گئین ایک وقت مین
اپر مین انکا ٹالنا غیر ممکن ہی تب اسنے تخت سے کود کر بھاگنے کا قصد کیا لیکن دیکھا تو تین ہاتھ
نے کمر زنجیر مین پڑ گئے اور کشمکش ہونے لگے ادھر تو بدیع الملک کا ہاتھ بند کمر پر پڑا ادھر نقابدار

یاقوت پوش کا ہاتھ پڑا ایکطرف نقابدار زمرد پوش کا ہاتھ پڑا۔ بدیع الملک نے اپنی طرف کھینچا نقابدار یاقوت پوش سے اپنی جانب کھینچا۔ نقابدار زمرد پوش نے اپنی طرف کھینچا اسی کشمکش میں زنجیر کمر ٹوٹی ساتھ ہی اک برق سی بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ باش اے گروہ خدا پرستان خبردار و ہوشیار باشید کہ منم دریا موج جادو غلام خاص خداوند سارق بن بقا بس اب تم لوگون کی تباہی کا زمانہ قریب ہی اسلیے کہ خداوند سارق بن بقا ایسے زبردست خداوند کا خروج ملک باختر سے ہوا چاہتا ہی چونکہ تمنے بڑے بڑے خداوند لقا نے بقا کو بھی پاس نکیا اور انپر بڑے بڑے ظلم کیے کہ وہ دفعتاً اپنے اس دار فانی کو ترک کرکے عالم جاودانی کی سکونت اختیار کی اب خداوند سارق اُنکا قصاص لینگے اور اب برجیس آفتاب پرست کو بھی گلستان باختر مین پاؤگے اور کہین نہ پاؤگے۔ یہ کہکر دریا موج جادو تو برجیس آفتاب پرست کو لیکر روانہ ہوگیا اور ادھر ان نقابداروں کے ہاتھوں مین صرف ایک ایک ٹکڑا زنجیر کمر کا رہگیا۔ خضر ان نے آواز دی کہ ایہا الناس دیکھو لو کہ تم دونوں نقابداروں کے ہاتھ مین دو دو تین تین کڑیان ہین اور صاحبقران کے ہاتھ مین اب بھی اتنا بڑا ٹکڑا ہی کہ اگر چاہین تو اس سے ایک آدمی کو اسیر کرکے اُسکی مشکین باندھ سکتے ہین جب دیکھا نقابداروں نے کہ واقعی یہ بات سچ ہی تو اپنے اپنے ہاتھ سے ٹکڑا زنجیر کا پھینک دیا ساتھ ہی بدیع الملک نے بھی ٹکڑا زنجیر کا پھینک دیا۔ ناقوس وزیر نے دیکھا کہ اب لڑائی کا خاتمہ ہوگیا اسنے آواز امان دی۔ نقابدار یاقوت پوش قریب اسکے موجود تھا اسنے تلوار سے جھکایا اور فرمایا کہ امان بشرط ایمان ناقوس نے کہا قبول ہی بدل و جان۔ نقابدار نے ہاتھ روکا اور کلمہ پڑھایا ناقوس وزیر از صدق مسلمان اور نقابدار یاقوت پوش کا مطیع ہوا۔ اتو ہر طرف سے امان کی آوازین آنے لگین۔ اہل اسلام نے تلوار روکی جنگ موقوف ہوئی۔ بہت بڑا حصہ لشکر برجیس آفتاب پرست کا مع ناقوس وزیر مسلمان ہوکر نقابدار یاقوت پوش کے ہمراہ ہولیا اور ایک حصہ لشکر کا بدیع الملک کا مطیع ہوگیا اور ایک حصہ نقابدار زمرد پوش کا شریک ہوگیا۔ غرضکہ سارا لشکر تین تیرہ بارہ باٹ ہوگیا کچھ خزانہ نقابدار یاقوت پوش کے ہاتھ آیا کچھ مال و جواہر بدیع الملک نے بھی پایا کچھ نقابدار زمرد پوش کو ملا۔ اب یہ تینون لشکر با فتح و فیروزی طبل ظفر بجاتے ہوے میدان جنگ سے پھرے بدیع الملک بارگاہ سلیمانی مین آئے۔ نقابدار یاقوت پوش اپنی بارگاہ یاقوت نگار مین آیا نقابدار زمرد پوش نے اک مقام پر اپنی بارگاہ نور آگین برپا کی لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی چونکہ آج سبھی تھکے ہوے تھے رات کو کسی نے دربار نہین کیا اور اپنے اپنے بستر خواب پر محو آسائش ہوے لیکن جسے دھیان جنگو سیکا رہتا ہو کب اسکی آنکھون مین نیند آتی ہی۔ نقابدار یاقوت پوش نے ہرکاروں کو برائے دریافت حال ملکہ ثریاے سیمتن روانہ کیا کہ دیکھو تو ملکہ کہان ہی ہرچند کہ جو فتح خدا نے مجھکو عنایت کی یہ کسیکو نہین دی کہ ایک مرتبہ برجیس کو مین نے گرفتار کیا مگر اُسکی قضا تھی کہ پھر رہا ہوگیا دوبارہ بھی وہ میرے پنجہ مین آگیا تھا مگر اور لوگ بھی پہونچ گئے اور پھر وہ کافر نکلگیا وزیر برجیس کا میرا مطیع ہوا خزانہ ہاتھ آیا مال ملا مگر ملکہ ثریاے سیمتن کا پتہ نہ لگا تو یہ سب خاک ہی رات کے بارہ بج چکے ہین مگر نقابدار یاقوت پوش لینے شاہزادہ سہراب ثانی بیچینی کی حالت مین دروازہ خیمہ پر ٹہل رہا ہی عیار دریافت حال کو گیا ہوا ہی کہ ملکہ کہان گئی اور کیا ہوئی۔ یون ہی ٹہلتے ٹہلتے نقابدار کو صبح ہوگئی اور ثریاے سیمتن کا پتا نہ لگا۔ نقابدار کی

اُلجھن سوا ہونے لگی طرح طرح کے خیالات آنے لگے کبھی یہ گمان ہوتا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ملک نقابدار زمرد پوش
کے قبضہ میں آگئی ہو کبھی سرداران بدیع الملک کی جانب خیال گیا آتش رشک شعلہ افگن ہوئی کبھی یہ
شک گزرا کہ شاید رقیبوں کے ساتھ ملکہ کو بھی نخچہ لگیا ہرکارے قریب صبح پلٹ کر آئے اور
اُنھوں نے عرض کی کہ اے شہریار کہیں ملکہ کا پتا نہیں ملتا۔ شاہزادہ سہراب ثانی مجبور ہو کر اپنے
خیمہ میں آیا نماز صبح پڑھکر آرام کیا جب وقت بیداری کا آیا خادم نے جگایا شاہزادہ سہراب
بن رستم نے ہاتھ منھ دھونے سے فراغت کی خاصہ تناول فرما کر بارگاہ میں تشریف لائے یہاں
شاہزادہ رستم ثانی اور شہریار نامدار پہلے ہی سے تشریف فرما تھے سرداروں کا ہجوم تھا ناموس
وزیر بھی حاضر خدمت تھا باتیں ہو رہی تھیں کہ اک مرتبہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ جو سردار حضور
کے اور لشکر بدیع الملک کے ہاتھ سے جاموش کے گرفتار ہو گئے تھے وہ سب آتے ہیں نقابدار
نے سرداران موجودہ کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور اُنکو باعزاز و اکرام لائے اُدھر بدیع الملک
کو اپنے سرداروں کی خبر ملی اُنھوں نے بھی شاہان ہفت ملک کو استقبال کے لیے بھیجا جس وقت
سرداران بدیع الملک آئے بدیع الملک نے پوچھا کہ تم کس زندان ناپیدا میں گرفتار تھے کہ تمھاری خبر
نہ ملی اور کیونکر بغیر اعانت رہا ہوئے اُن لوگوں نے عرض کی کہ جاموش نے ہمکو جانوران پرند بنا کر
اُڑا دیا تھا کل شام کے وقت دفعتاً ہم پر بیہوشی طاری ہوئی اور درختوں سے زمین پر گرے
جب ہوش آیا تو اپنے کو جامۂ انسانیت میں پایا شکر خدا بجا لائے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے
سب کو تعجب ہوا قطب صاحب نے بیان کیا کہ یہ سب سحر میں جلوش کے گرفتار تھے جب مارا گیا تو یہ رہا
ہو گئے یہاں تو یہ ہنگامہ گرم ہوا اب وہاں کی سنیے کہ نقابدار یاقوت پوش نے بھی اپنے سرداروں سے
پوچھا تو معلوم ہوا کہ اسطرح اسیر بلا ہوئے تھے بعد اس ذکر کے نقابدار خرد نے نقابدار کلان سے
عرض کی کہ اب فیصلہ ہو جانا چاہیے نقابدار کلان یعنے شاہزادہ رستم ثانی نے اُسیوقت اک نامہ تحریر
کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ صاحبقران حال کی جانب سے صاحبقران سابق کو معلوم ہو کہ جب کوئی چیز پرانی
ہوتی ہے تو وہ کمزور ہو جاتی ہے اور بدل ڈالی جاتی ہے لہذا آپ کی صاحبقرانی کو بہت زمانہ گزر گیا اب
آپ ضعیف ہوئے اور یہ کام جوانوں کا ہے ضعیفوں کا ہرگز نہیں ہے لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے
کہ اب آپ عزت و آبرو کے ساتھ صاحبقرانی سے دست بردار ہو کر اسائۂ صاحبقرانی میرے سپرد
کیجیے اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے کہ اہل عالم کے سامنے زیر ہو کر بعزتی سے دینا پڑے اسلیے کہ اب
آپ ضعیف ہوئے اور میں جوان ہوں اور یہی ہوتا چلا آتا ہے آپکے قبل صاحبقران ثانی اور اُنسے
پیشتر صاحبقران اول کا زمانہ تھا جس سلسلہ سے صاحبقرانی آپ تک پہونچی اسی سلسلہ سے مجھے
بھی ملنا چاہیے اور اگر یوں نہ منظور ہو تو آزمایش زور و قوت ہو جائے جسوقت یہ نامہ تحریر کر کے
رستم ثانی نے سنایا شہریار نامدار نے بھی مضمون نامہ کا پسند کیا مگر سہراب ثانی نے کہا کہ آپ نے
نرم الفاظ لکھے ہیں ذرا سختی سے لکھنا چاہیے تھا رستم ثانی نے کہا اے فرزند سپہگری کی شان میں
جہالت ضرور ہے مگر بے تہذیبی شان سپہگری نہیں ہے بزرگ کی بزرگی پر نظر رکھنا چاہیے سہراب خاموش
ہو رہا۔ رستم ثانی نے نامہ عقاب بلند کمان کو دیا اور فرمایا کہ جاکر امیر ثالث سے جواب نامہ کا لا
عقاب بلندکمان نے نامہ سر سے باندھا سپر و شمشیر لگا کر بارگاہ سے نکلا اور پانچ سو سوار اپنے
ہمراہ لیکر جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوا جسوقت یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی کہ نامہ دار

نقابدار آتا ہی تو بدیع الملک نے سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا اور کرسی واسطے نامہ دار کے
بچھوا دی جسوقت نامہ دار داخل بارگاہ سلیمانی ہوا بادشاہ اسلام اور امیر قائم مقام کو مجرا گاہ پر سے
مجرا کیا اور بعد اسکے سلام علیکم کی آواز دی سبنے جواب سلام دیا امیر ثالث نے کرسی کی طرف بیٹھنے کا
اشارہ کیا۔ عقاب بلند کمان سلام کر کے بیٹھ گیا اور نامہ پیش کیا بدیع الملک نے نامہ کو پڑھا اسکا
اور جواب تحریر کیا کہ اے نقابدار سنئے کہ تو نوجوان اور مرد زبردست و بہادر ہے اور میں مرد
ضعیف ہوں لیکن اساسۂ صاحبقرانی ایسی چیز نہیں ہے جو بغیر آزمایش دیدیا جائے یا تو یا جازت
امیر ثالث کے میں یہ عہدہ تمہارے سپرد کر سکتا ہوں یا اگر مقابلہ میں تم بجبر غالب آؤ تب البتہ اسکے
ناممکن ہے لہذا یا تو انتظار کرو اس کا کہ میں خانۂ کعبہ پہونچ کر تمہاری صاحبقرانی کیواسطے
اجازت حاصل کروں اگر وہ اجازت دینگے تو تم صاحبقران کہلانا یا طبل جنگ بجواؤ میں مقابلہ
کے واسطے موجود ہوں یہ حق اسی کا ہے جو سب سے زبردست ہو یہ جواب تحریر کرکے عقاب
بلند کمان کے سپرد کیا اور خلعت منگوا کر نامہ دار کو دیا۔ عقاب بلند کمان خلعت پہنکر جواب نامہ
لیے ہوئے خدمت میں نقابدار کی حاضر ہوا اور جواب نامہ پیش کیا شاہزادہ رستم ثانی نے مضمون
نامہ کا پڑھا اور ہنسا اپنے فرزند دلبند شاہزادہ سہراب ثانی سے ارشاد فرمایا کہ یہ تو سمجھی ہوئی بات
تھی مگر حجت تمام کر لی اب تم طبل جنگ بجنے کا حکم دو اسی وقت شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی
نے حکم دیا کہ بنام ہمارے اور صاحبقران وقت کے طبل جنگ بجے کہ کل اک عالم کے سامنے
فیصلہ صاحبقرانی کرنا ہے حسب الحکم نقابدار خرد اسیوقت نقارۂ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کی گرجی ہرکارے لشکر بدیع الملک کے خدمت میں بدیع الملک کے آئے اور بیان کیا کہ نقابدار
کوچک نے اپنے اور آپکے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے۔ بدیع الملک نے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو
کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی۔ یہاں بھی نقارخانۂ سلیمانی نوازش
میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں اُدھر نقابدار زمرد پوش سنتے شاہزادہ رفیع البخت کو معلوم
ہوا کہ نقابدار یاقوت پوش نے طبل جنگ بجوایا ہے اور قصد نقابدار کا ہے کہ صاحبقران زمان سے
مقابلہ کرے۔ انھوں نے بھی کوس حربی بجوا دیا۔ اب تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی
نقابدار زمرد پوش تہیہ کیے ہوئے ہے کہ ادھر نقابدار یاقوت پوش نے لشکر سے مرکب نکالا
سامنے ہی میں بھی گھوڑا اُٹھا دونگا۔ اور والد دادا جد کو اس طفل سے ہرگز مقابلہ نہ کرنے دونگا
دادا اسکے نور الدہر ہمراہ ہیں مگر یہ ابھی نقابدار بنے ہوئے ہیں۔ اور رفیع البخت بن بدیع الملک
انھوں نے بھی سمجھا دیا ہے کہ ضرور بالضرور نقابدار خرد کے مقابلہ کو جانا اُدھر صحبت بدیع الملک میں
نقابدار زمرد پوش کا بھی ذکر آتا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ زمرد پوش بھی مرد بہادر و زبردست معلوم
ہوتا ہے لیکن یاقوت پوش کی طرح آتش مزاج نہیں ہے بدیع الملک نے کہا کہ نہیں معلوم کیا بات ہے
کہ جبسے میں نے اس زمرد پوش کو دیکھا ہے دل بیچین ہے خدا جانے یہ زمرد پوش کون ہے لیکن اب
بجز حال نقابدار یاقوت پوش یعنی شاہزادہ سہراب بن رستم کا سنیے کہ طبل جنگ بج چکا ہے
تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں سہراب کو اسکے زیر کردہ سردار گھیرے بیٹھے ہیں تعریفیں کر رہے ہیں اور
کہہ رہے ہیں کہ بدیع الملک نے اچھا نہ کیا جو اساسہ صاحبقرانی دینے میں تامل کیا اور مقابلہ پر آمادہ
ہو گئے سامنے مردان عالم کے ذلیل ہونا پڑیگا ناقوس وزیر بھی حاضر ہے شاہزادہ سہراب بن رستم

نے دینا اسلحہ درست کر کے صحبت برخاست کی کہ رات آرام سے بسر ہو اسلیے کہ صبح کو اُس شخص سے
مقابلہ کرنا ہے جو صاحبقران وقت ہے جسوقت تمام سردار رخصت ہو گئے اور ناقوس وزیر نے بھی جانے
کا قصد کیا شاہزادہ سہراب کو خیال آیا کہ اس سے حال ملکہ کا شاید معلوم ہو جائے یہ خیال کر کے
ناقوس وزیر کو روکا اور فرمایا کہ مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے ناقوس وزیر ٹھہر گیا جب تخلیہ ہوا تو شاہزادہ
سہراب بن رستم ثانی نے فرمایا کہ اے ناقوس یہ تو بتلاؤ کہ اس ہنگامہ میں ملکہ کیا ہوئی ناقوس
یہ سُنکر روہانسا ہو گیا چہرہ پر ناقوس کے آثار حزن و ملال ظاہر ہوئے عرض کی اے شہریار ملکہ کا
حال کچھ نہ پوچھئے کہ قابل عبرت ہے یا ان بداعمالی کا نتیجہ ہے جو اُسکے باپ اور بھائی سے ظہور میں
آئی کہ معبود حقیقی کو چھوڑ کر خدا بن بیٹھے تھے ویسا ہی خدا نے ذلیل کرا دیا۔ اے شہریار ملکہ
ثریائے سیمتن کا قصہ عجب مصیبت خیز قصہ ہے جب زرجبین آفتاب پرست کوہ عجائب بہار
پر پہونچا ہے اور نامہ حاکم قلعہ سنجاب کو تحریر کیا ہے تو ملکہ اسوقت تک ہمراہ تھی ارژنگ بن زمرد
ثانی ملکہ پر عاشق تھا مگر بے اختیار تھا اسلیے کہ جنگ میں از فادہ سحر سے وہ خود مع لشکر اُسکا
مطیع ہو گیا تھا۔ لیکن کوہ عجائب بہار پر ارژنگ کو کوئی درویش ایسا ملگیا کہ اُس نے وہ اثر
ارژنگ کے دل سے ہٹا دیا اور فوج بھی اسکی ہوش میں آگئی بس ارژنگ بن زمرد ثانی نے
ناکی کی کہ ملکہ کو لے نکلوں چونکہ وہ بھی کسیکی عاشق تھی کوئی تصویر ملکہ کے گلے میں رہتی تھی اُس تصویر
سے تخلیہ میں باتیں کیا کرتی تھی لوگ یہ کہتے تھے کہ کسی بت کی تصویر ہے اور بغرض پرستش گلے میں
پڑی رہتی ہے مگر میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وہ کسی صنم کی تصویر ہوگی رفتہ رفتہ ملکہ کی یہ حالت ہوئی
کہ غم میں گھل گھل کر بیمار پڑ گئی طبیبوں نے یہ رائے دی کہ ملکہ کے واسطے صحرائی ہوا زیادہ مفید ہے
اسوجہ سے خیمہ ملکہ کا فوج سے دور برپا ہوا کرتا تھا ارژنگ موقع پا کر ملکہ کو لے بھاگا جب ملکہ کا کوئی قابو
نہ چلا تو اپنے کو دریا میں گرا کر جان دیدی یہ کہکر رونے لگا شاہزادہ سہراب ثانی نے جو یہ واقعہ
جانگداز سُنا بے اختیار آنکھوں سے آنسو گر پڑے جوش محبت نے تو بہت کچھ فرمائشیں کیں مگر
ضبط اور خودداری نے رسوائی سے بچایا۔ ناقوس تو اُٹھ کر چلا گیا لیکن شاہزادہ سہراب بن رستم
کو اسیوقت تپ آگئی سیارہ ثانی عیار اسوقت بھی حاضر تھا چونکہ بچپن کا رفیق ساتھ کا
کھیلا ہوا تھا اُس سے کسی بات کا پردہ نہ تھا۔ یہ حالت سہراب کی دیکھکر گھبرایا اور خدمت میں
اپنے آقائے کلان شاہزادہ رستم ثانی کے گیا اور عرض کی کہ بڑا غضب ہوا۔ طبل جنگ بج چکا ہے
اور شاہزادہ کو بخار آگیا ہے۔ اب صبح کو مقابلہ کیونکر کرینگے اور غضب یہ ہے کہ طبل جنگ بھی اپنے ہی
نام بجوا چکے ہیں۔ یہ سُنکر رستم ثانی نہایت پریشان ہوئے جلدی سے سہراب کے خیمہ میں آئے
دیکھا تو سہراب بخار میں بیہوش پڑا ہے بس اُسی وقت رستم نے عقاب بلند کمان کو طلب کیا جب
وہ حاضر ہوا تو اُس سے کہا کہ تو اسی وقت بدیع الملک کے پاس جا اور میری طرف سے بیان کرنا
کہ لقا بدار خود جسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور دعویدار صاحبقرانی تھا وہ تو ایسا بیمار ہو گیا ہے کہ
لائق مقابلہ نہیں ہے اگر یقین نہو تو آپ آکر خود حالت دیکھ جائیں لہذا اگر مناسب ہو تو مقابلہ موقوف
رکھا جائے کہ جسکو ولولہ مقابلہ کا تھا وہی بیمار ہے لڑنے میں ہمکو بھی عذر نہیں مگر جسکے نام طبل بج چکا
ہے وہ لڑنے کے قابل نہیں عقاب بلند کمان یہ پیام رستم ثانی کا لیکر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے روانہ ہوا۔ بدیع الملک خوابگاہ میں جا چکے تھے خبر ان بہرہ دے رہا تھا کہ عقاب بلند کمان پہونچا۔

خضران سے کہا کہ خواجہ آپ صاحبقران سے میرے حاضر ہونے کی اطلاع کریں۔ خضران نے جاکر
شاہزادہ بدیع الملک سے بیان کیا کہ عقاب بلندکمان نقابدار کی طرف سے کوئی پیام لیکر آیا ہی
بدیع الملک نے کہا کہ اسوقت کونسا پیام وسلام کا موقع تھا۔ خضران نے عرض کی کہ اُسے ٹھہرایا ہی
اسکے چہرہ سے پریشانی اور گھبراہٹ پائی جاتی ہی نہیں معلوم ایسی کونسی ضروری بات ہی جو نقابدار
نے اسوقت کہلا بھیجی ہی نہ ملنا آپکا اخلاق صاحبقرانی کے خلاف ہی۔ بدیع الملک نے کہا کہ اچھا
بلاؤ صاحبقران مسہری پر لیٹے رہے اک چوکی برابر مسہری کے بچھادی گئی۔ عقاب بلندکمان کو طلب
کیا۔ عقاب سامنے حاضر ہوا تسلیم بجالایا۔ صاحبقران نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ عقاب بلندکمان سلام
کرکے بیٹھ گیا۔ صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت تمھارے آنے کا کیا سبب ہی خیر تو ہی عقاب بلندکمان
نے عرض کی کہ نقابدار یاقوت پوش نے کہلا بھیجا ہی کہ جس بہادر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا وہ
بیمار ہوگیا ہی یا ان مجھے کوئی عذر نہیں ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہماری جانب سے کہدینا کہ ہمارے
اور نقابدار کے کوئی دشمنی یا عداوت تو ہی نہیں فقط آزمایش زور و طاقت کی غرض سے طبل جنگ
بجا تھا اگر وہ نقابدار یاقوت پوش بیمار ہوگیا ہی تو جنگ موقوف رکھی جائے جب نقابدار کو
صحت ہوگی اُسوقت مقابلہ ہو جائیگا۔ یہ فرماکر خضران سے ارشاد کیا کہ کہدو تمام نقارخانوں میں کہ
اب طبل نہ بجائیں کہ مقابلہ موقوف رہا خضران نقارخانوں کی طرف روانہ ہوا اور عقاب بلندکمان
بدیع الملک سے رخصت ہوکر خدمت میں شاہزادہ رستم ثانی کے آیا اور عرض کی کہ صاحبقران ارشاد
فرماتے ہیں کہ جنگ موقوف رکھیے جب نقابدار یاقوت پوش کو صحت ہو جائیگی اُسوقت طبل جنگ
بجوا دیجیےگا۔ میں یہاں سے کہیں بھاگا نہیں جاتا ہوں۔ رستم ثانی نے بھی اپنے لشکر کے نقارخانے
اسی وقت بند کرادیے جنگ موقوف رہی جب وقت صبح کا ہوا رستم نے اطبا کو طلب کرکے
نبض دکھلوائی۔ طبیبوں نے پہچان لیا اور کہا کہ مرض جنون عشق کا ہی اگر اسیوقت سے اسکا تحفظ نہ کیا گیا
تو جان کا خوف ہی بہتر و مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکو کسی صحرا میں بھیجدیجیے کہ یہ سیر و شکار
میں اپنا دل بہلائیں۔ شاہزادہ رستم ثانی نے سہراب سے کہا کہ اے فرزند تم شکار کو چلے جاؤ
نقابدار کو غنیمت ہوا گویا بے مانگے مراد ملگئی بس اُسیوقت حکم دیا کہ لشکر ہمارا سامان شکار ساتھ
لیکر طرف کوہ سنبلہ کے چلے ہم بھی آتے ہیں۔ اسی وقت لشکر نقابدار یاقوت پوش سے شکار
پر ساتھ جانے کے واسطے بارہ سو تیر انداز منتخب ہوے سامان صید و شکار درست ہوا اور
دوسرے روز صبح کو نقابدار یاقوت پوش جانب صحرا روانہ ہوا طبل جنگ موقوف رہا لیکن اب یہاں سے

چند کلمے داستان شہر عارضیہ کے بیان کیے جاتے ہیں کہ لوگ اس مقام کے تحقیق مذاہب میں مصروف ہیں اور حق جوئی کررہے ہیں غزل برآغاز کلام

ملا دو خاک میں تم لیتے لیتے امتحان میرا
ترقی پر ہی اے ہمدرد دیکھ درد نہاں میرا
نہ بھولیگی مجھے اُسوقت کی بھی بے رخی دل کی

مشاکر ڈھونڈھتے پھرنا کہاں رہے بے نشان میرا
کوئی پردہ نشین کیا آج ہوگا میہمان میرا
جو اتھا مہربان دم بھر کوئی نا مہربان میرا

لحد میں بھی وہی صورت ہے آزار محبت کی
تسلی کو وہ سینے پر عدو کے ہاتھ کیوں رکھیں
غرض سیر گلستان سے ہے اے صیاد لینی تھی
غبار اپنی سواری کا جو دیکھا انکو یاد آیا +
محبت تیری از خود رفتگی نے کھو دیا مجھکو
جلال اپنا کسے قاتل بتاؤں ان حسینوں میں

زبانی مرکے بھی صحت غلط نکلا گمان میرا
نہو درد جگر یارب نصیب دشمنان میرا
قفس لاکر وہان رکھدے جہان تھا آشیان میرا
یونہین آتا تھا اُٹھتا بیٹھتا اک ناتوان میرا
دو عالم سے گیا گذرا ٹھکانا اب کہان میرا
بہت جو کھولے بیٹھے ہین انھین بھی ہے گمان میرا

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان نصرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین
کہ نقابدار ابلق سوار یعنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بیابان بادگرد سے پھرے ہوے چلے آتے
ہین شاہزادہ داراب ثانی نقابدار نیلی پوش بنے ہوے ہمراہ ہین۔ زور نقابدار کو ہان سے گئے ہین
اور سمجھ گئے ہین کہ صاحبقران رابع یہی ہین اور شاہزادہ بلقیس بن قمہور بھی نقابدار گلابی پوش بنے
ہوے نقابدار ابلق سوار کے ساتھ ہو لیے ہین طرف طلسم نطاق کے چلے آتے ہین راستے مین
خبر پائی کہ طلسم نطاق فتح ہوگیا اور شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث بیابان گردباد مین
مقیم ہین پس یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے عنان مرکب کو طرف بیابان گردباد کے پھیرا اور طے مراحل
و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے جاتے اک صحراے پربہار مین پہونچے فضا اس صحرا کی پسند آئی
شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ایک روز یہان قیام کرکے صید و شکار کا لطف
اُٹھایے کل کوچ کرکے بیابان گردباد کی طرف چلیے نقابدار ابلق سوار نے بخاطر بلقیس منظور کیا۔ بارگاہ
انجم حصار برپا ہوگئی لشکر اُترپڑا بلقیس بن قمہور اور داراب ثانی اور نقابدار ابلق سوار تلاش
شکار مین چلے جاتے جاتے اک مقام پر غول آہو کا نظر آیا ان تینون دلیرون نے گھوڑے اُٹھا دیے
اور آہو بھاگے ہر ایک نے ایک ایک آہو کو تاک لیا پہلے نقابدار ابلق سوار نے تیر سر کیا کہ آہو صید ہوا۔ نقابدار
نے گھوڑے سے کود کر آہو کو ذبح کیا۔ نقابدار نیلی پوش نے بھی کچھ دور جاکر جو تیر مارا تو انکا آہو بھی
صید ہوا لیکن نقابدار گلابی پوش یعنے شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے جس آہو کا تعاقب کیا وہ جھکائیان
دیتا ہوا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا دور نکل گیا بلقیس بھی ساتھ ہی ساتھ چلا آیا۔ آہو تو کسی کھوہ مین چھپ
رہا اور شاہزادہ بلقیس حیران و سرگردان پھرنے لگے یہانتک کہ راستہ بھولے اک مقام پر ٹھہر کر ادھر
اودھر دیکھنے لگے تو سواد شہر معلوم ہوا بلقیس نے شہر کی طرف کا رخ کیا اور چل کھڑے ہوے
جاتے جاتے داخل شہر ہوے لوگون سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ نام اس شہر کا عارضیہ ہے عارض شاہ یہان کا بادشاہ ہے دریافت کیا کہ مذہب یہان کے
لوگون کا کیا ہے اُنھون نے بیان کیا کہ پہلے تو سب بت پرست تھے مگر اب لامذہب ہوگئے ہین اسلیے
کہ جبتک حقیقت کسی مذہب کی کامل طور پر ثابت نہو لیگی اُسوقت تک ہم لوگ کوئی مذہب اختیار
نکرینگے بادشاہ ہر مذہب و ملت کی تحقیق کر رہا ہے یہ سنکر شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے نقاب چہرہ
سے اُٹھا دی اور سمجھ لیا کہ اس مقام پر پردہ داری کی ضرورت نہین اسواسطے کہ کوئی جاننے والا یہان
ہے نہین جو راز فاش کریگا جن لوگون سے حالات دریافت کر رہے تھے اُنمین ایک شخص تھا کہ نام اُسکا
بصیر تھا مرد شریف اور صاحب خلق تھا اُسنے جو صورت شاہزادہ بلقیس بن قمہور کی دیکھی سمجھ گیا کہ
یہ کوئی شاہزادہ و شہریار زادہ ہے بصیر نے عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایے

ورازادہ اپنا ظاہر کیجیے کہ یہاں کس غرض سے تشریف لائے اور کہاں جانے کا قصد ہے بلقیس نے اپنا
نام بتایا اور فرمایا کہ میں آہو کے پیچھے راستہ بھولکر اسطرف آگیا چونکہ شام ہوگئی ہے اس سے یعنی
ہوا کہ رات اسی جگہ بسر کروں صبح کو دیکھا جائیگا۔ نصیر نے عرض کی کہ اے شہریار اس شہر میں
کوئی کاروان سرا وغیرہ ابھی نہیں بنی ہے مسافروں کو یہاں بہت تکلیف ہوتی ہے خصوصاً آپ
ایسے مسافر کو جنکے ساتھ کوئی سامان نہیں ہے اگر مناسب ہو تو اس غریب کو سرفراز فرمایئے کہ
میری عزت افزائی ہوگی بلقیس نے قبول کیا۔ نصیر شاہزادہ بلقیس کو اپنے ہمراہ مکان اپنے
لایا اور بہت خاطر مدارات کی رات بلقیس نے اُسی مقام پر بسر کی جب صبح کو چلنے کا قصد کیا تو
نصیر نے عرض کی کہ اگر آپ کا جی چاہے تو آج اک تماشا دیکھتے جایئے فرمایا کیا تماشا ہے نصیر نے
عرض کی کہ اک راہب ملک باختر سے آیا ہے وہ کچھ وعظ و پند کریگا اور تمام اہل شہر سنینگے چونکہ
شہر میں کوئی ایسا مقام نہیں جہاں تمام اہل شہر جمع ہو سکیں لہذا اس محفل کے لیے صحرائے
مغرب معین ہوا ہے تمام جنگل میں خیمہ اور تنبو استادہ ہوئے ہیں ایک بلندی پر کرسی
راہب کے واسطے بچھا دی گئی ہے اگر وعظ اُسکی دلپذیر ہوگی تو تمام اہل شہر اُسکا مذہب اختیار
کرلینگے بلقیس نے کہا کہ میں آج نجاؤنگا بلکہ اُس صحبت وعظ میں شریک ہونگا لیکن مجھے بھی کسی بلند مقام
پر جگہ دینا کہ میں بھی تمام اہل شہر کو دیکھ سکوں اور اہل شہر مجھکو دیکھ سکیں نصیر نے سکوت کیا اور
بعد تھوڑی دیر کے جواب دیا کہ اور کسی کے واسطے تو یہ امر ممکن ہونا محال تھا لیکن آپ کے واسطے
ہو سکتا ہے اسلیے کہ بلند دو ہی مقام ہیں یا راہب کے بیٹھنے کا یا بادشاہ کے قیام کا ان دونوں مقاموں
پر تیسرا کوئی شخص نہیں بیٹھ سکتا ہے مگر چونکہ بھائی میرا وزیر ہے بادشاہ کا میں آپکو اُسکے ساتھ کردونگا
اُسے تقرب بادشاہ کا حاصل ہے اگر آپ اُسکے ساتھ ہونگے تو بلند مقام پر پہونچ جائینگے۔ نصیر
شاہزادہ بلقیس کو ہمراہ لیا اور خود سوار ہوکر اپنے بھائی کے مکان پر پہونچا جسوقت سواری وزیر
کی محل سے برآمد ہوئی تو نصیر نے سلام کیا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں آپ اس شہریار کو اپنے ساتھ
بزم وعظ میں لیجائیں یہ میرے محسن ہیں اور اس شہر میں مسافرت کی حالت میں ہیں وزیر نے
قبول کیا اور بلقیس کو اپنے ساتھ لیے ہوئے طرف بزم وعظ کے روانہ ہوا جسوقت یہ دونوں صحرا میں
پہونچے تو دیکھا کہ مجمع خلائق سے تمام صحرا مملو ہے وزیر کو دیکھکر لوگ پیشوائی کو بڑھے نہایت عزت
و حرمت کے ساتھ لیگئے بعد وزیر کے سواری بادشاہ کی نمودار ہوئی وزیر نے بڑھکے استقبال کیا
بادشاہ آکر تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اراکین دولت پس پشت کرسیوں پر رونق افروز ہوئے
اک کرسی پر شاہزادہ بلقیس بھی بیٹھ گئے۔ راہب کو حکم ہوا کہ وعظ بیان کرے۔ راہب بلندی پر
گیا اور کھڑے ہوکر اُسنے بہت کچھ تعریف لقا سے بے لقا کی بیان کی بعد اُسکے ذکر خروج سارق
بن لقا پر اور لقا کا بیان کیا اور کہا کہ دیکھو خداوند ایسا ہونا چاہیے کہ اُسے دیکھ سکیں اُس سے
حال دل کہہ سکیں اور وہ جواب دے سکے ایسا خداوند برحق نہیں ہے جو نہ بات کر سکے نہ جواب
دے سکے یا حکم اُسکے سخت ہوں کہ زندگی کو موت سے بدتر بنا دے بت پرستوں کو چاہیے کہ چشم انصاف
سے اپنے بتوں کو دیکھیں اور خداوند سارق کی قدرت کو دیکھیں اور اپنے دل سے انصاف کریں کہ کون
خداوند حقیقی اور لائق پرستش ہے ہمارا خداوند جاگتی جوت کا خداوند اور خاندانی خداوند ہے کہ اُسکا
باپ خداوند بھائی خداوند خود خداوند ہے ساتھ ہی اُسکے احکام اسقدر سہل اور دلپسند کہ دخواریاں

اُنسے کو سون دور مثلاً جو مرد غریب ہی اور استطاعت نہین کہ عقد کر سکے تو دو تین آدمی شریک ہو کر ایک
عورت سے عقد کرین اور مطلب دل بر لاوین۔ رآئین انصاف کے ساتھ تقسیم کر لین اگر اُس تقسیم
کے خلاف وہ عورت کسی کے تصرف مین آجائیگی تو سب کے عقدون سے خارج ہو جائیگی اور لڑکے
بھی اُسکے حرامی قرار پاوینگے اور اگر ترتیب کے ساتھ ایک ایک شب ایک ایک شوہر کی خدمت مین
رہیگی تو جس ترتیب سے وہ خدمت شوہر کی کریگی اُسی ترتیب سے اولاد کی تقسیم بھی ہوگی کہ پہلا لڑکا
پہلے شوہر کا دوسرا دوسرے کا تیسرا تیسرے کا قرار پائیگا۔ یہ مسئلہ سنکر شاہزادہ بلقیس تو لاحول
پڑھنے لگے بعض صاحب فہم ہنسنے لگے لیکن بہت سے جاہل خوش ہوے اور ساریق پرستی پر
مائل ہوگئے چنانچہ فرزیل وزیر بھی ساریق پرستی پر مائل ہوگیا۔ پھر راہب نے اور مسئلہ بیان
کیا کہ جسطرح ایک مرد کئی عقد کر سکتا ہے اسیطرح اگر عورت بھی کئی عقد کرے تو مضائقہ نہین
اسلیے کہ عورت کو مجبور کر کے رکھنا خلاف انصاف ہی۔ اس بات پر آوارہ مزاج عورتین نہایت
خوش ہوئین اور اُنھون نے بھی ساریق پرستی کا قصد کر لیا۔ پھر راہب نے تیسرا مسئلہ بیان کیا کہ
جو لوگ خاندانی ہین اگر اُنکے خاندان مین لڑکے یا لڑکا نہ ممکن ہو تو حقیقی بھائی بہنون مین عقد
کر دیا جاے مگر خاندان کے خلاف شادی نہ کی جائے اسلیے کہ ابتدا خلقت انسان کی یو ہین ہوئی
ہی بعض حماقت زدون نے اس قول کو بھی بہت پسند کیا اسیطرح راہب نے خلاف شریعت
اسلام و دیگر مذاہب بہت سے مسئلے وشیطانی طریقون سے بھرے ہوے تھے بیان کیے
اور آخر مین کہا کہ اور جسے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لے یا جس مسئلہ مین شک ہو سمجھ لے ورنہ اس
مذہب برحق کو اختیار کرے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اپنی رعایا کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم مین ہی کوئی
ایسا جو راہب کی باتون کا جواب دیسکے سب سرنگون ہوے کہ راہب کی طلاقت لسانی سے
دب گئے تھے لیکن شاہزادہ بلقیس بن تہمور نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ سوال اس
راہب سے کرون بادشاہ نے کہا کہ ضرور پوچھو۔ شاہزادہ بلقیس راہب کی طرف مخاطب ہوے
اور ارشاد فرمایا کہ تمنے پہلا مسئلہ جو بیان کیا کہ کئی شخص ایک عورت سے عقد کر سکتے ہین لیکن ترتیب
مین فرق نہ آنے اور اولاد کی تقسیم بھی ترتیب سے ہوگی کہ انصاف مین فرق نہ آنے پاے
یہ انصاف نہین ہی بلکہ بالکل ناانصافی ہی۔ یہ کیونکر معلوم ہو سکتا ہی کہ وہ لڑکا جو پہلے ہوا ہی وہ پہلے
نطفہ سے ہی۔ اگر دوسرے کے نطفہ سے ہی اور پہلے کو ملگیا تو انصاف ہوا یا ناانصافی ہوئی اسی بنا
شارع دین اسلام نے مرد کے مرجانے اور طلاق دیدینے کے بعد عدۃ معین کی ہی تا کہ معلوم ہو جائے
کہ عورت حاملہ تو نہین ہی نہ اس صورت سے عقد جائز ہی اور نہ یہ تقسیم اولاد درست ہی اگر مرد مین اتنی
استطاعت نہو تو اُسکو چاہیے کہ جبتک وہ عورت کو اپنے عقد مین رکھ سکتا ہو رکھے بعد کو طلاق
دیدے۔ یہ مسئلہ انصاف پسندون کو نہایت مرغوب ہوا دل لوگون کے دین اسلام کی طرف
مائل ہوے۔ راہب سے جواب نہ بن پڑا پھر بلقیس نے دوسرے مسئلہ کا یہ جواب دیا کہ عورت مثل مرد
کے اگر کئی عقد ایک وقت مین کریگی تو پھر نطفہ کا پتا نہ ملیگا اسی بنا پر عورت کو مجبور کیا گیا ہی یہ بات
بھی سب نے پسند کی اور راہب سے اسکا جواب بھی نہ بنا۔ پھر تیسرے مسئلہ کا جواب بلقیس نے
یہ دیا کہ جب ابتدا خلقت آدم کی ہوئی ہی تو ایک لڑکا صبح کو پیدا ہوتا تھا اور لڑکی شام کو پیدا ہوتی
تھی اتنا فاصلہ دونون مین مناکحت کے لیے کافی تھا اور غرض اسکی یہ تھی کہ خلقت خدا مین ترقی ہو

اور معبود کی عبادت کرنے والے پیدا ہوں اب خلقت کا طریقہ بدل گیا عقد کا طریقہ بھی بدل گیا اب
کسی ملت و مذہب میں بھائی بہن میں عقد جائز نہیں اور نہایت شرمناک بات ہے یہ سُنکر سب نے
باواز بلند آفرین کہی اور کہا کہ مذہب اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہے اب شاہزادہ بلقیس نے
اصول دین اسلام کے موافق تعریف پروردگار عالم بیان کرنا شروع کی کہ خدا وہ ہے کہ جسنے سبکو پیدا
کیا ہے اور اُسکو کسی نے پیدا نہیں کیا ہے یہ کیسا خداوند کہ جسکے باپ ہے اور بھائی ہے خداوندی ایسی
چیز نہیں جسکو خاندانی کہا جا سکے۔ خدا کا خاندان کیسا جب اُسکی صفت واحد و یکتا ہے تو وہ کیسے
پیدا کر سکتا ہے خود کسیکا پیدا کیا ہوا نہیں ہو سکتا۔ سارق بھی اک انسان ہے جسطرح اور مخلوق
خدا ہے اسیطرح وہ بھی اک بندہ معبود ہے مگر بندہ بے ادب ہے دکا فر ہے جسطرح لقا اور فرعون وغیرہ کی
خداوندی خدا پرستوں نے مٹا دی اسیطرح اک روز اسکی خداوندی بھی مٹ جائیگی یہ سُنکر
راہب نے کہا کہ تمھارے خدا میں کچھ ایسی قدرت بھی ہے جو بندے کی خواہش سے ظاہر ہو
بلقیس نے فرمایا کہ بیشک تو اپنے خدا کی قدرت دکھا میں اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں ابھی معلوم
ہو جائے کہ حق پر کون ہے۔ راہب نے کہا کہ تم آگ میں کود سکتے ہو اس بھروسے پر کہ خدا تمھارا
تمکو بچا لیگا بلقیس نے فرمایا کہ بیشک اگر میرا خدا چاہے تو آگ گل ہو جائے میں آگ میں پھاندنے
کو موجود ہوں مگر تیرا خداوند بھی تجھے بچا سکتا ہے راہب نے کہا کہ اگر تمھارا خدا اسے نادیدہ تمکو
بچا سکتا ہے تو میرا خدا بھی مجھکو بچا سکتا ہے کیونکہ وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے یہ سنکر شاہزادہ بلقیس
بن فہمور بادشاہ کی طرف مخاطب ہوا کہ کسی مقام نشیب پر آگ روشن کرائیے۔ عارض شاہ نے
اسیوقت حکم دیا لوگوں نے جنگل کی لکڑیاں کاٹ کاٹ کر ہیزم کا انبار کر دیا اور آگ روشن کر دی۔
بلقیس بن فہمور نے آکر راہب کا ہاتھ پکڑا اور قریب اُس آتش کے آئے راہب بھی قریب آیا
مگر شعلوں کو دیکھکر جھجکا اور بلقیس سے کہا کہ پہلے تم آگ میں پھاندو بلقیس نے کہا کہ اگر میں تنہا
اس آگ میں گروں یہ کہکر ہاتھ راہب کا پکڑا اور جست کی راہب پتے کی طرح ہاتھ میں لٹکا چلا
جیسے ہی بلقیس آگ میں گرے ہاتھ راہب کا چھوڑ دیا کہ ایسا نہو اسکے ساتھ میں بھی جل جاؤں
بس آگ میں گرتے ہی راہب تو جلنے لگا اور جس مقام پر شاہزادہ بلقیس گرے تھے وہاں کی
آگ گل ہو گئی اور شاہزادہ بلقیس صحیح و سالم اس آگ میں سے نکل آئے راہب کی ہڈیاں
تک جلکر خاک ہو گئیں یہ دیکھکر تمام ساکنان شہر عارضیہ نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہوگئے
لیکن فرزبل وزیر کے دل میں بغض شدید پیدا ہوا اور اسے یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح اس شخص کو زک
دینا چاہیے کہ تمام شہر بادشاہ سے زیادہ اسکا مطیع ہو گیا ہے چونکہ بادشاہ ابھی تک شاہزادہ کا
دوست تھا نہایت عزت و حرمت کے ساتھ شہر میں لایا اور تیاری جشن کا حکم دیا۔ اُدھر تو تیاری
جشن کی ہونے لگی اِدھر فرزبل وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کس خواب غفلت میں ہیں
کیا سلطنت سے دل بھر گیا ہے ایسے شخص کا رہنا اچھا نہیں ہے جسکا زمانہ بھر مطیع ہوا ایسا نہو اسکی
نیت برگشتہ ہو تو جسوقت وہ چاہیگا سلطنت چھین لیگا کچھ ایسا بادشاہ کو سمجھایا کہ عارض شاہ
بھی ڈرا اور کہا کہ پھر کیا تدبیر کروں کہ یہ بلا دور ہو فرزبل نے کہا کہ بہت آسان ہے دعوت میں بیہوشی
دیکر گرفتار کیجیے اور قتل کر ڈالیے یہ رائے بادشاہ کو پسند آئی۔ غرضکہ یہی ہوا کہ بادشاہ نے نہایت
دھوم سے دعوت کی اور دعوت میں شاہزادہ بلقیس کو بیہوش کر کے تیاری میدان خونی کا حکم دیا

اور بلقیس کو زندان مین بھجوا دیا۔ اب یہان تو سامان قتل ہو رہا ہی لیکن دل کچھ حال داراب ثانی اور
عادل کیوان شکوہ کا سنیئے کہ جسوقت یہ اپنے اپنے آہوؤن کو ذبح کر چلے تو تلاش مین بلقیس [illegible]
کی روانہ ہوئے۔ جاتے جاتے شام ہو گئی مگر کہین پتہ نہ ملا آخر اک مقام پر قیام کر کے ہرکارون کو
برائے تلاش روانہ کیا جب صبح ہوئی تو اتنا پتا ملا کہ یہان سے قریب کوئی شہر ہی کہ نام اُسکا شہر
عارضیہ ہی عارض شاہ وہانکا بادشاہ ہی اُسی طرف اک سوار گلابی پوش گیا ہی نقابدار ابلق سوار
طرف شہر عارضیہ کے روانہ ہوئے ہنوز قریب شہر نہ پہونچے تھے کہ دیکھا کچھ لوگ روتے پیٹتے
چلے آتے ہین۔ نقابدار گھوڑا بڑھا کر قریب اُن لوگون کے تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کہان سے
آتے ہو اور تمھارے گریہ وزاری کا کیا سبب ہی اُنھون نے بیان کیا کہ ہم شہر عارضیہ سے آتے
ہین مالک ہمارا وعظ و پند کرنے آیا تھا لیکن نقابدار گلابی پوش نے مباحثہ مین اُسے معقول کر دیا
بعد اُسکے دونون آگ مین پھاندے مالک ہمارا جل گیا اور وہ گلابی پوش زندہ رہا تمام شہر عارضیہ
مسلمان ہو گیا۔ یہ سنکر نقابدار نہایت مسرور ہوئے اُسی جگہ قیام کیا کہ اب کل جا کر بلقیس سے
ملینگے۔ جب صبح ہوئی تو ہنوز نقابدار نے کوچ نہ کیا تھا کہ دیکھا اک شخص روتا پیٹتا چلا آتا ہی اور
یہ کہتا جاتا ہی کہ سفر مین ساتھ والے سے اتنی غفلت نہ چاہیے سچ کہا ہی کہ یار وہی جو ساتھ دے
نقابدار نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تو یہ کیا سمجھ کی بات کہتا ہی صاف بیان کر اک
ہمارا ساتھی بھی گم ہی اتنی خبر ملی ہی کہ وہ شہر عارضیہ مین عارضی طور پر مقیم ہی اہل شہر اُسکے مطیع
ہوئے ہین۔ یہ سنکر اُس شخص نے کہا کہ اب وہ وہان قتل ہوا چاہتا ہی مین وہ شخص ہون جسنے اپنے
گھر مین نقابدار گلابی پوش کو اتارا تھا نام میرا نعیم ہی پہلے سب نے اس شہریار کی اطاعت اختیار
کی اب قتل کا سامان ہی اتنی طاقت میری نہ تھی کہ مین اُسے بحکم جل سے رہا کر سکتا اس بنا پر مین
شہر سے نکلا کہ شاید کوئی اُسکا دوست اور مددگار ملجائے تو اُسے خبر کر دون بس سنتے ہی نقابدار
ابلق سوار نے جلدی سے مرکب طلب کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو کر طرف شہر عارضیہ کے
آنا ہم چلتے ہین۔ یہ فرما کر گھوڑے کی باگ اُٹھائی۔ شاہزادہ داراب ثانی بھی ساتھ ہی لیکر چل کھڑے
ہوئے مگر دیکھیے کسوقت پہونچتے ہین۔ اب کچھ حال شہر عارضیہ کا سنیئے کہ جسوقت صبح ہوئی تو عارض شاہ
تمام ارکین دولت کو ہمراہ لیے ہوئے صحرا مین اُس مقام پر پہونچا جہان میدان خونی تیار تھا
تماشائی جمع ہو گئے تیغ دو رویہ کھڑی ہوئی خلق کا ہجوم ہوا لوگ افسوس کر رہے تھے اور کہہ رہے
تھے کہ بُرا ہو اس بادشاہ کا جسنے ایسے راہب کے قتل پر کمر باندھی ہی سپہ سالار عارض شاہ کا سرمست
تیغزن نہایت بہادر تھا اُسنے بڑھکر عرض کی کہ یون تو آپ بادشاہ وقت ہین آپ کو اختیار ہی ہمین
دربارہ مملکت مین کوئی دخل نہین مگر اپنی عقل ناقص کے موافق ظاہرا قتل اس گلابی پوش کا اچھا
نہین اسلیے کہ خون بیگناہ مین ہاتھ بھرنا عمل و انصاف کے خلاف ہی ایسے بادشاہ ظالم مشہور
ہو جاتے ہین اور انجام اُنکا خراب ہوتا ہی۔ عارض شاہ نے کہا کہ جسکی طرف سے خوف جان و
مال ہو اُسکا زندہ رکھنا اچھا نہین۔ سرمست تیغزن خاموش ہو رہا بحکم بادشاہ داروغہ زندان نے
قید شاہزادہ بلقیس کی حاضر کی۔ بلقیس نے جو اپنے کو مسلسل و مطوق دیکھا بہت حیران ہوا کہ
مجھ سے کونسی ایسی خطا سرزد ہوئی جسکی یہ سزا میرے تجویز کی گئی ہی بادشاہ نے صورت بلقیس
کی دیکھتے ہی جلاد سے حکم دیا کہ اسے قتل کر یہ سنکر شاہزادہ بلقیس کو یقین مرگ ہوا فرمایا

کہ او محسن کش تو بادشاہ ہوکر اسقدر بودا ہی کہ مجھے دغا سے گرفتار کیا مین تن تنہا ہون تیرے پاس دولاکھ کی فوج ہی۔ اب بھی ہتکڑیان بیڑیان میری کھلوا دے تو دیکھ کہ کیا ہوتا ہی۔ بادشاہ نے کہا کہ اسی خوف سے تو مین تجھے قتل کرتا ہون کہ تو جب جائیگا سلطنت لے لیگا بلقیس نے کہا کہ اگر قضا میری نہین ہی تو تو مجھے کیا قتل کر سکتا ہی بادشاہ نے کہا کہ کیا تمھارا خدا اب بھی بچا سکتا ہی بلقیس نے کہا کہ اگر خدا کو منظور نہین ہی تو کیا مجال ہی تیری کہ تو مجھے قتل کر سکے بس یہ سنکر بادشاہ نے جلاد سے اشارہ کیا کہ جلد اسکو میرے سامنے سے لیجا اور قتل کر یہ سنتے ہی جلاد بلقیس کو جو حجرہ ریگ مین لایا چاہا کہ آنکھون مین پٹی باندھوں فرمایا یہ کیا کرتا ہی یہ طریقہ اُن لوگون کے واسطے رکھا گیا ہی جو موت سے ڈرتے ہین تو اپنا کام کر جلاد مریخ خصال نے بادشاہ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے کہا قتل کر جلاد نے کہا اے شخص جو تجھے کہنا ہو کہہ لے جو سُنتا ہون حق لے کہ اب وقت کوچ تیرا نزدیک ہی بلقیس نے کہا کہ مجھے جس سے کہنا تھا کہہ چکا تجھسے اور تیرے بادشاہ سے کچھ نہین کہنا ہی۔ جلاد نے دوسرا حکم پوچھا۔ بادشاہ نے کہا کہ قتل کر جلاد نے سہ بارہ پوچھا اور کہا کہ سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے اسلیے کہ مار ڈالنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین ایسا نہو کہ بعد کو آپ پچھتائین۔ بادشاہ نے کہا خوب سمجھ کر حکم دیا ہی تو اسے قتل کر ڈال بس جلاد نے جیترا بدلا سرمست تیغزن نے منھ اپنا پھیر لیا کہ مین اس جوان حسین و بیگناہ کو قتل ہوتے نہ دیکھونگا اور جو جو رحم دل تھے منھ پھیر پھیر کر رونے لگے کہ یکایک جانب صحرا سے دو بگولے گرد کے نمودار ہوئے سب دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی ہی یکایک وہ بگولے قریب ہو پہنچے اور گرد مین سے دو نقابدار نمودار ہوئے ایک ابلق پوش اور ایک نیلی پوش تھا آتے ہی اُن دونون نے نعرے لیے اور تلوارین کھینچکر اُسطرف بڑھے جدھر جلاد نقابدار گلابی پوش کے سر پہ تلوار کھینچے کھڑا تھا بادشاہ نے جو دیکھا کہ یہ نقابدار طرفدار گلابی پوش کے معلوم ہوتے ہین اور رہائی کی غرض سے اسطرف آرہے ہین لشکر کو حکم دیا کہ روکیں دونون طرف سے فوج بڑھی۔ ادھر گلابی پوش نے جو دیکھا کہ وقت رہائی آگیا بس اسنے بھی ہاتھ ہتکڑیون کے بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینک دیا جلاد نے یہ دیکھ جلدی سے تلوار ماری کہ قیدی چھوٹ گیا نہایت سرکش معلوم ہوتا ہی۔ بلقیس نے کلائی پکڑ لی ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور ایسا ہاتھ مارا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہو بادشاہ نے آواز دی کہ ارے قیدی نے قید توڑ ڈالی مار لو اسکو جانے نہ پائے۔ کچھ سوارون نے لشکر کے ادھر کا بھی رخ کیا بلقیس نے اک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا چھین لیا اور بیٹھکر پشت پر لڑنے لگا اب لشکر مین تین طرف ہنگامہ برپا ہوا تین نقابدار مانند چاند کے اُس ابر فوج مین ڈوبتے تھے اور نظر آتے تھے۔ عارض شاہ للکار رہا تھا کہ مارو ان سرکشون کو جانے نہ پائین سرمست تیغزن یہ معرکہ دیکھکر نقابدار ابلق سوار کی طرف چلا اور پکارا کہ او نقابدار ابلق پوش تیرا ہی فتنہ برپا کیا ہوا ہی کہ قیدی کو قید توڑنے کی جرات ہوئی ورنہ ممکن نہ تھا ہر چند کہ پہلے مجھے خود اُسکے قتل کا افسوس تھا لیکن اب فرض ہوا مجھکو اپنے بادشاہ کی طرف سے لڑون [illegible] اپنے یہ کہتا ہوا قریب نقابدار ابلق سوار کے پہونچا نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ پہلے تو وار کر مین حملہ نکرونگا اسلیے کہ سبقت کرنا اہل اسلام کا دستور نہین ہی یہ سنکر سرمست نے تلوار ماری نقابدار ابلق سوار نے کلائی پکڑ لی اور بایان ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو فاش زین سے بلند کر لیا

سرمست نے امان کی آواز دی۔ فرمایا۔ امان بشرط ایمان ہی۔ سرمست نے قبول کیا۔ ادھر
شاہزادہ داراب ثانی نے دوڑ کر علمدار لشکر کو مارا اور شاہزادہ بلقیس لڑتا ہوا قریب تخت
عارض شاہ کے پہونچگیا اور عارض شاہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ دیکھا تو نے قدرت خلاق
عالم کو عارض شاہ نے شرمندگی کی حالت مین تلوار ماری بلقیس نے کلائی پکڑی اور کمربند
پکڑ کر اُٹھا لیا عارض شاہ نے کہا کہ واقعی مین دین اسلام دین برحق ہی کسیطرح تمھارے بچنے
کی امید نہ تھی یہ بھی خدائی شان تھی کہ کس نازک وقت مین کمک پہونچی ہی اب مین امان چاہتا ہون
اور کبھی منحرف نہونگا۔ شاہزادہ بلقیس نے عارض شاہ کو چھوڑ دیا۔ اُسی مرتبہ عارض شاہ کلمہ پڑھکر
از سر صدق مسلمان ہوا اور قزل وزیر نے بھی کلمہ طیبہ پڑھا۔ بیان ہے کہ تمام شہر اسلام آباد ہوا
تعاقب مین لشکر نقابدار بھی آگیا۔ سکہ بادشاہ لشکر اسلام کے نام پر جاری ہوا تین چار روز قیام
کرنے کے بعد نقابدار ابلق سوار نے سرمست تیغزن کو پیش خیمہ سپرد کیا اور فرمایا کہ تم بیابان
گردباد کی طرف چلو مین بھی آتا ہون۔ یہ حکم پاکر سرمست تیغزن چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر
روانہ ہوا۔ بعد اُسکے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بھی مع فوج ظفر موج و داراب ثانی جانب
بیابان گردباد روانہ ہوے کہ انکا حال تو پھر تحریر کیا جائیگا لیکن اول

چند کلمے داستان گرشاسپ زمان شاہزادہ ایرج نوجوان نقابدار پرپوش کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ جسوقت ایرج نوجوان کو شاہزادہ بلقیس کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو بہ تنہا
صحرا نوردی کرتے ہوئے چلے جاتے جاتے اک صحرا مین پہونچکر گھوڑے کو چھوڑ دیا کہ وہ چرنے لگا
خود زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے سیر صحرا مین مصروف تھے کہ اک مرتبہ آواز گریہ کان مین آئی دیکھا
کہ سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہین جب قریب پہونچے تو شاہزادہ ایرج نے
پوچھا کہ تم لوگ کیون روتے ہو خیر کیا واردات گزری اُنھون نے بیان کیا کہ دردِ دل اُس شخص سے
کہتے ہین جو دادرسی کرے فرمایا اگر میرے امکان مین ہوگا تو مین تمھاری امداد کرونگا۔ اُنھون نے
کہا کہ اس صحرا مین اک دیوانہ رہتا ہی کہ وہ ہمیشہ قزاقی کرتا ہی ہمارا قافلہ جو اسطرف سے گزرا اُسنے
آکر سب مال و اسباب لوٹ لیا ہم تباہ ہوگئے کہین کے نہ رہے اس صحرا مین بھیک بھی تو دیگی
فرمایا کہ تم مین افسر قافلہ کون ہی۔ یہ سنکر اک شخص آگے بڑھا اور اُسنے عرض کی کہ مین سردار
قافلہ ہون یہ سب میرے ملازم ہین نام میرا سہیل یمنی ہی لیکن اب فقیر ہوگیا۔ دیوانہ نے کہین کا
نہ رکھا۔ یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو مین تمھارا مال دلا دونگا
اور دیوانے کو اُسکی سرکشی کی سزا دونگا۔ سہیل یمنی نے کہا کہ اے شہریار آپ مسافر جری بہادر
معلوم ہوتے ہین مگر تنہا ہین ادہام دیوانہ کے پاس فوج ہی تنہا آپ کیا کرینگے مین آپکی جان کا
خواہان نہیں ہون ایسے مال سے باز آیا جو جان کو خطرہ مین ڈالے یہ سنکر ایرج نوجوان نے فرمایا
کہ کچھ پروا نہیں تم میرے ساتھ چلو مین لشکر شکن ہون میرے تنہا ہونے سے اندیشہ نکرو خدا
مالک ہی۔ یہ فرما کر گھوڑا کسا اور پشت مرکب پر بیٹھکر قافلے کو ساتھ لیا اور جانب بیشۂ ادہام دیوانہ
ہوے۔ جسوقت قریب مسکن ادہام دیوانہ کے پہونچے تو مخبرون نے ادہام دیوانہ کو خبر دی کہ ایک

قافلہ آتا ہی چلکر اسے بھی لوٹیے۔ یہ سُنکر اوہام دیوانہ چوبدست پکڑکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ بارہ ہزار دیو اُ
زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوے ساتھ ہو لیے۔ آمد سے اُن دیوانوں کی صحرا گونج رہا تھا قافلے والون
کے زہرے آب آب ہوے جاتے تھے لیکن شاہزادہ ایرج نوجوان کو مطلق اندیشہ نہ تھا کہ
مین تنہا ہون جسوقت اوہام دیوانہ سامنے آیا پکارا کہ اے قافلے والو اگر تمکو اپنی جان شیرین عزیز
ہو تو یہان سے چلے جاؤ اور مال و اسباب رکھتے جاؤ ورنہ مال کے بچانے مین جان کا خطرہ ہے
یہ سُنکر ایرج نوجوان مرکب کو بڑھا کر سامنے اوہام دیوانہ کے آ گئے اور فرمایا کہ او دزد مکار
اب لٹے ہوے قافلے کو کیا لوٹیگا یہ وہی لوگ ہین جنکو تو لوٹ چکا ہی۔ دیوانے نے کہا کہ تو مجھے
دھوکا دیتا ہی جو جس مقام سے زک اُٹھا کر جائیگا وہ پھر اُدھر کا رخ بھی تو نہ کریگا اور اگر یہی ہی تو
ابکی مرتبہ کپڑے تک اتروالونگا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ پہلے تو میرے کپڑے اتار لے پھر سب
لوگ تو وہی لباس بھی تیرے سپرد کر دینگے۔ اوہام دیوانہ قریب آیا اور کہا کہ تیرا گھوڑا بہت اچھا ہی
پہلے گھوڑے سے اُتر کر مرکب میرے حوالے کر۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ او بزدل سارا جنون تیری
ناک کے رستے نکال دونگا اگر تجھ مین قوت ہو تو میرا مرکب لے لے معلوم ہوا کہ تو مطلب کا ہوشیار
ہی یہ بھی دیوانگی ہی کہ دوسرونکا مال چھین لیتا ہی اپنا مال دیوانے پن مین کسیکو نہین دیتا سنبھال ہتھیار
اپنے۔ یہ سُنکر دیوانے نے چوبدست پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تو جان سے اپنی عاجز آ
لیا ہے کہ یہ پیام ہی ملک الموت کا یہ کہکر چوبدست گران سنگ کو سر پر چرخ دیکر نقابدار بہرپوش
پر وار کیا۔ ایرج نے دونون ہاتھ بلند کرکے دستہ چوبدست پر ہاتھ ڈال دیا اور چوبدست چھین لی
دیوانے نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا۔ ایرج نوجوان نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر مین ڈالا زور ہونے
لگے دیکھا ایرج نے کہ کشتی ہونے مین عرصہ گذریگا پس جیسے ہی دیوانے نے ایرج کو اپنی طرف
کھینچا ایرج نے اپنے ہاتھ کو کس دیا کہ دیوانہ زین فرس سے بلند ہوگیا۔ ایرج نوجوان نے سر پر چرخ
دیکر زمین پر مارنے کا قصد کیا تھا کہ دیوانے نے خود امان بلند کیا۔ فرمایا اب امان بشرط ایمان ہی
دیوانے نے کہا ایمان کیا چیز ہی مجھے قبول ہی۔ ایرج نوجوان نے اوہام دیوانہ کو چھوڑ دیا اور
کلمۂ طیبہ پڑھایا۔ دیوانہ از سر صدق مسلمان ہوگیا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مین نے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام کو اختیار کرے۔ سب نے کہا کہ ہمین
آپ کی اطاعت سے کام ہی جو آپ کا مذہب وہ ہمارا مذہب۔ اب ایرج نوجوان نے دیوانے
سے کہا کہ تمنے جسقدر اسباب اس قافلہ کا لوٹا ہی اسکے سپرد کرو اور آیندہ سے اس پیشہ کو ترک کرو
مخلوق خدا کو آزار دینا جائز نہین ہی۔ اوہام دیوانہ نے تمام اسباب سہیل یمنی سوداگر کا اُسکے سپرد
کیا بلکہ کچھ اپنی طرف سے بھی دیا۔ سہیل یمنی ایرج نوجوان کو دعا مین دیتا ہوا روانہ ہوگیا اور ایرج
کو یہ بیشہ ایسا پسند آیا کہ اُسی مقام پر قیام کیا اور اوہام دیوانہ سے کہا کہ صحرا مین پہرے قائم
کرو کہ کوئی شخص اسطرف سے نہ آنے جانے۔ اوہام دیوانے نے اُسی وقت چار جانب پہرے قائم
کر دیے قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ سرمست تیغون جو شہر عارضیہ اطالہ بارگاہ انجم حشم
کا لیے ہوے نہایت عظم و شان کے ساتھ چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے ہوے چلا آتا تھا کہ سرمست
کا اُسی بیشہ کی طرف سے گذر ہوا وہ نگہبان جو دیوانے کی طرف سے معین تھے اُنھون نے روکا کہ ادھر
سے جانے کا حکم نہین ہی۔ سرمست تیغون نے کہا کہ ہم جسطرف سے چاہینگے جائینگے جسمین قوت ہمارے

روکنے کی ہو وہ روک لے اُن لوگوں نے جاکر اوہام دیوانہ سے خبر کی کہ اک شخص پیش خیمہ کسیکا لیے ہو
اسطرف سے جانا چاہتا ہی روکتے ہیں تو نہیں مانتا ہی بس یہ سُنتا تھا کہ اوہام دیوانہ اپنی چوب دست
اُٹھائے ہوئے روانہ ہوا جسوقت سرمست تیغزن سے سامنا ہوا دیوانے کہا کہ او سرکش کیا تیری قضا
تجھے اس طرف لائی ہی نہیں جانتا کہ یہ مسکن نقابدار ببر پوش کا ہی اور نقابدار کا یہ حکم نہیں کہ کوئی ادھر
اس طرف جائے اور بہت سے راستے پڑے ہیں اُدھر سے چلا جا۔ یہ سُنکر سرمست تیغزن نے
کہا کہ تو نہیں جانتا کہ یہ پیش خیمہ نقابدار ابلق سوار کا ہی یہ اسی طرف سے جائیگا۔ اوہام دیوانہ نے
کہا کہ ابلق سوار کوئی دو رنگا ہی۔ یہ کلمہ سننے کی تاب سرمست کو کب تھی بس اسنے بے اختیار ہوکر اوہام
دیوانہ کو تھپڑ مارا اور آوازدی کہ او دریدہ دہن جو منھ میں آتا ہی بکنے لگتا ہی کسی کے رتبہ کا بھی خیال ہے
اسکا ایک رفیق ایسا ہی کہ تجھے اور تجھ سے ببر پوش کو دم بھر میں باندھ لے۔ یہ خبر شاہزادہ ایرج
نوجوان کو پہونچی کہ اُس سرکش نے دیوانہ کو ایسا تھپڑ مارا کہ کلہ دیوانے کا فگار ہوگیا بس اُسی وقت
ببر پوش بھی بنفس نفیس مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوئے۔ یہاں دیوانہ تھپڑ کھا کر سرمست تیغزن سے لپٹ پڑا
تھا۔ شانے پر چکت ماری سرمست نے پھر تھپڑ مارا اتنے میں ایرج نوجوان پہونچ گئے۔ دیوانے سے کہا
کہ الگ ہٹ جا۔ دیوانہ ہٹ گیا اور سرمست نے کہا کہ اے ببر پوش یہ کیا حرکت ہی کہ تمنے راہ روکی ہی
رہبروں کو تکلیف دیتے ہو۔ ببر پوش نے کہا کہ شیروں کے جنگل میں جو آتا ہی وہ شکار ہوتا ہی سرمست
نے کہا جو شیر کش ہیں وہ شیروں کو بھی شکار کرتے ہیں۔ اس کلمہ کی تاب نقابدار ببر پوش کو کب تھی
فرمایا بس دریدہ دہنی نکر ورنہ گلے پھاڑ ڈالونگا لا حربہ اپنا سرمست نے نیزہ ببر پوش کے حوالے
کیا ببر پوش نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا اور دوسرین طعن میں نیزہ ہاتھ سے سرمست کے نکال دیا
بس نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی سرمست تیغزن نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہوگیا تلوار کمر سے
کھینچ لی اور ببر پوش پر وار کیا۔ ببر پوش نے کلائی پکڑلی اور جھٹکا مارا کہ سرمست تیغزن ایسا جوان
اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا۔ ایرج نوجوان نے دوسرا ہاتھ بڑھاکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اشہد
اکبر جگہ سے کھینچکر زور کیا تو سرمستکو اُٹھالیا اور سامنے اوہام دیوانہ کے پھینک دیا اور کہا کہ باندھ لے
مشکیں اسکی اور مار تھپڑ۔ اوہام دیوانے نے سرمست کو باندھکر خوب تھپڑ مارے۔ نقابدار ببر پوش
نے اک ڈورا بارگاہ میں باندھکر دوسرا سرا اُسکا اک درخت کی شاخ میں باندھ دیا اور ہمراہیان
سرمست سے کہا کہ جاکر اپنے سردار سے کہدو کہ جسے دعوا ہو وہ آکر بارگاہ لے جائے۔ یہ سُنکر ہمراہیان
سرمست تیغزن اُلٹے پاؤں خدمت میں نقابدار ابلق سوار کے روانہ ہوئے اور نقابدار ببر پوش
ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ سرمست کو بھی اک درخت سے بندھوادیا ہمراہیان سرمست جو خدمت میں نقابدار
ابلق سوار کے پہونچے ساری سرگذشت بیان کی اور کہا کہ ببر پوش نے اک ڈورا بارگاہ میں باندھ کر
درخت کی شاخ سے باندھ دیا ہی اور کہا ہی کہ جسکو دعوے ہو وہ آکر بارگاہ لیجائے بس یہ سنتے ہی
نقابدار گلابی پوش یعنے شاہزادہ بلقیس بن قہور نے کہا کہ میں جاتا ہوں ذرا ابھی بارگاہ مع اُس
ببر پوش سمیت لاتا ہوں۔ یہ کہکر مرکب کو جولان کیا اور طرف بیشۂ اوہامیہ کے روانہ ہوئے یہاں
ببر پوش انتظار میں تھل ہی رہے تھے کہ گرد اُڑی اور نقابدار گلابی پوش پیدا ہوا پہنچتے ہی نظر
گلابی پوش کی ببر پوش پر پڑی پکارا کہ او ببر پوش تو نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہی نہیں جانتا
کہ یہ رفیق کسکا تھا جسکو تو نے تھپڑ کھلوائے ہیں لا حربہ اپنا دیکھ تو کیا ہوتا ہی۔ ببر پوش نے کہا

کرمین تجھیر پیشدستی نکر و نگانت تجھے دعوے ہی تو لا حربہ اپنا۔ گلابی پوش نے نیزہ مارا۔ ایرج نے نیزہ
کو نیزے پر کا تھا طعنین چلنے لگین اثنائے مقابلہ مین گرد اُڑی اور نقابدار نیلی پوش اور ابلق پوش
بھی آگئے یہان ببر پوش اور گلابی پوش مین طعنین چل رہی ہین سنانون سے چنگاریان اُڑ
رہی ہین گھوڑے بجلی کی طرح چمک رہے ہین نظر نہین جمتی ہی۔ ابلق پوش نے جو دیکھا تو نقابدار
نیلی پوش سے کہا کہ رنگ بدرنگ ہی یہ ببر پوش مرد آزمودہ کار اور زبردست معلوم ہوتا ہی۔ یہان
تو ذکر ہی تھا کہ ببر پوش نے نیزہ ہاتھ سے گلابی پوش کے نکال دیا ادھر تو نیزہ مانند تیر شہاب
کے بلند ہو کے زمین پر گرا ادھر گلابی پوش نے دیکھا کہ سامنے نیلی پوش اور ابلق پوش کے
مجھے ذلت ہوئی بس دوڑ کر گرز مارا ببر پوش نے کل گرز مین ہاتھ ڈال دیا اور لنگر ضرب کا سنبھالا
نقابدار گلابی پوش نے گرز ہاتھ سے چھوڑ کر گریبان مین ہاتھ ڈال دیا چاہا ببر پوش کو کھینچ لون مگر
کہان ممکن تھا۔ ببر پوش نے بھی کمر زنجیر کے بند مین ہاتھ ڈالدیا مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے
بیٹھ بیٹھ گئے زور کشاکش کے ہونے لگے ہر مرتبہ گلابی پوش چاہتا تھا کہ ببر پوش کو کھینچ لون مگر
کیا تاب تھی۔ ببر پوش چاہتا تھا کہ ایک ہی روز مین گلابی پوش کا لنگر توڑ لیجاؤن دونون غصہ
مین بھرے ہوئے تھے چاہتے تھے کہ فیصلۂ جنگ جلد ہو جائے مگر ممکن نہ تھا یہانتک کہ اسی
کشمکش مین شام ہو گئی۔ دونون جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کاسہ شیر آیا۔ دونون
دلیرون نے پیا اور پھر اسی دودھ کو پسینے مین نکال دیا۔ کہانتک بیان کیا جائے کہ تین دن اور
چار راتون تک کشتی ہوتی رہی لیکن دونون کی ایک حالت پائی یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون کسکو
زیر کریگا لیکن نقابدار ببر پوش کو غصہ آگیا آواز دی کہ او جو کرے تو اتنا تک مجھسے الجھا ہوا ہی
سنبھل یہ کہکر جو زور کیا گیارہ قدم پس پا ہو گئے ہر چند بلقیس نے لنگر قائم کرنا چاہا قائم نہو سکا
یہ معلوم ہوا کہ قوت نقابدار ببر پوش کی دوچند ہو گئی۔ گیارہ قدم پر پہونچ کر گلابی پوش ذرا
سنبھلا تھا کہ ببر پوش نے جھٹکا مارا دونون گھٹنے زمین کی طرف جھکے ہنوز بلقیس اس جھٹکے سے
سنبھلنے نہ پایا تھا کہ ببر پوش نے ترچھے ہو کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو گلابی پوش
ہاتھ پر بلند نظر آیا۔ نقابدار ببر پوش نے اوہام کے حوالے کیا اوہام نے انکو بھی اسیر غل و
زنجیر کیا اور گرد دونون قیدیون کے پہرا دیوانون کا قائم کر دیا زنجیرین انکی درختون کے تنون سے
باندھ دین اور ببر پوش طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا رات آرام سے بسر کی دوسرے
روز پھر طبل جنگ بجا۔ نیلی پوش دل مین ڈرا ہوا تھا کہ اسنے گلابی پوش کو اس بہادری سے باندھا
ہی کہ ہمین اپنا بھی خوف ہی اسلیے کہ گلابی پوش مجھسے کچھ کم نہ تھا اور ابلق پوش کو بھی اک خیال سا
پیدا ہو گیا کہ ببر پوش سے مقابلہ کرنا آسان امر نہین ہی جو زور علمشاہ کے سنے تھے وہ حالت ہی
بلقیس ایسے زبردست کی ضرب گرز کا ہاتھون سے روک لینا بشر کا کام نہین دیو بھی ہوتا تو اس
ضرب کے لنگر سے پست ہو جاتا۔ غرضکہ رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
ادھر نقابدار ابلق سوار کا کل لشکر آگیا تھا تمام صحرا فوجون سے مملو تھا ادھر ببر پوش کے ساتھ مین
صرف پانچ ہزار دیوانے اور اوہام دیوانہ تھا باقی دیوانے بھی صحرا کی حد بندی کمین مصروف تھے
جسوقت ببر پوش اپنی صفین درست کر کے کھڑا ہوا تو نقابدار نیلی پوش نے اجازت حاصل کی
اور میدان مین آکر پکارا کہ اے ببر پوش معلوم ہوا کہ تو کوئی بڑے ظلم ہی لیکن مین بھی وہ شخص ہون

جو دیو کش اور شیر افگن ہی۔ یہ کل کا مقابلہ نہو کستنے تین روز مین گلابی پوش کو باندھ لیا۔ یہ سنکر ببر پوش
مقابلہ نیلی پوش مین آئے اور فرمایا کہ اے نقابدار تجھپر کیا موقوف ہی مین عالم بھر کے لیے بلا ہے
بیدرمون تجھسے مقابلہ کرنا ملک الموت سے لڑنا ہی اگر خیریت اپنی جان کی چاہتا ہی تو پلٹ جا۔ نیلی پوش
نے کہا کہ مردان عالم نے جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا۔ کیا اب مین بغیر فیصلہ کیے ہوے میدان سے
پلٹ جاؤنگا لا حربہ اپنا۔ نقابدار ببر پوش نے کہا کہ مجھپر سبقت کرنا حرام ہی۔ نیلی پوش نے کہا کہ مین
رلا دونگا ضرور اگر تو سبقت نکریگا تو مین آپ سبقت کرونگا۔ یہ کہکر نیزہ کو گردش دیکر نقابدار ببر پوش پر
وار کیا نقابدار نے خالی دیکر نیزہ پر نیزہ ذوالطعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی۔ ببر پوش نے
دیکھا کہ یہ کسی جگہ چوٹ نہین کھاتا ہی بس جیسے ہی نیلی پوش نے نیزہ سے نیزہ کو پیچیدہ کر کے
اُبھارا ببر پوش نے ہاتھ ڈھیلا کر دیا چاہا نیلی پوش نے کہ نکالدون نیزہ۔ ادھر تو ہاتھ نیلی پوش کا
بلند ہوا اُدھر ببر پوش نے ہاتھ سے ترچھا جھٹکا مارا کہ سنان مانند شرارے کے اُڑکر دور گری خالی ڈنڈ
نیلی پوش کے ہاتھ مین رہگئی۔ نیلی پوش نے پھر بند باندھنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار ابلق سوار نے
کہا سنان نکلگئی نیزہ پھینک دو بس نیلی پوش نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک دیا اور دوچرا گرز
آرا بے پرسے لیا اور سر پر پیچ دیتا ہوا ببر پوش کی طرف چلا اور آواز دی کہ اس ضرب کو ضرب گلابی پوش
کی طرح ہاتھو نہ روکو تو معلوم ہو۔ دلمین نیلی پوش کے یہ تھی کہ میری ضرب ہاتھون سے نہ رکیگی اگر ببر پوش
روکیگا تو مارا جائیگا مین بمقابل گلابی پوش کے بازی لیجاؤنگا کہ جس سے وہ زیر ہوا اسکو مین نے مارا
ادھر گلابی پوش قید مین دیوانون کے اک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تماشا لڑائی کا تو دیکھ ہی رہا تھا
جب ضرب گرز کی نوبت آئی تو دعا کی کہ خداوندا عزت تیرے ہاتھ ہی ببر پوش اسکا گرز بھی میری طرح
چھین لے ورنہ یہ طعنین دے دیکر مار ڈالیگا۔ وہان ببر پوش کو غصہ آگیا جیسے ہی نیلی پوش نے گرز مارا
ببر پوش نے دونون ہاتھ بلند کر دیے ایک ہاتھ کلہ گرز مین ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے ایسی جھٹکی دی
کہ گرز نکلگیا۔ نیلی پوش بیحد خفیف ہوا۔ ابلق پوش حیرت سے تصویر بنگیا دل مین کہتا تھا کہ ببر پوش
واقعی شیر ببر ہی اس سے مقابلہ کرنا ہر ایک کا کام نہین ہی وہان نیلی پوش نے شرمندہ ہوکر تلوار کھینچی
اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی تمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات
جہان کہتے ہین یہ کہتا ہوا جھپٹا اور سر بچا کر کمر کا وار کیا اپنے امکان بھر لگی ہی نہ رکھی تھی مگر ببر پوش
نے ضرب کو اشارہ کیا کہ زیر بغل آگیا کلائی پکڑی زور ہونے لگے۔ نیلی پوش نے بھی کمر مین ہاتھ ڈالدیا
جنگ چلنے لگے مرکب لڑکھڑون کی تاب نلا سکے بیٹھ بیٹھ گئے۔ ببر پوش نے نیلی پوش کو مرکب پر سے
کھینچ لیا چاہا کہ اٹھالون ممکن نہوا۔ ببر پوش بھی گھوڑے سے کود پڑا کشتی ہونے لگی ادھر چار شبانہ روز
کشتی رہی۔ چوتھے روز شام کے وقت ببر پوش نے اسکا بھی لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین
پر مارا کمند سے مشکین باندھکر اوہام دیوانہ کے سپرد کیا اسنے انکو بھی مسلسل و مطوق کر کے
اک درخت سے باندھ دیا۔ دو دو سو دیوانون کے پہرے قیدیون کے گرد قائم ہین ابلق پوش
نہایت رنجیدہ میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوے جی تو چاہتا تھا کہ ابھی طبل جنگ بجوا دیتے
مگر بخیال اسکے کہ حریف کو جھکے ہوتے کا عذر نہو طبل نہین بجوایا۔ دوسرے روز جھلا کر خود ببر پوش
نے طبل جنگ بجوا دیا۔ یہ خبر نقابدار ابلق پوش کو ہوئی۔ انھون نے بھی کوس حربی بجوایا رات
اشتیاق جنگ مین بسر ہوئی صبح کو نقابدار ابلق سوار ابلق پوش نے صرف پانچ ہزار سوار مسلح

اپنے ساتھ لے لیے اور باقی لوگوں کو بغیر اسلحہ کے میدان کی اجازت صرف تماشائے جنگ دیکھنے کی
غرض سے دیدی اسلیے کہ بہروش کے ساتھ بھی صرف پانچ ہزار سوار مسلح ہوتے تھے۔ جب یہ اس
شان سے میدان میں پہونچے اور پرے جما کر کھڑے ہوئے تو بہروش نے کہا اے ابلق سوار ابلق پوش
تمھارے پاس فوج تو بہت بڑی ہی پھر اسقدر کم فوج لیکر کیوں آئے ہو۔ ابلق سوار نے کہا کہ یہی اتفاقی
طور پر ہی جنگ تو صرف میرے اور آپکے بیچ ہی۔ بہروش یہ سنکر دل میں سمجھے کہ یہ شخص بیباک آن بان کا
معلوم ہوتا ہی عجب نہیں کہ اس سے لطف جنگ حاصل ہو بس مرکب کو چھیڑ کر میدان میں آئے اور
کہا کہ پھر دیر کرنے سے کیا فائدہ ہی جو کچھ ہوتا ہو ہو جائے ابلق سوار بھی مرکب کو اڑا کر سامنے
آئے اور کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہی بہروش نے کہا کہ حربہ اپنا لاؤ ابلق پوش نے کہا کہ میں صاحبقران
ہوں سبقت نکرونگا۔ یہ سنکر بہروش پکارے کہ اے نقابدار ابلق پوش تم تو صرف دعوے
صاحبقرانی کرنے چلے ہو میں اور وہ شخص ہوں کہ بارہ برس صاحبقرانی کرچکا ہوں یہ کلمہ زد میں زبان سے
تو نکل گیا مگر پھر بہروش کو خیال آگیا کہ ایسا نہو اس اشارہ سے ابلق پوش مجھے پہچان لے اسلیے
کہ یہ تمام عالم جانتا ہی کہ زمانۂ کفر میں میں ہی نے بارہ برس تک باختر میں صاحبقرانی کی ہی مگر نقابدار ابلق سوار کو
ان باتوں کی کیا خبر لیکن ابلق پوش نے سبقت نہ کی۔ بہروش نے کہا کہ طبل جنگ بجوانے اور میدان
کے آنے میں میں نے ابتدا کی اب ابتدائے مقابلہ تم کرو۔ ابلق سوار نے پھر بھی نہ مانا بہروش
نے کہا کہ اگر سبقت نہیں کرتے ہو تو جدھر سے آئے ہو ادھر واپس جاؤ۔ تمھارے رفیقوں کو
رہا کرونگا نہ بارگاہ دونگا۔ دیکھا عادل کیوان شکوہ نے کہ بغیر سبقت کیے چارہ نہیں ہی بس نیزہ
کو آڑا ترچھا ہلانا شروع کیا اور مرکب کو پھیرا ادھر بہروش نے بھی مرکب کو پھیرا ابلق پوش نے
خبردار خبردار کہکر بہروش کو نیزہ مارا۔ بہروش نے نیزہ کو نیزہ پر کاٹا طعنیں چلنے لگیں دیکھنے
والے متحیر تھے کہ بند بندھتے اور کھلتے نظر آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک جال بندھا ہوا ہی آسمان و زمین
سناں میں اڑ گئیں خالی ڈانڈیں ہاتھوں میں رہ گئیں بس ڈانڈوں کو پھینک پھینک گرز اٹھائے
ابلق سوار نے اپنا گرز گراں سنگ سنبھالا اور بہ ہیچ دیگر سر بہروش پر وار کیا۔ بہروش نے
اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا مگر ضرب نقابدار کی ضرب صاحبقران ہی۔ گرز پر گرز پڑتے ہی تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد و غبار بلند ہوا کہ بہروش مع مرکب چھپ گیا
ابلق پوش نے آواز دی کہ زد م ولیت گرد م غبار بہروش دوڑ کر قریب آگیا پانی کے چھینٹے
دیکر گرد کو بٹھالا دیکھا کہ بہروش صحیح و سالم موجود ہے۔ ہر بن مو سے پسینا جاری ہی لیکن
ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں عیار نے آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار رہیے کہ حریف
لاف زنی کر رہا ہی۔ بہروش گڑھے سے باہر آئے مرکب کو زمین سے نکالا اور آواز دی کہ او نقابدار تیرا
دعوی بھی بیجا نہیں ہی مگر تو برائے مقابلہ صاحبقران جانے والا ہی اس ضرب کو بھی اٹھالے کہ
تجھے یاد رہے۔ یہ کہکر گرز گراں سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جو کہ پندرہ سو من کی ضرب کو
اٹھایا اور سر پر پھرا کر سر نقابدار ابلق سوار ابلق پوش پر وار کیا۔ ابلق سوار نے بھی اپنے گرز کو
اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پر پہاڑ گرا۔ ابلق سوار کو بھی چھٹی کا دودھ
زبان پر آ گیا دل میں کہتا تھا کہ واقع میں اس نقابدار کا دعوے بیجا نہیں ہی بیشک اسنے صاحبقرانی
کی ہوگی یقین ہی کہ اگر بلقیس اور داراب سے گرز بازی ہوتی تو لنگر بھی نہ سنبھل سکتا۔ ادھر بہروش نے

آواز دی کہ ہوخبر نقابدار ابلق پوش کی عیار ابلق سوار کا دوڑ کر قریب آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد
کے در آیا دیکھا تو واقع میں نقابدار ابلق سوار بھی عرق عرق ہیں لیکن ہاتھ قائم ہیں اور زبان
پر واہ واہ کی صدا بلند ہے عیار نے آواز دی کہ اے شہریار حریف کو جواب دیجئے یہ تعریف کا
محل نہیں ہے۔ ابلق سوار نے کہا کہ میرا نام عادل کیوان شکوہ ہے میں دشمن کی بھی تعریف
کرتا ہوں کسی کے کمال کو چھپانا پسند نہیں یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا طبقہ زمین کا لیے ہو
نکلا گرد کے باہر آکر تالیاں جھاڑیں اور آواز دی کہ اے نقابدار بیر پوش سچ تو یہ ہے کہ تمسے مقابلہ
وہی کر سکتا ہے جو صاحبقران وقت ہو بلا کی ضرب تمنے لگائی لیکن اس ضرب کو دو کو جانوں
یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ بلند کیا اور سر پر حریف کے وار کیا۔ ایرج نوجوان ایسا ہی زبردست بہادر
تھا کہ اس ضرب سے عادل کیوان شکوہ کے زندہ بچا۔ لیکن مرکب مارا گیا۔ پس ایرج نوجوان
گرد سے نکلکر تلوار کھینچی اور قصد کیا کہ نقابدار ابلق پوش کو بھی زیر کر ڈالوں۔ ابلق سوار گھوڑے سے
کود پڑے اور کہا کہ جانور کا کیا قصور ہے قصوروار تو میں ہوں جسکی ضرب سے گھوڑا آپ کا
مارا گیا۔ بیر پوش نے تلوار پھینک دی اور دامن زرہ گردانی ادھر ابلق پوش نے بھی ہتھیار
رکھ دیئے اور زرہ کے دامن کے دامن گردان پے کر بازوں میں ہاتھ پڑگئے زور ہونے لگے
پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن بھی دونوں کے زور و طاقت میں کوئی فرق نہ تھا پسینے سے
زمین پر کیچڑ ہوگئی تھی لڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئی تھیں اک مرتبہ کچھ دیوانوں نے آکر
بیر پوش سے عرض کی کہ مہدی تماشا کشتی کا دیکھنا چاہتے ہیں۔ فرمایا لے آؤ۔ دیوانوں نے
گلابی پوش اور نیلی پوش اور سرمست مغزن کو لاکر قریب بٹھا دیا۔ یہاں زور ہوتے ہوتے
بیر پوش نے خدا جانے کیا پیچ کیا کہ زرہ کے ڈالی ہوئی کڑی نقاب میں [illegible] بھی نقاب کے بند
ٹوٹ گئے اور نظر بلقیس کی چہرۂ ایرج نوجوان پر پڑی۔ ابلق پوش سے کہا کہ بس اب ذرا دو کہ خلاف
ادب ہے اے یہ تو ایرج نوجوان ہیں بس یہ سنتے ہی جھجک کر ابلق پوش علیحدہ ہوا۔ ایرج نوجوان نے
ابلق پوش کی نقاب بھی نوچ لی اور کہا کہ جب میرا حال تمپر ظاہر ہوگیا تو اب تم کیوں منھ چھپاتے ہو
ادھر دارا آب و بلقیس نے خود نقابیں اٹھا دیں۔ ایرج نوجوان کو سلام کیا۔ ابلق پوش نے نہایت
ادب سے سلام کر کے گردن نیچی کر لی۔ ایرج نے بلقیس کو تو پہچان لیا مگر ابلق پوش کے حال سے کون
واقف تھا اتنا تو خال و خط سے معلوم ہوگیا کہ یہ جوان بھی ہاشمی ہے اور اولاد صاحبقران سے ہے مگر
دل ایرج کا نقابدار ابلق پوش کیطرف کھنچنے لگا بے اختیار سر سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ تم کوئی عزیز
ضرور ہو اب یہ بتا دو کہ فرزند کسکے ہو۔ یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے اک چیخ ماری اور پائے ایرج سے لپٹ کر
رونے لگے۔ ایرج کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو جاری ہوگئے جسوقت رقت کم ہوئی تو نقابدار
ابلق سوار نے عرض کی کہ میں اس شخص کا فرزند ہوں کہ جو اس تمنا میں دنیا سے گزر گیا کہ اپنے فرزند
کو دیکھے۔ اماں میری اس تمنا میں پھرتی ہے کہ کبھی صورت اپنے باپ کی دیکھ لوں۔ خدا کا شکر ہے کہ
میں تو آپکی زیارت سے مشرف ہوا۔ ایرج نے فرمایا کہ یہ معما تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ابلق سوار
نے کہا کہ جسوقت صاحبقران طلسم تحت الارض پر گئے ہیں اور آپ صاحبقران سے بگڑ کر درویش
صائم النہار کے مہمان ہوئے تھے تو کسی شاہزادی سے عقد کیا تھا۔ یہ سنکر ایرج نوجوان کو داغ
فرقت ملکہ صنم سرخپوش کا تازہ ہوگیا فرمایا ہاں طلسم ابلق کی شاہزادی ملکہ صنم سرخپوش سے میرا عقد

ہوا تھا لیکن شب عروسی کے بعد پھر مجھے شکل دیکھنا نصیب نہوئی۔ نقابدار نے عرض کی حضور خوش
میری جدہ ماجدہ ہین جس روز سے آپ سے مفارقت ہوئی ہی اسوقت تک انھون نے لباس رنگین
یا زیور نہیں پہنا۔ یہ سنکر ایرج کی آنکھون سے آنسو گر پڑے اور دوبارہ پوتے کو گلے سے چپٹا کر بہت
روئے بلقیس کی قید دور کرکے گلے لگایا داراب کو رہا کیا سب آپس مین ملے اب یہان دو تین روز
قیام کرنے کے بعد ایرج نوجوان نے کچھ باتین عادل کو تعلیم کین اور خود بھی ساتھ ہوے اور
سب کے سب نقابین چہرون پر ڈالکر طرف بیابان گردباد کے روانہ ہوے دیکھیے کب پہنچین
لیکن جسوقت نقابدار نے بدیع الملک سے بذریعہ اپنے عیار کے کہلا بھیجا تھا کہ مین تا صحت نقابدار
یاقوت پوش مہلت چاہتا ہون۔ شاہزادہ بدیع الملک نے مہلت دی اور اُسی پیامبر سے بجواب
اسکے کہلا بھیجا کہ برلے عیادت مین بھی آتا ہون اس نے آکر خبر نقابدار کلان کو دی اور کہا کہ خود بھی
شاہزادہ بدیع الملک نے آنے کا قصد کیا ہے لیکن یہان بسبب علالت نقابدار یاقوت پوش خرد
کے ایسا انتشار تھا کہ تمامی لشکر مین تلاطم تھا اور نقابدار یاقوت پوش کی یہ حالت تھی کہ تپ بہت شدت
سے تھی جسکی وجہ سے کبھی اٹھ بیٹھتے تھے اور کبھی کھڑے ہو جاتے تھے ایک بیحواسی سی طاری تھی
اور کبھی غش آجاتا تھا اسی عالم مین خبردار نے خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر کلاہ
اور طہماسپ ثانی اور دو شخص اور ہین جنمین دو شخص ایسے ہین جنکے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکیم نیرنگ جو دماوند نے حکیم
بھیجے ہین اور بیٹے دریادل ولاگوہر ہے ہین اُسی وقت نقابدار کلان نے برلے استقبال اپنے بادشاہ
کو لیا اور تا در بارگاہ آئے کہ بدیع الملک بھی سامنے سے نمودار ہوے اور یہ بھی گھوڑے سے کود پڑے
اور نقابدار کلان ان سب صاحبون کو لیے ہوے اندر بارگاہ کے آئے اور انکو جاے صدر پر
بٹھایا اور عرض کیا کہ اسوقت کی تکلیف کی مین معافی مانگتا ہون کہ اسوقت میرے ہوش و حواس بجا
نہین ہین۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ آپنے میری عزت افزائی فرمائی کہ اس عالم مین بھی آپنے مع بادشاہ
میرا استقبال فرمایا اور مجھے ہر طرح کی راحت دی مین آپ کا نہایت ممنون ہون اور مین اپنے ساتھ
ان دونون حکیمون کو لایا ہون اگر آپ کی اجازت ہو تو یہ بھی نبض دیکھین۔ نقابدار نے منظور کیا اور
اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام پر آئے کہ جہان وہ نقابدار سرخ پوش لیٹے ہوے آہ آہ کر رہے تھے
حکیمون نے جاکر نبض کو ملاحظہ کیا اور ایک نسخہ لکھا اور جو جو حکماء کامل یہان کے تھے اُنھین وہ
نسخہ دکھایا اور یہ کہا کہ اگر راے ہو تو صحرا مین انکا بھیجنا مناسب ہی کہ ہوا بھی وہانکی انھین موافق
ہی اور کیا عجب ہی کہ اس حال سے افاقہ بھی بہت جلد ہو۔ سب نے اتفاق کیا اور انکی راے کو پسند
کیا۔ اُسوقت نقابدار کلان نے کہا کہ یہ تو بیابان گردباد ہی اسکے علاوہ اور کوئی مقام بھی ہی۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے ارشاد فرمایا کہ اس صحرا مین ایک کوہ سنبل ہی کہ اسکی عجب کیفیت اور بہار ہی کہ ایکطرف
کو نرگس شہلا اور ایک طرف سنبل ہی اور طائران خوش بیان درختان خودرو پر ہوا اسکے گرداگرد مین
چمن زار ہین اور ایک نہر نہایت ہی خوشگوار آب سرد اور شیرین کی بہی ہی اُسکو نہر نہ کہنا چاہیے بلکہ
چشمہ حیات کہنا چاہیے ہی وہان اگر یہ فروکش ہون تاکہ چہچہے عندلیبان چمن کے سنین اور کیفیت بہار
گلہاے رنگارنگ کی دیکھین اور پانی اُس نہر کا پیین۔ یہ سنکر نقابدار کلان نے نقابدار عیار کو حکم دیا
کہ تو جاکر اس کوہ کو دیکھ آ۔ یہ سنتے ہی نقابدار عیار روانہ ہوا اور راستے جاکر تمام حالت اُس کوہ کی معائنہ
و مشاہدہ کی اور بعجلت تمام واپس آکر تمام کیفیت اُس کوہ کی بیان کی اور کہا کہ وہ قطعہ عجب با نفیس

ہے کیا عجب کہ یہ سیر شہریار عالیوقار کی طبیعت وہان جاکر بہلجائے اور صحت ہوجائے۔ اسی وقت
نقابدار نے ہمراہ اسکے خیمہ وغیرہ سیکڑوں گویّے مع چنگیوں اور افسانہ گو کے کہ وہ بھی انکا دل بہلائیں
اور چند طوائفین پری چہرہ و خوش آوازین اُسکے ہمراہ کرکے طرف اُس کوہ کے روانہ کیا۔ شاہزادہ
بدیع الملک بھی مع ہمراہیوں کے نقابدار کو دعائیں دیتے ہوئے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے
اور لشکر میں پہونچکر نہایت تعریف نقابدار کلان اور نقابدار یاقوت پوش کی کی اور کہا کہ یہ لوگ نہایت
مردم دانا ہیں مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ گل کس گلستان کے ہیں اور کس سرو کے قمری ہیں اگر کسیطرح
یہ اپنے تئین مجھپر ظاہر کرتے تو میرا دل نہایت خوش ہوتا اور یہ کہ میرے ہی عاشق ہوکر آئے ہیں اور
مجھی سے مقابلہ چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے یہ کلام سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ تو آپکو معلوم ہے کہ جب
پروردگار عالم کسیکو کسی لائق کرتا ہے تو اسکے حاسد بہت پیدا ہوجاتے ہیں چنانچہ صدہا ملک آپ نے فتح کیے اور ہزارہا
کو زیر کیا اور لاکھون بندگان خدا کو راہ راست بتائی۔ یہ لوگ شوکت صاحبقرانی کو آپکی ملاحظہ
فرماتے ہیں تو رشک کرتے ہیں اور جلتے ہیں کہ اس منصب جلیل کو ہم بھی حاصل کرین یہ شعر
کیا آپ نے نہ سنا ہوگا بقول شاعر۔ شعر۔ بغض و حسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا + کیا کیا جلا کے
ساکھو بگولا نہ ڈھا کرتا ہے + یہ کینہ ہر شخص کے دل میں ہے ان سرخ پوشون کی لباس سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ یہ مدعی آتشین ہیں۔ بدیع الملک نے عرض کیا کہ کہنا حضور کا بجا ہے جیسا حضور نے ارشاد
فرمایا ہے وہ بہت درست اور راست ہے۔ اب یہان سے

دوسرے کلمے داستان فرحت انجام یعنی پہونچنا نقابدار یاقوت پوش کا کوہ سنبلہ پر اور ملاقات ہونا نقابدار زمرد پوش سے اور مطلب دلی کا حاصل ہونا۔ و باقی حالات متعلق داستان ہذا

راویان شیرین بیان اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہیں کہ جب خیمہ قریب
کوہ سنبلہ کے برپا کر چکے اور نقابدار یاقوت پوش کو اُس صحراے دلفزا میں لیگئے تو وہان کی ہوا کے
سرد نے دماغ جان میں صحت پہونچائی کہ نقابدار نے آنکھیں کھولیں عیار نے عرض کیا کہ منزل مقصود
پر حضور پہونچے صحرا کو ملاحظہ فرمائیے یہ سواری پر سے اُترے اور تمام طائران جو چہکتے تھے انکا تماشا
دیکھتے ہوے اور زمزمہ انکے سنتے ہوے اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ہمارے ہمراہ
جو طائر قفس میں ہیں کُل انکے قفس بھی اسی صحرا میں آویزان کیے جائیں کہ انکی وجہ سے یہ طائر صحرائی
چہکتے بھی ہیں اور بولتے ہیں کہ انکی آوازین مجھکو نہایت بھلی معلوم ہوتی ہیں اُسی وقت لشکر سے وہ طائر جو
پلے ہوے تھے منگوائے گئے اور بموجب حکم لٹکا دیے گئے اُدھر عیار نقابدار نے نقابدار کلان کو خبر
دی کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو شاہزادہ بہت جلد صحت پائیگا اور یہی حکیمون اور نجومیون سے
بھی لگے ہوے تھے نقابدار کلان یہ سنکر بہت خوش ہوے۔ اور باقی کُل لوازم شاہی کے مثل
بلبل و کوئل و کوکلا و پپیہا اس طرح کے جو طائر خوش بیان تھے وہ روانہ کیے گئے اور وہ بھی مثل
سابق کے درختون میں لٹکا دیے گئے۔ اب وہ صحرا گلستان ارم ہوگیا۔ نقابدار نے نقاب کو
اُٹھا دیا تھا اور صحرا کو ملاحظہ کرنا شروع کیا۔ اُس وقت اُن طائرون کا چہچہانا اور آوازین اُنکی نہایت

لطف دینے لگیں نقابدار یاقوت پوش کہتا تھا اپنے دل میں۔ شعر۔ سیر گلشن کروں یا جا کے
میں صحرا دیکھوں ٭ ہوں میں حیران کہ دونوں آنکھوں سے یا کیا دیکھوں ٭ شاہزادہ یعنی نقابدار
پھرتا تھا اور خوش ہوتا اور کوہ کو دیکھتا۔ یاقوت پوش کہتا تو آبشار پانی کی جو نہر میں گرتی ہے وہ
عجب لطف دیتی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کوہ پر کسی نے سہرا مقیش کا باندھ دیا ہے یہ
کوہ سنبلہ نہیں ہے بلکہ دولھا ہے۔ عیار نے عرض کیا کہ حضور نے یہ بھی تماشا دیکھا فرمایا کہ یہ غم زدہ
ہماری طرح ہے یہ آبشار نہ سمجھ اسکے بھی دیدۂ پر نم سے یہ آنسو بہہ رہے ہیں خدا اسکا دل دکھا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوہ بھی کسیکا عاشق ہے۔ عیار ہنسنے لگا اور یہ شعر پڑھا۔ شعر۔ سمجھ لیتے ہیں
مطلب اپنے طور پر سامع ٭ اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا ٭ یہ کہکر اسنے
جو لوگ کہ محرم راز تھے انھیں بلا لیا اور صحبت ناچ و رنگ کی ہونے لگی۔ اور دونی آتش عشق
اسکے سینے میں بھڑکنے لگی اور یہ اسکے ورد زبان تھا۔ اشعار۔ کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتے
ہے ٭ کوئی تلاش معیشت میں جان کھپاتے ہے ٭ میں تجھسے پوچھتا ہوں اے دل کدھر تو جاتے
ہے ٭ تو بھر کے آنکھ میں آنسو یہ کیا سناتے ہے ٭ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ٭ بلاکشان
محبت بکوئے یار روند ٭ کبھی بستر پہ تھے۔ شعر۔ ایک مدت پائے چنار رہے اک مدت گلشن
آرا کے ٭ برسوں ہوئے ہیں گھر سے نکلے اس عشق نے خانہ خرابی کے ٭ اور یہ شعر زبان
پر لائے۔ شعر۔ سنجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے ٭ کہ دشمن بھی مرے احوال پر
آنسو بہاتا ہے ٭ اگر کچھ بات کہتا ہوں مزا الفت کا جاتا ہے ٭ وگر خاموش رہتا ہوں کلیجہ
منہ کو آتا ہے ٭ ؎ مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد ٭ عیار کی جانب دیکھکر کہا کہ طبیبوں سے کہہ دو۔ مصرع۔ اے طبیبو مرے جینے کے کچھ
آثار نہیں مت کرو فکر دوا ٭ کہکر اس جلسہ کو برخاست کیا اور آپ تڑپ تڑپ کے
اسی انداز سے یہ شعر پڑھتے تھے اور صرف عیار انکے پاس بیٹھا تھا۔ یہ حالت انکی بیقراری کی
تھی کہ نقابدار زمرد پوش نے اجازت شکار نقابدار بزرگ سے لی اور عرض کیا کہ کوئی لڑائی اور
مقابلہ ابھی نہیں ہے اگر آپکی اجازت ہو تو دو ایک روز میں سیر شکار ہی میں مصروف رہوں
نقابدار بزرگ نے تصور کیا کہ اسکا روکنا مناسب نہیں ہے اور فرمایا کہ کسی کے لشکر میں جانے کا قصد
نہ کیجیے گا اور کسی کے صید کو صید نہ کیجیے گا۔ اچھا بسم اللہ آپ برائے شکار تشریف لیجائیے اور
خبر سے غافل نہ ہوجیے گا اور مجھے خبر دیتے رہیے گا اور بہت دور نہ جائیے گا۔ انھوں نے عرض
کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مطابق کلام حضور ہوگا اسمیں فرق نہ ہوگا۔ یہ عرض کرکے انھوں نے
اپنے عیار کی جانب دیکھا اور فرمایا کہ اسباب شکار بہم کرکے روانہ کرو۔ نقابدار بزرگ نے فرمایا
کہ کوہ سنبلہ کی جانب کو نہ جانا کہ وہاں نقابدار یاقوت پوش علیل ہوگیا ہے اسواسطے اسکے لیے
وہ دامن مستقل ہاسپتال قرار دیا گیا ہے عرض کیا کہ نہیں میں اور طرف شکار کھیلونگا۔ یہ کہکر
اور نقابدار بزرگ کو سلام کرکے باہر آئے۔ تمام سامان شکار جو عیار نے فراہم کیا تھا اسکو آگے
روانہ کیا اور شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنے عیار کو ہمراہ لیکر برائے شکار روانہ ہوا جس وقت
کہ اسباب وغیرہ مقام شکار پر پہونچ گیا تو خیمہ وغیرہ برپا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی پہونچ گئے
اور جو لوگ کہ شکار فراہم کرنے والے تھے انھوں نے شکار ڈھونڈھنا شروع کیا۔ شاہزادہ نے

کچھ دیر خیمہ میں استراحت کی اور اُسکے بعد اسباب شکاری زیب جسم کیا اور آپ بھی گھوڑے پر
سوار ہو کر مع رفقا چلے تو دیکھا کہ ایک طرف سے گلہ آہوؤں کا چلا آتا ہے شاہزادہ نے رفقا کو اشارہ
کیا تمام رفقا نے اُس گلہ کو گھیر لیا اور یہ سب کے سب صید افگنی کرنے لگے لیکن اُن آہووں
میں سے ایک آہو سے پرندہ طرارہ بھر کر اور جب شاہزادہ کا تیر اسکے برابر پہونچا ساتھ ہی وہ بھاگا شاہزادہ
نے کہا کہ تم لوگ اسی مقام پر رہو میں جب تک کہ اسکے کباب نہ کھاؤنگا مجھے تسکین نہوگی یہ کہکر
شاہزادہ نے گھوڑا اسکے پیچھے ڈالدیا لیکن عیار کو ہزار طرح کے اندیشہ تھے یہ بھی پیچھے پیچھے روانہ
ہوا اور یہ آہو اسقدر بھاگا کہ آ کر قریب کوہ سنبل کے پہونچا کہ دوسرا تیر اس شاہزادہ عالیقدر
نے مارا کہ یہ زمین پر گرا سامنے سے عیار نے آواز دی کہ سبحان اللہ یہ سنکر شاہزادہ نے
اُسے تکبیر کو پہونچایا کہ اتنے میں عیار نقادار آیا اور چاہا کہ میں بار اسکا لیکر چلوں کہ سامنے
اسکے کچھ خیمے اس صحرائے پر فضا میں نظر آئے عیار سے فرمایا خبر لا کہ یہ خیمہ کسکے ہیں اور یہاں کون
مقیم ہے عرض کیا کہ آپ کو اس سے کیا کام ہے انھوں نے کہا کہ کیوں نہیں کام ہے کون ایسا
شہریار و شاہزادہ ہے کہ جو اس مقام پر مقیم ہے آخر کو عیار چلا قریب اُن خیموں کے اپنی صورت کو
درویش نما بنا کر قریب ایک خیمہ کے آیا اور وہاں کچھ سوال کر کے بیٹھ گیا وہ خیمہ ایک طوائف کا
تھا اسنے فقیر سمجھ کر کچھ کھانے کو بھیجا اور یہ کھا پی کر اور خیمہ پر جانے کا قصہ ذکر کیا کہ یہاں سے
اف جتنے ہیں وہ پوشیدہ ہیں اگر اور کہیں جاؤگے تو اجنبی سمجھ کر مار ڈالے جاؤگے۔ جسنے کھانا
دیا تھا اُس سے انھوں نے کہا کہ فقیر کو تو کوئی نہیں مارے گا لیکن یہ نئی بات میں نے سُنی کہ دنیا
یہ کون شخص ہے کہ جو دشمن فقیروں کا ہے اسنے کہا کہ یہ نقادار با قوت پوش ہے اور علیل ہو کر یہاں آیا
ہے ہر شخص کی ممانعت اور منا ہی ہے اسوجہ سے ہم تمکو سمجھائے دیتے ہیں کہ یوں ہی پلٹ جاؤ۔ وہ خیمہ
جو معلوم ہوتا ہے وہ خیمہ نقادار بہادر کا ہے اُنکا دل ٹھکانے نہیں ہے یہ کہکر کچھ اور نقد بھی دیا اور کہا کہ جاؤ
اور دعا کرو کہ خداوند کریم اُنکو جلد صحت کلی عطا فرمائے۔ عیار یہ خبر لیکر وہاں سے اُلٹے پاؤں خدمت
میں اپنے شاہزادہ کے آیا اور ساری روداد اُس شخص نے جو کہی تھی بیان کی انھوں نے کہا کہ اب
میں کباب اُسی کے خیمہ میں لگاؤنگا اور اُس بیمار کو بھی کھلاؤنگا چاہے اسمیں میری جان جائے
یا رہے یہ کہکر چلے جب قریب خیمہ پہونچے تو آتے ہوئے ان لوگوں نے دیکھا اور بیساختہ عیار نے آواز
دی کہ ادھر زنانہ ہے یہ سنکر نقادار ہنسا اور کہا کہ یہاں زنانہ کا کیا کام ہے ہم تو آتے ہیں
یہ کہکر یہ نقادار خیمہ میں داخل ہوا اور دیکھا تو ایک جوان رعنا نہایت حسین نعرہ آہ آہ کے مار رہا ہے
اور ایک عالم بیہوشی کا طاری ہے کہ اب جو اسکی آنکھ کھلی تو اپنے سرہانے ایک نقادار کو پایا جھنجھلا کر اُٹھ بیٹھا
اور تلوار کو اٹھایا جو قریب اُسکے رکھی ہوئی تھی اور اسی عالم میں کہا کہ او بدلحاظ باوصفیکہ تجھ سے
میرے آدمی نے منع کیا مگر تو نے خیال نہ کیا تجھے تیری قضا لائی ہے اور یہ کہکر تلوار اٹھا کر سر نقادار پر
چلائی نقادار نے پھر کہا کہ اے شخص اگر تو قتل میرا اس جرم پر گوارا کرتا ہے تو میں حاضر ہوں میں اس
بے ادبی کی خود سزا چاہتا ہوں۔ شعر۔ اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہے جو
مزاج یار میں آئے + جب یہ کہا تو انھوں نے تلوار کو روکا۔ انھوں نے کہا کہ باعث تمھارے آنے
کا کیا ہوا۔ انھوں نے کہا کہ میں یہ سمجھا تھا کہ یہ خیمہ کسی بہادر کا ہے اور آہو کو میں نے صید کیا تھا تو
یہ خیال ہوا کہ اس خیمہ میں جا کر کباب اس آہو کے میں لگاؤنگا اور خود بھی کھاؤنگا اور صاحب خیمہ کو بھی

کھلاؤنگا اگر ایسا مین جانتا کہ آپ ایسے دل چلے وہان موجود ہونگے تو کبھی ایسا مین قصد نہ کرتا اُسوقت
اُس نے یعنی سہراب بن رستم نے سر جھکا لیا اور کہا کہ کباب تو مین نہ کھاؤنگا مگر اگر تم آئے ہو تو
بیٹھو۔ اُنھون نے کہا مین ایک نقل بیان کرونگا مجھے یاد آگئی ہی کہ جو خدا تمھارا ہی وہ میرا ہی لیکن
مین تجھسے بیان کرتا ہون کہ اُس پاک پروردگار عالم وخالق عز و جل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار جو نبی
برحق بھیجے تھے اسمین سے ایک ہی کہ نام اُنکا ابراہیم علیہ السلام تھا ایک روز شب کو وہ عبادت
کر رہے تھے کہ آواز آئی اے ابراہیم جسوقت تم نماز صبح پڑھکر اپنے گھر سے نکلنا جو شی کہ پہلے
سامنے آجاے اُسے کھالینا اور دوسرے مقام پر جو شی نظر آئے اُسکو دفن کر دینا اور تیسرے
مقام پر جو پہونچنا اور جو چیز دیکھنا تو اُس سے تنفر کرنا اور بھاگنا۔ یہ سنکر اُنھون نے عرض کیا کہ
انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ غرضکہ اُنھون نے وہ شب بسر کی جب وقت صبح نمودار ہو تو یہ نماز صبح
سے فراغت کر کے گھر سے صحرا کی جانب چلے تھوڑی دور بڑھکر دیکھا تو ایک پہاڑ
دکھائی دیا اُنھون نے تصور کیا کہ خدا کا حکم بجالاؤنگا اور اُسے کھاؤنگا یہ کہکر اسطرف کو بڑھے جو جو یہ
اُسکے قریب جاتے تھے وہ پہاڑ کم ہوتا جاتا تھا۔ جب بالکل قریب پہونچ گئے تو دیکھا کہ ایک
تھال ہی اور اُسمین حلواے گرم رکھا ہوا ہی اور اُسمین سے دھوان یعنی بھاپ اُٹھ رہی ہی جو
اُنھین پہاڑ نظر آئی دیتا تھا بس یہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر بیٹھ گئے اور اُسکو تناول فرمایا
ایسا ذائقہ اُسکا تھا کہ اپنی عمر مین اُنھون نے ویسی نعمت دنیا مین نہ کھائی تھی یہ شکر کرتے
ہوے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک طباق زر وجواہر سے مملو ایک مقام پر رکھا ہوا ہی اُنھون نے
اُس طباق کو زمین کھود کر اُسمین دفن کیا اور قصد کیا کہ آگے بڑھون دیکھا تو وہ طباق مملو زر
و جواہر پھر نمایان ہوا۔ ابکی اُنھون نے تا بہ کمر کھود کے دفن کیا اور پھر چلے پھر دیکھا کہ وہ طباق
اُسی مقام پر رکھا ہی۔ تیسری مرتبہ اُنھون نے قد آدم کھود کر دفن کر دیا اور چلے دیکھا کہ وہ طباق
پھر رکھا ہوا ہی۔ اُنھون نے تصور کیا کہ مجھے جو حکم تھا اُسے بجالایا نہین معلوم یہ کیسے مقدر کا ہی
یہ کہکر آگے بڑھے تو دیکھا اُنھون نے کہ سامنے ایک لاش سڑی ہوئی پڑی ہی کہ جیسے کوئی جانور
بھی نہین پوچھتا اور ایسی بدبو ہی کہ وہان کوئی آدمی ٹھہر نہین سکتا پس یہ معرکہ دیکھکر وہان سے
توبہ توبہ کرتے ہوے بھاگے اور اپنے مکان پر آکر بیٹھے وہ دن بسر کیا اور شب کو اُنھون
نے استغاثہ درگاہ باری تعالی مین کیا اور عرض کیا کہ اے خالق مین اِس راز سربستہ کو نہ سمجھا
کہ یہ کیا تھا۔ مین چاہتا ہون کہ مجھے اس سے آگاہ فرما۔ آواز آئی کہ جو تمھین پہلے چیز ملی تھی وہ کیا تھی
عرض کیا کہ وہ حلوا تھا کہ جسکو مین نے بموجب تیرے حکم کے کھایا اور کبھی اپنی حیات مین ایسی
ذائقہ کی چیز نہ کھائی تھی اُسوقت ارشاد ہوا کہ وہ غصہ تھا وہ جو کہ کھا گیا اور جو اسکو برداشت
کریگا اُسے اُس نعمت کا حال معلوم ہوگا۔ اور دوسرے مقام پر جو طباق مملو بہ زر و جواہر دیکھا تھا
وہ اے ابراہیم نیکی ہی کہ اسے لاکھ چھپاؤ مگر نہین چھپتی ہی اور وہ تیسرا مقام جہان کہ تمنے لاش سڑی
ہوئی دیکھی تھی وہ غیبت ہی جو کوئی کسی کی غیبت کریگا اور کسی کے پردے کو فاش کریگا یہی گوشت
اُسکو مین کھلاؤنگا تو اے جوان اُس غیبت کا حال اور غصہ کا حال تو نے سنا۔ سہراب نے
سر کو جھکا لیا اور کہا کہ تمھارا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ معلم گری بھی آپ نے کی ہی اور مجھ سے نکتے بھی آپ کو
یاد ہین کہ جو آپ نے مجھے سنائے اور آگاہ کیا معاف فرمائیے۔ اب آپ کباب لگانے کا حکم دیجیے

اور کبھی یہ کہکر ایک نعرہ آہ کا مارا اور یہ شعر پڑھا ؎ دن کٹا فریاد مین اور رات زاری مین کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی + اور گاہے یہ شعر پڑھتا تھا ؎ شب فراق تو جو تیون
کٹی بہ نالہ و آہ + یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ + گاہے یہ شعر پڑھتا تھا ؎ جھٹپٹا وقت
ہی بہتا ہوا دریا ٹھہرا + صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا + اسوقت نقابدار نے کہا کہ اے
عزیز یہ کیا حال تیرا ہی مجھے بھی اس سے آگاہ کر شاید کہ ہمین بعضے برآرد پروبال ۔ یہ کلام
نیک انجام سنکر اسنے بیان کیا کہ یہ امر نہایت ہی دشوار ہی اسکا سننا اچھا نہین ہی کیونکہ جو مرض
لا علاج ہو جاتا ہی اسکی دوا نا ممکن ہی اسی طرح میرا فسانہ ہی ہان تمہارے آنے سے اتنا ہوا کہ
میرا جی کچھ تھوڑا سا بہل گیا لیکن میرا حال قابل بیان نہین ہی کیونکہ تم خیال کرو کہ ؎ ابھی تو
وہ حالت ہی کہ جون بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہی ۔ اور یہ کہکر اسکی
آنکھون سے آنسو بہنے لگے اسوقت نقابدار نے ارشاد فرمایا کہ اے دوست تدبیر ہر شی کی فرض
ہی اور ساتھ صبر بھی لازم ہی کیا تو نے سنا نہین ہی مصرع ۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد
یہ فرماکر کہا کہ کچھ تو مین بھی سمجھ گیا ہون لیکن بغیر تمہارے بیان کیے ٹھیک نہین سمجھ سکتا اسوقت
سہراب نے نعرہ کھینچنا شروع کیا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اسطرح گویا ہوا کہ ای نقابدار
سبز پوش ہم بڑی دور سے اس بیابان گردباد کے اشتیاق مین آتے تھے اور برجیس آفتاب
پرست کے مقابلہ کا نہایت اشتیاق تھا وہ ہوا اب اسکو کچھ طرف گلستان باختر سے
فتح لکھا اور بات یہ ہی کہ اسکی بہن غزیالے سیمین تن پر مین عاشق ہون آپ کے اشتیاق مین یہان
پہونچا تھا ۔ بعد چلے جانے برجیس آفتاب پرست کے اسکے وزیر نے کہ نام اسکا طاؤس ہے
مجھسے یہ روداد ملکہ کی بیان کی کہ وہ گوہر نایاب دریا سے بے پایان جفا سے اور تنگ جن
دم وہ کے زندگی سے تنگ ہوکر دریا مین کود پڑی اور غریق رحمت الٰہی اب اسکا پتہ نہین معلوم ہوتا بس اب اگر
اس سے ملاقات ہوگی تو حشر مین ہوگی اسوجہ سے مین اپنی حیات کو برا سمجھتا ہون اور
چاہتا ہون کہ جلد اس ملک فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر جاؤن ۔ نقابدار نے یہ کلام
سنکر فرمایا کہ اے بھائی خدا کو یاد کرو کہ وہ پروردگار عالم ایسا ہی کہ مردون کو زندہ کرتا ہی اور
زندون کو مردہ کرتا ہی اور وہی بچھڑون سے ملا دیتا ہی کیا تمنے حضرت آدم علیہ السلام کا حال
نہین سنا ہی کہ جب جنت سے علیحدہ کیے گئے تو حضرت آدم الگ چلے گئے اور حضرت حوا
علیہا السلام الگ چلی گئین اور حضرت آدم فراق جناب حوا مین تین سو برس تک روتے رہے
آخر کو خداوند کریم نے انکے حال پر رحم کیا اور انکی زبان پر وہ کلمہ جاری ہوا یعنی اشہد ان
لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ ۔ اسوقت پروردگار عالم
کو رحم آیا اور کہا کہ دعا تمہاری قبول ہوئی اور دیکھا کہ جناب حوا اور مین ایک ہی مقام پر تو
بیٹھا ہون ۔ پس یہ امر سب راست ہین اگر تم بھی اپنے قلب کو رجوع کرو اور مین اسمین
کوشش کرتا ہون اور ایک اسم پڑھتا ہون کہ یقین ہی کہ ملکہ ابھی تم سے آکر ملجائے لیکن ساتھ
اس شرط کے کہ یہ کباب جو تیار ہوکر آئے ہین دو چار تم بھی کھاؤ اور مین بھی کھاؤن کیونکہ
میرے کھانے کا وقت گذر گیا ہی اور انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ تمہارے کھانے کا بھی
وقت گذر گیا ہوا اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ شاید آپنے کھانا کئی روز سے نہین کھایا ہی اسوقت

دوسرے نقابدار نے عرض کیا کہ آج تیسرا یہ تمھارا روز ہوا ہی کہ قسم اناج سے منھ پر کھیل بھی اُڑ کر
نہین گئی ہی جب ایسی ہی پیاس وغیرہ معلوم ہوتی ہی تو کچھ شربت وغیرہ نوش فرما لیتے ہین اگر
آپ اسمین کدو کاوش کرین تو شاید کچھ نوش فرمائین ۔ نقابدار نے آواز دی کہ لاؤ کباب
اُسی وقت پلیٹین کبابون کی حاضر کی گئین ۔ نقابدار نے کہا کہ کھاؤ ۔ انھون نے کہا کہ یہ تو مجھسے
نہ ہوگا ۔ انھون نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون کہ مین تمکو ملکہ خرباسے سیمتن سے ضرور ملا دونگا
اسنے کہا کہ کیا تم کوئی بڑے عامل ہو فرمایا کہ ہان ۔ اسنے کہا اگر ایسا ہو گا تو مین تمھارا مرکا[illegible]
انھون نے کہا بہتر ہی آپ ایسا ہی سمجھینگا اور مین نے اپنا خون بھی آپ کو بحل و معاف کیا
اور از برائے خدا اسکو کھاؤ اور نہایت شفقت اور مہربانی سے نقابدار عالیمقدار نے کباب سہراب
بن رستم کے منھ مین دیا ۔ انھون نے وہ کباب کھایا اور آپ بھی اس نقابدار نے کھایا ۔
اب انھون نے پانچ چار کباب خود بھی کھائے اور سہراب بن رستم کو بھی کھلائے ۔ جب
کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو انھون نے کہا کہ اے نقابدار اب تو ملکہ کے ملنے کی کرو نہین تو
تم نے یہ دامن سپہ گری سے جو اپنا منھ چھپایا ہی اتنی تلوارین مارونگا کہ مثل آہو کے تمھارا
گوشت بھی روان دوان ہوگا ۔ یہ سُنکر نقابدار ہنسا اور کہا کہ مجھے عالم مین کوئی گوشہ تنہا
بیٹھنے کا بتا دیجیے تاکہ اسمین بیٹھکر مین عمل پڑھون اور چند بخورات منگا دیجیے اُسوقت اسنے
اپنے عیار کو حکم دیا کہ جو یہ کہین وہ انکو جلد لا دے اسی وقت اس عیار نے یعنی سیارہ ثانی
نے تمام چیزین جو جو انھون نے لکھی تھین حاضر کین اور ایک گوشہ تنہا انکے لیے بتا دیا اُسوقت
یہ اس مقام پر جا کر بیٹھے اور اسنے اپنے عیار سے کہا کہ گرد اسکے پہرا مقرر کر دے ایسا نہو کہ یہ
نقابدار مجھے دھوکا دیکر بھاگ جائے وہی حال ہو بقول شاعر ۔ شعر ۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ٭ گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ
ادھر کے ہوئے ۔ سیارہ نے چارطرف کو تیر انداز دور دور کو مقرر کیے اور کہا کہ شاید یہ نقابدار
نکلنا چاہے تو جسطرف سے یہ نکلنے کا قصد کرے تو فوراً تیرون کو سر کرنا کہ حکم میرے آقا کا یہی ہے ۔
غرضکہ یہ بندوبست عیار نقابدار نے کیا اور دل مین ہنسا اور یہ خیال کیا کہ لگی ایسی ہی ہوتی ہی
جیسا کہ یہ انتظام کر رہا ہی ۔ اس اثنا مین نقابدار نے اپنے عیار یعنی لاہور کو طلب کیا اور ایک
رقعہ لکھکر اس مضمون کا اسے دیا ۔ مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ملکہ سیمتن الحمد بعد کہ وقت تمھارا
اور سہراب کا قریب آگیا ہی اور یقین ہی کہ تم اس سے جلد ملو گی بس تمھین لازم ہی کہ دیکھتے ہی
رقعہ ہذا کے فوراً اپنے کو جسطرح کہ بیٹھی ہو اُسی طرح مجھ تک پہونچاؤ کہ مین خیمہ سہراب مین ہون اور
اگر عرصہ تمھارے آنے مین ہوگا تو پھر زندہ سہراب کو نہ پاؤ گی اور یہ جو مین نے
کیا ہی تو اب مجھسے حالت تمھارے مریض کی دیکھی نہین جاتی ۔ یہ رقعہ لکھکر لاہور کو دیا اور وہ سے
روانہ کیا ۔ ادھر اب جو اسنے دیکھا تو سہراب نے ایک نعرہ آہ کا مارا اور یہ شعر ورد زبان کیا ۔ شعر

اب تلک دھوم مچی تھی مری رسوائی کی
ضبط کا دعوے تھا آخر ہجر مین جلا اُٹھے

ضعف اگر کرتا نہ میری پردہ داری اندنون
اے ہوس یہ کیا ہوئی خستگی تمھاری اندنون

یہ شعر پڑھکر پھر ایک عالم بیہوشی کا اسیر ہو گیا ۔ نقابدار حال اسکا دیکھتے تھے اور افسوس کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ لا ہونے پڑا ہو صدمہ کیا ۔ غرضکہ یہ تو یہان اسطرح اپنے دل سے مشورہ کر رہے تھے

کہ اس اثناء مین لاہور قریب ملکہ فریا کے سیمتن کے ہونچا اور جاکر اسنے رقعہ پیشکش کیا۔ پڑھکر ملکہ
نے رقعہ کو اسیوقت انتظام سواری کا کیا اور دو مہریان جو محافہ ملکہ کا اُٹھاتی تھین وہ سب کی سب اپنی اپنی
وردیان پہنکر جلدی سے تیار ہوئین وہ کرتیان کمخواب کی جو کمخواب مین آلی زین وہ زیبا سے تن
کیین اور حاضر ہوئین۔ کمخواب کی کرتیان وہ اُنکے پاؤن کی پھرتیان کہ صبا سے تیز بھی اُنکے پاکی پرو گر
تھی ایسے انداز سے محافہ لائین اور لاکر حاضر کیا۔ ملکہ اُسی لباس سے اس محافہ مین آبیٹھی آگے
آگے لاہور اور پیچھے محافہ ملکہ کا لیے ہوئے کوہ سلیل کی جانب چلا آتا ہی۔ یہان عرصہ جو ہوا تو
سہراب نے آنکھین کھول کر یہ شعر پڑھا۔ شعر۔ آنکھون مین دم آیا ہی وہ ابتک نہین آیا +
قاصد نہ کہین بھولا ہو رستہ میرے گھر کا + آواز دی کہ اے نقابدار کیا اسم تمام ہوگیا یا مین ہی
تمام ہو جاؤنگا جب یہ اسم تمام ہوگا۔ نقابدار نے کہا کہ اے سہراب تو نے تو ہمارے قتل کا بیڑہ
ہر چہار طرف کردیا ہی بھاگ سکتا نہین بقول شاعر۔ سے اُٹھین گو کہ بارھوان سال ہی یہ وصال
مین یہ مقال ہی + ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس + ترے بوسے جھڑنے لگے
خرزہ تڑپ تو بلبل زار بس + جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس + تو شہیدی
بار سیہ سے کہہ وہ شراب پیتے ہون جسجگہ + وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین
جا برس + نقابدار نے یہ اشعار پڑھکر کہا کہ صبر کر اور دل مین کہتا تھا کہ نہ معلوم کیا سبب ہی کہ جو آتا
اتنا عرصہ کیا۔ مین وہان جاسکتا نہین۔ اسی اثنا مین دیکھا کہ یک بیک چند مہریان محافہ کو لیے
ہوئے در سہراب پر آئین اور محافہ کو رکھ دیا اور عرض کیا کہ ملکہ صاحبہ تشریف لائی ہین کوئی یہان
ہی۔ تو پہلے سیارہ ثانی عیار باہر نکلگیا اور کہا بسم اللہ انکو اُتار دو۔ مہریون نے محافہ اندر خیمہ کے
لگا دیا ملکہ اُتری۔ یہ معلوم ہوا کہ ہلال نمودار ہوا یا وصفیکہ یہ نازنین نہایت پریشان تھی لیکن بقول
شاعر۔ شعر۔ وگرچہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہی + یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہی + اس نازنین
نے جو تصویر تھی اُسکو دیکھا اور اسی مریض کو دیکھا تصویر مطابق پائی۔ ادھر اس مریض عشق نے
بھی اپنی شبیہہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ شعر۔ سیخ کباب بن کے جو لیتا ہون کروٹین + او بادہ نوش
اب کبھی آنچ پر تپیدہ ہون + بس یہ کہتا تھا کہ ملکہ پڑھی اسقدر فرحت ہوئی کہ گمان شادی مرگ
ظاہر ہوا اور آواز دی تھی۔ شعر۔ مرنا تو مقدم ہی رہا ن نکلجاے + سر زانو پہ ہو تیرے اور جان نکلجا
بس یہ کہکر سہراب بیہوش ہوگئے اور ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے۔ ملکہ نے یہ حال دیکھکر نقابدار
سے کہا کہ خداہی رحم کرے کہ اس تن بیجان مین جان آئے۔ نقابدار نے کہا کہ ابھی کا کل مشکین
بو سنگھاؤ تو سہراب کو ہوش آئے۔ ملکہ نے کہا کہ اسوقت مجھے ایک نقل یاد آئی ہی وہ یہ کہ مین نے
سُنا ہی کہ جب چوہا مر جاے تو اُسے گوبر سنگھاؤ تو وہ جی اُٹھتا ہی بھلا میرے بالون کے سنگھانے
سے کیا فائدہ ہوگا۔ نقابدار نے کہا کہ یہ وقت مذاق کا نہین ہی۔ اسنے اپنا انچل اسپر ڈالا اور زلف
عنبرین کی بو سنگھانے لگی۔ نقابدار نے فرمایا۔ شعر۔ خون ناحق کہین چھپتا ہی چھپانے سے ترے
کیون یہ بیٹھی ہین مری لاش پہ دامن ڈالے + سکہ مرجانے کا قائل نے نرالا ڈھب نکالا ہی
سبھون سے پوچھتا ہی اسکو کسنے مار ڈالا ہی + تھوڑی دیر مین کچھ سانس کی آمد ورفت شروع ہوئی
ملکہ نے سجدہ شکر کیا اور کہا کہ میرے خالق عزوجل نے رحم فرمایا اور مجھ مصیبت زدہ کی داد رسی کی
بس سہراب نے آنکھین کھولین اور پھر بند کرلین اس خیال سے کہ یہ خواب مین دیکھ رہا ہون لیکن

که بیداری مین یه تصویر پھر نه دکھائی دے۔ ملکه اسکا عندیه سمجھ گئی اور کہا که آنکھین کھولو یه خواب نہین
ہی عین بیداری ہی۔ جب یه کلام ملکه کا سُنا تو آنکھین اسنے کھولدین اور اٹھ بیٹھا اور کہا که اے
نقابدار مجھے معلوم ہوا که تو نہایت ہی کامل ہی کسی درویش کا تو شاگرد ہی اور یه کمال ظاہر ہے
که تو نے ملکه کی شبیه کو بلا دیا ملکه کہا مین کہا اس کلام پر نقابدار ہنس پڑے اور کہا که تم خود ملکه
سے پوچھ لو که تم پر کیا گذری۔ سہراب نے کہا که اے ملکه بیان کرو که تم یہان کیونکر آئین حالانکه مجھے
یقین نہین ہی که تم زنده ملکه ہو۔ ملکه نے کہا۔ شعر۔ کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی + رگ
رگ مین نشتر غم ہو کہین کہان کہان کی + المختصر اصل یه ہی که ارژنگ بن زمرد میری تصویر پر
عاشق ہو کر آیا میرے بھائی نے اُس سے مقابله کیا اُسکے خادم سحر مقدم پر لا تھا اسنے سجده کرا یا شہ مین
رہنے لگا۔ حسب اتفاق یه تمہاری تصویر جو ہی میرے ہاتھ آئی مین ہمه تن عاشق ہوئی اُسی جستجو
قریب کوه دریا تھا وہان دل بہلانے گئی۔ یہان اسکے وزیر حقائق نے ایسی سازش کی که دستے
پانی پلا کر سحر سے اچھا کر دیا۔ یه میری تلاش مین کوه پر پہونچا پس مین نے اسی مین بچاؤ جانا که
دریا مین کود پڑون یه خیال کرتے ہی مین دھم سے دریا مین کود پڑی۔ اے شہریار بمثل مشہور ہی
جاکو راکھے سائیان مار نه ساکے کوے + بال نه بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوے شعر اگر تیغ عالم بجنبد
ز جاے نه برد رگی تا نخواہد خداے + غرضکه خداوند کریم نے میری کشتی تن کو ساحل مراد پر پہونچا دیا
ایک ماہی فروش نے مجھے ڈوبتا دیکھکر نکالا اور اپنی دختر بنایا اور اپنے گھر لے گیا وہان چند
روز گذرے تھے که وہان کے بادشاه کو معلوم ہوا وه در پے میری آبرو کا ہوا اور مجھے ایک قلعه
مین لیگیا که وه صاحب قلعه اس ماہی گیر کا عزیز تھا یه خبر بادشاه ملک یعنی ضیغم شیر شکار کو ہوئی
وه قلعه پر چڑھ دوڑا اور حمله کرکے چلا مین نے خدا سے دعا کی اور قصد کیا که انگوٹھی الماس کی
چاٹ جاؤن که دیکھا که گرد اٹھی۔ یه نقابدار زمرد پوش تنہا اگر اس مجمع مین پہونچے اور ہم لوگو کا
گریه شکر اسکو منع کیا اسلیے نه مانا آخر کو اس نے جنگ کی انھون نے اسکو زیر کیا اور سوال
کلمه کا کیا آخرکار وه مسلمان ہوا مین نے اس نقابدار سے کل تمہارا حال بیان کیا انھون نے
فرمایا که جسطرح ہوسکیگا تمھین وہان تک پہونچا دونگا که میرا ابھی قصد بیابان گردباد کا ہی اسوقت
سے مین اسی شہریار عالیوقار کے ہمراه ہون۔ بس یه سُنا تھا که اسمین توانائی آگئی اور کہا که
اے مسیحاے زمان تو نے میرے اوپر وه احسان کیا ہی که بس تا زنده ہم بنده ہم یه کہکر
چلا مگر پاؤن لڑکھڑا رہے تھے اور یه شعر پڑھتا تھا۔ شعر۔ حال ہی مجھ ناتوان کا مرغ بسمل کی
تڑپ + ہر قدم پر ہی گمان یان رہگیا وان رہگیا + اور قریب نقابدار کے پہونچکر اسنے عرض کیا
که خدا کے واسطے میری اُن گستاخیون کو جو حضور کی جناب مین ہوئی ہین معاف فرمایئے گا اور
آپ اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے فدوی کو آگاه فرمایئے۔ نقابدار نے کہا که باعث اس
نقاب ڈالنے کا یه ہی که بروقت مقابلے کے۔ نقاب کھلنے کی اور اسکو بھی معاف فرمایئے اسنے کہا
که ہرگز نہین مجھے تو آپ نے بے پرده کر دیا اب مین کب مانتا ہون اور یه کہکر اسنے بند نقاب
پر ہاتھ ڈال دیا اور نقاب کو چہره پر سے ہٹا دیا۔ نقاب کا ہٹنا تھا معلوم ہوا که گویا آفتاب بادل
مین سے نکل آیا اسنے کہا که جوانیا حسین اور شکیل ہوا اور وه ہرگز از جانب ملکه توجه نکرے ایسا
ثابت قدم اور صاحب وضع کون ہوگا معلوم ہوتا ہی که یه کوئی خاندان صاحبقرانی سے ہی اور یه

دیکھکر کہا کہ آپ کو قسم ہی اسی پیدا کرنے والے کی کہ جسنے تمام عالم کو خلق فرمایا کہ مجھسے آپ اپنے خاندان
کا حال نہ چھپایئے کیونکہ آپ میرے محرم ہوجایئے اور مین آپکا محرم ہوجاؤن۔ انھون نے کہا کہ اے
شخص نام میرا رفیع البخت ہی اور مین بیٹا ہون شاہزادہ بدیع الملک کا کہ جسنے تم مقابلہ کرنے
آئے ہو اور مین طلسم اب گینۂ سلیمانی کو فتح کرکے آتا ہون کیونکہ نانا میرے نوذرق پرست کو چند
ساحرون نے مار ڈالا تھا اُسی غم مین میری مان کا بھی انتقال ہوا لیکن دریابار جادو نے ایک
مقبرہ اُنکا بنادیا تھا حسب اتفاق کہ شاہزادہ بدیع الملک اس طلسم پر تشریف لیگئے تو وہ زمانہ
تھا کہ میری مان اور ماموون کو اُس بادشاہ طلسم نے نہایت سحر مین تیار کیا اور میری مان کو نصف
طلسم کا بادشاہ کیا اور اپنے بیٹے کو وزیر کیا جب کہ بدیع الملک نے نصف طلسم کو فتح کیا میری
والدہ سے عقد کیا اور مزار پر نانا کے آئے تو اسوقت بعد فاتحہ کے بیہوش ہوگئے تو نانا نے خواب مین
کہا کہ اے شاہزادے تمھارے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا تم نام اُسکا رفیع البخت رکھنا کہ وہ میرے
قاتلون کو قتل کریگا اور میرے خون ناحق کا بدلا اُس سے ہوگا اور یہ محضر جو دیتا ہون وہ اُسکو تم
دے دینا۔ غرضکہ جب پیدا ہوکر پرورش پائی اور لشکر مین آیا تو میرے والد نے مجھے وہ محضر دیا
مین نے اپنے نانا کے قاتلون کو مارا اور اپنے نانا مرحوم کے خون کا عوض لیا اور طلسم کو فتح
کرکے بیابان گردباد مین داخل ہوا اور دوسرے نقابدار بزرگ جو ہین اُنکا حال مین نہین
بیان کرسکتا اب تم کو لائق و لازم ہی کہ یہ امر کبھی افشا نہونے پائے اُسکو مین جانتا ہون یا تم جانتے
ہو۔ اسنے عرض کیا کہ میرا نام سہراب بن رستم ہی اور جو ساتھ میرے نقابدار تھے شہریار عالیوقار
ہین وہ ایرج نوجوان کے صاحبزادے ہین ایک میرے والد اور دوسرے میرے چچا یہ نہایت
زور آور اور بہادر ہین فی الحال والد کا میرے پتہ نہین ہی نہین معلوم لشکر سے کسطرف نکل گئے
اُنکی مجھکو بھی تلاش ہی اور یہ کہکر دونون آپس مین گلے ملے اور بغلگیر ہوئے اور پھر سے نقابین
چہرون پر ڈال لین۔ یہ معرکہ دیکھکر سپاہ ثانی بہت خوش ہوا اور سپہ سالار لشکر نقابداران مین
پہونچا اور آکر نقابدار سے عرض کیا کہ مبارک ہو۔ نقابدار زمردپوش نے علاج لڑکے فرزند
دلبند کا کیا اب ماشاءاللہ سے وہ اچھے ہین جو مرض تھا وہ دفع ہوگیا یعنی یہ کہ ملکہ ثریا سے
سیمتن سے اُنکو ملا دیا چلیے اب اپنی بہو کو لے آیئے۔ یہ سنکر نقابدار کو نہایت خوشی اور مسرت
ہوئی اور سب سے کہا کہ چلو۔ اسوقت جسقدر سوار تھے اپنے کو آراستہ کرکے حاضر ہوئے
اور بہت سے محافہ اور بھی ساتھ لیے اور جو بادشاہ اُس لشکر کا تھا وہ اور جو بادشاہ اُس لشکر
مین تھے وہ اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرکے خدمت مین نقابدار کے آئے اور رنگ برنگی باجے
بجنے لگے نشان باذون کے پھریرے کھل گئے کہ جسطرح سے دولھا کی برات جاتی ہی آپس مین یہ
کہتے ہوئے کہ نام رسکا یعنی کوہ کا کوہ سنبلہ ہی ہمکو ڈر تھا کہ پریشانی حاصل ہوگی لیکن اُسنے
وہ خوشی کی راہین دکھلائین کہ جسکا شکر یہ ہم لوگ ادا نہین کرسکتے یہ کہتے ہوئے قریب کوہ کے پہونچے
نقابدار زمردپوش نے کہا کہ اے بھائی خدا حافظ و ناصر ہم جاتے ہین دیکھو تو اس جنگل مین کیا
تمھاری کل فوج تمھین لینے کو آئی ہی اب تم سدھارو اور ہم بھی جاتے ہین نقابدار جیوش نے کہا
کہا کہ پہلے مجھے وہان تک پہونچا تو دیجیے۔ اس گفتگو کے بعد نقابدار سرخ پوش کلان کو جو خبر ہوئی
کہ نقابدار جاتا ہی انھون نے بہت جلد اپنے کو پہونچا کر نقابدار کو آغوش تمنا مین کھینچا اور بغلگیر ہوا

اور کہا کہ اے محسن عجیب تمنے کام کیا کہ جسکا شکریہ ہم ادا نہین کر سکتے اب ہماری بارگاہ تک چلیے
انھون نے کہا کہ یہ اک راز ہے اسکو آپ افشا نہ کریے انشاء اللہ مین بھی شریک آپ کا ہونگا۔ اور
یہ کہکر نقابدار رخصت ہوکر اپنے عیار کو لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہان ملکہ سریاے
سیتمن کو محافہ جواہر نگار مین سوار کرکے زر و جواہر تصدق کرتے ہوئے اپنی بارگاہ کی جانب
لے چلے اور جو محافہ کہ انکے لینے کو آئے تھے وہ سب ساتھ تھے۔ غرضکہ یہ اس راہ کو طی کرکے بارگاہ
مین آئے اور ملکہ کو ناموس مین اُتارا اور حمام وغیرہ کرا کے اک جاے عمدہ پر بٹھایا۔ ادھر یہ نقابدار
یاقوت پوش بھی اپنی بارگاہ مین آئے اور سب بارگاہ مین بیٹھے اور صحبت ناچ و رنگ اور غلغلہ
ہوشاہوش و نوشانوش کی بلند ہوئی۔ گویا روز روز عید سے کم نہ تھا اب نقابدار زمرد پوش نے
اپنے لشکر مین پہونچکر دو رکعت نماز شکریہ ادا کی اور عرض کیا کہ مین امانت عہد سے ادا ہوا اور اے
پروردگار عالم تو نے مجھے ثابت قدم رکھا تیری ہی بندہ نوازی تھی نہین تو یہ وہ مقام تھا کہ قدم
لوگ ہی جلتے ہین یہ دعا کرکے اپنے لشکر سے فرمایا کہ بارگاہ کی جانب کو چلو یہ سب لشکر اسباب
شکار بار کرکے طرف بارگاہ کے روانہ ہوئے بہت سے صید و شکار اپنے ہمراہ لیکر خدمت مین
نقابدار بزرگ کے پہونچے۔ جھک کر مجرا کیا۔ نقابدار بزرگ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بہت
تمنے عرصہ کیا۔ اسکا کیا سبب تھا عرض کیا کہ مین مشغول شکار رہا کیونکہ میرا دل کسیقدر تنگ تھا
اسوجہ سے عرصہ ہوا میری خطا کو معاف فرمایے گا۔ نقابدار نے کہا کہ آج سرچوشون مین بہت
بڑی دھوم دھام ہے نہین معلوم کہ خداوند کریم نے انکو کیا خوشی عنایت فرمائی ہے یہ تذکرہ تھا کہ
جوڑی ہرکارہ کی حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ بعد دعا و ثنا کے کہ نقابدار جو علیل تھے تندرست
ہوئی اور جسکا وہ عاشق تھا وہ وہان پہونچ گیا سب کو اسکی خوشی ہے اور نقابدار کو کوہ سنبل
سے بارگاہ مین لے آئے ہین خیر و عافیت ہے اور کچھ لوگ جستجو کر رہے ہین کہ یہ کون تھا جسنے اسکے
محبوب سے ملا دیا بعضے کہہ رہے ہین کہ یہ سب باعث نقابدار زمرد پوش کا ہے نقابدار بزرگ نے کہا
کہ کچھ تمھاری شرکت ہوئی عرض کیا کہ ہان ملکہ سریاے سیتمن کو جسپر وہ عاشق تھا اسے عقد با
انھون نے شاباش اور مرحبا کہا اور اپنے اپنے دنگل پر آئے سب صاحب متمکن ہوئے
غرضکہ یہان نقابداران سرخ پوشون مین محفل ناچ و رنگ موقوف ہونے کے بعد نقابدار سرجوش کلان
نے کہا کہ اے فرزند مین نے طبل جنگ ہر اسواسطے مقابلہ بدیع الملک کے جب تمھارا یہ حال ہوا
تو مین نے طبل جنگ موقوف رکھا اب کیا راے ہے۔ انھون نے سر جھکالیا اور عرض کیا کہ کیا عرض
کرون یہ امر قابل بیان کرنے کے نہین ہے پوچھا کہ کیون عرض کیا کہ اس راز کو منع کیا ہے نقابدار اسکے
اگر آپکا جی چاہے تو آپ شاہزادہ بدیع الملک سے مقابلہ کیجیے ورنہ مین تو زبان ہار چکا ہون کہ
ان لوگون سے مین مقابلہ نہین کرونگا آپکو اختیار ہے۔ یہ سنکر شہریار عالیوقار نے فرمایا کہ اے فرزند
جس زمانہ مین مین عالم کفر مین تھا۔ ساتھ ہر رب سے غرض کے اور مجھکو یہ ثابت تھا کہ یہ میرا باپ ہے
تو مین نے بہت سے ملک لیے اور بہت سے مقابلہ کیے لیکن جب کہ بدیع الملک سے مقابلہ ہوا
تو بعد پانچ روز کے مجھے انھون نے زیر کیا اور مین عاشق نقابدار الماس پوش یعنی ملکہ باجو خانم
دختر امیر ثانی پر ہوا تھا جب نقاب سرکی تھی اور مین نے چہرۂ انورانکا دیکھا تو مین عاشق ہوگیا لیکن
بعد زیر ہونے امیر ثانی سے میرا شجرہ ملایا گیا تو معلوم ہوا کہ مین بیٹا ایرج گوجوان کا ہون اور پرلیا نے

فرنگی نے مجھے صحرا سے پایا تھا غرضکہ جب سب یہ قبول دیے تو پریسائی فرنگی اور میں بھی مسلمان
ہوا تو صاحبقران نے از راہ عنایت کے میرا عقد ماہ چہرہ بانو کے ساتھ کر دیا میں بھی لشکر میں چندروز
رہکر فرنگستان کو آیا ایک لڑکا میرا نہایت ہی شہزور صف شکن کہ نام اُسکا سکندر رستم خو کہف
اُسکا بھی ایک عرصہ سے پتا نہیں ہی پھر میں کیا مقابلہ بدیع الملک سے کرون تم بتلاؤ کہ تم کس سبب
سے دعوی صاحبقرانی نہیں کرتے انھوں نے عرض کیا کہ نقابدار جو محسن میرا ہی وہ ضرور میدان
کارزار میں آئیگا تو میں ہرگز مقابلہ نہ کرونگا اور چلا آؤنگا اُسوقت سب میں ہنسی ہوگی یہ تذکرہ آپس میں
ہو ہی رہا تھا کہ جوڑیاں ہرکارون کی گرد میں اٹی ہوئی سامنے سے نمایاں ہوئیں اور آکر عرض کیا شعر
الٰہی در جہان باشی باقبال * جوان بخت و جوان دولت جوان سال * اہین ادب کر بوسہ دیگر عرض کیا کہ
مغرب کی جانب سے ایک تتق گرد نہایت عظیم الشان بلند ہوا تھا غلام گئے اور خبر لائے کہ بہت
بڑا لشکر فراوان جند. نقابدار لیے ہوئے مع بارگاہ کے آتے ہیں یہ خبر سنکر نقابدارون نے آپس
میں کہا کہ دیکھیے یہ نقابدار کیا رنگ لاتے ہیں اسیطرح سے شاہزادہ بدیع الملک کو ہرکارون
نے خبر دی اور نقابدار زمرد پوش کو بھی ہرکارون نے اسیطرح خبر دی تمام لشکرون میں ایک
ہلچل پڑی ہوئی تھی اور جوڑیان ہرکارون کی برابر خبر دے رہی تھیں کہ یہ آئے اور وہ آئے کہ دیکھا
داہنی طرف فوج بدیع الملک کے وہ نقابدارون کی فوج آگئی اور دیکھا کہ زیر آسمان ایک اور آسمان
خاکی ہی اور نہایت عظیم فوج ہی - شعر ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت * بعض زمین بر فلک اوج بود * سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود * نیم ہوے فوج کے چلتے ہو
اور آگے آگے علم ہدایت نشان اور کچھ فیل سوار اور کچھ مرکبون پر سوار زرہ پوش اور کچھ بکتر پوش
اور چار آئینہ پوش یہ سب کے سب خاموش مرکبون کو ملاتے ہوئے نور سمت بارگاہ آسمان جاہ کو لیے
ہوے داہنے پر آکر لشکر بدیع الملک کے آراستہ کرنے لگے غرضکہ سات لاکھ فوج آکر قریب بارگاہ بیٹھی
اب جو دیکھا تو نقابدار ببر پوش بیچ میں اور ایک نقابدار ابلق پوش اور ہاتھی کے اوپر ایک نقابدار زرہ پوش
اور چار نقابدار مانند شیران کے بیٹھے آتے ہیں یہ ثابت ہوتا ہی کہ ان نقابدارون میں یہ دو نقابدار نہایت
معزز معلوم ہوتے ہیں اور پشت کے اوپر تخت بادشاہ کا پرچھا کے مورچھل ہوتے جاتے اور تمام وزرا و
اور ارکین سلطنت گرد بیٹھے ہوئے نہایت عظم و شان سے نمایاں ہوئے اور دیکھا ان سبھون
کہ علم ہدایت نشان پر تعریف خداوند عالم کندہ ہی اور علم صاحبان اسلام معلوم ہوتا ہی ان لوگون سے
کہا کہ الحمدللہ کسی ساحر اور کافر سے مقابلہ نہیں ہی اگر ہی تو ان کی خدا پرستون سے ہی غرضکہ ان لوگون نے
اپنے خیمہ دو چوبے اور سہ چوبے اور راوٹیان اور بارگیان برپا کیں اور مسیین فروکش ہوئے اور شاہزادہ
بدیع الملک نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے قبلہ اقتدر معلوم ہوتا ہی کہ سب یہ حریف ہمارے ہی ہیں
کیونکہ عہدہ جلیل رب الجلیل نے مجھے عنایت فرمایا ہی یعنی مجھے صاحبقران کیا ہی تو یہ سب اُسی کے عہد
کے عدو ہوکر آئے ہیں بخدا اگر کوئی لائق نہیں اس عہدہ کے ہو تو میں اُسی وقت دست بردار ہوتا
ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ جناب احدیت عزشانہ نے عہدہ آپ ہی کے لیے خلق کیا ہی یا جیسے
اب مناسب ہوگا اُسکو ویسے ہدایت جناب احدیت کی جانب سے ہوگی کیونکہ جسوقت صاحبقرانی
امیر ثانی کی ہوئی ہی تو مکہ معظمہ سے نسیم بن عباس علم لیکر خدمت فیض درجت میں امیر اول کے آئے
اور عرض کیا کہ عبدالمطلب آپکے والد ماجد نے علم بھیجا ہی اُسکو بہ توقیر امیر ثانی نے لیا اور اُسکو چوما

آمیں لکھا دیکھا کہ آج سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہوا کہ حضرت نے خروج کیا اور ظاہر
ہوئے اور کلمۂ ابراہیم موقوف ہوا اور تمھیں حکم یہ ہوا کہ تم خانہ کعبہ میں آؤ اور یہ حمزہ ثانی کہ جو تمھارا
بیٹا ہے اب اسکو حکم صاحبقرانی عنایت ہوا ہے بس صاحبقران نے اسے پڑھکر اپنے تمام اعوان و اقارب
کو جمع کیا اور جو عقد کرنا تھے اُنسے بھی فراغت کی اور جنکو جو ملک تقسیم کرنا تھے وہ ملک دیے اور
بارگاہ کو طلسم آصف بن برخیا میں رکھکر اور یہ شرط کرکے کہ جو نور الدہر اور ایرج نوجوان کو زیر کریگا وہ صاحبقران
ہوگا اور بارگاہ کو اُس طلسم سے لائیگا بس وہ صاحبقران ہے یہ فرماکر امیر خانۂ کعبہ کو روانہ ہوئے
آپکو یقین کیا تردد ہے صاحبقران ثالث نے یہ تقریر بادشاہ اسلام کی سنی اور سکوت کیا اور اس
تقریر کو قطع کیا ایک دن اور ایک شب گذر گیا شاہزادہ بدیع الملک نے حضار سے فرمایا کہ
کچھ حال ان نقابداروں کا نہ معلوم ہوا کہ کیا ارادہ رکھتے ہیں عرض کیا کہ انکی خبر کا لانا بھی تو دشوار ہے
جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا۔ یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ نقابداروں کا ایک
ایلچی بہ سمت حضور بارہ ہزار جوانان جرار اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے اور باقی اور کسی سمت کو
اُنکا ارادہ نہیں پایا جاتا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ آنے دو اور یہ کہکر آگے برائے استقبال سرداروں
کو روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ اگر ادھر آتا ہو تو اُسکو نہایت عزت سے لے آنا۔ طہماس ثانی کو آپ نے
حکم دیا یہ سرداروں کو لیکر چلے تو دیکھا واقعی اسی سمت کو آتا ہے۔ انھوں نے بڑھکر استقبال کیا
اور اپنے ہمراہ اُس نقابدار سرخ پوش کو لیکر آئے۔ نقابدار نے آواز دی کہ منم نامہ دار نقابدار
ابلق پوش شاہزادے نے ایک دنگل انکے واسطے بچھوا دیا اور کہا کہ تشریف لائیے ایلچی سلام کرکے اُس
دنگل پر جلوہ گر ہوا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ایک لشکر سامنے سے پھر نمایاں ہوا ہے طلایہ نے
دیکھا تو تین نقابدار پاشنہ کوب مرکب سے مرکب ملائے اور اُنکے پیچھے کوئی پانچ چھ لاکھ فوج
کا مجمع ہے اور وہ بھی لباس سرخ پوشی اپنے اپنے تنوں پر آراستہ کیے ہوئے چلے آتے ہیں اور اس
ارادہ رو برو آپکے لشکر کے اُتارنے کا ہے اسوجہ سے کہ بارگاہ اُنکی سامنے آپکے لشکر کے برپا ہو چلی ہے
شاہزادے نے فرمایا خیر الحمد للہ آنے دو طلحہ بن تیغ جوہر نے مسکرا کے شاہزادہ صاحبقران سے عرض
کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان نقابداروں کی سرخی سے جنگل میں آگ لگی ہوئی ہے اسقدر کثرت سے تو کبھی سرخ پوش
آتش بار و زبان کرتے ہوئے نہیں آئے تھے۔ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ اے طلحہ پیچھے
آتش بائیں پہلو میں آتش داہنے پہلو میں آتش اور رو برو بھی آتش۔ سب نقابداروں نے
داہنے اور بائیں مجھی کو گھیرا ہے کیا عجب ہے کہ انکی آہ شرربار مجھے جلا کر خاکستر کر دے مرضی خدا میں
کیا چارہ ہے۔ مصرع۔ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ؎ یہ کہکر اپنے ساقی کو ایلچی کی خاطر
اشارہ کیا کہ یہ جام ایلچی کو پلا جب ایلچی نے دو تین جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بولا منم نامہ
انھوں نے کہا کہ نامہ مجھے مرحمت ہو۔ ایلچی نے وہ نامہ بخدمت صاحبقران پیش کیا آپ نے اس نامہ
کو حسب معمول بادشاہ اسلام کے ہاتھ میں دیا۔ بادشاہ نے اس نامہ کو لیکر میر منشی کو دیا اور کہا کہ
الفاظ نامہ سے ہمیں آگاہ کرو اسنے لفافہ کو برطرف کیا اور اُس نامہ کو بہ آواز بلند پڑھنے لگا۔
بعد حمد خدا و نعت رسول کے تحریر تھا کہ اے صاحبقران سوم یہ عہدہ واسطے جراروں کے ہے کہ
جیسے آپ مستقر ہیں اب یہ جی چاہتا ہے کہ اس عہدۂ جلیل کو اور اسباب صاحبقرانی کو ہم بھی حاصل
کریں اور آپ کا قصد بھی خانہ کعبہ جانے کا ہے اگر اوق ہمیں اسکے پلائیے تو ہمیں عنایت فرمائیے اور اگر

یہ منظور ہو کہ ہماری قوت کو ملاحظہ کیجیے تو ہم حاضر ہین اسکی بھی آزمایش کر لیجیے اور یہ ہو تو آپ مجھکو یہ
عہدہ کیون دینگے کیونکہ اور بھی بہت سے لوگ اسی عہدہ جلیل کے لینے کے مجمع ہوئے ہین تو
اس سے بہتر یہ ہی کہ آپ کو تکلیف مقابلہ کی ضرور دیجائیگی یون کیونکہ آپ اسے گوارا فرمائینگے یہ ایلچی
اسواسطے حاضر کیا گیا تاکہ ہم سب کو معلوم ہو کہ مرضی اقدس مین کیا ہی۔ صاحبقران ثالث نے جواب
نامہ بحکم بادشاہ یہ لکھا کہ اسیواسطے اس راہ گرد باد کو طی کیا کہ مین جلدی خانہ کعبہ کو پہونچون اور اس عہدہ کو
جو اس لایق ہو اسکے سپرد کرون کہ یون ہی مین نے بھی پایا تھا اور بہت مناسب ہی کہ تم طبل جنگ
بجاؤ اور جتنے اسکے دعویدار ہین وہ طبل جنگ بجائین نہیں ہین جس سے مغلوب ہو جب ڈنکا
وہی صاحبقران ہوگا بغیر اسکے بانے صاحبقرانی اور اسباب صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی اور
علم اژدہا پیکر سنبھل نہین سکتے اور مین خوب جانتا ہون کہ یہ سب مجمع ایسا ہوا ہی کہ صاحبقران
اول کے سامنے بھی یہ مجمع نہ ہوا تھا کہ ہو لم سب نے بیرے اور چڑھائیان کی ہین خیر یہ مقابلے
بھی قابل دید ہونگے کہ ایسے مجمع کبھی نہین ہوے تھے اتنا لکھکر نامہ کو بند کیا اور ایلچی کو خلعت
فاخرہ اور دو نامہ دیکر رخصت کیا۔ غرضکہ یہ ایلچی راہ کو طی کرکے بخدمت نقابدار ابلق پوش
اور ببر پوش کے آیا اور آکر عرض کیا کہ نہایت ہی صاحب اخلاق شاہزادہ بدیع الملک یعنی
صاحبقران کو مین نے پایا اور جواب نامہ بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ عنایت فرمایا یہ حاضر ہی
نقابدار ابلق پوش نے اس نامہ کو لیکر پڑھا اور نقابدار ببر پوش نے ایک آہ دل سے کھینچی
اور فرمایا۔ شعر۔ قافلہ باد بہاری کا رواں ہو جائیگا + آخرش یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا + کچھ
اگلی باتون کا تصور کرکے اسنے یہ شعر پڑھا تھا اور افسوس کیا تھا اور اس صدمہ سے کوئی وقت
نہ ہوا۔ اُس وقت نقابدار ابلق پوش نے حکم دیا کہ اسی وقت نقارہ جنگی پر چوب پڑے
بحکم نقابدار آتشی نقارون پر چوب پڑی کہ گوش گردون کر ہونے لگے یہ خبر لشکر صاحبقران
مین ہوئی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے اسیوقت نقارہ سکندری اور سلیمانی
پر چوب پڑی کہ انکی آوازین ان آتشی نقارون پر غالب آئین۔ شعر۔ بجا اسطرف فوج مین
طبل جنگ + اُڑا فیل گردون کے چہرے کا رنگ + اب تو لشکر زمرد پوش مین بھی طبل بجا اور
وہ نقابدار جو آخر مین لشکر لیکر آئے تھے انکے یہان بھی طبل بجا۔ مگر تو آواز نقارون کی بلند ہی اور
ہرکارے پیہم خبرین ہر ایک کے لشکر کی پہونچا رہے ہین اور سردار اندیشہ صبح مین بسر کرنے کو اجازت
طلب کرتے ہین کہ دربار سے جاکر کچھ انتظام مرگ کرین کیونکہ ایسے لشکر اور ایسے مقابلے کبھی کاہے کو ہوے
تھے کہ تمام دشت فوجون سے مملو ہی اور سب کے سب خدا پرست ہین اگر جنگ مغلوبہ ہو گئی
تو ایک ایک کے سامنے سے نہین ہٹیگا عجب طرح کا کل کھیت پڑیگا تو ای برادرون کار ضروری
ہین اُنسے فراغ حاصل کرلو کہ اتنا دن اور رات تمھارے واسطے غنیمت ہی کہ نہ معلوم کل صبح کو کون ہووے
اور کون نہ ہووے واقعی ان لوگون نے جو جسکا ممنون اور مشکور تھا اور جو جس جس کا قرضدار
تھا وہ قرض ادا کرتا تھا اور جنے کسی کو ستایا تھا وہ اپنے قصور کو معاف کراتے تھے اور منت کرتے
تھے کہ بھائی جو کچھ کہ ہم سے خطا ہوئی ہی اُسے بحل کردو کیونکہ سامنا عاقل کا ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ ہمین
معاف کردو وہ کہتے تھے کہ تم خود ہمین معاف کردو غرضکہ یہ لوگ اسی تردد مین شب بسر کیا کیے
اور جوانان تہمتن اپنے اپنے ہتھیارون کو درست کیا کیے اور رخصت دیا کیے اور آپس مین اسی طرح

[illegible] غرضکہ یہ شب تمام ہوئی اور وقت سحر نمودار ہوا اور وہ وقت ہوا۔ **اشعار**۔ لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں + چھپا نور میں جادۂ کہکشاں + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + صدائے اللہ اکبر چاروں لشکروں میں بلند ہوئی کیونکہ چاروں لشکر خدا پرستوں کے اس بیابان گردنباد میں جمع تھے اور آرزوئے مرگ میں اور شجاعت میں یہ رات ان جوانان صف شکن نے بسر کی غرضکہ ہتھیار لگا لگا کر اور اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہو ہو کر اپنے اپنے افسروں کے پاس آئے اور فوجیں باہم ہو میں طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ہر شخص نے پہونچ پہونچ کر فوج کو دیکھ آراستہ کرنا شروع کیا مقابلہ حریف۔ یہاں تک کہ چاروں لشکر عجب دھوم دھام سے میدان کارزار میں آکر جلوہ فرما ہوئے اسوقت دیکھا کہ بیلدار برق رفتار پستی و بلندی کی درستی بہ تیز دستی کرنے لگے جھاڑی جھنکاڑ کاٹ کر تمام میدان کو صاف کر دیا۔ سقوں نے آبپاشی مانند ابر کی جب یہ سب اپنا اپنا کام کر چلے تو زمین سے عجب خوشبوے مردانہ وار آنے لگی جو بو نسیم بہار کے پیغام قضا لانے لگے اسوقت نقیبان خوش ادا سرو مستانہ وار لبکر نقابت کرنے لگے۔ **اشعار**۔ رہی سفر کی کھا وری کمر ماتی سب جوان + آج رن بیچ خوب کرو ڈٹ کر گھمسان + تلوار کے گھاٹ جو جیسے وہ شہید کہلائے + جو جنگ میں جیتا بچے وہ غازی کہلائے + بیاہ لیجاؤ عروس موت کو + دو طلاق اس زندگی کی سوت کو + خیال کرو۔ شعر۔ پاؤں جنکے سامنے قاتل کے تھے تھرائے ہوئے + کاٹ کر سر آنکے دیکھے ٹھوکریں کھائے ہوئے + اے جوانان لشکر اسلام آج تم بھی اپنے دادا اور باپ کا نام اس میدان کارزار میں روشن کرو۔ شعر۔ رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہگیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہگیا + نقیب نامردوں کے رقیب دلاوروں کے حبیب قریب قریب لشکر کے یہ سنانے لگے۔ شعر۔ دلیرو لڑائی کا یہ دن ہے آج + یہاں سکۂ تیغ کا ہے رواج + سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہے + جو مرجاؤ ادھر سے تو نام ہے + سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے + کسے زندگانی کی امید ہے + فریدون نہ وہ گنج دار رہا + نہ تخت شہے پر ہمایون رہا + کہاں یوسف مصر عالی مقام + تہ خاک سوتے ہیں باقی ہے نام + تمہیں بھی مناسب ہے اے خاص و عام + وہی بات کرنا کہ ہو جس میں نام + نہ مر کر چھٹے قبضۂ ذوالفقار + زمانے میں کچھ تو رہے یادگار + یہ صدائے نقیبان سنکر جوانان صف شکن سب کے سب جھومنے لگے اور تلواروں کے قبضے چومنے لگے ایک ایک منتظر تھا کہ دیکھیے مقابلہ میں کسکی طرف سبقت ہوتی ہے اور کون نکلتا ہے عجب طرح کی بہار زیر آسمان نمایاں تھی کہ ایک طرف کو صحرائے مقابلہ داران سرخ پوش کے لشکر میں یہ بہار تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی اور ایک طرف کو لشکر سبز پوش اور زمرد پوش کا جو جمع تھا اس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس آگ کے سامنے سبزہ کا قائم ہونا کہ آگ اس سبزے کا کچھ نہیں کر سکتی۔ اک طرف کو لشکر جہانگیر یعنی بدیع الملک۔ عالم سکوت کھڑا تھا صفیں ایسی ایسی برابر آراستہ تھیں کہ جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کی سطریں ہوتی ہیں۔ علم اژدہا پیکر کو طوق حیران کر دیے ہوئے کھڑا تھا یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز بلند تھی اور پھریرا جو ہلتا تھا تو اس سے ثابت ہوتا تھا کہ دامن دعا پھیلا کر علم بجے صاحب لشکر کے لیے اپنے پروردگار عالم سے دعا کرتا تھا غرضکہ اسی طرح سے علموں کا چمکنا اور پھریروں کا کھلنا پھر تیغ نور کا چمکنا اور سپر ہائے بادلہ کا زر برسانا علم جھومنا۔ عالم شجاعت

جب دیکھا کہ ان لشکروں سے کوئی سبقت نہیں کرتا تو دیکھا کہ نقابدار ابلق کے لشکر میں باجا جنگی بجا
معلوم ہوا کہ ارادہ نکلنے کا کوئی کریگا۔ سب ادھر متوجہ تھے کہ دیکھا نقابدار بیرپوش گرز علم کیے ہوئے
اُس لشکر سے نکلکر میدان کارزار میں آیا اور مشغول سلح شوری ہوا۔ ایسے ایسے فن نیزہ بازی کے
دکھلائے کہ جتنے فن رس تھے وہ وجد کرتے تھے اور ہر ہنر و فنون سپہ گری پر داد دیتے تھے کہ نقابدار
بیرپوش نے مرکب کو ٹھاکر اشارہ کیا کہ لاؤ ایک ارابہ کہ اُسکے اوپر دو گولے پانچ پانچ سو من کے
رکھے ہوئے ہوں۔ وہ ارابہ ملازم لیکر حاضر ہوا اور اُسمیں زنجیریں موافق روک تھینے کے پڑی تھیں
اور نقابدار بیرپوش نے آواز دی کہ ایہا الناس یہ وہ میں کام دکھاتا ہوں اور وہ زور دکھاتا ہوں
کہ سلف سے آجتک کسی نے یہ زور نہ دکھایا ہوگا اور یہ کہکر گولے کو اُٹھایا اور اُچھال کر گرز مارا کہ
یہ بلند ہو گیا جھپٹ کے دوسرے گولے کو بھی لیکر اسی ترکیب سے اُڑایا۔ جب تک یہ گولا اول آیا
اُسوقت مرکب کو چمکا کر اس طرح سے تھپکی دی کہ وہ بلند ہوا دوسرا جب نشیب میں آیا اُسکو پھر
بلند کیا مرکب مثل بجلی کے چمکتا تھا اور یہ گولوں کو ہوائی کر رہا تھا اور کل لشکر یہ تماشا دیکھ رہے
تھے اور تعریف کر رہے تھے اسیطرح سے آٹھ سات دفعہ بلند کیا اور اُسکے بعد گرز کو زمین پر ٹیک کر
جھپٹ کر ایک گولے کو روکا اور پھر جب دوسرا آیا تو اُسے بھی روک لیا سب نے تعریف کی کہ واقعی
ہے یہ امر کہ جو نقابدار بیرپوش نے اس میدان کارزار میں دکھایا اور یہ بازو اور قوت ظاہر کی یہ ہم
لوگوں نے نہیں دیکھا تھا۔ اب بیرپوش نے کھڑے ہوکر آواز دی کہ ایہا الناس پانچ پانچ سو من
کا یہ گولا ہے بس جسمیں کہ یہ قوت ہو وہ لائق مقابلہ ہے اور نہیں تو مجھسے لڑنے کا قصد نہ کرے
کہ سوائے ذلت کے اور کچھ اُسکے ہاتھ نہ آئیگا۔ بس یہ سُنکر نقابدار زمردپوش بزرگ لشکر سے
اپنے مرکب کو بڑھایا اور یہ آواز دی کہ اے نقابدار بیرپوش یہ کام بچانہ مقیون کا ہے کہ یہ گولا روکا
اور اُسکو اچھالا اور پھر اُسے روکا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے صحبت اُن لوگوں کی اُٹھائی ہے اور مشق
ایسے کی ہے اور نام اُن بزرگوں کا لیتا ہے کہ جنھوں نے بہت بڑے بڑے کام کیے ہیں اور اپنا چاہتا
ہے کہ میں فوق لیجاؤں یہ چھوٹا منھ بڑی بات ہے بس یہ کہکر نقابدار زمردپوش نے اپنے گھوڑے
کو بڑھایا اور کہا کہ اُن لوگوں نے معیوب جانکر ایسے کرشمے نہیں دکھائے اب تو دیکھتا ہے تو دیکھ
بس یہ کہکر وہی دونوں گولے اُٹھا لیے اور اُٹھا کر گرز سے آپ نے بلند کیا اور دوسرا گولا اُٹھایا
اور اُسکو بھی گرز سے بلند کیا اور جسطرح کہ اُسنے کیا تھا انھوں نے بھی ویسا ہی کیا اور بلکہ
زیادہ دکھائے گرز کو زمین پر ڈالکر دونوں گولوں کو ایک داہنے ہاتھ پر اور دوسرے کو بائیں ہاتھ پر روک
لیا اور ارابہ پر جاکر رکھ دیے اور اپنے گرز کو اُٹھا لیا اسوقت لشکروں میں اک شور تھا اور شاہزادہ
بدیع الملک یعنی صاحبقران سوم نے چند قدم مرکب کو بڑھا کر کہا کہ اے نقابدار عالی مقدار آپ
نے وہ کام کیا ہے کہ جسکے دیکھنے کی آنکھیں مشتاق تھیں اور یہ کہکر اور آستین اُلٹ کر بڑھے تھے
کہ میں بھی اسی طرح ان نقابداروں کو اپنا زور دکھاؤں اسوقت نقابدار زمردپوش بزرگ نے
اُنکے ارادہ کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ آپ اس زور سے اپنے تئیں محفوظ رکھیں کیونکہ میں جب اس
بیرپوش سے مقابلہ کر چکوں تو پھر اسکے بعد آپ کو اختیار ہے کہ اس سے ہم مقابل ہوں
اور اب میں اس سے بغیر مقابلہ کیے جا نہیں سکتا۔ یہ نقابدار کا فرمانا اور صاحبقران کا سر جھکا کے
کہنا کہ جسمیں آپ کی خوشی ہو۔ انھوں نے کہا کہ اب میں میدان میں آچکا ہوں اور اسکی کیا حقیقت

ہے اس سے زیادہ آپ زور دکھا سکتے ہیں کہ آپ کو پروردگار عالم نے صاحبقران کیا ہے اور ستون
دین اسلام کیا ہے اگر یہ زخم آپ پر کرکے لوگ آتے ہیں تو یہ لائق صاحبقرانی نہیں ہیں بلکہ آپ اسی
میں اور زمان صاحبقران عالیشان میں بھی ایسا ہی ہوا اور ہر ایک اولاد صاحبقران نے یہی چاہا
کہ ہم حاصل کریں لیکن سب زیر رہے اور باطاعت حمزہ صاحبقران کی رہے انشاءاللہ تعالے
آپ سے بھی یہ لوگ سرداری نہ لیجا سکینگے کہ آپ کو کچھ سمجھکر امیر ثانی نے صاحبقران کیا اور آپ
خانہ کعبہ تشریف لیگئے اب اگر کوئی اس عہدہ جلیل کو چھین لے بغیر اعانت رب الجلیل کے تو ہو نہیں سکتا
یہ سنکر صاحبقران یعنے بدیع الملک نے دل میں کہا کہ خدا اس نقابدار کو اس ببرپوش کے
مقابلہ میں برحمت رکھے اور یہ کہکر زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوے ادھر نقابدار زمردپوش
بزرگ نے فنون سپہ گری بجد ہیجان مرکب کی دکھائیں اور نیزہ کو ہلایا اور گرز کو کئی بار اچھالا اور
رو کا گھوڑے کو تھام کر آواز دی کہ اب کیا قصد ہے پس ببرپوش نے کہا کہ حاضر ہوں پس یکبار
مرکبوں کو ہٹا ہٹا کر اب جو بازآدہ تکاور آئے اور تکاور چلی تو مرکب دونوں کے آکر بھڑ گئے سپر سے
سپر سینہ سے سینہ اسطرح سے ملگیا کہ جیسے دو پہاڑ ٹکراتے ہیں کہ پھر سے خرارے آتش کے
اڑتے یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھول آتشبازی ان سپروں سے نکل گئے اور مرکب ان دونوں کے
ہٹ ہٹ گئے خیال ہو گیا تو پانچ پانچ قدم ہٹ گئے اور کئی قدم زیادہ ببرپوش کا مرکب ہٹ گیا
پس بائیں پر سے ببرپوش نے نیزہ لیا اور نیزہ کو چرخ دیکر سینہ نقابدار زمردپوش پر بازمردپوش
نے سنان کو سنان پر کاٹکر نیزہ کو بلند کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آہ عاشقوں کی باہم ملکر سوئے
آسمان جاتی ہے نیزے نہ معلوم ہوتے تھے بلکہ وہ ایسی آرہیں تھیں کہ جیسے بہت دنوں کے بچھڑے
ملے ہیں اور بھالوں سے جو شرارہ نکلتے تھے وہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی ہنستا ہے اور انکے منھ
سے پھول جھڑتے ہیں ۔ غرضکہ یہ دونوں مشغول بہ نیزہ بازی ہوے صدائے چقاچاق بلند تھی
کہ جس نیزہ بازی کے بارے میں شاعر کہتا ہے ۔ شعر ۔ دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ؛ تو گوئی کہ یک
عرش کرسی بزار ۔ دونوں لشکروں میں شور تھا کہ یہ جنگ قابل دید ہے جناب حمزہ صاحبقران کے
وقت میں بھی شاید ایسی جنگ نہوئی ہوگی اور بہادروں لشکر چپ چاپ کھڑے ہوے رنگ جنگ
دیکھ رہے تھے ایک ایک سے بات کرنے کی مہلت نہیں پاتا تھا اسی طرف کو نگران تھا جو بند کہ نقابدار
ببرپوش باندھتا تھا اسکو زمردپوش رد کرتا تھا اور جہاں زمردپوش بند اپنا باندھتا تھا وہاں ببرپوش
اسکو کھولتا تھا ۔ غرضکہ اسیطرح ساڑھے تین ہوش نشان نیزہ کے چلے ۔ مصرع ۔ نہ اورا ظفر نہ آنرا ظفر
نہ آنرا ظفر نہ اورا خطر ؛ آخر میں دونوں بہادروں نے چہرہ پر چہرہ مار کر مثل آہ عاشقان یا کاکل
معشوقان کے پیچیدہ کر کے جھٹکے دیے کہ سنانیں علحدہ ہو کر زمین پر گریں پہلے ببرپوش کی
پھر زمردپوش کی ڈانڈیں انھوں نے پھینک کر گرزوں پر ہاتھ ڈالے اور آواز دی کہ خیر نیزہ بازی
تو ہولی بازی گرز بازی تیغ بازی چوگان بازی کہ اسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں ۔ شعر ۔ بیا تا بہ اہل
زمرد نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران ۔ یہ کہکر ببرپوش نے اپنے گرز کو چرخ دیا کہ کلہ گرز سے آواز
فنا فنا کی پیدا تھی پس تیسرے چرخ میں گرز کو سر نقابدار زمردپوش بزرگ پر مارا نقابدار نے ہاں ہاں
کرکے اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اور ضرب کو اسکی گرز پر روکا ایسا تڑاقا ہوا کہ معلوم ہوا کہ دو پہاڑ
گرپڑے یا آسمان زمین پر پھٹکر گر پڑا اور گوش گردوں کر ہوگئے ۔ ایک تق گرہ کا جو اٹھا تو نقابدار

مثل گرد مین پوشیدہ ہوگیا۔ شاہزادہ بدیع الملک کا دل ہل گیا اور یہ فرمایا کہ یا ابو تراب اس نقابدار کو
بچا لیجئے گا۔ یہ تو یہ کہہ رہے تھے ادھر نقابدار ہبر پوش نے یہ آواز دی کہ زدم و شکست کردم ہی کوئی ایسا شخص
کہ جو نقابدار کی جا کر خبر لائے بزبان تمک چو رہو گئی ہمہ تن – افسوس کرتا ہون کہ مین اسکے نام و نشان
سے واقف نہ ہوا اور یہ غرق زمین ہوا نقابدار تو یہ کہہ ہی رہا تھا کہ نقابدار زمرد پوش کا عیار چھاگل
پانی کی لیے ہوئے برابر غبار کے آیا اور اندر داخل ہوا دیکھا کہ نقابدار کی آنکھین بند ہین اور از فرق
تا بسینہ جلدی ہی۔ عیار نے آکر آواز دی کہ اے شہریار مزاج مبارک کیسا ہی دوسری آواز پر
زمرد پوش نے آنکھ کھولی اور فرمایا کہ یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان میرے سر پر پھٹکر گر پڑے واقعی ہی
کہ نقابدار ہبر پوش مرد مرداد اور شیر فرزانہ ہے اور یہ کہکر مرکب کو انھون نے اشتلم ماری کہ مرکب
جھک کر غبار کے باہر آیا اور آواز دی کہ گرز دی ہو کر ایستادگی کا اور یہ کہکر نقابدار نے اپنے گرز کو بلند کیا
اور کہا کہ او نقابدار ہوشیار ہو۔ شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش
کن + یہ کہکر اور گرز کو چرخ دیکر سر نقابدار ہبر پوش پہ مارا اسنے بھی اٹھا کر گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اُسی
عنوان سے تڑاقا پیدا ہوا کہ زمین اور آسمان ہل گئے اور یہ بھی تہ گرد مین غرق ہوگیا۔ نقابدار
زمرد پوش یہ ضرب کرکے الگ کھڑے ہوگئے ادھر نقابدار ابلق پوش اور جملہ لشکرون مین شور تھا
کہ خدا اس ضرب سے اس ہبر پوش کو بھی بچالے کہ عجب طرح کی ضرب ہی کہ جس سے ہبر پوش بھی یقین تھا
کہ ہلکان ہوگیا ہو اُسوقت نقابدار ابلق پوش نے اپنے عیار کو حکم دیا کہ جلدی خبر نقابدار ہبر پوش
کی لا کہ اُنکا کیا حال ہی اور یہ بھی ابلق پوش نے اپنے افسرون سے بیان کیا کہ اگر میرے دم مین
دم ہی تو کیا مین زمرد پوش کو زندہ جانے دونگا۔ غرض کہ یہ عیار اُس غبار کے اندر آیا اور اُسنے
آواز دی کہ اے بہادر مزاج کیسا ہی حریف میدان مین انتظار کر رہا ہی بس تین آوازون کے بعد
انھون نے آنکھ کھولی اور پسینہ تا بہ ناف انکے بھی جاری تھا اسوقت فرمایا کہ گرز صاحبقران کا مزہ
آج مجھے اُٹھا۔ نہین معلوم یہ کون ظالم ہی اور یہ نقابدار کون بلا ہے ہم ہی۔ بس یہ کہکر انھون نے بھی
اپنے مرکب کو پاشنہ ماری کہ جھک کر مرکب باہر آیا معلوم ہوا کہ ایک شعلہ تھا کہ تہ گرد کے باہر ہو گیا
اور دم کو آراستہ کرکے اور گرز سنبھال کر اس ہبر پوش نے بھی جھینکر گرز مارا۔ زمرد پوش نے اسکے
گرز کو روکا اور انکی رکابون کے اوپر اپنے پاؤن قائم کیے اسکی ضرب کو روک کر ادھر جھینکر پھر گرز
مارا کہ ہبر پوش نے بھی اپنے گرز کو گرز پر روکا لیکن صدمہ سے مرکب ہبر پوش کا مرگیا اب جو اُنھون نے
اپنے مرکب کو دیکھا کہ مرکب کلی ہوگیا بس یہ کود کر گھوڑے پر سے نقابدار زمرد پوش کے مرکب کے
مارنے کی فکر مین چلا نقابدار زمرد پوش اسکی فکر کو سمجھ گئے تھے یہ بھی جلدی سے گھوڑے پر سے
کود پڑے اُسنے کمان مین جلدی سے تیر کو جوڑ کر انکے مرکب کی پیشانی پر مار دیا کہ مرکب انکا بھی جان بحق
تسلیم ہوا زمین پر گرا بس زمرد پوش کو نہایت ہی صدمہ پہونچا اور گرز کو پھینک کر جھپٹا پھر لپٹ
گئے اور کئی زور ہوئے اب تو دونون ہمت کو گردان کر اور گردہ ببر پر ہتھیار رکھ کر کھوے مثل
ابرہن یا مانند فیل مست کے یہ آپس مین ٹکرانے لگے اور تیغ کشتی کے ادا کرے سب لشکر بھی قریب
قریب ہوگئے اور یہ کہا کہ شکر ہی خدا کا کہ اب ان مین جان جانے کا خطرہ نہین ہی کسواسطے کہ ہم
لوگون کو ان نقابدارون سے عجب طرح کی محبت پائی جاتی ہی خداوندا انکی حرمتون کو دنیا مین بالا رکھ
اب یہان سب کے سب بیٹھ گئے کسی نے کرسی بچھوا دی اور کسی نے چار جامہ بچھوا دیئے اور بیگے

تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اب وہ میدان کارزار مثل اکھاڑے کے ہو گیا اور دوکاندار بھی اپنی دوکانین
گرد شکرنے لگا کر الگ بیٹھ گئے اور خیال کیا کہ یہ کشتی آج ختم ہوتے نہین معلوم ہوتی لیکن ادھر ان دونون
پہلوانون مین زبردستیان ساتھ زبردستون کے ہو رہی تھین اور عجب عجب طرح کے پیچ آپس مین کر رہے تھے
کہ دیکھنے والون کو ایک وجد حاصل ہوتا تھا۔ شاہزادہ بدیع الملک یعنی صاحبقران بادشاہ اسلام سے
یہ عرض کرنے لگے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی سے نقابدار زمرد پوش بزرگ کی کہ صاحبقران ثانی نقاب
چہرہ پر ڈالکر ببر پوش سے ہم مقابل ہین اور ببر پوش بھی ایسا شخص ہے کہ جوانون و پہلوانون کے توڑ کر رہا ہے
غرضکہ وہ دن تمام ہونے لگا اور ان دونون مین اور زور بڑھنے لگا۔ اب آفتاب تابان اپنے مرکز سے
آشیانہ کی سمت کو روانہ ہوا اور آمد ماہتاب ہوئی اسوقت جانبین سے روشنی کو حکم دیا گیا اور کشتی کو
طول ہوا اسوقت دو جام لگا دیئے گئے ان دونون بہادرون نے کھینچ لیے اور سینہ کی راہ دو دم
شکر کو بہا دیا اور مشغول اپنی کشتی کے ہوئے اسیطرح وہ شب ساتھ کشتی کے تمام ہوئی دیکھا سپیدہ
وقت سحر نمودار ہوا یہ لوگ نماز صبح پڑھ پڑھ کر پھر متوجہ کشتی ہوئے غرضکہ راوی شیرین کلام
اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتا ہے کہ پانچ دن تک کشتی برابر رہی اسوقت نقابدار ابلق پوش
نے کہا کہ اے ببر پوش اگر مناسب ہو تو یہ کشتی علحدہ کیجاوے کہ نقابدار زمرد پوش بھی کسیطرح سے
کم نہین معلوم ہوتا اور ہم لوگون کی اب آنکھین نیند کے مارے بند ہوئی جاتی ہین بس یہ کلام
سنکر نقابدار ببر پوش کو یہ خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے زور مین اسے فرق معلوم ہوتا ہے
جو یہ کلمہ زبان پر لایا ہے بس اسنے اب پکڑ کے باد دونون زمرد پوش کے اور بیکر مثل بجلی کے
چمک کر بھاگا اور پیکار کرنے لگا۔ پانچ قدم بڑھکر ایک جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا نقابدار زمرد پوش
بزرگ کا لگا اور ببر پوش نے کمر بند زنجیر کا پکڑ کے یک بارا یک بالشت بھر زمین سے زمرد پوش
اونچا ہو گیا۔ یہ دیکھکر یک جو مارا تو پھر زمین کے اوپر آ گیا غرضکہ ببر پوش نے یہ دو زور کر کے سے
کیے لیکن نقابدار نے جنبش اپنے مقام سے دی اب جو بعد اس زور کے اٹھا تو پھر کشتی ہونے
لگی ببر پوش نے ایک ہاتھ جو مارا تو اتفاق سے وہ نقاب جو چہرہ پر نقابدار زمرد پوش کے
پڑی تھی اسکے بند ٹوٹ گئے اب جو اسکی نگاہ پڑی تو دیکھا اسنے کہ شاہزادہ نورالدہر ہین اسنے
اپنے ہاتھ کو روکا انھون نے بھی جھنجھلا کر اسکی نقاب کو نوچ لیا دیکھا تو ایرج نوجوان ہین اسوقت
ایک نعرہ آہ ایرج نوجوان نے اور برابر اسکے ایک نعرہ آہ نورالدہر نے مارا اور دونون آپس مین
لپٹ گئے اہل فوج نے دیکھا اور گھبرائے کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ ابھی تو یہ دونون لڑ رہے تھے اور ابھی
دونون اسطرح سے رو رہے ہین بس اب جو قریب آکر لوگون نے دیکھا تو ایرج نوجوان اور
نورالدہر ہین کہ ایک ایک کے کاندھے پر سر رکھے رو رہا ہے اب اہل فوج بھی آکر اور قریب ہوکر
شریک گریہ ہوئے۔ شاہزادہ بدیع الملک نے اپنے باپ کو دیکھا یہ بھی دوڑ کر اور کمر سے
لپٹ کر چیخین مار مار کر رونے لگے اور عرض کیا کہ اے والد ماجد یہ ہم لوگ خواب دیکھتے ہین
یا درحقیقت آپ کو دیکھ رہے ہین کیونکہ آپ اور ایرج نوجوان کی خبر تو یہ سننے مین آئی تھی کہ
خدانخواستہ آپ اور ایرج نوجوان بیابان لق و دق مین ساتھ امیر ثانی کے جو آپ گئے تھے
وہان جل گئے اور جب دہ آدمیون سے حمزہ ثانی نکلکر بخدمت امیر قدیم ہو پہنچے اور یہ
معلوم ہوا کہ وہین سب کے سب جل گئے نورالدہر نے فرمایا کہ یہ داستان عظیم الشان ہے اسکو

انشاءاللہ مین بیان کرونگا۔ اس اثنا مین بادشاہ بھی تخت پر سے اُتر آئے اور ان دونون صاحبون کا
ہاتھ پکڑ کر طرف اپنی بارگاہ یعنی بارگاہ سلیمانی کے لیکر روانہ ہوئے اور لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی
جانب چلے لیکن نقابدار یاقوت پوش کے ساتھ ہو تہر اور نقابدار ہین انمین سے ایک سہراب اور ایک
رستم ثانی اور ایک شہریار عالیوقار یہ بھی بارگاہ سلیمانی کی جانب کو چلے اور نقابدار زمرد پوش
یہ بھی ہمراہ ہوا اور دو نقابدار کہ جنمین ایک نقابدار ابلق پوش ہے وہ اپنی فوج کو لیکر اپنی فرودگاہ
کو چلا گیا اب جو نقابدار یاقوت پوش تین اور تھے وہ اپنی فوج کو لیکر اپنی فرودگاہ کی جانب روانہ
ہوئے غرضکہ یہان بادشاہ اسلام مع ان سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے
جو دنگل کہ ایرج کا تھا غاشیہ اُسکا اُٹھا کر اُسپر ایرج کو بٹھایا اور جو دنگل کہ نورالدہر کا تھا
اُسپر اُنکو بیٹھنے کا حکم ہوا اور جو دنگل کہ دربار مین خالی تھے وہ نقابدار جو ہمراہ آئے تھے اُنپر
بیٹھے اُسوقت بادشاہ اُنکے مخاطب ہو کر نورالدہر سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہین اُنھون نے
کہا کہ یہ جو نقابدار زمرد پوش ہے یہ پوتا میرا رفیع البخت ہے کہ جسنے طلسم نورآگین کو فتح کیا اور مجھے
رہا کیا اور اپنے نانا کے خون کا بدلا اُن کفارون سے لیا اور بڑے شد ومد سے اُس طلسم کو
مٹایا شہنشاہ گوہرکلاہ نے دوڑ کر نقاب انکے چہرہ سے اُتاری اور آپس مین سب گلے ملکر بغلگیر
ہوئے اور نہایت ہی خوش ہوئے۔ بدیع الملک نے بھی گلے سے لگایا۔ بادشاہ نے اسکے بعد
مخاطب ایرج نوجوان کی جانب ہو کر فرمایا کہ یہ نقابدار یاقوت پوش کون ہین انکے حال سے
بھی ہمین آگاہ کیجیے اُنھون نے بیان کیا کہ یہ رستم ثانی ہین اور یہ سہراب بن رستم ہین اور یہ
شہریار عالیوقار ہین بادشاہ نے انکی نقابون کو بھی دور کیا اور ایک ایک کو ساکنان بارگاہ
نے گلے لگایا۔ ملوک بن مالک نہایت ہی شاد و بشاش ہوئے اور بادشاہ سے عرض کیا
کہ حضور دریافت فرمائین کہ سہراب نے کیا کام کیا ہے ایرج نے بیان کیا کہ اس فرزند دلبند نے
میرے یہ کام کیا ہے کہ جب مین قاف مین گیا تو دیو اورنگ نے مجھے طلسم مین پھنسایا اور شہریار
عالیوقار کو بھی پھنسایا اسنے اس طلسم کو فتح کیا اور ہم سب کو رہائی دلوائی اور سب انھین کے
زور و طاقت ظاہر کرنے کے لیے اس شد ومد سے کل فوج کو لیکر آئے تھے اب بادشاہ نے
پوچھا کہ آپ دونون صاحبون کا آتش سے بچنے کا کیا سبب ہوا اُنھون نے کہا کہ اُسی آتش مین سے
ایک پنجہ ہمین اُٹھا لیگیا تھا ایک ساحرہ تھی وہ ہمکو اُٹھا لیگئی تھی اور طالب وصل ہوئی تھی جبوقت
کہ ہمنے انکار کیا تو اُسنے ہمین قید کیا اسی کی قید مین ہم تھے کہ اس شاہزادہ نے جب اپنے
باپ اور چچا کو رہا کیا اور اس ساحرہ کو مارا تو ہم بھی رہا ہوئے۔ اسکی شد ومد دیکھکر ہم بہت خوش
ہوئے اور یہ ملک جسقدر کہ فتح کیے ہین یہ سب اسنے اپنی جرأت اور قوت سے فتح کیے ہین اور یہ
یہ تمام فوج اسنے اپنی قوت سے فراہم کی ہے۔ بادشاہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور نورالدہر نے
بھی یہی حال اپنے رہا ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ کہ ایرج نوجوان نے بیان کیا ہے من وعن
میرا واقعہ بھی یہی ہے۔ رفیع البخت نے بھی اپنی قوت بازو سے یہ سب فوج پیدا کی ہے مین بھی انکے
ہمراہ آیا لوگون نے سنکر کہا کہ یہ مقابلہ جو ایرج سے اور باپ سے ہوا برسون سے لوگ اس مقابلہ
کے مشتاق تھے سب نے زور و طاقت ماشاءاللہ تبارک اور اُنکا دیکھا اور سب کیفیت سب پر
کھل گئی اور جیسا کہ اسپر یا توقیر فرماتے تھے کہ یہ دونون شہریار زینت لشکر میرے ہین تو واقعی

ایسا ہی تھا کہ اُسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ خلعت سلیمانی سے ان سب کو سرفراز کرو۔ اُسیوقت
ان سب کو خلعت بھاری بھاری دیے گئے اور یہ لوگ سرفراز کیے گئے اور نذرین خوشی کی دینے لگے
بادشاہ کو دین اُسوقت بادشاہ نے مخاطب بہ ایرج نوجوان ہو کر یہ فرمایا کہ مین یہ نہین سمجھ سکتا کہ
نقابدار ابلق پوش کون صاحب ہین کہ جنکے ساتھ آپ تھے۔ ایرج نوجوان نے عرض کیا کہ حضور حقیقت
پوری تو مین نہین جان سکتا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی ہمارے خاندان سے یعنی خاندان صاحبقران
سے ہین نقابدار ابلق پوش اور وہ کہ دونون نقابدار سرخپوش اُسکے ہمراہ ہین وہ بھی ہمارے خاندان کے
ہین اور والی مین اُنکی حقیقت بیان نہین کر سکتا ہون۔ آپ نے پوچھا کہ دوسرا لشکر جو نقابدارون کا ہی
یہ لوگ کون ہین۔ ایرج نے عرض کیا کہ مین انکو بالکل نہین جانتا اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگون کو
دعوی صاحبقرانی ہی اگر انھین یہ منظور ہوتا تو جیسے کہ ہم لوگ ظاہر ہوے تھے یہ بھی لوگ چلے آتے
اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ بغیر مقابلہ کے حاضر نہ ہونگے اور انکو دعوی صاحبقرانی کا پورا پورا ثابت
ہوتا ہی یہ سنکر بادشاہ نے سکوت اختیار کیا بدیع الملک نے کہا کہ اے ایرج نوجوان مین خود ہی
چاہتا ہون کہ جسکا جی چاہے اس عہدہ کو لے اور شرطین جو صاحبقرانی کی ہین وہ بجا لاے
اور مین خانہ کعبہ کو چلا جاؤن کیا مضائقہ ہی اگر یہ مجھسے مقابلہ کرینگے تو مین اسکے لیے حاضر ہون لیکن اُسوقت
کی خوشی لشکر اسلام کی بیان سے باہر ہی کہ ابھی ایک جوڑی ہرکارون کی سامنے آئی اور بعد دعا و
ثنا کے عرض کیا کہ نقابدار یاقوت پوش کے لشکر مین طبل جنگ اور نقابدار ابلق پوش کے لشکر
مین بھی طبل جنگ بجا ہی یہ خبر سنکر بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ افسوس ان لوگون نے اتنی بھی
راہ نہ دیکھی کہ ان صاحبون کی کہ جو عرصہ کے بچھڑے ہوے تھے اچھی طرح دعوت کر لیتے اور تھوڑی
راحت ہو جاتی اور اسباب راحت جمع کر کے خوشی کرتے لیکن یہ فلک نہین چاہتا اس
گردون دوار کی یہی خاصیت ہی کہ راحت کا یہ نیش زن ہی یہ فرما کر حکم دیا کہ طبل جنگ ہمارے
یہان بھی بجے حکم پاتے ہی یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی سب سردار رخصت ہو کر
اپنے اپنے حرب و ضرب کو آراستہ کرنے لگے جب سب تیار ہوے تو طلایہ دار اپنے اپنے عہدہ
پر طلایہ پھرنے لگے اور صدا ہوشیار باش اور بیدار باش کی لشکرون مین بلند تھی اور سب سردار
بانتظار سحر بسر کر رہے تھے کوئی معروف نماز شب تھا اور کوئی معروف دعا تھا کہ اے پروردگار عالم
کل پھر خیر و عافیت سے ان دوستون سے ملانا اور کوئی نقابدار ابلق پوش کے لشکر کی صفت
کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ ابلق پوش ایسا بہادر اور جری معلوم ہوتا ہی کوئی کہتا تھا کہ یہ نقابدار
یاقوت پوش بھی کچھ کم نہین ہی کیونکہ اسنے بڑے بڑے دریا سے لشکر پر جوش لیا ہی اور جو واسطے مقابلہ کے
آیا ہی کچھ تو سمجھ کر یہ آیا ہی کہ یہ تینون نقابدار نہایت جری اور بہادر معلوم ہوتے ہین اور انھین
باتون مین وہ زمانہ شب کا ختم ہوا اور آواز مرغ سحر بلند ہوئی اور وقت وہ آکر پہونچا کہ تمام غنچہ
سیارگان گلشن آسمان پر جہان تہان خورشید خاور کی جھلک سے یک بیک چٹک چٹک کے
پردہ اطلس زرنگاری فلک مین منہ چھپانے لگے اور جھونکے نسیم کے باغ گلشن جنت نعیم سے
آنے لگے ؎ جھونکا جو درختون کو لگا سرد ہوا کا + مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا + ادہر
نمازیون نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اپنے اپنے مرکبون کو طلب کیا اور ہتھیارون سے
اپنے اپنے کو آراستہ کرکے اور گھوڑون پر سوار ہو کے پرے کے پرے بخدمت صاحبقران روانہ ہونے لگے

ادھر بادشاہ اسلام تخت سلیمانی پر بشکل نورانی بیٹھے ہوئے تاج شاہی بالائے سر اور جارقبہ شہنشاہی
در بر کیے ہوئے اس کر و فر سے تخت شاہی پر آمد ہوا اول مجرا شاہزادہ بدیع الملک اور نور الدہر کا
ہوا اور دوم ایرج نوجوان کا ہوا اور بعد اسکے سہراب بن رستم و شہریار عالی وقار اور رستم ثانی کے
مجرے ہوئے باقی تمام اہل قوم کا مجرا لیتے ہوئے بادشاہ طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور
نقابدار بھی اپنی فوجوں کو لیکر طرف میدان کارزار کے عازم ہوئے اور صف میدان میں لشکروں نے
آراستہ کیں علمداروں نے جلیچہ کاری سے فراغ حاصل کیا اور سقوں نے بھی آبپاشی سے
فرصت کی نقیبوں نے بھی نقابت سے فراغت کی میں نے اسواسطے اس لڑائی کو طول نہیں دیا
کہ نقابدار ابلق پوش کی لڑائی کل حال عرض کیا جائیگا کہ یہ مقابلہ متواتر آپڑے ہیں اسوجہ سے
میں نے اسکو طول نہیں دیا ہے غرضکہ ایک سناٹا سا میدان کارزار میں پڑا ہوا تھا اور ہر ایک یہ
خیال کرتا تھا کہ دیکھیے کون سبقت کرتا ہے اس میدان کارزار میں کہ نقابدار کے یہاں یعنی
نقابدار سرخ پوش کے یہاں باجے بجے اور نقابدار یاقوت پوش جھپٹ کر مرکب کو میدان کارزار
میں لے آئے۔ فنون سپہ گری اسنے میدان میں پہونچکر سبکو دکھائے لشکر منتظر تھے کہ جلوہ دوڑ کے
وہ برلے مقابل نکلے اسنے جب فنون سپہ گری سے فراغ حاصل کیا تو لشکر بدیع الملک کی جانب
کو اسنے آواز دیکر کہا کہ ہے تم میں سے کوئی ایسا کہ مجھ سے نکلکر جنگ کرے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ
رفیع البخت اپنے مرکب کو جھپٹ کر بخدمت بادشاہ آئے اور گھوڑے سے کود کر بادشاہ کو مجرا
کیا اور عرض کیا کہ غلام رخصت ہوکر میدان کارزار کو جاتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ تم ابھی تو وارد
ہوا ور سردار کیا نہیں ہیں جو تمنے سبقت کی ہے عرض کیا کہ اس نقابدار کا ادھر کو رخ کرکے پکارنا
تابعدار کو ثابت ہوتا ہے کہ اسنے مجھی کو پکارا ہے فرمایا کہ سپردم بپروردگار عالم انھوں نے رخصت ہوکے
اور گھوڑے پر سوار ہوکر اور بدیع الملک اور نور الدہر کو مجرا کرکے میدان کی جانب اپنے مرکب کو جولان
کیا اور اسطرح روانہ ہوئے کہ جیسے شیر اپنے شکار پر جاتا ہے۔ نقابدار نے بھی اپنے مرکب کو سیدھا
کیا اور گھوڑے کو جھکا کر قریب اسکے مرکب کے آیا اور دونوں کے نگاہ در چلی اور دونوں کے کرتب
نگاوروں سے الگ ہوئے دیکھا کہ کسیطرح کی کمی و بیشی نہیں ہوئی بس نیزے پکڑ کے برچھے
آگے سے ترچھے ہوکے لگے چلنے عجب طرح کا لطف اس نیزہ بازی میں معلوم ہوتا تھا کیونکہ دونوں ہمسن
معلوم ہوتے ہیں لوگ تحسین و آفرین کی صدا بلند کرتے تھے اور تعریف کرتے تھے آخرکار سنانیں
بنانیں بیکار ہوگئیں اسوقت نقابدار سرخ پوش نے گرز پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ خبر مصرع بلا برپا ہے
سے جاہل ہے بے حوصلہ دل کا۔ مثل اس شعر کے سانحہ دے کے اپنے ہاروں کو۔ بندگی
بھی چلی مدداروں کو۔ بس یہ کہکر اور گرز کو علم کرکے سر رفیع البخت پر مارا۔ رفیع البخت نے بھی گرز کو
گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا کہ گوش گردون ودون کر ہوگئے اور گرد و سم مرکب سے اڑی اس گرد میں
رفیع البخت معلوم ہوا کہ گرد برد ہوگئے عجب طرح کی ضرب تھی کہ جس سے صاحبقران پکار اٹھے کہ
الٰہی رفیع البخت کی خیر ہو کہ بڑا بیڈھب گرز نقابدار نے مارا ہے نقابدار علیحدہ ہوکر پکارا کہ اس جوان
کی خبر لینا چاہیے کہ کیا اسکی جان حزین پر گزری۔ اسوقت خضران بن عمرو گردی جانب پاسے
شاطری مارتے ہوئے دوڑے اور گرد جا کر دیکھا تو دونوں ہاتھ مانند ستون فولادی کے اٹھے ہو
ہیں لیکن شاہزادہ کی آنکھیں بند ہیں اسنے آواز دی کہ اے شاہزادہ رفیع البخت مزاج کیسا ہے

یا چھٹا پانی کا دون۔ گھبرا کے انھوں نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا کہ اے خواجہ نسیم یا من
خود نقابدار ایسا بہادر ہی کیا خوب ضرب کی کہ جس سے مزہ چھٹی کے دودھ کا زبان پر آگیا
اور چاہا کہ گھوڑے کو مہمیز کروں اور نکالوں قریب مرگیا تھا خضران نے کہا کہ گھوڑا تمھارا مر گیا
بس رفیع البخت گھوڑے پر سے کود پڑے اور دامن ہمت کو گردانکر اور گھوڑے کو ہاتھ
پر علم کرکے غبار سے نکلے اور کہا کہ اے نقابدار اس کو لے۔ کہکر مثل گیند کے اسکی
جانب کو پھینکا جب قریب سر نقابدار آیا انھوں نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے مرکب کے ہوئے
اور اسکی آنتیں اور خون وغیرہ جو نقابدار پر آیا تو یہ خون میں لال ہو گیا اور آنتیں گلے میں
مثل ہار کے پڑ گئیں۔ نقابدار نے پریشان ہو کر رفیع البخت کی طرف دیکھا۔ رفیع البخت نے
کہا کہ اُلٹی آنتیں گلے میں پڑی ہیں یہ وہ مثل ہے۔ تم تو سرخ پوش تھے اور سرخی خون مرکب کی
تمھاری نقاب سرخ کو چمکا رہی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ تم خونی آنسوؤں سے رو رہے ہو
بس یہ کلام سنکر نقابدار نے چاہا کہ میں رفیع البخت کو اس کی [illegible] آوری کی سر جنگ دوں کہ نقابدار
دوم نے منع کیا اور کہا کہ چلو پوشاک اتارو کل انسے مقابلہ کریگے۔ یہ سنکر نقابدار خموش ہو رہا
اُدھر لشکر میں لوگ مسکرانے لگے۔ نقابدار نے یاقوت پوش کو نہایت ندامت ان لوگوں
کے ہنسنے کی بھی ہوئی تھی غرضکہ یہ پھرا ہوا مثل شیر کے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ کی جانب کو
روانہ ہوا۔ ادھر ابلق پوش بھی اپنے دوستوں سے کہتا ہوا کہ بڑی شوخی رفیع البخت نے
ساتھ اس نقابدار کے کی اگر مجھسے ایسی حرکت کرتے تو میں لشکر کو لال خون سے کر دیتا یہ کہتا ہوا
[illegible] گاہ کو نقابدار ابلق پوش روانہ ہوا اور ادھر رفیقان رفیع البخت یہ کہتے تھے کہ یہ
[illegible] سے شاہزادہ ہی کا کام تھا کہ مثل گیند کے کھینچ مارا اگر یہ تلوار اسکے نہ مارتا تو کاہے کو
[illegible] کی ذلت اٹھاتا غرضکہ یہ بھی داخل بارگاہ ہوئے اب ادھر نقابدار کا حال عرض کیا جاتا
ہے کہ یہ [illegible] آلودہ اپنی بارگاہ میں آیا نقابداروں نے کہا کہ تم ملال کیوں کرتے ہو کل تم خود
بدلہ [illegible] ملال سے رہا گو کہ آج رفیع البخت نے تمھارے ساتھ شہدپن کیا ہے اور ہنسی بات کی
ہو [illegible] کے ساتھ قاف سے آیا تھا اسنے جو لال آلودہ دیکھا اپنے شہریار عالیوقار کو
[illegible] نہیں لیکن یہ تصور کیا کہ بے تو جلکر اس رفیع البخت کو کھالے یا تا نگین جیسر
[illegible] یہ وہ دیو ہے کہ جسنے تمامی دیوان قاف کو اپنی ضرب سے اور زور سے عاجز کر دیا
[illegible] رفیع البخت سے کہتا ہے ادھر نقابداروں نے طبل جنگ کو حکم دیا ہرکاروں نے یہ خبر
[illegible] میں پہونچائی طبل جنگ سب لشکروں میں بجنے لگا پھر تیاری صبح کو جنگ کی ہوگی ادھر
بادشاہ نے بعد دربار کے سبکو رخصت دی اور رفیع البخت سے فرمایا کہ کل تم مقابلہ میں اس
نقابدار کے نہ جانا۔ انھوں نے عرض کیا کہ حکم شاہی بہت بجا ہے اسے میں منظور کرتا ہوں لیکن اگر
اسنے میرا نام لیا تو [illegible] بعد دربار کے [illegible] پسر سہراب بن رستم بول اٹھے کہ اگر اجازت ہو تو میں اس نقابدار سے
مقابلہ آپکے عوض کروں رفیع البخت نے کہا کہ بھائی میں ابھی زندہ ہوں ہاں میرے مارے جانے کے بعد جو
تمھارے مزاج میں آئے کرنا سہراب خاموش ہو رہے غرضکہ بادشاہ نے سب کو رخصت کیا اور آپ بھی
داخل محل ہوئے ادھر رفیع البخت اپنی بارگاہ کے قریب آپہنچے تھے کہ دیکھا کہ ایک دیو چوب اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے
سامنے آیا اور للکارا کہ او رفیع البخت کہاں جاتا ہے کہ تو نے میرے آقا کو ملال دیا ہے میں تجھے کھاؤنگا یہ کہکر اسنے

چوب کو چرخ دیکر سر پر شاہزادہ کے ماری شاہزادہ نے اسکی چوب کو خالی دیا اور جھپٹ کر جو وقت
کہ وہ چوب زمین پر گری دونون پانون اُسپر رکھ دیے اور ایک ہاتھ جو مارا تو ہاتھ سے چوب اسکے
نکل گئی اور انھون نے دوڑ کر اسکی شاخ پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے دوسرا شانہ پکڑ کے
انھون نے ہلا دینا شروع کیا یہ چاہتا تھا کہ مین بلند ہو جاؤن لیکن ممکن نہ تھا آخرکار اسیطرح جھٹکی
دیکر ہلا جو انھون نے مارا تو یہ دوہرا ہو کر زمین پر گرا۔ شاہزادہ نے جھپٹ کر دونون کان اسکے جڑ سے
کھینچ لیے یہ کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ اللہ اکبر ایسے ہی شہزور زمین مین تو اپنے آقا ہی کو جانتا تھا
لیکن یہ اُنسے بھی کم نہین ہین شاہزادہ نے دونون کان جو اکھڑے تھے انکو کہا کہ اسکو اٹھا لیجا
مجھے جان سے کیا مارون کہ آقا تیرا میرے ہاتھ سے ایسا تنگ آیا کہ مجھ ایسے دیو کو میرے کھانے
کے لیے بھیجا تھا اگر سخت نوالہ نہ ہوتا تو نگل جاتا جا دور ہو میرے سامنے سے کبل اسنے جھک کے
سے کانون کو اٹھا لیا اور لشکر نقابدار یاقوت پوش کی سمت کو آیا۔ نقابدار نے دیکھا تو خون اسکے
کانون سے بہتا ہوا تھا انھون نے پوچھا کہ اے دیو تجھے یہ ایذا کسنے دی کہ تو کانون پر ہاتھ
رکھے ہوے اور خون تیرے کانون سے بہتا ہوا آیا ہے تجھے خون مین کسنے نہلایا اسنے دیکھ کر
کہا کہ جسنے آپ کو خون مین نہلایا تھا۔ اُسی لونڈے کے کھانے کے واسطے مین گیا تھا غرضکہ وہ
اتنا بڑا شہزور ہے کہ اسنے میری چوب چھین کر اور کان میرے علحدہ کر کے مجھے چھوڑ دیا۔ بس یہ
سنکر نقابدار نے کہا کہ او مردود تجھسے مین نے کہا تھا کہ تو جا تو کیون گیا تو نے بڑی میری سبکی
مین لگا دی بس یہ کہکر اُٹھا کے تفنگ اب جو انھون نے ماری تو اسنے چرخ مارا نقابدار نے تلوار
کھینچکر اسکی دوال کمر پر ماری یہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا اور جو نقابدار تھے وہ سب آئے
اور پوچھا کہ یہ کیا واردات ہوا اسے کیون مار ڈالا۔ نقابدار یاقوت پوش نے ساری روداد بیان کی
اور کہا کہ مجھے اسنے نام رکھا۔ نقابدارون نے کہا کہ خیر جو کچھ کیا خوب کیا کل اسکی لاش کو میدان
کارزار مین لیکے چلینگے اور ساری اُسکی روداد بیان کرینگے۔ غرضکہ یہ کہکر اسکی لاش کو حکم دیا کہ کر
اسکی لاش سے اتار کے رکھے میدان کارزار مین لانا اور نقابدار نے کہا کہ اب ہم جاتے ہین
اور آپ بھی استراحت فرمایئے اور صحبت کو برخاست کیجیے۔ غرضکہ نقابدار بھی وہان استراحت
کے لیے گیا اور یہان وہ شب کرچکے اشتیاق مین تمام سرداران نامی اور نامور بسر کر رہے تھے
کہ جلد پروردگار عالم صبح دکھائے کہ پھر شکل میدان ہم لوگ جاکر دیکھین اور نقابدار کا تماشا بھی
جاکر دیکھین یہانتک کہ صبح نمودار ہوئی اور وردیان لشکرون مین بجنے لگین کوئی پکارا۔ اسے
دیکھو وہ بولتا ہے مرغ سحر + صبح صادق کی یہ نشانی ہے + صداے اللہ اکبر بھی لگے کانون
مین آنے لگی وضو کر کے نماز اُس بے نیاز کی ادا کرنے لگے۔ بعد فراغ نماز غازیان دیندار
ہتھیار ہتھیارون کو سجنے لگے اور مرکبون کو طلب کرنے لگے جب مرکب حاضر ہوے اپنے اپنے گھوڑون
پر بیٹھ کر اپنے اپنے افسرون کی خدمت مین آئے مجرا اور سلام کر کے اپنے اپنے افسرون کو لیکر
بخدمت بادشاہ اسلام آئے ادھر بادشاہ اسلام کی سواری مثل باد بہاری کے نظر آئی یہ سب مجرا
اور سلام کر کے اپنے اپنے مقام پر آئے یعنی دست راستی دست راستکو اور دست چپی دست چپ کو جو
ہوے آگے آگے نقیب نقابت کرتے ہوے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اور ہو چکے
صفون کو درست کیا میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمینگاہ سات صفون کو آراستہ کیا

تخت بادشاہ قلب لشکر مین مثل دل کے آراستہ تھا اور آگے علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا
ہر دہن سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی آتی تھی اور باقی دہنون سے مشک اور عنبر کی
خوشبوائین صحرا کو معطر کرتی تھی۔ ہوا جو آتی تھی وہ اپنے دامن کو خوشبوے مشک اور عنبر سے
بھر کر اور لوگون کے دماغ جانکو پہونچاتی تھی جس طرح پیام بر کوئی پیام دیتا ہے۔ غرضکہ دیکھا کہ لشکر
ابلق پوش بڑی دھوم دھام سے میدان کارزار مین آکر آراستہ ہوا اور پھر دیکھا کہ نقابدار
یاقوت پوش کی بھی فوج آکر آراستہ ہوئی اور جب صفین درست ہوچکین تو وہ نقابدار
جوان نقابدارون مین بزرگ تر تھا اُسنے لاشش دیو کو آگے کر دیا اور یہ فرمایا کہ بخدا یہ اپنی طبیعت سے
خیمہ رفیع البخت کو روانہ ہوا اور یا اُسنے اس شہریار کے زک دینے کا قصد کیا شہریار نے اسکو بخرا
مقتول دیگر روانہ کیا۔ نقابدار نے اسی وجہ سے اُسکو قتل کیا تاکہ یہ گمان نہ فرمائین کہ اسمین فریب
نقابدار یاقوت پوش کی تھی سب نے متفق اللفظ یہ کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ نقابدار کبھی
ایسے فعل کو گوارا نہین کریگے یہ فقط دیو کی حماقت تھی کہ میرے آقا کو جو ملال ہو تو مین اسکا یہ
بدلہ کرون۔ یہ سنکر کسیقدر نقابدار یاقوت پوش بشاش ہوا اور جب موافق دستور کے نقیب نقابت
کر کے نکل گئے اسوقت نقابدار نے پھر اپنے مرکب کو چھیڑا اور آکر میدان کارزار مین آواز دی کہ
مین ہر شخص سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا ہون کہ اسکو ایک عمر نوح چاہیے بس جو اس لشکر کا مالک
اور صاحبقران ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ صدا اسکی سنکر شاہزادہ بدیع الملک یعنے
صاحبقران سوم نے اپنے مرکب کو زیر سایہ علم سے بڑھایا اور خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر
ہوے اور عرض کیا کہ اجازت حضور کی چاہتا ہون۔ بادشاہ نے فرمایا ع سپردم بتو مایۂ خویش را +
تو دانی حساب کم و بیش را + جیسے حوالہ پروردگار عالم کیا بسم اللہ یہ رخصت ہوکر طرف میدان
کارزار کے روانہ ہوے اور قریب نقابدار یاقوت پوش کے پہونچے ہرچند کہ شہنشاہ گوہر کلاہ
سہراب بن رستم کا قصد تھا کہ نقابدار سے اور ہم سے مقابلہ ہو لیکن اسنے صاحبقران کو پکارکے
لیا یہ سب مجبور ہوگئے اور ہونکر صاحبقران سوم نے آواز دی کہ او نقابدار یہ گویہ میدان ہے
نقابدار نے برچھا ہاتھ مین علم کیا اور مرکب کی سمت موقوف رکھا اور ہان ہان کہکر اسنے
بند صاحبسیدۂ اقدس پر مارا۔ آپ نے سنان پر سنان لگائی اور نیزہ کو بلند کیا اور لگی نیزہ بازی
ہونے کہ جسطرح دو افعی بیچ و پیچ مارتے ہین اور شرارہ آگین سے جو نکلتے تھے وہ بالاے
آسمان جاتے تھے یہ دونون کے دونون مشغول بہ نیزہ بازی تھے جو وہ بند باندھتے تھے یہ کھول
دیتے تھے جو وہ باندھتے تھے یہ کھول دیتے تھے یہ اسکی گھات مین تھے کہ کہین اسکو غافل
پاؤن تو نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دون لیکن انھون نے بند صاحبقرانی سے اسکے نیزہ کو جھٹکا
دیا کہ یقین ہوا کہ مین جگہ سے ہاتھ نقابدار کا ٹوٹ جائیگا لیکن ڈنڈا اسکے ہاتھ سے نہ نکلا اور
سنان اسکے نیزہ سے نکل گئی اور ڈنڈا اسکے ہاتھ مین رہی اور نقابدار نے گرز ہاتھ مین لیا
اور کہا کہ اے صاحبقران مین آپ کو ہوشیار کرتا ہون کہ میرا گرز بغیر جان لیے اُٹھتا نہین یا آپ
ہونگے یا مرکب نہ ہوگا یہ اسنے طعن سے کہا صاحبقران نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے کھینچ
کر سر پر آس گرز کو صاحبقران کے مارا صاحبقران نے دونون پاؤن رکابون مین استوار کرکے
اسکے گرز کو وہین روکدیا مرکب کو یہ بھی نہین معلوم ہوا کہ کچھ بھی ہے اور بلند ہی گرز اسکا سر پر سے

علیحدہ ہوا اب جو دیکھا تو اسی مقام پر بدیع الملک کھڑے ہوئے ہین اور گرد بھی دُور ہونے پائی
سب لشکرون مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اور سب نے کہا کہ جب تو پروردگار عالم نے انکو
صاحبقران کیا ہے ادھر صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار سے تو ضرب زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن + اور یہ کہکر انھون نے بھی ایک گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز پر روکا
ایسا تڑاقا ہوا کہ پرند اور چرند اپنے اپنے آشیانون کو چھوڑ کر بھاگ گئے لیکن یہان رستم
مرکب کی گرد سے نقابدار گرد برد ہو گیا تھا اور سب کی آنکھون سے پنہان ہو گیا اسوقت شاہزادہ
بدیع الملک نے لشکر نقابدار کی جانب کو دیکھکر کہا کہ مین افسوس کرتا ہون کہ آپ دریدہ میری پردہ
کے ہوکر آئے ہین اور نقابین چہرون پر ڈال لیتے ہین یہ نہین ثابت ہوتا کہ کون ہے اب اسوقت
مجھکو تو زیادہ نقابدار کا صدمہ ہے شہریار ارج سے کہہ رہے تھے کہ اے والد ماجد اس نقابدار
کے مقابلہ مین میرا بھی خود بخود سینہ مین بھڑکتا ہے جیسے کہ تیغ گردن مین چبھا عجب حال میرے دل کا ہے نہ معلوم اس
نقابدار کی محبت نے کہان سے مجھے آ گھیرا ہے۔ ادھر تو یہ باتین تھین کہ ادھر نقابدار یاقوت پوش کلان نے اپنے
عیار کو حکم دیا کہ جا کر غبار مین دیکھ کر کیا حال نقابدار کا ہے بس یہ عیار گرد غبار کے چرخ مار کر اندر گھس گیا دیکھا تو
نقابدار بسینہ پسینہ ہے اور دونون ہاتھ سر سے بلند کیے ہوئے گرز ہاتھ مین لیے ہوئے اور آنکھین بند کیے
ہوئے کھڑا ہے عیار نے آواز دی کہ اے شہریار مزاج مبارک کیسا ہے انھون نے تیسری آواز پر آنکھ کھولی
اور فرمایا کہ اللہ اکبر یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ میرے سر پہ گرا اور آسمان پھٹ پڑا۔ واقعی ہے کہ لائق صاحبقرانی یہی
ہین اور گھوڑے کو دیکھا کہ یہ مرکب لنگڑا ہو گیا بس یہ کود پڑے اور باہر غبار سے مثل شعلہ جوالا
کے نکلے اور تلوار کھینچ کر چاہا کہ انکے مرکب کو بھی پیادہ کرون۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ تمکو
مین نے زندہ پایا مین شکر کرتا ہون۔ خدائے کریم کا کہ یہ تمہارا پہلا وار جو تھا اسنے تمہارے سر کو
جھکایا دیکھو تو گھوڑے پر کون ہے اور پیدل کون ہے بس یہ کہکر گھوڑے پر سے آپ بھی کود پڑے کہ
یہ قریب آ چکا تھا کہ اسنے وہی تلوار صاحبقران پر ماری انھون نے بند دست اسکا پکڑ لیا اور گریبان
مین اسکے ہاتھ ڈال دیا آمادہ بہ کشتی پاکر اسنے بھی تلوار کو پھینک دیا اب دامن ہمت کو گردان گردان کر
گرد و سپر پہ ہتھیار رکھکر مشغول بہ کشتی یہ دونون صاحب ہوئے لشکر نے جو یہ معرکہ دیکھا تو سب کے سب
سمٹ کر گردان پہلوانون کے آگے آ ہو گئے تماشا دیکھنے ایک جوڑا کشتی کا بندھا ہوا تھا کہ جیسے دو
بجلیان کوندتی ہین یا دو فیل ہین کہ گتھ گئے ہین یا دو فیل مست ہین کہ باہم ٹکرا رہے ہین غرضکہ دو پیچ
یہ باندھتے ہین وہ نقابدار اسکو رد کر دیتا ہے اور جب نقابدار انکو اپنے پیچ مین اسیر کرتا ہے تو یہ اسطرح
نکل جاتے ہین کہ جیسے عینک سے نگاہ یا گل سے بو یا کمان سے تیر نکلتا ہے یہان تک کہ لڑتے لڑتے
یہ دن تمام ہو گیا اور شام ہو گئی طرفین سے انتظام روشنی اسیوقت ہو گیا رات کا دن ہو گیا رات
کشتی رہی جب صبح ہوئی وہی زور و رنگ کا عالم تھا کسی مقام پر نقابدار قابو مین صاحبقران کے نہین
آتا تھا اور نہ نقابدار کے قابو مین صاحبقران آسکے تھے یہانتک کہ لڑتے لڑتے وہ بھی دن تمام
ہو گیا اب سبکو یقین ہوا کہ پانچوین روز یہ کشتی فتح ہوگی لیکن اسی لڑائی مین پانچوان دن بھی
تمام ہو گیا اب تو لشکرون مین یہ کلام ہر شخص اپنی زبان پر لاتا تھا کہ یہ نقابدار واقعی ہے کہ دعوے
صاحبقرانی اسکا بجا ہے غرضکہ آج ساتوان روز ہے اور کوئی پہرون باقی ہے حضرت نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ
وعدہ کرو تو مین اس کشتی کا اختتام کرا دون ہر شخص نے قبول کیا اور کہا کہ اب تو نیند کے مارے ہم

آگے ہی بڑھتے ہیں تو خواجہ ہم سب اسقدر ملکر دینگے یہ سنکر خضران قریب بدیع الملک
کے آیا اور کہا کہ واہ صاحبقران کبھی نقابدار تین قدم آپ کو لیجاتا ہے اور کبھی چار پانچ قدم آپ ہٹا دیتے
ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس اینچی آنچا میں کیا عجب ہے کہ ایک سال آپ تمام کریں دوسری بات یہ ہے کہ اسقدر
آپ نے حملے کیے کہ وہ زور تقسیم ہو گیا اور ابھی نقابدار ابلق پوش کہ جسکو دعوے صاحبقرانی
ہے آپس سے مقابلہ باقی ہے خدا آپ کو کہیں اس سے نجات دے۔ بس یہ جو سنا بدیع الملک نے
تو یہ خیال آیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کسی مقام پر زور میں الم پایا ہے بس یہ سمجھکر دونوں بازو نقابدار کے
پکڑ کر اور سینہ میں دیکر اب پکڑ چلے جہان اسنے لنگرہ قائم کیا وہین لنگر اسکا اکھڑ دیا۔ غرضکہ
ساتویں قدم پر جھٹکا مارا دونوں گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے تھے کہ یکدم خود زنجیر کا پھر جو نکہ
مارا تو دیکھا کہ بالا سے سر ایک گل مثل گل گلالہ کے انکے ہاتھ پر چمک رہا ہے سینے آواز دی کہ سبحان اللہ
یہ زور صاحبقرانی ہے اور انھوں نے چرخ دیکر چاہا تھا کہ زمین پر ماریں کہ ایک نقابدار نے بڑھکر
آواز دی کہ اے بدیع الملک جسکو سر سے بلند کرتے ہیں اسکو خاک ذلت پر نہیں گراتے ہیں۔ یہ
کوئی خیر نہیں ہے جو تم بیہودہ یہ ہے اور آپس میں آزمایش زور و طاقت سبھی نے کی ہے اگر اسنے تم سے مقابلہ
کیا تو کوئی نئی بات نہیں کی یہ تو امیر اول کے زمانے سے ہوتی چلی آئی ہے جو آیا وہ دعویدار
صاحبقرانی ہو کر آیا قاسم نے مقابلہ کیا علم شاہ لڑے تمھارے دادا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا خود تمنے
آزمایش زور و طاقت کی۔ یہ سنکر بدیع الملک نے آہستہ سے نقاب چہرہ پر سے دور کی اور زمین
پر چھوڑ دیا دیکھا کہ اک نوجوان سبزہ آغاز چہرہ مانند ماہ شب چاردہ کے روشن و منور گیسوان غلیلی
چہرہ پر بل کھا رہے ہیں خال و خط ابراہیمی نمودار ہیں چہرہ پر آثار شرمندگی کہ میں نے کیوں اسے
ہما ہی سے مقابلہ کیا جو زیر ہوا بدیع الملک حیران تھے کہ یہ کسکی آنکھوں کا تارا کسکا آرام جان ہے
کہ نقابدار سیاہ پوش نے آواز دی اے شہریار بڑھو اور اپنے فرزند کو پہچانو کہ سکندر رستم جو
یہی ہے یہ تمھارے فراق میں فقیر بنکر بارہ برس کے سن میں نکلا تھا اسنے اسنی فقیری سے یہ
شان و شوکت شاہانہ پیدا کی خدا کا شکر بجا لاؤ۔ یہ سنکر کہ یہ شہریار کا لخت جگر امیر ثانی کا نواسہ ہے
بدیع الملک نے بھی شفقت بزرگانہ کی سکندر رستم کو کلیجے سے لگایا تمام عزیزان دور دور سے
شہریار بیٹے فرزند کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا رستم ثانی نے مثل سہراب کے سکندر پر
دست شفقت پھیرا ایرج نے پوتے کو پیار کیا پھر تو سبھی نے سکندر کو گلے سے لگایا۔ یہاں تو
خوشی ہو رہی تھی بدیع الملک نے بڑھکر نقابدار سیہ پوش سے معانقہ کیا اور عرض کیا کہ اب
آپ بھی اس حجاب کو اپنے اور میرے درمیان سے دور کر دیجیے کہ آپ سے بوئے بزرگی آتی ہے
دل میرا بیتاب ہے مجھے شبہ صاحبقران اول کا ہوتا ہے۔ یہ سنکر نقابدار کلان یعنی نقابدار سیہ پوش
نے نقاب چہرہ سے دور کی اور کہا اے فرزند امیر اول تو نہیں مگر ہاں انکا غلام ہوں سلیمان اعظم
میرا نام ہے بس صورت سلیمان اعظم کی دیکھکر بدیع الملک لپٹ گئے اور زار زار مثل ابر نوبہار
کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ آپ نے بڑے دادا صاحب کو یاد دلا دیا۔ نور الدہر نے جو سلیمان اعظم
کو دیکھا یہ بھی دوڑ کر گلے سے لپٹے اور کہا کہ چچا صاحب مزاج مبارک کیسا ہے اب اسطرف سب
متوجہ ہوئے جو سکندر سے مل چکتا تھا وہ سلیمان اعظم کی طرف آتا تھا لیکن ایک نقابدار پر خود
کی نقاب ابھی باقی تھی۔ سلیمان اعظم نے بیٹھکر آواز دی کہ اے سلیمان کو چپ تم کیوں

منتظر

چھپانے کے پڑے ہو سارا پردہ سکندر کی ہمراہی کا تھا اب وقت نقاب کا گزر گیا چہرہ اپنا دکھاؤ۔
سب سے ملو۔ یہ سنکر سلیمان کوچک نے بھی نقاب اپنے چہرہ سے دور کی اور سب عزیزون سے
مدت کے بعد ملے نقارہ شادمانی بجنے لگے بدیع الملک بکر ساتھ لیے ہوے داخل بارگاہ سلیمانی
ہوے تمام سردار اپنے اپنے دنگلو نپر بیٹھے دنگل علمشاہ رومی اور دنگل شاہزادہ خاور
سیاہ ملک قاسم جنت مدت سے خالی پڑا ہوا تھا حسب تجویز صاحبقران دونون دنگلون پر
سے غاشیے ہٹائے گئے دنگل علمشاہ رومی رستم داستان شاہزادہ سکندر رستم کو عنایت
ہوا اور دنگل شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سہراب بن رستم کو عنایت ہوا ان دونون شاہزادون
نے بادشاہ اور صاحبقران کو نذرین دین رفیع العجت کو دنگل بدیع الزمان کا مرحمت ہوا۔ آج
عجب طرح کا ہنگامہ مسرت اس بارگاہ مین تھا شہریار پھولے نہ سماتا تھا کہ خدا نے مجھے ایسا
فرزند عنایت کیا جو میرے جد امجد رستم داستان کا قائم مقام ہوا جب دوسرا روز ہوا تو شاہزادہ
بدیع الملک خیمہ مین سلیمان اعظم کے گئے اور بعد مزاج پرسی عرض کیا کہ مین آپکے چہرہ پر آثار
حزن و ملال دیکھتا ہون اسکا کیا سبب ہے اور ہمراہ سکندر رستم ہی کے نقاب دار بنکر آنے کا کیا سبب
ہوا۔ سلیمان اعظم نے یہ سنکر آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے اگرچہ بدیع الملک
ابھی تک سلیمان اعظم کے رنج و ملال سے بیخبر تھے مگر انپر بھی ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار ہوکر رونے لگے
جب گریہ و زاری کم ہوئی تو سلیمان اعظم نے فرمایا کہ مین مصیبت اپنی تمام عزیزون کی سامنے بیان
کرونگا تم بارگاہ مین چلو مین بھی آتا ہون یہ سنکر صاحبقران سلیمان اعظم سے رخصت ہوکر بارگاہ
سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز تھے سردار حاضر ہوتے جاتے تھے
اور اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے تھے یہانتک کہ سارا دربار سردارون سے مملو ہوگیا آخر مین
سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک تشریف لائے سب انکی تعظیم کو اٹھے بادشاہ نے قریب اپنے جگہ
دی صاحبقران نے کہا کہ اب کیفیت قاف کی مفصل بیان فرمائیے۔ یہ سنکر سلیمان اعظم نے
رقت کو ضبط کرکے ارشاد کیا کہ اے فرزند قاف کا حال کیا پوچھتے ہو سارا قاف خدا پرستون سے
صاف ہوگیا ایسی ہوا سے خزان چلی جسنے گلستان ارم کو صحرا بنا دیا گردش گردون سفلہ پرور نے
ایسا انقلاب دکھایا کہ رئیسان قاف زیر زمین پنہان ہوگئے اور ابلیس پرستون کا دور دورہ ہوگیا
خدا پرست خدا کے پاس چلے گئے اگرچہ اس پر آشوب زمانے مین یہ رستم زمان یعنی سکندر نوجوان
نے اُن سرکشان قاف کو مارا ہی اور پست کیا ہی کہ ابلیس پرستون کے جی چھوٹ گئے حوصلے سب
پست ہوگئے طلسم نیرنگ قاف کو فتح کیا ایک یہو نیرنگ قاف مین موجود ہی اور یہ جو پریزاد بعہدہ
سپہسالاری سکندر کے ہمراہ ہی نام اسکا مظہر پریزاد ہی یہ سالار ہی سکندر کا بعد اُسکے تمام نیرنگ قاف
کو اس فرزند نے فتح کیا دیو سپید اور دیو تہمتن گرزن کو اپنا مطیع کیا جسکا چوبیس سو من کا گرز تھا
لیکن شاہی قسمت کی کم نہوئی۔ اسی نیرنگ قاف کی لڑائی مین سیاہ ملک سیاہ قبا مارے گئے
ارفیون پریزاد فرہاد خان بلغزل غرسنگ بن لندھور سب مارے گئے انجام مین اسی فرزند کی امداد
سے فتح حاصل ہوئی پھر کوہ مروارید پر عین عرس مین جبکہ تمام رئیسان قاف جمع تھے دیو
آتشباز نے آکر ستم اٹھا کر دیا دونون فرزند سہراب کے داراب اعظم اور سکندر اعظم سات
سات آٹھ آٹھ برس کے سن مین ایسے لڑے کہ صفین بچھا دین مگر شہید ہوے پھر تو دیوون نے

تمام میلے کو پامال کر دیا صدف پریزاد اور بہار پری اور ہمشیرہ ہماری ملکہ عادل قاف و ملکہ سیلکا
اور والدہ ماجدہ اور اسیطرح کل رئیسان قاف عورت اور مرد نشانہ سنگ حوادث ہوگئے - دیو
آتشبار نے ایسی سنگ باری کی کہ سبکو بستر مرگ پر سُلا دیا آخر میں اسی فرزند نے اُس دیو نابکار
کو مارا اور مقبرہ جناب سلیمان کو دست بدعت سے اُس دیو کے بچایا تمام قاف ویران ہو گیا
وہاں سے ہم لوگوں نے رخ گلستان ارم کا کیا اسمیں دفن کرتے کرتے کمر جھک گئی قاف کو
خدا کے سپرد کر کے اس فرزند کے ہمراہ پردۂ دنیا کا رخ کیا کہ تم سبکو بھی دیکھ لیں تو خانہ کعبہ چلے جائیں
یہ کہکر سلیمان اعظم چیخیں مار مار کر رونے لگے تمام دربار میں سناٹا پڑ گیا کل عزیزان صاحبقران
اشک برسا رہے تھے کہ آسمان پری سب کی بزرگ تھی اور سلیمان اعظم نے کچھ اشعار عبرت آگین
پڑھ پڑھ کر زخمہائے تازہ پر اور نمک پاشی کرنا شروع کی - اشعار - اندنون فصل خزان تھی جو
گیا گلشن میں + تھے جہاں گل وہاں دیکھا تو ہیں اب خار فقط + سبزہ شاداب شجر ہیں نہ وہ
شاخیں پُر بار + ٹنڈ سوکھے ہوئے استادہ ہیں دو چار فقط + ٹھنڈی ٹھنڈی نہ ہوا میں
ہیں نہ وہ فرحت ہے + لوکے اب جھونکے وہاں چلتے ہیں ہر بار فقط + چہچہاتے تھے شب و روز
جہاں فوارے + اب رواں ہوتے ہیں واں آنسوؤں کے تار فقط + ہیں نہ شجر مست وہ چمنوں
کے نہ وہ خندۂ گل + بوم بیٹھے ہوئے اکجا ہیں دو چار فقط + برگ گل بھی نہ پڑا رہنے جہاں
پاتا تھا + اب جو دیکھا تو ہیں انبار خس و خار فقط + صدر پر چار شغالوں نے کئے ہیں مسکن +
غمزدہ بلبلیں پر نظر آتے ہیں کئی خار فقط + میں نے چاہا کہ یہ احوال کسی سے پوچھوں + کوئی آیا نظر
لائق گفتار فقط + غور سے جبکہ نگہ کی تو یہ دیکھا میں نے + ہیں نمایاں وہیں قبروں کے کچھ آثار
فقط + شمع مرقد ہے نہ گل ہے نہ کوئی فاتحہ خوان + حسرت و یاس ہے بس مونس و غمخوار فقط +
خوش مزاجی کی نہ وہ باتیں نہ وہ ناز و ادا + حال میں سب کے ہر اک اب ہے گرفتار فقط + فاختہ
دے رہی ہے اپنی زبان میں یہ صدا + چشم عبرت سے یہ دیکھیں اولی الابصار فقط + جائے
فانی ہے یہ اسپر نہ بھروسا رکھیں + رہو اے غافلو انجام سے ہشیار فقط + حال یہ دیکھکے
جب میں وہاں نکلا بالکل + دل سے کہتا ہوا بلبلی ناچار فقط + کیوں دلا دیکھ لیا یاں کا تماشا
تو نے + درحقیقت ہوس دنیا ہے بیکار فقط + بجز اس کے تو نے یہ محزون کو دکھایا کیا خوب + تیری
نیرنگی ہے سب چرخ ستمگار فقط + آہ اشعار عبرت آثار نے آتش مشتعلہ پر روغن کا کام کیا
شعلہ ہائے غم اور بھڑک اٹھے کچھ دیر کے بعد رقت موقوف ہوئی اب بدیع الملک نے نقاب
بر ہو کر اپنی تباہی کا حال بیان کیا بارگاہ سلیمانی بزم ماتم ہو گئی جب کوئی سردار عزیزان
صاحبقران سے آکر شریک بارگاہ ہوتا تھا تو جشن خوشی منعقد کیا جاتا تھا سکندر ایسے رستم و گاؤ
اور یہ سناٹا کہ ایسے وقت میں آنا ہوا جبکہ دل سب کے دردمند ہو رہے تھے یہ تمام خبریں نقاب
ابلق سوار کو بھی پہنچیں نقابدار بھی اپنے اپنے مقام پر محزون و غمناک بیٹھے رہے دل میں کہتے
تھے کہ ہم اپنی مصیبت کس سے کہیں ہم سب سے زیادہ دردمند ہیں مگر افسوس کہ اس غم و الم
کی حالت میں چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں اور درد کہنے میں دم الجھتا ہے اسیطرح ان لوگوں کو اپنے
عزیزوں کے غم سے فی الجملہ سکون ہو تو نامہ نگون تیسرے روز بلقیس بن قمو نے نقاب دار
گلابی پوش سے کہا کہ یہ قید دنیا میں ہوتا ہی رہتا ہے آپ جس کام کے لیے تو آئے ہیں اسکا سلسلہ

آغاز کیجیے یعنی نامہ بھیجدیجیے۔ بدیع الملک اُکتائے ہوئے ہیں عجب نہیں ہے کہ بے لڑے بھڑے
یا ہمارے صاحبقرانی آپ کے سپرد کرکے چلے جائیں نقابدار ابلق سوار نے فرمایا کہ مجھے یہ بھی منظور
نہیں کہ میں بغیر آزمائش یا ہمارے صاحبقرانی لے لوں مگر نامہ لکھتا ہوں دیکھیے کیا جواب آتا ہے۔ یہ
فرماکر نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور خود ہی شاہزادہ داراب ثانی نقابدار نیلی پوش کے سپرد کیا
کہ یہ ذرا سلیم الطبع اور متحمل مزاج ہیں اور کہا کہ آپ جاکر جواب نامہ کا صاحبقران سے لے آئیے
اور کسی طرح کی زیادتی نہ کیجیے گا نامہ جس صورت سے طلب کریں دیجیے گا سارا اعزاز مقابلہ کے
وقت معلوم ہوجائیگا ظاہری تعظیم و تواضع سے کوئی فائدہ نہیں یہ سنکر داراب ثانی نے
نامہ سے بامدعا اور تیاری چلنے کی کردی۔ یہ تو آپکے دوسرے روز نامہ لیکر روانہ ہونگے اور ذکر
نامہ داری پھر کیا جائیگا۔ اول کچھ حال بزم صاحبقران کا سنیے کہ جسوقت گریہ وزاری موقوف
ہوئی تو بدیع الملک نے سلیمان اعظم سے کہا کہ کیا کہوں مجبور ہوں کہ اب میرا دل دنیا سے
خود ہی اکھڑا ہوا ہے اور چاہتا ہوں کہ جاکر گرشان احد سے عوض خون امیر دل کا لوں بے مجھے
ایک ایک دم دم شمشیر سے کم نہیں ہے ورنہ میں خود آپکے ہمراہ چلکر قاف کو پھر سے اسلام آباد کرتا
اور اولاد جناب سلیمان کو ڈھونڈ ڈھونڈھ کر سلطنت پر بٹھاتا تمام ملک خدا پرستوں سے آباد کرتا
خیر میں تو مجبور ہوں مگر آپ بڑے فرزند صاحبقران اول کے ہیں بجائے صاحبقران ہیں آپکو
چاہیے کہ پہلے قاف کو آباد کیجیے پھر ارادہ خانہ کعبہ جانے کا کیجیے۔ ایرج نوجوان نے سلیمان اعظم کی
طرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب میں نے طلسم لالہ زار سلیمانی کو فتح کیا تھا اُسوقت سلیمان صاحبقران
سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر دنیا پر بعد مقابلہ بدیع الملک صاحبقران وقت کے امیر ثانی نے انکو
صاحبقران قاف کرادیا تھا وہ کہاں ہیں کہ قاف کی بربادی ہوگئی اور انھوں نے کچھ خبر نہ لی
سلیمان اعظم نے کہا کہ وہ شہر سلطانیہ میں تھے۔ اور علیل تھے اسوجہ سے وہ آنہ سکے بلکہ اسی
علالت میں سرکشوں نے انکو بھی جاجاکر تنگ کیا تھا مگر خدا نے انکی حفاظت کی۔ ایرج
نے کہا کہ آپ یہاں سے پہلے شہر سلطانیہ میں تشریف لیجائیے اور وہاں سے سلیمان صاحبقران
کو اپنے ساتھ لیکر قاف کو مسخر کرکے اسلام آباد کیجیے اور انسے کہیے کہ اب تم گلستان ارم میں
قیام اختیار کرو اسکے بعد رخ خانہ کعبہ کا کیجیے تو مناسب ہے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے ایرج
نوجوان اگر اب بھی دشمن انکے علیل ہوتے یا خدانکردہ کوئی افتاد پیش آئی تو کیا ہوگا مثل
مشہور ہے کہ سورمان چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے اکیلا آدمی کیا کرسکتا ہے یہاں کی صاحبقرانی میں
کتنے معین مددگار موجود ہیں جسوقت صاحبقران زخمی ہوگئے ہیں یا کوئی اور مصیبت پیش آتی
ہے جس سے لائق مقابلہ نہیں ہوتے تو اور لوگ مقابلہ کرتے ہیں اسیطرح اگر چند سردار یہاں سے
بھی میرے ساتھ چلیں تو یہ مرحلہ سر ہوسکتا ہے ورنہ غیر ممکن ہے۔ اور اے بدیع الملک مناسب
تو یہی ہے کہ تم چلو اور ساتھ تمھارے نورالدہر بھی ہوں کہ انکی سسرال بھی وہاں ہے چلکر اپنے خسر
کے گھر کی تباہی کو مٹائیں کوہ مرواریہ کو آباد کریں تم لوگوں کے نہ ہونے سے یہاں کوئی حرج
نہیں ہے اسلیے کہ سکندر سا رستم وقت سہراب سا تہمتن زاد رفیع البخت سا تمھارا جانشین موجود ہے
یہاں اگر کوئی کافر سرکشی کریگا تو اتنے صاحبقران وقت اسکی سرکوبی کو موجود ہیں یہ سنکر بدیع الملک
نے فرمایا کہ اچھا ابھی آپ قیام فرمائیں اور استراحت کریں سردست نقابدار ابلق سوار ابلق پوش

جو اسکے محکوم ہیں طرۂ پیغمبری تقسیم کرکے اپنا پیغمبر اور مرسل قرار دیا ہی تاکہ وہ بزور و ظلم مذہب سارق
پرستی کو رواج دیں اور بغیر ملکون میں جا جا کر وعظ و پند کرتے رہیں اور مثل شیاطین کے بہکاتے
پھرتے رہیں اور چونکہ زمانہ لقا سے بے لقا کے حالات زبانزد خلائق ہیں اسوجہ سے سارق نے
بڑے بڑے بند وبست کیے ہیں کہ حال اُنکا بروقت لشکرکشی اہل اسلام بیان کیا جائیگا لیکن اول
حال دریا موج جادو کا سنیے کہ یہ بھی طلب کیا گیا تھا یہ اپنے ملک سے ملک باختر کو جارہا تھا
راستے میں اسنے برجیس آفتاب پرست پر اہل اسلام کی چڑھائی دیکھی پس اسنے چاہا کہ برجیس کی
طرف سے لڑنے کا قصد کیا مگر اپنے سحر سے اجازت چاہی تو پیروں نے اسکو منع کیا پس دریا موج
جادو نے برجیس آفتاب پرست کو اٹھا لیا اور اسکو لیے ہوئے ملک باختر میں آیا سارق بن لقا
ملعون بالائے قیطول بیٹھا ہوا تھا کہ جانب آسمان سے ایک ابر دریا موج نظر آیا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ بالائے ہوا دریا موجیں مارتا ہوا چلا آتا ہے یہانتک کہ آتے آتے وہ دریا کے مواج سامنے
قیطول سارق بن لقا کے قائم ہوا اور اُس دریا میں سے ایک ساحر نمودار ہوا ساتھ اسکے اور بھی
ایک بادشاہ وضع آدمی تھا سارق بن لقا نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ دریا موج جادو نے اپنا نام بتایا
سارق نے کہا کہ تجکو آنے میں بہت دیر ہوئی دریا موج جادو نے عرض کی کہ میں بیابان گردباد
کی طرف سے آیا وہاں اہل اسلام سے آفتاب پرست برسر مقابلہ تھے آفتاب پرستوں نے شکست
کھائی یہ بادشاہ لشکر آفتاب پرستان ہے یہ بھی اسیر ہوا چاہتا تھا میں اسے لیکر ادھر نکل آیا۔ اسکے
الجھاوے کے سبب سے کسیقدر حاضر ہونے میں دیر ہوئی۔ سارق نے برجیس آفتاب پرست
مخاطب ہوکر کہا کہ کیوں اے بندہ بیوقوف تونے جو آفتاب کو خداوند کہلوایا اور آفتاب کو سجدہ کیا
تو یہ تیری سمجھ میں نہ آیا کہ آفتاب بھی ایک ذرہ خاک خداوندی ہے اسی کی یہ سزا تجھے دیگئی کہ تو نے
خدا پرستوں کے ہاتھ سے شکست کھائی اور اس ذلت و خواری کو پہونچا اگر تو اپنے خیالات
قدیم سے باز آ اور اپنے خداوند حقیقی کو پہچان تو میں پھر تجھے اُسی مرتبۂ اعلیٰ کو پہونچا دوں۔ برجیس
آفتاب پرست بے دست و پا ہوچکا تھا بغیر اطاعت کے چارہ کار ہی نہ تھا عرض کیا کہ یا خداوند
مجھسے قصور ہوا اور میں واقف نہ تھا ورنہ ایسی خطا نہوتی امیدوار معافی ہوں اب جو ارشاد خداوند
ہوگا اُسے بسر و چشم بجالاؤنگا پس یہ سنکر سارق بن لقا نے برجیس کو خلعت دیا اور کہا کہ تجھے
بھی اپنا پیغمبر بناؤنگا چندے قیام کر کہ سامان پیغمبری تیرے واسطے فراہم ہولے برجیس نے
خلعت پہنکر سلام کیا اور عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو مجھے قلعہ آفتاب نامی کی طرف جانے کی اجازت
دیجیے کہ میں وہاں بھی آپکی خداوندی کا اثر پھیلاؤں وہ میرا ملک ہے اور وہاں سب میرے
مطیع ہیں میرے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے۔ یہ سنکر سارق بن لقا نے کہا کہ آج کے تیسرے روز میں
تجکو قلعہ آفتاب نامی کی طرف طرۂ پیغمبری دیکر روانہ کرونگا اور برجیس کے قیام کے لیے ایک جائے
نفیس عنایت ہوئی کچھ خادم و خدمتگار متعین ہوگئے اور دریا موج جادو کو حکم ہوا کہ تو اسکی حفاظت
کر جسوقت برجیس آفتاب پرست اپنے مقام پر گیا تو ارژنگ بن زمرد اور چیرنگ بن زمرد نے
سارق سے کہا کہ بہن برجیس کی ملکہ فرمائے سیمتن نہایت حسینہ و جمیلہ تھی لیکن دریا میں
ڈوب کر مرگئی اور اُسنے مواصلت میری قبول نہ کی آپ اسے پھر سے زندہ کر دیجیے کہ بغیر
فرمائے سیمتن کے میری زندگی دشوار ہے۔ یہ سنکر سارق بن لقا نے کہا کہ اچھا نہ گھبراؤ قدرت

اُسے زندہ کردینگے اور ایکی اُسکا دل ایسا بنا دینگے کہ وہ تمھاری محبت کا دم بھریگی۔ ارژنگ نے
کہا پھر وہ روز سعید کب آئیگا یہان تو ایک ایک ساعت ایک ایک سال کے برابر ہی۔ سارق نے
کہا جس روز برجیس آفتاب پرست یہان سے روانہ ہو لیگا اُس روز مین ثریاے سیمتن کو
پیدا کرونگا اسلیے کہ اگر اسکے سامنے اُسکی بہن کو ملک عدم سے بلاؤنگا تو وہ کہیگا کہ میرے حوالے
کردو وہ بھی بندہ ہی اُسکی خاطر واجب ہو جائیگی اس سے دو روز اور صبر کرو یہ سنکر ارژنگ بن
زمرد خاموش ہو رہا جب تیسرا دن ہوا تو برجیس رخصت طلب ہوا۔ سارق بن لقا نے کہا
کہ اے برجیس دیکھو رحمت خداوندی کو کہ تمنے اپنی بہن کو بخوشی ہمارے حوالے نہ کیا اور ذخیرۂ
قدرت یعنی ارژنگ بن زمرد ثانی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تو ہمنے بھی اُسے بلا بحر
غرق دریا کر کے اپنے بہشت مین بلا کر حور بنا دیا اور تمھاری اُس بدسلوکی کا کچھ خیال کر کے تمکو
پناہ دی اور عزت بخشی برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ ؎ ما بندہ ایم و تو خداوند کائنات ذی
نیست فرق میان من و تو جنیت بگو ❊ بیشک مین قصوروار ہون مگر اتنا امیدوار ہون کہ اگر آپکی چشم
کرم میرے حال پر ہوئی ہی تو چاہتا ہون کہ ایک نظر مجھکو بھی میری بہن کو دکھا دیجیے سارق بن
لقا ہون نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی اگر تمھارے پاس کوئی تصویر ثریاے سیمتن کی ہو تو مجھے دو کہ
مین کسیکو بھیجدون وہ پہچان کر اور تصویر سے مطابق کر کے اُسے بہشت سے ڈھونڈھ لاوے
چونکہ برجیس آفتاب پرست ثریاے سیمتن کو بہت دوست رکھتا تھا مختلف لباس و وضع کی تصویرین
اُسنے کھنچوالی تھین ایک دو تصویرین ہر وقت برجیس کے پاس رہتی تھین برجیس نے اک تصویر
نکالکر سارق کو دی سارق نے وہ تصویر مہتر ضحاک عیار کو دی اور کہا کہ جا کر غلمان جادو کو دیدے
کہ اس صورت کی عورت کو جلد بھیجدے غلمان جادو کا کام یہی ہی کہ وہ دروازۂ بہشت پر بیٹھا رہتا ہی
جو تصویر سارق اُسکے پاس بھیجتا ہی وہ غازۂ سحر ملکر اسی صورت پر کسی عورت کو بنا کر بھیجدیتا ہی چنانچہ
مہتر ضحاک عیار نے جو تصویر ثریاے سیمتن کی لیجا کر غلمان جادو کو دی غلمان جادو اندر بہشت
سارق کے گیا وہان سے اک کنیز کو سکھا پڑھا کر قدرت اُسکی غازۂ سحر ملکر تصویر ثریاے سیمتن سے
مشابہ بنائی اور لا کر مہتر ضحاک کے حوالے کی مہتر ضحاک نے ثریاے سیمتن نقلی کو محافہ مین
کیا اور لیے ہوے پاس سارق بن لقا کے آیا۔ سارق نے برجیس سے کہا کہ پردہ ہٹا کر پہچانو کہ
تمھاری بہن ہی یا اور کوئی ہی۔ برجیس نے اُٹھکر پردہ محافہ کا اپنے ہاتھ سے اُٹھا دیکھا تو واقعی
مین ثریاے سیمتن بیٹھی ہی بس اُسنے بہن سمجھکر اُسکو گلے سے لگایا اور بہت رویا اور پلٹ کر سارق
کو سجدہ کیا اور کہا کہ بیشک آپ خداوند برحق ہین اور تمام اہل دربار جسمین سترہ سو پہلوان بردست
بیٹھے تھے جھومنے اور وجد کرنے لگے اور ارژنگ بن زمرد بھی نہایت خوش ہوا۔ سارق نے برجیس
آفتاب پرست سے کہا کہ اب آج تم اپنے ملک کو نجاؤ بلکہ ہمسے روپیہ لو اور سامان شادی کا کر کے
بخوشی اپنی بہن کی شادی ذخیرۂ قدرت کے ساتھ کردو اُسکے بعد مین تمکو طرۂ جیغہ مرصع دیکر رخصت
کرونگا۔ برجیس نے بخوشی اس بات کو قبول کیا اور کہا کہ مجھے اب کسی بات کے قبول کرنے مین
کبھی عذر و انکار نہوگا مین جان چکا کہ آپ خداوند برحق ہین سارق بن لقا نے اُسیوقت برجیس آفتاب
پرست کو قلعہ طاؤسیہ مین بھجوا دیا اور چالیس ہزار سوار براے حفاظت بھیجدیے اور بہت کچھ
زر و جواہر واسطے سامان عروسی کے برجیس آفتاب پرست کو بھجوا دیا اور ارژنگ کی طرف سے

سامان کتخدائی آپ کیا میرے روز برجیس آفتاب پرست نے کہلا بھیجا کہ یہاں سب سامان درست ہے القصہ رسوم شادی ادا ہونے لگے جب برات کا دن ہوا تو تمام شہر میں چراغاں ہوا جابجا مجلسیں رقص و سرود کی جمیں بالائے قلعہ وہ روشنی تھی کہ نظر نہ کام کرتی تھی بہشت سارق میں محفل آراستہ تھی و ور روشنوں کا مجمع تھا تمام عزیزان سارق بن بقا جمع تھے اور ارکین خدا و ندی حاضر تھے صدر میں مسند بچھی تھی اسپر سارق بیٹھا ہوا تھا ارژنگ بن زمرد پہلو میں بیٹھا تھا اک پری جمال یہ غزل گا رہی تھی

غزل

ہوا جو خاک بھی تو آسمان غبار رہا
جگر میں تیر رہا آبلے میں خار رہا
ہنسی ہنسی میں گرائیں بجلیاں
اسی زمیں پہ کوئی شب کو بیقرار رہا
یہ آفتاب کی حد تھی کہ لو نکلنے لگی
نہ اک چراغ سحر تک سر مزار رہا
جہاں کا خون جسے بہا گیا بہانے سے
وہ اس طرح مرے ماتم میں سوگوار رہا
ہمیں نکالا ہے جہاں کی نگاہ میں
اسی سے کھل گیا جس حد کا انتظار رہا
مری لحد پہ فقط شمع دل جلاتے گیا
وہ ایک حسن کے پردے میں سوگوار رہا
خدا دکھائی نہ دے شام غم وہ طرز نگاہ
لحد بنی وہ کلیجا مرا فگار رہا +
لحد بھی خاک ہوئی ایک قطرہ آیا

یہ کس ہوا پہ ہمیشہ مرا غبار رہا
نہ آئے وہ نہیں وعدہ تو انتظار رہا
ہزار جانے شکستہ مرا مزار رہا
تمھارے تیر تجھے چارہ نظر کے
بہت دنوں جو کسی آبلے میں خار رہا
تمھارے تیر میں چھید کیا ہی
جگر میں تیر نظر آبلے میں خار رہا
لحد شگفتہ ہر لب پہ یاں تبسم ہے
یہ زندگی تھی کہ ہر وقت اک فشار رہا
سمجھ گیا خبر اضطراب تھی مجبور
فلک بھی بار کے پردے میں اشکبار
ہنسا کے دل کو رلایا یہ کیا
چراغ بجھنے پہ جیسا سیاہ دنیا رہا
نشانی ناوک جانان کی چاہیے
نہیں رہا نہ شکستہ مرا مزار رہا
نہ زیست کا کوئی وعدہ نہ اعتبار رہا

نظر میں کھلے جو کھلے تو بیقرار رہا
حیات کا نہ انھیں کا کچھ اعتبار رہا
بنے ہیں گھر میں نشان گرنے کے
رہے جگر میں جو یہ دل نہ بیقرار رہا
ہوا ہے یہ کہ بجھا دوستو کی سے
وہی یہ دل ہے کہ برسوں جو بیقرار رہا
اک گونج سے کا ہو گیا اک خوشی
جنکا مگر جو رہا
مری نگاہ سے روزن ہو ہیں فقط
رہا وہ دل میں تو پھر دل نہ بیقرار رہا
لحد پہ رات کو رویا بلبل
فتیلوں کا بھی تیرے نہ اعتبار رہا
اسی میں دفن ہوئی حسرت دل مردہ
لکھی وہ تیر مگر دل مرا فگار رہا
جو کل ذلیل ہوئے تھے وہ آج

تمام رات یہ محفل رقص و سرود آراستہ رہی صبح کو سارق برات بڑے دھوم دھام سے لیکر قلعہ طاؤس کی جانب روانہ ہوا سڑکوں پر دو رویہ ہجوم خلائق تھا جس وقت برات قلعہ طاؤسیہ میں پہونچی یہاں بھی محفل آراستہ ہوئی ناچ شروع ہوا اور راک نازک اندام نے یہ غزل شروع کی

غزل

خلاف مجھسے ہمیشہ مزاج یار رہا
قضا ہی آئیگی یہ بھی نہ اعتبار رہا
میں دفن ہوتے ہی جا پہونچا کوچہ جاناں میں
ٹھہر گیا جو ذرا درد بیقرار رہا
نکال لیگئے سینے سے ناوک قاتل
ہمارا بخت بھی مثل نگاہ یار رہا
دل انکو دے تو دیا ہی مگر نہیں معلوم

گناہ کچھ نہ کیا پھر گنہگار رہا
گرے ہیں کوچہ محبوب میں گواہ
نشان کے لیے خالی مرا مزار رہا
وہ آئے ہونگے ہمیں یہ خیال تیغ
دل و جگر سے ہزار اپنے ہوشیار رہا
وہ اتفاق سے وعدہ کی شب جو آئے بھی
اب اسکا یار کو یا مجھکو اختیار رہا

انکے دل کو کسی پر نہ اختیار رہا
تمام عمر یہاں کوئی بیقرار رہا
کچھ ایسا خوگر ایذا ہوا ہوں عشق میں میں
انھیں ہمارے جنازے کا انتظار رہا
سوا مجھی کے نہ سیدھا ہوا محبت میں
تو ہوش رفتہ کے آنے کا انتظار رہا
مگر نہ چاہیے تھا ترک بادہ نوشی کو
جگر تمھارا نہ زندوں کو اعتبار رہا

یہان تو محفل رقص و سرود آراستہ تھی اور وہان رسوم شادی ادا ہو رہے تھے قریب شام رات قلعہ سے
رخصت ہوکر گلستان باختر میں آئی۔ ارژنگ خوشی خوشی عروس کو لیکر داخل محل ہوا۔ براتی رخصت ہوئے
اسی شب ساریق بن لقانے جبین آفتاب پرست کو کچھ ساحر اور کچھ پہلوان ساتھ کرکے اور پیغمبر اپنا
مقرر کرکے طرف قلعہ آفتاب نما کے روانہ کیا بر جبین توغرۂ پیغمبری لیکر آسمان جلتا ہے کہ اسکا حال
پھر بیان ہوگا اول حال ارژنگ بن زمرد کا سنیے کہ یہ رات کو وصل عروس سے کامیاب
ہوا جب صبح ہوئی اور صورت عروس کی دیکھی تو ہیئت بدلی ہوئی پائی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
دوڑا ہوا خدمت میں ساریق بن لقا کے آیا عرض کی یا خداوند شب کو نیا معرکہ گزرا کہ میں وصل
عروس سے کامیاب ہوا اسوقت تک صورت عروس کی ویسی ہی تھی اسوقت ہیئت بدل گئی۔
ساریق بن لقا بھی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اسنے مہتر ضحاک کو طلب کیا اور غلمان جادو پاس
کہلا بھیجا کہ یہ کیا سبب ہوا کہ ہیئت بدل گئی کیا سحر خام تمنے کیا تھا مہتر ضحاک پاس غلمان جادو
کے گیا وہان دیکھا تو غلمان جادو اپنے عہدے کے موافق دروازۂ بہشت پر نہیں ہے ضحاک نے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ آج غلمان جادو اپنے مکان پر گیا ہے مہتر ضحاک وہان سے غلمان جادو
کے مکان پر گیا وہان رونا پیٹنا مچا ہوا تھا گھر سے غلمان جادو کے آواز گریہ آ رہی تھی مہتر ضحاک
نے دریافت کیا کہ کیا ہوا۔ ایک دایہ نے غلمان جادو کے گھر سے نکلکر بیان کیا کہ بی بی نے غلمان
جادو کے اُسے کھانے میں زہر دیدیا بابت دنون سے آپس میں لڑائی رہتی تھی عورت کی آوازگی
مرد کی جان لیتی ہے یہ بیوقوف اُس سے دست بردار نہوا آخر اپنی جان دی مہتر ضحاک نے آکر یہ سب
کیفیت چپکے سے ساریق کے کان میں بیان کی اور عرض کیا کہ یا خداوند غلمان جادو کے مرنے
سے اثر سحر باطل ہوگیا اور یہ عورت جسکو غلمان جادو نے فریب سے سمن بنا دیا تھا اپنی ہیئت
اصلی پر آگئی ساریق بن لقانے اسی وقت ایک فرمان بنام رضوان جادو تحریر کیا کہ تمکو تمہارے
بھائی کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ مہتر ضحاک نے یہ فرمان رضوان جادو کو دیا رضوان جادو دروازۂ
بہشت پر معین ہوا اور پھر اس نازنین کو بعادۂ سحر لیکر ثریا سے سمن کی صورت بنا دیا ساریق
بن لقانے ارژنگ کو سمجھا دیا کہ اب صورت اسکی تبدیل نہوگی اطمینان رکھو اتنے میں جوڑی
ہرکارون کی آئی اور عرض کی کہ بیشۂ سرستان سے عیک دیوانہ چالیس ہزار دیوانون سے
حسب الطلب حاضر ہوتا ہے ساڑھے سات سو من کا ساطور باندھتا ہے ساریق بن لقانے
سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور نہایت عزت سے ساتھ عیک دیوانہ
کو لیکر آئے۔ ساریق کی طرف سے سامان دعوت مہیا ہوا اب ایک اور سترہ سو سوار جمعیں ایک
ایک رستم وقت و بہرام روزگار تھا جمع ہو چکے تھے ساریق نے اپنے پہلوانون کی طرف دیکھا
اور لشکر غرور میں پکارا کہ جو سامان خداوندی میں نے فراہم کیا ہے کبھی کسیکو نصیب بھی نہوا ہوگا
اگر چاہون اور اشارہ کردون تو طبقۂ زمین کو پلٹ دون خدا پرستون کو اگر زور و طاقت پر گھمنڈ ہے
تو میرے یہان ایسے ایسے پہلوان ہین کہ جنکے ڈر سے بہرام قبل سے گور مین چھپ رہا اور رستم
جہان فانی سے بھاگ گیا۔ اسوقت صحبت میں سخنگان بن سخنگان موجود تھا اسنے کہا یا خداوند
اگرچہ آپ نے اس زمانے میں ایسا ہی سامان فراہم کیا ہے کہ کسی کے پاس نہوگا لیکن بڑے
خداوند کا سامان بھی کچھ کم نہیں تھا ایسے ایسے ساحر تھے جنکا مثل و نظیر نہ تھا اور مسلمان سحر سے

ناواقف تھے مگر اُنکے ساتھ عیار وہ ہوے بیدربان ہین کہ پورے عظلیا باد کو شاد یا جسمین سب
ساحر ہی ساحر بستے تھے پہلوانان خداوند کو سرداران حمزہ نے زیر کرکے مطیع کیا جو اپنے تھے
وہ بیگانے ہوگئے جو پسینے پر لہو گراتے تھے وہ اپنے ہی لہو کے پیاسے ہوگئے اور عیارون کی
بھی ایک نہ چلی عیار حمزہ نے خداوند کی داڑھی مونڈی نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند کو بھاگتے رستہ نملا
اور خداوند مین لوم کی خاصیت پیدا ہوگئی کہ جہان بھاگ کے گئے اور جسنے دامن پناہ کا دیا وہ بھی
تباہ و برباد ہوگیا آپ بھی ان سردارون اور ساحرون پر نہ بھولیے کہ یہ لوگ سرداران حمزہ ثالث سے
مقابلہ کرنے کے قابل نہین ہین یہ سنکر ساریق بن لقا کو بہت ناگوار ہوا اور سرداران ساریق بھی
بہت بگڑے کہ اسنے ہمکو ایسا بے وقعت سمجھ لیا ہی عریک دیوانہ کہ ابھی نیا نیا آیا ہوا تھا اسنے کہا کہ
اگر مجھکو بھیجدیجیے تو ایک مین اکیلا خدا پرستون کے استیصال کے واسطے کافی ہون سنجگان نے
کہا کہ یا خداوند بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے چند مصورون کو بھیجکر تصویرین چند خدا پرستون کی طلب کیجیے
اور اُنسے کہدیجیے کہ جس پہلوان کی تصویر کھینچیں اُسکے آلات حرب کا وزن بھی تحریر کرتے لائین
اُسوقت ان لوگون کی آنکھین کھلینگی کہ وہ کیسے زبردست ہین اور کتنے ثقیل حربے باندھتے ہین
اور اس دیوانے کو مصورون کی حفاظت کے واسطے ساتھ کر دیجیے بلکہ دو اک عیار بھی ساتھ کر دیجیے
اور اُنسے کہدیجیے کہ چلتے وقت اگر دو اک نامی سردار یا خود صاحبقران ملجائین تو انکو اسیر کرتے لائین
اور یون خدا پرستون سے چھیڑ کرنا بھڑ کے چھتے کو ڈھیلا مارنا ہی اس رائے کو ساریق نے پسند کیا
اور جہتر الجسم اور جہتر قصی اگ اور چند مصورون کو حکم دیا کہ ہمراہ عریک دیوانہ کے جائین [illegible]
نے کہا کہ ایک سردار اور بھی ساتھ کر دیجیے کہ وہ اس دیوانہ کو روکے رہے ایسا نہو کہ یہ سرطی بن
کی لے اور خدا پرستون کے ہاتھ سے بٹے۔ یہ سنکر ساریق نے اقہر فیل زور کو بھی ساتھ کر دیا
یہ سب کے سب وہان سے کوچ کرکے طرف بیابان گردباد کے روانہ ہوے اب دیکھا چاہیے
کہ یہ کب پہونچتے ہین لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر خفتانیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مالک یہان کا بہرام خفتان پوش ہی نہایت مرد جری اور بہادر ہی اور مذہب اسکا
بت پرستی ہی اک روز قلعہ خفتانیہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ یہان سے
قریب اک لشکر عظیم الشان اترا ہی مالک لشکر نقابدار یاقوت پوش ہی سنا ہی کہ یہ فوج بیابان گردباد
کی طرف جائیگی چونکہ اس طرف سے آپ لوگون کو قریب پڑیگا لہذا وہ لوگ چاہتے ہین کہ ہم آپکی طرف
سے نکلجائین بہرام خفتان پوش نے دل مین کہا کہ ایسا نہو اس بہانے سے میرے قلعہ پر بھی قبضہ
کرلین اسنے قلعہ کی آراستگی کا حکم دیا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا ہی تھا
کہ اک نامہ دار آیا اُسنے نامہ دیا بہرام خفتان پوش نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بہرام
خفتان پوش ہمین بیابان گردباد کی طرف جانے کی جلدی ہی اور تمہارے قلعہ کی طرف سے راہ
قریب کی ہی اگر اجازت دو تو ہم معہ لشکر اس طرف سے نکلجائین ناظرین پر واضح ہو کہ یہ نقابدار
یاقوت پوش شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد ہین جنکا ذکر فخر آفتاب شجاعت میں
آچکا ہی یہ باغ گل افشان سے چلے تھے اور شہر سیلابیہ سے اپنے تمام لشکر کو لیے ہوے بڑھے

جاہ و حشم کے ساتھ چلے آتے ہین۔ یہ اُنھین کا نامہ بہرام خفتان پوش کو پہونچا ہی بہرام خفتان پوش کو چونکہ یہ خیال گزر چکا تھا کہ ایسا نہو یہ ملک میرا چھین لین تو مین کیا کرونگا بس اسنے جواب صاف تحریر کردیا کہ اگر اسطرف سے جانا منظور ہی تو اسلحہ چھوڑ دون پر بار کر کے پہلے بھیجدو بعد اسکے خود بغیر ہتھیارون کے نکل جاؤ بغیر اسکے اسطرف سے جانے کا قصد نکرنا جسوقت یہ جواب بہرام خفتان پوش کا شہنشاہ صف شکن کو ملا نہایت برہم ہوے بہرام عاد کے پہلوان کو حکم دیا کہ تو پیش خیمہ لیکر چل اگر وہ روکے گا تو دیکھا جائیگا حسب الحکم شہنشاہ صف شکن بہرام عاد چالیس ہزار عادیون سے اٹالہ بارگاہ یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر چلا جب بہرام خفتان پوش کو معلوم ہوا اسنے بڑھکر راہ روکی اور آواز دی کہ آگے بڑھنے کا قصد نکر یہ سنکر بہرام عاد نے اپنے گلگون مست کو آگے بڑھایا اور آواز دی کہ اگر بہتر ہی کہ ہمین جانے دے ورنہ بہت پچھتائیگا تیرے قلعہ کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا۔ بہرام خفتان پوش نے کہا کہ شیرون کے جنگل سے سلامت کوئی نہین جاسکتا ہی لا حربہ اپنا دیکھ تو کیا ہوتا ہی بہرام عاد نے کہا کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہی۔ یہ سنکر بہرام خفتان پوش نے نیزہ مارا بہرام عاد نے نیزہ کو نیزے پر لگا لیا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی چالیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہرام عاد نے نیزہ بہرام خفتان پوش کے ہاتھ سے نکالدیا بہرام خفتان پوش کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پکارا او عادی غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری بہرام عاد نے تلوار سیل آہنی پر روکی تلوار ایک وجب سیل مین در آئی بہرام عاد نے ہاتھ کو جنبش دیا تلوار ٹوٹ گئی بہرام خفتان پوش نے قبضہ شمشیر بہرام عاد کے کھینچ مارا بہرام عاد نے خالی دیا اور سیل کا وار کیا بہرام خفتان پوش نے سر نیچے کو کھینچا سیل سر مرکب پر پڑا سر مرکب کا پارہ پارہ ہوگیا۔ مرکب نے چرخ مارا بہرام خفتان پوش کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر بہرام عاد کے مرکب کی طرف چلا کہ میرا مرکب مارا گیا ہی تو اسکا مرکب بھی بیکار کرون۔ بہرام عاد نے جو دیکھا کہ میرے مرکب کو ذبح کرنے کے قصد سے آتا ہی بہرام عاد نے بھی زین خالی کیا اور بہرام خفتان پوش کی طرف چلا۔ بہرام خفتان پوش بہرام عاد سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو پہر کامل کشتی رہی قضاے کار پاؤن بہرام عاد کا موشخانے مین جا کے ٹوٹ گیا رنگ بہرام عاد کا زرد ہوگیا دست و پا مین لرزہ پیدا ہوگیا۔ بہرام خفتان پوش نے اُسی حالت مین بہرام عاد کو باندھ لیا اور لیکر اپنے قلعہ مین چلا آیا ہمراہیان بہرام عاد روتے پیٹتے خدمت مین نقابدار یاقوت پوش کے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ یہ سنکر نقابدار یاقوت پوش نے راہ قلعہ خفتانیہ کی لی اور سامنے قلعہ کے پہونچکر گولے کی زد سے بچا کر لشکر اُتارا اور بہرام خفتان پوش پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت چاہتا ہی تو بہرام عاد کو لیکر حاضر خدمت ہو اور معافی مانگ ورنہ ایک دم مین قلعہ کو برباد کردونگا۔ جواب مین اسکے بہرام خفتان پوش نے کہلا بھیجا کہ مین تو ایسا کسیکو بھی نہین دیکھتا جو میرے قلعہ کی طرف منھ بھی کرسکے اور مین طبل جنگ بجواتا ہون اگر تمکو دعوے ہو تو اپنے سردار کو آکر چھڑا لو۔ یہ سنکر نقابدار نے بھی طبل جنگ بجوا دیا ادھر قلعہ پر نقارہ رزمی بجا صبح کو نقابدار نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور مرکب پر بیٹھکر پانچ سو سوار اپنے ہمراہ لیکر قلعہ خفتانیہ کی طرف چلے اُدھر بہرام خفتان پوش نے خندق پر از آب کرادی تھی پل تختہ اٹھوا دیا آپ فیل بند دروازے پر آکر بیٹھا اور دوربین لگا کر دیکھنے جب دیکھا بہرام نے کہ نقابدار زد پر آگیا ہی بس اسنے گولندازون سے اشارہ کیا گولندازون نے

توپون کو بھی دکھائی تو بجائے رعد آواز نوازش میں آیا گولے پڑنے لگے نقابدار نے دہنے ہاتھ میں
گرز بائیں میں سپر سنبھالی اور گولون کو رد کرتا ہوا چلا قلعہ پر سے اسقدر گولہ باری ہوئی تھی کہ تمام
صحرا دھوان دھار ہو رہا تھا نقابدار اس تاریکی میں گولون کو رد کرتا چلا جاتا تھا جسوقت گولندازون
نے سمجھ لیا کہ ہمنے بیابان کا ذرہ ذرہ تک اڑا دیا اسوقت انھون نے ہاتھ روکا دھوان ہوا سے
منتشر ہوا دیکھا کہ کوئی دو سو آدمی لوٹے پڑے ہیں لیکن نقابدار مانند شیر غضبناک کے بلب جھپٹ
نعرے کر رہا ہے بس لوگون نے قلعہ پر سے مارنے کا متوالا کوک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا
کپڑا ادھر یہ سب چیزیں پھینکیں نقابدار نے ان چیزون کو بھی خالی دیا اور گرز مارکر دروازہ قلعہ کا
توڑ کر اندر قلعہ کے داخل ہوا۔ دروازہ قلعہ پر بھائی بہرام کا گرگین دراز دندان بیٹھا ہوا تھا جس نے
جو دیکھا کہ نقابدار دروازہ قلعہ کا توڑ کر اندر قلعہ کے داخل ہو گیا ہے بس دوڑ کر تلوار ماری نقابدار نے
وار گرگین کا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا گرگین کے دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی گرگین راہ مردان
کے چار طرف سے نقابدار بھی یکے بعد دیگرے آنا شروع ہو گئے تلوار چلنے لگی صدائیں گیرودار کی بلند
ہوئیں بہرام خفتان پوش مرکب پر سوار ہو کر نقابدار کی طرف چلا اسطرف سے نقابدار یاقوت پوش
لڑنے چلے آتے تھے کہ بہرام خفتان پوش سے سامنا ہوا بہرام نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور دوسرا ہاتھ کمر زنجیر کے بند میں ڈال کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچ کر جو زور کیا بہرام خفتان پوش کو اٹھا لیا چاہتے تھے کہ زمین پر مارون کہ کرتا کا ہوا اور آواز آئی
کہ تھم ملک سحاب جادو ہون نقابدار نہیں جانتا کہ بہرام معشوق ہمارا ہے اب جو دیکھا تو ہاتھ نقابدار کا بیکار
اور بہرام ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ بہرام پر تو ہیبت طاری تھی یہ تو چھوٹتے ہی بھاگا لیکن سحاب جادو
نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا نقابدار یاقوت پوش کے بے حس و حرکت ہو گئے اور ہمراہیان نقابدار
کی بھی یہی حالت ہوئی اب سحاب جادو نے بہرام کو آواز دی کہ قتل کر ان سبکو کہ میں نے بیکار
کر دیا ہے بہرام خفتان پوش دین سے پھٹا اور تلوار پکڑ کر بارادۂ قتل نقابدار یاقوت پوش چلا
نقابدار نے اس حالت بے کسی میں دعا کی کہ خداوندا اس مایوسی کی موت سے بچانا میں مرنے
سے نہیں ڈرتا کہ ایک دن یہ ہونا ضرور ہے مگر اس بے بسی کی موت سے ضرور ڈرتا ہون ہنوز
سخن در دہان بود تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا بالا سے ہوا سے نعرۂ ملکہ گل افشان جادو کا ہوا
آتے ہی گل افشان جادو نے گلدستہ مارا کہ پنکھڑیاں اسکی بکھریں ہوا سے سرد چلی سحاب جادو
سمجھی بس اسکا چھوٹنا تھا کہ گل افشان جادو نے تیغہ سحر مارا کہ سحاب جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے
مرتے ہی سحاب جادو کے اک قیامت کبریٰ قلعہ میں برپا ہوئی آتش باری و برف باری ہونے لگی
ادھر بہرام خفتان پوش قریب نقابدار کے پہونچا تھا کہ نقابدار کے ہاتھ پاؤن مرنے سے سحاب
جادو کے قابو میں آ گئے جیسے ہی بہرام خفتان پوش نے تلوار ماری نقابدار نے بند دست پکڑ لیا
اور دوبارہ اسکو اٹھا لیا۔ بہرام نے امان مانگی۔ فرمایا بشرط ایمان۔ بہرام نے قبول کیا۔ قلعہ
خفتانیہ اسلام آباد ہوا۔ اب یہان سے نقابدار طرف بیابان گرد باد کے چلتے ہیں

دو کلمہ داستان طبل جنگ بجوانا نقابدار ابلق سوار کا بمقابلہ بدیع الملک و باہمہ صاحبقرانی طلب کرنا اور ذکر نامہ داری دارا بثانی یعنی نقابدار نیلی پوش و

باقی حالات متعلق داستان ہذا خمسہ برآغاز داستان۔

ہم جو وحشت میں ذلیل و خوار ہیں
اے گریباں چند تیرے تار ہیں
دشت میں گہ جانبِ کہسار ہیں
کب یہاں دستِ جنوں بیکار ہیں
اپنے ہاتھوں درپے آزار ہیں

عشق میں اس ابروے خمدار کے
مر گیا گر ہجر میں اس یار کے
ہوں قریں میں منزلِ دشوار کے
درد و غم رنج و الم مجھ زار کے
بس یہی دو چار ہمدم دار ہیں

گو نہیں راحت مکانِ دہر میں
بیٹھتے ہیں ہم بتانِ دہر میں
گل ہیں لیکن بوستانِ دہر میں
آبرو ہیں عاشقانِ دہر میں
اپنے آگے ذلیل و خوار ہیں

ہیں لگوں کے باغ میں روشن چراغ
چرخ پر ہے مہر کا ہو نہ سا داغ
جلتے ہیں لالے کے دل کے سارے داغ
کون شعلہ رو چلا ہے سوئے باغ
جو مثالِ شمعِ روشن خار ہیں

آہ آتشبار کی سوزش یہ ہے
ہاں دلِ بیمار کی سوزش یہ ہے
عشق کے آزار کی سوزش یہ ہے
داغِ ہجرِ یار کی سوزش یہ ہے
شمع ساں جلتے کفن کے تار ہیں

ہر جگہ دستِ طلب پھیلا نہیں
اور میخانہ کبھی دیکھا نہیں
صاف کہدیتے ہیں کچھ پروا نہیں
ہمکو اے ساقی ذری پروا نہیں
ہم کی الفت سے یہاں سرشار ہیں

عشقِ ابرو کا نہ منہ سے نام لو
اک اشارہ میں جگر پر ہو چکے جو
ہاں نہ ان تیغوں کا ہر دم دم بھرو
کیوں دلِ عاشق نہ ٹکڑے ٹکڑے ہو
[illegible] یہ ابرو [illegible]دار ہیں

کیوں نہ میرے نام کا ہالا جبیں
ساتھ میرا کیوں یہ وحشت میں دیا
کیوں نہ میرا منہ سے ہر دم نام لیں
قیس و فرہاد حزیں اس عشق میں
دل سے میرے حاشیہ بردار ہیں

ہے ہمارا کون ناصح سا نہ پوچھ
ہمکو ہے کیا آجکل سودا نہ پوچھ
کسقدر ہے حالِ وحشت کا نہ پوچھ
اے جنوں کچھ حالِ دشت [illegible] نہ پوچھ
دشت میں درکار [illegible] ہیں

ایک ہیں پیشِ خدا شاہ و گدا
ہے جرس کی رات دن آتی صدا
اس سرا میں اب نہیں سکنا ذرا
قافلو اٹھو چلو بیٹھے ہو کیا
رہرو طرف عدم تیار ہیں

موسمِ گل آرزوے یار میں +
عالمِ گلشن ہے کوے یار میں
چشمِ نرگس جستجوے یار میں
اشتیاقِ گفتگوے یار میں

بلبلیں کھولے لب منقار ہیں

زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا　　پھر لبوں کی یاد نے چپ کر دیا
دل میں ہے گرداب خرمہ کے عشق کا　　اے مسیحا پوچھتا ہی حال کیا

تیری آنکھوں کی قسم بیمار ہیں

اسکو اندیشہ نہیں پرویز کچھ　　مرنے سے ڈرتا نہیں پرویز کچھ
پاس کو دھڑکا نہیں پرویز کچھ　　خوف برزخ کا نہیں پرویز کچھ

ہم غلام حیدر کرار ہیں

چہرہ پردازان شاہد جلالت و دلکشان جلوۂ جرأت و شجاعت موقلم خیال سے قرطاس مقال پر اسطرح نقاشی کرتے ہیں کہ جسوقت تمام نقابداروں کا حال سوا نقابدار ابلق سوار کے ظاہر ہوگیا اور نقابدار سبز پوش جو ہمراہ نقابدار ابلق سوار کے تھے انکا حال بھی کھل گیا کہ یہ ایرج نوجوان ہیں مگر انھوں نے ظاہر نہیں کیا کہ نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کون شخص ہے لیکن تعریف نقابدار کی بہت کی اور بدیع الملک سے کہا کہ بعد تمھارے ابھی تک مجھے کوئی دوسرا ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ جو نقابدار مذکور کو جواب دیسکے بدیع الملک نے فرمایا کہ اگر وہی لائق صاحبقرانی ہے تو مجھے کیا عذر ہے جسے خدا دے یہی باتیں ہو رہی تھیں اور دنگلوں پر تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی جلوہ افروز تھے ان باتوں پر ایک ایک کو جوش آرہا تھا کہ جس دربار میں پانچہزار پانچسو پچپن تلوار یا ہو اسمیں ایک متنفس کا کسے سبقت لیجانا آسان امر نہیں ہے یوں تو ہر ایک سردار یہاں کا منتخب روزگار ہے لیکن جو نوجوان تازہ وارد ہیں انکو زیادہ زور ہے اور دولے بڑھے ہوے ہیں کہ کوئی نام کی بات کریں کہ سب کی نظر میں وقار بڑھے اُدھر سہراب بن رستم ثانی اپنے دنگل پر بیٹھا ہوا اکثر رہا تھا تاحال انہیں بھی نہ نکلنے پایا اور حال ظاہر ہوگیا دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر اس نقابدار نے طبل جنگ بجوا دیا تو اس سے میں مقابلہ کرونگا اور مجبور ہوں کہ لشکر صاحبقران میں شریک ہو چکا ہوں اب آئین صاحبقران کی پابندی لازم ہو گئی ورنہ میں خود ہی طبل جنگ بجوا دیتا اُدھر شاہزادہ رفیع البخت کا بھی ایسا ہی کچھ خیال تھا اُدھر سکندر رستم خو کا اسوقت اسکے ولولے سب کی نگاہیں پڑتی ہیں زور و جرأت صورت و سیرت میں مشابہ ہے علمشاہ رومی سے اور تجویز بھی ہو چکا ہے کہ علمشاہ کی صندلی کا وارث یہی قرار پائے اور صاحبقران اوسط کا خطاب اسکو عنایت ہو یہ بھی چپکا سن رہا ہے اور ایرج کی طرف دیکھ دیکھ کر دل میں کہتا ہے کہ دادا صاحب نے ابھی ہمارے زور نہیں دیکھے ہیں جو ایسا ارشاد فرما رہے ہیں خیر دیکھا جائیگا یہاں یہ چرچے جو ہی رہے تھے کہ اک مرتبہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ نامدار نقابدار آتا ہے بدیع الملک نے فرمایا کہ آنے دو اور اک دنگل قریب اپنے دنگل کے بچھوا دیا وہاں نقابدار نیلی پوش یعنی شاہزادہ دارآب ثانی بارہ ہزار سواران نیلی پوش سے نامہ نقابدار ابلق سوار کا لیے ہوے چلے آتے تھے قریب لشکر بدیع الملک کے پہونچ گئے تھے اور بے اجازت صاحبقران سرحد لشکر تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ محافظ سرحد ماہیار درعہ پوش نے بڑھکر آواز دی کہ او ایلچی تھم جا جب حکم آئیگا تو آگے بڑھنا۔ یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے گھوڑا سنبھالا اور کہا جا دور ہو سامنے سے۔ ماہیار کو یہ سنکر غصہ آیا آواز دی کہ بس زبان درازی نکر

ورنہ تلوار سے جواب دونگا۔ یہ کہکر سامنے آگیا بس ماہیار کا سامنے آنا تھا کہ نقابدار نے ایسا کوڑا
مارا کہ ماہیار سا جوان تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اتنے مین حکم بدیع الملک کا پہونچا
کہ خبردار کوئی ایلچی سے مزاحمت نکرے جو لوگ غصہ مین نقابدار کی طرف بڑھے تھے وہ رک
گئے اور راہ دیدی نقابدار نیلی پوش بارہ ہزار سواران نیلی پوش سے گھوڑا اڑاتے ہوے
عدو و لشکر کو طے کرتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی کے پہونچ گیا۔ شاہان ہفت ملک پیشوائی کو آئے
اور نہایت عزت کے ساتھ ایلچی نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے
ایلچی نے بادشاہ کو مجرا کیا صاحبقران کی خدمت مین تسلیم بجا لایا اور حسب اجازت صاحبقران دنگل
پر بیٹھ گیا۔ بدیع الملک نے ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام بھر کر پیش کیا نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ
تعجب کی بات ہے ابھی تک آپ اسے حلال سمجھتے ہین۔ صاحبقران نے فرمایا یہ وہ شراب نہین ہے کہ
جسے شارع نے حرام کیا ہے۔ نقابدار نیلی پوش نے عرض کی کہ معاف کیجیے گا مین اسے شراب
انگور سمجھا تھا مگر مین پی نہین سکتا کہ نقاب ڈالے ہون۔ بدیع الملک نے نامہ طلب کیا۔ نقابدار
نیلی پوش نے کہا کہ مین تو بغیر رسم آداب نامہ ادا کرائے نامہ نہ دیتا مگر حکم نقابدار ابلق سوار سے
مجبور ہون کہ انھون نے فرمایا ہے کہ وہ صاحبقران وقت ہین اور مین مدعی صاحبقرانی ہون ابھی
میرا وہ مرتبہ نہین ہے جو انکا ہے جسطرح صاحبقران نامہ لین دیدینا۔ عزت اس نامہ کی اخلاق صاحبقران
پر محول ہے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوے دل مین کہا کہ فی الحقیقت نقابدار ابلق سوار
حسن اخلاق مین بھی بے مثل و بے نظیر ہے اور نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ نامہ لیا اور پڑھا
مضمون نامہ یہ تھا کہ یا صاحبقران زمان ؎ دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ اگرچہ اور وجوہات
خلق و مروت تمام اوصاف مین آپ سب سے بہتر پائے گئے اور اس رتبۂ عالی کو پہونچے مگر
ذرا انصاف کو آپ نے کم کام دیا جسکی وجہ سے تمام عزیزون مین آپکے تفرقہ پڑ گیا بہت لوگ
آپ سے ناراض ہو گئے کتنے نکل گئے کتنے ایسے ہین کہ ساتھ ہین مگر بدمزہ خاطر ہین آپ نے
عہدہ صاحبقرانی کیا پایا کہ کینہ دیرینہ نکالا کینہ پروری شان عدالت گستری کے بالکل خلاف ہے
ان رموز کو آپ دل مین سمجھیے اور جو بات بگڑ گئی اسکا بنانا غیر ممکن ہے مگر خیر پھر بھی اگر رضامندی
سرداران لشکر کی اپنے سے لکھوا کر اور دستخط لیکر میرے پاس بھیجدین تو مین واپس چلا جاؤن
مجھے ہوس ملک و مال نہین ہے نہ حرص صاحبقرانی و کشورستانی ہے اور اگر آپ سے لوگ ناخوش
ہین تو آپ بانہاسے صاحبقرانی میرے سپرد کرین مین سبکو سمجھا لونگا یون نہ مانینگے تو تلوار کے
زور سے منینگے اور اگر آپ کو دعوے ہو تو مین طبل جنگ بجواتا ہون آپ خود بھی آزمائش کر لین
بس یہ اس کلمہ پر کہ یون نہ مانینگے تو تلوار سے منینگے تمام اہل دربار کے چہرے سرخ ہو گئے گو
وہان تک تو غنیمت تھا کہ دعوے صاحبقرانی سبھی کرتے ہین لیکن ایسے کلمے کوئی نہین کہتا
ہے جسکا اثر سب پر پڑے۔ رفیع البخت نے کہا کہ آپ جواب جنگ تحریر کر دیجیے دیکھون تو
یہ ابلق سوار کیسا مدعی صاحبقرانی اور تلوار کا دھنی ہے۔ ادھر سکندر رستم خو نے کہا کہ مارے گرزون
کے دم لینا دشوار کر دونگا مین وہ شخص ہون جسنے دیو تہمتن گرززن کو مطیع کیا تھا جسکا
گرز میرے ہمراہ ہے کہ اس نقابدار کے مقابلے مین وہی گرز بلند ہوگا ہر ایک سردار اپنی اپنی کہتا
لگا۔ بارگاہ مین برہمی پیدا ہو گئی بیسنے کہا آپ لکھ دین کہ کوئی مجھے خوشی ہے تم سے خوش ہے طبل جنگ

بجراؤ جو زبردست ہو وہی صاحبقران مجبوراً بدیع الملک کو یہی تحریر کردینا پڑا نقابدار نیلی پوش کو
خلعت عنایت ہوا نیلی پوش نے بھی غصہ میں خلعت نہ پہنا اور ادھر روانہ ہو گیا۔ یہ تمام خبریں ابلق
سوار کو پہلے ہی پہونچ گئی تھیں بس ادھر تو دارا بنانا ئی نامہ کا جواب لیکر پہونچے ادھر طبل جنگ
بج گیا بدیع الملک نے بھی کوس حربی بجوادیا تمام سرداروں کے لشکروں میں طبل جنگ بجنے لگے اور
تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں آج کی گھماگھمی قابل دید ہو زیر قلعہ سکندریہ داہنی جانب دست راست یونانیوں
کی بارگاہیں بائیں جانب دست چپ یونان کی بارگاہیں بیچ میں بارگاہ حشامی پر ہاتھی ہر طرف
نقارہ نواز اور طنبور نواز ایک ایک کی لاگ پر جان دیئے دیتے تھے تمام صحرا نقاروں کی صدا سے
گونج رہا تھا سرداران لشکر سو رہے سے خوابگاہوں میں جاکر آرام سے تھے طلایہ کے سوار گشت لگا
رہے تھے آوازیں بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھیں ادھر لشکر نقابدار ابلق سوار کی بھی یہی حالت
تھی کہاں تک گزارش کیجائے کہ طبل بجتے بجتے وہ وقت آگیا نظم۔ لگے ہونے نظروں سے تارے
نہاں + چھپا نور میں جادہ کہکشاں + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم رواں + اٹھے لوگ سے لے کے انگڑائیاں + جوانان لشکر
صاحبقران جو اشتیاق صبح میں بستر خواب پر بیتاب رہے تھے اگر آنکھ بھی جھپکی تو لڑائی خواب میں
دیکھی آواز اذان سنکر خیموں سے نکلے فریضہ سحری کو ادا کرکے اسلحہ طلب کیا کوئی ہتھیار سج
رہا تھا کوئی کپڑے پہن رہا تھا کوئی مرکب پر سوار ہو چکا تھا غرضکہ ہر ایک جوان با اشتیاق
کارزار قبل از وقت تیار ہو گیا تھا۔ بدیع الملک بھی مسجد کے پاس سے برآمد ہوئے سواری شاہی
لشکر اسلام کی برآمد ہوئی تمام سرداروں کے سلام ہوئے سب سے پہلے صاحبقران زمان یعنی
شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے مجرا کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھکر جواب سلام دیا کہ تمہاری جگہ
دل میں ہے پھر اسکے اور سرداروں کے سلام ہوئے بادشاہ پلکوں کے اشاروں سے جواب سلام
دیتے ہوئے سواری آگے بڑھ گئی ڈنکے پر چوٹ پڑی اس شان و شوکت کے ساتھ بادشاہ لشکر
اسلام میدان جنگ میں پہونچے اور صدر لشکر میں تخت بادشاہ کا قائم ہوا صفیں آراستہ ہو گئیں
پھریرے علموں کے کھل گئے سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق صفوں سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے
ہوئے اور صاحبقران پر تیرہ صاحبقرانی صفوف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرے سر پر
علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھل گیا ہوا جو پھریرے میں بھری یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز پیدا ہوئی
داہنی جانب سرداران دست راست مرکبوں پر تن رہے تھے نگاہیں سبکی نقابدار ابلق سوار ابلق
پوشش سے لڑی ہوئی تھیں پھریرے علمہائے سبز کے ہوا میں لہرا رہے تھے گویا اک باغ سبز
کھلا ہوا تھا۔ بائیں جانب بھی یہی حالت تھی کہ پھریرے علمہائے سرخ کے لہرا رہے تھے اور
جوانان دست چپ مرکبوں پر جمے بیٹھے ہوئے نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کو دیکھ رہے تھے ادھر
نقابدار ابلق سوار اپنے لشکر کے پرے جمائے ہوئے داہنی جانب نقابدار نیلی پوش بائیں جانب
نقابدار گلابی پوش سر پر علم نہنگ پیکر کھلا ہوا اس علم سے بھی آواز یا صاحبقران پیدا تھی اسلحہ الماس کا
جگر جگر کر رہا تھا تیغہ برق تاب کمر میں ابلقی گھوڑے پر سوار لباس نصف سبز نصف سرخ خود طلائی سر پر
مانند آفتاب کے چمک رہا تھا پشت پر کئی لاکھ سواران ابلق پوش علموں کے پھریرے سبز و سرخ ابیض
ہوا میں لہرا رہے تھے عجب جاہ و تجمل چہرہ نقابدار سے ہویدا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر تنک میں آفتاب

جلوہ گر ہوئی جب دونون جانب کی صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نجیب دیکر ہٹ گئے تو نقابدار
ابلق سوار نے آواز دی کہ خود صاحبقران مقابلے کو آوینگے یا اور کوئی مقابلے کو نکلیگا یہ سنکر جان
دست راس و جبین نے جواب دیا کہ صاحبقران ہر کس و ناکس سے مقابلہ کو نہین نکلا کرتے ہین ابھی
اُنکے بہت سے جان نثار ایسے ہین کہ جنکو دعواے رستمی ہی بلکہ رستم بھی ہو تو اُسکو زال سے کم سمجھے
ہین یہ کلمات نقابدار کے خلاف گذرے اور نقابدار گلابی پوش نے بغیر استفسار یورداباگ کا لیا
یہ معلوم ہوا کہ اک برق چمک کر میدان مین آگئی آتے ہی آواز دی کہ اگر اور کسیکو نکلنا ہی تو اُسکا
سامنا کرنے کو مین موجود ہون یہ سنکر سرداران اولوالعزم تو تڑپے کہ اسکے مقابلہ کو کون جاسکے
ہمتو ابلق پوش سے سامنا کرینگے لیکن رفیقان بدیع الملک کو موقع ملا چنانچہ اسماے قوی بازو
نے یورداباگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ
اسلام نے فرمایا اے اسماے قوی بازو یہ وہ نقابدار ہین جنکو دعواے صاحبقرانی ہے
انکے سامنے جانا اچھا نہین مثل مشہور ہی کہ جو سب کچھ لیا رکھتا ہی اسماے قوی بازو نے عرض
کی کہ ظل اللہ جب چہرہ پر پردہ ڈال لیا جو جا ہنے لگے اگر زبردست ہی تو منھ کیون چھپایا ہے
مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون دیکھیے تو ہوتا کیا ہی بادشاہ نے اجازت دی اسماے قوی بازو
سلام رخصت کرکے باردگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے نقابدار گلابی پوش کے آیا نقابدار
گلابی پوش نے جو اسماے قوی بازو کو اپنی طرف آتے دیکھا وہین سے گرد سپر کا
سنبھالا یورداباگ کالیا ادھر اسماے قوی بازو نے بھی سپر جتوا لی اور مرکب کو جولان
کیا درمیان میدان مین پہونچکر سپر سے سپر لڑی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی لیکن دیکھا تو مرکب
اسماے قوی بازو کا سامنے سے اُڑ گیا اور مرکب نقابدار گلابی پوش کا حسب عادت بین قدم
پیچھے ہٹا دیکھنے والون نے فرق دیکھ لیا۔ اسماے قوی بازو نے مرکب کو پھیر کر سامنا کیا اور
نیزہ مارا نقابدار گلابی پوش نے نیزے کو نیزے پر گا تھا دو دو ہل جھونکے لگی کوئی نتیجہ نہین
کی نوبت آئی ہوگی کہ گلابی پوش نے نیزہ اسماے قوی بازو کے ہاتھ سے نکال دیا۔ اسماے
قوی بازو نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا دوڑ کر آ رہا لے پر سے گرز اپنا لیا اور سر نقابدار
گلابی پوش پر وار کیا۔ گلابی پوش نے وار اسکا رد کرکے اپنا گرز اٹھایا تھا کہ ابلق سوار نے
آواز دی اے نقابدار کیا کرتے ہو کیا مسلمانون کا خون کرنے آئے ہو بس یہ سنکر نقابدار
گلابی پوش نے گرز ہاتھ سے چھوڑ دیا اور منھ پر مرکب اسماے قوی بازو کے زیادہ مارا کہ
مرکب چراغ پا ہوا۔ اسماے قوی بازو گھوڑے کو سنبھالنے لگا نقابدار نے دوڑ کر ہاتھ
کمر و زنجیر مین ڈال دیا اور زور کرکے قاش زین سے اٹھا لیا۔ اسماے قوی بازو تڑپا زنجیر کمر
ٹوٹی زمین پر گرے کے بعل بگا کو وہ اکھڑ گیا پھر آ ملا دستا گھوڑا اسکا بھاگ گیا نقابدار
گلابی پوش نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو بدیع الملک نے اسماے قوی بازو کی طرف سے منھ
پھیر لیا اور لوگ دوڑے ہوے آئے اسماے قوی بازو کو اٹھانے کیلیے لیجانے کے یہ
دیکھکر قران فیل سوار نے فیل اپنا بڑھا دیا اور سامنے نقابدار گلابی پوش کے آکر نعرہ کیا کہ اے
نقابدار تو اسماے قوی بازو کو زخمی کرکے کیا فخر کرتا ہی یہ اتفاق ہی لا ضرب ابسا دری کی
شعر۔ بہادر پنجہ داری و مرد بے نشان۔ کمان کیانی و گرز گران۔ دیکھو ابھی تجھے معلوم ہوگا کہ کسی بہادر سے سابقہ پڑا ہی

یہ کہکر نقابدار گلابی پوش سے کہا کہ میں تجھپر کیا سبقت کرونگا قران فیل سوار نے یہ سنکر نیزہ مارا نقابدار گلابی پوش نے اشارہ طعن میں نیزہ ہاتھ سے قران فیل سوار کے نکال دیا قران فیل سوار نے گرز مارا۔ نقابدار گلابی پوش نے وار اسکا خالی دیا قران فیل سوار ضرب کی جھونک میں سامنے آیا نقابدار گلابی پوش نے ہاتھ بڑھاکر کمر زنجیر کا بند پکڑا اور زور کرکے مرکب کو دوڑا دیا قران فیل سوار ہاتھ پر بلند ہوگیا گلابی پوش قران فیل سوار کو لیے ہوے اپنے لشکر میں چلا گیا اور سامنے نقابدار ابلق سوار کے چھوڑ دیا نقابدار ابلق سوار نے قران فیل سوار کو قید کئے جانے کا حکم دیا صرف ہتھیار رکھوا لیے گئے اور سوار گرد آ گئے بعد اسکے نقابدار نیلی پوش میدان میں آکر مبارز طلب کرنے لگا اسکے مقابلے میں جانا بھی سرداران نامی عار سمجھے اسلئے کہ انکو تو یہ خیال تھا کہ ہم نقابدار ابلق سوار سے لڑینگے پس جاموش عاد نے گردن اپنا بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر میدان میں آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی نقابدار نیلی پوش نے نیزہ ہاتھ سے جاموش عاد کے ہوائی کیا۔ جاموش عاد نے عمود آہنی مارا نیلی پوش نے وار جاموش کا آسیب سپر رد کرکے جاموش کو تلوار سے دھمکایا جاموش نے گھبرا کر سپر بلند کی اور آپ سپر کی آڑ میں چھپا نیلی پوش نے قریب جاکر کلائی پکڑ لی جاموش نے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے آخر نیلی پوش نے جاموش عاد کو اسیر کیا اور اپنے لشکر میں بھیجدیا بعد اسکے سالوش عاد بھائی جاموش عاد کا مقابلے کو آیا یہ بھی اسیر ہوا تین سرداران نامی کو نقابدار نیلی پوش نے اسیر کیا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھے ادھر نقابدار ابلق سوار نے اپنے خیمہ میں جاکر آرام لیا سپاہیوں نے پڑاؤ پر آکر کمریں کھولیں گشت کے سوار طلایہ پھرنے لگے۔ شاہزادہ بدیع الملک نے اپنے مقام پر کہا کہ نقابدار ابلق سوار مرد زبردست معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ اسکے رفیقوں نے وہ کام کیا ہے جو بڑے بڑے سردار کرتے ہیں جسکے رفیق ایسے ہیں وہ کیسا ہوگا اتو مجھے بھی مقابلہ نقابدار ابلق سوار کا زیادہ اشتیاق ہوا وہاں نقابدار ابلق سوار نے پھر طبل جنگ بجوا دیا۔ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات تیاریاں جنگ کی ہوا کیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب حبیب دیگر ہٹے تھے کہ نقابدار ابلق سوار نے علمدار لشکر کی طرف دیکھا علم نہنگ پیکر جلوہ گری پر آیا ساتھ ہی تمام لشکر کے علموں کو جلوہ ملا عیار نقابدار نے کلام اچھالا مشعل عمرو نے میدان کو قرق کیا باجے بجنے لگے پس اکرتبہ صف لشکر سے فیل نکلنا شروع ہوے نیزہ داران فیلوں کے ہمراہ تھے چالیس فیل لاکر میدان میں کھڑے کر دیے تمام فیل مستے ہو رہے گرز سونڈ میں لیے ہوے گردش دے رہے تھے بیس فیل اسطرف بیس فیل اسطرف صف باندھ کر کھڑے ہوے درمیان میں ایک سوار کے نکلجانے کی جگہ خالی تھی فیل سونڈ کو گردش دے رہے تھے پس اکرتبہ نقابدار ابلق سوار نے مرکب کو اشارہ کیا اور گھوڑے کو دوڑا کر درمیان سے فیلوں کے نکلا فیلوں نے دونوں طرف سے گرز مارنا شروع کیے نقابدار ابلق سوار نے تلوار کمر سے کھینچی اور دونوں جانب ہاتھ تلوار کے نکالنا شروع کیے اور گھوڑے کو دوڑاتے ہوے صاف نکلے چلے گئے اب جو خیال کیا تو خالی دستے ہاتھیوں کے سونڈوں میں رہگئے اور کھاے عمود

مانند سر بریدہ کے زمین پر لوٹتے نظر آئے یہ صفائی دست نقابدار کی دیکھکر لوگ وجد کرنے لگے
بعد اسکے دستے ہاتھیوں کی سونڈ سے چڑھا کر سیفیں چڑھا دی گئیں اور ہاتھی سونڈ ہلاتے ہوئے
نقابدار کی طرف چلے نقابدار اپنے مقام پر کھڑا رہا ہاتھیوں نے چار جانب سے نقابدار کو گھیر کر
نقابدار پر حملہ کیا۔ نقابدار نے پھر ہاتھ کی صفائی دکھائی سیفے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے دم بھر میں گیا
تو چالیسوں ہاتھیوں کی سونڈیں کٹ گئیں ہاتھی چیختے ہوئے صحرا کی طرف بھاگے بعد اسکے چند
پہلوانوں نے اک شیر آہنی لا کر زمین پر نصب کر دیا اور آواز دی کہ اے شہریار ایک ضرب میں
یہ شیر غرق زمین ہو جائے شیر زمین سے چار ہاتھ بلند تھا بس نقابدار ابلق سوار نے گرز اٹھایا
اور دو لڑکر گرز مارا کہ شیر آہنی پیوند زمین ہو گیا لوگوں نے زمین کھود کر پھر شیر کو اک سنگ گران پر
قائم کیا نقابدار نے پلٹ کر دوسری ضرب لگائی پتھر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اور شیر پھر غرق زمین
ہو گیا بعد اسکے پھر لوگوں نے شیر کو زمین سے نکالکر اک تختہ آہن پر قائم کیا نقابدار نے پھر ضرب
لگائی کہ چاروں پاؤں شیر کے تختہ آہن کو توڑ کر غرق زمین ہو گئے بس نقابدار نے پلٹ کر
بائیں ہاتھ سے شیر کو تھپڑ مارا کہ منھ شیر کا اسطرف پھر گیا۔ پھر اسطرف سے گھوڑا دوڑا کر دہنے
ہاتھ سے تھپڑ مارا کہ منھ شیر کا ادھر سے ادھر پھر گیا چاروں طرف سے آفریں و مرحبا کی صدائیں
بلند ہوئیں جوانان لشکر بدیع الملک کے رنگ فق ہو گئے عیار نقابدار نے آواز دی کہ جو پیاسا ہو
وہ اس شہریار کے مقابلہ کا قصد کرے ورنہ بیکار ہے بس یہ کلمات سنکر سکندر، رستم خونی نکلنے
کا قصد کیا ہی تھا کہ ایرج نے اشارہ سے منع کیا سکنے رہ تو پاس ادب ایرج نوجوان سے
رکا ادھر رفیع البخت کو نورالدہر نے روکا مگر شہنشاہ گوہر کلاہ سے تاب ضبط نہ ہو سکی انھوں نے
مرکب اپنا بڑھا ہی دیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت طلب میدان کارزار ہوئے شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا اے فرزند تم نے کیا سمجھکر یہ ارادہ کیا۔ کیا نقابدار کے زور و طاقت کو نہیں
دیکھا تھا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کیا کہ جو کرتبے نقابدار نے دکھائے ہیں یہ مشق و مہارت
پر موقوف ہیں زور و طاقت اور چیز ہے اور اب تو میں نکل چکا ہوں واپس جانا باعث خفگی کا ہے
بدیع الملک نے شہنشاہ گوہر کلاہ کو گلے لگا کر رخصت کیا۔ بادشاہ نے جام [illegible] عنایت کیا
شہنشاہ گوہر کلاہ جام پی کر سامنے نقابدار ابلق سوار کے آئے اور کہا اے نقابدار یہ شعبدے
جو تم نے دکھائے یہ مشق پر موقوف تھے ہم تلوار کو جانتے ہیں۔ نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ اے
صاحبقران زمان ہوں تمہیں نیزہ بازی کا دعوے ہو تو نیزہ بازی کرو گرز کا دعوے ہو تو گرز سنبھالو
تلوار کا دعوے ہو تلوار کھینچو شہنشاہ گوہر کلاہ نے نیزہ سنبھالا اور فرمایا کہ فنون سپہگری میں
جس فن کی آزمائش منظور ہو میں موجود ہوں ادھر نقابدار ابلق سوار نے بھی نیزہ ہاتھ میں لیا
بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی مرکب اشاروں پر پھرنے لگے نیزوں کے بند چھٹنے
اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانیں نکالکر گتھ گئے دیر تک نیزہ بازی رہی —
نظر بازوں کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں اس حالت میں نہیں معلوم کون سا بند کہ نقابدار ابلق سوار
نے باندھا سنان نیزہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے کل گئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے چھڑ ہاتھ سے
پھینکر گرز اپنا سنبھالا اور آواز دی کہ اے نقابدار ہوشیار ہو جا کہ یہ ضرب طمانچہ اجل اور
پیام ملک الموت ہے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جو کہ چودہ سو من کی ضرب کا

سر پر چرخ دیگر سر نقابدار ابلق سوار پر وار کیا نقابدار نے اپنا گرز بلند کیا گرز پر گرز جو پڑا تا ہی تڑاقے
کی آواز بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مرکب نقابدار سموں تک غرق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے ندم و بیست گردم کی آواز دی تھی کہ نقابدار گرد سے باہر آیا اور پکارا سے
تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر جو اپنے گرز کا وار
کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز کیا پڑا گویا آسمان پھٹ پڑا تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مرکب تنگ تک غرق ہوا تتق گرد و غبار بلند ہوا نقابدار نے
آواز دی کہ صاحبقران خبر لیجئے اپنے فرزند کی کہ کیا گذری یہ سنتے ہی بدیع الملک نے خواجہ خضران
کو بھیجا خضران آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا تو شہنشاہ گوہر کلاہ بیہوش کھڑے ہیں بن مو
سر مو سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم تھے وہ اسی طرح قائم ہیں خضران
نے آواز دی اور منھ پر پانی کا چھینٹا مارا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیر میں ہوش آیا چاہا مرکب کو
زمین سے نکالیں مرکب کچلی ہو چکا تھا اترنے کا قصد کیا تو معلوم ہوا کہ بنگر ضرب نقابدار
سے ایک پاؤں انکا بھی بیکار ہو گیا ہے یہ حالت دیکھکر خضران نے پالکی منگوائی اور شہنشاہ گوہر کلاہ
کو پالکی پر ڈالکر میدان سے پھرا سہراب بن رستم نے خیال کیا کہ میں جب سے آیا ہوں کوئی کار نمایاں
نہیں کیا ہے بس اسنے گھوڑا دوڑا دیا اور بادشاہ اسلام سے اجازت چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھا
تمنے نقابدار نے شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیا حالت کر دی سہراب نے کہا کہ میں نقابدار سے پایہ کمی کا نہیں
رکھتا ہوں جو دبوں۔ جب دو بہادر لڑینگے ایک پست ضرور ہوگا اس سے میری عزت نہیں
جا سکتی بادشاہ نے اجازت دی ایرج نے ہونٹ کاٹے کہ یہ اسنے کیا حرکت کی غرضکہ جبوقت
سہراب بن رستم سامنے پہونچا بعد گفتگو نوبت نیزہ بازی کی آئی دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی آخر
نقابدار نے سنان سہراب کے نیزہ کی بھی اڑا دی سہراب نے غصہ میں چھڑ پر چھڑ ماری کہ
نیزہ نقابدار کا بھی ٹوٹا نقابدار نے نیزہ پھینک دیا اور کہا کہ ان چالاکیونکا تم لوگوں پر خاتمہ ہے
سہراب نے گرز نہ اٹھایا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر نقابدار پر وار کی۔ نقابدار نے پھرتی سے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب بیگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں
سے کود کے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن پاؤں سہراب کا [illegible]
میں جاکر ٹوٹا چہرہ زرد ہو گیا اندام میں رعشہ پڑ گیا۔ نقابدار سہراب کو چھوڑکر علٰحدہ ہو گیا اور
کہا کہ لیجاؤ اسنے کہ میں زخمی سے نہیں لڑتا اور طبل بازگشت بجاکر میدان سے پھر گیا ادھر
سہراب کو لوگ اٹھا کر لائے شفاخانہ میں بھیجدیا۔ نقابدار نے جاتے ہی پھر طبل جنگ
بجوا دیا اسکی صبح کو پھر آراستگی صفوف قتال و جدال نقابدار ابلق سوار جو میدان میں آکر
نعرہ زن ہوا تو علقمہ بن جمہور نے مقابلہ کیا نقابدار علقمہ کو باندھ لیگیا بعد اسکے ہرمز بن
فرامرز عاد مغربی نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوا۔ اسکے بعد سام بن بہرام گرد نے مقابلہ کیا یہ بھی
زیر ہوا اسیر ہو گیا۔ پھر مرزنگ بن مرزبان خراسانی نکلا یہ بھی اسیر ہوا۔ طلوع بن لندھور لڑا
یہ بھی ضرب گرز نقابدار سے زخمی ہوا فیل اسکا مارا گیا۔ ملوک بن مالک نے مقابلہ کیا یہ بھی
کشتی میں پاؤں ٹوٹ کر زخمی ہوا غرضکہ مہینہ بھر کی میدانداری میں نقابدار ابلق سوار نے سبھی
نامیوں کو چٹیلا کر کے چھوڑا صرف چند سرداران نامی مثل ایرج نوجوان و تورالدہر ہاشم تیغزن

سکندر رستم غور رفیع البخت وغیرہ کے باقی رہگئے تھے اب بدیع الملک نے حکم دیدیا کہ خبردار کوئی
شخص قصد مقابلہ نکرے کل میرے اور نقابدار کے مقابلہ ہی یہ کہکر میدان سے پھرے جوقت یہ
خبر نقابدار کو معلوم ہوئی تو نقابدار نے دو روز آرام لیا تیسرے روز طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ
بدیع الملک کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری
جنگ ہوا کی جابجا چرچے تھے کہ کل دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ خود صاحبقران قصد مقابلہ رکھتے ہین ادھر
نقابدار ابلق سوار کے رفیق بھی رات بھر مصروف دعا رہے کہ خداوندا یہ وہ مقابلہ ہے
جسکے انجام پر ایک کی ذلت ضرور ہی اور تو نے دونون کو عزت دی ہی تو ہی دونون کی عزت کا
نگہبان ہی یہانتک کہ رات اشتیاق و انتظار مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد
ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ نقابدار ابلق سوار کے
لشکر مین علمون کو جلوہ ملا عیار نے میدان کو قرق کیا۔ ابلق سوار مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا
اور بعد سلیح شوری نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ یا صاحبقران اسقدر
طول امل سے کچھ فائدہ نہین ہی کثرت لشکر سے صاحبقران کوئی نہین بن سکتا ہی آپ کو اگر خانہ
کعبہ جانے کی جلدی ہی تو خود نکل کر مجھسے فیصلہ کر لیجیے کہ مجھے بھی زیادہ فرصت نہین ہی بس
یہ سنکر بدیع الملک نے پلٹ کر اپنے لشکر کو دیکھا علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے خضر ان
نے کلاہ عسلی اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ اب کوئی صاحب نکلنے کا قصد نکرین صاحبقران باقبال
خود تشریف لیجائینگے چونکہ مقابلہ نقابدار کی ضد کو بدیع الملک نے سمجھ لیا تھا لہذا دوسرا مرکب
اصطبل سے طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر میدان کی راہ لی نقابدار ابلق سوار بھی آج مرکب
ابلقی پر سوار تھا بس جیسے ہی نقابدار نے صاحبقران کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھا گرز وہ
سپر کا پشت سے لیا اور گھوڑے کو مہمیز کیا۔ گھوڑا برق کی طرح چلا ادھر بدیع الملک نے دیکھا
کہ نقابدار تگاور زلی کے ارادے سے آتا ہی انھون نے بھی سپر ہاتھ مین لی اور گھوڑے کو
دوڑا دیا نظر بازون نے آنکھین گڑو دین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ یکایک درمیان میدان مین
پہونچکر تگاور چلی سپر سے سپر لڑی کہ سینے سے سینہ لگیا دونون سپرون سے چنگاریان دوڑین تق
گرد بلند ہوا مرکب برابر سے ہٹے دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے۔ نقابدار نے بھی دلمین کہا کہ
واقعی مین بدیع الملک سے مقابلہ کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہین ہی ادھر بدیع الملک دلمین کہتے
تھے کہ دعواے اس نقابدار کا بیجا نہین ہی دیکھنے والون نے ہرچند غور کیا فرق نہ معلوم ہوا دلمین
کہا خدا خیر کرے ادھر نقابدار ابلق سوار نے نیزہ سنبھالا اور بدیع الملک سے کہا کہ ہوشیار
ہوجیے۔ بدیع الملک نے بھی نیزہ دوزبان سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار کا نیزہ بھی
دوزبانہ تھا دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین کہ دیکھیے نیزہ بازی کا کیا نتیجہ نکلتا ہی ادھر نقابدار
ابلق پوش کا گھوڑا اشارون پر پھر رہا تھا ادھر بدیع الملک کا مرکب کل کیطرح باگ کے سہارے
پھر رہا تھا نیزون کا اک ہالہ بندھا ہوا تھا سنانون سے چنگاریان اڑ رہی تھین نیزہ اسطرح کھلتے
بند ہوتے تھے کہ معلوم نہ ہوتا تھا دیکھنے والے داد ہنر دیتے رہتے تھے تا دیر نیزہ بازی ہوتی رہی
دیکھا بدیع الملک نے کہ نقابدار کسی مقام پر چوٹ نہین کھاتا بس سنان سے سنان کو الجھا کر
جھٹکا جو مارا ایک زبان نیزہ نقابدار کی ٹوٹ گئی دیکھا نقابدار نے کہ بدیع الملک اپنی کر گئے بس

ہیں۔ سے نقابدار نے بھی سنان کو سنان سے اُلجھایا اور چاہا کہ پوری سنان نکال دوں اور
بدیع الملک نے چاہا کہ ایک زبان نیزے کی جو باقی ہے یہ بھی توڑ دوں اس اُلجھاوے میں دونوں
کے سنانیں اُلجھ کے ٹوٹ گئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر چھڑیں بھی بھو سڑے اُڑ گئیں ڈانڈوں کو ہاتھوں
سے پھینکدیا نقابدار نے دوٹکرا اپنا گرز آزابہ پر سے لیا اور آواز دی کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جائیے
کہ یہ وہ ضرب ہے کہ جسکا لنگر کوہ سے بھی نہیں اُٹھتا ہے یہ کہتا ہوا سر پر چرخ دیتا ہوا قریب بدیع الملک
کے پہونچا اور سر بدیع الملک پر وار کیا۔ بدیع الملک نے اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز
پر گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین بسبب ہول و ہیبت کے
شق ہوگیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ بدیع الملک اُس دامنہ گرد میں پوشیدہ ہوگئے نقابدار
نے آواز دی کہ زدم و پست کردم یہ دیکھکر خضران دوڑا ہوا قریب آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو
بٹھایا دیکھا کہ بدیع الملک بیہوش کھڑے ہیں بربن مو سر موسے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ جو
مانند ستون فولادی کے قائم ہیں انمیں فرق نہیں ہے منھ سے واہ واہ کی صدا آرہی ہے خضران
نے آواز دی کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے اور آپ تعریف کر رہے ہیں ہوشیار ہو جیے اور جواب
دیجیے۔ یہ سُنکر بدیع الملک ہوشیار ہوے چاہا مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب
مرکب کُلی ہو چکا ہے بدیع الملک نے دوسرا مرکب طلب کیا خضران دوڑا ہوا گیا اور دوسرا مرکب
لیکر حاضر ہوا بدیع الملک پشت مرکب پر سوار ہوے اور آواز دی کہ اے نقابدار واقعی میں تیرا
مثل نہیں ہے مگر اس ضرب کو دیکھ کہ یہ کیسی ضرب صاحبقرانی ہے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر نقابدار ظلم
پوشش پر وار کیا۔ نقابدار نے بھی اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے
تو عیاں ہوا یا شدید معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق
گرد و غبار بلند ہوا مرکب نقابدار تنگ تک غرق زمین ہو گیا مگر مرکب کی ٹوٹی۔ بدیع الملک نے
آواز دی کہ زدم و پست کردم خبر لو۔ نقابدار کی دیکھو تو اس پر کیا گذری۔ یہ سُنکر عیار نقابدار
قریب آیا گرد کے گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہے بربن مو سر مو
سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ جو مانند ستون آہنی کے قائم ہیں انمیں فرق نہیں ہے عیار نے آواز
دی کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے نقابدار نے آنکھیں کھول دیں مرکب
کو دیکھا تو مردہ پایا۔ عیار سے دوسرا مرکب طلب کیا عیار دوڑا ہوا گیا اور دوسرا مرکب لیکر حاضر
ہوا نقابدار مرکب پر سوار ہوا اور دودستی گرز پکڑ کر آواز دی کہ یا صاحبقران یہ ضرب گران بھی طمانچہ
اجل سے کم نہیں ہے سنبھلے رہیے تو آپ صاحبقران ہیں یہ کہکر دودستی ضرب سر بدیع الملک پر
لگائی بدیع الملک نے پھر گرز سام بن نریمان کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز پڑتے ہی معلوم
ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا اس ضرب کا لنگر پہلی ضرب سے بھی زیادہ تھا پھر مرکب بدیع الملک کا مارا گیا
نقابدار نے پھر زدم و پست کردم کا نعرہ کیا۔ بدیع الملک نے تتق گرد سے نکلکر آواز دی کہ گرا
وکرا نیست کردی اور تیسرا مرکب طلب کرکے انھوں نے بھی دودستی ضرب سر نقابدار پر لگائی
نقابدار نے بھی بڑی جوانمردی سے اس ضرب کو روکا لیکن پھر مرکب نقابدار کا مارا گیا اسی طرح
چھ ضرب کی نوبت آئی اور چھ چھ مرکب مارے گئے دیکھنے والے وجد کرتے تھے اور حیرت میں

تھے کہ ایسی ایسی کچھ ضربیں لگانا اور سنبھالنا انسان کا کام نہیں ہے آخر بدیع الملک نے کہا کہ اے
نقابدار جانوروں کی جانیں لینے سے کیا حاصل آزمائش گرز بازی بھی ہو چکی اب ہمارے تمہارے کشتی
پر فیصلہ ہو جائے نقابدار نے بھی اس رائے کو پسند کیا غرضکہ دونوں نے دامن زرہ گردن کے
اور مصروف تلاش ہوئے ہاتھ کمر بندوں میں پڑ گئے زور کشاکش ہونے لگی [illegible]
اس طرف سے نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش مرکبوں کو بڑھا کر قریب آگئے
تماشا کشتی کا دیکھنے لگے۔ اس طرف سے عزیزان و رفیقان بدیع الملک آ گئے گرد و پیش اور
کرسیاں بچھ گئیں دونوں طرف کے لشکروں میں سے [illegible] تھوڑے تھوڑے سوار مسلح حاضر
رہے دوکانیں کھل گئیں اک میلہ ہوگیا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ اس کشتی کا فیصلہ جلدی
ہونے والا نہیں ہے۔ سرداران لشکر کی تو جانیں لبوں پر آئی تھیں تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
کھانا پینا حرام تھا۔ ادھر بدیع الملک اور نقابدار ابلق سوار محو تلاش تھے زور کشاکش سے ہو رہے تھے
ہر جھٹکے میں کڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر بکھر جاتی تھیں شام تک کشتی رہی اور ذرا فرق
نہ معلوم ہوا شام کو دونوں جانب سے ایک ایک کاسۂ شیر آیا دونوں نے پیا پھر زور کرنے
لگے دم بھر میں دودھ پسینا ہو کر نکل گیا تمام رات بھی وہی حالت رہی صبح کو بھی علیحدہ نہ ہوئے
کہاں تک بیان کیا جائے کہ سات شبانہ روز کشتی رہی اور کسی کے دم خم میں فرق نہ پایا گیا اب تو
بڑے بڑے سرداروں کی آنکھیں کھلیں۔ ایرج نوجوان نورالدہر سکندر رستم نو رفیع التخت
سہراب بن رستم ان سب کی یہ حالت تھی کہ نظر غور سے دیکھ رہے تھے اور دل میں کہتے تھے کہ نقابدار
بلا سے بد معلوم ہوتا ہے ادھر بدیع الملک بھی دل میں خیال کرتے تھے کہ سوا حمزۂ ثانی کے امیر اول
سے بھی سات روز سے زیادہ کوئی نہ لڑا تھا آج یہ نقابدار مجھ سے الجھا ہے اسی کشاکش میں
آٹھواں دن بھی تمام ہوا رات کو بھی فیصلہ نہ ہوا اب نواں روز ہے اور دونوں پر بیخودی طاری ہوتی
جاتی ہے دیکھنے والوں کی آنکھیں جاگتے جاگتے ورم کر آئی ہیں ادھر نقابدار کی یہ حالت ہے کہ زور کرتے
کرتے دوش بدیع الملک پر منھ رکھ دیتا ہے اور غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ بدیع الملک چونکا دیتے
ہیں کہ اے جوان یہ بستر خواب نہیں ہے ہوشیار ہو کبھی بدیع الملک اسی طرح غافل ہو جاتے ہیں
تو نقابدار چونکا دیتا ہے مگر اب دونوں کی بری حالت ہے قریب ہے کہ بیہوش ہو جائیں کہ ایکبار
کڑاکا ہوا کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو نقابدار کو نہ پایا۔ جو لوگ دور تھے
انھوں نے دیکھا کہ اک پنجہ پیدا ہوا اور نقابدار ابلق سوار کو لیکر روانہ ہوگیا۔ بدیع الملک کو
نہایت رنج ہوا۔ نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش تو انتہا کے پریشان ہوئے مگر چونکہ سب نو
دن کے جاگے ہوئے تھے طبل بازگشت بجا ادھر نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش پلٹ کر
بارگاہ انجم حصار میں آئے ادھر بدیع الملک داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے چونکہ سب کے سب
جاگے ہوئے تھے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر کچھ دیر دربار کیا بعد اسکے تمام سردار
اپنی اپنی خوابگاہ میں گئے اور آرام کیا جب دو روز بعد کسل برطرف ہوا تو پھر دربار آراستہ ہوا
بدیع الملک آکر بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے بادشاہ اسلام تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تمام
سردار دنگلوں کرسیوں پر بیٹھے ذکر نقابدار ابلق سوار کا ہونے لگا۔ بدیع الملک نے کہا کہ
میں دیکھتا ہوں بعد میرے یہی نقابدار صاحبقران رابع ہوگا یہ کلمہ سکندر رستم نو اور رفیع التخت نے

خلاف گزرا کہا اور دیکھا جائیگا لیکن اور سرداروں نے گردن نیچی کر لی کہ بدیع الملک سچ کہتے ہیں
سلیمان اعظم نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے آج شب کو خواب پریشان دیکھا ہے
لہذا میں تو جا بجب گلستان ارم جاتا ہوں مگر تم صاحبقران وقت ہو میرے حال سے غافل نہ رہنا
کہ اب قاف میں میں بے یار و مددگار ہوں۔ یہ سنکر بدیع الملک نے سلیمان اعظم کو رخصت
کیا اور مع رفقا تا در بارگاہ پہونچانے کو آئے سلیمان اعظم مع سلیمان کوچک سب سے
رخصت ہو کر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آگے بزبان ہوگا کہ یہ کس وقت
پہونچتے ہیں اور وہاں پہونچکر پردہ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے لیکن یہ احوال حال صاحبقران
کا سنیے۔ کہ یہ سلیمان اعظم کو رخصت کر کے بارگاہ میں آکر بیٹھے ہی ہیں کہ ہرکارے گرد میں
آلودہ پسینے میں غرق آئے اور بعد دعا و ثنا کے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ کچھ جہاز ملک
باختر سے اسطرف آرہے ہیں انپر دو سردار کچھ عیار اور چند مصور سوار ہیں سنا گیا ہے کہ سارق
بن بقا نے ان لوگوں خدا پرستوں کی تصویریں لینے کی غرض سے ادھر بھیجا ہے۔ بدیع الملک نے
چند سرداروں کو استقبال کے واسطے بھیجا اور بہلول شیر دل کو انپر افسر کیا کہ یہ مقام اسی کی
حکومت میں ہے۔ بہلول گیا اور ان سبکو بعزت تمام لا کر جا بجا مناسب پر انکے خیمے استادہ
کرائے اور اپنی طرف سے سامان دعوت مہیا کیا دو تین روز ان سب نے آرام کیا تیسرے روز
انکو باریابی کا حکم ملا اور یہ دریافت کیا گیا کہ کتنے آدمی حاضر دربار ہونا چاہتے ہیں چونکہ اقہر
فیل زور سب پر افسر کر کے بھیجا گیا تھا اسنے عرض کر بھیجا کہ دو سردار دو عیار دو سو مصور حاضر
ہونگے کہ آج ہی سب تصویریں کھینچ جائیں بدیع الملک نے سبکے بیٹھنے کے واسطے جگہ معین فرما کر
سب کو طلب کیا۔ اقہر فیل زور سبکو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا دیکھا کہ یہ
عجب بارگاہ ہے عجب گیر و دار ہے تو گویا کہ ایک عرش و کرسی ہزار ہے اقہر فیل زور کی آنکھیں کھل
گئیں کہ زیر فلک بھی ایسے ایسے جوان بھی ہیں اگرچہ ہمارے خداوند کا دربار بھی شہ زور پہلوانوں سے
بھرا ہوا ہے مگر یہاں تو جو جوان ہے وہ قدرت خدا معلوم ہوتا ہے۔ عربک دیوانہ کو بنگنے کی سی
حالت ہو گئی۔ مہتر ضحاک اور مہتر انجم نے جو صفوف عیاران پر نظر ڈالی تو شاپور شیر دل سے
آنکھ انکی جھپک گئی مصور اس حیرت میں تھے کہ کسکی تصویر کھینچیں جو مرقع ہے وہ لاجواب ہے یہ تک
یہ سب سکوت کی حالت میں رہے آخر خضران نے بحکم صاحبقران سبکو قرینے سے بٹھایا بدیع الملک
نے اقہر فیل زور کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ تم کس غرض سے آئے ہو اقہر فیل زور نے عرض کی
کہ ہمارے خداوند نے ہمکو اس غرض سے بھیجا ہے کہ جا کر تصویریں خدا پرستوں کی لے آؤ تاکہ ہم بھی
دیکھیں کہ وہ کیسے لوگ ہیں جو خداوندوں سے الجھتے ہیں اگر حضور اجازت دیں تو مصور میرے ہمراہ
ہیں میں تصویریں آپکے سرداروں کی کھنچوا لوں۔ بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ تم تصویریں کھنچوا لو ہمارا کچھ
حرج نہیں ہے اقہر نے مصوروں کی طرف دیکھا اور کہا کہ صاحبقران عالیشان اجازت دیتے ہیں
تم اپنے کام میں مصروف ہو۔ یہ سنکر دو سو مصوروں نے سرداروں کے نقشے اتارنا شروع کیے
پہر بھر میں سب سرداران کے نقشے اتار لیے اور دو تین روز میں رنگ بھر کے فرصت کر لی اس اثنا
میں مہتر ضحاک اور مہتر انجم لشکر کی سیر کو نکلا کرتے تھے ایک روز خواجہ خضران کو توالی چبوترے
پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اس طرف سے مہتر انجم اور مہتر ضحاک کا گزر ہوا خواجہ خضران نے ان دونوں کو

بلایا اور فرمایا کہ ہمارے یہاں تمھاری دعوت ہے جبتک مصوروں نے تصویروں میں رنگ بھرا
مہتر ضحاک اور مہتر انجم خواجہ خضران کے مہمان رہے جب مصور تصویروں میں رنگ بھرنے سے
فرصت کر چکے تو صاحبقران عالیشان سے اجازت طلب کی صاحبقران نے حسب لیاقت سرداروں
اور عیاروں کو خلعت عنایت کر کے رخصت کیا ان لوگوں نے ایک شب کے قیام کے لیے اور مہلت
طلب کی۔ صاحبقران نے اجازت عطا فرمائی مگر نہ سمجھے کہ اسمیں کیا فریب ہے ادھر ان لوگوں نے
سب اسباب اپنا جہازوں پر بار کرا دیا تھا صرف چند کس رہ گئے تھے جب رات ہوئی اور صاحبقران
دربار برخاست کر کے خوابگاہ میں تشریف لیگئے اور سردار بھی اپنے خیمے میں جا کر بستر خواب پر لیٹے
گشت کے سوار طلایہ پھرنے لگے اسوقت مہتر ضحاک نے لباس شب روی تن پر آراستہ کیا اور
اپنے خیمہ سے نکلکر خیمہ بدیع الملک کی راہ لی جاتے جاتے پشت خیمہ کی طرف پہونچا قنات
چاک کر کے دیکھا تو کچھ شمعیں کافوری روشن ہیں۔ بدیع الملک محو خواب ہیں ایک دو بیدار
بیٹھے ہیں وہ بھی اونگھ رہے ہیں بس مہتر ضحاک نے پروانے بیہوشی کے اڑائے کہ وہ آگ شمع پر
گرے اور جلے دود بیہوشی منتشر ہوا جو بیدار کہ اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہوگئے بس
مہتر ضحاک عیار اندر خیمہ کے آیا کچھ بیہوشی میں ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب ناک
کے لیگیا جسوقت بدیع الملک نے اوپر کی سانس لی ضحاک نے تمام بیہوشی دماغ میں پھونک دی
بدیع الملک چھینک مار کر بیہوش ہوئے بس اسنے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھول کر
پشتارہ بدیع الملک کا باندھا اور لے نکلا نگاہوں سے بچتا ہوا اپنے خیمہ میں پہونچ گیا سب جو
تھی ساتھ والے کمریں باندھے تیار کھڑے تھے اقرفیل روہ نے پوچھا کہ خیر باشد مہتر ضحاک
نے کہا کہ لایا ہوں اس شخص کو جو چراغ اسلام تھا یعنے صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان کو اسیر
کر لیا یہ سنکر اقرفیل روہ نہایت خوش ہوا اور پشتارہ بدیع الملک کا اک صندوق میں بند کر کے
کوچ کی تیاری کر دی صبح ہو ہی چلی تھی اور سب کو معلوم ہو گیا تھا آج یہ لوگ جانے والے ہیں کسی نے
مزاحمت نہیں کی یہ لوگ بدیع الملک کو لیے ہوئے صاف نکل چلے گئے کنارے دریا کے
پہونچتے ہی لنگر اٹھوا دیے اور اسی وقت کوچ کر دیا یہاں جب صبح ہوئی اور حسب قاعدہ خادم
جگانے کے واسطے اندر خوابگاہ بدیع الملک کے آیا کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا تھا دیکھا تو
بیدار بیہوش پڑے ہوئے ہیں خیمہ پشت کی طرف سے چاک ہے اور صاحبقران کا پتا نہیں ہے
یہ معرکہ دیکھکر اس خادم نے غور کیا کہ یارو غضب ہوا کوئی دزد مکار صاحبقران کو چرا لیگیا یہاں تک
کہ یہ خبر خواجہ خضران کو پہونچی خضران دوڑا ہوا آیا اندر خیمہ کے دیکھا تو میترا مہتر ضحاک کا پایا خضران
نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ بڑی دغا کی اس عیار نے۔ وہاں بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی
ہو چکے تھے سردار حسب قاعدہ آ آ کر جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر پہونچی بس شاہزادہ
رفیع البخت اپنے دنگل پر سے کود پڑے اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ غلام جاتا ہے اور ابھی
اپنے پدر بزرگوار کو لاتا ہے ساتھ رفیع البخت کے اور سرداروں نے بھی چلنے کا قصد کیا تھا مگر شاہزادہ
رفیع البخت نے منع کیا اور فرمایا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے یہ کلمہ سنکر اور سردار رک گئے
اور رفیع البخت تنہا پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب دریا روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے رفیع البخت
کے شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی تشریف لائے اور انکو بھی معلوم ہوا کہ وہ عیار اور سردار

و تصویر لینے ملک باختر سے آئے تھے وہ صاحبقران کو چرا لیگئے اور شاہزادہ رفیع البخت اُنکے
تعاقب میں گئے ہوئے ہیں بس یہ سنتے ہی سہراب ثانی اُنھیں پاؤں پھرے اور مچھر کی پشت
مرکب پر تن تنہا یہ بھی جانب دریا روانہ ہوئے اول شاہزادہ رفیع البخت کنارے دریا کے پہونچے
دیکھا کہ جادُو اُس پار پہونچ کر لشکر اندار ہو چلے ہیں اور لوگ آ تر رہے ہیں چونکہ سرپٹ گھوڑے کو
دوڑاتے ہوئے آئے تھے گھوڑا پسینے میں غرق تھا اور یہ بھی نہ معلوم تھا کہ قید بدیع الملک کی
کہاں ہی۔ رفیع البخت گھوڑے کو ٹہلا کر پسینا خشک کر رہے تھے اور اس فکر میں تھے کہ کس طرح
اُس پار جاؤں کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور سوار شہ خیو فش نمودار ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ سہراب
بن رستم ثانی ہی۔ رفیع البخت نے کہا کہ تم کہاں آ گئے۔ سہراب نے کہا جہاں تم وہاں میں کیا
میں تمہارے اُس احسان کو بھول تھوڑی گیا ہوں کہ ثریا سے سیتن کو تم نے مجھے ملا دیا
ورنہ کیا میری زندگی بھی ہوتی۔ اے رفیع البخت جس مقام پر تمہارا پسینا گریگا میں اپنا خون بہا دونگا
یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ پھر اے برادر کیا فکر کی جا سکے اور اُس پار کیونکر پہونچیں بس یہ سنتے ہی
سہراب نے زیر بند کاٹ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور کہا کہ یون چلو تو پہونچو گے۔ رفیع البخت
اسکی جرأت پر وجد کرنے لگے اور انھوں نے بھی زیر بند کاٹ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا دونوں مرکب
کلائیاں بدلتے ہوئے اور دھارے کو کاٹتے ہوئے قریب ساحل پہونچے اور اقہر فیل زور
وغیرہ نے دیکھا کہ دو سوار اس دریا سے زخار کو طی کر کے نکلا چاہتے ہیں بس اسنے عریک دیوانہ
سے کہا کہ تو قید بدیع الملک کی لیکر چل اور میں ان دونوں کو روکتا ہوں۔ عریک دیوانہ آرام
قید بدیع الملک کا لیکر بھاگا اور اقہر فیل زور نے تیر اندازی کرنا شروع کی۔ ادھر رفیع البخت اور
سہراب نے تلواریں کمر سے کھینچکر تیروں کو کاٹنا شروع کیا قریب سو سو تیروں کے کاٹ کر اول
رفیع البخت کنارے دریا کے نکلے بس اقہر فیل زور رفیع البخت پر برس پڑا دم لینے کی مہلت
نہ دیتا تھا۔ رفیع البخت برابر وار اُسکے رد کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ذرا سی مہلت پاویں
تو اسکو جواب دوں مگر اقہر فیل زور مہلت ہی نہ لینے دیتا تھا کہ اتنے میں سہراب بن رستم نے بھی
دریا کو طی کیا اور خشکی میں مرکب انکا نکلا دیکھا کہ رفیع البخت تو اُدھر سے اُلجھے ہوئے ہیں
سہراب نے عریک دیوانہ کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ او ناکس او فاسق کہاں جاتا ہے
کہ میں آ پہونچا دیکھا عریک دیوانہ نے کہ یہ تو سر ہی پر آ پہونچا بس اسنے پلٹ کے آواز دی کہ آیا ہے
تو کیا کریگا جیسے ہی سہراب بن رستم قریب پہونچے عریک نے تلوار ماری سہراب نے وار اُسکا
رد کر کے اپنا وار کیا یہاں رد و بدل ہو ہی رہی تھی کہ وہاں رفیع البخت نے وار اقہر فیل زور
کے رد کرنے کے موقع پا کر وہ بالٹ کا ہاتھ مارا دونوں بازو اقہر کے قلم ہوئے اور اقہر فیل زور
مانند مینار کے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا اور طرف قید بدیع الملک
کے چلے ہنوز نزدیک ارابہ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ سہراب نے وار دیوانہ کا رد کر کے ایک
ہاتھ جو چھتا آبدار کا مارا عریک دیوانہ کے دو ٹکڑے ہوئے۔ بدیع الملک نے آرابہ پر سے جو یہ
معرکہ دیکھا قید توڑی ہمراہیان عریک دیوانہ و اقہر فیل زور مع مہتر اعجم و مہتر ضحاک وغیرہ قید
بدیع الملک کی چھوڑ کر بھاگتے تھے رفیع البخت نے تعاقب کرنے کا قصد کیا تھا۔ بدیع الملک نے
منع کیا اور رفیع البخت و سہراب کو گلے سے لگایا اور رفیع البخت سے کہا کہ سہراب اپنے خاندان

مجھ سے علیحدہ مزاج رکھتا ہے اور بیٹے رفیع البخت مین بھی اسکو مثل تمھارے سمجھتا ہون اور مجھے
یقین ہے کہ تمسے اور سہراب سے کبھی بگاڑ نہو گا یہ فرماکر دونون کو ساتھ لیے ہوے کنارے دریا
کے آئے کشتی پر بیٹھ کر اس پار اُترے یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ رفیع البخت اور سہراب نے
بدیع الملک کو قید سے رہا کیا- اب صاحبقران تشریف لاتے ہین بادشاہ اسلام مع جملہ سواران
عالیمقام برائے استقبال روانہ ہوے اور نہایت عزت کے ساتھ صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی
مین لائے- صاحبقران کے آنے کے بعد تمام سردارون کو بیحد خوشی ہوئی اور بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ یا صاحبقران میرا جی چاہتا ہے کہ آپکے رہا ہونے کی خوشی مین ایک ایسا جلسہ خوشی
کرون کہ یادگار رہے- صاحبقران نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون اس جلسہ خوشی کے عوض مین
ایک شادی ایسی کرون کہ یادگار رہے بادشاہ اسلام اور دیگر سردار یہ سمجھے کہ رفیع البخت کی
شادی کرینگے مگر صاحبقران نے اسکے خلاف ارشاد فرمایا کہ سہراب بن رستم نے وہ کام کیا ہے
جو فرزند سعادتمند کرتے ہین مین نے سہراب کو اپنا بیٹا کہا مین چاہتا ہون کہ اسکی شادی
ثریا سے سیمتن کے ساتھ بڑے دھوم سے کیجائے اور جتنی شادیان ابھی تک نہین ہوئی
ہین وہ بھی اسی شادی کے ساتھ ہو جائین یہ سُنکر سبکو تعجب ہوا اور رستم ثانی نہایت درجہ
خوش ہوے کہ بدیع الملک نے میرے فرزند کے ساتھ وہ بات کرنا چاہی ہے کہ اپنے فرزند پر
فوق دیدیا لیکن بدیع الملک نے ایرج نوجوان کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اب سہراب
تو میرا بیٹا ہے اسکی طرف سے سامان عقد مین کرونگا عروس کا کوئی عزیز اس مقام پر نہین ہے لہذا
مین چاہتا ہون کہ ثریا سے سیمتن کی طرف سے آپ سامان شادی کرین جب لطف آئیگا- ایرج
نوجوان نے بخاطر بدیع الملک قبول تو کیا لیکن کسیقدر رنجیدہ ہوے شہریار نامدار نے کہا کہ آپ رنجیدہ
عبث ہوتے ہین یہ ظاہر ہے کہ ہاتھی پھرے گانوں گانوں جسکا ہاتھی اسی کا ناؤن سہراب کی
شادی صاحبقران کرین یا کوئی کرے سہراب پوتا آپ ہی کا کہلائیگا یہ بھی محبت صاحبقران ہی
کہ اپنے فرزند سے زیادہ آپکے فرزند کی شادی مین انکو انہماک ہے اسکا برا نہ ماننا چاہیے اس دن
کی تو لوگ تمنا رکھتے ہین ایرج نوجوان خاموش ہو رہے شہریار نے بدیع الملک کی طرف
دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے صاحبقران زمان آپ تعین تاریخ فرمادین تو شادی کا انتظام کیا جائے
بدیع الملک نے سب تاریخین تجویز کر کے تحریر کین ایک تحریر اپنے پاس رکھی ایک تحریر ایرج
نوجوان کے سپرد کردی کہ فلان تاریخ مانجھے کی رسم ادا ہو اور فلان تاریخ ساچق فلان تاریخ
مہندی فلان تاریخ برات ہو اور چونکہ ایرج نوجوان عروس کی طرف سے تھے لہذا انکے واسطے قلعہ
سکندریہ خالی کردیا گیا کہ عروس کے رہنے کو محفوظ مقام ہونا چاہیے اور آپ شاہزادہ
بدیع الملک نے قلعے کے باہر بارگاہین برپا کرائین رقعہ آب زر سے خوشنویسون نے تحریر کیے
دور دور سے عمدہ عمدہ طائفے طلب ہوے یہان قلعہ مین سامان مانجھے کا ہونے لگا ایرج
نوجوان اور رستم ثانی اور شہریار نامدار اور خاص خاص دست چپی مثل ملوک بن مالک اور
شاہزادہ ہاشم تیغزن اور شاہزادہ طرطوس بہادر وغیرہ کے یہ سب ایرج نوجوان کے ساتھ اندر قلعہ
سکندریہ کے تھے مانجھے کی تیاری نہایت دھوم دھام کے ساتھ ہو رہی تھی یہانتک کہ جب
تاریخ مقررہ آئی اور بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ آج مانجھا آنے والا ہے تو شاہزادہ بدیع الملک نے

ملکہ ماہ قلندری کو اندر کا انتظام سپرد کیا اور بارگاہ شاہی میں زنانی محفل بارگاہ سلیمانی میں
مردانی محفل جمع ہوئی اتنے میں لوگوں نے آکر بدیع الملک سے بیان کیا کہ نہیں معلوم شاہزادہ
ایرج نوجوان نے کیا انتظام کیا ہی کہ کل شام تک قلعہ اپنی اصلی ہیئت پر تھا اسوقت جو دیکھتے
ہیں تو بھیا تک برج در و دیوار قلعہ کے زرد معلوم ہوتے ہیں رات بھر میں سارا قلعہ رنگ
ڈالا گیا۔ بدیع الملک یہ سرگرمی ایرج نوجوان کی دیکھکر نہایت خوش ہوے جب سہ پہر کا
وقت ہوا تو دروازہ قلعہ کا کھلا اور نشان کا ہاتھی نمودار ہوا آگے نوبتخانہ نہایت عمدگی
سے سجا ہوا پردے زرد پڑے ہوے وردیاں نقارچیوں اور شہنا نوازوں کی زرد کہار بھی زرد
وردیاں پہنے ہوے شہنا نواز ملتانی گاتے ہوے نمودار ہوے بعد نوبتخانہ کے کئی ہاتھیوں
ماہی مراتب طلائی جواہر نگار دانتوں پر ہاتھیوں کے جوڑے طلائی چڑھے ہوے جھولیں زرد مخمل
کی زردوزی جسمیں تمام یاقوت زرد جڑا ہوا اور پھریرے نشانوں کے زرد قریب ڈھائی سو
ہاتھیوں کے ایسی آرایش کے ساتھ گزرے بعد اسکے قطار اونٹوں کی نمودار ہوئی انکی بھی
جھولیں زرد و شتر بانوں کی وردیاں زرد کارچوبی ایک ایک بیرق زرد ہاتھ میں لیے ہوے
پانچسو شتر اس ساز و سامان سے گزرے۔ بعد اسکے بادبہاری کے گھوڑے سب سمند جھولیں
زرد باجے والے زرد لباس پہنے ہوے گھوڑوں پر سوار اسکے بعد تخت پریوں کے وردیاں
کہاروں کی مخمل زرد کی پگڑیاں بھی زرد آئین قبا طلائی لگا ہوا پریوں کی لباس زرد سادہ دلہنوں
کی لباس میں طبلے پر تھاپ پڑتی ہوئی پریاں تخت رواں پر گاتی اور بھاؤ بتاتی ہوئی دیو خوش فعلیاں
کرتے ہوے ساتھ ساتھ۔ جب یہ تخت بھی گزر لیے تو غول کے غول بیرق برداروں اور باجے والوں
کے نمودار ہوے بیرقوں کے رنگ بھی زرد تھے اور لباس بھی بیرق برداروں کے زرد بعد ایک
غول کے دوسرا غول باجے والوں کا آتا تھا انکے لباس بھی زرد تھے اسی طرح قریب ستر غول
کے نمودار ہوے ایک غول سے دوسرے غول کا لباس اور سامان زیادہ نفیس ہوتا تھا اب
قطار طوائفوں کی شروع ہوئی کشتی اور خوان پوش اور مزدوروں کی لباس سب زرد رنگ کے تھے
خوان پوش کیسے کیسے طلاکار تھے کہ نگاہ خیرہ ہوئی کرتی تھی بعد اسکے پھر جلوس نمودار ہوا۔ علم بردار
اور نیزہ بردار یہ سب بھی زرد پوش جسقدر منتظم ہمراہ تھے وہ بھی لباس زرد پہنے ہوے تھے
آخر میں چوکی طلائی آمیز لوٹا کٹورہ طلائی رکھا ہوا گستیان ماہجے کے جوڑے کی اسکے بعد سکھپال
ملکہ مہ پارہ روشن عذار معشوقہ سکندر رستم خو کا۔ یہ فریاد ستمن کی بہن بنکر مانجھا لیکے گئی
تھی۔ بعد سکھپال کے پالکیاں مستورات کی مع مہدمن بجتے باجے کے ساتھ گئی تھیں پردہ
سکھپال کے زرتار جواہر نگار وردیاں کہاروں کی مخمل زرد کی کارچوب بنا ہوا کہاریاں بھی زرد
لباس پہنے ہوے ساتھ ساتھ چھنے کفنوں کے زرد۔ آخر میں ناقوس وزیر بیجلیس لباس زرد
پہنے ہوے ماہجے کے ساتھ ساتھ اس جاہ و احتشام کے ساتھ جو مانجھا آیا بدیع الملک نہایت
خوش ہوے دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سرسوں پھولی ہوئی تھی جسوقت مانجھا مکان نوشاہ کے
پہونچا گولے دغے سواریاں اتر اتر کر محل میں داخل ہوئیں۔ اندر دولہا کی طلب ہوئی شاہزادہ
شہرآب ثانی داخل محل ہوے ملکہ مہ پارہ نے مصری وغیرہ کھلانے میں سہراب کو خوب چھکایا
دیر تک ہنسی ہوتی رہی جسوقت شاہزادہ سہراب بن رستم مانجھا پہنکر کھڑے ہوے پہلے خسر کو

چاروں کونوں کو سلام کیا پھر بزرگوں کو سلام کیا ملکہ ماہ قلندری وغیرہ جلوگردان ہوئیں شاہزادہ
شہراب باہر تشریف لائے۔ بدیع الملک وغیرہ نے گلے سے لگایا خوشی کے نقارے بجے رنگ
اچھلا بوڑھے جوان سب ایک حالت میں تھے بعد اسکے بدیع الملک نے ناقوس وزیر اور دیگر
ملازمین جو مانجھے کے ساتھ آئے تھے سب کو بہت بھاری خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز سے
رتجگے اور پنیڈیاں تقسیم ہونا شروع ہوئیں تمام سرداران اسلام کو حصے پہونچے لیکن جس وقت
بدیع الملک نے نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش کو جاکے نیوتنے کا قصد کیا تو انھوں نے
عذر کیا کہ ہم ایسی حالت میں شریک نہیں ہوسکتے کہ نقابدار ابلق سوار کا پتہ نہیں بلکہ اگر مناسب ہو
تو ہمیں اجازت ہو کہ ہم جائیں اور اپنے افسر کو تلاش کریں بدیع الملک نے کہا نہایت مناسب ہے
بلکہ اگر مجھے یہ شادی درپیش نہوتی تو میں بھی نقابدار کی تلاش ضرور کرتا۔ غرضکہ نقابدار نیلی پوش
اور گلابی پوش تو صاحبقران سے رخصت ہوکر مع فوج فراوان اور لشکر گران تلاش نقابدار ابلق سوار
روانہ ہوگئے انکو تو جانے دیجیے اب یہاں کا حال سنیے کہ بدیع الملک نے سانچق کا انتظام کیا
تمام سرداران اسلام آرایش کی درستی میں سرگرم تھے مانجھے کے روز سے جشن شروع ہوگیا تھا
ہر خیمے ہر ڈیرے میں ناچ ہوتا تھا اور تمام لشکر میں چراغاں رہتا تھا دن بھر سرداران اسلام انتظام
سانچق میں مصروف رہتے تھے رات کو ناچ دیکھتے تھے یہانتک کہ سانچق کا روز آیا ملکہ نورون
نے قلعہ میں آج اسقدر چراغاں کیا کہ کثرت چراغاں سے آسمان پر انجم شرماتے تھے سارا قلعہ
ایک شعلہ نور بنا ہوا تھا دروازہ قلعہ کی آراستگی قابل دید تھی قندیلیں اسقدر جواہر پہنے ہوے تھیں
کہ انکی طرف دیکھنے میں نگاہیں خیرہ ہوتی تھیں۔ سرشام یہاں سے نشان سانچق کا چلا آگے آگے
نوبت خانہ نوبت غلغلے کے آگے سقے چھڑکاؤ کرکے گرد کو بٹھاتے ہوے شہنا نواز شیامکلیان
الاپتے ہوے نقاروں کی صدا سے دلیر چوٹ پڑتی تھی پوشاکیں شہنا نوازوں کی رنگ برنگی
بعد اسکے ماہی مراتب جلوس شاہانہ ساڑھے تین سو فیل سجے ہوے اسلحہ کی جھولیں زرتار
پڑی ہوئی مستکوں پر سورج مکھی اور چاندتارا بنا ہوا دانتوں پر کنول چڑھے ہوے انپر شمعیں
کافوری روشن بعد اسکے پانچ شتر نہایت سجے ہوے گلوں میں ٹنکے زنگ پڑے ہوے
پاؤں میں گھونگھرو بندھے ہوے جھولیں طلاکار بعد اسکے آرایش کے تخت مختلف قسم کے
کسی میں کنول روشن کسی میں گلدستے پہاڑ مختلف صورتوں کی تصویریں نہنگ پلنگ فیل کرگدن
اسپ گاؤ وغیرہ کے شکار کی حالت کی تصویریں اسقدر آرایش تھی کہ نشان قلعہ میں داخل ہوگیا
اور جلوس ختم نہوا۔ دیکھنے والے کہتے تھے کہ سانچق مانجھے سے بڑھادی راستے بھر آتشبازی
چھوٹتی جاتی تھی۔ جو گھڑے مہتابی اور نقرئی کثرت سے۔ بعد اسکے مشکی طلائی جواہر نگار کشتیاں عروس
کے جوڑے اور پھولوں کے گہنے کی بعد اسکے سواریاں زنانی کہاریاں دوڑتی ہوئی قلعہ میں پہونچیں
اسقدر گولے دغے کہ معلوم ہوتا تھا جنگ ہورہی ہے بعد اسکے مہندی اس دھوم سے آئی کہ سانچق
گرد ہوگئی۔ ایک تکلف میں ایرج دوجان ہر مرتبہ بازی لیگئے کہ مانجھے کے روز سارا قلعہ زرد تھا اور مہندی
کے روز سارا قلعہ سرخ نظر آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ سنگ سرخ کا بنایا گیا ہے اب برات کی شب
آئی۔ آج کی تیاری تو بیان سے باہر ہے۔ بیابان گردباد کا کوئی ایسا درخت نہ تھا جو تمامی سے منڈھا
ہوا نہو اور قندیلیں اس کثرت سے آویزاں کی گئی تھیں کہ ہر درخت سرو چراغاں معلوم ہوتا تھا

اور گرد لشکر کے ایک دور روشنی کی ٹٹیوں کا تھا- چار پھاٹک ٹھاٹھر کے بنا کر ان پر سورج مکھی قائم
کی گئی تھی دیکھنے والوں کی نگاہ خیرگی کرتی تھی- ہر پھاٹک کی ساخت نئی تھی اندر لشکر کے جسقدر
راستے تھے ہر موڑ پر پھاٹک تھا اور دورویہ شیشیاں نصب تھیں دوکانوں میں رات بھر کھلا رہنے کا
حکم تھا- دوکانداروں نے بھی حسب حیثیت تیاری کی تھی ہر دوکان میں شیشہ آلات آویزاں تھا
تصویریں عمدہ عمدہ لگی ہوئی تھیں دیوارگیریوں پر گلدستے انواع واقسام کے رکھے تھے مصنوعی
درخت ایسے شاداب بنائے گئے تھے کہ اصلی معلوم ہوتے تھے- راستوں میں جا بجا دوکانوں پر
رنڈیاں ناچ رہی تھیں سوانگ طرح طرح کے روپ بھرے ہوئے اپنے اپنے کرتب دکھا رہے
تھے بہروپیے ہر سردار کو دھوکا دیجاتے تھے اور انعام لیجاتے تھے سرداروں میں کسیکا خیمہ ایسا
نہ تھا جو آرایش سے خالی ہو یا ناچ نہوتا ہو اور بارگاہ شاہی کی آرایش تو احاطہ تحریر سے باہر کی
خاص اس بارگاہ کی آراستگی بادشاہ اسلام کی جانب سے تھی اسمیں جسقدر آلات روشنی کے
نصب کیے گئے تھے سب ساختہ جواہر تھے سرخ رنگ کے کنول اور جھاڑ اور مردنگ جتنے تھے
یاقوت سرخ کے تھے اور سبز زمرد کے اور زرد پکھراج کے نیلے نیلم کے اور سفید الماس کے اس
روشنی میں آنکھیں خیرگی کر رہی تھیں جدھر دیکھا آنکھوں میں چکاچوند ہونے لگی عکس سے آلات
روشنی کے ہزار بجلیاں چمک رہی تھیں فرش پر جو سبز و سرخ و زرد و زنگاری عکس پڑتے تھے
اک طرف گلکاری نظر آتی تھی مسند پر ایسے ایک قسم کی جواہر نگار بچھی ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا
تھا کہ ایک ہی مسند بچھی ہوئی ہے طائفے بکمال ناچ رہے تھے سردار حسب مراتب لباس پرتکلف
پہنے ہوئے بیٹھے تھے عجب سماں تھا کہ قابل دید تھا اسی عالم میں ایک درویش نے یہ غزل
شروع کی

غزل

ہی خوف ہجر وصل کسیکا ہوا تو کیا — سامان عیش کا جو مہیا ہوا تو کیا
دنیا میں بھی نہ عشق کا چرچا ہوا تو کیا — اپنے ہی گھر میں کوئی رسوا ہوا تو کیا
مشتاق قتل رہتے ہیں عشاق اے حسین — ابرو کی تیغ پہ تقاضا ہوا تو کیا
دشمن کو اور دوست کو یکساں سمجھتے ہیں — کوئی ہمارا جلنے والا ہوا تو کیا
کیسی امید بوسۂ روئے ملیح کی — انسان کو نمک کا سہارا ہوا تو کیا
جس بت کی جستجو ہے کسی گھر میں وہ نہیں — کعبہ ہوا تو کیا جو کلیسا ہوا تو کیا
کرتا ہے زندہ دل کو ہمارے نہ ہو قتل — قاتل ہوا تو کیا وہ مسیحا ہوا تو کیا
جو خاک میں ہی ملے اثر ہی سے وہ ہوا — اونچا جو آسمان سے وہ نالا ہوا تو کیا
سینے سے سوز عشق نہ نکلیگا عمر بھر — یوں دیکھنے کو جسم جو گھٹتا ہوا تو کیا
دونوں اسیر دام بلا عشق میں رہے — انسان ہوا تو کیا جو فرشتا ہوا تو کیا
تسکین اس سے کب دل بیتاب کو ہوئی — پوچھا جو یار نے کہ تجھے کیا ہوا تو کیا
ہمنے بھی وقت فکر سخن ڈھونڈھ ہی لیا — مضمون دہان یار کا عنقا ہوا تو کیا
بلبل وہ ہوں کہ جاتا ہوں مانند بوئے گل — صیاد کا چمن پہ جو پہرا ہوا تو کیا
دونوں کو آپ ایک نظر دیکھ لیجیے — ناحق دل و جگر میں بکھیڑا ہوا تو کیا
ہنگامہ یہ نہیں مرے نالوں سے کچھ فرو — بالیں پہ شور حشر جو برپا ہوا تو کیا

اے دل دکھا دے انکو بھی جو تجھ میں ہے کمال | آنکھوں سے حسرتوں کا جو پردا ہوا تو کیا
جب ہجر کام کر چکا بے فائدہ ہے وصل | اب تجھ مریض عشق کا چارا ہوا تو کیا
آئے سوم میں شکل نہ دکھلائی عمر بھر | مرنے کے بعد گر یہ تیجا ہوا تو کیا
حاصل کسیطرح کا نہیں شاعری میں یاں | اس فن خاص میں جو سلیقا ہوا تو کیا

الغرض چونکہ سب خوش دل اور مسرور تھے جو طائفہ بدلا جاتا تھا اور ایک کے بعد دوسرا آگاتا تھا تو اُسی کا رنگ جم جاتا تھا اسقدر انعام ملتا تھا کہ اٹھانا دشوار ہو جاتا تھا جہاں پانچ ہزار پانچ سو جسمین سردار جمع تھے اگر ایک ایک اشرفی پھینک دی تو کیا کچھ ہو گیا۔ جو طائفہ مجرا کر کے اٹھا مالا مال ہو گیا۔ ایرج نوجوان بھی باصرار بدیع الملک شریک جلسۂ نشاط تھے لیکن قریب صبح یہ عذر کر کے چلے گئے کہ مجھے وہاں کا بھی انتظام کرنا ہے یہاں اسی حالت میں صبح ہوئی اب روانگی برات کا انتظام ہونے لگا قریب نو بجے کے برات چلی اس برات کے انتظام کلی کا جو چھ ہزاری جسمین پانچ ہزار تاجدار براتی بنے ہوئے ساتھ تھے اور دس بارہ دولھا تھے اب کچھ مختصر حال برات کا بھی سنیئے کہ بدیع الملک کو یہ فکر تھی کہ مہدی سا نخچ پر فوق لیجائے تو برات ایسی جانا چاہیے کہ مہدی بھی گرد ہو جاے۔ نو سو ہاتھی تھے جسمین پانچ سو ہاتھیوں پر ماہی مراتب جلوس شاہانہ پھریرین اور برچھیان اور دلم اور باجے وغیرہ تھے چار سو ہاتھی دولھا اور براتیوں کے سواری کے تھے آخر میں لگائے گئے تھے جس وقت برات مکان ذیشان سے طرف قلعے کے چلی کر نو عیب کے راستے سے لیگئے تھے اور پہلے سے کشادہ رستہ تجویز لیا گیا تھا کہ دیکھنے والے اطمینان و آسائش کے ساتھ دیکھ سکین اور منتظمین کو بھی تکلیف نہو۔ جس وقت برات چلی تو مخدرات عصمت بھی قلعہ کی فصیل پر آکر برات دیکھنے کی غرض سے کھڑی ہوئیں قناتین پہلے سے استادہ کر دیگئی تھین آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا پیچھے نشان کا ہاتھی نہایت بلند جسکی سونڈ سفید اور ہاتھی سیاہ دانت بہت بڑے بڑے جسپر کنول کی جوڑی چڑھائی جاتی تھی بعد اسکے اور ہاتھی ماہی مراتب کے گزرے جھولین اُنکی مرصع کار چاند سورج سر نہنگ فیر لیک جھلی پنجہ وغیرہ چمکتا ہوا۔ بعد اسکے ہاتھیوں پر نقارہ نواز بیٹھے ہوے نقارے بجاتے ہوے انکے بعد طوائفین پر لگا کر پریان بناکر بٹھا دیگئی تھین ایک ایک ایسی حسین تھی کہ پری ہی معلوم ہوتی تھی وہ انکے لباس وہ صورتین بعد اسکے بیرق بردار ہاتھیوں پر سوار بیرقین ہوا سے اڑتی ہوئی عجب لطف دیتی تھین تمام بیابان گرد باد بجلی بن معلوم ہوتا تھا۔ بعد اسکے اونٹ گزرنے لگے ایک ہزار اونٹ نہایت آراستہ گزر گیا بعد اُسکے پریون کے تخت بادبہاری یہ سب چیزین گزر کر بیرق بردار نظر آئے ایک غول سبز بیرقون کا گزر گیا دوسرا سرخ بیرقون کا تیسرا زرد کا چوتھا زنگاری کا اسیطرح مختلف رنگ کی بیرقین اور ویسے ہی لباس بیرق برداروں اور باجے والوں کے ڈھول باجے والوں کا جس رنگ کے بیرقوں کے ساتھ تھا ویسا ہی لباس بھی تھا۔ بعد اسکے گھوڑے ساز طلا کار و مرصع نگار سے آراستہ گزرے گئے آخر میں آگے آگے روشن چوکی بجتی ہوئی زر و جواہر لُٹتا ہوا سہراب کو لیے ہوے خود صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان بیٹھے تھے اور پہلو میں سہراب کے شاہزادۂ رفیع البخت جلوہ افروز تھے پشت پر سکندر رستم خو کا فیل تھا یہ بھی دولھا بنا ہوا سوار تھا اسکے بعد اور جسقدر شاہزادوں کے عقد باقی تھے سب دولھا بنے ہو

ساتھ ساتھ تھے دس بارہ نوشاہ تھے اسکے بعد براتیون کے ہاتھی تھے کسی پر ہاشم قیغون کسی پر فرامرز عاد مغربی کسی پر شاہزادہ طرطوس بہادر کسی پر طلحہ بن لندھور کسی پر مملوک بن مالک کسی پر مرزنگ بن مرزبان خراسانی کسی پر اسفندیار بن بہرام گرد۔ اسیطرح تمام شاہزادے اور شہریارزادے لباس فاخرہ پہنے عطر ملے ہوے ہاتھیون پر سوار، نوشاہ اول کے سر پر چتر سلیمانی کا سایہ سہرا موتیون کا بندھا ہوا جسکا ایک ایک دانہ بیضۂ گنجشک کے برابر کوئی موتی گول کوئی صراحی دار ہر ایک قرینے سے اپنے مقام پر نصب جسوقت اس دھوم دھام سے برات قلعہ میں پہونچی توپین سلامی کی چھوٹنے لگین برات اک قصر وسیع مین بیٹھی ناچ شروع ہوا اک پری جمال نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

راہ آنے کی ترے تا صبح دم دیکھا کیے ۔ کیا کہین تجھ سے شب وعدہ جو ہم دیکھا کیے
زلف چہرہ پر ترے ہم اے صنم دیکھا کیے ۔ روز و شب کے نور ظلمت کو بہم دیکھا کیے
مہربان کیا کیا عدو پر تمکو ہم دیکھا کیے ۔ جو مقدر نے دکھائے وہ ستم دیکھا کیے
فرقت جانان مین اپنے دل کو ہم دیکھا کیے ۔ سیر کی دنیا کی شب بھر جام جم دیکھا کیے
دی شراب اورون کو تُمنے اور ہم دیکھا کیے ۔ آج میخانے مین ساقی کا کرم دیکھا کیے
باری اپنی آئی جبتک اشتیاق قتل مین ۔ اپنے قاتل کی طرف حسرت سے ہم دیکھا کیے
غش ہوا جسدم مین جلوہ اس پری کا دیکھکر ۔ دیر تک احباب میرے تن مین دم دیکھا کیے
خانۂ دل کب رہا خالی غم و اندوہ سے ۔ اس مکان مین ہم ہمیشہ بزم غم دیکھا کیے
جب بہائے اشک برپا نوح کا طوفان کیا ۔ جوش کیا کیا تیرے ہم اے چشم نم دیکھا کیے
ابروؤن کا یار کے اکثر رہا دل مین خیال ۔ خواب مین ہم صورت تیغ دو دم دیکھا کیے
بعد مدت وصل کی شب کو جو یکجائی ہوئی ۔ وہ ہمین دیکھا کیے اور اُنکو ہم دیکھا کیے
ساز و مطرب ساقی و مے جمع سب آئے جو دم ۔ ہم یہ سارا عیش کا سامان بہم دیکھا کیے
آبلون سے خار وحشت مین بچے ہین اشک گل ۔ ہم عجب رنگین چمن زیر قدم دیکھا کیے
وائے بدبختی ہماری سر نہ کیون کٹوا دیا + ۔ معرکے مین تیغ قاتل کی علم دیکھا کیے
اور گستاخی ہوئی ممکن نہ رعب حسن سے ۔ وصل کی شب صبح سے روز ستم دیکھا کیے
کٹ گیا وہ صاف مضمون لڑ گیا کوئی اگر ۔ پھری تشنہ کی بھی ہم اسے تیغ قلم دیکھا کیے
کیا رقیبون کو جلایا شعلۂ نغمہ نے سے ۔ آئی آتش زبانی پاس ہم دیکھا کیے

دیر تک شغل رقص و سرود رہا اب قطب سجادہ نشین مع خواجہ زادون کے تشریف لائے گانا موقوف ہوا محل مین پردہ کیا گیا قطب سجادہ نشین نے اندر جا کر عروسون سے اجازت حاصل کی دل تو اپنے اپنے نوشاہ پر برسون سے مائل تھا مدتون کی حسرتین بھری ہوئی تھین مگر شرم دنیا نے ہمکارا بڑی مشکل سے بھرنے دیا جب قطب صاحب باہر تشریف لائے تو خواجہ زادگے نوشاہ کی طرف ہوے اور قطب صاحب نے بعد خطبے کے صیغہ آغاز کیا۔ پہلے عقد سہراب ثانی کا ملکہ ثریا سے سیمتن کے ساتھ پڑھا گیا بعد اسکے عقد بادشاہ اسلام کا ملکہ کمجادہ کے ساتھ ہوا اور نکاح سکندر رستم فو کا ملکہ مہ پارہ کے ساتھ پڑھا گیا اور ربیع الجنت کا عقد ملکہ ماہ شیر سوار کے ساتھ ہوا جسوقت یہ تمام عقد ہو چکے تو کشتیان نقل و میوہ خلعت وغیرہ کی خواجہ زادون کو دیگئین یہ

(باقی)

رخصت ہوے ایرج نوجوان نے وہ وہ ہار براتیون کو تقسیم کیے کہ ایسے دو چار ہار دنیا بمشکل اگر
بدیع الملک کی آنکھین کھل گئین دلمین کہا کہ نہین ایرج نوجوان کو اتنا دولتمند جانتا تھا جیسا
صاحب حوصلہ سمجھتا تھا دیکھا چاہیے کہ جہیز کسقدر دیگا غرضکہ مبارک باد دیکر اور انعام لیکر طائفے
بھی رخصت ہو گئے اور یہان بعد جائزہ جہیز ترتیب سے لگایا گیا ہر چند کہ بدیع الملک نے مزدورون
کا بہت بڑا بندوبست کیا تھا مگر اسقدر جہیز تھا کہ مزدور کم پڑے آخر جلوس کم کرکے مزدور جانے
لگے اور برات رخصت ہوئی کھانا بہو کے گھر ہونے کا اسقدر تھا کہ وہی کھانا تمام لشکر کو کافی ہو گیا چلتے
وقت رات ہو گئی تھی اسوجہ سے روشنی کا بندوبست کرنا پڑا الحاصل برات مکان پر آئی براتی
رخصت ہوے دولھا اپنی دولھنون کو لیکر خلوت مین گئے اور ہر ایک وصل سے کامیاب ہوا
بطن سے ان شاہزادیون کے لڑکے پیدا ہوتے ہین کہ ذکر انکا گلستان باختر جلد دوم مین لکھا
دوسرے روز سب نے غسل کیا شام کو چوتھی کی تیاری ہوئی۔ چوتھی بھی بڑے دھوم دھام سے
قلعہ مین کی گئی آتشبازی اسقدر چھوٹی کہ زمانہ آتش بہار ہو گیا ہوائیان ایسی بنی ہوئی تھین کہ
فلک چھونے کا قصد رکھتی تھین چرخیان تیزی مین اک ہالے کی شکل پیدا کرتی تھین گولون
کی آواز سے قلعہ ہلا جاتا تھا لیکن جسوقت چوتھی کی رسم ادا ہوئی تو اک قیامت تھی سردارون پر
دونون طرف کے وہ چھڑیان چلین اور ترکاریان اچھلین کہ بدیع الملک کو فساد کا خوف ہوا
بس اسی وقت صاحبقران نے درمیان مین آکر اس رسم کو ناتمام چھڑوا دیا۔ کھانا کھلائی مین
سہراب کو ایرج نوجوان نے طلسم لالہ زار سلیمانی کے سات گنج عنایت کیے اور عزیزون نے بھی
حسب حیثیت دیا سہراب دوشالون مین ٹپ گیا تھا اسیطرح عروس کو بدیع الملک نے اور دیگر
اقربا نے اسقدر زیور مین لاد دیا تھا کہ اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا آخر عورتون نے کہا کہ عجب طرح
وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ یہ کہکر معمولی زیور رہنے دیا باقی کل زیور بڑھایا جب چالون سے
بھی فرصت ہو گئی تو جشن موقوف ہوا دو چار روز آرام لینے کے بعد صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ
بدیع الملک نوجوان نے بادشاہ اسلام و دیگر سرداران عالیمقام کے سامنے کعبہ جانے کا
اظہار کیا یہ کلمہ سنکر رنگ چہرون کے خیال مفارقت صاحبقران سے متغیر ہو گئے بارگاہ مین سناٹا سا
چھا گیا کہ اک مرتبہ جرجیل بن عادی دروازہ بارگاہ سلیمانی کی طرف سے نمودار ہوا اسطرح کہ آنکھون
سے آنسو جاری سراسیمہ و مضطر بدیع الملک نے فرمایا کیون اے جرجیل خیریت تو ہے جرجیل بن
عادی نے عرض کی کہ یا صاحبقران دردریاے فتوت نجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور لباس
فقیرانہ پہنے ہوے پاپیادہ تشریف لاتے ہین صورت اسد عارض کی دیکھکر دل پاش پاش
ہوتا ہے یہ وہی بہادر ہے جسنے طبقے ہلا دیے ہین کفار جسکے نام سے لرزتے تھے جسکی صورت
دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہوتا تھا آج اسکی صورت دیکھکر رونا آتا ہے یہ سنکر بدیع الملک بیتابانہ
اُٹھ کھڑے ہوے اور سرداران بغرض پیشوائی دوڑے اور اسد کو بعزت تمام بارگاہ مین لائے۔ نظر
اسد کی نورالدہر اور ایرج نوجوان پر جو پڑی پہلے دوڑکر نورالدہر سے لپٹے اور کہا کہ بھائی صاحب
آپ کی نسبت تو یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ دشمن آپ کے ہمراہیان امیر ثانی کے ساتھ بیابان
کاج وباج مین جا لگے لیکن شکر ہے اُس خدا کا جسنے ساتھ خیر و عافیت کے بہر صورت آپکی دکھائی
نورالدہر نے اُس آگ سے بچنے کی صورت اور قید ہونا طلسم نورآگین مین اور رہا کرنا مرقع بخت کا

قیدسے سب مفصل بیان کیا۔ ایرج نوجوان نے اپنی سرگذشت سنائی اسدغازی نے اپنی تباہی
سامنے نورالدہر اور ایرج کے بیان کی کہ تین فرزند اسطرح مارے گئے اور تمام رفقا بھی پن کے
ساتھی طلسم نہ طاق میں بچھڑ گئے۔ بدیع الملک کو بھی تمام عزیزوں اور دوستوں کا غم تازہ ہوگیا
رستم ثانی کو خلف انجم طلعت کا داغ تازہ ہوگیا تمام بارگاہ میں کہرام مچ گیا۔ وہ مقام ابھی ابھی
عشرت سرا ہورہا تھا وہ ماتمکدہ ہوگیا عجب دورنگی زمانہ غداری ہے کہ ادھر اسنے کسیکو ہنستے دیکھا
اور اُسکے رُلانے کی فکر کی تمام سرداروں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور جن لوگوں کے
عزیز قریب بچھڑ گئے تھے وہ تو اسقدر روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں بہت دیر کے بعد وہ رقت
کم ہوئی تو بدیع الملک نے پوچھا کہ آپ اسطرف کیونکر چلے آئے اور گورغریبان کو کیون تنہا
چھوڑا اسد دلاور نے کہا کہ اے بدیع الملک ہر چند میں نے اُن خفتگان عدم کو پکارا مگر
کسی نے جواب بھی نہ دیا میں نے دل میں افسوس کیا کہ میں بھی خانہ کعبہ کیوں نہ چلا گیا کہ یہ خاک
وہاں کی متبرک خاک میں ملجاتی۔ مگر اسی اثنا میں تمھارے گھر میں ملکہ روشن گہر کے بطن سے
فرزند پیدا ہوا نام اُسکا وحید الملک رکھا اُسکی پرورش اور تربیت میں میرا غم غلط ہوگیا۔ جب
وہ فرزند ہوشیار ہوا تو ذوق صید وشکار پیدا ہوا میں ایک دم وحید الملک کو تنہا نہ چھوڑتا تھا ایک
شکار پر بھی اُس فرزند کے ہمراہ تھا اک مقام پر چند آہو نظر آئے وحید الملک نے آہوؤن کا
تعاقب کیا اور جاتے جاتے نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں وحید الملک کی تلاش میں سرگردان
و پریشان بیابانوں کی خاک چھانتا ہوا اس مقام پر آپہونچا تو یہاں سامان جشن دیکھا دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہاں خداپرست قیام پذیر ہیں مجھے حیرت ہوئی کہ وہ ایسے کونسے خداپرست
ہیں جو مصروف عیش و نشاط ہیں خداپرستوں پر تو طلسم نہ طاق میں وہ تباہی پڑی ہے کہ کوئی
خداپرست زندگی بھر مسرور و خوش نہو گا مگر الحمدللہ کہ یہاں آکر آپ لوگوں کو دیکھا اور غم تازہ
ہوگیا خوشی کے بدلے ملال ہی بڑھا معلوم ہوا کہ اب قسمت میں خوشی نہیں رہی ہے کہ ہنسنے
کے مقام پر بھی رونا آتا ہے بقول درد رباعی ۔ اے درد یہ درد دل سے کھونا معلوم * جوں لالہ جگر سے داغ
دھونا معلوم * گلزار جہاں ہزار پھولے لیکن * اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم * شاہزادہ بدیع الملک نے
فرمایا کہ آپ وحید الملک کے گم ہونے کا کوئی اندیشہ نفرمائیں اسلیے کہ یہ خاندانی بات ہے اکثر ہم لوگوں پر ایسی
مصیبت پڑی ہے مگر خداوند عالم نے پھر بحفاظت تمام اپنے عزیزوں سے ملایا ہے وحید الملک کا بھی خدا حافظ ہے
اور میں تو اب قصد خانہ کعبہ جانے کا رکھتا ہوں اور شہنشاہ اُحد سے عوض خون امیر اول کا لونگا اور زمانی
کی بھی کوئی خبر اسوقت تک معلوم نہیں ہوئی ہے کہ وہ کس حالت میں ہیں اب مجھے جوش انتقام میں نہ اولاد
کا خیال ہے نہ اہل کا دھیان ہے۔ اسد غازی نے کہا کہ اے بدیع الملک اب مجھے بھی اپنے ساتھ
لیتے چلو۔ اسلیے کہ دنیا سے میرا دل بھی ہٹ گیا ہے اب سوا مرجانے کے اور کچھ باقی نہیں ہے
یہاں مرنے سے وہیں جاکر مرنا بہتر ہے کہ مٹی سوارت ہو جائیگی۔ بدیع الملک نے کہا کہ بسم اللہ
آپ تشریف رکھیں بالفعل مجھے دو ایک روز میں یہاں کا انتظام کرنا ہے اسکے بعد میں چلا چلونگا
اسد غازی نے خیمہ نورالدہر میں قیام کیا ہر چند بدیع الملک نے چاہا کہ انکے واسطے علحدہ
سامان شاہانہ درست کردیا جائے مگر اسد غازی نے قبول نکیا اور کہا کہ میں نے بہت دنون
کے بعد بھائی صاحب کو دیکھا ہے اب میں انسے دم بھر کی جدائی پسند نہیں کرتا اور مجھے

تکلفات دنیا سے کوئی تعلق باقی نہین رہا ہے۔ بدیع الملک نے غیور زرین علم اور دیگر ساحر
جنھون نے اسوقت تک سحر سے توبہ نہ کی تھی اُن سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا سحر اُن سے
چھڑوا دیا بعد اسکے ملکون کی تقسیم شروع ہوئی اسطرح کہ سکندر رستم نو کو شہر نقش و نگار ملک
آسمانیہ تمام نیرنگ قاف اور دیگر ممالک جو سکندر نے فتح کیے تھے سکندر کے پاسے نام
کیے اور جو سردار زیر کردہ سکندر تھے وہ سکندر کے سپرد کیے۔ سہراب بن رستم ثانی کو اسکے
مفتوحہ ملک عنایت کیے اور چند ملک اپنی طرف سے دیے اور رفیع البخت کو طلسم نوتاگیں اور
دیگر مقامات جو انھون نے فتح کیے تھے انکو عنایت کیے بعد اسکے کسی کو مدائن کسیکو سمرقند
کسیکو بخارا کسیکو مشتری حصار کسیکو مرصع حصار کسیکو فرنگستان کسیکو ترکستان اسیطرح
تمام ملک تقسیم کرکے سندین اپنی دیدین اور سب کو وصیت کی کہ بعد میرے زمانہ پر آشوب
ہو جائیگا اور کفار کا یورش ہوگا ہر ایک اپنے ملک سے ہوشیار و باخبر رہے
اور ایک دوسرے کی مدد کرتا رہے بعد اسکے اپنا قائم مقام رستم ثانی کو کیا اور کل فوج کا
افسر کیا اور سکندر رستم نو کو صاحبقران اوسط کا خطاب دیکر دنگل علمشاہ رومی عنایت فرمایا
اور رفیع البخت کو بدیع الزمان کا دنگل مرحمت کیا اور دنگل نورالدہر بر سہراب بن رستم کو جگہ دیکا
باقی تمام سرداروں کو حسب مراتب قائمقام سرداران گذشتہ کا کرکے سب کو اطاعت بادشاہ
اسلام کی نسبت بہت کچھ وصیت فرمائی اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ آپ یا تو اسی قلعہ
سکندریہ مین رونق افروز رہین یا ملک ایران کا قصد فرمائین کہ وہ ملک قدیم ہے اور یہ جگہ محفوظ
بہت ہے لیکن باتھانے صاحبقرانی بادشاہ اسلام کے سپرد دیے اور عرض کی کہ مالک اس عہدہ
جلیل اور لقب صاحبقرانی کا وہ شخص ہے جو طلسم باطن نطاق کو فتح کرے اور اکوان تاجدار
اصل کو مار کر بدلہ خون عزیزان کا لے اور سکندر و رفیع البخت پر سہرا اُسی لیجائے اور مالک
باتھانے عیاری اور خطاب شاہ عیاران کا وہ عیار ہے جو بہتر ضحاک کو مارے یہ فرما کر قطب
سجادہ نشین کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اب آپ کیا قصد رکھتے ہین قطب سجادہ نشین نے
کہا کہ مین نے بھی یہ قصد کر لیا ہے کہ اپنے قدیمی سجادہ کو آباد کرون اور بقیہ حصہ اپنی عمر عزیز کا
ایک ہی مقام پر بیٹھ کر عبادت رب بے نیاز مین صرف کرون یہ فرما کر قطب نے کہا کہ آپ
کس راستے سے خانہ کعبہ جانے کا قصد رکھتے ہین۔ بدیع الملک نے کہا کہ مجھے وصیت
امیر ثانی کا بہت بڑا خیال ہے غرضی روشن بخت کی میرے پاس مع سفارش امیر ثانی آئی
ہے میں بھی بیابان کاج وباج کی طرف سے ہوتا ہوا اور روشن بخت سے ملتا ہوا خانہ کعبہ
کی سمت جاؤنگا قطب سجادہ نشین نے فرمایا کہ آپ بیابان کاج وباج کی حقیقت سے آگاہ
نہین ہین اس بیابان کو خبر انداز جادو نے سحر بند کیا ہے دیکھنے مین وہ بیابان ہولناک و وحشت خیز
نہین ہے مگر ذرہ ذرہ وہان کا خرمن جان کے واسطے برق جہندہ سے زیادہ ہے جسوقت کوئی لشکر
اندر اس بیابان کے داخل ہوگا مثل لشکر امیر ثانی کے صحرا مین آگ لگجائیگی اور سب جلجائینگے
لہذا یہ انگشتر اپنے پاس رکھیے اور ایک پرچہ پر کچھ اسم لکھا ہوا دیا کہ اسے یاد کر لیجیے جسوقت بیابان
کاج وباج کی سرحد مین پہونچیے گا تو لشکر کو پیچھے چھوڑ دیجیے گا اور آپ تنہا اس بیابان مین جا کر یہ اسم
اکیس مرتبہ پڑھ کر نگینہ انگشتر پر دم کر دیجیے گا فوراً نگینے مین ایک قسم کی روشنی پیدا ہوگی جس عکس

نگینے کا بیابان پر ڈال دیگا فوراً آگ لگجائیگی اور صحرا جلنے لگیگا اور شور فریاد و فغان بلند ہوگا بعد
تمام صحرا کے جل جانے کے وہی شعلہ جا کر کوہ مصفا پر گریگا اور تیر انداز جادو کو مع اسکے لشکر کے
جلا کر خاک سیاہ کر دیگا ہر چند وہ ساحر اس شعلہ جانفزا کو روکینگے مگر کسی کے روکے نہ رکیگا اور رستہ
صاف ہوجائیگا اسوقت آپ باطمینان تمام اسی راستہ سے اپنے لشکر کو لیکر نکل جائیے گا میں نے
آپ ہی کے خیال سے یہ انگوٹھی بڑی محنت و مشقت کے ساتھ اک مدت میں تیار کی ہے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے قطب صاحب کا شکریہ ادا کیا اور وہ انگشتری لیکر اس اسم کو یاد کر لیا اور یہ چٹھی
احتیاطاً جیب میں رکھ لیا۔ بعد اسکے قطب صاحب بدیع الملک سے رخصت ہوکر طرف باغ
فیروزہ نگار کے مع الماس جنی و جواہر جنی روانہ ہوگئے اور یہاں بدیع الملک نے سامان کوچ
کی درستی کا حکم دیا تیاری ہونے لگی اور عرضیاں سرداروں کی معیت سفر کے واسطے گذرنے لگین
تین روز میں بارہ سو عرضیاں گذرین اس مضمون کی کہ ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب میں
اور طرف خانہ کعبہ کے چلینگے چونکہ راہ نیک تھی بدیع الملک نے ہر عرضی کو منظور کر لیا۔ جب
تیسرے روز سامان سفر درست ہوگیا چھکڑے غلے کے بار ہوگئے بارگاہ سفری کا انبار کر لیا گیا
اور سرداروں نے بھی چھوٹے چھوٹے خیمے اور چھولداریاں ساتھ لے لین داخل محل ہوئے
تمام عورتوں نے آکر گھیر لیا گریہ و زاری سے شور محشر برپا ہوا عورتیں دامن بدیع الملک سے
لپٹی ہوئی تھین خصوصاً فریاے ستمن کسی طرح نہ چھوڑتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے بھی ساتھ لے چلیے
بعد آپ کے یہ اشتیاق کسی سے ظہور میں نہ آئیگی۔ بدیع الملک نے سبکو سمجھا بجھا کر اور تسلی
تشفی کرکے رخصت کیا امام ضامن کہنی سے شانے تک بندھے ہوئے تھے جو لوگ عزیزان
قریب سے ساتھ جانے والے تھے مثل ایرج و تورالدہر و اسفندیار گیلانی فرامرز عاد و معزلی
ہاشم تینوں شاہزادہ طرطوس بہادر سب اپنی اپنی ناموسی سے مل رہے تھے ایرج و تورالدہر
و اسفندیار و ہاشم کہ یہ سب کے بزرگ تھے ایک ایک کو گلے لگا کر تسلی دے رہے تھے
اسد غازی کی صورت ایک ایک کو رلاتی تھی دیر تک ہنگامہ برپا رہا آخر یہ لوگ بمشکل باہر آسکے
عورتیں روتی اور پیٹتی دروازہ تک آئیں یہ معلوم ہوا کہ جنازہ گھر سے نکل گیا۔ بدیع الملک بادشاہ
سے ملنے کو بڑھے بادشاہ اسلام نے سواری طلب کی۔ بدیع الملک نے منع کیا کہ حضور زحمت
نہ فرمائیں لیکن بادشاہ نے گوارا نکیا اور ساتھ بدیع الملک کے چلنے کو تیار ہوگئے ساتھ بادشاہ
اسلام کے سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے۔ بدیع الملک سوار ہوئے اور بارہ سو آدمی کمرین باندھے
ہوئے ساتھ بدیع الملک کے چلے ایک فرسخ تک بادشاہ اسلام پہونچانے کو آئے آخر بدیع الملک
نے قسمیں دیکر بادشاہ کو رخصت کیا چند سردار ہمراہ بادشاہ اسلام واپس آئے۔ عجب اداسی
بادشاہ اسلام کے چہرہ سے ظاہر تھی اور تمام سردار بھی گردنیں جھکائے ہوئے چپکے چلے آتے
تھے ادھر جو سردار کہ ہمراہ بدیع الملک کے پہونچانے کی غرض سے گئے تھے کوئی دو فرسخ سے
رخصت ہوکر واپس ہوا کوئی تین فرسخ سے اسی طرح سب سردار واپس ہوئے لیکن پانچ فرسخ
تک سکندر رستم تو ساتھ گیا اور سات فرسخ تک شاہزادہ رفیع البخت اور سہراب ساتھ سے جدا
ہوئے آخر بدیع الملک نے قسمیں دیکر انکو بھی رخصت کیا۔ اب بدیع الملک قطع مراحل و قطع
منازل کرتے ہوئے طرف خانہ کعبہ کے جارہے ہیں لیکن بادشاہ اسلام اور دیگر سرداران کی مقام

جو بدیع الملک کو رخصت کر کے آئے تو نہایت پریشان تھے اگرچہ پانچ ہزار پانچسو چھپن سرداروں
میں سے صرف بارہ سو کم ہو گئے تھے مگر ان کے ہونے سے صاحبقران کی عجب اُداسی بارگاہ پر چھائی
ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی لوٹ لیگیا۔ اگرچہ اکثر ایسا ہوا کیا کہ برسوں صاحبقران بادشاہ
جدا رہے ہیں مگر ایسی اُداسی بارگاہ پر کبھی نہ تھی اسی رنج و الم میں قریب پندرہ روز کے گذرے
آخر سکندر رستم ثو نے یہ خیال کیا کہ بیکار بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ۔ صاحبقران یہ شرط کر گئے ہیں
کہ جو شخص طلسم نہ طاق باطن کو توڑ کر اکوان اصلی کو مارے وہ صاحبقران ہے لہٰذا چلکر فتح طلسم کی
فکر کرنا چاہیے یہ سوچ کر بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ مفارقت صاحبقران سے اسقدر طبیعت پریشان
ہے کہ بارگاہ میں دل نہیں لگتا لہٰذا اگر اجازت ہو تو میں دو چار روز کے واسطے بغرض صید و شکار
یہاں سے چلا جاؤں انشاء اللہ بہت جلد حاضر خدمت ہونگا۔ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ہی
دو چار آدمیوں کی وجہ سے گونہ تسلی ہے ورنہ میں بھی پریشان ہونگا سکندر رستم ثو نے عرض کی کہ
حضور بھی صید و شکار میں دل بہلائیں۔ رفیع البخت و سہراب نے بھی یہی کہا۔ بادشاہ نے
تیاری شکار کا حکم دیا اُسوقت قراول اور سقاول حاضر ہو گئے جانوران شکاری باز جرہ بحری
وغیرہ پرندوں میں اور شکاری کتے وغیرہ چوپایوں میں سب سامان درست ہو گیا۔ بادشاہ اسلام
مع چند سرداران عالیمقام کوچ کر کے طرف صحرا کے بقصد صید و شکار روانہ ہوئے چلتے چلتے
اک صحرائے پر بہار میں پہونچے بادشاہ نے جگہ پسند کر کے خیمہ نصب کرایا رات بھر آرام لیا صبح
برائے صید و شکار نکلے پہلے پرندوں کا شکار ہوا کیا بعد اُسکے تلاش آہو وغیرہ میں چلے۔ جاتے
جاتے اک مقام پر غول آہوؤں کا نظر آیا شاہزادہ سکندر رستم ثو اور رفیع البخت اور سہراب بن
رستم ثانی اور علقمہ بن جمہور وغیرہ ساتھ تھے چونکہ آہو بھی دس بارہ تھے ان سب شاہزادوں
نے آہوؤں کے تعاقب میں گھوڑے ڈالے علقمہ اور سہراب اور رفیع البخت نے تو اپنے آہو
کو صید کر کے ذبح کیا اور پلٹ کر خدمت میں بادشاہ لشکر اسلام کے حاضر ہوئے لیکن سکندر رستم ثو
کو دراصل شکار تو مقصود نہ تھا بلکہ علیحدگی اختیار کر کے تلاش طلسم باطن نہ طاق جانا تھا
بس یہ تعاقب آہو کے سلسلہ سے نکل ہی چلے گئے آہو کو تیر بھی نہ مارا آہو تو اک مقام پر جا کے
غائب ہو گیا اور یہ گھوڑا اُڑائے ہوئے کئی کوس تک نکلے چلے گئے تمام دن رہروی میں گذرا
شام کو اک چشمۂ آب کے قریب پہونچ کر گھوڑے سے اُترے چشمہ سے منھ ہاتھ دھویا نماز
پڑھی گھوڑے کو دانہ نکال کر چرنے کے واسطے چھوڑ دیا جب وقت نماز مغرب کا ہوا تو فریضہ
مغرب و عشا کو ادا کر کے پروردگار عالم پر تکیہ کیا اور اُسی مقام پر سو رہے انکو تو خواب چھوڑیئے
یہاں بادشاہ اسلام نے تمام دن سکندر رستم ثو کا انتظار کیا جب شام ہو گئی تو بادشاہ کو پریشانی
ہوئی رات تو اسی طرح گذاری صبح کو ہرکاروں کو بتلاش سکندر رستم ثو روانہ کیا سہراب بن رستم
اور شاہزادہ رفیع البخت نے عرض کی کہ اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم بھی جا کر سکندر رستم ثو کو تلاش
کریں بادشاہ اسلام نے اجازت دی رفیع البخت اور سہراب تلاش سکندر رستم ثو روانہ ہوئے
دو دو چار چار کوس تک برابر گھوڑا پھینکے چلے گئے مگر کہیں پتا بھی نہ پایا۔ شام تک حیران و
سرگردان رہے رات ہو گئی ملنے کا وقت بھی نہ رہا رات کسی درخت کے نیچے گذاری صبح کو کچھ لوگ
ایک سمت سے آتے دکھائی دیے۔ رفیع البخت نے اُن لوگوں کو سکندر کے لباس و مرکب کا

پتا دیگر پوچھا انھون نے بیان کیا کہ ہان اس لباس کا ایک شخص کل ہمکو ملا تھا اور طلسم باطن نہ طاق کا پتہ پوچھتا چلا جاتا تھا۔ یہ سنکر سہراب ثانی نے رفیع البخت سے کہا کہ کیا راے ہے رفیع البخت نے کہا کہ یہی چلکر بادشاہ اسلام سے بیان کر دیجئے جو شخص خود ہی نہ پھر اُسکی تلاش بیکار کہ کھوئے ہوئے کو ڈھونڈھتے ہین فرض کرو کہ سکندر سے ملاقات بھی ہو گئی تو کیا ہوگا جب اُنکا قصد ادھر جانے کا ہی تو ادھر آنے سے ضرور انکار کرینگے یہ سنکر سہراب نے کہا کہ آپ بھی نشل اپنے دادا صاحب کے سیدھے مزاج کے آدمی ہین آپ کو یاد نہین کہ آپ کے والد ماجد صاحبقران ثانی چلتے وقت بادشاہ لشکر اسلام سے یہ بات فرما گئے ہین کہ جو شخص نہ طاق باطن کو فتح کرے وہ صاحبقران رابع اور میرا جانشین ہی اُسی کو بانہاے صاحبقرانی دیدینی چاہیے اسی بنا پر بہانۂ شکار سکندر نے علٰحدگی اختیار کی اور تلاش نہ طاق باطن روانہ ہوے ہین ہم لوگ جس کام کا ارادہ کرتے ہین اُسمین خدا مدد کرتا ہی اگر سکندر نے طلسم باطن فتح کر لیا تو وہ صاحبقران ہو جائینگے لہذا اب آپ بھی چلکر طلسم باطن کی تلاش کیجیے اگر آپ بھی افتتاح طلسم اور قتل افراسیاب جادو مین شریک ہو گئے تو پھر سکندر دعویدار صاحبقرانی نہو سکیگا یہ سنکر رفیع البخت نے سہراب کو گلے سے لگا لیا اور کہا اے برادر مین واقعی اس چال کو سکندر کی نہ سمجھا تھا اب ہمارا ابھی پلٹنا بیکار ہی ورنہ پھر بادشاہ سے اجازت ملنا دشوار ہو جائیگی لہذا اب مناسب یہی ہی کہ اسی طرف سے تلاش طلسم باطن ہم تم بھی روانہ ہون۔ یہ مشورہ کرکے یہ دونون بھی پتا طلسم باطن کا پوچھتے ہوے روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے کئی روز تک انتظار کیا جب سہراب اور رفیع البخت بھی نہ پھرے تو مجبور ہو کر بادشاہ اسلام شکارگاہ سے واپس ہو کر داخل قلعہ اسکندریہ ہوے اب بادشاہ اسلام کو تو قلعۂ سکندریہ مین مقیم چھوڑا جاتا ہی اور سکندر و سہراب ورفیع البخت کو تلاش طلسم باطن مین مصروف رکھکر اول

چند کلمے داستان بربادی نشان پرستان کے بیان کیے جاتے ہین

مخمس

نگاہ آنکھ سے اے یار ماہرو نکلے
کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے
تری تلاش مین جو چاہے چار سو نکلے
ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا آنسون یہان بھی تو نکلے

سنا ہی لوگون سے سودے کی میرے شدت کو
تو دا ہی آنکھ سے دیکھینگے اُسکے صورت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو
وہ آ رہے ہین مرے گھر امتحان وحشت کو
خدا کرے وہ کہین جیب مین رفو نکلے

تجھی کو دیکھون دم نزع آہ بھرنے وقت
تو ہی ہو جوش نظر جان سے گزرنے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت مین بھی اُترنے وقت
یہی ہی خواہش دل ہر گھڑی کہ مرنے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہی کہ رو ہو ترا مرے رو بر
جبین جبین ہو ابرو ہو یار ابرو بر +
کہان نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر
بجل کے سر تو کبھی رکھ دے میرے زانو پر

نہ کچھ تو اس ترسے بیکس کی آرزو نکلے

ذرا کہا تو مری اے خالق صمد کرنا | کوئی عجب نہ وہ ہو اگر راہ میں تو رد کرنا
کچھ اسکے ساتھ بھی اے آہ تو بھی کد کرنا | چلا ہوں آج طرف اے جذب دل مدد کرنا

کہ گھر سے وہ بھی ذرا بہر جستجو نکلے

بجا ہے غصہ مرا اپنے قلب مضطر پر | یہ لایا چاہتا ہے شفقت کی بلا سر پر
کہیں یہ راز نہ کھلجاے میرے دلبر پر | خدا سے عذر کی خواہش ہے یار کے در پر

ستم ہی ہو اگر اسدم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھائیگا کون بت آ کر | دلوں کو کر دیا بسمل سبھی کے تڑپا کر
اذان کے پردے میں کرتے ہیں نالے چلا کر | حرم میں کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر

طواف کرنے کو زاہد سے بے وضو نکلے

فراق دوست میں جی کھونے والے کو دیکھا | غم و ملال میں خوش ہونے والے کو دیکھا
فرو ما شکوں سے منہ دھونے والے کو دیکھا | ذرا ذرا سا ہر اک رونے والے کو دیکھا

جو میری آنکھ سے دل کا کبھی لہو نکلے

وہ جب کھل گئے حضرت کے سب جدائی پر | غرور تھا بس اسی زہد کی کمائی پر
ہنسے تھے بات سن کی تم عاشق رہائی پر | تمھیں تو ناز تھے تو اب پارسائی پر

تمھارے گھر سے وہی کے کئی سبو نکلے

سر گشتگان وادی بربادی و بادیہ پیمایان حسرت و نامرادی زبان خار غم کو کلک اندوہ رقم خالی قرطاس صفحات افسوس پر یوں خونفشانی کرتے ہیں کہ جسوقت سلیمان اعظم اور سلیمان کو چک بھی ہمراہ سکندر و رستم کے جانب پردۂ دنیا روانہ ہوے تو دیوان کفار کا زور اور بھی بڑھا دیوان کینہ پرور نے یہ خبر دیو وسواس کو پہونچائی کہ جن سرکشوں کے ہاتھ سے سرکشان قاف مارے گئے دین خداوند ابلیس برباد ہوا اب اُنسے پرستان خالی ہے اول تو دیو آتشبار نے کوہ مرواریدپر پہونچکر تمام کوہسار قاف کا خاتمہ کر دیا کہ وہ دنوں عرس تھا اور تمام خدا پرست کوہ مروارید پر موجود تھے بعد اُسکے دیو آتشبار سکندر و رستم کے ہاتھ سے مارا گیا سلیمان اعظم و سلیمان کوچک ہمراہی سکندر جانب پردۂ دنیا روانہ ہوگئے اس سے بہتر موقع نہ ملیگا چلکر خدا پرستوں کے ملکوں پر قبضہ کیجیے اور دین ابلیس کو رواج دیجیے کہ اب یہ دین بالکل نیست و نابود ہوا جاتا ہے یہ سنکر دیو وسواس نہایت خوش ہوا اور اپنے سپہ سالار دیو شنکل آہن شاخ کو بلا کر اس سے مشورت کی دیو شنکل نے کہا کہ اے بادشاہ آپکے ملک سے بارہ فرسخ پر جو اک کوہ سیاہ ہے اسپر اک بت خداوند ابلیس کا مدت سے بنا ہوا ہے اور وہ ہم سب ابلیس پرستوں کی پرستش گاہ قدیم ہے سنا ہے کہ اسکے دہان سے مجاوروں کو خداوند نے آگاہ کیا ہے کہ ہم آج ہی کے روز مہینہ بھر کے بعد اس بت میں حلول کرینگے اور کچھ احکام اپنے بندوں کی بہبودی کے لیے نافذ کرینگے لہذا جسقدر ابلیس پرست پردۂ قاف میں ہیں وہ سب روز معینہ پر جمع ہو کر اُن احکام کو سنیں اور اسپر عمل کریں کہ اُنکے حق میں بہت بہتر ہوگا اور وہ دن بہت قریب ہے دیو وسواس نے کہا کہ ضرور چلکر احکام خداوند ابلیس کو سنا چاہیے اور

ایسا عمل کرنا چاہیے کہ دو کہ لشکر ہمارا تیار ہوا اور پیش خیمہ طرف کوہ سیاہ کے روانہ ہو۔ حسب الحکم دیو وسواس ایک لاکھ دیو تیار ہوئے اور دوسرے روز دیو شنگل پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا اور بعد اسکے چند دیوون سے دیو وسواس بھی روانہ ہوا تیسرے روز کوہ سیاہ پر پہونچے تو دیکھا کہ تمام قاف کے دیو وہانکا مجمع ہے پھول بت پر اسقدر چڑھائے گئے ہین کہ تصویر ابلیس کی بنگلے تک چھپ گئی ہے۔ دیو وسواس کو شنگل خیمہ مین آنے کی جگہ ملی جب دوسرا روز ہوا تو تمام دیو گرد اسکی تصویر آہنی کے جمع ہوئے اور طریقہ پرستش کو ادا کیا اسوقت تصویر مین سے آواز پیدا ہوئی کہ اے بندگان من آگاہ ہو کہ تم لوگون پر خدا پرستون نے بڑے ظلم کیے تھے لہذا ہمنے انکو تباہ و برباد کردیا اب تم سب ملکر ایک ہوجاؤ اور دیو وسواس کو بادشاہ اپنا سمجھو اور فوج کشی کرکے گلستان ارم کوہ بہار کوہ مروارید ان تمام مقامات پر قبضہ کرلو اور اپنا عمل کرو اگر کوئی خدا پرست خروج کرے تو تم سب ملکر لڑو اور اب کسیکو اتنی مہلت نہ دو کہ وہ قوت و شوکت پیدا کرے کہ بجز تمہر غلبہ حاصل کرسکے اور باطنی مدد تمھاری ہم خود کرینگے اور یہ دیو ہماری حفاظت کو اسی مقام پر رہیں کہ کوئی خدا پرست یہان آکر بے ادبی و گستاخی نکرے یہ سنکر تمام دیو باری باری دیو وسواس کے پاس آئے اور حلقہ اطاعت کان مین ڈالا اور کہا کہ ہم آپ کا ساتھ دینے کو موجود ہین چونکہ دیو وسواس بادشاہت کے طریقون سے آگاہ تھا اسنے دیوان زبردست کو منتخب کرکے علحدہ کرلیا اور باقی دیوؤن کو تعلیم جنگ کے بعد ہزار ہزار دس دس ہزار پر ایک ایک دیو کو حسب مراتب افسر کرکے لشکر مرتب کیا اور ممالک خدا پرستان کی طرف مناسب تجویز کر فوج روانہ کرنا شروع کی۔ دیو کلکال کو مع چالیس ہزار دیوان زبردست کے طرف کوہ بہار کے روانہ کیا اور حکومت وہان کی اسی کے نام کردی اور دیو اقرس کو ساٹھ ہزار دیوؤن سے گلستان ارم کی بربادی کے واسطے بھیجا اور دیو قرلیس کو بیس ہزار دیوون سے شہر نقش و نگار کی سمت روانہ کیا اور دیو خرطوم کو بیس ہزار دیو ساتھ کرکے ملک صدف پرزاد کی طرف روانہ کیا اور دیو قلماق کو پچاس ہزار دیو سے طرف ملک مہرزاد و گوہرزاد کے بھیجا اور دیو شنگل آہن شاخ کو اسّی ہزار دیو ساتھ کرکے طرف کوہ مروارید کے روانہ کیا اور دیو نشارہ کو دس ہزار دیوون سے طرف کوہ سراندیپ کے برائے بربادی قبر جناب آدم علیہ السلام روانہ کردیا چونکہ یہ تمام مقامات پہلے ہی برباد ہوچکے تھے افسر مارے جاچکے تھے ملک بے بادشاہ خراب ہورہے تھے ہر دیو نے آکر آسانی سے مقامات مذکورہ پر قبضہ کرلیا جو لوگ رعایا برایا مین سے ان مقامات پر موجود تھے انھون نے مذہب کو چھپایا اور جو امرا و رؤسا تھے وہ بھاگ کر جنگلون مین ساکن ہوئے۔ غرضکہ پردۂ قاف مین ابلیس پرستون کا عمل ہوگیا اور جو گنتی کے خدا پرست باقی تھے وہ بھی جنگلون مین تباہ پھرنے لگے بعض بہ کوہ دنیا کی جانب روانہ ہوئے کہ کسی معاون و مددگار کو لائین تو ان دیوؤن کی سرکوبی اچھی طرح سے ہو اب

چند کلمے داستان سلیمان اعظم و سلیمان کو چک کے سُنیے

کہ یہ جو قلعہ سکندریہ سے پلٹ کر پردہ قاف کی طرف چلے تو انھین خیال آیا کہ کوہ سراندیپ کے

راستے سے چلنا مناسب ہی کہ قبر جناب آدم پر فاتحہ خوانی کرتے چلیں یہ سوچ کر اپنے دیوون کو
اس ارادہ سے آگاہ کیا۔ دیو جانب کوہ سراندیب روانہ ہوے ہنوز قریب کوہ کے نہ پہونچے
تھے کہ دیکھا جنگل مین کچھ لوگ جھوپڑیان ڈالے ہوے پڑے ہین سلیمان اعظم کو خیال ہوا
کہ ابھی تھوڑے دن ہوے جو اسی طرف سے ہم آئے تھے تو یہ صحرا بالکل سنسان تھا بو
انسان نہ آتی تھی آج یہان بنجارون کی ایسی جھوپڑیان دکھائی دیتی ہین حالات یہان کے
دریافت کرنا چاہیے چنانچہ دیو جندک بن تندک کو برائے دریافت حال روانہ کیا دیو جندک
صورت انسانون کی بنکر قریب اُن جھوپڑیون کے گیا اور اُن لوگون سے دریافت کیا کہ تم
کہان کے رہنے والے ہو اور یہان کس غرض سے قیام اختیار کیا ہی اُن لوگون نے بیان
کیا کہ اے شخص تجھسے کیا بیان کرین انقلاب فلک کے تماشے دیکھ رہے ہین ابھی کل کی بات
ہی کہ اسی کوہ سراندیب پر آکر سکندر نے ایسی تلوار برسائی تھی کہ دیوان کفار کو بھاگتے رستہ
نہ ملتا تھا آج وہ وقت ہی کہ پھر دیوان کفار نے یورش کرکے کوہ پر قبضہ کر لیا اور ہم لوگ بھاگ
کر اس ویران مقام پر آباد ہوے یہان بھی دیوون کے ہاتھ سے مفر نہین ہے کہ جو دیو ادھر
نکل آتا ہی دس بیس انسانون کو کھا جاتا ہی افسوس کہ اہل اسلام پر عجب تباہی ہی صاحبقران
وقت خدا جانے کس خواب غفلت مین ہین کہ انکو کسی کی خبر نہین کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہی دیو جندک
نے یہ حالات مفصل دریافت کرکے سلیمان اعظم سے بیان کیا سلیمان اعظم کو یہ سُنکر کمال صدمہ
ہوا اور اُسی وقت دیو جندک کو کوہ سراندیب پر پاس دیو منارہ کے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ اے
دیو منارہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو ہاتھ باندھ کر خدمت مین حاضر ہو اور دین ابلیس پرستی کو
ترک کر معبود حقیقی کو پہچان اور اُسی کو سجدہ کر کہ دنیا و عقبیٰ دونون بخیر ہون مین تیری حکومت
اس مقام پر قائم رہنے دونگا بلکہ اور ملک بھی تجھے دونگا اور اگر خلاف اسکے کریگا تو قسم ہی
روح حمزہ صاحبقران کی کہ تجھے اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ
کرینگے جسوقت یہ پیام سلیمان اعظم کا دیو جندک نے دیو منارہ کو پہونچایا تو دیو منارہ بہت
ہنسا اور کہا کہ کہدینا اُس آدم زاد کے سے کہ ع - دور مجنون گذشت نوبت ماست ۱۲ اب
وہ وقت گیا کہ تمہارا ڈنکا قاف مین بجے اب خداوند ابلیس نے ہماری مدد پر کمر باندھی ہی
تمام کوہ قاف پر ابلیس پرستون کا قبضہ ہو گیا اور نام کو بھی کوئی خدا پرست باقی نہین رہا
بہتر یہ ہی کہ اب سکونت کوہ قاف سے ہاتھ اُٹھاؤ اور جاکر پردۂ دنیا مین قیام کرو ورنہ جو حال
کوہ مروارید پر دیو آتشبار کا کیا تھا وہی حال تمھارا ہوگا۔ دیو جندک نے یہ جواب دیو
منارہ کا سامنے سلیمان اعظم کے بیان کیا۔ سلیمان اعظم نے کہا جاکے کہدو اُس ملعون سے
کہ طبل جنگ بجوانے مین ہر طرح پر اُسکی گوشمالی کو موجود ہون اگر خدا ہمارا مددگار ہی تو تمام ہی قاف
سے عملداری ان ابلیس پرستون کی اُٹھا دینگے اور اگر قضا ہمکو واپس لائی ہی تو اپنے والد
ماجد سے جاکر ملینگے جسوقت دیو منارہ کو معلوم ہوا کہ سلیمان اعظم آمادہ فساد ہین تو دیو منارہ نے
لشکر اپنا کوہ سراندیب کے نیچے اُتارا اور طبل جنگ بجوا دیا ادھر سلیمان اعظم نے نقارہ
رزمی بجوا دیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک فریضہ صبحی کو ادا کرکے آلات جنگ تن پر آراستہ کرکے

میدان میں آئے کوئی پندرہ ہزار دیو انکے ہمراہ بھی تھے اُدھر سے دیو منارہ نکلا دس ہزار دیو اسکے
ہمراہ بھی تھے دیو منارہ وار شمشاد بگڑے ہوئے میدان میں آیا اور پکارا کہ معلوم ہوا قضا تمہاری
تمکو گھیر کر یہاں لائی ہے آؤ جسے میدان میں آنا ہو۔ یہ سُنکر سلیمان کوچک نے سلیمان اعظم سے
اجازت طلب کی اور سامنے دیو منارہ کے آئے دیو منارہ نے وار شمشاد کا وار کیا۔ سلیمان
کوچک نے وار اسکا خالی دیا وار زمین پر پڑے تحت الثریٰ گرد بلند ہوا دیو منارہ ضرب کی جھونک میں
سامنے آیا پس سلیمان کوچک نے پہلو پر آ کر عین بیاض گردن کو تاک کر چہ ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
تو سر دیو منارہ کا مثل گیند کے علیحدہ گرا۔ اور جسم مثل منارہ کے بلند ہو کر منہدم ہوا گویا منارہ کفر
کو گرا دیا ابلیس پرستوں نے جو دیکھا کہ مالک ہمارا مارا گیا سب کے سب دوڑ پڑے کہ مار لو اسے
غضب کیا اسنے کہ ہمارے افسر کو مارا ادھر سلیمان اعظم اپنے دیووں کو لیکر بڑھے جنگ مغلوبہ
ہوئی دیووں میں گرز چلنے لگے کسیکی شاخ ٹوٹی کسیکا شانہ نشانہ ہوا کسیکا مغز پاش پاش ہو گیا
جو دیو گرا گویا اک درخت بزرگ کٹ پڑا پہر بھر کامل جنگ ہوئی پانچ ہزار دیوان کفار مارے گئے
اور دو ہزار دیوان مسلم کام آئے سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک نے کشتوں کے پشتے لاشوں
کے انبار لگا دیے آخر دیووں نے شور امان بلند کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان
اسنے قبول کیا جنگ موقوف ہوئی لاشیں دیووں کی سلیمان اعظم نے اٹھوا کر سمندر میں پھنکوا دیں
اور اپنی جانب سے اک دیو کو یہاں کا حاکم کر کے پانچہزار دیو اُسکے محکوم کیے اور جو لوگ یہاں سے
اُجڑ گئے تھے اُنکو پھر بسا کر اک دروازہ بلند تعمیر کرایا اور اُسمیں سر دیو منارہ کا لٹکوا کر آپ کوچ
کر کے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے سرحد پرستان میں سے کچھ راہ طے کی ہوگی کہ اک کوہ پر
کچھ مجمع دیکھا خیمے اور چھولداریاں وغیرہ استادہ تھیں زیر کوہ اک بہت بڑی فوج دیووں کی
خیمہ زن تھی سلیمان اعظم نے اپنے دیووں میں سے اک دیو کو بھیجا کہ جا کر خبر لا کہ کوہ پر کون لوگ
ہیں اور زیر کوہ کسکا لشکر ہے اور کیا معاملہ ہے دیو گیا اور بعد دریافت حال آ کر عرض کی کہ بالائے کوہ
بادشاہ شہر نقش و نگار ہے اور زیر کوہ لشکر دیو فریس ابلیس پرست کا اُترا ہوا ہے پشت پر اس کوہ
کے شہر نقش و نگار واقع ہوا ہے سنا ہے کہ نگار تاجدار اس بادشاہ کا نام ہے اور یہ سالا ہوتا ہے
سکندر رستم خو کا۔ ابلیس پرستوں سے پیام و سلام ہوتے رہے آخر تصفیہ ہوا اور جنگ کی ٹھہری
یقین ہے کہ آج کوس حربی بجے گا یہ سُنکر سلیمان اعظم نے بھی اپنے لشکر کو اسی مقام پر اُترنے کا
حکم دیا اور خیمہ برپا کر کے قیام پذیر ہوئے شام ہوتے ہی لشکر ابلیس پرستان میں کوس حربی
بجا اُدھر کوہ پر سے بھی آواز طبل جنگ بلند ہوئی چونکہ سلیمان اعظم نے اپنا لشکر دور بٹھا رکھا تھا
لہذا طبل نہیں بجوایا اور شب کو آرام کیا صبح کو ہرکارے روانہ کیے کہ دمبدم کی خبر دیتے رہیں اور
مسلح ہو کر گھوڑے پر ساز لدوا دیا وہاں صبح کو دیو فریس بیس ہزار دیووں سے میدان میں آ کر
صف آرا ہوا۔ اُسطرف سے لشکر نگار تاجدار کا آ کر صف آرا ہوا پہلے تبرداروں نے نکل کر
جھاڑی جھنڈے کاٹ کر میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کیا بعد اسکے بیلداروں نے پستی و بلندی
زمین کو درست کیا سقوں نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا جس وقت میدان تیار ہو گیا تو دیو حریص
برادر دیو فریس میدان میں آیا اور پکارا کہ اے ساکنان شہر نقش و نگار آگاہ ہو کہ اب خداوند
ابلیس نے در پردہ خروج کیا ہے اور ہم لوگ اُسی کے حکم سے اسکا دین پھیلانے کو نکلے ہیں بہتر ہو

که تم لوگ بھی اپنے خداوند قدیم کو نہ چھوڑو یہ جو دین جدید تمنے خداپرستوں کے دباؤ سے اختیار
کرلیا تھا اس سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اور ملک و مال بھی دوسروں کے قبضہ میں
آجائیگا یہ سُنکر توحید پریزاد کہ سالار لشکر تھا میدان میں آیا اور فریص کو بہت برا کہا اور ابلیس
ملعون پر لعنت کی بس دیو حریص نے غصہ میں آکر زنگولہ زنجیر بند مارا کہ توحید پریزاد شہید ہوا
دیو حریص نے پھر مبارز طلب کیا مہران پریزاد مقابلے کو آیا ایک ضرب میں یہ بھی مارا گیا جو
دو چار افسران فوج نگار تاجدار کے تھے وہ مارے گئے۔ اب حریص نے مبارز طلب کرنا
شروع کیا لشکر نگار تاجدار میں برا بند ہو گیا کوئی واسطے مقابلے کے نہ نکلتا تھا اُس وقت
دیو حریص نے کہا کہ اب اگر کوئی نہ نکلیگا تو میں خود آتا ہوں اسپر بھی کوئی نہ نکلا اُس وقت
دیو حریص نے سب فوج کو ساتھ لیا اور لشکر کفار تاجدار پر حملہ کیا بہت سے خیرخواہ بادشاہ
لیکر کوہ پر چڑھ گئے جو لوگ کوہ پر نہ جاسکے وہ دوڑے اور مارے گئے اب دیو حریص نے
کوہ پر چڑھنا شروع کیا اور اہل کوہ نے اوپر سے پتھر برسانا شروع کیے جس دیو کے سر پر پتھر
گرا سر اسکا پاش پاش ہو گیا لیکن دیو فریص اور دیو حریص نے وہی پتھر روک روک کر مارنا
شروع کیے اور راہ طے کرکے بالائے کوہ پہونچ گئے اب اور دیو بھی آنے لگے اُسوقت نگار
تاجدار نے تاج سر سے اتار کر دعا کی کہ اے کس بیکساں واے یاور غریباں اس وقت مشکل
میں سوا تیرے ہمارا کون مددگار ہے ہمیں ان ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے گرد اڑی اور دل گردے سلیمان اعظم
اور سلیمان کوجک تیرہ ہزار دیو سے پیدا ہوئے اور آتے ہی دیو حریص اور دیو فریص کو
ڈانٹا کہ او ملعونو کہاں جاتے ہو ادھر آؤ کہ قضا تمھاری آپہونچی۔ یہ سُنکر دیو حریص اور دیو
فریص کوہ سے اُترے اور پکارے کہ ہم تو تمھاری تلاش ہی میں تھے کہ تمھارے ہی بل پر
تمام اہل قاف کودتے ہیں اور یہ دین جدید تمہیں نے پھیلا کر دین ابلیس پرستی کو مٹایا ہے
یہ سُنکر مع لشکر آپڑے جنگ ہونے لگی کہیں وار شمشاد چل رہی تھی کہیں زنگولہ زنجیر بند کے
لٹو گردش کر رہے تھے کہیں چقماق چادر کی سلیں سروں کو پاش پاش کر رہی تھیں کہیں میل فولاد
استخوان توڑ رہا تھا اک قیامت کبریٰ برپا تھی دیو حریص اور دیو فریص نے بہت سے دیوان
خداپرست کو شہید کیا اور سلیمان اعظم و سلیمان کوجک نے سیکڑوں دیوان ابلیس پرست کو مارا
عین گرمی جنگ میں دیو حریص سے اور سلیمان کوجک سے سامنا ہوا۔ دیو حریص نے زنگولہ زنجیر
مارا سلیمان کوجک نے ایک لٹو سپر پر روکا اور دوسرا تلوار سے قلم کیا دیو حریص پکارا کہ دیکھنے میں
تو قد و قامت تیرا کچھ نہیں ہے مگر تلوار میں اسقدر کاٹ ہے کہ حربہ میرا بیکار کر دیا بس اسنے دوسرا لٹو
بھی منھ پر مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر دیو فریص لڑتا ہوا سلیمان اعظم کے قریب پہونچا
اور آرہ پشت نہنگ کا وار کیا سلیمان اعظم نے آرہ کو دیو کی تیغ سے قلم کرکے تلوار کشا سے پر ماری
کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوئے لاش دیو فریص کی پھڑکنے لگی دیکھا دیوان کفار نے کہ افسر تو اسطرح مارے
گئے اب یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں بھاگنے کا قصد کیا مگر پشت کی جانب سے بھی لشکر نگار تاجدار نے آکر
گھیر لیا تھا راہ فرار بھی بند تھی آخر شور امان بلند کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان
سب نے قبول کیا اور کہا کہ واقعی میں دین خداپرستی مذہب برحق ہے لعنت ہے ابلیس ملعون پر کہ

آسنے خود کہا ہم تمھارے مددگار ہین مگر بروقت اُسنے کچھ بھی مدد نہ کی اور تمھارے خدا نے وقت
مشکل مین مدد کی سلیمان اعظم نے کلمہ تلقین فرمایا سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے لاشین
دیوون کی سلیمان اعظم نے چھٹوا کر دیوان خدا پرست کو دفن کرا دیا اور دیوان کفار کی لاشین صحرا مین
پھنکوا دین سر دیو قرنیس اور جرنیش کے کٹوا کر بالاے کوہ بلند درختون مین آویزان کرا دیے تگارتا جدار
سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک کو لیکر اپنے شہر مین آیا تین روز تک دعوت کی سلیمان اعظم تیسرے
روز تگارتا جدار سے رخصت ہوے اور اکیس ہزار دیوون سے طرف قاف کے روانہ ہوے طی مراحل
وقطع منازل کرتے چلے جاتے تھے راہ مین خبر معلوم ہوئی کہ کوہ بہار پر بھی باد خزان چلگئی اولاد بہار پری
تباہ ہوگئی دیوان کفار نے کوہ بہار پر بھی قبضہ کرلیا یہ سنکر سلیمان اعظم طرف کوہ بہار کے روانہ
ہوے دل مین کہتے تھے کہ کیا تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی ہے افسوس صد افسوس یہی خیال کرتے
چلے جاتے تھے کہ دیکھا اک مقام پر چند پریان جمع ہین اور اک خیمہ برپا ہے سلیمان اعظم نے جندک
بن تندک کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ یہ کون پریان ہین جندک جو قریب اُن پریون کے پہونچا
اُن پریون نے دیو جندک بن تندک کو پہچانا اور پوچھا کہ سردار قاف کہان ہین جندک نے بھی
پہچانا کہ یہ تو بہار پری کے عزیز ہین جواب دیا کہ سامنے صحرا مین سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک
اُترے ہوے ہین تمھارے دریافت حال کے واسطے مجھکو بھیجا ہے۔ یہ سُنکر وہ سب پریان براے
استقبال چلین اور خدمت مین سلیمان اعظم کے حاضر ہوئین اُن سب کی افسر ملکہ گلعذار پری بہار
پری کی بھانجی تھی بعد بہار پری کے یہی اس کوہ بہار کی فرمانروا تھی گلعذار پری نے سلیمان اعظم
کو سلام کیا سلیمان اعظم نے سر سینے سے لگایا اور شفقت بزرگانہ فرمائی اک چھوٹا سا بچہ گلعذار پری
کے ہمراہ تھا پوچھا سلیمان اعظم نے کہ یہ کون ہے گلعذار پری نے عرض کی کہ جب ارشیون پریزاد یہان
آئے تھے تو خالا جان نے عقد میرا اُنکے ساتھ کردیا تھا تین روز تک میرا شوہر میرے پاس رہا
بعد تین روز کے وہ مجھسے جدا ہوا پھر سامنا نہوا سنا کہ وہ نیرنگ قاف مین مارا گیا یہ بچہ ارشیون
کا میرے بطن سے ہے سلیمان اعظم نے اُسکو ارشیون پریزاد ولندهور کی نشانی سمجھ کر گود مین لیا
اور پیار کیا پوچھا نام اسکا کیا رکھا ہے۔ گلعذار پری نے کہا ارشین بن ارشیون اسکا نام ہے سلیمان اعظم
نے نام پسند کیا اور فرمایا کہ تم اس مقام پر کیون مقیم ہو۔ یہ سنکر گلعذار پری رونے لگی اور عرض
کی کہ دیو کلکال چالیس ہزار دیوون لیکے میرے ملک پر چڑھ آیا اور دو شرطین پیش کین ایک یہ
کہ مذہب ابلیس پرستی اختیار کرو اور دوسرے مجھکو اپنا پیام دیا۔ دونون باتین ایسی تھین کہ
گوارا نہو سکین آخر جنگ ہوئی میرے دیو خوب خوب لڑے مگر گردش تقدیر سے شکست کھائی
فوج تباہ ہوگئی مین نے اس صحرا مین آکر قیام کیا مگر کھٹکا لگا ہوا تھا کہ ایسا نہو دیو کلکال کو خبر
ہو جاے تو قیامت برپا ہوگی جان و آبرو دونون پر بن جائیگی سلیمان اعظم نے فرمایا کہ تم پریشان
نہو اگر میرے دم مین دم باقی ہے تو مین تمھارا ملک تمکو دلا دونگا اور اُس دیو سرکش کو سزاے سخت
دونگا یہ فرماکر پریون کو اپنے ساتھ لیا اور طرف کوہ بہار کے روانہ ہوے تیسرے روز قریب کوہ
بہار کے پہونچے فوج کو اُتارا بارگاہ برپا کرائی اور اک نامہ دیو کلکال کے نام تحریر کیا۔ مضمون نامہ یہ تھا
کہ اے دیو کلکال بہتر و مناسب یہ ہے کہ تو جان سے آیا ہے وہین پلٹ جا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایکدم
مین کوہ بہار تجھسے خالی کرا لونگا نہین جانتا کہ مین کون شخص ہون یہ نامہ دیو کلکال کو پہونچا۔ مضمون نامہ

دیکھکر دیو کلکال نے پشت نامہ پر تحریر کر دیا کہ اگر ہم ایسی ہی دھمکیوں سے ڈرتے تو اس مقام پر
آ کے قبضہ کیوں کرتے مگر ایک خوف سے ہم حکومت کوہ بہار سے دست بردار ہوتے ہیں وہ خوف
یہ ہے کہ گلعذار پری کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس جواب کے سننے کی کب تاب تھی کہلا بھیجا کہ او
ملعون اگر ہمارے بازوؤں میں قوت ہوگی تو ہم تجھ سے یونہیں کوہ بہار کو چھین لینگے تو طبل جنگ
بجا کر مقابلہ میں آ۔ دیو کلکال نے یہ پیام سنکر لشکر اپنا زیر کوہ اُتارا اور طبل جنگ بجوا دیا اتفاقات کا
وا اتفاقات روزگار کہ کچھ دیو ملک صدف پریزاد سے دیو کلکال کے پاس آئے ہوئے تھے
اور یہ مژدہ سنایا تھا کہ دیو خرطوم نے ملک صدف پریزاد کو تسخیر کیا دشمن بغیر لڑے بھڑے
بھاگ گئے۔ دیو کلکال نے کہا کہ دیو خرطوم سے ہماری جانب سے مبارکباد دینا اور کہہ دینا کہ
مدد خداوند ابلیس سے ہمنے بھی کوہ بہار پر قبضہ پایا ہنوز یہ دیو رخصت نہونے پائے تھے کہ
نامہ و پیام سلیمان اعظم سے شروع ہو گیا۔ بس یہ دیو خدمت میں دیو خرطوم کے روانہ ہوئے
اور جا کر بیان کیا کہ امیر حمزہ عرب کوہ بہار پر چڑھ آیا اور کل صبح کو دیو کلکال سے مقابلہ ہوگا چونکہ
دیو خرطوم اور دیو کلکال سے بہت دوستی تھی بس دیو خرطوم نے دس ہزار دیو برائے حفاظت
شہر چھوڑے اور بیس ہزار دیوؤں سے بقصد مدد دیو کلکال روانہ ہو گیا۔ اسکو راہ میں چھوڑیے
دیکھیے کبتک پہونچتا ہے اول حال طبل جنگ کا سنیے کہ جس وقت سلیمان اعظم کو معلوم ہوا کہ دیو
کلکال نے طبل جنگ بجوا دیا ہے تو انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا۔ یہان تلک کہ شب
دراز لش میں آیا۔ رات بھر نقاروں سے سر پٹیا کیے اور دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی
صبح کو سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک مع فوج ظفر موج میدان میں آ کر صف آرا ہوئے اُسطرف
سے دیو کلکال مع فوج میدان میں آیا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے
تھے کہ دیو کلکال میدان میں آیا اور پکارا کہ اے سلیمان اعظم اب تم ضعیف ہوئے اور اب بھی
تمہارے مارے گئے جنکا تمہیں بڑا درد ہے بس اب بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ یہاں سے
چلے جاؤ اور سکونت پردہ دنیا پر اختیار کرو اسلیے کہ اب پردہ قاف میں ابلیس پرستوں کا دور دورا
ہے کوئی مقام ایسا باقی نہیں ہے جہاں ابلیس پرست قبضہ کر چکے ہوں تم کس کس مقام کو فتح
کروگے کہیں نہ کہیں مارے جاؤگے اور اب کوئی مددگار تمہارا ایسا باقی نہیں ہے جو بچا سکے
یہ سنکر سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او ملعون پہلے بھی تو ابلیس پرست قاف پر قبضے کیے ہوئے
تھے ایک میرے والد ماجد نے آ کر تنہا تمام قاف کو مسخر کیا اور تمام ان دیوؤں کو مار کر جنکے نام
تمام قاف تھراتا تھا میں بھی تو انھیں کا لخت جگر ہوں جبتک تمام قاف پر تسلط نکر لونگا مجھے
چین نہ پڑیگا اگر خداوند برحق کو اپنا دین مبین قائم رکھنا ہے تو وہ مجھے ضرور فتحیاب کریگا اور اگر
قضا اسی بہانے آگئی ہے تو مجبوری ہے جو مشیت ایزدی ہے مجھے اسمین بھی عذر نہیں ہے دیو کلکال نے
کہا کہ پھر انتظار کیا ہے آؤ یہی گو ہے یہی میدان حال رزم گرم کا معلوم ہو جائے سلیمان اعظم نے
یہ سنکر رخ میدان کارزار کا کیا اور سامنے دیو کلکال کے پہونچے دیو کلکال نے کہا کہ وار اپنا کر لو
کہ تمہارے دل میں حوصلہ نہ باقی رہجائے۔ فرمایا کہ جب خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا
پیشدستی ہمارا شیوہ نہیں ہے یہ سنکر دیو کلکال کو نہایت غصہ آیا پکارا کہ تم لوگ بڑے مغرور
معلوم ہوتے ہو میری ضرب کے مشتاق نہیں ہو اجل کے مشتاق ہو اور اپنے پاؤں سے دم

کو رمین جانا چاہتے ہو خیر میرا کوئی نقصان نہین تو خبردار ہو جاؤ- یہ کہکر دیو کلکال نے گرز اٹھایا اور
سر پر چرخ دیکر سر سلیمان اعظم پر وار کیا سلیمان اعظم نے تھپلی ماری کہ ہاتھ دیو کلکال کا مع گرز جدا ہوکر
زمین پر گرا اور کلائی سے مثل پرنالے کے خون جاری ہوا- دیو کلکال اک چیخ مارکر بھاگا سلیمان اعظم
نے تعاقب کیا کہ یکایک گرد اڑی اور دیو خرطوم بیس ہزار دیوؤن سے آکر پہونچا اور دیو کلکال کو زخمی
دیکھکر سلیمان اعظم کے سد راہ ہوا سلیمان کوجاک نے دیکھا کہ دیو کلکال زخمی ہوکے نکلا جاتا ہے
بس انھون نے دیو کلکال کا تعاقب کیا- دیو کلکال بھاگا ادھر دیو خرطوم نے سلیمان اعظم پر ایک میل
فولادی مارا سلیمان اعظم نے وار اسکا خالی دیا اور جھٹکر بالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون بازون دیو خرطوم کے
قلم ہوے ادھر تو دیو خرطوم گرا ادھر سلیمان کوجاک قریب دیو کلکال کے پہونچ گئے دیو کلکال
نے دوسرے ہاتھ سے اک بہت بڑا پتھر اٹھاکر سلیمان کوجاک پر کھینچ مارا سلیمان کوجاک نے خالی
دیکر تلوار ماری کہ دیو کلکال کے شکم پر پڑی آنتین باہر نکل آئین اور دیو کلکال زمین پر گر کر
دونون دیوون کے مرتے ہی دیو بھاگنے لگے اور ایسے بدحواس ہوکے بھاگے کہ لاشین تک چھوڑ گئے
قریب دس ہزار دیوؤن کے ایسے گھر گئے ہوے تھے کہ بھاگ بھی نہ سکے انھون نے امان مانگی
سلیمان اعظم نے ایمان لانے کی شرط پیش کی دیوان کفار نے قبول کیا دونون لشکر علیحدہ ہوے
اس جنگ مین قریب اڑھائی ہزار دیوؤن کے مارے گئے جسمین پانچ سو دیو سلیمان اعظم کے
کام آئے اور دو ہزار دیوان کفار مارے گئے دس ہزار مسلمان ہوے سلیمان اعظم نے کوہ
بہار پر قبضہ کیا اور گلعذار پری کو تخت نشین کرکے تیسرے روز ملک صدف پریزاد کی طرف روانہ
ہوے دیو خرطوم تو کوہ بہاری کی لڑائی مین مارا جاچکا تھا صرف دس ہزار دیو حفاظت ملک کو
یہان موجود تھے انھون نے جو خبر پائی کہ جس ظالم نے دیو خرطوم کو مارا وہ اب اس ملک پر بھی آتا ہے
سب دیو مارے خوف کے گریز کرگئے ملک خالی چھوڑ دیا سلیمان اعظم نے جاکر باطمینان تمام قبضہ
کرلیا جو لوگ بخوف ابلیس پرستان بھاگے ہوے تھے وہ خبر آمد سلیمان اعظم سنکے پھر سے جمع ہو
سلیمان اعظم نے اولاد شاہی کو تلاش کیا ایک لڑکا خاندان صدف پریزاد سے باقی رہگیا تھا اسکو
تخت نشین کیا اور بہت دنون مین یہان کے انتظام سے فرصت پائی اور کچھ دیو اپنی جانب سے
مرجان پریزاد کی حفاظت کے واسطے چھوڑے اور بہت کچھ تسلی و تشفی کرکے کوچ کیا اور جانب
گلستان ارم روانہ ہوے طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے کہ دیکھا اک مقام پر لشکر
دیوون کا اترا ہوا ہے سلیمان اعظم نے اک دیو کو دریافت حال کے واسطے بھیجا کہ یہ کسکا لشکر ہے اور کدھر
جانے والا ہے یہ سنکر دیو گیا اور کچھ بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ دیو قلماق پچاس ہزار دیوون
برائے بربادی لشکر خداپرستان جارہا ہے سنا ہے کہ ارادہ اسکا ملک قمرزاد و گوہرزاد کی طرف
جانے کا ہے- یہ سنکر سلیمان اعظم نے سلیمان کوجاک سے ارشاد فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیے سلیمان کوجاک
نے فرمایا کہ لشکر اپنا اسی جگہ اتار لیجے اگر دیو قلماق کو محض خداپرستون سے لڑنا مقصود ہے تو ضرور
چھیڑ چھاڑ ہوگی خود ہی دیو قلماق طبل بجوائیگا اور اگر وہ آپ سے مزاحمت نکرے تو جہان جاتا ہے
جانے دیجیے خود بھی اسی طرف کا قصد کیجیے جس وقت آغاز جنگ ہو تو چلکر خداپرستون کی شرکت
فرمایئے اور خود کوئی پیام بھیجنا سبقت مین داخل ہوجائیگا- سلیمان اعظم نے یہ راے پسند کی اور
لشکر کے اترنے کا حکم دیا- چنانچہ سلیمان اعظم کا بھی لشکر تھوڑے فاصلے سے اک بڑا بارگاہ برپا ہوئی یکایک

جو دیوان کفار نے دیکھا کہ ایک لشکر اور بھی اُتر رہا ہی اُنھون نے بھی اپنے دیوون کو برائے دریافت حال روانہ کیا دیوون نے جاکر بیان کیا کہ سلیمان اعظم کا لشکر اتر رہا ہی اور قصد گلستان ارم کی طرف جانے کا ہی اور یہ بھی سنا گیا ہی کہ شہر نقش و نگار و کوہ بہار یہ جو دیوان ابلیس پرست قبضہ کیے ہوے تھے اُن دیوون کو مارا بہت سے دیو مسلمان ہوے جنھین سے کچھ دیو ساتھ بھی ہین یہ سنکر دیو قلماق کو نہایت غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ پہلے انھین سے فیصلہ کرلینا چاہیے کہ یہی لوگ باعث بربادی ابلیس پرستان ہین بس یہ تصور کرکے بغیر کسی نامہ و پیام کے دیو قلماق نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر سلیمان اعظم کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت نقار وزری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر دیو قلماق کو ہوئی کہ اُدہر بھی طبل جنگ بیدرنگ بج رہا ہی۔ دیو قلماق نے کہا کہ اگر خداوند ابلیس حامی و مددگار ہی تو صبح کو ان سرکشون کو سر میدان مارونگا اسلیے کہ یہ راہ پر آنیوالے نہیں ہین نصیحت بیکار ہی غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو لشکر کفار سے دیو الماق بن قلماق میدان مین آیا یہ بھی قد و قامت زور و طاقت مین دیو قلماق سے کم نہ تھا اور نہایت سرکش تھا بس اُسنے میدان مین ہوکر آواز دی کہ اے سلیمان اعظم بہتر یہ ہی کہ اب تم بھی دین ابلیس پرستی اختیار کرو مثل مشہور ہی کہ جسکی تیغ اُسکی دیگ اب ابلیس کے لشکر ہین نے تمام قاف کو مسخر کرلیا ہی تم کس کس سے لڑوگے جب تمھارا دور دورا تھا ہم دبے اب ہمارا دور دورا ہی اب تمکو دبنا چاہیے ورنہ سوا موت کے چارہ نہو گا سلیمان اعظم نے ارشاد فرمایا کہ او ملعون مذہب دبائو سے نہین اختیار کیا جاتا ہی بلکہ حق دیکھکر اختیار کیا جاتا ہی کوئی عالم کسی مذہب کا یکدین نہو گو وہ غریب ہوتا ہی مگر بادشاہ تک اُسکی عزت کرتے ہین وہ عزت دین کی ہوتی ہی اور جو لوگ تابو پرست ہین وہ یہ طریقہ رکھتے ہین جو تونے بیان کیا جتنک ہمارے دم مین دم باقی ہی اسوقت تک برابر دین خدا پرستی کو رواج دینگے اور تمام دیوان کفار کا پرستان سے نسل مٹادینگے یہ فرماکر قصد نکلنے کا کیا تھا کہ سلیمان کوچک نے عرض کی کہ مجھے اس ملعون کے مقابلے کو جانے دیجیے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے فرزند تم لشکر شان ترشیبہ سلطان سے ہو اور لطف زندگی ہو اور ہمتو گور مین پائون لٹکائے بیٹھے ہین ہمکو زندگی سے موت ہی بہتر ہی کہ جیتے جیسے عزیز آنکھون کے سامنے دنیا سے اُٹھ گئے پرستان صاف ہوگیا اب پوری پوری وہی حالت ہی۔

نظم

جسجگہ کل تھا بلبلون کا ہجوم
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہی
نہ کسی جا کبھی زال دمن کا پتا
تاج مین جنکے جھلکتے تھے گوہر

آج اُسکی جا ہی آشیانۂ بوم
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
اک فقط نامی نام باقی ہی
بوے الفت تمام پھیلی ہے
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوے
ہی نہ فرہاد و کوہکن کا پتا
باقی اب قیس ہی نہ لیلی ہے
دنیا کا یہی کارخانہ ہی ایک کی اُدہی ایک

اے سلیمان کوچک دو تین مقام کی حالت تو دیکھتے چلے آئے ہو اور آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی گلستان ارم کی کیا حالت ہی اور کوہ مروارید کی کیا کیفیت ہی جب اُسکی اُدہر

یہ کار ذبیحل گئے ہیں تو جو مقامات مشہور ہیں اُنکی کیا کیفیت ہوگی - آخر تو یقین ہے کہ پہلے ہی کوئی نہ
نہ کوئی آپکی قابض ہو گیا ہوگا - سلیمان کوچک نے عرض کی کہ اسوقت یہ باتیں نہ کیجیے کہ غم و غصہ
سے دل مضمحل ہوا جاتا ہے اور حریف کا سامنا ہے بہتر یہ ہے کہ زمانۂ امیر اول کو یاد کیجیے اور فسانۂ ذکر
دیو قہقہہ کا ذکر کیجیے کہ ان دیوان سرکش پر رعب طاری ہو اور حضور کا سن لڑنے بھڑنے کا
نہیں ہے آپ تماشا دیکھیں اور میرے واسطے دعا کریں اگر اقبال آپکا شریک حال ہے تو ابھی جا کر
اس ملعون کو دریدہ دہنی کی سزا دیتا ہوں سلیمان اعظم نے بمشکل سلیمان کوچک کو اجازت دی
اور اپنا عزم فسخ کیا اور دعا کرنے لگے کہ خداوندا ایسی بیکسی بھی کبھی خدا پرستوں کو نہ پیش آئی ہوگی
خصوصاً مسلمانان قاف کو جو حالت آج ہے اب اسوقت مشکل میں سوا تیرے کوئی مددگار نہیں ہے
اور جو کچھ ہوتا ہے وہ تیری ہی مدد سے ہوتا ہے یہ تو اسطرف معروف دعا تھے اور ادھر سلیمان کوچک
سامنے دیو الماق کے پہنچے دیو الماق نے کہا کہ لاحرب اہی کہ میں بہت مشتاق ہوں اس
اس قدر و قامت پر تو نے کیونکر بڑے بڑے دیوؤں کو قتل کیا ہے سلیمان کوچک نے فرمایا
کہ جشہ سے ہمارا دستور نہیں ہے جب تیری ضرب سے خدا بچائیگا تو دیکھا جائیگا دیو الماق نے
خیال کیا کہ ایسا تو نہیں ہے کہ یہ لوگ دھوکا دیکر حربہ کرتے ہوں زور و طاقت میں تو یہ کچھ بھی میرا
نہ جا سکیںگے اگر وہ میرا گرز پڑیگا تو جبل کے پڑیاں سرمہ ہو جائینگی یہ سوچکر دیو الماق نے کہا کہ
میں نے سنا ہے تم لوگ کشتی خوب لڑتے ہو اور مجھے منظور بھی یہ ہے کہ میرے تمہارے کشتی ہو کر
فیصلہ ہو جائے میں زیر ہوں تو تمہاری اطاعت کروں اور تم زیر ہو تو میری اطاعت کرنا سلیمان کوچک
نے فرمایا کہ میں ہر طرح موجود ہوں بس دیو الماق دوڑ کر سلیمان کوچک سے لپٹ پڑا کہ اس
ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہے جو مجھسے کشتی لڑ سکیگا اسے توڑ مروڑ کر لقمہ کر جاؤنگا یہ تو اس خیال
میں تھا وہاں سلیمان کوچک اولاد صاحبقران سے ہیں انکی پشت کون زمین سے لگا سکتا ہے
یہ بھی دیو سے لپٹ پڑے اور جس مقام پر ہاتھ ڈال دیا انگلیاں گوشت میں پیوست ہو گئیں کہ دیو
الماق چیخ چیخ اٹھا پہر بھر کامل کشتی رہی آخر سلیمان کوچک نے دیو الماق کو پچھاڑا اور فرمایا کہ
شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہے دیو الماق نے کہا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ اگر زیر ہونگا تو اطاعت
کرونگا - میں نے غلامی آپکی اختیار کی سلیمان کوچک نے دیو الماق کو چھوڑ دیا دیو الماق نے
پلٹ کر اپنے باپ دیو قلماق سے کہا کہ میں نے تو حسب وعدہ اطاعت اس شہریار عالیمقدار
کی اختیار کی تو بھی اگر میرا ساتھ دیتا ہو تو ادھر آ اور اگر دعواے مقابلہ ہے تو جا کر طبل جنگ
بجوادے دیو قلماق نے دیکھا کہ اگر لڑتا ہوں تو بیٹا حریف کا شریک ہو گیا ہے اور خود بھی لڑونگا تو
کیا کر لونگا گو یہ خداپرست بلا سے ہے پس اسنے بھی بمکر و فریب اطاعت اختیار کی - سلیمان اعظم
و سلیمان کوچک نے دونوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا دونوں لشکر ایک ہوئے اور اب سلیمان اعظم
نے طرف گلستان ارم کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے ایک منزل
پر پہونچ کر سلیمان اعظم و سلیمان کوچک دن بھر شکار میں معروف رہے رات کو بیہوش ہو کر
سو گئے دیو قلماق سوچا کہ اس سے بڑھ کر موقع نہ ملیگا پس اک دیو کو کہ وہ عیار بھی تھا برائے
گرفتاری سلیمان اعظم و سلیمان کوچک روانہ کیا دیو حنظل عیار اول خیمہ میں دیو الماق سے آیا
اور کہا کہ بیٹے کچھ پیام آپ کے باپ کا بیان کرتا ہے مگر تنہائی کی ضرورت ہے دیو الماق نے خلوہ کر دیا

دیو خنظل نے اک گلدستہ نکالکر دیا اور کہا کہ یہ گلدستہ بیہوشی ہی اگر آپ نے فی الحقیقت اسلام
اختیار کر لیا ہی تو خیر اور اگر بخوف جان اختیار کیا ہی تو یہ گلدستہ سونگھا کر اپنے دونون حریفون کو
بیہوش کر کے گرفتار کر لیجیے تین مرتبہ کے سونگھنے مین انسان بیہوش ہوتا ہی اور پانچ مرتبہ کے
سونگھنے مین دیو بیہوش ہوتا ہی۔ یہ سنکر دیو الماق نے کہا اے دیو خنظل بڑے افسوس کی
بات ہی کہ جب یون قابو نہ چلے تو مکاری کرین اُن لوگون کے دل کو دیکھو کہ دشمن پر کسطرح کا
لطف کرتے ہین مین نے فی الحقیقت بدل سلیمان کوجک کی اطاعت اختیار کی ہے اور دین
خدا پرستی بیشک دین برحق ہی مین اس جادہ سے قدم ہرگز نہ ہٹاؤنگا اتنی باتون مین منھ کی
بھاپ لگتے ہی دو ایک غنچے چٹکے اور دود بیہوشی منتشر ہوا اور دیو الماق چھینک مارکر بیہوش ہوا
بس دیو خنظل نے دیو الماق کو اپنی صورت بنا کر باندھ کے ڈالدیا اور آپ دیو الماق کی صورت
بنکر اپنے ملازمین کو پکارا ملازمان الماق آئے دیکھا کہ دیو خنظل بندھا پڑا ہی پوچھا کہ اسنے کیا قصور
کیا تھا دیو الماق نقلی نے کہا کہ یہ مجھے بہکانے کی غرض سے آیا تھا کہتا تھا کہ دھوکا دیکر سلیمان اعظم
اور سلیمان کوجک کو پکڑ کر دیو وسواس کی خدمت مین لیچلو مین نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی وقت
اک دیو کو خدمت مین سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک کے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگرچہ یہ امر آپ کی
شان کے خلاف ہی کہ مین یہان تشریف لانے کی تکلیف دون مگر مجبور ہون کہ مصلحت وقت یہی
ہی جسطرح ممکن ہو جلد تشریف لائیے جسوقت یہ پیام دیو الماق کا سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک
کو ملا ہرچند یہ شکار کی وجہ سے تھکے ہوے اور دن بھر کے پریشان تھے مگر بخاطر دیو الماق کہ
نو مسلم ہی خیال ہوا کہ اسکی دلشکنی نہو دونون صاحب خیمہ مین دیو الماق کے تشریف لیگئے دیو
الماق نقلی نے تعظیم دی اور عرض کی کہ مین نے حضور کو اسوجہ سے تکلیف دی ہی کہ باپ میرا ابکہ
مسلمان ہوا ہی اسنے ابھی دیو خنظل کی زبانی مجکو پیغام بھیجا تھا کہ اگر تمنے بھی ان لوگون کے دباؤ
سے مذہب تبدیل کر لیا ہو تو یہ گلدستہ انکو سونگھا کر کسی طرح بیہوش کر لو اور خدمت مین دیو
وسواس کے لیچلو کہ اُس سے بہت کچھ انعام ملنے کی امید ہی۔ مین نے اس دیو خنظل کو پکڑ کے
گرفتار کر لیا ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو قلماق کو چلکر گرفتار کر لیجیے کہ اسکی ذات سے
خوف ہی سلیمان اعظم و سلیمان کوجک نے دیو الماق نقلی پر آفرین کی اور فرمایا کہ یون گرفتار کر لینا
تو خلاف ہی بلکہ تم ہمارے ساتھ چلو اگر سامنے ہمارے اسنے اپنی باتون کا اقرار کر لیا تو اُسے
بھی لوگ گرفتار یا قتل کر ڈالینگے اور یون گرفتار کر لینا تو خلاف حمیت اسلام ہے الماق نقلی نے
کہا کہ بہتر تشریف لیچلیے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا سلیمان کوجک اور سلیمان اعظم ساتھ ہولیے چونکہ رات کا
وقت تھا دیو الماق نے اک مشعل روشن کر لی آگے آگے دیو الماق چلا اور پیچھے سلیمان کوجک
اور سلیمان اعظم ہوے چونکہ دیو الماق نقلی کو گرفتاری ان دونون آدمیون کی منظور تھی بس اسنے
مشعل پر دارو بیہوشی ڈالنا شروع کی دھوان اسکا بو کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ انکے دماغون پر اثر کرنے
لگا قریب خیمہ دیو قلماق کے پہونچے ہی تھے کہ دونون بیہوش ہو کر گرے انکے گرتے ہی دیو الماق
نقلی نے نعرہ کیا کہ منم دیو خنظل اور آواز دی دیو قلماق کو کہ آکر ان دونون سرکشون کو اسیر کر لیجیے
یہ سنکر دیو قلماق خیمہ سے باہر آیا دیکھا کہ سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک سامنے خیمہ کے بیہوش
پڑے ہین بس دیو قلماق نے دونون کو گرفتار کر کے سلاسل و مطوق کیا اور زندان زمین مین بھیجدیا

اور خیمہ دیو الماق مین خود آیا دیو الماق دیو خنطل کی شکل بنا اپنے خیمہ مین بیہوش پڑا تھا دیو قلماق
نے بیٹے کو بھی گرفتار کیا جب صبح ہوئی تو دیو جندک بن تندک کو معلوم ہوا کہ آقا ہمارے گرفتار
ہو گئے دیو قلماق نے فریب کیا پس دیو جندک نے تمام دیوون سے کہا کہ ناکارہ سے مکر کرنا
چاہیے بغیر فریب کے اسجگہ کام نہ چلیگا سب کے سب اطاعت ابلیس پرستون کی اختیار کرلو
دیوان مسلم نے کہا کہ ہم مرینگے اور جان دینگے مگر اطاعت ان شیطان پرستون کی ہرگز اختیار
کرینگے دیو جندک نے بہت سمجھا کر ان سب کو رضامند کیا اور کہا کہ اگر دیو قلماق قتل کا قصد کرے تو لڑ
مرنا اور اگر قید رکھے تو مطیع بنے ہوئے ساتھ رہو جب موقع پائینگے رہا کرینگے دیوون نے رائے
دیو جندک کی پسند کی اور وہ دیو و شہر نقش و نگار اور کوہ بہار سے مطیع ہو کر ساتھ ہو گئے تھے
انھون نے جا کر دیو قلماق سے کہا کہ ہم بسبب خوف جان کے مسلمان بنے ہوئے خدا پرستون
کے ساتھ تھے اب خداوند ابلیس نے انکو گرفتار کیا ہم پھر اپنے مذہب اصلی پر آگئے اور مسلمان
بھی دباؤ مین اس دین کو اختیار کر لینگے اب نہ تو قاف مین کوئی انکا چھڑانے والا باقی ہے اور نہ
یہ خود اس قابل رہے کہ کسی سے لڑ بھڑ سکین تمام قاف مین ہمارے دین کے لوگ پھیلے ہوئے
ہین دیو قلماق نہایت خوش ہوا اور سب کو ساتھ لیکر طرف کوہ سیاہ کے بخدمت دیو وسواس
روانہ ہوا چونکہ راستہ کوہ سیاہ کا گلستان ارم کی طرف سے قریب تھا اور یہ بھی خیال ہوا دیو
قلماق کو کہ اہالیان گلستان ارم انکو دیکھ کر عبرت کرین قید ان کی گلستان ارم کی جانب سے
لیچلنا مناسب ہے یہ سوچکر دیو قلماق قریب گلستان ارم کے پہونچا جب دیو افرس کو ہوئی کہ
دیو قلماق نے سلیمان اعظم اور سلیمان کوجاک کو گرفتار کر لیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا پرستان
مین انھین دونون کا اندیشہ تھا پس دیو افرس برائے استقبال دیو قلماق آیا اور پیشوائی کر
گلستان ارم مین لایا نہایت عزت و حرمت کے ساتھ بٹھایا اور جس قلعہ مین بیٹھکر سلیمان اعظم
حکومت کرتے تھے اسمین انکو مع دیو الماق قید کیا جو لوگ بسبب خوف جان کے ابلیس پرستون
کی اطاعت کیے ہوئے تھے وہ خون کے آنسو روتے تھے کہ ہمارا آقا جس مقام پر بیٹھکر حکومت
کرتا تھا اسجگہ قیدی بنا ہوا بیٹھا ہے ادھر سلیمان اعظم اور سلیمان کوجاک کو دیکھتے تھے اور کہتے
تھے کہ یہ انقلاب بھی زمانے کا قابل دید ہے افسوس صد افسوس خدا جسکی بنا کے نہ بگاڑے
دیو الماق نے کہا کہ اے شہریار دیکھیے آپکی رفاقت مین میرا بھی یہ حال ہوا فرمایا کہ اگر ہم حق پر
ہین تو خدا ہماری مدد کریگا لیکن دیو جندک بن تندک فکر ہی مین تھا کہ کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیے
کہ دیو قلماق ملعون کو زک پہونچے اور ہمارے آقا رہا ہون یہ اسی فکر مین تھا کہ دیو قلماق نے
اک دیو کو بھیجا کہ دیو جندک کو بلا لا اس دیو نے آکر دیو جندک سے کہا کہ تمکو بادشاہ وقت نے یاد
کیا ہے دیو جندک سامنے دیو قلماق کے گیا دیو قلماق اور دیو افرس ایک ہی جگہ بیٹھے تھے جام
شراب کو گردش تھی اور دیو خنطل بھی شریک صحبت تھا جس وقت دیو جندک بن تندک سامنے
پہونچا دیو قلماق نے کہا کہ تم رفیق قدیم سلیمان اعظم کے ہو یقین ہے کہ پوشیدہ حالات سے بھی
یہان کے واقف ہوگے۔ جیسے دیو افرس نے اس مقام پر قبضہ کیا سیکڑون مقام شبہہ مین
کھدوائے مگر کہین خزانے کا پتا نہین ملتا اگر تمکو خزانہ اس ملک کا معلوم ہو تو ہمین بتادو تمکو
بہت کچھ انعام عطا ہوگا۔ دیو جندک نے عرض کی کہ کل آپ میرے ساتھ تشریف لیچلیے گا

میں بتا دونگا مگر تنہا چلنے کی شرط ہی خزانہ ہمیشہ پوشیدہ مقام پر بنایا جاتا ہی اور ہر ایک کو خزانے
کے حال سے باخبر نہیں کرتے ہیں دیو قلماق نہایت خوش ہوا دیو جندک وہاں سے چلا آیا
اور رات بھر میں اک سرنگ اسنے کھود کر دہانہ پر اک بڑا سا پتھر نصب کیا اندر سرنگ کے اسقدر
تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جب دوسرا روز ہوا تو جندک دیو قلماق کے پاس آیا اور کہا
کہ چلئے دیو قلماق اور دیو افرس ساتھ دیو جندک کے چلے اور اُس مقام پر پہونچے جہاں
جندک نے سرنگ کھود رکھی تھی دیو جندک نے پتھر ہٹایا دہانہ نقب کا نمودار ہوا کہا تشریف
لے چلیے یہی خزانہ گلستان ارم کا ہی تمام دولت شہرخ بن طہیال کی اسمیں بھری ہوئی ہے
یہ سنکر دیو قلماق اور دیو افرس اندر اُس نقب کے آئے بسبب تاریکی کے کچھ نظر نہ آتا تھا
دیو جندک نے اک فتیلہ روشن کیا اور خود بھی اندر نقب کے اُتر گیا نتھنوں پر فتیلہ رفع بیہوشی پہلے سے
چڑھا لیے تھے اب آگے آگے تو دیو جندک ہی اور پیچھے پیچھے دیو افرس اور دیو قلماق میں اک
مقام پر صندوق نظر آیا دیو جندک نے کہا کہ اس صندوق کو کھولیے شتابی کر اسمیں ایسے
لکھے ہوئے ظروف رکھے ہیں دیو قلماق نے کہا کہ کنجی اسکی کہاں ہی دیو جندک نے کہا کہ
کنجیاں مالک کے پاس رہتی ہیں آپ قفل توڑ ڈالیے دیو جندک کے کہنے سے دیو قلماق اور
دیو افرس آگے بڑھے قفل کو مروڑ کر توڑ ڈالا اور صندوق کو کھولا صندوق کھلتے ہی دھواں
صندوق سے نکلا دونوں دیو چھینکیں مار مار کر بیہوش ہو گئے۔ دیو جندک اُلٹے پاؤں وہاں سے
پھرا اور وہی پتھر پھر اُسی دہانہ نقب پر نصب کرکے دوسرے مقام پر آیا جہاں سے سرنگ
قیدخانہ کی طرف لگا رکھی تھی اُسی نقب کے ذریعہ سے اندر زندان کے پہونچا سلیمان اعظم
اور سلیمان کوجک سر بزانو بیٹھے ہوے تھے کہ دیو جندک طبقہ توڑ کر باہر آیا اور عرض کی کہ اے
شہریار مبارک ہو کہ میں نے دونوں دیوؤں کو اسیر کیا ہی جلد چلکر انہیں جا کے قتل کیجیے اور چاہے
قید کیجیے یہ کہکر سوہن نکالی اور قید کاٹنے کا قصد کیا سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک نے قید
توڑی دیو المساق کی قید دیو جندک نے کاٹی اور اُسی نقب کے ذریعہ سے صحرا میں نکلے پوچھا
سلیمان اعظم نے کہ کیونکر دیو قلماق اور دیو افرس کو گرفتار کیا دیو جندک نے سب کیفیت بیان کی
اور سلیمان اعظم و سلیمان کوجک کو لیے ہوئے اس مقام پر آیا جہاں دونوں دیو بیہوش پڑے
ہوئے تھے سلیمان اعظم و سلیمان کوجک نے دیو قلماق اور دیو افرس کو مسلسل و مطوق کرنے کا
حکم دیا کہ ان دونوں کو ہوشیار کرو جسوقت دونوں کو ہوش آیا اور اپنے کو اس حال خراب سے
دیکھا تو نہایت پریشان ہوئے سامنے اپنے سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک کو دیکھا پایا آنکھیں بند
کرلیں کہ شاید ہم خواب پریشان دیکھ رہے ہیں سلیمان اعظم نے فرمایا کہ یہ خواب نہیں عین بیداری ہی
او دیو قلماق دیکھا قدرت رب العباد کو کہ مجبور کو صاحب اختیار کر دیا اور صاحب اختیار کو
مجبور کرکے دکھا دیا اب ہمارا دین برحق ہی یا تمہارا دین دیو قلماق نے تو سر جھکا لیا مگر دیو افرس نے
کہا کہ ہمیں نے تمکو گرفتار کیا تھا نہ تمنے ہمکو مقابلہ کرکے زیر کیا ہی جرأت کے تو یہ معنی تھے کہ مقابلہ
کیا ہوتا سلیمان اعظم نے دیو جندک سے ارشاد کیا کہ کھول دو اسے۔ دیو جندک نے قید دیو افرس
کی کاٹ دی بس دیو افرس سلیمان اعظم سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کامل کشتی رہی آخر
سلیمان اعظم نے دیو افرس کو پچھاڑا اور فرمایا کہ کہو اب کیا کہتا ہی دیو افرس نے کہا کہ تا زندہ ام

بندہ ادہم۔ تم بھی ایسے مجھے تمھارا دین بھی اچھا سلیمان اعظم سیفنے سے دیوافرس کے تاثر پڑے اور کلمہ پڑھکر اسکو مسلمان کیا دیوافرس سے نے عرض کی کہ اب میری نسبت کیا حکم ہوتا ہی میں حاضر خدمت رہوں یا چلا جاؤں سلیمان اعظم نے فرمایا کہ یہ تمکو اختیار ہی چاہے میری رفاقت کرو چاہے اپنے ملک میں جاؤ دیوافرس نے کہا کہ جی کو یہی چاہتا ہی کہ اب تا حیات ان قدموں کو نہ چھوڑوں فرمایا کہ تمھارا گھر ہی غرضکہ دیو قلماق کو تو قید رکھا اور دیوافرس اور دیو الماس کو لیے ہوئے قلعہ گلستان ارم میں تشریف لائے جو دیو قلعہ میں تھے وہ یہ دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی کہ قیدی بھی ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں اور دیو قلماق سلاسل و مطوق ہی اور دیوافرس نہایت تعظیم کے ساتھ قیدیان سابق کو ساتھ لیے ہوئے چلا آتا ہی دیوافرس نے اندر قلعہ کے پہونچکر سلیمان اعظم کو تخت پر بٹھایا اور پہلے آپ نذر دی اور اپنے دیوؤں کی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے اطاعت اس شہریار کی اختیار کی کہ جو میرا مطیع ہی وہ انکوا پنا آقا و ولی نعمت سمجھے اور دین خدا پرستی اختیار کرے ورنہ یہاں سے جدھر چاہے چلا جائے یہ سنکر دیو نہایت تعجب میں آئے اور سبنے اطاعت قبول کی اسکے بعد دیگر نے تمام ارکین دولت نے نذریں گزرانیں سکہ نام پر سلیمان اعظم کے جاری ہوا سلیمان اعظم نے بجائے سیاہک و سیاقی دیو افرس اور دیو الماس کو افسر فوج معین کیا اور دیو قلماق کو قید میں رکھا اور انتظام ملک میں مصروف ہوئے جو خدا پرست بخوف جان بھاگ چلے گئے تھے انکو نامے لکھ لکھ کر طلب کیا اور شمس جنی داماد عبد الرحمن جنی کو بلا کر انتظام اُنکے سپرد کیا کہ بجائے عبد الرحمن جنی یہ بھی وزیر معین ہو چکے تھے شمس جنی انتظام میں مصروف ہوئے ایک روز جو دیو زندان کی حفاظت پر مامور تھے وہ روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ کوئی دیو نقب دیکر قلماق دیو کو زندان سے نکال لیگیا سلیمان اعظم نے ہرکاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ دیکھو دیو قلماق یہاں سے بھاگ کر کہاں گیا ہی ہرکارے اسطرف روانہ ہوئے دیو جندک نے آکر اُس نقب کو دیکھا جسکے ذریعے سے دیو قلماق رہا ہو کر بھاگا تھا تو بیٹرا دیو حنظل کا بیجا تا آکر سلیمان اعظم سے بیان کیا فرمایا کہ پتا معلوم ہو پھر دیکھا جائیگا استے میں کچھ ہرکارے روتے پیٹتے ہوئے آئے سلیمان اعظم نے پوچھا کہ خیر تو ہے انھوں نے کہا کہ خیر ہوتی تو پیٹتے ہوئے نہ آتے اب خیر کہاں غضب ہو گیا دیو شنکل اسی ہزار دیوان سرکش سے کوہ مرواریدہ پر پہونچا جو لوگ وہاں مقیم تھے انکو قتل کرنا شروع کیا ہم لوگ بھاگے اور جان بچا کر اس مقام پر آئے اور سکونت کوہ مرواریدہ کی ترک کی اب نہیں معلوم کہ وہ دیو بلیس پرست اُن مزار متبرک کی کیا حرمت کرے بس یہ سنتے ہی سلیمان اعظم اٹھکھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھے ایکدم کسی مقام پر قیام کرنا حرام ہی جبتک دیو شنکل کو کوہ مرواریدہ سے ہٹا نہ دونگا۔ ساتھ ہی انکے سلیمان کو جنگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اُسیوقت مرکبوں پر سوار ہو کر یکہ و تنہا چل کھڑے ہوئے انتظام گلستان ارم کا شمس جنی کے سپرد کیا شمس جنی نے دیوافرس اور دیو الماس کو بھی پچاس پچاس ہزار دیو ساتھ کرکے روانہ کر دیا انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اول کچھ حال دیو قلماق کا بیان کیا جاتا ہی کہ جسوقت دیو حنظل نے نقب لگا کر دیو قلماق کو رہا کیا تو یہ دونوں بھاگ کر طرف کوہ مرواریدہ کے روانہ ہوئے کہ چلکر دیو شنکل کو ان حالات سے باخبر کریں جسوقت قریب کوہ مرواریدہ کے پہونچا تو دیکھا کہ دیو شنکل دریکوہ معروف سیر ہی جا کر دیو قلماق نے دیو شنکل کو سلام کیا دیو شنکل ہرچند کہ دیو قلماق کو پہچانتا تھا مگر دیو قلماق کچھ ایسی حالت سے

پہونچا تھا کہ دیو شنکل نے نہ پہچانا۔ پوچھا تو کون ہی اُسوقت دیو حنظل نے عرض کی کہ جائے تعجب ہی
کہ آپ چار ہی دن مین بھول گئے۔ سچ ہی جب برا وقت آتا ہی تو اپنے بیگانے ہو جاتے ہین زمین و
آسمان کو دوبھر ہو جاتا ہی۔ ان کلمات کو سنکر دیو شنکل نے پہچانا کہا کہ اے دیو قلماق سنا تھا
کیا ہوا اور لشکر و سپاہ کہان ہی تم تو ملک قمریہ کی گہریری پر گئے تھے وہان کیا گذری دیو قلماق
نے ساری روداد اپنی روبرو دیو شنکل کے بیان کی اور کہا کہ میرے عقب مین یقین ہی کہ سلیمان اعظم
اور سلیمان کوچک آتے ہین۔ اب میرے پاس فوج و سپاہ کچھ نہین ہی اگر دیو حنظل بفن عیاری مجھے
رہا نکرتا تو یقین ہی کہ ابتک مین مسلمانون کی قید مین ہوتا دیوافرس بھی زیر ہوکر مطیع ہوگیا جس
گلستان ارم مین سلیمان اعظم بادشاہی کرتا تھا اسی قلعہ مین قید کرکے لایا تھا مگر گردش زمانہ سے
وہ پھر اس جگہ کا فرمانروا بنگیا اور مجھے قید ہونا نصیب ہوا اگر آپ دامن پناہ کا دین تو خیر ورنہ مین
بادشاہ دیوان دیو وسواس کی خدمت مین روانہ ہو جاؤن۔ یہ سنکر دیو شنکل نے کہا کہ تم یہان
قیام کرو جسوقت وہ سرکش یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا اور دس ہزار دیوون پر دیو قلماق کو افسر
کرکے یہ تمام واقعات دیو وسواس کو لکھ بھیجے اور کمک طلب کی جسوقت نامہ دیو شنکل کا دیو
وسواس کو پہونچا تو دیو وسواس نے پچاس ہزار دیو ساتھ کرکے دیو اشکال کو روانہ کیا کہ تو جاکر
دیو شنکل کے شریک ہو کر جنگ کر اور خداپرستون کو شکست دو چنانچہ دیو اشکال پچاس ہزار
دیوون سے چلا اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا دیکھیے یہ کبتک پہونچتا ہی اول کچھ حال سلیمان اعظم
و سلیمان کوچک کا سنیے کہ یہ تنہا مرکبون پر بیٹھ کر جانب کوہ مروارید روانہ ہوے تھے آتے
آتے اک مقام پر شام ہو گئی گھوڑے چھوڑ دیے اور آپ زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے چونکہ
وقت نماز کا آگیا تھا چشمہ آب کی تلاش مین روانہ ہوے دیکھا کہ جو مقام چشمہ تھا وہان مجمع
دیوون کی اُتری ہوئی ہی سلیمان کوچک نے عرض کی کہ میری راے مین اس بے سروسامانی
سے اس لشکر مین جانا اچھا نہین ہی نہین معلوم دوستون کا مجمع ہی یا دشمنون کا ایسے وقت مین
تیمم کافی ہی غرضکہ دونون ماموں بھانجون نے تیمم کے ساتھ فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور اُسی
صحرا مین زین پوش بچھا کر سو رہے جب صبح ہوئی تو سلیمان کوچک اور سلیمان اعظم اُسی مجمع دیوان
مین گئے کہ دریافت کرین کسکا لشکر ہی اور سالار لشکر کون ہی ان دیوون مین ایک دیو ساکنان
گلستان ارم مین سے تھا اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کو پہچانتا تھا جیسے عفریت پرستون
کا دور دورہ ہوا تھا اسوقت سے یہ دیو ابلیس پرستون کے ساتھ تھا اور کینہ دیرینہ خداپرستون
سے نکال رہا تھا اُسنے جو پہچانا تو جاکر دیو سماق سے کہا کہ آپ کس خواب خرگوش مین ہین جن
لوگون نے تمام قاف کو مسخر کیا اور تمام ابلیس پرستون کا صفحہ ہستی سے مٹایا وہ تنہا اس
مجمع مین کسی دھوکے سے آپھنسے ہین انکو مار لینا چاہیے دیو سماق دیو وسواس کی جانب
اس کام پر مامور ہوا تھا کہ جو خداپرست ابلیس پرستون کے خوف سے بھاگ کر صحراؤن مین مقیم
ہون انکا استیصال کرے جب دیو سماق کو یہ معلوم ہوا کہ سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک میرے
لشکر مین تنہا آگئے ہین تو اسنے حکم دیا کہ مار لو ان آدمزادون کو کہ انکے ہاتھ سے بہت سے بندگان
خداوند ابلیس ہلاک ہوے ہین یہ سنتے ہی دیو شور و غوغا کرکے ان دونون دلاورون کی طرف
چلے جب دیکھا سلیمان اعظم و سلیمان کوچک نے کہ حال ہمارا ظاہر ہوگیا ہی اور دیو آمادہ پیکار ہین تو

انھون نے بھی خدا پر بھروسا کر کے تلوار کھینچی اور نعرے کر کر کے گرے اور لڑنے لگے شور تکبیر و بزن
بلند ہوا - دیو سماق اپنے دیوون کو للکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مار لو انکو یہ جانے نہ پائین بارہ ہزار دیو
چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور چارون طرف سے سلیمان اعظم و سلیمان کوجک برابر
چل رہے تھے یہ دونون نرہ شیر بھی برابر حملے کر رہے تھے اور دیوون کو قتل کر رہے تھے جو دیو گرتا
تھا زمین ہلجاتی تھی اور خون سے دور تک زمین لال ہو جاتی تھی مگر دس بارہ ہزار دیوون سے
کہانتک لڑین کس کس کے وار کو رد کرین آخر زخمی بھی ہونے لگے اسوقت جانب صحرا سے گرد اڑی
اور دیو الماق اور دیو افرس ایک لاکھ دیوون سے پہونچے یہان جنگ ہوتے دیکھی اپنے
دیوون کو خبر کے واسطے بھیجا کہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے ہنوز وہ دیو واپس بھی نہ آنے پائے
تھے کہ صدا نعرہ سلیمان اعظم و سلیمان کوجک کی کان مین آئی بس یہ ایک لاکھ دیو لیکر جو لشکر دیو
سماق پر گرتے ہین تو دیوان کفار تاب مقاومت نہ لا سکے قدم اٹھ گئے عین گرمی جنگ مین
دیو سماق سے اور دیو افرس سے سامنا ہوا دیو سماق نے کہا کہ تو تو ہمارے ساتھیون مین
تھا اور ابلیس پرست تھا بلکہ سنا ہے کہ گلستان ارم پر تیرا قبضہ بھی ہو گیا تھا اب تو ان خدا پرستون
کی مدد کیون کرتا ہے دیو افرس نے کہا کہ مین نے غلامی سلیمان اعظم کی اختیار کی اور تجھے بھی سمجھاتا
ہون کہ دین ابلیس پرستی کو ترک کر کے مذہب خدا پرستی اختیار کر کہ یہ دین برحق ہے دیو سماق
نے کہا کہ ایک تو تو آپ بھاگا ساتھ لگے مجھے بھی بھگانا چاہتا ہے مجھ پر اب تیرا قتل بھی مثل اور خدا پرستون
کے واجب ہو گیا یہ کہکر ساطور مارا دیو افرس نے دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور
ہاتھ سے دیو سماق کے نکل گیا بس دیو افرس نے وہی ساطور دیو سماق کو مارا دیو سماق نے سپر
بلند کی لیکن یہ حربہ سپر سے کب رکتا ہے ساطور پڑتے ہی سپر قلم ہوئی پھر ساطور کا شاخ دیو پر پڑا
ایک شاخ قلم کرتا ہوا شانے پر آیا کہ شانہ بھی دیو سماق کا نشانہ ہوا دیو سماق نے زخمی ہوتے ہی راہ
فرار اختیار کی دیو افرس نے تعاقب کیا اب آگے آگے تو دیو سماق بھاگتا چلا جاتا ہے اور پیچھے
پیچھے دیو سماق کے دیو افرس ہے اور ساتھ ہی ساتھ دیو الماق بھی ایک لاکھ دیو ساتھ لیے ہوئے
چلا جاتا ہے سلیمان اعظم و سلیمان کوجک اگرچہ زخمی ہین مگر چلے ہی جاتے ہین یہانتک کہ دیو
سماق بھاگتے بھاگتے زیر کوہ مروارید پہونچ گیا چاہتا تھا کہ کوہ پر چڑھون کہ دیو افرس نے
ساطور مارا کمر پر دیو سماق کے پڑا دیو سماق کے دو ٹکڑے ہوئے یہ حالت دیکھکر دیو شنکل
نے آواز دی کہ کیون اے دیو افرس یہ سرکشی کہ تو نے میرے سامنے ایک بندۂ ابلیس کو مارا اور
اپنا دین قدیم چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہتا ہوا اور گرز تانے ہوئے
قریب دیو افرس کے آیا اور گرز مارا - دیو افرس نے جلدی سے سپر بلند کی گرز کنارہ سپر پر پڑا اور
اچٹ کر شانے پر دیو افرس کے آیا کہ شانہ دیو افرس کا نشانہ ہوا چاہتا تھا دیو شنکل کہ دوسری
ضرب لگا کر کام اسکا تمام کرون کہ اسی حالت مین دیو افرس نے دوسرے ہاتھ سے ساطور مارا
شانے پر دیو شنکل کے پڑا یہ بھی زخمی ہوا - اودھر دیو قلماق نے چاہا کہ مین بھی دیو شنکل کے
شریک ہوکر دیو افرس کو قتل کرون اور دار شمشاد تانے ہوئے دیو افرس کی طرف چلا یہ دیکھکر
دیو الماق آ پڑا - دیو قلماق نے بیٹے کو آواز دی کہ او ناخلف ہٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا دیو الماق نے کہا کہ اب تو میرا باپ نہ مین تیرا بیٹا اسلیے کہ تو کافر ہے اور مین مسلمان

ہون بس دیو قلماق نے کہا کہ قتل تیرا جملہ واجبات سے ہی۔ یہ کہکر دار شمشاد کا وار کیا۔ دیو الماق نے
وار دیو قلماق کا رد کرکے اپنا وار کیا۔ کئی وار سے رد و بدل مین دیو قلماق اپنے بیٹے کے ہاتھ سے
زخمی ہوا کہ جانب صحرا سے گرد اٹھی اور دیو اشکال فرستادہ دیو دسوا بس پچاس ہزار دیوون
آکر پہونچا یہ دیو گز بھر کا چوڑا تیغہ باندھتا ہی اور زبردست ہی بس اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیو تشنکل
بھی زخمی ہی اور دیو قلماق بھی زخمی ہی اور دیو الماق لغزش کر رہا ہی بس یہ دوڑ کر سامنے دیو
الماق کے آیا اور پکارا کہ او مجبور سے تونے اسقدر سرکشی و بے حمیتی پر کمر باندھی کہ اپنے
باپ سے مقابلہ کیا اور اُسے زخمی کرکے اب قتل کا درپے ہی دیو الماق نے کہا کہ تجھے
کیا چھوڑ دونگا یہ راہ خدا کی جنگ ہی جو کافر ہی وہ میرا حریف ہی باپ ہو یا بیٹا ہو اگر ہو غیر بھی
خدا پرست ہو وہ عزیز سے بڑھکر ہی اور جو عزیز کافر ہی وہ غیر سے بدتر ہی۔ یہ سُنکر دیو اشکال نے
تیغہ مارا دیو الماق نے تیغہ سپر پر رد کیا لیکن سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر بیٹھا کہ سر مین بہت گہرا زخم
آیا دیو الماق بیہوش ہوکے گر پڑا دیو اشکال قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا کہ
سلیمان اعظم درمیان مین آگئے دیو اشکال نے وہی تیغہ خون آلودہ سلیمان اعظم پر مارا کہ یہ بھی
زخمی ہوئے۔ دیو اشکال نے چاہا سر کاٹ لون کہ سلیمان کوچک آپڑے دیو اشکال نے تیغہ
مار کر انکو بھی زخمی کیا یہ رنگ دیکھکر اہل لشکر درمیان مین آگئے سردارون کو بچایا اور اپنی
جانون پر کھیل گئے دیو افرس اور دیو الماق اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک سب زخمی
ہو چلے تھے اور بیہوش ہوگئے تھے دیو اشکال نے دیکھا کہ اس سے بڑھکر توقع نملیگا اب
انھین مار لینا چاہیے لیکن دیوان نمک حلال جانین دے رہے تھے اور اپنے افسرون
کو بچا رہے تھے اب سلیمان اعظم کے تو صرف ایک لاکھ دیو ہین اور پچاس ہزار دیو اشکال کے
ساتھ آئے ہین اور کل لشکر دیو تشنکل کا شریک جنگ ہی تعداد مین بھی دیوان کفار زیادہ
ہین قیامت کی جنگ ہو رہی ہی لاشون پر لاشین گر رہی ہین صدائین بگیر و بزن کی بلند
ہین زیر کوہ ہموار یہ اک ندی خون کی جاری ہوگئی ہی اہل لشکر اشکال و تشنکال کو تو دیوان
لشکر اسلام آگے نہین بڑھنے دیتے ہین مگر دیو اشکال کی یہ حالت ہی کہ صفون کو توڑتا ہوا
پرون کو درہم و برہم کرتا ہوا چلا جاتا ہی کہ کسیطرح سلیمان اعظم و سلیمان کوچک تک پہونچ جاؤن
اور انکو قتل کرون کہ ہمین بڑا نام ہوگا اور ساری خلش دور ہو جائیگی پھر دیوان خدا پرست کو سر
اٹھانے کا موقع نملیگا یہ انھین دونون کے بل پر دیوان خدا پرست سر اٹھائے ہوئے ہین ہر چند
دیوان لشکر اسلام کہہ رہے ہین مگر قابو نہین چلتا اسلیے کہ دیو اشکال نہایت زبردست ہی روکے
نہین رکتا صفون کو بچھاتا ہوا چلا ہی آتا ہی جب دیکھا کہ قریب اس آرابہ کے پہونچگیا ہی کہ جہان
سلیمان اعظم و سلیمان کوچک بیہوش پڑے ہین تو مجبور ہوکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان یہ وقت یاوری و دادگری
ہی کہ تیرے بندگان خاص دشمنون مین گھرے ہوئے ہین اور وقت تنگ ہی بحق محمد و آل محمد اسوقت
مشکل مین مدد کر اور بچا تو ہمے اس شیطان مجسم سے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا
اور جانب صحرا سے تق گرد سرخ رنگ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی یہ گرد سرخ رنگ تو علامت
خون بہنے کی ہی سب منتظر ہی تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور

دل گروہ سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ دیو ونکا پیدا ہوئے رنگ پھریرون کے سرخ تھے اور پھریرون پر
بخط جلی حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور جسقدر دیو تھے وہ سر جوش تھے آگے آگے اک
ہجان پرزاد اک دیو دراز قامت کی گردن پر سوار نمودار ہوا اور آتے ہی اسنے نعرہ کیا کہ او دیو اشکال
ملعون کہان جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا مین ہون اگر نہیں جانتا ہے تو پہچان کہ مین سلیمان صاحبقران یعنے
صاحبقران قاف یہ سنکر دیو اشکال نے آواز دی کہ او طفل یہ بھی عنایت خداوند ابلیس کی تھی کہ
سینے تجھے بھی پھیر کر میرے سامنے بھیجدیا کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے دیو مارے
گئے ہین اگر تو بچ جاتا تو اک خلش پھر بھی باقی رہجاتی اب تجھکو اگر قصہ پاک کرتا ہون خداوند ابلیس نے
تیغ کا سہرا میرے ہی سر کے واسطے خلق کیا تھا لاحرب ایسا کہ پھر میری ضرب سے بچنا محال ہو جائیگا
مین نے ایک ایک ضرب مین تیرے باپ اور بھائی کو زخمی کیا ہے یہ سنکر سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ او ملعون نہین جانتا کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین تو اپنا وار کر جو وقت خدا تیرے حربہ
سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر دیو اشکال نے وہی تیغہ خونچکان سلیمان صاحبقران کے
حوالے کیا سلیمان صاحبقران نے سپر بلند کی تیغہ جو دیو اشکال کا سپر پر پڑا دو انگل سپر مین در آیا
پس سلیمان صاحبقران نے بلھک دی کہ تیغہ تڑاق سے ٹوٹ گیا تیغہ ٹوٹتے ہی دیو اشکال نے
ٹکڑا سے قبضہ منھ پر سلیمان صاحبقران کے کھینچ مارا سلیمان صاحبقران نے خالی دیکر تلوار ماری
دیو اشکال نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا اور سر مین دیو اشکال کے
در آئی دیو اشکال نے داستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ
دیو اشکال دیو سرخ بنگیا پس اسکے زخمی ہوتے ہی دیوان کفار کے حوصلے پست ہو گئے دیو شنکل
نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہوئے اور سلیمان صاحبقران مجبور ہو کر ہٹے ادھر
دیو شنکل اپنی فوج کو لیکر بالائے کوہ مروارید آیا زخمیون کا علاج ہونے لگا ادھر سلیمان صاحبقران
خدمت مین سلیمان اعظم کے حاضر ہوئے سلام کیا سلیمان اعظم نے سر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ
اے فرزند تم کہان تھے یہان تمام قاف صاف ہو گیا تمھارے جدہ ماجدہ اور پھوپھی تمھاری ملک
قریشیہ سلطان اور تمام عزیز جسقدر روساء قاف تھے سب اسی کوہ مروارید پر دیو آتشبار کے
ہاتھون سے راہی ملک عدم کے ہوئے ہم ایسے بدقسمت تھے کہ انکے رونے کو زندہ بیٹھے۔ یہ فرما کر فرزند
کو گلے سے لگا کر خوب روئے۔ سلیمان صاحبقران بھی بہت روئے اور عرض کی کہ مین مجبور تھا اس
زمانے مین علیل تھا ورنہ عرس مین ضرور ہی شریک ہوتا اسوقت یا تو مین بھی لقمۂ تیر قضا ہوتا اور
یا اس دیو ملعون کو مارتا جب صحت حاصل ہوئی تو یہ سب واقعات مین نے سنے اسکے بعد ورثاے دیو
سرخ نے قلعہ سلطانیہ پر لشکر کشی کی اور انسے بہت دنون جنگ رہی لیکن یہ خبر مجھے ملی تھی کہ سکندر
رستم [illegible] نے آکر قصاص کون عزیزان کا دیو آتشبار سے لے لیا تھا اس زمانے مین نے خبر خروج
دیو وسواس کی ہو پہنچی تو مین نے اخضر زرد پوش کو قلعہ سلطانیہ کا حاکم کیا اور خود بقصد استیصال ابلیس
پرستان اسطرف کا رخ کیا یہان آکر یہ معرکہ دیکھا الحاصل جتنی دیر ان بچھڑے ہوؤن مین باتین ہوئین
اتنے عرصہ مین خیمہ استادہ ہو گئے بارگاہ زرنگار [illegible] ہو گئین۔ سلیمان صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے
سب سرداران زخمی مثل دیو اقرس اور دیو المساق اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کے تشریف لائے
جراح حاضر ہوئے سلیمان صاحبقران کے ساتھ مرہم سلیمانی تھا اسی وقت سب کے پٹیان چڑھا دیئیں

علاج ہونے لگا اُسطرف دیو شنکل نے کوہ مروارید کا خوب بندوبست کیا اور علاج میں زخمیوں کے مصروف ہوا تین روز تک طبل جنگ نہیں بجا تین روز میں اثر مرہم سلیمانی سے سب اچھے ہوگئے اُسوقت دیو شنکل نے اک نامہ سلیمان اعظم کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ تم گلستان ارم پر قابض ہو اور بادشاہی کوہ مروارید سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ میں یہان قابض ہون ایک جگہ تمھارا قبضہ رہے ایک جگہ ہمارا قبضہ رہے ایک دوسرے کی حکومت سے سروکار نہ رکھے یہ نامہ لیکر دیو اخرف آیا خبر سلیمان اعظم کو ہوئی کہ ایلچی دیو شنکل کا آیا ہے کہا بلالو دیو اخرف نے آکر سلام کیا اور نامہ پیش کیا سلیمان اعظم نے نامہ پڑھکر جواب تحریر کیا کہ اے دیو شنکل اگر کوئی دوسرا مقام تیرے قبضہ مین ہوتا تو مین ہرگز تعرض نکرتا مگر کوہ مروارید یہ مقبرہ جناب سلیمان کا ہے اور ہم اُنکی اولاد مین ہین کیونکر ہوسکتا ہے کہ مقبرہ جدامجد سے ہاتھ اُٹھائین اور ابلیس پرستون کے تحت مین دیدین بہتر یہ ہے کہ تو اس مقام متبرک کو چھوڑ دے اور ہوس سلطنت مین جان کو خطرہ مین نڈال ورد یہ سمجھ لے کہ مین وہ شخص ہون جسکے نام سے سرکشان قاف تھراتے ہین ایک دم مین کوہ مروارید کو خون سے لال کردونگا اور تجھسے کوہ کو خالی کرا لونگا یہ جواب دیو اخرف لیکر دیو شنکل کے پاس آیا دیو شنکل جو مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو نہایت غصہ مین آیا اور کہا کہ خدا پرست یون نہ مانینگے مجکوان لوگون نے مثل دیگران سمجھ لیا ہے کہدو کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر سلیمان صاحبقران کو ہوئی کہ لشکر دیو شنکل مین کوس حربی بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوادش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین دیو اپنے اپنے حربے درست کرنے مین مصروف ہوئے اور دیو شنکل نے لشکر کو اپنے کوہ سے نیچے اُتارا بارگاہ برپا کرائی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دیو شنکل اپنے لشکر کو لیکر میدان مین آیا اور صفین جماکر کھڑا ہوا میمنہ فوج کا افسر دیو ہنکال کو کیا اور میسرہ فوج پر دیو قلماق کو مامور کیا اور دیو خرلیف و دیو اخرف کو قلب دجناح کا حاکم کرکے صدود لشکر کے درست کیے اسطرف سلیمان اعظم صاحبقران اپنی فوج کو لیکر میدان مین آئے اور مقابل دیو شنکل صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال دونون طرف سے دیو نکلے اور جھاڑی جھنڈ سب کاٹ کر پستی و بلندی زمین کی درست کرکے میدان کو مثل آئینہ کے ہموار اور صاف کیا نقیبون نے نقابت کی لشکر شنکال سے دیو اخرف نکلا اور میدان مین آکر مبارز طلب ہوا اسطرف سے دیو الماق اجازت لیکر دیو اخرف کے مقابلہ کو گیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی نیزے ان دیودن کے آسمان سے باتین کرتے تھے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر دیو الماق نے نیزہ دیو اخرف کا ہوائی کیا دیو اخرف نے وار شمشاد کا وار کیا دیو الماق نے وار کو اپنے دار پر روکا تراقے کی صدا بلند ہوئی تیغ گرد غبار اُٹھا کر دیو الماق حیجب کیا دیو اخرف نے آواز دی کہ زدم و بست کردم دیو الماق نے گرد سے نکلکر چوبدست ماری دیو اخرف نے بھی اپنی چوبدست کو اُٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا۔ چوب پڑتے ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ہاتھ دیو اخرف کے تھرتھرائے دونون چوبین لڑتی ہوئی سر پر دیو اخرف کی پڑین کہ سر پاش پاش ہوگیا دیو اخرف مارا گیا یہ دیکھکر دیو خرلیف کو تاب نہ رہی دوڑ پڑا کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مارا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہتا ہوا

قریب دیو الحاق کے آیا اور دار شمشاد کا وار کیا دیو السماق جلدی مین نہ روک سکا اور نہ خالی دیسکا
وار شانے پر پڑی شانہ ٹوٹا اور دیو السماق بیہوش ہو کے گرا بس دیو خریف لے جا ہاکہ دوسرا
وار کر کے اسکا کام تمام کردون کہ دیو افرس ہا تین زمین کی صدا دیتا ہوا دوڑ پڑا جیسے ہی قریب
دیو خریف کے پہونچا دیو خریف نے اسپر بھی دار شمشاد کا وار کیا دیو افرس نے وار چھین لی اور دو بھی
وار دیو خریف پر ماری کہ دیو خریف پر اٹھا ہو کے رہگیا - دیو افرس نے دیو السماق کو لشکر مین
بھیجدیا اور مبارز طلب کیا لشکر کفار سے دیو اشکال سامنے آیا بعد گفتگو کے بسیار دیو اشکال نے
آرہ پشت نہنگ مارا دیو افرس نے گرز پر آرہ کو روکا اور جواب مین دیو افرس نے بھی گرز مارا
تین چار ضربون کی رد و بدل ہوئی تھی کہ دیو افرس بھی زخمی ہوا - سلیمان گوجک نکلے اور
دیو افرس کو لشکر مین بھیجکر خود سامنا کیا - دیو اشکال نے انپر بھی آرہ مارا سلیمان گوجک نے
آرہ کو قلم کیا اور ایسا ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ دیو اشکال زخمی ہوا دیو قلقاق نکلا وہ بھی زخمی ہوا
اب دیو شنکل آہن شاخ میدان مین آیا اور اسنے بھی آرہ پشت نہنگ مارا سلیمان گوجک
ہاتھ سے دیو شنکل کے زخمی ہوئے سلیمان اعظم نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ سلیمان صاحبقران
نے روکا اور خود مرکب کو چھیڑکر سامنے دیو شنکل کے آئے دیو شنکل نے انکو بھی آرہ مارا
سلیمان صاحبقران نے آرہ کو تیغۂ آبدار سے قلم کیا دیو نے ٹکڑا متہور کھینچ مارا سلیمان صاحبقران
نے خالی دیا اور گرز تان کر چلے دیو شنکل نے دیکھا کہ جسنے آرہ کو قلم کیا اسکی ضرب کا روکنا آسان
نہین ہے جیسے ہی سلیمان صاحبقران نے گرز مارا دیو شنکل نے خالی دیا اور سر نیچا کے چاہا کہ
شاخون پر سلیمان صاحبقران کو اٹھالون سلیمان صاحبقران نے پیترا کاٹا اور شاخ کو خالی دیا
دیو شنکل اوندھے منھ سامنے آرہا بس سلیمان صاحبقران نے دوڑکر شاخ پکڑلی دیو نے چاہا
یونہین اٹھالون اور ادھر سلیمان صاحبقران نے لنگر مارا شاخ دیو شنکل کی ٹوٹی اور سر سے
پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخ مار کر بھاگا اور سلیمان صاحبقران نے تعاقب کیا دیو شنکل نے
دیوون پر چلایا کہ ادسے مجھے بچاؤ - تمام دیو یورش کر کے چلے اور سد راہ ہوئے سلیمان صاحبقران
نے تلوار برسانا شروع کی ادھر سلیمان اعظم بھی کل لشکر کو لیکر آپڑے جنگ مغلوبہ ہوئی آناً فاناً
مین دیو کفار کٹے جاتے تھے اور بھاگے جاتے تھے لشکر اسلام لشکر کفار کو کئی کوس تک پسپا
کرتا ہوا آیا آخر شام ہوگئی سلیمان صاحبقران کل فوج کو لیکر پلٹے اور کوہ مروارید پر آکر بارگاہ دربار کی
لاشین دیوان خدا پرست کی دفن کرائین اور دیوان کفار کی لاشین پھنکوادین زخمیون کے ٹانکے لگا
گئے رات آرام سے گذاری صبح کو سلیمان صاحبقران نے آکر مقبرہ کی زیارت کی فاتحہ پڑھا چونکہ دیوان کفار
سامان آرایش کو تاراج کر گئے تھے سلیمان اعظم نے پھر سے آراستگی مقبرہ کا حکم دیا مال و اسباب
جو دیو رنگا ہاتھ آیا تھا اپنے دیوون پر تقسیم کردیا اور سلیمان اعظم سے عرض کی کہ اب آپ کوہ مروارید و
گلستان ارم کا انتظام کرین اور اب سن آپکا اس قابل نہین ہے کہ جا بجا جنگ کرتے پھرین مین
تعاقب مین دیو شنکل کے جاتا ہون اور انشاء اللہ بہت جلد ابلیس پرستون کا خاتمہ کرکے حاضر ہوتا ہون
اسوقت اسنے ان لوگون سے اپنے مقام پر مقابلہ کیے جو چڑھکر آیا اس سے لڑے اور کبھی مین نے ان
دیون کے ملکون پر چڑھائی نہ کی تھی یہی جرأت ہے کہ ابلیس پرست اپنے ملک مین آرام سے رہتے ہین جب
زور پکڑتے ہین تو ہمارے ملکون پر چڑھائی کردیتے ہین مین انشاء اللہ یا تو سبکو خدا پرست کردونگا

یا قتل کرونگا یہ عرض کرکے تیاری لشکر کا حکم دیا سلیمان اعظم تو جانب گلستان ارم روانہ ہوے کہ وہانکا انتظام کرین اور سلیمان کو چابک نے کوہ مرواریدپر قائم کیا کہ یہانکا انتظام کرین اور سلیمان صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر تعاقب مین دیو شنگل کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے بیان سے

چند کلمے داستان فیروزی نشان صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین غزل

نکل اشک آنکھ سے گر کر جو مچل جاتا ہے
میرے دامن کی ہوا کھا کے بہل جاتا ہے

پارۂ قرار سے ہر روز نکل جاتا ہے +
رنگ عاشق کی طرح صاف بدل جاتا ہے

آتش عشق جو بھڑکی ہے تو دل مثل سپند
نغم کے ہر مرتبہ سینے سے اچھل جاتا ہے

وقت یار مین ہے ضبط فغان ناممکن
آہ کے ساتھ ہی نالہ بھی نکل جاتا ہے

یون تو دل کو نہین ہوتی کسی صورت تسکین
ذکر جب آپ کا کرتا ہون بہل جاتا ہے

قہر کرتی ہے ترے ناز کی رفتار صنم
میرے سینے مین کوئی دلکو مسل جاتا ہے

کم سنی مین ہین زخود رفتہ جو وہ کیا ڈر ہے
ہوش آتا ہے تو انسان سنبھل جاتا ہے

اسکے پہلو سے شرم کو لگنے لا کہ وہ ماہ
قطب بھی اپنی جگہ سے کہین ٹل جاتا ہے

بگھیسے یون دم مین بگڑ جاتا ہی وہ طفل حسین
جسطرح رنگ زمانے کا بدل جاتا ہے

پھنس گیا اب تو تری زلف گرہ گیر مین دل +
دیکھیے کب مری تقدیر کا بل جاتا ہے

کیا گذرتی ہے مرے دل پہ خدا خیر کرے
کوچۂ یار مین یہ پہلے بہل جاتا ہے

وقت یار مین ہے نزع کی حالت میری
کبھی سکتا ہے تو منکا کبھی ڈھل جاتا ہے

روز وعدے کا جو ٹل جاتا ہی اے غیرت ماہ
دھوپ کی طرح ترا زار بھی ڈھل جاتا ہے

وقت رخصت جو انھین غور سے دیکھا مین نے
ہونے پہچان لو انسان بدل جاتا ہے

میرے نالون مین وہ تاثیر ہے دل تو کیا
سنگ بھی موم کے مانند پگھل جاتا ہے

بیقراری اسے کہتے ہین اسے ہیت بلی
دل تڑپتا ہے تو پہلو سے نکل جاتا ہے

ہجر جانان کی بلاؤن کا جو رہتا ہے خیال
جب دھڑکتا ہے جگر دل بھی دہل جاتا ہے

بحث پڑجاتی ہے جو چلتے ہین قصے یہ با
ذکر اگر یار کی رفتار کا چل جاتا ہے

لاکھ سمجھائیے الجھن نہین جاتی دل کی
زلف کا پیچ تو دم بھر مین نکل جاتا ہے

کشمکش رنج والم کی ہے تو پھر جسم کہان
کہنہ ہو جاتا ہے جامہ تو نکل جاتا ہے

رنگ کھجاتا ہے حاسد کا سر بزم اکی پاس
وار جب تیغ زبان کا مری چل جاتا ہے

راوی بیان کرتا ہی کہ جب صاحبقران زمان یعنے بدیع الملک نوجوان ملک تقسیم کر چکے اور بلسے صاحبقرانی کے بادشاہ کے سپرد کر چکے تو کوچ کرکے جانب بیابان کاج بیان روانہ ہوے بارہ سو آدمی انکے ساتھ تھے جنمین بعض سردار مثل ایرج نوجوان و نوذرالہ ہرود سعد غازی کے ایسے بھی تھے جو ایک مرتبہ اسی بیابان کاج وباج کو ہمراہی امیرثانی مین دیکھ چکے تھے بدیع الملک نے ان تینون دلیرون کو اپنے ساتھ لیا تھا کہ جس مقام سے سرحد

بیابان کاج وباج کی شروع ہوا اسجگہ لشکر کو روک دیں چنانچہ طی مراحل وقطع منازل کرتے ہوے
اُس مقام پر پہونچے جسکے بعد بیابان کاج وباج تھا۔ اسد غازی اور نور الدہر اور ایرج نے
یک زبان ہو کر کہا کہ وہ سامنے جو صفیں انسانوں کی ایسی معلوم ہوتی ہیں اور یہ ظاہر ہوتا ہے
کہ مجمع آدمیوں کا ہے۔ یہی بیابان کاج وباج ہے جب ہم لوگ صاحبقران ثانی کے ہمراہ اس
مقام پر آئے تھے تو یہ مجمع اسیطرح دکھائی دیا تھا لیکن جب لشکر اس بیابان سے ہو کر بڑھنے لگا
تو یہ انسان درخت معلوم ہونے لگے اور دفعتاً بیابان میں آگ لگ گئی اور شعلے بھڑک بھڑک کے
گرنے لگے ہم تینوں آدمیوں کو بیچ لیگئے اور کچھ لوگ قریب چالیس آدمیوں کے مع امیر ثانی
اُن شعلوں سے بچ کے نکل گئے باقی سب جلکر خاک ہوگئے ہڈیاں تک خاک ہو کر ہوا میں منتشر
ہو گئیں قبریں بھی نہ بن سکیں۔ یہ سنکر بدیع الملک نے فاتحہ پڑھکر اُن لوگوں کے نام پر ثواب
بخشا اور بہت روئے بعد اسکے نور الدہر وغیرہ سے کہا کہ اب آپ مع لشکر اسی جگہ فروکش ہوں کہ
میں تنہا اس بیابان کی طرف جاؤنگا نور الدہر نے کہا کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمکو اس بلا میں بھیجدیں
اور ہم عافیت سے بیٹھے رہیں بدیع الملک نے عرض کی کہ قطب سجادہ نشین نے مجھے ایک
انگشتری عنایت کی ہے اگر خدا چاہیگا تو میں بہت جلد اس بیابان کے طلسم کو توڑ کر اور شر انداز
جادو کو مار کر پھر حاضر خدمت ہونگا اُسوقت تشریف لیجائیے گا ابھی مناسب نہیں ہے میں تو بسبب
برکت انگشتری کے اس بیابان کی آگ سے محفوظ رہونگا لیکن اب نہ بچ سکینگے یہ سنکر یہ لوگ اسی
مقام پر ٹھہرے اور شاہزادہ بدیع الملک بسم اللہ کہکر گروہ مردم کی طرف بڑھے جو پرے
جمائے کھڑا تھا جسوقت سرحد بیابان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جسقدر انسان معلوم ہوتے
تھے وہ سب درخت ہیں اور ایک درخت بزرگ ہے کہ سب درختوں سے بلند ہے تنہ اسکا بہت بڑا
ہے پس بدیع الملک نے اسم اکیس مرتبہ پڑھا اور نگینہ پر انگشتری کے دم کیا اور عکس انگشتری کا اُس
درخت بزرگ پر ڈالا فوراً نگینہ چمکا اور مثل چنگاری کے اُڑ کر اُسی درخت بزرگ کی چوٹی پر گیا
معلوم ہوا کہ درخت آتشبازی میں چنگاری لگا دی تمام درخت جلنے لگا اور ہوا سے شعلہ
لپک لپک کر ہر درخت پر گرنے لگا تمام درخت دھڑ دھڑ جلنے لگے۔ بدیع الملک حدود بیابان
سے ہٹ کر علیحدہ کھڑے ہو گئے تمام صحرا آتش بہار ہو گیا شعلوں سے فن فن کی صدا پیدا ہوئی
اک آن واحد میں سارا جنگل جل گیا اور پھر اسی طرح وہ شعلہ جانب کوہ مصفا روانہ ہوا جس کو
پر بارہ ہزار ساحروں سے شر انداز جادو اور بروایت دیگر سنگ انداز جادو مقیم تھا یہ خبر
سنگ انداز جادو کو پہونچی کہ سارا جنگل جل گیا اور اب اک شعلہ اسطرف بھی آتا ہے یہ سنکر سنگ انداز
بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ اس سحر کا رد غیر ممکن ہے غضب ہوا کسنے میرے باندھے ہوے
طلسم کو توڑا یہ کہتا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھا دیکھا تو واقعی میں شعلہ مانند تیر شہاب کے سائیں
سائیں کرتا ہوا چلا آتا ہے پس اسنے جلدی سے روئی کا پہل نکالا اور خون پیشانی سے اُسکو تر کر کے
کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی بلند ہوئی اور لکہ ابر بنکر اُس شعلے کی طرف چلی چاہا کہ شعلے کو لپیٹ لے
اور سرد کروں وہ شعلہ مانند بجلی کے کڑکا اور دامن ابر کو جلا کر نکل گیا اور آن واحد میں بالائے
کوہ آگیا۔ اب تو تمام ساحروں نے اپنے اپنے سحر کرنا شروع کیے کہ اس شعلے کو قبل کریں کسی نے
شیشۂ آب دمیدہ سحر کا کھینچ مارا کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج کسی نے نارنج کسی نے پوری جھولی بیابان

سحر کی کھینچ ماری ہر طرف یا سامری یا جمشید کے نعرے بلند تھے لیکن شعلہ کسی طرح فرو نہوا اور
بالائے کوہ آکر پھیلا اور تمام ساحروں پر یکبارگی گرا جس ساحر نے بھاگ کے نکلجانے کا قصد
کیا دامن شعلہ دراز ہوا اور اُسکو بھی لپیٹ کر پھونک دیا وہ ناری آتشی کفن پہنے ہوئے جانب
دوزخ روانہ ہو رہے تھے مرنے سے ساحروں کے اک قیامت کبریٰ برپا تھی پر شور کر رہے
تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود و فلان بود ہر طرف سناٹا یا ذی ہو رہی تھی سنگ انداز
جادو نے چاہا تھا کہ غرق زمین ہو کر نکل جاؤں زمین بھی آگ کی ہو گئی اور یہ ملعون بھی جلکر
داخل جہنم ہوا مرنے سے سنگ انداز جادو کے تاریکی چھا گئی کوہ مصفا کوہ اسود معلوم ہونے لگا
شور گیرودار بلند ہوا بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من سنگ انداز جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم - ادھر تو کوہ کا تلاطم موقوف ہوا اور ساحروں
کو جلا کر آگ فرو ہوئی اُدھر دیکھا بدیع الملک نے کہ نگینہ انگشتر بر موجود ہے آپس بدیع الملک شکر خدا
بجالائے اور سردار جو دور سے تماشا دیکھ رہے تھے قریب آئے اور بدیع الملک کو اس فتح کی مبارکباد
دی کہ آپنے وہ مرحلہ سر کیا ہے جو امیر ثانی سے بھی سر نہوا تھا لیکن بدیع الملک بہت روئے اور کہا کہ
کاش یہ انگوٹھی امیر ثانی کو دستیاب ہوتی کہ جو لوگ جل گئے وہ جلنے سے محفوظ رہتے ایرج نوجوان
و نور الدہر وغیرہ نے قطب سجادہ نشین کے کمال کی بہت تعریف کی اب شاہزادہ بدیع الملک کوہ
مصفا پر تشریف لائے دیکھا کہ تمام کوہ جو سنگ مرمر کا تھا ایسا جلا ہے کہ سنگ اسود کا معلوم ہوتا ہے
اور لاشیں ساحروں کی جلی جھلسی ہوئی پڑی ہیں اور ایک ساحر نصف زمین میں گڑا ہوا ہے اور نصف
زمین کے باہر ہے اور اسی طرح جل کے رہگیا ہے - بدیع الملک نے اُن سب کو اُسی حال سے چھوڑا
کہ جبتک استخوان بھی رہینگے اس صحرا میں ٹھوکریں کھاینگے اُسوقت تک سرکشوں کو دیکھ دیکھ کر عبرت
ہوگی کہ ایک روز ظلم کا انجام یہی ہوگا - یہ وہی سنگ انداز جادو اور اُسکی فوج ہے کہ جسکے نام سے عالم
عالم کانپتا تھا ساحر تک تھراتے تھے بھلا غیر ساحر کا کیا ذکر ہے بقول شاعر ؎ پاؤں تھراتے
تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے * کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے * بعد بہت دیر کے
شاہزادہ بدیع الملک نے وہاں سے کوچ کیا اور مع لشکر اُسی بیابان کا ج وباج سے بخیریت
تمام گزرے کسیکا بال بھی بیکا نہوا دوسرے روز شام کے وقت اک صحرا میں پہونچے بارگاہیں
برپا ہوئیں راوٹیاں چھولداریاں قلندریاں برپا ہو گئیں بدیع الملک ادھر اُدھر ٹہلنے لگے دیکھا
کہ دور پر ایک مارکی اور برپا ہے اور دو چار ملازم گرد اُس مارکی کے موجود ہیں - بدیع الملک سمجھے
کہ یہ کسی کا مسکن ہے نور الدہر سے کہا کہ چلکر اُس درویش سے ملنا چاہیے نور الدہر نے کہا کہ
اے فرزند ابھی صعوبت سفر اُٹھائے چلے آتے ہو صبح کو اطمینان کے ساتھ ملنا - نور الدہر کے
کہنے کے موافق بدیع الملک نے اپنا عزم صبح پر موقوف رکھا لیکن اُس شخص نے جو کہ مارکی میں
بیٹھا تھا اِس لشکر کو اُترتے ہوئے دیکھا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جا کر خبر لاؤ کہ یہ کیسا قافلہ
ہے اور قافلہ سالار کون ہے ایک شخص لشکر اسلام میں آیا لوگوں سے پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہے کسی نے
خضران کو بتا دیا کہ اُنسے پوچھو وہ خادم سامنے خواجہ خضران کے آیا اور مطلب دلی عرض کیا خضران
نے اُسکو سادہ مزاج دیکھکر صاف صاف بتا دیا کہ یہ قافلہ بیت اللہ کی طرف جا رہا ہے اور قافلہ
سالار صاحبقران سوم یعنے شاہزادہ بدیع الملک ہے - یہ سنکر وہ خادم واپس گیا اور اُسنے اپنے

آقا سے بیان کیا بس یہ سنتے ہی وہ شخص درویش وضع اپنے مقام سے اٹھا اور جانب قافلہ
بدیع الملک روانہ ہوا جو خادم آ کے دریافت کر گیا تھا وہ ساتھ ساتھ تھا جب اسنے بدیع الملک
کو دیکھا تو کہا کہ صاحبقران ثالث یہی ہیں وہ مرد فقیر منش قریب صاحبقران کے آیا۔ ہاتھ میں اسکے
اک نوشتہ تھا دونوں ہاتھوں پر وہ نوشتہ رکھکر خدمت صاحبقران میں پیش کیا صاحبقران نے
صورت اسکی دیکھی تو چہرہ سے باوجود حزن وملال کے آثار شاہی وشہریاری نمودار تھے رفتار وگفتار
سے بوے امیری آتی تھی۔ صاحبقران نے تعظیم دی اور کرسی بچھوا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نام پوچھکر
ارشاد کیا کہ میں تو خود ہی فقیر دوست ہوں آپ سے اگر خود ہی ملتا آپ نے زحمت کر کے مجھکو
ممنون کیا۔ اس شخص نے عرض کی کہ آپ میرے گھر پر تو تشریف ہی لا چکے اگر مجھے قبل سے خبر
ملتی تو دو منزلوں کی سرحد تک پیشوائی کو حاضر ہوتا اور میں کوئی فقیر کامل نہیں ہوں بلکہ گدا
دیتا ہوں نام میرا روشن بخت ہے جسوقت صاحبقران ثانی اسطرف تشریف لائے میں اور
لشکر انکا بیابان کاج وباج میں جلکر چالیس آدمی بچے تھے تو میں حاجت اپنی لیکر خدمت
صاحبقران ثانی میں بھی گیا تھا لیکن صاحبقران ثانی نے بسبب اپنی پریشانی کے مجھسے عذر
فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ ابھی گردش تمھاری تقدیر میں باقی ہے چونکہ مجھے جلدی خانہ کعبہ جانے
کی ہے اور میں صاحبقرانی کو ترک بھی کر چکا ہوں لہذا میں تمھاری مطلب برآری نہیں کر سکتا بعد
میرے میرا جانشین صاحبقران ثالث اس طرف آئیگا اُس سے تم حاجت اپنی بیان کرنا وہ
مطلب تمھارا پورا کر دیگا اور میں ایک سفارش نامہ بھی لکھے دیتا ہوں یہ فرما کر اک تحریر ابھی
انھوں نے مجھے عنایت کی تھی اور تشریف لیگئے تھے اس روز سے یہ تحریر میری تعویذ بازو
تھی اور میں دن رات آپکے انتظار میں جس سختی سے گزار رہا تھا اُسکو میرا ہی دل جانتا ہے
ہزار ہزار شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج آپ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا اب یقین ہے کہ مراد دل
میری برآئیگی۔ بدیع الملک نے یہ سنکر اُس تحریر پر نظر ڈالی تھی لکھا تھا کہ اے شاہزادہ
بدیع الملک اے صاحبقران ثالث اگرچہ یہ کام میرے کرنے کا تھا کہ پہلے میں اس مقام تک
پہونچا تھا اور اس درد رسیدہ روشن بخت نے اپنی مصیبت مجھسے بیان کی تھی مگر مجھکو مقارب
احباب واعزا نے اس قابل نہ رکھا کہ میں اسکی دادرسی کر سکتا لہذا میں سفارش کرتا ہوں کہ جسوقت
یہ شخص تمسے مصیبت اپنی بیان کرے تو تم اسکی دادرسی کرنے کے بعد بیت اللہ کا قصد کرنا
کہ یہ بھی اک کار ثواب ہے جسطرح تمنے میری قائم مقامی ہر امر میں کی ہے اسیطرح یہ آخری کام بھی
ہے اور اے بدیع الملک جو صدمہ میں نے بیابان کاج وباج کے مرحلہ میں اٹھایا ہے یہ خدا
دشمن کو بھی نہ دے کیسے کیسے عزیز ودوست آنکھوں کے سامنے جلے ہیں کہ جنکا وہاں میلا
ہونا بھی نہ دیکھا جاتا تھا ایسی آگ بھڑکی جسنے دل میں آبلے ڈالدیے خدا تمھیں اس مصیبت
سے بچائے راقم امیر ثانی یہ عبارت دیکھکر بدیع الملک کی یہ حالت ہوئی کہ چیخیں مار مار کر رونے لگے
تحریر امیر ثانی کو بار بار دیکھتے تھے۔ ہر الف سنان دلدوز اور ہر مد شمشیر برہنہ معلوم ہوتا تھا
نقطے مانند سر بریدہ کے نظر آتے تھے دندانے سین کے آرہ کی شکل پر دانت نکالے ہوئے
تھے ہر واو گرز تانے ہوئے تھا اعراب تیروں کی طرح معلوم ہوتے تھے ہر دائرہ سپر روئے
ہوئے تھا مگر پیش آنے والے تیر غم سینے کے پار ہوے جاتے تھے دال مانند قبر کے شاخ امید کو

قطع کیے دیتی تھی۔ الحاصل تمام تحریر اک دفتر غم تھی۔ بدیع الملک نے اس نوشتہ کو تعویذ بازو کیا
اور فرمایا کہ خدا نے ہمین انھین کامون کے واسطے پیدا کیا ہی مین بسر و چشم اس خدمت کو
بجا لاؤنگا اور وصیت امیر ثانی پر عمل کرونگا اے روشن بخت اب تم حاجت اپنی بیان کرو
کہ تم پر کیا مصیبت پڑی ہی اور کیا چاہتے ہو۔ روشن بخت نے عرض کی کہ یہ غلام اس مقام کا
فرمانروا تھا جسے آج آپ جنگل دیکھ رہے ہین۔ بہت تھوڑا زمانہ ہوا کہ یہان بستی تھی گردش
افلاک دوار نے یہ انقلاب دکھایا کہ شہر صحرا ہوگیا بادشاہ فقیر ہوگیا جس زمانے مین کہ مین
اطمینان کے ساتھ سلطنت کرتا تھا اور مجھے کوئی غم نہ تھا خدا نے ایک فرزند سعید بھی عطا
کیا تھا اس فرزند کا نام سبز بخت شیر دل تھا نہایت مرد حسین و بہادر تھا ایک ساحرہ اسپر
عاشق ہوئی اور میرے فرزند کے پاس آکر اسنے سوال وصل کیا نام اس ساحرہ کا گلبن جادو
ہی چونکہ ہم لوگ ہمیشہ سے موحد ہین اور سحر و ساحری کو برا جانتے ہین اور ہمیشہ ساحرون سے
کراہت کرتے رہے اور مین بھی اس ساحرہ کا کوئی تیرہ سو برس کا تھا میرا فرزند بلطائف الحیل
ٹالتا رہا لیکن وہ ساحرہ کبھی کبھی آتی تھی اور مطلب دل اپنا بے تکلف بیان کیا کرتی تھی
چونکہ فرزند میرا جوان تھا وہ اک شاہزادی پر شیفتہ ہوا نام اسکا ملکہ لیلاے کاکل بخت تھا
شاہزادی بھی میرے فرزند پر فریفتہ ہوئی اور پوشیدہ طور پر دونون کا عقد ہوگیا کہ اس
ساحرہ کو خبر نہو جائے میرے فرزند کے دوستون نے کہا کہ گھر ہی گھر مین شادی کی کچھ تو
جلسہ بھی نہ دکھایا۔ شاہزادے ہوکر یہ بخل یہ سنکر میرے فرزند نے باغ مین جلسہ منعقد کیا وہ
باغ نہایت آراستہ تھا تین پہر رات جلسہ رہا پہر رات باقی تھی کہ فرزند میرا جلسہ سے اٹھکر
قصر مین آیا جہان ملکہ بیٹھی تھی فرزند میرا عروس کے پاس بیٹھکر مصروف اختلاط ہوا تھا کہ
اتفاق روزگار سے گلبن جادو آگئی اور اسنے اس حالت کو دیکھا آتش رشک مشتعل ہوئی آواز دی
کہ کیون اے سبز بخت ہم سے یہ انکار اور دوسرون سے یہ رغبت تو بھی کہ جسطرح تو نے میرا
دل جلایا ہی اسیطرح مین تیرا بھی دل جلاؤن۔ یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ہوا تند
چلی اور اک ابر پیدا ہوا کہ تمام باغ پر محیط ہوگیا اور بارش شروع ہوئی جسمین ایک قطرہ بھی گرا وہ
پتھر کا ہوکے رہگیا تمام جلسہ اور وہ عروس اور لشکر اور باغ کی چیزین پتھر کی ہوگئین اور فرزند
میرا غائب ہوگیا اس دن سے اسوقت تک اسکا کہین سراغ نہین ملتا آجتک وہ مقام جہان
جلسہ تھا اسی طرح سے ہی اگر حضور تشریف لیجلینگے تو مین دکھا دونگا مین نے اس جلسہ کا نام
بزم عبرت رکھ دیا ہی اسی روز سے مین نے فقیری اختیار کی اور جو لوگ رعایا مین سے محفوظ
رہے تھے وہ جان کو غنیمت جانکر گھر بار سے دست بردار ہوکر دوسرے ملکون مین آباد ہوے
یہ شہر جنگل ہوگیا مین بادشاہ سے فقیر ہوگیا لہذا امیدوار ہون کہ میرے بچھڑے ہوے فرزند کو
مجھسے ملا دیجیے یہ کہکر چیخین مار مار کے رونے لگا۔ بدیع الملک نے روشن بخت کی تسلی و تشفی
فرمائی اور اپنا مہمان کیا اور فرمایا کہ ہم صبح کو چلکر اس بزم عبرت کو دیکھینگے اسکے بعد تمھارے
فرزند کے ملنے کی کوشش کرینگے اگر خدا کو منظور ہی تو فرزند تمھارا تم سے ملیگا۔ غرضکہ روشن بخت
نے بدیع الملک کے ساتھ کھانا کھایا رات آرام سے بسر کی صبح کو بدیع الملک روشن بخت کے
ساتھ ہوکے اور طرف اس باغ عبرت آگین کے چلے۔ اسد غازی نور الدہر ایرج نوجوان شہنشاہ

گوہر کلاہ ہاشم تیغ زن اسفندیار گیلانی فرامرز عاد مغربی جمہور جانسوز تیر زن وغیرہ سب ساتھ تھے جس وقت قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ لشکر پڑا ہوا ہے کوئی کھانا کھانے بیٹھا ہے نوالہ ہاتھ میں ہے غور سے دیکھا تو تصویر پتھر کی ہے کوئی منھ دھونے بیٹھا ہے تو وہ اسیطرح رہگیا ہے گھوڑے نے اگر گھاس پر منھ ڈالا ہے تو گھاس منھ میں لٹک رہی ہے اور گھوڑا پتھر کا ہوگیا ہے جہاں کہ فوج پرا باندھے ہتھیار لگائے کھڑی ہے وہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لوگ آ کے کھڑے ہوئے ہیں دروازہ باغ پر جو دربان ہیں وہ اسی طرح بیٹھے ہیں جب اندر باغ کے داخل ہوئے سبزہ و گل غنچہ و برگ و ثمر ہر ایک چیز کو پتھر کا پایا جو طائر درختوں پر بیٹھے تھے وہ اسیطرح بیٹھے ہیں نہر کا پانی جگہ بشکل آئینہ ہوگیا ہے جس مقام پر جلسہ رقص و سرود آراستہ تھا وہاں لوگ حلقہ باندھے ہوئے سکوت کے عالم میں بیٹھے تھے وہ اسیطرح بیٹھے ہیں کانیکے انداز سے یہ پایا جاتا ہے کہ گا رہی ہیں مگر آواز نہیں ہے اک سکوت کا عالم ہے ایک جانب دو تین مکان ہیں روشن بخت اندر ان مکانات کے گیا۔ بدیع الملک سے کہا کہ جو حالت مردوں کی ہے وہی حالت عورتوں کی بھی ہے آپئے اور ملاحظہ فرمایئے کہ آپ سے کس بات کا پردہ ہے وہ تو عروس یعنے ملکہ لیلاے کا کل کشا بھی جسطرح مسہری پر لیٹی تھی اسی طرح لیٹی ہوئی ہے بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ یہ ناموس تمھارے فرزند کا ہے اور نامحرم ہے میں نہ دیکھونگا یہ فرما کر پلٹ آئے جو لوگ بدیع الملک کے ساتھ تھے سب پر اک عبرت طاری ہوئی روشن بخت کا غم بھی تازہ ہوگیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ بدیع الملک تسلی دیتے ہوئے روشن بخت کو اپنے ساتھ لیکر پھرے اور داخل بارگاہ ہوئے بدیع الملک نے روشن بخت سے پوچھا کہ کچھ پتا بھی گلبن جادو کا تمکو معلوم ہے کہ وہ کہاں رہتی ہے روشن بخت نے عرض کی کہ سنا ہے کہ وہ ساحرہ طلسم فانوس کی رہنے والی ہے مگر طلسم فانوس کا پتا معلوم نہیں ہے ہاں ایک چیز عجائبات سے دریا کے اُس پار ہر شب کو نظر آتی ہے اور صبح کو نظروں سے غائب ہو جاتی ہے فرمایا وہ کیا چیز ہے روشن بخت نے عرض کی کہ اے شہریار ہم لوگ کبھی دریا کے اُس پار تو گئے نہیں لیکن اس پار سے یہ تماشا اکثر دیکھا ہے کہ آفتاب غروب ہوتے ہی اک مکان صحرا میں نمودار ہوتا ہے اور اندر سے اُس مکان کے آواز سرود دستار و دف وغیرہ آتی ہے کہ تمام طائران صحرا اور چرندے بیخود محو ہو کر نزدیک اُس مکان کے آتے ہیں اور دیواروں سے سر ٹکراتے ہیں شیر بکری ایک جگہ کھڑے ہوتے ہیں نہ شیر بکری پر حملہ کرتا ہے نہ بکری شیر کا خوف کرتی ہے آفتاب نکلتے ہی وہ مکان نظروں سے غائب ہو جاتا ہے اور چرند و پرند اپنی راہ لیتے ہیں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کوئی دروازہ بھی اُس مکان میں جانے کا ہے روشن بخت نے عرض کی کہ دروازہ تو نہیں دیکھا مگر دیواروں میں روزن اور شیشے چمکتے معلوم ہوتے ہیں فرمایا آج ہم دریا کے اُس پار جا کر یہ تماشا دیکھینگے یہ ارشاد کر کے کشتیاں تیار ہونیکا حکم دیا دو گھڑی دن رہے بدیع الملک مع روشن بخت کشتیوں پر سوار ہو کر دریا کے اُس پار گئے دو اک سردار مثل ایرج و نور الدہر و اسد غازی و شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہمراہ تھے تھوڑا سا سامان راحت بھی مہیا کر لیا گیا تھا اک خیمہ بھی استادہ ہوگیا اور دروازہ خیمے کے آگے کرسیاں بچھا دیگئیں بدیع الملک مع جملہ سرداران اسلام کرسیوں پر جلوہ افروز ہوئے اور وہ وقت آیا کہ چراغ جلائے گئے آفتاب غروب ہوا قندیل ماہ سقف فلک نیلی میں آویزاں اور نمودار ہوئی

بزم انجمن آراستہ ہوئی طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے کہ یکایک وسط صحرا مین وہ
مکان نمودار ہوا دیکھا بدیع الملک اور سب سردارون نے کسی طرف کوئی دروازہ نہین ہی دیوارون مین
شیشے جڑے ہوے ہین اور اندر سے مکان کے آواز سرود وستار چلی آتی ہی بس وہ طائر جو آشیانون مین
جاکر بیٹھے تھے بیتاب ہوکر نکلے اور مثل پروانے کے اُس مکان سے سر ٹکرا ٹکرا کر گرے چرند دوڑے
ہوے آئے اور دیوار مکان سے سر گھسنے لگے بدیع الملک اور تمام سردار حیرت مین آئے تمام رات
یہی حالت رہی صبح کو وہ مکان نظرون سے غائب ہوگیا اواز غنا موقوف ہوگئی۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ یہ مکان بھی آثار طلسمی سے ہی خضران نے عرض کی کہ خدا سے دعا کیجیے کہ آپ لوگ ایسے کام
ہمیشہ مدد غیبی سے کرتے رہین اگر منظور خدا ہوگا تو یہ مرحلہ بھی سر ہو جائیگا۔ بدیع الملک نے
اسد غازی کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ میری راے مین آپ باری برپا کرکے دعا کرین شاید خدا
رحم کرے اسلیے کہ آپ نظر کردہ امیر عرب صیغم رب مقبول بارگاہ الٰہی ہین اسد غازی نے انکار کیا اور
کہا کہ بس خانہ کعبہ تک مجھے اپنے ساتھ مین نباہ لو کہ مٹی میری خاک کعبہ مین شامل ہو جاے اس سے
زیادہ ہوس نہین ہی۔ بدیع الملک نے ایرج سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ آپ بزرگون کے ہوتے
مین خرد ہوکر اس کام مین سبقت نہین کرسکتا ہون ایرج نے فرمایا کہ تم صاحبقران وقت ہو یہ
امر تمھارے ہی شایان ہی۔ بدیع الملک نے کہا کہ ابتو حالت مسافرت مین ہون صاحبقرانی کا زمانہ
ختم ہوگیا۔ ایرج نوجوان نے بدیع الملک کے اصرار سے باری برپا کرائی اور شام ہوتے ہی
داخل خیمہ ہوے تمام رات عبادت پروردگار مین گزاری یہانتک کہ نماز صبح پڑھکر خیمہ سے باہر
نکل آئے بدیع الملک نے آکر مزاج پرسی کی ایرج نوجوان نے کہا کہ مجھکو تو کوئی خواب وغیرہ نہین
ہوا معلوم ہوتا ہی کہ مین فتاح اس طلسم کا نہین ہون۔ اب بدیع الملک نورالدہر کی طرف مخاطب
ہوے اور عرض کی کہ قبلہ کعبہ آپ بھی آج کی رات استخارہ کرین شاید خدا آپ ہی کی سُن لے
اسلیے کہ آپ فتاح طلسم گوہر بار ہین اور اسکے علاوہ اور بھی طلسم آپ نے فتح کیے نورالدہر نے بھی
تمام رات دعا کی اور مصروف عبادت رہے مگر کچھ نہوا بے نیل مرام خیمے کے باہر نکل آئے۔ اب
سب نے بدیع الملک سے اصرار کیا کہ قافلہ سالار آپ ہین آپ ہی سے یہ کام ہوگا اسوقت
سب کی قسمتین آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین۔ بدیع الملک نے باری برپا کرائی اور وضو کرکے
فریضہ مغرب وعشا کو ادا کرکے دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور مصروف دعا ہوے کہ اے رب
بے نیاز اے معبود کارساز اس آخری مشکل کو بھی حل کر کہ اسمین بہت سی قسمتین شریک ہین۔ یہ دعا
کرتے کرتے نصف شب گزری تھی کہ غنودگی طاری ہوئی عالم رویا مین ایک قصر معلے نظر آیا اندر اس
قصر کے ایک بزم آراستہ دیکھی مسند نشین بزم ایک تاجدار سبز پوش کو دیکھا کہ رعب شاہی و ہیبت
جہان پناہی چہرے سے ٹپکتی ہوئی تھی بدیع الملک پر بھی ایسا رعب طاری ہوا کہ سلام کو خم ہوے
اُس تاجدار نے جواب سلام دیکر پاس اپنے جگہ دی اور بدیع الملک کو بٹھایا۔ بدیع الملک نے پوچھا
کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ مجھکو سلیمان ابن داود کہتے ہین یہ سنتے ہی شاہزادہ
بدیع الملک نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ خوشا نصیب میرے کہ مین زندگی مین آپکی زیارت سے
مشرف ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے بدیع الملک واقع مین یہ بات تمھارے ہی واسطے تھی
میری اولاد و تمک نے میرے یہان آنے کے بعد مجھکو نہ دیکھا بدیع الملک نے عرض کی کہ میری

جدہ ماجدہ ملکہ آسمان پری کس حال مین ہین اور جد امجد صاحبقران اول کی کیا حالت ہی حضرت نے ارشاد کیا کہ اے بدیع الملک جسکے دل مین محبت محمد و آل محمد کی ہی اُسکا انجام بخیر ہی آسمان پری بھی اچھی ہین اور حمزہ صاحبقران بھی دنیا سے زیادہ یہان راحت مین ہین بدیع الملک نے عرض کی کہ مین اپنے جدہ ماجدہ کو دیکھ سکتا ہون فرمایا ہان وہ سامنے جو اک کھڑکی معلوم ہوتی ہی وہان جاکے دیکھو وہ قصر آسمان پری کا ہی بدیع الملک اجازت لیکر اُٹھے اور اندر اُس کھڑکی کے داخل ہوے دیکھا کہ اک باغ رشک باغ ارم ہی کہ گل و ریاحین وہان کے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے تھے۔ آرستگی باغ بیان سے باہر ہی بدیع الملک سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ اک قصر مروارید ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک موتی کو تراش کے اُسکا قصر تیار کیا ہی بدیع الملک اندر قصر کے داخل ہوے دیکھا کہ ملکہ آسمان پری نہایت بشاش اسی طرح مسند پر بیٹھی ہین اور جو پریان دنیا پر خدمتگذار تھین کچھ وہ اور کچھ اُنکے علاوہ بھی خدمت کو موجود ہین اور آسمان پری جوان معلوم ہوتی ہین بدیع الملک نے سلام کیا۔ آسمان پری نے خوش ہوکے سر سینے سے لگایا۔ شاہزادہ بدیع الملک رونے لگے آسمان پری نے منع کیا اور کہا کہ یہ دنیا نہین ہی اگر روؤ گے تو پھر مجکو نہ دیکھو گے بدیع الملک نے ضبط کرکے پوچھا کہ اسوقت ملکہ قریشیہ سلطان عادل قاف کہان تشریف رکھتی ہین وہ تو زندگی مین آپ سے کبھی جدا نہین ہوئین آسمان پری نے ارشاد کیا کہ ہان یہان ہر اک کی جگہ دوسری ہی جب میرا قریشیہ کے دیکھنے کو جی چاہتا ہی تو مین اُسکے قصر مین چلی جاتی ہون اور جب قریشیہ کا میرے دیکھنے کو جی چاہتا ہی تو وہ یہان چلی آتی ہی اُسکو تم سے بیحد محبت ہی اسلیے کہ تمہارے دادا کو قریشیہ نے اولاد کی طرح پالا تھا۔ بدیع الملک نے عذر کیا کہ مین طلسم نطاق پر جس بلا مین پھنسا ہوا تھا اُسکا خدا شاہد ہی۔ تمام اعزا و اقربا کئی ہزار کے قریب مجھسے جدا ہوگئے یہی وجہ ہوئی کہ مین قاف کی خبر نہ لے سکا۔ آسمان پری نے کہا یہ تقدیری امور ہین مجھے اسکی شکایت نہین اور اے بدیع الملک اچھا ہوا کہ کوئی مددگار نہ پہونچا اب مین یہان قاف سے زیادہ آسائش مین ہون تم جسوقت یہان پہونچو گے تو معلوم ہوگا کہ سارے غم غلط ہو جاینگے لوگ طول حیات کی دعا کرتے ہین اور زندگی اک ضیق کی چیز ہی کہ ہزار ہا رنج سیکڑون صدمون کا سامنا رہتا ہی۔ اے بدیع الملک اب اُس عالم کے خیال سے دم اُلجھتا ہی جسمین تم ہو۔ بدیع الملک آسمان پری سے رخصت ہوکر دوسرے قصر مین آئے جسمین ملکہ قریشیہ سلطان مقیم تھین انکے گرد بھی حسینون کا مجمع تھا ایسی ایسی عورتین حسین خدمتگذاری کو موجود تھین کہ وہ دنیا پر کبھی آنکھ سے بھی نظر نہ پڑی تھین بدیع الملک نے قریشیہ سلطان کو سلام کیا قریشیہ نے بھی گلے لگایا اور کہا اے بدیع الملک کہو کس حالت مین ہو بدیع الملک نے آلام زندگی کی بہت شکایت کی قریشیہ سلطان نے کہا نہ گھبراؤ کہ تھوڑے ہی دنون اب سختی دنیا کی اور اُٹھانا باقی ہی تم بھی منزل مقصود کے قریب پہونچے جاتے ہو بدیع الملک نے کہا میرے ایسے اعمال کہان کہ مرنے کے بعد مجکو راحت ہو ملکہ قریشیہ سلطان نے بھی وہی کلمہ کہا جو آسمان پری نے کہا تھا کہ کیا تمہارا دل محبت محمد و آل محمد سے خالی ہی جو اپنی بخشش سے مایوس ہو بدیع الملک کو اس کلمہ سے تقویت ہوئی اور محمد و آل محمد پر درود بھیجا اور کہا کہ میرے جد نامدار صاحبقران عالیمقدار کہان تشریف رکھتے ہین قریشیہ سلطان نے کہا کہ وہ قصر یہان سے کچھ دور ہی اب وقت زیادہ ٹھہرنے کا نہین ہی ورنہ جس مطلب کے واسطے آئے ہو وہ رہ جائیگا

کئی راتین بھی ہونگی تو عزیزون کے دیکھنے مین ختم ہوجائینگی۔ بس زیادہ ہوس نکرو اور شکر
خدا بجالاؤ کہ تمنے زندگی مین وہ مقام دیکھا ہی کہ کسیکو نہین نصیب ہوا اور مرنے کے بعد بھی
وہ لوگ ان مقامات پر پہونچتے ہین جو نیک اعمال اور معصوم خصائل ہوتے ہین۔ بدیع الملک
فرشتہ سے رخصت ہوکر پھر اُسی قصر مین آئے جہان جناب سلیمان تشریف فرما تھے جناب
سلیمان نے ارشاد کیا کہو بدیع الملک اپنے اعزا کو دیکھ آئے۔ عرض کی کہ آپکے طفیل سے
دیکھا تو مگر زیارت حمزہ صاحبقران سے محروم رہا۔ حضرت نے فرمایا کہ رنج نکرو زیادہ اس مقام
پر ٹھہرنے مین تمھارا حرج ہوگا۔ لو یہ پرچہ لو اور اسپر کاربند ہو۔ اب زیادہ فرصت کا وقت نہین
ہی بدیع الملک نے وہ پرچہ لے لیا اور عرض کی کہ اتنا تو ارشاد کیجیے کہ وہ مکان جو صحرا مین نمودار
ہوتا ہی جس سے آواز ساز آیا کرتی ہی وہ کسکا بنایا ہوا ہی اور رہنے والا اُس مکان کا کون ہی
حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ مکان طلسم فانوس سے اسقدر تعلق رکھتا ہی کہ کچھ اجنہ نے اپنی
دلبستگی کے واسطے صحرا مین یہ مکان اِس ترتیب کا بنایا ہی کہ جسوقت ہوا شگافون کے ذریعہ
سے اندر مکان کے جاتی ہی اور گردش کرکے ٹکراتی ہوئی دوسرے طرف سے نکلتی ہی تو آوازِ
مختلف باجون کی پیدا ہوتی ہی اندر مکان کے کوئی گانے والا اور ساز کا بجانے والا نہین ہی
اور اے بدیع الملک اگرچہ تم خود ہوشیار اور دنیاے ناپائدار کے فانی ہونے سے واقف ہو
لیکن یہ نصیحت میری تہِ دل سے سنو اور اسے یاد رکھو کہ جسطرح یہ مکان شام کو نمودار ہوکر صبح کو
غائب ہوجاتا ہی اسیطرح حیات انسان بھی ہی کہ زمانہ شہاب مثل ایک اندھیری رات کے
ہی جسنے اعمال کی روشنی نہ پیدا کی وہ ٹکراتا رہیگا اور جسنے اعمال کے چراغ روشن کر رکھے ہین وہ
اندیشہ ناک نہوگا قبر بھی اُسکی روشن رہیگی اور موت کسیکو مہلت دینے والی نہین ہی مجھ سا
بادشاہ عالم مین کون ہوا کہ جن و انس وحش و طیر میرے تابع فرمان تھے اور مین نبی خدا بھی تھا
لیکن ملک الموت جسوقت حکم خدا لیکر قبض روح کو آئے تو مین بالاخانے پر کھڑا ہوا اپنے لشکر
کی سیر دیکھ رہا تھا کہ مجھکو خدا نے کتنا لشکر عنایت کیا ہی فوج پرے باندھے ہوے سامنے سے
گزر رہی تھی کہ دفعتاً ملک الموت نے آکر سلام کیا مین نے شخص اجنبی کو دیکھکر تعجب کیا کہ میرا
حکم تو تھا کہ یہان کوئی نہ آئے یہ کیونکر آگیا مین نے اُس سے سوال کیا کہ یہان تو کسکے
حکم سے آیا ہی اسنے کہا کہ خدا کے حکم سے آیا ہون اور آپ کی قبض روح کرونگا یہ سنکر مین نے
جانا کہ یہ ملک الموت ہی مین نے کہا کہ درگاہ احدیت مین میری طرف سے عرض کرو کہ مین بیٹھ
جاؤن اگر اجازت ہو تو بیٹھ جاؤن اُسکے بعد قبض روح کرو ملک الموت نے کہا کہ دم زدن کی
اجازت بھی نہین ہی بیٹھنا کیسا تو اے بدیع الملک مجھے بھی اِس موت نے دم بھر کی مہلت
نہ دی لہذا ہر وقت موت کو نزدیک سمجھنا اور سفر ملک عدم کے واسطے تیار رہنا۔ یہ سنکر شاہزادہ
بدیع الملک پر وہ حیرت طاری ہوئی کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا سا آگیا پھر جو آنکھ کھلی تو نہ وہ بزم
تھی نہ وہ باغ تھا نہ قصر اُسی عبادتخانہ مین تھے اور وقت نماز صبح کا تھا دو پہر کا طولانی خواب
بدیع الملک نے دیکھا جلدی سے اٹھ کر وضو کیا نماز پڑھی اور وظیفہ پڑھتے ہوے پرچہ ہاتھ
مین لیے عبادتخانہ سے باہر آئے چہرہ بدیع الملک کا اسقدر بشاش تھا کہ گویا جوان ہوگئے تھے
اور جسم سے عجیب طرح کی خوشبو چلی آتی تھی اسد غازی اور نورالدہر اور ایرج اور شہنشاہ گوہر کلاہ

پہلے سے حل رہے تھے اسد غازی نے پوچھا کہ کہو یا کوئی خواب وغیرہ دیکھا کچھ ہدایت ہوئی شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا کہ اتنا بڑا خواب دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا اور تمام کیفیت خواب کی سامنے سبکے
بیان ہوئی سنتے ہی مبارکباد دی اور کہا فتاح اس طلسم فانوس کے آپ ہی ہیں۔ بدیع الملک
نے روشن بخت کو بھی بلایا اور ارشاد کیا کہ اب میں بارادہ فتاحی طلسم جاتا ہوں امید ہے کہ تمھارا
مقصد بہت جلد حاصل ہوگا یہ فرما کر سبکو اسی جگہ چھوڑا اور آپ وہی پرچہ جو خواب میں جناب
سلیمان نے عنایت کیا تھا لیے ہوئے سب سے رخصت ہوکر اک جانب روانہ ہوئے
جب اتنی دور نکل آئے کہ سب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے اور سب انکی نگاہوں سے
دور ہوگئے تو اک مقام پر ٹھہر کر اس نوشتہ کو کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے بدیع الملک یہاں سے
جانب شمال اک کوہ واقع ہے اس کوہ پر جا کر قیام کرو اور دن وہیں گزارو جب رات ہوگی تو کوہ کے
اس طرف دیکھنا تمہیں چراغان کا لطف نظر آئیگا بعد اسکے پھر اس پرچہ کو دیکھنا جو کچھ نظر آئے
اسپر عمل کرنا یہ مضمون دیکھکر بدیع الملک جانب کوہ روانہ ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل کچھ دن
رہے کوہ پر پہونچے بالائے کوہ اک درخت میوہ دار کنارے اک چشمہ آب کے لگا ہوا تھا بدیع الملک
نے درخت سے میوہ توڑ کر کھایا اور چشمۂ آب سے پانی پیا اور وضو کرکے ظہرین کو ادا کیا جتنے عرصہ
میں وظیفہ ختم ہوا اتنی دیر میں وقت مغربین کا آگیا فریضہ مغرب و عشا کو ادا کرکے جو کوہ کے اس طرف
نظر کرتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرا میں آگ لگی ہوئی ہے لاکھوں چراغ جلتے نظر آرہے ہیں
جہانتک نظر کام کرتی ہے سوا چراغوں کے کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی تمام رات بدیع الملک یہی
تماشا دیکھا کیے جب وقت نماز سحر کا آیا تو فریضہ سحر کو ادا کرکے اسی نوشتہ کو نوشتہ قسمت سمجھکر
پھر ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ اے بدیع الملک فلاں اسم پڑھو جب ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھ چکو گے
تو دستک دینا اسوقت ایک جن حاضر ہوگا اس سے کہنا کہ مجھے صندوقچہ لوح طلسمی کا لا دے کہ
میں فرستادہ جناب سلیمان ہوں وہ جن کہیگا کہ میں کیونکر سمجھوں کہ تم فرستادہ جناب سلیمان
ہو۔ اسوقت تم کہنا کہ تو بادشاہ طلسم کی دختر پر عاشق ہے اور یہ اسکا نام ہے اور یہ تیرا نام ہے اگر
تو صندوقچہ لوح مجھکو لا دیگا تو میں بعد فتح طلسم شادی تیری دختر بادشاہ طلسم سے کرا دونگا اور
میں فتاح طلسم ہوں وقت فتح طلسم کا آگیا عمر طلسم کی ختم ہوئی۔ یہ سنکر وہ جن صندوقچہ لا دیگا
تم اسی سے کہنا کہ اس صندوقچہ کو کھول جب وہ کھولیگا تو جو کچھ اس صندوقچہ سے برآمد ہو اسے
اپنے پاس رکھنا اور جو کچھ پیش آئے اسی لوح میں دیکھنا۔ اسکے بعد عبارت پرچہ کی نظروں سے
غائب ہوگئی مگر نام اسم جسکے پڑھنے کی ہدایت ہوئی تھی لکھا رہگیا باقی کاغذ سادہ ہوگیا بدیع الملک
نے حسب ہدایت اسم کو ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھکر دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور اک جن
عجیب صورت نمودار ہوا اور کہا کہ مجھے کیوں بلایا ہے۔ بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ تجھے اسواسطے بلایا
ہے کہ تو امین لوح ہے اب ہماری امانت ہمارے سپرد کر اور آگاہ ہو کہ میں فرستادہ جناب سلیمان اور
فتاح طلسم فانوس ہوں۔ یہ سنکر وہ جن بولا کہ میں کیونکر یقین کروں کہ آپ فرستادہ جناب سلیمان ہیں
کوئی نشان ایسا دیجیے جس سے مجھے یقین ہو فرمایا کہ تو بادشاہ طلسم کی دختر نیک اختر پر عاشق ہے
نام تیرا جاموش جنی ہے اور دختر بادشاہ کا نام ملکہ نجم تاب ہے۔ یہ سنکر جاموش جنی نے ہاتھ جوڑ لیے
اور عرض کی کہ میرا مقصد دل بھی برآئیگا فرمایا کہ انشاءاللہ بعد فتح طلسم عقد تیرا تیری معشوقہ کے ساتھ

کر دونگا یہ سنکر جاموش جنی خوشی خوشی روانہ ہوا اور بعد کچھ دیر کے اک صندوقچہ ہشت پہل لیکر حاضر
ہوا اور کنجی بھی لاکر دی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ تمھین اس صندوقچہ کو کھولو بھی۔ جاموش جنی
نے صندوقچہ کو کھولا بس صندوقچہ کھلتے ہی تڑاقہ ہوا اور اک برق چمک کر صندوقچہ سے نکلی اور
جاموش جنی پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے بدیع الملک کو نہایت تاسف ہوا دیر تک سکوت
کے عالم مین رہے کہ یہ بیچارہ نامراد رہگیا صندوقچہ مین دو لوحین رکھی تھین ایک بڑی لوح تھی اور
ایک چھوٹی لوح تھی بڑی لوح مدور اور چھوٹی ہشت پہل تھی اور ایک گوہر اور تین پتھر تھے۔
بدیع الملک نے دونون لوحون کو گلے مین پہنا اور گوہر ہاتھ مین لی اور پتھرون کو جیبون مین
بھر لیا اور لوح مدور کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیاد این عجائبات تو جاموش
جنی کے مرنے کا مطلق افسوس نکر اور اسے اُسی ہیئت سے چھوڑکر فلان اسم جو کنارہ لوح پر
تحریر ہے گیارہ مرتبہ پڑھ اک مرغ زرین بال آئیگا اور مثل انسانون کے گویا ہوگا اور پوچھیگا کہ مجھے
کیون یاد کیا ہے کہان چلنے کا قصد ہے اسوقت تم اُس سے کہنا کہ اے مرغ شائستہ تو مجھے پشت طلسم
کی جانب پہونچادے اسوقت مرغ شائستہ تمکو پشت پر سوار کرکے اڑیگا اور مقام مذکور پر پہونچادیگا
بدیع الملک نے حسب ہدایت لوح اُس اسم متبرک کو گیارہ مرتبہ پڑھا بس اک ہوائے تند چلی
دیکھا کہ جانب جنوب سے اک مرغ اڑتا ہوا چلا آتا ہے پر اُسکے اسطرح چمک رہے ہین جیسے کرن
آفتاب کی ہوتی ہے حرکت سے پرون کی آنکھون مین چکاچوند آتی ہے آن واحد مین وہ مرغ سامنے
بدیع الملک کے آکر زمین پر اُترا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہان پہونچادون۔
بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ اے مرغ شائستہ مجھے پشت طلسم فانوس پر لیچل مرغ نے کہا کہ
مجھپر سوار ہوجیے یہ کہکر پر کھول دیے اور جھکا بدیع الملک پشت پر اُسکے سوار ہوے اور بجا
لگام چوٹی اُس مرغ کی تھام لی مرغ بدیع الملک کو وہان سے لیکر اسقدر بلند ہوا کہ زمین کے بڑے
بڑے درخت مثل گیاہ کے معلوم ہونے لگے انسان مثل چیونٹیون کے نظر آتے تھے بدیع الملک
کبھی آسمان کو دیکھتے تھے کبھی زمین کی طرف نظر کرتے تھے دوسرا بدیع الملک کے مقام پر ہوتا تو
بسبب ہیبت کے بیہوش ہوکے پشت مرغ پر سے گر پڑتا مرغ فرائے بھرتا ہوا مانند عقاب کے
پر پھیلائے ایک جانب چلا جاتا تھا ہوا ایسی تیز تھی کہ کلیجے کے پار ہوئی جاتی تھی بدیع الملک
تھپیڑے ہوا کے سینے پر روک رہے تھے بمشکل تمام اُتنی راہ ختم ہوئی اور مرغ شائستہ اک مقام
پر اُترا دیکھا بدیع الملک نے کہ اک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے روشین پڑی نہایت درست
درخت میوون سے لدے ہوے ہین بور آیا ہوا ہے کوئی پختہ کوئی خام میوے کے انواع و اقسام
کے ہین جانوران مختلف اللون شاخہاے درخت پر خوش فعلیان کر رہے ہین ادہر سے اڑکر اُدھر
جاتے ہین اور اُدہر سے اُڑکر ادہر آتے ہین پھول اس اس طرح کے کھلے ہوے ہین کہ کبھی
آنکھ سے نہ دیکھے تھے لیکن تمام باغ مین سناٹا ہے کوئی انسان بھی نظر آتی ہے کوئی مالی بھی
نہ دکھائی دیتا ہے بدیع الملک نے دل مین کہا کہ کیا باغبان قضا و قدر نے خود اس باغ کو
آراستہ کیا ہے کسی مقام پر سوکھا ہوا میوہ یا برگ ایک بھی نظر نہ آیا۔ بدیع الملک نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ اس باغ کی سیر کرو کہ یہ محفوظ مقام ہے جسوقت کنارہ باغ پر قریب دیوار باغ کے
پہونچوگے تو اک تالاب نظر آئیگا کہ وہ بھی قابل دید ہے بس تم ایک پتھر اندر اُس تالاب کے

گوپن مین رکھکر مارنا اور تماشا قدرت خدا کا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی بدیع الملک نے مرغ کی پشت سے
اُترنے کا قصد کیا مرغ نے منع کیا۔ بدیع الملک نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے بدیع الملک
جو کچھ مرغ شائستہ کہتا ہی بیجا نہین کہتا ہی بخود تمکو پشت پر سوار کیے ہوے تمام باغ کی سیر کرادیگا
بدیع الملک نے مرغ شائستہ سے ارشاد کیا کہ مجھے سیر باغ کی دکھا کنارے تالاب کے لیچل مرغ
شائستہ وہان سے اُڑا مگر نیچا نیچا کہ بدیع الملک سیر کر سکین عجیب عجیب درخت اور نئے نئے
پھل پھول بدیع الملک کو دکھائی دیے بدیع الملک سیر باغ کرتے جاتے تھے اور صنعت آفریدگار
کی تعریف مین تر زبان تھے کہ یکایک وہ تالاب نظر آیا دیکھا بدیع الملک نے کہ ایک جانب تالاب
کے باغ ہی اور تین طرف درخت ہین سیڑھیان تالاب کی سنگ لاجوردی ہین لب گردان کی بلی بید ہین پانی
نہایت صاف و شفاف ہی مچھلیان سُرخ و سبز و زرد اوپر اُبھرتی ہین اور منھ سے حباب چھوڑ کر پھر
تہنشین ہو جاتی ہین بس بدیع الملک نے حسب ہدایت لوح اور اک پتھر جیب سے نکالکر منجنیق
مین رکھا اور سات مرتبہ گردش دیکر سطح آب پر مارا بس پتھر کا گرنا تھا کہ تالاب مین تلاطم ہوا اور تمامی
پانی مانند سیماب کے چرخ مارنے لگا اور اک روشنی سی پیدا ہوئی بدیع الملک کی نظر دیوار پر جا پڑی
دیکھا کہ دیوار اسقدر باریک ہوگئی ہی کہ اُس طرف کا حال اسطرف سے معلوم ہوتا ہی اب شاہزادہ
بدیع الملک کو اک دربار نظر آیا معلوم ہوا کہ کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی ارکین دولت حاضر ہین رات
کا وقت ہی کثرت چراغان سے سارا دربار جگرمگر کر رہا ہی کہ اک مرتبہ بادشاہ نے وزیر سے مخاطب ہو کے
پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی اور دفعتاً دن سے رات کیون ہوگئی وزیر نے کھڑے ہوکے دست بستہ
عرض کی کہ قربانت شوم فتاح طلسم آگیا یہ اُسی کی شعبدہ بازی معلوم ہوتی ہی بادشاہ نے کہا کہ
کہا امین لوح نے لوح طلسمی اُسکو دیدی وزیر نے کہا کہ جب عمر طلسم آخر ہوتی ہی تو سبھی خرابیان
ظہور مین آتی ہین امین خیانت پر کمر باندھ لیتے ہین اپنے بیگانے ہو جاتے ہین دوستون سے
دشمنی ظہور مین آتی ہی یہ تو بہت مقدمہ ہی اور دیکھیے کون کیا کرتا ہی اور کتنے دوست دشمن کی طرفداری
پر کمر باندھ لیتے ہین۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہین ہی اور اُسنے کوئی اسم سحر پڑھا کہ
وہ چراغان گل ہوگئے اور رات کا پھر دن نظر آنے لگا اور تالاب مین جو سیماب چرخ مار رہا تھا
وہ ٹھہر گیا اور پانی نے اُس پتھر کو اُچھال دیا جسکے گرنے سے یہ تلاطم پیدا ہوا تھا پھر وہی حالت ہوگئی
جو پہلے تھی۔ بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پتھر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لو کہ ابھی اس سے
اور کام بھی لینا ہی اور مرغ شائستہ سے کہو کہ ہمکو پہلوے طلسم کی طرف لیچل۔ بدیع الملک نے
حسب ہدایت لوح پتھر اُٹھا کر قبضہ مین کیا اور مرغ شائستہ سے کہا کہ ہمکو پہلوے طلسم کی طرف
لیچل حسب الحکم فتاح طلسم مرغ شائستہ پھر اُڑا اور اسطرح اسقدر بلند ہوا کہ اگر اہل زمین دیکھتے
تو اک ستارہ سا نظر آتا بعد کچھ دیر کے مرغ شائستہ نیچا ہونے لگا اور نیچا ہوتے ہوتے پھر اک باغ
مین لیگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ یہ باغ اُس سے زیادہ آراستہ ہی درخت و گل یہان کے بھی
نرالے ہین روش پٹری کا انداز دوسرا ہی۔ بدیع الملک سیر کرتے ہوے اک مقام پر پہونچے کہ وہان
اک درخت بزرگ تھا بس بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اُسی پتھر کو گوپن مین رکھکر اس
درخت پر مارو اور پھر تماشا قدرت خدا کا مشاہدہ کرو بدیع الملک نے پتھر گوپن مین رکھکر اُس
درخت پر مارا پتھر درخت پر پڑتے ہی شاخون مین اکھڑ ہا اور سارے درخت مین لرزہ پیدا ہوگیا

برگ و ثمر ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرنے لگے جو برگ یا ثمر یا گل زمین پر گرا وہ اک طائر عجیب الخلقت
بن کر اُڑا اور ہیہات کی آواز دیتا ہوا بلند ہوگیا تمام باغ میں جسقدر بیج گل و ریاحین برگ و غنچے درختوں سے
گر گئے اور طائر بن بن کر اُڑتے ہوئے جانب آسمان بلند ہونے لگے اور شور و غل کرنے لگے کہ اے
باشندگان طلسم آگاہ و خبردار ہو جاؤ کہ فتاح طلسم آگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ دیوار باغ پھر ایسی شیشے کی
باریک ہوگئی اور دربار بادشاہ نظر آنے لگا جسقدر زنگل نشین اور کرسی نشین حاضر دربار تھے سب
نظر آتے تھے بادشاہ نے دوسرے وزیر کی طرف مخاطب ہوکے پوچھا۔ اب یہ شور و شغب کیسا
ہے اُسنے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ وہی سرکش فتاح طلسم پہلو سے اس طلسم پر آیا ہے اہل باغ کو
پریشان کر رہا ہے بس یہ سُنکر بادشاہ نے کچھ اسم سحر پڑھا اور اک باز کو چھوڑا کہ وہ باز اُڑکر بلند ہوا
اور پر مار مار کر طائروں کو نیچا کرنے لگا یہانتک کہ جسقدر طائر اُڑ رہے تھے اور فریاد کر رہے تھے
اُنکو نیچا کر کے درختوں پر بٹھا دیا اور پر مار کر اُس پتھر کو گرا دیا جو شاخوں میں اُلجھکر رہگیا تھا شاہزادہ
بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت یہ طائر چلا جائے تو پتھر کو اُٹھا کر اپنے قبضہ میں
کرو اور مرغ شائستہ سے کہو کہ مجھے پہلو جب پر طلسم کے پہونچاوے پھر وہاں کے عجائبات دیکھو
بدیع الملک نے ایسا ہی کیا کہ جب وہ باز سب جانوروں کو درختوں پر بٹھا چکا تو پتھر کو گرا دیا اور
اُڑتا ہوا اندر طلسم کے چلا گیا دیکھا بدیع الملک نے کہ جسقدر طائر تھے وہ سب برگ و ثمر و گل بنکر
رہگئے پھر باغ کی وہی حالت ہوگئی۔ بدیع الملک نے پتھر کو قبضہ میں کیا اور مرغ شائستہ سے کہا کہ
مجھے طلسم کے دوسرے پہلو پر لیچل۔ پھر مرغ شائستہ بلند ہوا کہ غل ستارے کے اہل زمین کو معلوم
ہوتا تھا اہالیان طلسم نے بادشاہ سے کہا کہ سنیئے وہ فتاح طلسم جاتا ہے بادشاہ طلسم نے کہا کہ
بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ فتاح طلسم ساحر نہوگا بلکہ غیر ساحر ہوگا۔ پھر فتاح طلسم ستارہ بنکر اسقدر
بلند ہوکر کیونکر جا سکتا ہے۔ ہاں مرغ شائستہ نے قریب منزل مقصود کے پہونچکر رخ زمین کا کیا
اور نیچا ہونے لگا۔ یہانتک کہ پھر بدیع الملک کو اک باغ پُر بہار میں لیکر پہونچا اُس باغ میں
ایک ایک تختہ ایک ایک قسم کے درختوں کا لگا ہوا تھا اور کسی درخت میں برگ و ثمر و گل کچھ نہ تھے
خالی ٹھنڈ کھڑے تھے درخت مختلف اللون تھے جو رنگ پھولوں کے ہوتے ہیں وہ رنگ شاخوں
کے تھے تمام باغ عجیب طرح کا تھا بدیع الملک حیرت کے ساتھ ہر چمن کی سیر کرنے لگے اور تماشا
تحیر نجات طلسم کا دیکھتے ہوئے قریب اک چاہ کے پہونچے دیکھا کہ جگت کنوئیں کی سنگ سماق
کی ہے چرخی لگی ہوئی ہے ڈول رکھا ہوا ہے لیکن کوئی پانی بھرنے والا نہیں معلوم ہوتا ہے بدیع الملک نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ وہی پتھر ڈول میں رکھکر کنوئیں میں ڈالدو اور سرا رسی کا گراری میں باندھکر جلدی
سے بلند ہو جاؤ۔ بدیع الملک مرغ شائستہ کو قریب کنوئیں کے لیگئے اور پشت مرغ سے اُترکر پتھر
ڈول میں رکھا اور کنوئیں میں ڈالا سرا رسی کا گراری سے باندھکر پھر پشت مرغ پر سوار ہوئے اور مرغ کو
بلند ہونے کا اشارہ کیا ادھر تو مرغ بلند ہوا اُدھر کنوئیں سے اک شعلہ جوالہ نکلا اور مثل چادر کے تمام
باغ پر پھیل گیا اور شور و غل کی صدا بلند ہوئی کہ اے کوئی ہماری خبر لینے والا نہیں کہ یہ ظالم ہمکو
جلائے دیتا ہے دیکھا بدیع الملک نے کہ پھر دیوار باغ مثل شیشے کے ہوگئی اور اُدھر کی کیفیت اِدھر
سے نظر آنے لگی اور اُدھر کی کیفیت اِدھر سے دکھائی دینے لگی جسقدر درخت تھے وہ انسان بنگئے
اور اِدھر سے اُدھر دوڑنے لگے اک عجیب اضطراب اُن لوگوں میں پیدا تھا بس اس شور و غوغے

کی آواز جو بادشاہ طلسم کے گوش زد ہوئی تیسرے وزیر کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ اب کیا واقعہ ہے
وزیر سوم نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ یہ سبب فتنے اور فسادات اُسی ظالم طلسم کشا کی ذات سے ہیں
اب اُسنے یسار طلسم کی طرف آکر پتھر کنوئیں میں ڈالا ہی تمام فوج طلسمی کو آتش قہر نے گھیر لیا ہی وہی لوگ
فریاد کر رہے ہیں بس یہ سُنکر بادشاہ طلسم نے صندوقچہ کھولا اور اُسمیں سے اک ٹکڑا فولاد کا نکالکر
کچھ اسم سحر پڑھکر اُچھال دیا کہ وہ برق بنکر کڑکا اور کڑکر اُس ابر آتشین پر گرا کہ ابر کے دو ٹکڑے
ہوگئے اور برق جاکر کنوئیں میں گری اور پتھر اچھل کر باہر کنوئیں سے آرہا اور وہ چادر شعلہ کی جو لپٹی ہوئی
تھی سمٹ کر پھر اُسی کنوئیں میں چلی گئی جو درخت انسان بنکر ادھر اُدھر دوڑنے لگے تھے وہ پھر درخت
بنگئے۔ بدیع الملک یہ عجائبات دیکھکر اور تعجب میں آئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم و یسار این عجائبات اب تک جاہیے کہ مرغ شائستہ سے کہہ کہ تجھے دروازہ طلسم
کی طرف لیچل۔ بدیع الملک نے پھر اپنا پتھر اُٹھا لیا اور مرغ سے کہا کہ مجھے دروازہ طلسم کی طرف لیچل
مرغ شائستہ پھر بلند ہوا اور جانب دروازہ طلسم روانہ ہوا۔ جاتے جاتے ایک دو ساعت میں اک
صحرا میں پہونچا اور نیچا ہوا دیکھا بدیع الملک نے کہ ہزارہا دروازے بلند مثل طاق کسرے کے بنے
ہوئے ہیں اور ہر در میں قندیل آویزاں ہی اور دونوں جانب دو فیل کھڑے جھوم رہے ہیں اور بیچ
در میں ایک اژدر دہان منھ کھولے بیٹھا ہی اور قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہی بس یہ تماشا دیکھکر شاہزادہ
بدیع الملک حیران تھے کہ اتنے دروازوں میں کس دروازے کو راہ طلسم سمجھنا چاہیے لوح کو اُٹھا کر
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم ابھی وقت فتح طلسم کا کچھ دور ہی دروازہ اصلی کی تلاش نکر
یہ جو اژدر منھ کھولے ہوئے قلابہ آتشین چھوڑ رہے ہیں ان سب کو ایک سمجھ اور وہی پتھر منجنیق
میں رکھکر گیارہ مرتبہ گردش دیکر اسطرح پتھر کو رہا کر کہ دہان اژدر میں پتھر گرے اُسوقت تماشا قدرت
خدا کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی۔ بدیع الملک نے پشت مرغ شائستہ سے اُترکر کاندھے سے گوپن لی
اور جیب سے پتھر نکالکر گوپن میں رکھا اور حسب ہدایت لوح دور گیارہ مرتبہ گردش دیکر جو پتھر
مارا تو اُسوقت پتھر دہن اژدر کے پاس پہونچا جبکہ اژدر نے قلابہ آتشین کو رہا کرکے اوپر کی
سانس کھینچی تو ہمراہ سانس کے پتھر اندر پہنچکر اژدر کے چلا گیا بس پتھر کا شکم اژدر میں جانا تھا
کہ اک تلاطم برپا ہوا صدائیں ہیبتناک آنے لگیں اژدر تڑپنے لگا دہن سے تمام اژدہوں کے
شعلے نکلنا موقوف ہوگئے قندیلیں گل ہوگئیں اور فیل جو آمنے سامنے کھڑے جھوم رہے
تھے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اک قیامت کبریٰ برپا ہوئی گھوڑے چلنے لگے اور بجلیاں
تڑپنے لگیں یہ خبر بادشاہ طلسم کو ہوئی بادشاہ نے وزیر چہارم سے سبب شور و غل دریافت کیا
وزیر چہارم نے عرض کی کہ اے جہان پناہ قیامت ہوگئی وہی سرکش یعنے فتاح طلسم دروازہ
طلسم پر آ پہونچا ہی اور پتھر اُسنے دہان اژدر میں ڈال دیا ہی جبتک پتھر دہن اژدر سے باہر نکلیگا
یہی قیامت برپا رہیگی یہ پتھر تو اسکو کیا ملگئے ہیں کہ اک کھیل ملگیا ہی۔ بادشاہ نے کہا کہ گو وہ صاحب
لوح ہی مگر مجھے کچھ خوف اُسکا نہیں ہی نہ گھبراؤ ابھی یہ فتنہ فرو ہوا جاتا ہی یہ سُنکر صندوقچہ کھولا
اور اک پتلا فولادی نکالکر اک پھول اُس پتلے کے ہاتھ میں دیا اور چند اسمے ناخن کے پڑھکر
اُس پتلے پر مارے کہ وہ پتلا تڑپ کر اُٹھا اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی۔ بادشاہ نے کہا کہ جاکر
درد شکم اژدر کا علاج کر یہ سُنکر وہ پتلا بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا چلا وہاں دیکھا بدیع الملک

سنے کہ اک زنگی پیدا ہوا اور اُسنے آکر دہن اژدر مین اک پھول ڈال دیا اور چلا گیا اژدر یا تو تڑپ
رہا تھا یا سیدھا ہوا اور منھ اپنا زمین کی طرف جھکایا بس پتھر دہن اژدر سے نکل پڑا۔ ادھر تو
پتھر گرا اُدھر بدیع الملک نے دوڑ کر پتھر اپنا اُٹھا لیا اور قبضہ مین کیا اژدر نے قلابہ ہمنشین
چھوڑا سب قندیلیں روشن ہو گئین اور فیل جو آپس مین لڑ رہے تھے پشیمان ہو کر علیحدہ ہوے
ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا۔ بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اب اس مرغ شائستہ
کو طرف دریاے طلسمی کے لیجاؤ اور جو کچھ وہان نظر آئے لوح کو دیکھکر عمل کرنا۔ شاہزادہ بدیع الملک
نے ایسا ہی کیا مرغ شائستہ بدیع الملک کو لیکر جو یہان سے اُڑا تو پھر اسقدر بلند ہوا کہ نظرون
سے غائب ہو گیا اور پھر نیچا ہونا شروع ہوا تو خاص دریاے طلسمی کے ساحل پر پہونچا دیا —
بدیع الملک پشت مرغ سے جدا ہوے اور مرغ شائستہ کو رخصت کیا مرغ تو ایک چیخ مار کر اُڑا
اور ایک جانب روانہ ہو گیا۔ بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ اے فتاح طلسم
و سیار این عجائبات تجکو چاہیے کہ جسوقت کنارے دریاے طلسمی کے پہونچے اور مرغ کو
رخصت کر دے تو یہ اسم پڑھکر دریا مین کود پڑ اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا دیکھ پھر جو کچھ نظر
آئے اُسپر عمل کیجیو۔ بدیع الملک نے اسم کو ورد زبان کیا اور جھم سے کود پڑے پہلے غوطے کے بعد
جو اُبھرے تو اک کشتی پر سوار اپنے کو پایا کشتی مانند تیر کے ایک جانب روانہ ہوئی۔ بدیع الملک
نے خیال کیا کہ کیا کشتی کو کوئی کھے رہا ہے تو کوئی نظر نہ آیا خود بخود کشتی نہایت تیزی سے دھارا کاٹتی
چلی جاتی ہے۔ بدیع الملک جسطرف دیکھتے ہین سوا پانی کے کچھ نظر نہیں آتا نہ تو کوئی جہاز کشتی کوئی
چیز دریا مین نہیں معلوم ہوتی اور کشتی مثل تیر کے اُڑان سے جا رہی ہے جاتے جاتے وسط دریا مین
اک میل دکھائی دیا اُس میل پر اک مرغ گھوڑے کے برابر بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی کشتی قریب میل
کے پہونچی فوراً گھوم پڑی اور گرد میل کے چکر کھانے لگی اور مرغ چلایا کہ او فتاح طلسم غضب
کیا تو نے کہ اس مقام تک پہونچ گیا لیکن طلسم کا توڑنا آسان امر نہیں ہے ماندے اور تا قیامت
ماندے۔ کشتی نے کوئی تین چکر کھا لے ہونگے کہ بدیع الملک کو لوح کا خیال آیا جلدی سے لوح
اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو کہ جسوقت کشتی تیری قریب مسکن مرغان
دریا نشین جادو کے پہونچے تو تجکو لازم ہے کہ تین پتھر جو صندوقچہ سے برآمد ہوے اور تیرے
پاس ہین اُنمین سے ایک پتھر کو فلاخن مین رکھکر مرغ کو مارا اور اگر کشتی گرد میل کے چکر کھانے لگے
تو بھی ایسا ہی کرکہ اس حالت مین پتھر کا نشانہ پر پڑنا دشواری سے خالی نہیں ہے اگر کشتی سات چکر
کھا گئی تو پھر تجھ سے نہو گا قیامت تک کشتی گرد اسی میل کے چکر کھایا کریگی یا نشانہ خالی گیا تو بھی ایسا ہی
ہوتا ہے بس یہ دیکھتے ہی جلدی سے بدیع الملک نے پتھر فلاخن مین رکھا اور تین ہی مرتبہ فلاخن کو
گردش دیکر جو پتھر مارا تو سینۂ مرغ پر پڑا مرغ اُلٹ کر کشتی پر گرا اور تڑپ کر مر گیا مرتے سے اسکے
آوازین گیر و دار کی بلند ہوئین اور ہزارہا مرغ بالاے ہوا اُڑتے ہوے نظر آئے جس وقت
مرغان دریا نشین جادو مر گیا تو وہ مرغ جو بالاے ہوا اُڑ رہے تھے یہ کہکر غائب ہو گئے کہ کشتی
مرا نام ہست مرغان دریا نشین جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم شاہزادہ
بدیع الملک نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسوقت مرغان دریا نشین مارا جاے تو تجھے چاہیے
کہ سینہ اُسکا چاک کر اک ڈبیہ نکلیگی اُسے کھول اُسمین سے اک لوح دکھائی دیگی آیندہ کی خبر

اس لوح سے ملے اُس پر عمل کرنا اور یہاں سے یہ لوح بیکار ہے پس بدیع الملک نے خنجر کمر سے کھینچکر سینہ
مرغان دریا نشین جادو کا چاک کیا اور ڈبیا نکالکر کھولی لوح کو گلے میں ڈالا لوح مدور اور ڈبیا کو دریا
میں پھینک دیا اور سینہ مرغ والی لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھکو چاہیے کہ کشتی کو
اس میل سے ملا دے اور میل پر ہاتھ رکھکر یہ اسم پڑھے جا میل میں سے اک زنجیر پیدا ہوگی اور
سرا اُسکا بڑھتے بڑھتے کشتی تک آجائیگا تو سرا زنجیر کا پکڑ لینا اور اسم خوانی موقوف کر دینا اور وہی
زنجیر پکڑ کر اوپر میل کے چڑھ جانا اندر سے اس میل کے راستہ آگے جانے کا ہے یہ دیکھکر بدیع الملک
نے میل پر ہاتھ رکھکر اسم خوانی شروع کی اور میل کی طرف دیکھتے رہے یکایک سرا زنجیر کا پیدا ہوا
اور بڑھتے بڑھتے کشتی تک آگیا بدیع الملک نے جلدی سے سرا زنجیر کا پکڑ لیا اور اسم خوانی موقوف
کی ہاتھوں سے زنجیر تھامے ہوئے پاؤں میل پر جماتے ہوئے اوپر چڑھ گئے جس وقت سر میل پہنچے
تو اندر میل کے زینہ نظر آیا مگر نہایت تنگ تھا بدیع الملک حیران تھے کہ میں اسمیں کیونکر سما سکونگا
مگر حکم لوح کے موافق جس وقت پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا تو زینہ کشادہ ہوگیا۔ بدیع الملک اُترتے
ہوئے چلے ایک سو گیارہ سیڑھیوں کے بعد ایک دروازہ نظر آیا قفل اُسمیں پڑا ہوا تھا پھر شاہزادہ
بدیع الملک نے لوح کو دیکھا ہر چند کہ جگہ تاریک تھی مگر حروف لوح کے روشن ہوئے لکھا تھا کہ
فلاں اسم تین مرتبہ پڑھ کر قفل کو جھٹکا دو۔ بدیع الملک نے ایسا ہی کیا قفل جڑ سے ٹوٹ گیا
اور قفل ٹوٹتے ہی دروازہ خود بخود کھلگیا۔ بدیع الملک دروازہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اک
صحرا ہے جسمیں ہزارہا جانوران درندہ اور لاکھوں چارپائے صدہا مرغ درختوں پر بیٹھے ہیں مگر
نہ شیر آہو سے خبر ہوتا ہے نہ آہو شیر سے ڈرتا ہے نہ فیل کسی پر حملہ کرتا ہے نہ گھوڑے فیل کو دیکھکر بھڑکتے
ہیں سب کے سب زمین پر جھکائے معروف چرائی ہیں اور پرندوں کی بھی یہی حالت ہے کہ نہ باز کبوتر پر حملہ کرتا ہے
نہ کبوتر باز سے خوف کرتا ہے۔ ایک ہی شاخ درخت پر دونوں بیٹھے ہیں۔ یہ حالت بدیع الملک تعجب
سے دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک اک شخص مہیب جسکے ہونٹ لٹکتے اور آنکھیں تھیں دونوں
دانت اسکے ٹھوڑی کے نیچے تک لٹکے ہوئے تھے بال سر کے پاؤں تک اور فتیلے فتیلہ چھوٹے
ہوئے کانوں میں سند سے پڑے ہوئے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں کبھی بند کرتا ہے کبھی کھولتا ہے
جب مٹھی کھلتی ہے تو شعلہ پیدا ہوتا ہے پس اُسکی نظر جو بدیع الملک پر پڑی پکارا کہ اے فوج طلسمی اپنے
قاتل کو دیکھ رہے ہو پھر حملہ کیوں نہیں کرتے مار لو اسکو جانے نہ پائے کہ بڑا ظالم و بیرحم ہے
پس یہ آواز سنتے ہی طائر غول باندھ کر شور کرتے ہوئے چلے اور فیل و پلنگ و گرگ و خنزیر و اسپ و
کرگدن وغیرہ تمام قسم کے چوپائے بدیع الملک پر جھپٹے اور لینا پکڑنا مارنا کی آوازیں بلند ہوئیں شاہزادہ
بدیع الملک اس شورش کو دیکھکر گھبرائے جلدی سے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جلد
فلاں اسم پڑھکر گرد اپنے حصار کر ورنہ یہ درندے تجھے پھاڑ کھائینگے اور کچھ بنائے نہ بنیگی بدیع الملک
نے اُس اسم کو پڑھ کر گرد اپنے حصار باندھا اور پھر لوح کو دیکھنے لگے جسقدر درندے اور گزندے
جھپٹکر آئے تھے قریب حصار پہنچکر سب ٹھہر گئے ہر چند وہ شخص مہیب للکار رہا ہے مگر کوئی آگے نہیں
بڑھتا اور طائر بھی اوپر ہی اوپر منڈلا رہے ہیں مگر قریب بدیع الملک کے نہیں آتے بدیع الملک نے
اب جو لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اُسی فلاخن میں دوسرا پتھر رکھکر سینہ پر اس شخص مہیب کے مارو
کہ یہ سب آفت لائی ہوئی اسی کی ہے یہ ساحر زبردست ہے نام اسکا وسواس جادو ہے پس پہلے ہی

بدیع الملک نے پتھر فلاخن مین رکھکر گردش دینا شروع کیا وسواس جادو اپنے سحر کو زور دیتا ہوا
آگے بڑھتا چلا آتا تھا جیسے ہی قریب پہونچا بدیع الملک نے پتھر مارا کہ سر دیو وسواس جادو کے
پڑا مغز پاش پاش ہوگیا اور لاش اسکی گر کر پھڑکنے لگی اک شور و غل پیدا ہوا اور ہوائے تند چلی
جسقدر درندے اور گزندے گھیرے ہوئے تھے وہ روئی کے گالے بنکر ہوا مین بلند ہو گئے
اور طائرون کی بھی یہی حالت ہوئی دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من وسواس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب وہ
شور و غل موقوف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا بدیع الملک نے کہ اک ساحر مہیب کی لاش زمین
پر پڑی ہوئی ہے ایسا بدصورت آدمی ہے کہ اسوقت تک نظر سے نہ گزرا تھا - بدیع الملک جب یہانسے
لوں آگے بڑھے دوپہر کی رہروی مین وہ صحرا تمام ہوا اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیان نظر آئین ان
پہاڑیون کو بھی طے کرتے ہوئے چلے جاتے جاتے اک مقام پر پہونچے دیکھا کہ اک شخص دراز قد
اک شہنا ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہے تاثیر اس شہنا کی یہ ہے کہ جسوقت یہ شہنا نواز یعنی موسیقار جادو
شہنا کو دم دیتا ہے تو جس شخص کے کان مین آواز شہنا کی جاتی ہے وہ بیخود ہوکر ناچنے لگتا ہے اور آخر
سر دھنتے دھنتے مر جاتا ہے بس اس شہنا نواز نے جو بدیع الملک کو دیکھا شہنا کو منہ سے لگایا
اور دم دیا کہ انکی بھی یہی حالت ہو لیکن چونکہ یہ صاحب لوح ہین آواز شہنا نے اثر جلدی نہ کیا
بدیع الملک حیران تھے کہ یہ شہنا کیون بجا رہا ہے خیال آیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے بس جلدی سے
سینہ مرغ والی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو کہ تاثیر شہنا کی ہوش اڑا دیتی ہے
اور آدمی دیوانہ وار سر دھنے لگتا ہے اور اک دیو نکل کر اسکو نگل جاتا ہے یہ وقت دیر کرنے کا نہین
ہے اپنے کام مین جلدی کرنا چاہیے وہی تیسرا پتھر لیکر فلاخن مین رکھکر اس شہنا نواز کے
سینے پر مار دو کہ کام اسکا تمام ہو اور دیو کے مقابلے کے واسطے تیار رہو کہ وہ بھی آتا ہی ہوگا یہ دیکھکر
انھون نے جلدی سے پتھر فلاخن مین رکھا اور ہاتھ کو گردش دے ہی رہے تھے کہ ایک جانب سے
صدائے مہیب پیدا ہوئی دیکھا کہ اک دیو سیاہ پہاڑ منہ پھاڑے چلا آتا ہے دو تین اپنا مثل غار کے
کھولے ہوئے ہے پس جلدی سے بدیع الملک نے شہنا نواز کو پتھر مارا پتھر کیا تھا سانپ تھا
کہ سینہ پر پڑتے ہی شہنا ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور شہنا نواز الٹ گیا اور دم بھر مین پھڑک کر
مر گیا مرتے ہی اسکے قیامت برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی پیدا ہوئین آتشباری و برف باری
دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ لاش
موسیقار کی پڑی ہوئی ہے اور دیو چلا کر دوڑا کہ او سرکش اب چھوڑتا ہون تجھکو غضب کیا تو نے کہ
سلسلہ رزق میرا اٹھا دیا اب کیا مین تجھے کھاؤنگا - یہ کہکر قریب آیا اور دار و دار شمشاد آ گھٹا کر وار
کیا - بدیع الملک نے بقوت صاحبقرانی وار کو بچا کر جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آ رہا اور کمر مین ہاتھ
ڈال دیا - بدیع الملک بھی دیو سے لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی اثنائے کشتی مین انکو خیال آیا کہ
مبادا کچھ کرشمہ سحر کا ہو اسی حالت مین لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ جلد فلان اسم کو ورد زبان کرو
کہ قوت دیو کی گھٹے جسوقت یہ زیر ہو تو سر اسکا دھڑ سے کھینچ لینا - بدیع الملک نے اس اسم کو
پڑھنا شروع کیا جو جو اسم کو پڑھتے جاتے تھے قوت دیو کی گھٹتی جاتی تھی جب چالیس بار کی

نوبت آئی تو دیو نے مضمحل ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ دیے بدیع الملک نے اسکو پچھاڑ کر ایک ہاتھ گدی
اور ایک ہاتھ ٹھوڑی میں دیکر جو زور کیا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا ہیں دیو کے مرتے ہی آندھی
چلی اور خاک اڑی ہزارہا دیو شور کرتے ہوے جنگل سے نکل کر بدیع الملک کی طرف دوڑے
بدیع الملک نے بھی تیغہ آبدار پر ہاتھ ڈالا لیکن وہ تمام دیو قریب آتے ہی دھوان بنکر نظروں سے
پوشیدہ ہو گئے اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اہرمن جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو سامنے سے جاموش جنی چلا آتا ہے بدیع الملک نے فرمایا کہ ارے
تو کیونکر زندہ ہو گیا مجھے تیرے مرنے کا نہایت صدمہ تھا۔ جاموش جنی نے عرض کی کہ اے
شہریار آپ نے لاش تک بدفن چھوڑ دی یہ ہمیشہ آپ سے ذرا نہیں فرمایا اے جاموش جنی یہ فعل
میرا نہ تھا بلکہ حکم لوح سے تھا اور نہ بمعاملہ طلسم کا روا ہے جسے میں چلا آیا۔ جاموش جنی نے کہا
کہ ذرا پھر لوح کو ملاحظہ فرمائیے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جاموش جنی اسی اہرمن
جادو کے سحر کا کشتہ تھا۔ اہرمن جادو کے مرنے سے یہ زندہ ہو گیا اسی سبب سے تمہیں حکم
ہوا تھا کہ تم چلے جاؤ یا سے اسی حالت سے چھوڑ دو بدیع الملک نے جاموش جنی سے کہا کہ اب
کونسا مرحلہ باقی ہے۔ جاموش جنی نے کہا کہ ابھی پورا طلسم باقی ہے لیکن آپ دار السلطنت کے
قریب آگئے ہیں اور راستہ اسکا اسی دہن دیو سے ہے تشریف لے چلیے اور آگے میں چلتا ہوں یہ کہکر
بدیع الملک کے سامنے دہن دیو میں داخل ہوا۔ بدیع الملک نے لوح کو بھی ملاحظہ کیا تھا لکھا
تھا کہ جاموش جنی سچ کہتا ہے بے تامل اسی دیو کے منھ میں چلے جاؤ بدیع الملک بھی اسی دہن
دیو میں داخل ہوے مقام تاریک پایا لیکن تھوڑی دیر کی رہروی میں اک دروازے کے قریب
پہونچے وہ بند تھا اور جاموش جنی بھی دروازہ پکڑے بانتظار بدیع الملک کھڑا تھا جب بدیع الملک
قریب پہونچے تو جاموش جنی نے عرض کی کہ اس دروازے کا کھولنا میرا کام نہیں ہے بدیع الملک
نے لوح کو قفل سے مس کیا قفل ٹوٹا اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ بدیع الملک بسم اللہ کہکر
دروازے میں داخل ہوے دیکھا کہ دربار شاہانہ آراستہ ہے ایک بادشاہ گوہر پوش تخت
پر متمکن ہے جادو زبردست جادوں کو نون پر تخت کے بیٹھے ہیں اور سیکڑوں پریزادیں پشت پر پرا
باندھے کھڑے ہیں جنمیں ایک رشک لیلی و شیرین ہے اور سیکڑوں کرسی نشین دور دور خاطر
دربار میں۔ بدیع الملک نے پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدائے واحد و یکتا
کو عادل و برحق جانے او اسکے رسول مبین محمد صلعم کو پیغمبر برحق مانے بعض اہل دربار نے جواب سلام
دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ اس دربار میں کچھ خدا شناس بھی موجود ہیں لیکن بادشاہ کی نظر
جاموش جنی اور بدیع الملک پر جو پڑی نہایت حیران ہوا کہ یہ کیونکر یہانتک پہنچے اک وزیر نے
چپکے سے کان میں کہا کہ اے بادشاہ یہ فتاح طلسم ہے لڑنا اس سے اپنی تباہی کا باعث ہوتا ہے
لہذا جناب آشتی سے کام نکلنا مناسب ہے جو شرط یہ پیش کرے اسے قبول کیجیے کہ طلسم باقی
رہے ورنہ مٹ جائیگا ادھر بدیع الملک نے فرمایا کہ اے بادشاہ طلسم لوح میرے پاس موجود ہے
یا آمادہ مقابلہ ہو یا تین شرطیں میری قبول کر بادشاہ کو لڑنا خلاف شان معلوم ہوا عرض کی کہ شرطیں
اپنی بیان کیجیے بدیع الملک نے فرمایا کہ ایک شرط تو یہ ہے کہ جاموش جنی تمھاری دختر پر عاشق ہے
اسکا عقد اسکے ساتھ کر دو۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ بارگاہ گلستان ارم جو طلسم میں ہے اور

چالیس ہزار خفتان ہائے گوہر دو اور خزانہ طلسمی سے ایک حصہ میرے حوالے کر دو اور تیسری شرط یہ ہی
کہ تمھارے طلسم مین کوئی ساحرہ ہی کہ نام اُسکا گلبن جادو ہی وہ دشمن بخت کے جوان فرزند سبز بخت
کو لے آئی ہی اور اسکے ملازمین کو پتھر کا بنا آئی ہی اُس ساحرہ کو مع سبز بخت میرے حوالے کر دو
یہ سنکر بادشاہ اُٹھ کھڑا ہوا اور براے پیشوائی آگے بڑھا۔ ہاتھ بدیع الملک کا پکڑ کر عرض
کی کہ بارگاہ و خزانہ کا پتہ آپکو کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا مجھے عالم رویا مین جناب سلیمان علیہ السلام
نے بتایا۔ بادشاہ نے عرض کی کہ مجھے سب شرطین آپکی قبول ہین لیکن گلبن جادو اور سبز بخت
کے معاملے سے مین بالکل بےخبر ہون۔ اتنا جانتا ہون کہ طلسم سے ملحق اک صحرا ہی کہ وہان کچھ پہاڑیان
ہین اور چند ساحر وہان ایسے رہتے ہین کہ طلسم سے باہر بھی جاتے ہین اور اندرون طلسم سے
بھی تعلق رکھتے ہین۔ مین اُس مقام تک آپکو پہونچائے دیتا ہون آپ اُس ساحرہ کو
پہچان کر جسطرح چاہین اُس سے پیش آئین۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ مین یہان تک اسی واسطے
آیا ہون پہلے سبز بخت کو رہا کرونگا پھر کوئی کام کرونگا۔ یہ سنکر بادشاہ خود ساتھ ہوا اور ارکان
دولت بھی ہمراہ ہوئے اور وہان سے اک قلعہ مین آئے کئی دروازے طے کرکے قریب ایک دروازے
کے پہونچکر بادشاہ نے عرض کی کہ اس دروازے کو کھولکر آپ اندر اس دروازے کے تشریف
لیجائین یقین ہی کہ اسی جگہ آپکا مقصد حاصل ہو اور سبز بخت سے ملاقات ہو۔ بدیع الملک نے
قفل اُس دروازے کا کھولا اور بسم اللہ کہکر دروازے مین داخل ہوے دیکھا کہ اک صحراے
لق و دق ہی کسی مقام پر گنبد بنا ہوا ہی کہین مینار ہی کہین حجرہ ہی اسی طرح مختلف عمارتین ایک
آدمی کے رہنے کے موافق بنی ہوئی ہین اور دو جانب صحرا کے چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین اور
ایک طرف دریاے زخار ہی۔ بدیع الملک ہر ہر مقام کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے یہان تک
کہ جاتے جاتے اک مقام پر دیکھا کہ اک شیر مگر نہایت لاغر اک زنجیر سے بندھا ہوا ہی بدیع الملک
غور سے اُس شیر کی طرف دیکھنے لگے شیر نے بھی انکی طرف حسرت بھری نگاہون سے دیکھا کہ
بدیع الملک کا دل پگھل گیا انکو خیال ہوا کہ یہ کسی ساحر نے اسکو اسیر بلا کیا ہی یون رہا ہونا اسکا
غیر ممکن ہی بس اُٹھا کر لوح کو ملاحظہ کیا مگر لوح نے کوئی خبر نہ دی اب سینہ مرغ والی لوح کو دیکھا
اسمین بھی کوئی تحریر ظاہر نہین ہوئی آخر مین اُس چھوٹی لوح کو ملاحظہ کیا جو لوح مدور کے ساتھ
صندوقچہ سے نکلی تھی لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم یہ مرحلہ طلسم سے علٰحدہ ہی اسی بنا پر اسکی لوح بھی
جدا لکھی گئی ہی لہذا تجکو چاہیے کہ وہ سامنے جو اک حوض ہی اُس سے پانی لے اور لوح کو پانی مین
دھوکر چھینٹا پانی کا مار اور تماشا قدرت خدا کا دیکھو کہ کیا ہوتا ہی۔ بدیع الملک نے ایسا ہی کیا چھینٹا
پڑتے ہی زنجیر غائب ہوگئی اور شیر بصورت انسان ہوگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ اک جوان لاغر ہی
مگر چہرہ سے آثار حزن کے علاوہ شان و شوکت شاہانہ نمودار ہی۔ بدیع الملک نے پوچھا کہ اے
جوان تو کون ہی حال اپنا بیان کر اور کسنے تجھے آدمی سے شیر بنا کر اس مقام پر مقید کیا تھا اُسنے
کہا کہ قصہ میرا طولانی ہی اُسکے سننے سے کوئی فائدہ نہین مین تو جس بلا مین مبتلا ہون ہون مجھے یہ
اندیشہ ہی کہ کہین مثل میرے تو بھی اسیر پنجۂ تقدیر نہو جاے فرمایا کہ تو اسکا خیال نکر بلکہ اپنا حال
بیان کر کہ صورت تیری روشن بخت سے بہت مشابہ معلوم ہوتی ہی۔ نام روشن بخت کا
سنکر وہ جوان رونے لگا اور عرض کی کہ کیا آپ روشن بخت سے آگاہ ہین فرمایا ہان مین اسی کے

فرزند سبز بخت شیر دل کی تلاش مین یہانتک آیا ہون کہ اسکو قید سے رہا کرکے اُسکے باپ سے
ملا دون۔ بس یہ سُنکر وہ جوان دوڑکر قدمون سے لپٹا اور عرض کی کہ سبز بخت شیر دل غلام ہی کا نام
ہے مگر مجکو شیر دل نہ کہیے بلکہ اگر بزدل کہیے تو زیبا ہے اسلیے کہ مین قید مین گلبین جادو کے ہون وہ
اُسکا کچھ کر نہین سکتا۔ فرمایا اس سے تیری شیر دلی مین فرق نہین آسکتا نہ گھبرا کہ مین اُس ساحرہ
کا خاتمہ کرکے تجھے اپنے ساتھ لیے چلتا ہون سبز بخت نے عرض کی کہ اے شہریار وہ ساحرہ بلائے بد
آفت روزگار ہے ایسا نہو کہ میرے رہا کرنے کے عوض آپ بھی گرفتار بلا ہون۔ یہی ذکر تھا کہ اک مرتبہ
ہولے تند چلی اور لکۂ ابر نمودار ہوا اور رعد کے گرجنے کی آواز پیدا ہوئی برقین ہزار ہا چمکتی ہوئی نظر
آئین۔ سبز بخت شیر دل نے عرض کی کہ غضب ہوا وہ لکاتہ آپہونچی۔ بدیع الملک نے جلدی سے لوح
کو دیکھا تو لوح نے کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ لوح یہین تک تھی اب جو کچھ ہوگا وہ اپنے کیے
سے ہوگا۔ اُدھر گلبین جادو کو بزور سحر معلوم ہوگیا کہ بدیع الملک رہائی سبز بخت کے واسطے آگئے
ہین بس گلبین جادو پکاری کہ او سرکش تو یہان بھی آپہونچا لوح پر بھروسا ہوگا نہین جانتا کہ لوح
طلسمی کو ہمارے سحر سے کوئی تعلق نہین اسلیے کہ ہم ساحران طلسمی سے نہین ہین۔ یہ کہکر ابر کیطرف
اشارہ کیا اور ابر سے برقین چمک چمک کر گرنا شروع ہوئین اور وہ لکۂ ابر بدیع الملک کی طرف بڑھنے
لگا۔ بس بدیع الملک نے اسم اعظم پڑھکر اُس لکۂ ابر کی طرف پھونکا اور تیر ترکش سے کھینچکر چلہ
کمان مین پیوستہ کیا برکت اسم اعظم سے ابر شق ہوا اور گلبین جادو نمودار ہوئی۔ بدیع الملک نے
فوراً تیر مارا اُسنے اُف کی کہ تیر کو جلا دون لیکن برکت اسم اعظم سے تیر نہ جلا اور سینے پر بیٹھا کر توڑ کر
پار نکل گیا۔ گلبین جادو تڑپ کر زمین پر گری اسکے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی آوازین لینا پکڑنا جانے
نہ پانے کی بلند ہوئین آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
گلبین جادو بود حیف مردیم ؛ جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم۔ جب علامات سحر برطرف ہوے
تو دیکھا بدیع الملک نے کہ اک دیو پلی سینہ فگار زمین پر پڑی ہے سن کوئی تیرہ سو برس کا ہے
بدیع الملک نے سر اسکا کاٹ لیا سبز بخت نہایت خوش ہوا۔ بدیع الملک کے ہاتھ چومے اور نام
پوچھا۔ بدیع الملک نے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیا۔ سبز بخت شیر دل نے کہا کہ مین نے
اک روز عالم مایوسی مین تھک کر دعا کی تھی اُسی روز شب کو خواب مین دیکھا تھا کہ اک بزرگ ارشاد
فرماتے ہین کہ اے سبز بخت شیر دل نہ پریشان ہو کر وقت رہائی تیرا نزدیک ہے کہ صاحبقران زمان
بدیع الملک نوجوان تیری رہائی کا قصد کرکے چل چکے ہین بہت جلد وہ آکر گلبین جادو کو مارکے تجھے
تیرے باپ سے ملادینگے اور تمام اہل صحبت اور ملازمین تیرے جو پتھر کے ہوگئے ہین وہ اپنی ہیئت
اصلی پر آجائینگے الحمد للہ کہ خواب میرا صحیح نکلا۔ بدیع الملک نے سبز بخت کو اپنے ساتھ لیا اور وہان سے
پھر کر اُسی دروازہ پر تشریف لائے کہ جہان بادشاہ طلسم فانوس انکین پہونچا گیا تھا دیکھا کہ بادشاہ
موجود ہے اُسنے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے شہریار مین اسکی مدت سے آگے اس سبب سے نہین بڑھا
کہ اہالیان طلسم اس راز سے آگاہ نہو جائین کہ مین نے اطاعت آپ کی اختیار کرلی ہے ورنہ وہ سب
کافر مجھسے برخلاف ہوجائینگے اور انتظام طلسم مین خلل واقع ہوگا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ یہی
مناسب تھا اور مین سوا مدد خدا کے کسی کی مدد کا خواستگار بھی نہین ہون یہ فرماکر بادشاہ کے ساتھ
ہوے فانوس شاہ انکو لیے ہوے قلعہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا بدیع الملک نے عین جشن مین

پھر عقد کی تحریک کی بادشاہ نے بخوشی عقد اپنی دختر کا جاموش جنی کے ساتھ کر دیا اور بعد اسکے ایک گنج
خزانہ طلسمی سے نکلوا کر بدیع الملک کے نذر کیا اور بارگاہ گلستان ارم مع خفتان ہائے مروارید کے
بدیع الملک کے حوالے کردیں اور نہایت انتظام کے ساتھ بیرون طلسم تک بدیع الملک کو پہونچا گیا
بیرون طلسم آکر بدیع الملک نے فانوس شاہ کو رخصت کر دیا اور آپ مع سبز بخت و سامان طلسمی طرف
ملک روشن بخت کے روانہ ہوئے وہاں روشن بخت بعد روانہ ہونے بدیع الملک کے اپنے شہر میں
آیا اور اُن حجری تصویروں کو دیکھ دیکھ کر روتا تھا اور بدیع الملک کے ظفریاب ہونے کی دعا مانگتا
تھا کہ تیسرے روز وہ تمام لوگ جو پتھر کے بنے ہوئے تھے ایک مرتبہ گر پڑے اور کچھ دیر کے بعد اٹھے
تو ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم لوگ عین جشن میں سو گئے ایسا نہو شاہزادہ آجائے
تو ناراض ہوگا تمہیں اپنے مقام پر شرمندہ ہونگے کہ ہمارا پیشہ ملازمت گاری گر عین مجرے کے وقت آنکھ
لگ گئی یہ کیا آفت ہوئی اب ہمیں کوئی کاہیکو رکھیگا روشن بخت یہ معرکہ دیکھکر دوڑا ہوا خدمت
میں نورالدہر و ایرج وغیرہ کے آیا اور سارا ماجرا بیان کیا نورالدہر نے کہا مبارک ہو کہ بدیع الملک
نے اُس ساحرہ کو مارا اور تیرے فرزند کو رہا کیا یہ سب کشتہ سحر تھے زندہ ہوگئے بدیع الملک
تیرے فرزند کو لیے ہوئے آتے ہونگے۔ روشن بخت کے چہرہ پر بشاشت آگئی اور تمام سردار
برائے استقبال روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے بدیع الملک چلے آتے
ہیں ایک جوان رعنا ہمراہ ہے اور پشت پر کچھ اسباب بارگاہ کا اتارا اور گنج وغیرہ لیے چلے آتے ہیں
روشن بخت اپنے فرزند کو دیکھ کر اسقدر خوش ہوا کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائے سبز بخت دوڑ کر
باپ کے گلے لگا اور سرداران اسلام کی ملازمت حاصل کی۔ روشن بخت سب کو لیے ہوئے
اس بزم عشرت میں آیا دیکھا تو بزم عشرت ہے اسی طرح جلسہ جما ہوا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے
گانا ہو رہا ہے محفل آراستہ ہے جسطرح سب بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے ہیں لیکن آپس میں کہہ رہے ہیں
کہ آج اتنا دن چڑھ گیا اور شاہزادہ محل سے برآمد نہیں ہوا کیوں نہو معشوق کا پہلو چھوڑنا آسان
امر نہیں ہے سرداران اسلام اور روشن بخت جو حالات سے ان لوگوں کے آگاہ تھے کہ ابھی یہ تعجب
کرتے تھے اور برسوں گذرے صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک شاہزادہ محل سے برآمد نہیں ہوا شاید
یہ اپنے حال سے بے خبر ہیں کہ برسوں سے یہ محفل اسی طرح آراستہ ہے الحاصل شاہزادہ اپنے تمام
رفقا سے ملا اور اُنکو اُنکے حال سے آگاہ کر کے کہا کہ صاحبقران کی بدولت تمنے دوبارہ لطف حیات
پایا ورنہ مر تو چکے تھے باقی ہی کیا رہگیا تھا بعد اسکے سبز بخت شیر دل محل میں داخل ہوا عروس
کو سوتا پایا بیدار کیا اور کہا کہ اسقدر دن چڑھے سو کر اٹھتی ہو اُسنے کہا کہ رات بھر پریشان کرتے
ہو اور پھر سویرے سے جگاتے ہو یہ کیا ظلم ہے۔ یہ سنکر سبز بخت نے اُس سے بھی سارا ماجرا بیان
کیا اور کہا کہ ہمارے تمہارے تو قیامت تک کے واسطے جدائی ہو چکی تھی مگر قسمت یاور تھی
کہ صاحبقران زمان تشریف لائے اور طلسم فانوس کو فتح کر کے گلبن جادو کو مارا اور مجھے رہائی
نہ گلبن جادو مرتی نہ میں رہا ہوکر تمسے ملتا ہر ایک زیارت بدیع الملک سے مشرف ہوا اور سبز بخت
نے بڑی دھوم سے شاہزادہ بدیع الملک کی دعوت کی اور ادھر ملک روشن بخت کا انتظام
ہونے لگا۔ جابجا مساجد کی بنیاد پڑی تمام سرداران اسلام تعمیر مساجد میں سرگرم تھے کہ جلد یہاں
انتظام سے فراغت حاصل ہو تو خانہ کعبہ چلیں۔ انکو تو مصروف انتظام رکھا جاتا ہے اور اب یہاں

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج برزیل بن فرزیل بن فرامرز بن قارن عدنی کے بیان کیے جاتے ہیں

ناظرین باتمکین کو یاد ہوگا کہ جب نوشیروان بھاگ کر ملک عدن میں پہونچا ہے اور وہاں قارن عدنی بادشاہ تھا تو قارن نے نوشیروان کو پناہ دی اور امیر اول سے مقابلہ کیا چنانچہ صاحبقران اول نے قارن عدنی کو مارکر فرامرز کو بادشاہ کیا چند دن بعد فرامرز امیر سے برگشتہ ہوگیا تو عمر بن حمزہ یونانی نے آکر اُس سے مقابلہ کیا اور سر میدان اُسکو چیر کر پھینک دیا لیکن زوجہ اُسکی بھاگ کر نکل گئی وہ حاملہ تھی اُسکے بطن سے فرزیل بن فرامرز پیدا ہوا جب فرزیل جوان ہوا تو آتش کینہ دیرینہ مشتعل ہوئی اور اسنے بھی چڑھائی کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بعد انتقال ملکہ مہرنگار صاحبقران قبر مہرنگار پر فقیر بنے بیٹھے تھے کہ فرزیل پہونچا اور صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا اظہار کیا امیر نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں نے تو سپہگری کیسی کہ دنیا کو ترک کیا۔ اُسوقت فرزیل نے کوڑا مارا بس عمرو نے کہا کہ حمزہ! تو نہیں دیکھا جاتا یہ تجھے کیا ہوگیا کہ تیرا ہاتھ نہیں اُٹھتا اسوقت صاحبقران نے تھپڑ مارا کہ فرزیل بیہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا تو بغیر مقابلہ پلٹ آیا عیار فرزیل نے کہا کہ اگر آپ مقابلہ کرینگے تو مثل اپنے باپ اور دادا کے مارے جاینگے لہٰذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیٹھیے میں حمزہ کو گرفتار کیے لاتا ہوں فرزیل نے یہ رائے پسند کی اور عیار کے ذریعہ سے امیر کو گرفتار کر کے عقابین پر کھینچ دیا داستان عقابین کی طولانی ہے بیان مجھے یاد دلانا فضول ہے۔ الحاصل فرزیل کے مرنے کے بعد اُسکی زوجہ بھی حاملہ تھی یہ بھاگ کر شہر عقرب میں پہونچی عورت حسین تھی اور حاملہ تھی اور بادشاہ شہر عقرب لاولد تھا یہ اکثر اپنے وزیروں سے درد لاولدی بیان کیا کرتا تھا چونکہ وزیر عقرب شاہ کے نہایت درجہ علم نجوم میں کمال رکھتے تھے اُنھوں نے کہا کہ اے بادشاہ تیرے شہر میں اک عورت نہایت حسین ملک یمن کی رہنے والی آئی ہے اور بادشاہ عدن کی زوجہ ہے تو اُسے اپنے عقد میں لا اُس سے اک لڑکا پیدا ہوگا کہ نہایت زبردست و بہادر ہوگا اور وہ خون کفار کا مسلمانوں سے بدلہ لیگا۔ یہ سُنکر عقرب شاہ نے لوگوں کو تلاش میں بھیجا اور زوجہ فرزیل کو بلا کر اپنے مذہب کے موافق اُس سے عقد کیا۔ عقد کے ہوتے ہی چھٹے مہینے برزیل بن فرزیل پیدا ہوا بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی نو مہینے جشن ملوکانہ ہوا قیدی رہا کیے گئے گویا عقرب شاہ ہی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور نام سے برزیل بن عقرب کے مشہور ہوا اب پرورش اسکی ہونے لگی جب برزیل ہوشیار ہوا تو تعلیم فن سپہگری ہونے لگی چند ہی روز میں برزیل طاق و مشاق ہوکر شہرۂ آفاق ہوگیا۔ اب سن برزیل کا کوئی بارہ برس کا ہے بادشاہ اسے کسی وقت اپنے سے جدا نہیں رکھتا ہے دربار آراستہ ہے پہلوانان نامی وگرامی کا مجمع ہے کہ اک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر دو پہلوان نہایت زبردست کسی ملک سے آئے ہیں اور امیدوار باریابی ہیں عقرب شاہ نے اُنکو بلا لیا دنگل بیٹھنے کو عنایت کیے۔ ان دونوں نے آکر سلام کیا دنگلوں پر بیٹھ گئے عقرب شاہ نے کہا کہ ادھر کس ارادے سے آنا ہوا اُنھوں نے کہا کہ ہم ملکوں ملکوں پھرتے ہوئے

اور پہلوانون کو زیر کرتے ہوے ادھر بھی نکل آئے ہین اس غرض سے کہ آپکے ملک مین اگر کوئی
پہلوان زبردست ہو تو وہ مجھسے کشتی کا مقابلہ کرے اگر ہم اُس سے زیر ہونگے تو اُسکی غلامی اختیار
کرینگے اور اگر زیر کر لینگے تو اپنا غلام بنا کر ساتھ لے لینگے اور یہان سے کسی اور شہر کی راہ لینگے۔ یہ سنکر بادشاہ
نے اپنے پہلوانون کی طرف دیکھا سب نے گردنین نیچی کر لین کہ ان دیوزادون سے کون لڑے
جب یہ دیکھا بادشاہ نے کہ کوئی آمادہ مقابلہ نہین ہوتا تو کہا کہ میرے یہان کوئی پہلوان تمھارے
جوڑ کا نہین ہے جس سے لڑواؤن۔ اُنھون نے کہا کیا یہ سب جو مونچھین لگائے بیٹھے ہین یہ
دیکھنے ہی کے ہین۔ بس یہ کلمہ برزیل کے ناگوار خاطر ہوا اور اُسنے اپنے دنگل سے اُٹھکر بادشاہ
سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین اُنسے مقابلہ کرنے کو موجود ہون۔ بادشاہ نے کہا اے فرزند
پہلے اُن پہلوانون کی شرط کو سمجھ لے اگر تو اُنسے زیر ہوا تو میرے ہاتھ سے جاتا رہیگا اسلیے کہ یہ غلام
بنا کر اپنے ساتھ لیجائینگے۔ یہ سنکر برزیل بن فرزیل نے عرض کی کہ ایسی ناکارہ اولاد رہی تو کیا اور
نہ رہی تو کیا اگر یہ مجھسے زیر ہوکر میرے مطیع ہوے فہو المراد ورنہ میرے یہان رہنے سے نہ رہنا
بہتر ہے۔ بادشاہ نے مجبوراً گوارا کیا۔ اون پہلوانون کو اُترنے کی جگہ دی گئی اور شہر سے علیحدہ اک
مقام پر اکھاڑے کی تیاری ہونے لگی تیسرے روز اکھاڑا تیار ہوکر درست ہوگیا گرد اکھاڑے کے
دنگل کرسیان بچھ گئین۔ ایک طرف تخت بادشاہ کا قائم کیا گیا ادھر تکیہ نہایت پرتکلف بنایا
جسوقت عقرب شاہ کو معلوم ہوا کہ اکھاڑا درست ہوگیا تو اُسنے پہلوانون سے کہلا بھیجا کہ کل فلان مقام
پر آزمایش زور و طاقت کے واسطے آؤ اور جارچی سے کہا کہ جار دے کہ کل فرزند بادشاہ عقربیہ
سے اور جمشید کشتی گیر سے آزمایش زور و طاقت ہوگی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے جسوقت یہ
خبر مشتہر ہوئی تمام شہر مین ہلڑ ہوگیا دوکاندارون نے تخت اپنے اُسیوقت سے روانہ کرنا شروع
کر دیے اور لوگ شام ہی سے روانہ ہونے لگے صبح کو سارا شہر صحرا مین جمع تھا اور بستی مین سناٹا
پڑا ہوا تھا کسی جانب جیخ ہو جاگرتا ہوا تھا کہین سو لوگون کے تخت نکل رہے تھے کسی جگہ تماشے
والے تماشا کر رہے تھے جن لوگون کی رسائی اکھاڑے تک ہوگئی تھی وہ تو آئے ہی اسلیے
تھے اور جو وہان تک نہ پہونچنے پائے وہ خبر نیک و بد کے مشتاق تھے مگر دوسرے تماشون مین
اپنا دل بہلا رہے تھے اک عجب ہنگامہ برپا تھا۔ غرضکہ آخر مین سواری بادشاہ کی آئی بادشاہ
فیل پر سوار سر پر اُسکے چتر لگا ہوا تھا اور پس فیل بادشاہ اک ہاتھی پر برزیل سوار تھا۔ بعد اسکے
اور اراکین دولت تھے۔ جمشید و خورشید پہلے سے آگئے تھے یہ دونون بھی دیو کے دیو تھے
لوگون کی نگاہین پڑتی تھین اور برزیل بھی نہایت زبردست ہے لیکن بظاہر تو اُسکے جمشید
و خورشید سے کمزور معلوم ہوتے ہین۔ رعایا دو رویہ کھڑی سلام کر رہی تھی اور بیچ مین سے سواری
عقرب شاہ کی گزر رہی تھی۔ عقرب شاہ دونون ہاتھون سے جواب سلام دیتا جاتا تھا یہان تک
کہ اسیطرح قریب اکھاڑے کے پہونچکر سواری اُتری لوگ استقبال کرکے لیگئے اور تخت پر بٹھالا
برزیل اک دنگل زرنگار پر بیٹھا جمشید کشتی گیر نے لنگوٹ باندھا اور بادشاہ سے اجازت لیکر
اکھاڑے مین اُترا۔ گیارہ ڈنڈ کیے اور اپنے پٹھون کو زور دلانے لگا ایک ایک پٹھا ہاتھی کا
پاٹھا معلوم ہوتا تھا ایک وقت مین جمشید کشتی گیر نے گیارہ پٹھون کو زور دلایا اور سبکو تھکا دیا اور
مردہ کرکے اکھاڑے کے باہر نکال دیا اور پھر برزیل کی طرف دیکھکر خم مارا برزیل نے پلٹ کر عقرب شاہ

سے اجازت مانگی عقرب شاہ نے کہا تجکو خداوندان گذشتہ و آیندہ سب کے سپرد کیا کہ کوئی تو تیری
مدد کریگا برزیل لنگوٹ پہلے سے باندھے ہوئے آیا تھا اجازت ملتے ہی لباس اتار کر جھٹ سے
اکھاڑے مین کود پڑا اور آواز دی کہ اے کشتی گیر آ کہ مین تیری خدمت کو موجود ہون غرضکہ جمشید
نے بڑھکر ہاتھ ملایا پس ہاتھ کا ملنا تھا اور سلام کا ہونا تھا کہ داؤن پیچ ہونے لگے جمشید کی یہ
حالت تھی کہ اتنے بڑے تن و توش پر اس پھرتی سے پینترے بدلتا اور داؤن پیچ کرتا تھا کہ یہ معلوم
ہوتا تھا کوئی لڑکا کھیل رہا ہی یا کوئی بازیگر بازی کر رہا ہی اور برزیل بھی اسکے ہر پیچ کا توڑ اس خوبصورتی
سے کرتا تھا کہ معلوم نہی ہوتا تھا کس پر داؤن بندھ گیا دیکھنے والے لطف اٹھا رہے تھے گر دل مین
کہہ رہے تھے کہ جسوقت دونون تھکینگے اسوقت کچھ حال کھلیگا لیکن یہ دونون مصروف تلاش تھے تمام
دن کشتی رہی اور فیصلہ نہوا شام کو عقرب شاہ نے کہا کہ بس اب کل لڑنا اگر آج فیصلہ نہوا تو کل
ہو جائیگا دن واسطے لڑنے بھڑنے اور کاروبار دنیا کرنے کے ہی اور رات واسطے آسایش کے ہی یہ سنکر
جمشید کشتی گیر نے کہا کہ مین بغیر فیصلہ کیے اکھاڑے کے باہر نہین نکلتا ہون۔ یہ سنکر برزیل کو طیش
آگیا کہا کہ مین بھی یہی چاہتا ہون کہ بعد فیصلہ ہونے کے اکھاڑے کے باہر نکلون۔ بادشاہ نے دیکھا
کہ دونون آمادۂ فساد ہین سمجھانے سے بھی نہین مانتے خاموش ہو رہا وہین خاصہ آگیا۔ بادشاہ نے
اسی جگہ کھانا کھایا اور ارکین دولت باری باری اپنے مقام سے اٹھے اور کھانا کھا کر پھر چلے آئے
یہان اُسی طرح کشتی ہوا کی اہل شہر کا یہ خیال تھا کہ ایک روز مین فیصلہ ہو جائیگا جب کشتی اُلجھی اور رات
ہو گئی تو اور اشتیاق بڑھا کہ بغیر معاملہ یکسو ہوے یہان سے جانا ایسا ہی گویا مکان سے آئے ہی نہین
باشتیاق فیصلہ کشتی عام طور پر میلہ جما ہوا ہی سودا بک رہا ہی جنگل مین منگل نظر آتا ہی اور شہر کے
گلی کوچون مین خاک اڑ رہی ہی خلاصہ یہ کہ تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح ہو گئی اُس وقت
بادشاہ کی جانب سے دو کاسۂ شیر آئے دونون علحدہ ہوے اور دودھ پی کر پھر لڑنے لگے تھوڑی
دیر مین دودھ پسینا ہو کر بہ گیا۔ لوگ آنکھین گڑوئے ہوے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یہ دن بھی
تمام ہوا جب شام ہوئی تو عقرب شاہ نے کہا کہ تم دونون زبردست و بہادر ہو اب نہ لڑو جمشید نے
کہا کہ آپ رعایت کرتے ہین اور اپنے فرزند کو بچاتے ہین۔ برزیل کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گزرا کہا
جمشید کشتی گیر کیا مجھے تو موم کا سمجھتا ہی آج دو روز ہوے تو نے کیا کر لیا آخر تجھے گھمنڈ کس بات کا ہی
اگر تیرا دم نہین آیا ہی تو مین بھی ابتک بے پروا ہون کہ مجھے بھی دو روز کا مقابلہ بار نہین گزرا ہی الحاصل
پھر تمام رات کشتی رہی اب دیکھنے والون کی آنکھین ورم کر آئین دلمین کہتے ہین کہ خدا کرے جلدی
فیصلہ ہو تو جاگتے جلے جان پر بنی جاتی ہی۔ اہل شہر بہت سے ایسے تھے کہ اپنے مکان پر گئے
اور پھر آئے یہان اُسیطرح میلا جما ہوا ہی آخر کار تیسرے روز کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ جمشید کشتی گیر کا
دم پھولنے لگا اگر جمشید زور کرکے برزیل کو سات قدم دوڑا لیجاتا ہی تو برزیل جب زور کرتا ہی جمشید
کو نو قدم پسپا کر دیتا ہی دیکھنے والون کو بخوبی اندازہ ہو گیا کہ جمشید کمزور پڑنے لگا ہی عجب نہین ہی
کہ بادشاہ کا فرزند اسکو زیر کرے اور خورشید کشتی گیر بھی غور سے دیکھ رہا ہی اور دل مین کہہ رہا ہی کہ
کہ انجام اچھا نہین معلوم ہوتا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ برزیل نے لنگر جمشید کا توڑا اور سر
سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ جمشید چارون شانے چت گرا۔ برزیل نے مشکین باندھ لین اور اکڑ
کھڑا ہوا کہ وہ مارا جو لوگ دور تھے وہ پوچھ رہے تھے کہ کسنے مارا کون پچھڑا لوگ خوشی مین ٹوپیان اچھال

رہے تھے لیکن یہ کوئی نہیں کہتا تھا کہ کسنے زیر کیا اور کون زیر ہوا جب بادشاہ اپنے فرزند کو ساتھ لیکر
وہاں سے زر نثار کرتا ہوا چلا ہی تو لوگ سمجھے کہ برزیل نے جمشید کشتی گیر کو زیر کر لیا ہے بادشاہ برزیل
کو لیے ہوئے اپنے شہر میں آیا داخل ایوان شاہی ہوا۔ برزیل نہایا لباس بدلا اور کھانا کھا کر
سو رہا کہ تین شب و روز کا تھکا ہوا اور جاگا ہوا تھا تمام رات خوب غافل ہو کر سویا صبح کو دربار میں
آیا بادشاہ کو سلام کر کے اپنے دنگل پر گیا اور جمشید کو طلب کیا جمشید اسیر غل و زنجیر سامنے
برزیل کے حاضر ہوا برزیل نے سوال کیا کہ میں نے تجھے کیونکر زیر کیا جمشید کشتی گیر نے کہا کہ
جسطرح بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں کہا کہ پھر میری اطاعت میں کیا عذر ہی جمشید نے کہا کہ
میں اطاعت اُسوقت کرونگا جب آپ میرے بڑے بھائی خورشید کو بھی زیر کر لینگے اور اگر خورشید
نے آپ کو زیر کر لیا تو میں آپ کی اطاعت نکرونگا اور آپ کو اطاعت خورشید کی اختیار کرنا ہوگی
یہ سنکر برزیل نے قبول کیا اور کہا کہ لیجا کر اسے قید رکھو اور چونکہ خورشید روز حاضر دربار ہوا کرتا تھا
اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی تمھارا کیا کہنا ہی خورشید نے کہا کہ واقع میں اگر آپ مجکو زیر
کر لینگے تو مجھے بھی اطاعت میں کوئی عذر و انکار نہوگا۔ برزیل نے کہا کہ تم بھی کوئی دن قرار دو
کہ تمسے بھی فیصلہ ہو جائے خورشید کشتی گیر نے کہا کہ میں ہر وقت موجود ہوں۔ برزیل نے کہا
کہ بہتر یہ ہی کہ کل میرے تمھارے بھی فیصلہ ہو جائے اسلیے کہ آج کے کام کو کل پہ اٹھا رکھنا امر
دانائی کے خلاف ہی۔ خورشید کشتی گیر نے کہا جب جی چاہے مقابلہ کر لیجیے مجھے کسی وقت میں عذر
و انکار نہیں ہی۔ عقرب شاہ نے یہ بھی کہا کہ ابھی تم تین روز کا مقابلہ کر چکے ہو دو چار روز آرام لے لو
اسکے بعد دیکھا جائیگا۔ لیکن برزیل نے منظور نکیا۔ غرضکہ پھر ڈھنڈھورا پٹا اور تیاری دنگل کی
ہوئی اور مثل سابق پھر مجمع ہوا۔ لیکن مرفہ لوگ اطمینان کے ساتھ اپنے اپنے گھر کا انتظام کر کے
گئے تھے کہ ایکمرتبہ معلوم ہو چکا تھا کہ فیصلہ کشتی کا تین روز میں ہوا تھا مبادا ابکی بھی طول کھینچے
بلکہ ضرور ہی طول کھینچیگا اسلیے کہ خورشید جمشید ہی کا بھائی ہی اور یہ جمشید سے زبردست ہی
اسی نے جمشید کو بھی تیار کیا ہی اور جمشید نے اپنی کشتی کے بعد اطاعت اختیار کرنے میں خورشید
کے زیر ہونے کی شرط پیش کی ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ خورشید کشتی گیر جمشید سے زبردست
ہی یقیناً یہ مقابلہ اس سے زیادہ سخت ہی اور کشتی زیادہ زمانے تک ٹھیلی اور وہی ہوا۔ جب
اکھاڑا تیار ہو گیا اور بادشاہ مع ارکین دولت آکر بیٹھا خلقت خدا جمع ہوئی تو خورشید کشتی گیر
اکھاڑے میں اُترا اور اسنے کسی سے زور نہیں کیا بلکہ اکھاڑے میں اترتے ہی برزیل کو
ٹوکا۔ برزیل بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے میں اُترا خورشید سے ہاتھ ملایا اور کشتی شروع ہوئی
دونوں بلا کے محنتی تھے یہ معلوم ہوا کہ بلبلیں گتھ گئیں داؤں پیچ ہونا شروع ہوئے تمام دن
کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہ ہوئے آج بادشاہ نے بھی کچھ نکہا اسلیے کہ اسکو معلوم ہو چکا تھا کہ اب
یہ اس سے اچھی طرح سمجھ لیگا تین روز تک جمشید سے لڑ چکا ہی تمام رات کشتی رہی صبح کو دیکھا
تو پھر اسی طرح دونوں گتھے ہوئے ہیں اور لڑ رہے ہیں دیکھنے والوں کی آنکھیں تھک گئیں
مگر لڑنے والے نہ تھکے دو تین تین شبانہ روز کشتی کا اکھاڑا رہا جب تیسرا دن بھی گزر گیا اور فیصلہ
نہوا تو بادشاہ متردد ہوا کہ ایسا نہو برزیل زیر ہو جائے اسنے چاہا کشتی برابر رکھوا دوں مگر دونوں
پہلوانوں نے منظور نکیا بادشاہ بھی خاموش ہو رہا چوتھے روز دو پہر دن گزرا ہوگا کہ برزیل نے

خورشید کا لنگر بھی توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا۔ برزیل نے
کود کر چھاتی پر مشکین باندھ لین اور عیار کے حوالے کیا عیار نے خورشید کو بھی داروغہ زندان کے
سپرد کیا۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا برزیل پر سے زرنثار کرتا ہوا شہر مین لایا رات آرام سے گزاری
صبح کو دربار مین آکر بیٹھا اور دونون قیدیون کو طلب کیا جسوقت جمشید و خورشید حاضر ہوے
تو بادشاہ نے پوچھا کہ برزیل نے تمکو کیونکر زیر کیا جمشید و خورشید نے کہا کہ جیسے بہادر
بہادرون کو زیر کرتے ہین۔ بادشاہ نے کہا کہ اب تمکو اطاعت اختیار کرنے مین کیا عذر ہے ان
دونون نے عرض کی کہ ہمین اب کچھ عذر نہین ہے۔ عقرب شاہ نے اسیوقت قید انکی کٹوا دی
خلعت دیے جمشید و خورشید رفاقت مین برزیل کے رہنے لگے چونکہ برزیل ابھی تک آگاہ
نہ تھا کہ مین کسکا بیٹا ہون کیونکہ شہر عقرب مین آکر یہ پیدا ہوا اور اسوقت پیدا ہوا جبکہ عقد اسکی
مان کا عقرب شاہ کے ساتھ ہو چکا تھا لہذا یہ عقرب شاہ ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا اور اکثر
کہا کرتا تھا کہ خداوند ذات اعلی و صفات معلی نے مجکو وہ زور و طاقت عنایت کی ہے کہ میرے
باپ کو ایسا قوی پیدا کیا اور نہ دادا۔ یہی افتخار اسنے ایک روز اپنی مان کے سامنے بھی ظاہر کیا
وہ مسکرائی اور کہا کہ تو کسکا بیٹا ہے برزیل نے کہا کیا یہ بھی کوئی پوشیدہ بات ہے سب جانتے
ہین کہ مین عقرب شاہ کا فرزند ہون۔ اسنے ہنسکر کہا کہ نہین ایسا نہین ہے اے فرزند آم کے درخت
سے آم اور ببول کے درخت سے ببول اسی طرح جس تخم کو بوتے ہین اسیکا درخت پیدا ہوتا
ہے اگر تو عقرب شاہ کے نطفہ سے ہوتا تو ایسا قوی و توانا ہرگز نہوتا۔ برزیل نے کہا کہ یہ صحیح ہے
مگر مین تو یہی سمجھتا ہون کہ عقرب شاہ کا بیٹا ہون۔ اب آپ وہ بیان کیجیے جس سے مین ناواقف
ہون۔ یہ سنکر برزیل کی مان نے کہا کہ سچ واقعہ یہ ہے کہ باپ تیرا فرذیل بن فرامرز بن قارن
عدلی تھا اور وہ ذبردستان روزگار سے ملک عدن مین فرمانروائی کرتا تھا لیکن خدا برا
کرے خدا پرستون کا کہ انھین کے ہاتھ سے وہ مارا گیا مین اس زمانے مین حاملہ تھی چھپ کر
بھاگی اس شہر مین پہونچی کوئی وارث و والی نہ تھا مجبوراً مین نے عقرب شاہ سے نکاح کر لیا
عقد کے چوتھے مہینے تو پیدا ہوا اگر نطفہ سے عقرب شاہ کے ہوتا تو نو مہینے بعد پیدا ہوتا
اور دادا تیرا فرامرز بھی خدا پرستون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ابتداے فساد تیرے پردادا
قارن عدلی کے زمانے سے ہوئی کہ اسنے خدا پرستون سے مقابلہ کیا نوشیروان عادل کو
پناہ دی حمزہ عرب جو صاحبقران زمانہ کہلاتا تھا اسنے تیرے پردادا کو مارا چونکہ ستارہ مسلمانون کا
غالب آیا اس سے یہ لوگ مارے گئے ورنہ تیرے خاندان مین ایک سے بڑھکر ایک زبردست گزرا
ہے اور گو تو عقرب شاہ کا فرزند حقیقی نہین ہے لیکن اسکی اطاعت تجھپر واجب ہے اسلیے کہ اسنے بیٹون
کی طرح تجھے پالا ہے اور اپنا فرزند مشہور کیا ہے بس یہ سنکر اسکی آتش عناد مشتعل ہوئی اور برزیل نے اپنی
مان سے کہا کہ حیف ہے ہماری زندگی پر کہ ہم جیتے بیٹھے رہین اور خدا پرستون سے اپنے بزرگون
کے خون کا بدلہ نہ لین۔ یہ کہکر محل سے باہر آیا اور عقرب شاہ سے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ مسلمان
جہان ملین انکا استیصال کرون کہ انھون نے ہزارہا خداوندان نگارین سیکڑون گھر بے چراغ
کر دیے سلطنتین الٹ دین ایسے سرکشون کا زندہ رکھنا اچھا نہین۔ یہ سنکر عقرب شاہ نے اپنے
وزیرون کی طرف دیکھا۔ وزرا نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہے آخر انکو جو خداوند لات اعلی اور اپنے

سنات معلی نے اسقدر زور و طاقت عنایت کی ہی اسکا کچھ سبب ہمارے خیال مین آتا ہی سبب تو یہی ہی
کہ یہ سرکشون کی گردنین نیچی کرین اور مسلمانون سے اُن بے ادبیون کا عوض لین جو انسے خداوندان
گذشتہ کے ساتھ ظہور مین آئی ہین عقرب شاہ نے یہ سنکر اسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا لشکر تیار
ہونے لگا تیسرے روز معلوم ہوا کہ سامان رسد وغیرہ سب تیار ہی بس عقرب شاہ نے ایک وزیر
کو اپنا قائم مقام کر کے انتظام ملک کے واسطے چھوڑا اور ایک وزیر کو ہمراہ لیکر تین لاکھ سوار و پیادہ
کی جمعیت اسے مع جمشید کشتی گیر و خورشید کشتی گیر کوچ کیا اور بصلاح وزیر خرچال بیابان نوبہار
کی جانب سے روانہ ہوا جسوقت بعد طی مراحل و قطع منازل بیابان نوبہار مین پہونچے اور خبر
نوبہار جادو کو ہوئی کہ عقرب شاہ نے بارادۂ قتل خدا پرستان خروج کیا ہی تو یہ برائے استقبال
آئی اور عقرب شاہ کو نہایت عزت کے ساتھ اپنے باغ مین لیگئی لشکر عقرب شاہ کا بیرون باغ
اُترا اور خیمے خرگاہ مین قلندریان راوطیان ایستادہ ہونے لگین بازار لشکر کے کھل گئے کٹورا
کھنکنے لگا۔ وہان ملکہ نوبہار جادو نے نہایت تکلف کے ساتھ سامان دعوت کیا بعد کھانے پینے
سے فراغ حاصل کرنے کے محفل رقص و سرود آراستہ ہوئی گائنین حاضر ہوئین گانا ہونے لگا اک
پری جمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

گھرا ہی ابر جو ممکن شراب ہو جائے / ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے
وہ مہر بام پہ گر محو خواب ہو جائے / تو چاندنی رخ مہ پر نقاب ہو جائے
فراق مین ہون اگر اشکبار دیدۂ تر / یہ جوش آب ہو گردون حباب ہو جائے
لیا ہی دل تو ملے ہمکو بوسۂ رخ بھی / یہ ہمسے تم سے حساب و کتاب ہو جائے
مسافران عدم چل کے قبر مین ٹھہرو / روا روی مین ابھی پا تراب ہو جائے
اُٹھائے ہین جو تمھارے فراق مین صدمے / جو مختصر بھی لکھون تو کتاب ہو جائے
کبھی تو قبر پہ عاشق کے فاتحہ پڑھیے / کبھی تو آپسے کار ثواب ہو جائے
پلک جھپکتے ہی دنیا ہو درہم و برہم / پھرے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے
وہ بد نصیب ہون جاؤن اگر مین دریا پر / یقین ہی آب مثال سراب ہو جائے
سوال وصل پہ عاشق کے یا تو ہو اقرار / نہین تو اے مہ خوبان جواب ہو جائے
فراق ساقی مہوش کی اشتعال سے / یقین ہی دل سوزان کباب ہو جائے
یہ بات کچھ نہین اے جذب عشق مین جو یون / اُدھر بھی تو اثر اضطراب ہو جائے
بیان کرون عرق آلودہ ابروؤن کا جو وصف / تو اور تیغ زبان پر لعاب ہو جائے
خیال رخ مین اگر سوز دل سے ٹپکین اشک / تو پھر یہ آب یقین ہی گلاب ہو جائے
سوال انکی طرف سے ہی لن ترانی کا / ادھر سے بھی ارنی کا جواب ہو جائے
نہین ہراس کہ رحمت وسیع ہی تیری / گناہ پاس کا یارب حساب ہو جائے

نو بجے رات تک یہی ہنگامہ گرم رہا۔ اثنائے جلسہ مین نوبہار جادو نے عقرب شاہ سے کہا کہ آپ جو
مسلمانون کے قتل کا بیڑا اُٹھا کر اپنے شہر سے نکلے ہین تو کس بھروسے پر نکلے ہو تو آپکی فوج بھی زیادہ
نہین ہی اور نہ کوئی سردار ایسا زبردست معلوم ہوتا ہی جو وہ ٹک سکے آپ کو نہین معلوم کہ مسلمان
کیا بلا ہین۔ عقرب شاہ نے کہا کہ ہان فوج تو میرے پاس زیادہ نہین ہی مگر یہ فرزند میرا بزدل نہین

زبردست و بہادر ہی اُسنے مسلمانون کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ہی - یہ سُنکر نوبہار جادو ہنسی اور کہا کہ اے
عقرب شاہ واقعی مین کہ فرزند تمھارا زبردست و بہادر ہی مگر یاد رکھو کہ یہ اکیلا مسلمانون کا کیا کرسکتا ہی
اُنمین ایک ایک بلا سے بڑا اور آفت روزگار ہی خیر مین ایک تختی تیار کیے دیتی ہون اگر یہ فرزند تمھارا
اُس تختی کو اپنے پاس رکھیگا تو نہ اُسپر کوئی حربہ کارگر ہوگا اور نہ یہ کسی سے زیر ہو سکیگا عقرب شاہ
یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے ملکہ نوبہار جادو یہ تو اک کار ثواب ہی جو جتنی شرکت کریگا اُسکا صلہ
پائیگا - نوبہار جادو نے برزیل سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ برزیل اُٹھکر نوبہار جادو کے ساتھ ہوا
جاسوس اسیطرح جا رہا - نوبہار جادو برزیل پر فریفتہ ہو چکی تھی اس بہانے سے اپنے ساتھ لیکر
خلوت مین آئی اور باتمین لگاوٹ کی کرنے لگی - ہر چند کہ سن نوبہار جادو کا گیارہ سو برس سے کم
نہوگا مگر بزور سحر یہ پندرہ ہی برس کی بنی ہوئی تھی اور انتہا کی حسینہ و جمیلہ معلوم ہوتی تھی
چونکہ برزیل بھی جوان تھا اور ایسی حسین عورت نے لگاوٹ کی باتمین جو کین یہ اُسکے دام فریب
مین آگیا اور دونون نے مطلب دل حاصل کیا - ہر چند کہ نوبہار جادو وہ تختی تین ہی روز مین تیار
کرسکتی تھی مگر اُسنے چالیس روز مین تختی بنانے کا وعدہ کیا اور چالیس روز برزیل کو اپنا مہمان
رکھکر خوب حسرت دل نکالی اور چالیسوین دن تختی تیار کرکے برزیل کے سپرد کی اور کہا کہ جب
قتل خدا پرستان سے فارغ حاصل کرچکنا تو میرے پاس آنا مین تمھین خداوند بنادونگی یہ سُنکر
برزیل اور بھی خوش ہوا اور اُس تختی کو لیکر اپنے تو دمین رکھ لیا کہ پاس ہی رہے اور کسیکو دکھائی
بھی نہ دے اب عقرب شاہ نے اپنے وزیر خرچال سے کہا کہ کچھ پتا بھی خدا پرستون کا لگاؤ کہ کس مقام
پر وہ لوگ مقیم ہین - یہ سُنکر خرچال وزیر نے علم نجوم کے قاعدے سے بارہ برج اور سات
ستارے نظر مین رکھکر خیال کرنا شروع کیا تو دو مقام اُسکو علم نجوم سے مسکن خدا پرستان
کے دریافت ہوے - ایک بیابان گرداب دوسرے ملک روشن بخت - اب اُسنے یہ دیکھا کہ پہلے
کسطرف جانا چاہیے تو پہلے معلوم ہوا کہ اول بیابان گرداب مین جانا مناسب ہی بس اُسنے یہی
سب باتمین عقرب شاہ سے بیان کین اور عقرب شاہ نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف بیابان
گرداب کے روانہ ہو چنانچہ اول زحیق زحل بیشانی چالیس ہزار سوار سے پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا
بعد اُسکے عقرب شاہ مع برزیل اور کل فوج ملکہ نوبہار جادو سے رخصت ہوکر طرف بیابان
گرداب کے روانہ ہوا - طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ چلے آتے ہین
اُسنے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آتے ہو اور کون ہو - اُنھون نے بیان کیا کہ ہم سوداگر پیشہ ہین
طلسم ذطاق تک گئے تھے وہان بربادی طلسم ذطاق دیکھی - ہر چند کہ خدا پرستون نے طلسم
ذطاق کو بھی برباد کردیا مگر خدا پرست بھی ایسے تباہ ہوے کہ کبھی ایسے برباد نہوئے ہونگے سیکڑون
عزیز بدیع الملک کے اکوان تاجدار کے ہاتھ سے مارے گئے اب لشکر اسلام مع بادشاہ
عالیمقام قلعہ سکندریہ مین مقیم ہی اور بدیع الملک صاحبقران ثالث مع جملہ سرداران نامی وگرامی
ملک روشن بخت مین مقیم ہین اور چند ہی روز مین جانب خانۂ کعبہ روانہ ہوجائینگے - یہ سُنکر برزیل
نے کہا کہ اب قلعہ سکندریہ کی طرف جانا بالکل بیکار ہی اسلیے کہ جن لوگون سے قصاص خون عزیزان
لینا ہی وہ سب لوگ ملک روشن بخت مین مقیم ہین - یہ سُنکر وزیر خرچال نے منع کیا اور کہا
کہ بہتر یہی ہی کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کو زک دیجیے کہ چراغ اسلام گل ہو پھر ان لوگون سے خانۂ کعبہ

مین چلکر سمجھ لیجیے گا کہ وہان پہونچکر یہ لوگ ترک دنیا کر دینگے اور یقین ہی کہ سامان حرب و ضرب بھی
انکے پاس باقی نہ رہیگا اسوقت مین قتل ان لوگون کا نہایت آسان ہوگا۔ یہ سنکر برزیل بہت بگڑا
اور کہا کہ اے وزیر نافہم ان معاملات مین تجھکو کیا دخل ہی تیری راے پر چلنے مین مفت کی بدنامی
ہی اور تجہا یا کہ ہی اسلیے کہ اگر مین نے قلعہ سکندریہ پر لشکر کشی کی اور یہ خبر بدیع الملک وغیرہ کو پہونچی
تو کیا مدد کو بادشاہ اسلام کے نہ آئینگے مسلمانون مین جسکو معلوم ہوگا کہ بادشاہ اسلام پر فوج کشی ہوئی
ہی اسکو کھانا پینا حرام ہو جائیگا اور میری یہ بدنامی ہوگی کہ برزیل نہایت کم ہمت اور پست حوصلہ
تھا کہ اسنے سردارون کو چھوڑ کر بادشاہ پر فوج کشی کی اور اگر پہلے صاحبقران سے سمجھ لونگا تو باعث
ناموری کا ہوگا کہ برزیل بڑا بہادر تھا کہ صاحبقران زمانہ سے جا کر مقابلہ کیا۔ اور ان لوگون کی کمک
بھی پہونچنا دشوار ہی لوگ جاتے ہین اسیر خانہ کعبہ کو گئے ہوے ہین کیسکو کیا معلوم کہ راہ مین کیا
اتفاق پیش آئی۔ بعد معاملہ بدیع الملک کے خدا پرستون کے جی چھوٹ جائینگے اور کوئی منھ نہ چڑھیگا
یقین ہی کہ بادشاہ اسلام خود اطاعت میری اختیار کر لینگے یہ جواب دیکر اک سوار کو دوڑا دیا کہ جا کر
رحیق زحل پیشانی سے کہنا کہ راہ بدل دو اور ملک روشن بخت کی طرف چلو۔ سوار روانہ ہو گیا
یہان خرچال وزیر ہر چند سر پیٹا کیا کہ صاحبزادے یہ کیا کرتے ہو دیکھو ستارہ تمھارا گردش مین
ہی اگر یہی قصد ہی تو ساعت سعید دیکھکر چلنا برزیل نے نہ مانا اور کہا کہ یہ کیسی ساعت ہی کہ ادھر چلنے
کو سعید ادھر چلنے کو نحس غیب کے حال سے کوئی واقف نہین۔ وزیر نے کہا کہ قلعہ سکندریہ دور ہی
وہان تک پہونچنا دیر مین ہوتا اتنے زمانے مین ستارہ گردش سے نکل جاتا اور ملک روشن بخت
قریب ہی اس ساعت مین ادھر کا جانا اچھا نہین کہ جسوقت منزل مقصود پر پہونچینگے وہی زمانہ
قران نحس کا ہوگا۔ برزیل نے ایک ساعت نہ کی اور کوچ کر کے طرف ملک روشن بخت
کے روانہ ہوا۔ یہ تو طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہی دیکھیے کب پہونچتا ہی لیکن اول

چند کلمے داستان مصیبت نشان صاحبقران زمان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین غزل برآغاز کلام

مین تو اٹھ سکتا نہین اے روح بستر چھوڑ کر — تو کہان جاتی ہی میرا جسم لاغر چھوڑ کر
اٹھ گیا دنیا سے آئینہ سکندر چھوڑ کر — چل بسا جمشید خالی اپنا ساغر چھوڑ کر
اس صفائی کا ہون قائل آہ اے آئینہ رو — اڑ گئے پہلے سے تم دل کو مکدر چھوڑ کر
کہتی ہے گویا عمارت مقبرون کی بعد مرگ — آئے تھے خالی گئے بھی خاک بستر چھوڑ کر
تھا یہی لازم کہ لوح قبر پر لکھتا آشنا — اسکو مٹنا ہی نہ تھا گور سکندر چھوڑ کر
سیکڑون مضمون لب دندان جانان کے لکھے — ہم گئے دنیا سے کیا کیا لعل و گوہر چھوڑ کر
اشک آنکھون مین بھر آے دیدہ دلبر اٹھا — قصہ خوان بھاگا ہمارے غم کا دفتر چھوڑ کر
جب فراق یار کے صدمے زمین سے اٹھ سکے — روح بھی بھاگی ہمارا جسم لاغر چھوڑ کر
آج بچ نکس جائینگے دل دو چار کے کچھ شک نہین — بزم مین بیٹھا ہی رخ پر زلف دلبر چھوڑ کر
مٹی دیکر لوح رکھکر دوست سارے چل دیے — قبر پر میری گئے سب خاک پتھر چھوڑ کر
فصل گل آئی ہے پی پینے مین رندون کا ہی دور — بیٹھے ہین گوشون مین زاہد اپنے منبر چھوڑ کر

تا بہ دامن یار کے پہونچا دے تو احسان ہی
سچ کہون مجکو نہ تھی اُس بیوفا سے یہ امید
تا مے آوارہ نہ کیون ہوتے تلاش یار مین
کیا تعجب بعد میرے بھی جو ہو یہ سوگوار
ہی یہی مطلب کہ اپنی جان دون اب ہجر مین
آج دیکھونگا مقرر تجکو اے پردہ نشین
جان دیدہ ویرنہ اُسکے عشق سے باز آؤ یاس

خاک کو میری کہان جاتی ہے صرصر چھوڑ کر
یون چلا جائیگا میرا مال اب بستر چھوڑ کر
ٹھوکرین کھائیگا وہ جب جائیگا جو گھر چھوڑ کر
بیکسی میری نہین ہٹتی ہے بستر چھوڑ کر
اُٹھ گئے پہلو سے میرے وہ جو خنجر چھوڑ کر
اب کہان جاتا ہون مین دامان محشر چھوڑ کر
مرد اُٹھ جاتے ہین اپنا نام اکثر چھوڑ کر

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران دوران یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان روشن بخت کے مہمان ہین اور ملک روشن بخت بعد بربادی پھر سے آباد ہوا ہی ہزارہا آدمی جو پتھر کی تصویرین بنکے رہگئے تھے وہ جامۂ انسانیت مین آگئے ہین مسجدین بن رہی ہین دین اسلام کا ڈنکا بج رہا ہی اکثر صاحبقران عالیشان روشن بخت سے رخصت طلب کرتے ہین اور روشن بخت قدمون پر گرکر میر یا توقیر کو روک لیتا ہی کہ مین ابھی جانے نہ دونگا کہ آپ کا قدم اس مقام کے واسطے باعث برکت ہی ذرا اس اُجڑے ہوئے دیار کو آباد تو ہو لینے دیجیے امیر بخاطر روشن بخت خاموش ہو رہتے ہین۔ ایک روز صاحبقران زمان فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے خیال سفر خانۂ کعبہ کا بندھا ہوا ہی خضران بھی حاضر ہی کہ یکایک از جانب صحرا گردے برخاست نمگرد تیرہ چیرہ دجرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ ویاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوا صاحبقران حیران ہوسکے یہ کیا معاملہ ہی کون آتا ہی خضران سے کہا کہ جاکر خبر تو لا کہ یہ گرد کیسی اُڑی ہی جس سے آثار کدورت ظاہر ہو رہے ہین خضران مانند پیک صبا کے گیا اور آن واحد مین خبر لیکر پھرا۔ صاحبقران سے عرض کی کہ ابھی آپ کا خانہ کعبہ پہونچنا نہایت دشوار ہی اب تو یہ تیسرا دور بھی صاحبقرانی کا آخر ہوا اسلیے کہ آپ صاحبقرانی دست بردار ہوکر جانب خانہ کعبہ چلنے کا قصد کیے ہوے ہین جن جن کافرون کو آپ نے اور امیر ثانی اور امیر اول نے قتل کیا تھا اُنکی اولاد دعویدار خون سوا آپ کے کس سے کریگا اور جو دعویدار ہوتا ہی وہ وقت کا منتظر رہتا ہی چنانچہ یزدیل بن قزدیل بن قرامرد بن قارن طلب لی تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آتا ہی یہان آپکے ساتھ صرف بارہ سو سردار اور چند ہزار آدمی روشن بخت کے ہین بدیع الملک نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین اسلیے کہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + اتنے مین آتے آتے ہونے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد ٹکا فتہ ہوا اول گرد سے تین سو علمہاے زنگاری نشانہ تین لاکھ سوار و پیدل کا نمودار ہوے پھر ہرون پر تعریف پورے دو سو خدا وندون کی تحریر تھی پشت پر تین لاکھ سوار بکتر پوش اور جوشن پوش غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے پرے قشون کے قشون پیچھے کے پیچھے دستے کے دستے نمودار ہوے اور سامنے قلعہ سکندریہ کے گہبلے کی زد سے ہٹے ہوے ٹھہرنے لگے بارگاہ برپا ہوئی آخر مین جلوس شاہانہ نمودار ہوا تفنگیان بادون کی برق بردار علم بردار نیزہ دار خواص بردار نمودار ہوے آگے آگے سیتے چوبدار گاور کرتے ہوے اور پیچھے پیچھے ڈنکا ہوتا ہوا اس شان شوکت کے ساتھ سواری بادشاہ لشکر کفار کی نمودار ہوئی۔ دو سردار پایہ تخت کو پکڑے ہوے اور ایک جوان

زبردست مرکب پر سوار تخت کے آگے آگے خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ جوان جو تخت
کے آگے آگے چلا آتا ہے یہ رزیل بن فرزیل ہے۔ پس وہاں بارگاہ برپا ہو چکی تھی عقرب شاہ تخت
سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا۔ رات ان سب نے آرام سے بسر کی جب صبح ہوئی تو عقرب شاہ آکر
دربار میں بیٹھا۔ رزیل دنگل پر متمکن ہوا جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر داہنی اور بائیں جانب
تخت کے بیٹھے کہ یہ دونوں سردار میمنہ و میسرہ فوج کفار کے تھے اور سردار بھی اپنے اپنے دنگلوں پر
جلوہ افگن ہوئے رزیل نے عقرب شاہ سے کہا کہ آغاز جنگ نامہ سے ہونا چاہئے دیکھئے تو
بدیع الملک جواب کیا تحریر کرتے ہیں عقرب شاہ نے رزیل سے کہا کہ بہتر ہو جا ہو لکھ بھیجو رزیل
نے نامہ تحریر کیا اور سہیل اختر چشم کے ہاتھ روانہ کیا۔ سہیل اختر چشم دو سو سوار ساتھ لیکر طرف لشکر
بدیع الملک کے روانہ ہوا۔ بدیع الملک نے بھی فوج کو قلعہ کے باہر نکال کر بارگاہ گلستان ارم
برپا کرائی تھی جس وقت خبر پہنچی کہ نامہ دار رزیل آتا ہے بدیع الملک نے اسکے واسطے اک دنگل آہنی
بچھوا دیا اور حکم دیدیا کہ ایلچی کو آنے دو چنانچہ سہیل اختر چشم کو کسی نے نہ روکا اور وہ بے تکلف
داخل بارگاہ ہوا۔ بارگاہ کو دیکھکر آنکھیں کھل گئیں ۔ عجب بارگاہ ہے عجب گیر و دار ہے تو گویا
کہ یک عرش و کرسی برابر ہے ہر چند کہ سوا شہنشاہ گوہر کلاہ کے اس بارگاہ میں کوئی سردار جوان
نہ تھا مگر ایک بوڑھے شیر کے چہرے سے وہ جلالت و شان پیدا تھی کہ دیکھتے ہی سہیل اختر چشم
پر رعب طاری ہوا اور گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ بدیع الملک نے خود فرمایا کہ اے نامہ بر یہ
تیری جگہ ہے اور دنگل کی جانب اشارہ کیا۔ سہیل اختر چشم اپنے دنگل پر آکے بیٹھا اور نامہ خدمت
میں صاحبقران زمان کے پیش کیا۔ دبیر ثالث نے لفافہ کو چاک کیا اور مضمون نامہ کو پڑھا لکھا تھا
کہ اے سرگروہ خدا پرستان یعنی بدیع الملک نوجوان میں تم سے قصاص خون عزیزان لینے
آیا ہوں یا تو آمادہ مقابلہ ہو جاؤ یا جو کچھ مال تمکو طلسم فانوس سے ملا تھا مع بارگاہ گلستان ارم
اور خاص اپنے کمر کی تلوار میرے سپرد کر دو تو میں تمہارے قتل سے دست بردار ہو کر اور مسلمانوں
کے استیصال کو چلا جاؤنگا۔ یہ مضمون دیکھکر بدیع الملک آگ ہو گئے اور جواب تحریر فرمایا
کہ او مردود تو وہی ہے کہ تیرے باپ اور دادا اور پردادا سب ہمارے خاندان کے ہاتھ سے
قتل ہوئے جسنے سر اٹھایا اسکا سر کچلا گیا اگر تجھکو اس طرف قضا کھینچ کر لائی ہے تو بہتر ابھی وہی
انجام ہوگا۔ تو شوق سے طبل جنگ بجا دے میں تیرے مقابلے کے واسطے تیار ہوں اور اگر
تجھکو مال طلسمی کی خواہش ہے تو بخوشی دین اسلام قبول کر میں تمام مال طلسمی مع بارگاہ و شمشیر و
خنجر و گرز و اسلحہ سب کچھ تجھے بطور خلعت و انعام کے دیدونگا یہ جواب تحریر کرکے سہیل اختر چشم
کے سپرد کیا سہیل جواب نامہ لیکر اٹھا اور دروازہ بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دو رویہ سرداروں کو
دیکھتا جاتا تھا کہ سب ضعیف ہیں کوئی جوان نہیں ہے یہ میرے آقا سے کیا لڑ سکینگے قضا سے کار
جس وقت کسیقدر دنگل اسد غازی کا صف سے آگے بڑھا ہوا تھا اور اسد دلاور تیموری کپڑے
پہنے ہوئے بیٹھے تھے سہیل نے دل میں کہا کہ یہ فقیر یہاں کیوں بیٹھا ہے پہلوانوں کی صف میں
اسکا کیا کام۔ سہیل اختر چشم نے جاتے وقت اک ٹھوکر دنگل کو اس زور سے لگائی کہ دنگل
اسد دلاور کا پیچھے سرک گیا پس یہ دیکھکر اسد غازی کی آنکھوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور غصہ ہو کر
اٹھ کر ہاتھ سہیل اختر چشم کا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے ایسا طمانچہ مارا کہ سہیل اختر چشم چرخ کھا کر

زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا گلا سوج گیا۔ یہ دیکھکر بدیع الملک ہائیں ہائیں کرتے ہوئے قریب سعد غازی کے آ گئے اور کہا کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ ایلچی کو مارا اسکا کیا قصور تھا سعد غازی نے فرمایا کہ اے بدیع الملک تم تو ابھی بچے ہو تمنے کیا دیکھا ہوگا اپنے باپ سے میری حالت دریافت کرو کہ میں کون شخص ہوں خدا کی شان ہے کہ اب ایسے ایسے لوگ ہمیں فقیر و ذلیل سمجھنے لگے تمنے نہیں دیکھا کہ اس ایلچی نے جاتے وقت ایسی ٹھوکر میرے دنگل کو لگائی کہ دنگل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اگر کوئی دوسرا معمولی آدمی بیٹھا ہوتا تو دنگل الٹ جاتا اسنے تو میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا مگر خدا کو عزت رکھنا تھی کہ میں دنگل سے گرا نہیں اگر یہ ایلچی نہوتا تو میں تلوار سے کام لیتا اسے تھپڑ نہ مارتا تمام سرداروں کو یہ سنکر سناٹا سا آگیا۔ بدیع الملک دلمیں کہتے تھے کہ واقع میں خطا تو اسی مردود کی تھی جسکی سزا اسے معقول ملی مگر ظاہر اسباب بدنامی ضرور ہے خضران سے کہا کہ اسے ہوشیار کرو خضران نے ہوشیار کیا بدیع الملک نے سہیل اختر چشم کو خلعت عنایت کرکے رخصت کر دیا۔ وہاں برزیل ابن فرزیل جواب نامہ کا منتظر بیٹھا ہوا تھا کہ سہیل اختر چشم پہونچا اور اسنے الٹی باتیں بیان کیں کہ اے شہریار اک شخص فقیری لباس میں بیٹھا تھا سنا ہے کہ وہ امیر اول کا نواسا اور بڑا سرکش تھا اسنے مجھسے بھی چھیڑ کی اور میرے گرانے کا قصد کیا تھا کہ میں نے تھپڑ مارکر اسکو بیہوش کیا۔ برزیل نے جواب نامہ پڑھا اور غصہ میں آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ سے کی گرجی خبر صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان کو ہوئی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی۔ اسیوقت یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جو سرداران لشکر اسلام صاحبقران کے ہمراہ تھے سبنے اپنی اپنی زنگ آلودہ تلواروں کو صیقل کیا اور اسلحہ کو صاف کیا دلمیں کہتے تھے کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ اب تلوار نیام سے نکالنے کا وقت نہ آئیگا مگر معلوم ہوا کہ نہیں ابھی وقت نہیں ہے بلکہ عجب نہیں ہے کہ تلوار ہی کی موت نصیب ہو ادھر کفار میں اکثر مسرت تھی کہ کل ان سرداروں نامی کو قتل کرکے دنیا میں نام پیدا کرینگے یہ وہ لوگ ہیں جنکی دھاک مثل رستم کے سارے زمانے میں بندھی ہوئی ہے مگر کل ہمارے ہاتھ سے انکی قضا ہے اسلیے کہ اب یہ ضعیف ہوچکے ہیں انمیں باقی ہی کیا رہا ہے اور برزیل تو پھولے نہیں سماتا ہے لیکن وزیر خرچال نے آج بھی طبل جنگ بجوانے کو منع کیا تھا اور کہا تھا کہ ابھی ساعتیں بد ہیں آغاز جنگ تو اچھا ہے لیکن انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے لیکن اسکی کون سنتا ہے تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی اب وہ وقت آیا۔ **نظم**۔ لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں۔ چھپا نور میں جادۂ کہکشاں + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم رواں + مزے لوگ لے لے کے انگڑائیاں + جوانان لشکر اسلام نے اٹھ اٹھ کر فریضہ صبح کو ادا کیا اور اوراد و وظائف سے فراغ حاصل کرنے کے بعد اسلحہ جنگ طلب کیا زرہ بکتر خود چار آئینہ و دستانے موزے پہنکر ہتھیار لگائے منہ پر جھلم ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھکر در دولت صاحبقران عالیشان پر حاضر ہوئے قبل اسکے کہ صاحبقران مسجد کے پاس سے برآمد ہوں سب سردار آکر جمع ہوئے دستہ راستی دست راست کی جانب دستہ چپی دست چپ کی طرف اتنے میں صاحبقران زمان

یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان بھی سلح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہوکر برآمد ہوئے سب نے
سلام کیا اور جو لوگ بدیع الملک سے سن اور رشتہ مین بڑے تھے انھون نے دعا دی اسکے بعد
بدیع الملک کی جانب میدان کارزار روانہ ہوئے۔ جسوقت میدان جنگ مین پہونچے تو دیکھا کہ
روشن بخت اپنی فوج قلیل کو لیکر پہلے سے آگیا ہے۔ بدیع الملک نے آفرین کی اور فرمایا کہ اے
روشن بخت اگر منظور خدا ہے تو تمہین زحمت نہ کھینچنا پڑیگی اسلیے کہ میرے ساتھ کا ایک ایک شخص
دیو کش اور اژدر شکار ہے۔ روشن بخت نے عرض کی کہ یہ صحیح ہے مگر مین چاہتا ہون کہ کچھ تو حق ادائی
کرون اسوقت عقرب شاہ تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے وعدہ گاہ مصاف مین آکے
صف آرا ہوا۔ برزیل بن فرزیل اور جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر اور رحیق زحل پیشانی
اور دیگر سرداران تخت کو پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ آئے تخت عقرب شاہ کا قلب لشکر مین
قائم ہوا اور جمشید کشتی گیر نے میسرہ لشکر کو اپنے تحت مین اور خورشید کشتی گیر میمنہ فوج کو درست
کرکے صفون سے دس قدم آگے بڑھکر برتبہ سرداری قائم ہوا قلب لشکر مین سہیل اختر چشم قائم
ہوا۔ کمینگاہ مین رحیق زحل پیشانی چالیس ہزار سوار لیکر قائم ہوا جب ترتیب لشکر درست ہو چکی
تو برزیل سب سے آگے بڑھکر برتبہ سالاری لشکر قائم ہوا۔ نقارہ اسکی صفوف قتال و جدال
دونون طرف سے بہادرون کے دوست نامردون کے رقیب نکلکر سرود مستانہ چھیڑ کر اشعار
غیرت آگین پڑھنے لگے اور ناپائداری دنیا کی تصویر بہادرون کے پیش نظر کرتے انکو آمادہ مرگ
و مہیاے قضا کردیا۔ ہر شخص جوش شجاعت مین جنگ کی ناموری کو زیست کی لذت سے بہتر سمجھنے لگا
ہر طرف سکوت کا عالم ہوگیا۔ پس برزیل بن فرزیل کو واقعہ قتل آبا و اجداد کا پیش نظر ہوگیا اور
خون عزیزی نے جوش مارا پلٹ کر جمشید کشتی گیر کی طرف دیکھا جمشید اشارہ پاتے ہی مرکب کو
جھکا کر میدان مین آیا بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ یا غی اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان ہر چند کہ تم سب زندگی سے سیر معلوم ہوتے ہو کہ مقابلہ مین اس
شخص کے صف آرا ہوتے ہو وہ تمھاری جان کے لیے ملک الموت سے کم نہین ہے مگر جسکو جانب
ملک عدم جانے مین زیادہ عجلت ہو وہ میرے سامنے آئے اور ہنر جنگ دکھائے بس یہ سنتے ہی
برق آسا زبان ایرج نوجوان نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے جمشید کشتی گیر کے آکے فرمایا
او ملعون کیا بکتا ہے ابھی تو ہماری تلوار کی کاٹ سے آگاہ نہین ہے لا ضرب بہادری کی پھر دیکھ کہ تجھے
جانب ملک عدم روانہ کرتے ہین یا تو ہمین بھیجتا ہے۔ یہ سنکر جمشید کشتی گیر نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ کو نیزے پر روکا تھا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایرج نے نیزہ
جمشید کے ہاتھ سے نکال دیا جمشید کی آنکھون مین دنیا تاریک ہوگئی پکارا او بڈھے غضب کیا
تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال لیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ
بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر تلوار نیام انتقام سے کھینچکر لپٹ کے
سر کا ہاتھ مارا اور یہ ارادہ کرلیا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام اسکا تمام کردون ایرج نوجوان نے تلوار آتے
خیال مین کرکے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی اور پنجہ علی دراز کرکے کلائی پکڑ لی اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ جمشید
اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا پس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تا حق زین سے اٹھالیا اور اچھال دیا
کہ مثل [illegible] ہاتھ بلند ہوگیا گرتے وقت جو رنگ ہوائی کا تماشہ دیکھکر تمام لشکر اسلام مین جشن و شادمانی

آواز بلند ہوئی اور بدیع الملک نے پکار کے کہا کہ سبحان اللہ شباب کا لطف اب بھی ظاہر ہے
اور کفار کے جی چھوٹ گئے۔ برزیل نے دل میں کہا کہ جسے میں نے تین روز میں باندھا تھا اسے اس
بڈھے نے کس آسانی سے اچھال دیا اور بیورنگ کیا۔ ایرج نوجوان میدان سے پھر آئے اور لشکر کفار
سے خورشید کشتی گیر بھائی کے غم میں میدان میں آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو تمنے کمر میری توڑ دی
کہ میرے بھائی کو مارا ایک چھوڑتا ہوں تم میں سے ایک کو بھی جسے مقابلہ کرنا ہو وہ جلد آئے ورنہ
میں خود آتا ہوں ہنوز سخن ناتمام تھا کہ صاحبقران بن صاحبقران یعنے شاہزادہ نورالدہر مرکب کو
جھکا کر سامنے خورشید کشتی گیر کے آگے آئے فرمایا کیا لاف و گزاف کرتا ہے تیرے بھائی کے غم نے
تیری عقل کو زائل کر دیا ہے ابھی سے تیرے حواس گئے ہوئے ہیں تو مقابلہ کیا کریگا مثل مشہور ہے
کہ ایک کی دوا دو ہیں تو گیارہ سو سرداروں پر چلنے کا قصد کرتا ہے جنمیں سے ایک ایک تیری
گوشمالی کر سکتا ہے اور تیرے قتل کو کافی ہے یہ سنکر خورشید کشتی گیر نے کہا کہ میرا تو ارادہ یہ تھا کہ پہلے
اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرتا مگر اب تجھے سمجھ لوں تیرے بعد اسکی بھی مزاج پرسی کرونگا یہ سنکر
نورالدہر نے فرمایا کہ مجھکو ایرج نوجوان سے جدا نہ سمجھ جسنے مجھ سے مقابلہ کیا گویا اسنے ایرج سے مقابلہ
کیا بس یہ سنکر خورشید کشتی گیر نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو خورشید کے نیزے پر
گانٹھا طعنین چلنے لگیں اگرچہ خورشید کشتی گیر جمشید سے زیادہ ہوشیار و زبردست تھا مگر
نورالدہر نے بھی اسکی نیزہ بازی کو ستر طعن سے آگے بڑھنے دیا اور سترھویں طعن میں اسطرح
نیزہ نکال دیا کہ خورشید کشتی گیر حیرت میں آگیا اور تمام اہل اسلام نے تعریف کی۔ ایرج نوجوان
نے بھی بہت ثنا کی۔ خورشید کشتی گیر نے غیظ و غضب میں آکر تلوار ماری۔ نورالدہر نے وار اسکا
پشت شمشیر پر گانٹھ کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو تلوار خورشید کے سر پر چلی تھی یا زمین میں ڈوب کے
نکلی۔ خورشید کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے۔ نورالدہر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے میدان سے
پھرے اب برزیل نے قصد کیا تھا کہ میں خود واسطے مقابلے کے جاؤں سرداروں کو قتل نہ کراؤں
لیکن سہیل اختر چشم اسد غازی سے جلا ہوا تھا اسنے مرکب کو جولان کیا اور میدان میں آکر
پکارا کہ او فقیر آج میدان میں آکر مجھ سے مقابلہ کر تو حال معلوم ہو کہ تلوار کا دھنی کون ہے بس یہ سنتے ہی
اسد غازی کو تاب نہ رہی گھوڑا اڑا کر سامنے سہیل اختر چشم کے آئے اور فرمایا کہ او ملعون اس لباس
فقیرانہ نے مجھے تیری نظر میں بالکل حقیر کر دیا اس روز وہ زیادتی کی اور اسکی سزا پائی آج سر میدان تو
کہتا ہے جانتا نہیں کہ میں کون ہوں نعرہ اسد سے ؎ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ + بدرم دل ببر و چرم
پلنگ + لاغرب بہادری کی یہ سنتے ہی سہیل اختر چشم نے نیزہ مارا اسد غازی نے ترچھے ہو کر خالی
دیا اور نیزہ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ سہیل کے ہاتھ سے نکل گیا۔ بس اسد دلاور نے وہی نیزہ سینۂ
سہیل اختر چشم کے مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا۔ اسد نے بقوت تمام سہیل کو نیزہ پر بلند کر کے
سر پر چرخ دیا اور زمین پر مارا کہ استخوان سہیل کے پارہ پارہ ہو گئے۔ برزیل دلمیں کہتا ہے کہ انہیں تو
جو ہے وہ صاحبقران وقت معلوم ہوتا ہے آج رنگ لڑائی کا اچھا نہیں ہے نکلنا مناسب وقت
نہیں معلوم ہوتا۔ یہ تماشا دیکھا کیا۔ بعد سہیل کے رحیق زحل پیشانی میدان میں آیا اور بعد لاف و
گزاف کے مبارز طلب کیا شہنشاہ گوہر کلاہ میدان میں آئے بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی ہوئی
شہنشاہ گوہر کلاہ نے نیزہ ہاتھ سے رحیق زحل پیشانی کے بے حال کیا رحیق زحل پیشانی نیزہ پر تاب

خجالت مین غرق ہو گیا اور دنیا نگاہون مین تیرہ و تار ہو گئی پس رحیق نے تلوار کمر سے کھینچی اور
شہنشاہ گوہر کلاہ پر برس پڑا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ نے کئی حملہ رد کرکے ۳ ہاتھ کمر کا مارا تو رحیق کے
دو ٹکڑے ہوے بعد اُسکے مسعود زنگی لشکر کفار سے نکلا اور مبارز طلب ہوا۔ اسکے مقابلہ کو ہاشم
تیغزن نکلے۔ تھوڑی ہی دیر کی رد و بدل مین ہاشم نے جنیو کا ہاتھ مارا کہ دو کافر دست جہنم واصل
ہوا۔ اسیطرح دن بھر کی میدانداری مین اہل اسلام نے تینتیس ۳۳ سرداران کفار کو جان سے مارا شام کو
برزیل طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر داخل بارگاہ ہوا۔ ادھر بدیع الملک نہایت شاد و خرم بارگاہ
گلستان ارم مین آکر رونق افروز ہوے اور خدا کا شکر بجالائے کہ اس وقت آخر مین خدا نے
اپنا فضل کیا کہ پوری میدانداری مین سب محفوظ رہے اور تینتیس کافرون کو واصل جہنم کیا۔ وہان
برزیل نے لباس رزم اُتارا اور پوشاک بزم پہنکر بیٹھا اور دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ
اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اسنے حکم دیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی کو
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر بدیع الملک کو ہوئی انھون نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا۔
دونون جانب تیاریان جنگ کی ہونے لگین۔ کفار نے اپنے کشتون کو دفن کیا لیکن عقرب شاہ
نے خرچال وزیر سے کہا کہ آج تو تمھارے احکام نجوم کا اثر صحیح ظاہر ہوا کہ تینتیس سردار ہمارے
مارے گئے اور مسلمانون کے نکسیر بھی نہین پھوٹی اب کل کی نسبت کیا کہتے ہو ایسا نہو فرزند برزیل مارا جاے
تو مین کہین کا نہ رہونگا اسے منع کرونگا نہ مانے گا تو کسی تدبیر سے جنگ کو ملتوی کر دونگا۔ خرچال
وزیر نے زائچہ کیا اور بعد استخراج احکام عرض کی کہ اے شہریار کل سے تین روز تک ستارہ ہمارا
مسلمانون پر غالب ہے لیکن چوتھے دن سے پھر ستارہ نہایت نحس ہے اُسوقت آپکو جنگ ملتوی
کرنا مناسب ہے۔ عقرب شاہ خاموش ہو رہا لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور
سحری پھیلا۔ طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر بزبان
بیزبانی حمد سبحانی بجالانے لگے اور لشکر اسلام مین شور اذان بلند ہوا۔ مجاہدون نے بستر کو
چھوڑا چلے وضو کرکے فریضۂ سحری کو ادا کیا بعد اسکے متوجہ میدان کارزار ہوے اُدھر کفار نے
اپنے دین و آئین کے موافق رسم عبادت کو ادا کرکے رخ وعدہ گاہ مصاف کا کیا دو گھڑی دن
چڑھتے چڑھتے دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوگئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیب نجیب دیکھ چلے تھے کہ تمام لشکر کے طبلہاے زنگاری جلوہ گری پر آئے اور برزیل بن فردل
بن فرامرز بن قارن عدلی نے مرکب کو اپنے چھیڑا اور سامنے تخت عقرب شاہ کے آکر آمادہ
خواہ میدان مصاف ہوا۔ عقرب شاہ نے کہا کہ جا اے فرزند جگر بند دو سو خداوندون کی
پشت و پناہ مین دیا آج ان خدا پرستون سے سمجھ لے بس یہ سنکر برزیل نے سلام رخصت
کیا اور گھوڑے کو بڑھا کر میدان مین آیا نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جس وقت
پسینے مین غرق ہو لیا تو اک مقام پر نیزہ زمین پر گاڑکے دم کو آرام دیکر کے آواز دی کہ باش
اے گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان معلوم ہوا کہ تم بڑے سرکش ہو جب اس بڑھاپے
مین تمھاری یہ حالت ہے کہ ایک روز مین تینتیس پہلوانان نامی کو اسطرح مار لیا کہ جیسے شکاری آہوون
کو صید کرلیتے ہین تو یقین ہے کہ تم نے زمانۂ شباب مین بندگان خداوندان ذات و صفات پر بڑے
بڑے ظلم کیے ہونگے اور ہزارون کو جان سے مارا ہو گا۔ اب مجھے تم سب سے قصاص لینا

فرض ہوا لیکن پہلے وہ شخص میرے مقابلہ کو آئے جس نے کل کی میدانداری میں میرے رفیق خاص
جمشید کشتی گیر کو مارا ہی جبتک قاتل جمشید کو قتل نہ کرونگا اسوقت تک جمشید کا داغ میرے دل
سے مٹنا غیر ممکن ہی بس یہ کلمہ سنتے ہی کارستم زماں ایرج نوجوان نے مرکب اپنا بڑھایا اور شاہزادہ
بدیع الملک سے اجازت لی۔ بدیع الملک نے کہا کہ گو میں صاحبقران وقت ہوں لیکن آپ
بزرگ ہیں مجھے اسطرح اجازت نہ طلب کیجیے بادشاہ اسلام ہوتے تو اسلیے اجازت مانگنا مناسب
تھا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم جانشین صاحبقران اور صاحبقران وقت ہو بعد بادشاہ کے
تمھارا مرتبہ سب سے زیادہ ہی خوردی و بزرگی اور شی ہی۔ بدیع الملک نے کہا کہ میں تو آپ کو
میدان میں نہ جانے دیتا مگر مجبور ہوں کہ وہ آپ ہی کو ٹوک رہا ہی اور دل میں بدیع الملک نہایت
خوش ہوے کہ آج ایرج نوجوان سے وہ خلق ظہور میں آیا ہی جو انکے خاندان کی آن بان کے
خلاف ہی کبھی انکے چھوٹوں نے بھی اتنا ادب نہیں کیا جو آج انھوں نے میرا ادب کیا ہے
غرضکہ ایرج نوجوان بدیع الملک سے اجازت لیکر سامنے برزیل کے آئے برزیل نے ایرج
نوجوان کو اپنی طرف آتے دیکھکر گردہ سپر کا سنبھالا اور بقصد تگاور زنی مرکب کو جولان کیا ادھر
ایرج نوجوان نے بھی سپر مقابل لی اور گھوڑے کو رانوں میں مسلا وسط میدان میں تگاور چلی
سپر لڑی دونوں سپروں سے پھول جھڑے چنگاریاں اڑیں یہ معلوم ہوا کہ دو بدلیاں ملکر گرجنے لگے
اور بجلی چمکنے لگی تگاوروں سے گرد اڑی مرکب برزیل کا چار قدم پیچھے ہٹا اور گھوڑا ایرج نوجوان کا
حسب عادت کوئی ڈیڑھ قدم پسپا ہوا پھیر پھیر کر باگوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا۔ برزیل پکارا
او بڈھے تو بڑا شہسوار معلوم ہوتا ہی اگر دوسرا ہوتا تو تگاور میں اڑ جاتا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ او
ملعون تو ابتک کس خواب خرگوش میں ہی شاید تو نے افسانے میری شجاعت کے سنے نہیں ہیں
یا اپنے غرور میں اس کان سن کر اس کان اڑا دیا ہی میں وہ شخص ہوں جسے بارہ برس ملک باختر
میں صاحبقرانی کی پہلوانان زمانہ میرے نام سے تھراتے تھے اس بڑھاپے میں بھی تجھ ایسے میرا
کچھ نہیں کرسکتے ہیں برزیل نے نیزہ سنبھالا اور پکارا کہ میں نے جو ذرا سی تعریف کردی تو اب دماغ
تیرا آسمان پر پہونچ گیا۔ بس اس لاف زنی سے کچھ حاصل نہیں نیزہ سنبھال اور ہنر جنگ دکھا ایرج
نوجوان نے بھی نیزہ سنبھالا اور فرمایا کہ وار کر۔ برزیل نے خبردار خبردار کہکر سینہ ایرج نوجوان پر وار
کیا۔ ایرج نوجوان نے نیزہ کو نیزے پر لگا کر روکا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی کوئی سو طعن کے
نوبت آئی ہوگی کہ شاپور نے آواز دی اے شہریار بہت دیر ہوئی بس ادھر تو یہ کلمہ شاپور کی زبان سے
جاری ہوا ادھر ایرج نوجوان نے وہیں سے ایسا بند باندھا کہ برزیل کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا نیزہ
مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے نکلا ہوا سے ہوا بلند ہوا۔ بقول ہاتف بلند کرکے رہگیا لشکر اسلام میں
قہقہہ کی صدا بلند ہوئی اور برزیل نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہوگیا بس برزیل نے خفیف ہوکر
تلوار کھینچ لی اور جھپٹ کر سر ایرج نوجوان پر وار کیا ایرج نے وار اسکا روکے تلوار ماری برزیل نے
سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو چمک کر گری ہی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا لیکن خود پر جاکر رک گئی
ایرج نوجوان نے جھٹکا مارا پھر بھی خود نہ کٹا دیکھنے والے حیران سمجھے کہ اتنی بڑی ضرب اس خود سے
کیونکر رکی یہ خود کس شے کا بنا ہوا ہی۔ برزیل نے دوسرا وار کیا ایرج نے پھر اسکا وار روکے تلوار
بیاض گردن پر ماری اگر کوہ بھی سپر ہوتا تو قلم ہو جاتا لیکن تلوار گردن پر پڑتے ہی اچٹ گئی۔ اب

ایرج نوجوان کو اور دیکھنے والوں کو خیال گزرا کہ شاید یہ روئین تن و آہنی بدن ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال
آیا کہ اگر برزیل روئین تن ہے تو خود کو تلوار سے کیوں نہ کٹایا۔ اسی کشمکش میں لڑتے جاتے تھے
کہ اک مرتبہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے ڈھلک کر گرا تلوار برزیل کے سر پر ایرج نوجوان
کے پڑی چار انگل کا زخم سر میں آیا جلدی سے دستانہ مارا تلوار جھنا کر سر سے نکلی اور چادر
خون کی سر سے باہر آئی۔ برزیل چاہتا تھا کہ دوسرا وار کر کے کام ایرج نوجوان کا تمام کر دے کہ نور الدہر
نے گھوڑا دوڑا دیا اور آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے اوسے زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے برزیل نے کہا کہ تو تو
صحیح و سالم ہے تو آ اور تجھ سے بھی مجھے قصاص خون خورشید کشتی گر کا لینا ہے جیسے ہی نور الدہر قریب
برزیل کے پہونچے برزیل نے تلوار ماری نور الدہر نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا برزیل نے آب
سپر اٹھانا بھی چھوڑ دیا تلوار نور الدہر کی بھی خود پر پڑتے ہی اچٹ گئی۔ برزیل نے دوسرا ہاتھ مارا
کہ یہ بھی زخمی ہوئے۔ جو تار بندھ گیا ایک زخمی ہوتا تھا دوسرا اسکے بچانے کو جاتا تھا وہ بھی زخمی
ہو جاتا تھا۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ پچاس سرداران نامی و گرامی ہاتھ سے برزیل کے زخمی ہوئے
عقرب شاہ نہایت خوش ہوا طبل شادمانی بجایا ہوا اور برزیل پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے
پھر کر داخل بارگاہ ہوا۔ برزیل نے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا جام شراب ارغوانی گردش
میں آیا اور ناچ ہونے لگا۔ وہاں بدیع الملک نہایت غمگین و متردد میدان سے پھر کر داخل بارگاہ
گلستان ارم ہوئے زخمیوں سے شفاخانہ بھر گیا سرداروں میں چرچا ہونے لگا کہ یہ کیا آفت ہے کہ
اسکے اسلحہ پر بھی تلوار اثر نہیں کرتی ہے۔ بدیع الملک نے فرمایا معلوم ہوتا ہے یہ ساحر ہے یا کوئی ساحر
اسکی کمک پر ہے خیر کل دیکھا جائیگا یہی ذکر ہو رہا تھا کہ آواز طبل جنگ کان میں آئی۔ بدیع الملک نے بھی
کوس حربی بجوا دیا پھر دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر
ہوئی صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال نقیب نہیب دیکر ہٹنے تھے کہ برزیل نے گھوڑا باگ کا لیا اور میدان میں آکر پکارا کہ بلشر اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان میں وہی ہوں جسنے کل پچاس سرداران نامی کو زخمی کیا مگر قصور
کر قضا کسی کی میرے ہاتھ سے نہ تھی آج جسکی وہ آمادہ مرگ و تہیاے قضا ہو کر نکلے بس پیشتر
بدیع الملک نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ ہاشم تیغزن نے گھوڑا اپنا بڑھا دیا اور میدان میں آکر برزیل
کے مقابل ہوئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی۔ ہاشم نے نیزہ برزیل کے ہاتھ سے نکال دیا۔
پس برزیل پکارا کہ تم مسلمانوں سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے آئندہ سوا تلوار کے تم لوگوں سے
کسی حربہ کی لڑائی نہ ہوگا یہ کہکر تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر پر ہاشم تیغزن کے وار کیا ہاشم تیغزن نے
وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا۔ اسی طرح کئی وار ہے رد و بدل میں مرکب ہاشم کا مارا گیا ہاشم تیغزن
گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوئے اور چاہا کہ مرکب برزیل کو بھی بے کردیں برزیل بھی گھوڑے
سے کود پڑا اور تلوار کھینچ کر ہاشم کے سامنے آیا قضاے کار ہاشم کا پاؤں بھی موقعی دھن گیا
اور یہ بھی زخمی ہوئے یلان اسلام آکر ہاشم کو پھیر لیگئے آج بھی پہلے دن کی طرح ایک کے بعد دوسرا آکر
مقابلہ جاسنے لگا لیکن جو گیا وہ زخمی ہوا قریب اڑتالیس سرداروں کے آج بھی زخمی ہوئے شام کو
برزیل طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا۔ لیکن روشن بخت نے جو رنگ لڑائی کا برا دیکھا زخمیوں
کو قلعہ میں بھیجدیا کہاں تک بیان کیا جائے کئی روز کی میدانداری میں کئی سو سرداران لشکر اسلام

یرزیل کے ہاتھ سے زخمی ہوئے آخر ساتویں روز بدیع الملک نے اپنے تمام پر طبل جنگ بجوا دیا
اور لشکر میں اپنے منادی کرادی کہ کل یرزیل سے مقابلہ کو کوئی نہ جائے ہر طرف چرچے ہونے لگے
کہ کل خود صاحبقران زمان یرزیل سے مقابلہ کرینگے اُدھر یرزیل بھی خوش ہوا کہ بدیع الملک آگر
مارے گئے تو چراغ اسلام گل ہو گیا چنانچہ تمام رات عجب اضطراب کے عالم میں بسر ہوئی صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آئے۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جو وقت نقیب نقابت کر کے
ہٹ گئے تو یرزیل میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا پس خضران نے کلاہ اچھالکر میدان کو زرق کیا
تمام لشکر اسلام کے علم جلوہ گر ہو گئے۔ بدیع الملک نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے یرزیل کے
آگئے۔ یرزیل نے کہا کہ اے بدیع الملک دیکھا تُنے کہ میں نے کسطرح تمھارے سرداروں کو
زخمی کیا یہی حالت تمھاری بھی ہوگی اگر جان اپنی عزیز ہو تو سامان طلسمی اور میرے زخمی جرے
حوالے کر دو میں چلا جاؤں ورنہ تھوڑی دیر میں یہی حال تمھارا بھی ہوگا۔ فرمایا جو تجھ سے ہو سکے
قصور نکر یرزیل نے تلوار ماری بدیع الملک نے تلوار کو یرزیل کی تلوار سے خالی کیا اور اپنا وار کیا
وہی حالت ہوئی کہ انکی تلوار بھی اُچٹ گئی اب رد و بدل ہونے لگے۔ بدیع الملک نے چاہا کہ
کلائی پکڑلوں کہ اسپر تلوار تو اثر نہیں کرتی ہے کشتی میں یہ عاجز آئیگا یہ خیال کر کے بدیع الملک
نے ہاتھ کلائی پر ڈالنا چاہا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی چونکہ ستارہ اہل اسلام کا گردش میں تھا
ہاتھ سے یرزیل کے یہ بھی زخمی ہوئے یرزیل نے چاہا سر کاٹ لوں کہ یہ سردار اہل اسلام کا ہے بس
یہ دیکھکر تمام اہل اسلام دوڑ پڑے ادھر سے کفار بڑھے جنگ مغلوبہ ہو گئی بدیع الملک کو
بچا لیا لیکن اور بہت سے سرفراز زخمی ہوئے اور بعضوں نے جام شہادت نوش کیا شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے۔ یرزیل نے پہونچتے ہی پھر طبل جنگ
بجوا دیا اور کہا کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ کر دونگا۔ ادھر روشن بخت نے طبل تو بجوا دیا لیکن رات
کو تمام سرداروں کو ہمراہ لیکر یہ قلعہ بند ہوا۔ انکو انتظار صبح میں چھوڑ کر

چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ زمان یعنے سکندر رستم نو جوان کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ سکندر رستم جو بہانہ تعاقب آہو لشکر سے علیحدہ ہو کر جانب
صحرا روانہ ہوئے ہیں ہر چند کہ کئی مقام پر آہو ٹھہرے کہ وہ پر تھا مگر سکندر نے اسکو شکار نہیں کیا
اسلیے کہ مطلب تو انکا اور ہی کچھ تھا یہاں تک کہ چلتے جاتے آہو ایک گوشۂ صحرا کی طرف روانہ
ہو گیا اور سکندر رستم نو مرکب کو اُڑاتے ہوئے کئی فرسخ نکل گئے اور جب یہ سمجھ لیا کہ اب اگر
کوئی تلاش میں چلیگا بھی تو وہ آج مجھ تک نہیں پہونچ سکتا کل جو وقت کوئی یہاں تک آئیگا
ہم نہیں معلوم کہاں پہونچ جائینگے یہ سوچ کر قریب اک چشمۂ آب کے مرکب سے اُترے وضو کیا
نماز پڑھی زین پوش بچھالیا جب وقت نماز مغرب کا آیا فریضہ مغرب و عشا کو ادا کر کے خدا کو
محافظ جان سمجھکر اسی کی ذات پر تکیہ کیا اور سو رہے صبح کو بیدار ہوئے چشمہ سے وضو کیا اور
فریضۂ سحری کو ادا کر کے اور آگے روانہ ہوئے آج بھی سارا دن رہروی میں گزرا شام کو اسی مقام
پر قیام کیا اور رات صحرا میں بسر کی صبح کو پھر چلے جب بھوک لگی تو میوۂ صحرائی درختوں سے توڑکر

کھالیا یا جو کچھ خرجیون مین کھانا موجود تھا اُسپر اکتفا کی بہر نوع چار پانچ روز کی صحرانوردی مین
اک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک جانب کچھ پہاڑیان ہین ایک سمت دریا ہی اور ایک طرف
صحرا ہی لیکن ایک جانب کچھ عجیب وغریب سامان ہی کہ نہ دن معلوم ہوتا ہی نہ رات کچھ کہرا سا
پڑرہا ہی لیکن بالاے کوہ اک منڈھی بنی دیکھی سکندر کوہ پر آئے وہان دیکھا کہ اک شخص درویش
وضع بیٹھا ہوا ہی سکندر نے سلام کیا درویش نے دعا دیکر پوچھا کہ بابا کہان سے آنا ہوا۔ سکندر
نے سرگزشت اپنی بیان کی اور چونکہ بزرگ بھی کہتے ہمیشہ فقرا کو مانا کئے ہین اور اکثر مرحلے فقرا
کی مدد سے سر ہوئے ہین اس بنا پر انھون نے حسرت اپنی سامنے مرد درویش کے بیان کی کہ
مین بارادہ فتح طلسم اسرار باطنی نکلا ہون چونکہ آپ مرد مقدس و خدا رسیدہ معلوم ہوتے ہین
لہذا آپ سے التماس ہی کہ مجھے راہ طلسم کشائی بتایئے اور طلسم اسرار باطنی کا پتہ بتا کر مدد کیجیے کہ مین
طلسم باطن نطاق کو توڑ کر الوان تاجدار اصلی کو مار کر بابہائے صاحبقرانی پر قبضہ کرون کہ یہی
مژدہ صاحبقران ثالث نے معین کی ہی یہ سنکر درویش نے کہا کہ اچھا بیٹھو دیکھا جائیگا کنجی طلسم
اسرار باطنی کی میرے ہاتھ مین ہی جس سے چاہون طلسم کو فتح کرادون۔ طلسم بے لوح ہی اسکی تدبیر
جو ہین وہ تمھین بتادونگا۔ سکندر دل مین نہایت خوش ہوئے اور درویش کے پاس بیٹھ گئے درویش
کے پہلو مین اک بانسری رکھی تھی اور سامنے کچھ پتلے پتھر کے کھڑے ہوے تھے بس درویش نے
اک مرتبہ بانسری اُٹھا کے بجانا شروع کی ادھر بانسری بجی اُدھر پتلون نے ناچنا شروع کیا۔ سکندر
کو پتلون کے ناچنے پر بہت ہنسی آئی اور کہا کہ شاہ صاحب آپ تو پتلے خوب نچاتے ہین آپکا اسم
شریف کیا ہی درویش نے کہا کہ بابا مجکو ققنس شاہ کہتے ہین مین نے علم موسیقی پر بڑا ریاض کیا ہی
اگر چاہون تو ہوا مین آگ لگا دون چاہون پانی برسادون سکندر کو یہ سنکر اور اشتیاق پیدا ہوا
کہا کہ ہان مین نے سنا تو ہی کہ دیپک راگ مین یہ تاثیر ہی کہ آگ لگا دیتا ہی اور میگھ راگ سے پانی
برسنے لگتا ہی لیکن آجتک ایسا کسیکو دیکھا نہین حالانکہ میرے یہان عمرو سا شخص موسیقی کا جاننے والا
موجود تھا جسکے گانے پر در و دیوار محو ہو جاتے تھے مگر یہ صفت اُسکے گانے کی بھی کسی کی زبانی نہین
سنی کہ پانی برسنے لگا ہو یا آگ لگ گئی ہو۔ مین چاہتا ہون کہ آپ مجکو یہ تماشا بھی دکھاوین۔ یہ سنکر
درویش نے پھر بانسری اُٹھائی اور کہا کہ سارے صحرا کو جلا دینے مین تو نقصان عظیم ہوگا اسلیے
کہ یہ مقام برسون کے واسطے ویران ہو جائیگا ہان تمھاری خاطر سے ایک درخت کو جلا کے دکھاتا ہون
سکندر نے کہا بہتر درویش نے بانسری بجانا شروع کی دیکھا کہ بانسری سے اک شعلہ پیدا ہوا اور جس
درخت کی طرف رخ بانسری کا تھا اُسپر جا کے گرا تمام درخت مانند درخت آتشبازی کے جلنے لگا اور
دم بھر مین جل کے خاک ہو گیا۔ سکندر دل مین کہتا ہی کہ درخت کو تو اسنے بیشک جلا دیا مگر دل پر اس
کہنے کا کوئی اثر ہوا ققنس شاہ نے کہا کہ کیون بابا دیکھا تو نے اب دیکھ پانی برستا ہی یہ کہکر
پھر اسنے بانسری بجائی۔ دیکھا سکندر نے کہ ہوا سرد چلی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ابر کے آکر
جمع ہونے لگے آن واحد مین تمام کوہستان کو ابر نے گھیر لیا اور پانی برسنے لگا۔ تھوڑی دیر مین جل تھل
ہوگیا۔ پھر درویش نے بانسری بجائی کہ اک ہوا چلی کہ ابر کے اڑتے ہوے چلے گئے مطلع صاف ہوگیا
سکندر نے ققنس شاہ کی بہت تعریف کی اب ققنس شاہ نے کہا کہ بابا تو جو فتح طلسم کے
ارادے سے نکلا ہی تو کچھ فن شہسواری بھی جانتا ہی۔ سکندر نے کہا کیسے تو ہاتھی کو رانون مین

داب کر پسلیاں توڑ ڈالوں قفنس شاہ نے کہا کہ ہاتھی تو بڑی چیز ہی تم اگر گھوڑے کو قابو مین کر لو تو تماشا ہی
بہت ہی یہ سامنے جو تمکو کہرا سا معلوم ہوتا ہی یہی دہنہ طلسم اسرار باطنی کا ہی اور اس کہرے مین سے
اک مرکب پیدا ہوتا ہی کہ ساز و یراق سے آراستہ ہوتا ہی کچھ دیر صحرا مین چرتا ہی بعد اُسکے اسی کہرے
مین چلا جاتا ہی۔ یہی مرکب کلید طلسم ہی اگر تمھاری ران مین کچھ قوت ہو تو اُسپر سوار ہو کر مرکب کو اپنے
قابو مین کرو جسطرف یہ مرکب لیجائے اُدہر نہ جاؤ بلکہ اُسکے خلاف لیجاؤ طلسم کو فتح کروگے اور اگر مرکب
تمھارے قابو مین نہ آیا بلکہ تم مرکب کے قابو مین آگئے تو پھنس جاؤ گے۔ سکندر رستم خو نے کہا کہ آپ
مجھے اُس مرکب کو دکھا دیجئے تو سہی۔ یہی ذکر تھا کہ اک مرتبہ اسی کہرے مین سے گھوڑے کی شیہہ کی
صدا پیدا ہوئی دیکھا سکندر نے کہ اک مرکب پری ساز و یراق مرصع کار سے آراستہ جھلیان کرتا ہوا
کوتل چلا آتا ہی اپنے سایہ سے رم کرتا ہو صحرا مین آکر چرنے لگا۔ درویش نے سکندر سے کہا کہ جاؤ
مرکب کو قابو مین کیجیے سکندر نے کہا ابھی لیجیے تو آپ ہی کے پاس اسے لے آؤن قفنس شاہ نے
کہا کہ میرے پاس لانے کی ضرورت نہین ہی آپ اسے اپنے قابو مین کیجیے سکندر رستم خو کوڑا لیے
ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھے اور اُس مرکب کی طرف چلے مرکب سر جھکائے ہوئے چرا کیا۔ سکندر
درختون کی آڑ لیتے ہوئے قریب پہنچے دوڑ کر باگ پر ہاتھ ڈال دیا۔ مرکب چراغ پا ہوا کہ یکایک آفت
آئی بس سکندر نے جست کی اور بجلی کی جست مین پشت مرکب پر پہونچ گئے اور گھوڑے کو ران
مین دبایا گھوڑا اُسی کہرے کی طرف لیکر بھاگا۔ ہر چند سکندر نے داہنے اور بائین باگ کو موڑنا
توڑنا چاہا اور سیکڑون تازیانے مارے مگر مرکب نے کچھ سماعت نہ کی اور سکندر کو لیے ہوئے
اُسی کہرے مین چلا گیا۔ فقیر نے آواز دی کہ بابا یہی تو شہسوار تھا کہ ایک اتنا سا مرکب تیرے قابو
مین نہ رہا۔ ماندی تا فلست ماندی۔ اتنی آواز جو فقیر نے دی سکندر کو غیرت آئی گھوڑے کو
اور کوڑے مارنا شروع کیے اور کبھی داہنی باگ کھینچی کبھی بائین باگ پر زور دیا مگر گھوڑے نے
ایک نہ مانا جو جو کوڑے کھاتا تھا اور تیز ہوتا جاتا تھا نہ اس باگ پر لوٹتا تھا نہ اُس باگ پر مڑتا تھا
دہانے کو دانتون سے دابے ہوئے بھاگا چلا جاتا تھا یہانتک کہ اُسی کہرے کی تاریکی مین سکندر
کو لیے ہوئے اک مکان کے سامنے پہونچا دروازہ مکان کا کھلا ہوا تھا مرکب سکندر کو لیے ہوئے
اُس مکان مین چلا گیا اور اندر مکان کے جا کر خود کھڑا ہو رہا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ وہی فقیر
قفنس شاہ یہان بھی بیٹھا ہی سکندر نے آواز دی کہ شاہ صاحب آپ تو وہان پہاڑ کے اوپر پتھر
کے تلے بیٹھے تھے یہان کیونکر آگئے قفنس شاہ نے کہا او نادان اگر نہ دانی بدان کہ منم قفنس جادو
ارے تیری گرفتاری کے واسطے مجھے یہ سب تماشے کرنا پڑے کہ اپنے مکان کو چھوڑ کر کوہستان تک
گیا اور وہان فقیر بنکر تلے بیٹھا تیرے آگ لگائی پانی برسایا اور یہی مرکب طلسمی کے ذریعہ سے تجھے اسیر
طلسم کیا بس اب تو قیامت تک اسی طلسم مین مقید رہیگا تجھے تو شہسواری کا بڑا دعوی تھا پھر
اب اس مرکب سے اُتر آ تو ہی مین جانون کہ تو بڑا شہسوار ہی سکندر نے کہا کہ مرکب سے اُترنا بھی کچھ
مشکل ہی مین ابھی اُترا پڑتا ہون یہ کہکر جست کی اور چاہا کہ گھوڑے سے کود پڑون دیکھا تو دونو پشت
مرکب مین چپک گئے ہین ہر چند زور کیا کچھ نہ ہوا قفنس جادو ہنسا اور کہا کہ بس اب یہان کا دری
جلنا دشوار ہی اسلیے کہ یہ مقام طلسم ہی اے مرکب طلسمی اسے حصار سیہ تاب جادو کے پاس لیجا
وہ جلیا اسکے حق مین بہتر جانیگا کریگا بس یہ سنتے ہی مرکب نے کان کھڑے کیے اور دروازہ

کی طرف چلا سکندر نے ہرچند چاہا کہ باگ پھیرون مگر نہ ہوا مرکب دروازے سے نکلکر ہوا ہو گیا اور
پھر اُسی تاریکی مین دوڑتا ہوا آنے آہستے ایک مقام پر پہونچا اور ٹھہر گیا دیکھا سکندر رستم نو نے کہ ایک
ساحر مہیب ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہی سانس لیتا ہی تو دونون نتھنون سے دھوان نکلتا ہی جٹین
بڑی بڑی بڑی ہوئی مین بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوے ہین مُنھ پر بھبوت ملا ہوا ہے
کچھ سامان سحر اس رکھا ہی اگیاری روشن ہی بخور سگ گل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ
کا ہو رہا ہی کہین پر پچھاسے نوک بندھے ہوے ہین کسی جانب بھیجے جھٹکا کیے ہوے پڑے
ہین جسوقت مرکب سکندر کو لیے ہوئے سامنے اُس جادوگر کے پہونچا غبار سیہ تاب جادو نے
سر سے پاؤن تک سکندر رستم نو کو دیکھا اور مرکب طلسمی سے کہا کہ جا اسے بادشاہ طلسم کی خدمت مین
لیجا وہ جیسا اسکے حق مین بہتر جانے گا کریگا ان قیدیون کی جگہ میری مڑھی مین نہین ہی بس اسنتے ہی
مرکب پھر روانہ ہوا سکندر رستم نو ہرچند چاہتا ہی کہ پشت مرکب سے علیحدہ ہون لیکن وہ تخت پشت
مرکب مین چپک کے رہگئے پس عاجز آکر سکندر نے چاہا کہ تلوار سے مرکب کا کام تمام کرون تلوار
نے بھی کوئی اثر دکھایا جسم مرکب کا آہنی پایا مرکب مانند باد صرصر کے جاتے جاتے ایک قصر رفیع کے
قریب پہونچا دروازہ قصر پر حاجب و دربان جمع تھے انھون نے آواز سم مرکب سنتے ہی راہ دیدی مرکب
سکندر رستم نو کو لیے ہوے درانہ داخل قصر ہوا دیکھا سکندر نے کہ ایک خانہ باغ ہی کہ قابل دید ہے
جابجا نہرین ستی یتلی جاری ہین پٹریون پر نالے اور گلے سے ہوے ہین انمین چھوٹے چھوٹے
پھولون کے درخت لگے ہوے ہین ہر گل صنعت باغبان قضا و قدر کا نمونہ ہی روشن بڑی نہایت
خوبصورت درختان میوہ دار بکثرت بائین جابجا کھڑی پھول چن چن کر جھولیون مین بھر رہی ہین
باغبان بچیان اپنے کام مین معروف ہین سکندر یہ عالم دیکھکر محو ہو گیا اور بے اختیار زبان پر یہ شعر
جاری ہوا ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار * یہ سیر باغ
مین محو ہوگئے اور مرکب اُسی رفتار سے اندر باغ کے اس روش سے اُس روش پر داخل پٹری
سے اس پٹری پر ہوتا ہوا قریب ایک چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ چبوترے پر مجمع عورتون کا ہی ہزار ہا
پریزادین ہاتھ باندھے داہنے جانب کھڑی ہین ہزارہا بائین جانب کھڑی ہین اسیقدر پشت کی
طرف بھی بیچ مین ایک تاجدار کرسی پر جلوہ افروز ہی اور پہلو مین اُسکے اُسکی بی بی بیٹھی ہی اور بائین
جانب ایک شخص نمودار کھڑا ہی تاج اُسکے سر پر نہین بلکہ ہاتھ مین ہی بادشاہ نے اُس شخص کی طرف
دیکھکر پوچھا کیون اے اکوان تاجدار یہ وہی شخص ہی جسنے تیری سلطنت کو برباد کیا ہی یا کوئی اور ہی
اکوان تاجدار نے عرض کی کہ یہ وہ تو نہین ہی مگر یقین ہی کہ اُسی کے عزیزون مین سے ہوگا یہ دوسرے
کی جسارت نہین ہی کہ وہ طلسم کا مرغ کرے سُنا گیا ہی کہ ان لوگون نے ہزارہا طلسم برباد کر دیے
سیکڑون سا حلقین بگاڑ دین بادشاہ نے پوچھا کیا یہ عامل ہین یا ساحر ہین اکوان نے کہا کہ عامل
ہین نہ ساحر ہین سوا اسکے کچھ نہین کہا جا سکتا کہ انکا خدائے آسمانی انکی مدد کرتا ہی کہ یہ کچھ نہین جانتے
اور بڑے بڑے ساحرون کو انھون نے قتل کر ڈالا بادشاہ نے کہا کہ اے اکوان تجھے منع کرتے
تھے کہ ظاہر طلسم کی سلطنت سے باطن طلسم کی نوکری بہتر ہی اسلیے کہ نہ یہان کوئی آسکتا ہی نہ ادہا یاان
طلسم باطن کو پا سکتا ہے اور وہ ہی اپنے کو ظاہر کرین تو دوسری بات ہی افسوس کہ تو نے باطن میرے
فام تھا اسوجہ سے تو نے طلسم باطن کا رہنا قبول نہ کیا اور ہوس سلطنت مین طلسم ظاہر کی سکونت اختیار

کی اسی ہوس نے تجکو تباہ کیا کہ تمام دوست احباب عزیز و اقارب تیرے مارے گئے حیات خوش جمال
معشوقہ تیرے فراق میں ستی ہو گئی اور تو نے اُسکی خبر بھی نہ لی یہ سنکر اکوان تاجدار کی آنکھوں سے آنسو
جاری ہو گئے اور عرض کی کہ اگر میں حیات خوش جمال کو بچاتا اور طلسم باطن میں لاتا تو آپکے خلاف
ہوتا اور میری معشوقہ کبھی ستی نہ ہوتی میں نے اُسے اطمینان دلا دیا تھا کہ اگر میں تیری خاطر میں قتل
ہو جاؤں تو تو یہ نہ جاننا کہ میں فی الحقیقت مرگیا ہوں جب تجھے خدا پرستوں کی جانب سے اطمینان
ہو جائیگا اُسوقت میں آؤنگا اور تجھے کسی مناسب مقام پر لیجاؤنگا مگر افسوس کہ آصف نجم طلعت نے
اظہار عشق کیا میری معشوقہ نے اپنے کو آگ میں گرا کر جان دی مگر عصمت کو اپنی آصف نجم طلعت
کے ہاتھ سے بچایا اور آصف بھی اُسپر ایسا عاشق ہوا تھا کہ وہ بھی آگ میں گر کر ساتھ حیات خوش جمال
کے جل گیا اور افسوس تو یہ ہے کہ یہ مجھسے بھی نہ ہوا کہ میں حیات خوش جمال کی محبت میں اپنی جان دیتا
یہ سنکر بادشاہ طلسم مسکرایا اور کہا کہ خیر ابھی وقت اظہار حال کا نہیں ہے دیکھو جائیگا اگر دنیا میں
روز بخیر و عافیت گزر گئے اور طلسم باطن میں بھی کوئی فتنہ و فساد نہ رہا ہو تو غم فراق غلط ہو جائیگا اکوان نے کہا
کسطرح میرا غم غلط ہو گا بادشاہ نے کہا یہ بات ابھی قابل اظہار نہیں ہے یہ سنکر اکوان تاجدار خاموش ہو رہا سکندر رستم جو
نے بھی یہ تمام باتیں سنیں - انکو آصف نجم طلعت کے جل کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا کیونکہ سکندر رستم
نے آصف نجم طلعت کو دیکھا تھا مگر سنا تھا کہ آصف نجم طلعت بارگاہ صاحبقران میں چیدہ
سرداروں میں سے شمار کیے جاتے تھے اور میرے چچا رستم ثانی کے فرزند تھے سکندر کو آصف
سے ملنے کا بھی نہایت اشتیاق تھا یہ واقعہ سنکر غم تازہ ہو گیا - بادشاہ طلسم اکوان تاجدار سے اپنی
گفتگو ختم کرکے سکندر رستم جو کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیونکر یہاں تک پہونچا
سکندر رستم جو نے بیان کیا کہ میں فاتح اس طلسم باطن کا ہوں صاحبقران زمان بدیع الملک کے
نوجوان جانب خانہ کعبہ تشریف لیگئے اور یہ فرما گئے کہ جو شخص اکوان تاجدار کو مارے اور طلسم
باطن نہ طاق کو فتح کرے وہ میرا جانشین اور صاحبقران وقت ہے میں بارادۂ فتاحی طلسم باطن آتا تھا
تقفس جادو نے مجھے دھوکا دیکر اس مرکب پر سوار ہونے کی ترغیب دلائی میں اس مرکب پر سوار
ہوکر اسیر ہو گیا بادشاہ ان باتوں سے سکندر کی حیران ہوا کہ بدیع الملک کو یہ خبر کیسے دی کہ اکوان تاجدار
زندہ ہے اور طلسم باطن نہ طاق میں ہے جو یہ شرط بدیع الملک نے کی یقین ہے کہ ہوس صاحبقرانی
میں بہت سے لوگ ادھر آئینگے خیر کچھ پروا نہیں سکندر سے کہا کہ اگر تم دوبارہ ادھر آنے کا قصد نہ کرو
تو میں تمکو رہا کردوں اور بیرون طلسم پہنچا دوں سکندر رستم جو نے کہا کہ یہ ہوگا جب چھوڑونگا اکوان کے
قتل کا قصد کرونگا اور طلسم باطن کے فتح کرنے کی کوشش سے باز نہ رہونگا - یہ سنکر بادشاہ طلسم کو
غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا صاف گو ہے کہ اپنے اختیار میں نہیں ہے مگر ارادے ایسے ایسے رکھتا ہے لے
مرکب طلسمی اسکو زندان طلسمی میں پہونچا کر پشت سے اُتار دے کہ یہ تا زندگی وہاں سرگردان و حیران
رہے یہ سنتے ہی مرکب نے منہ پھیرا اور اس باغ سے نکلکر ایک اور جانب روانہ ہو گیا جاتے جاتے
ایک چشمۂ آب نظر آیا مرکب اُس چشمۂ آب میں کود پڑا اور پھریری لی کہ سکندر پشت مرکب سے جدا ہو کر
غرق آب ہو گئے مرکب تو چشمے سے نکلکر دربند عیاری کی جانب روانہ ہو گیا لیکن سکندر کے پاؤں جو
زمین سے آشنا ہوئے اور آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک وسیع احاطہ میں دیکھا گردونواح میں پانی کی تری بھی نہ تھی
دیکھا کہ ایک چار دیواری کھنچی ہوئی ہے اور بہت سے حجرے اس چار دیواری میں بنے ہوئے ہیں اور

ادھر سے اُدھر پھر رہے ہیں۔ سکندر رستم تو حیران تھے کہ کہاں جاؤں کہاں نہ جاؤں چونکہ بادشاہ
نے مرکب سے کہا تھا کہ اسے زندان طلسمی میں پھینک آ اس بنا پر سکندر سمجھے کہ زندان طلسمی یہی ہے لیکن
یہ کیسا زندان ہے اسکی دیواریں اسقدر نیچی ہیں کہ جسکا جی چاہے پھاند کے نکل جائے لیکن وہ لوگ جو
بیشتر کے قیدی تھے وہ نئے آدمی کو دیکھکر قریب آئے اور کہا کہ اے شخص تو کہاں سے آکر اس بلا
میں پھنسا۔ سکندر نے کہا بلا میں تم پھنسے ہوگے یہاں کونسی بلا ہے اُنھوں نے کہا یہ زندان طلسمی ہے
سکندر نے کہا کہ میں فتاح طلسم ہوں میں اس زندان کو زندان نہیں سمجھتا انشاءاللہ رہا ہو کر تم سب کو
رہا کرونگا۔ یہ سنکر وہ لوگ بہت ہنسے اور کہا کہ ان خیالات سے باز آؤ ورنہ بہت تکلیف اُٹھاؤ گے
یہ قید بے مشقت نہیں ہے جب دن بھر محنت کروگے تو رات کو کھانا نصیب ہوگا۔ چونکہ آج پہلا دن
ہے اسوجہ سے بچے ہوئے ہو اور ہم لوگ بھی تمھارے سبب سے بچے ہوئے ہیں اسلیے کہ قاعدہ
یہ ہے کہ جب کوئی نیا قیدی آتا ہے تو اُس روز نہ اُس قیدی سے کام لیا جاتا ہے اور نہ اُن قیدیوں سے
کام لیا جاتا ہے جو پہلے سے اسیر ہیں کہ ایک روز آپس میں مل جُلکر رہیں اور آپس میں باتیں کریں۔
اب یہ بتاؤ کہ تم کس کام کو پسند کرتے ہو جو کام تمھیں آتا ہو وہی کام کل سے تمھارے حوالے کیا جائیگا
یہ سنکر سکندر رستم کو غصہ آیا اور کہا تم پر کون افسر ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمیں میں سے جو قید سے
کہنہ ہوتا ہے اُسے افسری ملجاتی ہے یہ جو ایک شخص نہایت فربہ دور پر کھڑا ہے یہی افسر ہے یہی ہم سب سے
کام لیتا ہے سکندر نے کہا کہ تم بڑے نامرد ہو کہ جب تم اور وہ ایک درجہ پر ہو تو اسکا کام کیوں کرتے ہو
کیا یہ کام بادشاہ طلسم کے حکم سے ہے اُنھوں نے کہا کہ بادشاہ کے حکم سے بھی ہے اور علاوہ کار سرکاری
کے اسکا کام بھی کرنا پڑتا ہے یہ کسی سے پاؤں دبواتا ہے کسی سے کھانا پکواتا ہے سکندر رستم نے کہا کہ
اچھا جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ دیکھو کوئی فساد نہ برپا کرنا ورنہ تمھارے ساتھ
ہم سب بھی پیٹے جائینگے سکندر نے کہا کہ اگر تمھیں یہ خوف ہے تو آؤ میں دیوار پھندا کر تمھیں اس
احاطۂ زندان کے باہر نکالدوں میں مسٹنڈے سے سمجھ لونگا اُنھوں نے کہا کہ جب دیوار پاس
جاؤگے دیوار بلند ہو جائیگی اور قریب دیوار کے پہونچنا بھی امر دشوار ہے سکندر نے کہا کہ دیوار پاس
پہونچنا کیا مشکل ہے سامنے تو دیوار معلوم ہوتی ہے اُنھوں نے کہا اے شخص تو بڑا جاہل معلوم ہوتا ہے اگر
تجھے یقین ہماری بات کا نہیں ہے تو چلکر دیکھ لے۔ سکندر اُن لوگوں کو ساتھ لیکر دیوار کی طرف چلے مگر
جسقدر چلتے تھے فاصلہ کم نہ ہوتا تھا لیکن ہر دیوار سامنے تھی لیکن چلتے چلتے شام ہو گئی اور دیوار بہت
دور نظر آتی ہے آخر سکندر تھک کر ٹھہر گیا اب اُن لوگوں نے کہا کہ ان دیواروں تک تو کوئی پہونچ ہی نہیں
سکتا لیکن ایک دیوار ایسی ہے کہ اُدھر کا قصد کرے تو انسان دیوار تک پہونچ جاتا ہے مگر دیوار پر چڑھنا چاہے
تو ممکن نہیں۔ سکندر نے کہا وہ کونسی دیوار ہے اُن لوگوں نے کہا کہ وہ جو مشرق کی طرف دیوار ہے
وہاں تک پہونچ جاؤگے۔ سکندر اُس دیوار کی طرف متوجہ ہوئے چند ہی قدم چلنے میں دیوار کے
پاس جا پہونچے دیوار ایسی نیچی تھی کہ ہاتھ ٹیک کر دیوار پر جانا ممکن معلوم ہوتا تھا مگر جب سکندر رستم تو
نے دیوار پر چڑھنے کا قصد کیا تو دیوار بلند ہو گئی اور وہیں سے دیوار میں روزن پیدا ہوا اور روزن
میں سے اک چہرہ نظر آیا کہ نہایت مہیب صورت تھی اسنے کہا کہ او قیدی کیا تو بھاگا چاہتا ہے سکندر نے
تیر کمان میں پیوستہ کر کے اُس چہرہ کی طرف مارا چہرہ نے منہ سے شعلہ چھوڑا کہ تیر جلگیا اور چہرہ غائب
ہوگیا سکندر نے دل میں کہا کہ اس دیوار کی کیا حقیقت ہے اگر اک لات ماردونگا تو گر جائیگی یہ سوچ کر گرز اٹھایا

اور دوڑ کر دیوار پر مارا گرز پڑتے ہی تمام دیوار تھرا گئی مگر گری نہیں اور شور و غل ہوا کہ یہ کونسا قیدی آیا ہے جسنے یہ شورش مگر رکھی ہے سکندر مجبور ہو کر وہاں سے بھی چلے مگر راہ میں خیال آیا کہ یہ لوگ ہنسینگے کہ بس یہی ہماری کر کے گئے تھے یہ سوچکر پھر دیوار کے قریب سے آئے اور اک لات زور سے ماری دیوار میں پھر لرزہ پیدا ہوا اور آواز قہقہہ کی آئی - سکندر خفیف ہو کر اسی جگہ بیٹھ گیا اتنے میں داروغہ زندان جو دور کھڑا تھا قریب آیا اور کہا کہ اے شخص بس گاوزوربان ہو چکیں اب چل اور اپنے رہنے کی جگہ دیکھ اور رات کو آرام اٹھالے کہ کل سے تجھے مشقت کرنا ہوگی - یہاں مفت کی روٹیاں کھانے کو نہیں ملتی ہیں یہ سنکر سکندر رستم تو نے کہا کہ جا دور ہو میں تیرے حالات سے آگاہ ہو چکا ہوں میں کسیکا قیدی و مجرم نہیں ہوں جہاں میرا جی چاہیگا وہاں رہونگا نہ میں کوئی مشقت کرونگا نہ اسکا معاوضہ کسی سے مانگتا ہوں روٹی دینے والا سوا خدا کے اور کوئی نہیں ہے اس شخص نے کہا کہ اب باتیں بنائیگا یا چلیگا نہیں جانتا کہ میں کون ہوں سب قیدی میرے تحت میں ہیں اور میں سب سے کام لیتا ہوں تو بڑا شہر سے نشست معلوم ہوتا ہے ابھی تیرا نشہ اترا نہیں ہے جب پہاڑ کے نیچے دبیگا تو یہ کھیلانا جائیگا اگر تجھ سے چرسا نہ کھنچوایا تو نام اپنا داروغہ زندان نہ پایا - یہ کہکر اسنے کوڑا سکندر پر چلایا بھلا اس رستم خصال کو اتنی برداشت کہاں قبل اسکے کہ وہ کوڑا مارے سکندر رستم تو نے اک تھپڑ مارا کہ کلہ اسکا پھٹ گیا اور چکر کھا کے زمین پر گرا دم بھر میں پھڑک کے مر گیا اسکے مرتے ہی زندانیوں میں شور غل ہوا کہ یہ قیدی تو ہم سب کو مار ڈالیگا پس سب نے دروازہ زندان پر جاکر شور کیا کہ دہائی ہے بادشاہ طلسم کی یہ نیا قیدی سب کو مار ڈالیگا آج ہی آیا ہے اور پہلی یہ کی کہ افسر زندانخانہ کو مارا یہ قیدی یہاں سے کسی دوسرے مقام پر بھیجدیا جاوے یا ہم سب کو اور کوئی قیدخانہ ملے جان ہے تو جہان ہے قید زندان قبول ہے مگر مرنا نہیں قبول ہے یہ آوازیں جو قیدیوں کی مالک زندان دام دار جادو نے سنیں اک پرچہ لکھکر خدمت میں بادشاہ طلسم ضحاک مارگزیدہ جادو کو لکھ بھیجا تمام واقعہ زندان کا اور فریاد زندانیوں کی تحریر کر دی جسوقت یہ عرضی دام دار جادو کی ضحاک مارگزیدہ جادو کو پہونچی تو اسنے کہلا بھیجا کہ یہ قیدی بڑا سرکش ہے مجھسے تک سخت کلامی کر گیا میں نے برداشت کی چونکہ یہ بادشاہزادہ معلوم ہوتا ہے اور کبھی کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا ہے تو ویسے حکومت اسکے دماغ سے نکلی نہیں ہے اسکو اس زندان میں بھیجدو جہاں قید بے مشقت ہے چند روز میں تکلیفیں اٹھاتے اٹھاتے نشہ ہرن ہو جائیگا اور سیدھا ہو جائیگا دام دار جادو نے حسب الحکم بادشاہ اندر زندان کے آکر سکندر رستم تو سے کہا کہ تمکو یہاں زندان میں رہنے کا حکم نہیں ہے کہ یہاں قید با مشقت ہے اب تم قید بے مشقت میں بھیجے جاؤ گے سکندر رستم تو نے کہا کہ مشقت سے میں نہیں گھبراتا ہوں مگر جس رتبہ کا آدمی ہو اس سے ویسی مشقت لیجائے دام دار جادو نے کہا کہ تم کونسی مشقت پسند کرتے ہو سکندر رستم تو نے کہا کہ ہم سپاہی ہیں یہاں تیغزنی ہمارا پیشہ ہے اپنے بادشاہ سے کہو کہ جسوقت کسی غنیم کی چڑھائی ہو یا تمہیں کسی پر چڑھائی کرنا ہو تو ہمیں بھیجدے اسکے علاوہ اور کوئی مشقت ہم نہیں جانتے دام دار جادو پر بھی سکندر کا ایسا رعب طاری ہوا کہ باوجود ساحر ہونے کے اپنے دل میں ڈرا اور کہا کہ چلیے اب آپکو ویسے ہی مقام پر بھیجا جائیگا - سکندر رستم تو نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے یہ کہکر دام دار جادو کے ساتھ ہولیے اور زندان سے نکلکر دوسری جانب روانہ ہوئے قیدیوں نے شکر کیا اور کہا ~ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اسنے آتے ہی افسر زندانیان کو مارا اگر یہاں دو چار روز بھی رہجاتا تو ہم میں سے کسی کی خیریت نہ تھی

وہاں دام دار جادو سکندر رستم کو لیے ہوئے اک باغ کے قریب پہونچا دروازہ باغ کا نظروں سے پوشیدہ تھا دام دار جادو نے آواز دی کہ اے مہمان نواز جادو لو اس تازہ مہمان کو اور اسکی مدارات بھی کرو یہ کہتے ہی تڑاقا ہوا اور دروازہ نمودار ہوا۔ ایک شخص باغ کے باہر آیا اور سکندر رستم کو سے موادب ہوکر عرض کی کہ آئیے تشریف لائیے ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست ✦ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست ✦ سکندر اسکے ساتھ داخل باغ ہوئے دام دار جادو تو اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور سکندر رستم تو مہمان نواز جادو کے ساتھ داخل باغ ہوئے اور مہمان نواز جادو سے کہا کہ تمھارا بادشاہ بڑا نا قدر شناس اور نا عاقبت اندیش ہو کہ مجھ ایسے شخص کو جو طلسم کشائی کے واسطے آیا تھا ایسے بیہودہ زندان میں قید کیا کہ پھر پشیمان ہوکر جگہ بدلنا پڑی۔ مہمان نواز جادو نے کہا کہ ان باتوں کو جانے دیجیے آپ جسکی قید میں ہیں اسی کو برا بھلا کہتے ہیں اس سے کیا فائدہ ہم بھی بادشاہ کے نمک خوار ہیں یہ کہتا ہوا اک قصر میں لایا قصر نہایت آراستہ تھا۔ آرایش کی چیزیں ایسی ایسی تھیں کہ سکندر کی نظر سے کبھی نہ گذری تھیں سب سامان آسایش مہیا تھا مگر کوئی خادم و خدمتگار نہ تھا اتنی ہی بات جتانی تھی کہ سکندر قید کی حالت میں ہیں شام ہوتے ہی خوان کھانے کا آگیا کوئی لانے والا نہ دکھائی دیا سکندر نے اپنے ہاتھ سے خوان کھولا کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجالائے مسہری پر آرام کیا اب دونوں وقت انکے واسطے کھانا آجاتا ہی اور سامان آسایش مہیا ہی مگر نہ تو کوئی خادم ہی نہ خدمتگار نہ وہ شخص دکھائی دیتا ہی جو انھیں پہلے روز یہاں لایا تھا نہ کسی سے بات کرسکتے ہیں نہایت پریشان دن بھر باغ میں پھرتے ہیں اگر کبھی دیوار باغ تک بھی نہیں پہونچ سکتے شام کو پھر قصر میں چلے آتے ہیں اب انکو تو اسی حیرانی و سرگردانی میں چھوڑا جاتا ہی اور یہاں سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان شاہزادہ رفیع البخت اور سہراب ثانی کے گزارش کیے جاتے ہیں

واضح رہے ناظرین باتمکین ہوکر بعد علیحدہ ہونے سکندر رستم کو کے سہراب اور رفیع البخت بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سکندر کی تلاش کو چلے تھے راستے میں انکو یہ خیال آیا تھا کہ مبادا سکندر بارادہ فتاحی طلسم اسرار باطنی گیا ہو اور طلسم فتح کرے تو مالک بانہاے صاحبقرانی ہو جائیگا لہذا جلکر فتاحی طلسم میں شرکت کرنا چاہیے یہ مشورہ کرکے یہ دونوں بھی راستے کھے جارہے تھے مگر انکے ساتھ چند غلام حبشی تھے۔ جاتے جاتے کنارے دریا کے پہونچے دونوں نے مشورہ کیا کہ دریا کے اس پار صحرا سبز و خرم معلوم ہوتا ہی اگر کوئی جہاز آتا جاتا ہو تو ادھر چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہی۔ اسی خیال میں تھے کہ قضاے کار اک جہاز بھی آگیا زنگیوں نے جہازران سے اشارہ کیا کہ اس طرف جہاز لے آؤ جہازران جہاز کو ساحل کے قریب لایا یہ دونوں شاہزادے جہاز پر سوار ہوئے اور دریا کی سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ پانی کسقدر طغیانی پر ہی جانوران آبی ادھر ادھر پھرتے ہیں اور پھر تہ نشین ہو جاتے ہیں وہ ماہیان دریا کا منھ سے حباب چھوڑکر پھر تہ کی طرف چلے جانا اک عجب سمان تھا۔ سہراب کو شکار کا شوق دامنگیر ہوا البیلا جوان نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا جیسے ہی اک ماہی ابھری اور اسنے منھ سے حباب چھوڑا

شہراب نے تیر مارا ماہی حباب چھوڑتے ہی غرق ہوئی تیر بھی تہ آب ماہی میں چلا تھوڑی دیر کے بعد
دیکھا تو ماہی تیر میں چھدی ہوئی پانی پر ابھری - رفیع البخت نے بہت تعریف کی اور انھوں نے بھی
کمان شانے سے اُتاری تیر ترکش سے کھینچا اب برابر تیر چلنے لگے اور مچھلیاں شکار ہو ہو کر ابھرنے لگیں
جہاز پر سے کشتیاں اُتاری گئیں اور ملاح کشتیاں کھیتے ہوئے قریب جاتے تھے اور شکار کو لاتے
تھے کچھ ایسا اس شکار میں دل لگا کہ جہاز ران تک محو ہو گئے جہاز کہیں کا کہیں نکل گیا دفعتاً جانب
مغرب سے اک سیاہی نظر آئی جہاز رانوں نے کہا کہ غضب ہو گیا اب جہاز نہ بچیگا یہ علامت طوفان
عظیم کی ہے جلدی جلدی بادبانوں کو لپیٹنا شروع کیا مگر جو حبشی رفیع البخت کے ساتھ تھے وہ سفر اس
دریا کے کیے ہوئے تھے اور یہاں کے مقامات سے آگاہ تھے کئی طوفان جھیلے ہوئے تھے اُنھوں نے
جہاز رانوں سے کہا کہ فلان مقام پر پانی کم ہے اُدھر جہاز کو موڑو جہاز رانوں نے کہا کہ جہاز کا بھی یہی ارادہ ہے غرض کہ
جہاز کو اُس جا سے محفوظ کی طرف لے چلے - رفیع البخت اور شہراب بن رستم ایک ہی کشتی پر بیٹھ کر کنارے
اُترے اور جیسے ہی اسباب وغیرہ حفاظت سے لیے ہوئے پانی میں لے چلے جہاز کے لنگر بھی
قائم نہونے پائے تھے کہ وہ طوفانی ہوا آئی پہلے ہی جھونکے میں بادبان ٹوٹا اور دوسرے تھپیڑے
میں لنگر ٹوٹ گئے جہاز بہتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا تھا جیسے آندھی میں پتا جاتا ہے اسطرح جہاز
بہتا ہوا چلا کچھ دور جا کر جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور تمام اہل جہاز غرق ہو گئے - رفیع البخت کو
نہایت افسوس ہوا کہ کاش یہ کمبخت بھی ہماری طرح کنارے پر آجاتے تو کیون غرق بلا ہوتے پہر بھر
وہ طوفان رہا بعد پہر بھر کے دیکھا تو ہوا میں کمی ہونے لگی دریا کی طغیانی کم ہو گئی خیال کرنے سے معلوم
ہوا کہ دو چار انکے ساتھ کے حبشی بھی غرق ہو گئے اور یہاں تک نہ آسکے چونکہ دن کم رہگیا تھا ملازموں
نے اک چھوٹا سا خیمہ استادہ کر کے دو مسہریاں اسمیں لگا دیں ان دونوں شاہزادوں نے کچھ
جانوروں کو شکار کیا انکے کباب لگائے اور خیمہ میں آکر بیٹھے یکایک شام ہوئی تمام صحرا میں سناٹا ہو گیا
ہو کا عالم نظر آیا درندوں کی ہولناک صداؤں سے زہرے آب ہوئے جاتے تھے ملازموں نے
جا بجا آگ روشن کر دی تھی کہ اگر کوئی درندہ اسطرف آئے تو قریب نہ آسکے بلکہ خوف سے بھاگ جائے
لیکن یہ دونوں دلیر شیر اور ضیغم شکار باطمینان تمام سو رہے جب صبح ہوئی تو آسمان نے رنگ بدلا
سیاہی شب برطرف ہوئی وہی ہو کا مقام اک دل آویزی دکھانے لگا گلہائے صحرائی اپنی بہار
دکھانے لگے لالہ کوہی سے زمین پر شفق پھولی نظر آتی تھی اور صحرا میں دور تک کوڑیالے کا سبزہ فرش
بچھا ہوا تھا ہوائے سرد چل رہی تھی سہراب بن رستم ثانی اور رفیع البخت خواب سے بیدار ہوئے
تو نغمۂ سحری کو ادا کیا حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے اسپ مرکب پر بیٹھے ہتھیار لگائے اور تلاش
صید و شکار روانہ ہوئے ملازمین بھی جلدی جلدی اسباب بار کر کے چل کھڑے ہوئے آگے آگے یہ
دونوں سردار شکار کھیلتے چلے آتے تھے کہ یکایک اک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ سو دو سو عورتیں حسین بعضی
جوان ہیں اور بعضی کمسن ہیں اور صورتیں بھی مختلف بعضی ایسی کہ غیرت لیلی و شیرین قیامت کی حسین
کاتیاں باندھے ہوئے آپس میں چہل چہلیاں کھیل رہی ہیں کسی مقام پر جھولے پڑے ہوئے ہیں اور
کچھ عورتیں جھولا جھول رہی ہیں سہراب و رفیع البخت سمجھے کہ شاید یہ کسی کا باغ ہو لیکن خیال کیا تو
اک صحرا ہے باغ کی کوئی نشان و علامت نہیں ہے حیران تھے کہ پھر یہ عورتیں یہاں کہاں سے آگئیں اور
ایسی بے محابا اپنے شغل میں معروف ہیں کہ کچھ کسی کا ہوش نہیں ہے یہ دونوں چند قدم اور آگے بڑھے

کہ دیکھیں یہ ہمیں دیکھکر چھپ رہتی ہیں یا بھاگتی ہیں یا نہیں لیکن اُن عورتوں نے بھی انکی طرف اُچٹتی
دیکھا اور پھر اُسیطرح چُہل چہلیاں کھیلنے میں مصروف رہیں و جھولا جھول رہی تھیں وہ اُسی طرح جھولا
جھولا کیں تو یہ دونوں شیرزادے تھوڑے آگے بڑھے اور اک مجمع کے قریب ہوکر اُنسے پوچھا کہ تم
کون اور کس مقام کی رہنے والیاں ہو کیا تمھارے کوئی مرد نہیں ہی اگر طوائفوں میں سے ہو تمہیں تو
بھی مرد تمھارے ساتھ ہوتے یہ سنکر اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم طوائفوں نہیں ہیں بلکہ عصمت مآب
خود ہیں ہیں ہمنے اپنی شرم و عصمت کو حد تک پہونچا دیا ہے ہمیں شرم وحجاب کسیکا نہیں ہی ہم سب
ستی ہیں اور زندہ نہیں ہیں۔ رفیع البخت نے کہا ستی کسی کہتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہمارے شہر کا
دستور یہ ہی کہ جس عورت کا خاوند مرجاتا ہی وہ اُسکے غم میں ستی ہو جاتی ہی یعنے جل کے اپنی جان
دیتی ہے اور جو خود جلنے پر آمادہ نہیں ہوتی ہی اُسے اُسکے عزیز و اقارب زبردستی پکڑ کے جلا دیتے
ہیں کہ اُسکی طبیعت زندگی میں دوسرے مرد کی طرف راغب نہو اب ہم دن بھر اسیطرح اپنے اپنے
شغل میں گذارینگے اور شام ہوتے ہی سب کی سب جل جائینگی جب صبح ہوگی تو پھر زندہ ہونگے
اور پھر دن بھر کا ہمیں اختیار رہیگا کہ اس صحرا بھر میں جہاں جاہیں پھریں چلیں۔ سہراب بن رستم
ثانی نے پوچھا کہ یہ حالت کبتک رہیگی اُنھوں نے بیان کیا کہ جتنے مہینے حیات ہماری اصلی باقی ہی
اتنی مدت ہمیں اسطرح کرنا ہوگی اور جب قضائے معین کا زمانہ آئیگا تو یہ ہیئت بھی فنا ہو جائیگی
اور امید ہی کہ ہم اپنے شوہر کے پاس پہونچ جائینگے کچھ ہمارے ساتھ کی عورتیں کم ہوتی جاتی
ہیں جنکی مدت پوری ہو جاتی ہی وہ فنا ہو جاتی ہیں اور جنکا زمانہ حیات باقی ہی وہ رہجاتی ہیں اور نت
نئی نئی آکے شامل ہوتی جاتی ہیں۔ یہ سنکر ان دونوں رحمدلوں نے کہا کہ کیا بُری رسم ہی کہ جو
بخوشی جلجاے وہ تو غنیمت ہی زبردستی جلا دینا تو بڑا ظلم ہی پھر پوچھا کہ وہ شہر کہاں ہی جسکی تم
رہنے والی ہو اُنھوں نے بیان کیا کہ یہاں سے جانب مغرب چار کوس کے فاصلے پر ہی سہراب نے
کہا کہ تم اس صحرا کے سوا دوسرے مقام پر کیوں نہیں جاسکتی ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ جس جگہ
جو عورت جلتی ہی وہ بس اُسی مقام پر رہتی ہی دوسری جگہ نہیں جاسکتی کہا آخر کوئی روکتا ہی اُنھوں
نے کہا کہ نہیں روکنے والا تو کوئی نہیں دکھائی دیتا مگر پاؤں آگے بڑھنے کا یارا نہیں رکھتے قوت
پاؤں کی بالکل سلب ہو جاتی ہی چونکہ اک عورت کی طرف طبیعت سہراب کی میلان کر گئی تھی اُنھوں نے
رفیع البخت سے کہا کہ بھائی صاحب میں تو اس عورت کو پکڑے لیے چلتا ہوں۔ رفیع البخت نے
کہا کہ اول تو یہ زن شوہردار ہی علاوہ اسکے مردہ کو لیجاکے کیا کروگے سہراب نے کہا کہ دیکھیں تو اس
کے نکال لے چلنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہی اگر یہ مجسم ہو جائیگی لادکے لیچلینگے اگر مرجائے گی پھر اسی جگہ
پہونچا دینگے اور شوہردار عورت جب رانڈ ہوگئی تو وہ دوسرا مرد جائز طور پر کرسکتی ہی یہ امر آئین اسلام کے
خلاف نہیں۔ رفیع البخت نے کہا کہ چلو ایک کو میں بھی لیے چلتا ہوں یہ سنکر سہراب نے دوڑ کر
اک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسری عورت کا ہاتھ رفیع البخت نے پکڑا ان عورتوں نے کہا کہ یہ کیا
کرتے ہو ہم تمھارے کام کے نہیں ہیں ارے ہم مردہ ہیں تم زندہ ہو سہراب نے کہا کہ ہم تمہیں بھی
اپنے ساتھ زندہ بنا لینگے یہ کہکر اپنی طرف کھینچا اور عورتیں تو بجائیں کہ یہ مردوے کہاں سے آئے
بڑے بدنیت معلوم ہوتے ہیں دیکھو تو ان دونوں بیچاریوں کی ساری محنت رایگان کیا چاہتے ہیں
اب انکے شوہران بیچاروں کو کیوں قبول کرنے لگے کہ دوسرے مرد کا ہاتھ لگ گیا اور وہ عورتیں انکے

ساتھ ساتھ ہولین مگر روتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی کہ اے ظالمو نہ ہم اپنے شوہر سے مل سکینگے نہ تمھارے
کام کے رہینگے ہمکو لیے تو جاتے ہو مگر پچھتاؤ گے۔ یہ کسکی سنتے ہین انکو کھینچتے ہوئے چلے جبوقت
صحرا کی حد تمام ہوئی تو دیکھا کہ وہ دونون عورتین بے حس و حرکت ہو گئین بس ان دونون جوانون نے
جھک کر انکو آغوش مین اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ دونون اک شعلہ بنکر نکل گئین اور بلند ہو کر دونون
پنجہ بنکر گرین کہ دونون دلیرون کو اٹھا کے لیے چلی گئین۔ جسوقت آنکھ ان دونون شاہزادون
کی کھلی تو اپنے کو اک ساحر کے سامنے کھڑے دیکھا اور دیکھا کہ وہی دونون عورتین انکا ہاتھ پکڑے
کھڑی ہین اور کہہ رہی ہین کہ اے ست نار جادو دہائی ہی ان دونون ظالمون نے ہمکو بیحرم کیا
کہ نہ اب ہم اپنے شوہر کے پاس جانے کے قابل رہے نہ انھین دونون کے ساتھ رہ سکتے ہین اسلیے
کہ ہم مردہ ہین اور یہ زندہ آپ سے فریاد کرکے داد چاہتے ہین ست نار جادو نے کہا کہ اسمین تمھارا
قصور نہ تھا۔ ہم ان دونون مجرمون کو بادشاہ طلسم کے پاس بھیجے دیتے ہین اسکا اگر تمھارا ساتھ
ان دونون کا منظور ہوگا تو دونون کو بھی تمھارے پاس اسی عالم مین بھیجدیگا جس عالم مین تم
ہو اور اگر یہ منظور نہوگا تو وہ جیسا مناسب جانیگا ویسا کریگا یہ سنکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہی
دونون عورتین پنجہ بنکر آئین اور گرین رفیع البخت اور سہراب کو لیے ہوئے اسی طرح مین
پہونچین جہان سکندر کو لیکر مرکب آیا تھا جسوقت پنجون نے انکو زمین پر اتار دیا تو پھر انسانی
ہیئت پیدا کی اور کہا۔ دہائی ہی بادشاہ طلسم کے نام کی ان دونون مردون نے ہماری عصمت
مین داغ لگایا نہ ہمین اپنے شوہر کے کام کا رکھا جسکے واسطے ہم نے جلکر جان دی تھی نہ اپنے
کام کا سمجھے۔ اب انصاف آپکے ہاتھ ہی۔ دیکھا رفیع البخت اور سہراب نے کہ اک بادشاہ
[illegible] پر بیٹھا ہی داہنی جانب کرسی پر اک ملکہ جلوہ افروز ہی بائین جانب اک تاجدار تاج ہاتھ مین
لیے سر برہنہ کھڑا ہی۔ بادشاہ طلسم نے اس تاجدار سر برہنہ کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون اے
اکوان تاجدار تیرا طلسم جسنے برباد کیا وہ ان دونون مین سے تو نہین ہی۔ اکوان تاجدار نے عرض
کی کہ جی نہین ان دونون مین سے ایک شخص جو سبز پوش ہی یہ فاتح طلسم سے صورت مین مشابہ
ہی مگر یہ وہ نہین ہی بادشاہ طلسم نے رفیع البخت سے مخاطب ہوکر کہا کہ اکوان تاجدار کہتا ہی کہ
تیری صورت فاتح طلسم سے مشابہ ہی کیا فاتح طلسم نطاق کوئی تیرا عزیز قریب ہی۔ یہ سنکر
رفیع البخت نے جواب دیا کہ فاتح طلسم نطاق پسر سعد الواحد صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک
نوجوان ہین وہ جانب خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور یہ خبر بیان کر گئے کہ جو شخص نطاق باطن کو فتح کرے
اور اسی اکوان سرکش کو مارے وہ میرا جانشین ہی بادشاہ طلسم نے کہا کہ تو شاید ہوس جانشینی
مین اسطرف آیا تھا فرمایا بیشک علاوہ جانشینی کے جس ظالم و سنگدل کے ہاتھ سے تمام خاندان
قتل ہوا اسیکے دونون عزیز مارے گئے اسکی دشمنی سے ہم کیونکر باز رہ سکتے ہین یہ سنکر ضحاک شاہ مارگیر
نے کہا کہ اے سپتو انکو زندان مین پھینک آؤ تمھارا انصاف چکا دیا جائیگا بس یہ سنتے ہی پھر وہ
دونون عورتین پنجہ بنکر ان دونون کو اٹھا لیگئین اور جاکر زندان طلسمی مین پھینک دیا جسوقت یہ
پنجون سے چھوٹ کر گرے ہین تو اسی چشمۂ آب مین گرے جہان سکندر کو مرکب طلسمی نے پشت سے
گرایا تھا اسی طرح اسکے بھی پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو اپنے کو اک خام احاطہ مین پایا جسکے
چہار جانب حجرے بنے ہوئے تھے اور بہت لوگ ادھر ادھر مثل قیدیون کے پھر رہے تھے ان دونون

شہزادوں کو دیکھکر وہ لوگ قریب آئے اور کہا کہ افسوس تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو مگر تقدیر
نے تمکو اس زندان بلا میں لاکے پھنسایا اور مصیبت میں گرفتار کرایا آج تو تمھاری بدولت ہمارے
لیے بھی راحت ہے کہ ہم سے کوئی کام نہیں لیا جاتا ہے کل سے تم بھی ہماری طرح جب مشقت کروگے
تو شام کو کھانا ملیگا یہ سنکر یہ دونوں شاہزادے نہایت پریشان ہوئے آپس میں صلاح کی کہ بادشاہ
طلسم کے سامنے جانا ہی ذلت ہمارے لیے کیا کم ہے جو کہ اب اس قید میں رہکر مشقت کرنا اس سے
بہتر یہ ہے کہ دو ایک کو مار ڈالو جب زیادہ غل مچیگا تو یا قتل ہو جائینگے یا اس ذلت سے بچ جائینگے
یہ باتیں ان لوگوں نے نہیں کہا یہ بھی ویسے ہی سرکش معلوم ہوتے ہیں جیسا ایک شخص ابھی چند
دن ہوئے ہیں کہ یہاں آیا تھا اُسنے داروغہ زندان کو مارا آخر قید بے مشقت میں بھیجدیا گیا یہ سنکر
ان دونوں کے کان کھڑے ہوئے پوچھا کہ نام اُسکا کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ سکندر اُسنے اپنا
نام بتایا تھا سہراب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ ہمسے پہلے یہاں بھیجا گیا اسیر بلا ہوا اگر خبر آتا تو معلوم
ہوا کہ سکندر بھی اسیر طلسم ہوا صد افسوس کہ ہم بھی آتے ہی پھنسے مگر اب سکندر کے پاس
چلنے کی فکر کرنی چاہیے کہ ہم سب ایک ہی حال میں رہیں اور نہ سکندر ہمیں تشنیع کریگا یہ صلاح ہوئے کیا
سہراب نے اک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہمے راستہ زندان سے نکلنے کا بتا دے اُسنے کہا
کہ اگر یہ میرے امکان میں ہوتا تو میں قید میں کیوں بیٹھا رہتا یہ سنکر اُسنے کہا ارے یارو ایک کی
دوا دو تم اتنے ہو یہ دو شخص ہیں سب ملکر انسے سمجھ لو ورنہ جیسا کچھ ہو چکا ہے ویسا ہی انجام پیش
پیش آئیگا ایک ایک نے داروغہ زندان کو مارا یہ سنکر سب قیدی ان دونوں شاہزادوں کیطرف
بڑھے۔ رفیع انجبت اور سہراب نے قیدیوں کو مارنا شروع کیا کوڑے برسانے لگے جسے کوڑا مارا
وہ تڑپ کے رہگیا دوبارہ اُٹھنے کی قوت نہوئی تمام قیدیوں کے جسم فگار ہوگئے قیدیوں نے
اسقدر شور و غل کیا کہ دام دار جادو کو خبر ہوئی دام دار جادو گھبرایا ہوا اندر زندان کے آیا اور کہنے
لگا کہ کیسا شور و غل ہے دیکھا قیدی تڑپ رہے اور فریاد کر رہے ہیں کہ نئے قیدی ہمکو مارے ڈالتے
ہیں۔ دام دار جادو کے پاس پیشتر سے ایک حکمنامہ بادشاہ طلسم کا پوشیدہ طور پر آگیا تھا جسمیں یہ
تحریر تھا کہ اے مالک زندان آگاہ و خبردار ہو جا کہ اجل ہوا زمانے کی طلسم کے خلاف چل رہی ہے
بانیان طلسم اسی زمانے کی بابت تحریر کر گئے ہیں کہ چند اسیران سرکش طلسم میں پھنسینگے انکو اذیت
نہ پہونچانا اور قید بے مشقت میں رکھنا ورنہ طلسم برباد ہو جائیگا اور چالیس دن رس طلسم پر نہایت
سخت ہیں اور اہالیان طلسم کے زمین و آسمان عدو مجبور ہے ہیں ان دونوں میں سے کسی ذی حیات
کو تکلیف پہونچانا باعث بربادی طلسم کا ہو جائیگا بنا بر اُس حکمنامہ کے دام دار جادو ڈرا اور ان دونوں
شاہزادوں سے اُلٹی معذرت کرتا ہوا انکو بھی مثل سکندر رستم کے اس زندان سخت سے
نکالکر طرف باغ مہمان نواز جادو کے لیچلا جسوقت متصل باغ پہونچا تو آواز دی کہ اے مہمان نواز جادو
جس روز سے یہ طلسم بنا شاید تمھارا مکان آجتک خالی ہی پڑا رہا ہوگا جسے ساحران طلسم زندان
بے چراغ کہا کرتے تھے اور سنتے تھے کہ بانیان طلسم نے دھوکا دینے کی غرض سے اک یہ بھی قید خانہ
بنا رکھا ہے ورنہ یہاں آنے والا کون ہے مگر نہیں معلوم ہوا کہ اسی زمانے کا بانیان طلسم نے خیال کیا
تھا جو ایسا زندان بنا گئے تھے تو یہ دو مہمان اور آئے ہیں انکو بھی لیجا کر مہمان کرو اور انکی مدارات
میں کمی نکرنا بس یہ کہنا تھا کہ ۱۲ قد ہوا اور دروازہ باغ کا نمودار ہوا اک مرد با وضع اندر سے باغ کے

نکلا اور کہا کہ مین بسروچشم انکی خدمت بجالاؤنگا - یہ کہکر رفیع البخت اور سہراب کو اپنے ساتھ لیا اور ساتھ
تعظیم وتکریم کے اندر باغ کے لیگیا جسوقت یہ دونون شاہزادے اندر باغ کے پہونچے باغ کو نہایت
آراستہ دیکھا روش بڑی درست چمن لگے ہوے کیاریان گلہاے بوقلمون سے سدگلفروش
بنی ہوئی ہین یہ دونون شہزادے سیر کرتے ہوے قریب اک قصر کے پہونچے دیکھا کہ قصر کے برآمدہ
پر اک نوجوان کھڑا ہوا ہی اُدھر اُس نوجوان کی نظر ان دونون جوانون پر پڑی - ایکنے دوسرے
کو پہچانا اور اپنے اپنے مقام پر شکر کیا کہ ہم بچھڑے تو یہ بھی بچھڑے - جسوقت مہمان نوازجادو ان دونون
شاہزادون کو لیے ہوے اندر قصر کے داخل ہوا تو دیکھا کہ تین مسہریان بچھی ہوئی ہین ایک ایک
کمرے مین ایک ایک شخص کے رہنے کا سامان سب درست ہی مگر خادم وخدمتگار کوئی نہین ہے
رفیع البخت پلٹ کر مہمان نوازجادو سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے کہ مہمان نوازجادو نظرون سے غائب
ہوگیا اب یہ اسی حیرت مین ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے شاہزادہ سکندر رستم فر نمودار ہوے
فرمایا کہ تم بھی یہان آگئے - رفیع البخت نے کہا تمھاری تلاش مین یہانتک پہونچے اب اگر تمکو پایا تو
تو کیا پایا جبکہ نہ ہم تمکو لیجا سکتے ہین نہ خود ہی جا سکتے ہین - سکندر رستم فر نے کہا کہ اگر قسمت مین رہائی
ہی تو چھوٹینگے اور ہم تم ساتھ چلینگے ؎ مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود
رفیع البخت نے کہا کہ مین ہراسان نہین ہون مگر چونکہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہوا اسکا کسیقدر ملال
ضرور ہی - سکندر رستم نے کہا کہ تم کیونکر یہانتک پہونچے - رفیع البخت نے اپنی روداد بیان کی اور سکندر
نے اپنا واقعہ بیان کیا ایک کو دوسرے کی حالت پر تعجب ہوا کہ ہم علحدہ علحدہ راستون سے ایک ہی
مقام پر آکے قید ہوے انھین باتون مین شام ہوگئی شام کو تین خوان سربمہر آگئے نہ لانے والا
دکھائی دیا نہ یہ معلوم ہوا کہ کسنے بھیجے ہین - رفیع البخت اور سہراب اُن خوانون کی طرف دیکھکر متحیر تھے
کہ یہ کون رکھ گیا اور کب رکھ گیا کہ ہمین معلوم بھی نہوا - سکندر چونکہ یہ سب مرحلے طے کیے ہوے تھے
اُنھون نے کہا کہ تعجب نکرو ہم تم قید کی حالت مین ہین خدا کا شکر کرو کہ اس سختی مین نہین ہین جو اور
قیدیون کے واسطے ہی بس ہمارے تمھارے واسطے اتنی ہی شان قید کی ہی کہ نہ کہین جا سکتے ہین
نہ کسی سے مل سکتے ہین اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا ہوتا ہی یہ کہکر اپنا خوان کھولا اور صلاح کی کہ تم
رفیع البخت اور سہراب نے اپنے خوان بھی کھول ڈالے اور کہا اے برادر جو تم ہو وہ ہم ہین
مثل مشہور ہی کہ جیسا دیس ویسا بھیس یہ کہکر سب نے ایک ہی جگہ بیٹھکر کھانا کھایا پانی پیا سکندر
نے کہا کہ آج اس قید مین گھر کا لطف مل رہا ہی کہ دو عزیز اپنی ہمدردی کو موجود ہین جس حال مین
ہم ہین اُسی حال مین تم ہو جتنا زمانہ مجھے اس مقام تنہائی مین گزرا ہی وہ بہت سخت تھا بعد اسکے
قیلاول کا ذکر آیا - سکندر نے اپنی رہائی کی صورت بیان کی - رفیع البخت نے اپنی سرگذشت
گرستانی دیر تک یہ باتین رہین بعد اُسکے دونون شاہزادون نے وضو کیا نمازین پڑھین اور
دعاے رہائی مانگ کر سو رہے - اب انکو اس قید بے مشقت مین چھوڑ کر یہان سے

چند کلمے داستان جلالت عنوان شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ انکو حالت گشتی سے نوین روز نتیجہ لیگیا تھا و باقی حالات متعلق داستان ھذا

مخمس بر آغاز داستان

پھرے خراب نہ ہم آہ بے اثر کی طرح　　نہ دل کا راز کھلا یار کی کمر کی طرح
تمام ہوگئے فرہاد پر جگر کی طرح　　شہید عشق ہوے قیس نامور کی طرح
جہان مین عیب بھی ہمنے کیا ہنر کی طرح

یہ چرخ پیر ہی مجکو لحد کے گھر کی طرح　　مری نظر مین ہر اک نجم ہی شرر کی طرح
زوال مجکو ہی یان دمبدم قمر کی طرح　　کچھ آج شام سے چہرہ ہی فق سحر کی طرح
ڈھلا ہی جاتا ہون فرقت مین دوپہر کی طرح

جو بحر دیدۂ تر میرا جوش کھائیگا　　برس کے ابر خجالت بہت اٹھائیگا
سرشک اشک سے طوفان اک اٹھائیگا　　ہنسو نہ رونے پہ تم شہر ڈوب جائیگا
برس پڑونگا کسی دن جو ابر تر کی طرح

یہ شوق ہی کہ مکرر یہان کا بوسہ لین　　یہان جو ہو تو بھلا کیا وہان کا بوسہ لین
بتا کہین نہین ملتا جہان کا بوسہ لین　　بتا تو دیجیے صاحب کہان کا بوسہ لین
دہن بھی آپ کا ملتا نہین کمر کی طرح

ہر اک کو کجروشی سے نہ دے ملال ای چرخ　　جتائے دیتے ہین اچھی نہین یہ چال ای چرخ
حنا کی طرح اگر انکو روند ڈال اے چرخ　　سیاہ بختون کو یون باغ سے نکال ای چرخ
کہ چار پھول تو دامن مین ہون سپر کی طرح

کب آکے یار کا خط دیکھیے خدا جانے　　دیار عشق کا کیا کوئی راستا جانے
خلاف وضع اسے سمجھے یا برا جانے　　یہ ہی معاملۂ عشق کوئی کیا جانے
مین آپ جاؤنگا خط لیکے نامہ بر کی طرح

مجھے ثبوت ہی جو کچھ ہی آرزو یارب　　نہین الم مجھے حافظ اگر ہی تو یارب
ہمیشہ ہی در مقصد کی جستجو یارب　　تمام خلق ہی خواہان آبرو یارب
چھپا مجھے صدف قبر مین گہر کی طرح

ہماری نشو و نما کیا اس آسمان کے تلے　　کبھی خوشی رہے ہم گاہ غم سے ہاتھ ملے
مثال سرو نہ باغ جہان مین پھولے پھلے　　نحیف و زار ہین کیا باغبان سے زور چلے
جہان بٹھا دیا وان لگ گئے شجر کی طرح

مجھے جنون جو ہی دیکھی ہی کیا کوئی کاکل　　کہ پیچ مین کہ مجھے لایا ہی باغ مین سنبل
نہ پوچھیے ہین خار صفت یا نشتر رگ گل　　یہ بے سبب نہین نالون مین وادی بلبل
ترا جگر بھی ہی زخمی مرے جگر کی طرح

کبھی تو مر دے جبین اپنے منہ سے تم کہو　　جنون کی جان کو ابرو کے اک اشارے سے مارو
تمہارے کہنے مین پر یان مین جو کہو وہی ہو　　تم اس جہان مین وہ بلقیس ہو کہ خط جو لکھو
تو سر پہ رکھے سلیمان ہما کے پر کی طرح

یہ سچ بات ہی اے دل جو کیجیے اسکو بات　　کہان یہ آستین اثر ہی کہان یہ سیم صفات
دوا بھی زہر ہی مجکو ہی عجب کی یہ بات　　یہ بوسۂ لب شیرین نے کی ہی تلخ حیات

کہ بند بند کو باندھے ہوں فینکر کی طرح

یہ چاہتے ہیں وطن سے ہمیں بھی ہو تحریک — خط آئے آپکا یہاں خبر ملے ہیں ٹھیک
وہاں کے جلسوں میں ہم بھی ہوں یار آپکے شریک — بلا تو بھیجیے دوری ہے آپ کے نزدیک
ابھی پہونچتے ہیں ہم ڈاک میں خبر کی طرح

کہیں وہ کیا جو اٹھائے جہاں میں ہجر — ہنسے ذرا بھی جو اک دن تو روئے عمر بھر
یہاں کے آنے سے کچھ دل کو آگیا ہے صبر — خدا کرے کہ تجھے آباد حشر تک اے قبر
کہ سوئے پاؤں کو پھیلا کے اپنے گھر کی طرح

تجھے دکھانہ محبت میں بار بار آنکھیں — یہ شوق دید میں رہتی ہیں بے قرار آنکھیں
جو میرے جسم میں ایکجان ہوں ہزار آنکھیں — تجھی کو دیکھوں گا جبتک ہیں برقرار آنکھیں
مری نظر نہ پھرے گی تری نظر کی طرح

چمن میں جتنے حسین ہیں غرور ہے گل کو — جواب دینے کی عادت نہیں کسی گل کو
پسند کرتے ہیں اہل وفا تحمل کو + — فغاں سے فائدہ کیا عشق گل میں بلبل کو
اٹھائے داغ تو دلبر ہے جگر کی طرح

وہ کم ہیں صدمہ و آلام جو نہوں اسکو — ہوا تھا عشق کسیکا کبھی نہ یوں اسکو
بھلا نہ ہجر کی پھر ہو یاس کیوں اسکو — یہ محو عشق ہے مونس کہاں دلوں اسکو
خبر کسیکی نہیں طفل بے خبر کی طرح

چہرہ پردازان پیکر دلفریب سخن و روکشان شاہد مضمون کہن عروس داستان کو زیور صنایع سے یوں آراستہ کرتے ہیں ع بہ بزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ نقابدار ابلق سوار ابلق سوار کشتی کی حالت میں نوان روز گزرچکا تھا بدیع الملک دل میں کہتے تھے کہ واقع میں یہ نقابدار جو دعوائے صاحبقرانی کرکے آیا ہے تو بیجا نہیں اسلیے کہ سات روز سے زیادہ میں کوئی مجھسے زیر نہیں ہوا مگر اس نقابدار سے نو روز گزرے اور ابتک فیصلہ نہیں ہوا اُدھر نقابدار دل میں کہتا تھا کہ زیر ہونا بدیع الملک کا غیر ممکن ہے اگر یہ ایسے نہوتے تو صاحبقران وقت نہ کہلاتے اور تمام اولاد صاحبقران انکی اطاعت نکرتی اسی حیص و بیص میں پنجہ گرا اور نقابدار ابلق سوار کو لیگیا تھا جسکا ذکر ہو چکا ہے اب حال نقابدار کا سنیے کہ یہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے جو وقت آنکھ انکی کھلی تو اپنے کو اک باغ جنت نظیر میں پایا گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا ہر طرف گلہائے بوقلموں کی بہار تھی اور جانوران مختلف الالوان شاخہائے درخت پر مصروف زمزمہ سرائی تھے نہریں جاری تھیں پانی نہروں کا نہایت صاف و شفاف تھا کہ تہ کا حال اوپر سے معلوم ہوتا تھا جانوران آبی نظر آتے تھے مچھلیان سبز و سرخ زرد و زنگاری جو غوطیان کرتی پھرتی تھیں تو صاف معلوم ہوتی تھیں۔ نقابدار سیر کرتے ہوئے چلے روشیں پٹریوں کی خوبصورتی احاطہ تحریر سے باہر ہے معلوم ہوتا تھا کہ کسی مصور کے ہاتھ کی جدول کتاب و زر کھنچی ہوئی ہے سبزہ نوخیز مخمل خوابیدہ کو شرمندہ کرتا ہے ڈالیان درختوں کی جو تحریک باد صبا سے جھوم جھوم کر جھکی ہیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی جوان مست نے انگڑائی لی سیب درمیان سینۂ معشوق کی طرح گرائے ہوئے ہیں گلوں کی خوشبو دلفریب دل آویز ہے نقابدار ابلق سوار اُس باغ کی بہار دیکھتے ہی چلے جا

سنے کو چھپا کے کی صدا کان مین آئی پلٹ کر جو دیکھا تو روش باغ پر اک طاؤس حجاز محو گلگشت ہے سولہ
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + دیگر - پانچے ہاتھ پر سنبھالے ہوئے
پیاری پیاری چتون نکالے ہوئے + ہر ادا دلفریب ہر غمزہ ناز دلکش ہر کرشمہ تو یہ شکل پفت پر یارہ
پندرہ انیس ہمجلیسین ساتھ آئی بھی ہمی عمر آپس مین ہنستی بولتی چہلین کرتی چلی آتی تھین نقابدار اس
پری جمال کی طرف دیکھتے ہی محو ہوگئے بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری ہوا ؎ اک اداستان سر سے
پاؤن تک چھائی ہوئی + آفت تری کا قد جوانی جوش پر آئی ہوئی + اسطرح عالم بیخودی مین یہ شعر پڑھا
کہ وہ نازک اندام قریب آچکی تھی اُسنے سن لیا یا تو اپنے دُھن مین چلی آتی تھی ادھر دیکھتے ہی
ٹھٹھک گئی اچانک جو نظر پڑتی ہی جلدی سے آنچل منھ پر لے لیا اور ساتھ والیون سے کہا کہ ذرا
اس مردوے کی ڈھٹائی تو دیکھو کہ یہ یہان گھس آیا اور طرہ اسپر یہ کہ سامنے کھڑا گھور رہا ہے
شناسین دو ایک خواصین نہایت شوخ اور چنچل تھین بڑھکر بولین کہ اے شخص تو کون ہے اور یہان
کسطرح چلا آیا نقابدار نے فرمایا کہ میرا یہ دستور نہین کہ مین کسیکے باغ یا مکان مین بے اجازت چلا جاؤن
نہ مجھے یہان آنے کی کوئی ضرورت تھی مجھے نو روز گزرے تھے کہ مین اپنے مدمقابل سے آزمایش
زور وطاقت کر رہا تھا مجھے اک بیخدا شناس کشتی مین سے لے آیا تھا اُس بیحیا نے لاکر اس باغ مین
اُتار دیا نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ باغ کس ملک کے ڈالی مین واقع ہے اور نام اس ملک کا کیا ہے
یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر یہ خود سے نہین آئے ہین تو انکی خطا نہین خیر اب کسی طرح آ نکلے
ہین تو انکی خاطر واجب ولازم ہے کہ مہمان ہین مگر ذرا اتنا تو پوچھو کہ تم جو صورت اپنی نقاب مین
چھپائے ہوئے ہو تو اسکا کیا باعث ہے کیا صورت تمھاری بگڑی ہے یا چہرے کے کسی عضو مین کچھ
فرق آگیا ہے آنکھ کانی ہے یا سیتلا کے داغ ہین - یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے یہ خیال کیا کہ یہ عورت
مجھے بدصورت سمجھکر قبول نکریگی اور طبیعت اپنی اُس عورت پر آچکی تھی جلدی سے نقاب اُٹھادی
اور فرمایا کہ میری صورت دیکھ لو خدا نے کوئی نقص میری صورت مین نہین دیا ہے اُسکا لاکھ لاکھ شکر ہے
کہ اب بھی ہزارون سے اچھا بنایا ہے مگر مین اپنے کو ہر ایک پر ظاہر کرنا نہین چاہتا اسوجہ سے
صورت اپنی چھپائے ہوئے تھا مگر تم سے کیا پردہ کہ تمھارا مہمان ہون بس نقاب چہرہ سے
عادل کیوان شکوہ کے ہٹتے ہی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر نمودار ہوگیا دیکھتے ہی جتنی عورتین تھین
بیخود ہوگئین اور ملکہ نے اپنی مصاحبون سے کہا کہ صاحب یہ کہین کا شاہزادہ معلوم ہوتا ہے جلد
اسے قصر مین لیچلو سامان دعوت مہیا کرو - وہ کہتے ہین کہ مین نو دن سے لڑ رہا تھا تو بھلا لڑائی جھگڑے مین
کھانا پینا کیسا بہت پریشان ہونگے اپنے شہر مین جائینگے تو لوگون سے یہ تو نہ کہینگے کہ ہم اک بیمروت
کو ملک خجستہ کے مہمان ہوے تھے - یہ سنکر چند کنیزین آگے بڑھین اور عادل کیوان شکوہ کو ساتھ
لیے ہوئے داخل قصر فلک رفعت ہوئین دیکھا عادل نے کہ قصر زمرد سبزکاری ہے بجاے شیشہ آلات
جسقدر سامان روشنی کا ہے سب یاقوت سرخ و یاقوت زرد و یاقوت نیلی کا ہے ستونون پر الماس جڑے
ہوئے ہین سارا قصر جگمگ جگمگ کر رہا ہے نگاہ خیرگی کرتی ہے کنیزون نے لاکر اک مسند جواہر نگار پر بٹھا دیا
عادل کیوان شکوہ کا دل ملکہ کے واسطے بیتاب تھا پوچھا کہ نام تمھاری ملکہ کا کیا ہے ظفرون نے
بیان کیا کہ ملکہ مہران سیمتن نام ہے ابھی شادی بھی ملکہ کی نہین ہوئی آج پہلے پہل جنس مرد کی صورت
ملکہ نے دیکھی ہے وہ تم ہو ورنہ ملکہ کو تو مرد کے نام سے نفرت کلی ہے خوشا نصیب تمھارے کہ اسکی

ملکہ تم سے ملتفت ہوئی تم سے پیشتر ایک بیر دو اور یہان چلا آیا تھا تو ملکہ نے اُسیوقت اُسکو قتل کر ڈالا کہ یہ مجھے رسوا کریگا میرا باغ نہوا کسی کسبی خانگی کا گھر ہوگیا کہ جسکا جی چاہے چلا آئے۔ یہ سنکر بعضی بولین کہ بوا سچ پوچھو تو ایسا شاہزادہ دوسرا ملکہ کو بھی نصیب نہوگا خدا رکھے آفتاب مہتاب کی جوڑی ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ چند خواصین سامان طعام لیے ہوئے آئین دسترخوان بچھا کر خاصہ چن دیا اور عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ ہماری ملکہ نے یہ آپ کے واسطے بھیجا ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ ملکہ تمھاری کہان ہین کیا وہ کھانا نہین کھاتی ہین اُنھون نے کہا کہ میان کیا خوب ملکہ کھانا تنہائی مین کھاتی ہین تمھین ملکہ کے کھانے سے کیا۔ فرمایا یہ کیسی مہمانداری کہ میزبان الگ کھانا کھائے اور مہمان الگ اگر ملکہ نے میری دعوت کی ہے تو میرے ساتھ کھانا بھی کھائین ورنہ مین ملکہ کے کھانے کا محتاج نہین ہون۔ کنیزون نے جاکر ملکہ سے عرض کی کہ وہ بغیر آپکے کھانا نہین کھاتے ہین ملکہ ٹہلتی ہوئی آئی اور کہا کہ صاحب یہ بھی کوئی بات ہے کہ مین بن بیاہی ہوکر غیر مرد کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھ جاؤن پھر مجھے کوئی کاہیکو قبول کریگا فرمایا ہمتو قبول کرینگے دل تو جاہ رہا تھا زبردستی کے چلے تھے عادل کیوان شکوہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ پکڑتے ہی ملکہ بے عذر بیٹھ گئی عادل کیوان شکوہ نے کھانا کھایا پانی پیا آسودہ ہوئے گائنین حاضر ہوئین اور یہ غزل شروع کی غزل

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا　　اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا　　کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
یہ کہان کی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح　　کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا　　جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو　　یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا　　نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب　　تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

یہ غزل اس قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ اہل محفل کو بیخود کر دیا دیکھا عورتون نے کہ ملکہ انگڑائیان لے رہی ہے رنگ محفل کا بے ترکیب ہی کچھ نشہ خراب کچھ نشہ شباب ہستی کی سی کیفیت ہوئی جاتی ہے آنکھین ملکہ کی سرخ ہو چلی ہین بہک رہی ہے گائنین رسون کی مزاجدان ہین جلدی سے اخراجات سنبھال کے تسلیم بجا لائین اور رخصت ہوئین اصیلین بلیسین بھی کھسکنا شروع ہوگئین تھوڑی دیر مین تخلیہ ہوگیا۔ عادل کیوان شکوہ بھی بار بار ملکہ کو دیکھتے تھے اور دل انکا بھی بیچین تھا کہ کسی طرح تنہائی ہو تو تمنائے دل بر آئے تخلیہ پاتے ہی انھون نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ لپٹنے چمٹنے لگی اور عالم بیخودی مین ملکہ نے بوسہ لینے کا قصد کیا جیسے ہی منھ کے پاس منھ لائی عادل کیوان شکوہ کا دماغ اُلٹ گیا وہ بوے بد دہن سے آئی کہ قریب تھا کہ اس نازک دماغ کا قلب اُلٹ جائے فوراً علیحدہ ہٹے اور فرمایا کہ کیا تم ساحرہ ہو ملکہ نے کہا کہ ہان اے جوان اصل یہ ہے کہ نام میرا مہران جادو ہے اور یہ فعل بھی میرا ہی تھا کہ مین تجھے کشتی کی حالت سے چھڑا کر لائی تھی اور اپنے باغ مین چھوڑ کر خود دوسری طرح سے آئی کہ تجھے بھی میرا اشتیاق ہو تو وہ مطلب میرا حاصل ہوگیا بس اب دیر نکر اور تمنائے دل میری بر لا۔ عادل نے کہا کہ نقاب میرے چہرے پر پڑی ہوئی تھی تو نے صورت میری دیکھی نہ تھی پھر کیا سمجھ کر مجھے اُٹھا لائی تھی۔ اُسنے کہا کہ اسکے بہت سے سبب ہین

فرمایا کیا مجھسے چھپانے کی کوئی بات ہے - مہران جادو نے کہا کہ فضول باتون مین دیر ہوگی فرمایا کہ بیان
تو کرو مہران جادو نے کہا کہ جب تم طلسم گنبد بے در فتح کرنے گئے ہو تو مین نے ملکہ صنم گلعذار کے ساتھ
تمکو بے نقاب و بے حجاب دیکھا تھا اُسوقت سے مین تیری عاشق ہوئی تھی مگر موقع نہ ملتی تھی کہ بعض
چیزین مثل تیغہ خارا شگاف وغیرہ کے تمھارے پاس ایسی ہین اُن پر نقش کندہ ہین وہ سحر کو
مٹا دیتے ہین جب مین نے تمکو غشی کی حالت مین دیکھا اور ہتھیار الگ رکھے دیکھے تو مین تمکو اٹھا لائی
یہ ماجرا سنکر عادل کیوان شکوہ نے دل مین خیال کیا کہ یہ تو بُرا ہوا اب اگر اس لکا سے بگاڑ رکھتا
ہون تو یہ ساحرہ ہے اسیر کر لیگی اور وصل اسکا شیطان کی متابعت کرتا ہے بغیر فریب کے کام چلیگا
یہ سوچکر عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملا تیری صورت تو صنم گلعذار سے بھی اچھی ہے اگر
تو ظاہر بظاہر مجھسے ملتی تو کیا مین قبول نکرتا اُسنے کہا کہ مجھے یہ امید نہ تھی ورنہ مین تمکو ایسی حالت
سے چھڑا کے کیون لاتی اُسیوقت اک ایسا سحر کرتی کہ تم بدیع الملک کو اٹھا لیتے اور اگر مجھے خوش
رکھوگے تو صاحبقران کیا خداوند جادو بھی [illegible] عادل نے دل مین کہا استغفر اللہ اور بظاہر مہران جادو
کے نہایت شکرگذار ہوئے اور فرمایا کہ قسمت سے تم مجکو ملگئین مگر اسلئے ابھی نشہ کم ہے کچھ دیر
شغل شراب ہو پھر دیکھا جائیگا - مہران جادو نے صراحی اور جام آگے بڑھا دیا عادل نے جام بھر بھر
کے مہران جادو کو پلانا شروع کیے یہ مکارہ ایسی بلانوش تھی کہ انکار جانتی ہی نہ تھی آخر اسقدر بیخود
ہوئی کہ بیہوش ہو گئی اُسوقت عادل نے ادھر اُدھر دیکھا کہ کوئی انیس جلیس مصاحب اسکے تو
یہان موجود نہین ہین دیکھا کہ اور تو کوئی نہین ہے لیکن اک قفس لٹک رہا ہے اسمین سے اک قمری
دیکھ رہی ہے اور مایوسی کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے - بس عادل کیوان شکوہ نے باطمینان تمام گلا
مہران جادو کا دبا کر مار ڈالا مرتے ہی مہران جادو کے تاریکی چھا گئی اور آوازین دار وگیر کی بلند ہوئین
سارا قصر معہ ان جنگر نظرون سے غائب ہو گیا باغ آتش بہار نظر آنے لگا بڑی دیر تک اک مینہ
برسا ہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مہران جادو بود حیف مردیم وجان دادیم ومطلب
نبردیم - اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا عادل کیوان شکوہ نے کہ باغ ہے نہ قصر ہے نہ وہ
مجمع عورتون کا ہے کچھ سر کٹے پڑے ہوئے ہین اُنپر پیلا پیلا دردوز نگاری سوت لپٹا ہوا ہے
اور کچھ پتلیان کاغذ کی ہوا مین ادھر سے اُدھر اُڑتی پھرتی ہین اور لاش اک ساحرہ مہیب
کی پڑی ہوئی ہے کہ بھوت سی بھولی بسرا سی [illegible] روتی چوٹے کی سی لونی کندہ دوزخ پڑی ہوئی
ہے دو دانت بڑے بڑے منھ سے نکلے ہوئے ہین جنکا ایک ایک سر اطلسی [illegible] رکھا ہوا ہے
گیسا رنگ ہے تمام جسم پر جھریان پڑی ہوئی ہین کوئی گیارہ سو برس کا سن یہ دیکھا عادل کیوان شکوہ
کو بہت کراہت آئی اک ٹھوکر مار کر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ صدائے فریاد کان مین آئی - پھر کے
دیکھا تو قفس مین سے آواز آ رہی ہے کہ اے شہریار سبحان اللہ ساحرہ کو خوب ترکیب سے
مارا مگر ہمکو اسی بلا مین گرفتار چھوڑے جاتے ہو - دیکھا کہ جس قفس مین قمری تھی اسمین اک
جن بیٹھا ہوا ہے اور وظیفہ یاد کر رہا ہے - عادل کیوان شکوہ سمجھے کہ یہ معلوم ہوتا ہے اس ساحرہ کی قید مین
تھا اسی لئے ساحرہ نے اسکو بھی قمری بنا کر قفس مین بند کر رکھا تھا بس جلدی سے قفس کو توڑا اور اس
جن کو قید سے رہا کیا جن ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ اے شہریار مین بھی مسلمان
ہون مگر اس ساحرہ کے دام مکر مین گرفتار ہو گیا تھا مجھے بھی آپ ہی کی طرح طالب وصال ہوئی تھی

مین نے انکار کیا تھا اُسکے عوض مین اُسنے مجھے قید کر رکھا تھا مگر آپ نے اب ترکیب کی اسکو مارا
تام میرا سمیع جنی ہی اب مین جب تک زندہ ہون خدمت سے باہر نہین ہون جو حکم ہو اُسے بجا لاؤنگا
کہ آپکا آزاد کردہ ہون - یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نہایت خوش ہوے کہ یہ بھی مسلمان ہی فرمایا کہ اول
تو یہ بتاؤ کہ یہان سے کہان چلین جو رات آرام سے بسر ہو - سمیع جنی نے عرض کی کہ یہان سے قریب
بیابان بادگرد ہی وہان اک درویش رہتے ہین سال بھر بعد دروازہ حجرے کا کھلتا ہی دن بھر مین
جو جسے پوچھنا ہوتا ہی وہ جا کر پوچھتا ہی شام کو پھر حجرہ بند ہوتا ہی اور دروازہ تک نظرون سے ناپید
ہوجاتا ہی حجرے سے قریب اک میل نصب ہی مین نے پوچھا تھا کہ یہ میل کیسا نصب ہی تو انھون نے
ارشاد کیا تھا کہ تجھے ان امور کے دریافت کرنے سے کیا جو اپنے لیے پوچھنا ہو وہ پوچھ مین نے اپنے
آیندہ کے حالات دریافت کیے تھے تو انھون نے فرمایا تھا کہ تو اسی سال اک ساحرہ کے دام مین
پھنس جائیگا اور بعد چند روز کے اک شخص آکر اُس ساحرہ کو مار یگا اور تجھے رہا کریگا تو اُسکے جادہ اطاعت
سے باہر قدم نہ رکھنا اُس شخص کی بدولت تو رتبۂ اعلی کو پہونچیگا کہ وہ صاحبقران زمانہ ہی اور فتاح طلسم
اسرار باطنی ہی جس روز تو رہا ہوتا اُسی دن اسکو اپنے ساتھ لیے ہوے میرے پاس آنا اور جو کچھ مین
کہون اُسپر کاربند ہونا لہذا اے شہریار عالیوقار اب درویش مجلانشین کے پاس چلیے مین زبانی
درویش کے آپکو بشارت دیتا ہون کہ آپ فتاح نطاق باطن ہین یہ سنکر ہمراہ سمیع جنی کے چلے اور
انکو بھی پہونچنا بیابان بادگرد مین اور میل کا اکھیڑ لینا اور دونون نقب سے دیوون کا نکلنا یاد آگیا
فرمایا کہ اے سمیع جنی مجھسے بھی ان درویش سے ملاقات ہو چکی ہی اگرچہ قصد میرا بیابان گرد باد کی طرف
جانے کا تھا کہ وہان بدیع الملک سے اور مجھ سے فیصلہ صاحبقرانی کا جھگڑا نا تمام چھوٹ گیا تھا
مگر اب بغیر درویش سے ملے ہوے نہ جاؤنگا - سمیع جنی عادل کیوان شکوہ کو لیے ہوے
بیابان بادگرد کی مسافت طی کرکے اُسی میل اور حجرے کے قریب پہونچا دیکھا تو دروازہ حجرے کا
کھلا ہوا ہی اور درویش کے آگے دسترخوان چنا ہوا ہی گویا انتظار مین بیٹھے ہین جیسے ہی عادل کیوان شکوہ
کی نظر شاہ صاحب سے دوچار ہوئی شاہ صاحب براے تعظیم اٹھے اور عادل کیوان شکوہ کو دسترخوان
پر بٹھایا اور سمیع جنی کو بھی برابر شاہزادہ کے بٹھا کر خود بھی شریک ہوے اک خادم نے ہاتھ دھلائے
شاہ صاحب نے کہا کہ بسم اللہ آج دعوت فقیر کی قبول ہو عادل نے ہمراہ سمیع جنی اور شاہ صاحب
کے کھانا کھایا نماز پڑھی اور حسب ہدایت شاہ صاحب آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوے تو حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کرنے کے بعد جب شاہ صاحب پاس آکے بیٹھے تو درویش زاہد مجلانشین
نے فرمایا کہ اب وقت فتاحی نطاق باطن کا آگیا - عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر اب اجازت دیجیے
تو جا کر اس میل کو اکھاڑون کہ دہنہ نقب یہی ہی - زاہد مجلانشین نے کہا کہ پہلے حصول لوح کی تدبیر
چاہیے بعد اُسکے اختیار ہی جو لوح طلسم دے وہ کرو اور حصول لوح کے واسطے اک مرحلہ عظیم کا سامنا
ہی اگر وہ سختی تم سے ہو سکے اور سمیع جنی مدد دینے کا وعدہ کرے تو ممکن ہی ورنہ غیر ممکن ہی سمیع جنی
نے عرض کی کہ یہ میرے محسن ہین مین ہر طرح انکی خدمت کے واسطے موجود ہون زاہد مجلانشین نے
کہا کہ اے سمیع جنی تیری خالہ زاد بہن جسکا نام ملیحہ خاتون ہی کسی صورت سے اُسکے ساتھ عقد
عادل کیوان شکوہ کا کرا دے اسکے بعد انکو یہ چاہیے کہ تخت کی راتکو شب ماتم بنا کر عروس کو
اسطرح ہاتھ لگائین کہ اُسکے جسم کی تصویر کو صفحہ ہستی سے مٹائین تو لوح پائین بانیان طلسم نے

یہ قیامت کی ہی کہ نہیں معلوم کسطرح لوح کو دماغ میں ملیحہ خاتون کے محفوظ کیا ہی جسوقت سر کے اوپر کی ہڈی
تراشی جائیگی تو لوح برآمد ہوگی اس تعب کی وہ متحمل نہو سکیگی اور جان بحق تسلیم ہو جائیگی۔ یہ سُنکر
عادل کو سناٹا سا آگیا اور سمیع جنی بھی خاموش ہوگیا۔ عادل کیوان شکوہ کو متردد دیکھکر زاہد مجلس
نشین نے کہا کہ یہ محل تردد و تامل نہیں ہی اگر ایسا نکروگے تو بہت پچھتاؤگے اسلیے کہ یہی حیلہ
فتاحی طلسم کا ہی اگر اس زمانے میں طلسم نہ ٹوٹا تو قیامت تک ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہیں ہے اور
اکوان تاجدار دشمن خدا پرستان طلسم باطن میں زندہ موجود ہی یہ زمانہ گزرنے ہی اکوان فوج طلسم
لیکر طلسم سے باہر آئیگا اور خدا پرستوں میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا اُن سب خدا پرستوں کے
خون کا بار تمھاری گردن پر ہوگا اگر ایک جان کے تلف ہونے سے لاکھوں جانیں بچتی ہوں تو کچھ
تامل کی بات نہیں ہی یہ سُنکر سمیع جنی نے کہا کہ اے شہریار ہر چند کہ وہ میری خالہ زاد بہن ہی مگر عقد
کی کوشش میں کرونگا اور بخوشی کہتا ہوں کہ آپ اُسکا سر چاک کرکے لوح نکال لیں اور ایک خون
کرکے لاکھوں جانیں ان کفار کے ہاتھ سے بچائیں۔ عادل نے کہا کیونکر ہو سکتا ہی کہ میں اک بیگناہ
کو قتل کروں یہ ہرگز مذہب اسلام میں جائز نہیں ہی زاہد مجلس نشین نے کہا کہ مجھے اسیقدر معلوم تھا
جس سے میں نے آپ کو آگاہ کیا اب اگر آپ نہیں مانتے ہیں تو جو آپکے بزرگوں کا طریقہ ہی وہ کیجیے
کہ سجادہ طاعت بچھاکر خدا کی طرف رجوع کیجیے شاید کچھ مدد غیبی ہو فرمایا اسکا مضایقہ نہیں ہی غرضکہ
عادل نے سجادۂ طاعت پر وہ رات عبادت خدا میں گزاری اور رو رو کر دعا کی حالت دعا میں اُنپر
غنودگی طاری ہوئی دیکھا کہ اک مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے صاحبقران رابع ضرور زاہد
مجلس نشین کے کہنے پر عمل کرو عادل کیوان شکوہ نے پھر یہی کہا کہ مجھسے خون بیگناہ نہ کیا جائیگا۔
اُسوقت مرد بزرگ نے ارشاد کیا کہ اے عادل۔ تمھارا پہلا امتحان استقلال تھا جاؤ وہ عورت تمھاری
دعا سے پھر زندہ ہو جائیگی لیکن تکلیف مرگ اُسکی قسمت میں لکھی ہی تم ضرور اُسے ہلاک کرکے لوح
نکال لو جسوقت یہ خواب دیکھکر عادل کیوان شکوہ کی آنکھ کھلی ہے تو وقت صبح کا تھا اُنھوں نے اُٹھکر
وضو کرکے فریضہ سحری کو ادا کیا اور سجدہ شکر بجا لائے اتنے میں زاہد مجلس نشین اور سمیع جنی آئے دیکھا
کہ چہرہ عادل کا نہایت بشاش ہی درویش نے کہا کہ بابا کیا خبر ہی عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ
بیشک قول آپ کا صحیح ہی یہکہکے اپنا خواب بیان کیا درویش نے پھر کہا کہ اب کام میں تاخیر نکیجیے
اسی وقت عادل کیوان شکوہ اُٹھ کھڑے ہوئے سمیع جنی ساتھ ہوا۔ عادل کیوان شکوہ شاہ صاحب
سے رخصت ہو کر ہمراہ سمیع جنی کے جانب مکان ملیحہ خاتون روانہ ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل
جسوقت سمیع جنی مکان پر اپنی خالہ کے پہونچا کنجی کھٹکھٹائی اور اپنا نام بتایا اُسکو ملیحہ خاتون نے
اندر بلالیا اور خواہرزادے کو دیکھکر بہت خوش ہوئی گلے لگایا اور کہا اے فرزند مجھکو تو تیری طرف
سے مایوسی ہوگئی تھی سُنا تھا کہ تو کسی ساحرہ کی قید میں ہی تو نے کیونکر رہائی پائی سمیع جنی نے
عرض کی کہ اولاد صاحبقران سے ایک شاہزادہ بھی مہران جادو کے دام تزویر میں گرفتار ہوا تھا
چونکہ خداوند عالم نے اُن لوگوں کو صاحب اقبال کیا ہی اُنھوں نے اس ساحرہ کو مار کر مجھے رہا کیا
آپ بھی قید سے چھوٹے بلکہ ابھی تک وہ میرے ہمراہ ہیں ملیحہ نے کہا کہاں ہیں سمیع جنی نے
کہا دروازہ پر۔ یہ سُنکر وہ بیتابانہ اُٹھی اور کہا کہ اُنھیں اندر بلالو اور اپنی دختر ملکہ ملیحہ خاتون کو
ہٹا دیا سمیع جنی باہر مکان کے آیا اور عادل کیوان شکوہ کو لیکر مکان میں داخل ہوا ملیحہ خاتون بلاکر

ہوئی اور یہ سنکر یہ دعا کی کہ اے شہریار آپکا اقبال زیادہ ہو آپ کی بدولت میرا فرزند مجھسے آ کے ملا
یہان شاہزادہ عادل کی بہت خاطر و مدارات ہوئی ملیحہ خاتون نے بھی پردہ سے عادل کیوان شکوہ
کو جھانک کے دیکھا کہ یہ کون ایسا شخص ہی جسکی اسقدر خاطر اور مدارات ہو رہی ہی چونکہ عالم شباب
ہی اور ابھی تک ملیحہ خاتون ناکتخدا ہی اور شاہزادہ عادل سے خوب و خوش رو جوان کو دیکھا دل
اسکا شاہزادہ پر مائل ہوا اور دل سے دعا کی کہ خداوندا کاش وہ قاتل ہی ہو جسکی خبر میرے باپ
نے دی تھی کہ شوہر اس لڑکی کا اسکا قاتل اور فتاح طلسم ہو گا ایسے کے ہاتھ سے قتل ہونا
بھی منظور ہی ملیحہ خاتون تو دل سے باتین کر رہی ہین اور سمیع جنی نے دوسرے روز اپنی خالہ
صبیحہ خاتون سے اپنی بہن کی شادی کا تذکرہ چھیڑا اور بیان کیا کہ جوان لڑکی کا یونہی بیٹھا رہنا
اچھا نہین ہی صبیحہ خاتون نے کہا کہ بیٹا مین ایسی شادی سے باز آئی جسکا نتیجہ ناشادی و نامرادی ہو
یہ سنکر سمیع جنی نے کہا کہ آپ کیسی باتین کرتی ہین کوئی شوہر نیک عورت کو قتل نہین کرتا اور اگر آپکو
خالو صاحب کے قول کا زیادہ یقین ہی اور انکا حکم نوشتہ قسمت آپ سمجھتی ہین تو اگر شادی
نہ بھی کیجئیگا تو وہی ہو گا جو نوشتہ قسمت ہی کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا ہو گا کہ یہ لڑکی قتل ہو جائیگی
لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ اچھی جگہ تلاش کر کے عقد کر دیجئے صبیحہ خاتون نے کہا کہ پھر تم بھائی ہو تمھین
بھی حق ہی تمھین تزویج کرو۔ سمیع جنی نے عرض کی کہ میرے نزدیک اسی شہریار عالی وقار کے ساتھ
عقد کر دیجئے ایسا داماد جسکا ملے اسکا فخر ہی اور انکی طرف سے یہ بھی امید نہین ہی کہ یہ اک بیگناہ
کو قتل کرینگے اور وہ بھی عورت مرد نہین صبیحہ خاتون نے کہا کہ وہ شاہزادے اور شہریار زادے
ہین غریب کی لڑکی کو کیون قبول کرنے لگے سمیع جنی نے کہا اسکا مین ذمہ کرتا ہون کہ اگر مین اُنسے
عرض کرونگا تو میری عرض کو پذیرا کرینگے کبھی انکار نفرمائینگے صبیحہ خاتون نے کہا کہ اگر ایسا سمجھتے ہو
تو تمھین اختیار ہی مین دو بول کر دینے کو رضامند ہون بس یہ سنکر سمیع جنی خدمت مین شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار مبارک ہو مین نے اپنی خالہ کو عقد کر دینے
پر راضی کر لیا ہی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر مجھسے ذکر کی کیا ضرورت ہی مین تو اسی جلادی پر کمر
باندھ کے آیا ہون جا کر تاریخ بھی مقرر کر لو۔ سمیع جنی اپنی خالہ پاس آیا اور عرض کی کہ شاہزادے
نے عرض اس غلام کی قبول فرمائی بہتر یہ ہی کہ کل کی تاریخ بھی اچھی ہی اور دن بھی جمعہ کا ہی اس سے
بہتر کونسا دن ہو گا کل ہی عقد کر دو صبیحہ خاتون نے منظور کیا اُسی وقت سے سامان عقد ہونے لگا
دوسرے روز قاضی کو بلا کر عقد عادل کیوان شکوہ کا ملیحہ خاتون کے ساتھ پڑھ دیا گیا۔ رات کو
نوشاہ اور عروس ایک مکان تنہا مین چھوڑ دیے گئے جسوقت عادل کیوان شکوہ نے صورت
ملیحہ خاتون کی دیکھی محو ہو کے رہ گئے نصف رات گزر گئی کہ عادل صورت دیکھتے رہے عروس
بسبب حجاب کے آنکھین بند کیے رہی یہانتک کہ سو گئی عادل کیوان شکوہ کبھی صورت اس ماہ
جمال کی دیکھتے تھے کبھی اسکی قسمت پر خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیونکر مین سر اسکا چاک کرون
جب تھوڑی سی رات رہگئی تو پھر خواب دیکھا اور کسی مرد بزرگ نے پھر سمجھایا کہ جب یہ تمھاری دعا
سے دوبارہ زندہ ہو سکتی ہی تو پھر کیون سر اسکا چاک کرنے مین تامل کرتے ہو ادھر عروس کو خواب
ہوا کہ خوشا نصیب تیرے کہ تو صاحبقران زمان کی زوجہ ہوئی تجھے چاہیے کہ جان اپنی شوہر کے نذر
کر یہ فتاح طلسم ہی اسکی دعا خدا مستجاب کریگا اور تو پھر زندہ ہو کر عمر طبعی کو پہونچیگی اور اگر ایسا نہ کریگی

تو بعد چالیس روز کے نہ تو ہوگی نہ تیرا شوہر ہوگا یہ خواب دیکھکر جب عروس بیدار ہوئی تو چپکے
آہستہ سے کہا کہ کیون صاحب میرے قتل سے کیون دست بردار ہو جس کام کے واسطے آئے تھے
وہ کرو تمھین اپنی غرض یہان تک لائی میری محبت تمھارے دلمین کیون ہونے لگی۔ عادل کیوان
شکوہ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ تیار نہین ہوتا تھا اور اس جلادی کو کسطرح گوارا کرون۔ عروس نے کہا کہ اگر
ایسا نکروگے تو پچھتاؤگے کہ چند دن بعد نہ مین ہونگی نہ تم رہوگے ابھی اک مرد مجھکو بشارت دیچکے
ہین۔ یہ سنکر عادل نے بھی عروس سے اپنا خواب بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے بھی متواتر ایک
مرد بزرگ نے خبر دی ہی کہ لوح طلسمی اسی عروس کے دماغ مین رکھی ہی جب تک سر اسکا چاک
نکیا جائیگا اسوقت تک لوح کا ہاتھ آنا بسا دشوار ہی اور اگر اندر چالیس روز کے لوح نہ حاصل کی
تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہی اور اکوان تاجدار لوح طلسمی سے آکر نام خدا پرستی کو صفحۂ ہستی
سے مٹا دیگا اور تمھارے خاندان مین سے کسیکو زندہ نچھوڑیگا۔ یہ سنکر عروس نے کہا کہ تم ایک
میرا خیال کرکے تمام زمانے کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو مین خوشی سے اپنی جان خدا پرستون پر
نثار کرتی ہون اور اگر تمکو یہ خیال ہی کہ میرے ورثا تم سے تعرض کرینگے تو مین اک رقعہ اپنے ہاتھ سے
لکھے دیتی ہون وہ میری ماں اور میرے بھائی کو دکھا دینا۔ یہ کہکر عروس نے قلم دوات طاق پر
سے اٹھاکے اک نوشتہ اس مضمون کا تیار کیا کہ مجھکو خواب مین بشارت ہوئی کہ لڑکی اپنی جان اپنے
شوہر کے نذر کر بنا بر اس خواب کی پابندی کے مین نے خوشی سے سر اپنا چاک کرایا ہی لہذا بعد میرے
کوئی وارث میرا میرے شوہر سے تعرض نکرے اسلیے کہ اسمین اسکی کوئی خطا نہین ہی۔ یہ نوشتہ
جسوقت عروس نے عادل کیوان شکوہ کے ہاتھ مین دیا اور عادل کیوان شکوہ نے اس نوشتہ کو
پڑھا بے اختیار آنکھون سے آنسو گر پڑے اور مجبوری آمادہ ہوئے عروس سر جھکاکر بیٹھی ادھر اک
باران اشک عروس کی آنکھون سے برس رہا تھا ادھر عادل کا آنسو نہ تھمتا تھا آخر دل کو پتھر کا بنایا
اور بسم اللہ کہکر خنجر سے کاسۂ سر اتار کر لوح نکال لی اور پھر کاسۂ سر کو سر پر رکھ کے ٹانکے لگا دیے
اور مسہری پر لٹا کے چادر اڑھادی اور سجادۂ طاعت بچھا کر وظیفۂ سحری کو ادا کر رہے تھے کہ حسب
معمول صبح کو اک عورت اندر مکان کے آئی کہ اب عروس کو نوشاہ کے پاس سے علحدہ کرکین منھ
ہاتھ دھلائین کھانا کھلائین یہان آکر دیکھا تو عادل کیوان شکوہ کو مصروف نماز پایا چپکے تو اس عورت
نے خوش مزاقی کے طور پر کہا کہ میان آج بھی تمھین نماز سے فرصت نملی تو شادی کرنا کیا فرض تھی یہ
محو نماز تھے جواب کون دیتا وہ عورت عروس کے قریب آئی اور چادر چہرے سے ہٹایا دیکھا تو عروس
خون مین غرق مردہ پڑی ہوئی ہی بس یہ دیکھتے ہی وہ عورت سر پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ارے صاحب
دوڑو یہ ظلم بھی کہین سنا ہی کہ دولھا دولھن کو پہلی رات ذبح کر ڈالے بس یہ آواز سنتے ہی کلیجا پکڑ
کے مادر عروس بھی اندر مکان کے آئی اپنی دختر کو غرق خون دیکھکر بسبب رنج و تعب کے بیہوش
ہوگئی جب ہوش آیا تو کہنے لگی کہ اس دن کی تو پہلے سے خبر تھی لیکن یہ دشمنی سمیع جنی نے کی کہ مجھ بدنصیب
کو سمجھا کر رضامند کیا مین کیا جانتی تھی کہ یہ میرا بھانجا ہوکر میرے ساتھ دغا کریگا اور دشمن کو دوست
بنا کے گھر مین لائیگا بلاؤ تو سمیع جنی کو اور آکر عادل کیوان شکوہ کا دامن پکڑ لیا اور رو رو کر کہنے لگی کہ
آپ کے خاندان مین ایسا ظلم کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا اورون کے واسطے اپنی جان پر کھیل گئے لیکن
اور اپنی خواہش سے اورون کی جان نہین لی ہی تم اپنی جوان لڑکی کو آپ ہی سے لونگی یہ کہتی جاتی تھی

اور روتی جاتی تھی۔ عادل کیوان شکوہ بسبب شرمندگی کے غرق عرق تھے کوئی جواب اچھا برا کچھ نہ دیتے
تھے اور دعا کر رہے تھے کہ خداوندا تو مجھے اس شرمندگی سے نجات دے جب تین خواب متواتر ہوئے
ہیں تو میں نے سر چاک کر کے لوح نکالی ہے ورنہ میں اس حرکت پر رضامند ہی نہ ہوتا تھا ادھر سمیع جنی
کو معلوم ہوا یہ بھی اندر مکان کے آیا اس ارادے سے کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ شاہزادے سے بدی
پیش آئیں تو میں بھی جلکر شاہزادے کی حرکت کروں یہاں دیکھا کہ خالہ صاحبہ دامن شاہزادے کا
نہیں چھوڑتی ہیں اور لب پر یہی کلمہ جاری ہے کہ میں اپنی دختر کو آپ سے بیاہونگی کیا میں نے اسی دن کے
لیے پالا تھا اور اسی واسطے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔ اسکی باتوں پر سننے والوں کے دل ٹکڑے
ٹکڑے ہوتے تھے اور عادل کیوان شکوہ سر جھکائے سکوت کی حالت میں سُن رہے تھے کوئی
جواب نہ دیتے تھے کہ سمیع جنی قریب آیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو سرنوشت تھی جو پیش آئی آپ
آپ اپنے کام میں کیوں عرصہ کرتے ہیں۔ اور اپنی خالہ سے کہا کہ بس اب زیادہ نہ پریشان کرو ایک تمہارا
گھر بےچراغ ہونے سے سیکڑوں گھر بربادی سے بچ گئے ورنہ خاندان صاحبقران بےچراغ ہو جاتا
خداوند عالم اسکا نعم البدل تمکو عنایت کریگا۔ اگر یہ لڑکی ہزار برس بھی زندہ رہتی پھر ایک دن مرنا
ضرور تھا اسے موت سے کسکو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے + عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ اے سمیع جنی ہر چند کہ درویش حجلہ نشین نے بھی یہ خبر دی تھی کہ اگر ایسا نہ کروگے تو خاندان
تمہارا برباد ہو جائیگا مگر میں ہرگز اس بیگناہ کا خون اپنے سر نہ لیتا مگر خواب میں مجھے اک مرد بزرگ نے
بشارت بھی دی تھی کہ عروس پھر زندہ ہو جائیگی لہذا منھ عروس کا ڈھانک دو میں دعا کرتا ہوں
اگر خواب میرا سچا تھا تو ابھی عروس اُٹھ بیٹھے گی یہ سنکر ماں نے ملیحہ خاتون کی دامن چھوڑ دیا
اور رو رو کر دوشالے کا کونا منھ پر عروس کے ڈال دیا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ دعا کریں ضرور
دعا آپکی مستجاب ہوگی اسلیے کہ آپ صاحبقران غازی ہیں یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان والے دادرس غریبان اے
مردہ کرنے والے زندوں کے اور اے زندہ کرنے والے مردوں کے تو خوب آگاہ ہے کہ میں نے
ہوس ملک و مال میں اس عورت کی جان نہیں لی ہے بلکہ جب تین بار مجکو خواب میں تاکید ہوئی اور
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دعا سے میری زبان ناپاک کے یہ عورت پھر زندہ ہوگی تو میں نے سر اسکا لوح
نکالنے کی غرض سے چاک کیا مار ڈالنے کا قصد بھی نہ تھا لہذا میرے حال پر رحم کر اور اس عورت
کو زندہ کر دے کہ میں عزیزوں سے اسکے شرمندہ ہوتا ہوں یہ دعا کر کے سر بسجدہ ہوئے اور اسقدر
روئے کہ بیہوش ہو گئے جب ہوشیار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے خواب میں معلوم ہوا کہ عروس زندہ ہو گئی
ہے اب چادر چہرہ سے عروس کے ہٹاؤ بس یہ سنکر صبیحہ خاتون نے دوشالہ منھ سے ہٹا دیا عروس
نے انگڑائی لی اور اٹھ بیٹھی صبیحہ خاتون گلے سے لگا کر رونے لگی اور کہا کہ تم کیسی ہو ملیحہ خاتون نے
نے عرض کی کہ میں اک باغ میں تھی اک عورت نے کہا کہ جاؤ تمہارے عزیز تمکو یاد کرتے ہیں میں
باغ سے چلی جسوقت دروازہ باغ سے قدم باہر نکالا آنکھ میری کھل گئی یہ آپ لوگ روتے بیٹھے
کیوں ہیں صبیحہ خاتون نے کہا تم مر چکی تھیں اس شہریار عالیجاہ کی دعا سے زندہ ہوئیں ملیحہ خاتون
نے عرض کی کہ آپ نے کیوں ہمیں اسقدر پریشان کیا میں نے تو خوشی اپنی جان خاندان صاحبقران
پر نثار کی ہے اور اپنی رضامندی کا اک نوشتہ بھی لکھکر دیدیا تھا یہ اسکا صلہ تھا کہ جسوقت میرا سر

تراشا گیا ہی تو ذرہ سی تکلیف محسوس نہوئی اُسکے بعد مجھے بیہوشی سی ہوگئی تھی اور مین اک باغ مین پہونچ گئی
تھی کہ ایسا باغ آجتک میری نظر سے نگذرا اتفاقاً ایسے لوگ دیکھے تھے جو اُس باغ مین مجھے چلتے پھرتے
نظر آئے نہ ایسی حسین کنیزین دیکھین جو میری خدمت کو وہان موجود تھین آپ لوگون نے یہان بلاکر مجھے
بڑی تکلیف مین ڈالا اور یہ شہریار عالیوقار میرا قتل کسی طرح منظور نکرتا تھا جب مین نے خود خواہش قتل
ظاہر کی ہی تو انھون نے بمشکل قبول کیا ہی۔ الغرض عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اب مین برائے
فتاحی طلسم جاتا ہون ایکدم اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی صبیحہ خاتون نے روکا مگر شاہزادہ نے نہ مانا
اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سمیع جنی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا شاہزادہ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ
موقع طلسم کا ہی اس مقام پر میرا تنہا جانا مناسب ہی اسلیے کہ میری حفاظت کرنے والی جبرلوح میرے
پاس ہی تمھاری حفاظت کون کریگا۔ مجبوراً سمیع جنی خاموش ہو رہا اور عادل کیوان شکوہ کمر کو کمر
باندھ کر مکان سمیع جنی سے نکلکر چلے تھے کہ اک چشمۂ آب نظر آیا جسپر ہزارہا طائرون کا ہجوم تھا
آپس مین وہ سب خوش فعلیان کر رہے تھے اتنے مین اک طائر بشکل انسانون کے گویا ہوا کہ کیا ہنسنے
ہواب رونے کا زمانہ قریب ہی کل ہمنے خبر پائی ہی کہ فتاح طلسم آنے والا ہی اور سلسلہ لوح کا اُسے معلوم
ہوگیا اگر لوح اُسے ملگئی تو پھر ہم تم کہان۔ ایک نے جواب دیا کہ لوح پا لیگا تو کیا ہوگا اسلیے کہ خون سحر جس
ہی اور لوح ایسے مقام پر تھی کہ آلودہ خون ضرور ہوگئی ہوگی جبتک لوح دھوئی نجائے کوئی حرف
دیکھتی ہی اس طائر اول نے کہا کہ جب اُسنے لوح کو ڈھونڈھ نکالا اور قسمت مین اُسکے طلسم فتح کرنا
ہو تو اُسنے اس مقام پر آکے لوح کا دھونا کوئی دشوار امر ہی۔ طائر دوم نے کہا تو بڑا بیوقوف ہی ایسی باتین
جلانے کے بیان کرتا ہی اگر فتاح طلسم لوح پا گیا تو اُسے یہ کیا معلوم کہ لوح کہان دھونا چاہیے تم لوگ اپنی
جان کے آپ دشمن ہو کہ راز طلسمی بیان کرتے ہو اور در و دیوار ہم گوش دارد ایسا نہو وہ سنتا ہو یا کوئی
اُس سے کہدے۔ طائر اول نے کہا کہ احمق کیا یہ بھی مین نے کہدیا تھا کہ لوح فلان مقام پر ہے
جسطرح اُسے لوح کا پتا لگگیا ممکن ہی کہ کسی ذریعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوجائے کہ لوح کو فلان
مقام پر دھونا چاہیے یہ باتین کرکے وہ طائر اُڑے اور ایک جانب روانہ ہوگئے مگر تمام باتین طائرون
کی عادل کیوان شکوہ نے سنین بس یہ جلدی سے لوح کو لیے ہوے کنارے چشمۂ آب کے آئے
اور بسم اللہ کہکر لوح کو دھویا دھوتے ہی لوح کے تمام حروف روشن و منور ہوگئے۔ عادل نے لوح
غور سے ملاحظہ فرمایا تو لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیاح عجائبات باطنی تجھے لازم ہی کہ یہان سے
داہنی جانب روانہ ہو پہر بھر کے بعد تو اک صحرا مین پہونچیگا کہ تمام صحرا تجھکو دھوان دھار نظر آئیگا تو
اسی لوح کی روشنی مین آگے بڑھنا اندر اُس تاریکی کے اک مکان ملیگا کہ اندر مکان کے اک شخص بیٹھا
ہوا ہوگا تو اُسکے قریب جانا وہ تجھے متعجب ہوکے دیکھیگا کہ یہ شخص یہان تک کیونکر پہونچ گیا نام اُسکا
ققنس جادو ہی وہ تجھے دیکھتے ہی بانسری بجائیگا آواز بانسری کے پتھر کے پتلے ناچنے لگینگے
تو سیاہ پتلے کو اُٹھا کر ققنس جادو پر کھینچ مارنا ققنس جادو جل کے خاک ہوجائیگا۔ پھر لوح کو دیکھکر
آگے بڑھنے کا قصد کرنا۔ یہ مضمون ملاحظہ فرماکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اپنے داہنے ہاتھ کی طرف
مڑے اور بعد تکیہ بر پروردگار کرکے ایک جانب روانہ ہوگئے پہر بھر کی رہروی مین اک صحرا نظر آیا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گہرا بادل چھا رہا ہی شجر و حجر دشت و در سب تاریک معلوم ہوتے تھے عادل کیوان شکوہ
نے عکس لوح کا ڈالا اُس تاریکی مین روشنی پیدا ہوئی اور راستہ معلوم ہونے لگا عادل کیوان شکوہ

اسی راستے پر قدم اُٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے جاتے جاتے قریب اک مکان کے پہونچے دروازہ
مکان کا کھلا ہوا تھا۔ عادل نے اندر مکان کے بے تکلف قدم رکھا دیکھا تو فی الحقیقت اک شخص
بانسری لیے بیٹھا ہے گرد اُسکے بچے کے پتلے بہت سے کھڑے ہوئے ہیں بس جیسے ہی نظر اسکی اُنپر
پڑی پوچھا کہ او ظالم تو اس مقام تک کیونکر پہونچا پہلے تو میں بیرون طلسم جا کر لوگوں کو طلسم میں پھنسا
کر دام مکر میں لاتا تھا اسی کام پر ناظم دربند غبار سیہ تاب جادو کی طرف سے مامور تھا لیکن
جیسے زمانہ بربادی طلسم کا آیا اور تمام طلسم میں شورش پھیلی تو میں نے بھی بخوف فتاح طلسم حلقہ
کے باہر قدم نکالنا حرام سمجھ لیا یہ مقام وہ ہے کہ یہانتک کوئی آ نہیں سکتا پھر تو کیونکر پہونچا یہ سُنکر
ارشاد کیا کہ میں فتاح طلسم ہوں اور تیری سرکوبی کو آیا ہوں بس یہ سنتے ہی اُسنے بانسری بجانا شروع
کر دیا اِدھر تو بانسری بجی اُدھر پتلوں نے ناچنا شروع کیا یہ اور قریب چلے گئے اُن پتلوں میں
اک سیاہ پتلا خوب ناچ رہا تھا بس عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ شاہ صاحب آپ تو خوب پتلے نچاتے
ہیں یہ کہکر اس سیاہ پتلے کا بازو پکڑ کے اُٹھا لیا اور ققنس جادو پر کھینچ مارا تو یا گردہ پتلا شعلہ بنکے
ققنس جادو پر گرا اور ققنس جادو شعلہ بنکر اور پتلوں پر گرا سب کو جلا کر خاک کیا کچھ دیر تک
آوازیں گیرودار کی آئیں لیکن آخر صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ققنس جادو بود حیف مردیم و جاندادیم
و مطلب خود نرسیدیم۔ لیکن دیکھا تو تاریکی اُسی طرح قائم ہے اور لوح مانند لشکارہ کے ضرور ہے عادل
کیوان شکوہ نے ہرچند غور کیا کہ کچھ حروف نظر آئیں لوح نے کوئی خبر نہ دی اب یہ حیران تھے کسطرف جاویں
کیا کریں یکایک آواز سم مرکب کان میں آئی اور ایک گھوڑا ساز و یراق سے آراستہ پیدا ہوا۔ عادل کیوان شکوہ
نے گھوڑے کے باگ پر ہاتھ ڈالدیا اور پشت پر اُسکی سوار ہوئے مرکب انکو بھی لیکے بھاگا اور جاتے جاتے اُسی
تاریکی میں اک قلعہ کے قریب پہونچا۔ عادل کیوان شکوہ نے پھر لوح کو دیکھا تو حرف ظاہر ہوئے لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم جسوقت مرکب طلسمی تمکو قلعہ کے قریب پہونچائے تو تمکو چاہیے کہ مرکب سے کود پڑو ورنہ یہ تمکو لیے ہوے
خندق میں کہ جا پڑیگا اور تم جلکر خاک ہوجاؤگے جسوقت تم پشت مرکب سے علیحدہ ہوگے اُسوقت مرکب خود خندق
میں کہ جا پڑیگا اور جلیگا اہل قلعہ خوش ہوکر دروازہ قلعہ کا کھول دینگے اور آپس میں کہنے لگینگے کہ فتاح طلسم ہمارے
حلقے پر آکے مارا پڑا۔ اُسوقت تمکو چاہیے کہ کسی درخت کی آڑ میں چھپے کھڑے رہو جسوقت سواری حاکم
حلقہ کی قلعہ کے باہر آئے تو فلاں اسم گیارہ مرتبہ پڑھ کر پیکان تیر پر دم کرو اور ایسا تیر مارو کہ پیشانی
پر کے پڑے اگر تیر نے خطا کی تو تم خود نشانہ تیر قضا ہوگے یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ مرکب سے
کود پڑے مرکب جست کر کے خندق میں جا رہا اور خندق سے شعلہ بلند ہوا اہل قلعہ نے شور کیا کہ وہ
مارا فتاح طلسم کو بڑا گھمنڈ لوح پر تھا لوح نے کیا بنا لیا یہ شور کرتے ہوئے اہل قلعہ قلعہ کے
باہر آنے لگے دروازہ قلعہ کا کھل گیا آخر میں سوار غبار سیہ تاب جادو کے نمودار ہوئے غبار سیہ تاب
جادو اک اژدر آتش فشاں پر سوار قلعہ سے نکلا دہن سے اژدر کے شعلے نکل رہے تھے اور بال
غبار سیہ تاب جادو کے فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے تھے مٹ شانے سے کہنی تک بندھے ہوے
اُسکے پر تلک دیا ہوا تھا جیسے ہی نظر عادل کیوان شکوہ کی غبار سیہ تاب جادو پر پڑی جلدی سے
تیر ترکش سے کمان نشانے سے لیکر اسم کو پیکان تیر پر دم کر کے تیر مارا تو تمام ساحر خوشیاں مناتے
بادشاہ پر سے زر نثار کرتے چلے آتے تھے اور غبار سیہ تاب جادو خوش تھا یا تیر جو آکر پیشانی پر
بیٹھتا ہی تو توڑ کر پیشانی کو پار گذر گیا بجائے خون زخم سے شعلہ نکلا اور نکلکر غبار سیہ تاب جادو کے

گراکر اُسکو ہمہ تن شعلہ بنا دیا اور اب یہ شعلہ تمام فوج پر گرا جتنے ساحر تھے جلکر خاک ہوے اور وہ تاریکی
جو چھائی ہوئی تھی دھوان بنکر منتشر ہو گئی اور اک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شہباز سیہ تاب جادو
بود خیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب نور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ قلعہ اُسی طرح قائم ہے
معلوم ہوا کہ یہ عمارت سحر کی نہ تھی بلکہ اور بہت سی عمارتین جو اسکے پیشتر نہ معلوم ہوتی تھین نظر آرہی
ہین عادل کیوان شکوہ داخل قلعہ ہوے اہالیان قلعہ حاضر ہوے اور انھون نے عرض کی کہ اے
شہریار ہم ابھی اطاعت ظاہری نہین اختیار کر سکتے اسلیے کہ جناب بادشاہ طلسم نہ مارا جائیگا اُسوقت
تک نہین معلوم کتنے انقلابات آئینگے اور ابھی بہت مرحلہ شجاعتون کا آپ کو جھیلنا پڑیگا اُس طلسم
باطن کے ہر حلے پر اکوان تاجدار بادشاہ طلسم ظاہر کی اک تصویر فوج طلسمی سے اگر حملہ کریگی جب
آپ اکوان کو مارینگے تو سمجھیں کہ مرحلہ فتح ہوا ابھی اُس مرحلہ کا فتح ہونا نہ ہونا سب برابر ہے۔ یہ سُنکر
عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ آج شب کو اکوان تاجدار شبخون کے ارادے
سے آئیگا تمکو چاہیے کہ آج ہی دن بھر مین جا کر دیو ہفت سر کو مارو اور اُسکی ران چاک کر کے تیغہ
قتل اکوان نکالو تو اکوان قتل ہوگا ورنہ مارا جانا اُسکا غیر ممکن ہے۔ یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے
اُن لوگون سے دریافت کیا کہ دیو ہفت سر کہان رہتا ہے اُنھون نے بیان کیا کہ یہ تو معلوم نہین کہ
وہ دیو کہان رہتا ہے لیکن یہان سے قریب اک بیابان ہے اسمین اک مکان نہایت بلند بنا ہوا ہے
وہان وہ دیو دن بھر مین ایک مرتبہ کسی وقت آجاتا ہے فرمایا کہ کوئی میرے ساتھ چلکر بتا اُس بیابان
کا پتا دے اُنھون نے کہا کہ اے شہریار بسبب خوف دیو کے ہم مین سے کوئی نہ جائیگا اسلیے
کہ اگر کوئی بھولا بھٹکا اُدھر نکل جاتا ہے تو وہ دیو اُسکو کھا لیتا ہے یہان تو بسبب خوف شہباز سیہ تاب
جادو کے نہ آتا تھا اب یقین ہے کہ یہان بھی عافیت ہماری تنگ کریگا فرمایا کہ مین اُسکے قتل کے
ارادہ سے جاتا ہون تم مین سے جو میرے ساتھ چلیگا اُسکو مطلق گزند نہ پہنچیگا اُن لوگون
مین سے ایک شخص تھا کہ وہ رضامند ہوا اور عرض کی کہ مین ہمراہ چلنے کو موجود ہون عادل کیوان شکوہ
نے اُسکو ہمراہ لیا اور طرف بیابان کے روانہ ہوے چلتے چلتے اُس بیابان مین پہنچے
دیکھا کہ اک مکان عظیم الشان بنا ہوا ہے مہتابی پر اُسکے ایک زن حسینہ کھڑی ہوئی ہے دیو زیر بام
کھڑا ہے مگر سر دیو کا مہتابی کے پاس ہے دیو اُس سے باتین کر رہا ہے دیو بار بار کہتا ہے کہ آج
روز آخر ہے اگر آج بھی کوئی تیرا پرسان حال نہ آیا تو کل مجھے تیرا اختیار ہے۔ وہ شاہزادی رو رو
کر کہہ رہی ہے کہ مین جو اقرار تمسے کر چکی ہون اُسکی پابند ہون اب تو آج شام تک مجھکو تنہا چھوڑ دے
کل صبح سے مجھکو اختیار ہے۔ یہ باتین سنکر عادل کیوان شکوہ آگے بڑھے اور لوح کو ملاحظہ کیا لوح
نے کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ یہ کارخانہ سحر کا نہین ہے بس آگے بڑھ کر اُس دیو کو للکارا کہ او ملعون
ادھر دیکھ کہ اجل تیری آ گئی بس دیو نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ آواز کہان سے آئی نظر جو ہوئی
عادل کیوان شکوہ پر پڑی قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ آج خداوند ابلیس بہت مہربان ہے کہ گھر
بیٹھے کھانے کو بھیج دیا آؤ اور میرے منھ مین کود پڑو یہ کہکر منھ غار سا کھول کے آنکھین بند کرلین
عادل کیوان شکوہ نے اک پتھر اُٹھا کر دہن مین دیو کے ڈال دیا دیو نے منھ مارا دانت دیو کا
پتھر پر پڑا دانت مین ضرب آئی خون جاری ہوا پتھر منھ سے اُگل دیا اور کہا کہ معلوم ہوا تو لقمہ نرم
نہین بلکہ لقمہ سخت ہے خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر یہ کہکر اسنے جو وہ ہاتھون مین جو

حربے سنبھالکر عادل کیوان شکوہ پر وار کیا۔ عادل کیوان شکوہ نے بیٹھکر ایسا پالٹ کا ہاتھ مارا کہ
دونوں پاؤں دیو کے قلم ہوگئے اور وہ مانند مینارے کے گرا اور تڑپنے لگا دونوں پاؤں سے ندیاں
خون کے جاری ہوئے غرضکہ پھڑک پھڑک کے دیو مرگیا اب عادل کیوان شکوہ نے ران اسکی
چاک کرکے تیغہ نکالکر کمر میں رکھا اور چلنے کا قصد کیا تھا کہ کوٹھے پر سے آواز آئی کہ او بیوفا مجھے کیا اس
بند مکان میں چھوڑ جائیگا بس یہ آواز سنتے ہی انھوں نے پلٹ کے دیکھا تو اک آفتاب خبر کو لب بام
جلوہ گر پایا۔ فرمایا کہ اے گل باغ حسن تو کس چمن کی بسنے والی ہے یہاں کیونکر آئی اور اب کہاں جا
جاتی ہے اس نے عرض کی کہ اندر مکان کے آئیے تو آپ سے باتیں کروں۔ عادل نے لوح کو دیکھا لکھا
تھا کہ یہ دختر ہے بادشاہ طلسم اسرار باطنی کی جو اصل بادشاہ اس طلسم کا ہے نام اسکا اسرار روشنضمیر ہے
ضحاک مارگزیدہ اسکا سالار لشکر تھا اسنے ارا کین دولت سے سازش کرکے اسے قید کر دیا اور آپ
بادشاہ بن بیٹھا یہ لڑکی دختر ہے اسرار روشنضمیر کی بعد قید ہونے اسرار روشنضمیر کے ضحاک مارگزیدہ
جادو نے اسکی خواہش ظاہر کی اس باعصمت نے انکار کیا ضحاک ظالم نے اسکو دیو کے سپرد کر دیا
تھا اگر تم اسکے ساتھ ہمدردی کروگے تو آیندہ اسکی وجہ سے بڑی مدد ملیگی۔ یہ دیکھکر شاہزادہ عادل
داخل مکان ہوئے دیکھا کہ مکان میں اسباب ضروریات موجود ہیں اور چند کنیزیں بھی ہیں۔ ملکہ
برائے پیشوائی آئی اور بٹھا کر جائے نفیس پر بٹھایا اور خود بھی سامنے بیٹھ گئی۔ عرض کی کہ آپ کون ہیں مجھے
اپنے اسم مبارک سے آگاہ فرمائیے ارشاد کیا کہ مجھکو عادل کیوان شکوہ کہتے ہیں۔ یہ سنکر اس نازنین
نے کہا کہ مذہب آپکا کیا ہے فرمایا کہ میں دین اسلام رکھتا ہوں اس نازنین نے کہا کہ بیشک خواب میرا
صحیح تھا اے شہریار میں بادشاہ سابق طلسم کی دختر ہوں اک وقت تھا کہ یہ ضحاک ظالم جو اب
بادشاہ ہے میرے دروازے کا کتا تھا اب وہ وقت آیا کہ اسنے باپ کو میرے دریائے ریگ رواں
میں قید کیا آپ بادشاہ بن بیٹھا ہماری یہ قدر کی کہ اس دیو کے سپرد کر دیا جسے آپ نے مارا جب میں
زیادہ مضطر و حیران ہوئی تو میں نے دعا کی دعا میری مستجاب ہوئی اک مرد بزرگ نے خواب میں
آکر ارشاد فرمایا کہ تو پریشان نہو چند زمانے میں اک شاہزادہ اولاد صاحبقران اول سے اس طرف
آئیگا وہ تجھکو قید سے رہا کریگا اور تیرے باپ کو بھی زندان مصیبت سے چھڑائیگا۔ جب [illegible] اسلام
ہوگا اور ایک بات انھوں نے اور ارشاد کی ہے اسے میں یہاں نہیں کر سکتی۔ شاہزادہ عادل نے
ارشاد کیا کہ وہ مجھسے سنو کہ عقد بھی تمھارا اسی کے ساتھ ہوگا۔ یہ فرماکر مسکرائے اور ملکہ نے شرماکر آنکھ
نیچی کرلی۔ مصاحبوں نے عرض کی کہ اے شہریار یہی بات ہے آپ خوب سمجھے عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ آج کی شب تم اسی مقام پر رہو میں مرحلہ غبار سیہ تاب جادو کو فتح کر چکا اب
آج اکوان تاجدار سے مقابلہ کرنا ہے اسے بھی قتل کرکے پورا تسلط کرلوں تو پھر تمکو قلعہ میں لیچلونگا اور
فکر رہائی اسرار روشنضمیر کرونگا ملکہ نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہے جو آپ بہتر جانیں وہ کریں
شاہزادہ ملکہ سے رخصت ہوکر چلا۔ وہ شخص جو قلعہ سے ساتھ ہوا تھا دروازے پر کھڑا تھا واپسی کے وقت
عادل کے ساتھ ہوا اور بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا ورنہ اس دیو ہفت سر کا مارنا آسان کام
نہ تھا غرضکہ شاہزادہ عادل نے قریب قلعہ پہونچکر پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھکو
چاہیے کہ قلعہ میں سکونت اختیار کر اور فلاں اسم کو پڑھکر گرد اپنے حصار کرلے جب اکوان تاجدار باطنی
تمام اہل قلعہ کو قتل کرنے لگے اسوقت اسکا تعاقب کرنا اور بغیر قتل کیے واپس نہ آنا ورنہ پھر اکوان تاجدار

تمھارے ہاتھ نہ آئیگا یہ دیکھکر شاہزادہ عادل داخل قلعہ ہوئے سر دیو ہفت سر کا جو کاٹ کے
لیے آئے تھے وہ دروازۂ قلعہ پر آویزان کرا دیا تمام اہل قلعہ تھرا گئے کہ اتنے بڑے دیو کو اس
شخص نے مارا کمال کیا نہین معلوم یہ کوئی فرشتہ ہی یا جنات ہی کون ہی شاہزادہ داخل قلعہ ہوا
اور جائے مناسب پر اپنا قیام فرمایا گرد اپنے حصار کر لیا اور مصروف عبادت ہوئے جب رات
کے بارہ بجے تو تمام قلعہ جلنے لگا اور اہل قلعہ فریاد کرنے لگے کہ ای لوگو ہم بیقصور ہین ہمین کیون
قتل کرتے ہو یہ آوازین فریاد و فغان کی سنکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اپنے مقام سے
اٹھے تیغہ ہاتھ مین لیا لوح گلے مین ڈالی اور جل کھڑے ہوئے دیکھا کہ تیلہائے آتشی جنکا
ایک ایک بالشت کا قد ہی ہاتھون مین گیند سلگتے ہوئے لیے ہین جسپر گیند مارا وہ ہمہ تن شعلہ
بنکر جل گیا لوگ فریاد کر رہے ہین اور ایک شخص تاج ہاتھ مین لیے ہوئے بالائے ہوا قائم
ہی اور للکار رہا ہی کہ ہان اے لشکر طلسمی اہل قلعہ مین سے ایک کو بھی باقی نہ رکھنا اسلیے کہ انھین
مین وہ شخص بھی موجود ہی جو فتاح طلسم ہی پس شاہزادہ عادل سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی کہ اکوان
تاجدار یہی ہی لیکن پریشان ہوئے کہ اس تک پہونچون تو کیونکر پہونچون لوح کو ملاحظہ فرمایا ۔
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم عکس لوح کا ڈال اسپر یہ زمین پر گریگا فوراً تلوار مارنا کہ سر اسکا جسم
سے جدا ہو جائیگا - عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالا فوراً سحر باطل ہوا اور اکوان
گرا گرتے ہی اسنے تیلہائے طلسمی کو آواز دی کہ ارے سنبھالو مجھے اور جلد لے نکلو - فوراً
تیلہائے آتشی لباس دوڑ پڑے اور اس جنی کو اٹھا کر مثل مردے کے لاد لیا اور بھاگے
عادل کیوان شکوہ تعاقب مین اسکے دوڑے اب آگے آگے تو تیلہائے طلسمی بھاگے چلے
جاتے ہین اور پیچھے پیچھے عادل کیوان شکوہ دوڑتے چلے جاتے ہین ہر چند یہ تیزی سے
دوڑتے ہین مگر ان تیلون تک کسیطرح نہین پہونچتے - انھون نے گھبرا کر لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا
کہ اگر قیامت تک یونہین دوڑتے رہوگے تو ان تیلون کو نہ پاؤگے تمکو لائق و لازم یہ ہی کہ یہ تیلا جو
ان سب تیلون سے کسیقدر بلند ہی اور کبھی سب کے آگے ہو جاتا ہی کبھی سب کے پیچھے آ جاتا ہی
بطور زیادہ بھاگ رہا ہی اسپر تیر مارو جب وہ گرے تو فلان اسم پڑھکر اس تیلے کو اور تیلون پر
کھینچ مارنا یہ سب آپس مین لڑنے لگین گے تم اتنا وقفہ پاکر اکوان تاجدار کو قتل کر ڈالنا بس یہ دیکھتے
ہی عادل کیوان شکوہ نے تیر جلد کمان مین پیوستہ کرکے اس تیلے کو مارا تیر ترازو ہو گیا تیلا گرا
عادل نے دوڑ کر ٹانگ تیلے کی پکڑی اور اسم کو پڑھتے رہے جب اکیس مرتبہ پڑھ چکے تو ان
تیلون کے گروہ پر کھینچ مارا بس افسر کی لاش دیکھکر آپس مین جھنجھک ہوئی اور لڑنے لگے - وہ
صفین آراستہ ہو گئین اور وہی سلگتے ہوئے گیند آپس مین چلنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا
کہ تو نے نمک حرامی کی اور افسر کو مارا نہین تو یہ فساد برپا ہی اکوان کو کسی نے زمین پر پٹک دیا - عادل
کیوان شکوہ تلوار کھینچے ہوئے سر پر پہونچ گئے اور نعرہ کیا کہ باش او فساق آگاہ ہو ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیرے سر پر آ گئی منم صاحبقران چہارم یعنی عادل کیوان شکوہ - کے گذارم کہ از دست
من زندہ و سلامت ببدر روی - چاہتا تھا اکوان کہ سحر کرکے اڑ جاوے کہ عادل کیوان شکوہ نے
لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا - اکوان نے پاؤن مارے کمر تک غرق زمین ہو گیا آگے زمین نے بھی
جگہ نہ دی کہ سخت ہو گئی تھی - عادل کیوان شکوہ نے دوڑ کر وہی تیغہ مارا - اکوان تا کمر غرق زمین تھا

ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک ساحر مہیب کی پڑی ہوئی ہی عادل کیوان شکوہ نے سر اُسکا کاٹ کر
ہاتھ مین لے لیا اور سامنے شہر نظر آتا تھا اُس طرف روانہ ہوے جسوقت داخل شہر ہوے اور
اہل شہر نے اک نئے آدمی کو دیکھا ہر طرف غل ہوا کہ فتاح طلسم آگیا۔ عادل کیوان شکوہ بازار
کی سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ اک غل ہوا سواری بادشاہ کی آتی ہی لوگ کنارے ہوگئے
دیکھا عادل نے کہ اک ماہ جبین تاج ہاتھ مین اُتارے ہوے سر برہنہ دوڑتا چلا آتا ہی جیسے ہی
نظر بادشاہ کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی آکر دست بوس ہوا اور عرض کی کہ تشریف لیچلیے اور
دعوت اس غلام کی قبول فرمایئے۔ یہ سنکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
لکھا تھا کہ فریب مین اسکے نہ آنا یہ اکوان تاجدار ہی اگر ساتھ اسکے ہو لیے تو اپنے ہاتھون
اپنے کو زندان تاریک مین پھنسایا پھر قیامت تک رہائی ناممکن ہی۔ یہ مضمون دیکھکر شاہزادہ
کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اسکے بعد تحریر تھا کہ تمکو چاہیے عکس لوح کا اسپر ڈالو جب یہ بے حس و
حرکت ہو جاے اُسوقت سر اسکا اُسی تیغ سے قلم کرو جو دیو ہفت سر کی ران مین سے تمنے
نکالا ہی پس شاہزادہ نے ایسا ہی کیا کہ عکس لوح کا ڈالا۔ اکوان اک تصویر گلی بنگیا شاہزادہ نے
سر اُسکا قلم کیا اور دروازہ شہر پناہ پر آویزان کرا دیا اکوان کے مرتے ہی تمام شہر نے بدل و جان
شاہزادہ عالی مقدار کی قبول کی اور لیجاکر ایوان شاہی مین تخت پر بٹھایا شاہزادہ نے فرمایا کہ پہلے
اس شہر کا حاکم کون شخص تھا اُن لوگون نے عرض کی کہ بادشاہ شہر مر گیا اُسکا اک فرزند ہی کہ نہایت
کم سن ہی بادشاہ طلسم نے اکوان کے اک بیکر کو اس شہر پر مسلط کر دیا تھا کہ جب تک وہ لڑکا جوان
ہو اُسوقت تک اکوان تاجدار یہان کی حکومت کرے فرمایا اُس طفل کو لاؤ۔ لوگ گئے اور اُس طفل کو
لیکر حاضر ہوے فرمایا نام اسکا کیا ہی انھون نے عرض کی کہ باپ اسکا مسعود شاہ تھا اسکا نام
سعید ہی سن اِس لڑکے کا نو دس برس کا ہے عادل کیوان شکوہ نے اسی لڑکے کو تخت نشین کیا
اور نام سعید شاہ مشہور کر کے ارکین دولت کے سپرد انتظام کیا اور مسجدون کی بنا قائم کرکے
آپ رخصت ہوے ادھر اہل قلعہ نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ تشریف لاتا ہی ہومان دانشور
براے استقبال آیا اور شاہزادہ کو لیکر داخل قلعہ ہوا شادیانے بجنے لگے ملکہ گل اندام اطلس پوش
کو بیحد مسرت ہوئی شاہزادہ رات استراحت مین بسر کرتا ہے لیکن یہان سے چند کلمے داستان
بادشاہ طلسم ضحاک مار گزیدہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت خبر
ضحاک شاہ کو ہوئی کہ فتاح طلسم آگیا دو مرحلے شکست ہو سے غبار سیہ تاب جادو و [illegible]
جادو دونون مارے گئے اور دونون بیکر اکوان کے بھی قتل ہوے اسنے دیو ہفت سر کو مارکر ملکہ
کو بھی قید سے چھڑا لیا اب ارادہ اُسکا دریاے ریگ روان پر جانے کا ہی تو ضحاک شاہ نہایت
پریشان ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے اگر مرحلہ دریاے ریگ روان کا بھی شکستہ ہوا اور اسرار روے زمین منکشف
رہا ہو گیا تو پھر غضب ہو جائیگا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ فتاح طلسم دھوکا کھا لے اور دریاے
ریگ روان تک نہ پہونچنے پاے پس ساتھ کہا کہ کوئی ہی ایسا کہ یہان سے جاے اور فتاح طلسم کو
گرفتار کرکے لاے پس یہ سنکر مکار جادو نے کہا کہ یہ کام میرا ہی مین جاتا ہون اور مع لوح فتاح طلسم
کو اسیر کرکے لاتا ہون یہ کہکر مکار جادو اپنی جگہ سے اُٹھا اور جانب بیابان دریاے ریگ روان
روانہ ہوا۔ یہان عادل کیوان شکوہ جب صبح کو بیدار ہوے تو ہومان دانشور کو طلب کیا ہومان

شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ہومان اب میرا قصد دریائے ریگ رواں پر جانے کا ہے تو کیا کہتا ہے
ہومان دانشور نے عرض کی کہ پہلے جبل سیاہ کے جادو سے ملیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہے سیاہ جادو
سے اور حاکم دریائے ریگ رواں سے عداوت ہے مگر سیاہ جادو بخوف فسحاک مار گزیدہ جادو حاکم
دریائے ریگ رواں سیال جادو سے سرتابی نہیں کر سکتی سبب عداوت یہ ہے کہ سیال جادو نے
بخاطر حوت جادو اپنی بی بی کو مار ڈالا اور بی بی سیال جادو کی بہن سیاہ جادو کی تھی سیاہ جادو
کو جس وقت معلوم ہوگا کہ آپ فتاح طلسم ہیں اور زمانہ انقلاب طلسم کا آگیا تو وہ آپ کی شریک ہوکر اونگی
اور سیال جادو اسکا کچھ نہیں کر سکتا ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ غرضکہ شاہزادہ ہمراہ ہومان دانشور کے
طرف کوہ سیاہ کے روانہ ہوا جاتے جاتے جس وقت کوہ سیاہ پر پہونچے اور خبر سیاہ جادو کو ہوئی کہ دو
شخص اجنبی اسطرف آئے ہیں تو سیاہ جادو سامنے آئی۔ چونکہ ہومان دانشور کو سیاہ جادو
پہچانتی تھی اور ہومان اس سے واقف تھا ہومان نے سلام کیا سیاہ جادو نے جواب سلام
دیا اور کہا کہ آج یہ اک نیا شخص کون تمہارے ساتھ ہے ہومان نے کہا اے ملکہ مبارک ہو کہ فتاح طلسم
تشریف لائے دو مرحلہ سر کیا اب مرحلہ دریائے ریگ رواں کا درپیش ہے تمکو چاہیے کہ شاہزادہ کی
شرکت کرو کہ بعد فتح طلسم تمکو رتبہ جلیل ہاتھ آئیگا سیاہ جادو نے شاہزادہ کو سلام کیا اور عرض کی کہ
اے شہریار میں تو اسی وقت کی منتظر تھی مجھے اک زمانہ گزرا کہ میں نے طلسم سے علیحدگی اختیار کر کے
اس کوہ کو مسکن اپنا قرار دیا ہے آپ اک دریا کی طرف سے تشریف لیچلیے جب میرے حاضر ہونے کا
موقع ہوگا میں بھی آجاؤنگی ظاہر بظاہر آپکے ساتھ میرا جانا اچھا نہیں ہے ورنہ سیال جادو ملکہ ام
کمک طلب کریگا اس وقت میں اکیلی کس کس سے لڑونگی فرمایا بہتر ہے اور شاہزادہ وہاں سے اترکر جانب
دریائے ریگ رواں تنہا روانہ ہوگیا یہاں ملکہ سیاہ جادو نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور رتبہ سحر میں
دیکھنا شروع کیا کہ اب کیا ہوتا ہے ادھر ہومان دانشور قلعہ سیہ تاب کی جانب روانہ ہوا۔ اور حال
شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان کا سنیے۔ کہ یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے۔ جاتے جاتے
قریب اک چشمہ آب کے پہونچے دیکھا کہ اک فقیر کنارے چشمہ آب کے بیٹھا کچھ بڑبڑا رہا ہے چونکہ
یہ فقرا و مساکین سے محبت رکھتے ہیں قریب اس درویش کے تشریف لائے اور ارشاد کیا کہ
اے شخص تیری صورت سے ثابت ہوتا ہے کہ تو فقیر نہیں ہے لہذا کس رنج و صدمہ نے تجھے اس حال کو
پہونچایا اسنے عرض کی کہ اے شہریار آپ نے میری حالت کو خوب سمجھا برسوں ہوگئے کہ کسی نے یہ بھی
نہ پوچھا کہ تو مرتا ہے یا جیتا ہے اب اگر آپ نے پوچھا ہے تو حالت میری سنیے کہ میں اک مرد شریف تھا اک
شاہزادی پر عاشق ہوا بادشاہ کو کیا غرض تھی کہ وہ اپنی دختر مجھے دیدیتا میں اسکے فراق میں فقیر ہوگیا
یہاں سے قریب اک باغ ہے آٹھویں روز وہ شاہزادی اپنے باغ میں آتی ہے پردے قفس کے آگے
ہوتے ہوتے وقت میں ایک نظر اسے دیکھ لیا کرتا ہوں اتنی امید پر میں نے گھربار کو تج دیا ہے اور
اس مقام پر بود و باش اختیار کی ہے سنا ہے کہ آپ مظلوموں کی دادرسی کرتے ہیں میری بھی داد دیجیے
اور قید فراق سے آزاد کیجیے۔ یہ سنکر شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بادشاہ اگر اہالیان طلسم سے
ہے تو میں تجھسے وعدہ کرتا ہوں کہ بعد فتح طلسم شادی تیری اس شاہزادی سے کردونگا اور اگر کسی
دوسرے مقام کا رہنے والا ہے تو جلد میں پہلے تیری مشکل آسان کرونگا تب اپنے کام کو جاؤنگا۔ یہ سنکر
وہ فقیر اٹھا اور کہا کہ چلیے ملک بھی اسکا یہاں سے قریب اور سرحد طلسم سے علیحدہ ہے یہ کہکر آگے

ہمراہی قافلے کی اختیار کی قافلہ کوچ اور مقام کرتا ہوا دوسرے روز قریب اس میل بلند کے پہونچا
عادل کیوان شکوہ قریب میل کے پہونچا تو ٹھہر گئے اہل قافلہ نے بلند آواز دی کہ اے مسافر یہ مقام
قابل قیام نہیں ہے آ ہمارے ساتھ چلا آ ورنہ بہت حیران و سرگردان ہوگا کوئی شخص سفر اس صحرا کا
تنہا نہیں کرتا ہے رہزنوں کا یہاں خوف ہے درندے اور گزندے اس مقام پر بکثرت ہیں فرمایا
کہ تم جاؤ ہم اب یہیں ٹھہرینگے ہم دیو اور ضیغم شکار ہیں ہمیں خوف نہ رہزنوں کا ہے نہ درندوں
اور گزندوں سے ڈرتے ہیں یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم جس میل پہ
یہ زاغ بیٹھا ہے اسے اکھاڑ لے اگر تو قوت صاحبقرانی رکھتا ہے تو یہ میل اکھڑ جائیگا ورنہ اپنے مقام
سے جنبش بھی نہ کریگا جسوقت میل اکھڑے اور دہنہ نقب پیدا ہو تو اس نقب میں تو کود پڑنا اور آگے
جو کچھ نظر آئے پھر لوح کو دیکھ کر اسپر نظر کرنا ۔ قافلہ تو نصیحت کر کے آگے روانہ ہوگیا اور شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ قریب میل کے آئے میل کو کولی میں لیکر جو زور کیا میل اپنے مقام سے
اکھڑ آیا میل کو ایک طرف پھینکدیا اور آپ دہنہ نقب میں کود پڑے جسوقت پاؤں زمین پر استوار
ہوئے تو اک صحرا ملا جسمیں اس طرف لشکر پڑاؤ کیے ہوئے تھا اور بیچ میں دریا حائل تھا
دریا پر دو نہنگ دمین ملائے ہوئے منھ کھولے بیٹھے تھے شاہزادے کو دیکھکر لشکر میں
تیاری ہونے لگی ادھر شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح نے کوئی خبر نہ دی تھوڑے عرصہ
میں لشکر پل پر سے اسطرف آنے لگا ۔ عادل کیوان شکوہ بھی آمادہ جنگ ہوئے جسوقت
تمام لشکر اس پار اتر آیا خیمے نصب ہوگئے صفیں لشکر کی آراستہ ہوئیں تو انمیں سے اک جوان
مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے فاتح طلسم تجھے اپنے زور و طاقت پر بڑا گھمنڈ
ہے مجھے بھی دیکھنا ہے کہ تو کیسا بہادر ہے میں نے اپنے مالک سیال جادو سے تیری گرفتاری کا
وعدہ کیا ہے میں تجھے سر میدان باندھ کے سامنے سیال جادو کے لیجاؤنگا کہ وہ تجھسے نہایت
خائف ہو رہا ہے آ یہی گو ہے یہی میدان ۔ یہ سنکر عادل کیوان شکوہ سامنے اس پہلوان کے گئے اور
ارشاد کیا کہ اگر تو مرد بہادر ہے تو میں بہادر دوست ہوں ۔ لا ضرب بہادری کی ۔ اسنے کہا کہ پہلے تو بیادہ
کر بعد گفتگو کے اسنے نیزہ مارا ۔ عادل کیوان شکوہ نے نیزہ پر نیزہ لگا دیا تھا ۔ نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک
نیزہ بازی رہی ۔ عادل کیوان شکوہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی پہلوان تہمتن
نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہوگیا اور آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی حال بازی تیغ بازی سب بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں ۔ یہ کہکر تلوار
کھینچ لی اور شاہزادے پر پل پڑا دیر تک ردو بدل رہی آخر کب پہلوان کا بار گیا نوبت کشتی
کی آئی دو پہر کی کشتی میں عادل کیوان شکوہ نے اسکو زیر کیا سر سے بلند کر کے زمین پر مارا چاہتے
تھے کہ اسنے آواز امان بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان ہے اسنے قبول کیا ۔ عادل کیوان شکوہ نے
پہلوان تہمتن کو چھوڑ دیا اب اسنے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام
اختیار کرے اور جسکو میرا ساتھ دینا منظور نہ ہو وہ جہاں چاہے چلا جائے ۔ یہ سنکر سب نے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جو آپکا دین وہ ہمارا دین ۔ شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا وہ
سب کے سب کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے اور پہلوان تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار
یہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ بقصد فتاحی طلسم تشریف لائے ہیں لہذا اگر میں حاکم مرحلہ سے اور آپکے

آسمانی نازل ہو سیال جادو نے کہا کہ میں تیری دھمکیوں میں آنے والا نہیں ہوں یہ کہا چاہتا تھا
کہ تلوار ماروں کہ کڑاکا ہوا اور اک برق چمک کر گری کہ ہاتھ سیال جادو کا قلم ہو گیا اور آواز
نعرہ ملکہ سیماے جادو کی پیدا ہوئی بس یہ آواز سنتے ہی سیال جادو بھاگ کر مرحلہ پر چلا گیا اور
سیماے جادو نے شاہزادے کو سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار اگر میں ظاہر لڑتا ہو آپکے ساتھ
آتی تو اس امداد کا موقع نہ ملتا اب آپ قلعہ کی طرف تشریف لیچلیے اور یہ لوح طلسمی حاضر ہے
یہ کہکر لوح پیش کی شاہزادے نے لوح کو لیکر عکس لوح کا ڈالا تہمتن کی قید بھی دور ہوئی اور پاؤں
زمین سے چھوٹے شاہزادہ ہمراہ تہمتن اور سیماے جادو کو لیے ہوئے طرف قلعہ کے روانہ ہوئے
جسوقت قلعہ میں پہونچے تو سیماے جادو نے عرض کی کہ اے شہریار اسقدر غفلت سے کام نہ لیا
اسلیے کہ یہ معاملہ طلسم کا ہے ذرا سے دھوکا کھانے میں بالکل بے بسی کا سامنا ہو جاتا ہے فرمایا اے
ملکہ سیماے جادو سچ ہے تیرا مجھسے غفلت ہوئی خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط یہ فرما کر
خاموش ہوے۔ سیماے جادو نے عرض کی کہ اب آپ لوح کو ملاحظہ فرمایئے اور لوح جیسا حکم
دے اُسکے موافق عمل میں لایئے میں یہاں سے آپکے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتی ہوں اسلیے
کہ یہ مقام طلسم بند ہے یہاں جسکا عمل ہے بغیر اسکی اجازت کے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا ہے اور
سیال جادو طلسم بند بھی ہے موت اُسکی اعانت لوح پر منحصر ہے ورنہ وہ سحر و ساحری میں میرا
مقابلہ نہیں کر سکتا ہے میں یہاں قیام کرتی ہوں جب موقع میرے آنے کا ہوگا اسوقت میں حاضر
ہونگی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ میں اعانت خدا طلب کرتا ہوں دوسرے
کی اعانت کا خواستگار نہیں ہوں۔ یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیارہ
این حبابات تجھکو چاہیے کہ یہاں سے اسی دریا کی طرف جا اور فلاں اسم کو پڑھ کر دہن نہنگ
میں کود پڑنا پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھکر عمل کرنا۔ یہ دیکھکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے
پہلوان تہمتن سے ارشاد کیا کہ تم اسی قلعہ میں قیام کرو میں برائے فتاحی مرحلہ جاتا ہوں یہ
فرما کر جانب دریاے رنگ روان روانہ ہوئے جسوقت کنارے دریا کے پہونچے دیکھا کہ
نہنگ دہن کھولے ہوئے بیٹھے ہیں شاہزادے نے اسم کو پڑھنا شروع کیا ادھر تو اسم تمام ہوا
اُدھر وہ نہنگ دہن کھولے ہوئے شاہزادہ کی طرف لپکا۔ شاہزادہ دہن نہنگ میں کود پڑا
جب آنکھ کھلی تو اپنے کو اک میدان میں پایا سامنے قلعہ دیکھا۔ اہل قلعہ کی نظر جو انپر پڑی شور مچا
کہ فتاح مرحلہ آپہونچا مار لو اسکو جانے نہ پائے یہ کہتے ہوئے لوگ قلعہ سے نکلنے لگے شاہزادہ
نے پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ان لوگوں کی طرف اعتنا نہ کرو ملاخو سے دیکھو لب خندق اک برج
بنا ہوا ہے اُسپر عکس لوح کا ڈالو برج ٹوٹ جائیگا اور اک شخص اندر سے اُس برج کے نکلیگا تم دوڑ کر
نکلا اُسکی زبان سے کھینچ دینا کہ اسرار رو شنفیر یہی ہے اور پکار کر کہدینا کہ میں فتاح طلسم ہوں جن
نے مجھے مار لیا اتنا خیال رہے۔ یہ سُنکر وہ بادشاہ عادل آنچا پہونچا ہو کر مرحلے کو سر کرا دیگا۔ یہ مضمون
دیکھکر شاہزادے نے عکس لوح کا اُس گنبد پر ڈالا اور گنبد شکستہ ہوا اک مرد نحیف نظر آیا شاہزادہ
عادل نے نکلا اُسکی زبان سے کھینچ دیا نکلا کھینچتے ہی اسرار رو شنفیر نے عرض کی کہ اب میں آپکے
ساتھ ہوں لیکن اب یہاں سے آپ قلعہ کی طرف تشریف لیچلیے اور میں راستہ مسدود کرے جاتا ہوں
کہ شاید حاکم مرحلہ بھاگ کر نکل جاے تو پھر مشکل سے ہاتھ آئیگا یہ کہکر اسرار رو شنفیر تو ایک طرف

جاکر نظرون سے غائب ہوگیا اور عادل کیوان شکوہ طرف قلعہ کے چلے ساحرون نے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا جوقت شاہزادہ دروازہ قلعہ کے قریب پہونچا خندق کو پر از آب پایا سوچے کہ کسطرح اُس پار جاؤن ساتھ ہی آواز پیدا ہوئی کہ لوح کو دیکھیے۔ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو لاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھ کر عکس لوح کا پانی پر ڈالو پانی جم کر برف ہو جائیگا تم اُس پار گذر جانا شاہزادہ عادل نے اسم کو پڑھ کر دم کیا اور عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ تمام آب جمکر برف بنگیا شاہزادہ بے تامل دروازہ قلعہ پر پہونچا دوڑ کر گرز مارا اگر کوہ گران بھی ہوتا تو ضرب گرز سے پاش پاش ہو جاتا لیکن دروازے کو جنبش بھی نہوئی اور اندر سے قلعہ کے آواز قہقہہ پیدا ہوئی۔ عادل کیوان شکوہ نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے نادان یہ دروازہ طلسمی ہے آہنی نہیں ہے کہ تیری ضرب گرز سے شکستہ ہو جائے چاہیے کہ فلان اسم سترہ مرتبہ پڑھ کر ضرب گرز لگا اور تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھ عادل کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح اسم کو پڑھکر گرز مارا گرز پڑتے ہی یہ معلوم ہوا کہ اک زلزلہ آگیا دروازہ قلعہ کا کرچیان ہوکر اڑ گیا دیوارین دھوان بنکر غائب ہوگئین دیکھا کہ بیچ سے قلعہ کے چبوترے سرکنڈے گڑے ہوئے ہین جنپر نیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے ساحر جا بجا بیٹھے آگ زبان روشن کیے ہوئے سحر خوانی مین مصروف ہین ادھر ساحرون نے دیکھا کہ دفعتاً قلعہ دھوان ہوکر نظرون سے پوشیدہ ہوگیا اور فتاح طلسم لوح گلے مین ڈالے ہوئے تیغ بکف چلا آتا ہے بس سب کے سب یا سامری یا جمشید کے نعرے کرکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر چلے عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالنا شروع کیا اور تلوار کھینچی ساحر جو بھاگے سحر کر رہے تھے اور عادل کیوان شکوہ تلوار برسا رہے تھے کوئی ساحر فیل بنکر دوڑا کہ سونڈ مین لپیٹ کے چیر ڈالون۔ عادل نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا دوڑ کر تلوار ماری کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا شیر بنکر حملہ آور ہوا عکس لوح سے اُسکا بھی سحر باطل ہوا زمین پر ہاتھ پاؤن رگڑنے لگا ایک ضرب شمشیر مین اُسکا بھی کام تمام ہوا۔ اب یہ حالت ہے کہ مرنے سے ساحرون کے آندھی چل رہی ہے آتش باری و برف باری ہو رہی ہے صدائین گیر و دار کی بلند ہین تھوڑے ہی عرصہ مین عادل کیوان شکوہ نے فوج کا ستھراؤ کر دیا اب چند ساحر نظر آرہے ہین وہ بھی دور دور ہین مارے خوف کے قریب نہین آتے ہین۔ جتنا عادل کیوان شکوہ آگے بڑھتے ہین وہ لوگ بھاگے جاتے ہین اور جو بھاگے تھے وہ دوڑے جاتے ہین یہانتک کہ جاتے جاتے اُسی دریاے رنگ روان تک پہونچ گئے تمام ساحر تو پل نہنگان پر سے گذر کر اُس پار پہونچ گئے اور عادل کیوان شکوہ نے جو آگے بڑھنے کا قصد کیا تو نہنگ نے دہن کھولا عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ہرگز آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ لقمہ دہان نہنگ ہو جاؤگے یہ طلسم ہے اسکا ہر مقام نیرنجات سے بھرا ہوا ہے وہ ساحل دوسرا تھا کہ تم دہان نہنگ مین کود پڑے تمکو چاہیے تھا کہ جس وقت یہ ساحر اس پار اُسوقت لوح دیکھتے اب یہ ساحر اُس پار پہونچ گئے اب تم اُنکا کچھ نہین کرسکتے ہان اگر کوئی مددگار غیبی آجائے اور وہ اُن ساحرون کو اُس طرف سے ادھر بھگائے تو شاید کچھ کام بنے اور بادشاہ مرحلہ قلعہ کے جو دروازہ سے بھاگ کر پہلے ہی نکل گیا اب تمکو چاہیے کہ فلان درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو رہو جس وقت یہ ساحر پلٹین اُسوقت عکس لوح کا پل نہنگان پر ڈالنا پل ٹوٹیگا

ہو رہے یہ سب غرق دریا ہو گئے دریا میں طلسم ظلم ہو گا مچھلیاں بافسون اچھل اچھل کے گرینگی اسکے بعد پھر لوح
کو دیکھنا اور جو کچھ لکھا ہو اسپر عمل کرنا۔ یہ مضمون دیکھکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ پیچھے ہٹے اور ایک
درخت بزرگ کے تنہ میں چھپکر کھڑے ہو رہے یکایک دیکھا کہ وہ ساحر چلے اور پل سنگان کی طرف
آنے لگے پل کے قریب آتے آتے دس بارہ ساحروں پر اک برق چمک کے گری اور انکو
ہلاک کیا اور جب بجلی گرتی تھی نعرہ ملکہ سیما سے جادو کی آواز پیدا ہوتی تھی - عادل کیوان سمجھ گئے
کہ یہ کام سیما سے جادو کا ہے بس جیسے ہی وہ ساحر بھاگ کر پل سنگان پر آئے اور اسطرف قدم دھرنے کا
قصد کیا عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا پل پر ڈالا فوراً سنگوں کے جسم میں سوزش پیدا ہوئی
اچھل اچھل کے دریا میں گرے پل ٹوٹا ساحر بھی غرق دریا ہوئے صدائیں مہیب پیدا ہوئیں شاہزادہ
نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تو بھی اس دریا میں کود پڑ اور تماشا قدرت خدا
کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے ساتھ ہی عادل کیوان شکوہ بھی دریا میں کود پڑے جسوقت پاؤں عادل کے
زمین پر آشنا ہوئے تو دیکھا کہ کوہستان ہے اور ایک درۂ کوہ پر ایک شیر اور ایک کرگدن لڑ رہے
ہیں اور چند گرگ شیر پر حملہ کرتے ہیں شیر کرگدن سے بھی مقابلہ کر رہا ہے اور جس گرگ کو طمانچہ مار دیتا ہے
وہ گر کر پھڑکنے لگتا ہے کرگدن بھی زخمی ہے اور شیر بھی زخمی ہے یہ معرکہ دیکھ کر شاہزادہ متحیر ہوا اور لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اقبال تیرا یاور ہے کہ کام بگڑ کے بنگیا یہ شیر اسرار روشنضمیر ہے مرحلہ دریائے ریگ
روان کا یہ دروازہ یہی درۂ کوہ ہے جسپر اسرار روشنضمیر شیر بنا ہوا ستو رہا ہے اور کرگدن سیال جادو ہے اور
یہ گرگ سیال جادو کے رفقا ہیں سیال جادو اگر نکل جاتا تو مرحلہ فتح کرنا غیر ممکن تھا بغیر اسکے مرے
ہوئے دریائے ریگ روان نہ سوکھیگا اور یہاں سے نکلنے کا راستہ ملیگا تجکو چاہیے کہ فلاں اسم پیکان پر
دم کر کے شاخ کرگدن پر مار بس انھوں نے ایسا ہی کیا تیر جو شاخ کرگدن پر پڑا شاخ ٹوٹی ادھر سے اوس
شعلہ نکلکر کرگدن پر گرا کہ اسے بھی ہمہ تن برکار آتش بنادیا اور اب یہ شعلہ انھیں گرگوں پر گرا کہ تمام
گرگ جلکر خاک ہوئے مرتے ہی انکے قیامت کبری برپا ہوئی آتش باری و برف باری دیر تک رہی
صدائیں مہیب آئیں آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جان گستی تمام من سیال جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
و مطلب خود نرسیدیم جسوقت روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاشیں ساحروں کی جلی ہوئی پڑی ہیں اسرار روشنضمیر نے
دست بوسی کی مگر جسم اسرار روشنضمیر کا جا بجا سے فگار تھا ان ملکہ سیما سے جادو سر حد دریا سے آگے
نہ بڑھ سکتی تھی جسوقت دیکھا اسنے کہ دریا غبار ہو کر اڑ گیا اور تاریکی چھا گئی تو اسنے سمجھ لیا کہ معلوم ہوتا ہے
سیال جادو مارا گیا بس یہ جلوان تھمن اور کچھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھی دیکھا کہ شاہزادہ
مع اسرار روشنضمیر چلا آتا ہے سیما سے جادو نے شاہزادہ کو فتح مرحلہ کی مبارکباد دی اور بادشاہ قدیم کو
سلام کیا اسرار روشنضمیر نے شاہزادہ سے عرض کی کہ آپ نے دو مرحلے تو پہلے ہی توڑے ہوئے تھے تب
تو اس مقام تک پہونچے فرمایا کہ ہاں میں نے شعبار سیہ تاب جادو کو بھی مارا اور سست نار جادو کو بھی قتل کیا
اور تمھاری دختر کو دیو ہفت سر کے پنجہ سے چھڑا کر بحفاظت تمام قلعہ سیہ تاب میں چھوڑا ہے بلکہ اُس سے
تمھاری رہائی کا وعدہ کیا تھا اس بنا پر میں اسطرف آیا ورنہ مرحلہ سوم کی طرف جاتا اور ادھر میں جادو کو قتل
کر کے آگے بڑھنے کا قصد کرتا اسرار روشنضمیر نے یہ بربادی جو سنے عیال کی سنی صدمے سے زرد
ہو گیا اور سر جھکا لیا بعد کچھ دیر کے عرض کی کہ اب کہاں تشریف لیجائیےگا اگر مجھے اجازت ہو تو میں جاکر اپنی
دختر کو دیکھ آؤں فرمایا کہ میں بھی یہاں سے قلعہ سیہ تاب ہی کی طرف جانے والا ہوں لیکن چاہتا ہوں

کہ پہلے اس مقام کے انتظام سے فراغت کرلوں اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ بہت مناسب ہے غرضکہ شاہزادہ
مع اسرار روشن ضمیر و سیماسے جادو و پہلوان تھے قلعہ میں آیا اور قیام فرمایا دیکھا کہ اسرار روشن ضمیر کچھ پریشان
پریشان ہے خیال ہوا کہ یہ اپنی دختر کے واسطے پریشان ہے اسکا روکنا اچھا نہیں خود ہی ارشاد کیا کہ اسنے
بادشاہ طلسم میں بخوشی کہتا ہوں کہ تم جاکر اپنی دختر کو دیکھو میں یہاں کے انتظام سے فرصت کرنے
کے بعد آؤنگا یہ سنکر اسرار روشن ضمیر نے سلام کیا اور رخصت ہو کر جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوا
شاہزادے نے رات قلعہ میں بسر کی صبح کو جانب مرحلہ روانہ ہوئے جن مقامات پر کہ قلعہ اور دریا واقع
تھا وہاں صحرا کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا جب ان مقامات سے گذر گئے تو دور سے اک قلعہ دکھائی دیا کہ جسپر
زرنگاری جھنڈا لہرا رہا تھا اور پھریرے پر اسکے تصویر ماہی بنی ہوئی تھی سیماسے جادو نے عرض کی
کہ اے شہریار یہ مسکن حوت جادو معشوقہ سیال جادو کا ہے ہر چند کہ مرحلہ فتح ہو گیا مگر جبتک
حوت جادو زندہ ہے شہر پر قبضہ نہ پایئے گا۔ فرمایا کہ تم نامہ میری طرف سے لیجاؤ اور حوت جادو کو دو
اگر اسنے باسانی مرحلے سے دست بردار ہونا اختیار کیا فہوالمراد ورنہ ایکدم میں اس قلعہ کو
تاخت و تاراج کر دونگا یہ سنکر سیماسے جادو نے عرض کی کہ مجھے نامہ داری میں کوئی عذر نہیں ہے
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اک مرتبہ دروازہ قلعہ کا وا ہوا اور حوت جادو چند کنیزوں کو ساتھ لیے
رومال سے ہاتھ باندھے خدمت میں شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے حاضر ہوئی اور عرض کی
کہ ہر چند حضور نے میرے راج سہاگ کو تباہ کیا شوہر کو مارا مگر میں اطاعت اختیار کرنے کو بدل
موجود ہوں اسلیے کہ آپ فتاح طلسم ہیں آپ سے بگاڑنا تقدیر کو بگاڑنا ہے۔ یہ سنکر شاہزادہ نے
ارشاد کیا کہ اے حوت جادو میں نے تو چاہا تھا کہ تیرے شوہر سے نہ لڑوں مگر جو شرطیں میں نے
پیش کیں اسنے قبول نہ کیں مگر پھر دغا کی چونکہ خداوند عالم کو زندگی میری منظور تھی مجھے اسکے ہاتھ
سے بچایا اور مددگار کو عین وقت پر پہونچایا تو بھی ویسی ہی اطاعت نکرنا حوت جادو نے عرض کی کہ
اے شہریار کہیں آپ سے مکر و فریب چل سکتا ہے کیا مجال ہے اس کنیز کی کہ حضور سے دغا کرے فرمایا
کہ تیرا ملک تجکو مبارک ہو میں برائے فتح الوان تاجدار اس طلسم میں آیا ہوں نہ مجھے طلسم کشائی
سے غرض ہے نہ کسی کے ملک و مال سے کام ہے یہ فرما کر چلنے لگے کہ حوت جادو قدموں پر گر پڑی اور
عرض کی کہ اے شہریار اس کنیز کو عزت تو بخشیے اگر تشریف لائے ہیں تو دعوت قبول فرمایئے شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ بسبب حسن اخلاق کے رضامند ہو گئے کہ میرے انکار سے اسکو ملال نہو حوت
جادو نے شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیکر چلی سیماسے جادو و سحر غائب کرکے بارادہ حفاظت ساتھ روانہ
ہوئی جسوقت قلعہ میں پہونچی سامان دعوت مہیا کیا جسوقت دسترخوان بچھایا گیا اور کھانا سامنے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے چنا گیا۔ شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ حوت جادو تم
ساحرہ ہو اور میں مسلمان ہوں کھانا تمہارے گھر کا میں نہیں کھا سکتا اسوقت حوت جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار سیماسے جادو بھی تو ساحرہ ہے اسکے ساتھ آپ کیوں کھانا تناول
فرماتے ہیں ارشاد کیا کہ وہ مطیع اسلام ہو چکی ہے گویا دل سے مسلمان ہے صرف زبان پر کلمہ جاری نہیں کیا
ہے کہ تاثیر سحر باطل ہو جائیگی یہ سنکر حوت جادو نے عرض کی کہ دل میں میں بھی مسلمان ہو چکی ہوں اسلیے
کہ اگر مطیع اسلام نہوتی تو آپکی کنیزی کیوں اختیار کرتی۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اب مجھے کوئی عذر نہیں
ہے یہ ارشاد فرما کر ہاتھ پلیٹ کی طرف بڑھایا کہ پلیٹ ٹوٹ گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ ہرگز نہ کھائیگا

واسطے کہ یہ کھانا زہر آلودہ ہے یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ نے تو ہاتھ کھینچا اور حوت جادو متحیر ہوئی کہ یہ کسکا
کام تھا جسنے شاہزادہ کو آگاہ کر دیا اور پلیٹ کو سحر کرکے توڑ ڈالا بس حوت جادو نے کہا کہ ای شہریار
کیا کوئی آپ کے ساتھ ہے فرمایا الٰہا ہرمن کسیکو بھی اپنے ساتھ نہین لایا تھا یہ پوشیدہ طور پر کوئی
میرا دوست یہان موجود ہو تو مین اس سے آگاہ نہین حوت جادو نے کہا کہ یہ نہ میرا دوست ہے نہ
آپکا یہ کام کسی مفسدہ پرداز کا ہے آپ اس آواز پر عمل نکرین بلکہ مین اور آپ شریک ہوکر دوسری
پلیٹ مین کھائین تاکہ شک آپکا رفع ہو جاے شاہزادہ نے منظور کیا۔ حوت جادو نے دوسری
پلیٹ سامنے اپنے کھینچی اور پہلے ایک نوالا اٹھا کر آپ کھایا شاہزادہ نے پھر ہاتھ بڑھایا تھا کہ
آواز پیدا ہوئی اے شہریار یہ کھانا بھی زہر آلودہ ہے یہ مردار زہر خوار ہے اسپر یہ طعام اثر نکریگا اور
آپکا کام تمام ہو جائیگا اگر میرا آپ کو یقین نہین ہے تو یہ سامنے جو بلی بیٹھی ہے ایک نوالا اسکے سامنے
پھینک کر تماشا دیکھ لیجیے عادل کیوان شکوہ نے ایک نوالا سامنے پھینکا اک بلی بیٹھی ہوئی تھی آ کر
کھا لیا کھاتے ہی لوٹن کبوتر بنگئی اسوقت شاہزادہ نے دست بقبضہ ہوکر آواز دی کہ کیون لکاتہ
تو فریب دیکر مجھے قتل کیا چاہتی تھی۔ حوت جادو نے پیچھے ہٹ کر آواز دی کہ معلوم ہوا قسمت تیری
یاور اور اقبال تیرا بلند ہے ورنہ ہرگز میرے اس فریب سے جانبر نہوتا خیر اب تو مین جاتی ہون قلعہ ست
مین بادشاہ طلسم کے جسوقت تو مرحلہ اہرمن جادو سے فرصت کرکے آگے بڑھیگا تو پھر میرے
تیرے سامنا ہوگا۔ یہ کہکر حوت جادو نظرون سے غائب ہو گئی شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا تھا کہ اس مکان سے جلد باہر نکلو یہان ٹھہرنا تمہارے واسطے اچھا نہین ہے یکایک تمام مکان
مین زلزلہ سا پیدا ہوا شاہزادہ جلدی سے مکان کے باہر نکل آیا ادھر تو مکان کے باہر قدم رکھا
ادھر سارا مکان آ رہا اور جسقدر خواصین مصاحبین حوت جادو کی تھین سب کی سب دب کے
مر گئین اور اہل قلعہ حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے یکایک دو چیلین لڑتی ہوئی سامنے عادل کیوان شکوہ
کے زمین پر گرین ایک سیاہ تھی اور ایک سپید تھی دونون کے پنجے گتھے ہوے تھے منقارین
چل رہی تھین جسم دونون کے فگار اور پر نچے ہوے تھے منقارون سے خون ٹپک رہا تھا۔
شاہزادہ حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اتفاقیہ نظر لوح پر جا پڑی لکھا تھا کہ دیکھتا کیا ہے اک ہاتھ مار
کہ سیاہ چیل کا سر اڑ جاے اور سفید پر ہاتھ نہ اٹھانا۔ عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ سیاہ
چیل کی گردن اڑ گئی بس مرنا تھا چیل کا کہ اک قیامت برپا ہو گئی تمام قلعہ مین زلزلہ کے آثار نمایان
ہوگئے در و دیوار سے صدائین مہیب آنے لگین آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز
پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من حوت جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم
اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک ساحرہ کی پڑی ہے کہ سر
الگ دھڑ الگ۔ اور سیما سے جادو سر سے پاؤن تک اسطرح زخمی ہے کہ سارا جسم اسکا فگار ہے
شاہزادہ نے فرمایا اے سیما سے جادو تم کہان اور یہ تمہارا کیا حال ہے سیما سے جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار عالیمقدار کنیز سحر غائب کرکے حضور کے ساتھ ہوئی تھی مجھے گمان تھا کہ
حوت جادو آپکی اطاعت نکریگی بلکہ دغا کریگی وہی ظہور مین آیا پہلے مین نے آپ کو کھانے
سے بچایا جب حوت جادو کو معلوم ہوا کہ مین آپ کے ساتھ ہون تو اسنے بھاگ جانے کو قصد
کیا مین نے روکا میرے اسکے باہم ہوا جب پیچھے چلے یہان تک کہ مین بھی زخمی ہوئی

اور اُسکو بھی زخمی کیا نوبت بہ اینجا رسید کہ سامنے آپکے دو دن چلین بی بی ہوئی مگر ان خدا کا شکر ہے کہ لوح
نے آپکو اُسکے قتل کی ہدایت کی اُسے قہر یار اگر یہ لکھا نہ اُسوقت نکل جاتی تو پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار تھا
یہ پوشیدہ طور پر ساتھ رہتی اور موقع پاکر ایذا پہونچاتی اسوجہ سے مین نے اسکو جانے نہ دیا شاہزادہ
یہ سنکر بہت خوش ہوا اب مع سیما سے جادو آکر ایوان شاہی مین قیام فرمایا رؤسائے شہر حاضر ہوکے
عہدین گزرنے لگین۔ شاہزادہ نے ہر شخص کو دعوت اسلام دی جسنے قبول کیا اُسکو خلعت فاخرہ سے
ممتاز فرماکر رخصت کیا بعد انتظام یہان کا حاکم ملک سیما سے جادو کو کیا اور آپ پہلوان تہمتن کے قلعہ
مین آئے۔ پہلوان تہمتن ہمراہ رکاب ہوا اور شاہزادہ مع پہلوان تہمتن وہان سے کوچ کرکے طرف قلعہ
سیہ تاب کے روانہ ہوا۔ انکو راہ مین چھوڑکر احوال کچھ حالِ اسرار روشن ضمیر بادشاہ سابق
کا سنیے کہ جسوقت یہ قلعہ سیہ تاب مین پہونچا اور لوگون نے اسکو پہچانا سلام کیا ہومان دانشور بہر
استقبال حاضر ہوا۔ اسرار روشن ضمیر داخل محل ہوا اور اپنی دختر نیک اختر ملکہ گل اندام اطلس پوش
کے پاس گیا۔ ملکہ گل اندام اطلس پوش نے جو اپنے باپ کو اک مدت کے بعد دیکھا نہایت خوش
ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے دوڑکر گلے لپٹنے کا قصد کیا تھا کہ اسرار روشن ضمیر نے تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اے دختر ابھی میرے قریب آنے کا قصد نکرنا ورنہ قتل کر ڈالونگا پہلے اپنی
سرگذشت بیان کر کہ بعد میرے اسیر ہو جانے کے تجھپر کیا گذری ملکہ گل اندام اطلس پوش ٹھٹھر گئی
اور رنگ رو متغیر ہوگیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ آپ تشریف رکھیے مین مفصل حال اُسوقت سے اسوقت تک
کا عرض کرونگی اسوقت تک خداوند عالم نے مجھے اس قابل رکھا ہے کہ مین آپکے سامنے سرخروئی کے
ساتھ آسکون ورنہ مین خود سامنا نکرتی یہ کہکر اندر بارہ دری کے آئی۔ اسرار روشن ضمیر بھی ساتھ اسکے
داخل ہوا اور صدر مین بیٹھا تلوار سامنے رکھ لی۔ ملکہ گل اندام اطلس پوش نے سر جھکایا اور بیان کرنے
لگی کہ بعد آپکی اسیری کے مین بھی قید ہوکر سامنے اس لئیم ضحاک کے پہونچی جسوقت ضحاک نے
صورت میری دیکھی تو قید سے رہا کرکے داخل محل ہونے کا حکم دیا مین اسکا منشا سمجھ گئی اسوقت
مین نے اسکو سخت و سست کہا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اُسنے مجھکو دیو بدبخت کے سپرد کیا دیو کی بدسلوکیان
کیا عرض کرون مگر خدا نے میری عزت بچائی آخر مین فاتح طلسم شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے دیو
کو مارا اور میری سرگذشت سنی مجھسے وعدہ کیا کہ مین تمھارے باپ کو قید سے چھڑا دونگا اور بخوف
ساحران طلسم کے اپنے ملازمون کی نگرانی مین مجھکو یہان چھوڑا اور اس مقام کی حکومت بھی میرے
باپ کے نام کی اب وہ آپ کی رہائی کے واسطے گئے ہوے ہین مین نہین کہسکتی کہ آپکو انھون نے
رہا کیا یا اور کسی صورت سے آپ رہا ہوے۔ یہ سنکر اسرار روشن ضمیر اپنی دختر سے نہایت خوش ہوا اور
دختر کو گلے سے لگایا اور بانتظار شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اس مقام پر قیام پذیر ہوا تیسرے روز
ہرکارون نے خبر دی کہ شاہزادہ عادل مع پہلوان تہمتن تشریف لاتے ہین اسرار روشن ضمیر اور ہومان
دانشور قلعہ سے باہر آئے اور استقبال کرکے عادل کیوان شکوہ کو قلعہ مین لائے عادل کیوان شکوہ
دروازۂ محل پر پہونچکر رکے۔ اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اندر تشریف لیچلیے فرمایا کہ اب مین اندر نہین
جاسکتا اسلئے کہ جس وقت تک تم موجود نہ تھے اُسوقت تک حفاظت ملکہ کی مجھپر فرض تھی اگرچہ ملکہ نامحرم
تھی مگر سوا میرے کوئی اُسکا محرم راز بھی نہ تھا اب تم موجود ہو تو کیا ضرورت ہے مین تمھاری دختر کو تمھارے
سپرد کرکے اُسکی سفارش کرتا ہون کہ تمھاری دختر نے جسطرح اپنی عزت کی حفاظت کی ہے یہ امکان بشری

کی حد ہی تم خدا کا شکر کرو کہ اپنی دختر کا بھی شکریہ ادا کرو کہ بڑے بڑے نازک وقتوں میں اُسنے اپنی عزت
جس سے تمھاری عزت وابستہ تھی بچائی اسرار روشنضمیر شاہزادہ کی اس بات پر شیدا ہوگیا اور عرض
کی کہ اے شہریار جو محرم ہو چکا وہ نامحرم نہیں ہو سکتا آقا سے کنیز کیونکر پردہ کر سکتی ہی اگر آپ اندر
تشریف لیجائینگے تو میں بھی نہ جاؤنگا فرمایا کہ ہمارے مذہب میں پردہ عورت کے واسطے ضروری چیز ہی
تم اندر جا کر اوٹ کرا دو ملکہ کو اسطرف بٹھاؤ تو میں چلونگا یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں ملکہ برا
استقبال دروازے تک آگئی تھی اسرار روشنضمیر نے عرض کی کہ میں نے اُسکو حضور کی کنیزی میں دیا
اب کنیز سے پردہ کیسا یہ کہکر ہاتھ عادل کیوان شکوہ کا پکڑ لیا اور اندر محل کے داخل ہوا ملکہ قریب دروازہ
کے موجود تھی اسرار روشن ضمیر نے دوسرے ہاتھ سے دختر کا ہاتھ پکڑا اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر عرض کی کہ اب میں اسکو آپکی کنیزی میں دیتا ہوں ؎ گر قبول افتد زہے عز و
شرف + عادل کیوان شکوہ نے گردن جھکالی اور فرمایا کہ میں نے بصدق دل قبول کیا لیکن
بالفعل حفاظت ملک کی تمھیں پر ہو جب ہی اسلیے کہ میں فاتحی طلسم کے واسطے آیا ہوں جسوقت
تک مراحل طلسم فتح ہوں اور ضحاک مارگزیدہ مارا جائے اسوقت تک تم اسی قلعہ میں قیام کرو
اور ملک کے محافظ رہو میں اب یہاں سے دربند سوم کی طرف جانے کا قصد رکھتا ہوں یہ باتیں کرتے
ہوے داخل قصر ہوے سامنے اسرار روشنضمیر بیٹھا تھا اور شاہزادہ مع گل اندام اطلس پوش
ایک جگہ بیٹھے اسرار روشنضمیر نے کہا کہ امیدوار ہوں آپ یہاں تین چار روز قیام فرمائیں تاکہ میں
اپنے معینوں کو جمع کر لوں میری رہائی کی خبر سنکر ضحاک نمکحرام ضرور فوج کشی کریگا مجھ میں اسوقت
قوت مقابلہ نہیں ہی فرمایا بہتر ایک روز اسرار روشنضمیر اور عادل کیوان شکوہ نے ملکہ گل اندام اطلس پوش
کے ساتھ کھانا کھایا دوسرے روز اسرار روشنضمیر جانب کوہ لاجورد روانہ ہوا کوہ لاجورد پر اسکا
چچا لاجورد جادو رہتا ہی یہ کوہ حدود طلسم سے باہر ہی اُسنے اکثر اسرار روشنضمیر سے کہا تھا کہ ضحاک
مارگزیدہ کو زیادہ عروج نہ دینا ورنہ اسکے ہاتھ سے دغا پاؤگے چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا جسوقت
اسرار روشنضمیر بالائے کوہ لاجورد پہونچا اور اپنے چچا سے ملاقات کی تو لاجورد جادو نے خود ہی
بیان کر دیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ فاتح طلسم آگیا جو تمھیں رہائی نصیب ہوئی اسرار روشنضمیر نے عرض
کی کہ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گیا ہی اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ شاہزادہ مرا سے
فاتحی طلسم جانے والا ہی اور میں بالکل بے سروسامان ہوں اگر ضحاک نمکحرام نے فوج کشی کردی
تو مجھے اُسکے سامنے سے یا تو بھاگنا پڑیگا یا سوا جان دینے کے کچھ بن نہ پڑیگا اسلیے کہ اب
سحر بسبب میرے قید ہو جانے کے کمزور ہو چکے ہیں۔ یہ سنکر لاجورد جادو نے کہا کہ اے
اسرار روشنضمیر جب میری ضرورت ہوگی اُسوقت میں پہونچ جاؤنگا مجھے جس بات کا خوف ہی
اُسے میں تم سے وقت پر بیان کرونگا اور میں اُسی کے انتظام میں ہوں جبسے تم اسیر ہوے
میں نے چلہ کھینچا اسلیے کہ مجھے معلوم تھا کہ رہائی تمھاری فاتح طلسم کے ہاتھ سے ہی اگر میں
تمکو اسیری سے رہا کر دیتا تو ایسی آفت میں آتی جسکا ٹالنا غیر ممکن تھا اب تم یہاں سے جلد چلے جاؤ
کہ میری محنت برباد ہوتی ہی یہ وقت اسم خوانی کا ہی یہ باتیں لاجورد جادو کی سنکر اسرار روشنضمیر
کچھ پریشان ہوا کچھ رنجیدہ ہوا اور وہاں سے جانب قلعہ زمین گیر روانہ ہوا۔ یہ مقام اسرار روشنضمیر
نے حدود طلسمی کے اندر بنایا تھا لیکن کوئی اس مقام سے سوا بادشاہ کے واقف نہ تھا اور اس

قلعہ مین جو لشکر پوشیدہ طور پر تھا وہ اسلیے تھا کہ اگر کوئی وقت نازک آجائے تو اسوقت یہ لوگ کام
آئے چنانچہ اسرار روشن‌ضمیر جسوقت اُس قلعہ مین پہونچا اور قلعہ دار نے اپنے بادشاہ کو دیکھا سر
ادب خم کیا اور عرض کی کہ اے شہریار جان نثارون کی حیات مین بادشاہ کے سر پر تاج نہونا باعث
بدنامی ہی یہ آپ سر برہنہ کیون ہین اور اب تک ہمین کیون نہ یاد فرمایا اسرار روشن‌ضمیر نے اپنی تمام سرگذشت
سامنے خمار جادو کے بیان کی اور کہا کہ اب جسوقت تک فتاح طلسم مجھے تاج نہ پہنائیگا مین تاج نہین
پہن سکتا خمار جادو نے اُسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور بادشاہ کے واسطے سامان دعوت مہیا
کیا ایک روز اسرار روشن‌ضمیر نے قیام کیا دوسرے روز مع خمار جادو اور فوج زمین گیر قلعہ سے
نکلکر جانب بیابان لرزان روانہ ہوا۔ یہ وہ مقام ہی کہ اسوقت تک ضحاک کے قبضہ مین نہ آیا لرزان
جادو ایسا ساحر زبردست ہی کہ اسنے ضحاک مارگزیدہ کو نہ خراج دیا نہ اپنے بادشاہ سے روگردانی
کی بلکہ سلطنت اسرار روشن‌ضمیر مین جسقدر نمک حلال تھے بعد اسیری اسرار روشن‌ضمیر کے سبب
اسی مقام پر آکر قیام پذیر ہو گئے تھے مگر انمین اتنی قوت بھی نہ تھی کہ ضحاک سے مقابلہ کر سکتے
ہان جس مقام کو لرزان جادو نے سحر بند کر رکھا ہی یہان کسی ساحر طلسم کی مجال نہین ہی کہ وہ قدم
رکھ سکے جسوقت لرزان جادو نے دیکھا کہ علامت آمد لشکر ساحران کی معلوم ہوتی ہی تو اسنے بھی اپنے
لشکر کو تیاری کا حکم دیا اسکو خیال ہوا کہ شاید ضحاک مارگزیدہ نے پھر فوج کشی کی ہی لیکن جب لشکر
زمین گیر قریب پہونچا اور لرزان جادو نے خمار جادو کو پہچانا تو آواز دی کہ اے خمار جادو مجھے
یہ امید تم سے نہ تھی کہ تم بھی اس نمک حرام کے شریک ہو جاؤگے خمار جادو نے کہا اے برادر مین
تمکو مبارکباد دیتا ہون کہ بادشاہ طلسم نے رہائی پائی اور ہم لوگون نے جان نثاری پر کمر باندھی ہی
اور یہ ارادہ کیا ہی کہ نمک حرامون کو سزا دین تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ تم بھی آؤ اور اپنے
بادشاہ اصلی کی شرکت کرو لرزان جادو نے کہا کہ بادشاہ کیونکر رہا ہوا خمار جادو نے کہا کہ فتاح طلسم
نے آکر اُسکو رہا کیا وہ ہمارے ساتھ موجود ہی بس یہ سنکر لرزان جادو مع دیگر ساحران نامی و
گرامی کے براے استقبال آیا اور بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی بادشاہ نے اپنے ارکان دولت کو
پہچان کر آفرین کی سب نے لرزان جادو کی بہت تعریف کی اور عرض کی کہ اگر یہ شخص نہوتا تو ہم سب
برباد ہو جاتے ضحاک نے اسکو بہت بہت طمع دلائی یہانتک کہ آپکی جانب سے یہ جس عہدہ
پر تھا اس سے زیادہ مرتبہ دینے کا وعدہ کیا مگر لرزان جادو نے قبول نہ کیا اور ہمیشہ لڑائیان
ضحاک مارگزیدہ سے لڑا اور بیابان لرزان پر قبضہ نہ دیا اسرار روشن‌ضمیر نہایت خوش ہوا اور
لرزان جادو کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اگر مین زندہ ہون تو تمھے وزیر اعظم مقرر کرونگا اور خمار
جادو کو سپہ سالار کل لشکر کا معین کرونگا بلکہ اسیوقت سے یہ عہدہ تم دونون کے سپرد کرتا ہون
یہ کہکر ایک ایک جھولی سحر کی اور ایک ایک ہار عنایت کیا کہ حال اس ہار کا کسی وقت ظاہر ہوگا
ان دونون نے سلام کرکے ہار پہن لیے اور اپنے کو جان نثارون مین شمار کر لیا لرزان جادو نے
عرض کی کہ یہ مقام بہت محفوظ ہی اگر مناسب ہو تو مرکز اپنا اسی جگہ قرار دیجیے اسرار روشن‌ضمیر نے
کہا کہ اب ایسا اپنے اختیار مین نہین ہون جسکی اطاعت مین ہون اختیار اسکو ہی جو وہ جگہ دیگا وہ
کرونگا۔ یہ سنکر لرزان جادو نے خاموشی اختیار کی اور بادشاہ کو اپنے قلعہ مین لایا اور سامان
دعوت مہیا کیا۔ ایک روز یہان بھی قیام کیا اور بعد اسکے لرزان جادو کو بھی مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر

دریاے ارغوان کے راستے سے طرف قلعہ سیہ تاب کے روانہ ہوا جسوقت فوج بادشاہ کی نزدیک
دریا پہونچی اور یہ خبر ارغوان جادو مالک دریاے ارغوان کو ہوئی کہ بادشاہ سابق نے رہائی پائی
اور مع لشکر آتا ہے تو یہ بھی ہاتھ وہاں سے باندھ کر حاضر حضور ہوا اور عرض کی کہ غلام نے آپکے
بہت سے عزیزوں کو اپنے یہاں پوشیدہ طور پر رکھا اور وہ موجود ہیں چونکہ وقت اسکا مقتضی
تھا کہ میں ظاہر بظاہر بادشاہ موجودہ سے مخالفت کروں لہذا اطاعت ظاہری اُسکی میں نے
اختیار کر لی تھی اسرار روشنفیر نے آفرین کی اور ایک روز یہاں بھی قیام کر کے دوسرے روز
ارغوان جادو کو اسی مقام پر چھوڑا کہ یہ محافظ سرحد ہے اور آپ مع لرزان جادو و خمار جادو طرف
قلعہ سیہ تاب کے روانہ ہوا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ صبح کے وقت نماز سے فراغ حاصل
کر کے فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور بالاے ہوا
گھٹاے ابر سرخ رنگ و سبز رنگ و طاؤسی رنگ نمودار ہوئے ڈنکے کی صدا بلند تھی کہ
شاہزادہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ بادشاہ موجودہ طلسم کی فوج نہو جلدی سے لوح کو
ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ نگہراو اسرار روشنفیر مع جاہ و حشم آتا ہے مگر اُسنے تاج نہیں پہنا ہے تمکو
چاہیے کہ اُسکو اپنے ہاتھ سے تاج پہناؤ عادل کیوان شکوہ نے ارکین قلعہ کو براے استقبال
روانہ کیا اور چند قدم خود بھی بڑھے دیکھا کہ ہزارہا گھوڑے جرج مارتے ہوئے چلے آتے ہیں ہیئت
گھوڑوں کی مختلف ہے کوئی شیر کی صورت میں ہے کوئی فیل کی شکل کوئی گرگ کی صورت یہاں تک کہ
تمام صحرا ان درندگان خاکی سے مملو ہو گیا اور اب گھٹاے ابر تمام صحرا پر محیط ہو گئے ایک ابر
طاؤسی رنگ شق ہوا اُسمیں سے تین تخت نمودار ہوئے تخت پر اسرار روشنفیر داہنی جانب
لرزان جادو بائیں جانب خمار جادو پایہ تخت تھامے ہوئے یہ دونوں اژدر پر سوار دہان
اژدر سے شعلے نکلتے ہوئے جب تخت آکر زمین پر قائم ہوا تو ہومان دانشور قریب پہونچا اور استقبال
کر کے اسرار روشنفیر کو اندر قلعہ کے لایا عادل کیوان شکوہ نے استقبال کیا اور اُسی وقت
تاج منگا کر اسرار روشنفیر کو پہنایا نذریں گذرنے لگیں یہ اشفاق دیکھ کر اسرار روشنفیر اور بھی
مسرور ہوا کئی روز تک جشن ملوکانہ رہا بعد ختم جشن کے شاہزادہ عادل نے اسرار روشنفیر سے
ارشاد کیا کہ میرا لشکر نہیں معلوم کس تباہی کی حالت میں ہے اسلیے کہ مجھکو عین جنگ کی حالت
میں نخرا شغال اڑا لایا تھا آپ کسی ساحر کو بھیجکر میرے لشکر میں اطلاع کرا دیں کہ وہ لوگ تباہ نہ ہوں
بلکہ بیابان گرد باد میں آکر قیام پذیر ہوں اور میں بھی اب یہاں سے مرطا ہرمن جادو کی طرف
جاتا ہوں اور بعد فتح مرطا اور آگے بڑھونگا اب میرا قصد بغیر فتح واپس آنے کا نہیں ہے آپ یہاں
اپنی اور اپنی دختر کی حفاظت کریں یہ سنکر اُسیوقت اسرار روشنفیر نے کبوتر جادو کو نامہ دیکر طلاع
لشکر شاہزادہ عادل روانہ کیا اور شاہزادہ تن تنہا بالنفس نفیس ملکہ سے رخصت ہو کر بقصد فتح
طلسم جانب بیابان گرد باد روانہ ہوا اسرار روشنفیر سرحد طلسم تک آکر پہونچا گیا اب انکو بیابان
بادگرد کی طرف روانہ کیا جاتا ہے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں اور اسرار روشنفیر قلعہ سیہ تاب میں آئے
آتا ہے اور انتظام قلعہ میں مصروف ہوتا ہے اور کبوتر جادو گوش نقاب داران الیق پوشش میں روانہ
ہوتا ہے لیکن اول کچھ حال ضحاک مارگزیدہ بادشاہ موجودہ کا سنیے کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے
ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے عیار بھی موجود ہیں وزیر بہرام و چیلے و اسرار روشنفیر کا وزیر تھا

اور راستی کی سازش سے ضحاک مار گزیدہ کو سلطنت نصیب ہوئی تمام اسکا مریخ شعلہ چشم جادوگر بلا کا
ساحر ہی یہ بھی موجود ہی کہ ایک مرتبہ چند ساحر روتے پیٹتے آئے اور انھون نے بیان کیا کہ غضب ہو گیا
سیہ بال جادو عالم دریاے ریگ روان مارا گیا اور طلسم کشا نے اسرار روشن ضمیر کو رہا کر لیا یہ سنکر
اہل دربار لرز گئے اور ضحاک مار گزیدہ بھی گھبرایا لیکن مریخ شعلہ چشم نے کہا کہ اے بادشاہ جو شخص
جس کام کو کرتا ہی اسکے انجام کو سمجھ لیتا ہی اسرار روشن ضمیر اگر رہا ہو گیا تو کیا پروا ہی اب وہ قوت اسکے
سحر مین باقی نہین رہی جسکا خوف ہو مدت تک قید رہنے سے تمام سحر کمزور ہو گئے سلطنت پر آپ کا
قبضہ موجود ہی جسقدر بڑے بڑے ساحر ہین وہ آپکے تحت مین ہین اور فرمانبردار ہین اسرار روشن ضمیر کو
اپنی جان کی حفاظت کرنا تو دشوار ہو جائیگا۔ چہ جائیکہ آپ پر لشکر کشی کرنا اگر زیادہ خوف آپکو فتاح طلسم
کا ہی تو یہ بھی بیکار ہی اسلیے کہ جسوقت وہ دربند سوم کو فتح کر کے آگے بڑھیگا اور قلعہ قمار بازان پر پہونچیگا
تو لوح بیکار ہو جائیگی بانیان طلسم نے اگر طلسم کشا کی بھی لوح بنائی ہی تو جابجا ایسے دھوکے رکھے
ہین کہ لوح کام نہین دیسکتی ہی اگرچہ لوح غلط خبر نہ دیگی لیکن ہدایت لوح پر عمل کرنا امکان بشری
باہر ہی جب طلسم کشا اسیر ہو گیا اور لوح قبضہ مین آگئی پھر اسرار روشن ضمیر کیا کر سکتا ہی آپ ابھی خاموشی
اختیار کرین پریشان ہونے سے عقل کمی کرنے لگتی ہی اتنا ضرور مناسب معلوم ہوتا ہی کہ فوج طلسمی
کی تیاری کا حکم دیدیا جائے اور کچھ فوج قلعہ نیلی حصار پر بھیج دیجائے کہ وہان سے سرحد قلعہ
سیہ تاب کی ملتی ہی شاید اسرار روشن ضمیر بعد اسیری طلسم کشا آگے بڑھنے کا قصد کرے تو لشکر
سے روکے ایک ہی جنگ مین فیصلہ ہو جائیگا یہ سنکر ضحاک مار گزیدہ نے اسی وقت تیاری لشکر
کا حکم دیا جب فوج ساحران تیار ہوئی تو کوہان جادو کو ایک لاکھ ساحرون پر افسر کر کے طرف قلعہ
نیلی حصار کے برائے مدد نیلم جادو روانہ کیا اور آپ پھر معروف عیش و عشرت ہوا۔ کوہان جادو
فوج طلسم لیے ہوئے قلعہ نیلی حصار کے قریب پہونچا۔ خبر نیلم جادو کو ہوئی کہ بادشاہ طلسم کی طرف سے
میری مدد کے واسطے کوہان جادو آتا ہی یہ قلعہ سے نکلکر برائے استقبال آیا اور پیشوائی کر کے کوہان
جادو کو اندر قلعہ نیلی حصار کے لایا اور سامان دعوت مہیا کیا اور از سر نو حفاظت قلعہ کا اور مضبوطی
سرحد کا انتظام ہونے لگا۔ اب اول حال کبوتر جادو کا سنیے کہ یہ طائر بنا ہوا اڑتا چلا جاتا تھا
نامہ اسکے گلے مین بندھا ہوا تھا کبھی اس صحرا کی طرف اڑتا ہوا چلا گیا جب دو چار سو کوس تک کی خبر
لے آیا تو دوسری طرف چلا اسی طرح ہر ہر مقام پر نقابداران الوان پوش کو دیکھتا چلا جاتا تھا کہ دیکھا
سامنے ایک جانب سے چند علم نمودار ہوے اور علامت لشکر کے آنے کی معلوم ہوئی طائر ایک
درخت پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا اور لشکر گذرنے لگا جسوقت نظر اسکی نقابدار گلابی پوش اور نقابدار
نیلی پوش پر پڑی تو یہ سمجھ گیا کہ یہ وہی لشکر ہی جسکی مجھے تلاش تھی بس یہ اڑکر سامنے نقابدار نیلی پوش
کے بیٹھ گیا نیلی پوش نے دیکھا کہ نامہ گلے مین بندھا ہوا ہی بس انھون نے نامہ گلے سے اسکے
کھول لیا اور اسکو پڑھا لکھا تھا کہ مین طلسم اسرار باطنی کی فتاحی مین مصروف ہون بعد فتح طلسم کے
تمسے ملاقات ہوگی آپ لوگ بیابان گرد باد مین ٹھہر کر میرا انتظار کرین مین مناسب وقت سمجھکر آپکو
اپنے پاس بلا بھیجونگا یا خود آکر آپسے ملونگا۔ یہ مضمون دیکھ کر نقابدار نیلی پوش نے وہ رقعہ
[illegible] گلابی پوش کو دیا انھون نے بھی پڑھا اور دستخط عادل کیوان شکوہ کے پہچانے کبوتر جادو
[illegible] اڑکر جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوا اور نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش نے مقام

رکی طرف بیابان بادگرد کے پھیرا اور روانہ ہوئے دیکھئے کب تک پہونچتے ہین اب حال
شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا سنئے کہ جسوقت یہ راہ کو طے کرکے بیابان بادگرد مین
پہونچے تو دیکھا اُنھون نے حجرہ کھلا ہوا ہے اور قلندر حجرہ نشین بیٹھے ہین سمیع جنی بھی حاضر ہے
شاہزادہ کو سمیع جنی نے سلام کیا شاہزادہ نے شاہ صاحب سے معانقہ کیا اور بعد اجازت بیٹھ گئے
شاہ صاحب نے کہا کہ کیا ارادہ ہے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اب مین اس بیل کو اُکھاڑ کر اس مرحلہ
کو بھی سر کرونگا شاہ صاحب نے کہا کہ اسمین دو شخص اور بھی شریک ہوچکے ہین جبتک وہ بھی نہونگے
سخت پریشانی لاحق ہوگی اگر پہلے روز نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش تمھارے شریک ہوکر
دیوان طلسمی سے نہ لڑے ہوتے تو تم کیلیے اس مرحلہ کو سر کرسکتے تھے اب تم اُنکو شریک کرچکے ہو تو ضرور
ہے اُنکی شرکت ضروری ہوگئی یہ سنکر عادل کیوان شکوہ پریشان ہوئے شاہ صاحب نے کہا کہ
گھبراؤ آج یہان قیام کرو اور جو فقیر کو میسر ہے اُسپر قناعت کرو کل لشکر بھی تمھارا آجائیگا یہ کہکر
سامان دعوت مہیا کیا شاہزادے نے ہمراہ شاہ صاحب کے کھانا کھایا شب کو خوابگاہ مین
تشریف لیگئے اور سمیع جنی بھی بخاطر عادل آج یہین رہا دوپہر رات تک سمیع جنی سے ملک کی باتین
ہوا کین اور دوپہر آرام فرمایا صبح کو ہاتھ منھ دھوکر فراغت کی ہے کہ یکایک جانب صحرا سے تق گرد بلند
ہوا اور علمہائے سبز و سرخ کے پھریرے ہوا مین لہراتے ہوئے نظر آئے۔ عادل کیوان شکوہ
شوق مین ایک بلندی پر کھڑے ہوکر اپنے لشکر کی دیکھنے لگے اور فوج سامنے سے گزرنے لگی
دم بھر مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا لشکر مین سلامی ہونے لگی سب اپنے مالک کو دیکھکر
نہایت خوش ہوئے عیاشا کر قدمون سے لپٹا اور نقابدار گلابی پوش اور نیلی پوش بغلگیر ہوئے
ایک روز پھر لشکر مین قیام کیا اور شاہ صاحب کی دعوت کی اس دعوت مین سمیع جنی اور شاہ صاحب
کے لوگ مین تھے باقی سب متوسلین عادل کیوان شکوہ تھے جب دعوت وضیافت سے فرصت ہوئی تو سمیع جنی
رخصت ہوکر اپنے مکان کیطرف روانہ ہوا اور عادل کیوان شکوہ شاہ صاحب کے حجرے تک پہونچ گئے اور دوسرے دن
حسب ہدایت درویش لوح گلے مین ڈالی نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش کو ساتھ لیا اور طرف
بیل کے روانہ ہوئے چونکہ بیل برابر حجرۂ قلندر کے واقع تھا جسوقت برابر بیل کے پہونچے او درویش کو انکا
پڑی حجرے سے باہر نکل آیا اور منع کیا کہ ابھی ٹھہرو جسوقت درویش قریب پہونچا تو ایک ایک زرہ
نقابدار گلابی پوش اور نقابدار نیلی پوش کو دی اور کہا کہ پہلے ایک زور اس بیل پر بائین ہاتھ سے
ہونا چاہیے پھر داہنے ہاتھ سے پھر دونون ہاتھون سے جب یہ بیل اُکھڑیگا۔ یہ سنکر عادل کیوان شکوہ
نے ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا تھا کہ درویش نے ٹوکا اور فرمایا کہ نقابدار دلاور بائین ہاتھ تمھارا نقابدار
گلابی پوش ہے اور داہنا ہاتھ نقابدار نیلی پوش ہے جسطرح سابق مین ایک ایک زور ان دونون
نے اس بیل پر کیا تھا اور زور آخر مین تمنے بیل کو اُکھاڑ دیا تھا اسیطرح اسوقت بھی زور ہونا
چاہیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے اور نقابدار گلابی پوش نے دامن زرہ گردان کر بیل کو
کوٹلی مین لیکر زور کیا ہاتھ بھر زمین سے اُکھاڑ لیا مگر آگے نہ بڑھ سکا آخر نقابدار گلابی پوش
نے بیل کو چھوڑ دیا اب نقابدار نیلی پوش نے دامن زرہ گردانی اور اسی طرح بیل پر زور کیا
یہ بہ نسبت گلابی پوش کے کچھ زیادہ بلند کرلیگئے آخر بیل چھوٹ کر پھر زمین مین گڑ گیا اور آواز
قہقہہ پیدا ہوئی کہ جب زور نہ ہو تو زور آزمائی سے کیا حصول یہ سنکر ان دونون نقابدارون کو

طیش آیا مگر کیا کر سکتے ہیں اب عادل کیوان شکوہ یعنے نقابدار ابلق پوش ابلق سوار آستین
چڑھا کر بڑھے اور میل کو کولی میں لیکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو اک آواز عجیب پیدا
ہوئی اور میل زمین سے اکھڑ آیا۔ عادل کیوان شکوہ نے میل کو زمین پر ڈال دیا اور تلوار کھینچکر دہن
نقب میں کود پڑے ساتھ ہی گلابی پوش اور نیلی پوش بھی جھمجھم کر کے دہنہ نقب میں کود پڑے
چونکہ ہدایت لوح میں یہی تھی کہ اتنا عرصہ نکرنا کہ پہلے دن کی طرح دیو نکلنے لگیں ورنہ تم عمر بھر قتل کردگے
تو سلسلہ دیووں کے نکلنے کا موقوف نہوگا بس جسوقت پاؤں عادل کیوان شکوہ کے کسی چیز پر پڑے
اور انھوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونوں پاؤں سر سے اک دیو کے شانوں پر ہیں ادھر سے دیو
نکل رہا تھا کہ یہ کود پڑے دیو گھبرا گیا کہ یہ کیا آفت آئی دیو بھاگا عادل کیوان شکوہ نے کان دیو کے
پکڑ لیے دیو کے ہٹتے ہی جگہ خالی ہوئی تھی اور دوسرے دیو نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار
گلابی پوش کود پڑے اور انکے پاؤں بھی اسیطرح دوش دیو پر قائم ہوگئے دیو انکو بھی لیکر بھاگا
تیسرا دیو آگے بڑھا تھا کہ پھر اسی طرح نقابدار نیلی پوش کے پاؤں اسکے کاندھوں پر قائم ہوئے
اور یہ بھی بھاگا اب اس دہنے کے قریب سوا ان تینوں دیووں کے اور کوئی بھی عقاد بونہ تھا چونکہ یہ
تینوں دیو درحقیقت ایک ہی ہیں اور دیو سہ پیکر اسکا نام ہے نگہبان اس مقام کا یہی ہے اسی دیو نے
اسکے قبل بھی دہنہ نقب سے نکلکر عادل کیوان شکوہ سے مقابلہ کیا تھا چونکہ اسوقت لوح طلسمی
پاس نہ تھی اسوجہ سے یہ قتل ہوا تھا اور ایک کے دو بنکر پھر سامنے آجاتے تھے اب لوح کی برکت
سے وہ اثر تو باطل ہوا ادھر فقیر کی دی ہوئی انگشتری کی تاثیر سے نقابدار گلابی پوش اور نیلی پوش بھی
شر دیووں سے محفوظ رہے۔ اب پہلے دیو کا حال سنیے جو کہ نقابدار ابلق سوار کو لیے بھاگا تھا
یہ دیو اسی کی حالت میں اسطرف چلا کہ جہاں اہرمن جادو لشکر دیوان سرکش کو لیے ہوئے پڑا تھا
اور ادھر اہرمن جادو اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری تھا دو شاہزادیاں سامنے اسکے
بیٹھی ہوئی زار و قطار رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ خدا تجھے غارت کرے کہ تو ہم دونوں بہنوں کو ہمارے
ملک سے اٹھا لایا اور بھوکا نہیں دیتا اور اہرمن جادو انپر اظہار محبت کر رہا تھا مگر وہ قبول نکرتی تھیں
گرد خیمہ اہرمن جادو کے لشکر دیوان پڑا ہوا تھا چونکہ یہ زمانہ بربادی طلسم کا تھا تمام حال انہیں جاں
اس وقت نازک سے آگاہ اور ہوشیار تھے بنابر اسکے لشکر ہر وقت مسلح بیٹھے رہتے تھے لیکن اہرمن
جادو بھی مسلح تھا کہ طلسم کشا آئیگا تو اسے قتل کرینگے دیکھا انھوں نے کہ دیو سہ پیکر
یہ دربان مرحلہ ہے اسکو سب اپنا ہی سمجھتے ہیں کسی نے تعرض کیا۔ دیو سہ پیکر نے فریاد کرنے کا قصد
کیا تھا کہ اور دیووں کو آگاہ کریں مگر بسبب اس خوف کے کہ ملک الموت تو گردن پر سوار ہیں ایسا نہو
کہ میرا ہی کام پہلے تمام کردیں اہرمن جادو انکو دیکھکر خود ہی سمجھ لیگا اس خیال سے دیو سہ پیکر کا پیکر
اول نقابدار ابلق سوار کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوگیا۔ اہرمن جادو مصروف شرابخواری تھا نظر
جو عادل کیوان شکوہ کی اہرمن جادو پر پڑی جلدی سے لوح کو بھی ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فاتح
طلسم و سیارا ایں عجائبات تجکو چاہیے کہ جس دیو پر تو سوار ہے اسی دیو کا سر کھینچکر اہرمن جادو پر مارے اس
صورت سے کہ قضا اہرمن جادو کی نہیں ہے نہ یہ تلوار سے مریگا نہ اسپر گرز کارگر ہوگا۔ یہ دیکھتے ہی شاہزادے نے
دونوں ہاتھوں سے سر دیو سہ پیکر کا پکڑ کر جو زور کیا پاؤں تو دونوں کاندھوں پر دیو کے جمے ہی ہوئے
تھے سر دیو سہ پیکر کا کھنچ آیا ادھر اہرمن جادو جو مصروف شرابخواری تھا یا نظر جو اسکی عادل کیوان شکوہ

پر پڑی مارے خوف کے کانپنے لگا سمجھ گیا کہ اجل سر پر آگئی بس اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادی
نے سر دیو کا کھینچکر اہرمن جادو کے سینے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ اک شعلہ لپک کر بارود پر گرا کہ بارود
میں اسکے آگ لگ گئی اہرمن جادو دیو آتشبازی بنگیا اور فریاد کرنے لگا بارگاہ میں بھی آگ
لگ گئی تمام بارگاہ جلنے لگی دونوں شاہزادیاں تو بارگاہ سے نکلکر بھاگیں اور باقی جو لوگ تھے
وہ بارگاہ ہی میں رہے اور دار و گیر کی آوازیں دیا کئے یہ شور و غوغا سنکر تمام دیو گھبرائے کہ یہ کیا
معاملہ ہے انکو اور تو کچھ نظر نہ آیا کہ انکے افسر کو کسنے مارا یہ چرچا کرکے گران بگڑ کر طرف نقابدار نیلی پوش
اور گلابی پوش کے چلے اور چاروں طرف سے گھیر لیا ان دونوں نقابداروں نے بھی تلواریں
کھینچ لیں اور لڑنا شروع کیا بارگاہ دم بھر میں جلکر خاک ہوگئی اور اب اندر سے بارگاہ کے اک
جادو شعلے کی نکلی اور وہ آگ تمام دیو و غیرہ کی سب دیو جلنے لگے اب تو نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش بھی
حیران ہوئے کہ یہ کیا سحر ہے خیال جو کرتے ہیں تو جن دیو و غیرہ دونوں جوان سوار ہے تھے انکے
بھی پاؤں سے آگ لگی ہے یہ دونوں جست کرکے علیحدہ ہوئے انکا علیحدہ ہونا تھا کہ یہ دونوں
دیو بھی انھیں دیووں میں شامل ہوگئے اور جلنے لگے چہار جانب شعلہائے آتش بھڑک رہے
تھے اور آوازیں دار و گیر کی آرہی تھیں تھوڑے ہی عرصہ میں تمام دیو جلکر خاک ہوگئے آخر میں آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام کہ اہرمن جادو بود حیف مردیم و جاں ندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب
جو علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ لاشیں دیووں کی جلی ہوئی پڑی ہیں اور وہ شاہزادیاں
تصویر حیرت بنی ہوئی کھڑی ہیں نظر جو آئی ان شاہزادوں پر چونکہ یہ دیووں کے بس میں
تھیں بوئے انسان مہینوں سے انکے مشام میں نہ آئی تھی بس بیتابانہ قریب آئیں اور عرض
کی کہ آپ کون لوگ ہیں کہ ان دیووں پر غالب آئے نقابدار ابلق سوار نے فرمایا کہ میں فتاح طلسم
ہوں اور یہ مرحلہ سوم تھا طلسم کا اب صرف چار مرحلے اور باقی رہگئے ہیں خدا انکو بھی آسان کرے
تم اپنی حالت بیان کرو انھوں نے رو رو کر بیان کیا ہم دونوں بہنیں ہیں اور بلستان میں کالی شاہ
مغربی کی بیٹی ہیں جو حرامزادہ ہمکو اٹھا لایا تھا اور ہمیں یہاں اسنے قید کیا تھا اور طالب وصل ہوتا
تھا خدا نے ہماری عزت ہاتھ سے اس ابلیس کے بچائی خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکی بدولت یہ دن
نصیب ہوا بشرطیکہ آپ بھی ہمارے ساتھ مہربانی کریں اور ہمکو ہمارے ملک میں پہنچا دیں چونکہ
[illegible] سلطنت ہمیں دونوں بہنیں ہیں یقین ہے کہ باپ ہمارا ہمارے غم میں دیوانہ ہوگیا ہوگا۔
یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ مذہب تمہارا کیا ہے انھوں نے کہا کہ باپ ہمارا ستارہ
پرست ہے اور دادا آفتاب پرست تھا ہمارا بھی وہی مذہب ہے فرمایا کہ خیر تم ان دونوں نقابداروں
کے ساتھ ہمارے لشکر میں جاکر قیام کرو تمھیں کسیطرح کی تکلیف نہوگی انشاء اللہ ہم بعد فتح طلسم
تمکو تمھارے ملک میں بھجوا دینگے وہ شاہزادیاں خوش ہوئیں عادل کیوان شکوہ نے داراب
ثانی اور بلقیس بن تہمورس سے ارشاد کیا کہ اب آپ دونوں صاحب ان شاہزادیوں کو لیے ہوئے
لشکر میں واپس جائیں اسلیے کہ اونکو کسیکے حوالے کیا جائے علاوہ اسکے اب یہاں کچھ ضرورت
بھی نہیں ہے سنا ہے کہ آگے مرحلہ قلعہ قمار دزان کا ہے میں بعد فتح قلعہ واپس آؤنگا۔ یہ سنکر
داراب و بلقیس ان دونوں شاہزادیوں کو ہمراہ لیے ہوئے واپس ہوئے دونوں شاہزادیاں
ساتھ ساتھ تھیں جسوقت داخل لشکر ہوئے تو ایک خیمہ انکے رہنے کے واسطے علیحدہ برپا کرادیا

اور چند خواصین خدمت کے لیے معین کر دین لیکن چونکہ نقابدار گلی پوش کا دل اک شاہزادی
کی طرف زیادہ مائل تھا انھین خیال ہوا کہ ایسا نہو گلابی پوش ابتر مائل ہو کر اظہار عشق کرے
اس وقت سوا سکوت کے کچھ بن نہ پڑیگا اس سے تم خود ہی ظاہر کر دو یہ خیال کیے بیٹھے
ایک روز شاہ بلقیس بن تمہور سے کہا کہ اے برادر بجان برابر کیا کہون اگرچہ تم چھوٹے ہو تمسے یہ
باتین کرنا خلاف ہے مگر معاملہ ایسا ہی نازک ہے بے کہے چارہ نہین یہ سنکر بلقیس ہنسا اور کہا کہ مین
سمجھ گیا جب مرطا ہیرین جادو سے ہم آپ پھرے ہین تو آپ بار بار سبز فام نازک تن کی طرف
دیکھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کا تیر عشق آپ کے لگ گیا داراب گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی
یہی بات ہے لیکن تدبیر وصل نہین بن پڑتی بلقیس نے کہا کہ تدبیر مین بتائے دیتا ہون —
داراب نے کہا ایسی تدبیر نہو جسمین جبر ہو بلقیس نے کہا کہ مجھے تم سے زیادہ نقابدار کے
حکم کا خیال ہے علاوہ اسکے جبر بات اسلام کے خلاف ہے جب ملکہ خود رضامند ہو اسوقت تو روا ہے
داراب نے کہا کہ مین بھی یہی چاہتا ہون بلقیس نے کہا کہ آج تم وہان جانا تو نقاب چہرہ سے دور
کر دینا اور اسکی دلجوئی زیادہ کرنا مگر بیغرضی سے - داراب نے رائے پسند کی جب شام کا وقت
آیا تو حسب معمول داراب ثانی حجرہ مین آئے دونون شاہزادیون کے استفسار حال کی غرض سے
گئے کہ کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہے جب سامنے پہنچے تو نقاب چہرہ سے دور کر دی نظر سبز فام نازک
تن کی جو داراب ثانی پر پڑی وہ بھی شیفتہ جمال عدیم المثال ہوئی داراب ثانی کچھ دیر بیٹھے تھے اور
بہت کچھ تسلی و تشفی اسکی کیا کیے کبھی شہر گلنار کے حالات دریافت کرتے تھے کبھی پوچھتے تھے
کہ تمھارے باپ کے یہان کتنی فوج ہے سردار کیسے کیسے ہین سبز فام بیان کر رہی تھی جب داراب
اٹھکر چلے آئے تو سبز فام نے دیر تک اپنی چھوٹی بہن ملکہ گلفام عالی دماغ سے داراب کے حسن
اخلاق کی تعریف کی گلفام نے کہا کہ پھر تعجب کیا اسلیے کہ وہ بھی تو شاہزادے ہین اور کیسے عالی
خاندان ہین اگر حسن اخلاق انمین ہے تو کوئی تعجب کی بات نہین غرضکہ بات تو گذر گئی صبح کو
حسب دستور بلقیس بن تمہور برائے استفسار گئے انھون نے بھی نقاب چہرہ سے اٹھا دی
اور دیر تک باتین کیا کیے اب یہ معمول بندھا ہوا ہے کہ صبح کو تو شاہزادہ بلقیس جاکر استفسار حال
کرتے ہین اور شام کو داراب ثانی جسقدر ربط بڑھنے لگے اسیقدر محبت بھی بڑھنے لگی
کہ اب نشست بھی دیر تک ہونے لگی جب یہ چلے بھی آتے ہین تو باتین انھین کی ہوا کرتی ہین
لیکن ہنوز کسی جانب سے اظہار عشق ہونے کی نوبت نہین آئی ہے بقول شخصے کہ ایک ڈر دو طرف
غالب ہے یہ شاہزادے ہین تو وہ شاہزادیان ہین دونون کو اپنی اپنی بیوقعتی کا خیال ہے
علاوہ اسکے وہ عورت ہونے کی وجہ سے ایسی بیحیائی گوارا نہین کر سکتین کہ ابتدا کرتین یہ دونون
شاہزادے امین ہین اظہار عشق سے شان امانت مین فرق آتا ہے عجب الجھن ہے کہ کچھ بن نہین
پڑتی لیکن گل اندام کی طبیعت بلقیس پر آندھی کی طرح آگئی ہے کہ اسکو دنیا اندھیر ہے ایک روز شام
کے وقت شاہزادہ داراب ثانی بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین کہ گل اندام نے کہا اے شہریار یہ کیا
بات ہے کہ ایک وقت آپ تشریف لاتے ہین تو شاہزادہ بلقیس نہین تشریف لاتے ہین اور صبح کو
وہ آتے ہین تو آپ نہین آتے ہین اگرچہ اسیقدر آپ کا تکلیف کرنا کیا کم تھا مگر ہم تو سراپا آپکے
ممنون احسان ہین اور دل بھی چاہتا ہے کہ آپ دونون صاحب دونون وقت تھوڑی تھوڑی دیر

تکلیف کیا کریں تو زیادہ ہماری تقویت خاطر ہوگی اور یہ تکلیف بھی چند روزہ ہے پھر ہم کہاں اور
آپ کہاں داراب ثانی نے کہا کہ میں ابھی بلقیس کو بلواتا ہوں سبب یہ تھا کہ تمام لشکر کا انتظام
ہمیں دونوں کے سپرد ہے۔ لقا ہمارا ابلق پوش تشریف نہیں رکھتے ہیں میں یہاں آتا ہوں تو بلقیس
انتظام میں مصروف رہتے ہیں اور وہ آتے ہیں تو میں اسی کام میں سرگرم رہتا ہوں لیکن
تمہاری خاطر سے اب میں بھی صبح کو آیا کرونگا اور اسوقت بلقیس کو بھی اپنے ہمراہ لیتا آیا کرونگا
یہ کہکر باہر خیمہ کے تشریف لائے اور اک خواص کو خیمہ بلقیس بن کمھور کی طرف روانہ کیا اور
کہلا بھیجا کہ مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی تشریف لے آویں وہاں شاہزادہ بلقیس
اکیلے خیمہ میں بیٹھے ہوئے ایسی باتیں کر رہے تھے کہ اسوقت داراب ثانی اپنی معشوقہ سے
باتیں کر رہے ہونگے اور ہم تنہائی کی ایذا اٹھا رہے ہیں کہ یکایک خدمتگار نے جاکر سلام کیا اور
پیام شاہزادہ داراب ثانی کا بلقیس کو دیا۔ بلقیس کی تو یہ عین تمنا تھی بجلدی سے اٹھکر طرف
خیمہ ملکہ سبز فام و گل اندام کے روانہ ہوئے جسوقت داخل خیمہ ہوئے تو دیکھا کہ سبز فام
اور گل اندام ایک جانب بیٹھی ہیں اور شاہزادہ داراب ایک طرف رونق افروز ہیں شاہزادہ
بلقیس کے پہونچنے سے سب خوش ہوئے اب دیر تک محفل گرم رہی آج سے یہ معمول ہوگیا کہ
یہ دونوں شاہزادے دونوں وقت ساتھ جاتے تھے اور ساتھ واپس آتے تھے یہاں یہ آن
دونوں شاہزادیوں کی باتیں کیا کرتے تھے اور وہاں وہ دونوں آپس میں ان شاہزادوں کی باتیں
کیا کرتی تھیں۔ سبز فام نازک تن اکثر داراب ثانی کے حسن اخلاق کی مدح کرتی تھی اور گل اندام بلقیس
کی گرماگرمی کا ذکر کرتی تھی اسی اختلاف بیان سے ایک نے دوسرے کی طبیعت کا اندازہ کرلیا
اور جان لیا کہ بعد اظہار عشق پہلو سے رقابت نہ آنے پائیگا اب انکو تو باہمی اشتیاق میں چھوڑیے
اور دیکھیے کہ یہ راز کبتک فاش ہوتے ہیں اور کیونکر فاش ہوتے ہیں لیکن اول کچھ حال لقا اور
ابلق پوش کا سنیے کہ جسوقت انھوں نے دونوں شاہزادوں کو ہمراہ داراب ثانی اور
بلقیس بن کمھور کی جانب لشکر روانہ کرلیا تو اپنے لوح کو ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ یہاں سے داہنی
جانب روانہ ہوجاؤ جسوقت سرحد قلعہ قمار بازان میں پہونچ گئے تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو کچھ تحریر ہو
اسکے خلاف عمل میں لانا کہ اس مقام پر لوح الٰہی خبر دیگی یہ دیکھکر حسب ہدایت لوح داہنی جانب
روانہ ہوئے جب سرحد قلعہ قمار بازان میں پہونچے تو دیکھا کہ صحرا سے پر فضا ہے اور وسط صحرا میں اک
بہت بڑا قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہوا ہے ہر ایک برج جسکا ہمسر برج فلکی کے ہم پلہ معلوم ہوتا ہے لیکن
دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے ہنوز یہ دروازہ قلعہ تک نہ پہونچے تھے کہ قلعہ میں سے اک شخص نمودار
ہوا اور اسنے آکر سلام کرکے نامہ خدمت میں پیش کرکے عرض کی کہ یہ نامہ حاکم قلعہ نے آپکو بھیجا ہے
پہلے اسے ملاحظہ فرمالیجیے۔ شاہزادہ نے لفافہ چاک کرکے نامہ کو نکالا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم میں بھی نادان نہیں ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ یہ زمانہ فتح طلسم کا
ہے اور آپ صاحب لوح ہیں جو شخص آپ سے لڑیگا وہ مارا جائیگا مجھے اپنی جان دیدہ و دانستہ دینا
منظور نہیں ہے لیکن بغیر لڑائی کے طلسم سے مجبور ہوں لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بدگمان خدا گشت خون
سے محفوظ رہیں تو آپ مجھ سے اسی میدان میں چوگان بازی کھیلیں اگر آپ سر ہوں تو میں دین
آپکا اختیار کرونگا اور اطاعت میں مجھے کوئی عذر و انکار نہوگا اور اگر خلاف اسکے ہوا تو یہ خیال کر لیجیے

کہ شاہون اور شہریارون کی زبان ایک ہوتی ہی پھر آپکو لوح طلسمی میرے سپرد کرکے پلٹ جانا ہوگا
شاہزادہ نے مضمون نامہ دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا کہ اگر یہ لوگ مجھے فریب دیتے ہون تو لوح آگاہ کردے
چونکہ لوح پہلے ہی خبر دیچکی ہی کہ آیندہ مجھسے اُلٹی خبر ظاہر ہوگی وہی ہوا کہ لوح نے ظاہر کیا کہ ان سے
چوگان بازی مین اس قلعہ کو جیت لو تاکہ کشت و خون بندگان خدا کا نہو تم سے بہتر کون سپاہی
اور شہسوار ہوگا جو تمسے بازی لیجاسکے شاہزادہ نے اہل قلعہ کے فریب کو تو دریافت کیا مگر لوح کا
فریب یاد نہ رہا کہ آیندہ کی خبر کو اُلٹا سمجھتے اور جو تحریر تھا اُسکے خلاف عمل مین لاتے بس انھون نے
پشت نامہ پر تحریر کردیا کہ مجھے کوئی عذر و انکار نہین ہی مین چوگان بازی کے واسطے موجود ہون اور
یہ رائے تمھاری بہت ہی انسب ہی کہ بندگان خدا کشت و خون سے محفوظ رہین مگر میرے ساتھ
کے لوگ اس مقام پر نہیں ہین جسوقت یہ جواب نامہ کا قمار جادو کو پہونچا اپنی جگہ سے خوشی کے مارے
اُچھل پڑا اور کہا کہ اب مین نے طلسم کشا کو اپنے دام مکر مین پھنسا لیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو اگر میرے اوپر
بھروسا ہو تو اپنے لشکر سے تین سوار چیدہ بلوا لیجیے۔ جسوقت یہ پیام قمار جادو کا شاہزادہ عادل
کیوان شکوہ کو پہونچا تو شاہزادہ نے فرمایا کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہین جسے مین اپنے
لشکر کی طرف بھیجون۔ یہ سنکر اُسنے کہا کہ آپ مجھے نام اُن لوگون کے بتا دیجیے مین جاکر بلا لاؤن
شاہزادہ نے اک پرچہ بنام شاہزادہ داراب ثانی اور بلقیس بن قہور تحریر فرمایا کہ آپ دونو معہ
ایک سردار اپنے ساتھ لیکر اور میری سواری کا مرکب لیے ہوئے یہان تشریف لے آئیے کہ اس
قلعہ کے حاکم نے چوگان بازی کی شرط بدی ہی اگر وہ چوگان بازی مین ہارے گا تو یقین اطاعت
میری اختیار کریگا لڑنے اور بندگان خدا کے قتل کرنے سے کیا حاصل جسوقت یہ نامہ تحریر کرکے
عادل کیوان شکوہ نے ملازم قمار جادو کو دیا تو وہ جانب لشکر نقابدار روانہ ہوا۔ اُسوقت پہونچا
کہ شاہزادہ داراب اور بلقیس ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے باتین کر رہے تھے کہ نامہ دار پہونچا اور
نامہ پیش کیا جب یہ دونون شاہزادے مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے تو انھون نے جلدی سے
مرکب طلب کیے اور لشکر سے گستہم گرد کو منتخب کیا کہ یہ چوگان بازی خوب جانتا تھا اور عیار سے کہا
کہ شاہزادہ کی سواری کا گھوڑا اصطبل سے کھلوا منگاؤ اور ہمارے ساتھ چلو کہ یہ معرکہ درپیش ہے
عیار بھی با سامان عیاری سے چست و درست ہوکر حاضر ہوا بلقیس و داراب نے سامان
چوگان بازی ساتھ لیا اور اُسی قاصد کے ساتھ چل کھڑے ہوئے وہان شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
انتظار مین بیٹھے تھے کہ یہ لوگ ہمراہ قاصد کے پہونچ گئے خیمہ برپا ہوگیا رات آرام سے گذاری صبح کو
جو وقت بتایا گیا تھا اسوقت پر عادل کیوان شکوہ تیار ہوکر مع شاہزادہ داراب و بلقیس و گستہم گرد
میدان چوگان بازی مین آگئے اور قلعہ سے بھی چار سوار مع سامان چوگان بازی کے نمودار ہوئے
ایک جانب اُسکے ملازم اور گھوڑے کھڑے تھے دوسری جانب اُسکے ملازمین کا مجمع تھا اہل قلعہ قلعہ کے
فصیلون پر تماشا دیکھنے کی غرض سے جمع ہوگئے تھے۔ جسوقت عادل کیوان شکوہ اپنے ہمراہیون
سمیت میدان بازیگاہ مین پہونچے اور دوسرا گروہ بھی مقابلہ مین آکر ایستادہ ہوا تو قمار جادو نے جھککر
کہا کہ اے شہریار قول مردان جان دارد اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو اب لوح طلسمی آپکی ملک
اسوقت تک نہین ہی جبتک آپ شرط جیتین نہین مین اسکا مالک ہون لہذا لوح کسی دوسرے شخص کو
دیدیجیے اور اُس سے کہدیجیے کہ بعد کھیل ختم ہونے کے جو جیتے لوح اسکو دیدی جائے۔ شاہزادہ

عادل کیوان شکوہ اس فریب کو بھی نہ سمجھے عیار نے اتنی آواز دی کہ لوح کو ملاحظہ کیجئے کار بند ہو جیے
عادل کیوان شکوہ نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ واقع میں حریف تمھارا سچ کہتا ہی خمار جادو نے
کہا کہ اگر آپ کو ہم لوگوں کا اعتبار نہیں ہی تو کسی اپنے ہی آدمی کے سپرد کر دیجیے آپ کو ہمارا اعتبار نہو
مگر ہمیں آپکا اعتبار تو ضرور ہی یہ سنکر شاہزادہ نے لوح گلے سے اُتار کر اپنے عیار کو دیدی یہ خیال بھی
نہ آیا کہ لوح اُلٹی خبر دے رہی ہی اور خمار جادو نے اس غرض سے لوح اُتروا دی ہی کہ کرشمہ سحر
نہ چل سکیگا اب گیند پھینکا گیا اور چوگان بازی شروع ہوئی جب گیند سامنے عادل کیوان شکوہ کے
آتا تھا نظروں سے غائب ہو جاتا تھا اور خمار جادو گیند کو پھینکتی ہوا پر چلا جاتا تھا تمام زمین میدان
چوگان بازی کی سحر بند تھی ادھر لوح گلے میں شاہزادہ عادل کے نہ تھی جو اثر سحر کو باطل کرتی اسی مصلحت
سے بفقرہ دیگر خمار جادو نے لوح دوسرے شخص کو دلوا دی تھی جو کھیل میں شریک نہ تھا اور جو انکو بھیا
داراب و بلقیس کو درویش نے عنایت کی ہیں وہ بھی موجود نہ تھیں اسلیے کہ یہ اپنی معشوقوں کو بطور
نشانی کے دیتے آئے تھے انجام یہ ہوا کہ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ چوگان بازی میں اہل قلعہ
سے ہار گئے بس خمار جادو سامنے آیا اور عرض کی کہ حکم دیجیے عیار کو کہ لوح میرے سپرد کرے اور آپ قصد
مراجعت فرمایئے کیونکہ یہی آپکے بھی شرط تھی عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اور اپنے
عیار کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ لوح اسکے حوالے کر عیار نے تامل کیا کہ لوح دیدونگا تو طلسم کیونکر
فتح ہوگا کہ شاہزادہ نے عیار پر غصہ کیا اور فرمایا کہ تو میری بات میں فرق ڈالیگا عیار نے پیچھے بھی
یہ چالاکی کی تھی ویسی ہی ایک دوسری تختی خمار جادو کے حوالے کر دی خمار جادو اُس تختی کو لیے ہوئے
خوشی خوشی داخل قلعہ ہو گیا بعد روانہ ہونے خمار جادو کے عادل کیوان شکوہ نے داراب
و بلقیس سے ارشاد فرمایا کہ اب میں تو لشکر میں پلٹ کے نہ جاؤنگا اور نہ اس قلعہ کا رخ کرونگا
کہ خمار جادو سے شرط ہار چکا ہوں لیکن آپ لوگ لشکر میں تشریف لیجائیے اور شاہ قلندر بجلی
شکن سے بعد سلام کے کہدیجیےگا کہ اگر کوئی تدبیر ممکن ہو تو خیر ورنہ ہم سے تو دست بردار ہو جائیے
کہ لوح طلسمی ہاتھ سے جاتی رہی اور میں بغیر فتح طلسم واپس نہ آؤنگا یہ کلمات حسرت آیات سنکر
سب افسردہ خاطر ہو گئے لیکن عیار نقاب دار نے لوح نکالکر حاضر کی اور عرض کی کہ اے شہریار
قلعہ خمار بازان ہی ساحر بیان کے نہایت مکار ہیں انھوں نے آپکو فریب دیا میں نے اُن کو
فریب دیا کہ لوح اصلی دیدی اور لوح مصنوعی انکے حوالے کر دی پس یہ سنکر چہرہ شاہزادہ
عادل کا غصہ سے سرخ ہو گیا اور تازیانہ نثر پر ہاتھ ڈالا کہ تو مجکو بدنام کیا چاہتا ہی داراب و
بلقیس بیچ میں آگئے اور عیار کو بچا لیا عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ جا دور ہو میرے
سامنے سے اور آپ لوگ بھی رخصت ہوں ہر چند داراب و بلقیس نے کہا کہ ہم ساتھ ہیں جو آپ پر
گذریگی وہ ہمپر گذریگی مگر شاہزادہ عادل نے نہ مانا اور قسم دیکر ان سب کو رخصت کر دیا یہ لوگ مجبور
روتے پیٹتے واپس ہوئے عیار دل میں کہتا تھا کہ خدا جانے کہ اولاد حمزہ اور حمزہ نے کونسا دماغ
پایا ہی کہ اسنے لیجئے وقت نیکی کا ثمرہ بدی حاصل ہوتا ہی ادھر عادل کیوان شکوہ قلعہ کی طرف متوجہ
ہوئے نگہبان قلعہ نے خمار جادو کو اطلاع دی کہ وہ شخص ایسے شرط ہار چکا ہی وہ پھر اسطرف آرہا
ہی خمار جادو یہ سنکر فصیل قلعہ پر آیا اور کہا کہ اے شخص اب اسطرف کیوں آتا ہی کیا جان سے
عاجز ہی ہم کو سمجھتے تھے کہ تو بات کا دھنی ہی مگر معلوم ہوا کہ لوح جانے کے خوف نے تجھکو اُنٹھا

کردیا ہی جا بلیٹ جاؤ ورنہ بدنام بھی ہوگا اور مارا بھی جائیگا یہ سنکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ تم لوگ بڑے بیمروت معلوم ہوتے ہو ابھی تھوڑی دیر مختصر کیا طرز گفتگو تھی اب اسطرح
بے اعتنائی کی باتیں کر رہے ہو یہ سنکر اُسنے گُرز فولادی شاہزادہ پر مارا شاہزادے نے عکس
لوح کا ڈالا گرز زمین پر گر پڑا شاہزادہ نے فرمایا کہ بس اب تو قلعہ پر سے بھرمار ہونے لگی کوئی تیغ کوئی
تا نیخ سحر پھینکنے لگا لیکن سب حربے ببرکت لوح رد ہوگئے اُس وقت اُن لوگوں نے کہا کہ معلوم
ہوتا ہی کہ آپ نے ہمیں دغا کی اور لوح طلسمی نہیں دی یہ سنکر شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ عیار نے میرے
از راہ خیرخواہی یہ حرکت کی تھی میں اُسپر بہت خفا ہوا اور لوح اصلی لیکر تمہارے دینے کو آیا تھا تم اُلٹے
پیش آئے جسطرح دشمن سے پیش آتے ہیں یہ سنکر قمار جادو بھی ہم میں کہنے لگا کہ کیا آپ ابھی
آپ لوح ہمیں دیدیجئے گا فرمایا کہ میں آیا ہی اسلیے تھا۔ قمار جادو نے کہا کہ مجھے یقین نہیں کوئی شخص
تلوار اپنی دشمن کے ہاتھ میں بخوشی دیدے۔ شاہزادہ نے یہ سنکر غصہ میں لوح پھینک دی اور
فرمایا کہ لو آکر اُٹھا لیجاؤ اور آپ دور ہٹ گئے قمار جادو آیا اور لوح اُٹھا کر بولا کہ اے شخص اگر اب ہم
تجھپر کوئی حربہ کریں تو تو روک سکتا ہی فرمایا بظاہر تو کوئی سپر سحر کی میرے پاس سوا اس لوح کے نہیں تھی
لیکن خداوند کریم میں اتنی قدرت ہی کہ اگر وہ چاہے تو اب بھی بچا لے بس یہ سنکر قمار جادو کے
ہوش اُڑ گئے کہ ایسے بھی پابند زبان لوگ دنیا میں ہوتے ہیں تب یہ آگے بڑھا اور قدموں پر
شاہزادہ کے گر پڑا۔ عرض کی اے شہریار قطع ہوں وہ ہاتھ جو تجھ ایسے بہادر اور منصف مزاج
پر اُٹھیں میں نے غلامی تیری اختیار کی یہ لوح آپ کی آپ کو مبارک رہے پہلے میں آپکا عدوے
جان تھا مگر اب جان نثار ہوں شاہزادہ نے فرمایا کہ میری اطاعت سے بہتر خدا کی اطاعت ہی
تجکو چاہیے کہ دین اسلام اختیار کرو قمار جادو نے عرض کی کہ مجھے تبدیلی مذہب میں کوئی عذر نہیں سوا
اسکے اہل طلسم مسلمان ہونے پر میرے دشمن ہو جائینگے اور میں اُنکا کچھ نکر سکونگا لہذا بعد فتح طلسم
مجھے اسلام کے اختیار کرنے میں کوئی عذر و انکار نہوگا۔ یہ سنکر شاہزادہ خاموش ہو رہا اور قمار جادو
نے دست بستہ عرض کی کہ اب قلعہ میں تشریف لیچلیے کچھ دیر استراحت فرمائیے پھر آگے جانے کا قصد
کیجیے گا شاہزادہ نے دعوت اُسکی قبول کی اور قلعہ میں تشریف لائے۔ تمام اہل قلعہ حیران تھے کہ
طلسم کشا نے یہ کونسا افسون پڑھ دیا کہ حاکم قلعہ اسکا مطیع ہوگیا۔ بادشاہ طلسم سے روگردانی کی اسکا
نتیجہ اچھا نہوگا قلعہ برباد ہوگا عتاب شاہی نازل ہوگا قمار جادو نے دیکھا کر رنگ لشکر کا بے طور
ہر کسیکو مطیع اسلام ہونے پر مجبور نکیا اور آپ سرگرمی کے ساتھ ضیافت صاحبقران میں مصروف ہوا
ایک بھائی مخالف البطن قمار جادو کا بازی گر جادو تھا کہ وہ بھائی سے خصومت رکھتا تھا مگر اُسکا
قابو نہ چلتا تھا کہ قمار جادو کو آزار پہونچا سکے اس موقع کو غنیمت جانکر اسنے یہ خیال کیا کہ یہ تو طلسم کشا
کا شریک ہوگیا ہی اگر تو لوح طلسمی چرا کر بادشاہ طلسم کے حوالے کردیگا تو یقین ہے کہ آج سے قلعہ
قماربازان کی حکومت کا مستحق ہوجائیگا علاوہ سلطنت ملنے کے قمار جادو پر عتاب شاہی آئیگا
یہ سوچ کر شب کے وقت اسنے لوح طلسمی چرائی اور جانب دار السلطنت ضحاک شاہ روانہ ہوا
وہاں بادشاہ طلسم نہایت اُداس اور بکمال پریشان بیٹھا تھا یہ جو گزر چکا تھا کہ اہرمن جادو ملک
دربند سوم ہار گیا اور حاکم قلعہ قماربازان نے بھی اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی مشورے ہو رہے
تھے کہ اب کیا کرنا چاہیے کہ طلسم کشا گرفتار ہو یہ مرحلے اُسنے تنہا شکست کر ڈالے اب تو اسکے شریک بھی

بڑھتے جاتے ہین اور صرف چار سر چلے اور باقی رہگئے ہین کہ یکایک بازی گر جادو پہونچا اور لوح طلسمی
پیش کرکے عرض کی کہ یہ کام غلام ہی کا تھا کہ طلسم کشا کو دھوکا دیکر اُسکا مایۂ زندگی چرالایا لیکن
صلا مین اسکے قلعہ قمار بازان کی سلطنت کا خواستگار ہون۔ یہ سُنکر ضحاک شاہ نہایت خوش ہوا لوح
طلسمی لیکر اپنے قبضہ مین کی اور بازی گر جادو سے کہا کہ تم اطمینان رکھو مین تمکو قلعہ قمار بازان کا
حاکم کرونگا بعد اسکے لوح طلسمی اک ساحر کے والے کی اور کہا جا کر یہ لوح حاکم کوہ بلور کے سپرد
کر اور اپنجانب کی طرف سے کہدینا کہ بادشاہ سابق قید سے چھوٹ گیا ہے وہ یقیناً طلسم کشا کے
شریک ہوکر بربادی طلسم کا درپے ہوگا لوح کی حفاظت کرنا اور اگر کوہ بلور پر سلیمانیون کا یورش ہو
تو ہمین اطلاع کرنا ہم بھی آکر شریک جنگ ہونگے اور تمھاری مدد کرینگے ساحر لوح لیکر جانب کوہ بلور
روانہ ہوا اور لوح طلسمی طور روشن دل کے سپرد کر دی اور پیام بادشاہ طلسم کا اُسکو دیدیا
یہان ضحاک مار گزیدہ جادو نے چالیس ہزار ساحر بازی گر جادو کے ساتھ کیے اور حکم دیا کہ جا کر
طلسم کشا کو بھی پکڑ لا اور اپنے بھائی کو بھی اسیر کرکے مادولت و اقبال کی خدمت مین روانہ کر دے
یہ حکم پاکر بازی گر جادو چالیس ہزار ساحران غدار کی جمعیت سے طرف قلعہ قمار بازان کے روانہ
ہوا لیکن چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ مددگاران طلسم کشا کی طرف سے مجھے خوف ہے ذرا خیال کیجیے
ایسا نہو کہ بادشاہ سابق اُسکی کمک کو آجائے تو اُنکا مقابلہ کون کرسکتا ہے ضحاک مار گزیدہ جادو
نے کہا کہ تو اطمینان رکھ اگر طلسم کشا کی مدد آئیگی تو تیری کمک بھی ضرور پہونچیگی اور اب ضحاک
مار گزیدہ مصروف عیش و عشرت ہوا جو کانٹا اسکے دل مین کھٹک رہا تھا وہ نکل گیا کہ لوح طلسمی
ہاتھ آگئی امید اسکو یہ ہے کہ تھوڑی دیر مین طلسم کشا بھی اسیر ہوکے آجائیگا اور اگر وہ رہا بھی رہیگا
تو کیا کر سکتا ہے اسلیے کہ بے لوح طلسمی کے وہ بے دست و پا ہے تمام ارکین دولت خوشی کر رہے ہین
لیکن اب کچھ حال شاہزادۂ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کا سُنیے کہ جسوقت صبح کو آنکھ کھلی تو
حسب معمول انھون نے سرہانے دیکھا تو لوح کو نہ پایا قمار جادو جسوقت حاضر ہوا تو ارشاد کیا کہ قمار جادو
آج لوح میرے سرہانے سے غائب ہے مین نہین کہسکتا کہ یہ کسکا فعل ہے کون لوح چرالیگیا یہ سُنکر قمار جادو
نہایت حیران ہوا اور عرض کی کہ خبر یار ہو تو یہ کام بازی گر جادو میرے بھائی کا ہے وہ مجھسے کینہ بھی رکھتا
تھا بسبب اسکے کہ ہم بطن نہین ہے اور مین اعلی عہدے پر تھا یہی موقع اسکو غنیمت معلوم ہوا۔ لوح جو دی
چرا لیگیا ہوگا اسے آقاے نامدار غضب ہوگیا اب اگر بادشاہ طلسم تک وہ پہونچ گیا تو قیامت ہوجائیگی
لوح کا ہاتھ آنا تو کیسا یہان کا بیٹھنا دشوار ہوجائے گا عافیت تنگ ہوجائیگی بادشاہ طلسم فوج طلسمی کو
بھیجے گا میرے ساحر فوج طلسمی کا مقابلہ ہرگز نہین کر سکتے شاہزادہ نے یہ سُنکر ارشاد فرمایا کہ اے
قمار جادو جو کچھ پریشانی مقدر مین ہے اُسکا ظہور مین آنا ضرور ہے لیکن زیست خدا کے اختیار ہے
اتنی مجال کسیکی نہین ہے کہ جو بغیر حکم خدا کوئی کسی کی جان لے سکے اگر تم اپنے بھائی مطمئن نہ تھے تو
تمھین پہلے سے ہوشیار رہنا چاہیے تھا اب خدا کی ذات پر بھروسا کرو جو اُسکی مصلحت مین ہو
وہ ہوگا اُسوقت قمار جادو نے نفیر سحر بجائی تمام ساحران قلعہ جمع ہوگئے نفیر جادو کے سپہ سالار
نے عرض کی کہ کیا حکم ہے قمار جادو نے کہا کہ اے نمکخواران قدیم یہ وہ وقت آگیا ہے کہ بہت جلد طلسم
برباد ہوجائیگا جو کچھ بانیان طلسم لکھ گئے ہین اسوقت تک من وعن اُسکا ظہور ہوا اور آیندہ
بھی ظہور ہوگا اسی وجہ سے مین نے اطاعت فاتح طلسم کی اختیار کی ہے بربادی طلسم کی بنا آپکی ہے

سے بڑھ گئی جبکہ اس نمک حرام سپہ سالار نے بادشاہ اصلی کو قید کر کے سلطنت پر قبضہ کر لیا اب بادشاہ
اصلی بھی رہا ہو گیا اور اُسنے بھی اطاعت فتاح طلسم کی اختیار کی جو شخص کس شہریار کی اطاعت کریگا
وہ مرتبۂ اعلیٰ کو پہونچیگا اور جو دشمنی پر کمر باندھیگا وہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا لہٰذا جسکو میرا ساتھ دینا ہو
اور اطاعت اس شہریار کی اختیار کرنا ہو وہ تو میرے قلعہ میں رہے اور جسکو منظور نہو وہ میرے قلعہ
سے نکل جائے نفیر جادو نے عرض کی کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا سب بجا اور درست ہے ہم آپ کے
ساتھ ہیں ہمارے بادشاہ اور مالک آپ ہیں جسکے آپ مطیع اُسکے ہم مطیع جسکے آپ دشمن آپکے ہم
دشمن ہمیں بادشاہ طلسم سے کوئی سروکار نہیں ہے اور تمام اہل لشکر نے بھی یک زبان ہو کر اپنے
سردار کے قول کی تائید کی اُسوقت قمار جادو نے کہا کہ بھائی میرا جسمیں کاوش رکھتا تھا وہ لوح
طلسمی لیکر بھاگ گیا ہے اور یقین ہے کہ بادشاہ طلسم کی جانب سے مجھپر فوج کشی ہوگی لہٰذا قلعہ کا
بندوبست کرو اور آمادۂ جنگ ہو رہو تم یہاں اپنا انتظام کرو اور میں بیابان کو سحر بند کرتا ہوں خیر
بادشاہ طلسم بھی کیا یاد کریگا کہ کسی ادنیٰ قلعہ دار سے مقابلہ میں کیا ہوا تھا یہ کہکر قمار جادو اپنے مقام
سے اُٹھا اور اسباب سحر لیکر اپنی سرحد پر گیا اور وہاں اگیاری کر کے اسم خوانی میں مصروف
ہوا یہاں اہل قلعہ نے قلعہ کو خوب آراستہ کیا اور اپنے اپنے سحر جگانے میں معروف ہوئے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے شام کو عبادت خدا کا سلسلہ جو آغاز کیا تو صبح کر دی بعد فریضہ
سحری کے ٹہلتے ہوئے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ تمام قلعہ پر مثل سرپوش کے ایک ابر زرنگاری چھایا
ہوا ہے اور قلعہ کی کچھ اور ہی صورت ہو گئی ہے ہر ہر برج پر قلعہ کے ایک ایک دیو بیٹھا ہے جسکے
چالیس چالیس سر اور اسّی اسّی ہاتھ ہیں ہر ہاتھ میں ایک ایک حربہ ہے فصیلوں پر چھوٹی چھوٹی پتلیاں
تیر کمان ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑی ہیں تمام میدان میں سنگھاڑا بچھا ہوا ہے اور ابر زرنگاری سے
لیکر زمین تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقیش کے تار جھلا جھلا رہے ہیں۔ اتنے میں قمار جادو حاضر ہوا اور
سلام کر کے عرض کی کہ حضور نے آج آراستگی میرے قلعہ کی ملاحظہ فرمائی کہ بہت خوب قلعہ
آراستہ ہے لیکن یہ مقیش کے تار جو ابر سے زمین تک چھوٹے ہوئے ہیں یہ کس غرض سے ہیں
قمار جادو نے عرض کی کہ انکا لطف آپ کو اُسوقت آئیگا جب لشکر حریف اس طرف بڑھنے کا
قصد کریگا اگر آسمان کی طرف سے ساحر قلعہ میں آنے کا قصد کرینگے تو ابر زرنگاری حاجب ہے
اگر زمین میں آئینگے تو سنگھاڑا بچھا ہوا ہے اور اگر درمیان زمین و ابر سے آنیکا قصد کرینگے تو انہیں
تاروں میں الجھینگے شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا کہ یکایک بادل کے گرجنے کی آواز گوشزد
ہوئی اور دیکھا کہ جانب طلسم سے ایک سیاہ گھٹا اُٹھی ہے کہ تمام صحرا کو تیرہ و تار کیے دیتی ہے جب
بجلی چمکتی ہے تو کچھ روشنی ہوتی ہے جس سے صحرا کے درخت وغیرہ معلوم ہوتے ہیں ورنہ دن کو
شب دیجور کا سماں نظر آتا ہے۔ یہ دیکھکر قمار جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ دربار جادو آتا ہے
یہ آمد اُسی کے لشکر کی ہے یہانتک کہ وہ ابر آ کے آنے سامنے قلعہ کے پہونچکر شق ہوا اور
چالیس ہزار ساحران غدار آفت روزگار ملائے ہوا آگ کے پرکالے جھولیاں بھر لیاں کاندھوں
پر ڈالے کوئی بط پر سوار کوئی اژدر پر کوئی قرقرے پر کوئی سرخاب پر ڈھل اور ڈپرو بجاتے ہاتھوں
میں ترسول و تیغ سول بلند پیشانیوں پر قشقے کھینچے ہوئے گلوں میں بجائے زنار ایک ایک مار سیاہ
پیچیدہ جھولیاں کھاروے کی کاندھوں پر لٹکی ہوئی جنمیں اسباب سحر بھرا ہوا زبانوں پر یا سامری

یا جمشید کے نعرے بلند اور خود گبر نابکار خرس کی کھال کا لباس پہنے ہوئے چہرہ کی سیاہی لباس
کو مات کرتی تھی اک فیل پران پر سوار نمودار ہوا اور ساتھ ہی اسکے بازی گر جادو اک مرکب سحر پر
بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوئے خلعت شاہی اسکے ہاتھ مین یہ سب کے سب صحرا مین اُترے اور
وہ ابر سیاہ جسمین یہ سب پوشیدہ ہو کر آئے تھے صورت اک خیمہ سیاہ کی بنکر زمین پر قائم
ہوگیا جسوقت تمام فوج دودوبار جادو کی اُتر کر قیام پذیر ہوئی اُسوقت دودوبار جادو نے اک نامہ
تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے قمار جادو تونے یہ کیا کیا کہ عمر بھر جسکا نمک کھایا اسکو چھوڑ کر
اُسی کے دشمن جانی کے شریک ہوئے اپنے انجام کو بھی نہ سوچے کہ بادشاہ تجسے برخلاف
ہو جائیگا تو علاوہ تاج و تخت چھن جانے کے زندہ بھی رہنا غیر ممکن ہی طلسم کشا اک معمولی آدمی
ہی سحر و ساحری سے آگاہ نہین لوح کے بھروسے پر ساحرون سے لڑنے چلا آیا ایک اُسکی
نادانی دوسرے تمہاری نادانی کہ اُسی پر تکئے بھروسا کیا آخر وہی ہوا کہ لوح چھن گئی - اب
طلسم کشا کیا کر سکتا ہی چونکہ ہم تم ایک ہی خوان نعمت کے پروردہ ہین اس اعتبار سے ازراہ
دوستی و ہمدردی مین تمکو فہمایش کرتا ہون کہ تم اب بھی طلسم کشا کو باندھ کر میرے حوالے کردو
تو مین بادشاہ سے تمہاری سعی کرونگا کہ حضور قمار جادو کا مکر و فریب پر مبنی تھا اُسنے دیکھا
کہ لوح ہی اگر مقابلہ کرونگا تو مین طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اسلیے اُسکی دوستی کا اظہار
کرکے اپنی جان بچائی - اب لوح طلسمی قبضہ مین آگئی مجھے طلسم کشا سے کچھ سروکار نہین ہی یقین
ہی کہ بادشاہ طلسم تمہارا قصور عفو کردیگا اور تمام طلسم مین تمہاری نیکنامی بھی ہوگی کہ طلسم کشا نے
تین مرحلے توڑے مگر قلعہ قمار یاران پر پہونچکر گرفتار ہوا یہ نام تمہارا بقاے طلسم تک رہیگا اور اگر
خلاف اسکے کروگے تو اپنے دلمین خوب سمجھ لو کہ شہزور سے لڑنے کا انجام کمزور کے واسطے کیا ہوتا
ہی جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا تو دودوبار جادو نے پروانہ شاہی کو بھی اُسمین ملحق کیا اور ملفوف کرکے
اک طائر سحر کے گلے مین باندھ کر کچھ اسم سحر پڑھا اور اس سے کہا کہ جا اور قمار جادو سے جواب
نامہ کا لے آ وہ طائر سحر اُڑا اور طرف قلعہ کے چلا قمار جادو کو طائران سحر نے خبر دی کہ مرغ نامہ بر
آتا ہی بس اسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ تار مقیش کے جو حائل تھے پہلو کی طرف سرک گئے طائر
اُڑتا ہوا قلعہ مین آیا اور شانہ پر قمار جادو کے بیٹھ گیا - قمار جادو نے نامہ طائر کے گلے سے
کھول کر پڑھا اور بعد اُسکے اُس خط کو دیکھا جو ضحاک شاہ کی طرف سے تھا کہ مضمون اُسکا یہ تھا
اے حاکم قلعہ قمار یاران چونکہ تجسے خطاے نمکحرامی ظہور مین آئی اور تو نے دشمن کو جگہ دی
اور کچھ خیال نکیا لہذا ہمنے تجھے معزول کیا اور تیرے مقام پر تیرے بھائی بازی گر جادو کو
مقرر کیا لہذا تجھکو چاہیے کہ حکومت قلعہ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جا اور جہان چاہے میرے طلسم کے
باہر چلا جا اور اگر خلاف اس حکم نامہ کے کریگا تو تیری سرکوبی کے واسطے فوج شاہی بھیجے
یہ مضامین دیکھکر قمار جادو نے بھی قلم دوات طلب کی اور پہلے فرمان شاہی کا جواب تحریر کیا
کہ جسوقت تک مین سامری پرست تھا اور مالک قلعہ آپکی طرف سے تھا اُسوقت تک آپکی
فرمانبرداری میرا فرض تھا اب اس قلعہ پر طلسم کشا کا قبضہ ہی لہذا اب مین اُسکا فرمانبردار ہون
وہ جس شخص کو حاکم مقرر کرے مین حکومت اُسکے سپرد کرکے دستبردار ہو سکتا ہون - آپ
اس قلعہ کے کون ہین جو طلسم مین بیٹھے بیٹھے فرمان جاری کررہے ہین اگرچہ میری قوت آپکے

مقابلہ کے لائق نہین ہی لیکن یہ جنگ مجھسے نہین ہو سکتا۔ کشا سے ہی اُسکی قوت آپسے زیادہ م
علوم ہوتی تو مین اطاعت اُسکی کیون اختیار کرتا مجھے لوح طلسمی کا خوف نہین ہی جان ایک ہی مرتبہ
جاتی ہی باری کوئی نہین مر سکتا ہی اور جو پیدا ہوا ہی اُسے ایک دن مرنا ضرور ہی بعد اسکے قمار جادو نے
نہایت نرم الفاظ مین دودبار جادو کے نامہ کا جواب تحریر کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ اے برادر
مین تمھارا شکر گزار ہون کہ تمنے اپنے خیالات کے موافق میرے ساتھ حق دوستی ادا کیا لیکن
افسوس یہ ہی کہ تم حق پسند تو ہو مگر ہنوز طلسم کشا کے حالات سے واقف نہین ہوا اگر تم کما حقہ
مزاج طلسم کشا سے آگاہ ہو جاؤ تو یقین ہی کہ مثل میرے اطاعت اختیار کر لو یہ وہ شہریار عالیجاہ
ہی جسکی اطاعت بادشاہ سابق نے کی یہ وہ شہریار ہی جو دوسرون کے واسطے اپنی جان کو جان نہین
سمجھتا یہ وہ شہریار ہی کہ اگر زبان سے سر دینے کا وعدہ کرے تو سر کاٹ کے دیدے ہر چند کہ
مین نے بمکر و فریب لوح طلسمی شرط مین جیت لی مگر اس شہریار نے دینے مین لوح کے عذر
و انکار نکیا۔ عیار نے از راہ خیر خواہی لوح بدل کر دیدی تھی جب معلوم ہوا کہ لوح اصلی نہین دی گئی
تو یہ شہریار لوح اصلی لیکر خود قلعہ کی طرف آیا اہل قلعہ نے نہایت بد سلوکی کی اور جو چاہے سحر
کیے خدا نے اُسکو بچایا اس بدسلوکی پر بھی اس شہریار نے لوح میرے سپرد کر دی ایسے شخص
سے برائی کرنا بہائم کا شیوہ ہی انسان کا کام نہین ہی لہذا اے دودبار جادو تم جس کام پر
مامور ہو اُسے انجام دو جو مجھسے ہو سکیگا وہ مین کرونگا اب میرے تمھارے وہ سلسلہ قطع ہو چکا
جسکے سبب سے مجھین میرا پاس اور مجھے تمھارا لحاظ تھا جسوقت طائر سحر یہ جواب لیکر دودبار جادو
کے پاس پہونچا تو دودبار جادو نے پروانہ شاہی کا جواب طرف دار السلطنت کے روانہ کیا
اور آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لیکن جو حالات طلسم کشا کے قمار جادو نے تحریر کیے تھے
اُنپر دودبار جادو کو بھی نہایت تعجب ہوا اور دل مین کہا کہ اگر فی الواقع طلسم کشا ایسا ہی ہے تو
بادشاہ طلسم کے ساتھ کی زندگی سے اسکے ساتھ کا مرنا ہزار درجہ بہتر ہے مگر بے آزمائے ماننا
خلاف عقل ہی حسب الحکم دودبار جادو نقارہ زری پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جب
اہل قلعہ کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون جانب تیاریان جنگ کی ہونے لگین
ساحر اپنے اپنے سحر جگانے مین مصروف ہوئے بخور سے تمام صحرا اور قلعہ دھوان دھار ہو رہا
خوشبو لوبان کی تمام مین پھیلی ہوئی تھی شاہزادہ حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ نے قمار جادو
سے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تک نہ ہم نہ ہمارے بزرگ قلعہ بند ہوکر لڑے ہین نہ لڑینگے یہ اور بات ہی
کہ کثرت جراحات سے بیہوشی کی حالت مین اہل لشکر قلعہ بند ہو جائین لہذا کہدو کہ پیش خیمہ قلعہ کے
باہر نکلے اور محافظان قلعہ بیچ مین لڑنے والی فوج قلعہ کے باہر رہے قمار جادو بھی سوچا کہ اگر اقبال
اس شہریار کا یاور ہی تو قلعہ اور صحرا سب برابر ہین ورنہ بظاہر تو یہان بھی امید امن نہین ہے پھر
آن بان مین فرق لانے سے کیا فائدہ ہی اسی وقت قمار جادو نے بارگاہ قلعہ کے باہر برپا کرائی
اور بیس ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کے باہر آیا اور بیس ہزار ساحرون کو قلعہ کی حفاظت کے واسطے
چھوڑ دیا یہ خبر بھی دودبار جادو کو ہوئی کہ بحکم طلسم کشا قمار جادو نے قلعہ کے باہر قدم نکالا ہی اور بے
دو سر گروہ مقابلہ کریگا دودبار جادو نے بازیگر جادو سے کہا کہ طلسم کشا کیا بالکل سحر نہین جانتا ہی اگر
جادو نے کہا کہ وہ سحر کو کفر سمجھتا ہی جبتک لوح طلسمی اُسکے پاس تھی اُسوقت تک ساحر مجبور تھے اب طلسم کشا

کا مار ڈالنا چیونٹی کے مار ڈالنے سے زیادہ مشکل نہین ہی دودبار جادو نے کہاکہ بجز اُسکو کس بات
کا گھمنڈ ہی جو وہ ساحرون کے مقابلہ پر آمادہ ہی - بازی گر جادو نے کہاکہ وہ اپنے خدا کے تائید
کو ہر جگہ موجود جانتا ہی اور کہتا ہی کہ بے اُسکے حکم کے ذرہ نہین ہل سکتا - دودبار جادو سب باتین
سنتا ہی اور تعجب کرتا ہی - الحاصل رات تیاری جنگ مین گزری اور اب وہ وقت آیا - نظم
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادہ کہکشان + موذن اذان سے
ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اُٹھے لوگ سے لیکے
انگڑائیان + قمار جادو خدمت مین شاہزادہ عالیوقار کے حاضر ہوا اور سر تسلیم کے واسطے خم کیا
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مصاف کی راہ لی آگے آگے عادل کیوان شکوہ
پیچھے پیچھے قمار جادو بیس ہزار ساحرون کی فوج اپنے ہمراہ لیے ہوے اُسطرف دودبار جادو مع
بازی گر جادو چالیس ہزار ساحران فدا سے آکر صف آرا ہوا اور اسطرف قمار جادو نے قلعہ سے
آگے بڑھکر جو مقام کہ سحر بندہ تھا وہان اپنی فوج کی صفین جمائین پہلے تیاری میدان ہوئی جب
میدان جنگ آراستہ ہو چکا تو نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا لشکر دودبار جادو سے
اک ساحر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر قمار بازان مین سے بھی ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو
گیا بعد گفتگوے بسیار دونون مین خوب حربہاے سحر چلے آخر دونون بشکل کرگدن بنکر لڑنے لگے
لڑتے لڑتے قمار جادو کا ساحر مغلوب ہوا اور مارا گیا بعد اُسکے نقیر جادو خود اُسکے مقابلہ کو گیا
صفیر جادو جو دودبار جادو کی طرف سے آیا تھا اُسنے ترنج سحر مارا کہ ترنج شق ہوا اور شعلہ نکلکر
نقیر جادو کی طرف چلا - نقیر جادو نے نفیر سحر کو بجایا شعلہ سامنے آکر ٹھہرا یا اور پلٹ کر صفیر جادو پر
گرا کہ اُسکو جلا کے خاک کر دیا بعد اُسکے بازی گر جادو نقیر جادو کے مقابلہ کو آیا دونون مین خوب
حربہاے سحر چلے آخر کار نقیر جادو ہاتھ سے بازی گر جادو کے زخمی ہوا اب قمار جادو چاہتا تھا
کہ مین اُسکے مقابلہ کو جاؤن کہ یکایک بازی گر جادو نے پکار اُٹھا کہ او طلسم کشا بھائیون کو لڑوا کے قتل
کرایا چاہتا ہی آپ مقابلہ کے واسطے نہین آتا اسی پر دعوائے جرأت و بہادری ہی تو تو فاتح طلسم
کا دعوے رکھتا ہی آ پہلے مجھی سے سامنا کرلے دیکھون تو تو کیسا بہادر ہی چونکہ بازی گر جادو
سمجھے ہوے تھا کہ یہ سحر سے آگاہ نہین ہی اور سارا جھگڑا اسی کی ذات کا ہی ایک حربہ سحر مین
اسکا کام تمام ہو جائیگا جنگ ختم ہو جائیگی اور میرا نام تمام طلسم مین ہوگا بادشاہ بھی بہت کچھ
عزت کریگا کہ اسکے ہاتھ سے دشمن قوی مارا گیا اس کلام کے سنتے ہی عادل کیوان شکوہ کو کب تاب
تھی دست بقبضہ ہوکر آواز دی کہ او ملعون مین اپنے خدا کے بھروسے پر فاتح طلسم کو آیا ہون
یا تیرے بھائی کی کمک پر اسکے قبل خدا نے ساحرون پر مجھے کیونکر فتح یاب کیا اور جبوقت تک
لوح طلسمی دستیاب نہ ہوئی تھی اُسوقت ساحران طلسم نے میرا کیا کر لیا اگر تیرے ہی ہاتھ سے
خاتمہ میری حیات کا ہونے والا ہی تو بھی مجھے عذر نہین ہی اور اگر زندگی میری باقی ہی تو تو کیا کر سکتا
ہے آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے +
یہ فرماتے ہوے مرکب کو اُٹھا کر چلے ہر چند قمار جادو منع کرتا ہی کہ اے شہریار یہ بڑا مکار ہی آپ
اسکی باتون پر نہ جایئے مگر یہ کسکی سنتے ہین سامنے بازی گر جادو کے پہونچ گئے دودبار جادو دور سے
یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ بازی گر جادو نہایت قابو پرست معلوم ہوتا ہی اور طلسم کشا

کی جرأت پر آفرین کر رہا تھا قہار جادو دست بدعا تھا کہ اے خالق حقیقی تو ہی اس شہریار عالیوقار
کا معین و مددگار ہی تو اس مکار کے فریب سے اس بااقبال کو بچا لے اگر یہ قتل ہوگیا میں دنیا میں
سیاہ رو ہو کر کسیکو منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا جان و مال کے ساتھ آبرو بھی جائیگی
سب کہینگے کہ آقا کو قتل کرادیا اور آپ نہ مقابلہ کیا لیکن بازی گر جادو دل میں خوش تھا کہ فتح کا
سہرا میرے ہی سر کے واسطے خلق ہوا تھا بس جیسے ہی عادل کیوان شکوہ سامنے بازی گر جادو
کے پہونچے بازی گر جادو نے کہا کہ لا حربہ اپنا دیکھوں تو تیری تلوار میں کیسا کاٹ ہی فرمایا کہ پہلے
تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا - اس سخن پر قہار جادو اور متحیر
ہوا کہ دشمن کو پورا موقع دیے دیتا ہی سحر نہ جاننے پر یہ جرأت ہی شاید اسکی قضا ہی آگئی ہے
بس اسی کا یہ خوف تھا کہ طلسم میں تہلکا مچا ہوا تھا وہان بازی گر جادو نے آواز دی کہ معلوم
ہوتا ہی اجل تیری سر پر کھیل رہی ہی خیر ہوشیار ہو جا یہ کہکر بازی گر جادو نے اک بال اپنے
سر کا توڑ کر کچھ اسم سحر پڑھکر عادل کیوان شکوہ کی طرف پھینکا کہ وہ موے سر رسن بنکر
بازوؤن سے شاہزادے کے لپٹ گیا دونوں ہاتھ بیکار ہوگئے اب وہ ملعون تلوار کھینچکر
سر پر آگیا اور ہاتھ بلند کرکے قتل کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ جانب آسمان سے اک ستارہ
مانند تیر شہاب کے ٹوٹ کر گرا اور روشنی سے اسکی آنکھیں تمام ساحروں کی جھپک گئیں -
نعرے کی آواز پیدا ہوئی کہ منم ملک سیاہ جادو اب جو دیکھا تو ہاتھ پاؤن بازی گر جادو کے
رسی میں بندھے ہوئے ہین اور سر اسکا پکڑے ہوئے ملک سیاہ جادو کھڑا ہی شاہزادہ کو
سلام کیا اور رسن سحر پر کچھ اسم سحر پڑھکر بازوؤن سے کھولے اور عرض کی کہ میرا تو قصد تھا کہ برق
بنکر اسپر گروں کہ جل کر خاک سیاہ ہو جائے مگر آپکے خوف سے ایسا نکیا کہ ایسا نہو آپکا منشا
اسکے قتل کا نہو فرمایا کہ قتل اسکو کرنا چاہیے جو دعوت اسلام قبول نکرے - پھر بازی گر جادو
کی طرف مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ اے بازی گر جادو دیکھا تو نے قدرت خداوندعالم
کو کوئی سہارا ابھی میری زندگی کا تھا مگر جانب پروردگار سے جو حیات کا سلسلہ قطع نہیں ہوا
تو خدا نے مجھے بچایا اور یہ مدد غیبی ہی تھی کہ سیاہ جادو اسوقت پہونچی کہ چشم زدن کی دیر
بھی نہ تھی اب تجھے اسلام لانے میں کیا عذر ہی دیکھا اسنے کہ بغیر اطاعت جان نہیں بچتی ہی مجبورا
مثل طوطے کے مطیع اسلام ہوا - شاہزادہ نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو قہار جادو نے عرض کی اے
شہریار یہ مکار ہی اسکی بات کا اعتبار نکیجیے یہ پھر دغا کریگا - شاہزادہ نے فرمایا کہ جس خدا نے اب
بچایا ہی وہی اسکے شر سے ہر وقت بچا سکتا ہی جب وہ بظاہر اطاعت کرتا ہی تو میں کیونکر اسکو بیگناہ
قتل کروں یہ فرماکر ہاتھ اسکے کھلوا دیے شاہزادہ کی اس حرکت پر قہار جادو وجد کرنے لگا
بازی گر جادو نے عرض کی کہ بھائی میرا دشمنی رکھتا ہی اگر اجازت ہو تو میں کسی دوسرے مقام پر
قیام کروں مجھے اس سے خوف جان ہی فرمایا کہ کیا مجال ہی - قہار جادو کی جو خلاف حکم کرسکے تم طمانیت
رکھو اور اگر تمکو ہوس حکومت ہی تو میں کسی قلعہ کو فتح کرکے اسکی حکومت تمہارے نام
کردونگا - بازی گر جادو نے عرض کی کہ اگر یہ بار بیچھے سوار ہوے تو کیا جب اسنے مجھے مار ڈالا پھر آپ
میرے عوض ہزاروں کو قتل کر ڈالیے گا تو میں زندہ ہو سکتا ہوں - بہتر یہی ہی کہ مجھے قلعہ کے
قیام سے معاف کیجیے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی جہاں چاہو رہو - بازی گر جادو سلام کرکے داخل لشکر

میں آیا اور دودبار جادو سے کہا کہ میں تو اس حیلہ سے اپنی جان بچا کے چلا آیا اب اگر آپ میں
قوت مقابلہ ہو تو لڑیے ورنہ اور کمک بادشاہ طلسم سے طلب کیجیے دودبار جادو نے کہا نہیں کہا
کہ یہ بڑا احسان فراموش اور مکار ہے کہ اُسنے اسکے قتل میں ذرا بھی دریغ نکیا تھا اور طلسم کشا نے
باوجود اختیار کے اسکو رہا کر دیا لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں بھی ایک امتحان لوں بعد اسکے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کروں یہ سوچ کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے طلسم کشا مجھے کچھ باتیں آپ سے
کرنا ہیں اسکے بعد آغاز جنگ ہو تو بہتر ہے فرمایا بیان کرو۔ دودبار جادو نے کہا کہ میں نے سنا ہے آپ
دشمنوں کی بھی حاجت روائی کر دیتے ہیں فرمایا اگر تیرا کوئی کام ایسا مجھ سے نکلے تو اُسے صحیح جان ورنہ
بیکار ہے دودبار جادو نے کہا کہ میرے دادا نے بہت روپیہ جمع کیا تھا اسکو دفن کرکے اُسپر ایک
سانپ کو نگہبان مقرر کیا ہے میں نے بڑے بڑے ساحران طلسم کو جمع کرکے انکو نصف روپیہ دینے
کا وعدہ کیا مگر وہ اُس مار سحر کا کچھ نکر سکے اور اُس سانپ نے جسے سونگھ لیا وہ سونے کا سوتا
رہگیا ایک کاہن نے بیان کیا ہے کہ اگر خون کسی مسلمان کا پاؤ بھر لیکر اُسکا چھینٹا مارا جائے تو سانپ
جلجائیگا اور خزانہ ہاتھ آئیگا مگر خون اپنا دوسرے کی حاجت روائی کو کوئی نہ دیگا ہاں یہ کام فتاح طلسم
کا ہے میں اسی تشویش و پیچ میں ہوں کہ آپ سے خون طلب کروں یا نکروں اسلیے کہ آپکا تشنہ خون
ہوکر آیا ہوں اور فرمایش ایسی ہے جسے دوست اور عزیز بھی پورا نہیں کر سکتے اور اگر آپ قصد رکھتے
ہوں کہ میں فرمایش اسکی پوری کر دونگا تو بھی میں آپکی دشمنی سے باز نہیں آسکتا اسلیے کہ بادشاہ
طلسم کا نمکخوار ہوں اور اُسی کا بھیجا ہوا آپکے قتل و گرفتاری کے ارادہ سے آیا ہوں فرمایا کہ اسے
دودبار جادو وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اگر تیرا کام میرے خون سے نکلتا ہے تو مجھے خون
اپنا دینے میں عذر نہیں ہے کوئی ظرف اور یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچ لیا اور فرمایا کہ میں معاوضہ اسکا تجھسے
نہیں چاہتا ہوں تو بادشاہ طلسم کی طرف سے جس کام کو انجام دینے آیا ہے اُسمیں تامل نکرنا۔ یہ سنکر
دودبار جادو قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ اے شہریار قطع ہوں وہ ہاتھ جو آپ پر اُٹھیں آج سے
مجھکو بھی اپنے غلاموں میں محسوب کیجیے بیشک دین بھی آپکا برحق ہے شاہزادہ یہ سنکر نہایت خوش
ہوا اور فرمایا کہ پہلے مجھے اپنے ساتھ اُس حل مشکل کے واسطے لے چل جسے تو نے بیان کیا ہے دودبار
جادو نے عرض کی کہ اے آقائے نامدار مجھپر کوئی مشکل نہیں ہے یہ سب باتیں امتحانی تھیں اور اگر
فی الحقیقت بھی ایسا ہوتا تو میں اُس ذلت سے باز آتا اور آپ کو تکلیف نہ پہونچاتا اب میں آپکے
سینے پر خود اپنا لہو گرانے کے واسطے موجود ہوں شاہزادے نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا۔
لشکر بھی دودبار جادو کا مطیع اسلام ہوا دونوں لشکر ایک ہوگئے یا ایک ایک کا خون کا پیاسا تھا
یا آپس میں سب گلے ملنے لگے اور نقارہ خوشی بجنے لگا۔ یہاں کی تو یہ حالت ہے لیکن اب حال
ضحاک مارگزیدہ کا سنیے کہ بیٹھے بیٹھے اسکو خیال آیا کہ بازی گر جادو کمک لیکر اسے مقابلہ
قمار باز جادو گیا ہوا ہے دیکھنا چاہیے کہ وہاں کی کیا حالت ہے یہ تصور کرکے اسنے جانب دیوار دیکھا
اسمیں اک تصویر نصب تھی اُس تصویر سے پوچھا کہ قلعہ قمار بازان پر کیا ہو رہا ہے تصویر نے قہقہہ مارا
اور کہا کہ دودبار جادو اور قمار جادو ایک مقام پر بیٹھے ہوئے محبت آمیز باتیں کر رہے ہیں بازی گر
جادو بخوف جان مسلمان ہوگیا ہے لیکن گھات میں ہے قابو نہیں پاتا ہے کہ طلسم کشا کو اسیر کرا دے
پس یہ سنا تھا کہ غصہ سے چہرہ ضحاک مارگزیدہ کا سرخ ہو گیا جلو میں اسکے اک ساحر جلیل القدر

بیٹھا تھا کہ نام اُسکا حمار جادو تھا ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ اے نمکخوار قدیم جاؤ اور اُن نمک حرامون کو سزا دو اس وقت ماہدولت واقبال کو وہ طیش ہی تھا کہ خود جانے کا قصد کرتے مگر بازون کے مقابلے مین جانا باعث توہین ہی علاوہ اسکے ایک ایک ساحر طلسم ایسے قلعون کے سرکرنے کو کافی ہی پھر ماہدولت کیون زحمت اُٹھائین ہان اگر اسرار روشنضمیر کسی موقع پر طلسم کشا کی طرف سے آئیگا تو دیکھا جائیگا کہ میرے سحر کا جواب دیسکتا ہی حمار جادو نے کہا کہ حضور کو تکلیف فرمانے کی کوئی ضرورت نہین یہ نمکخوار کس دن کیواسطے ہین یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور اسی ہزار ساحران جلاد کو ساتھ لیکر طرف قلعہ قمار بازان کے روانہ ہوا اور یہان ضحاک مارگزیدہ نے تصویر کی طرف دیکھ دیکھ کر حال دریافت کرنا شروع کیا کہ اگر حمار جادو پر کوئی وقت سخت آجاے تو کسی اور کو اسکی مدد روانہ کرون یا آپ جاکر شریک جنگ ہون تاکہ آج ہی اس جنگ کا فیصلہ ہو جاے لوح طلسمی قبضہ کی مین آچکی ہی اب طلسم کشا کا مار لینا بچھو مکھی کا مارنا ہی یہ دو اک نمکحرام جو شریک ہو گئے ہین انکی بھی شامت آئی ہی اجل سر پر کھیل رہی ہے یہ کیا کر لینگے اسوقت خوش و خرم ہین انجام مین اپنے کئے کی سزا کو جھیلینگے لیکن اب انکو مہلت نہ دینا چاہیے یہ تو اس انتظار مین بیٹھا ہی اور وہان دودبار جادو نے بیرون قلعہ اپنا انتظام کیا ہی شاہزادہ کو نسبین دیگر حفاظت قمار جادو مین دیا ہی اور یہ بھی آمادہ مرگ ہیاسے قضا بیٹھا ہی اسکو بھی یقین ہی کہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اور کوئی ساحر زبردست آئیگا جیر اسوقت دیکھا جائیگا یہی خیالات اسکے دماغ مین چکر کھا رہے تھے کہ اک مرتبہ جانب طلسم سے ابر سیاہ نمودار ہوا اور بادل کے گرجنے کی آواز صوت حمار سے مشابہ تھی برقین ہزار ہا چمک رہی تھین یہانتک کہ وہ ابر آتے آتے شق ہوا اور دل بادل سے حمار جادو خر سحر پر سوار ترسول ہاتھ مین لیے پشت پر اسی ہزار ساحران خونخوار بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان تھیلیان کاندھون پر ڈالے صورتین مہیب شکلین عجیب جانوران سحر پر سوار پیدا ہوے حمار جادو نے آتے آتے ہی آواز دی کہ اے دودبار جادو و قمار جادو آگاہ ہو جاؤ کہ مین تمکو تمھاری نمکحرامی کی سزا دینے آیا ہون یہ کہنا کہ اگلا منہ کیا تھا یہ کہکر اک گولہ سحر زمین پر مارا کہ وہ گولہ شق ہوا اور اُس سے ہزارہا شرارے پیدا ہو اور مثل کرمک شبتاب کے چمکتے ہوے لشکر دودبار جادو پر آکے گرے جو شرارہ جس ساحر کے سر پر پڑا وہ بھسم ہو گیا اک شعلہ بنکر دوسرے ساحر پر جا پڑا اور اُسے بھی جلا دیا دودبار جادو نے یہ جلسہ سحر پڑھکر دستک دی اسیوقت اسکے ابر دخانی سے ایک پریزاد شیشہ سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوئی دودبار جادو نے وہ شیشہ سحر پریزاد سے لیکر کاگ اُسکا کھولا اور پانی شیشہ کا اُس پریزاد کے سر پر ڈالا اور شیشہ اپنے ہاتھ مین لیے رہا پانی سر پر پڑتے ہی پریزاد نے سر ہلانا شروع کیا بالون سے اُسکے قطرے پانی کے اُڑ اُڑ کر شرارون پر گرنے لگے جو قطرہ جس شرارے پر جا پڑا اُسکو گل کر دیا پھر پریزاد سر ہلاتی ہے اور بالون سے قطرے اُڑ اُڑ کر شرارون کو گل کر رہے ہین دم بھر مین تمام شرارے گل ہو گئے جب اپنا لشکر حریف کی شرارت سے بچ گیا تو دودبار جادو نے پریزاد کے سر پر اور پانی ڈالا اور کہا کہ جا لشکر دشمن کی خبر لے بس یہ سنتے ہی پریزاد اُڑ کر چلی اور سر کو اور زور زور ہلانا شروع کیا قطرے پانی کے بالون سے اُڑ اُڑ کر مانند مروارید آبدار چہار جانب گرنے لگے جو قطرہ جس ساحر کے سر پر پڑا وہ پانی ہوکے بہ گیا ساحران لشکر حمار جادو ہرچند سحر کرتے ہین اور چارون طرف سے پریزاد پر حربہاے سحر کی بوچھار ہو رہی ہی مگر کسی کا سحر کارگر نہین ہوتا یہ دیکھکر

حمار جادو نے پیشانی میں نشتر دیا اور خون اسکا گولۂ فولادی پر ملکر کچھ اسم سحر پڑھا اور پتلی کے
سینے پر کھینچ مارا گولہ پڑتے ہی پتلی ہمہ تن شعلہ بن کے لشکر دودبار جادو پر گری کر ساحران لشکر کو
جلانا شروع کیا ساحر بھاگنے لگے بھگل پڑ گئی شعلہ مثل برق جہندہ کے چمک کر گرتا ہے اور
ساحروں کو جلاتا ہے پس یہ رنگ دیکھکر دودبار جادو نے وہی شیشۂ آب رسیدہ سحر کا لیکر پانی اسکا
شعلہ پر مارا کہ شعلہ گل ہو گیا اور دود سیاہ بیچ رنگیا دودبار جادو نے پھر کوئی اسم سحر پڑھا اور اشارہ
شیشہ کی طرف کیا کہ وہ دھواں اندر شیشہ کے اتر گیا پس دودبار جادو نے چند قطرے خون
انگشت کے اس شیشے میں ٹپکا کے پھر وہ شیشہ حمار جادو کے سر پر کھینچ مارا ہر چند چاہا حمار جادو
نے کہ بچوں مگر ممکن نہوا شیشہ آ کے سر پر پڑا سر میں زخم آیا اور شیشہ ٹوٹا حمار جادو چوٹ سے
بیہوش ہو گیا تھا شیشہ سے دھواں نکلکر دماغ میں لگ گیا حمار جادو چکر کھا کے زمین پر گرا۔ اور وہ اب
دھواں تمام لشکر حمار جادو پر محیط ہو گیا ساحروں کے دم گھٹنے لگے دودبار جادو تیغ سحر لیکر حمار جادو
کی طرف بڑھا تھا کہ حمار جادو ہوشیار ہو گیا پس اسنے وہیں سے اک گل سرخ رنگ دودبار جادو
پر کھینچ مارا کہ گل سینے پر اسکے چپکا جنگل شعلہ مثل شراروں کے تمام جسم میں لپٹ گئیں ہر چند
دودبار جادو سحر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ان شراروں کو بجھاوے مگر ممکن نہیں ہوتا اور اب دامان گریبان
میں آگ لگ گئی قریب ہے کہ دودبار جادو جل کے خاک ہو کہ اک مرتبہ جانب آسمان سے بجلی کڑکی اور
کڑک کر سر پر حمار جادو کے گری کہ دو ٹکڑے ہوئے اور نعرہ ہوا کہ منم سالار لشکر اسرار روشن ضمیر لیکے
خمار جادو سنتے ہی حمار جادو کے قیامت برپا ہوئی آوازیں گیر و دار کی آنے لگیں آخر اعتباری و
برف باری و رنگ رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من حمار جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و
بمطلب خود نرسیدیم۔ اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش حمار جادو کی زمین پر پڑی ہے اور ساحران
لشکر حمار جادو دفان سحر میں گئے ہوئے فریاد کر رہے ہیں اور امان مانگ رہے ہیں پس شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آواز دی کہ اے دودبار جادو ان قیدیوں کو جب وہ امان مانگتے ہیں تو امان
کیوں نہیں دیتا دودبار جادو نے سحر اپنا انپر سے اتار لیا اور دعوت اسلام دی ان سب نے قبول
کیا اسی ہزار ساحر از سر صدق مطیع اسلام ہو کر شریک ہوا۔ شاہزادہ عادل کیوان نے خمار جادو سے
حالات قلعہ سیہ تاب کے دریافت کیے خمار جادو نے عرض کی کہ بادشاہ جلا کشتی میں مصروف ہے مجھے
علم ہوا تھا کہ شاہزادہ سے لوح طلسمی ضائع ہو گئی ساحران طلسم کا یورش ہو رہا ہے میں جلا کے باہر
نہیں جا سکتا کہ ابھی اس سے زیادہ سخت وقت پیش آنے والا ہے میں اسوقت کا انتظام کر رہا ہوں تم
خیال رکھنا چنانچہ مجکو طائر سحر نے خبر دی کہ حمار جادو نے دودبار جادو کو مغلوب کیا ہے اگر دودبار جادو
مارا گیا تو قلعہ قمار یازان دم بھر میں فتح ہو جائیگا اور کوئی ساحر ایسا نہیں ہے کہ حمار جادو سے اتنا مقابل
بھی کر سکے جتنا دودبار جادو اٹھا ہے میں اس خبر کو دریافت کرنے کے بعد حاضر ہوا اور آپکے اقبال سے
مارا حمار جادو کو لزان جادو حفاظت قلعہ سیہ تاب میں مصروف ہے اور صاحب غلام کی یہ رائے ہے کہ اگر
یہاں بیٹھے رہیے گا تو ساحر یورش کر کر کے آئینگے بڑے بڑے مقابلے ہونگے اور نتیجہ کچھ نکلیگا اس سے
بہتر یہ بات ہے کہ تلاش لوح میں چلے جان نثاروں کو ساتھ لیجیے جیسی یہاں جانبازی کی ویسے وہاں یہاں
رہنے میں ہر طرح کا خوف ہے اور اگر لوح ہاتھ آ گئی تو پھر ساحران طلسم کی جرأت بھی نہو گی کہ وہ اس طرف
پھٹکیں اور مجکو خبر لگی ہے کہ لوح کوہ بلور پر حاکم کوہ کے قبضہ میں ہے اگرچہ وہ ساحر زبردست ہے لیکن کچھ

پروا نہین کرسیا یا اقبال ساتھ ہی شاہزادہ نے اس رائے کو پسند کیا اور تیاری لشکر کا حکم دیا جس
روز تو لشکر جناب کی رحمت پر اٹھائے ہوئے تھا سب نے آرام کیا دوسرے روز تمام لشکر تیار ہوا —
شاہزادہ کو بیچ مین لیا افسر فوج خمار جادو کو کیا اور محافظت شاہزادہ کی ژالہ سیماب جادو نے اپنے
ذمہ لی اور زود بار جادو و بازی گر جادو کو طلسم کے راستون سے واقف تھے پیش خیمہ لیکر جانب
کوہ بلور روانہ ہوئے اور خمار جادو کو محافظت قلعہ قمار بازان کے واسطے چھوڑا اب انکو تو رام کیا
چھوڑا جاتا ہی اور بیان سے

چند کلمے داستان بادشاہ گلحرام ضحاک مارگزیدہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا بار بار تصویر سے پوچھ رہا تھا کہ اب کیا ہوا اور اب کیا ہوا جب اسے
معلوم ہوا کہ دفعتاً خمار جادو نے آکر حمار جادو کو مارا تو اسنے قصد کیا کہ مین آپ جاؤن بس اسیوقت
خالہ اسکی مہرج جادو آپہونچی اُسنے منع کیا اور کہا کہ او نادان بادشاہ طلسم ہوکر بغیر ساعت دیکھے
گھر سے نکلتا ہی اگر اسوقت قصر کے باہر قدم نکالا تو ہزار آفتون مین مبتلا ہوگا قتل حمار جادو کا
افسوس کرنا بیکار ہی اسلیے کہ جان نثار اسیدن کے واسطے ہوے ہین ابھی اس سے زیادہ سخت
مصیبت مرحلہ پیش آنے والا ہی وہ یہ کہ ساحران لشکر اسلام نے مشورہ کیا ہی کہ کوہ بلور پر جا کے
بلور گوش دل سے مقابلہ کرین اور لوح طلسمی چھین لین اسکی فکر سب سے پہلے کرنا چاہیے
کہ دارومدار سلطنت کا اسی تختی پر آپڑا ہی جسکے قبضہ مین لوح وہی مالک طلسم مین تجھے اسیری
طلسم کشا کی تدبیر بتاتی ہون آج ہی طلسم کشا اسیر ہوکر آجائیگا — بازی گر جادو مجبوراً طلسم کشا کے
ساتھ کوہ بلور کی طرف جا رہا ہی اگر کوئی ساحر ساحران مخفی مین سے جا کر بازی گر جادو کا پوشیدہ
شریک ہوجائیگا تو بازی گر جادو طلسم کشا کو اسیر کرادیگا میری رائے مین مہلیل نظر بند جادو کو روانہ
کر تو یقین ہی کہ آج ہی طلسم کشا اسیر ہوجائیگا یہ سنکر ضحاک مارگزیدہ نے مہلیل نظر بند کو طلب کیا
جب وہ سامنے حاضر ہوا تو ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ شناہی فتاح طلسم تلاش لوح مین طرف
کوہ بلور کے جاتا ہی لہذا تجھکو چاہیے کہ جا اور درہ مراد پر بازی گر جادو سے پوشیدہ طور پر ملکے
مشورہ گرفتاری طلسم کشا کا کر وہ ہمارا دوست ہی طلسم کشا کی شرکت نہ کریگا۔ یہ سنکر مہلیل نظر بند
جادو سحر غائب کرکے جانب درہ مراد روانہ ہوا۔ اس طرف سے لشکر شاہزادۂ عالم کا طرف
کوہ بلور کے چلا جاتا تھا۔ جس وقت قریب درہ مراد کے پہونچے تو بازی گر جادو نے
کہا کہ درہ مراد کے بعد سرحد بیابان مصفا کی شروع ہوجائیگی اور بعد اس بیابان کے کوہ بلور ہی
لیکن یہ درہ نہایت وحشتناک مقام ہی اہالیان طلسم سے سنتے ہین کہ جو اس درہ سے گزرتا ہی
وہ کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہوتا ہی دیکھا چاہیے کہ یہ بات ساحران طلسم ہی کے واسطے ہی یا ہر شخص
کے لیے ہی یہ سنکر زود بار جادو نے کہا کہ اسے بازی گر جادو مین نے اکثر بادشاہ طلسم کی زبانی
سنا ہی کہ یہ گزرگاہ طلسم کشا ہی جو شخص علاوہ طلسم کشا کے اس درہ سے گزریگا وہ کسی نہ کسی آفت
ارضی و سماوی مین ضرور مبتلا ہوگا لہذا ہم طلسم کشا کے ساتھ مین ہمارا اس طلسم سے گزرنا طلسم کشا
کا گزرنا ہی کہ ہم اسی کے ساتھ مین ہمین کوئی اندیشہ نہین ہی چونکہ اس مقام پر پہونچکر شام ہوگئی تھی

شاہزادہ نے مقام کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ انشاءاللہ کل اس درے سے گزر کرینگے پہلے
کو سنتا ہوں یہ درہ نہایت سخت مقام ہے نہیں معلوم درہ سے گزر کر کیا آفت پیش آئے لہذا رات
آرام سے بسر کریں صبح کو دیکھا جائیگا۔ حسب الحکم شاہزادہ عالی نژاد لشکر نے قیام کیا قلب میں
بارگاہ شاہزادہ کی استادہ ہوئی جب دو پہر رات گئی اور سب محو خواب ہوئے صرف طلایہ کے
سپاہی ہوشیار باش و بیدار باش پکار رہے تھے اسوقت مہلیل نظر بند جادو سحر غائب کیے ہوئے
اندر خیمہ بازی گر جادو کے آیا اور شانہ پکڑ کر ہلایا جب بازی گر جادو خواب سے بیدار ہوا تو مہلیل کو
پہچانا مہلیل نظر بند سے کہا کہ تم اس مقام تک کیونکر آئے۔ مہلیل نظر بند نے کہا کہ بادشاہ نے
مجھکو گرفتاری طلسم کشا کے واسطے بھیجا ہے اور گرفتاری اسکی تمہاری شرکت پر منحصر ہے بازی گر جادو نے
کہا کہ اے برادر دولو بار جادو نے بھی ہمراہی کی کہ طلسم کشا کا شریک ہوگیا اور میں نے بھی مجبور
ہوکر اطاعت ظاہری اختیار کرلی اگر ایسا نکرتا تو قتل کیا جاتا جو تدبیر گرفتاری طلسم کشا کی تم نے
سوچی ہو اسے بیان کرو مہلیل نظر بند جادو نے کہا کہ اے برادر تم حالات طلسم سے اچھی طرح
آگاہ نہیں ہو یہ درہ مراد وہ مقام ہے کہ دربانان طلسم خاص گزرگاہ طلسم کشا کے لیے بنائے ہیں
اور کچھ اسماء متبرک دروازہ کے چاروں جانب کندہ ہیں انکی یہ تاثیر ہے کہ جو ان اسماء کو پڑھکر اپنے اوپر
دم کرلے آفات بیابان صفا سے محفوظ رہیگا لیکن اگر ساحر ہوگا تو سحر بھول جائیگا اور مبتلاے آفات
ہوگا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرو کہ طلسم کشا دروازے سے نکلکر بیابان صفا تک نہ جانے پائے
ورنہ پھر ساحران بیابان صفا اسکا کچھ نکرسکینگے۔ بازی گر جادو نے کہا کہ یہ حالات دولو بار جادو بھی
جانتا ہے اگر میں یہ راستہ بیان کرونگا تو دولو بار جادو سمجھ جائیگا اور راز فاش ہو جائیگا لہذا بہتر یہ
معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی تدبیر سے بزور سحر اس دروازے کو پوشیدہ کردو اور اسی کے مشابہ دوسرا
دروازہ سحر کا تیار کرو جب کہ اس راستے کے اور راستہ نہ ملیگا تو لاچار طلسم کشا اسی راستہ سے
جائیگا یہ سنکر مہلیل نظر بند جادو نے کہا کہ اچھا میں جاتا ہوں یہ تدبیر تم نے خوب بتائی نظر کا باندھ
دینا میرے آگے کوئی بات نہیں ہے لیکن تمکو چاہیے کہ تم بھی طلسم کشا کے ساتھ ساتھ رہنا
اسوقت طلسم کشا مبتلا ہوا ہو اسی وقت اس سے علحدگی اختیار کرلینا ورنہ پھنس جاؤگے اور یہ خاک
دشمنش جادو کی پڑیا اپنے پاس رہنے دو جسوقت تم ساتھ طلسم کشا کے چلنا تو افسران لشکر مثل
دولو بار جادو و دیگر ساحر جادو وغیرہ کے کپڑوں میں لگا دینا کہ عقل انکی زائل ہو جائیگی
ورنہ وہ نہایت ہوشیار ساحر ہیں اور وہ اصلی کو خوب پہچانتے ہیں بازی گر جادو نے وہ پڑیا
لیکر اپنے پاس رکھ لی اور مہلیل نظر بند جادو رخصت ہوا جسوقت بیرون بارگاہ آیا تو اسنے
ایک پڑیا خاک کی اور نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر تمام لشکر میں ہوا کے رخ اڑا دی اور برابر درہ
مراد کے کچھ سرکنڈے زمین پر گاڑ کر اسم فسوں پڑھ کر دم کی قریب صبح ایک دروازہ مثل درہ مراد
کے بنکر تیار ہوگیا مہلیل نظر بند جادو وہاں سے اس طرف جا کر گھات میں طلسم کشا کے بیٹھا یہاں
وہ وقت آیا کہ ستارے غروب ہونے لگے شمعوں کی روشنی میں زردی پیدا ہوئی نسیم سحری نے
شانہ ہلا ہلا کر سونے والوں کو جگانا شروع کیا حسب عادت شاہزادہ کی آنکھ کھلی وضو کرکے فریضہ
سحری کو ادا کرکے خیمے سے باہر نکلے تو پہلے نظر انکی درہ مراد پر پڑی۔ شاہزادہ کو اپنے مقام
پر حیرت ہوئی کہ بارگاہ میری سامنے درہ کے برپا ہوئی تھی رات بھر میں دروازہ جگہ سے ہٹ گیا

یا بارگاہ سرک گئی اب افسران فوج سلام کے واسطے حاضر ہونے لگے سب سے پہلے سیماب جادو
نے آکر تسلیم کے بعد عرض کی کہ اے شہریار چونکہ حفاظت آپکی میرے ذمہ ہی اسوجہ سے میں ہر ایک بات
پر نظر رکھتی ہوں لیکن بعضی بات کہتے نہیں بنتی ہی کہ سننے والے بیوقوف بناسکتے ہیں مجھے یہ خیال
ہوتا ہی کہ بارگاہ آپ کی درہ کے سامنے استادہ کی گئی تھی اسوقت آپکے خلاف بات ہوں یہ
ہو نہیں سکتا کہ درہ اپنے مقام سے سرک گیا ہو یا بارگاہ بغیر ہٹائے ہٹ گئی ہو یہ سنکر شاہزادہ نے
ارشاد فرمایا کہ اے سیماب جادو یہی خیال مجھے بھی گزرا تھا لیکن میں نے بھی اسی خیال سے زبان
سے نہ نکالا تھا کہ سننے والے کہینگے کہ انکو کچھ وحشت ہی یا طلسم میں آکر خوف کرتے ہیں اتنے میں
خمار جادو آیا اُس نے بھی عرض کی دو دبار جادو نے بھی یہی کہا ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں
کہ بازی گر جادو آیا اور عرض کی کہ اے شہریار اب دیر کرنا مناسب نہیں ہی اسلیے کہ اس درہ سے نکلکر
بیابان مصفا کو طی کرنا ہی اسکے بعد کہیں کوہ بلور رنگ پہونچیے گا اگر راستے میں شام ہو گئی تو کوئی مقام
آپ کو قابل قیام نہ ملیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہی کہدو کہ پیش خیمہ ہمارا آگے روانہ ہو بازی گر جادو
نے عرض کی کہ یہ درہ مراد مشہور مقام ہی تمام اہالیان طلسم اس جگہ کی کیفیت سے خوب واقف
ہیں بانیان طلسم نے اسکو رہگذر گاہ طلسم کشا قرار دیا ہی پہلے آپ اس درہ سے گزریں پھر لشکر کو گزرنے
کا حکم دیں ورنہ لشکر پر کوئی نہ کوئی آفت ارضی و سماوی نازل ہوگی اور جب لشکر آپکے پس پشت ہو کر نکلیگا
تو نحوست درہ مراد سے محفوظ رہیگا دو دبار جادو وغیرہ نے بھی کہا کہ ہاں یہ تو سچ ہی مگر مجھے اس
درہ مراد میں کچھ شک معلوم ہوتا ہی ایسا نہو مراد کے بدلے نامرادی حاصل ہو بازی گر جادو نے کہا
اے دو دبار جادو آقائے نامدار جو کچھ ارشاد کرتے ہیں اُسمیں زبان ہلانے کی کسکو مجال ہی لیکن میں
تجھسے پوچھتا ہوں کہ اس درہ کو کوئی بھی اپنی جگہ سے ہٹا سکتا ہی یہ وہ درہ ہی جسپر سحر ساحران کا اثر
نہیں کرتا ہی اس درہ سے گزرنے کے بعد ساحر سحر بھول جاتے ہیں ممکن ہی کہ بارگاہ کی جگہ بدل گئی ہو
یا یاد کی غلطی ہو یہ کہتے کہتے جہلیل کی دی ہوئی خاک ہوا کے رخ اُڑا دی کہ پھر وہ پری ان سب ساحروں
کے پڑی اسی وقت سے انکے دماغوں میں پردے سے پڑگئے شاہزادہ جس سے کوئی رائے لیتا ہو
وہ کہدیتا ہی کہ یہی مناسب ہی بازی گر جادو نے ایسی فریب آمیز باتیں کہیں کہ شاہزادہ اسکے دام مکر میں
گرفتار ہو گیا اور فرمایا کہ ہم آگے بڑھتے ہیں لشکر ہمارے تعاقب میں آئے بازی گر جادو ساتھ
ساتھ ہو آگے آگے شاہزادہ پیچھے پیچھے لشکر طرف درہ نقلی کے بڑھے اصلی درہ نظروں سے
پوشیدہ ہو گیا تھا جیسے ہی شاہزادہ نے درہ کے اس پار قدم رکھا زمین شق ہوئی اور اژدہا
زمین سے نمودار ہوا اور شاہزادہ کو نگل گیا - بازی گر جادو ساتھ شاہزادہ کے تھا اسنے اسی وقت
پر پرواز پیدا کیے اور اُڑکر جانب قصر ضیا کے روانہ ہوا کہ جہلیل طلسم کشا کو لیکر دربار شاہی میں جا نکلا
یہاں خمار جادو و دو دبار جادو و سیماب جادو بھی اسی درہ سے گزرنے والے تھے کہ اک آواز پیدا
ہوئی کہ ارے اندھوں مالک کو گرفتار کرادیا اور آپ بھی تباہ ہونے کو جاتے ہو یہ آواز سنکر خمار
جادو وغیرہ چونکے تھے کہ دیکھا اک طائر پکار پکار کے منع کر رہا ہی منقار میں اسکے اک گل سرخ رنگ ہی
طائر نے وہ گل منقار سے پھینکا اور درہ پر سات جگر بار سے کہ درہ نقلی نظروں سے اسی دم مفقود
ہو گیا اور درہ اصلی نظر آنے لگا اور چلتے وقت پکارا کہ اس پھول کو سونگھو کہ ہوش بجا ہوں تم فرستادہ
اسرار روشن ضمیر - یہ کہکر طائر تو چہکتا ہوا اس طرف روانہ ہو گیا اور یہاں خمار جادو نے اُس پھول کو

آپ ہی سونگھا دو دبار جادو کو بھی سنگھایا اور ساحران نامی کو سونگھا کر ہوشیار کیا سب کے ہوش درست ہوئے دیکھا تو بازی گر جادو نہیں ہے بس خمار جادو کو یقین ہو گیا کہ یہ اسی کی سازش سے شاہزادہ اسیر ہوا ہے ورنہ طائر کی آواز سنکر وہ بھی ہمارا شریک حال رہتا چلا نہ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کے باطنی ساحروں میں سے کوئی آیا تھا اُسنے شاہزادہ کو گرفتار کیا اب استاد فتنہ کہ شاہزادہ رہا ہو فکر نوح بیکار ہے طائران سحر کو واسطے دریافت خبر کے روانہ کیا کہ شاہزادہ جس مقام پر قید ہوا اُس سے آگاہ کریں یہ سب تو اسی ارادہ مراد کے قریب بانتظار ساحران خبر رسان مقیم ہوتے ہیں لیکن اب کچھ حال ضحاک مارگزیدہ جادو کا سنیے - کہ یہ دربار میں بیٹھا ہے تمام ارکین طلسم جمع ہیں چنانچہ چہار چشم جادو کہ وزیر اعظم ہے اور ساحر زبر دست ہے اسکو چہار چشم جادو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اگر ساحر سحر غائب کرکے پردۂ پوشیدگی میں بھی اسکے سامنے آجاتا ہے تو یہ دیکھ لیتا ہے اور ملکہ مہرخ جادو بھی بیٹھی ہے کہ اک مرتبہ چہار چشم جادو نے آنکھیں بند کیں کچھ دیر کے بعد اچھل پڑا اور کہا وہ مارا ضحاک شاہ نے کہا کیا ہوا - چہار چشم جادو نے عرض کی کہ جو کچھ ہوا وہ سامنے آیا چاہتا ہے طلسم کشا گرفتار ہو گیا مہلیل نظر بند طلسم کشا کو لیے ہوئے چلا آتا ہے اور بازی گر جادو بھی آتا ہے لیکن اسرار رود شمشیر نے طائر سحر بھیجکر اور اہل لشکر کو آگاہ کر دیا ورنہ تمام لشکر اسیر بلا ہو جاتا ساحران بیابان معطا سب کو اسیر کرتے - ہنوز سخن ناتمام تھا کہ سامنے سے مہلیل نظر بند جادو نہنگ بنا ہوا نمودار ہوا اور سامنے آکر طلسم کشا کو اگل دیا شاہزادہ حرارت شکم نہنگ سے بیہوش ہو گیا تھا ضحاک مارگزیدہ نے آہنگروں کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں ہاتھ پاؤں میں ڈلوا دیں اور گلے میں طوق خاردار پہنا کے ہوشیار کیا جب شاہزادہ کو ہوش آیا آنکھ کھولی اپنے کو اک بارگاہ میں دیکھا اور اسیر غل و زنجیر پایا سمجھ گئے کہ میں اسیر ہو کر دربار بادشاہ طلسم میں آیا ہوں فرمایا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو خدائے واحد دیکتا کو برحق جانتا ہو اور محمد مصطفےٰ کو اُسکا رسول مانتا ہو کسی نے جواب سلام نہ دیا غیب سے جواب سلام کی آواز آئی مہرخ جادو نے کہا اے طلسم کشا کیا تجھے اس دن کی خبر نہ تھی جو بہا ہی کر کے تو اسطرف آیا تھا فرمایا یہ گردش ہے زمانے کی کبھی دور فلک خوش کرتا ہے کبھی رنج دیتا ہے اگر قسمت میں میری فتح طلسم ہے تو اس قید سے پھر چھوٹونگا اور تم سب کو تہ تیغ بیدریغ کرونگا مہرخ جادو نے کہا کہ اگر قتل ہو جاؤگے تو کیونکر چھوٹوگے فرمایا کہ قتل کرنا کسی کے اختیار کی بات نہیں ہے یہ اُس پروردگار عالم نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے ورنہ ایک صحرا میں آہو بھی رہتے اور شیر بھی رہتے ہیں جس آہو کی قضا ہوتی ہے وہی شکار ہوتا ہے ورنہ اگر شیر کے اختیار میں آہوؤں کی موت ہوتی تو کوئی آہو شیر کے جنگل میں باقی نہ رہجاتا مہرخ جادو نے کہا کہ ہمارے اختیار میں تمھارا قتل ضرور ہے مگر تم لوگ ایسے منحوس ہو کہ تمکو قتل کرکے اپنی جان عذاب میں لانا ہے بانیان طلسم کی تحریر نے مجبور کر دیا ہے کہ جو مقام خون طلسم کشا سے رنگین ہوگا وہ حشر تک آباد نہ ہوگا ہمیں بربادی طلسم منظور نہیں ہے ورنہ اسی جگہ تمکو قتل کر ڈالتے فرمایا کہ بانیان طلسم دھوکا دیگئے ہیں دشمن کو جہاں قابو پائے زندہ نہ رکھے اگر بانیان طلسم تمھارے دوست ہوتے تو لوح طلسمی بنا جاتے جس سے تم لوگوں کے سحر باطل ہوتے میں مہرخ جادو نے کہا کہ اے طلسم کشا اسوقت ہم ہر طرح کا اختیار رکھتے ہیں اور تم بالکل بے اختیار ہو اگر صلح کرلو تو ہم آمادہ ہیں جو جو مقامات تمنے فتح کر لیے ہیں انپر تمھارا قبضہ رہے اور جو مقام باقی رہگئے ہیں انپر بادشاہ طلسم کا قبضہ رہے اور چند اور بھی تحائف طلسمی ہم تمکو دلا دونگی جو آجتک چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ ہم تاج بخش ہیں

فوج گیر طلین میں یہ سنکر شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو جو مقامات میں نے
فتح کرلیے ہیں وہ بھی تمھارے سپرد کردوں مجھے کسی کے ملک ومال سے کام نہیں ہے میں تو گرفتاری
الوان تاجدار کے واسطے آیا ہوں اگر آپ باندھ کر میرے حوالے کردو تو مجھے تمھارے دین مذہب
سے بھی بحث نہیں ہے میں فوراً واپس چلا جاؤنگا اور اسرار روشن ضمیر کو کسی دوسرے طلسم کا حاکم کردونگا
اور اس بادشاہ سے صفائی بھی کرادونگا یہ مردانہ گفتگو شاہزادہ عادل کی سنکر اہل دربار کو حیرت تھی
اور الوان ملعون تھر تھر کانپ رہا تھا اب اسکے چار پیکر اور باقی رہگئے ہیں جنمیں پیکر اصلی یہی ہے جو
ہر وقت جنتاک کے ساتھ رہتا ہے اور وزیر درجہ دوم ہے مہرخ جادو نے کہا کہ اگر ہم الوان کو تمھارے
حوالے کردیں تو زمانہ ہمکو کیا کہیگا اسنے یہاں آکر امن پناہ لیا ہے فرمایا کہ جسطرح تمکو اپنی بات کا خیال
ہے اسیطرح مجکو بھی اپنی بات کا پاس ہے میں اگر بغیر قتل الوان واپس جاؤنگا تو مجھے لوگ نہ کہینگے
اسی منھ پر فتاحی منطاق باطن کا دعوے کرتے تھے مہرخ جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی
نشہ تیز اہرن نہیں ہوا ہے تونے بادشاہ طلسم کو بالکل مجبور دے لیس سمجھ لیا ہے خیر دیکھا جائیگا لیجاؤ
اسکو اور مہمان نواز جادو کے سپرد کرو میں بعد چالیس روز کے طلسم کشا کو میدان مخفی میں قتل کرونگی
کیدو چار جی سے کہ چابج دیدے کہ جسے دعوے رہائی طلسم کشا ہو وہ میدان مخفی میں آکر قیصر لیجائے
یہ الگمنٹ اسکو سمجھ بادشاہ معزول نامعقول کا ہے دیکھوں تو اسرار روشن ضمیر اس مقام تک کیونکر
پہونچتا ہے اور طلسم کشا کو کسطرح رہا کر لیجاتا ہے حسب الحکم ملکہ مہرخ جادو شاہزادہ کو لیجاکر مہمان نواز
جادو کے سپرد کیا اور مہرخ جادو بادشاہ طلسم سے رخصت ہوکر طرف میدان مخفی کے برائے تیاری
میدان طولانی روانہ ہوئی - اب یہ تو وہاں پہونچکر مصروف چلہ کشی ہوئی ہے لیکن حال عادل کیوان شکوہ
کا سنیے کہ جسوقت مہمان نواز جادو انکو لیکر داخل قصر ہوا ہے اور نظر عادل کی سکندر و رفیع البخت
پر پڑی تو نہایت تعجب ہوا پوچھا آپ لوگ یہاں کب پہونچے انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے پہلے
اسیر ہوئے افسوس کہ بعد ہمارے آپ بھی اسیر ہوکر اسی مقام پر آگئے معلوم ہوتا ہے کہ ستارہ
اہل اسلام کا گردش میں ہے صاحبقران اور اولاد صاحبقران نے زمانہ سابق میں بڑے بڑے
طلسم توڑے لیکن ہم سے آپ سے کچھ نہو سکا عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ آپ بددل نہون
یہ سب کے واسطے ہوا ہے کہ قید بھی ہوئے میں پھر چھوٹے ہیں اور طلسم کو توڑا ہے میں تو تین درجہ
طلسم کے توڑ چکا ہوں اب صرف چار درجہ اور باقی رہگئے ہیں لوح چھن گئی اور میں گرفتار ہوکر
اس مقام پر آیا لیکن میرے جان نثار ایسے نہیں ہیں کہ مجکو ایسے حال خراب میں رہنے دیں اور فکر
رہائی نکریں میں نے بادشاہ سابق کو جو اسیر تھا قید سے رہا کیا وہ اپنی فوج فراہم کر رہا ہے یقین ہے کہ
جسوقت اسکو خبر اسیری پہونچیگی اسی وقت وہ فکر رہائی میں چلیگا - مہمان نواز جادو جس روز کسی قیدی کو
لاتا ہے اس روز تو دکھائی دیتا ہے اور بعد اسکے پھر پتا بھی نہیں لگتا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
ہاتھ مہمان نواز جادو کا پکڑے ہوئے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے مہمان نواز جادو اس فکر میں
تھا کہ ہاتھ چھوٹے تو میں حسب قاعدہ اپنے مقام پر چلا جاؤں - شاہزادے نے پلٹ کر ارشاد کیا کہ اے
داروغہ زندان تو اپنے فرض منصبی کو ادا کر ہمیں تم سے عداوت نہیں ہے لیکن ہم سے اس بات کا وعدہ
کر کہ جسوقت ہم تجھے بلائیں اسوقت ہمارے پاس چلا آنا - سکندر رستم ثانی اور رفیع البخت اور سہراب
ثانی نے کہا کہ یہ سنا جس روز یہ قیدی کو پہونچانے آتے ہیں اسکے بعد پھر صورت انکی نہیں دکھائی دیتی

اور ہم لوگوں کو اس قید میں تکلیف کسی قسم کی نہیں ہے سوا اسکے کہ آزادی نہیں حاصل ہے۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگر یہ مہمان نواز ہے تو ہم میزبان نواز ہیں جیسا برتاؤ یہ ہمارے ساتھ
کریگا ویسا برتاؤ ہم اسکے ساتھ کرینگے مہمان نواز جادو نے یہ تقریر جو عادل کیوان شکوہ کی سُنی
جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک پرچہ کو پڑھا بعد اسکے قلمدوات و کاغذ نکالکر پیش کیا اور عرض کی کہ یہ
رقعہ انجام زندان کی عیاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی قیدی اس زندان میں نہیگا
جو زمانہ قیدی آخر کے آنے کا ہے یہ وہی سنہ ہے لہذا معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہیں ایک تحریر
اسی مضمون کی لکھ دیجیے تو جو کچھ میں قید کی حالت میں تو میرے ساتھ کریگا اُسکا معاوضہ میں اپنے
عہد حکومت میں تیرے ساتھ کرونگا شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ اے مہمان نواز جادو جب تو یہ
جانتا ہے کہ میں فتاح طلسم ہوں تو مجھے رہا کیوں نہیں کر دیتا ہے مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے
شہریار اگر میں آپ کو رہا کر دونگا تو میرے اہل و عیال جو قبضۂ بادشاہ میں ہیں سب قتل ہو جائینگے
علاوہ اسکے آپ پاس لوح طلسمی موجود نہیں ہے ابھی رہا ہو جیے گا ابھی پھر گرفتار ہو کر کسی سخت
مقام پر بھیج دیے جایئے گا جہاں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑینگی اور یہاں تو سوا تنہائی
کے کوئی تکلیف نہیں ہے اگر آپ فتاح طلسم ہیں تو آپ کی رہائی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے
جایئے اور امتحان کر لیجیے فرمایا کہاں۔ مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اس باغ کے مغرب کی طرف
ایک دروازہ لگا ہوا ہے اور بیچ دروازے میں ایک فیل آہنی زمین پر نصب ہے بانیان طلسم لکھ گئے
ہیں کہ جو اس فیل کو ایک ضرب گرز زمین میں غرق کر دے وہی طلسم کشا ہے جس وقت فیل بالکل غرق
ہو جائیگا تو راہ صاف ہو جائیگی دروازے کے اُس طرف اسلحہ و آلات حرب دھرے ہیں جس میں
ایک کمان ہے کہ وہ آج تک کسی سے کھنچ نہ سکی اور ایک گرز ہے جسکا لنگر کسی سے سنبھل نہ سکا
جو طلسم کشا ہوگا وہ اُس گرز کو اُٹھا لیگا اور کمان کو بھی کھینچ لیگا بعد لوح ملنے کے ان دونوں چیزوں
سے بڑا کام نکلیگا یہ سُنکر شاہزادہ نہایت خوش ہوا مہمان نواز جادو کو بھی زبردستی بٹھایا اور سند تحریر
کر کے اُسکے سپرد کی بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم فر اور رفیع البخت اور رستم ثانی اور عادل کیوان شکوہ
مع مہمان نواز جادو جانب مغرب روانہ ہوئے جس وقت قریب پہنچے تو دیکھا کہ واقعی میں ایک دروازہ
ہے کہ انہیں پٹ نہیں ہیں راستے کو ایک فیل روکے ہوئے ہیں بس رستم ثانی نے دوڑ کر پشت
فیل پر گرز مارا گرز پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور فیل سینے تک غرق زمین ہو گیا لیکن
پھر بلند ہو کر جس جگہ تھا وہیں قائم ہو گیا مہمان نواز جادو کے تو ہوش اُڑ گئے کہ یہ انسان کی طاقت
ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے زبردست ہے بعد رستم ثانی کے رفیع البخت نے گرز مارا انکے گرز سے
فیل گردن تک غرق زمین ہو گیا سکندر و عادل وغیرہ نے بہت تعریف کی لیکن فیل پھر اُبھر کر ظاہر ہوا
اب سکندر رستم فر بڑھا اور اسنے دیو ہیتمن والے گرز کو جو بیس سو من کی ضرب تھی سر پر چرخ دیکر
دو دستی ضرب لگائی کہ تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور فیل غرق زمین ہو گیا لیکن ذرا سی مستک باہر رہ گئی
تھی کہ اس ضرب پر مہمان نواز جادو کے ہوش پراگندہ ہو گئے رفیع البخت کو کسقدر شرمندگی سی ہوئی
اور عادل کیوان شکوہ نے نہایت تعریف کی لیکن فیل پھر زمین سے اُبھرا اور جسقدر بلند تھا اُسیقدر
بلند ہو گیا اب آستینوں کو اُلٹ کر عادل کیوان شکوہ اپنے گرز گران سنگ کو سنبھال کر فیل کی طرف بڑھے
اور گرز کو سر پر چرخ دیکر بیتر سے ضرب لگائی اگرچہ گرز انکا صرف اٹھارہ سو من کا مثل گرز سام نریمان

کے تھا لیکن ویسی ضرب لگائی کہ فیل مع کلہ گرز غرق زمین ہوگیا اور پھر نہ اُبھرا۔ اُسوقت سکندر نے دوڑ کر
ہاتھ چوم لیے اور نہایت تعریف کی اور کہا کہ میں تو بہادر پرست اور سپاہی دوست ہوں مہمان نواز
جادو سمجھ گیا کہ بیشک یہ طلسم کشا ہے اور اب زمانہ بربادی طلسم کا قریب آگیا مہمان نواز جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار اب پلٹ چلیے ایسا نہو کوئی فتنہ برپا ہو آجتک اکثر پہلوانان طلسم نے قوت
آزمائی کی مگر ایسا نہیں ہوا کہ کسی کی ضرب سے پورا فیل غرق زمین ہوگیا ہو یا غرق ہونے کے بعد اُبھر نہو
شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ اُسطرف چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہے مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ غلام کو
اجازت ہو تو جاوے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جسوقت کھانا آیا کرے تم بھی ساتھ آیا کرو مہمان نواز جادو نے
عرض کی کہ میں خود ہی آج سے دونوں وقت حاضر ہوا کرونگا یہ کہکر مہمان نواز جادو تو رخصت ہوا لیکن
سکندر نے کہا کہ اے برادر اب شام قریب ہے بہتر یہ ہے کہ کل صبح کو چلیے گا اور دیکھیے گا کہ یہاں کیا ہے
اب آج چلکر آرام سے بیٹھیے شاہزادہ نے رائے سکندر رستم فر کی پسند فرمائی اور واپس آیا
جسوقت یہ سب کے سب داخل قصر ہوے تو دیکھا کہ تمام سامان راحت مہیا ہے اور خوان کھانے کے
رکھے ہوے ہیں اور خود مہمان نواز جادو بھی بیٹھا ہے اور کچھ خادم و خدمتگار بھی حاضر ہیں رفیع البخت
وغیرہ کو اس بات پر رشک ہوا کہ ہمارے واسطے یہ سامان نہ تھے جو اس نقابدار کے لیے ہوے ہیں
مہمان نواز جادو نے دسترخوان بچھوا دیا اور عرض کی کہ میں اسی خدمت کے انجام دینے کے واسطے
حضور سے رخصت ہو کے چلا گیا تھا اب خاصہ تناول فرمائیے سب شاہزادوں نے ساتھ بیٹھکر کھانا
کھایا پانی پیا جسوقت آسودہ ہولیے تو کچھ دیر تک بیٹھے ہوے باتیں کیا کیے جب وقت سونے کا آیا تو
اپنی اپنی خوابگاہ میں جا کر آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوے تو حوائج ضروری سے فراغت حاصل کی اور طرف
دروازہ مغرب کے روانہ ہوے کہ چلکر دیکھنا چاہیے کہ وہاں کیا ہے جسوقت دروازہ سے گذر کر اُسطرف
گئے تو دیکھا کہ اک میدان وسیع ہے جسمیں سبزہ نہایت حسن و خوبی کے ساتھ لہلہا رہا ہے اور ایک حجرہ
بہت بڑا بنا ہوا ہے حجرے کے دروازے پر بھی ایک شیر آہنی نصب ہے اور سامنے شیر کے اک سنگ
سپید نصب ہے اسطرح کہ جو شخص شیر تک جانا چاہے تو اُسی سنگ پر سے گذرے تو شیر تک پہونچ سکتا ہے
جیسے ہی یہ چاروں شاہزادے اُس سنگ سپید پر پہونچے اور شیر دبا شیر در حجرہ سے پہلو پر آگیا
راستہ حجرہ کا کھل گیا یہ سب کے سب اندر حجرے کے داخل ہوے دیکھا کہ تمام حجرہ اسلحہ و آلات حرب
سے مملو ہے ایک جانب ایک کمان بزرگ رکھی ہے اور اُسی کے برابر ایک عمود گران سر جسکا کلہ کلہ گرگدن
سے مشابہ ہے اور ایک جانب ایک تیر ایک سمت ایک نیزہ طویل ہے جاتے ہی سہراب بن رستم نے
کمان اُٹھالی اور زور کیا وہ توانا تھے کمان تھی مگر پوری کمان نہ کھینچ سکی رفیع البخت نے زور کیا کچھ زیادہ
کھینچ لے گئے پھر سکندر نے زور کیا وہ حد کمان کے کھینچنے کی تھی اُتنا کھینچ لیا لیکن توڑ ڈالنے کا قصد
کیا کمان لچک کے رہگئی ٹوٹ نہ سکی اب عادل کیوان شکوہ نے کمان پر زور کیا پوری کمان انھوں
نے بھی کھینچ لی اور چاہا کہ توڑ ڈالوں گوشہ سے گوشہ لگ گیا مگر کمان نہ ٹوٹی سکندر رستم فر نے نہایت تعریف
کی اور کہا کہ یہ صفت کمان کی ہے کہ نہ ٹوٹی گوشہ سے گوشہ ملگیا ورنہ آپ نے اسکے توڑ ڈالنے میں کوئی
دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا بعد اسکے گرز پر زور ہونے لگے کلہ گرز پر دُنبالہ اُسکا تحریر تھا کہ یہ ضرب مجلس میں
کی ہے سہراب بن رستم ثانی نے زور کرکے گرز کو اُٹھا تو لیا مگر اتنی تاب نہ تھی کہ ضرب لگا سکتے گرز رکھ دیا
بعد اُسکے رفیع البخت نے زور کیا انھوں نے بھی گرز کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیا وہ شیر و دروازہ حجرہ

نصب تھا اُسی پر ضرب لگائی تو گرز ہاتھ سے نکل گیا سکندر رستم فر نے گرز اٹھا لیا اور دو دستی
ضرب لگائی ضرب پوری پڑی کہ یہ چوبیس سو من کی ضرب کا عادی تھا آخر عادل کیوان شکوہ نے گرز کو
اٹھایا اور شیر پر چرخ دیکر اس طرح ضرب لگائی جسطرح اٹھارہ سو من کے گرز کی ضرب فیل پر لگائی
تھی جو حالت فیل کی ہوئی تھی وہی حالت شیر کی بھی ہوئی کہ غرق زمین ہوگیا اس سے پہلے
حجرے میں داخل ہونے وقت شیر راستہ دیدیتا تھا لیکن جو شخص حجرے میں داخل ہوتا تھا
وہ پھر نہ نکل سکتا تھا بڑے بڑے پہلوان اسلحہ پر دور کرنے آئے اور پھر اسی حجرے میں
ضرب تڑپ کے مرگئے جا بجا ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں بعد زور آزمائی کے جو اسکو حجرے کی تہ کا
ہوا وہ اُسنے پہن لیا اور حجرہ سے نکلکر چلے گئے کہ سامنے سے مہمان نواز جادو دکھائی دیا
سلام کیا اور عرض کی کہ مبارک ہو کہ یہ مرحلہ بھی آپ نے سر کیا یہ سب علامتیں آپکے فتح
طلسم ہونے کی ظاہر ہوتی جاتی ہیں اب تشریف لیچلیے اور خاصہ تناول فرمائیے کہ زیادہ دیر
انتظار کرنا آئین طلسم کے خلاف ہو جائیگا اے شہریار ابھی وقت ظاہری مخالفت اور سرکشی کا
نہیں ہے پھر یہ شاہزادے ہمراہ مہمان نواز جادو کے اندر قصر کے آئے اب انھیں تو مصروف
دعوت و ضیافت رکھا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مہتر طیفور بن شابور عیار نقابدار ابلق سوار کے تحریر کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت یہ اپنے آقائے نامدار سے رخصت ہو کر لشکر میں آیا ہے تو اسے نہایت صدمہ تھا اور
سوچتا تھا کہ نہیں معلوم انپر کیا گزری ایک روز خواب میں دیکھا کہ شاہزادہ بسلاسل و مطوق
گردن جھکائے بیٹھا ہے اور گرد کفار کا ہجوم ہے یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی کچھ رات باقی تھی اسیوقت
اسنے کوچ کیا اور طرف قلعہ قہار بازان کے روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا تو متردد ہوا
کہ کس تدبیر سے اندر قلعہ کے جاؤن کہ دیکھا سامنے سے اک نامہ دار چلا آتا ہے آنکھون سے
نامہ دار کے آنسو جاری ہیں جسوقت وہ نامہ دار بھی سامنے قلعہ کے پہونچا تو اہل قلعہ نے پوچھا کہ
تو کون ہے اور کسکا نامہ لیکر آیا ہے نامہ دار نے کہا کہ میں فرستادہ قہار جادو ہوں اور خبر یہ لیکر آیا ہوں
یعنی طلسم کشا در مراد پر بہ نیکر اسیر ہوگیا دروازہ قلعہ کا کھلا اور ایک شخص آکر نامہ لیگیا نامہ دار
رخصت ہوا مہتر طیفور ان باتون سے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے اہل قلعہ مطیع ہوگئے اور شاہزادہ
کسی دوسرے مقام پر پہونچکر اسیر بلا ہوا اپنے کو ظاہر کرنا مناسب نہ جانا جسوقت قاصد جواب خط
لیکر پلٹا ہے تو یہ بھی ساتھ ساتھ قاصد کے چلا جب تا صدر اس مقام پر پہونچا جہان لشکر ساحران
مطیع اسلام کا اترا ہوا تھا تو دیکھا کہ عجب ہنگامہ برپا ہے تمام ساحران کس آدمی بیٹھے ہیں دو
ساحر اور ایک ساحرہ جو بظاہر معزز اور سردار معلوم ہوتے ہیں وہ اک مقام پر کھڑے کچھ باتیں
کر رہے ہیں عیار قریب آ نکلے گا کہ سنوں کیا باتیں ہو رہی ہیں جسوقت قریب پہونچا اور انھون
نے اک نئے آدمی کو دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو چونکہ مہتر طیفور بادیہ گرد پر ظاہر ہو چکا تھا کہ یہ سب
دوست ہیں انمیں کوئی دشمن نہیں ہے لہذا صاف صاف بیان کر دیا کہ میں طلسم کشا کا عیار ہوں
اسوقت تک سہاسے جادو نے کہا کہ تمہارا آقا اسیر طلسم ہوگیا ہے تم اگر فکر رہائی کر سکتے ہو تو کرو۔

مہتر طیفور بادیہ گرد نے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ مین اسی غرض سے آیا ہون لیکن معاملہ طلسم کا ہی نہ یہان کے مقامات سے مجکو آگاہی ہی اور نہ راستون سے واقف ہون سیماے جادو نے کہا کہ زندان تک پہونچا دینا میرا کام ہی اور شاہزادے کو رہا کرنا تمھارا کام ہی مہتر طیفور بادیہ گرد نے اون ساحرون کو پوچھا کہ یہ کون ہی اور یہ کون ہی سیماے جادو نے بیان کیا کہ سب ملازمان طلسم کشا کے ہین اُسوقت مہتر طیفور بادیہ گرد نہایت خوش ہوا کہ میرے آقا نے طلسم مین آتے ہی بڑی شوکت پیدا کی اور سیماے جادو سے کہا کہ مجکو اُس زندان تک پہونچا دو جہان آقا میرا قید ہی سیماے جادو نے کہا کہ آج یہان آرام سے بسر کرو کل تمکو پہونچا دونگی ابھی مفصل نہین معلوم ہوا ہی کہ طلسم کشا کس مقام پر قید ہی اور ایک نامہ بادشاہ سابق طلسم اسرار روشن ضمیر کو بھیجا ہی کل تک اُسکا جواب بھی آجائیگا اور سب حال مفصل معلوم ہو جائیگا کہ ہم لوگون کو کیا کرنا چاہیے آیا زندان پر فوج کشی کرین یا وہ بطور بروج کی فکر مین جائین کیا کرین کیا نکرین مہتر طیفور بادیہ گرد نے قیام کیا رات بسر کی صبح کو جواب نامہ اسرار روشن ضمیر کی طرف سے آیا خمار جادو نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خمار جادو مہرخ جادو تیاری میدان قوی کر رہی ہے اور شاہزادہ مہمان نواز جادو کا مہمان ہی ابھی ایام نحس در پیش ہین تم لوگ جہان جگہ ہو وہین قیام رکھو دوسرے علمنامہ کے منتظر رہو جسوقت ایام نحس نکل جائینگے تو مین تمکو اطلاع دونگی جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا اور شاہزادے کی طرف سے اطمینان رکھو کہ زندان بھی پائمال لوگون کے واسطے مثل گھر کے ہوتا ہی یہ جواب نامہ کا پڑھکر ان لوگون نے تو قیام کیا لیکن مہتر طیفور نے کہا کہ اے سیماے جادو تم مجھے اُس جگہ تک پہونچا دو جہان آقا میرا قید ہے سیماے جادو نے کہا کہ بہتر اُسی وقت سیماے جادو نے مہتر طیفور پر گرگی اور لیکر بلند ہوئی اور کچھ دیر کے اک صحراے سبزہ زار مین اتری طیفور متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا تو سیماے جادو نے کہا کہ اے مہتر طیفور زندان کے چار رستے ہین جنمین تین راستے طلسم بند ہین کہ اُس طرف سے تو سواے ساحر کے غیر ساحر کا جانا ممکن ہی نہین اور ساحر بھی جا سکتا بسبب نگہبانان زندان سے زبردست ہو اب رہا ایک رستہ اُس طرف سے ساحر کا جانا بھی ممکن نہین اسلیے کہ باغ آتش بہار ہی بعد باغ کے محل شاہی ہی جسمین دختر ضحاک شاہ ملکہ دل آرا جادو رہتی ہی اب تمھین اختیار ہی کہ جس صورت سے جا سکتے ہو جاؤ مہتر طیفور نے کہا کہ کبھی اس صحرا مین بھی کوئی آتا ہی سیماے جادو نے کہا کہ نگہبان باغ آتش بہار ملکہ شعلہ عذار جادو کی یہ سیرگاہ ہی مہتر طیفور نے کہا کہ بس اب تم جاؤ مین جانے کی راہ پیدا کر لونگا سیماے جادو وہان سے چلی آئی اور مہتر طیفور بادیہ گرد نے صورت اپنی اک گویے کی بنائی اور جوڑی [illegible] کے کسوت عیاری سے نکال کر بجانا شروع کی تھوڑے ہی عرصہ مین یہ حالت ہوئی کہ چرند و پرند کا گرد مہتر طیفور کے ہجوم ہوگیا سب کے سب مبہوت ہو رہے تھے قضاے کار اک کنیز ملکہ شعلہ عذار جادو کی سیر صحرا کو آئی ہوئی تھی اُسنے جو یہ حالت دیکھی جاکر اپنی ملکہ شعلہ عذار جادو سے بیان کیا کہ واری جاؤن اک گویا نہین معلوم کہان کا مارا دھارا اُس صحرا مین نکل آیا ہی وہ وہ کچھ اس درد سے نے نوازی کر رہا ہی کہ چرند و پرند تک بیہوش ہین شعلہ عذار جادو نے کہا جاکر بلا لا کنیز اُسی وقت گئی جب سامنے مہتر طیفور کے پہونچی تو کہا کہ چلو تمکو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہے

مہتر طیفور نے اعتنا بھی نہ کی پھر کنیز نے کہا پھر کوئی جواب نہ دیا بلکہ نفرت سے منہ پھیر لیا تو کنیز کو
غصہ آیا بولی کہ شاید تو مجھ سے واقف نہیں کہ میں کون ہوں سیدھی طرح چلنا ہو چل ورنہ تجھے باندھ
کے لیجاؤنگی طیفور نے کہا کہ کیا میں تیرے باپ کا نوکر ہوں یا تیری ملکہ کا دیا ہوا کھاتا ہوں میں
اک مرد سیاح ہوں آزادی میرا پیشہ ہے جہاں جی چاہا وہیں بیٹھ گیا اور اپنا دل خوش کر لیا اگر تو
دل میں سمجھی ہو کہ میں گویا ہوں تو دراصل گویا نہیں ہوں بلکہ اپنے ملک کا شہزادہ ہوں شوق
علم موسیقی نے میری یہ حالت بنائی ہے بس جا چلی جا اور اگر بہت تیری ملکہ کو اشتیاق ہے تو وہ
خود یہیں آکر گانا میرا سن لے یہ سنکر وہ کنیز پلٹ گئی اور جاکر شعلہ عذار جادو سے تمام کیفیت بیان
کی ملکہ شعلہ عذار جادو کو اشتیاق پیدا ہوا کہ صاحب کمال بھی ہے اور شاہزادہ بھی ہے اسکی پیشوائی میں
کچھ قباحت نہیں ہے اور شاید یہی غرض بھی اسکی ہو کہ ملکہ خود پیشوائی کو آئے تو جاؤں۔ یہ سوچکر اپنے
مقام سے اٹھی اور اس مقام پر آئی جہاں طیفور بیٹھا ہوا گل نوازی کر رہا تھا۔ طیفور نے جو شعلہ عذار
جادو کو اپنی طرف آتے دیکھا تعظیم کو اٹھا اور کہا کہ کیا تمہارے شہر کی یہی تہذیب ہے کہ اگر کوئی شاہزادہ
یا شہریار زادہ آ نکلے تو اسکو ذلت کی نظر سے دیکھیں۔ شعلہ عذار جادو نے عذر کیا کہ معاف کیجیے گا
میں نہ جانتی تھی کہ آپ شاہزادے ہیں آپ نے ایسا بانا کیوں اختیار کیا کہ دھوکا ہوا طیفور نے
کہا کہ جب میں بے سروسامان ہوں تو میرے واسطے ایسا ہی لباس مرتب ہے تاکہ عوام نہ پہچان
سکیں اور جاننے والے جان لیں۔ ملکہ نے کہا کہ اچھا اب تشریف لے چلیے اور دعوت اس کنیز کی
قبول کیجیے طیفور شعلہ عذار کے ساتھ ہوا اپنی جگہ [illegible] نظر طیفور کی شعلہ عذار پر پڑی ہے اور
شعلہ عذار نے طیفور کو دیکھا ہے ایک دوسرے کا دلدادہ و شیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی مہر خاموشی دونوں
کی زبان پر ہے شعلہ عذار اظہار مہمان نوازی کیے جاتی ہے اور طیفور زیر بغل لیے احسان لیتا ہوا
چلا جاتا ہے طیفور کیسے ہوئے باغ آتش بہار میں آئی دیکھا طیفور نے کہ باغ میں جسقدر درخت
ہیں سب [illegible] رنگ برگ و بار گل و ثمر سرخ رنگ کے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام باغ میں آگ لگی ہوئی ہے
طیفور حیرت سے سیر باغ کرتا ہوا ہمراہ ملکہ کے قصر تک پہنچا یہ قصر بھی سرخ رنگ کا تھا
شیشہ آلات وغیرہ بھی اسمیں سرخ تھے ملکہ نے مسند سرخ رنگ پر طیفور کو بٹھایا اور کنیزوں کو اشارہ
کیا کہ تمام ساز و سامان راحت دم بھر میں مہیا ہو گیا پہلے دسترخوان بچھ گیا ملکہ نے کہا کہ آپ تشریف
لائیے اور جو کچھ نان و نمک ہے اسکو قبول فرمائیے۔ طیفور نے زیادہ انکار مناسب نہ جانا کہ افشاے راز
کا خیال تھا لیکن خشک غذا و نیز اکتفا کی کچھ میوہ وغیرہ کھا لیا ہر چند شعلہ عذار نے اور طعاموں کی نسبت
اصرار کیا لیکن طیفور نے انکار کیا اور ٹال دیا اسطرح کہ ملکہ کو ذرا بھی نہ معلوم ہو جب کھانے پینے سے
فراغت ہو چکی تو ملکہ نے گانیوں کو اشارہ کیا اسی وقت گانیں حاضر ہو گئیں اور ساز ملانے لگیں
ابھی دیر تک سلسلہ باتوں کا استفسار حالات پر مبنی رہا ملکہ نے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہے آپ کس شہر کے
شاہزادے ہیں اور طلسم میں کیونکر آ نکلے۔ طیفور نے فرضی نام بتا دیا اور شہر بھی فرضی نام رکھ کے
بتا دیا اور طلسم میں آجانے کی یہ وجہ بیان کی کہ راہ بھول کر اسطرف آ نکلا اب طیفور نے ملکہ سے بھی
سوال کیا کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اور بتائیے کہ آپ بادشاہ طلسم سے
کون ہیں شعلہ عذار جادو نے بیان کیا کہ میں دختر ہوں قوت بازوے سلطنت وزیر اعظم دستور معظم
[illegible] چہار چشم جادو کی چونکہ میرے باغ سے ملحق وہ محل شاہی ہے جسمیں دختر بادشاہ ملکہ دل آویز جادو

رہتی ہی اسوجہ سے اس باغ میں میں رہتی ہوں کہ ملکہ کی حفاظت بھی کرتی رہوں اور جسوقت ملکہ یاد کرے تو جلد پہونچ بھی جاؤن۔ یہ سنکر طیقور دل میں نہایت خوش ہوا کہ قدم جتنے معلوم ہوتے ہیں بعد اس گفتگو کے ناچ شروع ہوا ملکہ جب ناچ دیکھ چکی تو گانے کا حکم دیا اور عشرت انگیز مغنیون کی فرمایش کی گانیون نے گانا شروع کیا ملکہ کچھ ایسی متاثر ہوئی کہ بے اختیاری کے ساتھ رونے لگی کچھ تو اسکے دل کو آتش عشق نے گداز کر دیا تھا کچھ رات دن کی افواہین پریشان کیے ہوے تھین ہر وقت یہ خیال پیش نظر تھا کہ اب طلسم برباد ہوگیا اور اب طلسم کشا آگیا جس روز سے شعلہ عذار نے گرفتاری طلسم کشا کی خبر سنی تھی اُس روز سے صحبت رقص و سرود میں بیٹھتی تھی ورنہ ہر وقت متردد و متفکر رہتی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی جسوقت طیقور نے جو شعلہ عذار کے رخسار آتشین پر قطرات اشک بہتے دیکھے بیتاب ہوگیا کہا اے ملکہ تمھاری اشک ریزی کا کیا سبب ہی شعلہ عذار نے کہا کہ اسوقت نیرنگی زمانہ پر میری نظر ہی اور میں دیکھتی ہوں کہ ہر بہار کے واسطے اک روز خزان بھی رکھی ہوئی ہی تو مجھے یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ وقت میری آنکھوں کو بھی دیکھنا پڑے جسکی خبر بانیان طلسم دیگئے ہیں اور سنتی ہوں کہ طلسم کشا نے تین مرحلے اسطرح شکستہ کر دیے کہ جیسے کبھی تھے ہی نہیں اور مراحل طلسمی سے زیادہ سخت دریاے ریگ روان کا معاملہ تھا کہ وہاں اسرار روشن ضمیر بادشاہ سابق طلسم کا جسکے نام سے یہ طلسم اسرار باطنی موسوم ہی قید تھا۔ طلسم کشا نے سیال جادو کو مار کر بادشاہ معزول کو رہا کیا اب وہ بادشاہ طلسم کشا کا مطیع ہوگیا ہی ہر چند کہ طلسم کشا سے لوح بھی چھین گئی اور وہ بھی طلسم کشا قید ہے لیکن اب اُسکے رہا کرنے والے ایسے ایسے لوگ ہیں کہ اُسکا قید رہنا مشکل ہی رہا ہونا مشکل نہیں طیقور نے کہا کہ ایسے دشمن قوی کو بادشاہ طلسم نے قید کیون کیا قتل کیون نہ کر ڈالا ملکہ شعلہ عذار نے کہا کہ بانیان طلسم نے کسیکا قتل اندر حدود طلسمی کے جائز نہیں رکھا ہی اور بیرون طلسم لیجا کے قتل کرنے میں طلسم کشا کے رہا ہو جانے کا خوف ہی ہان ملکہ مہرخ جادو نے دعوی قتل طلسم کشا کا کیا ہی اور تیاری میدان قتال کی فکر میں گئی ہوئی ہین لیکن جا بجا بہس روز میں سامان محاربہ تیار ہوگا اگر اس اثنا میں طلسم کشا رہا ہوگیا اور لوح طلسمی اُسکے ہاتھ آگئی تو پھر کچھ نہیں ہو سکتا اور طلسم کشا کی خیریت نہیں ہی ہر نوع آجکل زمانہ نہایت پر آشوب ہو رہا ہی یہی وجہ میرے حزن و ملال کی ہی طیقور کو باتون باتون میں تمام معاملات دریافت ہوگئے بعد اسکے طیقور نے حسب فرمایش ملکہ شعلہ عذار بسی خوش نوازی کی کہ محو کر دیا ایک تو ملکہ کی طبیعت پہلے ہی راغب تھی اب بالکل ہی شیفتہ و فریفتہ ہوگئی اور طیقور کا دل بھی شعلہ عذار پر اسقدر مائل ہوا کہ قریب تھا کہ مارے دلی کا اظہار ہو جاے مگر بمصلحت ضبط سے کام لیا کچھ رات باقی تھی کہ صحبت برخاست ہوئی طیقور کے واسطے خوابگاہ آراستہ ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ میں گئی دونون نے آرام کیا بظاہر تو سو رہے لیکن در اصل دونون صبح تک بستر پر منھ لپیٹے پڑے رہے اسکو ملکہ کی مفارقت تڑپاتی رہی اور ملکہ کو اسکی فرقت بیچین کیا کی صبح کو وہ اُٹھے تو آنکھین دونون کی سرخ اور خمار آگین تھین کنیزین حاضر ہوئین آفتابہ اور تسلہ حاضر کیا منھ دھویا حاجت ضروری سے فراغ حاصل کرنے کے بعد پھر یکجا بیٹھے مگر کوئی سلسلہ باتون کا آغاز نہونے پایا تھا کہ اک کنیز نے آکر عرض کی کہ حضور کو ملکہ عالم یاد فرماتی ہین یہ سنکر مجبوری سے شعلہ عذار جادو اُٹھی اور طیقور سے کہا کہ مین آتی ہوں آپ تشریف رکھیے اور کنیزون کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ خبردار کسی قسم کی تکلیف نہونے پاے یہ کہکر شعلہ عذار جادو خدمت میں ملکہ دل آویز جادو کے چلی گئی۔ طیقور پر اتنی فرقت بھی ملکہ کی شاق تھی بیٹھا ہوا دل سے باتین کیا کیا

کنیزون سے کسی کام کے بہانے ایسی باتین ہوا کین کہ ملکہ کی کیا عمر ہی کنیزون نے کہا کہ اُنکے چہرہ سے سن و سال
ظاہر ہی بس یہ سن ہی کہ ابھی شادی نہین ہوئی ہی طیقور نے کہا کہ اکثر جادوگرنیون کو مین نے سنا ہی
کہ وہ سحر سے کم سن بنی رہتی ہین۔ کنیزون نے عرض کی کہ ہماری ملکہ کا سن ہی کم ہی تو وہ سحر سے کیون
کم سن بنین یا وہ یون ہی خوبصورت ہین تو انھین چہرہ پر غازہ سحر ملنے کی کیا ضرورت ہی یہ وہ لوگ
کرتے ہین جو در اصل سن رسیدہ اور بدصورت ہون تو فریب دینے کی غرض سے حسین بنجاتے ہین
ہماری ملکہ تو خود ہی پر جمال اور نوعمر ہین۔ جہر طیقور کو پھر بھی اطمینان نہوا کہ یہ حرامزادیان اصلی بھید سے
کیون واقف کرنے لگین خیر دیکھا جائیگا یہ ایسی بات نہین ہی جو پوشیدہ رہسکے یہ تو انتظار کی گھڑیان
بڑی سختی سے گذار رہا ہی لیکن حال ملکہ دل آویز جادو کا سنیے جسوقت شعلہ عذار جادو خدمت مین
ملکہ کی پہونچی سلام کیا۔ دل آویز جادو نے کہا کیون اے شعلہ عذار یہ زمانہ اس قابل ہی کہ جب ہم
تمھین بلائین تو آؤ جو دم ہی غنیمت ہی مجھے تمنے ساتھ کھیل کر بسر کی ہی کل سے اسوقت تک کس کام
مین رہین کہ ہمارا کچھ خیال تمکو نہ آیا۔ شعلہ عذار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ آفاق انھین
پریشانیون نے مجھے بیکار کر دیا ہی ہر وقت انجام کو سوچا کرتی ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کل ہی تمام رات
مجھے اس الجھن مین بسر ہوئی کہ ملکہ مہرخ جادو جو آپکی دادی ہین انھون نے تمام مین مشہور کر دیا ہی
کہ بعد چالیس روز کے طلسم کشا قتل ہو جائیگا جسے دعوی ہو وہ آکر جرم لیجائے بھلا اسکی کیا ضرورت
تھی جو کام کرنا تھا کیا ہوتا پہلے سے اظہار کر دینے مین ہزار طرح کے خلشے پیدا ہو گئے اسی وقت
سے مددگاران طلسم کشا اسکی رہائی کے درپے ہونگے اور آپ تو جانتی ہین کہ زندان طلسم کے تین
راستے نہایت سخت ہین صرف یہ ایک راستہ آسانی سے گذرنے کا ہی جہان مین مقیم ہون سنتی ہون
کہ بادشاہ سابق طلسم کشا کا شریک ہی اگر وہ آپڑا تو مین اس سے عہدہ برآ نہ سکتی ہون یہ سنکر دل آویز جادو
ہنسی اور کہا کہ اے شعلہ عذار کیا ہم سے زیادہ تمکو تردد ہوگا اگر خدانخواستہ کچھ ایسا گر ہوئی تو
ہمارا تخت ہی الٹ جائیگا لیکن یہ چندروزہ زندگی ہم پریشانیون مین کیون بسر کرین جیسی پڑیگی جھیل
لینگے اور یہ تو مین سمجھتی ہون کہ جو شخص جس فعل کو کرتا ہی اسکے نشیب و فراز کو خود سمجھ لیتا ہی اگر کوئی ساحر
تیرے باغ کی طرف سے رہائی طلسم کشا کو آنا چاہے تو کیا جان رکھتا ہی جن راستون کو تو سخت بتاتی ہی
وہ بھلا آسان ہین اور یہی راستہ سخت ہی جسوقت مددگاران طلسم کشا تیرے باغ آتش بہار مین قدم
رکھینگے تو اس باغ کا ایک ایک پتہ ایک ایک گل ایک ایک طلسم بنجائیگا یہ باغ آتش بہار خاص ملکہ
مہرخ جادو کی کائنات کا سحر ہی اسکا مٹانا انھین کا کام ہی جنھون نے اسکو بنایا ہی اور بادشاہ معزول
کی اب یہ طاقت نہین ہی کہ وہ کلہ بکلہ مقابلہ کر سکے اسلیے کہ سحر اسکے سلب ہو گئے اب اتنا وقت کہان سے
کہان ممکن کہ پھر برسون ریاضت کر کے سحر کو زور دیسکے بس اب ان خیالات سے درگذر اور محفل عیش
کی تیاری کر آج میرا جی چاہتا ہی کہ شب ماہ ہی قصر الماس نگار مین شب ماہ کی تیاری ہو اور وہین
صحبت رقص و سرود آراستہ ہو شعلہ عذار جادو نے کہا کہ اے ملکہ یون تو آپ مالک ہین لیکن قصر
الماس نگار مین محفل آراستہ کرنا بالکل میری رائے کے خلاف ہی اسلیے کہ زیر قصر زندان کی حد
ہی ایسا نہو کہ گانے کی آواز سنکر جو سیدی جمع ہو جائین یہ قیدی مسلسل تو ہین نہین کہ اپنی جگہ سے
ہل نہ سکتے ہون سنتی ہون کہ وہ تو سارے باغ مین مارے مارے پھرا کرتے ہین بلکہ گھوڑے
دوڑایا کرتے ہین ملکہ نے کہا کہ اگر سنینگے تو کیا کرینگے اپنا سر پیٹینگے چلے جائینگے قصر تک آنا انکے امکان

کی بات نہین اور فرض کرو آہی جائینگے تو سزا پائینگے۔ شعلہ عذار خاموش ہو رہی اور اسیوقت سے
حسب الحکم ملکہ تیاری شب ماہ ہونے لگی شعلہ عذار نے عرض کی کہ مین شام کے قریب حاضر
ہو جاؤنگی اگر اجازت ہو تو رات بھر کے واسطے باغ کا کوئی انتظام کر آؤن ملکہ نے ارشاد کیا کہ کچھ
ضرورت تمھارے جانے کی نہین ہے شعلہ عذار خاموش ہو رہی لیکن سخت پریشان تھی کہ مہمان
دل مین کیا کہتا ہوگا سوا اسکے سے طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت • آخر سوچتے سوچتے
یہ تدبیر نکالی کہ اک رقعہ تحریر کیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے نو مہمان مجھے ملکہ عالم کل صبح تک آنے
نہ دینگی لہذا میری عدم موجودگی سے پریشان ہو کر آپ کہین چلے نہ جایئے گا اور کسی قسم کی تکلیف ہو امید
ہو رہنے کے آپکو ہوگی یہ رقعہ اک طائر سحر کے ہاتھ ملکہ سے پوشیدہ طور پر روانہ کر دیا یہان حسن طیفور
بادیہ گرد پریشان بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے نامہ اپنی منقار سے زانو پر طیفور کے رکھ دیا اور منتظر جواب کا ہو
بیٹھ گیا۔ طیفور نے جو مضمون نامہ کا پڑھا سخت پریشان ہوا جواب تحریر کیا کہ اے ملکہ اگر ممکن ہو تو
کسی حیلہ سے ہمکو بھی اپنی ملکہ کی صحبت مین طلب کر لو تم یہی کہدو کہ ہمارے یہان اک گویا آیا ہے مصلحتاً
نام پوشیدہ کرنے مین کوئی نقصان نہین ہے شعلہ عذار کو جو یہ جواب رقعہ کا پہونچا تو اسنے ملکہ سے کہا
کہ خیر کیا یاد کروگی ہم بھی آج ایسا گانا سنوائینگے کہ کبھی نہ سنا ہوگا ملکہ خاموش ہو رہی جب شام
کا وقت ہوا تو سواری ملکہ کی جانب قصر الماس نگار روانہ ہوئی۔ شعلہ عذار جادو ساتھ تھی اسی تقریب
کے واسطے دل آویز جادو نے اپنے بہن اور بہنون کو بھی بلایا تھا کہ آکر جشن شب ماہ مین شریک ہون
جسوقت ملکہ قصر مین پہونچی ہے تو سب سامان درست تھا کچھ رات گئی ہوگی کہ کنیزون نے عرض کی کہ ملکہ
قمر اندام جادو آپکی خالہ زاد بہن تشریف لائی ہین دل آویز جادو نے تالب فرش پیشوائی کی قمر اندام
جادو کے ساتھ اسکی چھوٹی بہن ملکہ نجم تاب جادو بھی تھی یہ دونون آکر بیٹھ گئین بعد اسکے ملکہ لعلان
گہر دندان جادو کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تالب فرش دل آویز جادو نے اسکا بھی استقبال کیا۔
یہ دل آویز جادو کی چچا زاد بہن تھی اب چارون شاہزادیان اور ایک وزیر زادی سب جمع ہوئین
پہلے دستر خوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا بعد اسکے سوار ہوکر گرد قصر کے شب ماہ کی سیر کی عجب تیاری
شب ماہ کی تھی کہ بیچ مین قصر الماس نگار تھا اور چارجانب قصر کے جواہر کے درخت نصب سے تھے
بادلہ کتر کے زمین پر بچھا دیا گیا تھا گلدستے پھولون کے سڑک کے دو رویہ چنے ہوئے تھے لپٹین
چلی آتی تھین جس مقام پر پرتو ماہتاب کا پڑتا تھا ہزارون بجلیان چمک جاتی تھین بعد اسکے چارون
شاہزادیان بجرے پر سوار ہوئین بجرہ مانند عروس شب اول کے آراستہ تھا لباس ان شاہزادیون
جواہر نگار چاند کی ضو سے چشم تماشا مین چکا چوند سی آجاتی تھی وہ نہرین مچھلیون کا اچھل اچھل کے
حباب منہ سے چھوڑنا موجون کا پیچ و تاب عکس ماہ سے مانند زنجیر سیم کے نظر آتا تھا کچھ دیر بجرہ
پر ناچ ہوا کیا اور یہ سب شاہزادیان سیر دریا مین مصروف رہین بعد اسکے ملکہ دل آویز جادو قصر
الماس نگار کی مہتابی پر آکے رونق افروز ہوئی اسکی آراستگی بیان سے باہر ہے گرداگرد نہایت
رنگین اور خوشبودار پھولون کے چنے ہوئے تھے فرش مخمل دردوزی کا بچھا ہوا تھا جا بجا جواہر
نصب تھا اوپر اک باریک شبنمی کھنچی ہوئی تھی جسمین سے ماہتاب کی شعاع چھن چھن کے بھینی بھینی
روشنی کی طرح آتی تھی جو بین لگرے کی الماس نگار تھین بجائے شیشہ آلات لعل شب چراغ نصب
تھے جنکی روشنی اُس چھوٹی سی محفل کے واسطے کافی تھی اب یہان بھی بزم رقص و سرود آراستہ ہوئی

اسوقت شعلہ عذار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ آفاق کیا عرض کروں ایک بات ناگفتنی ہی ملکہ نے ارشاد کیا کہ بیان کرو۔ شعلہ عذار نے عرض کی کہ کل ایک گویا کہیں کا میری طرف آنکلا تھا اُسنے اک کنیز بلا لائی تھی الساقی نوازہ ہی کہ اسوقت تک اس اثر کی سنے نوازی میں نے نہ سنی تھی اور میں کہہ سکتی ہوں کہ آپ نے بھی نہ سنا ہوگا اگر اسوقت وہ گاتا تو عجب لطف ہوتا یہ سنکر دلآویز نے کہا کہ ہم لوگوں میں پردہ تو مثل مسلمانوں کے ہی نہیں اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اگر کوئی اچھا گانے والا آجاتا ہی تو اُسے بلا کر سنتے ہیں۔ شعلہ عذار نے عرض کی کہ وہ آپکا فعل ہی میں تو ایسی بات کو بسبب ادب کے زبان سے نہیں نکال سکتی تھی ملکہ نے ارشاد کیا کہ جاؤ ابھی اُسے بلا لاؤ۔ یہ سنکر ملکہ شعلہ عذار گئی وہاں طیفور انتظار میں بیٹھا تھا رات کے بارہ بج چکے تھے کہ ملکہ شعلہ عذار جادو بیچی اور بہت سی معذرت کے بعد کہا کہ چلیے ہماری ملکہ کو آپکا اشتیاق پیدا ہوا ہی یہ کہکر طیفور کو اپنے ساتھ لیا اور قصر الماس نگار میں آئی دیکھا دلآویز جادو نے کہ گویا کا بیکھ ہی اک جوان حسین ہی سیلا بنارسی جو سر پہ بندھا ہوا ہی ہزار ہزار جوبن دے رہا ہی بشرے سے آثار شرافت نمودار ہیں طیفور نے بھی ملکہ کو سلام تو کیا لیکن لب و لہجہ شرافت کا قائم رکھا دلآویز جادو نے متانت کے ساتھ باتیں کیں اور حکم دیا کہ کچھ کمال اپنا ظاہر کرو طیفور نے عرض کی کہ میں نے علم موسیقی کے شوق میں گھر بار کو تجا صحرا گردی اختیار کی اُسکا ثمرہ بھی یہ پایا کہ اس علم کو درجہ کمال تک پہونچایا جو فرمایے وہ گاؤں کہیے نے نوازی کروں کہیے میں گاؤں کہیے رباب کہیے چنگ جس باج کی فرمایش ہو وہ بجاؤں اور یہ بھی ممکن ہی کہ گلے بازی دکھاؤں ملکہ نے فرمایا کہ گلے سے کہو طیفور نے ساز ملا کر سازندوں کے سپرد کیے اور تنبورہ کی آس پر گانا شروع کیا

غزل

عدم ہی جسکی ہستی ناتوانی سے وہ ہم نکلے
ن جسمیں کچھ بھی جان باقی ہو تو دم نکلے

وفور شوق سے ناکام بعد وصل ہم نکلے
کہ جو ارمان باقی رہ گئے دل میں وہ کم نکلے

وہی ہی حاصل ہستی جو یوں شان عدم نکلے
فدا ہو ہر ادا پر جان ہر غمزے پہ دم نکلے

یہی ہیں کج ادائی سے وہ اپنے قاتل عالم
کمی ہو جائے نبض میں اگر خنجر سے خم نکلے

یہ سچ ہی جان کیوں دیتے جفا تیغ گر اٹھا سکے
ہمیں نے عہد توڑا وہ تو پابند قسم نکلے

ہنسی سے جسنے چھیڑا رو دیے یہ رونی قسمت کے
تھا بے کشمکش ہجران بڑے پابند غم نکلے

تلاش یار میں ہمت نہ پوچھو حضرت دل کی
کہ جب دیکھا نگاہوں سے بھی آگے دو قدم نکلے

سو لگے ہجر کی ایذا سے بھی کچھ رشک سے جی کے
لہو ہو کر بہت ارمان آنسو ہو کے کم نکلے

رگڑ کر ایڑیاں برسوں میں دونگا جان اے قاتل
ترے کشتے کی پہلے قبر کھد جائے تو دم نکلے

شکایت لے کے جسکی مجمع محشر میں آیا ہوں
بنے کیسے یہاں بھی گر وہی کافر صنم نکلے

بغل میں آکے بیٹھے ہو تو چھیڑو چٹکیاں لیکر
لگاوٹ چاہیے ایسی کہ پہلو سے ستم نکلے

نہ اٹھتے خود اگر وہ کون اٹھا سکتا تھا پھر ہمکو
نہایت آبرو کے ساتھ اُس محفل سے ہم نکلے

ہماری زندگی و موت کیا ہی بات اتنی سے
ملا دو لب تو جان آئے نگہ پھیرو تو دم نکلے

خلاف اسکے سمجھتے تھے مگر جب آزمائش کی
نہ پایا دلیہ قابو دل ہی کے قابو میں ہم نکلے

سرہانے اگر رویا کیے پہروں تو کیا حاصل
کرو تدبیر کچھ ایسی کہ آسانی سے دم نکلے

بجز نام آرزو باقی نہیں رہتا نشان کوئی
حقیقت دیکھو ہستی کی تو ہم شان عدم نکلے

طیفور ایسا ایسا گا یا کہ محو کردیا یہاں تو یہ رنگ ہو اب کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ
کا سنیئے کہ آج شام کو کیفیت شب ماہ دیکھکر انھوں نے سکندر رستم فر سے ارشاد کیا کہ اے برادر
چلو اس وادی میں چوگان بازی کریں جہاں آلات حرب بہ زور کیا تھا سکندر نے کہا کہ یہاں گھوڑے
اور سامان چوگان بازی کہاں ممکن ہو ورنہ شغل تو جی بہلنے کے واسطے اچھا تھا عادل نے کہا کہ چلو
تو سہی جوئندہ یابندہ ممکن ہو کہ جس طرح یہ آلات حرب و ضرب مع اسلحہ ایک مقام پر محفوظ تھے اسی طرح
کوئی اصطبل بھی ہو اور دوسرے قسم کے سامان سپہگری بھی ہوں سکندر نے کہا جیسی آپکی رائے
ہو اسیوقت سکندر و درکیچ انگت و سہراب و عادل اٹھکر اسی دروازہ قفل سے نکلکر میدان میں
پہونچے اور سیر صحرا کرتے ہوئے چلے اس میدان میں سبزے کی وجہ سے دور تک مخمل سبز کا
فرش بچھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور قطرات شبنم نے اس سبزے پر اور بھی تکلف پیدا کر دیا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ فرش مخمل پر گوہر شبتاب بچھے ہوئے ہیں اسی گیاہ سبز میں کوڑیالا بھی پھولا
ہوا تھا اسکی رونق مستزاد تھی۔ یہ چاروں شاہزادے سیر کرتے ہوئے چلے کچھ سیر شب ماہ میں
ایسے محو ہوئے کہ دور نکل گئے اسی میدان کے جنوب کی طرف قصر الماس نگار ہے جہاں ملکہ
دل آویز جادو محو رقص و سرود ہے جب سیر شب ماہ سے ان شاہزادوں کے دل سیر ہوئے تو
واپس ہوئے لیکن قضاے کار و اتفاقات روزگار راہ بھولکر قصر الماس نگار کی طرف نکل گئے
جب قریب قصر پہونچے تو آواز ساز گوش زد ہوئی جب اور آگے بڑھے تو عادل کیوان شکوہ کو اپنے
عیار کی آواز کا شبہہ ہوا لیکن زبان سے کچھ نہ نکالا زیر قصر اک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا یہ
چاروں شاہزادے اسی چبوترے پر کھڑے ہوکر گانا سننے لگے عادل کیوان شکوہ نے اب
آواز اپنے عیار کی بخوبی پہچان لی اور چپکے سے سکندر رستم فر کے کان میں کہا کہ یہ تو میرے عیار
کے گانے کی آواز معلوم ہوتی ہے سکندر نے کہا کہ پھر کیا تعجب ہے وہ ہی ہو عیار مثل پانی کے
راہ پیدا کرتے ہیں وہ آپکی تلاش میں نکلا ہوگا ابھی منزل مقصود تک نہیں پہونچا ہے خدا جانے
اس قصر میں کون رہتا ہے اور عیار کسکو فریب دیا چاہتا ہے عادل کیوان شکوہ نے غور سے دیکھکر
ارشاد کیا کہ یہ تو جلسہ عورتوں کا معلوم ہوتا ہے یہاں تو ان شاہزادوں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں
ادھر ملکہ دل آویز کی نظر عادل کیوان شکوہ پر پڑی وہ اسوقت کا سماں اور شاہزادہ کے حسن کی
دیکھتے ہی ملکہ نے تیر عشق کھایا مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ تو کوئی زندانی ہے اور ساحروں زندانیوں میں
طلسم کشا بھی ہے ایسا نہو کہ دشمن کی محبت دل میں گھر کرے تو آپ اپنی تباہی کا باعث ہونا ہوگا
یہ سمجھکے چشم اشتیاق سے پھیر لیا بعد دل آویز کے گلرخ لعل گہر دندان کی سکندر رستم فر پر پڑی
بے ساختہ بول اٹھی کہ کیوں یہ تمہارے قصر کے نیچے چار مرد کیسے کھڑے ہیں یہ سنکر قمر اندام
اور نجم تاب نے دیکھا قمر اندام رفیع البخت پر عاشق ہوئی اور نجم تاب کو انگیں سہراب ثانی کا پسند
آیا دل آویز نے جو دیکھا کہ یہ سب اشتیاق محو ہیں کہا کہ یہ تم کن لوگوں کو دیکھ رہی ہو یہ دشمن ہمارے
جان و آبرو کے ہیں یہ سب قیدی ہیں خدا جانے یہاں تک کیونکر آگئے اب ایک کو ایک کا لحاظ
تھا اسوجہ سے خاموش ہو رہی لیکن رنگ محفل اسیوقت سے دگرگون ہو گیا۔ طیفور نے کہا کہ یہ
ایسے قیدی ہیں خدا میں تو دیکھوں یہ کہکر منڈیرے کے قریب آکے جو دیکھتا ہے تو سبحان اللہ چاروں
شاہزادے ایک ہی مقام پر کھڑے ہیں اور اپنے آقا عادل کیوان شکوہ کو پہچان کر دل میں شکر

خدا بچالایا کہ یہان خاک تو قسمت نے پہونچا دیا اب آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی یقین تو ہی کہ میری آواز
انھون نے بھی پہچان لی ہوگی - دل آویز جادو نے دیکھا کہ رنگ بیڈھب ہی محفل برخاست کی
اور فرمایا کہ کچھ دیر سونا بھی چاہیے ایسا نہو کہ صحت مین فرق آ جائے یہ فرما کر اسیوقت بالاخانہ سے نیچے اتر
آئی - پانچ کمرے آراستہ تھے دل آویز جادو نے سیلان گہر دندان کو ایک مقام پر پہونچایا کہ یہ تمہاری
خوابگاہ ہی اور سیمقر اندام کو اُسکی خوابگاہ مین بھیجا اسی کے برابر مہجبین تاب کی خوابگاہ تھی بانو نے شعلہ رخ
سے ارشاد کیا کہ تو اپنی خوابگاہ مین جا اور اشارے سے کہا کہ اس گویے کو بھی پڑ رہنے کے واسطے
کوئی جگہ دیدے یہ فرما کر آپ ملکہ اپنی خوابگاہ مین چلی گئی اتنی رات سب نے تڑپ تڑپ کے گزاری
جب صبح ہوئی تو سب شاہزادیان دل آویز جادو سے رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف
روانہ ہوئیں وہان چارون شاہزادے صبح کو اپنے قصر کی طرف چلے تھوڑی دور نہ گئے ہونگے کہ
اک مرتبہ مین پنجے کڑک کر گرے اور سکندر رستم فر اور رفیع البخت اور سہراب ثانی کو پکڑ کر ہوا
غائب ہو گئے عادل کیوان شکوہ تنہا رہ گئے تھوڑی دور چلے ہونگے کہ سامنے سے مہمان نواز جادو
کو آتے دیکھا مہمان نواز جادو نے سلام کیا عادل کیوان شکوہ کو کبیدہ خاطر پایا پوچھا مہمان نواز جادو
نے کہ آپکی رنجیدگی کا کیا سبب ہی فرمایا کہ میرے ہمراہیون کو پنجے اُٹھا لیگئے یہ سنکر مہمان نواز جادو کو
نہایت تعجب ہوا اور ایک تردد پیدا ہوگیا کہ اگر بادشاہ طلسم مجھ سے قیدیون کو طلب کریگا تو مین کیا
جواب دونگا - غرضکہ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اور مہمان نواز جادو قصر مین آئے خاصہ موجود تھا
شاہزادہ نے خاصہ تناول فرمایا مگر نہایت بے رغبتی کے ساتھ مہمان نواز جادو حاضر رہا جب شاہزادہ
نے ہاتھ دھو کر فراغت کی تو مہمان نواز جادو کو روتے دیکھا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کیونکہ رحمدل
ہی مہمان نواز جادو کو روتے دیکھکر سبب گریہ پوچھا مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے شہریار
سبب میرے رونے کا یہ ہی کہ اب راز فاش ہو جائیگا اگر مین قیدیون کے گم ہونے کی بادشاہ طلسم کو
اطلاع کرتا ہون تو علاوہ قیدیون کی تلاش کے آپ پر بھی قید سخت ہو جائیگی اور اگر خاموشی اختیار
کرتا ہون تو جسوقت یہ راز فاش ہوگا اُسیوقت مجھپر عتاب نازل ہوگا اسوقت مین جو کچھ مین آپکی اعانت
کر سکتا ہون اس سے بھی مجبور ہو جاؤنگا - عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ تم شوق سے
اطلاع کرو اگر مجھپر قید سخت کا حکم ہوگا تو دیکھا جائیگا مین نہین کہہ سکتا کہ اُنکو دوست اُٹھا لے گئے
یا دشمن مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے شہریار آپکا کوئی دوست اس مقام تک ہرگز نہین آ سکتا
یہ نہایت محفوظ مقام ہی یہ کسی ساحر طلسم کا کام ہی جسکو ایسا ہی رسوخ خدمت بادشاہ مین حاصل ہو اسلیے
کہ تین راستے بالکل مسدود ہین ایک راستہ صرف ساحران طلسم کے واسطے کھلا ہوا ہی وہ بھی جنکو ان
کو خدمت مین دختر بادشاہ ملکہ دل آویز جادو کی حضوری حاصل رہتی ہی وہی یہان تک پہونچ سکتے ہین
مجھ کا یہ کام نہین یہ سنکر عادل کیوان شکوہ کو گونہ اطمینان ہوا کہ رات کی محفل رقص و سرود کا یہ نتیجہ
ظہور مین آیا ہی ممکن ہی کہ ان تینون جوانون پر کچھ عورتین عاشق ہو کر انھین اُٹھا لیگئی ہون مگر ہم ایسے
بدنصیب ہین کہ ہمین نہ لیگئے مہمان نواز جادو نے اس روز پرچہ بادشاہ کو نہین تحریر کیا اس غرض سے
کہ پہلے مین تفتیش کر لون اگر میرے فکر کرنے سے قیدی نہ ملے تو پھر بادشاہ کو اطلاع دینا مناسب
ہوگا جب شام ہوئی تو تنہائی سے شاہزادہ عادل نہایت پریشان ہوا اور اُسی پریشانی مین تنہا
پھر اُسی قصر الماس نگار کی طرف روانہ ہوا یہان سے ہمراہیون کا ساتھ چھوٹا تھا جب شاہزادہ قریب

قصر پہونچا اور چبوترہ سنگ مرمر کا اسکو دکھائی دیا تو اسکو کل کی صحبت یاد آئی بیٹھکر فراق احباب
مین رونے لگا وہان ملکہ دل آویز جادو نے تڑپ تڑپ کر دن کاٹا جب شام ہوئی تو شعلہ عذار
سے ارشاد کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آج قصر الماس نگار مین پھر صحبت رقص و سرود آراستہ ہو مگر
تخلیہ کے ساتھ کسی کا بلانا منظور نہین ہے۔ شعلہ عذار نے عرض کی کہ جیسا مزاج عالی مین آئے
اسی وقت ملکہ مع شعلہ عذار سوار ہوکے قصر الماس نگار مین آئین اور شعلہ عذار سے کہا کہ اس
گوییے کو بھی بلوا لو کل کیا مزے سے وہ گاتا تھا شعلہ عذار بعد ختم محفل طیقور کو اپنے باغ مین
پہونچا گئی تھی اسوقت حسب الحکم ملکہ دل آویز جادو اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی اور جاکر طیقور
بادیہ گرد سے کہا کہ تمکو ہماری ملکہ نے یاد کیا ہے۔ طیقور نے کہا کہ بس ایک روز کی خاطر ہوگئی مین کچھ
گویا نہین ہون شعلہ عذار نے کہا کہ وہان کیون گوییے بنکے چلے گئے۔ تو مین جانتی ہون کہ تم
گوییے نہین۔ ملک شاہزادے ہو مگر ملکہ تو اصلی راز سے بیخبر ہے ورنہ ملکہ تک رسائی ہونا بھی غیر ممکن
تھی طیقور نے کہا کہ مین تو ہرگز نجاتا مگر خیر تمھاری خاطر ہے اسلیے کہ ایسا نہو تمھاری ملکہ تم سے ناراض
ہوجاے یہ کہکے ساتھ شعلہ عذار کے طرف قصر الماس نگار کے روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ اے
طیقور کل چارون کی چارون بے طرح ہمارے شاہزادے کو دیکھ رہی تھین ایسا نہو کہ مضمون
اڑجاے تو مشکل ہو آپس کی رقابت بنتے ہوے کام کو بگاڑدیگی یہ سوچتا ہوا قصر الماس نگار تک
پہونچا یہان ملکہ سر تفکر نیوڑھائے ہوے بیٹھی تھی طیقور نے سلام کیا اور مودب سامنے
ملکہ کے بیٹھ گیا شعلہ عذار کھڑے ہوکر رومال ہلانے لگی اب سوا ان تینون آدمیون کے کوئی کنیز تک
نہین ہے زندان کی طرف کا دروازہ کھلا ہوا ہے ملکہ نے گانے کی فرمایش کی طیقور رنگ رخ سے دل کا
حال پہلے ہی سمجھ گیا تھا اسنے عاشقانہ اشعار دلکش سرون مین گانا شروع کردیے جس سے ملکہ کی
یہ حالت ہوئی کہ بیتاب ہو ہوکر دروازہ کی طرف سے اس میدان کو دیکھنے لگی جہان کل چارون
شاہزادے عیش کیے بیٹھے تھے اور ہمجنسون کی شرم نے اسکو اپنے ارادہ سے باز رکھا تھا۔ آج
اسی مصلحت سے اسنے تخلیہ کی صحبت آراستہ کی ہے۔ طیقور سمجھ گیا کہ یہ میرے شاہزادے کو دیکھ
رہی ہے یکایک نظر ملکہ کی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ پر پڑی دیکھا کہ شاہزادہ تنہا بیٹھا رو رہا ہے
ملکہ سمجھی کہ شاید اسنے کل مجکو دیکھ لیا تھا اسیوجہ سے آج تنہا آیا ہے اور اپنے ہمراہیون کو نہین لایا ہے
اس سے رونا شاہزادہ عادل کا دیکھا نہ گیا اسکی آنکھون سے بھی آنسو گرپڑے شعلہ عذار نے کہا
ہواری مزاج کیسا ہے اسوقت کے رونے سے طبیعت پریشان ہوتی ہے طیقور نے گانا موقوف کردیا
شعلہ عذار نے آنکھ کے اشارہ سے کہا کہ تم کسی بہانے اٹھ جاؤ طیقور پیشاب کے بہانے اٹھکر
دوسرے درجہ مین چلا گیا لیکن دل مین کہتا ہے کہ ہم سے در پردہ دیکھنا کہ اس راز پوشی کی کیسی سوال
ہوتی ہے یہان ملکہ نے تنہائی پاکر شعلہ عذار سے کہا کہ کیا کہون ؏ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم
زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + اے شعلہ عذار ذرا جھک کے دیکھو تو کوئی
یہ انسان ہے یا فرشتہ ہے یا جن ہے یا کوئی اور بلاے ارضی و سماوی ہے مین نے تو ایسا حسین اسوقت
تک نہ دیکھا تھا یوسف کی بہت تعریف سنتے چلے آئے ہین مگر مین تو یہ کہونگی ؏ ترا دیدہ و یوسف را
شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + اصل یہ ہے کہ کل سے میری طبیعت اس شخص پر آئی ہوئی ہے
کل ہمچشمون کا مجمع تھا اسوجہ سے خاموشی اختیار کی مگر آج دن بھر مجھے خیال اسکا رہا کہ ایسا نہو کوئی عکس

اس قیدی کی بابت آجائے تو پھر میں اسے کہاں پاؤنگی خدا کا شکر ہے کہ اسوقت تک یہ صحیح بسالم موجود
ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے زندان سے نکال لوں یہ باتیں بیخودی کی شعلہ عذار نے جو سنیں کہا
ملکہ سنبھالو سنبھلو یہ کیا کہتی ہو ارے کوئی اپنے دشمن کو دل دیتا ہے اس زندان میں وہی لوگ قید ہیں
جو عیار طلسم کشا ہیں یا خود طلسم کشا ہے عام لوگوں کے واسطے دوسرا زندان ہے یہ تو بادشاہ [illegible]
گئے ہیں کہ طلسم کشا اور عیاران طلسم کشا اس زندان میں مقید رہینگے مجھے اسی شخص پر طلسم کشا ہونے
کا گمان کیا بلکہ یقین ہے کہ کل جو چاروں شخص ایک جا بیٹھے تھے انھیں اسی کے چہرہ کی شان و شوکت
سب سے زیادہ معلوم ہوتی تھی اور طلسم کشا وہی ہوگا جو ہر طرح سب سے بہتر ہو میرا دل بولتا ہے کہ
وہ طلسم کشا یہی شخص ہے ملکہ اسکے عشق سے باز آؤ ابھی تمنے اسکا کونسا جوہر دیکھا صورت کا چکنا ہوا تو
کس کام کا لیا نعوذ باللہ عشق خانہ آبادی کے بدلے گھر برباد کردے ملکہ نے کہا پھر ہی کیوں نہو تو
جلد اسکو زندان سے اٹھالے اور اسی کی صورت کا کوئی اور شخص زندان میں ڈالدے کہ حاکم زندان
کو شک نہ گزرے شعلہ عذار نے کہا کہ مالک زندان کوئی معمولی ساحر نہیں ہے وہ نقلی تصویر کو ضرور
پہچان لیگا اسوقت سخت رسوائی ہوگی وہ اپنے الزام رفع کرنے کی غرض سے بادشاہ کو اس حال سے
مطلع کریگا بادشاہ کا خیال سوا آپ کے اور کسی کی طرف نہیں جا سکتا اسلیے کہ زندان تک کسی
دوسرے کی رسائی کی کوئی راہ ہی نہیں ہے ملکہ نے فرمایا اچھا یہ وہ شب کا حال کوئی جانتا ہے تو [illegible]
جا کر اسکے رونے کا سبب تو دریافت کر پھر صبح کے قریب اسکو اسی میدان میں چھوڑ دینا شعلہ عذار
جادو مجبور ہوئی مگر دل میں کہتی ہے کہ تو تو اپنے اوپر نفرین کر رہی تھی کہ اک شخص مسافر کو دیکھکر اسپر تیری
طبیعت آگئی یہ تو شاہزادی ہیں اور دشمن پر جان دینے لگی ہیں یہ سب علامتیں ادبار کی ہیں یہ خیال
کرتی ہوئی دروازے کے قریب آئی اور سحر سے ہاتھ بڑھا کر عادل کیوان شکوہ کو اوپر قصر کے
کھینچ لائی۔ شاہزادہ نے جو دفعتاً اپنے کو بالائے قصر پایا اور سامنے اک نازنین ماہ جبین [illegible]
کو بیٹھے دیکھا محو جمال ہو گیا ادھر شعلہ عذار نے بھی جو قریب سے عادل کیوان شکوہ کو دیکھا
دل میں قائل ہوئی کہ ملکہ کا عشق بجا ہے شعلہ عذار نے ملکہ کے ارشاد کے موافق پوچھا کہ آپکے
اس طرف آنے کا کیا سبب ہوا اور نام آپکا کیا ہے اور وجہ گریہ بیان کیجیے شاہزادہ عادل نے ارشاد
فرمایا کہ میں بقصد فتح طلسم آیا تھا اور دستیاب ہوئی فضل خدا سے تین مرحلے شکستہ کیے لیکن
گردش تقدیر نے مجھکو اسیر پنجۂ تقدیر کرادیا نام میرا عادل کیوان شکوہ ہے اور اسوقت میں اپنے ساتھیوں
کے فراق میں رو رہا تھا کہ کل تک سب یک جگہ بیٹھے تھے دل جلتا آج میں تنہا ہجر میں گھبراتا ہوں یہ
تو مقدور ہے کہ یہ دن بھی گزر ہی جائینگے مگر بقول شاعر ؎ دن تڑپنے میں کٹا اور رات زاری میں
کٹی ❊ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی ❊ کل جسوقت ہم چاروں آدمی یہاں سے پلٹ کر چلے ہیں
تو میں پیچھے رہ گیا اور تین شاہزادوں کو اٹھالے گئے میں تنہا رہگیا یہ سنکر دل آویز جادو کے کان
کھڑے ہوئے شعلہ عذار بھی گھبرائی کہ انکو کون لیگیا دل آویز جادو نے شعلہ عذار کی طرف
مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم کچھ سمجھیں یا نہیں شعلہ عذار نے عرض کی کہ حضور معاف سوا کل کے آنیوالوں
کے اور کون یہاں تک پہنچ سکتا تھا جو لیجاتا اے ملکہ یہ تو بڑا غضب ہوا ساری بدنامی ہمارے
تمہارے سر آئیگی ملکہ نے فرمایا کہ میں کیا جانتی تھی نہیں تو کیوں جاتی اچھا اے شعلہ عذار دیکھا جائیگا
شاہزادہ نے فرمایا کہ ابھی کون شخص یہاں گا رہا تھا ملکہ نے ارشاد کیا کہ آپکا گانا سننے کو جی چاہتا ہے

فرمایا گانا تو مین بہت سُنتے ہوے ہون لیکن گانے والے کی صورت دیکھنا چاہتا ہون اسلیے کہ
کچھ پہچانی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہی ملکہ نے شعلہ عذار سے فرمایا کہ طیفور کو بُلا لے شعلہ عذار جاکے
بلا لائی تھیں جیسے ہی نظر عادل کیوان شکوہ پر طیفور کی پڑی سلام کیا اور آنکھ کے اشارہ سے
منع کیا کہ حال میرا ظاہر نکرنا شاہزادہ خاموش ہورہا شعلہ عذار نے کہا کہ یہ تازہ مہمان بھی تمھارے
گانے کے مشتاق ہین طیفور نے کہا کہ جو جانتا ہون سناؤنگا غرضکہ محفل رقص و غنا گرم ہوئی
ملکہ کبھی شاہزادہ کی صورت دیکھتی ہی کبھی انجام کو سوچتی ہی اور یہ شعر پڑھتی ہی ع تھا یہ قسمت مین
لکھا قاتل ترے شیدا بھی ہون + ظلم بھی اُسکے اُٹھائین جان بھی دین رسوا بھی ہون + اے دل
یہ تجکو کیا ہوا ہی ارے ایسا نا عاقبت اندیش تو کبھی تو نہ تھا کہ دشمن جان کو دوست سمجھتا اب
یہ تجکو کیا ہوا ہی اُدھر شاہزادہ ملکہ کی صورت دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانس بھرتا ہی کہ شمعین جھلملانے
لگتی ہین دیر تک عالم محویت رہا جب گانا موقوف ہوا تو ملکہ نے کہا کہ اب مین آپکو آپ کے مسکن
پر پہونچائے دیتی ہون لیکن اسوقت کی صحبت کو فراموش نکر جائیے گا۔ یہ سنکر شاہزادہ عادل نے
ارشاد کیا کہ مین احسان فراموش نہین ہون ملکہ تو اتنا ہی کہکر خاموش ہورہی تھی لیکن شعلہ عذار
جل کے بولی کہ کیون صاحب دنیا مین نیکی کا عوض نیکی ہی یا بدی۔ شاہزادے نے ارشاد کیا
کہ نیکون سے نیکی کا عوض نیکی ہی اور بدون سے بدی ہی شعلہ عذار نے کہا کہ آپ سے کیا امید
رکھون فرمایا جیسا تجھے سمجھتی ہو ویسی امید رکھو اگر نیک جانتی ہو نیکی کی امید رکھو بد جانتی ہو بدی کی امیدوار
ہو شعلہ عذار اس دندان شکن جواب کو سُنکے مان گئی لیکن جب شعلہ عذار نے شاہزادے کو
پہونچانے کا قصد کیا تو ملکہ دل آویز جادو نے منع کیا اور کہا کہ اے وزیر زادی جو کیا وہ کیا ڈرنا
کا ہیکا ہمتو اُسکے ساتھ نیکی کر دین جب اسکا وقت آئیگا تو اُسے اختیار ہی کہ نیکی کرے یا بدی اور
اب بدنامی سے بچنا غیر ممکن ہی اور مین شاہزادے جو گم ہوے ہین آخر انکو کون لیگیا ہے
جسوقت یہ خبر بادشاہ کو پہونچیگی اُسوقت پہلے میرا ہی نام آئیگا پھر اب بدنامی کو ڈرنا بیکار ہے
شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ اگر تم مجھے دشمن سمجھتی تھین تو اپنے گھر بیکار بلایا اور اگر امید
نیکی رکھتی ہو راز داری بیکار ہی ملکہ نے اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا ع مرا سوزیست
اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + میرا حال ناگفتنی ہی خود
کہتے ہوے شرماتی ہون مگر بے کہے بھی نہین بنتی اے طلسم کشا مین دختر بداختر بادشاہ طلسم کی
ہون نام میرا دل آویز جادو ہی مین تمام طلسم مین ایسی عفیفہ مشہور ہون کہ لوگ مثال دیتے ہین
اور میرے باپ کو مجھپر ایسا اعتماد ہی کہ اُسنے اس زندان کا ایک محافظ مجکو بھی قرار دیا تھا لیکن
مجھ ننگ خاندان سے وہ امر ظہور مین آیا جسکی امید کسی کو نہ تھی یعنے تیرے جمال بیمثال کو دیکھکر
رسوائی کو ناموری بیعزتی کو عزت خیانت کو امانت تصور کر لیا اور جان و آبرو سے ہاتھ دھو کر
تجھے اپنا ہمنشین بنایا یہ مین خوب جانتی ہون کہ تمھارے ہاتھون میرے گھر کی بربادی ہونے والی
ہی تم طلسم کشا ہو اور باپ میرا بادشاہ طلسم ہی لیکن اس دل نے وہ کی جو دشمن بھی نکریگا
کہ تمھارا مطیع بنایا شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ مین تمھارا دشمن ہون نہ تمھارے
باپ کا دشمن ہون مین تو اکوان تاجدار کی گرفتاری کے واسطے آیا تھا تمھارا باپ خود ہی میری
دشمنی پر آمادہ ہوگیا تم دونون درمیان ہو کر صلح کرا دو مجھے اُسکے ملک و مال سے کوئی کام نہین ہے

وہ میری دشمنی سے دست بردار ہوں میں اُس سے تعرض نکرونگا اب میں یہ بھی نہیں کہتا کہ وہ اکوان تاجدار
کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردے لیکن اتنا کرے کہ اپنے طلسم سے نکالدے پھر اکوان جہان
بھاگ کے جائیگا میں اُس سے سمجھ لونگا اور اگر چاہو کہ میں اکوان تاجدار کی دشمنی سے دست بردار
ہوجاؤں تو یہ غیر ممکن ہی اسلیے کہ اس ملعون نے میرے خاندان کو تباہ کردیا بیابان نطاق گورستان
بنگیا ہزارہا رفیق سیکڑوں عزیز مارے گئے جنگ میں اُنکے خون کا قصاص اکوان ملعون سے
نہ لونگا تجکو قرار نہ آئیگا اسے ملکہ نجمین الغاف سے کہو کہ اگر کوئی شخص تمھارے کسی یک کو
کو بھی قتل کرڈالے تو تم اُسکی دشمنی سے دست بردار ہوگی اکوان نے تو میرے خاندان کا
خاتمہ کردیا ہی بھلا میں اُسکی عداوت سے کسطرح دست بردار ہوں یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ یہ سب باتیں
آپکی بجا ہیں اور یقین ہی کہ بادشاہ بھی ان باتوں سے معقول ہو کر آپ سے صلح کرنے میں ضرور
راضی ہونگی آگے قسمت اگر اس طلسم کی بربادی مقدر ہوچکی ہی تو کیسا زور نہیں چل سکتا
ورنہ خیر چونکہ آپکی ایسی ہیں جنھیں ہر منصف مزاج اور صلح پسند آدمی شوق سے قبول کرلیگا لیکن
یہ تو بتلائیے کہ اسرار روشنضمیر بادشاہ سابق کو کیا جواب دیجیے گا فرمایا کہ میں نے بہت سے
طلسم فتح کیے ہیں خصوصاً طلسم ابلق کہ علاوہ مفتوحہ ملک ہونے کے وارث بھی اُسکا سوا میرے
کوئی نہیں ہی میں اسرار روشنضمیر کو اُس طلسم کا بادشاہ کردونگا وہ طلسم تمھارے طلسم سے بڑا ہے
اور جس مقام کو اسرار روشنضمیر پسند کریگا وہاں کا فرمانروا اُسکو بنادونگا یہ میرے اختیار کی بات ہی
یہ سُنکر ملکہ نے شعلہ عذار جادو سے کہا کہ اسے وزیرزادی طلسم کشا کی باتیں لاجواب ہیں وہ جو
یہ کہتے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے میں حق پسند ہوں میری طبیعت ضرور قبول کرتی ہی شعلہ عذار جادو
نے کہا کہ کوئی تو سبب ہی جو بادشاہ طلسم منظور نہیں کرتا ہی ورنہ جب تمھید انکی سامنے بادشاہ کے
ہو بھی ہوگی کیا ملعون نے کوئی بات صلح پسندی کی اُٹھا رکھی ہوگی پھر بادشاہ کو عاقبت اندیشی
نہوگی یہ تو مشہور ہی کہ جنگ دو سر دارد۔ انجام میں کیا معلوم کس کی فتح ہو اور کسکی شکست ہو۔
یہ سوچ کر بڑے بڑے بادشاہ جنگ سے صلح کو بہتر سمجھتے ہیں عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا
کہ جب ادبار آتا ہی تو انسان کو الٹی سوجھتی ہی عقل پر پردے پڑجاتے ہیں واقعی میں جب میں ملک
معطوق سامنے ضحاک مارگزیدہ کے پہونچا تھا اور برہم جادو سے مجھسے گفتگو ہوئی تھی تو یہ سب
باتیں میں نے کہی تھیں لیکن برہم جادو نے منظور نکیا اور کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ جو ہمارے دامن میں
آکے چھپا ہی اُسے ہم تمھارے حوالے کردیں لہذا اے ملکہ یہ مجھ سے سن رکھو کہ اگر باپ تمھارا
راہ راست پر آیا تو جو وعدہ میں تم سے کرچکا ہوں اسکے وفا کرنے میں مجھے کوئی عذر و انکار نہوگا
اور اگر ضحاک مارگزیدہ نے جل بکی لی تو قسم ہی اُس پیدا کرنے والے کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری
جان ہی نہ تمھارا خیال کرونگا نہ کسی کی سفارش مانونگا ضحاک شاہ کو ضرور زک دونگا بلکہ مثل
اکوان تاجدار کے جہاں یہ بھاگ کے جائیگا وہیں پہونچ کے مارونگا اگر تم اپنے باپ کو چاہتی ہو
تو اُسے سمجھا بجھا کے اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ دوستی اکوان تاجدار میں اپنے گھر کی بربادی کا سبب
باعث نہو اب ایک بات یہ مجھے بتاؤ کہ میرے ہمراہیوں کو کون لیگیا ہی ملکہ نے کہا کہ تم پریشان نہو
اُنکو کوئی دشمن نہیں لیگیا ہی بلکہ یوں سمجھ لو کہ جسطرح اسوقت تم میرے مہمان ہو اسیطرح کسی مقام پر
وہ بھی بیٹھے ہونگے اور اُنکے گم ہونے کی بدنامی بھی میرے ہی سر آئیگی شاہزادہ نے فرمایا کہ آخر وہ

وہ کون ہین جو مجھکو میزبان ہین ملکہ نے کہا کہ اب یہ راز مجھ ہی مین پوشیدہ رہنے دو۔ دو ہی ایک دن مین
تمپر بھی ظاہر ہو جائیگا ہاے ایسی بھی میرے خاندان کی رسوائی کبھی ہوئی تھی بقول شخصے آوے کا آوا
بگڑ گیا مین کسیکو کیا کہون جب خود ہی بُری ہون۔ شاہزادہ خاموش ہو رہا۔ ملکہ نے شعلہ عذار
جادو سے ارشاد کیا کہ اب صبح قریب ہے شاہزادے کے واسطے خوابگاہ کی تیاری کرو مین بھی جاتی ہون
کچھ دیر آرام لیکر خدمت مین والد ماجد کے جاؤنگی اور اُنکو سمجھاؤنگی اگر مان لیا فہو المراد ورنہ دیکھا جائیگا
یہ سنکر شعلہ عذار نے عرض کی کہ آپ کی خوابگاہ تیار ہے نئی خوابگاہ کی کیا ضرورت ہے آپ تو محل مین
تشریف لیجا کر آرام کرینگی ملکہ نے اُٹھنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ نے دوپٹہ کا آنچل پکڑ لیا اور فرمایا
کہ کیا خوب سہ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت۔ اگر ایسا ہی تمکو اپنے گھر جاکے سونا ہے
تو ہمارے پڑ رہنے کو بھی وہ زندان کافی ہے جہان ہم قید کیے گئے ہین بلکہ بہتر یہی ہے کہ یہ راز ابھی فاش
ہو ملکہ نے کسیطرح نہ مانا اور کہا کہ مین معقول پسند ہون آج جاکر اپنے باپ کو سمجھاؤنگی اگر اُسنے التماس
میری قبول کی فہو المراد ورنہ پھر تمھارا ساتھ دینے کو میں موجود ہون یہ کہکر ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور شعلہ عذار
سے عرض کی کہ تو شاہزادہ کی خدمت مین حاضر رہنا تاکہ کسیطرح کی تکلیف شاہزادے کو نہو یہ کہکر ملکہ
تو چلی گئی اور شعلہ عذار کچھ دیر حاضر رہی۔ شاہزادہ نے شعلہ عذار سے قلمدوات طلب کیا شعلہ عذار
نے سامان تحریر حاضر کیا۔ عادل کیوان شکوہ نے ایک پرچہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے طیفور تو جادو
اب مین شاہزادی کا مہمان ہون لیکن تم مجھے ہر وقت اپنے پاس موجود جانو ابھی اس راز کو فاش نکرنا
جسوقت بادشاہ طلسم کی جانب سے پرسش ہوگی مین اُسیوقت تمھارے پاس چلا آؤنگا اطمینان رکھو
اس مضمون کا رقعہ تحریر کرکے دروازہ سے زندان کی طرف پھینک دیا اور آپ آرام فرمایا شعلہ عذار
دوسرے درجہ مین جاکے سو رہی طیفور نے جب دیکھا کہ شعلہ عذار سو رہی ہے تو یہ اپنے آقا کے سامنے اُس
کی خدمت مین حاضر ہوا پاؤن دابنے لگا شاہزادہ جاگ رہا تھا آنکھ کھولی طیفور کو دیکھا پوچھا کہ تو
یہان تک کسطرح پہونچ گیا۔ طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار مین آپ کو پریشان دیکھکر لشکر سے
نکلا تھا الحمد للہ کہ یہان تک تو پہونچا اب دیکھیے جس ارادہ سے آیا ہون اُسمین بھی کامیابی نصیب ہوتی
ہے یا نہین فرمایا خدا پر شاکر ہو اور تدبیر سے غافل نہو طیفور نے عرض کی کہ اے آقا سے نامدار آپ یہان
رہکر لینا ہر وقت میرے امکان مین ہے اگر حکم دیجیے تو اُسیوقت آپ کو آپکے لشکر مین پہونچا دون فرمایا
کسطرح طیفور نے عرض کی کہ جس راستے سے مین یہان تک پہونچا ہون۔ عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ اے طیفور مین اگر یہان سے چلا بھی جاؤنگا تو بغیر لوح کے کیا کر سکتا ہون۔ علاوہ اسکے
ملکہ کیا کہیگی اور مالک زندان جو میرا مطیع ہو چکا ہے اُسپر عتاب آئیگا اب میرا یہان سے جانا مناسب وقت
نہین ہے اگر ممکن ہو تو تو فکر لوح مین جا۔ عرض کی کہ یہان کا کوئی نتیجہ معلوم ہولے اُسوقت دیکھا جائیگا
انھین باتون مین تھوڑا سا وقت رات کا باقی تھا وہ بھی تمام ہو گیا صبح کو ملکہ سواری منگا کر خدمت مین
اپنے باپ کے روانہ ہوئی بلکن اول

کچھ حال سکندر رستم خور فیع البخت و سہراب ثانی کا سُنیے

کہ انکو بیچے اُٹھا لے گئے تھے جسوقت آنکھ ان شاہزادون کی کھلی تو اپنے کو ایک ہی مقام پر پایا اور تینون
شاہزادون کو موجود دیکھا سکندر رستم نے دوڑ کر ہاتھ ملکہ لعلبان گہر دندان کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے جان جہان

کیا تمھیں ہمکو اٹھا لائی ہو لعلان گہر دندان شرما کے عرق عرق ہو گئی قمر اندام نے قہقہہ لگایا اور کہا
ع دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ وز روے مہر مہر + بیشک یہی ہمکو اٹھا
لائی ہیں یہ کہتی جاتی تھی اور کنکھیوں سے شاہزادہ رفیع البخت کی طرف دیکھتی جاتی تھی رفیع البخت
نے قمر اندام کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ تم ادھر بیٹھو دوسروں پر کیا ہنستی ہو مجھے تم اٹھا کے لائی ہو
قمر اندام شرما کے بیٹھ گئی ۔ سہراب ثانی نے نجم تاب جادو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تمکو فہم بہت ہے کیا کہ
ان سب سے چھوٹی ہو اسوجہ سے خاموشی اختیار کی ہے چلو تم مجھے نہیں لائی ہو میں آپ چلا آیا ہوں
مگر اب مہمان کی دلجوئی تمپر فرض ہے یہ کہکر نجم تاب کا ہاتھ پکڑ لیا اور پاس اپنے بٹھا لیا اُسوقت
ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ بس اب الگ ہٹ کے بیٹھو کیا تمھارے یہاں یہی ہوتا ہے کہ جو شخص
اپنے ساتھ نیکی کرے اسکی عزت کے درپے ہو جاتے ہیں ہم تینوں بہنوں کو تم لوگوں کی جدائی پر رحم آیا
باہم یہ صلاح کی کہ تمکو زندان سے نکال کے بیرون طلسم بھجوا دیں کہ جان تمھاری بچ جاے مگر تم لوگ
ہماری رسوائی کے درپے ہوے معلوم ہوتے ہو اگر ایسا کروگے تو پھر وہی زندان ہوگا اور تم لوگ
ہم سب بادشاہ طلسم کے عزیز قریب ہیں یہ سنکر سکندر رستم خو نے کہا کہ معشوقوں کے ہاتھ سے
کبھی ایذا اٹھانے ہی کو جفا تمیز سمجھتے ہیں اگر تم پھر جفا کروگی تو کیا نئی بات کروگی قمر اندام بولی
کہ ان باتوں سے تو کچھ حاصل نہیں اب جو کچھ کیا ہے تمسے بھلے تو یہ کوئی دلگی کی بات نہیں ہے کہ بادشاہ
کے قیدیوں کو اسکی دختر کی نگرانی سے نکال لائے ہیں یہ بات چھپ نہیں سکتی یا تو ان قیدیوں
کو یہیں بٹھلوا رہا ہے اپنے گھر چلو یا انھیں کے ساتھ حدود حکومت سے شہنشاہ کے نکل چلو
ورنہ تھوڑے ہی عرصہ میں غضب ہوا چاہتا ہے کہ موت وہاں دونوں پر بن جائیگی لعلان گہر دندان
نے کہا کہ واہ بہن یہ ہمارے کون ہیں جنکے واسطے ہم گھر بار عزیز و اقارب کو چھوڑ دیں اگر خیال کرو
تو انسے بڑھ کے کوئی دشمن نہوگا جو ہمارے گھر کے برباد کرنے کو آئے تھے قسمت سے مبتلاے
بلا ہوگئے سبب یہ چھوٹینگے پھر ہمارے تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے یہ سنکر سکندر
رستم خو اور رفیع البخت نے کہا کہ بیشک ہم سب بقصد فتح طلسم آئے تھے مگر معلوم ہوا کہ
ہماری قسمت میں فتح طلسم نہیں ہے وہ جو تھا قیدی ہے جسے تم سب نے چھوڑ دیا اب تم
نہ کوئی خوف کرو لیکن اتنا ہم تمسے وعدہ کرتے ہیں کہ تمھارا جو مرتبہ تھا اسمیں کمی نہوگی طلسم کی
جن جن مقامات پر تمھارا قبضہ تھا وہ اسی طرح بعد فتح طلسم بھی باقی رہیگا اسلیے کہ طلسم کشا ہمارا
عزیز ہے یہ سنکر ان شاہزادیوں نے کہا کہ اب یہاں سے ایسے مقام پر چلنا چاہیے جہاں
بادشاہ طلسم کا دسترس نہو ورنہ یہ لوگ بھی اسیر بلا ہونگے اور انکے ساتھ ہمپر بھی آفتیں نازل ہونگی
یہ مشورہ کرکے یہ تینوں شاہزادیاں مع ان شاہزادوں کے جانب بیابان چہار منارہ روانہ ہوئیں
چونکہ ان شاہزادوں نے ابر سحر میں پوشیدہ ہوکر جانا پسند نہ کیا تھا اسوجہ سے شاہزادیاں
تو ایک ایک طاؤس سحر پر سوار تھیں اور انکے واسطے مرکب طلسمی منگوا دیے تھے باد سے ہوا
پر شاہزادیاں چلی جاتی ہیں اور پر اڑوے دیں یہ تینوں شاہزادے مرکبوں کو جولان کیے چلے
جاتے تھے آن واحد میں قریب بیابان چہار منارہ کے پہونچ گئے یہ بیابان سرحد طلسم سے علیحدہ
ہے درمیان بیابان اور طلسم کے دریاے ارغوان حائل ہے جب انھوں نے اُس پار جانا چاہا
تو ارغوان جادو نے روکا اور کہا کہ آج تک بادشاہ طلسم نے اس بیابان پر دست اندازی نہیں کی

کی ہی اگر آپ لوگ بادشاہ طلسم کی طرف سے بیابان پر قبضہ کرنے آئے ہین تو جبتک میرے دم میں
دم ہی مین نہ جانے دونگا اور اگر طلسم سے نکل جانا چاہتے ہین تو یہ ممکن ہی کہ مین آپ کو بجائے طلسم
یہان سے نکال دون سکندر رستم نے خوشنا بگڑ کے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت
نے منع کیا اور سمجھایا کہ دوست کو دشمن بنانے سے کیا فائدہ ہی اور ارغوان جادو سے فرمایا کہ ہم لوگ
طلسم کشا کے عزیز ہین طلسم مین پھنس گئے تھے اب کسی صورت سے رہا ہو گئے ہین تو حدود طلسم
مین رہنا پسند نہین کرتے اسوجہ سے ہمارا قصد یہ ہی کہ بیرون طلسم سکونت اختیار کرین ارغوان
جادو رفیق ہی اسرار روشنفیر کا اور اسکو اسرار روشنفیر کی زبانی معلوم ہو چکا ہی کہ طلسم کشا انکی
رہائی کا باعث ہوا ہی پس ارغوان جادو نے عرض کی کہ اگر آپ عزیزان طلسم کشا مین سے ہین تو میرا گھر
بھی آپ کا کفش خانہ ہی چلیے یہان قیام فرمایئے چلیے دوسرے مقام پر قیام پذیر ہوجیے جیسا
ہی سکندر نے کہا کہ ہم تو کہہ چکے کہ ہمین دریا کے اس پار جانا منظور ہی ارغوان جادو نے ایک ترنج سحر
دریائے ارغوان مین پھینکا بمجرد ترنج پھینکنے کے پانی دریا کا مثل برف کے جم گیا یہ تینون شاہزادے
گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس پار چلے گئے شاہزادیان بالائے ہوا سے طاؤس سحر اڑاتی ہوئی
اس پار پہونچ گئین جسوقت سرحد طلسم سے گزر کر بیابان چہار منارہ مین پہونچے تو سب یکجا ہوے
یہ بیابان عجائبات عالم مین سے ہی حکیم اسقلینوس ثالث نے اسکو تیار کیا ہی حدود اس بیابان کے
وہی چارون مینار ہین سولہ کوس کا یہ میدان ہی چارون جانب چار مینار بلند ہین وسط صحرا مین ایک قلعہ ہے
بیمناک قلعہ کا بند ہی اسوقت تک کسی کو معلوم نہین کہ اندر اس قلعہ کے کیا ہی جب کوئی شخص قریب
قلعہ کے جانے کا قصد کرتا ہی تو دروازہ قلعہ کا کھل جاتا ہی اور ایک سر برابر دیو کے نمودار ہوتا ہے
اور آواز دیتا ہی کہ خبردار ادھر آنے کا قصد نکرنا کہ یہان مال وخزانہ نہین ہی اس سر کو دیکھ کر ایسی ہیبت
طاری ہوتی ہی کہ ساحر وغیر ساحر کوئی آگے جانے کا قصد نہین کرتا ہی اور شب کے وقت خود بخود قلعہ مین
روشنی ہوتی ہی اور آوازین لوگون کی باتین کرنے کی کان مین آیا کرتی ہین جسوقت یہ شاہزادے اور
شاہزادیان ایکجا جمع ہوئے تو لعلان گہر دندان نے کہا کہ طلسم سے تو نکل آئے لیکن یہ مقام نہایت
خطرناک ہی اسلیے کہ کبھی کوئی شخص اس قلعہ مین گیا نہین ہی لہذا ایک قلعہ سحر کا تیار کرلین اور اسمین سکونت
اختیار کرین سکندر رستم نے کہا کہ کوئی گیا نہو ہم تو ضرور جائینگے۔ بڑے بودے تھے وہ لوگ جو
یہانتک آئے اور اندر کا قلعہ کے حال نہ دریافت کیا ہرچند ان سب شاہزادیون نے منع کیا لیکن
سکندر نے نہ مانا اور قلعہ کے طرف چلا۔ رفیع البخت اور سہراب بھی چلے جسوقت سامنے دروازہ قلعہ
کے پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ کھلا اور وہی سر مہیب نمودار ہوا اور پکارا کہ اے عزیزان طلسم کشا
آؤ کہ یہ قلعہ تمھارے ہی واسطے حکیم نے تیار کیا تھا اور سب سامان یہان تمھارے واسطے موجود ہی
لیکن مالک اس قلعہ کا طلسم کشا ہی پس سکندر رستم و اور رفیع البخت و سہراب داخل قلعہ ہوے
اور شاہزادیون کو بھی اندر بلا لیا دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ ہی سب سامان راحت برسون کیواسطے
جو کفایت کرے موجود ہی فوج جسقدر ہی وہ ہر وقت مسلح رہتی ہی لیکن فوجی آدمی تصویرین ہفت جوش
کی ہین پیشانیون پر انکے اسماء متبرک کندہ ہین کہ اگر ساحر سحر کرے تو تاثیر نہو قلعہ پر بھی جابجا طلسم
کندہ کیے ہوئے نصب ہین اور قاعدہ فوج کے لڑانے کا ایک سنگ سپید پر بخط سرخ لکھا ہوا ہی اور یہ
تحریر ہی کہ فلان زمانے مین اولاد صاحبقران سے تین شاہزادے پہلے آئینگے اور ایک شاہزادہ جو

فاتح طلسم اسرار باطنی ہوگا مع اپنے عیار کے تشریف لائیگا اُسوقت دروازہ اس قلعہ کا وا ہوگا اور جب
کا نکلنا موقوف ہوجائیگا اور اسکے قبل جو ساحر یا غیر ساحر اسطرف آئیگا قصد کریگا وہ لقمۂ دہان بلا ہوجائیگا
یہ عبارت پڑھکر یہ شاہزادے مکانات کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ پانچ محل بنے ہوئے ہیں اور
ہر ایک پر نام اسکے ساکن کا تحریر ہے چنانچہ ایک پر سکندر کا نام تحریر تھا اور ایک پر رفیع البخت کا
نام لکھا ہوا تھا اور ایک پر سہراب ثانی کا اسم گرامی منقش تھا ایک پر طیفور بادیہ گرد اور ایک پر
عادل کیوان شکوہ لکھا ہوا تھا لیکن جسپر عادل کا نام تحریر تھا وہ مکان بیچ میں اور سب سے بڑا
تھا اور جسپر طیفور کا نام تھا وہ سب سے چھوٹا اور متصل محل عادل کیوان شکوہ تھا یہ دیکھکر سکندر
اپنے محل میں اور رفیع البخت اپنے مکان میں سہراب اپنے گھر میں داخل ہوئے ہر ایک نے مکان
کو آراستہ سامان راحت کو مہیا دیکھا اور ایک ایک گنج زر سرخ کا ہر ایک مکان میں واسطے
اخراجات ضروری کے موجود تھا اور اندر ہی اندر سب مکانوں کا سلسلہ ملا ہوا تھا یہ شاہزادے
نہایت خوش ہوئے اور جائے قیام اپنا اس قلعہ کو قرار دیا اب انکو قلعہ میں چھوڑکر

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ دل آویز جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

یہ تو بیان ہی ہوچکا ہے کہ عادل کیوان شکوہ ملکہ کے قصر الماس نگار میں مہمان ہیں شعلہ عذار جادو
وزیرزادی خدمت کے واسطے موجود ہے کنیزوں تک سے یہ راز پوشیدہ کیا گیا ہے طیفور بادیہ گرد عیار
کو شاہزادہ نے فکر لوح میں جانے سے روکا ہے کہ کوئی جواب ملکہ کی طرف سے معلوم ہولے تو جانا کہ
یہ دونوں میں صلح ہوجانے تو گشت و خون کرنے سے کیا حاصل لیکن ابھی شعلہ عذار پر یہ بات ظاہر نہیں
ہونے پائی ہے کہ طیفور طلسم کشا کا عیار ہے مہمان نواز جادو کو پتہ عادل کیوان شکوہ کا لگ گیا ہے اور یہ بھی
معلوم ہوچکا ہے کہ شاہزادہ ملکہ کے قصر میں موجود ہے لیکن یہ ڈر رہا ہے کہ ایسا نہو یہ راز فاش ہوجائے
تو غضب ہوجائیگا دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے وہاں بادشاہ طلسم ضحاک مار گزیدہ جادو تخت حکومت
پر بیٹھا ہے اراکین دولت حاضر ہیں مشورہ قتل طلسم کشا کا ہو رہا ہے چہار چشم جادو وزیر کہہ رہا ہے کہ
ملکہ مریم جادو میدان خونی کی تیاری میں مصروف ہیں آٹھ دس روز گزر چکے ہیں سامری و جمشید کی
مدد سے مہینہ بھر اور خیریت سے گزر جائے پھر کسکی طاقت ہے کہ طلسم کشا کو رہا کر لیجائیگا دم بھر میں تو
اسکی قسمت کا فیصلہ ایک ضرب شمشیر سے ہوجائیگا جن لوگوں نے سر اُٹھا رکھا ہے انکو بھاگتے رستہ
نہ ملیگا اور طلسم کشا کا رہا ہونا غیر ممکن ہے اسلیے کہ تین راستے زندان کے جو بانیان طلسم بند کر گئے ہیں
جو کسی کے کھولے کھل نہیں سکتے اور ایک راستہ محل شاہی کی طرف سے ہے اسطرف سے بھی
پرندہ پر نہیں مار سکتا ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ملکہ دل آویز جادو پہونچی باپ کو سلام کیا ضحاک نے
سر دختر کا سینے سے لگایا دست شفقت پشت پر پھیرا اور کہا کہ اے نور دیدہ اسوقت کس ضرورت سے
آئی ہو زیادہ اس لائق نہیں ہے کہ تم محل سے قدم باہر نکالو دل آویز جادو نے عرض کی کہ ایسی ضرورت
تھی جسنے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ بیان کرو چونکہ اسوقت دربار معمور تھا
ملکہ نے عرض کی کہ تخلیہ کی امیدوار ہوں حسب الحکم ضحاک شاہ تخلیہ ہوگیا اب خاص خاص عزیزان بادشاہ
مثل دعواک جادو اور اختر جادو کے رہگئے یا وزیر خوش تدبیر اسکے یعنی چہار چشم جادو بس ملکہ نے
عرض کی کہ آپ بزرگ ہیں میں خورد ہوں ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے گستاخی معاف ہو تو عرض کروں

ضحاک مارگزیدہ نے کہا بیان کیوں نہیں کرتی ہو ملکہ نے عرض کی کہ میں ہمیشہ سے اکابر طلسم کی زبانی
یہ بات سنتی آئی ہوں کہ فلاں زمانے میں طلسم کشا آئیگا اور طلسم اُسکے ہاتھ سے برباد ہو جائیگا وہ زمانہ
یہی ہے لہذا بادشاہ طلسم کو چاہیے کہ طلسم کشا سے صلح کر لے ورنہ گھر بار مال و دولت جان و آبرو کوئی چیز
نہ بچیگی لہذا آپ خلاف احکام بانیان طلسم کیوں کرتے ہیں یہ سنکر ضحاک ہنسا اور کہا کہ تو ابھی
لڑکی ہے ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتی خیر میں سمجھائے دیتا ہوں میں دراصل بادشاہ طلسم نہیں ہوں
اُس زمانے میں تو کم سن تھی بلکہ بچہ تھی جبکہ بادشاہ اصلی اس تخت پر رونق افروز تھا میں اُسکا
سالار لشکر تھا میں نے اپنے حسن تدبیر سے بادشاہ کو قید کر لیا اور آپ تخت نشین ہو گیا لہذا جو کچھ
احکام بانیان طلسم کے ہیں وہ بادشاہ اصلی کی نسبت ہیں میری نسبت نہیں ہیں یہی وجہ کہ دل میرا
مضبوط ہے کہ طلسم کشا میرا کچھ نہیں بنا سکتا ہے ملکہ نے کہا کہ بانیان طلسم آیندہ کے تمام حالات
پیشتر سے تحریر کر گئے کیا یہ انکو نہ معلوم تھا کہ بادشاہ اصلی اُس زمانے میں معزول ہوگا میں تو کہتی
ہوں کہ وہ ضرور جانتے تھے پھر جو احکام اس زمانے کے واسطے بادشاہ کے متعلق وہ لکھ گئے ہیں
اُسکی پابندی آپ ہی کو چاہیئے جو تخت پر ہو وہی بادشاہ ہے ضحاک مارگزیدہ کی عقل پر ایسے پردے
پڑے ہوئے تھے کہ اُسنے دختر کی باتوں پر اعتنا نہ کی اور کہا کہ امور سلطنت میں تمکو دخل دینا
مناسب نہیں ہے اسلیے کہ تم عورت ہو عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں یہ سنکر ملکہ نے بہت تاؤ پیچ دکھایا
اور پھر کہا کہ اچھا اگر طلسم کشا سے صلح کر لیجیے تو آپکا کیا نقصان ہے ضحاک شاہ ان باتوں پر مشکوک
ہوا کہ یہ اس معاملہ میں اسقدر کیوں ساعی ہے ملکہ کی طرف نظر قہر و غضب دیکھا اور کہا کہ معلوم ہوتا
ہے طلسم کشا سے تو نے کچھ باتیں کی ہیں یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بیشک میں نے طلسم سے کہلا بھیجا
تھا کہ اگر تم ہماری آزار رسانی سے دست بردار ہو جاؤ تو ہم تمکو رہا کرا دیں اُسنے دو شرطیں منظور
کیں اول یہ کہ بادشاہ طلسم میرے مجرم کو میرے سپرد کر دے اور اگر میرے سپرد نہ کرے تو اپنے
طلسم سے نکال دے میں اُسکو آن تاجدار سے سمجھ لونگا۔ دوسرے یہ کہ جو عزیز امیر اور دوست میرے
قید میں ہیں اُنکو رہا کر دے۔ یہ سنکر ضحاک شاہ ہنسا اور کہا کیا مجھے مجبوری ہے جو میں ان
شرطوں کو قبول کر کے اپنے سر بدنامی مول لوں اور اپنے ایک رفیق قدیم کو اپنی حدود حکومت
سے باہر کرا دوں لوح میرے قبضہ میں طلسم کشا میرے اختیار میں مہینہ بھر اور گذر جانے
اسکے بعد طلسم کشا بیابان مخفی کی زمین پر آلودہ خاک و خون پڑا ہوگا لاش کو اُسکی زاغ و عقاب
کھاتے ہونگے یہ سنکر ملکہ نہایت کبیدہ خاطر ہو کر اُٹھی اور چلتے وقت باپ کو سلام بھی نہیں
کیا سیدھی محل میں چلی آئی اور وہاں سے خدمت میں شاہزادہ عادل کے حاضر ہوئی تو آنکھوں
سے اشک جاری تھے بال پریشان منھ پر ہوائیاں اُڑتی ہوئی ڈری ڈری صورت شاہزادے
نے فرمایا کہ کیوں ملکہ اسقدر پریشان کیوں ہو ملکہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے تھے عقل پر اُسکے پردے
پڑ گئے ہیں ہر چند میں نے اپنے باپ کو سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا بلکہ مجھپر غصہ کیا کہ تو اس معاملہ میں
دخل دیتی ہے لہذا اے طلسم کشا اب تمکو اختیار ہے کہ جس طرح چاہو اپنے دشمن سے پیش آؤ میں
شکایت نہ کرونگی بلکہ حتی الامکان تمھارا ساتھ دونگی کہ تم حق پر ہو یہ کہکر اُسنے شعلہ عذار سے
صندوقچہ اپنا طلب کیا شعلہ عذار نے صندوقچہ حاضر کیا ملکہ نے صندوقچہ کھول کر ایک ہیکل
نکالکر خود پہنی اور ایک انگشتری بطور اپنی نشانی کے شاہزادے کو دی اور عرض کی کہ تاثیر اس انگشتری

کی یہ ہی کہ سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا یہ ہیکل اور انگشتر تحائف طلسمی سے ہین اور شعلہ عذار سے کہا
کہ جاکر تو بھی اپنی محافظت کا انتظام کر ورنہ ہم سب کی گرفتاری کا وقت قریب سمجھ لے بادشاہ مجھسے بدظن
ہوگیا ہی جسوقت اسنے کتاب احکام سامری کو دیکھ لیا اسی وقت راز فاش ہوگیا اور سب مبتلاے بلا
ہوے بعد اسکے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ اب آپ جہان کہیے مین آپ کو پہونچا دون کہ آپ
میری وجہ سے مبتلاے بلا ہون۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہ خدا کو یاد کرو۔ یہ
کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم تو میری وجہ سے گرفتار رہا ہو اور مین تمھین چھوڑ کر چلا جاؤن بہتر یہ ہی کہ ہم تم
ہر حالت مین ساتھ ہی ہون ؎ آرزو یہ ہی کہ نکلے دم تمھارے سامنے * تم ہمارے سامنے ہو
ہم تمھارے سامنے * شعلہ عذار نے کہا کہ اے ملکہ بہتر یہ ہی کہ جہانتک ہوسکے بدنامی سے اپنے کو
بچاؤ شاہزادہ کے حفاظت کا تمنے انتظام کر ہی دیا ہی اب انکو پھر اسی جگہ بھیجدو جہان پر تھے
ساحر انکا کچھ کر نہین سکتے مین وقتاً فوقتاً شاہزادہ سے ملتی رہنا۔ ملکہ نے کہا کہ جس زندان سے
مین نے انکو رہا کیا اب پھر اسی جگہ بھیجدون تو مجھ مین اور دشمن مین فرق کیا رہگیا۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ مصلحت وقت کو دیکھو اسکا خیال نکرو وہ قید ایسی کونسی
قید ہی شاید باپ تمھارا آتا ہو تو مجھے دیکھکر قہر عتاب کریگا تو بادشاہ سے قطع تعلق کرو پھر کوئی
اندیشہ نہین ہی اگر یہان آئیگا تو ہاتھ سے میرے زک اوٹھائیگا ملکہ حیران ہی کہ کیا کرون کیا نکرون
شاہزادہ مصر ہی کہ مجھے زندان مین جانے دو یہان کا تو یہ رنگ ہی اور وہان ضحاک شاہ نے کتاب
سامری مین دیکھا کہ دل آویز جادو طلسم کشا کی اسقدر کیون ساعی ہوئی صاف صاف تحریر
تھا کہ وہ طلسم کشا پر عاشق ہی اور چاہتی ہی کہ صلح ہو جاے تو طلسم کشا قتل سے بچ جاے اور
شادی میری طلسم کشا کے ساتھ ہو جانے بس یہ دیکھکر بادشاہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور چہار چشم جادو
سے کہا کہ اب میری راے مین طلسم کشا کو اس زندان سے بلوا کر کسی دوسرے مقام پر قید کرنا چاہیے
اسلیے کہ کتاب سامری مجھکو خبر یہ سناتی ہی چہار چشم جادو نے عرض کی کہ مہمان نواز جادو آپسے
بغاوت نہین کر سکتا کہ اسکی بیٹیا دل ہوئی ہی اور راستہ طلسم کشا کے نکل جانے کا اور کوئی سوا
میرے باغ آتش بہار کے ہی نہین وہان شعلہ عذار رہتی ہی طلسم کشا کو حیلہ کے واسطے یہین
برقرار رہنے دیجیے اسلیے کہ اس سے بہتر محفوظ مقام تمام طلسم مین قید طلسم کشا کے واسطے نہین ہے
جب وقت قتل آئیگا اور طلسم کشا قتل ہو جائیگا شاہزادی اپنے مقام پر خود ہی پشیمان ہوکر ٹھیک
ہو جائینگی اس آتش کا زیادہ مشتعل کرنا باعث خرابی ہوگا ضحاک شاہ تو خاموش ہو رہا دربار
برخاست ہوا ہر ایک اپنے اپنے گھر گیا چنانچہ چہار چشم جادو بھی دربار سے اوٹھا تو باغ آتش بہار
مین آیا یہان شعلہ عذار کو نہ پایا پس اسنے آئینہ سحر نکالکر دیکھا کہ شعلہ عذار کہان ہی تو عجب معرکہ دیکھا
کہ ایک شخص غیر نامحرم کے پہلو مین بیٹھی ہوئی محبت آمیز باتین کر رہی ہی بس یہ دیکھتے ہی چہار چشم جادو
آگ ہوگیا لیکن ضبط سے کام لیا کہ محل شاہی مین جانا اچھا نہین لیکن منتظر بیٹھا کہ جسوقت وہ آئیگی
اسی وقت اسے گرفتار کرونگا کہ اس ننگ خاندان نے تمام خاندان کا ڈبو دیا یہ تو یہان اس گھات
مین بیٹھا ہوا ہی اور وہان شعلہ عذار طیفور سے باتین کر رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ ملکہ ہماری دشمن جان پر
فریفتہ ہوئی ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی طیفور کہہ رہا ہی ؎ دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد
سے بھر نہ آئے کیون * روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون * جبسے طبیعت آجاے کیا اختیار ہی

دوسرون کو کیا کہتی ہو پہلے اپنی تو خبر لو شعلہ عذار نے کہا کہ اپنی کیا خبر لون مین کسی کی عاشق و عاجز ہون
مین نے تمکو مسافر سمجھ کر مہمان کیا ہی زیادہ اور کچھ خیال نہ لانا ورنہ میرا مزاج اور طرح کا ہی بس ٹھنڈے
ٹھنڈے اپنے گھر سدھارو یہ کہکر تیوریان چڑھا گئین طیفور اس ادا پر اور مر گیا گلے سے چمٹا لیا اور
کہا کہ جان من برا کیون مانتی ہو تم ہماری عاشق نہ سہی ہمین تمھارے عاشق سہی شعلہ عذار کا غصہ
طیفور کی اس بیباکی نے فرو کر دیا مگر شرما کے بولی کہ مجھسے محبت کرنا اپنی جان کو روگ لگانا ہی اے شخص
یہ طلسم اب چراغ سحری ہی چند دن مین جو مقامات آباد ہین یہ برباد ہو جاینگے جہان بلبلین چہکتی ہین
اس مقام پر جغد بولتا ہوگا میرا دل دھڑک رہا ہی کہ ایسا نہو کوئی آفت آئے اور تمھیون کے ساتھ گھن بھی
پس جائے طیفور نے کہا کہ اے شعلہ عذار تم کیا سمجھتی ہو کہ مین کون ہون اور مین اسی طلسم کشا کی
تلاش مین آیا تھا مین عیار طلسم کشا ہون اسوقت تک مین نے اپنے کو اسوجہ سے ظاہر نکیا تھا کہ اگر آقا میرا
یہان سے نکل جانا چاہیگا تو اسے ہمراہ کر دونگا مگر معلوم ہوا کہ وہ یہان سے قدم نہ نکالیگا تو اب مین نے
تمپر اپنے کو ظاہر کر دیا تم کیون گھبراتی ہو بادشاہ طلسم کشتہ ہوگیا نہ بچیگا اب طلسم کشائی جہان کے ساتھ
تم سب کی جانین وابستہ ہین اور کسکی مجال ہی کہ جو طلسم کشا کو قتل کرسکے لیکن اب ظاہر بظاہر میرا تمھارے
ساتھ رہنا اچھا نہین ہی اسی لیے مین نے اپنے کو تمپر ظاہر کر دیا ہی مین صورت خواجہ سرا کی بنتا ہون تاکہ
آیندہ و روندہ یہان کے مجھکو پہچان نہ سکین اور کوئی وقت سخت آپڑے تو اسوقت مدد کرسکون شعلہ عذار
نے کہا کہ جو مناسب جانو وہ کرو طیفور نے صورت اپنی خواجہ سرا کی بنائی اتنے مین ایک کنیز آئی اور اسنے
عرض کی کہ آپ کے والد ماجد دیر سے باغ مین رونق افروز ہین اور آپ کو بلاتے ہین یہ سنکر شعلہ عذار گھبرا
گئی کہا خدا خیر کرے اپنے درجہ سے اٹھ کر ملکہ کی خدمت مین آئی اور عرض کی کہ کنیز کچھ دیر کے بعد حاضر
ہوگی ملکہ نے کہا کہ جلد آنا دیر نکرنا شعلہ عذار نے عرض کی کہ یہ خواجہ سرا میرے ساتھ جاتا ہی اگر مجھے کچھ
عرصہ کسی سبب سے ہوگیا تو عرض کر دیگا یہ کہکر طیفور کو ساتھ لیا اور اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی جب
داخل باغ ہوئی تو دیکھا کہ چہار چشم جادو غصہ مین بھرا بیٹھا ہی جیسے ہی صورت دختر کی دیکھی پکارا کہ او
شوخ دیدہ یہ تو ملکہ کی صحبت مین ایسی ہوگئی کہ غیر مرد سے باتین کر رہی تھی سچ بتا کہ وہ کون تھا۔ یہ کہکر
کوڑے پر ہاتھ ڈالا۔ شعلہ عذار تھرا گئی جواب نہ بن پڑتا تھا خواجہ سرا نے بڑھکر عرض کی کہ حضور میرا
شمار مردون مین ہی یا عورتون مین چہار چشم جادو نے کہا کہ خدا نے تجھے مرد پیدا کیا تھا تو اپنے قصے
جو جا سے بچا لیکن شمار تیرا مردون مین ہوگا۔ خواجہ سرا نے عرض کی کہ ملکہ علاوہ سے باتین کر رہی
تھین چونکہ مین تازہ ملازم ہون آیین و قواعد سے آپکے آگاہ نہ تھا تو مجھے سمجھا رہی تھین اگر آپکو
یقین نہو تو جس ذریعہ سے آپ نے حال ملکہ کا دریافت کیا تھا اسی قاعدہ سے پھر ملاحظہ کیجیے
کہ وہ مرد مین ہی ہون یا کوئی اور ہی چہار چشم جادو نے آئینہ حقیقت نما کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ اسی
شخص سے باتین کر رہی تھی چہار چشم جادو نہایت خفیف ہوا کہ دختر دل مین کیا کہتی ہوگی کہ باپ
نے مجھپر تہمت رکھی دختر سے کہا کہ زمانہ نہایت نازک ہی اسوجہ سے مین نے کہا آجکل نئے آدمی کا بغیر
بے سمجھے نوکر رکھنا اچھا نہین ہی اسوجہ سے مین تمپر خفا ہوا یہ کہکر بسبب شرمندگی کے اٹھا ہوا چلا گیا
ملکہ نے طیفور کی دانائی پر آفرین کی اور کہا کہ جسکے ملازم ایسے ہوشیار اور صاحب اقبال ہین وہ کیسا
ہوگا لیکن اب حال مہمان نواز جادو کا سنیے کہ جب صبح کو اسنے طلسم کشا کو اندر زندان کے نپایا
تو تلاش کرتا ہوا زیر قصر الماس نگار آیا یہان قصر مین شاہزادہ ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا

کے سامنے سے مہمان نواز جادو نمودار ہوا سلام کیا اور عرض کی کہ ہماری عزت کا خیال ہے فرمایا کہ
اے مہمان نواز جادو تیری ہی وجہ سے میں ابتک یہاں بندھا ہوا بیٹھا ہوں ورنہ خدا جانے کہاں
ہوتا اب تو اپنے اوپر سے اُن گم شدہ قیدیوں کا الزام اٹھا دے اور بادشاہ طلسم سے کہلا بھیج کہ
تین قیدی گم ہوگئے طلسم کشا باقی ہے اسے آپ اپنی حفاظت میں لیجیے ورنہ میں ذمہ دار نہیں ہوں جس وقت
بادشاہ مجھے طلب کرے اسوقت مجھے لیجا کر بادشاہ کے سپرد کر دینا پھر میں سمجھ لونگا۔ یہ سنکر مہمان نواز
جادو کچھ اور کہنے کو تھا کہ شاہزادے نے قسم دی مہمان نواز جادو نے مجبوراً بادشاہ کو عرضی لکھ بھیجی یہاں
ملکہ نے کہا کہ تم نے غضب کیا اب اُن قیدیوں کی جستجو ہوگی اور مجھ پر الزام آئیگا فرمایا کہ تم صاف صاف
کہدینا کہ میں نے فلاں فلاں شاہزادیوں کو مہمان بلایا تھا اسکے بعد میں نہیں جانتی کہ قیدیوں کو کون
لیگیا مجھ سے یہ الزام ہٹ جائیگا ملکہ پریشان ہو کہ کیا کروں کیا نکروں لیکن اب حال عرضی مہمان نواز
جادو کا سنیے کہ جب بادشاہ طلسم کو عرضی مہمان نواز جادو کی پہونچی تو دربار اسکا ملو تھا ضحاک شاہ
مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اور چار چشم جادو سے کہا کہ تین قیدی زندان سے گم ہوگئے چار چشم جادو
نے آئینۂ حقیقت کو دیکھا عرض کی کہ وہ قیدی حصۂ دوم طلسم کے اندر کہیں نظر نہیں آتے۔ یہ سنکر
بادشاہ اور حیران ہوا کہ کون تھا جو قیدیوں کو نکال لے گیا بس ضحاک مارگزیدہ نے غصہ میں آکر تصویر
سامری کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے شبیہ خداوند صاف صاف بیان کر کہ تینوں قیدیوں کو کون
لیگیا تصویر بولی سے شعلے بھڑک بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے۔ آخر کو آگ لگ گئی گھر
کے چراغ سے۔ مجھ سے کیا پوچھتا ہے اپنے گھر کی خبر نہیں لیتا ہے گل اندام جادو رفیع البخت پر عاشق
ہوئی نجم تاب جادو مہر آب پر لعلان گہر دندان سکندر پر یہی تینوں عورتیں اُن تینوں قیدیوں کو نکال
لیگئیں بس یہ سنتے ہی اعراک جادو اور اختر جادو تو عرق شرم میں نہاگئے اور ضحاک مارگزیدہ تاؤ
پیچ کھا کے رہگیا تصویر کی طرف دیکھکر پوچھا کہ اب قیدی کہاں ہیں تصویر پکاری کہ ایسے مقام پر ہیں
جہاں جانا آسان نہیں یعنی بیابان چار منارہ میں وہ چھوکریاں بڑی ہوشیار ہیں کہ پہلے ہی طلسم سے
نکل گئیں اعراک جادو نے کہا کہ اگر میں جا کر ان چھوکریوں کو مع اُن قیدیوں کے قتل نکروں تو نام
اپنا اعراک جادو نہ رکھوں یہ کہکر تیغۂ سحر اسنے سنبھالا اور تن تنہا جانب بیابان چار منارہ روانہ ہوا
بعد اسکے اختر جادو بھی غیرت میں آکر جانب بیابان چار منارہ روانہ ہوئی دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں
اور کیا ہوتا ہے لیکن یہاں بادشاہ طلسم نے تصویر سے پھر خطاب کیا اور پوچھا کہ اے حل کنندۂ عقدۂ
لاحل یہ بھی بتایئے کہ طلسم کشا کسکی حمایت سے رہا ہوگا آواز پیدا ہوئی کہ پہلے پری دختر کی حمایت سے
رہا ہوگا اور پھر قید ہو جائیگا۔ اسکے بعد میدان خونی کا مرحلہ پیش آئیگا جسمیں بڑا کشت و خون ہوگا
اور دختر وزیر بھی شاہزادے کی شریک ہے بس یہ سننا تھا ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ ہے کوئی جو ملکہ
کو مع طلسم کشا جا کر جلا دے کہ نہ مکان رہے نہ مکین یہ سنکر شکیل جادو اُٹھ کھڑا ہوا کہ اسکو حق
رقابت پہونچتا تھا شادی ملکہ کی اسی کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی جبسے اسنے سنا تھا کہ ملکہ طلسم کشا پر
شیدا ہے تاؤ پیچ کھا رہا تھا یہ اُسی وقت اُٹھا اور ضحاک مارگزیدہ سے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور
طلسم کشا کو مٹائے دیتا ہوں۔ یہی بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ خون طلسم کشا سرزمین طلسم پر نہ گرے
میں اُسے جلا دونگا تو خون کیونکر زمین پر بہیگا علاوہ اسکے یوں ہی زمین طلسم ویران ہوئی جاتی ہے
اگر بعد ہمارے ہمارے دشمنوں سے آباد ہوئی تو کیا اور نہوئی تو کیا یہ کہکر اسنے اسباب سحر سنبھالا

اور جانب باغ ملکہ روانہ ہوا آتے ہی اسنے چار جانب محل شاہی کے حصار سحر کیا کہ جو اندر ہو وہ باہر
نہ جا سکے اور اک ترنج سحر پڑھکر دروازہ محل پر مارا کہ آگ لگ گئی اور مکان مثل مکان کاغذ کے
جلنے لگا وہاں شاہزادہ ملکہ کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ چند کنیزیں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ محل میں آگ
لگ گئی ملکہ بیتاب ہو کر قصر الماس نگار سے نکلی تو دیکھا کہ سارا مکان جل رہا ہے بس یہ سمجھ گئی کہ یہ
کسی دشمن کی آتش افروزی ہے بس یہ اسی وقت زمین پر تڑپی اور بلند ہو کر سحر کیا کہ ابر چھا گیا اور بارش
ہونے لگی دم بھر میں ساری آگ فرو ہو گئی لیکن اتنے ہی عرصہ میں جتنے ذیحیات تھے سب جل گئے
تھے ملکہ کو اپنے ملازمین کے جل جانے کا نہایت صدمہ ہوا اور یہ شعر زبان پر آیا کہ ع کھوئے کے دل
عشق میں جلنے کے سوا کیا دیکھا + ہم ہی ایسے تھے کہ گھر پھونک تماشا دیکھا + یہ آواز جو ملکہ کی
شکیل جادو کے گوش زد ہوئی تڑپ کر سامنے ملکہ کے آیا اور پکارا کہ او بیوفا بد سرشت تو بچ گئی خیر وہ
تو جل گیا ہوگا جسکے عشق میں تو نے اپنے کو رسوائے عالم کیا۔ یہ سنکر ملکہ نے شکیل جادو کی طرف
نگاہ غضب دیکھا اور فرمایا کہ اگر تیرے خاندان کی بنیاد کو طلسم سے نہ مٹایا تو نام اپنا دل آویز جادو
نہ پایا یہ کہکر ملکہ نے ہار اپنے گلے سے اتار کر کچھ اسم سحر پڑھا اور طرف شکیل جادو کے کھینچ مارا۔
شکیل جادو نے گردن آگے بڑھا دی اور کہا کہ میں تو تیرے جانبازوں میں تھا مگر اب تیرے خون کا
پیاسا ہوں کہ تو نے دوسرے مرد سے دل لگایا یہ کہکر ہار گلے میں پہن لیا اور اسم سحر پڑھنے لگا تھوڑی
ہی دیر میں تمام پھول ہار کے پھوٹ نکلے اور چاروں طرف سے خنجر زنی کرنے لگے شکیل جادو تڑپنے
لگا ملکہ تیغہ سحر پکڑ کر قتل کو چلی تھی کہ نعرہ ضحاک شاہ کا ہوا اور آواز آئی کہ او سرکش دختر کیا کرتی ہے
اپنے شوہر کو قتل کرتی ہے خبردار ایسی حرکت نکرنا بس یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس اب آپ میرا سامنا نکیجیے
میں آپکو منھ دکھانے کے قابل ہوں نہ آپ مجھے منھ دکھانے کے لائق ہیں یہ شوہر وہ ہے
جو ایک کی صورت دیکھکر دوسرے کی صورت دیکھے میں طلسم کشا سے اپنے دل کو وابستہ کر چکی میں
یہ نہیں ہوں آپ کو شرم نہیں آتی کہ دختر بیاہی گالی پڑھاتے ہیں ضحاک شاہ نے اتنی دیر میں کچھ
اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ اک مرغ پیدا ہوا اور تمام پھول ہار کے چن چن کے کھا گیا شکیل جادو کے
حواس بجا ہوئے اس ہنگامہ کی خبر ملکہ شعلہ عذار جادو کو پہونچی کہ راز فاش ہو گیا اور بادشاہ کا عتاب
ملکہ پر نازل ہوا ہے بس یہ بیتاب ہو کر اپنے مقام سے اٹھی اور طرف قصر الماس نگار کے روانہ ہوئی
یہاں آکر دیکھا تو ملکہ ہے اور شکیل جادو سے سحر کے رد و بدل ہو رہے ہیں اور بادشاہ الگ کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہے جو سحر ملکہ کا شکیل سے نہیں رد ہو سکتا ہے اسے خود بادشاہ رد کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ او شوخ دیدہ
تجھے اسی کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا لیکن ابھی ضحاک شاہ کو یہ ہوش نہیں ہے کہ ملکہ ہیکل پہنے ہوئے ہے
اگر اسوقت تمام ساحران طلسم بھی ملکہ پر سحر کرینگے تو اثر نہوگا شعلہ عذار جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا بس
کڑک کر بلند ہوئی اور سر پر شکیل جادو کے گری کہ دو ٹکڑے ہوئے اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ شعلہ عذار جادو
کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی بس شکیل جادو کا کام تمام تھا کہ ملکہ نے وزیر زادی کو
گلے سے لگا لیا اور ضحاک شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا کہ اسکے سامنے شکیل جادو کو مار ڈالا بس
ضحاک شاہ نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر زمین پر پھینکا اور آواز دی کہ اے مار طلسمی باندھ لے شکیں
اس شوخ دیدہ و گستاخ کی بمجرد اس آواز کے وہ موئے سر مار سیاہ بنکے شعلہ عذار کی طرف چلا اور چاہا
شعلہ عذار نے رد سحر کیا مگر کچھ نہوا یہ بادشاہ طلسم کا سحر تھا اسے کون رد کر سکتا تھا سانپ آکر بازو دن

ملکہ شعلہ عذار سے لپٹ گیا اور کھینچتا ہوا طرف بادشاہ کے لیچلا جب دیکھا دل آویز جادو نے کہ وزیرزادی
میری اسیر ہوگئی ہے پس اسنے اپنے جوڑے کو کھول دیا اور بال بکھرا دیے اور پھر اسم سحر
پڑھنے لگی دیکھا کہ اک طاؤس زریں بال اڑتا ہوا آیا اور اُس سانپ کو نگل گیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ دختر
نے میرے سحر کو رد کیا پس اسنے کچھ اسم پڑھا اور آواز دی کہ اے مار سیاہ شکل طاؤس میں شعلۂ آتش
بنجا اور جلادے اسکو دیکھا کہ فوراً طاؤس طاؤس آتش بازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور ہمہ تن شعلہ
ہوکر طرف ملکہ کے چلا ضحاک شاہ نے اور زور دیا کہ یہ شعلہ اس گیسو بریدہ کا کام تمام کر دے لیکن یہ
برکت ہیکل وہ شعلہ ملکہ کے قریب پہونچکر فرو ہوگیا اب نظر ضحاک شاہ کی اُس ہیکل پر پڑی جو ملکہ کے
گلے میں تھی پس یہ سمجھ گیا کہ اسی سبب سے یہ اسیر نہیں ہوتی ہے پس ضحاک شاہ نے پھر اسم سحر پڑھکر
دستک دی کہ اک طائر قوی منقار پیدا ہوا اُسنے سر پر ملکہ کے چرخ مارنا شروع کیا اور سامنے سے ملکہ کے اک
اژدر دم کشی کرتا ہوا پہونچا ملکہ اژدر کو رد کرنے کی فکر کرنے لگی طائر نے ڈورا ہیکل کا کاٹ دیا کہ ہیکل گلے
سے نکل پڑی ہیکل کا گلے سے اترنا تھا کہ ملکہ بیہوش ہوکے گری یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ کو تاب
نہ رہی وہیں سے تیغ کھینچکر اژدر کی طرف چلے ہنوز اژدر قریب ملکہ کے نہ پہونچا تھا کہ عادل کیوان شکوہ
نے تیغ سحر کش طلسمی کا وار کیا اژدر کے دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر ضحاک مار گزیدہ کو نہایت غصہ
آیا یہ تو اسکو خیال تھا کہ طلسم کشا کو دختر نے انگشتر سلیمانی پہنا دی ہے اب سحر اسپر تاثیر نکریگا وقت کو
غنیمت جانکر ضحاک جادو برق بنکے سر پر عادل کیوان شکوہ کے گرا شاہزادہ بسبب انگشتر کے محفوظ تھا
اور عکس انگشتر سے سحر ضحاک مارگزیدہ کا رد ہوگیا اور بیہوش ہوکر سامنے عادل کیوان شکوہ کے گرا بس
اسکا گرنا تھا کہ شعلہ عذار جادو نے آواز دی کہ اے شہریار اب نہ چھوڑیے گا عادل تیغ سحر کش
چمکایا چاہتے تھے کہ وار کرکے کام اسکا تمام کروں کہ زمین شق ہوئی اور چار پتلے فولادی پیدا ہوئے کہ
ضحاک شاہ کو لیکر زمین میں چلے گئے یہاں عادل کیوان شکوہ نے دل آویز جادو کو ہوشیار کیا شعلہ عذار
جادو پر آفرین کی اتنے میں خواجہ سرا نے آکر ہیکل پیش کی اور عرض کی کہ جلد ملکہ کو پہنا دیجیے ایسا نہو
کہ کوئی اور ساحر آجاے شاہزادہ نے خواجہ سرا کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ یہ تو نے بہت بڑا کام کیا
ملکہ شعلہ عذار نے کہا کہ اسکو حضور نے پہچانا بھی فرمایا کہ جتنا پہچانا تھا اتنا ظاہر ہے شعلہ عذار نے عرض
کی کہ یہ آپکا عیار طیفور باد پیرگرد ہے عادل کیوان شکوہ نے طیفور کو گلے لگانے کا قصد کیا طیفور
قدموں پر گرا شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ میں نے جبھی آواز اسکی پہچانی تھی جب یہ گویا بنا ہوا گا رہا تھا
کہ ملکہ دل آویز جادو پر بھی یہ راز فاش ہوا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے اور گویا بنکر اپنے آقا کی تلاش میں یہاں تک
آیا تھا اب یہ سبکے سب قصر الماس نگار میں آئے اور اک جا بیٹھے صلاح ہونے لگی کہ اب کیا کرنا
چاہیے اسلیے کہ راز فاش ہی ہوچکا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار میرے نزدیک اب اس مقام
پر ٹھہرنا بے سود ہے چلکر ملکہ کو بھی جا کے عافیت میں بٹھائیے اور آپ فوج میں چلیے اسلیے کہ مدت
بادشاہ طلسم اور باقی ماندہ مالکان در بندی لوح کے ذریعہ سے ہے انگشتر بس اتنی ہی تاثیر رکھتی ہے
کہ آپکو سحر سے بچائیگی یہ راے طیفور کی سب کو پسند آئی اور اُسیوقت ملکہ شعلہ عذار جادو و ملکہ
دل آویز جادو اپنے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہوئیں اور شاہزادہ مرکب پر جلوہ گر ہوا عیار نے گوشہ
ریز تھاما اور باغ آتش نہار کی طرف سے نکل چلنے کا ارادہ کر لیا لیکن جسوقت باغ آتش بہار میں قدم رکھا
ہے اور تمام باغ کو طی کرکے نکلے ہیں قصد لشکر کی طرف چلنے کا ہے کہ شعلہ عذار کو وہ کنجی یاد آئی جو اسکے

صندوقچہ سحر کی تھی یہ سرہانے رکھکر بھول گئی تھی پس اسنے عرض کی کہ حضور دم بھر قیام فرمائین مین کنجی
لیکر ابھی حاضر ہوتی ہون یہ کہکر بدرو، س اندر باغ کے آئی اور سرہانے دیکھا تو کنجی کو نہ پایا اسنے
کنیزون سے پوچھا کہ کنجی میرے سرہانے سے کسنے اُٹھائی ہے۔ یہ سُنکر ایک دوسرے کا نام
بتانے لگی۔ سوسن نے کہا کہ نرگس نے اُٹھائی ہوگی نرگس نے غصہ سے آنکھین نکالین اور کہا
کہ مجھو نا تو سنبلا نے جھاڑا تھا یہ تو آپس مین جاؤن جاؤن کرنے لگین شعلہ عذار پریشان ہوئی
کہ کیا کرون کیا نکرون بغیر کلید سحر کے صندوقچہ بیکار ہی اور بغیر صندوقچہ کے مین بیکار رہون پس اسنے
دروازہ باغ پر آکے عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق غضب ہوا میرے صندوقچہ سحر کی کلید گم ہوگئی ہے
تو عمر بھر کا ریاض خاک ہوا جاتا ہی مین بالکل بے دست و پا ہوگئی کہین کی نہ رہی آپ تشریف لیجایئے
مین کلید ڈھونڈھکر حاضر ہونگی ملکہ نے کہا کہ اے شعلہ عذار اب اس مقام پر ٹھہرنے مین ہزار
طرح کے خطرے ہین اب راز ہمارا تمھارا فاش ہوچکا ہی ہنوز یہی باتین ہورہی تھین کہ اک کنیز نے
آواز دی کہ اے ملکہ لیجیے یہ کنجی ملگئی پس جیسے ہی پلٹ کر شعلہ عذار نے کنجی لینے کا قصد کیا اُس
کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا اور آواز دی کہ او چھوکری غضب کیا تھا تو نے کہ کلید سحر لیکر بھاگنے کا قصد کیا تھا
ملکہ مبرم جادو نے یہ کہکر بال سر کا توڑا اور مشکین شعلہ عذار کی باندھ لین بعد اُسکے دل آویز جادو
کی طرف دیکھ کر کہا کہ او خوخ دیدہ کیا تو اسی دن کے واسطے پیدا ہوئی تھی کہ باپ کا گھر برباد کرکے
دشمن کی دوستی اختیار کرے تو نہین جانتی کہ ابھی مین زندہ ہون پس بہتر اسمین ہی کہ چلی آ ورنہ
اسی طرح تجھے بھی باندھ کے لیجاؤنگی اگر مین تیلہ ہسے سحر بھیجکر ضحاک کو نہ اُلٹوا منگاتی تو تو نے یار
کے ہاتھ سے باپ کو قتل ہی کرا ڈالا ہوتا دل آویز جادو آواز مبرم جادو کی سُنکر تھرا گئی کہا دادی اماں
اب آپ اس معاملہ مین دخل نہ دین مین نے والد ماجد کو بہت سمجھایا کہ صلح کر لیجیے جب انھون نے
نہ مانا اور اُسکے عوض مین میرا گھر جلوا دیا تو مین نے بھی یہ حرکت کی کہ طلسم کشا کا ساتھ دیا ورنہ مین طلسم کشا
کو اسی بات پر رضامند کر چلی تھی کہ وہ میرا گھر برباد نکرے۔ مبرم جادو نے کہا کہ یہ سب سچ ہی مگر بڑون کی
حق ناحق سبھی سہتے ہین اور اُٹھاتے ہین یہ اولاد کی سعادتمندی ہی کہ ماں باپ کا غصہ برداشت
کرے۔ دل آویز جادو نے کہا کہ غصہ برداشت کرتا اور شی ہی وہ تو جان و آبرو کے درپے ہوگئے ہین
مبرم جادو نے کہا کہ کچھ سہی مگر اب پلٹ آ اپنے باپ کو رسواے عالم نکر ورنہ مین قسم کھاتی ہون اپنے
دین و مذہب کی کہ اگر نہ مانے گی تو شعلہ عذار کا جو حال کیا ہی وہی تیرا بھی حال کرونگی یہ سُنکر دل آویز جادو
نے طاؤس سحر کو اشارہ کیا اور یہ قصد کیا کہ نکل جاؤن پس مبرم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر جوڑا
بالون کا کھولا فوراً اسقدر تاریکی پیدا ہوگئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا پس مبرم جادو نے قریب کر
ہیکل گلے سے دل آویز جادو کے اُتار لی اور اسی تاریکی مین قریب عادل کیوان شکوہ کے آکر آواز
دی کہ اے شہریار ہیکل میرے گلے سے اُترگئی اب مین مجبور ہون اگر انگوٹھی مجھے دیدیجیے تو میری جان
اس بلا سے بچ جائیگی ورنہ گھٹ گھٹ کے مرجاؤنگی یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے
انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر مبرم جادو کو ملکہ دل آویز جادو سمجھ کے دیدی پس انگشتر کا ہاتھ مین آنا تھا کہ مبرم جادو
نے ایک رسن سحر مین سب کو باندھ لیا اور باغ آتش بہار مین لاکر دل آویز جادو کو قمری بناکر چھوڑ دیا
اور شعلہ عذار جادو کو فاختہ بنا کے بٹھا دیا اور عادل کیوان شکوہ کو شیر بنا دیا اور طیفور عیار کو گرگ کی
شکل بنا کے آپ طرف بیابان تحقی کے روانہ ہوئی اور ایک نامہ ضحاک جادو کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا

کہ مین نے تیری دختر کو مع طلسم کشا باغ ہفت بہار مین قید کر دیا ہی اب تو اطمینان سے سلطنت
کر اتنی کسی کی مجال نہین ہی جو انکو رہا کر لیجائے کلید باغ میرے پاس ہی اب بغیر میری اجازت
کے نہ تو کوئی اندر باغ کے داخل ہو سکیگا اور نہ باغ سے باہر جا سکیگا۔ جسوقت یہ نامہ ضحاک
بار گزیدہ جادو کو پہونچا تو ضحاک نہایت خوش ہوا اور مصروف عیش و عشرت ہوا لیکن اب

چند کلمے داستان اعراک جادو و اختر جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ دونون بھائی بہن جوش غیرت مین یہ تہیہ کرکے چلے تھے کہ جہان پاجائین دخترون کو بھی
قتل کرین اور انکے عاشقون کو بھی مار ڈالین تاکہ داغ رسوائی دامن سے دور ہو اگرچہ دونون
یکے بعد دیگرے تنہا چلے تھے لیکن جسوقت انکی فوجون مین اطلاع ہوئی ہی تو ساحر برائے مدد
روانہ ہوے ہین لیکن دیکھا چاہیے کسوقت پہونچتے ہین لیکن اعراک جادو اور اختر جادو جسوقت
قریب دریاے ارغوان کے پہونچے اور ارغوان جادو کو خبر ہوئی کہ بھائی بادشاہ طلسم کا
اور بہن اسکی اسطرف آتی ہی تو ارغوان جادو نہایت پریشان ہوا کہ اگر روکتا ہون تو یہ کوئی معمولی
ساحر نہین ہین کہ میرے روکنے سے رک جائینگے اور اگر نہین روکتا ہون تو نمکحرامی ہی کہ یہ لوگ
دشمن ہین عزیزان طلسم کشا کے اور انھین کی آزار رسانی کی غرض سے آئے ہین مجبوراً اسنے
جان دینا گوارا کی اور دریا سے نکل کر انتظام سد باب کا کیا کہ اگر زمین مین جانا چاہین تو دریا
حائل ہو اور اگر بلند ہوکر جانے کا قصد کرین تو ابر سحر روکے بعد اس انتظام کے ارغوان جادو
چند قدم اپنی جگہ سے آگے بڑھا جسوقت اعراک جادو اور اختر جادو قریب پہونچے تو ارغوان جادو
نے ٹوکا کہ کون ہی اور ادھر کیون آتا ہی۔ اعراک جادو نے کہا اے ارغوان جادو کیا تعنا آتی ہی نہین
جانتا کہ مین کون ہون مین برادر سلطان طلسم یعنی اعراک جادو بہتر ہوگا تیرے حق مین کہ مجھ سے تعرض نکر
ورنہ ایک دم مین تیرے دریا کو مٹا دونگا جہان پانی بہہ رہا ہی وہان خاک اڑتی ہوگی یہ سنکر ارغوان جادو
نے کہا کہ او نمکحرام تجھے برادر بادشاہ کہتے شرم نہین آتی جو بادشاہ طلسم ہی اسکا تو گنوار نمکحرام ہی جسے
تو بادشاہ کہتا ہی وہ بھی نمکحرام ہی اسوقت مین اور تو ایک درجہ پر ہون تو بھی بادشاہ قدیم کا اک ملازم
تھا اور مین بھی اسی کا ملازم ہون ہرگز اس راستے سے نہ جانے دونگا اگر بہتری اپنے حق مین چاہتا ہے
تو پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے زک اٹھائیگا۔ بس یہ سننا تھا کہ اعراک جادو نے گولہ سحر کا کھینچکر
سینے پر ارغوان جادو کے مارا ارغوان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چاہا کہ گولے کو پلٹا دون ممکن نہوا
اسلیے کہ اعراک جادو ساحر زبردست ہی اگر یہ لوگ ایسے نہوتے تو سلطنت پر کیونکر قابض ہو جاتے
گولہ جو سینے پر ارغوان جادو کے پڑا ارغوان جادو الٹ کے گرا اور بیہوش ہوگیا اعراک تیغہ سحر کھینچکر
چلا کہ اسکو قتل کر ڈالون ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ دریا سے اک نہنگ پیدا ہوا اور ارغوان جادو کو نگل کر
دریا مین چلا گیا اب اعراک نے پر پرواز پیدا کیے اور قصد کیا کہ اڑکر دریا کے اس پار نکل جاؤن لیکن
جیسے ہی زیر ابر پہونچا بادل گرجا اور بجلیان چمک چمک کے اعراک جادو پر گرنے لگین۔ اعراک ایک
رد کرتا ہی دوسری بلا نازل ہوتی ہی تو گھبرا گیا اور مجبوراً اسکو پلٹنا پڑا ادھر تو اعراک پلٹ کے آیا ادھر
ابر سے آواز قہقہہ کی پیدا ہوئی کہ بس اسی جگہ پر دریا سے عبور کرنے کا قصد کیا تھا پس اعراک جادو کو
غیرت آئی اور اسنے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور کچھ موم نکالکر اسکی اک کشتی بنائی اور چند مے مین

کشتی سے کے چند خار مغیلان چبھو دیے اور بالائے کشتی اک نگیرہ نصب کرکے کشتی کو دریا سے ارغوان میں
ڈال دیا کشتی نے درازی پیدا کی اور بہہ کر چلی اعواک جادو مع اختر جادو کشتی پر بیٹھ گیا اور کشتی پیسے
اُس پار چلی ادھر تو کشتی بہی اُدھر دریا میں تلاطم پیدا ہوا موجوں کی فوجیں جانوروں کے رسالے لوٹ
کرکے کشتی کی طرف چلے جا بجا فن بڑھے اُچھل اُچھل کے کشتی کو دھکے دیئے مچھلیوں نے آ آ کر کشتی کے
اُلٹ دینے کا قصد کیا لیکن جو مچھلی قریب کشتی کے آتی کانٹے اُسکی پشت میں چبھے پلٹ کے چلی گئی
جسنے منہ مارا اُسکا منہ زخمی ہوا کشتی سیدھی بہتی ہوئی چلی جاتی تھی ادھر ابر سے برقیں چمک چمک کے
گرنے لگیں لیکن جو برق آتی تھی وہ نگیرے پر پہونچ کے غائب ہو جاتی تھی شور تھا کہ افسوس
مالک ہمارا اتنا بیہوش ہے وہ بے ہوش بے اجازت لگے جانے میں جانے نہ پائیں ہر چند یہ شور
غوغا برپا ہوا مگر اعواک جادو کشتی تیر انداز ہوا صاف نکلا چلا گیا جو وقت کشتی ساحل پر پہونچی تو لبِ
آب سے اک نہنگ نے سر نکالا اور چاہا کہ کشتی کو اُلٹ دے لیکن خار اُسکے پشت میں بھی گڑ گئے پس
جیسے ہی اعواک جادو نے جست کرکے خشکی میں اترنے کا قصد کیا نہنگ نے دہن میں اپنے روکا اور
اعواک جادو کو نگل گیا اور پھر دریا میں غرق ہونے کا قصد کیا تھا کہ اک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور
شکم نہنگ شق ہوا شکم سے نہنگ کے اعواک جادو نکلا مگر نکلتے ہی بیہوش ہو گیا اور نہنگ کے مرنے
سے قیامت برپا ہوئی ابر دھواں بن کے ٹکڑوں سے پنہاں ہو گیا اور پانی دریا کا غبار سرخ رنگ بنکر
اُڑ گیا مچھلیاں ریتی میں تڑپ تڑپ کے فنا ہو گئیں آندھی چلی خاک اُڑی پھر کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من ارغوان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و … خود رسیدیم اب جو علامات سحر برطرف
ہوئے تو دیکھا کہ نہ دریا ہے نہ ابر ہے راستہ جو مسدود تھا وہ صاف ہو گیا لاش ارغوان جادو کی زمین پر
پڑی تھی اور چند مکانات پختہ بنے ہوئے تھے جسمیں کچھ لوگ تھے مگر سب غیر ساحر تھے یہ لوگ ارغوان جادو
کے عزیز تھے اس تلاطم کی خبر شاہزادہ سکندر کو اسوقت ہوئی جب ارغوان جادو شہید ہو چکا تھا سکندر
کو نہایت صدمہ ہوا اسیوقت یہ تینوں شاہزادے یعنی سکندر و سہراب و رفیع البخت مرکبوں پر
بیٹھ بیٹھ کر قلعہ سے نکلے کہ قاتل ارغوان کو قتل کریں۔ یہاں اختر جادو نے اعواک کو ہوش میں لا کر
اب یہ دونوں تیغ سحر کھینچے ہوئے بارادہ قتل دختران چلے تھے کہ عقب انکے فوج بھی آ پہونچی یعنی
چالیس پچاس ہزار ساحر بھی جمع ہو گئے اور سب نے قلعہ کا رخ کیا ادھر بالا خانہ سے انکی قمر انداز
انجم تاب نے اپنے ماموں اور ان کو مع لشکر آتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادے قلعہ سے نکل کر
چلے ہیں ایسا نہو اسیر بلا ہو جائیں یہ بھی جانوں پر کھیل کر سحر کرکے بالائے ہوا بلند ہو گئیں قمر انداز
نے چاند بنکر اپنا عکس ساحران لشکر اعواک پر ڈالنا شروع کیا اور انجم تاب ستارہ بنکر فلک سے ٹوٹ ٹوٹ
اور جسپر گری اُسکو مانند تیر شہاب کے جلا کے خاک کر دیا عکس ماہتاب سے ساحر سحر بھول رہے تھے
اور ستارہ تیر قضا میں بنکے دشمنوں کو نشانہ کر رہا تھا اور لعلان گہر دندان نے جو اپنے باپ کو دیکھا کہ
غصے میں چلا آتا ہے اور شاہزادہ سکندر رستم فر سحر سے ناواقف ہے ایسا نہو کہ دشمن کے ہاتھ سے ان
شاہزادوں کو ضرر پہونچے پس لعلان گہر دندان نے تین پہل روئی کے نکالکر انکو خوشبویات سے
آلودہ کیا اور ہاتھ میں جھنگلیا میں لشکر دیگر فوج سے اُن تینوں پہلوں کو تر کرکے کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ ٹکڑے
روئی کے بلند ہوئے اور چتر بنکر چھایا کرتے ہوئے تینوں شاہزادوں کے سروں پر سایہ افگن ہو گئے
اور خود لعلان گہر دندان ابر خفی میں پوشیدہ ہوکر ساتھ ساتھ ان شاہزادوں کے چلی جسوقت اعواک پہنچا

کی نظر سکندر و رفیع البخت و سہراب وغیرہ پر پڑی آنکھون مین اسکے خون اُتر آیا اور کچھ اسم سحر
پڑھکر زمین پر گیر کیطرف دو ہتڑ مارا دیکھا کہ زمین لرز گئی مگر ان شاہزادون پر کوئی اثر سحر کا ظاہر ہنوا
اسوقت اختر جادو نے اپنے سحر کو زور دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اسنے بھی گیر کی آواز دی مگر کچھ ہنوا
اور سحر باطل ہوگئے یہ دونون حیران ہوے کہ اسکا کیا سبب ہی بس اعواک جادو نے سمجھا پیکانون کا
اختر جادو نے سمجھا سوئیون کا سحر دم کرکے مارا پیکان شعلے بنے اور سوئیان تیر شہاب بنکر چلین کہ تب
سب شعلے اور شرارے تیر سے لپٹ لپٹ کے گل ہوگئے اور شاہزادے آسیب سحر سے محفوظ
رہے اسوقت اعواک نے آواز دی کہ او چھوکری یہ تیری کرشمہ سازی ہی مگر مجھے بھی دیکھنا ہی کہ تو کیونکر
انکو میرے ہاتھ سے بچاتی ہی یہ کہکر اعواک جادو نے اک ترنج سحر کو خون پیشانی سے آلودہ کرکے کھینچ مارا
کہ ہمہ تن وہ ترنج شعلہ بنکے سکندر کے چتر پر گرا کہ چتر کو جلا دیا اور بعد اسکے رفیع البخت و سہراب کے
چتر کو بھی جلا کر اب وہ شعلہ ابر شفقی رنگ کی طرف چلا اور دامن ابر سے لپٹا بس اک بجلی ابر سے
پیدا ہوئی شیشہ اسکے ہاتھ مین تھا بجلی نے اُس شعلے کو شل کرکے شتاب کے ہاتھ سے پکڑکے
شیشے مین بند کر لیا اور ساتھ ابر کے جا کر غائب ہوگئی اختر جادو نے کہا کہ اسے برادر یہ لڑکیان
ہوسے بد مین یون انسے زور چلنا دشوار ہی آپ انکے سحر کو رد کیجیے اور مین ان مردون کو قتل کرون تو ان
جنکے عشق مین ان بدچلنون نے نام خاندان کا ڈبویا ہی یہ کہکر اختر جادو نے تیغہ سحر سنبھالا اور سکندر
کی طرف بڑھی اور اعواک جادو نے زیر ابر شفقی ایک ابر سیاہ قائم کیا جو برقین ابر شفقی سے
اختر جادو پر گرتی تھین وہ ابر سیاہ پر رنگ حائل ہوتی تھین بس اک مرتبہ اعواک جادو نے اک ٹکڑا تلوار کا جیب
سے نکال کر اُسکو خون ران جیب سے آلودہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ او چھوکری انکے تھا
دن کیواسطے سحر سیکھا تھا یا تھا کہ تو ہماری ہی تشنہ خون ہو جا [illegible] افسوس کر زمانے کے ہاتھون آپنچ
قالب پر آپ چھری چلانا پڑی ہی یہ کہکر وہی ٹکڑا تلوار کا ابر شفقی پر کھینچ مارا کہ وہ ٹکڑا تلوار کا برق بنکر
ابر پر گرا اور ابر کو شق کر دیا بس لعل ان گہر دندان نے آواز دی کہ مین تو چاہتی تھی کہ کچھ شرم و لحاظ باقی
رہجاے مگر آپ خود پردہ کو فاش کرنا چاہتے ہین تو مین مجبور ہون یہ کہکر طاؤس سحر کو چمکا کر سامنے
اعواک جادو کے آئی اور وہی شیشہ جسمین شعلے کو بند کیا تھا شہپر اعواک کے کھینچ مارا اعواک اگر
شاید نہ ہٹتے تو جل کے خاک ہو جاے اعواک جادو تو بچ گیا لیکن شیشہ ابر سیاہ رنگ کو جلاتا ہوا ساحر
لشکر پر گرا ایک ہزار ساحر جل کے خاک ہوگیا بس یہ دیکھکر اعواک جادو نے آواز دی کہ او شوخ دیدہ
غضب کیا تو نے کہ میرے ہی سحر سے مجھپر حملہ کیا [illegible] چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو زندہ رہکر مجھکو رسواے عالم
کرے یہ کہکر اعواک جادو نے تیغہ سحر کھینچا اور دختر پر جا پڑا لعل ان گہر دندان نے قہقہہ مارا کہ سنسنی
مین دانت اسکے کھٹے [illegible] بس برقین ہرطرف سے سر پر اعواک کے گرین اعواک نے اس سحر کو بھی رد کیا مگر
زخمی ہوا یہان تو ان باپ بیٹیون مین مقابلہ ہو رہا ہی سحر قیامت کے چل رہے ہین وہان اختر جادو
طلسم سحر کھینچے ہوے سر پر رفیع البخت کے پہونچ گئی چاہتی ہی کہ وار کرکے کام رفیع البخت کا تمام
کرون کہ ناگاہ آسمان سے آواز نعرہ ملکہ قمر اندام جادو کی پیدا ہوئی اور وہ چاند جو لشکر ساحران پر اپنا
پرتو ڈال رہا تھا شعلہ وار بنکے اختر جادو پر گرا یہ معلوم ہوا کہ اختر جادو اک حجرے مین بند ہوگئی شعلے
نے گرد اختر جادو کے حصار کر لیا جسوقت سپہ سالار اختر جادو نے یہ معرکہ دیکھا دوڑکر قریب آیا اور
رفیع البخت پر حملہ کیا قمر اندام نے عکس اپنے جسم نورانی کا ڈالا سحر باطل ہوا رفیع البخت نے دوڑکے

تلوار ماری کہ سالار جادوان کے دو ٹکڑے ہو گئے اتنے عرصے میں اختر جادو تڑپ کر اس حجرہ
آتشین کے باہر آئی اور جھولی پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ او چھوکری تو نے بہت سر اٹھایا ہی خیر کہاں
جا سکتی کہ میں ماں ہوں اور تو دختر ہی مجھے تیری ولادت کے بعد ہی تیرے حرکات کا حال جنم پتر سے
سے معلوم ہو گیا تھا مگر رہا ہو محبت مادری کا جسنے تیرے قتل سے باز رکھا تو لائق تو اسی کے تھی کہ
گلا گھونٹ کے مار ڈال جاتی خیر جب نہ سہی تو اب سہی یہ کہکر جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور یا سامری
کہکر ایک آئینہ نکالکر سامنے ملکہ قمر اندام کے پیش کیا پرتو آئینہ کا پڑتے ہی قمر اندام مضمحل ہو کر زمین
پر گری اختر جادو نے پلٹ کے تلوار مارنے کا قصد کیا تھا کہ نجم تاب جادو بیتاب ہو گئی اور یہ بھی
تیر شہاب بنکر ہاتھ پر اختر جادو کے گری تلوار ہاتھ سے اختر جادو کے چھوٹ پڑی اختر جادو نے
عکس آئینہ کا ڈالا یہ بھی بیہوش ہو کے گری ادھر لعلان گہر دندان اعراک سے برابر کا مقابلہ کر رہی
ہی اعراک بھی زخمی ہوا ہی اور لعلان بھی زخمی ہی دیکھا اسنے کہ دونوں بہنیں میری قتل ہوا چاہتی ہیں بس
یہ بھی اختر جادو پر آ پڑی اور چند تختے سحر کے جھولی سے نکال کر پھینکے کہ وہ تختے کڑک کڑک کے گرنے
لگے ایک قمر اندام کو لیکر قلعہ کی طرف راہی ہوا دوسرا نجم تاب کو لیگیا تیسرا تختہ رفیع البخت کو لیگیا چوتھا
سہراب کو پانچواں سکندر کو اور چھٹا دونوں ہاتھوں میں اختر جادو کے لپٹ گئے اور دو تختوں نے
قدم تھامے کہ اختر جادو گویا مقید ہو گئی نہ آگے بڑھ سکتی ہی نہ پیچھے ہٹ سکتی ہی بس لعلان گہر دندان
نے ترنج سینے پر اختر جادو کے مارا اختر جادو نے آہ کی کہ اک شعلہ دہن سے نکلا ترنج کو جلا دیا اختر
جادو نے بمشکل ہاتھ پاؤں اپنے تختوں سے چھڑا لیے اتنے میں اعراک جادو آ پڑا اب لعلان گہر دندان
اسکے سحر کا بھی جواب دیتی ہی اسکا سحر بھی رد کرتی ہی اکیلی رہگئی ہی کیا کرے اور کیا تحرسے جا بیجے
البشت پر لعلان گہر دندان کے سپرین لیے ہوے موجود ہیں اور جو بہانے سحر کو رد کر رہے ہیں لعلان
گہر دندان اعراک کے سحر کو رد کرنے میں مصروف تھی کہ اختر جادو نے عکس آئینہ کا لعلان پر بھی
ڈالا یہ جلدی میں اس سحر سے بچ نہ سکی بیہوش ہو کے گری اعراک تیغہ پکڑے ہوے چلا تھا کہ
جا دونوں تختوں نے سپرین پھینکدین اور ملکہ کو اٹھا کر قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے اعراک جادو اور اختر
جادو منھ دیکھ کے رہ گئے اعراک غصہ میں قلعہ کی طرف بڑھا تھا کہ اختر جادو نے منع کیا اور کہا کہ
زخمی تم بھی ہو اور میں بھی ہوں رات کو قیام کرو صبح کو دیکھا جائیگا اعراک نے اختر جادو کی خاطر
سے تعاقب نہ کیا اور اسی مقام پر خیمہ برپا ہونے کا حکم دیا فوج ساحران اتر پڑی وہاں سکندر
رستم فر اور سہراب اور رفیع البخت ہوشیار تھے مگر دروازہ قلعہ کا بند تھا ہرچند قصد کیا کہ قلعہ سے
نکلیں اور جا کر شریک جنگ ہوں کہ لعلان گہر دندان تنہا رہگئی ہی مگر تختوں نے جان نہ چھوڑی آپ
تینوں شاہزادیاں بیہوشی کے عالم میں بیہوش تھیں اپنے اپنے معشوقہ کو ہر ایک نے ہوشیار کیا
زخموں کا چارہ ہونے لگا یہاں اعراک نے رات تو آرام سے بسر کی اور صبح کو طبل جنگ بجوا دیا
خبر لعلان گہر دندان وغیرہ کو ہوئی انھوں نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں جانب تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں سکندر رستم فر اور رفیع البخت اور سہراب نے کہا کہ جب ہم لوگ صحیح و سالم موجود
ہیں تو قلعہ بند ہو کے ہرگز نہ لڑینگے کہ اسمیں ہماری بدنامی ہی لعلان گہر دندان نے ہرچند سمجھایا جب
انھوں نے نہ مانا تو لعلان نے کہا کہ صبح کو دیکھا جائیگا میں آپ کو نہ روکونگی رات کو بیرون قلعہ
کیونکر بسر کیجیے گا کہ نہ فوج ہی نہ بارگاہ سکندر وغیرہ یہ سنکے خاموش ہو رہے لعلان گہر دندان نے

ایسا سحر کیا کہ یہ تینوں بستر پر سوتے رہے اور بیدار نہ ہوسے اور اعراک جادو فوج کو لیکر قلعہ کی طرف
چلا آگے آگے اعراک جادو فیل سحر پر سوار ہو بائین جانب ملکہ اختر جادو طاؤس سحر پر بیٹھی ہوئی
ہاتھوں مین دونون کے ترسول تھی اور بائین ہاتھ مین ایک ایک سپر تھی پشت پر فوج اسطرح مرتب
کرکے یہ قلعہ کی طرف چلے مین قلعہ پر سے کل کے چیلے ناوک اندازی کرنے لگے پہلا ناوک اعراک
کی بان پر پڑا ہر چند اعراک جادو نے رد سحر کیا ممکن نہوا باوجود اعراک کا زخمی ہوا۔ ایک تیر
اختر جادو کے بازو پر پڑا یہ بھی زخمی ہوئی اور قریب دو ہزار ساحرون کے مارے گئے کسی سے رد
ہوسکا سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت مجبور ہوکر اعراک جادو اور اختر جادو باؤن ملکر غرق زمین ہونے
لگے کہ زمین زمین قلعہ تک پہونچ جائین زمین آہنی ہوگئی اب یہ بلند ہوئی تو جسقدر بلند ہوئی جاتی
ہی آنکھوں کی روشنی زائل ہوئی جاتی تھی اسوقت مجبور ہوکر پلٹ آئی اور آواز دی کہ ہمنے تو سنا
تھا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ سے قلعہ بند ہونے کو کبھی گوارا نہ کیا ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ تم لوگ اولاد
صاحبقران سے نہین ہو بس یہ سنتے ہی ملا لعلان گہر دندان نے فصیل قلعہ پر سے آواز دی کہ
مین نے اُن شاہزادون کو خواب سحر مین آلودہ کر دیا ہی ورنہ اسکی نوبت نہ آتی اور اب بہتر یہی ہی کہ
آپ یہان سے چلی جائیے یہ وہ مقام ہی جسکی طرف کبھی بادشاہ طلسم نے بھی رُخ نہین کیا ہی کسی کا
سحر اس قلعہ پر تاثیر نہین کرتا ہی ورنہ بہت خراب ہوجیے گا۔ اعراک جادو اور اختر جادو سحر کرکے
عاجز و پریشان تو ہو ہی چکے تھے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا کبھی تو تم لوگ قلعہ کے باہر قدم رکھوگے یہ
کہکر کچھ فاصلے سے ایک قلعہ سحر اپنے رہنے کو تیار کیا اور اپنے افسران فوج اور عزیزان قریب کو
نامے لکھ بھیجے کہ ہمنے سکونت طلسم کی ترک کی جس مقام پر ذلیل و رسوا ہوے اب وہان رہنا
بیکار ہی تا وقتیکہ ان دختران بدسرشت کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین نہ کرینگے اُسوقت تک ہم
طلسم مین نہ آئینگے۔ یہ تو یہان مقیم ہوتے ہین لیکن اب

دو کلمے داستان عزیزان ارغوان جادو کے سنیے

کہ بعد قتل ارغوان جادو یہ سب خاک اُڑاتے روتے پیٹتے جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوے
کہ چلکر اسرار روشنفیر سے اطلاع کرین کہ آپکا نمکخوار قدیم حق نمک سے ادا ہوا جسوقت یہ لوگ
قلعہ سیہ تاب کے سامنے پہونچے تو اہل قلعہ نے بادشاہ سے اطلاع کی۔ اسرار روشنفیر نے
آنکھین بند کین اور دم بھر بعد آنکھ کھولکر کہا کہ افسوس ارغوان جادو نے مفت اپنی جان دی جو
ان لوگون کو اندر قلعہ کے بلالو اور تسلی و تشفی انکی کرو عزیزان طلسم کشا ایسے مقام پر پہونچ گئے ہین
کہ انکا کوئی کچھ بنا نہین سکتا ہی مین پہلے طلسم کشا کو رہا کر کے مرحلہ کوہ بلور کو سر کر لونگا اُسکے بعد انکی
دادرسی کرونگا اب صرف آٹھ روز اور باقی رہگئے ہین ممکن تھا کہ مین اسوقت جاکر باغ آتش بہار
کو تاراج کر دیتا مگر برہم جادو کے دل کی دل مین رہجاتی سمجھے یہ دیکھتا ہی کہ اُسنے میدان لڑائی کی کیسی
تیاری کی ہی اگر وہین سے جاکر طلسم کشا کو دلا یا تو نام اپنا اسرار روشنفیر نہ پایا۔ یہ کہکر پھر عمل خوانی مین
مصروف ہوا اہل قلعہ نے اُن فریادیون کو قلعہ مین بلاکر جگہ رہنے کو دی لیکن لرزان جادو کو ارغوان جادو
کے مارے جانے کا کمال صدمہ ہوا اسلیے کہ ارغوان جادو اسکا عزیز قریب ہوتا تھا علاوہ اسکے ایمانی
ہمدردی کا جوش بھی تھا لیکن مجبور تھا کہ بادشاہ نے اپنا محافظ اسکو قرار دیا تھا اور اب مصروف

چلہ کشی تھا لرزان جادو تاؤ پیچ کھاکے رہگیا جب خدا خدا کرکے وہ آٹھ روز بھی تمام ہوے تو اسرار
روشنضمیر حجرہ سحر سے باہر آیا اور لرزان جادو سے کہا کہ لشکر تیار ہو کل ہم کوچ کرینگے اور پرسون ہمین
بیابان مخفی مین پہونچ جانا چاہیئے کہ وہی روز قتل طلسم کشا اس لکاتہ مبرم جادو نے قرار دیا ہی حسب الحکم
بادشاہ لشکر تیار ہونے لگا تمام قلعہ مین ہنگامہ تھا کہ کل بادشاہ برائے رہائی طلسم کشا جائیگا لالہ گل اندام
الماس پوش نے روتے روتے اپنی خراب حالت کی ہی آنکھین ورم کر آئی ہین چہرہ متغیر ہوگیا ہے
بلک بلک کے دعائین کرتی ہی کہ خداوندا طلسم کشا کا بچانے والا تو ہی ہی اسرار روشنضمیر نے جو دختر کی
یہ حالت دیکھی گلے سے لگایا اور بہت سمجھایا کہ پریشان نہو طلسم کشا کا خدا مددگار ہی غرضکہ اسرار روشنضمیر
نہایت جاہ و حشم کے ساتھ ڈنکا ہوتا ہوا درہ مراد کے راستے سے جانب بیابان مخفی روانہ ہوا جسوقت
درہ مراد کے قریب پہونچا اور خار جادو کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی سواری آتی ہی یہ مع دود بار جادو و
سیماے جادو برائے استقبال حاضر ہوا اور بادشاہ کو نذر جان نثاری گذرانی بادشاہ نے نذر قبول
کرکے دعاے خیر دی اور فرمایا کہ اے خار جادو بیابان مخفی کی جنگ اس طلسم مین یادگار جنگ ہوگی
کہ آجتک اس طلسم مین نہ اتنی بڑی جنگ ہوئی ہوگی نہ ہوگی اگر اقبال طلسم کشا یاور ہی تو اسی جنگ
کے بعد ضحاک کے دانت کھٹے ہوجائینگے فیصلہ کی جنگ یہی ہی لیکن پہونچنا بیابان مخفی تک ہر ساحر کا
کام نہین ہی ان لوگون سے کہو کہ یہ اسی مقام پر ٹھہرے رہین لیکن کل صبح سے انکو مسلح رہنا چاہیے
جسوقت حجاب سحر ڈھیگا تو بیابان مخفی معلوم ہونے لگے گا اسوقت یہ سب بھی اگر شریک جنگ ہون
میرے ساتھ فقط چند ساحر فوج زمین گیر کے رہین اور چند ساحر بیابان لرزان کے باقی فوج اور افسران
فوج اسی مقام پر قیام پذیر ہون اور وقت کے منتظر رہین جسوقت مین علم زرین بلند کردون اور
حجاب اسکی یہان محسوس ہو اسی وقت تم سب فوج کو لیکر آ پڑنا اور شریک جنگ ہونا یہ کہکر تین سو ساحر فوج
زمین گیر کے اپنے ہمراہ لیے اور تین ساحر لشکر لرزان جادو کے ساتھ لیکر اسرار روشنضمیر غرق زمین
ہوکر غائب ہوگیا اس فوج نے اس مقام پر قیام کیا اور شام سے طبل جنگ بجوا دیا صبح کے منتظر ہوکر
بیٹھے اب کچھ حال مبرم جادو کا سنیے کہ جب اسنے میدان خونی کے گرد حصار سحر قایم کر لیا تو اک تصویر
اسرار روشنضمیر کی دروازہ پر نصب کی اور اسی کو گذرگاہ قرار دیا حصار سحر کی بنیاد مین اسنے اپنے جسم کے
خون کی بھینٹ دی ہی اس میدان خونی نے پہلے اسی کا خون چاٹا ہی اور جو تصویر اسرار روشنضمیر کی مبرم
جادو نے دروازہ مین نصب کی اسی کی پیشانی پر کندہ کر دیا تھا کہ اے اسرار روشنضمیر دوسرے کی کیا
طاقت ہی کہ اس مقام تک پہونچ بھی سکے اور جان بھی سکے کہ بیابان مخفی کہان ہی تو ان مقامات سے
واقف ہی اور لطف اندر احاطہ میدان خونی کے آنے کا یہ ہی کہ دروازہ کھلا ہوا ہی صرف تیری ہی تصویر
میری روکنے والی ہی اگر دعواے سحر و ساحری ہی تو تصویر کو ہٹا کے اندر چلا آ اور جبھی جانون کہ اس
تصویر کو مٹا دے اگر ساتھ اس تصویر کے تو بھی نہ مٹ جائے تو مجکو مبرم جادو نہ کہنا اور واقع مین کہ
مبرم جادو نے زور سحر سے ایسا اس تصویر کو بنا دیا ہی کہ جو صدمہ تصویر پر پہونچے وہی صاحب تصویر
پر بھی پہونچ سکتا ہی اب وہ روز آیا کہ جو مبرم جادو نے قتل طلسم کشا کے واسطے معین کیا تھا اہالیان
طلسم مین ایک روز پیشتر سے شور و غوغا تھا کہ کل طلسم کشا قتل ہوگا اور بادشاہ طلسم نے حکم دیا کہ جسکو تماشا
دیکھنا منظور ہو وہ باغ آتش بہار کے میدان مین آئے بعد قتل طلسم کشا حجاب سحر اٹھا دیا جائیگا اور
قتل طلسم کشا سبکو نظر آئیگا اہالیان طلسم میدان آتش بہار کی طرف چلے آتے ہین تمام صحرا لوگون سے

طلو ہوگیا ہی یہان ضحاک شاہ فوج طلسمی کو لیے ہوئے گرد میدان مخفی کے محاصرہ کیے ہوئے
موجود ہی کہ اگر اسرار روشنضمیر برائے رہائی طلسم کشا آئے تو قتلگاہ تک نہ جانے پائے اندر میدان مخفی
کے جلادان مریخ خصال جمع ہین اور مبرم جادو کی فوج موجود ہی اور خاص ارکین طلسم آئے ہوئے ہین
اس تقریب مین ضحاک شاہ نے اپنے بھائی اعراک جادو اور اختر جادو کو بھی طلب کیا ہی انھون نے
کہلا بھیجا تھا کہ ہمارے واسطے وہ روز خوشی ہوگا جسدن ہم اپنے مجرمون کو اسطرح قتل کرینگے ضحاک
بارگو یدہ نے پھر کہلا بھیجا بنیاد فساد طلسم کشا ہی جب یہ قتل ہوگیا پھر اُن لوگون کا قتل ہونا کوئی بڑی
بات نہین ہی اور اگر آج تم ہمارے شریک نہوے تو اُس روز ہم تمھارے شریک نہونگے عزیز وہی
ہی جو شادی اور غمی دونون مین شریک ہو یہ سنکر اعراک جادو اور اختر جادو بھی خاص خاص سردارون
کو ساتھ لیکر آئے ہین سبکو خیال ہی کہ وہ دکاران طلسم کشا سے مقابلہ عظیم ہوگا غرضکہ عوام کا مجمع میدان
آتش بہار مین ہی اور خاص لوگ میدان مخفی مین جمع ہین وقت کا انتظار ہے کہ مبرم جادو مانند بلاے
سیاہ کے اک خرس پران پر بیٹھی ہوئی بال ادھ کے سر کے کھلے ہوئے قید طلسم کشا ہمراہ لیے ہوئے
میدان مخفی مین آکر پہونچی - واضح باد ناظرین ہو کر راستہ باغ آتش بہار سے میدان مخفی کو پوشیدہ
طلوہ کا ہی جس سے سوا مبرم جادو کے کوئی آگاہ نہین ہی اور باغ آتش بہار بھی ساختہ مبرم جادو اور
جاے تحت ہی مگر چونکہ وہ مقام اسنے شعلہ عذار جادو کے سپرد کردیا تھا اور ظاہر طلسم مین تھا اسوجہ سے
اسنے میدان مخفی کو قتلگاہ طلسم کشا قرار دیا اب وہ وقت ہی کہ اک عالم جمع ہی اور انتظار ہے کہ
دیکھیے طلسم کشا کسوقت زیر تیغ بٹھایا جاتا ہی کہ مبرم جادو نے اپنے لشکر کو گرد چبوترہ ریگ کے قاعدہ
سے قائم کیا اور مابین چبوترہ اک سائبان سحر قائم کیا زمین نیلے ہی آہنی بنا چکی ہی جیتون اسکے
جب مستعد ہوچکے تو مبرم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو زیر تیغ بٹھانے کا حکم دیا اسیوقت جلاد
نے لاکر عادل کیوان شکوہ کو چبوترہ ریگ پر بٹھالا اور عیار طلسم کشا کو اسکے برابر اور ملکہ شعلہ عذار جادو
اور دل آویز جادو کو سامنے عادل کیوان شکوہ کے دوسرے چبوترہ پر بٹھاکے حکم قتل دیا جلادون
نے آنکھون پر انکے پٹیان باندھ کے پوچھا کہ اے اجل رسیدہ جو تمنا ہے آخر ہو اسے بیان کر
کہ اسکے بعد وقت نہ ملیگا اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کرلے اسوقت جو حالت عاشق و معشوق کی تھی
اسکا بیان امکان تحریر سے باہر ہی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ کوئی تمنا ہمارے دل مین اسوقت
باقی نہین فقط اتنی خواہش ہی کہ پٹی ہماری آنکھون پر نہ باندھو کہ وقت آخر تو ملکہ کو دیکھ لین - ع
آرزو یہ ہی کہ نکلے دم تمہارے سامنے + تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے + ساتھ اس
شعر کے اشک حسرت چشم طلسم کشا سے ٹپک پڑے اور یہ آواز شہزادے کی ملکہ کے گوش زد ہوئی
جلاد نے کہا کہ اسی جرم پر تم قتل کیے جارہے ہو کہ دختر بادشاہ کو تمنے نگاہ بد سے دیکھا اور کوئی
حسرت ہو تو بیان کرو - فرمایا بس اسکے سوا اسوقت کوئی حسرت نہین ہی ملکہ نے جلاد سے کہا کہ ارے
کمبخت یہ مین نہین کہتی کہ تو حکم بادشاہ کے خلاف کر لیکن کچھ تو لحاظ میرا بھی چاہیے کہ مین طلسم کی
شاہزادی ہون بخاطر میرے پٹی آنکھون پر سے سب کے کھول دے اسمین تیرا کیا نقصان ہی جلاد
نے شرمندہ ہوکر پٹی چشم ملکہ سے کھول دی دوسرے جلاد نے شعلہ عذار کی آنکھون سے پٹی کھول دی
اور باصرار ملکہ ان جلادون نے بھی پٹیان طلسم کشا اور عیار طلسم کشا کی آنکھون سے کھول دین ہر
ایک نے دوسرے کو عجب حسرت و یاس کی نظر سے دیکھا دیکھنے والون کے دل شق ہوے جاتے تھے

سبرم جادو انتہائی سنگدل تھی مگر اسنے بھی منھ پھیر لیا جلادون نے دوسرا حکم طلب کیا سبرم جادو نے
دوسرا حکم بھی دیدیا اب تیسرے حکم کا انتظار ہی گردون پر خط کھینچے جاچکے ہین جلادون کے ہاتھون مین
تلوارین علم مین اسوقت ایک دوسرے کو عجب حسرت و یاس کی نگاہون سے دیکھ رہا ہی ملکہ کی
زبان پر یہ شعر ہی ~ کیا یہی قسمت مین لکھا تھا قاتل پہ شیدا بھی ہون ✦ ظلم پہ ظلم تو کر اسے
گردون جہان بھی دین رسوا بھی ہون ✦ شاہزادہ بنگاہ حسرت اپنی حالت کو دیکھتا ہی اور فلک کو دیکھتا
ہی اور کہتا ہی کہ اے پروردگار عالم کیا تیری یہی مصلحت ہی کہ عادل ایسے مقام پر قتل کیا جائے کہ لاش
کی خرابی ہو دفن کفن بھی نصیب نہو اگرچہ اعمال تو میرے اس سے زیادہ سزا کے لائق ہین مگر تیرے
فضل و ترحم سے تو مجھے ایسی حالت کی امید نہ تھی نہ ہی مین ہر طرح راضی برضا ہون لیکن افسوس کہ
ایسا بد اقبال ہمارے خاندان مین کوئی نہوا ہوگا جیسے ہم ہوے یہ تو یقین ہی کہ جبتک تیری خدائی
ہی اسوقت تک دور اسلام ہی اور جسطرح مین نے طلسم الحق مین اپنے والد ماجد ایرج ثانی کے خون
کا بدلہ بخت ورنگ سے لیا اسیطرح کوئی نہ کوئی بندہ خدا میرے خون کا قصاص بھی ضرور ان کافرون
سے لیگا لیکن ~ بعد از مرگ من نیکیون شد شدہ باشد ✦ نہ اسوقت تک میرا کسی پر اتفاق
گزرا کہ خواب اسکا دروغ ہوا ہو مین نے کئی خواب مختلف اوقات مین دیکھے کئی مرد بزرگ مجکو
فتاحی طلسم کی بشارت دیگئے ہین کیونکر کہون کہ وہ خواب جھوٹے تھے یا وہ لوگ دروغگو تھے
مگر بظاہر تو تھوڑی ہی دیر مین ملک الموت سے ملاقات ہوا چاہتی ہی ممکن ہی کہ خدا کی مصلحت
بدل گئی ہو ہنوز یہ دل سے باتین کر رہے تھے کہ سبرم جادو نے قبل تیسرا حکم دینے کے آواز دی
کہ او طلسم کشا تجھے اس روز کی زبان درازی یاد ہی تو کہتا تھا کہ موت پر سوا خدا کے برق سے کوئی
قادر نہین ہی اب وہ خدا تیرا کہان ہی اور تجھے کیون نہین بچا لیتا بس یہ طعنہ قلب عادل کیوان شکوہ
کے واسطے برچھی سے کم نہ تھا لیکن اس کلام سے سبرم جادو کے اسکو یقین ہوگیا کہ اب قتل میرا
آسان نہین ہی یہ نکات ہرگز مجھے قتل نہین کرسکتی یہ موت زیست کے بارے مین خدا کی قائل نہ تھی
اور اپنے انتظام پر اسکو غرور ہی خدا ضرور اسکے غرور کو ڈھائیگا بس فوراً جواب دیا کہ او کمبخت
جھک ماری ہی اور گو کھاتی ہی مین اب بھی یہی کہتا ہون کہ اگر منظور رضا نہو تو کیا مجال ہی
تیری جو تو مجکو قتل کرسکے کیون نہین تیسرا حکم دیتی کہ تجھ اور مجھ دونون پر حق کا فیصلہ ہوجائے بس
یہ سنکر سبرم جادو نے جلاد کو تیسرا حکم دیا ادہر عادل نے بلبلا کر دعا کی ادہر ملکہ نے حسرت سے
کو دیکھا چارون جلادون نے بڑہ کے تلوارین علم کین غضب وقت تھا یہان گفتگو مین گزرا اتنی دیر تک
بیرون احاطہ قتلگاہ یہ واقعہ گزرا کہ ضحاک مار گزیدہ دروازہ قتلگاہ پر خود کھڑا تھا اور فوج طلسمی
محاصرہ احاطہ قتلگاہ کا کیے ہوے تھی باجے بج رہے تھے ساحر حربہائے سحر لیے ہوے تیار
کھڑے تھے کہ حریف آسکے اور ہمیر حملہ کردین سبکو یقین تھا کہ مددگاران طلسم کشا ضرور آئینگے حکم
اول کی خبر جب ضحاک کو پہونچی ہی فوراً اسنے پکارکے اپنے لشکر کو آواز دی تھی کہ اے جہانداران دولت
اب اسرار روشن ضمیر مین آنیکا وہم نہین ہی کہ وہ مادہ دولت و اقبال کا سامنا کر سکے اور سوا اسکے اور کسی کے
واسطے اپنے بڑے انتظام کی ضرورت مد تھی مگر مجھے یقین ہی کہ اب مدد طلسم کشا کو کوئی نہ آئیگا اب جلے
کہ کسکو پڑی ہی جو اپنی جان دے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ خوشامد خورون نے تائید کلام شروع کر دی
بس اتنا خیالات کا بدلنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ اک برق سی چمکی جسنے نگاہون کو خیرہ کردیا آنکھ جھپکے

جو کھلی تو اسرار روشنفیر کو دروازہ قتلگاہ پر پایا اسطرح کہ تاج برسر چار قبہ شاہنشاہی در بر تخت رواں
پر سوار سامنے گلدستے چنے ہوئے سامان سحر کی کشتیاں آگے رکھی ہوئی بتلی طلائی مو جھیل طلائی
ہوئی - چھ آدمیوں کے ہاتھ میں چھ علم ہیں تین نقرئی اور تین طلائی وہ علموں کو جھکار ہے ہیں اور
جلوہ دے رہے ہیں علمہاے نقرئی سے تو ایک روشنی مثل چاندنی کے پھیلی ہوئی ہے اور علمہاے
طلائی کی چمک برق کو شرمندہ کرتی ہے جس سے آنکھیں ساحروں کی خیرہ ہو رہی ہیں جب دکھائی
نہ دے تو کوئی کیا کر سکتا ہے ضحاک شاہ نے آواز دی کہ ارے غضب ہوا یہ ظالم کیونکر اتنی جلد دروازہ
پر پہونچ گیا لینا اسکو جانے نہ پائے چونکہ ضحاک کسیقدر آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا اور اسرار روشنفیر
دروازہ پر پہونچ گیا تھا تو ضحاک جادو پلٹا اور جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا ساتھ ہی ضحاک کی فوج طلسمی بھی
اسرار روشنفیر کی طرف چلی اسرار روشنفیر نے دروازے پر پہونچتے ہی اپنی تصویر بر نصب دیکھی
جو عبارت پیشانی پر تحریر تھی اُسکے مضمون سے یہ آگاہ تھا طائران سحر نے تمام انتظامات کی خبریں
پہلے سے اسرار روشنفیر کو پہونچا دی تھیں ویسا ہی انتظام اسنے بھی پہلے سے کر لیا تھا بس جیسے ہی
اپنی تصویر کو دیکھا اک شیشہ کشتی سے اُٹھایا اور اُس تصویر کو دکھا کر آواز دی کہ اگر تو میری شبیہ ہے
تو تیری جگہ دل میں ہے آجلی آ بس یہ کہنا تھا کہ تصویر مانند عکس کے شیشہ میں اُتر گئی اسرار روشنفیر نے
شیشہ پر پوشش ڈالدی اور دروازے میں داخل ہوتے ہی نعرہ کیا کہ باش اسے جلادان بے جہان
خبردار و ہوشیار باش کہ منم اسرار روشنفیر یہ کہتے ہی اسنے اپنا علم آفتاب شم بلند کیا پر تو علم کا پڑتے
ہی جلادوں کی نگاہ میں خیرگی کرنے لگیں بسبب ہیبت کے تلواریں ہاتھوں سے چھوٹ پڑیں مبرم
جادو نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ قیدیوں سے ہوشیار رہنا اور تیغۂ سحر لیکر خود باراده قتل طلسم کشا چلے
اسرار روشنفیر نے جابجا طلائی اسطرح پھینکے کہ چبوترۂ ریگ پر آکے گرے بس انھوں نے ایک
ایک چتر سر پر چاروں قیدیوں کے کھولدیا اور [illegible] کہ چتر سر پر طلسم کشا کے کھولا اور ملکہ کو
تاج پہنا دیا اور عیار طلسم کشا کے ہاتھ میں چھوڑ دیا اور کہا کہ اسکے حرکت دینے سے حربۂ سحر باطل ہوجائیگا
اور روز بہزادی کے گلے میں اک ہار پہنا دیا بس ان تحائف کے پہونچتے ہی سبکی قیدیں دور ہوگئیں انھوں
نے بھی پر پرزے جھاڑے ملکہ دل آویز جادو سحر کرکے بلند ہوئی ساتھ ہی شعلہ عذار جادو نے بھی
آتش سحر برسانا شروع کی عیار نے جست کر کرکے ساحروں کو خنجر مارنا شروع کیے فتح طلسم نے تو ایک
جلاد کی تلوار چھین کر کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگانا شروع کیے طلسم کشا نے مبرم جادو کو
آواز دی کہ کیوں او کافر دیکھا تو نے قدرت معبود عالم کو کس وقت میں اُسنے مدد کی ہے اور اسرار روشنفیر کو
بھیجا ہے اسرار روشنفیر نے مبرم جادو سے کہا کہ بس اسی گھمنڈ پر تجھے گھمنڈ تھا مبرم جادو شرمندہ ہوئی مگر
غصہ میں مانند بلاے سیاہ کے اسرار روشنفیر کی طرف چلی اور آواز دی کہ او کمبخت حقیقت میں
میں تجھکو ایسا نہ جانتی تھی مگر اب بھی تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہیں سکتا اسلیے کہ میری سرحد میں ہے
اسرار روشنفیر نے کہا کہ اگر یہ مقام حدود طلسم سے باہر ہے تو تیری سرحد ہے ورنہ سب میری سرحد ہے
تمام سرزمین طلسم میرے اختیار میں ہے اگر چاہوں تو پہیا کا طبقہ اُلٹ دوں یہ کہکر اسرار روشنفیر نے
اک کاغذ اُٹھایا جسپر نقشہ قتلگاہ طلسم کشا کا من وعن بنا ہوا تھا اُسکو سامنے اپنے رکھا اور مبرم جادو
سے کہا کہ دیکھ تو یہ کیا ہے مبرم جادو نے کہا کہ اسی مقام پر تصویر ہے بس یہ سنکر اسرار روشنفیر نے کہا
کہ اے مبرم جادو کیا تو اندھی ہو گئی ہے ارے اصل یہ ہے اور نقل وہ ہے جسے تو اصل سمجھی ہے ارے کمبخت

ہو جایہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہتے کہتے اُس کاغذ کو پلٹ کے زانو کے نیچے دبا لیا بس کاغذ کا
پلٹنا تھا کہ سارا طبقہ میدان خونی کا پلٹ گیا فوج ساحران تہ اُلٹ کے بچتا جانا ممکن ہوا طبقہ پلٹنے کے
صرف مبرم جادو اور اسرار روشنفیر اس مقام پہ تھے اور کوئی نہ تھا اب برابر کے رد و بدل ہونے
لگے علم زرین کی ضو سے وہ جو حجاب تھا برطرف ہو گیا خمار جادو و لرزان جادو منتظر کھڑے تھے
جیسے ہی علم چمکا یہ سب کے سب مع فوج بیابان لرزان و فوج زمین گیر نعرے کر کے آ پڑے
گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گولے ترنج نارنج چلنے لگے سحر کی تیرگی نیرنگ عالم کا تماشا دکھا رہی تھی جو
تماشائی میدان آتش بہار میں جمع ہوئے تھے انھوں نے دیکھا کہ اک برق سی چمکی اُسکے بعد دیکھا
کہ نہ تو طلسم کشا ہے نہ اسکے ساتھ کے قیدی ہیں لشکر اسرار روشنفیر اور لشکر ضحاک مارگزیدہ میں جنگ
ہو رہی ہے گولہ ترنج نارنج چل رہا ہے ترسول پر ترسول چمک رہے ہیں لشکر اسرار روشنفیر میں ہیر تین
اُڑ رہی ہیں اور ایک مقام پر اسرار روشنفیر اور مبرم جادو میں قیامت کے سحر چل رہے ہیں واضح
رہے ناظرین ہوکہ جسوقت اسرار روشنفیر دروازے سے داخل میدان ہوا ہے تو اسنے دروازہ
پر نشان سحر نصب کر دیا تھا اُسنے سحر کے دروازے کو نظروں سے غائب کر دیا تھا کہ ضحاک جادو
اسرار روشنفیر تک نہ پہونچ سکا اور جسوقت طبقہ اُلٹا ہے تو پتلہائے سحر کے ذریعہ سے طلسم کشا
و عیار طلسم کشا اور دل آویز جادو اور شعلہ عذار جادو کو نگاہوں سے پوشیدہ کر کے جانب
درہ مراد روانہ کر دیا تھا انکا حال بعد کو ظاہر ہوگا کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں لیکن
اول حال اس جنگ کا سنئے کہ اب تمام حجاب طلسمی ساحروں کے رد و بدل میں ٹوٹ گئے ہیں
اور میدان جنگ اہل طلسم کے پیش نظر ہو گیا ہے فوج زمین گیر نے قیامت برپا کر دی ہے ساحران فوج
زمین گیر زمین زمین آتے ہیں اور خمار جادو کے سحر سے جن ساحروں پر غنودگی طاری ہوتی ہے انکو
لیجا کے زندہ در گور کر دیتے ہیں ادھر لرزان جادو نے قیامت برپا کر رکھی ہے اسکا سحر کسی سے رد
نہیں رکتا جب ضحاک جادو اسرار روشنفیر کی طرف چلنے کا قصد کرتا ہے تو لرزان جادو یا خمار جادو
اپنے سحر میں الجھا لیتے ہیں ضحاک جادو کی طرف سے تمام ساحران نامی لڑ رہے ہیں اعواک جادو
ایک جانب قیامت برپا کر رہا ہے اور راخش جادو ایک سمت آفت برپا کر رہی ہے چہار چشم جادو نے
فوج زمین گیر کو تاک لیا ہے جس مقام پر کوئی ساحر زمین گیر آتا ہے اُسکو معلوم ہو جاتا ہے یہ ترسول زمین پر
مارتا ہے ساحر زیر زمین زخمی ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے لوگ اسطرف کم ہیں اور
لشکر ضحاک مارگزیدہ بہت بڑا ہے لیکن نمکخواران اسرار روشنفیر جانیں لڑا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں
کہ بھائیو زندگی بھر بادشاہ کا نمک کھایا ہے یہی روز جانبازی ہے جانیں لڑا دو اور ان نمکحراموں سے
سمجھ لو ان کلمات پر ضحاک مارگزیدہ کٹ کٹ جاتا ہے ضحاک مارگزیدہ کو مبرم جادو نے آواز دی کہ
طلسم کشا کو تلاش کر اگر آج طلسم کشا ہاتھ سے نکل گیا تو غضب ہو جائیگا یہ لوگ کوہ بلور پر یورش
کرینگے انکو لوح کی خبر ملگئی ہے ضحاک جادو نے یہ سنکر اپنے لشکر میں حکم دیا کہ قیدی غائب ہیں تلاش
کرو نکل کے سلامت نہ جانے پائیں ورنہ آج قیدیوں کا قابو سے نکل جانا سبکی عزت کا جانا ہے
ساحران لشکر ضحاک کثرت سے ہیں کچھ تو مصروف مقابلہ ہیں اور کچھ زمین و آسمان میں طلسم کشا
کو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔ اب ان سب کو مصروف جنگ چھوڑ کر

چند کلمے داستان سکندر رستم غرور رفیع البخت و سہراب ثانی کے

چند

بیان کیے جاتے ہین

کہ انھون نے خواب سے بیدار ہونے کے بعد اپنی معشوقہ سے اظہار ملال کیا اور فرمایا
کہ ہم گھر مین حبیب کے بچھڑنے کے عادی ہوتے تو طلسم مین کیون آتے اگر آئندہ تم ہمکو اپنے
سے دوگی تو ہم گلے کاٹ کر جانین اپنی دیدینگے لعلان گہر دندان نے بہت سمجھایا کہ حریف
بگھات مین ہین ادھر قلعہ سے نکلے اُدھر گرفتار ہوے سکندر نے کہا کہ وہ گرفتاری اس آزادی
سے بہتر ہی مجبور ہو کر قید مین بیٹھینگے اور اختیار کے ساتھ ہم سے نہ بیٹھا جائیگا تمنے سنا ہی کہ لوح
طلسمی کوہ بلور پر پوشیدہ کی گئی ہی ہم جائینگے اور لوح طلسمی کی کوشش کرینگے اگر لوح ہاتھ لگی
تو پھر ملک کش نے تعجب سے دیکھا جائینگے عادل کو چھوڑا کر اپنا ممنون احسان بنائینگے لعلان گہر
دندان نے کہا کہ اچھا آج کے تیسرے روز یہان سے چلنا مین انتظام ایسا کرلون شاہزادی
نے بمشکل منظور کیا ملکہ لعلان گہر دندان نے اپنے باپ کی زبانی سنا تھا کہ بیابان چہار منارہ
مین تحائف طلسمی ہین لیکن یہ نہین معلوم کہ کیونکر ہاتھ آئین اور کیا کیا تحفہ ہی نیم شب کے
وقت اسنے جو کا سحر کا دیا اور اسم خواب مین معروف ہوئی قریب صبح بر سامنے آیا اور عرض
کی کہ کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا وہ تحائف طلسمی کہان ہین اسنے عرض کی کہ ہر منارہ کی تہ
مین ایک ایک صندوقچہ ہی اور ہر صندوقچہ پر نام اسکے مالک کا تحریر ہی اور طریقہ یہ ہی کہ جو شخص
اپنے نام کے صندوقچہ کو دریافت کرنا چاہے کہ کہان رکھا ہی اسکو لازم ہی کہ اپنے نام کے
عدد نکالکر چار پر تقسیم کرے اگر ایک بچے تو منارہ مشرقی مین اسکا حصہ ہی اور دو بچین تو منارہ
شمالی مین ہی اور تین بچین تو منارہ مغربی کی طرف جاے اور کچھ نہ بچے تو منارہ جنوبی کو خیال
کرنا چاہیے اور منارہ جنوبی اسکے حصہ کا ہی جو فاتح طلسم ہو اور طریقہ نکالنے کا صندوقچہ کے یہ ہی
کہ ایک اسم دروازہ منارہ پر تحریر ہی اسے ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آواز دے کہ اے حامل امانت
ہمارا مال ہمارے سپرد کر دروازہ کھلیگا اور ایک شخص آکر صندوقچہ ہاتھ مین دیگا اور چلا جائیگا بس
یہ سنکر ملکہ لعلان گہر دندان نے اسکو دو بھینٹ دیکر رخصت کیا اور پاس شاہزادہ سکندر کے آئی
اور سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آج رات کو چلا اس تحفہ کو نکالو سکندر نے منظور کیا جب شام ہوئی
تو شاہزادہ سکندر رستم فوج ملکہ لعلان گہر دندان قلعہ سے نکلکر جو منارہ انکے نام کا نکلا اسکے قریب
آئے ملکہ نے فتیلہ سحر روشن کیا مگر جب فتیلہ سامنے دروازہ منارہ کے پہونچا گل ہوگیا ملکہ نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہی کہ جو تحائف اس منارہ مین رکھے ہین وہ رد سحر کے ہین یہ دروازہ بغیر اصلی روشنی کے
نظر نہ آئیگا سکندر رستم فوج نے چقماق سے آگ نکالی اور رومال اپنے ہاتھ کا جلا کے اسکی روشنی مین
اسم پڑھا اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آواز دی کہ اے حامل امانت ہماری امانت ہمارے سپرد کر
بس یہ کہنا تھا کہ حاضر حاضر کی صدا پیدا ہوئی اور دروازہ منارہ کا کھلا ایک شخص نے صندوقچہ
لاکر پیش کیا سکندر نے وہ صندوقچہ لے لیا اور قلعہ مین واپس آیا ادھر شاہزادہ رفیع البخت سکندر
کے پاس آیا تو سکندر کو نہ پایا کنیزون سے دریافت کیا انھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم کہان تشریف
لیگئے ہین ملکہ بھی ساتھ ہین اور یہ ارشاد کر گئے ہین کہ ہم آج ہی چلے آئینگے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت
خاموش ہو رہے اور پلٹ گئے یہان ملکہ قمر اندام بالاخانہ پر ٹہل رہی تھی اسنے دیکھا کہ دو شخص تاریکی
شب مین قلعہ سے نکلکر منارہ مشرقی کی طرف چلے جاتے ہین اسنے دوربین سحر لگاکر دیکھنا شروع کیا او

ہمارا واقعہ سکندر و لعلان گہر دندان کا دریافت کر لیا جس وقت رفیع البخت پہونچے تو قمر اندام نے کہا کہ
مجھے علم سحر کے ذریعہ سے دریافت ہوا ہے کہ ان مناروں میں تحائف ہیں چلو تم بھی تقدیر آزمائی
کرو رفیع البخت نے کہا سہراب کو بھی بلا لو پس شنگرف ملکہ نے سہراب کو بھی بلوا لیا اور جس قاعدہ
سے سکندر نے تحائف حاصل کیے تھے اسی طرح ان دونوں شاہزادوں نے بھی تحائف
حاصل کیے سکندر نے جو اپنے مقام پر آ کے صندوقچہ کھولا تو اسمیں سے ایک فقط ہیکل نکلی اور
کچھ اسمار کندہ تھے سکندر نے اسکو پہن لیا اور لعلان گہر دندان سے کہا کہ اب ساحروں کا خطرہ تو باقی
نہیں رہا میں جانب کوہ بلور جاتا ہوں لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کرونگا لعلان گہر دندان نے کہا
کہ تم بغیر سر و سامان کے جانے پر آمادہ تھے اب تو ہیکل مل گئی ہے سکندر صبح ہوتے ہی قلعہ سے
نکلکر جانب کوہ بلور روانہ ہوا اور پوشیدہ طور پر عقب میں اسکے ملکہ لعلان گہر دندان ابر شفقی رنگ
میں پوشیدہ ہو کر طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی۔ بعد اسکے رفیع البخت کو خبر ہوئی کہ سکندر رستم و
فکر لوح میں گئے ہیں رفیع البخت بھی مع سہراب ثانی جانب کوہ بلور روانہ ہوئے اور انکے عقب میں
بھی قمر اندام جادو اور تبسم تاب جادو طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئیں دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں اب
کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جس وقت اسرار روشن ضمیر نے طبلہ قلعہ گاہ کا
اٹھا دیا اور پتلہ ہائے سحر عادل کیوان شکوہ کو دفعۃً اسراری کی آواز کے طرف درہ مراد کے لیچلے ہیں
تو یہ حیران تھے کہ میں کہاں ہوں نہ وہ میدان جنگ ہے نہ اسرار روشن ضمیر ہے نہ دشمنوں کا ہجوم ہے
انکو خیال پیدا ہوا کہ شاید میں دشمن کے قبضہ میں آ گیا یہی حالت طیقور اور شعلہ عذار اور دل آویز جادو
کی تھی لیکن جب پتلہ ہائے طلائی نے انکو درہ مراد کے نزدیک پہونچا دیا تو درمیانی پردہ ہٹا دیا
اور ایک ایک پرچہ ہاتھ میں ان سب کے دیکے چلے گئے اب طیقور نے اپنے آقا کو پہچانا۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے عیار کو دیکھا شعلہ عذار اور دل آویز جادو نے انکو دیکھا انھوں نے انکو
دیکھا ابھی تک یہ سب تصویر حیرت بنے ہوئے ہیں جب پرچوں کو پڑھا تو یہ عقدہ حل ہوا لکھا تھا
کہ میرے پتلہ ہائے سحر آپکو درہ مراد پر پہونچائے دیتے ہیں آپ درہ سے نکل کر کوہ بلور پر چلے جائیے
اور لوح حاصل کر کے طلسم کشائی شروع کر دیجیے میں ضحاک مارگزیدہ اور دیگر ساحران زبردست کو
جنگ میں الجھائے ہوئے ہوں ورنہ حصول لوح میں ابھی بڑی بڑی سخت دقتیں پیش آئینگی اور
دل آویز جادو کے پرچہ کا یہ مضمون تھا کہ اے دختر اگر تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا ہے تو تو آج سے
میری دختر ہے تو طلسم کشا کو لیکر کوہ بلور پر چل اور حصول لوح کی فکر کر اگر دیر ہوئی تو اور لوگ پہونچ جائینگے
اور لوح کے ملنے میں دقت پڑ جائیگی نفس مطلب چاروں پرچوں کا ایک تھا ایک نے دوسرے کو
کو اپنے اپنے پرچہ کے مضمون سے آگاہ کیا بعد اسکے یہ صلاح ہوئی کہ کسطرح چلنا چاہیے شعلہ عذار اور
دل آویز جادو نے کہا کہ ہم تو بلند ہو کے چلیں کہ ساحران بیابان مصفا ہمکو نہ دیکھ سکیں اور طلسم کشا
کو پیدل چلنے دو اگر کوئی ساحر سد راہ ہوگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ ملکہ دل آویز جادو سحر سے غائب کرکے بلند
ہوئی اور شعلہ عذار جادو غبارہ سحر میں بیٹھکر اڑی اور مہتر طیقور نے شکل اپنی اگ جوگی کی بنائی۔
شاہزادہ مرکب طلسمی پر سوار تیغہ سحر کش اسکے ہاتھ میں ایک پتلہ طلائی چتر کا سایہ کیے ہوئے کہ حد
کسی ساحر کا اثر نہ کرے اس شان و شوکت کے ساتھ درہ مراد سے گذر کر طرف کوہ بلور کے چلے ہیں
انکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔ اب کچھ حال میدان جنگ کا سنیے۔ کہ یہاں لشکر طلسمی کا یورش ہے

سوا مالکان مرحلہ اور اسکے لشکر کی تمام فوج آندھی ہوئی ہی اور اسرار روشن ضمیر کے ساتھ فقط چار سردار
اور دو لاکھ ساحر ہین سامنا مہرم جادو سے ساحرہ سخت ہے مگر اسرار روشن ضمیر مہرم جادو کو بھی جواب
دیتا جاتا ہی اور اپنے سردارون کو بھی بچاتا جاتا ہی لیکن فوج اسرار روشن ضمیر کی بسبب کم ہونے کے پسپا
ہوئی جاتی ہی اور اسرار روشن ضمیر بھی بخیال اپنے لشکر سے قریب رہنے کے مقابلہ کرتا جاتا ہی اور عقب پسپا
ہوتا جاتا ہی لیکن یہ بات قبل سے کہہ رکھی تھی کہ پسپا ہونے کے وقت یہ خیال رہے کہ جتنے قدم پیچھے
ہٹین وہ کوہ بلور کی طرف ہٹین یہی راستہ قریب کا بھی قلعہ سیہ تاب سے ہی اس صورت
سے یہ فوج پسپا ہوئی چلی آتی ہی تماشائی بچاتے جاتے ہین اسی ہنگامہ مین شب کا ہنگام آگیا
دونون طرف کے ساحرون نے فتیلہاے سحر روشن کیے اور اُسکی روشنی مین لڑنا شروع کیا
چار جانب گرد تیغ تا بیخ چل رہا ہی پیچھے پیکانون کے سوتوق نے اچھل رہے ہین نعرے
یا سامری یا جمشید یا شمس باز مرد شاہ باختری کے بلند ہین کفار رونے دو سو خداوندون کو پکارتے
جاتے ہین اور کٹتے جاتے ہین کہ ارے تم اپنے خداوند ہو مسلمانون کا ایک خدا ہی سب اُن کے
ٹوٹ پڑو مثل مشہور ہی کہ ے دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را + تم تو ہونے دو سو
ہوتے ایک خدا کو شکست نہین دیجاتی ساحران لشکر اسلام ہنستے جاتے ہین اور کہتے جاتے
ہین کہ کیا ان لوگون کی عقل پر پتھر پڑے ہین ساحرون کے مرنے سے تماشے برپا ہو رہی ہین
کہین آتش باری ہو رہی ہی کہین برف باری ہو رہی ہی کہین خاک اُڑ رہی ہی ہر طرف شور کر رہے ہین
کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود زمین کے طبقے ہل رہے ہین آسمان ستارون کی آنکھین
نکالے ہوئے بغور دیکھ رہا ہی کہ ایسا دن بھی اس طلسم مین کبھی نہ پڑا تھا مہرم جادو بلاے مبرم
بنی ہوئی اسرار روشن ضمیر پر حملہ کر رہی ہی یہی ایسا ساحر زبردست ہی کہ ہر بلا کو ٹالتا ہی اور مہرم جادو
کے ہر سحر کا جواب دیتا ہی ضحاک جادو لشکر کو للکار رہا ہی کہ ہان ساحران طلسم گھبرانا کہ یاید دولت
و اقبال تمھاری پشتی پر موجود ہین اور جانبازیان تمھاری دیکھ رہے ہین بعد فیصلہ جنگ سبکی عزت بین
زیادہ کرونگا آج ان دریدہ دہنون کو خاک مذلت پر گرا دو کہ انھون نے تمھارے بادشاہ کو نمکحرام کا
خطاب دے رکھا ہی ساحر ضحاک کے جانین لڑا رہے ہین اور ساحران اسرار روشن ضمیر کہہ رہے ہین
او بے شرم کیا سلطنت تیرے باپ کی تھی جو جیسا ہوگا اُسے خلقت خدا ویسے ہی لکھے یاد کرینگی ہم
نہ رہینگے تو عالم تجکو نمکحرام کہیگا کہ مالک کو دھوکا دیکر اسیر بلا کیا آپ مالک تخت و تاج بن بیٹھا اس دن
کی خبر نہ تھی ضحاک نے نمکحرامی کا جواب دیا کہ سلطنت یونہین ہاتھ آتی ہی غرضکہ دن جسطرح کٹ گیا تھا
اسی طرح رات بھی کٹ گئی اور کوئی فیصلہ نہوا دوسری صبح ہی اور تیسرا فاقہ ہی دونون لشکرون کی عجب
حالت ہی اسرار روشن ضمیر اور مہرم جادو دونون زخمی ہین لیکن برابر حربہاے سحر چل رہے ہین اسباب
سحر ختم ہو چکا ہی اب اشارون پر کام ہو رہا ہی اک مرتبہ مہرم جادو نے بال اپنے سر کے نوچ کے
پھینکے اور زمین پر دو تین مارے آواز دی کہ اے ماران سحر لینا دشمنون کو بس یہ کہنا تھا کہ تمام
ہوے مار سانپ بن گئے اسرار روشن ضمیر کی طرف چلے اسرار روشن ضمیر نے سپر خار دار زمین پر پھینکدی
سانپون نے سپر پر منھ مارنا شروع کیے جسنے منھ مارا وہ چھدکے رہگیا اب اسرار روشن ضمیر نے ڈبی
شیشہ اُٹھایا جسمین اپنی تصویر کو اُتار لیا تھا پردہ اُسکا ہٹاکے کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ تصویر شیشہ
سے باہر آئی اور تیغہ سحر پکڑ کے مہرم جادو پر جا پڑی مہرم جادو سمجھی کہ خود اسرار روشن ضمیر ہی اسنے بھی

تیغہ سحر کھینچا اور لڑنے لگی اسرار روشن ضمیر نے اُدھر سے ضحاک مارگزیدہ کی طرف رخ کیا ضحاک
مارگزیدہ نے کہا کہ اُدھر سے بھاگو تو اس طرف آیا یہ کہکر گولہ فولادی سینے پر اسرار روشن ضمیر کے
کھینچ مارا اسرار روشن ضمیر نے گولہ ضحاک مارگزیدہ کا سینے پر روکا اور بیہوش ہو کے گرا ضحاک مارگزیدہ
تلوار کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹ لوں فوج زمین گیر نے قصد کیا کہ اپنے مالک کو بچائے لیکن ضحاک
مثل بلائے سر پر پہونچ گیا تھا کہ اسرار روشن ضمیر نے کمند سحر ماری ساتوں حلقے گلے میں ضحاک
مارگزیدہ کے پیوست ہو گئے جھٹکا دیا کہ ضحاک مارگزیدہ زمین پر گرا اسرار روشن ضمیر نے نعرہ کر کے
تیغہ سحر مارا مگر موت تو ضحاک کی لوح طلسمی سے ہے تیغہ پڑتے ہی حلقہائے کمند کٹ گئے ضحاک کے
جسم پر خط بھی نہ پڑا ضحاک تڑپ کے نکل گیا پھر ردو بدل ہونے لگی ادھر چہار چشم جادو سے اور
لرزان جادو سے سامنا ہوا لرزان جادو نے کہا۔ او نمکحرام تجھے شرم نہیں آتی کہ بادشاہ اصلی کو چھوڑ کر
بادشاہ ظالم کا وزیر بنا چہار چشم جادو نے کہا کہ تو تو بادشاہ اصلی کا وزیر ہے کچھ کمال دکھا لرزان
جادو نے کہا کہ یہ کمال کچھ کم ہے کہ جب بادشاہ ہمارا قید تھا اسوقت ساحران طلسم نے کیسا کیسا
یورش کیا مگر کچھ نہ کر سکے جو بیابان لرزان میں گیا شکست کھا کے آیا ضحاک نمکحرام میرے قلعہ کا
نام سنکے لرزتا تھا لا حرب اپنا اور حق و ناحق کا فرق دیکھ لے بس یہ سنکر چہار چشم جادو نے اک
ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اسمیں سے ہزار ہا پتلے تیغ و سپر لیے ہوئے پیدا ہوئے اور
لشکر لرزان جادو پر گرے ہر چند ساحران لشکر لرزان جادو رد سحر کرتے تھے لیکن پتلے بلائے
بید رمان کی طرح لپٹے ہوئے تھے جان نہ چھوڑتے تھے بس لرزان جادو نے جو دیکھا کہ لوح کا
سحر اوٹھا جاتا ہے اسنے بھی اک ترنج سحر زمین پر مارا کہ وہ ترنج زمین پر گرتے ہی بصورت اژدر
بنگیا اور دم کشی کرتا ہوا چلا جسقدر پتلے ہاے سحر تھے سبکو نگل گیا بعد اسکے لشکر چہار چشم جادو کیطرف
بڑھا اور قلابہ آتشین چھوڑنا شروع کیے ہر شعلہ جو دہان اژدر سے نکلتا تھا سو سو ساحروں کو جلا
خاک کر دیتا تھا چہار چشم جادو گھبرایا اور اسنے پھر اک ناریل جھولی سے نکالا اسپر پتلے سیندور
لگے ہوئے تھے کچھ اسم سحر دم کرکے سر اژدر کے مارا ناریل پڑتے ہی اژدر نے چرخ مارا اور مانند
اژدر آتشبازی کے جل گیا۔ اسیطرح یہ لوگ لڑتے ہوئے قریب باغ آتش بہار کے پہونچ گئے
یہاں ملکہ سیماے جادو اور اختر جادو سے سامنا ہو گیا سیماے جادو لباس سپید پہنے ہوئے
طاؤس سپید رنگ پر سوار تھی دونوں کانوں میں اسکے دو گوشوارے الماس کے پڑے ہوئے تھے
اُنکی حرکت سے وہ چمک پیدا ہوتی تھی کہ آنکھیں ساحروں کی خیرہ ہوتی تھیں ادھر اختر جادو طاؤس
زرین بال پر سوار تھی تاج سر پر پہنے تھی ہاتھ میں ترسول اسکے کانوں میں بھی دو گوشوارے یاقوت
سرخ کے تھے ان گوشواروں کے پرتو سے شعلے پیدا ہوتے تھے اور لشکر پر گرتے تھے جب ان
دونوں کا سامنا ہوا تو اختر جادو نے ایک گوشوارا اپنے کان سے اُتارا اور آواز دی کہ اے
سیماے جادو تو اسرار روشن ضمیر کی رشتہ میں بہن ہوتی ہے اور میں ضحاک شاہ کی ہمشیرہ ہوں میرا تیرا
مقابلہ نہایت موزون ہے لے روک اسے دیکھوں تو تو کیسی ساحرہ ہے یہ کہکر گوشوارا سیماے جادو پر
کھینچ مارا وہ گوشوارہ یاقوت شعلہ آتش بن کے چلا سیماے جادو نے جلدی سے جوڑا بالوں کا کھول لیا
اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگی شعلہ بالوں میں اُلجھ کے گر کر یک شتاب بنگیا سیماے جادو نے جگنو کو
پکڑ کے اپنے آنچل میں باندھ لیا اختر جادو نے غصہ میں آکر دوسرا گوشوارہ بھی کھینچ مارا سیماے جادو

نے اسکو بھی جگنو بنا کے آنچل مین باندھ لیا اور کہا کہ بس یہ حقیقت تیرے سحر کی ہی کہ میرے آنچل
مین بندھا ہوا ہی تیرا سحر ہی یا لڑکیون کا کھیل ہی یہ کہکر اپنے کان کا گوشوارہ اُتارا اور ہوا دی کہ
اسیطرح کا یہ سحر بھی ہی تو بھی روک لے یہ کہکر گوشوارہ الماس کھینچ مارا یہ گوشوارہ برق بن کے
گرا اختر جادو نے بھی اسیطرح بال سر کے کھول دیے اور چاہا کہ اس دام مین اُلجھالون لیکن یہ
برق نہ اُلجھی بلکہ تمام بالون کو جلا دیا بمشکل اختر جادو نے بھی اس سحر کو روک تو لیا اور اُسی طرح
جگنو بنا کے آنچل مین باندھ لیا مگر سر منڈ گیا تمام بال سر کے جل گئے ساحران لشکر اسلام نے قہقہے
لگانا شروع کیے اختر جادو شرمندہ ہو کر پانون مارے جو غرق زمین ہوتی ہی تو پھر بیتابانہ لگا خمار جادو
سے اور اعراک جادو سے سامنا ہوا اعراک جادو نے نعرہ کیا کہ او سرکش کدھر آتا ہی نہین جانتا کہ
مین کون ہون خمار جادو نے جواب دیا کہ تجھے بھی خوب جانتا ہون اور تیرے بھائی کو بھی خوب
پہچانتا ہون دونون نمکحرام ہین بس یہ سنکر اعراک جادو جھلایا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک
دی کہ اک پریزاد ہاتھ مین اک پنجرا لیے ہوے پیدا ہوئی اُسمین اک بلبل ہزار داستان بند تھی
اعراک نے اُسکو چمکارا بلبل نے نغمہ سرائی کرنا شروع کی خمار جادو آواز بلبل سنتے ہی محویت کے عالم
مین آگیا اور جھومنے لگا اعراک نے جسوقت دیکھا کہ یہ بالکل بیہوش ہی تلوار کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون
خمار جادو کے قریب نہ پہونچنے پایا تھا کہ اک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اک پھول خمار جادو کو سنگھا کر
آواز دی کہ کس غفلت کے عالم مین ہی حریف سر پر آگیا بس خمار جادو سوتے سے چونک پڑا اور
اُسنے کہا کہ تو نے بلا کا سحر کیا تھا بس وہی گل طائر کی منقار سے لیکر آواز دی کہ اے گل طلسمی اس
بلبل کی زبان درازی کو موقوف کر یہ کہکے گل کو قفس پر کھینچ مارا گل جو آکے قفس پر پڑتا ہی پنکھڑیاں
بکھر گئین اور ہوا سے خوشبوے گل کی پھیلی بلبل نے سر ٹکرانا شروع کیا زمزمہ سرائی بھول گئی اور جس
ساحر کے مشام مین خوشبوے گل کی پہونچی اُسپر غنودگی طاری ہوئی اور اعراک جادو بھی آنکھین بند
کرکے زمین پر گرا فوج زمین گیر نے ٹانگ اعراک کی پکڑی اور زمین کی طرف کھینچتی ہوئی لیچلی یہ
معرکہ دیکھکر ضحاک جادو نے دستک دی اُسی وقت اک زنگی آہنی بدن پیدا ہوا اُسسے
کہا کہ جاکر اعراک کو زمین گیرون کے ہاتھ سے بچا لے زنگی زمین مین در آیا دیکھا کہ چند ساحران مین گیر
اک مقام پر اعراک کو زندہ و توپ کے چلے گئے ہین زنگی نے اعراک کو نکالا تھپڑون سے مٹی دفع
کی اور لیکر طرف مکان اعراک کے روانہ ہوگیا کہ اسمین بھی تاب مقابلہ باقی نہ تھی کہانتک
حال اس جنگ کا تحریر کیا جائے مختصر یہ ہی کہ تمام ساحر لڑتے ہوے کوہ بلور کی طرف
چلے آتے ہین اور طلسم کشا بفکر لوح طلسمی طرف کوہ بلور کے جا رہا ہی عیار جوگی بنا ہوا ساتھ
ہی ساحران بیابان مصفا حیرت سے طلسم کشا کو دیکھ رہے ہین ہرچند سحر کرتے ہین مگر طلسم کشا پر
سحر تاثیر نہین کرتا ہی اگر کسی ساحر نے اپنی جگہ سے اُٹھکر مقابلہ طلسم کشا کو جانے کا قصد کیا تو آسمان سے
برقین گرتی ہین اور اُسکو جلاکے خاک کردیتی ہین یہ برقین کسی کے روکے نہین رکتی ہین بالا ہوا
ملکہ دل آویز جادو اور شعلہ عذار جادو چلی جاتی ہین ادھر سے طلسم کشا نے مسافت بیابان مصفا
کی طی کی ہی قریب کوہ بلور کے پہونچ چکا ہی اور اُسطرف سے سکندر رستم ذو بھی تلاش لوح مین چلا
آتا ہی اسکے ساتھ ملکہ لعلان گوہر دندان ہی یہ وہ ساحرہ ہی کہ اسکے سحر کی پناہ نہین ہی بعد سکندر کے
رفیع بخت اور سہراب چلے ہین یہ بھی قریب پہونچ چکے ہین اور انکے ساتھ بھی قمر اندام جادو

اور نجم تاب جادو بھی قریب کوہ یہ بھی پہونچ چلی لیکن مالک کوہ بلور روشن دل بالائے کوہ اپنے قصر بلوری میں باطمینان تمام بیٹھا ہوا ہی چار جانب چار آئینے بلوری لگے ہوے ہیں چنانچہ ہر ایک آئینہ ایک سمت سے متعلق ہی ایک مشرقی آئینہ ہی ایک مغربی ایک جنوبی ایک شمالی بلور روشن دل جسطرف کا حال دریافت کرنا چاہتا ہی اُدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھ لیتا ہی اسوقت بھی یہاں بیٹھے بیٹھے تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً اوسکی نگاہ دوسرے آئینہ پر جا پڑی دیکھا اسنے کہ طلسم کشا قریب کوہ پہونچ گیا ہی قریب ہی کہ بالائے کوہ قدم رکھے اور دل آویز جادو و شعلہ غدار جادو اسکی کمک کے واسطے ساتھ ساتھ ہیں بس بلور روشن دل گھبرا گیا کہ یہ تو وہاں قتل ہو رہا تھا اسرار رد شغیر نے پہونچکر بچایا یہ اس مقام تک کہاں سے پہونچ گیا اسطرف سے نگاہ پلٹ کے تیسرے آئینہ پر گئی دیکھا کہ اُدھر سے سکندر رستم تو چلا آتا ہی یہ بھی کوہ بلور کے نزدیک آگیا ہی اسکی کمک پر بھی لعلان گہر دندان سی ساحرہ ساتھ ساتھ ہی جسنے اپنے باپ اور پھوپھی سے ایک وقت میں مقابلہ کیا تھا چوتھے آئینہ پر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ دو سردار اور چلے آتے ہیں اور قمر اندام جادو اور نجم تاب جادو ان دونوں کی کمک پر ہیں اتو بلور روشن دل بے حواس ہو گیا کہ یک انار و صد بیمار ایک لوح خواستگار اتنے جسکو نہ دونگا وہی تشنہ خون ہو جائیگا بس اسنے اپنے ساحرون کو برائے استقبال طلسم کشا کے بھیجا اور چند ساحرون کو استقبال سکندر رستم و رفیع البخت و سہراب روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ اگر تلاش لوح میں تشریف لائے ہیں تو مجھے لوح کے دیدینے میں کوئی عذر وانکار نہیں ہی لیکن چونکہ آپنے اس بندۂ ناچیز کو سرفراز فرمایا ہی تو دعوت قبول فرمائیے بعد ختم دعوت میں لوح حاضر کرونگا۔ جسوقت شاہزادہ سکندر رستم تو قریب کوہ بلور پہونچے ہیں تو دیکھا انھون نے کہ کچھ لوگ لباس فاخرہ پہنے آتے ہیں انھون نے تامل کیا کہ یہ آوین تو قدم آگے بڑھانا چاہیے یہ سمجھ کر ٹھہر گئے اُن ساحرون نے آتے ہی سلام کیا اور عرض کی کہ ہمارے آقا مالک کوہ بلور نے عرض کی ہی کہ مجھے لوح کے حاضر کر دینے میں کوئی عذر نہیں اسلیے کہ لوح میرے کس کام کی ہی میں طلسم کشا نہیں بلکہ لوح کے باعث سے میرے سحر کمزور ہوے جاتے ہیں لیکن اتنی بات کا امیدوار ہون کہ ایک روز قیام فرمائیے اور دعوت اس ناچیز کی قبول فرمائیے بعد اسکے مجھے لوح حاضر کر دینے میں کوئی عذر وانکار نہوگا اگر آپ کو اس دعوت میں خیال عداوت ہو تو آپکو اختیار ہی لیکن میں قسم کھاتا ہون آپ سے اپنے دین و مذہب کی کہ ایمین یہ فریب نہیں ہی کہ میں بہانہ دعوت آپ کو اسیر کرون اور میں آپ کا دوست بھی نہیں دشمن ہون لیکن زبان کا پابند ہون وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ یہ سمجھ لیجیے کہ میں ایمن لوح ہون مجھے بادشاہ طلسم کی نافرمانی کرنا بھی منظور نہیں ہی اس دعوت میں ایسی صلاح کیجیے کہ لوح آپکو ملجائے اور میں بادشاہ طلسم سے برا بھی نہون یہی پیام بلور روشن دل کا طلسم کشا پاس بھی پہونچا اور سکندر و رفیع البخت پاس بھی۔ انھون نے منظور کر لیا اب بلور روشن دل نے عرض کی کہ آپ سب صاحب بالائے کوہ تشریف لا کر قلعہ بلوری میں قیام پذیر ہون لوگ استقبال کر کے ان سب کو قلعہ بلوری میں لائے اول سکندر رستم تو پہونچا بعد اسکے رفیع البخت و سہراب پہونچے بعد عادل کیوان شکوہ اب ایک نے دوسرے کو دیکھ کر پہچانا اور مزاج پرسی کی مگر چونکہ ہر ایک بفکر لوح آیا ہی تو کوہ بلور پر آنے کا سبب کوئی نہیں بیان کرتا اب بلور روشن دل پیرو فیصلہ ان دعوت

مہیا ہو گیا قلعہ بلوریہ عجیب قلعہ ہی کہ اندر سے قلعہ کے کوسون کا حال دریافت ہوتا ہی اسکے
بنانے والون نے پتھر کو ایسی جلا دی ہی کہ ہر دیوار ایک دوربین ہی یہ شاہزادے اس قلعہ کو
دیکھکر وجد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مقام انتخاب ہی تمام طلسم مین ایسی فرحت انگیز اور عجیب
جگہ نہو گی اتنے مین بلور روشن دل قلعہ مین حاضر ہوا مودب ہو کے اُسنے پہلے سکندر کو سلام
کیا پھر رفیع البخت کو پھر سہراب کو پھر عادل کیوان شکوہ کو یہ فعل بلور روشن دل کا شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے خلاف مزاج ہوا لیکن بلور روشن دل نہایت ہوشیار اور ساحر زبردست
ہی اسنے عمداً یہ حرکت کی کیونکہ اسکو معلوم تھا کہ سکندر طلسم کشا نہین ہی اگر لوح طلسمی اسکے ہاتھ
آئی تو فوراً چھن جائیگی اسیوجہ سے اسنے سکندر کی آؤ بھگت زیادہ کی اور جس ترتیب سے
یہ لوگ داخل قلعہ ہوے تھے اسی طرح سبکو سلام کیا اور شاہزادہ عالی گروہ عادل کیوان شکوہ
کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ حضور برا نہ مانین تو ایک بات عرض کرون۔ فرمایا کہ بیان کر بلور روشن دل
نے عرض کی کہ حضور کے چہرہ سے آثار کبیدگی ظاہر ہین شاید ترتیب میرے سلام کی حضور کے
خلاف گذری اسکا سبب مین عرض کیے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ میرے یہان احکام طلسمی کی نسبت
بانیان طلسم تحریر کر گئے ہین کہ جب چار شخص ایک ہی روز کوہ بلوریہ وارد ہون اور ہر ایک جدا جدا
راستے سے آئے تو سمجھ لینا کہ وہی روز آمد طلسم کشا کا ہی اور اُن چارون مین جو شخص پہلے
قلعہ بلوریہ مین قدم رکھے لوح اُسکے سپرد کر دینا اگر آپکو لوح کا دعوی ہی تو یہ بھی مجکو معلوم ہی کہ
طلسم کشا صاحب زبردست ہوگا آپ لوح چھین لیجیے گا یہ کہکر اک ڈبیا جیب سے نکال کے
بیچ مین رکھ دی اور کہا کہ مین حسب ہدایت بانیان طلسم یہ اُس شخص کو دیتا ہون جسنے قلعہ مین
پہلے قدم رکھا ہی بس یہ سنتے ہی سکندر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کے وہ ڈبیا اُٹھائی اور بغیر
دیکھے ہوے جیب مین رکھ لی اور کہا کہ اے بلور روشن دل تم سچ کہتے ہو مین بھی تم سے وعدہ
کرتا ہون کہ بعد فتح طلسم تمکو ایسا ممتاز کرونگا کہ اہل طلسم تمھارے مرتبہ پر رشک کرینگے۔ یہ کہکر
اُٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اب مین جاتا ہون اس حرکت پر سکندر سے رفیع البخت اور سہراب
کو بھی ملال ہوا یہ بھی رنجیدہ خاطر اُٹھ کھڑے ہوے اور دل مین تہیہ کر لیا کہ اس سے مقابلہ کرنا
چاہیے یہ سوچکر کوہ بلور سے اُترے اور صحرا کی طرف چلے گئے عادل کیوان شکوہ بھی کوہ بلور سے
[illegible] بلکہ دل آویز جادو سے سارا واقعہ بیان کیا دل آویز جادو نے کہا کہ اے مظہر یار اگر آپ
فتح طلسم مین تو لوح پھر آپ کے ہاتھ آئے گی اور دوسرے کے ہاتھ سے ہرگز لوح کام نہ دیگی اب
اُسطرف چلیے جدھر سکندر جاتے ہے دیکھیے تو یہ کہان جاتا ہی اور کیا کرتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ اب
یون چلنا اچھا نہین بلکہ نقاب ڈالکے چلنا مناسب معلوم ہوتا ہی غرضکہ عادل کیوان شکوہ نے چہرہ
پر نقاب ڈالی اور نقاب پوش الماس پوش بنکے تعاقب سکندر رستم خو مین روانہ ہوے لیکن اول حال
سکندر رستم خو کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جسوقت سکندر لوح طلسمی لیکر کوہ سے اُترا تو نہایت شادان
و فرحان ہوا کہ عادل کیوان شکوہ کے مقابلے مین میں سر بر رہا کہ لوح میرے ہاتھ لگی بعد اسکے صحرا مین آکر
ڈبیا کھولی لوح کو نکالکے گلے مین پہنا اور دیکھا کہ مجھے کسطرف جانا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے لکھا تھا
کہ اے شخص اگر تو زور طلسم کشائی رکھتا ہی تو مرحلہ فیل پیکران پر جا اور مست فیل زورا کو زیر کر کے
گلا گھونٹ کے مار ڈال کہ وہ سرمست کا زمین پر دگرے اور اگر اسقدر قوت نہین رکھتا ہی تو ہرگز

اس مرحلے پر جانے کا قصد نہ کرتا یہ دیکھکر سکندر رستم خو طرف مرحلہ فیل پیکران کے بہ ہدایت لوح بڑھا
ہوئے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں اور کیا صورت پیدا ہوتی ہے لیکن اول حال اسرار روشن ضمیر
اور ضحاک مارگزیدہ کا سنیے کہ یہ لڑتے بھڑتے کوہ بلور پر پہونچے اور بلور روشن دل پہلے
سے مطلع ہوچکا تھا کہ یہ لوگ اسطرف آتے ہیں اسنے آئینہ ہائے سحر تیار کر رکھے تھے اور لوح طلسمی
اسیوجہ سے سکندر کے سپرد کر دی تھی کہ لوح آگے بڑھ کے چھن جائیگی اور اگر یہان لوح رہیگی تو سحر میرا
خامی کریگا اور لوح طلسم کشا کے ہاتھ آجائیگی پھر ایک دم میں کوہ بلور برباد ہوجائیگا الحاصل جسوقت
یہ دونوں فوجیں لڑتی ہوئی اسطرف پہونچیں تو بلور روشن دل نے بڑے بڑے آئینہ سحر قلعہ پر لگا دیے
چونکہ یہ مقام سحر بند ہے اور بلور روشن دل کے قبضہ میں ہے کسی ساحر کا سحر اسجگہ کام نہیں دیتا ہے اسرار
روشن ضمیر کو یہ خیال تھا کہ جسوقت ہم کوہ بلور پر پہونچینگے لوح طلسم کشا کے قبضہ میں ہوگی ایک دم میں کوہ
بلور فتح ہوجائیگا اور بلور روشن دل کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بنے گی ضحاک کے بھی دانت کھٹے ہوجائینگے
لیکن یہان معاملہ بالعکس ہوا کہ طلسم کشا کو کوہ تک پہونچنے میں دیر ہوئی سکندر نے جاکر لوح
قبضہ میں کر لی اور اب یہ سب کے سب تو مرحلہ فیل پیکران کی طرف چلے اور یہان بلور روشن دل
نے میدان خالی پاکر یہ بندوبست کیا کہ آئینے چمکانا شروع کیے جسقدر ساحران لشکر اسرار روشن ضمیر تھے
عکس بنکر آئینون کے اندر اتر گئے اور مقید ہوکے رہگئے سوا چند ساحرون کے کہ جنکے پاس تحائف
سحر تھے وہ تو بچ گئے باقی کل لشکر گرفتار ہوگیا اسوقت اسرار روشن ضمیر نے غصہ میں آکر پیشانی میں اپنی
نشتر دیا اور چلو میں خون لیکر منھ پر بیرم جادو کے مارا اور پکارا کہ جلا دے اسکو جسقدر قطرات خون تھے
شعلے بنکے لپٹ گئے تمام بال سر بیرم جادو کے جل گئے اور لباس بھی جلگیا تن بدن میں آبلے پڑ گئے
برہنہ بیہوش ہوکے گری ہنوز زمین تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ ضحاک مارگزیدہ نے دوڑکر اپنی خالہ کو لیا
اور غرق زمین ہوکے روانہ ہوگیا باقی ساحران لشکر ضحاک کوہ بلور پر چلے آئے اور خمار جادو اور لرزان
جادو و سیماے جادو و اسرار روشن ضمیر یہ درہ مراد تک پہونچ کے رک گئے دونوں لشکر اور سردار تین تین
روز کے بھوکے پیاسے تھے عاجز آکے سکوت اختیار کیا اور لشکر ضحاک میں بسبب بادشاہ کے پہونچنے
کے طبل بازگشت بج گیا اسرار روشن ضمیر نے قریب درہ مراد کے قیام کیا چونکہ تمام لشکر اسیر ہوگیا تھا صرف
تین سردار بچ گئے تھے کوئی خادم و خدمتگار بھی نہ باقی رہا تھا اسرار روشن ضمیر نے کچھ اسم سحر پڑھکر ترسول
زمین پر مارا اور آواز دی کہ اے سرزمین طلسم اب پھر زمانے نے رنگ بدلا ہے کہان ہیں خفتہ بختان طلسم
کہ آئیں اور بیدار ہون کہ زمانہ انکے بادشاہ سابق کی حکومت کا آگیا ہے بس ترسول زمین میں گڑتے ہی زلزلہ
سا پیدا ہوا اور دیکھا کہ اک مقام سے زمین شق ہوئی اور اک شخص سر جھاڑ منھ پھاڑ آنکھیں ملتا ہوا پیدا ہوا
اور اسرار روشن ضمیر کو سلام کرکے عرض کی کہ غلام اسی دن کے واسطے ابھی تک سوتا تھا اب بتائیے کیا حکم
ہوتا ہے اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ اے سرفتنہ جادو اپنی فوج خوابیدہ کو جگا لا اور بارگاہ استادہ کر کہ ہمنے
طلسم کشا کے صدمے میں ملکاؤن کے دست قضا سے نجات پائی ہے تو آئے تو ان ملکاؤن سے
قصاص لیا جائے سرفتنہ جادو یہ سنکے خوش ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ جنگ کا نام نہ لیتے تو خمار برطرف
ہوتا اور میں پھر جاکے سو رہتا یہ کہکر چلا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں چالیس ہزار ساحرون کو ساتھ لیے
ہوئے پیدا ہوا بارگاہ خواب آگین برپا کی اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ ہم تین روز کے جاگے ہوئے ہیں
اب تم جاگو ہم سوئینگے یہ کہکر داخل بارگاہ فلک جاہ ہوا اور آرام کیا خمار جادو اور لرزان جادو اور سیماے جادو

بھی اپنی اپنی خوابگاہ مین جاکر سو رہے سرقتہ جادو نے طلایہ پر ساحرون کو معین کیا لیکن اسکو یہ
خیال آیا کہ بادشاہ نے جنگ کے وقت مجکو یاد نکیا اسی بات پر مین اسکے دادا سے بگڑ کے چلا گیا
تھا اور سو رہا تھا آج اسنے جگایا تو کیا مجکو پہرہ دینے کے واسطے جگایا ہی واقع مین ہم لوگ خفتہ
نصیب ہین ہماری تقدیر مین غفلت کی دہنگی ہی یہ خیال کرتے ہی اسکو نیند آگئی بس جا کے گوشہ
بارگاہ مین یہ بھی سو رہا اسکے سوتے ہی تمام فوج سو گئی لیکن طلایہ کے ساحر جاگا کیے آج دم سو رہیں
کے جو جاگا تھا گھڑی بھر بعد پھر سو رہا ان لوگون کو تو خواب رکھا جاتا ہی اب حال ضحاک
جادو کا سنیے کہ جسوقت یہ مبرم جادو کو لیے ہوے اپنے ایوان مین پہونچا ہی تو مبرم جادو کی عجب
حالت تھی کھوپڑی نکل آئی تھی بال سر کے جل گئے تھے کپڑے بھی جلے ہوے تھے بدن مین
آبلے پڑ گئے تھے ضحاک بھی زخمی تھا اسنے مرہم جمشیدی منگا کر آبلون کا پانی دور کر کے مرہم
لگایا اور اپنے زخمون پر بھی پٹی باندھی مگر بسبب تعب کے بیہوش ہو گیا۔ مبرم جادو کو ہوش آیا تو
اپنے کو قصر ضحاک مین پایا ضحاک جادو کو پاس اپنے بیہوش دیکھا ہوشیار کیا اور کہا کہ اے
فرزند تیری بدولت آج جان بچ گئی ورنہ دست اسرار روشنضمیر کے ہاتھ سے بچنا سخت دشوار تھا نہین معلوم
لشکر پر کیا گذری ضحاک جادو نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہی مین دریافت کرتا ہون یہ کہکر اسنے اپنے
ایوان کے روزن سحر سے دیکھنا شروع کیا تاثیر اس روزن کی یہ ہی کہ کل طلسم کا حال ایک روزن
سے معلوم ہو جاتا ہی پہلے اپنی فوج کو دیکھا معلوم ہوا کہ اعراک جادو اور چہار چشم جادو اور آ[illegible]
جادو اپنے اپنے مکان مین علاج و معالجہ مین مصروف ہین اور کل فوج قلعہ بلوریہ مین بلور روشندل
کے پاس مقیم ہی اور فوج اسرار روشنضمیر قلعہ مین مقید ہی سب آئینہ بند ہو گئے ہین مثل تصویر عکسی
کے آئینون مین بت بنے ہوے بزبان حال سے فریاد کر رہے ہین یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اب
اسنے اسرار روشنضمیر کی طرف خیال کیا معلوم ہوا کہ قریب دریاے مراد کے اک بارگاہ سیاہ برپا ہی
اسمین سو رہا ہی گرد فوج پڑی ہی چند ساحر طلایہ پھر رہے ہین یہ حیران ہوا کہ یہ فوج کہان سے آگئی ان
ساحرون کی تو وضع اور قطعہ ساحران طلسم سے بالکل علحدہ ہی تمام کیفیت مبرم جادو سے بیان کی
مبرم جادو نے کہا کہ طلسم کشا کہان گیا ہی ضحاک جادو نے پھر روزن سحر سے آنکھ لڑائی معلوم ہوا کہ
نقاب چہرہ پر ڈالے ہوے صحرا نوردی کر رہا ہی لوح طلسم اسکے پاس نہین ہی بلکہ لوح اس
شخص کے پاس ہی جو در اصل طلسم کشا نہین ہی اور سب سے پہلے آکر اسیر طلسم ہوا تھا یہ دیکھکر ضحاک
بارگزیدہ جادو نہایت خوش ہوا مبرم جادو سے بیان کیا وہ بھی نہایت خوش ہوئی۔ جب تیسرے روز
زخم ان سب کے اچھے ہو گئے تو مبرم جادو نے کہا کہ تو مقابلہ اسرار روشنضمیر طبل جنگ بجوا تا کہ مین
ایسی بلا کو اپنے ساتھ لیکے آؤنگی کہ اسرار روشنضمیر کو جان بچانا دشوار ہو جائیگی یہ کہکر ضحاک بارگزیدہ
سے رخصت ہوئی۔ ضحاک بارگزیدہ جادو نے وقت کو غنیمت جانکر حاکم کوہ بلور کو نامہ تحریر کیا کہ اگر ممکن
ہو تو لشکر اسرار روشنضمیر کو قتل کر ڈال اور بعد اسکے طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اسرار روشنضمیر مین مصروف رہ
ہو ہر وقت با دولت و اقبال بھی آتی ہی اب اسرار روشنضمیر کو مہلت نہ دینا چاہیے کہ وہ بے سر و سامان
ہی اور اسکے سحر مین بھی ابھی پوری قوت نہین آئی ہی جسوقت یہ نامہ بلور روشندل کو پہونچا اسنے جواب
نامہ تحریر کیا کہ قیدیون کو قتل کرنا آئین طلسم کے خلاف ہی یہ دوسری بات ہی کہ مقابلہ مین اسکے دم
کے ہاتھ سے مارا جائے لیکن قابو پا کے قتل کرنا نہ چاہیے ایک کا قتل بھی درست نہین نہ کہ پوری فوج

کا قتل کرنا مگر وہ ایسی تھی میں جین کہ آپ انکو مردہ ہی سمجھ لیجیے اب رہا ہونا و قوال ہی اور میں آج کے تیسرے
روز طبل جنگ بجواؤنگا یہ نامہ بجواکر بطور روشن دل نے اپنے آئین کے موافق ساعت سعد اور
روز نصرت تجویز کرکے حکم دیا کہ نقارہ رزمی بجے اُسی وقت طبل پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گونجی
یہ خبر اسرار روشن ضمیر کو ہوئی یہاں اسرار روشن ضمیر کی تمام فوج مع سر فتنہ جادو سو رہی تھی جب اسرار
روشن ضمیر بیدار ہوا تو اسنے کہا کہ اب انکو سونے دو اب یہ آواز طبل جنگ سے چونکینگے خمار جادو نے
عرض کی کہ اے بادشاہ میں تو سمجھتا تھا کہ میں ہی بڑا سونے والا ہوں مگر نہیں معلوم ہوا کہ یہ مجھ سے
زیادہ سونے والے ہیں اسرار روشن ضمیر نے کہا اے خمار جادو تیرا خواب اتنا تھا کہ میں نے ابھی
ابتدائے حکومت کے زمانے میں انکو سلایا تھا اور اس زمانے میں جگایا یہ میرے دادا کے وقت
سے سو رہے تھے اور اسی بات پر بگڑ کے سوئے تھے کہ جب جنگ و جدل نہیں ہی تو ہم جاگ کے
کیا کریں آج میں نے انکو جگایا مگر میں جو سو رہا تو یہ پھر سو رہے ان ساحروں کو سوا لڑنے بھڑنے
کے کوئی کام پسند نہیں ہی اگر جنگ کی ضرورت ہو تو یہ برسوں نہ سوئیں اور بیکار ہوں تو دم بھر
جاگ نہیں سکتے چنانچہ جسوقت آواز طبل جنگ قلعہ طور پر سے بلند ہوئی ہی تو یہ تمام خفتگان طلسمی
جاگ اُٹھے اور تیاری کرنے لگے صحرا میں ہر طرف انگیاریاں روشن ہوگئیں دوکانیں لشکر کی
کھل گئیں اور سر فتنہ جادو کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ عید ہی اب انکو انتظار صبح میں جھگڑا جاتا ہی اور سپاہی

چند کلمے داستان نفاق نشان سکندر رستم خو اور رفیع البخت اور نقابدار الماس پوش کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس

گو مسیحا ہیں وہ ہیں ہنسکے ستم کرنے والے
ہوگئے بھی ہیں کہیں جی سے گزرنے والے
میٹھی باتوں سے ہیں زخموں کے بھی بھرنے والے
گو ترے ناز ہیں سب زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہیں بہانہ کوئی مرنے والے

گزرے سر دیکے محبت میں گزرنے والے
قتل ہونے سے بچے عشق میں مرنے والے
تھے عجب کچھ یہ جان زیست کے بھرنے والے
مر رہا قتل نہیں کرکے مکرنے والے
تجھ سے کہتے نہیں احسان کے کرنے والے

اُسکے ابرو و مژہ سے بے بھلا کیا ڈرتا
اس جگہ مرہم کافور اثر کب کرتا
یا تو جیتا ہی نہ اس اسپہ پر اور یا مرتا
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا
اُسکے تیروں ہی سے کچھ زخم تھے بھرنے والے

ہم نے ایسا تو زمانے میں نہ دیکھا جوبن
میرے نو خیز کا کیا حسن ہی اور کیا جوبن
مار ہی ڈالیگا دو دن کو اُن کا جوبن
یہی کرتا ہی اشارے کوئی اُٹھتا جوبن
جوبن اُبھرنے ہیں تحمل پاکے اُبھرنے والے

اس نصیحت کو ذرا کان لگا کے سن لو
یار یہ سر سے اُتر جائے کے سبکدوشی ہو
قتل کرتا نہیں قاتل تو چلو جا کے دو
کہتی ہے خواہش دل زنبا لگا خود کا تو
جی کو یوں مار نہیں رکھتے ہیں مرنے والے

ہے یقین آپ کے کہنے کا قسم کھاتا ہون
نہین مانتا ہو جو اسے سمجھاتا ہون
اپنے قابو مین مگر دل کو نہین پاتا ہون
بیقرار اور مین اس وقت ہوا جاتا ہون
کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اسکا کہ نہین رحم ذرا
دل ہے لوہے کا تو پتھر کا کلیجا اسکا
کوئی جی جائے کہ مر جائے نہین کچھ پروا
یہ ہماری ہی تڑپ تکتی کہ وہ تحسین ہوا
اور بھی کتنے ہین اس کام کے کرنے والے

نکلا لاکھون مین نہ کوئی بھی گنہگار ایسا
اور کچھ بن نہ پڑی ہمکو خموشی کے سوا
جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کیا گنا ہوا ہم سے بری ہو گئے ڈرنے والے

تجکو سمجھاتے ہین اچھا نہین یہ کام ای شوخ
آسمان نالۂ مظلوم کا ہے بام ای شوخ
نیک ہوگا نہ کبھی ظلم کا انجام ای شوخ
خود بھی پائے نہین مثل فلک آرام ای شوخ
آہ سے خاک شہنون کی نہ ڈرنے والے

ہمدم لوگ راہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
کبھی بارگہ راہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
عشق مین چاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
مجھ سے تو پوچھیے کیا قصد ہی مرنے والے

تیرا گیسو ہی کیلئے پھانسی سے سوا
کوئی ابرو یہ گلا کاٹ کے مر جائیگا +
زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
ہر ادا کو تری جتلائے گی انداز کنف
ہی بچے یار اگر جی سے گزرنے والے

ہم گنہگار دل غم کے کھوئے گئے آتے ہو جہان
نہین معلوم یہ کس بات پر آیا تمہین جوش
غل مچانے لگے تمہارے کہا ہم سب کو خموش
زاہدو آنے ہی کرنے لگے مسجد مین خروش
ہو یہ تیج آگئے ہین اللہ سے ڈرنے والے

گو نہین جور پہ مائل تری طبع عالی
خیر یہ بات بھی ہو جائیگی تحسیر حالی
بے سبب غمزے سے رہتی نہین رخ پر لالی
کچھ ہوا ہے مرے کینہ سے ترا دل خالی
اور پھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے

کس بری تیری کمر تیغ سے قاتل خالی
نہ رہیگی کبھی میان سے نہ منزل خالی
مین نے لیلی سے نہ دیکھا کبھی محمل خالی
کچھ ہوا ہے مرے کینہ سے ترا دل خالی
اور پھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے

وہ بھی ہوتا ہے کب لطف و کرم تجھ سے فلک
جانتے ہین کہ خوشی ملتی ہے کم تجھ سے فلک
ہان اگر ہے تو ہی ہے سب ستم تجھ سے فلک
داد بھی وصل کے ارمان نہین ہم تجھ سے فلک
یار دن وہ بھی بہت جلد گزرنے والے

مجھکو لائیگا قیامت ترا شہر بدو
چھین لونگا تیرے دیکھ کے گھر سے گیسو
بعد مرنے کے نہ دے داغ مجھے ای مہرو
کھول کر بال پریشان نکر روح کو تو +
ہو مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے

ہم اس بات کا چرچا مرے نالے کرلین	بام تک یار کے رسا مرے نالے کرلین
تیرے ہی قلب کو تخیدا مرے نالے کرلین	پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرلین

عرش پر چڑھتے ہین کیا دل سے اٹھنے والے

ماہ تابان یہ عجب روپ تھا کچھ روز وصال	ہجر جانان نے دکھائے ہین رنج کمال
پاس کو آج کی شب تھا نہین باتون کا خیال	چاندنی رات کی بے نظر آتی تھی جسلاول

پھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنے والے

راویان شیرین زبان و خاکیان رنگین بیان اس داستان حیرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ سکندر رستم خو جسوقت لوح طلسمی بلور روشن دل سے لیکر حسب ہدایت لوح قلعہ فیل پیکران کی طرف چلے ہین تو ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ مین تم سے علیحدہ ہوئی ہون اسلیے کہ یہ معاملہ دربند طلسم کا ہی اس سے وہی شخص گزر سکتا ہی جو طلسم کشا ہو اور صاحب لوح ہو فرمایا کہ بہتر جب مین مرحلے کو شکست کرچکون اسوقت تم آجانا اور مرحلہ کا بند و بست کرنا مین آگے روانہ ہو جاؤنگا لعلان گہر دندان نے کہا کہ اے سکندر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کوئی خواب وغیرہ ہوا ہی جس سے تمنے یہ جان لیا کہ مین طلسم کشا ہون یا لوح پاکے بھول گئے ہو ایسا نہو کہ آگے بڑھکے مبتلا ہو ہو تو پھر مین بھی کچھ نکرسکونگی وہ تو ساحران طلسم میرا ادب کرتے ہین اور مجھسے ڈرتے ہین لیکن مالکان مرحلہ کا مین کچھ نہین کرسکتی اسلیے کہ جو لوگ محافظ طلسم ہین وہ ایسے نہین ہین کہ وقتاً بادشاہ طلسم بھی انکو اپنی جگہ سے علیحدہ کرسکے اسلیے کہ انکے مرحلے کو سوا طلسم کشا کے کوئی توڑ سکتا ہی اور نہ انکو کوئی قتل کرسکتا ہی اگر تم مرحلے پر پہونچ کے گرفتار ہوگئے تو مجکو روتے دیکھنگی اور ساحران طلسم تمکو اور تمھارے لہو کے پیاسے ہو رہے ہین تمام طلسم مین یہ بات مشہور کردیگئی ہی کہ بادشاہ طلسم کی بھتیجی طلسم کشا کے عزیز پر عاشق ہوئی اور اسکو زندان طلسمی سے لیکر نکل گئی تاکہ آئندہ کوئی ساحر میری اطاعت نکرے یا جو ساحر خفا ہو اسے سنے اور تمہین دونون کو اسیر کرلے سکندر رستم خو بولے کہا کہ اے ملکہ تم کیون گھبرائی ہو اگر مجھے خواب نہین ہوا تو کیا ہوا۔ بانیان طلسم تو لکھ گئے ہین کہ جو شخص بلوریہ مین پہلے داخل ہو وہ طلسم کشا ہی ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ یہ تمکو کیونکر معلوم ہوا سکندر رستم خو بولے کہا کہ بلور روشن دل نے یہی کہکر لوح طلسمی میرے سپرد کی تھی کہ مین حسب حکم بانیان طلسم لوح آپکے سپرد کرتا ہون ورنہ رفیع البخت اور عادل کیون شکوہ طور مزاحمت کرتے اور قلعہ بلوریہ مین تلوار چلتی ملکہ نے کہا کہ بلور روشن دل امین لوح طلسمی تھا اسنے بغرض اطاعت یہ جو لوح آپکے سپرد کردی اسمین کوئی نہ کوئی فریب ضرور ہی سکندر رستم خو نے کہا کہ تمکو تو قارورے مین بجائے نظر آتے ہین اسمین فریب کی کیا بات ہی اب مجھے مرحلے پر جانے دو یہ سنکر مجبور ہی ملکہ تو ایک جانب چلی گئی اور شاہزادہ سکندر رستم خو طرف قلعہ فیل پیکران کے روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے اور اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہی جا کر سرمست فیل زور سے بیان کیا کہ غضب ہوا طلسم کشا آگیا سرمست فیل زور بھی یہ سنکے پریشان ہوگیا اور فیل بند دروازے پر آیا دیکھا کہ واقع مین اک جوان سرخوش گلے مین لوح پہنے ہوئے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کیے ہوئے چلا آتا ہی بس اسکو تعجب ہوا کہ ابھی تو وقت طلسم کشا کے آنے کا نہین آیا ہی ہرچند کہ اسی ماہ مین ورود طلسم کشا میرے مرحلے پر ہونا چاہیے مگر تاریخ معینہ مین فرق ہی یہ بانیان طلسم نے غلطی کی ہے

یا یہ شخص علاوہ طلسم کشا کے ہو مگر جو یہ طلسم کشا ہوتا تو لوح اسکے پاس کہان سے آتی خیر جیسا کچھ ہوگا ظاہر
ہو جائیگا سامنے قلعہ فیل پیکران کے اک تصویر دیو کی نصب تھی اور اک میل سامنے اُس تصویر کے تھا
جسوقت سکندر رستم تو قریب تصویر دیو کے پہنچے تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے شخص اگر تو قوت
صاحبقرانی رکھتا ہی تو اس میل پر چڑھ کر اس دیو کو ضرب گرز سے پست کر اگر دیو تیری ضرب گرز سے زمین
مین غرق ہو گیا اور پھر نہ اُبھرا تو قلعہ فتح ہو جائیگا ادھر دیو غرق زمین ہو گا اُدھر قلعہ مین زلزلہ پیدا
ہو گا اہل قلعہ کچھ دب کے مرجائینگے جو بچینگے وہ لڑینگے انجام کو اطاعت قبول کرینگے لیکن اتنا خیال
رہے کہ سرمست فیل زور کو تلوار سے دو قتل کرنا ورنہ اگر خون اسکے جسم کا زمین مرحلہ پر گرا تو زمین شق ہو گی
اور تو زمین مین سما جائیگا یہ دیکھکر سکندر رستم نے میل پر چڑھنے کا قصد کیا قریب آئے دیکھا کہ جا بجا
پاؤن جانے کے لائق چھوٹے چھوٹے طاق بنے ہوئے ہین بس سکندر رستم فوراً انھین طاقون مین
پاؤن جمانے ہوئے میل پر چڑھ گئے اور یہ خیال کیا کہ میرے ہاتھ مین وہ بیس من کی ضرب ہی جو چہرہ من کی
ضرب صاحبقران سے بھی گران تر ہی کیا حقیقت ہی اس تصویر کی اگر دیو اصلی بھی ہوتا تو لنگر اُس
ضرب کا نہ سنبھال سکتا اسی ضرب سے نیرنگ قاف مین بڑے بڑے دیوان سرکش کو پست کیا ہی
اور مین کیا عادل کیوان شکوہ سے کچھ کم ہون یہ تصور کرکے گرز سنبھالا اور سر پر چرخ دیکر دو دستی ضرب
سر پر تصویر دیو کے لگائی ضرب پڑتے ہی ایک شاخ سر دیو کی ٹوٹی اور دیو غرق زمین ہو گیا مگر وہ جو
شاخ باہر نکل رہی تھی اسلیے کہ جس میل پر کھڑے ہوکے سکندر نے ضرب لگائی تھی وہ میل ایک قد
آدم بلند تھا سکندر ضرب کے جھونک مین اتنا جھکا کہ ہیکل اور لوح دونون گلے سے نکل کے زمین پر
گرین جتنے عرصہ مین سکندر میل سے اُترکے ہیکل اور لوح اُٹھانے آئے اتنی دیر مین زمین سے
سر پاہی پیدا ہوا اور ہیکل اور لوح کو نگل کے غائب ہو گیا تصویر دیو مثل سابق پھر بلند ہوکے سامنے
آ گئی اور دیو کے دہن سے آواز قہقہہ آئی کہ بس اسی گھمنڈ پر لوح لیکے مرحلہ توڑنے کے ارادے سے
آیا تھا یہ کہکر دیو نے دست تعدی دراز کر کے سکندر کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے سمجھا تھا کیون گرز مارا
سکندر نے دوسرے ہاتھ سے دیو کو تھپیڑا مارا اور کہا کہ تو تو جسم بیجان تھا پہلے منہ سے بولا کہ پھر وار
نکرو پھر کھانے ہی دیو نے دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور آواز دی کہ اے اہل قلعہ آؤ اور اپنے دشمن کو
لیجاؤ کیسی بڑی جفا سے اسکو اسیر کیا ہی بس دیو کی آواز بلند ہوتے ہی دروازہ قلعہ کا کھلا اور چند
آدمی نہایت جسیم ہتھکڑیان بیڑیان غل و زنجیر لیے ہوئے آئے اور سکندر کو اسیر کر لیا ہر چند سکندر
نے زور کیا مگر کچھ نہوا اہل قلعہ باندھ کر لیچلے اسوقت ملکہ لعلان گہر دندان نے دیکھا کہ یہ اسیر ہو گیا
اور اہل قلعہ لیے جاتے ہین بس اسنے بیتاب ہوکے وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار اے اہل قلعہ اسے
لیجانے کا قصد نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے نہین جانتے کہ مین کون ہون منم ملکہ لعلان
گہر دندان یہ کہکر اپنے کمند سحر پھینکی کہ جتنے آدمی سکندر کو اسیر کیے ہوئے لیے جاتے تھے سب کے
سب مع سکندر اس کمند مین الجھ گئے ملکہ لعلان گہر دندان بیتاب ہوکے قریب آئی اور چاہا کہ سکندر
کو قید سے رہا کرون اسوقت سرمست فیل زور جادو نے اک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ تمام طبقہ ہلگیا اور
آواز دی کہ اے محافظان دربند کس خواب خرگوش مین ہو قیدی بدربند کو اُسکا طرفدار لیے جاتا ہی
یہ خیال نکرو کہ یہ بادشاہ طلسم کی بھتیجی ہی اب یہ ہماری دشمن ہی اور ہم اسکے عدو ہین بس یہ کہنا تھا کہ
چہار جانب سے صدہا پریزادین رستم کی ڈوریان ہاتھون مین لیے ہوئے پیدا ہوئین لعلان گہر دندان

جو دیکھا کہ میری اسیری کا سامان ہے پس اسنے قہقہہ مارا اور کہا کہ او موسے نمک حرام کی شامتین آئی ہین کہ
ہمکو اسیر کرنا چاہتا ہے پس ہنسنے مین دہن اسکا جو کھلا اور دندان آبدار چمکے جنبش برقین چمک کے گرین
جنبش پریزادین جل کے خاک ہوئین باقیماندہ دوڑ کے پست ہوئین اور ملکہ کو بھی اسیر کر لیا اور مع
شاہزادہ سکندر رستم کو لیجا کے زندان مرحلہ مین قید کیا اور مست فیل زور نے اک نامہ بنام شاہ
طلسم تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ایک سرکش لوح طلسمی لیکر میرے مرحلے پر آگیا تھا مین نے اسکو
گرفتار کیا لوح چھین لی بعد اسکے آپ کی برادرزادی ملکہ لعلان گہر دندان اسکی رہائی کے واسطے
آئین انھون نے ناظمان مرحلہ پر سختی کی اور چالیس پریزادین جلا دین آخر مین نے انکو بھی گرفتار
کیا لہذا اطلاعاً گذارش ہے کہ قیدی آپ کے مرحلہ پر موجود ہین چاہے انکو کسی اور جاے مناسب
بھجوا دیجیے چاہے اسی جگہ قید رہنے دیجیے لیکن لوح طلسمی کو مین ایکدم مرحلے مین نہین رکھ سکتا
کہ اس لوح سے سحر کمزور ہوے جاتے ہین لہذا لوح حامل عرضی ہذا کے ہاتھ روانہ خدمت کیجاتی ہے
واجب جانکر عرض کیا۔ جب مضمون عرضی تمام ہوا تو مست فیل زور نے عرضی ملفوف کرکے
بھائی کو دی اور لوح طلسمی بھی اسی کے حوالے کرکے کہا کہ تو جا کر یہ امانت بادشاہ طلسم کی اسکے
سپرد کر اور جواب میری عرضی کا لیتا آ۔ غرمست فیل زور نے لوح اور عرضی قبضہ مین کرکے رخ ایوان
شاہی کا کیا اور خدمت ضحاک مار گزیدہ مین روانہ ہوا قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ اس طرف
سے غرمست فیل زور اژدر پران پر سوار ترسعل اسکے ہاتھ مین اڑتا ہوا چلا جاتا تھا اور اس طرف
سے ملکہ قمر اندام جادو اور خشم تاب جادو چلی آتی تھین انھون نے جو دیکھا کہ مرحلہ فیل پیکران
کی طرف سے ایک ساحر چلا آتا ہے آواز دی کہ کون ہے اور اپنے طاؤس سحر کو اڑا کر قریب آگئین
غرمست نے دونون شاہزادیون کو پہچانا چونکہ ابھی انکی رسوائی عام نہین ہوئی ہے صرف حاکمان
مرحلہ افسران طلسم واقف ہین اور بخیال رسوائی بادشاہ انھون نے بھی اس بات کو زبان سے نہین
نکالا ہے تو غرمست فیل زور بھی انکے حالات سے باخبر نتھا اسنے تمام کیفیت سکندر اور لعلان گہر دندان
کے گرفتار ہونے کی بیان کی اور کہا کہ مین لوح طلسمی مع عرضی خدمت بادشاہ مین لیے جاتا ہون ملکہ
قمر اندام نے دیکھا کہ لوح جاتی ہے کہا اے غرمست فیل زور لا لوح طلسمی میرے سپرد کر ایسا نہو کوئی تجھسے
چھین لے غرمست کو تامل ہوا کہ ایسا نہو کوئی آفت در پیش ہو تو بدنامی میرے ہی سر آئیگی یہ وہ چیز ہے کہ
جس سے جانین ارکین طلسم کی وابستہ ہین ملکہ قمر اندام نے جو دیکھا کہ اسکو لوح کے دینے مین تامل
ہے کوڑا سنبھالا اور کہا کہ او نمک حرام تو ہماری عدول حکمی کرتا ہے غرمست نے ڈر کر لوح نکالی چاہتا تھا
کہ ملکہ کے ہاتھ مین دے کہ اک برق سی چمکی اور آواز نعرہ ملکہ اختر جادو کی پیدا ہوئی اسنے آتے ہی
آواز دی کہ خبردار لوح اس چھوکری کو دو نہ کہ یہ ہماری تشنہ خون ہو گئی ہے یہ کہتی ہوئی قریب غرمست
فیل زور کے آگئی قمر اندام نے جو اختر جادو کو دیکھا لرز گئی کہ یہ بلا یہان بھی آگئی پس اسنے چاہا کہ
ہاتھ سے غرمست کے لوح چھین لون غرمست نے گھبرا کے لوح کو اختر جادو کی طرف پھینکا کہ
لیجیے اختر جادو نے لوح کو روکنا چاہا مگر پھینکنے مین ڈبیا سینے پر اختر جادو کے پڑی اور اسکے تکان
مین ڈھکنا ڈبیا کا کھل گیا پس عکس جو لوح کا چہرہ پر اختر جادو کے پڑتا ہے سحر و ساحری بھول
بیہوش ہو کے مع لوح کے زمین پر گری بالاے زمین رفیع البخت اور سہراب موجود تھے سہراب نے
دوڑ کے اختر جادو کو تلوار ماری مگر تلوار چمکتے ہی دو پنجہ سحر کے پیدا ہوے ایک نے تلوار کو روک لیا

اور ایک اختر جادو کو لیکر راہی ہوگیا۔ رفیع البخت نے لوح اٹھالی پنجہ ہاتھ سے سہراب نے لیا ہوا تھا
تلوار پھینکدیتا تھا۔ رفیع البخت نے یہ دیکھتے ہی پنجہ برعکس لوح کا ڈالا پنجہ غائب ہوگیا۔ ادھر
قمر اندام نے غرمست کو طمانچہ مارا کہ چرخ کھاکے سنبھلا سنبھلتے ہی اسنے آواز دی کہ ابتک میں آپکی
حالت سے واقف نہ تھا اس سے لحاظ کرتا تھا مگر معلوم ہوگیا کہ آپ اپنے گھر کی بربادی کیا چاہتی ہیں
اور ہمارے تشنہ خون ہیں اب رعایت آپکی بیکار ہے یہ کہکر غرمست فیل زور نے گولہ فولادی تاک
قمر اندام کو مارا قمر اندام نے پنجہ اسم سحر پڑھ کر اس گولے کو ہاتھ سے پکڑلیا اور دوسرا اسم پڑھکے
وہی گولہ غرمست کو مارا سینے پر پڑا توڑ کے پار گزر گیا غرمست فیل زور الٹتا پلٹتا ہوا زمین پر گرا
اور تڑپ کے واصل جہنم ہوگیا۔ قمر اندام جادو نے عرضی بھی کمر سے غرمست کے نکال لی اور مضمون
عرضی پڑھا۔ عرضی کو چاک کر کے پھینک دیا اور رفیع البخت سے کہا کہ اے شہریار لوح تو ہاتھ آگئی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سکندر رستم خود بند فیل پیکران ہے اسیر پنجۂ تقدیر ہوگئے لیکن یہ تو فرمایئے کہ
اگر آپ درحقیقت طلسم کشا نہیں ہیں تو لوح کچھ کام نہ آئیگی جو انجام سکندر رستم کا ہوا وہی آپکا بھی
ہوگا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ اے ملکہ ایک حملہ تو ضرور کرونگا یہ تو قسمت آزمائی ہے اکثر ایسے طلسم
بھی سنتے ہیں آئے ہیں جنکے فاتح دو دو آدمی ہوئے ہیں چنانچہ طلسم نور آگین کہ اسکے دوم عالم میں
والد ماجد نے فتح کیے تھے اور باقی طلسم میں نے جاکے توڑا ممکن ہے کہ تین مرحلوں تک فاتح اسکا
نقابدار ابلق پوش ہوا اور ایک مرحلے میں بھی فتح کروں تو حق قائم ہوجائیگا ورنہ میں اپنے
باپ کی وراثت نہ پاؤنگا اور یہ نقابدار ہمارے صاحبقرانی کا وارث ہوجائیگا مجھکو اسکی اطاعت
کرنا پڑیگی دار و مدار صاحبقرانی ملنے کا اس طلسم کی فتح پر موقوف ہے یہی شرط میرے والد ماجد نے
مشروط کی ہے کہ جو شخص طلسم اسرار باطنی کو فتح کرے وہ میرا جانشین اور صاحبقران ہے یہ سنکر ملکہ
قمر اندام خاموش ہو رہی اور کہا کہ بہتر ہے لوح کو دیکھو جو لوح حکم دے اسپر عمل کرو اب تو تمہارا ساتھ
دیا ہے جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھینگے خیال رہتا ہے کہ اگر ہم تم بھی مثل سکندر اور لعلان گہر دندان
کے گرفتار ہوگئے تو بڑی سختیاں اٹھانا پڑینگی کہ ماں باپ سبھی تو دشمن ہورہے ہیں اور اس لوح
کی بدولت دوستوں سے بھی دشمنی پیدا ہوگئی اب عادل کو بھی کیا پڑی ہے وہ ہماری تمہاری رہائی کی
کوشش کریگا یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ ہم لوگ مرنے کو نہیں ڈرتے ہیں اگر تمکو اپنی جان کا خوف
ہے تو جاکر بیابان چہار ستارہ میں قیام اختیار کرو اگر ہماری قسمت میں طلسم کشائی ہے تو بعد فتح طلسم تمسے
آکر ملینگے۔ قمر اندام مناسب وقت نہ سمجھ کر انکا دل تھوڑا ہوگا کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں تمکو ایسی
حالت میں تنہا چھوڑدوں۔ رفیع البخت نے کہا کہ اگر تم جب آگئی تو میں خود کشتی کرلونگا اسوقت قمر اندام
رونے لگی نجم تاب جادو نے کہا کہ تمکو انکی اطاعت سے مطلب ہے جو انکا حکم ہو اسکے خلاف کیوں کی
ہر دولت مردوں کے منھ لگنا نہ چاہیے یہ کہکر قمر اندام کو سمجھانے لگی آنچل سے آنسو پونچھے۔ رفیع البخت
ایک جانب روانہ ہوگئے شاہزادہ سہراب ثانی بھی ساتھ ساتھ تھے جسوقت رفیع البخت دور چلے گئے
تو نجم تاب جادو نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتی کہ اسوقت میں تنہا چھوڑدو لیکن ظاہر بظاہر ساتھ چلنے میں
انکی بھی رسوائی ہے پوشیدہ طور پر چلو اگر کوئی وقت سخت پیش آئیگا اور ہماری تمہاری مدد سے وہ
رہا ہونگے تو خود ہی دل میں قائل ہونگے قمر اندام جادو نے یہ باتیں نجم تاب جادو کی سنکر سکوت
اختیار کیا مگر جسوقت رفیع البخت جانے لگا ہوں سے پوشیدہ ہوگئے تو ضبط نہو سکا آخر یہ بھی

مع ملکہ نجم تاب جادو ایک لکہ ابر مین پوشیدہ ہو کے بتلاش رفیع البخت روانہ ہوگئیں ادل حال
رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہی کہ انھون نے صحرا مین اک مقام پر ہو بجکر قیام کیا اُدھر دیکھنے لگے
سامنے اک گنبد مینائی نظر پڑا گرد اس گنبد کے سبزہ زار تھا اس سبزہ زار مین چنتا ہو چرتے تھے آہوون کی
شاخون پر سنکوٹیان طلائی چڑھی ہوئی تھین کھرون مین حنہدی لگی ہوئی گلے مین ہیکلین پڑی ہوئی
تھین رفیع البخت سمجھے کہ کسی کے پالو ہرن ہین سبزہ زار کی سیر اسے بھلی معلوم ہوئی کہ سہراب سے
کہا آؤ کچھ دیر سبزہ زار کی سیر کرلین اُسکے بعد لوح کو دیکھکر مرحلہ طلسمی پر چلینگے سہراب نے کہا کہ پہلے
لوح کو دیکھ لیجیے ایسا نہو کہ یہ مقام بھی کسی ساحر طلسم کا مسکن ہو رفیع البخت نے کہا اے برادر سچ کہتے ہو
مگر ہنوز لوح دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ اک شیر صحرائی کے ڈکارنے کی آواز پیدا ہوئی اور آہو بھاگے کوئی
کسی طرف چلا کوئی کسی طرف ایک آہو نے رفیع البخت کا رخ کیا اور اسی طرف بھاگتا ہوا آنے لگا شیر نے
بھی اُسی آہو کا تعاقب کیا۔ رفیع البخت نے سہراب سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ آہو اپنے مالک سے
بست ہلا ہوا ہی اور مجکو اپنا مالک سمجھ کے ادھر آتا ہی اسکو شیر کے پنجہ سے بچانا چاہیے بس یہ کہتے ہی تلوار کھینچ
جھپٹ پڑے ہنوز یہ قریب آہو کے نہ ہونے پائے تھے کہ شیر نے آہو کو دبوچ لیا بس رفیع البخت نے دوڑ کر
تلوار ماری کہ شیر کے دو ٹکڑے ہو گئے آہو شیر کے پنجہ سے چھوٹ کے پاؤن پر رفیع البخت کے منہ
رگڑنے لگا مگر اب رفیع البخت سبزہ زار مین پہنچ چکے ہین اتنے مین دروازہ گنبد مینائی کا کھلا اور
ایک شاہزادی چند کنیزون کو ساتھ لیے ہوئے گنبد مینائی سے بیتاب ہو ہو کے کہتی تھی کہ ارے
شیر کدھر گیا ہائے میرے پالے ہوے آہو جو تھے اولاد سے کم نہ تھے شکار شیر صحرائی ہوگئے دیکھو
تو ہوے نگہبانان صحرا پر کیا قہر نازل کرتی ہون یہ نوکر کس بات کے ہین شیر اس سبزہ زار مین آگیا اور
انکو خبر بھی نہوئی موے حرام کی روٹیان کھاتے ہین نوکری پر حاضر نہین رہتے ہین یہ کہتی ہوئی
بیتابانہ چلی آتی ہی رفیع البخت نے جو اُسکو دیکھا کہ اک نازنین ماہ جبین ہی کہ ع برس پندرہ یا کہ
سولہ کا سن ٭ جوانی کی راتین مرادون کے دن + شیفتہ جمال عدیم المثال ہو گئے اور آواز دی کہ
اے لالہ رخ رنجیدہ نہو مین نے شیر کو مار کے تمھارے آہو کو شیر کے پنجے سے چھڑا لیا ہی تمھارا آہو میرے
پاس موجود ہی لو آؤ اپنے آہو کو لیجاؤ یہ سنکر ملکہ اسطرف متوجہ ہوئی کہا کہ مین آپ کی بیحد ممنون ہون
آہو نے جو دیکھی ملکہ کو آتے دیکھا دوڑ کر قدمون پر منہ ملنے لگا ملکہ نے پلٹ کے خواصون کی طرف دیکھا
اور کہا کہ لاؤ کشتی ہار کی اسی وقت ایک کنیز نے بڑھ کے عرض کی کہ کشتی ساتھ ہی بس ملکہ رفیع البخت
کے قریب آئی اور کہا کہ اگر آپ نے مجھپر احسان کیا ہی تو تشریف لیچلیے دعوت اس کنیز کی قبول فرمائیے
رفیع البخت نے کہا کہ اے ملکہ مین طلسم کشا ہون مرحلہ طلسمی پر جا رہا ہون انشاءاللہ بعد فتح مرحلہ
اگر تمھاری مہمانی قبول کرونگا ابھی مجھے اتنی فرصت نہین ہی ملکہ نے کہا کہ آج کے بدلے کل چلے جائیےگا
جب لوح آپ کے پاس ہی تو اسقدر جلدی کیون ہی فرمایا کہ آج کے کام کو کل پر اُٹھا رکھنا دانائی سے
خلاف ہی ملکہ نے کہا کہ اچھا اس کشتی کو تو قبول فرمائیے رفیع البخت نے کہا کہ اس کشتی مین کیا ہی
ملکہ نے کشتی پوش الٹ کے کشتی مین سے ہار طلائی منقش کا نکالا جسمین کئی پنچے یاقوت اور زمرد کے
آویزان تھے اور شاہزادہ سے کہا کہ میرا دستور یہ ہی کہ جو کوئی شاہ و شہریار میرے قلمرو مین نکل آتا ہی تو
مین بطور یادگار اُسکو ہار پہناتی ہون کہ سلسلہ شناسائی و دوستی قائم رہے اسے قبول کیجیے شاہزادہ
نے گردن جھکا دی ملکہ نے اپنے دست نازک سے ہار شاہزادہ کی گردن مین ڈالدیا۔ شاہزادہ کو خیال

پیدا ہوا کہ یہ بار احسان گردن پر رکھنا اچھا نہیں ہی اسکا عوض کر دینا چاہیے یہ تصور کر کے اپنے گلے کا
ہار ملکہ کے گلے مین ڈالدیا یہ وہی ہار تھا جو تحفہ بیابان چہار منارہ مین سے ملا تھا اور انکو صندوقچہ سے
ملا تھا اسی کی بدولت انپر سحر ساحر کا اثر نکرتا تھا بسبب لوح طلسمی ملجانے کے اب اس ہار کو عبث
سمجھ کر ملکہ کو پہنا دیا اور کہا کہ یہ ہماری نشانی تمھارے پاس رہیگی اور یہ ہار نایاب چیز ہی جسکے گلے
مین ہو اسپر سحر اثر نہیں کرتا ہی بس یہ انکا کہنا تھا کہ ملکہ نے قہقہہ مارا اور وہ ہار جو گلے مین رفیع البخت
کے تھا اُسکے زمردی پنجے لوح کے کونے سے لپٹ گئے اور ہار ملکہ کے قہقہہ کے ساتھ ہی
مانند برق کے چمک کے گلے سے لوح کو لیے ہوے نکل گیا ملکہ نے آواز دی کہ شاباش او نادان
صنم ملکہ مینا سے جادو مالک مرحلہ گنبد مینائی غضب کیا تھا تو نے کہ لوح لیکر آ بیٹھا تھا بس یہ سنکر
شاہزادہ کو غصہ آیا انھون نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈالدیا کہ اپنا ہار تو اُتار لون ایسا نہو کہ یہ سحر
کر کے گرفتار کرے ملکہ نے کہا کیا واہ دی ہوئی چیز پر بھی دعوے ہی کنیزین ہائیں ہائین کیا
کرتے ہو ملکہ پر دست اندازی کرتے ہو کہتی ہوئی آ کے لپٹ گئین اور آواز دی کہ اے نگہبانان
صحرا ہوئے نگہبانو کہان ہو آؤ اور اس چور کو لیجاؤ کہ یہ ملکہ کے گلے سے ہار اُتارے لیتا ہی یہ آواز
سُنکر صحرا سے تین چار زنگی تیر و کمان لیے ہوے حاضر حاضر کہتے ہوے آئے اور کہا کہ اے
شخص صورت تو تیری امیرانہ اور حرکتین بدمعاشون کی سی ہین کہ ملکہ کے گلے سے ہار اُتارتا تھا
یہ کہتے ہوے آ کے رفیع البخت سے لپٹ گئے رفیع البخت انسے لپٹ پڑے سہراب نے جو
یہ معرکہ دیکھا تاب ضبط نہ رہی دوڑ کے دو ایک زنگیون کو اُلٹ پلٹ دیا مگر دو زنگی رفیع البخت کو
گرفتار کر کے لیے چلے گئے چونکہ سہراب کے بازو پر کا نقش سلیمانی کا موجود تھا اسوجہ سے انپر
سحر نے تاثیر نہ کی لیکن دیکھا سہراب نے کہ ایک زنگی ملکہ نجم تاب جادو کے پیچھے دوڑتا چلا
آتا ہی اور نجم تاب جادو کہتی آتی ہی کہ اے شہریار مجھے بچائیے سہراب اُس زنگی کی طرف متوجہ ہوے
سب زنگی بھاگ گئے نجم تاب جادو نے کہا کہ مین کو تو ایک زنگی نے گرفتار کر لیا لیکن مین بچ گئی
لیکن پھر گرفتار ہو جاؤنگی سہراب نے کہا کہ تم دونون تو ساحرہ زبردست ہو کیا یہ زنگی سحر ساحری
کو تم سے زیادہ جانتے ہین نجم تاب جادو نے کہا کہ اسوقت ہم حدود مرحلہ کے اندر ہین اسوجہ سے
ہمارا سحر کمزور ہی کہ یہ مقام مدت سے دوسرے کے قبضہ مین ہی اور سحر بند ہی جب ہم اس سرحد کے
باہر ہو جاتے ہین اسوقت کوئی ہمارا کچھ نہین کر سکتا یہان آ کر اپنے اختیار مین رہنا یہ سوا بادشاہ طلسم
یا طلسم کشا کے دوسرے کا کام نہین ہی یہ سنکر سہراب ثانی خاموش ہو رہا نجم تاب جادو کو لیے ہوے
سبزہ زار کے باہر آنے کا قصد کیا نجم تاب جادو نے کہا کہ اب میرے قدم نہین اُٹھتے زمین بھاگتی
پاؤن پکڑتی ہی سہراب نے محبت نجم تاب جادو مین بازو سے اُسکا کھولکر بازو پر نجم تاب جادو کے
باندھ دیا بس ادھر تو اُسکا اپنے بازو کا اُسکے بازو پر باندھا اُدھر قہقہہ کی آواز آئی نجم تاب جادو
نے کہا کہ مین کون ہون فرمایا کہ یہ ایسی بات پوچھتی ہو کہ جیسے بیہوش ہو کے بعد دیکھا ہی نجم تاب نقلی
نے کہا کہ او نادان صنم مینا سے جادو دیکھا کیا فقرہ دیا ہی ورنہ تو یہ اسکا کبھی نہ دیتا جا اب صحرا کی
ٹھوکرین کھایا کر یہ سنکر سہراب ثانی نے چاہا کہ اسکا نقش چھین لون - مینا سے جادو نے آواز دی کہ اے
محافظان دربند اس سرکش کو بھی لیجاؤ بس اس آواز کے ساتھ ہی زنگی نمودار ہوے اور سہراب
ثانی کو بھی گرفتار کر کے لیے ہوے چلے گئے ہرچند سہراب نے زور کیا مگر زنگیون سے کچھ بس

نہ چلا زنگیون نے کہا اب وہ وقت نہین ہی کہ ہم تیرا کچھ بنا سکین جسوقت زنگی سہراب ثانی کو کھینچے
ہوے جا رہے تھے اسیوقت قمر اندام اور نجم تاب جادو اس مقام پر پہونچین لیس انھون نے
زنگیون کو للکارا کہ کہان جاتے ہو مین آپہونچی یہ کہکر ان دونون نے زیور اپنا اپنا اتارکے زنگیون
پر مارنا شروع کیا کسیکو بجلی کھینچ ماری بجلی کان کی مانند برق آسمانی کے تڑپ کے گری اور زنگی
جل کے خاک سیاہ ہوگیا کسی کو طوق طلائی کھینچ مارا کہ وہ بھی اسیر حلقہ اجل ہوگیا کسی پر کان
کا گوشوارا کھینچ مارا جھدا مانند تیر شہاب کے گرا اور جلا دیا زنگیون کے مرنے سے طبقہ علیا تک عالم
مین قیامت برپا ہوئی شور وغوغا بلند ہوا مینائے جادو گنبد سے نکلکر سامنے آئی اور کہا کہ
اے قمر اندام غضب کی بات ہی کہ شاہزادیان دشمنون سے عشق کرکے اپنا گھر اب لٹوتی ہین
تجکو شرم نہین آتی ہے قمر اندام جادو نے کہا کہ ہم حق پرست ہین اور حق کے شریک مین ظلم
کو جائز نہین رکھتے اور اب طلسم مین ظلم بہت ہوتا ہی اسکا انجام بربادی ہی لیس بہتر یہ ہے
کہ تو نصیحت سے باز آ اور دونون شاہزادون کو چھوڑ ہمارے سپرد کرو ورنہ مرحلے کو درہم وبرہم
کر دینگے نہین جانتی کہ ہم کون ہین مینائے جادو نے کہا کہ کیون ملازمون کے ہاتھ سے ذلت
اٹھاؤگی بہتر یہی ہی کہ یہان سے چلی جاؤ ورنہ جو انکی حالت ہوئی ہی وہی تمھاری حالت بھی ہوگی ہم وہ
لوگ ہین جنپر دارومدار طلسم کا ہی اگر بادشاہ بھی ہمسے خلاف ہوجائے تو کچھ نہین کرسکتا یہ سنتے ہی
نجم تاب جادو نے غصہ مین آکے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ قمر اندام جادو نے بازو پکڑکے روک لیا
اور کہا کہ جو کچھ کرنا ہو یہین سے کرو اندر مرحلے کے قدم نہ رکھنا یہ سنکر نجم تاب جادو نے جھولی
سحر کے ہاتھ ڈالا اور اک ترنج سحر نکالکر بائین ران مین نشتر دیا اور ترنج کو خون سے آلودہ کرکے
مینائے جادو پر کھینچ مارا مینائے جادو نے بمشکل اپنے کو بچایا اور ترنج کو خالی دیا لیکن ترنج کی
پرکالہ آتش بن کے جو سبزہ زار پر گرتا ہی تمام سبزہ زار لالہ زار معلوم ہونے لگا آگ لگ گئی مینائے
جادو ہر چند سحر کرتی ہی مگر آگ گل نہین ہوتی آخر اسنے مجبور ہوکے اپنی داہنی ران مین نشتر دیا اور
خون اسکا چلو مین لیکر کچھ اسم سحر دم کرکے سبزہ زار پر مارا تو وہ آگ فرو ہوئی اتنے عرصہ مین اک
ترنج قمر اندام جادو نے مارا یہ ترنج سحر سر پر مینائے جادو کے پڑا کہ مینائے جادو زخمی ہوئی
اب ان دونون بہنون نے ملکر مینائے جادو کو بھلا دیا اگر مینائے جادو اسکا سحر رد کرتی ہی تو اسکے
سحر سے بچنا دشوار ہوتا ہی اور اسکے سحر کو رد کرتی ہی تو اسکے سحر سے نجات نہین ملتی ہی کہ یکایک جانب
آسمان سے اک برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم اہراک جادو کیون مجکو یاد کرتی ہو اب تمنے ارا کین طلسم کو بھی
پریشان کرنا شروع کیا اب کہان جاؤگی بچ کے میرے ہاتھ سے۔ اہراک جادو کو دیکھ کے مینائے جادو
نے فریاد کی کہ دیکھیے انھون نے میری کیا حالت بنائی ہی ادھر قمر اندام جادو اور نجم تاب جادو ابھی تک
کے سحر کرچکی مین ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائی ہین کہ اہراک جادو نے کمند جمشیدی ماری ایک حلقہ کمند کا
قمر اندام کے گلے مین پڑا اور ایک نجم تاب جادو کے گلے مین پڑا ہرچند ان دونون نے اف تک
کی کہ منھ سے شعلے نکلے مگر کمند نہ جلی اسلیے کہ یہ کمند تحائف طلسمی سے تھی اہراک جادو نے ان دونون کو
بھی اسیر کرکے مینائے جادو کے سپرد کردیا اور کہا کہ انھین کچھ روز حفاظت مین رکھو جب طلسم کشا بھی
اسیر ہولیگا بادہ مراد فتح ہوئیگا اور زوران خدا پرستون کا ذرا ٹوٹ لیگا اسوقت تمہاری میدان خالی کر
ان سب خاندان لڑکیون کو قتل کرونگا مینائے جادو نے کہا کہ اگر آپ آجاتے تو انھون نے مرحلہ

شادی نے میں کچھ باقی نہ رکھا تھا میں نہ جانتی تھی کہ انکو ایسا کمال حاصل ہے اعواک جادو نے کہا کہ بہن
کی طبیعت نہ تھی ورنہ انکو ایک حرف سحر کا تعلیم نہ کیا جاتا افسوس ہے کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا
عاقبت نشانہ نکرد + قمر اندام اور نجم تاب نے کہا کہ آپ مجکو قتل کر ڈالیے مگر اسکے والے نہ کیجیے
اعواک جادو بولا کہ مجبور ہوں اس سے ہوں کہ تم میری اولاد نہیں ہو بہن کی اولاد ہو ورنہ اسیوقت قتل
کر ڈالتا اگرچہ اختر جادو بھی اسوقت تمکو پاتی تو زندہ نہ چھوڑتی مگر میں ایسا نہیں کر سکتا اسلیے کہ ماں
کی محبت ہے کیا معلوم اُسکو خیال کیا گذرے یہ کہکر اعواک جادو چلا تھا کہ مینا سے جادو نے کہا کہ لوح
طلسمی میرے پاس موجود ہے اسے آپ لیتے جائینگے یا میں اپنے پاس رہنے دوں اعواک جادو نے
کہا کہ تمہیں رہنے دو میں ہرگز ایسی چیز کو نہ چھوؤنگا کہ جس سے میرے سحر کی طاقت گھٹے مینا سے جادو
نے کہا کہ مرحلے میں بھی لوح کا رہنا اچھا نہیں اسلیے کہ مرحلے کی قوت کمزور ہو جائیگی جسطرح آگ کی
حرارت سے پانی کی برودت زائل ہو جاتی ہے اعواک جادو نے کہا جو تم مناسب جانو وہ کرو مگر میں
ہرگز لوح کو ہاتھ نہ لگاؤنگا یہ کہکر چلا گیا مینا سے جادو نے اک ساحر کو عرضی لکھ کے دی اور کہا
کہ جا کر یہ عرضی بادشاہ طلسم کو دیدینا وہ جیسا مناسب جانے گا کریگا میں لوح کسی ساحر کے ہاتھ
نہ بھیجونگی ایسا نہو کہ لوح تلف ہو جائے اُس ساحر نے عرضی لی اور مرحلے سے طرف ایوان شاہی کے
روانہ ہوا ضحاک مارگزیدہ جادو اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ طور روشن دل کا نامہ آئے کہ میں نے
طبل جنگ بجوا دیا ہے تو گرفتاری اسرار روشن ضمیر کی فکر کروں کہ اک مرتبہ عرضی سرمست فیل زور کی
پہونچی مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ طلسم کشا میرے مرحلے پر آ کے اسیر ہوا ساتھ اُسکے ملکہ لعلان
گہر دندان تھیں اُنھوں نے قیدی کو مع لوح مانگا میں نے دینے سے انکار کیا تو اُنھوں نے میرے
ملازمین پر سختی کی نیستی پر نزادان طلسمی کو جلا دیا انجام میں میں نے اُسکو بھی اسیر کر کے ایک عرضی
مع لوح اسکے قبل حضور کی خدمت میں اپنے بھائی کے ہاتھ روانہ کی تھی راستے میں ملکہ قمر اندام
اور نجم تاب جادو نے لوح چھین کر رفیع البخت کو دیدی اور بھائی میراق تک سے ادا ہوا یہ مضمون
دیکھکر بادشاہ کو کمال درجہ افسوس ہوا لیکن گرفتاری سکندر و لعلان گہر دندان کی انتہا سے زیادہ
خوشی ہوئی بعد اسکے نامہ دار مینا سے جادو پہونچا اور عرضی مینا سے جادو کی لیجا کے پیش کی ضحاک
جادو نے اس عرضی کو بھی پڑھا مضمون عرضی یہ تھا کہ رفیع البخت نامی ایک شخص لوح طلسمی لیے ہوے
میرے مرحلے پر آ گیا تھا میں نے آپکے اقبال سے اُسکو مع لوح گرفتار کیا اور ایک شخص اور بھی اُسکے
ساتھ تھا اُسے بھی اسیر کیا مگر آپ کی ہمشیرہ زادیوں نے وہیں مار ڈالنے میں کوئی کمی نہ کی تھی مگر برادر
سلطان مالک اعواک جادو نے صاحبزادیوں کو بھی گرفتار کر کے میرے سپرد کیا ہے اب وہ میری قید میں
ہیں لوح طلسمی میں نے اسوجہ سے نہیں بھیجی کہ اس سے پہلے مالک دربند فیل پیکران نے لوح طلسمی
آپ کی خدمت میں روانہ کی تھی اور صاحب لوح کو گرفتار کر لیا تھا وہ لوح راستے میں صاحبزادیوں
نے چھین کے رفیع البخت کو دیدی تھی وہ سمجھا کہ میں طلسم کشا ہوں اور میرے مرحلے پر آ پڑا لیکن دھوکا
کھا کے گرفتار ہو گیا اب آپ اپنے انتظام سے لوح کو منگوا لیجیے ایسا نہو کہ راستے میں پھر کوئی چھین
لے ضحاک مارگزیدہ نے عرضی سرمست کا تو یہ جواب تحریر کیا کہ لعلان گہر دندان اور سکندر کو اپنی قید میں
رکھو مجھے گرفتاری طلسم کشا کا انتظار ہے جسوقت طلسم کشا بھی اسیر ہو کے میرے قبضہ میں آ جائیگا اسوقت
جیسا مناسب سمجھا جائیگا ویسا ان لوگوں کے حق میں بھی کیا جائیگا نامہ دار سرمست تو جواب لیکر

اسطرف روانہ ہوا اور نامہ ملیانی جادو کا یہ جواب تحریر کیا کہ قیدیوں کو اپنی حفاظت میں رہنے دو اور میں ہیوط جادو کو روانہ کرتا ہوں لوح اسکے سپرد کرو اب لوح کو میں ایسی جگہ پوشیدہ کرونگا جس سے کوئی واقف نہیں ہی سوا میرے یہ تحریر کرکے نامہ دار کو نامہ دیا اور ہیوط جادو کو اسکے ساتھ کیا یہ دونوں یہانسے جانب دربند چیناسے روانہ ہوے جسوقت ہیوط جادو دربند چیناسے پہونچا تو ملکہ ملیانی جادو نے ڈبیا لوح کی ہیوط جادو کے سپرد کی ہیوط جادو لوح لیکے چلا آتے آتے راستے میں اک مقام پر دیکھا راستے کہ اک جوگی بیٹھا ہوا سر ہلا رہا ہی اور کچھ بڑبڑا رہا ہی ہیوط جادو قریب گیا کہ دیکھوں یہ کون شخص ہی اور کیا بک رہا ہی جسوقت قریب پہونچا تو یہ آواز اسکے کان میں آئی کہ کیا بادشاہ طلسم کی عقل پر پردے پڑے ہوے ہیں کہ طلسم کشا راستے میں ہی اور تلاش لوح میں آرہا ہی اور ادھر سے لوح جائیگی راستے ہی میں لوح چھن جائیگی ہم اک مرد فقیر ہوئے نوان نشیب و فراز سے آگاہ ہیں اور بادشاہ ایسا غافل ہی کہ کچھ خبر نہیں کہ طلسم کشا کہاں ہی اس سے زیادہ کون طلسم کشا کی گرفتاری کا آسان وقت ہوگا۔ یہ سنکر ہیوط جادو نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہی جوگی نے سر اٹھا کے کہا کہ او بیوقوف تجھے میرے نام سے کیا میں کوئی ہوں ارے میں وہ شخص ہوں کہ طلسم ہی میں رہتا ہوں اور ساحران طلسم میں کوئی مجکو نہیں جانتا آجتک میں نے اپنے کو ظاہر بھی نہیں کیا جب آثار طلسم کی تباہی و بربادی کے دیکھے تو میں ظاہر ہوا اور نشیب و فراز زمانہ کی خبر میں نے بیان کی اگر تیری رسائی بادشاہ طلسم تک ہو تو جو سنا ہی یہی کہدینا اور یہ کہدینا کہ مجھ سے جوگی شنکھپال نے یہ بیان کیا تھا یہ سنکر ہیوط جادو نے کہا کہ لوح تو میرے ہی پاس ہی اور آپ فرماتے ہیں کہ ادھر سے طلسم کشا آرہا ہی ایسا نہو کہ لوح وہ مجھ سے چھین لے جوگی نے کہا کہ لوح تو ہر طرح وہ تجھسے چھین لیگا مگر ساتھ لوح کے تیری جان بھی جائیگی ہیوط جادو نے کہا کہ پھر میں کیا کروں جوگی نے کہا کہ لوح میرے پاس رکھ دے اور تو جا کے فلاں درخت کی آڑ میں پوشیدہ ہو جا جب طلسم کشا اسطرف سے گذر جائے اسوقت لوح مجھسے لیکے اپنے بادشاہ کی خدمت میں چلا جانا یہ سنکر جوگی سے ہیوط جادو نہایت خوش ہوا کہ اطمینان سے جان بچائی ورنہ لوح تو ہر طرح جاتی میری جان بیمفت میں جاتی جلدی سے لوح نکال کر جوگی کے حوالے کردی اور آپ تنہ درخت کی آڑ میں پوشیدہ ہو رہا تھوڑے عرصہ میں ہیوط جادو نے دیکھا کہ طلسم کشا مرکب پر سوار چلا آتا ہی سر پر اک چتر طلائی جواہر نگار کا سایہ کیے ہوے ہی جوگی نے طلسم کشا کی طرف دیکھکر کہا کہ جا چلا جا آگے بڑھکے تیرا مطلب حاصل ہوگا یہ سنکے طلسم کشا ہنستا ہوا چلا گیا جب دیکھا ہیوط جادو نے کہ اب طلسم کشا دور نکل گیا ہی تو یہ تنہ درخت سے نکل کے جوگی کے پاس آیا جوگی نے ڈبیہ ہیوط جادو کے سپرد کی ہیوط جادو ڈبیا لیے ہوے خدمت میں بادشاہ طلسم کے آیا اور لوح بادشاہ کے سپرد کی ضحاک جادو نے یہ خیال کیا کہ لوح کے دیکھنے سے قوت سلب ہوتی ہی اسیطرح ڈبیا کو بند رہنے دیا اور ریگر طاق نسیان پر رکھ آیا کہ مجھے بھی یاد نہ رہی کہ لوح کہاں ہی اور جو شخص اس مقام پر آئے کہ ہم لوح پر قبضہ کریں تو وہ اپنے ارادہ ہی کو بھول جائے طاق نسیان اک ایسا مقام سخت بانیان طلسم بنا گئے ہیں جسکی تاثیر یہی ہی کہ جو شخص وہاں آتا ہی اسپر سہو نسیان اسقدر غالب ہوتا ہی کہ اسے کوئی بات یاد ہی نہیں رہتی اب ضحاک مارگزیدہ نہایت خوش ہی کہ میں نے لوح کو ایسی جگہ پوشیدہ کیا ہی کہ اگر طلسم کشا زندگی بھر طلسم میں ٹھوکریں کھاتا پھریگا تو بھی لوح طلسمی نہ پائیگا آگے میں نامہ حاکم کوہ بلور کا آیا مضمون نامہ یہ تھا کہ میں نے طبل جنگ بجادیا ہی صبح کو امداد مظفر سے

مقابلہ ہو اطلاعاً گذارش ہی۔ ضحاک نے نامہ پڑھ کے جواب نامہ تحریر کیا کہ اے خیر خواہ
دولت میں تمکو اطمینان دلاتا ہوں کہ طلسم کشا کی طرف سے بے پروا ہو جاؤ لوح طلسمی میرے
قبضہ میں آگئی اور طلسم کشا صحرا میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہی چونکہ شکل میرے تمھاری موت بھی بغیر
لوح طلسمی کے نہیں ہی لہذا اب تم ہی مقابلۂ اسرار روشن‌ضمیر کے واسطے کافی ہو اور میں بھی
بروقت ضرورت پہونچونگا یہ جواب تحریر کرکے روانہ کیا اور آپ فہرست تحائف طلسمی کی دیکھنے لگا
کہ کوئی ایسا تحفہ بھی ہی یا نہیں جس سے گرفتاری اسرار روشن‌ضمیر میں مدد ملے دیکھتے دیکھتے نظر
ضحاک شاہ کے لباس و تاج جمشیدی پر پڑی خواص اس لباس و تاج کا یہ تھا کہ جسکے بر میں ہو
کسی ساحر کا سحر اسپر اثر نہیں کرتا ہی ضحاک شاہ نے اس لباس و تاج کو منگوا کر زیب جسم کیا
اسکے بعد چادر قہر سامری نکالکر اپنے سحر کی جھولی میں رکھ لی کہ بروقت مقابلہ اس چادر سے کام لونگا
اس سحر کو اسرار روشن‌ضمیر کیسا کہ تمام ساحران عالم ملکے رد کرنا چاہیں تو نہیں مٹا سکتے ہیں
بعد اسکے ضحاک مارگزیدہ صبح کا منتظر ہوکے بیٹھا۔ آب حال طبل جنگ کا سنیے۔ کہ اسرار روشن‌ضمیر
مع لشکر قلیل درہ مراد پر مقیم ہی اور انتظار صبح میں ساحران لشکر بیتاب ہیں سرفتنہ جادوان
آواز طبل سے چونک چونک اٹھتا ہی اور جب دیکھتا ہی کہ ابھی رات بہت باقی ہی تو پھر سو رہتا ہے
اسی پریشانی میں وہ وقت آگیا **نظم**۔ لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں ٭ چھپا
نور میں جادۂ کہکشاں ٭ موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ٭ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ٭ پہنچا
نفس تھی نسیم روان ٭ اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیاں ٭ عجب وہ سہانا وقت تھا
ستاروں کا غروب ہونا مہر عالمتاب کا طلوع ہونا شفق نگاہ کا خبر دینا کہ آج اس صحرا کا سبزہ زار
بھی خون سے لالہ رنگ ہونے والا ہی طائران صحرائی زمزمہ سرائی نقیبان خوش آواز کی ہمزبان
تھی نسیم سحری کے جھونکے بتا رہے تھے کہ سانس اک ہوا ہی جو آئی چلی گئی وہ پھر نہ آئیگی جیون
کی بے رونقی چراغ حیات کے گل ہونے کی خبر دے رہی تھی کہ یکایک مرغ زرین بال نے آشیانہ
مشرق سے سر نکالا دونوں طرف کی فوجیں صف آرا ہونے لگیں اسطرف فوج بلور روشن دل
زیر کوہ صف آرا ہی ادھر لشکر اسرار روشن‌ضمیر درہ مراد کے پاس صفیں باندھے کھڑا ہی ساحران
بیابان مصفا حیران ہیں کہ درمیان میں ہم لوگ ہیں ہمارا کیا حشر ہوگا ادھر سرفتنہ جادوان خواب سے
جو بیدار ہوا ہی بیتابی کے ساتھ اجازت جنگ طلب کر رہا ہی اسرار روشن‌ضمیر روک رہا ہی اور کہہ رہا ہی
کہ سبقت کرنا اچھا نہیں ہی اسطرف سے ابتدا ہونے دو پھر دیکھا جائیگا سرفتنہ جادوان حیران ہی
کہ یہ مزاج بادشاہ کا اسقدر کیوں بدلگیا ہی یہ طریقہ تو شاہان طلسم کا کبھی نہ تھا کہ حریف کی پیشدستی
کے منتظر ہوتے اسطرف کوہ بلور پر بلور روشن دل اپنے حجرۂ سحر میں بیٹھا ہوا تھا کہ خبر آراستگی لشکر
کی پہونچی تیس سے حجرے سے نکلا اور اک مرکب سحر پر سوار ہوکے میدان میں آیا دیکھا کہ اسرار روشن‌ضمیر
درہ مراد کے اس پار صف آرا ہی بلور روشن دل نے کہا کہ اے ساحران بیابان مصفا تم اپنی سرحد سے
ہوشیار رہو یہ کہکے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ اسرار روشن‌ضمیر بسبب اطاعت طلسم کشا کے
پیشدستی نکریگا اور ہم اپنی سرحد سے آگے جاکے مقابلہ نکرینگے لہذا دو دیار جادو کو لاکے زیر تیغ جلاد
اسوقت اسرار روشن‌ضمیر بیتاب ہوکے آپڑیگا یہاں جو آئیگا وہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتا اسیوقت چند حرز خوان
نے دو دیار جادو کو لاکے زیر تیغ جلاد بٹھالا اور بلور روشن دل نے حکم دیا کہ اسے قتل کردیں یہ معرکہ

دیکھکر اسرار روشنضمیر نے اپنے لشکر سے کہا کہ پامال کردو بیابان معصفا کو اور برباد کردو کوہ بلور کو کہ نمکحرام
ہوا ہون کو قتل کیا جاتے ہین بس اتنا اشارہ پاتے ہی یہ تمام ساحر دمہ مرادسے انکی طرف کوہ
بلور کے چلے آگئے آگے سرفتنہ جادو ان پیچھے پیچھے چالیس ہزار ساحران زبردست بس انکا بیابان
معصفا مین پہونچنا تھا کہ دیکھا جسقدر رنگل ورہا تھا مین اس صحرا مین تھے وہ شاخون سے درختون کی
زمین پر گرے اور انھون نے صورت انسانی پیدا کی اور ساحران لشکر سرفتنہ کے سدراہ ہوئے گرز و تیغ
تابیغ چلنے لگا اسرار روشنضمیر نے سرفتنہ جادو ان کو آواز دی کہ دودبار جادو نہ قتل ہونے پائے بس
یہ جو مانند برق کے چمک کے گرتا ہے تو صفون کو ساحران بیابان کی توڑتا ہوا جلاد کے سر پر گرا۔
اسکے دو ٹکڑے ہوئے قیمہ دودبار جادو کی خنجر سحر سے کاٹ دی دودبار جادو بھی تکلا زبان سے
نکال کر سحر کرنے لگا اور ساحران لشکر بلور روشن دل سرفتنہ جادو ان پر آپڑے سحر کرنے
لگے ادھر لرزان جادو نے دیکھا کہ فوج سرفتنہ جادو کی ساحران بیابان معصفا سے الجھی ہوئی ہے اور سرفتنہ
جادو پر ساحرون کا یورش ہے دودبار جادو بھی تنہا ہے ایسا نہو کہ قتل ہو جائے بس یہ بھی آپڑا ادھر
خمار جادو بھی آپڑا اور سیماسے جادو نے ایسا سحر کیا کہ درختان بیابان معصفا مین آگ لگ گئی کل
جن درختون سے کہ انسان بنے ہوئے لڑ رہے تھے انھون نے دیکھا کہ جڑ تو جلی جاتی ہے اور ہیو
کیسے ہوئے رہینگے یہ سب سے سب میدان کو چھوڑ کر درختون کی آگ بجھانے کو دوڑے اتنی مہلت
پاتے ہی سنکر خفتگان طلسمی لشکر بلور پر جا پڑا اور جنگ مغلوبہ ہو گئی ادھر جو ساحر جس درخت کے نیچے
آگ بجھانے کے واسطے آیا اسپر بھی اک شعلہ گرا اور جلا کے خاک کر دیا تمام درخت بیابان معصفا کے جل گئے
اور جسقدر ساحر تھے وہ بھی جل کے خاک ہو گئے اسرار روشنضمیر نے سیماسے جادو کے سحر کی بہت
تعریف کی سیماسے جادو نے کہا کہ اے بادشاہ آسمان جاہ یہ آپکا اقبال تھا ورنہ میری کیا حقیقت
ہے لیکن آج مین نے عمر بھر کی کمائی ختم دی بس یہ ایک سحر زندگی بھر کے ریاض مین تیار ہوا تھا آج وہ
کام آگیا اب اسرار روشنضمیر کھڑا ہوا تماشا خفتگان طلسمی کی لڑائی کا دیکھ رہا ہے اور سیماسے جادو
پاس کھڑی ہے ادھر بلور روشن دل اس انتظار مین ہے کہ خود اسرار روشنضمیر آئے تو اس سے لطف
مقابلہ ہے کہ اک مرتبہ سرفتنہ جادو نے آواز دی کہ او بلور روشن دل نمکحرام کیا دور سے تماشا دیکھ رہا ہے
بس مقابلہ کا ڈرا ہے دیکھ مرد ایسے ہوتے ہین کہ دوسرے کے گھر پر حملے کرتے ہین آ سامنے
تو حقیقت کھلے بلور روشن دل نے کہا کہ کیون شاہین آئی ہین تو نے غفلت مین زندگی بسر کی
ہے اور مین نے جاگ کے سحر جگائے ہین پہلے تو ان لوگون سے مقابلہ کے عہدہ برآ ہولے
پھر مجھ سے مقابلہ کرنا بس یہ سنکر سرفتنہ جادو نے کہا تو اپنے کو بہت کچھ سمجھنے لگا ہے اور یہ کہکے
غضبناک مار کر صورت اپنی تیر شہاب کی پیدا کی اور صفون کو ساحرون کی توڑتا ہوا مانند ہوائے ناگہان
کے جا کر بلور روشن دل پر گرا بس یہ معلوم ہوا کہ شیشہ فانوس سے روشنی نکل گئی سرفتنہ جادو
نے اپنے امکان بھر بلور روشن دل کے مارڈالنے مین کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر بلور روشن دل
طلسم بند ہے اسکی موت بھی بغیر لوح طلسمی کے نہین ہے مگر سرفتنہ جادو سینے کو توڑ کے اس پار
نکل گیا مگر بلور کے جسم پر کوئی اثر نہوا جس طرح شعاع شمع تخیلہ فانوس سے نکل جاتی ہے اور شیشہ
کو ضرر نہین پہونچتا ہے اسرار روشنضمیر نے آواز دی کہ اے سرفتنہ جادو غصہ نکر داس سے اسوقت
مقابلہ کرنا جب یہ کوہ بلور سے نیچے اتر کے جبتک یہ اپنی سرحد مین رہیگا اسوقت تک اسکے

دو کیا کہ میں بھی قتل نہیں کر سکتا یہ کام طلسم کشا کا ہی یہ سنکے سر فتنہ جادو پھر لشکر پر گرا اور فوج ساحران
کا ستھراؤ کرنا شروع کیا کبھی برق بن کے گرا اور سو سو کو جلا دیا کبھی تیر شہاب بن کے گرا اور
سیکڑوں کو پھونک دیا جسطرف یہ آپڑتا ہی تہلکہ مچ جاتا ہی سرداران لشکر مقابلہ کو آتے ہوے تامل
کرتے ہیں ایک طرف لرزان جادو قیامت برپا کر رہا ہی جسکو تیغ سحر ماردیا وہ تھرا کے رہگیا ایک سمت
خمار جادو سحر کر رہا ہی اسکے سحر سے موت کی نیند ساحروں کو فرش خاک پر سلا رہی ہی سر فتنہ جادو کے
لشکر نے بھی قیامتیں برپا کر رکھی ہیں یہ باطن طلسم کی خاص فوج ہی انکا قتل ہونا عام ساحروں
سے غیر ممکن ہی بلور روشن دل بالاے کوہ کھڑا ہوا لشکر کو لڑوا رہا ہی جب دیکھا اسنے کہ یہ فوج قیامت
برپا کر رہی ہی اور قریب کوہ آگئی ہی تو اسنے بالاے قلعہ جاکر وہی آئینہ سحر کے نصب کیے جس سے
اس سے پہلے اسرار رود شنغر کی فوج کو مقید کیا تھا پس دیکھا کہ یکایک تمام فوج خفتگان طلسمی
کی سایہ بن کے آئینوں میں آ رہی صرف خمار جادو اور لرزان جادو اور دود بار جادو باقی رہگئے
پس یہ دیکھتے ہی اسرار رود شنغر نے نفیر سحر کو دم دیا اور آواز دی کہ اے خفتگان طلسم وقت
خواب نہیں ہی اور کیا دشمن کے گھر میں سو گئے پس یہ آواز بلند ہوتے ہی جسقدر آئینے تھے
تڑاق تڑاق کرکے ٹوٹ گئے اور فوج اسیر قید توڑ توڑ کے نکلی اتو قلعہ بلوریہ پر آگ برسنے لگی سر فتنہ
جادو نے جو گولہ فولادی مارا آئینہ ٹوٹا اور لشکر رہا ہونے لگا یہانتک کہ جسقدر فوج اسرار رود شنغر کی
بلور روشن دل کے یہاں پہلے سے اسیر تھی وہ بھی رہا ہوگئی اتو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی
سر فتنہ جادو اور بلور روشن دل میں بھی کئی سحر کے رد و بدل ہوے مگر کام نہ نکلا کہ اک مرتبہ بالاے آسمان
سے ڈنکے کی صدا کان میں آئی دیکھا کہ ضحاک جادو تخت پر سوار تاج مرصع بر سر جامہ شاہنشاہی بر
ہاتھ میں ترسول ایک جانب چہار چشم جادو ایک طرف اعواک جادو پشت پر الوان تاجدار مورچھل ہاتھ
میں لیے ہوے عقب تخت لشکر طلسمی اس شان و شوکت کے ساتھ ضحاک مارگزیدہ جادو آپہونچا
دیکھا اسرار رود شنغر نے کہ اب سر فتنہ جادو پر آفت آیا چاہتی ہی پس اسرار رود شنغر نے بھی اپنے تخت سحر
کو دوڑایا اور طرف کوہ بلور کے چلا ضحاک مارگزیدہ نے آتے ہی اک گلدستہ سحر کھینچ کر مارا کہ پنکھڑیاں
اسکی بکھریں اور شرارے بن کے لشکر خفتگان طلسمی پر گریں سات سو ساحر جل کے خاک ہوگئے سر فتنہ
جادو ضحاک مارگزیدہ کے لشکر پر جا پڑا اور تین سو ساحروں کو اسنے بھی جلا دیا اعواک جادو نے کمند
ساحری نکالکر سر فتنہ جادو کو ڈالا سر فتنہ جادو تیر شہاب بنکے اعواک جادو پر گرا پس اسنے کمند ماری
سر فتنہ جادو الجھ کے گرا اعواک جادو نے دوڑ کر تیغ سحر مارا کہ سر فتنہ جادو کا سر تن سے اڑ گیا پس جیتے جی
سر فتنہ جادو کے نگاہوں میں اسرار رود شنغر کے دنیا تیرہ و تار ہوگئی پس بیتاب ہو کے اسرار رود شنغر نے کشتی
سحر سے کشتی پوش ہٹایا اور آواز دی کہ او ضحاک جادو تو نے تحفجات طلسمی کی کیا مٹی خراب کی ہی دیکھ میں آج
ان چیزوں کو مٹائے دیتا ہوں جنکے بل پر تو کودتا ہی تو نے آج اسنے نجیب ساحر کو قتل کرایا ہی جسکو بادشاہان طلسم
نے خود انکا طلسمی کا مالک کیا تھا اگر سر فتنہ جادو کے عوض میں میں نے تجکو بھی خون نہ رلایا تو نام اپنا اسرار رود شنغر
دیا یاد ہی کہکر ایک طائر نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے چھوڑا اور کہا کہ ای طائر طلسمی اعواک کے طائر روح لیکے سوے ملک
العدم کو روانہ ہو - یہ کہنا تھا کہ طائر جھپٹ کر سر پر اعواک کے پہونچا اور سایہ پنجہ کا سر پر اعواک کے ڈالا اعواک
ہر چند کوسے تیغ تاریخ سحر کے طائر پر مارے مگر کام نہ ہوا اور طائر کا سایہ پڑتے ہی جسم اعواک میں لرزہ
پیدا ہوگیا دم گھٹنے لگا پس اعواک جادو نے گھبرا کر وہی کمند بسوے طائر بھی ماری اور طائر کو جکڑ لیا پس

اسرار روشن ضمیر نے چند دانے ماش کے اپنے خون پیشانی سے آلودہ کر کے طائر پر مارے اور کہا کہ
توڑ ڈال اس قید کو فوراً طائر تڑپا اور جال کو توڑ کر نکلا گنبد جل کے رنگی ضحاک جادو یہ زور سحر اسرار
روشن ضمیر کا دیکھ کر ششدر ہو گیا کہ ابتک اسکے سحر میں اتنی طاقت باقی ہے اور طائر نے پلٹ کے سر پر اعواک کے
پنجہ مارا کہ جسم اعواک کا بیحس و حرکت ہوگیا طائر نے پہلے ہی منقار اس زور سے سر پہ ماری کہ مغز سر اعواک
کا نکال کے کھا گیا اعواک جادو تڑپ کے واصل جہنم ہوا مرتے ہی اعواک جادو کے کوہ بلور پر قیامت
برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
من اعواک جادو بود حیف مردیم و جا ندادیم و مطلب خود نرسیدیم ضحاک جادو نے اپنا سر پیٹ لیا اور
اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا ادھر سے اسرار روشن ضمیر نے تخت اپنا ضحاک کی طرف بڑھایا ادھر پیچھے
عقب ضحاک میں چہار چشم جادو و راکوان تاجدار و کیوان زرین علم نشان بردار لشکر ضحاک سب کے
سب چلے اسطرف زرزان جادو اور خمار جادو نے اپنے بادشاہ کا ساتھ دیا سحر چلنے لگے آتش باری
و سنگ باری ہونے لگی جب دیکھا بلور روشن دل نے کہ اب اسرار روشن ضمیر تیری سرحد میں آگیا کہ
یہاں پر میرا کچھ نہیں بنا سکتا ہے تو اسنے آواز دی کہ اے بادشاہ اب میری لڑائی کا تماشا دیکھیے پہلے
یہ آپکے ملازموں سے تو مقابلہ کرلیں پھر آپ سے سامنا کریں یہ کہکر سامنے اسرار روشن ضمیر کے آگیا اور اپنے
ہوگئے آئینہ کو سامنے تخت اسرار روشن ضمیر کے چمکایا جسقدر ساحر اسرار روشن ضمیر کے ساتھ تھے عکس
آئینہ سے اندھے ہوگئے آئینہ سے برقیں تڑپ تڑپ کے گرنے لگیں اور اسرار روشن ضمیر کے لشکر کو جلانے
لگیں اسوقت اسرار روشن ضمیر نے گولہ فولادی مارا کہ آئینہ چھن سے گر کے ٹوٹ گیا لیکن جو ساحر اندھے
ہوگئے تھے انکی آنکھوں میں روشنی نہ پیدا ہوئی اب اسرار روشن ضمیر نہایت پریشان ہوا کہ آنکھیں انکی
بغیر لوح کے روشن نہونگی میں اکیلا کس کس کی خبر لونگا بلور روشن دل نے اپنے ساحروں سے کہا کہ سر
کاٹ لو ان سب کے کہ میں نے سب کو بیکار کردیا ہے ساحر پیچھا رہے سحر کی لیکے دوڑے بس اسرار
روشن ضمیر نے جلدی سے چار سو پتلے طلائی کشتی سے اٹھا کر پھینکے ہاتھوں میں انکے تیر کمان تھے
انھوں نے تیر اندازی کرنا شروع کی جو ساحر برائے قتل ملازمان اسرار روشن ضمیر بڑھا وہ نشانہ تیر قضا ہوا
بلور روشن دل نے پھر ایک آئینہ نکالا اور کچھ اسم پڑھ کر سامنے اسرار روشن ضمیر کے پیش کیا چمک اسکی جو
چہرہ اسرار روشن ضمیر پر پڑی آنکھیں خیرگی کرنے لگیں بس نگاہ کا چوکنا تھا کہ بلور روشن دل نے اس
آئینہ کو چھپا کر دوسرا آئینہ جڑا یا جسقدر پتلہاے طلائی تھے عکس ان ان کے اس آئینہ میں آ گئے
لشکر ضحاک نے قہقہے لگائے اور بلور روشن دل کی تعریف کی بس اسرار روشن ضمیر کو غیظ آگیا عرق شرم
میں نہا گیا دو پتلے طلائی اور جھولی سے نکالکر پھینکے ایک کے ہاتھ میں رسیاں سحر کی تھی دوسرے کے
ہاتھ میں ہتھوڑی تھی ایک پتلے نے دوڑ کے مشکیں بلور روشن دل کی باندھ لیں اور دوسرے نے
ہتھوڑی مارکے دونوں آئینے توڑ ڈالے پھر پتلہاے طلائی رہا ہوے اتنے عرصے میں لشکر ضحاک
آگے بڑھ آیا تھا پتلوں نے پھر ان سبکو تیروں پر دھر لیا اور ان دونوں پتلوں نے مشکیں بلور روشن دل
کی باندھ کے ہتھوڑے مارنا شروع کیے بلور روشن دل چیخا کہ اے بادشاہ مجھے بچا ضحاک جادو بلور
روشن دل کی یہ حالت دیکھکر اسرار روشن ضمیر کی طرف بڑھا کہ پہلے اسے گرفتار کروں پھر اطمینان سے اسکے
سحر سے بلور کو بچا لونگا یہ سوچکر ضحاک نے ایک گیند طلائی اسرار روشن ضمیر پر مارا گیند شعلہ وار بھڑکے اسرار
روشن ضمیر پر گرا اسرار روشن ضمیر نے جلتا ہوا گیند ہاتھ سے پکڑ لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر پلٹا دیا کہ لشکر ضحاک

کے گرا اور ایک ہزار ساحر کو جلا کے خاک کر دیا ضحاک نے دو مار سیاہ اُٹھا کر اسرار روشن ضمیر کی طرف پھینکے
یہ دونوں سانپ آکر بازوؤں سے لپٹنے لگے اسرار روشن ضمیر نے اک شیشہ نکال کر پیش کیا دونوں سانپ
اُس شیشہ میں اُتر گئے اور وہی شیشہ ضحاک پر کھینچ مارا شیشہ سینہ پر پڑکے ٹوٹا ماران سیاہ بل
کرتے ہوئے نکلے اور بازو ضحاک سے لپٹ کے کان کی لو چاٹنے لگے یہ معلوم ہوا ضحاک کو کہ تن بدن
میں آگ لگ گئی اور غفلت طاری ہونے لگی پس ضحاک نے جلدی سے دوڑ کر اپنے لشکر سے دو
ساحروں کو پکڑ کے گردنیں تڑوا دیں کہ بھیجے اُنکے نکل پڑے ایک ایک بھیجا ایک ایک سانپ کو کھلا دیا
سانپ بھیجا کھاتے ہی پژمردہ ہوکے گر پڑے اُسوقت لشکر ضحاک میں غوغا ہو گیا کہ کیا ظالم بادشاہ
ہے جو کسیکا دوست نہیں اپنے جان نثاروں کو اسنے کس بیدردی سے مارا ہے اس حرکت پر ضحاک
کے اک سردار لشکر نے آواز دی کہ ہم تو بادشاہ سابق کے شریک ہیں تیرے شریک نہیں ہمکو آج
اپنے ساتھیوں میں سمجھکے ہمسے غافل نہ رہنا۔ یہ کہکر اسنے لشکر ضحاک پر حملہ کیا چالیس ہزار ساحر
اسکے ساتھ تھے سب بگڑ گئے گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کے چلانے اور لشکر ضحاک سے لڑنے
لگے نام اس ساحر زبردست کا ضیابار جادو تھا ایک نشان لشکر ضحاک کا اسکے ہاتھ میں بھی تھا
کیوان زرین علم ضیابار جادو کی طرف جا پڑا ان دونوں میں سحر چلنے لگے یہاں ضحاک جادو اور
اسرار روشن ضمیر میں قیامت کے سحر چل رہے تھے طبقے ہل رہے تھے اسرار روشن ضمیر بیٹھا تھا
ساتھی سب اندھے ہو چکے تھے ضحاک بھی جان لڑا رہا تھا کہ یہی خاتمہ کی لڑائی ہے فوج
بیکار ہو چلی ہے اسے گرفتار کیا اور در طلسم ہے پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہیگا اسرار روشن ضمیر کس کس کے
سحر کا جواب دیگا۔ چار طرف سے بوچھار ہو رہی ہے پس ضحاک جادو نے وہی چادر گل نکالی اور
نگاہ بچا کر اسرار روشن ضمیر پر ماری خوشبو جو چادر کی مشام میں اسرار روشن ضمیر کے پہونچی بے غش آیا
پاؤں جادو کے ڈھیروں میں آ گرے ضحاک مارگزیدہ نے آواز دی کہ وہ مارا اور ضحاک مارگزیدہ جاکے
تیغ سحر کھینچکر چلا کہ اسکا قید کرنا بھی اچھا نہیں ایسا نہو یہ پھر رہا ہو جائے یہ معرکہ دیکھکر ضیابار جادو
نے ضحاک جادو کو للکارا اور کہا کہ او سرکش تیری گمراہی سے طلسم پر تباہی آ گئی اور اب تو بادشاہ
کو قتل کیا چاہتا ہے جبتک میرے دم میں دم باقی ہے کیا تاب و طاقت ہے تیری کہ تو بادشاہ اصلی پر
ہاتھ اُٹھا سکے یہ کہکر ضیابار جادو دوڑ پڑا اور پوری جھولی سحر کی ضحاک جادو پر کھینچ ماری کہ اگرچہ
یہ میرے قتل کیے قتل تو نہیں ہو سکتا ہے لیکن کس کس حربہ سحر سے بچیگا سحر کی جھولی سے اسباب
سحر نکلا ضحاک پر گرا ضحاک جادو گھبرا گیا ایک طرف سے بچھو نکلے کانوں کے ایک جانب سے
بچھے سوئیوں کے ترنج نارنج گولے فولادی یہ سب نکل کے جسم پر ضحاک کے پڑنے لگے مگر
یہ تو لباس جمشیدی پہنے ہوئے ہے کسی سحر نے اثر نکیا ضحاک جادو نے پلٹ کے اک ناریل
مارا کہ وہ پھٹا اور اسمیں سے دھواں نکلکر ضیابار جادو کے مثل حجرۂ تاریک کے ہو گیا کہ ضیابار جادو
کا دم گھٹنے لگا اسرار روشن ضمیر مغموم رہا ہے حواس میں اختلال ہے لیکن تیلہ ہائے سحر برابر آ رہے ہیں
مگر جسقدر اضمحلال اسرار روشن ضمیر کا بڑھتا جاتا ہے اسیقدر تیلہ ہائے طلائی بھی سست ہوتے
جاتے ہیں ضحاک مارگزیدہ اس انتظار میں ہے کہ اسرار روشن ضمیر بالکل غافل ہوں تو اسے قتل
کروں اُدھر دونوں بیٹے جو بلور روشن دل کو زد و کوب کر رہے تھے سست ہو گئے بلور روشن دل
ہاتھ سے اُن تیلوں کے چھوٹتے ہی اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا تیغ سحر اسکے ہاتھ میں ہے ضحاک جادو

نے آواز دی کہ آپ تماشا دیکھیے میں ابھی قتل کیے ڈالتا ہوں یہ کہتا ہوا قریب اسرار روشن ضمیر کے
ہو کر تیغہ بلند کیا چاہتا تھا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں کہ اک برق چمک کے گری ہاتھ بلور روشن دل کا قلم
ہوا اور نعرہ ہوا کہ یا حق اولیٰ پنجبار کیا کرتا ہے منم ملکہ دل آویز جادو دختر اسرار روشن ضمیر یہ سنتے ہی
ضحاک جادو کے تن بدن میں آگ لگ گئی پکارا کہ کیوں او شوخ دیدہ چار سے سامنے اسرار روشن ضمیر کو
باپ کہتی ہے دل آویز جادو نے کہا جو شفقت کرے وہ باپ ہے جو دشمنی کرے وہ حریف ہے بلور نے
دوسرے ہاتھ میں تلوار اٹھائی اور چاہا کہ اسرار روشن ضمیر کو قتل کردن کہ پھر برق چمک کے گری اور یہ ہاتھ
بھی بلور کا جھول گیا تلوار چھوٹ پڑی اور ملکہ شعلہ عذار جادو کا نعرہ ہوا ادھر تو ضحاک جادو اور دل آویز
جادو میں سحر چلنے لگے ادھر شعلہ عذار جادو اور بلور روشن دل سے مقابلہ ہوا رد و بدل ہونے لگے
ادھر تو ملکہ دل آویز جادو کے حربے بیکار جاتے ہیں جسم ضحاک پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا اسلیے کہ ضحاک
جادو لباس جمشیدی پہنے ہے ادھر بلور روشن دل پر شعلہ عذار جو حربہ کرتی ہے وہ مانند عکس کے جسم
بلور سے گزر جاتا ہے کارگر نہیں ہوتا اور بلور کے حربیات سے شعلہ عذار کو زخمی کر رہے ہیں قریب ہے
کہ شعلہ عذار جادو ہاتھ سے بلور کے قتل ہو۔ اور ملکہ دل آویز جادو بھی گرفتار ہوا چاہتی ہے اسرار روشن ضمیر
اب بالکل بیہوش ہے کہ اک مرتبہ یمین کوہ کی طرف سے آواز سم مرکب پیدا ہوئی اور نعرہ ہوا کہ منم سلطان
حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ فتاح طلسم باطن منطاق و صاحبقران رابع کہ گزارم کہ از دست من
زندہ و سلامت بدر روی۔ دیکھا بلور روشن دل نے کہ طلسم کشا آگیا اسنے بھاگنے کا قصد کیا
ضحاک نے کہا اے بلور لوح اسکے پاس نہیں ہے نہ گھبرا خوب ہوا کہ یہ آگیا اجل اسکو گھیر کے لائی ہے
یہ اقبال ما بدولت و اقبال کا تھا کہ یہ بھی آگیا اب کہاں جائیگا بچ کے آج فرصت ہوئی جاتی ہے
یہ سنکے بلور روشن دل کو اطمینان ہوا یہ شعلہ عذار جادو پر تلوار کھینچ کے چلا ادھر عادل کیوان شکوہ
یا تو یہی معشوقہ محبوب کے بچانے کو چلے تھے یا دیکھا کہ شعلہ عذار قتل ہوا چاہتی ہے بس انھوں نے
لوح طلسمی کا پرتو ڈالا عکس لوح کا پڑتے ہی جسم بلور میں لرزہ پیدا ہو گیا زبان لکنت کرنے لگی
سحر بھولا بس عادل کیوان شکوہ نے دوڑ کر تیغہ الماس گون سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ مانند خیار تر کے
بلور روشن دل کے دو ٹکڑے ہوے بس مرتے ہی بلور کے قیامت برپا ہوئی قلعہ بلوریں کی دیواریں
گر گئیں کوہ بلور جا بجا سے شق ہو گیا صدائیں گیرودار کی بلند ہوئیں آتش باری
برف باری ہونے لگی اب عادل کیوان شکوہ نے ضحاک کی طرف کا رخ کیا ضحاک جادو گھبرا گیا
کہ یہ کیا آفت آئی لوح تو میرے پاس تھی اور قتل بلور روشن دل کا بغیر لوح کے ممکن نہ تھا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ لوح نہ تھی کوئی فریب تھا اب اس مقام پر ٹھہرنا اچھا نہیں ورنہ تیرا بھی انجام وہی ہوگا جو بلور روشن
دل کا ہوا ہے یہ سوچکر ضحاک جادو بھاگا ادھر عادل کیوان شکوہ نے لوح کو چمکانا شروع کیا جس ساحر پر
عکس لوح کا پڑا وہ سحر بھولا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے ضحاک کے قدم اکھڑتے ہی
تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی ادھر عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈال ڈال کے شعلہ عذار کو قید
سحر سے رہا کیا دل آویز جادو کو چھڑایا اسرار روشن ضمیر کو ہوشیار کیا اسوقت دیکھا کہ اک گنبد دخانی میں
کوئی روشن چیز بند ہے کہ یکایک اسی گنبد سے آواز پیدا ہوئی کہ اے شہریار میں بھی غلام زادہ ہوں
میری خبر بھی لیجیے عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالا دھواں منتشر ہوا دیکھا کہ اک شخص حسین جوان
ہوشیار جادو نے عرض کی کہ میں علمدار لشکر ضحاک تھا میں نے ساتھ اس ظالم کا چھوڑا یہ کہتا ہوا

آیا اور قدمبوسی حاصل کی اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار اگر آپ مع لوح نہ تشریف لاتے تو
آج آپکے تمام ملازمین کا خاتمہ ہو چکا تھا بعد اسکے لوح کا عکس ڈال ڈال کے اندھوں کی آنکھوں کو روشن
کیا سب نے قدمبوسی حاصل کی اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار لوح کیونکر دستیاب ہوئی
فرمایا کہ میرے عیار نے جوگی بن کے ہیوط جادو کو فریب دیا لوح اصلی نکال لی اور لوح نقلی ڈبیا میں رکھ کے
اسے دیدی اسی سے ضحاک جادو نے دھوکا کھایا یہ سنکر سب نہایت خوش ہوئے اب یہ سب تو کوہ بلور
پر مقیم ہوتے ہیں لیکن

چند کلمہ داستان حزیمت نشان بادشاہ بدخو یعنے ضحاک مارگزیدہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ کوہ بلور سے شکست کھا کے بھاگا تو بھاگتے بھاگتے اپنے دار الحکومت میں آکے دم لیا راہ میں
اپنے سایہ سے جھجکتا تھا ہر وقت تصویر طلسم کشا ملک الموت کی طرح پیش نظر تھی چہار چشم جادو بھی
نہایت بدحواس تھا ساری عقل وزارت گدی میں گھس گئی تھی اسنے گھبرا کے بادشاہ سے پوچھا کہ
آپ تو کہتے تھے کہ لوح میرے پاس ہے اور میں نے ایسے مقام پر رکھ دی ہے کہ کوئی اس جگہ سے سوا میرے
آگاہ ہی نہیں ہے نہ میں نے کسی سے ذکر کیا ہے پھر یہ لوح جو طلسم کشا کے پاس ہے یہ کہاں سے آگئی -
ضحاک مارگزیدہ جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ فریب ہوا ہیوط جادو نے طلسم کشا سے ساز کر لیا
لوح اصلی مجھے نہیں بھیجی آج ہی مرحلہ کو مٹا دونگا چہار چشم جادو نے کہا کہ ایسا قصد نہ کیجیے گا ورنہ غضب
ہو جائیگا جب آپ اسکو مٹانا چاہیے گا وہ طلسم کشا کی شریک ہو جائیگی طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہے
آپ اسکا کچھ نہ بنا سکینگے اور اصل میں اگر وہ شریک طلسم کشا ہو چکی ہے تو خود ہی طلسم کشا کو اسکا خیال ہوگا
جو یورش کوہ بلور پر تھا وہ سب ساحر مرحلہ گنبد مینائی پر بھی پہونچینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ جو لوح آپ کے
پاس ہے اسے منگا کے دیکھیے اور جو شخص لوح لایا ہے اس سے دریافت کیجیے کہ راستے میں تو کوئی
پیچ نہیں پڑا۔ رائے چہار چشم جادو کی ضحاک نے پسند کی اور اسیوقت ایک پتلہ طلسمی کو حاکم طاق
نسیان کے پاس روانہ کیا کہ جو ڈبیا ہمنے تمکو بھیجی تھی وہ ہمارے پاس بھیجدو جسوقت پتلہ طلسمی پاس
حاکم طاق نسیان حکیم فرامرز کے پاس پہونچا اور امانت بادشاہ کی طلب کی تو حکیم فرامرز ہنسا کہ آپ
ہی یہ کہکے دیگیا تھا کہ اب یہ امانت نہ میں خود آپ سے طلب کرونگا نہ آپ کسیکو دیجیے گا اب ہی یکتا ہے
کو وہ دیر مجھے کیا کرنا ہے حکیم فرامرز نے وہ ڈبیا پتلہ طلسمی کے حوالے کر دی پتلے نے بجنسہ ڈبیا لا کے
ضحاک مارگزیدہ جادو کو دیدی ضحاک نے ڈبیا کو کھولا تو اسمیں ایک پرچہ لکھا ہوا رکھا تھا لوح وغیرہ
کچھ نہ تھی ضحاک نے پرچہ کو پڑھا مضمون یہ تھا کہ باش اے ضحاک جادو منم عمر طیفور بادیہ گرد عیار
طلسم کشا دیکھو لوح یوں نے لیتے ہیں ایسے بیوقوفوں کو لوح لینے کے واسطے نہ بھیجا کرو بغیر مانگے لوح
دوسرے کے سپرد کر دیں بس یہ پڑھتے ہی ضحاک نے اپنا سر پیٹ لیا اور چہار چشم جادو کو وہ رقعہ
دکھایا چہار چشم جادو نے کہا کہ لوح کون لایا تھا ضحاک مارگزیدہ نے ہیوط جادو کو طلب کیا جب ہیوط
سامنے آیا تو ضحاک نے وہ پرچہ مع ڈبیا سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ تو کیا لایا تھا ہیوط جادو نے کہا کہ مجکو
چند ڈبیا مہاسے جادو نے دی تھی میں اسی طرح سے آیا راستے میں جوگی سکھپال نے طلسم کشا سے
میری جان بچائی۔ ضحاک سمجھ گیا کہ جوگی سکھپال وہی عیار تھا بس اسنے کہا کہ اے ہیوط جادو تیری ہی جو

سے کوہ بلور برباد ہوا اور بھائی میرا اعراک جادو مارا گیا بہتر یہ ہے کہ جاکے فکر لوح کرا اور طلسم کشا کو دھوکا دیکے
لوح طلسمی لاؤ اور بغیر اسکے مجھے صورت نہ دکھانا یہ سنکر ہیوط جادو تھر تھر کانپنے لگا اور وہان سے چلا آیا
مگر اس فکر مین تھا کہ کسطرح طلسم کشا سے لوح حاصل کرون اگر کچھ فریب دیتا ہون اور فریب میرا
طلسم کشا پر ظاہر ہو جاتا ہے تو طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہین بچتی ہے اور اگر نہین جاتا ہون تو بادشاہ طلسم
مار ڈالیگا غرضکہ ہر طرح سے مشکل ہے ؎ عجب صیاد و فکر باغبان ہے + دو عالم مین ہمارا آشیان ہے
اس مکار نے یہ تجویز کی کہ مثل بازیگر جادو کے طلسم کشا کی اطاعت اختیار کرون اور جب قابو پاؤن لوح
لیکے چلدون یہ سوچکر ہیوط جادو وہان سے ہاتھ باندھ کے طرف کوہ بلور کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے
ہیوط جادو کے ضحاک نے چہار چشم جادو سے کہا کہ انتظام سلطنت آپکے سپرد ہے مین جاتا ہون اور
بلا پوش جادو کو لاتا ہون کہ وہ میرا دوست قدیم اور ساحر زبردست ہے مدت تک مجاور مزار سامری رہ چکا ہے
وہ ساحران طلسم سے علیحدہ شخص ہے اگر طلسم کشا سے بچنا ممکن ہے تو اسی کے ہاتھ سے ورنہ کوئی ساحر
طلسمی طلسم کشا کا کچھ نہین کرسکتا ہے یہ سنکر چہار چشم جادو نے کہا کہ آپ خوب سوچے لیکن جہان تک
ممکن ہو اس یار وفادار کو لیکر جلد واپس آئیے گا کہ ایسا نہو آپ کی عدم موجودگی مین یہان طلسم کشا
آجاوے جبتک ہم جان نثارون کے دم مین دم ہے اسوقت تک طلسم کشا کو ادھر قدم بھی نہ بڑھانے
دینگے ہان جب ہمین نہونگے اسوقت کے ذمہ دار نہین ہوتے یہ سنکے ضحاک مارگزیدہ جادو نے کہا
کہ اگر میری عدم موجودگی مین طلسم کشا ادھر بڑھنے کا قصد کریگا اور تم یہ عذر پیش کروگے کہ مالک سلطنت
موجود نہین ہے تو شاید وہ قدم آگے نہ بڑھائیگا اور میرے آنے کا انتظار کریگا یہ کہکر ضحاک جادو تو
بلا پوش جادو کی طرف روانہ ہوا اور چہار چشم جادو نے انتظام سلطنت اپنے ہاتھ مین لیا طائران سحر کو
واسطے خبر رسانی کے چھوڑا کہ طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کہان ہے لیکن اول حال مبرم جادو کا بیان کیا جاتا
ہے کہ یہ جناب میدان قول سے ایسے جی چھوڑ کے بھاگی تھی کہ جب طلسم کی طرف آنے کا قصد
کرتی تھی تو اندام مین اسکے رعشہ پڑتا تھا اور سحر اسرار و روشن ضمیر کی یاد آنے سے کچھ دنوں تو مارے خوف
کے گھر سے نہ نکلی پھر اسکو خیال آیا کہ چل کے ابلیسہ مردارخوار کو لانا چاہیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہے
اور اسرار و روشن ضمیر کو چھوکر اڑاتی ہے ہوئے نو سو برس کا اسکا سن ہے زمانہ دیکھے ہوئے ہے یقین ہے
کہ اسکی کمک سے یہ مرحلہ سر ہوگا ورنہ ضحاک جادو طلسم بند ہونے سے بچ جائیگا اور کسی ساحر کی
اتنی مجال نہین ہے کہ وہ اسرار و روشن ضمیر سے مقابلہ کرسکے یہ سوچ کے مبرم جادو جانب غار ابلیسہ
روانہ ہوئی غار ابلیسہ سرحد طلسم سے ملا ہوا ہے مبرم جادو نے ایک مدت ابلیسہ کی خدمت کرکے
علم سحر و ساحری کو حاصل کیا تھا جسوقت مبرم جادو پاس ابلیسہ مردارخوار کے پہونچی سلام کیا ابلیسہ نے
کہا کہ چھوکری تو تو ایسی غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ آج کدھر کا چاند تھا کہان رستہ
بھول پڑی مبرم جادو رونے لگی اور عرض کی کہ جس روز سے مین آپ سے جدا ہوئی اس روز سے
انواع و اقسام کی مصیبتین مجھپر پڑین اب خدا نے راحت کا سامان کیا تھا تو اسمین بھی رخنہ پڑا چاہتا ہے
کہ طلسم پر طلسم کشا کی چڑھائی ہے لوح طلسمی اسکے ہاتھ آگئی ساحران طلسم بے دست و پا ہو رہے ہین
علاوہ اسکے طلسم کا بادشاہ سابق اسکا شریک ہوگیا وہ ایسا ساحر زبردست ہے کہ اسنے میرے جی چھڑوا
دیے اس سے پہلے طلسم کشا اسیر ہوکے آیا تھا مین نے چالیس روز کی محنت و مشقت مین میدان قول
کی تیاری کی تھی اور یہ کہہ دیا تھا کہ جسکو دعوے ہو وہ آکے طلسم کشا کو چھڑا لیجائے مجھے یقین تھا کہ

اگر تمام ساحر اسکا ہجوم کرینگے تو جبتک وہ میدان طلسم تک پہونچین یہان طلسم کشا کا خاتمہ ہو جائیگا لیکن
اسرار روشنضمیر نے آکے طلسم کشا کو چھڑا لیا اور سارا طبقہ زمین کا الٹ دیا میری یہ حالت بنائی کہ میرے
تمام بال جل گئے کپڑے جل گئے کل بدن مین آبلے پڑگئے ضحاک کا بھلا ہو کہ وہ مجھے اسرار روشنضمیر کے
ہاتھ سے بچا کے لے نکلا یہ سنکر ابلیسہ مردار خوار بہت ہنسی اور کہا کہ اچھا نہ گھبرا مین تین روز کے
بعد تیرے ساتھ چلونگی اور ایک آن مین طلسم کشا کو مع طرفداران طلسم کشا کھا لونگی اور اسرار روشن ضمیر
کو سحر کیا جانے اسکے بزرگون مین سے تو کبھی کوئی میرے منھ نہین چڑھا ہمیشہ بادشاہ نہ طاق طلسم
کانپتے رہا کیے دیکھو تو کہ اک گوشہ سلطنت مین بڑی دبا لیے بیٹھی ہون مگر کسیکا منہ نہین پڑا کہ ادھر کا
رخ کرتا یا مجھ سے کرایہ اس زمین کا طلب کرتا یہ کہکر میرم جادو کی بہت تسلی وتشفی کی اور کہا کہ تو یہان
بیٹھ مین ایک سحر تیار کر رہی تھی پرسون تک میرا چلہ تمام ہو جائیگا اسکے بعد مین تیرے ساتھ چلونگی
یقین ہے کہ میری صورت دیکھتے ہی اسرار روشنضمیر صلح کا پیغام دیگا اگر طلسم کشا نے جہالت کی تو
ایک روز مین سب کو شاد ونگی نصف سلطنت بادشاہ اصلی کو دلوا دونگی آدھی تیرے بھانجے کو دلا دونگی
یقین ہے کہ اس فیصلہ پر دونون رضامند ہو جائینگے کسی کو عذر روا نگار نہوگا - میرم جادو نے اسی غار
مین قیام کیا جب تیسرا دن ہوا اور ابلیسہ مردار خوار چلہ کشی سے فراغ حاصل کر چکی تو میرم جادو سے
کہا کہ لڑکی چل مین تیرے ساتھ ہون غرضکہ یہ دونون غار سے نکل کر طرف طلسم کے روانہ ہوئین
انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمے داستان ضحاک جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو طلسم سے نکلا تو جانب زرفشان روانہ ہوا جسوقت قریب کوہ پہونچا تو دیکھا کہ بلانوش جادو آکے
کوہ پر کھڑا ہوا ہے پہلو مین اسکے اک نازنین کھڑی ہے کہ چہرہ کی صفائی چاند کو ماند کرتی ہے رخسارہ آتشین ضو
دیتے ہین ضحاک اسکی صورت دیکھکر بیچین ہو گیا بلانوش جادو نے مدت کے بعد ضحاک کو دیکھا
تو دفعتًا پہچان نہ سکا کہا کون ضحاک جادو نے کہا کہ اگر پہچانو تو سب کوئی ورنہ کوئی بھی نہین بلانوش
جادو نے کہا کہ آواز تو پہچانی ہوئی ضرور معلوم ہوتی ہے مگر اچھی طرح یاد نہین آتا قریب آؤ ضحاک جادو
قریب آیا سلام کیا اور کہا اے برادر وقت پہ مین کوئی کسیکا شریک نہین ہوتا اور اسیطرح بھول جاتے
ہین اب بلانوش جادو نے پہچانا کہا اے ضحاک جادو سچ کہتے ہو تمنے جس روز سے اسرار روشنضمیر کو
قید کرکے طلسم پر قبضہ کیا اس روز سے ہمکو بھول گئے آج معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت پڑی ہے تو ہم یاد
آتے ہین ضحاک جادو نے کہا کہ تم جانتے ہو پرائے ملک پر قبضہ کرنا آسان امر نہین ہے طلسم میرے
باپ کا تو تھا نہین کہ اہلیان طلسم خوشی سے میری اطاعت کر لیتے مدت مین تسلط حاصل ہوا اب وہ
زمانہ تھا کہ مین اپنے دوستون کو طلسم مین بلا کر انکی مدارات کرتا کہ آفت ناگہانی کی طرح طلسم کشا آپہونچا
آتے ہی تین مرحلے توڑ ڈالے اور دریائے ریگ روان کو مٹا کر اسرار روشنضمیر کو قید سے رہا کیا
مگر لوح طلسمی قلعہ قمار بازان پر پہونچ کے چھین گئی تھی اور طلسم کشا بھی درہ مراد پر سے اسیر ہو آیا تھا لیکن
اسرار روشن ضمیر پرچھی جا رہی کے ساتھ طلسم کشا کو چھڑا لیگیا نہین معلوم کسطرح لوح پھر اسکے ہاتھ آگئی کہ طلسم کشا
نے آکر کوہ بلور کو بھی برباد کیا بلور روشن دل سے ساحر کو مارا اب اگر وہ دار العمارہ شاہی کا رخ کر بیٹھا
تو کوئی اسکا روکنے والا نہین ہے اہلیان طلسم کا سحر لوح باطل کر دیتی ہے اسواسطے مین تمھارے پاس آن کر

لیکر آیا ہون کہ ہم لوگ تو لوح کی وجہ سے بے دست وپا ہوگئے ہین اگر تمھارے امکان مین ہو تو طلسم کشا
سے مقابلہ کرو مین زندگی بھر تمھارا ممنون رہونگا اور یہ سمجھونگا کہ تمھاری بدولت سلطنت ہاتھ آئی یہ سُنکے
بلانوش جادو نے کہا کہ اے ضحاک شاہ تم جاؤ اطمینان رکھو ابھی طلسم کشا کو اپنے جھگڑون سے فرصت
نہین ہو کہ وہ تمھاری طرف آنے کا قصد کریگا جسوقت وہ تمھارے مقابلہ مین صف آرا ہوگا تو مجھے وہین
موجود پاوگے اطمینان رکھو مین فضول بیٹھے رہنے کو پسند نہین کرتا اور اس دختر کی محبت مجھے دم بھر
یہان سے جانے نہین دیتی یہ سُنکے ضحاک جادو نے کہا کہ وہ بھی تو گھر ہی مین بند نہین اسے بھی لیتے چلو
بلانوش جادو نے کہا کہ ستارون کی گردش سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اگر یہ اس سال مین اپنے گھر سے قدم
باہر نکالیگی تو مبتلاے بلاے عشق ہوگی اسوجہ سے اس سال اسکا گھر سے نکلنا اچھا نہین یہ سنکے
ضحاک جادو خاموش ہو رہا مگر دل پر ضحاک کے تیر عشق لگا کسی وقت تصویر زرافشان جادو کی نگاہون سے
ضحاک کے پوشیدہ نہوتی تھی ایک روز ضحاک جادو نے باصرار بلانوش جادو وہان قیام کیا دوسرے
روز دل پکڑے ہوے طلسم مین واپس آیا اور طائران خبر رسان کی زبانی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ابھی کوہ
بلور پر مقیم ہو لیکن قصد اُسکا یہ ہو کہ بعد انتظام کوہ بلور دربند فیل پیکران پر جاے کہ وہان عزیز اُسکا
سکندر قید ہو یہ سُنکے ضحاک بادگزیدہ جادو نے چہار چشم جادو سے کہا کہ مین نے سرکوبی طلسم کشا کی تو
فکر کرلی ہو لیکن اگر لوح طلسم کشا سے کسیطرح ملجاے تو اچھا ہو کہ مجھے احسان بلانوش جادو کا نہ لینا پڑے
یہ سُنکے چہار چشم جادو نے کہا کہ طلسم کشا اب تنہا نہین ہو ساتھ اُسکے ساحران نامی کا مجمع ہو اور علاوہ
اسکے جو عیار اُسکے ساتھ ہین وہ بلاے بے درمان اور آفت جان ہین کوئی فریب طلسم کشا پر چلنا غیر ممکن
ہو اس سے سکوت اختیار کیجیے مالکان مرحلہ تو سبھی طرح کی فکر مین ہین کہ کسی تدبیر سے لوح طلسمی کو چھین
لین اب جہانتک ہوسکے اپنے شہر کا انتظام کیجیے ضحاک نے راے وزیر کی پسند کی اور کہا کہ آج میرا
یہ ارادہ ہو کہ اکوان تاجدار کو اپنے طلسم سے نکالدون کہ اسی کی بدولت یہ آفت نازل ہوئی ہو مگر مجھے
خیال اپنی بدنامی کا ہو لیکن ایک صورت ذہن مین آئی ہو کہ اُسمین بدنامی نہین ہو وہ یہ کہ جسوقت
طلسم نطاق فتح ہوا ہو اور بی بی اکوان تاجدار کی حیات خوش جمال آگ مین گری ہو تو مین نے ساحران
مخفی کو بھیجکے حیات خوش جمال کو اُسکے رونگٹے سمیت ملوالیا تھا اور بعد اُسکے عزیزان حجرہ مین سے
ایک شخص عشق مین حیات خوشجمال کے اُسی آگ مین کودا تھا تو اسکو بھی ملوالیا تھا نام اُسکا آصف
انجم طلعت ہو آج مین آصف انجم طلعت کو تو اپنی اطاعت پر رضامند کرتا ہون اگر وہ رضامند ہوا تو
اس سے اور طلسم کشا سے برابر کا مقابلہ ہوگا اور اگر نہ رضامند ہوا تو قتل کر ڈالونگا اسلیے کہ آستین مین
سانپ پالنا اچھا نہین ہوتا اور حیات خوشجمال کو اکوان کے سپرد کرکے کہدونگا کہ اب تم کسی دوسرے
مقام پر جاکے آرام و آسایش کے ساتھ زندگی بسر کرو یہان رنگ طلسم کا دگرگون ہو ایسا نہو کہ جسطرح
پانچ پیکر نقلی تمھارے قتل ہوچکے ہین اسی طرح پیکر اصلی بھی قتل ہو جاے چہار چشم جادو نے کہا
کہ یہ بہت انسب ہو بس ضحاک جادو نے قصر اکوانیہ سے اکوان تاجدار کو بلایا جب یہ آیا تو چہرہ متغیر پایا
سبب پوچھا اکوان تاجدار نے کہا کہ اے بادشاہ آج مجھے عجب عجب طرح کے خیال آتے ہین جنون نے
مجھے زندگی سے بیزار کردیا ہو مین چاہتا ہون کہ آج جاکر طلسم کشا کو قتل کرون اور مارکے اپنی جان دیدون
اسلیے کہ جب سلطنت گئی اور حیات خوشجمال سی معشوقہ چھوٹ گئی تو زندگی ہیچ ہو علاوہ اسکے اب اسکے
طلسم پر بھی میری وجہ سے تباہی آئی ہو جب مین نہونگا تو یقین ہو کہ طلسم کشا صلح پر راضی ہو جائیگا

ضحاک جادو نے کہا کہ اے اکوان جب معلوم ہی کہ تو طلسم کشا کا کچھ نہین کر سکتا تو لڑنا بیکار ہی
اس سے خودکشی کر لینا ہزار درجہ بہتر ہی مگر آج مین تیرا درد تو مٹائے دیتا ہون اسکے بعد تجکو اختیار ہی
وہ یہ ہی کہ حیات خوشجمال زندہ و سالم موجود ہو اور رقیب تیرا آصف انجم طلعت جسنے فراق حیات خوشجمال
مین جان دی تھی وہ بھی زندہ موجود ہی مین حیات خوشجمال کو تیرے سپرد کرتا ہون تو اُسے لیکر جہان جی چاہے
چلا جا ایسا نہو کہ ملاقات حیات خوش جمال کی حسرت تیرے دل مین رہجائے یہ سُنکر اکوان تاجدار
قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے عرض کی کہ اے بادشاہ اتنے دنون سے مجھے فراق مین ملاکے کیون
تڑپایا ضحاک جادو نے کہا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ تجکو پھر کسی طلسم کا بادشاہ کر دونگا اسکے بعد تیری شادی
حیات خوشجمال کے ساتھ کر دونگا اُسوقت تیرے تمام صدمے دور ہو جاتے مگر اب طلسم کشا کے
ہاتھون سے ایسا تنگ آیا ہون کہ چاہتا ہون تو حیات خوشجمال کو لیکے کہین چلا جا کہ تو بھی اس آفت
سے محفوظ رہے اور حیات خوش جمال بھی یہ کہکر اکوان تاجدار کو وہین چھوڑا اور آپ ضحاک جادو
طرف بحیرۂ طلسمی کے روانہ ہوا جسوقت دریا کے کنارے پہونچا تو آواز دی کہ اے ماہی زمین پرداز
ہماری امانت دیجا بس کہنا تھا کہ سناٹا پیدا ہوا دیکھا کہ اک مکان بہتا ہوا چلا آتا ہی ماہی زمین پرداز
نے سطح زمین مکان کو کنارہ دریا سے ملا دیا ضحاک تاجدار اندر مکان کے آیا یہان ایک درجہ
مین حیات خوش جمال اور آصف انجم طلعت بیٹھے تھے جسوقت یہ دونون یکے بعد دیگرے آگ مین
جلائے جاتے تھے تبھی اُنکو اُٹھا لائے تھے اُس روز سے یہ دونون اسی مکان مین تھے پہلے تو آصف انجم
طلعت کو وہی عشق سوار تھا اور حیات خوش جمال انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ تو میرے ساتھ یہان
کبھی آیا اے شخص اب پیچھا میرا چھوڑ کہ مین ناموس غیر ہون اور بدکار نہین ہون لیکن عجب کہ جب
آصف انجم طلعت سو گئے ہین تو انھون نے خواب مین اک نازنین کو دیکھا بس خیالات آصف انجم طلعت
کے بدل گئے صبح کو حیات خوش جمال سے کہا کہ اے زن باوفا اب تو اطمینان رکھ مین بھی مکار نہین ہون
اگر تو اسلام قبول نہین کرتی تو مجھپر جائز نہین مین تجھپر کسی طرح کی دست اندازی نکرونگا بلکہ حیات خوشجمال
کو اطمینان نہ تھا جب چند روز اور گزرے تو حیات خوش جمال کو اعتبار ہوا کہ بیشک یہ شخص صادق القول
ہی اور اب آصف انجم طلعت کی یہ حالت ہی کہ اپنے اوپر نفرین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اے
آصف ننگ خاندان ہوا تیرے خاندان مین کسی نے ایسی حرکت نہ کی تھی جو تونے کی رفتہ رفتہ
حیات خوشجمال کے دل سے بھی خیال اکوان تاجدار کا کم ہونے لگا اور طبیعت اسکی راہ راست پر
آنے لگی آخرکار اسقدر میلان حیات خوش جمال کا دین اسلام کی طرف ہوا کہ آصف انجم طلعت کو رہبر
قرار دیکر مسلمان ہو گئی آصف انجم طلعت نہایت خوش ہوئے لیکن سوال وصل نہین کیا اب ان
دونون نے عبادت خدا مین اتنے دن بسر کیے یہ وہ مکان تھا کہ آپسے دونون وقت پکا پکایا ہوا
کھانا کوئی شخص آکے دیجاتا تھا اور معمولی طور پر سامان راحت اس مکان مین موجود تھا۔ لڑکا حیات
خوش جمال کی گود مین تھا جسکا سات برس کا سن تھا یہ بھی حیات خوش جمال کیطرح عبادت خدا مین
مصروف رہتا تھا کہ اسنے سوا اس مشغلہ کے کوئی شغل دیکھا ہی نہ تھا اور آصف انجم طلعت کو اپنا
باپ سمجھتا تھا اکثر آصف انجم طلعت اور ملکہ حیات خوش جمال یہ باتین کیا کرتے تھے کہ ہم یہان کہان آئے
بہشت مین ہین یا اعراف مین ہین یا عالم برزخ مین ہین آصف انجم طلعت کہتے تھے کہ اپنے
کردار کی سزا پاتے ہین ورنہ بغیر موت کے نہ برزخ مین پہونچ سکتے ہین نہ بہشت مین۔ یکا یک

ضحاک جادو اندر مکان کے پہونچا اور کہا کہ اے آصف انجم طلعت میں نے تجکو آگ میں جلنے
سے بچایا تمہاری جان بخشی کی تم بھی اس نیکی کا عوض میرے ساتھ کر سکتے ہو آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ میں تجھے نہیں پہچانتا کہ تو کون شخص ہے اور کیونکر سمجھوں کہ تو نے مجکو قید اجل سے رہا کرکے اس
جگہ مقید کیا ضحاک نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ میں باطن نہ طاق کا بادشاہ ہوں اکوان میرا تحت تھا
آصف انجم طلعت نے کہا کہ اگر تمنے میری جان بچائی ہے تو بیشک اگر میرے امکان میں ہوگا تو میں بھی
تمہارے دشمن سے تمہاری جان بچاونگا اور اپنی جان جانے کی پروا نکرونگا ضحاک نے کہا کہ
تم اولاد امیر سے ہو قول سے تو اپنے نہ پھروگے آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ ہمارے غلام
اپنے قول سے نہیں پلٹتے ہیں یہ سنکے ضحاک مارگزیدہ جادو نے کہا کہ کوئی شخص عادل کیوان شکوہ
ہے وہ میرے طلسم پر چڑھ آیا ہے لوح اسکے ہاتھ لگ گئی ہے ساحران طلسم اسکے مقابلہ سے عاجز ہیں
لوح اسکے پاس ہے تم زبردستان روزگار سے ہو لہذا اس سے مقابلہ کرکے لوح چھین لو تو میں تمہارا
زندگی بھر ممنون رہونگا۔ آصف انجم طلعت نے کہا کہ میں تو اقرار کر چکا اگر میرے دست و بازو قوی
ہیں اسکا اور وہ مجھ سے زیر ہوا تو ضرور لوح چھین کے تمہارے سپرد کر دونگا مگر اتنی شرط ہے کہ اگر طلسم کشا
میرا کوئی عزیز نکلا تو حتی الامکان صلح پر تمکو بھی رضامند ہونا پڑیگا یہ سنکے ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ
طلسم کشا نے پہلے ہی صلح پر رضامندی ظاہر کی تھی لیکن وہ اکوان تاجدار کو طلب کرتا تھا۔
میں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو اپنے گھر میں پناہ گزین ہوا اسکو میں دشمن کے حوالے کردوں اب
میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ اس ملکہ کو جو زوجہ اکوان کی ہے اکوان کو سپرد کرکے اسے کسی دوسرے مقام پر بھیجدوں
نہ اکوان یہاں ہوگا نہ وہ اکوان کو مجھ سے طلب کریگا یہ سنکے حیات خوش جمال کے کان کھڑے
ہوئے کہ یہ اکوان کون ہے ضحاک مارگزیدہ اب حیات خوش جمال کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ چلو میں تمکو
تمہارے شوہر کے سپرد کردوں یہ سنکے حیات خوش جمال نے کہا کہ اب نہ میں اسکے کام کی ہوں نہ وہ
میرے کام کا ہے اسلیے کہ میں نے دین اسلام اختیار کیا پہلے یہ شہریار میری محبت میں آگ میں پھاندا
اپنی جان کو عزیز نہ کیا بعد اسکے خود اجتناب کیا کہ یہ دوسرے کا ناموس ہے اکوان اپنی جان بچا کے
یہاں چلا آیا اور ہماری جان دآبرو کا اسے مطلق پاس نہوا۔ اے بادشاہ اب اگر تجکو یہاں میرا
رہنا شاق ہو تو بیرون طلسم کسی دوسرے مقام پر پہنچوا دے میں کسی گوشہ میں بیٹھکر اپنی زندگی گذار
دونگی یہ کہکر رونے لگی ضحاک حیران ہوا کہ میں تو اکوان سے وعدہ کرکے آیا ہوں یہ انکار کرتی ہے
ضحاک نے کہا کہ اے حیات خوش جمال تو میرے ساتھ چلکر اکوان کو صورت اپنی دکھادے اور
جو چاہے اس سے گفتگو کرلے حیات خوش جمال نے کہا کہ اسکا وعدہ کرو کہ وہ جبر مجھے نلیجا سکے
ضحاک نے کہا کہ وہ جبر نکرنے پائیگا اسکا میں ذمہ دار ہوں آصف انجم طلعت اور حیات خوشجمال
ضحاک کے ساتھ ہوئے ضحاک مارگزیدہ جادو ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اپنے ایوان میں آیا یہاں
اکوان تاجدار اشتیاق حیات خوش جمال میں بیٹھا تھا کہ ضحاک حیات خوش جمال اور آصف انجم طلعت
کو لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ اے اکوان یہ زوجہ تیری مع پسر موجود ہے لیکن اسنے دین اسلام اختیار
کیا اور تیری خودغرضی کی شاکی ہے اکوان تاجدار نے کہا کہ اے ملکہ خطا میری معاف کرو آیندہ ایسا
نہوگا حیات خوش جمال نے کہا کہ اے تاجدار یہ سچا عشق تمہارا نہ تھا ورنہ تم بھی دست بردار ہوتا میں نے
تمکو مردہ سمجھ کے تیری محبت میں جل جانا قبول کیا یہ میری زندگی تھی کہ بچ گئی بس بہتر یہ ہے کہ اب مجھے

اس تعلق کی خواہش نکر جو پہلے تھا ہان اگر تو بھی دین اسلام قبول کرے تو پھر تیرا ویسا ہی ساتھ ہو سکتا ہے ورنہ غیر ممکن ہے یہ سنکر اکوان تاجدار عرق عرق ہو گیا آنکھون کے بیچ اندھیرا آگیا کہا اے زن بیوفا سچ ہے کہ عورت پر بھروسا کرنا سراسر نادانی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو غریب مین اس خدا پرست کے آگئی یہ سنکے حیات خوش جمال نے دوڑ کر منقل آتشین مین ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ اے آگ اگر مین سچی ہون اور عصمت مین میرے دھبا نہین آیا ہے تو محفوظ رہون ورنہ تو مجھے جلا دے یہ کہکے دیر تک آگ مین ہاتھ رکھے رہی مگر چھالا بھی نہ پڑا۔ آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے اکوان ہمارے مذہب مین شوہر کے مرجانے کے بعد عورت دوسرا شوہر کر سکتی ہے اسی بنا پر مین نے اسکی طرف توجہ کی تھی مگر جب اسنے مجھے قبول نکیا اور تیرا دم بھرا گئی تو مجھے بھی غیرت نے روکا اور مجبت مانع ہوئی مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ حیات خوش جمال بڑی پارسا عورت ہے اب تو تعلق زن و شوہر کو سنا دو تو اب بھی یہ تیری اطاعت کرنے کو موجود ہے اور تیرے بعد نہ اسنے کسی مرد کو قبول کیا نہ قبول کریگی اکوان تاجدار نے گردن جھکالی آصف انجم طلعت نے برجیس بن اکوان سے کہا کہ اپنے باپ سے مل کہ تیرا باپ یہی ہے برجیس نے کہا کہ یہ کافر ہے میرا جی نہین چاہتا کہ قریب اسکے جاؤن۔ آصف انجم طلعت نے اکوان تاجدار سے کہا کہ اے اکوان اپنے فرزند کو گلے لگا اور دل کو ٹھنڈا کر جسطرح کہ تو ہمارا دشمن ہے ہم تیرے دشمن ہین کہ تو نے ہمارے عزیزون سے میدان نہ طاق کو بھر دیا مگر اسوقت مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے اکوان نے برجیس کو گلے لگا پیار کیا اور کہا کہ آپ اتنی سفارش میری ملکہ سے کر دیجیے کہ یہ جسمقام پر چاہین رہین ایک تو تا حیات میری دوسرا شوہر نکرین دوسرے مجھے اتنی اجازت دین کہ مجھ سے پردہ نکرین تاکہ جسوقت میرا دل چاہے اسوقت مین ایک نظر دیکھ جایا کرون۔ شاہزادہ نے ملکہ سے سفارش کی حیات خوش جمال نے گردن نیچی کر لی گویا نیم رضا ظاہر کی۔ اکوان نے فرزند سے اپنے کہا کہ او دانستان کی لقاء کے نام کے واسطے ہوئی ہے مگر ہماری کیا عقل ہوئی کہ رام جی نے جیتا دیا وہ بھی مسلمان برجیس نے کہا کہ لعنت بر وہ انسان کیا جو عاقبت اندیش ہو مین سنتا کہ آپ نے دعوائے خدائی کی تھا اسی کا یہ انجام ہوا کہ خدائے حقیقی نے کس مرتبہ علی سے کس درجہ ادنی تک پہونچا دیا اب بھی غنیمت ہے کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے اس معبود حقیقی کو پہچانیے اور ابد الآباد کے واسطے اپنے کو عذاب الہی مین مبتلا کیجیے جسوقت آپ دین اسلام اختیار کر لین گے۔ گو طاسم کشا آپکا سر لینے کو آیا ہے مگر ہرگز قتل نکریگا اور بدیع الملک سلطنت طاق آپکو دیدینگے ورنہ جسطرح بڑے بڑے بادشاہ انجام مین ذلت سے مارے گئے ہین وہی آپکا انجام بھی ہوگا اور مین تو دیدہ و دانستہ اپنی عاقبت خراب نکرونگا یہ سنکے اکوان تاجدار اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر تو میری تربیت اٹھاتا تو ایسی باتین نکرتا جو شخص خداوند نہ طاق کہلاتا ہو وہ بجا دوران کا مطیع ہو کے رہے اسکو نہ میری غیرت نے قبول کیا ہے مگر کیا خیر تیری قسمت مین یہ تھا کہ تو اکوان تاجدار کا فرزند ہو کر حشرات الارض کی طرح زندگی گذارے اور آصف انجم طلعت سے کہا کہ آپ لوگ صاحب اقبال ہین اور یہ نتیجہ معلوم ہو گیا کہ ہم نہونگے اور آپ ہونگے لہذا اتنی وصیت آپ سے ہے کہ میرے بعد میرے بھی ہی لڑکے فرزند پر رکھیے گا جو اب ہے اگر یہ آپ کو باپ کہتا ہے تو آپ بھی اسکو فرزند کے لقب سے یاد کیجیے گا۔ آصف نے فرمایا کہ اے اکوان بیشک تیرا لڑکا مجھے اپنے فرزند کے مثل عزیز ہے اکوان تاجدار تو قصر اکوانیہ کی طرف چلا گیا اور اسکو بسبب صدمہ کے بخار ہو گیا تھا

ضحاک جادو علحدہ بیٹھا باتین سنتا رہا کچھ دخل نہ دیا جب کیوان چلا گیا تو حیات فرش جلال نے
رہنے کو اک مکان دیا اور آصف انجم طلعت سے کہا کہ اب آپ جو جو سامان چاہین وہ فراہم کر دیا جائے
فرمایا اسلحہ اور مرکب اور آلات حرب ضحاک نے سب سامان طلسمی نہایت عمدہ منگا کر آصف
انجم طلعت کے سپرد کیا اور کہا کہ بالفعل آپ قیام فرمائین دو ایک روز کے بعد مقابلہ طلسم کشا کو
جائیے گا آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ سبقت کرنا ہمارے خاندان کا قاعدہ نہین جسوقت
طلسم کشا تمھارے اوپر فوج کشی کریگا اسوقت مین اُسے روکونگا اور سمجھا دونگا نہ مانے گا تو لڑونگا
یہ سنکے ضحاک جادو خاموش ہو رہا۔ آصف انجم طلعت بھی مقیم ہوئے اکوان تا جدا رہنا ہوگیا ہے

اب کچھ حال صاحبقران حق پژوہ یعنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کا بیان کیا جاتا ہے

کہ بعد انتظام کوہ بلور انھون نے کل فوج کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور ضیا بار جادو کو یہان کا حاکم
کیا اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار اب مین کسی وقت ضرورت پر حاضر ہونگا یہ کہکر جانب
قلعہ سیہ تاب روانہ ہوا اور دل آویز جادو مع شعلہ عذار جادو اسرار روشن ضمیر کے ساتھ گئین باقی
فوج کوہ بلور پر مقیم رہی اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ تن تنہا جانب مرحلہ فیل پیکران روانہ ہوئے
عیار نے ظاہر بظاہر ساتھ چلنا مناسب نہ جانا بعد روانہ ہونے عادل کیوان شکوہ کے طیفور بادپیما
بھی نشان قدم دیکھتا ہوا روانہ ہو گیا۔ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے چند قدم راہ طی کی تھی کہ
دیکھا اک شخص رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے باحال پریشان و چشم گریان چلا آتا ہے نظر جو اسکی
طلسم کشا پر پڑی دوڑ کے قدمون سے لپٹا فرمایا تو کون ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا ہبوط جادو ہے
آپکے عیار نے جوگی بن کے مجھے فریب دیا اور لوح چھین لی جسوقت یہ راز فاش ہوا تو بادشاہ طلسم
نے کہا کہ جا کے لوح لا ورنہ میرے سامنے نہ آنا لہذا یا تو مجھے اپنی اطاعت مین قبول کیجیے یا لوح مجھے
دیدیجیے کہ الزام مجھسے دفع ہو عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اطاعت میری کیون اختیار کرتا ہے کیا اس
خوف سے کہ بادشاہ قتل کر ڈالیگا اسکا ہے تو یقین ہے کہ اگر تو قابو پائیگا تو لوح لیجائیگا ہبوط جادو نے کہا کہ حضور
فرمایا کہ فریب کرنے آیا ہے اور صاف صاف بیان کر رہا ہے مین کیون ایسے شخص کو اپنے ساتھ رکھونگا
جو بالفعل دشمن ہو ہبوط جادو نے کہا کہ مین سحر جانتا ہون فریب نہین جانتا لیکن لوح اگر آپ نہ دینگے
تو آپ سے لڑونگا یہ جانتا ہون کہ قتل ہو جاؤنگا مگر بدنامی سے تو بچونگا فرمایا کہ جو یہ اپنا کرے ہبوط جادو نے
سحر کرنا چاہا کچھ یاد نہ آیا کیونکہ شاہزادے نے عکس لوح کا ڈال دیا تھا ہبوط جادو نے کہا کہ اب تلوار
سے میرا کام تمام کیجیے۔ عادل کیوان شکوہ کو اسکے جان سے عاجز ہونے پر رحم آگیا فرمایا کہ تو جان بوجھ
کے اپنی جان کیون دیتا ہے اگر اطاعت میری اختیار کرتا ہے تو دل سے کر ہبوط جادو نے کہا کہ اگر مین آپکی
اطاعت کرکے جان اپنی بچاؤنگا تو اہل و عیال گھربار سب برباد ہو جائیگا مین اکیلا زندہ رہا تو کیا اور نہ رہا
تو کیا اس سبب سے مین چاہتا ہون کہ قتل ہو جاؤن یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے تمہارا مکان کہاں ہے پوچھا
ہبوط جادو نے کہا کہ مرحلہ فیل پیکران کے بعد میرا مکان ہے ہر وقت ساحران طلسمی کے قبضہ مین ہے
ادھر آپ نے مرحلہ توڑا اُدھر میرا گھر برباد ہو گیا فرمایا یہ اسوقت سے جب تو میری اطاعت مین
سمجھا جائیگا مین تجھکو قید مین رکھونگا جب تیرے اہل و عیال بھی حفاظت مین آجائینگے تو اسوقت

مطیع اسلام ہونا یہ فرماکے مشکیں ہبوط جادو کی باندھنے لگے ہبوط جادو نے کہا کہ ہم تو سنتے تھے کہ
صاحبقران دوسروں کی حاجت روائی کے واسطے اپنی جان کو جان نہیں سمجھتے تھے مگر آپکا وہ مزاج
نہیں معلوم ہوتا یہ سُنکے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لوح گلے سے اُتار کے ہبوط جادو کو دیدی
اور کہا کہ تیرے سچ سچ بیان کرنے پر مجھے رحم آگیا جا لوح لیجا اگر میرے مقدر میں طلسم کشائی ہی تو پھر
لوح میرے قبضہ میں آجائیگی جسوقت لوح ہبوط جادو کے ہاتھ میں آئی تو یہ چند قدم لوح کو لیکے چلا
تھا کہ ساتھ ہی خیال آیا کہ اے ہبوط جادو ویسے شخص کی برائی کا ثمرہ اچھا نہیں ہی جان و مال اہل و
عیال سب اسپر سے نثار ہیں یہ سوچ کے پلٹا اور گرد عادل کیوان شکوہ کے پھرنے لگا اور عرض کی
کہ اے شہریار اب میں بدل مطیع ہوتا ہوں اور میں نے ابھی سے سحر و ساحری کو بھی ترک کیا لیجیے
لوح اور جاکے طلسم کو فتح کیجیے فرمایا کہ اچھا تو اطمینان رکھ کہ تیرے اہل و عیال تباہ نہونے پائینگے
اور تو کوہ بلور پر چل۔ عرض کی کہ میں پوشیدہ طور پر حضور کے ساتھ ساتھ ہوں یہ معاملہ طلسم کا ہی
اور ہر حلہ طلسمی نہایت اندیشہ ناک مقام ہی ساحران مرحلہ بڑے مکار ہوتے ہیں اسلیے کہ لوح
کے لینے سے انکو غرض ہوتی ہی فرمایا جسمیں تجھے اختیار ہی یہ فرماکے آگے بڑھے ہبوط جادو نے
قلعطک مارکے صورت اپنی اک طائر کی بنائی اور اڑتا ہوا چلا جسوقت عادل کیوان شکوہ
سامنے قلعہ فیل پیکران کے پہونچے تو دیکھا کہ سامنے دروازہ قلعہ کے اک دیو آہنی کھڑا ہوا ہی
اور آگے دیو کے میل ہی عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم و
سوار این عجائبات تجکو چاہیے کہ اس میل پر چڑھ جا اور ایک ضرب گرز مثل فیل زندانی
کے اس دیو کو بھی غرق زمین کر اور تماشا قدرت خدا کا دیکھ کیسا ہوتا ہی اور اگر دیو ضرب گرز اٹھاکر
بالکل غرق نہوا تو پھر تیرے توڑے مرحلہ تو ٹھٹھکا پر یزدان طلسمی آکے تجکو گرفتار کرلیجائینگے۔ یہ
دیکھکر عادل کیوان شکوہ میل پر چڑھ گئے لیکن خیال کیا کہ اگر ضرب لگاتا ہوں تو ہرگز دیو غرق زمین
نہوگا اسلیے کہ میں جاسے بلند تر ہوں اور بلندی قد آدم سے زیادہ ہی اور شرط اسی میل پر سے گرز
لگانے کی ہی اسمیں کوئی بات ضرور ہی ساتھ ہی خیال آیا کہ لنگر مارکے ضرب لگاؤں کہ ادہر ضرب پڑے
ادہر میل لنگر کھاکے زمین میں دھنسے تو کام برآئیگا یہ سوچ کے انھوں نے وہی بجیس سومن کا گرز طلسمی
اُٹھایا اور بسمہ تیغ دیکر سر دیو پر وار کیا گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی لنگر سے عادل کیوان شکوہ
کے میل زمین میں غرق ہوا ضرب برابر پڑتی دیو بھی زمین میں غرق ہوگیا بس ادہر تو دیو غرق ہوئے
ادہر آدھا قلعہ زلزلہ میں آیا مکانات قلعہ کے گرنے لگے اور لوگ فریاد کرنے لگے سرمست فیل زور
دروازہ قلعہ کا کھولکر بالیس ہزار دل پیکروں سے نکلا اور پکارا کہ او سرکش لوٹی کیا غضب کیا تونے کہ ہزاروں
سامری پرستوں کی جان لی یہ تصویر دیو زمین قلعہ کے بیچ تھی اسکے دبنے سے زمین قلعہ میں زلزلہ پیدا
ہوا اور صدہا مکانات گرگئے کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر مع فوج آپڑا دیکھا عادل کیوان شکوہ نے
کہ ایک ایک آدمی فیل کا جثہ رکھتا ہی اور چالیس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا ہی بس انھوں نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا خبردار تلوار نہ کھینچنا اگر ایک کو بھی قتل کیا تو خون سے اسکے آگ لگجائیگی
نہ بجھیگی لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ افسر فوج کو روکے اس سے مقابلہ کر جب وہ زیر ہوگا
تجھے سخت سست کہے اسوقت اُسے گلا دبا کے مار ڈال تاکہ خون اُسکا زمین پر نہ گرے مرنے سے
سرمست فیل زور کے قیامت برپا ہوگی جب روشنی ہوگی تو لاش سرمست فیل زور کی ہاتھ دریں کے

اپنی فوج کو نگلجائیگی اسکے بعد بموجب ہدایت لوح کے موافق عمل کرنا یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے مست فیل زور
کو لوکا مست فیل زور نے تلوار کھینچکر آپڑا اور سر پر عادل کیوان شکوہ کے وار کیا عادل کیوان شکوہ نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا مست فیل زور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تھوڑے ہی عرصہ مین عادل نے کمر مست کا توڑا
اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ مست جار عالم شانے چت گرا عادل نے سینے پر چڑھکر کہا کہ کیا کہتا ہے
شناخت پروردگار مین مست نے عادل کو برا بھلا کہنا شروع کیا عادل نے گلا اسکا دبایا کہ آنکھین نکل پڑین
اور تڑپ کے واصل جہنم ہوا مرتے ہی مست فیل زور کے آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ مارو مار پکڑ لو کسی کو
جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ حاکم مرحلہ کو مارا یہ بھی زمین کے نہ جانے پائے آتش کے پرکالے تاریکی مین
چمکتے ہوئے نظر آتے تھے دیر تک تاریکی چھائی رہی اور قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مین مست
فیل زور جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ عادل سے لڑنے کو ایک
کی اژدہا نکلے دوڑی اور اپنے لشکر کو نگلنا شروع کیا یہانتک کہ ایک اژدہے نے چالیس ہزار فیل پیکر دن کو کھا لیا
اور اب وہ اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا عادل کیطرف چلا عادل نے تلوار کھینچی کہ پہلو سے آواز آئی کہ لوح کو دیکھ
عادل نے پلٹ کے دیکھا کہ یہ کون ہے تو اک طائر کو پایا طائر تو غائب ہوگیا عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسم مین اسکے
اکوان تاجدار حلول کرگیا ہے تمکو چاہیئے کہ لوح دہن اژدر مین ڈالدو اسوقت اکوان شکم اژدر سے توڑکر باہر نکلیگا
تمکو چاہیئے کہ اسکو سنبھلنے نہ دینا اور ایک ہاتھ دوال کمر پر مارنا کہ برابر سے دو ٹکڑے ہون ورنہ اگر اکوان سنبھل گیا
تو لوح کو لیکے نکل جائیگا پھر کچھ بنائے نہ بنیگی یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے دہن اژدر پر لوح کھینچ ماری
اژدر نے منھ بند کرلیا اور تڑپنے کی صدا بلند ہوئی شکم اژدر شق ہوا اور اکوان تاجدار تڑپ کے شکم اژدر
سے باہر آیا اور چاہا کہ لوح لیکے جلد دوڑے ادھر تو اکوان لوح کے لینے کو جھکا ادھر عادل نے تلوار ماری کہ اکوان
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی بہت کچھ شور و غوغا ہوا آخر مین دیکھا تو ایک تصویر ہے
ہفت جوش کی کہ دو کی ہوئی پڑی ہے عادل نے کہا کہ اسکی رسی دراز ہے مین دیکھتا ہون کہ جبتک پورا طلسم
دفع ہوگا اسوقت تک اکوان اصلی کا مارا جانا غیر ممکن ہے اب شاہزادہ قلعہ مین داخل ہوا اکابر شہر حاضر ہوئے
نذرین گزرانین اور عرض کی کہ اے شہریار کیطرف اپنی جانب سے یہانکا حاکم مقرر فرمایئے کہ شہر مین غدر
ہو رہا ہے اب یہ تو یہان انتظام شہر مین مصروف ہوتے ہین اب یہان

چند کلمے داستان شوکت بیان گل حدیقۂ صاحبقرانی دانۂ منتخب تسبیح سلیمانی صاحبقران جہان یعنے سلیمان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

قطعہ

گر پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا — جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا
کل شیخ جی کے مجتہد العصر ساقیا — دکھلاتے سبز باغ عذاب و ثواب کا
کہنے لگا زراہ تبختر یہ طنز سے — معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا
مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا — پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا
تقوی ہمارے آگے ہو تب آپکا درست — اور جب یقین آوے ہمین اجتناب کا
سبزہ ہو کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش — اور کوئی وان مخل ہو نہ باعث حجاب کا
گردن مین ہاتھ ڈال کے اک شوخ بیحجاب — یہ ریش جب جلوہ ہو رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اور منھ سے لاکر وہ اپنا منھ — دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے — گر پی نہ جائے جلد یہ پیالہ شراب کا
تب قبلہ مین سلام کرون جھک کے آپ کو — گر کچھ بھی خوف کیجئے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا سلام — قائل نہین جناب کسی شیخ و شاب کا
یارب غم حسین مین جب شیفتہ ہو خاک — سایہ ملے اسے قدم بوتراب کا

اب اس بلبل داستان شوکت بیان کو گلستان رنگین زبان مین یون نغمہ سنج کرتے ہین سہ بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + اب یہان سے یہ داستان شوکت بیان اسطرح بیان کیجاتی ہے کہ دیو شنکال آہنی شاخ زخمی ہوکر جانب کوہ سیاہ خدمت مین دیو سواس کے حیران و پریشان بھاگ کے جاتا ہے ایک تو بہتی خون کی سر سے گر رہی ہے باحال پریشان گریان و نالان بدحواس بھاگا جاتا ہے مال و اسباب بھی چھوٹ گیا سر بھی پھوٹ گیا اور بھی دیوان فوج سراسیمہ بدحواس بھاگے چلے جاتے ہین اور سلیمان صاحبقران فرحان و شادان ایک لاکھ دیوون کی فوج ہمراہ لیے ہوئے بلا وسواس تعاقب مین دیو شنکال کے بکتے ہوے چلے آتے ہین کہ او نامردون کہان بھاگے جاتے ہو اب مین تم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا اور امن سے نہ بیٹھنے دونگا کہ موقع پاکر تم لوگ خدا پرستون سے سرکشی کرو اور یہ بھی واضح رہے کہ سلیمان اعظم کو سمجھایا ہے کہ آپ یہان تشریف رکھیے اور مکانون کو آباد کیجیے اور سلیمان ثانی کو سمجھا کر انتظام گلستان ارم کے واسطے روانہ کیا ہے اور سلیمان کو چک درستی و انتظام مقبرہ کی غرض سے کوہ مرواریدیہ پر مقیم ہین - اب حال دیو شنکال سپہ سالار دیو سواس کا سنیے - کہ یہ جو بھاگ کر قریب کوہ سیاہ کے پہونچا اور یہ خبر دیو سواس کو معلوم ہوئی کہ دیو شنکال شکست کھاکر آتا ہے اسنے لوگون کو بھیج کر اور دیوون کو اسنے بلایا جب یہ حاضر ہو تو اسنے روداد مقابلہ اس سے پوچھی اسنے بیان کیا کہ سلیمان صاحبقران واقعی مین نہایت جرار اور بہادر آدمی ہے کہ جب مین نے شکست صاحبقران اعظم کو دی تھی اسوقت وہ جوان آیا اور اسنے ایک شاخ میری کھینچ لی مین اسوقت تاب مقابلہ نہ لاسکا اور سامنے سے اسکے فرار ہو کر افتان و خیزان اس حال سے حضور کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا کہ یہ تذکرہ ابھی بیان ہو رہا تھا اور آپس مین بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ چند دیوون نے آکر خبر دی کہ ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے سلیمان صاحبقران کرا لیے کوہ سیاہ کے پہونچ گئے ہین اور لشکر دیوان کو اپنے اُتارا ہے اور قریب کوہ فروکش ہین یہ سنکر اسنے حکم کیا کہ ایک نامہ دیو قنطورہ کو لکھو کہ اے برادر جلد تشریف لائیے کہ ایک صاحبقران نو وارد پیدا ہوا ہے اور وہ نہایت جری اور بہادر ہے اور ایک نامہ دیو جلاجل بن سمندون ہزار دست کو بھی اسی مضمون کا لکھو اور واضح رہے کہ اسکے بھی پچاس ہاتھ ہین - اور ایک نامہ فولاد بن کرنک کو لکھو اسی مضمون کا - غرضکہ حکم پاتے ہی فوراً منشی فوج حاضر کیا گیا اور نامہ لکھ لکھ کر جلد روانہ کیے گئے اور اُن ناموں پر اسنے اپنے دستخط اور مہر ثبت کی اور علاوہ انکے اور بھی اسی طرح سے آٹھ دس نامے روانہ کیے گئے اور آپ بذات خود اٹھکر طرف اس معبدگاہ کے گیا اور اُس معبدگاہ مین ایک بت بہت بڑا سنگ سیاہ کا رکھا ہے اور اُسمین سے آواز قہقہہ کی آتی ہے اور جو کوئی سوال کرتا ہے تو اُسکا جواب نہایت درست یہ بت دیتا ہے غرضکہ یہ قریب اُس بت کے کچھ مٹھائی اور پکوان وغیرہ لیکر پہونچا اور بالحاح و زاری یون عرض کرنے لگا کہ اے خداوند اطلیس مین بغیر تیری اجازت کے کوئی کام نہین کرتا

اسلیے تجھسے عرض کرتا ہون اور تو کیا حکم دیتا ہی کہ یہ پوتے صاحبقران ہین وہ صاحبقران کہ جنھون نے
دیو فیل کو مارا اور دیو سمندون ہزار دست کو مارا تمام قاف کو کفر سے صاف کر دیا انھین مین سے
یہ سلیمان صاحبقران بھی ہی اور اب وہ مجھ سے بر سر مقابلہ اور قریب کوہ سیاہ فروکش ہی اُس بت
سے آواز آئی کہ تم لوگون نے غرور کیا تھا کہ سوائے ہمارے اب قاف مین کوئی نہین ہی اور ہماری
پرستش مین بھی کمی کی تھی اور یہ تم خوب جانتے ہو کہ ہم کو غرور پسند نہین ہی اسلیے ہم نے خود اُسکو
شہر سلطانیہ سے عروج دیکر ورغلانے کے لیے اس بلا کو بلا کر تمھارے لیے مقرر کیا کیونکہ بچاس من
مٹھائی اور پکوان روزانہ ہمارے لیے آتا تھا ہم بھی قدرت اچھی کرتے تھے اب مختصر سی مٹھائی اور
پکوان آتا ہی ویسے ہی خداوند نے بھی کمی کی - یہ سُنکر دیو وسواس کا عجب حال ہوا اُس وقت اُس بت
نے ایک چیخ ماری یہ ڈر گیا اور کانپ کر کہنے لگا کہ اے خداوند ابلیس ہماری خطا کو معاف کر کہ ہم سے
قصور ہوا اور اُسی وقت اُسنے بچاس من مٹھائی اور پکوان منگا کر اس بت کے منھ مین ڈالدی -
جب یہ کھا کر سیر ہوا تو اُسنے یعنی بت نے آواز دی کہ او وسواس اب تو غفلت نکرنا تجھے اجازت
دیجاتی ہی کہ تو اپنا لشکر جمع کر اور ان خدا پرستون سے مقابلہ کر کیونکہ اب ہم نے تیری خطا کو معاف
کیا لیکن تو بھی ہمارے نذرانے مین کمی نکرنا اور اگر کمی کریگا تو یہ جان لے کہ ابکی ہم تیری خطا کو ہرگز نہ
بخشینگے اور اس سے زیادہ عذاب الیم مین مبتلا کرینگے مگر اب ہم تیری اور تیرے لشکر کی ضرور مدد کرینگے
یہ سُنکر یہ مسرور و شادان اپنے لشکر مین آیا اور ساری روداد اُسنے یعنی وسواس نے اپنے وزیرون اور
مشیرون سے بیان کی اُن سب نے باتفاق کہا کہ واقعی ہم بندون نے ان دنون خداوند کی فکر کم کردی تھی
اور اُنکی نذر بھی کم جا رہی تھی اُسکا یہ نتیجہ ہوا کہ خداوند نے ہم لوگون کے پیچھے یہ بلا لگا دی مگر اب ہم توبہ
کرتے ہین اب ضرور ہم خداوند کی نذر برابر بہو بجا لایا کرینگے یہ تذکرہ تو یہان پر رہتا لیکن آب حال
سلیمان صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہی کہ جسوقت خیمہ اور بارگاہین قریب کوہ ایستادہ ہو چکین اور
صاحبقران اپنی بارگاہ مین تشریف لائے اور اپنے مقام نشست پر متمکن ہوئے اُسوقت آپ نے
کہا کہ مین چاہتا ہون کہ رسم قدیم ہاتھ سے نہ دون جو دستور نامہ داری ہی اُسکو مین بجا لاؤن سب نے
کہا کہ حضور بہت مناسب ہی اُسوقت آپ نے حکم دیا میر منشی کو حاضر کرو ہرکارے گئے اور فوراً میر منشی
کو حاضر کیا آپ نے فرمایا کہ جلد ایک نامہ وسواس کو لکھو منشی نے فوراً لکھنا شروع کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے دیو وسواس کیسے کیسے سرکش اور کیسے کیسے زبردست دیو ہم لوگون کے ہاتھ سے مارے
گئے مثل اُنکے تو بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تو خدائے حقیقی اور معبود تحقیقی کو
پہچان کہ جو وحدہ لاشریک ہی اور جسنے ایک لفظ کُن سے تمام عالم کو خلق کیا اور شجر و حجر و پری و دیو
و جن و انسان اور حور و غلمان پیدا کیے اور زمین و آسمان اور چاند اور سورج اور ہزارہا ستارے
اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیے اور دن اور رات اور ہزارہا چیزین پیدا کین ایسے خدائے واحد سے
تو منحرف ہوتا ہی اور مین نے سُنا ہی کہ تو ایک بت کی پرستش کرتا ہی جسمین سے آواز آتی ہی اور
تو اُسکے بہکانے مین آگیا ہی اور اس تھوڑی سی حکومت اور بادشاہت کو تو بہت تصور کرتا ہے
اس سے بہتر یہ ہی کہ تو خداوند حقیقی کو پہچان اور اگر تو ایسا نکریگا تو یہ جان لے کہ نہ یہ بت ہوگا اور
نہ تو ہوگا اور اسی مقام پر انشاء اللہ سوائے نام پروردگار حقیقی کے اور کچھ باقی نہ رہیگا بس اس
تھوڑے ملک کو بہت تصور کرنا اور اس اپنے ارادہ سے باز رہ تو انسب و بہتر ہوگا جب نامہ تمام ہوا

تو آپ نے اسکو اپنے ہاتھ میں لیا اور تمام و کمال پڑھکر اپنے دستخط کیے اور مہر بھی آپ کی اُس نامہ پر ثبت کی گئی جب نامہ تیار ہو چکا تو آپ نے اُن لوگوں کی طرف دیکھا یعنے وہ دیو کہ ہمنشینان صحبت تھے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہی کہ اس نامہ کو بحفاظت تمام دیو وسواس تک پہونچادے اول سب نے عرض کیا کہ بہتر ہی آپ نے اُس نامہ کو رکھ دیا دیکھا کہ اخضر زردپوش اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ الامر فوق الادب اس خدمت کو یہ تابعدار سراپا انکسار بجالائیگا اُسوقت صاحبقران نے فرمایا اے اخضر زردپوش میں تمکو اپنا برادر حقیقی تصور کرتا ہوں تمہاری جدائی مجھے ایک لمحہ دشوار ہی لیکن دنگل پر سے اُٹھ چلے ہو اسلیے تمہارا روکنا مناسب نہیں ہی خیر سے

سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + اخضر زردپوش نے وہ انعام جو اس نامہ برداری کے لیے مقرر کیا گیا تھا اُسکو اُٹھا کر اپنی زیب کمر کیا اور نامہ کو بحفاظت تمام اپنے سر پر باندھا اور صاحبقران کو مجرا کیا اور دس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر طرف بارگاہ وسواس کے روانہ ہوا ادھر دیو وسواس کو معلوم ہوا کہ نامہ دار صاحبقران آتا ہی اور دس ہزار دیو کی جمعیت اسکے ہمراہ ہی اُسوقت اسنے اپنے وزیروں اور مشیروں سے کہا اور پوچھا کہ اس نامہ دار کے بارے میں کیا کرنا چاہیے اُن لوگوں نے عرض کی کہ ایلچی را زوالے نیست مناسب یہ ہی کہ اُسکو آنے دیجیے اور مضمون نامہ کو ملاحظہ فرمایئے کیا عجب ہے کہ اُسنے کوئی عذر نامہ لکھا ہو اور خداوند نے اُسکے دل کو پھیر دیا ہو یہ تقریر اُن لوگوں کی سُنکر یہ خوش ہوا اور چپ ہو رہا ادھر یہ نامہ دار قریب لشکر دیو وسواس کے پہونچ گیا۔ خبرداروں نے آکر خبر دی کہ نامہ دار صاحبقران ابن حضوری چاہتا ہے اُسوقت اسنے دیو خامان اور دیو کرنسوس کو حکم دیا کہ تم دونوں جاکر نامہ دار صاحبقران کا استقبال کرکے لے آؤ یہ دونوں حکم پاتے ہی گئے اور اخضر زردپوش کا استقبال کیا اور اپنے ہمراہ لے آئے لیکن آپکے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ اور دنگل نہ تھا اب انھوں نے یعنی اخضر زردپوش نے داہنے اور بائیں دیکھنا شروع کیا مگر انکو کوئی دنگل خالی نہ دکھائی دیا اُسوقت دیو فرزیل نے کہا کہ تو کیا دیکھتا اخضر زردپوش نے یہ سمجھکر کہ بارگاہ وسواس میں دیو فرزیل جادو سرآوردہ افسر ہے ڈپٹ کر کہا کہ میں بیٹھنا چاہتا ہوں مگر یہاں کوئی دنگل خالی نہیں معلوم ہوتا تو ہی اپنے دنگل سے ہٹجا کہ میں بیٹھکر کچھ باتیں دیو وسواس سے کروں اُس وقت دیو فرزیل نے کہا کہ جو کچھ تجھکو کہنا ہو وہ کھڑے کھڑے کہدے کیونکہ تجھکو بیٹھنے کا حکم نہیں ہی بس یہ سنتے ہی اُسنے بڑھکر شاخ پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا ایسا مارا کہ وہ اوندھے منھ زمین پر گر پڑا اور شاخیں اسکی زمین میں دھنس گئیں اور یہ پھڑکنے لگا۔ اخضر زردپوش اسکے دنگل پر بیٹھ گیا اب جو دیو فرزیل نے اپنی شاخوں کو زمین سے نکالا تو اپنے دنگل پر اخضر زردپوش کو بیٹھے پایا اُسوقت دیو فرزیل بادشاہ کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ اگر تجھکو اسکا بٹھانا منظور تھا تو کیوں نہ پہلے سے ایک دنگل اسکے واسطے بچھوا دیا اور ناحق کو تو نے مجھکو ان سب کے سامنے ذلیل کرایا بس تیری دوستی پر لعنت ہی میں نے اِس بہادر کی دوستی اور اطاعت اختیار کی یہ کہکر زمین سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سر پشت نامہ دار صاحبقران عالیشان ہاتھ باندھکر باادب کھڑا ہوگیا یہ معرکہ دیکھکر دیو وسواس نہایت پریشان ہوا اور اسنے نامہ دار سے کہا کہ لا نامہ دیکھوں کہ اُسمیں کیا لکھا ہی اُس وقت اخضر زردپوش نے کہا کہ معمول نامہ یہ ہی کہ اُسمیں چار باتیں سخت اور چار سست ہوتی ہیں اگر تو مضمون

نامہ سے آگاہ ہوا اور اسکو تمام و کمال پڑھ کے چاک کر ڈالا تو جان لینا کہ بارگاہ مین تلاطم کر دونگا۔ یہ کہکر
اپنے دیوبانان کو اشارہ کیا کہ نامہ اس سے لے آ۔ اخضر زردپوش نے کہا کہ تو خود نامہ کو میرے ہاتھ سے
لیجا مجبوراً آپ خود اُٹھا اور نامہ کو اسکے ہاتھ سے لیکر طرف قبیل جنی کے اشارہ کیا جب وہ قریب آیا
تو وہ نامہ اُسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اس نامہ کو بآواز بلند پڑھ۔ قبیل جنی نے لفافہ کو برطرف کیا
اور جو عبارت کہ اُس نامہ مین تحریر تھی اُسکو بآواز بلند پڑھا دیو دیوسواس نے اُس عبارت کو از اول تا آخر
بخوبی تمام سُنا اور قبیل جنی سے کہا کہ اب اسکا جواب کیا دینا چاہیے ہے اُسوقت قبیل جنی نے عرض
کیا اور کہا کہ اسکی دو صورتین ہین اول تو جنگ دوسرے انکا مذہب اختیار کرنا دیو دیوسواس نے کہا
کہ دوسری صورت تو بہت دشوار ہے پس اب صورت اول ہی لکھنا چاہیے اور یہ کہکر اسنے قبیل جنی سے
کہا کہ پشت نامہ پر لکھ دو کہ ہمکو آپ سے جنگ کرنا منظور ہے قبیل جنی نے یہ عبارت بحکم دیو دیوسواس
پشت نامہ پر لکھکر اور نامہ بند کر کے اخضر زردپوش کے حوالہ کیا اخضر زردپوش نے اُس نامہ کو
اپنے سر پر باندھا اور آواز دی کہ اے دیوان قاف یہ دیکھنا کہ نامہ دار صاحبقران عالیشان صحیح
چلا گیا اگر کسیکو کسیطرحکا دعوے ہو تو مین سب طرح سے موجود ہون قبیل جنی نے کہا کہ جو کچھ ہونا
ہے وہ روز میدان جنگ ہوگا کہ کسکے گھمنڈ کا حال معلوم ہو جاویگا آپ سے کچھ تعلق نہین ہے
بقولے ایلچی را زوالے نیست۔ آپ تشریف لیجائیے پس اخضر زردپوش یہ کہکر مع دیو فرزیل
روانہ بسمت لشکر اسلام ہوا اور انکے پہونچنے کے قبل صاحبقران کو زبانی ہلکارون کے معلوم
ہو چکا تھا کہ اخضر زردپوش نے نامہ داری بڑے زور و شور سے کی ہے اور ایک دیو کو بھی مسلمان
کر کے اپنے ہمراہ لاتا ہے اور اس خبر فرحت اثر کو سنکر صاحبقران بہت خوش ہوے اب جو یعنی اخضر
زردپوش سامنے سے آتا معلوم ہوا اُسوقت صاحبقران نے اُسکا استقبال کرایا اور داخل ہونے
بارگاہ کی اجازت دی اخضر زردپوش نے مع دیو فرزیل آکر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور دعاے سلامتی
دی اور اسکے بعد اخضر زردپوش نے جواب خط پیش کیا امیر صاحبقران نے تحریر جنگ بانی فرمایا
کیا مضائقہ ہے اُسکے بعد اُنسے روداد وہانکی پوچھی اُنھون نے من و عن جو کچھ گذرا تھا وہ بیان کیا کہ
جسکو صاحبقران زبانی ہرکارون کے سن چکے تھے مگر دیو فرزیل کا نام نہین معلوم ہوا تھا وہ اسکے
بیان سے معلوم ہوگیا اُسوقت آپنے دیو فرزیل کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو کلمہ طیب پڑھ وہ کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور سارا حال اسنے دیو دیوسواس اور اُسکے معبد کا بیان کیا کہ انمین ایک
عورت ہے ابلیس پرتلبیس کی وہ جسم لگائی ہی پس سب کے سب بے اعتقاد اسکو اپنا خدا و معبود تصور
کرتے ہین اگر حکم عالی ہو تو مین اُس عورت کو یعنی بت کو اُٹھا لاؤن کہ حضور پرنور سے معقول دین اور
وہ نامعقول معقول ہو جاوے اور اُسکی پرستش کرنے والے حیران و سرگردان ہو جاوین صاحبقران
نے فرمایا کہ کس ترکیب اور تدبیر سے تو اُسکو اُٹھا لائیگا۔ فرزیل نے کہا کہ مین جا کر یہ اظہار کرونگا کہ
اُسوقت مین نے بڑا دھوکا کھایا کہ جو اطاعت اخضر زردپوش کی اختیار کی اب میرے دل کو خداوند
نے پھیر دیا اور مجھکو سمجھایا تو مین آپکے پاس واسطے توبہ کرنے کے آیا ہون صاحبقران نے اس
راے کو پسند کیا مہتر گستہم عیار نے کہا کہ مین تمکو ایک پڑیا بیہوشی کی دونگا تم اپنے پاس رکھنا
اور جب وقت پاؤ تو اُسکو کسی مٹھائی مین ملا کر وہان کے نگہبانون کو کھلا دینا وہ سب کے سب
بیہوش ہو جاوینگے اور تمکو لانے مین آسانی ہوگی اور جسوقت وہ لوگ بیہوش ہو جاوین اُسکو اپنی

پشت پر لاد کر لے آنا سب نے اس راے کو پسند کیا اور مہتر سیہم عیار نے وہ پڑیا بیہوشی کی اسکے
حوالہ کی دیو قزل نے وہ پڑیا لی اور رخصت صاحبقران والاشان سے طلب کی صاحبقران نے
فرمایا کہ اچھا جاؤ خدا تمہارا حافظ و نگہبان ہی یہ سنکر دیو قزل سلام کر کے رخصت ہوا اور اسکے عقب
مین مہتر سیہم بھی روانہ ہوا۔ غرضکہ دیو قزل قریب لشکر وسواس کے پہونچکر چیخین مار کر رونے لگا
لوگون نے دیو وسواس سے کہا کہ دیو قزل قریب لشکر رو رہا ہی وسواس نے کہا کہ میرے سامنے
لے آؤ جب یہ سامنے حاضر ہوا اسوقت دیو وسواس نے کہا کہ تو تو گمراہ ہو گیا تھا اب کیون روتا ہی
اسنے جواب دیا کہ خداوند کا جلوہ مین نے دیکھا اور خداوند نے میرے دل کو پھیرا۔ مجھکو آپ از راہ
مہربانی خداوند کے پاس لے چلیے اور میری خطا معاف کرا دیجیے اور پہلے آپ میری خطا کو معاف
فرما دیجیے کیونکہ آپ کے معاف کرنے سے خداوند بھی میری خطا معاف کرینگے اسوجہ سے کہ آپ
خاصے بندہ خداوند کے ہین دیو وسواس نے بلا وسواس یہ معجزہ تصور کر کے اسکو فوراً طرف
معبدگاہ کے روانہ کیا اسنے بہت سی دعائین دین اور کہا کہ اب مین جاتے ہی اپنے خداوند
سے اپنے گناہ معاف کراؤنگا اور ایک دن رات اسکی عبادت کرونگا یہان تک کہ یہ قریب اس
معبدگاہ کے پہونچا اور اپنے ہمراہ چند خوان مٹھائی کے اور چند خوان پکوان کے لیکر
داخل حد معبدگاہ ہوا اور قریب اس بت کے پہونچکر دیو قزل ڈاڑھین مار کر رونے لگا اس
بت سے آواز آئی کہ اے بندۂ خاص الخاص تو اسقدر گریہ وزاری کر تیرے رونے سے ہمارا
دل دکھتا ہی اور ہمنے تیری خطاؤن کو معاف کر دیا تو اب پریشان نہو ہمنے اسوقت توجہ دکی تو گمراہ
ہو گیا۔ یہ کلمہ سنکر دیو قزل نہایت خوش ہوا اور دل مین کہا کہ وہ مارا اب یہ ملعون میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہی اور جسقدر کہ نگہبان تھے انھون نے کہا کہ خوشا نصیب اور زہے تقدیر کہ خداوند نے
تجھ سے گناہگار کی خطائین معاف کین اور یہ کہکر سب اس سے ملے اور اسنے وہ مٹھائی قریب
تمام ہر خاص و عام کو تقسیم کی اور باقی مٹھائی اور پکوان جو تھوڑے سے بچ رہا تھا تو وہ اس بت
کے منھ مین لاکر ڈالدی خداوند نے بھی وہ مٹھائی کھالی اور تمام نگاہبان اور پہرے والون نے
بھی وہ مٹھائی نوش جان فرمائی تھوڑی دیر کے بعد سب نے کہا کہ یہ نذر تمہاری فخر و قبول منظور
خداوند ہوئی کیونکہ اس سب مٹھائی مین بیہوشی تو ملی ہوئی تھی جب اسنے اثر کیا تو وہ سب کہنے
لگے کہ اس مٹھائی نے تو عجب سرور پیدا کیا ہی کبھی ہم زمین پر گر پڑتے ہین کبھی آسمان پر چڑھ
جاتے ہین ساری دنیا کی سیر کر رہے ہین عجب لطف ہمکو آرہا ہی کہ دنیا کا لطف کبھی ہمین ایسا
میسر نہین آیا تھا دیو قزل سمجھا کہ اب اسنے اپنا اثر کیا اور اب خداوند کی بھی آواز نہین آتی
ہی اور اب جو اسنے خیال کیا تو وہ دیو آپس مین کشتیان لڑ رہے اور جو گرتا ہی وہ بیہوش
ہو جاتا ہی تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سب کے سب نگاہبان و پہرے دار بیہوش ہو گئے اسوقت
دیو قزل نے اٹھکر ان سب نگاہبانون کے سر کاٹ لیے مگر اس بت مین سے کچھ آواز نہ آئی
اسنے خیال کیا کہ یہ بھی بیہوش ہو گیا ہی اسوقت دیو قزل نے اس بار عظیم کو اپنی پشت پر
لاد لیا اور لیکر چلا اثناے راہ مین مہتر سیہم سے ملاقات ہوئی اسنے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ
مین نے ان تمام دیوون کو مار ڈالا ہی اور یہ خداوند ہین جو میری پشت پر لدے ہوئے ہین
مہتر سیہم نے کہا کہ واہ کیا اچھے خداوند ہین کہ چپ چاپ لدے ہوئے چلے جاتے ہین لشکر

اسلام میں جاکر تمھاری خبر کرتا ہوں تم جنگل کی راہ سے آنا کہ تمکو کوئی دیکھ نہ لے یہ کہکر مہتر گستہم لشکر
اسلام کی جانب برائے خبر دیو فرزیل روانہ ہوا اور یہ افتان وخیزان اُس بار عظیم کو اٹھائے ہوئے
چلا آتا ہی یہانتک کہ صبح ہوگئی اور روشنی پھیلنے لگی اور یہ لشکر تک نہ پہونچ سکا یہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی
طرح میں پہونچ جاؤں ناگاہ اب جو اسکی نظر اٹھی تو دیکھا کہ دیو فرزیان مع دس ہزار دیو کی فوج
کے کہ اُسکو دیو دسواس نے بذریعہ نامہ طلب کیا تھا آرہا ہی اور دیو دسواس کی کمک کو جارہا ہے
بس یہ دیکھتے ہی اسکا دل دھک سے ہوگیا اور اسنے خیال کیا کہ یہ بڑا غضب ہوا خداوند کریم
اسکے شر سے محفوظ رکھے یہ تو انھیں خیالوں میں تھا اُدھر ایک دیو کی ہمراہیان دیو فرزیان سے
جو نظر پڑی تو اُسنے دیکھا کہ ایک دیو ایک بت کو پشت پر لادے ہوئے چلا جاتا ہی اسنے اُسی وقت
آکر دیو فرزیان سے بیان کیا دیو فرزیان نے یہ سنتے ہی اُسکی طرف دیکھا اور ساتھ اُس دیو کے
چلا کہ جسنے کہا تھا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اُسنے دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو دیو فرزیل ہی مگر یہ بت لیئے
خداوند کو کیوں لیے جاتا ہی یہ خیال کرکے اُتر پڑا اور آکر دیو فرزیل کو گھیر لیا اور پوچھا کہ تو خداوند کو
کیوں لیے جاتا ہی اسنے کہا کہ تمھارا اجارا ہی میں اپنے خداوند کو سیر کرانے اور ہوا کھلانے لیے
جاتا ہوں دیو فرزیان نے کہا کہ خداوند کیا خود ہوا نہیں کھاسکتے ہیں وہ تیرے ہوا کھلانے کے
محتاج ہیں جو تو ہوا کھلانے کو لیے چلا ہی اسمیں کچھ بات معلوم ہوتی ہی حالانکہ تو بھی پرستش
کرنے والا خداوند کا ہی مگر اب اتنی دیر تو نے ہوا کھلائی ہی اب تھوڑی دور ہم ہوا کھلائیں اب
خداوند کو ہمیں دیدے اسنے اُس بت کو تو زمین پر رکھدیا اور دار شمشاد پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی
کہ او حرامزادو تم ایسے خداوند کو مانتے ہو کہ جو جب چاہے لدے ہوئے چلے آتے ہیں اور
مثل ہمارے کھاتے اور پیتے ہیں اور بول و براز کرتے - غرضکہ مثل ہمارے تمام باتیں کرتے
ہیں اب ہم تو ایسے خداوند کو لعنت کرتے ہیں یہ سنکر دیو فرزیان کو بہت غصہ آیا اور دار شمشاد لیکر
بر سر مقابلہ ہوا اور لگے وار پر وار چلنے اب یہ تنہا اور ادھر دس ہزار دیو اسپر ٹوٹ پڑے اور چاروں طرف
سے چقماق اور دار شمشاد اور گرز و خشت سنگ پر چلنے لگے اب یہ دلاوری اور مردانگی دے رہا ہی مگر یہ تنہا اور ادھر تمام
فوج - اب یہ زخمی بھی ہونے لگا اُسوقت اسنے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بالحاح وزاری
بلند کیے اور اسطرح دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان وای فریادرس غریبان بواسطہ تجھکو اپنے کبریائی کا
اور واسطہ تجھکو محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ اور اولاد کبار کا میرے حال زار پر رحم فرما اور اگر میری قضا آگئی ہی
تو کسی نہ کسی طرح میری لاش خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچ جاوے کہ میری مٹی ٹھکانے لگے
غرضکہ تیر دعا اسکا ہدف مراد پر بیٹھا اُدھر مہتر گستہم عیار نے آکر اخضر زردپوش کو طلائے پر تھے اور
دس ہزار دیو ساتھ طلائے پر تھے مہتر گستہم عیار نے سارا حال دیو فرزیل کا من وعن اخضر زردپوش
سے بیان کیا اخضر زردپوش یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اسی وقت مع اُن دس ہزار دیوان کے کہ جو
اُسوقت طلایہ میں تھے اُنکو لیکر چل کھڑا ہوا اور یہ ارادہ دل میں کرلیا کہ چل کر اُس بت کو لے آؤں —
یہاں قضائے کار وہ بت ہوشیار ہوگیا اور لگا چلانے اور غل مچانے کہ اے بندہ فرمانبرداران
خداوند خوب ہوا کہ تم آگئے نہیں تو یہ بندہ پرگناہ مجھکو اپنی پیٹھ پر لادکر لے ہی گیا تھا اور نہ معلوم کہ
وہاں جاکر میرے ساتھ کیا بے ادبی کرتا اب خبردار یہ زندہ نہ جانے پاوے فرزیان نے کہا کہ خداوند اب
کیا مجال اسکی ہی کہ یہ آپ کو لیجا سکے اور میں اسکو پکڑ کر ابھی سزائے معقول دیتا ہوں ابھی یہ کلمہ جو

اسنے کہا وہ ناتمام رہا کہ دیکھا سامنے سے گرد اوڑی یہ اُس گرد کی طرف متوجہ ہوا جب دامن گرد کا
شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ اخضر زرد پوش مع دس ہزار فوج دیوان لیئے ہوے سامنے سے نمودار ہوا اور
نعرہ کیا کہ او مردود کیا کرتا ہی تیری جان کا ملک الموت آگیا میں اخضر زرد پوش اور یہ نعرہ کرکے مع اُن
دس ہزار دیوون کے اسکی فوج پر گرا اور فرزیل دیو کو اپنے لشکر کی پشت پر لیلیا اور داخل فوج ہوگیا
مگر فرزیل نہایت زخمی ہوگیا تھا اب دونون لشکر مقابلہ کرنے لگے اب تو وار پر وار چلنے لگے ہزارہا
دیو قتل ہونے لگے اور دیو سواس کو خبر دارون نے خبر دی کہ اے خداوند نعمت معبدگاہ مین جو لوگ
پہرہدار و نگہبان تھے انکے سر کٹے پڑے ہوے ہین اور خداوند بھی نہین معلوم ہوتے یہ کیا سانحہ
ہوا اور فرزیل بھی نہین معلوم ہوتا ہی اُسوقت ہامان دیو نے عرض کیا کہ عقلاً معلوم ہوتا ہی کہ یہی
دیو فرزیل پکڑ کر لاتا تھا اور جو اسنے اظہار کیا وہ اُسکا فریب تھا یہ اُسی کی حرکت ہی اور خداوند کو
بھی وہی چرا لیگیا ہی اور اُسنے ان سب دیوون اور پہرہ دارون کو قتل کیا ہی یہ کلمہ ناتمام رہا کہ ایک
ہرکارے نے آکر خبر دی کہ خداوند نعمت آپکی عمر و دولت مین ترقی ہو سواے سیاہ مین دیو زبان
سے جو آپکی کمک کو آرہا تھا جنگ عظیم ہو رہی ہی اور خداوند بھی وہان موجود ہین اور خداوند کو دیو فرزیل
لیگیا ہی اور فرزیل کو دیو زبان نے بہت زخمی کیا ہی مگر اُسکی کمک کو اخضر زرد پوش مع دس ہزار فوج
لیکر آگیا ہی اور اُس سے اور دیو زبان سے جنگ عظیم ہو رہی ہی مگر لشکر دیو زبان پسپا ہوا جاتا ہی۔ یہ سُنکر
دیو سواس بہت پریشان ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ بڑا غضب ہوا اور اُسیوقت دیو ہامان کو حکم دیا
کہ جلد جا او اسکی مدد کر اور اخضر زرد پوش کو مع دیو فرزیل اور خداوند کے لے آ۔ یہ حکم پاتے ہی
دیو ہامان مع بیس ہزار فوج دیوان جرار طرف میدان جنگ کے روانہ ہوا ادھر تھوڑے کا رہبات
کارزار مین دیو زبان اور اخضر زرد پوش کا سامنا ہوگیا اُسوقت اخضر زرد پوش نے آواز دی کہ او نابکار
یہ کیا کر رہا ہے کہ ہزارہا بندگان خدا کا خون کرا رہا ہے اور تو چھپا چھپا پھر رہا ہی آ میرے مقابلہ مین
یہ سنتا تھا کہ دیو زبان پھر پڑا اور آواز دی کہ مجھکو بھی یہی منظور ہے اور یہ کہکر اور وار پکڑ کر قریب
اخضر زرد پوش کے آگیا اُنھون نے بھی وار خنجر اور پر ہاتھ ڈالا اب دونون مین جنگ ہونے لگی
اور ہونے لگے وار پر وار چلنے اب جھنجھلا کر اسنے وار کیا اخضر زرد پوش نے اسکے وار کو خالی دیکر اور سپر کی جگہ
دے کر دوال کمر پر اسکے ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اور اسکے واصل جہنم ہوتے ہی اسکے
لشکر مین ہلچل پڑ گئی اور سب کا لشکر چاہتا تھا کہ فرار پر قرار دے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے گرد اوڑی
جب وہ گرد برطرف ہوئی تو دیکھا کہ دیو ہامان مع بیس ہزار فوج دیوان کے چلا آتا ہی اور آتے ہی
خبردار خبردار کہکر لشکر اخضر زرد پوش پر ٹوٹ پڑا اور لشکر دیو نے اخضر زرد پوش کو گھیر لیا اور وار پر وار
ہونے لگے اور وار پر وار چلنے لگے اب ادھر کی دس ہزار فوج مین سے کچھ قتل ہوے ہین اور ادھر
وہ لوگ جو فرار بر قرار کر چکے تھے وہ بھی اسکے ہمراہ پھر پڑے اب جتنے دیو لشکر اخضر زرد پوش
کے قتل ہوے اور جو لوگ باقی رہگئے تھے اُنھون نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور اسطرح دعا کرنے لگے کہ اے خداوند عالم و عالمیان بتصدق پیغمبران اولو العزم علی الخصوص
پیغمبر آخرالزمان خاتم النبیین افضل المرسلین خیر الوریٰ محمد مصطفےٰ اور انکے جانشین یعسوب الدین مظہر العجائب
مظہر الغرائب غالب کل غالب مولانا علی ابن ابیطالب و جملہ ائمہ ہدا و شہدا کا ہمکو اسکے شر سے
بچا اور ہمکو صحیح و سالم رکھ غرضکہ تیر دعا انکا ہدف مراد پر بیٹھا ادھر صاحبقران سلیمان جب نماز صبح سے

فراغ حاصل کرکے اور وظائف وغیرہ سے فراغت کرکے فروکش ہوئے کہ دیکھا کہ سامنے سے جودی عیار
کی غبار آلود پسینہ میں تر نمودار ہوئی اور آکر باادب مجرا کیا اور دعائے سلامتی دیکر عرض کیا کہ حضور دیو فرزیل
نے جاکر نگہبانان بت کو قتل کیا اور اس بت کو لادکر لا رہا تھا کہ دیو ترکان مع دس ہزار فوج کے اسپر
ٹوٹ پڑا اور اسکو بہت زخمی کیا اور یہاں گستہم عیار نے اخضر زردپوش کو اطلاع دی اور اخضر زردپوش
مع دس ہزار فوج کے چل کھڑا ہوا اور جاکر ہم مقابلہ ہوا یہانتک کہ دیو ترہان کو قتل کیا اور فوج ترہان
چاہتی تھی کہ فرار پر قرار دے ناگاہ دیو ہامان مع بیس ہزار فوج کے پہنچ گیا اور اب اس سے ہم مقابلہ
ہے اور بہت سے دیو فوج اخضر زردپوش کے قتل ہو چکے ہیں یہ سنا تھا کہ صاحبقران سلیمان نے
فرمایا کہ ہمارا مرکب لاؤ اور چوب ہاتھ میں لیکر اٹھ کھڑے ہوئے جب مرکب حاضر ہوا صاحبقران
سلیمان مرکب پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھ ایک لاکھ فوج لیکر روانہ بسمت صحرائے کارزار ہوئے
ادھر یہ لوگ دعا کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ صاحبقران
عالیشان مع ایک لاکھ فوج کے تشریف لا رہے ہیں جس وقت کہ صاحبقران سلیمان عالیشان قریب
پہونچے تو دیکھا کہ اخضر زردپوش مع اپنے ہمراہیوں کے خون میں تر بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے
بس یہ دیکھکر صاحبقران نے نعرہ کیا اور کہا کہ منم سلیمان صاحبقران یا حق کہ اران سوفاکی گذاریم کہ از
دست من زندہ و سلامت بردی یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ ماروان قرمساقوں کو یہ سنتا تھا کہ بہادران
سنر زار ما تلواریں بکر بکر کر اور داریں لے لیکر لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے پھر تو تلاطم عظیم برپا ہو گیا کسی کی
کسیکو خبر نہ رہی سر مثل برگ خزان رسیدہ کے گرنے لگے یا مثل اولوں کے سر دیوان کو تیغ کے برستے
تھے عجب ہل چل مچی ہوئی تھی تھوڑی دیر میں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو گئے ایسی گھمسان کی
لڑائی ہوئی کہ دریائے خون اس میدان کارزار میں رواں ہو گیا اور سر اسمیں مثل حبابوں کے
تیرتے نظر آتے تھے اور کشتی حیات اکثر سیل مراد پر ٹکریں کھا رہی تھی اور جو کسیکا پاؤں یا ہاتھ
کٹا ہوا نظر آتا تھا تو معلوم ہوتا تھا جیسے نہنگ یا سوس دریا میں پیر رہے ہیں بازار موت گرم ہے ایک
تیغ سے کل شمع بات رہی ہے اور ایک طرف کو علم ملک الموت آنا سمعہ ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے
صدائے دار و گیر سے وہ جنگل گونج رہا ہے اور ابر سیاہ ڈھالوں کا چھایا ہوا تھا اور چاروں طرف خدا
برق شمشیر کا کوندہ رہا تھا اور دوا تیغ آبدار اور دار شمشاد کے برابر چل رہے تھے قضائے کار صاحبقران
عالیشان لڑتے ہوئے قریب اس بت کے پہونچ گئے اور دیکھا تو وہ بت پڑا ہوا ہے پس اسکو
دیکھتے ہی صاحبقران نے آواز دی کہ او حرامزادے اب میں تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہوں کیونکہ
تیرے باعث سے ہزار ہا بندگان خداوند حقیقی گمراہ ہوگئے اس بت نے آواز دی کہ او صاحبقران
کے پوتے میں نے تیرے دادا کے خوف سے قاف کو چھوڑ دیا تھا اور آکر کوہ سیاہ پر قیام کیا
تھا اور اپنے چند مرید پیدا کر لیے تھے لیکن تجھ ظالم یہاں بھی آگیا پس صاحبقران عالیشان
نے یہ کلام اس بد انجام کی زبانی سنکر اور اللہ اکبر کہکر وہی چوب جو آپکے دست حق پرست میں
تھی اٹھا کر اس زور سے ماری کہ اس بت کے ہزار ہا ٹکڑے اڑ گئے اور ان ٹکڑوں میں سے
دھواں سا پیدا ہوا اور ایک جا جمع ہوکر یہ کہتا ہوا روانہ ہوا کہ اے لے اگر تیری یہی خوشی ہے تو ہم کسی
اور مقام پر اپنا گھر بنا لینگے یہ کہکر اور دھواں بنکر وہ طرف آسمان پرواز ہوا ادھر صاحبقران گھوڑے
کو داب کر دیو ہامان کی جانب کو آئے اور آواز دی کہ او مردود ملاحظہ بہادری کی اب جا سنبھل

دیکھا کہ تمام لشکر قتل ہو گیا ہے اور باقی فوج کے اٹھا جاتے ہیں اور خداوند بھی بھاگ گئے ہیں پس
اسنے یہ دیکھتے ہی طبل امان بجوا دیا صاحبقران عالیشان نے ہاتھ روک لیا یہ دیکھتے ہی سب افسران فوج
نے اپنا اپنا ہاتھ روک لیا صاحبقران عالیشان نے اخضر زرد پوش کو گلے سے لگایا اور بہت اسکی
تعریف کی اور کہا کہ اے اخضر زرد پوش سبحان اللہ کیا کہنا ہے تمھاری جنگ کا آج تم نے وہ جنگ
کی ہے کہ جو میں کرتا - اخضر زرد پوش نے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ ہو کر یہ کہنے لگا کہ اے
رونق دہ دین اسلام ؛ اے قاتلان کفاران نافرجام خداوند کریم حضور کو تا صد و سی سال سلامت
باکرامت رکھے یہ سب تصدق آپ ہی کے فیضان صحبت کا ہے ادھر دیو ہامان نے سب بلائے زمین پشت کے چھوا
اور بہت افسوس کیا اور انکو بتر لخیال کر کے ایک صندوق آہنی میں جکڑا دیا اور حکم کشتوں کے شمار کا
دیا - اب جو شمار کیا تو بیس ہزار لاشیں شمار میں آئیں انکو ایک جا جمع کرا کے اسنے آگ دینے کا
حکم دیا اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلوا دیا اور ادھر صاحبقران نے اپنے کشتگان کو الگ
جمع کرایا اور انپر نماز پڑھوائی اور حسب قاعدہ اسلام دفن کرا دیا اور چاہا تھا کہ اپنی بارگاہ کی جانب
روانہ ہوں کہ دیکھا تو سامنے سے ایک تتق گرد بلند ہوا کہ تمام صحرا گرد آلود ہو گیا جب ہوا نے
اس گرد کو منتشر کیا تو دیکھا کہ سامنے سے دیو سواس مع دولاکھ فوج کے نمودار ہوا اور آکر اس سے
پوچھا کہ کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ ابھی جنگ تمام ہوئی ہے اور باقی حال غلام جلکر عرض کریگا - اور
خداوند کا بھی فرار ہونا بیان کیا اور کہا پلٹ چلیے اسلیے کہ میرے اوپر وقت تنگ آگیا تھا میں نے
خود طبل امان بجوا دیا اور بیس ہزار فوج مع دیو زریان کے ہاتھ سے ان خدا پرستوں کے قتل ہوئی اور
دس ہزار فوج خدا پرستوں کی قتل ہوئی یہ سنکر دیو سواس دیو ہامان کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ
کی طرف روانہ ہوا اور پہونچکر اپنے امکنہ پر متمکن ہوا اور تمام دیو بھی اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت جو دیو
کہ جنگ کر کے آئے تھے انھوں نے کمریں اپنی کھولیں اسوقت بادشاہ دیو سواس نے ہامان سے
پوچھا کہ اب تم واقعہ جنگ بیان کرو اسنے عرض کیا کہ دیو فرزیل بخیال میرے کہ سابقاً عرض کر چکا ہوں
آپ کی خدمت میں جاکر حاضر ہوا تھا اور خداوند کی خدمت میں توسط حضور پہونچا اور وہاں جاکر اسنے
بیہوشی مٹھائی میں ملا کر سب نگہبانان خداوند کو کھلائی جب وہ سب کے سب بیہوش ہو گئے تو اسنے
یعنی دیو فرزیل نے ان سب لوگوں کے سروں کو کاٹ لیا اور خداوند کو پیٹھ پر لاد کے چلا اثنار
راہ میں دیو زریان سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا کہ تو خداوند کو کہاں لیے جاتا ہے اسنے کہا کہ میں
ہوا کھلانے لیے جاتا ہوں اسوقت دیو زریان نے کہا کہ اب خداوند کو دیدو اب ہم ہوا کھلا لینگے
دیو فرزیل نے خداوند کو نہ دیا اور کچھ کلمات سخت خدمت میں خداوند کے کہے کہ دیو زریان کو غصہ
آیا اور لڑائی ہونے لگی اس اثنا میں اخضر زرد پوش مع دس ہزار فوج کے آگیا اور اسنے فوج دیو
زریان کو گھیر لیا اور دیو زریان کو قتل کیا اسکے بعد غلام پہونچا اور غلام نے جنگ کرنا شروع کیا اسوقت
اخضر زرد پوش بھاگا ہی چاہتا تھا کہ سلیمان صاحبقران مع دولاکھ فوج کی جمعیت سے آگئے اور
آن واحد میں دس ہزار دیووں کو قتل کیا اور خداوند کو ایک چوب ایسی ماری کہ خداوند کے ہزار ہا
ٹکڑے ہو گئے جان تو انکی بچ گئی اور قدرت پوری نہ کر سکے اور دھواں بنکر طرف آسمان کے سدھ
کر گئے بندے یہ حال دیکھکر طبل امان بجوا دیا اسوقت آپ تشریف لائے کہ جسوقت میں طبل امان بجوا چکا
تھا اور خداوند یہ بھی کہتے ہوئے طرف آسمان کے روانہ ہوئے کہ پہلے لندھور بن سعدان نے نکالا

اور اب تیری وجہ سے نکلنا پڑا بس یہ شکر دیو وسواس نے کہا کہ دیو فرزیل نے بڑا دھوکا دیا جواب دو
میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے اور یہ حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے یہاں بھی بجے بس یہ سنتے ہی دیو ہامان
نے نقارۂ رزمی پر چوب لگوادی ادھر ہرکارون نے سلیمان صاحبقران سے آکر کہا کہ حضور دیو وسواس
کے لشکر میں طبل جنگ بجا ہے۔ یہ سنتے ہی سلیمان صاحبقران عالیشان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
میں بھی طبل جنگ بجے بس یہ سنتے ہی لشکر ظفر پیکر صاحبقران سلیمان میں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی
اور دونوں لشکر چلے شد و مد سے تیاری لشکر کرنے لگے کوئی اپنی سیف کو پتھر پر چلاتا تھا کوئی بازو کھولتا
تھا کوئی نیزہ درست کرتا تھا کوئی گرز کے لنگر کو دیکھتا تھا غرضکہ دونوں لشکر تیاری جنگ میں معروف
تھے اور آپس میں ایک ایک سے وصیت کرتا تھا کہ کل میدان جنگ ہے نہ معلوم کون مارا جاوے اور
کون جیتا ہے لہذا جو کچھ بھنے کہا سنا ہو اُسے معاف کردو اور جو جسکا قرضدار تھا وہ اُس سے وہ
معاف کراتا تھا یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا اور آفتاب عالمتاب جانب مغرب نمایاں ہوا اور زمانہ شب کا
نمودار ہوا اور ماہتاب فوج سیارگان لیکر مشرق سے ہویدا ہوا طلایہ دار طلایہ پر مستعد ہوئے
اور صدا ہوشیار و بیدار باش کی لشکروں میں بلند ہونے لگی اور یہ صدائیں طلایہ دار دینے لگے کہ
جاگتے رہیو جاگنا بھلا ہے رین اندھیاری میں لوٹ پڑا ہے جاگیو جاگنا بھلا ہے اُن لشکروں میں جو مرد
تھے انکو اشتیاق جنگ میں نیند نہ آتی تھی اور جو نامرد تھے وہ خوف جان سے جاں بلب تھے کچھ
لوگ عبادت کرتے تھے اور موافق اپنے اپنے مذہب کے دعائیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے
کل میدان جنگ کسکے ہاتھ رہتا ہے اور افسران فوج تدابیر جنگ اپنے اپنے دلوں میں سوچ رہے تھے
اور کہتے تھے کہ ہم سب جانیں اپنی اپنی مذہب پر نثار کردینگے غرضکہ وہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور آیا
وہ وقت آیا کہ تمام فوج سیارگان گلشن آسمان پر جہاں تہاں کمین خاور کی جھلک سے یک بیک
جلد جلد کے پردۂ اطلس زرنگاری میں منہ چھپاتے اور مانند شمع سحری کے جھلملانے لگی جب کہ
نسیم عنبر شمیم کے باغ گلشن جنت نعیم سے آنے لگے ؎ جھونکا جو درخت پہ لگا سرو ہوا کا مرغان چمن
کرنے لگے ذکر خدا کا ✦ پھیلا چرخ میں جادۂ کہکشاں ✦ اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیاں ✦ اور لشکر دیو
وسواس اپنے مذہب کے موافق عبادت میں معروف ہوا اور پوجا پاٹ کرنے لگا اور لشکر اسلام
میں بھی صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی ؎ موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ✦ ہوئی بانگ تکبیر کی
بلند ✦ غرضکہ صاحبقران عالیشان نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے اور تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جانب
میدان جنگ کے متوجہ ہوئے اور دونوں لشکر تیاری جنگ میں معروف ہوئے بیلدار تیز رفتار بہ
تیز دستی بلندی و پستی اُس مقام کی درست کرنے لگے اور سقون نے بعد درستی و ہمواری میدان کارزار
کے چھڑکاؤ کرنا شروع کیا اُسوقت زمین میدان کارزار یہ کہتی تھی کہ ابھی چھڑکاؤ پانی کا ہوا ہے تھوڑی دیر میں
خون کا چھڑکاؤ ہوگا ۔ اب دونوں لشکر آراستگی فوج میں معروف ہوئے اور صاحبقران عالیشان نے
اپنی ایک لاکھ فوج کو آراستہ کیا اور دیو وسواس نے اپنی دولاکھ فوج کو آراستہ کیا جب فوج آراستہ ہو چکی
اُسوقت چند کعب نامردوں کے رکیب دلاوروں کے جیب بروں کے قریب آکر اسطرح نقابت
کرنے لگے اِن بہادرو یہی وقت ہے اپنی شرافت اور نجابت کے دکھانے اور داد مردانگی لینے کا
لوا ہو سب کریں اور موا بری بلا ہے ✦ پگ آگے ہٹ رہے اور پگ پیچھے ہٹ جائے ✦ ہاں بہادرو
یہی وقت دلاوری ہے آگے بڑھکر مقابلہ کرنا اور دشمن کو زیر کرنا بہادروں کا کام ہے اشعار

مکان جنکے تھے بڑے + آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے + کوئی لیتا بھی اب نہین یہ نام +
کونسی گور مین گیا بہرام + کل جہان پر شگوفہ و گل تھے + آج دیکھا تو خار بالکل تھے + عطر مٹی کا
جو نہ ملتے تھے + نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے + گردش چرخ سے ہلاک ہوے + استخوان تک بھی
اُن کے خاک ہوے + اب نہ بہمن نہ سام باقی ہے + اک فقط نام ہی نام باقی ہے + یہ نقابت کرکے
نقیب الگ ہوے اور یہ اشعار سنکر دلاوران نامی جھومنے لگے اور تلوارون کے قبضے چومنے لگے اور
لڑائی پر آمادہ ہو گئے دیو قزل نے اجازت میدان کی دیو وسواس سے لی اور چاہتا تھا کہ آگے
بڑھے ناگاہ دیکھا کہ گرد اڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ جلاجل بن سمندون ہزار دست
قریب بیس ہزار دیو کی جمعیت سے آرہا ہے جب قریب آیا اُسنے جھک کر سلام کیا دیو وسواس کو
دیو وسواس نے اسے داخل لشکر ہونے کی اجازت دی یہ اپنی فوج کو لیکر داخل لشکر وسواس
ہوا اور اپنی فوج کو الگ آراستہ کیا ہی تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی جب ہوا نے گرد کو پاک
کیا تو دیکھا کہ سقیل بن قہقہہ مع دس ہزار فوج کے حاضر ہوا اور اسنے بھی سلام کیا۔ دیو وسواس
ابھی اسکی مزاج پرسی بھی نہ کرنے پایا تھا کہ غبار اڑا جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ ا
بن قاردیو مع بیس ہزار دیو کی جمعیت سے نمایان ہوا اور آکر وسواس کو سلام کرکے صف اسنے
اپنی درست کی ہی تھی کہ ناگاہ دیکھا کہ پھر ایک بگولہ گرد کا نمودار ہوا اور جب دامن اسکا شگافتہ ہوا
تو دیکھا کہ حسین صحرانشین سامنے سے پیدا ہوا اور دس ہزار دیو کی جمعیت اسکے بھی ہمراہ تھی اور
آکر دیو وسواس کو سلام کیا دیو وسواس نے جواب سلام دیکر اسکو اپنے قریب بلایا اور اپنے قریب
رہنے کی اجازت دی۔ یہ اپنی فوج کو درست کرکے فوج مین داخل ہوا اسوقت قزل دیو وسواس
سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا اور پکارا کہ ہے کوئی تم مین سے ایسا کہ ہم سے مقابلہ کرے۔ یہ
سنتے ہی اخضر زردپوش نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آیا اور
عرض کی کہ غلام اذن کارزار چاہتا ہے صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ اے اخضر زردپوش مین خود
اس سے مقابلہ کرونگا اخضر زردپوش نے کہا کہ نہین میرے ہوتے ہوے حضور کو لازم نہین ہے
مین امیدوار ہون کہ میری جنگ کا تماشہ حضور ملاحظہ فرمائین کیونکہ خادم وہی خادم ہے کہ جو مالک کے
سامنے مرجاے۔ صاحبقران کو سواے اجازت عطا کرنے کے اور کچھ نہ بن پڑا مجبوراً اجازت میدان
کارزار دی اور یہ فرمایا کہ ؎ سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + سلام کرکے
اخضر زردپوش رخصت ہو کر میدان کارزار مین آیا اور اپنے مرکب کو پھیر کر آواز دی کہ لاف بہادری
کی پس قزل نے وار اسکے سر پر ماری اس بہادر نے جب دیکھا کہ قریب سر اسکا وار آگیا ہے پس
ہٹ کر تیغہ آبدار سے اسکی ضرب کے دو ٹکڑے کیے اور آواز دی کہ ؎ تو ضرب زدی ضرب من ہم بہوش
کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر اور بیاض گردن کو تاک کر ایسا جو تیغہ آبدار کا وار کیا تو
سر اسکا دھڑ سے زمین پر گرا دیو وسواس نے اُسکی لاش منگوائی اور رنگ اسکے چہرہ کا فق ہو گیا ادھر
صاحبقران عالیشان اخضر زردپوش کی تعریف کرتے ہوے لشکر مین لائے کہ دیو حسین صحرانشین نے
یہ معرکہ جو دیکھا اپنی فوج سے نکلا اور خدمت دیو وسواس مین آکر اجازت میدان کارزار طلب کی
دیو وسواس نے اسکو اجازت میدان کارزار دی پس حسین صحرانشین رخصت ہو کر میدان کارزار مین آیا
اور آواز دی کہ لاف بہادری کی اے اخضر زردپوش ہم بھی مشتاق تیری ضرب کے ہین اور اسی ا

کے امیدوار ہیں کہ جو تو نے سر فرزیل پر لگائی ہو یہ سنکر اخضر زرد پوش نے دوبارہ اجازت میدان
جنگ چاہی صاحبقران نے اجازت میدان کارزار دی اور یہ رخش کو مہمیز کرکے قریب حسین صحرانشین
نے دل مین کہا جسکی چوٹ چل گئی وہی فتحیاب ہوگا پس اسنے چوب اٹھاکر سر پر اسکے چرخ دیکر ماری
پس حسین صحرانشین اسکی چوٹ خالی دیکر جھکا گر رکب کے پہلو کیطرف لایا تھا کہ ساتھ ہی اسکے چوب جھوڑ کر وار شمشاد
کا اخضر زرد پوش پر وار کیا یہ سپر کو چہرہ کی پناہ نکرنے پائے تھے کہ وار سر پر اس بیدار مغز کے آگئی
چادر خون کی اسکے چہرے پر چھا گئی اور خود کو لیکر تا دو ابرو اتری کہ داستانین انھون نے مارے
وار سے الگ گئی صاحبقران سلیمان بڑھکر اخضر کو مثل شیر نر کے نکال لائے اور سمجھاتے
ہوئے طرف لشکر کے روانہ ہوئے ادھر دیو حسین صحرانشین نے آواز دی کہ یا صاحبقران اب آپ
تشریف لایئے کہ مین مشتاق آپکی لڑائی کا ہون پس صاحبقران عالیشان نے یہ سنتے ہی ادھر اپنے
مرکب کو مہمیز کیا ادھر علم ہدایت نشان کا پھریرا کھل گیا اور ہوا سے لہرایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دعا
فتح کی وہ پھریرا خداوند کریم سے بزبان حال کر رہا تھا کہ پروردگار عالم فتح صاحبقران عالیشان کی ہو
اور اور جو نشان تھے وہ بزبان حال سر برہنہ آمین کہہ رہے تھے اور وہ علم اور چیز اور نگہ نہ معلوم ہوتے
بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ لوگ سر برہنہ دعا کر رہے ہین کہ خداوند عالم نشان صاحبقران کو برقرار رکھ
کہ اسکے دم سے نام اسلام باقی ہے اور اسیکی وجہ سے ترقی اسلام ہوتی ہے اور ہزارہا بندگان گمراہ
راہ پر آتے ہین غرضکہ صاحبقران عالیشان بمقابلہ حسین صحرانشین میدان کارزار مین پہونچ گئے
اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پندرہ سو من کی چوب مین باندھتا ہون اگر کوہ پر ماروں تو
کاہ ہو جاوے انسان کی کیا حقیقت ہے سوائے اسکے کہ میرے سامنے سے ہٹ جاوے اور
اپنی جان کو بچائے صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی مین دیکھون اور بخدا خالی
نہ دونگا تیرا بھی ارمان نکل جاوے پس یہ کہکے صاحبقران عالیشان سامنے آکھڑے ہوئے اور
اسنے چوب کو تین بار چرخ دیکر سر صاحبقران عالیشان پر مارا لیکن صاحبقران عالیشان نے مرکب
کو ملاکر آنکھ سے آنکھ لڑا دی اور چوب کے منتظر رہے جب چوب اسکی قریب سر صاحبقران آئی اسوقت
اپنے دونون ہاتھ اٹھاکر اس چوب پر ڈال دیے اور المدد یا حیدر کرار کہکر چوب کو پکڑ لیا اور جھٹکا
مارا کہ حسین صحرانشین اپنے مقام سے تین قدم آگے بڑھا اور چوب آہنی چھین کر پھینک دی
یہ چاہتا تھا کہ سیدھا ہون کہ صاحبقران نے دوڑکر اور گھوڑے پر سے کود کر دونون شاخین
اسکی پکڑ لین اسنے چاہا کہ سیدھا ہون ممکن نہوا اب آخر نوبت کشتی کی آگئی اور لگے زور ہونے
لشکر بھی قریب آکر لگے تماشہ دیکھنے اور کہتے تھے مصرع ٹکرا پہاڑ سے جاہل کے حوصلہ
دل کا ۔ غرضکہ دیو حسین صحرانشین سے اور صاحبقران عالیشان سے کشتی ہونے لگی اس طرح سے
کہ جیسے دو فیل مست آپس مین ٹکر لڑاتے ہین یہانتک کہ تمام دن وہ لڑائی رہی مگر کسی کی فتح
نہوئی اور دونون پسینہ مین تر ہوگئے اور شب ہوگئی اسوقت دیو حسین صحرانشین نے صاحبقران سے
کہا کہ دن برائے مقابلہ ہوتا ہے اور شب برائے استراحت ہوتی ہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے
لیے دن اور رات برابر ہے اگر الگ ہو جاوینگے تو فیصلہ جنگ کا دہ ہوگا اور جبتک فیصلہ نہوگا مین
الگ نہونگا یہ سنکر اسنے کہا کہ مین تو آپکی راحت کے واسطے کہتا تھا ورنہ کہکر آپس مین پھر زور
ہونے لگا اور دونون طرف حکم روشنی کا ہوا۔ طرفۃ العین مین روشنی کرادیگئی اور رات کا دن ہوگیا

اور لگی کشتی ہونے جو پیچ وہ باندھتا تھا یہ کھول دیتے تھے اور جو یہ باندھتے تھے وہ کھول دیتا تھا
بعض مقام پر صاحبقران عالیشان اسکی تعریف کرتے تھے اور بعض مقام پر حسین صحرا نشین انکی تعریف
کرتا تھا کہ سبحان اللہ حضور کیا خوب اس داؤن سے نکل گئے ہین غرضکہ اسی طرح مثل دن کے
زمانہ شب کا بھی برطرف ہونے لگا اور دامن شب کا چاک کرکے آفتاب تابان نے عالم کو اپنے چہرۂ انور
سے روشن و منور کیا اور آسمان پر جلوس فرمایا اسوقت گستہم عیار نے عرض کی کہ یا صاحبقران اب تو
یہ کشتی مجھے طول پکڑتی معلوم ہوتی ہی اسوقت صاحبقران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ شاید اسنے
میرے زور مین کچھ فرق پایا ہی جو یہ کلمہ اپنی زبان پر لایا ہی بس صاحبقران نے اسی وقت اسکی
شاخون پر ہاتھ ڈال دیا اور یا حیدر کرار کہکر ایک ایسا جھٹکا مارا تو وہ اوندھے منھ زمین پر گرا اور گرتے ہی
بیہوش ہوگیا اسوقت آپ نے اسکے کمربند زنجیر پر ہاتھ ڈالا اور پہلے ہی زور مین تا بہ زانو اور دوسرے
زور مین تا بہ کمر اور تیسرے زور مین بالاے سر لاکر تین بار چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر دے مارون کہ وہ
ہوشیار ہوگیا اور اپنے تئین لٹکا پایا اسوقت اسنے خیال کیا کہ اب یہ مجھکو شاید پھینکا ہی چاہتا ہی
اور بڑا قوی معلوم ہوتا ہی یہ خیال کرتے ہی اسنے کہا کہ یا صاحبقران زمان امان - آپ نے فرمایا
کہ بشرط صدق دل قبول ایمان اسنے کہا کہ مین نے قبول کیا اسوقت آپ نے اسکو آہستہ سے
مثل پھول کے زمین پر رکھ دیا اسوقت اسنے اپنی فوج کو آواز دی کہ اے یاران مین نے مذہب
و آئین صاحبقران کا اختیار کیا اب جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ چلا آوے یہ سنکر تمام فوج اسکی چلی
آئی اور آکر اسکے کل فوج کے دیو اس سے ملحق ہوئے اور سب نے بالاتفاق کہا کہ ہمنے بھی اسی
دین اختیار کیا کہ جسکو آپ نے پسند کیا یہ دیکھکر دیو وسواس بہت متحیر ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ بڑا
غضب ہوا اتنا بڑا جری آدمی اور اسکے بنائے کچھ نہ بنی اور خداوند نے بھی کچھ مدد نہ کی اور اسکو
صاحبقران نے اپنی فوج مین مع اسکی فوج کے داخل کیا اور صاحبقران زمان مع اپنی فوج روانہ
بہ سمت بارگاہ ہوئے اور فوج آپکی نقارہ فتح کا بجاتی ہوئی فرحان و شادان روانہ ہوئی جب صاحبقران
زمان اپنی بارگاہ مین تشریف لائے تو اپنے تخت پر جلوس فرمایا اور اپنے اپنے امکنون پر سب
افسران فوج متمکن ہوئے اور یہ بھی ایک دنگل پر کہ جسپر صاحبقران نے اسے بیٹھنے کی اجازت
دی تھی متمکن ہوا اسوقت سب افسرون نے لباس جنگ اوتارا اور اپنے اپنے ملازمین کو دیا اور کہا
کہ اسے لیجاؤ تھوڑی دیر کے بعد سب اپنے اپنے مقام پر گئے اور صاحبقران نے اخضر زرد پوش
کو طلب کیا اور لوگون سے کہا کہ تم لوگون نے ابھی تک کچھ انتظام نہ کیا کہ اسکو جلد صحت ہوتی انھون
نے کہا کہ علاج انکا برابر ہو رہا ہی اور ہم لوگ بدل انکے علاج مین مصروف ہین اسوقت آپ نے
حکم دیا کہ یہی مرہم سلیمانی کی انکے زخم پر چڑھائی جاوے یہ حکم پاتے ہی وہ پٹی انکے سر پر چڑھائی
گئی اور انکا علاج ہونے لگا اب حال دیو وسواس کا سنیے - کہ یہ کہتا ہوا کہ صاحبقران بڑا بہادر
اور بلاے روزگار آدمی معلوم ہوتا ہی دیکھیے اسکا کیا انجام ہوتا ہی روانہ سوے بارگاہ ہوا اور لوگ
اسکو سمجھاتے ہوئے اور تسلی اور دلاسا دیتے ہوئے اسکے ہمراہ ہوئے کہ آپ کچھ رنج نفرمائیے
ہم کل اگر خدا نے چاہا تو صورت صاحبقران کو مٹا دینگے اور صاحبقران کو نیست و نابود کر دینگے یہ
سمجھاتے ہوئے اور کہتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور بارگاہ مین پہونچکر دیو وسواس اُن
سب کی دعوت مین مصروف ہوا اور ادھر صاحبقران نے پھر اسکو یعنی دیو حسین صحرا نشین کو طلب کیا

اور فرمایا تو کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اسنے کہا کہ الامر فوق الادب حضور اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائیں میں اُسکی تعمیل کو بدل حاضر ہوں۔ اسنے کلمۂ طیب اپنی زبان پر جاری فرمایا اور یہ بھی کلمۂ طیب پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور جاکر اسنے اپنی فوج کو بھی کلمۂ حق تعلیم کیا سب فوج تو اسکی کلمۂ طیب پڑھکر مسلمان ہوئی لیکن ایک دیو کہ نام اُسکا سرخہ ہی اس ملعون نے مثل طوطے کے پڑھا تھا اور بگر مسلمان ہوا تھا صاحبقران نے ان سب کی دعوت کا سامان کیا اور خیمہ اسکا اپنے خیمہ کے قریب برپا کر دیا ادھر افضال الٰہی سے اخطر زردپوش بھی اچھا ہوگیا اور ان سب میں ملکر شریک دعوت ہوا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اسنے فرمایا کہ شراب لاؤ اُسوقت صراحی مے کی اور گلاس لیکر ایک پری پیکر حاضر ہوئی اور سب کو شراب پلاکر سرشار کیا اُسوقت صاحبقران نے حکم دیا کہ کچھ گانیوالیاں حاضر ہوں یہ حکم پاتے ہی گانیوالیاں حاضر ہوئیں اور صاحبقران زمان کو سلام کرکے باری باری مجرا کیا اور بہ ناز و انداز و عشوہ یہ غزل عاشقانہ شروع کی —

غزل

فراق یار میں اپنا یہ حال زار رہا
رہا تو بصدق غم ہی اپنا یار رہا
بہکے جوش محبت نے کر دیا مجبور
ہمیشہ عاشق بیتاب بیقرار رہا
کیا جو قتل تغافل شعار نے مجھکو
اگر مرے دل بیتاب کو قرار رہا
گئے رقیب کے گھر اور ہمسے وعدہ تھا
تمام رات قیامت کا انتظار رہا
ترے فراق میں تڑپے دل و جگر ہوں
تو پھر حبیب کہاں میں کوئی یار رہا

نہ جنس جگر میں رہی قلب مضطر رہا
عدو سے اپنے جو ترشی سے چار آنکھیں
کہ دل یہ لوہو جگر پر نہ اختیار رہا
صلہ ملا یہ محبت میں تمکو دل دیکر
مرا فسانہ زمانہ میں یادگار رہا
خدا کی شان نہ آئے کبھی وہ وفا میں
تمہاری بات کا اب کسکو اعتبار رہا
ہو سے جان گئی ہجر میں تو جانے دو
نہ اسکو چین اُسکو کبھی قرار رہا
لیس فنا بھی لحد میں ہوا نہ جسم غریب

کوئی رفیق نہ مونس نہ غمگسار رہا
نہ ہوش ہی رہا باقی نہ کچھ خمار رہا
فراق یار میں مانند ماہی بے آب
تمام عمر جہان میں ذلیل و خوار رہا
ضرور آرزو ہے مقتل میں جان دینے
دل و جگر پہ مرے جبکا اختیار رہا
شب فراق سحر تک آنے کی تم وعدہ
تمہارے چاہنے والوں میں بھی شمار رہا
بہار میں جو دکھایا جنون نے زور بیان
بہاں بھی عشق ہمارے گلے کا ہار رہا

خیال گیسو پیچان میں رات بھر منتظر
عجب طرح کا مرے دل کو انتشار رہا

یہ غزل وہ معشوق طنّاز نے اس رنگ سے گائی کہ تمام صحبت بیچین ہوئی اور صدائے تحسین و آفرین کی بلند ہوئی۔ صاحبقران زمان نے اسکو انعام وغیرہ دیکر رخصت کیا اور سب ارکین درباری اپنی فرودگاہ بجا گئے اور سب نے آرام کیا اور حسین صحرا نشین بھی اپنے خیمہ میں آکر لیٹ رہا اور سو گیا اُسوقت دیو سرخہ جو بلاسے تمام مسلمان ہوا تھا اسنے خیال کیا کہ اسکو کسی نہ کسی تدبیر سے نکال لیجانا چاہیے اور یہ ملعون فن عیاری بھی جانتا تھا لیس اسنے ایک پھول میں بیہوشی ملائی اور وہ پھول لیکر خیمہ حسین صحرا نشین میں داخل ہوا اور دیکھا کہ حسین صحرا نشین غافل سو رہا ہی یہ آہستہ آہستہ گیا اور جاکر اُس پھول کو اسنے سونگھایا اسکے بعد اسنے اُسکا پشتارہ باندھا اور خیمہ کی پشت کو چاک کرکے لیچلا جب لشکر کے کنارہ پر آیا تو اسنے خیال کیا کہ اگر میں اسے دیو وسواس کے پاس لیجاؤنگا تو یہ ضرور اسے قتل کرا ڈالیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسکے باپ کے پاس لیچلوں چاہے وہ قتل کرے چاہے سرفراز کرے اور واضح رہے کہ اسکے باپ کا نام دیو عمان صحرا نشین ہی کہ وہ شہر عمانیہ کا مالک ہے یہ سوچکر اور پشتارہ اسکا لیکر چل کھڑا ہوا اور شہر عمانیہ کا رخ کیا ادھر جب زمانہ شب کا برطرف ہوا تو ملازمان حسین صحرا نشین نے دیکھا کہ خیمہ کی پشت چاک ہی اسبابِ شمار کیا تو سب تھے مگر دیو سرخہ کا پتہ نہ تھا

اُسوقت سب نے خیال کیا کہ یہ عیار ہی ہی یہی لیگیا ہی اُسوقت یہ لوگ حیران و پریشان خدمت مین
صاحبقران عالیشان کے آئے اور آکر سارا حال بیان کیا اور عرض کیا کہ دیو سرقہ بہت زبردست ہوا
اور عیار بھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی ہمارے آقا کو لیگیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا اور اپنے نقیب
سے کہا کہ حسین صحرانشین کی خبر منگواؤ اگر اُسکو لشکر دیو وسواس مین نہ لیگیا ہو تو اگر حسین صحرانشین کا
بال بیکا ہوا تو یہ تم سب یاد رکھو کہ لشکر وسواس کو مع اُسکی فوج و سپاہ کے برباد کردونگا اور زمین اُسکی
کو لال کردونگا اُسوقت جہتگستہم عیار نے عرض کیا کہ ابھی حضور تامل فرمائین یہ غلام جاکر خبر لاتا ہے
اور اگر وہ حسین کو وہین لیگیا ہی تو حضور کو اختیار ہی اور اگر وہان نہین ہی تو اور کوئی تدبیر کیجاویگی اور
مین حاضر ہوکر عرض کردونگا یہ کہکر گستہم روانہ ہوا اور لشکر وسواس مین اپنے تئین پہونچایا اور جاسوسی
اور جابوسی کرکے ہر ایک شخص سے دریافت کرنے لگا معلوم ہوا کہ یہ کچھ یہان نہین آئی ہی یہ واقف
ہوا اور خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہوکر بیان کیا کہ حضور حسین صحرانشین وہان نہین ہی معلوم ہوتا
کہ وہ اُسکو اُسکے باپ عمان صحرانشین کے وہان لیگیا ہی اُسوقت ہمراہیان حسین صحرانشین نے کہا کہ حضور
وہان شاید وہین لیگیا ہی کیونکہ اُسکا باپ دیو عمان صحرانشین زمین عمانیہ کا مالک ہی اور وہان کی بادشاہی
کرتا ہی اور ایک لاکھ دیو کی فوج اُسکے زیر حکومت ہی اُسی طرف لیگیا ہی بس یہ سنکر صاحبقران زمان نے
فرمایا کہ مین اُسی طرف کو جاتا ہون اُسوقت اخضر زردپوش نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکا جانا مناسب
نہین ہی کیونکہ اگر یہان دیو وسواس نے طبل جنگ بجوادیا تو اُسکے لشکر کو جواب دینا مشکل پڑیگا اگر
حکم حضور ہو تو یہ غلام اُس طرف کو جائے اور انشاء اللہ تعالے دیو حسین صحرانشین کو جس آفت مین
وہ مبتلا ہوگیا ہو باقبال صاحبقران نجات دے صاحبقران نے یہ کلمات محبت آمیز اور جرأت انگیز
اخضر زردپوش سے سنکر اُسکی بہت تعریف کی اور گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تمھارا جانا اور میرا جانا
برابر ہی اور وہ قوی اور بہادر ہی کہ سبحان اللہ اور تو وہ دوست میرا ہی کہ جب مین شہر سلطانیہ مین
قلعہ سرخ کو فتح کرنے گیا تھا اور مین نے فتح کیا تو وہان سوائے تمھارے میرا کوئی حامی و مددگار نہ تھا
اور جب دیو سرخ اندام کو مارا ہی اُسوقت بھی تم ہی تھے اور شہر سلطانیہ کو سلطان جنی نے آباد کیا
مگر تمنے بادشاہت شہر سلطانیہ کی پسند نہ کی اور میرے ساتھ سے علحدہ نہ ہوئے اب اُسوقت کی
جدائی تمھاری نہایت شاق معلوم ہوتی ہی اُسوقت اخضر زردپوش نے عرض کی کہ حضور مجھکو اجازت
دین تو بہتر ہی۔ اشعار۔ سمجھے چاہا تھا نہ ہو دین عمر بھر تمسے جدا + ہان مگر مجبور ہین جو کچھ کہ خالق
کی رضا + کہتک سنا ہے میرا عفو اب بہر خدا + تو خدا حافظ و ناصر قبول مت جانا ذرا + ہمجو رخصت
ہو چلے لوٹش رکھے اب تمکو خدا + جان تمھارے پاس ہی تن سے یہ فرماد کیجا + اُسوقت صاحبقران
عالیشان نے دوبارہ اُسے گلے لگایا اور دس ہزار دیو مع فرد کے اُنکے ہمراہ گئے اور اخضر
زردپوش کو رخصت کیا اب یہان سے

دو کلمے داستان دیو سرقہ کے بیان ہوتے ہین

یعنی یہ جو قید کیا حسین صحرانشین کو روانہ ہوا ہی تو اُسوقت سے طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب
شہر عمانیہ کے پہونچکر قریب بارگاہ عمان شاہ کے پہونچا اُسوقت عمان شاہ اپنے تخت پر جلوہ فرما
تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور دیو سرقہ کچھ سرقہ کیے ہوئے آتا ہی اور اذن حضوری چاہتا ہی

بس یہ سنتے ہی عمان شاہ نے حکم دیا کہ حاضر کرو یہ حاضر دربار ہوا اور مجری بہ ادب کرکے کھڑا ہوا اُس وقت
بادشاہ عمان نے کہا کہ تو اسوقت اس ہیئت سے کہاں آیا ہی اور تیری پشت پر یہ کیا ہی اسنے کہا کہ بیان
کرتا ہون عمان شاہ نے کہا کہ کہہ اُسوقت اسنے کہا کہ اس پشتارہ مین آپکا فرزند دلبند ہی یعنی حسین
سحر نشین ہی پوچھا کہ کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ جسوقت یہ براے کمک دیو دسواہن پہونچا تو وہ وقت
تھا کہ جنگ ہو رہی تھی اسنے پہلے اخضر زردپوش کو زخمی کیا اوسکے بعد صاحبقران سلیمان سے
مقابلہ ہوا یہانتک کہ نوبت کشتی کی آئی اُسوقت یک شبانہ روز کشتی رہی جب یہ زیر ہوا تو اسنے دین
اور آئین صاحبقرانی کو قبول کیا اور تمام فوج کو بھی اسنے مسلمان کیا اُسوقت مین نے بھی وقت مناسب
جانکر کلمہ پڑھا بعد اُسکے یہ اپنے خیمہ مین سو رہا مین نے اُسوقت اسکو بیہوشی سونگھا کر بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھ کر حضور کی خدمت مین لایا اب حضور کو اختیار ہی چاہے سزا دین چاہے معاف کرین مین
اپنے حق نمک سے ادا ہوا یہ سنکر ایک نعرہ آہ کا عمان شاہ نے مارا اور کہا کہ مین اسکو صاحبقران قاف
سمجھے ہوے تھا لیکن افسوس کہ اسنے دین ناحق قبول کیا معلوم ہوتا ہی کہ اسنے اپنی جان کو عزیز اپنے
مذہب سے کیا اور اپنی حیات کو غنیمت جانا اب اسے ہوشیار کرو سرمدہ نے اُسی وقت گل رفیع
بیہوشی سونگھایا یہ چھینک مارکر ہوشیار ہوا اور آنکھ کھول کر اسنے دیکھا تو اپنے تئین شہر عمانیہ
مین روبرو اپنے باپ کے پایا یہ دیکھکر آنکھین اپنی پھیر بند کرلین اور کہا کہ مین تو حضوری صاحبقران
مین تھا یہ کیسا خواب پریشان دیکھ رہا ہون کہ آواز دیو عمان نے دی کہ اے فرزند آنکھ اپنی کھول
یہ عین بیداری ہی خواب نہین ہی اب اسنے باپ کو دیکھا اور جھک کر سلام کیا دیو عمان نے وہ
جو اسکا دنگل تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ سلام کرکے اُس دنگل پر متمکن ہوا اُسوقت دیو عمان مخاطب
اپنے فرزند کی طرف ہوا اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ دین اسلام قبول کیا اُسوقت اسنے دست بستہ
عرض کیا کہ حضور اگر دیو سرمدہ مجھے آپکی خدمت مین نہ لاتا تو مین خود حاضر ہوکر آپ سے بیان کرتا واقعی
دین اسلام بہت عمدہ دین ہی اور مذہب بت پرستی نہایت خراب ہی اسوقت یہ غضبناک ہوا اور کہا کہ تو
میرے سامنے میرے مذہب کو برا کہتا ہی اور تو اُس خداے نادیدہ کی مدح کرتا ہی کہ نہ دکھائی دے
اب بھی تو عفریت پرستی اختیار کرے اور چالاگوبرکا پی لے اور اپنے آبا و اجداد کے مذہب کو قائم
رکھے کیونکہ بعد میرے تو ہی مالک اس بیابان ہمیشہ بہار کا ہوگا اور شہر عمانیہ تیرے قبضہ مین ہوگا
اور تمام فوج تیری مطیع ہوگی اور مین بھی رضامند ہونگا اور خداوند بھی تجھ سے خوش ہونگے اور یقین
ہی کہ تیری خطا کو بھی معاف کردینگے یہ سنکر اسنے کہا کہ مین تو لعنت کرچکا دین عفریت پرستی و ابلیس
اور ایسے خداوندون پر کہ جنکو ایک بت بیہوشی کرکے اپنی پشت پر لاد لایا — اور وہ جسکے لدے
چلے آئین اور جب جوش آئے تو اپنے بندوق سے مدد چاہین اور جیسے بندھے پڑے رہین اور ایسے
گرز صاحبقران سے اُس خدائے بت کو چور کر دھوان بنکر نکل جائین اور مدد نہ اپنے بندون کی کرین — اور
دیو تریمان کبھی اسی جنگ مین مارا گیا یا یہ خداوند اور خداوند سے ڈر کے دھوان بنکر چلے گئے بس اب
مین چاہتا ہون کہ اگر آپ بھی اس مذہب کو اختیار کرین اور خواب غفلت سے بیدار ہون تو نہایت
مناسب ہی اور مین آپکو لیکر خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہون اور آپ اُنکے دست حق پرست پر
مسلمان ہون اور زیارت سے مشرف ہون اُسوقت اسے یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور جو دیو اسکے
عقب مین کھڑے تھے انھین اشارہ کیا اور کہا کہ اسے پکڑو بہت سے دیو اسپر ٹوٹ پڑے اور چونکہ

اسکے پاس کچھ اسباب جنگ تھا اسے گرفتار لیا اور آہن گر کو بلا کر مسلسل بہ قید شدید کیا اور دیو
عمان نے اپنی زبان میں آبدیدہ ہو کر یہ اشعار پڑھے ۔ ملاقات اسلیے تجھ سے بت بے پیر کم کی
کہ تو نے غیر کی خاطر میری توقیر کم کردی + زبان شمع محفل میں ہوئی تھی کیوں دراز اتنی + بہت اچھا کیا
قینچی نے جو اسے گلگیر کم کردی + یہ اشعار پڑھ کر اسنے کہا کہ اگر اور کوئی ایسی بے ادبی کرتا تو میں اسکی زبان
کو قلم کرڈالتا لیکن تیری یہی سزا ہے اے دیو سرقہ اسے لیجا کر غار سنار میں پھینکدے کہ وہاں نشیمن
اژدروں کے رہنے سے کہا ہیں بلکہ بیان کا دستور و آئین یہی تھا کہ جو دیو لائق گردن زدنی ہوتا ہے
وہ اسی غار میں پھینکدیا جاتا ہے کہ وہ طعمہ اژدر ہو جاے پس اسنے اُسی وقت ارابہ طلب کیا اور اسکو
ارابہ پر ڈالکر اُس غار سنار کی جانب لیچلا اور جو اور دیو اسکے ہمراہ تھے وہ افسوس کرتے تھے اور
آپس میں کہتے تھے کہ اسقدر پاس مذہب دیو عمان کو ہے کہ اپنے بیٹے کو بھی طعمۂ اژدر کرادیا پس شنکر
دیو سرقہ نے کہا کہ اے شاہزادہ گو میں تجھے لے آیا ہوں مگر میں تیرے باپ کو لیاقت سے دور
سمجھا تھا اگر تیرا جی چاہتا ہو تو اپنی قید کو توڑ کر علیحدہ ہو جا کیونکہ میری بھی سنگدلی کا تمام عالم میں
چرچا رہیگا کہ تمام عمر شاہزادہ کا نمک کھایا اور آخر کو اُسی کو قتل کرایا ۔ اُسوقت حسین صحرا نشین نے
کہا کہ میں اسوقت تماشا قدرت خداوندکریم کا دیکھنا چاہتا ہوں اور تو بھی دیکھ کیونکہ میں نے سنا تھا
صحبت صاحبقران میں کہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو کفاروں نے جب آگ میں پھینکا ہے
تو وہ آگ اُنپر گلزار ہو گئی پس میں نے بھی اُسی پروردگار عالم کو سجدہ کیا ہے کیا میری مدد مستجاب
پروردگار عالم نہوگی اور یہ کہکر اسنے یہ رباعی اپنی زبان میں پڑھی وہو ہذا ۔ رباعی ۔ اے آنکہ کاف
نوازش پایندہ توئی + وز دامن شب صبح نمایندہ توئی + کار من بیچارہ فروبست شدہ + بکشا
خدایا کہ کشایندہ توئی + یہ رباعی اسنے کچھ اس درد سے پڑھی کہ وہ بیچین ہو گیا اور تھوڑی دور راہ
چلی تھی کہ اسنے کہا کہ ابھی تک کوئی سامان تمھاری رہائی کا نہیں ہوا یہ کلمہ تمام تھا کہ دیکھا کہ اُس
بیابان سے گرد نمایاں ہوئی اور دیکھا کہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمایاں ہوا کہ آفتاب عالمتاب روپوش
ہو گیا اُسوقت دیکھا کہ جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دو نقابدار عالی مقدار ایک نقابدار گوہر پوش اور
ایک نقابدار سرخ پوش مع چالیس ہزار دیو اور پریزادوں کے نمایاں ہوے اور آواز دی کہ او
قرمساقوں او لوگ صحرائیوں ہم آپہونچے اور یہ کہکے چلے بسمت ارابہ ۔ سرقہ تو بھاگا اور جا کر جلدی
دیو عمان کو خبر دی کہ چالیس ہزار دیو اور پریزاد لیکر نقابدار آپہونچے برائے مدد حسین صحرا نشین آپ
آپکو اختیار ہے ۔ یہی وقت اسنے نقارہ جنگی بجوا کر اور تمام فوج اپنی اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ چل کھڑا ہوا
ادھر دیو حسین صحرا نشین نے نقابداروں کو سلام کیا اور عرض کی کہ میری عقدہ کشائی اپنے دست
مبارک سے آپ کریں کہ میرے پروردگار نے آپکو میری مدد کے لیے بھیجا ہے ۔ یہ سنکر نقابداروں نے
کہا کہ اے دیو حسین ہم تمھیں اجازت دیتے ہیں کہ تم اپنی قید کو آپ دفع کرو پس اسنے سلام کیا اور
خانہ زور میں آکر ایک جو چرخ مارا تو تمام قید کو اسنے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور وہ دیو
جو ہمراہ تھے اُنھوں نے داریں کھینچ لیں اور حسین پر جا پڑے حسین نے بھی وہ ارابہ اپنے ہاتھ
پر اُٹھا کر اُن دیووں کو مارنا شروع کیا کہ یہ لوگ تاب نہ لاسکے اور بھاگے ہی تھے کہ سامنے سے عمان
شاہ مع ایک لاکھ فوج کے آگیا اور آواز دی کہ خبردار جانے نہ پاوے اور یہ کہکر اشارہ کیا تو وہ دیو
دار شمشاد وغیرہ ہانپشت نہنگ و چوب چماق و ترسول و مسول لیکر بڑھے ادھر سے یہ دونوں نقابدار

اپنے گھوڑوں کو چمکا کر مثل برق آتش بہار کے ان دیوان قاف خزان رسیدہ کے اوپر آ گرے اور
انکی ہستی حیات و چراغ زیست کو بجھانے لگے کہ اُسوقت دیکھا کہ گرد اُڑی تو دیکھا کہ دیو فرعون چالیس
ہزار دیو سے پشت پر لشکر نقابداران کے آ گرا - اب لڑائی دو دلی ہوگئی اور دیو عمان کی پشت قوی
ہوگئی ادھر کو جواب دیو حسین صحرانشین آواز بہ مردانگی دینے لگا اور دیو فرعون سے لڑنے لگا -
اور نقابداران دیو عمان شاہ سے لڑ رہے تھے کہ دیکھا کہ ادھر بیابان گرد سے برخاست جب ہوا
نے گرد کو پاک کیا تو نعرہ ہوا کہ منم اخضر زرد پوش اور ساتھ ہی نعرہ دیو قزل کا ہوا کہ منم دیو قزل
غلام صاحبقران اور یہ پشت پر لشکر دیو عمان کی گرا اب جنگ مغلوبہ ہوگئی ایک ایک کو خبر نہ رہی
اور دار پر دار اور چوب پر چوب پڑنے لگے اور سر مثل برگ خزان رسیدہ کے ادھر ادھر گرنے لگے
کہ دیو حسین نے اپنے ہمراہیوں کو آواز دی کہ ادھر بھی خیال کرو کہ میں تنہا لشکر دیو فرعون سے مقابلہ
کر رہا ہوں اور اخضر زرد پوش کو میرا سلام پہونچا دو اور یہ کہہ دو کہ اس جنگ سے اگر میں جانبر نہوں
تو میری لاش کو آپ بخدمت صاحبقران ان میں ضرور پہونچا دیجیے گا بس یہ آواز سنتے ہی اخضر زرد پوش
نے اپنے مرکب کو جولان کر کے مع اپنے لشکر کے قریب لشکر فرعون کے آگیا اور داد مردی مردانگی
کی دینے لگا اور ڈٹ کر جنگ کرنے لگا کہ ناگاہ دیو حسین صحرانشین اور فرعون کا مقابلہ ہوگیا اور دیو
حسین صحرانشین پیدل تھا اور دیو فرعون ایک فیل صحرائی پر سوار تھا اسنے جو ضرب کی تو وہ دیو حسین
کے سر پر آئی یہ زخمی ہوا چاہتا ہی کہ دوسری دار ماری کہ اس اثنا میں اخضر زرد پوش نے آواز دی کہ
کہاں جاتا ہی او نابکار کدھر جاتا ہی تو شکار میرا ہی اسنے پلٹ کر وہی دار خون آلودہ اسکے سر پر ماری
انھوں نے اس دار کو جو آتے ہوے دیکھا تو اپنے تیغ آبدار سے اسکو چستی و چالاکی قلم کیا اور
جھپٹ کر تلوار فیل کے سر پر ماری کہ یہ فیل آتش زدہ ہوکر گرا اور ادھر دیو فرعون زمین پر گرا اور
اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ اخضر زرد پوش نے اللہ اکبر کہکر جو تلوار ماری تو سر اس نابکار کا مثل باد ہوا کے
بوٹ سے اُڑ گیا اور لاش اسکی زمین پر پھڑکنے لگی یہ تماشا دیکھکر دیو حسین صحرانشین نے نہایت
تحسین و آفرین کی ادھر نقابداروں نے سرکشوں کو داب کے قریب دیو عمان شاہ کے آ گئے اسوقت
عمان شاہ نے جھپٹ کے نقابدار گوہر پوش پر ایک دار دار کیا انھوں نے خالی دیکر اپنی تلوار کا دار
کیا کہ اُسکا داہنا ہاتھ قلم ہوگیا اسنے اپنے ہاتھ کے قلم ہو جانے کا کچھ افسوس نہ کیا اور پھرتی سے بائیں
ہاتھ میں دار کو لیکر نقابدار سرخپوش پر وار کیا کہ یہ بھی قریب تھے انھوں نے بھی وار کو خالی دیکر آپ سے
بائیں ہاتھ کو اپنے بدن سے قلم کیا ادھر نقابدار گوہر پوش نے تلوار اسکے سر پر ماری وہ تلوار چمک کر اسکے فرق
پر آئی اور خود وغیرہ قلم کرتی ہوئی تا بہ سینہ آئی تھی کہ جھپٹ کر نقابدار سرخپوش نے ایک وار تلوار کا
اسکی کمر پر کیا کہ یہ مثل خیار کے دو ٹکڑے ہوا ان دونوں شہزادوں نے واقعی عجب طرح کا شکار کیا اور
اسکے ٹکڑے زمین پر گرا دیے اور اہل فوج نے بھی دیکھا اُسوقت نقابدار گوہر پوش نے آواز دی
کہ واہ جناب آپ میرے شکار میں شریک ہوگئے اور میرا شکار آپ نے لیا - انھوں نے کہا کہ دوسرا
شکار تھا - کہ ادھر دیو خاقان نے آواز دی کہ اے شہریاران امان ہم بالشرط الامان ہیں ہم سب نے
ہنسے قبول کیا اور چادر امان سب نے ہلائی نقابداروں نے تلوار روک لی سب کو معلوم ہوا کہ
ہمارے مالکوں نے امان دی سب نے اپنے ہاتھ کو روک لیا - دیو خاقان نے آکر دیو حسین
صحرانشین کو اپنے ساتھ لیا اور دیو حسین صحرانشین نے اخضر زرد پوش سے عرض کیا کہ آپ مع ان نقابداروں

کے شہر عمانیہ میں تشریف لے چلیں اُسی وقت اخضر زرد پوش نے آکر سلام کیا اور انکے کھیلے
ہوئے شکار کو دیکھا اور بہت تعریف کی اور عرض کیا کہ امیدوار اس امر کا ہون کہ شہر عمانیہ میں حضور
تشریف فرما ہوں اور اپنے نام و نشان سے بھی اس غلام کو مطلع کریں انھون نے ہنسکر کہا کہ نام تو
ہمارا کیا پوچھتا ہی اے بھائی بقول شاعر ؎ کون لیتا ہی خبر بے سروسامانون کی + چھانتے ہونگے
کہیں خاک بیابانون کی + انشاء اللہ تعالے جنگ دیو وسواس میں ہم آئینگے اور صاحبقران سے
ملاقات ہوگی تو کیا عجب ہی کہ تم ہمارے نام و نشان سے واقف ہو جاؤگے اور اے اخضر زرد پوش
تو بھی بہت جری ہی کہ تو نے بہت بڑے دیو کو مارا اور یہ کہکر اپنے کشتون کے اٹھوانے میں مشغول
ہوئے او جتنے کفار مارے گئے تھے انھیں اسی غار منار میں پھکوا دیے اور نقابدار اپنی فوج
لیکر جدھر سے آئے تھے ادھر کو روانہ ہوئے اور اپنے کشتون کو دفن کرایا اور اخضر نماز پڑھی
ادھر دیو خاقان مع دیو حسین صحرا نشین و اخضر زرد پوش کے شہر عمانیہ میں داخل ہوا اور اپنے
تخت پر دیو حسین صحرا نشین کو متمکن کیا اور سب سے نذرین دلائین ہر شخص نے دین اسلام کو
بدل و جان قبول کیا اور انکے زخمون کی تیمارداری ہونے لگی بعد دو روز کے اخضر زرد پوش سے دیو
حسین صحرا نشین نے کہا کہ اے برادر اب میں تم سے رخصت ہوتا ہون کیونکہ تمھیں معلوم ہی
کہ صاحبقران تنہا ہیں اور دیو وسواس کا مقابلہ ہی اسنے کہا میں بھی تو آپکے ہمراہ چلونگا انھون
نے کہا کہ نہیں تم زخمی ہو اور یہ لوگ بھی مسلمان نئے ہیں اور دیو فرعون کے لوگ جو ہیں وہ بھی تازہ
تازہ مسلمان ہیں اب آپ دونون جگہ کا بندوبست کیجئے اور ہم جناب صاحبقران کا حال آپکو
مفصل انشاء اللہ لکھینگے یہ کہکر اپنے [illegible] کو تیار کرکے وقت سحر دیو حسین صحرا نشین نے
رخصت ہوکر بخدمت صاحبقران روانہ ہوئے [illegible] اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن
کچھ حال دیو سرقہ کا بیان ہوتا ہی - وہ یہ خدمت میں دیو وسواس کے آیا اور سارا حال جنگ کا
بیان کیا - نقابدارون کا آنا اور دیو خاقان کا انکے ہاتھ سے مارا جانا اور جنگ فرعون کا ہونا اور اخضر
زرد پوش کے آنے کا حال کہنا اور اسکے بعد فتح کا ہونا بیان کیا یہ سنکر دیو وسواس بہت رنجیدہ
ہوا اور کہنے لگا خیر دیکھا جائیگا مقابلہ تو ہے نے دو صاحبقران سلیمان سے اور اسکی بارگاہ میں اختر
گستہم زرین کمر اپنی شکل کو تبدیل کیے ہوئے ہنس رہا تھا ادھر دیو سرقہ نے دیو وسواس سے کہا
کہ میں اگر یہان رہونگا تو کام سوائے تمہارے اور میں نہیں کر سکتا اب طبل جنگ بجوائیے تو میں
جاکر کسی نہ کسی تدبیر سے سلیمان صاحبقران کو زندہ پکڑ لاؤنگا یا سر اسکا لے آؤنگا - یہ ساری تقریر
سنکر گستہم زرین کمر بخدمت امیر حاضر ہوا اور سارا حال من و عن صاحبقران سے جنگ کا بیان
کیا - صاحبقران حال جنگ سنکر نہایت خوش ہوئے اور شوق نقابدارون کا اور زیادہ ہوا اور
حال جرأت نقابداران سنکر فرمایا کہ ایسے ایسے بہادر ابھی موجود ہیں عجب نہیں کہ وہ نسل صاحبقران
سے ہون اور اب مجھے انکے دیکھنے کا از حد اشتیاق ہی گستہم نے عرض کیا کہ دیو سرقہ وعدہ کر چکا
اور دربار میں کہہ چکا ہی کہ یا تو زندہ لاتا ہون یا پکڑ کے لاتا ہون تو میں اسکی تلاش میں جاتا ہون
کہ بہ بلاسے بد آپ کا دم سے [illegible] میں رخصت ہوتا ہون - یہان یہ تذکرہ ہو ہی رہا تھا کہ
چند دیوون نے خبر دی کہ طبل جنگ دیو وسواس نے بے درنگ بجوا دیا صاحبقران نے حکم
طبل جنگ بجنے کا ادھر بھی دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی گستہم کمر ہمت کو باندھکر اور لوگون کو ہوشیار کر

کرکے بہ نگہبانی صاحبقران آپ طرف لشکر وسواس کے روانہ ہوا جب لشکر وسواس مین آیا تو اسنے
دیو سرقہ کو نہ پایا اسکی تلاش مین یہ چل کھڑا ہوا اور برابر ایک صحرا کے جنگل کو پہونچا تو دیکھا اسنے کہ
ایک درخت کے نیچے ایک دیو بیٹھا معلوم ہوتا ہے اور کچھ مسخری کر رہا ہے ستھم نے دل مین کہا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ یہی دیو سرقہ ہے اور یہانتک آیا ہے کہ دن تمام کرکے شب کو عیاری کرون یہ سمجھکر اپنی
صورت اسنے ایک پری کی بنائی اور بناکر ایک تھال ہاتھ مین لیا اور اسمین شراب خوش رنگ کی
شیشیان رکھی، خوانچے اور کچھ حلوا اور موہن بھوگ وغیرہ بھی اسمین رکھا ہوا یہ لیکر چلا ادھر اس دیو
کی نگاہ اس پری پر پڑی بیساختہ اسنے آواز دی کہ او جانے والی اسوقت قریب شام تو کہان
جاتی ہے کہ یہ صحرا صحرائے ہولناک ہے تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہین ہے۔ یہ سنکر پری کترانے لگی اور
اسنے کہا کہ مین روز ادھر سے جاتی ہون مگر سوائے آج کے مجھے کسی نے ٹوکا نہین تو کون ہے
کہا تونے راہ زنی پر کمر باندھی ہے جو تو اس صحرا مین آیا ہے۔ اسنے کہا یہان آ تو مین بتلاؤن۔ یہ اسکے
قریب آئی اور کہا کہ کہہ مجھے ٹھہرنا زیادہ منظور نہین ہے لیکن سرقہ نے جو دیکھا کہ عورت حسین ہے
اسنے کہا کہ لاؤ اتنی دیر اسی سے دل بہلا مین اور یہ اتنا دن کاٹین یہ دلمین اپنے خیال کرتے ہی
اسنے کہا کہ ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر ابھی ایسی جلدی کاہے کی ہے اور یہ سب سامان تم کہان لیے
جاتی ہو اسنے کہا کہ ایک جوگی اس مقام پر ہے اسکے واسطے یہ لیکر جاتی ہون وہ بڑا کامل ہے اگر
تو مجھے روکے گا تو کیا عجب ہے کہ وہ اس مقام پر آجائے اور سزا اسے معقول دے بس یہ سنکر سرقہ
کو غصہ آیا اور کہنے لگا کہ ایک جوگی مجھ ایسے دیو کو سزا دے سکتا ہے اور یہ کہکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور
تھال اسکے ہاتھ سے لے لیا۔ یہ ہان ہان کرتی رہگئی اسنے چھین کر حلوا نوش جان کیا اور وہ شراب
بھی پی لی اور کہا کہ دیکھون کہ اس جوگی کو کیونکر خبر ہوتی ہے اور وہ آکر میرا کیا کرتا ہے اور کہا کہ اب تو
اسی مقام پر بیٹھ۔ یہ پری نقلی مجبور ہوکر زیر درخت بیٹھ گئی اور یہ کھا کر اور شراب پی کر سرشار ہوا اور
دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت یہ ناچنے لگا اور اپنی زبان مین کچھ اشعار واہی تباہی
بکنے لگا اور خوش ہوتا تھا یہانتک ناچتے ناچتے اسکی یہ گت ہوئی کہ ہوا کے تھپیڑے سے دھم سے
زمین پر گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا اس پری نقلی نے یہ حال دیکھکر مستحکم مشکین اسکی باندھی
اور آکر ایک وار شمشیر مین اسکا سر قلم کیا اور سر لیکر یہ بخدمت صاحبقران زمان روانہ ہوا وقت
دربار برخاست ہونے کا تھا کہ اسنے لاکر وہ سر زیر قدم صاحبقران ڈالدیا۔ پوچھا صاحبقران
نے کہ یہ سر کسکا ہے اسنے عرض کیا کہ اسی دشمن صاحبقران کا سر ہے کہ جسکی بابت عرض کیا تھا
اور یہ اسی دیو سرقہ کا سر ہے اور یہ کہکر زیر قدم ڈالدیا۔ یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے
اور خلعت و انعام بہت کچھ دیا اور آپ اپنی بارگاہ مین برائے آرام روانہ ہوئے ادھر صدائین
ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہوئین انتظار صبح مین تمام دیو شب بسر کرنے اور اپنے
اپنے حربون کو درست کرنے لگے اور یہ کہتے تھے کہ کل پھر مقابلہ عظیم ہے دیکھیے کسکی فتح ہوا اور
کسکی شکست ہو خدا نے ایک ایسا شخص پیدا کردیا ہے کہ تمام دیوان قاف کو یہ صاف کرتا ہے اور
دین اسلام کو آباد کرتا ہے۔ یہ لشکر وسواس مین چرچے ہے ادھر زمانہ شب کا برطرف ہوا وقت
سحر نمودار ہوا سلیمان صاحبقران زمان کے لشکر مین وردی بجی اور صدائے اللہ اکبر بلند
ہوئی صاحبقران نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اب جو دیکھا تو دیوان اسلام کمرین باندھے

ہوے آمادہ مرگ صف بستہ استادہ ہین اُسوقت آپ نے شکر خدا کیا اور کل فوج کو لیکر طرف
میدان کارزار کے روانہ ہوے ادھر دیو وسواس بھی کل فوج لیکر اپنی میدان کارزار مین آیا۔
دونون لشکر اپنے اپنے لشکرون کی صف آرائی مین مشغول ہوے ہی تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے
دوسغیل بن قہقہہ مع بیس ہزار فوج کے نمایان ہوا اور آتے ہی دیو وسواس کو سلام کیا اور داخل
لشکر ہوا اسکے بعد ہومان وزیر مع بائیس ہزار فوج کے آیا اُسوقت اسنے حکم دیا کہ آراستگی فوج کر
یہ آراستگی فوج مین متوجہ ہوا اُسوقت دیکھا کہ جلاجل بن سمندون ہزار دست کہ اسکے بھی پچاس ہا
مین آیا اور دیو وسواس کو باادب سلام کیا اور مع بیس ہزار دیوون کی فوج سے داخل فوج دیو وسواس
ہوا۔ اُسوقت ہومان وزیر نے فوج کو درست کرنا شروع کیا یمین و یسار قلب و جناح کے علم افسران
فوج کو دیے اُسوقت بیلدارون نے بہ تیزدستی بلندی و پستی اُس جگہ کی ہموار کی اور سقون نے ابیر
چھڑکاو کیا کہ گرد اُس میدان کی بیٹھ گئی جب فوج درست ہوچکی اُسوقت دیو وسواس نے وزیر ہومان
سے کہا کہ اے ہومان میری فوج تین چار لاکھ ہے اور صاحبقران کی فوج کل ایک لاکھ معلوم ہوتی ہے
اگر ایک ایک مٹھی خاک میری فوج صاحبقران کی فوج پر ڈالدے گی تو یہ سب فوج دب جائیگی میری فوج
اگر خداوند نے چاہا تو پیس کر انکو مار ڈالیگی اب مین یقیناً فتحیاب ہونگا اسواسطے مین تجھے زندانخانہ
بھیجتا ہون کہ وہان تو انتظام کر کیونکہ شاید اگر لڑائی بگڑ جاے اور ہماری شکست ہوجاوے
اور سلیمان صاحبقران کی فتح ہو تو تجھکو خوب معلوم ہے کہ اُس قیدخانہ مین انوار پریزاد مع اپنے ہمراہیون
کے قید ہے اور اُسکی عورتین بھی ہمراہ اُسکے مقید ہین اور وہ اس مقام کا بادشاہ ہے لہذا اُسکی قید کی بہت
ہوشیاری کرنا اور جسوقت میری شکست کی خبر سنتا فوراً انوار پریزاد کو مع اُسکے ملازمین و عورتون کے
قتل کر ڈالنا اسمین تساہلی نہ کرنا یہ کہکر اسنے وزیر ہومان کو رخصت کیا اور یہ سلام کر کے طرف زندانخانہ
کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر انتظام مناسب کیا اور کچھ زیادتی کی اُسوقت قیدیون نے دربانون
سے دریافت کیا کہ آجکل ہماری قید کا کیون زیادہ بند و بست ہے اُسوقت ایک دربان نے کہا کہ سلیمان
صاحبقران اور دیو وسواس سے لڑائی ہے تو دیو وسواس نے حکم دیا ہے اپنے وزیر ہومان کو کہ اگر میری
شکست ہوجاوے تو فوراً ان قیدیون کو قتل کر ڈالنا اسمین تساہلی نہ کرنا یہ سنکر وہ قیدی زار زار
اور دہاڑ رونے لگے اور بالحاح وزاری دست دعا بدرگاہ جناب باری بلند کیے اور یون عرض کرنے لگے
کہ اے کس بیکسان واے فریاد رس غریبان تو خوب جانتا ہے کہ صاحبقران سلیمان کی وجہ سے
ہزارہا بندے تیری پرستش کرنے لگے اور ہزارہا مسلمان ہوگئے اور بت پرستی چھوڑ کر تیری
عبادت کرنے لگے اسوقت ہمکو قتل ہونے کا خوف نہین ہے مگر صاحبقران زمان کو تو فتحیاب کرنا کیونکہ
تو بھی شناسا ہے کہ اُسکی تعداد فوج چار لاکھ ہے اور صاحبقران کی فوج کل ایک لاکھ ہے خداوندا تجھے حق
اپنے حبیب کے دین اسلام کی ترقی کرنا اور دیو وسواس کے شر سے سلیمان صاحبقران کو بچانا۔
یہ سب کے سب مع عورتون کے دعا کر رہے تھے اُسطرف دونون لشکر آراستہ ہوگئے اور صفین
بندھ گئین اُسوقت چند دیوان فوج وسواس نے صف سے آگے بڑھ کے کہا کہ اے صاحبقران
آپکو اجازت دیجاتی ہے کہ آپ اپنے لشکر کو لیکر جسطرف آپکا جی چاہے چلے جایے اور اسوقت جو
ہونا تھا وہ ہوا نہین تو ناحق بندگان خدا کی جانین جائینگی اسلیے کہ تمہاری فوج کم ہے اور کسی طرح سے
برسر مقابلہ نہین ہوسکتی اسواسطے کیون بندگان خدا کی جانین تباہ ہون اُسوقت صاحبقران زمان نے

اپنے افسران فوج کی طرف دیکھا اور کہا کہ واقعی ہے کہ میری فوج بہت کم ہے اور دیو وسواس کی فوج بہت
زیادہ ہے اسلیے مین تمکو حکم دیتا ہون کہ جس بہادر کا جی چاہے چلا جائے مین تنہا مقابلہ اس سے کرونگا
اور اگر خداوند کریم نے چاہا تو بطفیل پنجتن پاک اسپر فتحیاب ہونگا اُسوقت اُن سب نے یکزبان ہو کر
باادب عرض کیا کہ حضور اب ہم آپکو چھوڑ کر کہان جائین۔ [illegible] کو چھوڑ کر تاریکی کی طرف جائین جب تک
ہمارے جانون مین جان ہے اور ہاتھون مین قوت ہے اُسوقت تک آپ کی مدد کرینگے ہان جسوقت بدست
ناچار ہوجائینگے تو مجبور ہو جائینگے یہ کلام جرأت آمیز صاحبقران زمان نے اُنکی زبانی سُنکر نہایت خوش
[illegible] ہوئے اور ان دیوان [illegible] کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جو فوج وسواس سے بڑھکر لیاقت
رکھتی [illegible] تم مسافران [illegible] تمہاری جانون کا مالک [illegible] ہون اگر خداوند کریم نے
چاہا تو تیغ [illegible] کو [illegible] اسلام کا گاڑ دونگا تم لوگ کثرت فوج پر مغرور ہو
[illegible] قیل کو یاد کرو اُسوقت دیو وسواس نے [illegible] صاحبقران سنی اور دل مین کہا کہ واقعی
بڑا بہادر آدمی ہے کہ میری اس کثرت فوج کو کچھ خیال نکیا [illegible] میرے لشکر سے کوئی ہے جو جاوے
اور برسر مقابلہ ہو اُسوقت سفیل بن قہقہہ آگے بڑھا اور عرض کیا کہ مین براے مقابلہ جاتا ہون
یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سامنے سے کرار بن قرارع بائیس ہزار فوج لے آگیا اور دیو وسواس کو سلام
کرکے کہنے لگا کہ مجھے اجازت میدان کارزار ہو دیو وسواس نے کہا کہ تم ابھی ٹھہر جاؤ سفیل بن قہقہہ
نے اجازت میدان کارزار لی ہے اُسوقت سفیل بن قہقہہ آگے بڑھا ہی تھا کہ دیو شنکل آہنی شاخ
نے بڑھکر کہا کہ مین صاحبقران سے مقابلہ کرونگا اُسوقت دیو وسواس نے دیو سفیل سے کہا کہ اچھا
ابھی تم ٹھہر جاؤ دیو شنکل کو مقابلہ کرنے دو بس اجازت پاتے ہی دیو شنکل آہنی شاخ چوب لیے
ہوئے اُچھلتا کودتا آگے آیا اور بڑھکر آواز دی کہ ہے کوئی کہ جو مجھسے مقابلہ کرے اُسوقت اکثر دیوان
فوج صاحبقران نے چاہا کہ ہم براے مقابلہ جاوین مگر صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ مین خود براے
مقابلہ جاؤنگا یہ کہکر آپ خود براے مقابلہ دیو شنکال آئے اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی یہ
سُنکر دیو شنکال نے وار کیا کہ اگر کوہ پر وہ وار کرتا تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے مگر صاحبقران زمان
اُسکے پہلو کے برابر پہونچ گئے اور ایک ہی وار مین اُسکے دو ٹکڑے کیے اور وہ زمین پر گرا اور گرتے
ہی مرغ روح اُسکا قفس جان سے پرواز کر گیا ادھر لشکر صاحبقران مین صداے تحسین و آفرین بلند
ہوئی کہ ناگاہ گرد اُٹھی جب وہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ کرار بن قرار سامنے سے نمایان ہوا اور آکر
دیو وسواس کو سلام کیا اسنے جواب سلام دیا اور داخل ہونے لشکر کی اجازت دی کہ اسنے بڑھ کے
کہا کہ حضور مجھے بسبب اکثر کامون کے آنے مین عرصہ ہوا اسوجہ سے مین چاہتا ہون کہ مجھے اجازت
میدان کارزار ہو۔ اسنے اجازت میدان کارزار دی یہ چلا ہی تھا کہ جلاجل بن سمندون ہزاردست کہ
اسکے بھی پچاس ہاتھ تھے سامنے آیا اور کہا کہ آپ کیون اپنی فوج کو قتل کرائے دیتے ہین مجھے اجازت
دیجیے کہ مین جاکر نام صاحبقران کو صفحۂ ہستی سے مٹادون یا کہیے تو زندہ پکڑ لاؤن اُسوقت دیو وسواس
نے کرار سے کہا کہ اچھا ابھی تم ٹھہر جاؤ اور لشکر مین جاکر دم لو اسنے کہا کہ بہت بہتر ہے اُسکے بعد جلاجل بن
سمندون ہزاردست نے ایک ہاتھ مین گولا اور ایک ہاتھ مین چوب ایک ہاتھ مین دار شمشاد ایک ہاتھ مین
[illegible] ہنگ ایک ہاتھ مین خنجر فولادی ایک ہاتھ مین گرز اور باقی ہاتھون مین پانچ ڈھالین غرضکہ اسنے
اپنے سب ہاتھون مین حربے لیے چنگھارتا ہوا اور مثل بادل کے گرجتا ہوا اس فوج سے

نکلا اور آواز دی کہ اے صاحبقران زمان اب تم میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہو اور میں تمھیں کب
زندہ چھوڑتا ہوں صاحبقران زمان نے یہ سنکر فرمایا کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں وقت جنگ
یہ حال کھلجاتا ہی اور تیرے تو پچاس ہاتھ ہیں تیرے باپ کے تو ایک ہزار ہاتھ تھے مگر جسوقت کہ
وادو صاحب سے مقابلہ ہوا تو وہ ایک ہزار ہاتھ کچھ بھی نہ کر سکا اور جناب نے اُسکو واصل جہنم کیا
اور تیرے تو پچاس ہی ہاتھ ہیں انکو تو میں مثل اُن ٹھونٹوں کے قلم کردونگا کہ جو بیچ درخت میں پیدا ہو جاتے
ہیں یہ سنکر اسکو اور زیادہ غصہ آیا اور مثل فیل مست کے چنگھاڑا کہ سارا میدان کارزار گونج گیا یہ حال
دیکھکر تمام اہل فوج صاحبقران بدرگاہ جناب حنان دمنان یوں عرض کرنے لگے کہ خداوندا تو ہی اُسکے
شر سے بچانا اور کہتے تھے کہ تمام قاف میں یہی ایک دیو ہی کہ اس سے سب پناہ مانگتے ہیں یہ دعا
کر رہے تھے کہ ناگاہ اُسنے صاحبقران پر حملہ کیا اُدھر صاحبقران نے یا حیدر کرار کہا اور اسکے قریب
آگئے ابھی وار آنے نہ پایا تھا کہ آپ نے تیغہ سہراب کا وار کیا اور اُسکے ہاتھ کو قلم کیا اسنے اپنے
ہاتھ کو گرتے دیکھا اور ہیہات کیا اور پھر حملہ آور ہوا آپ نے اُسکے اُس ہاتھ کو بھی قلم کیا یہانتک کہ
آپ نے کل ہاتھ قلم کر ڈالے صرف دو ہاتھ باقی رہے کہ ایک ہاتھ میں گولا اور ایک ہاتھ میں ڈھال
تھی اُسوقت اسنے سر صاحبقران کو تاکا اور گولا اس زور سے مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ گولا پڑتا تو ریزہ
ریزہ ہو جاتا وہ گولا آنکر کھلبلاتا ہوا سر صاحبقران پر پڑا صاحبقران نے چرخ کھایا اور اسپ بھی
تین مرتبہ چرخ کھا گیا اُسوقت جلاجل بن سمنہ دو ہزار دست نے آواز دی کہ اے دیو وسواس خبردار
صاحبقران زمان جانے نہ پائے میں نے کام صاحبقران کا تمام کر دیا ہے اسوقت اُسکی فوج سے
چندہا فسران فوج برائے گرفتاری صاحبقران زمان نکلے ہیں کہ ادھر ایک لاکھ فوج صاحبقران فوج
دیو وسواس میں نعرہ اللہ اکبر کہتی ہوئی دھنس آئی اور جنگ مغلوبہ ہونے لگی اور وار تیر و
چلنے لگے اور برابر سے ہر دو جانب اور کالپشت سہنگ اور وار شمشاد اور بیچ میں چلنے لگیں ایک ہنگامہ
عظیم برپا ہو گیا خون بہہ بہہ کر مثل ندی کے رواں ہو گیا اُسوقت مقتولوں کے ہاتھ اور سر اُسمیں بہنے
لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بچھوے تیر رہے ہیں اور سر اُسمیں مثل حبابوں کے اُبھرتے تھے اور پھر
بیٹھ جاتے تھے تین پہر تک یہ لڑائی رہی اور لشکر صاحبقران نے خوب داد مردی و مردانگی دی مگر کہاں
وہ چار لاکھ فوج کہاں یہ ایک لاکھ اب انکی فوج گھونگھٹ کھانے کو تھی کہ ناگاہ ایک تتق گرد
سامنے سے نمایاں ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آسمان خاکی زیر آسمان اور پیدا ہو گیا ہی جب
ہوا نے گرد کو مارا اور گرد نے ہوا کو مارا یہانتک کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش
اور نقابدار یاقوت پوش مع فوج کثیر کے نمایاں ہوئے اور عقب میں اُنکے اخضر زرد پوش
مع اپنی فوج کے چلا آرہا ہی یہ دیکھتے ہی نقابداروں نے آواز دی کہ باش او قرمساقان خبردار
ہم تمھاری جان کے ملک الموت آگئے اور آتے ہی مثل ضیغم ان روباہوں کا شکار کھیلنے لگے
ناگاہ کرار بن فرار کا سامنا نقابدار گوہر پوش کا ہو گیا اُسوقت کرار بن فرار نے کہا کہ او نقابدار گوہر پوش
کہاں جاتا ہی آ مجھ سے ہم مقابلہ ہو یہ سنکر نقابدار گوہر پوش اسپر جھپٹ پڑے اور اسنے بھی
وار شمشاد کا اُٹھا کر انپر وار کیا آپ نے وار کو آتے ہوئے دیکھکر سپر کو چہرہ کی پناہ کیا اور اسکے وار کو خالی
دیکر اور اللہ اکبر کہکر تلوار اسکا وار کیا یہ برق سر کرار بن فرار پر چمکی اور جھک کر گری اور خرمن ہستی کو
اُسکے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور مرغ روح اُسکا قفس جان سے پرواز کر گیا یہ دیکھکر سقیل بن فہقہ

برابر مقابلہ بڑھا تھا کہ نقابدار یا قوت پوش سے لیے بڑھکر کہا کہ او مردود کہاں جاتا ہی - یہ انکی طرف جھپٹا
اور کہا کہ خوب ہوا کہ تو نے مجھے ڈکا پہلے مین تیرا ہی خاتمہ کرون اور یہ کہکر گرز گران کا وار کیا آپ نے
اسکی ضرب کو خالی دیا اور یہ اسکے لنگر مین جھکا اسوقت آپ نے جو زنجیر کمر کو تاک کر ایک ایسا وار شمشیر
کیا کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا اسوقت صاحبقران نے خیال کیا کہ کہین ایسا نہو کہ دیو وسواس
انکے ہاتھ سے قتل ہو جاوے اور اس اثنا مین انکو جو زخم لگا تھا وہ بھی اچھا ہو چلا تھا کہ آپ نے
کچھ دوا مین چھڑک کر اسکو باندھ دیا تھا صاحبقران زمان اس خیال مین تھے کہ دیو وسواس قضا کا
سامنے سے دکھائی دیا بس آپ اسیوقت نیمچہ سہراب کو لیکر جھپٹ پڑے اور کہا کہ او نامرد تو کہان
اب میرے ہاتھ سے بچ سکتا ہی اور مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون یہ سنکر دیو وسواس نے اپنے
دل مین خیال کیا کہ واقعی صاحبقران زمان بہت ہی زور آور شخص معلوم ہوتا ہی کیونکہ ابھی تھوڑا
عرصہ ہوا کہ اسنے بہت بڑا زخم کھایا تھا مگر اسکی یہ جرائت ہی او رآواز دی کہ مین بھی یہی چاہتا تھا
کہ مجھ سے اور آپ سے مقابلہ ہو جاوے اور اس لڑائی کا خاتمہ ہو جاوے وہ امید میری پوری
ہو گئی اسوقت اخضر زرد پوش نے کہا کہ حضور ابھی یہ غلام موجود ہی مجھے حکم ہو کہ مین جا کر اس ملعون
کا خاتمہ کر دون یہ سنکر صاحبقران نے کہا کہ پہلے اس سے مین خود مقابلہ کرونگا اور یہ کہکر اسکے قریب
آگئے اور فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی بس یہ سنتے ہی دار شمشاد پکڑ کر یہ صاحبقران زمان پر جھپٹا اور
بڑھکر وار کیا آپ نے اسکے وار کو خالی دیا اسوقت یہ بہت خفیف ہوا اور گرز لیکر بڑھا اور کہا کہ
گرز مادی حمال بازی ہی اور یہ وہ گرز ہی کہ اگر رستم ہوتا تو وہ بھی اسکی تاب نہ لا سکتا یہ کہکر اسکے
سر صاحبقران کو تاک کر اسکا وار کیا آپ پھرتی سے اسکے پہلو پر آگئے جب گرز آپ کے قریب آیا
اسوقت آپ نے اسکو بائین ہاتھ سے روکا اور مضبوط پکڑ کر ایک ایسا جھٹکا مارا کہ گرز اسکے
ہاتھ سے چھوٹ گیا اور یہ اوندھے منھ گرتے گرتے بچگیا اسوقت آپ ہنسے اور فرمایا کہ اسی
بل پر تو ناز کرتا تھا اسوقت اسنے کہا کہ گرز کی ضرب تو خالی گئی مگر اب اس چوب سے بچنا آپ کو
محال ہو جاویگا اور یہ کہکر چوب اٹھا کر پھر بڑھا اسوقت آپ اسکے بائین طرف سے داہنی
طرف آگئے ادھر اسنے چوب کا وار کیا کہ وہ ہاتھ اسکا مع چوب کے قطع ہو گیا اور یہ ہاتھ کو
دیکھکر ہیہات کہتا ہوا پیچھے ہٹا اور پھر دار شمشاد کو لیکر جھپٹ کر وار کیا آپ نے مثل ضرب اول
کے پھر وار کیا اور اس ہاتھ کو بھی مع دار کے قطع کیا اب یہ بے دست ہو گیا اور خون اسکے
شانون سے مثل پرنالے کے جاری ہو گیا اب اسکے افسران فوج نے چاہا کہ اسکو بچا لیجائین
اس وقت آپ نے اللہ اکبر کہکر اور نیمچہ سہراب کو اٹھا کر مارا کہ وہ نیمچہ مثل برق اسکے سر پر چمکا
اور چمک کر گرا کہ اسکے خرمن حیات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور روح اسکی طرف دوزخ کے روانہ
ہوئی یہ حال دیکھکر فوج دیو وسواس کے پاؤن اکھڑ گئے اور ادھر بہادران اسلام کو اور زور زیادہ
ہو گیا اور ڈٹ کر وار کرنے لگے اسوقت افسران فوج نے یہ حال دیکھا اور خیال کیا کہ اب ہم مین
فوج صاحبقران زمان کسیکو زندہ نہ چھوڑیگی یہ خیال کرکے چادرین امان کی ہلانے لگے اور کچھ لوگ
تلوارین گردن مین باندھ باندھ کر ہلانے لگے اور خواہان امان ہوے اور یہ آواز بلند گویا ہوے کہ جیسا کیا
کیا اسکی سزا پائی اب طلبگار امان مین آپنے فرمایا کہ بشرط قبول ایمان امان سب نے کہا کہ بہت
بدل قبول کیا اسوقت صاحبقران نے اپنا ہاتھ روک لیا یہ دیکھتے ہی سب افسران فوج نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا

اور لڑائی ختم ہوئی اور سب افسران فوج صاحبقران قریب صاحبقران آئے اور عرض کیا کہ اب ہمکو کیا
حکم ہوتا ہی اُسوقت آپ نے فرمایا کہ لاشیں شہیدان اسلام کی لاشہائے کفار سے علیحدہ کر لو
یہ حکم پاتے ہی افسران فوج نے لاشہائے شہدا الگ کرنا شروع کیں اور ادھر افسران فوج دیو
و سواکیں آئے اور کہنے لگے کہ اگر حکم ہو تو ہم بھی انکی لاشیں الگ کریں حالانکہ اب ہم سے اور ان سے
کوئی تعلق نہیں ہی کیونکہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور یہ سب کافر تھے مگر ہم نے انکا نمک کھایا ہے
اسلئے آپ سے اجازت کے خواہاں ہیں اُسوقت آپ نے حکم دیا کہ اچھا مناسب ہی تم بھی انکی لاشیں
الگ کر لو اُسوقت یہ سب کے سب لاشیں علیحدہ کرنے لگے یہانتک کہ لاشیں اُنکی علیحدہ کر دی گئیں
اور اب جو شمار کیا تو پونے دو لاکھ دیو فوج دیو و سواس سے مارے گئے اور پچیس ہزار فوج صاحبقران
سے قتل ہوئے غرضکہ صاحبقران زمان یعنے سلیمان صاحبقران نے پھر دوبارہ حکم دیا کہ ہماری
فوج کے جو لوگ قتل ہوئے ہیں وہ دفن کیے جائیں اور فوج کفار کے جو مقتول ہیں وہ جلادیے جاویں
اُسی وقت ایک گڑھا عمیق کھودا گیا اور سب کو اکٹھا کر کے اُسمیں ڈالدیا اور دفن کر دیا اور صاحبقران
زمان اُنکے اوپر بہت گریاں ہوئے اُدھر اُن سب نے مقتولین کفار کو ایکجا جمع کیا اور ساٹھ ہزار من
لکڑیاں جمع کرا کے پھنکوا دیا اُسوقت آپ داخل بارگاہ ہوئے اور پوشاک جنگ کو اُتارا
اُسوقت نقابدار عالیمقدار واسطے رخصت ہونے کے آئے صاحبقران زمان نے انکی بہت تعریف
و مدح کی اور اپنے گلے سے لگایا اور داہنے اور بائیں جگہ دی اور فرمایا کہ میں خیال کرتا تھا کہ قاف
میں چراغ اسلام گل ہو گیا لیکن الحمد للہ اب تم دونوں صاحبوں کو دیکھکر یہ یقین ہوا کہ ابھی یہاں
چراغ اسلام روشن ہی اب میں آپ سے اس امر کا امیدوار ہوں کہ آپ یہ فرمائیں کہ آپ کس گلستان
کے گل ہیں اور کس سرو کی قمری ہیں اب آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کریں کیونکہ آپ سے
بوئے یگانگی آتی ہی اور آپ کی طرف میرا دل خود بخود کھنچتا ہی اور اسکے قبل اخضر زرد پوش نے
آپکی مدح و ثنا کی ہی اور واقعی آپ نے اُسکی مدد بہت دلاوری اور بہادری سے کی میں آپکا بہت
ممنون و مشکور ہوا مگر میں اب اُس وقت تک مجھ سے لے لیزل رخصت نہ دونگا کہ جب تک آپکے نام نامی
اور اسم گرامی سے مع حسب و نسب کے واقف نہ ہونگا یہ سنکر نقابداروں نے سر کو جھکا لیا اور عرض
کیا کہ ہماری سرگذشت ایک قصہ طویل ہی لیکن اتنا عرض کیا جاتا ہی کہ قمر زاد اور گوہر زاد یہ دونوں
صاحبقران اول کے حضور سے سنے ہونگے جنگ دیو آتش بار میں وہ دونوں حضرات شہیدان راہ
خدا ہوئے اُسوقت ہم بہت کمسن تھے کہ ہماری مائیں ہمکو لیکر سرحد قاف سے نکل گئی تھیں جب
ہوشیار ہوئے تو والدہ مہربان نے سارا حال بیان کیا اور قاف چہارم میں کہ وہاں چند دیو اور پری
خدا پرست تھے اور حکومت دیو بیکہ پرست کی تھی اُسکو معلوم ہوا کہ یہ چند آدمی خدا پرست ہیں
اُسوقت وہ بر سر پرخاش ہوا اور ہم سے برسر مقابلہ ہو کر ہمارے ہاتھ سے وہ مارا گیا اور ہم نے اُس
ملک کو اسلام آباد کیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر مشتاق قدمبوس ہو کر ہم یہاں آئے
اور یہ جو نقابدار نقوت پوش ہیں یہ قمر زاد کے بیٹے ہیں کہ وہ میرے چچا تھے اور میں گوہر زاد کا بیٹا
ہوں اور ہم دونوں پوتے ہیں جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور میرا نام اختر پریزاد اور انکا نام
انجم پریزاد ہی یہ سنکر صاحبقران نے دوبارہ گلے سے لگایا اور کہا ارے بھائی میں بھی پوتا ہوں
جناب صاحبقران اول کا اور بیٹا ہوں صاحبقران اعظم کا لیکن اب

وہ کھلے داستان حیرت بیان دیو ہومان کے بیان کے جاتے ہیں

کہ بروقت شروع جنگ کے جو دیو دسواس نے اسکو واسطے قتل پریزادان مع بادشاہ کے قیدخانہ مین بھیجا تھا جسوقت کہ ہومان وزیر نے سنا کہ دیو دسواس مارا گیا اُسوقت اسنے یہ خیال کیا کہ بادشاہ یعنی انوار پریزاد کا ہلاک کرنا عبث اور بیکار ہے اسلیے کہ دیو دسواس کا دنیا پر اب آنا بہت مشکل ہے اور اگر تم نے انھین قتل کیا تو صاحبقران زمان کو معلوم ہو جاویگا اور وہ مثل دیو دسواس کے قتل کر ڈالینگے اور خداوند نے بھی وعدہ کیا تھا کہ مدد کرینگے لیکن کیا ایسی مدد کی کہ دیو دسواس کو قتل کرا ڈالا اور آپ دھوان بنکر اڑ گئے اب انکا ماننا بھی حرام ہے اور واقعی ایسے خداوند پر لعنت کرنا چاہیے اور یہ خیال کر کے اُسنے انکے قتل سے دست کشی کی کیونکہ سے جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے بال نہ بیکا کر سکے گو دو جگ بیری ہوے ۔ یہ وہان سے چلا یہان قیدخانہ مین جو آکر دیکھا تو بادشاہ مع اپنے پریزادون اور رفیقون کے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے ہیں اور عورتین ۔ سینے سر کے بال کھولے دعا کر رہی ہین یہ معرکہ دیکھکر دیو ہومان نے آواز دی کہ تیرِ دعا تمھارا ہدف مراد پر بیٹھا اور صاحبقران کی فتح ہوئی اور دیو دسواس مارا گیا یہ سنکر سب کے سب برائے سجدہ خداوند عالم خم ہوے بعد فراغ سجدہ کے انوار پریزاد نے سر کو اٹھایا اور دیو ہومان سے کہا کہ اب ہم موجود ہین ہمارا سر کاٹ لے کیونکہ خداوند عالم نے ہماری دعائین مستجاب کین یہ سنکر دیو ہومان نے کہا کہ وہ ہاتھ قطع ہو جاوین کہ جو آپ پر اُٹھین اور آپ لوگون کو قتل کرین اسلیے کہ مجھے معلوم ہوا کہ مذہب اسلام برحق ہے اور بت پرستی اور ان خداوندون کی اطاعت نہایت بیکار ہے اور مین مسلمان ہو گیا اب مین خدمت صاحبقران زمان مین جاتا ہون اور وہان جا کر ان قیدخانہ کی حالت کہتا ہون اب آپ مطمئن رہین یہ کہکر طرف بارگاہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور افتان وخیزان وپریشان قریب بارگاہ گلستان ارم سلیمانی کے پہونچا اور اس بارگاہ مین سلیمان صاحبقران مع نقابداران جلوہ افروز ہین کہ مہتر ستہم زرین کمر نے آکر عرض کیا کہ دیو ہومان وزیر بادشاہ دیو دسواس بغیر ہتھیار رومال باندھے ہوے دربارگاہ پر حاضر ہے اور اذن حضوری چاہتا ہے اُسوقت ارشاد عالی ہوا کہ بلا لو یہ سنکر مہتر ستہم زرین کمر گئے اور اپنے ہمراہ لیکر سامنے صاحبقران کے لائے اُسوقت صاحبقران نے اُسکی طرف دیکھا اسنے جھککر مجرا کیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اسکے ہاتھ کھول دو فوراً اسکے ہاتھ کھول دیے گئے اُسوقت اسنے عرض کی کہ حضور مجھے کلمۂ حق تلقین فرمائین صاحبقران زمان نے اسے کلمۂ طیبہ سے سرفراز و ممتاز کیا اور وہ از سر صدق مسلمان ہوا۔ اُسوقت صاحبقران نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کر کے بیٹھ گیا اور یون گویا ہوا کہ حضور دیو دسواس نے مجھے برائے قتل بادشاہ سابق یعنی انوار پریزاد اور اسکے ہمراہیون کے مقرر کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اگر میری شکست ہو تو ان سب کو قتل کر ڈالنا یہ کسی دوسرے حکم کا انتظار نہ کرنا لیکن جسوقت سے مجھے خبر ہوئی کہ دیو دسواس مارا گیا اُسوقت سے مجھے خیال ہوا کہ اب انکا مارنا اچھا نہین ہے مگر اس خیال کا دلمین گمان لینے والا معلوم ہوا اور انکا استغاثہ دیکھا کہ آپکی فتح کے لیے دعا کر رہے ہین اُسوقت مین بھی مسلمان ہوا اور یہ خیال کیا کہ حضور کے سامنے جا کر مشرف ہون خداوند کریم نے ایسا ہی کیا اور مین نے اُنکے قتل سے دست کشی اختیار کی اب جیسا حکم ہو ولیا انکے ساتھ کیا جاوے ۔ یہ سنکر صاحبقران نہایت خوش و دلشاد ہوے اور فرمایا کہ انکی قید کسقدر ہو گی اُسوقت اسنے عرض کیا

کہ حضور میں ساڑھے تین سو قیدی ہیں اسوقت صاحبقران نے کہا کہ تو جاکر جلدی قلعہ قمر تخت میں پہونچا
دے کہ جو اُنکا قلعہ قدیم ہی اور اُنسے کہدیناکہ وہاں آپ جاکر حمام وغیرہ کیجیے اور جب طبیعت انکی
درست ہو اُسوقت ہمسے ملاقات کیجیے اور ہم سے اسواسطے یہ کہا جاتا ہی کہ اُنکے ناموس بھی
اُنکے ہمراہ ہیں اُنکا آنا اُنکے لیے نہایت ناموسی کا ہی یہ سُنکر اُسنے سلام رخصت کیا اور طرف قمر خانہ
کے روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر صاحبقران کے الطاف وکرم کا حال بیان کیا اور اپنے ہمراہ لیجاکر قلعہ
مین داخل کیا ان لوگون نے صاحبقران کا نہایت شکریہ ادا کیا اور مصروف درستی لباس وغیرہ
ہوے اور ہومان نے انکی تیمارداری مین سرگرمی کوشش کی اور مصروف علاج ہوا بعد دو دن
کے ہومان کو بادشاہ نے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ تابعدار سراپا انکسار حاضر دربار ہونا چاہتا ہی
ہومان خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہوا اور پیام بادشاہ کا عرض کیا۔ صاحبقران نے فرمایا
کہ کہو کہ آپ تشریف لائیں۔ یہان انوار پریزاد ریحان شاہ کو کہ وہ انکا سمدھی ہی ہمراہ لیکر
چلنے ہی کو تھا کہ دیو ہومان نے آکر کہا کہ حضور تشریف لیچلیں اُسوقت انوار پریزاد مع ریحان شاہ کے
طرف دربار کے روانہ ہوے جب قریب دربار پہونچے صاحبقران نے براے استقبال خضر زردپوش
کو روانہ کیا اور چند اور دیو بھی اسکے ساتھ کیے جب یہ پہونچے تو خضر زردپوش نے انکا استقبال
کیا اور صحبت صاحبقران مین لیکر حاضر ہوا ادھر صاحبقران زمان نے انکے لیے ایک تخت سنہری
بچھوا رکھا اُسوقت آپ نے اُنکی طرف دیکھا انھون نے سلام کیا صاحبقران نے تخت پر بیٹھنے کی
اجازت دی اُسوقت اُنھون نے کہا کہ ہمین تو اب تخت و تاج سے کچھ سروکار نہین ہی ہمین تو آپ
اپنی رعایا تصور فرمائیں صاحبقران نے فرمایا کہ آپکو معلوم ہی کہ ہم کسیکا تخت و تاج نہین چھینتے ہیں
یہ ملک اور تاج اور تخت آپکا آپ ہی کو مبارک رہے بعد گفتار بسیار آپ نے انکو تخت پر بٹھایا اور
جتنے اُنکے ملازمین تھے اُنسے نذرین دلوائیں اور بعہدۂ وزارت دیو ہومان کو انکا وزیر مقرر کیا
اُسوقت انوار پریزاد نے شکریہ اس عطا کا ادا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دیو دسواس کا حال آپ
کچھ بیان کیجیے بادشاہ نے عرض کیا کہ یہ سپہ سالار میرا تھا اور خدا پرست تھا ایک دن صحرا مین
تھا کہ آواز آئی کہ تو ہمکو اپنا خدا و خداوند تصور کرے تو ہم تجھے یہانکا بادشاہ کر دین اسنے کہا کہ مین آپ کو
کیونکر پاؤنگا اُسوقت آواز آئی کہ ایک بت بہت بڑا سا لا کہ اُسمین ہم بیٹھینگے پس تاک کر وہ
بت تیار ہوا اور اسنے تھوڑے سے آدمیون کو یعنی دیو دن کو بھی موافق کر لیا تھا اور فرزند میرا
کہ نام اُسکا سلطان ورقہ ہی کہ وہ نہایت جری اور بہادر تھا جب وہ جلاوطن ہو گیا اُسوقت اسنے
مجھے کمزور پاکر مع اہل و عیال کے قید کر لیا اور مذہب بھی اسنے تبدیل کیا اور اس بت کو سجدہ
کرنے لگا اور اب یہان کی حکومت کرنے لگا اُس قید مین جو جفائیں ہین اُنکا حال تو اُسکو خدا ہی
خوب جانتا ہی بیان سے باہر ہی لیکن ایک روز دعا کرتے کرتے جو مین سو گیا تو مین نے خواب
مین دیکھا کہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تو غم نہ کھا کہ زمانہ تیری
رہائی کا قریب آگیا اسلیے کہ کافرون نے تمام قاف کو صاف کر دیا ہی لیکن ہماری اولاد مین سے
ایک شخص پیدا ہوا ہی وہ صاحبقرانی کریگا اور اس قاف کو بھی اسلام آباد کریگا اور قریب
ہی کہ وہ تمھاری امداد کرے اور تمھین پھر بادشاہ کرے بس یہ دیکھکر میری آنکھ کھل گئی اور
مین کچھ اور زیادہ پوچھنے بھی نہ پایا اُس دن سے وہ تکلیفین بہ راحت مبدل ہوگئین

اس دن کا انتظار کرنے لگا۔ الحمد للہ کہ آپ کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوا اور یہ بھی تو
یہ سنکر صاحبقران نے سجدۂ شکر کیا اور فرمایا کہ یہ رومالی جو آپ کے گلوے مبارک بندھا ہوا ہے اسکی
کیا وجہ ہے۔ بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ یا صاحبقران میرا غم لائق سننے
کے نہیں ہے کیونکہ ایسا نہو کہ اس غم کو سنکر حضور بھی مبتلاے غم ہوں اور میری حالت یہ ہے بقول شاعر
روتے ہیں ساری رات سارے دن * کیا بُرے کٹتے ہیں ہمارے دن * مرا دردیست اندر
دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دردم کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد * حضور نے یہ کبیکا دوہا
بھی سنا ہوگا۔ دوہا۔ آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل بھی جلجائے * پاپی جیرا نہ جلے کہ
جسمیں آہ سماے * میرا حال ایک داستان عظیم ہے اگر آپ بگوش ہوش سماعت فرمائیں تو
میں عرض کروں۔ صاحبقران نے فرمایا کہ جو مصیبت آپکی ہے اُسے میں اپنی مصیبت تصور کرتا ہوں
حال اپنا بیان کرو۔ اُسوقت پھر ایک آہ انھوں نے کھینچی اور زمان شاہ کی جانب کو دیکھا۔
زمان شاہ کے بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
انھوں نے کہا کہ یہ مجھ سے زیادہ صاحب آزار ہیں اور فی الحال میرے ہمدرد بھی ہیں یہ کہکر
اپنی روداد بیان کرنا شروع کی اور کہا کہ ایک سوداگر خواجہ کمتر نامی کہ جو اولاد بہلول سے ہے عرصہ
ہوا کہ وہ کچھ مال تجارتی لیکر میری بارگاہ میں آیا اور اسکے ساتھ ایک میمون بھی تھا لیکن اُسکے
جسم پر مختلف رنگ نہایت ہی خوشنما تھے۔ سوداگر نے آکر مجھے سلام کیا اُسی طرح سے اُس
بندر نے بھی سلام کیا اور مودب ساتھ سوداگر کے کھڑا رہا میں نے اجازت بیٹھنے کی
سوداگر کو دی وہ بندر اُسی مقام پر استادہ رہا۔ سوداگر سے میں نے کہا کہ اسے بھی بٹھالو
سوداگر نے کہا کہ یہ اجازت کا امیدوار ہے میں نے اجازت دی تب وہ بھی پاس سوداگر کے کرسی
پر بیٹھ گیا۔ اس میمون کے حرکات و سکنات دیکھکر میرا فرزند یعنی سلطان ورقہ نہایت متعجب
ہوا اور اُسکو وہ بندر نہایت پسند آیا لیکن بخوف میرے خاموش رہا۔ جب اشیاء جواہر وغیرہ
میں نے دیکھے اور حسب خواہش اشیاء خرید چکا اسوقت میرے فرزند نے پوچھا کہ یہ میمون بھی
جدا کروگے۔ سوداگر نے عرض کی کہ یہ بندر میرا محسن ہے اسلیے کہ ایک جزیرہ قاف میں میرا گذر ہوا
وہاں ایک مہنت اسکو لیکر براے فروخت آیا میں نے دو سو روپیہ دیکر اُس سے خرید کیا جب
میں اپنے جہاز پر آیا اور تیاری میں نے کی تو دیکھا کہ یہ بندر اپنے گلے سے زنجیر جدا کرکے دریا میں
کود پڑا مجھے نہایت ہی تعجب ہوا اور خیال گذرا کہ وہ مہنت اسکو اس طرح سے فروخت کرتا ہے اور
پھر اسی طرح سے بھاگ جاتا ہے میں سکوت میں بیٹھا تھا کہ دیکھا میں نے کہ دریا سے اُبھرا اور منھ
میں ایک سیپ دبائے ہوے میرے جہاز پر پھر آیا اور مجھے سیپ دیدی میں نے جب اُس
صدف کو چاک کیا تو اسمیں سے کئی ہزار روپیے کے گوہر بیش بہا نکلے مجھے گویا اسلیے اپنی ہزار گنی
قیمت دیدی اور میرے ہمراہ رہنا پسند کیا تو بھلا میں ایسے میمون کو فروخت کرسکتا ہوں اگر یہ
میمون خود آپکے پاس رہنا گوارا کرے تو مجبوری ہے یہ سنکر سلطان ورقہ یعنی میرے فرزند نے
کہا کیوں اے میمون اگر تم ہمارے پاس رہنا مناسب جانو تو چلے آؤ۔ میمون نے سوداگر کی طرف
دیکھا اُسوقت سوداگر نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہتا ہے کہ میں شاہزادے کے پاس رہوں تو مضائقہ نہیں مگر
کبھی کبھی آکر دیکھ جاؤنگا اُسوقت بندر نے سلام کیا اور سوداگر کے پاس سے اٹھکر شاہزادہ کے پاس

آ بیٹھا شاہزادہ بہت خوش ہوا اور باچھیں اُسکی تا بناگوش تاب آگئیں اور سوداگر خواجہ کمتر کو
مال و اسباب جو خریدا تھا دیکر رخصت ہوا اور یہ شاہزادہ اس بندر کو لیکر داخل محل ہوا بندر نے
جھاپ جھاپ کے ہر ایک کو سلام کیا سب عورتیں بہت خوش ہوئیں اور تعجب سے کہتی تھیں
کہ کیا خوب اسکو سکھایا ہے کہ اسمیں تمام حرکات و سکنات انسانی ہوگئے ہیں۔ غرضکہ شاہزادہ
اپنی خوابگاہ میں اسے لیگیا اور نہایت مانوس ہوا ایک روز اُسنے شب کو ایک تصویر شاہزادی
کو دی یہ اُس تصویر کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور پوچھا کہ اے میمون یہ تصویر کسکی ہے اور کیا سبب
ہے تجھ سے میں کیونکر دریافت کروں کہ تو بات نہیں کر سکتا ہے چونکہ وقت تخلیہ تھا میمون گویا
ہوا اور کہا کہ مجھکو حکم بات کرنے کا نہیں ہے لیکن گویائی خداوند کریم نے ہمیں بھی عنایت کی ہے
اور اگر ایسا نہوتا تو ہم تمام باتیں آپ لوگوں کی کسطرح سمجھ سکتے۔ اور نہ میری گویائی کا حال کسی سے
بیان نہ کیجئے گا۔ یہ تصویر شاہزادی گلشن روم کی ہے اور اسکے باپ کا نام لعمان شاہ ہے اور شاہزادی
کا نام کوکب الفلک پوش ہے اسکے اوپر ایک جن نہایت زبردست سوار ہے لہذا وہ آپکو ہلاک کریگا
اور آپ بلا تکلف چلیے گا میں ایک نقش آپکو دونگا وہ جن جلکر خاک ہو جاویگا اسوقت شاہزادی
کا عقد آپکے ساتھ ہو جاویگا۔ یہ سنکر شاہزادہ اس سے اور زیادہ خوش ہوا اور اُس بندر سے
انس کرنے لگا ادھر زمان شاہ ایک روز صبح کو جو اُٹھے تو دیکھا کہ ایک پرچہ کاغذ ملفوف میرے
سرہانے رکھا ہوا ملاحظہ زمان شاہ ہوے اُس لفافہ کو چاک کیا تو اُسمیں سے ایک پرچہ کاغذ نکلا اور یہ
لکھا تھا کہ اے زمان شاہ قلعہ قمر بخت میں سلطان ورقہ نامی ہے اگر وہ آجاوے تو تمھاری لڑکی فوراً
اچھی ہو جاوے بس زمان شاہ اُس پرچۂ تحریر کو پاتے ہی بہت مسرور ہوا اور اسیوقت اُس نے
اپنے وزیر کو طلب کیا اور کہا کہ تو طرف قلعہ قمر بخت کے روانہ ہو اور وہاں جاکر سلطان ورقہ
کو لے آ۔ وزیر حکم پاتے ہی طرف میرے قلعہ کے آیا جب مجھے خبر معلوم ہوئی تو میں نے
اُسکا استقبال کرایا اور داخل دربار کیا۔ اُسوقت وزیر نے کہا کہ میں نے یہاں کے لوگوں سے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سلطان ورقہ حضور کے فرزند ارجمند ہیں اور وجہ میرے آنے کی
یہ ہے کہ میرے بادشاہ یعنی زمان شاہ نے اُنکے لینے کے لیے بھیجا ہے اُسوقت میں نے کہا کہ
کس غرض سے اُنھوں نے طلب کیا ہے اُسوقت وزیر نے ساری روداد جن کی بیان کی میں نے
اُس سے کہا کہ میرا فرزند نہ تو عامل ہے اور نہ کسیکا پیر عمل ہے جسنے یہ خبر اُس سے دروغ کہی ہے
ہاں والد ماجد مرحوم عامل زبردست تھے اور میں کچھ نہیں جانتا۔ اُسوقت سلطان ورقہ فرزند
حقیر میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا وہ ہنسا۔ میں نے کہا کہ تمھاری ہنسی کا کیا سبب ہے اُسنے کہا کہ
میں اُس جن کو انشاء اللہ تعالیٰ مار دونگا میں نے کہا کہ کیا تو نے کچھ اپنے دادا سے یاد کیا ہے اُسنے
کہا کہ میں نے سیکھا تو کچھ نہیں ہے مگر عالم رویا میں جناب دادا صاحب نے مجھے اسکا اُتارنا بتادیا
ہے اُسوقت وزیر نے اصرار کیا اور کہا کہ حضور یہ گھر آپکا ہے اور وہ بھی آپکا گھر ہے جیسے یہاں رہے ویسے
وہاں رہیے اور ایک شخص اگر حضور کی بدولت اچھا ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے آخر میں نے کچھ اس ترکیب
سے کہا کہ سواے اجازت رخصتی اور کچھ نہ بن پڑا حتی کہ بندہ زادہ مع وزیر کے گیا اور زمان شاہ
لے دوان یہ سمجھا زمان شاہ نے بہت تملق اسکے ساتھ کیا اور کہا کہ میں اُس جن کے اُتارنے
سے باز آیا مجھے ایسے شکیل کو موت کے پنجہ میں بھیجنا نہیں چاہتا کیونکہ اُس جن کا قاعدہ یہ ہے کہ جو کوئی

عامل جاناہی وہ اُسے قتل کر ڈالتا ہی اسلیے مین تمھارا کھنا مناسب نہین جانتا اُسنے کہا کہ حضور
مین انشاء اللہ اُسے ضرور مار ڈالونگا اور جلا کر خاکستر کر دونگا آپ مطمئن رہیے۔ آخرکار زمان شاہ
مجبور ہوا اور اُسنے دوسرے روز چند ملازم اُسکے ہمراہ کیے اور طرف اُس باغ کے روانہ کیا جب
یہ قریب باغ کے پہونچے تو ملازمین الگ ٹھہر گئے اور کہا کہ بسم اللہ آپ تشریف لیجائیں یہ دروازہ
کھول کر اندر اُس باغ کے گیا اور تعویز کو اپنے ہاتھ مین لیا اور ایک انگشتی بھی پہنے ہمراہ لی اُسوقت
اُسنے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ اُس باغ مین برہنہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوے اُسپر جھپٹی
اور کہا کہ کیا تو مجھے اُتاریگا اور قریب اُسکے آگئی اُسوقت بندہ زادہ نے اُس تعویز کو اُس پر ڈالدیا
اُسمین سے دھواں نکلا اور اُسکے بدن مین لگا تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور لگی چلانے کہ ہاے
جلا اور یہی چلاتی ہوئی وہ بھی گری اور بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا تو اُسنے لباس طلب کیا اور کہا
کہ مین کہان ہون اُسوقت دو شالہ بندہ زادہ نے اُسپر ڈالدیا اور یہ خبر زمان شاہ کو پہونچی زمان شاہ
اُسی وقت باغ مین آئے اور اپنی دختر کو داخل محل کیا اور میرے فرزند کو اپنی بارگاہ مین لائے اور
ترنج خوشبودار اُسکے سینہ پر مارا اور کہا کہ اس دختر کو آپ اپنی کنیزی مین قبول کرین اسلیے کہ آپنے
اُسے برہنہ بھی دیکھا ہی آخرکار زمان شاہ مع اپنی دختر اور میرے فرزند کے قلعہ قمر بخت مین آئے
مین بہت خوش و مسرور ہوا اور جمیع ارکان سلطنت کو بیحد خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اُسوقت مین
تیاری شادی مین مشغول ہوا۔ ادھر میمون بدشعار کا حال حضور ملاحظہ فرمائین کہ اُسنے ایک دن بندہ زادہ
تخلیہ مین پاکر عرض کیا کہ یہ تو آپ کو مبارک ہو لیکن اب دوسری بات مین اور عرض کرتا ہون کہ آپکے
دادا نے ایک خزانہ بہت عمیق پوشیدہ کیا ہی کہ وہ کسیکو نہین معلوم ہی اُس خزانہ کو بھی آپ
فراہم کیجیے فن سپاہ گری مین تو آپ کا شہرہ ہی ہی مگر عامل زبردست بھی اب کہلایے گا سلطان
ور قمر نے پوچھا کہ اے میمون باوفا وہ خزانہ کہان ہی اُسنے کہا کہ مین بتاتا ہون لیکن میرے کلام کو
صادق جانیے گا جو مین کہون اُسپر عمل کیجیے گا اور ہرگز جو کوئی منع کرے تو آپ اُسکے کہنے کو نہ مانیے گا
اُسنے اقرار کیا اور کہا کہ جیسا تم کہوگے ویسا ہی مین کرونگا اُسوقت اُس بندر نے ایک چھُری اُسکو
دی اور کہا کہ جانب غرب جو کوٹھری مقفل ہی اُسکو آپ کھولیے گا اور اُسکے اندر پتھر سنگ سیاہ کا
رکھا ہی اُسکو اُٹھائیے گا اُسوقت آپکو ایک زینہ ملیگا اُسمین چلے جائیے گا بعد اُسکے ایک الماری
آپکو دکھائی دیگی اور اُسمین ایک مرغ آپکو بیٹھا ملیگا اور وہ آپ سے میری بدی کریگا آپ ہرگز
کچھ خیال نہ کیجیے گا اور اُسے ذبح کر ڈالیے گا بعد اُسکے آپکو خزانہ ملجائیگا کہ آپ اُس سے بہت
مسرور ہونگے اُسوقت اُس کم عقل و کج فہم نے اُسکے کہنے کو باور کیا اور داخل محل ہوا اور اُس کوٹھری
کے کھولنے کا قصد کیا ایک آدمی خواص نے منع کیا اور کہا کہ جبسے آپکے دادا صاحب نے انتقال کیا
ہی اُسوقت سے یہ کوٹھری بند ہی اور اُنکی ممانعت اُسکے کھولنے کی ہی بندہ زادہ نے جھڑک دیا اور
قفل کو کھولا تو جیسا اُس بندر نے کہا تھا ویسا ہی مشاہدہ کیا اور مرغ دکھائی دیا اُسوقت اُس مرغ
نے آواز دی کہ اے شاہزادے مین تمھارے راز دلی سے آگاہ ہون خبردار اُس بندر کے کہنے پر عمل
نہ کرنا نہین تو تم عذاب سخت مین مبتلا ہو جاؤگے تمھارے دادا صاحب نے مجھے نگہبان اپنے گھر کا
مقرر کیا ہی جبتک مین اس مقام پر ہون کوئی جن اور ساحر لوگون کو اذیت نہین دے سکتا اور وہ
میمون جنی ہی بندر نہین ہی تمھارا دشمن قوی ہی میری وجہ سے کچھ نہین کرسکتا اور نہ کرسکتا ہی تم بعیش تمام

بھی گر پڑا اسکے گا اور خوش ہو گے اور نہیں تو جسطرح سے کہ باز کو مار کر بادشاہ بچتا یا تھا اسی طرح تم بھی کف افسوس
ملو گے لیکن اسنے اُسکے کہنے پر کچھ اعتنا نہ کی اور بہت ظلم دست ظلم کو دراز کیا اور اُس مرغ کو ذبح کر ڈالا
اسکے مرتے ہی وہ میمون مثل شعلۂ جوالہ بھبکا محل میں آیا اور گر کر شکل انسانی پیدا کی اور چند آگے
ایک تاریک سحر اسنے مارا جب وہ بچتا تو تمام مکان تاریک ہو گیا جب افاقہ پری دختر نے اسنے دیکھا
کہ اسکی دختر یعنی بجا موج کو بلایا تھا اور دونوں تخلیہ میں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں وہ دھواں
اُن دونوں کی طرف یہ کہتا ہوا چلا کہ منم میمون جنی - اب ان دونوں سے ملاقات روز حشر ہوگی - اب
اسنے تم لوگ دست کشی کرو جب وہ دھواں برطرف ہوا تو اُن دونوں کو اُس مکان میں نہ پایا اسوقت
محل میں ایک کہرام عظیم برپا ہوا میں گھبرا کر داخل محل ہوا اور ساری روداد سنی اور اُس مرغ کا
ہلاک ہونا بھی سنا اسوقت سلطان ورقہ اُس کوٹھری کے باہر آیا اور اسنے بھی یہ خبر سنا اور
چاہا کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے ہم سب نے اُسکو باز رکھا اور یہ کہا کہ ایک تمھارے دادا کا شاگرد کہ نام
اُسکا فہیم عامل ہے اُسے بلوا کر ساری حقیقت ہم دریافت کرتے ہیں یہ کہکر میں نے فہیم کو بلوایا جب
وہ آیا تو میں نے اور سلطان ورقہ نے سارے حالات بیان کیے اسنے بہت افسوس کیا اور کہا کہ
اب مکان تو آپکا بند نہیں ہو سکتا مگر میں اُن دونوں کے حالات سے آپکو آگاہ کرتا ہوں یہ کہکر
اسنے خانۂ مرگ کو خانۂ حیات کے مقابل کیا اور بانسہ اسنے پھینکا اور زائچہ کر کے بتلانے لگا کہ
وہ جن شاہزادی گلشن روم پر عاشق تھا اور اُسکا قبضہ اُسپر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جو جن کہ اُس
شاہزادی پر تھا وہ اسکا عزیز تھا اسوجہ سے یہ اُسپر قابو نہ کر سکتا تھا اور وہ دونوں قوم کفار سے
ہیں اسنے سلطان کے ہاتھ سے اُس جن کو جلوا دیا اور آپ موقع پا کر مرغ کو ذبح کرا کے
اُن دونوں شاہزادیوں کو لیکر روانہ ہوا اُسوقت ہمنے پوچھا کہ کس سمت کو اُسوقت فہیم نے بہت
غور کیا اور کہا کہ میں عرض کرتا ہوں - میں نے کہا کہ اے فہیم روشن ضمیر جلد بتلاؤ اُسنے کہا کہ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس مقام کا نام طلسم تحویل سلیمانی ہے اور جواہر سلیمانی بھی اُسکو کہتے ہیں
بادشاہ طلسم سے اور اس سے کچھ علاقہ نہیں ہے کہ یہ بھی ساحر ہے بس یہ اُسی مقام پر لیگیا ہے
بندہ زادہ نے پوچھا کہ وہ کس سمت کو ہے فہیم روشن ضمیر نے کہا کہ شمال کیجانب ہے اور درمیان اُسکے
میں باغ سیب ہے اور بعد اُسکے ایک صحرا ہے اُس صحرا کو جب طے کرے تو اُسکے سامنے ایک کوہ
ہے اُسپر ایک درویش بیٹھا ہوا ہے اُسکو حقیقت اس طلسم کی معلوم ہے اور اکثر وہ مخالفت بد کار
غافل پر ہوا اسطرف نکلجاتے ہیں کرتا رہتا ہے یہ کلام فہیم روشن ضمیر کا سنکر یہ جانے پر آمادہ ہوا
میں نے اور رمان شاہ نے منع کیا مگر اسنے کہا کہ اگر آپ مجھے نہ جانے دینگے تو میں اپنی جان
دیدونگا اُسوقت فہیم روشن ضمیر نے کہا کہ اے صاحبزادے اگر تم جاؤگے تو کچھ فائدہ نہوگا البتہ
اولاد صاحبقران سے جو ہوگا وہی فاتح اُس طلسم کا ہوگا لیکن اسنے نہ مانا اور تیاری جانے
کی کردی اور میں نے بھی مصلحت وقت جانکر اُسکو نہ روکا اور چند رفیقوں کو اُسکے ہمراہ کیا لیکن
میرے فرزند کے ایک رفیق اسرار پری زاد نامی تھی وہ اُسکے ہمراہ ہوئی اور چند دیو اور پریاں
یہ ساتھ لیکر روانہ ہوا اور انھیں نجومیوں کے نشان سے جب قریب اُس فقیر کے پہونچا اُسنے
مخالفت کی لیکن میرے فرزند نے نہ مانا وقت سحر اسکو ایک ہرن دکھائی دیا یہ اُسکے عقب میں
چلا یہ پری منع کرتی ہوئی اُسکے ساتھ دوڑی جب وہ ہرن برابر حد طلسم کے پہونچا تو دو منجر گر سے

اور دونوں کو اُٹھا لے گئے اُسوقت دو ہمراہی جو ساتھ گئے تھے واپس آئے اور چند لوگ ابھی
وہی ہیں اور انھوں نے مجھسے ساری حقیقت بیان کی۔ یہاں ایک کہرام برپا ہوگیا اُسی عالم میں مجھے
غافل دیکھکر دریا کر اس دیو وسواس بد نہاد نے یورش کیا اور ہمیں قید کر لیا جسکے باعث نجات
حضور ہوئے اور اُسنے یہاں کفر پھیلایا اور دین اسلام کو برباد کیا چنانچہ سارا حال حضور سے عرض
گذارش کیا یہ کہکر ایک صندوقچہ اسکے پہلو میں تھا اُٹھا کر کھولا اور ایک تصویر دلپذیر نکالکر ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچی اور وہ تصویر شہزادے کی پیش کی اور کہا کہ سلطان ورقہ یہی میرا فرزند ہے
کہ جس سے دیوان قاف ہمیشہ ڈرا کیے اور میری حکومت پہ کبھی زوال نہ آتا تھا شاہزادہ نے وہ تصویر
اپنے دست مبارک میں لی اور اُسے بغور ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ حقیقت میں ماشاء اللہ کیا جوان خوش شکل
ہے اگر خدا نے چاہا تو تم سے پھر آکر ملتا ہے۔ اسنے عرض کیا کہ اقبال صاحبقرانی اور شفقت صاحبقرانی
سے بعید نہیں ہے اگر خدا نے چاہا۔ یہ کہکر دوسری تصویر نکالی اور صاحبقران کو دی اور کہا کہ میرے بیٹے
کی رفیق وزیر زادی نام اسرار پری ہے اُسنے بھی اپنی جان شیرین کو اسکی محبت میں تلخ کیا اور اپنے
تئیں طلسم میں پھنسا دیا اور اُس تصویر کے اوپر نگاہ گستہم زرین کمر کی پڑی تو شہزادے نے وہ تصویر
گستہم کے ہاتھ میں دی گستہم نے اُسے بغور دیکھا اور یک بیک رنگ زرد متغیر ہونے لگا چہرہ پر آثار
عشق نمودار ہوئے حیرت زدہ ہوگیا شہزادے نے یہ حال پر ملال اسکا دیکھکر تصویر اسکے ہاتھ
سے لے لی اور فرمایا کہ آپکے ظرف کا حال کھلگیا کہ سینے میں اُبل پڑے۔ یہ سنکر اسنے سر اپنا
جھکا لیا اس بادشاہ نے تصویر کو دیکھکر یہ خیال کیا کہ دیکھوں صاحبقران کیسے صاحب ظرف ہیں حقیقت
قلب انسان کی جو ہوتی ہے وہ ظاہر ہے یہ دل میں تصور کرکے تصویر اپنی دختر بلند اختر کی نکالی اور عرض کیا
کہ اے شہزادے عالی مرتبت اس تصویر کا حال عرض کرتا ہوں کہ یہ میری دختر نیک اختر پاک دامن
نیک طینت نام اسکا مہتاب پری ہے یہ کہکر صاحبقران کے ہاتھ میں دی صاحبقران نے اُس تصویر
کو جو دیکھا تو چہرہ پر ہوائیاں سی اُڑنے لگیں اور دل مثل بتاسے کے بیٹھ گیا اور مردم دیدہ حلقہ
چشم میں بیتاب ہوکر مانند تار ہائے آتشبازی آنسوؤں کے فوارے آنکھوں سے جاری ہوئے
یہ حال دیکھکر بادشاہ انوار شاہ نے تصویر شہزادے کے ہاتھ سے لے لی اور صندوقچہ میں بند کر دی
شہزادے کو کچھ دیر کے بعد ہوش آیا عیار اُٹھکر تسلیم بجا لایا۔ پس صاحبقران نے جواب سلام بدقت تمام
دیا۔ بادشاہ نے ترنج خوشبودار صاحبقران کے سینہ پر مارا اور عرض کیا کہ اس کنیز کو آپکی خدمت میں دیا
اور وزیر نے سینۂ گستہم پر ترنج مارا اور کہا کہ اسرار پری کا عقد انشاء اللہ آپکے ساتھ ہوگا۔ غرض کہ
ان دونوں صاحبوں کو سرور سا رہا کچھ دیر کے بعد یہ فرمایا کہ اے گستہم چل کے دربار کو آراستہ کرو
اور بادشاہ کو مع زمان شاہ کے تخت پر بٹھلاؤ میں آتا ہوں۔ اُسی وقت اُسنے آکر حکم دیا دربار آراستہ
ہوا تمام سردار اپنے اپنے دنگلوں پر جلوہ افگن ہوئے اور دیو زاد بھی دنگلوں پر متمکن ہوئے
اور بادشاہ انور شاہ بھی تخت پر آکر جلوہ افروز ہوئے دربار سب سرداروں سے معمور تھا کہ صاحبقران
مع گستہم بارگاہ گلستان ارم میں داخل ہوئے۔ سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے صاحبقران دنگل صاحبقرانی
پر متمکن ہوئے اور آپ نے سب سرداروں سے مع نقابدار کے۔ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ
بہ ہمت صاحبقران اعظم یعنی والد ماجد تشریف لیجائیں اور اُن سے ملے اور گلستان ارم میں آپ چند
قیام فرمائیے اور کوہ مروارید پر صاحبقران کوچک تشریف رکھتے ہیں اُنسے بھی آپ سے ملاقات ہوگی

اور جملہ حالات میں نے خط میں مندرج کر دیے ہیں۔ یہ کہکر خضر زرد پوش سے کہا کہ اے برادر
یہ کل فوج اور بارگاہ تم لیکر خدمت صاحبقران اعظم میں روانہ ہو۔ یہ سنکر اخضر کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہوے اور عرض کیا کہ اے سلطان صاحبقران میں نے تو سلطنت کو خاک سمجھا تھا
خاکدان قدوم میمنت لزوم سے کیونکر جدا ہوں اور آپ ایسا فرماتے ہیں کہا اے برادر طلسم میں اور
کسی کا کام نہیں ہی کیونکہ کارخانان طلسم نے فتاحی طلسم ایک ہی پر مقرر کی ہی یہ سنکر اخضر زرد پوش
کا رنگ فق ہوگیا اور جواب نہ دیسکا سواے اسکے کہ آنچہ رضاے مولا از ہمہ اولا۔ اور اوس وقت
گستہم سے صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی ہمراہ لشکر جاؤ۔ یہ سنکر گستہم نے کہا کیا خوب نامور سے
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ہمیشہ جان نثار صاحبقران کہلاتے ہیں اسوقت میں آپکے
قدموں سے جدا ہو جاؤں اور پھر روے سیاہ آپکو دکھاؤں مجھ سے یہ ہرگز نہوگا صاحبقران کو
اسوقت کچھ نبن پڑا اور سمجھے کہ خلل پڑے یہ بھی تو اسرار پری پر شیفتہ اور فریفتہ ہو چکا ہی اسوقت
اسکی دلشکنی نہ چاہیے اور پھر یہ بھی خیال آیا بقول شاعر ؎ قیس جنگل میں اکیلا ہی مجھے جانے دو
خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۔ یہ خیال فرما کر اسکا لیجانا جایز رکھا اور خاموش ہو رہے
اور کل فوج کو مع علم و نشان و بارگاہ کے بسمت گلستان ارم روانہ کیا۔ اور اخضر زرد پوش نے راہ میں
پہونچکر یہ خیال کیا کہ اگر لشکر مع بارگاہ علم نشان کے پہونچیگا تو نہین معلوم کیا وسواس آسے یہ تصور
کرکے وہ فتحنامہ ایک دیو کے ذریعہ سے پیشتر روانہ کیا اوس عقلمندی پر لقا بدار گوہر پوش و لقا بدار
یاقوت پوش نے آفرین کی اور کہا کہ ماشاء اللہ آپ نے نہایت عقلمندی کو کام فرمایا تم نہایت عقلمند
و سنجیدہ آدمی ہو اخضر زرد پوش نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یہ فیض صحبت آپ لوگوں کا ہی۔ اب لشکر
جرار بصد کر و فر قطع منازل و طے مراحل کرتا ہوا اوس طرف کو روانہ ہوا۔ ان لوگوں کو راہ میں چھوڑ کر

چند کلمے داستان سلیمان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ جب خیمہ میں واسطے آرام کے آئے اور خیال اوس تصویر دلپذیر کا آیا پلنگ پر مثل ماہی بے آب
کے تڑپنے لگے دل سے باتیں کرتے تھے کہ دیکھیے کب اوس محبوب جانی اور یار جاودانی سے
ملاقات ہو اور کبھی اوسکی زلف گرہ گیر کو یاد کرکے مثل سودائیوں کے سر پیٹتے تھے اور کبھی اوسکے
عارض پر نور کے صدقے ہوتے تھے اور کبھی اوسکی چشم کا خیال کرکے آنکھوں سے آنسو جاری کرتے
اوسکی تصویر دلپذیر کا جو نقشہ یاد آتا سراپاے آفت خیز کو دیکھکر دل ہاتھ سے بے اختیار جاتا رہا
ہفت اقلیم میں اوسکا ثانی نہیں خدا کی پناہ قد و قامت ایسا کہ سرو گلشن خجل تیغ ادا سے ہوئی
ہر ایک کے بسمل پیشانی مہتاب سے زیادہ روشن یہ تو پرانی تشبیہ ہی میری سمجھ میں یہ بات آئی
کہ موسی دل کے لیے طور ہی سراسر نور ہی خنجر ابرو کی کاٹ میں غضب کے جوہر یا وہ کمان جسکے تیر
جگر آنکھوں سے آہوے ختن آنکھ چراے نرگس بیمار کو سکتہ ہو جاے کان یم حسن کے صدف و معدن
بینی میں پڑے رہے مینا کا مناد ان عمر بھر تعریف کریں کہاں تک اسکا سراپا بیان کیا جاے بہر حال
قدرت خدا کہنا چاہیے جیوں جیوں رات جاتی تھی شہزادے کی اضطرابی دل بڑھتی جاتی تھی اور کبھی
گستہم سے کہتا کہ کیوں یار وفادار کونسا دن ہوگا کہ اوس محبوب مطلوب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف
ہونگے گستہم سمجھاتا تھا کہ اے شہریار چندے صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے خدا وہ بھی دن کریگا اور لقواے حسین

سے اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو اس سے مایوس امیدوار + اور اے شہریار مین اپنے
قلب مضطر کی کیا حالت بیان کرون سوائے اسکے سے یہ دعا کرتا ہون رکھکر خاک پر شب کو جبین دے
ملا دلبر سے تو یا جامع المتفرقین + یہان یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ تا صبح فلک پر نمایان ہوئے
صدائے مرغ سحر کان مین آئی - شہزادہ اُٹھا رستم نے آفتابہ پانی لا کر رکھ دیا - شہزادے نے وضو کرکے
نماز وظیفہ سے فراغت پائی اور چلنے کی تیاری کی کہ اتنے مین بادشاہ انورشاہ مع زمان شاہ واسطے
قدمبوسی شہزادہ کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار ابھی قصد ہے - صاحبقران نے فرمایا کہ
مجھے ایک پل مثل ایک سال کے ہے جب تک کہ اس طلسم کو جو بنیاد کو نہ مٹاونگا مجھے قرار نہ آئیگا
چنانچہ عرصہ تک یہی باتین رہین جب وہ وقت آیا اور ذرا آفتاب مین تیزی پائی جانے لگی تو شہزادے
نے انور شاہ سے رخصت چاہی انورشاہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اے شہریار یہ امید
تھی کہ چندے آپ ہی کے دیدار فرحت آثار سے آنکھون کو روشن کرونگا لیکن آپ سے بھی بہت
جلد جدا ہونا پڑا - شہزادے نے بہت تسلی و تشفی دیکر فرمایا کہ انشاءاللہ مین بہت جلد واپس آکر آپسے
ملونگا اور اب کوئی فتنہ و فساد بھی نہین باقی ہے کیونکہ دیو و سوائس مار ڈالا گیا اب آپ بفراغت تمام
تشریف رکھیے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور رستم نے رکاب پر ہاتھ رکھدیا انورشاہ نے
بوقت تمام اجازت دی اور کہا کہ پروردگار آپکو زندہ و سلامت مجھ سے ملائے یہ کہکر انورشاہ و
زمان شاہ وغیرہ اپنے مقام پر واپس گئے اور شہزادہ والا تبار مع عیارہ وفادار طرف طلسم تحویل سلیمانی
کے روانہ ہوئے بہ طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے اب

حال پر ملال صاحبقران ثانی جو تشریف خانہ کعبہ کو لیگئے تھے بیان ہوتا ہے

بعد انتقال صاحبقران اول کے جو رفقا ساتھ تھے قضا و قدر نے انکو بھی نہ چھوڑا یہ اس قصد مین
تھے کہ جنگ احد والون سے خون صاحبقران یعنے والد ماجد کے خون کا انتقام لونگا اسوقت تک
کوئی خط خطوط بدیع الملک کا نہ آیا تھا معلوم ہوا کہ صاحبقران کے دل پر ایک بڑا غم چھایا ہے بیقرار
ہوکر دعا بارگاہ جناب احدیت مین کرتے تھے کہ اے پروردگار عالم کیا میری حیات مین ملاقات
بدیع الملک سے نہوگی اور مین انکے انتظار مین یونہی پھڑک پھڑک کر مر جاؤنگا یہ حال پر ملال
دیکھکر عمر ثانی آیا اور اسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران آپ کو اسقدر کیون اضطراب ہے کہ آپ اسطرح سے بیقرار
ہوکر دعا فرما رہے ہین ارشاد کیا کہ اے عمر ثانی مین اب کو یاد کرون یا وہ رفقا کہ ایک دم قدم سے
جدا نہوتے تھے انکی یاد کرون وہ یار وفادار فوراً ہی ملک عدم ہوگئے اور مین بہ انتظار بدیع الملک
کب تک قیام کرون معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایک روز مین تڑپ تڑپ کے یونہی مر جاؤنگا اور بدلہ خون ناحق والد
ماجد یعنے صاحبقران کا اُن کفاران سے جو جنگ احد مین دے سکونگا - عرض کیا عمر ثانی نے
کہ اگر یہی منظور تھا تو میرے باپ اور بادشاہ اور جتنے تبرکات تھے آپ نے خبر ان کو کیون دلوا دیے
اب میری کیا حقیقت رہی مین اُن تک کہان پہونچ سکتا ہون مین مثل دیگران ہوگیا اگر ایسا ہی
قصد ہے اور آپکا دل گھبراتا ہے تو اس مقام پر چلیے کہ جہان اکثر قافلہ یا مسافر آتے ہین دل بھی بہلے
اور کچھ خبر بھی معلوم ہوتی رہیگی اور اگر مجھے حکم ہوگا تو مین بھی کچھ دور تک خبرگیری کرتا رہونگا اسکا
نتیجہ انجام زبان عمر ثانی سے سنکر آپ نے فرمایا کہ جیسا مناسب جانو ویسا ہی کرو [illegible]

ایسا خفقان کرتا ہی یقین ہی کہ اس قفس تن سے بلبل روح میری جلد کسی کے نکل جائے غرضکہ عمر ثانی
نے اہل مکہ کو خبر دی کہ صاحبقران کا قصد یہ ہی کہ بہ انتظار مریع الملک کے دو چار منزل پر جاکر قیام کرین
ہون تم سب کو ملنے کے واسطے طلب کیا ہی غرضکہ وہ لوگ حاضر خدمت صاحبقران ہوئے اور
آپ نے اُنسے ساری حقیقت بیان کی اور وہ مقابر کہ جو عزیزون کے وہان بنے تھے اُن پر
آکر فاتحہ پڑھی اور فرماتے جاتے تھے اور آنکھون سے آنسو جاری تھے کہ اے مسافران عدم
تمنے ہمین تنہا ایسا چھوڑا کہ بغیر تمھارے اپنی زیست بیکار ہی ہائے تمھین یہ کیسی نیند آئی کہ جواب
نہین دیتے ہو ؎ یہ کیسی نیند آئی ہی الٰہی مسافران رہ عدم کو + کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے
ہم آنکو جگا جگا کر + بقول ہوس ؎ نہین ہوس وقت جوش مستی قد خمیدہ سے کچھ جاکر +
بتون کا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر + یہ فرماکر فاتحہ سے فراغ حاصل کیا - تو صاحبقران
اول سے رخصت ہوکر واسطے فاتحہ خوانی کے ہر قبر پر تاکید کرکے وہان سے رخصت ہوئے
اور آپ مع عمر ثانی اور وہ چند احباب جو ہمراہی مین باقی تھے اُنکو لیکر کوچ کیا اُس راہ سے
کہ جطرف سے مریع الملک کی آمد ہی غرضکہ اسطرح سے ان منزلون کو طی کرتے ہوئے تیسری
منزل پر آکر جو پہونچے تو وہ صحرا سبزہ زار دیکھا اور ایک کوہ پرشکوہ نظر آیا اور اسپر دیکھا کہ ایک
درویش دلریش باریش سفید ایک مرگ چھالا بچھائے ہوئے زیر درخت خودرو بیٹھا ہوا ہی
اور عبادت خدا مین مشغول ہی صاحبقران ثانی نے دیکھکر عمر ثانی سے فرمایا کہ اس درویش پاک
طینت سے ملاقات کرنا ضرور ہی ہم آج شب کو یہین مقام کرینگے - یہ سنکر عمر ثانی نے ایک بارگی
اُسی مقام پر بار کردی صاحبقران اُسمین فروکش ہوئے شب بسر کی جب ستارہ سحری فلک پر نمودار
ہوا ظلمت شب کی تاریکی دفع ہوئی صاحبقران نماز و وظیفہ سے فراغت کرکے عمر ثانی کو ہمراہ لیکر اُس
کوہ کے اوپر تشریف لائے یہ درویش بپاس تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسنے اپنے پہلو مین جگہ دی
صاحبقران نے بہ شفقت دیکھکر فرمایا کہ اے درویش باوفا تیرے اس اخلاق نے تو مجکو اسیر کیا
تو بیان کر کب سے اس مقام پر ہی اُسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران مجھے بہت زمانہ ہوا کہ مین اسجگہ
رہتا ہون اور اہل دنیا سے مین نے کنارہ کیا ہی لیکن مجھے معلوم ہوا تھا کہ صاحبقران ثانی اس
مقام پر ضرور تشریف لائینگے اور مین زیارت سے آپکی مشرف ہونگا اسوجہ سے مین یہان مقیم ہون
اور نام میرا احمد بدشاہ ہی لیکن فی الحال بہرام قلندر مجھے کہتے ہین اپنی جان کو بچائے ہوئے
یہان پڑا ہون کیونکہ شہر جدید میری ملک تھا اور مین وہانکا حاکم تھا لیکن اخضر جادو چشم ایک گبر
نابکار نہایت زبردست تھا وہ میرے ملک پر چڑھ آیا اُسنے کچھ لوگ صحرا مین جمع کیے تھے اور بیشہ
قزاقی کرتا تھا اسی طرح جماعت کثیر کے ساتھ ایک ساحر زبردست کو اپنے ہمراہ لیکر او میرے ملک پر
چڑھ کر مجھے تباہ و برباد کردیا تمام اسلام کو اُسنے مٹا دیا اور کفر کو پھیلا دیا آخر مین تاب مقاومت نہ لاسکا
رو بفرار لایا اپنے تئین یہان پہونچایا اور اس کوہ پر بود و باش اختیار کی ایک روز خواب مین کسی بزرگ
نے مجھسے فرمایا کہ تو گھبرا نہین صاحبقران ثانی یہان آئینگے اور تیری دلی مراد بر لائینگے اسوجہ سے
مین نے حضور کو پہچانا اور یقین کامل جانا کہ آپ صاحبقران ہین - آپ نے فرمایا کہ تمھارے اکل و شرب
کی کیا شکل ہوتی ہی - درویش نے عرض کیا کہ آپ کو خیال نہین کہ ؎ آسمان کہتی ہی ہر صبح آواز بلند
رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کا + یہ درخت جو سامنے جناب احدیت نے پیدا کیا ہی وہان جا

اُسمین ایک کیل لگا دیتا ہون اُسمین سے ایک کاسہ شیر چند عرصہ مین بھر جاتا ہی اسی کو پی لیتا ہون
اور نعمت کا مزا ملتا ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ واقعی وہ ایسا ہی خالق ہی۔ درویش نے لاکر وہ شیر ایک
کاسہ مین صاحبقران کو دیا اُسے صاحبقران نے نوش کیا اور عمر ثانی کو بھی دیا عجب طرح کا خوش ذائقہ
تھا کہ اُسکی کیا صفت ہو سکتی ہی اور حدید شاہ سے آپنے فرمایا کہ میرے پاس اسباب صاحبقرانی
کے سوا اور کوئی سامان نہین ہی لیکن مین انتظار بدیع الملک کا کرتا ہون اور تیرے کام مین دل و
جان شریک ہونگا۔ یہ کہکر آپنے عمر ثانی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ شہر حدید کا حال کیونکر معلوم
ہو مین خود چلون۔ اُسوقت درویش نے عرض کیا کہ وہ جو ساحر جسکے ساتھ عقرب جادو ہی اُسنے
یہ انتظام کیا ہی کہ جو سرحد کے برابر پہونچتا ہی اُسوقت ایک پتلا پیدا ہوتا ہی وہ اُس سے پوچھتا ہی
کہ کون ہی تو اور کیا تیرا مطلب ہی۔ جو وہ مطلب بیان کرتا ہی وہ پتلا خبر عقرب جادو کو دیتا ہی جیسا
وہ مناسب جانتا ہی ویسا کرتا ہی اگر کوئی شخص ہماری سے جانے کا قصد کرتا ہی تو وہ پتلا اُسکو زیر
کر لیتا ہی اور باندھ کر لیجاتا ہی یہ کلام حدید شاہ کا سنکر آپنے عمر ثانی سے فرمایا کہ بھائی اسمین کیا
تدبیر کیجائے۔ اُسنے عرض کیا کہ مجھے ایک شعر حسب حال یاد آیا ؎ بچکے کانٹون سے چلین پیچھے
کی تدبیر یا حج گو گھر و تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر یا + جا نہ تھا کسی گوشہ عافیت مین بیٹھین یہان
بھی ایک جھگڑا پیدا ہوا۔ امیر نے فرمایا کہ اے بھائی دنیا اسی کا نام ہی اگر تم سے نہ ہو سکے تو مین خود
جاتا ہون۔ یہ سنکر عمر ثانی نے کہا کہ ایسا کب ہو سکتا ہی کہ آپ اکیلے تشریف لیجائین خیر جو مجھسے ہو سکتا ہی
اُسکو بجالاتا ہون۔ یہ کہکر حدید شاہ سے اپنے قلندر شاہ سے پتہ سب پوچھکر سمت حدید نگار کے روانہ ہوا امیر نے
دعاے خیر دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ اگر عرصہ کروگے تو مین خود ہی چلا آؤنگا تمھارے ساتھ اسیری میں
بھی مزا ہی۔ غرضکہ عمر ثانی چند اسباب عیاری بہم کرکے اور سرہنگ علی کو پاس صاحبقران کے
چھوڑکر یہ حدید نگار کی جانب روانہ ہوا۔ غرض جب سرحد حدید نگار پر پہونچا تو خیال آیا کہ اے عمر ثانی اس
پتلے سے کیا کہو گے اور کیا ہوگا یہ خیال کرکے اپنی قدیمی فال لینے پر ہاتھ اور ہاتھ کی پشت دیکھی
اور مکر و عیاری کو غور سے دیکھا اُسمین سے ایک عیاری کو پسند کیا اور روغن عیاری نکالکر شکل اپنی
ایک نازنین خورد سال کی بنائی نہایت حسینہ و جمیلہ۔ جب قریب اُس سرحد کے اس شکل سے پہونچے
تو دیکھا کہ سامنے سے وہ پتلا پیدا ہوا اُسنے پوچھا کہ کہان جاؤگے اور تو کون ہی یہان کسی غیر کو حکم جانے کا
نہین ہی۔ اُس نازنین نے کہا کہ سبب۔ پتلے نے کہا سبب ہمارا مالک جانتا ہی ہمین جو حکم ہی اُسکو
بجالاتے ہین یہ دیکھکر نازنین نے کہا کہ اچھا ہمارا نامہ اپنے مالک کو پہونچا دو۔ اُس پتلے نے نامہ کو اُسکے
ہاتھ سے لیکر کہا یہان ٹھہرو مین ابھی اسکا جواب لیکر آتا ہون۔ غرضکہ یہ عقرب جادو کے پاس آیا اور لا
کر وہ نامہ اُسکو پیش کیا اور کہا کہ ایک زن حسینہ حد کے ادھر ٹھہری ہی مجھے نامہ دیا کہ جواب اپنے مالک
سے مجھے لا دو۔ عقرب جادو نے لفافہ کو چاک کیا دیکھا تو لکھا ہی کہ اے عقرب جادو مین تجھ سے
طالب پناہ کا چاہتی ہون کیونکہ مجھے ایک دیو اٹھا لیگیا تھا اُسکے ہاتھ سے درویش بہلول نے مجھے
نجات دی اور یہ کہا کہ تو ایسے مقام پر پوشیدہ ہو کہ جہان یہ پہونچ نسکے چونکہ مین نے سنا ہے
کہ اس جگہ پر بغیر تمھارے حکم کے کوئی آ نہین سکتا ہی لہذا اگر حکم عالی ہو تو مین بھی چندے اپنی عمر
بسر کردن۔ یہ پڑھکر عقرب جادو نے پتلہ سے کہا کہ جا اُسکو اپنے ہمراہ لے آ۔ پتلہ وہان سے
عقرب جادو آیا اور زن حسینہ کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اور سامنے عقرب جادو کے پہونچا۔ یہان جو

اور اُسکے مصاحبین بیٹھے تھے اُنکے سامنے اُس عورت نے اپنے منھ کو چادر سے چھپایا اور دیکھکر
کہا کہ افسوس کیا رسوائی میری تقدیر مین لکھی تھی کہ مجکو ان لوگون کے سامنے آنا پڑا اور عقرب جادو
نے میری بہت بڑی قدر کی کہ نامحرمون مین آنا پڑا یہ نہ خیال کیا کہ کوئی پردہ دار ہی یا کوئی طوائف
خیال کیا یہ کہکر منھ کو چھپانے لگی اور کہنے لگی یا جدہ ثبک ثبک دم جنبش لات اعلی منات معلی
تمہاری اولاد کی اب یہ قدر ہوئی ہی کہ ہم مجمع نامحرمون مین بلائے جاتے ہین - یہ سنکر عقرب جادو کانپنے لگا
اور ڈرگیا اور کہا کہ اے زن خوشجمال اگرچہ مین باکمال ہون کہ جسکی وجہ سے مین نے اس سحر کو رد کیا
کہ جسکا تونے نام لیا تھا یہ کہکر اپنے مصاحبین کو رخصت کیا اور تخلیہ کر دیا اور دیکھا کہا کہ اب روپوشی
آپ نکرین سوائے میرے اب کوئی اس مقام پر نہ ہی اور نہ آسکتا ہی مجکو نہ معلوم تھا کہ آپ اولاد
ثبک ثبک مین سے ہین یہ سنکر اُس نازنین نے چادر کو آہستہ سے ہٹایا چادر کا ہٹانا تھا کہ عقرب
جادو ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا اور لگا کہنے کہ اے نازنین تیرا اسم مبارک کیا ہی اسنے کہا
مجھے ماہ تمکین کہتے ہین اور دیو کی قید کا حال بیان کیا اسنے سنکر یہ کہا کہ تجھے معاف کرتا مین
تمہاری سرپرستی ہر طرح سے کرونگا لیکن مین ڈرتا یہ ہون کہ مین نے جو اپنی موت کا حال دریافت
کیا تھا مجھے معلوم ہوا کہ عمر ثانی بیٹا عمر بن امیہ عمر ضمری کا مجھے قتل کریگا اس لحاظ سے اس حد کو
مین نے قائم کیا ہی اور بادشاہ جو یہان کا ہی اختر زردچشم اُسکو کوئی اولاد صاحبقرانی مین سے ہلاک
کریگا اور وہ صاحبقران ہوگا اسوجہ سے مین ہر شخص سے ملاقات کرنے مین اندیشہ کرتا ہون۔ یہ
سنکر اس نازنین نے بیان کیا کہ جب یہ سب آپکو معلوم ہو چکا تو آپنے اسکا کوئی انتظام و
بند و بست نہ کیا اسنے دیکھکر کہا ہان کیا تو ہی جسوقت کہ وہ موقع آئیگا مین اُسے دریافت کر سکتا ہون
یہ سنکر اس نازنین نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ مجھے آپ اگر اپنی کنیزی مین رکھیے گا تو مین دل و
جان خدمتگاری کرونگی لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ آپ بھی مسافر راہ عدم ہین واے تقدیر یہ سنکر
اسنے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ہر شخص مجھے مار نہین سکتا میری موت تیغ و خنجر سے نہین ہی اسنے کہا
کہ یہ تو آپنے کہا لیکن مجھے کیونکر معلوم ہو کہ آپکی موت تلوار سے نہین کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا خنجر کا کام
ذبح کر ڈالنا وہ ایسی چیز کونسی ہی کہ جس سے آپ ہلاک ہونگے اگر مجھے اپنی کنیزی مین لینا ہی تو میری
تشفی کیجیے اور نہین تو مجھے اسی قلعے کے باہر اُسی سرحد پر پہونچا دیجیے بلا سے مجھے اُس دیو کی
قید ہی گوارا ہی وہین گھٹ گھٹ کے مرجاؤنگی یہ کہکر زار و قطار رونے لگی اسنے دیکھکر کہا کہ دل
[illegible] سنتے تھے لیکن آج اسکا سامنا ہو گیا عقرب نے آنسو اسکے اپنے دامن سے پاک
کیے اور کہا کہ مین تمھین اپنی حقیقت سے آگاہ کرتا ہون اور کہا کہ یہ جو میرا باغ ہی اسمین درخت
سیب کا لگا ہوا ہی میرے سحر سے اسمین پانچ دانے سیب کے ہین اگر وہ کوئی میرے اوپر مارے تو
مین ہمہ تن جل جاؤنگا لیکن وہ چار سیب جو ہین وہ دھوکے کے ہین اور ایک سیب باعث
میری موت کا ہی مگر مین اُسے ہرگز نہ بتاؤنگا۔ اسنے کہا مین نہین پوچھتی لیکن اگر معلوم ہوتا
تو اُسے مین اپنی باعث زندگی سمجھتی اسنے کہا خیر مین بتاتا ہون لیکن خبردار یہ راز کسی پر افشا
نکرنا۔ چار سیب جو سبز ہین وہ بیکار ہین اور جو سرخ رنگ ہی اُس سے میری موت ہی اور اگر لوگ
جو یہان ہمنے ہین جنھین قتل کر ڈالا سبب اسکے کہ کیا ہو وہ عیار مکار عمر ثانی ہو اور ایک درخت
مین نے بنایا ہی کہ جو غیر شخص درخت کے سایہ مین جائے فوراً اسپر پھل درخت سے زمین پر گرے

ایک طائر خوشنوا ہو جاتا ہی اور عوض ترانہ سنجی کے وہ اُس شخص کا حال بیان کر دیتا ہی لہذا تمھین اب
میرے ساتھ اُسکے پاس چلنا چاہیے اور امتحان بھی ہو جائے پھر تمھین اختیار میری جان و مال کا ہی
اور تمھین اپنی خاتون محل قرار دونگا۔ بس یہ کہنا تھا کہ اُس نازنین نے خوش ہو کر اسکی بلائین لین
اور کہا اب مجھے یقین ہوا کہ تم نے بند و بست اپنی موت کا بخوبی تمام کر لیا ہی اور مجھے زندہ اپنے
سے بچایا ہی بس اب صاحب جلد وہان چلو کہ امتحان بھی ہو جائے۔ یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی عقرب
جادو بھی اُٹھ کھڑا ہوا فقط نازنین کو تنہا لیکر قریب دروازہ باغ کے آیا اور قفل کو کھولا اس نازنین
نے جھٹ پٹ دروازہ کو وا کیا عقرب نے دل مین خیال کیا کہ اگر کچھ بھی شک ہوتا تو یہ اسطرح سے
مستعد اور خوشی خوشی باغ مین قدم بھی نہ دھرتی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ساری ہوشیاری نے اسکو
میرے واسطے بھیجدیا۔ عقرب یہ سوچتا ہوا مع نازنین داخل باغ ہوا اب اُس نازنین نے
جو دیکھا تو حقیقت مین باغ گلہاے رنگین سے مملو ہی لیکن سنبل کو جو دیکھا تو بال ہوے پریشان
معلوم ہوتا ہی کہ عقرب کے مرنے پر سنبل کھولے ہین نرگس کی آنکھون سے آنسو جاری ہین
لالہ کا داغ تہ دل ہے یہ شعر پڑھتا تھا ؎ کعل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے ؛ حسرت ان
غنچون پہ ہی جو بے کھلے مرجھا گئے ؛ فاختہ قمری جو سرو پہ صدا کوکو دیتی ہین اُس سے آواز
نوحہ انھیون پیدا ہوتی تھی بیلا اپنا البیلا پن بھولکر یہ شعر پڑھتا تھا ؎ قافلہ باد بہاری کا روان ہو جائیگا
آخرش یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا ؛ جوہی اپنی جاہی جوہی مین یہ کہتی تھی کہ کیا تماشہ ہی کہ قاتل
مقتول دونون ہمراہ چلے آتے ہین۔ غرض کہ اس نازنین نے دیکھا کہا کہ صاحب جلدی قدم اٹھاؤ
یہ کہتی ہوئی اپنی اٹکھیلیان دکھاتی روش باغ کو روندتی ہوئی چلی اور کہا کہ پہلے مجھے اپنی حیات گل
دکھاؤ کہ جس سے میری روح تازہ ہو اور فرحت بے اندازہ ہو پھر وہان چلونگی۔ یہ سنکر عقرب جادو
قریب درخت سیب آیا اور اپنی موت کا آسیب اپنے سر پر چڑھایا اور سب پتہ و نشان دیکر آگے بڑھا
راہ مین اس نازنین نے ایک گل نکال کر دیا اور کہا مین نے اسکی خوشبو سے اسے نہ پہچانا کہ کیا ہی
ذرا تم اسے پہچانو کہ تمھارے باغ مین یہ کسکا گل ہے اسنے گل کو ہاتھ مین لیکر دیکھا اور سونگھا
سونگھنے کے ساتھ ہی بیہوشی نے بہار رنگ دکھایا اور چھینک مارکر بیہوش ہوا انھون نے جھپٹ کر سیب
کو توڑا اور اُسکے سینہ پر مارا بس ایک شعلہ بھڑک کر آسمان پر گیا اور وہ مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگا
اور باغ مین آگ لگی تمام گل جلکر گل ہو گئے اور تاریکی سے عالم سیاہ ہو گیا بعد عرصہ دراز کے
آواز آئی کشتی مرا نام من عقرب جادو بود اب جو عمر ثانی نے دیکھا تو چار کونون پر چار بیٹھے بڑے بڑے سنگ
سب باغ مکان سمیت نابود ہو گیا اور عقرب کا سر پھٹا اور ماسمین سے ایک طائر نکلا پھپھاتا
کہتا ہوا طرف اخضر زرد چشم کے روانہ ہوا۔ عمر ثانی نے جلد اپنی شکل ایک ساحر کی بنا لی اور سمجھا
ہوا کہ راہ تو کھل گئی یہ سمت کوہ جہان صاحبقران منتظر بیٹھے ہین روانہ ہوا عقرب کے مرجانے سے راہ
کھل گئی تھی یہ سب جلد خدمت صاحبقران والا شان مین پہونچے اور پہونچکر تمام حال عقرب کے
مارے جانے کا اور اپنی عیاری کا بیان کیا۔ صاحبقران یہ سنکر بہت خوش ہوے اب حال اُس
طائر بے پر و بال کا بیان ہوتا ہی۔ کہ وہ سامنے اخضر زرد چشم کے پہونچکر اسنے آواز دی کہ فریاد ہی
اخضر کہ مین بدست عمر ثانی قتل ہوا اور تجھکو لازم ہی کہ جلد میرے خون ناحق کا بدلہ لے کہ عمر ثانی اور حدید شاہ
وہ کوہ بلغار مع عیار کے بیٹھے ہین تو لشکر کشی کرکے ایسے مین صاحبقران اور حدید شاہ کو مار کر انھین

تیسری سلطنت میں خلل آجائیگا یہ کہکر طائر کے منھ سے ایک شعلہ نکلا اور جل کر خاک ہوگیا۔ خضر زرد چشم
نے اس خبر کو سنکر اپنے منھ کو پیٹ لیا اور نہایت افسوس کیا اور بہرام سبز پوش کو بلایا اور کہا کہ لشکر جرار
بہت جلد تیار ہو کر امیر ثانی کوہ بلقہ پر آگئے اور عمر ثانی نے یہ ستم لیمر کیا کہ بے حیائی کا ہمیں کر دیا
لیکن سے گذا یم کہ از دست من زندہ و سلامت بیدروی اور اب اسنے اپنی فوج کو بھی حکم دیا اور بہرام
سبز پوش نے اپنی فوج کو حرب و ضرب سے آراستہ کیا چالیس ہزار فوج تیار ہوئی جوانان لشکر جنگجو
اپنے اپنے وقت کے رستم یہ سب دیو ہیل ست تیار ہوئے اسوقت بادشاہ سے بہرام نے عرض کیا کہ
کیا حکم ہوتا ہے پہلے مغرور دیوانہ روانہ ہو کہ یہ اس حمزہ عرب پر کافی و وافی ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ دم
بجا اسکے عقب میں ہم بھی چلتے ہیں یہ کہکر دیوانہ مغرور تیغ زن کو بہرام نے اجازت دی یہ وہان سے
بسمت کوہ بلقہ روانہ ہوا اور بعد اسکے چلنے کے خضر زرد چشم بھی مع چالیس ہزار فوج کے اکر
ایک تنہا کے اوپر روانہ ہوا۔ اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے انکا حال آئندہ بیان ہوگا

اب چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بیہمر حلہ فیل پیکران یہ مقیم ہیں ارکین لشکر حاضر ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ سرمست کا کوئی عزیز و قریب
ہو تو اسے لاؤ۔ لوگون نے بیان کیا کہ سرمست کا سوا ہبوط جادو کے کوئی نہیں ہے یا فرزند ہبوط
جادو کا ہیبت جادو کہ ساحر زبردست ہے اور سرمست کا بھانجا ہوتا ہے۔ فرمایا اسے لے آؤ لوگ گئے
اور ہیبت جادو کو لے کے خدمت میں شاہزادہ عادل کے حاضر ہوئے شاہزادہ نے پشت پر اسکے
دست شفقت پھیرا اور ارشاد کیا کہ مین نے تجکو اپنی جانب سے اس قلعہ کا حاکم کیا لیکن تجکو چاہیے
کہ مثل اپنے باپ کے مطیع اسلام رہنا اور بعد فتح طلسم جبکہ ضحاک جادو مارا جائیگا تو سچے دل سے
کرنا اور کلمہ طیبہ پڑھنا ہیبت جادو کو یقین تھا کہ مجھ سے طلسم کشا یہ بڑی بخشش کرینگے لیکن جب
اپنے حال پر شفقت طلسم کشا کی دیکھی تو عرض کی کہ تا زندہ ام بندہ ام شاہزادہ نے ہیبت جادو کو
تخت نشین کیا اور سب سے نذرین دلوائیں اسوقت ہبوط جادو سامنے کے سلام کیا اور عرض کی کہ اے
شہریار مین نے اسوجہ سے حضور کا سامنا نہ کیا تھا کہ شاید آپ مروت کو کام فرمائیں اور میری رعایت
کریں مگر معلوم ہوا کہ آنکھو اپنے خادمون کا حاضر و غائب یکسان خیال ہے شاہزادہ نے ایک روز یہان
قیام کیا اور دوسرے روز جانب مرحلہ گنبد مینائی روانہ ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل پہر بھر
دن باقی تھا کہ اسی سبزہ زار میں پہنچے اور دیکھا کہ چند آہو مجتمع ہیں جو وہی سبزہ کھا رہے ہیں۔ وہ
رفیع البخت کہ لیے تھے عادل کیوان شکوہ بھی ہنوز لوح نہ دیکھنے پائے تھے کہ ایک شیر نے آکر
ان آہوون کو پراگندہ کیا آہو بھاگے ایک آہو عادل کیوان شکوہ کی طرف متوجہ ہوا قریب پہونچ چکا تھا
کہ شیر بھی آگیا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری شیر کے دو ٹکڑے ہوئے اور آہو قدموں پر منھ ملنے لگا
اتنے میں دروازہ گنبد مینائی کا کھلا اور مینا سے جادو نازنین بنی ہوئی شور کرتی نکلی کہ محافظان صحرا کو
سزا دونگی یہ نوکر کس بات کے ہیں شیر صحرائی سبزہ زار تک آجاتا ہے یا ہرنوں کو پریشان کرتا ہے
اور یہ ہنگام غافل سویا کرتے ہیں۔ عادل کیوان شکوہ اسکی باتوں میں متوجہ ہو گئے تھے اور کہتے تھے
کہ کیا حسن خداداد اسکا ہے کہ چہرہ پر نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے کہ اک مرتبہ طائر جنگی اڑا اور پکارا کہ اے شہریار اسکے

فریب حسن میں نہ پھنسیے۔ یہ کریہ منظر گیارہ سو برس کی عورت ہے اور بڑی مکارہ ہے لوح کو ملاحظہ کیجیے مینا
جادو نے جو طائر کو دیکھا دوڑ کے دو پٹہ مارا اور اُسکو پکڑ لیا طائر نے فریاد کی کہ میری خبر لیجیے ورنہ یہ
لکا دہ میرا کام تمام کر دیگی ادھر عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا طائر تیرا رفیق تازہ مبتلا
جادو کی عملداری غیر میں آکر اسیر ہوگیا جلد لوح کو جھکا کر عکس لوح کا اسطرح ڈال کہ طائر پر بھی پڑے اور
مینا جادو پر بھی۔ بس شاہزادہ نے جلد کیا ہے عکس لوح کا ڈالا عکس پڑتے ہی ہاتھ
مینا جادو کے تھرا گئے اور طائر پھڑک کے نکل گیا۔ شاہزادہ نے اب جو خیال کیا تو وہ
صورت ہی نہیں پائی کیا دلفریب شکل تھی یا رنگ دگرگون سحر اُڑ کر بھوت سی بھیانک سی
ڈراونی چڑیلے کی سی لاونی ہے۔ بس شاہزادہ نے تلوار کھینچی مینا جادو نے زمین پر غلطک
تی اور صورت اپنی ہتھنی کی بنائی اور شاہزادہ کی طرف چلی کہ سونڈ میں لپیٹ کے چیر ڈالوں عادل
کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ فلاں اسم گیارہ مرتبہ پڑھ کر یہ جو جانور ہے اسکے سر پر
بنا ہی اسیر ضرب گرز لگاؤ شاہزادہ نے ایسا ہی کیا۔ گرز پڑتے ہی سر مینا جادو کا پاش پاش
ہوا تڑپنے لگی تمام سبزہ زار جلگیا گنبد بیستانی کرچیاں ہوکے اُڑ گیا۔ آواز پیدا ہوئی کہ ہشتی
نام من مینا جادو بود حیف مردیم وجانہا زہر یم وبقلب تو درسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا
کہ چند مکانات بنے ہوئے ہیں ہبوط جادو سامنے آیا اور عرض کی کہ اے شہریار میں پوشیدہ
طور پر ساتھ ساتھ تھا کہ شاید حضور غافل ہوں تو آگاہ کروں مگر گرفتار ہوگیا تھا اگر آپ خبر نہ لیتے
تو حاضر ہونا میرا غیر ممکن تھا۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ہبوط جادو میں نے سنا ہے کہ
سکندر رستم نومر وفیل پیکران مع لعلان گہر دندان گرفتار ہوا تھا اور سہراب و رفیع البخت
وہاں اسیر ہوئے تھے سکندر کا تو وہاں پتہ نہ لگا دیکھا چاہیے کہ رفیع البخت و سہراب بھی یہاں ہیں
یا نہیں۔ ہبوط جادو نے عرض کی کہ اے شہریار میں نے سنا ہے کہ اختر جادو سکندر و لعلان گہر دندان
کو لیگئی ہے اور اپنے مکان میں قید کیا ہے لیکن یہاں کا حال نہیں معلوم۔ یہ سنکے سکندر رستم نو آگے بڑھے
مرنے سے مینا جادو کے مرحلہ تو برباد ہو چکا تھا چند مکانات باقی تھے جسمیں مال و اسباب
مینا جادو کا بھرا ہوا تھا اور ایک مکان میں کچھ قیدی تھے۔ شاہزادہ نے قیدیوں کو رہا کیا
مال و اسباب کو دیکھکر پھر قفل ڈال دیے اور ہبوط جادو سے ارشاد کیا کہ یہ جگہ قابل آباد کرنے
کے تو ہے نہیں کہ محض صحرا ہے میں جسوقت مرحلہ آخر سے پھرونگا اسوقت اس مال و اسباب کو قلعہ
سیہ تاب میں بھجوا دونگا بالفعل تم اسی مقام پر بطور محافظ وامین کے رہو ہبوط جادو نے
عرض کی کہ میں تابع فرمان ہوں لیکن اے شہریار ذرا ہوشیاری سے کام کیجیے گا اسلیے کہ یہ مرحلہ
آخر ہے اور نہایت سخت ہے بعد اس مرحلے کے پھر بادشاہ طلسم سے جنگ ہے فرمایا جو مقدر میں ہوگا
وہ ہوگا۔ تم اطمینان رکھو چونکہ شام ہو چکی تھی شاہزادہ نے رات وہیں بسر کی صبح کو اٹھ کے اور
حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے لوح کو ملاحظہ کیا اور حسب ہدایت لوح آگے روانہ ہوئے۔
جاتے جاتے قریب دو پہر کے گزرے ہونگے کہ کنارے اک دریا کے پہنچے دیکھا کہ اک کشتی
بہتی چلی آتی ہے کشتی پر دو عورتیں ایک صورت کی سوار ہیں اور کشتی مثل عروس شب اول کے آراستہ ہے
اور وہ دونوں نازنینیں بھی لباس جواہر نگار پہنے ہوئے ہیں ناگاہ اک بجلی پیدا ہوئی اور اُسنے
دم مارا کہ کشتی ڈوبی ایک نازنین ایک تختے پر بیٹھی ہوئی چلی دوسری نازنین غرق ہونے لگی وہ غرق ہو

ہو رہی تھی جیسے ہیلا غوطہ کھا کے اُبھری پکاری کہ اے سخت دل مجھے ڈوبتے دیکھ رہا ہے اور
اتنا نہیں ہو سکتا کہ نکال لے چونکہ شاہزادہ تیرنا خوب جانتا ہے پس دریا میں کود کر قریب اُس عورت
کے پہونچے اور بال اُسکے پکڑ لیے اور کنارے دریا کے آئے وہ نازنین بولی کہ اے شخص تو نے بڑا
احسان کیا کہ میری جان بچائی لیکن بہن میری خدا جانے بہتی ہوئی کہاں چلی گئی عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ تم اس کنارے پر ٹھہرو میں اُسے بھی تلاش کر کے لاتا ہوں لیکن نازنین نے باتوں
میں لگا کر لب کا ڈورا کاٹ کے اسطرح لوح اُتار لی کہ عادل کیوان شکوہ کو خبر بھی نہ ہوئی اب جو
عادل نے خیال کیا تو جس تختہ پر دوسری نازنین سوار تھی وہ بہتا ہوا دور نکل گیا ہے عادل کیوان شکوہ
کنارے کنارے دریا کے چلے کہ یہ عورت خدا جانے کس بادشاہ کی لڑکی ہے ایک کو تو میں نے
بچایا یہ دوسری بھی اگر بچ جاوے تو وہ بھی دعائیں دیگی اور ممنون ہوگی اس خیال میں یہ جلدی جلدی
چلے جاتے ہیں یہانتک کہ تختہ اک مقام پر سوار میں جا کے پھنسا پس عادل کیوان شکوہ
پانی میں اُتر کر تیرتے ہوے قریب گئے اور فرمایا کہ چل تجھے بھی میں دریا سے نکال کے
تیری بہن پاس پہونچا دوں اُس نازنین نے دونوں ہاتھ بڑھا کے گردن میں ڈالدیے اور
کہا کہ آپکا بڑا احسان ہوا شاہزادہ دل میں کہتا ہے کہ کیا بیحیا عورت ہے جو اسطرح بے تکلف میرے
گلے میں اپنے ہاتھ ڈالدیا شرم بھی دامنگیر نہ ہوئی کہ میں غیر مرد نامحرم ہوں اب جو خیال کرتے ہیں تو
گلے میں ہاتھوں کے بدلے رسیاں پڑی ہوئی ہیں اور نہ نازنین ہے نہ دریا ہے ایک صحرا ہے
اور سامنے اک حجرہ ہے حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ آواز قہقہہ کی آئی کہ بس فاتح طلسم ہو چکے
دیکھا تو نے کہ کسطرح تجھکو اسیر کیا ہے دیکھ تو لوح کہاں ہے اب جو خیال کرتے ہیں تو لوح بھی گلے
میں نہیں ہے عادل کیوان شکوہ نے گردن خم کی کہ افسوس تقدیر نے پھر پھنسا دیا اب جو دیکھا
تو وہی دونوں نازنینیں ہنستی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئیں اور کہا کہ کیوں اے شخص تم
دونوں میں سے کسکو پسند کرتا ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ صورتیں تو یکساں ہیں مجھکو ان
کا حال نہیں معلوم۔ دونوں نے کہا کہ ہم دونوں بہنیں توام پیدا ہوئی ہیں صورتیں جسطرح مشابہ
ہیں اسی طرح حرکتیں بھی مشابہ ہیں اگر تو ہم دونوں کو قبول کر تو ہم تیرے شریک ہو کر مہم طلسم کو سر
کرادیں۔ فرمایا کہ اول تو تم ساحرہ ہو علاوہ اسکے کافرہ ہو اگر دین اسلام قبول کرو تو یہ ممکن ہے
کہ میں ایک کو اپنے عقد میں لے آؤں جمع بین الاختین ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے یہ سنکے
اُن دونوں نے کہا کہ بغیر اسکے رہائی تمھاری دشوار ہے یہ کہکے وہ دونوں تو چلی گئیں اور اک زنگی
آیا اُسنے عادل کیوان شکوہ کو اُسی حجرے میں بند کر کے قفل لگا دیا قبل ازیں بیان ہو چکا ہے
کہ طیفور بادیہ گرد بھی شاہزادہ کے تعاقب میں چل چکا ہے جسوقت یہ کوہ بلور سے تھوڑی دور پہونچا
ہے تو شیخ گرگ اسکو اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو طیفور کی کھلی تو اپنے کو اک باغ میں پایا اور اک نازنین کو
سامنے دیکھا پوچھا کہ اے ملکہ تم کون ہو اور مجھے کس غرض سے اُٹھا لائی ہو اُسنے کہا کہ میں دختر
ہوں مالک دربند ششم ملکہ مشعل غول کی تجھے اسواسطے لائی ہوں کہ تو مطلب دل میرا بر لا
طیفور نے سخت و سست کہا اسنے طیفور کو زندان میں بند کیا تیسرے روز پھر طیفور کو زندان سے
نکالا اور کہا کہ بتا اب وصل میرا قبول کریگا یا نہیں طیفور نے کہا کہ پہلے مجھے طلسم کشا کے حال سے
آگاہ کر کہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے تو شاید کام دل تیرا بر آوے مشعل جادو نے کہا کہ طلسم کشا

دریاے طلسمی پر آکر اسیر ہوا اختین جادو نے اُسکو گرفتار کیا وُہی دونون بہنین طلسم کشا پر شیفتہ
ہوئی ہین اور طلبگار وصل ہین طلسم کشا انکار کرتا ہی چونکہ وہ ہماری رازدار ہین اور ہم اُنکے رازدار
ہین اس وجہ سے کوئی ہنگامہ طلسم مین نہین ہونیا ہی لوح طلسمی بھی اختین جادو کے قبضہ مین
ہی میرا ارادہ ہی کہ لوح اپنے قبضہ مین کرون کہ ایسا ہو طلسم کشا سے اور اختین جادو سے سازباز
ہو جاے تو مرحلہ پر آفت آئیگی۔ طیفور نے کہا کہ اے ملکہ ضرور ایسا چاہیے تم جاکر لوح لے آؤ
پھر مجھے تمھارے وصل سے انکار نہوگا مین تو انجام کو سوچکر تم سے انکار کرتا تھا کہ زمانہ بربادی
طلسم کا ہی طلسم کشا چلا آتا ہی اگر چار دن بھی تم سے محبت بڑھائی اسکا انجام زندگی بھر رونا
پڑیگا۔ اب طلسم کشا اسیر ہوگیا مجھے بھی اطمینان ہوگیا یہ سُنکے شعلہ جادو خوش ہوئی گو یہ بھی چلبلے
عاشق مزاج معلوم ہوتا ہی بس فوراً ہیجد طلسمی پر آئی یہ ہنگام اختین جادو باہم گفتگو کر رہی تھین
ایک کہتی تھی کہ مین لوح کیسے نے چھینی ہی لوح تم نے لو۔ طلسم کشا کو مین نے اسیر کیا ہی طلسم
میرا حصہ ہی دوسری کہہ رہی ہی کہ اگر مین لوح نہ چھینتی تو طلسم کشا کو تم گرفتار کیونکر کرتین غرض باہم
رنجش آمیز گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ جادو پہونچی اور کہا کہ تم عشق و محبت مین پڑی ہو اور جہان پر کیا
کیا چاہتی ہو لاؤ لوح طلسمی تو میرے حوالہ کرو بس ان دونون نے جو شعلہ جادو کو دیکھا تو انھون نے
کہا اے ملکہ ہم نگہبان سرحد مرحلہ ہین اور تم مالک مرحلہ ہو تم ہماری رازدار ہو ہم تمھارے رازدار
ہین لوح بھی حاضر ہی اور قیدی بھی لیکن انصاف کرو پھر اختیار ہی اگر تم لوح لیجاؤگی اور جسپر
گرفتاری طلسم کشا کی مشتہر ہوگی تو لوح بھی چھین جائیگی اور قیدی بھی اور بدنامی مفت کی
آئیگی ہم بدنام ہونگے تو تمھین بھی بدنام کرینگے۔ شعلہ جادو نے کہا کہ لوح جو تمھی کی چیز ہی اسکو
میرے سپرد کرو کہ مین اپنے باغ مین کسی محفوظ مقام پر رکھ آؤن اُسکے بعد تمھارا انصاف کرونگی
یہ سُنکے اُن دونون نے لوح طلسمی حاضر کردی ملکہ شعلہ جادو نے اُن دونون کو ساتھ لیا اور اپنے
باغ مین آئی یہان اختین جادو نے اور اک جوان کو دیکھا۔ شعلہ جادو نے لوح کو صندوقچہ مین
بند کرکے صندوقچہ اپنے سرہانے رکھ دیا طیفور نے شعلہ جادو سے کہا کہ آخر جھگڑا کیا ہی شعلہ
جادو نے طیفور سے سب حالت بیان کی اور کہا کہ مین چاہتی ہون ان دونون مین سے کوئی ناراض
نہو اور آپس مین رنجش نہ پیدا ہو مشکل یہ ہی کہ چیز ایک ہی اور طلبگار دو ہین طیفور نے کہا
کہ تم اس شخص دانا کو بلواؤ مین سمجھا کر رضامند کردونگا وہ ان دونون کو قبول کریگا پھر تو آپس مین
کچھ ملال نہوگا یہ سُنکے اختین جادو نے کہا کہ اس بات پر تو وہ راضی ہی نہین ہوتا ہی طیفور نے
کہا کہ ہم تو راضی کردینگے تم بلاؤ تو سہی اُسوقت اختین جادو نے عادل کیوان شکوہ کو بھی اسی
صحبت مین بلوالیا شاہزادہ نے طیفور کو جو دیکھا متعجب ہوے طیفور نے آنکھ کے اشارہ سے
منع کیا کہ خبردار کچھ کہنا نہین اور جو مین کہون اُسکو قبول کرلینا۔ اب ایک محفل مین سب جمع ہوے
طیفور نے عادل کیوان شکوہ کی طرف دیکھکے کہا کہ اے شخص تجھ سے بڑھکے بھی کوئی جاہل
ہوگا ایک عورت کے واسطے تو دنیا مین کیا کچھ نہین ہو جاتا ہی تجھے ایسی نازنینین دو دو ملتی ہین
مگر تو قبول نہین کرتا ارے بیہودہ لذت ہی کہ بوڑھون کو بھی ہوس ہوتی ہی تو تو ابھی نوجوان ہے
یہ وہی مثل ہی کہ نئی جوانی مانجھا ڈھیلا۔ اے میان میرے دونون بیٹھے کہو اور دونون کو قبول
کرو گردش گردش جہت ہی۔ باتون پر طیفور کے یہ سب کی سب بگڑ گئے تکین اور عادل کیوان شکوہ غرق

ہو گئے کہ یہ جو چاہتا ہے کہتا ہے نہ ہمارا ادب نہ لحاظ۔ طیفور نے شعلہ جادو سے کہا کہ شراب شگاہ
میں ابھی اسکو بھی بے تکلف کیے لیتا ہوں شعلہ جادو نے سامان شرابخواری منگوا کر رکھ دیا
طیفور اٹھا اور اپنے ہاتھ سے جام بھر کے پہلے شعلہ جادو کو دیا شعلہ جادو نے کہا کہ مہمانوں کو دو طیفور
نے کہا تمھاری بے تکلفی دیکھ کے وہ بھی بے تکلف ہونگے شعلہ جادو نے جام ہاتھ سے لیکے
پی لیا اب طیفور نے دو جام بھر کے اختین جادو کو دیے ان دونوں نے بھی پیے طیفور نے چوتھا
جام بڑی دیر میں لبریز کیا اور سامنے عادل کیوان شکوہ کے لایا اور کہا پیجیے عادل کیوان شکوہ
نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ کیا واقعی تو کافر ہو گیا طیفور نے کہا کہ تم کیا کفر سے بچ جاؤ گے اور
شراب پینا داخل کفر ہے تو خدا ہی حافظ ہے یہ اک بد پرہیزی ہے گو شرع نے حرمت کا حکم دیا ہے
مگر برسوں کی عادت رفتہ رفتہ کرکے ترک ہوتی ہے بارہ روز پیتے تھے یا اب یہ حالت ہے کہ سہ روز اب
سے کہاں پی لیتا ہوں گاہے گاہے وہ بھی تھوڑی سی مزا منھ کے بدلنے کے لیے
شاہزادہ برہم ہوا اور قصد تھپڑ مارنے کا کیا خیال ہوا کہ طیفور حقیقت میں انکا مطیع ہو گیا ہے
طیفور پیچھے ہٹا اور کہا کہ اے ملکہ آپ سچ کہتی تھیں یہ میرے سمجھانے سے کبھی نہیں سمجھتا ہے
خیر سمجھتا ہے نگا اپنا سر کھائیگا یہ سُنکے شعلہ جادو کو غصہ آیا اور کہا کہ میں اسے زبردستی پلاؤنگی یہ کہکے
اپنی جگہ سے اٹھی بس اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مار کر گری اختین جادو سنبھالنے
کو دوڑی یہ بھی بیہوش ہوئیں کنیزیں خواصیں یہاں موجود نہ تھیں کہ تخلیہ تمام تھا طیفور نے
اٹھکر صندوقچہ توڑا اور لوح نکالکر عادل کیوان شکوہ کی خدمت میں پیش کی اور کہا کیا حکم ہوتا ہے
انھیں قتل کر ڈالوں فرمایا کہ دعوت اسلام دینا ضرور ہے طیفور نے تینوں جادوگرنیوں کی زبانوں
پر منگلے سوزن کر دیے اور ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو شعلہ جادو نے رنگ
دگرگون پایا۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگر تم سب دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہے ورنہ ایکدم کی
مہلت نہ ملیگی قضا کو سر پر کھڑی سمجھو شعلہ جادو نے انکار کیا بس عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری تلوار
اچٹ گئی کہ شعلہ جادو رویین تن تھی طیفور نے کہا لوح دیکھیے عادل کیوان شکوہ نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا فلاں اسم پڑھکر دم شمشیر پہ دم کرو اور مانگ پر اسکے ہاتھ مارو تو یہ قتل ہوگی عادل
کیوان شکوہ نے ایسا ہی کیا تیغ پڑتے ہی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی شعلہ
جادو کے قیامت برپا ہوئی اب عادل نے لوح کو دیکھ کر اسم پڑھکر تیغ پہ دم کیا اور اختین جادو کو
بھی قتل کیا مرنے سے اسکے محیط طلسمی نظروں سے غائب ہو گیا دیر تک قیامت برپا رہی
آتشباری و برف باری ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ جادو وصدف جادو
وصدیف جادو یعنی اختین جادو بود حیف مردیم و جا ماندیم و مطلب خود نرسیدیم جس وقت
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ دریا ہے نہ کنیزیں نہ خواصیں کچھ سیٹلے اور بلبلان کا غذ کے
ہوا کے دور سے اڑتی ہوئی آرہی ہیں اور لاشیں تین جادوگرنیوں کی پڑی ہیں بس شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے طیفور سے کہا کہ تو اسی مقام پہ قیام کر میں مرحلہ پر جاتا ہوں یہ فرما کے
آگے بڑھے تھوڑے سے باغ کے مرحلہ سامنے معلوم ہونے لگا۔ شاہزادہ حسب ہدایت لوح آگے
بڑھے جس وقت درۂ کوہ کے قریب پہنچے تو اک قندیل درہ میں آویزاں دیکھی گرد قندیل کے
پروانوں کا ہجوم تھا عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ راستہ جلنے کا ہے تمکو چاہیے کہ

فلان اسم پڑھکر قندیل کو کھولو پروانے تمہارے ہاتھ سے لپٹینگے تم فلان اسم پڑھتے رہنا ورنہ
ہر پروانہ شرارہ بنکے جلا دیگا لیکن جسوقت شمع قندیل سے نکالوگے تو تمام پروانے شمع پر گرکر خود ہی
جل جاینگے تم اسی شمع کو ہاتھ مین لیے ہوے راہ درہ کی طے کرنا پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھ کے
عمل کرنا۔ عادل کیوان شکوہ نے جیسے ہی شمع قندیل سے نکالی تمام پروانے شمع پر گر گر کے جل گئے
شاہزادہ شمع ہاتھ مین لیے ہوے درہ سے گزرا اک صحراے ہولخیز و وحشت انگیز مین پہونچا دیکھا
کہ ہزار ہا آدمی سیاہ رنگ کے برہنہ ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر دوڑتے پھرتے ہین۔ دہن اور
ناک اور کان سے ہر ایک کے شعلے نکل رہے ہین شاہزادے کو جو اُن سب نے دیکھا شور کیا کہ
ارے یہ سرکش یہان کیونکر آگیا مارلو اسکو یہ کہتے ہوے اور شور مچاتے ہوے دوڑے۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے اسی شمع کی روشنی مین لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم تجکو چاہیے
کہ فلان اسم پڑھکر اس شمع کو زمین مین نصف گاڑ دے اور تب لوح کو سر پر رکھ لے تو نگاہون
سے ان سب کے پوشیدہ ہو جائیگا یہ سب آکر شمع کو پھونک سے بجھانا چاہینگے کہ شمع
انکے خرمن جان کے واسطے برق فنا ہی اُسوقت تو تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی لیکن فلان اسم کو
پڑھتا رہنا جبتک سب ختم ہو جائین شاہزادہ نے شمع جلدی سے زمین مین گاڑ دی غول آئے
کہ شمع کو گل کر دین جسنے شمع کے پاس آکر پھونکا شمع شعلہ بنی شعلہ دہن سے گھسکر پیٹ مین اُتر گیا اور
ہمہ تن شعلہ بنکے رہگیا جسقدر غول تھے سب اسیطرح جل کے خاک ہو گئے آخر مین اک غول
طویل القامت نے آکر جو شمع کو پھونکا تو شمع مع شعلہ دہن کے رستے اُسکے پیٹ مین اُتر گئی دم
مین وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور شعلہ بنکے عادل کیوان شکوہ پر گرا۔ شاہزادہ بال بال بچگیا کیونکہ
اسم خوانی مین مصروف تھا شعلہ گل ہو گیا شاہزادے نے دیکھا کہ یا تو رات تھی یا دن ہو گیا مگر
سامنے اک جوگی بیٹھا ہوا نظر آیا نظر جو اُس جوگی کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی پکارا کہ ارے ظالم
کیا کیا تو نے باغ اور صحرا دونون کو مٹا دیا آخر یہان تک کیونکر آیا عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے لوح
کو دیکھا لکھا تھا مشعل غول جادو یہی ہی تجکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر لوح اسکے سامنے پھینک دو
جب یہ لوح لینے کو جھکے اُسوقت تلوار مارو بعد اسکے مرنے کے مرحلہ طے ہوگا یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ
نے لوح طلسمی سامنے مشعل غول جادو کے پھینکدی بس جیسے ہی مشعل غول جادو لوح کے
لینے کو جھکا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی اُسکے قیامت برپا
ہوئی دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مشعل غول
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ صحرا نہین بلکہ
شہر ہی لاش اک ساحر مہیب کی زمین پر پڑی ہی۔ شاہزادہ نے بحکم لوح سر مشعل غول جادو کا
کاٹ لیا اور داخل شہر ہوے شہر مین غوغا ہو گیا کہ طلسم کشا آپہونچا عادل کیوان شکوہ نے
تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا اک تاجدار چلا آتا ہی شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ مرد نیک
ہی تمہاری اطاعت کریگا اُس تاجدار نے آکے قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی غلام کی مہمانی
قبول فرمایئے مین دراصل مسلمان ہون لیکن بخوف کفار مذہب کو اپنے پوشیدہ کیے ہوے
تھا۔ شاہزادہ نے طیفور کو بھی بلا لیا اور شاہزادے کی مہمانی بڑی دھوم سے ہوئی۔ عادل
کیوان شکوہ نے حدید شاہ کے یہان قیام کیا اور فرمایا کہ اب یہان سے آگے کون مرحلہ باقی ہے

حدید شاہ نے عرض کی کہ اب مرحلہ طلسمی تو کوئی نہیں باقی ہے سوا صحاکیہ کے جہاں خود بادشاہ طلسم ہے لیکن ابھی کئی مقام سخت آپ کو پیش آئینگے بالفعل شہر اختریہ ہے حاکم وہاں کی اختر جادو ضحاک شاہ کی بہن ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ میرے کئی عزیز مرحلوں پر گرفتار ہوئے تھے سُنا ہے کہ اختر جادو اُن سب کو لے گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ جا کے اُنھیں رہا کروں حدید شاہ نے عرض کی کہ جیسا حضور مناسب جانیں لیکن اتنا میں عرض کیے دیتا ہوں کہ راستے میں شہر اختریہ کے ایک آفت اور ہے وہ یہ ہے کہ دو تصویریں پتھر کی کنارے اک تالاب کے نصب ہیں تالاب قریب شہر اختریہ کے ہے یہاں سے بہت بڑا فاصلہ ہے دن بھر کی رہروی میں انسان وہاں تک پہونچتا ہے قبل میں لوگ یہاں سے شہر اختریہ میں آتے جاتے رہتے تھے اب سُنا گیا ہے کہ جو مسافر تالاب تک پہونچتا ہے اور پانی تالاب کا پیتا ہے وہ مر جاتا ہے فرمایا کہ سمیت پانی میں پیدا ہو گئی ہوگی اگر پانی نہ پیے تو کچھ اندیشہ نہیں ہے اُسنے عرض کی کہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ دونوں تصویریں جو لگی ہوئی ہیں وہ اکوان تاجدار کی ہیں اکوان نے بغرض حفاظت شہر اختریہ انتظام کیا ہے کہ کسی دوسرے مقام کے باشندے کو شہر اختریہ میں نہیں آنے دیتا ہے جو شخص پانی نہیں پیتا ہے وہ بھی جس کی راستے سے داخل شہر ہونا چاہتا ہے تالاب کو سدراہ پاتا ہے اگر بٹھنا چاہتا ہے تو وہ پتھر کی تصویریں انسان ہو کے لپٹ جاتی ہیں اور اُس مسافر کو کھا لیتی ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں لوح میرے پاس ہے انشاء اللہ کل میں جاؤنگا۔ بادشاہ نے عرض کی کہ غلام بھی ساتھ چلیگا فرمایا کیا مضائقہ ہے حدید شاہ نے تیاری لشکر کا حکم دیا بارگاہ نکلوائی۔ اب یہاں تو تیاری چلنے کی ہو رہی ہے اور اب

چند کلمے داستان اختر جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ اختر جادو مرحلوں پر سے سکندر اور لعلان اور رفیع البخت اور سہراب اور قمر اندام اور نجم تاب ان سب کو جا کے لے آئی تھی۔ تینوں شاہزادوں کو علیحدہ قید کیا تھا اور شاہزادیوں کو جدا قید رکھا تھا اور خود حجرۂ سحر میں جا کر سحر تیار کر رہی تھی بعد سات روز کے حجرہ سے باہر آئی اور پہلے شاہزادیوں کے زندان میں گئی اور کہا کہ مجھ کو تمھارے دماغ اگر سیدھے ہو گئے ہوں تو خیر ورنہ میں کل تجھکو تمھارے دھگڑوں سمیت جلا کے قصہ تمام کر دونگی لعلان گہر دندان نے کہا کہ ہمنے جنکا ساتھ دیا۔ دیا ہمکو کچھ مرنے کا خوف نہیں ہے قمر اندام و نجم تاب نے بھی یہی کہا کہ اب جو داغ بدنامی ہمارے دامن میں لگ چکا اس سے بچ نہیں سکتے لہذا بدنام ہو کے جینے سے مرنا بہتر ہے۔ اختر جادو دانت پیستی ہوئی پلٹی اور اب اُس زندان میں آئی جہاں سکندر و سہراب و رفیع البخت مقید تھے۔ اختر جادو نے دروازہ زندان کا وا کیا اور کہا کہ کل تمھاری موت کا دن ہے آج رات بھر تم لوگ اور دنیا میں مہمان ہو اگر تمکو کوئی وصیت کرنا ہو تو کر لو کہ کل تمکو اتنی مہلت بھی نہ ملیگی۔ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ہمیں کوئی تمنا نہیں ہے ہم زندگی سے سیر ہیں اسلیے کہ طلسم کشائی کیواسطے آئے تھے یہاں تقدیر نے ذلیل کروایا کہ لوح بھی ہاتھ آئی تو کچھ کام نہ نکلا ایک مرحلہ بھی سر نہو سکا پھر لوح چھن گئی ہماری یہیں تمنا ہے کہ قتل ہو جائیں لیکن اگر کوئی مسلمان اس طلسم میں ہو تو ہمکو اہل اسلام کے طریقے سے دفن کرا دینا اور ہر شخص کی قبر پر پتھر اُسکے نام کا لگا دینا کہ ایک روز اس طلسم میں عملداری مسلمانوں کی ضرور ہو جائیگی اگر لوگ

آئین تو ہماری ناکامی پر افسوس کرکے صرف فاتحہ خیر پڑھ دین - یہ سُنکے اختر جادو نے کہا کہ کیا دل
میرا تمنے خوش کیا ہی جسکے عوض مین بدون مین تمھارے ساتھ یہ جھگڑا کرونگی کہ تم لوگ ہمارے نام کو مٹا
رہے ہو ہم تمھارا نشان تک باقی نہ رکھنے والے ہین یہ کہکے چلی آئی اور رات بھر مین اسنے میدان
غول کی تیاری کی صبح کو دروازہ شہر پناہ کے قریب اک میدان مین اختر جادو نے بہت سی لکڑیون کا
انبار لگوا دیا اور اسمین آگ دیدی جب وہ جلنے لگین تو اسنے چند دانے ماش کے پڑھکے مارے
کہ وہ تمام آگ گل ہو گئی آتش حصار لالہ زار معلوم ہونے لگا - اب اختر جادو نے قیدیون کو منگا کر
اُنسے کہا کہ یہ باغ تمھارے واسطے مین نے تیار کیا ہی خیر اب بُرے ہو یا بھلے ہو اپنے ہو جو ہوا
وہ مٹ نہین سکتا - اس فریب نے اختر جادو کے انکو یقین دلا دیا - یہ تینون شاہزادے خوشی
خوشی اُس لالہ زار مین چلے گئے شاہزادیون کو کنارے لالہ زار کے اک بلند عمارت پر اسیر غل و زنجیر
بٹھا دیا - تاکہ یہ اپنی آنکھون سے انکو جلتے ہوئے دیکھین اب یہ چلی ہی اس ارادہ سے کہ سحر
اپنا اس آتش حصار پر سے اُٹھا لون کہ یہ جل کے خاک ہو جائین شاہزادیان حسرت سے دیکھ
رہی ہین یہان کی تو یہ حالت ہی اور اُدھر شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ مع لشکر ظفر پیکر کنارے
تالاب کے پہونچے ہین لوح کو ملاحظہ کیا ہی لکھا ہی کہ فلان اسم پڑھکر درمیان سے ان تصویرون
کے نکلکر تالاب مین کود پڑو یہ تصویرین آپس مین لڑکر ختم ہو جائینگی اور تم دروازہ شہر پناہ پر پہونچ
ایک چلو مین پانی تالاب کا لے لینا کہ یہ آگے تجھ کے کام آئیگا - شاہزادہ نے ایسا ہی کیا جونہی
دونون تصویرون کے درمیان سے نکلے یہ معلوم ہوا کہ کوئی بیچ سے آگ لیکے نکل گیا - دونون
تصویرون مین ٹکرین چلنے لگین اور لڑتے لڑتے تصویرین چور ہو کے تالاب مین گر پڑین تالاب
سٹ گیا اور دروازہ شہر پناہ نمودار ہوا دیکھا کہ شاہزادہ دروازۂ شہر پناہ پر کھڑا ہوا ہی اُدھر اختر جادو
کی نظر طلسم کشا پر پڑی اسنے کہا غضب ہوا کہ یہ آگیا کیس نار بل سحر کا اُس لالہ زار پر مارا تمام
لالہ زار آتش نہار ہو گیا شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تمنے جو صرف کیا یہ پانی جو تمھارے چلو
مین ہی اس آگ پر مارو شاہزادہ نے پانی کا چھینٹا دیا آگ فرو ہو گئی اختر جادو نے بجلی کی کڑک
سُنی جانب آسمان دیکھا معلوم ہوا کہ لعلان گہر دندان اور قمر اندام اور نجم تاب سحر کرکے بلند ہوئی ہین
اب یہ چھوکریان آفت برپا کرینگی مین تنہا ہون لیکن اسے سخت حیرت تھی کہ انکو کسنے رہا کر دیا - اختر جادو
جانب صحرا کے روانہ ہوئی - یہان عادل کیوان شکوہ نے ڈھونڈھنا شروع کیا مگر کسی لاش کا پتا بھی پایا
بس گریبان چاک کیا اور رونے لگے حدید شاہ قریب آیا اور عرض کی کہ اسے شہر یار کیا ہوا - فرمایا کہ میرے
کئی عزیز جو اس مقام پر قید تھے اُنکو اختر جادو نے آتش سحر مین پھونک دیا مجھے پہونچنے مین دیر
ہوئی یہ سُنکے حدید شاہ نے عرض کی کہ لوح تو ملاحظہ فرمایئے طیفور بھی رو رہا تھا ہنوز شاہزادہ نے
لوح کو ملاحظہ نہین فرمایا تھا کہ اک طائر نے گود مین پرچہ کاغذ کا پھینکا اور روانہ ہو گیا عادل کیوان شکوہ
نے جو اُس پرچہ کو اُٹھا کے پڑھا تو لکھا تھا کہ اے شہر یار مین آپکے عزیزون کو اُنکی معشوقون
سمیت لیے جاتی ہون آپ پریشان نہو جیے گا آخر مین دستخط ملکہ دل آویز جادو کے ثبت تھے اُسوقت
عادل کیوان شکوہ بیساختہ مسکرائے طیفور رو دیا گرد اور حدید شاہ کو بھی آگاہ کیا سب خوش ہوے
اب شاہزادہ نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ اک نامہ دار آیا اور نامہ پیش کیا - شاہزادہ نے نامہ
پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ چونکہ ملکہ ہماری تمہین حکم جنگ نہین دیتی ہین لہذا نہ تو ہم لڑ سکتے ہین نہ

یہ ہو سکتا ہی کہ آپ کو ملک میں آنے دیں لہذا آج آپ آگے بڑھنے کو موقوف رکھیں کل تک ہم
جواب منگا لیں پھر آپکو اختیار ہی۔ یہ نامہ اہل لشکر کی طرف سے تھا۔ عادل کیوان شکوہ نے جواب
تحریر کر دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہی ایک روز کے بدلے میں دو روز کی مہلت دیتا ہوں مگر اگر کہیں
سے کمک بھی منگانا ہو تو ایک بھی منگوا لو یہ جواب تو قاصد کو دیا اور آپ اُسی جگہ اُتر پڑے خیمہ
ہو پا ہوا لشکر ٹھہر گیا۔ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ مقام ساحروں کے
رہنے کا ہی اور خوفناک ہی تمکو چاہیے کہ فلان اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہی پانی پر پڑھ کے دم کرو
لیکن پانی رنگین ہو اور وہی پانی تمام لشکر کے ہر قون کو چھڑک کے ہر تین گرد لشکر کے نصب کرا دو
جو ساحر اندر حدود لشکر کے آئیگا سحر مقبول جائیگا اور سایبان بارگاہ کے گرد قناتون پر اور سقف بارگاہ
پر اور زمین پر بھی چھڑک دینا شاہزادہ نے ایسا ہی کیا اور بارگاہ میں جاکر آرام پذیر ہوئے لیکن

دُو کلمے داستان اختر جادو کے بیان ہوتے ہیں

کہ جسوقت یہ شہر اختر سے بھاگی ہی تو خدمت میں ضحاک شاہ کے پہونچی اور تمام کیفیت بیان کر کے
رونے لگی کہ اب ہمارا شہر بھی دشمن کے قبضہ میں ہو گیا ہو گا اور بعد کو ہمارے تمہاری باری ہی
طلسم کشا آگیا تین عزیزون کو قلعے میں نے آتش سحر سے بھونک دیا لیکن جو کہ یہان پھر رہا
ہو گئین کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کسطرح رہا ہو گئین ضحاک جادو نے کہا کہ تجھپر ستارے ایسے سخت
آئے ہوئے تھے کہ میں اپنے مرحلے کے باہر جا سکا کہ تمہاری خبر لیتا اور اب تو تمام طلسم میں غدر برپا ہی
کس کس کی خبر لون اپنی ہی خیریت نہیں معلوم ہوتی اسوقت آصف انجم طلعت بھی موجود تھے اور
برجیس بن اکوان بھی حاضر تھا۔ آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ اے ضحاک شاہ اگر تو اسقدر
ہراسان ہی تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ طلسم کشا کو اب بھی صلح پر رضامند کر دونگا اور اگر نہ مانیگا
تو اُس سے مقابلہ کرونگا شکست و فتح میرے اختیار کی بات نہیں ہی ضحاک شاہ نے کہا کہ مجھے
منظور ہی مگر میں یہ نکرونگا کہ خود اکوان نابدار کو گرفتار کر کے دیدون ہان اپنے ملک سے نکالدونگا
آصف انجم طلعت نے قبول فرمایا اور اک تحریر اس مضمون کی ضحاک شاہ سے لکھوا کر جانب
شہر اختر یہ ہمراہ اختر جادو کے روانہ ہوئے جسوقت شہر اختر یہ میں پہونچے تو لیسر اکوان بھی ساتھ تھا
آصف انجم طلعت نے اک نامہ شوقیہ تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے فاتح طلسم اگر تم مذہب
اسلام رکھتے ہو اور خاندان صاحبقران سے واقف ہو تو آصف انجم طلعت کا نام بھی سُنکے ضرور
آشنا ہو گا ہر چند کہ تمام عزیز میرے یہ جانتے ہیں کہ آصف جل کے مر گیا مگر میں بادشاہ طلسم یعنی
ضحاک شاہ کا اتنا ضرور ممنون ہوں کہ اُسنے مجھے بچا کر مجکو اُٹھوا منگایا جلنے سے بچایا اب تک میں قید
تھا اب اُسنے مجکو تمہارے مقابلے واسطے قید سے رہا کیا ہی چونکہ میں اُسکا ممنون ہوں لہذا
مجھے اتنی پاسداری ضحاک کی ضرور ہی کہ میں چاہتا ہوں صلح ہو جائے اگر تم صلح پر رضامند نہ ہوگے
تو مجکو مجبوراً تم سے لڑنا پڑیگا کہ میں زبان ہار چکا ہوں اور جو شرط تمہیں بابت صلح کے پیش کی تھی اُسکی
تحریر میں نے ضحاک کی دستخطی لے لی ہی لہذا میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے تخلیہ کی ملاقات کر کے اس
تحریر کو دیکھ لو اور اور شرطین جو پیش کرنا ہو وہ مجھے تحریر کر دو۔ بہتر ہی کہ یہ معاملہ طے پا جائے ورنہ
مجھے سخت وقت پیش آئیگی یہ نامہ برجیس بن اکوان لیکر خدمت میں شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے

روانہ ہوا جب یہ خبر شاہزادہ عادل کو ہوئی کہ شہر اختریہ سے نامہ بر آتا ہے تو شاہزادہ نے صدید شاہ کو
استقبال کے واسطے بھیجا صدید شاہ برجیس کا استقبال کرکے سامنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
کے لایا برجیس نے بطریق خدا پرستان ادب سے سلام کیا اسوقت عادل کیوان شکوہ کو حیرت
ہوئی ایک تو یہ کہ ایلچی نوبرس کا لڑکا دوسرے اُسکا اہل اسلام کی طرح سلام کرنا شاہزادہ کو برجیس سے
محبت معلوم ہوئی کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی برجیس سلام کرکے بیٹھ گیا شاہزادہ نے
نام پوچھا برجیس نے اپنا نام مع ولدیت بیان کیا یہ سنکر کہ یہ اکوان کا بیٹا ہے عادل کیوان شکوہ
زیادہ متعجب ہوئے پھر خیال ہوا کہ شاید کسی اور اکوان کا یہ فرزند ہو فرمایا کسکا نامہ تم لائے ہو
برجیس بن اکوان نے کہا کہ ملاحظہ کیجئے یہ کہکے نامہ مودب ہوکے پیش کیا عادل کیوان شکوہ نے
نامہ کو لیکے لفافہ چاک کیا اور پڑھا تو نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ آج وہ مسرت حاصل ہوئی ہے کہ کبھی
نہ ہوئی تھی اور جواب میں تحریر کیا کہ صلح کیسی اگر آپ فرمائیں تو وہان تک حاضر ہوں آپ میرے بزرگ
ہیں اسلیے کہ رشتہ تو برابر کا ہے مگر سن کی بزرگی آپکو حاصل ہے لیکن ابھی اسکے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا
کہ میں بھی اسی باغ کا سبزہ ہوں مگر اسقدر دور رہا کہ بیگانہ ہو گیا جسوقت شمار میرا اپنون میں ہوگا
اُسوقت آپ پر بھی مفصل ظاہر ہو جائیگا اور برجیس بن اکوان کو بہت بھاری خلعت دیکے رخصت
فرمایا۔ برجیس بن اکوان جواب لیے ہوئے اخلاق و مروت طلسم کشا کی تعریف کرتا ہوا خدمت
میں آصف انجم طلعت کے حاضر ہوا اور جواب پیش کرکے زبانی بہت کچھ تعریف کی آصف انجم طلعت
نے جواب نامہ پڑھا خوش ہوئے۔ وہ تحریر ضحاک کی لیکر فرمایا کہ اے برجیس میرا جی چاہتا ہے کہ
میں خود ملاقات کو اُسکی چلوں گو وہ اپنے کو خورد ظاہر کرتا ہے اگر چھوٹا ہے تو بھی کلیجے کا ٹکڑا ہے اُسکے یہاں جانے
سے میری عزت میں فرق نہیں آتا ہے کہ میرے ہی خاندان سے ہے یہ فرما کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فقط
برجیس کو ساتھ لیکے طرف لشکر عادل کیوان شکوہ کے روانہ ہوئے یہاں عادل کیوان شکوہ نے
پہلے سے عیار کو برائے دریافت خبر روانہ کر دیا تھا کہ اگر مناسب ہو اور کوئی امر مانع و حارج نہو تو میں
آپ چلوں کہ وہ بزرگ میرے ہیں مردہ سنا تھا مگر خدا نے زندہ دکھایا طیفور نے آکے بیان کیا
کہ وہ تشریف لاتے ہیں بس عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر تنہا چل کھڑے ہوئے بعد کو طیفور اور صدید شاہ بھی روانہ ہوئے راستے میں سامنا ہوا
عادل کیوان شکوہ آصف انجم طلعت کو دیکھتے ہی گھوڑے سے کود پڑے سلام کیا آصف انجم طلعت
بھی مرکب سے اُترے عادل کیوان شکوہ جھکے آصف نے سر سینے سے لگایا دونون صاحب [illegible]
کیے بعد ملنے کے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ آپنے کیوں تکلیف فرمائی میں تو خود ہی حاضر ہونے والا تھا
آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ بابا اگر میں چلا آیا تو کیا قباحت ہے اور تم کو میں کہاں تکلیف دیتا میں خود ہی
دشمنوں اور کافروں کا مہمان ہوں اسوقت تمھارے وہاں چلنے سے میرا ہی تمھارے مکان پر
چلنا بہتر ہے عادل کیوان شکوہ نے عرض کی کہ یہ بھی حضور کا کفش خانہ ہے یہ کہکے آصف کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے صدر میں آصف کو بٹھایا آصف انجم طلعت نے وہ تحریر ضحاک کی
پیش کی عادل کیوان نے پڑھا اور ارشاد کیا کہ اگر آپ ایسی شرطیں بھی طے کر لیتے جو سراسر میری مصلحت کے
خلاف ہوتیں تو بھی مجھے عذر و انکار نہوتا اور یہ تو آپنے اچھی باتوں کو طے کیا ہے وہ یہ معلوم ہوتا ہے
کہ مجھ سے پوچھ کے طے کی ہیں مجھے اسمیں کوئی عذر و انکار نہیں ہے۔ آصف انجم طلعت نے وہ

تحریر ضحاک شاہ کی عادل کیوان شکوہ کے سپرد کردی اور فرمایا کہ اب ایک تحریر تم اپنی بھی دو
کہ ضحاک کا بھی اطمینان ہو جاوے عادل کیوان شکوہ نے اسیوقت قلمدوات منگا کے لکھا
کہ اے ضحاک اب میں ہرگز تجکو پناہ نہ دیتا اسلیے کہ تو نے میرے قتل کر ڈالنے میں کوئی بات
اُٹھا نہ رکھی تھی میں اپنی تقدیر سے بچ گیا لیکن بخاطر داد شاہزادہ آصف انجم طلعت جن شرائط کا پابند
ہو کر تو صلح کرتا ہی مجھے منظور ہی اور اتنا اور تیرے ساتھ کر سکتا ہوں کہ مفتوحہ مقامات میں سے
بھی نصف ملک تجکو واپس دونگا اب سلطنت تیری اسرار روشنضمیر سے زیادہ رہیگی اور اسرار
روشنضمیر اگر نہ بھی رضامند ہوگا تو اُسے میں کسی نہ کسی طرح راضی کر لونگا یہ تحریر لکھ کے دستخط کر دیا اور
اقرارنامہ آصف انجم طلعت کے سپرد کیا چلتے وقت عادل کیوان شکوہ نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون
ہی آصف انجم طلعت نے سارا واقعہ برجیس اور اُسکی ماں حیات خورشید جمال کا بیان کر کے
فرمایا کہ اب اسے میرا فرزند سمجھو اسلیے کہ یہ انتہا کا سعید ہی۔ عادل کیوان شکوہ نے برجیس کو
آفرین کی اور فرمایا کہ ہر چند میں اس مقام پر خاص تیرے باپ کے قتل کا بیڑا اُٹھا کے آیا ہوں
مگر اب بھی اگر وہ اسلام اختیار کرے تو میں ہرگز اُسکے قتل کا ارادہ نکرونگا بلکہ کسی مسلمان کا دل
اُس سے کدر نہ رہیگا برجیس نے عرض کی کہ قلب اُسکا سیاہ ہی وہ ہرگز مسلمان نہوگا نہ میں
اُسکا شریک ہوں آپ اس بارہ میں مجکو اپنا شریک سمجھیں میں حق کا شریک ہوں شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آفرین کی۔ آصف انجم طلعت رخصت ہو کے اپنے مقام پر آئے
اور شہر اختر سے جانب ضحاک روانہ ہوئے لیکن اب

دو کلمے داستان ضحاک شاہ کے بیان ہوتے ہیں

کہ بعد روانہ ہونے آصف انجم طلعت کے یہ خاموش بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ملکہ مبرم
جادو مع ابلیسہ مردار خوار تشریف لاتی ہیں ضحاک شاہ راہ سے استقبال کو گیا ابلیسہ اور ملکہ مبرم جادو کو
استقبال کر کے لایا سامان دعوت مہیا کیا مبرم جادو نے کہا کہ طلسم کشا کس مقام پر ہی ضحاک شاہ
نے بیان کیا کہ سب مرحلے شکستیں ہوئے وہ بلور پر بڑا مقابلہ ہوا لیکن انجام میں شکست ہوئی
بلور روشن تن مارا گیا اب شہر ضحاک یہ باقی ہی لیکن میں نے اک صورت صلح کی نکالی ہی یقین ہی
کہ طلسم کشا بھی راضی ہو جائیگا بس یہ سنکے مبرم جادو نے منھ پھلایا اور کہا کہ اے ضحاک جو جو
ذلتیں حاصل ہوئی ہیں یہ صلح سے مٹ نہیں سکتیں جبتک عوض اُنکا نہو جاوے۔ اسرار
روشنضمیر نے جو حالت میری جلائی تھی وہ مخفی نہیں ہی اور تو نے درمیانی اس شخص کو قرار دیا ہی جو قرار
کسی طرح دوست نہیں ہو سکتا اور طلسم کشا کا دشمن نہیں ہو سکتا یہ سنکے ضحاک شاہ نے کہا کہ مرتا کیا
نکرتا۔ مبرم جادو بہت خفا ہوئی اور کہا کہ اگر تو صلح کرتا ہی تو اس شرط کو بھی پیش کر کہ طلسم کشا لوح طلسم
ہمارے حوالے کردے ورنہ ہم تیرے شریک نہونگے اور ابلیسہ مردار خوار نے کہا کہ کیوں مجبوری کی تو
کیا اسی ذلت کے واسطے مجکو لائی تھی ضحاک جادو مجبور ہوا۔ اتنے میں خبر پہونچی کہ آصف انجم طلعت
تشریف لاتے ہیں ضحاک شاہ نے لوگوں کو استقبال کے واسطے بھیجا چاہا تھا۔ مبرم جادو نے
منع کیا جسوقت آصف انجم طلعت تشریف لائے تو یہاں کا رنگ دگرگون پایا بس یقین ہوگیا کہ یہ
صلح نہوگی ضحاک نے پوچھا کہ کیا ہوا آصف نے تحریر عادل کیوان شکوہ کی دیدی ضحاک شاہ نے

کہا کہ ایک بات اور بھی طے کیجیے کہ وہ لوح طلسمی ہمارے سپرد کریں اور اگر ہمارے اور اسرار روشن ضمیر سے
چشمک ہو یا کوئی ملال درپیش ہو تو وہ شرکت کسی کی نکریں یہ سنکے آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ اے
ضحاک جادو جو بات مقدر ہو چکی ہے وہ مٹ نہیں سکتی معلوم ہوا کہ میرے جانے کے بعد کسی
نے تجھے بہکا دیا ہے اتنا میں تجھ سے وعدہ کیے لیتا ہوں کہ لوح بھی وہ دینگے اور اگر اسرار روشن ضمیر سے
اور تجھ سے کوئی رنجش ہوگی تو وہ حق کے شریک ہونگے جو حق پر ہوگا تو تیرے شریک ہو کے
اسرار روشن ضمیر سے لڑینگے ضحاک شاہ نے کہا کہ اچھا آپ اب خود نہ تشریف لیجائیے بلکہ ایک نامہ
لکھ بھیجیے اور یہ دونوں شرطیں اسمیں تحریر کر دیجیے میں جواب منگا لونگا آصف انجم طلعت نے نامہ
تحریر کر دیا کہ اچھا ہے میرا اسا کہنا ہو ورنہ مجھے شرمندگی ہوگی ضحاک نے نامہ لیکر مبرم جادو کو دیا مبرم
جادو نے کہا میں آپ حاذق ہوں اور نامہ کو لیکر جانب شہر اختر یہ روانہ ہوئی یہ خبر اختر جادو کو ملی
وہ استقبال کر کے لیگئی مبرم جادو نے اختر جادو کو بھی ساتھ لیا اور طرف لشکر عادل کیوان شکوہ
کے روانہ ہوئی جب عادل کیوان شکوہ کو معلوم ہوا کہ مبرم جادو آتی ہے حدید شاہ کو استقبال کیواسطے
بھیجا اور مبرم جادو کو نہایت عزت کی ساتھ بٹھایا مبرم جادو نے تحریر آصف کی پیش کی طیفور نے
چپکے سے کہا کہ اب کچھ رنگ اور معلوم ہوتا ہے اسمیں کچھ فریب ہے کہ آنکھیں نہیں بھیجا اور یہ دونوں
بیسوا کیوں آئی ہیں عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ مجھے پابندی تحریر کی واجب ہے خواہ اسکا کوئی انجام
ہو اسلیے کہ اگر میری سفرت ہوئی تو جائیے صاحب تحریر نہ فرماتے۔ مبرم جادو سے کہا کہ مجھے لوح کے
دیدینے میں کوئی عذر و انکار نہیں ہے اسلیے کہ جب صلح ہوگئی تو لوح بیکار ہے علاوہ اسکے یہ تحریر ایسے شخص
کی ہے کہ اگر وہ لوح کیسی سر بھی طلب کرے تو مجھے دیدینے میں کوئی عذر و انکار نہوتا لیکن اسرار روشن ضمیر اگر
ضحاک شاہ پر زیادتی کریگا تو میں ضحاک کی شرکت کرونگا اور اگر ضحاک شاہ اسرار روشن ضمیر سے چھیڑ چھاڑ
کریگا تو پھر میں کچھ خیال نکرونگا۔ مبرم جادو دل میں سوچی کہ جب لوح اسکے پاس نہوگی تو یہ کیا
کریگا یہ سوچ کے لوح لے لی اور واپس آئی حدید شاہ اور طیفور اشارہ سے منع کرتے رہے کہ لوح نہ
دیجیے مگر عادل کیوان شکوہ نے نہ مانا اور لوح دیدی اور خود کوچ کر کے طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئے
اور جس جس مقام پر انکا قبضہ تھا ہر ایک کو سمجھاتے ہوئے چلے کہ ہمسے اور بادشاہ طلسم سے صلح ہوگئی
ہے لہذا تمکو چاہیے کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کرتے رہو اگر وہ تمھارے دین و مذہب کے متعلق کچھ
دراندازی ہونا چاہے تو اسکے ملک کو چھوڑ کر اسرار روشن ضمیر کی حدود ریاست میں چلے آنا وہ تمکو عزت
کے ساتھ رکھیگا اور داد رسی کریگا ہنوز شاہزادہ کوہ بلور تک نہیں پہونچا ہے کہ دل آویز جادو اور شعلہ عذار
جادو مع لعلان گہر دندان اور قمر اندام جادو و نجم تاب جادو ایک جا بیٹھے ہیں سکندر و رفیع البخت و
سہراب بھی وہیں سب خوش ہیں کہ سب مرحلے سر ہوگئے اب صرف مرحلہ آخر باقی ہے وہ بھی سر ہوجائیگا
کہ لوح قبضہ میں ہے آج بہت مدت کے بعد وہی جلسہ ہوا ہے جو قصر الماس نگار میں ہوا تھا وہاں مبرم جادو
لوح لیے ہوے ضحاک شاہ کے پاس پہونچی لوح ضحاک کو دی اور کہا کہ بیوقوف اپنا کام نکالنے
سے مطلب ہے پوری سلطنت چھوڑ کے آدھی سلطنت پر قناعت کرلینا موقوف چاہیے تھا جب
مجبوری ہوئی اب تو طبل جنگ بجا کر کوہ بلور پر یورش کر دو میں مددگار ہوں طلسم کشا کا مجمع ہے
لیں۔ اسکے اور مقامات فتح کرتا ہوا چل پورے طلسم پر قبضہ کرلے میں امس بلا کو لائی ہوں کہ اسرار
روشن ضمیر کی کیا حقیقت ہے اگر وہ چاہے تو پورے طلسم کو کھا جاوے یہ سنکے ضحاک مار کر بدہ

نہایت خوش ہوا، اور کہا کہ کیوان زرین علم لشکر کو لیکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا جائے اور طبل جنگ بجوائے
اسی وقت حسب الحکم کیوان زرین نے نقارہ رزمی بجوا دیا اور یہ خبر پہونچی وہاں بھی ساحران لشکر اسلام
نے نقارہ رزمی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی یہاں ضحاک شاہ نے حکیم فرامرز کو اک نامہ لکھا کہ
بالفعل اک کام ہی آپ کل ہمارے پاس تشریف لے آئیے حکیم فرامرز دوسرے روز صبح کو آ گئے۔
ضحاک شاہ نے حکیم کی دعوت کی۔ حکیم نے کہا کہ آج میں بھی جنگ کا تماشا دیکھونگا ضحاک شاہ
مع مبرم جادو اور ابلیسہ مردار خوار اور حکیم فرامرز میدان میں آیا۔ یہ خبر آصف انجم طلعت کو ہوئی
کہ ضحاک شاہ برائے مقابلہ لشکر طلسم کشا جانب کوہ بلور گیا ہی آصف انجم طلعت کو نہایت ملال ہوا
دل میں کہا کہ اگر میں ایسا جانتا تو اس درمیان میں دخل نہ دیتا اور یہ خبر آصف کو ابھی نہیں پہنچی
کہ مبرم جادو بکاری لوح بھی سے آئی ہی۔ فرمایا خیر اگر لڑیگا تو مارا جائیگا ہمارا کیا ہی ہم عادل سے
عذر کرلینگے کہ بابا کیا اختیار ہی ذاتی منظور نہیں بسبب رنج کے حیات خوش جمال پاس آئے اور
بیماری کیفیت بیان کی حیات خوش جمال نے کہا کہ بیٹے انجام کیا ہوتا ہی آج انکو آن جو میرے
دیکھنے کو آیا تھا تو کچھ خوش تھا اسکا سبب میں نے نہیں پوچھا کہ کیا ہی آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ اک لکا تہ بڑی ساحرہ زبردست مدد ضحاک کو آئی ہی اسپر ساحروں کو بہت کچھ بھروسا ہی شاید
انکو بھی ایسا ہی کچھ خیال ہو حیات خوش جمال سنکے چپ ہو رہی۔ لیکن اب حال میدان
جنگ کا سنیے۔ جب صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے میدان قتال و جدال ہوئے تو لیبار طلسم
کی طرف سے اک ابر غلیظ سیاہ رنگ پیدا ہوا آمد سے اس ابر کے سرزمین طلسم میں زلزلہ تھا
برقیں چمک رہی تھیں بارش عقرب و مار کی ابر سے ہو رہی تھی گرج سے دل دہلے جاتے
تھے ضحاک جادو سمجھ گیا کہ یہ آمد بلانوش جادو کی ہی بس ضحاک برائے استقبال روانہ ہوا یہانتک
کہ ابر شق ہوا اور بلانوش جادو اک بلائے سیاہ پر سوار نمودار ہوا جھولے زر لٹکتے لگے ہوئے
تھے اسباب سحر اسمیں بھرا ہوا تھا ایک ہاتھ میں ترسول سر پہ انڈوی جوگیوں کی سی کانوں میں
مندرے پڑے ہوئے بت کمنی سے شانوں تک بندھے ہوئے ضحاک شاہ بڑی آؤ بھگت
سے اسکو لایا چالیس ہزار ساحران غدار بلانوش جادو کے ساتھ تھے انکی صورتیں دیکھکر ہر
ساحران طلسم کے آپ ہو گئے مبرم جادو نے کہا کیوں اے ضحاک جسکے ایسے ایسے معاون
و مددگار موجود ہوں اسکو کسی سے دیگر صلح کرنے کی کیا ضرورت ہی بلانوش بھی نام صلح سنکر
نہایت آزردہ ہوا اور ضحاک شاہ سے کہا کہ اگر تجکو صلح کرنا تھی تو میرے پاس کیوں گیا تھا۔
ضحاک شاہ نے عذر کیا بلانوش جادو نے ساحران لشکر اسلام کی طرف نہایت حقارت کی نظر
سے دیکھا اور کہا کہ آج رات بھر کی انکو مہلت دو کہ یہ اپنے انجام کو سوچ لیں اگر یہ میری اطاعت
قبول کرلیں تو لڑنے سے کیا فائدہ اور اگر نہ مانینگے تو ایک روز میں سب کو مٹا دونگا میرا ایک سحر
تو انکے روکے نہ رک سکیگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا یہاں ساحران
لشکر اسلام بھی آمد سے بلانوش جادو کے نہایت خائف و ترسان ہوئے اسلیے کہ حال سے
بلانوش جادو کے خوب آگاہ تھے کہ یہ وہ ساحر ہی جو ساحروں کے سحر کو نگل جاتا ہی اور اسکے
سحر کا رد کرنا کوئی جانتا ہی نہیں یہ ایک ہی دن میں خاتمہ کر دیگا ملکہ شنا ہی کہ اسکا یہ دعوی ہی
کہ میں لوح طلسمی کو سیاہ کر دونگا طلسم کشا میرا کیا کریگا ملکہ دل آویز جادو نے اسی اضطراب میں

ایک عرضی بخدمت اسرار روشنفیر تحریر کی کہ یہاں طلسم کشا موجود نہیں اور مدد ضحاک کو وہ شخص آیا ہے جس سے مقابلہ کرنا اجل سے لڑنا ہی ہم لوگ جان نثاری کو موجود ہیں جب تک دم میں دم باقی ہی قدم پیچھے نہ ہٹیگا لیکن حفاظت طلسم کشا کی فکر کیجیے ہمیں طلسم کشا کی اب کچھ خبر نہیں کہ کہاں ہی خمار جادو یہ نامہ لیکر جانب قلعہ سیمتاب روانہ ہوا جسوقت قلعہ میں پہونچا اور عرضی دل آویز جادو کی پیش کی ہی تو اسرار روشنفیر نے کہا کہ اے خمار جادو مجھے معلوم ہوچکا ہی طائران سحر مجھے تمسے پہلے خبر دے چکے ہیں مجھے اُس لکادہ ابلیسہ مردارخوار کا تو کوئی خوف نہیں ہی لیکن بلا نوش جادو کا میں بھی کچھ نہیں کر سکتا یہ وہ ساحر ہی کہ جسکو سامری و جمشید سے دعواے ہمسری ہی اگر ویسا نہیں بھی سہی تو اپنے زمانے کا سامری ضرور ہی ہم بھی سر سے کفن باندھے ہوے ہیں تم اطمینان رکھو تمسے پہلے ہمارا خاتمہ ہوگا بعد ہمارے تم لوگوں پر آنچ آئیگی اور اے خمار جادو طلسم کشا کے لوح بھی کھو دی لیکن اقبال طلسم کشا کا یاور ہی اُسکا بال بھی بیکا نہو گا خمار جادو جواب نامہ لیکر صبح سے پہلے واپس آگیا اور دل آویز جادو کی خدمت میں پیش کیا کوہ پر عجب طرح کھلا بلی ہی لیکن کچھ حال دربار ضحاک کا سنیے کہ آصف انجم طلعت نے دربار میں جانا ترک کر دیا ہی اور اکوان تاجدار نے آج حیات خوش جمال سے جاکے اتنا کہا اور کہدیا ہی کہ سامری و جمشید ہم پر مہربان ہوے یقین ہی کہ پھر وہ زمانہ آجاے کہ نہ طاق میں ہماری حکومت ہوے ملکہ اُسوقت بگھیے اسطرح خوش آنا حیات خوش جمال نے آصف انجم طلعت سے یہ واقعہ بیان کیا آصف انجم طلعت پریشان ہوئے کہ ایسا نہو یہ ملعون اس خدا پرست عورت کی عزت کا درپے ہو گو ابھی کی بی بی ہی لیکن یہ مسلمان ہو چکی ہی اور وہ کافر ہی اب یہ اُسکے عقد سے باہر ہوگئی خداوند اتو ہی عزت کا رکھنے والا ہی میں بالکل بے دست و پا ہو رہا ہوں وہاں دربار ضحاک کا بھرا ہوا ہی اکوان تاجدار بھی حاضر ہی ضحاک شاہ تخت پر بیٹھا ہی داہنی جانب ضحاک کے برابر بلا نوش جادو بیٹھا ہی بائیں جانب ابلیسہ مردار خوار بیٹھی ہی میرم جادو ابلیسہ کے بائیں پہلو میں بیٹھی ہے چہار چشم جادو سامنے کھڑا ہی دف و تمام طرب کا ہو رہا ہی جم کے جم لنڈھ رہے ہیں حکیم فرامرز بھی موجود ہیں کہ ضحاک نے لوح طلسمی حکیم فرامرز کے سپرد کی اور کہا کہ اس کو لیجا کر آپ طاق نسیان پر رکھ آئیے اور پھر یہاں آکے تماشا جنگ کا دیکھیے کہ یہ جنگ بھی یادگار ہی۔ حکیم فرامرز لوح کو لیکر چلا گیا اور لوح کو اپنے مکان میں رکھ کے چلا آیا۔ اب ضحاک کو بالکل اطمینان ہی مسلمانوں کی دعوت و ضیافت میں مصروف ہی کہ ایک رات اور ایک دن جشن رہا دوسرے روز ابلیسہ مردار خوار نے کہا کہ اے ضحاک یہ جشن خوشی اور دعوت بعد پر موقوف رکھو تو بہتر ہی بھی کس بات کی خوشی ہی طبل جنگ بجواؤ ضحاک شاہ نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر کوہ بلور پر ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا سامان جنگ ہونے لگا تمام رات عجب ہنگامہ تھا کہ ایک ایک سے وصیت کرتا تھا ایک ایک کو رخصت کرتا تھا اسی حالت میں صبح ہوئی اُس طرف سے ضحاک شاہ تخت پر سوار سر پر چتر گردش کرتا ہوا داہنی جانب بلا نوش جادو اک بھیڑے سیاہ پر بیٹھا ہوا بائیں جانب ابلیسہ مردار خوار پشت پر تمام ساحران طلسم اکوان تاجدار مورچھل ہاتھ میں لیے ہوے ضحاک اور بلا نوش کی مگس برانی کرتا ہوا اسطرح یہ سب کے سب میدان میں ہو کر صف آرا ہوے ادھر بالاے کوہ ملکہ دل آویز جادو کو سب نے تخت پر بٹھا کے بادشاہ لشکر بنایا ہی اور سب ساحر درجہ بدرجہ افسری کے عہدے

ممتاز ہوئے ہیں دونوں طرف علموں کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے ہیں کہ اک مرتبہ ابلیسہ مردار خوار
میدان میں آئی اور پکاری کہ کیوں اے اہل کوہ تم سب اپنی جانوں سے عاجز ہو کہ اطاعت ضحاک
کی نہیں اختیار کرتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ میرے نام سے آگاہ نہیں ہو میں وہ ہوں کہ نام میرا ابلیسۂ مردار خوار
ہے ایک دم میں تم سب کو مٹا دونگی آج اسرار روشن ضمیر کہاں ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا نام سنکے بھاگ گیا
جب بادشاہ کی یہ حالت ہے تو تم لوگ کیوں اپنی جانیں دیتے ہو اب بھی کہنا مانو اور اطاعت ضحاک کی
اختیار کرو مثل مشہور ہے کہ کوتوال معزول نا معقول ہے بادشاہ معزول کی اطاعت کیا سمجھ کے اختیار
کی ہے یہ سنکے خمار جادو اور لرزان جادو صفوں سے آگے بڑھ بڑھ کے پکارے کہ او ابلیسہ ہم تجھے
خوب پہچانتے ہیں کہ تو غدار کی بلا ہے اپنی نصیحت کو رہنے دے ہم حق پسند ہیں اور حق کے شریک
ہیں جان ہر شخص کی سوا خدا کے کسی کے قبضۂ اقتدار میں نہیں ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ہم اپنے
بادشاہ سے روگردانی کر کے ہرگز نام اپنا نمک حراموں میں نہ لکھوائینگے بس یہ سنکے ابلیسۂ مردار خوار
نے پلٹ کے ضحاک کی طرف دیکھا اور کہا کہ ان لوگوں میں تیری دختر اور بھانجیاں اور بھتیجی بھی
ہیں انکو بلا لے ورنہ ایک ہی سحر میں سب کو مٹا کے خاک کر دونگی ضحاک نے کہا کہ اب ان نمک حرام
لڑکیوں کا زندہ رہنا اچھا نہیں ہے آپ انکو جلد غارت کیجیے یہ سنکے ابلیسہ مردار خوار نے کچھ
اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ جانب صحرا سے بارہ اژدر پران اڑتے ہوئے منھ پھیلائے
اور سامنے ابلیسہ کے آکے کھڑے ہوگئے ابلیسہ مردار خوار نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو جاؤ اور سب انکو
کوہ بلور سے نکال اپنا پیٹ بھرو کہ برسوں کے بھوکے ہو بس یہ سنتے ہی بارہ اژدر دہن کھولکر کوہ کی طرف
متوجہ ہوئے اور شعلہ ہائے آتشیں چھوڑتے ہوئے چلے بس آمدان اژدروں کی دیکھ کر اہالیان کوہ میں
کھلبلی مچ گئی۔ لرزان جادو اور خمار جادو صفوں سے آگے بڑھے اور ناریل ترنج و نارنج پڑھ پڑھ کے
مارنا شروع کیے جو حربۂ سحر اژدروں پر پڑتا ہے اژدر اسکو نگل جاتے ہیں اور زیادہ تیزی کے ساتھ
کوہ کی طرف بڑھتے ہیں یہانتک کہ تمام حربہائے سحر ختم ہوگئے اور اژدروں کے منھ نہ پھرے آخرش
ان دونوں ساحران زبردست و نمک حلال نے پلٹ کے ملکہ دل آویز جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ
جسوقت اسرار روشن ضمیر سے ملازمت حاصل ہو تو ہمارا سلام آخر کہدیجیے گا اور کہدیجیے گا کہ دونوں
نمکخواران قدیم حق نمک سے ادا ہو گئے ملکہ دل آویز جادو نے کہا اے خمار جادو و لرزان جادو
مرگ انبوہ جشنے دارد اگر یہ آتے ہیں تو آنے دو جو تم پر گذریگی وہ سبھی پر گذریگی خمار جادو و لرزان
جادو نے کہا کہ ہم اپنی زندگی میں آپ پر کوئی آفت نہ آنے دینگے یہ کہکر ان دونوں نے کچھ اسم سحر
پڑھے اور گلے اپنے کاٹ کے خون چلوؤں میں لیا اور اژدروں پر چھینٹا خون کا مارا اس حالت میں
چار اژدروں کے منھ پر چھینٹا خون کا پڑا بس یہ چاروں اژدر بھی پلٹ پڑے اور لشکر ضحاک کی طرف
چلے آٹھ اژدروں نے جو دم کشی کی چار سو ساحران لشکر اسلام کو نگل گئے ادھر چار اژدر جا کر لشکر ضحاک
پر گرے اور دو سو ساحران لشکر کفار کو نگل گئے مہرخ جادو نے کہا کہ اے ملکہ یہ سحر پلٹ پڑا ہے اسکو
روکیے مگر ابلیسہ مردار خوار نے چار اژدروں میں کشش دیکر خون اسکا چلو میں لیا اور ان چاروں اژدروں
کے ساتھ پر پھینکا اور کہا کہ ایسے کھوئے گئے کہ اپنے بیگانے کا فرق جاتا رہا۔ جادوئے حریف ادھر سے
یہ چاروں اژدر بھی کوہ کی طرف چلے کمبخت بلا پوش جادو مسکرایا کہ اتنی دیر میں اس نے اپنے سحر کو پلٹا
ہے کہ سیکڑوں آدمی لقمۂ دہان اجل ہو گئے یہ معنی اختیار کے نہیں ہیں ابلیسہ مردار خوار نے اژدروں

للکارنا شروع کیا اب ساحران لشکر اسلام نے زمین کو چھوڑا اور بزور سحر بلند ہو کے بچنا چاہا اژدر بھی
اڑ کے بلند ہوئے اور ساحران لشکر اسلام کو مضطر شکل کر دی جدھر ساحران لشکر اسلام رخ کرتے ہیں
اژدر ساتھ ساتھ ہیں ہر طرف سے برابر جہاں سے سحر چل رہے ہیں مگر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا ہی
جو ساحر برق بن کے گرتا ہی کہ اژدر کے دو ٹکڑے کر دیں وہ لقمہ دہان اژدر ہو جاتا ہی اب فوج
جگہ چھوڑا چاہتی ہی سکندر و سہراب و رفیع البخت کو بغرض حفاظت اک حجرہ سحر میں بند کر دیا ہے
کہ یہ منچلے ہیں ایسا نہو لشکر پر جا پڑیں اور یہ بھی لقمہ دہان اژدر ہو جائیں اک قیامت بپا ہوئی ہی
کہ دفعتاً بالائے آسمان سے اک آفتاب چمکا اور شعاعیں آفتاب کی ان اژدروں پر پڑیں یا
اژدر آگے بڑھتے چلے جاتے تھے یا تھم گئے اور آفتاب کی طرف دیکھنے لگے آفتاب بیچ سے شق
ہوا اور ایک نازنین ہاتھ پر منقل آتشین لیے ہوئے میدان میں اتری اور پکاری کہ اژدرے کہاں
گئے وہ لوگ جو ستی ہونے والوں کو مدد دیتے ہیں بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا صحرا سے سیکڑوں لنگی لکڑیاں
لیے ہوئے پیدا ہوئے اور آ کے انبار لگا دیا۔ بس اس نازنین نے منقل کو اس ہیزم پر کھینچ مارا کہ
تمام لکڑیاں جلنے لگیں اژدر پلٹ کے گرد اس آتش کے جمع ہوگئے اور قلابہ آتشین چھوڑنے لگے
دونوں طرف کے ساحر تماشا دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کرشمہ ہی یہ نازنین کون ہی جب آگ خوب روشن
ہوئی تو اس نازنین نے ابلیسہ جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ کیوں نانی اماں تمنے ہمکو پہچانا افسوس
کہ ایسی نازنیاں کبھی نہ دیکھی ہونگی جو نواسیونکو رانڈ کرکے ستی ہونے کا تماشا دیکھیں بس ابلیسہ زار و
بیتاب ہو گئی اور پکاری کہ میں نے تیرے شوہر کو نہیں مارا تو کیوں مجھپر طوفان رکھتی ہی خبردار ستی
نہو تا ارسے تیرا سن ہی کیا ہی ہم ساحروں میں یہ عیب نہیں ہی کہ ایک سے سوا دو شوہر نہ کریں میں
تیری اور شادی کر دونگی۔ بلانوش جادو نے پوچھا کہ یہ کونسی نواسی ہی پہچانا بھی ابلیسہ نے کہا
میں خوب پہچانتی ہوں میری نواسی اور میں نہ جانونگی۔ یہ کہکر اس آتش افروختہ کی طرف بڑھی کہ
اسکو جلنے نہ دوں۔ نازنین نے جب دیکھا کہ یہ قریب آ گئی ہی بس جست کرکے آگ میں پھاند پڑی
نازنین کا گرنا تھا کہ ساتھ ہی ابلیسہ بھی آگ میں کود پڑی ابلیسہ کے ساتھ ہی اژدر بھی پھاند پڑے
گرتے ہی آگ میں سب کے سب جل کے خاک ہو گئے اور آفتاب سے نعرۂ اسرار روشنضمیر کی آواز
پیدا ہوئی ابلیسہ مردار خوار کے مرنے سے قیامت برپا ہوئی تمام میدان میں زلزلہ آ گیا آتش باری
و برف باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ابلیسہ مردار خوار
بود حیف مردم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ آتشی نہ اسیطرح
روشن ہی ابلیسہ کی ہڈیاں تک جل کے چونا ہو گئیں اتنے عرصہ میں اسرار روشنضمیر نے لشکر کو مرتب
کیا اور ضحاک جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ تجکو شرم نہیں آئی کہ خود مقابلہ سے عاجز آ کر ساحران
عالم کو مدد کے واسطے لایا ہی دیکھا تو نے کہ کیا انجام ہوا اور بلانوش جادو کی طرف دیکھ کے کہا
کہ تم وہ شخص ہو کہ خداوند ساحران کہلاتے ہو تمکو یہ مناسب نتھا کہ ایک کے طرفدار ہو کر لڑنے کو آتے
بلانوش جادو نے کہا اے اسرار روشنضمیر کہنا تمہارا ابھی صحیح ہی لیکن جسنے ہمسے مدد طلب کی اسکے
ہم شریک ہوئے اگر تمکو ہمارا خیال تھا تو تم ہی آئے ہوتے ہم یا ہی فیصلہ کر دیتے مگر ایک بات
تمنے ایسی کی ہی کہ جس سے ہم کسیطرح تمہارے شریک نہیں ہو سکتے وہ یہ کہ تمنے طلسم کشا کا ساتھ دیا
جو ہم لوگوں کا دشمن ہی اور دین خدا پرستی کی اطاعت اختیار کی اگر تم طلسم کشا کی دوستی سے دست بردا

ہو اور اپنے دین قدیم پر ہو تو اب بھی تمہارا فیصلہ کر دیا جائے اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ یہ نہیں
ہو سکتا کہ میں محسن کشی کروں جس نے مجھے قید ظلمت سے طلسم کشا نے نجات دی اب میں اس سے روگردانی
کیونکر کر سکتا ہوں بلانوش جادو نے کہا کہ اگر تو طلسم کشا کی دوستی سے دست بردار نہیں ہو سکتا تو
میں ضحاک کی دوستی سے باز نہیں آ سکتا - یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اک مرتبہ کوہ زرفشاں کی جانب سے
ابر زرفشانی پیدا ہوا اور مثل باد تند کے میدان میں بہو بجلی شق ہوا ابر شق ہوتے ہی میدان
روشن ہو گیا دیکھا کہ ملکہ زرافشاں جادو دختر بلانوش جادو طاؤس زریں بال پر سوار تاج مرصع
پہنے ہوئے کانوں میں دو گوشوارے یاقوت سرخ کے کانی بستہ ہی بھی ٹیکا سیندور کا لگا
ہر دیا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرہ آفتاب پر مریخ جلوہ گر ہے یا آئینہ طلائی پر لعل شب چراغ رکھا ہوا ہے
تمام ساحر ادھر ادھر کے تصویر بنکر صورت ملکہ زرافشاں جادو کی دیکھنے لگے ضحاک جادو پہلے ہی
سے سنا ہوا تھا بیتاب ہو گیا لیکن بلانوش جادو کا رنگ رو متغیر ہو گیا - زرافشاں جادو نے آتے
ہی بلانوش جادو سے لپٹ گئی اور کہا کہ آپ خوب نہ مجھے فقرہ دیکر چلے آئے رات کو میں نے
خواب پریشان دیکھا میرا جی گھبرایا کہ خدا جانے میرے باپ پر کیا گزری میں یہاں چلی آئی بلانوش
جادو نے کہا کہ میں نے تمہیں سمجھا دیا تھا کہ اس سال تم کوہ کے باہر قدم نہ رکھنا کہ تیرہ دن سخت ہیں
زرافشاں جادو نے کہا کہ سخت دنوں کا آنا رہا ہو جائیگا تصدق دیا جائیگا بلانوش جادو نے
اسرار روشن ضمیر کی طرف دیکھ کر کہا کہ جاؤ اور اپنے نیک و بد کو سوچ لو اب بڑی لڑکی آ گئی ہے میں اسے
سمجھا بجھا کے مکان پر بھیجدوں پھر تمہارا فیصلہ کر دونگا اگر صلح کر لوگے تو تمہارے حق میں
بہتر ہوگا ورنہ یہ یاد رہے کہ ایک دم میں مع لشکر غارت کر دونگا - یہ سنکے اسرار روشن ضمیر نے گردن
جھکا لی کہ واقعی میں یہ سچ کہتا ہے جتنی مہلت ملی اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیے بلانوش جادو
طبل جنگ بولکے میدان سے پھر گیا اسرار روشن ضمیر کو اپنے دو دن خیر خواہوں کے مرنے کا نہایت
صدمہ ہوا لیکن اب کچھ حال طلسم کشا کا سنیے کہ لوح پاس نہیں ہے راستے میں خبر ہوئی
کہ ضحاک نے بدعہدی کی اور کوہ بلور پر جنگ ہو رہی ہے پس یہ جلدی جلدی کوہ بلور کی طرف چلے
لیکن راستہ بھول گئے نہیں معلوم کہاں سے کہاں پہنچ گئے تا بجے پھرتے ہیں گردش تقدیر
راہبر ہے شب کو صحرا میں کچھ دیر کو کسی درخت کے تنہ پر تکیہ کر کے سو جاتے ہیں طیفور ساتھ ہے
عادل کیوان شکوہ نے طیفور سے کہا کہ دیکھا چاہیے کہ کس کس کو زندہ پاتے ہیں اور کون کون کو
بچھڑتا ہے اور ہماری تباہی کا کیا انجام ہوتا ہے ایک روز شام کے وقت نماز مغرب سے فارغ ہو کر رو رو کے
دعا کرنے لگے اسی حالت میں غنودگی طاری ہوئی علمشاہ رومی کو خواب میں دیکھا علمشاہ رومی نے
عادل کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تم یہاں سے بائیں جانب جا کر اک کوہ پر قیام کرو وہاں مطلب
تمہارا حاصل ہوگا لوح پھر دستیاب ہوگی جسکی غلطی سے لوح چھن گئی ہے اسی کی کوشش سے
لوح پھر ملیگی عادل کیوان شکوہ کچھ اور پوچھا چاہتے تھے کہ آنکھ کھل گئی صبح کا وقت ہے عادل نے
فریضہ سحری کو ادا کر کے خواب اپنا طیفور سے بیان کیا اور جانب کہسار روانہ ہوئے - اب کچھ حال
دربار ضحاک کا سنیے - کہ ملکہ زرافشاں جادو آئی ہوئی ہے تمام دربار ساحروں سے معمور ہوا ہے تمام
اہل دربار کی پروانہ وار گرد چہرہ زرافشاں جادو کے سرگرداں ہو رہی ہیں زرافشاں جادو نے
ضحاک سے کہا کہ چچا جان میں نے سنا تھا کہ آپ کے یہاں کئی لڑکیاں ہمسا کلام سن ہیں اسکی

ابھی گرد یان لیتے آئے تھے کہ اُسنے کھیلیں گے پھر وہ کہان ہین ضحاک نے کہا کہ وہ ہمارے دشمن
کی شریک ہوگئین اور کوہ بلور پر ہین زرافشان جادو نے کہا کہ پھر ہم بھی وہین جائینگے بلانوش جادو
نے کہا کہ وہان سب دشمن ہین وہان نجاؤ زرافشان جادو کی بھولی بھولی باتون پر دل ہیسے جاتے
ہین ضحاک ہر ادا پر بسمل ہوا جاتا ہی اور حکیم فرامرز کے بھی رنگ اور طور ہے ہین ضحاک نے اکوان
سے اشارہ کیا کہ اسے اپنی بی بی کے پاس پہونچا دو بلانوش جادو ہر چند کہتا ہی کہ چلو مین تمکو وہ زرافشان
پہونچا دون مگر یہ نہین مانتی اور ضد کرتی ہی گلے مین ہاتھ ڈال ڈال کے کہتی ہی کہ جب آپ چلیے گا
اُسی وقت مین بھی چلونگی - بلانوش جادو نے کہا کہ اے ضحاک اسکو محل مین بھیجدو لیکن کسی ایسی
عورت کے سپرد کرو کہ یہ نکلنے نہ پائے اور اُسکی باتون مین بھلی رہے ورنہ اگر یہ میدان جنگ مین آگئی
تو قیامت کردیگی مین نے اس سن مین اسکو علم سحر و ساحری مین طاق کردیا ہی تاہم بچہ ہی ایسا ہوا
چشم زخم پہونچے تو مین جیتے جی مرجاؤنگا کہین کا نہ رہونگا ضحاک نے اکوان تاجدار سے کہا کہ
اسکو پہونچا دو چونکہ سوا حیات خوش جمال کے یہان کوئی عورت نہ تھی بی بی ضحاک کی اپنے میکے
جا کر بیمار ہوگئی تھی اکوان نے زرافشان جادو کو پاس حیات خوش جمال کے پہونچا دیا اور حیات
خوش جمال سے کہا کہ اس لڑکی کو نکلنے نہ دینا کہ بادشاہ کی منظور نظر ہی اور اسی واسطے تمھاری سپرد کی
گئی ہی - اکوان تو اسکو پہونچا کے چلا آیا زرافشان جادو حیات خوش جمال سے باتین کرنے لگی کہ تم
کون ہو یہ مردوا کون تھا حیات خوش جمال کو بھی اسکی بھولی بھولی باتون پر پیار آیا چونکہ یہ تو خدا پرست
ہو چکی ہی جب وقت نماز کا آیا تو یہ نماز پڑھنے لگی جب نماز پڑھ چکی تو لڑکی نے پوچھا کہ یہ آپ کیا کر رہی تھین
حیات خوش جمال نے کہا کہ عبادت اُس خدا کی جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہی جو سبکا خالق ہی زرافشان
جادو نے کہا کہ کیا سامری و جمشید سے بھی یہ خدا بڑا ہی حیات خوش جمال مسکرا کے چپ ہو رہی -
زرافشان جادو نے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہا کہ اسے بتا دیجیے - حیات خوش جمال نے کہا کہ سامری و
جمشید بھی خدا کے بندے تھے اگر خدا ہوتے تو مر نہ جاتے وہ ساحر زبردست تھے اس سے ساحر
از راہ بزرگی اُنکو خداوند کہتے ہین - یہ باتین دل پر زرافشان جادو کے اثر کر گئین کہا کہ ہمکو بھی بتائیے
ہم بھی خدا کی عبادت کرین کہ وہ ہمسے خوش ہو حیات خوش جمال نے کہا کہ ساحر اگر عبادت کرنا چاہے
تو سحر کو ترک کرے ورنہ تاثیر سحر مٹجاتی ہی اور عبادت قبول نہین ہوتی زرافشان جادو نے کہا کہ آپ
سچ کہتی ہین اگر سامری و جمشید کی قدرت زیادہ ہوتی تو عبادت سے تاثیر انکے نام کی زائل ہوجاتی -
اتنے مین آصف انجم طلعت آگئے زرافشان جادو نے جو صورت آصف انجم طلعت کی دیکھی حیات
خوش جمال سے کہا کہ کیا یہ تمھارے میان ہین حیات خوش جمال نے مسکرا کے کہا کہ میرے میان تو
نہین ہین بلکہ راہنما ہین انھین کی بدولت مین نے خدائے برحق کو پہچانا زرافشان جادو نے سلام
کیا اور کہا کہ مجھے بھی راہ حق بتا دیجیے اور خدا کو پہچنوا دیجیے آصف انجم طلعت صورت زرافشان جادو
کی دیکھکر سکتے مین آگئے اور کچھ سوچنے لگے زرافشان جادو نے کہا کہ آپ سوچتے کیا ہین فرمایا کہ کیا
بتاؤن اگر خواب میرا سچا ہی تو بیشک تم خدائے حقیقی کو پہچانوگی لیکن یہ بتاؤ کہ اب تمھین اپنے باپ کی
محبت زیادہ ہی یا تمھارے باپ کا حق تم پر زیادہ ہی یا خدا کا جسنے تمھین پیدا کیا ہی زرافشان جادو نے
کہا کہ حق تو خدا کا سب سے زیادہ ہی اسلیے کہ اُسنے پیدا کیا ہی لیکن بعد خدا کے مین اپنے باپ سے
زیادہ کسی کو دوست نہین رکھتی ہون آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ ایسا ہی چاہیے اور یہی سچ ہی مگر

تمہارا باپ کافر ہی اور اپنے کو خداوند کہلواتا ہی اور خدائے حقیقی کو بھولا ہوا ہی اسکی دوستی کا انجام
جہنم ہی اور خدا کی اطاعت کا نتیجہ بہشت ہی زرافشان جادو نے کہا کہ بہشت کیا چیز ہی اور دوزخ کیا ہی
ہی۔ آصف نے بہشت دوزخ کی تعریف بیان کی۔ دوزخ کے حالات سُنکے زرافشان جادو لرز گئی اور کہا
میں اپنے باپ کو بھی سمجھاؤنگی یہ باتیں کرکے آصف انجم طلعت اپنی خوابگاہ کی طرف چلے گئے
زرافشان جادو بھی سو رہی شب کو زرافشان جادو نے خواب میں دیکھا کہ اک مقام پر مجمع ہو رہا ہی لوگ
ایک طرف ہنستے ہوئے چلے جاتے ہیں اور کچھ لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں انکو لوگ
کھینچتے چلے جاتے ہیں وہ فریاد کرتے ہیں اور انکی کوئی سماعت نہیں کرتا۔ زرافشان جادو حیران
تھی کہ یہ کون لوگ ہیں جنپر اسقدر سختی ہی دیکھا کہ دو شخصوں کو لوگ کھینچے ہوئے چلے آتے ہیں
گلے میں اُنکے آتشی زنجیریں پڑی ہوئی ہیں وہ فریاد کرتے ہیں اور جو لوگ کھینچے ہوئے چلے جاتے ہیں
وہ کہتے ہیں کہ خدائے حقیقی کو بھول کر خود خدا بن بیٹھے یہ اسکی سزا ہی کیوں اے سامری و جمشید
کیا تم اس دن سے بیخبر تھے بعد اُسکے اسی حال سے بلانوش جادو کو دیکھا ملکہ لرز گئی دوسری طرف
دیکھا کہ جو لوگ داخل باغ ہو رہے ہیں لباس انکے نفیس ہیں اور وضع خداپرستوں کی ہی اُنہی میں دو
میں آصف انجم طلعت اور حیات خوش جمال بھی ہی اور بادام اکوان تاجدار کو لوگ کھینچے ہوئے لئے
جاتے ہیں اکوان تاجدار کہہ رہا ہی کہ اے ملکہ میری سفارش کرو حیات خوش جمال کہتی ہی کہ اگر اُسوقت
اگر میرا کہنا سنتے تو اسوقت میں تمہاری سفارش کرتی اور پھر اکوان کہہ رہا ہی کہ میں نے تو بہت
سمجھایا مگر آپ راہ ہی پر نہ آئے اب جیسا کیا ہی ویسے بھگتو۔ یہ خواب دیکھکر زرافشان جادو چونک
پڑی اور رونے لگی حیات خوش جمال کی بھی آنکھ کھل گئی کہا کہ کیوں تم روتی کیوں ہو زرافشان جادو
نے خواب اپنا سامنے حیات خوش جمال کے بیان کیا جب صبح ہوئی تو زرافشان جادو نے عہد کر لیا
کہ اب میں اس باپ کی محبت کو دل سے دور کرونگی ورنہ انجام خراب ہوگا اتنے میں آصف انجم طلعت
تشریف لائے کہ رات بھر انکو تصور رہا ملکہ زرافشان جادو کو نیند نہ آئی تھی ملکہ زرافشان جادو
نے آصف انجم طلعت سے کچھ خواب بیان کیا اور کہا کہ اگر باپ میرا راہ راست پر نہ آیا تو
میں باپ کا ساتھ بھی نہ دونگی آصف انجم طلعت نے آفرین کی۔ اتنے میں اکوان تاجدار آیا اور
کہا کہ چلو ملکہ تمکو تمہارے باپ نے یاد کیا ہی۔ زرافشان جادو نے تامل کیا تھا کہ آصف انجم طلعت
نے اشارہ سے کہا چلی جاؤ۔ زرافشان جادو اکوان تاجدار کے ساتھ چلی۔ اکوان تاجدار نے
حیات خوش جمال سے کہا کہ اے ملکہ تم بھی چلو حیات خوش جمال نے کہا کہ اے اکوان کیوں مجھے آدمیوں
میں لیے جاتا ہی زن تیری عورت کہلاتی ہوں اکوان نے کہا کہ اے ملکہ اب وہ وقت قریب ہی کہ طلسم
طلسم کا اُلٹ جائیگا ساحران عالم کا دونوں طرف مجمع ہی طبل جنگ بجنے والا ہی خاتمہ کی ابتدا ہی اور
بادشاہ طلسم کا ارادہ ہی کہ تمکو اور زرافشان جادو کو جاے محفوظ پر بھیجدے بعد فیصلہ جنگ تمکو
بلوا لینگے۔ حیات خوش جمال نے آصف انجم طلعت سے کہا کہ آپ ضرور تشریف لیچلیے آصف نے
کہا کہ جس روز سے ضحاک نے بدعہدی کی اُس روز سے میں نے اُسکے دربار میں جانا ترک کر دیا
تمہاری بخاطر تمہارے ضرور چلونگا۔ غرضکہ اکوان سبکو لیے ہوئے دربار ضحاک میں پہونچا بلانوش
جادو کی نظر جو حیات خوش جمال پر پڑی پوچھا کہ یہ کون عورت ہی۔ حیات خوش جمال نے اُسیوقت
چہرہ کی آڑ کر لی۔ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ عورت اکوان کی بی بی ہی مگر اب اسنے دین خداپرستی

اختیار کر لیا ہی اور بڑی باعصمت و پارسا عورت ہی اکوان نے کہا کہ یہ ملکہ مجکو جان سے زیادہ دوست
رکھتی تھی مگر اب تنفر کرتی ہی اور کافر کہتی ہی بلانوش جادو نے کہا کہ بعد فیصلہ جنگ دیکھا جائیگا
اور حکیم فرامرز سے کہا کہ ان دونوں عورتوں کو آپ گلستان نسیان مین لیجایئے مگر بھول جائیگی
جب معاملہ جنگ کا یکسو ہووے اور جشن و خوشی منعقد ہو اسوقت لیکے چلے آیئے گا اسلیے کہ زرافشان
جادو میری محبت مین کوہ زرافشان سے تو یہانتک چلی ہی آئی اسکو ایسے ہی مقام پر رکھنا مناسب
ہی کہ جہان سے یہ خود نہ آسکے چونکہ تاثیر گلستان نسیان کی یہ ہی کہ جو شخص وہان جاتا ہی وہ اپنے
کو بھول جاتا ہی لہذا اسکا وہین رہنا مناسب ہی فرامرز کی تو مین تمنا تھی دل مین کہا کہ خدا کرے
اس لڑائی مین تو ہی مارا جائے تو مین زرافشان جادو کے وصل مدامی سے اپنا دل شاد کرون
آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے ضحاک شاہ تو نے مجکو کہین کا نہ رکھا یہ عہد شکنی کر کے تمام
خاندان مین رسوا کر دیا مین اب کہان جاؤن ضحاک نے کہا کہ آپ بھی حکیم صاحب کے ساتھ
چلے جایئے بعد فیصلہ جنگ سرزمین طلسم مین جہان چاہیے بیٹھ کے زندگی بسر کر دیجئے گا مین آپکا
ممنون ہوا اگر ہر شخص اپنی بہتری دیکھتا ہی فرمایا خیر مین کسیکو منھ دکھانے کے تو قابل نہین اب مین
گلستان نسیان سے واپس ہی نہ آؤنگا یہ فرما کر مع برجیس بن اکوان حکیم فرامرز کے ساتھ
ہوے حکیم فرامرز سبکو لیے ہوے اپنے مکان پر پہونچا سامان مایحتاج مہیا کیا بعد روانہ ہونے
حکیم فرامرز کے ضحاک نے طبل جنگ بجوا دیا خبر اسرار روشن ضمیر کو ہوئی اسرار روشن ضمیر نے بھی کوس
حرب بجوایا دونوں لشکروں مین تیاری جنگ ہونے لگی تمام ساحران لشکر ضحاک مین اک عید تھی کہ
کل بلانوش جادو اسرار روشن ضمیر کے لشکر کا خاتمہ کر دیگا اسکو یہ دعوے ہی کہ مین لوح طلسمی کو پیدا
کر دونگا طلسم کشا بھی میرا کچھ بنا نہین سکتا علاوہ اسکے لوح قبضہ مین ہی اکوان تاجدار نے بھی
آج سحر اپنا تیار کیا ہی کہ کل کی جنگ بخوف ہی ہر طرف آگیا بیان روشن بن سحر جگائے جا رہے ہین
بخور سے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا ہی آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہین ادھر ساحران لشکر
اسرار روشن ضمیر رو رو کر ایک ایک کے گلے مل رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ افسوس زمانہ غدار
ہمیشہ بڑون کا شریک رہا ہی اور بھلاؤن سے اسکے کبھی بھلائی نہین کی ہمنے اپنے بادشاہ قدیم
کا ساتھ دیا اور نمک حلالی کی امید یہ تھی کہ بادشاہ فتحیاب ہوگا تو مرتبہ اعلی عطا کریگا لیکن تقدیر نے
نیا گل کھلایا ہنسی کے بدلے رلایا بن کے سامان بگڑ گیا اسرار روشن ضمیر حیرت مین تکتا پھرتا ہی کہ
یارو خدا پر بھروسا رکھو کہ وہ خالق یکتا توی و توانا ہی بے اسکے حکم کے ذرہ اپنی جگہ سے ہل نہین سکتا
ہی جو وہ چاہیگا وہ ہوگا گو کہ ہمارا بادشاہ اس ساحر کا کچھ نہین کر سکتا کہ یہ ہمارے بڑے بڑے ہی لیکن خیر
کیا اوریکا کسی سے سامنا ہوا تھا جبتک میرے دم مین دم باقی ہی کسی پر آنچ نہ آنے دونگا
دو پہر تک اسطرح تسلی دے دے کے لشکر کو روکا بعد دو پہر کے غسل کیا اور گرد لشکر کے حصار
قائم کیا اور اک مقام پر چند سر کشتے گاڑھ کے اوپر نیلا کالا زرد زنگاری سوت لپیٹ کے کچھ
اسم پڑھنا شروع کیا قریب صبح اسم خوانی تمام کر کے اٹھا جتنا لشکر اسرار روشن ضمیر کا تھا اُتنا لشکر
مع سحر سے تیار کر کے اپنے لشکر اصلی کو پشت پر لے لیا اور اپنی بھی اک تصویر مصنوعی قائم کی
اور آپ لشکر مین چلا آیا اور شاہزادہ رفیع البخت و سکندر و شہاب کو تسلیم کر کے سامنے بیٹھ گیا
اور عرض کی کہ آپ عزیزان طلسم کشا مین سے ہین جبتک میرے دم مین دم باقی ہی اسوقت تک

آپ پر آنچ بھی نہ آنے دونگا بعد میرے شاید قابو میرا آجائے تو عرض کر دیجیے گا کہ فاتحہ جب سے مجھکو نہ فراموش کریں اور میری دختر کو اپنے ہمراہ لیے جائیں اور اپنی خدمت سے جدا نکریں یہ کہکے اسرار روشن ضمیر رونے لگا سکندر نے کہا کہ اے اسرار روشن ضمیر اگر تم ہمکو میدان جنگ میں نہ جانے دوگے تو ہم تمھاری شکایت کرینگے اور گلے کاٹ کے اپنی جانیں دینگے اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار جب میں نہ ہونگا اُسوقت آپ کو اختیار ہے یہ شاہزادیاں آپ کے سپرد ہیں اور آپ کو انکی نگرانی میں دیگر خدا کے واسطے کیا بس اب مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں ہے یہ کہکے چلا گیا۔ قمر اندام اور نخجہ تاب اور لعلان گہر دندان اور شعلہ عذار جادو اور دل آویز جادو اور سیما جادو سب ایکجا جمع تھیں دل آویز جادو نے کہا کہ افسوس کہ اُس بیابان گرد کی کوئی خبر نہیں کہ کہاں ہے لعلان گہر دندان نے کہا کہ ابھی پنجہ سحر جمجمہ کے انھیں منگا دو لیکن کیا فائدہ جان بوجھ کے قتل کرانا ہے اگر وہ زندہ بچ جائیگا تو کوئی گور غریبان پر فاتحہ پڑھنے والا تو ہوگا۔ ان سب نے گریہ و زاری میں اُتنا وقت گزارا جب صبح ہوئی تو سکندر و رفیع البخت و سہراب نے دل آویز جادو سے کہا کہ ہمیں اسلحہ اور مرکب منگوا دو ورنہ ہم خودکشی کرکے جان دینگے دل آویز جادو نے کہا کہ ایک شرط سے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تمکو ڈنک سے مبارز طلب نہ ہو تو ہرگز میدان کار زار کا رخ نکرنا ورنہ اگر اُسوقت ہم در انداز ہوں اور مقابلہ سے باز رکھیں تو بعد کو شکایت نکرنا۔ یہ کہکے اُسی وقت تین مرکب اور اسلحہ جنگ منگوا دیا قمر اندام جادو نے کہا کہ میں شہر اختریہ کو جاتی ہوں اور ایک دم میں آؤنگی بعد میرے آنے کے آپ سب صاحب سوار ہوں مجھے یاد ہے جہاں والدہ مہربان نے تحائف بیابان چہار منارہ پوشیدہ کیے ہیں یہ کہکر روانہ ہوئی ہر ایک کو یہ خیال ہوا کہ وقت سخت تھا اس بہانے جان بچا کے چلی گئی لیکن قمر اندام جادو نے شہر اختریہ میں پہونچکے دریافت کیا کہ والدہ مہربان کہاں ہیں معلوم ہوا کہ اپنے بھائی کے یہاں گئی ہیں بس قمر اندام جادو گھر میں آئی حجروں میں قفل سحر چڑھے ہوئے تھے قفلوں کو توڑ کے صندوقچے کھولنا شروع کیے ملازمین نے اتنا تو کہا کہ اے ملکہ آپ کیوں ہمارا سر منڈوائیے گا ماں آپ کی خون کی پیاسی ہیں پلٹ کے آئینگی تو ہمیں کو الزام دینگی قمر اندام نے کہا حرامزادو کیا شامتیں آئی ہیں ہمارا گھر اور ہمیں کو منع کرتی ہو جسکو اپنی جان کا خوف ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک صندوقچہ میں سہراب کا اِکّا اور رفیع البخت کا ہار اور سکندر کی ہیکل نکلی بس اُسنے اُس صندوقچہ کو بند کیا اور لیکے اتنی جلد پہونچی کہ سب کو حیرت ہو گئی دل آویز جادو نے آفرین کی اب یہ تینوں شاہزادے سوار ہوئے اور ملکہ دل آویز جادو تخت سحر پر سوار ہوئی داہنی جانب ملکہ سیما جادو طاؤس سپید پر سوار ساتھ ہوئی بائیں جانب ملکہ شعلہ عذار جادو طاؤس زریں بال پر بیٹھ کے ہمراہ ہوئی قمر اندام جادو اور نخجہ تاب جادو اور لعلان گہر دندان ابر سحر میں مخفی ہو کے بلند ہو گئیں دو دربار جادو مرتبہ سپہ سالاری لے کے ہوا نیابار جادو نے علم لشکر بلند کیا اسطرح فوج ساحران اسلام آراستہ ہوئی لیکن سامنے اس لشکر کے اک حجاب تھا یکایک وہ حجاب چاک ہوا اور اسرار روشن ضمیر نے آکے کہا کہ اے ملکہ دل آویز جادو جسوقت تک یہ حجاب قائم ہے اُسوقت تک تم آگے بڑھنے کا قصد نکرنا جب یہ حجاب ٹوٹے اُسوقت سمجھ لینا کہ اب اسرار روشن ضمیر کی سحر کا خاتمہ ہے پھر جو جس سے ہو سکے وہ کرے یہ کہکر پھر اسرار روشن ضمیر حجاب سحر میں پوشیدہ ہو

اسطرف تو یہ حجاب نظر آرہا ہی اور اسطرف اک اور لشکر معنوی صف آرا ہی جو وقت ضحاک جادو اپنی فوج
کثیر کو ساتھ لیے ہوے میدان مین پہونچ کے صف آرا ہوا ہی تو لشکر اسرار روشنضمیر کو پہلے سے آراستہ
پایا۔ بلانوش جادو نے کہا کہ تمکو اسقدر اپنی موت کا اشتیاق تھا کہ ہم سے پہلے آگئے جب فوج
ضحاک بھی صف آرا ہو چکی تو بلانوش جادو نے رخ میدان کارزار کا کیا اور میدان مین پہونچ کے
پکارا کہ اے اسرار روشن ضمیر آخر تمنے مرنا قبول کیا اور محبت طلسم کش سے دست بردار نہوے
اسرار روشنضمیر نے کہا کہ او خدا ناشناس طلسم کش سے بڑھ کے دنیا کو چھوڑتا ہی کیا عمر دو روزہ کیواسطے
امداد اباد کی خرابی مول لون اور جو شخص کل میرا ملازم تھا آج اُسکا دباؤ اُٹھاے اُس سے صلح کرون اور
اگر نامہ و پیغام کی ضرورت ہو تو ملازم کو برابر والونکا القاب تحریر کرون بس اب تو اپنی نصیحت کو رہنے
دے اور جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر اگر خداے عالم برحق ہی اور زندگی میری باقی ہی تو کیا تاب و طاقت
ہی تیری کہ ایک مور ضعیف کو ایذا پہونچا سکے بس یہ سنتے ہی غصے سے چہرہ بلانوش جادو کا سرخ ہو گیا
پکارا کہ کیا تو نے مجھکو بھی دلیلہ مردار خوار مقرر کیا ہی اُسنے غار مین رہکر جانورون کی طرح زندگی بسر کی
ابھی سحر تک تو اُسکے قابو مین نہ آنے پایا تھا دیکھ یہ سحر اسکا نام ہی اور اس سحر کو تو بلا دے یہ کہکر
بلانوش جادو نے اُسی بلاے سیاہ کو اشارہ کیا جو سوار ہو کے یہ میدان مین آیا تھا صورت اسکی
یہ تھی اک دیونی تھی دہن سے اسکے شعلے نکلتے تھے آنکھین مثل مشعل کے روشن تھین تمام جسم پر
بال تھے بس جیسے ہی بلانوش جادو نے اشارہ کیا کہ جا اور انکو کھا لے یہ کہنا تھا کہ وہ بلا دشمن
غول کے لشکر اسرار روشنضمیر کی طرف چلی اسرار روشنضمیر نے اک دو تیر زمین پر مارا اور آواز دی کہ
کیا طلسم کی بلائین غارت ہو گئین جو یہ بلا طلسم مین نازل ہوئی ہی یہ کہنا تھا کہ طبق پلٹ گیا اور چارسے
چار دیو پیدا ہوے ہاتھون مین اُنکے میل تھے دیوون نے آتے ہی اُس دیونی کو ڈانٹا کہ کہان جاتی ہی
دیونی ہٹ پڑی دو دیوون نے دیونی کو پکڑ لیا اور دو دیوون نے میل آہنی سے مارنا شروع کیا
لیکن اُس بلاے سیاہ نے جس دیو کے چانٹ ماری گوشت نوچ کے کھا گئی تھوڑی ہی دیر مین
چارون دیوونکا گوشت نوچ نوچ کے کھا گئی ہڈیان دیوون کی گر پڑین اب منھ سے لہو ٹپکتا ہوا
پھر بلا لشکر کی طرف چلی۔ بلانوش جادو نے کہا بس کیون اے اسرار روشنضمیر اب طلسم مین کوئی
بلا نہین کہ اس بلا سے سامنا کرے اسرار روشن ضمیر کے اندام مین رعشہ پڑ گیا کہ اب اس بلا کا دفع
ہونا غیر ممکن ہی اور یہ بلا جو آکر لشکر پر گرتی ہی اسکو اٹھا اٹھا کے اہل لشکر کو نگلنا شروع کیا چار طرف سے
جو جادوے سحر ہو رہے ہین مگر کوئی حربہ اثر نہین کرتا بلاے سیاہ لشکر مین دوڑتی پھرتی ہی اسرار روشنضمیر
جب کوئی سحر کرتا ہی تو یہ پھیرا جاتی ہی مگر رکتی نہین ضحاک خوش ہو رہا ہی شام تک مین سارے لشکر کا
اس بلا نے خاتمہ کر دیا۔ بلانوش جادو نے کہا کہ کیون اے اسرار روشن ضمیر دیکھا کیا نتیجہ ہوا ہی۔ کہ پھر
اشارہ کردون یہ بلا تمھین بھی کھا لے مگر مین پھر ایک رات کی مہلت دیتا ہون کہ اپنے نیک و بد کو سوچ
یا اطاعت کرو یا طلسم سے نکل جاؤ بس اسرار روشن ضمیر نے وہ حجاب سحر اُٹھا دیا دیکھا تو پھر سارا لشکر
موجود ہی آواز دی کہ او بلانوش دیکھا تو نے ایک رو بان بھی تو کسیکا دن بھر مین تو میلا نکر سکا
بلانوش نے کہا کہ تو نے فریب دیا خیر کل دیکھا جائیگا اگر کل ایک کو بھی مین نے زندہ چھوڑ دیا تو نام
اپنا بلانوش جادو نہ پایا یہ کہکے اور طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر گیا لیکن نہایت شرمندہ تھا کہ
مجھے بڑا دھوکا دیا۔ اسرار روشن ضمیر نے بارگاہ مین جا کر اہل دربار کی طرف دیکھکر کہا کہ کل روز قیامت ہی

آج بلاوش نے دھوکا کھایا وہ جھلا کے گیا ہی کل اس فریب میں نہ پھنسیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی اب سحر و
ساحری سے کام نہیں نکلنے والا ہی آج کی رات یاد خدا میں بسر کرو شاید خدا کو رحم آئے اب آپ اُسکی
ذات کے اور کوئی سہارا نہیں ہی اتنے میں آواز طبل جنگ آئی یہاں بھی نقارہ رزمی بجنے لگا عجیب
اُداسی لشکر اسلام پر چھائی ہوئی تھی اسرار روشن ضمیر اور دل آویز جادو اور لعلان گہر دندان
و قمر اندام اور خجستہ تاب اور شعلہ عذار اور دو بار جادو اور ضیا بار جادو یہ سب کے سب ایک خیمہ
میں جمع تھے اسرار روشن ضمیر مصروف دعا تھا سب آمین کہہ رہے تھے آنکھوں سے آنسو جاری
تھے یہاں تو یہ حال تھا اور لشکر ضحاک میں نہایت جوش کے ساتھ ساحر سحر جگا رہے تھے - اور
بلاوش جادو بھی اپنے سحر کو جگا رہا تھا - انکو تفصیل صبح میں چھوڑ کر

چند کلمے داستان ملکہ زرافشان جادو و حکیم فرامرز و آصف انجم طلعت و حیات خوش جمال کے بیان کیے جاتے ہیں -

راوی کہتا ہی کہ جب حکیم فرامرز ان سب کو ساتھ لیے ہوے اپنے مکان میں آیا ہی تو خوشی میں ایک
دروازے سے لیجاتا کھل گیا جسکا نام طاق نسیان تھا یہ تاثیر اُسی دروازے سے گزرنے
کی تھی کہ ہر شخص از خود رفتہ و مدہوش ہو جاتا تھا خود حکیم پر وہ نسیان غالب ہوا کہ اسے اُس دروازے
سے جانا بھی یاد نہ رہا حکیم فرامرز نے ان سب کے واسطے سامان آسایش مہیا کیا اور یہ اس فکر
میں ہی کہ کسطرح ملکہ زرافشان جادو کو اپنے دام فریب میں پھنساؤن یہ ہر طرح کی خاطر و مدارات
کر رہا ہی آصف انجم طلعت حکیم کی بدنیتی کو سمجھ گئے حیات خوش جمال سے کہا کہ مجکو یہ شخص بدطینت
معلوم ہوتا ہی لیکن اب اس سے پتا لوح طلسمی کا باسانی ملجائیگا - حکیم فرامرز تو کسی ضرورت
سے گیا آصف انجم طلعت نے ملکہ زرافشان جادو سے ارشاد کیا کہ اس سے پوچھنا لوح طلسمی
کہاں ہی اور علاوہ طلسم کشائی کے بھی کسیکے کام کی ہی یا نہیں اور اے ملکہ حکیم فرامرز پر شیفتہ
ہوا ہی اگر کسی تدبیر سے لوح کا پتا دریافت ہو جاے تو لوح کو قبضہ میں کر کے طلسم کشائی کی فکر
کرو کہ یہ فعل باعث خوشنودی خدا ہوگا اور لاکھوں بندگان خدا کی جان بچ جائیگی ورنہ تمہارا
باپ ساحر بے عمل ہی اُسکے ہاتھ سے کوئی خدا پرست نہ بچیگا اور تم بھی اُسکے قبضہ سے نکل بھاگی
سکنگے ملکہ زرافشان جادو نے کہا کہ میں آج ہی پتا لوح کا پوچھ کے لوح لاتی ہوں اور وہ موا
حکیم میرا کیا کر سکتا ہی اسلیے کہ میں اف کر دوں تو جل کے خاک ہو جاے میں اس ساحر کی دختر
ہوں جو اسوقت خداوند ساحران کہلاتا ہی اتنے میں حکیم فرامرز آ گیا ملکہ نے کہا کہ کیوں اے
حکیم فرامرز لوح طلسمی کیسی ہوتی ہی میں نے آجتک نہیں دیکھی سنتی ہوں کہ جسکے پاس لوح ہوتا ہی
سحر تاثیر نہیں کرتا ہی لوح کے نام سے ساحران طلسم کی روح کانپتی ہی حکیم فرامرز نے کہا کہ ملکہ لوح
کا نام نہ لو ایسا نہو تمہاری زبان کی تاثیر جاتی رہے دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی زائل ہو جائیگی
زرافشان جادو نے کہا کہ تم اپنے ہاتھ میں لوح رہنے دینا مجھے اک نظر دکھا دو حکیم فرامرز سمجھا کہ
یہ دیکھنے کو ہی نہیں لوح لے کے کیا کریگی جان اور ضد ین کرتی ہی ایک یہ بھی مصلحت ہی چونکہ ہر طرح
دلجوئی ملکہ کی منظور تھی لوح لا کے سامنے ملکہ کے رکھ دی ملکہ نے کہا کہ اب تم لوح لو میں تم پر سحر کروں
دیکھوں سچ ہی یا جھوٹ - حکیم فرامرز نے لوح پہن لی ملکہ نے سحر کیا سحر نے تاثیر دی جب یقین ہو گیا

کہ لوح کہی ہی تو ملکہ نے لوح گلے سے حکیم کے اُتار لی اور دیکھنے لگی حکیم فرامرز نے کہا کہ کیا دیکھتی
ہو۔ کہا میں دیکھتی ہوں کہ اسمیں کیا لکھا ہی۔ حکیم فرامرز نے کہا کہ لاؤ میں پڑھ دوں کہا کہ مجھے
تمھاری بات کا یقین نہیں یہ کہکے آصف انجم طلعت کو لوح دیدی کہ آپ پڑھیے آصف انجم طلعت
نے کہا کہ اسمیں اسماء باری تعالےٰ مرقوم ہیں یہ انھیں کی تاثیر ہی کہ سحر باطل ہو جاتا ہی ملکہ نے
کہا کہ کیا نام سامری و جمشید سے زیادہ ان ناموں میں تاثیر ہی آصف انجم طلعت نے کہا کہ
ابھی تم آزمائش کر کے دیکھ چکیں اگر اسکی تاثیر زیادہ ہوتی تو سحر کیوں باطل ہو جاتا بس ملکہ نے
حکیم فرامرز سے کہا کہ حیف کی جا ہی جو خداے برحق کو چھوڑ کے لوگ کافروں کی پرستش کرتے ہیں
ان باتوں پر حکیم فرامرز گھبرایا کہا ملکہ لوح میرے حوالے کرو کہ میں امین ہوں ملکہ نے کہا تو بھی کافر
معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانوں کو قتل کرواتا ہی اور لوح لیے بیٹھا ہی میں تجھ ایسے کافر کے یہاں ایک دم
ٹھہرنے کو پسند نہیں کرتی۔ حکیم فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ میں ہرگز تمکو نہ جانے دونگا تم سب کی
نگرانی میں ہو یہ کہکر کچھ پڑھنے لگا ملکہ کو غصہ آیا ہاتھ میں اسکے ایک چھڑی تھی اُٹھا کے جو ماری ہی چھڑی
برق بن کے گری کہ حکیم فرامرز کے دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی حکیم کے سب تیر بخارات تشریف
لیگئے نہ باغ رہا نہ وہ طاق رہا نہ مکان جسمیں یہ سب بیٹھے تھے ایک میدان تھا اور کچھ سر کٹے گڑے
ہوئے تھے جنپر کالا نیلا درد زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا اور سامنے ایک کوہ نظر آیا اسپر دو آدمی بیٹھے
ہوئے دکھائی دیئے آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے ملکہ اب جلد طلسم کشا کی تلاش کرو کہ وہ ہمارا
تمھارا سب کا پشت و پناہ ہی لوح اُسی کے پاس جانے کا م دیگی ملکہ کے لباس میں تصویریں ریشم
کی بنی ہوئی ہیں بس ملکہ نے ایک تصویر سے پوچھا کہ بتا طلسم کشا کہاں ہی وہ تصویر بولی کہ سامنے
کوہ پر مع عیار بیٹھا ہوا لوح کا انتظار کر رہا ہی بس آصف انجم طلعت مع زرافشاں جادو و حیات
وحش جمال و برجیس بن اکوان طرف کوہ کے روانہ ہوئے جسوقت بالاے کوہ پہونچے تو دیکھا
کہ عادل کیوان شکوہ سر بزانو بیٹھے ہیں عادل آصف کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے آصف
انجم طلعت نے جلدی سے لوح طلسمی عادل کے سپرد کی اور کہا کہ بابا خدا نے مجھکو تم سے سرخرو
کیا ورنہ میں کسیکو منھ دکھانے کے قابل بھی نہ رہا تھا عادل نے لوح لیکے گلے میں پہنی اور عرض
کی کہ یہ مقدرات کا فعل تھا میں آپکا دل ممنون ہوں کہ آپ بزرگ ہیں لیکن عادل کیوان شکوہ
حیرت سے زرافشاں جادو اور حیات وحش جمال کو دیکھ رہے تھے آصف انجم طلعت نے کہا کہ یہ
زوجہ اکوان برجیس کی ماں ہی اور یہ ملکہ زرافشاں جادو دختر بلا قوش جادو ہیں انھیں کی بدولت
لوح طلسمی ہاتھ آئی ورنہ لوح ایسے مقام پر تھی کہ اسکا ہاتھ آنا ممکن نہ تھا عادل کیوان شکوہ
نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا جلد لشکر کی خبر لے کہ اب لشکر پر وقت تنگ ہی
بس عادل کیوان شکوہ نے گھبرا کے کہا کہ میں جاتا ہوں آصف انجم طلعت نے کہا کہ میں بھی چلونگا
عادل نے منع کیا اور کہا کہ آپ پاس کوئی سامان حفاظت نہیں ہی کہا جو کچھ ہو ملکہ زرافشاں جادو
نے انگشتر اپنے ہاتھ کی اُتار کے دیدی کہ اسے پہن لیجیے اب کوئی سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا یہ میرے
باپ نے مجھکو دی تھی اور ہیکل اپنی حیات وحش جمال کو پہنا دی اور اک بازو کا کھول کے برجیس
بن اکوان کے بازو پر باندھ دیا اور کہا کہ میں پوشیدہ آپکے ساتھ ہوں ظاہر تھا ہر ہو لینا میرے
مناسب نہیں ہی گر چاہتے ہو کے میرے باپ کو سمجھا سکئے گا کہ شاید وہ راہ راست پر آجائے

عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ ضرور میں تمہارے باپ کا خیال کرونگا خاطر جمع رکھو یہ فرماکر جانب کوہ بلور روانہ ہوئے۔ داہنی جانب آصف انجم طلعت تھے اور بائیں جانب برجیس بن اکوان تھا۔ اور ملکہ زرافشان جادو مع حیات خوش جمال ابر آسمانی رنگ میں پوشیدہ ہو کر بہت بلند ہو کے روانہ ہوئے ابر کا رنگ آسمان کے رنگ سے ایسا مشابہ تھا کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں لیکن اب

چند کلمے داستان مقابلہ بلانوش جادو و اسرار روشن ضمیر ولاجورد جادو وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس بر آغاز کلام

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا
قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا
شجر میں تنکا تھا کہ گلچین لیے بیداد آیا
کیا سمجھ کر میں سو گلشن ایجاد آیا
آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہوئی وحشت تو سوے باغ میں ناشاد آیا
نظر آنکھوں کو نہ یاں بھی وہ پریزاد آیا
دم الجھنے لگا دل پر سر فریاد آیا
سلسلہ گیسوے جانان کا مجھے یاد آیا
دوش پر دام جو ڈالے ہوئے صیاد آیا

کیا بتاؤں دل بیتاب نے صدمہ جو سہا
کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا
دنگ بلبل بھی ہوئی گل بھی حیرت میں رہا
وہ خرامان جو ہوا باغ میں سب نے یہ کہا
دیکھو طاؤس چمن بن کے پریزاد آیا

شرع میں ہو میں یہ کہاں ہے کہ اسے ہو گی خبر
اور سنتا بھی تو وہ بیدرد نہ آئیگا ادھر
کیا عجب نالۂ جانکاہ دکھائیں جو اثر
اے اجل بہر خدا اور ٹھہر جا دم بھر
ہچکیاں آئی ہیں شاید میں اسے یاد آیا

سلسلہ زلف کے سودے میں ہے پس وحشت کا
عشق رخسار ہوا مجھکو سبب حیرت کا
زندگی خاک ہے جب ہو یہ جنون آفت کا
قتل بھی خوب ہے سودا زدۂ الفت کا
مژدہ باد اے سر شوریدہ کہ جلاد آیا

ہجر کی تاب ہے عاشق کو نہ ہے تاب وصال
عشق لیلی میں ہوا قیس حزیں کا کیا حال
یاد کیا ہو اسے جس پہ گرے کوہ ملال
تلخی مرگ بھلا دیتی ہے جانان کا خیال
خواب میں بھی کبھی شیرین کے نہ فرہاد آیا

کہیں رقم صانع قدرت نے عجب تصویریں
ایسی کھینچیں کسی نقاش نے کب تصویریں
حور پریوں کی طلائی گئیں سب تصویریں
ہو گئیں گرد ترے سامنے سب تصویریں
جب حسینوں کا مرقع لیے بہزاد آیا

ہمصفیروں کی وہاں یاد بھی کی بلبل نے
باغبان کی طلب امداد بھی کی بلبل نے
زندگی شاد بھی ناشاد بھی کی بلبل نے
چہچہے بھی کیے فریاد بھی کی بلبل نے
پر ترے دل میں کبھی رحم نہ صیاد آیا

بسکہ ارمان تھا اُسے آمد فصل گل کا
در با چمن کا رہا ہوش نہ پھر سنبل کا
سست اسطرح ہوئی نشہ ہو جیسے مل کا
قفس تنگ مین خون ہو گیا دل بلبل کا
ہاتھ مین دستۂ گل لیکے وہ صیاد آیا

آنکھ کھلتے ہی قفس ہو گیا بس بیت حزن
کیون نہ جاری ہو زبان پر مرے پرغم سخن
ہوش آیا تو وہ گھبرا کے ستم و رنج و محن
مجھ سا حسرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن
شاخ گل تک بھی نہ پہونچا تھا کہ صیاد آیا

وہ یہان رہتا ہی آباد خموشی ہی جسے
اس چمن سے ہی وہی شاد خموشی ہی جسے
کبھی ہوتا نہین برباد خموشی ہی جسے
غم سے ہر جا ہی وہ آزاد خموشی ہی جسے
کی فغان باغ مین بلبل نے تو صیاد آیا

کس جگہ رنج و مصیبت نہین مجھ وحشی کو
کونسا دن ہی کہ وحشت نہین مجھ وحشی کو
کہین صدمون سے فرصت نہین مجھ وحشی کو
دشت غربت مین بھی راحت نہین مجھ وحشی کو
اپنے سایے کو سمجھتا ہون کہ صیاد آیا

نہین معلوم کہ کس طرح وہ آیا افسوس
یا کسی نے شعر یہ برجستہ سنایا افسوس
کہین مطلق نہ دکھائی دیا سایا افسوس
بو تو پائی مگر اُس گل کو نہ پایا افسوس
باغ مین نکہت ہوا پردہ پریزاد آیا

فسانان جادو رقم و واقعہ نگاران افسون قلم اس داستان عجائب عنوان کو اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ جب طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور سحری منکشف ہوا ستارے جھلا جھلا کر غروب ہوئے نسیم سحری نے تازہ گل کھلائے قطرات شبنم حرارت شعاع آفتاب سے مانند سیماب کے اُڑنے لگے طائران ہوا آشیانون سے سر نکالا فکر آب و دانہ مین چلے دونون لشکر اپنے اپنے دین و آئین کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فراغ حاصل کرکے سامان حرب و ضرب سے درست و چست ہو کر عازم میدان کارزار ہوئے اسطرف اسرار روشن ضمیر مع لشکر میدان مین ہو کر صف آرا ہوئے اسطرف ضحاک مار گزیدہ جادو نہایت جاہ و حشم کے ساتھ میدان مین آیا آج بلانوش جادو غصہ مین بھرا ہوا آیا ہی کہ کل مجھے اسرار روشن ضمیر نے دھوکا دیا آج بھی وہی عمالہ سیاہ بلانوش جادو کے ساتھ ہی بس بلانوش جادو نے کہا کہ اے اسرار روشن ضمیر لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر کچھ اسم پڑھ کر دستک دی کہ اک ہوائے تند پیدا ہوئی دیکھا کہ جانب صحرا سے اک بگولہ چرخ مارتا چلا آتا ہی اور اُس بگولے پر اک عقاب عنبر پر سایہ فگن ہی عقاب نے آتے ہی شل کبوتر کے لشکر اسرار روشن ضمیر پر زمین تاوے لگا سے اور جنگل کا رخ کیا اب جو دیکھا تو جسقدر لشکر کے لوگ دکھائی دیتے تھے کاغذ کے پتلے بن کے ہوا مین اُڑتے ہوئے چلے گئے اور لشکر اصلی نظر آنے لگا بس بلانوش جادو نے عمالہ کو اشارہ کیا کہ جا اور ان سب کو کھالے اب یہ اصلی لشکر ہی مصنوعی لشکر کو مین نے ایک ہوا کے جھونکے مین اُڑا دیا یہ سنتے ہی عمالہ لشکر کی طرف چلی بس اسرار روشن ضمیر نے اک ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا اور ناریل مین سے آگ نکل کے درمیان لشکر اور عمالہ کے حائل ہو گئی دیونی آگے بڑھتے ہوئے جھجکی بلانوش جادو نے للکارا کہ آگ سے ڈرتی ہی جس سے تیری خلقت ہی بس دیونی اُس آگ مین گھس گئی اسرار روشن ضمیر نے چھینٹا خون انگشت کا مارا دیونی ہمہ تن شعلہ بن کے بلانوش جادو [illegible]

کی طرف بلٹی بلا نوش جادو نے بھی خون ران جیب کا چھینٹا مارا دیونی شعلہ جوالہ بنکے لشکر اسرار روشن ضمیر
پر گری اسے جلا دیا اُسے بھونکسر دیا یہ جا پڑی وہ آپڑی اب ہرچند اسرار روشن ضمیر رد سحر کرتا ہے
مگر یہ شعلہ فرو نہیں ہوتا ساحران لشکر بھی برابر جو ہمارے سحر کر رہے ہین مگر کوئی حربہ تاثیر نہین کرتا
اُسوقت اسرار روشن ضمیر نے جناب ہو کے جانب فلک دیکھا کہ یکایک اک ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر
زمین پر آیا اور شکل اک پریزاد کی بنگیا ہاتھ مین پریزاد کے اک شیشہ تھا پریزاد نے شیشہ زمین پر
رکھکے آواز دی کہ اے آتش سحر دیکھ تو اس شیشہ مین تیرا دشمن ہے اسے تھاین جلائی یہ سنتے ہی
وہ آتش اڑ کر شیشے مین اُتر گئی پریزاد نے شیشہ بند کر لیا اور لیکے اُڑتی ہوئی چلی گئی اسرار روشن ضمیر
حیران تھا کہ یہ کون تھی بلا نوش جادو کو سخت تعجب ہوا کہ رد اس سحر کا سوا میرے کوئی نہین جانتا
خاموش ہو رہا اور اسرار روشن ضمیر سے کہا کہ خیر اس دشمن پوشیدہ کی بعد کو خبر لونگا یہ کہکے اک
شمع نکال کے میدان مین نصب کی اور گرد شمع کے زمین پر بیٹھکے سیندور کے لگا کے کچھ اسم سحر
پڑھتا رہا جب اسم سحر تمام ہوا تو بلا نوش نے شمع کی طرف دم کیا شمع ہوا سے جل اٹھی بس جیسے ہی
شمع روشن ہوئی پہلے نظر شمع پر لا سیاسے جادو کی پڑی سیماسے جادو نے زمین پر غلطاں ماری
اور پروانہ بنکے شمع پر گری اور جل گئی اتو ساحران لشکر اسلام سو سو دو دو سو پروانے بنکے
اُڑنے مین اور شمع پر گر کے جل جاتے ہین یہ دیکھکر اسرار روشن ضمیر نے کچھ اسم دم کر کے اک ٹکڑا
شیشے کا نکال کے پھینکا کہ اک دیوار شیشے کی درمیان شمع اور لشکر کے حائل ہو گئی اب جتنے ساحر
پروانے بنکے اُڑے تھے وہ دیوار سے ٹکرا کے رہگئے بس یہ دیکھتے ہی بلا نوش جادو نے گرز فولادی
دیوار پر مارا کہ دیوار ٹوٹ گئی اسوقت جتنے پروانے تھے سب شمع پر آکے گرے اور جل گئے یکایک
صحرا سے اک زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے آتے ہی پر مارا کہ شمع کو بجھا دون یہ شمع ہوا سے روشن
ہوئی تھی پھر ہوا سے کیونکر گل کر سکتی تھی پروت مین زاغ کے آگ لگ گئی بس زاغ نے منقار
سے گلگیر کا کام لیا اور جڑ سے فتیلہ شمع کا کاٹ دیا شمع گل ہو گئی مگر زاغ بھی جلگیا بلا نوش پھر متوحش
ہوا کہ یہ کون ہے جو در پردہ میرے سحر رد کر رہا ہے یہ روشن ہے کہ اسرار روشن ضمیر کا یہ کام نہین بس
بلا نوش جادو نے کہا کہ اب مین خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور ہاتھ کو گردش دی
چار جانب سے چار لکہا ہے ابر پیدا ہوے اور لشکر اسرار روشن ضمیر پر چھا گئے اور ابر سے بارش
تگرگ ہونے لگی جس ساحر پر اولا گرا وہ پتھر کا ہو کے رہگیا اسرار روشن ضمیر نے سحر سے ہوا کو تیز کیا
مگر ابر چھٹا پھر اک اور ابر زیر ابر قائم ہو گیا وہ ابر بھی پراگندہ ہو گیا کوئی تدبیر کارگر نہوئی دم بھر مین تمام
لشکر پتھر کا ہو گیا لیکن اسرار روشن ضمیر جو سحر لگانے کے قابل تھا سپر کی وجہ سے محفوظ رہا بلا نوش جادو
نے کہا کہ تیرا علاج بھی میرے پاس ہے یہ کہکے انگلی سے اشارہ کیا کہ ابر چار ٹکڑے ہو کر جدھر سے
آیا تھا اُدھر چلا گیا اور درمیان ابر سے اک زغن سپید اُڑتی ہوئی آئی اور ہاتھ پر بلا نوش جادو کے
بیٹھ گئی بلا نوش جادو نے کہا کہ اسے اسرار روشن ضمیر لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر اُس زغن کی ٹانگین چیر
ڈالین زغن چلچلائی بس آواز زغن کی جو اسرار روشن ضمیر کے کان مین پہونچی بیہوش ہوکے زمین پر
گرا بلا نوش جادو خنجر پکڑ کے چلا کہ اسکا کلیجا چاک کرکے کھا لون اور اسکا سر نیزہ بناؤن مگر زبردست
سحر قابو مین آئیگا ہنوز بلا نوش جادو قریب اسرار روشن ضمیر کے نہ پہنچنے پایا تھا کہ آواز اسم [illegible]
آئی دیکھا کہ اک جوان حسین گھوڑا اُڑائے چلا آتا ہے ضحاک کے آواز دی کہ اے بلا نوش طلسم کشا ہی ہے

اب یہ زندہ نہ جانے پائے کہ سارے فسادات اسی کی ذات سے ہیں۔ عادل کیوان شکوہ نے آتے ہی عکس لوح کا ڈالا کہ اک برق سی چمکی بلانوش جھجکا اور اسرار روشن ضمیر پر سے اثر سحر باطل ہوا آنکھ کھلی دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ مرکب پر سوار لوح کو چمکا رہا ہے آواز دی کہ اے آقا اسکو مار ڈالو تمام لشکر پتھر کا ہو گیا اگر ذرا دیر آپ نہ پہونچتے تو ہمیں بھی حق نمک سے ادا ہو چکا تھا عادل کیوان شکوہ نے بلانوش جادو کو آواز دی کہ او خدا ناترس کیا تجھے مرنا نہیں ہے ایک روز سب کو فنا ہے سوا ذات باری تعالےٰ کے کیا ہوئے سامری و جمشید جنکو تجھ ایسے گمراہ خداوند کہتے ہیں اس بے ثبات زندگی پہ بھروسا کرنا سراسر نادانی ہے توبہ کر ان بے افعال سے اور سجدہ کر اس معبود حقیقی کو جو سبکا خالق ہے۔ بلانوش جادو نے اتنی مہلت پاتے ہی اسم سحر پڑھکر اپنی ران سے خون نجس لیکر آواز دی کہ او طلسم کشا تو لوح پر بھولا ہے دیکھوں تیری لوح میرا کیا کر لیتی ہے سامری و جمشید کیسے میں خود خداوند ہوں جسے چاہوں مار ڈالوں جسے چاہوں زندہ کر دوں کہہ تو تیرے عزیزان مردہ کو زندہ کر کے تجھ سے ملا دوں مگر مجھکو سجدہ کرنا قبول کر عادل کیوان شکوہ نے لاحول پڑھا بس بلانوش جادو نے اسی خون نجس کا چھینٹا لوح پر مارا یہ پاک و متبرک چیز اسکے خون نجس سے سیاہ ہو گئی جو حرف روشن و منور تھے پوشیدہ ہو گئے مضمون خالی رہی بلانوش جادو نے کہا کہ دیکھا تو نے عادل کیوان شکوہ نے تیر مارا تیر قریب پہونچتے ہی جل گیا بلانوش جادو نے جنبروا لنے ماش کے پڑھکر مارے کہ دست دیا عادل کیوان شکوہ کے بے قابو ہو گئے اسپ یہ خنجر کھینچے ہوئے عادل کیوان شکوہ کی طرف بڑھا کہ پھر آوادم مرکب پیدا ہوئی اور صف انجم طلعت اور برجیس بن اکوان پیدا ہوئے یہ آکے سد راہ ہوئے بلانوش جادو نے انپر بھی سحر کیا مگر کارگر نہوا ان دونوں نے بلانوش کو تلواریں مارنا شروع کیں یہ ملعون آہن تن و آہنی بدن تھا کسی حربہ نے اثر نہ کیا اتنے میں اک پریزاد پھر پیدا ہوئی ہاتھ میں اسکے شیشہ آب تھا بس اسنے پانی شیشہ کا لوح پر ڈالا اور لوح کو دھویا اور اسی دھوتے ہوئے پانی کا چھینٹا منہ پر عادل کیوان شکوہ کے مارا کہ یہ ہوشیار ہوئے اثر سحر برطرف ہوا پھر انھوں نے لوح کو چمکایا کہ بلانوش جادو کی آنکھوں میں چکا چوند آگئی پھر اسنے چھینٹا اپنی ران راست کے خون نجس کا مارا کہ پھر لوح سیاہ ہو گئی اور عادل کیوان شکوہ پھر بے حس و حرکت ہو کر تصویر بنگئے لیکن برجیس بن اکوان اور آصف انجم طلعت بلانوش کو فرصت نہ لینے دیتے تھے برابر وار کر رہے تھے اور سحر اسپر تاثیر نہ کرتا تھا بس بلانوش جادو نے دستک دی کہ اک زنگی سیاہ زمین سے پیدا ہوا اور آتے ہی آصف سے لپٹ پڑا اور ایک اور زنگی پیدا ہوا کہ وہ برجیس بن اکوان سے لپٹ پڑا ان میں کشتی ہونے لگی بلانوش نے پھر قتل طلسم کشا کا ارادہ کیا پھر پریزاد شیشہ ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوئی پریزاد چاہتی تھی کہ چھینٹا پانی کا مارے لوح کو خون نجس سے پاک کردوں کہ بلانوش نے دستک دی دوسری پریزاد پیدا ہوئی اور آکے ہاتھ اس پریزاد کا پکڑ لیا اور کہا کہ بہن یہ کیا کرتی ہو بلانوش جادو نے کہا کھینچ لا اسے یہ پریزاد پریزاد کو کھینچے ہوئے سامنے بلانوش جادو کے لائی بلانوش جادو نے چوٹی اسکی پکڑ لی اور کہا کہ سچ بتا کسنے تجھے بھیجا ہے اسنے کہا کہ ملکہ زر افشاں جادو نے بلانوش جادو نے کہا کہ بائیں یہ چھوکری یہاں آکے ہماری تشنہ خون ہو گئی ارے میں نے اسی ان حرامزادوں کو بلا سے بیدرمان بنایا تھا یہ اسکے جی میں کیا سما گئی خیر سمجھا جائیگا اور اس شوخ دیدہ کو پکڑ لا یہ سنکر

دونوں پریزادیں اُڑیں اور بلند ہوگئیں تھوڑی دیر میں دیکھا تو بازو زرافشاں جادو کے دونوں
پریزادوں کے ہاتھوں میں ہیں اور پریزادیں کھینچے ہوئے لیے آتی ہیں بلانوش جادو نے کہا کہ
کیوں اے زرافشاں جادو یہ کیا حرکت تھی کس سحر تو نے میرے مٹا دیئے میں بھی حیران تھا کہ یہ
کون ہے جو میرے سحر مٹا رہا ہے یہ نہ معلوم تھا کہ سے کس بنا مخت علم چرا زمیں - کہ جزا عافیت زن
نہ کرد - زرافشاں جادو نے کہا کہ مجھ سے آپ کا قتل ہونا نہ دیکھا گیا اسوجہ سے میں نے یہ حرکت
کی سوا آپ کے سحر رد کر دینے کے کوئی سحر آپ پر نہیں کیا میں آپ کی دشمن نہیں ہوں بلکہ چاہتی
ہوں کہ چند روزہ حشمت کے بدلے دوامی راحت کا سامان کیجیے خدائے برحق کی پرستش کیجیے اور
خود پرستی کو ترک کیجیے بلانوش جادو نے کہا تو مجھے نصیحت کرتی ہے اور اس سے زیادہ دشمنی کیا
ہوگی کہ تو نے لوح طلسم کشا کے حوالے کر دی سوا تیرے یہ دوسرے کا کام نہیں ہے نہ مجھ سا
ساحر ہوتا نہ اسکے ہاتھ سے بچتا وہ بھی زندگی تھی کہ بچ گیا اگر طلسم کشا آتے ہی مجھ پر حربہ کرتا
تو بچنا بھی دشوار تھا اسنے نصیحت شروع کی اتنا غافل پاکے میں نے لوح کو سیاہ کر دیا تو نے
پھر لوح کو روشن کر دیا اور پھر کہتی ہے کہ میں دشمن نہیں ہوں - زرافشاں جادو نے کہا کہ طلسم کشا
ایسا غافل و نادان نہ تھا کہ آپ کو اتنی مہلت دیتا یہ اسنے میری نصیحت پر عمل کیا کہ وہ مجھ سے وعدہ
کر چکا تھا کہ میں تیرے باپ کو قید کر دونگا اور اسکے خون سے ہاتھ اپنا نہ بھرونگا بلانوش جادو نے
کہا کہ خیر ذرا قتل سے ان لوگوں کے فرصت کر لوں تو تجھے سزا دونگا اگر تمام سحر تیرے نہ مٹا دوں
تو نام میرا بلانوش جادو نہیں یہ سنکے زرافشاں جادو نے کہا کہ اگر زندہ رہی تو آج سے میں بھی دریگی
سحر سے توبہ کرونگی ورنہ اب تو حشر میرا خدائے برحق کے ساتھ ہوگا بلانوش جادو نے چند دانے
ماش کے پڑھکر مارے کہ زرافشاں جادو کمر تک غرق زمین ہوگئی پھر بلانوش جادو طلسم کشا کی طرف
چلا ضحاک نے آواز دی کہ اسے نہ چھوڑیے گا اسی کی ذات پر فتح و شکست موقوف ہے بلانوش جادو
نے کہا کہ یہ میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جاسکتا ہے یہ سنکے بلانوش نے خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ
اسرار روشن ضمیر برق بنکے گرا خنجر تو ہاتھ سے بلانوش جادو کے دور جا کے گرا مگر ہاتھ پر کوئی آنچ
نہ آئی ادھر اسرار روشن ضمیر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بلانوش جادو نے نقطہ سحر سینے پر اسرار روشن ضمیر کے
مارا نقطہ تو کھلا اور ہزارہا شرارے نکلے گرد اسرار روشن ضمیر کے محاصرہ کر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درخت
میں کرمک شبتاب بیٹھے ہیں جسم میں اسرار روشن ضمیر کے آگ لگ رہی تھی اسرار روشن ضمیر
پاؤں مار کے غرق زمین ہوگیا لیکن جس مقام پر زمین سے نکلا شراروں کو گرد پایا اسرار روشن ضمیر
کبھی بلند ہوتا ہے کبھی غرق زمین ہو جاتا ہے مگر شرارے گھیرے ہوئے ہیں نہیں جان چھوڑتے ہیں
یہ اس آفت میں مبتلا ہوا ادھر بلانوش جادو پھر خنجر اٹھا کے طلسم کشا کی طرف چلا کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر لاجوردی رنگ پیدا ہوا اور کوہ بلور پر سے برستا ہوا میدان میں آکر قائم ہوا
جسقدر ساحران اسلام پتھر کے ہوگئے تھے سب ہیئت اصلی پر آگئے اب اس ابر سے چار پریاں
لاجوردی پیدا ہوئیں ایک نے آکر شیشہ کا منھ کھول کر آواز دی کہ اے شرارو اس شیشہ میں
آکر قرار لو زیادہ شرارت اچھی نہیں ہوتی تمام شرارے شیشے میں اُتر گئے بس پری نے وہی شیشہ
لشکر ضحاک پر کھینچ مارا شیشہ سر پر کیوان زرین علم کے پڑا علم میں آگ لگ گئی اور کیوان سحر اعلان
چنگیا ہر چند کیوان نے سحر کیے مگر کچھ نہ ہوا جل کے خاک ہوگیا اب شرارے لشکر پر گرے اور ساحروں کو

جلانے لگے بلاذرش نے ان خرارون کو آگے بڑھایا جہان دوسرے پتلے نے پانی کا چھینٹا مارا کہ
لوح روشن ہوگئی اور طلسم کشا ہوشیار ہوگیا تیسرے پتلے نے آگے ان زنگیون کو للکارا جو صفت
انجم طلعت اور برجیس بن اکوان سے لپٹے ہوئے تھے زنگی پتلے کی طرف دوڑے پتلے نے گلا
کاٹ کے چھینٹا خون کا ان زنگیون پر مارا کہ زنگی بھی جل گئے۔ چوتھے پتلے نے اک چیخ ماری کہ دونون
پریزادین جو زرافشان جادو کو پکڑے کھڑی تھین بیہوش ہوکے گر پڑین زرافشان جادو چھوٹ گئی
لیکن یہ بھی کڑک کے بلند ہوئی اور وہ شیشہ جسمین بلاے سیاہ کے شعلہ کو بند کیا تھا لشکر خاک پر
کھینچ مارا یہ شیشہ میرم جادو کے سر پر پڑا میرم جادو جل کے خاک ہوئی بعد اسکے یہ شعلہ جگ کے
آخر جادو پر گرا اسکو بھی جلا کے خاک کر دیا ساحران لشکر ضحاک مین ہلچل مچگئی ساحران ہاہی کو بھاگے
شعلہ لشکر پر گرا اور شعلہ جہان پھونک دیا چار سو کو وہان پھونک دیا۔ بلاذرش بدحواس ہوگیا کہ یہ
کیا آفت آئی اس ابر مین کون ہے جسنے آتے ہی یہ آفت برپا کر دی ضحاک پکارا کہ اے خداوند ساحران
ہماری خبر لیجیے ورنہ یہ شعلہ سبکو پھونک دیگا بلاذرش جادو نے اک جام نکالا اور اسکو طرف دست چپ
سے لبریز کرکے کچھ اسم سحر پڑھا اور شعلہ کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ لے اپنا جوگ اور ہوش مین آ
یہ کہنا تھا کہ شعلہ پلٹ کے اس جام پر گرا بلاذرش جادو نے وہ جام اٹھا کے ابر لاجوردی رنگ پر
کھینچ مارا ابر مین آگ لگ گئی اور مانند روئی کے جلگیا۔ اب دیکھا تو اک صد سالہ ضعیف مرد پر اک کرسی
طاؤسی پر بیٹھا ہوا ہی بلاذرش جادو نے کہا کہ کیون اے لاجورد جادو یہ چھپ کے مقابلہ کرنا کیا معنی
مرد میدان تھے تو سامنے آکے سحر کیا ہوتا لاجورد جادو نے کہا کہ تجکو لڑنا کون سے مقابلہ کرتے ہوئے
شرم آئی مین تم سے سرگرم مقابلہ کرنے لگتا تو جو لوگ کشتہ سحر تھے انکو کون بچاتا۔ اب مین موجود ہون
اور یہ جانتا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرنا آسان امر نہین ہی مگر مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون۔ یہ کہکے
لاجورد جادو نے مرکب کو زمین پر اتارا اور اسرار روشن ضمیر اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے کہا
کہ اب میرے اسکے مقابلہ کا تماشا دیکھیے بعد میرے اختیار ہی۔ پھر بلاذرش جادو سے کہا کہ لا ہے
سحر تجکو تو دعواے خداوندی ہی اور مین خداے برحق کا عبد ذلیل ہون اگر تیرے ہاتھ سے
مارا گیا تو راہ حق پر ہون شہید ہوا اور اگر تجکو مارا تو آج ہی سے سحر کو ترک کر دونگا اے طلسم کشا
میرے اسلام کے شاہد رہیے گا مین نے آج ہی کے روز کے واسطے کوہ لاجورد پر سو برس
کا چلہ کھینچا تھا عادل نے لاجورد جادو کو دعاے خیر دی لیکن بلاذرش جادو نے جھولے پر
سحر کے ہاتھ ڈالا اور اک پتلہ سحر کا نکال کر کچھ اسم سحر کا سر دم کیا اور لاجورد جادو کی طرف پھینکا
پتلہ شمشیر و سپر لیے ہوئے تھا آتے ہی لاجورد جادو کے گھوڑے کو پی کر دیا اور کہا کہ مین پیدل
ہون تو کیون سوار ہی پیدل ہو کے مقابلہ کر لاجورد جادو نے مرکب سے کود کے تلوار ماری کہ
داہنا ہاتھ پتلے کا قلم ہوگیا ادھر تو ہاتھ پتلے کا قلم ہوکے گرا ادھر ایک ہاتھ لاجورد جادو کا بھی
تن سے جدا ہوکے گر پڑا لاجورد جادو نے آواز دی کہ اے بلاذرش واقعی مین یہ سحر تیرا قابل
تعریف ہی اور خاتمہ کا سحر ہی عادل کیوان شکوہ دل مین سکتے مین کہا سو آجتک نہ دیکھا تھا
اور نہ سنا تھا بس لاجورد جادو نے دوسرے کے دست بریدہ سے تلوار چھین لی اور ہاتھ
پتلے کے جسم سے ملا کے کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ سالم ہوگیا ادھر لاجورد جادو کا ہاتھ شانے سی
مل کے جڑ گیا بلاذرش جادو نے کہا کہ اے لاجورد جادو یہ بھی تمہارا ہی کام تھا دوسرا کی جگہ

کہ گشتہ سحر ہونے کے بعد اپنا علاج کر سکے لیکن یہ پتلا بلا سے جان ہے یہ کہکے بلانوش جادو نے
پتلے کو للکارا کہ دشمن کا احسان نہ لے اگر ایک ہاتھ کٹ گیا تو کیا دوسرا ہاتھ نہیں ہے سنتے ہی پتلے نے
اپنی تلوار اٹھا کے خود اپنا ہاتھ کاٹنا شروع کیا ہر چند لاجورد جادو نے سحر کیا مگر کچھ نہوا پتلے نے
ہاتھ اپنا کاٹ کے پھینک دیا ادھر لاجورد جادو کا ہاتھ شانے سے جدا ہو کے گر پڑا پتلے نے
جلدی سے ایک ٹانگ اپنی کاٹ ڈالی ادھر لاجورد جادو کی ٹانگ کٹ گئی پتلے نے دوسری
ٹانگ کاٹ ڈالی ادھر لاجورد جادو کی ٹانگ کٹ گئی اب ایک ہاتھ پتلے کا باقی ہے اور ایک ہاتھ
لاجورد جادو کا باقی ہے کہ لاجورد جادو نے پلٹ کے آواز دی کہ اگر یہی منظور ہے تو میں خود گلا کاٹے
لیتا ہوں تو میرے واسطے اپنی جان کیوں دیتا ہے دیکھ تیرے مالک نے تیرے ساتھ کیا کیا اور
میں کیا کرتا ہوں ذرا اس احسان کو نہ بھولنا یہ کہکے اسرار روشن ضمیر سے کہا کہ تیری سلطنت قائم
رہنے کے واسطے اور بندگان خدا کی جانیں بچانے کے لیے میں اپنی جان نثار کرتا ہوں۔
یہ کہکے لاجورد جادو نے تلوار سے گردن اپنی کاٹ ڈالی اور تلوار ہاتھ سے پھینک کے خون
چلو میں لیکر چھینٹا پتلے پر مارا بس چھینٹا خون کا پڑتے ہی پتلا ہمہ تن شعلہ جوالہ بنکر بلانوش جادو
پر چلا۔ بلانوش جادو نے کہا کہ او احسان فراموش یہ کیا کرتا ہے شعلے سے آواز پیدا ہوئی کہ او
خود مطلبی ہمارے ہاتھ سے ہمارے ہاتھ پاؤں کٹوائے اب ہم اسکے شریک ہیں جسنے اپنی
گلا کاٹنے کی تکلیف نہ دی اور ہماری خوشی کے واسطے اپنا گلا کاٹ ڈالا اگر دوست ہوتا تو دشمن
کو بھی مٹا دیتے۔ بلانوش جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور جو بہت سے سحر مارنا شروع کیے کہ شعلہ
ذرا بھی تھمیں تو بعینہٖ دیگر بنا دوں شعلہ مانند تیر شہاب کے چلا کب رکتا ہے آخر بلانوش
نے ساری جھولی سحر کی کھینچ ماری مگر کچھ کام نہ چلا شعلہ سر پر بلانوش جادو کے گرا بلانوش جادو
بھی جلنے لگا۔ جلتے وقت اسنے آواز دی کہ اے ضحاک تیری دوستی نے ہماری بھی جان لی
مگر خیر مرتے مرتے دیکھ کیا کیے جاتا ہوں اب نہ طلسم میں تو ہوگا نہ اسرار روشن ضمیر۔ یہ کہکے دھم
دھم کرکے جل گیا اور پرکالہ آتش بنکے جنگ کے لشکر اسرار روشن ضمیر پہ گرا بارہ سو ساحر جل کے
خاک ہو گئے ادھر سے پلٹ کے لشکر ضحاک پر گرا اتنے ہی ساحر لشکر ضحاک کے جلا دیے۔ پھر
پلٹ کے لشکر اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا ہر چند اسرار روشن ضمیر نے سحر سے پانی برسایا شعلہ نہ رکا اور
پھر لشکر پر گرا ساحران نامی تو کفالی دیتے بچ گئے مگر لشکر کے ایک ہزار ساحر پھر جل گئے پھر شعلہ لشکر
ضحاک کی طرف پلٹا ضحاک نے دستک دی کہ ایک پتلا پیدا ہوا اور اسنے سنگ شیشہ سامنے شعلہ کے
پیش کیا شعلہ شیشہ میں اتر گیا جیسے ہی پتلا سنگ شیشہ کو لیکے ضحاک کی طرف چلا شعلے نے چیخ مارا
سنگ شیشہ پر پیچ و تاب ہو کر اڑ گیا پتلا جل کے خاک ہو گیا لشکر محفوظ رہا شعلہ پھر ادھر پلٹا اسرار روشن ضمیر
نے بھی دستک دی کہ پریزاد پیدا ہوئی سامنے شعلے کے آکے منہ کھول دیا شعلہ دہن میں پریزاد
کے اتر گیا پریزاد لشکر ضحاک پر جاکے گری اتنے عرصہ میں شعلے نے پریزاد کو بھی پھونک دیا اور
لشکر ضحاک کے نو سو ساحر جلا دیے ضحاک مارگزیدہ جادو نے پھر دستک دی کہ ایک مرغ آتشیں
پیدا ہوا اور اس شعلے کو نگل گیا لیکن شعلہ شکم میں پہنچتے ہی پھر مرغ کا مرغ مرغ آتشبازی بنگیا اور
آکے لشکر اسرار روشن ضمیر پر گرا دو سو ساحر جلا دیے جس پر زرافشان جادو نے ایک ناریل زمین پر مار
کر طبقہ شق ہو کے بصورت سیلاب ہو گیا سوتیں جاری ہو گئیں زرافشان جادو نے اپنے جسم نازک میں

سات جگہ نشتر دیکر خون اک شیشہ مین جمع کیا اور آواز دی کہ اے اسرار روشن ضمیر سب قریب آؤ
اسرار روشن ضمیر قریب آئے زرافشان جادو نے سات مقام پر اسرار روشن ضمیر کے بھی نشتر دیکر خون
اوسی شیشہ مین امیز کرکے آواز دی کہ اے شعلہ سحر ادھر آ کہ اب وہ رشتہ علاقہ کا قطع ہوا بدستور
مین دشمنی تھی خرد ون سے مین ایسی دوستی ہی کہ خون ملگیا اب آتش افروزی سے کیا فائدہ نہ یقین ہو تو
اس شیشے مین اتر کے دیکھ لے بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ قریب آکے ٹھیرا یا زرافشان جادو نے اسرار
روشن ضمیر سے کہا کہ اگر مین سچ کہتی ہون تو گواہی دو اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہین اب ہم
خون مین شریک ہین یہ سنتے ہی شعلہ شیشے مین اترگیا ملکہ نے جلدی سے کاگ لگاکے شیشہ
کو تالاب مین غرق کردیا اور دوسرا اسم سحر پڑھ کے دستک دی کہ ہزارہا ٹیلے خاک ریگ مٹی کی بھرے
ہوے صحرا سے پیدا ہوے اور اوس تالاب کو پاٹ دیا۔ زرافشان جادو نے کہا کہ اے ضحاک
احسان مان ہمارا کہ تیری فوج کو بھی نجات ملی ورنہ یہ شعلہ طلسم کو ویران کردیتا اسرار روشن ضمیر رہتا
دلور رہتا۔ ضحاک نے کہا اے ملکہ سچ کہتی ہو سوا تمھارے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ اس شعلے
کو اسیر کرے فرد کرتا لیکن بعد ایسے دوست صادق کے زندگی پر خاک ہی یہ کہکے مع لشکر لشکر اسرار
روشن ضمیر پر گرا اور سحر کرنے لگا۔ اب ضحاک کے ساتھ چند ساحران نامی ہین اور اکوان تاجدار کی
اور لشکر اسرار روشن ضمیر مین سوا ان شاہزادون کے کوئی رفیق تک باقی نہین رہا ہی سبکو ملاوش
جادو نے مٹا دیا اسطرف سے اسرار روشن ضمیر نے سحر کرنا شروع کیا جنگ مغلوبہ ہوگئی سحر چلنے لگے
طبقے زمین و آسمان کے ہلنے لگے ملکہ لعلان گہر دندان نے بھی طاؤس سحر کو بڑھایا اور قہقہے مارنا شروع
کیے بیش برقین چکاچک کے گرنے لگین ایک طرف ملکہ قمر اندام جادو نے ماہتاب سحر روشن کیا
عکس ماہ مین جو ساحر آیا سحر بھولا دست و پا بے حرکت ہوگئے نجم تاب جادو نے ستارہ ہاے
لشکر ضحاک پر لوٹنا شروع کیا جیسر گری اوسکو جلاکے خاک کردیا شعلہ عذار جادو نے ایک جانب
آتش سحر روشن کی دل آویز جادو تخت پر سوار ہیچ کو للکار رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ یہ خاتمہ کی جنگ
ہی بعد اس جنگ کے راحت ہی ایکطرف اسرار روشن ضمیر نے سحر کے دریا بہائے زمین پر اجابات کفا
کا طوفان مین پھنسا ہی ایک سمت ملکہ زرافشان طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہی اسکے سحر
کی پناہ نہین ہی ضحاک جادو اور اکوان تاجدار نے بھی آج قصد کرلیا ہی کہ یا ہم نہین یا اہل اسلام
نہین ادھر یہ شاہزادے جیجون یعنے عادل کیوان شکوہ سکندر رستم نور رفیع البخت شہراب
بن رستم ثانی آصف انجم طلعت رجبیس بن اکوان برابر تلوارین برسارہے ہین سحر ساحرون کے اثر ہی
نہین کرتے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے مرنے سے ساحرون کے قیامت برپا ہی آوازین
دارو گیر کی آرہی ہین آتش باری و برف باری ہورہی ہی زمین تھرا رہی ہی آندھیان چل رہی ہین بیسر
شور کر رہے ہین کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود لیکن ضحاک جادو و اکوان تاجدار اسقدر بلند
لڑ رہے ہین کہ عکس لوح کا نہین پڑ سکتا لیکن فوج کفار اسقدر ہی کہ قتل کرنا دشوار ہوگیا ہی ضحاک کا گرو
جادو نے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور اک ناریل نکال کے زمین پر مارا ناریل پھٹا اور دریا پیدا ہوا
ساحران لشکر اسلام غرق ہونے لگے انھون نے شور کیا کہ اے فاتح طلسم ہماری خبر لیجیے شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے لوح کا عکس ڈالا دریا باطل ہوا ضحاک پھر جنگ کے بلند ہوگیا اور سحر کرکے
آگ برسائی کہ سیکڑون ساحرون کو جلادیا اسرار روشن ضمیر نے اوس سے زیادہ لشکر ضحاک کے ساحر

پھونک دیے لیکن جب اسرار روشن ضمیر اور ضحاک سے سامنا ہوتا ہے دو ایک سحر کی ردوبدل ہوتی
ہے کہ پھر لشکر یورش کر کے درمیان میں حائل ہو جاتا ہے اُدھر اکوان تاجدار کے ساتھ تیلہاے طلسمی
ہیں اکوان تیلوں کو لڑا رہا ہے اور آپ اک سائبان کے نیچے کھڑا سحر کر رہا ہے جب لشکر اسلام پر گرتے
ہیں کسی ساحر کا سحر ان تیلوں پر تاثیر نہیں کرتا اور اکوان تاجدار کے تیلہاے سحر جس پر تلوار مارتے
ہیں اسکے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں بس یہ دیکھتے ہی ملکہ لعلان گہر دندان نے آواز دی کہ او نمک حرام تو کبھی دن
لگے ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں آیا ہے نہ بادشاہ سے ہم سے بگڑی نہ تجھے یہ دن نصیب ہوتا تو کن سر طلسم کا
بادشاہ ہے تیرے بھی اتنی طاقت ہوئی کہ باطن طلسم کے ساحروں سے مقابلہ کرے یہ کہکے ملکہ لعلان گہر دندان
نے اک پتلی موم کی جھولی سے نکال کے پھینکی پتلی کے ہاتھ میں اک شمع تھی پتلی نے اُس سائبان میں
شمع لگا دی جسکے نیچے اکوان کھڑا ہوا سحر کر رہا تھا سائبان جلا اور شعلہ جوالہ بن کے تیلہاے سحر پہ
گرا کہ تمام تیلے جل کے خاک ہوے اکوان نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ اے ملکہ تو نے غضب کیا کہ
میرے ریاض کو خاک کر دیا لعلان گہر دندان تلوار کھینچ کے اکوان کی طرف بڑھی تھی کہ اکوان نے
ضحاک سحر کے نام کی دوہائی کھینچی ضحاک درمیان میں آگیا اکوان جان بچا کے سامنے سے لعلان گہر دندان
کے ٹل گیا اور دوسری صف لشکر پر سحر کرنے لگا یہاں ضحاک نے لعلان گہر دندان پر اک مقیشی تار
کھینچ مارا تار بازوؤں سے لعلان گہر دندان کے لپٹ گیا مشکیں باندھ لیں اسرار روشن ضمیر نے دستک
دی کہ پتلی سحر کی مقراض لیے پیدا ہوئی اور آ کے تار کے ڈورے کو کاٹ دیا لعلان گہر دندان کے
بازو کھلتے ہی پھر اسنے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا ادھر اسرار روشن ضمیر اور ضحاک میں ردوبدل ہونے
لگی لعلان گہر دندان دوسری صف پر جا پڑی اور برقیں گرانے لگی ادھر اکوان تاجدار نے پھر اک نارجیل
سحر کا زمین پر مارا نارجیل پھٹا اور ہزارہا طائران سرخ رنگ پیدا ہوے منقاروں میں اُنکے گلہاے
سپید تھے طائروں نے لشکر اسلام پر گل باری شروع کی جو گل جس ساحر کے سر پر گرا وہ بیخود مردہ
ہو کے رہ گیا گلشن حیات پر خزان آگئی یہ دیکھتے ہی ملکہ قمر اندام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا کر چاند
میں سے اک پریزاد جال لیے ہوے پیدا ہوئی اور اُسنے جال مار مار کے طائروں کو پکڑنا شروع کیا
جب تمام طائر اسیر دام ہوے تو پریزاد جال کو لیے ہوے پھر گرد ماہتاب میں جا کے غائب ہو گئی
اب ماہتاب سے شرارے برسنے لگے اور وہ شرارے جسم اکوان میں لپٹ گئے اکوان پھر چلایا
کہ میری خبر لیجیے ضحاک مار گزیدہ جادو نے اک مرغ کو چھوڑا کہ وہ آکے تمام شراروں کو نگل گیا اور اُڑ کے
گرد ماہتاب کے چرخ مارنے لگا یہانتک کہ ہاتھ سے رہ گیا اب روشنی ماہتاب کی کم ہونے لگی چہرہ
ماہ پر زردی چھا گئی بس یہ دیکھتے ہی ملکہ زرافشان جادو نے آئینہ سحر کا چمکایا چاند کی افسردگی برطرف
ہوئی اور وہ مرغ جو گرد چاند کے ہاتھ بنا ہوا تھا آئینہ میں تصویر بنکے اُتر آیا ملکہ نے وہ آئینہ لشکر پر
ضحاک کے کھینچ مارا آئینہ ٹوٹا جسقدر ٹکڑے شیشے کے تھے اتنی ہی برقیں چمک کے گریں
دو ہزار ساحر جل کے خاک ہو گئے اکوان تاجدار نے پھر لشکر سے علیحدہ جا کے اک گنبد سحر تیار کیا
اور اُس گنبد میں بیٹھ کے سحر کرنے لگا اک ابر سیاہ رنگ پیدا ہوا اور وہ ابر لشکر اسلام پر محیط ہو گیا
اب اُسے بارش سیاہ اولوں کی ہونے لگی جو اولا جس ساحر پر گرا وہ تصویر سنگ سیاہ ہو گیا بس
یہ دیکھتے ہی ملکہ دل آویز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر انگلی سے اشارہ کیا ابر چار ٹکڑے ہو کے
تین ٹکڑے لشکر ضحاک پر گرے اور ایک نے گنبد کو چھپا لیا اکوان گنبد میں بند ہوتے ہی فریاد

کرنے لگا ضحاک نے اک گرز سحر کا مارا کہ گنبد بھی ٹوٹ گیا اور وہ پردہ سیاہ بھی پھٹ گیا اکوان گنبد
سے نکلتے ہی پھر سحر کرنے لگا اب ساحران لشکر اسلام نے لشکر کفار کا محاصرہ کر لیا کہ اکوان اور
ضحاک بھاگ کے نکل نہ جائیں اب ضحاک اور اکوان نے اسباب سحر کا خاتمہ کر دیا اور اسلحہ سے لڑنے
لگے کبھی برق بن کے گرے سیکڑوں کو جلا دیا کبھی فیل بنکے لشکر کو روندنا شروع کیا جب دیکھا کہ
طلسم کشا آتا ہے پھر اکل کے بلند ہو گئے اسرار روشن ضمیر نے ملکہ زرافشان جادو سے کہا کہ موت ان
دونوں کی بغیر لوح کے نہیں ہے اب ایک کی آپ خبر لیجیے اور ایک کو میں گھیرتا ہوں یہ کہکے اسرار روشن ضمیر
ضحاک مار گزیدہ جادو کی طرف چلا اور ملکہ زرافشان جادو نے اکوان تاجدار کی جانب رخ کیا اکوان نے
جو زرافشان جادو کو اپنی طرف آتے دیکھا کہا کہ او ظالم تیرے ہاتھ سے مرنے میں بھی لطف ہے
بس یہ آواز جو حیات نوش جمال کے گوش زد ہوئی یاد آیا کہ اکوان کے انجام کو سوچ کے رو رہی تھی کہ اگر
یہ مسلمان ہو جاتا تو کیوں اس ذلت سے مارا جاتا یا غصہ آگیا اور ابر آسمانی سے چہرہ اپنا ظاہر کرکے
پکاری کہ او مردود فا یہ ہمارے سامنے بارہ تیرہ برس کی لڑکی سے اظہار محبت تف ہے تیرے عشق
و محبت پر کہ مرنے کا وقت نزدیک ہے اور یہ نیت تیری ادھر ملکہ زرافشان جادو کو غصہ آیا کہ یہ حرامزادہ
مجھ سے اظہار عشق کرتا ہے بس ملکہ نے کچھ اسم سحر پڑھکے دستک دی کہ اک زنگی سیاہ دہن سے
آگ کے شعلے نکلتے ہوئے ایک ہاتھ میں رسی اور دوسرے میں ڈنڈا پیدا ہوا اور اکوان کی طرف چلا
اکوان تاجدار نے کئی سحر کیے مگر اس زنگی پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی زنگی نے لپٹ کے مشکیں اکوان
کی باندھ لیں اور ڈنڈے مارنا شروع کیے۔ عادل کیوان شکوہ لوح کو چمکاتے ہوئے اکوان تاجدار
کی طرف چلے جیسے ہی قریب اکوان کے پہونچے عکس لوح کا ڈالا زنگی غائب ہو گیا اور اکوان بھاگا
شاہزادہ نے تعاقب کیا اکوان نے بھاگتے میں چاہا کہ پاؤں مارکے شق زمین ہو جاؤں سحر بھول گیا
کہ برابر عکس لوح کا پڑ رہا تھا اتنے میں عادل کیوان شکوہ سر پر آپہونچے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت
پروردگار عالم میں اکوان نے کہا کہ او طلسم کشا جو خدا سے نہ طاق کہلائے وہ کس خدا کو سجدہ کرے
بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ نے تلوار ماری اک برق تھی کہ سر پہ چلی تھی یا زمین میں اتر گئی اکوان
تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اکوان تاجدار کے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری
ہونے لگی آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من اکوان تاجدار جادو بود حیف مردیم و دریغ
دادیم و مطلب خود نرسیدیم ادھر تو لاش اکوان کی بھڑک کے سرد ہوئی ادھر عادل کیوان شکوہ
ضحاک مار گزیدہ جادو کی فکر میں چلے دیکھا کہ برجیس بن اکوان چلا آتا ہے شاہزادہ عادل کو اک حجاب
سا ہوا کہ میں اسکے باپ کو قتل کرکے پھرا ہوں عادل نے اسکی طرف سے منھ پھیرا برجیس نے عرض
کی کہ اگر میں ایسے کافر کا فرزند ہوتا تو آپ میری طرف سے نفرت کے ساتھ کیوں منھ پھیرتے فرمایا
کہ واللہ ہم میں نے نفرت سے منھ نہیں پھیرا بلکہ شرمندہ ہوئے کہ میں نے تیرے باپ کو تیرے
سامنے قتل کیا۔ برجیس نے عرض کی کہ اے شہریار اگر میں قابو پاتا تو میں بھی اسکو بغیر قتل کیے ہوئے
نہ چھوڑتا یہ کہکے برجیس تو اسطرف چلا گیا اور عادل کیوان شکوہ فکر ضحاک میں چلے ضحاک جادو
اور اسرار روشن ضمیر سے سحر چل رہے تھے کہیں فیل بنکے گھونستے چلے کبھی شیر بنکے ہم پنجہ ہوتے
کبھی گینڈے بنکے لڑنے لگے اب سحر ہمارے سحر تو کسی کے پاس باقی نہیں ہے جسوقت عادل کیوان شکوہ
سامنے پہونچے ہیں تو دونوں فیل بنے ہوئے گتھے ہوئے تھے ضحاک کی نظر جو عادل کیوان شکوہ پر

بڑی اس نے بھاگنے کا قصد کیا اسرار روشن ضمیر نے سونڈ سے سونڈ کو لپیٹ کے روکا ہر چند ضحاک
نے زور کیا کہ نکل جاؤں ممکن نہوا اتنے میں عادل کیوان شکوہ قریب پہونچ گئے عادل نے
دیکھا کہ دونوں فیل ہیں اُدھر زر افشان جادو نے آواز دی کہ اپنے بیگانے کو پہچان کے شاہزادہ
نے عکس لوح کا دونوں پر ڈالا وہ حقیقتیں برطرف ہوئیں دیکھا کہ ایک ضحاک ہے اور ایک اسرار روشن ضمیر
بس شاہزادہ نے تیغہ بلاکش سلیمانی بلند کیا اور آواز دی کہ کیوں اے ضحاک وہ بدعہدی اور
لوح فقرہ سے لے لینا یاد ہے اسوقت کی خبر نہ تھی ضحاک جادو نے کہا کہ او طلسم کشا تیغ زبان
سے میرے دل کو زخمی نکر جب کسی سے لڑائی ہوگی ایک کی شکست ہوگی اگر لاجورد جادو آجاتا
تو معلوم ہوتا لوح تک تیری سیاہ ہوگئی تھی فرمایا کہ قلب تو میرا سیاہ نہ تھا لاجورد جادو آتا
کوئی اور آتا خدا سے برحق کسی نہ کسی کو مدد کے واسطے بھیجتا اب کہا کہ اسلام اختیار کرنے کے
بارے میں کیا کہتا ہے ضحاک ہنسا اور کہا کہ مرد قول کے پابند ہوتے ہیں تمام طلسم کو قتل
کراکے اب میں مسلمان ہو جاؤں یہ کبھی نہ ہوگا۔ سامری و جمشید کے سوا میرا خدا کوئی نہیں
ہے بس یہ سنکر شاہزادہ کو غصہ آیا اور تیغہ بلاکش سلیمانی کا وار کیا۔ ضحاک نے اُف کی پیکر دو
سپرین پیدا ہوگئیں لیکن تیغہ جو پڑتا ہے تمام سپروں کو قلم کرکے سر پر بیٹھا اور دونوں ٹانگوں کے
بیچ سے نکل گیا بس دو ٹکڑے ہوئے۔ مرنا تھا ضحاک کا کہ اک قیامت کبریٰ برپا ہوئی خون جو
اسکے بدن سے نکلا شعلے بنکے اپنے لشکر پر گرا دس ہزار ساحروں کو پھونک دیا لاش جتنی دیر
تڑپتی رہی آوازیں گیر و دار کی آئیں کہیں آتشبازی و برف باری ہوا کی زمین کو زلزلہ رہا جب لاش
ضحاک جادو کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ضحاک مارگزیدہ جادو
بود حیف مردیم و جاں دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی
ہوئی تو جسقدر ساحران لشکر ضحاک باقی رہگئے تھے اُنھوں نے آواز امان بلند کی شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے اُنھوں نے قبول کیا ساحران لشکر اسلام
نے کل ساحران کفار سے ہاتھ روکا اب جو خیال کرتے ہیں تو تمام صحرا کوہ لاجورد سے لیکر ایوان
ضحاکیہ تک لاشوں سے بھرا ہوا ہے کہیں غول کے غول جلے ہوئے پڑے ہیں کہیں کُشتے
ہیں کہیں راکھ کے ڈھیر ہیں۔ ایک طرف لاشیں اکوان کی دوسری طرف لاش ضحاک کی
پڑی ہے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لاشوں کے چھانٹنے کا حکم دیا اس کام پر اسرار
روشن ضمیر مامور ہوا کہ سوا اسرار روشن ضمیر کے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ لاشوں کو ساحران اسلام کی
ساحران کفار سے علحدہ کرتا تین روز میں بمشکل لاشیں علحدہ ہوئیں ساحران لشکر اسلام کو دفن
کیا اور لاشیں ساحران لشکر کفار کی جسقدر جلی ہوئی تھیں انکو تو ویسا ہی چھوڑ دیا باقی لاشیں کفار
کی بھی ایک بڑے سے گڑھے میں ڈالکر تو دادیں کہ ہوا طلسم کی خراب نہو جسقدر مکانات سحر
ساختہ ضحاک مارگزیدہ جادو تھے انکی بنیاد خراب ہوگئی ایک قصر قدیم الماس نگار باقی رہگیا
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے پہلے تو دو رکعت نماز شکر پڑھی اور اُسی جگہ تعمیر مسجد کا حکم ہوا
مسجد تعمیر ہونے لگی شاہزادہ قصر میں آکر رونق افروز ہوا۔ اور اسرار روشن ضمیر کو اپنے ہاتھ سے
تاج پہنا کے تخت نشین کیا اور سب نے نذریں دیں اعیان طلسم حاضر ہوئے نذریں گذرنے
لگیں۔ شاہزادہ نے طیفور کو بھیجکر ملکہ گل اندام اطلس پوش کو بھی بلوالیا اب خزانہ دار طلسمی طلب ہوا

خزانہ دار نے آ کر کنجیاں پیش کین شاہزادہ عادل کیوان شکوہ مع جملہ رفقا اُٹھکر خزانہ طلسمی میں آئے
کنجیاں لگا لگا کر قفل کھولے اسباب کی جانچ کی ستر ہزار خفتان الماس نگار نگلین اور ایک بارگاہ
الماس نگار نکلی کہ صفت اس بارگاہ کی وقت آراستگی بیان ہوگی اور کئی گنج زر سرخ کے اور کئی صندوق
جواہر بیش بہا کے برآمد ہوے شاہزادہ نے تحائف طلسمی تو اپنے ہمراہی کے واسطے نکلوا لیے
اور زر و جواہر امرا اور غضنفر کو دیدیا جب مال طلسمی دیکھ کے فرصت ہوئی تو سکہ نام پر بادشاہ
اسلام دارا ے بن جمشید کے جاری کرایا تھانے تردد واکر مسجدون کی بنا ڈالی گئی مسجدین
تعمیر ہونے لگین - شاہزادہ نے حکم دیا کہ آٹھویں روز مین مسجد جامع تیار ہو ہم نماز جمعہ پڑھکر طلسم
سے کوچ کرکے تلاش بادشاہ اسلام میں جائینگے اور بانہا سے صاحبقران طلب کرینگے مسجد جامع
سنگ سپید کی تیار ہونے لگی - اب عادل کیوان شکوہ نے ایک نامہ درویش قلندر رجل الغیب کو
بھیجا کہ مین نے آپکی دعا سے طلسم کو فتح کیا اب امیدوار ہون کہ طلسم کو رونق بخشیے اور صحرای
سکونت ترک کیجیے اور ایک نامہ نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش کے نام تحریر کیا کہ بحمداللہ طلسم فتح
ہوا اب آپ سب صاحب بھی مع لشکر تشریف لے آئیے اور بعد جشن ہم یہان سے کوچ کرینگے جسوقت
یہ نامے پہنچے تو درویش بھی تشریف لائے اور دونون نقابدار بھی لشکر لے کے آگئے چونکہ
نقاب چہرۂ عادل کیوان پر نہ تھی ان دونون نقابدارون نے بھی نقاب اپنی چہرہ سے دور کی
سب باہم ملے ملاقاتین ہوئین جشن خوشی منعقد ہوا قبل ازین ساحران لشکر اسلام کا تین دفعہ جشن
ہو چکا ہے بعد اسکے اب جشن فتح طلسم کی خوشی مین منعقد ہوا اگر تعریف جشن بیان ہو تو ایک دفتر سیاہ
ہو جائے لہذا ترک کرکے صرف امور ضروری تحریر کیے جاتے ہین کہ عین جشن مین امرا اور روشن ضمیر
نے شاہزادۂ عادل سے عرض کی کہ اب رسم عقد ادا ہو جانا چاہیے شاہزادہ نے گردن جھکا لی اور
روشن ضمیر نے دوسرا روز عقد کا معین کیا عروسون کو ایک مقام پر جمع کیا حیات خوش جمال نے پہلے
تو ملکہ گل اندام اطلس پوش کو دلہن بنایا بعد اسکے ملکہ دل آویز جادو کو اسکے بعد ملکہ زرافشان جادو
کو پھر لعلان گہر دندان اور قمر اندام اور نجم تاب جادو کو یہ پانچ عروسین جیسے ہی چلین تو درویش
نے کہلا بھیجا کہ دو عروسین اور ہین اور ملکہ گل اندام اور گلعذار لالہ رخسار مغرب کی شاہزادیون کو سواری
بھیجدیا یہ وہ شاہزادیان ہین جنسے داراب وبلقیس سے عشق ہوا تھا اور بعد فتح مرحلہ ہرمن جادو
داراب وبلقیس انکو لشکر مین لے گئے تھے باہر سات دولھا نہانے گئے - اب ایک طرف تو درویش
ہوے اور دوسری جانب درویش کے اک شاگرد ہوے پہلے عقد شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ کا
ملکہ گل اندام سے ہوا پھر اور عقد ہوے - آصف انجم طلعت کا عقد باصرار ملکہ حیات خوش جمال
زرافشان جادو کے ساتھ ہوا - یہ سب وصل سے اپنے اپنے معشوق کے کامیاب ہوے
اب جمعہ کا دن آیا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے نماز پڑھی اور حکم تیاری لشکر کا دیا شب کو خواب
مین دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الملک فلک روشن تخت پر کھڑے ہوے ہین اور کوئی مددگار نہین ہے
بس یہ دیکھ کے آنکھ کھل گئی - خواب اپنا سب سے بیان کیا سب نے کہا کہ جلد چلنا چاہیے
شاہزادہ نے نقاب چہرہ پر ڈالی سکندر و رفیع البخت وغیرہ سب شاہزادون نے نقابین پہنین
اور تینون نقابدار بھی کھڑے ہوے آصف انجم طلعت سے
کہا کہ آپ لشکر لے کے آئیے گا

چند کلیے داستان فیروزی نشان شاہزادۂ عالیجاہ و والاشان صاحبقران زمان یعنے شاہزادۂ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس بر آغاز کلام

تو مسیحا ہیں وہ بن بنکے بگڑنے والے
جیتے جی باتوں سے ہیں خون کے بھی بھرنے والے
چھپتے بھی ہیں کہیں جی سے گزرنے والے
اُنکے سب ناز ہیں گو زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہیں بہانہ کوئی مرنے والے

گزرے مر دیکے محبت میں گزرنے والے
تھے عجب رنج میں دل لیت کے بھرنے والے
قتل ہونے سے بچے عشق میں مرنے والے
مرجائیں ہیں کے کرنے والے
منہ سے کہتے نہیں احسان کے کرنے والے

اسکے ابرو و مژہ سے میں بھلا کیا ڈرتا
ہاں تو جیتا میں اس امید پر اور یا مرتا
اسجگہ مرہم کا تو را خریب کرتا
کون قاتل کی طرف سے مرے دلکو بھرتا
اسکے تیر وہی سے کچھ زخم تھے بھرنے والے

ہمنے ایسا تو زمانے میں نہ دیکھا جوبن
مار ہی ڈالیگا دو ایک کو اُن کا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہے اور کیا جوبن
یہی کرتا ہے اشارے سے کوئی اٹھتا جوبن
یوں اُبھرتے ہیں کہیں پا کے اُبھرنے والے

ہم نصیحت کو ذرا کان لگا کر سن لو
قتل کرتا نہیں قاتل تو چلو جانے دو
بار یہ سر سے اتر جائے سبکدوشی ہو
کہتی ہے خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یوں مار نہیں سکتے ہیں مرنے والے

ہے یقین آپ کے کہنے کا قسم کھاتا ہوں
اپنے قابو میں مگر دل کو نہیں پاتا ہوں
یہ نہیں مانتا جو دل سے سمجھاتا ہوں
بیقرار اور میں اسوقت ہوا جاتا ہوں
کون سے آپ تسلی مرے کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اسکا کہ نہیں رحم ذرا
کوئی جی جائے کہ مر جائے نہیں کچھ پروا
دل ہے لوہے کا تو پتھر کا کلیجا اسکا
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی کتنے ہیں اس کام کے کرنے والے

تھا کوئی بھی نہ لاکھوں میں گنہگار ایسا
جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
اور کچھ بن نہ پڑی ہم کو خموشی کے سوا
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کیا گناہوں سے بری ہو گئے ڈرنے والے

مجھکو سمجھاتے ہیں اچھا نہیں یہ ام الشوخ
نیک ہو گا نہ کبھی ظلم کا انجام الشوخ
آسمان نالۂ مظلوم کا ہے نام الشوخ
لو وہ بھی پالے نہیں شکل فلک رام الشوخ
آہ سے خاک لعینوں کے نہ ڈرنے والے

امرد نخواہ میں دشمن کا وہ دل کھینچتے ہیں
عشق میں جاہ میں دشمن کا وہ دل کھینچتے ہیں
کس کڑی راہ میں دشمن کا وہ دل کھینچتے ہیں
امتحان گاہ میں دشمن کا وہ دل کھینچتے ہیں

تجھسے تو پوچھتے کیا قصد ہی مرنے والے

تیرا گیسو ہی کسی کے لیے پھانسی سے ہوا
کوئی ابرو ہی کو کاٹ کے مر جائیگا
زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
ہر ادا کو تری بتلاتے ہیں انداز قضا

ابھی بچے یار اگر جی سے گزرنے والے

ہم گنہگار دل کھونے گئے آئے ہو بے ہوش
نہیں معلوم یہ کس بات پر آیا تمہیں جوش
عقل بہکانے لگے تم تو رہے کیا ہم سے کوئی خروش
زاہد و آتے ہی کرنے لگے مسجد میں خروش

لو ہمیں ہیچ سمجھتے ہیں اللہ سے ڈرنے والے

تو نہیں ہو رہا مائل تری طبع عالی
پھر یہ بات بھی ہو جائیگی تجھسے خالی
بے سبب غصہ سے رہتی نہیں کج پر لالی
کچھ ہوا ہی رہے جینے سے ترا دل خالی

اور پھر دیکھیے سلامت رہیں مرنے والے

دائمی ہونا ہی کب لطف و کرم تجھسے فلک
جانتے ہیں کہ خوشی ملتی ہو کم تجھسے فلک
ہاں اگر ہی تو ہے امید ستم تجھسے فلک
دائمی وصل کے خواہاں نہیں ہم تجھسے فلک

چار دن وہ بھی بہت جلد گزرنے والے

تجھپہ ہوگا قیامت تو اے فتنہ جو
میں تو نکلا ترے دیکھ کے تجھ بے گیسو
بعد مرنے کے نہ دے داغ مجھے ای مہرو
کھول کر بال پریشان نہ کر روح کو تو

ہو مرے سوگ سے پردے میں سنورنے والے

ہم اس بات کا چرچا ہے سے نالے کر لیں
مرنے تک قلب کو ٹھنڈا رہے نالے کرنا
بام تک یار کے رسا ہے سے نالے کر لیں
پہلے تاثیر تو پیدا ہے سے نالے کر لیں

عرش پر چڑھتے ہیں کیا دل سے اترنے والے

واہ ناداں یہ عجب روپ ہوا چہرہ زرد و مہ کل
پاس کو آج کی شب تھا تمہیں آتو نکلا
ہجر جاناں سے دلے آ کے ہمیں کج کلا
چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال

ہجر سے تجھے وہ نکا ہو ہمیں نکھرنے والے

شہسواران عرصہ یکہ تازی و طے کنندگان مرحلہ جانبازی اس داستان فیروزی نشان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ ع بالشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان یہان تک بیان ہو چکی ہے کہ صاحبقران زمان یعنے بدیع الملک نوجوان بھی ہاتھ سے برزیل نا فرامرزن قارن عدنی کے زخمی ہوئے تمام سردار دور پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی شروع ہوئی برزیل بہ مجبوری میدان سے پھر گیا اور پھر اسنے طبل جنگ بجوایا اور عالم بیہوشی میں بدیع الملک کو مع جملہ سرداران زخمی و غیر زخمی کے لیکر قلعہ بند ہوا رات کو یہ کاروائی اس ہوشیاری سے کی برزیل کو مطلق خبر ہونے پائی اور رات ہی کو تمام قلعہ کا بندوبست کر لیا خندق پر از آب کرا دیئے پل بختہ اٹھوا لیا گولنداز توپوں پر مسلط ہو گئے مال و اسباب خیمہ و خرگاہ وغیرہ سب قلعہ میں محفوظ کر لیا چند نقارہ نواز بیٹھے رات بھر نقارہ نوازی کیا کیے جب صبح ہوئی تو برزیل بیدار ہوا مرکب طلب کیا اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کر کے راہی میدان مصاف ہوا دل میں نہایت خوش ہے کہ آج ہر سے ہم نہ رہتے خدا پرستوں کا خاتمہ ہو جائیگا لیکن جسوقت میدان میں پہونچا تو میدان خالی پایا

پایا

د تو لشکر نظر آیا نہ بارگاہین دکھائی دین قلعہ کو آراستہ دیکھا اور چند نقارے زمین پر افتادہ پا
بس یہ سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے حاکم قلعہ میرے خوف سے زخمیون کو لیکر قلعہ بند ہوا ہے خیر کہان
جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اسوقت تو یہ میدان سے پلٹ آیا اور عقرب شاہ سے کہا کہ اب ان
لوگون کو مہلت دینا اچھا نہین ہے کہدو کہ بجے طبل جنگ کل مین قلعہ مین گھسکر ان سب کو قتل کرونگا
یہ سنکر وزیر خبر دیال نے عرض کی کہ دیکھیے یہ وہی روز ہے جسکی مین پہلے سے خبر دیچکا ہون آجتک ستارہ
آپکا مسلمانون پر غالب تھا اور اب انکا ستارۂ قسمت چمک رہا ہے اور آپکا اختر طالع زوال مین ہے کہ
خدا نے اتنی بڑی فتح عنایت کی کہ کئی سو سرداران اسلام کو آپ نے زخمی کیا نشتر اجتی کے قریب
آپکے ہاتھ سے مارے گئے سرگروہ اہل اسلام یعنی بدیع الملک بھی زخمی ہوے اب طبل جنگ
نہ بجوائیے بلکہ کچھ روز کے واسطے یہان سے چلے چلیے پھر دیکھا جاویگا - یہ سنکر برزیل نے کہا
کہ مین علم نجوم کا قائل نہین ہون اسلیے کہ یہ علم ظنی ہے صاف صاف تو لکھا نہین ہوتا کہ کیا ہوگا
استدلال عقلی سے احکام نکالے جاتے ہین ممکن ہے کہ عقل غلطی کر رہی ہو اور ضرور یہ حکم تمھارا غلط
ہوگا اسلیے کہ جب اہل اسلام مین تاب مقاومت نہ رہی جب تو وہ بھاگ کر قلعہ بند ہوسکے جو [illegible]
وقت کہلاتا تھا اسکو مین نے زخمی کیا کیا ستارہ انکا آسمان سے اترکر مقابلہ کریگا یا کوئی مددگار انکا
تو وہ ایسے زبردست ہوگا یہ غیر ممکن ہے موقع پاکر حریف کو چھوڑ دینا سراسر خلاف عقل و دانش ہے
مین ہرگز نہ مانونگا اگر آج ان لوگون کو چھوڑ دیا تو پھر انکا ہاتھ آنا دشوار ہے انکے تعاقب و تلاش مین
شہرون شہرون جنگلون جنگلون مارے مارے پھرنا ہوگا عقرب شاہ کے بھی ذہن مین یہ بات
آگئی کہ فی الحقیقت ایسا موقع پھر ہاتھ آنا دشوار ہے فرزند میرا سچ کہتا ہے اور وزیر کی راے غلطی پر
ہے پس اسنے حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی طبل جنگ بجوادیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو برزیل
بن فردیل بستر خواب سے اٹھا اپنے دین و آئین کے موافق رسم پرستش کو ادا کرکے اسلحہ زیب
جسم کیا اور مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ روانہ ہوا تین لاکھ سوارون مین سے دو ہزار رنجلے اپنے ساتھ
لیے اور سامنے قلعہ کے پہونچکر دھاوا کردیا ادھر روشن بخت فیل بند دروازے پر بیٹھا تھا
دوربین ہاتھ مین تھی جب دیکھا اسنے کہ اب یہ کافر زد پر آگیا ہے گولندازون کو حکم دیا انھون نے آتش
باندھ کر توپون کو بتی دکھائی توپخانہ رعد آواز فوراً خروش مین آیا گولے برسنے لگے برزیل کے ایک
ہاتھ مین گرز دوسرے مین سپر تھی اسنے بھی قلعہ کی طرف مرکب کو جولان کیا اور گولون کو رد کرتا ہوا
چلا ادھر گولاندازون نے دم بھر مین میدان کو دھوان دھار کردیا اپنے نزدیک ذرہ ذرہ ہوا کا اڑ
دیا خاک تک بیابان کی باقی نہ رکھی ایک صف لشکر برزیل کی اڑ گئی باقی ماندہ پلٹ گئے آگے
قدم بڑھانے کی جرأت نہوئی لیکن برزیل اس دھوین کی تاریکی مین برابر گولون کو رد کرتا چلا جاتا
تھا جو گولہ آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تیر شہاب آتا ہے برزیل گرز تانے ہوے مقام کے مانند
باد صرصر کے چلا جاتا تھا جب گولہ داہنی جانب آیا اسنے اپنے کو بائین جانب جھکا دیا اور جب
بائین جانب آیا تو یہ داہنی جانب ہٹ گیا اسطرح سے پردے گولون کی بچتا ہوا قریب خندق
پہونچا میان گولندازون نے ہاتھ روکا کہ دیکھیے شاید کوئی گولہ قضا کا لگا ہو اب جو دھوان کچھ کم
ہوا اور سبنے دیکھا تو برزیل قریب خندق آچکا ہے اور مانند فیل مست کے گرز ہاتھ مین لیے ہو

معلوم رہا ہی اسوقت اسد غازی نے روشن بخت سے کہا کہ اے روشن بخت لیں کسواسطے کہ میں نے
ترک سپاہ گری کر دی کہ فرزند میرے سامنے میرے مارے گئے نہیں تو میں وہ اسد غازی ہوں کہ سامنے میرے
شیر صحرائی اپنے جنگل چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور اب میں ساتھ ان سپہ لاوروں کے علاج
معالجہ میں مشغول ہوں معلوم ہوتا ہی کہ وہ اب قلعہ میں گھس گئے ہیں ہم سب کا کاٹے گا اور افسوس سے

ہم نے بھی کبھو جام و سبو دیکھا تھا	جو کچھ کہ نہیں ہی رو برو دیکھا تھا	ان باتوں کو اب یاد نہ کیجئے ای دل
کچھ خواب سا تھا وہ جو کہو دیکھا تھا	روشن بخت نے عرض کی ۵	بات تھی یہ یک ساعت یک دم

دو گز کون بیہودا خیال عالم + آپ کا فصیل قلعہ سے کود کر جانا مناسب نہیں ہی اگر اندرون قلعہ رہیگا
تو ہم آپ سب لڑ کر اس سے مر جائینگے دیکھیے پروردگار عالم غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی یہ کہکر دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور رجوع قلب سے عرض کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے داد رس
بیزبان اے خالق کل عالم تو نے جناب ابراہیم خلیل اللہ کو آتش نمرود مردود سے بمصداق آیہ
قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم نجات دی ہمکو بھی اس کافر الکفر کے ہاتھ سے بچائے لیں
یہ کلام ناتمام تھا کہ دیکھا ایک گرد اٹھی اسطرح سے آتی ہی دامن گرد سے ملتی ہوئی ہی کہ فوج تاب
نہیں ہوتی مانند سیل بلا کے چلی آتی ہی لشکر برزیل اس گرد کی طرف متوجہ ہوا کہ یہ کونسی بلا ہی
کہ نمایاں نہیں ہوتی اور قریب لشکر آ چلی ہی یہ تصور کر رہے تھے کہ دیکھا دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور نقابدار سفید پوش ایک مرکب باد رفتار پر سوار تیغ آبدار کھینچے ہوئے ظاہر ہوا اور نعرہ کیا
کہ باش اے کفاران بد دغا میں آپہونچا اہل فوج نے جو دیکھا تو بارہ سے جوان نمایاں ہوئے
آپس میں کہنے لگے ۔ سبک ساتھ دے دستے کے اپنے یاروں کو + دیکھیں کبھی چلی مداروں کو دوڑ کے
کما ع بھرا پہاڑ سے جاہل بیہودہ بکتا رہا کہ فوج پر یہ بارہ سے آدمی کیا کرینگے ایک آدمی نے کہا
کہ بھائی مجھے حسب حال یہ شعر یاد آیا ۵ نازاں شگفتگی پہ نہ اے گلعذار ہو + آتی خزاں بھی
ہے جہاں پر بہار ہو + کثرت فوج پر کبھی نازاں نہ ہونا چاہیئے ۔ یہ تو یہاں آپس میں باتیں کر رہے
تھے کہ نقابدار نے پلٹ کر اپنے ہمراہیوں کو آواز دی کہ ایہا الناس گو ان لوگوں کو اپنی فوج بے پایاں
پہ غرور ہی اور میرا تکیہ پروردگار عالم پر ہی اگر مرے تو شہید ہوئے اور جیتے رہے تو غازی کہلائے میں
اسکا پوتا ہوں کہ جسکا نام اسد غازی تھا جو نواسا حمزہ صاحبقران کا تھا جسنے اٹھارہ برس لشکر ایرج سے
مقابلہ کیا اور اتنی بڑی فوج کو خاک میں ملا دیا اور دیکھو کسطرح برق آتش بار گرتی ہی لشکر کفار پر کہ
اور ایک ہی حملہ میں بارہ سو کفار واصل جہنم ہوئے اور فوج تمام غلط بٹ ہو گئی اور نعرہ لشکر کفار میں
بلند ہوا کہ اے برزیل یہ کونسی آفت بہم آئی ہی اسپر برزیل نے پلٹ کے دیکھا تو اپنے لشکر کو
منتشر پایا اور اتنی ہی دیر میں نقابدار کی شمشیر زنی سے فوج میں تہلکہ پڑ گیا تھا لیکن نقابدار نے
اپنے مرکب کو سمت برزیل کے ڈالا اور چلا ادھر اسد غازی نے جو الفاظ زبان نقابدار سے سنے تھے
جنگ کو ملاحظہ کیا تو کہتے تھے کہ یہ جنگ تو بعینہ ہمارے خاندان کی سی ہی اور کیا دلاور ہی کہ اتنے بڑے
لشکر میں تہلکہ ڈالدیا اور محبت دل میں جوش مارتی تھی اور نقابدار کے لیے دعا مانگتے تھے
اور کہتے تھے کہ اے روشن بخت یہ بیچارہ کیا کر سکتا ہی کہ اسکے اوپر تیغ و گرز کا اثر نہیں ہوتا ہے خدا جانے
وہ دشمن تن ہی یہ نقابدار بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوگا خدا اسکے شر سے بچائے یہ کہنا تھا کہ نقابدار
قریب آکر للکارا کہ او گبر نابکار بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کہ ان زخمیوں پہ یورش کرکے گیا

کے گذاریم کہ از دست من زندہ بسلامت بدر روی۔ یہ کہکر اپنی تیغ آبدار کا وار کہ جو دشمن کفار تھی
اسکے سر پر کیا اسنے اپنے سر کو آگے بڑھا دیا اُس تیغ نے ہرگز کوئی چشم زخم اُسکو نہ پہونچایا اُس
گبر نے آواز دی ؎ تو ضرب بے ردی با ضرب من نوش کن ؞ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر
اسنے تیغہ آبدار کا وار کیا نقابدار نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن وہ تیغ بید ریغ سپر پر پڑی کہ سپر کو
کاٹ کر خود پر گری اور خود کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آئی تھی نقابدار نے دستانہ مارا تیغ تو
جھٹک کر نکل گئی لیکن نقابدار نے اسی عالم مین جھپٹ کر تلوار جو ماری تو مرکب کی کھوتھنی اُڑ گئی
اور مرکب اسکا پچھلے پاؤن بھاگا ادھر ہمراہیان نقابدار نے نقابدار کو جو زخمی دیکھا تو قریب آ کر
چند آدمیون نے محاصرہ کر لیا اور لگے جنگ کرنے ادھر اسد غازی کیا دیکھتے ہیں کہ گبر بزیل
دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر برائے قتل نقابدار آتا ہے بیقرار ہوگئے اور فصیل قلعہ پر سے یا چاہا
کرار کہکر جوش محبت مین اس نقابدار عالی مقدار کے کود پڑے بیراگی ہاتھ مین تھی اور آواز دی کہ
او ملعون ادھر آ کدھر جاتا ہے مردان عالم سے مقابلہ کر لیں یہ کہہ ہی رہے تھے کہ سامنے ایک گرد
او نمایان ہوئی۔ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ شہزادہ وحید الملک پسر بدیع الملک مع بارہ ہزار
فوج کے مع قران شیر دل کے نمودار ہوئے اور آتے ہی اپنے لشکر کفار پر حملہ کیا اور پہلے ہی
حملہ مین ہزار کافرون کو واصل جہنم کیا ادھر عقرب نے کہا کہ واقعی جو کچھ کہ اس نجومی نے کہا تھا بات
ویسا ہی نظر آتا ہے دیکھیے انجام اسکا خداوند کیا دکھاتا ہے اور ادھر اسد غازی نے جو پلٹ کر
وحید الملک کو دیکھا کہ یہ تو بیٹا بدیع الملک کا ہے جو مجھ سے شکارگاہ مین جدا ہو گیا تھا اور اسکی
جو نگاہ اسد غازی پر پڑی تو اسنے جھکا کر مجرا کیا اور جھپٹ کر قریب بزیل پہونچا اور نقابدار کو
آواز دی کہ اے بہادر نہ گھبرا دم مین آ پہونچا اور فوج سے کہا کہ خبردار بڑی جانبازی سے مقابلہ
کرو مین اس ملعون کو مار ڈالونگا اور ادھر روشن بخت نے جب دیکھا کہ مدد ہماری کمک کو آ گئی ہے
دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور سب سرداران زخمی تماشا الحرب کا دیکھنے لگے اور یہان وحید الملک
نے اجازت اسد سے لیکر سامنے بزیل کے پہونچے اور آواز دی کہ باش او قرمساق یہ کہکر
ملعون نے بھی وار تیغ آبدار کا کیا اسنے اپنے سر پر اُس تیغ کو روکا خط تک بھی اسکے سر پر نہ پڑا
اسنے پلٹ کر وحید الملک پر وار تیغہ آبدار کا کیا انھون نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغ بید ریغ
وحید الملک پر یا تو جھکی تھی یا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آئی انھون نے دستانہ مارا تیغ جو وہان
کھنچی تو دعا ... مرکب پر دہائی یہ حال وحید الملک دیکھکر مرکب پر سے کود پڑے اور جھپٹ کر بزیل کے کمر
کے پیٹ مین گھسکر مع مرکب اُٹھا کر مثل ڈھیلے کے آسمان کیطرف پھینکدیا اور جا گرتے گرتے
جو رنگ ہوا ہے قلم کرون ہمراہیان نقابدار نے جلدی سے گھوڑا لا کر دیا یہ جھپٹ کے گھوڑے پر سوار
ہوئے اور منتظر تھے کہ بزیل کچھ بلندی کے قریب آئے تو جو رنگ ہونے سے ختم کرون ادھر بزیل جب
قریب آیا تو انھون نے تیغہ مارا کہ مرکب سمیت دو ٹکڑے ہوئے لیکن بزیل پر کچھ اثر نہوا لوگون نے
جو بزیل کو دیکھا تو وہ جھپٹ کر اسکو اُٹھا لیگئے یہ شوکت و جلالت وحید الملک کی آج دو روز اللہ
و بدیع الملک نے دیکھکر نہایت تعریف و توصیف کی اور کہا کہ اپنی تو یہ حالت ہے بقول شاعر ؎
اپنی تو یہ حالت ہے کہ جون بلبل تصویر ٭ پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چمن ہے ٭ افسوس کہ اس
فلک کج رفتار گردون غدار نے عکس نامرد کے ہاتھ سے زخمی کرایا کوئی چیز اسکے پاس ہے جسکو کوئی حربہ

اثر نہین کرتا اور اپنی یہ حالت ہے کہ تپ سے کسی وقت مہلت نہین ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین یہ
کہکر اُٹھ بیٹھے اور تماشاے جنگ دیکھنے لگے اور ادھر یہ دونون سردار زخمی شدہ اُسی طرح مردانہ و شجاعانہ
جنگ مین مشغول تھے اور دل سے دعا کرتے تھے لیکن کہان چار لاکھ کہان تھوڑے سے
دیکھا کہ پھر ایک گرد بیابان سے اٹھی اور بگولہ گرد مست جلد لشکر سے ملگیا دامن گرد شگافتہ
ہوا اب جو سب نے دیکھا تو چھ نقابدار برابر لشکر کے آکر نمایان ہوئے اور نقابدار ابلق پوش
نے آواز دی کہ باش کفاران بدوغا مین تمہارا ملک الموت آ پہونچا یہ کہکر لشکر پر گرے اور مثل
برق کے ہر بہادر جنگ مین مشغول ہوا اسطرح سے کہ ایک کا بند دست پکڑا اور دوسرے کو
اٹھا کر کھینچ مارا کہ دونون مثل وصلی کے چسپان ہو کر مع راکب و مرکب کے پرا ٹھا ہو گیا یہ زور طاقت نقابدار
دیکھکر لشکر کفار مین غریو بلند ہوا اور ادھر بدیل گھوڑے پر سوار ہو کر طرف وحید الملک کے چلا
کہ ان زخمیون کا پہلے کام تمام کرون تو ان نقابدارون سے مقابلہ کرون یہ سوچکر چلا ہی تھا کہ
نقابدار ابلق پوش نے للکارا کہ او نامرد ازلی اُدھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر
ہمپر وار کر ان زخمیون کے آزار پہونچانے سے تجھے کیا فائدہ ہوگا ہم سے مقابلہ کر تو میرا شکار ہو
اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مثل انھین کشتون کے پھڑکتا نظر آئیگا ؎ حال سب میرے
سخت جانے کا • مرتے لیتی ہی بار ہ خنجر کی • ہنسکر اسنے کہا کہ یہ جو میرے زخمی کنان اوٹھے ہین
ہین انسے پوچھ کہ کسی کی تیغ مجھ پر کارگر بھی ہوئی ۔ یہ کہکر طرف نقابدار ابلق پوش کے پلٹا اور دیکھکر
کہا کہ تو اپنی آرزو نکال لے خیر او ارقہر خدا وندلات و منات سے ایسا نہو کہ تجھے حسرت رہجائے
یہ کہکر سر اپنا اسنے آگے کر دیا اور نقابدار نے تیغہ بلارکش سلیمانی کا وار بقوت تمام کیا سب نے
دیکھا کہ ایک سایہ اسکے سر پہ چمکتے معلوم دیا اب جو دیکھا تو راکب مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
غریو لشکر اسلام مین ہوا کہ سبحان اللہ کیا وار اس تیغ آبدار کا کیا ۔ اسد غازی نے پوچھا کہ
اے نقابدار عالی مقدار یہ تیغہ کیسا تھا نقابدار نے کہا کہ یہ تیغہ طلسمی ہے اور ہر دشمن تن ساحر
کے واسطے کافی ہے ان سحرون کی جان اس تیغہ مین ہے یہ کہکر اسنے گھوڑا ڈالا طرف عقرب شاہ
کے چلا ادھر لشکر کفار مین بلوہ تھا کہ یہان ان مین غضب ہو گیا کہ برزیل بن فرزیل بن قرامز بن
بن قارن عادلی مارا گیا اب جان خیر ان کا ہم لوگون کی بچنا بھی دشوار ہوا اہل فوج کے جی
چھوٹ گئے تھے کچھ لوگ فرار ہونے لگے تھے لیکن یہ نقابدار گھوڑون کو ڈالے ہوے طرف
عقرب کے چلے اول نقابدار ابلق پوش نے علمدار لشکر عقرب کو مارا علم اسکے لشکر کا گرا اور زیادہ
فوج کو الم ہوا اور بھاگنے لگے اور نقابدار نے برابر عقرب کے پہونچکر کہ یہ فیل سیاہ پر سوار تھا
تلوار ماری کہ دونون پاؤن فیل کے اگلے قلم ہو گئے اور عقرب شاہ زمین پر آنے لگا نقابدار نے
جلدی سے کمر زنجیر پکڑ کر اور اسکو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور آتے آتے جو زناٹ ہوائی تھا کہ
یہ حال فوج نے دیکھکر باقی ماندہ جو تھے وہ بھی بھاگنے لگے اور نقابدارون نے گھوڑے ڈالے
اور آتش زدہ پاجیون مین مثل ضیغم کے شکار کھیلنے لگے اور ادھر بدیع الملک نے آواز دی کہ اسے
اسد غازی ان سب کو قسم دیکر پھیر لاؤ کہ یہ اسوقت ہم مریضون کے واسطے نسخہ شفا ہو کر آئے مسیحا
آئے اور اپنی تیغ تیز سے وہ نسخہ شفا لکھا کہ جس سے ہمین صحت ہوئی انکو قسم دو کہ بغیر ہماری
اجازت کے ہوسے نہ جائین اسد غازی نے بڑھکر آواز دی کہ ایہا الناس تمہین قسم ہے

یزدان پاک کی بخیر ملاقات صاحبقران کیسے ہوسے تم لوگ ہرگز نہ جانا نقابدار ابلق پوش نے کہا
کہ ایسا ہی ہوگا جو آپ نے فرمایا۔ ادھر وزیر بدتہ یر کو عیار نقابدار نے اسیر کیا اور باقی ماندہ
فوج نے جو دماوان ہلاکی نقابدار نے سوال اسلام کیا ان سب نے کہا کہ قبول کی جو بھاگ کے
نکلے وہ تو بھاگ گئے اور ان سب نے اسلام قبول کیا اسوقت اسد غازی اور روشن بخت
کہ بادشاہ اس ملک کا ہے یہ دونوں آدمی آئے اور کل نقابداروں کو لیکر جانب قلعہ چلے کہ نقابدار
نے حکم دیا کہ لاشہ مقتولان خدا پرستان لاشہ کفار سے اٹھا لیجائیں اور باقی مردوں کے جانب
وہ لوگ مشغول انکے دفن کرانے میں ہوسے۔ بعد فراغت پانے جنگ زخمیوں کے ٹانکے لگا
اور شہیدوں کی قبروں پر جا پھول انسو چڑھا کر اور فاتحہ سے فراغ حاصل کرکے ساتھ سلطان روشن بخت
و اسد غازی کے چلے۔ نقابدار نے کہا کہ بارگاہ وغیرہ ہماری پیچھے رہگئی ہے اور ہم بہت جلد
چلے آئے۔ یہ دیکھکر سلطان روشن بخت نے کہا کہ یہ بھی تو حضور کا گوشہ خانہ ہے اور ایک محل امین
جو برابر شفاخانے واقع تھی اور نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ تھی لیجا کر چیون نقابداروں کو
بٹھایا اور سامان عیش و نشاط مہیا کیا اور بکاول خانسامہ وغیرہ سے تاکید کردی کہ عجز دام
کسی طرح تکلیف آپ لوگوں کو نہ ہونے پائے یہ کہکر اسد غازی و حید الملک اور نقابدار
کو لیکر شفاخانہ میں داخل ہوسے اور ٹانکے لگوالے اور نقابدار سے پوچھا کہ تمنے جو اسد کا
نام لیا تھا اسکی کیا وجہ تھی نقابدار نے عرض کی کہ اسد غازی میرے جد امجد ہیں اور میں
بیٹا ہوں غضنفر بن اسد کا۔ یہ سنکر اسد نے نعرہ مارا اور زار و قطار رونے لگا اور گلے سے
لگایا اور کہا کہ باپ اور چچا تمھارے شہید راہ عدم ہوسے شکر خدا کا میری نسل میں سے تم باقی
ہو اور تمھارا نام کیا ہے نقابدار نے عرض کی کہ مجھے مظفر بن غضنفر کہتے ہیں اور یہ میرے ماموں حیر
سلطان کج کلاہ ہیں اسد نے ان سب کے زخموں کو ٹانکے لگوا کر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے آکے تمام حال مظفر بن غضنفر اور سلطان کج کلاہ کا بیان کیا اور وحید الملک کا بھی حال
بیان کیا بدیع الملک کو سنکر کمال سرور حاصل ہوا اور کہا کہ یہ چہار نقابدار کون ہیں اور یہ جو نقابدار
ابلق پوش ہے یہ مجھسے دس دن برابر لڑتا رہا تھا اسکو نیچا دکھانیکا تھا جیسے یہ اب بیان ظاہر
ہوا نہایت جرار و صف شکن ہے اسمیں کوئی شک نہیں اسد نے کہا کہ کوئی طلسم فتح کیے ہوسے
مع بارگاہ وغیرہ آیا تھا اور تیغہ سحر کش سلیمانی سے برزیل کو قتل کیا۔ اب انشاء اللہ بروقت
ملاقات کے حال ان نقابداروں کا بھی معلوم ہوگا وہ جو ساعتیں نحس ہم لوگوں پر آگئی تھیں
وہ بھی دفع ہوگئیں۔ اور سب کو صحت حاصل ہوئی یعنے ایرج نوجوان و شہزادہ نور الدہر و شاہزادہ
بدیع الملک شہریار عالی وقار رستم ثانی شہنشاہ گوہر کلاہ جو چہار سردار کہ زخمی ہوسے تھے سب نے
غسل صحت کیا اور پوشاکیں بدل بدل کے دربار میں بادشاہ روشن بخت کے تشریف لے گئے
اور اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوسے اسوقت نقابداروں نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا مع زر
خرچال نجومی کے پاس شہزادہ بدیع الملک کے روانہ کیا اور اپنے عیار کو ہمراہ کیا ساتھ ان
قیدیوں کے عیار چست و چالاک نے آکر بدیع الملک اور بادشاہ کو مع جملہ سرداران کے مجرا کیا
اور عرض کیا کہ نقابدار ابلق پوش نے عرض کیا ہے کہ ان لوگوں کے حق میں آپکو اختیار ہے اور
یہ وزیر ہے عقرب شاہ کا جو مناسب ہو وہ کیجیے یہ سنکر بدیع الملک نے وزیر خرچال سے پوچھا

کر کیا کہتا ہے مذہب کے بارے میں کیونکہ تو کیسا کا سردار اور افسر بھی ہے۔ اسنے عرض کیا کہ مجھے
کوئی طرح کا عذر دین اسلام قبول کرنے میں نہیں ہے آپ اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ طیبہ تلقین فرما
آپ نے ارشاد کیا اور وہ کلمہ پڑھکر مع اپنے ہمراہیوں کے بصدق دل مسلمان ہوا اور کہا کہ میں نے
ایک تختی برزیل کو عطا کر دی تھی اور آپ لوگوں پر کچھ دن بھی سخت تھے اسی وجہ سے برزیل پر کوئی
حربہ اثر نہیں کرتا تھا اب جو نقابدار کے ہاتھ سے مارا گیا وجہ یہ تھی کہ اُسکے پاس تیغہ بلاکش سلیمانی
تھا وہ تیغہ اسیر گویا پیغام اجل تھا اور حقیقت میں سوا اسکے کسی سے پناہ نہ تھی اب میں چاہتا ہوں
کہ اگلی خطا بھی میری معاف فرمائی جائے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ سچ ہے یہی باعث تھا کہ ہم سب کے
سب اسی مردود ازلی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے یہ سنکر وزیر حرجال کو ماتحت سلطان روشن بخت
کا کرکے اور خلعت عنایت کرکے کہا کہ تو جاکر اپنی جگہ پر سب کو سمجھا کر تاکید مذہب کر اور اسلام آباد کر
اسنے بیان کیا کہ نقابدار سبز پوش جو تشریف لائے ہیں انھوں نے تمام ملکوں کو تباہ و برباد کر دیا
اور جو باقی رہے انھیں مسلمان کیا سبکو تباہ و برباد کرتے ہوئے آپکی خبر پاکر آپکی مدد کو آئے اب میں
جاتا ہوں اور کاروبار ملک میں مصروف ہوتا ہوں اور آپکی اطاعت بدل و جان کرتا رہونگا اور خراج
بھیجتا رہونگا یہ کہکر وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر گیا ادھر شہزادہ بدیع الملک نے خیر و عافیت
کے واسطے مہتر شاپور شیر دل اور مہتر خضر ان کو بھیجا یہ دونوں حاضر ہوئے اور پہلے شفاخانہ میں
آئے اور آکر حال دریافت کیا اور آکر نقابداروں سے ملے معلوم ہوا کہ کل کے دن یہ غسل صحت کرینگے
یہ سنکر خدمت میں نقابدار ابلق پوش کے عرض کیا کہ ہم آپکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں
یہ سنکر نقابداروں نے اپنے اپنے چہروں پر نقابیں ڈالیں اور اپنے اپنے تختوں پر متمکن ہوئے اور
اپنے عیار سے کہا کہ بلاؤ۔ یہ دونو حاضر ہوئے نقابدار نے کرسیوں پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ تسلیم کرکے
بیٹھ گئے نقابداروں نے مزاج پرسی کی اور شہزادہ بدیع الملک کا حال اور تمام سرداروں کا حال
پوچھا انھوں نے بیان کیا کہ بفضلہ اب سب طرح سے اچھے ہیں اور آپ لوگوں کی تشریف آوری کے
بہت مشتاق ہیں انھوں نے کہا کہ ہم بھیجوں نقابداروں کی طرف سے بھی بہت بہت تسلیم عرض
کرنا اور کہنا کہ ہم لوگ بھی مشتاق زیارت حضور ہیں لیکن سنا ہے کہ کل شہزادہ وحید الملک اور
مظفر و غضنفر شیر دل غسل صحت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ انھیں کے ہمراہ ہم سب بھی حاضر ہونگے
اور عیاروں سے دیکھکر کہا کہ ہماری فوج اور بارگاہ آتی ہے تمہارے حقوق جو ہمیں ہیں انشاءاللہ
تمھیں دینگے کیونکہ تمہارا بھی حصہ ہے میں نے طلسم نہ طاق باطنی کو فتح کیا ہے اور اُسکے بعد دو جام
جام انکو پلاکر رخصت کیا۔ یہ خدمت میں بدیع الملک کے پہنچے ہیں جملہ سرداروں نے کہا کہ ہماری
طرف سے بھی تسلیم خدمت بدیع الملک میں عرض کرنا اور کہنا کہ انشاءاللہ بہت جلد حاضر خدمت
فیضدرجت ہونگے عیاروں نے آکر خدمت بدیع الملک میں تمام و کمال حال خلق و مروت نقابداران
عرض کیا۔ یہاں سلطان روشن بخت نے بڑے اہتمام و احتشام سے بزم میں تشریف آوری نقابداران
تمام شیشہ آلات کو قرینے سے لگایا اور گلدستہ ہائے خوشنما کو میز پر چنا اور بارگاہ جہاں
تہ نشینی کو برائے نقابداران ذیوقار بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا اور کرسیاں بھی بڑے
قرینہ سے لگائیں سامان عیش و نشاط مہیا کیا اور اُس روز اور سرداران نامور نے بھی حمام وغیرہ
کرکے اپنے تئیں آراستہ کیا مثل ایرج نوجوان و شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و اسد غازی

ومظفر بن اسد و شہنشاہ گوہر کلاہ و رستم ثانی ان سب نے اپنے اپنے تئین لباس ہاے فاخرہ سے
آراستہ و پیراستہ کیا اور اپنی جگہ پھر منتظر آمد نقابداران ہوکر بیٹھے - راوی بیان کرتا ہے کہ ادھر تو
انتظار نقابداران عالیوقار ہے اور سامنے طرف نقابداران ذیوقار اپنے خیمہ سے نکلکر مرکبون پر سوار
ہو رہے ہین کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا نقابدار منتظر تھے کہ دیکھا چاہیے
یہ وہ گرد سے کیا ظہور مین آتا ہے کسکی آمد ہے کہ اک مرتبہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی سو
علمہاے سبز و سرخ و زرنگاری نمودار ہوے اور شاہزادہ آصف انجم طلعت چہرہ پہ نقاب ڈالے
ہوے پہلو مین برجیس بن اکوان کئی لاکھ پیدل و سوار کی جمعیت سے نمودار ہوے -
نقابدارون نے اس نقابدار تازہ کا استقبال کیا ادھر قلعہ پر لوگ دیکھ رہے تھے کہ اب کون
آتا ہے اسکا لشکر ہے یکایک نقابدار الماس پوش جو اس فوج کا سردار و پیشرو تھا گران نقابداران
سے ملا سب نے نقابدار عالیمقدار کی نہایت عزت کی پشت پر نقابدار کے چالیس ہزار الماس پوش
تھے لباس انکا شعاع آفتاب سے عجب ضو دکھا رہا تھا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی باقی لشکر کی یہ حالت
تھی کہ کچھ لوگ سبز پوش کچھ سرخ پوش کچھ ابلق پوش کچھ نیلی پوشش کچھ گلابی پوش تھے لشکر اترنے
لگا بارگاہیں برپا ہونے لگین ان چھیون نقابدارون نے اس نقابدار تازہ کو بھی مع برجیس
بن اکوان ہمراہ لیا اور بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوے ادھر اہل قلعہ سمجھے گئے کہ
یہ لشکر انھین نقابدارون کا ہے اور یہ نقابدار تازہ بھی انھین مین سے ہے - بدیع الملک نے
علاوہ اسد غازی اور ایرج و نوزاد و ہیرو اسفندیار گیلانی کے تمام سردارون کو مع شہنشاہ گوہر کلاہ
براے استقبال روانہ کیا سب سردار گئے اور ساتون نقابدارون کو استقبال کر کے قلعہ مین لائے
تا بہ دروازہ بارگاہ خود صاحبقران براے استقبال تشریف لائے اور نقابدارون کو استقبال کر کے
اپنے ہمراہ لے گئے دو کرسیان اور منگا کر بچھوا دین سب نقابدار بیٹھے برجیس بن اکوان سب کے
آخر مین بیٹھا بعد مزاج پرسی بدیع الملک نے نقابدار ابلق سوار سے خطاب کر کے ارشاد کیا کہ آپ تو
وہی ہین جنھون نے تو روز مجھ سے بیابان گرد باد مین مقابلہ کیا تھا اور کوئی صاحب مین نقابدار
نے کہا کہ مین وہی ہون اور کوئی نہین ہون مجھکو اک ساحرہ پنجہ سے اٹھا لیگئی تھی مگر خدا نے
اس ساحرہ کے ہاتھ سے نجات دلوائی بعد اسکے مین درویش قلندر جھلجھلیش کے پاس گیا
انھون نے مجھکو فتح زطاق باطن کی بشارت دی بعد اسکے مین نے زطاق باطن فتح کیا اکوان جادو
کو مع ضحاک مارگیر مارا اور امیرزادہ مشغفر بادشاہ سابق کو تخت نشین کیا تمام طلسم کو اسلام آتا
کر کے یہان حاضر ہوا کہ خواب مین اک بزرگ نے بشارت دی تھی کہ بلک روشن بخت علی صاحبقران
رونق افروز ہین تم علماے کو پہونچا حسب الارشاد اُن مرد بزرگ کے مین یہان حاضر ہوا الحمد
کہ خدا نے قبضہ کیا یہ سنکے بدیع الملک نے نقابدار سے ارشاد کیا کہ مین نے یہ شرط سامنے
بادشاہ اسلام کے بیان کی تھی کہ جو شخص اکوان تاجدار کو مارے اور طلسم زطاق باطن کو فتح
کرے وہ صاحبقران ہے آپ ہی کو بابت صاحبقرانی دیجیے گا لیکن چونکہ ایسے ایسے شیر بارگاہ
بادشاہ مین موجود ہین مثل سکندر رستم نما و شاہزادہ رفیع البخت اور سہراب بن رستم ثانی کے کہ
یہ صاحبقرانی کسیکی تسلیم نہ کرینگے اور آپ کو بشارت صاحبقرانی ہو چکی ہے لہذا کوئی سامان ایسا پیدا
ہوگا جس سے سبکو قبول کرنا پڑیگا مگر اب مین مسافر پا در رکاب ہون تجھسے پردہ کرنا ہکار ہے مجھے

اتنا تو معلوم ہو جاتا کہ بعد میرے صاحبقران کون ہونے والا ہے اولاد میرے سے ہے یا اب صاحبقرانی
کسی اور خاندان کی طرف منتقل ہوئی نقابدار ابلق سوار نے بعد ختم نقاب چہرہ سے دور کی اور
اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آپ لوگ بھی نقابیں اٹھائیے کہ صاحبقران اصرار فرماتے ہیں یہ سنکر
داراب ثانی بلقیس بن قمہور سکندر رستم طور رفیع البخت نوجوان سہراب بن رستم آصف انجم
طلعت ان سب نے نقابیں چہروں سے دور کیں اسوقت حاضرین دربار کو ادھر تو نقابدار ابلق سوار
کی صورت دیکھکر حیرت تھی کہ یہ کون شخص ہے علامتیں تو اولاد صاحبقران کی پائی جاتی ہیں مگر معلوم
نہیں کہ یہ نقابدار کسکا فرزند ہے دوسرے آصف انجم طلعت وغیرہ سب کے سب بار بار دیکھتے تھے
اور جب ہو کے رہجانے سے تھے سکندر و رفیع البخت وغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سب طلسم میں بعض کے
تھے نقابدار ابلق پوش نے ہمکو چھڑایا ہم نقابدار کے ممنون ہیں اور نقابدار نے بلقیس بن قمہور
اور داراب ثانی کا حال بیان کیا بعد اسکے آصف انجم طلعت سے مخاطب ہو کے بدیع الملک
نے کہا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ فرمائیے کہ آپ سے مجھے اک خصوصیت خاص ہے
آصف انجم طلعت نے کہا کہ وہ خصوصیت پہلے آپ بیان فرمائیں۔ ارشاد کیا کہ اک فرزند برادر میرا
آپ سے بہت مشابہ تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہی ہیں وہ مجھ سے طلسم نزاق میں اسطرح جدا ہوا
کہ تا حیات داغ رہیگا یہ فرما کر رونے لگے آصف انجم طلعت سے ضبط نہو سکا دوڑ کے بدیع الملک
سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ اے عم نامدار وہ سوختہ قسمت ننگ خاندان میں ہی ہوں جسنے حیات
خوش جمال کے ساتھ آگ میں پھاندکر جان دینے کا قصد کیا تھا اسی آتش سے آتش جہنم کا رستہ
لگا ہوا تھا مگر خدائے غفار نے مہربانی کی کہ دشمن سے بچہ سحر پھونک کر مجکو مع حیات و بچہ
کے اس آگ سے نکالیا میں نزاق باطن میں قید تھا نہ عادل کیوان شکوہ فتح نزاق
کرتے نہ یہ دن نصیب ہوتا کہ مجکو آپ کی قدمبوسی حاصل ہوتی یہ سنکر تمام سرداروں کو اک
عید ہوگئی اسلیے کہ جسکو مردہ سمجھ چکے تھے اسکو زندہ پایا ایرج نوجوان نے آصف انجم طلعت
کو گلے سے لگایا اور کہا افسوس کہ شاہزادہ رستم ثانی موجود نہیں ہے جو فرزند کو دیکھکر خوش ہو
اور داغ مفارقت دل سے مٹے اب بدیع الملک نے آصف انجم طلعت سے پوچھا کہ یہ لڑکا
کون ہے آصف انجم طلعت نے بیان کیا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو حیات خوش جمال کی گود میں
تھا اور اسی بچہ سمیت نذر آگ میں کودی تھی یہ بیٹا اکوان کا ہے مگر اسنے دین اسلام قبول کیا
آخری جنگ میں اکوان اس طرف لشکر میں تھا اور یہ اسطرف تھا اسکی ماں بھی ایمان لائی تھی
دل میرا اسکی طرف سے پھیر دیا اور عوض میں اسکے مجھے ادراک بی بی عنایت کی حیات خوش جمال
نے عجب آن بان سے زندگی بسر کی اور آپ بھی اس ارادہ سے آئی ہے کہ ہمراہ صاحبقران کے خانہ
کعبہ کی زیارت کو جاؤں یہ سنکر بدیع الملک برجیس بن اکوان سے نہایت خوش ہوئے بلکہ تمام
سرداران لشکر اسلام نے آفرین کی برجیس نے عرض کی کہ اگر حضور نے مجھے عزت دی ہے تو امیدوار
ہوں کہ آیندہ میں برجیس بن اکوان کے لقب سے یاد کیا جاؤں بلکہ مجھے برجیس بن آصف
کہا جائے اسوقت سے لقب برجیس کا یہی ہوگیا اور سب آپسے برجیس بن آصف کہنے لگے اب
صاحبقران نے نقابدار ابلق سوار کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آپ نے تھوڑے زمانے میں
وہ وہ کام کیے جو کسی صاحبقران نے نہ کیے ہونگے لہذا یہ بتائیے کہ آپ کس خاندان سے ہیں

اُسوقت نقابدار نے اپنے بازو سے اک نوشتہ کھولکر ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا اور عرض کی
کہ اسے پڑھیے - ایرج نوجوان نے اُس نوشتہ کو پڑھا اور خوش ہوکے عادل کیوان شکوہ کو گلے
سے لگا لیا اور وہ نوشتہ نورالدہر کے ہاتھ مین دیکر کہا کہ تمکو بھی مبارک ہو نورالدہر نے اُس
نوشتہ کو پڑھا اور بدیع الملک کے ہاتھ مین دیدیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا تمھارا بھانجا ہی اور میرا نواسا
ہی اور ایرج نوجوان کا پوتا ہی یہ سنکر دست راستی کسی قدر افسردہ اور دست چپ نہایت خوش
ہوے بدیع الملک نے بغرض آگاہی اعزا اُس نوشتہ کو پڑھا لکھا تھا کہ جب صاحبقرانین اول
قلعہ بست و ہفت گنبد کے قریب پہونچے ہین اور حاکم قلعہ کو نامہ بھیجنے کا قصد کیا ہی تو ایرج نوجوان
و نورالدہر برابر دنگل سے کو دے تھے امیر نے دونون صاحبون کو روک کر کسی اور شخص کے ہاتھ
نامہ بھیجدیا تھا جسپر رنجیدہ ہوکر یہ دونون صاحب لشکر سے نکل گئے تھے تو ایک صاحب درویش
قائم اللیل کے مہمان ہوے تھے اور دوسرے صاحب درویش صائم النہار کے مہمان ہوے
تھے اُسی شب کو درویشون نے ان دونون صاحبون کا عقد طلسم ابلق کی شاہزادیون کے ساتھ
پڑھا تھا یہ خبر بادشاہ طلسم کو ہوئی تھی اُسنے دونون قیدیون کو طلب کرکے مقید کردیا تھا اور حکم دیا
تھا کہ اگر انکے یہان اولاد ہو تو اُسے قتل کرڈالنا - ایرج و نورالدہر تو طلسم مین پھنس کر بعد ملک
مقدس مسخ محاسن رہا ہوکر جنگ آخر کے وقت صاحبقران کی مدد کو پہونچے تھے اُسوقت
اُنکو خبر نہین کہ ہمارے ناموس پر کیا گزری مگر خداوند عالم اُنکا محافظ تھا کہ کافر کی بیٹیان اور مسلمان
لین باپ دعواے خداوندی کرتا تھا دختران خداے حقیقی کی ماننے والی تھین جب اُن دونون
شاہزادیون کا زمانہ حمل قریب آیا تو پوشیدہ طور پر ملکہ صنم بادلہ پوش اور صنم زرین پوش نے
دونون بھتیجیون کو درویشون کے پاس پہونچا دیا یہ دونون بادشاہ طلسم کی بھتیجیان تھین لیکن پوشیدہ
طور پر مذہب اسلام رکھتی تھین اور درویشون کی مرید تھین انھین کی کوشش سے یہ عقد بھی
ہوا تھا ملکہ صنم سبزپوش کے یہان دختر اور صنم سرخپوش کے یہان پسر پیدا ہوا اور دونون وزیر
زادیون کے یہان بھی ایک پسر اور ایک دختر پیدا ہوئی چونکہ پسر صنم سرخپوش کا اپنے باپ سے
مشابہ بہت تھا نام اُسکا ایرج ثانی رکھا گیا اور دختر کا نام صبیحہ خاتون رکھا یہ دونون جب سن تمیز کو
پہونچے تو آپس مین شادی کردی گئی ایک روز کسی سے ایرج ثانی نے سن لیا کہ نانا اسکا کافر اور
بادشاہ طلسم ہی چونکہ یہ بات سنلی تھی ایرج ثانی نے جاکر طلسم کی فتحی کا قصد کیا کچھ مدد غیبی
مدد خدا سے فتح پائی آخر شہید ہوا اور صبیحہ خاتون غم شوہر مین ناتوان ہونے لگی یہان تک کہ
عادل کیوان شکوہ پیدا ہوا اور ملکہ صبیحہ نے انتقال کیا اسی طرح وزیرزادیون کے یہان جو لڑکے
پیدا ہوے وہ عالمگیر اُس سے طیفور بادیہ گرد پیدا ہوا اور ان دونون کی پرورش ہونے لگی
حتی کہ سردار و عیار ساتھ کھیلتے کھیلتے ہوشیار ہوے درویشون نے انکی بہت حفاظت کی
اور طلسم کی طرف جانے سے روکا آخر کسی بزرگ کی بشارت سے عادل کیوان شکوہ نے طلسم ابلق
کو توڑا اپنے نانا سے باپ کے خون کا بدلہ لیا اور طلسم کو اسلام آباد کرکے دعویدار صاحبقرانی ہوکر اپنے
بزرگون سے ملنے کے شوق مین خروج کیا لہذا یہ واضح رہے کہ نقابدار ابلق سوار یعنی عادل کیوان شکوہ
ایرج نوجوان کا پوتا اور نورالدہر بن بدیع الزمان کا نواسا ہی آخر مین دستخط ملک مقدس مسخ محاسن
مع مہر و دستخط صنم سبزپوش و صنم سرخپوش مندرج تھے اور گواہی درویش قائم اللیل اور درویش صائم النہار

کی تحریر تھی یہ صفا میں طلسم تحت الارض کے ہین جنکا حوالہ دیا گیا ناظرین ان حالات کو طلسم تحت الارض
سیزدہ طبق مین مفصلاً ملاحظہ فرمالین اور حال ایرج ثانی و ولادت عادل کیوان شکوہ کو فتاحی
طلسم ابلق نا مطبوع ہی اگر ناظرین مطبع سے خواہش ظاہر فرمائینگے تو انشاءاللہ ترجمہ طلسم ابلق کا
اردو زبان مین شائع کیا جائیگا - یہ طلسم طلسم ہوش ربا سے دلچسپی مین کم نہین ہی الغرض کل
صاحبقران مع سرداران عالیشان نقابدار ابلق سوار یعنے عادل کیوان شکوہ سے خوب گلے ملے
اور سب پر حال نقابدار کا ظاہر ہوا کہ یہ ایرج نوجوان کا پوتا اور نورالدہر کا نواسا ہی لیکن ایرج و
نورالدہر کو وہ وقت یاد آیا جبکہ یہ درویشون کے مہمان ہوے تھے اور شام کو عقد ہوا تھا
صبح کو مفارقت کا صدمہ پیش آیا تھا اور یہ دونون تلاش مین اپنے اپنے ناموس کی طرف طلسم ابلق
کے گئے تھے اسوقت بھی لہر سی آگئی اور دیکھنے کو دل بیتاب ہوا ایرج نے پوچھا کہ اے عادل
تمھاری دادی زندہ ہین یا انھون نے بھی انتقال کیا عادل نے عرض کی کہ خدا کے فضل سے نانی
صاحبہ اور دادی صاحبہ دونون زندہ ہین مان باپ کو البتہ خدا نے بلالیا اب میری ایک التماس اور
قبول ہو وہ یہ کہ آپ دونون صاحب کچھ دیر کے واسطے طلسم ابلق مین تشریف لیچلین اور ان
دونون خاتونون کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ کعبہ تشریف لیجائین کہ انھون نے اکثر یہ تمنا میرے سامنے
بیان کی تھی کہ اگر ممکن ہو تو ہم دونون کو خانۂ کعبہ پہونچا دو مین نے وعدہ کیا تھا کہ بعد
واپسی آپ کو پہونچا دونگا - شاہزادہ بدیع الملک نے کہا کہ نہایت مناسب ہی آپ دونون
صاحب جبتک طلسم ابلق سے واپس آئین مین یہان سامان جشن کرتا ہون جی چاہتا ہے کہ
بعد ایک جلسۂ آخر کے خانہ کعبہ جاؤن اور حقدار کو حق بخش دون یہ سنکے ایرج و نورالدہر نے چلنے
کی تیاری کی درویش نے کہا کہ مین ابھی آپ تینون صاحبون کو پہونچا کر واپس لیے آتا ہون اس کام
مین عرصہ نہو یہ رائے سب نے پسند کی یہان سے عادل کیوان شکوہ مع ایرج و نورالدہر و شاہ
جانب طلسم ابلق روانہ ہوے درویش نے اپنے مرگ چھالے پر ان سب کو بٹھالیا تھا یہ اڑتے
ہوے مہینون کی راہ کو طی کرکے کوئی پہر بھر مین داخل طلسم ابلق ہوگئے جسوقت مرگ چھالا سامنے
قلعہ کے اترا اور اہل قلعہ نے دیکھا کہ مالک ہمارا آگیا چار شخص اور ہمراہ ہین تو سب کے سب
واسطے استقبال کے آئے اور قلعہ مین لیگئے عادل نے ایک ایک بارہ دری دونون بزرگون
کے لیے آراستہ کرادی شاہ صاحب کو شاہی مسجد مین جگہ ملی کہ ہر وقت مصروف عبادت رہین بعد
اسکے عادل کیوان شکوہ محل مین داخل ہوے دادی اور نانی کو سلام کیا دونون نے بلائین لین
بلا گردان ہوئین مزاج پوچھا عادل کیوان شکوہ نے چپکے سے عرض کی کہ مین اپنے تمام عزیزون کو
دیکھ آیا اور خدا نے مجکو صاحبقران قرار دیا اور سب نے میری صاحبقرانی تسلیم کی یہ سنکے صنم سبز پوش
اور صنم سرخپوش کا رنگ متغیر ہوگیا سمجھین کہ ایرج و نورالدہر سے زمانہ خالی ہوگیا ورنہ امکان تھا
کہ ہمارا ذکر نہ آتا اور اگر خود وہ نہ آتے تو کوئی نامہ و پیام ضرور ہوتا یہ ان دونون صاحبون کے اخلاق
سے بعید تھا عادل کیوان شکوہ نے جسوقت دونون خاتونون کو علیحدہ دیکھا تو جاکر صنم سرخپوش
سے کہا کہ دادا جان میرے ساتھ آئے ہین اور فلان بارہ دری مین رونق افروز ہین آپ تشریف
لیچلین صنم سرخپوش کا چہرہ یہ سنکے سرخ ہوگیا اور خدمت مین ایرج نوجوان کے روانہ ہوئین [illegible]
بھی ہمراہ تھی ادھر ملکہ صنم سبزپوش کو پاس نورالدہر کے بھیجا جسوقت ان دونون شاہزادیون نے

اپنے اپنے شوہر کو دیکھا اور ایرج دوزالدہر نے انکو دیکھا وہ وقت یاد آگیا جب درویش کے گھر مین
عقد ہوا تھا اور زن و شوہر کا زمانہ عروج شباب تھا اُس وقت کو یاد کرکے چارون آدمی بشدت روئے
خصوصاً ان شاہزادیون کو حد کا صدمہ تھا کہ افسوس ہمارا شباب یونہی خاک مین ملنے کے واسطے
تھا اگرچہ ارادہ کم رہنے کا تھا لیکن باصرار عادل کیوان شکوہ مین روز قیام کیا دن کو مقامات
طلسم کی سیر ہوتی تھی رات کو علیحدہ علیحدہ رہتے تھے اور گلے شکوون سے فراغت ہوتی تھی
تیسرے روز عادل کیوان شکوہ مع ایرج دوزالدہر و صنم سرخ پوش و صنم سبز پوش و درویش و مہتر
شاپور کوچ کرکے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوئے وہان بدیع الملک کے حکم سے تیاری
جشن ہو رہی تھی ایک نامہ دارا ابن جمشید بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین بھی اس
مضمون کا روانہ کیا گیا تھا کہ اگر کوئی عذر قوی نہو تو آپ بھی تکلیف فرمائین کہ جھگڑا صاحبقرانی
کا میرے سامنے ہی طے ہو جاے میری قہرا کو نقابدار ابلق پوش نے ادا کیا کہ نہ طاق باطن کو
فتح کرکے اکوان کو مارا اور حال نقابدار کا ظاہر ہوا کہ وہ ایرج نوجوان کا پوتا ہے خدا کا شکر ہے کہ
اب بھی وارث عہدہ صاحبقرانی وہ شخص ہوا جو اولاد صاحبقران سے ہے اور رستم ثانی کو لکھا تھا
کہ اے برادر بجان برابر عادل تمہارا بھتیجا ہے اور اُسنے طلسم باطن نہ طاق کو فتح کرکے آصف
انجم طلعت کو ہم سے ملایا تم جلد آؤ اور اپنے فرزند سے ملو جسوقت یہ نامے ہوچکے ہین تو بادشاہ
اسلام نے حکم کوچ دیا لیکن رستم ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائین بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر باشتیاق دیدار فرزند طرف ملک روشن بخت
کے روانہ ہوئے یہان بدیع الملک تیاری جشن کر ہی چکے تھے انتظار عادل کیوان شکوہ کی کرتے
تھے اور متردد تھے کہ ابھی تک کیون نہین تشریف لاے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا
سب دیکھنے لگے وہ بگولہ گرد کا قریب قلعہ آکر شق ہوا تو دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی گرد مین آلودہ
پسینے مین غرق چلا آتا ہے قریب قلعہ آکر مرکب سے اُترے مرکب کا تو کلیجا پھٹ گیا گرکے
مرگیا اور رستم ثانی چند قدم دروازہ قلعہ کی طرف بڑھے تھے کہ یہ بھی تعب راہ سے بیہوش ہوکے
گر پڑے بدیع الملک مع سرداران عالیمقام دوڑے آصف انجم طلعت باپ کے قدمون
سے لپٹے رستم ثانی کو جو ہوش آیا تو نظر بدیع الملک پر پڑی پوچھا کہ اے برادر تمہاری تحریر نے
مجکو دیوانہ کردیا دو گھوڑے راستے مین مرے تیسرا گھوڑا یہان پہونچ کے جان بحق تسلیم ہوا
اور مجھ مین بھی حالت باقی نہ رہی ہے تمنے میری تسکین کو لکھا تھا کہ آصف زندہ ہے یہ بھی بات
اگر سچ ہے تو جلد آصف کو بلاؤ کہ اسی بے اشتیاق نے میری یہ حالت کی ہے یہ سنکے آصف نے
سامنے آکے سلام کیا اور پھر قدمون کی طرف جھکا رستم ثانی تعب راہ سے بیمار ہوگئے تھے لیکن
آصف کے ملنے کی خوشی سے بہت جلد اچھا کردیا رستم ثانی کے بعد عادل کیوان شکوہ پہونچے
خبر آمد عادل کی سنکر سب پیشوائی کو گئے دونون بھائی بھی ساتھ لیے عادل رستم ثانی سے ملے
بعد اسکے سواری بادشاہ اسلام کی نہایت شان و شوکت کے ساتھ پہونچی صاحبقران مع جملہ سرداران
ذیشان استقبال کو گئے اور بادشاہ اسلام کو لاے روشن بخت نے بھی ملازمت حاصل کی
جتنی دیر تک لوگ بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کیا کیے اتنے عرصے مین بارگاہ سلیمانی برپا
ہوئی اور اثاثہ صاحبقرانی لاکے رکھا گیا دنگل بادر کرسیان قرینے سے بچھا دیگئین بادشاہ قلعہ

روشن بخت سے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے تمام سردار دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوے
بدیع الملک نے برابر اپنے دنگل کے عادل کیوان شکوہ کا دنگل بچھوایا اور سردار اپنے اپنے مرتبے کے
موافق دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوے دربار سردارون سے مملو ہوا اسوقت بادشاہ لشکر اسلام
نے امیر ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ آپ کو یاد ہوگا جسوقت لشکر
بیابان نہ طاق مین مقیم تھا تو ایک نقابدار یاقوت پوش نے اپنے ناموس کو آپکی حفاظت مین دیا تھا
اُسکے بعد بھی اکثر مرتبہ نقابدار نے مدد کی اب کچھ زمانے سے نقابدار کا پتہ نہین وہ شاہزادی رو رو
کر اپنی جان دل سے دیتی ہی بدیع الملک نے کہا کہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن مین مجبور ہون
نقابدار کا پتہ کیونکر ملے اگر کوئی بے نقاب شخص ہو تو اُسکے نام ونشان سے اُسکا پتا لگایا جاے
نقابدار کا پتا کیونکر ملے نہین معلوم نقابدار کس بلا مین پھنسا ہی ورنہ کوئی اپنے ناموس سے اسطرح
بیخبر نہین ہو جاتا ہی بالفعل جلسہ فیصلہ صاحبقرانی کا منعقد ہوا ہی جب یہ مرحلہ طی ہو جائیگا تو جو شخص
میرا قائمقام ہوگا وہی اس کام کو بھی انجام دیگا مجھے اب اتنی فرصت نہین ہی کہ مین بیابان قیام
کرون بادشاہ نے فرمایا کہ یہی مناسب ہی اب تمام سردار مثل سکندر رستم فر اور رفیع البخت اور سہراب
بن رستم ثانی اور وحید الملک یہ سب کے سب اپنے اپنے مقام پر سوچ رہے ہین کہ دیکھیے فیصلہ
صاحبقرانی کیا ہوتا ہی یقین ہی کہ بدیع الملک اپنی شرط کے موافق اسی شخص یعنی عادل کیوان شکوہ
کو صاحبقران کرینگے خیر دیکھا جائیگا جسکی تیغ اُسکی دیغ اگر ہمارے بازو مین طاقت ہی تو سمجھا جائیگا
ہر ایک یہ ہی اپنے اپنے مقام پر بھرا ہوا بیٹھا ہی کہ آصف انجم طلعت نے بدیع الملک کی طرف
دیکھکر عرض کی کہ یا صاحبقران مین نے سُنا ہی آپ نے یہ شرط پیش کی تھی کہ جو شخص نہ طاق یا طلسم
کو فتح کرے اور اکوان دیو کو مارے وہ میرا قائم مقام اور صاحبقران ہی بدیع الملک نے
فرمایا کہ بیشک مین نے یہ شرط بیان کی تھی اساس صاحبقرانی بادشاہ اسلام کے سپرد کر دیا تھا
آصف انجم طلعت نے عرض کی کہ پھر عادل کیوان شکوہ کو صاحبقران کرنے مین کیا عذر ہے
بدیع الملک نے یہ سُنکر سکوت کیا اور بعد کچھ دیر کے رنگ صحبت دیکھکر ارشاد فرمایا کہ مجھے تو
کوئی عذر نہین لیکن مین دیکھتا ہون کہ سردار اطاعت مین انکے تامل کرینگے اسلیے کہ بعض لوگون
نے یہ خیال ظاہر کیا ہی کہ طلسم کے فتح کر لینے سے صاحبقرانی کا عہدہ ملنا نامناسب ہی اسلیے کہ
اولاد صاحبقران مین وہ ایسا کون شخص ہی جسنے طلسم نہین فتح کیا ہی کسی نے ایک کسی نے دو
کسی نے متعدد غرضکہ جو طلسم جسکی قسمت کا تھا وہ طلسم اسنے فتح کیا یہ طلسم انکی قسمت کا تھا
انھون نے فتح کیا جو طلسم ہم لوگون نے فتح کیے اور فاتح انکے ہمارے نام تھی اگر یہ اُن
طلسمون مین جاتے تو مثل ہمارے ناکام رہتے لہذا یہ ایسی بات نہین ہی جسپر فیصلہ صاحبقرانی
کا خاتمہ کیا جاے تو اسے آصف انجم طلعت مجھے کوئی عذر نہین جب سرداران اسلام اطاعت
نکرینگے تو خالی بانہانے صاحبقرانی سے شان صاحبقرانی نہین قائم ہو سکتی کوئی ایسی بات تجویز
ہونا چاہیے جس سے کامل فیصلہ ہو جاے اور اسے سب تسلیم کرین یہ سُنکے آصف انجم طلعت
نے کہا کہ یہ بجا ارشاد ہوا لیکن جو اوصاف صاحبقرانی ہین وہ سب عادل کیوان شکوہ مین جمع ہین
صرف قوت وجرات سے انسان لائق صاحبقرانی نہین ہو سکتا ہی ورنہ زمانہ امیر اول مین ایسے
جد امجد شاہزادہ علمشاہ رومی زور وجرات مین ایسے تھے کہ رستم دوران کہلاتے تھے بالطرز کہ وہ ایسے

عرب کرب دل اور جنگا دنگل دادا صاحب کے مقابل میں ہیچ تھا وہ ایسے تھے کہ کوئی اُنکے
پشت زمین کو نہیں لگا سکتا تھا پھر یہ لوگ کیوں نہ صاحبقران ہوتے چونکہ اوصاف مثل
خلق مروت حمیت متانت صبر جنگ یہ تمام باتیں ہوں اُسوقت تک جامہ صاحبقرانی جسم پر
بدزیب رہتا ہے یہ تمام اوصاف عادل کیوان شکوہ کی ذات میں موجود ہیں وہ وقت مجھے یاد ہے
جب بادشاہ طلسم صلح کے درپے ہوا ہے اور مجھے پیغام صلح قرار دیکر بھیجا ہے تو شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے کہا تھا کہ لوح کیا چیز ہے آپ کے فرمانے سے سر تک حاضر ہے بعد
بادشاہ طلسم نے میرے نام سے لوح منگا بھیجی اور اس بامروت نے لوح دیدی اُس بدعہد
نے لوح طلسمی پر قبضہ پاکے عہد شکنی کی اور مجھے شرمندہ کرایا مگر شکر ہے خدا سے عادل کا کہ پھر لوح
دستیاب ہوئی اور خدا نے عادل کو فتحیاب کیا لہذا آپ اپنے عہد کے موافق انکو بانہانے
صاحبقرانی عنایت کر دیجیے جسکے بازوؤں میں قوت ہوگی وہ سایہ صاحبقرانی چھین لیگا اور اگر
انکو خداوند عالم نے اس منصب جلیل کے لائق بنایا ہے تو یہ خود سبکو اپنا مطیع بنا لینگے اُسوقت
اور سرداران اسلام نے کہا کہ فرمانا آپکا بجا ہے لیکن آپس کی رنجش کا نتیجہ خراب ہوتا ہے آصف
انجم ظلمت نے کہا کہ اگر یہ نہیں تو پھر جیسی رائے ہو کچھ معلوم تو ہو اُسوقت نور الدہر نے اسد غازی
کی طرف مخاطب ہو کے ارشاد کیا کہ بھائی اسوقت اس جلسہ میں تم سے زیادہ ہوشیار و دانا کوئی
نہیں ہے اسلیے کہ تم وہ شخص ہو کہ اپنی فطرت کے زور پر بڑے بڑے سرکشوں سے مقابلے
کیے اور انکو پست کیا یہ قوت تو تمکو بعد نظر کردہ ہونے کے حاصل ہوئی ہے چنانچہ تمھاری دانائی
کی ایک نقل مجھے ابتک یاد ہے وہ یہ کہ تمنے ملک باختر میں جب اقبال شاہ کو قتل کیا ہے اور مالک
بن ملکوت شاہ نے صاحبقران اول سے فریاد کی ہے تو امیر نے تمھارے قتل کا حکم دیا تھا تمام
سردار متاسف تھے اور امیر نے کسی کی سفارش تمھارے بارے میں منظور نہ کی تھی مگر جسوقت
جلاد تلوار کھینچکر برائے قتل آیا ہے تو تمنے یہ کہا تھا کہ نانا جان آپ مجھے نہیں قتل کرتے ہیں
بلکہ مسجد کو ڈھاتے ہیں فرمایا کہ مسجد کیسی تو تمنے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہا تھا کہ دیکھیے یہ مسجد کے
منارے ہیں اور سر کو کہا تھا کہ یہ گنبد ہے اُسوقت امیر بیساختہ ہنس پڑے تھے اور تمھارے قتل
سے دست بردار ہو گئے تھے لہذا تم اُس سن میں ایسے تیز طبع تھے اور اب تو ہر قسم کے تجربے
اُٹھائے ہوئے ہو تمھاری رائے میں کیا کرنا چاہیے یوں یہ سردار نہ مانینگے اور کہتے ہیں کہ کیا
جیسے پوچھکر صاحبقران نے فتح نطاق کی شرط بیان کی تھی اب ایسی بات تجویز کرو جسے سب
پسند کر لیں اُسکے بعد عملدرآمد ہو اسد غازی نے کہا کہ مجھے خود بھی فکر تھی اور میں سوچ ہی رہا
تھا میں نے دو باتیں سوچی ہیں ایک تو وہ ہے کہ سبکی رائے لیکر ابھی وقت فیصلہ کر دیا جائے
وہ یہ ہے کہ نقارہ سکندری اور طبل سلیمانی اور علم اژدہا پیکر یہ متبرک چیزیں ہیں جسکے نام پر یہ بجیں
وہ صاحبقرانی دیں وہی صاحبقران ہے اور اگر کسی کے نام پر صدا نہ دیں تو آج سے تمام صاحبقرانی ختم
کر دیا جائے اور اسکے مقام پر دوسرا لفظ اختیار کیا جائے اور اُس لقب کے واسطے یہ سوچا ہے
کہ جسمیں قوت اُس لقب کی سزاوار ہونے کی ہو وہ اُس لقب کو اپنے زور بازو سے حاصل کرے
جسطرح امیر اول نے لوگوں کے خیالات تبدیل کیے تھے اسکی نقل یہ ہے کہ زمانہ عقابین میں جب
علم ترک سپہداری کا آیا ہے اور بحکم امیر تمام اہل اسلام نے اس شی نجس کو ترک کیا ہے تو ایک روز

علمشاہ رومی نے عمرو کو طمع زر دیکر صحبت بیخواری پوشیدہ طور پر قائم کی تھی اور اسی لشکر کی مات
مین لندھور سے کہا کہ مجھے والد ماجد نے شمل اور سرداروں کے زیر نہین کیا ہے کہ مین اطاعت
کروں اگر مین دعوائے صاحبقرانی کروں تو ہو سکتا ہے۔ یہ سنکر لندھور نے کہا کہ اے علمشاہ ہرگز
اپنے دل مین ایسا خیال نکرنا جب مجھ سے اور امیر سے مقابلہ ہوا تھا تو سات برس رود امیر نے
کمر زنجیر کا بند پکڑکر جو زور کیا تو لنگر میرا توڑ لیا خدا کی شان کہ زنجیر کمر ٹوٹی مین نے عظمت جانکر
اطاعت صاحبقران اختیار کرلی اور اپنی عزت بچائی اگر یہ کلمات امیر کے گوش گزار ہوئے تو
غضب ہو جائیگا جب جائینگے امیر دم بھر مین باندھ لیجائینگے چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جب امیر دریائے
قلزم سے بھکر ملک عدن مین نکلے تو وہان سے دیوانہ بلا نوح جنگرا آئے اور تمام سرداروں کو باندھ
لیگئے علمشاہ کو اسطرح اسیر کرلیا جیسے کوئی بچہ کو پکڑ لیتا ہے لیکن جب عمرو نے جلا موم بنکر مقابلہ کیا اور
امیر کو لیجگیا تو صاحبقران نے اپنا حال کھولا اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ایسی تدبیر کرو کہ مجھ سے اور
کرب سے مقابلہ نہو اسلیے کہ کرب کی پشت زمین کو نہ لگیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا انجام مین سرداران اسلام
نے قیدین توڑین اور فرزند نابکار کو مارا نوشیروان فرار ہوا اس سے سمجھ لینا چاہیے جسمین اتنی
قوت خداداد ہو وہ سبکو مطیع اپنا بنا سکتا ہے ان باتوں پر اسد کے نور الدہر دارابن جسنے آفرین
کی اور اول یہی رائے قرار پائی کہ جسکے نام پر طبل سکندری آواز دے اور علم اژدہا پیکر سے
آواز یا صاحبقران پیدا ہو وہ صاحبقران ہے تمام سرداروں نے اس بات کو تسلیم کیا اسد نے کہا
کہ اب تمام سرداروں سے دستخط لے لینا چاہیے بدیع الملک نے کہا ضرور ورنہ پھر کوئی شق
پیدا ہوگی چنانچہ حسب الحکم صاحبقران فرزند سیف ذوالیدین مسمی بہ سیف قلم نے مسودہ تحریر
کیا مضمون یہ تھا کہ اے وارثان ارث صاحبقرانی و دوکل نشینان بارگاہ سلیمانی تم اس شرط کو
اگر قبول کرتے ہو تو دستخط اپنے کردو کہ جسکے نام پر نقارہ سلیمانی اور طبل اسکندری اور علم اژدہا پیکر
آواز دے وہ صاحبقران ہے یہ نوشتہ سب کے سامنے پیش کیا گیا تمام سرداران لشکر اسلام نے
بخوشی تمام مہر و دستخط اپنے ثبت کردیے اور عادل کیوان شکوہ نے بھی اپنی مہر بخوشی و خرمی
کردی اب حکم ملا کہ میدان مین فوجین آراستہ ہوں تاکہ سب کے سامنے عہدہ صاحبقرانی
صاحبقران وقت کو حاصل ہو اور اسباب صاحبقرانی میدان مین لیجاکے رکھا جائے اسی وقت
میدان مین صفائی ہوئی اور ہر سردار کا لشکر قرینے سے آراستہ ہوا علمہائے سرخ و سبز و سپید کھل گئے
وسط میدان مین اسباب صاحبقرانی لاکے رکھا گیا اور علم اژدہا پیکر کو مشک و عنبر سے بسایا گیا اور
تمام سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے لشکر کے آگے حسب مراتب دس دس بیس بیس قدم آگے
بڑھکر کھڑے ہوئے اور جو دو بار صاحبقرانی کے تھے چالیس چالیس قدم آگے بڑھکے کھڑے
ہوگئے سکندر رستم خو نے اپنی شان و شوکت دکھانے کی غرض سے گرز دیو تہمتن ہاتھ مین لیا
کہ اتنا بڑا گرز کسیکا نہ تھا انتہا یہ ہے کہ خود گرز صاحبقران بھی اٹھارہ سو من کا ہے اسوقت تمام سرداروں مین
انھین دو چار نوجوانوں پر نگاہین پڑتی ہین جیسے سکندر رستم خو رفیع البخت سہراب وحید الملک
مظفر بن غضنفر داراب ثانی بلقیس بن تمور دیو پرور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ الحاصل جب یہ تمام سردار اپنی اپنی جگہ آکے کھڑے ہوئے تو جانب مخالف سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا ع زسم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

تمام سرداران اسلام گرد کی جانب متوجہ ہوے کہ اب کون آتا ہی ہرکارے واسطے دریافت حال کے
روانہ ہوے یہانتک کہ گرد قریب پہونچ کے شق ہوئی اور دل گرد سے نقابدار یاقوت پوش
بارہ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا بہرام عاد بمرتبہ سالاری لشکر سیلاب شاہ بادشاہ فوج
یہ جاہ و حشم نقابدار کا دیکھکر ہر ایک متعجب تھا لیکن بادشاہ لشکر اسلام اور بدیع الملک نے
بہرام عاد کو پہچانا اور بہرام عاد نے بھی آگے بڑھکر بادشاہ اسلام اور امیر صاحبقران کو سلام کیا
بدیع الملک نے سرداروں کو واسطے استقبال نقابدار کے بھیجا سردار گئے اور استقبال کرکے
نقابدار کو لائے بعد مزاج پرسی نقابدار نے پوچھا کہ یا صاحبقران یہ فوجین کسلیے آراستہ ہین اگر
تو ہمین کوئی حریف نہین معلوم ہوتا سبب آپکے بجانے ہین فرمایا بدیع الملک نے کہ آج تعین
صاحبقرانی ہی یہ میدان امتحان ہی جسکو دعوائے صاحبقرانی ہو وہ نقارہ سلیمانی اور طبل سکندری
پر چوب لگائے جسکے چوب لگنے پر طبل و نقارہ آواز دینگے وہ صاحبقران سمجھا جائیگا نقابدار
نے کہا کہ الحمد للہ کہ مین اچھے وقت پر پہونچا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ اے نقابدار آپ ہمارے
محسن ہین مجھے وہ وقت یاد ہین جن جن اوقات مین آپ نے مدد کی ہی خصوصاً وہ زمانہ جبکہ
سرداران اسلام نابینا ہوگئے تھے اور قوم عاد کا زور تھا خوب خوب آپکی شوکتین دیکھین
اب وہ وقت ہی کہ ہم جانب کعبہ جانے کو ہین اسکے بعد ہم سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہی لہذا
اب نہ ترسائیے اور صورت اپنی دکھائیے اور جو امانت آپ ہمارے سپرد کرگئے تھے وہ بھی
لیجیے کہ ہم سبکدوش ہوکر سفر کعبہ اختیار کرین اور سرداروں نے بھی اصرار کیا کہ ہم سبکی تمنا مین
آنکھین ترستی ہین یہ سنکے نقابدار نے نقاب چہرہ سے اٹھائی جن لوگون نے عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھا
تھا انکو شباب عمرو بن حمزہ کا یاد آگیا معلوم ہوا کہ یہ انھین کی اولاد سے ہین اور نقابدار نے
بھی اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا کہ مین بیٹا سلطان سعد کا ہون ایرج نوجوان اور رستم ثانی
سے طلسم طرطوسیہ مین ملاقات ہونے کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام شہنشاہ صف شکن
سے بغلگیر ہوے آخر مین پھر وہی انتظام ہوا کہ سب سردار اپنے اپنے لشکر کے مقام سرداری پر
مقیم ہوے اور صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان نے فرمایا کہ اب جن جن صاحبون کو دعوائے
صاحبقرانی ہی وہ طبل سکندری اور نقارہ سلیمانی اور علم اژدہا پیکر سے گواہی طلب کرین ہنوز سخن
ناتمام تھا کہ شاہزادہ وحید الملک اپنے مقام سے بڑھے اور چوب ہاتھ مین لیکر نقارہ سلیمانی پر
لگائی نقارہ نے آواز نہ دی بعد سے ہوکے رہگیا یہی حالت طبل سکندری کی بھی ہوئی اور علم
اژدہا پیکر سے بھی کچھ آواز نہ پیدا ہوئی یہ شرمندہ ہوکر اپنے صف مین چلے آئے بعد انکے سہراب
بن رستم نے میدان مین آکر چوب ہاتھ مین لی اور آواز دی کہ اے طبل سکندری اگر میری
صاحبقرانی کی گواہی نہ دیگا تو سینہ تیرا پھاڑ دونگا یہ کہکر اس زور سے چوب لگائی کہ طبل کیسا
اگر سینہ کوہ ہوتا تو شگافتہ ہوجاتا لیکن طبل نے آواز نہ دی اسی طرح نقارہ سلیمانی بھی نہ بولا
نہ علم اژدہا پیکر سے صدائے صاحبقرانی آئی سہراب بھی خجل ہوکر پلٹ آیا بعد سہراب کے شاہزادہ
رفیع البخت نے آستین الٹی اور آگے بڑھے لشکر رفیع البخت مین نوبتے بجنے لگے علم جلوہ گری پر تھے
انکو یہ دعوے تھا کہ مین در نظر صاحبقران زمان ہون یہ حق میرا ہی اور یقین ہی کہ میری صاحبقرانی
کی گواہی یہ تبرکات ضرور دینگے یہ سوچکر قریب نقارۂ سلیمانی کے آئے اور چوب کو اٹھاکر اور

دی کہ اے نقارہ سلیمانی اگر میں صاحبقران بعد صاحبقران ہوں تو میری گواہی دے یہ کہکر
چوب لگائی نقارہ بعدہ سے ہو کے رہ گیا گواہی نہ دی رفیع البخت بیدل ہو کے پلٹ آئے کہ
اب طبل پر ضرب لگانا اور علم اژدہا پیکر کے نیچے کھڑے ہونا بیکار ہے سوا شرمندگی کے کچھ حاصل
نہوگا بعد رفیع البخت کے سکندر رستم فر نے انگڑائی لی اور علمہاے ہفت رنگ جلوہ گری پر آئے
باجے سلامی کے بجنے لگے سکندر رستم فر آستین الٹتا ہوا قریب آیا اور چوب اٹھا کر ماری کہ اگر
نقارہ صدا نہ دے تو پرچھے اڑ جائے لیکن یہ چیزیں تبرکات میں سے ہیں نقارہ نے نہ صدا
دی اور نہ ضرر پہونچا سکندر نے طبل پر بھی چوب لگائی طبل نے بھی آواز نہ دی اب زیر علم اژدہا
پیکر کھڑے ہو کے آواز دی کہ اے علم اژدہا پیکر اگر میں لائق صاحبقرانی ہوں تو گواہی
دے علم نے بھی گواہی نہ دی سکندر بھی پلٹ کے اپنے لشکر میں چلا آیا اب دیر تک انتظار رہا
کوئی نہ نکلا اسوقت عادل کیوان شکوہ نے شہنشاہ صف شکن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اگر آپکا
کچھ ارادہ ہو تو بسم اللہ یا اور کسی صاحب کا جی چاہے تو وہ بھی اپنی حسرت نکال لیں شہنشاہ
صف شکن بن سلطان سعد نے ارشاد کیا کہ مجھے حکومت سے زیادہ اطاعت میں مزا ملتا
ہے کہ میرے دادا صاحب کے افسانے یقین ہے کہ تمہارے گوش زد بھی ہوے ہونگے کہ انھوں نے
تا حیات اپنے نہ صاحبقران سے مقابلہ کیا نہ دعوے صاحبقرانی کیا حالانکہ اگر دعوے کرتے
تو ہر طرح مستحق تھے کہ اولاد اکبر سے تھے اور زور و جرأت حلم و مروت صورت و سیرت تمام باتوں میں
امیر اول سے مشابہ تھے والد ماجد کو بضرورت اک وقت میں بادشاہ لشکر بنا دیا تھا انھوں نے
بھی خود ہوس پادشاہی نہیں کی اور نہ میں ہوس دنیا رکھتا ہوں چند دن کی زندگی کے واسطے
ہوس صاحبقرانی کرنا بیکار ہے اور جسے خدا صاحبقران کرتا ہے وہی ہوتا ہے کوئی اپنے ارادہ سے
نہ بادشاہ بن سکتا ہے نہ صاحبقران ہو سکتا ہے آپ بسم اللہ کیجیے خدا آپ کو مبارک کرے یا اور
جن صاحب کو دعواے صاحبقرانی ہو وہ بڑھیں اس متانت پر شہنشاہ صف شکن کی شاہزادہ
بدیع الملک اور تمام سرداروں نے آفرین کی بلکہ خود عادل کیوان شکوہ بھی انھیں لوگ سے کیقدر
شرمندہ ہوے مگر اسی شرمندگی کی حالت میں جانب نقارہ سلیمانی بڑھے چوب ہاتھ میں تھامی
اور مستزاد بلا دیکھنے والوں نے بیساختہ کہا کہ یہ ترکیب ہی علحدہ ہے سبحان اللہ ادھر شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آواز دی کہ اے نقارہ سلیمانی اگر میں صاحبقران رابع ہوں تو سامنے
خلق اللہ کے گواہی دے یہ کہکر چوب نقارے پر آہستہ سے لگائی نقارے سے فوراً یا صاحبقران
کی آواز آئی عادل نے کہا کہ شاید ایک شہادت مسلم نہ تصور ہو تو دوسری آواز بھی دے یہ کہکر پھر
چوب لگائی پھر یا صاحبقران کی آواز آئی عادل نے نقارہ سے تیسری مرتبہ گواہی طلب کی نقارہ نے
پھر آواز دی اتبو عیار عادل نے کلاہ اچھالی اور لشکر نقارہ ارشادیہ نے بجانے لگا لیکن نقارچی اس
نے اشارہ سے منع کیا اور فرمایا کہ ابھی ایک مرحلہ سر ہوا ہے اور دو باقی ہیں یہ کہکر طبل اسکندری کے
قریب آئے اور اسی طرح سے طبل پر بھی چوب لگائی طبل نے بھی آواز دی جب طبل بھی تین مرتبہ
آواز یا صاحبقران دے چکا تو عادل کیوان شکوہ نے حامل علم اژدہا پیکر سے کہا کہ پھریرا علم کا میرے
سر پر کھولدو طوق حیران گرد اور ابو المحسن گرد کے پہلوان نے اسی وقت پھریرا علم کا سر پر شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے کھولا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے علم نصرت شیم تجھے قسم ہے کہ روح بزرجمہر کی

اگر میں صاحبقران رابع اور وارث اسباب صاحبقرانی ہوں تو گواہی دے بس یہ کہنا تھا کہ پھر سے
مین ہوا بھری اور جو جا بجا گلہائے اژدر بنے ہوئے تھے انہیں سے ہو کر گذری مشک و عنبر
ہوا سے منتشر ہوا تو تمام صحرا معطر ہو گیا اور گلہائے اژدر سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران
آنے لگی۔ اسوقت بدیع الملک نے زمین پر جھک کر سجدہ شکر ادا کیا کہ الحمد للہ آج یہ عہدہ منجانب
پروردگار عالم باقی رہا اور اولاد امیر اول ہی میں رہا تو تمام سرداران لشکر اسلام کے دل میں ہیبت
عادل کیوان شکوہ کی پیدا ہو گئی سب سے پہلے شہنشاہ صف شکن نے مبارکباد دی پھر تو اور
سرداران اسلام نے بھی عادل کو مبارکباد دی اور تمام لشکروں میں شادیانے بجنے لگے لیکن بعض
سرداروں نے نہ تو مبارکباد دی اور نہ اپنے لشکر میں شادیانے بجنے کا حکم دیا کہ انکا حال آئندہ
معلوم ہوگا اب شاہزادہ بدیع الملک نے آراستگی بارگاہ سلیمانی کا حکم دیا اسیوقت بارگاہ آراستہ
ہوئی بدیع الملک ہاتھ عادل کیوان شکوہ کا پکڑے ہوئے تمام سرداروں کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے
بارگاہ سلیمانی میں آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوئے چتر گردش کرنے لگا ہر سردار
اپنے اپنے دنگل کے پاس آ کے کھڑا ہوا بدیع الملک عادل کیوان شکوہ کو لیے ہوئے قریب
دنگل نادعنبر کے آئے اور فرمایا کہ آج سے تم میرے قائم مقام ہو یہ فرما کے بازو عادل کا پکڑا
اور دنگل نادعنبر پر بٹھا دیا اور تمام سرداران اسلام نے قیام صاحبقرانی کی خوشی میں بادشاہ اسلام
اور صاحبقران عالی مقام کو نذریں دیں لیکن سکندر و رفیع البخت نے عادل کیوان شکوہ کو نذر
نہ دی صرف بادشاہ اسلام کو نذر دیکر بیٹھ رہے عادل کیوان شکوہ اس حرکت کو دیکھ کر بسبب
اپنی حلم و مروت کے خاموش رہے بعد اسکے بدیع الملک نے لندھور کے مقام پر طلوس بن لندھور
ثانی کو بٹھایا اور صاحبقران گرز کا خطاب عطا فرما کر بعین لشکر اسلام کا سالار کیا اور مملوک بن
مالک ثانی کو دنگل مالک اژدر کا عطا فرما کر صاحبقران نیزہ کا خطاب دیا اور سردار میسرہ فوج اسلام
معین فرمایا کرب دلاور کے دنگل پر مظفر بن غضنفر کو بٹھایا اور علمشاہ کا دنگل تو پہلے ہی سے
سکندر رستم خو کو عنایت ہو چکا تھا انکو دنگل رستم پر بٹھایا شہنشاہ صف شکن کو عمر بن حمزہ یونانی
کا دنگل مرحمت فرمایا بعد اسکے شہنشاہ گوہر نگاہ کو بدیع الزمان کے دنگل پر بٹھایا اور صف انجم
طلعت کو قاسم کے دنگل پر جگہ دی نور الدہر کا دنگل شاہزادہ رفیع البخت کو عنایت ہوا اور
ایرج نوجوان کا دنگل سہراب بن رستم کو مرحمت ہوا اور وحید الملک کو اپنا دنگل دیا جو فیل
صاحبقرانی تھا اور داراب ثانی کو داراب کشور کا دنگل عنایت ہوا اور بلغنس بن تہمور کو تہمور
دیو پیکر کا دنگل ملا اسیطرح تمام سرداران لشکر اسلام کو اسی سلسلہ سے دنگل عنایت ہوئے
اور زائد دنگل بارگاہ سے اٹھوا دیے گئے اب بدیع الملک نے خضران کی طرف مخاطب ہو کر
ارشاد فرمایا کہ تم اپنی کرسی ہدہد کو نہ چھوڑو جسوقت صاحبقرانی عادل کیوان شکوہ کی قائم ہو چکے
اسی وقت تم بھی اسکو اپنا قائم مقام کر کے چلے آنا میری حفاظت و خدمت کے لیے شاہ پور
شہردل سا عیار موجود ہے ہر چند کہ یہ امر خواہ خضران پر شاق گذرا لیکن بحکم صاحبقران قبول کرنا
پڑا پھر بدیع الملک نے عادل کیوان شکوہ کی طرف دیکھ کے ارشاد کیا کہ جو سردار بعد میرے جانے
کے تم پیدا کرنا انکو مناسب مقام پر جگہ دینا ابھی فوج اسلام بہت کم ہو گئی ہے جو ساحران نطاق کا
جنھوں نے لشکر اسلام کا ستھراؤ کر دیا یہ فرما کر کلمہ الوداع زبان پر جاری کیا اسیوقت تمام سردار

اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوے اور شاہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ ہوے بدیع الملک بارگاہ سلیمانی سے نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے اور سرداران اسلام کو ساتھ لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے اُسوقت لشکر اسلام مین قیامت برپا تھی ہر شخص کی آنکھون سے آنسو جاری تھے دور تک لوگ پہونچانے کو گئے جنکو جتنی زیادہ خصوصیت حاصل تھی اُسنے اتنا ہی زیادہ ساتھ دیا آخر سب پلٹ آئے تین روز تک لشکر اسلام مین سناٹا رہا چوتھے روز شہنشاہ صف شکن نے بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کی کہ چوتھی صاحبقران کا جلسہ خوشی منعقد ہونا چاہیے بعد اسکے پھر جسطرف مناسب سمجھا جائے اُسطرف حضور تشریف لیچلین فرمایا کہ نہایت انسب ہی اور میری راے مین عقد بھی آپکا اسی جلسہ خوشی مین ہو غرضکہ حسب الحکم بادشاہ تیاری جلسے کی ہوئی اسجگہ سامان رقص و سرود بیجا سمجھکے ترک کیا جاتا ہی کہ طول بیجا ہوگا غرضکہ اسی جلسہ مین عقد شہنشاہ گوہر کلاہ کا انکی معشوقہ محبوبہ کے ساتھ ہوا بطن سے اسکے لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ ذکر اُسکا گلستان باختر جلد دوم مین آئیگا اب ان سب کو جشن چہل روزہ مین چھوڑ کے یہان سے

چند کلمہ داستان مصیبت نشان زیب اورنگ جہان بانی یعنی جناب حمزۂ ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین

غزل

گناہگار ہون روز شمار کیا ہوگا — یہ ڈر ہی اے مرے پروردگار کیا ہوگا
تری تو رحمت بیحد کا کچھ حساب نہین — کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا
زمین جانتی ہی بو تراب کا ہون غلام — بھلا مزار مین مجھپر فشار کیا ہوگا
کھلی ہوئی ہی مری آنکھ بعد مردن بھی — اب اس سے بڑھ کے بھلا انتظار کیا ہوگا
چمک ہی برق کی دندان یار مین بالکل — مقابل اسکے در شاہوار کیا ہوگا
نہ ہو سکیگا مقابل وہ چشم تر سے مرے — برس پڑیگا جو ابر بہار کیا ہوگا
جنون کے جوش کا عالم وہی ابھی تک ہی — پھر آنے والی ہی فصل بہار کیا ہوگا
پہونچ سکینگے بھلا میری نغمہ سنجی کو — چمن مین بلبلین چہکین ہزار کیا ہوگا
عدم مین چل کے سما دہن یار کا پوچھ — یہ راز مجھپہ یہان آشکار کیا ہوگا
ہو دن کے قرب سے نیکون کو کب فراغ ہوتا — گلون کے گرد جو رہتے ہین خار کیا ہوگا
ہوا ہی آپ کو جو سیر لالہ زار کا شوق — تباہ ہے یہ دل داغدار کیا ہوگا
وہان بھی ساتھ دل بیقرار لیکے چلے — قرار پھر ہمین زیر مزار کیا ہوگا
کمر کا یار کے مضمون نہ ہمکو سوجھیگا — نہان جو ہو وہ بھلا آشکار کیا ہوگا
وہ بت تو آیا ہوا ہی دل نہ آئیگا ہرگز — ترے تڑپنے سے اور بیقرار کیا ہوگا
سبھی کا خالق یکتا ہی وہ امام اسے پاس — علی سے بڑھکے کوئی تاجدار کیا ہوگا

راویان شیرین کلام اس داستان مصیبت التیام و مسرت انجام کو یون بیان کرتے ہین کہ امیر ثانی کو وہ لمحہ پر یہ انتظار شاہزادہ بدیع الملک مقیم ہین صدیدشاہ بھی خدمت مین امیر بانو قمر کے حاضر ہی عمر ثانی نے خبر دی ہی کہ عنقریب سجادو کے مرنے سے اخضر زرد چشم نہایت غیظ و غضب مین آرہا ہی

اور دیوانے کو بارہ ہزار دیوانون سے آپکے مقابلے کے واسطے روانہ کیا ہی اور خود بھی ایک لاکھ
سوار و پیدل کی جمعیت سے اسطرف آنے والا ہی فرمایا کہ اے عمرو ثانی تمنے جلدی کی نہ عقرب
جادو کو تم قتل کرتے نہ یہ آفت آتی مین بے سروسامان کیا کرسکتا ہون خیر جو مرضی معبود معلوم ہوتا ہی
کہ ہمارے دل مین انتقام خون والد ماجد کی حسرت رہجائیگی ہمارا ارادہ تھا کہ بدیع الملک آجاتے
تو جناب اسد والون سے خون امیر باتوقیر کا بدلہ لین مگر ان کا ذان بھیا کے ہاتھ سے کاہیکو جان
بچیگی جو وہ وقت نصیب ہوگا ~ سر نیکی بچیم ز تحسین عجیب * ہر چہ آید بسر من انصیب * اگر
تقدیر مین اسی کوہ پر مرنا ہی تو یہی سہی جو اسکی خوشی ہمارا کیا اجارہ ہی یہ فرما کر رات تو بآرام
تمام بسر کی جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے بیٹھے اور انتظار کر رہے ہین کہ
دیکھیے پہلے دوست آتے ہین یا دشمن کبھی تو جانب شہر حدیدیہ دیکھتے ہین اور کبھی جانب صحرا
نظر فرماتے ہین کہ شاید گرد اٹھے اور بدیع الملک نمودار ہون اسی خیال مین تھے کہ جانب
شہر حدیدیہ سے تق گرد و غبار بلند ہوا اور ساتھ گرد کے صدائے زنجیر آنے لگی امیر کشورگیر نے عمرو ثانی سے
کہا کہ جلد مرکب لاو ایسا نہو یہ دیوانے آکر کوہ کو گھیرلین تو پھر اس کوہ سے نیچے اترنا بھی دشوار
ہوجائیگا جبتک عمرو ثانی مرکب کو لیکر حاضر ہوا اتنے عرصے مین دیوانے آپہونچے اور کوہ کو
چارون طرف سے گھیرلیا اور دیوانہ دلشاد کوہ پر چڑھنے لگا امیر باتوقیر مرکب پر سوار ہوے مگر
نہ تو زرہ تن پر ہی نہ خود سر پر نہ کمر نہ چار آئینہ نہ جلم نہ موزے نہ دستانے صرف سپر و شمشیر تھی
اسکے علاوہ کوئی شی نہین اُدھر دیوانے چہار جانب سے شور کرتے ہوے پہاڑ کی گھاٹیون
پر چڑھ آئے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے عمرو ثانی حدید شاہ اگر قتل ہوگیا تو غضب ہوجائیگا
کسیطرح ان دیوانون کو کوہ سے اتار دے عمرو نے یہ سنتے ہی حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع
کیے کئی دیوانے جلے آخر قہقہہ مارتے ہوے بھاگے اور پہاڑ کے نیچے اتر گئے جب راستہ
صاف ہوا تو صاحبقران ثانی بھی نیچے کوہ کے اترے اور دیوانے کو للکارا کہ لا ضرب بہادری
کی دیوانہ دلشاد نے دوڑ کر زنجیر آہنی ماری صاحبقران نے زنجیر کو تلوار سے قلم کیا دیوانے
نے چوبدست کا وار کیا صاحبقران نے چوبدست پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیوانہ اوندھے منہ عیالی
مرکب پر آرہا بس امیر ثانی نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر دیوانے کی پکڑلی اور نعرہ اللہ اکبر مار
کے کھینچکر جو زور کیا دیوانے کو قاش زین سے اٹھالیا دیوانے نے شور کیا چہار جانب سے
دیوانے تلوارین اور زنجیرین پکڑے ہوے دوڑ پڑے کہ کسیطرح دیوانہ دلشاد کو چھڑالین جھپٹ
تلوار مارنے کا قصد کیا امیر نے دیوانے کو بجاے سپر سامنے کردیا دیوانے نے شور کیا کہ اے
حریف پر حملہ نکرنا ورنہ وہ مجھے قتل کر ڈالیگا اب تمام دیوانے امیر کو گھیرے کھڑے ہین نہ تو
نکلجانے کا راستہ دیتے اور نہ حملہ کرتے ہین صاحبقران بھی متفکر ہین کہ کیا کرون کیونکر نکلون
اگر اسے قتل کیے ڈالتا ہون تو یہ سب میرے قتل کے درپے ہونگے اور اگر چھوڑدون تو اکیلا کس کس سے
لڑون امیر اسی تردد مین تھے کہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا اور قریب ہوتے گرد پھٹی
ہوئی دیکھا کہ اخضر زرد چشم ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چلا آتا ہی اُدھر اخضر نے
دیکھا کہ دیوانہ ہاتھ پر امیر کے بلند ہی اور فریاد کر رہا ہی بس اخضر زرد چشم کو غیرت آئی کہ میرے
سردار کی یہ حالت ہوئی بس اسنے وہین سے تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے جو مارا ادھر

ادہر دیوانے کا دم فرہاد کھلا تھا کہ تیر حلق کو توڑ کے اس پار گذر گیا دیوانہ تڑپا امیر نے دیکھا کہ اسکو اسی کے مالک نے مارا بس ہاتھ سے دیوانے کو زمین پر پھینک دیا کہ دیوانہ تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا اور امیر نے تلوار کھینچی اور لشکر اخضر پر جا پڑے دیو نے ذولاش اپنے مالک کی اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوے لیکن لشکر اخضر نے چار جانب سے محاصرہ کر لیا صاحبقران نے تلوار برسانا شروع کی پشت پر عمر ثانی نے تیغ عیاری کھینچا اور حفاظت کرنے لگا اور زمین وبسار اور سامنے کے لوگوں کو صاحبقران نے قتل کرنا شروع کیا جب عمرو ثانی دیکھتا تھا کہ اب ہجوم کفار ہے اسوقت دو چار حقہاے آتش بازی مار دیتا تھا کہ مجمع منتشر ہو جاتا تھا گھوڑے چراغ پا ہو جاتے تھے پھر صاحبقران تھکنے لگتے تھے ایک لاکھ کا یورش کس کس کو قتل کریں اعلاے کلمہ کے حربکا جوان دین ہر طرف سوا خنجر و شمشیر و تیر و گرز و سنان کے کچھ نظر نہ آتا تھا چار جانب سے حملے ہو رہے تھے صاحبقران حربوں کو رد کرتے جاتے تھے اسی حالت میں اخضر زرد چشم سے اور صاحبقران سے سامنا ہوا اخضر نے تلوار ماری صاحبقران نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا سر اخضر کی قلم ہوئی اخضر نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب نے مانند آتشبازی کے چرخ مارا اخضر نے زین خالی کیا خادم نے دوسرا مرکب حاضر کیا امیر ہاتھ روکے رہے اخضر دوسرے مرکب پر بیٹھکر پھر سامنے آیا اور جوش غیظ و غضب میں تلوار ماری امیر نے پھر سپر کو بلند کیا تیغہ لنگر دار تھا سپر قلم ہوئی تلوار سر پر پہنچی اخضر نے جھٹکا مارا کہ تلوار تا دو ابرو اتر گئی امیر باوقیر بے سلاح تھے دونوں ہاتھ مار کر بدقت تیغہ کو سر سے دور کیا مگر کلاہ کیان بھی زخمی ہو گئیں غشی طاری ہوئی اخضر نے ارادہ کیا کہ سر کاٹ لوں عمر ثانی نے حقہ آتشبازی مارا کہ حقہ سینہ پر اخضر کے پڑا کہ پھٹا کپڑے جل گئے اور ریش بھی اخضر کی جلی مرکب چراغ پا ہو کر لے بھاگا عمر ثانی نے اور دو چار حقہاے آتشبازی مارے اور سواران لشکر کو پراگندہ کر کے قریب امیر کے آیا امیر بیہوش ہو چکے تھے بس عمرو ثانی جلدی سے امیر کو پشت پر لاد کے لے بھاگا اور ایک پہاڑ کی کھائی میں پہونچ کے ٹھہرا اور دعا کی کہ خداوندا اب وقت مدد ہے ورنہ امیر قتل ہو جائینگے اور خانۂ کعبہ کوئی چراغ کا جلانے والا بھی باقی نہ رہجائیگا ادہر سواران لشکر اخضر پھر کھائی کی طرف بڑھے اور اخضر نے آواز دی کہ اس مرد عرب کا سر کاٹ لو کہ اسنے بڑے بڑے بت پرستوں کو مار کر دین جدید کو رواج دیا ہے اسکا قتل کرنا بڑا ثواب ہے جب لوگ یورش کر کے قریب آنے لگتے تھے عمرو ثانی دس پندرہ حقہاے آتشبازی داغ کے پھینکدیتا تھا پھر لوگ بھاگ جاتے تھے اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ حقہاے آتشبازی بھی باقی نہیں رہے ہیں اور لوگ بڑھے چلے آتے ہیں اسوقت عمرو خود مستعد جنگ ہوا اور جدید شاہ نے فلک کی دعا کی امیر باتوقیر کھائی میں بیہوش پڑے ہیں کہ اک مرتبہ تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا اور جانب صحرا سے تحت گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے گرد نہایت تیزی کے ساتھ قریب آکے شق ہوئی اور دل گرد سے بہتر سرداران اسلام مع بدیع الملک پیدا ہوئے راستے میں بدیع الملک نے آیندہ و روندہ سے حال امیر کا دریافت کیا تھا لوگوں نے تمام کیفیت بیان کر کے کہا کہ قریب ہے صاحبقران قتل ہو گئے ہوں یہ سنکر ان دلیروں نے سرپٹ گھوڑے اٹھا دیے تھے یہاں پہونچکر جو کوہ کیجانب یورش کفار کا دیکھا نعرے کر کے لشکر پر گرے اور تلوار برسانے لگے اخضر زرد چشم گھبرایا کہ یہ لوگ کہاں سے آگئے آواز دی اپنے لشکر کو ارے مار لو ان سب کو یہ کونسے طرفدار اس عرب کے پیدا ہوئے

فوج اسطرف متوجہ ہوئی اور وہ بھی اخضر زردچشم مرکب پر بیٹھکر چلا کہ ان لوگون سے مقابلہ کرکے انکا بھی فاتحہ کردون
لیکن چونکہ اخضر دور تھا قبل اخضر درد پوش کے سات سردار اسکے گھوڑے روکنے آپڑے اور سدراہ ہونے کا
لیا۔ عوج دراز زہنی نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت جوش مین صفوف لشکر کو توڑتا ہوا لاشون
پر لاشین گراتا ہوا چلا آتا ہی بس عوج نے نعرہ کیا کہ او سرکش کدھر جاتا ہی ادھر آ کہ ملک الموت تیرا
مین ہون۔ بدیع الملک نے آواز دی کہ سامنے آ تو معلوم ہو کہ مین تیرے واسطے ملک الموت ہون
یا تو میرے لیے ملک الموت ہی۔ عوج دراز قد کرگدن مست کو دوڑا کر سامنے بدیع الملک کے
آیا اور پارہ پشت نہنگ کا وار کیا بدیع الملک نے اسکو ڈھال سے قلم کیا اور تلوار ماری کہ ہاتھ
سر پر چلی تھی اور زمین کو بوسہ دیکر نکلی عوج مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور پھڑکنے لگا
بدیع الملک آگے بڑھ گئے اور اخضر کو آواز دی کہ او زردچشم ادھر دیکھ تیری آنکھون مین ایسی
سرسون پھولی ہوئی ہی کہ تو نے خاقان خدا کے قتل پر کمر باندھی اور لوٹ خدا کیا اخضر نے
جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی تجھے بھی قضا گھیرکے لے آئی ہی اب تجھے قتل کرکے حمزہ عرب کو قتل
کرونگا بدیع الملک نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہی کیا مجال ہی تیری کہ تو انکو یا مجھکو بغیر حکم قتل کرسکے
اب اس طرف سے تو بدیع الملک لاشون پر لاش گرائے چلے جاتے ہین اور اسطرف سے اخضر
زردچشم لوگون کو ہٹاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج نوجوان جانب یسار سے صفون کو توڑتے چلے آتے ہین
نوراللہ ہر جانب میمنہ لشکر کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہے ہین ایک طرف اسد دلاور
لڑ رہے ہین ایک جانب ہاشم تیغزن و جلال ایک سمت اسفندیار گیلانی اس مجمع مین ان
دونون سے سوا کوئی بزرگ نہین ہی کہ داڑھیان سپید ہین مگر کمر مین خم نہین ہی شیرانہ حملے کرتے
ہوئے چلے جاتے ہین غرضکہ ستر سردارون نے ایک لاکھ کو الٹ پلٹ کر دیا ہی اسود آہن پوش
نے نوراللہ ہر کو للکارا کہ او سرکش کہان آتا ہی اور اپنے گینڈے کو بڑھا کر سدراہ ہوا نوراللہ ہر نے
جواب دیا کہ زبان لڑانے سے تلوار کھینچنا بہتر ہی لاحرب اپنا اسود آہن پوش نے میل فولادی مارا
نوراللہ ہر نے ہتھکٹی ماری کہ ہاتھ میل سمیت کٹ کر زمین پر گرا اسود نے دوسرے ہاتھ سے سپر
پھینک کے تلوار کھینچ لی اور نوراللہ ہر پر وار کیا نوراللہ ہر نے وار اسکا پشت شمشیر پر کاٹ کے
ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اسود کے دو ٹکڑے ہوے ادھر ایرج نوجوان کو سواد آہن پوش نے ٹوکا
اور گرز مارا ایرج نوجوان نے مثل علمشاہ رومی کے کلہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے
سواد آہن پوش کے چھوٹ گیا بس ایرج نوجوان نے وہی گرز سواد کو مارا اسنے سپر کو اٹھا کر چہرہ
کی پناہ کیا گرز جو پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا ہاتھ تھرایا سپر خود پر آئی خود کاسہ سر مین
سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین اک چبوترہ بنکے
رہگیا ایرج نوجوان سواد کو مارکے آگے بڑھا ادھر اسد غازی سے اور مجذوب دیوانہ سے سامنا
ہوا مجذوب نے دار شمشاد کا وار کیا اسد دلاور نے وار کو خالی دیکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مجذوب
کے دو ٹکڑے ہو گئے ہاشم تیغزن سے اور سہیل نارد پوش سے سامنا ہوا سہیل نے تلوار
ماری ہاشم نے وار اسکا روک کے تلوار دوال کمر پر ماری کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے اسفندیار گیلانی
سے اور ہلال تیغزن سے سامنا ہوا ہلال نے تلوار ماری اسفندیار نے بند دست پکڑ لیا اور مروڑ
کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار بیاض گردن پر ماری کہ ہلال کا سر اڑ کر دور گرا جا دوزخ کی راہ

سر مرکب پر آئی مرکب چرخ پا ہوا لاش کو لیکے بھاگا کچھ دور جاکے جلال مرکب سے گرا اور پھڑک کے
مرگیا ہاشم خیغون بھی لشکر میں در آئے فرامرز نامدار مغربی سے اور سہراب کمان کش سے سامنا ہوا سہراب
نے دوری سے تیر مارا فرامرز نے تیر کو شمشیر سے قلم کیا جتنے عرصہ میں سہراب نے دوسرا تیر چلہ کمان میں جوڑا اتنی دیر
میں فرامرز سر پر جا پہونچا اور تلوار ماری کہ کمان مع چلہ کے کٹ گئی اور سر تن سے اڑ گیا شاہزادہ طوس ابادر لعنی جمہور جانسوز سے
اور شمشاد دراز قامت سے سامنا ہوا شمشاد نے جو دست کا وار کیا جمہور نے جو دست کو تیغ سے قلم کیا اور ایسا وار
کیا کہ ہر چند شمشاد نے چاہا پر چون ممکن نہوا تیر جمہور نے نخل حیات کو اس کافر کے قطع کیا بہرام گردن
خاقان چین سے اور مرنج ساغر چشم سے سامنا ہوا۔ مرنج نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ اسکا
تلوار سے قلم کیا مرنج نے تلوار ماری بہرام نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو پورا ہاتھ
جلیو کا منجا اوپر کا منولا داہنی جانب نیچے کا دھڑ بائیں جانب تھرا کے گرا گھوڑا سبک ہو کر بھاگ
نکلا مرزبان خراسانی سے اور مجرو آتش مزاج سے سامنا ہوا بعد گفتگوے بسیار مجرو نے تیر
مارا مرزبان خراسانی نے وار اسکا آسیب سپر رد کر کے تلوار ماری کہ ایک شانہ اور ایک پاؤں اسکا
قلم ہوا مجرو تڑپ کے زمین پر گرا اور واصل جہنم ہوا ادھر شاہزادہ بدیع الملک لڑتے ہوئے قریب
اخضر زرد چشم کے پہونچ گئے اخضر نے کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ کے لشکر میں سطح
در آیا اور صفون کو توڑ کر مجھ تک پہونچا مگر مجکو مثل دیگران نہ سمجھنا کہ میں ملک الموت تیری جان کا ہون
یہ کہکر اخضر نے تلوار ماری بدیع الملک نے جھبکی دی کہ تلوار بیٹ پڑی بس خالی پر اخضر کے ہاتھ ڈالا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اچھال دیا کہ جیسے ہاتھ بلند ہوگیا ہنوز اخضر زمین پر گرا تھا
کہ اور سرداران اسلام بھی پہونچ گئے کسی نے تلوار ماری کہ سر اڑ گیا کسی کی تلوار سے ہاتھ قلم ہوا کسی کی
تیغ سے پاؤں قطع ہوئے آخر میں تمام سرداروں کا ہجوم ہوگیا سب چاہتے تھے کہ اسے قتل کرکے
ثواب حاصل کریں زمین تک آتے آتے اخضر کی لاش کے پرزے اڑ گئے اخضر کے مرتے ہی جوانان
اسلام نے فوج کو تلوار کے نیچے رکھ لیا [illegible] ہوئی اور ہر طرف سے آواز امان بلند ہوئی کہ ادھر
سے جواب میں کہا گیا کہ امان بشرط ایمان ہے بہتوں نے تو یہ خیال کیا کہ واقعی میں دین مبین اسلام
برحق ہے وہ تو بخوشی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور بعضوں نے بخوف جان طاعت اختیار کی اب
ان مجاہدین نے قتل کفار سے ہاتھ کھینچا۔ صدید شاہ کوہ سے اتر کر استقبال کو آیا اور سارا ماجرا
بیان کر کے عرض کی کہ یہ جنگ میری ذات سے ہوئی ادھر بدیع الملک قریب صاحبقران ثانی کے
آئے اور سر امیر کا اپنے زانو پر رکھا اسوقت تک صاحبقران بالکل بیہوش تھے ہمراہ بدیع الملک
کے مرہم سلیمانی تھا زخم سر پر امیر کے مرہم لگایا گیا پٹی باندھی گئی دیر کے بعد صاحبقران کو ہوش آیا
تو سر اپنا زانو بدیع الملک پر پایا فرمایا کہ یہ میں خواب دیکھ رہا ہون یا ہوشیار ہون بدیع الملک نے
عرض کی کہ اب حضور ہوشیار ہیں اس سے پہلے بیشک بیہوش تھے الحمدللہ یہ خادم وقت پر پہونچا
اور اخضر زرد چشم کو مار کر لشکر کو اسکے مطیع کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الملک تمہیں [illegible]
ڈھونڈھتی تھیں بعد اسکے تمام سرداران اسلام نے ملازمت صاحبقران ثانی کی حاصل کی جب ایک
روز میں طبیعت امیر ثانی کی درست ہوئی تو مع صدید شاہ کوچ کر کے شہر صدیدیہ میں تشریف لائے
اور تمام شہر سے بتخانے کھدوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی گئی ملک اسلام آباد ہوا صدید شاہ نے
بہت دھوم سے تمام سرداران لشکر اسلام کی دعوت کی جب دعوت سے فراغ حاصل ہوا تو بدیع الملک

نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ زیارت خانہ کعبہ اور بعد زیارت قبر امیر اول سے مشرف ہوں اور شہدائے
راہ خدا کی مرقدوں پر فاتحہ پڑھوں امیر ثانی نے فرمایا کہ بہتر ہے اور اُسیوقت شہر حدیدیہ سے کوچ
کر کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے اول زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوئے بعدہٗ قبر امیر اول
پر گئے فاتحہ پڑھکر تمام سرداران اسلام بہت روئے خصوصاً امیر ثانی اور ہاشم تیغزن اور
اسفندیار گیلانی اور فرامرز عاد مغربی اور جمہور جہانسوز تیرزن اور اسد دلاور دیر تک اس مرقد منور
پر رویا کیے بعد اسکے قبر کرب دلاور پر آئے یہاں بھی سب نے فاتحہ پڑھا اور جو جسکا عزیز قریب
تھا وہ آپس سے ملکر بہت رویا بعد اسکے امیر ثانی نے ارشاد کیا کہ میرا قصد ہے کہ جنگ احد و اوس
قصاص لوں امیر اول کا لوں اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں تکبیر اور کشت و خون مارنے کی بھی ممانعت ہے
لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ چلکر شہر حدیدیہ میں قیام کیا جائے اور وہیں سے نامہ و
پیام ہوکر آغاز جنگ ہو تاکہ اس جائے متبرک پر خونریزی نہ ہو۔ اے بدیع الملک مجھے تمھارا انتظار
تھا کہ تم بھی آلو تو یہ سلسلہ چھیڑا جائے بدیع الملک نے عرض کی کہ جو رائے اقدس میں آیا ہے
یہی مناسب ہے غرضکہ امیر ثانی جملہ سرداران اسلام کو لیے ہوئے پھر شہر حدیدیہ میں آئے
اور قیام پذیر رہے اب انکو تو اسی مقام پر مقیم کیا جاتا ہے اور اب یہ ملتے

چند کلمہ داستان شوکت بیان سلیمان صاحبقران کے بیان ہوتے ہیں کہ جب سلیمان صاحبقران مع گستہم زرین کمر و مع چند ملازمین برائے فتح طلسم تحویل سلیمانی و عشق مہتاب پری چلے تھے اور بادشاہوں سے رخصت ہوئے تھے۔ باقی متعلقہ داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ صاحبقران سلیمان مع عیار
و مفقار اس راہ طلسم عشق کو طے کر کے قریب درویش زندہ دل کے آکر پہونچے اُن ملازموں نے
کہ جو ساتھ تھے آکر درویش صاحب سے عرض کیا کہ صاحبقران واسطے فتح اس طلسم کے تشریف
لائے ہیں اُس وقت درویش زندہ دل نے صاحبقران کے جمال باکمال کو دیکھا اور اُٹھکر گلے لگایا
اور کہا کہ شعر۔ رواق منظر چشم من آستانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست +
جسوقت کہ درویش صاحب نے یہ کلام نیک انجام ارشاد فرمایا۔ صاحبقران کو بھی ایک شوق ملاقات
پیدا ہوا اور آپ بڑھے درویش صاحب نے کہا کہ الحمد للہ کہ آپ کی زیارت سے میں مشرف ہوا
اور حیات طلسم بھی تمام ہوئی یہ کلمہ سنکر صاحبقران کو اور بھی تسکین زیادہ ہوئی اور صاحبقران پاس
درویش صاحب کے بیٹھے اور فرمایا کہ یہ طلسم کہ جسکی یہ علامت ہے کہ جو شخص آیا وہ پوشیدہ ہو گیا
اور گرفتار بلا ہوا اگر آپ اسمیں امداد و کوشش فرمائیں تو کیا عجب ہے کہ یہ مہم سخت آسان ہو جاوے
درویش نے کہا کہ پروردگار عالم آپکو اس منزل صعب سے نکالیگا اور انشاء اللہ فتحیاب کریگا
میں بھی دعا کرونگا اور جو تدبیر کہ میرے متعلق ہے میں اُسکو وقتاً فوقتاً انجام دیتا رہونگا۔ بس یہ
کلام فرحت انجام درویش صاحب سے سنکر صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا اور درویش صاحب
نے سامان دعوت مہیا کیا اور گستہم زرین کمر کو بھی سمجھایا اور یہ کہا کہ انسان کو لائق و لازم یہ ہے کہ

کسی کے عشق مین اسقدر مبہوت ہو کہ آپ سے باہر ہو جاوے تم کیسے عیار طرار ہو کہ فتح طلسم سے زیادہ تم بدحواس ہوا اور اُسکا ظہور تمھارے چہرہ سے ہر وقت نمایان ہی لہذا مین بھی تدبیر کرتا ہون اور تم بھی شاہزادہ کو سمجھاتے رہنا صاحبقران سمجھ گئے کہ یہ ساری نصیحت میرے لیے تھی جو اسنے در پردہ مستغیم کو سمجھایا ہی اور واقعی شاہ صاحب سچ کہتے ہین کیونکہ آدمی کو حواس درست رکھنا چاہیے اور عقل سے کام لینا چاہیے اتنے عرصہ مین سامان دعوت مہیا ہو گیا اور ملازمین شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہی شاہزادہ نے مع رفقا و درویش صاحب خاصہ تناول کیا بعد فراغ طعام درویش صاحب نے کہا کہ آج آپ یہین شب باش ہون صبح کو مین اسکی روداد بیان کرونگا یہ کہکر شاہ صاحب تو اپنے مقام عبادت گاہ کو روانہ ہوے اور یہ اپنے مقام پر کہ جہان درویش صاحب نے بتا دیا تھا وہان آئے جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب روان ہوا اور تارے ہویدا ہوے اور زمانہ شب کا ظاہر ہوا اسوقت صاحبقران نے یہ شعر پڑھا ؎ جھٹپٹا وقت ہی بہتا ہوا دریا ٹھہرا ۔ صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا ۔ مستغیم نے تسکین دینا شروع کی لیکن شاہزادہ ان اشعار کو پڑھتا تھا وہو ہذا ۔ اشعار

وہ وفا پسند ہرگز وہ جفا خصال ہوتا — نہ میں اپنی جان دیتا نہ اُسے خیال ہوتا
وہ جوان حور طلعت جو پری جمال ہوتا — میری طرح دل جو دیتا وہ خراب حال ہوتا
جو امید وصل ہوتی تو بڑا ملال ہوتا — کہ جواب ہر اک ہے بدتر مرے دل کا حال ہوتا
وہ وفا کا جسکے دعویٰ ہوے امتحان کے طالب — ہم اگر خموش رہتے تو یہ کیون سوال ہوتا
جو بخار سے نکلتے مرے دل کے میرے نالے — تو نہ تن بدن کو لرزہ دم عرض حال ہوتا
وہ خوشی تو میری کرتے انھین ملتی کچھ نہ رحمت — نہ قدم بھی اُٹھنے پاتا کہ میں پائمال ہوتا
جو کچھ اُسنے مانگتے ہم تو انھین کو مانگتے ہم — جو کوئی سوال ہوتا تو یہی سوال ہوتا
جو بلائے جان تھا یہ دل تو ہمارے واسطے تھا — انھین اس سے کیا تھی زحمت انھین کیون وبال ہوتا
گلہ جفا کیا تو ہوے خود ہی پشیمان — وہ اگر جواب دیتے تو نہ انفعال ہوتا
مری طرح تم بھی ہوتے جو کسی حسین کے شیدا — کہو کیا گذرتی دل پر کہو کیا حال ہوتا
یہ ہمارا ہی جگر ہے کہ رہی نذر ہے اسکے — کوئی کیا نباہ سکتا جو ذرا ملال ہوتا
یہ کہو کہ جام بھر کر نہ دیا کسی نے واعظ — جو حرام بھی تھا بادہ تو ابھی حلال ہوتا
ہوئی خیریت کہ چھوٹا دل مضطرب وگرنہ — ہمیں اُسے سمجھتے دو بھر وہ ہمیں وبال ہوتا
نہ اُٹھی میان محفل وہ نظر حیا سے ورنہ — یہ چھری کسی پہ چلتی و میں ہی حلال ہوتا
شب وصل آپ ہی مین خوشی کے مارے ہم — جو نہ آپ عذر کرتے تو نہ کچھ خیال ہوتا
یہ کہو ہوا غنیمت کہ وہ زلف لگی دل — جو وہ بال بال بچتا تو ہمیں وبال ہوتا
نہ سنا یہ کہکے اسنے کہ اثر ہو ذکر غم مین — اُسے ایسی کیا پڑی تھی جو خراب حال ہوتا
جو نہ دیکھ لیتا جلوہ تو خیال کیون بدلتا — وہی حسن تھا کسیکا رخ پر جمال ہوتا
مجھے اسی مین بہتری تھی کہ ہوا نہ اُسنے وعدہ — نہیں دو گھڑی کا عرصہ مجھے ایک سال ہوتا
مری عرض مدعا پر ہوے دست بھی ساقی — کوئی ہان مین ہان ملاتا تو نہ رد سوال ہوتا
یہ خدا کی مصلحت تھی کہ وفا تمھین نہ آئی — نہیں اور بڑھتی اُلفت جو ذرا خیال ہوتا

کبھی پہلو جفا بھی نکل آتا ہے وفا سے ۔ وہ جیسے بچا کے چلتے وہی پائمال ہوتا
ہمیں مرگ غیر سے بھی نہ خوشی حصول ہوتی ۔ جو غم اپنا دور کرتے تو انھیں ملال ہوتا
جو نہ خواب میں ستم آئے تو فضول عذر بھی تھا ۔ جسے نیند ہی نہ آئے اسے کیا خیال ہوتا
وہ حسینوں ہی کا دل ہے نہیں جسمیں رحم شعلا ۔ کبھی ہم نہ دیکھ سکتے جو تیرا جمال ہوتا

یہ اشعار صاحبقران نے کچھ اس درد سے پڑھے کہ گستہم کا دل ہل گیا اور اسکے دل پر بھی ایک چوٹ لگی مگر اُسنے اپنے تئین سنبھالا اور عرض کیا کہ حضور صبر فرمائیں اب انشاء اللہ تعالیٰ وصال یار میسر ہوگا اور یہ تکلیفیں ہجر کی کٹ جائینگی آپ زیادہ پریشان نہوں صاحبقران نے کہا شعر۔ دردِ دل تسکین دل مرا جانتے۔ جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے۔ گستہم نے عرض کیا کہ حضور سچ فرماتے ہیں مگر ہر حال میں انسان کو صبر کرنا لازم ہے کیونکہ اسکا نتیجہ اچھا ہی ہوا غرض وہ زمانہ شب کا گذرا مصرع شب وہ کالی خدا خدا کرکے۔ آثار سحر نمودار ہوئے شاہزادہ اور گستہم نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا دیکھا کہ درویش صاحب بھی اُس مکان خاص سے کہ جہاں یہ مقیم تھے آئے اور صاحب سلامت کی۔ مسکرائے اور پاس شاہزادے کے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ حال طلسم میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میمون جن اندر طلسم لے تو گیا ہے مگر چونکہ ساحر ہے اسنے حد طلسم پر ایک مرحلہ آتش نما تیار کیا ہے اور ما سمین لاکر ان دونوں پریوں کو رکھا ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ تمکو بہت جلد اُسکے پاس پہونچائے دیتا ہوں اور تم انکو رہا کروگے یہ کہکر نہایت فرحت انھیں حاصل ہوئی اور شاہ صاحب نے ایک تعویذ اپنے بازو سے کھولکر شاہزادہ کے بازو پر باندھا اور ایک کھال شیر صحرائی کی منگا کر بچھا دی اور یہ کہا کہ تم یہ اسم پڑھکر اسپر بیٹھو اور یہ اسم پڑھو اور اس سے کہو کہ مجھے چشمہ آب گرم پہ پہونچا دے تو فوراً یہ کھال تمکو چشمہ آب گرم پر پہونچا دیگی جب تم وہان پہونچوگے تو دیکھوگے سامنے ایک جنگل آتش نما ہے کہ نہ چرخ دو رہا ہے اور شعلے اُس سے نکل کر اُس چشمہ پر گرتے ہیں کہ وہ چشمہ گرم رہتا ہے جب اُسکے قریب پہونچنا تو اس کھال کو وہان رکھکر اُس آب گرم میں فوراً کود پڑنا لاکھ آواز آوے اور کوئی سمجھائے کہ او مبہوت عشق کیون اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرتا ہے کیا تو نے یہ مثل سنی نہیں ہے کہ آب زندم جہان زندم آب مردم جہان مردم پھر اس دنیا میں آنا نہیں ہوگا کیون بنا حیات کو اپنی اس آب گرم سے مٹاتا ہے ہم تجھ سے برائے نصیحت کہتے ہیں جب یہ آواز آوے تو تم کچھ خیال نکرنا اور نہ اس گرم پانی سے ڈرنا فوراً کود پڑنا یہ کلام درویش نیک انجام سے سنکر گستہم کو ایک ذرا خیال پیدا ہوا۔ اور اسنے یہ کہا کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت مناسب یہ ہے کہ آج آپ استغفار کریں آپ کو عنداللہ حال معلوم ہو جاویگا کہ یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا لوح کیونکر ملیگی۔ یہ کلام سنکر درویش صاحب مسکرائے اور کہا کہ یہ طلسم ہی اسمیں لوح تمہیں ملیگی جو انکا مطلب ہے وہ حاصل ہونا چاہئے اور لوح کا استغفار کرنا [illegible] شاہزادہ نے کہا کہ جیسا آپ نے ارشاد کیا ہے ویسا ہی عمل کرونگا میرے موافق نہ ہوگا یہ کہکر [illegible] ہوئے اور اُس کھال پر بیٹھے اور گستہم زرین کمر سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو جب تک میں واپس آؤن گستہم نے کہا کہ حضور میں بھی چلونگا آپ اپنی معشوقہ کے دیدار سے مشرف ہونگے اور میں محروم رہونگا اسنے یہ حیلہ کیا تھا شاہزادہ نے کہا کہ طلسم کی فتح تنہا ہوتی ہے اور یہ قدم جلد ہے اور شاہ صاحب

حکم بھی تنہا جانے کا ہی بس یہ کہکر اس اسم کو پڑھا اور وہ کھال اڑی یہ صدائے خدا حافظ بلند
کرکے چلے اور یہ شعر زبان پر لائے ؎ کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتے ہی + کوئی تلاش معیشت
مین جان کھپاتے ہی + مین یہ پوچھون دل سے کہ اسے دل کہان کو جاتے ہی + تو ہم کے آنکھ مین
آنسو یہ کہہ سناتے ہی + علی الصباح چو مردم بکار و بار روند + بلاکشان محبت بہ کوے یار روند +
یہ اشعار پڑھکر شاہزادہ نے اس کھال سے کہا کہ مجھکو چشمۂ آب گرم پر پہونچا دے اور شاہ صاحب
ادھر اپنے مقام عبادت گاہ پر آئے ادھر ستم زدہ کر دل مین اپنے خیال فاسد لانے لگا کہ
ایسا نہو کہ شاہ صاحب مصنوعی ہون اور انھون نے میمون جن سے ملکر دھوکا دیا ہو لیکن پھر یہ سمجھتا
تھا کہ جو ہونا ہو وہ ہو ان خیالات کو اپنے دل سے نکال ڈال اور درگاہ احدیت مین دعا کو ہر
اُسی وقت اپنے دست دعا بلند کیے اور مشغول دعا ہوا اور یون عرض کرنے لگا کہ اے خداوند
عالم و عالمیان تو شاہزادہ کی حفاظت کرنا یہ تو معروف دعا چھوڑا جاتا ہی اب حال شاہزادہ
کا بیان ہوتا ہی کہ جب یہ قریب چشمۂ آب گرم کے پہونچ گئے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا سامنے سے
پیدا ہوئی اور وہی کلمے کہ جو شاہ صاحب نے کہے تھے زبان لائی شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا
اور دیکھا تو واقعی وہ بنگلہ آتش بنا چرخ مار رہا ہی اور شعلے اُسکے چشمہ پر گرتے ہین اور گرد صحرائی جو
درخت و گیاہ لگی ہوئی ہی اُسکو فنا کیے دیتے ہین بس یہ معرکہ دیکھکر اُس رستم دل نے دامن قبا
کو گردا کیے اور بسم اللہ کہکے یہ شعر پڑھا ؎ چڑھا منصور سولی پر پکارا عشق بازون کو + یہ
اُسکے بام کا زینہ ہی آئے جسکا جی چاہے + اور دل مین یاد پروردگار عالم کرکے اور یا علی مدد کہکر
اُس چشمۂ آب مین کود پڑے ادھر وہ بڑھیا لوٹ پوٹ کر زمین پر گری اور شکل اپنی ایک شیر صحرائی
کی بناکر اس چشمۂ آب مین اسنے گرنے کا قصد کیا وہ جو کھال شیر صحرائی کی تھی کہ جسپر بیٹھکر بیٹھے تھے
ہمہ تن ایک شیر بنگئی اور اُس شیر سے مقابلہ کرنے لگی اور ما سوا اندر اُس چشمۂ آب گرم کے دھلنے لگا
یہان تو یہ لڑ رہے ہین ادھر حال شاہزادہ کا سنیے کہ اب جو انکے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو
اُسوقت انھون نے دیکھا کہ سامنے ایک زینہ معلوم ہوتا ہی یہ اُس زینہ پر چڑھ گئے اب جو دیکھا تو وہ
راستہ خاص اُس بنگلہ کا ہی غرضکہ یہ اُس راستے کو طی کرکے سامنے دروازہ کے پہونچے اور دروازہ
کھولکر اندر داخل ہوئے اُسوقت دیکھا کہ وہ شمع نور روشن ہین اور بال سر کے کھلے ہوئے یہ بھی
استغنا ذکر رہی ہین لیکن یہ کیفیت ہی - شعر - قد سے بڑھے جو بال ہین اسمین یہ راز ہی + دن وصل
کے ہین کم شب ہجران دراز ہی + وہ پوشاک ملگجی پر عجب طرح کا حسن ہی - شعر - اگری کا ہی گمان
شاک ہی ملاگیری کا + رنگ لا رہا ہی ڈوپٹہ ترا میلا ہوکر + یہ رنگ دیکھکر صاحبقران کا یہ حال تھا
کہ یقین تھا کہ غش آجاے لیکن اپنے دل کو انھون نے سنبھالا اُسوقت مہتاب پری اور دختر
زمان شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران زمان آپنے بڑا عرصہ کیا اُسوقت صاحبقران بہت حیران ہو
اور کہا کہ میرا نام تم لوگون کو کیونکر معلوم ہوا اُن لوگون نے کہا کہ ہمنے کل شب کو خواب مین دیکھا کہ
ایک بزرگ شخص تشریف لائے ہین اور وہ فرماتے ہین کہ اب زمانہ تمھاری رہائی کا قریب آگیا اور
عنقریب صاحبقران یعنے سلیمان صاحبقران تمکو آکر رہا کرینگے اُسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ یہ
حال تمکو سلطان ورقہ اور اسرار پری کا بھی معلوم ہی اُن لوگون نے کہا کہ جبسے ہمکو میمون جنی یہان
لایا ہی اسی قید مین پڑے ہین ہمکو نہین معلوم کہ سلطان ورقہ کا کیا حال ہی اُسوقت بر سبیل تذکرہ

مہتاب پری نے کہا کہ یا صاحبقران میمون جنی مجھکو صرف اسواسطے لایا تھا کہ دختر زمان شاہ کو جو اُسکے
وصل راضی کرے۔ اُسکے بعد صاحبقران سے کہا کہ حضور اب ہمیں یہاں سے لیچلیے اُسوقت صاحبقران
اُن کو اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام سے اُڑے اور زینہ کو طے کرکے اُس چشمۂ آب گرم پر آئے اور اُس چشمہ نے بھی
راہ نکلنے کی دی اب جو باہر آئے تو دیکھا کہ وہ کھال جسپر میں سوار تھا وہ شیر بن گئی ہی اور ایک اور
شیر ہی اُس سے مقابلہ ہو رہا ہی اُسوقت صاحبقران اُس شیر کی طرف دوڑے تو دیکھا کہ وہ شیر زمین پر
تڑپا اور تڑپ کے مثل ایک طائر کے ہوگیا اور یہ کہتا ہوا بالاے آسمان اُڑا کہ او صاحبقران جا
تو میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی ادھر انکی کھال جسپر یہ آئے تھے اور وہ شیر بن گئی تھی زمین پر گری
اور گرتے ہی ہیئت اصلی پیدا کی اُسوقت صاحبقران قریب اُس کھال کے آئے اور مع اُن دونوں
شاہزادوں کے اُس کھال پر بیٹھے اور وہی اسم پڑھا وہ کھال بالاے آسمان چلی صاحبقران نے
کہا کہ مجھے شاہ صاحب کی خدمت میں پہونچا دے بس اُس کھال نے طرف شاہ صاحب کے رخ
کیا تھوڑے عرصہ میں بخدمت شاہ صاحب پہونچا دیا۔ صاحبقران نے شاہ صاحب کو دیکھکر سلام
کیا شاہ صاحب نے بعد جواب سلام کہا کہ کہیے کیسا مزاج ہی اور کیا حال گذرا صاحبقران نے عرض
کیا کہ میں نے آپکے اقبال سے اس مہم کو سر کیا اور ان دونوں کو رہا کر لایا اُسوقت شاہ صاحب نے
شکایتاً گستہم زرین کمر سے کہا کہ تم میری طرف سے بدگمان تھے اُسوقت گستہم زرین کمر نے کہا کہ
حضور آدمی ضعیف العقل ہوتا ہی واقعی میں خطاوار ہوں میری خطا کو معاف فرمائیے یہ تذکرہ تھا
کہ سامنے سے گرد اُڑی اور نقارہ کی آواز آئی صاحبقران اُسکی طرف متوجہ ہوے اور خیال کیا
کہ شاید کسی دشمن کی فوج آتی ہی اُسوقت شاہ صاحب نے کہا کہ یہ تمہارے دشمن کی فوج نہیں
ہی بلکہ تمہارے دوستوں کی فوج ہی جسوقت کہ باد نے مارا گرد کو اور گرد نے باد کو مارا دامن گرد کا
شگافتہ ہوا دیکھا کہ زمان شاہ و انور شاہ چلے آتے ہیں جب قریب آئے تو انھوں نے جھک کے
صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بعد جواب سلام کہا کہ لیجیے یہ آپکی صاحبزادیاں حاضر
ہیں اُن دونوں نے بہت سی تعریف صاحبقران کی کی اور صاحبقران نے سارا حال فقیر صاحب کا
بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ بروقت چلنے کے اُس دیو نے پھر بھی کہا تھا کہ جا تم میرے ہاتھ سے کہاں
بچکر جاؤگے اُسوقت درویش زندہ دل نے کہا کہ میں اس ملعون کا خاتمہ ہی کیے دیتا ہوں۔ یہ
کہکر شاہ صاحب نے حکم دیا کہ ایک کڑھاؤ تیل کا چڑھا دیا جاوے یہ حکم پاتے ہی کڑھاؤ چڑھا
دیا گیا اور اُسکے نیچے آنچ ہونے لگی اور شاہ صاحب نے اپنی تسبیح لیکر اور کچھ دانہ ماش کے لیکر
پڑھنا شروع کیے یہانتک پڑھ کے اُس کڑھاؤ میں چند دانہ ڈالے اور ہاتھ زمین پر دے مارا
تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہی میمون سامنے سے چلا آتا ہی بس یہ دیکھتے ہی زمان شاہ
اور انور شاہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہی کمبخت باعث ہماری بربادی کا ہی اور اسی نے یہ فساد
برپا کیا ہی اُسوقت جب وہ میمون قریب آیا تو شاہ صاحب نے کہا کہ او حرامزادے تو نے یہ
فساد برپا کیا سچ بتلا کہ سلیمان ورقہ اور ہزار پری کو تو نے کہاں قید کیا ہی اُسوقت اُس نے عرض کیا
کہ اے درویش صاحب اُنکو تو میں نے اپنے مرحلہ میں قید کیا تھا مگر وہ دونوں خاص طلسم
تحویل سلیمانی و جواہر سلیمانی میں قید ہیں جسوقت صاحبقران ایکی دفعہ وہاں پہونچے جہاں
میں نے انکو قید کیا تھا یعنی جو مرحلہ کہ میں نے بنایا تھا اور وہاں سے ان دونوں کو رہا کر لائے

اُسوقت مین نے چاہا کہ جاکر اُنکی قید کو مستحکم کرون کہ آپکے موکل پہونچے اور مجھکو لے آئے آپ ہی کی وجہ سے میری خانہ بربادی ہوئی اُسوقت اور کچھ کلمات ناسزا خدمت شاہ صاحب مین اُس جن بد نے کہے شاہ صاحب کو غصہ آیا اور کچھ پڑھکر فرمایا کہ کیون کس کڑھاؤ مین نہین کودتا ہی - یہ سُنکر وہ میمون اپنے مقام سے اُٹھا اور اُس کڑھاؤ مین کود پڑا اُس کڑھاؤ سے دھوان تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہ میمون جنی جلکر خاک سیاہ ہوگیا یہ دیکھکر سب نے سجدہ شکر کیا اور شاہ صاحب کے دست و پا کو بوسہ دیا اسوقت رمان شاہ اور انور شاہ نے صاحبقران سے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اب آپ اپنی کنیزی مین مہتاب پری کو قبول فرمایئے اُسوقت صاحبقران نے کہا کہ مردان عالم جس بات کو کہتے ہین اُسے پورا کرتے ہین ایسا نہین ہوسکتا جس وقت تک کہ سلطان ورقہ اور اسرار پری کو رہا کر دونگا اُسوقت تک ہرگز شادی نہ کرونگا محمد مستجم نے بھی کہا کہ حضور جنابا سچے ہین جب تک وہ پورا نہین کرلیتے اُسوقت تک کوئی کام نہین کرتے ہین اُسوقت شاہ صاحب نے صاحبقران کی بہت تعریف کی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے آپ اس مہم کو بھی جلد فتح کرینگے اُسوقت صاحبقران نے انور شاہ اور رمان شاہ سے کہا کہ آپ اپنی صاحبزادیون کو بھیجیے اور چاہیے یہان رکھیے اور چاہیے اپنے مقام پر تشریف لیجایئے اسوقت انور شاہ نے عرض کی کہ حضور جیسا ارشاد فرمائین اُس وقت صاحبقران نے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنے مقام پر تشریف لیجایئے بس یہ سُنکر انور شاہ اور رمان شاہ دونون شاہزادیون کو لیکر روانہ ہوے اور اُسی مقام پر کہ جہان شاہزادہ مع رفقا اُترا ہوا تھا اور جو شاہ صاحب نے اُنکے رہنے کے لیے مقرر کیا تھا فروکش ہوے ادہر یہ کلام صاحبقران عالیشان کا سُنکر شاہ صاحب حال طلسم کو یون بیان کرنے لگے کہ اے صاحبقران یہ طلسم بہت دشوار اور مشکل ہی کیونکہ میمون جنی جو مارا گیا ہی اسکی سرحد کے بعد دربند دودمانیہ ہی اور مالک وہانکا دودمان جادو ہی وہ خاص دربند طلسم کا ہی ایک روز کا ذکر ہی کہ کوہ آئینہ جو قاف مین ہے وہانکا ایک شاہزادہ ہی کہ نام اُسکا عارض خیر دل ہی حسب اتفاق ایک روز دختر بادشاہ طلسم کہ نام اُسکا رضوان سبز پوش ہی برائے سیر دریا ایک کشتی پر روانہ ہوے اور مصروف سیر ہوے اور عارض خیر دل بھی برائے شکار قریب دریا تھا اُسکی جو نگاہ پڑی تو یہ عاشق ہوا اور ملکہ کی جانب دیکھکر اُسنے کہا کہ اے گل گلزار محبوبی و اے باغ حسن خوبی تو گل کس گلستان کی او قمری کس سرو کی ہی یہ کلام سُنکر ملکہ رضوان سبز پوش نے کہا کہ تمھین میری پرسش حال سے کیا واسطہ اسکا کہ ضرور ہی نام ونشان کا دریافت کرنا اسواسطے کہ اسوقت تو مین آپ کو دیکھتا ہون اور جسوقت کہ یہ تصویر میرے سامنے نہ ہوگی تو کیا عجب ہی کہ سودا میرا بڑھے اور دیوانہ ہو کر شاید مر جاؤن - شعر

قیس جو دشت مین پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا	اُسسے لیلی ہی کے دروازہ پہ مر جانا تھا

یہ کلام عشق آمیز اسکا سُنکر ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا کہ اے مرد خوبرو مین وہ بد نصیب ہون کہ مین بیار ارمان دنیا سے جاؤنگی کیونکہ میرے پیام شادی کے بارہا آئے لیکن میرے باپ کا یہ قول ہی کہ مین کسیکا سسرا نہ ہونگا اور نہ کسیکو اپنا داماد بناؤنگا بس اُس دن سے قطعی مجھے یاس ہوئی اور مین شاہزادی ہون طلسم تحویل سلیمانی کی اور بیٹی ہون خاقان جادو کی اور یہ کہکر آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اُسوقت اُسنے اسکی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا ؎

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے ؛ کا نشہ نرگس مین جون شبنم رہے ؛ اُسنے برجستہ یہ شعر پڑھا

شعر- استخوان صدموں سے پسکر بہہ ہو جائیں اگر + تیری نظروں میں کسی ڈھب سے سمایا
چاہیے + بس یہ کلام سنکر ملکہ نے اپنی کشتی کو وہاں سے بڑھایا یہ ادھر تڑپتا رہگیا بعد چندے روز
کے کہ وہ آئینہ کو سر کرنے کے واسطے فتح طلسم کے آیا اور آپ کی ساری روداد اُسنے بیان کی جسکو
میں نے آپکے سامنے عرض کیا لیکن اُسنے ہرگز میرے کہنے پر عمل نکیا حالانکہ میں نے اُسکو
بہت فہمایش کی لیکن اُسنے نہ مانا اور ایک روز اُسی سمت کو روانہ ہوا آخر جا کیا سیر طلسم ہوا
اور دربند دودہ مان پر گرفتار ہو گیا دودہ مان جادو نے بخدمت بادشاہ اُسکو بہجوایا —
بادشاہ نے حال اُسکا دریافت کیا اُسنے اپنے حسب نسب سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور عشق
ملکہ ظاہر کیا بادشاہ نے کہا کہ تجھے اس امر سے انکار ہی اسکو جا کر قید کرو اُسوقت یہ بہت اپنے
حال پر رویا اور کہا کہ میرا قید ہونا برا ہی بلکہ اس کے عوض میں قتل کرنا بہتر اور انسب ہی کہ میں جمال
ملکہ سے بھی محروم رہا اُسوقت دودہ مان جادو نے کہا کہ مہینہ بھر کے بعد میرے دربند پر ملکہ کا دیدار
ہوا کرے بادشاہ نے کہا کہ تمکو اختیار ہی غرضکہ دودہ مان جادو نے اپنی قید میں آ سے رکھا اور
مہینہ بھر کے بعد اپنے دربند پر ایک جلسہ مقرر کیا کہ وہ جلسہ لائق دید ہوتا ہے کیونکہ ملکہ فغفون سروش
مع اپنی کنیزوں و خواصوں کے دربند پر آتی ہی اور دودہ مان جادو نے اپنے مقام پر کئی ستون
آہنی نصب کرائے ہیں اُسمیں سے دھوان نکلتا ہی اور ایک جگہ جمع ہو کر شکل ابر کے پھیل جاتا ہی
اور اُسمیں سے تارے اور چاند نمایاں ہوتے ہیں اور ٹہنیاں قسم قسم کی لگائی جاتی ہیں اور وہ سب
کے سب گل خوش رنگ کے مانند ہو جاتے ہیں اور اُسمیں سے مہک پیدا ہوتی ہی کہ تمام دشت
خوشبو سے مملو ہو جاتا ہی اور وہ ستارے جو ٹوٹتے ہیں تو اُسمیں سے ایک آواز ترانے کی پیدا
ہوتی ہی اور ہزارہا ستارے بن جاتے ہیں اور زمین پر گر کر وہ بشکل انسان ہو جاتے ہیں اور
ایک صف ہو جاتے ہیں اور پھر دوسرا ستارہ ٹوٹتا ہی اور وہ اسیطرح سے انسان بنکر دوسری صف
ہو جاتی ہی اُس وقت آپس میں جنگ مغلوبہ ہوتی ہی اور سب کے سب وہ لڑکر ختم ہو جاتے ہیں
اور وہ ٹہنیاں اور وہ آتشبازی جو گرتی ہوتی ہی اُسمیں سے قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں
اور اُسمیں سے پریاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ بھی نیچے پکڑ پکڑ کر لڑتی ہیں اور مر جاتی ہیں - بعد
اس تماشہ کے ناچ و رنگ ہوتا ہی یہانتک کہ قریب صبح وہ محفل برخاست ہوتی ہی بس صبح کو
وہاں کچھ نہیں نظر آتا اگر کوئی شخص وہاں انکو ملنے کا قصد کرے تو وہی ابر تیرہ و تار اُسکو
قید کر لیتا ہی - یہ جو اس دربند کی صفت دودہ مان جادو نے رکھی ہی یہ سنکر صاحبقران کو نہایت
اشتیاق ہوا اور کہا کہ اب کی روز اُسکے باقی ہیں اُسوقت شاہ صاحب نے کہا کہ آپ کا جانا
مناسب نہیں جبتک کہ کوئی فکر لوح کی نہ ہوئی کہ یہ مرحلہ بہت دشوار ہی اُسوقت ستہم نے عرض کی
کہ اگر کوئی عیار جانا چاہے تو ہو سکتا ہی شاہ صاحب نے کہا کہ البتہ اُس دن اگر کوئی فریب کر کے
اور صورت اپنی تبدیل کر کے جائے تو کیا عجب ہی کہ اس تماشہ کو دیکھے اگر تم جاؤ تو میں بھی ایک
تعویذ دوں کہ تم ساری حقیقت وہاں کی دیکھو صاحبقران سے عرض کرو اُسنے قبول کیا اور شاہ صاحب
نے ایک تعویذ لکھکر اُسکے حوالے کیا - اب یہاں سے

دو کلمہ دیباستان حیرت بیان ستہم زرین کمر کے بیان کیے جاتے ہیں
یعنے جانا ستہم کا اُس دربند پر یعنے دربند دودہ مان پر اور وہاں پہونچکر

ساری روداد کا دیکھنا اور عاشق اور معشوقون کی گفتگو اور لوح کا پتہ لگانا وہان کی حالات متعلقہ داستان ہذا

راویان شیرین مقال اس داستان فرحت بیان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ گستہم زرین کمر تعویذ کو اپنے بازو پر باندھ کر اور صاحبقران سے رخصت ہو کر ایک صحرا کی سمت چلا اور اُس مقام پر کہ جہان پر میمون جنی نے اپنا دربند بنایا تھا پہونچا اور اُسکو ویران دیکھکر اور آگے بڑھکر ایک مقام پر بیٹھا اور اس دن کا منتظر ہوا غرضکہ خدا خدا کرکے وہ دن آیا گستہم فکر عیاری مین متوجہ تھا کہ کیا صورت کرون اور اُس منزل سے کیونکر آگے بڑھون کہ دیکھا سامنے کسانے سے تین عورتین نوجوان چلی آتی ہین اسنے بھی اپنی شکل کو تبدیل کرکے صورت ایک عورت کی بنائی اور جب وہ عورتین قریب اسکے آئین تو اسنے جھکر سلام کیا اور پوچھا کہ آپ اسوقت جلدی جلدی کہان جاتی ہین ان عورتون نے کہا کہ دربند دودہ مانیہ پر ہم لوگ جاتے ہین اور ملکہ برق تیز نگاہ ہماری ایک ہین ہم انھین کے ہمراہ ہین اور کچھ یہ گاتی ہین اور ایک نامہ ملکہ کے پاس لیے جاتی ہین یہ سنکر اس عورت نے کہا کہ کیا کہین مجھکو اشتیاق تو ہین وہی ہے کہ برسون سے ہم بھی اس جشن کا اشتیاق رکھتے ہین اسنے کہا کہ اور کسی کا وہان کام نہین ہے یہ سنکر بیہوش ہوگئی حسب اتفاق اسکو یعنی برق تیز نگاہ کو حاجت ضروری ہوئی اسنے کہا کہ کوئی مقام ہے جہان پیشاب کرکے ہو اسنے کہا یعنی عورت نے کہا آگے مین لیچلون یہ دونون تو یہین ٹھہری رہین اور یہ اپنے ساتھ جھاڑی مین لائی یہ کچھ ایسی بولائی ہوئی تھی کہ جلدی آڑ مین جھاڑی کے بیٹھی اس عورت نے جلدی سے کمند مار کر حباب مار دیا اور بیہوش کرکے کپڑے اُتار لیے اور نامہ لیکر ویسی صورت گستہم کی بنا کر اور وہی پوشاک پہنکر اور وہی نامہ اپنے جیب مین رکھکر اور اس عورت کو ایک غار مین ڈال کر دب دیا اور آپ اپنے ہمراہیون کے پاس آگئی ان دونون نے کہا کہ بڑا عرصہ ہوا اُسنے کہا کہ جب وہ عورت پانی وغیرہ لائی تو مین فراغت کرکے آئی غرضکہ یہ دونون ہمراہ ہوئین اور ملکہ برق تیز کو لیکر چل کھڑی ہوئین یہانتک کہ اس راہ کو طے کرکے قریب چبوترہ بلور کے پہونچین اور دیکھا کہ ایک بنگلہ پرتکلف اُس چبوترہ پر آراستہ ہے اور باقی ہر چہار طرف سامان آتشبازی کی اور وہ ٹٹیان لگی ہوئی ہین کہ دیکھا سامنے سے وہ مہ پارہ یعنی رضوان سبز پوش ماہ وش تین سارھے تین سو نازنین اسکے ہمراہ چلی آتی ہین بموجب اشعار

کوئی اپنی آنکھون کو مٹکاتی تھی	چلی کوئی دامن جھٹکتی ہوئی	کمر تا سے کوئی لچکاتی تھی
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے	نسیمِ دل روان ایسے انداز سے	چلی کوئی کیسی مٹکتی ہوئی
کہ ٹوٹا ہی لیف مرے یون تو سہی	غرض جلکہ پہونچی اک ملیقا	کوئی ہاتھ اٹھا کر یہ کہتی چلی
		عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا

یہ سامان دیکھکر گستہم زرین کمر حیران ہوگیا اور بس ملکہ برق تیز نگاہ پرنی تو یہ کہا کہ بادشاہ طلسم کو آئینہ اپنے کو اس طلسم مین کیون نہ جنبادے اسنے رقعہ کرکے ملکہ کو مخاطب کیا اسنے اپنی خالہ کا مزاج لینے گنگون جادو کا پوچھا اسنے عرض کیا کہ بخیریت ہین اور ایک رقعہ آپکو لکھا ہے اب حضور فرمائیے تو مین پیشکش کرون غرضکہ یہ ہمراہ ہوئی اور ملکہ ہمراہ ایک مسند زرنگار پر جلوہ افروز ہوئی اور وہ جو ہمراہ تھین وہ اپنے اپنے مقام پر جاکر بیٹھین اسوقت اسنے دیکھا کہ سامنے سے سوز جان افعی اسیر طلسم یعنی عارض بخیر دل کو لیکر آیا اور ایک حلقہ اپنی اسکے گرد حلقہ کیے ہوئے اسکو بھی

لاکر اُس چبوترے پر بٹھایا اور آپ سوز جادو ہٹ گیا اس لحاظ سے کہ شاید ملکہ بے لحاظی سے کچھ بات نہ کرے ۔ یہ تو چلا گیا بعد اسکے جانے کے ملکہ نے پوچھا کہ اے اسیر طلسم کیا گذرتی ہے اسنے کہا کہ ہر شب میں ذائقہ موت کا حاصل ہوتا ہے شنکرتی اور بیڑی سے ہمکلام رہتا ہوں بقول شاعر ؎ کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی + رگ رگ میں نیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی + بس تیرے آپ کا دیدار مہینہ بھر تک جلاتا ہے نہیں تو ایک ہی روز میں مرجاتا یہ سنکر ملکہ چپ ہو گئی اور آنکھوں سے اسکے آنسو جاری ہوئے اور یہ فرمایا کہ اے عارف تشنہ دل ہم ابھی نہایت مجبور ہیں اور کچھ ہمارا بس نہیں چلتا مگر تم یہ جان لینا کہ جسدن تمھاری خبر مرگ ہمیں ملیگی ہم دنیا پر نہ ہونگے اسنے کہا کہ مجھے تو یہ آرزو ہے شعر - تمھیں لحد میں اتارو تمھیں پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جاوے + اور ؎ مرنا تو مقدم ہے ارمان نکل جائے + سر زانو پہ ہو تیرے اور جان نکل جائے یہ کلمات حسرت آمیز سنکر ملکہ نے کہا کہ یہ امر تو بہت دشوار ہے نہ معلوم ہے ہم کہاں ہوں اور تم کہاں ہو یہ کہکر ملکہ رونے لگی یہ معرکہ گستہم نے دیکھا کہ صورت برق نگاہ کی بنا ہوا تھا اور دل میں کہا کہ کیا عجب ہے کہ ملکہ سے پتہ لوح کا چلے یہ سمجھ کر وہ نامہ جو اسکی خالہ نے دیا تھا نکالکر دیا ملکہ نے اس نامہ کو لیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے فرزند آجکا جلسہ دیکھکر کیا عجب ہے کہ دوسرا جلسہ دیکھو اسلیے کہ فتاح طلسم آگیا ہے اسی سال کی خبر ہے بس اب تم کو لازم ہے کہ اپنے باپ کو بھی آگاہ کرنا اور کہنا کہ بہت ہوشیار رہیے گا ۔ یہ نامہ پڑھکر ملکہ کے ہوش اُڑ گئے اور چپکے سے کہا کہ خدا کرے یہ طلسم غارت ہو اور یہ اسیر طلسم رہائی پائے ۔ گستہم نے یہ کلام اسکا سن لیا اور دل میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلسم سے بیزار ہے اب کوئی صورت طلسم فتاحی کی نکل آویگی ادھر یہ اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ دود ماں جادو مع سوز جادو کے آیا اور زمین پر اسنے پاؤں مارا اور ستون سے دھواں کھلا تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے چاند نکلا اور ستارے آسمان پر پیدا ہوے اور انکا عکس جو آتشبازی پر پڑا خود بخود چھٹنے لگی اور قسم قسم کے پھول پیدا ہوے اور زمین پر گر کر صورت پریوں کی پیدا کرکے نیچہ ہاتھوں میں لیکر اپنے کرتب کیا اسکے بعد ستارے ٹوٹے اور سوار پیدا ہوے اور وہ بھی لڑکے خاک سیاہ ہو گئے ملکہ نے اٹھکر دود ماں جادو کی بہت تعریف کی اسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ اپنے گانے بجانے میں مشغول ہو جیے اور میں اب جاتا ہوں یہ کہکر دود ماں ساحر تو روانہ ہو گئے ادھر ملکہ نے گائنوں کی جانب دیکھا اور کہا کہ طلب کرو ساقیان خوش چشم اسیوقت مطربان خوش آواز صراحی مرصع نگار اور جام گلفام اپنے ہاتھوں میں لیے ہوے حاضر ہوئے اور ملکہ کو سلام کرکے اور جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے اُس پر ہاتھ رکھدیا اور اشارہ کیا کہ پہلے میرے اسیر طلسم محبت کو پلاؤ یہ ساقی اُس طرف کو جام لیکر آیا اسنے اُس جام کو آنکھوں سے لگا اور پیا اور یہ اشعار ورد زبان لایا -

غزل

ان دنوں جوش جنون ہے ترے دیوانے کو　　لوگ ہر سے چلے آتے ہیں بجھانے کو
منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو　　ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو
خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو　　یہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانے کو
ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم　　بادۂ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو
شہر میں اپنے یہ لیلی نے منادی کر دی　　کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو

یہ اشعار پڑھ کر رونے لگا ادھر ملکہ بھی زار زار مثل ابر نو بہار کے روئی اُسوقت مصاحبون سے کہا کہ صدقے جاؤن گانا سنیے اُسوقت ملکہ برق تیز نگاہ مصنوعی سے نے عرض کیا کہ لونڈی کچھ عرض کرے کہا کہ بہتر اور حکم دیا کہ اچھا تو ہی پہلے گا۔ اسنے کھڑے ہو کے مجرا کیا اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
اُسمیں مجنون کا صدا ماتم رہا
جنمیں رونے کی حقیقت تھی لکھی
آنکھ کی پتلی کا تل وان جم رہا
دل کے جلنے کا نہایت غم رہا
روتے روتے جبکہ اُسنے ہنس دیا
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
صبح گذری شام ہوتے آئی میر
سنتے ہیں لیلی کا محمل تھا سیاہ
برق چمکی ابر باران تھم رہا
واہ رے دل چپکی مرے غمخوار رہا
تو نہ چونکا اور بہت دن کم رہا

یہ غزل نہایت مرغوب ہوئی اور ایک روپٹی بخشی اور ایک مالا موتیون کا انعام میں دیا اور اپنے پاس بٹھالیا کیونکہ یہ ملکہ گلگونہ جادو کی سے پالک ہی اسلئے بھی اپنا دل کہا کر کے ایک پرچہ ملکہ کو دیا اور عرض کیا کہ اسکو پڑھکر چاک کر ڈالیے گا ملکہ نے جو دیکھا اُسمیں تحریر تھا کہ اے ملکہ میں عیار ہون سلیمان صاحبقران کا نوکر جو فتاح طلسم ہی اور نام میرا ستہم زرین کمر ہی اگر اب لوح کی فکر کیجیے تو یہ عاشق آپکا رہا ہوا اور آپ بھی بآرام اسکے ساتھ بسر کیجیے اور درویش زندہ دل کے یہاں وہ مقیم ہین اور ابھی میمون جن کو آنھون نے مارا ہی یہ مین نے بہت جرأت کر کے آپکو نامہ دیا ہی چاہیے اب آپ مجھے گرفتار کرنا چاہیے میری وجہ سے اپنا مطلب دلی حاصل کرین شعر

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا | سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آوے

ملکہ نے دل میں اپنے کہا کہ اللہ رے تیرے دینے کی سلطنت کہ اپنی جان کو نذر دیا اور اپنے تئین ظاہر کیا کیا عجب ہی کہ اس سے مطلب دلی حاصل ہو اور یہ کہکر علیحدہ ہاتھ پکڑ کے لے آئی اور کہا کہ اے برق تیز نگاہ کیا تو مجھے خالہ صاحب کی طرف سے آزماتی ہی اور ایسا فقرہ میرے ساتھ لگاتی ہی اسنے قسم کھا کر کہا کہ نہین میرا نام ستہم زرین کمر ہی اور مین نے اُسکو دبا دیا ہی اور اُسکی صورت بنکر آپ تک آیا ہون اگر ہیئت اصلی دکھاؤن تو صورت میری بگڑ جائیگی اور مین عاشق ہون تصویر پر ملکہ اسرار پری کے کہ وہ زندانخانہ تحویل سلیمانی میں قید ہی ملکہ نے وعدہ کیا کہ مین کل ہی جا کر اُسے اپنے ساتھ لے آؤنگی لیکن تو میرے ساتھ رہ جیسا ہوگا ویسا مین کہونگی اسنے کہا کہ بہت مناسب ہی غرضکہ دونون اُس محفل مین زود گشت ہوئے تل ورنگ ہونے لگا اب وہ شب تمام ہونے لگی عارض شیر دل نے فلک کی جانب دیکھکر کہا کہ ماہتاب بھی اب آنکھ چراتا ہی اور میرا معشوق بھی اب جدا ہونے کو ہی۔ شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدم بہار آخر شد

بس دیکھا کہ سامنے سے دو دمان جادو اور سود جادو نمایان ہوئے اور قیدی طلسم کو بہلا دیا اور اُسکے بعد ملکہ کو بھی رخصت کیا اور وہ تمام سامان جسقدر تھا وہ سب برطرف ہوگیا اور وہ دو جوان آنھین محلون مین سما گیا ملکہ اپنے مکان پر آئی اور آکر اُسنے برق تیز نگاہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے ستہم کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ آپ اپنے والد سے دریافت کیجیے عجب نہین کہ وہ لوح کو آپ سے بتا دین تو ہم اُسکی فکر ین اور صاحبقران کو لائین ملکہ نے یہ سُنکر سواری طلب کی اور سوار ہو کر خدمت مین بادشاہ کے آئی اور بادشاہ کو مجرا کیا اسنے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو مین مثل دل کے جگہ دی لیکن اُسوقت دیکھا تو اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین اسنے

اپنے دامن قبا سے اسکے آنسوؤن کو پونچھا اور کہا کہ اے جان پدر کیا سبب تیرے رونے کا ہے اگر
کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لون یا کسی قسم کی بے ادبی دودمان جادو سے ہوئی ہو تو اُسے
بیان کیجیے اسنے رقعہ گلگونہ جادو کا پیش کیا بادشاہ خاقان جادو ہنسنے لگا اور کہا کہ تو کیون رنج کرتی ہے
مین نے بہت بڑا انتظام کیا ہے تیری خالہ کی ران مین مین نے لوح طلسمی کو رکھ دیا ہے اور اُسکو بھی
نہین معلوم ہے کیونکہ مین نے بیہوش کر کے یہ انتظام کیا ہے اور کسی کو نہین معلوم تو خاطر جمع رکھ
اُسوقت تو یہ بظاہر بہت خوش ہوئی اور اپنے باپ کے گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ جناب عالی
زندان خانہ مین اسرار پری قید ہے اگر حکم ہو تو مین اسکو اپنی مصاحب کرون بادشاہ نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے۔ بادشاہ نے اُسی وقت داروغہ زندان خانہ کو حکم لکھا کہ اسرار پری کو حوالہ ملکہ کر دو اسنے
زندانخانہ سے منگوا کر اسرار پری کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنے باغ مین لا کر اسے پوشاک پہنوائی اور
برق تیز نگاہ کو بلا کر بھجوایا ملکہ برق تیز نگاہ نے دیکھکر کہا کہ اس سے گلے تو ملو غرضکہ اُسوقت عجب
طرح کی خوشی ہوئی اور اسرار پری ایک مقام پر بیٹھی اور برق تیز نگاہ ایک مقام پر بیٹھی اُس وقت
بعد صحبت طعام کے اپنے اپنے مقامون پر یہ سو رہے صبح کو اسنے یعنی ملکہ نے اپنے باپ سے
اجازت لی کہ مین نے اسوقت تک برق تیز نگاہ کو جانے نہین دیا ہے اگر حکم ہو تو مین خالہ کو بھی دیکھ
آؤن اُسوقت اسنے ایک انگشتری دی اور یہ کہلا بھیجا کہ بیٹا جاؤ بغیر اس انگشتری کے کوئی اسکے اندر
نہین جا سکتا یا وہ جسکو بھیجے وہ آ سکتا ہے بابرکت سے اس انگشتری کے تم چلی جاؤگی اور نہین
بیچارہ بھی نہ پہونچا غرضکہ چند مصاحبین لیکر ملکہ مع اسرار پری روانہ ہوئی جب کہ وہان سے قریب رہا
اُسوقت ستہم نے عرض کیا کہ مین یہ مناسب جانتا ہون کہ مین صاحبقران کو یہان لے آؤن اور وہ
آپ کے جھوٹ موٹ عاشق بنینگے اُنکو بھی لیتی چلیے اور آپ اپنی خالہ سے چپکے سے یہ فرمائیں
کہ یہ شخص فتاح طلسم معلوم ہوتا ہے کہ اسنے مجھ سے بیان کیا ہے تو آپ شراب پلا کر اسے بیہوش کر کے
پکڑ لیجیے اور میرے باپ کے پاس روانہ کر دیجیے اسنے کہا کہ بہتر ہے تم جا کر فتاح طلسم کو لاؤ ستہم یہ
سنکر اسرار پری کو لیکر اُسی وقت روانہ ہوا اور بہت جلد خدمت مین فتاح طلسم کے پہونچا اور
سارا حال صحبت کا بیان کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ اسرار پری ہے ہم آپ فتاحی کر کے اسکو چھڑا لائے
صاحبقران دنگ ہو گئے اور درویش صاحب ہنسے اور کہا کہ الحمد للہ کہ اب لوح کا سلسلہ لگ گیا
اُسی وقت صاحبقران نے اسرار پری کو مہتاب پری کے پاس روانہ کیا یہ اسکو دیکھ کر نہایت
خوش ہوئی اور شکریہ ستہم کا بیان کیا اور سلطان وزیر کی قید کو بیان کیا اسوقت ملکہ مہتاب
پری اور دختر زنان شاہ رونے لگی اب انھین تو اس مقام پر چھوڑا جاتا ہے ادھر ستہم نے
اپنی عیاری کا حال بیان کیا اور کہا کہ آپ چلیے اور جھوٹ موٹ عاشق ملکہ رضوان سبز پوش
کے بنیے فرمایا کہ مین نے قبول کیا اسی وقت انھون نے شرکت طلب کیا اور شاہ صاحب بھی
بادشاہ سے رخصت ہو کر اسکے ساتھ ہوے اور راستہ طی ہو کر کے قریب ملکہ رضوان سبز پوش
کے پہونچے اور ستہم سے کہا کہ واقعی بہر دار حیبنان ہے لیکن یہ جسکی معشوقہ ہے اسے مبارک رہے
اور خدا کرے کہ وہ بھی راہ راست پر آئے اور یہ کہکر رضوان سبز پوش کی جانب دیکھا اور
کہا کہ ہم آپ کے عاشق ہین ہم بھی چلین اسنے کہا کہ آؤ یہ ساتھ لیے ہوے قریب اُس کوہ
گلگونہ کے آکر پہونچی اور عکس انگوٹھی کا ڈالا۔ تڑاقا ہوا اور در پیدا ہو گیا مع فتاح طلسم اندر

دو تین عورتوں کے داخل ہو گئی اُس راہ کو طے کر کے قریب باغ گلگونہ جادو کے پہونچی قلعہ کی محل
نے مرد کو جو ساتھ دیکھا گلگونہ جادو نے ساری کیفیت بیان کی یہ سنکر ملکہ گلگونہ تعجب میں
تھی کہ ملکہ رضوان سبز پوش سامنے گلگونہ کے آئی اور باادب تمام سلام کیا اور خالہ کے گلے
سے لپٹ گئی اور ساری روداد جو ستمہ نے سکھائی تھی بیان کی اور کہا کہ یہ فتاح طلسم ہو اسے حضور
کسی ترکیب سے بیہوش کر کے میرے باپ کے پاس بھیجدیجیے کہ یہ اندیشہ جاتا رہے یہ دیکھکر
یہ خوش ہوئی اور کہا کہ اچھا اُسے سامنے بلاؤ اور محفل درست کرو برق تیز نگاہ نے بھی مجرا کیا
اور کہا کہ ملکہ نے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا جو مجھے عرصہ ہوا اسنے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اب اس موذی
کو گرفتار کر لو کہ میں سحر نہیں کر سکتی ہوں نہ معلوم کہ مجھے کیا ہو گیا اسنے کہا کہ بہت خوب اس نے
اُس محفل کو آراستہ کیا اور کہا کہ اے عاشق ملکہ آؤ یہ سنکر اندر تشریف لائے اور وہ جگہ
جو انکے بیٹھنے کی تھی وہاں انکو بٹھایا اور دلہن گلگونہ جل گئی اور کہا کہ واللہ موت کا اسے
چکھانے دیتی ہوں یہ کہکر ملکہ کو سامنے بٹھایا اور آپ بھی آکر بیٹھی اور جھوٹ موٹ اس لکاتہ
نے بلائیں صاحبقران کی لیں اور کہا کہ میں آپ کے آنے سے بہت محظوظ ہوئی اور آواز دی
کہ اے ساقی مہمان کی ہمارے خاطر کرو اسوقت برق تیز نگاہ صراحی زر نگار لیکر حاضر ہوئی اور
جام فتاح طلسم کو دیا انہوں نے پی لیا باقی اسنے پلا کر ملکہ کو جام دیا اور تیسرا جام اسنے جام بیہوشی
آمیز کر کے ملکہ گلگونہ جادو کو دیا اسنے بھی بے اندیشہ وہ جام پی لیا جانتی تھی کہ میری لے پالک ہے
دوسرا جام اسنے اور بھی ملکہ گلگونہ جادو کو دیا اسنے انکار کیا لیکن اسنے قسمیں دیکر پلایا اور پھر
اسنے اور جو حاضرین دربار تھیں انکو بھی پلایا اور پھر صاحبقران کو ایک جام دیا اور ایک ملکہ کو
جام صاف دیا اسوقت تیسرا جام گلگونہ کے پاس لیکر آئی اسنے کہا کہ بچی مجھے اسوقت گرمی معلوم
ہوتی ہے اور یقین ہے کہ قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکلجاوے اسنے کہا کہ ضرور ہوا کیا ہے
یہ سنکر گلگونہ اُٹھی دوسرے قدم پر تاثیر بیہوشی ظاہر ہوئی یہ زمین پر دھم سے گری سب کی
سب اُٹھانے کو دوڑیں جو اُٹھی وہ گری گویا جہان سے اُٹھی بس جب اسنے دیکھا کہ یہ بیہوش
ہوئی اسوقت اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ بھی اپنے تئیں بیہوشی میں ڈالدیجیے اور ہم ملکہ کی ران سے
لوح لیکر چلے جائینگے اور سب آپ اپنے باپ کے پاس جاکر یہ سب روداد بیان فرمائیگا ملکہ نے
تصور کیا کہ عشق کیا بری شے ہے اپنے عزیزوں کا قتل کرانا اور باپ کا قتل کرانا مجھے گوارا کرنا پڑا
اسنے کہا کہ بہتر ہے انھیں لوگوں میں جاکر پڑ رہی ادھر صاحبقران سے اسنے کہا کہ اسی ران
میں لوح ہے اب آپ اسکو نکال لیجیے اور یہ جلادی آپکے حوالہ کی گئی ہے کیونکہ آپ فتاح طلسم
ہیں غرضکہ صاحبقران نے لوح کو اسکی ران سے نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا اڑگیا اور زمانہ تیرہ و تار
ہوا اسی عالم میں یہ لوح لیکر درہ کے باہر ہوئے ادھر وہ شور و قیامت برپا ہوا اور یہ عورتیں سب ہوش
میں آئیں تو ملکہ کو مردہ پایا غرضکہ یہ صلاح ہوئی کہ بادشاہ طلسم کے پاس اسکی لاش لیکر چلیں غرضکہ
سب کی سب لاش اسکی اُٹھا کر مع ملکہ کے روانہ ہوئے راہ کو طے کر کے قریب طلسم پہونچے بادشاہ نے
پوچھا کہ یہ غوغا کیسا ہے ان لوگوں نے دریافت کر کے کہا کہ کسی نے گلگونہ سبز پوش کو مار ڈالا ہے اور آپکی
دختر نیک اختر بھی روتی ہوئی آگے آگے نعش کے آتی ہیں بس بادشاہ گھبرا گیا اور کہا کہ جلدی بلاؤ
یہانتک کہ یہ سب کی سب مع لاش کے پہونچے پوچھا بادشاہ نے کہ ارے یہ کیا ہوا اسکی بیٹی نے

بڑھکر کہا کہ حضور مین جو صحبت مین گئی تھی اور در بند دو دہ بان پر پہونچی تو خالہ صاحب نے برق کو
مع نامے کے روانہ کیا تھا اور میرے پاس آئی اور اُسنے نامہ دیا اور لگائی اور بجھائی مگر وہ کوئی عیار
تھا اُس نے برق تیز نگاہ کو راستے مین مار ڈالا تھا اور آپ اُسکی صورت بنا تھا اور مجھے ساتھ لایا
یہانتک کہ اسرار سے بھی واقف ہو گیا تھا اور جب مین خالہ صاحب کے وہان گئی تو ایک شخص
میرا عاشق بلا معلوم ہوا کہ وہ دشمن آپکا صاحبقران ہے مین اُسکو خالہ صاحب کے وہان لیگئی اور
ساری روداد بیان کی کہ یہ سب گواہ ہین اُسوقت صلاح ہوئی کہ اسکو بیہوش کر کے مار ڈالینگے
اُسوقت عیار نے کہ جو برق تیز نگاہ بنا ہوا تھا اُسنے ہم سب کو شراب پلا کر بیہوش کیا اور خالہ صاحب
کو مار ڈالا یہ کہکر انگشتری بادشاہ کو دی اور رونے لگی بادشاہ نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہین ہے لوح اگر
لیگیا ہے تو کیا مضائقہ ہے میرا کیا کر سکتا ہے مین ابھی اور انتظام کیے دیتا ہون یہ کہکر خود بھی ملکہ
گلگونہ جادو کے مرنے کا افسوس کیا اور حکم دیا کہ اسکا جنازہ بڑی دھوم سے اُٹھایا جاوے
یہ حکم پاتے ہی جنازہ اُٹھایا گیا اور موافق رسم پھکوا دیا گیا اب انکو اسی مقام پر رہنے دیجیے
کہ انکا ذکر وقت پر آئیگا اب

وہ کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جوان کو جبر کر کے اور لوح نکال کر مع گستہم زرین کمر روانہ ہوئے تو تھوڑی دیر مین خدمت
درویش صاحب مین حاضر ہوئے اور سارا حال من وعن بیان کیا شاہ صاحب اور ریلو شاہ
نے اور جتنے دیو و پری و جن کہ ہمراہ لشکر بادشاہ انور شاہ و رہان شاہ آئے تھے اُنھون نے
مع دشنا سلیمان صاحبقران کی کی اور جستہ گستہم زرین کمر کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا صاحبقران
نے وہ لوح شاہ صاحب کے آگے رکھ دی شاہ صاحب نے ملاحظہ کیا اور کہا کہ ہان یہی لوح ہے اور
اُسکے خون کو پاک کر کے حوض مین غوطہ دیا کہ جو سنگ موسی کا بنا ہوا تھا اور اُس مقام پر واقع
تھا اور بسم اللہ کہکر صاحبقران کے گلے مین ڈال دیا اور فرمایا کہ اب آپ کو فتاحی طلسم مبارک ہو
اُسوقت صاحبقران نے کہا کہ اب مین طرف تحویل سلیمانی کے جاؤنگا اور اگر خداوند کریم نے
چاہا تو آپکے اقبال سے فتح کرونگا یہ کہہ ہی رہے تھے کہ انور شاہ نے آکر عرض کیا کہ حضور کو اندر محل
کے سب نے بلایا ہے اسلیے کہ معلوم ہوا ہے کہ حضور کا قصد برائے فتاحی طلسم ہے اُس وقت
صاحبقران نے سنکر اپنی پوشاک خاص منگوائی اور اُسکو زیب تن کیا اور ہتھیار وغیرہ لگائے
اور داخل محل ہوئے اور گستہم زرین کمر بھی لشکے ہمراہ ہوا اُسوقت اسرار پری کی نظر گستہم زرین
کمر پر پڑی اور اپنی گردن نیچی کر کے کہا کہ حضور صاحبقران عالیشان تشریف لاتے ہین اُس وقت
ملکہ مہتاب پری نے دیکھا اور اپنی گردن کو نیچا کر لیا صاحبقران آکر کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے
اور گستہم بھی عقب صاحبقران عالیشان کھڑا ہو گیا اُسوقت مہتاب پری نے کہا کہ مین نے
سنا ہے کہ آپ برائے فتاحی طلسم تحویل سلیمانی تشریف لیجاتے گا۔ صاحبقران عالیشان نے
کہا کہ ہان میرا جانا اب ضروری ہے ایک تو مجھے رہا کرنا سلطان درقہ تمہارے بھائی کا ہے اور دوسرے
مالک طلسم کی دختر کا عقد اُسکے عاشق عارض شیر دل سے کرانا ہے یہ سنکر مہتاب پری نے کہا کہ
یہ مقابلہ بھائی کا ہے مین کچھ نہین کہسکتی اور یہ کہکر آبدیدہ ہوئی اور آنسو اسکے دونون رخسارون پر

جاری ہوگئے اور ہزاروں خیال اسکے دل میں آنے لگے اُسوقت صاحبقران زمان نے بہت سے کلمات
تسکین آمیز فرمائے اور کہا کہ تم لوگ گھبراؤ نہیں ہم انشاء اللہ بہت جلد طلسم فتح کرکے واپس آئینگے لیکن
تم سب کی سب درگاہ اقدس الٰہی میں دعا کرتی رہو یہ فرماکر اُٹھے اور سب ساکنان محل سے رخصت
ہوئے جتنی عورتیں کہ وہاں تھیں وہ سب کی سب رونے لگیں اور ایک غل رونے کا بلند ہوا
اُسوقت کوئی تصدق اُتارتی تھی کوئی بلائیں لیتی تھی اور کوئی کہتی تھی کہ ہمنے آپکو امام ضامن کی ضامنی
میں دیا اور کوئی کہتی تھی کہ جسطرح سے پیٹھ دکھاکے جاتے ہو اسیطرح سے منھ دکھانا غرضکہ
صاحبقران عالیشان محل سے برآمد ہوئے اور خدمت شاہ صاحب میں آئے اور اجازت برائے
فتح طلسم تحویل سلیمانی طلب کی شاہ صاحب نے رخصت عنایت کی اور صاحبقران سب لوگوں
سے ملنے لگے اور انور شاہ اور زمان شاہ اور جتنے کہ دیو اور جن تھے اُن سے بھی ملے اور سب سے
رخصت ہوئے اُسوقت گستہم زرین کمر نے عرض کیا کہ حضور یہ نمکخوار قدیم ہے ضرور ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہوگا صاحبقران زمان نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ دستور یہ ہے کہ تنہا برائے فتح
طلسم جانے میں تمہارا لیجانا مناسب نہیں ہے تمکو میں برائے حفاظت ناموس چھوڑتا ہوں
یقین ہے کہ جب میں فتح دربند دود مانہ کرونگا اُسوقت یا تو تمہیں بلوالونگا اور عجب نہیں کہ تم
خود ہی وہاں آؤگے اور اب تم میری طرف سے اطمینان رکھو جیسا کچھ کہ لوح میں نوشتہ پاؤنگا
اُسی کے مطابق عمل کرونگا۔ یہ سنکر گستہم زرین کمر خاموش ہو رہا اور صاحبقران یعنی شاہزادہ
سلیمان طرف تحویل سلیمانی کے برائے فتح روانہ ہوئے ؎

دو کلمے داستان ظفرنشان سلیمان صاحبقران کے عرض کیے جاتے ہیں یعنی دربند کا فتح کرنا اور وہاں سے طلسم پر جاکر اُسکا فتح کرنا و باقی متعلقہ داستان ہذا۔ اشعار

لگا ساقیا دور مینا سے مل کہ سنگ الم سے دل اب چور ہے	ہو غنچہ ساں دل مرا کھل گیا نئی داستاں اب سناتا ہوں میں	رہائی اسیروں کی منظور ہے گرفتار غم کو چھڑاتا ہوں میں
بس اعجاز خامہ دکھانے پڑے	دھوئیں ساحروں کے اڑانے پڑے	

یہاں سے بلبل رنگین بیان کو یوں نغمہ سنج کرتے ہیں کہ جسوقت کہ یہاں سے فاتح طلسم برائے
فتح طلسم روانہ ہوا اور طے مراحل کرکے اُس منزل کو قریب دربند دود مانہ کے پہونچے دیکھا کہ
کچھ میل معلوم ہوتے ہیں اُسکی تکمیل کے واسطے اُٹھاکے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمیں لکھا تھا کہ
اگر تو سامنے میل کے پہونچے تو یہ اسم پڑھکر جانا اُسوقت تجھے معلوم ہوگا کہ دھواں نکلتا ہے
اور جس میل سے پہلے دھواں نکلے اُسے اپنی نگاہ میں رکھنا اور جب تمام صحرا تاریک ہوجاوے
اور اندھیرا ہوجاوے اُسوقت اپنی آنکھوں کو بند کرلینا اور گھبرانا نہیں اُسکے بعد تجھے معلوم ہوگا کہ
روشنی ہوگئی اور چاند نمایاں ہوا اور ستارے پیدا ہوئے اُسوقت جب ستارہ تو دیکھیگا تو دور سے
پڑتے پاوے اور اگر وہ زمین پر آجاوے گا تو وہ پھٹیگا اور اُسمیں سے جو فوج پیدا ہوگی وہ تجکو
گھیر لیگی اور تو حشر تک اُس فوج سے سربر نہ ہوگا اس سے تجھے لائق و لازم ہے کہ اپنے تئیں جب

کہ وہ ستارہ زمین پر آ کے اُس میل تک پہونچا دے اور اُسکو جو ور صاحبقرانی کھینچ لے اُسمیں سے
ایک غار پیدا ہوگا تو اپنے تئین اُسمین گرا دینا کہ وہی راہ طلسم ہے پس یہ صاحبقران نے پڑھا اور اُس
مرکب کو صحیح طلسم پر لائے کہ دیکھا کہ تڑاقا ہوا اور دھواں اُس میل سے فلک پر چلا اور تمام صحرا
تاریک ہوگیا اُس وقت صاحبقران بہت پریشان ہوے اور آنکھیں اپنی بند کرلین تھوڑی دیر
کے بعد تاریکی دفع ہوئی اب جو انھون نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ اُس ابر سے چاند نمایاں ہوا اور اسکے
بعد ستارے نمایاں ہوے لیکن بوجہ لوح کے وہ تاریکی انکا کچھ نہ بنا سکی اُسوقت انھون نے دیکھا
کہ ستارہ ایک اپنے مقام سے ٹوٹا اُسکا ٹوٹنا تھا کہ یہ مرکب کو جھکا کر برابر میل کے پہونچے کہ جسمین
سے پہلے دھواں نکلا تھا یکھوڑے پہ سے کود پڑے اور دامن ہمت کو گرداں کر میل پر ہاتھ ڈالدیا
اور اُس اسم کو پڑھا اور بزور صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا کہ وہ میل اکھڑ گیا اور اُسمیں سے ایک غار
عمیق معلوم ہوا اور ادھر وہ ستارہ بجھا اور فوج پیدا ہوئی افسر فوج جو تھا اُسنے آواز دی کہ باش
او صاحبقران تو کہاں پہونچ گیا ہم آ گئے اور ہم سے جنگ کر پھر آگے بڑھا خیال میں انکے آیا کہ یہ
کہیگا کہ ہمارے ڈر سے گڑھے میں کود گئے پس یہ خیال کرکے تیغہ پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ میں بھی جواب
دوں اور نعرہ کردوں کہ ساتھ ہی آواز آئی کہ کیا کرتے ہو حکم لوح سابق پر خیال کرو پس یہ سنتے ہی
صاحبقران نے اُس نقب مین اپنے تئین گرا دیا پس بعد تھوڑی دیر کے اب جو دیکھا تو ایک
صحرا لق و دق مین اپنے تئین پایا اور جب چند قدم راستہ طے کیا تو دیکھا کہ ایک فوج سیاہ پوشون
کی کھڑی ہوئی ہے اور آواز اُس فوج سے پیدا ہوئی کہ باش او فتاح طلسم تو یہاں بھی آ پہونچا
اب ہم تجھے کب زندہ چھوڑتے ہیں اور یہ کہکر اُن سب نے نیزے باگ کے لیے اور تلوارین کھینچ
لین ادھر فتاح طلسم نے لوح کو اُٹھا کر ملاحظہ کیا اُسمیں لکھا تھا کہ اس فوج سے مقابلہ نہ کرنا جب
یہ فوج تمھارے قریب آجاوے تو اُسوقت تم یہ اسم پڑھکر اپنے اوپر دم کرنا اور خیال کرنا کہ اُس
فوج کے بیچ مین ایک شخص انگیٹھی آگ کی لیے ہوے ہے اور زنجیر گلے مین ڈالے ہوے اور
کچھ رائی مٹر سرسون کے دانہ پڑھ پڑھ کر اُسمیں ڈال رہا ہے پس اُسکو تاکو اور اُسکی پیشانی پر تیر
یہ اسم پڑھکر مارو اگر تمھارا تیر اُسکی پیشانی پر لگ گیا تو پھر قدرت خداوند عالم کا تماشا دیکھنا پس یہ
ملاحظہ کرکے انھون نے ترکش سے تیر نکالا اور اُسکی پیشانی کو تاکا اور اسم پڑھکر اُسکی طرف پر کیا
بفضلہ تعالے وہ تیر انکا جو کمان سے چھوٹا مثل کلام برجستہ کے جو پہونچا تو اُسکی پیشانی پر معلقا
اُس تیر کا لگنا تھا کہ انھون نے دیکھا کہ اُسنے چیخ ماری اور زمین پر گرا اور گرتے ہی جتنی فوج تھی
وہ سب ایک دھواں ہو کر اُڑ گئی اور اندھیرا سا چھا گیا اور تمام وہ مقام تاریک ہوگیا اور بعد تھوڑی
دیر کے وہ اندھیرا برطرف ہوا اور آواز آئی کہ مارا جوان کشتی نام من دودمان جادو بود افسوس
کہ کم طلسم کو اس فتاح طلسم نے توڑا اُسکے بعد جو دیکھا تو لاش دودمان جادو کی خاک پر پڑی
ہوئی ہے اور صحرا اور وہ میل بھی برطرف ہوگئے یہ ایک نقب مین کھڑے ہین کہ دیکھا کہ سامنے
سے رمان شاہ اور انور شاہ یہ مع فوج و بارگاہ کے مبارکباد دیتے ہوے سامنے سے نمایاں
ہوے اور انکے ساتھ درویش زندہ دل بھی پیدا ہوے اور آواز دی کہ شاباش و مرحبا اے
صاحبقران ظفر نشان اگر مین نہ پہونچ جاتا تو یقین تھا کہ آپ اپنی جوانمردی و جوش صاحبقرانی اُس
فوج کو دکھاتے پھر بہت مشکل پڑجاتی صاحبقران نے فرمایا کہ اُسمین کچھ شک نہ تھا غرضکہ

صاحبقران کو سب کے سب بارگاہ میں لیکر آئے اور انکی نہایت تعریف و مدح کی جب شب ہوئی
اسوقت سب نے طعام وغیرہ سے فرصت کی اور اپنی اپنی آرامگاہ میں آئے استراحت کی وقت نماز صبح
شاہزادہ نے انکو رخصت کا پیام اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اور رخصت ہوئے اب
ناقلان حکایت نو کہن طلسم بندان جادو فن اس حکایت غریب و داستان عجیب کو یون بیان
کرتے ہین کہ جب شاہزادہ سلیمان صاحبقران نے فتح دربند دود مانیہ سے فراغ حاصل کیا تو آپ
طرف دربند کوہ آئینہ حصار کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل ایک مقام دلکشا
انکو نظر آیا کہ اسکے دیکھنے سے فرحت تازہ آئی اور طبیعت لہرائی دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری
ہے اور اسکے سامنے ایک چمن مشک بیز ہے خاک عنبر آمیز ہے ہر ہر گام پہ سبزہ گاہ ہے قدم قدم پر جلوہ
مہر و ماہ ہے کہ جسکی تمنا سے دیدہ میں دل حوران خلد برین داغ داغ ہے اسکے آگے گلشن فردوس
کا مکان بے چراغ ہے ابیات

بچھا ہے سبزۂ گلشن میں فرش مخمل کا
ہر ایک گل سے ہویدا ہے رنگ [illegible]
نسیم مست لگاتی ہے جو غش مستی میں
مثال صوفی سرمست وجد میں اشجار
چمن چمن ہین درختان باغ کے [illegible]
کھنچا ہے روئے زمین سایبان بہار
قدرات چمن میں ہے دھوم شادی کی
لپٹ لپٹ کے جو ان باغ سے [illegible]
قدم قدم میں صنوبر پر [illegible]
ہر ایک غنچہ سے پیدا ہے یار کی شوخی
عروس گل نے بچھایا ہے چادر زرتار
برنگ بادہ کشان مست ہین [illegible]

صحرا صحرا جنت نظیر ہے جنگل جنگل خطہ کشمیر ہے ہر طرف قدرت خدا کا ظہور ہے سیلاب
چشمہ نور ہے بقول ذوق - شعر - چمن میں ہے یہ درختان باغ پر جوبن + کہ زہر کھاتے ہین سبزان
خطہ کشمیر + کوسون سبزہ نوخیز لہلہاتا ہے گویا ایک میدان ہے بے نظیر دلمین چھا جاتا ہے سبزی
مین ایسا کہ سبزہ جی نے خواب انگور چھوڑ کر سبزی کا چھیلا پن اڑایا ہے فلک مینا رنگ کے
نیلا پیلا ہوکر زہر کھایا ہے جہانتک نظر کام کرتی تھی یہی کیفیت آنکھ سے گذرتی تھی درمیان
سبزہ زار چمن زار ہے قدرت پروردگار آشکار ہے درختان میوہ دار لب چشمہ سار کھڑے کھڑے
جھومتے ہین اطفال شگوفہ جھک جھک کر نونہالان باغ کے قدم چومتے ہین گلہائے رنگا رنگ
قبا ہائے تنگ تنگ مین پھولے نہین سماتے ہین غنچہ ہائے نو شگفتہ نظر گل سے جیب جیب
کر مسکراتے ہین بقول ذوق ~ رخسار گل تر کا ہے سرخی سے یہ عالم + جون وقت غضب
چہرۂ ترکان خطائی + سردی جو ہوا ہو ہے ہے عاشق کے جگر کو + معشوق کا گر ہاتھ مین ہو دست
حنائی + لطافت آب و ہوا و کثرت نشو و نما سے برسات کا موسم پایا جاتا ہے ابر نو بہار ہر چہار
طرف سے جھوم جھوم کر آتا ہے ذوق ~ ہوا پہ دوڑتا ہے اسطرح سحاب سیاہ + کہ جیسے جا
کوئی فیل مست لیے زنجیر + جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے دن تو ہے کے اگر [illegible] نے لگے
چھما چھم مینھ برستا ہے رعد متوالون پر آوازے کستا ہے - شعر تجھ کو نہین رحمت باری سے
ساقی + روئے جو ذرا مست تو میخانہ سے برسے + رعد کی کڑک بجلی کی چمک غضب کی کیفیت
دکھاتی ہے خود بخود طبیعت لہراتی ہے جو کوئی معشوقہ نازنین سامنے آتی ہے بے اختیار یہ بیت
اسکو سناتی ہے کہ جلیت برق کو چھڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ + ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل مضطر
پہ رکھ + جدھر دیکھو جھیل تالاب لبالب ہین چشمہ چشمہ کٹورے کیطرح چھلک
رہا ہے دریا رواں ہے تیر کی طرح لپکتا ہے بقول ذوق ~ ہو پہنچا کمک لشکر باران سے جو باد
برنالی ہے دشت مین دریا یہ چڑھائی + لب آب فاز قوسے سرخاب اور لطین مرغابیان

باغ میں ڈالیاں لگائی ہیں عجب بہار دکھاتی ہیں گلوں کی قطاریں کی قطاریں چلی جاتی ہیں عجب سماں
زیر آسمان بندھا ہوا ہے شاہزادہ سلیمان یعنی فتاح طلسم تحویل سلیمانی نے جو دیکھا مبہوت
ہو گئے اور لوح کا بھی دیکھنا موقوف کیا اور زبان سحر بیان سے تعریف باغبان قدرت کرتے
تھے اور وجد کرنے لگتے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین بہار چمن
در در گوش سر مرصع پوش دریائے جواہر میں غرق از پا تا فرق۔ شعر۔ آرائش کی بیکل گلے میں ڈالے
ہوئے + پیاری پیاری پھبن نکالے ہوئے + پری پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی
راتیں مرادوں کے دن + جمال جو کیا تو دیکھا ؎ روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا +
گل کھلاتے ہوئے باد سحری کو دیکھا + اسوقت انکے ہوش و حواس اڑ گئے اب جو نظر غور سے
دیکھا تو لب چشمہ پر وہ پری پیکر کھڑی ہے بقول ذوق۔ شعر۔ ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان
روش پر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق + شعر۔ انداز وہ انداز کہ الفت نگہبان + غارتگر
دین دشمن دل رہزن ایمان + گر قہر کرشمہ ہے تو غمزہ ستم جان + ہر بات پہ بس جائے دل گبرو
مسلمان + تعریف مگر کوئی سمجھائی نہیں دیتی + ہے نام ہی کا نام اور دکھائی نہیں دیتی + معاذ اللہ
اگر انسان اسکی چین جبین خواب میں بھی دیکھ پائے کمالات جنون میں نکلے جتنے چشم مرجائے
ٹھہرے بالوں کے دیکھنے سے آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے موتی بھری مانگ میں جادہ کہکشان
سے سر مو فرق نہیں پایا جاتا ہے نظم۔ ہوئے سر یاران سیہ کا ایک برابر لشکر ہے + مانگ سر ہے
جو ایک مار سیہ اسکے لشکر کا سر لشکر ہے + بار زلف گران کمر پہ نہ ڈال + زلف کو دیکھ اپنی کمر کو دیکھ
جوڑے کی بندش جگر کو دل بند کرتی ہے زلف کی زنجیر پاؤں میں پڑ کر نظر بند کرتی ہے۔ درازی گیسو سمجھ
میں نہیں آتی ہے کمند فکر و وہم کوتاہی کر جاتی ہے بقول عارف شعر۔ اگر ان زلفوں اٹھا کے تم
مزار رفتار کا + پاؤں میں حلقہ پڑے گا گیسوئے خمدار کا + جبین نورانگیں افشان پروین اسی چمک
دمک سے چمکاتی ہے جیسے بجلی کی چمک ماند ہو جاتی ہے اور اسکی بھی آنکھ جھپک جاتی ہے
بقول ذوق شعر۔ چنی تو نے افشان جو اسے مہ جبین + ستاروں میں کیا کیا خیال آگئے
گرمی حسن سے پیشانی پر جو گیسو سے قطرات اشک آجاتے ہیں معلوم ہوتا ہے شب مہتاب
میں اجلی چاندنی کو کالے لہراتے ہیں دست شانہ گویا بصد ناز دستی دراز ہے لیکن زلف کو
کب پاتا ہے آئینہ اس خورشید رو کے روبرو آکر اپنا سا منہ دکھا کر رہ جاتا ہے بقول مومن۔ شعر
ہو گیا دم نظارہ جانان ہوگا + آئینہ آئینہ دیکھ کا تو حیران ہوگا + ابرو مثل تلوار شبیہ جنبش
پہ برچھیاں چلتی ہیں۔ شعر قیامت ہے سماں اس خشمگین پر + کہ تلواریں چلیں ہیں دو کی جبین
پہ + چشم شعبدہ باز پل پل میں آنکھ طوطی کی طرح بدلتی ہے نگاہ فتنہ پرداز خنجر بن بن کے سینہ دل میں
چلتی ہے۔ شعر۔ نگہ وہ ترک کہ جس کی نہیں جفائی پناہ + پھر اس پہ آنکھ وہ کافر کہ جس خدا کی پناہ +
بینی خود بینی سے کسکو خاطر میں لاتی ہے نتھنے کی پھڑک جی کو پھڑکاتی ہے رخسار سے خورشید کی
صفت دیکھتے ہیں آتش حسن سے شعلے بھڑکتے ہیں تبسم لب سیکڑوں عجب قیامت ڈھاتے ہیں
دیکھنے والوں کو خون جگر پلاتے میں کہاں تک سخن کو طول دیجیے اور اسکے سراپا کو لکھیے غرضکہ از سر
تا پا قدرت خدا ہویدا اب جو اس نازنین کی نگاہ پڑی تو دیکھا کہ زیر سایہ درخت دل سخت سے لگے
ہوئے ایک شخص کھڑا ہے اس نازنین نے غور کرکے خوب دیکھا اور ایک اپنی خواص چندا کو بلایا

اور کچھ اُس سے باتین کین اور کہا کہ جاکر اسکو لے آؤ کہ پوری سیر اس باغ کی ہم اُسے کرا دین
یہ کہکر آپ تو اس بارہ دری کی جانب روانہ ہوئی اور ادھر اس خواص نے اس بہوت کو
دیکھکر ہوشیار کیا اور کہا کہ اے شخص تیرے حال پر ملکہ گوہر نسیم بہار کو بھی رحم آیا اور فرمایا
کہ اسکو ہماری صحبت مین لے آؤ یہ تو چاہتے ہی تھے انھون نے کہا کہ تیرا احسان ہوگا مجھے
لیچل اس خواص ہوشیار نے اپنے ہمراہ لیا اور قریب ایک حوض کے آئی اور یہ کہا کہ اسکے اندر
آپ غسل کرین تو پھر چلین کیونکہ بغیر اسکے نہائے آپ وہان نہین جا سکتے انکو ایسی لولگی تھی
کہ لوح کے دیکھنے کی ہرگز فکر نہ کی اور جلدی سے پوشاک اُتار کر رکھدی اور اُس حوض مین
کود پڑے ادھر اس خواص نے لوح اور گٹھری انکی اُٹھائی ادھر طرف بارہ دری کے بھاگی
ادھر شاہزادہ جو غوطہ لگا کر اُبھرا تو دیکھا نہ پوشاک ہے اور نہ لوح ہے مین لنگی باندھے کھڑا
ہون یہ حیران کھڑے سے تھے کہ نعرہ اُس باغ سے پیدا ہوا کہ منم سوز جادو۔ شاہزادہ حیران ہوا
اور خیال کیا تو لوح نہین پوشاک بے لوح بھی تھا بس انھون نے اپنی غفلت پر نہایت افسوس
کیا اسوقت سوز جادو نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھون کی طرف دیکھیے کہ آپکے ہاتھون مین کیا ہے انھون
نے جو دیکھا تو ہاتھون مین ہتکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور گلے مین طوق مسلسل و طوق گلے
مین اور خیال کیا تو چشمۂ آب بھی غائب ہوگیا اسوقت سوز جادو نے کہا کہ اے فتاح طلسم یہ طلسم
بہت سخت تھا کیونکہ یہ مین تھے جو تمکو گلشن اور پریزاد دکھایا اگر سامری اور جمشید ہوتے تو
میرے سحر کی داد دیتے اور یہ کہکر اسنے ایک ناریل اُٹھا کر اُس بارہ دری کی جانب مارا کہ تمام
دھوان دھار ہوکر وہ پامال ہوگئی اب جو دیکھا تو سبحان خدا کی ذات نظر آئی ہے فتاح طلسم
نے ایک آہ دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ او ظالم۔

شعر

گل چمن مین ہر طرف تھا آشیان عندلیب + آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب +
باغبان بیرحم سے رو رو کے مین نے یہ کہا + کچھ بتا گل کا پتا اور دے نشان عندلیب +
سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بعد + تو الماق سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب +

اشعار۔ چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا + ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور
تھا غل تھا + خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین + کہے تھا باغبان رو رو یہان
غنچہ یہان گل تھا + شاہزادہ نے آہ کھینچی اسوقت سوز جادو نے کہا کہ ایسے ایسے شعبدہ جانتا
ہون بناؤن آپ کیا ہین اگر سامری و جمشید ہوتے تو وہ بھی اپنا سحر بھول جاتے اور تمام عمر
سرگردان اسی باغ مین رہتے شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر مین اسیر ہوا تو کیا لیکن اشتیاق یہ رہا کہ
اگر تو وقت قتل پھر اس گلشن اور اس نازنین کو دکھا دے تو مین تیرا ممنون ہون یہ سنکر یہ ہنسا اور
کہا کہ اب روز قیامت تک بھی یہ رنگ دیکھنا آپ کو نصیب نہ ہوگا یہ کہکر اسنے قصد کیا کہ مین لیجاؤن
اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ او ظالم اگر تو میری قید لیے جاتا ہی تو اتنا احسان کر کہ میرا لباس مجھے پہنا دے
اسے بھی رحم آگیا اور اسنے کپڑے پہنا کر کوہ آئینہ پر بلور جادو کے پاس لایا بلور جادو نے اسکو
خلعت فاخرہ دیا اور نہایت تعریف اسکے سحر کی کی اور ایک نامہ خاقان جادو کو لکھا کہ دو دمان جادو
کا مرحلہ توڑکر اور دود مان جادو کو مار کر فتاح طلسم میرے بیابان کی طرف آیا سوز جادو نے سحر سے
دکھا کر اسکو اسیر کیا مع لوح کے میرے پاس وہ قید ہی اگر حکم ہو تو قتل کرون یا زندہ بھیجکر خدمت حضور

میں آؤں یہ نامہ لکھکر اسنے سوفار جادو کو دیا یہ نامہ لیکر وہاں سے اُڑا اور مانند تیر کے خدمت
میں بادشاہ طلسم کے پہونچا اور بعد ادائے قدمبوسی وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے اُس نامہ کو
پڑھکر دو دمان جادوگر افسوس کیا اور گرفتاری فتاح طلسم پر نہایت شاد و خرسند ہوا اور جواب نامہ
یہ لکھا مضمون یہ تھا کہ فتاح طلسم کو مع لوح کے تم لیکر ہمارے پاس آؤ چاہے یہ طلسم برباد ہو جائے
مگر ہم اسے قتل اپنے رو برو کرینگے اور اسکو خلعت دیکر اُس وقت رخصت کیا یہ خدمت میں
بادشاہ دربند یعنی بلور جادو کے آنکر پہونچا اور جواب نامہ دیا۔ بلور جادو نے مخاطب ہوکر فتاح
طلسم سے کہا کہ اور لوگوں کو جو فتاح طلسم تھے انکو چالیس دن کی مہلت ملتی تھی لیکن تمہارا جام
عمر ایسا لبریز ہوا کہ تمہیں ایک دن کی بھی مہلت نہ ملی اور یہ کہکر اپنے تخت سحر کو تیار کیا اور
آپ اور سوز جادو ملکہ اور قید فتاح طلسم کی لیکر خدمت میں بادشاہ خاقان جادو کے چلے لیکن
سہ جا کو راکھے سائیاں مار نہ ساکھے کوے + بال نہ بیکا کر سکے گو دو جگ بیری ہووے + شعر
اگر تیغ عالم بجنبد زجاے + نہ برد رگی تا نہ خواہد خداے + غرضکہ شاہزادہ کو بھی اپنی زیست
سے یاس تھی لیکن کہتا تھا کہ خداوند عالم قادر و توانا ہے اگر میری حیات باقی ہے تو یہ کیا کر سکتا ہے
اور اگر اسی بہانہ سے پیک اجل کو آنا تھا تو خیر کیا مضائقہ ہے یہ دل لگانا تھا موت کا بہانہ تھا
یہ کہہ رہے تھے کہ قید انکی قریب باغ ہمیشہ بہار کے آئی اور بلور جادو ملکہ رضوان سبز پوش کا
گو نہ عاشق تھی ہے جب وہاں پہونچا تو دیکھا اسنے کہ اسکی کنیز ہمیشہ بہار باغ کے باہر ٹہل رہی
ہے بلور جادو نے پوچھا کہ تمہاری ملکہ کا مزاج اچھا ہے اسنے کہا کہ اپنی خالہ کے لیے یعنی گلگونہ جادو
کے لیے رو رہی ہیں اور فتاح طلسم کو کوس رہی ہیں۔ یہ سنکر بلور جادو نے کہا کہ وہ گرفتار یعنی قاتل
ملکہ گلگونہ جادو بیٹھا ہے اب اسکو واسطے قتل ہم لیے جاتے ہیں کہ بادشاہ نے واسطے قتل کر
کے بلایا ہے اُسوقت ہمیشہ بہار نے کہا کہ ملکہ سے میں عرض کردوں تاکہ وہ خوش ہوں بلور جادو نے
کہا کہ جاؤ میں ٹھیرا ہوں کہدو ہمیشہ بہار نے آکر ساری روداد گرفتاری فتاح طلسم بیان کی ملکہ
جلدی سے اُٹھی اور دروازہ باغ پر آئی اور کہا کہ اے بلور اگر مناسب ہو تو دم بھر ہمارے یہاں
ٹھیر جاؤ کہ ہم اس قاتل کو دیکھیں اور پوچھیں کہ تیرا کیا قصور میری خالہ نے کیا تھا بلور جادو نے
بھی منظور کیا اور مع سوز جادو کے داخل باغ ہوا اور ملکہ نے اسکو جا بر صدر پر جگہ دی اور یہ کہا
کہ میں ممنون ہوئی کہ تم نے جان میرے باپ کی بچائی واقعی ہے کہ تم نے وہ کام کیا ہے کہ تمام ساکنان
طلسم پر احسان کیا ہے اور یہ کہکر فتاح طلسم کی جانب کو متوجہ ہوئی اور کہا کہ او ظالم تجھے اسدن
کی خبر نہ تھی اور یہ کہکر اور ہمہ کھینچکر یہ چلی قتل کرنے کے لیے کہ بلور جادو نے ہاں ہاں کہکر روک لیا
اور کہا کہ ملکہ اسکا قتل سامنے تمہارے باپ کے ہوگا کہ سارا عالم جمع ہوگا اور اسکے قتل کا تماشا
دیکھے گا ملکہ اسکے قتل سے باز آئی اُسوقت اپنے دل میں فتاح طلسم نے کہا کہ اللہ اکبر۔ عورت کی
بات کا کیا یقین ہے یہ مردار کس طرح سے مجھے اور رستم کو یکی اور عشق میں اسنے عارض شہر دل
کے اپنی خالہ کو قتل کرایا اب دشمن جانی میری ہوئی شعر۔ مگر جانتے کا قاتل سے نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سمجھوں سے پوچھتا ہے اسکو کسنے مار ڈالا ہے + شاہزادہ نے اپنے سر کو جھکا لیا اور یہ کہا کہ اے ملکہ
جو کچھ کہ تو نے کہا وہ بجا ہے ہم اسی لائق ہیں اُسوقت ملکہ نے حکم دیا کہ واسطے بلور کے جلدی لاؤ
سلفی یہ سنتے ہی فوراً صراحی مرصع نگار اور جام گلفام لیکر حاضر ہوا بلور جادو نے عرض کیا کہ

اس بیمار محبت کی دوا یہ ہے کہ آپ اپنے دست اقدس سے ہمیں جام عنایت فرمائیے باعث
اس خوشی کا یہ ہے ملکہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے تمنے ایسا ہی مجھے خوش کیا ہے اور آپ ساقی سے
وہ صراحی و جام لیکر اور جام کو لبریز کر کے سامنے بلور جادو کے لائی بلور جادو نے وہ جام لیا
اور لیکے یہ پہلا جام پی گیا دوسرا جام ملکہ نے سوز جادو کو دیا یہ تسلیم کر کے پی گیا پھر دوسرا جام بلور
جادو کے آگے ملکہ لائی بلور جادو نے مسکرا کر اس جام کو ہاتھ سے لیکے لیا اور پی گیا اور دوسرا
جام پھر سوز جادو کو ملکہ نے دیا یہ بھی پی گیا لیکن اب ان دونوں کو نشہ زیادہ ہوا باعث یہ تھا کہ
اس نے بیہوشی کی ترکیب اور کچھ بڑیاں دی تھیں اور کہا تھا کہ جس طرح سے ہمنے تمھاری خالہ کو
بیہوش کیا ہے اسی طرح سے تم بھی جیسے چاہو گی بیہوش کرو گی وہی بڑیاں اسنے ڈالکر ان دونوں کو
شراب پلا دی تھی ۔ غرضکہ ان دونوں کا یہ حال ہوا کہ مارے گرمی کے بیتاب ہو گئے اور اٹھکر
چاہا تھا کہ ہم نہائیں مگر اسنے کئی مثقال بیہوشی زیادہ دیدی تھی یہ جو اپنے مقام سے اٹھے
گویا جہان سے اٹھے دو قدم چلتے تھے کہ لڑکھڑا کر اسطرح دھم سے زمین پر گرے ملکہ نے خوش ہو کر کہا کہ
وہ مارا واہ استاد تیری دوا یہ کیا کام آئی ہے اور یہ کہکر شاہزادہ کے آگے دست بستہ کھڑی ہوئی
اور عرض کیا کہ اے شہریار عالیجاہ قادر ہے اس قصور کو اور بدزبانی کو حضور معاف فرمائیں کہ اگر
عنایت اگر ہو جاوے تو کیا عجب ہے کہ جو میری وجہ سے کلمات ناسزا آپ کی خدمت میں نکلے ہیں
انکی تلافی ہو جاوے اور اسوقت موقع بھی انھیں کلمات کا تھا نہیں تو یہ ملعون ہرگز میرے
دام مکر میں نہ آتے شاہزادہ نے فرمایا کہ میں نے معاف کیے اور واہ ملکہ تمنے تو استاد عیار کے بھی
کان کاٹ لیے استاد کی بھی استادی ہو گئیں کیا خوب عیاری کی ملکہ نے کرتے سے خنجر آبدار کھینچکر بلور جادو
کے گلو پر کھینچ لیا اسکا سر الگ ہوا تھا کہ جلدی سے سوز جادو کو بھی فنا کیا بس انکا مرنا تھا کہ ایک
شور و غل پیدا ہوا اور تاریکی چھا گئی آوازیں مہیب آنے لگیں اور انکے سر سے ایک طائر نکلا اور کہا
کہ اے ملکہ دیکھ تو دم بھر میں ایک حشر برپا کیے دیتا ہوں یہ کہتا ہوا یہ بادشاہ کی خدمت میں چلا
اور ادھر فتاح طلسم رہا ہوا اور وہ قید سحر سب ٹوٹ گئی ملکہ نے لوح گلے میں فتاح طلسم کے ڈالدی
اور اسکے ملازم جو بیرون باغ ٹھہر گئے تھے اس شور کو سنکر وہ بہت گھبرائے اور چاہا کہ اندر باغ کے
آویں کہ دیکھا تو فتاح طلسم دروازہ باغ پر خود آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے قزلباشان کہاں جاتے
ہو میرے ہاتھ سے اور تھا امدادگار بفضل کردگار آگیا یہ کہکر انکی طرف جھپٹے اور وہ بھی نارنج اور
ترنج مارنے لگے ادھر بعد مرنے بلور جادو کے کہ وہ آئینہ شق ہوا اور راستہ پیدا ہو گیا ۔ درویش
زندہ دل نے شکر کیا اور کہا کہ مبارک ہو کہ صاحبقران اسیر ہو کر رہا ہوئے چلو بس یہ کہکر درویش زندہ
دل مع الوز شاہ و مدمان شاہ مع دیو و جن و پری پراد روانہ ہوئے اور آکر دیکھا تو صاحبقران پر ترنج
اور نارنج پڑ رہے ہیں مگر بسبب لوح کے وہ کچھ نہیں بنا سکتے اور صاحبقران برابر قتل کر رہے ہیں
کہ اس عرصہ میں درویش زندہ دل مع بادشاہوں کے پہونچے یہ ساحر سمجھ گئے کہ وہ آئینہ ٹوٹا ہے
یہاں سے بادشاہ کے پاس چلو یہ کہکر اور سمجھ کر یہ سب کے سب بھاگے فتاح طلسم نے فتح پائی
اس وقت درویش نے فرمایا کہ آپ باغ سوز جادو پر امیر ہوئے لیکن یہ بھی معلوم تھا کہ آپ پہنچ
ملکہ رضوان سبز پوش رہا ہو نگے اسوجہ سے میں نے کوئی کوشش نہیں کی شہزادہ نے کہا کہ آپ بجا ارشاد
فرماتے ہیں یہی ہوا جو آپ نے ارشاد فرمایا یہاں جلدی سے بارگاہ آسمان جاہ برپا ہوئی ۔ اور یہ

اور یہ بادشاہون سے ہین اور ملکہ کو اپنی بارگاہ مین مع خواصون کے اور ملازمون کے اندر لائے
اور گستہم زرین کمر نے ملکہ کی بہت تعریف کی کہ آپ تو ہم سے بھی بڑھ گئین واقعی کیا کام کیا ہے اور
بہت بڑا احسان آپ نے ہم لوگون پر کیا۔ اب خدا چاہتا ہی تو آپ کا بھی مطلب حاصل ہوگا
اب یہان یہ تو فروکش ہوتے ہین آب

دو کلمے داستان حیرت نشان اُس طائر کے بیان کیے جاتے ہین

یعنی یہ طائر جو اسکے گلو سے بریدہ سے نکلکر خدمت بادشاہ مین پہونچا خاقان شاہ اُسوقت
انتظار قید فتاح طلسم مین بیٹھا تھا کہ دیکھا کہ یک بیک سامنے سے یہ طائر نمایان ہوا اور آواز دی
کہ فریاد بدست ملکہ رضوان- بادشاہ نے پوچھا کہ اے طائر کیا کہتا ہی اسنے عرض کیا کہ حضور کی
دختر نے قیدی کو رہا کیا اور بلور جادو و سوز جادو کو معروف دعوت کرکے قتل کر ڈالا اور فتاح
طلسم رہا ہو گیا اور لوح بھی اُسکو ملگئی اور ملکہ نے دیدی یہ کہکر فریاد کنان وہ جانور جل گیا
خاقان نے اپنا سر پیٹ لیا وزیر نے کہ نام اسکا فیروز جادو ہی اسنے عرض کیا کہ کسی قدر بلور جادو
کی طبیعت ملکہ کی جانب راغب تھی لیکن بخوف حضور کچھ نہ کہہ سکتا تھا بس یہی باعث ہوا کہ یہ قیدی
لیکر اُدھر سے گیا اور اُسنے فریب دیکر اس حرامزادے کو قتل کیا لیکن بڑا کیا خاقان نے کہا
کہ کچھ مین بھی سمجھتا تھا لیکن مجھے ملکہ کی ذات سے بہت بڑا اطمینان تھا افسوس کہ وہ خیال
میرا خیال بیجا تھا بس اب ہمارے لشکر کو حکم دو کہ تیار ہو کہ ہم چلکر فتاح طلسم سے مقابلہ کرینگے
اُسی وقت فیروز جادو نے آکر تمامی لشکر کو حکم دیا کہ تیار ہو کل بادشاہ برائے مقابلہ فتاح طلسم
تشریف لیجائینگے اور فتاح طلسم کو سزاے معقول دینگے یہ سنتے ہی تمام فوج مین تیاری ہوئی اور اتنی دیر
مین یعنے دن اور رات مین قریب ساٹھ ہزار فوج کے طیار ہوئی اور چالیس ہزار ساحران غدار
بلاے روزگار آفت کے پرکالے جھولیان جھولیان کاندھون پر ڈالے ہاتھ مین ترنج اور ناریل
لیے ہوے اور گلے مین کالی اور کوڑیالی اور ناگین ڈالے ہوے سیندور کے قشقہ ماتھے مین
دیے ہوے صبح کو تیار ہوکر در دولت شاہی پر حاضر ہوے ادھر بادشاہ کی آمد آمد کی خبر ہو رہی تھی
کہ دیکھا کہ پردہ چرخی پر کھنچا اور خاقان جادو ایک تخت کے اوپر سوار نمایان ہوا وزیر فیروز جادو
نے اور ملازمون نے مجرا کیا یہ تمام فوج گران اور بے پایان بادشاہ لیکر واسطے مقابلہ فتاح طلسم
کے روانہ ہوا غرضکہ اُسی راہ کو طے کرکے قریب باغ ہمیشہ بہار کے صحرا مین اُترا اور فوج کو
داہنے اور بائین اُترنے کا حکم دیا اُسوقت اسکی سواری اور جلوس کا سامان دیکھنے کو فتاح
طلسم آگیا تھا اور دیکھا تو واقعی کہ بڑے جاہ و حشم و دبدبے سے اسکی سواری ہی اور بارگاہ ا
برپا کرائی گئی ہی اور داخل بارگاہ ہوا اُسوقت ساحرون نے ہزارہا ناریل اور ترنج تڑاق پڑاق طرف
آسمان کے مارے کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا اس سامان سواری کو دیکھکر صاحبقران نے فرمایا
مصرع - بھڑا پہاڑ سے جاہل بے حوصلہ دیکھا + باوصفیکہ یہ جانتا ہی کہ لوح میرے پاس ہی گویا کہ
اسکی کُفنا میری مٹھی مین ہی لیکن حوصلہ مردی سے اپنی جان شیرین برباد و تلف کرنے کو آیا ہی
یہ کہکے ہوسکا بھی بارگاہ مین داخل ہوے اور اپنے دنگل پر آکر فروکش ہوے بادشاہ اور درویش
اپنے اپنے مکانون پر متمکن ہوے اُسوقت ساقی کو حکم ہوا اور جام بے اندیشہ انجام چلنے لگا ہر شخص کو

ایک سرور حاصل تھا اور ناچ ہونے لگا اُسوقت جو ریان ہرکارون کی آئین اور آکر خدمت مین فتاح
طلسم کے عرض کیا کہ طبل جنگ بیدرنگ خاقان جادو نے بجوا دیا ہی اور صبح کو مقابلہ ہوگا یہ خبر سُنکر
صاحبقران یعنی فتاح طلسم نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ ادھر بھی نقارہ زری
پرچوب پڑی اور صاحبقران کے بھی ملازم اپنی اپنی حرب وضرب کو درست کرنے لگے غرضکہ جبتک
زلف لیلائے شب تاکمر کھینچی اور صدائے ہوشیار باش بیدار باش کی لشکرون مین بلند ہوئی تب
جسوقت صاحبقران دربار کو برخاست کرکے اپنی خوابگاہ مین مع گستہم کے تشریف لائے
اُسوقت ایک خواص بدحواس دوڑی ہوئی صاحبقران یعنے فتاح طلسم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ
ملکہ رضوان سبز پوش کو اسوقت روتے روتے غش آگیا ہی ہم سب نے پوچھا بھی کہ حضور کے رونے کا
کیا سبب ہی لیکن کچھ بیان نہین کیا اور روتے روتے غش کرگئین یہ سُنکر صاحبقران اُٹھ بیٹھے
اور گستہم سے فرمایا کہ تم اسے بھائی اس عورت کو پہچانتے ہو گستہم نے عرض کیا کہ حضور مین جانتا ہون
اگر آپکا قصد چلنے کا ہی تو بسم اللہ چلیے اگر کوئی عیار بھی ہی تو یہ آپکا کیا کرسکتا ہی بس یہ سنتے ہی شہزادہ
صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوئے اور محل مین تشریف مع گستہم کے لائے تو دیکھا کہ ملکہ رضوان سبز پوش
بیہوش پڑی ہی اور مہتاب پری اور اسرار پری یہ سب کی سب اپنے اپنے دامنون کی ہوا دے رہی
ہین اور کوئی اُسکے تلوے سہلا رہی ہین اور کوئی لخلخہ سونگھا رہی ہی غرضکہ یہ حال دیکھکر شاہزادہ
صاحبقران کو صدمہ عظیم ہوا اور آپ اسکے قریب بیٹھ گئے کہ تھوڑی دیر کے بعد رضوان سبز پوش کو
ہوش آیا اور اسنے صاحبقران کو اپنے بالین پر پایا اُٹھ بیٹھی اور جھک کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ حضور
نے کیون تکلیف فرمائی اسلیے کہ مجھے اختلاج قلب کا مرض ہی اکثر مین روکر غش کرجاتی ہون ملکہ
نے اُسکے ملازمون کی جانب دیکھا اور کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہین یا جھوٹ کہتی ہین ان سب نے کہا کہ حضور
ہمنے یہ حالت سوائے آج کے اور کبھی نہین دیکھی یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ تمھین قسم ہی
ہمارے سرکی صاف صاف کہو کہ تم کیون روئین اور کیون غش آیا بس یہ سنتے ہی ملکہ نے کہا کہ
اے شہریار اسوقت تصور یہ بندھا کہ بعد نصف شب کے باپ میرا بمقابلہ حضور آئیگا اور اس لوح
کی برکت سے وہ مارا جائیگا افسوس کہ اب تصور خاقان شاہ کی پردہ ہستی سے مٹجائیگی اب ایسے
خیالات جو آئے اور یہ شعر پڑھا ؎ ہوائے صحرا فزائے گلشن ضیافت عمر نے لقا ہے
مسافرو دیکھو تو تماشہ سرائے فانی عجب سرا ہے ؎ بس یہ خیال جو اس کنیز کو آیا تو مین روتے روتے
غش کرگئی ہرچند کہ یہ امر کہنے کا حضور سے نہ تھا مگر آپکے قسم دینے سے مجبور ہوگئی اور اپنے دل کا
حال عرض کردیا بس صاحبقران نے اسکے کلام صاف کو سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ یہ لوح تو اپنے باپ
کے پاس لیکر جا اور اپنے قصور کو معاف کرا اگر پروردگار نے مجھے فتحیاب کریگا تو مین فتحیاب ہونگا
نہین تو باپ تیرا زندہ رہیگا اور مین قتل ہونگا لیکن تیرا احسان جو مجھ پر ہی وہ مجھسے ادا نہین ہوسکتا
اور یہ کہکر اور لوح کو اُتار کر ملکہ کے گلے مین ڈالدیا جتنے وہان کھڑے تھے انکو سکوت ہوگیا اور مہتاب
پری نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا کرتے ہین صدا کیسے ہان باپ زندہ رہے ہین صاحبقران نے یہ کلام
سُنکر فرمایا کہ ہرگز آپ لوگ اسمین دخل نہ دیجیے اور یہ کہکر ملکہ کی جانب کو مخاطب ہوئے کہ جان کس قسم
کا مجھے پاس کیا تھا اب مین تمھین پھر اپنے سرکی قسم دلاتا ہون کہ تم اپنے باپ کے پاس مع اس
لوح کے جاؤ اور اگر نہ جاؤگی تو مجھکو نہایت صدمہ ہوگا ملکہ نے دیکھا کہ عجب مشکل ہی بقول شاعر

شعر - خشم صیاد فلک باغبان ہی + دو عملہ مین ہمارا آشیان ہی + آخرش مجبور ہوگئی اور کہا کہ بہت
اچھا اگر بادشاہ نے مجھے مار ڈالا تو بھی مین اس گرفتاری کی سزا پاؤنگی اور یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ
روشنی اپنے ہمراہ لی اور کچھ خاصون کو اپنے ہمراہ لیکر اور ایک تیغ اپنے گلے مین ڈالا اور رومال سے
ہاتھ اپنے باندھکر اسیوقت ایک تامدان پر سوار ہوکر اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوئی۔ ادھر
صاحبقران اپنی خوابگاہ مین تشریف لائے اور شاہ اور رمان شاہ نے کہا کہ مصلحت صاحبقرانی مین
ہمین کیا دخل ہی جو چاہین وہ کرین اور ہم تو انکے پابند ہین اور جان دینے کو حاضر ہین۔ اب حال
ملکہ رضوان سبز پوش کا سنیے کہ یہ جب اپنے باپ کے لشکر کے قریب پہونچی تو لوگون نے اسے روکا
اور بادشاہ سے آکر بیان کیا کہ ملکہ رضوان سبز پوش تشریف لاتی ہین کیا حکم ہوتا ہی اس وقت
فیروز جادو کو بادشاہ نے یاد فرمایا اور کہا کہ اسنے فیروز جادو معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ اب کوئی مکر پیدا
کرکے میری گرفتاری کے لیے آئی ہی جاؤ اور دریافت کرو اسی وقت فیروز جادو ملکہ کے پاس
پس ملکہ نے فیروزہ جادو کو سلام کیا اسنے کہا کہ اے شاہزادی مین خود تمھین سلام کرون کہ
تم ملکہ ہو کہا کہ نہین مین اسوقت بحیثیت گنہگاران آئی ہون پس اتنا تمھارا احسان ہوگا کہ مجھے
لیجا کے میرے باپ کے قدمون کے نیچے ڈالدو کہ مین اپنا قصور معاف کراؤن اور یہ لوح کہ
جو میری وجہ سے چھین گئی تھی وہ بھی دیدون پس یہ سنکر فیروزہ جادو نے ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا
اور عقب پردہ کھڑا کرکے آپ ساری روداد بیان کی خاقان شاہ کی آنکھون سے آنسو جاری
ہوگئے اور کہا بلا لو ہم بھی اسکو اس آخر وقت مین دیکھ لین کیونکہ صبح ہماری صبح قتل ہی اور
اس جہان فانی سے ہمارا بھی کوچ ہی اور عالم جاودانی کے جانے کا قصد ہی یہ سنکر وزیر ملکہ
کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے غرضکہ ملکہ اسکے ہمراہ ہوئی اور سامنے اپنے باپ کے آئی اور جھک کر
سلام کیا اور قدمون کی جانب کو جھکی تھی کہ بادشاہ نے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بیٹا ہمین بھی
وہ منزل صبح کو درپیش ہی کہ اس سے ہم بچ نہین سکتے تم نے کیون تکلیف فرمائی قصور مان
باپون کا وہ قصور نہین ہی جو کچھ کہ تونے کیا امر شدنی تھا - یہ تقریر باپ کی سنکر اسنے لوح کو دونو
ہاتھون پر لیا اور عرض کیا کہ باباجان قربان جان میری ہمت صاحبقران پر کہ اس مصیبت کے
وقت مین روئی اور غش آگیا تو خود میرے خیمہ مین تشریف لائے اور تسکین دیکر یہ لوح دی اور کہا کہ
ابھی تم اپنے باپ کے لشکر مین جاؤ اگر میرا پروردگار چاہیگا تو مین فتحیاب ہونگا ورنہ جو مشیت
پروردگار ہوگی اسمین کیا چارہ ہی اس وقت بادشاہ یعنے خاقان جادو نے جو یہ کلام جرأت آمیز
اسکی زبان سے سنے اپنے دل مین خیال کیا کہ واقعی صاحبقران نہایت جری اور بہادر معلوم
ہوتا ہی کہ اسنے لوح ایسی چیز کا کچھ خیال نہ کیا اور فوراً اسکو دیدیا اور از حد مروت کی واقعی کہ
خداوند عالم نے ایسے ایسے بندے بھی پیدا کیے ہین اور انکا مذہب بھی بہت اچھا ہے
پس یہ خیال کرکے اسنے کہا کہ مین نے تیرے قصور کو بھی معاف کیا اور ساتھ ہی یہ خیال ہوا
کہ کہین شاید یہ کوئی عیار نہو اور یہ لوح مصنوعی ہو ملکہ سے کہا کہ لاؤ اس لوح کو مجھے دیدو
اسنے وہ لوح دیدی بادشاہ نے وزیر فیروز سے کہا کہ سامنے آ اور یہ بھی بہت بڑا جادوگر
ہی اسوقت جب یہ سامنے آیا بادشاہ نے اس لوح کو اسکے گلے مین ڈال دیا اور کہا کہ کچھ سحر
کر اب جو اسنے دستاویز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسکو کچھ یاد نہ آیا لاکھ یہ چاہتا تھا کہ مین

سحر کرون اور اسمار سحر اپنی زبان پر جاری کرون مگر کچھ یاد نہ آتا تھا آخرش مجبور ہوکر اُسنے کہا کہ مین
اسوقت کچھ سحر نہین کر سکتا نہ معلوم مجھے اسوقت کیا ہوگیا ہو اسوقت بادشاہ نے اس لوح کو اُٹھا
لیا اور کہا کہ آپ تو سحر کرین اب جو اُسنے سحر کرنے کا قصد کیا تو جتنے اسمار سحر تھے وہ سب اُسے
یاد آگئے اور پورا سحر جو اُسکا تھا اُسنے کیا اُسوقت بادشاہ خاقان جادو کو ملکہ کی طرف سے اطمینان ہوا
اور لوح کو بھی لوح اصلی تصور کیا اسوقت بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر ملکہ رضوان سبز پوش سے کہا
کہ اچھا اے جان پدر اب تم آرام کرو صبح کو دیکھا جاویگا یہ سنکر یہ ایک مقام پر چلی گئی اور طرح طرح
کے خیالات اسکو آنے لگے کبھی کہتی تھی کہ مین نے کیون اسکا اظہار کیا کہ اب مفت مین فتاح طلسم
کی بھی جان گئی اور عجب نہین کہ یا تو بادشاہ صبح کو مجھے قتل کرا ڈالیگا یا قید کریگا اور اس قیدی طلسم
کی جان مفت جائیگی کیونکہ جب وہ خبر مرگ میری سنیگا فوراً اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا یہ تو خیال کرکے
کرتے سوگئی اور بادشاہ طلسم یعنے خاقان جادو جو اپنے مقام آرامگاہ پر گیا تو اُسنے خیال کیا کہ
ایسے شخص کو قتل کرنا سراسر نامردی ہو کہ جسنے ایسا کام کیا اور اُسکی اطاعت کرنا عین اطاعت خدا ہو
اور ان بت پرستون کے مذہب پر رہنا بہت برا ہو یہ خیال کرتے کرتے یہ بھی سوگیا اب وہ وقت آیا
کہ ستارہ صبح آسمان پر ہویدا ہوا اور زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا جھونکے نسیم عنبر شمیم کے باغات
نعیم سے آنے لگے۔ شعر۔ موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ۔ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ۔ جب صبح ہوئی اور
لشکر صاحبقران مین اذان ہوئی اور سب وضو باخشوع کرکے اداے نماز کرنے لگے اور صاحبقران بھی
سجادۂ عبادت پر آئے اور نماز صبح سے مع فوج فراغت حاصل کی اُسکے بعد سب نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور اسطرح معروف دعا ہوے کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس
محتاجان ہمکو تیری مدد کا بھروسا ہے تو ہماری مدد کرنا اور ہمارے گناہون کو معاف کرنا جب دعا
سے فراغ حاصل کیا اُسوقت صاحبقران محل مین داخل ہوے اور ملکہ اسرار پری اور مہتاب پری
سے رخصت ہوے اور ہتھیار لگاکر بیرون بارگاہ تشریف لائے اور مرکب اپنا طلب کیا اور جلو مین
صاحبقران کے گستہم زرین کمر ساتھ چلا یہ دیکھکر سب سردارون نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا
صاحبقران سب کا مجرا لیتے ہوے طرف میدان کے روانہ ہوے ادھر بادشاہ خاقان جادو کے بھی
سردار آکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے ادھر صاحبقران نے بھی مقابل اُسکی فوج کے اپنے
لشکر کو صف آرا کیا اُسوقت دیکھا کہ بادشاہ طلسم بھی خاقان جادو مع ملکہ رضوان سبز پوش کے آیا اور
اسکے لشکر نے بھی موافق اپنے مذہب وملت کے اسے سلام کیا بادشاہ نے سبکا سلام لیا اور آگے
لشکر کے آیا اور صاحبقران زمان سے کہا کہ حضور مجھے آپ سے کچھ علیحدہ کہنا ہو اُسوقت صاحبقران نے
کہا کہ اچھا آئیے یہ سنکر بادشاہ خاقان جادو مع ملکہ قریب صاحبقران کے آیا اور صاحبقران نے گستہم
زرین کمر سے کہا کہ ایک خیمہ مین تخلیہ کرا دو یہ حکم سنتے ہی گستہم زرین کمر نے تخلیہ کرا دیا اور عرض کیا کہ
حضور تشریف لے چلین صاحبقران زمان گیتی ستان بادشاہ خاقان جادو کو مع ملکہ رضوان سبز پوش
کے لیکر اُس خیمہ کی طرف چلے اُسوقت گستہم زرین کمر نے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو مین بھی چلون صاحبقران
نے کہا کہ بادشاہ کو مجھ سے کچھ علیحدہ کہنا ہو اس سے مناسب یہ ہو کہ تم یہین رہو ملکہ رضوان سبز پوش
نے کہا کہ حضور آنے دیجیے کچھ مضائقہ نہین ہو بس صاحبقران مع بادشاہ خاقان جادو و ملکہ رضوان سبز پوش

سنگ گستہم زرین کمر داخل خیمہ ہوے اسوقت بادشاہ خاقان جادو کو صاحبقران نے کرسی جواہر نگار
پر متمکن کیا اور ملکہ بھی ایک کرسی پر فروکش ہوئی اور صاحبقران بھی اپنے دنگل پر فروکش ہوے
اُس وقت بادشاہ خاقان جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران جیسا کہ مین نے سنا تھا اس سے
بڑھکر آپکو پایا واقعی ہی کہ آپ کا مثل ونظیر دنیا مین نہین ہی اور آپ نے وہ کام کیا اور وہ جرأت
دکھائی ہی کہ جسکی تعریف سے میری زبان قاصر ہی اور علی الخصوص جسوقت سے کہ ملکہ رضوان سبز پوش
نے مجھے جاکر لوح دی ہی اور سارا حال حضور کا بیان کیا ہی کیا کہون کہ جو میری حالت ہوئی ہی اب
یہ لوح بھی موجود ہی اور یہ سر بھی حاضر ہی اور مین آپکا بدل وجان تابعدار ہون اسوقت صاحبقران
نے یہ سنکر کہا کہ واقعی مجھ سے خطا ہوئی کہ مین نے تمھارے دربند کو تباہ وبرباد کیا اور دو دیو
جادو کو مارا اور گلگونہ جادو کو مارا اور میری وجہ سے دو سردار تمھارے اور بھی مارے گئے انکا
عوض جسطرح سے جی تمھارا چاہے لے لو یہ سردار موجود ہی بادشاہ خاقان جادو نے یہ سنکر کہا کہ
ان ایسی اگر ہزار جانین ہون تو آپ پر تصدق ہین اب اسوقت سے آپ مجھکو اپنا خادم تصور
فرمائین یہ سنکر صاحبقران نے بادشاہ خاقان جادو کو گلے سے لگالیا اسوقت بادشاہ خاقان جادو
نے عرض کی کہ حضور مجھے کلمۂ حق تعلیم فرمائین صاحبقران گیتی ستان یعنے سلیمان صاحبقران نے
اُسکو اپنی زبان معجز بیان سے کلمۂ حق تعلیم فرمایا اور یہ بصدق دل مسلمان ہوا اسکے بعد اسنے عرض
کی کہ حضور مجھے اجازت دین کہ مین آپ جاکر اپنے لشکر کو بھی مشرف باسلام کرون صاحبقران ذیشان
نے بادشاہ خاقان جادو کو اجازت دی اور بادشاہ خاقان جادو رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا
اور وزیر فیروز جادو کو طلب کیا اور سارا واقعہ جو خیمۂ صاحبقران زمان مین ہوا تھا اس سے
بیان کیا اور کہا کہ مین نے دین اسلام قبول کیا ہی تم بھی اس دین کو برحق جانو اور میری فوج مین
بھی یہ سنادو کہ مین نے اطاعت فتاح طلسم کی قبول کی اور انکا مذہب اختیار کیا پس جسکو
دین اسلام قبول کرنا ہو وہ میرے ملک مین رہے ورنہ یہان سے چلا جاوے یہ کلام سنکر
وزیر نیک انجام بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر فوج مین آکر اسنے حکم شاہی صادر کیا ان سب نے
عرض کیا کہ جو بادشاہ کا مذہب ہوگا وہ ہمارا بھی ہوگا اور ان سب نے بھی بصدق دل دین اسلام
قبول کیا اسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ سلطان درقہ اور عارض شیر دل کو اور باقی اور جو گرفتاران
طلسم ہین اُن سب کو ہمراہ لے آؤ وزیر فیروز جادو گیا اور ان سبکو رہا کرکے پوشاکین پہناکر بحضور
خاقان جادو لایا خاقان جادو وہان سے ہمراہ اپنے لیکر اسیوقت مع وزیر کے اور فوج کے اور ایک فوج جانب
طلسم کی لیکر روانہ ہوا ادھر صاحبقران اپنی بارگاہ مین آکر فروکش ہوے اور سجدہ شکر خدا
کا بجا لاے کہ پروردگار عالم نے بغیر لڑے بھڑے یہ جنگ سر کی اور یہ سب کے سب
مسلمان ہوے یہ عرض کر ہی رہے تھے درگاہ خدا مین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور خاقان جادو
اسیران طلسم کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آتے ہین صاحبقران اپنے دنگل پر آ بیٹھے اور برائے
استقبال بھمبر پیادہ اور جنوج کو روانہ کیا ساتھ گستہم زرین کمر کے غرضکہ استقبال کرکے بادشاہ کو
لایا اور انھین بادشاہون کے برابر انکا بھی تخت بچھوا دیا تھا اب جو دیکھا اکبر شاہ نے اپنے
فرزند سلطان درقہ کو بس بے اختیار آغوش تمنا پھیلائی اور گلے لگا کر خوب رویا اور صاحبقران کی
خدمت مین لایا اور قدمون پر گرایا امیر نے گلے سے لگایا اور عارض شیر دل بھی دست بستہ آگے

کھڑا ہوا اور بہ ادب سلام کیا صاحبقران نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عاشق ملکہ رضوان
سبز پوش عارض شیر دل ہے اسکو بھی بیٹھنے کی اجازت دی یہ بھی اپنے دنگلین پر آکر بیٹھے اسوقت
صاحبقران نے خاقان جادو سے فرمایا کہ آپ کو اس عارض شیر دل کے بارے میں کیا تامل ہے
اسنے وہی وجہ بیان کی کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی کا سسرا نہ ہوں اور نہ کوئی میرا داماد ہو اسوقت
امیر صاحبقران نے سنکر اگلے بادشاہوں کا ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ نہ ہوتا تو ہم آپ کیونکر دنیا میں آتے
جناب حمزہ صاحبقران کو ملاحظہ فرمایئے کہ رہنے والے خانہ کعبہ کے اور دادی صاحبہ ملکہ
آسمان پری انسے انکا عقد ہوا چنانچہ والد ماجد صاحبقران اعظم خدا کی عنایت سے موجود ہیں
اور میں انکا بیٹا ہوں پس ہمیشہ سے یہ امر ہوتا آیا ہے لہذا آپ کو لائق ہے کہ کل انکا عقد اس
ملکہ سے ہو جاوے اسوقت بادشاہ خاقان نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے اسوقت صاحبقران
نے فرمایا کہ آپ جاکر تیاری کیجئے اور ہم عارض شیر دل کو اپنے ہمراہ لیکر آئینگے لیکن رائے بہتر یہ
ہوگی کہ ایسے میں سلطان ورقہ کا بھی عقد کر دیا جائے دختر رمان شاہ سے یہ رائے ہے کے آپ نے
رمان شاہ کو بھی کہا کہ آپ بھی مع اپنی دختر خاقان شاہ کے ساتھ جایئے اور میں ان دونوں
دولھاؤں کو لیکر آؤنگا اور عقد سے انکے فراغ حاصل کرونگا اسوقت انھوں نے کہا کہ آپ
بجا ہیں لیکن رمان شاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور نے جس دولہے اس طلسم تحویل سلیمانی کو
فتح کیا ہے اسیطرح آپ بھی اپنے دل کو خوش کیجئے کہ آپکا عقد بھی ساتھ ملکہ مہتاب پری کے
اور گستہم زرین کمر کا ساتھ اختر پری کے ہو جاوے صاحبقران نے فرمایا کہ بغیر اجازت والد
ماجد میں ایسا نہیں کر سکتا ہوں اسوقت انور شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران میں اپنی دختر کو اب
رکھ نہیں سکتا یہ ہمراہ حضور چلی جاوین اور آپ انکو لیجئے جایئے جیسا مناسب ہوگا ویسا کیجائیگا
میں نے انکی کنیزی میں اسے دیا ہے جو مرضی حضور- فرمایا کہ ہاں جیسا تمنے کہا ہم ایسا ہی کرینگے
بس یہ کہکر وجب ہورہا اور خاقان شاہ نے وہ فرد طلسمی پیش کی اور عرض کی کہ بائیس گنج خزانے
اور بہت سا زر و جواہر وہ سب خزانوں میں ہے اور اسپر یہ لکھا ہے کہ جو طلسم تحویل سلیمانی کو
فتح کریگا اول تو ہمارا عزیز ہوگا اور وہ صاحبقران بن صاحبقران فاتح ہوگا یہ مال اسی کا ہے فرمایا
کہ بعد ان عقدوں کے میں انشاء اللہ اپنے ہمراہ لیکر چلا جاؤنگا - آپ یہاں سے رخصت
خاقان شاہ کا بیان کیا جاتا ہے - جو رخصت ہوکر آیا تو اپنے ملک کو نہایت زینت
دی اور ساتھ ترکیب اہل اسلام کے مزین کیا اور شیشہ آلات اور روشنی بصفائی اسنے کی
تمام شہر کو حکم دیا کہ چراغاں کرو غرضکہ نہایت سامان عمدہ طرح سے اسنے کرکے اور ان دونوں
نازنین کو حکم دیا کہ عروس بناؤ غرضکہ یہاں محل میں بھی چہل پہل اور بارات کے آنے کی دھوم
ہی گائنین اور طوائفین تحفہ تحفہ سب حاضر ہوئیں اور شب کو صحبت ناچ و رنگ کی یہاں آراستہ
ہوئی ادھر میں نے اسے طول نہیں دیا کہ شادی کا حال بیان کرتا - انشاء اللہ شادی
صاحبقران کی بیان کرونگا اب یہاں سے سلیمان صاحبقران نے ان دونوں کو دولھا بنایا
و بارات کو نہایت تکلف کے ساتھ سج کر واسطے بیاہنے کے ان دونوں دولھاؤں کو
لیچلے اگر انکا بیان کیا جائیگا تو طول ہو جاویگا اور داستان ناتمام رہجاویگی اسوجہ سے
مختصر تحریر کیا - غرضکہ یہ بارات بڑی دھوم سے آئی اور مکان خاقان جادو پر پہونچی تو عجب

طرح کی مسرت اُس مقام پر تھی اور درویش زندہ دل بھی ہمراہ آئے تھے اور اُس جلسہ مین سعادت
دونون دولھاؤن کے داخل ہوے اور درویش زندہ دل نے ان دونون کا عقد پڑھا۔ اُس
بیان تو صحبت میخواری خوب ہوئی اور گانا بجانا بھی جب دلخواہ ہوا آتشبازی وہ کہ جو پریزادون
کے ہاتھ کی بنی ہوئی تھی چھوٹی عجب اُسنے بہار اُس صحرا مین دکھائی اور اُس صحرا کو گلزار آتش نما
بنا دیا اب وہ زمانہ شب کا موقوف ہوا عروسون کو ساتھ لیکر صاحبقران اپنی بارگاہ مین آئے اور یہ
دونون دولھا لیکر داخل محل ہوے اور شب باش ہوے اُسوقت گستہم زرین کمر نے ہاتھ باندھ کر
عرض کیا کہ یا صاحبقران شعر۔ وعدۂ وصل چون شود نزدیک * آتش شوق تیز تر گردد * صاحبقران
نے فرمایا کہ ہان سچ ہے مصرع۔ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد * گستہم زرین کمر نے اپنے سر کو
جھکا لیا اور پھر جواب دینا مناسب نہ جانا غرضکہ وہ رات ان دونون نوشاہون کی بھی شب برات
تھی مصرع۔ سینہ بسینہ لب بلب یونہی کٹی تمام شب * غرضکہ سحر ہوگئی یہ دونون حمام کرکے
خدمت صاحبقران مین آئے آپ بھی بارگاہ مین نماز پڑھکر بیٹھے تھے کہ یہ دونون حاضر ہوے اور
مجرا کیا اسی طرح سے رسوم جو تھی چالہ وغیرہ کرکے صاحبقران نے عارض شیر دل کو مع اسکی عروس
کے دربند آئینہ پر روانہ کیا اور آپ نے اسباب طلسم طلب کیا سب مع خزانون کے خاقان شاہ
نے لاکر حاضر کیا اور جو اسیر طلسم کے تھے اُن سب کو صاحبقران نے رخصت کیا وہ بھی خوشی خوشی
اپنے اپنے مکانون پر گئے اور آپ انور شاہ کو ہمراہ لیکر مع مال طلسم کے درویش زندہ دل کے مقام
پر آئے اور فرمایا کہ جسقدر مال ہے آپکا ہے اُسنے کہا کہ فقیر کو اسکی کچھ پرواہ نہین ہے لیکن تم اپنے
باپ کے پاس جب پہونچنا اور جب تمھاری شادی خانہ آبادی ہو تو ہمکو ضرور طلب کرنا اور دانہ اُسنے
دیا کہ جب تم طلب کرنے کا قصد کرنا اس دانہ کو پھانک دینا کہ یہ پہنچ جائیگا ہمین اطلاع ہو جائیگی
ہم فوراً آپہنچینگے اُسوقت شاہ صاحب سے تو رخصت ہوکر شہر انوریہ کی جانب چلے ادھر زمان شاہ
اپنے ملک کی جانب کو چلا اور سبنے وعدہ کیا کہ خراج وہان حضور کو پہونچیگا اور جب حضور ہمکو
یاد کرینگے اُسوقت ہم سب حاضر ہونگے اُسوقت صاحبقران مع سلطان ورقہ اور مال طلسمی کے
شہر انوریہ مین داخل ہوے یہ تو یہان ایک روز قیام کرتے ہین اور ایک عرضی اپنے والد ماجد کو
لکھ کر روانہ کرتے ہین آپ حال یہان کا بیان کیا جاتا ہے کہ اخضر زرد پوش مع لشکر فراوان و
نقابدار یاقوت پوش اور گوہر پوش کے آکر قریب گلستان ارم کے پہونچا ہے صاحبقران اعظم کو
جو معلوم ہوا کہ فرزند میرا اس فوج کثیر کو لیے ہوے آتا ہے اُسوقت اقول بن تندک سے ارشاد
ہوا کہ جا ہمارے فرزند کا استقبال کرکے جلد لا اُسوقت جتنے دیو کہ وہان موجود تھے نامور و نامی
قریب چالیس ہزار کے اسکے ہمراہ چلے جب یہ قریب لشکر کے پہونچا تو اُسنے اخضر زرد پوش کو
دیکھا اور سلیمان صاحبقران کو نہ دیکھا اُسنے پوچھا کہ خیریت تو ہے سلیمان صاحبقران کہان ہین
اُسنے کہا کہ بفضل الٰہی خیر ہے مین صاحبقران اعظم سے بیان کرونگا اور یہ کہکر جلدی جلدی فوج کو
اُسنے بڑھایا جب یہ گلستان ارم مین داخل ہوا تو صاحبقران اعظم کو معلوم ہوا کہ میرا فرزند سلیمان
صاحبقران اس فوج مین نہین معلوم ہوتا خداوندا یہ کیا سبب ہوا یہ کہکر اپنے گریبان کو چاک کیا
اور دھاڑین مار مار کر رونے لگے بس یہ اخضر زرد پوش نے جو سنا اُسنے اپنے تئین جلدی خدمت
صاحبقران اعظم مین پہونچایا اور مجرا کیا اور کہا آپ نے یہ کیا اپنا حال کیا مین آپکے سر مبارک کی

قسم کھاتا ہون کہ سلیمان صاحبقران خیر وعافیت سے ہین مین اُنکا حال آپ سے سب بیان کرتا ہون قریب ہو کہ وہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ سے ملتے ہین صاحبقران کو تسکین ہوئی اور فرمایا کہ جلدی بیان کرو اُسوقت صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا اور رفقا یارون سے کہا کہ چلیے کہ یہ آپ کے بھتیجے ہین قمرزاد اور گہرزاد یہ اُنکے فرزند ہین اُسوقت امیر نے گلے سے لگایا اور رفقا مین اُٹھا کر انکی صورتین دیکھین اور فرمایا واقعی یہ دونون میرے بھائیون کے ہمشبیہ ہین اور اے اخضراب صاحبقران سلیمان کو تو نے کہان چھوڑا ہے جلد بیان کر اسنے ازابتدا تا انتہا بیان کیا کہ دیو ہومان کے عقب مین جانا صاحبقران سلیمان کا اور مقابلہ دیو وسواس سے ہونا اور اُسکا مارا جانا اور بیابان ہمیشہ بہار مین دلحسین کا ذریعہ ہونا اور اُسکا مسلمان ہونا غرضکہ آنا انوار پریزاد کے ملک مین اور وہان کا واقعہ جو گزرا تھا بیان کیا اور گلستان ارم کا حال اور رمان شاہ کا حال بیان کیا اور عاشق ہونا مہتاب پری کے اوپر بیان کیا اور شاہزادہ کا جانا طلسم تحویل سلیمانی براہ ہم سبکو آپکی خدمت مین روانہ کیا ہے اور نقد گستہم اور وہ بادشاہ خاک اُنکے ساتھ گئے ہین طلسم کی جانب کو یہ سُنکر صاحبقران کو تقویت ہوئی اور شکر خداوند کریم بجا لائے تھے کہ آکر اول بن مالک نے عرض کیا کہ ایک نامہ دار دربارگاہ پر حاضر ہے فرمایا کہ جلد بلالو یہ آیا اور اسنے مجرا کرکے وہ نامہ بادشاہ یعنے صاحبقران اعظم کو دیا صاحبقران نے اُس نامہ پر نام سلیمان دیکھکر آنکھون سے لگایا اور اپنے کلیجہ سے لگایا اور لفافہ اُسکا برطرف کیا دیکھا کہ بعد تسلیم کے لکھا تھا کہ اے پدر عالیمقدار یہ تابعدار طلسم تحویل سلیمانی پر پہونچا اور اقبال حضور سے اُسکو فتح کیا اور مال طلسم قریب بیس گنج خزانہ کے اور جواہر سلیمانی وہان سے مین نے پایا اور اسیران طلسم کو رہائی دی اور دربند طلسم توڑکر بادشاہ طلسم یعنے خاقان شاہ کو مع اُسکی فوج کے کہ جو قریب ڈھائی لاکھ کے تھی اُن سبکو مسلمان کیا اب یہ تابعدار شہر انور شاہ مین مقیم ہوا ہے لیکن ہے کہ مین کل یہان سے کوچ کرکے خدمت بابرکت جناب مین حاضر ہونگا یہ عرضی پڑھکر بڑی مسرت حاصل ہوئی اور اب آپ نے حکم دیا کہ سب امیر وغریب تیاری کرین کہ میرا فرزند آتا ہے اور یا خضر زردپوش اور جتنے ہمراہی اُسکے تھے یہ خبر فرحت اثر سنکر بہت شاد و مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ جلد خبر کو ہرکارے اور لوگ پانچ پانچ چھ چھ کوس پر مقیم کیے جاوین اُسوقت بہت سے لوگ راستے خبر مقیم ہوئے اب انکو تو اسی مقام مقام پر چھوڑا جاتا اور صاحبقران چلے ہین انکو بھی راہ ہی مین چھوڑا جاتا ہے۔

چند کلمے داستان شوکت نشان بادشاہ عالیمقام اور سرداران ذی احتشام کے بیان کیے جاتے ہین تتمہ آغاز داستان

نگاہ آنکھ سے اے یار ہو کے نکلے　　کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے
تری تلاش مین جو جانب چار سو نکلے　　ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا الٹون دہان بھی تو نکلے

سنا ہے لوگون سے سودے کی تیری شدت کو　　خود اپنی آنکھون سے دیکھنے آئے [illegible] کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو　　وہ آتے ہین مرے گھر امتحان وحشت کو
خدا نکردہ کہین جیب مین رفو نکلے

تجھی کو دیکھوں دم نزع آہ مرتے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت میں بھی اترتے وقت
تو ہی ہو پیش نظر جان سے گزرتے وقت
یہی ہے خواہش دل ہر گھڑی گزرتے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہے کہ رو رو جو فراق سے رو رو ہے
کہاں نصیب ہو پہلو جو تیرا پہلو ہے
جبین جبین پہ جو ابرو جو یار ابرو ہے
بغل میں لے کے سر و تن رکھ دے جو سر زانو ہے
کہ جھک کے تو اس ترسے جبیں کی آرزو نکلے

ذرا کمک مری اے خالق صمد کرنا
بجھا اسکے ساتھ ہی آہ تو بھی کرنا
کوئی عدو ہو اگر راہ میں تو رد کرنا
چلا ہوں اس طرف اے جذب دل مدد کرنا
کہ گھر سے وہ بھی ذرا بہر جستجو نکلے

بجا ہے غصہ مرا اپنے قلب مضطر پہ
کہیں بیزار نکلتا ہے میری صورت پہ
یہ وہ بلا جانتا ہے سخت کی بلا سر پہ
خدا نے قدر کی خواہش ہے یار کے در پہ
ستم ہے جو اگر اس دم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھایا کون بت آ کر
اذان کے پردے میں کرتے ہیں نالہ کر
دلوں کو کر دیا بسمل [illegible]
حرم میں کس لیے آہ ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنے کو زاہد بے وضو نکلے

اداق دوست میں ہی کھونے والوں کو دینا
صرف اشکوں سے منہ دھونے والوں کو دینا
غم و ملال میں خوش رہنے والوں کو دینا
قدر اثر سا ہم رونے والوں کو دینا
جو میری آنکھ سے دل کا لہو نکلے

ذہب کعبہ حضرت کے سب خدائی پر
مٹنے سے بارگی کی بھی طاعت ربانی پر
غرور تھا لیس اسے زہد کی کمائی پر
تمہیں تو ناز تھا اب پارسائی پر
تمہارے گھر سے تو گر کے کیسی ہو نکلے

رہ نوردان جادہ وفا وطے کنندگان منزل تسلیم و رضا اس وادی پر خار میں اسطرح قدم اٹھاتے ہیں کہ جسوقت بادشاہ اسلام نے جشن سے فراغ حاصل کیا اور چوتھے صاحبقران ملک روشن بخت میں قائم ہو چکے نوظل اللہ نے ارادہ ایران جانے کا کیا سامان سفر درست ہونے لگا چونکہ تیاری سامان سفر میں کئی روز صرف ہوتا تھے شاہزادہ ربیع البخت کو یہ بہانہ خوب ہاتھ آیا کہ خدمت بادشاہ اسلام میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو جتنے عرصے میں سامان سفر درست ہو اثنا زمانہ میں شکار میں بسر کروں اسلیے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ابھی کل تک تمام اعزا جمع تھے اب چند کس باقی رہ گئے تمام بزرگوں سے اسی مقام پر فراق حاصل ہوا میرا جی نہیں چاہتا کہ یہاں ایک دم بھی قیام کروں یہ سنکر بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ ملک غیر ہے اور مقام خوفناک ہے اسی جگہ تجھ او پر چار سو آدمی ہمراہ امیر ثانی کے بیچ یہ مسکن ساحران بیابان کا جاباج کا ہے ممکن ہے کہ کوئی عزیز آنکا زندہ ہو اسی مقام پر سب کو یکجا رہنا چاہیے ربیع البخت نے عرض کی کہ حافظ حقیقی ہر جگہ اپنے بندہ کا محافظ ہے اگر قضا ہے تو یہاں بھی آسکتی ہے وہاں بھی بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ اگر زیادہ خوشی آپکی اسی میں ہے تو جائیے لیکن جلد واپس آئیے گا

ایسا ہو جیسا اسکے قبل ہو چکا ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد حاضر خدمت
ہونگا یہ عرض کرکے رخصت ہوے اور اپنے لشکر میں آتے تیاری شکار کا حکم دیا اُسی وقت قراول
اور لقاول ساز و سامان شکار درست کرکے تیار ہوے پہر بھر میں سب سامان درست ہو گیا۔
شاہزادہ رفیع البخت سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوے جاتے جاتے اک بیابان میں پہونچے کہ
وہان شکار طیور کا زیادہ تھا خوب شکار ہوا۔ رفیع البخت نے کچھ شکار بادشاہ اسلام کے واسطے
کچھ اور عزیزون کے واسطے روانہ کیا دوسرے روز صبح کو پھر خوب شکار ہوا۔ باز جرے بہری
شہباز یہ تمام شکاری جانور تھک گئے اس کثرت سے شکار ہوا رفیع البخت نے دو پہر طائرون
کا شکار کھیلا بعد اسکے جی بھر گیا اور شکار طیور سے دل سیر ہو گیا اب انھون نے پھر جانوران صید
گیر کو تو جانب لشکر روانہ کیا اور آپ تلاش آہو میں آگے روانہ ہوے چھ قدم آگے بڑھے
تھے کہ غول آہوونکا نظر آیا جسوقت آہو زد پر آے رفیع البخت نے تیر مارلیے جتنے آہو برابر کھڑے
تھے سب صید ہوے اچھل اچھل کے گرے کوئی یہان گرا کوئی وہان گرا ان سب کو ذبح کرکے آگے
روانہ ہوے چیتون کا غول نظر آیا یہان بھی خوب شکار ہوا پاڑھے بھی بہت سے شکار ہوے
دو پہر میں اتنا شکار دستیاب ہوا کہ مہینون میں بھی قسمت سے مل سکتا ہے رفیع البخت نے
جانور چھکڑون پر بار کرا کے نام بنام تمام اعزا اور رفقا کو روانہ کیے اور آپ صحرا میں قیام کیا
جسوقت یہ جانوران صید شدہ لشکر میں پہونچے لوگ نہایت خوش ہوے لیکن سہراب بن
رستم ثانی کو نہایت ملال ہوا کہ انھون نے ہماری صلاح بھی نہ کی اور آپ تنہا روانہ ہو گئے
اس ملال میں جانور واپس کر دیے اور اک رقعہ لکھا کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی کہ
اس ہر وقت کے ساتھی کو چھوڑ کر آپ تنہا معروف صید و شکار ہونگے میں ایسا شکار نہیں
لیتا خدا نے میرے بازوؤن میں بھی طاقت دی ہے میں آپ بھی شکار کر سکتا ہوں یہ شکار تو
یہان سے واپس ہوا لیکن اور لوگون نے واپس نہیں کیا بلکہ نہایت خوش ہوے لیکن اول
حال رفیع البخت کا سنیے کہ تیسرے روز پھر انھون نے کوچ کیا اور آگے روانہ ہوے
اب بیابان بے گیاہ ملا لشکر کو اسی جگہ چھوڑا اب تن تنہا تلاش صید میں روانہ ہوے
چلتے جاتے پہر بھر کی رہروی میں اک اور صحرا سے پر بہار ملا کہ جابجا چشمہاے آب بھی تھے
درختان میوہ دار لگے ہوے تھے جانوران خوش الحان معروف زمزمہ سرائی تھے تمام
صحرا سبزے سے بھرا ہوا تھا غرض اس صحرا کی شاہزادہ رفیع البخت کو نہایت پسند آئی گھوڑے
کو ٹہلاتے ہوے چلے کہ اک مقام پر پھر غول آہوونکا نظر آیا رفیع البخت کو خیال آیا کہ تیر سے
تو بہت جانور صید کیے اب کچھ آہو زندہ اسیر کرنا چاہیے اگر اس مقام پر شکار کیا تو یہان سے
واپس لیجانا بھی دقت سے خالی نہیں ہے یہ سوچ کے اُن آہوؤن کے پیچھے گھوڑا ڈالا کہ انمین سے اک
پکڑ لون آہو متفرق ہو کے بھاگے تین آہو سامنے سے گریزان ہوے رفیع البخت نے گھوڑا ڈالا
مرکب بے نظیر تھا بہت جلد آہوؤن تک پہونچ جاتا لیکن جابجا جھاڑیان ایسی ایسی بلند تھیں کہ
آہو نگاہون سے پوشیدہ ہو جاتے تھے اور پھر نظر آنے لگتے تھے اک مقام پر سرپٹ گھوڑے کو
چھوڑ دیا اور میدان بھی صاف تھا مرکب سر پر جا پہونچا اسوقت دو آہو تو دو جانب متفرق ہو گئے
ایک آہو نہایت تیز رفتار تھا وہ مغرب کی طرف گیا رفیع البخت کو غصہ آیا گھوڑے کو کوڑے مارنا شروع

کیے جس مرکب سے ہمیشہ اشارہ تیز گامی لیا ایسا کوڑے مارتا گھوڑا مانند برق جہندہ کے تڑپ کر
چلا کہ آہو کو پامال کر ڈالوں آگے بڑھ کر پھر کچھ جھاڑیاں جھنڈیاں نظر آئیں اور نشیب و فراز بھی بہت
تھا آہو تو کسی مقام پر دبک رہا رفیع البخت گھوڑا دوڑاتے ہوئے نکل چلے گئے جب وہ نشیب و
فراز طے ہو گیا اور صاف میدان نظر آیا تو آہو کو نہ دیکھا رفیع البخت کو نہایت افسوس ہوا قصہ مختصر
تھک گیا لیکن گھوڑا ابھی پسینے میں غرق تھا اور بھی تشنگی کا غلبہ تھا جس صحرا سے گئے تھے وہ
بے آب تھا ملنا مناسب نہ سمجھے کہ پیاس کی شدت کھلتی یا دیا آگے بڑھے تلاش آب میں
دور تک نکل آئے ایک چشمہ نظر آیا وہاں مرکب سے اتر پڑے پانی پیا گھوڑے کو پانی پلایا
زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگا ہنوز اچھی طرح آسودگی نہ ہوئی تھی کہ پھر
کچھ آہو نظر آئے رفیع البخت کو خیال ہوا کہ اگر خالی پلٹ کے جاتا ہوں تو اہل لشکر دل میں ہنسینگے کہ
جیسے گئے تھے ویسے ہی آئے لہذا ان آہوؤں میں سے کسی کو شکار کر کے لیجانا چاہیے یہ سوچکے
پھر مرکب پر سوار ہوئے اور تعاقب میں آہوؤں کے چلے آہو بھاگے سامنے کوہ تھا تمام آہو
درہ کوہ میں غائب ہو گئے رفیع البخت قریب درہ کوہ کے پہونچکر رکے تھے لیکن درہ کو روشن
اور وسیع پا کر آگے بڑھے اور درہ کوہ میں داخل ہوئے دور تک چلے گئے درہ اس پار سے
اُس پار تھا درہ کے اُس جانب بھی صحرا تھا آہو اس صحرا میں پہونچکر پھر ٹھہرے اتنے میں شاہزادہ
رفیع البخت بھی درہ کوہ سے نکلے اور آہوؤں کو یکجا جمع پایا آہو انکو دیکھکر پھر بھاگے اور شاہزادہ
رفیع البخت نے بھی تیر مارنے کی قسم کھائی گھوڑا تعاقب میں ڈال دیا آہو منتشر ہونا شروع ہوئے
اب ایک آہو باقی رہگیا آگے آگے آہو بھاگتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے آہو کے رفیع البخت
گھوڑا ڈالے چلے جاتے ہیں اب بیابان پرخار میں پہونچے آہو تو جھاڑیوں کی آڑ میں نہیں
معلوم کس طرف نکل گیا اور رفیع البخت جھاڑیوں کو طے کرتے ہوئے اور طرف جا نکلے جیسے ہی ایک
جھاڑی کے قریب سے گذرے وہاں شیر درندہ مشغول تھا بس اُسنے ڈکار لی اور رفیع البخت
پر وار کیا رفیع البخت نے دونوں کلائیاں شیر کی پکڑ لیں گھوڑا تو بیٹھ گیا رفیع البخت نے جھٹکا
مارا کہ کلائیاں شیر کی ٹوٹ گئیں شیر اس شیر کے پنجہ سے چھوٹتے ہی گردن پر مرکب کے جھپٹا گھوڑے
کو بیکار کر دیا رفیع البخت نے غصہ میں شیر پر تلوار ماری اُس شیر کے دو ٹکڑے ہوئے اپنے گھوڑے
میں کچھ دم باقی تھا کہ ایک شیر اور جھاڑی سے نکلا اور اُسنے آتے ہی گھوڑے کو پھاڑ ڈالا
رفیع البخت نے دوڑ کے تلوار ماری اسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے لیکن اب مرکب میں بالکل دم
نہ رہا رفیع البخت نہایت پریشان ہوئے کہ اب کیا کروں اتنی دور نکل آئے ہیں کہ گھوڑا بھی
ہوتا تو پلٹنا ممکن تھا کیونکہ شام قریب تھی آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا بیابان ایسا پرہول
وہیبت خارستان کے سبب زمین پر بیٹھنے کی جگہ نہیں حیران ہوں کہ کیا کروں کیا نہ کروں —
جھاڑیوں کی کثرت سے راستہ سوجھتا نہیں کہ کدھر جاتے ہیں جنگل ایسا خوفناک کہ ایک ہی
مقام پر دو شیر حملہ کر چکے ہیں آخر تکیہ ذات پروردگار کر کے ایک طرف چل نکلے تلوار ہاتھ میں
کھینچے ہوئے ہیں کہ مبادا پھر کوئی درندہ گزند پہونچانے کو بڑھے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کدھر
جاتے ہیں اب بالکل شام ہو گئی تیرگی پھیلنے لگی طائر اپنے آشیانوں میں پناہ گزیں ہوئے
قافلے منزل مقصود پر پہونچ گئے لیکن یہ اسطرح جھاڑیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اب انھوں نے

خیال کیا کہ اگر کوئی درخت بلند ہو تو رات اُسی درخت پر بیٹھ کے گزار دوں صبح کو دیکھا جائیگا جدھر
قسمت لیجائیگی اُدھر جائینگے یا اسی صحرا کی ٹھوکرین کھا کھا کے مر جائینگے اب تشنگی بھی ہی اور دن بھر
کا فاقہ بھی کانٹے پنڈلیون میں گڑھ گئے ہین دونون پاؤن سا ہی لگے پاؤن معلوم ہوتے ہین
اک مقام پر اک درخت معلوم ہوا رفیع البخت قریب اُس درخت کے گئے اور بہ دقت تمام درخت پر
چڑھے بیٹھتے بیٹھتے پہر رات آگئی اب وہ عالم ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا جنگل سائین سائین کر رہا
ہی ہو کا عالم ہی آسمان تارون کی آنکھین نکالے ہوے دیکھ رہا ہی مگر روشنی اس تاریکی مین گر کر
غائب ہو جاتی ہی کچھ دکھائی نہین دیتا درندون کی ہیبت ناک صدا مین دل ہلائے دیتی ہین یا
بعض بعض مقام پر غول بیابانی نظر آتے ہین کبھی اس مقام پر مشعل سی روشن ہو کے گل ہو گئی
کبھی اس مقام پر چراغ سا نظر آگیا لیکن اس شیر دل کو مطلق خوف و ہراس نہ تھا لیکن مثل
مشہور ہی کہ نیند ایسی چیز ہی جو سولی پر بھی آتی ہی رفیع البخت کو خوف ہوا کہ مبادا غنودگی زیادہ
ہو اور درخت سے گر جاؤن انھون نے پٹکا کمر سے کھولکر جس ٹہنے پر تکیہ کیے ہوے تھے
اُس سے کمر کو مضبوط باندھ لیا بہزار خرابی تین پہر رات گذری اب صرف پہر بھر رات باقی ہی
کہ ماہتاب نمودار ہوا اور وہ تیرگی صحرا کی کم ہوئی، ابھی چاندنے چارم چرخ کو طے کیا ہوگا کہ روشنی
پھیکی پڑنے لگی ایک تو بسبب آخر ماہ ہونے کے چاند ہلال کے درجہ تک آچلا تھا دوسرے آثار
سحر نے رہی سہی روشنی اور بھی زائل کر دی اب وہ وقت آیا کہ آفتاب نے مشرق سے سر نکالا
شاہ خاور کی آمد سے فوج انجم گریزان ہو کر اس زنگاری آسمان مین پنہان ہوے ہلال کا
چہرہ فق ہوا نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا گلون کو کھلانا شروع
کیا طائر اپنے آشیانون سے باہر آئے چرند چراگاہون کی طرف چلے درندے فکر شکار مین
روانہ ہوے قریب صبح رفیع البخت سو گئے تھے آنکھ جو کھلی تو روشنی دیکھی وقت نماز صبح کا
گزر چکا تھا رفیع البخت کو نہایت افسوس ہوا قصد درخت سے اُترنے کا کیا ساتھ ہی یہ خیال
آگیا کہ اے رفیع البخت یہ وہی صحرا ہی کل جسمین شام تک ٹھوکرین کھائین اور راستہ نہ پایا آج
بھی ایسا ہی ہوا لہذا اس بلندی سے دیکھ لینا چاہیے کہ یہ خارزار کہان تک ہی اب جو چار جانب
دیکھا تو جانب مغرب میدان صاف نظر آیا اور ایک چشمۂ آب بھی معلوم ہوا رفیع البخت نے
اُسی رخ کو ذہن مین رکھکر درخت سے اُترنے کا قصد کیا پٹکا کھولکر پھر کمر سے باندھا اور درخت
سے اُترے اور اُسی چشمہ کی طرف چلے ہر چند کہ چشمہ کچھ زیادہ دور نہ تھا مگر پہر بھر کی رہروی مین
وہ خارستان طے ہوا پاؤن جا بجا سے فگار ہو گئے کانٹے ٹوٹ ٹوٹ کے پنڈلیون مین رہگئے
دامن چاک ہو گئے رفیع البخت ہر قدم شکر خدا بجالاتے ہوے اُس خارستان سے نکلکر قریب
چشمۂ آب کے پہونچے اب بھوک کے مارے شکم پشت سے لگا جاتا تھا پیاس کی بھی شدت
تھی اُدھر کانٹون کی کھٹک ایک وقت مین کئی طرح کی تکلیفین تھین دیکھا رفیع البخت نے
کہ کنارے چشمۂ آب کے کچھ آہو بھی کھڑے ہین اور ایک جانب مرغابیان بیٹھی ہین رفیع البخت
نے کمان دوش سے لی تیر ترکش سے کھینچا اور اک آہو کو تاک کے مارا آہو صید ہوا رفیع البخت
نے قریب جاکے آہو کو ذبح کیا اور کچھ لکڑیان جمع کر کے چقماق سے آگ روشن کی گوشت آہو
کو بھون بھلس کے کھالیا اور شکر خدا بجالاے چشمۂ آب سے پانی پیا پنڈلیون سے کانٹے

نکالتے نکالتے پھر گر گیا بعض کانٹے جو پیوست ہوکے ٹوٹ گئے تھے اور انکی گرفت سے
وہ پھر بھی نکل نہ سکے رفیع البخت نے باذن خاطر کرکے وضو کیا فریضۂ سحری کی قضا کو ادا کرکے
دو رکعت نماز شکر پڑھی اور اسی سلسلہ میں ظہرین کو بھی ادا کرکے کمر ہمت کو چست باندھا اور ایک
جانب چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے پھر شام ہوگئی اور کسی قصبہ قریہ دیہ شہر کا نشان بھی
نہ پایا لیکن یہ صحرا پر فضا تھا درخت بھی میوہ دار اگے ہوئے تھے چشمہائے آب بھی جابجا
ملتے چلے جاتے تھے آنج سوا رہروی کی تکان کے اور کوئی تکلیف نہ تھی رفیع البخت کنارے چشمہ
آب کے پہنچے وضو کرکے مغرب و عشا پڑھ کر تعقیبات میں معروف ہوئے چاہا شب بیداری
میں بسر کروں ممکن ہوا قریب صبح غنودگی آ ہی گئی دن بھر کی تکان نے سلا دیا صبح کو پھر
آنکھ اسوقت کھلی کہ نماز قضا ہوگئی تھی پھر آگے چلے چلتے جاتے سات شب و روز اسی طرح
گزرے کہ کبھی کوہستان میں رات گزاری کبھی ریگستان میں بسر ہوئی کبھی کسی گانوں میں
پہونچے لیکن زبان ان لوگوں کی مشکل سے سمجھ میں آئی بمشکل اتنا دریافت ہوا کہ یہ مقام
بہارستان مغرب کے نام سے مشہور ہے اور لوگ یہاں کے ساریق پرست ہیں اب معلوم ہوا
رفیع البخت کو کہ میں لشکر سے بہت دور نکل آیا اب ملنا غیر ممکن ہے خیر اسی مقام پر جاکر کچھ
کرنا چاہیے اس خیال سے یہ آگے بڑھے ایک ریگستان ایسا ملا کہ کوسوں سایۂ درخت تھا
دھوپ سے اسلحہ اسقدر گرم ہوا کہ جسم نازک پر چرکے دینے لگا گھبرا گھبرا کر اسلحہ دور کیا
زرہ یہاں پھینکی چار آئینہ وہاں پٹکا اسیطرح تمام اسلحہ دور کر دیا صرف تلوار کمر میں رکھی اور کچھ
در ہا تلوار کو بحافظ جان ہمہ کے رہنے دیا غبار جسم پر پڑنے کے پسینے کے سبب سے جم گیا صورت
اور ہی کچھ ہوگئی جاننے والا بھی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا تھا یکایک ایک چار دیواری سنگ مرمر کی
دور سے نظر آئی قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ باغ کسیکا ہے جسوقت قریب اسکے پہنچے تو سواد
شہر بھی معلوم ہوا۔ رفیع البخت تلاش دروازہ باغ میں چلے لیکن اول کچھ

حال بہارستان مغرب کا سنیے

راوی بیان کرتا ہے کہ عروسیہ باختر میں یہ مقام نہایت عمدہ ہے لوگ یہاں کے وجیہ اور حسین ہیں
حاکم اس سرزمین کا سنجاب شاہ مغربی اور نامبر ہے ساریق بن لقا کا گیارہ لاکھ سواران زبر
وزبردست اسکے لشکر میں داخل ہیں اور بڑے بڑے پہلوانان نامی وگرامی ملازم ہیں اسکا
دربار بارگاہ ساریق بن لقا میں ایسا ہی ہے جیسا سنجاب کا اعزاز دربار لقا میں تھا یہ بھی طرہ ہائے
پیغمبری لقا سے کرتا ہے اور دین ساریق پرستی کو اپنی قلمرو میں رواج دے رہا ہے اسکی اک دختر ہے کہ نام اسکا
اسمان اندام سبز پوش ہے حسن اسکا چار دانگ عالم میں مشہور ہے سنجاب اسکو جان سے زیادہ
دوست رکھتا ہے دختر نے بڑے ذوق و شوق سے اک باغ تیار کرایا ہے باغ کی تیاری میں کئی کروڑ
روپیہ صرف ہوا ہے چار دیواری سنگ مرمر کی ہے دروازہ نہایت عالیشان ہے وسط باغ میں جو قصر
ہے وہ تمام جواہر نگار ہے لیکن درخت سرسبز نہیں رہنے پاتے کچھ ہوائے صحرا ایسی ناموافق کرلی
ہے کہ باغ سرسبز ہوتے ہوتے دفعتاً خشک ہوجاتا ہے حیران باغبان نہایت نامی شخص ہے فن باغبانی
میں اسکا مثل و نظیر نہیں ہے یہ رہنے والا ملک باختر کا ہے سنجاب نے وہاں سے اسکو بلا بھیجا

اور کار باغبانی اسکے سپرد کرکے اگرچہ بہت کچھ تسکین دی ہی کہ اب وہ باغبان آیا ہی کہ جسکو باغبان قدرت
کہنا چاہیے خداوند سازی لیتی ہے کہ باغ اسنے تیار کیے ہین اور آتا ہے بہشت ملک باختر مین بنالے
ہین اب تمھارا باغ بھی رشک باغ ارم ہو جائیگا- ملکہ نہایت شاد ہی اور اس دن کی آس لگائے بیٹھی ہی
کہ خبر تیاری باغ کی معلوم ہو تو جلد سے جلسہ کرون اسکو اسقدر شوق ہی کہ راتون کی نیند اڑ گئی ہی
دلفریب وزیر زادی سے اکثر کہا کرتی ہی کہ کیون اے دلفریب وہ وقت کب آئیگا جب ہم باغ
مین جلسہ کرینگے دلفریب عرض کرتی ہی کہ ملکہ نہ گھبرائیے وہ بھی زمانہ قریب ہی جبتک کسی اور شغل
مین جی کو بہلائیے آپکی تو یہ حالت ہی جیسے کوئی کسی کے عشق مین مبتلا ہوکے بیچین ہوتا ہی ملکہ نے
کہا کہ جسکو جسکا عشق ہو جائے موی چھاؤن کو مردون کا عشق ہوتا ہی نیک عورتون کو ایسی ہی
چیزون سے عشق ہوتا ہی دلفریب ہنسی اور کہا کہ ملکہ گستاخی معاف ابھی عشق ہوا نہین ہی ورنہ
ایسے کلمات نہ کہتین ملکہ نے کہا کہ مین کیا جانون تو آپ ہی کہتی ہی کہ باغ کا عشق ہی مین تو سمجھی ہون
کہ شوق ہی دلفریب نے کہا کہ شوق ہی حد سے گذر کر عشق کے درجہ تک پہونچ جاتا ہی اور اب وہ
زمانہ بھی قریب آتا جاتا ہی ابھی تو عمر شریف نام خدا تیرھوان سال ہی زیادہ نہین ایک برس اور گذرے
اور کوئی قبول صورت کہین نظر آجائے پھر مزاج پوچھینگے ملکہ کے جبین پر شرم سے عرق آگیا اور تیوریان
بدل کے فرمایا کہ کیون دلفریب اب تو بہت گستاخ ہوتی جاتی ہی دلفریب نے ہاتھ باندھ کے عرض
کی کہ ملکہ کیا مجال ہی میری کہ مین گستاخی کرون عشق تو آدمی کی فطرت مین داخل ہی کوئی اس سے
بری کب ہی کھیلنے کے مشغلے کو کھیل اور جوانی کے ولولون کو عشق کہتے ہین یہ دل بڑی چیز ہی اسپر
کسیکا قابو نہین ہی تم تو پڑھی لکھی ہو آخر قصے اور حکایتین دیکھی ہی ہونگی غریب امیر کسی پر موقوف
نہین ہی یہ دل امیر کو غریب کا تابع فرمان بنا دیتا ہی اور غریب تو ہر طرح امیر کا تابع رہتا ہی لیکن جب
معشوق عاشق کے عشق کو سمجھ لیتا ہی تو امیر کو غریب کی نازبرداریان کرنا پڑتی ہین سنے کرے فرہاد
کی منت خسرو پرویز حیرت ہی شاد دیتا ہی رعب حسن جانان داب شاہی کو ملکہ نے کہا لعنت
ہی ایسے عشق پر کہ اپنی عزت وشان وشوکت کا خیال بھی نہ رہے دل ہمارے بس مین ہی یا ہم
دل کے قابو مین- دلفریب نے کہا کہ ابھی تو دل مین وہ قوت ہی نہین پیدا ہوئی ہی جسکو غلبہ حاصل
ہو ابتدا مین سب کے بس مین دل ہوتا ہی اور جب حضرت عشق کا نزول اجلال ہوتا ہی تو دل کی حکومت
کا دور دورا ہو جاتا ہی عشق کی بادشاہی کا تخت الٹ جاتا ہی ملکہ نے کہا کہ خیر ہوگا اور باتین کرو ان
باتون سے جی میرا ابھی گھبراتا ہی علاوہ اسکے مین بغیر قدرت کی دختر ہون نہ میرے باپ کا کوئی ہمسر
ہوگا نہ میری شادی ہوگی نہ مجھے شادی کی ہوس دلفریب نے کہا کہ یہی نا امیدی تو ستم ڈھا دیتی ہی دیکھیے
دیکھیے کیا ہوتا ہی الحاصل اس اس طرح کی باتین دلفریب سے ہوا کرتی تھین اگرچہ دلفریب کا سن
بھی ملکہ ہی کے برابر تھا لیکن یہ غضب کی شوخ وشنگ تھی اکثر باب اسکا معاملات ملکی مین دختر
سے صلاح لیا کرتا تھا اور دلفریب کے باپ کو بہت کچھ مزاج مین سحاب شاہ مغربی کے دخل
پیدا ہو گیا تھا ایک روز حیران باغبان نے عرض کرا بھیجی کہ ملکہ عالم تشریف لائین اور باغ ملاحظہ فرمائین
کیاریان لہلہا رہی ہین بار ور شاخین آغوش تمنا پھیلا رہی ہین یہ مژدہ فرحت اثر سنکر ملکہ بہت خوش
ہوئی اٹھی اور دلفریب سے کہا کہ تیاری جشن کا حکم دیکر جلد میرے ساتھ چل آج ہی شام کو مین
محفل رقص وسرود آراستہ کرونگی دلفریب نے حکم دیا سامان باغ کی طرف روانہ ہونے لگا ملکہ

ملکہ بھی سوار ہو کے روانہ ہوئی ہنوز قریب باغ نہ پہونچی تھی کہ اک ایسی ہوا ناساز و ناموافق چلی کہ پھول مرجھا گئے درخت خشک ہونے لگے پتے زرد ہوگئے سبزہ جل گیا پانی نہرون کا زمین مین جذب ہوگیا مچھلیان تڑپنے لگین طائر اُن درختون سے بیزار ہو ہوکر اُڑے اور جانب صحرا روانہ ہوے حرّان باغبان نے سر پکڑ لیا کہ یہ کیا آفت آئی ہمین امید تھی کہ مہینون کی ریاضت کا آج پھل ملیگا ملکہ خلعت و انعام منصب و جاگیر عنایت فرمائینگی مگر تقدیر نے جوتیان کھانے کے سامان مہیا کر دیے یہ تو دروازۂ باغ پر بیٹھ کے سر پر ہاتھ دہر کے رونے لگا ملکہ کی سواری جو قریب آئی لوگون نے حرّان باغبان کو بتایا یہ بسبب شرمندگی کے عرض حال سے بھی محروم رہا ملکہ کس شوق مین محافہ سے اُتری لیکن باغ پر جو نظر پڑی ہے غنچۂ دل شگفتہ ہونے کے عوض پژمردہ ہوگیا چہرہ فق ہوگیا دلفریب بھی انگشت بدندان ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہے ملکہ نے کہا کہ بلاؤ تو اُس موے باغبان کو یہ کیا سمجھکر اُسنے مجھے بلایا لوگ حرّان کو پکڑ کر سامنے لائے ملکہ نے فرمایا کہ او نمک حرام اگر تجھ سے باغ نہ درست ہو سکا تھا تو نے مجھے کیون تکلیف دی حرّان تھرّا رہا تھا عرض کی کہ اے نور نگاہ پیمبر جسوقت مین نے حضور مین عرض کرایا ہے اُسوقت تک باغ آپکا رشک بہشت ہو رہا تھا لیکن بعد چند لمحے کے اک ایسی ہوا چلی جسنے باغ کو خشک کر دیا نہین معلوم کس بات پر خداوند ناراض ہین جو اس سرزمین کو سرسبز نہین ہونے دیتے ہین ملکہ نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا لیکن اب مین یہین رہونگی اگر میری قسمت مین باغ نہین تو صحرا ہی سہی لیکن معلوم ہوا کہ خداوند کے مزاج مین ظلم بہت ہے مین نے انکا کیا قصور کیا ہے جو اُنھون نے میرے باغ کی یہ حالت کر دی ہے اور خداوند جھوٹے اور مکار بھی ہین جب والد ماجد نے مجکو ملک باختر سے طلب کیا ہے تو ایک عرضی خداوند کی خدمت مین بھی بھیجی تھی جواب مین عرضی کے خداوند نے خود لکھا تھا کہ حرّان باغبان کی ریاضت سے ہمنے قسمت اُس سرزمین کی وابستہ کی ہے جب یہ باغ لگائیگا تو پھر باغ باد خزان سے محفوظ رہیگا لیکن وہ قول بھی خداوند کا غلط نکلا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات خداوند کے اختیار سے بھی باہر ہے ورنہ کوئی ادنی شخص بھی اپنے وعدے کے خلاف نہین کرتا ہے اور پھر ایسے کے ساتھ جسکو اپنا پیمبر بھی کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ خالق حقیقی کوئی اور ہی ہے یہ خداوند ویسا ہی ہے جیسا اسکا بڑا بھائی لقا سے لقا تھا وہ بھی ہمیشہ ایسی تقدیرین بگھارا کرتا تھا اپنی بگڑی تو سنوار نہ سکا بادشاہی اور شے ہے خدائی دوسری چیز ہے اب آج سے اس موے خداوند کو ہرگز خداوند نہ کہونگی ایسا نہو یہ بات خداے حقیقی کو بری معلوم ہو اور کیا عجب ہے کہ اسی سبب سے یہ بلا مجھپر نازل ہوئی ہو کہ مین اک کافر کو اپنا خداوند کہتی ہون اور حرّان کے واسطے جو خلعت تجویز کیا تھا وہی مرحمت فرمایا کہ تو نے خاطر خواہ محنت کی باغ کا خشک ہو جانا یہ میری قسمت کا اثر تھا اب چاہے تو یہین رہ چاہے اپنے وطن کو چلا جا اگر یہان رہیگا تو بھی جو تیری تنخواہ مقرر ہے وہ تجھکو ملیگی حرّان باغبان خلعت لیکر اور شرمندہ ہوا لیکن دل مین ملکہ کو ہزارون دعائین دین کہ مین تو سمجھا تھا کہ نہین معلوم ملکہ میرا کیا درجہ کرینگی یہان اُسکے عوض خلعت و انعام پایا ایسا مالک کہان ملتا ہے اُسنے عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق اب حضور اسی جگہ قیام فرمائینگی مین چاہتا ہون چندے اور اسی دامن دولت کے سایہ مین رہکر اپنی ریاضت کا نمونہ حضور کو دکھا دون کہ مین کیسی محنت سے باغ تیار کرتا ہون اس ہوا سے

ناموافق سے مجبور ہون جو دفعتاً سارا کھیل بگاڑ دیتی ہی ملکہ نے فرمایا کہ جب تقدیر اِس زمین کی جاگ
گئی تو تو دہی یہ سرسبز ہو گی مین یہ نہین کہتی کہ تو جا لیکن اب باغ مین ہاتھ نہ لگانا یہ فرماکر ملکہ چبوترہ
باغ پر آکے بیٹھی دھوپ کے خیال سے خواصون نے اک تکیرہ کھڑا کر دیا لیکن ملکہ نے فرش
نہ بچھانے دیا بورین پاؤن پھیلائے ہوے بیٹھی رہی آنکھون سے آنسو جاری ہین بال پریشان
ہین خواصین سکوت مین کھڑی ہین دلفریب اپنے آنچل سے آنسو پونچھتی ہی اور سمجھاتی ہی کہ ملکہ
رنج آپکا حق بجانب ہی لیکن اسوقت تو خداوند کی شان مین بھی آپ نے ایسے ایسے کلمات کہے
ہین کہ مین اور ڈر رہی ہون ملکہ نے جھڑکے سے جواب دیا کہ مین نے کیا جھوٹ کہا بس اب میرے
سامنے اُسے خداوند نہ کہنا آج سے مین بالکل بد اعتقاد ہو گئی اب رقت تو ملکہ کی کم ہو گئی لیکن
غصہ ہی کہ خدا کی پناہ تیوریون پر بل پڑے ہوے ہین بات بات پر جھلاتی ہی اکثر خواصین پیشاب
کے بہانے سامنے سے ہٹ گئی ہین جو ایسی ہی منھ لگی ہین وہ حاضر ہین مگر وہ بھی تھر تھر کانپ
رہی ہین دلفریب سوچی کہ ذرا دروازۂ باغ پر جاکے بیرون باغ کی حالت تو دیکھون آیا یہ ہوا
خزان اسی احاطہ کے اندر چلتی ہے یا بیرون احاطہ بھی، ہی اس خیال سے ٹہلتی ہوئی دروازۂ
باغ پر آئی دیکھا کہ اک شخص گرد مین اٹا ہوا کپڑے پھٹے ہوے ہونٹھ خشک بال پریشان مگر سن
سال کم لباس کی بوسیدگی سے کوئی وضع باقی نہین رہی ہی دلفریب متحیر ہوئی کہ یہ کس طرح کا
آدمی ہی نہ تو فقیر معلوم ہوتا ہی نہ امیر ابھی اسی تحیر مین تھی کہ اُس شخص نے کہا کہ مین پیاسا بہت
ہون دلفریب کے قریب اک خواص کھڑی تھی اُسنے پانی لاکے دیا اُس مرد پریشان حال
نے پانی پیا اور دعا دی - دلفریب نے کہا کہ کیا آپ مرد درویش ہین - فرمایا ؎ نے بلبل
چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + اے آہ و نالہ مجھسے
نہ بھگر جلو کہ مین + بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سچ
بقول درد و سے جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + دلفریب نے کہا کہ اتنا تو مین
پہلے ہی سمجھے ہوے ہون کہ آپ بیابان گرد صحرا نوردین اسیر دام تقدیر ہین لیکن کچھ علم فقیری
بھی آپ نے حاصل کیا ہی یا نہین اور اسطرف کیونکر آنا ہوا اب کدھر جانے کا قصد ارادہ ہے
جواب دیا کہ فقیری نہایت مشکل چیز ہی فقیر وہ ہی جو صاحب کشف و کرامات ہو مین اگر ایسا ہی
ہوتا تو در در کی ٹھوکرین کیون کھاتا ہوتا مین نے خود سے دنیا کو نہین ترک کیا ہی دنیا نے مجھے خود
چھوڑا ہی شکار کو نکلا تھا راہ گم کے قافلے سے چھوٹا ٹھوکرین کھاتا ہوا ادھر بھی آ نکلا اب مین
کہہ سکتا کہ تقدیر کدھر لیجائیگی نہ اپنے ارادہ سے اسطرف آیا نہ یہ کہسکتا ہون کہ کہان جاؤنگا
دلفریب نے کہا کہ مصیبت زدہ کی دعا مین بھی اثر ہوتا ہی آپ ہماری ملکہ کے باغ کے سرسبز ہونے
کی دعا کیجیے ہم آپ کو آپکے وطن اچھی طرح پہونچا دینگے فرمایا خدا مین سب قدرت ہی مین
تو اس لائق نہین کہ میری دعا قبول ہو یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ ملکہ نے کہا دلفریب کہان
ہی اک خواص نے عرض کی کہ دروازۂ باغ پر کوئی فقیر آیا ہی اُس سے باتین کر رہی ہین ملکہ نے فرمایا
کہ بلا لو اُس فقیر کو شاید اُسکی زبان مین تاثیر ہو مگر اتنا دریافت کرلینا کہ اُس موے سارق نامانے
والا نہو کنیزین چپکے چپکے منھ پر تھپڑ لگاتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ ملکہ کو کیا ہوا ہی کہ بات بات مین
خداوند کو بُرا کہتی ہین نہ بے ادبی سے نام لیتی ہین اسی سے تو ایسے عذاب مین مبتلا ہین غرضکہ

اک کنیز دوڑی ہوئی گئی اور دلفریب سے کہا کہ ملکہ فرماتی ہیں کہ فقیر کو اندر باغ کے بلا لو اور ہمارے
پاس لے آؤ دلفریب نے کہا کہ آئیے تشریف لیچلیے مگر یہ بتائیے کہ مذہب آپکا کیا ہی فرمایا کہ میں خدا
واحد و یکتا کو مانتا ہوں جسنے زمین و آسمان کوہ و دشت شجر و حجر بلکہ کل موجودات عالم کو پیدا کیا ہی
دلفریب نے کہا کہ خیر تشریف لائیے یہ اُسی لباس پوشیدہ سے سامنے ملکہ کے آئے تو دیکھا
کہ تکیہ کھنچا ہوا ہی اور اک نازنین پالتی مارے جیسے کوئی کسی سے روٹھ کے بیٹھتا ہی اسطرح
بیٹھی ہوئی ہے چہرہ پر بال بکھر بکھر کے آتے ہیں لیکن یہ بگاڑ بھی ہزار بناؤ دکھاتا ہی جبین کی
شکن خنجر کھینچے ہوے ہی ذبح کرڈالنے پر آمادہ ہی صراحی گردن کی نزاکت سے بھری ہوئی ہی
پیمانۂ چشم لبریز ہیں بلکہ چھلکے رہے ہیں ایک دو قطرہ اشک جو مژہ سے گل رخسار پر گرکے جم
رہا ہی وہ شبنم گل کا لطف دکھاتا ہی اگرچہ چہرہ سے آثار افسردگی و پژمردگی پیدا ہیں لیکن کمسنی
کی تازگی اپنی بہار جانفزا دکھا رہی ہی صورت پر ملکہ کے دل لبھگیا دلفریب نے اشارہ سے کہا
کہ سلام کرو مرد پریشان حال نے کچھ پروا نہ کی ملکہ نے کہا کہ تو کیا اشارے کر رہی ہی دلفریب نے
عرض کی کہ میں نے سلام کرنے کو کہا تھا ملکہ نے کہا کہ شاہ صاحب یہاں تو خاک پر بسم اللہ ہی
جی چاہے تو بیٹھ جائیے اگرچہ میں اُس شخص کی دختر ہوں جو علاوہ جلیل القدر ہونے کے
ساریق بن لقا کا پیمبر کہلاتا ہی لیکن آجتو فلک کی ستائی ہوں مسند سے مجھے یہ خاک بہتر معلوم
ہوتی ہی ہاں اگر خدا مراد میری پوری کریگا تو مسند پر بیٹھوں گی بھی اور آپکو بھی بٹھاؤنگی اب آپ
میرے باغ کے سرسبز ہونے کے واسطے دعا کیجیے فرمایا کہ میں ایک شرط سے دعا کرتا ہوں وہ
یہ ہی کہ دعا میری اگر قبول ہوگئی اور باغ سرسبز ہوا تو تمکو میرا دین مبین اختیار کرنا ہوگا اور اگر باغ
ہرا نہوا تو میں تمہارا دین اختیار کرلونگا اور مال و زر کی مجھے خواہش نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ میں تو
ابھی بے دین ہوں جو دین تھا یعنی ساریق پرستی اُس سے میں ترک ہی کرچکی جو خدا میری سنیگا
اُسے دل سے مانونگی فرمایا بہتر اور پانی طلب کیا وضو کرکے دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور ہاتھ
اُٹھا کر جناب احدیت میں عرض کرنے لگے کہ اے خالق ارض و سماء اے واہب العطایا عزت
بات اپنے بندۂ ناچیز کی رکھ لے اور اس باغ پژمردہ کو اسطرح سرسبز کر کہ یہ پھر پژمردہ نہونے پائے
دیکھا ملکہ نے کہ یہ ہاتھ جانب آسمان بلند کیے ہوے ہیں کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ خداے آسمانی
کے ماننے والوں میں ہیں انھیں لوگوں نے لقا کی خداوندی کو بھی برباد کیا تھا بیشک دین انکا
برحق ہی ورنہ لقا کے سامان خداوندی ایسے نہ تھے جنھیں کوئی مٹا سکتا ملکہ بھی رو رو کے
آمین کہتی جاتی تھی اور دل میں یہ بھی ٹھہرے ہوے تھی کہ اگر دعا اس شخص کی قبول ہوگی تو
میں دین اسکا ضرور اختیار کرونگی اسلیے کہ خداے حقیقی وہی ہی جو سنے ساریق ایسا بہرہ خدا
ہی کہ کسیکی نہیں سنتا ایسے خداوند سے بے بہرہ رہنا بہتر ہی ہنوز یہ مصروف دعا تھے کہ جانب کہسار
سے بادل اُٹھا اور دریاے مراد کی طرح پھیلنے لگا دلفریب نے ملکہ سے کہا کہ تو مبارک ہو کہ آثار اجابت
دعا نمودار ہوے ملکہ اور بھی بلبلا کے رونے لگی اک مرتبہ وہ ابر آکر تمام باغ پر محیط ہوکر برسنے لگا
ہر قطرۂ باران میں آب حیات کی تاثیر تھی جس برگ پژمردہ پر بوند پڑگئی وہ شاداب ہوگیا مچھلیاں
جو نہر میں مردہ پڑی تھیں اچھلنے لگیں دم بھر میں باغبان قضا و قدر نے رنگ چمن بدل دیا خزاں
میں بہار آگئی تمام درخت لہلہانے لگے نہریں لہریں مارنے لگیں بادل برس کے کھل گیا شفق پھولی

طائرون کے غول کے غول صحرا سے آکر شاخہاے نہالان باغ پر بیٹھکر بزبان بیزبانی حمد سبحانی بجالانے لگے ڈالیان مستانہ وار جھومنے لگین بلکہ قریب تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہو جاے کنیزین مبارکباد دینے لگین دلفریب سکتے کے عالم مین ہوگئی کہ یہ شخص تو واقعی مین بڑی کرامت رکھتا ہی بیشک اسکا دین برحق ہی مرد درویش پہلے تو گویا یہ کہہ رہے تھے کہ سبے برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + کبھی کہتے تھے کہ سب برگیاہے کہ از زمین روید + وحدہ لاشریک گوید + ابتو ملکہ نے آراستگی قصر کا حکم دیا خود بھی حمام مین تشریف لیگئی اور کہا کہ شاہ صاحب کو بھی نہلاؤ لباس نفیس پہناؤ اسوقت کپڑے انکے واسطے تیار ہوگئے لیکن نہا دھو کے اب جو حمام سے نکلے ہین تو اور ہی صورت ہوگئی دلفریب نے غور سے دیکھا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی آپ فقیر نہین ہین اگرچہ یہ طبقہ بھی حسن خیز مشہور ہی لیکن ایسے حسین مرد تو یہان بھی نہ سنے دیکھے چہرہ آپکا شان وشوکت شاہانہ دکھا رہا ہی سچ بتائیے کہ آپ سرو گلِ کس چمن حسن وجمال ہے ہین ثمر شیرین کس نہال کے ہین مسکرا کر فرمایا کہ مجکو رفیع البخت کہتے ہین مین پوتا جناب حمزہ صاحبقران اول کا اور بیٹا صاحبقران ثالث کا ہون شکار کو آیا تھا رستہ بھولا ٹکرین کھاتا ہوا ادھر آنکلا۔ دلفریب شاہزادہ رفیع البخت کو ساتھ لیے ہوے ملکہ کے سامنے آئی ملکہ بال خشک کر رہی تھی قصر آراستہ تھا گائنین حاضر تھین یہ تو پہلے ہی نشانہ تیر نگاہ ملکہ ہو چلے تھے اب ملکہ نے بھی نکھری ہوئی صورت جو دیکھی بیچین ہوگئی مگر دل کو سنبھالا کہا کہ آئیے تشریف لائیے اور اپنا دین مبین تعلیم کیجیے۔ رفیع البخت نے کلمہ پڑھا کر سکو مسلمان کیا اور اپنے حسب ونسب سے ملکہ کو بھی آگاہ فرمایا ملکہ نہایت خوش ہوئی پہلے دسترخوان بچھایا گیا تمام زمانے کی نعمتین مہیا ہوگئین جب خاصہ سے فراغت ہوئی تو ملکہ مسند پر بیٹھی رفیع البخت کو برابر اپنے بٹھایا طبلے پر تھاپ پڑی اور ناچ ہونے لگا اک پری پیکر نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

غضب ہین لیلی و شیرین ستم کے ناز دونون کے
غضب وہ چشم و ابرو ہین ستم ہین ناز دونون کے
خراب کر دل بے زور کرتا نکھ نے انکو لبھایا سے
بسنا تے ہین انکو جیسے قمری و بلبل سے کے
نگاہ لطف کرنا پوچھ لینا مہربانی سے
بلا ہی زلف کا بل فتنہ ہی جنبش ابرو +
بہت دعوی ہے میرے دل جگر کو صبر رکھنے
تڑپتا ہی دل مضطر رواں ہین آنکھ سے آنسو
نہین معلوم پنہان کون ہی اس دیدہ و دل مین
دو گیسو مانگتا ہی دل نگہ ہے جان کی طالب
ہمارے چشم و دل کا دیکھیے انجام کیا ہوگا
غنا و سے انھین بیخود کریگے وصل مین ملکر
جو دیکھین قمری و بلبل نگاہ ناز اس گل کی

کے آخر کو ابھی جان سے سر باز دونون کے
تلے بیٹھے ہین مرنے کے لیے جانباز دونون کے
ہوئی وہ جیسے ہین اب وہ سوا عزاز دونون کے
ہین سرو و گل چمن مین گوش بر آواز دونون کے
جلا دیتے ہین عاشق کو یہ ہین اعجاز دونون کے
قیامت ہی کریگے اک نہ اک دن ساز دونون کے
اڑا دے ہوش تو بھی اسے نگاہ ناز دونون کے
خدا حافظ رہے ہین عشق مین انداز دونون کے
نہ افشا کیجیو ای ہوش الفت راز دونون کے
نہ اٹھینگے نہ اٹھینگے کسی سے ناز دونون کے
محبت مین بہت بیرنگ ہین آغاز دونون کے
یقین ہی رنگ لائینگے کسی دن ساز دونون کے
ابھی کر جائین سر کے ہوش تک پرواز دونون کے

ہمارا اور مجنون کا اگر ساتھی نہیں کوئی + مگر ناسلے تو ہیں ہر وقت میں دمساز دونوں کے
کلام ناسخ و آتش سے کیوں بیرو ہوں شاعر + سخن اسکے نہیں اے آتش میں اعجاز دونوں کے

دیر تک یہ جلسہ رہا جب آدھی رات سے زیادہ ہوئی اور نیند کا غلبہ ہوا تو رفیع البخت اپنی خوابگاہ
میں سو رہے ملکہ علیحدہ سوئی صبح کو سب سوکر اُٹھے ہیں ہاتھ منھ دھونے سے فراغ حاصل کیا
ہی کہ اک کنیز نے آکر عرض کی کہ اے ملکہ عالم کوکا حضور کا سرمست فیل زور حسب معمول سلام
کے واسطے حاضر ہی ملکہ نے رفیع البخت سے کہا کہ اگر خلاف مزاج نہو تو میں اوٹ کھڑا کرا کے سرمست
کو بلا لوں وہ ابھی چلا جائیگا اسکا قاعدہ ہی کہ روز میرے سلام کو آیا کرتا ہی اگر آپ کو دیکھے گا
تو فساد برپا ہوگا میری رسوائی ہوگی رفیع البخت نے کہا کہ فساد کو تو میں ڈرتا نہیں ہاں تمھاری
رسوائی کا خیال ہے ملکہ نے کہا کہ میں تنہا تو تم ہو اور مزاج یہ ہی تم نہیں جانتے کہ میرے باپ
کے دربار میں کیسے کیسے لوگ بیٹھے ہیں ایک ایک رستم وقت اور سہراب زمانہ ہی فرمایا کہ میں سرکش
اور ناز در شکار ہوں میرے دادا صاحب نے کنجاب کا ملک تنہا جا کے فتح کیا تھا وہاں کیا
بڑے بڑے سرکش و معزز پہلوان تھے کہ مطیع ہوئے اور کچھ ہاتھ سے دادا صاحب کے مارے
گئے ایک دن یہ راز فاش ہونا ضرور ہی خدا نے چاہا تو میں بھی تمھارے باپ کی بارگاہ خون سے
لالہ زار کر دوں تو نام اپنا رفیع البخت نہ رکھوں ملکہ گھبرا گئی اور کہا صاحب خدا کے واسطے ایسی باتیں
نکرو میرا کہنا مانو یہ باتیں شہدپن کی ہیں تمھاری شان کے خلاف ہیں یہ کہکر ہاتھ جوڑے کہ مجکو سوا
نکرو خاموش بیٹھے رہنا رفیع البخت نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تم بلا لو سرمست کو میں دخل نہ دونگا
ملکہ نے سامنے اوٹ کھڑا کرا دیا اور سرمست کو بلا لیا سرمست فیل زور نے آتے ہی سلام کیا اور
سرسبزی باغ کی مبارکباد دی بعد اسکے ادھر اُدھر دیکھ کے عرض کی کہ ہمشیرہ صاحبہ یہ جو گوشہ باغ
میں اک ٹنڈ درخت چنار کا ہے اسے آپ نے نکلوا ڈالا ملکہ نے کہا کہ بھیا ہاں مجھے بھی یہ اک
سوکھا ہوا درخت کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہی دیکھو اب تبرداروں کو بلوا کے اسے کٹوا دونگی
سرمست نے کہا کہ ایک درخت کے واسطے اتنا جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہی آپ کو دیر تک
پردے کی تکلیف اُٹھانا پڑیگی دیکھیے میں ابھی اسکو اُکھیڑ کے پھینکے دیتا ہوں یہ کہکر آستینیں
الٹ کے قریب اُس درخت چنار کے گیا اور درخت کو کوئی میں لیکر جو زور کیا جڑ سمیت اُکھاڑ لیا
اور اسطرح زور سے پھینکا کہ دیوار باغ کے اُس پار جا کے گرا اور وہاں سے آکر ملکہ کو سلام
رخصت کیا ملکہ نے حسب معمول جام اور بیڑا عنایت کیا سرمست رخصت ہوکے چلا گیا رفیع البخت
نے سرمست کو نہایت پسند کیا کہ جوان معقول ہی اگر یہ اطاعت اختیار کرے تو خوب ہی ملکہ نے
کہا کہ آپ نے دیکھا میرے اک ادنے سے کوکا نے اتنے بڑے درخت کو کسطرح اکھیڑ کے پھینک دیا
اس سے زیادہ زبردست سردار میرے باپ کے دربار میں حاضر رہتے ہیں رفیع البخت
ہنسے اور فرمایا کہ ایک تھپڑ ماردوں تو منھ اسکا پھر جائے تم میرے زور کا تماشا دیکھو گی ملکہ نے
کہا کہ میں ایسے تماشے سے باز آئی جسمیں فساد برپا ہو فرمایا کہ نہیں فساد نہیں برپا ہوگا یہ فرما کر باغ
سے باہر نکلے اور اسی درخت چنار کو لیے ہوئے اندر باغ کے داخل ہوئے اور جس جگہ سے
سرمست نے اُکھیڑ کے پھینکا تھا رفیع البخت نے اُسی مقام پر اس زور سے درخت کو زمین پر
مارا کہ جتنا پہلے غرق زمین تھا کچھ اُس سے زیادہ دھنس گیا اور وہاں سے آکے بیٹھ رہے

ملکہ نے زور بازو کی تعریف کی اور کہا کہ واقعی میں میں تمکو اتنا نہ جانتی تھی لیکن پھر یہ کہونگی کہ میرے
باپ کے پہلوان بڑے بڑے زبردست و سرکش لوگ ہیں علاوہ اسکے تم اس مقام پر تنہا ہو وہ بہت
ہیں فرمایا کہ مجھے کچھ خوف نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ اسی کا خیال کرو کہ اسکی دختر تمھاری دوست ہی تم
میرے باپ سے تنہے فساد نکرو فرمایا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ میں کسی سے فساد موں لوں جب تم ڈراتی
ہو تو کچھ میرے منھ سے نکلتا ہی ملکہ نے کہا کہ جلو اب میں کچھ نہ کہونگی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا
تو سرمست فیل زور پھر حاضر ہوا ملکہ سے اپنے حاضر ہونے کی اطلاع کرائی ملکہ نے پھر اوٹ کرا کے
سرمست کو بلا لیا سرمست نے سلام کیا اور عرض کی کہ کیوں ہمشیرہ صاحبہ یہ درخت چنار تو کل میں نے
اکھیڑ کے باہر پھینکدیا تھا آج پھر اسی مقام پر کسطرح آ گیا ملکہ نے فرمایا بھیا جہان اور اسرار اس
باغ میں ہیں یہ بھی کوئی آسیب ہوگا میں کیا جانوں کہ یہ اس مقام پر کسطرح آ گیا سرمست کچھ سوچا
اور بدگمانی اسکے دل میں پیدا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی جوان مرد اس مقام پر آ کر لگا دیتا ہوگا
ملکہ ابھی کمسن اور نادان ہی کسی ظالم کے پھندے میں پھنس جائے اور اپنی خاندانی عزت کو
کھو بیٹھے تو غضب ہو جائیگا یہ تیری بہن کہلاتی ہی اور نامیر بیارق کی دختر مشہور ہی اس بھید کو
دریافت کرنا چاہیے پس اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ ضرور اس شخص سے واقف ہیں جسنے اس درخت
کو نصب کیا ہی بہتر ہو اگر مجھ سے بیان کر دیجیے ورنہ پھر مجھسے گستاخی سرزد ہوگی میں سپاہی ہوں
اور گویا آپ میری حفاظت میں دی گئی ہیں اور مجھے خود بھی آپ سے بھائی ہونے کی خصوصیت
حاصل ہی میں ہرگز کسی خرابی کو دیکھ نہیں سکتا علاوہ اسکے بادشاہ آپکی خیر و عافیت اکثر مجھسے بھی
دریافت کرتا ہی اور بایں لفظ کہتا ہی کہ تم تو روز سلام کو ملکہ کے جاتے ہو ملکہ کا خیال رکھنا ملکہ
پریشان ہوئی کہ بتاتی ہوں تو خرابی ہی نہیں بتاتی ہوں تو خرابی ہی ملکہ کے سکوت پر سرمست فیل زور
اور مشکوک ہوا پس اسنے پردہ اوٹ پر سے کھینچ لیا اور کہا کہ بہن ہمسے پردہ کیسا کوئی بھائیوں سے
بھی چھپتا ہی جب ہم تم دودھ کے شریک ہوسے تو دون ملگیا پردہ ہٹتے ہی نظر جو رفیع البخت کی
پڑی اور سرمست نے رفیع البخت کو دیکھا غصہ سے سرخ ہوگیا لیکن رفیع البخت اسی طرح
مطمئن بیٹھے رہے فرمایا کہ کیا کہوں اے سرمست اگر تو ملکہ کا محرم ہوتا اور اسطرح پردہ کھینچتا
تو ہاتھ تیرے توڑ ڈالتا ملکہ کی تو یہ حالت ہوئی کہ تھر تھر کانپنے لگی گردن جھکالی کاٹو تو لہو نہیں
سرمست نے کمان دوش سے اتاری اور سامنے رفیع البخت کے پھینکدی اور کہا کہ یہ درخت
آپ نے اس باغ میں نہیں نصب کیا ہی بلکہ اپنے آنے کا جھنڈا گاڑا ہی اور زور کی بنیاد قائم کی
ہی اس کمان پر تو زور کیجیے رفیع البخت نے کمان اٹھالی کمان آہنی تھی سرمست کو گمان تھا
کمان میری انسے نہ کھنچ سکے گی اسلیے کہ بظاہر دست و بازو مجھسے کم ہیں رفیع البخت نے کمان توڑ ڈالی
اور دو دو انگل کے ٹکڑے توڑ توڑ کے سرمست کی طرف پھینکنا شروع کیے سرمست کے ہوش
اڑ گئے دوڑ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ بیشک آپ وہی ہیں جنکو میں سمجھا تھا۔ رفیع البخت
فرمایا کہ تم کیا سمجھے تھے میں اسنے کچھ بھی نہ سمجھا سرمست نے عرض کی کہ بارگاہ سنجاب میں اک
منجم ہی کہ اسکو مرتبہ وزارت بھی حاصل ہی علم نجوم میں اسکا مثل و نظیر نہیں ہی ایک روز اسنے بیان
کیا تھا کہ ابھی گلستان باختر اسم با مسمی نہیں ہی ہان اسکی سرسبزی و شادابی کا اک زمانہ آنیوالا
ہی اور وہ سرسبزی بھی اس مقام سے شروع ہوگی جہاں ہمیشہ خزاں کا دور رہتا ہی اور وہ زمانہ بہت

قریب ہی یہ سنکر مجھے شوق پیدا ہوا اور میں نے نجم اختر شناس سے پوچھا کہ اس اجمال کی تفصیل بیان کیجیے نجم اختر شناس نے اشارہ سے مجکو منع کیا میں خاموش ہو رہا جب دربار سنجاب شاہ مغربی برخاست ہوا تو میں نجم اختر شناس کے ساتھ اسکے مکان پر گیا اور میں نے کہا کہ اگر کسی سبب سے آپ نے دربار میں اپنے احکام مفصل نہیں بیان کیے تو اسوقت تنہائی میں مجھ سے بیان کیجیے نجم اختر شناس ہنسا اور کہا کہ اے سرمست اولاد حمزہ صاحبقران سے ایک شخص بحالت فقیری باغ طاؤس میں پہونچے گا اور وہیں سے بنیاد اسلام اور برکت دین مبین شروع ہو جائیگی وہ تن تنہا یہاں سے مغرب کو فتح کرکے اسلام آباد کریگا جو شخص اطاعت اسکی اختیار کریگا اسکی دنیا و عقبیٰ دونوں بنینگے اور جو اس سے دشمنی کریگا وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہوگا یہ سنکے میں چلا آیا اور اسوقت کا منتظر تھا اسلیے میں نے خبر ملک کے باغ کی سرسبزی کی سنی میرے دل نے گواہی دی کہ وہ شخص آگیا اور میں درحقیقت کل بھی آپ ہی کی تلاش میں آیا تھا مگر بلحاظ ملکہ کچھ کہہ نہ سکا تھا میں پلٹ گیا آج اس درخت زلف کو دیکھ کر مجھے تاب نہ رہی اور میں نے یہ گستاخی کی اور پردہ کھینچ لیا امیدوار معافی ہوں رفیع البخت نے سرمست فیل زور کو اپنے پاس بٹھالیا اور ملکہ بھی خوش ہوکر قریب آکے بیٹھی شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا سرمست مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یاد رکھیے گا یہاں مغرب میں جسنے پہلے حلقۂ اطاعت کان میں ڈالا ہے وہ سرمست ہے شاہزادہ نے بہت لطف و کرم فرمایا کچھ دیر کے بعد سرمست رخصت ہوا اور آج جو یہ دربار بادشاہ میں گیا تو جوش مسرت میں سنجاب شاہ سے بیان کیا کہ حضور کے ملک میں ایک ایسا درویش آیا ہے کہ قابل دید ہے جیسی صورت ویسا ہی حسن اخلاق ویسا ہی صاحب کمال ایسا ہے کہ ایک دم میں طلسم ملک کا سرسبز کر دیا یہ سنکے سنجاب کو شوق ملاقات پیدا ہوا کہا کہ کل اس درویش کو لانا جب دربار برخاست ہوا تو نجم اختر شناس نے سرمست سے کہا کہ عجب نہیں یہ وہی شخص ہو جسکا اس ملک میں آنا میرے احکام نجوم سے ظاہر ہوا ہے اے سرمست دیکھ اسکے ساتھ برائی نہ کرنا ورنہ انجام میں بہت پشیمان ہوگا تیری بدی اسکی قسمت کو نہیں بگاڑ سکتی اسلیے کہ وہ با اقبال ہے بدی کا اثر تیری ہی ذات پر پڑیگا سرمست نے کہا کہ میں نے تو غلامی اسکی بدل قبول کی ہے میں اب سے بدی کیا کرونگا یہ سنکر نجم اختر شناس نے سرمست کو آفرین کی اور کہا کہ میں بھی وقت کا منتظر ہوں اور یہ یاد رکھنا کہ قلب سنجاب شاہ کا سیاہ ہے تمام تیرگی ملک مغرب کی اسی کے دل پر چھائی ہوئی ہے یہ مسلمان نہوگا اور بہت ذلتیں اٹھائیگا یہ کہکر نجم اختر شناس تو اپنے مکان کیطرف راہی ہوا اور سرمست فیل زور اپنے گھر گیا جب دوسرا دن ہوا تو خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر ہوا اب شاہزادہ سرمست سے نہایت الفت و محبت کے ساتھ پیش آتا ہے اور سرمست بھی عاشق حسن خلق ہو گیا ہے رفیع البخت نے سرمست سے کہا کہ یہاں تو خالی بیٹھے بیٹھے دم گھبرایا کرتا ہے کوئی صورت ایسی پیدا کرو کہ سیر شہر کی کریں بہارستان مغرب کی بہار بھی دیکھیں سرمست نے عرض کی کہ کل میں نے دربار بادشاہ میں آپکے کمالات کا ذکر کیا تھا بادشاہ مشتاق ملاقات ہوا ہے لہذا آج تشریف لیچلیے ہرچند کہ وقت میں دربار کے ابھی عرصہ ہے لیکن میں پہلے سے چلا آیا ہوں کہ سامان چلنے کا درست ہو جائے لیکن اے شہریار بلباس فقیری چلنا ہوگا اسلیے کہ میں نے مرد درویش کہکر آپکا ذکر کیا تھا فرمایا

کہ جسطرح تمھاری خوشی ہوگی مین اُسیطرح چلونگا۔ سرمست نے اک طلائی کھڑاؤن حاضر کی و لباس تیار کرکے
فقیرانہ شان کا اپنے ہمراہ لیتا آیا تھا وہ خدمت مین شاہزادہ عالی منزلت کے پیش کیا۔ رفیع البخت نے
اُس لباس کو زیب جسم فرمایا کھڑاؤن پہنی بیراگی ہاتھ مین لیکر چلنے کو آمادہ ہوئے ملکہ کنکھیون سے دیکھتی تھی
اور دلمین کہتی ہی کہ ظالم کو ہر لباس بھلا معلوم ہوتا ہی جامہ زیبی اسیکا نام ہی دلفریب نے تصدق اُتارا شاہزادہ
ملکہ سے رخصت ہوا اور ہمراہ سرمست فیلزور کی جانب ایوان مستجاب شاہ مغربی روانہ ہوا ملکہ دروازہ باغ
تک ساتھ آئی اور جہانتک سامنا رہا دیکھتی رہی جب سواری نگاہون سے پوشیدہ ہوگئی تو ملکہ کے دلمین یہ
خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو سرمست نے فریب دیا ہو اور بارگاہ مین والد ماجد کے برخلاف ہو کر دامن افشان کرکے
تو دشمنون کی جان پر آبنیگی پھر مین نے مانا کہ وہ بھی بہادر ہین سور ہین لیکن مثل مشہور ہی کہ سورمان جنا بچا
نہین چھوڑتا ہی یہ ہین تو پھر اکیلے ہین اور وہان صدہا پہلوانان نامی وگرامی کا مجمع ہی خداوندا تو ہی بچانے والا
ہی یہ خیال آتے ہی اختلاج سا پیدا ہوا اور بلا ادھر اُدھر ٹہلنے لگی رنگ رو متغیر ہوگیا یہ تمام باتین
دلفریب دیکھا کی اور مسکرایا کی جب ملکہ کا اضطراب زیادہ ہوا تو دلفریب نے سامنے آکے سلام کیا
ملکہ حیران ہوئی کہ یہ سلام کیسا دلفریب نے اور جھک کے سلام کیا اور مسکرائی ملکہ نے فرمایا کہ ای دلفریب
یہ بار بار حد سے زیادہ جھک کے سلام کرنا کچھ معنی رکھتا ہی مگر یہ بات میرے ذہن مین نہین آتی سبب بیان
کر دلفریب نے کہا کہ اب کیا سمجھ مین آئیگا سمجھ تو گئی سمجھ رہنے ہی سے تو ناسمجھی پیدا ہوئی ہی ملکہ نے
فرمایا کہ اسوقت میری طبیعت درست نہین ہی کچھ سمجھ کی باتین نکر صاف صاف بیان کر۔ دلفریب
نے کہا کہ کچھ باتین ہمارے آپکے ہوا کرتی ہین جیسے آپ اکثر کہا کرتی ہین اور کہا کرتی ہین کہ دل
کہنے مین نہی یا ہم دل کے کہنے مین ہین وہ جسکے آغوش مین ہی وہ اسکے اختیار مین ہی تو اب بتایئے کہ
دل آپکے قابو مین ہی یا آپ دل کے قابو مین ملکہ کو شرم آگئی فرمایا کہ تیرا کہنا بجا بھی ہی اور سچا بھی ہی گو وقت
جن خیالات نے مجھے بیقابو کردیا ہی وہ یہ ہین کہ اگر کوئی آفت اُس مرد غریب پر پڑی تو گویا سبب
اُسکا مین ہوئی اور اک خدا رسیدہ کا بیجرم وگناہ قتل ہو جانا کسقدر رنج کی بات ہی اور علاوہ
میری بدنامی بھی ہی۔ دلفریب نے کہا کہ یہ سب محبت کا سبب ہی جو ایسے خیالات پیدا ہوتے ہین
ملکہ نے فرمایا کہ محبت بھی ہی لیکن وہ نہین ہی جو تیرا خیال ہی محبت اس بات کی ہی کہ اسکی دعا سے میرا
نخل تمنا سرسبز ہوا باغ امید مین بہار آئی دلفریب نے کہا کہ ابھی تو کیا گل نہ کھلینگے اگر تمکو بار حسن
کا لحاظ ہوتا تو عقل نہ زائل ہوتی عقل کے زائل کرنے والے سے محبت ہوتی ہی ملکہ نے فرمایا کہ عقل میری
کب زائل ہوئی ہی کونسی بات مین نے خلاف عقل کہی دلفریب نے کہا کہ جسوقت سرمست نے اطاعت
شاہزادہ کی اختیار کی ہی وہ وقت ایسا نہ تھا کہ سرمست مجبور ہوتا نہ اُسنے زیر ہوا تھا نہ اُسے شاہزادہ
سے کچھ خوف تھا کہ یہ مصلحت وقت جانکر اپنی جان بچانے کو اس بہانے سے دھوکا دیتا نہ سپاہیون
کو غدر کے وقت ایسے فریب سوجھتے ہین تمکو تو یہی وہم ہی دیکھ لینا کہ شاہزادہ خیر و عافیت سے
ساتھ واپس آئیگا اور سرمست ہرگز اُس سے دغا نکریگا بلکہ اگر کوئی آفت آئیگی تو پہلے اپنا سینہ سپر کریگا
ملکہ کو بیان سے دلفریب کے گونہ تسکین ہوئی لیکن آرام سے نہ بیٹھی ادھر اُدھر ٹہلا کی اسلئے تو یہ حال
ہی کہ آنکھین سوئے در لگی ہوئی ہین انتظار کر رہی ہی اور وہ نوبت ہی کہ جو کوئی بولا صدا کان
مین آئی آپکی۔ لیکن اب کچھ حال شاہزادہ کا سنئے کہ یہ جو ہمراہ سرمست فیلزور کے دربار شاہی
مین پہونچے دیکھا کہ تمام دربار سرداران نامی و پہلوانان گرامی سے بھرا ہوا ہی ایک ایک دیو قامت فیل

ہیکل شیر ہیبت اپنے دنگل پر بیٹھا اکڑ رہا ہے سنجاب شاہ تخت حکومت پر بیٹھا ہے کس صورت
سے کہ تاج برسر چارقب شاہنشاہی در بر چتر کو گردش ہے طرۂ عنبری کان پر لٹک رہا ہے لوگ مودب
گردنیں جھکائے دو زانو بیٹھے ہیں چار وزیر تخت کے چاروں کونوں پر بیٹھے ہوئے ہیں نجم اختر شناس
نے تعظیم دی اور سلام کیا۔ رفیع البخت نے جواب سلام دیا اور غور سے نجم اختر شناس کی طرف
دیکھا کہ معلوم ہوتا ہے یہ شخص کوئی مرد دیندار ہے مگر دین کو پوشیدہ کیے ہوئے ہے سنجاب نے
قریب اپنے جگہ دی رفیع البخت بیٹھ گئے نجم اختر شناس کا فرزند کوکب روشن چشم پہلوان زبردست
ہے یہ بھی دنگل پر بیٹھا ہے اسنے جو دیکھا کہ باپ نے تعظیم دی ہے تو یہ بھی اپنے مقام سے اٹھکر قریب
آیا دست بوسی کرکے پھر دنگل پر جا بیٹھا لیکن تمام اہل دربار محو جمال جہان آرا تھے اور غور سے شاہزادہ
رفیع البخت کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایسے حسین بھی دنیا میں ہوتے ہیں ؎ ترا دیدہ و یوسف
را شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + سنجاب شاہ مغربی بھی دل میں کہتا ہے کہ یہ فقیر تو کاہیکو
ہے شاہزادہ معلوم ہوتا ہے یہ لباس فقیری جھوٹا لگتا ہے میری دختر ایسی ہی عفیفہ ہے کہ اسکی طرف
طرف توجہ نہ کی ورنہ یہ حسن مردوں کو تو بے چین کیے دیتا ہے نہ کہ عورت جس سے خاص حسن
مرد سے تعلق ہے وہ کیونکر سچی ہوگی اگرچہ مجکو دختر کی شادی سے اس بنا پر انکار تھا کہ میں کسی کا
خسرا نہ بنون لیکن یہ شخص اگر فقیر نہ ہوتا تو ضرور شادی ملکہ کی اسکے ساتھ کردیتا دیر تک دربار
میں سناٹا رہا کوئی کسی سے کچھ بات نکرتا تھا سب کے سب رفیع البخت ہی کی جانب دیکھ
رہے تھے بعد کچھ دیر کے سنجاب شاہ مغربی رفیع البخت کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب
آپ نے اس سن میں یہ بانا کیوں اختیار کیا فرمایا کہ دنیا جائے قیام نہیں ہے۔ اک سرا ہے
کوئی ایک دن یہاں ٹھہرا کوئی دو دن اور تین دن سے زیادہ کوئی بھی نہ رہیگا پھر ایسی جگہ
رہکر انجام کو نہ سوچنا بالکل خلاف عقل ہے انسان کو ہر وقت آمادہ سفر رہنا چاہیے اسلیے کہ نہیں
معلوم کس وقت کوس رحلت بج جائے سنجاب شاہ نے کہا کہ ناپائداری دنیا میں پانچ روزہ ہے ؎
غنیمت شمر صحبت دوستان + کہ گل پنج روز است در بوستان + تین دن زندگی آپ نے
کس حساب سے کہی فرمایا کہ تین دن سے مراد تین انقلابوں سے ہیں اول بچپنا۔ دوسرے
جوانی۔ تیسرے بڑھاپا۔ اور پھر یہ تین روز بھی بے اعتبار ہیں ممکن ہے کہ ہنوز طفلی کا زمانہ ختم
نہونے پائے کہ قضا آجائے تو پورا ایک دن بھی نہوا تو انتظار عہد پیری بالکل بیکار و بے اصل
ہے ان باتوں پر حاضرین وجد کرنے لگے اور سنجاب شاہ بھی نہایت خوش ہوا پھر پوچھا کہ وطن
آپکا۔ فرمایا کہ ملک عدم جہاں سے سب آئے ہیں وطن اصلی وہی ہے پوچھا کہ جائے قیام فرمایا
کوہ و صحرا دشت اور کہا کہ ارادہ کہاں جانے کا ہے فرمایا کہ ؎ حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر
عدم سے آیا ہوں اور عدم ہی میں جاؤنگا سنجاب شاہ نے نام پوچھا فرمایا کہ بندۂ خدا سنجاب
نے کہا کہ کس خدا کو آپ مانتے ہیں ہنسکر فرمایا کہ جسنے مجھے اور تجھیں بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے
اور حیات و ممات ہر وقت اسکے قبضۂ اقتدار میں ہے سنجاب شاہ نے کہا کہ وہ تو خداوند عالم
سارتیق بن لقا ہے فرمایا کہ اس سے پہلے کون تھا سنجاب نے کہا کہ خداوند کے بڑے بھائی
گمرد شاہ باختری جنکو لقا بھی کہتے ہیں رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ جو سب سے پہلے تھا اور
اسکے پہلے کوئی نہ تھا میں اس خدا کو مانتا ہوں یہ ایسی بات تھی کہ حق تھی اور سنجاب کے خلاف بھی

گذری۔ رفیع البخت نے حق حق بیان کیا اور سمجھنے والوں نے اپنے اپنے مطلب کے موافق
سمجھ بھی لیا اور نجم اختر شناس ان باتوں پر وجد کرنے لگا کہ کس خوبصورتی سے اسلام کو بیان کیا ہے
کہ یہ کافر بھی نہ سمجھے سنجاب نے کہا کہ واقعی میں آپ اس لائق تھے کہ پیغمبر ہوتے نہ معلوم ہوتا ہے
کہ آپ نے اس منصب کو گوارا ہی نہیں کیا جب تو آپکا وہ مرتبہ ہے کہ خداوند نے ہماری خوش نصیبی اور
آپکی سن لی ہماری التجا سے باغ ملکہ کا سرسبز ہوا اور آپکی دعا سے باغ پژمردہ میں بہار آئی لیکن
اگر اس غمکدہ کو آپ نے روشن منور کیا ہے تو ابھی چندے یہاں قیام فرمائیے بلکہ میرا تو یہ جی
چاہتا ہے کہ تمام عمر اسی مقام پر رہیے رفیع البخت نے کہا کہ جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ فرماکر
رخصت ہوئے سنجاب نے سرمست کو بلا کے چپکے سے کان میں سرمست سے کہا کہ اب یہ
درویش ملکہ تک نہ پہونچنے پائے مجھے خوف ہے کہ ایسا نہو کہ نیت ملکہ کی برگشتہ ہو جائے کہ
یہ کمسن اور حسین ہے اسے تم اپنے باغ میں مہمان رکھو یہ سنکے سرمست نے دلمیں کہا ع
اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ شاہزادہ دل میں کیا کہیگا سنجاب سے کہا کہ ایسا ہی ہوگا
اور دربار سنجاب سے نکلکر ہمراہ رفیع البخت کے چلا رستے میں کہا کہ اے شہریار بات میری
اب آپکے ہاتھ ہے حضور کی نسبت یہ حکم ہوا ہے کہ اب آپ باغ ملکہ میں نہ رہیئے ایسا نہو کہ
نیت ملکہ کی برگشتہ ہو جائے لہذا مناسب ہو تو ظاہرا میرے باغ میں قیام پذیر رہیے اور پوشیدہ
طور سے ملکہ کے باغ میں جایا کیجیے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے غرضکہ سرمست رفیع البخت کیلیے اپنے
اپنے باغ میں آیا قصر رہنے کے واسطے آراستہ کرایا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ حضور اسی مقام کو
رونق افروز رہیں میں جاتا ہوں اور ملکہ کا اطمینان کیے آتا ہوں ورنہ وہ نہایت پریشان ہونگی
فرمایا کہ بہتر ہے۔ رفیع البخت تو اس باغ میں قیام پذیر ہوئے اور سرمست فیل زور باغ ملکہ کی
جانب روانہ ہوا وہاں ملکہ انتظار میں شاہزادہ رفیع البخت کے تڑپ رہی تھی آنکھیں دروازہ
باغ کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ اک مرتبہ سرمست فیل زور پہونچا ملکہ نے جو سرمست کو دیکھا اور شاہزادہ
رفیع البخت کو نہ دیکھا دل دھڑکا کہ کوئی افتاد پڑی سرمست نے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام
نہ دیا چہرہ سے آثار ملال ہویدا ہوئے سرمست نے دست ادب باندھکے عرض کی کہ آپ [illegible]
ہوں میں خیر خواہ ہوں نمک حرام نہیں ہوں نہ شیوہ میرا دغا ہے شاہزادہ خیر و عافیت کے ساتھ
میرے باغ میں موجود ہیں اگر یقین نہو کسی کو بھیج کے دریافت کر لیجیے وجہ شاہزادہ کے نہ لانے
کی یہ ہوئی کہ آپ سے والدہ جان نے یہ حکم دیا ہے کہ اس درویش کو اپنی نگرانی میں رکھو اب ملکہ
کے باغ میں نہ جانے پائے ایسا نہو کہ نیت ملکہ کی اسکی طرف مائل ہو جائے لہذا پوشیدہ طور پر
اب وہ آپکے پاس آیا کرینگے ظاہر بظاہر اب انکا آنا نامناسب ہے میں اسی واسطے اسوقت حاضر
ہوا ہوں تاکہ حضور کو مطمئن کردوں ملکہ یہ سنکے رونے لگی اور کہا کہ تمنے اطمینان دلایا یا پریشان کیا
اور دلفریب سے کہا کہ تم جاؤ اور دیکھ آؤ کہ شاہزادہ کس طرح ہے اور ہمارا اک رقعہ لیتی جاؤ یہ
فرماکر قلم دوات طلب کیا اور رقعہ تحریر کیا مضمون یہ تھا ع خوشی سے رہو ہے مہرباں جہاں رہو
نہ ملیو ہم سے مگر دل سے آشنا رہیو ۔ مجھے سرمست کی زبانی معلوم ہوا کہ آپکو یہاں آنے کی
ممانعت کی گئی ہے اگر آپ چاہینگے تو پوشیدہ طور پر ہر وقت آسکینگے اور مجھے اجازت ہوگی تو مجھے
بھی وہاں حاضر ہونے میں کوئی عذر و انکار نہوگا ایسا نہو کہ آپکا ادھر جلد ہونے کے سبب مجھے

بھی

دل سے بھی بھلا دیجیے باقی خیریت ہی۔ رقعہ شوقیہ لیکر دلفریب سوار ہوکر سرمست کے ساتھ جانب
باغ روانہ ہوئی وہان شاہزادہ بھی بیچینی کے ساتھ ٹہل رہا تھا تصویر ملکہ کی پیش نظر تھی دل مین
یہ خیال کہ کیا جلدی زمانے نے انقلاب دکھایا ہی کہ با فراغت ملکہ کی قربت حاصل تھی یا اب
یہ نوبت ہی کہ صورت دیکھنے کو ترستے ہین یہ فی الحقیقت سنجاب کا حکم ہی یا سرمست نے اپنی جانب
سے انتظام کیا ہی خیر جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا بالفعل دل کڑا کرکے خاموش بیٹھے تھے کہ سرمست قبل زور پہنچا
ساتھ ہی سرمست کے دلفریب بھی داخل باغ ہوئی آتے ہی شاہزادہ کو ادب سے سلام کیا اور
رقعہ ملکہ کا پیش کیا۔ رفیع البخت نے رقعہ کو پڑھا اور جواب تحریر کیا کہ اے ملکہ مجھے کسیکا خوف نہین ہی
تمھارے ہی اصرار سے مین نے اس بات کو گوارا کیا ہی کہ مین یہان ہون تم وہان ہو ورنہ کبھی تو
اسیوقت چلا آؤن بلکہ دربار سنجاب مین اظہار کرکے آؤن کہ مین باغ ملکہ مین جاتا ہون جسے روکنا
ہو روک لے اس خیال سے خاموش رہا کہ تم یہ الزام نہ دو کہ تمھارے سبب سے مین رسوائے
عالم ہوئی اور آج شب کو مین آؤنگا تم اطمینان رکھو دلفریب جواب لیکر جلدی سے روانہ ہوئی
کہ ملکہ پریشان نہو ملکہ نے جواب نامہ دیکھتے ہی تیاری شب ماہ کا حکم دیا اسیوقت سے سامان
ہونے لگا تمام درخت نمائی سے منڈھے گئے اور قندیلین درختون مین آویزان کی گئین بادلہ کتر
کترکے درختون پر ڈالا گیا چبوترۂ باغ پر فرش بچھایا گیا تکیہ زربفتی استادہ ہوا جسکی پٹیون مین جواہر ٹکا
تھین جھالر موتیون کی تھی اور مسہری ان پھولون سے لباس کی گئین ملکہ کا تو اس انتظام و اہتمام مین
دن تماشائی گزر گیا لیکن رفیع البخت کو وہ اتنا وقت گزارنا پہاڑ ہو گیا بار بار جانب آسمان دیکھتے تھے
اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎ شام کیا روز جدائی کے نہین ہوتی ہی ۔ دھوپ جب دیکھیے موجود ہی
دیوارون پر ۔ کبھی باغ مین ادھر سے ادھر جاتے تھے کبھی ادھر سے ادھر آتے تھے تڑپ تڑپ
کے اشعار انتظار پڑھتے تھے ؎ جنھین سمجھتے تھے دیدار یار کے قابل ۔ وہ آنکھین ہوگئین
اب انتظار کے قابل ۔ جمال تو نے دکھاکر بگاڑ دی عادت ۔ یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے
قابل ۔ جب تھوڑا سا دن باقی رہا تو شاہزادہ نے سرمست سے فرمایا کہ ایک اسپ اور اسلحہ
منگوا دو سرمست نے عرض کی کہ حضور شام تو ہونے دیجیے سب چیزین مہیا ہین اتنے مین چوبدار
آیا اور عرض کی کہ ناہید کا حکم ہی کہ آج بھی شاہ صاحب ضرور تشریف لائینگے یہ سنکر سرمست
قبل زور پریشان ہوا اور آکر عرض کی کہ بادشاہ نے حضور کو بلا بھیجا ہی فرمایا کہ اے سرمست وہان
ملکہ انتظار مین پریشان ہوگی ادھر میرا دل بھی فراق ملکہ مین بیتاب ہی سرمست نے عرض کیا کہ حضور
موقع محل دیکھکر ہر کام کو کرنا چاہیے ایسا نہو کہ افشاے راز ہو جاوے تو ہمین ملکہ کی بھی رسوائی
حضور کی بھی بدنامی ہی اور بدنامی کے ساتھ پریشانی بھی ہی اسلیے کہ ابھی آپ بے سرو سامان ہین
یہ غلام ہروقت سرفروشی و جانبازی کے واسطے موجود ہی لیکن مثل مشہور ہی کہ سو رہان جنا کجا ٹ
نہین چھوڑتا ہی مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ چلے چلیے اتنے مین دوسرا چوبدار آیا اور سرمست کو
فرمان شاہی دیا لکھا تھا کہ اے سرمست قبل زور تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس حکمنامہ کے درویش
نووارد کو لیکر حاضر ہو وہ پرچہ کاغذ لیے ہوے سرمست خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر
ہوا اور پرچہ پیش کیا رفیع البخت مجبور ہوے اور ہمراہ سرمست کے جانب دربار سنجاب روانہ ہوے
جسوقت داخل دربار ہوے دیکھا کہ سب طرح دربار آراستہ ہی اراکین دولت جمع ہین آج بہت

لوگ درویش کی تعظیم کو اُٹھے مگر اک پہلوان ہی کہ نام اُسکا صلصال ابلیس خصال ہی جیسے ہی شاہزادہ
رفیع البخت قریب کمے اُسکے گذرے زبان سے اُسکے یہ کلمہ نکلا کہ اس صورت پر تو سدا سہاگن کا کد
او بھی بھلا معلوم ہوتا بس یہ سنتے ہی رفیع البخت کو نہایت غصہ آیا لپٹ کے اک تھپڑ مارا اور آواز دی
کہ کیا بکتا ہی تھپڑ کھاتے ہی صلصال تو مثل لوٹن کبوتر کے تڑپنے لگا کلہ اُسکا پھٹ گیا رفیع البخت
جاکر اپنے مقام پر بیٹھ گئے دربار مین بلڑ ہوگیا کہ شاہ صاحب سے گستاخی کی تھی اُسکی سزا ملی
سرمست فیل زور کہنے لگا کہ دیکھیے اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہی آج قوت انکی تمام اہل دربار پر ظاہر ہوگئی
کہ یہ کیسے ہین اُدھر سنجاب نے غور سے دیکھا کہ اتنے بڑے جوان کی ایک تھپڑ مین کیا حالت ہوگئی
یہ زور بھی زور نہین ہی بلکہ کمالات درویش کا نمونہ ہی لوگ صلصال ابلیس خصال کو اُٹھا کر شفاخانہ
لیگئے علاج اُسکا ہونے لگا یہان چہرہ رفیع البخت کا غصہ کے سبب سرخ تھا سنجاب نے پوچھا کہ
اس سے کیا گستاخی ہوئی کہ آپ نے سزا دی فرمایا کہ سرمست سے پوچھیے سرمست نے بیان کیا
کہ اُسنے کلمات ناشائستہ شان مین کہے سکتے سنجاب نے کہا کہ خوب کیا آپ نے جو اُسکو سزا دی
یہ قابل اسی کے تھا رفیع البخت نے کہا کہ آج اسوقت آپ نے مجھے کیون یاد کیا سنجاب نے
کہا کہ میرے ملک کی مغربی سرحد پر اک درہ کوہ ہی کوہ کے اُس پار سمندر رہی اکثر درہ کوہ سے اک
نہنگ نکلتا ہی اور لوگون کو نگل کے پھر درہ مین چلا جاتا ہی نہ اُسپر کوئی حربہ کارگر ہوتا ہی کہ اُسے
مار ڈالیں نہ اُسکا راستہ بند کرسکتے ہین اکثر مین نے درہ کو بند کرادینا چاہا مگر پھر درہ کھل گیا
کوئی تدبیر ایسی بتایئے کہ یا اُس نہنگ کا نکلنا موقوف ہو یا وہ نہنگ مارا جائے شاہزادہ
رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ آپ مجکو وہان بھیجدیجیے مین کچھ نہ کچھ انتظام کردونگا سنجاب نے
کہا کہ یہ نہین ہوسکتا اگر وہ نہنگ آپکو نگل گیا تو میری بدنامی ہوگی لوگ کہینگے کہ ناحق سارق نے
اک مرد فقیر کو لقمہ دہان نہنگ کرادیا فرمایا کہ مین اک نوشتہ اس مضمون کا تحریر کیے دیتا ہون کہ مین
اپنی خوشی سے اُس نہنگ کے مقابلہ کو جاتا ہون سنجاب نے کہا کہ مین اسکا جواب بغیر خداوند کے
دریافت کیے ہوئے دے نہین سکتا ہون رفیع البخت خاموش ہورہے لیکن دل اُلجھ رہا ہی کہ ملکہ
اپنے دلمین کیا کہتی ہوگی اُسے کیا معلوم کہ مین کس عذاب مین گرفتار ہوگیا ہون وہ تو جانتی ہوگی
کہ وعدہ خلاف ہین بے پروا ہین ہماری محبت نہین ہی باتون کا سلسلہ اس طرح جاری ہی کہ عذر
کرکے کسی بہانے سے چلے آنے کا موقع بھی نہین ملتا جب نصف شب گذری تو دربار برخاست ہو
یہ بھی گردش تقدیر کہ آج ہی دربار بھی دیر تک کے برخاست ہوا سنجاب شاہ مغربی محل مین گیا اراکین
دولت رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف راہی ہوے اور شاہزادہ رفیع البخت مع سرمست
فیل زور شہر سے نکلا باغ کی طرف چلے راستے مین شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ ای سرمست
آج ملکہ سے وعدہ تھا اور یہان نصف شب سے بھی زیادہ گذر گئی ملکہ کیا کہتی ہوگی سرمست نے
عرض کی کہ حضور یہ اتفاقی بات ہی اسمین آپ مجبور تھے۔ رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ مین تو اسوقت
باغ ملکہ مین جاؤنگا سرمست نے عرض کی کہ مناسب ہی مین بھی ہمراہ ہون لیکن حضور کو پہونچا کے
چلا آؤنگا اسلیے کہ شاید کوئی فرمان نافذ ہو اور مین نہ ہون تو بادشاہ اور بھی بدظن ہوگا رفیع البخت
نے ارشاد کیا کہ اسکی کیا ضرورت ہی کہ تم مجھے پہونچانے جاؤ اور پھر واپس آؤ مین چلا جاؤنگا یہانسے
کچھ زیادہ فاصلہ نہین ہی نہ کوئی اور باغ ہی جس سے دھوکا ہوجائے سرمست نے عرض کی کہ

حضور یہ صحرا کا واسطہ ہی آپ ابھی نو وارد ہیں پھرے ہیں یہ طے رات تاریک ہی ہاتھ کو ہاتھ نہیں
سوجھتا ہی راز کی بات ہی ملازم کو ساتھ لیجانا مناسب ہی کیونکر کہوں کہ آپ تنہا تشریف لیجائیں
رفیع البخت نے فرمایا کہ میرے سر کی قسم تم جاؤ سرمست مجبور ہو کر اپنے باغ کی طرف چلا شاہزادہ
رفیع البخت اپنے ارادے سے جانب باغ ملکہ روانہ ہوے لیکن پھرتے پھرتے پہر بھر گزر گیا اور
باغ تک نہ پہونچے جا بجا غول بیابانی شعلے چھوڑتے تھے اور غائب ہو جاتے تھے کبھی داہنی
جانب نظر آئے کبھی بائیں جانب ایسے راستہ بھولے کہ پھرتے پھرتے قریب صبح باغ
سرمست کے دروازے پر جا پہونچے چونکہ بیدار تھا دربان جاگ رہے تھے آہٹ پاکر انھوں
نے آواز دی کہ کون - فرمایا کہ ہمیں ہیں دربانوں نے آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا اب شاہزادہ
رفیع البخت نے پہچانا کہ یہ باغ تو سرمست کا ہی - رفیع البخت داخل باغ ہوے اور خیال کیا کہ
اب تو صبح قریب ہی کس وقت میں ملکہ کے باغ تک پہونچونگا اور کب واپس آؤنگا یہ خیال کر کے
اپنی خوابگاہ میں تشریف لیگئے اور آرام فرمایا وہاں ملکہ کی یہ حالت رہی کہ تڑپ تڑپ کے رات
بسر کی جب تک عروج شب کا وقت رہا اسوقت تک امید بھی رات کے ساتھ بڑھتی رہی اور
جب رات ڈھلنے لگی تو امید کا چراغ بھی مانند چراغ صبح کے جھلملانے لگا دلفریب وزیرزادی
سے باربار پوچھتی تھی کہ تو تو کہتی تھی انھوں نے بڑا شوق ظاہر کیا ہی دلفریب عرض کرتی تھی
کہ کیا آپ نے مضمون رقعہ شوق کا انکے ملاحظہ نہیں فرمایا میں کچھ اپنی طرف سے نہیں کہتی وہ
انھوں نے ارشاد کیا بلکہ تحریر بھی کر دیا تھا وہی میں نے آپ سے عرض کر دیا جب صبح ہوئی
تو ملکہ نے فرمایا کہ اے دلفریب تو ابھی جا اور شاہزادے کی خیر و عافیت سے مجھے اطلاع
دے خدا جانے کیا پیچ پڑا ورنہ وہ ایسے وعدہ خلاف نہیں معلوم ہوتے یا سواری منگا میں خود
چلونگی دلفریب نے کہا کہ ہوش میں رہو ؎ ابتدائے عشق میں روتا ہی کیا ۔ آگے آگے
دیکھیے ہوتا ہی کیا ۔ اے ملکہ انھیں باتوں کا انجام خراب ہوتا ہی عورت مرد کی نظروں سے
گر جاتی ہی جو کام انھیں چاہیے اسکے کرنے پر آپ آمادہ ہیں ان مردوں کی ذات بے پروا
ہوتی ہی اپنے دل کا لگانا ہی نادانی ہی ملکہ نے کہا کہ او بیدرد کوئی خود بھی اپنے لیے درد سر مول
لیتا ہی تقدیر پھنسا دیتی ہی خدا کے واسطے تو ہی جا وہ یہاں نہ آئیں لیکن خیریت سے ہوں غرض کہ
ملکہ کے اصرار سے پھر وزیرزادی روانہ ہوئی اور پہلے ایک کہاری کو سرمست کے پاس بھیجا اطلاع دی
کہ میں آتی ہوں مگر میرے آنے کا راز کسی پر افشا نہو جسوقت کہاری نے آ کر سرمست فیل زور کو دلفریب
کے آنے سے مطلع کیا سرمست جلدی سے چور دروازے کی طرف آیا کہاری سے کہدیا تھا کہ
سواری فلاں دروازے کی طرف اترے کہاری نے دلفریب سے عرض کیا دلفریب آہستگی سے
آکر باغ میں داخل ہوئی شاہزادہ رفیع البخت حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے بیٹھے ہی تھے
کہ دلفریب پہونچی اور سلام کیا شاہزادہ نے جواب سلام دیا دلفریب نے دوسرا سلام کیا اور
ساتھ ہی تیسری تسلیم بجا لا کے عرض کی کہ سبحان اللہ پہلے ہی بسم اللہ غلط ہو گئی کانا
شاہزادہ اس رمز کو سمجھ گیا گردن جھکالی اور فرمایا کہ اے دلفریب یہ بھی اک تقدیر کی گردش
تھی اور کیا کہوں سرمست سے کل کا واقعہ دریافت کرو کہ کیا مصیبت پیش آئی سرمست نے
سب کیفیت بیان کی بعد اسکے وزیرزادی نے کہا کہ آج اگرچہ بیدار آئے تو کسی بہانے ٹال دیجیے گا

مگر ضرور آپ نیگا اسلیے کہ ملکہ نہایت پریشان ہین رفیع البخت نے فرمایا کہ مین تو ابھی چلنے کو موجود
ہون مجھے کسی بات کا ڈر نہین ہی تمھاری ملکہ ہی کی بدنامی و رسوائی کا خیال ہی دلفریب نے کہا
کہ اسیطرح ملکہ کو آپکی جان عزیز ہی جسطرح آنکو انکی عزت پیاری ہی حالانکہ ایک دن ہونا یہی ہی مگر
جبتک ٹل سکے ٹالنا چاہیے یہ کہکر دلفریب تو چلی گئی اور ملکہ سے تمام واقعہ شب کا بیان کیا
ملکہ نے اک آہ کھینچی اور کہا کہ ہماری بھی کیا بری تقدیر ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہان پھر سامان
ہونے لگا اور وہان شاہزادہ رفیع البخت نے تڑپ تڑپ کے دن گزارا اب شام قریب ہے
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا ہی لباس بدلا ہی چاہتے ہین کہ زرد سا اور اندھیرا ہولے تو باغ کا
راستہ لون کہ اکبر جہ چوبدار حاضر ہوا اور فرمان شاہی سرمست کو دیا لکھا تھا کہ اے سرمست
فیل زور جسطرح ممکن ہوسکے اپنے کو مع شاہ صاحب مجھ تک جلد پہونچا کہ اک کام ضروری ہے
سرمست وہ فرمان لیے ہوے شاہزادہ رفیع البخت کے پاس آیا اور پرچہ دکھایا شاہزادہ نے
دیکھا کہ سنجاب شاہ نے تاکید لکھی ہی اسوقت کوئی بہانہ کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ایسا نہو کہ
میری وجہ سے سرمست پر عتاب نازل ہو جلدی سے پھر لباس تبدیل کیا اور اسی فقیرانہ لباس
سے سرمست کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے سرمست فیل زور شاہزادہ کو ساتھ لیے ہوے دربار
سنجاب مین پہونچا لوگون نے تعظیم دی رفیع البخت قریب سنجاب کے جا کر بیٹھے سنجاب شاہ
سنبلی نے سرمست سے کہا کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہی اسکی تعبیر لینے کے واسطے اسوقت
شاہ صاحب کو تکلیف دی ہی اور وہ خواب یہ ہی کہ مین صحرا مین واسطے شکار کے گیا ہون کہ ایک فیل مست
نے مجھپر حملہ کیا فورا ایک شیر صحرائی جنوب کی طرف سے پیدا ہوا اور اُسنے فیل کو مار ڈالا –
میری فوج کے ایک سردار نے شیر پر حملہ کیا شیر نے اسکو بھی مار ڈالا اور پلٹ کر صحرا کی طرف چلا
مین نے یہ خیال کیا کہ ایسا نہو کسی وقت یہ شیر بھی مثل فیل کے مجھپر حملہ کرے مین نے اہل فوج کو
حکم دیا کہ اسے گھیر کے مار لو – لوگ اُسے گھیرنے کو دوڑے اور چہار جانب سے گھیر لیا اُسوقت
شیر بگڑا اور اُسنے بہت سے افسران فوج کو مار کر مجھپر حملہ کیا یہ خواب دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی
تو اندام مین رعشہ تھا اسکی تعبیر چاہتا ہون – یہ سنکے رفیع البخت نے خیال کیا کہ وہ شیر مین
ہون کہ مین اسکے ساتھ نیکی پر آمادہ ہون اور انجام مین یہ میرے ساتھ بدی کریگا اور اسکی سزا
پائیگا مگر موقع صاف صاف بیان کرنے کا نہ تھا اسوجہ سے ارشاد کیا کہ اے بادشاہ محسن کشی کا
نتیجہ خراب ہوتا ہی آپ کے خواب سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہی کہ کوئی شخص آپکو کسی بلا
ناگہانی سے بچائیگا اور ثمرہ اُسکا بالعکس پائیگا یہ بات خدائے عادل کے بھی خلاف ہوگی
اُسکا عوض یہ ہوگا کہ وہ اُسی شخص کو آپ پر غالب کردیگا خلاصہ اسکا یہی ہی کہ محسن کے ساتھ برائی
نہ کیجیے گا – نجم اختر شناس نے اس تعبیر کی تعریف کی اور اہل دربار اچھی طرح نہ سمجھے اتنے مین ایک
ہرکارے نے آکر عرض کی کہ وہ نہنگ جو ہمیشہ درہ کوہ سے نکل کر آزار پہونچایا کرتا تھا پھر نکلا
ہی تین روز تک وہ صحرا مین پھر کر اپنا پیٹ بھریگا اور تیسرے روز شام کے قریب پھر درہ مین
جاکر غائب ہو جائیگا اُسکا کوئی انتظام کیجیے کہ رعایا برباد نہو یہ سنکر بادشاہ پریشان ہوا شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ مین اُسکے سرکوبی کے واسطے موجود ہون آپ مجھے حکم دین
سنجاب شاہ ایسا پریشان ہوا تھا کہ اسنے اجازت دی اور کہا کہ جسقدر سامان ساتھ لینا ہو

لے لیجیے فرمایا کہ ایک نہنگ کے مار ڈالنے کے واسطے سامان کی کیا ضرورت ہی یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوے سرمست بھی ساتھ ہی اُٹھا اور عرض کی کہ رہبری کے واسطے غلام حاضر ہی آپکو کیا معلوم کہ وہ صحرا کہاں ہی جہاں نہنگ آتا ہی اور لوگوں کو پریشان کرتا ہی سنجاب شاہ نے کہا کہ یہ وقت شب کا ہی اور راستہ خراب ہی صبح کو تشریف لیجائیے گا فرمایا بہتر اور وہاں سے نکلکر اپنے مکان کی طرف چلے راستہ میں سرمست نے کہا کہ اے شہریار اگرچہ رات زیادہ آگئی ہی مگر ملکہ کو ساتھ لے لینا مناسب ہی فرمایا میرا خود ہی یہ ارادہ تھا یہ فرما کر مع سرمست فیل زور طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوے چند قدم راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا اُسطرف سے سواری ملکہ کی چلی آتی ہی اور اردلی میں بہت سے سوار ہمراہ ہیں سرمست نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی ملکہ اپنے باپ کے پاس جا رہی ہیں جو سواری اس جاہ و احتشام سے آرہی ہی اے شہریار اب موقع نہیں ہی پلٹ چلیے رفیع البخت کو نہایت رنج ہوا مایوس ہوکر پلٹے دل میں کہا کہ کیا تقدیر کی گردش ہی سچ کہا ہی کسی نے یہ دو دل کو آکے بٹھاتا نہیں + کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں + فلک کج رفتار کے ظلم سے کوئی صاحب دل بری نہیں ہی سواری تو ملکہ کی مثل باد بہاری کے آنکھوں کے سامنے اُسطرف روانہ ہوئی اور رفیع البخت مع سرمست فیل زور باغ میں آئے خوابگاہ میں جاکر آرام کرنے کا قصد کیا مگر نیند کہاں آتی ہی تڑپ تڑپ کے رات بسر کی لیکن اب کچھ حال ملکہ کا سنیے کہ یہ انتظار میں شاہزادہ کے بیٹھی تھی کہ محلدار پہنچی اور عرض کی کہ آپکے والد مہربان نے یاد کیا ہی ملکہ مجبوراً سوار ہوکے روانہ ہوگئی جسوقت داخل محل ہوئی ملکہ سلیمہ خاتون نے دختر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ایسی باغ کی محبت ہوئی کہ ہماری محبت پر بھی فوق لیگئی تمہارے دیکھنے کو میرا دل تڑپ رہا تھا اتنے میں سنجاب شاہ منزلی گھر میں آیا سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے بادشاہ اب دختر جوان ہوئی اور تمکو اسکی شادی کی کوئی فکر نہیں جوان بیٹی کا بیٹھال رکھنا اچھا نہیں ہوتا ہی سنجاب شاہ نے کہا کہ اسے ملکہ ناہمسری دختر کا شوہر کون بن سکتا ہی سلیمہ خاتون نے کہا کہ اسکا انجام خراب ہے ناہمسر کیسا خداوند کی بیٹیاں بھی بے شوہر کے نہیں رہ سکتی ہیں کیا تمنے افسانہ گوہر ملک اور گیتی افروز جہان افروز کا سنا ہوگا ایسا نہو کہ ایسا ہی کچھ انجام پیش آئے اس سے بہتر ہی کہ اپنے سامنے دختر کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں دیدو سنجاب شاہ یہ سنکے خاموش ہو رہا اور ملکہ ان باتوں سے زیادہ پریشان ہوئی مگر کیا کرے کہ زبان ہلا نہیں سکتی کچھ دیر ماں کے پاس بیٹھی رہی آخر اپنی خوابگاہ میں جاکر آرام کیا مگر آرام کہاں بظاہر تو سو رہی تھی لیکن چپکے چپکے رو رہی تھی جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ دربار میں آیا منجم اختر شناس کو بلایا اور اُس سے ملکہ کی شادی کی نسبت صلاح لی منجم اختر شناس نے زائچہ بنا کر عرض کی کہ میرے خیال میں یہ بات آتی ہی کہ وہ جو ایک موتی آپکے یہاں ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہیں ہی جسطرح آپکی دختر نیک اختر فرد ہیں اسیطرح وہ موتی بھی فرد ہی آپ اس بات کا اظہار کیجیے کہ جو شخص جفت اسکا پیدا کر دے میں اُسی کے ساتھ شادی ملکہ کی کر دونگا اُس موتی کا جفت پیدا ہونا غیر ممکن ہی اور اگر ہوگا بھی تو ایسے ہی کسی شخص کے پاس ہوگا جو آپکا ہمسر ہو یہ سنکر سنجاب نے آفرین کی اور خلعت دیکر منجم اختر شناس کو رخصت کر دیا اور شہر بھر میں اعلام کر دیا کہ میری سلطنت میں ایک موتی ہی کہ تول میں اتنا اور مول میں ایسا ہی اور تمام اوصاف اُسکے تحریر کرکے اشتہار چھپوا کرا دیے کہ جو شخص داماد ہمسر ہونا

چاہیے وہ جوڑا اُس موتی کا پیدا کرے انھیں دونوں موتیوں کی نسبت ملک کو بھجا کر لیجاے یہ خبر مشہور
ہوئی اور دولتمندوں کو ہوس پیدا ہوئی جسکے یہاں عمدہ عمدہ موتی تھے وہ لوگ لے لے کے چلے
کہ یہ موتی دیکر عزت حاصل کرینگے نہ سمجھے کہ داماد بنینگے یہاں تو یہ ہنگامے برپا ہیں لیکن آپ کچھ حال
شاہزادۂ رفیع البخت کا سنیے کہ صبح کو انھوں نے تیاری کی اور سرمست فیل زور کو ساتھ لیکر
طرف بیابان مغرب کے روانہ ہوے شہر سے باہر نکل کر صحرا کی راہ لی تین روز بعد ایک صحرا میں
پہونچے دیکھا کہ لوگ بھاگے چلے آتے ہیں سرمست سے کہا کہ دریافت کرو کہ یہ کہاں سے
آتے ہیں اور انکی پریشانی کا کیا سبب ہے سرمست نے جا کر اُن لوگوں سے پوچھا اُنھوں نے بیان
کیا کہ وہ نہنگ جو نکلا کرتا تھا ابکی مرتبہ اُسنے شہر کا رُخ کیا اور شہر غروبیہ کو بالکل برباد کر دیا تیسرے
روز بھی وہ پلٹ کے درہ میں نہیں گیا بلکہ اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے ہم لوگ رہنے والے نواحی شہر
غروبیہ کے ہیں یہ سُنکے سرمست کو تعجب ہوا اور آ کر عرض کی کہ اے شہریار ابکی یہ نئی بات ہے کہ وہ
نہنگ درہ کی طرف نہیں پلٹا بلکہ اسیطرف چلا آتا ہے فرمایا کیا پروا ہے حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر
تمکو خوف جان ہو تو تم اسی جگہ قیام کرو میں جاتا ہوں اور نہنگ کو مار کر آتا ہوں اگر اُسکی قضا میرے
ہاتھ سے ہے تو مارا جائیگا اور میری قضا ہے تو مثل اور لوگوں کے وہ مجھکو بھی نگل جائیگا یہ فرما کر ایک ہاتھ
میں گرز لیا اور ایک میں تلوار اور چلے۔ تھوڑی ہی دور چلے ہونگے کہ سامنے سے نہنگ پیدا ہوا
دیکھا کہ جب سانس لیتا ہے زمین سے کنکر پتھر تک اُڑ کر اُسکے دہن میں چلے جاتے ہیں نہنگ کا ہیکل گویا
اک کوہ ہے شاہزادہ رفیع البخت نے اسکے آنے کا رُخ دیکھکر اک تنہ درخت کی آڑ پکڑی کہ جس وقت
یہ قریب پہونچے تو حملہ کروں سرمست فیل زور بھی ساتھ تھا مگر رنگ رخ سرمست کا بسبب خوف کے متغیر
تھا دل میں کہتا تھا کہ جرات و بہادری میں ان لوگوں کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر ایسے نہ ہوتے تو
خداوندی لقائی کیونکر برباد کر سکتے الحاصل نہنگ بڑھتے بڑھتے اُسی درخت کے نیچے سے
گذرنے لگا جہاں کہ شاہزادہ رفیع البخت پوشیدہ کھڑے تھے جیسے ہی نہنگ قریب سے
گذرا رفیع البخت نے ڈانٹا کہ او اجل رسیدہ کہاں جاتا ہے نہنگ ٹھہرا کہ یہ آواز کہاں سے آئی
بس اُسکا ٹھہرنا تھا کہ رفیع البخت نے دہنے ہاتھ سے گردن نہنگ پر تلوار ماری اور بائیں ہاتھ
سے سر پر اُسکے گرز مارا تلوار قبضہ تک اُتر گئی اور گرز بھی دستہ تک سر میں دب آیا نہنگ تڑپا اور
چلا کہ شاہزادۂ رفیع البخت بھی نہنگ کے ساتھ اُچھل گئے لیکن زمین پر گرتے ہی تلوار کو کھینچا
اور دوسرا ہاتھ نہنگ پر مارا لیکن گرز سر میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ چھوٹ نہ سکا رفیع البخت نے
دہن نہنگ پر اتنی تلواریں ماریں کہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالدیا دوپہر تک یہی حالت رہی نہنگ
ایسا سخت جان تھا کہ تین روز میں روح نے جسم کو چھوڑا اب شاہزادہ نے شہر سے لوگوں کو بلوایا
کھال نہنگ کی کھنچوائی جس جس مقام پر کھال اُسکی کٹ گئی تھی اُسمیں ٹکڑے دلوائے اور کھال
میں بھس بھروا کر میں آرامے برابر سے کھونٹے گڑوا کے انپر اُس کھال کو لادا اور پہلوؤں کیطرف
جیل لگا۔ سامنے کھونٹے اور پشت پر جیسے کہ دو سے رکھیں بعد اسکے شکم نہنگ کا چاک
کرایا تو اُسمیں سے اک ڈبیا نکلی ڈبیا کو کھولا تو اُسمیں اک پرچہ کاغذ پایا اور ایک موتی نکلا
پرچہ کاغذ پر یہ تحریر تھا کہ فلاں سنہ میں اولاد صاحبقران سے ایک لڑکا بہارستان مغرب
میں آئیگا اُسی کے ہاتھ سے یہ نہنگ مارا جائیگا اور یہ موتی اُسکے ہاتھ آئیگا اُسکو چاہیے کہ موتی

کو اپنے پاس رکھے کہ اس موتی کی بدولت اُسکی آبرو بڑھیگی اور اک درِ ناسفتہ ہاتھ آئیگا چونکہ میں
حکیم تھا نام میرا حکیم مضبوط دریانشین تھا اور مجکو اپنے علم کی بدولت یہ حالات معلوم تھے تو میں نے
یہ موتی اپنی حکمت سے شکم نہنگ تک پہونچا دیا لہذا جس وقت رفیع البخت خیر فتح ملک مغرب سے
فراغت پالے تو چاہیے ہے کہ درہ کوہ میں میرا مرقد ہے مجکو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرے بس میں اپنی
محنت کا اسیقدر معاوضہ چاہتا ہوں شاہزادہ نے اُس پرچہ کا عقدہ اور موتی کو اپنے پاس رکھا
اور وہاں سے مع سرست فیل زور نہنگ کے پوست کو آرا پر لادے ہوئے طرف ملک
سنجابیہ کے روانہ ہوا راستے میں جو جو شہر پڑتے تھے وہاں سے اُس آرا بے سمیت گزرتے تھے
اب پھر انھوں نے صورت ولباس فقیروں کا اختیار کر لیا ہے لوگ دریافت کرتے ہیں کہ اس
نہنگ کو کس نے مارا ہے سرست فیل زور کہتا جاتا ہے کہ یہ شاہ صاحب کی کرامت ہے لوگ یہ سمجھتے
ہیں کہ خداوند خود فقیر بنکر اس بلا کے دفع کرنے کو تشریف لائے تھے ورنہ کسکی مجال تھی کہ اس
نہنگ کو مار سکتا اُدھر سنجاب شاہ مغربی کو خبر ہوگئی کہ شاہ صاحب نے جاکر نہنگ کو مارا اور
تشریف لاتے ہیں سنجاب نہایت خوش ہوا اور ارکین دولت کو واسطے استقبال کے بھیجا
بلکہ آپ بھی چند قدم بڑے استقبال گیا رفیع البخت اس شان و شوکت کے ساتھ داخل ملک
سنجابیہ ہوئے تمام ملک سنجابیہ میں یہ خبر عام ہوگئی کہ شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہیں کہ
جاکر نہنگ کو مارا جسنے شہر کے شہر بہارستان مغرب کے ویران کردیے تھے لوگ نہنگ کے
دیکھنے کو چلے آتے ہیں سنجاب شاہ نے جو پوست نہنگ کو دیکھا اسقدر ہیبت طاری ہوئی کہ
کانپنے لگا لوگ کہتے تھے کہ اس مردہ کی صورت دیکھکر تو زہرہ آب ہوا جاتا ہے بڑا کلیجا ہے
رفیع البخت کا جسنے اسکو مارا پہلوانان ہنر فن کہتے تھے کہ یہ امر جرات وبہادری کے خلاف ہے
جرات ایسے مقام پر جان لیتی ہے یہ کوئی کرامت درویش صاحب کی تھی کہ انھوں نے اسکو مارا
غرضکہ جس مقام پر وہ نہنگ رکھوا دیا گیا تھا وہاں ہجوم خلائق ہے جو دیکھکر چلے گئے تو دوسو
اور آئے ہر ایک دل سے شاہ صاحب کا مرید ہوتا جاتا ہے اور جا بجا یہ چرچے ہونے لگے کہ لعنت
ہے اس نابہمبر پر کہ جسکے کیے کچھ نہیں ہوسکتا اس نابہمبر سے تو یہ فقیر اچھا جسنے اس بلا کو دور کیا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ نابہمبر بنا ہوا ہے نبی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے اُدھر سنجاب شاہ مغربی شاہ صاحب
کو لیے ہوئے ایوان شاہی میں داخل ہوا۔ یہ خبر محل کے اندر بھی پہونچی کہ وہ جو فقیر آیا ہوا ہے
جسنے ملک کے باغ کو سرسبز کیا ہے اُسنے عجب کرامت دکھائی کہ جاکر نہنگ کو مارا یہ بلا جو مدت سے
گلستان باختر پر نازل تھی اور جسکا مداوا آجتک نہ خداوند سے ہوسکا نہ نابہمبر سے کوئی تدبیر بن پڑی
فقیر نے جاکے اسکو مارا کھال میں بھُس بھروا کر اپنے ساتھ لایا ہے یہ سنکر سلیمہ خاتون نہایت
خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ وہ تو لائق پرستش ہے وہ فقیر نہیں ہے عجب نہیں کہ تو خداوند سار یق
اپنے بندوں کی مشکل آسان کرنے کو فقیر بنکر آئے ہوں دلفریب پاس کھڑی تھی کہنے لگی کہ خداوند
کو فقیر بنکے آنے کی کیا ضرورت تھی سلیمہ خاتون نے کہا کہ جسطرح فقیر خداوند کے نام پر دنیا کو تج
دیتے ہیں اسیطرح خداوند بھی فقیر دوست ہیں انکو یہی بانا پسند آیا اور ایسی صورت سے آنے
میں کیا اجارہ ہے لیکن ملکہ یہ خبر سنکے سکتے میں آگئی دلفریب سے کہا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے سنجاب شاہ
نے انکی جان لینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی مگر اُنکے خدا نے اُنکی جان بچائی اے دلفریب

کسی صورت سے مجکو یہان سے باغ مین لیچل کوئی ایسا بہانہ کرکہ والدہ مہربان عذر و حیلہ نکرین
دلفریب نے جاکر سلیمہ خاتون سے عرض کی کہ ملکہ کو اس بلا دور ہونے کی نہایت خوشی ہے وہ
چاہتی ہین کہ مین اپنے باغ مین اس خوشی کا جلسہ کرون اور اسی جلسہ مین فقیر صاحب کی دعوت
کرون کہ فقیر کا احسان اس ملک پر ہی اُسنے جان ہزارہا آدمیون کی بچائی ہی ملکہ نے فرمایا کیا
مضائقہ ہی دلفریب نے آکر یہ حال ملکہ سے بیان کیا ملکہ نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اے دلفریب
تونے تو انکے بلانے کے لیے اجازت لے لی بڑا کمال کیا اسی وقت سواری منگا کر سوار ہوئی اور
جانب باغ روانہ ہوگئی اور سامان جشن ہونے لگا دلفریب نے کہا کہ اے ملکہ لطف یہ ہے کہ
خود نہ بلایئے بلا اپنے والد ماجد پاس کہلا بھیجیے کہ وہ خود ہی شاہزادہ کو بھیجدین ملکہ نے ایک
عریضہ بنام سنجاب شاہ مغربی تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اس سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی کہ ایک
خلش ہمیشہ کی رعایا پر سے دور ہوئی مین نے اس خوشی مین جشن کیا ہی اور درویش باکمال
کی دعوت کا ارادہ ہی اگر حضور اجازت دین تو بجاے اجازت نامہ درویش کو بھیجدین جس وقت
یہ نامہ ملکہ کا سنجاب شاہ مغربی کو پہونچا سنجاب شاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اُسی وقت
رفیع البخت کو طلب کیا شاہزادہ مع سرمست فیل زور آیا سنجاب نے کہا کہ مجھے یہ وضع فقیرانہ
آپکی بُری معلوم ہوتی ہی اب وضع کو تبدیل کیجیے آپ تو مرد بہادر ہین سپاہیون اور بہادرون
کا لباس اختیار کیجیے اور اسی وضع سے باغ مین میری نور نظر کے جایئے یہ کوکا ملکہ کا آپکے ساتھ
جائیگا ملکہ نے آپ کی دعوت کی ہی رفیع البخت دل مین نہایت خوش ہوے کہ اب بہ تبدیل
شکل کرلے محابا ملکہ سے ملنا ہوگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ جاکر اصطبل خاص مین سے
جو مرکب پسند آئے وہ اپنی سواری کے واسطے لے لیجیے شاہزادہ نے کہا کہ بہتر ہی وہان
اُٹھکر مع سرمست فیل زور اصطبل مین آئے سرمست نے عرض کی کہ اے شہریار ایک مرکب
ہی کہ اُسکا مثل و نظیر نہین ہی لیکن وہ کسیکو سواری نہین دیتا ہی نام اُسکا شبرنگ بادپا
ہی اگر وہ مرکب آپ کو سواری دیدے تو اُس سے بہتر مرکب ہاتھ نہ آئیگا فرمایا کہ وہ مرکب کہان
ہی سرمست نے کہا کہ وہ اس اصطبل سے علیحدہ رہتا ہی بادشاہ اُس مرکب کو بہت دوست
رکھتا ہی لیکن بہت سے شہسوار آئے کسی کو اُس مرکب نے سواری نہ دی۔ رفیع البخت نے
کہا کہ مجھے اُسی طرف لیچلو سرمست نے عرض کی کہ اور گھوڑون کو دیکھتے چلیے تاکہ آپ کو فرق بھی
تو معلوم ہو کہ وہ کیسا ہی۔ رفیع البخت سرسری نظر سے گھوڑون کو دیکھتے ہوے چلے آخر مین
مرکب شبرنگ بادپا کے قریب پہونچے دیکھتے ہی گھوڑے کو پہچان گئے اور فرمایا کہ بس یہی مرکب
مین لونگا یہ فرماکر قریب اُسکے آئے سائیسون نے منع کیا کہ یہ گھوڑا خونی ہی اسنے بہت سے
شہسوارون کا خون کیا ہی فرمایا کہ تحقیق کیا جتنا تم سے کہتے ہین اُتنا کرو یہ کہکر ساز منگوایا اور اپنے
ہاتھ سے مرکب پر ساز کسا گھوڑے کی یہ حالت تھی کہ ہاتھ نہ لگانے دیتا تھا جب ساز کس چکے تو
اگاڑی پچھاڑی کھلوا دین اور رکاب مین پاؤن دیکر جست کی تو پشت پر تھے گھوڑا الف
ہوگیا۔ رفیع البخت نے ایسی ران جمائی کہ ہزار ہزار ترکیبین گھوڑے نے کین کہ سوار کو گرا دین
مگر ممکن نہوا۔ کبھی الف ہوا کبھی کاندھی ماری۔ رفیع البخت نے اب جو رانون مین دابا اور سیلیان
گھوڑے کی کرکین ساری شرارت بھول گیا اب انھون نے باگ کے اشارون پر دوڑانا اور پھرانا

شروع کیا جب مرکب پسینے مین غرق ہوا تو اشارون پہ چلنے لگا رفیع البخت نے مرکب سے اترکر گھوڑے
کو سائیسون کے سپرد کیا اور سرمست کے ہمراہ سلح خانہ مین آئے اور اپنے پسند کا اسلحہ تن پر آراستہ
کرکے پھر مرکب پر سوار ہوے او مع سرمست جانب باغ ملکہ روانہ ہوے وہان ملکہ انتظار مین
تھی آفتاب قریب غروب تھا کہ ترک سوار نیوق نے آکر عرض کی کہ شاہزادہ عالم تشریف لاتے ہین
ملکہ مع دلفریب تا بہ دروازہ باغ استقبال کے واسطے آئی عاشق و معشوق مین نگاہین چار ہوئین
دونون کی یہ حالت تھی کہ خوشی سے شادی مرگ ہونے کے قریب تھے دونون آکر مسند پر جلوہ فرما
ہوے گلے شکوون مین بہت وقت صرف ہوا سرمست نے شاہزادہ کی مجبوریان بیان کین
اور دلفریب نے ملکہ کی پریشانیون کا اظہار کیا بعد کچھ دیر کے شام ہوگئی روشنی ہونے لگی دلفریب
نے کہا کہ بس گلے ہو چکے یا ابھی اور کچھ جھگڑا باقی ہی ملکہ نے فرمایا کہ تو اپنا مطلب بیان کر دلفریب
نے کہا کہ اتنا سمجھ لیجیے کہ آپ نے خلاف طور پر دعوت کی ہی اور بادشاہ آپ کی جانب سے بدگمان
ہو چکا ہی ایسا نہو کہ خفیہ طور پر کوئی عیار یا کوئی خفیہ نویس آئے اور یہان کی بے محابہ صحبت کی
بادشاہ کو اطلاع دے تو غضب ہو جائیگا ملکہ نے کہا کہ اتنے دنون کے بعد یکجائی نصیب ہوئی ہی
تو اسمین بھی خلل انداز ہوتی ہی ملکہ کی طرف دیکھکر دلفریب خاموش ہو رہی اور انتظام مین
مصروف ہوئی اک اوٹ لا کے کھڑا کر دیا اور اوٹ پر چلمن لگا دی جب سب سامان درست ہو چکا
تو ملکہ سے عرض کی کہ اگر آپ اس پردہ مین بیٹھیے اور شاہزادے اسطرف بیٹھین تو کیا قباحت ہی
یہ کوئی دوری نہین ہی سرمست نے بھی کہا کہ اے ملکہ دلفریب سچ کہتی ہی ملکہ مجبوراً اٹھ کے
پردے مین بیٹھی اور صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی گانیکین آآکے مجرا کرنے لگین یہان تو یہ
رنگ ہی لیکن اول کچھ حال دربار سنجاب شاہ مغربی کا سنیے کہ جب رفیع البخت سنجاب سے
رخصت ہو کے چلے آئے تو ہامان دانشور وزیر نے عرض کی کہ مجھے حضور کی عقل پر اسوقت تعجب ہی
ملکہ کو اس شخص کی دعوت سے کیا بحث تھی اور پھر آپ نے بھیج بھی دیا آپ جانتے ہین کہ عورتون
مین کیسی فطرت ہوتی ہی اور یہ شخص بھی درحقیقت فقیر نہین ہی خدا جانے کون شخص ہی انسان
ہی یا کوئی ملک ہی مرد تو صورت اسکی دیکھا کرتے ہین نہ کہ عورت ایسے حسین مرد کو دیکھکر کیونکر حجاب
مین رہ سکتی ہی یہ آپ نے اچھا نہ کیا۔ ہامان دانشور ملکہ دلفریب کا باپ ہی اور نہایت عقلمند ہے
سنجاب شاہ دل مین متفکر ہوا کہ واقعی مین نے برا کیا۔ ہامان سے کہا کہ مین بغیر اطلاع باغ مین
جاتا ہون اور رنگ صحبت دیکھتا ہون کہ وہانکی کیا حالت ہی یہ کہکر محل مین چلا گیا اور چور دروازے
سے نکلکر چند کس کو ہمراہ لیکر پوشیدہ راستے سے جانب باغ روانہ ہوا اب یہان وہ وقت ہی کہ
کھانے پینے سے فرصت ہو چکی ہی اور صحبت پورے جمی ہی ناچ ہو رہا ہی کہ سنجاب شاہ داخل
باغ ہوا جو دو چار آدمی ساتھ تھے انکو باہر ہی چھوڑا اور آپ آہستگی باغ کی سیر کرتا ہوا جلسے کے
قریب آیا دیکھا کہ ملکہ چلمن مین بیٹھی ہی اور شاہ صاحب چلمن سے علیحدہ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین
پہلو مین انکے سرمست بیٹھا ہوا ہی یہ دیکھکر سنجاب کو اطمینان ہوا۔ ہامان کی صلاح اور عقل پر لعنت
کی اور دل مین کہا کہ میری دختر بڑی پارسا ہی اور یہ شخص بھی نہایت نیک طینت ہی اب اسنے اسطرح
اچانک بیچ چلے جانا اچھا نہ سمجھا اور چبوترے کے قریب جو پھولون کے درخت تھے انمین سے ایک
ایک پھول کو سونگھنا شروع کیا اور انکے رنگ و بو کی تعریف مین تر زبان ہوا کہ ہر پھول مین خداوند

ساریق کی قدرت کا ظہور ہی کیا بندہ نوازی کی ہی کہ اس باغ خشک کو ایسا سرسبز کر دکھایا گویا غنچۂ امید کو
کھلایا یہ باتیں جو سنی تو سب اسطرف متوجہ ہوئے کہ یہ کون ہی ملکہ تو سمجھی کہ بابا جان آ گئے دیکھیے کسطرح
پیش آتے ہیں اور دلفریب نے ملکہ کو جھک کے سلام کیا کہ ہم یہ انتظام نہ کرتے اور چلمن
ڈال کے نہ بیٹھاتے تو اسوقت کیسی گذرتی لیکن شاہزادہ رفیع البخت کو تعریف اسکی ناگوار گذری
پس اسنے کہا کہ اے سرمست جی چاہتا ہی اس کافر کو اٹھ کر ایک تھپڑ ماروں کہ یہ کیا بکتا ہی اور
یہ باغبان قضا و قدر کی نیرنگ سازی ہی ساریق کیا مسخرا ہی جو اس باغ میں بہار پیدا کرتا سرمست
نے کہا کہ سارا کھیل بگڑ جائیگا تامل کیجیے ابھی تک اسکے دل سے زنگ کفر دور نہیں ہوا ہی شاید یہ
کسی وقت اسلام اختیار کرے شاہزادہ خاموش ہو رہا سرمست فیل زور اٹھکر قریب سنجاب شاہ
کے آیا اور عرض کی کہ حضور تشریف لائے ہیں تو چلکر شریک جلسہ ہو جیے کہ باعث ملکہ کی خوشنودی کا ہو
سنجاب شاہ نے فرمایا کہ میں اسی واسطے آیا ہوں جسوقت سنجاب شاہ قریب پہونچا تو شاہزادہ
رفیع البخت نے بھی استقبال کیا سنجاب شاہ مسند پر آ کے بیٹھا ملکہ نے کشتیاں شراب و کباب
کی اپنے باپ کے واسطے بھیجیں۔ لیکن اب کچھ حال مہتر عقرب کینہ پرور عیار کا سنیے کہ جانب
ساریق بن لقا سے یہ خفیہ نویسی کیا کرتا ہی اور ہر قسم کے نشیب و فراز کی اطلاع دیتا رہتا ہی آجکل
کا ذ بھی ملک سنجاب میں آیا ہوا تھا ایک روز اسنے رفیع البخت کو بلباس فقیری دیکھا اسکو
شک ہوا کہ ہو نہ ہو یہ شخص اولاد صاحبقران سے ہو کیونکہ تصویریں ان سب کی ملک باختر میں پہونچ
چکی ہیں اور مصوروں کی تصویریں کھینچکر تمام قلمرو میں ساریق کے تقسیم ہو چکی ہیں اس غرض سے
کہ یہ لوگ نہایت سرکش ہیں جسوقت یہ علمداری میں ہمارے داخل ہوں تو ہمکو اطلاع ہو جائے
کہ ہم پیشتر سے انکا سد باب کریں چنانچہ عقرب کینہ پرور کو یہ خیال پیدا ہوتے ہی یہ فکر ہو گئی کہ
کسی طرح اسکا حال دریافت ہو جائے تو خداوند کو اطلاع دوں آج جلسہ کی خبر سنکر صورت اسنے
گداؤں کی بنائی اور یہ بھی آکر شریک صحبت ہوا خوب ناچا گایا انعام پایا رات بھر میں تمام حقیقت
دریافت کر کے صبح ہوتے ہی جانب ملک ساریقیہ روانہ ہوا کہ ان حالات کی اطلاع خداوند کو خود کروں
یہ تو اسطرف جاتا ہی اور یہاں جلسہ برخاست ہوا سنجاب کے ساتھ ہی رفیع البخت بھی ملکہ سے
رخصت ہو کر مع سرمست چلے آئے اس حرکت پر سنجاب کے دل سے تمام شکوک رفع ہو گئے اور
اسکو یقین ہو گیا کہ یہ شخص بھی نیک طینت ہی اور دختر بھی میری پارسا ہی ملکہ نے دلفریب کو گلے سے
لگا لیا اور کہا کہ آج تیری وجہ سے عزت و آبرو بچی ورنہ یہ راز فاش ہو جاتا اور نہیں معلوم سنجاب شاہ
کسطرح پیش آتا دلفریب نے کہا کہ ہو نہو یہ آتش افروزی والدہ ماجدہ کی ہی بادشاہ کے مزاج میں
اتنی دور اندیشی نہیں ہی اگر وہ بدگمان ہوتا تو آپکی وضع داشت پر عمل ہی کیوں کرتا شاہزادہ کو
اجازت دعوت ہرگز نہ دیتا ملکہ نے کہا کہ دیکھیے اب کس روز ملاقات نصیب ہوتی ہی دلفریب نے کہا
کہ اب زیادہ وقت نہیں ہی بشرطیکہ فلک کوئی تفرقہ اندازی نکرے سنجاب شاہ اپنے محل میں داخل
ہوا سرمست اور رفیع البخت اسکو پہونچا کے باغ میں آئے رات بھر کے جاگے ہوئے تھے سو رہے
جب آرام کر کے اٹھے تو خاصہ وغیرہ تناول فرمایا۔ رفیع البخت نے باتوں باتوں میں سرمست سے
کہا کہ تمکو لوگ فیل زور کیوں کہتے ہیں عرض کی کہ حضور نے غلام کا یہ زور ابھی ملاحظہ نہیں فرمایا ہے
تماشا دیکھیے گا فرمایا کہ مجھے اشتیاق ہی بس اسنے فیلخانہ سے اپنے مست ہاتھی اپنا منگوایا

جس سے یہ زور کیا کرتا تھا دیکھا کہ چاروں طرف سے اسکو رعیت گھیرے ہوئے لیے چلے آتے ہیں
اور فیل زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جیسے ہی فیل سامنے پہونچا سرمست نے کہا کھول دو زنجیریں اسکی
اسیوقت زنجیریں فیل کی کھولدی گئیں پس سرمست نے ڈانٹا کہ ادھر آم خورا ادھر آ کچھ تو نے طاقت بھی
پیدا کی یا نہیں پس سنتے ہی فیل سرمست کی طرف چلا اور آتے ہی گھونسا سونڈ کا بنا کر سرمست کو
مارا پر سرمست نے سونڈ پکڑ لی ہاتھی نے چاہا کہ دانتوں میں دبا لوں سرمست نے سونڈ چھوڑ کر دونوں
دانت اسکے پکڑ لیے اور سنبھل کے کھڑا ہو گیا اور لنگر اپنا قائم کیا اور فیل سے زور کرنے لگا پہر
پہر کامل فیل سے زور کیا۔ کبھی یہ دس قدم ریل کر لیجاتا تھا اور کبھی فیل اسکو ریل لیجاتا تھا یہانتک
کہ فیل پسینے میں غرق ہو گیا اور تھک کے بیٹھ گیا گردن ڈالدی اسوقت سرمست فیل وہ فیل کو چھوڑ کر
علیحدہ ہوا یہ بھی عرق عرق تھا رفیع البخت نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ کیوں میرا بھی جی چاہتا
تھا کہ اس فیل سے زور کرتا مگر اب یہ تھک چکا ہے اور پست ہو چکا ہے سرمست نے عرض کی یہ کیا
حقیقت ہے اس فیل کی جب آپ نے کمان آہنی کے ٹکڑے کر ڈالے جسکا چلہ تک ہر کس و ناکس نہیں
کھینچ سکتا تھا جسکو بڑے بڑے سرداروں سے اسکا چلہ نہ کھنچا تھا یہ غلام ایکا بیشک سکا چلہ کھینچ لیتا تھا
آپ نے اس کمان کو لکڑی کی طرح توڑ کے پھینک دیا میں خوب آپکی قوت کا اندازہ کر چکا ہوں آپ
مجھسے بہتر طریقے سے فیل کو پست کر دینگے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہیں ہر امر عادت سے تعلق رکھتا ہے
تمنے برسوں کی محنت و مشقت میں یہ بات پیدا کی ہوگی ہر شخص کا یہ کام نہیں ہے اسوقت فیل تھکا ہے
اسکو فیلخانہ میں بھیجدو پھر کسی روز دیکھا جائیگا جب یہ تازہ ہوگا۔ سرمست نے فیل کو فیلخانہ
بھجوا دیا اتنے میں شام ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کہیں بھی کل تو پھر رخنہ اندازی ہوئی کہ ملکہ سے
اچھی طرح بات چیت نہ کرسکے آج اگر چلتے تو ملکہ سے اچھی طرح چلتے سرمست نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے
چاہے تنہا تشریف لیجائیے چاہے مجکو بھی ساتھ لیتے چلیے فرمایا کہ میں مانع نہیں ہوں لیکن مصلحت
وقت یہی ہے کہ تم اس جگہ رہو شاید سنجاب ملا بھیجے تو مجکو اطلاع کر دینا میں چلا آؤنگا سرمست نے
عرض کی کہ یہی مناسب ہے غرضکہ سرمست تو اپنے باغ میں مقیم رہا اور شاہزادہ رفیع البخت سوار ہو کر
جانب باغ ملکہ سیمین اندام روانہ ہوئی ملکہ دلفریب سے کہہ رہی تھی کہ آج تو وہ کاہیکو آینگے دلفریب
کہہ رہی تھی کہ اگر کوئی امر تازہ نہ پیش آگیا تو یقین ہے کہ شاہزادہ ضرور تشریف لائیگا۔ یہی ذکر تھا کہ
دروازہ باغ سے رفیع البخت نمودار ہوئے ملکہ نہایت خوش ہوئی آج تو تخلیہ کی صحبت تھی خوب دل کے
ارمان نکلے سوا وصل کے اور کوئی حوصلہ باقی نہ رہ گیا کہ اس سے تو بغیر عقد کے انکو بھی انکار تھا جب
تھوڑی رات باقی رہگئی تو رفیع البخت ملکہ سے رخصت ہو کر باغ میں سرمست فیل زور کے آ سوئے اور
آرام فرمایا کوئی پہر بھر دن آنے کے بعد ہوشیار ہوئے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے
بیٹھے کہ سرمست نے آکر سلام کیا دسترخوان بچھایا گیا شاہزادہ نے مع سرمست خاصہ تناول فرمایا ہاتھ
دھویا سرمست نے عرض کی کہ اے شہریار آج ایک عجیب خبر سنی ہے وہ یہ ہے کہ بادشاہ نے یہ اعلان
کیا تھا کہ میرے خزانے میں ایک موتی ہے جو شخص دوسرا موتی ویسا ہی لاویگا میں اسکے ساتھ
اپنی دختر کی شادی کردونگا تو دور دور سے بڑے بڑے سوداگر اور جوہری بیچے اور شاہزادے
اپنا اپنا جواہر خانہ ساتھ لیے ہوئے آئے ہیں اس امید پر کہ اگر ہمارا موتی اس موتی سے برابر ہوگا
تو ہمکو یا تقدیر سے تقدیر لڑ جائیگی رفیع البخت نے فرمایا کہ میں تو صحبت سنجاب میں بے بلا سنے جانے

پسند نہین کرتا تم ہی میرا موتی لیکر جاؤ اور بادشاہ کے موتی سے ملاؤ شاید یہ موتی میل کھا جاے
کہ بے عیب ہی اور جو اوصاف تمھاری زبانی بادشاہ کے موتی کے سنے وہی وصف اس موتی مین بھی
موجود ہین سرمست نے عرض کی کہ بہت خوب شاہزادے نے وہی موتی جو شکم نہنگ سے نکلا
تھا سرمست فیل زور کے سپرد کیا آج وہ دن تھا کہ بادشاہ نے طلبگاران ملکہ کو طلب کیا تھا اور اپنا موتی
بھی جواہر خانہ سے منگا بھیجا تھا لوگون کا ہجوم تھا دربار بادشاہ دُکان جوہری ہو رہا تھا ہر طرف یہی
چرچے تھے کہ آجکل موتی کی بڑی قدر ہی جو شخص بادشاہ کے سامنے موتی پیش کرتا تھا بادشاہ اپنے
موتی سے ملاتا تھا کوئی قد مین کم ہوتا تھا کوئی ساخت مین علیحدہ ہوتا تھا کسیکا رنگ نہ ملتا لوگ
مایوس ہو ہو کے رخصت ہوتے جاتے تھے جب شاہزادے رخصت ہو گئے تو سوداگرون کی نوبت
آئی کوئی موتی شاہی موتی کے جوڑ کا نہ نکلا اُسوقت سرمست فیل زور نے یہ موتی پیش کیا اور عرض کی
کہ عدالت بادشاہ کے ہاتھ ہی یہ موتی رفیع شاہ نے بھیجا ہی بادشاہ نے موتی کو موتی کے برابر رکھا
دونون موتی ایسے سڈول تھے لنڈھک گئے اور پھر سمجھ مین نہ آیا کہ خزانے والا موتی کونسا ہی اور
جو موتی سرمست نے لا کے دیا ہی وہ کونسا ہی اُسوقت سنجاب شاہ کو حیرت ہوئی دونون موتی اُٹھا کے
رکھ لیے اور سرمست سے کہا کہ آپ کیا تدبیر کرون اگر شادی ملکہ کی اسکے ساتھ نہین کرتا ہون تو خلاف
معاہدہ ہوتا ہی اور اگر شادی کیے دیتا ہون تو میری شان و وقار کے خلاف ہی کہ ناچیز کی دختر اور اس
فقیر کو بیاہ جاے یہ سنکے سرمست نے دبی زبان سے اتنا تو کہا کہ حضور فقیر کی کوئی قوم نہین ہے
حرکات و سکنات تو اس شخص کے ایسے ہی ہین جو شاہون اور شہریارون کے ہوتے ہین علاوہ اِ
سکے جب آپکا داماد ہوگا تو اُسے فقیر کون کہہ سکتا ہی اور کیا عجب ہی کہ تفتیش کیجاے تو یہ شخص ضرور
خاندان عالی سے نکلیگا خدا جانے کس بل مین یہ فقیر ہوا ہی سنجاب شاہ نے اس بات کا کوئی جواب
نہین دیا اور چپکا اُٹھا ہوا محل مین چلا گیا اور دونون موتی ملکہ سلیمہ خاتون کے سپرد کر کے بیان کیا
کہ مین عجب پریشانی مین ہون کہ کیا کرون اور کیا نکرون جو شرط مین نے عقد ملکہ کے بارے مین
پیش کی تھی وہ بھی اُسی درویش باکمال نے پوری کی مین اپنی دختر کا عقد فقیر کے ساتھ کیونکر کرون
ملکہ بھی سکوت مین گئی سرمست فیل زور جو یہان سے واپس ہو کر شاہزادہ کی خدمت مین گیا تو
اسنے سارا واقعہ بیان کیا۔ رفیع البخت نے کہا کہ یہ بدعہدی ضرور کریگا خیر دیکھا جایگا یہ فرما کے
رفیع البخت تو خاموش ہو رہے جب شام ہوئی باغ مین ملکہ کے پھر صحبت عیش برپا ہوئی وہان بھی
یہ ذکر آیا ملکہ نے کہا کہ دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اب انکو تو مصروف عیش رکھنا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج زلزال بن خلخال بن صلصال کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ تمارا افراسیاب مین زلزال بن خلخال پیدا ہوا اور پرورش ہو کر جوان ہوا ایسے
ہاتھ پانون اسنے نکالے کہ لوگ کہتے تھے عجب نہین یہ صلصال سے بھی زور و طاقت مین زیادہ
ہو جو کفار بدکردار اس غار کے رہنے والے تھے انھون نے اسکو اپنا پشت و پناہ بنانے کے
واسطے فن سپہ گری تعلیم کرنا شروع کیا چند دن مین زلزال فرعون بے سامان ہو گیا جن لوگون سے
فنون سپہگری حاصل کرتا تھا انکو باندھ لیا تھا اب اسکی زور و جرأت کا تمام عالم مین شہرہ ہوا

جو کفار خدا پرستون کے ہاتھ سے تباہ ہو کر پریشان تھے وہ سب آ آکے جمع ہونے لگے اور حمید
جادو اک ساحرہ ہی کہ وہ زلزال پر عاشق ہوئی اور اپنے یہان لیجا کے زلزال کو رکھا۔ یہ خبر محیط
روشنضمیر کو پہونچی یہ شخص نہایت صاحب کمال اور علوم حکمت و نیرنجات سے آگاہ تھا مگر
قلب اسکا بھی تیرہ و سیاہ تھا مدت مدید مین اسنے اک آئینہ تیار کیا ہی صفت اس آئینہ مین یہ ہے
کہ جب محیط روشن ضمیر کو حالات کسی مقام کے دریافت کرنا ہوتے ہین تو تصویر خیالی کی طرح وہ
سب حالات پیش نظر ہو جاتے ہین جب دریافت حال ہو چکتا ہی تو وہ تصویر دھوان بنکر
نگاہون سے پوشیدہ ہو جاتی ہی اور دوسرا وصف اس آئینہ مین یہ ہی کہ جس شخص پر محیط
روشنضمیر عکس آئینہ کا ڈالکر جس جانور کا نام لیتا ہی وہ شخص بیہوش ہو کر اسی جانور کی صورت
بنجاتا ہی۔ جبتک محیط روشنضمیر پشت آئینہ کی نہ دکھاے اسوقت تک اپنی ہیئت اصلی پر نہین
آسکتا جب یہ آئینہ تیار ہو گیا تو محیط روشنضمیر کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ اب خروج کرکے خدا پرستون سے
معاوضہ خون کفار کرنا چاہیئے بس جیسے ہی اسنے یہ سنا کہ زلزال بن خلخال نہایت زبردست
پیدا ہوا محیط روشنضمیر نہایت خوش ہوا اور اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکے بھی خاندان
کا خاتمہ خدا پرستون کے ہاتھ سے ہوا ہی چلکر اسکو اغوا کرنا چاہیئے یہ سوچکر محیط روشنضمیر
آئینہ لیے ہوے غار افراسیابی مین داخل ہوا اور تلاش مین زلزال بن خلخال کے چلا
جب مکان پر زلزال کے پہونچا تو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ زلزال ہر وقت حمید جادو
کے پاس رہتا ہی محیط روشنضمیر نے مسکن حمید جادو کا دریافت کیا اور پتا پوچھتا ہوا مکان حمید
جادو کے پہونچا اور زلزال نے نام پوچھا اور دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے میرے پاس
آئے ہین محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم ایسے شہزور کی
موجودگی مین یہ خدا پرست عافیت سے ہین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے ترکستان تمھارے
دادا سے چھین لیا اصلی تختگاہ تمھاری ترکستان ہی جب خدا پرستون کے ہاتھ سے صلصال
نے شکست کھائی ہی اور بھاگ کے آیا ہی تو اس غار مین پناہ گزین ہوا تھا پھر یہان سے
نکل نکل کے خدا پرستون سے سیکڑون لڑائیان لڑا ہزارون خونریزیان کیا مگر مقابلہ سے
نہ باز آیا اب تمھارا زمانہ شباب ہی اور جن لوگون کے ہاتھ سے کفار تنگ آ رہے ہیں آپنے زمانہ
حالی ہی اولاد حمزہ کی بہ رسم حکومت ہی یہ کیا ضرورت ہی کہ جیسے زبردست و بہادر وہ لوگ تھے
ویسی ہی انکی اولاد بھی ہوگی میری راے مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ تم خروج کرو اور
ان خدا پرستون سے بدلہ ان عزیزان کا لو۔ یہ سنکر زلزال نے کہا کہ میرے ساتھ سامان جنگ
کہان ہی مین تنہا کیا کر سکتا ہون محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال جس وقت تم اس بات کا اعلان
کروگے کہ ہم خدا پرستون سے قصاص خون عزیزان لینے کو جاتے ہین تو لاکھون آدمی تمھارے
ساتھ ہو جائینگے اور مین بھی تمھارے ساتھ ہون میرے پاس ایسی چیز ہی کہ جسپر تم نہ غالب آسکو
اسکو مین گرفتار کر لونگا زلزال نے کہا کہ مین اسوقت اختیار مین حمید جادو کے ہون اس سے
اجازت حاصل کرو اتنے مین حمید جادو بھی آگئی محیط روشنضمیر نے حمید جادو سے بیان کیا
حمید جادو نے کہا کہ اے محیط روشنضمیر خدا پرست بہت سخت ہین انکو چھیڑنا اچھا نہین ہی انھون
نے ہزارون خداوندان برباد کر دین سیکڑون سلطنتین مٹا دین جو اسنے الجھا وہ خاک ہوا اسی

غنیمت جانو کہ اک گوشہ عافیت میں بیٹھے ہوئے ہو محیط روشنضمیر نے کہا کہ میں نے ایسی چیز تیار کی
ہے کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا جسکے سامنے نہ زور چل سکتا ہے نہ سحر محیط جادو نے کہا کہ وہ کیا شے ہے محیط
روشنضمیر نے کہا کہ وہ آئینہ ہے یہ کہکر آئینہ نکالا اور حمید جادو سے کہا کہ کہو تو تمکو قمری بنا دوں حمید
جادو نے کہا کہ مجھے یقین نہیں بس محیط روشنضمیر نے عکس اُس آئینہ کا حمید جادو پر ڈالا بس
حمید جادو مجبوری اور غشی اسپر طاری ہوئی محیط روشنضمیر نے کہا کہ کیوں نہیں قمری بنجاتی فوراً حمید جادو
غلطک مار کر صورت قمری کی بنی اور اُڑکر اک شاخ درخت پر جا بیٹھی اور چلانے لگی کہ میں ابھی گھبرا گئی
جلدی مجھے اپنی ہیئت اصلی پر لاؤ محیط روشنضمیر نے پشت آئینہ کی قمری کو دکھائی قمری غلطک
مار کر پھر اپنی ہیئت اصلی پر آئی کہا کہ بیشک تمنے بڑی ریاضت سے یہ چیز تیار کی ہوگی مگر میں تو
عیاران لشکر اسلام سے بہت ذلیل ہوں وقتاً فوقتاً آ آکر دق کئے ہیں تم زلزال کو ساتھ لیکر خروج کرو اور
ملکوں کو تسخیر کرتے ہوئے چلو تاکہ فوج زیادہ ہوتی جائے غرضکہ محیط روشنضمیر نے اسی جگہ قیام
کیا اور زلزال بن طلحال نے تمام غارا فراسیاب میں کہ یہ مقام مثل شہر کے نشیب میں آباد ہے
اعلان کیا کہ ہم خروج کرنے والے ہیں اور اہل اسلام سے معاوضہ خون کفار لینگے جس جس کو اہل اسلام
سے قصاص لینا ہو وہ ہمارا ساتھ دے یہ خبر جو مشہور ہوئی تو لوگ جمع ہونے لگے تین چار روز
کے عرصے میں قریب دو لاکھ آدمیوں کے جمع ہو گئے اسمیں پہلوان بھی تھے اور اہل لشکر بھی تھے
حمید جادو نے محیط روشنضمیر سے کہا کہ صرف اس لشکر کا کیونکر برداشت ہو سکیگا محیط روشنضمیر
نے کہا کہ اسکا میں ذمہ دار ہوں اور اسنے آئینہ کو دیکھکر یہ تصور کیا کہ کس کس مقام پر دفینے ہیں
اُسی وقت راستہ میں دو مقامات نظر آئے قریب غارا فراسیاب کے اک مقام تھا کہ وہاں
بھی کسی زمانے کا بہت بڑا خزانہ تھا محیط روشنضمیر ایک ہزار سوار اور بہت سے مزدور اپنے ہمراہ
لیکے اُس مقام پر گیا اور زمین کھودنا شروع کی خزانہ برآمد ہوا محیط روشن ضمیر نے زر و جواہر لدوا
ئے اور فہرست اُسکی مرتب کرکے اپنے ہمراہ لیا ایک شخص کو خزانہ دار قرار دیا اور وہ مال و زر ہمراہ
لیے ہوئے غارا فراسیاب میں آیا اور سامان شاہی جمع کرکے سکہ اپنے نام کا جاری کیا آپ
بادشاہ لشکر بنا اور زلزال بن طلحال کو سپہ سالار و صاحبقران کا قران قرار دیکر غارا فراسیاب
سے خروج کیا چونکہ اس مقام سے شہر خطا و ختن قریب تھے اور طرطوس ختنی وہاں کا حاکم تھا پہلے پہل
شہر خطا و ختن پر آ کر لشکر کو اُتارا اور ایک نامہ طرطوس ختنی کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ ہمیں خوب
معلوم ہے کہ تم لوگوں نے بخوف حمزہ و سرکشان اسلام اپنے دین قدیم کو ترک کیا لہذا اب تمکو خود
دکھایا جاتا ہے کہ ؎ بیک گردش چرخ نیلوفری ÷ نہ نادر بجا ماند و نے نادری ÷ یا یوں کہیں کہ ؎
دور مجنوں گذشت نوبت ماست ÷ بالفعل زمانہ خدا پرستوں سے برخلاف ہے طلسم نطاق میں
خدا پرستوں پر زوال آیا صاحبقران خانہ کعبہ کیطرف گئے بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی اُنکے
ہمراہ طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہو گئے ہنوز صاحبقرانی بھی قائم نہیں ہونے پائی ہے آپس ہی کے
جھگڑوں سے کہاں فرصت ہے کہ دوسروں کی خبر لینگے لہذا مناسب وقت یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ تم لوگ خراج ہمکو دیا کرو اور اپنے دین قدیم پر آ جاؤ جس وقت یہ نامہ طرطوس ختنی کو پہنچا اور طرطوس
ختنی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسنے اپنے مقام پر سوچا کہ کیا کرنا چاہیے یہ بات تو واقعی ہے کہ ہنوز
صاحبقران رابع کی صاحبقرانی کو خود اُنکا تخت نہیں تسلیم کرتے ہیں آپس کے جھگڑے پیچھے ہیں

ہین وہی طلی نہین ہوسکتے تو ہماری خبر کون لیگا لیکن یہ بھی نہین ہوسکتا کہ ہم اس کافر کی اطاعت
اختیار کرلین سوچ سمجھ کے جواب یہ تحریر کیا کہ اے خاقان اعظم یعنے زلزال بن خلخال بن صلصال
بن جندال بن شمامہ جادو ہمین آپکی اطاعت سے عذر و انکار نہین ہے لیکن خوف اتنا ہے کہ
جس وقت آپ یہان سے جاوینگے اور خدا پرست آوینگے تو پھر وہی انجام پیش آئیگا کہ ہمکو چار و
ناچار دین قدیم سے برگشتہ ہوکر دین خدا پرستی اختیار کرنا ہوگا یا ملک و مال جان و آبرو
سے ہاتھ دھونا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ پہلے صاحبقران وقت سے فیصلا کیجیے
جب وہ آپکی اطاعت کر لینگے اسوقت ہمین کوئی عذر و انکار نہوگا جب یہ مضمون نامہ تمام ہوا تو
طرطوس ختنی نے کچھ کشتیان براے نذر اپنے ہمراہ لین اور نامہ لیکر طرف قیامگاہ زلزال
بن صلصال کے روانہ ہوا زلزال کو خبر ملی کہ طرطوس ختنی آتا ہے اسنے چند افسران فوج کو
براے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور استقبال کرکے طرطوس ختنی کو لیگئے دنگل اسکے واسطے
بچھوا دیا گیا تھا طرطوس ختنی دنگل پر بیٹھا اور جواب تحریری پیش کیا زلزال مضمون نامہ
سے آگاہ ہوا اور محیط روشن ضمیر کو بھی آگاہ کیا محیط روشن ضمیر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے جب
صاحبقران کو ہم مطیع کرلین یا قتل کر ڈالین اسوقت تم اطاعت ہماری اختیار کرنا طرطوس ختنی
جان بچا کے اپنے شہر مین واپس آیا اور زلزال کوچ کرکے طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوا
یہ خبر ارقم بن زرہ خاقان حاکم قلعہ خاقانیہ کو ہوئی کہ صلصال کے پوتے نے غار افراسیاب
سے سر نکالا ہے پہلے شہر خطا و ختن کی جانب گیا اور طرطوس ختنی کو اپنا مطیع کیا اب اسطرف آتا ہے
ارقم نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو نہین معلوم کہ پھر کیا آفت آئے جنگ دو سر
وارد علاوہ برین یہ کہ اگر زلزال ایسا ہی زبردست ہوتا تو خروج کیون کرتا بہتر یہ ہے کہ مین بھی کسی
بہانے سے ٹالون یہ سوچکر اسنے بھی قلعہ خاقانیہ کو آراستہ کیا اور تیاری دعوت ہونے لگی جب
زلزال بن خلخال مع لشکر سامنے قلعہ خاقانیہ کے اترنے لگا تو ارقم بن خاقان قلعہ سے نکلا
اور پاس زلزال کے گیا اور کہا کہ قلعہ ہوتے آپ صحرا مین کیون اترتے ہین یا مجھکو غیر جانتے
ہین زلزال اس حسن اخلاق کو دیکھکر بولا کہ اے ارقم تم ایسے شخص کے بیٹے ہو جسنے دادا صاحب
سے نمکحرامی کی وزیر صلصال ہوکر خدا پرستون سے شریک ہوگیا ارقم نے کہا کہ یہ کیا ضرورت
ہے کہ باپ ان خیالات کا تھا تو بیٹا بھی ویسا ہی ہو وہ اپنے بادشاہ سے پھر کر دشمن کا شریک
ہوگیا مین اپنے بادشاہ سے پھر رجوع کرتا ہون اگر آپکا حکم ہو تو تخت و تاج و حکومت شہر
خاقانیہ ابھی چھوڑ دون زلزال اس سے نہایت خوش ہوا اور ساتھ ارقم بن خاقان کے قلعہ
خاقانیہ مین آیا لشکر کو بیرون قلعہ چھوڑ دیا محیط روشن ضمیر بھی ساتھ تھا پہلے تو ارقم نے شہر
خاقانیہ کی سیر کرائی بعد ازاں قلعہ مین لیگیا دعوت کا سامان مہیا کیا اور کچھ نذرانہ پیش کیا زلزال
بعد دعوت و ضیافت کے ارقم سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا ارقم پہونچانے کو آیا تھا
زلزال نے خلعت نہایت عمدہ ارقم کو دیا اور کہا کہ آج سے تمکو ہمنے اس قلعہ کا بادشاہ کیا
اور ہمیشہ کے واسطے خراج بھی معاف کیا یہ کہکر زلزال کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ
ہوا جب زلزال جا چکا تو ارقم بن خاقان نے ایک معذرت نامہ تحریر کرکے بخدمت بادشاہ
اسلام روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ زمانے نے پھر انقلاب کیا ہے اور کفار کا زور و شور ہے

اُدھر تو سارلق بن لقا اپنی خداوندی کو رواج دے رہا ہی ساحران عالم اور پہلوانان کفار جمع
ہوتے جاتے ہین یقین ہی کہ جسوقت سامان اُسکا درست ہوگا تو عجب نہین ہی کہ اُسکے ہاتھ سے
اہل اسلام کو ایذا پہونچے اور زلزال بن خلخال بن صلصال نے بھی غار افراسیابی سے
نکلکر خروج کیا ہی ساتھ اُسکے اک کافر ہی کہ نام اُسکا محیط روشنضمیر ہے اُسنے اک آئینہ تیار کیا ہی کہ
تاثیر اُسکی یہ ہی کہ جسپر عکس ڈالتا ہی اور نام کسی جانور کا لیتا ہی وہ انسان جانور ہو جاتا ہے پہلے
زلزال شہر خاور زمین کیطرف گیا طرطوس خلتی نے عذر کرکے جان بچائی بعد آفت بچہ نازل
ہوئی مین نے بھی اطاعت ظاہری اختیار کرلی ہی حضور سے اطلاعاً گذارش ہی کہ جلد کسی
شاہزادہ کو اس کافر کی سرکوبی کے واسطے بھیجیے ورنہ یہ ممالک اسلام کو خراب کریگا - نامہ دار
ارقم بن خاقان طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا اُدھر زلزال قریب ترکستان کے ہوپنچکر
خیمہ زن ہوا اور ایک نامہ حاکم ترکستان ترک بن توس کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
اے نبیرۂ نکلوار قدیم یعنی ترک بن توس آگاہ ہو کہ پھر وہ زمانہ آیا کہ ترکستان مین ہماری
عملداری ہوگی خبردار ہان دولت کی ترقی کیجائیگی اور باغیون کے نخل حیات تیر انتقام سے قلم
کیے جائینگے دیکھ تیرا دادا کیسا نمک حلال تھا کہ اُسنے مسلمانون سے لڑکر جان دی مگر اطاعت
قبول نہ کی میرے جد امجد سے ہزارہا شکستین کھائین مگر ایسے شیر دل تھے کہ مقابلے سے ہاتھ
نہ اُٹھایا لہٰذا تجھکو بھی چاہیے کہ مصلحت چھوڑکے دین خداپرستی اختیار کرلیا ہی اب اُسے ترک
کرکے اپنے دین قدیم کو اختیار کر تو جسطرح ترک توس بن طلحاقی بارگاہ صلصال مین وزارت کے عہدۂ
جلیل پر فائز تھا اسیطرح تجھے مین اپنا وزیر بناؤنگا اور اگر خلاف اسکے کریگا ذلت سے برے
مارا جائیگا یہ نامہ تحریر کرکے ترک بن توس کے پاس روانہ کیا نامہ دار سامنے قلعہ کے آیا ترک بن
توس نے نامہ دار کو بلالیا اور نامہ لیکر پڑھا جسوقت مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بسبب غصہ کے
چہرہ اسکا سرخ ہوگیا جواب مین تحریر کیا کہ او سفلہ پرور نابود پرست جیسا تو آپ ہی دنیا ہی
دوسرے کو بھی سمجھتا ہی ؎ آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + این منم کندر میان
خاک وخون بینی سرے + میرے والد ماجد میرے دادا کے زمانہ حیات ہی مین اطاعت شاہزادہ
خاور سیاہ کی اختیار کی تھی اور مین بھی دل سے تو اہل اسلام کا ماننے ہوے ہون دادا جسکا
کا قلب سیاہ تھا اور تقدیر مین اُسکے جہنم تھا اور دنیا مین ذلت بدی تھی کہ اُنھون نے عشق ملکہ
خورشید خاوری مین ترکستان پر یورش کیا شاہزادہ ملک قاسم نے سات برس کے سن مین
ترک توس سے شخص کو قاش زین سے اُٹھالیا لیکن اُسوقت قضا اُنکی دامنگیر تھی کہ زنجیر توڑکے
راہ فرار پر قرار لیا شاہزادہ خاور سیاہ سات قلعہ فتح کرتا ہوا تعاقب مین ترک توس کے بارگاہ
نوشیروان عادل مین پہونچا اور سر بارگاہ ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ ترک توس کے مع ستون بارگاہ
دو ٹکڑے ہوے ہم اُسوقت سے تو اہل اسلام کا مانتے ہوے ہین بھلا ہم تجھ لسے کو جو اپنی
زبان سے اپنے دادا کے بھگوڑے ہونے کی تعریف کرتا ہی کیا مانینگے وہ تجھسے ہوسکے قصور نکر
جسوقت یہ جواب زلزال کو پہونچا زلزال غصہ مین آیا اور اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر ترک بن توس کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجادیا
دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ترک بن توس نے بھی لشکر کو اپنے قلعہ کے باہر نکالا بارگاہ برپا کی

اور گولہ اندازون سے کہدیا کہ شاید مین ہاتھ سے اس کافر کے مارا جاؤن تو اسکو اپنے مکان میں
قلعہ مین نہ آنے دینا اور ایک کمک بادشاہ اسلام سے طلب کرنا۔ گولہ اندازون نے کہا کہ جناب
ہمارے دم مین دم باقی ہے کیا مجال ہے اس کافر کی کہ قلعہ مین قدم رکھ سکے الحاصل تمام رات تیاری
جنگ ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے زلزال بن طلخال اپنے لشکر سے نکلا اور میدان
مین آکر بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب کیا لشکر ترک بن توحش سے مردان ترک نکلا اور مقابلے کو
زلزال کے گیا۔ زلزال نے نیزہ مارا مردان ترک نے خالی دیکر تلوار ماری زلزال نے وار اسکا روک کر
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا مردان ترک زخمی ہوا بعد اسکے ہزبر ترک نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسکے بعد منظفر
ترک نکلا یہ مرد مسلمان ہاتھ سے اس کافر بدکیش کے شہید ہوا شام تک مین زلزال کے ہاتھ
سے بارہ ترک زخمی اور چار شہید ہوے شام کو طبل بازگشت بجا محیط روشنضمیر زلزال پر سے نثار
نثار کرتا ہوا پلٹا اور ترک بن توحش نہایت ملول و غمگین اپنی بارگاہ مین واپس آیا لباس رزم اوتارا
پوشاک بزم پہنکر بیٹھا اور اپنے ملازمین سے کہا کہ خبردار کل کوئی اس کافر کے مقابلے کو جانے کا
قصد نکرے مین خود اس سے مقابلہ کرکے یا تو اسے بسزا پہونچاؤنگا یا اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اتنے
مین آواز طبل جنگ گوش زد ہوئی۔ ترک نے اپنے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال نقیب و نجیب و یکر ہٹے تھے کہ زلزال نے یوداباک کا لیا اور میدان مین آکر پکارا کہ ای ترک
دیکھا تو نے کہ کل سترہ سردارون کی تیری کیا حالت کی بہتر ہے کہ اب بھی اطاعت میری اختیار کر
ورنہ یہی انجام تیرا بھی ہوگا۔ یہ سنکے ترک بن توحش نے جواب دیا کہ مین موت سے نہین ڈرتا ہون کہ
دنیا مین ہزار برس کی زندگی بھی ہوگی تو پھر ایک دن مرنا ہے اور اگر قضا میری نہین ہے تو تو کیا کر سکتا
ہے یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اور سامنے زلزال کے آیا زلزال نے کہا لا ضرب بہادری کی ترک نے جواب
دیا کہ اہل اسلام پیشدستی کو جائز نہین رکھتے ہین پہلے تو وار کرکے حوصلہ اپنا پورا کرلے اگر خدا تیری
ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر زلزال نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر ترک بن توحش کے مارا
ترک بن توحش قاسم سے نیزہ باز کا شاگرد ہے بھلا زلزال کی نیزہ بازی کو کیا سمجھتا ہے نیزہ زلزال کا
اپنے نیزے پر کانٹا کے جولا مین چار طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ترک نے نیزہ ہاتھ سے زلزال
کے نکال دیا زلزال نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا محیط روشنضمیر
نے جو دیکھا کہ نیزہ ترک نے زلزال کے ہاتھ سے نکال دیا اسلئے ہو کر جنگ مین یہ زلزال پر
غالب آئے بس اپنے ورین سے عکس آئینہ کا ترک پر ڈالا کہ ترک بیہوش ہو کر زمین پر گرا
محیط روشنضمیر نے کہا کہ شیر نکالا اسوقت ترک شیر بنکیا لوگ گھبرائے ہوے آئے اور ترک کو بند کر
زلزال کو یہ حرکت محیط روشنضمیر کی ناگوار گذری کہا کہ آپ نے آج میری سپہگری مین داغ لگا دیا اور
مجکو رسواے خلائق کر دیا جسوقت یہ پلٹ کے اپنی بارگاہ مین آیا تو محیط نے کہا کہ ترک کیواسطے دنگل
بچھواؤ اور اسکو حالت اصلی پر لاؤ محیط روشنضمیر نے پشت آئینہ کا عکس ڈالا ترک بن توحش پھر آدمی
کی شکل ہوا محیط روشنضمیر نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا ترک دنگل پر بیٹھ گیا اور زلزال کی جانب
دیکھکر کہا کہ […] بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا ٭ جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا ٭ ای زلزال تو نے
تو تمام جرات و دلاوری کو صفحہ ہستی سے بالکل مٹا دیا ایسی رکیک حرکت تو کبھی تیرے باپ دادا

سے بھی سرزد ہوئی تھی زلزال نے کہا کہ اے ترک یہ فعل میرا نہ تھا بلکہ بادشاہ کا تھا اسنے
اپنے تحفہ کی آزمایش تیر کی مین تمھین باجازت دیتا ہون کہ تم جاؤ اور مجھ سے پھر مقابلہ کرو ترک
نے کہا کہ مجھے مقابلہ سے عذر وانکار نہین ہے محیط روشن ضمیر نے دیکھا کہ زلزال اپنی جہالت مین
خطا پائیگا ایسا نہو یہ ترک اسپر غالب آجاوے ترک سے کہا کہ اب جنگ وجدال کو موقوف کرو ہم
ممالک اسلام تسخیر کرتے ہوے جارہے ہین جب بادشاہ اسلام اور صاحبقران چارم ہماری
اطاعت اختیار کرلین اسوقت تم بھی اطاعت قبول کرنا ابھی جنگ وجدل کرنے سے کوئی فائدہ
نہین ہے ترک بن توس نے اس بات کو قبول کیا اور پلٹ کے لشکر مین اپنے آیا یہان ترک کے
آنے سے اہل قلعہ مین جان تازہ آئی شادیانے بجنے لگے اور زلزال کوچ کرکے طرف شہر سمرقند
کے روانہ ہوا یہ خبر پہلے سے افغان بن طول سمرقندی کو ہو گئی تھی کہ زلزال نے خروج کیا ہے
اور ترکستان پر جنگ ہورہی ہے یقین ہے کہ بعد ترکستان کے اسطرف کا رخ کریگا تو اسنے پہلے
ہی سے ایک عرضی تحریر کرکے بخدمت بادشاہ اسلام روانہ کردی تھی مضمون عرضی یہ تھا کہ ظل الہٰی
سے استدعا ہے کہ زلزال بن قلنجال بن ملصال نے خروج کیا ہے اور وہ ممالک اہل اسلام کو
خراب و برباد کرتا چلا آتا ہے حضور کسی سردار کو ہم لوگون کی مدد کے واسطے روانہ فرمائین اور جانین
مسلمانون کی ہاتھ سے کافران سرکش کے بچائین اسکا سدباب ابھی سے لازم ہے ورنہ بعد خرابی
اگر خبر لیگئی تو کیا حاصل جو ملک ویران ہوجائنگے وہ مشکل سے آباد ہونگے ترک بن توس نے
تو مقابلہ پر کمر باندھی ہے مگر انجام اچھا نہین معلوم ہوتا بعد ترکستان کے یہ بلا سمرقند پر نازل ہوگی
یہ عیار اُسوقت قریب لشکر اسلام کے پہونچا جبکہ رفیع البخت کی فوج صحرا سے پلٹی ہوئی چلی
آتی تھی اُن لوگون سے دریافت کیا کہ لشکر اسلام کہان قیام پذیر ہے اُنھون نے بیان کیا کہ
ملک روشن بخت مین اور ہم لوگ ملازمان شاہزادہ رفیع البخت مین آقا ہمارا شکار پر سے
گم ہوا اب ہم بادشاہ اسلام سے خبر دینے کو جارہے ہین یہ سنکر عیار اس مجمع کے ساتھ ہوا
لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان لشکر اسلام کے روانہ ہونا سکندر وسہراب کا برائے مدد افغان بن غول سمرقندی وباقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہین صاحبقران چہارم دنگل
صاحبقرانی پر متمکن ہین مظفر بن غضنفر کو دنگل کرب غازی کا عنایت ہوا ہے ستون بارگاہ پر
تکیہ کیے ہوے شیر کی طرح بیٹھا ہے داہنی جانب جوانان دست راست بیٹھے ہین طلیحہ بن لندھور
اپنے دادا کے عہدے پر فائز ہے تمام فوج کا افسر ہے صاحبقران گرز کا خطاب اسکو بھی حاصل
ہے قصب سوار دست راستی اسکے ماتحت ہین لیکن دنگل جو شاہزادہ رفیع البخت کا خالی ہے
تو بار بار نظر بادشاہ کی اُس دنگل پر پڑتی ہے اور ارشاد فرماتے ہین کہ شاہزادہ رفیع البخت
نے بڑی دیر کی میری راہ کھوٹی کر رکھی ہے ورنہ ابتک مین جانب ملک ایران روانہ ہوگیا ہوتا

دائیں جانب دنگلوں پر سرداران دست چپ بیٹھے ہیں سکندر رستم ہو کے ابرو پر بل پڑے ہیں
مسلوک بن مالک بار بار بغور دیکھتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ دیکھیے کیا گل ہونے والا ہے کہ آج
انکا مزاج مثل علمشاہ نوجوان کے برہم ہے اور سہراب بن رستم فراق رفیع البخت میں پریشان
ہے کہ ایک مرتبہ لوگ روتے اور پیٹتے ہوئے آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ارے خیر تو ہے کیا ہوا
انھوں نے عرض کی کہ شاہزادہ رفیع البخت شکار میں سے غائب ہو گئے ایک آہو کے پیچھے
جو گھوڑا ڈالا تو یہی ضد آ گئی کہ میں اسے زندہ اسیر کرونگا یہانتک کہ چلتے جاتے نظروں سے
غائب ہو گئے ہم لوگوں نے چار چار منزل تک جاکے تلاش کی مگر کہیں پتہ نہ پایا آخر مجبور
ہو کر واپس آئے یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے وحید الملک نے کہا کہ
بھائی صاحب نہایت نازک مزاج ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ تنہا راہ کی سختیاں کیونکر ان سے
برداشت ہو سکینگی شہنشاہ گوہر کلاہ نے فرمایا کہ بھیا وہ جہاں نازک مزاج ہیں وہاں
سخت جی بڑے ہیں جیسا وقت ہوتا ہے ویسے نبھا لیتے ہیں سکندر رستم نے چپکے سے
مسلوک بن مالک سے کہا کہ یہ لوگ بڑے غضب کے ہیں انکے سیدھے پن پر نہ جانا ایسے
کوئی تدبیر سوچ لی ہے جو لشکر سے علیحدہ ہوا ہے بدیع الزمان کی نقل تم نے سنی ہی ہوگی کہ تقریر
سن کے گئے اور دربار سحاب میں رسائی پیدا کی حکیم کے بیٹے بنکے یہ لوگ سب گن پورے
ہیں انکو کسی امر میں باک تھوڑی ہے سنتے ہی بیتا ملوک نے کہا کہ حضور سچ ارشاد فرماتے ہیں
انھیں حرکتوں سے تو انکی شاہزادہ ملک قاسم روم چلے گئے اور کھپایا کہ سنے تھے سپاہی
کی جو شان ہے وہ اسی صف کے لوگوں میں ہے جہاں گئے تلوار ہی چلکے تئے کوئی روک نہیں سکا
سہراب بن رستم رفیع البخت سے محبت رکھتا ہے اسکو مفارقت رفیع البخت کا کمال صدمہ ہوا
اور کمال تشویش ہوئی اور وہ وقت یاد آ گیا جب رفیع البخت فقیر بنکر کوہ پر گئے تھے اور جشن
کو سہراب ہی کی سہراب سے ملا یا تھا وہ احسان سہراب کو یاد تھا صورت رفیع البخت کی آنکھوں
کے نیچے پھر گئی دل میں کہا کہ وہ فقیرانہ لباس کیا بھلا معلوم ہوتا تھا خدا اس صورت زیبا کو جیتے
دکھلائے مگر ساتھ شان و شوکت کے ہنوز یہ پریشانی دفع نہونے پائی تھی کہ چوبدار نے آ کر
عرض کی کہ شہر سمرقند سے ایک عیار آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاکم شہر سمرقند کا نامہ بر ہوں بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ بلاؤ طول آبلہ پا سے سمرقندی سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اور سلام کر کے
نامہ پیش کیا صاحبقران زمان یعنی عادل کیوان شکوہ نے نامہ ہاتھ سے طول آبلہ پا سے لیکر
کے لیکر خدمت میں بادشاہ اسلام کے پیش کیا بادشاہ اسلام نے نامہ کو پڑھا اور پریشان ہو کر
صاحبقران عصر کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ہم تو ایک ہی فکر میں مدینۃ اسلام کے گم ہونے
سے پریشان تھے یہانتک کہ اب اس مقام پر رہنا مجھکو شاق تھا لیکن دیکھا چاہیے کہ تقدیر کیا
دکھاتی ہے بغیر شاہزادہ رفیع البخت کے میں کیونکر چلا جاؤں اب ان کافروں کے خروج کی خبر نے
اور متوحش کر دیا اسکا کیا انتظام کیا جائے صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے
عرض کی کہ میں غلام حضور کے تابع فرمان ہوں اگر ارشاد ہو تو میں آپ جاؤں اور زرلال ملعون کو جہنم
پہونچاؤں بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ آپکے جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپکا تشریف لیجانا
نامناسب ہے سرداروں میں سے جسکو حکم دیجیے وہ جائے آپکے جانے سے بارگاہ کی رونق جاتی

رہیگی اور ابھی ابتدائی صاحبقرانی ہی جب کچھ زمانہ گزریگا تو آپکی عدم موجودگی مین بھی رعب آپکا
آپکی قائم مقامی کریگا۔ صاحبقران نے عرض کی کہ پھر جسکو مناسب جانیے اسکو بھیجیے یہان
لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ تو جدا آمادہ تھے کہ مین اپنے بھائی کی تلاش کرون وحید الملک الگ
مستعد تھے سکندر رستم خو کی یہ حالت تھی کہ پہلو بدل رہا تھا بس نہ تھا کہ خود اٹھ کھڑا ہو لیکن ادب
بادشاہ اسلام مانع تھا بادشاہ اسلام بھی تیمور سرداروں کے دیکھ رہے تھے کہ سب تلے بیٹھے ہین
اگر مین خود کسی طرف مخاطب ہو کر کہونگا تو یقین ہے کہ وہ لوگ جو اور بھی آمادہ ہین رنجیدہ ہونگے اس
مناسب جانکر جام کلاں عقرب شراب الصالحین سے لبریز کروا کے رکھوا دیا اور شمشیر و سپر مع خلعت
جو قاعدہ صاحبقران اول کے وقت سے چلا آتا تھا اور ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ غازیان اسلام
مین سے کوئی بہادر واسطے نصرت حاکم شہر سمرقند کے جائے اور ممالک اسلام کو ہاتھ سے کفار
کے بچائے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ شاہزادہ سکندر نوجوان اپنے دنگل شوکت سے اٹھے کو دو چار بڑے
سرداران دست راستی بھی آمادہ بیٹھے تھے مگر جو تڑپا دیے کر رہ گئے اور سکندر قریب پہونچ گیا
جام پی کر عرض کی کہ یہ خادم اس خدمت کو بجا لائیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے اسقدر
جلدی کیون کی اسلیے کہ آپ بھی صاحبقران اوسط ہین جو مرتبہ بارگاہ میں ثانی مین رستم داستان
علمشاہ نوجوان کا تھا وہ اسوقت آپکا ہے اور صاحبقران حق یہ ہے وہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے بھی
فرمایا کہ یہ کام تو آپکے لائق تھا مگر سکندر کو وہی فکر تھی کہ کسطرح رفیع البخت کا پتا لگاؤن کہ یہ
کس فکر مین گیا ہوا ہے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب تو مین ارادہ کر چکا بادشاہ خاموش ہو رہے
شاہزادہ سکندر رستم خو نے خلعت پہنا سپر و شمشیر سنبھالی اور بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کو
سلام رخصت کر کے بارگاہ سلیمانی سے باہر آیا اور اپنے لشکر جرار سے بارہ سو سوار انتخاب
کر کے ساتھ لیے اور طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا یہان بادشاہ اسلام سکندر کے جانے سے
مطمئن تھے کہ انکا جانا صاحبقران کا جانا ہے کسی اور کے بھیجنے کی ضرورت نہین لیکن وحید الملک
کسی ضرورت سے اٹھ کر بارگاہ کے باہر چلے گئے تھے جسوقت دیکھا وحید الملک نے کہ
سکندر رستم خو صرف بارہ سو سوار ساتھ لیکر شہر سمرقند کی طرف روانہ ہوا ہے تو آکر بادشاہ اسلام
سے عرض کی کہ حضور شاہزادہ سکندر رستم کو بالکل بے سر و سامانی کے ساتھ گئے ہین فرمایا کیا
وحید الملک نے عرض کی کہ صرف بارہ سو سوار انکے ہمراہ ہین بس یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت
پریشان ہوے اور فرمایا کہ تین لاکھ کے مقابلہ مین بارہ سو سوار سے جانا سراسر خلاف عقل ہے
اور اک جام بھر کے رکھوا اسیوقت معمول بن عدیل نے اور اک جام بھر کے رکھا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی صاحب اور جانب شہر سمرقند تشریف لیجائیں
وحید الملک نے یہ انتظام اپنے جانے کے واسطے کیا تھا لیکن منتظر تھے کہ کلام بادشاہ اسلام
کا تمام ہو تو قصد کرون یہ ارادہ ہی کرتے رہ گئے اور سہراب بن رستم اپنے دنگل سے کود پڑا
اور جام پی کر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوا اپنے لشکر مین آکر چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ
لیکر طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا انکو قریب راہ مین چھوڑ رہا جاتا ہے دیکھئے کون کسوقت پہونچتا ہے
لیکن اب

چند کلمے داستان ضلالت نشان عقرب کینہ پرور عیار سارق بن لقا

...کے پہونچنا اسکا ترکستان مین اور آگاہ ہونا حالات خروج زلزال بن خلخال سے اور جاکر تمام کیفیت شہر سنجابیہ اور حال خروج زلزال ساریق بن لقا سے بیان کرنا

راوی ناقل ہی کہ جب عقرب کینہ پرور جس وقت حالات رفیع التخت شہر سنجابیہ سے دریافت کرکے چلا ہی تو اسنے راستے مین خبر خروج زلزال بن خلخال کی سنی اب یہ مکار تلاش زلزال مین چلا یہانتک کہ شہر خاقانیہ مین پہونچا وہان معلوم ہوا کہ ارقم بن خاقان نے اطاعت زلزال کی اختیار کی اس سیہ دل کو نہایت تعجب ہوا کہ جو شخص مسلمان ہوجاتا ہی وہ اپنے مذہب سے نہین پلٹتا اسمین کوئی اسرار ضرور ہی کوئی ایسا ہی دباؤ تھا جس سے ارقم سے بہادر نے اطاعت منظور کرلی خواہ وہ اطاعت ظاہری کیون نہو بلکہ پورے حالات زلزال کے دریافت کرنا چاہیے کہ اسنے کس شئے کے بھروسے پر فتنہ گری شروع کی ہی اب یہ شہر خاقانیہ سے ترکستان مین آیا یہ وہ وقت تھا جبکہ توسن بن ترک سے اور زلزال سے مقابلہ ہو رہا تھا اور توسن بن ترک سامنے عقرب کینہ پرور کے عکس آئینہ سے بیہوش ہوکے گرا تھا اور قید کیا تھا بس یہ دیکھکر عقرب کینہ پرور وہان سے چلا اور خدمت مین ساریق بن لقا کے پہونچا اب سامان خداوندی ساریق کا درست ہوچکا ہی اور قصد اسکا یہ ہی کہ مین بھی خروج کرون تمام دربار ساریق کا ساحرون اور پہلوانون سے بھرا ہوا ہی اور اسکے دماغ مین خلل خداوندی کامل طور سے آچکا ہی بس اسنے تقدیرین بھی مثل لقا کے بگھارنا شروع کردی ہین کہ اسی ہنگام مین عقرب پہونچا ساریق کو سجدہ کیا ساریق نے کہا کہ راز ہاے قدرت مین سے کیا کیا باتین تجھپر منکشف ہوئین عقرب کینہ پرور نے عرض کی کہ یا خداوند اصل یہ ہی کہ تیری قدرت بہت بڑی ہی جسکو سوا تیرے کوئی نہین جان سکتا مگر ظاہری سامان ملک سنجابیہ کے بڑے ہین مین اپنی آنکھ سے یہ تماشا دیکھے چلا آتا ہون کہ پیمبر قدرت کی دختر ایک شخص نووارد پر عاشق ہی اپنے باغ مین اُسنے دعوت کی جلسہ رقص و سرود آراستہ تھا مین بھی ایک گائن کی صورت بنکر وہان پہونچا اور دیکھا تو ناپیمبر خود اس صحبت مین شریک تھے جیسے قرینے سے یہ پایا جاتا ہی کہ اسکے ناپیمبر صاحب جو مالک بہارستان مغرب ہین اور بڑے پیمبر کہلاتے ہین وہ خدا پرستون کے حلقہ بگوش ہونے والے ہین بلکہ تو اسلام تک اختیار کرچکی ہی رہا بادشاہ وہ بھی بخوشی مطیع ہوجائیگا یا مثل گنجاب کے ملک و مال تباہ کرکے یہان بھاگ کر آئیگا اور ایک بلا اپنے ساتھ لائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ وہین اسکا سدباب کردیا جاے اور وہ شخص اولاد صاحبقران سے ضرور ہی چہرے سے اُسکے علامات نسل براہیمی موجود ہین وہی خال و خط ہین بلکہ اگر آپ تصویرین اہل اسلام کی منگوائین تو مین پہچان کے بتادون کہ وہ کون شخص ہی اور دوسرا مژدہ یہ ہی کہ زلزال بن خلخال بن صلصال نے قارا فراسیابی سے خروج کیا ہی زلزال تو بھی مرد سپاہی اور زبردست ہی اور ساتھ اسکے ایک شخص اور ہی کہ وہ قابل قدر ہی نام اسکا محیط روشن ضمیر ہے اُسنے ایک آئینہ تیار کیا ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ جہان نما بھی ہی اور جس شخص پر عکس اسکا ڈالدیا جاے وہ بیہوش ہوجاتا ہی یہ تماشا بھی مین اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون۔

اب زلزال ترکستان سے شہر سمر قند کی طرف گیا ہو گا پہلے تو مین جانتا تھا کہ خداوند ابنی ری
عملداری بھر مین خداوندی کرتے ہین مگر نہین اب معلوم ہو گیا کہ بڑی بڑی دور خداوند نے اپنے
دست قدرت کو دوڑایا ہی یہ سامان بربادی خدا پرستان کے واسطے اس سامان سے علاوہ
پیدا کیا ہی یہ کہکر پھر سجدہ کیا ساریق مارے خوشی کے پھول گیا پہلے تو اس کافر نے تصویرین اہل
اسلام کی منگوا کر سامنے عقرب کینہ پرور کے رکھین اور کہا کہ بتا وہ بندہ گستاخ کون ہے جسنے
بہارستان مغرب مین اپنا قدم جمایا ہی عقرب عیار نے تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جسوقت کہ
رفیع البخت کی تصویر سامنے اسکے آئی پس اسنے تصویر اٹھائی اور کہا کہ یا خداوند دیکھو یہی شخص
ہی جو فقیر بنکر ملک مغرب مین آیا تھا اور اب پیمبر قدرت کا داماد بنا چاہتا ہی پس یہ دیکھکر
ساریق نے اک فرمان اپنے ہاتھ سے تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہا سے بندہ خاص الخاص مین
یعنے زلزال بن خلخال صف شکن آگاہ ہو کہ تجھے تمکو نہایت زور آور پیدا کیا اور اسی لیے کہ تم
مسلمانون سے عوض اپنے باپ دادا کے خون کا لو بڑے بھائی صاحب یعنی خداوند لقا سے
بے لقا عقل کے گول اور نا عاقبت اندیش تھے کہ انھون نے دشمنون کو دوستون سے زیادہ
قوی پیدا کر دیا یہ فعل نشہ کا تھا وہ ہر وقت نشہ شراب مین بیخود رہتے تھے اور نیک و بد پر نظر
نہ رکھتے تھے اسی کا انجام انکو بھگتنا پڑا کہ انھین بندگان خرابی کے ہاتھ سے ایسے پریشان
ہوے کہ عالم بالا کا رہنا اختیار کیا اور سلطنت دنیا سے دست بردار ہونا پڑا مین ایسا بیوقوف
نہ تھا کہ اپنے خاص بندون کو کمزور پیدا کرتا اور محیط روسخنغیر سے بندہ باکمال کو تیز مسین قرار دیا
اگر جبر تو غالب ہوا ہے وہ آئینہ سے گرفتار کرے تو اسمین شرم نکر کہ یہ مصلحت خداوندی ایسا اور
تو نے خروج کرکے ہمکو نہایت خوش کیا اب ہم پہلا کام خداوندی یہ تیرے سپرد کرتے ہین کہ تو
یہان سے بہارستان مغرب کی طرف جا اور ہمارے نابیر سے کہنا کہ جو شخص فقیر بنکر تیرے شہر
مین آیا ہی اسکو گرفتار کرکے ہماری خدمت مین بھیجدے اور اگر صاحب شاہ مغربی اسکے خلاف کرے
تو اسکو تجھے معزول کرکے بجاے اسکے تجکو افسر پیمبران قدرت معین کیا یہ نامہ عقرب کینہ پرور
کو دیا اور کہا کہ جلد یہ نامہ ہمارا ہمارے بندۂ خاص زلزال کو پہونچا دے عقرب کینہ پرور
نامہ ساریق بن بقا کا لیکر طرف شہر سمر قند کے روانہ ہوا۔ اول کچھ حال زلزال کا سنیے
کہ جسوقت یہ کوچ اور مقام کرتا ہوا قریب شہر سمر قند کے پہونچا تو افغان بن طبول سمر قندی
نہایت پریشان ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ابھی تک کوئی مددگار ہمارا آیا نہین اور دشمن قوی آپہونچا
چنانچہ شان لشکر دیکھکر اندازہ کرنے کی غرض سے افغان سمر قندی فصیل قلعہ پر کرسی بچھوا کر
بیٹھا اتنے مین گرد اڑی کہ تمام صحرا کو تیرہ و تار کر دیا مرکبون کی ٹاپون سے زمین ہل رہی تھی اور
تتق گرد زمین سے آسمان تک پہونچ گیا تھا جب قریب پہونچکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دلیر گرد
سے تین سو علم ہاے سیاہ جنکے پھریرون پر تعریف پوتے دو سو خداوندون کی تحریر تھی
نشانہ مین لاکھ سوار و پیدل کا نمودار ہوا اور فوج سامنے میدان قلعہ سمر قند کے اترنے
لگی تمام صحرا فوج کفار سے مملو ہو گیا آخر مین زلزال بن صلصال مع محیط روسخنغیر نمودار ہوا
دیکھا افغان سمر قندی نے کہ یہ تو جسامت مین صلصال کا بھی دادا معلوم ہوتا ہی خداوند اہی
اس کافر کے ہاتھ سے بچاے اگر کوئی زبردست سردار مدد کو نہ آیا تو فتح معلوم وہان کی لوٹ

بن خلخال نے بارگاہ برپا کرائی اور مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا رات کو سو رہا جب صبح
ہوئی تو اسنے نامہ بنام افغان سمرقندی تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے افغان بن طول
سمرقندی تجکو چاہیے کہ حاضر ہو کر فرمانبرداری ما بدولت کی اختیار کر اسلیے کہ بغیر اسکے تیرے
واسطے امن نہیں ہے اور اگر خلاف اسکے کریگا تو بہت زحمت اُٹھاویگا اور ہاتھ سے میرے مارا
جائیگا۔ جسوقت یہ نامہ دار زلزال قلعہ میں آیا اور نامہ افغان بن طول سمرقندی کو دیا تو افغان
نہایت پریشان ہوا اور رؤسائے قلعہ کو جمع کر کے اُنسے رائے لی کہ کیا کرنا چاہیے سب نے کہا
کہ یا تو آپنے بادشاہ اسلام سے کمک و طلب کی ہوتی تو اس سے صلح بھی کر لینا برا نہ تھا
جیسا اور لوگوں نے کیا جب آپ غلل استر کو اپنے حال سے باخبر کر چکے ہیں تو آب اسکی اطاعت
ظاہری اختیار کرنا بھی بُرا ہے جو سردار مدد کے واسطے آئیگا اُسے کیا جواب دیجیے گا اور یہ ممکن نہیں
کہ بادشاہ اسلام نے کسیکو مدد کے واسطے نہ روانہ کیا ہو کوئی نہ کوئی سردار ضرور آتا ہوگا جبتک
جنگ آغاز ہونے دیجیے یقین ہے کہ ایک ہی دو میدانداریوں کی نوبت آئیگی زیادہ کی ضرورت
نہوگی اور دو اک میدانداریوں کے واسطے سرداران شہر سمرقند کافی ہیں اور فرض کیجیے کہ کوئی
مددگار نہ آیا اور قضا ہماری اسی کافر کے ہاتھ سے ہے تو بھی کیا پروا ہے اسلیے کہ ہم حق پر ہیں یہ سنکر
افغان سمرقندی نے سبکو آفرین کہا اور جواب نامہ جنگ تحریر کر دیا قاصد نامہ لیکر خدمت میں
زلزال بن خلخال کے پہونچا اور جواب نامہ سے مطلع کیا زلزال حکم دینے کو تھا کہ طبل جنگ
بجے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ خداوند سارق بن لقا کا نامہ دار آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اور
کہتا ہے کہ میں فرمان خداوندی لایا ہوں یہ سنکر زلزال نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایلچی کو
بلا لو چوبدار نے عقرب عیار کو بلا لیا عقرب نے سامنے آکر سلام کیا اور نامہ سارق بن لقا کا
زلزال بن خلخال کو دیا زلزال نے جو نامہ پڑھا بہت خوش ہوا اور محیط روشن ضمیر سے کہا کہ
خداوند سارق نے مجھے بندہ خاص کے لقب سے یاد کیا ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ تم بہارستان
مغرب کی طرف جاؤ اور ہمارے نامہ کو سمجھاؤ اگر مانے تو قیدی کو لے آؤ اور اگر نہ مانے تو اسے
معزول کر کے خود ہمبر بن جاؤ یہ سنکر محیط روشن ضمیر نے کہا کہ اے زلزال اطاعت اس فرمان کی
ہمیر کبیر بلکہ سب پر واجب ہے اسلیے کہ اب یہی ایک ہستی ہے جو خداوند باقی ہے اور کون رہگیا ہے
ذات اعلی میں نشانات حقی ہیں نہ دم جمشید ہیں نہ فرعون نہ ہامان نہ شداد نہ نمرود نہ جدید آونیہ
تھا میں علاوہ اسکے عزت بھی بڑھتی ہے حکومت بہارستان مغرب ایسے مقام کے ہاتھ آئی ہے
اتنا بڑا شخص تمہارا شریک ہوتا ہے کہ جسے ساری خدائی خداوند کے لقب سے یاد کر رہی ہے یہ سنکر
زلزال بن خلخال اور بھی مسرور ہوا اور فوراً دوسرا نامہ افغان بن طول سمرقندی کو تحریر کیا کہ
بالفعل میں بہارستان مغرب کی طرف جاتا ہوں کہ وہاں ایک خاص کام کے واسطے مجھے خداوند
سارق نے حکم فرمایا ہے معاملہ بہارستان مغرب کو طے کرنے کے بعد پھر ادھر آؤنگا اپنے دونوں
قدم اپنے نیک و بد کو اور سمجھ رکھو یہ نامہ روانہ کرنے کے بعد آپ اسیوقت کوچ کر کے جانب
بہارستان مغرب روانہ ہوا یہاں افغان بن طول سمرقندی منتظر آواز طبل جنگ تھا کہ جانب صحرا
سے تیرہ گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو
بارہ سو سواران صف شکن سے نمودار ہوا اہل قلعہ نے خوشی کے نقارے بجائے اور افغان قلعہ سے

نکلکر براے استقبال روانہ ہوا اور جاکر قدمبوسی حاصل کی سکندر رستم خو نے کہا کہ تباڈوہ کا ذکر کہان
ہی جسنے ممالک اسلام کے تباہ کرنے کا ارادہ کیا ہی افغان بن طول نے عرض کی کہ پہلے تو اوسنے
پیام جنگ بھیجا تھا پھر خود بخود کوچ کرکے چلا گیا اسکا سبب نہ معلوم ہوا ہنوز یہی کہہ رہا تھا کہ اک شخص نے
آکر نامہ ہاتھ مین افغان کے دیا اور نامہ دیکر چلا گیا افغان نے نامہ کو پڑھا تحریر تھا کہ بالفعل ہم
گلستان باختر پر چلے ہین سنا ہی کہ وہان کوئی شخص فقیر بنکر آیا تھا اسنے دین خداے آسمانی
پھیلانے کا قصد کیا ہی ہم اسکو بسزا پہونچانے جاتے ہین یہ مضمون دیکھکر افغان نے نامہ سکندر رستم خو
کے ہاتھ مین دیدیا سکندر نے نامہ پڑھا اور دل مین کہا کہ ہو نہو یہ فقیر رفیع البخت ہو اللہ اکبر یہ کہان سے
کہان پہونچا ہی اب اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی چلکر بہارستان مغرب ہی کی سیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر فرمایا کہ مین بھی بہارستان مغرب کی طرف جاتا ہون۔ افغان نے عرض کی کہ حضور کو
اختیار ہی لیکن اگر غلام کو عزت بخشی ہی تو قلعہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشیے اور
دعوت اس خادم کی قبول فرمایئے سکندر نام دعوت سنکے مجبور ہو گیا کہ رد دعوت جائز نہین ہی
افغان بن طول سمرقندی شاہزادے کو قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن ابھی تک افغان
آگاہ نہین کہ یہ کسکے صاحبزادے ہین اور نام کیا ہی اک مرتبہ دست ادب باندھکر عرض کی کہ حضور نے
تو شباب رستم دوران کو دکھا دیا جن لوگون نے صاحبقران اوسط شاہزادہ طہماسپ رومی کو دیکھا ہی
وہ اگر ایک مرتبہ آپکو دیکھ لینگے تو یہی کہینگے کہ یہ وہی ہین کیونکہ بسبب نظر کردہ ہونے کے انہین صفت
حاصل تھا کہ ہمیشہ نوجوان رہے ضعف کے آثار انکے چہرہ پر نمایان نہ تھے سکندر نے کہا کہ مین
بھی انکا اک غلام ہون اور انکی روح کے طفیل سے صاحبقران اوسط کا خطاب مجھے بھی دربار
ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام سے مرحمت ہوا ہی نام میرا سکندر رستم خو ہی اور مین بیٹا ہون شہریار
عالیوقار کا یہ سنکر افغان بن طول سمرقندی نہایت خوش ہوا اور شکر خدا بجا لایا کہ اب بھی گلدستہ
اسلام پر رونق زیادہ ہی جو گل باغ جنت کے لینے گئے وہ اپنی یادگار اور قائم مقام چھوڑ
گئے غرضکہ تین روز سکندر رستم خو کو دعوت و ضیافت مین صرف ہوے بعد اسکے سکندر یہان سے
کوچ کرکے طرف بہارستان مغرب کے روانہ ہوے اب یہان سے

چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے پہونچنا خوب شناس سوداگر کا دربار سنجاب شاہ مغربی مین اور دیکھنا شاہزادہ رفیع البخت کو اور پہچاننا اور تصویر لینا دربار بادشاہ کی مع تصویر شاہزادہ رفیع البخت اور یہان سے کوچ کرکے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہونا باقی حالات متعلق داستان ہذا

بعد داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ شاہزادہ رفیع البخت جس روز دربار سنجاب مین طلب ہوئے
ہین اس دن تو ملکہ سے فراق رہتا ہی ورد باغ مین مجتبین کرم مین سوائے وصال ہر طرح
کے ارمان نکلتے ہین شاہ خسرو مین پوری ہوئی ہین اور سنجاب نہایت متردد ہی کہ کیا کرون اور کیا نکرون

اسلیے کہ عقد دختر کی بابت جو شرط مین نے پیش کی تھی وہ بھی اسی شخص نے پوری کی علاوہ اسکے
احسانات اسکے ایسے ہین جو قابل یاد رکھنے کے ہین۔ اژدر کا مارنا باغ ملک کو سرسبز کرنا اور اگر اسکے
ساتھ عقد کیے دیتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہوتا ہی تو اسی فکر و تردد مین رہتا ہی
کوئی بات اسکے ذہن مین نہین آتی ہی کہ اک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ شوب شامی سوداگر
حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی سنجاب نے کہا کہ بلاؤ اسی وقت شوب شامی حاضر ہوے
اور جو مال تجارتی لائق بادشاہان لائے تھے وہ پیش کیا سنجاب شاہ نے کچھ اسباب خرید
کیا۔ شوب شامی سوداگر نے عرض کی کہ کل میرا ارادہ ملک روشن بخت کی طرف جانے کا ہے
سنجاب شاہ نے کہا کہ کل نہین بلکہ پرسون جانا اسلیے کہ مجھے تم سے کچھ حالات اُن مقامات
کے دریافت کرنا ہین جہان سے ہوکر تم آئے ہو۔ شوب شامی نے عرض کی کہ اگر کوئی کام
آپکا ہو تو مین مہینہ بھر نہ جاؤن یہ کہکر رخصت ہوے جب دوسرا دن ہوا تو سنجاب نے بلا بھیجا
شوب شامی پھر آئے آج دربار سنجاب مین شاہزادہ رفیع البخت بھی اسلحہ لگائے ہوے
اک دنگل پر بیٹھے تھے اور دربار سنجاب کا پہلوانان نامی وگرامی سے بھرا ہوا تھا سنجاب شاہ
تخت پر بیٹھا تھا شوب شامی نے آکے سلام کیا کرسی بیٹھنے کو عنایت ہوئی شوب شامی
سلام کرکے بیٹھ گئے لیکن نظر شوب شامی کی رفیع البخت پر جو پڑی غور سے دیکھنے لگے اور
دل مین کہنے لگے کہ یہ تو وہ شخص معلوم ہوتا ہی جسکو مین نے بتخانہ آذر مین دیکھا تھا جس نے
طلسم نور آگین کو فتح کیا تھا اب نشانات اولاد صاحبقران کو غور کیا تو خال و خط ابراہیمی و زر کفین
غرضیکہ سب چیزین موجود ہین شوب شامی مرد مسلمان ہی لیکن چونکہ ہر مقام پر بغرض تجارت جاتا ہی
تو مذہب کو اپنے پوشیدہ کیے رہتا ہی اظہار مذہب کو مناسب نہین جانتا اسکو رفیع البخت کی یہ
حالت دیکھکر نہایت افسوس ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شاہزادہ کس پیچ مین آکر یہان پھنس گیا ہی اتنے مین
سنجاب شاہ مغربی شوب شامی کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اس زمانے مین تمنے کس کس
ملک کی سیر کی کہان کہان پہونچے کچھ حالات سفر بیان کرو کہ مجھے ان باتون سے دلچسپی زیادہ ہی
شوب شامی نے حالات سفر بیان کرنا شروع کیے دیر تک یہ حالات سفر بیان کیا کیا اور اسی
سلسلہ مین اسنے یہ بھی کہدیا کہ طلسم نور آگین کی طرف مین اُس زمانے مین گیا تھا جبکہ طلسم پر
تباہی آئی ہوئی تھی فرزند صاحبقران شاہزادہ رفیع البخت لوح حاصل کرکے طلسم پر چڑھ گیا تھا
یہ باتین سنکر رفیع البخت کے کان کھڑے ہوے اور انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یہ شخص مجھکو دیکھ
چکا ہی ایسا نہو پہچان لے اور راز میرا فاش ہو لیکن شوب شامی کو یہ منظور نتھا کہ مین راز فاش کرون
بلکہ غرض یہ تھی کہ رفیع البخت کے کان کھولون کہ اس مقام پر بھی آپکا اک جاننے والا موجود ہی
الغرض جب باتین تمام ہوئین تو شوب شامی نے سنجاب سے عرض کی کہ مین چاہتا ہون ایک
تصویر دربار حضور کی لون اسلیے کہ شاہ و شہریار نامبر آوردہ لوگون کے مشتاق رہتے ہین انکو مجھے
تصویر کے ذریعہ سے نفع حاصل ہوگا اور لوگ آپ کی زیارت سے گھر بیٹھے مشرف ہونگے کہ سارے
کا نامبر ایسا ہی اور اسکے اہل دربار کیسے کیسے معزز اور زبردست پہلوان ہین سنجاب شاہ مغربی
نے عرض شوب شامی سوداگر کی قبول کی۔ شوب شامی نے مصورون کو بلواکر اُسی وقت نقشہ
کھنچوالیا صرف رنگ بھرنا باقی رہگیا تھا دوسرے روز رنگ بھی بھرواکر مرقع کو درست کیا اور

مستجاب شاہ مغربی کو سلام رخصت کر کے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا چونکہ تجارت بھی
اسکو مقصود تھی اور ملازمت بادشاہ اسلام سے بھی مشرف ہونا تھا اس بنا پر پہلے اسنے اسی طرف
کا قصد کیا اور کوچ مقام کرتا ہوا ملک روشن بخت مین پہونچا لشکر اسلام مین داخل ہوا راستون
مین سرداران اسلام سے ملاقات ہوئی شوب شامی نے ایک ایک کو پہچانا بعضے ایسے تازہ وارد
ہوئے تھے کہ انکو نہ پہچانا لیکن سلام کر لیا اسی اثنا مین طلحہ بن لندھور سے ملاقات ہوئی طلحہ نے
کہا اے شوب شامی ابکی تو بہت زمانے کے بعد تم آئے اتنے دلون کہان رہے شوب شامی
نے عرض کی کہ حضور پیشہ ہمارا ایسا ہی کہ ایک جگہ آرام ہی نہین لینے دیتا کبھی اس ملک مین کبھی
اس شہر مین خدا جانے کن کن مقامات پر پہونچا کیا کیا تماشے آنکھون سے دیکھے طلحہ بن
لندھور نے کہا کہ تم تو اپنے پیشے کی مذمت کرتے ہو لیکن واللہ ہی کہ اس سے بہتر کوئی پیشہ نہین
بعد بادشاہی کے اگر ہی تو تجارت ہی ہی بلکہ ایک اعتبار سے سلطنت سے بھی سوداگری بہتر ہی
کہ اسکو زوال ہی اور اسکو زوال نہین سلطنت کے ہزار عدو مین جسنے کمزور پایا چڑھ دوڑا ملک و مال
چھین لیا اور نسل تک باقی نہ رکھی کہ شاید یہ کبھی قوت پائے سر اٹھائے اور کسی نے رحم کھا کے
چھوڑ بھی دیا تو جو بادشاہ تھا وہ فقیر ہو گیا اور تجارت کو زوال ہی نہین ہی بادشاہ رعایا کا محافظ
رہتا ہی سوداگر کا مال کوئی نہین چھین سکتا ہی شوب شامی نے عرض کی کہ اے دارائے ہند
مین تو کچھ لشکر اسلام کا اور ہی رنگ پاتا ہون جن لوگون کو اس سے پیشتر دیکھا تھا وہ دکھائی
نہین دیتے چند صورتین تو میری پہچانی ہوئی ہین اور بہت سی صورتین ایسی دکھائی دیتی ہین جنکو
اس سے پہلے کہین نہ دیکھا تھا شوب شامی سے کہا کہ یہ انقلاب گردش زمانہ ہی اے شوب
شامی اب یہ نیا دور صاحبقرانی کا ہی اور ابھی ابتدائی حالت ہی ہنوز صاحبقرانی جمنے نہین پائی
ہی جو اگلے لوگ تھے انمین سے زیادہ ایسے ہین کہ جو سرزمین طاق مین سو رہے ہین کہ اب صور
حشر کے بیدار ہونگے ہم ایسے سخت جان بچ گئے انمین اکثر تو صاحبقران ثالث شاہزادہ
بدیع الملک کے ہمراہ جانب خانہ کعبہ روانہ ہو گئے چند کس جنکو صاحبقران نے یہان حکم
کر کے چھوڑا وہ موجود ہین باقی نئے نئے لوگ ہین تمہارے پہچاننے والے بہت کم ہین
شوب شامی نے افسوس کیا اور کہا کہ خدا اس گلدستۂ اسلام کو قائم رکھے ہین تو کچھ [illegible] ان
باسی پھولون کی مہک اچھی معلوم ہوتی ہی یہ تازہ گل تو کچھ بے مروت سے معلوم ہوتے ہین
وہ رنگ وفا نہین نکلتا جو اگلے پھولون مین تھا طلحہ نے کہا کہ ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر
است ؛ شوب شامی نے طلحہ سے کہا کہ میرے حاضر ہونے کی اطلاع بادشاہ اسلام سے
کیونکر ہو طلحہ نے کہا کہ مین خود ذکر کر کے تمکو بلوا دونگا۔ شوب شامی سلام کر کے دعائین دیتا ہوا
اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا جو مقام اسکو خواجہ خضران کے ہاتھون نے بتا دیا تھا وہان جا کر
بیٹھا جب ٹھہرا اور طلحہ بن لندھور جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے یہان بادشاہ اسلام تخت
پر جلوہ گر تھے صاحبقران حق پژوہ دنگل نادعلی پر متمکن تھے سردار آتے جاتے تھے اور
مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے تھے کہ طلحہ بن لندھور بھی پہونچے مجراگاہ پر سے
مجرا کر کے اپنے دنگل پر جا بیٹھے چونکہ باتون مین شوب شامی کے طلحہ بن لندھور کو کسیقدر
حاضر ہونے مین عرصہ ہو گیا تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے دارائے ہند آج کسیقدر

عرصہ ہوا مزاج تمھارا کیسا تھا طلحہ نے عرض کی کہ حضور کے اقبال سے کوئی شکایت نہیں ہی وجہ یہ
ہوئی کہ میں حاضر ہونے کو تھا کہ شوب شامی سوداگر بہارستان مغرب کی جانب سے یہاں آ گئے
اُنسے باتیں ہونے میں کسیقدر عرصہ ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اس نام سے تو کان آشنا
معلوم ہوتے ہیں شاید یہ سوداگر اور کبھی بھی لشکر اسلام میں آیا ہی طلحہ نے عرض کی کہ حضور دو
بار تین مرتبہ حاضر ہوکر شرف آستان بوسی حاصل کر چکا ہی اور اب جو آیا ہی تو اُسکی باتیں کیا ہی انگرٹے
کیسے وہی ہیں جب وہ اُسوقت میں آیا تھا کہ باغ اسلام بہار پر تھا اب ہم نہیں گلون کو پوچھتا ہی جس سے
گزشتگان راہ عدم کا داغ فراق تازہ ہوتا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی کہ اسے ہمارے
خاندان سے محبت قلبی ہی اے طلحہ جلد شوب شامی کو بلواؤ طلحہ نے اُسی وقت اپنے عیار کو بھیجا
کہ جا کر شوب شامی سے کہو کہ جلد حاضر ہو ظل اللہ یاد فرماتے ہیں اور اسوقت کوئی مال تجارت
اپنے ہمراہ نہ لانا کہ موقع نہیں ہی بادشاہ اسلام کو تجھ اور باتیں کرنا ہیں عیار روانہ ہوا شوب شامی
جہاں کے اُترے تھے پوشاک بدل رہے تھے کہ عیار پہونچا اور حکم بادشاہ آویزہ گوش کیا اُسیوقت
شوب شامی لباس درباری پہنکر عیار کے ہمراہ ہوا عیار شوب شامی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے
خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوا شوب شامی نے مجرا کیا اور نذر دکھائی بادشاہ نے نذر
معاف کی اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا شوب شامی سلام کرکے بیٹھ گیا بادشاہ اسلام نے حالات
سفر دریافت کیے شوب شامی نے اپنا سفرنامہ زبانی بیان کیا اور عرض کی کہ جسقدر میں نے
اہل اسلام کو افسردگی کی حالت میں دیکھا اُسیقدر کفار کو خوشحال پایا خصوصاً ملک باختر جہاں
علمداری ساریق بن لقا کی ہی زمانے بھر کے کافر جمع ہوتے جاتے ہیں عجب نہیں ہی کہ یہ مادہ
جمع ہوکر کچھ فساد پیدا کرے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں نے سنا ہی کہ زلزال بن طنطال نے بھی
غار افراسیاب سے سر نکالا ہی اور ہمارے ملکوں کو خراب کرتا پھرتا ہی چنانچہ حاکم شہر سمرقند کا آدمی
برائے طلب امداد آیا تھا یہاں سے شاہزادہ سکندر رستم تو صاحبقران اوسط اور شاہزادہ سہراب ثانی
برائے مدد روانہ ہوئے ہیں کچھ حال اُنکا نہیں معلوم اور اس سے پیشتر شہزادہ رفیع البخت شکارگاہ سے
گم ہوئے ہیں اُنکی خیر و عافیت نہ معلوم ہونے سے دل پریشان ہی شوب شامی نے عرض کی کہ جسقدر
مجھے معلوم ہی وہ عرض کیے دیتا ہوں جسوقت میں شہر سمرقند سے چلا تھا تو راستے میں مجھکو فوج زلزال کی
ملی تھی واقعی بہت بڑے سرکش لوگ جمع ہوئے ہیں ہر ایک فرعون وقت بنا ہوا ہی بعد اسکے جب میں بہارستان
مغرب میں پہونچا تو راستے میں یہ خبر سنی کہ نہیں معلوم کس مضمون کا نامہ ساریق بن لقا کی طرف سے زلزال
کو پہونچا کہ اُسنے شہر سمرقند سے منھ موڑا اور بہارستان مغرب کا رخ کیا نہیں معلوم کس غرض سے بہارستان
مغرب کی جانب آرہا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خیر سہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛
لیکن یقین ہی کہ شاہزادہ سکندر رستم تو تعاقب میں اُسکے جائینگے اور بغیر سزائے معقول دیے ہرگز
واپس نہ آئینگے کہ بڑی ہمایمی سے تشریف لیگئے ہیں شوب شامی نے عرض کی کہ مجھے بہارستان
مغرب میں ایک شخص پر شاہزادہ رفیع البخت کا شبہہ ہوا تھا میں نے پورے دربار کی تصویر
کھنچوائی ہی اور وہ تصویریں لیتا آیا ہوں مجھے خیال پڑتا ہی کہ اس شاہزادہ کو میں نے آتشکدہ آذر
میں دیکھا تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لاؤ وہ نقشہ میں بھی دیکھوں شوب شامی نے تصویر
بارگاہ سنجاب شاہ مغربی کی پیش کی بادشاہ نے نقشہ کو ملاحظہ فرمانا شروع کیا اسی سلسلہ میں

نظر تصویر رفیع البخت پر پڑی دیکھا کہ لباس سپہگری پہنے ہوئے دنگل پر بیٹھے ہین بادشاہ اسلام
نے وہ نقشہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیدیا اور فرمایا کہ مجھے تو یہ تصویر کل صدیقہ صاحبقرانی کی معلوم
ہوتی ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا کہ بیشک اُنھین کی تصویر ہی وحید الملک نے دیکھا اُنھون نے
بھی کہا کہ سوا بھیا کے دوسرے کی یہ تصویر ہو ہی نہین سکتی اب وہ نقشہ تمام بارگاہ مین پھرایا
گیا اور ہر ایک سردار نے اُس نقشہ کو دیکھا کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ تصویر رفیع البخت کی نہین ہی
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے شوب شامی یہ تمنے ایسا مژدہ خوشی سنایا ہی کہ تردد رفع
ہوگیا مجھے یہ بھی معلوم ہی کہ کسطرح وہان پہونچے اور بادشاہ مغرب کیونکر پیش آتا ہی شوب شامی
نے عرض کی کہ حضور مفصل حال تو معلوم نہین لیکن اتنا سُنا ہی کہ فقیر بنکے اُس ملک مین پہونچے
تھے پہلے کرامت یہ دکھائی کہ دختر بادشاہ کا باغ جو سرسبز ہوتا تھا دعا کرکے سرسبز کیا شاہزادی تو
اُسی دن سے مرید ہو گئی اسکے بعد بادشاہ کے دربار تک رسائی ہوئی بادشاہ کے خواب کی تعبیر
بتائی اک نہنگ درۂ کوہ سے نکلکر شہر عروبیہ کو برباد کیا کرتا تھا اُسکو مارا پھر بادشاہ نے اپنی دختر
کی شادی مین یہ شرط پیش کی تھی کہ میری سلطنت مین ایک موتی ہی جو اُسکا جوڑا پیدا کردے مین
اُسکے ساتھ شادی اپنی دختر کی کردونگا مین نے بالا بالا سنا ہی کہ شاہزادہ رفیع البخت نے موتی
بھی کہین سے لاکے دیا لیکن بادشاہ کو اس بات پر تامل ہی کہ مین بہ پیمبر ساریق ہون اپنی دختر
ایسے شخص کو کیونکر دیدون جو بلباس فقیری یہان آیا تھا لوگ مجھے طعنہ زن ہونگے لیکن ایک بات
کا مجھے تردد ہی کہ اگر زلزال بن قلقال بہارستان مغرب مین آگیا ہوگا تو ضرور جنگ ہوگی اسلیے
کہ حسن شاہزادی کا شہرۂ آفاق ہی اور زلزال بھیجا ہوا ساریق کا ہی عجب نہین ہی کہ ہر قسم کے دباؤ
ڈالے اور سجاب شاہ مغربی کو اُٹھانا پڑین دیکھا چاہیے کہ انجام کیا ہوتا ہی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے فرمایا کہ زلزال ملعون اُنکا کیا بنا لیگا اگر لڑیگا تو مارا جائیگا شوب شامی نے عرض کی کہ اسمین
شک نہین کہ وہ زور بازوے صاحبقرانی مین کسکی مجال ہی کہ اُنسے مقابلہ کرکے سرسبز ہوسکے
لیکن مجھے خیال اسکا ہی کہ زلزال بن قلقال کے ساتھ ایک بلا اور ہی جسکا علاج کسی کے پاس نہین
وہ یہ ہی کہ محیط روشنضمیر جسکے اغوا کرنے سے زلزال نے خروج کیا ہی محیط کے پاس اک آئینہ ہی
جسپر وہ عکس آئینہ ڈالدیتا ہی وہ بیہوش ہوکے جانور بنجاتا ہی جب زلزال مغلوب ہوگا تو
محیط روشنضمیر ضرور آئینہ سے کام لیگا یہ سنکر بادشاہ اسلام بہت پریشان ہوئے اور خواجہ
زادون کو طلب کیا کہ بغیر انکی راے کے اب کیسکا بھیجنا مناسب نہین معلوم ہوتا چنانچہ حسب الحکم
بادشاہ اسلام خواجہ زادے حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ شاہزادہ رفیع البخت کا پتا
معلوم ہوگیا لیکن یہ بات اپنے علم کے ذریعہ سے بتائیے کہ کس شخص کو اُنکی مدد کے واسطے بھیجا جائے
خواجہ زادون نے زائچہ کرکے استخراج احکام کیا اور عرض کی کہ سوا خواجہ خضران بن عثمانی کے
دوسرے کا یہ کام نہین ہی اسلیے کہ محیط روشنضمیر دو ساحر ہی نہ وہ آئینہ سحر کا ہی نہ اُسکا علاج
کسی کے امکان مین ہی یہ سنتے ہی خواجہ خضران کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بادشاہ اسلام
سے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی انشاءاللہ وہ سزاے معقول اُس محیط روشنضمیر ملعون کو دونگا
کہ وہ بھی یاد کریگا بادشاہ اسلام نے راہ خرچ کے نام سے ایک لاکھ روپیہ خضران کو دلوا دیا خضران
دعائین دیتا ہوا اُسیوقت جانب بہارستان مغرب روانہ ہوگیا اسکے بعد بادشاہ اسلام نے

خوب شامی سے جسقدر مال انکے ساتھ تھا خرید لیا اور خلعت دیکر رخصت کیا شوب شامی دعائیں دیتا ہوا اپنے وطن کو روانہ ہوا لیکن اب یہاں سے

چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے پہونچنا زلزال بن خلخال کا مع محیط روشن ضمیر اور شہرہ حسن ملکہ شنگرف خواستگار ہونا بادشاہ مغرب کا انکار کرنا لیکن وزرائے سلطنت کی رائے سے بکراہت منظور کرنا۔ جہتر سرخیل عیار سرمست کا زلزال کو دھوکا دینا آخر جنگ ہونا۔ باقی حالات متعلق داستان ھذا

غزل ذو قافیتین برآغاز داستان

راہ الفت اُس پری سے ہو نہاں دشوار کی
کیا کہیں اپنی بہیج تار نگان د خوار ہے
میرے دل کو آجکل نالوں کی عادت ہو گئی
اور کوئی کام عاشق کا نہیں اسکے سوا
زیست کا پھر کیا مزا جب ہجر برسوں کا ہو
بہکی بہکی باتیں کرتا ہے مرا اک میخوار ہے
زرد ہے نرگس عمل بادام گو سکتا سا ہے
حال عاشق کا کوئی اُس سے اگر پرسان ہو
عشق تم سے کیا کیا عالم سے نفرت ہو گئی
خوشہ چیں لیجائیں خرمن سے مرے جنس
زار گو ہے بلبل اے صیاد پر اللہ رے شور
فتنہ محشر بپا ہونے لگا ہر گام پر + +
یار کیا آیا بہار آئی شگفتہ دل ہوا +
سخت جاں ہوں تیغ ابرو کھرا اے قاتل لگا
الفت گیسوے جاناں کا تحمل ہے محال
لوٹتے ہیں بسمل اے قاتل تہ شمشیر وار
رہروان ملک عدم بستر اُٹھائے جاتے ہیں
اسپہ مارا جال اُسکا دل چرا کر لے گئی
جا چھپا ہوں جا کے چوری سے مکان یار میں
رنگ ہی تلوار میں عاشق کا سر تن سے اُڑا
قتل کا مژدہ دیا جسکو وہ بسمل ہو گیا
بعد مردن قبر پر تیغہ لگا ہے مشغول

جو عیاں ہو یاس پھر اُسکا یہاں بیکار ہی
ناتواں ہیں ہم کو گرد کارواں دیوار ہے
فرقت محبوب میں آہ و فغاں ہر بار ہے
نام تیرا اے صنم ورد زباں ہر بار ہے
زندگی سے اپنی تیرا ناتواں بیزار ہے
نشہ میں کچھ آج خود پیر مغاں سرشار ہے
چشم جاناں دیکھکر سب بوستاں بیمار ہی
سر جھکا کر یار یہ بولا کہ ہاں بیمار ہے
مشکل کیسی نام سے سارا جہاں بیزار ہے
فضل خالق سے مضامیں کا یہاں انبار ہی
دیکھیا اڑ جانے کو سوے بوستاں تیار ہے
کیا قیامت کی تری اے نوجواں رفتار ہے
وصل کی شب ہجر سا سارا مکاں گلزار ہی
گر تری تلوار کو سنگ فساں درکار ہے
کون اُٹھائے سر پہ یہ بار گراں بیگار ہے
کیا صفائی ہاتھ کی ہے کیا رواں تلوار ہے
کوس رحلت بج چکا ہے کارواں تیار ہے
کسقدر وہ کاکل عنبر فشاں طرار ہے
دل کو یہ دھڑکا لگا ہے پاسباں بیدار ہے
دست تیرا کسقدر اے نوجواں تیار ہے
سچ اگر پوچھو تو قاتل کی زباں تلوار ہے
بے نشاں خود ہو گئے جب پھر نشاں بیکار ہی

کچھ عجب سامان مرے دل کی اسیری کے ہوے | عشق گیسو سلسلہ آہ و فغان جھنکار ہے
استخوان سینے کے ہو پہنچاتے ہین نالہ تا لب | ناتوان کی آہ کو بھی نردبان درکار ہے
بیچکر دل لیگا اک یوسف لقا کو ماتحس مول | کسیکہ سودا یہ بکتا ہے کہان بازار ہے

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان شجاعت عنوان کو یون بیان کرتے ہین کہ سنجاب شاہ مغربی اپنے ایوان مین بیٹھا ہے اراکین دولت جمع ہین افسران فوج حاضر ہین شاہزادہ رفیع البخت بھی ایک دنگل پر متمکن ہین سنجاب شاہ نے بھی دل مین قصد کر لیا ہے کہ آج اس شخص سے اسکا وطن اور خاندان دریافت کرنا چاہیے اگر یہ عالی خاندان ہو تو اسی کے ساتھ ملکہ کا عقد کر دون گو کہ یہ بحالت خراب میرے ملک مین آیا تھا لیکن چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری نمودار ہو رہے ہین ضرور یہ کسی مقام کا فرمانروا یا کسی فرمانروا کا فرزند ہے اور اسوقت تو میری سلطنت کا ایک رکن عظیم ہے کہ نہنگ کو مار کر کیسی بلا سے خلقت سے لوگون کو نجات دی - پہلوانان لشکر بھی اب دبا یکنے لگے ہین علاوہ اسکے مجھے وہ خواب اپنا یاد ہے اور اسکی تعبیر کو محسن سے بھی کرانا چاہیے اسکے احسانات ایسے ہین جو اس بات سے بھی بڑھے ہوے ہین کہ مین اپنی دختر کی شادی اسکے ساتھ کر دون اسوقت کی پریشانی اسکی اسکے خاندان پر خاک نہین ڈال سکتی بقول شاعر ؎ جو خاص بندے ہین وہ بندہ عوام نہین * ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین چاند پر خاک ڈالے سے پڑتی نہین جاتی ہے بلکہ اس سے قبل تنہائی مین وزرا سے جو راے لی تھی تو نجم اختر شناس نے عرض کی تھی کہ ایسا داماد حضور کو دوسرا ملنا غیر ممکن ہے انسان دختر کو اپنے لیے بہتر ڈھونڈھ کے سپرد کرتا ہے اسکا مین ذمہ کرتا ہون کہ جس وقت اس شخص کا خاندان تحقیق ہوگا یہ خاندان عالی سے نکلیگا اگر خلاف اسکے ہو تو دن بچہ کولھو مین پلوا دیجیے مجھے اپنے علم سے دریافت ہوتا ہے کہ یہ شخص نہایت عالی نسب ہے اور صاحب اقبال ہے اسکی وجہ سے آپ رتبہ اعلی کو پہونچینگے غرضکہ نجم اختر شناس نے کوئی دقیقہ سعی کا فروگذاشت نکیا تھا لیکن ہامان دانشور وزیر دوم کی راے اسکے خلاف تھی ہامان کہتا تھا کہ مجھے اس شخص پر نمازی ہونے کا شبہہ ہے ضرور یہ شخص خدا پرست ہے یہ باتین سنجاب کے خیال مین تھین لیکن اب نجم اختر شناس کی راے کو یہ ہامان کی راے سے بہتر سمجھنے لگا تھا کہ ایک مرتبہ جوہری ہرکارہ کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آکے حاضر ہوئی اور بعد دعا و ثنا سے سنجاب شاہ بجا لانے کے عرض کی کہ زلزال بن ضحاک بن صلصال بن دال بن شمامہ جادو تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے اسطرف آتا ہے اور سنا گیا ہے کہ کوئی فرمان خداوندی بھی اسکے پاس ہے یہ سنکر سنجاب شاہ کسیقدر متردد ہوا کہ یہ نئی بات کیسی جو فرمان خداوند کا آتا تھا راہ راست آتا تھا اب زلزال وہ لیکر آتا ہے اسمین کوئی بات ضرور ہے چونکہ سنجاب تو پیمبر قدرت اور لطیم ساریق کا کہلاتا ہے پیشوائی کے واسطے جانا اسکی شان و حکمت کے خلاف تھا لہذا یہ آپ تو نہین گیا بلکہ سرداران لشکر کو براے استقبال روانہ کر دیا اور شاہزادہ رفیع البخت کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ چاہیے تم بھی جاؤ رفیع البخت نے انکار کیا اور اپنے باغ مین چلے آئے لوگ پیشوائی کے واسطے گئے اتنے مین صحرا سے گرد اڑی اور تین سو علم فشان مین لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھریرون کے رنگ سیاہ زنگاری تھے تصویرین بتون کی ہر علم کے پھریرے پر بنی ہوئی تھین زلزال کہ کمان بدست پہ سوار تھا کہ

محیط روشن‌ضمیر تاج سر پر رکھے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا سرداران سنجاب شاہ مغربی سے جا کر
ملاقات کی زلزال نے بیٹھ کے افسران فوج کو حکم دیا کہ لشکر کو اتار دو خیمہ برپا کرو کہ میں بعد ملاقات
ناہمبر واپس آؤنگا فوج نے قریب ملک سنجابیہ کے اترنے لگی خیمے خرگاہیں راوٹیاں چوبے
بارگاہیں برپا ہونے لگیں بازار لشکر کے کھل گئے اور زلزال ہمراہ عنطر دیوکش کے پاس
کرتا ہوا داخل شہر سنجابیہ ہوا سرداران سنجاب شاہ مغربی سیر ملک کی کراتے ہوئے زلزال کو
قریب ایوان شاہی کے لائے زلزال کو بہارستان مغرب کی فضا بہت پسند آئی دل میں کہا
کہ اگر حکومت اس مقام کی ہاتھ آئے تو پرستان سے ہزار درجہ بہتر ہے جس وقت زلزال داخل
بارگاہ سنجاب ہوا تو سنجاب شاہ نے بھی سروقد تعظیم دی اور بغلگیر ہوا سنجاب شاہ مغربی
نے بیٹھنے کا اشارہ کیا زلزال کے لیے ایک بہت بڑا دنگل جواہر نگار پہلے سے بچھوا دیا گیا تھا
زلزال اس دنگل پر تن کے بیٹھا اور محیط روشن‌ضمیر گوشۂ تخت پر متمکن ہوا سنجاب شاہ مغربی چشم و
ابرو سے ان دونوں کے سمجھ گیا کہ ارادہ انکا یہ معلوم ہوتا ہے اور کوئی علم قوی انکے پاس ہے جسکی بنا پر
یہ سرکشانہ نظر سے ملے ورنہ میں وہ شخص ہوں کہ پیغمبر قدرت کہلاتا ہوں کسکی مجال ہے جو مجھسے سر
جھکا کے ملے یا آنکھ ملا کے بات کر سکے بہرنوع یہ دونوں فرستادہ سارق بن القا تھے اور مہمان تھے
خاطر و مدارات انکی سنجاب شاہ مغربی پر واجب تھی سنجاب شاہ مغربی نے بڑی دھوم سے
دعوت کی جب دعوت و ضیافت سے فرصت ہو چکی تو زلزال نے فرمان خداوندی پیش کیا مضمون
یہ تھا کہ اے بندہ خاص الخاص ہمیں یہ حرکت اپنے پیمبر کی نہایت ناگوار گذری کہ تم نے ایک فقیر
کو اسقدر عروج دیا کہ جسکی شکایت ہم تک پہونچی اور ہمیں قبول کر سنجاب شاہ نے اس فقیر کو نظر
توجہ کی افسوس کی بات ہے کہ ہمارا پیمبر ہو کر اسکی عقل میں یہ بات ڈالی کہ فقیر کو یہ کشف و کرامات
عنایت کیے ہمیں ہر طرحکا اختیار حاصل ہے کہ ہم چاہیں تو آدمی کو فرشتہ بنا دیں اور فرشتے کو جانور
بنا دیں ہر چیز کو دیکھکر ہماری قدرت کی تعریف کرنا چاہیے نہ کہ اس چیز کی جسکو ہمنے بنایا ہے لہذا
ملک سنجابیہ میں جاکر ہمارے پیمبر سے ملو اور اس سے کہو کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو اس فقیر
کو مقید کر کے ہمارے پاس بھیجدے اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو عہدہ پیغمبری اور سلطنت سے
دست بردار ہو ورنہ ہمنے تمکو بجائے سنجاب اپنا پیغمبر معین کیا ہے فرمان دیکھتے ہی چہرہ سنجاب
کا متغیر ہو گیا دیر تک سکوت میں بیٹھا رہا کہ کیا کروں کیا نہ کروں اگر فرمان خداوندی پر عمل کرتا ہوں
تو ثواب کے خلاف ہوتا ہے اور اگر ثواب کی پابندی کرتا ہوں تو حکم خداوندی کے خلاف ہوتا ہے اور
سلطنت بھی جاتی ہے بڑی مشکل ہے اور زلزال نے بار بار جواب طلب کرنا شروع کیا سنجاب نے
کہا کہ اے زلزال کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنا محسن ہو میں اسکو بیگناہ قید کروں خلقت مجھے
کیا کہیگی اور خود وہ شخص کیا کہیگا جو نیکی کے عوض بدی دیکھیگا۔ زلزال نے کہا کہ اگر یہ منظور نہیں ہے
تو عہدہ پیغمبری سے ہاتھ اٹھائیے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنے
ہاتھ سے اپنی سلطنت دوسرے کے اختیار میں دیدیں چونکہ عذاب خداوندی کے سبب
عقل میری جگہ میں ہے اس وقت میں کوئی جواب شافی دے نہیں سکتا ہوں لہذا دوسرے دن
جواب اسکا مجھ سے طلب کیجیے گا تو میں کہونگا زلزال نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہیں ہے غرضکہ زلزال
اس وقت تو مع محیط روشن‌ضمیر اٹھکر وہاں سے چلا آیا سنجاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور اسکی

دولت سے رائے لی کہ کیا کرنا چاہیے نجم اختر شناس نے کہا کہ آپ گیارہ بارہ لاکھ آدمیوں کا لشکر
رکھتے ہیں کیسے کیسے پہلوان نامی وگرامی آپ کی سلطنت میں موجود ہیں اگر ایسے ایسے جنگیوں
سے ڈر جائیگا تو سلطنت ہو چکی اُس سے لینے کا اور اگر کوئی خواہش تمھاری ہو تو میں اُسکے پورا
کرنے کو موجود ہوں سنجاب شاہ کو یہ رائے نجم اختر شناس کی پسند آئی لیکن ہامان وزیر نے
عرض کی کہ آپ دوسرے کے واسطے اپنے جان و مال کو کیوں معرض خطر میں ڈالتے ہیں یہ فقیر آپکا
کون ہے جسکی وجہ سے خداوند سے بگاڑتے ہیں باندھ کے مشکیں والے کر دیجیے سنجاب شاہ
مغربی نے دانتوں کے نیچے اُنگلی دبائی اور ہامان دانشور سے کہا کہ یہ فعل شان شاہی و شہر یاری
عدل و انصاف کے بالکل خلاف اور سراسر ظلم ہے علاوہ اسکے مجھے اپنے خواب کی پابندی بھی لازم
ہے اور ایسے خواب اکثر صحیح ہوتے ہیں جنکا اثر بیداری کے بعد دیر باقی رہے ہامان نے کہا کہ خواب
کی پابندی فرض ہے یا حکم خداوند کی اطاعت لازم ہے سنجاب نے کہا کہ خداوند تو پاگل اور مسخرا
ہو گیا ہے جیسا وہ خداوند ہے ویسا میں پیمبر ہوں میں اُسے خوب جانتا ہوں اور وہ مجھے خوب
سمجھتا ہے اُسکی سلطنت بڑی ہے اور فوج فراوان رکھتا ہے ساحر اُسکے فرمانبردار ہیں اس سبب سے
وہ خداوند بنا بیٹھا ہے اگر میرا سامان ویسا ہی ہوتا تو میں خداوند ہوتا اور وہ پیمبر بن جاتا ہامان بادو
کو جانے دو حقیقت حال پر نظر رکھو ہامان نے یہ سنکے گردن جھکالی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت
کے گوش زد ہوئی اسطرح کہ یہ دروازہ باغ پر کھڑے تھے کہ سرمست دربار سے چلتا ہوا آیا شاہزادہ نے
اُس سے حالات دریافت کیے سرمست نے خلاصہ بیان کیا کہ زلزال بحکم ساریق بن لقا آپکو طلب کرتا ہے
بادشاہ دینے سے انکار کرتا ہے عجب نہیں کہ نوبت جنگ کی آئے ہامان وزیر نے بہت سمجھایا
کہ فقیر کو باندھ کے دیدیجیے مگر سنجاب نے اس بات کو گوارا نہیں کیا ہے دیکھیے یہ اونٹ کس کل
بیٹھتا ہے اے شہریار آجکل آپکا دربار سنجاب میں تشریف لیجانا خلاف مصلحت بھی تھا اور
میری یہ رائے ہوئی ہے کہ آپ کہیں تشریف لیجائیے بلکہ میں بھی ہمراہ ہوں اور ملکہ کو بھی لیے آپ ہو
رفیع البخت ہنسے اور فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں کیا موم کا ہوں کہ پگھل جاؤنگا سنجاب شاہ
تو میرے سبب سے اپنے سر یہ آفت مول لے اور جسے اپنا خداوند جانتا ہے اس سے بگاڑے اور
میں اُسے چھوڑ کر چلا جاؤں اور طرہ اُس پہ کہ اُسکی دختر کو بھگا لیجاؤں ع این خیال است و محال است و
جنون + نہیں میرے بزرگوں نے ایسا کیا نہ مجھ سے ہو سکیگا بلکہ میں اسیوقت سنجاب شاہ پاس
چلونگا اسی معاملے میں اب مجھے کچھ [illegible] کرنا ہے سرمست پریشان ہوا کہ کاش میں یہ خبر نہ بیان کرتا
دیکھنا چاہیے کہ یہ وہاں پہونچکر کیا باتیں کرتے ہیں شاہزادہ نے مرکب طلب کیا اور سوار ہو کر
مکان سنجاب کے روانہ ہوے سرمست فیل زور بھی ساتھ ہوا جسوقت دروازہ ایوان پر پہنچے
اور سنجاب شاہ مغربی کو اطلاع دی کہ درویش رفیع تشریف لاتے ہیں اور کچھ کہنا چاہتے ہیں
سنجاب شاہ سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کسی کے ذریعہ سے انکو بھی اطلاع ہو گئی ہے اور یہ خیال ہوا ہے
کہ بادشاہ مجھے گرفتار کرکے دیدیگا اسی کے براءت کی استدعا کرینگے سنجاب شاہ محل سے اُٹھ آیا
اور کہا کہ شاہ صاحب آپ اطمینان رکھیے میں ہرگز آپ کو نہ دونگا میری سلطنت رہے یا جائے
اسلیے کہ آپ میرے محسن ہیں اور میں بھی بارہ لاکھ جوانوں پر حکمرانی کرتا ہوں اگر اشارہ کر دوں تو
گلے کاٹ کے مر جائیں کیا آپ مجھکو کوئی معمولی بادشاہ سمجھے ہیں رفیع البخت نے ارشاد فرمایا

کہ مین موت سے نہین ڈرتا ہون اور اسواسطے نہین آیا ہون کہ آپ مجھے بچائین اور اپنے کو
آفت مین پھنسائین بلکہ میری خواہش یہ ہی کہ آپ مجھے باندھ کے دشمن کے حوالے کردیجیے
اگر میری قسمت مین رہائی ہی اور موت نہین ہی تو چھوٹ جاؤنگا ورنہ مارا جاؤنگا مجھے نہ اپنے
جینے کی خوشی ہی نہ مرنے کا غم ہی اسلیے کہ ایک دن مرنا ضرور ہی اور ایک کو بچا کے سیکڑون اور
ہزارون کی جانین تلف و برباد نکرایئے یہ جرأت رفیع البخت کی دیکھکر سنجاب کو سکتا سا ہوگیا
کہ ایسے بھی پر جگر ہوتے ہین جو خوشی سے دوسرون کی بہبودی کے واسطے اپنی موت کی
خواہش کرنے والے ہوا ہیر جو ایسے منچلے سے برائی کرے سنجاب نے کہا کہ شاہ صاحب
مین تو کہچکا کہ ایسا مجبور نہین ہون جو آپ کو دیدون مین ہرگز آپکو اُسکے حوالے نکرونگا - اگر
زلزال لڑیگا تو لڑونگا آپ سے دعاے فتح کا امیدوار ہون - رفیع البخت نے جوش شجاعت
مین کہا کہ اگر وہ لڑیگا تو یہ گبر ناہنجار اُس نہنگ سے زیادہ نہین ہی جسکو مین نے شہر غزنہ
مین جاکر تنہا مارا خیر جو مناسب جانیے وہ اُسکو جواب دیجیے یہ فرماکر وہان سے پھرے
سرمست فیل زور بھی اس جرأت پر وجد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسے بہادر بھی پیدا ہوتے ہین
وہان دوسرے روز زلزال مع محیط روشن ضمیر پھر آیا اور سنجاب شاہ مغربی سے کہا کہ جو کچھ
جواب دینا ہو جلد دیجیے مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی سنجاب نے کہا کہ آج اور مین
کچھ نہین کہتا لیکن کل قطعی جواب ملجائیگا یہ سنکے زلزال پھر خاموش ہو رہا اسلیے کہ سنجاب
ایسا نہین ہی جسپر زلزال زیادہ سختی کرسکے اور پھر اُسی کی بارگاہ مین جہان کئی سو پہلوانان
نامی و گرامی بیٹھے ہوے ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مقام پر بل کررہا ہی اور کہتا ہی کہ پیغمبر
کو حکم خداوند کا پاس ہی ورنہ یہ ترک کیا کرسکتا ہی ہم لوگ آخر کس دن کے واسطے ہین اگر
خداوند بھی لشکر لیکے ہمسے مقابلہ ہون تو یہان سے لیکر سار تلیقہ تک لہون کے دریا بہا دین
کچھ دیر کی صحبت کے بعد آج بھی زلزال اُٹھ کے چلا لیا اور دل مین کہتا ہی کہ خدا کرے سنجاب
فقیر کا دینا گوارا نہ کرے تو مین پیغمبر قدرت بنجاؤن اور اسے معزول کرون لیکن ہامان
سے دل کی حرکت سنیے - کہ آج بھی اُسنے سنجاب کو بہت سمجھایا کہ فقیر کو دیدیجیے خداوند
دیگا تو لیجیے سنجاب نے اُسکے کہنے پر اعتنا نہ کی تو یہ ملعون پوشیدہ طور پر پاس زلزال بن
ملتال کے پہونچا اور کہا کہ مین آپکو ایسی بات بتاتا ہون اور ایسی چیز دلواتا ہون کہ جسکے
سامنے سلطنت کی حقیقت ہی نہ پیغمبری کوئی شی ہی اور جس مطلب کے واسطے خداوند نے
آپکو بھیجا ہی وہ بھی ہو جائیگا اسوقت سنجاب نہین گوارا کرتا ہی اسوقت خوشی سے گوارا کریگا
زلزال نے کہا کہ وہ کیا چیز ہی بیان کرو جسکو سلطنت پر فوق ہی ہامان نے کہا کہ دختر بادشاہ
ایسی حسین ہی کہ اُسکا مثل و نظیر نہین ہے اور بادشاہ یہ قول بھی آپ سے ہار چکا ہی کہ درد سر
کے بدلے جو شی طلب کروگے مجھے دینے مین عذر نہوگا بس اب ذرا آپ بادشاہ یاس جانیے کو
تو خواہش ظاہر کیجیے کا یقین ہی کہ بادشاہ بخوشی اس بات کو قبول کرلیگا اسلیے کہ قول دے
ہار چکا ہی اور دختر دینے سے حکومت اور عہدہ دونون بچتے ہین اور آپ کو اس ذریعہ
سلطنت کی وراثت اور پیغمبری کی وراثت دونون چیزین حاصل ہوئی جاتی ہین تاج ذہبی
کل سہی بادشاہ کبتک جیا کریگا ایک روز آپ ہی اس تاج و تخت کے مالک ہونگے اور خداوند

کا مطلب بھی نکلا آتا ہے وہ اسطرح کہ جب بادشاہ دختر کی شادی آپکے ساتھ کرنے پر تیار ہوگا تو
فقیر دراندازی کریگا اُسوقت بادشاہ فقیر سے خلاف ہو جائیگا اور ضرور باندھ کے آپکے سپرد کریگا
اور اگر درانداز نہوا تو اس صدمہ میں خودکشی کرلیگا اسلیے کہ وہ دختر بادشاہ پر عاشق ہے اور اپنی
دل میں ٹھان پڑا ہوا ہے ورنہ وہ خود شاہزادہ کسی ملک کا ہے فقیر ہرگز نہیں ہے یہ سنکر زلزال نہایت
خوش ہوا ہامان کو خلعت دیا اور دوسرے روز پاس سنجاب کے گیا سنجاب شاہ مغربی نے
جام شراب دیا زلزال نے جام پیا کچھ دیر صحبت رقص و سرود کی رہی آخر زلزال نے پھر یہی سوال
کیا کہ آج تیسرا روز ہے اب میں بغیر جواب لیے نہ جاؤنگا یا تو درویش کو اسیر کرکے میرے سپرد
کیجیے اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو مجھے اجازت دیجیے میں اُسے گرفتار کرلونگا یا تخت و تاج کو ترک
کیجیے اور جہاں چاہیے چلے جایئے یہ سنکر چہرہ سنجاب شاہ مغربی کا غصہ سے سرخ ہوگیا کہا
کہ اے زلزال تم مجھے دھمکاتے ہو میں ہرگز اک بیگناہ کو قید کرکے نہ دونگا نہ اسکی اجازت
دونگا کہ تم میری عملداری میں کسی مجرم پر دست تعدی دراز کرو آخر کس خطا پر خداوند نے یہ حکم دیا ہے
زلزال نے کہا کہ خطا کو خداوند سے پوچھیے میں حکم خداوند کا تابع ہوں اُسوقت محیط روشنضمیر نے
کہا کہ اچھا جو وعدہ آپ نے اپنی زبان سے کیا ہے اُسے پورا کر دیجیے نہ ہم درویش کو طلب
کرتے ہیں نہ آپکے تاج و تخت کے خواستگار ہیں سنجاب شاہ نے کہا کہ مجھے یاد دلاؤ اگر میں نے
کوئی وعدہ کر لیا ہے تو میں ضرور وعدہ وفائی کرونگا اور نہیں بھی وعدہ کیا ہے تو اب کہتا ہوں
کہ ان باتوں کے علاوہ جو کچھ کہوگے بغیر سنے ہوئے پہلے سے منظور ہے یہ سنتے ہی زلزال نے کہا
کہ عقد اپنی دختر کا میرے ساتھ کر دیجیے مجھے نہ آپکی سلطنت و تیری سے سروکار ہے نہ فقیر سے
لینا ہے بس یہ مطلب ہے یہ سنتے ہی سنجاب شاہ مغربی سن سے ہوگیا کہ یہ اسنے کیا سوال کیا
جسکا وہم و گمان بھی نہ تھا لیکن چونکہ زبان ہار چکا تھا بکراہت گوارا کرنا پڑا اور کہا کہ اچھا جاؤ
میں شادی ملکہ کی تمہارے ہی ساتھ کر دونگا۔ زلزال یہ اقرار لیکر خوشی خوشی اپنی بارگاہ میں آیا
اور سنجاب شاہ مغربی نہایت افسردہ بکمال رنجیدہ داخل محل ہوا اور ملکہ سلیمہ خاتون سے
سارا واقعہ بیان کیا۔ سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے بادشاہ اصل تو یہ ہے کہ مجھے وہ فقیر ہی اچھا
معلوم ہوتا ہے اس گھر کے لائق تو میری دختر ہرگز نہیں ہے سنجاب شاہ نے کہا کہ اب میرا بھی خیال
ہو چلا تھا کہ اگر یہ آفت سر پہ بلائے ناگہانی کی طرح نہ آجاتی تو میں عقد ملکہ کا اسی کے ساتھ
کر دیتا مگر اب مجبور ہوں کہ زبان بھی ہار چکا ہوں اور علاوہ اسکے تمام فتنے اس ایک امر کی بدولت
فرو ہوتے ہیں ملکہ سلیمہ خاتون نے کہا کہ ہاں مجبوری اور بخشی ہے لیکن خوشی کی بات تو وہی تھی جو پہلے
میں نے بیان کی اور اب بھی میں اپنے گھر سے ہرگز ملکہ کو رخصت نکرونگی اور رسوم کے وقت
تو شریک ہو جاؤنگی رخصتی سے بیشتر چلی آؤنگی وہ خود باغ میں آئے اور وہیں سے اس غنچہ
ناشگفتہ کو اٹھا لیجائے یہ کہکے ملکہ رونے لگی سنجاب شاہ باہر نکل آیا اب دونوں جانب
شادی کی تیاری ہونے لگی لیکن ہرست فیل زور جو یہ خبر سنکر گیا تو سارا حال شاہزادہ سے بیان
کیا۔ رفیع البخت نہایت پریشان ہوگئے ہرست نے کہا کہ اے شہریار اب بھی ہو سکتا ہے
کہ ملکہ کو لیکے نکل چلیے ورنہ پھر مشکل ہوگی فرمایا کہ اے ہرست ایسا تو ہمارے خاندان میں آجتک
کسی نے کیا نہیں ہے کہ خوف جان کے سبب بھاگ کھڑا ہوا ہو نہ مجھسے ہوگا انشاء اللہ دیکھنا

برات کا کیا رنگ ہوتا ہی اُسوقت مہتر سرخیل عیار سرمست حاضر تھا اسنے عرض کی کہ اے
شہریار آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں کیا مجال ہی جو ملکہ کو وہ لیجاسکے خدا چاہے تو اپنا
منہ آپ پیٹیگے۔ سرمست نے کہا کہ چلکر ملکہ سے مل تو لیجیے کہ آگے بڑھ کر خدا جانے تقدیر
کیا سامان دکھاوے گی فرمایا کہ ابھی نہیں اب ملکہ سے ایک دفعہ ملونگا مجھے ملکہ کی طبیعت
کا بھی اندازہ کرنا ہی کہ اُسے میرا کس درجہ خیال ہی یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور شاہزادہ
رفیع البخت آمادہ بیٹھے ہیں کہ اب جاے راز فاش ہو جاے ملکہ کی رسوائی ہو کل اسی
برات کو ایسا ہی تو تاراج کرونگا کہ زلزال ملعون بھی دنوں کو یاد تو کریگا اور وہاں ملکہ کا حال
سنیے۔ کہ یہ بیچاری بیخبر ہے کہ اسپر کیا ظلم ہونے کو ہی وزیرزادی سے کہہ رہی ہی کہ کیوں
دلفریب وہ بھی دن زندگی میں آئیگا کہ شاہزادہ ظاہر طور پر ہمارے پاس آئیگا وزیرزادی
نے شوخی سے جواب دیا کہ ہاں جو مزا چوری چھپے میں ہی وہ ظاہر میں نہیں ہی اسوقت کو یاد
کروگی ادھر خوف جاتا رہا اور اطمینان حاصل ہوا اور سارا حظ تشریف لیگیا ملکہ نے کہا کہ چل
کیا کرلیا جسکی چوری ہی دلفریب بولی کہ تمھیں جانو اگر کچھ کیا نہیں تو پردہ کاہیکا ہی یہی باتیں ہو رہی
ہیں دلفریب کی خوش طبعی پر کبھی ملکہ غصہ کرتی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کہ اتنے میں سواری ملکہ
سلیمہ خاتون کی ماہ دخت ملوک بانو تیزی سے دروازہ باغ پر آ پہونچی اور ملازموں کے شور کی آواز
گو رنگ زرد ہو گیا ملکہ بیتاب ہو گئی کہ یہ کیا ہوا آج والدہ مہربان کہاں تشریف لائیں وزیرزادی
نے کہا کہ باغ دیکھنے آئی ہونگی آپ کو یاد نہیں انھوں نے طعنہ بھی دیا تھا کہ کیا باغ ہی جسکے
عشق نے ہماری یاد بھلا دی اتنے میں ملکہ محافہ سے اُترکر داخل باغ ہوئی ملکہ سہمی ہوئی
براے استقبال بڑھی مادر نے شاہزادی کو گلے سے لگایا اور رونے لگی شاہزادی سمجھی کہ اپنے
فراق کا رنج انسے نہیں اُٹھ سکتا اور میرا باغ میں رہنا انکے خلاف ہی عرض کی کہ حضور اگر یہ نفرت
اگر میرا یہاں رہنا حضور کے خلاف مزاج ہی تو میں دن بھر حضور کی خدمت میں حاضر رہونگی
سر شام سونے کے واسطے یہاں چلی آیا کرونگی سیر ابھی دل بہلا رہیگا اور حضور بھی پریشان نہونگی
ملکہ سلیمہ خاتون نے کہا کہ بیٹا اب تم پرائی ہو جاوگی ہمارا اختیار نہ تم پر رہیگا نہ تم اپنے اختیار میں
رہوگی بادشاہ تمھاری شادی کرنے والا ہی مگر رونا اس بات کا ہی کہ جہاں جی نہیں چاہتا وہاں تقدیر
لڑاتی ہی یوں تو ماں باپ کو اس دن کی تمنا ہوتی ہی کہ اولاد اس قابل ہو اور اسکی شادی کریں مگر یہ
تمنا نہیں ہوتی ہی کہ یہ گوارا کریں جسکے ساتھ جی نہ چاہتا ہو اُسکے ہاتھ میں ہاتھ دیں مگر تقدیر
ایسی مجبوریاں پیش کر دیتی ہی کہ کچھ نہیں بن پڑتی اگر شادی نہیں کرتے ہیں تو تخت و تاج
جان و آبرو سب پر بنتی ہے اور شادی کرنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہی جو خوشی خداوند کی اسکو ہم عتاب
خداوندی میں مبتلا ہیں ملکہ تو شرم سے کچھ نہ بولی اور ان باتوں سے اسکا دم گھٹنے لگا لیکن دلفریب
وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد تو ہو آخر کس شاہزادے کے ساتھ شادی ملکہ کی قرار
پائی ہی سلیمہ خاتون نے کہا کہ وہی موا غارتکار رہنے والا زلزال بن طلخال جو آجکل بلاے ناگہانی
کی طرح آیا ہوا ہی دلفریب نے کہا کہ کیا پھر قدرت میں اتنی بھی طاقت نہیں ہی کہ اُسے غارت
کر دیں آخر مجبوری کا ہے کی ہی سلیمہ خاتون نے فرمایا کہ اُس مردوے کی کیا حقیقت تھی کہ جسکا دبا
نا جاتا مجبوری یہ ہی کہ خداوند ہم سے برخلاف ہو گئے ہیں اور زلزال حکم خداوند سے اُس فقیر غریب کو

مانگتا ہے جسنے باغ کو سرسبز کیا اژدہے کو مارا یہ احسان اُسکے کیونکر دل سے بھلا دیے جائیں اور
اُس بیگناہ کو باندھ کے دیدیا جاے اگر اسکے خلاف کرتے تو آپ رہے گے یعنی معزولی کا حکم بھی
موجود تھا آخر فیصلہ اسی بات پر قرار پایا کہ شادی ملکہ کی اُس موے کے ساتھ کردی جاے دلفریب
نے زیادہ کچھ کہنا مناسب نہ جانا خاموش ہو رہی لیکن سخت تردد در پیش ہوا جسوقت ملکہ اپنی ماں
سے علیحدہ ہوئی تو دلفریب سے کہا کہ کسیکو جلد اُنکے پاس بھیجدو اور اُنسے یہ بات کہلا بھیجو کہ خدا کو
مان کے یہاں آؤ اور مجھے اس بلا سے نجات دو میں تمھارے ساتھ نکل چلنے کو موجود ہوں اب
مجھے خوف رسوائی و بدنامی بھی نہیں سب گوارا ہے مگر یہ بات گوارا نہیں یہ شادی میری عین
ناشادی ہے میں ہزار طرح سے خودکشی کرونگی مر کے اس باغ سے نکلونگی زندہ تو وہ مجھکو کیا
لیجائیگا۔ دلفریب نے کہا کہ اتنی بیچ اسمیں ہوا ایسا نہو کہ عقل پر زوال آجاے تو پھر کوئی بات
بنائے نہ بنے گی میں ابھی شاہزادے کو خبر کرتی ہوں ملکہ وہ کیا ابتک باخبر نہ ہوگئے ہونگے یہ بھی
کیا کوئی ایسی بات ہے جو چھپی رہے تمام عالم میں تو شہرہ ہوگیا ہوگا وہ خود ہی تشریف لاتے مگر
میں جانتی ہوں کہ وہ کسی فکر میں ہونگے اور انتظام تمھارے نکال لیجانے کا کر رہے ہونگے ملکہ کو تو
اسطرح سمجھا بجھا کے تسلی کردی اور آپ اُسی وقت اک رازدار کہارنی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے
شہریار آپکے تساہل کی بھی حد ہوگئی دیکھا چاہیے کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہے ملکہ عورت ہوکر آپکے
ساتھ جان و آبرو دونوں سے ہاتھ دھونے کو موجود ہے اور آپ ابتک خدا جانے کس خواب غفلت
میں ہیں میں یہ پوچھتی ہوں کہ اب کیا اُسوقت چلئیگا جب ملکہ کے دشمنوں کا جنازہ باغ سے
نکلیگا یہ تو ضرور ہے کہ ملکہ زندہ اس باغ سے نہ جائینگی کہاری یہ پیام لیکر باغ سرمست
میں پہونچی اُسوقت شاہزادہ اضطراب کی حالت میں ٹہل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے
جو کہاری پہونچی تسلیم بجالائی گھبراہٹ اُسکی دیکھکر شاہزادے نے پوچھا کہ کیوں کہو مزاج
ملکہ کا کیسا ہے کہاری نے کہا کہ مزاج کو کیا آپ پوچھتے ہیں جان دینے پر آمادہ بیٹھی ہیں کبھی
ہیرے کی انگوٹھی چبانے لگتی ہیں کبھی چولھا ان میں سے بھاگنے کا قصد کرتی ہیں اب عقل
اُنکی ٹھکانے نہیں ہے ان باتوں کا انجام خود ہی سمجھ لیجیے شاہزادہ ان فقروں پر اور بھی ناشاد
ہوا اور سرمست سے فرمایا کہ چلو ملکہ کی تسلی کر آئیں سرمست نے کہا کہ حضور وہاں تو سلیمہ خاتون
پہونچ گئی ہیں اب آپکا ظاہر بظاہر وہاں جانا غیر ممکن ہے ہاں چھپکے جائیے اور ملکہ کو ساتھ
لے نکلیے تو یہ ممکن ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جو بات ایک مرتبہ میری زبان سے نکلجاتی ہے میں اسکا
پابند ہوجاتا ہوں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اسیوقت ملکہ کو لیکے یہاں سے نکلونگا جب ایک لڑائی
ایسی لڑونگا کہ زلزال حرامزادے کے جی چھوٹ جائیں اے کہاری جاکے ملکہ کو سمجھا دے
کہ خبردار تم خودکشی کا قصد نکرنا اور جتنے رسوم شادی کے ہیں اُنکو ادا ہونے دو جسوقت وہ ملعون
زلزال تمکو لیکر جائیگا اُسوقت میں برات کو تہ وبالا کرکے تمکو نکال لیجاؤنگا کہ دیکھنے والوں کو یہ تو
معلوم ہو کہ لیجانے والے اسطرح لیجاتے ہیں کہاری تو یہ سنتے ہی لوٹ گئی لیکن مہتر مرخیل عیار
سرمست نے عرض کی کہ حضور اگر اجازت دیں تو اک ایسا تماشا دکھاؤں کہ کبھی نہ دیکھا ہو اور آپ
اسقدر ہنسیں کہ کبھی نہ ہنسے ہوں اور زلزال بن فلتاں ملعون اپنا منھ پیٹے۔ شاہزادہ نے فرمایا
وہ کیا۔ مرخیل نے عرض کی کہ ملکہ کو تو عین برات کے وقت چرالاؤں اور بجاے ملکہ اک دوشیزہ

کی بڑھیا دولھن بنا کے زلزال کے ساتھ کر دو نہ لڑنے کی ضرورت ہو نہ ملکہ کی رسوائی ہو شاہزادہ
کو یہ سنکے ہنسی آگئی فرمایا کہ جا مین نے اجازت دی واقعی مین یہ دل لگی بھی نہ دیکھی اور نہ سُنی
کہاری تو پیام لیکر پہلے ہی روانہ ہو گئی تھی بعد اسکے سرخیل بھی کسوت عیاری بغل مین دبا کر روانہ
ہوا۔ کہاری نے اپنے پیام شاہزادہ کا دلفریب سے کہا دلفریب نے ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے کہا
کہ یہ تو مین کہہ نہین سکتی کہ وہ جھوٹ بولینگے لیکن اے دلفریب ابھی کل کی بات ہو کہ انکے دلیف
بلانے مین کیا کیا رخنے پڑے اگر پھر فلک نے کوئی رخنہ اندازی کی تو مین کسیکی نہ رہونگی
دیکھ ایک انگوٹھی ہیرے کی رہنے دینا مین اتنا کرونگی کہ جانتک انکے پہونچنے کی امید ہوگی
وہان تک تو خاموش رہونگی اور جب یہ سمجھ لونگی کہ اب وہ نہین آسکتے اور مین آغوش مرگ
مین جا بیٹھی ہون اُسوقت ہیرا چاٹونگی۔ دلفریب نے عرض کی کہ اسکا مضائقہ نہین اول تو
خدا وہ وقت ہی نہ لائے کہ اسکی نوبت آئے اور فرض کیجیے کہ دشمنون کو یہ مصیبت پیش آئے
تو اُس وقت اس زندگی سے موت ہی بہتر ہو۔ لیکن اب کچھ حال سنجاب شاہ مغربی کا سنیے
کہ جسوقت اُسنے یہ تہیہ کر لیا کہ اب شادی دختر کی زلزال کے ساتھ کرنا ضرور ہو تو اپنے چارون
فرزندون کے نام فرمان تحریر کر کے روانہ کیے کہ تمھارا شریک ہونا اس تقریب مین ضرور ہی
اگرچہ مین نے اور کسی عزیز و دوست کو اطلاع نہین کی ہو اس لحاظ سے کہ اگر اپنی خوشی سے
یہ شادی کرتا تو ایسی شادی کرتا کہ صفحۂ تواریخ پر یادگار رہتی گرچہ بمجبوری اور بکراہت یہ عقد
کیے دیتا ہون اسوجہ سے مین نے نہ کوئی سامان اولوالعزمی کے ساتھ کیا ہو اور نہ مجھکو خوشی اس
شادی کی ہو چونکہ تمھاری بہن ہو تمکو اطلاع کرنا ضرور تھی۔ جسوقت نامے روانہ ہوے تو
چارون نامے لیے ہوے قاصد ایک وقت مین اُن چارون مقامون پر پہونچے جہان جہان
فرزند سنجاب کے مقیم تھے۔ واضح راے ناظرین با تمکین ہو کہ قاعدہ اس سلطنت کا یہ ہے
کہ ولیعہد تو قلعہ کوہ صد ہیکل مین تا حیات بادشاہ سکونت پذیر رہتا ہو اور اور فرزند بادشاہ کے
دوسرے شہرون مین بطور نائب بادشاہ کے فرمانروائی کرتے ہین اور جو نام شاہزادے
کا ہوتا ہو اُسی نام سے وہ مقام بھی پکارا جاتا ہو چنانچہ نام ایک شاہزادہ کا ہشام مغربی
ہو اور جس مقام پر یہ حکمرانی کرتا ہو اُسکو ہشامیہ کہتے ہین اور صمصام مغربی دوسرے فرزند
کا نام ہو اور اُسکا شہر صمصامیہ کے نام سے موسوم ہوا ہو اور ایک کو لقمان مغربی کہتے ہین
اسکی تختگاہ شہر لقمانیہ ہو لیکن اسکا فرزند جو ملکہ کا برادر حقیقی ہے یہی ولیعہد بھی ہو اور نہایت
مرد معقول پسند اور بہادر دوست ہو آئین سلطنت کے موافق قلعہ جبل الحدید مین رہتا
ہو نام اسکا نہیب مغربی ہو جسوقت نامہ اُسکو پہونچا تو نہیب مغربی کو کمال صدمہ ہوا اور جواب
مین اپنے باپ کو عریضہ تحریر کیا کہ حضور کو کس بات کی مجبوری ہو جو آپ نے اس رکاکت کو گوارا فرمایا
ہو اگر آپکا جی نہین چاہتا تو کیون آپ شادی کرتے ہین ملکہ کو میرے قلعہ مین بھیجدیجیے دیکھون
تو زلزال مسخر کیسا ہو کہ یہان سے لیجاتا ہو اور مین اس شادی مین ہرگز شریک نہونگا جس بات کو
آپ بکراہت گوارا کرین وہ بات کبھی ہوئی با خوشی کی اور جس بات کے سننے سے دل کو اذیت
ہووے اسے آنکھون سے دیکھنے کی کیا ضرورت ہو مجھے اس شرکت سے معاف رکھیے چونکہ آپ
والدین اور اطاعت باپ کی اولاد پر واجب ہوئی ہو اس سے مجبور ہون ورنہ ہرگز یہ شادی مین

مین ہونے دیتا یہ جواب تحریر کرکے نیب مغربی نے بھیجدیا اور خود نہین آیا لیکن وہ تینون
نامے جو ملکہ کے مختلف البطن بھائیون کو بھیجے تو وہ تینون شاہزادے جاہ و تجمل کے ساتھ
اپنے اپنے شہر سے آکر سنجابیہ مین داخل ہوئے انکے داخلے کی سلامیان ہوئین توپین سر ہوئین
اور میسان شہر برائے استقبال روانہ ہوئے سنجاب شاہ مغربی نے اپنے فرزندون کو گلے
سے لگایا اور زلزال سے ملوایا انکو بھی زلزال خوش خصال سے نفرت ہوئی اور بکراہت
دل مین افسوس کرتے تھے کہ ایک بہن خداوند نے دی اسکا یہ لکھا پورا ہو رہا ہے کہ وہ اس
جنگلی کو بیاہ کے جاتی ہے لیکن نیب مغربی کے عوض عرضی جواب مین پہونچی سنجاب شاہ
مغربی جو مضمون عرضی سے آگاہ ہوا تو خاموش ہو رہا لیکن نیب مغربی کو انتہا کا ملال تھا
لیکن مجبور تھا کہ اگر مین اب درانداز ہوتا ہون تو باپ کے معاہدہ مین فرق آتا ہے اور اُسکے
خلاف مزاج بھی ہوگا اور خاموش بیٹھتا ہون تو نہین بن پڑتی ہے چونکہ اسکو بھی تمام حالات
کی اطلاع ہرکارون کے ذریعہ سے ہوگئی تھی کہ سنجاب شاہ مغربی باتون باتون مین دھوکا کھا
زبان ہار گیا تھا اسی کی پابندی ہے لیکن یہ جو کچھ ہوا اُس فقیر کی وجہ سے ہوا جسنے ملکہ کے باغ کو
سرسبز کیا تھا اژدہے کو مارا تھا اگر فقیر کو زلزال کے سپرد کردیتے تو یہ ننگ نہ گوارا کرنا پڑتا نیب مغربی
یہ تمام باتین سن چکا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ والد ماجد نے بڑے آن بان کی بات کی کہ فقیر کو اُس
خود غرض کے سپرد نہ کیا ورنہ وہ اس سے بدتر تھا مگر اسکو اشتیاق رفیع البخت کے دیکھنے
کا پیدا ہوا یہانتک کہ ایک روز اسکے ذہن مین یہ آئی کہ چلکر ایک نظر بہن کو بھی دیکھ آؤن
اور اُس درویش باکمال سے بھی ملون جسنے باغ کو سرسبز کیا شاید میری کشت تمنا بھی سرسبز ہو
فقیر کی دعا سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ زلزال ملکہ کو نہ لیجا سکے یہ تصور کرکے پوشیدہ طور سے
شب کے وقت تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر چلے تو جانب باغ ملکہ روانہ ہوا خبر ملکہ کو ہوئی کہ
آپکے بڑے بھائی صاحب ملنے کے واسطے تشریف لاتے ہین ملکہ مودب ہو بیٹھی اب یہان
مانجھے کی رسم بھی ادا ہو چکی ہے تمام باغ مین زرد سامان ہے ہر ایک عورت لباس زرد پہنے پھر رہی
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرسون پھولی ہوئی ہے ملکہ کے محل مین پردے تک زرد پڑے ہین اور جوڑا
زرد پہنے بیٹھی ہے لیکن صدمہ سے خود بھی زرد ہوتی چلی جاتی ہے اتنے مین نیب مغربی
پہلے ہی حجلۂ عروس مین آیا ملکہ نے تعظیم دی سلام کیا نیب مغربی نے سر سینے سے لگایا اور
پشت پر ہاتھ رکھا اور بہت رویا ملکہ بھی اسقدر روئی کہ ہچکیان بندھ گئین نیب مغربی نے
تسلی کے کلمات کہے لیکن تسلی کی باتین تو اور ہی ہین ان باتون سے ملکہ کو تسلی کہان ہوتی
ہے بعد اسکے سلیمہ خاتون کو خبر ہوئی کہ آپکے فرزند دلبند اپنی بہن سے ملنے آئے ہین اور روتے
ہین معلوم ہوتا ہے کہ یہ شادی اُنکی مرضی کے بھی خلاف ہے سلیمہ خاتون جلدی سے آپ تشریف
لائین اور فرزند کو گلے لگا کر کہا کہ بیٹا تم تو اسطرح رو رہے ہو جیسے ملکہ اسی وقت رخصت ہو رہی ہین
تم مرد بچہ ہو تمھین کیا مشکل ہے جہان ملکہ ہوگی جب چاہو گے دیکھ آؤ گے نیب مغربی نے عرض
کی کہ امان جان نہین یہ آج کا دیکھنا میرا آخری دیکھنا تھا نہ مین اس شادی مین شریک ہونگا نہ
کبھی اُس کے گھر کے مکان پر جاؤنگا میرا تو جی چاہتا ہے کہ ابھی جاکے اُس ملعون کو مار ڈالون مگر اطاعت
والد ماجد سے مجبور ہون ملکہ نے کہا کہ ہان بیٹا وہ بھی مجبور ہین زبان ہار چکے ہین غرض نیب مغربی

کچھ دیر بیٹھا رہا بعد اسکے ملکہ سے رخصت ہوکر باغ سے نکلا چونکہ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ شاہ صاحب سرمست فیل زور کے باغ میں رونق افروز ہیں نہیب شاہ مغربی باغ سرمست میں آیا دربان پہچانتے تھے کہ یہ چراغ سلطنت ہے بادشاہ کا بڑا فرزند ہے سب اٹھ کھڑے ہوئے سلام کیا لیکن تنہا بے سروسامان آنے پر تعجب ہوا نہیب مغربی داخل باغ ہوئے کسی خادم کی نظر پڑگئی اور اسنے پہچان لیا جلدی سے دوڑکر سرمست فیل زور سے اطلاع کی کہ ولیعہد بہادر تشریف لائے ہیں سرمست شاہزادے کے پاس بیٹھا ہوا تھا متعجب ہوا کہ یہ تو کبھی اس باغ میں تشریف نہ لائے تھے آج کیوں مجکو سرفراز کیا اور میں اس لائق کہاں تھا کہ ولیعہد میرے گھر آتا جلدی سے اٹھکر پیشوائی کو چلا نہیب مغربی قریب آچکا تھا کہ سرمست نے سلام کیا نہیب مغربی نے کہا کہ میں شاہ صاحب کا مشتاق ہوکے آیا ہوں یہ آواز رفیع البخت کے بھی گوش زد ہوئی یہ بھی بمقتضائے خلق و مروت قصر سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ رئیسوں کو فقیروں سے کیا کام اگر آپ آئے ہیں تو سہ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + یہ اخلاق دیکھکر اور بھی نہیب مغربی خوش ہوا ہمراہ رفیع البخت کے قصر میں داخل ہوا رفیع البخت نے نہیب مغربی کو صدر میں جگہ دی نہیب مغربی نے شاہ صاحب کو بھی اپنے برابر ہی بٹھالیا اور عرض کی کہ آپ درویش باکمال ہیں آپکا مرتبہ شاہوں کے مرتبے سے زیادہ ہے یہ کہکر ہاتھ چومے لیکن نظر جو چہرہ رفیع البخت پر پڑی تو نہیب مغربی محو ہوگیا کہ جمال بھی بے مثال ہے اور اظہار کمال بھی ہو چکا ہے سن وہ ہے کہ اس سن کے آدمی کو گوشہ جوانی میں خدا کا یاد بھی آنا مشکل ہے نہیب مغربی نے عرض کی کہ جب اس سن میں نفس کشی کیجائے تو کیونکر کمال نہ حاصل ہو لیکن رفتار و گفتار پر رفیع البخت کی نہیب مغربی حیران تھا کہ یہ طریقے سوا شاہوں اور شہریاروں کے فقیر کیا جانیں کہ تعظیم کیا شے ہے تواضع کسکا نام ہے کسکا کیا ادب کرنا چاہیے سرمست فیل زور ایک جانب جھکا بیٹھا ہے کہ دیکھیے اس صحبت میں کیا باتیں ہوتی ہیں اور نتیجہ کیا نکلتا ہے نہیب مغربی نے کہا اسوقت مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں اسلیے کہ میں تنہا اپنے قلعہ سے آیا ہوں اور اسیوقت واپس جاؤنگا رات بھی زیادہ آچلی ہے جانا بھی دور ہے کسی روز قلعہ میں تشریف لائیے تو تفصیلی ملاقات کا لطف اٹھے اسوقت میں اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ آپکا شہرہ کمال سنکر اشتیاق دیدار پیدا ہوا تھا اور علاوہ اسکے ایک غرض بھی شامل تھی وہ یہ کہ جب آپ صاحب کشف و کرامات ہیں اور زبان میں آپکے تاثیر ہے تو دعا کیجیے کہ ملکہ کی شادی اس گرنا ہنجار یعنے زلزال بن خلخال کے ساتھ نہونے پائے اسلیے کہ یہ امر مجھے منظور نہیں ہے اور پاس اسکا بھی ہے کہ والد ماجد کے خلاف مزاج نہو ورنہ اسی دن اپنی بہن کو سوار کرلیتا اور زلزال مسخرے سے لڑ لیتا۔ کیا تاب و طاقت تھی اسکی کہ میرے قلعہ سے وہ ملکہ کو لے آتا مگر مجبور ہوں کہ والد ماجد منع فرماچکے ہیں اور اس سے زبان ہار چکے ہیں میں چاہتا ہوں کہ عہد بھی نہ ٹوٹے اور شادی بھی نہو رفیع البخت نے یہ سنکے انگڑائی لی اور فرمایا کہ خدا چاہیگا تو مطلب تمہارا بر آئیگا اور زلزال ملکہ کو دیکھنے بھی نہ پائیگا اگر زبان تاثیر نہ دکھائیگی تو ہاتھ قوت دکھلائینگے۔ یہ سنکر نہیب مغربی نے مسکرا کے کہا کہ اتنا اثر جوش شباب کا ہے سرمست فیل زور نے چپکے سے کہا کہ میرا فیل انھوں نے مار ڈالا جس سے میں زور کیا کرتا

پہلے تو اُسے کھلایا کیے آخر نشست برخاست کے ایسا لنگر مارا کہ کمر فیل کی ٹوٹ گئی یہ سُنکے نہیب مغربی
متحیر ہوا کہ ایسا فقیر تو آجتک نہ دیکھا نہ سُنا کہ سپاہی کا سپاہی فقیر کا فقیر سرمست نے کہا
کہ اے شہریار اگر شاہ صاحب کو آپ فقیری لباس میں دیکھتے تو محو ہو جاتے وہ لباس ایسا
بھلا معلوم ہوتا تھا کہ میں کیا عرض کروں یہ وضع تو جابجا ہمیری فرمائش سے اختیار کی ہو اب
معلوم ہوتا ہو کہ ہمیشہ سے یہی لباس سپہگری پہنا کیے ہیں نہیب مغربی نے کہا کہ اچھوں کو سب
اچھا معلوم ہوتا ہو یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور رفیع النجت کے ہاتھ چومکے رخصت ہوا اور اشتیاق
تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہو گیا۔ بعد جانے نہیب مغربی کے
شاہزادہ رفیع النجت نے سرمست سے نہیب مغربی کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ نہایت مرد
سلیم الطبع اور معقول پسند ہو لیکن آپ کچھ حال مہتر سرخیل عیار کا سنیے۔ کہ اسنے صورت اپنی
تبدیل کر کے اک محلدار کو بیہوش کیا اور آپ محلداریں کے کام کاج کرنے لگا اور وقت کا منتظر
ہوا جب برات کا دن آیا اور ملکہ کے دولھن بنانے کی فکر ہوئی تو سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے
دلفریب تو ہی ملکہ کو دولھن بنا کیونکہ تجھے ان باتوں میں بہت سلیقہ ہو میں عروس کو بنانا یاد رکھونگی
دلفریب نے کہا کہ بہتر ہو مگر ایک شرط ہو کہ میں ہجوم سے گھبراتی ہوں جبتک میں ملکہ کو دولھن
بناؤں اسوقت تک کوئی میرے پاس نہ آئے یہ اس خیال سے دلفریب نے کہا تھا کہ مبادا
ملکہ دولھن بنتے وقت زیادہ رونے دھونے اور راز دل فاش ہو جائے سلیمہ خاتون نے فرمایا
کہ جب میں نہ آؤنگی تو کسکی مجال ہو تو حکم دیدے کہ خبردار جبتک ہم نہ بلائیں ملکہ کے حجرے میں
کوئی نہ آئے کوئی عزیز برابر کا شریک نہیں ہو جو تیرا حکم نہ مانے لوگ جاکر اتنی جرأت نہیں رکھتے
کہ خلاف حکم کر سکینگے دلفریب نے سلام کیا اور لباس و زیور کی کشتیاں اپنے ہمراہ لیکر حجرے
میں ملکہ کے آئی مہتر سرخیل بھی محلدار بنا ہوا ایک کشتی اُٹھائے ساتھ ساتھ تھا اور دل میں
خوش تھا کہ وزیرزادی نے خدا جانے کس غرض سے تنہائی میں دولھن بنانے کی ٹھہرالی
خیر وہ کچھ ہی سوچی ہو یہ بات ہمارے مطلب کی بھی ہو جسوقت دلفریب محل میں داخل ہوئی
تو سب کہاریاں اور محلداریں کشتیاں رکھ رکھ کے چلی گئیں مگر ایک محلدار کھڑی رہی دلفریب
نے کہا کہ تو یہاں کیوں کھڑی ہو اُسنے عرض کی کہ میں چاہتی ہوں ملکہ کو دولھن بنتے ہوئے
دیکھوں دلفریب نے کہا کہ کیا تو نے سنا نہیں کہ ملکہ نے کیا حکم دیا ہو محلدار نے کہا کہ میں نے
سب کچھ سُنا آپکو یہی عذر ہو کہ ہجوم سے جی گھبراتا ہو اگر آپ کسی کے سامنے دولھن نہیں بنا سکتیں
تو لائیے میں بنا دوں دلفریب کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا شامتیں آئی ہیں محلدار ہنسی اور کہا کہ میں
ایسی دولھن بنا دوں کہ آپ بھی خوش ہوں اور ملکہ کی ہمنشین وزیرزادی ان باتوں سے
حیران تھی غصہ میں اُٹھی کہ مردار تو یوں نہ مانیگی جبتک سزا نہ پائیگی یہ دیکھکر محلدار نے اپنی
مصنوعی چوٹی اُتار کے رکھدی اور منھ پر ہاتھ پھیرا اور جھککے سلام کیا۔ تو دلفریب نے
پہچانا کہ یہ سرخیل عیار ہو کہا کہ ارے کیا کوئی پیام لایا ہو تو اسوقت کہاں آیا۔ سرخیل نے ملکہ کو
گودیوں میں کھلایا ہو اور اسنے جنگ و لڑائی سکھائی ہو یہ ملکہ کو بیٹی سے کم نہیں سمجھتا تھا
دلفریب سے کہا کہ اسوقت کسیطرح علوا خاتون کو لاؤ تو دل لگی دیکھو۔ علوا خاتون اک بڑھیا ہو جسکا
پولے دو سو برس کا سن ہو نہ منھ میں دانت ہو نہ پیٹ میں آنت ہو لیکن شادی کی اسکو ایسی لگی

ہی کہ اکثر سرخیل دولھا بنکر حلوا خاتون کو ملکہ کے ہنسانے کے لیے ستایا کرتا تھا دلفریب نے کہا کہ
اے سرخیل یہ وقت دل لگی کا ہی سرخیل نے کہا کہ تم بھی ملکہ کے ساتھ عقل کھو بیٹھیں تم اُسے لاؤ
تو سہی دیکھو تو ہوتا کیا ہی آج میں حلوا خاتون کو دولھن بنا کے اگر زرلال حرامزادے کے ساتھ
نکردوں تو نام میرا سرخیل نہیں اور ملکہ کو آج ہی یہاں سے شاہزادے کے پاس لیجاؤنگا
یہ سنکے دلفریب خوش ہو گئی اور کہا بیشک میری عقل بھی چکر میں آگئی ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آیا
دلفریب تو حلوا خاتون کے لینے کو گئی اور ملکہ یہ مژدۂ جانبخش سنکے یا تو رو رہی تھی یا ہنس پڑی
اور سرخیل سے کہا کہ تو کیا آیا گویا تن بیجان میں جان آئی اُدھر تو تمام محل میں اک شور و غل ہے کہ
برات آئی ہی عورتیں کوٹھوں پر چڑھی ہوئی ہیں کہ تماشا برات کے آنے کا دیکھیں میدان خالی کر
حلوا خاتون چلا رہی ہی کہ ارے مجھے بھی لے چل کے برات دکھا دو کہ اتنے میں دلفریب قریب
اُسکے پہونچی اور کہا کہ چل میں تجھے برات دکھا لاؤں یہ کہکے ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور حلوا خاتون کو
لیے ہوئے جلدی سے حجرے میں چلی آئی اول تو عورتیں برات دیکھنے میں مصروف تھیں
جو کسی کی نظر بھی پڑی اور دیکھا کہ وزیرزادی حلوا خاتون کو کھینچے لیے جاتی ہی تو یہ خیال ہوا کہ
ملکہ کے ہنسانے اور خوش کرنے کو لیے جاتی ہی جو اصل مدعا تھا وہ کسی کے وہم میں بھی نہ آتا تھا
یہاں حلوا خاتون جو آئی اور اسنے ملکہ کو بیٹھے دیکھا اک ٹھنڈی سانس بھری کہ ہمارے
نصیب کہاں کہ ہمیں کوئی دولھن بنا لے آج دولھا آئیگا اور کیا مزے سے ملکہ کو گود میں
اُٹھا کے لیجائیگا دلفریب تو اسکی حرکتوں سے آگاہ ہی تھی کہا اے حلوا خاتون سچ کہو یہ تم نے
ٹھنڈی سانس کیوں بھری کیا تیرا دولھن بننے کو جی چاہتا ہی حلوا خاتون نے کہا کہ صدقے جاؤں
جی تو بہت چاہتا ہی مگر نصیب ایسے کہاں دلفریب نے کہا کہ تجھے ہم دولھن بنائے دیتے ہیں
اور دولھا کے پاس بھی بھجوائے دیتے ہیں مگر اپنا حال نہ بیان کرنا کہ میں کون ہوں اور
بات نکرنا جو دولھا ملکہ کو بیاہنے کے واسطے آئیگا وہ تجھے ملکہ سمجھکو لیجائیگا یہ سنکے حلوا خاتون
بہت ہی خوش ہوئی اور کہا کہ میں تمھارے صدقے اگر ایسا کرو تو گویا مجھے مول لے لیا
اور ملکہ کے تو خواہش کرنے والے بہتیرے ہیں اسکے ساتھ میری شادی کردو ملکہ کی شادی کسی
اور کے ساتھ ٹھہرا لینا۔ اسکی سٹھیائی ہوئی باتوں پر ملکہ بہت ہنسی آج کئی روز کے بعد ملکہ کو ہنسی
آئی ہی سرخیل نے کہا کہ اب برات قریب ہی کام میں عرصہ کرنا اچھا نہیں پہلے تو برات مکان
سنجاب پر گئی اور وہاں عقد بطور کفار کے پڑھا گیا اتنے عرصے میں یہاں سرخیل نے حلوا خاتون
کو دولھن بنایا پہلے تو گودڑ کے گیند بنا کر سینے پر لگائے اوپر سے محرم پہنا کر بند محرم کے کھینچ دئے
پھر دانت اسکے درست کیے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر حلوا خاتون کو ملکہ کی صورت بنایا اور تمام
زیور پہنا کر آئینہ حلوا خاتون کو دکھایا اسنے جو دیکھا کہ اب تو صورت میری ملکہ سے نکھر گئی ہی اور
اسکو غرور ہو گیا سمجھی کہ میں فی الحقیقت حسن میں بے مثل اور ملکہ کے ہم پلہ ہوں بناؤ ہونے
سے صورت میری نکھری ورنہ میں خدا نے کو ایسا حسین نہ سمجھتی تھی یہ تو نہایت خوش ہے
ملکہ حیرت سے دیکھ رہی ہی دلفریب نے سرخیل کی نہایت تعریف کی کہ تو نے اسے ایسا بنایا کہ
کہ جو لوگ ملکہ کو دن رات دیکھتے رہتے ہیں وہ بھی نہیں پہچان سکتے ایسے سرخیل سے دلفریب
نے کہا کہ ملکہ کے لیجانے کی فکر کرو سرخیل نے کہا کہ گھبراؤ نہیں جس وقت برات دروازہ پر پہنچے

اور سواریاں اُترنے لگیں وہ وقت ہلڑ کا ہوگا اور میں جاتا ہوں سواری لیکر برات سے پہلے چور
دروازے کی طرف آجاؤنگا اگر کوئی یہاں آنے کا قصد کرے تو آپ کہدیجیے گا کہ ابھی ملکہ
دولھن نہیں بن چکی ہی اور ملکہ کو اک سہیلی کی صورت بنا کے چھوڑ دیا یہ انتظام کرکے سرخیل پھر
محلدارن سے نکلا اور سواری ساتھ لیکر چور دروازے کی طرف آگیا ملکہ سہیلی کی صورت بنی
ہوئی دروازے پر ٹہل رہی تھی کہ سرخیل نے سیٹی بجائی ملکہ نے جلدی سے دروازہ کھولا
سرخیل نے ملکہ کو سوار کیا اور لیکے باغ بہشت کی جانب روانہ ہوگیا یہاں دروازہ باغ پر
براتیوں کا ہجوم تھا برات کے اُترنے کی دھوم تھی کہاریاں اور محلدارین دوڑتی پھرتی تھیں
سواریاں اُتر رہی تھیں جب دلفریب نے سمجھ لیا کہ اب ملکہ باغ سے جا چلی ہوگی اُسوقت
اسنے کہا کہ ملکہ عالم کی والدہ سے کہو کہ آکر عروس کو دیکھ لیں ملکہ سلیمہ خاتون روتی ہوئی آئی
اور دختر کو دولھن بنے ہوے بھی نہ دیکھ سکی آنسو مہلت ہی نہ دیتے تھے اک تار بندھا ہوا تھا
کہ ٹوٹتا نہ تھا دلفریب نے کہا کہ اے ملکہ عالم اسقدر نہ روئیے کہ دولھن اور بیدل ہوتی ہے
اتنے میں دولھا کے آنے کا خور ہوا بس سلیمہ خاتون جلدی سے حجلے کے باہر آئی اور کہا
دلفریب اسوقت تو میرا دل ایسا بے اختیار ہو رہا ہی کہ جی چاہتا ہی زلزال کو خاک میں ملا دوں
مگر اپنے پارہ جگر کو اسکے حوالے نکروں دلفریب نے کہا کہ صبر کیجیے کہ صبر کا پھل اچھا ہوتا ہے
میں نے سُنا ہی کہ شاہ صاحب نے یہ دعا کی ہے زلزال ملکہ کو گھر تک نہیں لیجا سکتا کوئی نہ کوئی
آفت راستے ہی میں اُسکی جان پر نازل ہوگی ملکہ نے کہا کہ آمین اگر شاہ صاحب نے ایسا کیا
ہی تو ضرور ایسا ہوگا اُنکی دعا کا تو تجربہ ہو چکا ہی ملکہ تو علیحدہ جا کر بیٹھ رہی اور زلزال ملعون
دولھا بنا ہوا اندر حجلہ عروسی کے آیا عورتوں نے ہجوم کیا سب رسمیں ادا ہوئیں اسکے بعد
زلزال نے عروس کی صورت دیکھی نہایت خوش ہوا اور آغوش تمنا پھیلا کر عروس کو گود میں
لیا اور روانہ ہوگیا محل میں کہرام مچا ہوا تھا سب عورتیں رو رہی تھیں ملکہ سلیمہ خاتون کی تو
ہچکیاں بندھ گئی تھیں حسرت سے دیکھ رہی تھیں کہ ہوا دیو خصال میری پری کو لیے جاتا ہے
خدا کرے کہ اسپر کوئی آفت نازل ہو بجلی گرے یا زمین شق ہو کہ یہ اسمیں سما جاے لیکن ملکہ
مطلق نہ روتی تھی عورتیں آپس میں کہہ رہی تھیں کہ پہلے تو ملکہ کسقدر روتی تھیں اور اب کچھ بھی
نہیں سچ ہی کہ یہ رونا دھونا سب ماں باپ کے دکھانے کو ہوتا ہی ورنہ کون ایسی شادی سے
خوش نہیں ہوتا دنیا میں حاصل زندگی یہی ہی جو اس لذت سے محروم ہی وہ لذت حیات سے
محروم ہی غرضکہ ہر ایک اپنے اپنے خیال کے موافق کہہ رہا ہی۔ زلزال عروس کو سوار کرکے روانہ
ہوا برات چلی بعد برات کے روانہ ہو جانے کے ملکہ سلیمہ خاتون بھی سوار ہو کر چلی آئی کہ مجھ سے
اب یہ باغ ویران نہیں دیکھا جاتا ایک ایک گل بغیر ملکہ کے مجھے خار سے زیادہ ہی جب ہمارے
دل کی بہار چلی گئی تو بہار باغ سے کیا غرض دلفریب فقط باغ میں موجود تھی اسنے بھی جلدی
جلدی مال و اسباب جو جہیز کے علاوہ تھا سب کوٹھڑیوں میں مقفل کرکے اپنی جانب
سے ایک معتبر عورت کو اُسکا نگہبان قرار دیا اور کنجیاں اپنے قبضہ میں رکھکر کہا کہ میں بھی جاتی ہوں
بغیر ملکہ کے میرا جی گھبراتا ہی بعض نے کہا کہ آپ کو تو ملکہ کے ساتھ جانا لازم تھا کوئی صورت
تو اُنکی تسلی کی ہوتی دلفریب نے کہا کہ میرا باپ سنتا تو کیا کہتا میں خود بھی بن بیاہی ہوں لیکن

سوار ہوکر طرف باغ سرست فیل رور کے روانہ ہوگئی لیکن اول حال تخلیہ زلزال کا سنئے کہ بلقون
خوشی خوشی عروس کو لیے ہوے چلا جاتا ہی برات دیکھنے کو رستے خلقت جمع ہوئی ہی کہ راہ نہین
ملتی ہی لوگ آپس مین باتین کرتے ہین کہ کیا خوش نصیب یہ شخص تھا کہ تاہمیر کی دختر کو بیاہ کے لیے
جاتا ہی بعضے کہتے ہین کہ یہ تو خوش نصیب تھا ملکہ بدنصیب تھی کہ ایسے کے پالے پڑی جو عزت
مین بھی اُسکے باپ سے کم ہی اور صورت بھی اسکی بری ہی اور ملکہ کے حسن کا تو عالم مین شہرہ ہے
بعضے کہتے ہین کہ یہ شادی جبر سے ہوئی ہی بادشاہ رضامند نتھا سُنا ہی کہ کسی بات کے دباو
مین یہ شادی ہوگئی ہی بعضے کہتے ہین کہ تاہمیر پر کون دباو ڈال سکتا تھا یہ انکار بادشاہ کا معمولی
ہوگا جو بیٹی والون کا شیوہ ہوتا ہی کہ بسبب شرم کے وہ ہمیشہ انکار ہی کرتے ہین لوگون کی
تو کھچڑیان پک رہی ہین اور زلزال نہایت خوش ہی یہان تک کہ برات گھر پر نوشاہ کے پہونچی
مہمان رخصت ہوے زلزال داخل خلوت ہوا جب کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوچکا تو
پلنگ پر پہونچا عروس کو آغوش مین کھینچا اُسنے ہاتھ پاوُن ڈھیلے کردیے گویا مشتاق ہی
تھی زلزال نے اسی بڑھیا سے منھ کالا کیا جب صبح ہوئی تو خواص طشت اور آفتابہ لیکر منھ
دھلانے کی غرض سے حاضر ہوئین حلواخاتون نے منھ پر چلو ڈالا تو رنگ چھوٹنے لگا اُسنے
خوب رگڑ رگڑ کے منھ صاف کیا اسکے بعد کلی جو کی تو جو کا دانتون کا منھ سے نکل پڑا چہرہ پر
جھریان نمودار ہوئین اتنے مین خواصین گھبرائین کہ یہ کیا معاملہ ہی اتنے مین زلزال بھی خواب سے
بیدار ہوا ایک آدھ خواص نے بڑھکر عرض کی کہ زرا حضور چل کے دُلھن کی صورت تو دیکھیے یہ کیا
آفت ہوئی کہ جو کا دانتون کا کلی کے ساتھ طشت مین گر پڑا منھ پر جھریان نمودار ہین یا تو چودہ
پندرہ برس کا سن معلوم ہوتا تھا اتنے عروس دو سو برس کی بڑھیا معلوم ہوتی ہی زلزال
گھبرا کے قریب آیا اب جو دیکھتا ہی تو واہ واہ عروس کیا ہی شعبدے کی گڑیا ہی رات کو جوان
دن کو بڑھیا اب اسے شک گزرا کہ کچھ بھید اسمین ضرور ہی عروس نے منھ دھوکے آئینہ
کنگھی طلب کیا نہ شرم تھی نہ لحاظ مشاطہ نے آکر بال سنوارنا چاہے اب جو دیکھا تو چوٹی الگ
سے لگی ہوئی ہی کنگھی کے ساتھ چوٹی چلی آئی گنجا سر بھی دکھائی دینے لگا ایک خواص نے
چاہا کہ بند محرم کے کھولکر پھر سے کس دون بند کھلتے ہی دو گیند کپڑے کے آگے گرے سینہ
سپاٹ ہوگیا بس یہ دیکھتے ہی زلزال کو طیش آیا اور یہ سمجھ گیا کہ میرے ساتھ فریب کیا گیا یہ
ملکہ نہین ہی زلزال نے کہا سچ بتا تو کون ہی بڑھیا ڈپٹنے سے زلزال کے تھرا گئی اور کہا کہ
تمھاری دولھن ہون - زلزال نے کہا سچ بتا ورنہ ٹانگین چیر کے پھینک دونگا اتنا سنتے
ڈر کے سارا ماجرا بیان کردیا کہ سرجیل عیار نے مجھے دولھن بنایا کپڑا پہنایا اور کہا کہ تم منھ سے نہ بولنا
ہم تمھاری شادی اس شخص کے ساتھ کیے دیتے ہین جو ملکہ کو بیاہنے کے ارادہ سے آئیگا
مجھے مدت سے شادی کی تمنا تھی اور کوئی پوچھتا نہ تھا مین نے منظور کرلیا اتنے جو ہوا سو ہوا
تمکو ہاتھ پکڑے کی لاج کرنا چاہیے مین ایسی خدمت کرونگی کہ ملکہ کبھی نہ کرتی وہی اچھا اور راحت
دے آج کے نوین جیسے لوگ کا بھی لینا رات کو مجھے حمل رہگیا - یہ سنکر زلزال کو اور غصہ آیا
خواصین تو ہنستی ہوئی بھاگین اس بڑھیا کی باتون پر زلزال اور بھی غصہ مین آیا کہا کہ نانی امان
کے برابر تو تیرا سن ہی اور تو ایسی باتین کرتی ہی بھلا تجھے پیٹ کیا رہیگا لے چل سنجاب کے سامنے

اور یہ سارا واقعہ بیان کر۔ یہ کہکر بڑھیا کا ہاتھ کھینچا اور دروازے تک لایا عورتوں نے کہا
کہ اسے سوار کرکے لیجائیے ورنہ یہ زندہ نہ بچیگی مر جائیگی۔ زلزال کو چونکہ اس سے گواہی لانا
تھی اک ڈولی میں اسکو سوار کرکے ساتھ لیا اور دربار سنجاب شاہ مغربی میں آیا سنجاب شاہ مغربی
سے آنکھ چار ہوتے ہی پکارا کہ کیوں اے نابہبر یہ کیا حرکت کی کیا ہم اسی قابل تھے سنجاب
حیران ہوا کہ یہ کس بات کی شکایت کر رہا ہے زلزال نے کہا کہ اسکا جواب دیجئے سنجاب شاہ
نے کہا کہ خلاصہ بیان کرو اُسوقت زلزال نے ڈولی میں سے ہاتھ پکڑکے حلوا خاتون کو کھینچکر
باہر نکالا اور کہا کہ بیان کر حلوا خاتون نے سارا واقعہ سر دربار دہرایا اہل دربار کچھ تو ڈرے
کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اس عیار نے بڑی حرکت کی مگر اتنی مجال عیار کی نہ تھی کہ دماہی طرف سے
یہ حرکت کرتا ضرور کسی بڑے شخص کے حکم کے موافق یہ کام ہوا ہے بعض بامذاق بہت جلبلے
کہ زلزال کو خوب الو بنایا لیکن سنجاب شاہ مغربی عرق عرق ہوگیا اور زلزال سے کہا کہ میں قسم
کھاتا ہوں خداوند ساریق بن لقا کی کہ یہ فعل میرے حکم سے نہیں ہوا ہے ہامان دانشور
نے کہا سہ کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں + کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں
مجھے ہمارا کہنا سچ ہوا ہے زلزال نے سنجاب شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اسیوقت اپنی دختر کو
بلاکر میرے سپرد کیجیے بغیر اسکے میں بارگاہ کے باہر قدم نہ نکالونگا۔ سنجاب شاہ نے کہا
کہ اے زلزال یہ وعدہ میرے تمھارے نہ تھا میں نے اپنے قول کو پورا کردیا کہ عقد ملکہ کا
تمھارے ساتھ کردیا جہان ملکہ کا پتا پاؤ تم لیجاؤ میں نہ تمکو منع کرتا ہوں اور نہ مدد دے سکتا ہوں
زلزال نے کہا کہ میں مدد کا خواستگار بھی نہیں ہوں اسیقدر کافی ہے کہ آپ دخل نہ دیں۔ یہ کہکے
زلزال اپنے دو سرداروں کی طرف مخاطب ہوا اور کہا جاکر باغ سرمست کو گھیرو اور اُس سے
ملکہ کو طلب کرو اگر دیدے تو خیر اور اگر مانع و حارج ہو تو اُس سے لڑکر ملکہ کو چھین لاؤ۔ یہ سنکے
الماس کج گردن اور قیطاس کج گردن اپنے اپنے مرکبوں پر بیٹھکر جانب باغ سرمست روانہ ہوے
زلزال اور محیط روشن ضمیر دربار سنجاب شاہ مغربی میں موجود رہے اب لشکر سنجاب اور لشکر
زلزال قریب ہے اور سردار ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں محیط روشن ضمیر نے آئینہ دیکھکر
پتا ملکہ کا زلزال کو بتا دیا تھا کہ ملکہ باغ میں سرمست فیل زور کے بیٹھی ہے اسی بنا پر زلزال
نے اپنے سرداروں کو باغ سرمست کی جانب روانہ کیا تھا جب یہ دونوں دیو خصال بدمال جانب
باغ روانہ ہوے تو کوکب روشن چشم نے اشارے سے نجم اختر شناس سے عرض کی کہ
اب تو جنگ شروع ہوگئی مجھے کیا حکم ہوتا ہے جاکے راستے سے ان دونوں کو روکوں کہ
اختر شناس نے فرمایا کہ ابھی موقع نہیں ہے اطمینان رکھو دونوں ملک عدم کے راہی ہونے
والے ہیں کوکب روشن چشم خاموش ہو رہا۔ لیکن اب کچھ حال نہیب مغربی کا سنیے
کہ جسوقت سے یہ باغ ملکہ سے پلٹ کے اپنے قلعہ کو گیا تھا اسے چین نہ آتا تھا ہرکاروں کی
ڈاک بٹھادی تھی اور دمبدم کی خبر منگا رہا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ زلزال ملکہ کو بیاہ لیگیا تو
اسکو نہایت تعجب ہوا اور ایک رقعہ شاہ صاحب یعنی رفیع البخت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ
آپ کے خدا رسیدہ ہونے میں تو شک نہیں لیکن یہ ہماری بدنصیبی اور ملکہ کی بدقسمتی تھی
کہ دعا آپ کی قبول نہ ہوئی اور زلزال ملعون ملکہ کو لیگیا اگر میں آپکی دعا کے سہارے نہ بیٹھا ہوتا

تو ضرور راستے سے ملکہ کو چھین لیجاتا جب یہ رقعہ رفیع شاہ کو پہونچا شاہزادہ بہت ہنسا اور
سرمست کو وہ رقعہ دکھایا ملکہ نے پوچھا کیا ہے سرمست نے وہ رقعہ ملکہ کو دیا اب دلفریب بھی
آگئی ہے سبنے رقعہ پڑھا اور رفیع البخت نے جواب رقعہ کا یہ تحریر کیا کہ تم اطمینان رکھو ملکہ باغ
سرمست میں موجود ہے سرحیل عیار نے یہ کارگزاری کی کہ ملکہ کو یہاں پہونچا دیا اور اک بڑھیا کو
ملکہ کی شکل بناکر زلزال کے ساتھ کر دیا اور صداقت کے لیے اسی رقعہ پر ملکہ نے بھی اپنی خیریت
تحریر کرکے دستخط کر دیے قاصد جواب لیکر باغ سے نکلا اور قلعہ جبل الحدید کیطرف چلا تھا کہ ایک
فوج آتے دیکھی دریافت کیا کہ یہ فوج کہاں جاتی ہے معلوم ہوا کہ یہ لوگ زلزال کے بھیجے ہوے
ہیں اور باغ سرمست کو تاراج کرنے جاتے ہیں اور ارادہ انکا یہ ہے کہ ملکہ کو سرمست سے چھین
لیں یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی قاصد دوڑا ہوا جبل الحدید پر پہونچا اور داخل قلعہ ہوا۔ نہیب
مغربی اضطراب کی حالت میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا کہ قاصد پہونچا اور جواب نامہ دیا جسوقت نہیب
مغربی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسکو بیحد خوشی ہوئی اور کہا کہ بیشک شاہ صاحب قابل قدر
ہیں اسطرح تو خداوند نے جلمبیر کی دعا بھی نہیں سنی کہ جسوقت کہا اسیوقت منظور ہو گیا۔ اب
قاصد نے راستے میں لشکر کے ملنے کی حالت بیان کی کہ زلزال نے فوج بھیجی ہے کہ باغ سرمست کو
تاراج کرکے ملکہ کو اس سے چھین لاو یہ سنتے ہی نہیب مغربی کو غصہ آیا اور اسی وقت مرکب
طلب کیا اور حکم دیا کہ دس ہزار جوان مسلح ہوکر آئیں میں باغ سرمست کی طرف بارادہ مدد سرمست
فیلزور جاتا ہوں والد ماجد کو جو کرنا تھا وہ کر چکے اب انسے کوئی غرض نہیں ہے لیکن اب یہاں سے

چند کلمے داستان باغ سرمست فیلزور کے مع حالات جنگ بیان کیے جاتے ہیں

کہ سرمست فیلزور اور شاہزادہ رفیع البخت اور ملکہ سمن اندام سبز پوش اور دلفریب چاروں
آدمی ایک جا بیٹھے ہیں مہتر سرحیل عیار حاضر ہے اور عرض کر رہا ہے کہ جو میرا کام تھا وہ تو میں کر چکا
لیکن یہ غلطی کھلی ضرور ہوگی اور بادشاہ اس معاملہ میں دخل نہ دیگا جسوقت زلزال کو خبر ملی کہ
ملکہ فلاں مقام پر موجود ہے اسیوقت وہ آکر باغ کو گھیر لیگا اب ملکہ کو لیکے یہاں سے نکل جانا چاہیے
رفیع البخت نے فرمایا کہ اگر آئیگا تو زک اٹھائیگا مجھکو پروا نہیں ہے بلکہ جاکے اس ملعون سے
کہدو کہ اب اگر تجھکو دعوے ہے تو ملکہ فلاں مقام پر ہے آ کے لیجا لیکن ملکہ نے کہا کہ خدا کے لیے
یہ کیا غضب کرتے ہو بنا ہوا کام بگاڑو گے تھوڑا صبر کرو بھائی صاحب کا رقعہ ابھی آیا تھا
جسوقت جواب انکو پہونچے گا تو یقین ہے کہ وہ خود تشریف لائیں گے اور مجھکو یہاں سے قلعہ میں
لیجائینگے وہ مقام نہایت محفوظ ہے انکو اسطرح منظور نہ تھا کہ شادی ہو یہاں یہ باتیں ہو رہی
تھیں اور الماس کج گردن و فیطاس کج گردن آپہونچے تھے انھوں نے باغ کو گھیر لیا تھا اب
الماس کج گردن دروازۂ باغ کی طرف بڑھا تھا کہ اک ملازم نے آکر عرض کی کہ غضب ہو گیا لشکر
زلزال نے آکر باغ کو گھیر لیا ہے اور اک گبر نا ہنجار دروازۂ باغ پر کھڑا کہہ رہا ہے کہ ملکہ کو ہمارے سپرد
کرو ورنہ ہم اندر باغ کے آگئے ہیں یہ سنتے ہی رفیع البخت تیغہ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوے
سرمست نے عرض کی کہ حضور دروازہ باغ پر ٹھہریں اور تماشا سیر کی لڑائی کا ملاحظہ فرمائیں
رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ نہیں مجھ سے زیادہ تم ملکہ کی حفاظت کر سکتے ہو اب اسوقت تم میری

جنگ کا تماشا دیکھو یہ فرماکر بجلی کی طرح جھپٹ کے مرکب کے قریب پہونچے اور چابک سمند
گھوڑے پر سوار ہو ہو یہ مرکب کو جھکا کر دروازہ باغ پر پہونچ گئے دیکھا کہ الماس کج گردن دروازہ
باغ پر کھڑا ہنکار رہا ہی کہ جلد ملکہ کو سوار کر کے میرے ساتھ کر دو ورنہ مین خود اندر باغ کے آتا ہون
اور ملکہ کو سوار کر کے لیے جاتا ہون بس یہ سنتا تھا کہ رفیع البخت نے نعرہ کیا کہ یا حق او قرمساق
مین آ پہونچا تو کیا جھک مارتا ہی دور ہو یہان سے اگر اب قدم آگے بڑھایا تو سر قلم کر دونگا۔ یہ
سنکے الماس کج گردن پکارا کہ او فقیر کیون تیری شامتین آئی ہین کہ سپاہیون سے الجھا ہے
سب فساد تیری ہی ذات سے کے ہین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو ملکہ کو میرے حوالے کر اور تیرا جہان
جی چاہے چلا جا ورنہ جان مفت مین جائیگی اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ یہ کہکر اسنے مرکب کو پیچھے ہٹایا اور
نیزہ سنبھالا۔ رفیع البخت مرکب کو جھپٹ کر سامنے آئے اور فرمایا کہ ملعون تجھے اپنی سپہ گری پر
ناز ہی لا ضرب بہادری کی دیکھون تو سہی کہ تو کیسا جری و بہادر ہی الماس کج گردن نے نیزہ کو
گردش دیکر سینہ بکینہ شاہزادہ پر وار کیا۔ رفیع البخت نے بغل کشادہ کر دی اور نیزے کو بغل
مین داب کر جو کن دیا تو توڑ کے پھینک دیا۔ الماس کج گردن نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار
کمر سے کھینچکر پکارا کہ معلوم ہوتا ہی تو کسی مرشد کامل کا بتایا ہوا ہی لے اسے یہ پیغام قضا ہے
یہ کہکر تلوار ماری رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ
الماس کج گردن اوندھے منھ عیال مرکب پر آ رہا بس رفیع البخت نے دوسرا ہاتھ دراز کر کے کمر بند
کا بند پکڑا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا تو مثل برگ درخت کے ہاتھ پر بلند کر لیا
قیطاس کج گردن نے دیکھا کہ فقیر نہایت شہزور نکلا بس تلوار کھینچ جھپٹا اور پکارا کہ او فقیر تو
بڑا اس سے معلوم ہوتا ہی چونکہ کسیقدر فاصلے سے تھا اب یہ شاہزادہ کی طرف آ رہا ہی اور شاہزادہ
رفیع البخت الماس کج گردن کو ہاتھ پر بلند کیے ہوے ہین الماس تڑپ تڑپ کے لنگر بار
رہا ہی رفیع البخت کہہ رہے ہین کہ پھڑک لے اب تھوڑی دیر مین قضا نزدیک ہی کہ یکایک جانب
صحرا سے بادلا گرد کا اٹھا اور آن واحد مین قریب ہو کر شق ہوا دیکھا رفیع البخت نے کہ نہیب
مغربی گھوڑے کو دوڑائے ہوے چلا آتا ہی نہیب نے آتے ہی نہیب دی کہ باش اے
کافران ہیجا مین آ پہونچا خبردار باغ کی طرف بڑھنے کا قصد نکرنا منم نہیب مغربی لیکن غور سے
جو نہیب مغربی نے دیکھا تو شاہ صاحب ایک پہلوان کو ہاتھ پر بلند کیے ہوے ہین اور دوسرا
بارادہ پیکار شاہ صاحب کی طرف بڑھ رہا ہی ایسا نہو کر شاہ صاحب کو گزند پہونچے بس اسنے دوڑ مین
مرکب کو رانون مین مسلا اور آواز دی کہ او کبر کہان جاتا ہی اور شاہ صاحب سے کہا کہ مین آ پہونچا
ایسا بہادر نہ جانتا تھا نہ گھبرایئے گا کہ مین آ پہونچا نہیب مغربی ابھی دو چار قدم کے فاصلے سے
تھا اور قیطاس کج گردن قریب رفیع البخت کے پہونچ چکا تھا چاہتا تھا کہ وار کرون کہ رفیع البخت
نے الماس کج گردن کو قیطاس کج گردن پر اس زور سے کھینچ مارا کہ دونون وصل ہو گئے اور آپس مین
ٹکرا کے چکنا چور ہو گئے اور زمین پر مردہ ہو کے گرے اہل لشکر نے جو دیکھا کہ سردار ہمارے مارے
گئے شور کرتے ہوے دوڑے کہ ارے مار لو اس فقیر کو غضب کیا اسنے کہ ایسے پہلوانان نامی
کو مارا یہ بھی زندہ بچ کے نہ جانے پائے کفار یہ شور مچاتے ہوے چلے۔ رفیع البخت نے تلوار
کھینچی اور حملہ کیا نہیب مغربی بہ شان و شوکت دیکھکر عاشق ہو گیا پکارا کہ ای رفیع شاہ کیا کہنا

اور خود بھی تلوار کھینچکر لشکر پر گرا یہ دونون دلیر اُسی دریاے لشکر کو مثل نہنگ کے چیر رہے
تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب و ماہتاب ابر سیہ مین کبھی ڈوبتے ہین کبھی نکل آتے ہین
تلوارین چمک چمک کے گر رہی ہین جسپر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کفار شور کرتے ہین کہ
بھاگو یہ بغیر سردارون کے خون کا بدلہ لیے ہوے قدم نہ ہٹانا یہ دو کس کس کو قتل کرینگے
اور کہانتک لڑینگے کہ اک مرتبہ گرد اُڑی لشکر الماس کج گردن کے سوار یہ سمجھے کہ زلزال کو خبر
پہونچ گئی ہے اُسنے کمک بھیجی ہوگی لیکن دامنہ گرد جو شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ لشکر نہیب کے
دس ہزار سوار ہین اُنھون نے دیکھا کہ ہمارا مالک اکیلا سرگرم پیکار ہے بس آتے ہی یہ بھی لشکر
الماس و قیطاس پر گرے انکا گرنا تھا کہ فوج تہ و بالا ہوگئی اور قدم اُٹھ گئے قرار بر قرار لیا
دور تک سواران لشکر نہیب انکو پسپا کیے ہوے چلے آئے آخر نہیب مغربی نے آواز دی
کہ پلٹ آؤ بھاگتے کا پیچھا نہین کرتے ہین اب یہ لشکر پھرا نہیب مغربی نے شاہ صاحب
کے ہاتھ چومے اور کہا کہ نہیب فقیر کا بیٹا ہین پورے سپاہی ہین سرمست بھی دروازہ
باغ سے نعرہ زنین کرتا ہوا آگے بڑھا نہیب مغربی نے سرمست سے کہا کہ تم ملکہ کو لیکر
قلعہ کی طرف چلو اب مین ہرگز ملکہ کو نہ دونگا جسکو دعوی ہو وہ آکر لیجائے سرمست نے
ربیع البخت کی طرف دیکھا ربیع البخت سمجھ گئے کہ اجازت خواہ ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے اسنے
بڑھکر ملکہ کا محافظ کون ہوگا سرمست نے تو ملکہ کو سوار کرایا اور لیکر جانب قلعہ جبل الحدید
روانہ ہوا اور نہیب مغربی نے ربیع البخت سے کہا کہ اب آپ بھی قلعہ مین تشریف لیچلیے
فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے لیکن سواری ملکہ کی داخل قلعہ ہوے اُسوقت مین چلونگا
اسلیے کہ مبادا زلزال کسی اور کو بھیجے یا خود آجاے اب یہ دونون شیر بیشہ شجاعت انتظار
مین کھڑے ہین دس ہزار جوان پرے جمائے کھڑے ہین لیکن اب کچھ حال اُن بھاگے
ہوے لوگون کا سنیے کہ زلزال دربار سنجاب مین بیٹھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے سردار
ایسے نہین ہین جو خالی پھرنے والے ہون اے سنجاب شاہ مغربی یہ آپ نے اچھا
نہ کیا اسکا انجام بہتر نہ ہوگا کہ درویش کو بھی مین گرفتار کر لیجاؤنگا یا درویش کا سر لیجاؤنگا
سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ درویش اگر تم سے لڑے تو تمھین اختیار ہے اور اگر درویش
نے تعرض نکیا اور تمھنے درویش پر دست اندازی کی تو پھر مجکو بھی تم سے لڑنا پڑیگا ہے
درویش کیواسطے مین نے اس بات کو گوارا کیا کہ دختر کی شادی تمھارے ساتھ کردی اب اگر
درویش خود لڑنے پر آمادہ ہو تو مجھے بحث نہین ہے یہ باتین صمصام مغربی اور قمقام مغربی اور نہیب
مغربی کے خلاف گذرین اور انھون نے پہلو بدلے لیکن سنجاب شاہ نے چشم نمائی کرکے
انھین روک دیا کہ یکمرتبہ سیہ گوش گلیم پوش عیار زلزال دوڑا ہوا آیا اور عرض کی کہ دونون
سردار آپکے درویش ربیع کے ہاتھ سے مارے گئے فوج نے فقیر کو گھیر لیا تھا مگر نہیب شاہ
مغربی نے آکر درویش کی مدد کی اور آپکے لشکر کو شکست دی بس یہ سننا تھا کہ زلزال نے
سنجاب کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب کہیے اتنی شرکت آپکی ہوئی سنجاب شاہ نے کہا کہ اگر فرزند
میرے حکم سے درویش کی طرفداری کرتا تو یہ کہنا تمھارا درست تھا مجھے اس معاملہ سے اب کچھ
تعلق نہین ہے نہ مجھ سے کسی بات کی شکایت کرنا جو میرا کام تھا وہ مین کرچکا کہ عقد دختر کا تمھارے

ساتھ کر دیا اگر تمھارے بازوؤں میں طاقت ہی تو دراندازوں سے چھین لو یہ نہیں ہو سکتا کہ میں
تمھاری طرف ہوکر فرزند سے لڑوں زلزال نے کہا کہ میں کسی کی مدد کا خواستگار نہیں ہوں یہ
کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر باغ سرمست کی جانب روانہ ہوا اِدھر
فرزندان سنجاب نے عرض کی کہ حضور ہمکو روکتے ہیں اور یہ ملعون زبان درازی کرتا ہی سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ اگرچہ اب لڑائی میرے فرزند سے آپڑی ہی مگر میں ہرگز دخل ندونگا تم اِس
باب میں بولو کہ خلاف عہد ہوتا ہی یہ دونوں خاموش ہو رہے بعد اسکے سنجاب شاہ مغربی
محل میں داخل ہوا اور ملکہ جمیلہ خاتون سے اپنے فرزند کی شرکت کا حال بیان کیا ملکہ نے
کہا جانے تعجب ہی کہ وہ سوا ہمارے پارہ جگر سے لڑنے جاے اور تم دخل نہ دو سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ میں اگر شریک ہونگا تو میری بدنامی و رسوائی ہی فرزند میرا موم کا بنا ہوا نہیں ہے
لیکن یہ نہیں معلوم کہ ملکہ کو باغ سے کون لے آیا اور کسکے حکم سے لایا ملکہ نے کہا سرخیل عیار
میرے پاس آیا تھا اُسنے یہ بات بیان کی کہ صاحبزادے بھی اس شادی سے خلاف ہیں اور
مجھے بھی منظور نہ تھا تمنے بھی مجبور ہوکر شادی کی خوشی تمھاری بھلی نہ تھی خود ملکہ بھی جان دینے پر
آمادہ تھی سرخیل از روے خیرخواہی باغ سرمست سے ملکہ کو لے آیا اور اسنے آکر مجھ سے
اطلاع کی اور یہ بیان کیا کہ دشمن ملکہ کی جان پر کھیل جاتے تو سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آتا اِس
مصلحت سے میں نے بجاے ملکہ اک بڑھیا عورت کو ملکہ کی صورت بنا کر زلزال کے ساتھ رخصت
کر دیا لیکن اب دیکھا چاہیے کہ اِس لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہی وہاں زلزال بن طلخال چالیس
ہزار سوار ساتھ لیے ہوے تلاش رفیع البخت میں قریب باغ سرمست فیلزور کے پہونچا
دروازہ باغ پر رفیع البخت اور نہیب مغربی باتیں کر رہے تھے کہ گرد اڑی بس نہیب مغربی نے
اپنے لشکر کو آراستگی کا حکم دیا اور رفیع البخت سے کہا کہ آثار آمد لشکر کے معلوم ہوتے ہیں
شاہزادہ رفیع البخت رکب کو جنبش دیکے آگے بڑھ گئے زلزال دامنہ گرد سے نمودار ہوا اور پکارا کہ او
درویش سرکش کہ اب تو شاہ ہوں اور شہزادوں کے معاملہ میں بھی دخل دینے لگا دریوزہ گری کا کاسہ
بھول گیا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ او ملعون میں تو گدا نہیں ہوں تجھ ایسے نہیں معلوم کتنے حق
آزاد کر دیے ہونگے اور بہت سے اب بھی وابستہ دامن دولت ہیں تو نے مجھے فقیر نہ سمجھ میں
فقیر بھی ہوں اپنے پیدا کرنے والے کا فقیر ہوں جو کچھ طلب کرتا ہوں اسی سے طلب کرتا ہوں
اور جو کچھ مجھے دیتا ہی وہی دیتا ہی۔ زلزال نے کہا کہ تمھاری ملکہ کہاں ہی رفیع البخت نے کہا کہ
ملکہ میری جیب میں ہی جو تو مجھ سے پوچھتا ہی زلزال نے کہا کہ تو نے میرے سرداروں کو کیوں
مارا۔ رفیع البخت بولے کہ اُن سے اور دونوں نے کیوں باغ کو گھیرا نہ وہ مجھ سے لڑتے نہ مارے
جاتے زلزال نے کہا کہ مجھے سنجاب شاہ کا خیال ہی کہ اُسنے اپنی دختر دینا گوارا کیا اور تم
دینا گوارا نہ کیا نہیں معلوم تو نے سنجاب پر کیا سحر کیا ہی اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو
سنجاب شاہ مغربی کو ملال ہوگا مگر اب جو کچھ ہو میں تیرے قتل میں دریغ نکرونگا اسلیے کہ تو
درانداز ہوا اور تیرے ہی وجہ سے میں ملکہ بے قابو نہ پاسکا لہذا ہوشیار ہو جا یہ دیکھنا کہ آگاہ
نہ کیا تھا میں تیرے قتل میں دریغ نکرونگا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ جو تجھ سے ہو سکے قصور
نکرنا بس زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا زلزال نے تلوار کی

رفیع البخت نے مرکب کو دبایا کہ کلائی پکڑلون قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ گھوڑے نے
سکندری کھائی جتنا کہ رفیع البخت سنبھلین سنبھلین تیغہ سر پر بیٹھا اور تا دوابرو اُتر گیا رفیع البخت نے
داستانہ مارا تیغہ کھنچکر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی یہ حال دیکھکر نہیب مغربی
نے نہیب دی کہ او زلزال نامرد تجھے شرم نہین آتی کہ زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی یہ کہکر گھوڑا دوڑا دیا
اور سامنے زلزال کے جا پہونچا۔ رفیع البخت زخم کاری کھا چکے تھے بیہوش ہو گئے ادھر
زلزال نے نہیب مغربی کو تلوار ماری نہیب مغربی نے وار اُسکا سپر پر لیا تھا تلوار کو بیچ مین
ضامن ویا تلوار سے چار اُنگل سپر کو کاٹا اور نکل گئی نہیب مغربی نے تلوار ماری زلزال نے
بھی سپر بلند کی لیکن تلوار نہیب مغربی کی سپر پر پڑے جو اُچھٹتی ہی تو سر مرکب پر پڑی گردن مرکب
زلزال کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ مارا زلزال نے زین خالی کیا نہیب مغربی تلوار کھینچ کے
زلزال کے لشکر پر جا پڑا اور سپرا جہان نہیب مغربی بھی آ پڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی
زلزال نے جلدی سے دوسرا مرکب طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر یہ بھی معروف پیکار ہوا چونکہ
رفیع البخت بیہوش تھے مرکب نے باگ ڈھیلی پائی چل کھڑا ہوا اور اپنی وفاداری کے موافق
سوار کو میدان جنگ سے بچاکر نکال لیگیا یہان دونون لشکر غٹ پٹ تھے تلوار چل رہی تھی یہ
خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ شاہ صاحب تو ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوئے انکا سپاہی
اب آپ کے فرزند سے اور زلزال سے جنگ ہو رہی ہی سنجاب اس خبر کو سنکے بیقرار ہوا مگر ضبط
سے کام لیا صمصام مغربی وغیرہ نے پھر عرض کی کہ اب ہمین کیا حکم ہوتا ہی سنجاب شاہ مغربی
نے انکو پھر روکا وہان لشکر زلزال اور فوج نہیب مغربی مین خوب تلوار چلی یہانتک کہ زلزال سے
اور نہیب مغربی سے پھر سامنا ہوا زلزال نے تلوار ماری نہیب مغربی نے سپر بلند کی اسلیے
مرکب نے بھی مثل مرکب رفیع البخت کے سکندری کھائی جونہی نہیب سامنے جا رہا تیغہ
سر پر بیٹھا تا دوابرو اُتر آیا نہیب مغربی نے داستانہ مارا کہ تیغہ کھنچکر سر سے نکلا لیکن چادر خون
کی سر سے باہر آئی لوگ نہیب مغربی کے دوڑ پڑے بیچ مین آ گئے نہیب مغربی کے زخم زیادہ
کھا بیٹھا جلدی سے زخم سر کو باندھ کر پھر معروف پیکار ہوا اب زلزال تو لڑتا ہوا باغ سرسبت
کی طرف بنجال ملک کے چلا اور نہیب مغربی نے اُس ہجوم سے نکلکر قلعہ کا رخ کیا زلزال نے
بھی کہا کہ نکل جانے دو جو مطلب تھا وہ حاصل ہوا جاتا ہی غرضکہ نہیب مغربی صاف نکلا ہوا
چلا گیا اور زلزال داخل باغ ہوا دیکھا تو باغ مین سناٹا ہی قصر خالی پڑا ہی اسباب تک
نہین ہی بس اسنے منھ پیٹ لیا کہ مین نے بڑا دھوکا کھایا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ کو پہلے ہی سے
قلعہ مین بھیجدیا خیر سمجھا جائیگا چونکہ دو سے لڑ چکا تھا اور زخمی کر چکا تھا نہایت خوش و خرم
پلٹ کے بارگاہ سنجاب مین آیا اور اپنی شجاعت بیان کرنے لگا کہ یون مین نے فقیر کو زخمی کیا
اور اسطرح نہیب مغربی کو زخمی کیا آخر وہ بھاگ کر قلعہ مین چلا گیا اے سنجاب شاہ اب مین
طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر دھاوا کرتا ہون تمھین جو محبت ہے فرزند سے تمام کرنا ہو وہ تمام کرلو پھر
مجھ سے شکایت نکرنا جب وہ مجھ سے لڑیگا تو مین کوتاہی نکرونگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا
کہ تجھے کیونکر یقین ہی کہ نہیب مغربی اپنی بہن کو قلعہ مین لیگیا ہی ذرا تامل کرو مین خبر اپنی
بھیجکر اپنے فرزند سے دریافت کرلون اگر اُسنے اقبال کیا کہ ملکہ میرے قلعہ مین ہی اور یہ بھی جانتا

کیا کہ مین ملکہ کو نہ دونگا اُسوقت تم قلعہ پر دھاوا کرنا مین تعرض نکرونگا نہ اپنے فرزند پر زیادہ زور
ڈال سکتا ہون اسلیے کہ اگر مین ملکہ کا باپ ہون تو وہ بھائی ہی اُسکو بھی ملکہ پر اک قسم کا اختیار
حاصل ہی تم اُسسے بھی میری اطاعت کیا کم کی کہ تجھے شادی کرنے کو منع نہین کیا اب اگر زیادہ مین
اُس سے کہونگا تو وہ ظاہر بظاہر مجھسے برخلاف ہو جائیگا اُسوقت کیا کرونگا زلزال نے کہا اسکا
مضائقہ نہین ہی اسیوقت سنجاب نے اک نامہ اپنے فرزند نجیب مغربی کے نام تحریر کیا ۔
مضمون نامہ یہ تھا کہ اے فرزند اگر تم ملکہ کو قلعہ مین لے گئے ہو تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہی
کہ سوار کرکے زلزال کے یہان بھیجدو اور اگر مناسب نہ جانو تمھین اختیار ہی مین اس معاملہ
مین دخل نہین دیسکتا کہ زبان ہار چکا ہون تمسے اور زلزال سے جنگ ہوگی اپنے نیک و بد
اچھی طرح سمجھ لو یہ نامہ اپنے عیار نسیم مغربی نے ہاتھ جانب قلعہ جبل الحدید روانہ کیا اب
انکو تو انتظار جواب مین چھوڑا جاتا ہی جبتک

کچھ حال زینت تاج وتخت شاہزادہ رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہی

کہ انکو جو گھوڑا لیکر نکل گیا تھا جاتے جاتے اک دریا کے کنارے پہونچا پانی پیا پھریری لی ۔
رفیع البخت پشت مرکب سے زمین پر آرہے یہ دریا باغ قیصر تیغزن کی طرف سے ہوکر ملک عروج
کو چلا گیا ہی قیصر تیغزن بتیس ہزار جوانون کا افسر ہے اور سنجاب شاہ مغربی کی طرف سے اس
سرحد کا نگہبان ہی قصر اسکا کنارے دریا کے ہی اسوقت قیصر تیغزن کنارے دریا کے بیٹھا
ہوا شکار ماہی مین مصروف تھا کہ دیکھا اسنے پانی جو بہکر آتا ہی اسمین تھوڑی سرخی معلوم ہوتی
ہی اسکو خیال ہوا کہ شاید کسی نے شکار کرکے جانور کو کنارے دریا کے ذبح کیا ہے
وہ خون دریا مین بہکے اسطرف آیا ہی اسنے اپنے ملازمین سے کہا کہ جاکر دیکھو تو کس شخص
نے کنارے دریا کے شکار کیا ہی جبکہ تم لوگون سے تاکید کردی تھی کہ کوئی شکاری اس
مقام پر شکار وغیرہ ذبح نہ کیا کرے کہ پانی خراب ہوتا ہی لوگ قیصر تیغزن کے باغ سے نکلے
اور کنارے دریا کے آئے تو دیکھا کہ مرکب خالی کھڑا ہی اور اک آفتاب شفق مین ڈوبا ہوا
کنارے دریا کے پڑا ہوا ہی یعنے اک جوان زخمی پڑا ہوا ہی اور اُسکے سر کا خون پانی مین بہکے
جاتا ہی بس یہ لوگ اُلٹے پاؤن پھرے اور آکر قیصر تیغزن سے بیان کیا قیصر تیغزن نے کہا
کہ اس جوان کو اُٹھا لاؤ لوگ گئے اور شاہزادہ رفیع البخت کو اٹھا کے لے آئے مرکب کو لیجا کے
اصطبل مین باندھ دیا قیصر تیغزن چونکہ مرد حق پسند ہمدرد دوست ہی اور فن جراحی کو بھی جانتا ہی
اسنے زخم سر دھوکر اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے اور بتی مرہم کی چڑھا کر زخم سر کو باندھا اور آہستہ
آہستہ سینکنا شروع کیا اُسوقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا کہ اے جوان خدا تجھکو جزاے
خیر دے تو کون ہی قیصر تیغزن نے کہا کہ مین لشکر سنجاب مغربی کے بتیس ہزار جوانون پر افسر ہون
اور اس مقام کا نگہبان ہون اب آپ اپنے نام ونشان سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون ہین شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ مین اک مرد فقیر ہون اسی لباس فقیری سے تمھارے ملک مین آیا
بادشاہ نے مجھپر عنایت کی لیکن زمانے نے یہان بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا کہ زلزال برجنگ
آیا اور بجبر دختر بادشاہ سے عقد کیا یہ فعل اُسکا سب کے خلاف گزرا دختر بادشاہ کو سخت [illegible]

نے نجانے دیا آخر جنگ ہوئی اسی جنگ میں میں بھی زلزال کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ سنکے قیصر
تیغزن نے ہاتھ آنکھوں سے لگائے اور کہا کہ میں ایسے افسانے سن چکا ہوں کہ آپ نے
باغ ملکہ کا سر سبز کر دیا نہنگ کو جا کے مارا آپ بندۂ مقبول ہیں اس خدمت کی صلہ میں چاہتا ہوں
کہ میرے واسطے بھی کچھ دعا کیجیے۔ رفیع البخت نے اسکو دعا دی کہ خدا تجھے ہدایت کرے
تاکہ انجام تیرا بخیر ہو یہ دنیا چند روزہ ہے راحت و آرام تکلیف و آسایش سب طرح گزر جاتی
ہے خدا ابد الاباد کی زحمت سے بچائے جو دعا اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ دعا دی۔
یہ کلمات سنکر قیصر تیغزن نے کہا کہ جب اسطرح یاد خدا اور فکر انجام ہو تو قبولیت کا درجہ
حاصل ہوتا ہے سوا اس دعا کے میں کسی دعا کا محتاج بھی نہ تھا خدا کا دیا سب کچھ ہے
اب رفیع البخت کا علاج ہونے لگا آٹھ روز میں زخم سر بالکل اچھا ہو گیا اور شاہزادے
نے غسل صحت کیا۔ قیصر تیغزن نے اس غسل صحت کی خوشی میں جشن کیا بعد جشن عرض کی
کہ ایک بات ناگفتنی ہے نہ کہے بنتی ہے نہ بوجھے بنتی ہے گو کہ ہم مشکل و گرنہ گویم مشکل فرمایا
بیان کرو ع مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + قیصر تیغزن نے
تخلیہ کر دیا اور عرض کی کہ مجھے خداوندی کے معاملے میں الجھن رہا کرتی ہے میں اکثر خیال کیا کرتا
ہوں کہ اصل خدا کون ہے یوں تو ہم لوگوں میں ہونے دو سو خداوند کہلاتے ہیں مگر سب ایسے
تھے کہ مثل بندوں کے چند روز ظاہر رہے اور جسطرح بندے موت کے پنجہ میں آکر دنیا کو
ترک کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی مر گئے تو یہ کیسے خداوند تھے شاہ لقین کو تو جانے دیجیے
ابھی کل کی بات ہے کہ خداوند لقا کا کیا جاہ و حشم تھا اٹھارہ ہزار ملک باختر زیر نگین تھے
عالم عالم مطیع تھا سیکڑوں ساحر ہزاروں پہلوان سجدہ کرتے تھے لیکن چند خداپرستوں
نے ساری خداوندی بگاڑ دی اور بھاگتے بھاگتے پریشان ہو گئے اور خداپرستوں کے ہاتھ سے
مفر نہ ملی آخر حمزہ عرب نے انکو دار پر کھنچوا کے تیرباران کر دیا یہ کیسا خداوند تھا جسکا زور بندوں سے
نہ چل سکا اب سارق نے دعوائے خداوندی کیا ہے اور ہمارا بادشاہ اسکا پیغمبر بنا ہے مجھے
ان باتوں پر ہنسی آتی ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب گمراہ ہیں سلطنت کے زور پر خداوند بن
بیٹھتے ہیں خدائے حقیقی کوئی اور ہی ہے جس سے کسی کا زور نہیں چلتا اگر آپ اس معاملہ
کو سمجھے ہوں تو مجھے بھی سمجھا دیجیے۔ رفیع البخت مسکرائے اور فرمایا کہ اے قیصر تیغزن جو
دعا میں نے تیرے واسطے کی تھی وہ قبول ہوئی یہ اسی کا اثر ہے کہ تو نے حق جوئی کرنا شروع
کی اور بیشک تو راہ راست اختیار کریگا جو کچھ تو سمجھا ہے سب صحیح ہے اگر تجھے خدا کی تلاش ہے
تو خدا کو پائیگا پیغمبر کی تلاش ہے تو پیغمبر بھی ملجائیگا پہلے میں تجھے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں
یقین ہے کہ تو اسکو سنتے ہی بہت جلد سمجھ جائیگا اے قیصر تیغزن ہماری تمثال خدا کے ساتھ ایسی ہے
جیسے کمہار کے کھلونوں کے ساتھ صنعت صانع کی کنہ حقیقت کو نہیں جان سکتے اور جیسا صانع
ہوتا ہے ایسی صنعت ہوتی ہے ادنی سی بات یہ ہے کہ اگر کوئی کمہار یہ چاہے کہ میں لاکھوں تصویریں
مٹی کی بنا ڈالوں اور ایک صورت دوسری صورت سے مشابہ نہو تو غیر ممکن ہے دیکھو صنعت صانع
حقیقی کی کہ جو دو بھائی ایک وقت میں توام پیدا ہوتے ہیں گو کہ وہ ایک نطفہ سے ہوتے ہیں
ایک شکم میں پرورش پاتے ہیں لیکن پھر بھی صورتوں میں فرق ہوتا ہے ہر صورت کی یکسانی

اُسکے صانع کی وحدانیت کو بتا رہی ہی جسطرح کمہار کے کھلونے کمہار کے بگاڑ ڈالنے پر قادر
نہیں ہیں اسیطرح بندے خدا کو آزار نہیں پہونچا سکتے کمہار جب چاہے اپنی بنائی ہوئی چیزون
کو بگاڑ ڈالے اور پھر ویسی ہی بنالے اسیطرح خداے حقیقی جسے چاہتا ہی مار ڈالتا ہی جسے
چاہتا ہی پیدا کر دیتا ہی ساحر شمشس نے اپنی موت کا کیا کیا تحفظ نہیں کیا لیکن عمرو ایسے
بے دست وپا نے جو سحر کا ایک لفظ بھی نہ جانتا تھا دریا سے نکالکر ساحر شمشس کو مار ڈالا
ساحر شمشس عمر کا کچھ نہ کر سکا چونکہ بقا سوا ذات پروردگار عالم کے کسی کو نہیں ہی اس سبب سے
نہ کوئی ہمیشہ جیا ہی اور نہ جیے گا اگر بہت سے خدا ہوتے تو آپس مین لڑائیان ہوتین اور نظام
دنیا مین فرق آتا جو چیزین پانی سے پیدا ہوتی ہین وہ آگ سے پیدا ہوتین یا اور کوئی صورت
ہوتی ایک خدا دوسرے خدا کی خدائی مٹا دیتا اور برباد کر دیتا علاوہ اسکے انواع و اقسام کی
خرابیان پیش آتین روزمرہ دنیا پیدا ہوتی اور برباد ہوتی لہذا خوب گوش ہوش سے سن
کہ خدا وہ ہی جو مثل بندے کے نہو خدا وہ ہی جسنے سبکو پیدا کیا ہی اور وہ کسی سے پیدا نہیں
ہوا ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا خدا نہ کبھی بچہ تھا اور نہ جوان ہوا نہ بوڑھا ہوگا نہ مریگا خدا
ہر مقام پر موجود ہی اور پھر کہین نہیں ہی خدا ہمکو دیکھتا ہی ہم خدا کو نہیں دیکھ سکتے یہ باتین سنکے
قیصر تیغزن کی آنکھین کھل گئین اور عرض کی کہ آپ اپنے دین و آئین سے مجھے آگاہ فرمایئے
اور طریقے عبادت خدا کے تعلیم فرمایئے بیشک آپکا دین حق ہی رفیع البخت نے کلمۂ طیبہ تلقین
فرمایا قیصر تیغزن از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ خدمت رسول مقبول مین جائیگا
تو مجھے بھی لیتے جائیگا تاکہ مین خداے حقیقی کے پیغمبر کو دیکھون اور زیارت سے مشرف ہون
فرمایا کہ انشاء اللہ جب مین خانہ کعبہ جاؤنگا تو تجھے ساتھ لیتا جاؤنگا اب چند اوصاف پیغمبر خدا
کے بھی سن لے کہ پڑھے پڑھائے ہوے پیدا ہوے کسی نے اُنکو تعلیم نہین کیا اور تمام
علوم پر وہ حاوی ہین چونکہ نور خدا سے پیدا ہوے ہین جسم مبارک بے سایہ ہی کوئی بات
زبان سے بغیر حکم خدا نہین کرتے چاند کو ایک اشارہ انگشت سے شق کیا مین اُنکے غلامون
کے برابر بھی رتبہ نہین رکھتا قیصر تیغزن محو ہو گیا اور اسکو شوق لقاے پیغمبر برحق پیدا ہوا
اب اُسنے عبادت کے طریقے اصول دین و فروع دین حاصل کرنا شروع کیے اور قصد مسجد
بنانے کا کیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ جبتک تمام ملازم و اہل لشکر راہ راست پر نہ آئینگے اُسوقت
تک مین کچھ نہ کر سکونگا یہ سوچ کے اُسنے ایک محفل عظیم منعقد کی اور سبکو جمع کر کے آپ
اک بلندی پر کھڑا ہوا اور کہا کہ ایہا الناس تم مین کوئی یہ کہہ سکتا ہو کہ ہم کبھی نہ مرینگے کسی نے جواب
نہ دیا اور دل مین کہا کہ ایسا کوئی نہیں ہی جو نہ مرے پھر قیصر تیغزن نے کہا کوئی یہ بھی بتا سکتا ہی
کہ جو مرے وہ سو خداوند زمانہ خداوندی مین جسطرح تھے اور نظر آتے تھے وہ پھر بھی دکھائی دیے
پھر کہا کہ اگر وہ مر نہیں گئے تو کیا ہوے اور جب وہ مر گئے تو خداوند کا ہمکو تھے تم مین اور
ہمین فرق کیا ہوا پھر کہا کہ اگر وہ خداوند نہ تھے تو جو خداے حقیقی ہی اُسے چھوڑ کر بندے
کو خدا کہنا خداے حقیقی کے خلاف ہوگا یا نہیں اب تو لوگون نے کہا کہ ضرور خلاف ہوگا قیصر
تیغزن نے کہا کہ جو ناخوش ہوگا وہ کیونکر پیش آئیگا سب نے کہا کہ بُری طرح قیصر تیغزن نے
کہا کہ اگر خداے حقیقی کی خوشنودی کیجاے تو کچھ امید منفعت ہی یا نہیں سب نے کہا کہ ضرور

اور اگر نفع بھی ہو تو یہ کیا کم ہے کہ غضب سے بچتے ہیں ایک بادشاہ کسی سے ناراض ہوتا ہے تو
کیا کچھ اذیت نہیں پہونچا سکتا ہے نہ کہ خدا اور اگر ایک بادشاہ خوش ہوتا ہے تو کیا کیا مرتبے
عنایت کرتا ہے خدا خوش ہوگا تو کسقدر سرافراز کر سکتا ہے لہذا تم سب کو چاہیے کہ شغل خیر
حق پرستی اختیار کرو اور ساریق بن لقا پر لعنت کرو کہ وہ کافر ہے اور خدا کو بھولا ہوا ہے ایک
روز اسکو بھی مثل اسکے بھائی لقا کے بارگاہ احدیت سے سزا ملیگی اور یہ بھی ذلیل و رسوا
ہو کر در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھریگا اور اس تازہ مہمان کے شکرگزار ہو جسکی بدولت راہ راست پر
چلے اور کفر کے طوفان سے نجات پائی سبنے باواز بلند کہا کہ ہمنے اطاعت کا آپکی بہت اچھا
پھل پایا کہ انجام بخیر ہوا ہمیں کوئی عذر و انکار نہیں ہے اب قیصر تیغزن بیٹھ گیا اور رفیع البخت
نے لوٹے ہوئے سبکو کلمہ تلقین فرمایا تیس ہزار آدمی ایک وقت میں مسلمان ہوا شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ ایک مسجد تعمیر کرو اور اسمیں نماز پڑھا کرو اور ایک منبر بناؤ کہ جبتک
میں اس مقام پر ہوں تم لوگوں کو آئین اسلام سے آگاہ کرتا رہونگا سبنے قبول کیا
رفیع البخت نے اپنے ہاتھ سے سنگ بنیاد نصب کیا اور مسجد بننے لگی ہر شخص بافتخار
جانکر شریک تعمیر تھا تیسرے روز مسجد تیار ہو گئی اب رفیع البخت روز وعظ فرماتے ہیں
قضائے کار و اتفاقات روزگار سے گوش کلیم پوش عیار بالادوی کرتا ہوا اسطرف
بھی آنکلا اور اسنے شاہزادہ رفیع البخت کو پہچانا یہ تو لقم زلزال سے تلاش میں انکی نکلا ہی
تھا بس اسکو فکر پیدا ہوئی کہ کسی طرح انکو گرفتار کر کے لیجانا چاہیے بس اس ملعون نے صورت
اپنی اک فقیر کی بنائی اور آکر سوال کیا کہ بابا کچھ خدا کے نام پر دے قیصر تیغزن کھٹکا کہ اس
ملک میں خدا کے نام لینے والے کہاں یہ کون شخص ہے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے
رہنے والے ہو اور یہاں کب آئے فقیر مکار نے کہا کہ میں ترکستان میں پیدا ہوا تھا
شوق فقیری میں فقرا کی خدمت کی اب یہ نوبت پہونچی کہ گرو مر گیا چیلے تباہ ہو گئے بھیک
مانگتا ہوا ادھر بھی آنکلا اس ملک میں کوئی خدا پرست نہ دکھائی دیا لوگ نام خدا سنکے نفرت
کی آنکھوں سے دیکھتے تھے آخر میں نے نام خدا کا لینا چھوڑ دیا اس مقام پر پہونچ کے
خدا کا نام لینے والے نظر آئے اس سے میں نے خدا کے نام پر مانگا۔ رفیع البخت نہایت
خوش ہوئے کہ یہ بھی مرد مسلمان ہے فرمایا کہ آج تو ہمارا مہمان ہے بھائی ہم بھی فقیر ہو کر اس ملک
میں پہونچے تھے ہمارے تیرے خوب سنے گی قیصر تیغزن نے کہا کہ اے شہریار مجھکو یہ مکار
معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ نہیں بدگمانی کیا کرتا ہے مومن کی طرف گمان بد لیجانا چاہیے قیصر تیغزن
خاموش ہو رہا۔ رفیع البخت نے اپنے ساتھ اسکو کھانا کھلایا اور اپنے ہی خیمہ میں رہنے کو
جگہ دی اس ملعون نے رات کو اٹھکر رفیع البخت کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے پشت خیمہ
چاک کر کے لے نکلا راستے میں اسکو خیال آیا کہ قیصر تیغزن کو بھی لیجانا چاہیے ورنہ یہ مطیع
ہو چکا ہے اس فقیر کی طرف سے اڑیگا یہ سوچ کے اسنے پشتارہ تو زمین پر اک درخت کے
نیچے رکھ دیا اور آپ وہاں سے پھر پلٹا اور نگاہوں سے نگہبانوں کے بچتا ہوا خیمہ قیصر تیغزن
میں پہونچا اور قیصر کو بھی بیہوش کر کے چادر عیاری میں باندھا اور لے نکلا اب کچھ دور ایک
پشتارے کو لیجاتا ہے اور کسی مقام پر رکھ دیتا ہے پھر دوسرے پشتارے کو لیجاتا ہے اور

اور رکھ دیتا ہی اسیطرح رات بھر مین کئی کوس نکل آیا اب صبح ہوگئی قریب سنجابیہ کے پہونچ گیا کہ
اگر بالکل شل ہوگیا ہی اور دل مین خوش ہی کہ زلال بجھ سے نہایت خوش ہوگا اور بہت کچھ خلعت
و انعام عطا کریگا کہ دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین چست و چالاک وضع سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ کسی ساہوکار کی دختر ہی آدھی ساری باندھے اور آدھی اوڑھے ہاتھ پر تھال تھال مین کچھ
لیے چلی جاتی ہی قدم قدم اپنے کو چھپاتی ہوئی عجب دکھاتی ہوئی سیہ پوش گلیم پوش یہ سمجھا
کہ کوئی گانون یہان سے قریب ہوگا یہ کسی شوالے مین پرستش کے واسطے جاتی ہی حسن اسکا
دیکھا سیہ گوش کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ ہاے ظالم ذرا ادھر بھی دیکھ لے نازنین نے
تیوریان چڑھا کے دیکھا اور کہا کہ مین نے تجھپر کیا ظلم کیا جو تو مجھے ظالم کہتا ہی سیہ گوش گلیم پوش
نے کہا کہ اے ہے تو نے تو مار ڈالا نازنین الجھنے کے سے بولی کہ لو اور سنو مجھپر طوفان لیتا ہی تو مرتا
تو یہ باتین کون کر رہا کیا بکتا ہو کر مرے پیچھے پڑا ہی جا اپنا کام کر میرے گانون کے لوگ اگر
دیکھ لینگے تو اتنی جوتیان لگینگے کہ یاد کریگا اور مین مفت مین رسوا ہونگی برادری سے اٹھا
دیجاؤنگی سیہ گوش گلیم پوش نے کہا کہ اتو جو کچھ ہو سو کوئی کہتا ہی دیوانہ کوئی کہتا ہے
سودائی + محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی + نازنین بولی کہ تو ہی سودائی
ہوگا مین تو اچھی بھلی ہون اب سیہ گوش قریب نازنین کے آگیا اور ستانے کا قصد کیا
نازنین نے تھال رکھ دیا اور پھٹک کے الگ ہو رہی کہ بھڑوے بھوکا ہی تو لے آج تو ہی کھا
مین پوجا بھی نکرونگی یہ عذاب تیرے ہی سر رہا سیہ گوش بھوکا تو تھا ہی دو بشتارے
اتنی دور لایا تھا پیٹ مین خاک اڑ رہی تھی غنیمت جان کے بیٹھ گیا اور کھانے لگا دو چار
نوالے کھائے ہونگے کہ نازنین نے کہا تو اپنے حال سے آگاہ کر کہ کون ہی اسنے کہا کہ مین عیار ہون
ایک شخص کل جس سے اسوقت پیغمبر قدرت سنجاب شاہ مغربی بھی دب رہا ہی اسکے تجسم
رفیع شاہ کو پکڑ کے لیچلا ہون یقین ہی کہ بہت کچھ خلعت و انعام ملیگا اگر تو وصل میرا قبول کرے
تو سب تجھی کو دونگا اور اگر یون نہ مانے گی تو زبردستی تجھے لیجاؤنگا میرا کوئی کچھ بنا نہین سکتا
ہی یہ سنکے نازنین سہمی اور کہا کہ موے مر بھیگے تجھے کھانے کو تو نصیب نہین ہی تو دیگا مجھے کیا
یہ کہکر بھاگی سیہ گوش اٹھ کے پیچھے دوڑا بس بولتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک
مار کے دھم سے گرا نازنین نے نعرہ کیا کہ باش او مساق منم لاہور تیز گام غلام شاہزادہ
رفیع البخت اور آ کے جلدی سے بشتارے کھولے تو دیکھا کہ ایک مین شاہزادہ رفیع البخت
ہین اور ایک بشتارے مین کوئی اور سر ہوا ہے خیال ہوا کہ کوئی رفیق شاہزادہ کا ہوگا بس جلدی
سے فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر دونون کو ہوشیار کیا رفیع البخت نے جو اپنے کو صحرا مین پایا
اور عیار کو اپنے سامنے دیکھا فرمایا کیا تو ہی فقیر بن کے آیا تھا عرض کی کہ اسنے شہر یار مین فقیر
سے واقف نہین اک عیار دو بشتارے لیے جاتا تھا مین نے اسکو بیہوش کر کے بشتارے
کھولے تو آپ کو پایا۔ رفیع البخت نے کہا کہ تمکو میرا پتا کیونکر ملا اور کسطرح اس مقام تک پہونچے
لاہور نے نقوب شاہی کا لشکر اسلام مین پہنچنا اور حال دربار سنجاب شاہ مغربی کا بیان کرنا
اور تصویر دربار جسمین آپ کی تصویر بھی تھی دکھانا اور اپنا ساتھ خواجہ خضر ان کے بہارستان
مغرب کی طرف چلنا سب بیان کیا۔ رفیع البخت نے کہا کہ خواجہ کہان ہین لاہور نے عرض کی کہ

ہین ملک سنجابیہ مین ہونیکے سبب علیحدہ ہوا تھا اور آپکی تلاش مین چلا تھا اب بخیریت سلامت زندہ ہم
کسی مقام پر ہین شاہزادہ نہایت خوش ہوا اور قیصر تیغزن سے لاہور کو آگاہ کیا قیصر تو پہلے ہی
سے آگاہ بھی ہو گیا تھا کہ یہ عیار ہی شاہزادہ کا رفیع البخت نے کہا کہ اس عیار کو ہوشیار کرو
لاہور نے کہا کہ اب حضور جہان فرش ہین وہان تشریف لیجائین مین اس ملعون کو آپکی
شکل بناتا ہون اور آپ اسکی شکل بنکر جاتا ہون اور ہین پڑتا ہی تو وہ آئینہ لیکر آتا ہون جب
زلزال کو بھروسا ہی فرمایا بہتر رفیع البخت تو مع قیصر تیغزن بجانب لشکر روانہ ہوے وہان
اہل لشکر کو جو یہ معلوم ہوا تھا کہ بستر خواب پر سے شاہ صاحب اور قیصر تیغزن گم ہو گئے سب
پریشان تھے لوگ تلاش مین چار جانب دوڑ رہے تھے کہ اک مرتبہ مع قیصر تیغزن کی پہونچے
انکے آنے کی عجب خوشی ہوئی اب رفیع البخت نے قیصر تیغزن سے کہا کہ نہین معلوم وہان
زلزال سے اور نہیب مغربی سے کیا ٹھہری زلزال ملعون ضرور قلعہ پر فوج کشی کریگا اسلیے کہ ملکہ
وہین ہی قیصر تیغزن نے کہا کہ مین ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کرتا ہون اور اسی وقت
قیصر تیغزن نے ہرکارون کو حکم دیا کہ حالات شہر سنجابیہ سے اطلاع دین ہرکارے روانہ ہو
اور رفیع البخت انتظار مین بیٹھے لاہور تیزگام نے صورت سیہ گوش کی رفیع البخت کی بنائی
اور آپ سیہ گوش بنکر شتارہ سیہ گوش کا باندھا اور جانب دربار سنجاب شاہ مغربی روانہ
ہو گیا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی

اب حال اُس نامہ کا سُنیے جو سنجاب شاہ مغربی نے اپنے فرزند نہیب مغربی کو روانہ کیا تھا

راوی بیان کرتا ہی کہ نہیب مغربی بعد زخمی ہونے کے داخل قلعہ ہوا اور اہل قلعہ سے تیاری
قلعہ کا حکم دیا کہ مین تو زخمی ہون مبادا زلزال ملعون بتلاش ملکہ باغ سرمست سے پلٹ کے
ادھر آجاے تو قلعہ کو آراستہ رکھو گولندازون نے اسیوقت توپین بھر برجون پر چڑھا دین ماتے کا
متوالا کر توک کا بولا بارود کی ہنڈیا تیک کا کڑھا دسب سامان درست کرنیکے پل تختہ اٹھوالیا
خندق پر از آب کردیے یہ قلعہ بالاے کوہ واقع ہی اور نہایت محفوظ ہی اسی اطمینان پر نہیب
مغربی ملکہ کو قلعہ مین لے آیا ہی ملکہ کو جسوقت یہ خبر ہوئی کہ بھائی زلزال کے ہاتھ سے زخمی ہو
آیا ہی اور شاہزادہ زخمی ہوے مفقود الخبر ہو گیا بسبب صدمے کے بیہوش ہو گئی دلفریب
وزیرزادی نے لخلخہ سنگھا کر ہوشیار کیا اور یہ فقرہ دیا کہ مجھے خبر ملی ہی کہ شاہزادہ خیریت سے
ہی آپ پریشان نہون اور آپکے بھائی بھی زیادہ زخمی نہین ہوے ہین ملکہ کو گونہ تسلی ہوئی
مگر قرار نہین آتا بار بار پوچھتی ہی کہ اے دلفریب آخر وہ کہان ہین یہان انکا دوست کون ہی
جو ہی وہ دشمن ہی دلفریب نے کہا کہ آپ کیونکر انکی دوست ہین ملکہ سرمست کیونکر مطلع ہوا
وہ صاحب اقبال ہین جہان جائینگے انکے واسطے سب کچھ ہی کیا کشادہ ہوگا کہ جسکے
بزرگون پر کیا کیا مصیبت نہین پڑی لیکن خدا نے سب وقت خیریت سے گزار دیے
یہ اس طرح ملکہ کو سمجھاتی ہی مگر دل اسکا بھی پریشان ہی اور دعا کرتی ہی کہ خداوند آپ مجھے
سچا کرنا اصل یہ ہی کہ خدا جانے اس شہریار پر کیا گزری اور وہ کہان ہی ادھر سرمست بھی پریشان ہی

نہیب مغربی علاج زخم مین مصروف ہی کہ نامہ ستجاب شاہ کا پہونچا نہیب مغربی نے نامہ پڑھا اور
جواب مین تحریر کیا کہ مین بسبب آپکے لحاظ کے خاموش رہا ورنہ ہرگز یہ شادی ہونے دیتا حب
اطاعت مین نے ختم کردی جسطرح مین نے آپکی تجویز کے خلاف نہین کیا اسیطرح اب آپ
اس معاملہ مین دخل نہ دیجئے زلزال ملعون سے کہہ دیجئے کہ ملکہ قلعہ مین موجود ہے اور بھائی انکا
نہین بھیجتا ہی اگر دعوی ہی تو جا کے لے آئین سمجھ لونگا یہ جواب مختصر تحریر کر کے روانہ کردیا
یہان ستجاب شاہ مغربی دربار مین بیٹھا ہے زلزال بھی موجود ہی کہ جواب نامہ کا پہونچا ستجاب شاہ
نے پڑھکر زلزال کو دیا اور کہا کہ اب تم جانو زلزال نے نامہ پڑھا اور کہا کہ ذرا اختیار میرا ہو تو
طبل جنگ بجواؤن اسلیئے کہ اب مجھے زیادہ فکر اُس فقیر کی ہے جسکے باعث سے یہ فسادات برپا
ہوے ہین اُسنے خرابی کی ہی اور گرفتاری درویش کی فکر مین گیا ہوا ہی یہان انتظار ہو رہا ہی
کہ تین روز سیہ گوش گلیم پوش پشتارہ بدوش آ کے پہونچا سلام کیا پشتارہ زمین پر
رکھ دیا اور عرض کی کہ غلام اُسی فقیر کو گرفتار کر کے لایا زلزال نے کہا کہ اسے ہوشیار کر کے
ستون بارگاہ سے باندھ دے سیہ گوش نقلی نے جلدی سے سیہ گوش اصلی کو جو شاہزادہ
رفیع البخت کی صورت تھا ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا گینہ عیاری کا حلق مین اسکے
ٹھونس دیا تھا جسکی وجہ سے وہ بول نہ سکتا تھا ہامان دانشور نہایت خوش ہوا اس سیہ دل کو
شاہزادۂ رفیع البخت سے بغض للّٰہ تھا اور ہمیشہ بدخواہ رہا زلزال نے کہا کہ کیون اے
شخص تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی شاہون اور شہریارون سے اُلجھنے کا نتیجہ دیکھا نجم اختر شناس
کا فرزند کوکب روشن چشم غصہ سے کانپ رہا تھا باپ سے اسنے کہا کہ اب بھی آپ اجازت
نہین دیتے ہین کیا کیا توہین شاہزادے کی ہو رہی ہی نجم اختر شناس نے فرزند کو چپکے سمجھایا
اور کہا کہ مجھے اپنے علم سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادہ کی اسیری عیار کے ہاتھ سے ممکن ہی
نہین خدا جانے کیا اسرار ہی تماشا قدرت خدا کا دیکھتے جاؤ ابھی وقت اظہار اسلام کا نہین ہی
ورنہ خرابی ہوگی کوکب روشن چشم خاموش بیٹھا ہی دلمین کہہ رہا ہی کہ شاید والد ماجد ڈرتے ہین
کہ فرزند قتل ہو جاے یہان سوا کافرون کے ہمارا طرفدار کون ہی لیکن زلزال ملعون سخت سست
کہہ رہا ہی اور ستجاب شاہ مغربی گردن جھکائے بیٹھا ہی کہ جسکے واسطے مین نے دختر سے ہاتھ اٹھایا
اس ننگ کو گوارا کیا اُسنے اپنے کو اس ذلت وخواری مین پھنسایا اور اب مین دخل نہین دیسکتا
اسلیئے کہ اُسنے ملکہ کے بارے مین کیون دراندازی کی اور سیہ گوش کی یہ حالت ہی کہ بسبب گینہ
کے زبان سے کچھ کہہ تو سکتا نہین منہ کھولتا ہی اور رہ جاتا ہی اشارہ سے بتانا چاہتا ہی اشارہ کوئی
سمجھتا نہین آخر زلزال تیغہ یمانی اُٹھا کہ اسے قتل ہی کر ڈالون کہ سارا جھگڑا مٹ جاے اُسوقت
ستجاب شاہ مغربی سے دیکھا نہ گیا کہا اے زلزال یہ نامی شخص ہی اسکو یون مار ڈالنا اچھا نہین
بلکہ تیاری میدان قتل کا حکم دو لوگ جمع ہون سامنے خلقت خدا کے قتل کرنا چاہیے زلزال
کے بھی ذہن مین یہ بات آگئی خاموش ہو رہا اور کہا کہ اسے لیجا کے قید کرو عیاران لشکر
زلزال سیہ گوش کو لے گئے اور قید کردیا سیہ گوش نقلی یعنی لاہور نے زلزال سے بہت کچھ
انعام واکرام لیا اور دیکھا کہ اب یہ راز فاش ہو جائیگا ٹھہرنا میرا اس مقام پر مناسب نہین کسی
بہانے وہان سے نکل کے جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا یہان حسب الحکم زلزال میدان قتل

کی تیاری ہوئی تمام ملک سنجابیہ میں جارچی نے جارچ دیا کہ کل صبح کو درویش رفیع قتل ہوگا جسکو تماشا
قتل درویش دیکھنا ہو وہ آئے اور جو کوئی اُسکا ہوتا سوتا ہو وہ اُسے بچا لے۔ یہ خبر وحشت اثر جو
مشہور ہوئی لوگوں میں چرچے ہونے لگے کوئی کہتا تھا کہ افسوس درویش بڑا باکمال تھا اسکا قتل ہونا
افسوس کی جا ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ درویش بڑا بانی فساد تھا اسنے تو سنجاب شاہ کی سلطنت ہی بگاڑ دی
ہوتی ایسے کا قتل ہی ہو جانا بہتر ہے غرضکہ اسطرح کی باتیں ہو رہی تھیں اُدھر ہرکارے نہیب مغربی
کے یہ خبر لے کر قلعہ جبل الحدید کی جانب روانہ ہوئے اور جاکر نہیب مغربی سے بیان کیا کہ درویش کو
عیار زلزال کہیں سے پکڑ لایا کل درویش قتل ہونگے۔ ہر طرف شہر میں اک شور برپا ہے جسکو دیکھنا ہو
وہ دیکھے اور جو درویش کا حمایتی ہو وہ آکر اسکو چھڑا لیجاوے۔ یہ سنکر نہیب مغربی نے کہا کہ
کیا مجال اُس ملعون کی کہ درویش کو میری حیات میں قتل کر سکے لشکر ہمارا دو گھڑی رات سے تیار ہو کر
فلاں باغ میں مقیم ہے جہاں سے میدان قتل قریب ہے اور خود بھی نہیب مغربی چیلے سے مسلح ہوکے چھپا لوگوں نے
اسقدر اس بات کا چرچا کیا کہ دلفریب کو معلوم ہوا دلفریب نے ملکہ سے تو نہیں کہا لیکن صدمہ
سے چہرہ دلفریب کا زرد ہو گیا رات کو اُنجم ٹھکے اِدھر سے اُدھر ٹہلتی تھی ملکہ تو یوں بھی فراق
میں شاہزادے کے جاگا کرتی تھی اُسکو کسی پہلو قرار کہاں تھا وزیرزادی کو جو ٹہلتے ہوئے
دیکھا پوچھا کہ اے دلفریب آج شام سے کچھ تو بجھی ہوئی ہے یہ حالت میں نے تیری کبھی نہیں
دیکھی کیا کوئی خبر وحشت اثر سنی ہے دلفریب نے ضبط کر کے کہا کہ نہیں کوئی تازہ خبر نہیں سنی ہے
مگر آنکھ سے دلفریب کے آنسو ٹپک پڑے ملکہ اُسوقت بیتاب ہو گئی اور کہا کہ تو مجھ سے چھپاتی
ہے جلد بیان کر اور اپنے سر کی قسم دی بس دلفریب سے ضبط نہو سکا اور صاف صاف بیان کر دیا
کہ عیار زلزال شاہزادے کو کہیں سے گرفتار کر لایا ہے زلزال نے میدان خونی کی تیاری کی
حکم دیا ہے کہ کل صبح کو شاہزادہ قتل ہوگا بس یہ سنتے ہی ملکہ کی آنکھوں میں اندھیرا آیا اور تیورا کر
گری بیہوش ہو گئی بڑی دیر میں ہوش آیا دلفریب نے سمجھایا کہ اس سے کیا حاصل خدا
کے ہزارہا کارخانے ہیں آپکے بھائی سنجاب شاہ نے فوج کو کمربندی کا حکم دیا ہے وہ بھی اسوقت
رستم زمانہ ہیں پیچھے سے جاکر مکر رہائی کرینگے اب یہ دعا کرو کہ خدا انکو فتحیاب کرے ملکہ اپنے کو
مسوس مسوس کے رکھتی ہے دل نازک ضبط کا تحمل نہیں کر سکتا سکتے کی سی حالت ہے سست
کو یہ حال معلوم ہوا کہ ملکہ کی حالت خراب ہے یہ بھی خیال ہے کہ یہ راز عشق نہیب مغربی پر فاش
نہو ورنہ اور بھی خرابی پیدا ہوگی اسنے آکے ملکہ کو سمجھایا کہ بہن نگھبراؤ پریشان ہونے سے کیا
فائدہ تقدیر پر شاکر رہو خدا سے دعا کرو یہاں کا تو یہ رنگ ہے اور وہاں سیہ گوش گلیم پوش
کو عیاروں نے لیجا کر رفیع البخت کے شبہ میں قید کیا اُسوقت اک عیار سے سیہ گوش نے
اشارہ سے کہا کہ میرے گلے میں گیند پھنسا ہوا ہے اسے نکال دے اسکے اشارے کو وہ عیار
سمجھا منہ کھولکر جو دیکھا تو واقعی میں گیند پھنسا ہوا ہے اسنے سنسی وغیرہ سے گیند حلق سے
نکالا اُسوقت سیہ گوش نے کہا کہ میں رفیع شاہ نہیں ہوں ملکہ سیہ گوش عیار ہوں عیار نے
منہ ہاتھ دھلائے تو صورت اصلی ظاہر ہوئی عیار اُسکو لیے ہوئے سامنے زلزال کے آئے
اور کہا کہ خداوند نے بڑی خیر کی اگر آپ اسے قتل کرا ڈالتے تو بہت پریشان ہوتے یہ فقیر نہیں ہے
آپکا عیار ہے زلزال نے کہا کہ تجھ پر کیا گزری واقعہ اپنا بیان کر سیہ گوش نے سارا ماجرا بیان کیا

زمین نے اصطلاح رفیع شاہ کو مع اسکے زیادہ رفیق کے گرفتار کیا مگر راستے مین دھوکا کھایا اک عیار
نے عورت بنکر مجھے فریب دیا اور بیہوش کیا دسی مجکو رفیع شاہ کی صورت بناکر یہان لایا اور
آپکے ہاتھ سے قتل کرانے کی فکر کی تھی مگر ہمارا خداوند تو جانتی جوت کا خداوند ہے وہ ہمارے
حال سے غافل نہوا جان بچادی زلزال نہایت شرمندہ ہوا جب صبح ہوئی تو خلقت خدا
اسکے جمع ہوئی سنجاب شاہ مغربی آکر دربار مین بیٹھا تھا کہ زلزال آیا اور سارا ماجرا بیان کیا کہ
وہ درویش نتھا میرا عیار تھا اور وہ جو میرے عیار کی شکل بنکر اسے لایا تھا وہ اور کوئی مکار
تھا یہ سنکے سنجاب شاہ نے کہا کہ اگر ہم قتل سے مانع نہوتے تو تمکو کسقدر پشیمانی حاصل
ہوتی اور نجم اختر شناس شکر خدا بجا لانے کو کب روشن چشم مسکرایا اور اپنے باپ کیطرف
دیکھا وہان نہیب مغربی مع لشکر کے رات رہے سے باغ مین موجود تھا کہ ادھر زلزال قیدی
کو لیکر میدان خونی مین آئے ادھر مین حملہ کرون لیکن گھڑی بھر دن چڑھ گیا اور کوئی دکھائی
نہ دیا اسوقت نہیب مغربی نے ہرکارون کو روانہ کیا ہرکارون نے بعد دریافت حال جاکر
نہیب مغربی کو بھی آگاہ کیا کہ کسی عیار نے دھوکا دیا۔ زلزال کے عیار کو رفیع شاہ کی شکل
بناکر قید کرا گیا نہیب مغربی یہ سنکے بہت ہنسا اور نقارہ شادمانی بجاتا ہوا داخل قلعہ ہوا
ملکہ یاقوت اداس بیٹھی ہوئی تھی بال سر کے کھلے ہوئے تھے دعا مانگ رہی تھی کہ اک مرتبہ نقارہ
شادمانی کی آواز گوشزد ہوئی سرمست فیل زور نے جاکر کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو کہ وہ قیدی
شاہزادہ نہ تھا ملکہ نے سجدہ شکر ادا کیا لیکن زلزال کو خبر پہونچی کہ نہیب مغربی مع لشکر آیا تھا
کہ اگر درویش قتل کیا جائیگا تو مین لڑونگا پس یہ سنکے زلزال نے غصہ مین حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر نہیب مغربی کو ہوئی
کہ زلزال نے طبل جنگ بجوایا ہے اسکا ارادہ قلعہ پر دھاوا کرنے کا ہے نہیب مغربی نے کہا کہ
پروا نہین ہے لشکر ہمارا قلعہ کے باہر خیمہ زن ہو سرمست فیل زور بارگاہ لیکر قلعہ سے باہر
آیا لشکر اترے خیمے خرگاہ بپا راوٹیان استادہ ہوئین ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا ادھر
سنجاب شاہ مغربی کو معلوم ہوا کہ زلزال کا ارادہ ہے کہ قلعہ پر دھاوا کرے پسران سنجاب نے کہا
کہ ہمین اجازت ہو تو ہم بھی تماشائے جنگ دیکھنے کو جائین سنجاب شاہ نے کہا کہ بغرض
تماشا اگر جاتے ہو تو مضائقہ نہین لیکن خبردار تم دخل نہ دینا صمصام مغربی وغیرہ نے کہا کہ
جب آپ نہین دخل دیتے تو ہمین کیا کام ہے غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح
کو زلزال مع فوج میدان مین آیا ادھر نہیب مغربی نے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین میدان
کی درستی ہونے لگی گرد اڑی۔ صمصام مغربی ہشام مغربی قمقام مغربی دس دس ہزار سوار
اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان مین پہونچے اور دونون لشکرون سے علیحدہ صفین جاکر کھڑے
ہوئے زلزال نے کہا کہ کیا تمھارا بھی کچھ ارادہ ہے انھون نے کہا کہ اگر ارادہ ہوتا تو اپنے بھائی
کے لشکر مین شامل ہوتے علیحدہ کیون کھڑے ہوتے مجبوری یہ ہے کہ والد ماجد اجازت
نہین دیتے ورنہ مردون کا کام جنگ و جدال ہے ہم صرف تماشائے جنگ دیکھنے آئے ہین
زلزال نے کہا کیا مضائقہ ہے اب زلزال ملعون مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار
نیزہ زمین پر گاڑ کے پکارا کہ اے نہیب مغربی اب تمکو ملکہ پر اختیار نہین اسلیے کہ جب عقد ہو گیا

تو ملکہ ہماری ہو گئی لہذا اس لڑنے بھڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ملکہ کو ہمارے سپرد کرو نہیب مغربی
نے کہا کہ کسی ملت و مذہب میں عقد بغیر رضامندی جائز نہیں تیرے ساتھ شادی کرنے پر کوئی
راضی نہ تھا یہ عقد ہی جائز نہوا پس اب زبان سے ایسے کلمات نہ نکالنا زلزال نے کہا کہ اگر یہ
کلمات سننا نہیں چاہتے ہو تو ملکہ کو میرے سپرد کرو پس نہیب مغربی نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ
سرمست فیل زور نے بڑھ کر آگا لیا اور نہیب مغربی سے کہا کہ ملکزادوں کے ہوتے شاہزادوں
کو لڑنے کی ضرورت نہیں یہ کہکے گھوڑا اڑا کر سامنے زلزال کے آیا زلزال نے نیزہ مارا سرمست
نے نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا نیزہ بازی ہونے لگی مگر کام نہ نکلا آخر تلواریں کھینچ گئیں کئی ضرب کے
ردو بدل میں سرمست ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوا لوگ سرمست کو پھیر لے گئے اور نہیب مغربی
نے زلزال سے سامنا کیا زلزال نے نیزہ مارا نہیب مغربی نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا رد و
بدل ہونے لگے بند بند ٹوٹنے اور کھلنے لگے دونوں مرکب اشاروں پر پھر رہے تھے سنانوں سے
سنانیں لڑ رہی تھیں چھیڑ پر چھیڑ پڑ رہی تھی سنانوں سے جنگاریاں اڑ رہی تھیں دیکھنے والوں
کی نگاہیں لڑ رہی ہوئی تھیں کہ اک مرتبہ نہیب مغربی نے ہاتھ سے زلزال کے نیزہ نکال دیا زلزال
نیزہ بردار اب خجالت میں غرق ہو گیا کہ مارے گردنیں نیچی کر لیں اور صمصام مغربی نے آواز دی
کہ بھائی صاحب سبحان اللہ زلزال ملعون بہت جلا اور غصہ میں تلوار کھینچ کر نہیب مغربی پر
پڑا نہیب مغربی نے بھی وار زلزال کے رد کر کے حملے کرنا شروع کیے قضا نے کار و اتفاقات
روزگار کہ تلوار زلزال کی سر مرکب نہیب مغربی پر پڑی سر مرکب کا قلم ہو گیا اور مرکب ہو کے
گرا پاؤں میں نہیب مغربی کے ضرب آئی اسنے دوسرا مرکب طلب کیا لوگ مرکب لے کے چلنے
ہنوز مرکب نہیں آنے پایا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور اس گرد سے اک بگولہ
علیحدہ ہو کر مثل آفت ناگہانی کے قریب پہونچ کے شق ہوا دیکھا کہ رفیع شاہ مرکب کو دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہیں انہوں نے آتے ہی آواز دی کہ باش او قزلباش خبردار ہوشیار
باش کہ میں آ پہونچا تجھے زخمی کے مقابلہ کا انتظار ہے زلزال نے کہا کہ مجھے تو تیری ہی تلاش
تھی اس روز میرے ہاتھ سے بچ کے نکل گیا آج زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر رفیع البخت
کی طرف چلا رفیع البخت نے نگاہ دوڑائی کہ مرکب زلزال کا پانچ قدم اڑ گیا زلزال نے تلوار
ماری رفیع البخت نے دھار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی زلزال
بھی پہلوان زبردست ہے تلوار تو نہ چھوٹی مگر اوندھے منھ خیال مرکب پر آ رہا پس رفیع البخت
نے ہاتھ دراز کر کے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور قاش زین سے اٹھا کر بالا سے ہوا اچھالا اور نہیب
مغربی سے کہا کہ آؤ ہم تم زل کے اسیر ہاتھ صاف کریں چو رنگ ہوائی کا میں نہیب مغربی
بھی تلوار کھینچ کر بڑھا تھا کہ گرا کا ہوا بجلی کے کڑکتے ہی آنکھیں سب کی جھپک گئیں اور یہ معلوم
ہوا کہ وہیں زلزال کو روک لیا رفیع البخت نے جست کر کے تلوار ماری کہ بچا تڑا ہوا چلا گیا نہیب
مغربی کے ہوش اڑ گئے کہ انہوں نے اتنے بڑے جوان کو اسطرح اچھال دیا صمصام مغربی
اور قمقام مغربی اور ہشام مغربی بھی قریب آ گئے ہر ایک زور بازو رفیع البخت کی تعریف کرتا
تھا نہیب مغربی شاہزادے کو لیکر اپنی فرودگاہ پر آیا سرمست کو شفاخانے بھیجا اسنے میں
قیصر تیغ زن بھی تیس ہزار سوار سے آ پہونچا رفیع البخت نے نہیب مغربی سے کہا کہ اے جوان

میرا علاج کیا اور اب تک میں اسی کے گھر میں مہمان تھا نہیب مغربی نے قیصر تیغ‌زن کو پہچانا
اور آفرین کی۔ لشکر زلزال تو اسی وقت میدان سے پھر گیا تھا نہیب مغربی سب کو لیکر داخل
قلعہ ہوا اسکے تینوں بھائی بھی قلعہ میں اپنی بہن کو دیکھنے کی غرض سے چلے گئے ملکہ کو جونت
آمد رفیع البخت کی خبر معلوم ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ لیکن اول کچھ حال
زلزال ملعون کا سنیئے۔ کہ آنکھ جو اسکی کھلی تو اپنے کو صحرا میں پایا سامنے حمید جادو کو دیکھا
حمید جادو نے کہا کہ چار ہی دن میں ہمکو دل سے بھلا دیا اپنی خالہ سے شادی کرنے چلا تھا
اسکا نتیجہ دیکھا اگر میں علم سحر کے ذریعہ سے دریافت کرکے نہ آجاتی تو آج ہی قتل ہو جاتا
زلزال نے کہا کہ اے حمید جادو جان جائے یا رہے میں ملکہ کو ضرور لاؤنگا اسلیئے کہ اب وہ
میرا ناموس ہو چکی ہے حمید جادو نے کہا کہ اتنی جو زبان کھائیگا کہ شکل نہ پہچان پڑیگی آئندہ تجھکو
اختیار ہے بعد اسکے یہ دونوں اپنی بارگاہ میں آئے یہاں محیط روشن‌ضمیر بیٹھا تھا اور اہل لشکر کو
سمجھا دیا تھا کہ کوئی زلزال کے چلے جانے سے بددل نہو زلزال آتا ہوگا اتنے میں حمید جادو
مع زلزال پہونچی اور محیط روشن‌ضمیر سے کہا کہ یہ ساری خرابیاں تمہاری ڈالی ہوئی ہیں تمکو
اپنے آئینہ پر بڑا غرور تھا اسوقت تمہارے آئینہ نے کچھ کر لیا اس آئینہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے
جسوقت یہ چھین گیا اُسوقت تم بیدست و پا ہو گئے وہ اور بات تھی کہ تم نے مجھے قمری بنا دیا میں
علم سے بے‌خبر رکھتی ہوں میرا علم کسی وقت مٹ نہیں سکتا بھلا جو آئینہ مجھکو دکھاؤ جبتک آئینہ
اُٹھاؤ اُٹھاؤ کہو تو میں تمکو گنجا بنا دوں اور آئینہ رکھا رہجائے محیط روشن‌ضمیر نے کہا کہ
آپس میں لڑنے سے تو کوئی فائدہ نہیں اس سے تو دشمن سے لڑو حمید جادو نے کہا کہ میری
لڑنے مجھکو کیا ضرورت ہے تم جادو تمہارا کام جانے اب مرتبہ میں نے آکے اسکو بچا بھی دیا اب
مواقفل بھی ہوگا تو میں خبر تک نہ لونگی یہ کہکر پرواز پیدا کیے اور اُڑی ہوئی چلی گئی یہاں
محیط روشن‌ضمیر نے زلزال بن غلغال سے کہا کہ تم طبل جنگ بجواؤ دیکھا جائیگا کل میں سب کو
جانور بنا کر قفس میں بند کر دونگا۔ زلزال نے کہا کہ بہتر اسی وقت اسنے حکم دیا نقارہ لڑائی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی لیکن اول کچھ حال قلعہ کا سن لیجیے کہ عجب گھما گھمی ہے
سب ایک جگہ بیٹھے ہیں تعریف رفیع البخت کی ہو رہی ہے کہ نہیب مغربی نے کہا کہ اے رفیع شاہ
سچ بتائیے کہ آپ نے ملکہ کے باغ کو کیونکر سرسبز کیا نہنگ کا مارنا اور اس طرح کے مقابلے
کرنا سپہگری کی شان ہے لیکن سرسبزی باغ کا معمہ سمجھ میں نہیں آتا اسوقت رفیع البخت
نے اک انگڑائی لی اور فرمایا کہ اے نہیب مغربی اب تک تو میں نے اظہار حسب و نسب اور اپنے
دین و آئین سے آگاہ نہ کیا تھا اسلیئے کہ تمہارے ملک میں سراسر جہل سے بھرا ہوا ہر ایک کو
دیکھا لیکن اب گوش ہوش سے سنو کہ میں نے خدائے حقیقی سے سرسبزی باغ کی دعا کی
اُسنے میری دعا سن لی اب تم اپنے خداوند پر نظر کرو جسے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہو وصفیک
تمہارے باپ کو اُسنے اپنا پیغمبر قرار دیا ہے اور تمہارے باپ نے کس کس طرح سرسبزی باغ
کے واسطے ساریق پاس کہلا بھیجا وصفیک ساریق نے وعدہ بھی کیا مگر اسکے اختیار ہی میں
کب تھا کہ وہ باغ کو سرسبز کر سکتا وہ بھی مثل ہمارے تمہارے ہے میرے خدا میں سب طرح
کی قدرت ہے اگر وہ چاہے تو دن کو رات کر دے اور رات کو دن بنا دے میں نے اپنے

خداے حقیقی سے رجوع کی اُسنے دعا میری سن لی باغ کو سرسبز کر دیا اور میں وہ شخص ہوں جسکو
صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران کہتے ہیں یعنی سب سے صاحبقران ثالث
نام ربیع التخت ہی شکار پر سے راہ گم کی اور ٹھوکریں کھاتا ہوا انحصار سے آپ میں آیا حالت
میری کچھ ایسی ہوگئی کہ لوگوں نے فقیر کہنا شروع کر دیا ورنہ میں فقیری کو کیا جانوں اور یوں تو درگاہ
الٰہی کے سب فقیر ہیں جس وقت شاہزادہ ربیع التخت نے کلام ختم کیا تو نہیب مغربی نے شاہزادے
سے کہا کہ اے خبر دل ہیں نے تو سارق ملعون پر لعنت کر کے حلقۂ اطاعت آپکا اپنے کان میں
ڈالا مجھکو اپنے آئین دین سے آگاہ کیجیے صمصام مغربی وغیرہ نے کہا کہ بیشک دین آپکا برحق
ہی غرضکہ سب از سر صدق مسلمان ہوے شاہزادہ نے سب کو کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا
نہیب مغربی نے حکم دیا کہ جسقدر بتخانے ہمارے قلعہ میں ہیں رات بھر میں سب کھود ڈالے
جائیں اور جتنے پھریرے علموں کے ہیں وہ بھی رات بھر میں بدل دیے جائیں رنگ
پھریروں کے سبز ہوں اور ہر پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہو
نشست فیلزور نے جا کر اسی وقت بتخانوں کو کھودنا شروع کیا اور خود نہیب مغربی کے
بھائیوں نے انتظام لشکر کیا یہاں یہ سب تو انتظام میں مصروف تھے کہ ہرکاروں نے
خبر طبل جنگ کی پہونچائی۔ نہیب مغربی نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونوں لشکروں میں
تیاری جنگ ہونے لگی چونکہ نصف شب باقی تھی اُسوقت خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی تھی
نہیب مغربی نے رات کو قلعہ میں بسر کی جب صبح ہوئی تو مع بارگاہ و لشکر قلعہ سے باہر آیا
صفیں آراستہ کیں بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیگر ہٹے تھے کہ
محیط روشن ضمیر نے تخت اپنا بڑھایا اور میدان میں پہونچکر پکارا کہ اے نہیب مغربی آج تو
کچھ رنگ اور ہی ہے یہ رنگ سبز تو علامت اسلام کی ہے اور پھریروں پر تعریف بھی خدا کی تحریر
ہے معلوم ہوا کہ اس فقیر نے تم سب کو بہکا کر اپنے رنگ پر لگا لیا بڑے افسوس کی بات ہے
کہ تم پیغمبر قدرت کے فرزند ہوکر خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کرو نہیب مغربی نے کہا کہ
خبردار اب انکو فقیر نہ کہنا جبتک حال اُنکا معلوم نہ تھا ہم خود فقیر کہتے تھے وہ روح رواں
صاحبقران بخشندہ تاج و تخت شاہزادہ ربیع التخت ہیں جناب میں نے دین اسلام قبول
کیا اور ہزار ہزار لعنت کی سارق بن لقا پر وہ ملعون سلطنت کے دور پر خداوند بن بیٹھا ہے
بادشاہی اور شے ہے خدائی اور شے ہے جناب تو ملک کی بابت لڑائی تھی اب دین کی جناب ہے محیط روشن ضمیر
نے کہا کہ مجھے بھی پہلے تو یہ لحاظ تھا کہ تو پیغمبر سارق کا فرزند ہے حتی الامکان تیرے خون سے
ہاتھ نہ بھرونگا لیکن اب ضرور قتل کرونگا اور مجھے کچھ پروا نہ ہوگی بھیج کسیکو میرے مقابلہ میں
یا آپ آ یہ کہتا تھا کہ قیصر مغزن نے یوداباگ کالیا اور میدان میں آکر حیران تھا کہ یہ لڑیگا کیونکر
تخت پر سوار ہے کوئی حربہ جنگ اسکے پاس نہیں ہے ایک ہاتھ میں قفس آہنی ہے ایک میں آئینہ
ہے قیصر مغزن حیران ہو کر ٹھہرا ہی تھا کہ محیط روشن ضمیر نے عکس آئینہ کا ڈالا اور پکارا کہ بچا طائر
اسی وقت قیصر مغزن گنجشک نر کی صورت بنکر اڑا اور قفس میں چلا گیا یہ دیکھکر صمصام مغربی
نے مرکب کو چمکایا اور پکارا کہ او ملعون لڑنے آیا ہے یا شعبدہ بازی کرنے آیا ہے صمصام مغربی نے
دور سے نیزہ سنبھال لیا تھا اور مرکب کو تیزی کے ساتھ لیے آتا تھا کہ اسکو آئینہ چمکانے کی

مہلت ہی نہ دون اور نیزے پر اٹھا لون لیکن محیط روشنضمیر پہلے سے آئینہ اسطرح لیے ہوے تھا
کہ عکس اُسکا سامنے کے رخ پڑ رہا تھا جیسے ہی صمصام مغربی سامنے پہونچا عکس آئینہ کا پڑا
گھوڑا ٹھہرا یا صمصام پر بیہوشی طاری ہوئی محیط روشن ضمیر نے آواز دی کہ کیون نہین تو بھی طائر
بنجاتا یہ بیچارہ بھی تیہو کی صورت بن کے اڑا اور خود قفس مین چلا آیا بعد اسکے تمقام مغربی آیا
اسکی بھی یہی حالت ہوئی بہشام مغربی بھی اسیطرح اسیر ہوا جو آتا تھا سامنے سے آتا تھا پرتو سے
آئینہ کے بیہوش ہوتا تھا اور طائر کی شکل بن کے قفس مین خود ہی چلا آتا تھا حتی کہ بہشت مغربی
بھی اسیطرح اسیر ہوا آخر مین شاہزادہ رفیع البخت نے کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر
کھینچا کہ اب دور ہی سے نشانہ کر دون چلہ کھینچا تھا تیر چٹکی سے نہ چھوٹا تھا کہ پرتو آئینہ کا پڑا
یہ بھی بیہوش ہوے عکس آئینہ کا کس بلا کا کام کرتا تھا جب غشی طاری ہوئی تو تیر چٹکی
سے نکلا ہاتھ تھرانے کے سبب نشانہ ترچھا گیا اک سردار لشکر زلزال کا زندگی سے سیر کھڑا تھا
وہ تیر اُسکے سینے پر پڑا توڑ کے اُس پار نکل گیا لشکر کی کئی صفون تک توڑتا ہوا نکل گیا بارہ آدمی
مارے گئے لیکن محیط روشنضمیر نے شاہزادہ رفیع البخت کو بھی طائر بنا کر اسیر قفس کر لیا اور نقارہ
فتح بجاتا ہوا میدان سے پھرا زلزال نے کہا کہ اب میدان خالی ہی مین قلعہ پر دھاوا کرتا ہون
محیط روشنضمیر نے کہا کہ جلدی مین کام خراب ہوتا ہی پہلے نکل فکر سے فرصت کرلو پھر دیکھا جائیگا
اب کون طرفدار ملکہ کا باقی ہے یقین ہی کہ ملکہ خود سوار ہو کے تمہارے پاس چلی آئیگی یہ خبر
مستجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ محیط روشنضمیر نے رفیع البخت کو تمہارے چارون فرزندون کو
طائر بنا کر اسیر کر لیا اور معلوم ہوا کہ ان سب نے اپنے دین کو ترک کر کے خداپرستی اختیار کی تھی
اور وہ فقیر فرزند صاحبقران سوم ہی نام اسکا رفیع البخت ہی مستجاب شاہ کو اپنے فرزندون کے
اسیر ہونے کا ملال اتنا نہین ہوا جتنا اُنکے مسلمان ہونے کا صدمہ ہوا سکوت کا عالم تھا
منجم اخترشناس قواعد نجوم کے موافق طالع رفیع البخت پر نظر ڈال رہا تھا تو اسکو یہ ثابت ہوتا
تھا کہ انکی قضا ہی نہ یہ زیادہ اسیر رہ سکتے ہین اور سامان رہائی غیب سے پیدا ہوگا کوکب
روشن چشم نے اپنے باپ سے پھر کہا کہ آپ نے مجھے کس وقت کے واسطے روک رکھا ہے
وہان تو خاتمہ ہوا چاہتا ہی شاہزادہ مع رفقا اسیر ہو گیا ظاہرا کوئی مددگار بھی باقی نہین ہی
کہ امید رہائی ہو منجم اخترشناس نے پھر منع کیا اور کہا کہ جب وقت آئیگا تو ہم خود ہی کہدینگے
اب بادشاہ سے علیحدگی اختیار کرو اور شاہزادے کے شریک ہو جاؤ اتنے مین محیط روشنضمیر
اور زلزال وہ قفس لیے ہوے داخل دربار مستجاب شاہ مغربی ہوے دیکھا مستجاب شاہ
کہ کچھ طائر قفس مین بند ہین اور ایک باز گردن جھکائے سست بیٹھا ہی اسنے آہ سرد بھری
کہ آدمی سے جانور تو ہو گئے آگے دیکھیے انکو قسمت کیا کیا دکھاتی ہی اگر یہ خداوند سامری سے
برگشتہ نہو جاتے تو اتنی جلد گرفتار بلا نہوتے یہ انکے اعمال کی خوبی ہی محیط روشنضمیر نے کہا کہ ای
ناہیجم قدرت اب آپکی کیا راے ہی ان قیدیون کو خدمت خداوند مین روانہ کر دیا جائے یا
قتل کر ڈالا جائے مستجاب شاہ مغربی نے کہا کہ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ خداوند خود انکی تقدیر کا فیصلہ
کرین محیط روشنضمیر نے کہا کہ بہتر ہے ہامان دانشور نہایت خوش ہو رہا تھا کہ اکمر تبہ روشنی سی
ہوئی دیکھا کہ اک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی اوپر تخت کے کنگرہ زربفتی کھنچا ہوا ہی جسمین جھالر

موتیون کی لگی ہوئی ہی جو مین گنگا جمنی ہین تخت پر اک بندریا جوڑا کا، چولی پہنے بیٹھی ہی منہ مین
دانت مانند ہیرے کی کنیون کے چمکتے ہین زیور پہنے ہوے ہی دُم مین مقیش کا پھندنا لگا ہوا
ہی جیند پریزادین ادب سے کھڑی ہوئی ہین بندریا جھک جھک کے دیکھتی جاتی یہان جو مجمع
دیکھا تو تخت کو اشارہ کیا تخت نیچا ہوا نظر ان کفار کی پڑی حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ کیا معاملہ
ہی کہ بندریا نے بطور انسانون کے آواز دی کہ کیون موکلون میری تعظیم کو نہین اُٹھتے ہو منم
خداوندم جمشید بس یہ نام سنتے ہی سنجاب شاہ مغربی اور زلزال اور محیط روشن ضمیر اسکے
تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے انکا اُٹھنا تھا کہ تمام اہل دربار اُٹھ کھڑے ہوے اور تھر تھر کانپنے
لگے سنجاب شاہ مغربی سے کہا کہ کیا میری تقدیر جاگی کہ آپ تشریف لائین کہا کہ ہم نے دنیا کا
رہنا جو ترک کر دیا تو تم سب ہمین بھول گئے اور تم لوگ کے مجبور کرے ساریق بن لقا کو خداوند کہنے
لگے یہان کے بعد وہان بھی جاؤنگی اور اُس بھڑوے کو اتنی دھولین لگاؤنگی کہ یاد کریگا بعد اسکے
محیط روشنضمیر کی طرف دیکھکر کہا کہ تو نے جو اک ستھا سا آئینہ بنا لیا تو اب تجھے غرور ہو گیا
ذرا دیکھون تو وہ آئینہ تیرا کیسا ہی مجھپر بھی تاثیر دکھاتا ہی کہ نہین بھلا مجھے تو جانور بنا دے
محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آپ خداوند ہین جتنی تاثیرین پیدا ہوئی ہین وہ آپ ہی کے حکم سے
پیدا ہوئی ہین بھلا میری مجال ہی کہ مین آپکو جانور بنا سکون بندریا نے کہا کہ کیون اسکے
محیط روشن ضمیر ہم تو ان بندگان سرکش کی اسقدر خاطر کرین کہ جہان کا رہنا ترک کر دین اور
تو ہمارے ان بندون پر یہ ظلم کرے کہ انکو آدمی سے جانور بنا دے تو گویا تو نے ہمسے مخالفت
کی کہ جسے ہمنے آدمی بنایا تو نے اُسکو جانور بنا دیا ہی شرط یہ کہ تجکو اُلّو بنا دون محیط روشن ضمیر تھرا
گیا اور کہا کہ میری خطا کو معاف کیجیے کیا مجال میری کہ خلاف آپ کے حکم کے کرون گزشتہ را
صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اور شاید آپ کو معلوم نہین کہ ان بندون نے کیا کیا ظلم کیے تھے
بندریا نے کہا کہ ہمین سب معلوم ہی تجھ سے زیادہ جانتے ہین جلد انکو آدمی بنا یا ہمارے
بندون کو ہمارے سپرد کر محیط روشنضمیر نے کہا کہ اگر یہ آدمی بنے تو یہ ساری بارگاہ خون سے
لال ہو جائیگی یہ بڑے سرکش ہین بندریا نے کہا کہ اگر تجھے اتنے خوف ہی تو مجھے ہی دے
انکو اپنے ساتھ لیے جاؤن اور ساریق بن لقا کے سپرد کر دون وہ جیسا مناسب جانیگا
ویسا کریگا محیط روشن ضمیر نے کہا کہ سچ ہے یہ بات نہایت مناسب ہی بندریا تامل کر کے
کہنے پر کچھ سمجھی اور گردن ہلا کے بولی کہ تجھے اپنے آئینہ پر بہت ناز ہی ذرا اپنا آئینہ تو نکال
محیط روشنضمیر نے آئینہ نکالکر اسطرح دینے کو آگے بڑھایا کہ عکس آئینہ کا بندریا پر پڑا کوئی
تاثیر نہ کی بلکہ عکس پلٹ آیا بندریا نے کہا کہ اچھی طرح عکس ڈال بے شرط کہ اس حرکت پر
تیری تاثیر آئینہ کی مٹا دون بس یہ جو دیکھا کہ آئینہ نے تاثیر نہ کی اور خداوندم جمشید بگڑ گئین
ایسا نہو کہ آئینہ کو مٹا دین تو مین کہین کا نہ رہونگا گڑگڑانے لگا دم جمشید نے کہا کہ اچھی طرح آزما
کر لے محیط روشنضمیر نے کہا کہ بیشک خطا تو مجھ سے ہوئی مگر سبب اسکا یہ تھا کہ زمانہ گذشتہ
مین عمرو عیار نے خداوندون کی شکل بن بن کے اکثر دھوکے دیے تھے مجھے اسوقت بھی وہی
خیال آیا کہ ایسا نہو اسمین کوئی فریب ہو دم جمشید نے کہا کہ تو بڑا ہشیار ہی مین تیری اس
ہوشیاری سے بہت خوش ہوئی لا تیرے آئینہ مین ایک کسر ہی اُسکو بھی ٹھیک کر دون

بس جلدی سے محیط روشنضمیر نے آئینہ دیدیا بندریا نے آئینہ لیکے اسے جو زیر بغل دبالیا
اور دوسرے جو ترشے سے نکال کے دیدیا محیط روشنضمیر نے کہا کہ آب و تاب آئینہ کی بڑھ گئی
غرض کی کہ اب اسمین اور کیا کیا تاثیرین پیدا ہو گئین بندریا نے کہا کہ جب وقت آئیگا تو تجھے
حال معلوم ہوگا ابھی کہنا میرا بیکار ہے محیط روشنضمیر نے کہا کہ نہ مجھے معلوم ہوگا تو مین کام کیونکر
لونگا بندریا نے کہا کہ کل دن کو تم سے آفتاب کو دکھانا آفتاب عکس ڈالکے اسمین اتر آئیگا
پھر جسپر تو عکس ڈالیگا آئینہ سے شعلہ نکل کے گریگا اور جلا کے خاک کردیگا یہ سنکے محیط روشنضمیر
نہایت خوش ہوا آئینہ اپنے پاس رکھ لیا اور قفس ہاتھ بڑھا کے دیدیا بندریا نے قفس لیکے
کہا کہ دیکھو مین تیرے سامنے انکو پہنچے دیتی ہون یہ کہکر قفس کو زیر بغل لیگئی اور کہا کہ انمین
بھی لو یہ کہتے ہی قفس غائب ہوگیا اتنے عرصہ مین سنجاب شاہ مغربی نے بہت سی کشتیان
زر و جواہر کی منگا کر نذر دین کہا کہ اتنی سفارش میری بھی خداوند سے کر دیجیے گا کہ جسکو عزت
دی ہو اُسے بے عزت نہ کیجیے مین نے اپنے فرزندون کو بھی اسیر کرکے آپ پاس بھیجدیا
لیکن آپ سے روگردانی نہین کی پھر مجھپر کیون عتاب آیا بندریا نے سب کشتیان لیکر کہا کہ
وہان جنت لو یہ تمھارا حق ہے دیکھا کہ ہر کشتی زیر بغل گئی اور غائب ہوگئی سب وجد کرنے لگے
تھے کہ ایسی ظاہری قدرت نمائی تو آجتک کسی خداوند مین نہ دیکھی تھی بعد اسکے زلزال نے
بھی کشتیان نذر کی پیش کین جب بندریا نے سبکی نذرین لے لین تو کہا کہ اے محیط روشنضمیر
زرا پشت آئینہ کی دیکھ محیط روشنضمیر سمجھا کہ پشت آئینہ مین بھی کوئی کرامات ہے سامنے روشنی
کے جو دیکھا تو لکھا تھا کہ باش اے قرمساق خبردار ہوشیار باش کہ منم جانشین شاہ عیاران
عیار پیک طرار ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران بیٹا خواجہ خضران بس یہ دیکھتے ہی
محیط روشنضمیر بیتاب ہو کے پکارا کہ ارے پکڑلو اسکو عیار ہے غضب کیا اسنے کہ
قیدیون کو بہانہ کرکے لیا اور آئینہ بھی میرا نہین معلوم بدل لیا یا وہی آئینہ ہے یہ سنکے
کئی سردار زلزال کے دوڑے کہ اسکو پکڑلین جو تخت کے قریب گیا وہ اُلٹا ہو کے
لٹک گیا اتنے اور لوگ جو بڑھے تھے بھی ٹھٹکے وہ زک کے خضران نے فندقی کو اشارہ کیا تخت
اڑکر بلند ہوا اور ایک سمت روانہ ہوگیا یہ کفار سرمیٹ کے رہنے نجم اخترشناس نے
دل مین شکر خدا ادا کیا اور اپنے فرزند کی طرف دیکھا کوکب روشن ضمیر سمجھ گیا اسی وجہ سے
والد ماجد نے مجھکو روکا تھا منتک اگر مین آمادہ جنگ ہوتا تو برا ہوتا مین تن تنہا کیا کرسکتا تھا
زلزال نے محیط روشنضمیر سے کہا کہ آئینہ کی تو آزمایش کرکے دیکھو کہ وہی آئینہ ہے یا اور کوئی
آئینہ بدل کے دیدیا محیط روشنضمیر نے ایک شخص پر عکس ڈالکر کہا کہ بندر ہوجا کچھ نہ ہوا
اہل دربار ہنسنے لگے محیط روشنضمیر کو اور خفت ہوئی زلزال نے کہا کہ مین تو طبل جنگ
بجوا کے دھاوا کرتا ہون یا اپنی جان دونگا یا ملکہ کو لاونگا کہ بغیر اسکے مجھے زندگی دشوار ہے
محیط روشنضمیر نے کہا کہ کیون شامتین آئی ہین حمید جادو کو بھی تو نے بگاڑ دیا اور آئینہ بھی
میرا چھین گیا اگر لڑیگا تو مارا جائیگا اسی روز حمید جادو نہ آجاتی تو پسر صاحبقران نے تجھے
جو زنگ کر ڈالا ہوتا یہ تو مین جانتا ہون کہ اور کوئی تجھ سے مقابلہ نہین کرسکتا لیکن پسر بدیع الملک
سے تو بھی نہین لڑ سکتا ہے بعد اسکے سیہ گوش گلیم پوش عیار سے کہا کہ تجھے شرم نہین کی

کہ حضرت عیار اتنا بڑا دھوکا دیکے چلا گیا اور تونے اُسکو نہ پہچانا یا تو اس پیشۂ عیاری کو ترک کر اور یا عوض اسکا اُس عیار سے لے سیہ گوش گلیم پوش نے کہا کہ یہ عیاری تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی کہ آپ نے آئینہ کا عکس ڈالا اور کوئی تاثیر نہوئی جن لوگوں نے پکڑ لانے کا قصد کیا وہ اُلٹے ہوکے لٹک گئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیار ساحر بھی ہے میں تلاش میں اُسکے جاتا ہوں اور عیاری بن پڑی ہے تو اُسے گرفتار کرکے لاتا ہوں زلزال نے کہا کہ اس سے بہتر یہ ہے کہ تو قلعۂ جبل الحدید سے ملکہ کو چرا لا سیہ گوش گلیم پوش نے عرض کی دونوں کاموں میں سے کوئی نہ کوئی کام ضرور ہوگا۔ یہ کہکر لباس شبروئی تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا سنجاب شاہ مغربی نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے گھر روانہ ہوگئے۔ لیکن اب

چند کلمے داستان ملکہ سمن اندام سبز پوش کی بیقراری فراق شاہزادہ رفیع البخت میں اور باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر کیے جاتے ہیں۔ غزل برآغاز داستان

مرکے بھی تیرا خیال اے آفت جان لیجیے
چشم فتان کے اشاروں سے دل و جان لیجیے
ٹکڑے ٹکڑے جیب و دامان و گریبان لیجیے
ہمکو مر کے بھی حاصل سبکدوشی کہاں
یہ بھی اک انداز سینے میں گڑا دے ضعف اگر
کانٹوں سے سیراب کرنے کا ہے وحشت میں خیال
نخچہ گل پژمردہ اک پژمردہ دل کی قبر پر
تو کبھی چھوٹوں ہی کہدیتا کہ عاشق ہیں ترے
ساتھ تھا اُسکے خیال لیلی پردہ نشین
کیا سیہ بختی کا ہمکو خوف ہو بعد فنا
ولولے دست و گریبان ہوکے وحشت میں مجھے
مرتے مرتے راز کو اس بت سے پوشیدہ کیا
جل رہے تھے تیر نظروں کے کسی کے بزم میں
پردہ چشم خونفشان کا تا ہو محشر میں فاش
مارہی ڈالا ادا و ناز نے اُس شوخ کی
فصل گل میں جب چلے بہر تماشائے بہار
اک پری سے ہم کہیں گے کہ دیوانے ہوئے
رحم کی اُمید میں سب کچھ سہینگے اے فلک

قبر میں ہم داغ عشق فتنہ سامان لیجیے
لوٹ کر دلبر متاع دین و ایمان لیجیے
دیکھ اے غارتگری کیا تیرے مہمان لیجیے
خنجر جلاد کا اک بار احسان لیجیے
شوق تو کوچہ تک اُسکے تا بہ امکان لیجیے
چھاگلیں چھالوں کی ہم سے بیابان لیجیے
وہ چڑھانے کو سوکو رغنہ ریحان لیجیے
مرنے والے ایک یہ حسرت مرے جان لیجیے
قیس دیوانہ کو جبکہ سوئے زندان لیجیے
دل میں جب اپنے خیال روئے تابان لیجیے
چاک کرتے دامن کوہ و بیابان لیجیے
ہم چھپا کر دل میں درد عشق پنہان لیجیے
ہم کبھی دل کو دیے اک سینہ میں پیکان لیجیے
زخم دامندار رو پوشی کا سامان لیجیے
جان بھی آخر ہمارے دل کے خواہان لیجیے
دست وحشت نے کہا کھلنے گریبان لیجیے
انجمن سے لوگ تا خر سمت زندان لیجیے
ایک خاموشی جواب قہر دربان لیجیے

دردمندان زخم محبت و مریضان تپ فرقت چہرہ زرد سے یوں اظہار حال کرتے ہیں کہ جو وقت

سے شاہزادہ رفیع البخت اور نصیب معزلی وغیرہ اسیر پنجہ تقدیر ہوئے اہل کفر نے آکر
بخیال حفاظت ملک دروازہ قلعہ کا بند کرلیا پل تختہ اُٹھوالیا خندق پر از آب کردی کہ
مبادا زلزال ملعون دھاوا کرے تو میدان خالی پڑا رہ گئے والا کون ہی ایک سرمست فیل پر
باقی رہگیا ہی تو وہ بھی زخمی ہی ملکہ کو یہ خبر وحشت اثر سنکے جو تعجب ہوا اُسکا بیان کرنا امکان سے
باہر ہی زندہ تھی مگر مردے سے بدتر تھی سکتا سا ہوگیا تھا کہ یہ کیا ہوا ابھی رات تک کیا چہل پہل
تھی اسوقت پھر سناٹا ہوگیا اگر زلزال ملعون مردانگی کی لڑائی لڑتا تو کیا کرسکتا تھا کہ میرے چاروں
بھائی چار شیر تھے اور شہزادہ رفیع البخت تو نور نگاہ صاحبقران تھے بھلا اُنکی تلوار کے سامنے کون
ٹھہر سکتا تھا ہائے یہ میری تقدیر کہ اتنی جلد ایسا انقلاب آیا کہ رات کی باتیں خواب ہوگئیں آج
دلفریب کے بھی حواس باختہ ہیں لیکن مہتر سرخیل دربار سنجاب میں موجود تھا تمام واقعات
اسکے سامنے گذرے تھے یہ ٹہلتا ہوا قلعہ کی طرف جارہا تھا کہ ملکہ کا اطمینان کردوں کہ آپ
پریشان نہوں اور اس طرف سے ہرکارے چلے آتے تھے راستے میں ملاقات ہوئی ہرکاروں
نے کہا کہ ہم دریافت حال کو جارہے ہیں کہ قیدی کس راستے سے سارلیقیہ کو روانہ ہوگی تاکہ سب
سے اطلاع کریں سرخیل نے کہا کہ جاکے کہدو کہ اطمینان رکھیں خواجہ خضران عیار نے آکر
سب کو رہا کرلیا ہرکارے تو اسطرف روانہ ہوئے کہ اہل قلعہ کو اطمینان دلائیں اور سرخیل تلاش
میں خواجہ خضران کے روانہ ہوا جو باتیں سیہ گوش سے ہوئی تھیں وہ سرخیل کے سننے نہیں
ہوئی تھیں سرخیل تلاش میں خواجہ خضران کے جارہا تھا کہ یہ کس مقام پر قیدیوں کو لیکے چلے
گئے اور سیہ گوش بھی اسی فکر میں چلا تھا کہ خضران کو پاؤں تو عیاری کرکے گرفتار کروں ورنہ
ملکہ کے چرانے کی کوشش کروں یہ اپنے چند شاگردوں سمیت صورت سوداگر کی بنا ہوا چلا
جاتا تھا سرخیل نے جو دیکھا کہ اک مرد تاجر وضع جاتا ہی اُس سے بڑھکر پوچھا کہ آپ کہاں سے
آتے ہیں اور کسطرف جانے کا قصد ہی سیہ گوش نے سرخیل کو پہچانا کہا کہ میں ملک روشن بخت
سے آتا ہوں اور شہر سنجابیہ کو جارہا ہوں سرخیل نے کہا کہ سرداران اسلام کس شغل میں ہیں
سیہ گوش نے کہا کہ اُنکو خبر ملگئی ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت ملک سنجابیہ میں ہیں یقین ہی کہ وہ اک
جرار اور اسطرف کا قصد کریں سرخیل نہایت خوش ہوا اور کہا کہ خدا کرے جلد وہ لوگ یہیں آجائیں
سیہ گوش نے کہا کہ ایک چیز بجلو لشکر اسلام سے بمشکل ہاتھ آئی ہی جو اس ملک میں میں نے
کبھی نہ دیکھی تھی سرخیل نے کہا کہ وہ کیا سیہ گوش نے کہا کہ عیاران اسلام اک آئینہ بنانے
میں تاثیر اُسکی یہ ہی کہ اگر کوئی عیار صورت بدل کے آجاوے تو وہ آئینہ کو مقابل کردیتے ہیں جسمیں
صورت اصلی ظاہر ہوجاتی ہی یہی وجہ ہی کہ وہ کسی عیار سے کم دھوکا کھاتے ہیں یہ سنکے سرخیل
نے کہا کہ آپ نے وہ آئینہ کس غرض سے مول لیا ہی سوداگر نے کہا کہ نفع کی غرض سے سرخیل نے
کہا کہ میں پیشہ عیاری کرتا ہوں اگر وہ آئینہ میرے ہاتھ فروخت کیجیے تو میں لے لوں سوداگر نے کہا
کہ ہمیں تو دام سے کام ہی کوئی خریدے یہکر اک ڈبا نکال کے کھولی اک آئینہ آرسی کے برابر نکالکر
ہاتھ میں سرخیل کے دیدیا سرخیل نے کہا کہ اسکا امتحان کیونکر ہو سوداگر نے کہا کہ اپنے منہ پر رنگ و
روغن عیاری لگاکر صورت اپنی دیکھو معلوم ہوجائیگا۔ سرخیل نے اسی جگہ بیٹھ کے کیسۂ عیاری
کھولی اور رنگ و روغن نکالنے لگا سیہ گوش جو کہ سوداگر بنا ہوا تھا قریب آگیا اور حلقہ کمند کا

سرخیل کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ باش او ناعیار منم جہتر سیہ گوش گلیم پوش سرخیل بیچارہ گرفتار ہو گیا
سیہ گوش نے اسکو قید کرکے چند عیاروں کے سپرد کیا کہ اسے لیجا کر زلزال کے حوالے کرنا
اور کہدینا کہ وہی عیار ہے جسنے عروس نقلی کے ساتھ آپ کی شادی کر دی اور ملکہ کو لیجا کے
باغ سرمست میں پوشیدہ کیا تھا اب آپ جسطرح چاہیں اس سے پیش آئیں کہ سارا تخم فساد
اسی کا بویا ہوا ہے عیار سرخیل کو لیے ہوئے بارگاہ زلزال کی جانب روانہ ہوئے اور سیہ گوش
سرخیل کی صورت بنکر جانب قلعہ روانہ ہوا جسوقت دروازہ قلعہ پر پہونچا تو نگہبانان قلعہ نے
پہچانا کھڑکی کھولدی سیہ گوش داخل قلعہ ہوا اور کہا کہ مجکو ملکہ سے کچھ کہنا ہے اس بہانے
محل میں داخل ہوا چونکہ ملکہ سرخیل کے سامنے ہوتی تھی کوئی مانع نہوا سیہ گوش ملکہ کے سامنے
گیا سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے خیریت ہے شاہزادہ کو انکے باپ کے عیار
نے آکر رہا کیا وہ درہ کوہ میں مقیم ہیں اور اُسی عیار نے یہ کہا کہ بالفعل سرزمین قلعہ میں رہنا
تمھارے واسطے اچھا نہیں کہ وہ مشہور مقام ہے ایسا نہو زلزال عیاروں سے کام لے اور
تم گرفتار ہو جاؤ یا ملکہ پر کوئی افتاد پڑے لہذا دامنہ کوہ و بیابان میں بسر کرو اور ملکہ کو بھی
یہیں بلوالو تو شاہزادے نے مجھے آپکے لینے کو بھیجا ہے ملکہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے تو
اُنکی اطاعت سے کام ہے جہاں وہ بیٹھے ہیں گے میں بیٹھونگی یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور سیہ گوش
کے ساتھ ہوئیں سیہ گوش نے تنہائی کے مقام پر آکے حباب بیہوشی مارا اور ملکہ کو بیہوش
کرکے پشتارے میں باندھا اور لیکے نکلا لیکن اُسطرف کا حال پہلے سن لیجیے کہ عیاران سیاہ گوش
سرخیل کو لیے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دیکھا انھوں نے اک عورت بیٹھی رو رہی ہے۔
یہ عیار قریب اُسکے آئے پوچھا تو کون ہے اور کسواسطے روتی ہے اُسنے کہا کہ کیا کہوں اک مردوے
نے مجکو بھگا کر گھر سے نکالا اور اس صحرا میں لا کر مال و اسباب زر و زیور سب لے لیا اور چلتا
ہوا اب مجھے نہ تو رستہ معلوم ہے کہ گھر پلٹ جاؤں نہ کوئی آشنا ملتا ہے کہ اُسکے ساتھ زندگی بسر کروں
گھر اگر پلٹ کے بھی جاؤنگی تو عزیز و اقارب ایسی ننگ خاندان کو زندہ کیوں رہنے دینگے جان
بھی جائیگی آبرو تو جا چکی حالانکہ جیسی میں اپنے گھر سے نکلی تھی ابھی تک ویسی ہی ہوں مگر نام
تو نکل گیا ان دونوں عیاروں نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو ہم تمھیں بی بی بنا کے رکھینگے
اسنے کہا کہ ایک عورت کہیں دو کی بی بی بنتی ہے ایک نے کہا کہ تم ہماری بی بی ہوگی یہ تمکو
کھا وج کہیگا دوسرا بولا واہ میں بی بی بناؤنگا عورت بولی کہ کیا قسمت ہے یا تو ایک نہ جڑتا تھا
یا ملے تو دو دو آخر اُن دونوں میں فیصلہ ہوا کہ جسکو یہ عورت بخوشی منظور کرے وہ اسکو بی بی
بنائے دونوں نے کہا کہ تم کسے پسند کرتی ہو عورت نے کہا کہ جو تم دونوں میں زبردست ہو
بس یہ دونوں تیغ کھینچکر آمادہ جنگ ہوئے عورت حسین تھی اور کچھ زیور جواہر نگار پہنے بھی
تھی یہ دونوں لڑتے لڑتے زخموں میں چور ہو گئے آخر ایک مارا گیا جو بچا وہ بھی بہت زخمی تھا
سرخیل جسکو بیڑیاں پہنے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہا تھا عورت نے کہا کہ تو تو زخمی ہو کر مردے
سے بدتر ہو گیا اب تو میرے کس کام کا ہے اُسنے کہا کہ سچ کہا ہے کہ عورت کی ذات بھی بڑی
بیوفا ہوتی ہے ہم تو تیرے واسطے لڑے اپنے ساتھی کو مارا اور اب تو انکار کرتی ہے اُسنے
کہا کہ جب تو نے اپنے ساتھی کو مار ڈالا تو جس دن مجھے کوئی مجھ سے زیادہ حسین ملی اُس دن

مجھے بھی مار ڈالیگا۔ عیار بولا کہ جانمن ایسا خیال نکرو مین تم سے بہت اچھی طرح پیش آؤنگا
عورت نے کہا کہ یہ شخص کون ہی جو زنجیرون مین مند چلا کھڑا ہی اسنے کہا کہ یہ زلزال کا مجرم ہے
اسنے ملکہ کو باغ سرمست مین چھپایا اور ایک بڑھیا کو ملکہ کی صورت بناکر زلزال کے ساتھ کر دیا
ہمارے اُستاد تہمتن سیہ گوش گلیم پوش نے اسکو اسیر کیا ہی بس یہ سُنکے اُس عورت نے کہا
کہ باخش او فرمساق منم مہتر لاہور تیزگام غلام شاہزادہ رفیع البخت ارے تیرے سامنے
تیری اتنی مجال ہے کہ تو اُنکے خیر خواہ کو گرفتار کرکے دشمن کے سامنے لیجائے یہ کہکر نیمچہ عیاری
کھینچا اُس عیار نے بھی نیمچہ کھینچا لڑتے لڑتے لاہور تیزگام نے ایسا ہاتھ مارا کہ سر اُسکا
بدن سے جدا ہو گیا اور قریب آکر قید سرخیل کی کاٹ دی سرخیل نے کہا کہ واہ اُستاد کیا کہنا
مگر اب ذرا قلعہ کی طرف چلیے ایسا نہو کہ سیہ گوش ملعون میری شکل بنکر قلعہ مین کوئی فتنہ برپا
کرے یہ کہکر لاہور تیزگام مع سرخیل جانب قلعہ روانہ ہوے تھوڑی راہ طی کی ہوگی کہ دیکھا
ایک شخص پشتارہ بدوش چلا آتا ہی سرخیل نے کہا کہ خدا خیر کرے مین تو یہی سمجھتا ہون کہ یہی
سیہ گوش ملعون ہی اسنے میری شکل بنکر ضرور ملکہ کو فریب دیا ہوگا اور ہزار ہاتھ تو یہ ملکہ کو لیے
جاتا ہی چونکہ شب کا وقت تھا اسکی گرفتاری زیادہ دشوار تھی اور یہ دو تھے وہ تنہا تھا
سرخیل نیمچہ کھینچکر آگے بڑھا اور آواز دی کہ تو کون ہی اور یہ کیا شے لیے جاتا ہی سیہ گوش نے
پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور نیمچہ کھینچکر آپڑا دونون مین نیمچہ چلنے لگا سیہ گوش سمجھ گیا کہ اسنے
کوئی فریب دیکے میرے شاگردون کو مارا جو اُنکے ہاتھ سے رہائی پائی لیکن وہ شاگردان سیہ گوش
جنکو یہ صحرا مین چھوڑ کر گیا تھا کہ قلعہ مین اسکا تنہا جانا مناسب تھا اسنے انکو آواز دی وہ نیمچہ
عیاری کھینچ کھینچ کے دوڑ پڑے لاہور تیزگام نے دیکھا کہ یہ کئی ہین اور ہم دو ہین اگر یہ آکر
شریک ہوگئے تو ملکہ کی رہائی دشوار ہوگی بس لاہور تیزگام نے درمیان راہ مین جلدی سے
تین چار تھیلیان بارود کی ڈالدین اور آپ کسیقدر فاصلہ سے ٹھہرا جب وہ عیار دوڑتے ہوے
قریب اُس جگہ کے آئے جہان تھیلیان بچھی ہوئی تھین تو لاہور نے حقہ آتشبازی مارا بارود
دغ گئی تین عیار تو بالکل جل گئے اور ایک کسیقدر جلا مگر قابل لڑنے کے وہ بھی نرہا اور دھوان
پھیلا سیہ گوش اس واقعہ سے خائف ہوکے بھاگ کھڑا ہوا۔ لاہور تیزگام علیحدہ کھڑا رہا۔
سرخیل نے پشتارہ کھولا تو ملکہ کو بیہوش پایا یہ اسی طرح پھر پشتارہ لیکر قلعہ کی طرف چلا لیکن
سیہ گوش نے جاتے ہی زلزال کو خبر دی کہ مین ملکہ کو اسیر کرکے لایا تھا راستے مین دو عیارون
سے مقابلہ ہوا میرے چھ شاگرد مارے گئے اور ایک ایسا زخمی ہوا کہ وہین پڑا ایڑیان رگڑ رہا ہے
مین اپنی جان بچاکے چلا آیا لیکن پشتارہ چھین گیا عیار پشتارہ لیے ہوے قلعہ کی طرف جا رہے
ہین اس سے بہتر موقع نہوگا چلکر پشتارہ چھین لیجے اور قلعہ کو بھی مین دیکھ آیا کہ قلعہ خالی ہے
قلعہ مین کوئی نہین کہیں یہ سنتے ہی زلزال جلدی سے خیمہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوکے جانب
قلعہ روانہ ہوا سیہ گوش نے اور افسران فوج سے کہا کہ سردار لشکر تنہا گیا ہی مبادا کوئی افتاد پیش
آئے سردار سوار ہو ہو کے روانہ ہوے کیونکہ زلزال نے سرپٹ گھوڑا ڈالدیا تھا۔ آب سنیے خیر
خواہ خضر ان کا حال سنیے کہ یہ منڈی اڑاتے ہوے صحرا مین پہونچے تھے انھون نے منڈی
ایک گھاٹی مین چیل الحدید کے اتاری سردارون کو زنبیل سے نکالا پشت آئینہ کی دکھاکر

ہوش میں لائے جو ہوش میں آیا اُسنے اک نئے شخص کو دیکھا سوا رفیع البخت کے کہ انھوں نے
تو پہچان لیا اور خضران کو سلام کیا اور فرمایا کہ خواجہ تمنے ایسے وقت پر آکے مدد کی ہی کہ اب کوئی امید
رہائی باقی نہ تھی لیکن اور سرداروں نے مثل نہیب مغربی کے کبھی دیکھا ہی نہ تھا تو پہچانتے
کیونکر اتنا سمجھ لیا کہ یہ شخص دوست ہی دشمن نہیں خضران نے کہا کہ شعیب شامی سوداگر نے بادشاہ
اسلام کو آپکا پتا دیا تھا اور یہ بیان کیا تھا کہ میں نے بہار مغرب میں دیکھا تھا اور وہاں سوا کفار
کے مسلمان کا نام نہیں ہی ایسا نہو شاہزادے پر کوئی پیچ پڑے تو بادشاہ اسلام نے خواجہ زادوں کی
کی رائے سے مجھے روانہ کیا تھا اور اگر بادشاہ حکم نہ فرماتے تو میں خود ہی اجازت حاصل کر کے
آتا اسلیے کہ صاحبقران مجھے آپ ہی لوگوں کی حفاظت کیواسطے چھوڑ گئے ہیں رفیع البخت نے
کہا کہ آپ اُنکے بچپن کے رفیق ہیں میں آپ کو عمرو سمجھتا ہوں مجھے آپ سے اس سے زیادہ امید
ہی جو کچھ آپنے کیا اور خواجہ زادوں کی رائے بھی نہایت صائب تھی اسلیے کہ سوا آپ کے
دوسرے شخص کا یہ کام نہ تھا کہ آئینہ محیط روشنضمیر سے لے سکتا یہ سنا ہی کہ یہ اسکا زندگی بھر کا رفیق
تھا اور اب وہ بے دست وپا ہوگیا۔ رفیع البخت کے نیم جو خضران کو عمرو کہا سب جھک جھک
کے انکو سلام کرنے لگے خضران نے بھی ایک ایک کا حال دریافت کیا اور کہا کہ تم تو یار ہو جگر ہو
تمھارے واسطے میں جو کچھ کروں کم ہی لیکن ان لوگوں کو جو میں نے قید سے چھڑایا تو کیا
حاصل رفیع البخت مسکرائے گھبراکر نہیب مغربی نے کہا کہ ہم سب شاہزادہ کے خادم ہیں
خضران نے کہا کہ زبانی خدمت کو میں نہیں سمجھتا جو شخص روپیہ سے شریک ہو وہ بیشک شریک ہی
اسلیے کہ یہی ایسی چیز ہی جو انسان کے دل سے نہیں نکلتی ہی نہیب مغربی ابھی تک اصل مطلب
کو نہ سمجھا کہا کہ روپیہ کیا چیز ہی ہماری جان کام آئے تو دریغ نکرینگے خضران نے کہا کہ جان قربان
کرنے والے تو بہت ملجاتے ہیں روپیہ دینے والا نہیں ملتا رفیع البخت نے کہا کہ میں روپیہ سے
بھی خدمت کرنے کو موجود ہوں خضران نے کہا کہ بابا تمھارے پاس جو کچھ ہی وہ تو میرا ہی ہی اس
اسوقت نہیب مغربی نے کہا کہ قلعہ میں تشریف لیچلیے دعوت قبول فرمائیے مجھ سے جو کچھ ہوسکیگا
روپیہ سے بھی خدمت کرونگا خضران نے کہا کہ تم شاہزادے ہو یہ میں نے تمھاری نسبت
نہیں کہا تھا دنیا کی بات کہی تھی کہ لوگ روپیہ کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور اصل یہ ہی کہ میں شاہزادہ
بھی نہ کہتا تمھاری رہائی میں بہت کچھ صرف ہوگیا اور میں اک غریب آدمی ایسے مصارف
کہاں برداشت کرسکتا ہوں۔ کہیں کا بادشاہ نہیں جاگیردار نہیں میں روپیہ کا پیادہ ہوں نہیب
مغربی نے کہا کیا اچھا اب قلعہ میں تشریف لیچلیے۔ رفیع البخت اور نہیب مغربی اپنے چاروں
بھائیوں اور قیصر تبعزن سمیت خضران کو لیکر گھاٹی سے اتر رہے ہی تھے کہ آواز سُمِ مرکب
کان میں آئی اب صبح ہو چلی تھی اور ماہتاب کی روشنی میں زردی پیدا ہوگئی تھی کہ دیکھا شاہزادہ
رفیع البخت نے آگے آگے تو دو عیار ایک پشتارہ بدوش اور ایک خالی چلے آتے ہیں اور
پیچھے پیچھے ایک سوار مرکب کو دوڑائے چلا آتا ہی رفیع البخت حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی
کہ اس سوار نے آواز دی کہ یا خرس اور خیل میں آپہنچا اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو پشتارہ
ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ موت کو اپنے سے دور نہ سمجھ منتم زلزال بن صلصال بن صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بس یہ سنتے ہی جو عیار خالی دوڑا چلا آتا تھا اسنے پلٹ کے حقہ

آتشبازی مار کر مرکب زلزال کا جراغ پا ہوا اتنے عرصہ میں سرخیل پشتارہ لیے ہوئے اور قریب
آگیا زلزال نے پھر مرکب کو سنبھالا اور تعاقب کیا تو رفیع البخت سے ضبط نہو سکا آواز دی کہ
اے سرخیل رکھدے پشتارہ دیکھوں تو یہ ملعون کیسا ہی کہ ملکہ کو لیجاتا ہی یہ آواز سُنکے سرخیل
کے جان میں جان آئی جب اسنے دیکھ لیا کہ اب جتنا فاصلہ مجھ سے اور زلزال سے ہی اتنا ہی
شاہزادہ رفیع البخت سے ہی تو اسنے پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور آپ ہٹنا سے الگ ہو گیا
لیکن یہ سب نہتے تھے اور پیدل تھے زلزال مسلح تھا اور سوار تھا اسنے پشتارہ کی طرف بڑھنے کا
قصد کیا تھا کہ رفیع البخت سامنے جا پہونچے زلزال نے تلوار ماری لیکن رفیع البخت زیر شکم مرکب
چلے گئے تلوار زمین پر پڑی رفیع البخت نے چاروں پاؤں پکڑ کے سر شکم مرکب سے ملا کے جو
زور کیا زلزال سے دو خصال کو مع مرکب اُٹھا لیا اور خندق کی طرف بڑھے نہیب مغربی نے
تعریف کی کہ اے شہریار سبحان اللہ اب اسے نہ چھوڑیے گا خندق سامنے موجود ہی ڈبو دیجیے
اس ملعون کو رفیع البخت پہلے سے یہی سوچے ہوئے تھے ادھر اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ زیر
قلعہ یہ ہنگامہ برپا ہی جلدی سے دروازہ قلعہ کا کھول کر نکلے اور مرکب ان سب کے سواری
کے واسطے لے نے کے دوڑے اتنے میں گردیں اڑنا شروع ہوئیں اور سرداران لشکر زلزال
یکے بعد دیگرے تھوڑی تھوڑی فوج سے پہونچنے لگے ادھر قلعہ سے بھی فوج نکلنے لگی اور تلوار
چلنے لگی سرخیل نے جو ہنگامہ دیکھا پشتارہ اُٹھا کر جانب قلعہ راہی ہوا ملکہ کو لیجا دلفریب نے
بیدار کرکے ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کیا یہ دل گئی لیکن خبر آمد رفیع البخت سے بہت خوش
ہوئی یہاں تلوار چل رہی تھی اور رفیع البخت زلزال کو مع مرکب اُٹھائے ہوئے لب خندق جا
پہونچے اور خندق میں کھینچ مارا زلزال خندق میں گرا اور ایک غوطہ کھا کے جو اُبھرا تو کنارے
پہ اُبھرا یہاں سب کو یہ خیال ہوا تھا کہ یہ ملعون غرق ہو گیا مگر ابھی وقت اسکی قضا کا نہ تھا
جھاڑیوں کو پکڑ کے نکل آیا اور تلوار کھینچ کر لشکر پر گرا نہیب مغربی نے دیکھا کہ یہ ملعون بھیگی
مرغی بنا ہوا اُدھر رہا ہی بس نعرہ کرکے آپڑا تلوار زلزال کے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تھی قریب پہونچتے
ہی زلزال نے تلوار ماری کہ گردن مرکب نہیب مغربی کی قلم ہو گئی مرکب نے چرخ مارا نہیب مغربی
مرکب سے کود پڑا اور دوڑ کر زلزال پر تیغہ آبدار کا وار کیا زلزال نے سپر بلند کی نہیب مغربی بھی
جوان زبردست ہی تیغہ سنگ دار باندھتا ہی سپر زلزال کی قلم ہوئی خود پر جا کے تیغہ ٹھہرا نہیب مغربی
نے جھٹکا مارا کہ زلزال کے سر میں چار انگل کا زخم آیا زلزال تیورایا رفیع البخت نے آواز
دی کہ بس اب یہ زخمی ہی زخمی پر ہاتھ نہ اُٹھانا چاہیے زلزال نے شرمندہ ہو کر جلد باگ پھرا دیا
اور پلٹ گیا۔ رفیع البخت ہنستے ہوئے داخل قلعہ ہوئے جس وقت یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ زلزال
ملعون میرے بھائی کے ہاتھ سے زخمی ہو کر پھر گیا تو یہ نہایت خوش ہوئی رفیع البخت خواجہ
خضر ان کو لیے ہوئے محل میں داخل ہوئے ملکہ سے کہا کہ سلام کرو ملکہ تعظیم کو اُٹھی سلام کیا
خضر ان نے دعا دی اور ایک ہار پھولوں کا ملکہ کو پہنا کر نہیب مغربی سے کہا کہ تیجے چڑھاوا
چڑھا و شگون کر دیا اب ملکہ رفیع البخت کے نام کی ہو گئی تمھیں خیال رہے کہ اب شادی ملکہ
کی انھیں کے ساتھ کر دینا اب یہاں کوئی انکے بزرگوں میں نہیں ہی تو یہ فرض میرا تھا اور اس طرح
میں انکا مختار ہوں اس طرح تمکو ملکہ پر اختیار حاصل ہی کہ اسکے بڑے بھائی ہو باپ کی جگہ ہو

نیب مغربی نے عرض کی کہ واللہ میرا بھی یہی خیال تھا کہ ملکہ کو مین اُنھین کی کنیزی مین دونگا
سے اور بھی اچھا ہوا کہ آپنے ابتدا کر دی ورنہ میری جانب سے اسکی ابتدا ہونا شرم کی بات
تھی۔ ملکہ دل مین نہایت خوش ہوئی کہ واقعی مین انھون نے پوری بزرگی ختم کر دی جو لحاظ
بھائیون کا تھا وہ بھی برطرف ہوا اور خلاصہ طور پر ملکہ رفیع البخت کے نامزد ہو گئی خضران نے
پوچھا کہ بابا تمکو تو انکار نہین ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ بھلا مین آپکی تجویز کے خلاف
کر سکتا ہون خضران نے کہا کہ ہان میرے نزدیک بھی مناسب معلوم ہوا اور تمکو مین نے
ایسا ہی سعادتمند سمجھ لیا تھا کہ تم انکار نکروگے جو کہا ورنہ ہرگز نہ کہتا بعد اسکے شاہزادہ نے
سرخیل سے پوچھا کہ یہ کیا افتاد پیش آئی اور ملکہ کو کون لیگیا تھا جس سے تم چھین کے لائے
سرخیل نے سارا واقعہ سیہ گوش گلیم پوش کا بیان کیا شاہزادہ نے سرخیل کی بہت تعریف
کی خضران سے ملوایا اور کہا کہ میرے خاطر سے آپ اسکو فن عیاری مین اپنا شاگرد کر لین
کہ اس سے بہارستان مغرب مین آپکا نام روشن ہوگا اصل یہ ہے کہ اسنے ابتدا سے
میری خدمت کی جب یہ مسلمان بھی نہوا تھا اور شادی ملکہ کی زلزال کے ساتھ کی گئی تھی تو اسنے
دو سو برس کی بڑھیا کو ملکہ بناکر زلزال کے ساتھ رخصت کر دیا تھا اور ملکہ کو باغ سے نکالکر
میرے پاس پہونچا گیا تھا اور اسوقت بھی بڑا کام کیا ورنہ سیہ گوش ملعون تو ملکہ کو لیے ہی
گیا تھا اگر ملکہ زلزال کے قابو مین پہونچ جاتی تو خودکشی کر لیتی خضران نے سرخیل کی پیٹھ
ٹھونک کر شاباشی دی اور کہا کہ طبیعت اسکی فن عیاری سے نہایت مناسب معلوم
ہوتی ہے سرخیل نے لاہور تیز گام کی تعریف کی اور کہا کہ اگر یہ مجکو رہا نہ کرتے تو ملکہ کی رہائی
ناممکن تھی مین تو سیہ گوش ملعون سے دھوکا کھا گیا تھا اب خواجہ خضران نے سرخیل
کو بھی زمرۂ شاگردان مین داخل کر لیا اور فن عیاری سکھانے لگے لیکن زلزال جو زخمی
ہوکے دربار مستجاب شاہ مغربی مین گیا اور مستجاب شاہ نے سنا کہ یہ میرے فرزند کے
ہاتھ سے زخمی ہوکے آیا ہے تو دل مین نہایت خوش ہوا کہ ایک مرتبہ وہ اسکے ہاتھ سے
زخمی ہوا تھا تو پھر ایک بار یہ بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو گو کہ مستجاب شاہ کو یہ ملال ضرور تھا
کہ فرزند میرے مسلمان ہو گئے لیکن پھر اولاد اولاد ہے اور غیر غیر ہے اب انکو تو اس حال
مین چھوڑا جاتا ہے کہ زلزال علاج زخم تیر مین مصروف ہے شاہزادہ رفیع البخت قلعہ مین
آرام سے بیٹھے ہین لیکن یہان

چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان جنگجو یعنی سکندر رستم فر کے بیان کیے جاتے ہین۔ غزل بر آغاز داستان الفت بیان

غالب داد اگر بیکار رہینگے
جو سُنیگا اُسنے پکارینگے
مشورت سے بڑھیگی رنجش اور
جان ہارینگے جی نہ ہارینگے
مشکل آسان ابھی ہو کہ نہو

پھر پلٹ کر وہ تیر مارینگے
کیون کیا ہمنے عہد خاموشی
وہ کہ دونون طرف ہم ہارینگے
رہین زندہ بگاڑنے والے
وہ سویرے سے گھر سدھارینگے

اس سے کیا کام بت وہ ہو کہ خدا
اُنھین کس منھ سے اب پکارینگے
کشتی پر ہین عشق مین تیار
دیکھ کب تک اُنھین سنوارینگے
ترچھے جاتے ہین اُسکے تیر نظر

اسکو نا کھینچیگا اُسکو مار رہینگے پست ہمت ہوا دل مایوس نام لے لے کے ہم پکار رہینگے	آج ہم پر ہے عشق تیغ زنی دل وہ لے گیا اسے اُبھار رہینگے ہجر تڑپنے سے جان دینا تو بس	کل وہ زانو پہ ہاتھ مار رہینگے چھپ کے بیٹھے تو ہو گئے سودا یون نہ ہم زندگی گزار رہینگے
آرزو جانتے ہو جنکو سیم		غم وہ دیدے مار آتار رہینگے

چو بزم سخن طوطی خوشنوا ✦ بدین زمزمہ سوز نغمہ سرا ✦ یہ داستان یہانتک بیان
کی گئی تھی کہ شاہزادہ سکندر رستم خو تین روز قلعہ سمرقند مین مہمان رہے بعد تین روز
کے افغان بن طول سمرقندی سے رخصت ہوکر بارادہ بہارستان مغرب روانہ ہوے
افغان بن طول سمرقندی دور تک پہونچانے آیا شاہزادہ نے قسمین دیکر رخصت کر دیا اور
فرمایا کہ تم اطمینان رکھو مین راستے ہی مین ذلزال ملعون کو شکار کرونگا اب اسکی نوبت بھی نہ
آئیگی کہ وہ زندہ پھرے اور آکر تمکو پریشان کرے افغان بن طول سمرقندی نے عرض کی
کہ برائے راہبری کسیکو ساتھ لے لیجیے فرمایا کوئی ضرورت نہین ہی تقدیر راہبر ہونا چاہیے
یہ فرماکر اپنے بارہ سو سوارون کو ساتھ لیتے ہوے روانہ ہوگئے جاتے جاتے اک سہ راہے پر پہونچے
وہان تردد ہوا کہ کدھر جائین جو بہارستان مغرب مین پہونچین نہ کوئی آیند و روند دکھائی دیا
جس سے پوچھتے آخر ایک راہ اختیار کر لی اور روانہ ہوگئے کئی روز گزر گئے کہ سوا صحرا کے
کوئی قصبہ قریہ دیہہ تک نہ ملا جو رسد ساتھ تھی وہ صرف ہوگئی اب لشکریون پر فاقہ گزرا عرض
کی کہ حضور اگر آج بھی کوئی سبیل نہوئی تو کل قابل سفر بھی نہ رہینگے فرمایا رزق کا خدا ضامن
ہی اگر قضا ہی تو موت کے ہزار بہانے ہین لیکن بھوکون مرنا غیر ممکن ہی یہ فرماکر راہ استقلال پر قدم
جمائے چلے جاتے تھے کہ اک صحرا مین پہونچکر درختان میوہ دار بکثرت ملے اور پرند بھی غول
کے غول دکھائی دیے اہل لشکر نے پرندون کو شکار کرنا شروع کیا اور کباب لگا لگا کر کھانے
لگے میوہ وغیرہ بھی دستیاب تھا لیکن سکندر رستم خو کو یہ دھن سمائی کہ مین تو آہو کو شکار
کر کے اسی کے کباب کھاؤنگا اور اسی فکر مین چلے چند قدم بڑھے ہونگے کہ دیکھا ایک آہو
مثل دیوانون کے سامنے سے چلا آتا ہی سیارہ کوچک نے عرض کی کہ خدا شکر خورے کو
شکر ہی دیتا ہی دیکھیے یہ آہو خود آپکی جانب آتا ہی بس سکندر رستم خو نے تیر کو چلہ کمان مین
پیوستہ کر کے جو مارا پیشانی پر پڑا اور توڑ کے پار گزر گیا آہو اچھل کے گرا سیارہ سے کہا کہ ذبح
کر سیارہ قریب آیا شاہزادہ سکندر رستم خو بھی نزدیک آئے دیکھا تو پہلے پڑا اور اک تیر ہاتھ بھر نکلا
ہوا موجود ہی سکندر رستم خو انگشت بدندان ہوے اور سیارہ کوچک سے کہا کہ بھئی اگر مین یہ جانتا
کہ یہ کسیکا تیر خوردہ ہی تو ہرگز تیر نہ مارتا خیر پھرا تو جو ہوا وہ ہوا دیکھا جائیگا یہی کہہ رہے تھے کہ
پڑاق سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار تاریخی پوش پیدا ہوا کہ مرکب کو سرپٹ دوڑائے چلا آتا تھا
نقابدار کی نظر جو اپنے صید پر پڑی اسکو نہایت غصہ آیا پکارا کہ اے قزاقو کیا تم نہین جانتے کہ یہ
مقام کسکی عملداری مین ہی کہ جو یہان آکر قزاقی و راہزنی مین کمر بستہ ہوے ہو سچ بتاؤ کہ میرے صید کو
کسنے صید کیا تاکہ اُسے مین صید کرون سکندر رستم خو نقابدار کی نرم آواز پر ایسے محو ہوگئے کہ فرمایا
کہ یہ غلطی مجھ سے ہوئی مین نے تمھارے صید کو صید کیا بعد کو دیکھا کہ یہ تیر کھائے ہوے ہی
اپنا صید لیجاؤ نقابدار نے کہا کہ اسکی سزا یہ ہی کہ اُٹھاؤ اس آہو کو اور میرے ساتھ چلو سکندر رستم خو

کچھ تو پشیمان تھے کچھ نقابدار کے دست و بازو اور اُس کی جرأت دیکھکر دل میں سراہتے
تھے کہ بڑا منچلا معلوم ہوتا ہی کہ اپنی بساط کو نہیں دیکھتا اور اس بانکپنے سے گفتگو کرتا ہی
چونکہ انکو غصہ تھا مذاق سوجھا کہا کہ میں نے آجتک مزدوری نہیں کی ہے یہ عیار میرا ہو بیچا
نقابدار نے جھنجھلا کر کہا کہ نہیں تمھیں کو بیچتا ہوگا فرمایا کہ کسطرح لیچلوں بتا دو۔ نقابدار
نے کہا کہ چاروں پاؤں اسکے باندھ کر پشت پر لادو اور لیچل سکندر کو ہنسی آئی اور دل لگی
سوجھی گھوڑے سے کودے اور پاؤں آہو کے باندھ کر فرمایا کہ اب کہو نقابدار نے
کہا کہ ایسا ننھا ہی کہ اسے آہو کا لادنا نہیں آتا ہی اُٹھا جلدی ورنہ شامتیں آجائینگی سکندر
رستم خو نے فرمایا کہ پھر اپنے ہی گلے میں نہ لٹکا لو۔ نقابدار نے جھلا کر تلوار کھینچ لی اور کہا
کہ مجھ سے تمسخر کرتا ہی اب تجھے اس آہو کے بدلے صید کرونگا یہ کہکر تلوار ماری سکندر نے
نیمچہ نقابدار کا سپر پر روکا اور ایسی اوجھڑی دی کہ نیمچہ ٹوٹ گیا بس کلائی پکڑ کے کھینچی نقابدار
گردن مرکب سے نیچے آرہا سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا دیکھا کہ زنجیر کمر طلائی ہی
لیکن اس کشاکشی میں بند نقاب ٹوٹ گئے اور چہرہ دکھائی دیا نظر جو سکندر کی چہرۂ نقابدار
پر پڑی ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا دیکھا کہ اک آفتاب حشر نمودار ہی ؎ برس پندرہ یا کہ سولہ
کا سن ۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ۔ سکندر نے کہا لاحول ولا قوۃ یہ میں نے
کیا کیا کہ اس عورت سے مقابلہ کیا یہ فرماکر پھر مرکب پر بٹھا کر چھوڑ دیا نقابدار نے تو باگ
مرکب کی پھیری اور جس طرف سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہوگیا اور سکندر رستم خو سم مرکب
کو دیکھتے رہے جب نقابدار نظروں سے پنہاں ہوگیا تو سیارہ کوچاک نے کہا کہ اب
آہو کو ذبح کروں فرمایا واللہ بغیر نقابدار کے میں کباب آہو کے ہرگز نہ کھاؤنگا اُٹھا دو
اس آہو کو اور تلاش میں اسکے چلو کیوں بھئی تم تو ہمارے ساتھ قاف میں بھی رہ چکے ہو
ملک تو ہمارے خوبتوش پرستان میں ایک عورت ہی کوئی پری ایسی حسین ہمنے تمام پرستان
میں نہیں دیکھی مگر یہ ظالم تو قیامت کا دلفریب حسن رکھتی ہی میری طبیعت آجتک ایسی کسی کی
شیفتہ نہوئی تھی اور اس قتال عالم نے نیمچہ بازی ایسی کی کہ مجھے اور بھی گھائل کر دیا بقول
شاعر ؎ کام ایسا کر گئی اُسکی نزاکت وقت ذبح ۔ زخم گردن پر نہ آیا دلپہ خنجر پھر گیا ۔ سیارہ
کوچاک نے عرض کی کہ چلیے وہ جو باغ سامنے معلوم ہوتا ہے نقابدار اُسی طرف گیا ہی یہ کہکر
آہو کو سیارہ نے لادا اور سکندر رستم خو مرکب پر سوار ہوکر نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے
جانب باغ روانہ ہوئے راستے بھر سکندر رستم خو سیارہ سے ملکہ کے حسن کی تعریفیں
کرتے ہوئے تا بہ دروازۂ باغ پہونچے سیارہ نے کہا کہ بڑی بات تو یہ قابل تعریف
ہی کہ سپاہیوں اور بہادروں کا معشوق بھی سپاہی اور منچلا ہونا چاہیے آپکے واسطے
ایسا ہی معشوق زیبا تھا سکندر نے خوش ہوکے کہا کہ بھئی یہ تمنے میرے دل کی بات کہی
میں حسن سے زیادہ اُسکے بانکپنے کا شیدا ہوگیا جب اُس نازک کلائی میں نیمچہ چمکتا تھا
جی چاہتا تھا کہ یہ وار پھر روکوں مگر اُس وقت تک صورت نہ دیکھی تھی ورنہ میں اپنے کو
زخمی کرا دیتا کہ اُسکا کچھ حوصلہ تو نکل جاتا سیارہ کوچاک نے عرض کی کہ اتنا عشق اچھا نہیں
جو عقل کھو دے فرمایا کہ بھئی یہ تو شان عشق ہی وہ کون لوگ ہوتے ہیں جو سینے پر گل کھاتے ہیں

ہم ایک آدھ جز کا ہی کھا لیتے ذرا نشانی تو ہاتھ آتی۔ سکندر نے دربانون سے کہا کہ کیا نقابدار
نارنجی پوشش اسی باغ مین رہتا ہی انھون نے کہا کہ ادب سے نام لو نقابدار بادشاہ کی دختر
ہی فرمایا کہ بھئی ہمتو نووارد ہین خالی نقابدار جانتے ہین ہماری طرف سے نقابدار کو اطلاع دو
کہ جو آہو آپ نے صید کیا تھا وہ حاضر ہی اسے منگوا لیجیے اور کباب لگائیے آپکے حصے کے عوض
مین خود آہو کو لیکے حاضر ہوا ہون اگر یقین نہو تو اپنے سامنے بلا کے دیکھ لیجیے کہیے گردن میں
لٹکا کے لے آؤن کہیے پشت پر لاد لاؤن دربانون نے محلدار سے کہا محلدار پیام لیکر چلی
لیکن ملکہ جسوقت داخل باغ ہوئی تو گھبرائی گھبرائی پریشان سی تھی جنجل وزیر زادی نے جو
یہ حالت ملکہ کی دیکھی کہا خیر باشد آپ اسقدر پریشان اور گھبرائی ہوئی کیون ہین ملکہ تصویر
برق جمال نے کہا کہ کیا کہون آج عجیب سانحہ درپیش ہوا یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا
کہ مین غصہ مین تلوار لیکے بڑھی تھی مگر بعد کو شرمندہ ہوئی کہ اُسکا کوئی قصور بھی تھا اور علاوہ اسکے
قابل بھی اسلئے تھا کہ قتل کیا جائے جنجل سمجھ تو گئی مگر حیرانی کرکے پوچھا کہ قابل قتل کیون تھا
اور قصور یہ کیا کم تھا کہ اس مقام پر آکے آہو تیر خوردہ کو صید کیا ملکہ نے کہا کہ وہ کسی دوسرے
ملک کا رہنے والا تھا اور اُسنے دیکھا نہ تھا کہ آہو تیر کھائے ہوئے ہی میرا تیر پیچھے پڑا تھا
اور مثل مشہور ہی کہ آہو کی ایک ٹانگ ٹوٹ کے پانچ ٹانگین ہوجاتی ہین آہو تیزی سے جارہا
تھا اور اُسنے سامنے سے تیر مارا پشت کا حال چہرہ سے کیونکر ظاہر ہو سکتا ہی اور اُسنے
عذر بھی کیا مگر میرا غصہ اُسوقت فرو نہوا مین تلوار مار بیٹھی اُسنے مجھے کمر زنجیر پکڑ کے اُٹھا لیا
اور پھر چھوڑ دیا اُسوقت میرا غصہ فرو ہوا تو مین نے دیکھا کہ انسان کا ہیکہ ہی ملکہ ہی میری نظر
سے ایسا حسین مرد نہین گزرا جنجل سمجھی کہ ملکہ کا دل بھی اُسپر مائل ہوا کہا کہ اگر اُسنے بھی آپکو
دیکھ لیا ہی تو ضرور ڈھونڈھتا ہوا آئیگا ملکہ نے کہا کہ مین نے کیا اچھا سلوک اُسکے ساتھ کیا ہی
جس امید پر وہ آئیگا یہی ذکر تھا کہ محلدار نے آکر عرض کی کہ قربان جاؤن دو مرد دروازہ
باغ پر ایک آہو لیے کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ نقابدار سے کہو ہم آپکے حکم کے موافق
آہو کو خود اُٹھا کے لائے ہین جنجل کو ملکہ کا ایما تو پہلے ہی معلوم ہوچکا تھا کہا بلوا اور کہلا
نقابدار فرماتی ہین کہ یہ صید شرکت کا ہی ہم منتظر اسکے کباب کھانے کے ہین محلدار نے جاکے کہا
یہان تو تمنائے دلی یہی تھی آہو سمیت داخل باغ ہوئے یہان ملکہ نے جنجل سے کہا کہ ارے
اوٹ تو کھڑا کر دو اے اب کیا چاہتی ہی کہ مین غیر مرد کے سامنے بے حجاب بیٹھون جنجل نے
اوٹ لاکے کھڑا کر دیا مگر ملکہ پر آوازہ کسا کہ ہمین بھی اس پردے کا فائدہ دیکھنا ہی کہ یہ پردہ
کبتک رہتا ہی جب دل سے پردہ اُٹھ گیا تو ظاہری پردہ سے کیا حاصل ملکہ نے کہا اب تو بہت گستاخ
ہوتی جاتی ہی اتنے مین سکندر و رستم مع سیارہ کوچک سامنے اوٹ کے پہونچے سیارہ
ہرن کو لادے ہوئے تھا ملکہ نے فرمایا کہ یہ تو مین نے نہین کہا تھا کہ آدمی پر اپنے تئین بوجھ
لادیئے فرمایا کہ یہ آدمی میرا بھائی ہی جیسے مین آہو کو اُٹھا کے لایا ویسے یہ اور اگر تمھاری خوشی
ہو تو مین خود اُٹھا لاؤن لاتا بھی مجھے دیتا یہ کہکر سیارہ کی طرف بڑھے سکندر ملکہ نے پردے
سے منع کیا اور کہا کہ خیر اب آپ ہمارے مہمان ہین وزیر زادی نے سامان کباب لگانے کا
مہیا کر دیا شاہزادہ نے فرمایا کہ لطف تو یہ تھا کہ جسطرح شرکت کا صید تھا اُسیطرح شرکت مین کباب

لگائے جاتے ملکہ نے فرمایا کہ خرلت تو یون بھی ہو سکتی ہی کہ تمھارا عیار میری وزیر زادی سے ملکے
کباب لگائیں فرمایا کہ بہتر لیکن یہ پردہ شاق تھا دل تو صورت دیکھنے کو تڑپ رہا تھا وزیر زادی
نے کہا کہ میں تو غیر مرد سے کے سامنے نہ جاؤنگی ملکہ نے اسطرح سے ڈھکیل دیا کہ چنچل پردے
سے باہر آگئی سیارہ نے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھا لیا اور کہا کہ آگ دھونکو چنچل یہ خوش ہو گئی کہ
ہاتھ پکڑا اسنے لگی سکندر نے کہا کہ اچھو سامنا ہو گیا اگر تم کبھی سامنے نہ آؤ گی تو ہمارا بیٹھنا بیکار
ہی ہم کبابوں سے بھوکے نہیں ہیں چنچل نے یہ خیال کیا کہ ایسا نہو یہ خفا ہو کے چلے جائیں
تو ملکہ کو ملال ہوگا بیٹھ گئی اور آگ سلگانے لگی سیارہ کو چک سے آہو کو صاف کر کے
کباب لگانے اور پلیٹ میں رکھکر آگے بڑھا دیے کہ دونوں صاحب نوش کریں سکندر
نے کہا کہ خرلت کا خیال رہے ملکہ نے کہا کہ میں شریک ہوں یہ کہکے پردہ سے ہاتھ نکالا سیارہ
نے اشارہ سے کہا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچ لو سکندر نے کہا کہ ایسا نہو بگڑ جائے بس سیارہ نے
ہاتھ کے اوٹ پر سے پردہ کھینچ لیا اور کہا کہ جیسے ایک مرتبہ دیکھا ویسے ہزار مرتبہ جیسے سامنے
ہو چکیں اُس سے پردہ کیسا ملکہ شرما کے رہ گئی سکندر سے شکایت کی کہ تمھارا عیار بڑا گستاخ
ہی فرمایا کہ سچ تو کہتا ہی اب شاہزادہ نے ملکہ کے ساتھ کباب نوش کیے ملکہ نے سیارہ سے کہا
کہ تم بھی کھاؤ سیارہ نے چنچل کو زبردستی اپنے ساتھ کباب کھلائے اب دسترخوان بچھا دیا
گیا سب نے کھانا بھی ساتھ کھایا جب ہاتھ منہ دھونے سے فراغت ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ
افسوس آپ ایسے وقت ہمارے شہر میں آئے اور مہمان ہوئے کہ ہم اچھی طرح مدارات بھی
نہ کر سکے اپنا نام و نشان بتا دیجیے ورنہ بتائیے کہ پھر بھی کبھی ادھر آنے کا فرمایا کہ ابھی تو ہمارا
ارادہ یہاں سے جانے ہی کا نہ تھا مگر معلوم ہوا کہ آپکے بار خاطر ہیں تو ضرورت ٹھہرنے کی بھی
نہیں پھر آنا کیسا ملکہ نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ تشریف لیجائیں بلکہ میں خود مجبور ہوں
کہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ بہارستان مغرب کی طرف جانے والی ہوں سُنا ہی کہ وہاں پیر
بدیع الملک فقیر ہو کے آیا ہی اُسنے دین خدا پرستی پھیلا رکھا ہی تو خداوند سیاریل نے میرے
والد ماجد کو فرمان اس مضمون کا بھیجا ہی کہ اے خیال شاہ تم جا کر اُس بیرہ حنزم کو گرفتار کر کے
ہمارے پاس بھیجدو ہمنے زلزال کو اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجا تھا اُس سے کچھ نہ ہو سکا
کیونکہ تمھارا لشکر اور فوج سنجاب شاہ مغربی سے کم ہی مگر جیسے پہلوانان زبردست تمھارے
ملک میں پیدا کیے ہیں ویسے سنجاب شاہ کے ملک میں نہیں ہیں ہمیں معلوم تھا کہ یہ نابیر
ہمارا اک وقت میں ہم سے روگردانی کریگا تو ہمنے تمھاری قوت اُس سے زیادہ رکھی ہی اور تم اگر کچھ
معذور ہو کے خود پھر نہ بیٹھو تو میرے والد ماجد کل تک کوچ کر کے بہارستان مغرب کو
جائینگے اور مجھے ساتھ لیتے جائینگے بعد بہارستان مغرب کے سار لیقہ میں جائینگے اور غضب نظر
خداوند کرینگے میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اُس رنگے ہوئے سیار کی پیرو ہوں وہ مواحد او نہ
جانا ہی کل کی بات ہی کہ خدا پرستوں سے اُسکے بھائی کو کتنی جوتیاں لگائیں اگر کوئی مرد نیک طینت
ملتا تو میں اُسکے ساتھ بھاگ جاتی اور باقی عمر بسر کر دیتی مگر اس موسے خداوند کی
نہ ہو سکتی اسوجہ سے میں نے عذر کیا کہ کل کو آپ یہ نہ کہیں کہ ملاقات مہمان نہ شت خانہ مہمان لندا
اور جانا میرا ضروری ہے کیونکہ والد ماجد کا حکم ٹل نہیں سکتا خصوصاً پھر اُنکے ارشاد کی تعمیل واجب ہے

سکندر رستم خو نے کہا کہ بھاگنے کی کیا ضرورت ہے اسمین بدنامی ہوگی کہ فلان کی دختر بھاگ گئی کہو تو
جاکر ابھی شبخون ماردون کہ تمھارے باپ کو یہان سے جانے کی مہلت ہی نہ ملے دون ملکہ نے
کہا خدا کے لیے ایسا نہ کرنا اُسکی بارگاہ مین ایسے ایسے پہلوان زبردست ہین کہ جنکا مثل و نظیر
نہین ہے عنقا سے دیوکش اک سردار ہے کہ جسنے دیوون کو مارا ہے بدمست دیوانہ بلا جیدرمان
ہے تو سو من کی زنجیر باندھتا ہے سرخاب قوی بازو اور محراب قوی بازو ایسے زبردست ہین کہ شیر
کی کلائی توڑ ڈالتے ہین گینڈے کو اُٹھا لیتے ہین سکندر نے کہا کہ تمتو اشتیاق بیان بڑھا جاتی
دیتی ہو مین ضرور ان سردارون سے مقابلہ کرونگا سیارہ کوچک نے کہا کہ اسمین بھی ملکہ کی
بدنامی ہے یہ کیسا کہ خیال شاہ خود ملکہ کو آپکے حوالے کردے سکندر نے کہا کہ لطف تو لڑا ہی
لینے مین تھا ہے چنچل نے کہا کہ تو فطرتی تو بڑا معلوم ہوتا ہے اگر ایسی کوئی تدبیر نکلے تو اس سے
بہتر کیا ہے سیارہ کوچک نے کہا کہ آج ہی اسکا انتظام ہو جائیگا کل بادشاہ ملکہ کو انکے سپرد کردیگا
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ سے کہا کہ آپ نقابدار بنکر فلان مقام پر ٹھہریے اور نام اپنا
سوار قدرت ظاہر کیجیے مین پرندۂ قدرت بنکر دربار بادشاہ مین جاتا ہون اور کہتا ہون کہ خداوند
نے سوار قدرت کو آپکی نصرت کے واسطے بھیجا ہے لوگ آپکو استقبال کرکے لیجائینگے سکندر
نے اس رائے کو پسند کیا اور چنچل تو سرک گئی ملکہ بھی اپنے قصر کو سدھاری سیارہ باغ
سے نکلکر شہر خیال مین آیا اور ایوان شاہی کی جانب روانہ ہوا دیکھا کہ شہر مین ہلڑ ہے لشکر کے
سوار انتظام سفر مین دوڑتے پھرتے ہین اک غل ہے کہ کل صبح کو بادشاہ بہارستان مغرب
کی طرف جائیگا سیارہ کوچک دروازۂ ایوان پر پہونچا چوبدار سے کہا کہ بادشاہ سے اطلاع کر
کہ پرندۂ قدرت ملک سار بقیہ سے آیا ہے چوبدار نے جاکر خیال شاہ سے کہا خیال شاہ نے بلالیا
پرندۂ قدرت نے جاکر فرمان خداوندی پیش کیا خیال شاہ نے اُس کاغذ کو پڑھا تحریر تھا کہ اے
خیال شاہ ہمین تمھاری روش نیکی کا حال روشن ہوا ہم یہان بیٹھے بیٹھے سب کچھ دیکھتے ہین
جسوقت یہ بات تمھارے دل مین آئی کہ مین اپنی دختر کو نذر خداوند کرونگا اُسیوقت ہمکو معلوم
ہوگیا دریاے کرم جوش پر آیا بھیجنے تمھاری مدد کے واسطے سوار قدرت کو روانہ کیا ہے تم پہلے
اُسکی ہر طرح آزمایش کرلینا یہ ایک سوار قدرت عالم بھر کے زیر کرلینے کو کافی ہے بہارستان مغرب
کو یہ تنہا فتح کرکے تمھین میسر کردیگا تمکو لازم ہے کہ ملکہ کو سوار قدرت کے حوالے کردو یہ ملکہ کو
ہم تک پہونچادیگا اس سوار قدرت کو امین قدرت بھی کہتے ہین اور انکا نام رازدار قدرت بھی
ہے یہ مضمون دیکھکر شہر خیال کا بادشاہ ملک طرطوس خیالی نے فرمان کو سر پر رکھا آنکھون سے
لگایا اور کہا کہ دیکھو عنایت خداوند کو کہ سوار قدرت کو میری مدد کے واسطے روانہ کیا اور میرا ارادہ
ہوا تھا کہ مین ملکہ کو نذر خداوند کرونگا اس راز سے بھی خداوند آگاہ ہوگئے تمام اہل دربار وجد کرنے
لگے طرطوس خیالی پرندۂ قدرت کے ساتھ براے استقبال سوار قدرت روانہ ہوا جب شہر سے
نکل کے صحرا مین پہونچا تو دیکھا کہ سوار قدرت لباس نارنجی زیب جسم کیے ہوے نقاب نارنجی
منھ پر ڈالے اک درخت کے نیچے کھڑا ہے طرطوس خیالی نے نقابدار قدرت کے ہاتھ چومے اور کہا
کہ آپ کو تو رحمت خداوند کہنا چاہیے یہ کہکر نقابدار کو اپنے ساتھ لیا اور ایوان شاہی مین آیا اپنے
تخت کے برابر اک دنگل جواہر نگار پر بٹھایا سوار قدرت تخت کے بیٹھے اور سردارون پر نظر ڈالنا

شروع کی لیکن سرخاب قوی بازو اور محراب قوی بازو برابر بیٹھے ہوئے تھے اور سوار قدرت
کو دیکھکر آپس میں کہہ رہے تھے کہ دست بازو تو کچھ زیادہ قوی نہیں معلوم ہوتے دوہرے بدن کا
آدمی ہی طاقت جثہ پر موقوف ہی نہیں معلوم خداوند نے کیا سمجھ کے بھیجا ہی ہاں اگر اس نقاب
میں کوئی اسرار ہو تو وہ دوسری بات ہی جسطرح فرعون شاہ کے عہد خداوندی میں چار نقابدار فرعون
کے یہاں تھے کہ جب وہ نقاب چہرے سے اُٹھاتے تھے تو ایک کی صورت دیکھکر ہنسی آتی
تھی اور ایک کی صورت دیکھکر رونا آتا تھا اور ایک کو ڈرا مارکے بیہوش کرتا تھا ایک کا مقابلہ کیوقت
قد بڑھتا تھا یہ باتیں کرکے محراب قوی بازو نے کہا کہ اے سوار قدرت کیا آپکے نقاب ڈالنے کا
کوئی خاص سبب ہی یعنی اگر نقاب چہرہ پر ہو تو اثر آپکے چہرہ کا زائل ہو جائے یا یہ بات ہی کہ آپ
مقابلہ کے وقت نقاب اُٹھاتے ہیں سوار قدرت نے کہا کہ میں خاص حجاب خداوندی کا
بیٹے والا ہوں اسوجہ سے نقاب چہرہ پر ڈالے رہتا ہوں کہ ہر شخص میری صورت نہ دیکھے اور کوئی
اسرار نہیں ہی طرطوس خیالی نے کہا کہ خداوند نے آپکے بارے میں تحریر فرمایا ہی کہ جیسا چاہو
امتحان سوار قدرت کا لے لو یہ شخص وہ ہی کہ عالم میں کوئی اسیر غالب نہیں آسکتا اس بنا پر
جی چاہتا ہی کہ کوئی زور آپکا دیکھیں سوار قدرت نے کہا کہ جو کہو طرطوس خیالی نے کہا کہ بس
ایسا زور دکھایئے کہ یہ سرداران جانیں آپ سوار قدرت ہیں اور یہ معمولی بندے میں
سوار قدرت نے دنگل سے اُٹھکے محراب قوی بازو اور سرخاب قوی بازو کے دنگلوں سے
ہاتھ پکڑے اور زور کرکے دونوں کو اُٹھا لیا - اہل دربار کے رنگ زرد ہو گئے اور طرطوس خیالی
نے کہا کہ کیا کہنا اگر آپ ایسے نہوتے تو خداوند آپ کی تعریف کیوں تحریر کرتے سوار قدرت
نے آہستہ سے اُنکو پھر زمین پر رکھدیا لیکن یہ دونوں جو شرمندہ ہوئے کہا کہ اے سوار قدرت
ہم بیٹھے ہوئے تھے تمنے اُٹھا لیا نہ لنگر ڈال سکے نہ زور کر سکے یوں اُٹھا لینا ایسا ہی ہی جیسے
کوئی نال اُٹھائے یا کسی بھاری پتھر پہ زور کرے فرمایا کہ اگر اسے آسان سمجھے ہو تو میں
اسی طرح بیٹھا ہوں تم دونوں مل کے مجھ اکیلے کو اُٹھا لو محراب قوی بازو اور سرخاب قوی بازو
آکر چمٹے دونوں نے ہرچند زور کیا کچھ ہوا دنگل کو جنبش بھی نہوئی بس ایک مرتبہ سوار قدرت
نے بیٹھے بیٹھے دونوں کی کمر زنجیر کے بند پکڑکے جو زور کیا سر سے اُٹھا لیا تو اہل دربار
کے رنگ زرد ہو گئے کہ الٰہی یہ کیسی قوت طرطوس خیالی نے بہت تعریف کی سوار قدرت
نے ان دونوں کو آہستہ سے چھوڑ دیا جب امتحان ہو چکا تو سوار قدرت نے کہا کہ کچھ لوگ
میری راحت کے واسطے اور خاص اردلی کے لیے خداوند نے بھیجے ہیں تمکو نہیں معلوم ہوا
لیکن مجھے خبر لگی لہذا انکو بلوا لو وہ فلان صحرا میں ہیں طرطوس خیالی نے کہا کہ میں خود اُنکے
لینے کو جاؤں سوار قدرت نے کہا اسکی ضرورت نہیں ہی میں بندہ قدرت کو بھیجکر انھیں بلوا
لیتا ہوں یہ فرماکے ستارہ دست اشارہ کیا ستارہ گیا اور جاکے ان لوگوں سے بیان کیا کہ
آقا تمھارے سوار قدرت ہیں تم خاموشی کے ساتھ بسر کرنا کہ راز نہ فاش ہو جو پوچھے کہنا
کہ ہم سوار قدرت کے ملازم ہیں اور خداوند کے بھیجے ہوئے آئے ہیں سب کے سب ستارہ کے
ساتھ آئے ستارہ نے آکر اطلاع دی طرطوس خیالی نے سوار قدرت کے آجانے سے آج
ارادہ سفر کو ملتوی کر دیا اور کہا کہ میں کل جاؤنگا اور سوار قدرت کے ملازمین کو قریب باغ ملکہ

تصویر برق جمال کے اترنے کا حکم دیا اور رات کو بڑے دھوم سے ملک طرطوس نے سوار قدرت
کی دعوت کی بعد دعوت کے کہا کہ کچھ آپ سے زبانی بھی خداوند نے کہا ہی سوار قدرت نے فرمایا کہ
اتنا ارشاد کیا تھا کہ اگر کوئی امانت ہماری تمہارے سپرد کیا ہے تو اسکو اپنی حفاظت مین رکھنا اسمین
ہماری مصلحت ہوگی ہم فرشتگان قدرت کو بھیج کے بلا لینگے طرطوس خیالی نے کہا کہ آپ وہ امانت مین
آپکے سپرد کردوں یہ کہکر سوار قدرت کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ کے باغ مین آیا سوار قدرت اور پرندہ قدرت
ساتھ ساتھ تھے ملکہ وزیرزادی سے کہہ رہی تھی کہ آج سفر تو ملتوی ہوگیا اور سنا ہے کہ بابا جان قدرت
کے لینے کو دو گئے تھے اسکی دعوت ہو رہی ہی کہ اتنے مین طرطوس خیالی سوار قدرت کو لیے ہوئے
پہونچا اور ملکہ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے نور دیدہ مین نے تمکو نذر خداوند کرنے کی نیت کی تھی وہ نذر
ادا کرنے سے پہلے قبول ہوگئی خداوند نے اس سوار قدرت کو بھیجا ہی اور یہ فرمان آیا ہی کہ ملکہ کو
سوار قدرت کے حوالے کردو لہذا آج سے مین نے تمکو سوار قدرت کی نگہبانی مین دیا اور آج سے
سوار قدرت تمہارے ساتھ رہینگے ملکہ نے کہا کہ میری وزیرزادی اور سہیلیاں کہاں رہینگی طرطوس
خیالی نے کہا کہ تمہارے ساتھ رہینگی ملکہ نے سر جھکا لیا طرطوس خیالی پلٹ کے اپنے ایوان مین
آیا پرندہ قدرت یعنی سیارہ کو جاتے ہی کہا کہ کیوں ملکہ سچ کہنا کیا دھینگا دھانگی کی عیاری کی ہے
ملکہ بھی دل مین تو خوش تھی ظاہر مین کہا کہ تو تے آتے ہی تمام عزیزوں سے چھڑوا دیا چنچل نے کہا کہ
تو آدمی ہی یا کوئی بلا ہی قیامت کا فقرہ دیا کہ سب کو یقین آگیا۔ غرضکہ طرطوس خیالی نے دوسرے
روز کوچ کیا اور مع سوار قدرت جانب ملک سنجابیہ روانہ ہوگیا

اب پھر چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے بیان ہوتے ہین

شعر بیا بشنو اے ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ بیان ہوچکا ہی کہ شاہزادہ
رفیع البخت قلعہ جبل الحدید مین رونق افروز ہین اور زلزال علاج زخم سر مین مصروف ہی سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ اے زلزال چونکہ اب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ رفیع البخت پسر بدیع الملک ہی اور
خداپرست ہی شمار اسکا دشمنان خداوند مین ہی لہذا اب مین تیرا شریک ہوں لیکن عجب پیچیدہ
معاملہ ہی کہ فرزند میرے اسکے شریک ہوگئے ہین گویا مجھے اپنے فرزندوں سے لڑنا پڑا ہی مجھے
اطاعت خداوند ساریق سے مطلب ہی مین اپنے فرزندوں کا ہرگز شریک نہین لیکن میرے سر
سے فرزندوں سے ڈرینگے انکو یہ خیال ہوگا کہ ہم اسکے مطیع رہے ہین اب انسے مقابلہ کرنا
رفیع البخت کے مقابلے مین کسیکو بغیر روانکار نہوگا مین بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں کیا نکروں
محیط روشن ضمیر کو اپنے آئینہ پر بہت ناز تھا تو وہ بھی چھن گیا اب خداوند ہی مدد کرین تو کچھ ہوسکتا ہی
یہی ذکر تھا کہ چوبدار ہرکاروں کی گرد آلودہ پسینے مین غرق آکر دعا وثنا مستجاب بجا لاکے عرض
کرنے لگے کہ بادشاہ ملک خیال ملک طرطوس مغربی چار لاکھ سوار دیو دل کی جمعیت سے واسطے
گرفتاری رفیع البخت کے آتا ہی اور سوار قدرت فرستادہ خداوند ساریق اسکے ہمراہ ہی۔ یہ سنکر
سنجاب مغربی نے اپنے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا دل مین کہتا تھا کہ خداوند کو سب
حالات کی اطلاع ہی کہ زلزال سے بھی کچھ نہوسکا جو سوار قدرت کو بھیجا ہی یقین ہی کہ یہ سوار قدرت
اسکو گرفتار کریگا اتنے مین سرداران سنجاب مغربی طرطوس خیالی کو مع لشکر دیوانہ اعتقاد دیوکش

تو سوار قدرت لیکر آئے سب نے تعظیم دی اور سوار قدرت کی تعظیم کو سنجاب خود بھی اپنے مقام سے اُٹھا طرطوس خیالی کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور سوار قدرت کو سب سے بالا دست بٹھنے کو دنگل دیا تمام سردار سوار قدرت کو دیکھ رہے تھے اور پرندہ قدرت ہمراہ سوار قدرت کے موجود تھا طرطوس خیالی نے پوچھا کہ اب حالت اس ملک کی کیا ہو سنجاب نے بیان کیا کہ آج کل میں عجب کشمکش میں ہوں کہ کچھ بن نہیں پڑتی ہو ادھر تو خداوند کے عتاب پر عتاب نازل ہوتے ہیں ادھر اس پسر بدیع الملک نے پریشان کر رکھا ہو کہ پہلے تو نقربن کے سیر سے ملک میں آیا باغ ملکہ کا اُسکی دعا سے سرسبز ہوا بعد اُسکے نہنگ کو جاکے مارا جو نگرپا احسانات اُسکے سمجھے میں نے اپنے دربار میں اُسکو عزت دی یہ فعل میرا خداوند کے خلاف مزاج ہوا میرہ خان اعظم یعنی زلزال بن طلحال کو خداوند نے اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجا میں نے دینے سے انکار کیا اور اسکے عوض میں شادی اپنی دختر کی زلزال کے ساتھ کردی لیکن یہ فعل میرا میرے فرزندوں کے خلاف ہوا۔ رفیع البخت اُنکا شریک ہوگیا اب ملکہ کو لیجا کے قلعہ میں رکھا ہو میں لڑوں تو کس سے لڑوں کیا اپنی اولاد سے مقابلہ کروں رفیع البخت الیاز بردست و بہادر ہو کہ اب مجھے اپنے ملک کا اندیشہ ہو محیط روشن ضمیر پاس اک آئینہ تھا وہ بھی خضران عیار نے خداوند دم خینشہ بنکر چھین لیا سب کو محیط روشن ضمیر نے اسیر کرلیا تھا اسیروں کو بھی خضران رہا کر لیگیا زلزال ہاتھ سے میرے فرزند کے زخمی ہوا طرطوس خیالی نے کہا کہ آپ پریشان نہوں اول تو میرے سردار ہی کیا کم تھے اب خداوند نے سوار قدرت کو میری حمایت کی کے واسطے بھیج دیا ہو آپ اطمینان رکھیے میں اس جھگڑے کو آسانی سے فیصل کرادونگا نہ سانپ مریگا اور لاٹھی نہ ٹوٹے گی جس وقت سوار قدرت پسر بدیع الملک کو اسیر کرکے خدمت میں خداوند کے بھیج دیگا اور تمھارے فرزندوں کو سمجھایا جائیگا تو وہ خود ہی مجبور ہوکر اطاعت اختیار کرینگے اور ملکہ کو بھی زلزال کے حوالے کردینگے آپ طبل جنگ بجوائیے سنجاب شاہ نے حکم دیا ایک چوب نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکاروں نے قلعہ میں جاکر شاہجادہ رفیع البخت سے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کوئی شخص طرطوس خیالی ملک جبال کا بادشاہ چار لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے مدد سنجاب کو آیا ہو سنا ہو کہ ایک نقاب دار نارنجی پوش اُسکے ہمراہ ہو اُسکو سب سوار قدرت کہتے ہیں اُسنے یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں بہت جلد اس جھگڑے کو فیصل کردونگا اور مشہور یہ ہو کہ سوار قدرت فرستادہ سارق بن لقا ہو اب سنجاب معزلی اور زلزال اور طرطوس شاہ خیالی سب ایک ہوگئے ہیں اور آپکا نام اصلی مشہور ہوگیا ہے اور ہر شخص کو معلوم ہوگیا ہو کہ رفیع البخت فرزند صاحبقران ثالث ہیں نقابدار نارنجی پوش المعروف بہ سوار قدرت نے اپنے نام پر طبل بجوا دیا ہو فرمایا کچھ پروا نہیں لشکر ہمارا قلعہ کے باہر جائے اور ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے اسی وقت سرمست فیل روز بیش خیمہ لیکے قلعہ سے باہر آیا بارگاہ برپا کی اور نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلا اور باقی ماندہ سردار بھی قلعہ کے باہر آئے شاہزادہ رفیع البخت نے نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب خنگ باد رفتار پر بیٹھ کے راہی میدان کارزار ہوا آج رفیع البخت نے اپنے لشکر میں وہ علم بلند کیا ہو جسکا نام علم نہنگ پیکر ہو یہ اسی نہنگ کی

کہاں ہو جسے رفیع البخت نے شہر خود بیہ کے قریب جا کے مارا تھا اور کہاں اُسکی ساتھ لیتے دے
تھے اُس وقت سے یہ پوست نہنگ تخیین کے قبضہ میں تھا شب کو اُسکا علم تیار کیا گیا پھر اُ
سکی جگہ جو کھال لگائی گئی سرمست شہزادہ اس علم کو اُٹھائے ہوئے ہے چاروں بیٹے مستجاب
مغربی کے ہمراہ رکاب ہیں اور تیر کو زین تھامے ہوئے ساتھ ساتھ ہے نہیب مغربی
بعہدہ سالاری لشکر ہے سرمست داروغہ بارگاہ اور علم بردار فوج ہے آج تو لشکر کی اور ہی رونق
ہے اسطرف زلزال بن علیخاں تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے کھڑا ہوا ہے فوج پشت پر ہے
مستجاب شاہ مغربی مع اپنی فوج کے ایک جانب صف آرا ہے اور طرطوس خیالی اپنی فوج کے
سب سے آگے جمائے ہوئے ہے سوار قدرت سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے پرندہ قدرت
گوشہ زین سنبھالے ہوئے ہے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب نقیب نقیب دے کے
ہٹ گئے تو طرطوس خیالی نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب پس ہاں کا کیا تھا کہ
المست دیوانے نے اپنے گردن کو چھیڑا اور میدان میں آکر بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ جسکو
دعوائے مقابلہ ہو وہ نکلے میدان میں یہ سننا تھا کہ صمصام مغربی نے شاہزادہ رفیع البخت
سے اجازت لی اور مقابلے میں المست دیوانے کے آیا دیوانے نے چوب دست کا وار کیا صمصام مغربی
نے چوب اسکی سپر پر روکی مرکب صمصام مغربی کا مارا گیا اور صمصام مغربی جست کر کے گھوڑے
سے علیحدہ ہوا تلوار کھینچی چاہا کہ مرکب کو دیوانے کے پی کروں دیوانہ کود پڑا اور صمصام مغربی
سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تھوڑے عرصے کے بعد پانوں دیوانے کا موضع تزلزل میں جا کے ٹوٹا رنگ زرد
ہوگیا دست و پا میں رعشہ پڑ گیا پس صمصام مغربی اسے چھوڑ کے علیحدہ ہوا اور آواز دی کہ کیا
ہے تلوار اس دیوانے کو کہ پانوں اسکا ٹوٹ گیا ہے لوگ طرطوس خیالی کے آئے اور دیوانے کو
لے گئے اب بہرام خیالی لشکر طرطوس سے نکلا اور مبارز طلب ہوا اسکے مقابلے کو ہشام مغربی
آیا نیزہ بازی ہوئی ہشام نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکالدیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی مرکب
بہرام کا مارا گیا چاہا اسنے کہ گھوڑے سے علیحدہ ہوں لیکن جب تک پشت مرکب سے جدا ہو مرکب
دب کے گرا پانوں بہرام کا زیر مرکب دب کے ٹوٹ گیا لوگ اسے بھی اُٹھا کے لے گئے ہشام
خوشی خوشی میدان سے پھر کر لشکر میں آیا ارزنگ زرہ پوش لشکر طرطوس سے نکلا اسکے مقابلے
کو قمقام مغربی آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی قمقام نے نیزہ ہاتھ سے آرزنگ کے
نکال دیا نوبت شمشیر زنی کی آئی آرزنگ ہاتھ سے قمقام کے زخمی ہوا اب جھلا کر عقاب
دوکش نے بید دا باک کا لیا اور میدان میں آکر نہیب دی کہ اے نہیب مغربی معلوم ہوا
کہ آج ستارہ تمہارا اوج پر ہے ورنہ جو جو سردار زخمی ہوئے ہیں یہ ایسے نہ تھے کہ اسطرح زخمی ہوجا
تے خیر آج یہ میں مرضی خداوند کی ہے تو یونہیں سہی بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے نہیب مغربی
نے کہا کہ میں خود آتا ہوں یہ کہکے شاہزادہ رفیع البخت سے اجازت طلب کی فرمایا کہ اے نہیب مغربی
عقاب دوکش اسکے لشکر میں ایک سردار معلوم ہوتا ہے تمنے کیوں جلدی کی نہیب مغربی نے کہا کہ
اسنے کچھ ٹوکا اب بھی میں نہ نکلتا تو اسلحہ جنگ باندھنا بالکل بیکار تھا اور اگر وہ زبردست ہے تو
میں بھی موم کا بنا ہوا نہیں ہوں آپ تماشا تو دیکھئے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سنکے
اسنے سلام کیا اور رخصت ہو کر سامنے عقاب دوکش کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی

عقاب دیوکش کا نیزہ نہیب مغربی نے ہوائی کیا رفیع البخت نے تعریف کی اسنے پلٹ کے
سلام کیا سنجاب بہت جلا کہ آ تو میرے فرزند اسکا ایسا ادب کر رہے ہیں کہ میرا بھی اسقدر
لحاظ نہ کرتے تھے اول تو جو نکلا وہ اجازت لیکے نکلا اور نجم اختر شناس خوش ہو رہے ہیں
سوار قدرت علیحدہ چپکے کھڑے دیکھ رہے ہیں عقاب دیوکش نیزہ نکلنے سے جو شرمندہ ہوا
تو اسنے اپنا گرز سنبھالا ساڑھے گیارہ سو من کی ضرب باندھتا ہے دور دور اسکے دیوکشی کا شہرہ
ہے بس اسنے گرز کو سر پر پیچ دیکر آواز دی کہ اے نہیب مغربی یہ وہ ضرب ہے جس سے پہاڑ
تھراتے ہیں اور دیو پست ہوتے ہیں خبردار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا نہیب مغربی نے جلدی
سے اپنے گرز کو اٹھا کے چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز سے سناٹے کی صدا پیدا ہوئی اور گرز پر
گرز جو پڑا تو تراقہ ہوا لنگر ضرب کا نہیب مغربی نے سنبھالا رفیع البخت نے دعا کی کہ
خداوندا بچانا اس ضرب سے نہیب مغربی کو لیکن کمر مرکب نہیب مغربی کی ٹوٹی حق گرد
بلند ہوا رفیع البخت نے لاہور قہر کام کو اسکی خبر کے واسطے بھیجا اور سمجھ چکے تھے کہ اگر نہیب
مغربی اس ضرب سے بچ گیا تو مرکب ضرور مارا گیا ہوگا اس ملعون نے دوسرا مرکب اور اسنے کیا لاہور
نے پانی کے چھینٹے دے کے گرد کو بٹھایا ادھر سنجاب شاہ مغربی نے دل پر ہاتھ سنبھالا
کہ دیکھیے فرزند میرا اسکی ضرب سے کیونکر جانبر ہوگا لیکن جسوقت گرد بیٹھی تو دیکھا کہ نہیب مغربی
پیادہ اسپ ہو رہا ہے لاہور نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیکے ہوشیار کیا اور دوسرا مرکب سواری کو
دیا بس نہیب مغربی نے دوسرے مرکب پر بیٹھ کے آواز دی کہ او گبر تونے قیامت کی
ضرب لگائی اب سنبھل کہ یہ پیغام قضا ہے یہ کہکے تلوار کمر سے کھینچ لی اور عقاب دیوکش
پر وار کیا عقاب دیوکش نے چاہا بند دست پکڑ لے مرکب نے سکندری کھائی تو دوسرے
گرا تیغہ سر پر بیٹھا جاتا تھا گل دستا یا تھا کہ عقاب دیوکش نے دستانہ مارا تیغہ چمکا کے سے
نکلا رفیع البخت نے آواز دی کہ اے نہیب مغربی بس بابت آؤ کہ وہ زخمی ہو گیا ہے نہیب مغربی
پلٹا سنجاب شاہ کے جان میں جان آئی رفیع البخت شکر خدا بجا لائے کہ ہاتھ سے اس کافر کے
نہیب کا بچنا دشوار تھا ادھر لوگ آکر نہیب مغربی کو لیگئے سوار قدرت نے نکلنے کا قصد کیا تھا
کہ بندہ قدرت نے منع کیا اور کہا کہ آج ساعت بد ہے سنجاب شاہ مغربی نے دیکھا کہ اب
میرے فرزند تو لڑ چکے انہیں سے کوئی مقابلہ کو نہ نکلیگا بس اسنے اپنے سردار عنطرفیل پیکر
کو حکم دیا کہ جا اور پسر صاحبقران کو ٹوک کے مقابلہ کر عنطر اسی وقت اپنے گینڈے کو جھال
میدان میں آیا اور پکارا کہ اے درویش جگر ریش تونے اب سپہگری اختیار کی ہے ہنگ کو
مار کر جان لیکہ ہم سے زیادہ زبردست کوئی نہیں ہے مجھکو سنجاب شاہ غضنفری نے اجازت
ہی نہ دی ورنہ میں اس ہنگ کا خاتمہ کر دیتا تیری نوبت نہ آتی لیکن یہ ہنگ نامی تو تیری
تقدیر کی تھی رفیع البخت نے فرمایا کہ اگر تجھ میں جرات و قوت تھی تو پوشیدہ طور پر چلا گیا
ہوتا بادشاہ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی صورت اس ہنگ کی دیکھ کر تیرا زہرہ آب ہو جاتا
تو اسے کیا مار سکتا تھا عنطر نے کہا کہ اب میں ہنگ کش کو مارونگا اسوقت تک شہزادوں
کے ادب سے میں نے میدان کارزار کا رخ نہ کیا تھا کہ ایسا نہ ہو انہیں سے کوئی میرے مقابلہ
کو نکل کھڑا ہو تو نبھانا بھی ضروری ہے اور اتنا بھی اب اگر سمجھ جائے جرات و بہادری سے

تو میرے مقابلے کو آ فرمایا کہ میں تیری خدمتگذاری کو موجود ہوں مجھے کوئی عذر نہیں ہی تم فرمائیے
بہ وہ باگ کا لیا اور سامنے عنظر فیل پیکر کے آئے عنظر نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی دیکھوں تو
کہ تو کیسا زبردست ہی فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ میرے تابعین تک تو پیشدستی نہیں کرتے میں
کیا پیشدستی کرونگا تو اپنا حوصلہ دل نکال سے اگر خداوند عالم تیری ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا
جائیگا عنظر نے کہا کہ تجھے بڑا ناز و غرور ہو گیا ہی لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادہ
رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا طعنین چلنے لگیں کوئی نشتر طعن کی نوبت آئی
ہو گئی کہ رفیع البخت نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جا نیزہ جاتا ہی عنظر نے کہا کہ نیزہ میرے
ہاتھ میں ہی جائیگا کہاں بس رفیع البخت نے بند باندھ کے جو ہکا مارا اگر عنظر ہاتھ سے
نیزہ نہ چھوڑ دے تو یقین تھا ہاتھ شانے پر سے اکھڑ جائے نیزہ ٹوٹ کر ہو کر مانند تیر شہاب
کے زمین پر گرا اور سرداران رفیع البخت نے تعریف کی عنظر نیزہ برابر آب خجالت میں غرق
ہو گیا اور جھپٹ کے اپنے گرز اپنا آرا بہ پر سے اٹھایا اور سر پر چرخ دیگر سر رفیع البخت پر وار کیا
رفیع البخت نے وار عنظر کا سپر پر روکا عنظر سمجھا تھا کہ میری ضرب اس سے نہ سنبھلیگی لیکن
جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ نے اس ضرب کو باسانی روک لیا تو اسنے دو دستی ضرب لگائی
اور سنبھلنے کی مہلت نہ دی رفیع البخت نے اس ضرب کو بھی روکا ہر طرف سے واہ واہ کی صدا
بلند ہوئی رفیع البخت نے اپنا گرز سنبھالا اور آواز دی سے ۔ تو ضربے زدی ضرب او نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ یہ آواز دیکر گرز کو سر پر چرخ دیگر سر پر عنظر کے وار کیا عنظر نے
اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
ہاتھ دونوں عنظر کے تھرائے اسنے سر سے کھینچا دونوں گرز لڑتے ہوئے سر مرکب پر گرے
مرکب عنظر کا مارا گیا اور دونوں ہاتھ عنظر کے بیکار ہو گئے رگیں پھٹ گئیں خون جاری ہوا کہ
بیہوش ہو گیا۔ رفیع البخت نے آواز دی کہ لیجاؤ اس مردہ صد سالہ کو لوگ سنجاب کے عنظر
کو میدان سے اٹھا لائے چونکہ شام ہو چکی تھی کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا شاہزادہ رفیع البخت
با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے لباس رزم اتارا اور پوشاک بزم پہنی یہاں
سنجاب مغربی کے لشکر کا شفاخانہ زخمیوں سے بھر گیا اور زخمی ہونے سے عنظر فیل پیکر کے
جی چھوٹ گئے اب یہ تمام کفار پھر آکر جمع ہوئے سنجاب مغربی نے طرطوس خیالی سے کہا کہ
آج میرا وہ سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ہی کہ جسکو میں قوت سلطنت سمجھتا تھا طرطوس خیالی نے
کہا کہ میرا سردار عقاب وش جو زخمی ہوا ہی یہ بھی باعث ناز تھا لیکن نہیں معلوم کہ کیا مصلحت
خداوندی تھی جو اسکو زخمی کرا دیا شاید منظور ہو کہ ہیبت مغربی آپکا فرزند ہی بہزادہ کہلاتا ہے کے
دوسرے کے ہاتھ سے ذلت نہ اٹھائے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ شاید سوار قدرت اس
جنگ کو سر کریں اور تو ہمیں امید نہیں یہ خدا پرست ملانے ہی سوار قدرت ہنسا اور کہا کہ میں
اسواسطے آیا ہی ہوں آج اسوجہ سے میں نے تامل کیا کہ مجھکو تماشا تمہارے سرداروں کی جنگ
کا دیکھنا منظور تھا کل دیکھا جائیگا طرطوس خیالی نے کہا کہ خداوند حال قسمت کا ہم لوگوں کے
جانتے تھے انکو معلوم تھا کہ انکا کوئی سردار اس جنگ کو سر کر سکیگا اسیوجہ سے خداوند نے
سوار قدرت کو پہلے سے مدد کے واسطے بھیجدیا مگر زلزال بن ظلمال خاموش بیٹھا تھا اور کچھ

نہ ہوتا تھا سوار قدرت نے کہا کہ یہ تو جسے نامی شخص کے پوتے ہیں سنجاب مغربی نے کہا کہ
رفیع البخت نے انکو تو پہلے ہی شکار کر لیا ہوتا اتنا اچھال دیا تھا کہ کئی گز بلند ہوگئے تھے
اگر حمید جادو پنجہ بنکے نہ لیجاتی تو اسوقت انکی صورت بھی نہ دکھائی دیتی ذرہ ذرہ بین چور رنگ ہو
ہوتے سوار قدرت نے کہا کہ اچھا طبل جنگ بجواؤ دیکھا جائیگا اسیوقت نقارہ زرمی بجنے
لگی اور آواز نقارہ کی گونجی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی انھون نے بھی طبل جنگ بجوا
دیا لیکن رفیع البخت نے کہا کہ کل یقین ہے کہ نقابدار مقابلے کو نکلیگا دیکھا چاہیے کہ کیونکر
لڑتا ہے ساحر ہے یا طلسم بند ہے کیا معاملہ ہے غرضکہ رات بسر ہوئے جب صبح ہوئی تو دونوں طرف
کی فوجین وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین نقیب نقابت کر کے بیٹھے ہی تھے کہ
سرہنگ دیوانہ لشکر دلزل سے نکلا اور پکارا کہ رات کو خداوند لقا نے مجھ سے فرمایا کہ تجھکو ہم
نظر کردہ کرتے ہیں تو ان سب پر غالب آئیگا لہذا جسکی قضا سے مرگ ہو وہ میرے مقابلے
کو آئے پس یہ سنا تھا کہ سرمست فیل زور نے مرکب کو چھیڑا اور رفیع البخت سے اجازت
لیکر سامنے سرہنگ دیوانہ کے گرا آواز دی کہ او بیہودہ تو سہی کہ تو کیسا نظر کردہ لقا ہے
سرہنگ نے چوبدست سرمست کے والے کی سرمست نے مرکب کو بڑھا کر قبضہ پر ہاتھ
ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ چوبدست ہاتھ سے سرہنگ کے نکل گئی پس سرمست نے وہی چوبدست
اٹھا کر بوڈ لوانہ سرہنگ پر ماری سرہنگ پر اعشا ہو کے رہگیا اہل اسلام جنسے نظر کردہ
لقا کے بیالقا کجہان پہونچ گئے رفیع البخت نے سرمست کی تعریف کی پس یا سنے جوش
شجاعت مین آواز دی کہ اے نقابدار زنارنجی پوش دیکھا تونے کہ نظر کردہ لقا کی کیا حالت ہوئی
تم سوار قدرت یعنی پہلوان ساریق بن لقا ہو اگر میرے مقابلے کو آؤ تو یہی حالت تمھاری
بھی ہو پس یہ سنا تھا کہ رستم فولیفے نقابدار زنارنجی پوش نے پورا باگ کا لیا اور
آواز دی کہ دیوانے کو مارکے تو بھی لڑکی ہو گیا ہے مین وہ نہین ہون جسکو تو کیا عالم مین بھی
کوئی زیر کرسکے یہ کہکے یہ ارادہ مقابلے زنی بڑھے اُدھر سے سرمست نے باگ مرکب کی لی اور
چلا دلمین خوش تھا کہ مین گینڈے پر سوار ہون یہ گھوڑے پر گھوڑا گینڈے کی ٹکر کب
سنبھال سکتا ہے گینڈا اسکا کچلتا ہوا چلا آتا ہے اور ادھر سے مرکب نقابدار کا مثل بگولے
کے جارہا ہے گشت سے دونوں کے تیغ گرد بلند ہوتا جاتا ہے کہ جیسے ہی دونوں قریب پہونچے
نقابدار نے باگ کو داہنی جانب اشارہ سے پھیرا اور بایان ہاتھ دراز کرکے کمر زنجیر مین سرمست
کے ڈالدیا اور جھکا مارکے لنگر اکھیڑتے ہوئے نکالے لوگون نے دیکھا کہ گینڈا خالی ادھر
بھاگا چلا جاتا ہے اور سرمست ہاتھ پر نقابدار کے ٹنگا ہے رفیع البخت نے خضران سے کہا کہ
دیکھیے مین نہ کہتا کہ یہ ساحر ہے بھلا یہ کوئی طریقہ مقابلہ کا تھا اتنا بڑا جوان کہ کشتی ہوئی تو دیو
جن بھی اسکا باندھ لینا ممکن نہ تھا اسکو اسطرح اٹھا لیا کہ جیسے کوئی درخت سے پھول توڑ
لیتا ہے اور لشکر طاؤس خیالی سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لوگ شور کرنے لگے کہ واہ رے
خداوند ساریق تیری کیا قدرت ہے تو نے سوار قدرت کو زور مجسم بنا کے بھیجا ہے اس سے
کون لڑ سکتا ہے سرمست نے مارے خفت کے ہاتھ پاؤن ڈھیلے کر دیے اور گردن نیچی کر لی
سوار قدرت نے آواز دی کہ اے بندہ قدرت لیجا اسے قید کر بندہ قدرت یعنی سیارہ کو جو حکم

قریب آیا اور سرمست کو ہاتھ پکڑے ہوے اپنے ساتھ لیے ہوے ایک خیمہ میں گیا اور بٹھا کے چلا آیا
سرمست نے دیکھا کہ نہ جنگ ہے یہاں نہ بیڑیاں ہیں نہ طوق نہ کوئی نگہبان بیٹھا ہے یہ عجب طرح کی
قید ہے وہاں سوار قدرت نے آواز دی کہ اے رفیع البخت بس اسی سردار پر تمکو ناز تھا اور تعریف
کی تھی بس یہ سنکے نہیب مغربی نے آواز دی کہ ابھی شاہزادہ کے ہیبت سے نادم موجود ہیں
وہ کیا تھا ہاتھی سے زور کیا کرتا تھا آدمی وہ ہے جو آدمی سے زور کرے سرسالی لیجائے جانور
سے لڑنا کیا دیکھو میں آتا ہوں۔ رفیع البخت نے منع کیا کہ اے نہیب مغربی میں نے اندازہ ہی
قوت کا کر لیا یہ مجھ سے بھی قوی ہے تمہیں معلوم ہوتا تم اس سے کیا لڑوگے کیوں اپنے کو گرفتار
بلا کرانے جاتے ہو نہیب مغربی نے عرض کی۔ پھر ہم ہیں کس دن کے واسطے۔ یہ کہکر باگ مرکب
کی لی اور سامنے آیا سوار قدرت نے کہا کہ میں نے سنا ہے تو نے نیزہ بازی اس نیزہ حمزہ
صاحبقران سے یاد کی ہے دیکھوں تو ہنر نیزہ میں کسقدر دستگاہ تجھے بہم پہونچی ہے نہیب مغربی
نے کہا کہ اسوقت تک تو نیزہ میرے ہاتھ سے کسی نے نہیں نکالا ہے فرمایا کہ اسی کا تو مجھکو بھی
اشتیاق ہے نہیب مغربی نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ نقابدار پر وار کیا نقابدار نے نیزے
کو اسکے نیزے پر گانٹھا اور وہیں سے بند باندھا۔ رفیع البخت اچھل پڑے اور خضر ان
کی طرف دیکھ کر کہا کہ عمو جان یہ تو طریقہ سوا ہمارے خاندان کے کوئی نہیں جانتا اسکا بابا
کو یہ کہاں سے کسنے بتا دیں وہاں رفیع البخت اور نہیب مغربی میں رد و بدل ہوتے ہوتے کوئی
سترہ یا اٹھارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے ایسا بند باندھا کہ نہیب مغربی کی سمجھ
میں نہ آیا اور یہ اُس بندش کو نہ کھول سکا نقابدار نے صاف اسکے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا
بس دنیا نگاہوں میں نہیب مغربی کے تیرہ و تار ہو گئی آواز دی کہ او نقابدار غضب کیا تو نے
کہ نیزہ اُس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا جسکو دعوے نیزہ بازی تھا اور اسوقت تک کسی نے
نیزہ میرے ہاتھ سے نہ نکالا تھا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جدال بازی
تیغ بازی راست بازی جسکو مطول مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر تیغہ نیام انتقام سے کھینچکر
سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے دھار بچا کے ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا اور اپنی طرف کھینچا ادھر
نہیب مغربی نے دوسرا ہاتھ گریبان میں نقابدار کے ڈالدیا زور ہونے لگے بلے چلنے لگے مرکب
لنگر دنالی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہو
تمام دن کشتی رہی جب شام ہونے لگی تو نقابدار نے آواز دی کہ تو چاہتا ہے کہ وقت ٹالوں
اور پریشان کروں تو یہ غیر ممکن ہے مجھے دیکھنا تھا کہ تو کتنا ہے لے ہوشیار ہو جا کہ اب شام ہوئی
رات کو کون پریشان ہو نہیب مغربی نے کہا کہ ابھی تو میں ایسا نہیں تھکا ہوں کہ رستم بھی
مجھکو یکایک زیر کرے فرمایا ہاں دیکھیگا سنبھل جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہکے دونوں
بازو نہیب مغربی کے پکڑ کے جو زور کیا کئی قدم دوڑا لیگئے اور وہاں سے جو جھٹکا مارا
تو دونوں گھٹنے آشنائے زمین ہوے ہر چند اسنے لنگر سنبھالا سنبھل نہ سکا اب جو نقابدار نے
زور کیا تو ایک ہی زور میں ہاتھوں پر بلند کیے ہوے اپنے لشکر میں چلا آیا شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے نقابدار نے نہیب مغربی کو بھی پرندہ قدرت
کے سپرد کیا اور کہا کہ ہمارے قیدیان کو ہمارے ہی سواروں کی نگہبانی میں رکھنا طرطوس خیالی

یا مستجاب شاہ کو بند دینا پرندۂ قدرت نے اسکو بھی سرمست کے پاس لاکے بٹھا دیا اور سامان
راحت مہیا کر دیا آج کفار نہایت خوش تھے اور تعریفین سوار قدرت کی ہو رہی تھین اور رفیع البخت
نہایت افسردہ کمال پژمردہ میدان سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے ادھر ملکہ کو گرفتاری برادر
کا کمال صدمہ ہوا یہان سوار قدرت نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسرے دن پھر دونون لشکر میدان
کارزار مین آئے کہ لشکر رفیع البخت سے صمصام مغربی نے نکلکر آواز دی کہ اے نقابدار
غضب کیا تو نے کہ میرے برادر کلان کو اسیر کیا آگہ مین انتقام کے واسطے آیا ہون نقابدار نے
جا کر اس سے بھی سامنا کیا صمصام مغربی نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے گردن
مرکب کی قلم کر دی صمصام گھوڑے سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کے مرکب نقابدار کی طرف
بڑھا کہ اسکو بھی بے پا کر ڈالون - نقابدار نے زین خالی کیا صمصام نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے بند دست پکڑ لیا کشتی ہونے لگی پھر پھر مین نقابدار نے اسکو بھی باندھ لیا اور
پرندۂ قدرت کے سپرد کر کے پھر مبارز طلب کیا قمقام مغربی آیا یہ بھی پھر پھر کی کشتی مین زیر ہوا
ہشام مغربی آیا یہ بھی اسیر ہو گیا دیکھا رفیع البخت نے کہ نقابدار تعمداً پر اپنے وار نہین کرتا ہی
گویا رعایت کرتا ہی مستجاب شاہ مغربی کو یہ خیال ہوا کہ میرے لحاظ سے میرے فرزندون کو سوار
قدرت نے زخمی نہین کیا اسیر کر لیا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب قید نقابدار مین آسائش سے
ہین کسیکو کوئی تکلیف نہین ہی چونکہ دن کم رہگیا تھا اور یہ خیال تھا کہ رفیع البخت کے مقابلہ کا جلدی
فیصلہ ہونا غیر ممکن ہی اسوجہ سے نقابدار طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر آیا آج رفیع البخت
نے قیصر شیغزن سے کہا کہ کل مین خود اسکے مقابلہ کو جاؤنگا تم قصد نکرنا اُسنے عرض کی کہ آپ
مالک ہین المامور معذور لیکن جی تو میرا بھی چاہتا تھا فرمایا کہ نہین مین خوب سمجھ چکا ہون کہ یہ
نقابدار کسی سے زیر ہونے والا نہین ہی یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ آواز طبل جنگ گوشزد
ہوئی پھر نقارہ رزمی بجا - رفیع البخت نے بھی کوس حربی بجوا دیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین
وہان ملکہ کو جو خبر ہوئی کہ چارون بھائی اسیر ہو گئے سب سوار قدرت کی قید مین ہین اور کل شاہزادہ
رفیع البخت سے مقابلہ ہو گا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ تقدیر تو گردش مین ہی عجب عجب سامان پیش آتے ہین
اگر مناسب ہو تو ایک نظر صورت دکھا جائیے شاہزادہ رفیع البخت محل مین گئے اور ملکہ کو سمجھایا
کہ خدا پر نظر رکھو اور نہ گھبراؤ مین نے سنا ہی کہ تمھارے بھائیون کو نقابدار نے بہت آرام سے
رکھا ہی رات کو اُنکے سامنے لگن ہوتا ہی کھانے عمدہ عمدہ کھلوائے جاتے ہین ایک مرتبہ روز
مرد نقابدار جاکے پوچھ لیتا ہی کہ تمکو کوئی تکلیف تو نہین ہی ان کفار مین ایسا خلیق شخص مین نے
نہین دیکھا جو دشمنون کے ساتھ یہ برتاؤ کرے ملکہ نے کہا کہ اسکا یہ سبب ہی کہ میرا باپ اُسی طرف
شریک ہی اور یہ فرزند ہین گو اسوقت اُسکے خلاف ہو گئے ہین تاہم کہا تمکو خیال نہوگا مجھے
تمھاری فکر ہی فرمایا کہ نہین یہ خیال دور رکھو اگرچہ نقابدار زبردست روزگار ہی لیکن مین بھی وہ شخص
ہون جسکے پانچ پشت سے صاحبقرانی چلی آتی ہی مجھے کیا زیر کر سکتا ہی لیکن وہ بھی مشکل سے
زیر ہو گا یہ فرما کے ملکہ سے رخصت ہوئے یہان نقابدار نے ایک خیمہ متصل میدان جنگ کے
برپا کرا دیا اور اسمین سرداران معتمد کو جگہ دی اور فرمایا کہ کل صبح کو تماشا ہماری جنگ کا دیکھنا
یہ سب جا کر اس خیمہ مین بیٹھے ہین جب صبح ہوئی اور دونون طرف کی فوجین وعدہ گاہ مصاف مین

پہونچکر صف آرا ہوئیں تو سوار قدرت نے میدان میں آکر آواز دی کہ اے رفیع البخت دیکھا تمنے
کہ میں نے کسطرح تمھارے سرداروں کو زیر کیا بہتر و مناسب تمھارے حق میں یہ ہی کہ اطاعت
خداوند ساربق کی اختیار کرو ورنہ یہی حال تمھارا بھی ہوگا جو ان لوگوں کا ہوا ہی آج شام کو تم بھی
اسی خیمہ میں مثل ان قیدیوں کے بیٹھے ہوگے فرمایا اے نقابدار میں مثل دیگران نہیں ہوں میں
وہ شخص ہوں جسکا لقب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران ہی
سوار قدرت ہنسا اور کہا کہ میں نہ سمجھا کہ بن صاحبقران اور بن صاحبقران کلمے تمنے تار باندھ دیا مفصل
بیان کرو۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ میں صاحبقران ہوں اور میرے والد ماجد صاحبقران ثالث
تھے جنکو بدیع الملک کہتے ہیں اور انکے والد ماجد نور الدہر وہ بھی صاحبقران کا نعرہ کرتے تھے
اور پردادا صاحب شاہزادہ بدیع الزمان تھے صاحبقران بن صاحبقران اول سے نقابدار نے
کہا کہ تمھارے باپ تو بیشک صاحبقران تھے اور صاحبقران اول بھی صاحبقران مشہور تھے
ان دو کے علاوہ جنکوں کے نام تمنے لیے یہ اپنی زبان سے صاحبقران ہونے کا دعویٰ کرتے
تھے انکا حق ماننا نہیں کسی نے میں نے سنا ہی کہ لشکر امیر اول میں رستم زمان علمشاہ نوجوان
کہلاتے تھے خیر اس قصہ سے کچھ فائدہ نہیں اگر صاحبقران ہو تو کچھ قوت صاحبقرانی ۔ کہا تو یہ
سنکے رفیع البخت نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ اے سوار نقابدار سبقت میں نکرونگا کہ صاحبقران ہوں
نقابدار نے کہا کہ اگر میں بھی یہی کہوں تو جنگ ہی نہوگی لہذا تجکو مقابلہ کرنا منظور ہی تو میں سبقت
کرتا ہوں یہ کہکے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزہ پر لگایا طعنین چلنے لگیں دونوں مرد
بجلی ہوگئے اور گردش سنانوں کی سمجھ میں نہ آتی تھی دیکھنے والے محو تھے وہ دو بند بندھے اور
جھٹکے چلے کہ سنانیں جاتیں نیزوں کی بیکار ہوگئیں چھڑ پہ چھڑ پڑنے لگی ڈانڈیں بھی ٹکڑے ٹکڑے
ہوکے اڑ گئیں اسوقت نقابدار نے آواز دی کہ اے رفیع البخت نیزے کی ابتدا مجھسے ہوئی تھی ضرب
گرز کی تم ابتدا کرو۔ رفیع البخت نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہیں اور جھپٹ کے اپنا گرز آرایہ پر سے لیا
اور پہ چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر پر نقابدار کے وار کیا نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی
پناہ کیا بس گرز پر گرز جو پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے
شق ہوگیا لوگ سمجھے کہ نقابدار مارا گیا۔ رفیع البخت نے آواز دی کہ زوم و پست کردم تو خبر نقابدار
کی پرندہ قدرت جھپٹ کے چلا تھا کہ نقابدار گرد سے باہر آیا اور پکار اکر آواز دی کہ [illegible]ت کردی
سے تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکے اپنے گرز گران
سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پر جو ساڑھے سترہ سو من کی ضرب کو اٹھا کر سر پر چرخ دیا اور
اور سر رفیع البخت پر وار کیا۔ بس گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مگر شاہزادہ
رفیع البخت کی ٹوپی تک گرد بلند ہوا۔ جو حالت نقابدار کی ہوئی تھی اس سے بدتر حالت شاہزادہ
رفیع البخت کی ہوئی۔ نقابدار نے بھی آواز دی کہ خبر لو اسکی لاہور تیز گام دوڑکے آیا اور گرد
گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا۔ دیکھا کہ ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں لیکن
ہر بن مو سے پسینا جاری ہی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہی عیار نے کہا کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہی اور آپ تعریف کر رہے ہیں جواب دیجئے دیکھا تو مرکب مر گیا گلی ہو چکا ہی رفیع البخت مرکب
سے علیحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا ہنوز مرکب رفیع البخت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ اک نجم

گرا اور رفیع البخت کو لیگیا-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ و منقبت علی مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثنا عرض کرتا ہے اول کو مین شیخ تصدق حسین بفضل خداوند عالم و عالیشان حسب الحکم رئیس والا اعتبار ملک التجار ولی نعمت صاحب جاہ و حشمت جناب منشی پراگ نراین صاحب دوسری جلد دفتر گلستان باختر کی آغاز ہوئی اب مصنف ہیچمدان نے یہ روش اختیار کی ہے کہ ایک دفتر کے سلسلہ مین جتنی جلدین لکھی جائین اُنکے پہلی جلد مین دیباچہ بسیط ہو اور باقی جلدون مین مختصر اُس ارادہ کی ابتدا یہی جلد دوم سے کی جاتی ہے چونکہ اب مین پیر کہن سال ہو چکا ہون اور طاقتین جواب دے چکی ہین یہ بھی امید نہین کہ جو کتاب شروع کی ہے وہ خاتمہ کو پہونچ سکیگی لہذا ناظرین باتمکین کی خدمت مین ملتمس ہون کہ اُس چراغ سحری کی جھلملاتی ہوئی روشنی کو اپنے نور کی نظر سے دیکھیں اور شعاعون کی بیدلی کو نظر انداز کر کے اُسکا ازدوام صبح پیری کی ہواے برخلاف کو لگائین اور ہر سہو و نسیان کو دامن عفو سے چھپائین اور نظر انداز فرمائین ۞

ساقی نامہ

ساقی ساقی ادھر نظر کر
اک جام پلا دے اور بھر کر
دل گرم کرے یہ گرم پانی
پیری کو ہے حسرت جوانی
اس وقت یہی ہے شراب کا لطف
ہر صبح کو آفتاب کا لطف
لذت جو ملے مرے دہن کو
تازہ کرون قصۂ کہن کو
تحریر ہو جو ذکر عاشقان ہو
آویزۂ گوش مہوشان ہو
دلچسپ ہو اسقدر فسانہ
ہو جائے ہر فقرہ کش نشانہ
تحریر کرون جو رزم کا ڈھنگ
ہو پیش نظر مرقع جنگ
ہر صورت تیغ تیز ہین جا مین
نقطے سپرون کی شکل بن جائین
نیزون کی طرح الف علم ہون
ہر دائرے مثل قوس خم ہون
اعراب ہون اس طرح سے تحریر
لشکر پہ ہو جیسے بارش تیر
جو دال ہو صورت خنجر ہو
ہر دائرہ ہو گراں سپر ہو ۞
سطرین سیدھی لکھی ہوئی ہون
جس طرح صفین کھچی ہوئی ہون

جو بیان واقعات خیالی و ہر چند جو بیان سوانح ہیئتی سلسلہ جنبانی سلسل ناتمام رشتہ ہاے شکستہ کے جوڑ سکا

یون انضمام کرتے ہیں ۔ بیان شنوائی جلد دوم داستان ۔ کہ باز آمدم بر سر داستان ۔ ناظرین والا تمکین کی یاد
دہانی کے واسطے پہلے ان سلسلوں کو بیان کیا جاتا ہے جو اختتام جلد اول میں ناتمام چھوٹے ہیں تاکہ ہر داستان کی اصل
سمجھنے میں آسانی ہو بادشاہ اسلام کا حال یہاں تک تحریر ہوا ہے کہ ہنوز ملک دشمن بخت میں تمام بدرزمین اور
ایران جانے کا ارادہ اس انتظار میں ملتوی ہے کہ سب شاہزادے جمع ہوں تو جانب ملک ایران کوچ ہو
جبکہ خواجہ خضر ان جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے ہیں اس وقت سے کوئی خبر نہیں آئی ہے بادشاہ
کو تشویش ہے اور شاہزادہ سہراب ثانی جو بارادہ مدد سکندر رفاقت رفیع البخت بادشاہ کے حکم سے گئے
ہیں انکا حال ہنوز ظاہر نہیں ہوا ہے کہ کس مقام پر پہونچے اور کیا معاملات پیش آئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو کا
قدرت بے ہوئے میدان میں تحیر کھڑے ہیں اور رفیع البخت کو پنجہ لیگیا ہے اس پنجہ کا حال تو بعد کو ظاہر
ہوگا اول حال سکندر رستم خو کا سنئے کہ انکو رفیع البخت کے جانے کا نہایت صدمہ ہوا ایک تو حسرت مقابلہ
باقی رہ گئی اور دوسرے یہ تشویش پیدا ہوئی کہ خدا جانے دشمن لیگیا ہے یا دوست نتیجہ کیا نکلتا ہے یہاں ناموس
رفیع البخت کا بے یار و مددگار ہے اور زلزال بن جلجال ملک کا مدعی جیسا ہے سردار ایسے ہی قید میں ہیں
مگر وہ ہر بظاہر رہا نہیں کر سکتے یہ اسی سوچ میں پریشان ہو کر بیٹھے اور لشکر رفیع البخت کے لوگ اپنے آقا
کے فراق میں پریشان و حیران میدان سے پھر کر داخل ہوئے عقلائے قلعہ دار نے جلدی سے پل اٹھوالیا
خندق پانی سے لبریز کرادی ماہتے کا شوالا گو گک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑھاؤ سب چیزیں تیار
کرلیں توپیں جلدی جلدی برجوں پر چڑھا دیں کہ مبادا یہ نقاہ بار قلعہ پر دھاوا کرے زلزال ضرور اغوا کریگا
اور ملکہ کی خواہش ظاہر کریگا ادھر ملکہ سمن اندام سبز نوش کو جو خبر ہوئی کہ شاہزادے کو حالت
کی حالت میں پنجہ لیگیا یہ دھک سے ہو گئی کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے ۔ نہ صیاد و فکر باغبان ہے ۔ دو گلے
میں ہمارا آشیان ہے ۔ ادھر تو یہ فکر ہے ادھر اپنا خیال ہے دلفریب بھی سکوت کے عالم میں ہے وہاں کی تو یہ
حالت ہے اور یہاں سوار قدرت جو میدان سے پھر کر بارگاہ بنجاب میں تشریف لائے ہیں تو دنگل پر تخت
بیٹھے ہیں بنجاب مغرلی تخت پر بیٹھا ہے داہنے جانب انکے ملک خرطوس جبالی بیٹھا ہے بائیں جانب
تجیطر و خنفر دونوں وزیر تخت کے دونوں گوشوں پر ممکن ہیں سرداروں سے بارگاہ مملو ہے ہیں چارسو
سردار بنجاب کے جیسے ہیں ایک ایک دیو صورت اور فیل مست ہے کوئی دو سو سردار ملک خرطوس جبالی کی
سکے ہیں چالیس سردار زلزال کے ہیں یہ بیچ سب بیٹھے اکڑ رہے ہیں اور سوار قدرت کی تعریفیں ہو رہی ہیں
کہ اگر یہ حریف نہ ہوتے تو رفیع البخت سے کون مقابلہ کر سکتا تھا اور اگر اسکو پنجہ نہ لیجاتا تو کمٹ پڑ ہو گئی تھی
کے چلنے میں معلوم ہو گیا تھی کہ کون کتنا ہے رفیع البخت کے حق میں بہتر ہوا کہ انکو پنجہ لیگیا ورنہ آج
گرفتار ہو جاتے جب سلسلہ مدحت کا قطع ہوا تو زلزال بن جلجال نے کہا کہ اے سوار قدرت آپکو
تو معلوم ہے کہ ملکہ کی شادی میرے ساتھ ہو چکی ہے اور یہ لوگ درانداز ہیں ملکہ کو میرے قبضہ میں نہیں
آنے دیتے ہیں ورنہ تو کسی کی کیا مجال تھی کہ مجھ سے مقابلہ کر سکتا مگر رفیع البخت سے میں مجبور ہوا
کیونکہ زبردست ہے اب رفیع البخت قلعہ میں موجود نہیں ہے اور ملکہ قلعہ میں ہے یا تو مجھے اجازت دیجئے
کہ کل صبح کو میں قلعہ پر دھاوا کر کے قلعہ کو سر کروں یا آپ اہل قلعہ سے ملکہ کو چھین کے میرے سپرد کیجئے
تو میں اپنی زندگی بھر آپکا ممنون رہونگا سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ اے زلزال میں تو اس ننگ
کو کبھی گوارا نہ کرونگا کہ خانہ بے تکلین کو جا کے لوٹوں ایسے جس قلعہ کا افسر موجود نہ ہو اس پر جا کر دھاوا کروں ہاں
اگر رفیع البخت یہاں موجود ہوتا تو میں اس سے لڑ کے ملکہ کو چھین لیتا اور تجھے میں منع نہیں کرتا

اگر تیری غیرت اس بات کو قبول کرتی ہے تو دعا دا کر تجھ کو ان جھگڑوں سے کوئی تعلق نہیں میں دو کاموں پر خداوند
کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں ایک تو یہ کہ رفیع البخت کو گرفتار کر کے لیجا کر خداوند کے سپرد کردوں دوسرے
یہ کہ اگر تا ہمیر خداوند سے عمر وفا ہو تو آسے معزول کر کے ملکسطر طوس جبالی کو بہ قدرت جادوں اور
سنجاب شاہ کو بھی مع رفیع البخت اسیر کر کے خداوند کے پاس پہونچا دوں زلزال نے کہا کہ بس مجھے تجاہی
خیال تھا کہ میرا دعا دا کرنا آپ کے خلاف نہو حنہ میں خود ملکہ کو اہل قلعہ سے چھین سکتا ہوں اور دعا دا
کرنے میں مجھے شرم بھی نہیں اسلیے کہ میں اپنی ناموس کے واسطے لڑتا ہوں دوسرے کی ناموس پر نہیں لڑ
ولاتا ہوں اگر اہل قلعہ مجھی کو دیدیں تو میں دعا دا پر کو نکردوں اسلیے کہ مجھے ملکہ سے کام ہے قلعے سے کوئی تعلق
نہیں ہے یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ادھر
خبر اہل قلعہ کو ہوگئی اور کہ زلزال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل صبح کو وہ دعا دا کرے گا عنقا
قلعہ دار نے اور اچھی طرح قلعہ کو آراستہ کیا اور ملکہ کے اطمینان کے واسطے کہلا بھیجا کہ حضور کسی طرح
کا اندیشہ نکریں جبتک غلام کے دم میں دم باقی ہے اس وقت تک کیا مجال ہے کسی کی کہ اندر قلعہ کے قدم
رکھ سکے اور آپ دعا کریں کہ اسوقت آپکو لگی ہوئی ہے جو دعا دل سے ہوتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے
کیا عجب ہے کہ کوئی مدد غیبی ہو کہ ایسا آپ لوگوں کے واسطے اکثر ہوا ہے ملکہ یہ سن کے چپ ہو رہی اور عنقا
قلعہ دار نے نہایت خوش ہوئی یہاں سو بہ قدرت یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو کو بہت ناگوار گذرا کہ اس
بے حیث نے طبل جنگ بجوادیا ہے خیر صبح کو دیکھا جائیگا کوئی تدبیر اسکی گوشمالی کی سوچ کے نکالی جائیگی لیکن
نسیب مغربی دطبو جو میرے قید میں ہیں ایسا نہو نکل جائیں کہ یہ مقدمہ ناموس کا ہے تو غیری بدنامی ہوگی کہ اگر
قید شدید میں نہوتے تو یہ نوبت نہ ہوتی یہ خیال کرکے قبل از وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور سنجاب شاہ
مغربی و طرطوس جبالی سے ارشاد کیا کہ مجھکو خداوند نے یاد کیا ہے میں جاتا ہوں ذرا قیدیوں کا انتظام
کردوں تو خداوند کے پاس جاؤں بالفعل میرا یہاں کوئی کام بھی نہیں ہے کہ لڑائی موقوف ہے اور اہل قلعہ کے
لیے زلزال کافی ہے علاوہ اسکے مجھے اس جنگ سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے شاید میرے واپس آنے میں
دیر ہو تو آپ لوگ پریشان نہوں یہ فرما کے مع پرندہ قدرت اٹھ کے روانہ ہوئے اور اپنی بارگاہ میں آ کے
سیارہ کو جک سے کہا کہ گھڑی بھر رات رہے سے تم ایک مرکب لیکر صحرا کی طرف چلے جانا اور وہ جو باس
پردادا صاحب یعنی شاہزادہ علم شاہ رومی کا مجھکو تحفے میں ملا ہے وہ بھی لیتے جانا کہ میں نقابدار سبز پوش
بنکے زلزال سے لڑونگا اور گھوڑا وہ لیجا جو آج کل میری سواری میں نہیں ہے سیارہ کو جک نے عرض
کی کہ بہت خوب اور کہا کہ آپنے تو ہم عیاروں کے بھی کان کاٹے کیا خوب تدبیر نکالی ہے بعد اسکے سوا نقید
خانے ہوتے اس خیمہ میں آئے جہاں نسیب مغربی اور صمصام مغربی وغیرہ رفقائے شاہزادہ رفیع البخت
بلا نام قید تھے دیکھا کہ یہ لوگ نہایت برہم بیٹھے ہیں سوار قدرت نے فرمایا کہ تم سب کیوں پریشان ہو اس وقت
سرمست فیل زور نے عرض کی کہ ای نقابدار نامدار آپنے جو برتاؤ اپنے قیدیوں سے کیا ہے وہ آج تک
کسی نے دیکھا ہوگا کہ تمام سامان راحت ہر وقت وہ مہیا رہتے ہیں جو ہر وقت گھر میں بھی نہیں ملتی میں آپکے
یہاں قید کاہے کو ہیں گویا مہمان ہیں اسکا شکریہ جسقدر ادا کیا جاوے کم ہے لیکن آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ساری
لڑائی دو شخصوں کی وجہ سے ہے ایک ملکہ حسن آرا دوسرے شاہزادہ رفیع البخت کے سبب سے اور آپ بھی شاہزادہ
کی گرفتاری کے واسطے آئے ہیں ملکہ سے کوئی بحث نہیں شاہزادہ یہاں موجود ہے اور ہم لوگ آپ کے قیدی
ہیں اب ملکہ کا معاون کون ہے جسوقت سے ہم نے خبر طبل جنگ سنی ہے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ زلزال دعا دا کرنے کو ہے

تو ہمارا ارادہ ہوا تھا کہ یہاں سے قلعہ کی جانب چلے جائیں لیکن یہ شرم آئی کہ جنھے ہمارے ساتھ یہ احسان کیا کہ
ہمکو اسیر محل و زنجیر میں نہ کیا ہم اُسکے حلقۂ اطاعت سے کیونکر قدم باہر نکالیں لہذا یا تو جس ایسے کہ زلزال قلعہ پر
دعا وا کرے آپ ہمیں قتل کر ڈالیں اور یا اجازت دیں کہ جسوقت زلزال دعا وا کرے اسی وقت ہم جا کر سد
راہ ہوں نقابدار نے فرمایا کہ تم لوگ آرام سے بیٹھو خداوند کو ظلم نہیں پسند ہے میں تو جس کام پر معین ہوا ہوں وہ ابھی
ختم نہیں ہوا اس سے دوسرے کام میں دخل نہیں دیسکتا لیکن اتنا معلوم ہو گیا کہ غیب سے مدد ہوگی کوئی نہ کوئی
فرشتہ قدرت ایسکی گوشمالی کے واسطے پیدا ہوگا اور اگر ایسا نہ ہوا اور زلزال برلب خندق پہونچ جائے اُس وقت تک
اختیار ہے کہ جا کر زلزال سے جس طرح چاہنا پیش آنا لیکن جبتک زلزال دروازۂ قلعہ تک نہ پہونچ لے اُسوقت تک
انتظار کرنا سرمستہ نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ بھی انتظار کر سکتے ہیں لیکن جسوقت زلزال قلعہ سے پھر لگا ہوگا تو
ضرور اُس سے لڑ کر قلعہ کو چھین لینگے بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم خو ملکہ تصویر برق جمال کے خیمہ میں آئے
نقاب چہرے سے دور کی اور کہا کہ ای ملکہ آج ہم کچھ رات رہے سے جائینگے اور کل دوپہر تک واپس
آجائینگے تم تشویش نکرنا ملکہ نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ بعد تمہارے یہاں کیا ہوتا ہے زلزال طبل جنگ بجوا چکا ہے تم دوپہر بعد
آنے کو کہتے ہو اور ملکہ کا کوئی مددگار نہیں نہ ظاہر بظاہر تم مدد کر سکتے ہو بھائی اور ملازم اُسکے تمہاری قید میں اور
ربیع البخت مفقود الخبر ہے یہ کیسی عزیز داری ہے کہ کچھ پاس قرابت نہیں پہلے ربیع البخت کے رفیقوں کو
گرفتار کیا پھر مجھ سے منافع بھی کیا اور یہ بھی تو کہو کہ وہ رشتے میں میرے چچا ہونے میں اور سن میں بھی بڑے
ہیں اب انکے ناموس پر تباہی آیا چاہتی ہے اور تم ہے سکندر رستم خو نے ہنس کے فرمایا کہ تم ان باتوں کو نہیں جانتی
ہو ہم لوگ آپس میں اسی طرح لڑا کرتے ہیں لیکن جب وقت آجاتا ہے تو ایک دوسرے پر جان فدا کرنے کو موجود
ہو جاتا ہے میں جو کچھ رات رہے سے جاؤنگا تو اسی واسطے کہ لباس و ہیئت تبدیل کر کے زلزال کو اسکے ارادہ
سے باز رکھوں اور ملکہ کی محافظت کرلوں یہ سنکے اسکو اطمینان ہوا غرضکہ شاہزادہ نے ملکہ کے ساتھ خاصہ
تناول فرمایا اور آرام کیا کچھ رات تھی کہ سیارہ کوچک نے آکے جگا دیا اور کہا کہ آپ درست ہو کے لشکر لیٹ
ہوئے میں لباس و مرکب لیکر فلاں صحرا کی طرف چلا جاتا ہوں فرمایا بہتر ہے غرضکہ سیارہ کوچک اُدھر روانہ ہوا اور
شاہزادہ سکندر رستم خود بھی کچھ تو ناریکی پوش خیمہ سے نکلے اور پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوئے یہاں
صبح ہوئی زلزال ملعون اپنے گینڈے پر سوار ہوا کوئی بارہ سو سوار ساتھ تھے اور طرف قلعہ کے روانہ
ہوا جسوقت سامنے قلعے کے پہونچا اور نظر اہل قلعہ کی پڑی انھوں نے توپیں مارنا شروع کیں اُدھر
زلزال نے گینڈے کو چابک مارکے آگے بڑھایا داہنے ہاتھ میں گرز بائیں ہاتھ میں سپر سنبھالی اور قلعہ
کی طرف چلا ساتھ زلزال کے بارہ سو سواروں نے گھوڑے ڈال دیے قلعہ پر سے گولے برسنے لگا تو بحکم
رعد و ارتعاش میں آیا زمین ہلنے لگی سواد صحرا دھواں ہو گیا اس تاریکی میں گولے مانند تیر شہاب کے برس
رہے تھے کوئی سات سو سوار ہمراہیان زلزال سے اُڑ گئے اور پانچ سو سوار واپس آئے قدم اُنکے
جم نسکے لیکن زلزال گولوں کو خالی دیتا ہوا گرز سے روکتا ہوا برلب خندق جا پہونچا جسوقت اہل قلعہ کے
استعمال کے موافق ایک ایک ذرہ زمین کا اُڑ دیا تو ہاتھ کو روکا کچھ دیر میں دھواں منتشر ہوا تو دیکھا کہ صحرا
میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں کسیکا ہاتھ اُڑ گیا ہے کسیکی ٹانگ غائب ہے کسیکا سر اُڑ گیا ہے عجیب ہیئت
سے لشکر زلزال کے لوگ پڑے ہوئے ہیں لیکن زلزال برلب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے کہ اے
محافظان قلعہ دار اگر ملکہ کو سوار کر کے بھیج دے تو میں قلعہ میں نہ آؤنگا مجھے قلعہ سے سروکار نہیں میں صرف
ملکہ کو لینے آیا ہوں محافظ قلعہ دار نے آواز دی کہ او بے ادب اب نام ملکہ کا زبان پر جاری نکر ایسے

کہ اب ملکہ ناموس شاہزادہ رفیع البخت ہے تجھے شرم نہیں آتی کہ بالکم قلعہ موجود نہیں اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کی
ہے زلزال نے کہا کہ شادی ملکہ کی میرے ساتھ ہوئی اور ناموس رفیع البخت کی بن گئی تو مجھے زیب دیتا ہے
ہنوز سخن اسکا ناتمام تھا اہل قلعہ پریشان تھے نہیب غزلی وغیرہ غصہ کے سبب سے کانپ رہے تھے
اور پرندہ قدرت عیار سے کہہ رہے تھے کہ جس وقت زلزال کا قدم دروازہ قلعہ پر پہونچا اُس وقت ہم
یہاں نہ ٹھہرینگے کہ یہی وعدہ سوار قدرت سے ہوا تھا پرندہ قدرت کہہ رہا تھا کہ گھبراؤ نہ وہ وقت قریب ہے
کہ یہ اپنی سزا کو پہونچے ادھر ملکہ بال سر کے کھولے ہوئے دست بدعا تھی کہ خداوندا میری عزت کا تو ہی
نگہبان ہے اس کافر کے ہاتھ سے مجھے بچانا کہ وارث میرا یہاں موجود نہیں ہے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے
بگولہ گرد کا نمودار ہوا اور آتے آتے شق ہوا تو دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش گھوڑا مارے چلا آتا ہے نقابدار
نے دور ہی سے نعرہ کیا کہ باش ای دزد مساق خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار سبز پوش کہ نہ اذن دم بدست میں
زندہ و سلامت مبادا روی زلزال نے کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تجھے امور سلاطین میں کیا دخل ہے جا بھاگ
جا ورنہ مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے لو حربہ اپنا زلزال نے کہا تیری
قضا تجھکو لے کے آئی ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں منم زلزال بن خلخال بن صلصال یہ کہکر نیزہ ستم
نقابدار سبز پوش پر مارا نقابدار نے ترچھے ہوکے بغل کشادہ کر دی اور نیزے کو بغل میں داب کے توڑ ڈالا
زلزال نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مار کر نقابدار اوندھے منھ عیاں کر کے
آرہا نقابدار نے کمر بند زنجیر کا بند پکڑ کے بزور کیا زمین سے اٹھا لیا اور آواز دی کہ ای عنقائے قلعہ دار یہ مجرم
رفیع البخت کو لیجا عنقائے قلعہ دار خوشی خوشی قلعہ سے باہر آیا اور زلزال کو قید کر کے لیگیا نقابدار
جانب صحرا روانہ ہوگیا ہمراہیان زلزال نے یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو دی کہ زلزال لب خندق
تک جا پہونچا تھا کہ ایک نقابدار سبز پوش پیدا ہوا اور اُسنے زلزال کو باندھ کے اہل قلعہ کے حوالے
کر دیا یہ سنکر سب حیران ہوئے کہ یہ سبز پوش کون ہے اور کہاں سے آگیا لیکن بہمن اژدر گیر اک سردار
ہے کہ اپنے اژدہے کو مارا تھا اور یہ بھی ہمراہیان زلزال میں سے ہے اسکو جوش آیا اور کہنے لگا کہ آج میں طبل
جنگ بجواؤنگا اور کل صبح کو دھاوا کرونگا مجھے بھی دیکھنا ہے کہ وہ نقابدار سبز پوش کیسا ہے ادھر طرطوس
شاہ جہانی نے افسوس ظاہر کیا کہ آج سوار قدرت تشریف نہ رکھتے تھے ورنہ اس نقابدار سبز پوش
سے سمجھ لیتے خیر کل دیکھا جائیگا یہی ذکر تھا کہ سوار قدرت مع پرندہ قدرت آکے پہونچے اور قبل
اسکے کہ کوئی اسیری زلزال کا حال بیان کرے خود ارشاد کیا کہ آج زلزال اسیر ہو گیا مجھے خداوند نے
بیان کیا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ کل اور ایک شخص اسیر ہوگا مجھے مغرور میں انکا یہی انجام ہوگا یہ سنکے سب سردار
جنکو اپنے اوپر ناز تھا تھرا گئے اور توبہ توبہ کرنے لگے کہ خداوند کو غرور کیا پسند نہیں ہے اور اس بات پر
اور بھی تعجب ہوا کہ ملک سار لقیہ کئی روز کے راہ پر ہے سوار قدرت اُس وقت تک سار لقیہ میں تھے
جب زلزال اسیر ہوا ہے اور اسوقت یہاں موجود ہیں یہ اتنے دنوں کی راہ اسقدر جلد کیونکر طے ہوئی کیا طی ارض
ہوگیا یا خداوند نے نقابدار کو وہاں سے اٹھا کر اپنے دست قدرت کو دراز کر کے پہونچا دیا غرضکہ
جو فعل خداوند کا ہے عقل سے بعید ہے وہاں عنقائے قلعہ دار نے زلزال کو قید سخت میں مبتلا کیا اور
جا کر تمام کیفیت ملکہ سے بیان کی ملکہ بھی متعجب ہوئی کہ یہ سبز پوش کون شخص ہے ہاں سوار قدرت
کی نسبت تو شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا تھا کہ یہ شخص ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہے کسی مصلحت
سے نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے ہے ورنہ قیدیوں کو آرام ہو جاتی کیا ضرورت تھی خیال اسکے مربیانہ

نہین مین غرضکہ کچھ ہو شکر کی جا ہی خدا کرے یہ سبز پوش بھی کوئی عزیز یا رفیق انکا ہو اسکی ہمدردی سے تو یہی
پایا جاتا ہی کہ ضرور عزیز قریب ہی اور عزیز نہین ہی تو عزیزون سے بڑھکر کہ اسوقت انکی عزت کی حفاظت
کر رہا ہی اے عنقاے قلعہ دار اب اگر نقابدار سبز پوش کو دیکھ لینا تو اسکی دعوت ہماری جانب سے کرنا
اور ضرور دریافت کرنا کہ آپ کون صاحب ہین جب شام ہوئی تو بہمن اژدر گیر نے طبل جنگ بجوا دیا پھر مشتہر
ہوئی کہ کل پھر قلعہ پر دھاوا ہونے والا ہی زلزال سے رفیق نے اپنے آقا کے چھڑانے کا ارادہ کیا ہی
عنقاے قلعہ دار نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا سوار قدرت نے آج پھر وہی انتظام کیا کہ پچھلے سے اٹھ
کے صحرا کو نکل گئے جب صبح ہوئی اور بہمن اژدر گیر نے قلعہ پر دھاوا کیا تو عنقاے قلعہ دار نے زلزال
کو لا کے فصیل قلعہ پر بٹھا دیا اور کہا کہ اپنے باپ کو منع کر کہ ادھر نہ آئے زلزال ہر چند چلاتا ہی مگر آواز زلزال
کی توپون کی گرج گرجاہٹ مین کسے سنائی دیتی ہی بہمن گوپون کو روکتا ہوا چلا جاتا ہی جب دیکھا اہل قلعہ نے
کہ بہمن لب خندق پر آپہونچا ہی انھون نے زلزال کو مارنا شروع کیا کہ دیکھ تیرا باپ تیرے منع
کرنے کو بھی نہین مانتا زلزال نے کہا کہ پھر اسمین میرا کیا قصور ہی اب عنقاے قلعہ دار نے یہ ارادہ
کیا کہ اگر یہ قلعہ کا پھاٹک توڑ کر اندر آنے لگے تو زلزال کو قتل کر ڈالین کہ یکایک صحرا سے وہی گھوڑا
گرد کا اٹھا اور نقابدار سبز پوش پیدا ہوا بہمن کوڑا تانکے کہ ملعون کہان جاتا ہی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا
کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا آج سنجاب شاہ مغربی اور طرطوس جبالی بھی تماشا دیکھنے آئے تھے
بہمن نے جو نقابدار کو اپنی طرف آتے دیکھا تیر چلہ کمان مین پیوستہ کر کے نقابدار پر مارا نقابدار نے
تیر کو تلوار سے قلم کیا اور مثل آفت ناگہانی کے سر پر بہمن کے آپہونچا بہمن نے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا پشت شمشیر سے روک کے کوڑا مارا کہ بہمن تڑپ کے گوشۂ زین سے زمین پر گرا نقابدار نے مرکب سے
کود کر مشکین اسکی باندھلین اور عنقاے قلعہ دار کو آواز دی عنقاے قلعہ دار قلعہ سے باہر آیا بہمن
کو تو قلعہ مین بھیج دیا اور نقابدار سے عرض کی کہ ہماری ملکہ نے آپکی دعوت کی ہی اور یہ فرمایا ہی کہ اگر کسی
مصلحت سے آپنے روپوشی اختیار کی ہی تو ہمسے کیا پردہ ہی جب آپ ایسے ہمدرد ہین کہ ہماری طرف سے جانبازی
کر رہے ہین تو ضرور کوئی عزیز شاہزادہ رفیع البخت کے ہین اگر آپ بزرگ ہین تو میری تسلیم مع دعوت قبول ہو
اگر خرد ہو تو مین دعا دیتی ہون کہ خدا اقبال و جاہ مین ترقی دے فرمایا کہ ای عنقاے قلعہ دار کہدینا کہ مین لائق اسکے
نہین ہون کہ آپ مجھے تسلیم کہین بلکہ میری تسلیم قبول ہو اور دعوت کا یہ وقت نہین ہی جس وقت شاہزادہ
رفیع البخت تشریف لائینگے اسوقت دیکھا جائیگا عنقاے قلعہ دار نے عرض کی کہ اتنی دیر توقف فرمائیے
کہ ملکہ سے جواب منگا لون ورنہ آپ تو تشریف لیجائیے یہ کہکر عتاب آمیز نگاہ سرخیل سے کہا کہ جو کچھ نقابدار
دلاور ارشاد فرماتے ہین یہ کہہ آ سرخیل عیار جانب قلعہ روانہ ہوا اور ملکہ سے عرض کی کہ نقابدار یہ تو نہین
بتلاتے کہ مین عزیز ہون یا دوست لیکن اتنا ارشاد کیا کہ مین قابل سلام نہین ہون بلکہ میری تسلیم ملکہ سے کہدو
ملکہ نے فرمایا کہ معلوم ہو گیا کہ رشتہ مین چھوٹا ہی جو اسنے یہ جواب دیا ضرور یہ کوئی عزیز انکا ہی جا ای سرخیل
کہدینا کہ ملکہ تمھیں میری قسم دیتی ہین اور فرماتی ہین کہ اندر قلعہ کے آؤ مجھے کچھ کہنا ہی سنجاب شاہ مغربی اور
طرطوس جبالی تو بعد گرفتار ہونے بہمن کے میدان سے پھر گئے تھے نقابدار دروازہ قلعہ پر ٹھہرے ہوے
عنقاے قلعہ دار سے باتین کر رہے تھے کہ سرخیل نے آکر ملکہ کا پیام دیا نقابدار سبز پوش یعنی سکندر رستم
قسم سے مجبور ہو کر اندر قلعہ کے تشریف لیگئے ملکہ نے نقابدار کو پردہ کے پاس بلایا اور فرمایا کہ ای نقابدار
تمھین قسم ہی اپنے مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو مجھے تم پر اسی شخص کا شبہ ہی جو سوار قدرت بن کے

آیا تھا دور ہی سے تم دکھائی دیے تو سوار قدرت نے معلوم ہوا فرمایا کہ جبتک میں وہی شخص ہوں اس وقت رفیع البخت
موجود نہ تھے اگر میں یہ تدبیر نہ کرتا تو تمھاری حفاظت کیونکر ہوتی ملکہ نے فرمایا کہ اسقدر تو تمکو رفیع البخت کی بزرگی
کا پاس ہی اور پھر ظاہر میں دشمن بنے ہوئے ہو دشمن کے شریک ہو یہانتک کہ میرے بھائیوں کو گرفتار کر لیے
خود رفیع البخت سے مقابلہ کیا یہ سنکے سکندر رستم فر بولے اور فرمایا کہ ان باتوں کو تم نہیں سمجھتی ہو یہ جھگڑے
خاندانی ہیں مدت سے چلے آتے ہیں مگر یہ ممکن نہیں ہو کہ ہمارے سامنے دو طرار اور رسائی کو ستکے رفیع البخت
کی عزت ہماری عزت ہو ہماری عزت رفیع البخت کی عزت ہو ملکہ نے کہا کہ ہمارے سر کی قسم اب اس میں
ذرا لمانا وہ وقت ہو کہ دشمنوں کو زک دیجائے پس اب تم بھی یہیں رہو سکندر نے کہا کہ ابھی میرا ٹھہرنا مناسب
وقت نہیں ہو تمھارے بھائی وغیرہ میری قید میں ہیں پھر انکا باہر نکلنا دشوار ہوگا ملکہ نے کہا کہ میں نے سنا ہو کہ
طرطوس شاہ کی دختر پر عاشق ہو اور تم بھی اسپر عاشق ہو آج ملکہ کو ہمیں بھیج دو کہ ذرا جلاد اور انکا دونوں
کا دل بہلے اور ہم بھی دیکھیں کہ تمھاری معشوقہ کیسی ہو سکندر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہو شب کو میں بھیج دونگا
غرضکہ بعد اسکے ملکہ نے شاہزادہ کو کھانا کھلا کے رخصت کیا سکندر رستم فر قلعہ سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ
ہو گئے وہاں عیار مرکب و لباس نارنجی لیے ہوئے منتظر تھا جس وقت شاہزادہ سکندر رستم فر پہونچے تو سارا
واقعہ سیارہ کو چلک سے بیان کیا سیارہ نے عرض کی کہ اے شہریار آپ پردہ فاش کیا جاتے ہیں آج کفار
ضرور بدگمان ہو گئے ہونگے فرمایا کچھ پروا نہیں دیکھا جائیگا غرضکہ لباس و مرکب تبدیل کر کے اپنے لشکر میں
آئے اور اپنے بارہ سو سوار دلنے کہا کہ آج شب کو جب سیاہی پردہ پوش عالم ہوجاوے تو ملکہ کو ان قیدیوں
سمیت قلعہ میں پہونچا دینا اور وہاں سے آکر نسیب مغزلی سے ارشاد کیا کہ آج شب کو میں تمھیں تمھارے قلعہ
میں بھیج دونگا بلکہ اپنے ناموس کو بھی تمھارے سپرد کرتا ہوں ملکہ کو اپنی بہن کے پاس پہونچا دینا
اور کل اگر کوئی دھاوا کرے تو قلعہ کے باہر نکل کے مقابلہ نکرنا اسے کو نظاہر کرنا جب حریف قلعہ میں آجائے
اسوقت اختیار ہو ان باتوں سے یہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ شخص ضرور کوئی عزیز قریب رفیع البخت کا ہو جب نیزے
میرے ہاتھ سے نیزہ نکالا ہو تو شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ ڈھنگ ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہو اگر دشمن ہوتا
تو ہمیں اس راحت سے کیوں رکھتا یا ملکہ کی حفاظت سے اسکو کیا بحث تھی ان لوگوں نے سنکر یہ ادا کیا اب
شاہزادہ سکندر ملکہ تصویر برق جمال کے خیمہ میں تشریف لائے ملکہ نے کہا کہ آج تم قلعہ میں بھی گئے تھے
بہن کو بھی دیکھا یا نہیں فرمایا کہ جبتک رفیع البخت خود سکے نکرینگے مجھے کیا ضرورت ہو کہ میں ملکہ کو دیکھوں
اور تمکو انھوں نے بلایا ہو آج شب کو میں تمھیں قلعہ میں بھیج دونگا ملکہ نے کہا جو تمھاری خوشی مجھے اسمیں کب
انکار ہو سکتا ہو لیکن جس وقت دربار سیجاب میں تشریف لائے تو ملک طرطوس جادو نے کہا کہ اے
سوار قدرت آپ دور دور سے تشریف لے جاتے ہیں اور یہاں لقادہ اور ببر لوش نے قیامت برپا کر رکھی
ہو آج آپ خداوند کی خدمت میں نہ تشریف لیجائیے گا دہ ملک سیجاب کے لوگوں کو شک گذرے گا
کہ آپ ہی ببر لوش بن کے آتے ہیں چونکہ یہ لوگ بد اعتقاد ہو رہے ہیں ان سے بعید نہیں ہو کہ یہ بات
آپ کے منہ تک آئے اور علاوہ اسکے یہ بات تو ظاہر ہو کہ اگر آپ ہوتے تو اتنی بھی مجال تھی لقادہ از
ببر لوش کی کہ مہ زلزال اور ہیمن کو اسیر کر لیجاتا اگر آپ نے ان دونوں کو اسیر کیا تھا تو خود آپ کے
ہاتھ سے گرفتار ہوتا یہ سن کے سوار قدرت نے کہا کہ مجھے یہ سب باتیں خداوند نے بیان کر دی
تھیں اور کہا تھا کہ میں ان بد اعتقاد بندوں پر اپنا غضب نازل کر دونگا اور میں تو خود ہی کہہ جاتا اگر لقادہ اور
ببر لوش نہ آتا تو یہاں کے لوگ اب بھی یقین کرینگے کہ سوار قدرت ہی ببر لوش بن کے آئے تھے

یہ خیال نہ کرینگے کہ اب جو ببر پوش نہیں آیا تو یہ بتصور سوار قدرت سے گریزان ہوا ہے یہ سن کے اہل دربار تھرا گئے اور اپنے خیالات انھوں نے بدل دیے اور کہا کہ واقع میں ہم لوگوں کو ایسے شکوک اپنی بداعتقادی کی وجہ سے گذرے تھے مگر اب توبہ کرتے ہیں کہ کبھی ایسا خیال نہ کرینگے اب سوار قدرت ہمارے قصور کو خداوند سے عفو کرا دیجئے تاکہ اب وہ غضب اپنا نازل نہ کریں اور ہم سب محفوظ رہیں سوار قدرت نے کہا کہ ابتو خدمت خداوند میں بجا لاؤنگا کہ مجھے فکر نہیں ہے مٹنے کا ہوا ہی لیکن سفارش تمھاری کر دونگا اور وہ سفارش خداوند تک پہونچ جائیگی لوگوں نے اسکو بھی غنیمت جانا جب شام ہوئی تو محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آج میں جو طبل جنگ بجواتا ہوں سوار قدرت نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن میں اس معاملہ میں اس وقت تک دخل نہ دونگا جبتک رفیع الجنت نہ آئینگے مجھے خداوند کا جتنا حکم ہے اسی قدر بجا لاؤنگا اگر ببر پوش خود مجھے ٹوکے گا یا لشکر بیخبر قدرت سے مبارز طلب کریگا تو مجھے لڑنے سے عذر و انکار نہوگا محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آپکا اس وقت پر موجود رہنا ہی کافی ہے یقین ہے کہ آپ کے رعب سے ببر پوش خود ہی نہ آئیگا اور دل میں محیط روشن ضمیر کے یہ خیال پختہ ہوگیا تھا کہ ببر پوش پہلے بھی یہی آتے ہیں اور بعدہٗ نقاب میں کوئی اسرار ہے یہ قیدیوں کو آرام سے رکھنا علامت سے خالی نہیں ہے غرضکہ محیط روشن ضمیر نے نقارہ زنی بجوا دیا جب خبر عنقاے قلعہ دار کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا ابتو عنقاے قلعہ دار کو بھی اطمینان ہے کہ ببر پوش امداد کو آئینگے اور شام ہوتے ہی لا زمان سکندر رستم خو نے پوشیدہ طور پر انتظام کیا اور ملکہ تصویر برق جمال کو محافہ میں سوار کرکے مع نسیب مغربی و صمصام مغربی و ہشام مغربی و مقام مغربی و سرمست فیل زور و قیصر شیر زن بغیر دشمنی ساتھ لیے ہوئے اسی پردۂ شب میں جا کر قلعہ میں پہونچا آئے عنقاے قلعہ دار نہایت خوش ہوا جبکہ محافہ ملکہ تصویر برق جمال دروازۂ محل پر پہونچا تو ملکہ سمن اندام کو خبر ہوئی یہ دروازے تک استقبال کو آئی اور ملکہ تصویر برق جمال کو باعزاز تمام لیگئی اور نہایت خوش ہوئی کہ واقع میں عشق لقابہ اسکا اس عورت سے بجا نہیں ہے اسکو برق جمال جو کہتے ہیں تو بہت بجا کہتے ہیں کہ چہرہ اسقدر درخشان ہے کہ نگاہ قایم نہیں ہوتی اور یہ جو اس عزیز روپوش پہ عاشق ہے اسکا حال نہیں معلوم کہ کیسا ہے جب نقاب اٹھیگی تو معلوم ہوگا لیکن یقین ہے کہ بیرونہ سے حسین ہوگا اسلیے کہ رفیع الجنت ہی کا تو عزیز ہے اور ہنسنے کم سن بھی ہے بہرحال ملکہ تصویر نازک خیال و برق جمال کے سمن اندام نے اپنے بھائیوں کو ابھی اندر نہیں بلایا صرف سن لیا کہ سب رہا ہو کے آگئے چونکہ تصویر برق جمال کو سکندر نے کہا تھا اپنے حسب و نسب اور درجہ قرابت سے آگاہ کر دیا تھا کہ رفیع الجنت رشتہ میں میرے چچا ہوتے ہیں اسی بنا پر ملکہ تصویر برق جمال سمن اندام سبز پوش سے بہت تپاک کے ملی سلام میں سبقت کی سمن اندام نے اشفاق بزرگانہ کی شان دکھائی اپنی مسہری کے پاس اسکی مسہری بھی بچھوائی یعنی دونوں ایک ہی جگہ رہیں جب کھانے پینے سے فراغ حاصل ہو چکا تو ملکہ سمن اندام سبز پوش نے تصویر برق جمال سے پوچھا کہ سچ بتاؤ نام اس شخص کا کیا ہے جو سوار قدرت بنا ہوا ہے تصویر برق جمال نے کہا مجھے معلوم تو ہے مگر ہاں اس وقت بتا نہیں سکتی کہ مبادا انکے خلاف مزاج ہو ملکہ سمن اندام نے کہا کہ تمھیں انھیں کے سر کی قسم بتا دو میں کیا انسے کہنے جاؤنگی اس وقت بپاس قسم تصویر برق جمال نے ڈرتے ڈرتے بیان کیا کہ نام انکا سلطان جنگ جو ہے یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو ہیں اور رشتے میں رفیع الجنت کے بھتیجے ہوتے ہیں ایک بھائی کی اولاد وہ ہیں ایک کی اولاد یہ ہیں باہم جیسا کچھ بھی رشتہ ہے اور ایک دوسرے کا شیدا ابھی ہی ہے یہ سنکے سمن اندام نہایت خوش ہوئی اور تصویر برق جمال کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ

کہ اب خدا شاہزادہ رفیع البخت کو جلد لائے تو مین آپس مین جنگ نہونے دونگی اب یہ لوگ تو انتظار [illegible]

چند کلمے داستان نصرت نشان زینت تاج وتخت شاہزادہ رفیع البخت کے بیان کیے جاتے ہین کہ انکا مقابلہ سکندر زر [illegible] مین نبرد کیا گیا تھا

پہونچنے لیجاکے اک صحرا مین اتار دیا دیکھا رفیع البخت نے کہ ایک دیو صحرا مین پہاڑ ہاتھ باندھے سامنے
کھڑا ہوا ہے فرمایا کہ تو مجھے کیون اٹھا لایا ہے اسنے عرض کی کہ مین بتا دے عفیت ہون آپ سے داد
چاہتا ہون مین رہنے والا ملک تمکین کا ہون دیو تمکین میرا نام ہے اور مذہب ابلیس پرستی رکھتا ہون
میرے ملک سے سرحد ملک زرین کی ملی ہے بادشاہ وہان کا دیو زرین بال ہے اسنے چڑھائی کی اور
مجھسے لڑا مین نے شکست کھائی ملک چھین لیا خود بھاگ کر جان بچائی کوہ وصحرا کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا
یہ تاک تھی کہ کون ایسا حمین مددگار اپنا پیدا کرون جو اس دیو سے میرا ملک مجھکو دلادے جسوقت کہ ادھر
شہر سنجابیہ مین ہوا تو مین نے دیکھا کہ گرز اتنے اتنے بڑے ہین کہ دیو بھی اتنا بھاری حربہ نہین باندھ سکتے گرز
کیا چلتے ہین گویا پہاڑ پر پہاڑ گر رہا ہے مجھے خیال ہوا کہ آپ سے زیادہ کون زبردست ہوگا مین آپکو اٹھا لایا
پہلے مین نے نقابدار کے لانے کا قصد کیا تھا لیکن اسے مین نے کچھ بدمزاج سا پایا اس وجہ سے نہین
لایا شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مین ایک شرط سے تیرا شریک ہوتا ہون وہ یہ کہ تو دین اسلام
قبول کر اور دین ابلیس پرستی کو ترک کر دیو نے کہا کہ جسوقت آپ فتحیاب ہوکر میرا ملک مجھکو دلا دینگے اسوقت
مجھے مذہب اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر و انکار نہوگا یونہی تو مجھے خود ہی نام ابلیس سے نفرت ہوگئی ہے
کہ بروقت مقابلہ مین نے ابلیس کو بہت پکارا اگر اسنے میری مدد نہ کی اور حریف نے میرے ایک مرتبہ بھی
نام ابلیس نہین لیا تھا اور پھر وہ مجھپر غالب ہوا تو معلوم ہوا کہ نام ابلیس مین کوئی تاثیر نہین ہے شاہزادہ
رفیع البخت نے فرمایا کہ اب دیر نکر مجھکو اس ملک پر لیچل جہان دیو زرین بال رہتا ہو تاکہ تیرا ملک تجھکو
دلا کر پھر یہان سے شہر سنجابیہ کو واپس جاؤن اسلیے کہ وہان ناموس میرا قلعہ مین ہے رفقا اسیر ہوچکے مین ایسا
نہو کہ زلزال ملعون قلعہ پر دھاوا کرے ہرچند کہ ہر شخص کا حافظ حقیقی خدا ہے لیکن مقتضاے بشریت سے
پریشانی ضرور ہوتی ہے یہ سنکر دیو تمکین نے کہا کہ مین اپنے لشکر گریختہ کو جمع کرون یہ کہکر دیو چلا گیا اور اک پہاڑی
پر کھڑے ہوکے چلایا قریب بارہ سو دیوون کے جمع ہوگئے اب دیو تمکین ان سبکو لیے ہوے خدمت
مین شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر ہوا اور ہمراہ اپنے شاہزادے کو لیکر طرف شہر تمکین کے روانہ ہوا جسوقت
قریب شہر پہونچا لشکر کو اتارا اور خیمہ برپا کیا رفیع البخت خیمہ مین تشریف لائے اور دیو تمکین سے کہا کہ ایک نامہ
میری جانب سے دیو زرین بال کو لکھکر بھیجو مضمون نامہ یہ ہو کہ اے دیو زرین بال آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون
جسکو دیوکش کہتے ہین میرے خاندان مین جتنے گذرے ہین اور جتنے موجود ہین سب دیوکش ہین تمام
قاف کو میرے ہی بزرگون نے اسلام آباد کیا اور سرکشان قاف کو پست کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا نام
میرا صاحبقران بن صاحبقران یعنے شاہزادہ رفیع البخت نوجوان ہے چونکہ تونے بہ جبر ملک دیو
تمکین کا چھین لیا ہے اور وہ مجھسے جاکے فریادی ہوا لہذا مین اسلیے آیا ہون کہ ملک اسکا اسے دلادون اگر
تو خیریت اپنی چاہتا ہے تو شہر تمکین کو خالی کردے ورنہ آمادہ جنگ ہو بحکم شاہزادہ رفیع البخت
دیو تمکین نے اس مضمون کا نامہ دیوون کی زبان مین تحریر کرکے اپنے اک دیو کو دیا کہ لیجاکر دیو
زرین بال کو دیدے اور جواب نامہ کا اس سے لا جسوقت دیو نامہ لیکر شہر تمکین مین پہونچا ادھر

دیوزرین بال کو ہوئی کہ حاکم سابق اس شہر کا کسی کو مدد کے واسطے لایا ہے اور نامہ بھی اسکا آیا ہے دیوزرین بال
ہنسا اور کہا کہ بلاؤ قاصد نے سامنے جاکر نامہ دیوزرین بال کو دیا دیوزرین بال نے نامہ کو پڑھا اور
پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا چونکہ دیوزرین بال کو اپنے دست و بازو کی قوت پر بہت کچھ بھروسا تھا
اور نام آدمزاد سنکر اور بھی یہ ہنسا کہ آدمزاد اور مجھ سے مقابلہ کرے قاصد تو اس طرف روانہ ہوا اور
دیوزرین بال فوج لیکر قلعہ کے باہر آیا خیمہ برپا کیا ساتھ اسکے چالیس ہزار دیو تھے اور دیو تکین کے ہمراہ
صرف بارہ تیرہ سو دیو تھے دیوزرین بال نے حقارت کی نظروں سے دیو تکین کی طرف دیکھا اور خیمہ
مین جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی آواز نقارہ کی گرجی خبر شاہزادہ
رفیع البخت کو ہوئی پہلے نامہ کا جواب جنگ پہونچا پھر آواز طبل گوش زد ہوئی دونوں لشکروں مین تیاریان
جنگ کی ہونے لگین یہان بھی دیوون نے نقارے بجانا شروع کیے جب صبح ہوئی تو اس طرف سے دیو
زرین بال اپنے چالیس ہزار دیوون کو لیکر میدان مین آیا ادھر دیو تکین شاہزادہ رفیع البخت
کو لیے ہوے اپنے بارہ سو دیوون سے میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا دیوزرین بال پکارا کہ او دیو تکین
جب شامتین آتی ہین تو کہکے نہین آتی ہین تو جو اس آدمزاد ضعیف البنیاد کو لیکر آیا ہے تو سودا ہے کہ یہ
لقمہ چرب کسی دیو کے حق کا ہے اور تیرے واسطے ذلت و خواری ہے پہلی جنگ مین تو بھاگ کے نکل گیا ابکی
تجھے بھی گرفتار کرکے قتل کرڈالونگا دیو تکین نے کہا کہ سچ ہے کسی دیو کو یا خود میدان مین آ تو معلوم ہو جائے
کہ لقمہ چرب ہی یا سخت ہے دیوزرین بال نے کہا کہ اس سے لڑنا میری حقارت ہے یہ کہکر دیو سنبل کو میدان
رزم مین بھیجا اور کہا کہ اگر یہ آدمزاد تیرے سامنے آئے تو اسے کچا ہی کھا لینا اور اگر کوئی دیو نکلے تو مقابلہ کرنا
دیو سنبل میدان مین آیا اور اپنا دہن کھولکر جماہی لی اور رفیع البخت سے کہا کہ خداوند ابلیس نے
تیری قبر میرے شکم کو قرار دیا ہے اور تیری قسمت مین زندہ درگور ہونا تھا میرے منہ مین کود پڑ دانت بھی
نہ لگاؤنگا یونہین نگل جاؤنگا شاہزادہ رفیع البخت ایک دیو کی گردن پر سوار ہوکر سامنے دیو سنبل کے آئے
اور فرمایا کہ او ملعون ہوشیار ہوجا مین لقمہ نرم نہین ہون بلکہ لقمہ سخت ہون لا حربہ اپنا دیو سنبل نے کہا کہ تجھ پر حربہ
کیا اٹھاؤنگا اسلیے کہ تو میرے سزاوار کا نہین ہے لیکن ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ باندھ رفیع البخت کا پکڑ کے حلق مین
ڈال لون رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا جو مانند خرطوم فیل کے تھا پکڑ لیا اب دیو اپنی طرف کھینچتا ہے یہ اپنی طرف
کھینچتے ہین اسی کشاکش مین ایک بند رفیع البخت نے ذرا سا ہاتھ آگے بڑھا کے جھٹکا جو دیا ہاتھ دیو سنبل کا شانے سے
اکھڑ کے رفیع البخت کے ہاتھ مین آگیا اور دیو سنبل ایک چیخ مار کر گرا اور تعب سے بیہوش ہوگیا یہ قوت
رفیع البخت کی دیکھکر دیو تھرا گئے اور دیو زرین بال نے گرز اپنا سنبھالا اور پکارا کہ بیشک مقابلہ کرنا تجھسے
ہر دیو کا کام نہین ہے خیر معلوم ہوا کہ تو بغیر میری ضرب کے پست نہوگا یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ رفیع البخت
کے آیا اور وہی گرز گران سنگ سر پر رفیع البخت کے مارا رفیع البخت نے پینترا کاٹ کے ضرب کو خالی
دیا گرز جو زمین پر گرا خاک اڑی طبقہ ہل گیا ہاتھ تک سب گرز زمین مین دھنس گیا دیو پکارا کہ افسوس گو نصیب تیرا
یاور ہو گیا کھانے کے کام کا نرہا یہان رفیع البخت نے جلو سے آواز دی کہ او ملعون کیا بکتا ہے مین صحیح و
سالم موجود ہون یہ کہکر شلنگ سر دیو زرین بال کے ہاتھ ڈال دیا دیو نے چاہا کہ اسے سنلنج برا اکھاڑ لون
رفیع البخت نے لنگر قایم کیا دیو نے دیکھا کہ شاخ تو جنبش نہین کرتی ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ کر رفیع البخت
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی رفیع البخت نے بھی زور اور خالیان دیے کے دیو کو تھکایا جب دیو ہانپ
گیا تو رفیع البخت بغل سے نکل کے پشت پر آگئے اور ہات جمانے لگے پھر دیو ملٹنا چاہتا تھا کہ

سلاسل فولاد جبل الحدید کاٹے اور سہراب نے قیطوس سے اجازت مانگی اور دروازہ کھولکر جانب قلعہ روانہ ہوا شاہزادہ سکندر رتبہ جو
سوا انقدرت کے بیٹے موجود تھے یہ تامل تھا کہ یہ ملعون قلعہ میں جائیگا تو گرفتار ہو جائیگا مگر خدا کرے کوئی مدد بھی آجائے تو بہتر
ہو ادھر عنقائے قلعہ دار نے پل بند دروازے پر پہنچا تھا دو زین اسکے ہاتھ میں تھی ہنوز سہراب سنبلی نے دعا و ایک نام
کہ جانب صحرائے بگولہ گرد کا اٹھا اور تنے ہی شق ہوا دیکھا تو شاہزادہ رفیع البخت اک مرکب زریں دم و
زریں یال پر سوار چلے آتے ہیں اہل قلعہ نے تو نقارہ شادمانی پر چوب لگائی دروازہ قلعہ کا کھول دیا لشکر قلعہ
کے باہر آیا توپیں بھر بھر کے گاڑ دی لیکن سہراب سنبلی آمد رفیع البخت سے مایوس ہوا کہ اب قلعہ کا سر ہونا
بغیر مدد سوا انقدرت کے ناممکن ہے لیکن رفیع البخت نے آتے ہی آواز دی کہ او گبر نابکار ادھر آ کہاں جاتا
ہے سہراب سنبلی نے کہا کہ کیا تو ہی دو روز سے نقابدار مہر پوش بن کے آتا تھا فرمایا کہ میں نقابدار مہر پوش
سے آگاہ نہیں کہ وہ کون تھے آج وہ نہیں آئے تو میں تیری گوشمالی کے واسطے موجود ہوں سہراب سنبلی نے
آرہ پشت نہنگ کا وار کیا شاہزادہ رفیع البخت نے آرہ کو تلوار سے قلم کرکے جو ہاتھ سر کا مارا تو تلوار خود
پر چمکی بھی یا آلب و مرکب کو جو رنگ ریلی ہوئی اشتر زمین سے نکل گئی سہراب سنبلی مارا گیا چونکہ اہل قلعہ بھی آگے تھے
کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ رفیع البخت پر حملہ کرسکے رفیع البخت نے نقابدار نارنجی پوش کی طرف دیکھ
کے آواز دی کہ اے نقابدار عالی مقدار مجھے معلوم ہوگیا کہ تو بھی بسا بہادر ہے لیکن اسوقت میں تھکنے نہ بلکہ
کمر و نگاہ کر ابھی چلا آتا ہوں ہاں بعد اس وقت کے قبل جنگ بچگانہ تجھے کوئی عذر و انکار ہوگا یہ فرما کر شاہزادہ
رفیع البخت قلعہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جو سردار اسیر ہو گئے تھے وہ سب سجدہ میں ان لوگوں نے
جو رفیع البخت کو دیکھا ملازمت حاصل کی شاہزادہ کو تعجب ہوا کہ یہ لوگ میرے استقبال کو کیونکر آئے
اور ابھی رہائی کس سبب سے ہوئی لیکن کچھ دریافت نہیں کیا نہ انہی کچھ بیان کیا تھا کہ شاہزادہ محل میں داخل
ہوا یہاں عجیب سیر کہ دیکھا کہ پاس آفتاب کے اک ماہتاب اور جلوہ گر ہے شاہزادہ نے ملکہ سمن اندام
سے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ ملکہ کون ہے کیا تمہاری چھوٹی بہن ہے ملکہ نے ہنسکے کہا کہ ہاں رفیع البخت نے فرمایا کہ ہمیں
اس سے پہلے تو نہ سنا تھا نہ دیکھا تھا کہ کوئی اور بہن بھی تمہاری ہے ملکہ نے کہا کہ میں نہیں سچ سمجھ کر تو جو چاہے
تصویر برق جمال نے ادب سے فرزندوں کی طرح سلام کیا شاہزادہ نے دعا تو دی لیکن کچھ میں نہ آیا کہ
اسنے کیوں سلام کیا اور سمن اندام نے بیچ ہو کیوں کہا فرمایا کہ اے ملکہ جان سے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ کون
ہے ملکہ نے فرمایا کہ یہ دختر ہے ملک طرطوس جبالی کی اور معشوقہ ہے نقابدار نارنجی پوش کی جب آپ کو
بیجر لیگیا ہے تو نقابدار نے پوشیدہ طور پر ہماری مدد کی مہر پوش بن بنکے آیا پہلے پولاد ارژل کو اسیر کر کے
عنقائے قلعہ دار کے حوالے کر دیا بعد اسکے بہمن اژدر پیکر کو اسیر کیا اسکے بعد مجھے تسلیم کہلا بھیجی چونکہ
حالات نقابدار کے مجھکو سرخ جل عیار کی زبانی معلوم ہو چکے تھے میں نے نقابدار سے کہا کہ ملکہ کو آج نہیں
بھیج دو کہ تنہا اسیر ہی گھبرا جائیگی نقابدار نے ملکہ کو بھی بھیج دیا اور ساتھ ملکہ کے میرے بھائیوں اور سرداروں کو
بھی قلعہ میں بھیج دیا لیکن یہ تاکید کر دی تھی کہ میدان نا کش ہونے پائے تو پہنے کو ابھی ظاہر نہ کرنا جب
کوئی سرکش اندر قلعہ کے آجائے اور سمد خیمی ہو اس وقت اختیار ہے تو خدا کا شکر ہے کہ میدان ابھی تک
فاش نہیں ہوا اور تم آئے اگر سہراب سنبلی قلعہ میں آجاتا تو ضرور ظاہر ہو جاتا یہ سنکے رفیع البخت
نے فرمایا کہ مجھکو نقابدار نے ممنون کیا مگر اتنا تعجب ہے کہ نقابدار پر شک ہوتا ہے کہ کوئی عزیز میرا لشکر اسلام سے آگیا ہو
وہ مجھے کسی مصلحت سے بدو نہ یہ ہوئے ہیں غالباً اس ملکہ کو نام معلوم ہوگا کہ یہ جسکی معشوقہ ہے رفیع البخت
نے ملکہ سے فرمایا کہ بی بی تمہارے عاشق کا کیا نام ہے ملکہ نے تو شرما کے گردن جھکا لی ملکہ سمن اندام سبز پوش

کہا کہ کوئی سکندر رستم خو تمہارے عزیزون مین ہی فرمایا ہان وہ رشتہ مین میرے بھتیجے ہوتے ہین ملکہ نے کہا
کہ یہ سوار قدرت وہی حضرت ہین رفیع البخت نہایت خوش ہوے کہ ہم تنہا تھے ایک قوت بازو آگیا
لیکن ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ اے رفیع البخت اسنے تجھکو تمام سردارون کی نظر سے گرا دیا ابھی تک تو کسی نے
تجھسے مقابلہ کیا اور نہ زیر ہوا اور اسنے آتے ہی سبکو سر میدان باندھ لیا ہی اب یہ سردار اسے مانینگے یا تجھے مانینگے
یہ خیال شاہزادہ رفیع البخت کو پیدا ہو گیا ادھر سنجاب شاہ مغربی اور طرطوش شاہ جبالی وغیرہ جو بلاد
سے پھر کر داخل بارگاہ ہوے تو محیط روشنضمیر نے سوار قدرت کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ اس معاملہ مین دخل ہی
نہین دیتے آج ہیر لوش آپکی ہیبت سے نہین آیا تو خود رفیع البخت آگئے لہذا اتنا تو کیجیے کہ زلزال کو رہا
کر دیجیے فرمایا کہ اس شرط سے کہ پھر زلزال قلعہ پر جانے کا ارادہ نکرے جب یہ ظاہر ہو گیا کہ زلزال رفیع البخت
سے لڑ نہین سکتا تو کیون مقابلہ کرتا ہی تجھے خداوند کا حکم نہین کہ مین ملکہ کو اس سے چھین کے زلزال کے سپرد
کرون زلزال کا اسے لے آنا کچھ دشوار نہین ہی اگر اس وقت مین چلا جاؤن تو میرے خوف سے یقین ہی کہ اسیوقت
رفیع البخت زلزال کو رہا کر دیگا لیکن اگر پھر زلزال نے مقابلہ کیا تو تجھے شرمندگی ہوگی اب تم زلزال کو
لیکر خدمت مین خداوند کے جاؤ اور اسے عرض حال کرو اگر خداوند کو رحم آئیگا تو مین تجھے بیٹھے ملکہ کو منگا دینگے ابھی کل
کی بات ہی کہ خداوند نے اپنی مجبوری ملکہ تصویر برق جمال کو اور تمام قیدیون کو اپنے پاس بلا لیا جب کام آسانی
سے نکلے تو جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ سنکے طرطوس جبالی نے کہا کہ کیا آج تدبیری قبول ہوگی سوار
قدرت نے کہا کہ بیشک ضرور قبول ہوگی سنجاب شاہ مغربی وغیرہ سب تعریفین سارلیق بن لقا کی
کرنے لگے اور انھون نے بھی رہائی زلزال کے بارہ مین نقابدار سے سعی کی نقابدار مجبور ہو کے جانب قلعہ
جبال المحیط روانہ ہوے وہان خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی کہ نقابدار نارنجی پوش آتے ہین یہ رفیع البخت
واسطے استقبال کے آئے اور اندر قلعہ کے لیگئے جا کے عمدہ پر بٹھایا آپ بھی بیٹھے سب سردار جمع ہوے
اور ہر ایک تعریفین نقابدار کی کرنے لگا کہ ہمین یہ راحت دی اور یہ راحت دی قید کیا تھی کہ ہمارا تھی سکندر رستم خو
دل مین مسکرا رہے تھے رفیع البخت برابر ہی تو بیٹھے تھے پس اکمرتبہ نقاب جلدی سے کھینچ لی اور کہا اے
مرد عزیز کیا یہ حرکت تھی کہ یہان آ کے بھی تو دشمن سے شریک ہو کر اور ہے او یونہی اختیار کی سکندر رستم خو
مسکرانے لگے اور کہا کہ ابھی پردہ میرا فاش نکرو مین اس زلزال کے تعاقب مین شہر سمرقند سے یہانتک آیا
تو اس صورت سے آنا ہوا کہ اس سے ظاہر بظاہر لڑ نہ سکا جب تمہین بچہ لیگیا تو مین نے نقابدار سبز پوش
بنکے زلزال کو اسیر کیا اور تمہارے قلعہ دار کے سپرد کر دیا رفیع البخت نے سامان دعوت مہیا ہونیکا
کا حکم دیا سکندر نے کہا کہ اس تواضع کو رہنے دو مجھے زیادہ ٹھیرنے کی فرصت نہین ہی مین اسلیے آیا ہون
کہ زلزال اور اسکے سردار کو جو یہان قیدی رہا کر دو مین نے محیط روشنضمیر کو ایسا سمجھا دیا ہی کہ وہ زلزال
کو لیے ہوے یہان سے جانب سارلیقیہ روانہ ہو جائیگا رفیع البخت نے کہا کہ یہ لو اسیوقت حکم دیا
کہ لاؤ زلزال کو داروغہ زندان زلزال کو لیے ہوے حاضر ہوا نقابدار نارنجی پوش نے زلزال کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ مین نے تجھے اس شرط پر رہا کرا دیا ہی کہ اب زبان سے نام ملکہ کا نہ لینا اور نہ ایک دم ملک
سنجابیہ مین قیام کرنا زلزال نے جانا کہ جان بچی لاکھون پائے ہتکڑیان بیڑیان کٹتے ہی نقابدار کو سلام کر کے
بھاگا رفیع البخت سکندر کا ہاتھ پکڑے ہوے اندر محل کے لے گئے ملکہ نے لباس نارنجی دیکھکر پہچان لیا کہ
وہی نارنجی پوش ہی سکندر نے ملکہ کو سلام کیا سمن اندام نے دعا دی تصویر برق جمال نے رفیع البخت کو سلام
کیا سب ایک جگہ بیٹھے سمن اندام نے کہا کہ اے سکندر رستم خو تمہین ہماری جان کی قسم ہی کہ اب آپس مین نزاع نکرو

اگر لڑنا ہی تو ان کشاروں سے ملکے لڑو سکندر نے ہنس کے فرمایا کہ اب ضرورت بھی لڑنے کی نہیں ہی میرے انکے
زور آزمائش نہیں ہوسے تھے نہ اس ملک میں کوئی پہلوان دکھائی دیا کہ ہاتھ پاؤں کا درد برطرف ہوتا اسوجہ
سے انھیں سے زور کر لیا اگر کوئی حریف نہیں ہی تو آیندہ ایسا ہوگا یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے ہر چند ملک نے
روکا فرمایا کہ اب زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہیں ہی یہ فرما کے بند نقاب درست کیے اور قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر کی
جانب روانہ ہوے وہاں زلزال پہلے ہی پہونچا ہوا تھا اسیوقت اسنے سامان کوچ کردیا سنجاب شاہ مغربی نے
کہا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے بھی خدمت خداوند میں لیتے جاؤ یہ کہکر ایک نوشتہ دیا جسکا مضمون وہاں
سارقیق بن نقابین معلوم ہوگا اور کہا کہ زبانی بھی سفارش کر دینا زلزال تو اسی جلدی بھاگا کہ اسنے نقابدار
قدرت کے واپس آنے کا بھی انتظار نکیا لیکن جسوقت سوار قدرت مع پرندہ قدرت قلعہ سے واپس
ہوکر دربار سنجاب شاہ مغربی میں آئے اور رنگ شوکت برنگ بدلے تو ان معاملات سے مہتر نسیم
مغربی عیار سنجاب شاہ کو شک پیدا ہوا کہ یہ سوار قدرت بھی ویسے ہی کچھ معلوم ہوتے ہیں جیسے تیغ
ہیں آخر دشمن سے ڈرانا کیا معنے سنجاب شاہ اس خوف میں کچھ نہیں کہتا ہی کہ ایسا ہو یہ مجکو ہمیری سے
معزول کرکے طرطوس شاہ جبالی کو بادشاہ بنادیں اور طرطوس شاہ جبالی بھی دیتا ہی کہ یہ مقرب خداوند میں
بار بار خلافت ہوجائیں ادھر سوار قدرت کو بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اب رنگ یہاں کا بیڈھب ہی ایسا نہو
حال کھلجائے یہ سوچ کے سنجاب شاہ مغربی سے کہا کہ میں نے تمام حالات سے خداوند کو اطلاع دی ہی
اور ہنوز کوئی حکم جدید نہیں نافذ ہوا ہی لہذا میں ٹھکانے پر جاتا ہوں اور جسوقت مجھے کوئی حکم تازہ پہونچیگا اسکی
تعمیل کی کوشش کرونگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ جو آپ مناسب جانیں آپ تو مجھ ناچیز کے حق میں
جبرئیل قدرت ہیں نقابدار تو اسی وقت مع پرندۂ قدرت اپنے بارہ سو سواروں کو لیکر جانب صحرا روانہ
ہوگئے اور یہاں شب کے وقت نسیم مغربی ہیئت تبدیل کرکے داخل قلعۂ جبل محدید ہوا اور قلعہ میں پھر کر تمام
حالات اپنے دریافت کیے فکر یہ تھی کہ اگر قابو بالوثوق تو ایک دو کو گرفتار بھی کرتے چلوں مگر قابو نہ پایا اسی
جان بچانے چلا آیا صبح کو سنجاب شاہ مغربی سے تخلیہ میں عرض کی کہ یہ سوار قدرت نہ تھا بلکہ شکل رفیع البخت
کے یہ کوئی شخص دادہ محمود اول سے ہی مجھے بعض باتوں پر شک تھا وہ قلعہ میں جانے سے رفع ہوگیا ضرور
یہ سوار قدرت رفیع البخت کا عزیز ہی اور اس سے بھی زیرک ہونے کا خوف ہی ملکہ طرطوس جبالی کی دختر
جو نذر خداوند کے واسطے تجویز کی گئی تھیں اور سوار قدرت کی سپردگی میں تھیں وہ قلعہ میں آپکی دختر کے ساتھ
موجود ہیں اور باہم بڑی محبتیں ہیں اور سرداران رفیع البخت جو آپ سے برگشتہ ہوکر اسکے شریک ہوگئے
تھے جنکو سوار قدرت نے گرفتار کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند نے سبکو اپنے پاس بلالیا وہ سب بھی قلعہ میں
موجود ہیں یہ سنتے سنجاب شاہ مغربی کے ہوش اڑ گئے اور کہا کہ اگر ممکن ہو تو جاکر رفیع البخت کو مع
ملکہ گلشن خوب میں اپنی آنکھ سے دیکھو لگا تو یقین آئیگا اسکے بعد سوار قدرت کو بھی گرفتار کرونگا نسیم
مغربی نے کہا کہ اسکا یہاں سے چلے جانا اور بھی اچھا ہوا اور وہ پرندہ قدرت بلاسے بری آسیر عیاری کا جنا
دشواری سے خالی تھا اب صحرا میں وہ جلد ہی دیکھا لیا جائیگا غرضکہ جب شام ہوئی تو نسیم مغربی جانب قلعۂ جبل لیجے
روانہ ہوا سلسلہ اسکے سوچنے کا یہ تھا کہ بی بی عنقا سے قلعہ دار کی نسیم مغربی کی بہن تھی یہ اسے دیکھنے کو
جایا کرتا تھا پہلے ظاہر بظاہر جاتا تھا اور اب پوشیدہ طور پر جاتا تھا اسی وجہ سے نسیم مغربی نے تمام حالات قلعہ کے
دریافت کرکے سنجاب شاہ سے بیان کیے تھے آج بھی یہ مکار اپنی بہن کے یہاں آیا کچھ دیر یہاں قیام کیا اسکے بعد
رخصت ہوکے جو مکان سے نکلا تو ہیئت ایک خبر کی بناکر دروازہ محل پر بیٹھا صدا لگائی آپ کنیز دکھہ دینے کے

واسطے دروازے پر آئی اس سے کہا کہ میں پیاسا بھی ہوں کنیز پانی لینے کی غرض سے اندر گئی تب نسیم مغربی نے
یہاں وہ اقتدار پھیلایا کہ جب وہ کنیز پانی لیکے آئی تو کہا کہ یہ لڈو داروئی کا تو بھی کھالے فقیر کی دعا سے
کبھی بھوکی نہ رہیگی اسنے وحشی خوشی سے لیکے کھالیا جیسے کہ رفیع البخت نے یہاں آکر باغ کو سیراب کیا تھا
اُس وقت سے اعتقاد لوگوں کے فقیروں کی طرف سے بہت بڑھ گئے تھے خصوصاً عورتوں کے کوئی سائل
کسی دروازے سے خالی نہ پھرتا تھا وہ کنیز لڈو داروئی کا کھاتے ہی بیہوش ہوگئی نسیم مغربی نے اسے برہنہ
کرکے کسی گوشہ میں چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت بن کے اندر محل کے داخل ہوا کام کاج میں مصروف ہوا
قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ ملکہ سویرے سے آرام کرنے کی عادی تھی اور رفیع البخت رات گئے
دربار برخاست کرکے آتے تھے ملکہ جاکے مسہری پر لیٹ رہی اور روشنی کم کردی گئی باری داریں بھی رخصت
ہوگئیں بعد ایک عورت رہ گئی اسکو عیشاب معلوم ہوا تو اٹھ کے گئی پس اسکو موقع بخت ہاتھ آیا جاکر ملکہ کو
بیہوش کیا اور پھر عیاری میں پشتارہ باندھ کر کوٹھے کا دھر دروازہ کھول کے سیدھی نکلا چونکہ یہ ملعون پہلے
راستوں سے قلعہ کے خوب آگاہ تھا ملکہ کو لیے ہوئے صاف نکل چلا گیا جب اس قلعہ کے باہر قدم نکالا تو وہ
راہ ترک کردی کہ مبادا لوگ آگاہ ہوجائیں اور میری تلاش میں آئیں تو مجکو پائیں یہ خیال کرکے صحرا کی طرف
روانہ ہوا یہاں جو شاہزادہ رفیع البخت دربار برخاست کرکے محل میں تشریف لائے تو ملکہ کو مسہری پر نہ پایا
پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں کہا تصویر برق جمال کے کمرہ میں تھیں ابتو ہم بھی پریشان ہوئیں عرض کی کہ ملکہ تو ادھر
کر رہی تھیں پس رفیع البخت پریشان ہوگئے تلاش ہونے لگی خواجہ خضران کو اطلاع ہوئی انھوں نے
آکر میرا عیار کا بچانا اور رفیع البخت کو آگاہ کیا رفیع البخت اسی وقت ابلک مرکب پر بیٹھکر بتلاش
عیار نکلے روانہ ہوئے اس قلعہ سے جن راستے شہر سنہایہ کو گئے تھے ایک طرف رفیع البخت روانہ
ہوئے ایک جانب سرمست فیل زور چلا ایک طرف خواجہ خضران اور مہتر سرخیل چل کھڑے
ہوئے لیکن نسیم مغربی نے تو پہلے ہی عاقبت اندیشی کرکے ان راستوں کو چھوڑ دیا تھا اور پہلے
کہا کہ قلعہ عشرت قزاق کی طرف سے چلا جاتا تھا قضائے کار اُس طرف سے عشرت قزاق
آتا تھا ادھر سے نسیم مغربی پشتارہ بدوش جاتا تھا نظر جو عشرت قزاق کی پڑی کہ ایک شخص کوئی گٹھری
لیے جاتا ہے سمجھا کہ اسمیں کچھ مال ہوگا کہا کہ دے نسیم مغربی نے جواب دیا کہ اے عشرت قزاق میں تجھے خوب
پہچانتا ہوں تو بھی مجھے پہچان لے کہ میں کون ہوں ادھر اندازی نکر ورنہ پچھتائیگا بادشاہ نے ہمیشہ تیرے
ساتھ رعایت کی ہے اور جگہ تیرے رہنے کو مرحمت فرمائی ہے مناسب ہے کہ تو بادشاہ کے کام میں دراندازی نکر
اس پشتارہ میں مال نہیں ہے عشرت قزاق نے بسبب تاریکی ہونے سے نسیم مغربی کو نہ پہچانا
کہا کہ پشتارہ رکھدے میں کھول کے دیکھوں نسیم مغربی نے ہر چند کہا کہ ایسا نہ کر کوئی اور شخص آجائے
تو یہ پشتارہ میرے ہاتھ سے نکل جائیگا تجھکو نا مدہ ہوگا لیکن ان باتوں پر عشرت قزاق اور مشکوک ہوا ایک
بھی نہ سنی اور پشتارہ کھول ڈالا جو غور سے دیکھا تھا کہ گرد اُڑی اور نعرہ ہوا کہ باش اونا جنس
کہاں لیے جاتا ہے ملکہ کو لمحہ میں پہونچا عیار نے کہا کہ تجھے کیا فائدہ ہوا محنت میری برباد ہوئی یہ کہتا ہوا ہی
نکل بھاگے تو جانب سنہایہ روانہ ہوگیا اور یہاں رفیع البخت آپہونچے عشرت قزاق نے کہا کہ تو
کون ہے فرمایا میں اس پشتارہ کا مالک ہوں عشرت قزاق نے کہا کہ مالک اسکا بادشاہ ہے کہ اسکی دختر
اسمیں ہے تو کون ہے فرمایا میں سنا تو دہر ہوں عشرت قزاق نے کہا کہ شاید تو اسکو کسی فریب سے لیگیا تھا
ورنہ بادشاہ اپنے عیار سے کیوں چرواتا میں یہ چھوڑتا ہوں تجھکو کہ تو باہر سے ایسی گستاخی کرے

یہ کہکے عشرت قزاق نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دست پکڑ کے کھینچ لیا اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر
کے بند میں ڈالکر جو زور کیا تو زمین سے اُٹھا لیا عشرت قزاق نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان
اُسنے قبول کیا شاہزادے نے اسکو آہستہ سے چھوڑ دیا عشرت قزاق از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور
ایک آہ سرد کھینچی فرمایا کہ تیرے آہ کرنے کا کیا سبب ہے عرض کی کہ میں لیلاے چنگ نواز پر عاشق تھا وہ بھی
میری دلدادہ تھی زنہار کرے دیو قنطاق کا کہ وہ لیلا کو مجھسے چھین لیگیا چونکہ دیو زبردست ہے میرا قابو
نہیں چلتا اسوجہ سے میں فراق لیلاے چنگ نواز میں رویا کرتا ہوں رفیع البخت کو رحم آیا کہا
میں تیری معشوقہ کو بھی تجھے ملا دونگا عشرت قزاق نہایت خوش ہوا اور شاہزادے کو قلعہ میں لایا
رفیع البخت نے ملکہ کو ہوشیار کرکے اک مکان میں بٹھایا اور ساری روداد بیان کی ملکہ سنکر خدا بجا
لائی کہ اگر میں رہا ہوجاتی اور باپ کا سامنا ہوتا تو سوا خودکشی کے کوئی چارہ کار نہ تھا عشرت قزاق نے
خدمت ملکہ کے واسطے اپنی ماں بہنوں کو حاضر کیا جب صبح ہوئی تو شاہزادہ ہمراہ عشرت قزاق کے روانہ
ہوا قلعہ سے کوس بھر کے فاصلے پر اک گنبد تھا کہ وہی مسکن دیو قنطاق کا تھا اور دیو نے لیلاے چنگ نواز
کو بھی لیجا کے اسی جگہ رکھا تھا جس وقت رفیع البخت قریب گنبد پہونچے تو دیکھا کہ لیلاے چنگ نواز
بیرون گنبد اک چبوترے پر بیٹھی ہوئی چنگ نوازی کر رہی ہے دونوں آنکھوں سے لیلاے چنگ نواز
کے آنسو جاری ہیں نظر جو اسکی عشرت قزاق پر پڑی چنگ نوازی موقوف کی اور کہا کہ او ناعاقبت اندیش
کیوں میرے قریب چلا آتا ہے۔ وقت دیو کے آنے کا ہے اگر وہ آجائیگا تو تجھے کھا جائیگا یہ ذرا سی امید بھی جاتی
رہیگی آس ٹوٹ جائیگی ہر چند کہ زندگی میں بھی تجھسے ملنے کی امید نہیں ہے لیکن کبھی کبھی دور ہی سے سہی تجھے دیکھ
تو لیتی ہوں عشرت قزاق نے کہا کہ اے محبوب دلنواز اب زمانہ جدائی گذر گیا میں تیرے لینے کو آیا ہوں
ہمراہ میرے وہ شخص ہے جو دیو کش ہے لیلاے چنگ نواز نے کہا کہ اپنے ساتھ اور بیگناہ کی جان بھی لے گا
ارے کہیں انسان بھی دیو پر غالب آسکتا ہے اس شخص کو بھی سمجھا کے پھیر لیجا رفیع البخت نے فرمایا کہ ذرا
دیکھنا تیرے سامنے میں دیو کی کیا حالت کرتا ہوں ابھی یہ کہنے پائے تھے کہ ہوا سے تند چلی اور اک ابر نمودار
ہوا دیکھا کہ دیو اُترتا چلا آتا ہے نظر دیو کی جو ان دونوں آدمیوں پر پڑی پکارا کہ او قزاق آج یہ کس شخص کو اپنے
ہمراہ لایا ہے یہ تجھسے زیادہ فربہ ہے گوشت اسکا نہایت بامزہ ہوگا تجھے تو اپنی معشوقہ کے خاطر سے میں نے
چھوڑ دیا ورنہ مدت کا لقمہ کر جاتا لیکن اس شخص کو نہ چھوڑونگا یہ کہکر زمین پر اُترا اور رفیع البخت کی طرف
بڑھا رفیع البخت دیو کی طرف بڑھے دیو نے ہاتھ بڑھا کر قصد کیا کہ رفیع البخت کو اُٹھا کر منہ میں ڈال
لوں رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ سامنے آرہا دیو نے دیکھا کہ یہ نہایت
زبردست ہے جھپٹ کے چاہا کہ نشانہ کروں اٹھا لوں رفیع البخت نے ہاتھ چھوڑ کر شانوں میں سر دیو کی [illegible]
ہونے لگے رفیع البخت نے ایسا بل دیا کہ دیو بے تاب ہو کر سامنے رفیع البخت کے چت لیٹا رفیع البخت نے
دونوں بازوں شانوں میں پھنسا کر جو شانوں کو بل دیا تو دیو کی گردن مڑ گئی بس پاؤں چلانے لگے جھٹکا مارا کہ دھڑ سے
سر کھینچکر سامنے لیلاے چنگ نواز کے ڈال دیا آتش دیو کی بھڑکنے لگی اور تھوڑی دیر میں دیو ڈھیر
ہو گیا لیلاے چنگ نواز قدموں پر گر پڑی عشرت قزاق نے ہاتھ چوم لیے اب اندر گنبد کے آئے تو کچھ
مال و اسباب دیو کا تھا وہ قبضہ میں کیا اور وہاں سے مع لیلاے چنگ نواز جانب قلعہ روانہ ہوئے کوئی
پہر دن چڑھا ہوگا کہ قلعہ میں آپہونچے عشرت قزاق نے لیلاے چنگ نواز کو خدمت ملکہ کے واسطے
معین کیا ملکہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ مالک قلعہ کی معشوقہ ہے اور دیو کے قید سے رہا ہو کے آگئی ہے نہایت

حیرت فرمائی لیکن حال نسیم مغربی کا سنیے کہ یہ جو سر بر پا اُن ڈر کے بھاگا تو جا کر سنجاب شاہ مغربی سے
اطلاع کی کہ مین نے عیاری کر کے ملکہ کو قبضہ مین کیا تھا لیکن عشرت قزاق نے پشتارہ ملکہ کا مجھ سے چھین لیا
وہ بھی ہنوز پشتارہ لیکے جانے نہ پایا تھا کہ اک سوار پیدا ہوا اور عشرت قزاق سے اُسنے چھین لینے کا
قصد کیا دونوں مین جنگ ہونے لگی مین نے دور سے دیکھا کہ عشرت قزاق زیر ہو کر مطیع ہوا اور بعد اسکے
دونوں عشرت قزاق کے قلعہ مین چلے گئے پہلے مین سمجھتا تھا کہ یہ سوار رفیع البخت ہی تلاش ملکہ مین
نکلا ہوگا لیکن اب وہ خیال میرا برطرف ہوگیا اسلیے کہ اگر وہ سوار رفیع البخت ہوتا تو اپنے قلعہ کے
طرف جاتا عشرت قزاق کے قلعہ مین ملکہ کو کیون لیجاتا یہ سن کے سنجاب شاہ مغربی کو نہایت غصہ آیا
کہ اب ہم ایسے ہوگئے کہ ایک قزاق نے سر اٹھایا ہے بس اسیوقت اُسنے تیاری لشکر کا حکم دیا جب
لشکر تیار ہو گیا تو خود سنجاب شاہ مغربی مع لشکر جانب قلعہ روانہ ہوا اُس وقت یہان مہتر سرحیل
و مہتر خضران بھی جو تھے یہ ملکہ کو تلاش کرتے ہوے یہانتک آگئے تھے کہ اگر عیار سنجاب
پشتارہ لیکر یہان پہونچ گیا ہو تو ہم بھی عیاری کرین اور پھر ملکہ کو لے جائین جس وقت یہان یہ خبر سنی
تو پلٹ کر قلعہ جبل الحدید کی طرف چلے کہ اہل قلعہ کو اطلاع دین اور رفیع البخت کو آگاہ کرین راستے مین
سرمست فیل زور کو صحرا کی خاک چھانتے دیکھا خواجہ خضران نے سرمست سے کہا کہ یہان کیسے گھوم
رہے ہو اگر ملکہ کی تلاش ہے تو عشرت قزاق کے قلعہ پر حملہ کرو کہ ملکہ وہین ہے راستے مین کسی شخص نے ملکہ کو
عیار سے چھین لیا اب وہ بھی عشرت قزاق کے قلعہ مین ہے بس یہ سننا تھا کہ سرمست فیل زور
نے قلعہ قزاق کی طرف رخ کیا اور چل کھڑا ہوا مہتر سرحیل اور خواجہ خضران قلعہ جبل الحدید مین گئے
شہیب مغربی وغیرہ رفقاے رفیع البخت کو بھی اس حال پر ملال سے آگاہ کیا یہ سب بھی پشت مرکب پر
بیٹھ بیٹھ کے جانب قلعہ قزاق روانہ ہوے لیکن سب سے پہلے سرمست فیل زور زیر قلعہ پہونچا
نگہبانون نے عشرت قزاق کو اطلاع دی کہ سرمست فیل زور بڑے زور شور سے آتا ہے عشرت
قزاق نے شاہزادہ رفیع البخت کو آگاہ کیا کہ مجھے رفقاے آپ کے آتے ہین رفیع البخت نے کہا
کہ اے عشرت قزاق انھین آگاہ نہ کرنا کہ رفیع البخت قلعہ مین موجود ہین مین نقابدار بنکر ان سبکی آزمایش
کرونگا کہ یہ لوگ کیسی قوت و جرات رکھتے ہین تم انھین قلعہ پر آنے سے منع کرو اور کہو کہ پلٹ جاؤ ورنہ نقابدار
اطلس پوش کے ہاتھ سے ذلیل ہوگے اب ملکہ کا نام جو کہ اسکو نقابدار نے پسند کیا ہے عشرت قزاق
فصیل قلعہ پر آیا اور رفیع البخت نے جلدی سے لباس اطلسی زیب جسم کر کے مرکب طلب کیا ادھر
سرمست جو سامنے قلعہ کے پہونچا آواز دی کہ او قزاق ملکہ کو ہمارے سپرد کر ورنہ ایک دم مین قلعہ
کو برباد کر دونگا نہین جانتا کہ یہ ملکہ کسکا ناموس ہے عشرت قزاق ہنسا اور کہا کیون شیخی مین آئی ہین بیٹھ
جاؤ ورنہ نقابدار اطلس پوش کے ہاتھ سے بہت ذلیل ہوگا سرمست نے کہا کہ نقابدار کہان ہے کمبخت
اُس سے کہ اپنے ہاتھون اپنی قضا نہ بلائے اسنے بھی دروازہ قلعہ کا کھولا اور نقابدار اطلس پوش
نمودار ہوا سرمست سے کہا کہ تو کون آیا ہے سرمست نے کہا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ملکہ کو
عیار سے چھین کر اپنے قبضہ مین کیا تو نہین جانتا کہ ملکہ ناموس کس شہریار کی ہے جو صاحبقران ہو صاحبقران
ہے اور یہ کن قیدیون کو ہے جو قلعہ جبل الحدید مین رہتے ہین اور دفتر اس شخص کی ہے جو بارہ لاکھ کی فوج کا
افسر ہے ایک دم مین قلعہ تاراج ہو جائیگا اور اس قزاق کو بھی شامتون نے گھیرا ہے جو یہ تیرا شریک ہوا ہے جب
حیرت ہو گا ملکہ کو میرے سپرد کر رفیع البخت یعنے نقابدار نے کہا کہ مجھے ملکہ کا کیا دو سے ہے سرمست نے کہا

کہ مین ملکہ کا لوکا ہون اور رفیق ہون رفیع البخت کا نقابدار نے غصہ دلانے کو کہا کہ اتو ملکہ ہمارے پسند
آگئی تو بھی چلا آ کہ مین تیری بھی خدمت کرونگا تو بھی رشتہ مین سالا ہوا بس یہ سنتا تھا کہ سرمست کی آنکھون
مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی جھپٹ کے تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر بند کا بند
پکڑ کے سرمست کو ایک ہی زور مین اٹھا لیا اور لیے ہوے قلعہ مین چلے گئے جس وقت سرمست
کو ہاتھ سے چھوڑا تو اسنے خودکشی کا قصد کیا رفیع البخت نے ہاتھ پکڑ کر نقاب چہرہ سے اٹھا لی اور کہا
کہ اے سرمست ایذا ہی تو ہون تو کسی غیر کے ہاتھ سے نہین زیر ہوا ہے سرمست نے عرض کی کہ اے شہریار
اس سے کیا حاصل فرمایا کہ تمکو سکندر نے آکے زیر کیا تھا اور میری اطاعت تم سب نے بغیر لڑے
بھڑے اختیار کر لی تھی تمکو میرے زور کا حال کیونکر معلوم ہوتا کہ مین کیسا ہون سرمست ہنسنے لگا اور عرض
کی کہ مین پہلے سے آپکو ایسا ہی سمجھے ہوے تھا اتنے مین عشرت قزاق نے آکے عرض کی کہ اے شہریار
اتنے صحرا فوجون سے بھر گیا سنجاب شاہ بھی مع کل لشکر آگیا ہے اور طرطوس شاہ جبالی بھی چار لاکھ
سوارون سے موجود ہے اور ملکہ کے بھائی اور آپکا رفیق طیفور تیغ زن یہ سب چلے آتے ہین آپ کس کس
سے لڑیے گا فرمایا کہ گھبراؤ مت سبکو اسی قلعہ مین باندھ باندھ کے لیے آتا ہون یہ فرما کر سرمست سے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھو
کہ مین کیونکر ان سب سے تنہا مقابلہ کرتا ہون سرمست بھی چہرہ پر نقاب ڈال کے فصیل قلعہ پر آکے بیٹھا
اور رفیع البخت بھی نقاب کے بند باندھ کر قلعہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک جانب نہیب
مغزلی ایک طرف صمصام مغزلی وغیرہ تمام سالے اور رفیق انکے مع لشکر موجود ہین اور ایک جانب
طرطوس شاہ جبالی مع چار ہزار سوارون کے صف آرا ہے ایک سمت سنجاب شاہ مغزلی اپنے ہیولانا
باہی دکری کو لیے ہوے موجود ہے سنجاب شاہ نے چاہا تھا کہ قلعہ پر دھاوا کرون کہ پامال و انشورہ نے
منع کیا اور کہا کہ ابھی تو رفیقان رفیع البخت بھی مرنے کو موجود ہین پہلے انکی جنگ کا تماشا دیکھیے کہ کیا
ہوتا ہے اسکے بعد دیکھا جائیگا سنجاب شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن نہیب مغزلی نے نہیب دی کہ او
نقابدار تو کہاں سے آیا ہے اور کیا ملت و مذہب رکھتا ہے کہ تجھکو پرائے ناموس پر تصرف کرنے مین خوف
خدا ہے نہ شرم دنیا نقابدار نے جواب دیا کہ اب ملکہ ہماری ہی راضی ہے یہ سودا رضامندی کا ہوتا ہے تمکو شرم
نہین آتی کہ اپنے بہنوئی سے لڑنے آئے ہو بس یہ سننے کے نہیب مغزلی آگ ہو گیا کڑکڑا کر نیزہ اٹھا
لیا اور قصد کیا کہ نیزے سے نقابدار کو اٹھا لون نقابدار نے بغل کشادہ کر دی اور نیزہ نہیب مغزلی
کا بغل مین داب کے بازو کا ٹھمکی دیکر توڑ ڈالا نہیب مغزلی نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور پکارا کہ کاذ
زور ہی دیکھا چاہا ہے نقابدار نے بھی گریبان نہیب مغزلی کا پکڑا دونو ہو لیے ہر چند رفیع البخت نے
چاہا کہ اسے اٹھا لون ممکن نہوا آخر دونون نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوے رفیع البخت کو
یہ کوشش تھی کہ کسی طرح نہیب مغزلی کو جلد اسیر کرون تا وقت نہ گذرے جو سکندر کے مقابلہ مین
صرف ہوا تھا مگر ممکن نہوا آخر شام ہو گئی اور مقابلہ اول سے بھی کوئی گھڑی بھر زیادہ گذرنے کے بعد
نہیب مغزلی زیر ہوا نقابدار اسکے اپنے ہاتھ پر بلند کیے ہوے طبل بازگشت بجا کر قلعہ مین چلا گیا
صمصام مغزلی نے آج اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا عشرت قزاق نے قلعہ مین بھی کوس جنگی
بجوا دیا تھا لیکن جنگ کی ہوس نکلین لیکن رفیع البخت جو نہیب مغزلی کو لیتے ہوے قلعہ مین
داخل ہوے تو سامنے ملکہ کے لیجا کے نہیب مغزلی کو چھوڑا اور نقاب چہرہ سے اٹھا دی کہ ایسا
نہو یہ بھی خودکشی کا قصد کرے نہیب مغزلی دل مین کہتا ہے کہ یہ کیا آفت ہے کہ جو نقاب چہرہ پر

ڈال لیتا ہو وہ زبردست ہوجاتا ہی انمین کچھ اسرار ضرور ہی جب رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اٹھادی
تو نہیب مغزلی نے وہی شکایت کی رفیع البخت نے وہی جواب اسکو بھی دیا جو سہمنست کو دیا تھا
نہیب مغزلی خاموش ہورہا جب صبح ہوئی تو پھر نقابدار بشکر رفیع البخت قلعہ سے نکلے صمصام مغزلی
نے آکر سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی رفیع البخت نے نیزہ ہاتھ سے صمصام مغزلی کے نکال دیا تلوار
چلی رفیع البخت نے کلہائی پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی دو پہر میں صمصام مغزلی کو زیر کیا پھر قمقام مغزلی آیا
دو پہر مین وہ بھی زیر ہوا رفیع البخت اپنے دل مین زور سکندری کے قائل ہوئے کہ اسنے دن بھر مین ان تینون
بھائیون کو زیر کیا تھا اور جیسے دن بھر مین دو ہی زیر ہوسے قلعہ مین جاکر ان دونون پر بھی اپنے کو ظاہر
کردیا وہان ہشام مغزلی نے پھر طبل جنگ بجوادیا صبح کو نقابدار سے سامنا کیا آج رفیع البخت
نے ہشام مغزلی اور قیصر مغزلی کو اسیر کیا اور میدان سے پھر گیا جب قلعہ جبل الحدید کے سردار
اسیر ہوچکے تو سنجاب شاہ مغزلی نے طبل جنگ بجوادیا خبر رفیع البخت کو ہوئی فرمایا پروا نہین
لشکر و گرہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دمامۂ سپہ سالاری بجے طبل جنگی اسی وقت نقارۂ زرنگار پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی لیکن طرطوس شاہ جبالی نے اپنے عیار کو تلاش مین سوار قدرت
کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اک نقابدار نے عافیت تنگ کر رکھی ہی آپ جلد تشریف لائیے عیار دن
نے جاکر ہر چند تلاش کیا مگر سوار قدرت کو نہ پایا اور آکر عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی سوار قدرت کو خالق
نے بلا لیا صحرا مین نقابدار سبز پوش البتہ مصروف صید شکار ہی اور نارنجی پوش کا کہین پتا بھی
نہین یہ سنکے طرطوس شاہ جبالی کو یہ سوچ پیدا ہوا کہ ایسا نہو خداوند مجھسے بھی ناراض ہوگئے
ہون اور مثل سنجاب شاہ کے مجھپر بھی غضب نازل کرین الغرض جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ
مغزلی مع لشکر میدان مین آیا طرطوس شاہ بھی ہمراہ تھا دونون فوجین ایک ہوگئی تھین اس طرف
دروازہ قلعہ کا کھلا نقابدار اطلس پوش میدان مین آیا سنجاب شاہ نے زرتاش فیل ہیبت
کو حکم دیا کہ جاکر باندہ لا اس نقابدار کو زرتاش فیل ہیبت میدان مین آیا اور للکارا کہ او نقابدار
بدکردار تو نے شاہون اور شہریارون سے گستاخی کی اور سپہر قدرت کی دختر کو زبردستی چھین لیا بہتر ہوگا
اگر تو ملکہ کو سوار کرکے بھیج دے ورنہ تیرے مقابلے کو اس وقت سولہ لاکھ کا لشکر موجود ہی جسمین ایک
ایک پہلوان رستم وقت و سہراب زمانہ ہی رفیع البخت نے فرمایا کہ سنجاب شاہ کو سمجھا دے کہ پلٹ جائے
ورنہ مین اکیلا اس سولہ لاکھ کے لشکر کو پامال کردونگا اور سنجاب شاہ کی سلطنت الٹ دونگا زرتاش
نے کہا کہ بس زیادہ بلند پروازی مگر زبانی جنگ سے تلوار کی جنگ بہتر ہی جس سے معاملہ یکسو ہو فرمایا کہ مین
تیری خدمتگذاری کو موجود ہون لا حربہ اپنا زرتاش نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزہ کو نیزے پر کاٹا تھا
طعنین چلنے لگین ردوبدل ہونے لگی قریب چالیس طعنون کے تلی ہوگئی کہ رفیع البخت نے نیزہ
زرتاش کے ہاتھ سے نکال دیا پس دنیا اسکی نگاہون مین تیرہ و تار ہوگئی زرتاش للکارا کہ او سرکش غضب
کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے نکال دیا جسکو اس فن مین ید طولی حاصل تھا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی
خلاف بازی گرز بازی جال بازی تیغ بازی راستبازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر زرتاش نے
تلوار کھینچلی اور رفیع البخت پر حملہ کیا رفیع البخت نے وار تلوار کا رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا زرتاش
نے سپر بلند کی تلوار سے سپر قلم ہوئی زرتاش نے سر نیچے کھینچ لیا تلوار گردن مرکب پر پڑی گردن مرکب
قلم ہوگئی مرکب نے مثل مرکب آتشبازی کے چرخ مارا زرتاش الگ ہو کر علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر نقابدار

کہ مجھے بھی اس ببر پوش پر سکندر کا گمان ہوتا ہے اتنے بڑے لشکر کے جو بست کو قرب کے وقت ہاتھوں سے گرفتہ کرلینا آسان امر نہیں ہے غرض صبح پھر طبل بجا اور صبح کو سنجاب شاہ میدان میں آیا رفیع البخت نقابدار بنکر قلعہ سے نکلے ساتھ ہی صحرا سے گرد اڑی اور نقابدار ببر پوش پیدا ہوا انہیں بھی اگر فوج کے پرے جمائے لیکن صرف ایک ہزار سوار نقابدار کے ساتھ تھے لشکر سنجاب شاہ سے محراب کمانکش نکلا اور مبارز طلب ہوا ہنوز اطلس پوش ارادہ ہی کر رہا تھا کہ ببر پوش مرکب کو تنکا کر سامنے آ گیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے محراب کے نکال دیا محراب نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پکڑ لی دو پہر کی کشتی میں اسکو بھی باندھ لیا لشکر سنجاب شاہ سے فیروز نکلا نقابدار اطلس پوش نے اس سے مقابلہ کیا اور دو پہر کی کشتی میں زیر کر لیا شام کو پھر لشکر پلٹ گئے اور صبح کو پھر میدان آرائی ہوئی آج بھی دن بھر میں بار بار کئی چند سردار ببر پوش نے گرفتار کیے اور چند اطلس پوش نے یہ معرکہ دیکھکر ہامان ذالنشور نے کہا کہ اگر اسی طرح جنگ رہی تو یہ دونوں نقابدار لشکر کا خاتمہ کر دینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ اسوقت آپ اتنی بڑی جمعیت رکھتے ہیں کسی سردار کو واسطے مقابلہ کے بھیجیے جب وہ زیر یا گرفتار ہوا اس وقت یورش کر دیجئے اور گھیر کر ان معلون نقابداروں کو گرفتار کر لیجئے سنجاب شاہ نے اس رائے کو پسند کیا لیکن نجم اختر شناس کو اسنے علم کے ذریعہ سے آگاہی تھی کہ یہ نقابدار کون ہے اور انجام کیا ہونے والا ہے اسلئے فرزند کو منع کر دیا تھا کہ نقابداروں سے مقابلہ نہ کرنا کوکب روشن چشم اپنے قصر میں خاموش کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھا کرتا تھا اور اسنے قصد مقابلہ نہ کیا لیکن جس وقت نقابدار اطلس پوش قلعہ کے باہر آیا اور ببر پوش صحرا سے نمودار ہوا تو سنجاب شاہ نے تمغاج زرہ پوش کو سامنے اپنے بلایا اور اس سے کہا کہ اگر نوبت کشتی کی آئے تو نقاب نوچ لینا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ نقابدار کون ہے تمغاج نے کہا بہت خوب اور میدان میں آکر مبارز طلب ہوا تمغاج سردار زبردست تھا رفیع البخت کی نظر و منبر چڑھا ہوا تھا جیسے ہی اسنے مبارز طلب کیا رفیع البخت سامنے تمغاج کے آگئے سکندر نے دل میں کہا کہ اسنے بڑی چالاکی کی خیر ابھی عشق دلکش بہت بڑا امر باقی ہے دیکھا جائیگا یہاں تمغاج نے نیزہ مارا رفیع البخت نے اسکو نیزہ سے بچا تھا غرض حلقے نگین مرکب اشاروں پر پھر رہے تھے سیاروں سے سنانیں زیادہ ہی تھیں جھکے چل رہے تھے کوئی شتر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزہ کو نیزہ پر مارا اور اپنے نیزے سے نیزہ حریف کو پیچیدہ کر کے خبردار کے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمغاج کے نکل گیا بس دنیا نگاہوں میں تمغاج کے تیرہ و تار ہو گئی تمغاج نے دوڑ کر گرز اپنا لیا اور سر پر چرخ دیکر سر نقابدار پر رد کیا نقابدار نے گرز میں ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تمغاج جھونک میں سامنے آ رہا گرز اسنے چھوڑا غرض لپیٹ جھٹکے چلے کہ مرکب لنگڑوں کی تاب نہ ہوسکے چاروں ہاتھ پاؤں پھیلا کے پیچھ بیٹھ گئے دونوں نے دامن زرہ گردانے اور مصروف کشتی ہوئے رفیع البخت تمغاج کے ارادے سے بےخبر تھے بس تمغاج نے زور کر کے ہاتھ بند نقابدار پر ڈال دیا اور کہا کہ کیا تم عورت ہو جو منہ چھپائے ہوئے ہو یہ کہکر جھٹکا مارا کہ نقاب نوچ لی نقاب ہٹتے ہی ظاہر ہو گیا کہ یہ شخص رفیع البخت ہے ادھر ملکہ نادرہ نے دیکھا حال کھل گیا اب پوشیدہ رہنا اچھا نہیں ہے بس دروازہ قلعہ کا کھولکر شبیب مغربی صمصام مغربی قمقام مغربی ہشام مغربی سر مست نسل زور قیصر مغربی عشرت قزاق اور نادرہ سلطان رفیع البخت مثل زرناش کے نکل

مع تیغ زنوں وغیرہ کے سب نکل آے اور اب لشکر بھی نکلا آکر شریک ہوگیا قلعہ جبل الحدید تک یہ خبر پہونچ گئی
وہاں صرف عنقاے قلعہ دار اپنی فوج قلعہ گیر سے تو مقیم رہا کہ محافظ قلعہ ہر باقی تمام سردار مع فوج آکر
شریک ہوے بارگاہ برپا کی پردے بارگاہ کے کھڑے ہوے ابتو کئی روز کا لشکر رفیع البخت کی طرف بھی نظر
آنے لگا رفیع البخت اور ممغلج میں کشتی ہورہی تھی زور کشش کے سہہ رہے تھے نقابدار سیر پوش غور سے
دیکھ رہا ہے سے تمام دن کشتی رہی رات کو بھی جدا نہ ہوے دونوں جانب سے روشنی آگئی تمام رات بھی کشتی میں
بسر ہوئی دوسرا دن ہوا پھر بھی علیحدہ ہوے فتح کسی کو نصیب ہوئی دن قریب شام رفیع البخت نے لنگر ممغلج
کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر پٹکا اور باندھ کے مشکیں عیاروں کے حوالے کیا ممغلج کے اسیر ہوتے
سے بخلب شغرنی کے جی چھوٹ گئے طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا رفیع البخت اپنی بارگاہ
میں آئے نقابدار جانب عمر و دولت چلے گئے رفیع البخت تین روز کے تھکے ہوے تھے خاصہ نوش فرما کے
سو رہے لیکن چپک جالی عیار طرطوس شاہ نے آکر خبر دی کہ دختر نیک اختر آپ کی قلعہ جبل الحدید
میں موجود ہیں بالفعل یہ لوگ یہاں میں کسی سردار کو قلعہ کی تسخیر دینگے طرطوس شاہ کو یہ سن کے نہایت
غصہ آیا پس اسنے عنقاے کوہ پیکر سے کہا کہ تو جا کر قلعہ پر دھاوا کردے اگر رفیع البخت کو معلوم
ہوگا تو ہم یہاں سد راہ ہونگے اور مدد کے واسطے نہ جانے دینگے یہ سنکر عنقاے کوہ پیکر اسیوقت
چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہوگیا سنیے اب شاہ شغرنی کا حال وہ حکم طبل جنگ بجوا کے ادہر
طرطوس شاہ جالی نے نقارہ جنگ بجوایا صبح شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی وہاں بھی کوس حربی نوازش
میں آیا دونوں طرف سے تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ادھر نقابدار سیر پوش مجرائیں ہوکے اپنے قیدیوں کو
سامنے طلب کیا اور نقاب اپنے چہرے سے اٹھادی فرمایا کہ میں نے تمکو گرفتار کیا الست دیوانہ اور مہراب
کمان کش نے کہا کہ جس طرح بہادر بہادروں کو زیر کرے تم میں فرمایا کہ اب تمہیں میری اطاعت میں کیا عذر ہے دونوں
نے عرض کیا کہ تابعدار ہیں شہزادہ سکندر نے ان دونوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا الست دیوانہ اور
مہراب کمان کش نے عرض کی کہ فوج آپ کے پاس بہت کم ہے اگر ہمارا اعتبار ہو تو ہم جا کر لشکر کو بھی اپنے سے
آملیں کہ اب رنگ دگرگوں ہوا [illegible] یقین ہے کہ جس دن عنتر دیوکش سے سامنا ہوا اور عنتر مارا گیا یا اسیر
ہوا اسیدن جنگ مغلوبہ ہو جائیگی [illegible] کہ اب ممغلج زرہ پوش اور عنتر دیوکش پر دار و مدار سلطنت
ہے شہزادہ سکندر نے فرمایا کہ میں تمکو منع نہیں کرتا لیکن مجھے فوج سپاہ کا بھروسا نہیں ہے میں اپنے زور
بازو اور خدا کو مقدم جانتا ہوں یہ سنکے دونوں سردار جانب لشکر روانہ ہوے جب لشکر میں آے تو اپنی فوج
کو لیکر [illegible] شب میں جانب صحرا نکل گئے رات ہوکر قلعہ جبل الحدید کی طرف پہونچ گئے یہاں لشکر عنقاے کوہ پیکر
کا اترا ہوا تھا اور عنقاے کوہ پیکر نے طبل جنگ بجوا دیا تھا ادہر عنقاے قلعہ دار نے بھی کوس حربی بجوایا
تھا تیاریاں جنگ کی ہورہی تھیں مہراب کمان کش حیران ہوا کہ کیا معاملہ ہے لشکر میں عنقاے کوہ پیکر
کیسا ہے اور پوچھا کہ آپ ادہر کس لیے آئے ہیں عنقاے دیو پیکر نے بیان کیا کہ دختر طرطوس شاہ اس
قلعہ میں ہے میں اسکے لینے کو آیا ہوں چونکہ یہ اسکے آقا کو پہچان چکے تھے اور اسکی زبانی مختصر حالات سے
واقف ہو گئے تھے مہراب کمان کش اور الست دیوانہ دونوں چپ رہے جب تھوڑی رات باقی رہی تو آکر
لشکر پر عنقاے دیو پیکر کے شبخون مارا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا [illegible] عنقاے دیو پیکر خیمہ سے
باہر آیا [illegible] شبخون مارکر نکلے ہوے صحرا کی طرف چلے گئے لیکن لشکر عنقاے دیو پیکر میں [illegible]
تلوار چلی صبح کو ایک دوسرے نے پہچانا نہایت افسوس کیا چالیس ہزار سوار دن میں سے آدھے [illegible]

آپس میں لڑ کر آدھے سوار قتل ہو گئے عنقا سے دیوپیکر کو نہایت غصہ آیا اور سمجھ گیا کہ یہ فعل انھیں دونوں
کا ہے جو رات کو آئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیر ہو کر دشمن کے شریک ہو گئے عنقا سے دیوپیکر نے قلعہ پر
دھاوا کر دیا ادھر المست دیوانہ اور محراب نما تکش جو شبخون مار کر چلے تو خدمت میں نقابدار ببر پوش
کے پہنچ گئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح کا واقعہ پیش آیا شب کو تو ہم شبخون مار کر چلے آئے لیکن
صبح کو قلعہ پر ضرور دھاوا ہوگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ میں جا کر قلعہ کی خبر لیتا ہوں تم لشکر سنجاب کی
طرف جاؤ اور جو پہلوان لشکر سنجاب شاہ مغربی سے برائے مقابلہ آئے اس سے مقابلہ کرنا رفیع البخت
کو نہ نکلنے دینا یہ سنکے المست دیوانہ اور محراب نما تکش تو جانب قلعہ قزاق روانہ ہوئے اور خود
سکندر رستم خو جانب قلعہ ہیل بجدید روانہ ہو گئے وہاں عنقا سے دیوپیکر نے دھاوا کر دیا تھا اور
عنقا سے قلعہ دار نے قلعہ کا انتظام کر کے توپیں مارنا شروع کر دی تھیں زمین تھرا رہی تھی آسمان لرز
رہا تھا تمام سواد صحرا دھواں دھار تھا لیکن عنقا سے دیوپیکر برابر گولوں کو رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ لب
خندق جا پہونچا اور آواز دی کہ اے عنقا سے قلعہ دار اب بھی ملکہ کو سوار کر کے بھیج دے تو میں چلا
جاؤں ورنہ قلعہ میں گھس کر تمام قلعہ کو تاراج کر دونگا عنقا سے قلعہ دار نے گالیاں دیں کہ او مردود کیا بکتا
ہے ملکہ ناموس میں داخل ہو چکی ہے اس شخص کے جو رستم وقت ہے بس خبردار زبان سے ملکہ کا نام نہ لینا
ادھر ملکہ کو جو معلوم ہوا کہ سردار میرے باپ کا میرے لینے کو آیا ہے تو اس نے بال کھول دیے اور دعا کرنے
لگی یہاں عنقا سے دیوپیکر نے مرکب کو اشارہ کیا کہ اڑ کر لب دیوار پر قائم ہوا اہل قلعہ نے ملکا کا متوالا
کڑاک کا پولا یا بعد کی مانند [illegible] قتل کا گرداد تمام حربے دیوار سے پھینکے لیکن عنقا سے دیوپیکر نے سب
حربوں کو خالی دیکر قصد کیا تھا کہ گرز مار کر جا بتک قلعہ کا توڑوں کہ جانب صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور دل
گرد سے نقابدار ببر پوش نمودار ہوا نقابدار نے آتے ہی للکارا کہ ہاں او گیدی کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ میں تیری
خودسری کو پہونچا عنقا سے دیوپیکر نے کہا کہ او ببر پوش مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا یہ کہکر پلٹا
اور سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی قلعہ پر دھاوا کرتے ہوئے کہ مالک قلعہ موجود
نہیں ہے عنقا سے دیوپیکر نے کہا کہ الاسود [illegible] میں اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہوں جو اس نے حکم دیا
اسکی تعمیل پر آمادہ ہو گیا اب تو دراز ہوتا ہے تجھے قتل کر کے قلعہ کا کوچ کرونگا یہ کہکر خبردار خبردار کہکر نیزہ
مارا نقابدار ببر پوش نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا عنقا سے دیوپیکر نے تلوار کو علم کیا اور نقابدار پر چلایا
پر نقابدار نے کئی وار اسکے رد کر کے کلائی پکڑ کر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کے ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر
زرہ کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو تا فرش زین سے اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت پردہ نگاہ کا میں عنقا سے
دیوپیکر نے اطاعت اختیار کی شاہزادے نے عنقا کی [illegible] سے چھوڑ دیا اور کلمہ تلقین فرما کر مسلمان کیا اور ساتھ
لیکر لشکر سنجاب کی طرف روانہ ہوئے وہاں صبح سے بعد رزم و پیکار گرم تھا [illegible] آراستہ تھیں عنتر دیو نے
اجازت سنجاب شاہ [illegible] سے لیکر میدان میں آیا جیسے ہی مبارز طلب ہوا المست دیوانہ اسکے
مقابلہ کو آیا کئی ضرب کی رد و بدل میں المست زخمی ہوا محراب کمان کش نکلا یہ بھی زخمی ہوا رفیع البخت
کے لشکر سے قیصر تیغزن نکلا یہ بھی زخمی ہوا [illegible] رفیع البخت مقابلے کو آئے نیزہ رفیع البخت
کا عنتر کے ہاتھ سے نکل دیا لیکن جب نوبت شمشیر زنی کی آئی تو جب رفیع البخت نے سکندری کمانی
[illegible] سر میں [illegible] رفیع البخت نے [illegible] سر سے نکل گیا
[illegible] عنتر نے جواب دیا [illegible] شیوہ بہادروں کا نہیں ہے کہ زخمی پر ہاتھ

قدم ہی مین جھکتا اور دم لقا بدر کا قائم ہی لیکن عنطر کی سانس پھولنے لگی ہی کہا تنگ گذارش کیا جاسے کہ جو تمہارہ زور بھی
گذر گیا شام قریب ہی کہ عنطر نے جھنجھلا کر نقاب نوچ لی اور کہا کہ تو کون بلا ہی کہ ابتک تیری سانس اسی طرح قائم ہی
آجتک کوئی پہلوان مجھسے چار روز نہین لڑا نقاب نچتے ہی اک آفتاب نمودار ہوا لگا حسن و جمال شاہزادہ سکندر
رستم خو کا دیکھکر وجد کرنے لگے اور رفیع البخت نے کہا کہ ای پہلوان اب ہمسے پردہ کرنے کی کیا وجہ لیکن سکندر کو جو غفلت
آیا کہ اپنے پیچ و میر اناش کر دیا بس دونون بازو عنطر کے پکڑ کر جو زور کیا گیارہ قدم دوڑا لے گئے اور جھٹکا
مارکر دونون عنطر کے زمین سے مل گئے بس وہین سے جو زور کیا تو پہلے زور مین ٹانگ اور دوسرے
زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار مین عنطر نے کہا
کہ قبول کیا مین نے فرود آنکا دین برحق ہی مین نے ہر چند ساریق کو پکارا لیکن ہار سے کہ آپ سے زیر
ہون ممکن نہ تھا سنجاب شاہ تو طبل بازگشت بجوا کر نہایت ملول و غمگین پلٹ گیا اور شاہزادہ رفیع البخت
سکندر کو ساتھ لیے ہوے اپنے سرداروں سمیت داخل قلعہ ہوے سنجاب شاہ نے آج کلس
جنگ بجوایا اور ہامان و دانشور سے مشورت کی کہ اب کیا کرنا چاہیے ہامان دانشور نے کہا کہ جسمین
پہلوان پر اور مدار تھا وہ زیر ہوکر انکے ساتھ مطیع ہو گیا اب تو سردار مین وہ ایسے نہین جو مثل عنطر کے ہون اور خداداد
سے مدد انکی جلد ممکن نہین ہی اور رفیع البخت خود ملک سنجاب پر لشکر کشی کریگا لہذا بہتر یہ ہی کہ اسیسلسلۂ جنگ موقوف رکھیے
جس وقت رفیع البخت لشکر کشی کریگا تو دیکھا جائیگا لیکن سرداران طرطوس شاہ کے دلون مین ابھی ولولے
بھرے ہوے تھے انھون نے کہا کہ کیا رفیع البخت لوہے کا بنا ہوا ہی تلوار کی دھار کے سامنے
سب برابر ہین کشتی کا تو آخری وقت ہی ابتدا تو نیزہ و شمشیر سے ہوتی ہی سنجاب شاہ نے کہا کہ وہ وقت
بھی آیا ہی چاہتا ہی جلدی کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ اپنی حفاظت کے انتظام مین مصروف ہوے مین لیکن
شاہزادہ رفیع البخت کا حال سنیے کہ جسوقت یہ قلعہ مین داخل ہوے تو تمغاج زرہ پوش کو سامنے
طلب کیا اور فرمایا کہ مین اب تجھے کیونکر زیر کیا تمغاج زرہ پوش نے کہا کہ جس طرح مردان عالم مردون کو زیر
کرنے مین فرمایا کہ بجز اطاعت مین کیا عذر ہی تمغاج نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم غرضکہ تمغاج مسلمان ہوا اب
شاہزادہ رفیع البخت نے سنجاب شاہ کے فرزندون سے فرمایا کہ تم جاکر اپنے قلعہ مین قیام کرو اسلیے کہ ہا
بجا مع ہماری ایکلی ہی ایسا نہو کہ طرطوس شاہ کسی خیار یا سردار کو بھیجے فرزندان سنجاب مع لشکر اسی وقت
اپنے قلعہ مین آگئے اور صبح کو رفیع البخت بھی مع سکندر رستم خو اور باقی سرداران نامی و گرامی کو لیکر قلعہ
جبل الحدید مین آکر رونق افروز ہوے کئی روز طبل جنگ کا انتظار کیا جب سنجاب شاہ مغربی نے نقارہ
نہ بجوایا تو شاہزادہ رفیع البخت نے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سنجاب شاہ دیکھا تونے قدرت
خلاق عالم کو کہ جن تن تنہا کس حال خراب سے تمہارے ملک مین آیا تھا رفتہ رفتہ اسنے مجھے کس رتبہ
اعلی کو پہونچایا جن سردارون پر تمھین بھروسا تھا وہ سب زیر ہو ہوکے میرے مطیع ہو گئے حتے کہ
تمہارے فرزندون نے سب سے پہلے اطاعت اختیار کی لہذا تمکو بھی چاہیے کہ ہی تو خالق حقیقی کو کہ جسنے
سبکو پیدا کیا ہی اور جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اور ساریق اپنے بت نے گمراہ قبول بادیہ ضلالت
پیدا بھی ہوے اور فنا بھی ہونگے اگر تم دین اسلام تو اختیار کروگے تمہاری طرف سے سینہ سپر ہونے کو موجود
ہون اور ساریق ملعون تمہارا کچھ نہین کر سکتا اور تمہارا ملک و مال تمکو مبارک مین تمہارے ملک و مال کا
خواہان نہین ہون خداوند عالم نے مجھے سبھی کچھ دیا ہی اور اگر محبت سے ساریق بن لقا کے دست بردار
نہوگے تو یہ یاد رکھو کہ ایک روز وہ آنے والا ہی کہ یا تو تم گرفتار ہوکر مثل مجرمون کے میرے سامنے آؤگے

یارا فرار اختیار کرنا پڑے گی اور ساریق بھی تمسے محبت نہ پیش آئیگا یہ نامہ رفیع البخت نے رکھوا دیا اور
فرمایا کہ میرے سرداروں میں سے کوئی جاوے اور جواب باصواب اس نامہ کا سنجاب شاہ سے لاوے ہنوز یہ
سخن ناتمام تھا کہ نسیب مغربی اپنے دل کی سے اٹھا اور عرض کی کہ اس خدمت کو میں بہت اچھی طرح بجا لاؤنگا یہ
کہکر نامہ سر سے باندھا اور پانچ سو سوار ساتھ لیکر بارگاہ سنجاب شاہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر سنجاب شاہ
مغربی کو پہونچی کہ انکا بڑا فرزند برسم ایلچی گری آتا ہے سنجاب شاہ نے تمام سرداروں کو واسطے استقبال کے
روانہ کیا لوگ گئے اور استقبال کرکے لائے نسیب مغربی آکر دنگل پر بیٹھا سنجاب شاہ نے کہا کہ ای
فرزند مجھے تیری طرف سے یہ امید دلی سنجاب کا یہ کلام سنکر نسیب مغربی نے کہا کہ جو حد اطاعت کی تھی
وہ میں نے ختم کردی کہ میری بہن کی شادی اس شخص کے ساتھ کی کہ کوئی رضامند نہ تھا لیکن میں نے سرتابی کی
جب قدرتی رخنہ پڑ گیا تو پھر میں بھی دراز ہوا بعد اسکے میں نے دین اسلام کو مذہب برحق سمجھکر اختیار کیا
پھر کیونکر رفیع البخت کا ساتھ نہ دیتا اور اپنی بہن کو اک کافر کے حوالے کردیتا اور میں آپ کو بھی ہدایت کرتا
ہوں کہ اسی دین کو اختیار کیجیے اور محبت ساریق کو دل سے دور کیجیے کہ انجام بخیر ہو ورنہ جس طرح آپ
دین کمانوں کے ہاتھ سے لقا کو بھاگتے بنا وہ ملتی تھی وہی دن ساریق کے واسطے بھی آنے والا ہے اگر
آپ اطاعت رفیع البخت کی اختیار کرینگے تو وہ ہمیشہ آپ سے سرنگوں رہینگے اور آپ کے ملک و مال
سے انکو کچھ سروکار نہیں ہے اور اگر لڑئیے گا تو ملک و مال سب چھن جائیگا دیکھا آپ نے کہ جن سرداروں
پر آپ کو بھروسا تھا انھیں کس آن بان سے زیر کیا اور مطیع اپنا بنایا سنجاب گردن جھکائے باتیں فرزند
کی سنا کیا جب سلسلۂ کلام قطع ہوا تو سنجاب شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور نامہ طلب کیا نسیب
مغربی نے آداب نامہ ادا کرکے نامہ دیا سنجاب شاہ نے پڑھا مضمون نامہ سنکر تمام سرداران کفار
برہم ہوگئے اور کہنے لگے کہ ای بادشاہ اگر تو نے دین قدیم سے اپنی روگردانی کرکے اطاعت اس خداپرست
کی اختیاری تو ہمکو اپنا محکوم نہ سمجھنا اور طرطوس شاہ خیالی نے بھی کہا کہ اگر تمکو اس خداپرست کا
مطیع ہونا ہے تو سلطنت سنجابیہ اور سروری سے ہاتھ اٹھا میں خداپرستوں سے لڑونگا جب سنجاب نے
دیکھا کہ سب مجھسے برخلاف ہوے جاتے ہیں تو اس نے پشت نامہ پر جواب میں لفظ جنگ تحریر کردیا نسیب
مغربی کو نہایت ملول ہوا اور کہا کہ خیر اسکا نتیجہ جیسا کچھ ہوگا ظہور میں آ جائیگا یہ کہکر جواب نامہ کا لیکر رخصت ہوا اور شاہزادہ
رفیع البخت سے تمام کیفیت بیان کی شاہزادے کو غباروں کے ذریعہ سے تمام حالات پیشتر ہی معلوم ہوچکے تھے
انھوں نے رزق پرآزری کی وہاں طرطوس شاہ خیالی نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی انھوں نے
بھی خیمہ اپنا طرف ملک سنجابیہ کے روانہ کیا اور خود بھی مع لشکر کوچ کرکے قریب ملک سنجابیہ کے بہت شان و
شوکت سے آکر خیمہ زن ہوئے اور انھوں نے بھی نقارہ زنی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں
تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی لشکر و درستی
میدان لشکر طرطوس شاہ خیالی سے ابرہہ خرس جیشانی میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑکے
آوازدی کہ جسکو دعواے مردی و مردانگی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے ہنوز سخن در دہان تھا کہ مغلاج زرہ پوش خنجر
مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے رفیع البخت کے آکر اجازت طلب کی رفیع البخت نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ حقیقی
نگہبان ہو مغلاج بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے ابرہہ خرس جیشانی کے آیا اور کہا کہ تجھے میدان میں نکلتے
ہوئے شرم نہیں آئی کیا تم دوگونہ سے زیادہ زبردست ہو جو نکلا ہے ابرہہ نے کہا کہ ای مغرور تیرے تمھارے
ہمکو ذلیل کیا کرنا تو پیغمبر قدرت کے سپہ سالار تجھے یا لشکر خداپرستان میں ذریعہ ہو کے شامل ہوئے مغلاج

زرہ پوش نے کہا کہ اے تو پیغمبر قدرت کی طرف سے لڑنے آیا ہے اور انکساری ظاہر کرتا ہے دیکھوں تجھے کیا سرفرازی حاصل ہوتی ہے لا حربہ اپنا جو تجھے ابرہہ نے ساطور مارا تمغاج زرہ پوش نے وار اسکا سپر پر روکا سپر قلم ہوئی ساطور گردن مرکب پر گرا مرکب تمغاج کا مارا گیا تمغاج نے زین خالی کیا اور دوڑ کر مرکب ابرہہ کو بیکار کر دیا ابرہہ نے پھر ساطور مارا تمغاج دستہ ساطور سے لپٹ گیا اور کشتی ہونے لگی دو پہر میں تمغاج نے تنگر ابرہہ کا توڑ کر سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھ کر آواز دی کہ کیا کہتا ہے مذہب بچے یا ارادہ ہیں آ سے کہا کہ ہزار جانیں ہوں تو نام پر خداوند سارق کے نثار میں بس یہ سننا تھا کہ تمغاج نے دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا اور میدان سے آکر رکاب سعادت انتساب کو شاہزادہ رفیع البخت کی بوسہ دیا بعد ابرہہ کے لشکر سنجاب شاہ سے ہیران ہیر پوش نکلا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے عنتر زرہ پوش سکندر رستم سے اجازت لیکر اسکے مقابلہ کو گیا ہیران نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا عنتر نے ارہ کو اسکے تلوار سے قلم کیا ہیران نے تلوار کھینچ مارا عنتر نے خالی دیا اور تلوار ماری ہیران نے سپر بلندی لیکن سپر قلم ہوئی ہیران نے [illegible] تلوار گردن مرکب پر آئی مرکب ہیران کا مارا گیا ہیران جست کر کے پشت مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کر مرکب عنتر کی طرف چلا تھا کہ عنتر بھی گھوڑے سے کود پڑا ہیران نے آتے ہی تلوار ماری عنتر زرہ پوش نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے لپٹنے دوپہر میں ہیران کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور ہدایت دین اسلام کی ہیران نے قبول نہ کیا عنتر نے ہیران کو چیر کے پھینک دیا تمام کفار تھرا گئے اور عنتر [illegible] آکر با ادب شاہزادہ سکندر رستم خو کی حال کی شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بج گیا دونوں لشکر اپنے اپنے ڈیرے کو گئے اور پھر طبل جنگ بجا جب صبح کو دونوں لشکر عرصہ گاہ مصاف میں پہونچے اور صفیں آراستہ ہو چکیں تو آج پھر لشکر طرطوس شاہ خیالی سے ارژنگ فولاد بدن میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اسکے مقابلہ کو قیصر مغربی نکلا خوب تلوار چلی آخر ارژنگ ہاتھ سے قیصر کے مارا گیا پھر ارژنگ آہن کلاہ نکلا اسکو نصیب مغربی نے قتل کیا آج دن بھر کی میدان داری میں بائیس سرداران لشکر کفار مارے گئے اب تیسرا روز ہی آج طرطوس شاہ خیالی نے سنگر طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر سنجاب شاہ سے کہا کہ میں خالی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں نے ان سرداروں کو زیر کرنے کے لئے منع کیا تھا اب آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھیے سنجاب شاہ نے کہا کہ آپکو اختیار ہے جائیے خداوند سارق آپکا بھی حافظ و نگہبان ہے طرطوس شاہ خیالی میدان میں آیا اور کہا کہ اے سکندر رستم خو و رفیع البخت جن سرداروں کو تمنے زیر کیا ہے انکو زیر کرنا بڑے کمال کی بات نہیں ہے جس طرح عنتر کو چار روز میں تمنے زیر کیا ہے اسی طرح میں نے بھی زیر کیا تھا اگر دعوے مردانگی کا ہے تو خود میرے مقابلہ کو نکلو کسی سردار کو نہ بھیجو نصیب مغربی نے چاہا تھا کہ اجازت طلب کروں کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے طرطوس شاہ خیالی کے آکر آواز دی کہ اگر تمنے عنتر کو زیر کیا ہوگا تو پانچ روز سے کم میں نہ زیر کیا ہوگا لا حربہ اپنا کہ میں بھی مشتاق ہوں طرطوس شاہ خیالی نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر سکندر کے وار کیا سکندر رستم خو نے نیزے کو نیزے پر لگا کر خالی کر دیا طرطوس شاہ خیالی بھی زبردستان روزگار سے تھا کچھ جھکے سنبھال لیا بس ایک مقام پر سکندر رستم خو نے سنان کو سنان سے الجھا کر جو جھٹکا دیا تو تین جگہ سے ڈنڈ نیزے کی ٹوٹ گئی طرطوس شاہ نے نیزہ کو ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچ لی اور سکندر پر وار کیا سکندر رستم خو نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا دیر تک رد و بدل ہی آخر مرکب طرطوس شاہ کا مارا گیا طرطوس شاہ مرکب سکندر کو قتل کرنے کی غرض سے چلا تھا کہ سکندر نے بھی زین خالی کیا طرطوس شاہ سے تکرار چپک دست اگر جان ہو گیا کشتی ہونے لگی پانچ شبانہ روز کشتی رہی آخر

پانچویں دن سکندر نے لنگر مسکا کو نکر سر سے بلند کیا تھا کہ سنجاب شاہ نے لشکر کو اشارہ کر دیا کہ مار و اس غدار بست
کو غضب کیا اسنے طرطوس شاہ کو زیر کر لیا چودہ لاکھ سوار و پیدل دوڑ پڑے ادھر رفیع البخت
مع فوج آپڑے تلوار چلنے لگی سکندر نے ایک ہاتھ پر تو طرطوس شاہ کو بجائے سپر لیا اور دوسرے
ہاتھ سے تلوار کھینچی جنگ مغلوبہ ہو گئی رفیع البخت و سکندر کی فوج ملا کر کوئی ڈھائی لاکھ کا مجمع تھا
اور سنجاب شاہ کے ساتھ مع فوج طرطوس شاہ چودہ لاکھ تھی سنجاب شاہ للکار رہا تھا کہ تم تنتنے جو کر اگر ورش
کرو تو یہ سب پامال ہو جائیں آج فیصلہ جنگ کر لو کہ معاملہ یکسو ہو جائے سرداران لشکر کفار جانیں لڑا رہے تھے
ادھر شاہزادہ رفیع البخت نے اپنے رفقا کو آواز دی کہ آج ہم بھی بغیر اس قضیہ کو فیصل کیے ہوئے ہرگز قدم
پیچھے نہ ہٹائینگے اگر علم ہلال ملک سنجابیہ میں نصب ہو گا اب سرداران لشکر اسلام نے بھی قدم جما دیے اور جوش ظاہر
کر دیا اور شاہزادہ رفیع البخت نے تخت سنجاب شاہ کا رخ کیا اور اس دریاے لشکر کو چیرتے ہوئے
چلے سکندر رستم جو پانچ روز کے تھکے ہوئے تھے مگر ایک ہاتھ پر طرطوس شاہ جبالی کو اٹھائے ہوئے
تھے اور دوسرے ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے تھے جو ہر چند حرکت کرتا تھا پیل طرطوس شاہ کو سامنے کر دیتے تھے
اسی طرح لڑتے چلے جاتے تھے سرداران لشکر اسلام سرداران کفار کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے قتل کر رہے تھے عین
گرمی جنگ میں صف شاہ مغزلی اور گستہم جبالی سے سامنا ہوا گستہم نے تلوار ماری نجیب مغزلی نے وار
اسکا پشت شمشیر سے رد کر کے اپنا وار کیا کہ گستہم کے دو ٹکڑے ہو گئے سر مست فیل زور سے اور غالب
بلند کمان سے سامنا ہوا سرخاب نے تیر مارا سر افگن نے ناوک کو شمشیر سے قلم کر کے مرکب کو جولان کیا
اور نیزے سے سرخاب کو اٹھا لیا الست دیوانہ سے اور ہلال بلند بالا سے مقابلہ ہوا ہلال نے چوب ست
ماری الست دیوانہ نے چوب اسکی اپنی چوب پر روک کے جو وار چوب ستگران کا کیا تو ہلال پرا گھا ہو کے رہ گیا
تیمور تیغ زن سے اور فرہاد تیر زن سے سامنا ہوا فرہاد نے تیر مارا قیصر نے تیر کو قلم کیا اور تلوار کمرگاہ پہ ماری
کہ فرہاد کے دو ٹکڑے ہو گئے سلماج زرہ پوش سے سیلاب دریا دل سے سامنا ہوا سیلاب نے تلوار
ماری سلماج نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سیلاب مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے عنقا
کوہ پیکر نے وار اسکا گرز پہ روک کر جو گرز مارا تو سر زمین سے ملا دیا عنتر و یونس کو دو سرداروں نے
آکر گھیر لیا ایک نے داہنی جانب سے تلوار ماری ایک نے بائیں جانب سے عنتر نے دونوں ہاتھ
بلند کر کے کلائیاں دونوں کی مروڑ کر تلواریں چھین کے پھینک دیں اور گردنیں پکڑ کے دونوں کو ٹکرا دیا
کہ مغز سر پاش پاش ہو گئے تمام دن تلوار چلی اور اس قدر آتش تلوار کے مارے گئے کہ زمین صحرا کی
لالہ گوں ہو گئی سبزے نے رنگ لالہ کا پیدا کیا کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگے ہوئے
تھے کوئی گھوڑے سوار دن کے دوڑتے پھرتے تھے اسلحہ زمین پر پھیلا ہوا تھا اسی حالت میں رفیع البخت
لڑتے ہوئے قریب علمدار لشکر طرطوس شاہ کے پہنچے علم کو قلم کیا اور علمدار کو مارا ادھر سکندر رستم نو
کے دو ور علم لشکر سنجاب شاہ کو قلم کر دیا اور تخت سنجاب شاہ کی طرف بڑھے مگر یہ سبقت نا معلوم تھے
اور رفیع البخت قریب تھے بس ساتھ شکست سنجاب کے ہو چکا آواز دی کہ اے سنجاب شاہ اس وقت کی
کیا خبر تھی سنجاب شاہ نے بڑھ کر تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے سنجاب شاہ کو
اٹھا لیا مگر ضعف کا زنجیر کمر ٹوٹی اور سنجاب شاہ گر کے بھاگا تمام لشکر کفار کے قدم اکھڑ گئے رفیع البخت
کے پاس اتنی فوج نہ تھی کہ اس نو گرفتہ کا محاصرہ کر سکے کچھ دور تعاقب کیا آخر پلٹ آئے رفیع البخت
نے شہر سنجابیہ پر قبضہ کر لیا نشان اپنا ایوان شاہی پر نصب کیا سکندر نے طرطوس شاہ جبالی کو

کو ہاتھ سے زمین پر چھوڑا اور فرمایا کہ اے طرطوس شاہ میں تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ مین ہی سوار قدرت بنکر آیا تھا اور دختر تمہاری میرے ناموس میں داخل ہو لی قلعہ مین موجود ہے اور میں نے تمکو سر میدان زیر بھی کیا اور جتنی دیر جنگ قائم رہی ایک ہاتھ پر بلند کیے ہوئے مقابلہ کرتا رہا اب تمکو میری اطاعت مین کیا عذر ہے طرطوس شاہ نے کہا اے بہادر تو رستم وقت ہے تیری غلامی میں بادشاہی سے زیادہ لطف ہے سکندر رستم خو نے گلے ملتے ہیں فرمایا اور طرطوس شاہ کو مسلمان کیا سکندر رستم خو طرطوس شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے قلعہ جبل الحدید مین آئے اور ملکہ کو اسکے باپ کے سامنے کیا ملکہ نے سلام کیا طرطوس شاہ نے دختر کا سر سینے سے لگایا اب سکندر تو قلعہ مین مقیم ہیں اور ربیع البخت شہر سنجابیہ کے بت خانہ گرواکر تعمیر مساجد مین مصروف ہیں اور سنجاب شاہ بھاگ کر قلعہ پساز مین مقیم ہوا ہے انکو اس حال میں چھوڑیے

اب چند کلمے داستان زلزال بن جنجال بن صلصال کا پہنچنا در بلد ساریق بن بقا مین اور کچھ مختصر حالات دربار ساریق بن بقا اور آنا ترکش ناوک انداز اور سرہنگ سنگ بار اور سر فیل سنگ بار کا برائے بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغزلی و باقی حالات متعلق داستان ہذا۔ مخمس بر آغاز داستان

اس گلی سے کہ آکے جانا برہمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ بلبل نشیمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
تو جو اے جاناں دکھا دے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیوں شکل دشمن چھوڑ دے
کس طرح سر تیغ یار سے تیغ افگن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے نہ تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خود نمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

تجھ کو نہیں پرواے مال و دولت عالم نہیں
یادگار اسکا بھی اس رشک پری سے کم نہیں
گر لبے مین خواہاں نقد جان سے بھی لب کا ہمین
خاتم جم ہو جو اپنے پاس لے لے غم نہیں
پر نشانی کا جو چھلا ہے سو رہزن چھوڑ دے

دیکھا دل رہتے ہیں بستے زلف پریشاں کے سبب
پیش چشم اندھیری ہیں گردون گرداں کے سبب
داغ تو کھاتا ہے عشق روئے جاناں کے سبب
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجراں کے سبب
بس دل ناداں خیال روئے روشن چھوڑ دے

دونوں سے کشمکش میں ہوں کہ اب خوف خطا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائیگا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر لو ذرا
دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے رہا
کہکے بسمل تجکو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعۃً مرجھا گئے سب گلشن اے بیت الحزن
ہو بچائے ہمصفیروں کے ابھی سب انجمن

خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن ۔ ہاتھ میں اُس گل کے گر دیکھے چھڑی مرغِ چمن

ہے یقیں اے باغباں سنبل نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اُسکے صراحی اور ساغر دیکھ لے ۔ اور اثر نے تاک سے صہباے احمر دیکھ لے
اک قیامت جانِ حیرت ابھی گھر دیکھ لے ۔ گردن ایسی اس بت میکش کی ہو گر دیکھ لے

ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے ۔ کوئی مثل پاؤں مثل سر کوئی گردش میں ہے
شبکو گردش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے ۔ رشتۂ طولِ امل سے ہر کوئی گردش میں ہے

اے آسایش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو نہ صادر دوں سے بھی زنوں سے جو ہو ۔ کام شیروں سے نہ نکلے ان کمانوں سے جو ہو
نامور رہ جائیں ہمیں بے نشانوں سے جو ہو ۔ پہلوانوں سے نہو ہم ناتوانوں سے جو ہو

عشق کا وہ معرکہ ہے کہ تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اسکی نرگسی آنکھوں پر آجائے نہ پیار ۔ صاف دکھلاتی ہے یہ نرگس کے غنچوں کی بہار
اور بھی ہوتی نہیں نظروں سے کوئی ہزار ۔ اس پری کی شرمگیں آنکھیں میں کیونکر ہوں دوچار

دیکھ کر تجھکو نہ کیوں پلکوں کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلانے میں کیا کیا گنبد دوار نے ۔ کیا ستایا ہے کیسے عشق کے آزار نے
تنگ کر رکھا ہے تجھکو اس دل بیمار نے ۔ اندنوں چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے

تو بھی اے روحِ رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہو پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر ۔ مصدر لکھتا ہے فلک کا یہ بھی مانند نظر
راست بازی آگئی حصہ میں اسکے سربسر ۔ ہو گیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر

اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

ہے روانی میں ہماری اشکباری کا اثر ۔ بیقراری میں ہے دل کی بیقراری کا اثر
حال میں گلگوں کے ہے باد بہاری کا اثر ۔ ہو گیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر

اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

جو سری کی بات ہو کب مانتے ہیں عقلمند ۔ ہے بہت نازک کہیں دلکو نہ پہنچے کچھ گزند
گفتگو سے ہوں رہنما نہ اسکا آئیگا مجکو پسند ۔ میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظربازی کو روزن چھوڑ دے

کیوں امیں کرتا ہے پروا اے بے ہنر جراح بند ۔ رہ نہیں سکتے میں دم بھر اسے در جراح بند
زخم بڑھ جائیگا یہ ہو سکے اگر جراح بند ۔ میرے سینہ کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظربازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا بسکہ جو وحشی سے دم بھرنے لگا ۔ دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
قیس کو کرکے سر کو زانو پر دھرنے لگا ۔ جب میں چاک اپنے گریباں کی طرح کرنے لگا

قیس چلا یا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ میناکار کو ۔ اک ڈھب آزاری کا ہی اس غریب آزار کو

دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو ⁂ رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجھکو ذبح کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے
یاس نے موزون کیے سرو قباہ کے وصف ⁂ وصف نرگس کے میں چشم سوختہ سے پردہ لکھو
ہر جگہ باندھے میں گلزار رخ زیبا کے وصف ⁂ یک قلم لکھے میں ناسخ اس گل رعنا کے وصف
چھوڑ دو لواں میں لکھے سیر گلشن چھوڑ دے

۵ بہ بزم سخن گل جو شنوا ⁂ بدین مژدہ شد ترنم سرا ⁂ کہ جب زلزال کو قید سے رہائی حاصل ہوئی اور بھاگ کر طرف ملک سارلقیہ کے روانہ ہوا کوچ بکوچ منزل بہ منزل جب قریب شہر پہونچا تو ہرکاروں نے سارلیق بن لقا سے اطلاع کی کہ با خداوند زلزال بن صلصال وہ جسکو آپنے نامہ لکھکر طرف بہارستان مغرب کے روانہ کیا تھا وہ ہاتھ سے خداپرستوں کے زحمت اُٹھائے ہوئے آپ کی طرف آتا ہے سارلیق نے اپنے اہل دربار سے پوچھا کہ یہ کس عزت کا شخص ہے اسکے باپ دادا کو میرے خداوند لقا نے بے نشانہ توقیر دی تھی جو لوگ پرانے تھے اُنھوں نے بیان کیا کہ دادا اسکا بادشاہ ترکستان تھا اور خان اعظم کے لقب سے ملقب تھا اُسکی بہت بڑی عزت ہے سارلیق بن لقا نے نہنگ خون آشام اور پلنگ اژون آشام گوزن گاؤ سوار ہندکش طلق کامران جوشن پوش وغیرہ کو براے استقبال روانہ کیا یہ تمام سرداران زبردست گئے اور زلزال بن صلصال کو لیکے تہنیت سارلیق بن لقا کے حاضر ہوئے زلزال نے سلام تو کیا مگر سجدہ نہ کیا اُس وقت سارلیق نے کہا کہ اس بندہ نے ابھی ہماری قدرت کا تماشا نہیں دیکھا ہے لیجاؤ اور گلستان موجب کی سیر کراؤ اُس وقت یہ خود ہی سجدہ کریگا اور ہماری قدرت وجلالت کا قائل ہوجائیگا یہ سنکر سخنگان بن سخنگان اپنے مقام سے اُٹھا اور زلزال کو ساتھ لیکر چلا جس وقت گلستان موجب میں پہونچا تو دیکھا زلزال نے کہ ایک باغ بہشت آئین ہے کہ درخت زمرد کے نصب ہیں گلہاے رنگین لگے ہوے ہیں جو غنچہ چٹکتا ہے وہ آواز یا خداوند سارلیق کی دیتا ہے طائر بزبان بے زبانی نام سارلیق بن لقا کا لیتے ہیں یہ سامان دیکھکر زلزال کا دل برگشتہ ہوا اور اسنے سارلیق کو سجدہ کیا لیکن یہ تمام سامان اک ساحر نے درست کیا ہے نام اسکا محو جادو ہے یہ سب کارخانہ اسی کے سحر کا ہے جس وقت سخنگان ان مقامات کی سیر کراکے زلزال کو واپس لایا تو اسنے سارلیق کی تہنیت حمد و ثنا کی اور سجدہ بھی کیا اُس وقت دربار سارلیق کا سلاطین گرامی سے مملو تھا ایک طرف نہنگ خون آشام و پلنگ خون آشام خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو کامران جوشن پوش حیران گردن کش ببران دراز دست ہندی مردم در وغیرہ زیب ساحت آتشکدہ سرداران کے بیٹھے تھے اور دوسری صف میں سہیل تیرانداز قہر روئین شگاف ہیبت فیل پیکر مہران مہر طلعت گوزن گاؤ سوار لشکر اسپ گردوار حاسب گرد گردان گردن کش اخرس بن خرس روئین تن احتشام سنگ انداز انجار سنگ انداز اعور زندہ پوش مغرور مردم در شعور مردم وغیرہ قریب نو سو سرداران زبردست کے اپنے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جھوم رہے تھے زلزال کی آنکھیں کھل گئیں سارلیق نے کہا کہ اے زلزال تونے غور کیا کہ میں ایسا شخص ہوں جسکو خداوند نے عہدہ پیری بے طلب عنایت کیا اور اسنے تجھے پرورش غضب سے مجھکو بھیجا بات تیری ہمیں یاد کو اور چلی اسکا نتیجہ ہوا کہ تو شکست کھا کر آخر ہمارے ہی دامن میں پناہ لینے کو آیا اب جو کچھ تکلیف گزری اسے بیان کر زلزال نے کہا کہ وہ شخص جو فقیر بنکر آیا تھا وہ تو بڑا سرکش ہے اور صاحبقران ثالث کا فرزند ہے پہلی مرتبہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا دوبارہ آنے مجکو تماش زمین سے اٹھا کر اچھال دیا اگر جمیجا دو نتیجہ نکرتے مجھے مر اٹھا لاسے

تو قیامت برپا ہوتی بادے ہوا میں ہاتھ سے رفیع البخت کے چونکہ بہ پاتا رفیع البخت سنجاب کی دختر کو لیگیا تھا اگر
سنجاب شاہ نے شادی اسکی میرے ساتھ کردی تھی فرزندان سنجاب شاہ اسکے شریک ہونگے ساریق نے
یہ سن ذبح کرکے کہا کہ ہمنے بادشاہ شہر چیال کو تمہاری مدد کے واسطے روانہ کیا تھا اسے ہمنے نہایت زبردست
پیدا کیا ہے وہ شاید تمہارے سامنے بہارستان مغرب میں نہیں ہوگا ورنہ رفیع البخت اسکے ہاتھ سے ضرور
پست ہوتا زلزال نے کہا کہ وہ میرے سامنے پہونچ گیا تھا بلکہ اسکے ساتھ ایک نقابدار نارنجی پوش تھا وہ
کہتا تھا کہ میں سوار قدرت ہوں اسنے بڑے بڑے کام لیے رفیع البخت سے مقابلہ کیا اس مقابلہ میں فتح
تو نجھ لیگیا لیکن رفیع البخت سے کم ہو بلکہ جب ہم نے قلعہ پر دھاوا کیا تھا ایک نقابدار ببر پوش آیا اسنے
مجھے اسیر کرکے قلعہ میں قید کردیا تھا رفیع البخت تنہا تھا اُس وقت تک ببر پوش اُسکی طرف سے
لڑتا رہا جب رفیع البخت آیا سنجاب شاہ کے کہنے سے اسی سوار قدرت نے مجھکو رہا کر دیا سوار
قدرت کا ایسا خوف تھا کہ رفیع البخت بھی اسکا کہنا مانتا تھا لیکن اس سوار قدرت نے میری معشوقہ مجھے
نہ دلائی بلکہ بادشاہ شہر خیال نے اپنی دختر سوار قدرت کے سپرد کی کہ یہ تحفہ ہمارا خداوند کی خدمت میں بھیج
دو سوار قدرت نے کہا کہ ملکہ کو خداوند نے منگا لیا فرشتگان مقرب آ کے لے گئے یہ سنکے ساریق کے
کان کھڑے ہوئے کہا کہ میں نے سوار قدرت کو ہرگز نہیں بھیجا تھا نہ ملکہ مجھ تک آئی اسمیں بھی کچھ فریب معلوم
ہوتا ہے آخر میں زلزال نے عرضی سنجاب شاہ مغربی کی پیش کی ساریق نے اُس عرضی کو پڑھا مضمون عرضی
یہ تھا کہ یا خداوند مجھ پر عتاب نازل ہونے کا کیا سبب ہے میں نے تو اس وقت تک کوئی قصور نہیں کیا ہے میرے
حالات آپ کو زبانی زلزال خان بن ضلخال کے معلوم ہوجاینگے میں نے فرزند و دختر سب سے ہاتھ اٹھایا
آپ انکا دشمن ہوا اسکو اپنا دشمن بنایا لیکن آپکی محبت سے اس وقت تک ہاتھ نہیں اٹھایا اب مجھ پر وقت تنگ
ہے لہذا از راہ کرم خداوندی میرے قصور فرضی کو عفو کرکے کسی کو اپنے مدد روانہ فرمائیے یہ مضمون دیکھکر عرضی
ساریق نے پھاڑ ڈالی اور کہا کہ اب یہ پیمبری کے لایق تو کیا بادشاہی کے لایق بھی نہیں رہا جب ہمنے اسکو
دختر حسینہ جمیلہ عنایت کی تھی تو کیا اسلیے دی تھی کہ یہ ہمارے سرکش بندوں کے حوالے کردے کیوں نہ اسکو
ہماری نذر کیا اور پھر لکھتا ہے کہ قصور فرضی کو معاف کیجئے کہا در اصل یہ خبطی ہے اور ہم عادل نہیں ہیں بلکہ اسکے نزدیک
ظالم ہیں لہذا اے سرکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور اعجاز سنگ انداز
تم جاؤ اور بہارستان مغرب کو تاراج کرکے سنجاب شاہ کو گرفتار کر لاؤ اگر وہ کچھ عذر و معذرت کرے
تو زنجیر لگا کر اور پابند کرکے لانا اور پسر بدیع الملک سے ملکہ کو بھی چھین کے لیتے آنا کہ اسے خداوند
نے اپنے واسطے پیدا کیا تھا ہم اسکے شکم میں خود ہو کر قدرت آتا ہینگے اور اسکے بطن سے اپنا پیمبر پیدا کرکے
اسکو ملک سنجابیہ میں بھیجینگے یہ حکم پا کر سرکش و ترکش و اصنام و اعجاز ایک ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ
لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

اور یہاں سے چند کلمے داستان لشکر اسلام کے تحریر ہوتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب انتظار میں رفیع البخت اور سہراب و سکندر کے بادشاہ کو کئی مہینے کا عرصہ گذرا
تو ظل سبحانی صاحبقران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اب اس مقام پر بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہے میری
رائے میں بہارستان مغرب کی طرف کوچ کرنا چاہیے سنا ہے کہ کفار کا بہت کچھ جوش و خروش ہے صرف میں شاہزادے
لگے ہوئے ہیں اور وہ بھی نہایت بے سامانی کے ساتھ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بلا میں گرفتار ہو گئے ہوں تو کوئی

مدارا کرنے والا بھی نہیں ہے اگرچہ جعفران بن عمرو ثانی چند عیاروں کو لیکر روانہ ہوگئے ہیں لیکن کچھ ایسا ہی سبب ہے کہ
اس وقت تک واپس نہ آئے صاحبقران حق شعور یعنی عادل کیوان شکوہ نے عرض کی کہ ظل اللہ کی
جناب ہی ضرور تشریف لے چلیں میں نے سنا ہے کہ ساریق نے بھی شل اتفاق کے سامان خداوندی فراہم
کیا ہے اور جس وقت مسکن ناپیر سے جنگ شروع ہوگی تو ساریق کی جانب سے بھی قسم کی مدد ہوگی بس یہ
رائے قرار پاتے ہی حکم کوچ ہوا لشکر تیار ہونے لگے اور معدول بن عدیل عادی اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لشکر
جانب بہارستان مغرب روانہ ہوگئے بعد انکے تمام سردار یکے بعد دیگرے چل کھڑے ہوئے
آخر میں سواری بادشاہ اسلام کی مع صاحبقران بہارستان مغرب کی طرف روانہ ہوگئی انکو بھی راہ میں چھوڑیے

اور اب چند کلمے داستان شوکت بیان زیب اورنگ جہانبانی و کشورستانی شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ بھی بعد روانہ ہونے شاہزادہ سکندر رستم خو کے برائے مدد سکندر اور بتلاش شاہزادہ کو رفیع ا
روانہ ہوئے تھے پہلے شہر سمرقند میں پہنچے افغان بن طول سمرقندی نے انکو بھی مہمان کیا اور
بعد دعوت و مدارات حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان کیا سہراب بھی کوچ کر کے جانب بہارستان
مغرب روانہ ہوئے چونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکندر رستم خو نے کسیکو برائے راہبری بھی ہمراہ نہ لیا تھا
لہذا انھوں نے بھی تکیہ ذات پروردگار پر کیا اور جانب بہارستان مغرب چل کھڑے ہوئے بعد
طی مراحل و قطع منازل یہ بھی اسی سر راہ پر پہونچے جہاں سکندر پہونچے تھے یہاں سے ایک راہ سیدھی
بہارستان مغرب کو گئی تھی اور ایک راہ شہر خیال کو اور ایک راہ شہر عرفانیہ کو گئی تھی عرفان
کج کلاہ یہاں کا بادشاہ ہے اور یہ بھی ساریق پرست ہے سہراب سر راہ پر پہونچ کے پریشان ہوئے
کہ کس طرف جاؤں آیندہ روند کے انتظار میں دیر ہوئی تھی یہ بھی ایک راستے پر چل کھڑے ہوئے
جاتے جاتے ایک مقام پر چند آہو نظر آئے سہراب نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے تمام آہو متفرق ہوگئے
ایک آہو باقی رہ گیا اب آگے آگے تو آہو ہے اور پیچھے پیچھے آہو کے سہراب گھوڑا مارے چلے جاتے ہیں
یہانتک کہ لشکر بہت دور رہ گیا آپ یکہ و تنہا تعاقب میں آہو کے اتنی دور آئے کہ دن تھوڑا سا باقی رہ گیا
یکایک ایک چاردیواری نظر آئی آہو جست کر کے اندر اس چاردیواری کے گرا ساتھ ہی انھوں نے بھی گھوڑے
کو سلا مرکب بجلی اڑکر دیوار کو پھاندا اور اندر باغ کے پہونچا آہو سنبھلنے نہ پایا تھا کہ سہراب نے حلقۂ کمند مار کر
آہو کو پکڑ لیا اور اسی مقام پر ذبح کر ڈالا یہ باغ ملکہ شعلان سرخ پوش کا تھا ملکہ اپنی سہیلیوں کو ساتھ
لیے ہوئے ٹہل رہی تھی کہ یکایک پہلے آہو آکے گرا ساتھ ہی ایک شخص مرکب پر سوار تعاقب میں آ
پہونچا اور آتے ہی آہو کو ذبح کر ڈالا ملکہ کو یہ فعل نہایت ناگوار گذرا اسنے غصے میں حبشنوں اور ترکنیوں کو
حکم دیا کہ گرفتار کرو اس شخص گستاخ کو کہ یہ میرے باغ میں دیوار پھاند کے آیا اور کس دلیری سے
اسنے آہو کو ذبح کیا یہ حکم پاتے ہی حبشنیں اور ترک سوارنیاں تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑیں سہراب اپنے
جوان خوبرو کو اپنی طرف آتے دیکھا گھوڑا سنبھالا نہ تھے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا رد کر کے گھوڑا بڑھایا
جسپر پڑا مر گیا وہ تڑپنے لگی کوئی ادھر کوئی ادھر بھاگ رہی تھی ادھر تڑپ رہی تھی اتنے میں وہ عورتیں بھاگیں ملکہ
تو مشتعل مزاج تھی اسکو نہایت غصہ آیا کہا کہ تیری قضا کھینچ لائی ہے تو میرے ہی ہاتھ سے اس گستاخی کی سزا
پائیگا یہ کہہ کے تلوار کھینچکر سہراب پر چلی تلوار جو سہراب کی شعلان سرخ پوش پر پڑی تاب و توان میں فرق

آگیا آواز دی کہ اے ظالم تلوار سے پہلے تو تو نے خنجرِ غضب سے ہلاک کر ڈالا یہ خبر جلتی ہوئی تیر زبان جگر کو فگار کر گئی
آتشِ شوق سے قتل کر ڈال تیرے ہاتھ سے قتل ہونا زندہ رہنے سے بہتر ہے یہ کہکر گردن جھکا دی لعلان یا تو
غصہ میں چلی تھی یا اس حرکت پر سہراب کے متحیر ہوئی کہ جو گردن جھکائے دیتا ہے آپ تلوار کیا لگاؤں کہا کہ کیا خوب
اتنی جو تنگ ہو یا نہ تھے تو بڑا فعل یا معلوم ہوتا ہے لے ٹھنڈا ٹھنڈا میرے باغ سے چلا جا گیا نہ تجھے بدنام کر لگا
سہراب نے کہا کہ اب کیا بغیر تمکو لیے ہوئے یہاں سے جاؤنگا ملکہ نے کہا کہ یہ مزاج ہی تجھکو اچھا نہیں
معلوم ہوتا ہے خیریت اسی میں ہے کہ چلا جا ورنہ سوا جان جانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا میں ایسی ویسی نہیں ہوں
اس شخص کی دختر ہوں جسکا نام عرفان تاج کلاہ ہے خود بھی زبردست ہے اور بڑے بڑے سرداران با
وقار و گرامی اسکے ملازم ہیں ایسے ویسے لوگوں کے لیے تو مجھ ایسی خادمین کافی ہیں مجھکو نازک اندام نہ سمجھ میں تیغ اجل
ہوں کہ دم بھر میں ہو جاتی ہوں اور پھر ایسا کس ہے کہ جب چھوڑ دیا تو زخم کا اثر بھی جسم میں نہ ہو سہراب نے کہا کہ یہ ہاتھی
مزاج ایسی ہی عورت کو پسند کرتے ہیں کہ اگر وقت پڑے تو وہ اپنی عزت تو دشمن کے ہاتھ سے بچائے
اب اتنی گفتگو میں ملکہ کی نظر بھی چہرہ سہراب بن رستم کے پڑی اتو یہ بھی دل میں پشیمان ہوئی کہ اگر
یہ قتل ہو جاتا تو خود مجھے بھی افسوس رہتا خیر غنیمت ہوا کہ بچ گیا کہا اے شخص اگر تو کہیں دور سے آیا ہے
تو خیر آج تو میرا مہمان ہے کل چلا جانا تو جا کر اپنے شہر میں بدنام کریگا کہ ایسے کے گھر پہونچے تھے جو ایک رات
مہمان بھی نہ رکھ سکا میں اگر مرد ہوتی تو اچھی طرح تیری دعوت کرتی اور جبتک تو میرے شہر میں رہتا اُس وقت تک
تمام ملک کی سیر کراتی مگر کیا کروں کہ عورت ہوں ظاہر ظاہر تیرے مہمان کرنے میں میری بدنامی ہے
لوگ کہینگے کہ ملکہ بدکار ہو گئی ہے سہراب نے بھی غنیمت جانا کہ ایک رات تو اسکے مہمان رہو پھر دیکھا جائیگا
غرض کہ ملکہ وہاں سے پھری ایوان میں آئی اور خولعان نے گھوڑے کو دانہ آب کے چھوڑ دیا وہ تو چرنے لگا یہ
ہمراہ ملکہ کے ایوان ملکہ میں تشریف لائے جہاں ملکہ بیٹھی اسی کے برابر یہ بھی جا بیٹھے اور عورتوں نے جو
انکو خوب دیکھا دل میں یہ سمجھیں کہ اگر ملکہ نے اسکی طرف رغبت نہ کی تو ہم اظہار عشق کرینگے شاید یہ ظالم
قبول کرے سہراب آتے ہی ملکہ کے پہلو میں بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کیوں صاحب یہ بے تکلفی میں دیکھتی ہوں
کچھ تمہارے دماغ میں خلل بھی ہے فرمایا ہاں اُسکے خلل بھی پیدا ہو گیا ہے لیجئے تمہاری محبت نے مجنون کر دیا اب
سہیلیاں انکی حرکتوں پر مسکراتی ہیں ملکہ اپنی کنیزوں پر خفا ہو کر بات کو ٹال رہی ہے مگر دل اسکا بھی سہراب
کی طرف مائل ہے مگر عورت ہونے کے سبب اظہار عشق نہیں کر سکتی حسب الحکم ملکہ لعلان سر خوش سا
سامان دعوت مہیا ہوا آب کے کباب لگائے گئے اور اسکے رکھے گئے دسترخوان چنا گیا ملکہ نے سہراب
سے کہا کہ ماحضر تناول فرمائیے فرمایا کہ میں بغیر تمہارے ہرگز نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہا کہ مجھے ابھی بھوک نہیں ہے
فرمایا کہ بہتر یہ کہکے ایک نوالہ بنایا اور کہا کہ ہمارے سر کی قسم کھا لو یہ کہکے منہ سے لگا دیا ملکہ نے کہا اے شخص تو
بہت پریشان کرتا ہے میں تیرے ساتھ کھانا کھا لیتی ہوں مجھے پریشان نہ کر یہ کہکے نوالہ کھا لیا اور دسترخوان پر
آ بیٹھی ساتھ کھانے لگی جب کھانے سے فراغت ہوئی تو گانا بجانا حاضر ہوا گانا ہونے لگا۔ غزل

ہمارے دل کی تڑپ کا یہ امتحان ہوگا
کوئی کرے ہی کا حسن پوشی جب کنوئی ابھیگا
یہ ہم سے کشتی ہے تو تمہیں قتیل بڑھ بڑھ کے
قسمت شاد کر اب کسکا امتحان ہوگا
ادا میں قتل کرو گی جلا کے مجھ کو کر

نہ تجھ سے میں ہی ہوں گی نہ آسمان ہوگا
یقین ہے ضد کے اے باغبان بہار ہوگا
تمہارا نام بھی اگر وہ رہے نشان ہوگا
چمن میں جن سے بنسی جسکو لوگ کہتے ہیں
قیامت اسکی وہ شوخ جب جوان ہوگا

ذقن میں دلکو پھنسا یگا سبزہ رخ یار
جو باغ میں نہیں بلبل کا آشیان ہوگا
دل و جگر تو کیے ابرو و مژہ نے فگار
وہ آہ بلبل ناشاد کا رواں ہوگا
تباہ دے یار کہ جلوہ کہاں رہیگا ترا

مکان دل مرا ہوگا کہ لامکان ہوگا | ملے گا چین سے سوتا نہ بعد مردن بھی | مرا مزار اگر زیر آسمان ہوگا
ہمیں ہو اُسکے محبت تو آنکھوں سے عیاں ہوگی | اثر یقیں ہے برابر بیان وہاں ہوگا | عدم کو لوگ چلیں میں بھی چلنے والا ہوں
یہ خاکسار پس گرد کاروان ہوگا | وہ آشنا مرے گھر بھی تو غیر کے گھر | مجھے جلائیگا جب یار مہربان ہوگا
کوئی قتل ہمیں اُسکی جو ادا ہوگی | جو کھینچ کے تیغ تو جھک کر رہے بسمل | لاکھوں کا ہر عیب سے مبرا ہے
نہ اُسکے شہر میں الطاف شاہانہ شایگاں ہوگا | دو پہر تک تماشے بجانے کی صحبت رہی بعد دو پہر کے صحبت برخاست

ہوئی ملکہ نے آرام فرمایا شاہزادہ بھی سو رہا صبح کو منہ ہاتھ دھونے سے فراغ حاصل ہوا اور کھانا بھی کھا چکے تو ملکہ نے پوچھا کہ مکان آپکا کہاں ہے اور نام کیا ہے کس خاندان سے ہیں فرمایا کہ مجھکو سہراب بن رستم ثانی کہتے ہیں اولاد صاحبقران سے ہوں جنھوں نے چاروں سمت میں اسلام کا ڈنکا بجایا سیکڑوں ہی کا فرون کی خداوندیاں بگاڑدیں ملکہ نے کہا کہ ای ہے تم خدا پرست ہو فرمایا تمھارا کیا مذہب ہے ملکہ نے کہا کہ باپ اُس شخص کا نام ہے سارلیق بن لقا کا بیان سب سارلیق پرست ہیں تم خدا کے لیے یہاں سے جاؤ مجھے معلوم ہوا کہ طبیعت میں تمھارے جھگڑا اور فساد ہے تم مارڈالے جاؤگے اور ہمارا تمھارا ساتھ ہو نہیں سکتا اسلیے کہ مذہب ہمارا اور ہے اور تمھارا اور ہے ابھی اختلاف مذہب میں لڑائی ہوگی میرے باپ کے ملکی بڑے بڑے سرداران نامی وگرامی ہیں تم اب جلد یہاں سے چلے جاؤ سہراب نے دل میں کہا کہ اب چلے ہی جانا مناسب ہے اگر اسے بھی کچھ محبت ہے تو حال کھل جائیگا فرمایا کہ اچھا ای ملکہ خدا حافظ یہ کہکر اُٹھے اور مرکب پر اپنے سوار ہو کر چلے تھے کہ ملکہ بیتاب ہو کے آگے بڑھی اور فرمایا کہ ای مہمان تیرا پھر بھی کبھی اس طرف آنا ہوگا سہراب نے کہا دیکھا جائیگا ملکہ نے قسم دی کہ بہت جلد آنا سہراب مرکب کو اُڑا کر روانہ ہوگئے یہاں ملکہ کا دل بس سے ہوگیا آکر مسہری پر درد سر کا بہانہ کر کے لیٹ رہی دل میں کہتی تھی کہ میں نے کیوں ایسی بے اعتنائی کی کہ وہ چلا گیا خود کردہ را علاج نیست اب زندگی بھر کڑھتا ناہوگا ای خدا اسے نا دیدہ اگر تو برحق ہے تو مجھے پھر اس شہ یار سے ملادے میں تیری پرستش اختیار کرونگی ملکہ تو یہ نیت کرکے لیٹ رہی اسکا حال پھر بیان ہوگا لیکن اول حال شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا سنیے کہ جس وقت یہ باغ سے نکلکر چلے تو یہ خیال ہوا کہ ذرا دربار عرفان شاہ کی سیر کرنا چاہیے کہ کیسے کیسے پہلوان اسکے یہاں ہیں یہ سوچکر شہر کی طرف چلے دیکھا کہ کچھ سامان شکار روانہ ہو رہا ہے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ سامان کسکا ہے انھوں نے بیان کیا کہ عرفان کج کلاہ بادشاہ شہر عرفانیہ واسطے صید شکار کے جانے والا ہے سہراب نے دل میں کہا کہ یہ خوب ہوا اب شکار ہی پر کوئی صورت ملاقات کی نکل آئیگی اتنے میں سواری عرفان کج کلاہ کی نمودار ہوئی دیکھا عرفان کج کلاہ نے کہ ایک شخص سپاہی وضع سامنے کھڑا ہے پوچھا تو کون ہے کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ نام میرا اکرم تیغزن ہے کچھ زمانے تک میں نے پیشہ قزاقی کیا جب اسکو برا سمجھا تو میں نے ترک کر دیا اور اب نوکری کو ذریعہ معاش کر دیا تلاش روزگار میں اسطرف بھی چلا آیا عرفان کج کلاہ نے کہا کہ ہماری نوکری کروگے سہراب نے کہا کہ میں مرد کی نوکری کرتا ہوں اگر تم مرد ہو تو مجھے نوکر رکھو عرفان کج کلاہ نے کہا کہ مردی و نامردی کا حال کیونکر معلوم ہو سہراب نے کہا کہ بہت سے موقع ایسے آپڑتے ہیں جنمیں امتحان ہو جاتا ہے عرفان کج کلاہ کے ساتھیوں نے کہا کہ کچھ اس شخص کی سبکی معلوم ہوتی ہے عرفان کج کلاہ نے کہا کہ یہ تو سچ ہے مگر تیور اسکے کڑے ہیں آدمی سخت معلوم ہوتا ہے سہراب نے کہا کہ یہ لوگ جو آپکے ساتھ ہیں کچھ انمیں مادہ جرأت و بہادری کا ہے عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سب میرے رفیقان جان نثار ہیں سہراب نے کہا کہ نبانی یادر امل بیسکے انمیں سے ایک شخص آگے بڑھا اور بولا کہ تو کچھ دیوانہ تو

نہین ہو گیا ہو اپنے سامنے کیسکو موجود ہی نہین جانتا ہے مین موجود ہون سہراب نے کہا کہ حملہ کر تو مزا دیکھ کہ کیا
ہوتا ہو اسنے تلوار ماری سہراب نے بندوست پکڑ کے سامنے کھینچ لیا اور کمربند پکڑ کے اُٹھا لیا اور پھر چھوڑ
دیا وہ تو ضعیف ہوا لیکن عرفان شاہ نے کہا کہ بیٹے تمکو زکر یہ لیا بیشک تم بہادر ہو غرضکہ سہراب
عرفان کج کلاہ کے ساتھ ہو سے اور جانب صحرا روانہ ہوے رستے مین سہراب نے کہا کہ یہان
کوئی مسکن شیرون کا بھی ہے عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اکثر شیر ادھر نکل آتے مین یہی باتین کر رہے تھے
کہ اک غول آہوون کا نظر آیا عرفان کج کلاہ نے تیر مارا ایک آہو گرا باقی آہوون کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اب
رفیق بھی ساتھ تھے سہراب بھی ہمراہ تھے عرفان نے دوسرا تیر مارا کہ اور ایک آہو گرا عرفان کج کلاہ
مرکب سے کودا اور آہو کو ذبح کرنے لگا قضائے کار برابر جھاڑی مین شیر سو رہا تھا اُسنے جھاڑی سے
نکل کے عرفان کج کلاہ کو دبا لیا جتنے رفیق تھے تھرتھر کانپنے لگے سہراب نے ڈانٹا کہ او کتے
کیا کرتا ہے ادھر آ اور میرے سامنا کر شیر کو غیظ آیا عرفان کج کلاہ کو چھوڑکر سہراب پر آپڑا اور طمانچہ مارا
سہراب نے کلائی اسکی پکڑ لی شیر نے دوسرے ہاتھ سے طمانچہ مارنے کا قصد کیا سہراب نے دوسری
کلائی پکڑ لی شیر نے منہ مارنے کا قصد کیا سہراب نے جھٹکا دیا کہ تڑاق سے دونون کلائیان شیر کی
ٹوٹ گئین سہراب نے ہاتھ سے جھٹک دیا عرفان کج کلاہ نے جو یہ جرأت سہراب کی دیکھی جانبخش
کا خطاب دیا اور وہان سے پلٹ کے اپنے شہر مین آیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک شخص نووارد نے بادشاہ
کو پنجۂ شیر سے بچایا اور کلائیان مروڑ کر شیر کو مار ڈالا یہان بادشاہ نے انکے رہنے کے واسطے مکان
عمدہ عنایت کیا اسباب راحت فراہم ہوا شاہزادہ کو یاد ملکہ لعلان سرخپوش کی بیچین کیے ہوے
تھی ایک روز یہ دربار مین عرفان کج کلاہ کے بیٹھے ہوے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہر
اسلوبیہ سے سلیب کشتی گیر آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے عرفان شاہ نے بلا لیا اور ایک دنگل سلیب
کشتی گیر کے واسطے بچھوا دیا سلیب کشتی گیر آکے دنگل پر بیٹھا اور خط مختومہ سے عرفان شاہ کے
ہاتھ مین دیا اور کہا لیا تو کسی پہلوان کو مجھسے لڑوا دیجئے یا اس فرمان پر مہر کر دیجیے کہ ہمارے یہان کوئی پہلوان
لایق تیرے مقابلہ کے نہین ہے عرفان شاہ کو یہ بھی لکھتے ہوے شرم آئی کہ میرے یہان کوئی
پہلوان لایق نہین اور اگر خیال کیا تو کوئی کشتی گیر ایسا نہ پایا جیسا سلیب کشتی گیر سے لڑوا تا یہ اسی فکر و
تردد مین تھا کہ فرزند عرفان شاہ معروف کج کلاہ آیا باپ کو سلام کر کے بیٹھ گیا بادشاہ کو متردد پا کر عرض کی
کہ حضور کو اس وقت کیا فکر ہے عرفان شاہ نے وہ فرمان اپنے فرزند کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ ای فرزند
یہ پہلوان شہر اسلوبیہ سے آیا ہے اور کشتی مانگتا ہے تمکو زور کشتی وغیرہ کا زیادہ ذوق ہے اگر کوئی پہلوان
تمھاری نظر مین ہو تو اس سے لڑوا کر تماشا دیکھو معروف کج کلاہ نے کہا کہ میرا شاگرد رشید ضیغم
کشتی گیر موجود ہے وہ اس سے لڑیگا بادشاہ نے سلیب کشتی گیر سے کہدیا کہ آج ہی کے روز
دنگل ہوگا تم بھی اکھاڑا بناؤ اور زور کیا کرو مین شہر مین ڈھنڈورا پٹوا تا ہون تاکہ خلق بالعموم جمع ہو کر کشتی کا
تماشا دیکھے سلیب کشتی گیر رخصت ہوا بادشاہ کی طرف سے اُسکے رہنے کو مکان ملا اسکی خوراک
کے واسطے پچاس روپیہ روزانہ مقرر ہوے ادھر معروف کج کلاہ نے اپنے اکھاڑے پر پٹھون کو جمع
کیا اور ضیغم کشتی گیر نے سبکو زور دلا دلوا کر ضیغم کو تیار کرنا شروع کیا بادشاہ نے بالائے شہر مین ایک مقام
تجویز کر کے اکھاڑا بنوایا شہر مین منادی نے ندا کی کل روز بادشاہ کے پہلوان سے اور شہر اسلوبیہ کے
پہلوان سے کشتی ہوگی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے جو لوگ کشتی کے شوقین تھے اُنکے دل مین کھلبلی

پیدا ہوئی کہ کسی طرح روز معین آئے تو چلکر تماشا کشتی کا دیکھیں چنانچہ جب وہ روز آیا تو خلقت آکے جمع ہوئی
سواری بادشاہ کی بھی آئی چونکہ ملکہ کو بھی ان باتوں سے زیادہ دلچسپی تھی یہ اپنے باغ میں عورتوں کو لڑوا دیا کرتی تھی
اور تماشا دیکھا کرتی تھی بادشاہ نے اپنی دختر کے واسطے بھی سامان کیا اور دختر پاس کہلا بھیجا کہ اگر تماشہ
کشتی کا دیکھنا ہو تو آؤ میں نے سامان تمہارے بیٹھنے کا درست کرا دیا ہے ہر چند کہ ملکہ لعلان سرخپوش اپنے حال
میں تھی اسکا دل نہ چاہتا تھا کہ باغ سے کہیں جاؤں آنکھیں شاہزادہ سہراب ثانی کو ڈھونڈھ رہی تھیں
مگر اسنے باپ کے خیال سے جانا قبول کیا سواری ملکہ کی بھی آئی اور اکھاڑے کے ایک جانب جہاں
چلمنیں وغیرہ پڑی تھیں ملکہ عماری سے اترکے بیٹھی اب سلیب کشتی گیر اپنے شاگردوں کو لیے ہوئے
آیا اور ایک جانب بیٹھا ایسے خوبصورت اسکے ہاتھ پاؤں تھے کہ لوگوں کی نظر پڑتی تھی ساتھ ہی معروف
کج کلاہ صمیم کشتی گیر کو ہمراہ لیے ہوئے اکھاڑے پر پہونچا ملکہ چلمنوں سے سب تماشا دیکھ رہی ہے اب
وہ وقت آیا کہ سلیب کشتی گیر دنگل میں اترا اور خم مارکر اسنے آواز دی کہ اے بادشاہ جسکو آپنے میرے
مقابلے کے واسطے تجویز کیا ہو بھیجیے بادشاہ نے معروف کی طرف دیکھا معروف شاہ کج کلاہ نے اپنے
شاگرد کی طرف اشارہ کیا وہ سلام کرکے دو پٹہ جھٹک کر اکھاڑے میں اترا نظر سہراب کی جو سلیب
کشتی گیر اور صمیم کشتی گیر پر پڑی بے تکلف کہہ بیٹھے کہ یہ کیا لڑ سکیگا اس طرح کہا کہ یہ آواز سب نے
سنی معروف کج کلاہ سمجھا کہ یہ اشارہ سلیب کشتی گیر کی طرف ہے کہ وہ صمیم سے کیا لڑ سکیگا اور
سلیب کشتی گیر یہ سمجھا کہ صمیم کو کہا ہے بات ٹل گئی لیکن ملکہ کے کان میں جو یہ آواز پہونچی اسنے کان
کھڑے کیے کہ یہ تو اسی ظالم کی آواز معلوم ہوتی ہے چلمن سے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا دیکھا
تو ایک دنگل پر آپ تنے ہوئے بیٹھے ہیں یہ دیکھا ملکہ شکر خدا بجا لائی اور دل میں قائل ہوئی کہ خدا سے
تا دہ وہ جھینک بر حق ہے کہ اسنے بہت جلد یہ صورت پھر دکھائی یہ ظالم بیباک کیونکر سوچ گیا اب یہ تو چلمن سے
ٹکٹکی باندھے ہوئے سہراب کی طرف دیکھ رہی ہے اور وہاں سلیب کشتی گیر اور صمیم کشتی گیر سے ہاتھ
ملا پہر پہر تک زور ہوتے رہے بعد پہر بھر کے صمیم کشتی گیر کا دم پھولنے لگا اور اپنے کو بچا بچا کے لڑنے لگا
دوپہر کے اندر سلیب کشتی گیر نے لنگر صمیم کا توڑ لیا اور سر سے بلند کرکے اکھاڑے میں چت لٹا
دیا ادھر تو صمیم کشتی گیر زیر ہوا ادھر سہراب نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ کیا لڑ سکیگا بس یہ کلمہ معروف
کج کلاہ کے خلاف گزرا ایک تو اسکو اپنے شاگرد کے زیر ہو جانے کا ملال تھا طرہ اسپر یہ ہوا کہ سہراب
نے بھی مذمت کی بس معروف کج کلاہ نے کہا کہ ایسی بات اسکو کہنا چاہیے جو اپنے بازوؤں میں بھی طاقت
رکھتا ہو تم اس سے لڑوگے فرمایا کہ ہاں میں لڑونگا سلیب کشتی گیر نے کہا کہ آؤ پھر دیر کیا ہے فرمایا آج
اگر تو زیر ہوا تو یہ عذر کریگا کہ میں ایک سے لڑکر تھک چکا تھا کل مجھسے لڑنا سلیب نے کہا بہتر وہ تو
اپنے شاگردوں سمیت چلا گیا دنگل برخاست ہوا ملکہ سوار ہو کر باغ کی جانب روانہ ہوئی دل میں
کہتی تھی کہ دیکھیے اسکے ولولے کیا کرتے ہیں نہیں معلوم کس طرح میرے باپ کے دربار میں پہونچ
گیا تھا اب یہ سوجھی کہ پہلوان سے لڑوں وہ استاد زبردست پہلوان افسوس کہ یہ اپنے کو ذلیل کرائیگا
اور دربار سے نکالا جائیگا بجائے اسکے میرے آگے بیٹھا ادھر عرفان کج کلاہ نے سمجھایا کہ تم مرد سپاہی
پیشہ ہو پہلوانوں سے کیوں الجھتے ہو یہ کام دوسروں کا ہے سہراب نے کہا کہ سپاہی وہی ہے جو کسی بات میں
عاجز نہو آپ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے میں موجود ہوں اور سلطنت کا نام بدنام ہو کہ کوئی پہلوان اسکے مقابلہ کا
نہ نکلا یہ ننگ و عار بھی مجھسے گوارا نہوگی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو پھر پہلے دن کی طرح لوگ جمع ہوئے

تو پھر اکھاڑے پر اُسی طرح کا مجمع ہوا عالم عالم جمع ہوا سواری بادشاہ کی آئی ملکہ بھی آکے چلمن کی آڑ مین بیٹھی معروف
کجکلاہ اکھاڑے مین اُترا اور سہراب کی طرف دیکھکر خم ہارا سلیب کشتی گیر نے کہا کہ اسکی حقیقت کیا ہی
یہ کیا آپ سے لڑیگا سہراب نے کہا کہ تم تماشا دیکھو کہ ہوتا کیا ہی غرضکہ یہ بھی اکھاڑے مین اترے ہاتھ
ملتے ہی زور ہونے لگے تمام دن کشتی رہی رات کو بھی جدا ہوے دوسرا دن ہوا پھر دیکھا کہ اسی طرح لڑ رہے
ہین بادشاہ نے کہا کہ دونون بہادر برابر ہی کے معلوم ہوتے ہین اب لڑنا بیکار ہی سہراب نے کہا کہ جب لڑے
تو زیر و زبر ہو جانے دیجیے آج مین انھین بھی نیچا دکھا دونگا معروف نے کہا کہ تو مجھے کیا نیچا دکھائیگا مین تین
روز تک دم نہین لیتا ہون فرمایا کہ تین روز مردون سے لڑے ہو گے کسی زندہ سے سامنا نہ پڑا ہوگا
جب تین پہر دن تمام ہوا تو عرفان کجکلاہ نے کہا کہ اتنا تو معلوم ہوگیا کہ اسکی کشتی مین وقت زیادہ صرف
ہوا اگر میرا فرزند بھی پہلوان اسلوب سے لڑتا تو زیر کر لیتا سہراب نے آواز دی کہ مین رعایت بھی کر رہا
ہون معروف نے کہا کہ تم رعایت نکرو اب سہراب نے قوت کے ساتھ پیچ باندھنا شروع کیے
کہ معروف کجکلاہ کو توڑ کرنا دشوار ہوگیا قریب شام سہراب نے لنگر توڑا سر سے بلند کرکے
زمین پر آہستہ سے چھوڑ دیا چت نہین کیا اس حرکت پر بادشاہ بھی خوش ہوا اور معروف کجکلاہ
نے بھی سر خم کیا اور ممنون ہوا کہ اسنے ذلیل نہین کیا ورنہ جب زیر کر لیا تو چت کرنا کیا دشوار تھا اخر معروف
بھی شاگرد ہوا اور سلیب کشتی گیر تو پہلے سے مطیع ہو چکا تھا اب روز اکھاڑے پر مجمع رہتا ہی زور ہوا
کرتے مین بادشاہ نہایت خوش ہی کہ ایک بھلا شخص میرے ملک مین آیا ہی کہ اسکی وجہ سے سلطنت کو زور
ہوگیا کوئی سرکش جلدی حوصلہ نکریگا ایک روز معروف کجکلاہ اکوان نیزہ باز کی صحبت مین
بیٹھا تھا کچھ ذکر اس کشتی کا نکلا اکوان نے کہا کہ بابا کشتی کا تو آخری درجہ ہی سلطنت کی قوت ہم لوگون
سے ہی جو تلوار کی دھار سے سامنا کرتے ہین جی داری کا حال تلوار کی جنگ مین کھلتا ہی معروف خاموش
ہو رہا لیکن یہ کلام اکوان کا معروف کے خلاف گذرا جب یہ سہراب کی صحبت مین آیا تو کہا کہ آج ہمارے
استادون سے اور ہم سے آپکی بابت بحث ہوگئی وہ کہتے ہین سپہ گری اور شی ہی کشتی اور شی ہی فرمایا کہ مین
سپہ گری کو کشتی سے زیادہ جانتا ہون تم جاکر بادشاہ سے کہو میرے اور اکوان کے مقابلہ ہو جانے معروف
شاہ نے عرفان کجکلاہ سے بیان کیا عرفان کجکلاہ نے کہا کہ اس سے کیا فائدہ کہ دو مین سے ایک
رہجاے اکوان سالار لشکر ہی اور یہ شخص بھی بہادر اور زبردست ہی جو مارا جائیگا مجھے صدمہ ہوگا معروف
شاہ نے عرض کی کہ یہ تو صحیح ہی لیکن مثل مشہور ہی کہ دو تلواریں ایک نیام مین نہین رہتی مین زیر و زبر ہو جانے
دیجیے ایک حاکم ایک محکوم ہو جائیگا غرضکہ معروف کجکلاہ نے اکوان سے پیام دیا کہ مکرم تیغ زن
آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود مین پھر ڈھنڈھورا پٹا اور میدان تیار ہوا عرفان شاہ سہراب کو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے آیا اور اکوان چند سوارون کو ساتھ لیکر آیا زیر دیوار باغ پر مقابلہ قرار پایا وہان ملکہ کو
معلوم ہوا کہ اب وہ ظالم سپہ سالار سے اُلجھا ہی آج زیر دیوار باغ تلوار چلیگی ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اسکو یقین ہوگیا کہ آج اس شخص نے اپنی جان دی اکوان وہ شخص ہی جو چار لاکھ سوارون پر حاکم ہی
سلطنت کی محافظت کا ذمہ دار ہی یہان اکوان نے کہا کہ اے مکرم تیغ زن آؤ انھون نے کہا کہ مین موجود
ہون یہ بھی نیزہ پکڑ کے سامنے اکوان کے پہونچے اکوان نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر وار کیا
سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون نیزون کو اس طرح گردش تھی کہ آگ بالکل
نہ ہوگیا تھا ملکہ بھی بالاخانہ سے تماشا دیکھ رہی تھی قریب شتر ہزار انی طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مرتبہ

سہراب نے نیزہ اکوان کے ہاتھ سے نکال دیا اکوان نہایت شرمندہ ہوا اسکو اپنی نیزہ بازی پر بہت گھمنڈ تھا اب اکوان نے تلوار کھینچ لی اور بادشاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا اب میں اس بدنامی کو مٹاؤنگا کوئی رعایت نکرونگا اگر یہ میرے ہاتھ سے مارا جاے تو شکایت نہو سہراب نے کہا کہ مرنا برحق ہی جو پیدا ہوا ہی مرنا بیشک ضرور ہوگا لیکن یہ کسی کے اختیار میں نہیں جو تجھسے ہوسکے قصور نکر اکوان برس پڑا سہراب نے وار روکر تاشرو غ لیے لڑتے لڑتے ایسی جھکی ماری کہ تلوار اکوان کی قبضہ سے نکلکر دور جا پڑی اور ہاتھیں جکا نہ آیا پس اکوان نے گھوڑے سے کودکے رکاب چوم لی اور کہا کہ ای بہادر واقعی میں تیرا مثل ونظیر نہیں ہی بیشک تو قوت سلطنت ہی عرفان شاہ نہایت خوش ہوا اور اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ میں آیا اکوان نے فنون سپہ گری میں شاگردی اختیار کی ایک روز سہراب بارگاہ میں بیٹھا ہی کہ عرفان شاہ نے سہراب کی طرف دیکھکر ایک ٹھنڈی سانس بھری سہراب نے کہا کہ اس وقت دم سرد بھرنے کا کیا سبب ہی عرفان شاہ نے کہا کہ یہ بات کہنے کے قابل نہیں ہی فرمایا میں ایسے شخص کی نوکری نہیں کرتا جو اپنا راز دل چھپاے بادشاہ نے کہا کہ میں تجھسے بیان کرنے کو کہتا ہوں اگر کمک بھی ہاتھ سے ہووں تو بیان کروں سہراب نے کہا کہ نہ بیان کیجئے گا تو میں جب بھی چلا جاؤنگا اس سے بیان کردیجئے عرفان شاہ نے کہا کہ ایک سردار میرا نہایت بھلا تھا تمہاری دلیری دیکھکر اس وقت اسکی صورت میری نظروں کے سامنے پھر گئی اگر وہ بھی موجود ہوتا تو اسوقت میرے دربار میں آپ کے برابر ہوتے سہراب نے کہا کہ وہ کیا ہوا اور نام اسکا کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ میرے شہر سے جنوب کی جانب ایک تالاب ہی اسمیں روز اسمیں کشتیاں نمودار ہوتی ہیں رات بھر صحبت رقص و سرود گرم رہتی ہی صبح کو کشتیاں غائب ہوجاتی ہیں میرے سردار نے یہ تماشہ دیکھکر اس صحبت میں جانے کا قصد کیا وہاں سے ایک زنگی آیا اور اسکو پکڑ کے لے چلا گیا ہمنے اور بہت سے پہلوانوں نے جاکر اس زنگی سے مقابلہ کیا سب اسیر ہوگئے آخر اس زنگی نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہو تو اپنے لشکر فوج کو منع کردے کہ میری طرف آنے کا قصد نکریں ورنہ سلطنت لوٹ دونگا اور ملک تیرا خراب اگر دراندازی ہوتا جا آسکو میں نے گرفتار کرلیا آیندہ یہ ہوگا کہ میں تمہاری عاقبت تنگ کردونگا اس روز سے میں نے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی اس تالاب کی طرف نجاے نام اس سردار کا شغاد شیر دل تھا یہ سنکر سہراب نے کہا کہ خدا حافظ میں تو جاتا ہوں میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میں مرد کی نوکری کرتا ہوں آپ اس زنگی سے ڈر کے بیٹھے ہیں یقین ہی کہ مجھے بھی جانے کو منع کیجئے گا اور میں جاؤنگا ضرور لہذا آپ سے کہلا بھیجا کہ میں اپنے بہادر سپہ مکرم تیغ زن کو چھوڑ دیا تاکہ شاید میں اسیر ہوجاؤں تو آپ پر آنچ نہ آئے عرفان بجلا نے کہا کہ ای مکرم تیغ زن اگر تم بھی اسیر ہوے تو میں بھی لشکر کشی کردونگا یا تو تالاب تک کو میں نے کھدوا کے پھنکوا دیا اور یا تو میں بھی اسیر ہوا اور کہا کہ سلطنت کرنے سے تو مرجانا بہتر ہی سہراب نے کہا کہ میں اس زنگی سے ضرور لڑونگا یہ بتائیے کہ وہ محفل کس روز آراستہ ہوتی ہی عرفان شاہ نے کہا کہ کل شام کو کشتیاں تالاب میں نمودار ہونگی سہراب نے کہا کہ کل ہم جائینگے جب دوسرا دن ہوا تو شاہزادہ سہراب تنہا سوار ہوکر تالاب کی طرف روانہ ہوے یہ خبر ملکہ کو ہوئی کہ اب اس جاہل نے تالاب پر جانیکا قصد کیا ہی اسپچھاؤں سے ڈوبنے کو جاتا ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی کہ اب اسکا زندہ پلٹنا نہایت دشوار ہی اسکا تو ہو رہی کے مارے عجیب حال ہوا جاتا ہی یہی حال شاہزادہ سہراب بن رستم کا سنیئے کہ جو قریب تالاب کے پہونچے شام ہوگئی تھی چاندنی دھوپ کی طرح کھلی ہوئی تھی دیکھا کہ کشتیاں پانی پر ابھرنا شروع ہوئیں ہر کشتی پر

مجمع حسینان دہ جبینان ہی شاہزادہ سہراب نے بیہن سے آواز دی کہ ہم آتے ہین جسکو پردہ کرنا ہو وہ پردہ کرلے
اس حرکت پر جو لوگ ہمراہ گئے تھے وہ ہنس پڑے کہ لو اور سنو جلتے ہین تو پردہ پکارتے ہوئے جاتے ہین
ادھر اُن پریزادون نے جو دیکھا آواز دی کہ آج پھر کوئی دراندازہونے کو آیا ہے اور ہماری محفل برہم کیا چاہتا
ہے بس یہ کہنا تھا کہ اسی تالاب مین سے ایک زنگی سیہ فام نمودار ہوا آلات حرب و ضرب سے آراستہ تھا آتے ہی للکارا
کہ تجھے کسنے بھیجا ہے فرمایا خدا نے زنگی نے کہا خدا نے نہین قضا نے تجھے بھیجا ہے یہ کہکر زنگی قریب آیا اور تلوار
ماری سہراب نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا زنگی نے ضرب اسکی اپنے سر پر رد کی تلوار نے اثر بھی نکیا
زنگی نے کلائی پکڑلی اور کمر بنجر کا بند پکڑ کے جو زور کیا زمین سے اُٹھالیا اور لیے ہوئے تالاب مین چلا گیا
جو لوگ ساتھ گئے تھے اُنھون نے جاکر عرفان شاہ سے یہ ماجرا بیان کیا عرفان شاہ کو نہایت افسوس
ہوا معروف کج کلاہ نے کہا لشکر تیار ہو یا تو ہمنے اس تالاب ہی کو مٹا ڈالنا تھا بجی جان دی آج کے
تیسرے روز ہم بھی جا پہنچینگے لشکر تیار ہونے لگا اور معروف کج کلاہ اپنی بہن سے ملنے کو باغ مین گیا اور سارا
ماجرا اسیری مکرم تیغزن کا بیان کرکے کہا کہ ایسا ہو یہ مکرم تیغزن کے گرفتار ہونے کا ہے کہ یا تو مین نے
اس تالاب ہی کو مٹا دیا یا خود ہی اسیر ہوا یہ سنکے ملکہ کے ہین ہاتھ ڈالکر رونے لگی جتنی دل کی بھڑاس تھی
بھائی کو رخصت کرکے نکال لی دعا کرلی تھی کہ خداوندا تو اُنکو کسی صورت سے اُس قید سے رہا کر نہین
معلوم وہ زنگی ہوا کون ہے جسپر نہ تلوار اثر کرتی ہے نہ برچھی یقین ہے کہ یہ بھی اسیر ہو جائیگا ملکہ کا کھانا پینا ترک
ہوگیا ہے ہر وقت منہ لپیٹے پڑی رہتی ہے لیکن حال شاہزادہ سہراب ثانی کا گزارش کیا جاتا ہے کہ جس وقت
زنگی اُنکو لیے ہوئے اپنے مقام پر پہونچا تو قید کردیا جب صبح ہوئی اور صحبت برخاست ہوئی دلربا پری قصر مین
آکر بیٹھی گبران جادو سامنے دلربا پری کے آیا اور کہا کہ ای دلربا تیری خاطر سے مین نے تیرے دنون تک
صبر کیا اب وصل میرا قبول کر مین نے پرستان سے لاکر تجھکو اس مقام پر رکھا اور تیری ہی دلجمعی کے
واسطے جان اپنی معرض خطر مین ڈالی کہ آٹھوین دن کی صحبت تالاب پر معین کی بادشاہ شہر خرفانیہ سے
عداوت مول لی اُسکے سردارون کو لالا کر قید کیا یہ سنکر دلربا پری نے کہا کہ اسکا جواب مین تجھے آج کے
تیسرے دن دونگی لیکن جس قدر قیدی تیرے یہان ہین اُن سبکو میرے پاس بھجوا دے کہ مین اُن سب
سے باتین کرلون گبران جادو نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہین قیدیون کو تو اُسنے دلربا پری کے پاس بھجوا
دیا اور آپ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہو گیا واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ یہ زنگی دراصل ساحر ہے نام اسکا
گبران جادو ہے یہ پردہ قاف کی سیر کو گیا تھا وہان اسنے دلربا پری کو دیکھا عاشق ہو کے بزور سحر گرفتار کر دیا
اور اس مقام پر آکر تالاب کے نیچے مکانات تعمیر کرائے راستہ پر اُن مکانون کے تالاب سحر قایم کیا کہ اگر کوئی اُنکا
قصد کرے تو آنہ سکے دلربا پری سے جو تقاضا وصل ہوا تو دلربا پری نے چالیس دن کی مہلت طلب کی
اور دعا مین مصروف ہوئی ایک روز خواب مین دیکھا کہ اک بزرگ فرماتے ہین کہ ایک شخص اولاد صاحبقران
سے آئیگا وہی باعث رہائی تیرا ہوگا دلربا پری نے اُسی خواب کے موافق خواہش کی کہ آٹھوین روز بیہون تالاب
جلسہ رقص و سرود ہوا کرے کہ میرا دل بہلے گبران جادو نے قبول کیا اور اپنی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ ایک
تیغہ قتل اپنا تیار کیا کہ اگر وہ تیغہ دستیاب ہو تو مین مردہ سکون اور اُس تیغہ کا محافظ اک شخص کو قرار دیا
کہ نام اُسکا سرشار جادو ہے کوہ ابیض پر سرشار جادو قیام پذیر ہے سرشار جادو بہن پر گبران جادو
کی عاشق ہے نام اسکی بہن کا صہباے ساغر چشم ہے آج جب گبران جادو نے پھر خواہش وصل ظاہر
کی تو دلربا پری نے قیدیون کو اسی غرض سے اپنے سامنے طلب کیا کہ اُنکے حالات دریافت کرے

شاید انہین وہ شخص بھی قید ہو کے آیا ہو تو اسکی رہائی کی کوئی سبیل نکالون جس وقت تمام قیدی سامنے دلربا پری
کے آئے تو اسنے صورت دیکھتے ہی بہ تفضل خلیلی اور خال و خط ابراہیمی سے پہچان لیا اسلیے کہ دلربا پری نے
پردہ واقعہ مین اولاد امیر کو دیکھا تھا اور اچھی طرح ان نشانیون سے واقف تھی سب قیدیون کو تو اسنے پھر زندان
مین بھجوا دیا اور سہراب کو رہنے دیا تخلیہ کر کے کہا کہ ای شہریار آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے
مین دوست ہون دشمن نہین ہون فرمایا کہ مجھے سہراب بن رستم کہتے ہین دلربا پری نے اپنا خواب بیان کیا
اور عرض کی کہ مین آپکی رہائی کی فکر کرتی ہون آپ میری رہائی کی کوشش کیجیے گا ورنہ میری جان و آبرو دونون
بن جائیگی یہ باتین گبران جادو سحر غائب کیے ہوئے سن رہا تھا بس یہ ملعون اندر آیا اور بولا کہ ای دلربا مجھے
معلوم ہوا کہ تو میری کشتہ خون ہی اور مجھے جس شخص کا خوف تھا وہ سامری و جمشید کے صدقے سے میرے
قابو مین آگیا اگر اسے مین نے قتل کر ڈالا تو پھر مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اب مین پہلے اسکے قتل سے فراغت
کر کے اپنا اطمینان کر لون اسکے بعد تجھے بھی سمجھ لونگا مین چاہتا تھا کہ تو بخوشی مجھے قبول کرے اگر نہین
مانتی ہی تو جبر سے ہوگا یہ کہکر دوسرے روز سہراب کو لیکر تالاب کے باہر آیا او زیر تیغ بٹھلایا یہ وہ دن تھا
کہ معروف کجکلاہ مع لشکر یورش کر کے آ رہا تھا دیکھا معروف نے کہ مکرم تیغزن کو زنگی تہ تیغ کیا چاہتا ہی
بس بیتاب ہو گیا اور زنگی کو برا بھلا کہنا شروع کیا زنگی نے بڑھکر ہاتھ بلند ہی کیا تھا کہ پنجہ گرا اور سہراب
کو اٹھا لیگیا زنگی تو متحیر ہو کے رہگیا اور معروف کج کلاہ نہایت خوش ہوا اور اسنے اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ جسکے
چھڑانے کو ہم جاتے تھے وہ رہا ہو گیا اب کیا ضرورت ہی لیکن زنگی نے آواز دی کہ عرفان کج کلاہ سے
کہدینا کہ مین چاہتا تھا کہ تجھسے چھیڑ چھاڑ نہ ہو اسلیے کہ مین تمھارے ملک مین رہتا ہون مگر معلوم ہوا کہ تم مجھے
آرام سے بیٹھنے نہ دوگے اب یا مین اس ملک مین رہونگا یا تمہین رہوگے مین کل آؤنگا ہوشیار رہنا
یہ کہکر گبران جادو پلٹ گیا اور اسنے چالیس ہزار تلیماسے سحر کے فوج رات بھر مین تیار کی اور صبح کو
تالاب سے نکلکر جانب شہر عرفانیہ روانہ ہوا خبر عرفان کج کلاہ کو ہوئی کہ زنگی چالیس ہزار سوار ساتھ لیے
ہوئے مقابلہ کو آیا ہی عرفان کجکلاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا یہان سے بھی سرداران لشکر فوج کو لیکر بیرون
شہر آئے بارگاہ برپا کی ادھر زنگی نے خیمہ برپا کر لیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور
تیاری جنگ ہونے لگی لیکن ہیبت گبران زنگی کی چھائی ہوئی تھی کافران فوج تھرا رہے تھے کہ دیکھیے صبح
کو کیا ہوتا ہی سنا ہی ساحرون پر حربہ کارگر ہوتا ہی علاوہ روئین تن ہونے کے شہزور بھی ایسا ہی کہ مکرم تیغزن
سے زبردست کو اٹھا سے لیے چلا گیا یہان تو عجب کھلبلی ہی اور وہان ملکہ کو پہلے تو یہ مژدہ جانفزا ملا کہ
مکرم تیغزن بیٹے سہراب کو زنگی بارادہ قتل لایا تھا لیکن انجن پنجہ لیگیا ملکہ نے سجدہ شکر کیا لیکن جب یہ
خبر ہوئی کہ زنگی نے میرے باپ کے ملک پر فوج کشی کی ہی تو پھر پریشان ہوئی اور دعا کرنے لگی لیکن
حال شاہزادہ سہراب ثانی کا سنیے کہ جس وقت آنکھ انکی کھلی تو اپنے کو ہیرا یا سامنے اپنے چندک
بن سندک دیو کو دیکھا اور اک شخص ساحر وضع کو سامنے کھڑے دیکھا دونون نے سلام کیا سہراب نے
چندک کو تو پہچان لیا اور فرمایا کہ ای چندک تو نے بڑا کام کیا لیکن اس ساحر کو پوچھا کہ یہ کون شخص ہی چندک
نے عرض کی کہ یہ ساحر ہی نام اسکا سرشار جادو ہی یہ ہتھیار رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کاش مین ساحر نہوتا اور
غلامان صاحبقران سے ہوتا تو مطلب دلی میرا بر آتا یہ سنکر مین اسکے پاس آیا اور مین نے پوچھا کہ مطلب
تیرا کیا ہی اسنے بیان کیا کہ مین پری گبران جادو کے عاشق ہون گبران جادو ساحر زبردست ہی اور وہ خود
بھی چاہتا ہی پر وہ نفتم ہی میرے ساتھ اسکی شادی کیون کرنے لگا میرے پاس تیغہ قتل گبران موجود ہی مگر تیغہ

میرے ہاتھ سے کام نہ دیگا یہ اُس شخص کے ہاتھ سے کام دیگا جو اولاد صاحبقران زمان سے ہو یہ بات سنکر
مین نے اُس سے کہا کہ اگر مطلب دل پذیر آئے تو تو غلامی اولاد صاحبقران کی اختیار کریگا اسنے قبول
کیا مین اسی تلاش مین چلا تھا کہ آپکو تیغ دیکھا اُٹھالایا فرمایا کہ لاؤ وہ تیغہ کہان ہے سرشار جادو نے تیغہ حاضر
کیا شاہزادے نے چندک سے کہا کہ کہین سے مرکب لا چندک نے عرض کی کہ مین مرکب بنتا ہون یہ
کہکر غلطک ماری اور صورت اپنی مرکب کی بنالی شاہزادے نے شب مین بسر کی تھی صبح کو تیغ کمر سے لگایا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر بتلاش گبران جادو روانہ ہوے جسوقت قریب شہر عرفانیہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک
طرف عرفان کجکلاہ کی فوج آراستہ ہے دوسری جانب گبران زنگی چالیس ہزار زنگیون سے آمادہ نبرد
ہے پس الخون نے مرکب کو اشارہ کیا اور نعرہ کیا کہ باش او زنگی بیحیا مین آپہونچا گبران ہنسا اور کہا کہ تو تو
رہا ہو گیا تھا مگر معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہی ہاتھ سے ہے جو پھر تجھے گھیر کر لے آئی اُدھر معروف
کجکلاہ اور اکوان نیزہ باز اور سلیب کشتی گیر وغیرہ نے جو ان کو آتے ہوے دیکھا نہایت خوش ہوے
معروف کجکلاہ نے کہا کہ ای برادر اب ہماری جنگ کا تماشا دیکھو سہراب نے کہا کہ تمہارے پاس اسکی
قضا کا سامان نہین ہے مین اسکی جان کا ملک الموت بن کے آیا ہون یہ فرما کر سامنے گبران کے پہونچے
گبران نے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا اسی شمشیر نے ترش پر روکا اور اپنا وار کیا گبران نے حسب
عادت سر سامنے کردیا تلوار سر پر پڑتے ہی زمین پر پہنچ گئی مع مرکب گبران کے چار ٹکڑے ہوے
بس اسکا مرنا تھا کہ قیامت کبرٰے برپا ہوئی صدائین گیرو دار کی آنے لگین آتشباری و برفباری ہونے لگی
جب لاش گبران کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من گبران جادو بود حیف مردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اسکے تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش گبران کی زمین
پر پڑی ہوئی ہے اور وہ فوج جو گبران کے ساتھ تھی وہ کاغذ کے پتلے بنے ہوے ہوا سے اُڑتے پھرتے
ہین معروف کجکلاہ اور اکوان نیزہ باز وغیرہ نے آکر ہاتھ چوم لیا اور کہا کہ پہلے کیا تھا جو تم اسیر ہو گئے
فرمایا کہ وہ موقع کا دھوکا کھا گئے اب فرمایا کہ تالاب کی طرف چلو معروف کجکلاہ اور چند سرداران مخصوص شتل
سلیب کشتی گیر وغیرہ کے ساتھ ہوئے جس مقام پر تالاب تھا وہان آکے دیکھا تو تالاب کا نشان بھی نہین ہے مگر
ہان کچھ مکان تنے ہوے ہین سہراب اندر اُس مکان کے داخل ہوے دلربا پری سے اشارہ کیا
کہ تم جاؤ پھر کبھی ملاقات ہوجائیگی یہ موقع تمہارے ٹھہرنے کا نہین ہے دلربا تو دعائین دیتی ہوئی اڑکر جانب
قاف روانہ ہوئی سہراب نے جاکر قیدیون کو رہا کیا ان قیدیون مین کئی سردار عرفان کجکلاہ کے تھے
وہ اپنے شاہزادے سے ملے خوش ہوے چند نازنینین جنکو قبل دلربا پری کے گبران نے لاکر رکھا تھا وہ
بھی بہت حسین تھین انکو سرداران سہراب نے حصہ بانٹ کر لیا اب سرشار جادو رہا سہراب نے صہبا کے سلخ چشم کو
اُسکے سپرد کیا اور وہان سے پھرے دیو چندک نے ایک مرکب ڈھونڈھ کے شاہزادے کی سواری کے
واسطے لادیا اور یہ بھی جانب پردہ قدرت روانہ ہو گیا سہراب بن رستم ثانی خوشی خوشی سبکو ساتھ لیے ہوے
شہر عرفانیہ مین تشریف لائے عرفان کجکلاہ کو نہایت خوشی ہوئی شغاد شیردل نے بادشاہ کی ملازمت
حاصل کی بادشاہ نے احسانات مکرم تیغزن کے شغاد شیردل سے بھی بیان کیے اور کہا کہ یہ شخص زور
سلطنت ہے اسنے تمکو بھی رہا کیا چونکہ شغاد بھی متخلا ہے سہراب کے دوپون کا عاشق ہو گیا یہان ملکہ کو خبر
پہونچی کہ شاہزادہ سہراب نے آکر گبران جادو کو مارا اور تمام سرداران بادشاہ کو جو اسکی قید مین تھے رہا کیا
ملکہ نے قتانہ سے کہا کوئی ایسی تدبیر نکال کہ صورت اُس ظالم کی دیکھنے مین آئے مغانہ نے کہا کہ اب

اگر ان کے مرنے کا جلسۂ خوشی منعقد کرکے بادشاہ کی مع افسران فوج دعوت کیجیے تو یقین ہے کہ وہ بھی بادشاہ کے ہمراہ ضرور آئینگے ملکہ نے یہ رائے پسند کی اور اسی وقت ایک عرضی اپنے باپ کو لکھی کہ میں نے جلسہ کیا ہے حضور تشریف لائیں اور یہ دعوت کنیز کی قبول فرمائیں اگرچہ یہ بھی آپ ہی کا ہے لیکن اس کنیز کی خوشی ہو جائیگی جس وقت یہ عرضی ملکہ کی عرفان کجکلاہ کو پہنچی نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ہم ضرور آئینگے یہاں ملکہ نے جشن کا سامان کیا باغ سے لیکر شہر عرفانیہ تک دو رویہ تختے روشنی کے لگائے گئے باغ میں ہر درخت میں قندیلیں آویزاں کی گئیں درختوں کے تنہ تمامی سے منڈھے گئے قصر کی تیاری تو بیان سے باہر ہے جب شام ہوئی تو عرفان کجکلاہ اپنے سواران نامی کو ساتھ لیکر روانہ ہوا معروف کجکلاہ ملکہ کے بھائی نے تمام انتظام کیا تھا جس وقت سواری بادشاہ کی باغ میں اتری تو پہلے ملکہ بادشاہ کے استقبال کو دروازے تک آئی بعد اسکے پردہ ہوا اور بزم آراستہ کی گئی سب سوار بھی داخل باغ ہوئے صدر میں بادشاہ بیٹھا پس پردہ ملکہ بیٹھی داہنی جانب سرداران لشکر بیٹھے بائیں جانب اولاد و عزیز بادشاہ کے بیٹھے معروف کجکلاہ نے اپنی صف میں سہراب کو جگہ دی ملکہ پردہ سے دیکھ رہی تھی جب وقت خاصہ کا آیا تو دسترخوان بچھا سب نے کھانا کھایا کھانے پینے سے فراغ حاصل ہونے کے بعد طائفے حاضر ہوئے اور مجرا کرنے لگے ایک پری جمال نے بصد خوش الحانی یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل جیسے موئے زلف گرہ گیر ہو گیا
کوچہ میں یار کے میں زمیں گیر ہو گیا

مکتوب یار کا خط تقدیر ہو گیا
یہ طوق ہو گیا تو وہ زنجیر ہو گیا

اتری جو لطف سے یار اتار اتری ایسے
تھا آدمی پر اب تو یہ تصویر ہو گیا

جو ہو گیا سو لکھا تھا جو میری سرنوشت کے
آخر کو خود مٹی ہوئی تقدیر ہو گیا

قاتل ہے میری وحشت بہلائی گلی گلی
پامال گردش فلک پیر ہو گیا

ایسا بٹھا دیا ہے اشکوں نے جوش
آخر کو خود میں یار کی تصویر ہو گیا

وحشت کی انتہا آپ نے فقط تو دیکھئے
جو میرا خواب ہی مجھے تعبیر ہو گیا

بیدل کی کس طرح نہیں ہوتی نگاہ یار
مجھ سے بلند ہی فلک پیر ہو گیا

حسن اس صنم کا بڑھ گیا سنور کی وجہ سے
برہم مزاج عاشق دلگیر ہو گیا

حاسد ہوں میرے ہجر کے پروانے بزم میں
یہ شہر لکھنؤ سبھی کے مجھے تسخیر ہو گیا

دیوانہ تھا کہ بستہ زنجیر ہو گیا
یہ مجھ کو بند زلف گرہ گیر ہو گیا

سنتے ہی اٹھ ادھر سے جو تحریر ہو
مجھکو دیے فلک نے جوانی میں لیکن

بیوجہ خون عاشق دلگیر ہو گیا
اس ترک چشم کا کوئی دیکھے تو بانکپن

جھک جھک کے قد ابرو خم شمشیر ہو گیا
باغ جہاں سے ایسی لگی مجھے شگفتگی

مرنے بھی میں شہر میں تشہیر ہو گیا
میں جسکو دیکھتا ہوں وہ عاشق ہے بیقرار

پہلو میں دل کری جھکی تیر ہو گیا
ایسا جنوں نے مجھکو کیا زار و ناتوان

اک تار زلف پاؤں کی زنجیر ہو گیا
مرنے کے بعد ہوئی مٹی مری عزیز

برگشتہ ہو کے وہ مری تقدیر ہو گیا
رتبہ ملا شہید کا بسمل بھی ہم ہوئے

خط صعف جمال کی تفسیر ہو گیا
قوس قزح کو توڑ گیا میرا تیر آہ

روشن جو میرا شعلۂ آہ قمر ہو گیا
گمراہ ملا اب سے مجھے ہو جاتی شفا

اس طرح ضعف پاؤں کی زنجیر ہو گیا
آنکھوں کا حلقہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

برسوں سے عشق ہے خم ابرو و زلف کا
پیری زمانے پائی کہ میں پیر ہو گیا

خاموش مجھکو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
سر اسکا خط کھنچا تو وہ شمشیر ہو گیا

ایسا ملایا مجھکو تصور نے خاک میں
پہلو میں دل کی غنچہ تصویر ہو گیا

پیش نگہ یہ دکھائے مقصد کے سر نے
عالم فریب حسن جہانگیر ہو گیا

نازک وہ تھا تو مجھکو کیا غم نے ناتوان
مجنوں کی اک مٹی ہوئی تصویر ہو گیا

دیکھا تھا خواب وصل سحر کو وہ آ گئے
رہنا کسی کے کوچہ میں اکسیر ہو گیا

میرے دل ضعیف میں جو آبلہ پڑا
ہوتا تھا جو وہ بس دم تکبیر ہو گیا

تو نے جو اپنے پاس بٹھایا رقیب کو
گردوں کے پار نالۂ شبگیر ہو گیا

سجدہ سر در مہری محبوب ٹوٹ گئی
ایسا عمل حضرت تسخیر ہو گیا

تمام رات جلسۂ رقص و سرود گرم رہا صبح کو بھی ملکہ نے جشن کی اور سبکو جانے نہ دیا اور سامان دعوت کیا گیا

سنکے کھانا کھایا اب پھر حال شروع ہونے کو ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ شہر اسلوبیہ سے اہرمن دیو بیکر سردار چالیس
ہزار سوار سے کنارہ پر شہر آبا ندے ہوے بادشاہ شہر اسلوبیہ اسلوب شاہ شیر چشم کی طرف سے آیا ہی
عرفان شاہ نے اکوان نیزہ باز کو بڑے استقبال بھیجا اور اہرمن کو اسی جلسہ طرب میں بلا لیا کیونکہ عرفان شاہ
اسلوب شاہ کو خراج دیتا تھا اور شادی ملکہ کی بابت دولہے محبوب شاہ دین اسلوب شاہ کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی جس وقت
اہرمن سامنے آیا بادشاہ نے نہایت عزت کے ساتھ اسکو بٹھایا اور خیریت پوچھی اہرمن نے فرمان اسلوب شاہ
شیر چشم کا ہاتھ میں عرفان شاہ کے دیا اور کنارہ سربندی ہوئی سامنے رکھ دی عرفان شاہ نے اسکو پڑھا لکھا تھا
کہ ای برادر اب وہ زمانہ آیا کہ باغ امید میں بہار آئی اور کشت تمنا سرسبز ہوئی یعنی فرزند میرا محبوب شیر چشم جوان ہوا اور
یہ یقین ہی کہ تمہاری دختر بھی اب قابل شادی کے ہو گئی ہوگی اور زمانہ کچھ انقلاب دکھانے والا ہی کہ یک ساعت
یک لحظہ یک دم + دگرگون شود احوال عالم خداوند سابق کا فرمان آیا ہی کہ یہاں سے بہارستان منسوب
کی طرف جاؤ ہمارا پسر کلان کچھ ہم سے برگشتہ و بد اعتقاد ہو گیا ہی اسے اسیر کر کے ہمارے پاس بھیج دو
ہم نے تمکو اسکا قائم مقام معین کیا اور یہ ظاہر ہی کہ میں ساٹھ لاکھ کی فوج رکھتا ہوں اور سنجاب شاہ
بارہ لاکھ کی فوج پر حکمران ہی نہیں معلوم جنگ کا کیا نتیجہ ہو لہذا مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہی کہ گھر کو
آباد کریں کہ بعد ہمارے چراغ سلطنت روشن رہے یہ کہکر اپنے فرزند کی میں بھیجتا ہوں اسکے ساتھ ملکہ کو
دولھن بنا کے ہمراہ اہرمن دیو بیکر کے ہمارے پاس روانہ کر دو بعد اسکے ہم ملک سنجابیہ پر جانے کی
تیاری کریں سلطنت یہاں کی اپنے فرزند کے سپرد کریں یہ مضمون جو عرفان شاہ نے پکار کے پڑھا سہراب
کے دل پر تیر لگا کہ ہمارے سامنے اور خواہش ملکہ کی پس وہ فرمان اسلوب شاہ کا عرفان شاہ کے
ہاتھ سے چھین کر چاک کر ڈالا اور اہرمن دیو بیکر کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمہارے بادشاہ کو ذرا بھی تمیز
و تہذیب نہیں یہ کونسا طریقہ ہی کہ نہ برات نہ نوشاہ ایک آدمی کو بھیج دیا کہ جا کے ملکہ کو لے آ کیا عرفان شاہ
کج کلاہ ہو گئے رہے ہیں جو اس بے عزتی کو گوارا کریں یا محتاج ہیں اور جہیز نہیں دے سکتے ہیں جو اس طرح
ملکہ کو رخصت کر دیں اس حرکت پر سہراب کی عرفان شاہ خوش بھی ہوا اور ڈرا بھی کہ غضب کیا اپنے
ایسا نہو کہ اہرمن سے جھگڑا ہو جاے تو اس دیو بیکر سے کون لڑ سکیگا ادھر ملکہ پردے میں بیٹھی
ہوئی سب کرتبے دیکھ رہی تھی اسکا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا اور اہرمن کی آنکھیں غصہ سے سرخ
ہو گئیں عرفان شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ ملازمین کو شاہوں کے معاملات میں کیا دخل ہی معلوم ہوا
کہ آپکا رعب آپکے ملازمین پر بالکل نہیں ہی جو ایسی گستاخیاں کرتے ہیں عرفان شاہ کچھ عذر کرنے
بطاقت انجیل ملنے والا تھا کہ اتنے میں سہراب نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی تمہارے یہاں نمکحرام بھرے
ہوے ہیں جو مالک کی ذلت گوارا کر جاتے ہیں ہم کبھی اپنے بادشاہ کی یہ حرکت نہ گوارا کرینگے اہرمن نے کہا کہ تو
شیری شامت ہی تو نہیں آئی ہی میں دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا سہراب
اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا جیسے ہی اہرمن دیو بیکر قریب آیا اور اپنے ہاتھ سہراب کی طرف بڑھایا کہ گردن
پکڑ کے دبا دے ویسے ہی سہراب نے اسکا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور داہنا ہاتھ گردن پر اہرمن کے
رکھکر دبا دیا کہ اہرمن سامنے جھک گیا پس سہراب نے دونوں ہاتھوں سے سر اسکا پکڑا اور دونوں بازو ان
شانوں میں دبا کر جو جھٹکا دیا تو دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش پھڑکنے لگی عرفان شاہ کا چہرہ فق ہو گیا کہ غضب
کیا اب اسلوب شاہ سے مقابلہ خواہ مخواہ جنگ ہوگی لیکن معروف کج کلاہ نے آکر ہاتھ چوم لیے اور
کہا آفرین سبحان اللہ و ماشاء اللہ چشم بد دور جوانی کی یہ حالت کر دیا آپ ہی کا کام تھا زمین سے کہا کہ واہ شش

اسکی باہر باغ کے پھینک دو اور اسکے ہمراہیوں سے کہدینا کہ اٹھا لیجاؤ اسکو اسی وقت ملازمین نے لاش اہرمن
دیو پیکر کی باہر باغ کے پھینک دی اور ہمراہیان اہرمن سے کہدیا کہ اسنے گستاخی کی تھی اسکی یہ سزا اسکو
دی گئی ہے اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ ایسے بیہودہ لوگوں کو کبھی کسی شاہ ذی مرتبہ کے دربار میں نہ بھیجنا
ورنہ یہی انجام ہوگا وہ لوگ لاش اہرمن کی اٹھا کر روتے پیٹتے ہوے شہر اسلوبیہ کی جانب روانہ ہوے
جس وقت شہر میں پہونچے تو لاش کو لیجا کے سامنے بادشاہ کے رکھدیا اسلوب شاہ نے کہا کہ ارے
یہ اسکی حالت کس نے بنائی ان لوگوں نے بیان کیا کہ کوئی مرد سپاہی تھا شہر عرفانیہ میں آیا ہوا ہے جسنے
ملکی کا زمہ بیان کیے ہیں سلیب کشتی گیر آپ کے غلام کا جوان وقتوں ہرچند آیا تھا پہلے اسکو
زیر کر کے مطیع بنایا پھر تب ان جادو کو مارا عرفان شاہ کے سپہسالار کو بھی سپہ گری میں زیر کیا آج یہ حرکت
کی کہ آپکے پہلوان کو مارا اسلوب شاہ شیر چشم نے کہا کہ کس بات پر تکرار ہوئی لوگوں نے سب حال
بیان کیا پس اسلوب شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ اسی وقت لشکر ہمارا تیار ہو عرفان شاہ کے یہاں
کوئی سردار زبردست تو تھا نہیں ایک پہلوان جو نکلا آگیا تو اب وہ اپنی حقیقت کو بھول گیا کہ ملک
کو یوں بھیجتے اسے شرم آئی کیا وہ میرے برابر کا تھا کہ میں اسکے یہاں برات لیکر جاتا کہ باج گزار کو اپنے
برابر کا بناتا دیکھو تو کس ذلت سے اسکی خبر کو لاتا ہوں اور کیا حال کرتا ہوں عرفان شاہ کا اور محبوب
شیر چشم کا مارے غصہ کے سرخ ہوگیا غرضکہ سات لاکھ فوج اسی روز تیار ہوگئی اسلوب شاہ
مع محبوب شیر چشم اور جملہ سرداران نامی و گرامی کو ساتھ لیکر سات لاکھ کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا
یہ خبر ہرکاروں نے عرفان شاہ کجکلاہ کو دی کہ بادشاہ شہر اسلوبیہ بارادہ رزم و پیکار آتا ہے یہ سنکر
عرفان شاہ نہایت پریشان ہوا اور اپنے فرزند سے کہا کہ یہ عمل تمہارا بہت برا اور آپ کی ذات کی
ساری لڑائی ہے اگر اسلوب شاہ اسکو پا گیا تو بوٹیاں اڑا ڈالیگا اور زندہ نہ چھوڑیگا کہ اسکی حد سے بہت بڑی
آدمیں اسکی ہوئی ہے کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اسکو یہاں سے نکال دو پھر ہم اسلوب شاہ سے کسی نہ کسی طرح صلح
کرلینگے یا جنگ ہی ہوگی تو کچھ پروا نہیں ہے ہمارے یہاں بھی بہت سے سردار اور چار لاکھ جان نثار موجود ہیں
کہاں تک اسلوب شاہ زور کرے گا یہ اپنی موجودگی میں اسکو مقابلہ نہ کرنے دیگا غنیمت اسکی جان جا سکی
یہ سنکے معروف کجکلاہ نے کہا کہ میں پہلے تو سمجھاتا ہوں اگر اسنے مانا فہو المراد ورنہ اسے بیہوش کرکے
پھینکوا دینگے اور اسلوب شاہ سے کہدینگے کہ ایک بیرونی شخص یہاں آگیا تھا اسنے یہ حرکت کی معاف کیجے
یہ فعل ہمارا نہ تھا یقین ہے کہ اسلوب شاہ کے دل سے یہ ملال دور ہوجائیگا اسلیے کہ اسکو ایک رشتہ بھی
تو قائم کرنا ہے بادشاہ نے اس رائے کو از حد پسند کیا معروف کجکلاہ خدمت میں شاہزادہ سہراب ثانی
کے آیا اور عرض کی کہ اے برادر آپکو ہم اپنا استاد بنا چکے آپکی عزت اور حفاظت ہمپر واجب ہے میں سنتا ہوں
کہ اسلوب شاہ نے لشکر کشی کی ہے اور یہ جنگ گویا آپ ہی کی ذات کی ہے فوج اس بادشاہ کے ساتھ بہت
ہے اور اسکے یہاں سردار بھی بڑے بڑے نامی و گرامی ہیں لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اب
نکل جائیے ہم اسلوب شاہ سے سمجھ لینگے یہ سنکر آپ ہنسے اور فرمایا کہ میں کثرت لشکر سے خوف نہیں
کرتا تم اسے آنے تو دو مجھے بھی دیکھنا ہے کہ اسکے ساتھ کیسے کیسے پہلوان ہیں یہ جو سردار اسنے بھیجا تھا
یہ تو کچھ نہ تھا معروف کجکلاہ نے دیکھا کہ یہ ماننے والے نہیں ہیں اسنے اپنے عیار سے کہدیا کہ آج
رات کو کھانے میں بیہوشی دیکر قید کرلینا اور چھپا ڈالنا اور مشہور یہ کردینا کہ بکرم متعجزن نے نوکری چھوڑ
دی اپنے وطن کو چلا گیا چنانچہ جب کھانے کا وقت آیا تو عیار مکار معروف کجکلاہ بہتر دور روغن نے

اُنکو بیہوشی آمیز کھانا کھلا کے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے قلعہ عرفانیہ کے ایک برج میں قید کر دیا اب
معروف کج کلاہ نے فوج کو شہر کے باہر نکالکر سرحد پر قائم کیا بارگاہ برپا کر دی دوسرے روز صبح کو یہ خیمہ
سے نکلکر ٹہل رہا تھا کہ زیر دہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ و خیرہ و سبز گرد بر آسمان رسیدہ
دیباے گرد در زمین پیچیدہ و زیر آسمان اک آسمان خاک کا نمودار تھا دیکھا کہ آتے آتے ہوا نے ماری گو کو گرد غبار
ہوا کو دہشت گرد شگافتہ ہوا اور دل لگر دے سات سو علم سیاہ و زنگاری نشانہ ساتھ لاکر سوار کا پیدا ہوئے
ہمہ سیر و نیر لیے تھے تعریف سارلیق پر لگا کے بصد صفت سنجاب شاہ مغربی کی اور آ سکے بعد نام اسلوب شاہ
شتر خشم کا تحریر تھا اور مرکز خیر کا مع شمشیر بنا ہوا تھا اسلوب شاہ نے مع لشکر آکر سامنے لشکر عرفان شاہ کے
بارگاہ برپا کی اور نقارہ زرمی بجوا دیا ادھر عرفان شاہ نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں
جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آ گئے بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال و درستی میدان جنگ لشکر اسلوب شاہ سے تہمتن شیر شکار میدان میں آیا اور بعد
سلیح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای پہلوانان عسکر عرفانیہ جسکو دعواے سرداری
مردانگی ہو وہ آوے میرے مقابلہ کو ادھر عرفان شاہ نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا فرزین شتر لب اپنے
صف سے نکلا یہ بھی تیس ہزار جوانوں کا افسر اور پہلوان نامدار بر روشکاہ سامنے تخت عرفان شاہ کے آکر اجازت
حرب لی اور مقابلہ کو تہمتن شیر شکار کے آیا تہمتن نے نیزہ ملا فرزین نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا
لعینیں چلنے لگیں چند ہی لعینیں چلی ہونگی کہ تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے فرزین کے نکالا فرزین نے تلوار ماری
تہمتن نے وار اسکا رد کر کے جو تلوار ماری فرزین زخمی ہوا لوگ اسے لے گئے بعد اسکے ضیغم کشتی گیر
نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا سلیب کشتی گیر بھی زخمی ہوا اب اکوان نیزہ باز عرفان شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی اکوان ایک تو ویسے ہی فن نیزہ بازی کو خوب جانتا تھا دوسرے
سہراب کی تعلیم نے اسکو اور بھی مشاق کر دیا تھا چند ہی طعن میں اکوان نے نیزہ ہاتھ سے تہمتن شیر شکار کے
نکال دیا لشکر عرفان شاہ سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اور تہمتن کی نگاہوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی اسنے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور سپر اکوان نیزہ باز کے وار کیا اکوان نے وار تہمتن کا رد کر کے جو ہاتھ تیغ کا ایسا
کا مارا تہمتن کو زخمی کیا لوگ اسکو بھی میدان سے پھیر لے گئے اب لشکر اسلوب شاہ سے کیوان زرین علم
نکلا پہلے نیزہ بازی ہوئی اکوان نے نیزہ کو کیوان کے ہاتھ سے بھی نکال دیا لیکن تلوار کی جنگ میں ہاتھ سے
کیوان کے زخمی ہوا جب سالار لشکر عرفان شاہ زخمی ہوا تو معروف شاہ کج کلاہ نے رخ میدان کارزار کا
کیا بعد گفتگو کے بار نیزہ بازی ہوئی معروف کج کلاہ نے بھی نیزہ کیوان کے ہاتھ سے نکال دیا نوبت
شمشیر زنی کی پہونچی کیوان ہاتھ سے معروف کج کلاہ کے زخمی ہوا بعد اسکے گرگین زحل پیشانی مقابلے
کو آیا یہ ہاتھ سے معروف کج کلاہ کے مارا گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجکر دونوں لشکر میدان
سے پھر کے اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے عرفان شاہ نے دیکھا کہ رنگ میدان کا بے طور ہے اگر معروف زخم
کی زخمی ہو گیا تو شہر کو بچانا مشکل ہے اسلئے قلعدار شہر عرفانیہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم قلعہ کا انتظام درست
رکھنا مبادا کوئی افتاد پیش آ جائے تو ہمیں پناہ لینے کی جگہ تو رہے یہاں جب دوسرا دن ہوا تو پھر فوجیں میدان
میں صف آرا ہوئیں لشکر اسلوب شاہ سے صرصر جوشن پوش نکلا اور مبارز طلب ہوا اسکے مقابلے سے
جعفران نکلا دونوں میں دیر تک ردو بدل ہوئی آخر میں تیغزن ہاتھ سے صرصر کے مارا گیا
بلند کمان نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسی طرح دو پہر کی میدانداری میں سات سردار عرفان شاہ کے مارے گئے

کو بھاری زخمی ہوئے پھر معروف کج کلاہ نے اپنے باپ سے اجازت لی اور میدان میں آکر صریر جوشن پوش
کو زخمی کیا بعد اسکے سہیم بلند ترکیب نکلا یہ بھی ہاتھ سے معروف کے مارا گیا سہام بلند بالا نکلا یہ بھی مارا گیا پھر معروف کی
میدانداری میں معروف نے بھی کئی سردار زخمی کیے اور کئی کو جان سے مارا آخر محبوب خیر چشم کو
غصہ آیا اور اسنے اپنا مرکب نکالا سامنے تخت اسلوب شاہ کے آکر عرض کی کہ اپنا کام اپنے سے خوب
ہوتا ہے مجھے اجازت دیجیے تو جا کر معاملہ یکسو کروں اسلوب شاہ نے اجازت دی محبوب خیر چشم
میدان میں آیا اور کہا کہ ای معروف کج کلاہ تو اکیلا کہانتک لڑیگا اول تو میرے ہی ہاتھ سے تیرا سلامت
بچنا دشوار ہے علاوہ اسکے اتنی فوج فراوان تیرے پاس کہاں کہ تو تاب مقابلہ لا سکے معروف کج کلاہ نے
کہا کہ ای محبوب خیر چشم فرض کرو کہ میں مارا بھی جاؤنگا تو اس دنیا کی زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ میں مثل
نقیروں کے ملک کو سوار کرکے بیچ دیتا محبوب خیر چشم نے کہا کہ تم ملک کو اس طرح نہ بیچو اسی میں آگیا
ہوں جس طرح تم کو لے آئی طرح بہار کے لیجاؤنگا لیکن اس شخص کو باندھ کے ہمارے حوالے کر دو
جسنے بادشاہ کو چاک کیا تھا ہم اسی طرح اسکا جگر چاک کریں گے یہ سنکے معروف کج کلاہ نے کہا کہ وہ
ایک پردیسی شخص تھا اس طرف بھی آنکلا تھا چند روز یہاں رہا اسکے بعد نہیں معلوم کہاں چلا گیا اگر تمکو اس سے
خصومت ہے تو ڈھونڈھ لو اور ہمارے یہاں اگر وہ موجود بھی ہوتا تو ہرگز نہ دیتے یہ کونسا انصاف ہے کہ وہ تو
ہماری طرف سے جانبازی کرے اور ہم اسکے ساتھ یہ سلوک کریں کہ اسکو باندھ کے دشمن کے حوالے کر دیں
اور وہ اب ملک کی شاہی تمہارے ساتھ کر بیٹھے اسلیے کہ ہمارے تمہارے اب وہ اتفاق نہیں رہی یہ سنکے
محبوب خیر چشم کو غصہ آیا کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم جان سے بیزار ہو خیر اُدھر اپنا اور دیکھو تماشا اس ہنر کا
کہ کیا ہوتا ہے معروف کج کلاہ نے کہا کہ یہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ حریف پر پیشدستی نہ کیا کرو محبوب خیر چشم
نے کہا کہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ جہانتک ہوسکے پہلے اپنا وار لو کہ دل کی دل میں نہ رہ جائے معروف شاہ
نے کہا کہ پھر دیر کیا ہے محبوب خیر چشم نے نیزہ مارا معروف کج کلاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور بند باندھا
محبوب خیر چشم نے اس بند کو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھا معروف نے اس بند کو بھی آسانی سے
کھول لیا چونکہ شاہزادہ سہراب ثانی کی تعلیم نے اسکو ایسا کر دیا ہے چند ہی لمحوں کی نوبت آئی ہوگی کہ معروف
نے نیزہ ہاتھ سے محبوب خیر چشم کے نکال دیا محبوب خیر چشم نے تلوار ماری معروف نے سپر بلند کی
تلوار لنگر دار تھی سپر کٹی بلادی کے معروف نے سر جھکا کے کھینچی تلوار سپر کو قلم کرکے گردن مرکب پر پڑی کہ گردن
اسکی قلم ہوئی اور مرکب نے جرجرا مارا معروف جلدی سے مرکب پر سے کود کر علحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر چلا کہ
اسکے گھوڑے کو بھی دو ٹکڑے کر ڈالوں محبوب خیر چشم بھی گھوڑے سے کود پڑا اور معروف کی طرف چلا معروف
نے تلوار ماری محبوب نے نکالی یہ ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے دونوں کشتی میں آدھا دن وہ بھی تمام ہوگیا شام
قریب آگئی عرفان شاہ خوش تھا کہ میرا فرزند تو کشتی میں کم نہیں ہے اگر اسنے تند اسلوب شاہ کو زیر کر لیا
تو گویا جنگ سر کر لی لیکن قضاے کار دو تین گھنٹے رو نالہ پاؤں معروف کا موشی خانہ میں جا کر پھنسا اوپر سے
محبوب خیر چشم نے زور کیا معروف سنبھل نہ سکا پاؤں جیسے پڑے تھے اکھڑ گیا بس چہرہ معروف کا زرد
ہو گیا بدن میں تھر تھری پڑ گئی محبوب خیر چشم نے کہا یہ کیا حالت ہے معروف نے کہا کہ پاؤں میرا ٹوٹ گیا
بس محبوب خیر چشم معروف کو چھوڑ کے علحدہ ہو گیا اور کہا کہ اب اپنا علاج کرو پھر لڑنا لوگ آکر معروف
کج کلاہ کو پالکی میں ڈال کر اٹھا لے گئے اور محبوب خیر چشم طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
عرفان شاہ نے دیکھا کہ سرداران نامی زخمی ہیں اب کوئی میدان داری کے لائق نہیں ہے بس پیادے بھی

مع لشکر گریز کرکے قلعہ عرفانیہ مین مقیم ہوا دارا سے قلعہ وار نے پہلے سے استحکام قلعہ کا کر رکھا تھا خندق پُر از
آب کردی اور پل تختہ ڈلوا دیا تھا دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تھا توپین برجون پر چڑھی ہوئی تیار تھین گولہ انداز توپون
پر مسلط تھے ماہ کھانے کا سوا لاکر دیگ کا پولا بارود کی ہانڈی بل کارخانہ سب چیزین درست تھین یہان جو صبح ہوئی
تو اسلوب شاہ کو خبر ہوئی کہ عرفان کجکلاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے پس اسنے اپنے فرزند سے کہا کہ اب
مہلت نہ دو ایسا نہو کہ کوئی دوسرا فرمان خداوندی عتاب آمیز نازل ہو کہ تم اب تک بہارستان مغرب کی طرف
نہین گئے محبوب شیر چشم نے کہا کہ یہ فعل شایان مردانگی کے خلاف ہے اسلیے کہ معروف کجکلاہ زخمی ہے
اگر وہ اچھا ہونے کے بعد بھی مقابلہ نکرے اس وقت دھاوا کرنا غیر مناسب نہوگا اس وقت تو کچھ اچھا
نہین اسلوب شاہ نے کہا کہ اگر تمکو حجاب آتا ہے تو مین کسی اور سردار کو حکم دیتا ہون اب قلعہ کا لے لینا
کوئی زیادہ دشوار بات نہین ہے جواب دیا کہ آپ اپنے فعل کے مختار ہین مین تو دھاوا نکرونگا اسلوب شاہ
مع لشکر کوچ کرکے قریب قلعہ آیا اور طبل جنگ بجوا دیا خبر اہل قلعہ کو ہوئی دارا سے قلعہ دار نے بھی
کوس حربی بجوا دیا لیکن معروف کجکلاہ نہایت پریشان ہوا اور عرفان کجکلاہ بھی متردد ہوا کہ اب کیا کرنا
چاہیے معروف نے کہا کہ مین محبوب شیر چشم کو نامہ لکھکر مہلت طلب کرتا ہون یقین ہے کہ وہ مہلت دینے
مین دریغ نکریگا عرفان شاہ نے کہا کہ اے فرزند اگر اسکو اپنی آن بان کا خیال ہوتا تو نقارہ جنگ ہی
کیون بجواتا معروف نے کہا کہ غیرت تو تم کرنا چاہیے ممکن ہے کہ یہ فعل کسی اور سردار کا ہو عرفان شاہ
خاموش ہو رہا معروف نے نامہ تحریر کیا اور ایک قاصد کے ہاتھ طرف لشکر اسلوب شاہ کے روانہ کیا جس وقت
قاصد دروازہ بارگاہ پر پہونچا اطلاع کرائی اسلوب شاہ نے بلوایا قاصد نے نامہ پیش کیا اسلوب شاہ نے
نامہ پڑھا اور جواب مین تحریر کیا کہ ہمکو بہارستان مغرب پر جانا ہے اتنی فرصت نہین کہ تمکو مہلت دین اگر
تم لڑنے کے قابل نہین ہو تو ملک کو ہمارے سپرد کر دو ہم چلے جائین یہ جواب نامہ کا جو معروف کو پہونچا نہایت
رنجیدہ ہوا اور باپ سے اپنے کہا کہ مکرم تیغ زن کو اب محبوس رکھنا اچھا نہین ہے اسلیے کہ وہ بھی روز کر اپنا وعدہ
تو پورا کریگا اور اگر اسلوب شاہ قلعہ پر قبضہ کر لیگا تو مکرم تیغ زن کو قید کی حالت مین پائیگا چونکہ کوفت
اٹھائے ہوے ہے اور دشمن ہو رہا ہے یقیناً بد سلوکی کریگا دوستی اسکے حق مین دشمنی ہو جائیگی اور وہ ایسا حلوا
بھی نہین ہے کہ کوئی اسکو کھا لیگا پس معروف کجکلاہ سوار ہو کر اس حجرہ کے پاس آیا جہان سہراب قید
تھے معروف نے دروازہ حجرہ کھلوایا جس وقت سہراب نے معروف کو دیکھا کہا اے معروف کجکلاہ تمہارے
یہان جانبازیون کا یہی صلہ ہوتا ہے جو میرے ساتھ کیا گیا ہے مین نے کونسی برائی کی تھی جسکے عوض مین تمنے
مجھکو قید کیا ہے معروف کجکلاہ نے کہا کہ اے برادر تمہی نیکی ہی معلوم ہوتی ہے تمنے تمہاری جان بچانے کی غرض
سے تمکو قید کر لیا تھا کہ اگر تم اپنے اختیار مین ہوگے تو مقابلہ حریف کو ضرور جاؤگے باز نہ آؤگے لیکن بد بختی
نے منہ دکھایا کہ بعض سے سردار مقابلہ اسلوب شاہ مین مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے چنانچہ
مین بھی اور فرزند اسلوب شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اب وہ مہلت نہین دیتا طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو قلعہ پر دھاوا
ہو جائیگا آج مجھکو یہ خیال ہوا کہ اگر تمکو اسی طرح قید رکھا گیا اور اسلوب شاہ کی فتح ہوئی تو تمہاری دل
کی دل ہی مین رہجائیگی اور وہ تمہارا دشمن جانی ہے زندہ ہرگز نچھوڑیگا اس سے جب مرنا ٹھہرا تو ہاتھ پاؤن
ہلا کے مرنا قید ہوکے بے بسی کی موت سے بہتر ہے یہ سنکے سہراب نے کہا کہ افسوس تمنے بڑی جہالت کی کوئی
ایسی بھی حرکت کرتا ہے اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو مین شکار کے بہانے یہان سے نکل جاتا اور وقت جنگ آکر شریک
ہوتا خیر گزشتہ را صلوٰۃ اب بھی کچھ نہین گیا ہے کیا غنیمت ہے اسکی کہ میری موجودگی مین کوئی قلعہ کے اندر قدم

رکھ سکے معروف شاہ نے کہا کہ بلا دو آہنگروں کو سہراب نے کہا کہ آہنگروں کی کیا ضرورت ہے یہ قید ایسی نہیں ہے
جسے میں توڑ نہ سکوں صرف وقت کا منتظر تھا یہ فرما کر ہاتھ کی ہتھکڑیوں کو بیڑیوں میں ڈالکر جو زور کیا قید کی تار
عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا اور ساتھ معروف شاہ کے پاس خرقان کجکلاہ کے آئے اور فرمایا کہ
آپنے غضب کیا کہ مجھے ایسے وقت میں قید کر کے مجبور کر دیا سپاہی اسی دن کے واسطے نوکر رکھے جاتے ہیں آپکو
یاد نہیں کہ میں نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ میں مرد ہوں اور مرد کی نوکری کرتا ہوں آپنے اپنی مردانگی تو دکھائی کہ
زبردست حریف سے مقابلہ کیا لیکن میری جرأت و مردانگی کو برباد کر دیا خیر ہرچہ گذشت گذشت آیندہ
خیال رکھیگا خرقان شاہ نے کہا کہ بیشک غلطی ہوئی بعد اسکے سہراب شفاخانہ میں آئے سب زخمیوں کی
حالت دیکھی استفسار مزاج کیا اور ہر ایک سے شکایت کی کہ اگر بادشاہ کی عقل پر پتھر پڑ گئے تھے تو تم لوگوں کو
کیا ہوا تھا کہ تمنے بھی مجھے رہا نکر دیا ہر ایک نے کہا کہ ہم مجبور تھے کہ خلاف بادشاہ نہ تھے علاوہ اسکے یہ خیال
تھا کہ ستارۂ اقبال بادشاہ کا بدی پر ہے فرمایا کہ جسکی تیغ اسکی دیگ سارا اقبال فوج کی قوت ہے یہ تو پہلے ہی سے
معلوم تھا کہ حریف کے ساتھ زبردست سردار ہیں یہ تو یہاں انتظار صبح میں تھے ہیں لیکن محبوب شیر چشم
نے یہ خیال کیا کہ اگر میں لشکر میں موجود ہوں تو میری جرأت و بہادری میں داغ لگ جائیگا یہ سوچکر بہانہ شکار رات تو
رات ہی کو صحرا کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنے ملازمین سے کہدیا کہ اگر والدہ ماجدہ مجھے پوچھیں تو کہدینا کہ وہ
شکار کو گئے ہیں شام تک آجائینگے الغرض جب صبح ہوئی تو اسلوب شاہ نے اپنے سرداروں کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تم میں سے ایسا کون ہے کہ قلعہ عرفانیہ پر جائے یہ سنکے دریدمردم دوڑ کے اٹھ کھڑا ہوا اور بارہ ہزار
سوار اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ عرفانیہ کے روانہ ہوا یہاں صبح ہوتے ہی سہراب نے سلاح پر آراستہ کیے
دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر میدان میں آکر خیمہ زن ہوئے ایک لاکھ سوار بھی قلعہ کے باہر
آگئے اور چند قدم آگے بڑھ کر صفیں جما کر کھڑے ہو گئے جسوقت دریدمردم در سامنے قلعہ کے آیا
تو دیکھا اسنے کہ ایک جوان حسین لاکھ جوانوں سے آگے قلعہ کے صف آرا ہے دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے
توپیں گرا دی گئی ہیں سرداران زنگی فصیل قلعہ پر بیٹھے ہوئے ہیں پس اسنے ایک سوار کو بادشاہ کے پاس
روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قلعہ سے ایک شخص لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے باہر آیا ہے اور سر میدان مقابلہ
کرنے کو موجود ہے لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ وہی شخص ہے جسنے ابرق دیو سپید کو مارا ہے میں مقابلہ کرتا ہوں
لیکن جنگ وہ سردار آپ بھی لشکر کو لیکر آجایئے جسوقت سوار نے جاکر اسلوب شاہ کو آگاہ کیا تو [illegible]
سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا یہاں دریدمردم در میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار
نیزہ زمین پر گاڑا دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ اے جوان الود مجھ سے سامنا کر تیرے بڑے وعدے دور دور شہرے
ہیں میں بھی تو دیکھوں کہ تو کیسا بہادر ہے یہ سنتے ہی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا اور [illegible] کی طرف چلے
درید نے بھی سپر سنبھالی اور بارادہ نیزہ زنی چلا وسط میدان میں آکر نگاور چل سپر سے سپر لڑی چنگاریاں
سپروں سے اڑیں پانچ قدم مرکب درید کا پسپا ہوا اور مرکب سہراب کا اسی جگہ قائم رہا دیکھنے والوں نے
دیکھ لیا اور معلوم کر لیا کہ دونوں میں کتنا فرق ہے درید نے نیزہ مارا سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر کاٹا اور
تیسری طعن میں نیزہ ہاتھ سے درید کے نکال دیا ایوان نیزہ بازاً اچھل پڑا معروف کجکلاہ نے
بھی تعریف کی درید نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس فن کو تو خوب جانتا ہے یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور سر پر
سہراب کے وار کیا سہراب نے وار اسکا پشت سپر پہ روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا لگایا مع رکیب مرکب
چار ٹکڑے ہوئے قلعہ سے صدا واہ واہ کی بلند ہوئی اسلوب شاہ بھی مع لشکر آپہونچا تھا اسنے

بڑے جوان کو اس طرح دو ٹکڑے ہوتے دیکھا متحیر ہوگیا کہ تنہا بڑا کاٹ اسکی تلوار میں ہے پھر اپنے لشکر کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ کون ہے جو اس سرکش سے انتقام لے یہ سنکے ترہد جیران مقابلہ کو آیا اور چیکا وار کیا سہراب نے
تیغ کی شاخ حیات کو قلم کر کے ہاتھ تیغ آبدار کا کمر پر مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے خلاصہ یہ کہ دو پہر کی میدان داری
میں بیس سواروں کو جان سے مارا اور کئی کو زخمی کیا جب یہ حالت اسلوب شاہ نے دیکھی تو اپنے لشکر کو آواز دی
کہ یہ آدمی نہیں کوئی بلا ہے ایک ایک کر کے تو یہ لشکر کا خاتمہ کر دیگا اسے گھیر کے مار دو بس یہ سننا تھا کہ سات لاکھ سوار
یورش کر کے چلے ادھر سے انکے ایک لاکھ جوان آ پڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی اہل قلعہ نے جو یہ
حالت دیکھی جن سرداروں کے زخم اندمال پا چلے تھے سب کے سب پٹیاں باندھ باندھ کے گھوڑوں پر سوار ہو
کے اور فوج لیکر قلعہ سے نکل پڑے اور شریک جنگ ہوئے خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور تلوار
چلنے لگی ہر طرف سے صدائے تکبیر و رزم بلند ہوئی کہ ایک صحرا سے تیرہ گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آیا
ہے جو گرد کا یک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گروہ سے شغاد شیر دل چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا دیکھا اسنے
کہ لشکر بادشاہ سے اور لشکر حریف سے جنگ ہو رہی ہے یہ بھی آکر شریک جنگ ہوا یہ جو وقت قید سے
رہا ہوا ہے تو عرفان شاہ سے اجازت لیکر اپنے مکان چلا گیا تھا وہاں اسنے خبر پائی کہ بادشاہ پر غنیم کی
چڑھائی ہے اور تمام سردار مع ولیعہد زخمی ہو چکے ہیں تو یہ چالیس ہزار سوار سے آکر شریک جنگ ہوا ادھر
محبوب شیر چشم جو بہادر شکار کو گیا تھا اسکو معلوم ہوا کہ قلعہ سے ایک شخص نے نکلکر بہت سے
پہلوانان شہر اسلوبیہ کو مارا ہے وہی شخص ہے جسنے امیروں کو مارا تھا پس محبوب شیر چشم بھی چل کھڑا ہوا اُس
طرف سے لشکر شاہزادہ سہراب بن رستم کا اپنے آقا کی تلاش میں چلا آتا تھا جس وقت شہر عرفانیہ
میں پہونچا تو یہاں ہنگامہ جدال گرم دیکھا اور آواز نعرہ سہراب کی سنی یہ سب بھی آ پڑے اور شریک جنگ ہوئے
ساکنان شہر عرفانیہ حیران تھے کہ چالیس ہزار پر خروش کہاں سے آگئے اور کسکی وجہ سے شریک جنگ ہوئے
ہیں لیکن شاہزادہ سہراب اپنے لشکر کے آجانے سے نہایت خوش ہوئے کوئی پہر بھر کامل ایسی تلوار چلی
کہ سم مرکبوں کے غرق خوں ہو گئے اور کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار نظر آنے لگے ہر طرف کشتوں کے
تڑپنے کا تماشا تھا قضا دامن پھیلائے ہوئے متاع جان لوٹتی پھرتی تھی گویا برق شمشیر کا لپکا رہا تھا بادل
سروں کے چھائے ہوئے تھے بارش خون کی ہو رہی تھی اولے سروں کے برس رہے تھے اسقدر غول اُٹھا
تھا کہ دامن زمین سروں کے رنگین ہو گئے تھے اسی اثنا میں جانب صحرا سے گرد اُڑی اور محبوب شیر
چشم چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور لشکر عرفان بکلاہ پر گرا دیکھا اسنے کہ ایک جوان حسین [illegible]
ہو انحسن اسلوب شاہ کے قریب پہونچ گیا ہے بس اسنے دہن سے نعرہ کیا کہ اے مرد میدان ابھی تخت
بادشاہ کی طرف نہ جا کہ میں صحیح وسالم موجود ہوں آ مجھ سے سامنا کر کہ مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا
اگر میں یہ جانتا کہ تو قلعہ کے باہر نکلکر مقابلہ کریگا تو میں ہرگز کہیں نہ جاتا میں تو اپنے کو بدنامی سے بچانے کے
واسطے چلا گیا تھا سہراب نے کہا کہ میں تیری خود سرگزری کو موجود ہوں یہ کہکر باگ موڑی اور طرف
محبوب شیر چشم کے چلے اس طرف سے یہ دریا ے لشکر کو چیرتے چلے جاتے تھے ادھر سے اسی طرح سے
محبوب شیر چشم کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگاتا چلا آتا تھا راستے میں سامنا ہوا محبوب شیر چشم نے
کہا کہ ضرب بہادری کی فرمایا پیشدستی ہمارا شیوہ نہیں ہے محبوب شیر چشم نے خشم آلودہ ہوکر تلوار ماری سہراب نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تو قاش کر زمین سے اٹھا لیا ہر چند
محبوب شیر چشم نے تڑپ تڑپ کے ہاتھ پاؤں مارے کچھ نہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے کہاں پھینکوں

محبوب شیر چشم نے کہا کہ اپنے قدمون کے سوا دور نہ پھینکیگا مین بہادر کا غلام ہون قابو پرستی میرا شیوہ نہین سہراب
نے مسکرا کے آہستہ سے پشت مرکب پر بٹھا دیا اسلوب شاہ فرزند کے زیر ہوتے ہی بددل ہوگیا تھا جیسے ہی سہراب
نے اسکو چھوڑ دیا جلدی سے اسلوب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہوے اور اپنی اپنی
فرودگاہ کی طرف چلے لیکن محبوب شیر چشم ہمراہ رکاب ہوا سہراب نے کہا کہ تو اپنے لشکر مین کیون نہین جاتا اسنے
کہا کہ اب مین آپ کو چھوڑ کے کہان جاؤنگا فرمایا کہ مین تو تیرے باپ کا ملازم ہون عرفان تجلکلاہ تیرے باپ
باپ کا خراج گزار ہے اور مین اسکا سپہ سالار ہون محبوب شیر چشم نے کہا کہ آپ میرے مالک ہین ملازم آپکو
کون کہہ سکتا ہے بڑے بیوقوف ہین شہر عرفانیہ والے کہ انہون نے آپکو اجتک نہ پہچانا صاحبقران کو سنا تھا
اور آپ کو دیکھا ہمارے صاحبقران آپ ہی ہین یہ کہتا ہوا دامن سے لپٹا ہوا چلا عرفان تجلکلاہ سہراب
پر سے نثار کرتا ہوا لایا اتنے چالیس ہزار سرجوشون نے اکر سہراب کو گھیر لیا اور سیارہ ثانی نے آکر
رکاب کو بوسہ دیا گو بظاہر بھی تمام لیا یہ دیکھکر عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سرجوش کہان سے آئے ہین اور کسکے
ملازم ہین سہراب نے تو کوئی جواب نہین دیا لیکن ان سب نے کہا کہ یہ آقا ہمارے ہین راستے مین آہو
کے تعاقب مین جاکر ہمسے جدا ہو گئے تھے یہان آکر ہمنے انکو پایا یہ سن کے عرفان شاہ کے کان کھڑے
ہوے اور اب یہ سمجھا کہ یہ شخص تو خود شاہ و شہریار معلوم ہوتا ہے اب دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کس مقام کا
فرمانروا ہے اور نام اسکا کیا ہے غرضکہ جسوقت عرفان شاہ تجلکلاہ اپنی بارگاہ مین پہونچا تو تخت پر بیٹھا چتر گردش
مین آیا تمام سردار دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوے شاہزادہ سہراب ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے اور برابر اپنے
دنگل پر محبوب شیر چشم کو جگہ دی اس وقت عرفان شاہ نے کہا کہ اے مکرم تیغزن اب آپ اپنا
نام اصلی ظاہر فرمائیے کہ آپ گل کس بوستان کے ہین چراغ کس شبستان کے ہین یہ تو معلوم ہوگیا کہ آپ خود
فرمانروا ہین اس طرف راستہ بھول کر آ نکلے آپنے جان بچائی سلطنت بچائی بات رکھی ہم آپ کے ممنون
احسان ہوے لیکن اسوقت تک نام اصلی تک معلوم نہین یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی نے ارشاد فرمایا کہ
اے عرفان شاہ آگاہ ہو کہ نام اصلی میرا سہراب بن رستم ثانی ہے مین پوتا ایرج نوجوان کا اور پرپوتا شاہزادہ خاور
سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ہون جسنے لقا کی فوج بے پایان پر اٹھائیس شبخون مارے
اور دختر لقا سے عقد کیا جسکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوے اور مین بھی انشاءاللہ لشکر ساریق بن لقا
کا وہی حال کرونگا جو قاسم نے کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ آپتو ہر طرح لائق پرستش ہین کہ سلسلہ قرابت
خداوند سے رکھتے ہین سہراب نے کہا اے عرفان شاہ اس خرنا شخص کو خداوند کہتے ہو خداوند کی بھی یہ شان ہے
کہ بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرے آخرکار صاحبقران اول نے گرفتار کرکے لقا کو قتل بھی کر ڈالا اگر خداوند
ہوتا تو قتل ہوتا لقا اک بادشاہ تھا اپنی زور حکومت سے خداوند بن بیٹھا تھا ساحرون نے عجائبات سحر سے لوگون
کو برگشتہ کرکے لقا کا مطیع بنا دیا تھا تم ساریق کے پیرو ہو اسکے بیٹے ہو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو مطیعان لقا
کا ہوا تھا یہ سنتے ہی تمام اہل دربار مع عرفان شاہ تجلکلاہ ساریق کی طرف سے اعتقاد ہو کر برگشتہ ہوگئے اور کہا
کہ بیشک آپ سچ کہتے ہین خدا وہی ہے جسے آپ خدا کہتے ہین ساریق تو مثل ہمارے انسان ہے جو آپ کے
دین مین آئے وہ بچ سکتے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے محبوب
شیر چشم بھی مسلمان ہوا اور اسنے عرض کی کہ اے شہریار مین جاتا ہون اور اپنے باپ کو بھی مسلمان کرتا ہون فرمایا
جاؤ مگر ایسا ہو کہ اس نیکی کا عوض بدی یاد رہے تمہارا باپ تمکو قید نکرے عرض کی کہ راہ اسلام مین قید ہونے مین بھی
فخر حاصل ہوتا ہے یہ کہکے رخصت ہوا ادھر اسلوب شاہ کو ہوئی کہ فرزند آتا ہے آگے سے سرداران کو استقبال کے

لیے روانہ کیا جب محبوب شیر چشم ساشاہ نے باپ سے کہ پہونچا شاہزادہ سہراب ثانی کی بجد شاد و صفت کی اور
عرض کی کہ مین نے بیٹے نو دین مبین اسلام کو قبول کیا اگر آپ انجام بخیر ہونا چاہتے ہین تو آپ بھی اسی دین
مبین کو اختیار کیجیے یہ سنکر اسلوب شاہ نے کہا کہ اے فرزند حقیقت مین ساریق بن بقا سے کہ ہم اسلام
ہمتا ہو آپ ہی سنجاب شاہ کو اپنا سپہ بنایا اور آپ ہی اب اُسکے بنانے کے واسطے تو مین بیچ رہا ہی
اگر یہ خداوند ہوتا تو موت زیست کا مالک ہوتا ہین سے روح سنجاب قبض کرلیتا ہزارون کا خون
کرواتا ایک شخص کے لیے یہ تو عاجزی کا فعل ہے ہین سے لعنت کی ساریق پر مجھے خدمت مین
اس شہریار کے بھیجو مین تو اس وقت سے اسکا بندہ بے درم ہوگیا ہون جب اُسنے مجھے زیر کرکے
چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا جسکے ساتھ اسقدر دشمنی کی جاے وہ ایسی رعایت کرے مین خدمت مین اس
شہریار عالی وقار کے چلتا ہون یہ کہکے مع سواران سلام و زخمی خدمت مین شاہزادہ سہراب بن رستم
کے روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ کو پہونچی کہ اسلوب شاہ آتا ہی شاہزادہ نے تمام سرداران کو واسطے
استقبال کے بھیجا اور عرفان بجگلاہ سے کہا کہ تمہین بھی پیشوائی کے واسطے جانا چاہیے اسلیے کہ تم اُسکے
ماتحت تھے عرفان شاہ بجگلاہ اسی وقت روانہ ہوا اور بعزت تمام اسلوب شاہ کو لیکر بارگاہ مین آیا
تخت پر جگہ دینا چاہی اسلوب شاہ نے کہا کہ ابھی تو مین اس شہریار کا مجرم ہون لایق تخت پر بیٹھنے کے
نہین ہون میرے قصور کو عفو فرمایے مین نہ جانتا تھا کہ آپ نور نگاہ رستم ثانی اور زبیر و رستم اول ہین یہ
لطف و کرم دشمنون پر سوا آپ کے خاندان کے دوسرے مین نہین ہی مین بدل مذہب آپکا قبول
کرتا ہون اور لعنت بھیجتا ہون ساریق بن بقا مردود پر مجھکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایے شاہزادہ نے اسلوب شاہ
کو بھی اسکے سرداروں سمیت مسلمان کیا اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا تخت پر بٹھایا دونون بادشاہ
گلے ملے اور دونون طرف کے سردار بھی آپس مین بغلگیر ہوے کئی روز جشن خوشی رہا روز آخر
محبوب شیر چشم نے عرض کی کہ مین نے تو آج سے ملکہ کو اپنی پیر و مرشد سمجھ لیا اور جس طرح ایک بھائی
اسکا معروف بجگلاہ ہی اسی طرح دوسرا بھائی مین ہون اب حضور کو اختیار ہی کہ جسکے ساتھ ملکہ کا عقد
کرین چاہے کسی دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ دیدین مجھے کوئی سروکار نہین ہی فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا اے
محبوب شیر چشم اگر تم ملکہ کو بہن نہ کہہ بیٹھتے تو مین تمہارے ساتھ عقد کردیتا مگر تم نے کالی چڑھا کر مجبور
کردیا غرضکہ جب یہان کے انتظام سے فراغت ہوئی بتخانے توڑ کر مسجدین بنوائین اور سکہ تمام پر بادشاہ
اسلام کے جاری کرایا تب کوچ کرکے شہر اسلوبیہ مین آئے اس شہر کو بھی اسلام آباد کیا اور یہان سے
کوچ کرکے دونون بادشاہون سمیت جانب گلستان باختر روانہ ہوے وزراے سلطنت کو
انتظام کے لیے چھوڑا چار لاکھ کی فوج شہر اسلوبیہ سے ساتھ کی اور دو لاکھ شہر عرفانیہ سے باقی فوج
انتظام ممالک کے واسطے چھوڑ دی اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت بربادی بہارستان مغرب کے پہونچنا سرکش تیرانداز اور نرکش ناوک انداز اور راجہ جار سنگ بدکا چار لاکھ کی جمعیت سے زخمی ہونا رفیع زرنجت و سکندر کا برباد ہونا قلعہ جبل لحدیہ کا دستیاب ہونا دونون شاہزادون کا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا مختصر

زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا / پھر لبوں کی یاد نے چپ کر دیا
دل میں پر درد اب مزہ ہے عشق کا / اے مسیحا پوچھتا ہے حال کیا
تیری آنکھوں کی قسم بیمار ہیں

اسکو اندیشہ نہیں پرویز کچھ / مرنے سے ڈرتا نہیں پرویز کچھ
یاس کو دھڑکا نہیں پرویز کچھ / خوف برزخ کا نہیں پرویز کچھ
ہم ستم علام حیدر کرار ہیں

بیا بشنو ای ہمدم داستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ سنجاب شاہ مغربی بھاگ کر قلعہ بہار میں پناہ گزین ہوا ہے اور شاہزادہ رفیع البخت انتظام شہر سنجابیہ میں مصروف ہیں شاہزادہ سکندر رستم تو قلعہ جبل الحدید میں تشریف فرما ہیں جسوقت رفیع البخت انتظام شہر سے فارغ ہو چکے تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ بہار کے روانہ ہوئے یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو ہو چکی تھی کہ رفیع البخت قلعہ کی طرف آتے ہیں سنجاب شاہ نے قلعہ کی درستی کا حکم دیا اور فصیل قلعہ پر آکے دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد اٹھی اور شاہزادہ رفیع البخت چالیس ہزار سوار سے سامنے قلعہ کے پہونچکر خیمہ زن ہوئے اور نقارہ رزمی بجوادیا قلعہ پر بھی نقارہ بجا تمام رات تیاری جنگ ہوا کی سپیدہ سحری نمودار ہوا تو شاہزادہ نے اٹھکر فریضۂ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ تن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہو کر تن تنہا قلعہ کی طرف چلے لوگوں نے ساتھ چلنے کا قصد کیا رفیع البخت نے منع کیا ہمراہیان رفیع البخت تو پرا جما کے کھڑے رہے اور خود شاہزادہ گرز ہاتھ میں لیکر دامن زرہ گردان کر مرکب پر سوار ہوا اور جانب قلعہ روانہ ہوا ادھر سنجاب قلعہ ہوا کر فصیل بند دروازے پر بیٹھا دوربین لگا کر دیکھنے لگا دیکھا کہ رفیع البخت تنہا آتا ہے پس اسنے گولہ اندازوں کو حکم فیر کرنیکا دیا اور آگاہ کر دیا کہ یہ سوار آتا ہے نشانہ باندھ کے گولے مارنا شروع کر دو کوئی گولہ تو قضا کا لگ ہی جائیگا گولہ اندازوں نے شصت باندھ کے گولے مارنا شروع کیے اس طرح گولہ اندازوں نے تاک تاک کے گولہ باری کی کہ اہل دیکھنے والے حیران تھے رفیع البخت گولوں کو دیکھ کے سیدھے چلے جو داہنے جانب آیا اسکو گرز سے رد کیا جو بائیں جانب آیا اسے سپر پر روکتا تھا یہانتک کہ جب گولہ اندازوں نے یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے خاک کا ذرہ ذرہ اڑا دیا اسوقت ہاتھ کو اپنے روکا دھواں ہوا سے منتشر ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ رفیع البخت زیر دیوار قلعہ کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اے قلعہ دار اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو سنجاب شاہ کو بھیج دے ورنہ اندر قلعہ کے آکر تمام قلعہ کو تاخت و تاراج کر دونگا اسی وقت قلعہ سے سانپ کا سوالا کرک کا تیل کا کڑاہ بارود کی ہانڈی سب چیزیں پھینکی گئیں مگر کسی چیز نے اثر نکیا رفیع البخت نے ان سب چیزوں کو رد کر کے خندق پھاندنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار ظاہر ہوے رفیع البخت نے خیال کیا کہ اس گرد کا انتظار کر لینا چاہیے ادھر آنے دو اتنے گرد کا فنگافتہ ہوا اور علم گرد سے نکلا کہ ناوک انداز پیدا ہوئے آگے آگے انکے دو سرکش پہلوان زبردست تیر کمان لیے ہوئے پھر ہر دو سر علموں کے بتعریف سادیق حد لقا کی تحریر تھی نمودار ہو کے ان ناوک اندازوں کو معلوم ہوا کہ وہ شخص یہی ہی جو سر فتنہ بہار مغرب ہی اور سنجاب شاہ اسکے خوف سے قلعہ بند ہوا ہی پس ان دونوں نے کمانیں دوش سے لیں اور ترکشوں سے تیر کھینچے تیر انکے نیزوں کے برابر تھے خود بھی دیوان سرکش تھے انھوں نے رفیع البخت کو تاک کر برابر سے تیر سر کیے ساتھ ہی انکے

وہاں کچھ کمانیں کڑکیں اور اس کثرت سے تیر آئے کہ زمین چھپا یہ ہوگیا۔ رفیع البخت نے تیر بہت سے قلم کیے
لیکن کئی تیر لگ ہی گئے دونوں پاؤں اور ہاتھ زخمی ہوئے رفیع البخت نے مرکب کو رانوں میں سیلا اور
اتنی مہلت نہ دی کہ دوبارہ تیروں کو سپر کرسکتے تلوار کھینچ کر جا پڑے اور ناوک اندازوں کو قتل کرنا شروع کیا
یہ دیکھ کر سنجاب شاہ نہایت خوش ہوا کہ خداوند نے کیا وقت پر کمک بھیجی ہے لشکر رفیع البخت کے چالیس ہزار
سوار گھوڑے دوڑا کر چلے کہ شریک جنگ ہوں ناگاہ وہاں کمین گیر کھڑا ہوا ہے ناوک اندازوں نے
انپر بھی باڑھ تیروں کی ماری بیس ہزار کے قریب گر گئے تیس ہزار آکر ناوک اندازوں پر گرے تلوار چلنے
لگی۔ یہ خبر لاہور تیز گام نے جا کر سرداران رفیع البخت کو دی کمک سارا لیکھ ہے وہاں کم ناوک انداز آئے
ہیں شاہزادہ زخمی ہوا اور لشکر میں گھرا ہوا ہے یہ سنتے ہی نیب مغربی قمقام مغربی صمصام مغربی ہشام مغربی
قیصر تیغ زن سرمست فیل زور یہ سب کے سب مرکبوں پر بیٹھ بیٹھ کے روانہ ہوئے اور تعاقب میں انکے
فوج بھی چل کھڑی ہوئی ادھر مہتر سرخیل نے جا کر قلعہ جبل الحدید میں شاہزادہ سکندر رستم خو سے اطلاع
کی کہ ادھر ایسا غضب ہوا جلد تشریف لے چلیے ناوک اندازوں نے شاہزادہ رفیع البخت کو گھیر لیا ہے وہاں
کا یورش ہے اور شاہزادہ کے ساتھ چالیس ہزار سوار تھے جس میں سے اب بارہ تیرہ ہزار باقی رہتے ہوں گے
باقی سب قتل ہوگئے یہ سنتے ہی شاہزادہ جنگجو رستم خو جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوئے بعد انکے
جانے کے ایکسہزار شل عنطر دیو کش اور عنقاے کوہ پیکر اور محراب کمان کش کے جلدی جلدی
مرکبوں پر سوار ہو ہو کے روانہ ہوئے لیکن الست دیوانہ اور کشتاج زرہ پوش شکار کو گئے ہوئے تھے
یہ اس حالت سے بیخبر تھے باقی کل سردار چل کھڑے ہوئے ادھر سنجاب مغربی بھی مع لشکر قلعہ بہار سے
نکلا اور ناوک اندازوں کا شریک ہوا باقیماندہ فوج بھی رفیع البخت کی کام آگئی اب انپر حلقہاے کمند
پڑنے لگے یہ برابر حلقوں کو کمند کے تلوار سے کاٹتے جاتے ہیں اور لڑتے جاتے ہیں کہ اک مرتبہ شہر سنجابیہ کی
جانب سے گرد اٹھی اور ساتھ سرداران نامی رفیع البخت کے نمودار ہوئے پشت پر انکے ایک لاکھ
سوار تھے جیسے ہی ناوک اندازوں نے دیکھا کہ کمک اس غدار پرست کی آتی ہے پچاس ہزار کا غول پرے
جما کر کھڑا ہوا اور باڑھ ماری پچیس ہزار سوار مرکام آگئے زمین پر گر کے تڑپنے لگے اور سرداران رفیع البخت
بھی پہونچنے نپاے تھے کہ زخمی ہوگئے لیکن اسی حالت زخمداری میں پچھتر ہزار سوار سے آکر گرے اور جنگ
کرنے لگے جس طرف شاہزادہ رفیع البخت غرق خون لڑ رہے تھے یہ بھی اسی طرف حملہ کرکے پہونچ گئے اور
شاہزادہ کو حلقے میں لے لیا پھر جنگ اچھی طرح ہونے لگی اب گیارہ بارہ لاکھ کا یورش ہے اور ادھر صرف چھ
تن یا چند سردار ہیں تھوڑے سے زخمی ہیں اور پچیس ہزار انکا کام آگئے اگرچہ فوج رفیع البخت اور سکندر
کی بھی قریب سات لاکھ کے ہوگئی تھی لیکن سب متفرق تھی جو لوگ خبر پاتے جاتے ہیں دوڑتے جاتے ہیں
لیکن قریب پہونچنے بھی نہیں پاتے ہیں کہ آدھے رہ جاتے ہیں غرض عدا پرستوں پر تنگ ہے کہ اک مرتبہ پھر گرد
اڑی اور نعرہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہوا دیکھا سکندر نے کہ رفیع البخت نرغہ میں لڑ رہے ہوئے
تڑ رہے ہیں پس پیش سے نعرہ کیا کہ اے بھائی کانوں بچا میں آپہونچا نعرہ کی آواز سنتے ہی ناوک انداز ادھر
پلٹ پڑے اور تیر برسانا شروع کیے سکندر نے گھوڑے کو سرپٹ ڈالدیا بچنے کو سپر سے بچایا اور تیروں
کو قلم کرنا شروع کیا ہمراہیان رفیع البخت کو وقت غنیمت ملا یہ بھی یورش کرکے چلے کہ ناوک انداز سکندر
کی طرف متوجہ تھے ہمراہیان سکندر سے بارہ ہزار سوار کام آگئے اور سرداران سکندر بھی زخمی
ہوئے لیکن یہ سب کے سب آکے جو گرتے ہیں تو ایسی تلوار برسائی کہ ناوک اندازوں کے

بھی چھوڑ دیے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے اب وہان کے آدمیون کے قریب اہل اسلام کے
ہین اور تیرہ لاکھ کفار ہین خوب تلوار چل رہی ہے لیکن سکندر رو اور ہمراہیان سکندر نے آتے ہی ناوک اندازو
کا ستھراو کر دیا کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے قریب بیس ہزار کے ناوک اندازون میں سے
بھی کام آ چکے ہین کہ لیکا یک پھر گرد اڑی اور احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز دولاکھ سنگ اندازون
سے نمودار ہوے اور یا نکو معلوم ہوا کہ جنگ ہو رہی ہے بس یہ لشکر سکندر رستم خو کے عقب سے آئے اور
انھون نے بارش پتھرون کی ماری سنا سن کی صدا پیدا ہوئی اور پتھر برسنے لگے کیسا شاہ نو کہ کیسا کیسا سر
پھٹا جس پر ایک پتھر بھی پڑ گیا وہ بیکار ہو گیا اب شاہزادہ سکندر نے سنگ اندازون کی طرف رخ کیا
اور گھوڑے کو اڑا کے ان کے غول پر جا پڑے ناوک اندازون نے مہلت پائی انھون نے تیر برسانا
شروع کیے اب لشکر سکندر بیچ مین سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے آ گیا ادھر چلتے ہین تو ادھر
سے پتھر برستے ہین ادھر چلتے ہین تو تیر برستے ہین کسی طرف امان نہین ہے اس وقت افسران فوج نے داہنی
اور بائین جانب رخ کیا اور دونون لشکرون کے پیچھے ہو کر نکلے اس اثنا مین آفتاب غروب ہو گیا
لشکر سنجاب شاہ مین رن مشعلین روشن ہوئین یہ لشکر بے سر و سامان بھی تھا شام ہوتے ہی جسکا جدھر
منھ اٹھا لکلو سوا چلا گیا سکندر رو اور رفیع البخت اسقدر زخمی ہوے کہ بیہوش ہو گئے گھوڑے انکو بھی
لے نکلے کفار نے نقارہ فتح بجایا اور جشن برپا کیا رات آرام سے گزاری جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ کی
بارگاہ مین سب جمع ہوے چونکہ ابھی یہ چار علی سرداران تازہ وارد ہوے تھے آتے ہی آئی بڑی مہم سر کی سنجاب شاہ
خوف کے مارے ہر قسم کی خاطر مدارات مین مصروف ہے ابھی کسی نے کچھ نکہا بلکہ یہ پوچھا کہ دو دشمن کہان
ہین اور وہ دونون شاہزادیان کس مقام پر ہین سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ قلعہ جبل الحدید مین ہین
احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز نے ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز
سے کہا کہ تم یہان کا انتظام کرو اور ہم بربادی قلعہ کے واسطے جاتے ہین اور شاہزادیون کو گرفتار کر کے
لاتے ہین یہ کہکر یہ دونون تو اپنی فوج کو ساتھ لیکر طرف قلعہ جبل الحدید کے روانہ ہوے اور یہان
ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز نے پہلے تو کشتون مین سکندر رو اور رفیع البخت کو تلاش
کیا جب نہ پایا تو کہا خیر دیکھا جائیگا اب انکی زندگی موت سے بدتر ہے اسلیے کہ بد ہیئت و پابین فوج تباہ
ہو گئی خود زخمی ہوکر خدا جانے کہان سوار ہی رواں ہو گئے جتنے دنون مین وہ اچھے ہونگے آتے دنون مین
سنجاب شاہ اور دونون شہزادیون کو لیکر خدمت خداوند مین پہونچ جائینگے غرضکہ جب کشتون کے
دفن سے فراغ حاصل ہوا تو ترکش ناوک انداز نے سنجاب شاہ کو پیام ساریق کا دیا اور کہا کہ ترکے
بارے مین یہ حکم خداوند ساریق کا ہے کہ گرفتار کر کے لانا عزت سے اور جسکو لائق انتظام دیکھنا
اسکو حاکم کر کے لیجانا تاہم جسکو مناسب جانینگے نائب بنا کر بھیج دینگے یہ سنکے سنجاب شاہ نہایت
پریشان ہوا کہا کہ میرا کیا قصور ہے تم لوگون نے دیکھا کہ مین خود اس غارت پرست کے ہاتھ سے کیسا تباہ ہوا لیکن
اطاعت اسکی اختیار نہین کی اور خداوند کی پرستش سے منھ نہین موڑا ترکش ناوک انداز نے
کہا کہ یہ عذر خداوند کے سامنے پیش کر دیجیے گا وہ چاہیگا معاف کریگا چاہیگا نہ بخشیگا ہم جتنا حکم پا کر آئے
ہین اسکی تعمیل ضرور کرینگے سنجاب شاہ نے ہراسان ہو کر نجم اختر شناس کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا
کہ اگر مین ایسا جانتا تو رفیع البخت کی اطاعت اور پرستش خداے برحق کی اختیار کر لیتا افسوس کہ دنیا
اور عقبی دونون خراب ہوئین نجم اختر شناس نے بھی اشارے مین سمجھایا کہ آپ نظر پروردگار حقیقی پر

رکھیے وہ مدد کرنے والا ہی لیکن عمدہ اپنے ثابت ہینگے ترکش ناوک انداز نے بنی اب شاہ کو اسیر عمل در زنجیر کیا
اور سمر ترکش ناوک انداز سے کہا کہ میں تو اسے لیکر خداوند کی طرف چلتا ہوں سنگ انداز شاہزادیوں کے
لینے کو قلعہ کی طرف گئے ہوئے ہیں تم ملک بنجابہ کا انتظام کرو وزراے سلطنت کو انتظام ملک سپرد
کرکے ہمراہ سنگ اندازون کے آنا یہ کہکر ترکش تیر انداز تو جانب ملک ساریقیہ مع قیدی کسبی بجانب
مغربی روانہ ہوا اور ترکش تیر انداز نے نجم اختر شناس اور ہامان دالشور کو انکے عہدے پر
رہنے دیا اور بادشاہ کی جگہ تصویر ساریق کی نصب کردی اور اب یہ بھی زمیع البخت اور سکندر
کی فکر کرنے لگا کہ جہاں کہیں پتہ لگے تو انکو بھی اسیر کرکے خدمت میں خداوند کے روانہ کیا جاے ہرکارے
اسکے ہر جانب تلاش کرتے پھرتے ہیں لیکن +

اب چند کلمے داستان سنگ اندازون کے سنیے

کہ جسوقت احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز سامنے قلعہ جبل الحدید کے پہونچے تو انھوں نے
خیمہ برپا کیا ان ظالموں کو دیکھتے ہی عنقاے قلعہ دار نے جلدی سے قلعہ کا انتظام درست کیا خندق
پانی سے بھروادی پل تختہ اٹھوا لیا توپیں بطرپر چڑھا دیں اور گولہ اندازوں پر مسلط ہوگئے یہاں اصنام
سنگ انداز اور احجار سنگ انداز نے ایک نامہ تحریر کرکے عنقاے قلعہ دار کو بھیجا مضمون نامہ
یہ تھا کہ ای عنقاے قلعہ دار تو نے خداوند کو بھول گیا اور اطاعت ایک ملحد خداپرست کی تو نے اختیار
کی یہ نہ سمجھا کہ ایسا نہو غضب خداوند نازل ہو آخر وہ وقت آگیا جن لوگوں سے بہارستان مغرب
بقرار رہا تھا ہم چار آدمیوں نے آتے ہی انکو کیسا تباہ کردیا کہ پتہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ خود کیا ہوے اور
رفیق انکے کہاں گئے یہ سوا قدرت خداوند کے اور کیا ہی لہذا تجھکو لائق و لازم یہ ہی کہ دونوں شاہزادیاں
کو لیکر حاضر ہو اور اس دین جدید کو ترک کرکے توبہ کر تو شاید خداوند خطا تیری عفو کردیں ورنہ ہم قلعہ میں
گھس کے شاہزادیوں کو بھی لیجاینگے اور قلعہ کو اس طرح تاخت و تاراج کردینگے کہ پتا بھی تو نہ معلوم
ہوگا کہ کبھی قلعہ اس پہاڑ پر تھا بھی یا نہیں جسوقت نامہ دار سنگ اندازوں کا سامنے قلعہ کے پہونچا تو نے
نامہ تیر میں باندھ کر قلعہ میں پھینکا عنقاے قلعہ دار نے نامہ کو پڑھا نامہ لیے ہوے خدمت میں
ملکہ سمن اندام سبز پوش کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای ملکہ عالم اب وہ وقت آگیا کہ غلام تو حق نمک سے
ادا ہوا چاہتا ہی آپ کو اگر اپنی جان و آبرو بچانا ہی تو نقابیں چہروں پر ڈالکر قلعہ سے نکل جائیے اور شاہزادوں
کو تلاش کیجیے یا کسی سے پتا پوچھکر ملک روشن بخت کی راہ لیجیے کہ وہاں آپکے تمام عزیز مع بادشاہ لشکر
اسلام اور صاحبقران زماں موجود ہیں یہاں کی تباہی کا حال بیان کیجیے گا وہ لوگ آپ کو عزت و حرمت سے تھام
رکھینگے اور یقین ہی کہ یہاں آکر انکا کامل انتظام کرینگے قلعہ کے چور دروازے سے میں اس طرح آپ کو
نکال دونگا کہ کسی پر ظاہر نہو گا یہ ایک راہ مخفی ایسی ہی جس سے سوا میرے کوئی آگاہ نہیں ہی اب سوا اسکے
کوئی چارہ کار نہیں معلوم ہوتا ہی یہ سنکے ملکہ رونے لگی اور فلک کو دیکھا عنقاے قلعہ دار بھی رویا لیکن
کہ افسوس ہے یہ پردہ وہ ناز و نعمت اور یہ تباہی ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ میں کیوں روتی ہو یہ وقت استقلال
کا ہی سنا ہی کہ خاصان خدا ہی پر مصیبت بھی زیادہ نازل ہوتی ہی جب وہ وقت نہیں رہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا
زندہ تو ہمیں کوئی کیا پا سکتا ہی اگر مارے گا تو مردہ پائیگا عالم میں نام رہ جائیگا اور انجام بھی درست
ہوگا جلد دو مرکب منگواؤ اور تبدیل لباس کرو نقاب کے اندر کا حال کون جان سکتا ہی کہ عورتیں ہیں یا مرد

الغرض کہ اسی وقت دو مرکب آگئے دونون شاہزادیون نے مردانے لباس پہنے چہرون پر نقابین ڈالین
اور گھوڑون پر سوار ہوکر چور دروازے سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہان عنقا سے قلعہ دار نے
جواب تحریر کیا کہ ہمکو معلوم ہوا کہ ساریق لقا سے بھی زیادہ ظالم ہے اسکا دوست ہمیشہ خراب دشمن ہمیشہ شاد
سنجاب شاہ نے اسکی اطاعت کا دم بھر کے کیا پھل پایا جو اور کوئی امید کرے اگر بادشاہ ہمارا خداپرست
ہوجاتا تو آج اس طرح گرفتار ہوکے کبھی نہ جاسکتا تمام اہل اسلام جانین دیتے مگر سنجاب شاہ کو ضرور
رہا کرتے ہمین جنت کا راستہ چھوڑ کر جہنم کی طرف کبھی نہ جاوینگا مرنا ایک دن ضرور ہے اگر قضا آگئی تو بچ نہین
سکتے اور اگر وقت قضا کا ابھی نہین ہے تو وہ تمکو بھی کوئی میلا نہین کرسکتا شاہزادیون کو تیرے سپرد کرکے نمک حرام
اپنے کو مشہور کرین دنیا کی بھی لعنتی اٹھائین اور عاقبت بھی بگاڑین یہ ننگ و عار کوئی سپاہی پیشہ کبھی گوارا
نکریگا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر جبتک ہماری دم مین دم باقی ہے تجھے قلعہ مین قدم بھی تو نہ رکھنے دینگے اور جب
ہم نہوینگے کوئی اور مددگار پیدا ہوجائیگا تم لوگ شاہزادیون کو پا نہین سکتے اب یہ خداپرست ہوئین
اور انھون نے اپنے خالق حقیقی کو پہچانا اب خالق انکا نگہبان ہے یہ جواب تحریر کرکے اور نامہ تیر مین باندھکر
پھینک دیا نامہ دار جواب نامہ کا لیتے ہوئے اصنام سنگ تراز اور اجحار سنگ انداز کے پاس
آیا جب ان دونون نے نامہ پڑھا تو بہت غصہ آیا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرچی خبر عنقا سے قلعہ دار کو ہوئی اسنے بھی نقارہ رزمی بجوادیا اب یہ تو انتظام
صبح مین مصروف انتظام جنگ ہوے ہین جب صبح ہوگی تو دیکھا جائیگا کہ کیا ہوا لیکن اول حال ملکہ
سمن اندام اور تصویر برق جمال کا سنئے کہ یہ دونون جو قلعہ سے نکلکر چلی ہین تو انھون نے ایک
سمت کو گھوڑے اٹھا دیئے نہ تو راستے سے واقف نہ ہمرہ تھا شب تاریک جنگل کا سناٹا اگرچہ تصویر
برق جمال شیر دل عورت تھی لیکن پھر بھی بسبب ناتجربہ کاری اور عورت ہونے کے سناٹا صحرا کا دیکھکر رونگٹے
کھڑے ہوتے تھے اور سمن اندام سبز پوش کا تو مارے خوف کے خون خشک ہوجاتا تھا وہ ہوا کا
سناٹا پتون کی کھڑکھڑاہٹ درندون کی ہیبت ناک آوازین دل دہلائے دیتی تھین کیا تقدیر
کی گردش اور زمانہ کا انقلاب پیش آیا تھا جان و آبرو کا خوف اس جنگل مین لیے جاتا تھا جاتے جاتے
صبح ہوگئی تو سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا اگرچہ سمن اندام پہچانتی تھی کہ ابھی سرحد بہارستان
مغرب کی باقی ہے اور یہ کوئی ملازم میرے باپ ہی کا ایک قلعہ کا حاکم ہوگا زمانے کے انقلاب اور نیرنگی
تقدیر سے یہ امید نہ تھی کہ اپنا نوکر بھی با آشتی پیش آئیگا کیونکہ یہ خبر مشہور ہوچکی تھی کہ سنجاب شاہ
گرفتار ہوگیا ہر ایک صوبہ دار و قلعہ دار اپنے اپنے مقام پر خود مختار بن بیٹھا تھا اب ان شاہزادیون
پر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہے اور آنکھون مین نیند کا خمار بھی ہے گھوڑے سے رات بھر کی رہروی سے
تھک چکی ہین یہ پریشان ہین کہ کیا کرین اور کہان جائین ایک درخت کے نیچے دونون نے گھوڑون
روکا ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ بہن زین پوش بچھاکے بیٹھو گھوڑون کو چھوڑ دو کہ یہ بھی چر لین
ہم تم بھی ذرا دم لے لین اسکے بعد دیکھا جائیگا یہان سے کسی اور شہر مین چلکر سرا وغیرہ مین قیام
کرینگے کہ جہان سے پتا ملک روشن بخت کا دریافت کرکے عملداری ساریق سے باہر قدم
نکالین دونون شاہزادیان گھوڑون سے اتر پڑین اور زین پوش بچھاکے بیٹھ گئین گھوڑون کو چھوڑ
دیا کہ چرنے لگے ملکہ سمن اندام کو تو گھوڑے سے اترتے ہی رات بھر کی زحمت سے بخار آگیا
لیکن تصویر برق جمال بسبب عادی ہونے کے زیادہ پریشان نہ تھی لیکن سمن اندام کی حالت

اس قابل نہ رہی تھی کہ یہ گھوڑے کی سواری میں سفر کر سکتی یہ حال دیکھکر تصویر برق جمال نہایت مضطر ہوئی اور رونے
لگی نہ تو یہ بن پڑتا تھا کہ ملکہ کو چھوڑ کے قلعہ میں جاکر سواری کا بندوبست کری نہ یہاں کوئی حفاظت کرنے والا تھا جسے
بٹھا جاتا اور نہ ٹھہرتے بنتا تھا یہ اسی پریشانی کے عالم میں تھی اور سمن اندام شدت تپ سے بیہوش پڑی ہوئی تھی
اول حال کچھ اس قلعہ کا بھی سن لیجیے کہ یہ قلعہ بہمن زہرمار خوار کا ہے سنجاب شاہ مغربی کی طرف سے
بہمن اس مقام کا حاکم اور محافظ سرحد ہے بہمن قلعہ پر ٹہل رہا تھا کہ اسنے دیکھا دو نقابدار آکر ایک درخت کے
نیچے ٹھہرے ہیں اور ملک سنجابیہ کی طرف سے چلے آتے ہیں اسنے اپنے عیار کو بلا کے اس سے کہا کہ جاکے ان دونوں
نقابداروں سے دریافت کر کہ تم کہاں سے آتے ہو اگر یہ شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہوں تو انکو
بلا لانا یا حال ملک سنجابیہ کا دریافت کرنا میں نے سنا ہے کہ وہاں کوئی خداپرست فقیر ہند سے آیا ہوا ہے اور اب
اسنے ایسا عروج پکڑا ہے کہ ہمیر قدرت اسکے ہاتھ سے عاجز ہے بلکہ کچھ ایسی بداقبالی آئی ہوئی ہے کہ خداوندجی
ناراض ہو گئے ہیں اور انھوں نے ناوک اندازوں اور سنگ اندازوں کو تباہی شہر سنجابیہ کے واسطے
بھیجا ہے عیار اسکا چندہ لے پر قلعے سے نکلکر پاس ان شاہزادیوں کے آیا اور اسنے پوچھا کہ اے نقابدار تم
کہاں سے آتے ہو اگر شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہو تو مجھسے بیان کر دیا قلعہ میں چلو کہ حاکم قلعہ کو کچھ حال
شہر سنجابیہ کا تمسے دریافت کرنا ہے یہ سنکے ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ ہم واقع میں شہر سنجابیہ ہی سے
آتے ہیں اور ملک سارا لقیہ کو جائینگے اور تجھسے کیا بیان کریں چل تیرے مالک ہی کے سامنے کہدینگے ہمیں
ایکدن اور ایک رات قیام کرنا بھی منظور ہے کہ دوسرا نقابدار بیمار ہو گیا ہے ہرچند ملکہ نے آواز بنا کے
بات کی مگر عورت کی آواز مرد سے کہاں مشابہ ہو سکتی ہے عیار سمجھ گیا کہ اس حجاب میں کچھ اسرار ضرور ہے یہ مرد
نہیں بلکہ عورتیں ہیں اور عورتیں بھی خاندان شاہی کی معلوم ہوتی ہیں عیار نے کہا کہ میں جاکر نقابدار بیمار کے
واسطے سواری لاتا ہوں آپ نہ گھبرائیں علاج نقابدار کا اچھی طرح کرینگے جس وقت صحت ہوئے اس وقت
کوچ کیجیے گا یہ سنکے ان دونوں شاہزادیوں کو گونہ تسلی ہوئی اور یہ چندہ لے پر خدمت میں بہمن زہرمار خوار
کی آیا اور کہا کہ اے شہریار یہ دونوں نقابدار مجھے عورت معلوم ہوتے ہیں سواری میرے ساتھ بھیجیے تو ایک
نقابدار بیمار ہے اُسے سوار کر کے قلعہ میں لے آؤں قرینہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ شہر سنجابیہ تباہ ہو گیا یہ عورتیں
خاندان شاہی کی تباہی کی حالت میں روپوشی کر کے نکلی ہیں اسکا پتا بھی اچھی طرح معلوم ہو جائیگا اور اگر سینہ
آئیں تو انھیں بھی اپنے تصرف میں لو یہ اسلیے کہ سنجاب شاہ کا اب خوف نہیں رہا کہ وہ عتاب خداوندیں
گرفتار ہے اور کوئی انکا کیا کر سکتا ہے اور کسکو معلوم ہے کہ کون تباہ ہو کے کدھر گیا چونکہ بہمن زہرمار خوار
آدمی شوقین ہے اسنے باشتیاق دید اور وصال اُسی وقت سواری منگا کر ساتھ کی عیار پالکی لیکر خدمت میں
نقابدار کے آیا اور عرض کی کہ پالکی حاضر ہے سمن اندام اُس وقت تک بے حال ہو رہی تھی عیار نے اٹھانے
کا قصد کیا کہ پالکی میں سوار کر دوں نقابدار دیگر یعنے ملکہ تصویر برق جمال نے منع کیا غرض یہ تھی کہ نامحرم
کا ہاتھ نہ لگے عیار نے سبب پوچھا نقابدار نے کہا کہ یہ شخص بدمزاج بہت ہے میں اسے سوار کیے دیتا ہوں
یہ کہکر سمن اندام کو اٹھا کر پالکی میں ڈالا آپ گھوڑے پر سوار ہوئی عیار نے دوسرے گھوڑے کو
لیا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی جسوقت قلعہ میں پہونچی تو بہمن زہرمار خوار نے کہا کہ اے نقابدار آپ
قلعہ کے برج میں رہنا پسند کرتے ہیں یا شہر کے اندر کوئی مکان آپ کے رہنے کو دیا جائے تصویر برق
جمال نے خیال کیا کہ شہر میں رہنا برا ہے ایسا نہو کہ راز فاش ہو کہا کہ ہمیں برج میں رہنا پسند ہے کہ یہ بلند
مقام ہے ہوا بھی یہاں کی اچھی ہوگی علاوہ اسکے ہوائے صحرا مریض کے لیے بہت مفید ہے بہمن نے قلعہ

کے برج شمالی مین انکو جگہ دی سامان راحت مہیا کر دیا اسی عیار کو خدمت کے لیے معین کیا کہ اگر یہ عورتین مین اور حسین
مین تو معلوم ہو جائیگا ملکہ تصویر برق جمال نے دل مین شکر خدا کیا کہ وہ پریشانی تو دفع ہوئی اب یہان ایک ہی
خوف ہی کہ راز نہ افشا ہو ذرا طبیعت سمن اندام کی سنبھل جائے تو کسی دوسری سواری کا بندوبست کر کے
یہان سے بھی کوچ کرین دو ایک دن کی احتیاط زیادہ دشوار نہین ہی اور مقام بھی تنہائی کا ہی جب یہ آرام سے
بیٹھ چکین تو عیار نے کھانا لا کے رکھا اور کہا کہ منہ ہاتھ دھو کے کچھ نوش کیجیے ملکہ تصویر برق جمال نے
کہا کہ تم چلے جاؤ تو ہم منہ دھوین اسلیے کہ اگر تجھکو صورت دکھانا ہوتی تو نقاب چہرہ پر کیون ڈالتے عیار وہان سے
ہٹ گیا لیکن اسکو فکر ہی کہ کسی طرح انکو بے حجاب دیکھنا چاہیے لیکن آج اسنے قابو نہ پایا مگر قرینے سے
خیال اسکا پختہ ہوتا جاتا ہی کہ یہ مرد نہین عورتین ہین یہان تخلیہ کرنے کے بعد دونون شہزادیون نے
باری باری منہ ہاتھ دھویا کھانے پینے سے فراغ حاصل کیا اب سمن اندام سے تصویر برق جمال
نے کہا کہ تم زیادہ پریشان ہو ذرا سو رہو تو بہتر ہی سمن اندام نے کہا کہ جس حال مین مین ہون اسی حال مین
تم ہو تمھین کب راحت نصیب ہوئی تم بھی سو رہو تو مین بھی سو رہون تصویر برق جمال نے جواب دیا کہ یہ بھی اگر نا
ایسا نہو سونے کی حالت مین کوئی نقاب ہٹا کے صورت دیکھ لے اور راز فاش ہونے سے دوسری کیفیت
پیش آئے مردون کی نیتین خراب ہوتی ہین جب آبرو کی حفاظت کو یہ جفائین اور صعوبتین گوارا کی ہین پھر اسکی
حفاظت دشوار ہو جائیگی یہان تو کوئی اپنا نظر ہی نہین آتا اور یہ عیار جو موا آیا کرتا ہی یہ پردہ دری کی
فکر ہی مین ہی یہ سنکے سمن اندام کا دل اور بھی دھڑکنے لگا لیٹی تو مگر خوف کے مارے نیند نہ آئی لیکن کچھ دیر
کے اٹھ بیٹھی اور کہا کہ مین اب تم سو رہو تصویر برق جمال دوسری احتیاط یہ کی کہ اندر سے سب دروازون
کی کنجیان لگا دین اور سو رہی قریب شام آنکھ کھلی دونون نے نمازین پڑھین اب کچھ کسل برطرف ہوا شام کو
پھر عیار خوان کھانے کا لیکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ دونون صاحب خاصہ سے فراغت کر لیجین کہ حاکم
قلعہ آنے والا ہی اسے حالات شہر سنجابیہ کے دریافت کرنا ہی یہ کہکے عیار چلا گیا ان دونون نے نماز
مغرب وعشا کو پہلے ادا کیا اور کھانا کھا پی کے منتظر رہے اتنے مین بہمن زہر مار خوار آیا اور قریب پلنگ
کے بیٹھ گیا ملکہ تصویر برق جمال شتری لباس پہنے تھی اور ملکہ سمن اندام آسمانی لباس زیب جسم
کیے تھی بہمن نے خنجری پوش کی طرف خطاب کر کے کہا کہ ہان اب حالات شہر سنجابیہ کے بیان کیجیے
خنجری پوش نے تمام واقعات بیان کیے بہمن زہر مار خوار نے کہا کہ دختر نامبر کہان ہی خنجری پوش
نے کہا تو وہ رفیع البخت کے قلعہ مین تھی جسوقت ہم شہر سنجابیہ سے نکلے ہین اسوقت تک تو وہ وہین تھی
اب نہین معلوم کہ کیا حالت گذری بہمن زہر مار خوار نے کہا کہ بادشاہ شہر جبال کی دختر کو بھی تو کوئی
خدا پرست سوار قدرت بن کے لے گیا تھا وہ کہان گئی مین نے سنا ہی کہ وہ ایسی حسین تھی کہ اسکے باپ
نے اسے نذر خداوند کے واسطے رکھا تھا اور شادی اسکی نہین کی تھی یہ سنکے دل ملکہ کا تھرا گیا کہ بات
تہ کی تھی اور خود ہی جواب دیتا تھا کہا کہ وہ بھی اسی قلعہ مین تھی جو ایک ملکہ پر گلدی ہوگی وہی دوسری پر گندی
ہوگی اور ای بہمن زہر مار خوار وہ اس شخص کی دختر ہی جو علاوہ بادشاہ ہونے کے پہلوان زبردست ہی اور
ملکہ خود بھی سپہگری کے فن مین طاق و مشاق ہی اسپر کوئی قابو نہین پا سکتا جبتک وہ خود نہ مطیع ہو یہ وہ
قدرت ہی نہین طاقت تھی کہ ملکہ کو زیر کر لیا تھا اور سنتے اسکی خوبصورتی کے ذکر سے کیا کام گو اس وقت
زمانہ اُن لوگون سے ناموافق ہو رہا ہی مگر پھر بھی اس تباہی کی حالت مین بھی اگر انکو معلوم ہو جائے
کہ قلعہ دار زہر مار خوار اس خیال کا آدمی ہی تو سرداران سنجاب شاہ اور سرداران ملکہ طوبی جبالی

اور رفیع البخت اور سکندر اور اُنکے تمام عزیز تجھے قلعہ مین رہنا دشوار کردین اور تجھے دختر سنجاب کا نام لیتے شرم
نہین آتی کہ وہ تیری آقازادی ہے تو وہی ہے کہ اُسکے باپ کا ادنے ملازم ہے بہمن نے کہا کہ اے نقابدار سنجاب شاہ
اسیر ہوگیا اور معتوب درگاہ خداوند ہوا اب وہ ایک غلام سے بھی بدتر ہے اور مین اسی طرح حکومت کر رہا ہون
اب اگر سنجاب شاہ کی دختر میرے تصرف مین آئے تو سنجاب شاہ کے لیے جائے فخر ہے کہ وہ اب بادشاہ
نہین رہا لیکن دختر اسکی بادشاہ کی بی بی کہلائیگی یہ باتین سُنکے ملکہ سمن اندام تو عرق عرق ہوگئی اور اپنے فلک کو
دیکھا کہ کیا تیری گردش ہے کہ ایک ادنے ملازم ہمارا ہماری نسبت یہ کہہ رہا ہے اور ملکہ تصویر برق جمال کو
ایسا غصہ آیا کہ اسکا جی چاہا کہ تلوار مار ٹکڑون مگر ضبط سے کام لیا اور یہ ارادہ کیا کہ اب ایک دم اس قلعہ
مین ٹھہرنا نچاہیے کہ جان و آبرو کا خطرہ ہے جس وقت بہمن اُٹھ کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو
اپنے عیار سے اسنے کہا کہ یہ دونون نقابدار ضرور عورت ہین اور اپنی جان بچاکر ملک سنجابیہ سے بھاگی ہین
کیونکہ انکی آواز بتلاتی ہے کہ یہ مرد نہین اور سنجابی پوشش کا برا ماننا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہی دونون وہ
شہزادیان ہین جنکو مین نے پوچھا تھا اب جس طرح ممکن ہو اس بات کو دریافت کرکے مجھسے کہہ تو دل چین
نقابین انکے چہرون کی بجبر دور کر دون عیار نے کہا کہ صبح کو مین آپ سے کہدونگا یہ کہکر عیار وہان سے
پلٹا اور بصورت فقیرنی کی شکل آیا یہان یہ جانے بہمن زہرمار خوار کے سمن اندام نے کہا کہ مین خدا کے
واسطے اب یہان سے نکلو یہ بدمعاش ہوا چاہتا ہے تصویر برق جمال نے کہا کہ صبح ہونے دو مگر کب طلب کرکے
شکار کے بہانے سے نکلینگے اور چلے جلینگے اتنے مین ایک فقیرنی نے آکر سوال کیا سمن اندام نے جو دیکھا تو
بیچارہ بھوکا تھا اسکو دیدیا فقیرنی نے ہزارون دعائین دین اور عرض کی کہ مجھے سوجھتا کم ہے اگر حکم ہو تو رات بھر کے
لیے مین یہین پڑ رہون یہ تو عورت کی صورت کو ترس کھا گئی تھین کہا کیا مضائقہ ہے ذرا دل ہی بہلے گا فقیرنی بسترے
کے پاس آکے فرش پر لیٹ رہی دونون شاہزادیان دروازے بند کرکے لیٹ کے سورہین جب نفیر
خواب بلند ہوئی تو پرندہ بے پر اپنے مقام سے اُٹھا اور تھوڑی تھوڑی بیہوشی سنگھا کر اسنے بند نقاب کھولے
تو دیکھا کہ دو آفتاب حشر جلوہ گر ہین عیار کو سکتہ ہوگیا اور وہ بزنگ محویت کے عالم مین دیکھا کیا چونکہ دروازہ
صحرا کی طرف کا کھلا ہوا تھا کہ اس طرف سے کسیکے آنے کا خوف نہ تھا اور ہوا فرلنگ سے ساتھ آرہی تھی تھوڑی
دیر مین اثر بیہوشی کا برطرف ہوگیا عیار یہ منصوبہ باندھا تھا کہ اگر ان مین سے ایک بھی مجھے ملجاتی تو زندگی کا لطف
حاصل ہو جاتا مگر بہمن زہرمار خوار کا بیسکو دینا پسند کریگا یہ اسی سوچ مین تھا کہ تصویر برق جمال کو چھینک
آئی بس جلدی سے پرندہ بے پر بھر بیٹھ گیا وہان ملکہ نے منہ پر جو ہاتھ پھیرا تو بند نقاب کے کھلے
ہوے پائے بس یہ سمجھ گئی کہ بدمعاش ہوا اور یہ کام سوا اس فقیرنی کے دوسرے کا نہین ہے جو غور کیا دیکھا
کہ سمن اندام کی نقاب کے بند بھی کھلے ہوے ہین بس یہ تڑپ کے اپنی جگہ سے اُٹھی دیکھا کہ فقیرنی زمین پر
پڑی خراٹے لے رہی ہے تصویر برق جمال نے ایک لات ماری اور کہا کہ او بلا سچ بتا تو کون ہے پرندہ بے پر
لات کھا کے تڑپ گیا اور اُٹھ بیٹھا ملکہ نے ایک لات اور ماری اسنے اُٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا ملکہ نے
ہاتھ پکڑ لیا چونکہ تصویر برق جمال نہایت شہزور ہے ہرچند عیار نے ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا اور سینے پر چڑھ کر
رکھ لیا اور کہا کہ جلد بتا تو کون ہے اور تو نے کیون بند نقاب کھولے جب دیکھا عیار نے کہ نہ بتاؤنگا تو یہ مار ہی ڈالیگی
اُس وقت بولا کہ مین عیار ہون اور بحکم بہمن سے مین نے یہ گستاخی کی بس تصویر برق جمال نے کہا کہ
اے سمن اندام اُٹھو اور چلنے کی تیاری کرو ورنہ قلعہ سے نکلنا دشوار ہوجائیگا سمن اندام اُٹھ بیٹھی اور اُٹھ
کے بند نقاب درست کیے آلات حرب تن پر آراستہ کرکے عیار سے کہا کہ چلکر ہمارے گھوڑے مع

ہوے ورنہ تیر تو خاتمہ ہو جائیگا بعد کو جو کچھ ہو ہو یہ کہکے جو کان عیار کے زور سے پکڑے یہ تو توبہ کرنے لگا اور عرض کی کہ
ابھی مین گھوڑے آپکے اصطبل سے کھلوائے دیتا ہون ملکہ نے ہاتھ اسکا مضبوط پکڑا اور کہا کہ چل عیار وہان
سے چلا اصطبل مین آیا دونون شاہزادیون نے گھوڑون پر ساز بھی اسی عیار سے کسوایا اور قلعہ کے دروازے
کی طرف چلین عیار کی جان تھوڑی کہ ایسا نہو یہان حاکم قلعہ سے کہدے جسوقت دونون نقابدار دروازہ قلعہ پر
پہونچے نگہبانون نے کہا کہ یہ کونسا وقت قلعہ سے باہر جانے کا ہے تصویر برق جمال نے عیار کے کان مروڑے
اور کہا ہمارے نکلنے کی سبیل کر عیار نے نگہبانون سے کہا کہ یہ مسافر ہین انکا ہرج ہوگا جانے دو آج کل رات کا سفر
مسافرون کے واسطے اچھا ہے کہ گرمی کی شدت ہے نگہبانون نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا دونون شاہزادیان قلعہ
سے نکلکر ایک جانب چل کھڑی ہوئین اور وہ ورد آکر عیار کی جان چھوڑی عیار سر پر پاؤن رکھ کے بھاگا دل مین
کہتا تھا کہ کیا مردمار عورت ہے جلدی سے قلعہ مین آتے ہی خوابگاہ مین بہمن زہرمارخوار کی گیا اور جگاکر کہا کہ غضب
ہوا مین نے عیاری کر کے بند نقاب کھول کے دیکھا وہ دونون نقابدار دو عورتین ہین کہ جنکا حسن مین مثل و نظیر نہین ہے
مین ایسا محو ہوا کہ وہ ہوشیار ہوگئین اور مجھکو دیکھ لیا مین نے بھاگنا چاہا جان چھوڑی آخر اصطبل سے گھوڑے
لیے اور قلعہ سے نکل گئین لیکن وہ ایسی اخضبا کی ہے کہ دریا ملیگا جلد چلیے بس یہ سنتے ہی زہرمارخوار جلدی
سے پشت مرکب پر بیٹھکے قلعہ سے نکلا اور جانب صحرا اسی پتہ پر روانہ ہوا جو عیار نے بیان کیا تھا بعد اسکے عیار
اور چند سوارون کو لیکر چلا کہ مبادا کوئی ضرورت پیش آئے آگے آگے دونون شاہزادیان گھوڑون پر سوار چلی جاتی
تھین پیچھے پیچھے بہمن گھوڑا مارے چلا آتا تھا کہ راستے مین دریا حائل ہوا یہ دونون شاہزادیان ٹھہر گئین اور
دیکھنے لگین کہ اگر کوئی پل ہو تو اسپر سے ہوکے نکل چلین یا کوئی بجرا کشتی وغیرہ ہو تو دریا عبور کرین یہ
اسی تردد مین تھین اور صبح ہو چلی تھی کہ گرد اڑی اور بہمن زہرمارخوار نمودار ہوا نقابدارون کو دیکھکر آواز
دی کہ تم مجھسے بچ کے جا نہین سکتی ہو اے بیلے کہ خداوند رازق نے یہ نعمت میرے لیے گھر بیٹھے بھیجی
معلوم ہوا کہ تم میری ہی قسمت کی ہو اگر یہ انکار ہے جب چندے ساتھ ہوگا اور رسم دنیا ادا ہوگی تو دل ملجائیگا
بس یہ سنتا تھا کہ ملکہ تصویر برق جمال کو غصہ آگیا کہا او نمک حرام کیا تو نے مجبور سمجھ لیا ہے ارے مین وہ عورت
ہون کہ فنون سپہگری سے بخوبی آگاہ ہون اور خدا نے میرے بازوؤن مین قوت بھی عنایت کی ہے
اور یہ شوق بھی اسی سبب سے ہوا تھا کہ اگر کوئی وقت آپڑے تو اپنی عزت کی نگہبانی کرسکون اور آبرو بچا
سکون ہان یہ نازنین ایسی نہین ہے تو جسوقت تک میرے دم مین دم ہے تو اسکی طرف بھی نظر اٹھا کے نہین
دیکھ سکتا ہے بہمن زہرمارخوار یہ سنکے ہنسا اور پکارا کہ جان من معشوقون کی صفت قتالی ہوتی ہے مین کیا
خوش نصیب ہون کہ دو معشوق ملے ایک قتال اور ایک نازک اندام بس اگر عزت سے چلنا ہے تو میرے
ساتھ چلو ورنہ باندھ کے لیجاؤنگا قضا کار و اتفاقات روزگار کیا واقع ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی اور سکی تلوار
کھینچے کھڑی تھی بہمن زہرمارخوار کبھی منت کرتا تھا کبھی دھمکیان دیتا تھا کہ اس طرف سے لشکر سہراب
بن رستم ثانی کا چلا آتا تھا شاہزادہ شکار کھیلتا ہوا لشکر سے آگے بڑھ آیا تھا اور ہرن کے تعاقب مین
گھوڑا ڈالے ہوے آتا تھا اسی مقام پر آکر ان سوارون کو دیکھکر ٹھٹکا بس رکتا تھا کہ سنتا ہی پیدا ہوا اور دم پر تیر چلا
کہ سینے کو دل سمیت توڑتا ہوا نکلا چلا گیا آہو تھمکے کے گرا ساتھ ہی سہراب بھی قضا کی طرح پہونچا اور
مرکب سے کود کر آہو کو ذبح کیا ذبح کے وقت تکبیر بلند آواز سے کہی یہ آواز ملکہ بہمن اندام نے
سنی سمجھ گئی کہ یہ کوئی مرد مسلمان ضرور ہے ادھر بہمن زہرمارخوار نے دیکھا کہ اک شخص غیر آگیا ہے ایسا نہو
یہ حصہ بٹانے اور ایک نازنین کو لے لینے کا قصد کرے آدمی بھلا اور سپاہی وضع معلوم ہوتا ہے بس

اسنے آنکھ بچا کر حلقہائے کمند ملکہ پر پھینکے کہ گرفتار کرکے لیجاؤں قصور پر برق جمال ہرنے تلوار سے ایک حلقہ کو کاٹا اور
باقی حلقوں کو خالی دیکر بہمن پر تلوار ماری بہمن نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ کھینچ لوں ممکن ہوا اور ملکہ نے
ہاتھ چھڑانا چاہا بہمن بھی زبردست تھا ہاتھ چھوٹا اب جھٹکے چلنے لگے یہانتک کہ انہیں جھٹکوں میں بند
نقاب کے ٹوٹے اور ہوا سے نقاب الٹ گئی نظر جو بہمن کے چہرہ پر ملکہ کی پڑی متحیر ہوگیا کہا کہ اب میں تجھے
کب چھوڑتا ہوں وہاں سہراب نے جو آہو ذبح کرکے درخت تلے اور دیکھا کہ آپ نقابدار سے لڑائی ہو رہی
ہے آگے بڑھ آئے کہ تماشا دیکھیے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے جنگ کس بات کی ہے جو حق پر ہو
اسکی نصرت بھی کیجیے یہاں دیکھا تو نقاب کا بند ٹوٹا ہوا ہے چہرہ عورت کا نظر آرہا ہے ملکہ کہرہی ہے کہ او نمک حرام دیکھ تجھ
بجلی نہ گری کہ تو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے میں ناموس ہوں اس شخص کی جو صاحبقران اوسط کہلاتا ہے اگرچہ
تو میرا کچھ بنا نہیں سکتا لیکن یہ کیا کم ہے کہ گردش تقدیر سے میں تیرے سامنے بے پردہ ہوں جس وقت میں
اپنے شوہر کے سامنے جاونگی اور وہ سرگذشت میری پوچھیگا تو یہ حال سنکے اسکے قلب پر کیا گذریگی اور تجھے
کیونکر یہاں ہو سکیگا خدا پرستوں نے خداوندیاں لونگا دی ہیں تو کیا چیز ہے قلعہ کا نشان بھی تو باقی نہ رہیگا
بہمن نے کہا کہ خدا پرستوں نے ہستوں کی خوروں پر قبضہ کیا ہے آج ہی تو اسکے عوض کا موقع ملا ہے ملکہ نے کہا
کہ خدا پرستوں نے کسی کے ناموس پر کبھی نظر نہیں ڈالی زن شوہردار کو بدنظر سے بھی نہیں دیکھا تیری آنکھیں
پھوٹ جائینگی یہ باتیں جو سہراب نے سنیں اور نام صاحبقران اوسط کا آیا کان اونکے کھڑے ہوئے تاب
ضبط نہو سکی قریب آئے اور بہمن کو ڈانٹا کہ چھوڑ دے ہاتھ اس عورت کا تجھے عورت سے مقابلہ کرتے
شرم نہیں آتی اور تجھسے کچھ بنا بھی نہیں سکتا میں دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ زور ہورہے ہیں جتنا تو اسکو کھینچتا
ہے اتنا ہی وہ عورت تجھے کھینچ لیجاتی ہے اور وہ اپنے کو ناموس غیر بتا رہی ہے اور تو اس سے اظہار محبت
کر رہا ہے جا ورنہ میرے سامنے سے ورنہ اتنے کوڑے مارونگا کہ کھال اڑا دونگا بہمن اسوقت غرور میں تھا بولا کیا
بکتا ہے تجھے شاہوں کے عادات میں کیا بحث جب ہمیں پسند آگئی تو ہماری معشوقہ ہے کسیکا ناموس کیسا بس
یہ سننا تھا کہ سہراب نے کوڑا مارا کوڑا کھاتے ہی بہمن بلبلا گیا جلدی سے ہاتھ ملکہ کا چھوڑ دیا ملکہ نے تلوار
مارنے کا قصد کیا تھا کہ سہراب نے منع کیا اور کہا کہ میں اسکو سزائے معقول دیتا ہوں بہمن نے سہراب
کی طرف پلٹ کے تلوار ماری سہراب نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمربند پکڑ کے
زین سے اٹھا لیا اور زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا سہراب نے کمند سے مشکیں اسکی باندھ کے
درخت سے باندھ دیا اور کوڑے لے کے کھڑا ہو گیا اتنے کوڑے مارے کہ بہمن بیہوش ہو گیا جو دو ایک سوار
ساتھی بہمن رہبر یار خوار کے آئے ہوئے تھے وہ قلعہ کی طرف بھاگے ہوئے گئے اور بہرام بن بہمن سے
اطلاع کی کہ باپ کو تمہارے ایک سرجوش نے درخت سے باندھ دیا ہے اور کوڑے مار رہا ہے بہرام چونکہ
سلیم الطبع اور نیک طبیعت ہے بہمن کے حرکات سے نفرت کرتا ہے اسنے کہا کہ یہ گمراہی اور بدافعالی کا ثمرہ ہے
مگر حقوق پدری کا خیال کرکے فوج کو ساتھ لیکر بغرض رہائی بہمن قلعہ سے نکلا اور چلا یہاں سہراب نے ملکہ
سے کہا کہ اب تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور یہانتک کیونکر آئیں اور صاحبقران اوسط کون شخص ہے
ملکہ نے کہا کہ اے شخص تو ہمارا محسن ہے بس اتنا احسان اور کر کہ ہمیں راستہ ملک روشن بخت کا بتا دے
ہم نے سنا ہے کہ بادشاہ لشکر اسلام وہاں نزول افروز ہیں تو بھی مسلمان ہے اس سے اپنی حاجت بھی بیان کی
ورنہ یہ بھی نہ پوچھتے اتنی رازپوشی کر۔ یہ تو رسوائی ہو چکی ہے کہ تجھے اپنے حالات مفصل بیان کرتی ہوں تو کہیں تو بھی
مثل بہمن کے درپے عزت نہو وہ تو ایسا تھا کہ میرا کچھ بنا نہیں سکتا تھا تو بیشک اسیر کرنے کا منصوبہ لے

کہا کہ بادشاہ اسلام پاس کس غرض سے جاؤنگی ملکہ نے کہا کہ اب ہمارا گھر تو اجڑ گیا سو وہان کے ہمارا اور کہان
ٹھکانا ہو اگر خدا بچھڑے ہوؤن سے کبھی ملائیگا تو خیر ورنہ زندگی تو موت سے بدتر ہو ہی گئی ہی سمن اندام
سے ضبط نہو سکا کہا ای شخص تو نے آہو کو ذبح کرنے وقت تکبیر کہی اس سے مجھے معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہی تجھے
قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ ہمارے ساتھ دغا نکرنا ہم بیان کیے دیتے ہین نام میرا سمن اندام سبز پوش
ہی مین دختر ہون سیحاب شاہ مغربی کی اور یہ نازک اندام شیر دل مرد خصال عورت دختر ملک طرطوس
جبالی کی ہی اور نامزد ہی سکندر رستم خو کی اور میری جان آبرو کا مالک صاحبقران بن صاحبقران
رفیع البخت نوجوان ہی سنکے سہراب نے کہا کہ پھر یہ تباہی کیونکر آگئی ملکہ نے سب حال مفصل بیان کیا اتنے
مین لشکر بھی سہراب کا آگیا شاہزادہ نے جلدی سے خیمہ برپا کرا کے دونون شاہزادیون سے کہا کہ اب
اس خیمہ مین بیٹھو اگر تم سکندر و رفیع البخت کی منظور نظر ہو تو ہماری بھی کوئی ہو کبھی سنتے ان دونون کی
زبانی نام سہراب کا بھی سنا تھا یہ نام سنکے دونون شاہزادیون کو اطمینان ہوا اور خیمہ مین داخل ہوئین خیمہ مین
سہراب نے اپنی خیمہ مین اپنی معشوقہ ملکہ لعلان سبز پوش کو بھی بھیج دیا لشکر کو خیمہ کی حفاظت کے واسطے
معین کیا اور بہمن کو قید کر لیا اتنے مین گرد اڑی اور ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام ابن بہمن اپنے
باپ کو رہا کرنے کی غرض سے آتا ہی فرمایا آنے دو کچھ پروا نہین ہی اور مرکب کو جھپٹکر آگے بڑھ گئے اتنے مین
سامنے سے بہرام نمودار ہوا سہراب نے نقاب سرخ چہرہ پر ڈال لی ہی جب نظر بہرام کی نقابدار یاقوت
پوش یعنی سہراب ابن رستم پر پڑی تو پکار کر کہا ای سرخ پوش اگر تو عورت ہی تو مین تجھسے مقابلہ کرنا نہین چاہتا
بجنسہ یہ کہتا ہون کہ میرے باپ کو رہا کر دے جیسی حرکت اسنے کی تھی اسکی سزا پائی آئندہ سے مین ہمدرد
ہون اور اگر مرد ہی تو آ مجھسے سامنا کر یہ سنکر سہراب کو تعجب ہوا کہ ایسے بدسرشت کا پسر اور ایسا نیک طینت
فرمایا کہ ای بہرام ایسے باپ سے کنارہ کشی بہتر تھی اسکی رہائی کے واسطے آتے ہوئے شرم بھی نہ آئی اور مین
مرد ہون تو مجھ سے سامنا کر اگر غالب آئیگا تو اپنے باپ کو رہا کرا لیجانا اور اگر مغلوب ہوا تو جبتک تو دین
اسلام نہ قبول کریگا رہا نہ کرونگا بلکہ زندہ نچھوڑونگا یہ سنکے بہرام نے کہا کہ اگر میرے بازوؤن مین خداوند
سامری نے طاقت دی ہی تو غالب آؤنگا لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر بہرام نے نیزہ مستعمل کیا اور سینہ پر
سہراب کے وار کیا سہراب ابن رستم نے نیزہ کو تیرہ پر لیا اور چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکال دیا
بہرام نے تعریف کی اور تلوار کمر سے کھینچی سہراب نے بھی تلوار کھینچی وار چلنے لگے و درمیان ہر دون کی رد و بدل مین
مرکب بہرام کا مارا گیا بہرام مرکب سہراب کی طرف چلا کہ اسے بھی پی کردون ممکن نہوا اسلیے کہ شاہزادہ نے
بھی زین خالی کیا بہرام نے لپٹ کے تلوار ماری سہراب نے کلائی پکڑ لی اسنے تلوار چھوڑ کے گریبان مین
ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کشتی مین سہراب نے لنگر بہرام کا توڑا اور سر سے بلند کرکے آواز دی
کہ کہہ کیا کہتا ہی بہرام نے کہا کہ ای نقابدار تیرا مثل نہین ہی نازندہ ام بندہ ام شاہزادہ نے آہستہ سے چھوڑ دیا
بہرام نے عرض کی کہ ای شہریار مین وعدہ وفائی کو موجود ہون مجھے کلمہ تلقین فرمائیے سہراب نے کلمہ پڑھایا
بہرام از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ اس دین مبین کو اختیار
کرے ورنہ جہان چاہے چلا جاے سبنے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپکا دین وہ ہمارا دین اب سہراب
نے بہمن کو طلب کیا جسوقت بہمن سامنے آیا اور فرزند کو اپنے دیکھا کہا کہ معلوم ہوتا ہی تو بھی زیر ہوا
بہرام نے کہا کہ بیشک بہمن نے کہا کہ افسوس کہان اس ظالم نے اکے دراندازی کی ہی سہراب نے کہا
کہ ابھی دماغ کا تیرے خلل برطرف نہین ہوا بہمن نے کہا کہ عشق کا ناسور ایسا نہین ہوتا جو بھر جاے اسوقت

بہرام نے کہا کہ آپکو شرم نہیں آتی کہ زیر ہوے کوڑے کھائے اور بیہودہ باتیں آپ کرتے ہیں اس شہریار نے بچایا
بصورت کو کام دیا دوسرا ہوتا تو قتل کر ڈالتا اب بہتر یہ ہے کہ اپنے افعال سے توبہ کیجیے اور دین خدا پرستی اختیار
کیجیے بہمن نے دیکھا کہ اب بیٹا بھی دشمن ہوا چاہتا ہے اور بغیر مسلمان ہوے بنتی نہیں ہے مجبور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا
سہراب نے بہمن کو خلعت دیکے رخصت کیا یہ تو جانب قلعہ روانہ ہوا لیکن بہرام نے عرض کی کہ اے شہریار
گو یہ میرا باپ ہے مگر مجھے اسکے اسلام لانے کا اعتبار نہیں اسلیے کہ میں اسکی حرکات سے خوب واقف ہوں فرمایا
کہ خیر دیکھا جائیگا وہاں ملکہ لعلان سرخ پوش نے جو دو نازنین اور دیکھیں اسکو بدگمانی ہوئی غصہ سے سرخ
ہوگئی اور آتش رشک مشتعل ہوئی مگر ضبط سے کام لیا جب شاہزادہ سہراب ثانی دربار برخاست
کرکے خیمہ میں تشریف لائے بیٹھے کہدیا کہ میں آتا ہوں یہ دونوں آگاہ ہو چکی تھیں کہ یہ سہراب بن رستم رفیع البخت
کا بھتیجا اور سکندر کا بھائی ہے اس سے پردہ کیسا شاہزادہ نے آتے ہی پوچھا کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہے ان
دونوں نے جواب دیا کہ ہم بہت راحت سے ہیں سہراب نے سنانے کی غرض سے کہا کہ میں جو کہتا تھا وہ نہیں ہوں
اگر یہ بہانہ نکرتا تو تم میرے دام میں کیونکر پھنستیں جسوقت بند نقاب تمہارا مقابلے کی حالت میں ٹوٹا ہے تو میں
صورت دیکھکر عاشق ہوگیا اور غیب داں بنکر تمکو قبضہ میں کیا یہ سن کے سمن اندام تو تھر تھر کانپنے لگی اور
تصویر برق جمال نے کہا کہ جو ملنا ہے وہ دشمن آبرو سے ملتا ہے کیا تقدیر ہے مگر جسوقت سکندر و رفیع البخت
کو معلوم ہوگا تو جو حال تمنے بہمن کا کیا ہے وہی حال تمہارا ہوگا سہراب مسکرا رہا ہے اور یہ دونوں شاہزادیاں
پریشان ہو رہی ہیں نام سکندر و رفیع البخت کا سنکے لعلان سرخپوش کے خیالات برطرف ہوے
اب اسنے بھی چھیڑا کہ پہلے تو خوشی خوشی آئیں اب ایک بچشم کو جو دیکھا تو پاک دامن بنے گئیں تصویر
برق جمال کو غصہ آیا اور کہا کہ جس طرح تم انکے پاس آئی ہو اسی طرح سبکو جانتی ہو ؏ نہ ہر زن زن است
نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد ملکہ لعلان سرخپوش نے آخر کو اطمینان دلایا کہ ہمسے تو تمنے
کہا ہے اس وجہ سے یہ ہنستے ہیں اور سنتے ہیں سہراب بن رستم یہی ہیں اب تم اطمینان رکھو بعد اسکے شاہزادہ
سہراب بن رستم دوسرے روز کوچ کرکے طرف ملک پنجابیہ کے روانہ ہوے اور شام کو ہر مقام کیا ادہر
بہمن زہرمار خوار جو قلعہ میں گیا اسنے اپنے پرندہ بے پر عیار سے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکال کہ وہ تصویر عالم
جو مجھسے لڑی تھی وہ میرے قبضہ میں آجائے پرندہ بے پر نے کہا کہ میں جاکر کوشش کرتا ہوں اگر ملتی
ہے تو بیہوش کرکے لے آتا ہوں یہ کہکر پرندہ بے پر بہانہ عیاری تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا اور
بہمن سے کہدیا کہ رات کو آپ بھی تھوڑی سی فوج لیکر آجائیگا کہ ملکہ کے لانے میں دشواری ہو بہمن نے
رات کو پوشیدہ طور پر چند سواروں کو ساتھ لیکر تعاقب میں لشکر سہراب کے روانہ ہوا یہ خبر بہرام کو ہوئی
کہ آج تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر والد آپ کے کہیں گئے ہیں کچھ باتیں عیار سے ہوئی تھیں یہ سن کے بہرام
سمجھ گیا کہ یہ ملکہ کی فکر میں گئے ہیں پس یہ بھی قلعہ سے تنہا نکلکر روانہ ہوا جس مقام پر شاہزادہ سہراب نے
قیام فرمایا تھا وہ جگہ بانصافی (؟) خیمہ ملکہ کے قریب چند درخت لگے ہوے تھے پرندہ بے پر عیار وہاں چھپکے
بیٹھ رہا جب نصف شب گذر گئی اور سب محو خواب ہوئے تو یہ عیار پشت خیمہ چاک کرکے اندر خیمے کے آیا
اور ملکہ تصویر برق جمال کو بیہوش کرکے لے نکلا اس طرف سے یہ پشتارہ بدوش جاتا تھا اور ادہر
سے بہرام آتا تھا بہرام نے ڈانٹا کہ کون ہے عیار نے اپنے مالک کا فرزند جانکر راز بیان کردیا بہرام نے
کہا کہ کیا تو نے دین اسلام نہیں اختیار کیا پرندہ نے کہا کہ حسب مصلحت وقت کے موافق جان بچانے کی غرض
سے آپ کے والد ماجد نے کلمہ پڑھ لیا تھا اسی طرح میں نے بھی اسلام اختیار کیا تھا نہ وہ در اصل مسلمان

ہوسکے ہیں مذہب میں مسلمان ہوا ہوں بیٹے کے بہرام نے کہا کہ دے لستارہ مجھے بدنام کرائیگا غضب کیا تو نے
کہ ملکہ کو بھگا لے آیا اتنے میں تہمن بھی آپہونچا فرزند کو برا بھلا کہنے لگا بہرام نے کہا کہ کافر باپ کی اطاعت
واجب نہیں تہمن نے کہا کہ مجھے کو کافر کہتا ہے ایسی نالائق اولاد کا زندہ رہنا اچھا نہیں جو باپ کے عیش میں خلل انداز
ہو یہ کہکر تلوار بہرام کو ماری بہرام نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تہمن کو قلم کرکے ناوانی جگر گاہ
اترا آئی پرندہ بنے پر ستارہ بھنکنے کے بھاگنے پر تھا کہ بہرام نے تیر بالشت بھر پر لگا کہ سینہ توڑ کے پار ہو
گیا اب بہرام حیران تھا کہ ملکہ کو کیونکر ہوشیار کرا سکے بھجوا دوں کہ ہوا سے اثر بیہوشی برطرف ہوا دیکھا کہ
ہوشیار ہوئی تو اپنے کو صحرا میں پایا قریب اپنے اک لاش پڑی دیکھی اور ایک شخص کو سرہانے
کھڑے دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے کہیں یہ خواب پریشان تو نہیں دیکھ رہی ہوں یہ سوچ کے آنکھیں بند
کرلیں دہان بارید ارین جو ہوشیار ہوگئیں اور ملکہ کو نہ پایا قنات چاک دیکھی شور کرنے لگیں کہ ملکہ کو کوئی لیگیا
جلدی سے محافظوں نے جاکر شاہزادہ سہراب بن رستم کو اطلاع دی کہ ملکہ کو کوئی لیگیا بس یہ سن کے
شاہزادہ پریشان ہوا سیارۂ ثانی سے کہا کہ تو نے یہ کیسی محافظت کی جہاں سے ملکہ کو پیدا کر دو ورنہ میں
سکندر کو کیا منہ دکھاؤنگا ستیارہ آیا اور پتہ بیجان کر نشان قدم دیکھتا ہوا چلا اور شاہزادہ سہراب بھی
گھوڑے پر سوار ہو کے چل کھڑے ہوئے کبھی گھوڑا دوڑا کے ادھر نکل لئے کبھی ادھر دیکھا کہ اک
مقام پر کوئی سوار کھڑا ہے آواز دی کہ کون بہرام نے آواز پہچانی اور قدم کی کہ ای شہریار آپکا گنہگار بندہ حاضر
تشریف لائیے سہراب نے اس پریشانی میں آواز نہیں پہچانی قریب آئے تو بہرام کو دیکھا اور ملکہ تصویر رقیبانہ
جمال کو پہچانا پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے بہرام نے لاش اپنے باپ کی اور اسکے عیاری دکھائی اور سارا ماجرا
بیان کیا شاہزادہ سہراب بن رستم نے آفرین کی ملکہ کو خیمہ میں بھجوایا اور آپ پلٹ کے پھر قلعہ میں
آئے اور بہرام کو تخت نشین اور خلعت عطا کرکے وہاں سے کوچ کرکے طرف گلستان باختر
کے ہنسی خوشی روانہ ہوئے

چند کلمے داستان شوکت بیان زیب و رنگ جہانبانی گوہر تاج کشورستانی سلطان عالی مقام یعنی بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران ذی احتشام سے بیان کیے جاتے ہیں اس طرح کہ پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ میں اور گرفتار سحر ہونا سرداران اسلام کا تعلیم اسم اعظم ہونا صاحبقران عالیشان کو مسلمان ہونا سکندریہ و نیشن کا باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس بہ آغاز داستان

نگاہ آنکھ سے ای یار ماہرو نکلے تری تلاش میں جو چاہے چارسو نکلے		کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے ہجوم شوق میں جب دل کی آرزو نکلے	
	کہ پردہ صبر کا اکثوں دہان بھی تو نکلے		
سنا ہے لوگوں سے سعدے کی سرنشت کو خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو		خود اپنی آنکھ سے کھینکے اسکے صورت کو وہ آگئے ہیں جو سکر امتحان وحشت کو	
	خدا نکردہ کہیں جیب میں رفو نکلے		

تجھی کو دیکھوں دم نزع آنکھ بھرتے وقت — تو ہی ہو پیش نظر جان سے گزرتے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت پہ جا کے اترتے وقت — یہی ہے خواہش دل ہم کو مرتے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم میرے سینہ سے نکلے

یہ آرزو ہے کہ روبرو ترا مرے زانو پر — جبین جبین پہ ہو اور وہ ہو یار ابرو پر
کہاں نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر — چلے کے تیر تو کھینچی نگہ دے میرے نازو پر
کہ کچھ تو اس تیر سے تسکین کی آرزو نکلے

ذرا ملک سحری اے خالق صبر کرنا — کوئی عدو دم ہوا گر راہ میں تو رد کرنا
کچھ اپنے ساتھ ہی اے آہ تو بھی کر لینا — چلا ہوں اس طرف اے جذب دل مدد کرنا
کہ گھر سے وہ بھی ذرا بہر جستجو نکلے

بجا ہے خفقہ مرا سبب قلب مضطر پر — یہ لایا جاتا ہے عشق کی بلا سر پر
کہیں یہ راز نہ کھل جائے میرے دلبر پر — خدا سے خود کی خواہش ہے یار کے در پر
قسم ہی ہو اگر اسدم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھائیگا کون بت آ کر — دلوں کو کر دیا بسمل سبوں کے تیر چلا کر
اذان کے پردے میں کرتے ہیں تغافل کر — حرم میں کس کی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنے کو بت باوضو نکلے

فراق دوست میں بھی رونے والوں کو دینا — غم و ملال میں خوش ہونے والوں کو دینا
ضرور اشکوں سے منہ دھونے والوں کو دینا — ذرا ذرا سا سبھی رونے والوں کو دینا
جو میری آنکھ سے دل کا بھی لہو نکلے

رقیب کھل گئے حضرت کے سب ادائی پر — غرور تھا بس اسی زہد کی کمائی پر
نہ تھے پاس کی تم طاعت بے ریائی پر — کہیں زنار تھا تو اب پارسائی پر
تمہارے گھر سے تو سبحہ کے بھی سبو نکلے

سخن بزم سخن طوطی خوش نوا ہے جو بن رزم نامہ خدا ترکمنی مرزا راوی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اسلام نے بعید
بسے زیادہ انتظار کیا مگر نہ ربیع الحجت پلٹ کے آئے نہ کوئی خبر ملی بلکہ جو بہادر مدد یا دریافت
حال کو گیا وہ بھی واپس نہ آیا غل اللہ نہایت پریشان ہوئے صاحبقران سے ارشاد فرمایا کہ اگر
آپ کی رائے ہو تو چلئے بہارستان مغرب ہی کی سیر کیجئے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کفار نے
صورت پکڑی ہے صاحبقران نے بھی بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا اور کوچ کرکے روانہ ہوئے
اثناء جاتے جاتے اک مقام پر پہنچ کے قیام کیا کہ نام اس مقام کا بیابان سکندریہ ہے حاکم بیابان کا
سکندر دیرہ نشین ہے یہ شخص نہایت مغرور اور ساحر زبردست ہے لوگ اس مقام کے سکندر دیرہ نشین
کو پیشوائے دین اپنا سمجھتے ہیں جتنے زنار دار ہیں سب اسکو مانتے ہیں جب یہ خبر سکندر دیرہ نشین کو
ہوئی کہ بادشاہ لشکر اسلام تشریف لائے ہیں ہراول لشکر معدول بن عدیل بن پہلوان عادی
جس جگہ لیکر آگیا ہے اور سنا گیا ہے کہ اس مقام پر بادشاہ اسلام تین چار روز قیام بھی فرمائینگے کہ بہار
اس صحرا کی دلچسپ ہے یہ سن کے سکندر دیرہ نشین نے دیرہ سے نکلکر تماشا آمد سرداران اسلام کا
دیکھنے کو اک پہاڑی پر آیا اور اپنے چیلوں کو لیکر متقیم ہوا کہ ناگاہ یک ابر رد بیابان گرد سے برخاست

مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا
اسقدر گرد اڑی تھی کہ سہ زسم ستوران درآں پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ اسکا ایک
ہوانے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دل گردے بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر پھریرے پر
تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی علم بردار ہاتھوں پر لیے ہوئے تھے بارہ سو فیل جنگی جھومتے
ہوئے نمودار ہوئے تمام صحرا کالی معلوم ہوتا تھا عقب میں ان فیلان جنگی کے بارہ لاکھ سوار و پیدل تھے
سکندر دیرہ نشین سمجھا کہ کل لشکر اسلام ایک ہی مرتبہ آگیا بعد اس لشکر کے کنعانیوں کے سواری
دارائے ہند طلحہ بن لندھور کی نمودار ہوئی سکندر سمجھا کہ صاحبقران یہی ہیں لیکن ہرکاروں نے آکر
بیان کیا کہ یہ شخص سالار لشکر میمنہ طلحہ بن لندھور ہے یہ خاص اسکی فوج ہے ابھی فوج صاحبقران
نہیں آئی ہے اس وقت سکندر کی آنکھیں کھل گئیں دل میں کہا کہ اللہ اکبر کل فوج کتنی ہوگی جب ایک
سردار کی فوج اتنی بڑی ہے یہ لوگ اپنے جی میں برا کر رہے تھے کہ پھر گرد اڑی اور اسّی ہزار نیزہ بازوں
سے مملوک بن مالک پہونچے سکندر نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ میسرہ
فوج کا سردار ہے گو وہ جاہ و حشم اسکے ساتھ کم ہے لیکن مرتبہ میں طلحہ کا ہم پلہ ہے اسکے بعد پھر گرد اڑی اور گردن
بہرام جنی بیٹا بہرام گرد بن خاقان چین کا کئی لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور جانب دست راست
خیمہ زن ہوا ہرکاروں نے آکر بیان کیا کہ یہ شخص پسر خواندہ صاحبقران اول ہے سب لوگ اسکا ادب
اولاد صاحبقران کی طرح کرتے ہیں بعد اسکے فرہنگ بن مرزبان خراسانی بھی اسی جاہ و حشم سے آکر
جانب دست چپ خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور قران فیل زور رفیق شہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ ایک
لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اسکے بعد بہلول شیر دل رفیق شاہزادہ بدیع الملک ایک علم
اسکندریہ نہایت جاہ و تجمل سے آکر خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور تہمتن گرد رفیق شاہزادہ فتح
الملک آج قران کی سمت مختصر اس لشکر کی آمد میں شام ہوگئی جو سردار آتا تھا سکندر دیرہ نشین جانتا تھا
کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں جب آمد لشکر موقوف ہوئی اور شام ہوگئی تو سکندر دیرہ نشین اپنے
مقام پر آیا لیکن ہوش پرواز کر گئے تھے کہ بھلا ان لوگوں سے کون لڑ سکتا ہے جنکے ساتھ اتنی بڑی جمعیت
ہے اور ہر سردار رستم وقت و اسفندیار زمان ہے رات بھر اسکو نیند نہیں آئی جب دوسرا دن ہوا تو پھر سکندر
دیرہ نشین اشتیاق میں آکر اسی پہاڑی پر بیٹھا جس طرف سے فوج اسلام آرہی تھی دیکھا سکندر
نے کہ حق گرد غلیظ بلند ہوا کہ زمین و آسمان کو ایک کر دیا یہ سمجھا کہ اب صاحبقران کی سواری آتی ہے
لیکن جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ علمہائے سرخ کے پھریرے اڑتے ہیں ہر ایک پر
کلمہ طیبہ تحریر تھا فوج کے جوان بھی سرخپوش ہیں یہ معلوم ہوا کہ صحرا میں لالہ کھلا ہوا ہے دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ یہ فوج صاحبقران اوسط شاہزادہ سکندر رستم خو کی ہے نظیر بریز دو سالار سکندر
کا اس کی فوج کا سپہ سالار ہے آتے ہی بارگاہ یاقوت نگار بپا کی لشکر اسکے لگا دوپہر کامل سکندر
کا لشکر آیا کیا کوئی سردار ایک لاکھ سے کوئی دو لاکھ سے کوئی تین لاکھ سے آکر پہونچا کوئی ایسا تھا جسکے
ساتھ چالیس ہزار سے کم کی فوج ہو دوپہر بعد جو گرد اڑی تو فوج شاہزادہ سہراب ثانی کی آنا شروع ہوئی
اسکے بعد محتشم بن ہاشم تیغ زن کی سواری نہایت جاہ و تجمل کے ساتھ آئی آج ان تین سرداروں کے
لشکروں کی آمد میں دن تمام ہوگیا جب دوسرا دن ہوا تو پھر فوجیں آنے لگیں شاہزادہ جمہور ثانی کئی لاکھ
سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچے اسکے بعد شاہزادہ بہارستان مغرب فریبرز بن فرامرز

عاد غزنی سات لاکھ سوار و پیل کی جمعیت سے پہونچا اُسکے بعد شاہزادہ بلقیس بن قہمور دلاور ور آئے
بعد اُنکے شاہزادہ داراب ثانی بہت بڑی فوج سے پہونچے پھر گرداڑی اور مظفر بن غضنفر پہونچے
بعد اُنکے شاہزادہ وحید الملک آئے بعد اُنکے شہنشاہ گوہر کلاہ پہونچے جب چوتھا دن ہوا تو پہر دن چڑھے
تک توپ نقارہ آیا کیے اُنکے بعد لشکر شہنشاہ صف شکن پسر سلطان سعد کا آنا شروع ہوا عادیوں کے لشکر
کو دیکھکر ہراسکے ہوش اُڑ جاتے تھے بہرام عاد سپہ سالار تھا جالوس عاد اور ساوس عاد وغیرہ کئی لاکھ
عادیوں سے پہونچے سیلاب شاہ بادشاہ لشکر تھا اُسکے بعد زنگیوں کی فوج آنے لگی تین پہر کامل لگی
فوج آیا کی آخر میں سواری شہنشاہ صف شکن کی آئی کہانتک بیان کیا جائے آٹھ روز تک برابر فوجیں
آیا کیں تمام بیابان اسکندریہ فوجوں سے مملو ہو گیا سکندر دیرہ نشین کے ہوش اُڑے ہوئے تھے
کیا جاہ و حشم بادشاہ لشکر اسلام کا ہے اگر دوسرا شخص اُنکے مقام پر ہوتا تو خدا کو بھولکر خود خداوند بنتا ایک
عالم مطیع و منقاد ہو رہا ہے روز نہم تمام سردار برائے پیشوائی روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام اور
صاحبقران عالی مقام کی نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ نمودار ہوئی آصف طلعت اور شہنشاہ
گوہر کلاہ پایۂ تخت بادشاہ کو پکڑے ہوئے تھے اور آگے آگے تخت کے ڈنکا بجتا ہوا نقیب بولتا
ہوا چتر سر پر گردش کرتا ہوا نظر سکندر دیرہ نشین کی جو صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ
پر پڑی اُسنے دریافت کیا کہ یہ نوجوان کون ہے لوگوں نے کہا کہ صاحبقران ربع یہی ہیں سکندر کو تعجب ہوا
کہ ابھی سن ہیں یہ صاحبقران ہوئے ہیں بادشاہ اسلام آتے ہی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سکندر
دیرے میں تمام رات کو تو صبر رہا جب صبح ہوئی تو اُسنے ایک نامہ لکھا کہ اے پشت و پناہ دین اسلام نے
اس مقام پر کسکی اجازت سے قیام فرمایا ہے کیا اس مقام کے حاکم بھی آپ ہی تھے اور کبتک قیام فرمانے
کا قصد ہے قاصد یہ نامہ سکندر دیرہ نشین کا لیکر خدمت میں بادشاہ اسلام کے حاضر ہوا اور نامہ پیش کیا
بادشاہ اسلام نے اس نامہ کو پڑھا اور صاحبقران کو دیدیا صاحبقران جو مضمون نامہ سے آگاہ
ہوئے تو نہایت غصہ آیا صمصام ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ جواب اسکا تحریر کرو کہ ہمکو خداوند عالم
نے اسلیے پیدا کیا ہے کہ ہر زمین کو خار و خس سے پاک کرکے گل دریاچیں بوتے پھرتے ہیں ہم خدا کے حکم سے
ربع مسکون کے حاکم ہیں اور بخطاب صاحبقرانی سے مخاطب ہیں ہم اور کسی سے اجازت مانگیں خبردار
آیندہ ایسی بے ادبانہ باتیں نکرنا ورنہ سزا پاویگا یہ جواب جسوقت صمصام ذوالیدین نے تحریر
کیا قاصد دربار پر غضب صاحبقران طاری ہوا بعض نے اپنے اپنے مقام پر کہا کہ یہ خداداد غصہ اور
جلالت ہے مگر متانت کے ساتھ قاصد کو خلعت رخصت ہوا جسوقت ایلچی سکندر دیرہ نشین کا جواب لیکر
پہونچا تو سکندر نے پوچھا کہ تجھے صاحبقران کس طرح پیش آئے اُسنے بہت تعریف کی اور خلعت
دکھایا سکندر دیرہ نشین نے کبھی ایسا خلعت کاہیکو دیکھا تھا متحیر ہوا اور اُسکو دربار میں حاضر ہونے
کا شوق پیدا ہوا زبانی ایلچی بھیجا کہ اگر خلاف مزاج نہو تو میں بھی حاضر دربار ہوں فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم
شوق سے آؤ سکندر جانب بارگاہ آسمان جاہ روانہ ہوا جب یہ خبر صاحبقران حق پژوہ کو ہوئی کہ سکندر
آتا ہے صاحبقران نے لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور سکندر کو استقبال
کرکے لائے جسوقت سکندر نے دربار میں قدم رکھا تو اُسپر ایسا رعب طاری ہوا کہ ہاتھ پاؤں
کانپنے لگے جس بارگاہ میں کئی ہزار سردار بیٹھے ہوں اُسکے رعب و وقار کا کیا پوچھنا ہے جو مقام سکندر کے لیے
تجویز ہوا تھا وہاں بیٹھنے کی اجازت ہوئی سکندر سلام کرکے بیٹھ گیا صاحبقران عالی شان

نے جام عنایت فرمایا سکندر نے جام لیا اور سلام کیا جب شراب الصالحین اسکی حلق سے اُتری تو اسکو
تعجب ہوا کہ شراب تو تلخ ہوتی ہے یہ کیسی خوش مزہ شراب ہے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ اے
سکندر دیرہ نشین میں نے سنا ہے کہ تمکو یہاں کے لوگ اپنا پیشوا جانتے ہیں عرض کی کہ حضور نے سچ
سنا ہے ایسا ہی ہے فرمایا کہ تو صفت تو اس دین کی بیان کر جسکا تو پابند ہے سکندر نے عرض کی کہ اصل بیان کروں
یا ظاہری معاملات پر خیال کر کے عرض کروں فرمایا باطن و ظاہر دونوں بیان کر سکندر نے عرض کی
کہ ظاہر میں تو میں بت پرست ہوں بلکہ لوٹے دھموضاؤ دیلی کا ماننے والا اور عالم اس دین و مذہب
کا ہوں بلکہ لوگ مجھکو بھی مثل انھیں خداوندوں کے شمار میں لاتے ہیں لیکن اصل یہ ہے کہ میں لامذہب
ہوں کوئی دین میرا نہیں ہے میں نے اسوقت تک کسی دین کو برحق نہ پایا جن لوگوں کو خداوند مشہور کیا
ہے وہ سب فانی تھے فنا ہو گئے یہ کیسی خداوندی کہ خود ہی مٹ گئے لیکن یہ فکر مجھے ضرور ہے کہ جو مذہب
حق ہو اسے اختیار کروں فرمایا کہ جوینده یابنده اگر تجھے تلاش دین برحق ہے تو راہ پر آہی جائیگا سکندر
دیرہ نشین نے کہا کہ میں ظاہرا دلیلوں کو تسلیم نہیں کرتا میرے پاس ہر سوال کا جواب عقلی موجود
ہے اگر کوئی بات خلاف عقل ظہور میں آئے تو اُسے تسلیم کرونگا بشرطیکہ سحر سے ہو علم سحر کو میں بھی
خوب جانتا ہوں فرمایا کہ اس وقت بھی تجھے کوئی اسم سحر یاد ہے سکندر دیرہ نشین نے جو خیال کیا تو
کوئی اسم یاد نہ تھا کہا بیشک اس وقت مجھے کوئی اسم یاد نہیں آتا یہ صفت میں نے آپ کی بارگاہ کی سنی تھی
جسطرح طلسم کی لوح تیار کی جاتی ہے اسی طرح یہ بارگاہ بھی تیار کی گئی ہوگی فرمایا کہ یہ برکت اسماء الٰہی
کی ہے کہ اسمار سحر تاثیر نہیں کرتے سکندر پردہ نشین نے کہا کہ اسماے سحر میں یہ ہوتا ہے کہ کسی اسم
میں زیادہ تاثیر کسی میں کم ہوتی ہے ممکن ہے کہ اسمار سحر سے زیادہ ان اسمار میں تاثیر ہو جنھیں آپ اسماء
الٰہی کہتے ہیں میں اسے بھی ایک قسم سحر کی کہونگا ہاں اگر آپ دو شرطیں میری پوری کر دیں تو میں ایمان
لاتا ہوں پہلی شرط یہ ہے کہ یہاں اک درخت صنوبر ہے اسپر ایک فاختہ آکر بیٹھا کرتی ہے جو شخص اُسے
شکار کرنا چاہتا ہے اور تیر لگاتا ہے تو فاختہ دم بھرتی ہے اگر تیر پڑ گیا تو فاختہ زمین پر گر کے جلنے لگتی ہے
اور اسقدر دھواں پیدا ہوتا ہے کہ زمانہ تیرہ و تار ہو جاتا ہے جب روشنی ہوتی ہے تو تیر لگانے والا غائب
ہو جاتا ہے فاختہ پھر اپنے مقام پر آ کے بیٹھ جاتی ہے اور اگر تیر خطا کرتا ہے تو دہن سے فاختہ کے شعلہ نکل کے
اس شخص پر گرتا ہے دونوں دھواں بن کے اُڑ جاتے ہیں اور نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں اگر یہ
راز مجھپر فاش ہو جائے تو میں دوسری شرط بیان کروں جسوقت دونوں شرطیں میری پوری ہو جائینگی
اُس وقت ایمان لاؤنگا فرمایا کہ میں چلونگا اور اس فاختہ کو ضرور نشانہ کرونگا سکندر دیرہ نشین نے
عرض کی کہ میں کل صبح کو حاضر ہونگا اور آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا یہ کہکر رخصت ہوا واضح رہے ناظرین
باتمکین ہو کہ یہ کرشمہ اسی سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہے اور یہ دوستی کے پردہ میں دشمنی پر آمادہ ہوا ہے
جب دوسرا دن ہوا تو سکندر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ تشریف لے چلئے صاحبقران سکندر
کے ساتھ ہوئے اور چلے تمام سرداران اسلام بھی ہمراہ تھے سکندر سبکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے
اس مقام پر آیا جہاں وہ درخت صنوبر کا ہوا اتفاقاً دکھایا کہ اسپر ایک فاختہ پھولی ہوئی بیٹھی ہے سکندر نے
کہا کہ وہ فاختہ یہی ہے یہ سکے صاحبقران چاہتے تھے کہ کمان شانے سے [illegible] جبرئیل میں
مشغول ہیں مقبل وفادار نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو میں اسکو گرا دوں حضور کیوں تکلیف
فرمائیں تاکہ سکندر کو بھی معلوم ہو کہ غلامان صاحبقران بھی کیسے ہیں صاحبقران نے

نے فرمایا کہ بہتر اس وقت قبیل بن مقبل وفادار نے تیر ترکش سے کھینچکر چلہ کمان میں پیوستہ کرکے آواز دی کہ ای سکندر دیرہ نشین بتاؤ تیر فاختہ کے کس مقام پر پڑے سکندر نے کہا کہ تیر کا پہنچانا ہی دشوار ہی اور اگر تم بڑے قادر انداز ہو تو فاختہ کی منقار پر تیر پڑے قبیل نے کہا کہ پہلو کی طرف سے یا سامنے سے سکندر نے کہا کہ سامنے سے اس طرح کہ زبان فاختہ کی چھد جائے قبیل نے نشانہ باندھ کے تیر کو سر کیا دیکھا سب نے کہ تیر کا پیکان منقار پر پڑا فاختہ نے دم بجا تیر حلق کو توڑ کے پار نکل گیا فاختہ گری اور دھواں بنکر قبیل پر آئی قبیل دھوئیں میں چھپ گئے بعد جو دھواں ہوا سے منتشر ہوا تو قبیل کو نہ پایا اس وقت گردن بہرام کو غصہ آیا انھوں نے اس فاختہ کو تیر مارا انکی بھی وہی حالت ہوئی ہر تیر میں فاختہ گر جاتی ہے اور دھواں بنکے اپنے صیاد کو غائب کر دیتی ہے اور پھر شاخ درخت پر آ بیٹھتی ہے خلاصہ یہ کہ اسی طرح بہت سے سرداران اسلام سے غائب ہوگئے صاحبقران نے منع کیا کہ اب کوئی تیر نہ لگائے ہم خود اس فاختہ کو شکار کرینگے یہ کہکر چاہتے تھے کہ کمان کو دوش سے اور تیر کو ترکش سے لیکر فاختہ کو نشانہ بنائیں ادھر سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ آپ صاحبقران زمانہ ہیں اگر یہ مشکل حل ہوگی تو آپ ہی سے ہوگی کہ آپ صاحب اسم اعظم بھی ہو گئے یہ ارادہ جو عیار نے دیکھا آکر عرض کی کہ ای شہریار ابھی تک آپ کو اسم اعظم کسی ذریعہ سے نہیں پہونچا ہے بدیع الملک نے آپ کے ساتھ اتنی کمی کی کہ اسم اعظم تعلیم نہیں فرمایا یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے آپ آج اپنے خاندانی طریقہ کے موافق دعا کیجے اور غیب سے مدد طلب کیجئے کل کے دن دیکھا جائیگا یقین ہے کہ پروردگار عالم آپ کی مدد کریگا اسوقت فاختہ کو تیر لگانا سراسر خلاف عقل ہے جو حالت اور سرداروں کی ہوئی ہے وہی حال آپکا بھی ہوگا یہ سنکے صاحبقران نے رائے اسی عیار کی پسند فرمائی اور سکندر کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو تم پھر آنا کل میں اس فاختہ کو نشانہ تیر قضا کرونگا سکندر نے عرض کی کہ بہتر سکندر تو دل میں خوش اپنے دیرہ کی طرف روانہ ہوا کہ کل صاحبقران کو اسیر کیا اور گویا چراغ اسلام کو گل کیا لیکن صاحبقران اپنے رفقا کے غم میں نہایت پریشان واپس آئے بارگاہ برپا کرائی اور وضو کرکے بیٹھے وظیفہ مغرب و عشا کو ادا کیا بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر مصروف دعا ہوئے تھوڑی دیر میں غنودگی طاری ہوئی عالم رویا میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای عادل کیوان شکوہ یہ سارا کرشمہ سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہے اسنے خود اس قمری کو درخت صنوبر پر بٹھایا ہے اور اسکو سونبہ کیا ہے جو پیکان قضا اس قمری کا ہے جبتک وہ دستیاب نہوگا اس وقت تک قمری کا مرنا غیر ممکن ہے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر وہ پیکان کیونکر دستیاب ہو ان مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں سے قریب جانب شمال ایک درہ کوہ ہے اندر درہ کے پیکان لٹکا ہوا ہے اور محافظ درہ کوہ کے چند بطلیں ہیں اگر کوئی شخص اندر درہ کو جانے کا قصد کرتا ہے تو بطلیں اسکے لپٹ جاتی ہیں اور اسے نوچ نوچ کے کھا جاتی ہیں اور اگر بطلوں کو کوئی مار ڈالے تو بطلوں کی حیات کا ایک گلدستہ سکندر نے اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے فوراً سکندر کو خبر ہو جائیگی کہ کوئی شخص پیکان لینے کو درہ میں گیا ہے اگر وہ پیکان دستیاب ہو تو فاختہ مر سکتی ہے بغیر اسکے ناممکن ہے یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نظروں سے پوشیدہ ہوگئے نصف شب گذرنے کے بعد عادل کیوان شکوہ کی آنکھ کھل گئی عبادت خانے سے باہر تشریف لائے عیاروں کا سرطلیعہ بادیہ گرد جو برائے حفاظت صاحبقران آپکے عیاروں کو لیے ہوئے موجود تھا جب سے خواجہ خضر الیاس بیابان مغرب کی طرف گئے تھے اس وقت سے تمام عیار ہمت طیفور کے ماتحت تھے عیار نے جا کے آقا کو جو خوش دیکھا عرض کی کہ کیا بشارت ہوئی صاحبقران نے خواب اپنا بیان فرمایا اور مرکب طلب کیا طیفور نے عرض کی کہ ای شہریار یہ کام آپکا نہیں ہے اگر آپ بطلوں کو ہلاک کرینگے تو سکندر کو خبر ہو جائیگی اور یوں جائیگا تو بطلیں [illegible] ہونگی آپ تشریف رکھیے میں

جاتا ہوں اور جلد لیے جاتا ہوں وہ پیکان لاتا ہوں فرمایا تو کیونکر لائیگا عرض کی کہ آپکو اس سے کیا بحث ہے میں کسیطرح
لاؤنگا لیکن ضرور لاؤنگا لیکن جسوقت تک میں واپس نہ آلوں اُس وقت تک آپ کہیں تشریف نہ لیجائیگا
اگر صبح کو سکندر آجائے اور میں نہ ہوؤں تو آپ توقف فرمائیگا صاحبقران تو یہ سنکے خوابگاہ میں
جاکر سورہے اور طیفور بادیہ گرد نے ایک پتلا آدمی کے برابر کاغذ کا تیار کیا دونوں پاؤں میں اُسکے
پہیے لگائے اور ایک بکری کو ذبح کرکے خون اسکا جھلی کے چھکنوں میں بھر بھر کے اندر پتلے کے کلیجہ
اور کلیجی وغیرہ بھی پتلے کے سینے میں رکھدی بھیجا دماغ میں رکھدیا اور پتلے کو لیکر طرف درہ کوہ کے روانہ
ہوا وہاں قریب صبح پہونچا کچھ تاریکی باقی تھی طیفور نے اُس پتلے کی آڑ پکڑی اور طرف درہ کوہ کے
بڑھا پہیوں کی گڑگڑاہٹ جو سنی بطین منقار کھول کھول کے دوڑیں اور آکر پتلے سے لپٹ گئیں طیفور
پتلے کو تو اُسی جگہ پٹک دیا اور آپ اندر درہ کوہ کے داخل ہوا مگر بسبب تاریکی کے پریشان تھا کہ پیکان
کیونکر ڈھونڈھوں دیکھا کہ ایک مقام پر ایک ستارہ سا چمک رہا ہے طیفور اُس ستارے کے قریب آیا
تو ہاتھ سے دیکھا تو وہی پیکان تھا بس اپنے پیکان کو اٹھا کر قبضہ میں کیا اور درہ سے نکلکر جانب لشکر
روانہ ہوا وہاں بطون نے مصنوعی آدمی کو خوب نوچ نوچ کے کھایا اور مطمئن ہوکر وہیں بیٹھ رہیں یہاں
جو صبح ہوئی تو بادشاہ اسلام آکر بارگاہ میں رونق افروز ہوئے سرداران اسلام آ آکر کرسیوں اور دنگلوں پر
متمکن ہوئے لیکن ابھی تک صاحبقران عالی شان تشریف نہیں لائے ہیں بادشاہ اسلام نے
بعد انتظار ارادہ کیا تھا کہ کسیکو دریافت خیریت مزاج کے واسطے روانہ کریں کہ اتنے میں چوبدار نے
آکر عرض کی کہ سکندر دیرہ نشین حاضر ہے فرمایا بلاؤ سکندر حاضر ہوا مجراگاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ اسلام
نے بیٹھنے کو اشارہ کیا سکندر سلام کرکے بیٹھ گیا لیکن دنگل صاحبقران عالی شان کا خالی پایا تعجب
ہوکر پوچھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تشریف لاتے ہونگے صاحبقران نے پہلے تو اپنے عیار
کے آنے کا انتظار کیا جب دیر ہوئی تو سوار ہوکر خدمت بادشاہ اسلام میں تشریف لائے بادشاہ
نے مزاج پرسی کی صاحبقران نے عرض کی کہ شب کو جاگنے کا زیادہ اتفاق ہوا اس وجہ سے
بعد نماز صبح پھر میری آنکھ لگ گئی تھی سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ پھر اب دیر کیا ہے تشریف لے چلیے
اور اگر کچھ تامل ہو تو جانے دیجیے فرمایا کہ مجھے کوئی تامل نہیں ہے سوا تکیہ ذات پروردگار پر کرتے
اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ آج میں بھی چلونگا غرضکہ صاحبقران اور
بادشاہ اور تمام سرداران لشکر اسی درخت صنوبر کی جانب روانہ ہوئے اگرچہ امیر ربیع یہ جانتے تھے
کہ قضا فاختہ کی سوا اس تیر کے نہیں ہے جسکی تلاش میں عیار گیا ہوا ہے اگر دوسرا تیر ماروں گا تو میں بھی اسیر
پنجہ تقدیر ہو جاؤنگا لیکن پابندی قول کے موافق چلے آئے جسوقت قریب درخت صنوبر ہوئے
تو سکندر نے تعریفیں کرنا شروع کیں کہ سردار ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ملازموں کو بچاتے ہیں اور خیر اون
کی حاجت براری کے واسطے اپنی جان کو جان نہیں سمجھتے ہیں ہنوز سلسلہ تقریر ناتمام تھا کہ دیکھا
صاحبقران نے کہ صحرا کی طرف سے طیفور بادیہ گرد دوڑتا چلا آتا ہے یہ دیکھکر صاحبقران نہایت
مسرور ہوئے اور وقت گذارنے کیلیے خود بھی تقریر کا سلسلہ قطع ہونے دیا کہ طیفور مجھ تک پہونچ جائیگا
تاکہ اتنا تو معلوم ہو جائے کہ پیکان دستیاب ہوا یا نہیں جب طیفور قریب آیا سلام کیا صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ اے طیفور کل تم نے دیکھا تھا کہ کتنے سردار مفقود الخبر ہوگئے اور آج ہماری
باری تھی آج تو تمکو ہمارے ساتھ سے دم بھر جدا ہونا چاہیے تھا کہ چپکے سے ساتھ کچھ جل کر جے

ہوئے چند نفس حیات کے جو باقی تھے ہم تمکو دیکھ لیتے تم ہمکو طیفور سے کہا کہ مسافروں کی دوستی اچھی نہیں بقول
حسن سے مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت • مثل ہے کہ جگی ہوئے کے میت • اگر آپ ہم سے رخصت ہوتے
ہیں تو ہم پہلے ہی آپ سے علیحدہ ہو گئے یہ باتیں کرتے کرتے چپکے سے پیکان ہاتھ میں صاحبقران عالی
شان کے دیدیا ایسا تیر قرعادل کیوں نہ خسرو نے کہا کہ اے یار وفادار مجھے اسکی بھی شکایت نہیں اگر تو
اسوقت میں پہلے سے روگردانی کرتا ہے تو خیر اپنا اپنا دل ہے تیرے خدا حافظ یہ فرما کر شانے سے کمان لی
ترکش سے تیر کھینچی تیر کا پیکان اصلی اتار کر وہ پیکان نصب کیا اور سکندر سے کہا کہ دیکھ اس قادر اندازی
کو کہ میں اسکی دم پر تیر مارتا ہوں تیر پر منقار سے مثل زبان کے باہر آئیگا سکندر نے کہا کہ یہ اندازہ
عقل بشری سے باہر ہے دی گیا کم تھا جو آپ کے رفیق اول قبیل ناوک انداز نے دکھایا تھا کہ تیر منقار
پار تھا نہ کہ دم پر مارا اور منقار سے پیکان کا باہر آنا سراسر خلاف عقل ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا دیکھتا
رہ کہ تیر کو چلہ کمان میں جوڑ کے نشانہ باندھا بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے حسرت سے
صاحبقران کی طرف دیکھا کہ تیر ہوا اور صاحبقران سے مفارقت نصیب ہوئی صاحبقران نے جو تیر سر کیا وہی ہوا کہ دم میں لگا
پر لگا فاختہ کے منقار کھولی پیکان تیر کا زبان فاختہ کی لیے ہوئے مانند تیر قضا کے نکل گیا اور فاختہ تڑپ کے
درخت کے نیچے گری اور تڑپنے لگی صدائیں ہولناک پیدا ہوئیں آتشباری و برف باری ہونے لگی دیر تک
قیامت برپا رہی تاریکی چھا گئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دمساز جادو بود حیف مردم و جا غلک
و مطلب خود نرسیدیم جب خورشید روشنی ہوئی تو دیکھا کہ بجائے فاختہ لاش ایک ساحرہ سیہ فام کی زمین
پر پڑی ہوئی ہے سکندر دیرہ نشین حیران ہوا اور عرض کی کہ کیا اسم اعظم آپکو یاد ہے میرے علم کے موافق
تو ابھی آپ صاحب اسم اعظم نہیں ہیں صاحبقران ثالث نے آپکو اسم اعظم ابھی تعلیم نہیں فرمایا بلا د
قضا اس فاختہ کی جب پیکان سے ہونا ہے تھی وہ پیکان کسیکو دستیاب ہونا غیر ممکن تھا سواے میرے کوئی
اس راز سے آگاہ نہیں پھر بھی انتظام یہ تھا کہ اگر کوئی محافظان پیکان کو مار کر پیکان لینا چاہتا تو بھی مجھے
خبر ہو جاتی صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اے سکندر ہر وقت مشکل میں ہم اپنے خداے
حقیقی سے رجوع کرتے ہیں وہ ہماری مدد کرتا ہے شکو میں نے عبادت خانہ بنا کیا اور مصروف
عبادت الٰہی ہوا ایک مرد بزرگ نے اس پیکان کے حالات سے مطلع کیا میں پریشان تھا کہ پیکان
دستیاب کیونکر ہو طیفور عیار میسر آگیا اور پیکان لا کے اس نے مجھکو دیا یہ مطلب اسکی ہے کہ تمکو خبر ہونے پائی
اور پیکان قبضہ میں آگیا سکندر دیرہ نشین طیفور عیار سے کہا کہ سچ ہے خدا کی مدد سے تم دشمن پر غالب
آپکے آشنا تو بتاؤ کہ تم کس طرح وہاں پہنچے طیفور نے ہنسکے کہا کہ میں نے فسان کے برابر ایک پتلا کاغذ کا
بنایا اور اسکی آڑ میں اندر دروازے چلا گیا لیکن اس پتلے کو لوچ نے لگیں میں پیکان لے کے چلدیا یہ سنکے
سکندر دیرہ نشین اسکی عقل و دانائی کو مان گیا اور بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ تیری اس عیاری
سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد خضر ان کے عمرو کا قائم مقام سوا تیرے کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور خلعت عنایت فرمایا
جبکے سب بارگاہ سلیمانی میں آئے اب صاحبقران سے سکندر نے عرض کی کہ ایک شرط تو میری حضور نے
پوری کر دی اور میں بھی آدھا مسلمان تو ہو چکا لیکن اگر دوسری شرط بھی پوری کر دیتے تو مجھے دم بھر میں پورا مسلمان
ہو جاؤں فرمایا وہ بھی بیان کر اسنے عرض کی کہ میں ساحر زبردست ہوں اگر چاہتا تو مثل سامری و جمشید کے
میں بھی خداوندی میں شمار رہتا کہ عالم میری خداوندی کو تسلیم کرتا لیکن میں اپنی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں
کہ ایک قطرہ نجس منی سے پیدا ہوا ہوں الحمد و منت خدا سے اسکی مجھ کو بھی پہنچا اگر سحر دجانتا ہوتا تو میری

کو بھی حقیقت وہ تھی مگر اپنے خالق حقیقی کو پہچاننا چاہتا ہوں اول تو یہ کہ آپ اگر صاحبقران ہیں تو صاحب
اسم اعظم ہونا آپ کے واسطے ضرور ہے میں نے ایک ابر سحر تیار کیا ہے کہ اگر میں اس ابر کو حکم دوں تو تمام عالم
کو گھیر لے اور ابر سے بارش پیکان ہونا شروع ہو تو کوئی اس سحر سے بچ نہیں سکتا ہے لہذا آپ میرے سحر کو
رد کر دیں تو میں مسلمان ہوتا ہوں صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے سکندر مجھے اسم اعظم ابھی نہیں تعلیم ہوا
ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ وقت اسکی ضرورت کا نہ آیا تھا اگر صاحبقرانی میری منجانب پروردگار ہے تو اب تجھسے
کا بھی کوئی سامان پیدا ہی ہو جائیگا کل صبح کو تم آنا آج پھر میں اپنے پروردگار سے التجا کرونگا سکندر رخصت
ہو کر ڈیرہ کی طرف روانہ ہوا یہاں شام کو صاحبقران نے پھر عبادتخانہ برپا کرایا اور مصروف عبادت
ہوئے تمام رات عبادت کرتے رہے قریب صبح آنکھ لگ گئی پھر ایک مرد بزرگ خواب میں تشریف لائے
اور ارشاد کیا کہ آج تمہیں صاحبقرانی ہوتی ہے اس وقت تک تم صاحبقران ظاہر تھے وصف باطنی تم میں
نہ تھا اور بدیع الملک نے تمکو اسم اعظم اس وجہ سے تعلیم نہیں کیا کہ آنکو یہ خیال تھا کہ صاحبقرانی میری
اولاد میں رہیگی اب اگر اولاد عالمشاہ میں صاحبقرانی خدا کی جانب سے گئی ہے تو اسم اعظم بھی کسی کسی ذریعہ
سے پہونچ جائیگا لہذا میں تمکو اسم اعظم تعلیم کرتا ہوں یہ فرما کر اسم اعظم پڑھکر تعلیم فرمایا صاحبقران نے اسم اعظم
یاد کیا بعد اسکے ان مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ سکندر دیرہ نشین مسلمان ہوگا اور اسکی وجہ سے بہت سے
لوگ راہ راست پر آجینگے اور ایمان لاینگے اور تمکو چاہیئے کہ کل ہی یہاں کے جھگڑے سے فرصت کر کے
بہارستان مغرب کی راہ لو کہ وہاں سکندر وزیر بدیع البخت پر وقت تنگ ہے اور کفار کا زور شور ہے اب
ارادہ ایران جانیکا ملتوی کرو در سابق بن بقا کے سامان خداوندی کو شاد کرو وہ ایمان بندگان خدا
سے برگشتہ کر رہا ہے اور اپنے خدا سے حقیقی کو بھول گیا ہے یہ باتیں ارشاد فرما کر وہ بزرگ تو نظروں سے پوشیدہ
ہو گئے صاحبقران کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز صبح کا تھا جلدی سے خادم کو پکارا اور وضو کر کے فریضہ سحر کو
ادا کر کے سجدہ شکر بجا لائے جس وقت وظائف پڑھ کے خیمے سے باہر تشریف لائے اور طیفور نے صورت
صاحبقران کی دیکھی تو مسکرا کر فرمایا کہ کیا ہے طیفور نے عرض کی کہ آج آپ کے چہرہ پر ایسا رعب اور
نور ہے کہ کبھی نہ تھا صاحبقران نے اپنا خواب بیان کیا طیفور خوش ہو کر گرد پھرا دست بوس ہوا صاحبقران
خدمت میں بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے بھی صاحبقران کی
صورت دیکھکر تعجب کیا صاحبقران دگل شوکت پر شکل ہوئے اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر عرض
کی کہ کل شب کو مجھے ایک بزرگ نے اسم اعظم تعلیم فرمایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ آج
آپکے چہرہ کی رونق اور ہی کچھ ہو گئی ہے تمام سردار آنکھ آنکھ کر دست بوس ہوئے ہیبت صاحبقران کی
سب کے دلوں پر طاری ہوئی اتنے میں سکندر دیرہ نشین حاضر ہوا اسنے بھی جو صورت صاحبقران کی دیکھی
دل پر ہیبت طاری ہوئی آکر بیٹھا لیکن جرات نہوئی کہ کچھ عرض کرے صاحبقران نے خود ارشاد فرمایا کہ اے
سکندر دیرہ نشین وہ ابر سحر تمہارا کہاں ہے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران وہ سحر میرا زندگی بھر کا پایا ہوا ہے
سحر بھی برباد ہوگا اور جسوقت اسے اٹھاینگے شاید لاکھوں بندگان خدا تلف ہو جاینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ
میں اور کوئی سحر کرتا ہوں صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ تمکو اس سے سروکار نہیں ہے کہ سحر مٹیگا یا رہیگا
جب تم اسلام لانے کو کہتے ہو تو سحر تمہارے کس کام آئیگا سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ ایک وقت ایسا
آنے والا ہے کہ اس ابر سے کام نکلینگے جسوقت آپ ملک بہارستان میں پہنچینگے تو بڑے بڑے ساحر
مقابلے پر آئینگے بعض موقعوں پر آپ بھی مجبور رہ جائینگے اس وقت ممکن ہے کہ کسی کام کی اعانت سے دیکھ

دفع ہوں چونکہ اس وقت نشست بارگاہ انجم حصار میں تھی سکندر دیرہ نشین کو سحر یاد تھا اسنے کچھ اسم پڑھ کر پھونکنا کہ ہوا سے تیز چلی اور تمام بارگاہ کو زلزلہ ہوا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر حصار باندھا وہ حالت برطرف ہوئی سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے اسم اعظم آپکو تعلیم کر دیا گیا بس اب میں مطیع اسلام ہوتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ او سکندر مطیع اسلام کیون ہوتا ہے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہی کیون نہیں ہو جاتا ہے سکندر نے عرض کی کہ تمام سحر میرے مجھ سے چھٹنگے فرمایا کہ اب ان سحروں سے ہاتھ اٹھا اگر اسی حالت میں مرگیا تو انجام خراب ہوگا اور زندگی کا اعتبار نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ اب زندگی کو عبادت خدا میں بسر کرین تیری مدد کا محتاج نہیں ہون اپنے خدا کا محتاج ہون یہ سنکے سکندر کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ خوف خدا میں رونے اور بہت صاحبقران پر رجوع کرنے لگا اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا بعد اسکے صاحبقران سے رخصت ہو کر دیرے میں آیا اور اپنے مریدوں کو جمع کر کے کہا کہ ایہا الناس میں نے تو دین اسلام کو دین برحق سمجھ کے اختیار کیا اور پرستش بتوں کی ترک کی جسکو انجام کی فکر ہو وہ اس دین مبین کو اختیار کرے کہ دنیا چند روزہ ہے غرضکہ جسقدر مطیع سکندر کے تھے وہ سب مسلمان ہوئے صاحبقران نے سکندر کو تاج و تخت بخشا اور سکندر اورنگ نشین کا خطاب مرحمت فرمایا بعد اسکے احکام صاحبقرانی کا مختصر سا جلسہ ہوا اس جلسہ میں شغل رقص و سرود نہ ہوا بلکہ تلاوت صحیفۂ ابراہیمی اور آیات کلام مجید کی ہوئی اور تمام رات سبنے عبادت و شکر میں بسر کی بعد اسکے صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ جن مرد بزرگ نے مجکو اسم اعظم تعلیم فرمایا تھا انھون نے یہ بشارت بھی دی تھی کہ تم بہارستان مغرب میں جاکر دفع اجنت وسکندر کی مدد کرو کہ آنپر وقت تنگ ہے اور اسکے بعد ملک باختر میں اشاعت دین اسلام کرو اسلیے کہ وہان کفر پھیلت جاتا ہے لہذا میں بہارستان مغرب کی طرف جلتا ہون حضور بھی مع لشکر اسی طرف تشریف لائیں بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ مناسب ہے صاحبقران نے چند سرداروں کو بادشاہ اسلام کے ساتھ چھوڑا اور باقی سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے صاحبقران کے بادشاہ اسلام بھی کل فوج کو لیکر نہایت جلد کوچ کرکے داد ہوئے دیکھیے کبتک ہو سکتے ہیں

اب اوّل کچھ حال بہارستان مغرب کا تاراج ہونا قلعہ جبل الحدید کا سنگ اندازوں کے ہاتھ سے اور باقی حالات متعلق داستان تحریر ہوتے ہیں غزل بر آغاز داستان حسب حال

کھینچتا کوئی نہ سجدے پر غرور کیا
انکی آسایش کو کم ہر خانہ زنجیر کیا
دل میں حاسد کے کھٹکتی ہے مری آہ رسا
کر دیا ہے کاتب قسمت نے یہ تحریر کیا
یہ مثل سچ ہے کہ ہو جاتا ہے صحبت کا اثر
کیا مس کی حقیقت صاحب اکسیر کیا
عشق میں کس کس کی دیکھوں ہجو کرتی ہے یار
آج میری آہ کی جاتی رہی تاثیر کیا
سن کے دیکھا جسکو عاشق پایا کا بایار سے
قیدیوں کو چین سے رکھتی ہے زنجیر کیا

مانی و بہزاد سے کھنچتی تری تصویر کیا
بھر گیا ہے یار کی اسکی کرون تدبیر کیا
کاٹ ری تیغ زبان میں جو ہے شمشیر کیا
یار سے صورت دکھانے کی بھی کھائی قسم
عقل مجازی ہے سرک لانے کی زنجیر کیا
طوطیا ہے چشم خوبان کو کیون تو ہے کیا
دستے مجکو کھاتی ہے مری تقدیر کیا
نور سے سانچے میں ہے ہر عضو ڈھلا ہوا
لوٹ لیگا خلق کو وہ حسن عالمگیر کیا
اتنے عاشق ہو گئے زلف دراز یار کے

زلف کے سودائیوں کو چاہیے تدبیر کیا
آج کل برگشتہ ہے مجھ سے مری تقدیر کیا
درد و غم رنج و الم مجنون کی تقدیر میں
یا الٰہی ہے کرون میں حل کی تدبیر کیا
ساتھ ہونے کا تمہارے ہمکو نسخہ مل گیا
خاک جائے یار سے آگے بھلا اکسیر کیا
شام سے میں نالے کرتا ہوں وہ سنتے نہیں
صانع قدرت نے کھینچی ہے تری تصویر کیا
دل الجھ کر زلف سے نکلتے ہی نہیں
پھنس گیا دل اسکے چھٹنے کی کرون تدبیر کیا

اگرچہ گولہ اندازوں نے بہت سے سنگ اندازوں کو اڑا دیا لیکن سنگ اندازوں نے اسقدر پتھر برسائے
کہ برج شکست ہوئے بعض بعض دیواریں ٹوٹ ٹوٹ کے گریں بہت سے لوگ دب کر ہلاک ہو گئے پتھر برابر
برس رہے ہیں نظر نہیں ملتی ہے جسقدر سنگ آرائی دیواریں تھیں سب منہدم ہو گئیں اب جو پتھر آتا ہے خالی نہیں
جاتا ہے عنقائے قلعہ دار برابر قدم جمائے ہوے اپنے لوگوں کو بھی لڑوا رہا ہے کہ اک مرتبہ اصنام سنگ
انداز نے ایک پتھر مارا کہ سر پر عنقائے قلعہ دار کے پڑا یہ مرد مومن خلعت شہادت سے سرفراز ہوا
اب تو سنگ انداز دھاوا کر کے قلعہ میں گھس پڑے اور اہل قلعہ کو قتل کرنا شروع کیا فوج عنقائے قلعہ دار
بھی خوب لڑی بعض تو قلعہ سے نکل گئے باقی سب لڑ کے مر گئے سنگ اندازوں نے مال و اسباب لوٹ کر
اپنے قبضہ میں کیا لیکن شاہزادیوں کا کہیں پتا نہ ملا اب ان سنگدلوں نے عیاروں کو روانہ کیا کہ جہاں جہاں
اہل اسلام کا پتہ ملے انکو قتل کریں عیار چہار جانب روانہ ہوے سنگ اندازوں نے جلسہ خوشی کیا لیکن
جس وقت یہ خبر نجم اختر شناس کو پہونچی تو بہت خون کے آنسو رویا اور پوشیدہ طور پر اپنے فرزند سے کہا کہ
تم عقل کو کام فرماؤ کسی سے جنگ کرو نہ بگاڑو ورنہ جو حال سنجاب شاہ مغزلی اور اسکے فرزندوں کا ہوا ہے
وہی حال تمہارا بھی ہوگا تم ابھی جا کر شاہزادہ رفیع البخت کو تلاش کرو اگر وہ ملیں تو انسے عرض کرنا کہ نجاشی شاہ
اسیر ہو گیا سرکش تیر انداز قید بادشاہ مغرب کی لیکر ساریلیہ کی طرف جاتا ہے اگر آپ اب سنجاب کو
دشمن کے ہاتھ سے بچا لینگے تو یقین ہے کہ سنجاب شاہ مغزلی ہمیشہ کے واسطے مطیع ہو جائیگا اور مجھے اپنے
علم کے ذریعہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ سنگ انداز زندہ پلٹ کے بہارستان مغرب سے نہ جائینگے جو ستارہ سخت
خدا پرستوں پر آگیا تھا وہ بہت جلد دفع ہو جاتا ہے کوکب روشن چشم تو تلاش میں شاہزادہ رفیع البخت کے
روانہ ہوا لیکن حال سکندر رستم خو کا سنیے کہ انکو جو حالت زخمداری میں گھوڑا لیکے نکل گیا تھا تو جاتے
جاتے اس طرف سے ہو کر گذرا جہاں عنتر دلو کش الکا سردار مصروف شکار تھا گھوڑے نے اپنے لشکر کے
لوگوں کو پہچانا اور جا کے کھڑا ہو گیا لوگوں نے جو دیکھا کہ اک گھوڑا کسی سوار زخمی کو لیکر آیا ہے تو قریب
آئے دیکھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو زخموں میں چور پشت زین پر بیہوش ہیں لوگوں نے جا کر عنتر سے
بیان کیا کہ شاہزادہ اس ہیئت سے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی افتاد پیش آئی عنتر نے آکے جو حالت
سکندر رستم خو کی دیکھی جلدی سے خیمہ میں لیگیا زخموں میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی چڑھائی بعد بہت
دیر کے سکندر رستم خو کو ہوش آیا تو سامنے عنتر کو پایا فرمایا اے عنتر میں کہاں ہوں عنتر نے عرض کی
کہ غلام کے خیمہ میں گھوڑا آپکا آپکو لیکر یہانتک پہونچ گیا تھا سکندر نے سارا ماجرا بیان کیا عنتر دلو کش
نے کہا کہ اب حضور کو صحت ہولے تو دیکھا جائیگا سکندر نے فرمایا کہ میں تیر اندازوں سے جنگ کر رہا تھا پشت
پر سے آکر سنگ اندازوں نے حملہ کیا اس دھوکے میں میں زخمی ہوا اور ساتھ میرے اور سردار بھی زخمی
ہوے مجھے خدا جانے اُنپر کیا گذری یہاں تو علاج شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہو رہا ہے یہ لوگ اک پہاڑ
کی گھاٹی میں مقیم ہیں اب حال سرداران رفیع البخت کا سنیے کہ کوئی کسی طرف نکل گیا کوئی کسی طرف
نکل گیا جو لوگ زخمی تھے انھوں نے جا جا کر مختلف مقامات پر پناہ لی اور مصروف چارہ سازی ہوے
اور فوج برباد کو فراہم کرنا شروع کیا نہیب مغزلی زیادہ زخمی تھا یہ اور شاہزادہ رفیع البخت دونوں ساتھ
نکلے تھے جاتے جاتے اک مقام پر دونوں گھوڑے تھم گئے یہاں اک سوداگر اترا ہوا تھا کہ نام اسکا اعظم
کوفی تھا اسنے دیکھا کہ دو مرکب دو زخمی سواروں کو لیے ہوے کھڑے ہیں چونکہ یہ مرد رحم دل تھا اسنے اپنے ملازموں
سے کہا کہ ان دونوں زخمیوں کا علاج کرو اور مرکبوں کو اصطبل میں بند کرو دونوں یہ عالی خاندان معلوم ہوتے ہیں

ہاین چہرون سے انکے آثار شاہی و شہریاری نمودار ہین ملازمان اعظم کوفی نے گھوڑون کو چارون طرف سے گھیر کے
پکڑ لیا اور رفیع البخت و شبیب مغربی کو اک خیمہ مین لائے یہ دونون بیہوش تھے جراحون کو بلا کر زخمون مین
ٹانکے دلوانا شروع کیے پٹیان مرہم کی چڑھوائین جب انکو ہوش آیا تو اپنے کو اک نئے مقام پر پایا نئے
لوگون کو خدمتی دیکھا شکر خدا بجا لائے اور پوچھا ان لوگون سے کہ تم کون ہو انھون نے بیان کیا کہ ہم سب
اعظم کوفی سوداگر کے ملازم ہین اور مسلمان ہین آقا ہمارا آپکا نمکخوار ہے فرمایا بلاؤ اعظم کوفی حاضر ہوا سلام کیا
اور عرض کی کہ اسقدر تو مین خوب جانتا ہون کہ آپ اولاد حمزہ صاحبقران سے ہین لیکن اسم مبارک سے آگاہ
نہین اسلیے کہ بہت زمانہ ہوا جو مین لشکر مین گیا تھا تو سنا تھا کہ صاحبقران ثانی خانہ کعبہ گئے اور صاحبقران
ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک طلسم نہ طاق پر جانے والے ہین یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
اپنے حسب و نسب سے آگاہ فرمایا اور حالت اپنے زخمی ہوکر نکلنے کی بیان کی اور شبیب مغربی کے حالات سے
بھی آگاہ کیا اعظم کوفی نے اپنے ملازمون کو تاکید کر دی کہ خبردار کوئی شخص اندر خانے کے آنے نپائے
دشمن انکے انکی تلاش مین ہونگے ایسا نہو کوئی غماز دم نکلے اور پکڑ لیجانے کا قصد کرے یا دشمنون کو
آگاہ کرے کہ صاحبقران ابن صاحبقران فلان مقام پر ہین اور ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا تھا
انکا علاج تو اسی مقام پر ہو رہا ہے لیکن اب کچھ حال صمصام مغربی و مقام مغربی و ہشام مغربی و سرمست
فیل زور و قیصر مغربی وغیرہ کا سنیے کہ یہ جسوقت سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے انبوہ سے
نکلے ہین تو سرمست فیل زور کچھ دور جا کر بیہوش ہوگیا کہ بہت زخمی تھا آگے آگے گھوڑا سرمست
کا تھا پیچھے پیچھے اور سردار تھے گھوڑے ایک دوسرے کے لگاؤ مین ایک ہی طرف چلے جاتے تھے یہانتک
کہ جاتے جاتے اس مقام پر پہنچے جہان لشکر تمغلاج زرہ پوش کا اترا ہوا تھا تمغلاج زرہ پوش کو آج اتفاق
سے شکار بہت دستیاب ہوا تھا اسنے ارادہ کیا تھا کہ کچھ آہو وغیرہ شاہزادہ رفیع البخت اور انکے
سردارون کے واسطے روانہ کرون یہ اسی اہتمام مین مصروف تھا کہ آواز گھوڑون کے ٹاپون کی اسکے
کان مین آئی دیکھا ایسلیے کہ ایک جانب سے بہت سے سوار سرپٹ گھوڑے دوڑائے اسی طرف چلے آتے
ہین یہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو مرکب آگے تھا وہ قریب آکر اک خیمہ کی طناب مین الجھا اور سوار پشت مرکب
سے زمین پر آیا گھوڑا تھم گیا اسکے تھمتے ہی تمام مرکب جو آگے پیچھے چلتے تھے وہ بھی تھم گئے صمصام مغربی نے
جو دیکھا سرمست گھوڑے سے گر گیا تو یہ اپنے مرکب سے اترا اور قریب سرمست کے آیا وہ بیہوش تھا تمغلاج
زرہ پوش بھی آگے بڑھ کر دیکھنے لگا اب تمغلاج زرہ پوش نے ان شاہزادون کو اور شاہزادون نے بھی تمغلاج
کو پہچانا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ سب کے سب زخمی ہین پوچھا کہ آپ کہان سے چلے آتے ہین کیا کیفیت گذری
شاہزادہ رفیع البخت کہان ہین صمصام مغربی نے حال بربادی ملک سنجابیلور آتیا سنگ اندازون اور
ناوک اندازون کا ملک سارا لیقہ سے بیان کیا اور کہا کہ نہین معلوم شاہزادہ رفیع البخت پر کیا گذری وہ بھی
بہت زخمی تھے اور تمام لشکر تباہ ہوگیا یہ سنکے تمغلاج زرہ پوش نے ان سبکو لیجا کے خیمہ مین بٹھایا سرمست
فیل زور کو اک مسہری پر ڈال دیا جراحون کو بلاکر چارہ سازی مین مصروف ہوا اپنے لشکر کے سوارون
کو روانہ کیا کہ جا کر دیکھو جہان جہان فوج تباہ ملے سبکو لاکر فراہم کرو سوار ہر جانب روانہ ہوے اور جہان
جہان اہل لشکر کو تباہ دیکھا سبکو اطمینان دلایا اور ساتھ لے آکر جمع کرنا شروع کیا اور عشرت دلکش
نے بھی یہی انتظام کیا تھا یہی فوج جمع کر رہا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو کو صحت ہولے تو چل کر سنگ اندازون
اور ناوک اندازون سے انتقام لین ادھر کوکب روشن چشم جو تلاش مین شاہزادہ رفیع البخت کے

نکلا تھا یہ جا بجا انکو بھی جمع کرتا چلا اپنے فوج کو اسنے ساتھ لیا چہرہ پر نقاب ڈال لی کہ کوئی پہچان نہ جائے یہ بھی فوج کو
فراہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے عیاروں کی حالت سنیئے کہ صورتیں تبدیل کیے ہوئے حیران و پریشان دوڑتے پھرتے
ہیں کوئی شاہزادیوں کی تلاش میں ہے کوئی رفیع البخت کو ڈھونڈھتا چلا جاتا ہے کیکوس سکندر رستم خو کی جستجو
ہے جا بجا جو فوج کے لوگ تباہی کی حالت میں ملتے ہیں انکو جمع کرتے جاتے ہیں ادھر عیاروں کو گرفتاری
رفیع البخت اور سکندر رستم خو کی فکر میں لگے ہوئے ہیں نجم اختر شناس در پردہ خدا پرستوں کی بہبودی کی فکر
کر رہا ہے اور بظاہر کافروں سے ملا ہوا ہے اور ہامان دانشور کی تو بن پڑی ہے کہ بجائے سنجاب شاہ
گویا حاکم بنا بیٹھا ہے سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں کی اسقدر خاطر کر رہا ہے کہ جسکی حد نہیں چاہتا ہے کہ دنیا کا
بادشاہ کر دیا جاؤں گو ناچیز سساریق بن لقا کا بن جاؤں لیکن اول حال کوکب روشن چشم پسر
نجم اختر شناس کا سنیئے کہ حسب اتفاق یہ اس طرف جا نکلا جدھر قافلہ اعظم کوفی مسعود اثر کا اترا ہوا تھا
آج وہ دن تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت نے غسل صحت کیا تھا عجب طرح کی خوشی تھی بالاسے کوہ یہ لوگ
مقیم تھے دیکھا صحرا سے ایک نقابدار اختر پوش چلا آتا ہے تمام لباس میں اسکے ستارے جڑے ہوئے
ہیں کبھی حیران ہو کر کوہ کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی کسی طرف نظر کرتا ہے اب اسنے کوہ پر جو کچھ لوگوں کو دیکھا
تو اس طرف کا رخ کیا اعظم کوفی نے شاہزادہ رفیع البخت سے عرض کی کہ ایسا ہو یہ نقابدار کوئی
مخبر ہو فرمایا کیا پروا ہے اب تو میں اچھا ہوں مجھے دشمنوں سے قصاص لینا ضرور ہے بلوا اسکو شاید اس سے
کچھ حال معلوم ہو نقابدار تو خود ہی کوہ کی طرف آ رہا تھا جسوقت قریب پہونچا تو اسنے شاہزادہ رفیع البخت کو
دیکھا بس نقاب چہرہ سے اٹھا دی اور سلام کیا شاہزادہ رفیع البخت نے حیران ہو کر کوکب روشن چشم
کی طرف دیکھا کہ یہ تو دربار سنجاب شاہ کا بیٹھنے والا ہے یہ مجھے اس طرح کیوں پیش آیا کوکب روشن چشم
نے عرض کی کہ حضور مجھکو کیا سمجھے ہیں میں کافر نہیں ہوں مسلمان ہوں اور والد میرے دین اسلام رکھتے ہیں مگر بعلت
اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے ہیں میں نے اکثر ان سے اجازت چاہی کہ جا کر اہل اسلام کا شریک ہو جاؤں اور ہماری
آپ کی اختیار کروں لیکن انھوں نے فرمایا کہ ابھی وہ وقت نہیں ہے میں خاموش ہو رہا اس تباہی کے زمانے
میں اگر میں آپکا شریک پہلے سے ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا میں نے بیس ہزار آدمی کی فوج کے فراہم کیے ہیں ان کو
ایک باغ میں ٹھہرا آیا ہوں اور حضور کی تلاش کرتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی حاصل ہوئی رفیع البخت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای کوکب روشن چشم دم سنجابیہ کی کیا حالت ہے کوکب نے آہ سرد کھینچی اور
تباہی قلعہ جبل الحدید کا حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ آفاق کا پتا نہیں کہ کہاں گئیں اور کس حال میں ہیں
ہرکاروں کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے کہ فوجیں اسلامی اور سرداران زخمی مختلف مقامات پر ہیں بادشاہ کو ناوک اندازوں
نے گرفتار کر لیا اور پیر سنجاب پنجاہ منزلی کی لیکر سرکش ناوک انداز سساریقیہ کی طرف روانہ ہو گیا اب تک
ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور احجار سنگ انداز سنجابیہ میں مقیم اور مصروف عیش و عشرت میں
انکے ہرکارے بھی آپکی تلاش میں دوڑ رہے ہیں رفیع البخت نے فرمایا کہ سنجاب شاہ کو میں نے قید
کر لیا عرض کی سساریق کا حکم ہی تھا جب سنجاب شاہ اسیر ہوا اس وقت اسنے بہت افسوس کیا کہ اگر میں
ایسا جانتا تو رفیع البخت کا دین اختیار کر لیتا معلوم ہو گیا کہ سساریق بادشاہ ظالم ہے خداوند نہیں اور رہی
سہی ہے جسکے شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ ہرکاروں کو روانہ کرو تاکہ وہ بہت جلد خبر لائیں کس
رستے سے جا رہا ہے اور جو فوج تمنے باغ میں جمع کی ہے اسکو کمر بندی کا حکم دو میں سنجاب شاہ کو چھڑانے جاؤنگا
کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ بہت خوب ہرکارے دریافت حال روانہ ہوئے اور کوکب

روشن چشم نے باغ مین جاکر نظر بندی کا حکم دیا یہان شاہزادہ رفیع البخت نے سوداگر سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر
قیام فرماؤ مین جاتا ہون اور سنجاب شاہ کو چھڑا کے لاتا ہون یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے اور مع نیب
مغزلی باغ مین آئے جہان لشکر لیے ہوے کوکب روشن چشم مقیم تھا پس ان سبکو ساتھ لیکر
تعاقب مین سرکش ناوک انداز کے روانہ ہوے وہان سرکش ناوک انداز قلعہ قہرمانیہ مین مقیم تھا
قہرمان مغزلی مقتول وا اور سنجاب شاہ کی طرف سے اس مقام کا حاکم تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ سرکش ناوک انداز
سنجاب شاہ مغزلی کو لیے ہوے سارلقیہ کی طرف جا رہا ہے تو قلعہ سے باہر آیا اور سرکش ناوک انداز
مہمان کیا سرکش نے یہان سے نامہ اپنے ہمراہیون کو لکھا تھا کہ ہم قلعہ مین مقیم ہین تین روز بعد روانہ ہونگے
قہرمان مغزلی نے بڑی دھوم سے دعوت سرکش ناوک انداز کی کی تھی اور اس فکر مین تھا کہ کسی طرح
سنجاب شاہ مغزلی کو رہا کرون مگر خوف کرتا تھا کہ ایسا نہو کہ میری بھی عافیت تنگ ہوجاے تین روز کے
بعد قہرمان مغزلی نے پانچ چھ روز سرکش کو روکا مگر کوئی تدبیر نہ بنی یہی سوچتا تھا کہ اگر مین نے کسی طرح
بادشاہ کو اس سے لے بھی لیا تو بعد اسکے اور جو لوگ یہان آئینگے تو مین اُن سے کس طرح اپنی
جان بچاؤنگا وہ لوگ قلعہ کا نشان تو باقی نہ رکھینگے پانچوین روز سرکش قلعہ سے نکلکر چلا ہی تھا اور قہرمان
اس فکر مین تھا کہ اب یہ جس مقام پر منزل کرے وہان ہو جاکے شبخون مارون کہ یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد وغبار بلند ہوا سرکش ناوک انداز سمجھا کہ میرے ہمراہیون مین سے کوئی آتا ہے یہ ٹھہر گیا
اور انتظار کرنے لگا قلعہ سے چند ہی قدم کے فاصلے پر ایک باغ تھا چاردیواری اسکی نہایت بلند تھی دیکھا کہ گرد
اُس باغ کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے یہ فوج شاہزادہ رفیع البخت کی تھی انکو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم
ہوا تھا کہ سرکش قلعہ قہرمانیہ مین مقیم ہے اور قریب قلعہ کے باغ ہے یہ سمجھے کہ چلکر باغ مین قیام کرنا چاہیے
اور جس وقت سرکش قلعہ سے نکلکر چلے اس وقت حملہ کرکے سنجاب کو چھڑانا چاہیے ورنہ اگر ناوک
اندازون نے فاصلہ پاکر تیر و نیزہ رکھ لیا تو بے زخمی ہوے قریب پہونچنا دشوار ہوگا اس خیال سے یہ
باغ مین آئے تھے یہان دیکھا کہ سرکش قلعہ سے نکل چکا ہے اور جایا چاہتا ہے راستہ باغ کی دیوار ہی کے
نیچے سے ہے ایک طرف باغ ہے اور دوسری جانب نہر ہے کہ بیچ مین راستہ ہے بس کوکب روشن چشم نے
عرض کی کہ مین دو ہزار سوارون کو لیکر سامنے سے جاتا ہون جب ناوک انداز میری طرف متوجہ ہون تو
پہلو سے حضور یلغار کرین رفیع البخت نے اس راے کو پسند کیا سرکش نے جب دیکھا کہ فوج باغ کی طرف
سے ہو کر دوسری طرف چلی گئی تو یہ بھی اپنی جگہ سے آگے بڑھا کہ اگر ساتھ والے ہون تو آگے بڑھ کر اُنسے
ملجاؤن اور اگر دشمن ہون تو مقابلہ کرون یہ سوچ کر سرکش ناوک انداز آگے بڑھا بیچ مین قید سنجاب شاہ
مغزلی کی تھی چار طرف لشکر تھا جس وقت زیر دیوار باغ پہونچا تو سامنے سے کوکب روشن چشم
دو ہزار سوارون کو ساتھ لیے ہوے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ ہاش او سرکش خبردار ہوشیار ہوجا کہ مین
آپہونچا سرکش نے کہا تو کون ہے اور آیا ہے تو کیا کریگا کوکب نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون
اور اپنے بادشاہ کو چھڑانے آیا ہون سرکش ہنسا اور یہ خیال کیا کہ یہ دو ہزار سوار ہمراہ کیا کرینگے اور یہ بھی اس
قابل نہین ہے کہ مقابلہ کرسکے اسکو زندہ اسیر کرکے لے چلنا چاہیے یہ سوچ کر سرکش نے نیزہ سنبھالا اور کوکب
مرکب کو اُٹھا کر آگے بڑھا تلوار چلنے لگی سرکش سمجھا تھا کہ یہ مجھسے مقابلہ کریگا کوکب روشن چشم نے آتے ہی
اسکے لشکر پر حملہ کیا ادھر رفیع البخت نے باغ سے نکلکر نعرہ کیا کہ او سرکش ادھر آ کہ مین تجھے
دیکھو سنجاب شاہ کو مین رہا کرکے لیے جاتا ہون یہ فرماکر مع نیب مغزلی اور اٹھارہ ہزار سوار نے

پہلو پر سے جو گرے تو ناوک اندازوں کو کمان و ترکش سے لینے تک کی مہلت نہ تھی اور تلوار برسانا شروع کی یہ رنگ
دیکھ کر قہرمان مغزلی بھی قلعہ سے نکلا مع فوج پشت پر سے آکے گرا اور قتل کرنا شروع کیا اور غرض کی کہ یا
شاہزادہ رفیع البخت بچے کہیں اپنے غلاموں میں سمجھے گا شاہزادہ رفیع البخت لڑتے ہوئے قریب قید
سنجاب شاہ مغزلی کے پہونچ گئے اور نگہبانوں کو مار کر حسیب مغزلی سے ارشاد فرمایا کہ تم تو اپنے
باپ کو لیکر اسی باغ میں چلے جاؤ میں سرکش ناوک انداز کو قتل کر کے آتا ہوں یہ فرما کر آواز دی کہ او دشمن
ملعون میں آپہونچا ادھر سرکش اور کوکب سے مقابلہ ہو رہا تھا مرکب کوکب کا مارا گیا لوگ کوکب
کے درمیان میں آگئے کوکب نے ناوک انداز کو مار کر اسکے گھوڑے کو قبضہ میں کیا سوار ہو کے
پھر لڑنے لگا اب ایک طرف سے تو فوج کوکب کی لڑتی چلی آتی ہے پشت پر سے قہرمان قلعہ دار دباتا
چلا آتا ہے بیچ میں رفیع البخت تلوار برسا رہے ہیں حسیب مغزلی باطمینان تمام قید سنجاب شاہ مغزلی
کی لیکر نکل گیا باغ میں پہونچکر اسنے قید کاٹی اور کہا کہ دیکھا آپ نے شاہزادہ حق کی اطاعت کا یہ پھل
ملا اور شاہزادہ نے باوجود دشمنی کے اتنے خیال پر آپ کو رہا کیا کہ آپ بھی آپ حق کو جانئے اور دین اسلام
قبول کیجئے سنجاب شاہ نے کہا کہ اے فرزند دل میں نے اطاعت رفیع البخت کی اختیار کی وہاں سرکش
ناوک انداز سے اور شاہزادہ رفیع البخت سے کچھ فاصلہ تھا کہ سرکش نے تیر سر کیا ادھر شاہزادہ
نے تلوار سے تیر کو قلم کیا اور مرکب کو اڑا کر سامنے پہونچ گئے سرکش نے تلوار ماری رفیع البخت نے
قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور کھینچ لیا کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو تاش زین سے بلند کر کے اُچھال دیا
گرنے وقت تلوار ماری کہ چور نگ ہو گیا چار ٹکڑے سرکش کی لاش کے زمین پر گرے اب
ناوک انداز جو قریب پچیس ہزار کے باقی رہ گئے تھے اور پچیس ہزار کے قریب مارے گئے تھے انھوں
نے جو دیکھا کہ سردار مارا گیا اور کوئی صورت مفر نظر نہیں آتی الامان کی آواز بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان
ہزاران سب نے قبول کیا شاہزادہ نے ہاتھ روکا لیکن بہت سے لوگ فرار ہو گئے تھے وہ یہاں سے
سنجابیہ کی طرف روانہ ہوئے کہ چلکر ترکش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز وغیرہ سے اطلاع
کریں یہاں قہرمان قلعہ دار نے ملازمت رفیع البخت کی حاصل کی اور سنجاب شاہ مغزلی نے اپنے
افعال سے توبہ کی کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اب یہ سب تو قلعہ قہرمانیہ میں مقیم ہوئے ہیں لیکن وہ
لوگ جو یہاں سے گریزاں ہوئے تھے ترکش ناوک انداز کے پاس پہونچے اور بیان کیا کہ سنجاب شاہ
کو رفیع البخت نے رہا کر لیا اور سرکش مارا گیا بس یہ سنتا تھا کہ یہ دونوں سنگ انداز اور ترکش
ناوک انداز نہایت برہم ہوئے اسی وقت تیاری لشکر کا حکم دیا مع لاکھ سنگ انداز ناوک انداز تھے اور
قریب چار لاکھ کے بہارستان مغرب کی فوج تھی جسکو انھوں نے بعد اسیر کرنے سنجاب شاہ کے
اپنا مطیع کر لیا تھا کل سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت اپنے ساتھ لیکر جانب قلعہ قہرمانیہ روانہ ہوئے
اتفاقاً جاتا تھا کہ یہ خبر پہنچی کہ سیارہ کوچک نزار سے دریافت حال آیا تھا اسنے جاکر شاہزادہ سکندر رستم خو
کو اطلاع کی شاہزادہ سکندر رستم خو بھی اچھے ہو چکے تھے اور سرداران زخمی بھی انکے صحت پا چکے تھے
اور فوج بھی فراہم ہو گئی تھی قریب ایک لاکھ سوار کے سکندر نے بھی ہمراہ لیے اور یہ بھی قلعہ قہرمانیہ
کی جانب روانہ ہوئے ادھر مستر حبیل نے جاکر صمصام مغزلی وغیرہ سے تمام حالات بیان کیے کہ ایک
دلاور ماہ جو سرکش ناوک انداز اسیر کر کے گلستان باختر کی طرف لیے جاتا تھا شاہزادہ رفیع البخت
نے سرکش ناوک انداز کو مار کر بادشاہ مغرب کو چھڑا لیا اب دونوں سنگ انداز اور ایک

ناوک انداز سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے مقابلہ رفیع البخت روانہ ہوگئے ہیں بس یہ
سنتے ہی سرمست فیل زور اور تمتاج زرد پوش اور قیصر تیغ زن اور صمصام مغربی وغیرہ تمام سردار
قریب پچاس ہزار سوار کے جو یہاں موجود تھے انکو اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ قہرمانیہ روانہ ہوئے دیکھیے
کون کس وقت پہونچتا ہے اور لوگ بھی ملازمان رفیع البخت سے جہاں جہاں تھے جسنے خبر پائی وہ چل کھڑا
ہوا لیکن اول حال سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں کا سنیے کہ جس وقت یہ طے مراحل و قطع منازل
کرتے ہوئے قریب قلعہ قہرمانیہ کے پہونچے ہیں اور یہ خبر ہرکاروں کے ذریعہ سے شاہزادہ رفیع البخت
کو پہونچی کہ سنگ انداز و ناوک انداز برائے انتقام آگئے ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو اس وقت
کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوگ غضب مارلیق کے نام سے موسوم ہیں افسوس
کہ آنے ابھی حالت قلعہ جبل الحدید کی ملاحظہ نہیں فرمائی ہے اس قلعہ کی کیا حقیقت ہے اگر انھوں نے
آتے ہی سنگ اندازی شروع کردی تو قلعہ سے نکلنا بھی دشوار ہو جائیگا یہ سن کے رفیع البخت نے
کہا کہ کیا میں قلعہ بند ہوکر رہونگا جو تمھیں اندیشہ ہوا آنے دو کچھ پروا نہیں ہے اور کہدو کہ خیمہ بیرون قلعہ
برپا ہو جس وقت طبل جنگ بجیگا اس وقت دیکھا جائیگا اسی وقت حسب الحکم شاہزادہ رفیع البخت خیمہ
قلعہ کے باہر نصب ہوا اور رفیع البخت قلعہ سے نکلکر خیمہ میں تشریف لے جاتے ہی تھے کہ جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرانے لگی گرد اسقدر اٹھی کہ زمین کا سلسلہ
آسمان سے ملا دیا اس وقت قہرمان قلعہ دار نے عرض کی کہ یہ تو سات لاکھ سوار کی فوج آتی معلوم ہوتی
ہے یہانتک کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم کے
سیاہ زنگاری نشان سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تو لیف مارلیق بن لقا ملعون
کی تحریر تھی تمام فوج سامنے آکر خیمہ زن ہوئی چونکہ ایک دم کے سے یہ لوگ یہانتک آئے تھے اور کسی جگہ قیام
نہیں کیا تھا اسی وجہ سے آغاز جنگ نہ کیا لیکن بارگاہیں برپا ہوتی ہی اصنام سنگ انداز نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت
کو پہونچی کہ سنگ اندازوں نے نقارہ رزمی بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی
و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں شاہزادہ
رفیع البخت نے ارشاد فرمایا کہ ای نسیب مغربی تم سنجاب شاہ کو لیکر باغ میں چلے جاؤ اور اسلح
جاؤ کہ ان کافروں کو یہ حال معلوم ہونے پائے نسیب مغربی نے عرض کی کہ ای شہریار یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم
آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں فرمایا کہ اس وقت اسی کا موقع ہے اسلیے کہ فوج دشمن کی بہت ہے اور لڑائی کا اسکے حال
سن چکے ہیں اگر انھوں نے ایک باڑہ پتھروں کی قلعہ پر لگادی تو پھر قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائےگا ہم تم
تو لڑ بھڑ کر سب کچھ کر سکتے ہیں بادشاہ لڑنے بھڑنے کے لایق نہیں ہے اور ہمارا خدا مددگار ہے تم اندیشہ نکرو
نسیب مغربی حکم شاہزادہ عالی مقدار سے مجبور ہو کر سنجاب شاہ پاس آیا اور عرض کی کہ شاہزادے
ایسا کچھ ارشاد فرماتے ہیں لیکن سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ ای فرزند عدولوں کی طرح جینے سے مرجانا بہتر ہے تم
شاہزادہ رفیع البخت سے کہدو کہ میں آپ کے ساتھ ہوں نسیب مغربی نے آکر عرض کی کہ وہ نہیں جاتے
اسی وقت شاہزادہ رفیع البخت بنفس نفیس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ای بادشاہ آپکو میرے
سر کی قسم آپ باغ میں تشریف لیجائیے اس وقت ان لوگوں کا اس مقام پر رہنا مناسب ہے جو لڑنے
والے ہیں سنجاب شاہ مغربی نے قسم سے مجبور ہو کر جانا قبول کیا نسیب مغربی دس ہزار سوار سے

پوشیدہ طور سے پھیر کھاکر باغ میں چلا گیا جب صبح ہوئی تو شاہزادہ رفیع البخت نماز صبح کو ادا کر کے گھوڑے پر
سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر صمصام سنگ انداز اور اجحار سنگ انداز اور ترکش
تیر انداز ساٹھ لاکھ کی فوج سے آکر میدان میں صف آرا ہوئے سامنے صف سنگ اندازوں کی تھی اور میمنہ
و میسرہ پر ناوک انداز رہتے کہ اگر شاید رفیع البخت آپڑے تو ناوک انداز تیروں پر رکھ لیں یہ سوچ کر
ان مکاروں نے یہ انتظام کیا تھا یہاں شاہزادہ رفیع البخت اس انتظار میں کھڑے رہے تھے کہ شاید کوئی
میدان میں نکل کر مبارز طلب ہو وہاں سنگ اندازوں کی لڑائی کا ڈھنگ ہی اور تھا جب دونوں طرف
صف بندیاں ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے تو ایک مرتبہ سنگ اندازوں نے پتھر
گوپھن میں رکھ کر گردش دینا شروع کی بس رفیع البخت نے ایک ہاتھ میں سپر سنبھالی اور دوسرے
ہاتھ میں گرز لیا اور جس طرح قلعہ پر جاتے ہیں اس طرح دھاوا کر دیا ہنوز قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ پتھر
گوپھنوں سے نکل کر فنا کی صدا دیتے ہوئے چلے جو پتھر سامنے آیا رفیع البخت نے گرز مار کر اسکو روک دیا
اور جو پتھر داہنی جانب آیا اسے سپر پر روکا ساتھ انکے ترک روشن چشم اور قہرمان قلعہ دار اور عقب میں
آٹھ لاکھ فوج قریب ایک لاکھ کے تھی یہ سب کے سب گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے لیکن پتھروں
کے پہلے ہی وار میں دس ہزار آدمی لشکر رفیع البخت کے مارے گئے آخر رفیع البخت اور دونوں
سردار لڑتے ہوئے قریب پہونچ گئے اور سنگ اندازوں پر گرے جسکو گرز مار دیا وہ پیوند زمین ہو گیا
فوج بھی آپڑی اور تلوار چلنے لگی سنگ اندازوں نے راہ دیدی یہ سب کے سب فوج میں دھنس گئے
اس وقت دونوں پہلوؤں کی طرف سے تیر برسنے لگے یہ ایک لاکھ سوار ساٹھ لاکھ کے انبوہ میں گھر گئے
ناوک اور پتھر ہر طرف سے برس رہے تھے لیکن یہ لوگ جانوں پر کھیلے ہوئے بڑھتے چلے جاتے تھے
ناوک انداز اور سنگ انداز برابر بڑھا کر رہے تھے اور پکار پکار کے کہہ رہے تھے کہ مارو ان سرکشوں کو
یہ جانے نہ پائیں بڑا غضب کیا ان لوگوں نے کہ خداوندوں کے قیدی کو چھین لیا اور ایک ہمراہی کو ہمارے
جان سے مارا فوج آتش تباہ کر دی کہ ایک مرتبہ صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور تمغاج زرہ پوش
مع فوج فراوان پیدا ہو کر شریک جنگ ہونے کی غرض سے چلا تھا کہ ایک مرتبہ ناوک اندازوں نے
تیر برسانا شروع کیے تمغاج نے اپنے ہمراہیوں کو آواز دی کہ بہادرو جنگ سے منہ نہ موڑنا آج سے
بڑھکر روز نام و ننگ ہونے کا جا پڑو ان نامردوں پر اور انکو تیر کمان میں جوڑنے کی مہلت نہ دو یہ کہکر گھوڑا
ڈال دیا ساتھ ہی اسکے تمام سردار سرمست دلیرانہ کی تلواریں کھینچ کھینچ کر تیروں کو قلم کرتے ہوئے
اگر فوج کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ناوک اندازوں نے انکو بھی راستہ دیدیا تمغاج زرہ پوش
بغرض مدد شاہزادہ رفیع البخت دریا سے لشکر کو تیرتا ہوا چلا جب دیکھا ناوک اندازوں نے
کہ یہ سب بیچ میں آگئے ہیں تو پھر انھوں نے تیروں پر رکھ لیا انکے ساتھ کے بھی کوئی بارہ ہزار جوان
پہلے ہی حملہ میں کام آگئے باقی ماندہ آکر فوج پر گرے اور تلوار برسانے لگے مگر یہ سب گھرے ہوئے
لڑ رہے ہیں چہار جانب سے نرغہ کفار ہے بیچ میں یہ لوگ ہیں موت تلوار چل رہی ہے ہر طرف تیروں کی
سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے گویا ابر برق شمشیر کا ڈسپم نیک ریز ناوک انداز اور سنگ انداز اسطرح
گھیرے ہوئے ہیں کہ نکلنے کی راہ نہیں دیتے کہ ایک مرتبہ پھر گرد اٹھی اور دل گروہ سے شاہزادہ سکندر
رستم جو پیدا ہوا اسے اندھو کر کے بے سنگ انداز یہ ناوک انداز عجب انداز سے لڑ رہے تھے
کہ بیچ میں نوا انداز نے جہارستان مغرب کی فوج کو گھیر لیا تھا اور چار جانب سنگ انداز اور ناوک انداز

تھیلیں باندھے ہوئے سنگ اندازی کر رہے تھے جو مددگار آتا تھا پہلے اُسپر بارش سنگ کرتے تھے جب کہ پڑتا تھا
تو راہ دیدیتے تھے کہ ہماری جمعیت میں کمی ہو اگر قتل ہوں تو سمجھا یہ ہی تھے کہ لوگ قتل ہوں چونکہ اب سجاب شاہ
بھی مسلمان ہو چکا تھا تو اُنکو یہ خیال تھا کہ یہ فوج بہادرستان مغرب ہمارے خلاف ہو کر اپنے بادشاہ کی
شریک ہو جائے اور جب یہ لوگ گھرے رہینگے تو چار و ناچار لڑینگے اور گر پہلوتہی کرینگے تو نشانۂ سنگ حوادث
ہونگے یہی حالت سکندر رستم خو اور عنقائے کوہ پیکر اور عنتر دیو گسش وغیرہ کی بھی ہوئی کہ پہلے حملہ کر
رد کر کے آ پڑے انکی فوج کے بھی کوئی نو ہزار آدمی پہلے ہی حملہ میں کام آئے جو بچے وہ لشکر پر آ گئے اگر سے
تلوار برسانے لگے تب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ہر طرف صدائیں بگیر و بزن کی بلند تھیں کا کرتب
پھر گرد اڑی اور لشکر عظیم نمودار ہوا شاہزادہ سہراب بن رستم سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت
سے چلے آتے تھے انکو معلوم ہوا کہ جنگ شاہزادہ رفیع البخت سے ہو رہی ہے پس انھوں نے
بھی دو لاکھ سواران منتخب اپنے ساتھ لیے اور نعرہ کر کے چلے ادھر سنگ اندازوں نے انپر بھی پتھر برسانا
شروع کیے سہراب بھی بلائے بد آفت روزگار ہے نعرہ کر کے جو گرا ہے فوج کو تہ و بالا کر دیا پہلے حملہ میں کوئی
چند سوار گر گئے اتنے انھوں نے بھی اک سبکو تلوار کے نیچے رکھ لیا رفیع البخت نعرہ سہراب و سکندر
کی آواز سنکے اور بھی جم کے لڑنے لگے سنگ انداز حیران تھے کہ معلوم رفیع البخت کے زمین و آسمان سے
پیدا ہو رہے ہیں لیکن سنگ انداز اس گھات سے لڑ رہے ہیں کہ ابھی تک انپر خوف نہ ہوا کہ طاری نہیں
ہوا چند لوگ انکے کام آئے ہیں سات لاکھ میں سے شاید دس بیس ہزار مارے گئے ہوں باقی الگ ہی الگ سے
تیر برسا رہے ہیں یہ رنگ دیکھکر شاہزادہ رفیع البخت نے اعجاز سنگ انداز کیطرف رخ کیا اور مرکب
کو اُسکی جانب جبر کر لڑتے ہوئے چلے ادھر سنگ اندازوں نے پتھر برسانا شروع کر دیے رفیع البخت
بہ سبب گرز و پتھروں کو رد کرتے ہوئے اور خالی دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں اُدھر سکندر رستم خو
اصنام سنگ انداز کی طرف چلے اور سہراب نے ترکش تیر انداز کو ڈھونڈ کر اد ملعون آگاہ ہو کہ
میں آپہونچا لیکن اُنمیں سے کوئی بھی قریب نہیں ہو پہنچ سکتا یہ ملعون سردار عجب گھات سے لڑ رہے ہیں
کہ اک مرتبہ پھر گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ باش ای کافران بیحیا خبردار رہو ہوشیار ہو جاؤ کہ میں آپہونچا منتقم
سلطان حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع یہ کہکے کئی ہزار سوار و پیدل کی
جمعیت سے آکر لشکر پر گرے آواز نعرہ صاحبقران سے صحرا گونج اٹھا سنگ اندازوں کے اندام میں رعشہ
پڑ گیا ہمراہ صاحبقران کے فوج کی جمعیت میں وہ لوگ ہیں جو لاکھوں پر بھاری ہیں ایک جانب طلیحہ بن
لندھور ایک سمت ملوک بن مالک ایک طرف تختشم بن ہاشم تیغزن ایک سمت مرزنگ بن مرزبان
خراسانی ایک طرف گردن بہرام ایک جانب شہنشاہ گوہر کلاہ جو کہ بھائی رفیع البخت کے
اسی طرح کئی ہزار کئی سو تلوار لیے آ گئے ہی تلوار برسانے لگے رفیع البخت نے جو آواز نعرہ صاحبقران
کی سنی حیران ہوا کہ انکو کیونکر خبر ہو گئی جو یہاں آ گئے لیکن صاحبقران نے رنگ لڑائی کا
دیکھکر آواز دی کہ انھیں گھیر کے لڑو جس طرح یہ سب کے سب اہل اسلام کو گھیرے ہوئے ہیں
اسی طرح انھیں گھیر کے مار لو یہ سنکر تمام سرداران اسلام پھیل گئے انمیں ایک ایک رستم وقت و
اسفندیار زمانہ تھا ہر ایک کے ہاتھ میں گرز و سپر تھی تیروں کو رد کرتے جاتے تھے اور بڑھے آتے بھی جاتے
تھے یعنی گرمی جنگ میں شاہزادہ رفیع البخت قریب اعجاز سنگ انداز کے پہونچ گئے اور نعرہ کیا
کہ او ملعون لاف بہادری کی کہ اب وقت تیرا آخر ہے دل کی ہوس پوری کر لے دیکھا اعجاز نے

کہ اتنے میں قضائے مبرم کے سر ہی پر آ پہونچا پس جلدی سے تلوار کمر سے کھینچ لی اور رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت
نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو بجائے کے مع اسپ کے چار ٹکڑے ہو گئے
اودھر شاہزادہ سہراب زیب ترکش ناوک انداز کے ہو بیچ گئے ترکش ناوک انداز نے دیکھا کہ اب
تیر کی نوبت باقی نہیں رہی بڑا اپنے نیزہ سینے پر سہراب کے مارا سہراب نے نیزہ اسکا چھین لیا اور وہی اسکے سینے
مارا کہ توڑ کر پار گزر گیا پس سہراب نے ترکش ناوک انداز کو نیزے پر بلند کر کے آواز دی کہ اے ناوک
اندازو دیکھو کہ سردار کو تمہارے میں نے کس ذلت و خواری سے مارا ہے یہ فرما کر سر پر چرخ دیکر جو زمین پر
مارا تو استخوان اسکے پارہ پارہ ہو گئے بس مرنا تھا ترکش ناوک انداز کا کہ تمام تیر اندازوں کے ہوش اڑ گئے
اصنام سنگ انداز نے جو دیکھا کہ شاہزادہ سکندر رستم تو میرے ہی طرف چلے آتے ہیں پس اصنام نے
بہادر پتھر مارنا شروع کیے سکندر بسبب سپر و گرز پتھروں کو روکتے ہوئے قریب پہونچ لئے گئے کہ اصنام سنگ انداز
نے پھر ایک پتھر کھینچ ہی مارا سکندر نے اس پتھر پر گرز مار کے لوٹا دیا پتھر پلٹ کے سر پر اصنام کے
پڑا کہ منہ بگڑ گیا کاسہ سر چور ہو گیا بس مرنا تھا ان سرگروں کا کہ اتنے میں ہر طرف سے صدائے امان بلند
ہوئی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے جسے دین مبین اسلام اختیار کرنا ہو وہ
ہمسے امید نیکی رکھے ورنہ آج ایک متنفس کا بچنا بھی دشوار ہے یہ سنتے ہی تمام کفار نے کہا کہ ہمیں بدل منظور ہے
ہمنے لعنت کی سارق بن لقا ملعون پر اس وقت اہل اسلام نے ہاتھ روکا دونوں گروہ علٰحدہ ہوے
سبنے ملازمت صاحبقران حق پژوہ کی حاصل کی آج صاحبقران کا غضب اور ہی کچھ تھا چہرہ سے جلالت
ہویدا تھی رفیع البخت اور سکندر رستم خواہ اور سہراب وغیرہ سب اپنے عزیزوں سے ملے انکے تازہ
رفقانے بھی قدمبوسی حاصل کی قہرمان قاعدہ دان سامان دعوت کیا ایک شب بسبب اسی مقام پر قیام کیا
اور دوسرے روز صبح کو مع سنجاب شاہ مغربی سب کے سب کوچ کر کے طرف شہر سنجابیہ کے
روانہ ہوے سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں کے افسروں کے سر کٹوا کر ساتھ لے لیے تھے شوکت یہ خبر
شہر سنجابیہ میں پہونچی کہ سنگ انداز اور ناوک انداز مارے گئے بعضے شکست کھا کر بھاگ گئے باقی
مسلمان ہو گئے شاہزادہ رفیع البخت بال فتح و فیروزی تشریف لاتے ہیں یہ سنکے ہامان دانشور تو خوف زدہ
ہوکر یہاں سے بھاگ کے طرف گلستان کے روانہ ہوا کہ ان حالات کی اطلاع سارق بن لقا سے
کی جاے لیکن نجم اختر شناس ارکین دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے میں سب کی
ملازمت حاصل کی کہ شاہزادہ رفیع البخت شہر سنجابیہ میں داخل ہوے صاحبقران نے سر سنگ اندازوں
کے بلند عماریوں پر نصب کرا دیے اور لاشیں پاس کے قبل میں بند ہوا کر تشہیر کرائیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو
بعد اسکے قلعہ جبل الحدید کی حالت پر بہت افسوس کیا اور اسکی تعمیر کا حکم دیا اتنے میں ہرکاروں نے
خبر دی کہ بادشاہ اسلام تشریف لاتے ہیں صاحبقران تمام سرداروں کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ
ہوے اور ظل اللہ کو پیشوائی کر کے لائے سنجاب شاہ مغربی نے جلسہ خوشی منعقد کیا تھا نے گرداوری
جابجا مسجدیں تعمیر ہونے لگیں لیکن شاہزادہ رفیع البخت اور سکندر رستم خواہ دونوں شاہزادیوں کے
مفقود الخبر ہونے سے نہایت پریشان تھے ایک ہی خیمہ میں بیٹھے ہوے تھے اسی سبب شاہ مغربی نے
اپنے ملک کے اسلام آباد ہونے کی خوشی میں جلسہ تو منعقد کیا تھا مگر یہ بھی دختر کے غم میں مبتلا تھا شاہزادہ
سہراب بن رستم خیمہ میں رفیع البخت کے آئے دیکھا کہ سکندر اور رفیع البخت کچھ باتیں کر رہے ہیں
سہراب کو دیکھکر دونوں خاموش ہو گئے اس وقت سہراب کو رفیع البخت کی طرف سے ملال گذرا

اور دل میں خیال کیا کہ جتنا اپنے بزرگوں کے چلن کو چھوڑ کر یہ کوفت کھائی یہ رنگ اسی قابل ہیں جیسا کہ مدعا
سے قاسم پیش آیا کیے پس یہ لوگ اسی کے عادی ہیں خیر سمجھا جائیگا میں اس احسان میں جھکا ہوا تھا کہ
ثریا سے عشق کو رفیع البخت نے مجھ سے ملایا تھا میرے غم کو برطرف کیا تھا اسکے بدلے میں نے
اسی کا ساتھ دیا اپنے برادر سکندر کا ساتھ نہ دیا اگر اپنے دوست کی محبت نہ آئی یہ خیال انکے دماغ میں جم گیا
اور وہیں سے ملنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے کہا کہ کیا آئے کیا چلے سہراب نے کہا کہ تم مجھے دیکھکے
خاموش ہو گئے میں سمجھا کہ کچھ راز کی باتیں ہونگی تو کیوں مخل صحبت ہوں رفیع البخت نے کہا کہ کوئی راز
تم سے پوشیدہ کرنیکی ضرورت نہیں ہے سلسلہ کلام کا ختم ہو گیا تھا یہاں سے میں قطع ہوا ہے آؤ بیٹھو سہراب
آکے بیٹھ گیا اور اسکو وہ وقت یاد آیا جب رفیع البخت نے کہا تھا کہ مجھے ایسا عمل آتا ہے کہ اگر چاہوں تو تمہاری
معشوقہ منگا دوں ان دونوں کی پریشانی کو بھی سہراب سمجھ گئے کہ دونوں شاہزادیوں کے واسطے
یہ پریشان ہیں اسلیے کہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ دونوں ان دونوں کی معشوقین ہیں سہراب نے کہا کہ اے
رفیع البخت جیسا عمل تمکو یاد تھا ویسا ہی عمل میں نے بھی یاد کیا ہے بلکہ ایک بات زائد ہے وہ یہ کہ میں
انکا حال بتا دیتا ہوں رفیع البخت نے مسکرا کے کہا کہ بیان کرو سہراب نے کہا کہ یہ مسکرانا تمہارا رونے
اور بسورنے کے برابر ہے دل تو غمگین ہو رہا ہے منھ دیکھو تو ہنسی آتی ہے کہو کیا آتی رفیع البخت نے کہا کہ مجھے
تو کوئی بھی رنج نہیں بلکہ نہایت خوش ہوں کہ میں نے آخر بہارستان مغرب کو فتح کیا یہ کلمہ بھی سہراب
کو ناگوار گذرا کہ یہ مجھ پر طعن ہے جواب دیا کہ اگر تم نے بہارستان مغرب کو فتح کیا تو اکیلے نہیں فتح کیا بلکہ
صاحبقران کی وساطت کی اعانت سے اور آخر میں میں بھی شریک ہو گیا اور خود صاحبقران اور تمام سرداران
اسلام آ گئے تھے فخر میرا بجا ہے کہ میں نے اکیلے جا کر دو ملک زیر نگین کیے شہر توفانیہ اور قلعہ اسلوبیہ کو
فتح کیا ان دونوں شہروں سے سات لاکھ کی فوج اور دو سردار دستیاب ہوئے اور اب رفیع البخت
اپنے دل کا حال سنو کہ تمکو کسی معشوق کی فراق کا صدمہ ہے اور ہمارے چھوٹے بھائی صاحب سکندر
رستم خو بھی اسی غم میں مبتلا ہیں اس وقت یہی باتیں ہو رہی تھیں یہ سن کے رفیع البخت نے کہا کہ نظام کہا تو
چھپا ہوا اس میں رہا تھا سہراب نے کہا کہ تم بڑے بدباطن ہو اگر میں تمہاری معشوق کو یہیں بیٹھے بیٹھے بلادوں
اس وقت تو قائل ہو گے رفیع البخت نے کہا کہ نہیں ایسا نہ ہو جیسا تمنے عمل پڑھا تھا سہراب نے کہا کہ ابھی
معلوم ہوا جاتا ہے میں عمل شروع کرتا ہوں رفیع البخت بولے بسم اللہ سہراب نے اپنے عیار حسن سیاہ روتابی
کو اشارہ کیا کہ دونوں شاہزادیوں کو سوار کر کے صحرا میں فلاں درخت کی آڑ میں بٹھا آؤ ہم آ کے لیجاتے ہیں وہ
میں لیگیا ہر ایک کو ایک ایک درخت کے نیچے بٹھا کے چلا آیا یہاں سہراب نے سبحہ گردانی شروع
کی اور آنکھیں بند کر لیں سکندر اور رفیع البخت ہنسا کیے تھوڑی دیر کے بعد سہراب نے آنکھیں
کھولکر کہا کہ لو تمہاری مراد دل بر آئی دونوں شاہزادیاں صحرا میں تباہ پھر رہی تھیں میرے عمل کی
کشش سے فلاں مقام تک آ گئی ہیں اب اگر میں زیادہ زور دیتا تو یہیں آ جاتیں مگر اس میں تمہاری رسوائی
ہوگی چلو اور انکو لے آؤ یہ کہکر سہراب بارگاہ سے نکلا ملازمان رفیع البخت سے کہا کہ جلد دو پالکیاں
لیکے چلو سکندر اور رفیع البخت بھی ہنستے ہوئے ساتھ ہوئے رفیع البخت نے کہا کہ عمل
جلالی تھا جلد اثر کیا سہراب نے کہا کہ سر عمل میں بڑا اسم ہی تھا دل بلنشاہ ہے جسوقت صحرا میں پہنچے تو دیکھا
کہ دونوں نقاب دار دو درختوں کے نیچے کھڑی ہیں سہراب نے کہا کہ جاکر اپنی اپنی معشوق پہچان لو رفیع البخت
ابھی تک یہی سمجھے ہیں کہ سہراب دل لگی کر رہا ہے جواب دیا کہ ایسا نہ ہو ہمارا ہاتھ لگانا محرموں سے خلاف

آرزو ہے وصل میں ہو سینکی بجھے تشنگی
موت کی ہم آرزو کیونکر شب ہجران کریں
لحظے کے سوکھے ہی ہوجائیں جو کبھی جشن تک

ہیں آنکھیں حیران کر دیں وہ نہ دیکھے جن کا حال
کس قیامت کی ہیں آنکھیں عشق کی ہیں نگاہ
ہم بیان خواب اگر نظارۂ جانان کریں
اسکے کیا گذرے اگر نظارۂ جانان کریں

بدگمانی سے گماں ہیں بات کو ہوگا خواب کا
ابھی بیمار ڈالیں ابھی درمان کریں
جوکہ شوق دید ہی میں تجبر ہیں ای کلیم

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہامان دانشور وزیر سنجاب شاہ مغربی جو بہارستان مغرب سے بھاگا تھا بخارت گلستان باختر کا رخ کیا جو سنگ انداز اور ناوک انداز کہ بھاگ کر صحرا میں تباہ ہوئے تھے وہ سب ہامان کے ساتھ ہوئے اور وہ ورت زیادہ یون کی بنا کر چلے اس شہر سارلیقہ ہو بسبب بغیر سارلیق بن لقا کو ہوئی کہ ہامان وزیر سنجاب زیادیوں کی شکل بنائے ہوئے آتا ہے سارلیق نے کہا معلوم ہوتا ہے ہمنے جو غضب اپنا بہارستان مغرب پر نازل کیا تھا اسکا اثر اس وزیر پر بھی پڑا غرض آنے دو ہامان اسی صورت سے زیر قیطول پہونچا دیکھا ہامان نے اسکی گردن کی طرح زیر قیطول جلوہ زن ہے اور سارلیق ملعون بالائے قیطول بیٹھا ہوا ہے آواز اسکی گہر کی بہت بڑی ہے جسوقت یہ قیطول پر سے چلاتا ہے تو کوسوں آواز اسکی پہونچتی ہے ہامان نے زیر قیطول پہونچ کے فریاد کی کہ اے خداوند یہ تو نے غضب پر غضب نازل کیا پہلے تو ناوک اندازوں اور سنگ اندازوں نے بہارستان مغرب کو خزان سے بدل کر دیا قلعہ کو تاراج کیا جسمین خداپرست مقیم تھے تمام خداپرست تباہ و برباد ہوگئے آخر میں اپنے بہبر کو گرفتار کروا کے منگوایا پھر خداپرستوں کی حمایت کی کہ سنجاب شاہ رہا ہوکر مسلمان ہوا اور خداپرستوں نے آکر سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں کو مار کر انکے بدنمکاریوں پر نصب کیے گئے لاشیں پاسے قبل میں لگا کر تشہیر کرائی گئیں تمام بہارستان مغرب خداپرستوں کا ہوگیا میں تیری ذات کے ساتھ خلوص رکھتا تھا تو بھاگ کے اس مقام پر آیا یہ سنکے سارلیق ملعون نے دریچہ سے سر نکالا اور کہا کہ اس بندۂ مغضوب کو لے آؤ تاکہ ہم اسپر رحمت فرمائیں یہ حال سبکو سنوائیں اگرچہ ہم سب کچھ جانتے ہیں لیکن بندوں کا حال بندوں ہی کی زبانی سے ظاہر کرانا چاہتے ہیں یہ سن کے لوگ آئے اور ہامان کو لیکر حجاب کے قریب پہونچے دیکھا کہ باہر حجاب کے دربار آراستہ ہے تین ہزار سردار زبردست دلگیل اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں کہ ایک ایک انمیں کا دیو پیکر اور اہرمن خصال ہے اور سامان آرائش دربار دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے ہامان نے لیجائے ہی سجدہ کیا سارلیق نے کہا کہ حال شہر سنجابیہ کا بیان کر ہامان نے اہل دربار کے سامنے مفصل بیان کیا سب حیران تھے کہ یہ خداوند نے کونسی حماقت آمیز قدرت کی لیکن شگال نے کہا کہ یا خداوند ہم دیکھتے ہیں کہ آپکے بھی شل ٹہیے خداوند لقا سے بے لقا اپنی سیدھی تقدیرین کناخر کر دیں یہ سنکر سارلیق نے کہا کہ تو ہماری قدرت کے راز کو کیا سمجھ سکتا ہے اسکو ہمارے خاص بندے سمجھتے ہیں کیون حکیم سودائی دانا تم کیا سمجھتے ہو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ یا خداوند میں تیرے نعدد قدرت کو خوب سمجھتا ہوں یہ سسرا کیا جان سکتا ہے سارلیق نے کہا کہ اسے بھی آگاہ کردے حکیم مرد مسلمان ہیں اور اپنے مذہب کو چھپائے ہوئے ہیں اور اپنے کو تسخیر میں ڈال دیا ہے سارلیق کو بیوقوف بنا رکھا ہے چونکہ یہ حکیم ہیں انکی دانائی کے آگے کسیکی فطرت چلنے نہیں پاتی سارلیق انسے نہایت خوش ہے بلکہ اکثر اوقات یہ سارلیق کے منہ پر اسکو برا بھلا کہہ جاتے ہیں سارلیق سن کے چپ ہو رہتا ہے وہ ایک مرتبہ لوگوں نے چغلی کھائی اور کہا کہ یا خداوند یہ شخص خداپرست ہے اور ملاق حق ہے سارلیق نے جواب دیا کہ اگر اسکے دل میں سے کوئی اور خدا پیدا کیا ہوتا تو اسے قتل کر ڈالتا یہ بندہ کچھ ایسا پیدا ہوگیا ہے کہ اب خداوند نے بہت کوشش کی کہ ایسا

اور بندہ پیدا کرے مگر بندہ مسلمان جتنے ایسے اور باکمال بندے پیدا کئے ہیں وہ سب مجھ سے برگشتگی کرجاتے ہیں
اسلئے کہ وہ ناز کرتے ہیں کہ ہم بھی ایسے ہیں غرضکہ حکیم سودائی دانا نے کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ خداوند کو
اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کے لوگ نہایت دانا ہیں ایسا نہو کہ یہ بھی
مثل خداپرستوں کے مصر آنخالین اس خیال سے خداوند نے اپنا غضب آپ نازل کیا اور وہ تباہ و برباد ہوگئے
بعد اسکے سنگ انداز و ناوک انداز حکم خداوند سے زیادہ ظلم کرنے لگے یہ بات خداوند کے خلاف
گذری خداوند نے تقدیر میں سے پلٹ دی کہ پھر وہ سب ہوئے خداپرستوں نے سنا ہوگا تمام سنگ اندازوں
اور ناوک اندازوں کو کشادہ تیر قضا کر دیا بس یہ سنکر سارلیق بہت ہنسا اور الہام قدرت کا خطاب
حکیم سودائی دانا کو عنایت کیا غمگان بہت جلا اور کہا کہ واہ حکیم صاحب آپ بھی معجون طرفہ ہیں کیا خداوند کو
مسخرہ بنایا ہے کہ جو کہہ دیا وہی خداوند کے بھی دل میں آگیا ہم دیکھتے ہیں مگر بہت جلد آپ کے ہاتھوں وہ وقت
آیا چاہتا ہے جو خداوند لقا کے واسطے آیا تھا یہ سنکر سارلیق نے کہا کہ مارو اس شیطان کو کہ یہ شان میں
خداوند کے کلمات بدشگونی نکالتا ہے دھول حکیم صاحب نے رسید کی غمگان نے کہا کہ جو سچ
کہے وہ جوتیاں کھائے کیا عدالت ہے خداوند کی تین سرداران لشکر جو موجود تھے انہیں سے اکثر نے
عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو ہم جا کر بہارستان مغرب کا طبقہ الٹ دیں سارلیق نے کہا کہ
کیا میں چاہوں تو یہاں بیٹھے بیٹھے طبقہ نہیں الٹ سکتا ہوں مگر مجھکو یہ منظور نہیں ہے کہ میں بندوں کے مقابلہ میں دخل
دوں کیوں حکیم الہام قدرت کیا کہتے ہو تم خداوند کے شگونوں کو خوب سمجھے ہو بیان کرو حکیم سودائی
دانا نے کہا کہ اگر آپ اسی طرح ذرا ذرا سی بات پر بندوں سے ناراض ہو کر غضب نازل کرتے تو آج کو
دنیا کاہی کو باقی رہتی سب فنا ہو جاتے اب اس باب میں اپنی قدرت پوشیدہ کو دخل نہ دیں ہاں سرداروں
اور پہلوانوں کو بھیج دیجئے سارلیق نے کہا کہ یہی قدرت میں ہے ابھی سے ہزار برس پیشتر کی تھی اس نے
مہتر آفات نیرنگ ساز عیار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو آپ کے چار سردار مارے گئے ہیں میں بھی چار
سرداروں کو اکیلا گرفتار کرکے لا سکتا ہوں سارلیق نے کہا کہ جاؤ تم نے انصاف کو دل میں راہ دی خداوند
تجھ سے نہایت خوش ہے مگر چار سرداروں سے زیادہ کو اسیر کرکے نہ لانا ورنہ ظلم ہو جائیگا اور عدالت
ہماری رہیگی جیسا کہ خداوند چیرے اور برکی مثل سنگ اندازوں کے غضب نازل کردیں آفات
نیرنگ ساز نے عرض کی کہ کیا مجال یہ کہکر آفات نے قاضیہ عیاری کی اور چار سو عیاروں کو ساتھ لیا جو اسکے
شاگرد اور ماتحت تھے سبکو ساتھ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا سارلیق نے ہامان
کو بھی ایک بار خلعت بخشدی اور وزیر چہارم معین کیا اور خلعت وزارت عنایت کیا ہامان نہایت خوش
ہوا ایک وزیر سارلیق کے حکیم سودائی دانا ہیں کہ یہ وزیر درجہ اول ہیں اور غمگان وزیر درجہ دوم اور منہ دل
عاقل وزیر درجہ سوم ہیں ہامان جو تھا وزیر معین ہوا اب مفصل حالات یہاں کے بعد کو تحریر ہونگے اول
حال مہتر آفات اور رفتانہ لقمہ پرور عیار زنجی کا سنئے کہ جسوقت یہ قریب بہارستان مغرب
کے پہنچے تو انھوں نے آیندوروندوں سے حالات دریافت کئے انھوں نے بیان کیا کہ بہارستان مغرب
میں بہار اسلام آئی ہے مسلمانوں کا دور دورہ ہے جلسہ خوشی ہو رہا ہے سنجاب شاہ مغربی سلطان جعفران
اور بادشاہ اسلام کی دعوت کی ہے پس یہ سنکر مہتر آفات نے کچھ تجویز کیا فتانہ کو طوائف بنایا اور آپ
اسکا باپ بنا سازندوں کو ساتھ لیکر اپنے عیاروں کے غول سے علیحدہ ہوا اور سب سے کہدیا کہ تم صحرا
میں قیام کرو میں لشکر میں جاتا ہوں اور جو پڑتا ہے تو سرداران اسلام کو اسیر کرکے لاتا ہوں یہ سنکر

اسکے ہمراہیوں نے ایک جگہ اپنے قیام کی ٹھہرا دی اور وہاں ایک جھنڈا نصب کر دیا لیکن اب کچھ حال اس جلسہ کا سنیے
کہ جو سنجاب شاہ نے منعقد کی تھا آٹھ روز تک یہ جشن رہا آٹھویں روز خواجہ خضران نے بادشاہ اسلام
اور صاحبقران عالی مقام سے عرض کی کہ اسی جلسہ میں مناسب ہو تو شادی شاہزادہ رفیع البخت
کی ملکہ سمن اندام دختر سنجاب شاہ سے کر دیجیے اور شاہزادہ سکندر رستم خو ملکہ گلچہرہ حور جمال کے
ساتھ بادشاہ اسلام نے کہا کہ نہایت مناسب ہے چنانچہ دوسرے ہی دن کی تاریخ اچھی تھی صحبت عقد
منعقد ہوئی سنجاب شاہ نے اس شادی کو طول دینا چاہا تھا مگر بادشاہ اسلام نے منع فرمایا اور ارشاد کیا
کہ ہمکو یہاں سے گلستان باختر کی طرف جانا ضرور ہے کہ اثر رنگ بن زمرد و خرنگ بن زمرد وہاں
ہیں اور سارتیق ملعون نے بھی بہت سر اٹھایا ہے اگر ہم اس شادی کو طول دینگے تو دیر بھی ہوگی اور
نیسیار بھی ہونگے اور ابھی تھوڑا انتظام سلطنت بھی بعد اس انقلاب عظیم کے درست ہونے نہیں پایا ہے
لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرض کو ادا کر دو اور طرطوس شاہ جبالی اور عرفان شاہ نے
بھی طول دینے کے ارادہ کو ملتوی کیا مختصر سامان فرض ادا کرنے بھر کا کر کے تیار ہو گئے اسی شب
آفات نیرنگ ساز عیار وارد شہر سنجابیہ ہوا اور راستے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جشن تو ختم ہو گیا
لیکن شاہزادوں کا عقد ابھی نہیں ہوا ہے یقین ہے کہ کل شب کو عقد دختر سنجاب کا رفیع البخت کے ساتھ
اور دختر طرطوس شاہ جبالی کا نکاح سکندر کے ساتھ اور دختر عرفان شاہ کی کتخدائی سہراب
بن رستم کے ساتھ ہوگی یہ سنکے آفات نیرنگ ساز نے ساتھ والوں کو تو سرا میں چھوڑا اور آپ تلاش
میں خواجہ خضران کے روانہ ہوا یہاں خواجہ خضران انتظام میں مصروف تھے کہ آفات نے آکے سلام
کیا خواجہ نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے عرض کی کہ غلام کو دلنواز کہتے ہیں دختر اس شخص
کی نہایت حسین ہے اور ظرافت پیشہ ہے صاحبقران کا نام سنکے بہ ہمراہی دور سے آئے تھے یہاں آکر
سنا کہ جلسہ تمام ہو گیا ہمین اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا تھا کہ یہ کہہ خوشی سے میں آئی کہ آج یہاں شاہزادوں
کے عقد ہونگے مگر صحبت ناچ رنگ کی ہوگی لہذا حضور ہماری جانب سے سفارش کر دیں کیونکہ حضور کا
کہنا سننا بہت کچھ ہے آپ کی زبان ہلا دینے میں ہمارا پیٹ بھر جائیگا خواجہ نے فرمایا کہ اب کچھ
نہیں ہو سکتا صاحبقران کو گلستان باختر پر جانے کی جلدی ہے اسوجہ سے جلسہ ملتوی کیا گیا ہے
اگر صحبت ہوتی تو اچھی طرح ہوتی ایک طائفہ کے واسطے صحبت نہیں قرار پا سکتی ہے یہ سنکے اسنے عرض کی
غلام اپنی اوقات کے موافق حضور کی قدر شناسی سے باہر نہیں ہے فرمایا کہ تمہاری کیا ادا خاص ہے عرض کی
گدائی تو روزی نہیں تو روزینہ جیسا کچھ ہمین ملیگا اسی کے موافق ہم بھی حاضر کرینگے اور اگر دولتمند ہوتے
تو یہ پیشہ کیوں اختیار کرتے خواجہ نے فرمایا کہ میں کچھ آسنے دو یہ سکہ تو نکال اسنے عرض کی کہ مجھے
قبول ہے حضور ہو تو دیں دیکھیے گا در کار تو سب کیسے خوش ہوتے ہیں اور کسقدر انعام ملتا ہے یہ سنکے خواجہ
کو طبع جہانگیری حق فرمایا کہ تم کس مقام پر ٹھہرے ہو ہے اسنے عرض کی کہ بیچ والی سرا میں ٹھہرا ہوا ہوں خواجہ
نے فرمایا کہ وہاں سے تو فاصلہ بہت ہے تم یہیں چلے آؤ ہم تمہارے ٹھہرنے کے واسطے جگہ دینگے اور
ضرور تمہاری دختر کا مجرا کرا دینگے نام اسکا کیا ہے دلنواز نے عرض کی کہ اختر بانی کہتے ہیں یہ سنکے
خواجہ نے ایک خیمہ نصب کرا دیا اتنے میں آفات نیرنگ ساز فتانہ کو طوائف بنائے
ہوئے حاضر ہوا اور خواجہ نے اسکو اسی خیمہ میں اترنے کا حکم دیا اور آپ خدمت میں بادشاہ اسلام
کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حل اللہ کے حکم کی متابعت ہر ایک پر واجب ہے لیکن یہ جو دوا لہا

ہر ایک شاہ اپنی اپنی عروس کے وصل سے کامیاب ہوا ملیخون شاہزادیان حاملہ ہوئیں بطن سے انکے لڑکے پیدا ہونگے
اور ذکر انکا آگے بڑھ کر آئیگا لیکن اس طائفہ کا گانا سرداران اسلام کو اس قدر پسند آیا کہ خواجہ خضران
سے کہا اختر بائی کو ابھی رخصت نکرنا بادشاہ اسلام کے یہاں سے تو بہت کچھ انعام و اکرام دیکے ساتھ
یہ رخصت کر دی گئی لیکن سرداران نے باری باری تخلیہ کی صحبت میں کی اب اختر بائی ہر روز ایک جگہ
سے رخصت ہوتی ہو دوسری جگہ روک لی جاتی ہو جب آفات نیرنگ ساز نے دیکھا کہ اب یہ لوگ
مصروف عیش و عشرت ہیں تو اسنے رات کو جا کر سکندر رستم خو کے خیمہ میں قنات چاک کی اور پروانے
بیہوشی کے شمع پر مار سے پروانے جلے اور دود بیہوشی ہوا سے منتشر ہوا جو ایک دو باری دار او نگہ رہا تھا
وہ بھی بالکل غافل گیا بس آفات نیرنگ ساز اندر آیا اور کچھ عیاری میں بیہوشی رکھ کر دماغ میں سکندر کے
پھونک دی سکندر چھینک مار کر بیہوش ہوگئے آفات نے چادر عیاری میں پشتارہ باندھا اور سکندر
کو لے نکلا جا کر اپنے شاگردون کے سپرد کر دیا اور وہان سے پھر شل باد صرصر کے آیا اور ابھی منظفر بن غضنفر کو لیا بعد
بعد اسکے شاہزادہ وحید الملک کا پشتارہ بھیجا آخر میں شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد
کا پشتارہ لیگیا اسکے بعد صبح ہوگئی پشتارے تو اسنے لیجا کر اپنے شاگردون کے حوالے کر دیے اور کہا کہ تم
انکو لیکر خداوند کی طرف چلو میں آج رات کو آؤنگا وہ لوگ پشتارے لیکر جانب گلستان باختر روانہ ہوے
یہان صبح جو ہوتی ہو جس شاہزادہ کے ملازم خیمہ میں آئے اپنے اپنے آقا کو نہ پایا نہایت پریشان ہوے تمام
لشکر اسلام میں غلغلہ ہوگیا کہ چار شاہزادے بستر خواب سے گم ہوگئے یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی عیارون نے
چتر لیجا نا اور کہا کہ یہ کسی عیار کا کام ہو بس اسی وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران کو طلب فرمایا اور ارشاد
کیا کہ تلاش کرو یہ کیا معرکہ ہو خضران نے جلدی کو ہر طرف روانہ کیا آفات کے عیار روانہ ہوچکے تھے
کہیں پتا نہ لگا آفات نیرنگ ساز دلنواز لی بازار بنا ہوا موجود تھا جب شام ہوئی تو اسنے ایک پرچہ لکھکر
ڈال دیا مضمون یہ تھا کہ او دزد مکار عیار نالش دیکھا تو نے کہ کس طرح میں نے چار سردار گرفتار کر لیے کہ تجھکو
خبر بھی نہوئی عیاری اسکا نام ہو اب یہ سردار خداوند کی خدمت میں جاتے ہیں انہون نے خداوند کے سردارون کو
مارا تھا اسکا انتقام انکا لیا جائیگا تم بہتر آفات نیرنگ ساز یہ پرچہ پھینک یہ تو چل دیا یہان خواجہ
خضران جو اسکے خیمہ میں آئے تو خیمہ غلغلہ پڑا دیکھا اور ایک پرچہ پایا اٹھا کر پڑھا پرچہ لیے ہوے خدمت میں
بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے اور پرچہ دکھایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے خضران یہ جو کچھ ہوا تمہاری
غفلت کے سبب سے ہوا انھین نے آگر کسی کی ناچ کرایا اپنے جونی روپیہ کے لالچ میں یہ کیا اگر یہ شہزادے
قتل ہوگئے تو میں تاج و تخت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرونگا یہ سنکے خضران نے عرض کی کہ غلام ابھی سارلیقہ
کی طرف جاتا ہو اگر کسی شاہزادہ کا رونگٹا بھی بیکا ہوا تو اگر ساریق کو سر دربار نہ مارون تو میرا نام خضران
نہ پاؤن ابھی حضور تاج و تخت سے دست بردار ہون یہ کہکر خضران تن تنہا جانب سارلیقہ روانہ ہوے
بعد روانہ ہونے خضران کے صاحبقران حق پژوہ نبیرہ شاہ ادل گیوان شکوہ نے بادشاہ اسلام سے عرض کی
کہ اگر مناسب ہو تو حضور بھی تشریف لے چلیں اسلیے کہ میں نے سنا ہو جابہزار پہلوانان صف شکن و سپاہ میں
ساریق کے بیٹھے ہیں یہ چار شاہزادے گئے ہیں اگر جیت انکی باقی ہو تو چلو تمام حفاظت کرینگا اور سپاہ سے
ان ظالمون سے بچا لینگا اس وقت میں کمک انکی ضرور ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں ضرور چلونگا اسی وقت
سے تیاری سفر شروع ہوگئی

اب چند کلمے داستان پہونچنا شاہزادون کا بکافات پتھد دربار ساریق میں

ملعون بیٹھا تھا چارون کونون تخت کے چارون وزیر اسکے متمکن تھے اور دعا گویون پہلو ون مین تیز رنگ وخیز رنگ
بیٹھے ہوئے تھے اور رو در رو یہ سرداران زبردست مثل نہنگ خون آشام و پلنگ خون آشام
وشیر ببر خون آشام و ببر خون آشام قریب چالیس سردارون کے فوج خون آشام سے کہ اسکے عرض
بھی ہوتے ہین بیٹھے ہین بعد انکے گومان گاؤ سوار خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو بلیس پیلتن مردان
جوشن پوش حران گردن کش پہلوان پیلتن شیر مردم در خرس رو دشمن تن ارجاسپ گرد لہراسپ
گرد مہران مہر طلعت مہیب فیل پیکر پیچان تیر انداز پیکان تیر انداز آہرو دشمن شگاف
منصور زردم درشتخو و بعردم دراسود تن سواد زنگی اور سواد زنگی سر چیل حشمت انداز زر حیل
حشمت انداز غول وسنگ پارچا وسنگ با خفا سے اخضر چشم طہاسپ پیلتن قرنا کوک
رعد آواز غمناکوک رعد آواز یہ قریب چار ہزار لندھور لشکر کے بیٹھے ہوئے انکے طرف بیٹھے تھے اور دست
بالا دست زلازل بن زلزال دیو پرورد ازورکش اسکے متقابل ہی نہنگ بن طوفان دریا موج
کوہ شگاف اپنے اپنے دنگل پر آ بیٹھے ہوئے جو مہر بہ تھے دو دو ہزار پہلوانان صف شکن انکے
ماتحت ہین زلزال بن زلازل سو دو سو من کی چوب دست باندھتا ہے جو وقت ضرب لگاتا ہے تو طبقہ زمین کا
ہل جاتا ہے اسی وجہ سے اسکا نام زلازل مشہور ہوا ہے اور نہنگ بن طوفان دریا موج کوہ شگاف ساطور
گران باندھتا ہے کہ اسکی ضرب سے سنگ گران چور ہو جاتا ہے اور ہر دو تن رعد آواز ان دونون سے بھی بڑھ
کر ہے اور لقب قدرت کہلاتا ہے یہ سب کے سب موجود ہین سامنے لشکر کے یہ چارون شیر دل یعنی سکندر رستم
اور وحید الملک اور گوہر شاہ صف شکن اور مظفر بن غضنفر سلسل در حلق ہوئے اور سعد یار کو ساریق
کے کافرون سے ملو دیکھا آواز دی کہ سلام ہو اس شخص پر جو خدائے وحدہ لاشریک کو برحق جانتا ہو اور محمد
اسکے رسول کو پیمبر برحق مانتا ہو یہ سنکر ساریق نے کہا کہ اے بندگان گستاخ یہ اپنے خداوند کے سامنے گستاخی
کرتے ہو کر خدائے نادیدہ کا نام لیتے ہو جس خداوند کو دیکھا اُسے نہین پہچانتے اور اس سے روگردانی کرنے پر آمادہ
ہو یہ سنکے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ او ساریق تو بڑا بزدل ہے کہ تو نے مجکو عیار کے ذریعہ
سے گرفتار کرایا کیا کوئی سردار تیرے لشکر کے یہان اس قابل نہ تھا کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا اب بھی قید ہماری
دور کرا کے دیکھ لے کہ تیری بارگاہ خون سے لال ہو جاتی ہے یا نہین یہ سنکے زلازل بن زلزال ازورکش
نے ساریق سے کہا کہ یا خداوند انکو رہا کر کے تماشا میری جنگ کا دیکھے مین انکو سر میدان اسیر کرونگا
اس وقت یہ بخوشی میری اطاعت کرینگے ساریق ہنسا اور کہا کہ اے بندۂ خاص تمام اگر خداوند بھی
مثل بندون کے ذرا ذرا سی بات پر بندون سے لڑا کرین تو انکا ٹھکانا کہان رہے گا وہ تو ہم مین اور بندون مین
فرق ہی کیا رہ جائے گا بڑے خداوند بھی چاہین ان لوگون کی آنکھ پائے مگر از غضب اپنا نازل نہین کیا ہے جو
انکو زبردست پیدا کیا تو یہ ناز کرتے ہین تو معاملات خداوندی کو نہین سمجھتا ہے انمین دخل نہ دے زلازل
بن زلزال تو خاموش ہو رہا اور ساریق نے کہا کہ ان بندگان سرکش کو لیجا کر باغ محویت کی سیر کراؤ اسکے
بعد ہمارے پاس لانا یہ حکم پا کر محافظون نے قیدیون کو ساتھ لیا اور جانب باغ محویت روانہ ہوئے
زلزال بن نخال نے عرض کی کہ یا خداوند سیلین بھی تیری قدرت کا دل سے قائل نہ تھا لیکن باغ
محویت کی سیر نے بالکل تیری قدرت کا یقین دلا دیا یقین ہے کہ یہ بھی اب جو پٹ کے آئینگے تو ہمین سے
سجدے کرتے ہوئے آئینگے بختگان نے کہا کہ یہ ایسے بیوقوف نہین ہین کہ سجدے کرینگے ساریق
نے کہا کہ او شیطان ابن شیطان اسنے خداوند کو پہچان کر سجدہ کرنا بیوقوفی ہے بختگان نے عرض کی کہ جن

اس نشلے سے کہا کہ انکو معلوم ہی کہ ہم خداوند سے جھکینگے تو خداوند ہمسے اتنا خوش نہونگے جتنا ناز کرنے سے
خوش ہونگے اس بنا پر مین نے کہا کہ بیوقوف نہین ہین جو سجدہ کرکے خداوند کی توجہ اپنی طرف سے کم کرادین خداوند
کو گنہگارون کا خیال بیگناہون سے زیادہ رہتا ہی سارلیق نے کہا کہ ہان یہ عادت تو میری ضرور ہی نیک اعمال
بندے تو بخشے ہی جائینگے بد اعمالون پر جبتک ہم نظر رحمت نکرینگے انکا کوئی سہارا ہی نہین ہی مگر مین قسم
کھاتا ہون اپنے ہی دست قدرت کی کہ اب مین انپر رحم نکرونگا اسلیے کہ انھون نے خداوند کے ساتھ بہت
گستاخی کی ہی اگر باغ محویت کو دیکھکر بھی یہ ایمان نہ لائے تو انکو ضرور عذاب مین گرفتار کرونگا بختگان تو دشمن
قدیم ہی ابھار رہا تھا کہ یہ کسی طرح قتل ہوجائین ورنہ کوئی نہ کوئی صورت رہائی پیدا ہی ہوجائیگی اسکے مددگار
زمین و آسمان سے پیدا ہوجاتے ہین پس اسنے غصہ دلانے کو سارلیق سے کہا کہ آپ ہزار انپر عذاب نازل
کرین وہ آپکی جان کا عذاب ہوتے جائینگے بڑے خداوند نے اپنے زمانے مین حمزہ اور سرداران حمزہ کے ساتھ
کیا کچھ نہین کیا دوزخ مین پھنکوایا راستے سے انکو کچھ لگیا اور جو تھے ہی انھون نے شبخون اور دوزخون
مارنا شروع کردیے اور خداوند لقا کی فوج کو تباہ و برباد کردیا سارلیق نے کہا کہ مین انکے بارے مین جو
قدرت کرونگا اسے ہرگز نہ پلٹونگا بختگان نے کہا کہ دیکھا چاہیے غرضکہ اپنے علم و یقین پر اسنے سارلیق
کو پورے طور سے آمادہ قتل کردیا حکیم سودائی دانا اسکی باتین سنکے مطلب بختگان کا سمجھے فرمایا کہ ای
شیطان تو خداوند کو سکھانا چاہتا ہی نعوذ باللہ خداوندی کو کیا سمجھتا ہی اکثر موقعون پر مصلحت بدل جاتی ہی
جو خداوند مناسب جانینگے وہ کرینگے بختگان نے کہا کہ یہ تو ہم پہلے ہی سمجھے ہین اور ہونا وہی ہی جو آپ چاہینگے
مگر پہلے بھی انجام سمجھادیا اچھا پھر دیکھا جائیگا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان منتظر آفات ان شاہزادون
کو لیے ہوئے اور مقامات کی سیر کراتا ہوا باغ محویت مین لایا دیکھا انھون نے کہ دروازہ باغ کا یاقوت زرد کا
ہی اور چوکھٹ بازو نیلے یاقوت کے ہین اور کہین یاقوت سرخ کے نصب ہین اور زنجیر زمرد کی ہی کنڈا الماس کا
دروازے پر جو نگہبان بیٹھے ہین وہ نہایت حسین لڑکے ہین جسوقت اندر باغ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ
جسقدر درخت ہین سب زمرد سبز کے ہین پھول انمین یاقوت سرخ و زرد کے کھلے ہوئے ہین جو غنچہ چٹکتا ہی
یا خداوند سارلیق کی آواز دیتا ہی طایر عجب عجب طرح کے ہین کسیکے پر یاقوت کے پانون زمرد کے جسم الماس
کا کوئی اسکے خلاف ہی کوئی طایر یک رنگ سبز کوئی یک رنگ سرخ کوئی زرد اسی طرح سب مختلف الالوان
ہین اور جسم انکے جواہر کے ہین لیکن روح انمین ہی اور بزبان سبز بانی بتعریف سارلیق بن لقا کا دم بھرتے
ہین اور جا بجا غول کے غول نازنینون کے جنمین ایک ایک حور جمال اور پری خصال ہی پوشاکین طلسی
پہنے ہوئے آپس مین چہلین کر رہی ہین سن و سال بارہ سے لیکر پندرہ تک کا ہی ایک ایک انمین سے دوڑ کے
پاس آتی ہی ہنر اپنا ناز کرکے دکھاتی ہی اور کہتی ہی کہ اگر تم خداوند سارلیق کو سجدہ کرو تو ہم تمھاری کنیزی مین
حاضر ہین ہمیشہ اس بہشت مین رہو اور عیش کرو یہ حق شناس اس فریب مین کب آنے تھے سارلیق کو
برا بھلا کہتے ہین وہ نازنین خفا ہوکے چلی جاتی ہین جب تمام مقامات کی انکو سیر کرا چکے تو پھر سامنے سارلیق
بن لقا کے لائے اور کہا کہ خداوندا انکو بہشت کی بھی سیر کرادی مگر یہ ایسے بیدل بندے ہین کہ ابھی آپکی
قدرت کے قایل نہین ہوئے اور کہتے ہین کہ یہ سب کرشمہ سحر کا ہی سارلیق نے کہا کہ اچھا انکو لیجاؤ اور قید
کرو تاکہ یہ اپنے نیک و بد پر غور کرین بختگان نے کہا کہ یا خداوندا انکو مہلت دینا اچھا نہین ہی یہ سنتے ہی حکیم
سودائی دانا نے کہا کہ جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہی حلم تو بڑی ذات مین رحم شامل ہی اور یا خداوند
مرضی تو یہ ہی کہ تمام عالم انکی بدبختی سے واقف تھا انکو تشہیر کرائیے تاکہ سب پہچان لین کہ وہ بندے ہی ہین

خداوند پرناز کرتے ہیں ساریق نے کہ میں نے دس ہزار برس آگے ہی تقدیر کی تھی کہ یہ بندے تشریف کے جانے
تاکہ سب دیکھ لیں کہ ان بندوں کو جنہے کیسا حسین اور زبردست پیدا کیا ہی اور پھرا انکو بے حقیقت عیار کے ہاتھ
سے گرفتار کرا لیا جو پہلوانوں سے بھی نہیں زیر ہو سکتے تھے تختگان نے کہا کہ جو حکیم صاحب کہینگے ہو نادرست
ہی لیکن یا خداوند زنانے مکانات کی طرف سے نکا گذرنا اچھا نہیں ہی اسکی ممانعت کروا دیجیے کہ یہ شاہراہ عام ہی
سے گذریں ورنہ مجھے خوف ہی کہ مبادا خداوندزادیاں انکو دیکھکر میری بڑے خداوند کی دختروں کی جتنا ہی
کریں حکیم سودائی دانا نے کہا کہ بس چپ رہو ظلموں تو خداوندزادیوں کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہی ایسا نہو
تجھپر بجلی گرے یا زمین شق ہو اور تو اسمین تو سماجاے ارے خداوندزادیوں کی طرف کوئی نظر بد سے
دیکھ بھی سکتا ہی ورنہ خداوندزادیاں نوعمر بندوں کی دختریں ہو گئیں تو وہ بھی جو پاکدامن ہوتی ہیں وہ کسی کی
طرف نظر بد سے نہیں دیکھتی ہیں چہ جائیکہ خداوندزادیاں ساریق نے کہا کہ ای حکیم الہام قدرت
تم کہدو کہ ان قیدیوں کو خاص باغ چہار بہشت سے لیکر گذریں جہاں چاروں میری نور دیدہ رہتی ہیں
تاکہ اس شیطان کو ... یا کہ اسی کا حال ظاہر ہو جائے یہ سنکے تختگان نے کہا کہ واہ ای حکیم یہ ایسی نرم باتی
ہی کہ اب موت سے تو یہ بال بال بچ گئے اور ایسے ایسے شخص اس تخم باشی سے پیدا ہوتے جو آسانے کانگے
اب بیمار بھی چند روزہ نظر آتی ہی یہ تو بکتا ہی بیگانا لوگ قیدیوں کو لیکر کرنے کی غرض سے باغ چہار بہشت
کی طرف سے لیکے چلے ساریق نے دربار برخاست کیا اور آپ خلوت گاہ میں گیا اور مصروف عیش و
عشرت ہوا اور حکیم سودائی دانا جو وہاں سے اٹھے تو قبل اسکے کہ قید باغ میں ہو سے حکیم صاحب باغ
گئے چونکہ یہ عہدہ اتالیقی پر بھی مامور ہیں شاہزادیاں انکی بہت عزت کرتی ہیں پیشوائی کو آئیں اور کہا کہ آج
آپ خلاف وقت کہاں آنکلے حکیم سودائی دانا نے کہا کہ جن لوگوں کی تصویریں تمہارے باپ نے منگائی
تھیں انہیں کا ایک شخص اور تین شاہزادے قید ہو کر آئے ہیں قیدی تمہارے باغ سے ہو کر گذرنیوالی
ہیں یہ تماشا بھی قابل دید ہی ان چاروں نے کہا کہ آپ تو ہمیشہ منع کیا کرتے تھے کہ غیر مرد کی صورت دیکھنا
نہ چاہیے آج خود ہی ترغیب دلاتے ہیں حکیم صاحب نے کہا کہ میں کوئی بات بغیر رضاے خداوند کے
اپنی طرف سے تو کرتا نہیں ہوں اس وقت خداوند کا یہی حکم تھا اور اب یہ ہی ورنہ وہ ان قیدیوں کو تمہارے
باغ میں کیوں بھیجتا بلکہ شاید اسکی مصلحت یہ ہو کہ یہ تمہارے دیکھنے کے قابل ہیں انکو دیکھو چاروں کی
ہو چاہی کو تمام لشکر اسلام سے منتخب کر کے منگایا بھی ہی ظاہر بظاہر تو خداوند کہہ نہیں سکتے بالتفات
یہی مطلب ہی کہ ایک ایک کو پسند کر لو کہ جنہے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہیں جنکو اپنا ہمسر بنایا ہی اگر ہمیں
ایسا نہ پیدا کرتے تو تمہارا جوڑا کہاں سے آتا داماد ایسے سے بہتر ہونا چاہیے جنے انکو اپنے سے بہتر
پیدا کیا ہی یہ سنکے یہ چاروں خاموش ہو رہیں اور ایک ہی مقام پر آکے منتظر ہوئیں حکیم صاحب نے
یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر خداوند کی بلا مرضی کوئی نظر بد سے دیکھ سکیگا تو وہ فوراً جل جائیگا اس بات پر انکو دل
بھی اطمینان ہو گیا کہ حکیم سچ کہتا ہی بھلا بے مرضی خداوند کوئی خداوندزادیوں کو نظر بد سے دیکھ سکتا ہی
انہیں چاروں مختلف البطن ہیں سن و سال قریب قریب ہیں ایک کا نام ملکہ سپہر آرا اور دوسری کا نام
مہر آرا تیسری کا نام انجم آرا چوتھی کا نام اختر آرا الغرض یہ چاروں حسن و جمال میں ایک دوسرے کی نظیر ہیں
ساریق انکو نور دیدۂ قدرت کہتا ہی اور ارادہ اسکا یہ ہی کہ شادیاں انکی اپنے لڑکوں سے کردوں
اسلیے کہ خداوندزادیوں کا سوا خداوندزادوں کے کون شوہر ہو سکتا ہی الغرض یہ چاروں ایک ہی مقام پر آکے
ٹھہریں حکیم صاحب تو علیحدہ چھپ گئے تاکہ دگروں پر ظاہر ہو کہ میں بھی یہاں موجود ہوں لیکن کنیزیں

مصاحبین ملکہ کے قریب ہی قریب تھیں کہ اگر تہ سامنے سے ارابے نمودار ہوے ایک ایک آرابے پر ایک ایک
جوان بیٹھا تھا یہ معلوم ہوا کہ چار آفتاب طلوع ہوے ہر ایک زنجیروں میں اس طرح جکڑا ہوا تھا جیسے آفتاب
خطوط شعاع میں اودھر نظر اُن چاروں کی ان نازنینوں پر پڑی کہ چار چاند نکلے ہوے ہیں گویا زمین کو
چار چاند لگے ہیں آرابے قریب آے آگے آگے آرابہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا تھا پس انھوں نے
لنگر مارا کہ پہیے غرق زمین ہوگئے آرابہ دھنس گیا اب آگے نہیں بڑہ سکتا مظفر بن غضنفر نے آواز
دی کہ زمین دھنستی ہے یہ اچھی بات نہیں سکندر نے کہا کہ زمین دھنستی نہیں ہے بلکہ دبی ہے اور دبا رہتی ہے
اب لوگ زور کر رہے ہیں اور آرابہ کو نکالنا چاہتے ہیں یہ لنگر جماے ہوے ہیں بھلا کسکی مجال ہے کہ ارابے
کو نکال لے اب لطف نظارہ بازی کے واسطے اچھی طرح فرصت ملگئی آگے آرابہ سکندر رستم خو کا تھا
نظر آنکی ملکہ سپہر آرا سے دوچار ہوئی اور نظر شہنشاہ صف شکن کی مہر آرا سے لڑی اور وحید الملک انجم آرا
کو دیکھنے لگے مظفر نے اختر آرا کو دیکھکر آواز دی کہ ہیں تو اول چاند ہے یہ ستارہ اچھا معلوم ہوتا ہے
کہ اسکی چمک میں شوخی ہے اختر آرا ان سب سے چھوٹی اور شوخ و شنگ ہے اسنے بھی جواب دیا کہ
تو خداوندزادی کو نظر بد سے دیکھتا ہے ایسا نہو تجھ پر آسمان سے ستارہ ٹوٹ کے گرے مظفر نے کہا کہ
کیا تم ساریق کی دختر ہو یہ سنکے کنیزوں نے کہا کہ او قیدی ارے تو خداوند کا نام لیتا ہے ایسا نہو تیری زبان
جلجاے اور اگر دختر خداوند کی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو تجھ پر آسمان سے بجلی گر پڑیگی منہ جل جائیگا اندھا
ہو جائیگا مظفر نے کہا کہ ہمسے قریب آئے تو میں لب بام کے پیار کروں جب بھی کچھ نہوگا خالی دیکھنے سے کیا
ہوتا ہے کنیزیں توبہ توبہ کر رہی ہیں اور مظفر ظرافت کی باتیں کیے جاتا ہے ادھر شاہزادہ وحید الملک
سے اور انجم آرا سے نگاہ چار ہوئی وحید الملک کی نگاہیں بھی انجم آرا کے چہرہ پر جم گئیں ملکہ بھی چھپی
چھپی نظروں سے دیکھتی ہے اور آنکھ نیچی کر لیتی ہے دل میں کہتی ہے کہ خداوند نے اس شخص کو ایسا حسین کیوں پیدا کیا
کہ اسکو دیکھکر عورتوں کی نیت ڈانواں ڈول ہوتی ہے کنیزوں نے کہا کہ تو منہ نہیں پھیرتا اکساں ملکہ کی طرف دیکھے
جاتا ہے نہیں جانتا کہ یہ کون ہے یہ خاص نور قدرت ہے وحید الملک نے ہنس کے فرمایا کہ نور قدرت کو دیکھنا کیا گناہ
ہے آنکھیں خدا نے دیکھنے کو دی ہیں ادھر شہنشاہ صف شکن اور مہر آرا سے نظارہ بازی ہوئی انھوں نے بھی
لنگر مارا کہ آرابہ چرچرا گیا پہیے دھنس گئے مہر آرا نے سراپا کو دیکھا اور کنیزوں سے کہا کہ خداوند نے صورت
طاقت جرأت تو ایسی دی مگر معرفت نہیں کہ یہ اطاعت کرتا اور دشمن ہوتا شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ تمہارا
دشمن نہیں ہوں جتنا تمہارے باپ کا دشمن ہوں اتنا ہی تمہارا دوست ہوں ملکہ نے فرمایا کہ جب تو خداوند کا
دشمن ہے تو میری دوستی سے کیا فائدہ اٹھائیگا ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو سپہر آرا کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک
کنیز سامنے دوپٹہ کی آڑ کر کے کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ ملکہ کو کیوں گھورتا ہے اپنی طرف دیکھ کہ تو کس حال میں
ہے فرمایا کہ اس قید کی تو کوئی حقیقت نہیں ہے ہاں ملکہ کی زنجیر زلف میں جو دل اسیر ہو گیا ہے وہ البتہ بڑی سخت
قید ہے کنیز نے کہا کہ دیکھ زبان جل جائیگی کیا کہتا ہے سکندر نے فرمایا کہ کچھ بھی نہیں ہوگا اگر ملکہ کو قریب میرے
بھیج دے تو لپٹا بھی لوں ساریق ساحر ہے خداے حقیقی اور ہی ہے جسنے عالم کو خلق کیا ہے خود وہ کیسا بیٹا ہے نعوذ
صاحب العلا ہے چند روز میں یہ حال ظاہر ہو جائیگا ادھر عیاروں نے ان ارابوں کو تو چھوڑ دیا اور آرابے لا کے
ان قیدیوں کو سوار کیا اور لیکر روانہ ہوے جہاں جہاں پھرانے کا حکم تھا وہاں وہاں پھرا کر ساریق سے اطلاع
کی ساریق نے کہا کہ اے مہر ان تقدیرات ان قیدیوں کے بارے میں خداوند کیا سزا تجویز کریں کسی نے
کہا کہ قتل کر ڈالیے کسی نے کہا جہنم میں پھینکوا دیجیے کسی نے کہا کہ زندہ دیوار میں چنوا دیجیے کسی نے

سنگسار کرنے کی رائے دی بختگان نے عرض کی کہ یا خداوند ان لوگوں کو مرنے کی عادت نہیں ہے انکے واسطے
سخت انتظام ہونا چاہیے آپکے والد کے بڑے بھائی خداوند لقا نے قاسم و بدیع الزمان کو جہنم میں بھجوایا تھا
راستے سے بچ نکلا یہ میرے نزدیک مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک گنبد تعمیر کیا جائے اس گنبد میں انکو بند
کر کے دروازے چنوا دیے جائیں اسکے بعد انبار ہیزم کر کے آگ دے دی جائے اس صورت میں یہ رہا
نہیں ہو سکتے ضرور جل کے مر جائینگے ساریق بہت خوش ہوا اور یہ رائے پسند کی لیکن حکیم سودائی دانا
یہ سنکے نہایت پریشان ہوئے کہ اس ملعون نے پورا انتظام کر دیا کہ اب یہ کسی صورت سے رہا نہیں
ہو سکتے پھر دیکھا جائیگا ساریق نے سبکو زندانخانے میں بھجوا دیا اور بارہ سو عیاروں کا پہرہ مقرر کر دیا
اور گنبد کی تیاری کا حکم دیا گنبد بننے لگا حکیم سودائی دانا جا اپنے مقام پر آئے تو چالیس زنگی
جو انکے مطیع اور غلام قدیم تھے اور یہ سب کے سب انھیں کی طرح ہمیشہ سے مسلمان تھے مگر مذہب کو اپنے دل
کفار سے پوشیدہ کیے ہوئے تھے انسے کہا کہ دیکھو یہی وقت حمایت دین اسلام کا ہے یہ چاروں شاہزادے
جو اسیر ہوکے آئے ہیں انمیں ایک تو یادگار رستم دستان علم شاہ نوجوان صاحبقران اوسط ہے اور دو
فرزند صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے ہیں اور ایک شاہزادہ نشانی کرب دلاور اسد و غضنفر
کی ہے بختگان ملعون نے انکے جلا دینے کی تدبیر بتائی ہے کہ گنبد میں بند کر کے چاروں طرف سے آگ
دیدو تاکہ اگر کوئی رہا کرنے کی غرض سے آئے بھی تو مایوس ہو جائے اور یہاں انکا رہا ہی کرنے والا کون ہے
لہذا اسی مکان سے اس گنبد تک ایسی نقب لگاؤ کہ سرا اسکا اسی گنبد میں ہو کہ جسوقت ہیزم میں آگ دیجائے
اسوقت ان چاروں شاہزادوں کو رہا کر کے نکال لاؤ اسکا نتیجہ دنیا و آخرت دونوں میں اچھا ہے یہ سنکے
ان زنگیوں نے عرض کی ہم بسر و چشم اس خدمت کو بجا لائینگے اور اسیوقت سے انھوں نے رخ بتجویز نقب
لگانا شروع کر دی ادھر تو گنبد تیار ہوتا جاتا ہے اور ادھر نقب لگتی جاتی ہے چند روز میں گنبد بھی بن کے تیار
ہو گیا اور نقب بھی گنبد تک پہونچ گئی لوگوں نے آکر ساریق سے عرض کی کہ گنبد تیار ہو گیا ساریق
نے حکم دیا کہ لیجاؤ قیدیوں کو اور گنبد میں بند کر کے دیواریں چن دو کہ نہ نکل سکیں اور نہ کوئی ان تک جا سکے
اسی وقت محافظ زندان چاروں شاہزادوں کو لیکر جانب گنبد روانہ ہوئے یہ خبر عام ہو گئی کہ وہ جو قیدی
آئے تھے انکے واسطے تازہ جہنم بنایا گیا وہ اس جہنم میں جلائے جائینگے خلقت کا ریلا ہجوم ہے تماشائی
جمع ہیں لوگوں کے درمیان سے قیدی جا رہے ہیں جو رحم دل ہیں یا خداپرست ہیں اور خوف جان سے
اظہار مذہب نہیں کر سکتے وہ افسوس کر رہے ہیں کہ یہ نوجوان مہروش اور ماہرو اس قابل ہیں کہ انکو آنکھوں
بٹھالیے نہ کہ آتش سوزاں میں جلائے اور جو دشمن نام اسلام کے ہیں وہ خوش ہو رہے ہیں اور کہ رہے ہیں
کہ یہ لوگ اس سے زیادہ سزائے سخت کے قابل ہیں کہ انھوں نے بڑے خداوند سے بڑی بڑی
گستاخیاں کی ہیں اور اب خداوند سے بھی پرخاش رکھتے ہیں مگر یہ چاروں شاہزادے خوش و بشاش
ہیں کوئی فکر انکو جلنے مرنے کی نہیں ہے اُدھر یہ خبر وحشت اثر ان چاروں شاہزادیوں کو پہونچی کہ آج وہ
چاروں اسیر گنبد میں بند کر کے جلائے جائینگے یہ تو تیر عشق کھا چکی تھیں یہ خبر سنکے نہایت مضطر ہوئیں
ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رونے لگی ایک انیس جلیس نے چھپ کے روتے دیکھا تو سبب دریافت
کیا ہر چند کہ انھوں نے چھپایا مگر وہ ہوشیار تھیں وہ سمجھ گئیں کہ رونا اور پریشانی انھیں قیدیوں کے
واسطے ہے اسلیے کہ ہر روز چار پانچ مرتبہ تو قیدیوں کا ذکر آجاتا ہوگا انھوں نے کہا کہ اب آپ نے اپنا
ملال ظاہر کیا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو کوئی تدبیر رہائی کی نکالی جاتی مگر اب کیا ہو سکتا ہے اسلیے کہ قیدی

اس مقام تک پہونچ گئے ہونگے جہاں سے زندہ نہیں نکل سکتے ہیں یہاں تو یہ تماشا برپا ہے اور وہاں ان
شاہزادوں کو لیے ہوئے ملازمان ساریق اس گنبد میں پہونچے چونکہ سبکے سب مغلول و مطوق تھے انکو
ایک جگہ بٹھا کے نکل آئے اور دروازے بند کر کے باہر سے چنوا دیے گئے اب بسبب تیرگی کے دم
انکے گھٹنے لگے سکندر نے کہا کہ زندگی میں سیاہی قبر کا سامنا ہوگیا ادھر لوگوں نے انکو بند کرتے ہی انبار
لکڑیوں کا چاروں طرف گنبد کے لگا دیا ساریق نے کہا کہ آگ لگا دو حکم پاتے ہی ان موذیوں نے
آگ روشن کر دی اور شعلے بھڑکنے لگے یہانتک کہ اب اندر گنبد کے بھی کچھ حرارت محسوس ہونے چلی اور
روشندانوں میں سے دھواں بھرنا شروع ہوا اسوقت شہنشاہ صف شکن نے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان دادرس غریبان ہرچند کہ ہم سراپا
عصیان ہیں اگر اس سے زیادہ سخت سزا بھی ہمکو دنیا ہی میں مل جائے تو بہتر ہے مگر تو آتش
دوزخ کی حرارت سے محفوظ رکھنا بلکہ بواسطہ محمد و آل محمد اس بلا کو ہم پر سے دفع کر جس طرح تو نے
جناب ابراہیم پر آتش نمرود کو گلزار کر دیا تھا اسی طرح ہم گنہگاروں پر بھی آگ کو سرد کر دے یہ تو دعا کر رہے تھے
اور سب سردار آمین کہہ رہے تھے کہ اک مرتبہ پاؤں میں شہنشاہ صف شکن کے کوئی چیز سی چبھی انہوں
نے پاؤں اپنا ہٹا لیا بس اسی مقام پر طبقہ ٹوٹا اور ایک زنگی نمودار ہوا سلام کیا سب متحیر ہوئے پوچھا
کہ تو کون ہے اور کسنے تجھے بھیجا ہے یہانتک کس طرح آیا اسنے عرض کی کہ یہ پوچھو گے پیچھے جلد نکل چلیے
ورنہ جل جائیے گا آگ کے شعلے اب نہایت بلند ہو رہے ہیں یہ سنکے چاروں شاہزادوں نے قید میں
تو تھے ہی اور اس زنگی کے ساتھ ہی اس دہن نقب سے نکل کر روانہ ہوئے زنگی سر نقب کا بند کرتا ہوا
چلا جسوقت یہ لوگ حکیم سودائی دانا کے گھر میں پہونچ گئے تو زنگیوں نے نقب کو بالکل بند کر دیا نشان
تک باقی نہ رہا وہاں اور دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ لکڑیاں جلنے لگیں شعلے اسقدر بلند ہوئے کہ
گرد گنبد کے اک گنبد آتش کا قائم ہوگیا اور سر شعلہ بالا نہ تک اگر اس گنبد کا کلس بنگیا جو لوگ رحمدل تھے وہ
اس بیکسی سے جلنے پر افسوس کر رہے تھے کفار خوش ہو رہے تھے کہ ایسا وقت بھی آجتک خدا پرستوں پر
نہ آیا تھا کہ اس طرح جلے ہوں ادھر شاہزادیوں کو جو خبر پہونچی کہ وہ چاروں حسین قیدی گنبد میں بند
کر کے جلا دیے گئے یہ سنکے ان چاروں کو نہایت قلق ہوا قریب تھا کہ جنوں ہو جائے یہ چاروں
شاہزادیاں تب غم میں مبتلا ہوگئیں وہاں سکندر وغیرہ جو مکان میں حکیم سودائی دانا کے پہونچے تو دیکھا کہ
مکان ہوادار نہایت نفیس بنا ہوا ہے بیچ میں کئی درجوں کا قصر ہے چار چوک میں لگے ہوئے ہیں جابجا کمرے
نہایت سجے ہوئے ہیں چالیس غلامان زنگی کمربستہ خدمت کو حاضر ہیں اور مالک خانہ کا پتا نہیں سکندر
نے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے اور صاحب خانہ کون ہے زنگیوں نے عرض کی کہ یہ مکان حکیم سودائی دانا
وزیر ساریق بن لقا کا ہے اور ہم سب غلام انکے ہیں حکیم صاحب دربار میں گئے ہوئے ہیں فرمایا کہ
تم لوگوں نے کس کے حکم سے نقب سے بلایا انہوں نے حکیم صاحب کا نام بتایا اور عرض کی کہ آپ
تعجب نکریں حکیم صاحب مرد مسلمان ہیں اور ان کافروں کے خوف سے کافر بنے ہوئے ہیں
اور یہی حالت ہم سب کی بھی ہے اب جسوقت تک حکیم صاحب نہ آئیں اس وقت تک آپ چاروں
صاحب یہیں مقیم رہیں [illegible] وہاں حکیم صاحب کو نہایت پریشانی تھی کہ چاروں شاہزادے ابھی
نکلے یا نہیں ساریق نے اس خوشی میں جشن منعقد کیا اور حکم جشن عام کا دیا ہر طرف غل ہوا کہ خدا
نے اپنے بندگان گنہگار کو عذاب میں گرفتار کر کے جشن خوشی منعقد کیا ہے جو اس خوشی میں شریک

تو وہ بندہ خداوند کا نہین ہی یہ خبر دوشنبہ کو گئی تھی ہر گلی کوچے مین ناچ رنگ کی صحبت تھی [illegible]
اہل کی ڈیوڑھیون پر بج رہے تھے لیکن چارون بدکارون کے لیے قیامت تھی نوبت کی صدا نے دل مین
دھڑکن پیدا کر دی تھی الحاصل حکیم صاحب کوئی بہانہ کر کے ساریق سے رخصت ہوے اور اپنے
مکان مین آئے چارون شاہزادون کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی کہ غلام نے آسی دن کے لیے یہان کی
سکونت اور اس بدکار ناہنجار کی اطاعت اختیار کی تھی کہ اپنے علم کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ وہ زمانہ
قریب ہی کہ اولاد صاحبقران اسیر ہو کے یہان آئیگی اور ان کافرون کے ہاتھون اذیت اٹھائیگی یہ سنکے
ان چارون شاہزادون نے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ دربار ساریق مین کیا ہو رہا ہی حکیم
صاحب نے عرض کی کہ حضور کے دشمنون کے قتل کی خوشی مین جشن ہو رہا ہی لیکن ننگ دنیا موج
جو پہلوان زبردست ہی اور منصف مزاج ہی اسکو اس حرکت پر ساریق سے نہایت ملال ہوا ہی وہ قتل
گیا ہی فرمایا کہ وہ مرد بہادر معلوم ہوتا ہی اگر وقت مقابلہ زیر ہوگیا تو ضرور ایمان لائیگا خیر دیکھا جائیگا دن بھر
حکیم سودائی دانا انکی خدمت مین حاضر رہا جب شام ہوئی تو دربار ساریق مین جانے کا قصد کیا ہو
شاہزادہ سکندر نے کہا کہ ای حکیم سودائی دانا ہم یہان بند کب تک بیٹھے رہین حکیم نے عرض کی کہ
مین نے حضور کی رستگاری کا انتظام تو کیا ہی مگر ابھی وقت اسکا آیا نہین ہی یہ میری ہی رائے تھی کہ یہ یون
شاہزادیون کے باغ کی جانب سے بھیجا جائے مین نے سنا ہی کہ چارون شاہزادیان نہایت پریشان ہین انکو
یہ تو معلوم نہین کہ آپ میرے گھر مین رونق افروز ہین وہ سمجھتی ہونگی کہ دشمن جل گئے خدا نے چاہا تو ایسی تدبیر
کرونگا کہ خداوند آپکو خود ہی شاہزادیون کے باغ مین بھیج دیگا فرمایا کہ اگر تمھارے خلاف مصلحت نہو
تو ایک ایک مرکب اور اسلحہ ہمین منگا دو اور رات کے شبخون کا تماشا دیکھو حکیم سودائی دانا نے عرض
کی کہ چار مرکب تیار موجود ہین اور اسلحہ بھی موجود ہین یہ کہکے اپنے غلامون سے کہا کہ جو چیز یہ شاہزادے
طلب کرین وہ لا دینا حکیم تو سوار ہو کے جانب دربار ساریق بن لقا روانہ ہوے ادھر یہان چارون
شاہزادے اصطبل مین آئے مرکبون پر سوار ہوے اسلحہ جسم پر تار اسکے بعد جانب صحرا روانہ ہوئے
چونکہ مکان حکیم سودائی کا آبادی سے علیحدہ تھا صحرا پر بھی نوبت تھا کہ کوئی دیکھیگا اور پہچان لیگا
جب پہر رات آئی اس وقت ان چارون نے گھوڑے اٹھائے اور آکر لشکر ساریق پر گرے
قتل کرنا شروع کیا ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے نعرہ کیا ع زمانے مین رواج دین برحق کام
ہی میرا لقب صاحبقران ہی اور سکندر نام ہی میرا ادھر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نے نعرہ کیا
ع مین ہون جہان مین سالک رسیان و تیغزن + سلطان کجکلاہ شہنشاہ صف شکن + ادھر شاہزادہ
وحید الملک نے نعرہ کیا ع مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہین وحید الملک شاہ
قلعہ گیر ادھر مظفر بن غضنفر نے نعرہ کیا ع شیر میدان کا جو ہی شیر وہ ضیغم شکار ہون + مشہور مین
مظفر عالی وقار ہون یہ نعرہ کرکے وہ لشکر پر گرتے ہین اک تلاطم مچ گیا وہ سب حیران تھے کہ یہ تو جلا
دیے گئے تھے اب کہان سے آگئے لشکر مین غوغا ہوا ان چارون جوانون نے وہ تلوار برسائی
کہ خون کے دریا بہا دیے کئی کرور کی فوج کو ایک طرف سے پامال کرتے ہوے جو چلے تو دوسری
جانب نکلے چلے گئے اور راہ صحرا اختیار کی یہان کافرون مین رات بھر تلوار چلی صبح کو جو دیکھا تو ایک
لاکھ آدمی مارا گیا ہی کوئی بھائی کے واسطے روتا ہی کوئی بیٹے کے غم مین سر جھکائے تھا کوئی باپ
کے واسطے رو رہا تھا ساریق نے کہا کہ ارے یہ شور کیسا ہی تم لوگ کیون رو رہے ہو اہل لشکر نے

غل مچایا کہ یا خداوند یہ تو نے کیسی قدرت کی کہ جن لوگوں کو اپنی آتش غضب سے جلا دیا تھا وہ نعرے کر کرکے
گرے اور ایک لاکھ بندے تیرے ہلاک ہوئے سارلیق حیران ہوا اور حکیم سودائی دانا کی طرف دیکھا
اور بولا اے علیم قدرت جس ہمارے اسرار قدرت جانتے ہو سخنگان تو درود پڑھنے لگا تمام اہل دربار
حیران تھے کہ یہ تو جلا دیے گئے تھے پھر کہاں سے پیدا ہوگئے اُس وقت حکیم سودائی دانا نے کہا کہ یا خداوند
کچھ تیری قدرت کے کرشمے ہیں خوب سمجھتے ہیں سارلیق نے کہا کہ تم کچھ کیے جب ہونے کا وقت
نہیں ہے سبکو آگاہ کرو اُس وقت حکیم سودائی دانا نے کہا کہ جو لوگ مرتے ہیں انکا کریہ کرم ورود
قائم ہوتا ہے تو وہ نہیں آتے ہیں ورنہ آ سکتے ہیں خداوند نے اُنکو جلوا دیا اور پھر کوئی خبر نہ لی اسی
باعث سے وہ آئے اور سبکو پریشان کیا وہاں شاہزادیوں کو خبر ہوئی کہ جن لوگوں کو خداوند نے
جلوا دیا تھا وہ تو پھر زندہ ہوگئے اور انھوں نے اکیہ بندہ کردہ کی فوج کو تہ وبالا کر دیا ایک لاکھ
آدمی لشکر خداوند کے کچھ آپس میں لڑ کے مارے گئے اور بہتوں کو انھوں نے بھی قتل کیا اعداجا
سوار روانہ ہوگئے یہ سنکے یہ شاہزادیاں نہایت خوش ہوئیں اور کہا کہ اگر ایسا ہے تو بیشک خوشی کی
بات ہے مگر انکے چلنے کا حال سن کے نہایت رنج ہوا تھا وہاں حکیم سودائی دانا جو پلٹ کے پہونچے
تو دیکھا کہ چاروں شاہزادے خوش خرم بیٹھے ہوے باتیں کر رہے ہیں حکیم سودائی نے نہایت ہی درجہ
تعریف کی کہ سواے آپ لوگوں کے یہ جرأت دوسرے کی نہیں ہے کہ اس فوج دریا موج پر اس طرح شبخون دینگے
کیا کہنا فرمایا کہ ابھی تو پہلا دن تھا آج دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر جا کے شبخون مارا چار آدمی
چار طرف سے لشکر پر حملہ آور ہوے اور نعرے کر کرکے جو گرتے ہیں تو لشکر کو تہ وبالا کر دیا جو مشرق کی
طرف سے آیا تھا وہ مغرب کی طرف چلا جو مغرب کی جانب سے آیا تھا اُسنے مشرق کی راہ لی یہی حالت
جنوب و شمال کی بھی ہوئی بیچ میں ہو گیا سے چاروں بیجا ہوے اور بسبب ہجوم کے چاروں ملکہ تلوار بجاتے
ہوے ایک طرف سے نکلے چلے گئے یہ تو آدھی رات رہے سے مکان پر پہونچ گئے اور لباس رزم
اُتار کر محو خواب ہوے یہاں پر تمام رات آپس میں تلوار چلا کی صبح کو جو دیکھا تو پونے دو لاکھ آدمی کا
سر پڑا لوگوں نے لاشیں اُٹھائیں اور زیر بطول آکے صداے فریاد بلند کی سارلیق دل میں حیران تھا
کہ یہ کیا سحر ہے اور سخنگان کہتا تھا کہ سب وہی حالتیں ہیں جو بڑے خداوند کے زمانے میں پیش آئی
تھیں اسی طرح اُس وقت بھی بدیع الزمان اور قاسم نے شبخون مار مار کے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
سارلیق نے کہا کہ او شیطان تو خداوند کی مصلحتوں کو کیا سمجھ سکتا ہے سخنگان نے کہا کہ آپ مصلحتوں کو سمجھے
بیٹھا کیجیے اور یہی چار شخص تمام لشکر کو تباہ کر دینگے انکی فکر کیجیے ادھر ملکاؤں کو خبر ملی کہ آج پھر انھوں نے
شبخون مار کر لشکر سارلیق میں لہجا کو تباہ کر دیا آج کل سے زیادہ لوگ مارے گئے انھوں نے حکیم سودائی
دانا کو بلوا بھیجا جسوقت حکیم صاحب آئے انھوں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے حکیم سودائی دانا نے
عرض کی کہ یہ سب کرشمے ہیں خداوند کے انھوں نے کہا کہ کچھ تو ہم پر بھی ظاہر ہو کہ یہ اسرار کیا ہے کیا یہ مرتے نہیں
ہیں حکیم صاحب نے کہا کہ مر تو گئے ہیں مگر خداوند میں زندہ کر دینے کی قدرت بھی ہے اگر وہ چاہیں تو پھر وہ
صد سالہ کو زندہ کر دیں پس یہ سنکے انھوں نے کہا کہ دیکھیے آپ ہمارے اتالیق ہیں ہم سے اس راز کو نہ
چھپائیے سارلیق جیسا خداوند ہے ظاہر ہے وہ اپنے کو تو زندہ نہیں رکھ سکتا دوسروں کو کیا زندہ کریگا ہم سے
سچ سچ بیان کیجیے اور ہم بھی اپنے دل کا حال صاف صاف آپ سے بیان کر دینگے یہ سنکے حکیم سودائی دانا
مسکرایا کہ دیکھو اور وہ سب زندہ ہیں اور بہت جلد تم سے ملینگے یہ سنکے چاروں ملکاؤں کو گونہ اطمینان ہوا حکیم صا

نے بحر منفصل میں بیان کیا اور چلے آئے

لیکن اب چند کلمے داستان شاہ عیاران خواجہ خضران عالی شان سے کے بیان ہوتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ جو بہارستان مغرب سے گلستان باختر کی طرف چلے تھے تو نہایت پریشان تھے دو دو دن کی راہ ایک ایک دن میں طے کرتے چلے آتے تھے کہ جلد پہونچ کر شاہزادوں کی رہائی کرنے کی تدبیر کریں جس روز شہر سارلیقیہ میں پہنچے ہیں اس دن شہر میں عجیب رنگ تھا لوگ کپڑے پر تکلف پہنے ہوئے آپس میں بغلگیر ہو رہے تھے خضران نے صورت اپنی تبدیل کر کے دریافت کیا کہ آج یہاں کون سی عید ہے انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو کوئی شخص نووارد ہے اور مسافر ہے آج سے زیادہ کون سی عید ہوگی کہ خداوند سارلیق نے چار گنہگاروں کو زندہ در دوزخ کر دیا خضران نے پوچھا کہ وہ قیدی کہاں سے آئے تھے کہا کہ بہارستان مغرب سے آئے تھے اور اولاد صاحبقران سے تھے بس یہ سن کے نہایت پریشان ہوئے اور دل میں کہا اے خضران آج اگر سر دربار سارلیق کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا یہ سوچ کے چلے اس وقت پہونچے کہ لشکر پر شاہزادوں نے حملہ کر کے شبخون مارا تھا یہ کیفیت دیکھ کر خضران نے شکر خدا کیا اور اپنے ارادہ کو ملتوی کیا جس وقت یہ شبخون مار کے نکل گئے تو خضران نے دریافت حال کی غرض سے تعاقب کیا مگر فاصلہ بہت تھا پہنچے دوسرے شبخون میں معلوم ہوا کہ یہ فلاں طرف سے آتے ہیں آج انہوں نے بھی شبخون کی تیاری کی چنانچہ جس وقت شب ہوئی تو دیکھا کہ آج کفار نے خوب انتظام کیا ہے طلایہ پر کئی ہزار سوار معین ہیں ہر طرف گرداگرد بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہیں ادھر چاروں شاہزادے گھوڑوں پر سوار ہو کے چلے دیکھا انہوں نے کہ آج بہت سے لوگ طلایہ پھر رہے ہیں اور تمام لشکر ہوشیار ہے بسبب خوف کے لوگوں کی نیند اڑ گئی ہے مظفر نے کہا کہ کیا رائے ہے شاہزادہ وحید الملک نے فرمایا کہ زیر فیلول جو ایک باغ ہے جسکی دیوار دور تک چلی گئی ہے اسکی پشت پر سے آ کے حملہ کرنا چاہیے تاکہ یہ کفار آگاہ نہ ہونے پائیں یہ رائے کر کے یہ دونوں تو مرکب کو اڑا کر اس طرف روانہ ہوئے یہاں شہنشاہ صف شکن نے سکندر و رستم سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے سکندر نے کہا کہ میں تو ارادہ اپنا ظاہر کیے دیتا ہوں آپ اپنے فعل کے مختار ہیں جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا یہ فرما کے مرکب کو اشارہ کیا اور نعرہ کر کے انہیں طلایہ کے سواروں پر جا پڑے شہنشاہ صف شکن نے بھی تلوار کھینچی اور شریک جنگ ہوئے غل ہوا کہ وہ دشمن آ گئے ارے مارو لو انکو جانے نہ پائیں کفار نے ہجوم کیا یہ دونوں صف شکن ان دو چار ہزار کو کیا سمجھتے تھے لشکر پر جا ہی تو پڑے کسی خیمہ کو طنابیں کاٹ کے گرا دیا اور کسی میں آگ لگا دی طلایہ والے باہر ہی رہ گئے یہ لشکر میں دھنس گئے اور لڑنے لگے جو لوگ آرام سے بیٹھے تھے انہوں نے جلدی جلدی اسلحہ سنبھالا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شور کرتے ہوئے چلے کہ ارے مارو انکو جانے نہ پائیں یہ خیر دل بجلاب کرتے ہیں ابھی نشان نظر آئے ابھی وہاں لڑنے لگے اتنے عرصہ میں مظفر اور وحید الملک دوسری جانب پہونچ گئے تمام فوج اس طرف متوجہ تھی انہوں نے عقب سے حملہ کیا اور تلوار برسانا شروع کر دی دیکھو ادھر بھی ہلڑ ہو گیا کہ ارے یہ ظالم کہاں سے آ گئے کچھ فوج ادھر بھی متوجہ ہو گئی اتنے میں ایک سمت سے نعرہ ہوا کہ منم ملک الموت قدرت دیکھا کہ ایک شخص طویل القامت لوگوں کے سروں پر اچکتا ہوا خنجر چلاتا ہوا چلا آتا ہے جسکو خنجر مارا وہ تڑپنے لگا کہ آ

کی آواز سنتے تو سکندر و شہنشاہ وحید الملک و مظفر بھی حیران تھے کہ یہ ملک الموت کون صاحب
ہیں اور کہاں سے آگئے ملک الموت نے آواز دی کہ اے شاہزادو چاروں ایکجا ہو کے لڑو کیونکہ مجھے
تمھیں کرنے کیلیے چاروں طرف دوڑنا پڑتا ہے اس اشارہ کو ان لوگوں نے اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہے دشمن
نہیں ہے در حقیقت میں کہ اگر آج یکدل ہو کے نہ لڑینگے تو گرفتار ہو جائینگے فوج سے نکلنا بھی دشوار ہوگا
اب یہ سب لڑتے ہوئے ایک ہی طرف چلے آج لشکر میں ہر طرف رن مچتا ہے یہ دشمن تھیں رات کا
دن ہو گیا تھا چاروں طرف سے کشتوں پر کشتے تھے لیکن یہ شیر دل کشتوں کو کاٹتے ہوئے چلے جاتے
تھے آج اسقدر شور و غل ہوا کہ سارزیق کو خبر ہو گئی اپنے گنبد طلسم نما سے سر نکالا دیکھا کہ چاروں
ضیغم شکار کئی کروڑ میں گھرے ہوئے ہیں مگر جس طرف کا رخ کرتے ہیں فوج اس طرح متفرق ہوتی ہے
جیسے بادل چھٹتا ہے اور ایک شخص مسمی ملک الموت پکارتا ہوا لوگوں کے سروں پر اچکتا چلا جاتا ہے
سارزیق نہایت حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے دیکھا خواجہ خضران نے کہ اب تمام لشکر ہوشیار ہو گیا ہے انکا
اس انبوہ سے نکلنا غیر ممکن ہے بس آواز دی کہ ان لوگوں کو قتل نہ کرو کیونکہ انکی زندگی کا حکم نہیں
ہے اب آگے میں چلتا ہوں پیچھے تم آؤ یہ کہکر جست و خیز کرتے ہوئے چاروں جوانوں کے آگے ہو گئے
اور حملے آتشبازی مارنا شروع کیے جہاں ایک حصہ دروغ کے پھینک دیا وہاں چھپر ہو گئی ان
شاہزادوں نے گھوڑوں کو دبایا اسی طرح خضران ان سبکو لیے ہوئے پورے لشکر کو طے کر کے نکال
چلا گیا یہ چاروں شیر دل ملک الموت کے ممنون ہوئے اور سوچے کہ اسکو جانے نہ دینگے اپنے ساتھ لیجائینگے ہم ملک
لشکر سے نکلتے ہی غائب ہو گئے اب یہ اور حیران ہوئے کہ کیا واقع میں ملک الموت تھے پہلے ادھر ادھر
دیکھا آخر ایک طرف روانہ ہوئے خضران پہلے آگے ہو کے غائب ہو گئے تھے جب دیکھا کہ یہ لوگ
اپنے مکان کو جاتے ہیں تو پیچھے پیچھے انکے چلے یہ چاروں شاہزادے تو باغ حکیم سودائی میں داخل
ہو گئے اور خواجہ خضران وہاں سے پلٹ آئے کہ ابھی اپنے ملنا نہ چاہیے سارزیق نے پریشان
ہو کے حکیم سودائی دانا کو بلوا بھیجا اور کہا کہ تو نے کہا تھا کہ یہ روحیں جبتک اپنی نذر نہ دینگی آرام
سے نہ بیٹھینگی واقع میں کا ممنون نے آکے ہزاروں کو کھایا حکیم سودائی نے کہا کہ بس علاج انکا
یہی ہے انکو بلا کر دریافت کیجیے کہ تم کیا چاہتے ہو جو وہ کہیں اسے انکو دیجیے ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ اب
وہ دنیا میں تو ہیں نہیں کہ آپ کے حکم میں آجائیں انکے خداوند ہیں مردوں کے خداوند وہ ہیں
جو دنیا سے چلے گئے ہیں روحیں انکی ہاتھ میں سارزیق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن میرے بلانے
سے روحیں کا ہیکو آئینگی حکیم سودائی دانا نے کہا کہ مجھے ایک عمل ایسا معلوم ہے کہ جس وقت
حکم ہو سب تک روحیں حاضر ہوں اور اپنے جسم میں نظر آئیں سارزیق نے کہا کہ پھر انکے بلانے کی
کوشش کرو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ کل ایک صحبت منعقد کی ہو کہ وہاں سوا آپکے یا جس جس کو میں
کہوں اور کوئی بھی نہ ہو اور بہت حسین عورتیں وہاں بلائی جائیں اور گانا بجانا ہو کیونکہ روحیں جوانوں کی نہایت
رغبت سے چلی آئینگی اگرچہ اب وہ کسی کام کی روحیں نہیں مگر حسینوں کا دیکھنا ابھی پسند کرتے ہیں اور
خداوند سندامیان بھی اس صحبت کا تماشا دیکھنے ضرور آئینگے تاکہ روحیں انکو پہچان لیں اور معلوم کیے میں انکو آزار
پہونچائیں یہ سنکے سنگگان نے کہا کہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے اپنے اچھی یہی خداوند کو بڑھاتی ہے
بہت جلد صحبت ہو جائیگی حکیم صاحب نے فرمایا کہ سگ زادہ ہے سمجھا نہیں عقل کہاں کہ اللہ پاک
کو بیچے اب پچھ و زن تماشا خدا دیکھی خداوندی کا دیکھ پھر جو چاہنا کہنا سارزیق نے کہا کہ

دادا کی عقل نے بڑے خداوند کو تباہ و برباد کیا در در کی ٹھوکریں کھلوائیں آخر سوا بہشت میں چلے جانے کے
انکو کچھ بن نہ پڑی اب حکیم سودائی دانا تم اس صحبت کا انتظام کرو اور روحوں کو بلاؤ حکیم صاحب نے
کہا کہ حضور انتظام ہی کیا ہے میں جا کے اُن لوگوں کو بلائے لاتا ہوں جنکے عمل نے روحوں کو تسخیر کیا ہے
ادھر انھوں نے گانا شروع کیا ادھر روحیں آکے موجود ہو گئیں یہ کہکے حکیم سودائی دربار ساریق سے
اُٹھ کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے یہاں ساریق نے تخلیہ گاہ کو آراستہ کرایا خوشبویات سے
ہر چیز کو بسایا بخور روشن کیا گیا اور حکیم سودائی دانا جو مکان میں اپنے آئے تو دیکھا کہ شاہزادے بھی
شبخون کی تیاری کر رہے ہیں حکیم سودائی دانا نے دست بستہ ہو کے عرض کی کہ حضور بالفعل
اس سامان کو موقوف کیجیے اور دو باتیں میری سن لیجیے فرمایا بیان کرو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ چلیے
آج آپکو خلاصہ ساریق پاس لے چلیں فرمایا کہ ہمیں جانے میں کوئی عذر نہیں ہے گو ہم چار آدمی ہیں اور
اُسکے دربار میں چار ہزار صرف پہلوانان نامی و گرامی بیٹھتے ہیں لیکن اگر خدا ہمارا شریک ہے تو کوئی کچھ نہیں
کر سکتا ہے حکیم سودائی نے عرض کی کہ میں حضور کا دشمن نہیں ہوں ایسے مقام پر اگر خود کہیں جائیے گا تو منع کرونگا
جہاں خوف نقصان جان و آبرو ہو پہلے سن تو لیجیے کہ فدوی کو کس طرح چلنا ہوگا اور کیا باتیں کرنا ہونگی
فرمایا بیان کرو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ ساریق متعجب تھا کہ انکو تو میں نے جلوا دیا تھا پھر یہ کہ
کہاں سے آگئے مگر چونکہ ساریق بالکل گدھا ہے عقل سے اُسکو بہرہ نہیں وہ ایسا ہی خداوند ہے جیسے کہ گنگا
اُسکو چند آدمیوں نے اپنے نفع کی غرض سے اُسکو خداوند بنا دیا ہے اور آسمان پر چڑھا رکھا ہے میں چونکہ
مسلمان تھا مجھے کیا لوڑ پڑی میں نے اپنے کو تسخیر میں ڈال دیا لہذا میں نے یہ بات اُسکو
سمجھائی ہے کہ جبتک انکی روحوں کو بلا کے رضامند نہ کیجیے گا اس وقت تک یہ روحیں پیچھا نہ چھوڑینگی
اور دراصل یہ وہ نہیں ہیں وہ جل ہی گئے یہ روحیں اُنکی ہیں چونکہ اُنکا ٹھکانا نہیں ہوا ہے اس سے
یہ روحیں آپکو پریشان کرتی ہیں لہذا آپ سب صاحب میرے جانے کے کچھ دیر بعد فلاں مقام پر
تشریف لائیے گا میرا کوئی خادم چپکے سے آپکو جگہ بتا کے چلا آئیگا آپ بے تکلف آکے بیٹھ جائیے گا
اور جس بات کو ساریق کہے آپ اُسے منظور کر لیجیے گا اور جو شرط پیش کرنا ہو اُسے بیان کر دیجیے گا میں نے
شاہزادیوں کو بھی اس صحبت میں بلوایا ہے ایک بات ضرور کہیے گا کہ ہم باغ چارہشت میں رہنا چاہتے ہیں
یہ سنکے چاروں شاہزادے بہت ہنسے اور کہا کہ تم جاؤ ہم آئینگے مظفر نے کہا کہ آپ لوگ خاموش بیٹھے
رہیے گا میں اُس پہلوان سے باتیں کرونگا حکیم سودائی دانا نے اپنے زنگیوں کو بلا کے اُنسے کہا کہ آج
جلسہ ساریق کے سامنے اپنی زبان میں کچھ اسطرح گاؤ کہ ساریق کے سمجھ میں نہ آئے اور خوب سر ہلاؤ
یہ سمجھا بجھا کے زنگیوں کو اپنے ساتھ لیا اور دربار ساریق میں آئے ساریق نے شاہزادیوں پاس
بھی کہلا بھیجا تھا کہ آج فلاں مقام پر ہمنے اک تخلیہ کی صحبت منعقد کی ہے وہاں ہم اپنے گنہگاروں کی
روحوں کو بلاینگے اگر تماشہ دیکھنا ہو تو تم بھی آؤ بلکہ ضرور آؤ تاکہ روحیں ہمکو پہچان لیں اور بندوں کے
دعوے میں ہمکو آزار نہ ہو پہنچا تھیں یہ خبر جو آئی چاروں شاہزادیوں کو بھی نہایت خوش ہوئیں اور چاروں
سوار ہو کے روانہ ہوئیں یہاں ساریق دربار کو برخاست کرکے اُسی تخلیہ گاہ میں آیا حکیم سودائی
دانا نے زنگیوں کو بلا کے سمجھایا اور ساریق سے کہا کہ سیر روحانیات کا عمل میں نے انہیں زنگیوں
سے کرایا ہے زنگیوں نے جو باجے ساتھ لے لیے تھے وہ بھی کچھ عجیب و غریب وضع کے تھے ادھر
سواریاں شاہزادیوں کی آئیں چاروں آکر ساریق کے پہلووں میں بیٹھ گئیں اور بھی چند لوگ اس

صحبت مین تھے جو حکیم صاحب کے ہم مذاق تھے یعنے در اصل مسلمان اور اہل اسلام کے ہمدرد تھے اب ساریق نے
کہا کہ ہان اب عمل اپنا شروع کر دو حکیم سودائی دانا نے کہا زنگیو بچے کہا کہ ساز چھیڑ کر روحون کو بلاؤ بس زنگیون نے بھی
ملکر ساز بجا بجا کے گانا شروع کیا [illegible] روحین پیاری روحین آئین آئین پیاری روحین یہ اسی طرح جھوم
جھوم کے گانا اور سر ہلانا شروع کیا کہ ساریق حیرت سے دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرشمہ ہے اتنے مین سلام علیک
کی آواز پیدا ہوئی اور دیکھا کہ چارون شخص چلے آتے ہین اور آ کے بیٹھ گئے دیکھا تو چارون نازنینین بھی بیٹھی
ہین ادھر ان ملکاؤن نے دیکھا آج تو یہ سب نہائے دھوئے لباس نفیس پہنے تھے آگے روز حالت نیند مین
آلودہ گرد و غبار تھے چارون شاہزادیان بھی خود ہو گئین اور کنکھیون سے تکنے لگین منظفر نے کہا کہ مین
کیسے بلایا ہے ساریق نے کہا کہ مین نے تم کو بلوایا ہے منظفر نے ڈانٹ کے کہا کہ کیون بلوایا ساریق ڈر گیا
کہا اس واسطے بلایا ہے کہ تم سے کچھ حالات وہان کے دریافت کرین منظفر نے کہا کہ وہان کے حالات
کا اگر اشتیاق ہو تو ہمارے ساتھ تم بھی چلے چلو اپنی آنکھ سے دیکھ لو تم کو کیا معلوم کہ جو ہم بیان کرین
وہ صحیح ہے یا غلط ہو ساریق نے کہا کہ ابھی خداوندی کو دنیا ہی کے انتظام سے فرصت نہین ہے وہان کس طرح
جاءین اور دل مین ڈرا کہ ایسا نہو یہ مجھے بھی مار ڈالین ساریق نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ وہان کس حال مین
ہو جواب دیا کہ نہ تو کھانے کو ملتا ہے نہ پینے کو ساریق نے کہا کہ مین منگوا دون منظفر نے کہا کیا منگا دیجیے
ساریق نے کہا کہ کھانا اور پانی منظفر نے کہا کہ اب خوراک ہماری بدل گئی ہے اب ہم جگر کا گوشت کھاتے
ہین اور خون جائے آب پیتے ہین ساریق دل مین تھرا گیا کہا کہ تمنے میرے لشکر کو کیون مسمار کر رکھا
ہے جواب دیا کہ او بے مروت خداوند بن کے بیٹھا ہے اور نہ تو ہماری فاتحہ دلاتا ہے نہ ہمارے نام پر لنگر
جاری کرتا ہے ہم تجھسے ناخوش ہین اسی سے تیرے لشکر کو تباہ کر دیا اور ابھی اور تباہ کرینگے بلکہ جس دن
یہ زمین سوار ہوئی اسی دن تجھے بھی پکڑے ہوئے لیے چلے جاءینگے ساریق نے کہا کہ تم نے
بھری باتین کین یہ بتاؤ کہ تم کس بات پر راضی ہو گے وہ سامان کر دیا جائے ہنوز سخن کا سلسلہ
قطع نہین ہوا تھا کہ دیکھا ایک شخص عجیب الخلقت مہیب صورت سامنے سے نمودار ہوا اور آتے نعرہ
کیا کہ ہم ملک الموت ساریق نے جو صورت ملک الموت کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا پاجامہ
خراب ہو گیا ملک الموت کے آنے سے خود حکیم صاحب اور شاہزادے بھی متعجب تھے کہ یہ کون
حضرت ہین لیکن ملک الموت بے تکلف آ کے بیٹھ گئے ساریق نے کہا کہ تم کسکے تابع فرمان ہو اور
کیا کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ ہمارا کام سوا قبض روح کے اور کیا ہے ہم کسیکے تابع نہین ہین اور سب کے
تابع ہین جو ہمکو خوش رکھے ہم اسیکے تابع ہین ساریق نے کہا کہ تم کس چیز سے خوش رہتے ہو جواب
دیا کہ دنیا مین دولت سے بڑھکے بھی خوش رکھنے والی کوئی چیز ہوتی ہے بقول شاعر اے زر تو خدا نۂ ولیکن
بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی پس ساریق نے اسیوقت حکم دیا کہ لاؤ کشتیان زر و جواہر
کی ملک الموت کے واسطے سخنگان بھی اس صحبت مین شریک تھا اور جل رہا تھا اور ویسکا نام سنتے ہی
یہ سمجھ گیا کہ ملک الموت تو خواجہ سلامت مین کہا سبحان اللہ آپ بیشک ملک الموت ہین مگر دل
تجھے معاف رکھیگا اسلیے کہ مین تو آپ کے ماننے والون مین ہون یہ بزرگ آپ کے بزرگون کو مانتے
ہین مین آپ کو مانتا ہون اور آپ سے زیادہ مانتا ہون خواجہ نے آنکھ دکھائی اور فرمایا کہ آیا تو تھا تیرے ہی
قبض روح کو مگر تیرے [illegible] سے چھوڑے دیتا ہون لیکن اس احسان کا معاوضہ ہونا چاہیے
سخنگان نے عرض کی کہ بسر و چشم مین حاضر ہون اب ملک الموت مخاطب ہوئے ساریق بن

لقا کی طرف اور فرمایا کہ ای خداوند شرک آپ کیا کہتے ہیں ساریق نے کہا کہ ہمیں کچھ حال بڑے خداوند
لقا کا بھی معلوم ہے ملک الموت نے کہا کہ جی ہاں سب خداوندوں کا حال خوب معلوم ہے کوئی خداوند
تو مر کر گدھے کی شکل بن گئے ہیں کوئی خوک بنے ہیں کوئی بوم کی صورت اڑتے پھرتے ہیں جس درخت پر
بیٹھ گئے وہ خشک ہو گیا جس مکان پر قیام فرمایا وہ چار روز میں خراب ہو گیا ساریق نے کہا کہ یہ کیا ملک الموت
نے کہا کہ مرنے کے بعد یہی ہوتا ہے زندگی میں جس جانور سے جسکو زیادہ کراہت و نفرت ہوتی ہے مرے پر وہ اسی کی
شکل بنجاتا ہے خداوند مقرالت سخنگو کرنے سے بہت ڈرتے تھے مرے پر مگر بنے ہوئے دیواروں پر
دوڑتے پھرتے ہیں اور خداوند دوم ہمیشہ چھپکلی بنی ہوئی پھرا کرتی ہیں ساریق نے پوچھا کہ بڑے
خداوند لقا نے بے لقا کس حال میں ہیں جواب دیا کہ وہ بہت اچھے ہیں جو لوگ انکے ساتھ دنیا سے گئے
تھے وہی اب بھی ساتھ ہیں لیکن خداوند معروف بہت ہیں روپیہ پاس نہیں وہاں لاکھا روپیہ کے قرضدار
ہو گئے ہیں مجکو تمہارے پاس بھیجا ہے کہا ہوں کہ جو روپیہ ملک الموت کے ہاتھ بھیج دو اور یہ بھی کہہ دیا
ہے کہ اگر ساریق دینے میں تامل کرے تو اسے بھی میں کھینچ لانا یہ سنکے ساریق گھبرایا کہا کہ مجکو
لیجانے کا قصد نکرنا بڑے خداوند تو کچھ عقل کے گول معلوم ہوتے ہیں بھلا وہاں جاکے میں کیا کرونگا
روپیہ جسقدر کہو میں منگائے دیتا ہوں اور علاوہ اس روپیہ کے تمہاری دعوت بھی میں اچھی طرح کرونگا
چاہے دعوت کا روپیہ نقد لے لو ملک الموت نے کہا کہ ہاں مجھے نقد ہی دلوا دیجئے اگر میں خود سامان کرونگا
تو ادنی بہت سے فرشتے میرے ساتھ شریک ہونگے ساریق نے اسی وقت پرچہ باون کروڑ کا لکھکر
ملک الموت کے حوالے کر دیا اور کہا کہ خزانہ سے لینا اور ملک الموت کی دعوت کا بھی تین کروڑ
روپیہ عنایت کیا انکی صورت دیکھکر شاہزادیوں کے چہرے متغیر ہوئے جاتے تھے حکیم سودائی دانا بھی
پریشان تھے کہ یہ کون حضرت ہیں اور کہاں سے آئے ہیں جب روپیہ کی سند دے چکے تو حکیم سودائی دانا
سمجھ گئے کہ یہ کوئی طماع شخص ہے کہا کہ اے ملک الموت بولے خدا اب جاؤ خداوند زادیاں تمہاری
صورت دیکھ دیکھکر پریشان ہوئی جاتی ہیں یہ پردہ نشین ہیں ایسی ان باتوں کو کیا جانیں ملک الموت
نے کہا کہ جو بھی کچھ دن کیتے ہو لکے ہاہا کہ خود بڑے خداوند کے لیجا مینگے انہوں نے جلدی جلدی اپنا
آلہ آثار کے سامنے ملک الموت پھینکنا شروع کر دیا انہوں نے اٹھا اٹھا کر سب جیب میں رکھ لیا
ساریق حیران ہے کہ جو چیز جیب میں گئی وہ غائب ہو گئی چار شاہزادیوں کا سارا زیور اٹھا کے جیب میں
رکھ لیا اور جیب سوخت بھی بلند نہوئی آپ شاہزادیوں کی تعریف بھی کرتے جاتے ہیں اور زیور بھی
اٹھا اٹھا کے رکھتے جاتے ہیں جب زیور لے چکے تو سخنگان کی طرف مخاطب ہوئے کہ تو کیا کہتا ہے اسنے
جلدی سے عمدہ وزارت کی طرف اشارہ کیا آپ نے قریب آکر عمدہ وزارت بھی اٹھا کے قبضہ میں کیا اور
ساریق سے کہا اگر خبردار نے ادنی روپیہ کے دینے میں تامل کیا تو سارا خزانہ لوٹ لونگا میرے
ماتحت کئی کروڑ فرشتے ہیں سارا خزانہ ایکدم لٹ جائیگا ساریق نے کہا کہ پرچہ لاؤ میں حکم تاکیدی لکھ دوں
ملک الموت نے کہا کہ بھیجے نہ میں ایسا ہوشیار ہوتا نہ آپ سے روپیہ لیتا اسنے خالی ہی لفافہ دیا جو
یہ لکھکر دیا ساریق نے پرچہ پر تحریر کر دیا کہ اے خزانہ دار خبردار ملک الموت کو روپیہ دینے
میں کوئی عذر حیلہ نکرنا ورنہ قہر عذاب خداوندی نازل ہوگا یہ لکھ کے مہر پرچہ دے دیا
ملک الموت نے ایک دھول مار کر زمینہ کو بھی سخنگان کا لیا اور نظروں سے غائب ہو گئے شاہزادی
جیسے سہمی بیٹھی تھیں کبھی انہوں نے ایسی مہیب صورت کا ہے کو دیکھی تھی جب یہ نگاہوں سے غائب

ہوئے تو جان میں جان آئی کہا یا خداوند کیا ملک الموت کو آپ نے پیدا نہیں کیا ہے جو حکم آپ کا
نہیں مانتے ہیں سماریق نے کہا کہ اگر حکم نہ مانتے ہوتے تو پہلے کیوں جاتے کہیں پتا کے خالی ابھی واپس
جاتے ہیں جن بندوں کو ہمنے موت دی ہے وہ ہمسے بھی ناز کرتے ہیں ملک الموت یہاں سے جو
روانہ ہوئے تو سیدھے خزانہ کی طرف چل کھڑے ہوئے یہاں سماریق دل ہی دل میں پریشان تھا
کہ یہ کیا آفت ہے میں ان روحوں سے پریشان تھا ملک الموت کہاں سے آگئے سکندر دل میں
کہتے تھے کہ یہ کمبخت میری معشوقہ کا تمام زیور لیگیا اب اگر کہیں ملا تو اسکو دونی قیمت دیکر لے لونگا کہ مالکہ کو
سچ ہے عورتیں زیور کو بہت دوست رکھتی ہیں اور شہنشاہ صف شکن کو اپنی معشوقہ کا خیال تھا اسی طرح
وحید الملک اور مظفر کو اپنی معشوقہ کا دھیان تھا یہ شاہزادیاں سوگ نشینوں کی طرح اجڑی پجڑی
بیٹھی ہیں اب سماریق بن لقا ان شاہزادوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اے روحوں تم کیا
چاہتی ہو اگر تمکو زندہ رہنا منظور ہو تو میں بروز نوروز زندہ کر دوں اور اگر یہی عالم پسند ہو تو جس سامان کی
ضرورت ہو وہ تمہارے واسطے فراہم کر دیا جائے مظفر نے کہا کہ اے خداوند نا قدر شناس تو نہیں
جانتا کہ جیسی روح ذلیل فرشتے ہم اسی قابل تھے کہ تمام دنیا میں تباہ پھرا کریں اور پریشان ہوں ہمیشہ
سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ اچھی روحیں بہشت میں داخل کی جاتی ہیں اور حوریں انکی خدمتگذاری کو حاضر رہتی ہیں
بُری روحیں دوزخ میں ڈال دی جاتی ہیں ہمارے واسطے تونے کوئی سامان نہ کیا سماریق نے کہا
کہ ان روحوں کو میرے باغ بہشتوں کی سیر کراؤ یہ جس بہشت میں رہنا پسند کریں انکو اس بہشت میں داخل
کر دیں گے مظفر نے کہا کہ ہم باغ چار بہشت کی بہار نہایت پسند ہے تو ہم میں رہینگے اور یہ چار روحیں
نازنینیں جو ہمارے پاس بیٹھی ہیں یہ ہمیں اچھی معلوم ہوتی ہیں انکو دیکھا کئے سماریق نے حکیم
سوداوی دانا کی طرف دیکھا حکیم سوداوی نے کہا کہ کیا قباحت ہے آپ جانتے ہیں کہ روحیں لوگ
کسی کام کی تو ہوتی نہیں ہیں صرف دیکھنے کی گنہگار ہوتی ہیں اور ایسی مالک ہونے سے یقین ہے کہ شاہزادیاں
خوف بھی نہ کرینگی چاہے پوچھ کے دیکھ لیجیے سماریق نے اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھکر پوچھا کہ تمہیں
روحوں سے خوف تو نہیں معلوم ہوتا ہے انھوں نے بیان کیا کہ نہیں ہمکو ان روحوں سے کچھ نہیں معلوم
ہوتا سنجگان دل میں کہتا ہے کہ سبحان اللہ اچھا حکیم نے آکر بنایا ہے اب بنا قائم ہو گئی حکیم صاحب
نے کہا کہ پھر عورت بھی ان روحوں کی ضرور ہے سماریق نے کہا شہنشاہ زرد جواہر کی منگا کر سامنے
رکھدیں اور کہا کہ اے روحوں یہ تو بتاؤ کہ اگر لشکر اسلام اس طرف آ جائے تو اُس سے مقابلہ کرو گی یا نہیں
مظفر نے کہا کہ ضرور رہینگے ہمارا کام ہی لڑنا ہے جبتک زندہ رہے لڑا کئے اب تو خالی جی گھبرایا کرتا
سماریق نے کہا کہ لے جاؤ ان روحوں کو اور باغ چار بہشت میں پہونچا دو حکیم سوداوی دانا
نے ایک جاننے والے سے کہا کہ جاؤ اور ان پاک روحوں کو داخل بہشت کرو اور ان چاروں شاہزادوں
سے اشارہ کیا کہ اب آپ تشریف لیجائیں آگے آگے وہ شخص رہبر ہوا اور پیچھے پیچھے یہ چاروں شاہزادے
چلے جس وقت باغ چار بہشت میں پہونچے تو متفرق ہو گئے شاہزادہ سکندر رستم خو بہشت کے اُس قصر
کی طرف متوجہ ہوئے جو خاص سپہر آرا کے رہنے کا تھا اور شہنشاہ صف شکن مہر آرا کے قصر میں گئے
اور وحید الملک انجم آرا کے قصر میں داخل ہوئے مظفر بن غضنفر قصر ملکہ اختر آرا کے اندر پہونچے
کہ قصر یاقوت زرد کا ہے تمام آرائش بیان کی بہشت آلات وغیرہ سب زرد ہیں فرش بھی زرد ہے مسہری بھی سونے کی
کنیزیں چودہ چودہ برس سن کی حاضر ہیں مظفر تو بے تکلف اپنے گھر کی طرح مسہری پر جا کے لیٹ رہے

وحید الملک قصر زر و نگار مین جا کر مسند پر جلوہ افروز ہوے شہنشاہ صف شکن قصر زبرجد نگار مین رہنے لگے
اور انکو انتظار ہی کہ کسیطرح ملکہ تشریف لاتی ہین اور شاہزادہ سکندر رستم خو قصر یاقوت نگار مین مصروف
انتظام ہین کوڑا ہاتھ مین ہی اور جو کنیزین کھڑی ہین انسے کام لے رہے ہین ادھر کا گلدستہ اٹھوا کے ادھر
رکھوا دیا کہ یہ اس مقام پر بدزیب معلوم ہوتا ہی اسے فلان مقام پر ہونا چاہیے کنیزین حیران ہین کہ یہ مرد دانا
آج کہان سے آگیا ایک ایک مین سرگوشی ہو رہی ہی کوئی کہتی ہی کہ یہ خداوند کے داماد معلوم ہوتے ہین
جو اس حکومت سے کام لے رہے ہین کسی نے کہا کہ یہ تو وہی معلوم ہوتا ہی جو اس دن اژدہا پر زنجیرون مین
بندھا ہوا ادھر سے گیا تھا اور جسنے ایسا اژدہا جسکو مارا تھا کہ اژدہا دو نفس گیا تھا مارے ڈر کے سب کی سب
دوڑ دوڑ کے کام کر رہی ہین وہان شاہزادیون نے ساریق سے پوچھا کہ کیا ہم باغ مین جائین ساریق
کہا کہ جاؤ اور کوئی بات ایسی نکرنا جو اُن رسومون کے خلاف ہو اگر یہ دیکھین بگڑ بیٹھینگی تو مجھے آپکے سنانی پڑیگی
شاہزادیون نے کہا کہ ہم آپکے حکم کے تابع ہین جو حکم ہوگا اُسے بسر چشم بجا لائینگے ستمکشان دل مین
کہتا ہی کہ کیا خوش اقبال یہ لوگ ہین کس ذلت و خواری مین گرفتار تھے اب کیا سامان مہیا ہو گیا کہ نازنین
پہلو مین بہشت رہنے کو واہ وا واہ یہ خاندانی با اقبال ہین قاسم و بدیع الزمان کا جو حالت لقا
کے بیان کی تھی وہ حالت اُنہون نے بیان کی ہی اور یہ چھوکریان بھی کتنی ہشیار ہین کہ خود ساریق سے
کہلا لیا کہ عدول حکمی نکرنا جو یہ لوگ کہین اسے منظور کرنا اب اگر کسی وقت کچھ ہر بھی ہوا تو یہ جرم
سے بری ہین کوئی الزام ہی نہین رکھ سکتا ساریق تو اُٹھ کے وہان سے تسطول پر چلا آیا حکیم صاحب
رخصت ہو کے اپنے مکان مین گئے اور چارون شاہزادیان یہان سے سوار ہو کر باغ مین پہونچین
اور سواریون سے اُتر کر داخل باغ ہوئین دل مین خوش ہین سپہر آرا نے مہر آرا سے کہا کہ
بہن مین نے تو خدا نادیدہ سے دعا کی تھی کہ اگر تو برحق ہی تو اپنے ان بندون کو اس ظلم و ستم سے بچا لے
تو مین تجھپر ایمان لاؤنگی مہر آرا نے کہا کہ کیا کہون باپ کو ایسا کہنا نہ چاہیے مگر یہ خداوند کیونکر ہو گیا جبتک
سلطنت کرتے رہے اور ساحر وغیرہ اسکے مطیع رہے تھے اُس وقت تک یہ بادشاہ کہلاتا تھا چند روز سے
نے بہکا دیا کہ آپ خداوند ہین یہ خداوند بن بیٹھے اصل یہ ہی کہ خدا کوئی اور ہی ہی جسکو مار ڈالنے اور پیدا
کرنیکا اختیار ہی یہ کیسا خداوند ہی جس سے کوئی ناراض ہوتا ہی اُسکو حکم قتل دیتا ہی اور روحین اسکو آ آ کے
ستاتی ہین تو اُنکا کچھ کر نہین سکتا انجم آرا نے کہا کہ بہن روحین کسی آجتک یہ کبھی نہین سنا تھا کہ روحین آ آ
کے ستاتی ہین یہ زندہ ہین انکو روحین نہ سمجھو یہ کرشمے حکیم صاحب کے ہین وہ طبیعت ہم لوگون کی بچاتے
ہین انہون نے کسی صورت سے انکو بچا لیا اور اس بہانے کے چور سے باغ مین پہونچا دیا مظفر کی
معشوقہ اختر آرا نہایت ہوشیار اور تیز ہی یہ چپکے چپکے مسکرا رہی اور سبکی باتین سنتی رہی چونکہ یہ سب سے
چھوٹی ہی سپہر آرا نے کہا کہ تو کیا ہنستی ہی اختر آرا نے کہا کہ ہو بڑی مگر عقل مین چھوٹی ہو ویسے ہی
جاہلون کو پسند بھی کیا ہی ہم مدت سے جانتے ہین کہ خلاق عالم اور ہی ہی غرضکہ ان چارون نے آکر وسط
باغ مین جو چبوترہ ہی اُسپر قیام کیا سپہر آرا نے کہا کہ چلو اپنے اپنے قصر کی طرف دیکھو تو وہ چارون
علحدہ مین یا ایک ہی مقام پر ہین یہ کہکر وہ اپنے قصر یاقوت نگار کی طرف بڑھی مہر آرا اپنے قصر کی طرف
چلی انجم آرا نے اختر آرا کی طرف دیکھا تو یہ مسکرا رہی ہی کہا کہ ارے تو کیا ہنستی ہی کہا جانے دو انکو اپنی دعوت
یہ خود کھوتی ہین ہم تو اس وقت تک نہ جائینگے جبتک ہمارا دانشمند خود آکے ہمکو نہ لیجائیگا انجم آرا نے دل مین
کہا کہ بات دانائی کی کہتی ہی کہا میرا بھی ارادہ نہین کہ مین اپنے قصر مین جا رہون اگر وہ مرد دانا ہوا تو ڈھونڈ

کر لیا کہ ہم ایسے ہیں کہ ایسی نازنین ہمارے پاس خود آئی یہ دونوں جو کھڑی رہیں تو پلٹ کے سپہر آرا اور مہر آرا
نے دیکھا دل میں کہا کہ انہیں کچھ بھید ضرور ہے یہ بڑی ہوشیار ہیں یہی پلٹ آئیں اور آ کے چبوترہ پر بیٹھ
گئیں اختر آرا نے شوخی سے پوچھا کہ کیوں کیا گئیں اور کیا فوراً پلٹ آئیں سپہر آرا نے کہا کہ وہاں
تو اک مرد وانس بیٹھا ہے مجھے اسکے سامنے جاتے حیا آئی اس سے پلٹ آئی مہر آرا نے کہا کہ تم سب تو یہیں
رہو میں اکیلی جا کے کیا کرونگی کنیزوں کی نظر جو انہی اپنی شاہزادیوں پر پڑی وہاں سے دوڑیں اور ایک
ایک نے عرض کی کہ ملکہ آپکے قصر میں اک مرد آیا ہے اور اس طرح حکومت کر رہا ہے جیسے کوئی اپنے
گھر میں حکومت کرتا ہو یہ سن کے چاروں نہیں سب کی کنیزوں نے یہی بیان کیا وہاں شاہزادوں نے
جو دیکھا کہ کنیزیں بھاگی چلی جاتی ہیں یہ بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھ کے ادھر متوجہ ہوئے کہ کہاں جاتی
ہیں دیکھا تو چاروں شاہزادیاں چبوترہ پر کھڑی ہیں گرد کنیزوں کا ہجوم ہے یہ بھی اسی طرف چلے کہ اپنی اپنی
معشوقہ کے دولت دیدار ہوں جس وقت قریب پہونچے تو مظفر نے یہ مصرع پڑھا ؏ طاقت مہمان نداشت
خانہ بمہمان گذاشت ۔ اختر آرا نے کہا کہ صاحب تم خداوند کے ہو ہم سے کیا مطلب خداوند ہی نے تمکو یہاں
بھیجا ہے مظفر نے کہا کہ تمکو ہماری خدمت کے لیے معین کیا ہے جلد قصر کا سامان درست کرو یہ کہکر ہاتھ
اختر آرا کا پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اختر آرا کو سوا ساتھ چلنے کے کچھ نہ بن پڑا ادھر وحید الملک نے
انجم آرا کا ہاتھ پکڑا اسیطرح ہر شاہزادے نے اپنی اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئے

لیکن اب دو کلمے داستان خواجہ خضران سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ رقعہ ساریق لیکر روانہ ہوئے تو سیدھے حاکم خزانہ کے پاس پہونچے نوشتہ پیش کیا مالک خزانہ نے
نوشتہ پڑھا اور اسکی صورت دیکھی کہ اسقدر روپیہ خداوند نے آجتک کسیکو نہیں دلوایا تھا اگر ایسی ہی فیاضی
رہیگی تو چند دن میں خزانہ خالی ہو جائیگا مگر حکم قطعی تھا مجبور ہو کے روپیہ دیا اب یہ حیران تھا کہ یہ اکیلا
شخص اتنا روپیہ کس طرح لیجائیگا آپنے توڑے اٹھا اٹھا کے جو زنبیل میں ڈالنا شروع کیے کل روپیہ
زنبیل کر لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے مالک خزانہ نے ساریق کو عرضی لکھی کہ اس طرح کا ایک
شخص آیا اتنا روپیہ آپکی تحریر کے موافق لیگیا ساریق نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تو رموز قدرت کو
نہیں جانتا ہے خواجہ روپیہ لیکر باغ چہار بہشت میں تشریف لائے یہاں وہ وقت تھا کہ چاروں شاہزادے
اور شاہزادیاں ایکہی مقام پر بیٹھے تھے اپنی صورت آپنے اک سوداگر کی بنائی اور کہلا بھیجا کہ میرے پاس
کچھ زیور لایق شاہوں اور شہزادوں کے ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہوں میں مرد نہیں ہوں بلکہ مخنث ہوں مجھے پردہ
بیکار ہے یہ سنکے ان شاہزادوں نے بلا لیا آپ مرد مخنث بنے ہوئے سامنے پہونچے سلام کیا اور زیور
پیش کیا ان شاہزادیوں نے اپنا اپنا زیور چھانٹا پوچھا کہ تمنے یہ زیور کس سے مول لیا سوداگر نے کہا
کہ میں نے بنوایا ہے اسی وقت مظفر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا ملک الموت
بنے ہو یہ کام سوا آپکے دوسرے کا نہیں ہے سوداگر نے کہا کہ خواجہ میرا نام آپکو کیسے ظاہر ہوا
میرا نام تو معظم شامی سوداگر ہے سکندر نے کہا کہ اگر یہ اپنے کو ظاہر نہیں کرتے تو سب زیور رکھ لو
چھین لو ایک حبہ قیمت نہ دینا اب تو خواجہ گھبرائے کہا کہ بادشاہ تو میں بادشاہ اسلام سے اسکی دونی
قیمت وصول کرونگا مجبور ہو کے خضران نے اپنے کو ظاہر کیا اس وقت شاہزادیوں نے خوش ہوکے
اپنا اپنا زیور چھانٹا اور پہنا خواجہ کو دو چند و سہ چند قیمت عنایت کی اب انکو تو یہاں چھوڑو عیش جنت آرا

گلستان باختر میں چاروں شاہزادوں پر کیا گذری ایک روز دربار آراستہ تھا سب سردار بیٹھے تھے چوبدار حاضر ہوئے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ سلیمان خاوری سوداگر حاضر ہے فرمایا بلاؤ شاید یہ ملک باختر کی طرف سے آیا ہو تو اس سے کچھ حالات شہر باختر کے دریافت ہو جائینگے سلیمان خاوری نہایت مسرور میں ہوا اور دربار اسلام رکھتا ہوا سینے تک کے سلام کیا نذر گذرانی چونکہ اسکو بھی قدامت حاصل تھی نذر مقبول ہوئی اور خلعت مرحمت ہوا قبل اسکے کہ سلیمان خاوری اشیاء تجارتی پیش کرے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے سلیمان خاوری یہ بتاؤ کہ تمکو گھر چھوڑے ہوئے کتنا زمانہ گذرا اور کس کس مقام کی سیر کی سلیمان خاوری نے عرض کی کہ قریب ایک سال کے ہوا کہ میں حالت سفری میں ہوں ہنوز مکان واپس جانے کا موقع نہیں ہاتھ آیا اس سال نفع کم ہوا مال کم بکا جس طرف جاتا ہوا وہاں ایک نہ ایک پریشانی دیکھی کسی ملک میں قحط پڑا تھا کہیں بادشاہ کی غفلت شعاری اور عیش پسندی سے رعایا تنگ تھی کسی جگہ انقلاب کی حالت تھی ایک کے ملک پر دوسرے نے قبضہ کر لیا تھا کہیں آغاز جنگ ہو رہا تھا کہیں اہل اسلام کو پریشانی کی حالت میں دیکھا کفار کا زور شور پایا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ کچھ حال گلستان باختر کا بھی معلوم ہے سلیمان خاوری نے عرض کی کہ باختر کے حال سے تو میں خوب واقف ہوں اسلیئے کہ ابھی وہیں سے چلا آتا ہوں سب واقعات تازہ نظر سے گذرے ہوئے ہیں اے شہریار عالی وقار کار دور دورا ہے ساڑھے چار ہزار سردار دنگل نشین ہر وقت دربار میں ساریق کے حاضر رہتے ہیں ساحروں کا ذکر نہیں یوں سمجھ لیجئے کہ تمام عالم کے کفار آ کر وہیں جمع ہوئے ہیں لیکن اے شہریار یہ چار شاہزادے تو عمر کون سے ہیں جو گرفتار ہو کر ہو گئے ہیں اور کس جگہ سے گرفتار ہوئے ہیں یہاں بھی چاروں لنگروں پہ چیتے پڑے ہوئے ہیں فرمایا ان شاہزادوں پر کیا گذری ہے مجھے انہیں کی فکر ہے اسلیئے باختر کا حال تجھ سے پوچھتا ہوں سلیمان خاوری نے بیان کیا کہ حضور انکی لئے رئیس اولاد صاحبقران صاحب اقبال ہیں وہ وہاں عیش کر رہے ہیں خواجہ خضر انکی بھی انکے ہمراہ ہیں ساریق نے بصلاح مختار کارن انکے جلوا دینے کا حکم دیا تھا لیکن حکیم سودائی دانا وزیر ساریق نے اپنے ملازموں سے نقب دلوا کر انکو رہا کر لیا بعد اسکے انہوں نے لشکر پر خوب خوب شبخون مارے حکیم سودائی دانا نے کہا کہ زندہ نہیں ہیں بلکہ روحیں آکر پریشان کرتی ہیں زندہ ہوتے تو اتنے بڑے لشکر سے آج صحیح سالم نکل کے نہ جاسکتے اسلیئے تم زندہ تو ہو کے ایسی باتیں کہیں کہ ساریق کو یقین آگیا ساریق نے انکو خلعت میں بلایا اور رضامند کر کے اپنے باغ میں بھیج دیا اب وہاں دختران ساریق کے ساتھ وہ مصروف عیش و عشرت ہیں یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوئے جسقدر مال سوداگر کا تھا سب خرید لیا اور صاحبقران رابع سے ارشاد کیا کہ اگر آپکی بھی رائے ہو تو کوچ کر کے جلد پہونچئے کہ وہاں وہ چاروں ہیں اور دشمنوں کا ہجوم ہے صاحبقران نے عرض کی کہ ظل اللہ کی رائے سب سے بہتر ہے غرضکہ اسی وقت حکم کوچ ملا اور لشکر تیار ہونے لگا تیسرے روز پیش خیمہ روانہ ہوا اور فوجیں یکے بعد دیگرے طرف گلستان باختر کے جانے لگیں انکو تو راہ میں اسی حال پر چھوڑا جاتا ہے اب کچھ حال گلستان باختر کا بخدمت ناظرین عرض کیا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان گلستان باختر کے بیان ہوتے ہیں

صبا بشنو اے ہمدم ہم داستان مکہ با نا آدم بر سر داستان ۰ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز ساریق

دربار میں بیٹھا ہی اور تمام پہلوانان نامی وگرامی کا مجمع ہی ارژنگ بن زمرد جیتر نگ بن زمرد سب حاضر ہیں ساریق
بیٹھا ہوا قدرت میں گھبرا رہا ہی کہ ارژنگ نے کہا کہ دادا صاحب کے یہان شیطان بھی تھا لیکن آپ کے
دربار خانہ قدرت میں شیطان نہیں ہی جس سے دل بہلے سنا ہی کہ دادا صاحب کے یہان مختار ک بہت ہنساتا تھا
ساریق نے کہا کہ شیطان بندون کو بہکائیگا سخت گان نے چپکے سے جیتر نگ کے کان میں کہا کہ کسی طرح
مجھکو شیطان بنوا دو تاکہ ہر بات کے کہنے سننے کا موقع ملے یونہو بخیال گستاخی میں کچھ کہہ نہیں سکتا اور خداوند
آدبالکل گدھے میں گلستان باختر کا خاتمہ کیجیے یہ روحون کا کرشمہ حکیم صاحب نے ایسا دکھایا کہ اس
خداوندی کو بھی مٹایا بلیا دخراب کی اسلام کی تخم پاشی ہوگئی اور یہ حکیم مسلمان ہی ظاہر میں دوست بنا ہوا ہی
باطن میں دشمن ہی یہ باتیں سنکر جیتر نگ نے ساریق سے کہا کہ یا خداوند یہ سخت گان خاندانی شیطان ہی
اسکے گلے میں طوق لعنت ڈال دیجیے پھر دیکھیے کہ یہ کیسے کیسے راز قدرت بیان کرتا ہی شیطان بندون کو
اس وقت بہکاتا ہی جب چھوڑ دیا جاتا ہی اور جب خداوند دربار میں حاضر رہیگا تو کسیکو نہیں بہکائیگا بلکہ بہکے ہوون
کو راہ پر لائیگا۔ ساریق نے کہا کہ اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو بہتر اسی وقت حکم دیا کہ طوق لعنت حاضر کیا جائے
تک بہت بھاری طوق طلائی آیا اسپر لفظ لعنت کندہ کیا گیا اور سخت گان کے گلے میں ڈال دیا گیا بس
طوق پہنتے ہی سخت گان اٹھ کے ناچنے لگا ساریق بہت ہنسا بلکہ تمام اہل دربار ہنس پڑے جو لوگ مہذب
تھے انھون نے اسکی طرف سے منہ پھیر کر لاحول پڑھا سخت گان نے کہا یا خداوند عجب تاثیر تھی اس طوق
میں کہ تمام راز قدرت مجھپر ظاہر ہوگئے جہان کا حال کیسے بیان کرنا شروع کر دون ساریق نے کہا کہ بیان
کر دو روحین کیا کر رہی ہیں سخت گان نے کہا باغ میں مزے کر رہی ہیں اور بنیاد خداوند بگاڑنے کی فکر میں
ہیں ساریق نے کہا یہ کیا سخت گان نے کہا کہ او گدھے خداوند یہ بھی سمجھ میں خاندانی الو ہی لقا اول درجہ گدھا
گذرا تو بھی اس سے بھی بڑھ گیا ساریق غصہ سے سرخ ہوگیا کہ تو گستاخی کرتا ہی سخت گان نے کہا کہ شیطان گستاخ
نہیں ہوتا تو کیا مہذب ہوتا ہی میں تو سچ کہتا ہون اور حکیم سودائی نے آپکو پورا پورا الو بنا رکھا ہی یا خداوند غور کیجیے
اس وقت جو میں کہتا ہون اسے غور سے سنیے حکیم سودائی مسلمان ہی اسنے نقب دلوا کر ان چار روحون کو رہا
کیا اور اسکے مکان نے آکر وہ شبخون مارنے تھے اب اپنے آپ کے باغ میں شاہزادیون کے پاس
موجود ہیں اور آپ سے باتیں کرائیں اور آپکی سمجھ میں نہ آیا کہ کہیں روحین بھی آئی ہیں آجتک کسی کی روحین
نہ آئیں سرداران اسلام بھی کیسے کیسے مرے لیے قاسم علمشاہ بدیع الزمان حمزہ اول شیر دیہ وغیرہ
لیکن کسیکی روحین نہ آئیں اب وہ آپ کی بیٹیون کے ساتھ باغ میں مزے کر رہے ہیں آنکو بھی مسلمان
کر لیا ہوگا یہ سنکے ساریق غرق شرم میں غرق ہوگیا کہا او شیطان اگر خداوند دیون کو بھی میں توحل کے
خا... ہوتا میں نے ان روحون کو لشکر اسلام سے لڑوانے کے واسطے اپنا مطیع بنایا ہی سخت گان نے
کہا ... لشکر اسلام سے تو نہیں لڑینگے آپ ہی کا تخت الٹ دینگے اگر آپکو یقین نہیں ہی تو حکیم کو قید کرکے
دیکھ لیجیے کہ کیا ہوتا ہی اگر آج ہی ساریقیہ میں ثبات نہ رہا ہوجائے تو مجھے قتل کرا ڈالیے گا یہ سنکے
سخت گان سے ساریق نے کہا کہ اگر اسکے خلاف ہوا تو ہرگز رعایت نکرونگا اسلیے کہ تو نے خداوندی کو
تہمت لگائی سخت گان نے کہا کہ اگر سچ ہوا تو کچھ انعام بھی دیجیے گا ساریق نے کہا کہ تجھکو حکیم سودائی کی
جگہ وزیر اول کرونگا سخت گان نے سلام کیا اور بیٹھ گیا ساریق نے عیارون سے حکم دیا کہ جاکر دیکھو حکیم
سودائی کہان ہی اور روحین باغ میں کیا کر رہی ہیں یہ سنکر مہتر آفات بیرنگ ساز طرف مکان
سودائی دانا کے روانہ ہوا حکیم کو مکان پر نہ پایا اب یہ وہان سے پلٹ کے صورت زن حسینہ

کی بنا اور داخل باغ چہار بہشت ہوا یہاں آج جلسہ تھا چاروں شاہزادے اور شاہزادیاں ایک ہی
مقام پر تشریف رکھتے تھے حکیم سودائی بھی حاضر تھے باتیں ہو رہی تھیں آفات نیرنگ ساز نے ایک دور رو
کرکے تماشہ دیکھا اور چلا آیا اسلیے کہ اسنے دیکھا تھا کہ خضران موجود ہے اسکے سامنے عیاری نہ چل سکیگی
ایسا نہو کہ میں گرفتار ہو جاؤں یہ سوچکر باغ سے باہر آیا اور تمام کیفیت چہار بہشت کی ساریق
سے بیان کی ساریق نے کہا کہ جسوقت حکیم باغ سے باہر آئے اور اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوا اسوقت اسے بلا لانا جب یہاں آئیگا گرفتار کرکے بھیج دیا جائیگا چنانچہ جسوقت جلسہ برخاست
ہوا اور حکیم سودائی دانا شاہزادوں سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر گیا تو آفات نیرنگ ساز
پہونچا اور کہا کہ خداوند نے یاد کیا ہے حکیم اسی وقت دربار کو آیا اسی ہنگام جانب نیطول روانہ
ہوا یہاں آفات نیرنگ ساز نے پہلے ہی حکیم کے آنے کی خبر پہونچا دی تھی ساریق نے آدمیوں
کو بلا رکھا تھا جیسے ہی حکیم سودائی نے سامنے پہونچکر سلام کیا اور اپنی جگہ بیٹھنے کا قصد کیا ساریق
نے بہرام خون آشام سے اشارہ کیا بہرام نے آگے بڑھکر حکیم سودائی کی مشکیں باندھ لیں حکیم
سودائی دانا حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے دیکھا تو سختگان مسکرا رہا ہے بس حکیم سودائی دانا سمجھ گئے
کہ یہ اسی کی آتش پروری کا نتیجہ ہے خاموش رہے لب نہ ہلایا کہ معذرت فضول ہوگی ساریق نے
اسی وقت حکیم سودائی کو قید کرکے حکم قتل دیا سختگان نے کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں ابھی
بارگاہ خون سے لال ہو جائیگی وہ چاروں لشکر لیکر قیامت برپا کر دینگے آج ہی آپ کو تدبیر گریز
کرنا پڑیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے اس وقت کسی ملک کی طرف بھیج دیجیے اور حاکم کو وہاں کے لکھ
بھیجیے کہ جس وقت یہ قیدی تمہارے پاس پہونچے اسی وقت اسکو قتل کر ڈالنا ساریق نے کہا
کہ یہی تدبیر کی میں نے اسی وقت بہرام خون آشام کو بارہ ہزار سوار سے طرف ملک ہشتار کے
روانہ کر دیا بہرام خون آشام تو اس طرف روانہ ہوا یہاں جب دوسرا روز ہوا اور اپنے معمول کے
موافق حکیم سودائی باغ چہار بہشت میں نہ پہونچے تو شاہزادوں کو تردد ہوا کہ آج حکیم صاحب
کیوں نہیں آئے خواجہ خضران سے کہا کہ ذرا آپ جا کر خبر تو لائیے حکیم صاحب کس رنگ
میں ہیں جو آج نہیں آئے خضران وہاں سے مکان پر حکیم سودائی دانا کے آیا دیکھا کہ تمام ملازم
رو رہے ہیں پوچھا خضران نے کہ خیریت تو ہے انھوں نے کہا کہ خیریت کہاں ساریق بدکار نے
حکیم دانا کا قصد کیا سختگان نے اسکو ہشیار کیا ساریق نے حکیم صاحب کو گرفتار کرکے کہیں
بھیج دیا ہے یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے بس یہ سنکر خواجہ نہایت پریشان ہوئے الٹے پاؤں پھرے
اور سارا حال شاہزادوں کے سامنے بیان کیا یہ سنکر شاہزادے بھی نہایت پریشان ہوئے اور
اور کہا کہ خواجہ اب یہ آپ ہی کا کام ہے کہ دریافت کیجیے ساریق نے حکیم سودائی دانا کو کس طرف روانہ
کیا ہے خواجہ نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ روانہ ہوئے یہاں جس وقت دربار ساریق
نے برخاست کیا اور سختگان اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں اسکو خیال فیروزہ چنگ نواز
کا آیا یہ عورت حسن و جمال میں عدیم المثال ہے فن چنگ نوازی خوب جانتی ہے سختگان اک مدت
سے اسپر عاشق ہے آخر اسنے پیام بھیجے مگر فیروزہ چنگ نواز نے بہانے کرکے ٹال دیا کیونکہ یہ عورت
نہایت حسین ہے سختگان کے سخت جنون سے اسکو سخت تنفر ہے خیال یہ ہے کہ جس روز کوئی امیر و رئیس
ایسا میری خواہش کریگا جو میرے لیے پسند ہوگا تو اسکے ساتھ عقد کرکے بیٹھ رہونگی آج پھر

سخنگان نے اپنے خدمتگار سے کہا کہ جاکو حسن علی سے فیروزہ جنگ نواز کو بلاؤ اگر نہ آئے تو اسکا طرح
اطمینان کر دینا کہ ملک جی نے کسی اور بات کے واسطے نہین بلایا ہی صرف تمہاری جنگ نوازی کے مشتاق
ہین یہ سنکر خدمتگار وہین سے جانب مکان فیروزہ جنگ نواز روانہ ہوا راستے مین اسنے دیکھا
کہ ایک گنڈیری والا ٹوکرے مین گنڈیریان لیے بیٹھا ہی خوشبو سے تمام گلی مہک رہی ہی یا تو یہ ٹھہرا یا ہوا جا رہا تھا
یا ٹھہر گیا کہا کہ ایک پیسے کی گنڈیریان دیدے گنڈیری والے نے صورت اسکی غور سے دیکھی اور گنڈیریان
تول کے دیدین اسنے ایک گنڈیری وہین کھڑے کھڑے کھائی اور کہا کہ کیا اچھی گنڈیریان ہین اگر
ملک جی یہ گنڈیریان کہاتے تو نہایت خوش ہوتے گنڈیری والے نے پوچھا کہ ملک جی کون لہا
سخنگان بن سخنگان جنکو آج وزیر اعظم کا عہدہ دربار خداوندی سے عنایت ہوا ہی سنا ہی کہ انہین کی گنگناری
سے وزیر اعظم اول معزول ہوا اور یہ آگئے یہ تمام مقام ہوئے یہ سنکر گنڈیری والے کے کان کھڑے
ہوئے کہا کہ پھر اپنے مالک کے واسطے بھی لیتے جاؤ خدمتگار نے کہا کہ مین اس وقت فیروزہ جنگ نواز
کو لینے جاتا ہون رات زیادہ آگئی ہی ایسا نہو اسکے مکان کا دروازہ بند ہو جائے تو پھر کچھ نہو سکیگا اسلیے
گرو ملک جی سے نفرت کرتی ہی اور بیتا پھرتے مین تم گنڈیریان لیے اسی مقام پر ٹھہرو مین فیروزہ
جنگ نواز کو لیے آؤن تو اسے ساتھ نے ٹوکا پوچھا کتنی دیر مین آپ پلٹیے گا کہا ایک گھنٹے مین گنڈیری
والے نے جواب دیا کہ گنڈیریان تھوڑی سی باقی رہ گئی ہین مین دوڑ کر لوٹے آؤن کچھ بیعانہ دیجائیے
خدمتگار نے ایک روپیہ نکال کے دیدیا کہا بس اب تکا ہو گیا خدمتگار تو آگے روانہ ہوا اسنے ٹوکرے
کو تو اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور دوسرے راستے سے جلدی جلدی مکان پر فیروزہ جنگ نواز کے
جا پہونچے کنجی ہلائی اک عورت دروازے پر آئی پوچھا کون کہا یا میر ہون اک پیغام لیا ہون نفع کی
بات ہی کہا اپنے خواجہ خضران بہت ہوئے ہوئے اندر مکان کے داخل ہوئے فیروزہ جنگ نواز
سے کہا کہ ذرا آپ علیحدہ تشریف لے چلیے مجھے کچھ کہنا ہی آپ کے فائدہ کی بات ہی فیروزہ جنگ نواز بھی کہ کسی
رئیس کا پیام لایا ہوگا اٹھکر علیحدہ آئی کان قریب لائی آپ نے جادو کی سنی ناک مین دی فیروزہ
تڑپکر گری بیہوش ہوئی اسکو تو کسی گوشہ مین ڈال دیا لباس تمام اسکا اتار کر آپ پہنا اپنی صورت
فیروزہ جنگ نواز کی بنائی اور اندر مکان سے آئی نوکرون سے کہا کہ کوئی خبر سی معلوم ہوتا تھا
خدا جانے یہ کہان سے آیا تھا اتنے مین سخنگان کا خدمتگار پہونچا انکو معلوم ہی تھا کہ آتا ہوگا پوچھا کیون خیر
تو ہی آج پھر کچھ ملک جی کو وحشت ہوئی خدمتگار نے کہا اور کوئی بات نہین انہون نے فرمایا ہی کہ تم فقط
اپنا چنگ سنادو ہم تمہاری جنگ نوازی کے معتقد ہین اس سے زیادہ ہوس نہین ہی جواب دیا کہ
اس سے زیادہ ہوس ہونے کے لیے زیادہ ہمت بھی چاہیے مجھے انکار کیا ہی یہ سنکے خدمتگار نہایت خوش ہوا
کہ آج تو رضامند معلوم ہوتی ہی ملک جی سے بہت کچھ انعام ملیگا کہا جلد چلیے فیروزہ جنگ نواز
نے کہا کہ مین پوشاک تو بدل لون یہ کہکر اپنے پلنگ پر ہوکر نوکرون سے کہا کہ ہمارا کل زیور لے آؤ اور سب
کپڑے عمدہ بھی چنو ہین کہ کیا آج بی بی پاگل ہو گئی مین ایک آدمی کہ ہمین کیا نکالا ہی صندوق
پوشاک کا اور قیمتی زیور کی سامنے لاکے رکھا جی اسنے بہت بھاری جوڑا نکال کے پہنا اور سب زیور
پہن لیا اور وہان سے خدمتگار کے ساتھ دوشالے کا جھمٹ مارکے روانہ ہوئی خدمتگار نے
کہا کہ اسوقت سواری ملنا دشوار ہی اور مکان بھی کچھ ایسا دور نہین ہی ٹہلتی ہوئی چلی چلیے فیروزہ نے
کہا کیا قباحت ہی خدمتگار ساتھ لیے ہوئے مکان مین سخنگان کے پہونچا سخنگان نے جو فیروزہ

جنگ نواز کو دیکھا بس گئی کرمت سے دل وادہ تھا تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا فیروزہ نے کہ تم جورو کو بھی والدہ
سمجھے ہوئے ہو بھلا میری تعظیم کا کیا موقع تھا سخنگان نے کہا کہ ای فیروزہ جنگ نواز تمنے بڑا صدمہ دے رکھا
ہی ہر وقت تمھاری تصویر سامنے کھڑی رہتی ہے فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ ملک جی میری تو تم پر خود جان
جاتی ہے میں تمھاری محبت کا امتحان لیتی تھی کہ تمکو میرا کس قدر خیال ہے یہ سنتے ملک جی قابو سے باہر ہوگئے
کہنے لگے ع ہماری جان گئی آپکی ہنسی ٹھہری + فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ پھر یہ تو ہوا ہی کرتا ہی
ہر لمحہ اسپر نے نہیں ہیں شاعروں کے مقولوں سے اس بارہ میں دفتر بھرے ہوے ہیں کوئی کہتا ہی
ع کیا عشق جہان میں اجل آتی نہیں یارب + مرتا ہی جو اسپر کبھی مرتا ہی نہیں ہے + کسیکا قول ہے ع ہجر میں
زیست کو نسبت کی بدی جانتے ہیں + عشق میں موت حیات ابدی جانتے ہیں + علاوہ اسکے ع جو مزہ
انتظار میں دیکھا + نہ کبھی وصل یار میں دیکھا + مجھے کسی طرح کا عذر نہیں ہے آپ سا اور مجھ سی عورت کو نصیب ہو
اور اس طرح ملنت کرے یہ بجا حیت کرے خوشا نصیب میرے مگر یہ سب اسی وقت تک ہے جبتک اشتیاق
ہے ادھر اطمینان ہوا اور یہ لطف جاتا رہا ملک جی نے کہا کہ زندگی بھر تیرے وعدوں کے سہونگا فیروزہ
جنگ نواز نے کہا کہ خیر جو آپکی خوشی مگر اتنی امیدوار ہوں کہ میری رسوائی کا خیال رہے کسی پر یہ حال
ظاہر ہونے پائے حکم دیجیے کہ یہاں کوئی نہ آنے پائے خلوت تمام ہو جائے اسی وقت سخنگان نے
پکار کر اپنے ملازموں سے کہدیا کہ خبردار کوئی اندر نہ آنے پائے ہم پکاریں بھی تو کوئی نہ آئے ورنہ سزا پاے
سخت پائیگا ملازمین نے یہی سمجھ لیے کہ آج کچھ رنگ ملک جی کا جم گیا معشوق وصل پر راضی ہوگئی
کیا ہمیں ضرورت ہے جو اٹھنے اتنو منع ہی کر دیا ہے پکارینگے بھی تو نہ جائینگے کام سے ہٹینگے وہاں جسوقت خلوت
ہوگیا تو سخنگان نے تنگی باندھی مسہری پر گیا فیروزہ جنگ نواز بھی سرہانے زانو لگائی ہوئی مسہری پر
آکے بیٹھی ملک جی نے دست درازی کا قصد کیا فیروزہ نے ہاتھ سخنگان کا پکڑ کر ایسی شے ہاتھ
میں دیدی کہ سارا نشہ سخنگان کا ہرن ہو گیا اور پریشان ہوا کہ یہ عورت کے بھیس میں مرد کہاں سے آگیا
اور کون شخص ہے غور سے چہرہ کو فیروزہ جنگ نواز کے دیکھا بس اتنو قریب تھا کہ مارے خوف کے
سخنگان کا پیشاب خطا ہو جائے پہچان گیا کہ یہ خواجہ خضران ہیں جلدی سے الگ ہٹ کے ہاتھ باندھ
کے کھڑا ہو گیا عرض کی کہ پیر و مرشد آپ اس ہیئت سے کیوں تشریف لائے کہ غلام سے یہ گستاخی سرزد
ہوئی خواجہ خضران نے کہا کہ او ملعون یوں نہ آتا تو میری رسائی یہاں تک کس طرح ہوتی سخنگان نے
عرض کی کہ یونہیں بیکس خانہ آپکا ہی ہے لیکن بسبب تشریف آوری کیا ہوا خضران نے کہا کہ او حرامزادے
سبب کیا پوچھتا ہے یہ بتا کہ تو نے قید حکیم سودائی دانا کی کہاں بھجوائی ہے سخنگان گھبرایا کہ اگر بتائے
دیتا ہوں تو ابھی یہ ساہبان لیجا کر ان جلادوں سے اطلاع کریگا اور وہاں سے بیچارے حکیم کو چھین لینگے
یہ گڑگڑانے لگا کہ مجھے نہیں معلوم کہ قید حکیم صاحب کی کہاں گئی اور کس خطا پر حکیم صاحب کو سزا
دیگئی کیا نیک آدمی تھے خضران نے کہا کہ او ملعون مجھ سے باتیں بناتا ہے جن کی بکاریاں خوب جانتا
سمجھتا ہوں یہ سب فساد تیرے ہی برپا کیے ہوے ہیں سارنگ جیسا گدھا ہے میں نے اسکو بھی لیسا
دیکھے کی یہ جرأت نہ تھی کہ حکیم کے بارے میں سارنگ سے کچھ کر سکتا جلد بتا ورنہ ابھی مار ڈالونگا
سخنگان نہایت پریشان ہے ساری خوشی نہ ہو سے بدل گئی عشق کا جن سر سے اتر گیا نشہ ہرن ہو گیا
خضران سے جان بچانا دشوار ہو گیا ہر چند چلے ہوئے گرتا ہی خضران ایک ساعت نہیں کرسکے
نے شور کیا کہ موے دوڑو میری جان جاتی ہے خدمتگار وغیرہ یہ سمجھے کہ ملک جی حرب میں آکر چیخ رہے

ہیں بولے لیجئے کیے جاؤ انکو تو وہی خیال ہے کہ ملک جی نے منع کر دیا ہے کہ ہم پکارین بھی تو خبردار کوئی اندر
نہ آنے پائے کیا معلوم کہ وہاں ملک الموت پہونچ گئے ہیں خضر ان نے قنا ذلکا لکر تو بدبو کی دی اور
تھوڑی سی چھینک بھی دی کہ جلد تیار رہو ابھی مار ڈالونگا اس وقت سختگان بولا اور کہا کہ شہر سرشاریہ کی
طرف قید حکیم سودائی دانا کی گئی ہے بہرام خون آشام خالو قدرت سارق کا بارہ ہزار سوار ساتھ
لیکر گیا ہے یہ سنکے خضر ان نے کہا کہ خبردار اے حرامزادے اس وقت تو تجھے قتل نکرونگا لیکن اگر حکیم
مار ڈالا گیا تو وہاں سے آکر جسطرح تیرے باپ کو تیرے دادا کا بدلہ لیکے دادا صاحب سے ملا دیا تھا
اگر اسی طرح تیرا حلیہ لیکے تیری اولاد کو نہ ملا دیا تو نام اپنا خضر ان نہ رکھیو یہ کہکر دوا بیہوشی دی کہ سختگان
بیہوش ہوا آپ سختگان کی صورت بنے اور سختگان کو برہنہ کرکے ڈال دیا اور مال و اسباب اٹھا کر
نذر زنبیل کیا اور خیمہ سے باہر آئے کہار و چار تاتگین نوکرون نے کہا کہ اس وقت حضور کہاں جائینگے
جواب دیا کہ تم کو حکم کیا تھا میں خیمہ دار کوئی خیمہ میں نہ جانے کہ وہاں ملکہ فیروزہ جنگ نواز آرام کر رہی ہے
وہ بد مزاج ہوگی تاتگین حاضر ہو آپ سوار ہو کر چلے لوگ حسب معمول ساتھ ہوئے ملک جی نے
پلٹ کے منع کیا اور کہا کہ خبردار کوئی ہمارے ساتھ نہ آئے وہ لوگ پلٹ گئے دل میں کہتے تھے کہ کیسا
سٹری ہو گئے ہیں کیا دہشت سمائی ہے کہ تنہا صحرا کی طرف چلے جاتے ہیں یہ تو اس خیال میں ہیں
اور خواجہ تاتگین دوڑا کے روانہ ہو گئے صحرا میں ہو نکلکر تاتگین کو بھی اٹھا کے داخل زنبیل کیا
اور آپ صورت اصلی بنا کر جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوئے وہاں شاہزادے پریشان بیٹھے
تھے کہ خواجہ کو بھی آنے میں عرصہ ہوا نہ معلوم کیا مصیبت پیش آئی کہیں کسی آفت میں مبتلا ہو گئے ہوں کہ
اتنے میں خضر ان پہونچے اور ساری کیفیت بیان کی بس اسی وقت ان چاروں شاہزادوں نے
مرکب طلب کیے شاہزادیاں پریشان ہوئیں کہ ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہو اب یہ راز فاش ہو گیا انھون
نے جواب دیا کہ وہی خدا ہے برحق جو سب کا خالق ہے وہی جان و آبرو کا بھی محافظ ہے تمہارے واسطے کچھ
خطرہ نہیں اسلیے کہ تم خطاوار نہیں ہو سکتیں تمنے تو اپنے باپ ہی کے حکم سے ہماری اطاعت کی اور یہاں ہم کو
رہنے کے لیے جگہ دی یہ فرما کر چاروں شاہزادے سوار ہو کر جانب شہر سرشاریہ روانہ ہوئے
لیکن اول کیفیت حال قید حکیم سودائی دانا کا سنیے کہ بہرام خون آشام جسوقت قید لیے ہوئے قریب
شہر سرشاریہ کے پہونچا خبر سرشار شاہ کو ہوئی یہ بڑے استقبال کو آیا اور بہرام خون آشام سے
ملاقات کی بہرام نے فرمان خداوندی دیا سرشار شاہ نے اسکو پڑھا لکھا تھا کہ اے بندہ خاص لیکن حکیم
بدو بڑا جالیہ کینہ رکھتا تھا اور ہم سے بے ادبی ہوئی لہذا اسکو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں بمجرد
پہونچے قید کے اسکو قتل کر ڈالنا ایسا ہو کہ کوئی آکر اسے رہا کرکے لے جائے کہ اسکے حامی نہایت
زبردست ہیں یہ دیکھکر سرشار شاہ نے اسی وقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا سامنے قلعہ کے
دارین استادہ ہوئیں جلاد حاضر ہوئے چبوترہ نحوست پر بوریاے فلاکت بچھا کے حکیم سودائی
دانا کو بٹھایا جو لوگ قریب قریب رہتے تھے وہ بلا سے تماشا آئے یہاں سرشار نے حکم قتل دیا
جلاد تیغ بکف سر پر آیا آنکھوں پر پٹی باندھی کولا اٹھا کر گردن پر خط کھینچا اور پکارا کہ اے شخص جو کچھ کہنا ہو
کہہ لے جو کچھ کہنا ہو کہ اب تو بیچارہ ہی ہے کہ وقت تیرا آخر ہے حکیم سودائی دانا نے جانب پروردگار
نظر کی اور جلاد کو جواب دیا کہ تو اپنا کام کر ہمیں کوئی تمنا نہیں ہے اتنا ہم جانتے ہیں کہ بعد ہمارے آپ جلد
بھی شہر سرشاریہ میں امن نہیں رہ سکتا ہمارے آقاؤں کی نعمت حقہ یہاں کی اینٹ سے اینٹ دینگے جو لوگ

ہمارے خون میں شریک ہیں وہ بہت جلد اپنے خون میں لوٹینگے جلاد نے سرشار شاہ کی طرف دیکھا
کہ کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے دوسرا حکم دیا جلاد نے کہا مجھ کو جھکے حکم دیجیے اسلیے کہ مار ڈالنا میرا
کام ہے جلانا میرا کام نہیں ہے مبادا ابعہ کو آپ پچھتائیں سرشار نے تیسرا حکم بھی دیا اور کہا کہ جلد قتل کر دیر نہ لگا
یہ سنکر جلاد نے ہاتھ بلند کیا اور چاہتا ہے کہ تلوار مار کر کام تمام کرے کہ اسی مجمع سے ایک پتھر آ کے جلاد کے
ہاتھ پر پڑا کہ گٹا ٹوٹ گیا خنجر ہاتھ سے چھوٹ کے دور گرا ساتھ ہی دوسرا پتھر سر پر پڑا کہ سر پھٹا اور جلاد لڑکھڑا کے
گر گیا سرشار شاہ نے کہا کہ اور جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد آیا چاہتا ہے کہ پیشتر اس کے ہاتھ مارے کہ ایک پتھر اسکی
کنپٹی پر بھی پڑا یہ بھی تڑپ کے مر گیا چار یا پانچ جلاد مارے گئے اب تو جلادوں نے بھی انکار کیا کہ اتنے بھائی
ہمارے مارے گئے اب دو آدمی اور باقی رہ گئے ہیں اگر یہ بھی مرے خاندان مٹ گیا پھر شہر سرشاریہ
میں کوئی جلاد باقی نہ رہیگا یہ سنکے سرشار شاہ پریشان ہوا اپنے عیاروں کی طرف مخاطب ہوا کہ یہ کون شخص
ہے دریافت کرو عیار نے کہا کہ آپ کسی کو قتل کے لیے بھیجیے ابھی پتھر آنے دیجیے میں سمجھ لونگا سرشار شاہ نے
ایک فوج کے سپاہی کو حکم دیا کہ تو قتل کر جیسے ہی وہ آگے بڑھا ایک پتھر آ کے اسکے بھی سینہ پر پڑا کہ پھڑک کے
تمام ہو گیا ہشیار سرشاری عیار نے دیکھا کہ فلاں شخص نے پتھر مارا تھا بس یہ بھی چیخ کے آگے پڑا اور
نعرہ کیا کہ منم مہتر ہشیار سرشاری خواجہ نے سمجھا کہ راز فاش ہو گیا انھوں نے بھی نیمچہ عیاری کھینچی
اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے خواجہ خضران نے جست کی اور لڑتے وقت سر پر نیمچہ مارا کہ ہشیار
مارا گیا اب تو اہل لشکر نے پہچان لیا آ پڑے خواجہ جست کر کے کسی کے دوش پر پہونچے اور خنجر مار کر اسے
ہلاک کیا کہیں بیٹھ کر پانٹ کا ہاتھ مارا کہ پاؤں قلم کر دیے اسی طرح لڑتے بھڑتے چلے جاتے ہیں
ایک بجلی سی نگاہوں میں کوندتی ہے کہ کبھی یہاں اور کبھی وہاں لیکن ہر جانب سے یورش ہے نعرہ
خضران کی آواز حکیم سودائی دانا کے کان میں بھی پہونچ گئی ہے یہ بھی مصروف دعا ہیں کہ خدا خدا
خواجہ کی مدد کر کہتے تھا کہ اس فوج میں گھرے ہوئے ہیں کہ ایک طرف جانب صحرا سے گرد بلند
ہوا اور بوقوں کی صدا کانوں میں آئی دیکھا کہ ایک جوان حسین مرکب پر سوار چلے آتے ہیں بال
ہوا سے اڑتے ہوئے ہاتھ میں بوق پشت پر بارہ ہزار قزاق بوقوں کو دم دیتے چلے آتے ہیں
آتے ہی لشکر پر گرے اور لڑنے لگے خضران کی آنکھوں میں نقشہ اسد غازی کا پھرنے لگا آہ وہ
جوان عجب آن بان سے لڑ رہا ہے لیکن حیرت یہ ہے سو قزاق ساتھ میں قزاقوں کی یہ حالت ہے کہ جس سوار
کے پاس پہونچے بوق کو دم دیا اسکا گھوڑا بھڑکا سوار مرکب کو سنبھالنے لگا اتنی فرصت کو غنیمت جان کر
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے یہ رنگ دیکھ کر سرشار شاہ نے اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ اسے گھیر کر
مار ڈالنا چاہیے یہ سنکے چالیس ہزار سوار اور آ پڑے بارہ سو قزاق تھے جنہیں چہار جانب سے
گھیر لیا تلوار چلنے لگی خضران کو بھی فرصت ملا انھوں نے شیشہ ہائے آتشبازی مارنا شروع کیے جہاں دیکھا کہ قزاقوں
پر یورش ہے دو چار شیشے آتشبازی کے مار دیے مجمع منتشر ہو گیا خوب شور و غل ہے تلوار چل رہی ہے کہ یکایک
جانب صحرا سے چار بگولے گرد کے نمودار ہوئے ایک سے نعرہ کی صدا آئی کہ زمانے میں رواج
دین برحق کام ہے میرا + ملقب صاحبقران ہے اور سکندر نام ہے میرا + دوسرے بگولے سے یہ آواز
پیدا ہوئی کہ میں ہوں جہاں میں سالار دلیران + سلطان کج کلاہ شہنشاہ صف شکن +
تیسری آواز آئی کہ میں وہ ہوں ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہیں بدیع الملک شاہ قادر گیر
چوتھی آواز پیدا ہوئی کہ شیر ان کا جو ہے شیرہ تیغ شکار ہوں + مشہور ہیں مظفر عالی وقار ہوں +

ساتھ ہی چار بگولوں سے یہ چاروں شیر بیشہ صاحبقرانی پیدا ہوئے اور آکر لشکر کفار پر گرے ہلچل پڑگئی
سرشار شاہ نے فوج کو للکارا کہ یہ چار جوان نہایت تیکھے معلوم ہوتے ہیں تم لوگ سب ہو یہ چار کس
ہیں انھیں گھیر کے مارو سکندر رستم خو نے تو آتے ہی علمدار لشکر کو مارا اور گھوڑا ڈال دیا صفوں
کو توڑتا پیروں کو مسمار کرتا ہوا سرشار شاہ کی طرف چلا ادھر شہنشاہ صف شکن نے چوترہ دیکھا پیچ
حکیم سودائی دانا کو بیٹھے دیکھا بس صفوں کو توڑتے ہوئے چلے کہ اصل مقصود یہی ہے کہ حکیم کو رہا کیجئے
وحید الملک نے بہرام خون آشام کو للکارا اور بہرام کی طرف چلے مظفر بن غضنفر نے بہمن سرشاری
سپہ سالار لشکر سرشار شاہ کی طرف رخ کیا اور یہیں سے للکارا کہ او ملعون اتنے تن و توش پر فوج کو تڑوا
رہا ہے خود مردان عالم سے سامنا نہیں کرتا بہمن نے کہا کہ میں تیری خدمت گذاری کو موجود ہوں یہ کہکر گرز
کو چھیڑا اور مظفر کی طرف چلا ادھر سے مظفر صفوں کو توڑتا پیروں کو کچلتا قریب بہمن کے پہونچا بہمن
سرشاری نے تلوار ماری مظفر نے خالی دیکر وار کر کا کیا کہ بہمن کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر وحید الملک
سے اور بہرام خون آشام سے سامنا ہوا بہرام خون آشام نے تلوار ماری وحید الملک نے وار
سپر پہ روکا نیچا اور خالی کر کے ہاتھ ڈال دیا دوسرے ہاتھ سے کمر بند پکڑ کر جو زور کیا تاش زین سے اٹھا لیا
اور چاہے سر بلند کر کے لڑتے ہوئے چلے ہر اوباں بہرام جب تلوار مارنے کا قصد کرتے ہیں وحید الملک
بہرام کو سامنے کر دیتے ہیں وہ رک جاتے ہیں جس پر یہ ہاتھ مارتے ہیں اسکے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں
ادھر شہنشاہ صف شکن قریب حکیم سودائی کے پہونچ گئے محافظان قید کو مار کر حکیم سودائی
کو رہا کر کے اپنے ساتھ لیا اپنی بھی حفاظت کرتے جاتے ہیں اور حکیم سودائی دانا کو بھی بچاتے
جاتے ہیں اتنے میں حضرت زریب آ پہونچا اور حکیم کو جلدی سے زنبیل میں ڈالکے نکلا اور
دور جا کے آواز دی کہ اے شہریار آپ اطمینان رکھیں میں حکیم سودائی کو لے آیا ہوں شہنشاہ
صف شکن جب مطمئن ہوگئے تو مصروف جنگ ہوئے ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو لڑتے ہوئے
قریب تخت سرشار شاہ کے پہونچ گئے سرشار شاہ نے تلوار ماری سکندر نے بند دست پکڑ کے
جو زور کیا تاش زین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ چور سنگ کر دیں سرشار شاہ نے آواز امان بلند کی سکندر نے
فرمایا امان بشرط ایمان سرشار شاہ نے کہا کہ لعنت کی میں نے سارلق بن لقا پر اتنا اسکو پکارا
لیکن کچھ نہ ہوا معلوم ہوا کہ آپکا دین برحق ہے اور سارلق بن لقا خر ناشخص ہے سکندر نے چپکے سے
سرشار شاہ کو چھوڑ دیا سرشار شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ میں نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی
جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے اور جسکو میرا ساتھ نہ دینا ہو وہ شہر سرشاریہ کو خالی کر دے
سب نے کہا کہ ہمیں آپکی اطاعت سے کام ہے جو آپکا دین وہ ہمارا دین دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اور وہ
جوان حسین جو بارہ سو قزاقوں سے آکر شریک جنگ ہوا تھا اسنے جانے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے
آواز دی کہ اے جوان تجھکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ ہم سے ملتا جا یہ سنکے وہ مجبور ہوا اور
قریب آیا مظفر نے کہا کہ نام تمھارا کیا ہے اور کس خاندان سے ہو اس جوان نے کہا کہ کیا میں ننگ
خاندان اپنا نام کیا بیان کروں کہ سب نامی و نامور گذرے ہیں مظفر نے کہا کہ تمھارا طریقہ ہمارے خاندان
کا معلوم ہوتا ہے صورت بھی دادا صاحب سے مشابہ ہے خاندان تو ہمارا کلیتہ نہ طاق میں جا کر برباد ہو گیا
کوئی باقی نہ رہا یہ سنکے اس جوان کو مظفر پر بھی اسی عزیز ہونے کا گمان ہوا چھپانا مصلحت وقت
نہ جانا عرض کی کہ غلام ہوں میں معروف بن اسد کا نام میرا عارف ہے یہ سنکے مظفر گلے سے اس

جوان بیٹے عارف بن معروف سے لپٹ گئے اور رونے لگے عارف بن معروف بھی مظفر سے لپٹ گیا دیر تک دونون بھائی لپٹے ہوے رویا کیے مظفر نے بھی بیان کیا کہ مین غضنفر غازی کا بیٹا ہون سب آپس مین ملے وحید الملک نے بہرام خون آشام کو تلقین دین اسلام کیا بہرام خون آشام بھی مسلمان ہوا اب سب ایک ہوے قلعہ سرشاریہ مین آئے بتخانے منہدم کرا دیے اور مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام بر بادشاہ اسلام کے جاری کیا جس وقت سب کے سب مطمئن ہو کے بیٹھے تو عارف بن معروف نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ مین فلان مقام پر پیدا ہوا جب مین بارہ برس کا ہوا تو اپنے عزیزون سے ملنے کے واسطے گھر سے چھپ کے بھاگا راستے مین اک سوداگر کو فریادی دیکھا اسکی حالت پوچھی اسنے بیان کیا کہ قافلہ میرا اک قزاق نے لوٹ لیا مین فقیر ہو گیا کہین کا نہ رہا یہ سنکے مین اس سوداگر کے ساتھ ہو لیا اور مین نے کہا کہ تو مجھے اس قزاق کا پتا بتا مین تیرا مال تجھے دلا دونگا سوداگر نے کہا کہ اسنے میرے ساتھ کے بہت سے لوگ مار ڈالے اب اگر جاؤنگا تو قزاق مجھے بھی مار ڈالیگا ایک مرتبہ اسنے زندہ چھوڑ دیا اب نہ چھوڑیگا مین نے اس سے کہا کہ تو مجھے دور سے مسکن قزاق کا پتا دے سوداگر نے مجھے پتا بتا دیا چونکہ مین تنہا تھا اس فکر مین چلا کہ تنہا ہون اگر نسیم قزاق بھی تنہا ملجائے تو آسانی سے یہ مرحلہ طے ہو جائے مین اسی فکر مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا مین نے کہ نسیم قزاق اپنے با دس قزاقون کو لیے ہوے چلا آتا ہے مین خدا پر بھروسہ کرکے ڈٹ گیا قزاق ہنسا کہ او طفل تو مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ آ میرے ساتھ پیشۂ قزاقی اختیار کر مین تجکو مثل فرزندون کے سمجھونگا مین نے اسے سخت سست کہا نسیم قزاق نے مجھسے مقابلہ کیا میرے ہاتھ سے مارا گیا اسکے ہمراہیون نے اطاعت میری قبول کی مال سوداگر کا اسکو دلا دیا اور سال نسیم قزاق کا بہت کچھ ہاتھ آیا راستے مین مین نے یہ خبر پائی کہ کوئی مسلمان شہر سرشاریہ مین قتل ہونے کو ہے مین اس طرف آکر شریک جنگ ہوا الحاصل یہ سب تو یہان مقیم ہوے مین لیکن یہان سے

چند کلمے داستان فرقت بیان و مصیبت نشان ملکہ سپہر آرا و مہر آرا و انجم آرا و اختر آرا دختران ساریق بن بقا کے بیان ہوتے مین غزل برلغاز داستان

ہوا سے یار مین کیا دل کو اضطراب رہا
کہ ضعف سے صفت موج سراب رہا
بھلی تھی جس سے چکا چوند چشم موسیٰ کو
بلا کی طرح سے سر پر سے حجاب رہا
نہ مستفیض ہوے آب تیغ قاتل سے
برنگ خواب پریشان ہر اضطراب رہا
ملائی خاک مین کیون دل کی کہنہ لت تو نے
چمن مین پھول رہا جو مین حباب رہا

چکور چاند کی خاطر بہت خراب رہا
ہمیشہ کوشش دنیا مین اضطراب رہا
ہماری آنکھ کا تارا وہ آفتاب رہا
ہم اپنے حال پہ روتے ہین اب نسیم کی
ہمیشہ بادہ پہ ... اضطراب رہا
وہ بادہ نوش ہے مجھے سیری ہی نہین کی تو یہ
یہ وہ مکان ہے جو حرص کا جواب رہا
خطا گیا نہ رہا عشق مصحف رخ یار

تب فراق مین یہ حال اضطراب رہا
بہت خراب دل خانمان خراب رہا
نہ بزم گل مین جھلک شراب پلوائی
خوشا وہ عہد کہ طفلی مری شباب رہا
رہا دماغ مین گیسوے یار کا سودا
شراب خم مین رہی شیشہ مین خضاب رہا
ہو اک مقام پہ نشو و نما رہی دل کی
نہ وہ کتاب رہی اور نہ وہ حجاب رہا

ہا ہمیشہ قلزم ہستی میں صورتیں بدلیں
نہ ایک حال پہ دور زمانہ بیتاب رہا
عجیب طرح کے حوادث ہیں بحر ہستی میں
جہاں ذرا ابھر آئے ہوئے حباب رہا

کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا
خوشی وہ کونسی ہی جسکے پیچھے غم نہ رہا
ہر اک کا حال یہاں مثل نقش آب رہا
ہر رنگ موج ہوا اور جیسا ہوئے تھے خلق

یہ وہ فلک ہی کہ جسکے سبب سے عالم میں
ہمیشہ سر بہ فلک سر حباب رہا
کشمکش میں موج ہوئی موجود
رہے جہاں میں جسدم تک اضطراب رہا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ بعد جانے خواجہ خضران کے تمام رات سختگان اپنے خیمے میں بیہوش پڑا رہا خدا جانے کتنی بیہوشی دماغ میں پھونک دی تھی کہ جب نسیم سحری چلی چلنے و شمع کی حیات ختم ہوئی تو سختگان بھی خواب رگ سے بیدار ہوا اسپنے اوپر جو نظر کرتا ہی تو چیتھڑا بھی جسم پر نہیں ہی برہنہ پڑا ہوا ہوں سختگان نے شکر کیا کہ جان تو بچ گئی اب جو خیال کرتا ہی تو سارا گھر لٹا پڑا ہی نہ رخت ہی نہ سامان راحت جیسے کسی نے جھاڑو پھیر دی کوئی شئی باقی نہیں رہی سختگان نے کہا خیر جان بچی لاکھوں پائے ہم زندہ ہیں تو مال بہت طرح ہوگا مال ہی تھا کر جانا اب اسٹے خدمتگاروں کو پکارا وہ حیران ہوئے کہ ملک جی تو کو رات باقی تھی اسی وقت سوار ہوکے کہیں گئے تھے یہ اندر سے مکان کے کون پکار رہا ہی ایک آدمی نے کہا کہ یہاں فیروزہ جنگ نواز کو وہ ہوش گئے تھے وہی ہوگی دوسرے نے جواب دیا کہ کہاں عورت کی آواز کہاں ہوگی یہ ملک جی ہی کی آواز معلوم ہوتی ہی سختگان نے پھر پکارا کہ ٹھگوں موٹم لٹوا دیا ہماری جان تو بچ گئی یہی غنیمت ہو اب بھی کوئی نہیں آتا سبکو نکال دونگا اچھو سب دوڑے ہوئے سامنے سختگان کے ہوئے تو عجب تماشہ دیکھا کہ ملک جی ننگے کھڑے ہیں کرتی ہے تو منہ پھیر کر ہنسنے لگا سختگان نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو بدن ڈھانکنے کے لیے کوئی شئی دو ایک نے جلدی سے چادر کھول کے دیدیا سختگان نے مثل لنگی کے لپیٹ لیا اور کپڑے منگا کے پہنے لوگ حیران تھے کہ یہ معاملہ کیا ہی ایک آدمی نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا سختگان نے کہا کہ وہی سارباں زادہ آیا تھا فیروزہ جنگ نواز بنکر مجکو فریب دیا اسباب گھر میرا لوٹ لیگیا وہ ذمیرا ٹانگن کہ جا کے خداوند نعمت سے اطلاع کروں آج ہی حکیم سودائی رہا ہو جائیگا خضران نے سارا حال مجھسے دریافت کرلیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی تم نوکروں کے نزدیک وہ تو آپ کی شکل بنکر مکان سے نکلے تھے ٹانگن پر سوار ہوکے چلے گئے سختگان نے کہا کہ خیر دوسرا ٹانگن لاؤ اسی وقت سواری آئی سختگان سوار ہوکر جانب قبطل سارلیق بن لقا روانہ ہوا جس وقت دربار میں سارلیق کے پہنچا تو ندا دی کہ یا خداوند میں لٹ گیا کہیں کا نہ رہا سارلیق نے کہا خیر تو ہی کہو بیان کر سختگان نے کہا کہ کیونکر وہ حالت آپ کو دکھاؤں جو میری گت بنی ہی سارلیق نے کہا کہ خداوند پر سب روشن ہی جلد سامنے میرے بیان کر سختگان نے جلدی جلدی کپڑے اتار کر پھینک دیے اور برہنہ ہوکر بولا کہ یہ قطع میری خضران بن عمر ثانی نے بنائی فیروزہ جنگ نواز بنکر آیا تھا اور میری یہ قطع بنا کے چلا گیا لوگ ہنسنے لگے اور سارلیق کو نہایت غصہ آیا کہا جلد کپڑے پہن خداوند کے سامنے گستاخی سختگان نے کہا کہ خداوند پر جو چیزیں پوشیدہ رہتی ہیں وہ بھی ظاہر ہیں آپ سے پردہ کس بات کا یہ کہکر شتاب پہن لی اور کہا کہ حکیم سودائی چھوٹ جائیگا سارلیق نے کہا کہ کیونکر چھوٹ جائیگا وہ جاتے ہی قتل ہو جائیگا سختگان نے کہا کہ خدا نہ کرے اسکی موت آگئی ہو مگر اس وقت ہوشیاری میں نہیں معلوم کیا قیامت برپا ہوگی کیسے بندے آپ کے قتل ہوئے ہونگے سارلیق نے کہا کہ تو مجھے بیان تو کر سختگان نے کہا خضران اسی واسطے آیا تھا مجکو فیروزہ جنگ نواز بنکر دھوکا دیا

میں نے ہر چند اپنے آدمیوں کو پکارا کوئی نہ آیا اُن لوگوں کو یہ خیال تھا کہ تخلیہ ہے وہاں خضران نے
مجھے پیٹ پر خنجر رکھ دیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی میں نے سب حال اسیری حکیم دانا کا بیان کر دیا
خضران نے جا کر ضرور اطلاع دی ہوگی اور وہ چاروں خدا پرست جو رہیں سے ہوئے تھے باغ
چہار بہشت میں موجود تھے ضرور رہائی حکیم دانا کی فکر میں لگے ہونگے ساریق نے کہا کہ جائینگے تو
کیا کرینگے خداوند قدرت قید حکیم کی لیکر گئے ہوئے ہیں سخنگان نے کہا کہ خداوند قدرت بھی یا تو
اسکے شریک ہو جائینگے یا آج کی لاکش آئی ہوگی ساریق نے کہا کہ میں اور کسیکو بھیجتا ہوں سخنگان نے
کہا جو جائیگا مارا جائیگا یا آشنا عدو ہو کر آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ شہزادیوں کی حفاظت کیجیے وہ نہ
وہ پلٹ کے آئینگے تو پھر باغ چہار بہشت کو آباد کرینگے ساریق نے کہا کہ کسی عیار کو بھیج دو کہ جا کر
شاہزادیوں کو سوار کرا لائے یہ سنکر مہتر آفات نیرنگ ساز جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوا لیکن
کچھ حال ہم ان گمشدگان ہجر مفارقت کا بیان کیا جاتا ہے کہ شاہزادے تو سوار ہو کر جانب شہر
سرشاریہ روانہ ہو گئے اور یہاں اُنہوں نے ایک ہی جگہ ٹھہکر رات گزاری تمام شب کسیکو چین نہ آیا
فکر میں بسر ہوئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اتنے میں مہتر آفات نیرنگ ساز نے پہونچا سلام کیا اور عرض کی
کہ آپ کو خداوند نے یاد کیا ہے بس سنتے ہی انکے چہروں سے رنگ اُڑ گئے ایک نے دوسرے
کی طرف دیکھا آفات نیرنگ ساز نے کہا کہ اگر دیر ہوگی تو خداوند ناخوش ہونگے اختر آرا بولی کہ
چلتے چلتے چلینگے ہوئے آیا رعب دکھاتا ہوا آیا جادو ہو جو کہ یہ نہایت شوخ ہے اور ذرا خوف
نہیں کرتی ہے کوڑا لیکن آ رہی آفات نیرنگ ساز چلا گیا اور آ کر ساریق سے بیان کیا ساریق
نے کہا کہ ہم خود جاتے ہیں یہ کہکر اُٹھا او باغ میں آیا یہ خبر ان شاہزادیوں کو ہوئی کہ ساریق آتا ہے
آپس میں صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے اختر آرا نے کہا کہ پریشان ہونا بیکار ہے جیسے مجبوری کی ہے نہ وہ
بات جو عورتوں کو شایان نہیں ہوتی جو حکم خداوند کا تھا وہ بجا لائے اتنے میں ساریق آیا دیکھا
کہ چاروں شاہزادیاں خوش بیٹھے ہوئے ایک ہی مقام پر بیٹھی ہیں ساریق نے غصہ میں آ کے کہا کہ تمھیں
بلایا تو تمنے آفات نیرنگ ساز کو مارا اور عدول حکمی کی اختر آرا نے کہا کہ یا خداوند اب آپکے
بندے نہایت گستاخ ہو گئے ہیں وہ مردار آیا اور حکومت جتانے لگا کہاں کی ہے یہ حقیقت ہے کہ خداوند زادیوں
پر جبر کرے ساریق نے کہا کہ اگر اُسنے ایسی گستاخی کی تھی تو تم نے اچھا کیا کہ جو اُسے
مارا لیکن یہ تو بتاؤ میں نے تمہاری نسبت ایسی خبریں سنی ہیں کہ تم قابل قتل ہو اختر آرا نے
کہا کہ اگر ہم ایسی ہی تھے تو آپنے ہمیں پیدا کیوں کیا کیا آپ اس سے واقف نہ تھے ساریق نے
کہا کہ میں نے تمکو ایسا پیدا ہی نہیں کیا تھا کہ تم مجھ سے برگشتہ ہو جاؤ اختر آرا نے کہا کہ ہم برگشتہ
ہو جاتے تو چلے جاتے یہاں کیوں بیٹھے ساریق نے کہا کہ سچ بتاؤ تمھاری عصمت باقی ہے یا نہیں
اختر آرا نے کہا کہ خداوند خوب جانتے ہیں جسقدر ہمکو خداوند نے حکم دیا تھا اتنی ہی ہمنے تعمیل کی
خلاف مجھ سے کوئی امر سرزد نہیں ہوا ہے آپ نے دو ہون کو کیوں ہمارے باغ میں رہنے کا حکم دیا
ساریق نے کہا مجھے جو کچھ کیا اچھا کیا تمنے خلاف حکم کیوں کیا اختر آرا نے کہا کہ ہمنے خلاف حکم کچھ بھی
نہیں کیا جس طرح چاہیں خداوند اپنا اطمینان کرلیں بھلا آپکے یہ خیال نہ ہوا کہ کسی بندے کی مجال
ہے جو نظر بد سے خداوند زادیوں کو دیکھ سکے آنکھیں پھوٹ جائیں اور اگر ہاتھ لگائے تو جل جائے
ساریق نے سخنگان کو بلوایا کہ اسکی بدلے تمہارے میں صبح ہوگی اسی وقت چوبدار

گیا اور سخنگان کو بلا لایا جس وقت سخنگان حاضر ہوا تو ساریق نے سخنگان سے دریافت کیا کہ یہ عذر
کر لی ہیں تیری کیا رائے ہے سخنگان نے کہا کہ انکے باعصمت ہونے میں کوئی شک نہیں ان لوگوں کا دستور
یہ ہے کہ جب اپنے مذہب کے موافق عقد کر لیتے ہیں تو عورت پر تصرف کرتے ہیں ابھی تک تو ضرور عصمت
ہونگی لیکن اب انکی ایسی حفاظت کیجیے کہ کوئی انھیں پا نہ سکے یہ سن کے ساریق نے حکم دیا کہ انکو سوار
کر کے بہشت مخفی میں پہونچا دو اسی وقت سواریاں تیار ہوئیں اور چاروں شاہزادیوں کو سوار کر کے
جانب بہشت مخفی روانہ کر دیا یہ تو بمفارقت شاہزادگان چین افسردہ ہو کر بیٹھی ہیں لیکن ساریق جو باغ
چہار بہشت سے واپس آیا اور بارگاہ میں پہونچا تو سخنگان نے کہا کہ یا خداوند کسیکو شہر سرشاریہ کی
طرف بھی روانہ کیجیے ذرا وہاں کی خبر لینا بھی ضرور ہے اسلیے کہ مجھے یقین ہے کہ خالو قدرت یا قتل ہو کر
اپنے بڑے بھانجے کے پاس پہونچ گئے ہونگے یا مجبوراً اطاعت گوارا کر لی ہوگی اور سرشار شاہ
تو یقیناً مطیع ہو گیا ہوگا یہ وہ لوگ ہیں کہ بڑے خداوند کو بھی انھوں نے بہت پریشان کیا تھا اور جس
عیار نے انکو برہنہ کیا تھا اسی کے بڑے دادا خداوند کے ساتھ یہ بے ادبی کی تھی کہ انکی داڑھی پیشاب
سے مونڈی تھی ساریق نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک میں ابھی ایسے شخص کو بھیجے دیتا ہوں جو
میرے بندگان خاص سے ہے اور وہ جاتے ہی سبکو باندھ لائیگا یہ سنکے سخنگان خاموش ہو رہا
اور ساریق اژدر سیاہ سر کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے پہلوان قدرت ہمارا اور بندگان گنہگار کو سزا
معقول دے کہ انھوں نے بہت سر اٹھایا ہے اژدر سیہ سر اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لشکر میں
آ کر ایک لاکھ سوار کو ساتھ لیکر طرف شہر سرشاریہ کے روانہ ہو گیا اسکو تو سر راہی میں چھوڑا جاتا ہے

چند کلمے داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کے بیان کیے جاتے ہیں

جا بشنو اے ہمدم راستان کہ باز آمدم بر سر داستان یہاں تک بیان ہو چکا ہے کہ بادشاہ اسلام لے سلیمان
خاوری کی زبانی حال گلستان باختر کا سن کے کوچ کیا تھا طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے
جاتے تھے ایک منزل پر پہونچے تھے کہ سکندر ویرہ نشین آ کے پہونچا سلام کیا فرمایا اے سکندر
تم کہاں آ گئے سکندر ویرہ نشین نے عرض کی کہ اے شہریار مجھے معلوم ہوا کہ آپ بہار مغرب کو سر کر کے
اب گلستان باختر کی طرف تشریف لیے جاتے ہیں چونکہ حضور راستوں سے ناواقف ہیں اور
کوئی راہبر ساتھ نہیں ہے اور یہ غلام خوب آگاہ ہے لہذا اپنا حاضر ہونا ضروری سمجھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
تمنے نہایت مناسب کیا سکندر رکے۔ بھی قیام کیا جب صبح ہوئی تو پھر کوچ کیا کئی روز کے بعد اک مقام پر
پہونچے کہ وہاں ایک دوراہہ تھا اور تیسری جانب دریا حائل تھا بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالی مقام
سے سکندر ویرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران ان دونوں راستوں میں سے یہ جو راہ داہنے
جانب ہو کے گئی ہے یہ تو صاف ہے بہت آسانی سے وہاں آپ پہونچ جائینگے اور یہ جو دوسری راہ ہے یہ
نہایت پر خطر ہے آگے بڑھ کر یہ راستہ درہ کوہ سے ہو کر گزرا ہے بالا سے کوہ قلعہ ہے مالک اسکا مار گیر جادو
ہے اور درہ کوہ میں ہزارہا ماران سیاہ رہتے ہیں مارگیر جادو کی طرف سے انکے واسطے دودھ معین ہے
جو لشکر اس طرف سے گذرتا ہے وہ سانپ اژدر کے کاٹتے ہیں اور ہلاک کر دیتے ہیں سانپ لیے

زہر ملے ہیں کہ جسکو کاٹ لیتے ہیں اسکی چندیا چٹک جاتی ہے اور فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اور ایک راستہ جو دریا سے
ہوکے گیا ہے یہ قریب منزل مقصد کے جا کر خوفناک ہوگیا ہے مرزبان آبی ساریق کی طرف سے بعض بعض
جہازات کو غرق کر دیتے ہیں کوئی جہاز یا کشتی ساحل تک پہونچ نہیں سکتی یہ سنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ ہمکو خداوند عالم نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ ہم راہزنوں سے ہر راستہ کو پاک کریں اور بتائیں
ہی سکندر دیدہ نشین یہ بتاؤ کہ ان دونوں مخدوش راستوں میں سے زیادہ خوفناک کونسا راستہ
ہے سکندر نے عرض کی کہ یہی راستہ زیادہ خوفناک ہے جس طرف سانپ رہتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ
ہم اسی طرف سے جاؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اگر یہی قصد حضور کا ہے تو بہتر ہے لیکن تدبیر کے ساتھ چلئے
تو مناسب ہوگا آپ لشکر کو لیکے چلیے اور میں چند سرداروں کو اپنے ساتھ لیکر جاتا ہوں اگر بن پڑا تو ہم
مار گیر جادو کو گرفتار کرکے لاتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ جو سردار ساتھ جانے پر رضامند ہوں
انکو اپنے ساتھ لے لو سرداران اسلام نے عرض کی کہ کسیکو بھی جانے میں عذر نہیں ہے سب جان نثار ہیں
اور سرفروشی کو حاضر ہیں اس وقت سکندر دیدہ نشین نے عرض کی کہ اولاد صاحبقران میں سے
کسیکا ہمراہ جانا اچھا نہیں ہے اسلیے کہ نشانیاں اولاد صاحبقران کی سب پہچانتے ہیں خال زحیط
ابلاہی اور زنبقین چلبی سب پہچانتے ہیں یہ سنکر رفقا اٹھ کھڑے ہوے کہ ہم موجود ہیں سکندر دیدہ نشین
نے کہا کہ رفقاے تازہ میں سے تین شخص میرے ساتھ چلیں جنسے ابھی اہل عالم آگاہ نہ ہونے پاے
ہوں کہ یہ مسلمان ہیں کیونکہ میں ان کفار سے ملتا جلتا رہتا تھا چاہ بابل پر اکثر مار گیر جادو سے ملاقات
ہوا کرتی تھی میں بہانہ ملاقات جاؤنگا اور مار گیر جادو کو گرفتار کرنے کی فکر کرونگا مار گیر جادو کا ایک دوست
ہے کہ نام اسکا سہیل روشن دل ہے وہ ایسا منجم ہے کہ سیکڑوں برس پیشتر سے جو حکم لگا دیتا ہے وہی ہوتا ہے
ساریق نے اسکا وزیر مقرر کرنا چاہا لیکن سہیل روشن دل کو مار گیر جادو سے ایسی محبت ہے کہ اس نے
خداوند باختر کے وزارت کو بمقابل اسکی دوستی کے قبول نہیں کیا اور ہر وقت اسی کے پاس رہتا ہے اگر
سہیل روشن دل نے مار گیر جادو کو آگاہ کر دیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی لہذا میں ایک درخت
یہاں لگائے جاتا ہوں کہ اگر میں وہاں گرفتار ہو جاؤنگا تو درخت پژمردہ ہو جائیگا اور اگر قتل ہو جاؤنگا
تو درخت میں آگ لگ جائیگی یہ کہکے سکندر نے ایک ناند چاندی کا سامنے تخت پادشاہ اسلام کے
لگا دیا اور اسمیں کوئی تخم بو کر پانی میں خون اپنا شریک کرکے تھالے میں ڈال دیا اسی وقت اکھوا
پھوٹا اور درخت بالشت بھر کا تیار ہوگیا اب سکندر نے تو مسلمانان بہادر مغرب میں سے تین سرداروں کو
ساتھ لیا جنمیں ایک سمر مست فیل زور تھا دوسرا قیصر مغزن اور تیسرا محراب کمانکش تھا اور انکو
سمجھا دیا کہ مذہب قدیم اپنا ظاہر کرنا اپنے کو مسلمان نہ بتانا اور یہ کہنا کہ آپ سے اشتیاق ملاقات میں
ہم آئے ہیں اور جب میں اشارہ دوں اسوقت مار گیر جادو کو گرفتار کر لینا یہ سمجھا کر ایک تخت پر
ان تینوں سرداروں کو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھکر جانب قلعہ مار گیر روانہ ہوا ادھر صاحبقران کوچ کرکے
طرف قلعہ کے چلے ہنوز تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ مہتر طیفور ہادی گرد عیار صاحبقران نے سامنے آکر
سلام رخصت کیا اور عرض کی کہ اب غلام نے حضور کو صاحبقران گردانا آپ کا کام یہ ہے کہ پر خطر راہوں کو
طے فرمائیے میرے پاس کل عمر کے تحایف نہیں ہیں انکا ساتھ کیونکر ہو آپ صاحب اسم اعظم دارندہ
اور صاحبقرانی ہیں آپکا ساتھ وہی دیسکتا ہے جو زنبیل او گلیم ایسے تحفے پاس رکھتا ہو چنانچہ مجھے آپ آزادی عطا
ہو میں بھیک مانگ کھاؤنگا جان ہے تو جہان ہے اگر آپ کے ساتھ رہونگا تو کہیں نہ کہیں جان پر آ بنیگی پہلا

مرحلہ تو سانپوں ہی کا درپیش ہے انھیں سے جان بچنا دشوار ہے یہ سُنکر صاحبقران بہت متعجب ہوئے
حیرت سے صورت طیفور ریادیہ گرد کی دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تجھ سے یہ امید نہ تھی میں یہ نہیں
چاہتا کہ میرے ساتھ تو بھی اپنے کو ہلاکت میں ڈالے مگر چونکہ تو نے ساتھ بہت دیا ہے اسکے عوض میں چاہتا ہوں
کہ جو طلب کرے وہ تجھے دوں طیفور نے کہا مجھے کچھ بھی نہ چاہیے جہاں جاؤنگا میرے واسطے کمی نہیں اگر چاہوں تو شہر کے شہر
اور بادشاہوں کے خزانے لپٹری اندر خالی کرکے غائب کر دوں اور کسیکو خبر نہو یہ کہکر سلام کیا اور جانب صحرا روانہ ہوا
اسکے شاگردوں میں سے قریب بیس چالیس عیار نکلے اور اُسکے ساتھ ہولیے کہ ہمیں آپ سے سروکار ہے ہمارے
مالک اور صاحبقران آپ ہیں صاحبقران کو نہایت ملال ہوا کہ یہ حرکت اس سے کیسی ظہور میں آئی
مگر خاموش ہو رہے اب حال سکندر دیرہ نشین کا سنیے کہ یہ تخت اڑتا ہوا اور سیر کرتا ہوا اس
سرحد میں پہونچا جہاں سانپ ملے ہوئے تھے چونکہ یہ بلند بلند جا رہا تھا سانپ اذیت نہ پہونچا سکتے تھے
مگر یہ لوگ سانپوں کو دیکھتے چلے جاتے تھے کہ ہزارہا سانپ تمام صحرا میں زبانیں نکالے دوڑے دوڑے
پھر رہے ہیں جس وقت تخت سکندر دیرہ نشین کا قلعہ میں پہونچا اور نظر مارگیر جادو کی سکندر پر پڑی
بڑے تعظیم اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ اے برادر اس وقت کہاں تشریف لائے آپ اور ہمسے چاہ بابل پر اکثر
ملاقات ہوتی رہی ہے لیکن کبھی آپ نے سرفراز نہ فرمایا تھا آج ایسا کونسا سبب قوی ہوا جو تشریف لائے
اور یہ تینوں صاحب کون ہیں سکندر نے کہا کہ یہ میرے دوست ہیں اور آپ کے اشتیاق ملاقات میں
آئے ہیں غرضکہ مارگیر جادو نے نہایت عزت کے ساتھ سکندر دیرہ نشین کو بٹھایا اور کہا کہ افسوس
ایسے پرآشوب زمانے میں آپ تشریف لائے ہیں کہ اس مقام ہولناک کی سیر بھی نہ کر سکے خیر یار
زندہ صحبت باقی اب سکندر نے ان سرداروں سے بھی شناسائی کرائی اور کہا کہ یہ سردار بہار مغرب کے
رہنے والے ہیں مارگیر جادو نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ بہار مغرب کو خداپرستوں نے فتح کر لیا
سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ یہ سچ ہے ان سرداروں نے میرے پاس آکر پناہ لی پہلے خوب خوب
لڑے زخمی ہوئے سرداران اسلام کو زخمی کیا آخر مجبور ہوکر ساحروں سے مدد کے خواستگار
ہوئے میں انکو لیکر تمھارے پاس آیا ہوں مارگیر جادو نے کہا کہ کیا میں آپ سے بہتر ہوں آپ
وہ شخص ہیں کہ نام سامری و جمشید آپ سے زندہ ہے سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ میں تو اپنے کو
سب سے کمتر جانتا ہوں مگر اصل بات یہ ہے کہ وہ کام اچھا ہوتا ہے جسمیں اور بھی چار کی رائے شریک کیجائے
یہ مثل مشہور ہے کہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ پراگندگی آرد انبوہ را ۔ ہے برادر کوئی راہ سوچ تو
اسکے بعد ہم تم شریک ہوکر استیصال خداپرستان کی فکر کریں مارگیر جادو نے کہا کہ وہ ایک بزرگ جنکا نام
سہیل یونسندل ہے جنکو اپنے فرزند کی جگہ سمجھتے ہیں انھوں نے پیشین گوئی کی ہے کہ ایک وقت میں
خداپرست اسی راستہ سے ہوکر سار لقیہ کو جائینگے اور بہار مغرب کو فتح کرکے اس طرف آئینگے تو
بہار مغرب کا فتح ہو جانا تمھاری زبانی معلوم ہو گیا اب خداپرستوں کا اس طرف آنا بھی قریب ہی
ہم یہیں خداپرستوں سے لڑینگے کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک ساحر نے
آکر عرض کی کہ آمد لشکر کے آثار معلوم ہوتے ہیں مارگیر جادو مع سکندر دیرہ نشین بتعجیل قلعہ پر آیا
اور دیکھنے لگا یکایک دامنہ کوہ شگافتہ ہوا اور وہاں گرد سے لاکھوں علمہاے سبز و سرخ و سپید نمودار
ہوئے پھریروں پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی پشت پر فوج جرار غول کے غول جیسے
کہ ٹیڑی دَل کے دستے پر سے جمائے طبلِ بادشاہی بجتے ہوئے آکر سامنے قلعہ کے اترنے لگے جس جگہ میں

بارگاہ میں راوٹیاں چولداریاں استادہ ہونے لگیں دوکانیں آراستہ کی جانے لگیں تھوڑے سے عرصہ میں سب
خیمے استادہ ہو گئے اب آمد سرداران اسلام کی شروع ہوئی دیکھا مارگیر جادو نے کہ جو جوان آتا ہے ان
صاحبقران وقت رستم زمانہ معلوم ہوتا ہے آخر میں سواری بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی آئی مارگیر
جادو دل میں بہت ساجلا کہ ساری صفتیں ان خدا پرستوں ہی میں جمع ہو گئی ہیں کمال بھی جمال بھی زور بھی
زر بھی سکندر سے کہا کہ اگر انپر فتح پائی تو بڑا اقبال ہاتھ آئیگا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے تمام عالم کو لوٹا ہے
آدھر تو بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے آدھر مارگیر جادو اپنے
مقام پر آیا ہنوز بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ سہیل روشن دل گھبرایا ہوا آیا مارگیر جادو نے عرض کی کہ آپ
اسوقت کہاں سے تشریف لاتے ہیں سہیل روشن دل نے غور سے سکندر دیرہ نشین اور ہمراہیان
سکندر کو دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ علحدہ آؤ تو بجان کردن مارگیر جادو علحدہ گیا سہیل روشن دل
نے کہا کہ میں اسوقت تیری قسمت کا زائچہ بنا رہا ہوں سے خانہ حیات کو دیکھ رہا تھا مجھے یہ ثابت ہوا کہ قاتل
سر پر آگیا ہے یہ جو تیرے پاس چار شخص آئے ہیں انکو دوست نہ سمجھ یہ دشمن ہیں اور فکر گرفتاری میں
آئے ہیں انکو کسی تدبیر سے گرفتار کر لے حالانکہ ساعتیں تیری حیات کی کم نظر آتی ہیں لیکن انسان
کو تدبیر سے غافل رہنا نہ چاہیے اسوقت تو زمین و آسمان دشمن معلوم ہوتے ہیں لیکن دشمنان ظاہر کو
کیوں چھوڑتا ہے مارگیر جادو نے ہزاروں دعائیں دیں اور کہا کہ اگر آپ خبر نہ لیتے تو بیشک میں فریب
میں آجاتا لیکن یہ تو بتائیے کہ یہ لشکر جو آیا ہے اس سے کیسے بچوں سہیل نے کہا پہلے تو انکو قتل کر بعد
اسکے دیکھا جائیگا قاتل تیرا اور ہی شخص ہے لیکن یہ بھی ذریعہ قتل ہو سکتے ہیں ممکن ہے کہ قید کرکے قاتل
تک پہونچادیں مارگیر جادو نے کہا کہ آج ہی میں انکو گرفتار کرکے قتل کروا دونگا یہ کہکر اپنے ملازموں سے
کہا کہ کھانا ہمارے مہمانوں کے واسطے نہایت پر تکلف پکاؤ جب کھانا تیار ہو جائے تو پہلے ہمیں اطلاع کر دینا اسکے
بعد دسترخوان بچھانا یہ کہکر سکندر دیرہ نشین کے پاس چلا آیا اور اسی طرح خندہ پیشانی ہو کر باتیں کرنے لگا
کہ سکندر کو مطلق کسی طرح کا شک پیدا نہ ہوا جب شام ہوئی تو خادم نے چپکے سے آکر کہا کہ خاصہ تیار ہے بس
مارگیر جادو نے ایک مثقال بیہوشی کی پڑیا اسکو دی اور کہا کہ جو کھانا ان لوگوں کے سامنے لگانا اسمیں یہ بیہوشی
ملا دینا خادم نے جاکر بیہوشی کھانے میں ملائی اور ان سے اجازت لیکر دسترخوان بچھایا کھانا سامنے لگایا سب نے
کھانا کھایا پانی پیا منھ دھوئے جب تھوڑی دیر گذری تو سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ اے برادر معلوم ہوتا ہے کہ تم
بہت بھاری غذا کے عادی ہو اس کھانے کی گرمی کو برداشت نہیں کر سکتا یہ کہکر اٹھنا چاہا اٹھنا تھا کہ ورا چھینک
مار کر گرا ہمراہیان سکندر سنبھالنے آئے تھے یہ بھی چھینکیں لیکر بیہوش ہوئے بس مارگیر جادو نے ان سبکو
اسیر عمل و زنجیر کرکے زندان میں بھجوا دیا اور جاکر سہیل روشن دل سے بیان کیا کہ میں نے دشمن مکاروں کو دام
تدبیر میں پھانس لیا اب کیا ارادہ ہے سہیل نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ جہانتک جلد ہو سکے انکو قتل
کر ڈالو مارگیر جادو نے کہا کہ آپنے ٹھنڈی سانس کیوں لی سہیل روشن دل نے کہا کہ
کہ جب میں تمھیں سمجھا کر آیا تو میں نے ان لوگوں کے خانہ قسمت پر بھی نظر ڈالی انکی حیات میں طوالت معلوم
ہوتی ہے مارگیر جادو نے کہا کہ جب قبضہ میں آگئے تو انکا مار ڈالنا کیا دشوار ہے آپ شک کریں حساب میں
غلطی ہو گئی ہوگی سہیل روشن دل نے کہا کہ میرے حساب میں غلطی نہیں ہے تیری تقدیر کے پھیر نے مجھے بھی
چکر میں ڈال رکھا ہے میں خبر جو تجھے ہو سکے وہ کر آگاہ کر دینا میرا کام ہے اور بہتری کی محبت میں اسوقت
تک میں نے خداوند باختر کی وزارت قبول نہ کی مگر اب تقدیر نفس کو تجھ سے ہٹائے دیتی ہے ہر چند میں

توڑ کرتا ہون لیکن کوئی پہلو ایسا سمجھ مین نہین آتا جو مفر کا ہو اور ظاہراً دشمن کا زیر کرنا کچھ دشوار نہین معلوم ہوتا
مارگیر جادو نے اسیوقت حکم دیا کہ واریں فصیل قلعہ پر استادہ ہون جس طرح ان خدا پرستون نے مجکو رنگ
دنیا چاہی مین بھی انکے سامنے انکے خیر خواہون کو قتل کرونگا حسب الحکم مارگیر جادو کے واریں فصیل قلعہ
استادہ ہو گئین مارگیر جادو وہان کے تخت پر سو رہا لیکن سہیل روشن دل کو تردد مین نیند نہ آئی چونکہ اسکو اپنے
علم رمل سے معلوم ہو چکا تھا کہ جتنی رات باقی ہے اتنی ہی مارگیر جادو کی حیات باقی ہے صبح ہوتے ہی کوہ پر آفت
آئیگی جان مارگیر جادو کی جائیگی بس رات ہی کو سہیل روشن دل نے کوہ سے علیحدہ صحرا مین جاکر
قیام کیا اور شمع حیات مارگیر جادو روشن کرکے اپنے سامنے رکھ لی کہ اگر مارگیر جادو قتل ہوجائے تو مجھے
معلوم ہوجائے یہان جب صبح ہوئی تو بادشاہ اسلام نے اٹھتے ہی اس درخت پر نظر کی جو ہر وقت تخت
کے سامنے لگا رہتا تھا دیکھا کہ پتیان مرجھائی ہوئی ہین ڈالیان جھومی ہوئی ہین پھول کمھلا گئے ہین بس
یہ دیکھتے ہی بادشاہ پریشان ہوئے اور صاحبقران کو طلب کیا جب صاحبقران حق پژوہ سامنے
آئے مجرا بجالائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یا امیر سکندر بیوقت تنگ معلوم ہوتا ہے وہ جو گلدستہ حیات
اپنا سکندر لگا گیا تھا اسپر پژمردگی پیدا ہو گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر اسیر ہو گیا ایسا نہو کہ قتل ہوجائے
بس یہ سنتے ہی صاحبقران نے عرض کی کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو مین ابھی جاکر سکندر کو رہا کرتا ہون
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ تصدیع نفرمائین کسی اور کو بھیجین صاحبقران نے فرمایا کہ کون اپنے پاؤن
سے موت کے گھر مین جائیگا مین دیکھ چکا ہون کہ سانپ تمام صحرا مین پھیلے ہوئے ہین علاوہ اسکے خدا نے
مجکو صاحب اسم اعظم کیا ہے اگر یہ سانپ سحر کے ہین تو میرا کچھ نہین کرسکتے اگر اور کوئی جائیگا تو ہلاک ہوگا
اور اگر اصلی سانپ ہین تو بھی حافظ حقیقی بچانے والا ہے جب ہم تلوار سے نہین ڈرتے تو سانپون سے کیا
خوف کرین اور سرداران اسلام بھی آگے آگئے تھے انھون نے عرض کی کہ ہم جاتے ہین لیکن صاحبقران
نے نہ مانا اور فرمایا کہ مین جاؤنگا تو آج ہی یہ ارادہ مصمم کر لیا اور پاسبانون نے ہمین کو کہا یہ فیل کے مرکب
طلب کیا اسیوقت جبرکات زیب جسم فرما کر پشت مرکب پر سوار ہو کر قلعہ کی راہ لی اور سردار بھی مرکبون پر
سوار ہو کر چلے صاحبقران نے فلک کے فرمایا کہ جبتک مین قلعہ پر دھاوا کرون اسوقت کوئی صاحب میرے
ہمراہ تشریف نہ لائین یہ سنکے سب مجبور ہوئے اب صاحبقران سامنے قلعہ کے پہونچے بادشاہ اسلام
بھی سوار ہو کے آگے سرداران اسلام بھی جسکو خبر ملتی گئی وہ آتا گیا یہانتک کہ تھوڑے ہی عرصے
مین تمام سردار آکے جمع ہو گئے وہان قلعہ پر قیدیون کو لاکر بٹھایا اور مارگیر جادو تیغ بکف آیا اور فصیل
قلعہ پر کھڑے ہو کے آواز دی کہ کیون خدا پرستو اب تمنے یہ شیوا اختیار کیا کہ مکر و فریب کرکے
دشمن سے غلبہ حاصل کرنا شروع کیا مگر میرے خداوند نے مجکو بچایا اور تمھین مکارون کو پھنسایا اب مین
انکو قتل کرتا ہون مجھے دوسرے ہو آگے ٹھیر جاؤ اے مارگیر جادو اس خیال مین تھا کہ صاحبقران کے
کھا جیتے تو یاران اصلی کافی ہین اور لوگون کو مار ان پر کھا جینگے یہ لوگ بھلا مجھ تک کیا پہونچ سکینگے جس وقت
سخن اسکا تمام ہوا تو صاحبقران نے جواب دیا کہ او مارگیر جادو میری خواہش یہ تھی کہ مین تجکو حیلہ
گرفتار کرکے قتل کر ڈالون لیکن چونکہ سکندر میرا خیر اندیش ہے اگر اسکو تو نے قتل کیا تو ابھی قلعہ کو
درہم برہم کردونگا اور تو اگر بھاگ کے زمین کے ساتوین طبقہ مین چھپیگا تو وہان پہونچ کے پکڑ لاؤنگا
لے مین آتا ہون یہ فرما کر گھوڑے کی باگ لی چند قدم اسپ نے راہ طے کی ہوگی کہ ایک مرتبہ دھماکا ہوا اور
طبقہ زمین کا مع درہ کوہ اڑ کر بلند ہوا اور زمین سے اتنا بڑا شعلہ نکلا کہ حرارت اسکی صاحبقران کو

محسوس ہوئی کہ سطح جلنے لگا امیر نے باگ روک لی کہ یہ کیا آفت آئی دیکھا کہ زمین میں ایک تالاب سا نظر آیا
جہاں تک سکن ساپنوں کا تھا آتش طبقہ اڑ گیا اور جنگل میں آگ لگ گئی دھڑ دھڑ کرکے جلنے لگا سانپ
رسیوں کے ٹکڑوں کی طرح جلے ہوئے زمین پر گرے اور تمرڈ چھلے برسنے لگے جس مقام پر نقیب
پہونچ گیا تھا وہ پھر پھٹ گیا ادھر مارگیر جادو حیران تھا کہ یہ کونسی آفت ارضی پیدا ہوئی جسنے طبقہ اڑا دیا
سانپوں کو جلا دیا اب جو دیکھا تو صحرا کے پہلو سے عمر طیفور ر بادیہ گرد بیس تیس عیاروں کو ساتھ لیے
ہوئے منجنیق کو گردش دیتا چلا آتا ہی صاحبقران دیکھکر پکارا کہ او شہریار راستہ صاف ہو گیا اب تامل
کا ہے کا ہی بس امیر نے گھوڑا اٹھا دیا اور قلعہ کی جانب چلے مارگیر جادو نے یہ دیکھکر اہل قلعہ سے کہا کہ اب
انکے قتل سے باز آؤ پہلے اس آفت کو روکو یہ لشکر گو نے ترنج تارنج مارنا شروع کئے طیفور نے آواز
دی کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اور عیار توجہ پہلے سحر سے
ڈر کے بھاگ گئے طیفور پشت پر صاحبقران کے آگیا اور پکارتا جاتا تھا کہ اسم اعظم پڑھے جائیے کہ اب سحر
ہو کے اور کوئی ٹھکانا نہیں ہی امیر اسم اعظم برابر پڑھتے چلے جاتے تھے ساحروں نے آگ برسائی دریا سے
سحر بہائے سنگ باری کی آتشباری کی مگر کسی سحر نے ببرکت اسم اعظم صاحبقران پر تاثیر نہ کی اور
طیفور بھی صاحبقران کی آڑ میں ہر بلا سے بچتا چلا جاتا ہی یہانتک کہ امیر بہ لب خندق جا پہونچے دیکھا
مارگیر جادو نے کہ ظالم یہانتک آگیا بس بصورت اژدہا کی بنکر آڑا اور چاہا کہ امیر کو کاٹ کھائے
ہلاک کرے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سانپ کے دو ٹکڑے ہوے اور زمین پر
آکے انسان کی لاش بنکر تڑپنے لگے شور گیر و دار بپا ہوا آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد
کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مارگیر جادو بود حیف مردم و جا ندادم و بمطلب خود نرسیدم ادھر
تو یہاں مارگیر جادو کا کام تمام ہوا ادھر شمع حیات پر اک بڑا سا پروانہ آکر گرا کہ پروانہ بھی جل گیا اور شمع بھی گل
ہو گئی سہیل روشن دل نے افسوس کیا اور اسیوقت جانب سار لیقیہ روانہ ہو گیا یہاں جس وقت علامات
سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نعش مارگیر جادو کی زمین پر پڑی ہی اہل قلعہ نے ڈرکے
دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور رسمال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے صاحبقران داخل قلعہ ہونگے کیا اور
سردار بھی آگئے بادشاہ اسلام بھی قلعہ میں تشریف لائے اسیوقت بتخانے منہدم کرا دیئے گئے مسجدوں
کی بنا پڑی تمام اہل قلعہ مسلمان ہوئے صاحبقران نے طیفور کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جسوقت تو مجھے جدا
ہوا ہی تو مجھے حیرت ہوئی تھی طیفور نے عرض کی کہ اگر ایسا نکرتا تو ان سانپوں کو کس طرح مٹاتا آپنے تو اسے
بیخوف و خطر وہاں دخل میں دیا تھا لیکن خدا نے اپنا فضل کیا کہ قبل حضور کے پہونچنے کے نقب لگی
صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اتنی بڑی نقب اسقدر جلد تیار کرنا اور اسکے واسطے اتنی بارود اس جگہ میں
فراہم کرنا تیرا ہی کام تھا طیفور نے اسی وقت خندق نقب زن اپنے شاگرد رشید کو بلایا اور صاحبقران
سے عرض کی کہ یہ اسکا کام تھا کہ اتنی جلد اسنے اتنی بڑی نقب تیار کی اور بارود کا فراہم کرنا میرا کام تھا افسوس
کہ عمر قران حبشی زندہ نہیں ہیں کہ اس نقب زنی کی داد دیتے سنتا ہی کہ شاگردان کی بعد انکے میں نقب زنی
عمر قران کا حصہ تھا صاحبقران نے فرمایا یہ کام تونے ایسا کیا ہی کہ تو وارث گلیم و زنبیل ہوا جاتا
اور دخل یہ ہی کہ عمر ثانی اور خضر ان کی قسمت کے یہ برکات تھے جل گئے ورنہ قابل جانشینی عمر اول
کے تھا شاہ پور لشکر اسلام میں دوسرا عیار نہ تھا یہ کہکر طیفور کو خلعت سے سرفراز کیا اور خندق
نقب زن کو عمر قران حبشی کا قائم مقام گردانا اب ان سبکو تو یہاں مصروف انتظام چھوڑا جاتا ہی

چند کلمے داستان اژدر سیاہ سر کے پہونچنا شہر سرشاریہ میں اور مقابلہ کرنا سرداران لشکر اسلام سے زخمی ہونا سرداران اسلام کا اژدر کے ہاتھ سے آخر میں پنجہ کا لیجانا اژدر کو بیان ہوتے ہیں باقی حالات متعلق زلیخا غزل برآغاز کلام

صلح ہو یوں نہ کسو واسطے لڑنے کیلیے
پانوں پڑتی ہے زمین پانوں پکڑنے کیلیے
اپنے کوچے سے اری خاک نہ اڑا [illegible] ہوگر
سو ستم جاینگے وہ پھر اور اڑنے کے لیے
جیحگہ پر نہیں ہم تم وہ مگر ہو بیکار
کہتے ہیں وہ مجھے زلفوں میں جکڑنے کے لیے
سینے سے یار نے لگا کے بہت زور کیا
دلکو آباد وہ کرتے نہیں اجڑنے کے لیے
یاد کرنے میں بھی خار کے ستم پیدا ہیں
تجھسے پھر کے [illegible] بچھڑنے کے لیے

ہیں منانے کے لیے ہم وہ بگڑنے کیلیے
خوب دنیا سے نشان سر لٹایا اٹھنے
دو جگہ تھوڑی سی اے شہر اجڑنے کے لیے
بدگمان مجھ سے ہے تو میں ہوں بہانے سے
غم لینے کے لیے ہے نہ جھڑنے کے لیے
جسم نحیف [illegible] وصل میں دی تنگا ہے
بخیۂ زخم جگر مرا اور ادھڑنے کے لیے
تیرے بیمار کی حالت نہیں دیکھی جاتی
ہچکیاں آتی ہیں سانس اکھڑنے کیلیے
کیوں نہ ہر وقت ستائے ہمیں ناصح ہم

کیوں ہے [illegible] غضب [illegible] کرنے کے لیے
اب نہ تھمنے کے لیے ہوں نہ بگڑنے کیلیے
زہر کر دیگا رقیبوں کو اگر عشق ترا
جھوٹے سچے ہیں سب آتے ہیں جھگڑنے کیلیے
[illegible] بھی ہو نہیں دیوانہ تو دیوانہ ہوں
ہاتھ کانوں پہ دھرے [illegible] کان پکڑنے کیلیے
لامکان [illegible] بناتے ہیں جہاں [illegible]
سب [illegible] ہیں [illegible] کیلیے
جان لینگے مری [illegible] قتل
پھر [illegible] میں [illegible] کیا

سے بہ بزم سخن طوطی خوش نوا + بدین زمزمه شد ترنم سرا + راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت اژدر سیاہ سر طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب قلعہ سرشاریہ کے پہونچا تو اسنے لشکر اپنا اتارا ہرکاروں نے خبر سرشار شاہ کو پہونچائی کہ خداوند باختر کی جانب سے اژدر سیاہ سر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا ہے سرشار شاہ نے سکندر رستم سے عرض کی فرمایا لشکر کو قلعہ کے باہر نکالو جس وقت وہ طبل جنگ بجوائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا پس سرشار شاہ نے قلعہ کے باہر بارگاہ برپا کرائی فوج کو لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا ادھر اژدر سیاہ سر نے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سرشار شاہ اگر تو نے بباد فنا کے دین قدیم کو تبدیل کیا ہو تو ان لوگوں سے علیحدہ ہو جا اور اگر تو اُن سے علیحدہ ہو جاویگا تو میں سمجھونگا کہ بدل تو اُنکا مطیع ہو گیا ہے یہ نامہ تحریر کرکے ایک سوار کو دیا اور طرف سرشار شاہ کے روانہ کیا جسوقت ایلچی اژدر سیاہ سر کا سرشار شاہ کے پاس پہونچا اور سرشار شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسنے جواب میں تحریر کیا کہ ای اژدر سیاہ سر میں نے بدل اسلام قبول کیا ہے اگر دین ساریق پرستی برحق ہوتا تو میں جان دینا قبول کرتا مگر اطاعت خدا پرستوں کی نکرتا تو جس ارادے سے آیا ہے وہ پورا کر جس وقت یہ جواب اژدر سیاہ سر کو پہونچا تو نہایت طیش میں آیا اسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت غلغلۂ رزمی پیدا ہوئی اور آواز نقارہ کی گوش شہزادہ سکندر رستم وغیرہ کو پہونچی انہوں نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو اژدر سیاہ سر اپنی فوج کو لیکر میدان میں آیا ادھر سے شاہزادہ سکندر رستم خوشنگ صف شکن وحید الملک مظفر بن غضنفر عارف بن معروف بن اسد سبع بہرام جون آشام و سرشار شاہ میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال کے بیلداران برق رفتار لیکا در پستی و بلندی زمین کو ہموار کرنے لگے بہشتی سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھلایا جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب بہادروں کے

دوست نامردوں کے رقیب ترغیب جنگ دلا رہے گئے تو اژدر سیہ سر نے باگ اپنے گرگ دن ستکی کی اور
میدان میں آکر خوب سلح شوری کی پتیرے کے ہاتھ نکالے سراپا میدا اسکا دکھایا جسوقت خوب غرق عرق
ہوگیا پھر نیزے کو زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان وزرقہ
مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو کہ مجھے خداوند ساریق نے
تمہارا ملک الموت بناکے بھیجا ہے سنتے عارف بن معروف نے پورا باگ کا لیا اور سامنے اژدر سیہ سر
کے پہونچ کے نعرہ کیا کہ او ملعون کیا بکتا ہے تو شیطان ہوکر ملک ہونے کا دعوی کرتا ہے یہ نیزہ میرا تیرے
واسطے تیر شہاب سے کم نہیں ہو لا ضرب بہادری کی اژدر سیہ سر نے کہا کہ او طفل تو مجھ سے کیا مقابلہ کریگا
کسی جوان کو بھیج کہ اس سے دو چار ہاتھ چلیں تو تو ضرب کے تلے میں دب جائیگا عارف بن معروف
نے کہا کہ بس زیادہ یاوہ گوئی نہ کر دیکھ ابھی حال کھلا جاتا ہے سنتے اژدر سیہ سر نے نیزہ مارا عارف
بن معروف نے نیزے کو حریف کے اپنے نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں بڑی دیر تک نیزہ بازی کی مگر کام نہ نکلا
آخر عارف نے نیزے پر نیزہ اس زور سے مارا کہ دونوں نیزے کی ڈانڈیں ٹوٹ کے گر گئیں اژدر ہنسا
اور کہا کہ جب نیزہ نکل نہ سکا تو یہ حرکت کی کہ اپنا نیزہ بھی بیکار کردیا اور میرا نیزہ بھی خراب کیا عارف
نے تلوار کھینچ لی اور آواز دی کہ یہ سب کھیل تماشے کی باتیں ہیں تلوار کمر سے کھینچ کر سپہ گری کے جوہر
کھلیں اژدر سیہ سر نے بھی تلوار کمر سے کھینچ لی اور دو بدل ہونے لگی عارف نے پھرتی سے اس طرح
ہاتھ تلوار کا مارا کہ گردن مرکب اژدر کی اڑ گئی کہ گردن سے بدن تک مارا اژدر نے زین خالی کیا اور دوسرا
مرکب طلب کیا عارف بن معروف باگ کو [illegible] سے ٹھہرا جب دوسرا مرکب آگیا اور اژدر سیہ سر پھر سوار
ہولیا تب عارف بن معروف نے حملہ کیا نعلے کا اور دو بدل میں پاؤں مرکب عارف کا موش خانہ میں
جا رہا گھوڑا اوندھے منہ گرا یہ چونک میں سامنے آرہا خود سر سے گرا تلوار اژدر سیہ سر کی عارف کے سر پر
پڑتی تھی وہ بھنور اترائی عارف نے ہوا سینہ مارا تیغہ سر سے دور ہوا مگر چادر خون کی سر سے بہہ آئی غشی
طاری ہوئی یہ رنگ دیکھکر مظفر نے گھوڑا دوڑا دیا اور عارف کو لشکر کی طرف پھیرا آپ سامنا کیا دیر تک
تلوار چلی آخرکار مظفر بھی زخمی ہوا اور مظفر کے وحید الملک نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ بہرام خون آشام
نے کہا میں جاتا ہوں اور اسکو سرکشی کا مزا چکھاتا ہوں یہ کہکر باگ گھوڑے کی اٹھائی لو سامنے اژدر سیہ سر
کے آکر آواز دی کہ او بیوقوف کیوں عاقبت اپنی خراب کرتا ہے ساریق مسخرا ہے سلطنت کے زور پر خداوند
بن بیٹھا ہے خدائے حقیقی کو بھلا ہوا ہے ایک دن مرینگے واسطے بھی وہی آنے والا ہے جو لقا کے لیے آنیوالا
ہے یہ سنکے اژدر سیہ سر نے کہا کہ اے بہرام خون آشام تجھے تعجب ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے اسلیے کہ تم عزیز لقا
خداوند سے ہو خاص خدمت کہلاتے ہو تمہارا درجہ بزرگوں سے خداوند اول کا لیکا کیا ساتھ دیا اور کسقدر
اطاعت لقا کی کی اور تم ذرا سی باتیں برگشتہ ہوگئے بہرام نے کہا کہ میں تو ساریق کی حالت سے
کماحقہ آگاہ ہوں تم نہیں جانتے ہو اسکو خداوند مجازی سمجھ کر جھکتا ہے پس اسے آگاہی ہاں تو لگایا یہ سنکے اژدر سیہ سر
نے کہا کہ میں جس کام کے لیے آیا ہوں اسے انجام دونگا اگر ساریق خداوند نہیں تو بادشاہ ہونے میں اسکے
کیا شک ہے میں نے ساریق کا نمک کھایا ہے میں کس طرح اس سے روگردانی کرسکتا ہوں بہرام نے
کہا کہ تو اپنے فعل کا مختار ہے میں اپنے فعل کا مختار ہوں مجھے تیرے سے کوئی واسطہ کوئی کام نہیں اسلیے کہ اپنی
اپنی گور ہے اور اپنی اپنی منزل تو مجھ سے مقابلہ میں دریغ نہ کر تلوار کمر سے کھینچ سنتے اژدر سیہ سر نے
وہی تیغہ خون آلودہ بہرام خون آشام پر مارا بہرام نے سپر کو اٹھاکر چوٹ کی پناہ کیا اور وار اژدر کا

روک کے اسنے وار کیا بہرام خون آشام کا وار اژدر نے روک لیا دیر تک رد و بدل ہوتی رہی آخرکار سنان
اژدر سیہ سر کا غالب آیا اور بہرام خون آشام ہاتھ سے اژدر کے زخمی ہوا بعد اسکے زخمی ہونے کے
شاہزادہ وحید الملک کو تاب نہ رہی مرکب کو جھکا کر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اور فرمایا لا ضرب
بہادروں کی اژدر سیہ سر نے کہا کہ لے تو بھی لے یہ کہکر تلوار ماری وحید الملک نے وار اسکا
کشت شمشیر سپر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر قلم ہوئی اژدر نے سر نیچے کھینچا تلوار سر مرکب پر آئی
گردن مرکب کی قلم ہوئی اژدر نے جلدی سے زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب وحید الملک
کو بے گردن کرے وحید الملک تلوار پھینک کر اژدر سیہ سر سے لپٹ پڑے اژدر سیہ سر بھی
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی افسران لشکر قریب آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اژدر
سیہ سر بڑے تن و توش کا جوان ہر لپٹا ہی رہا ادھر شاہزادہ وحید الملک بھی جس مقام پر قایم
ہو جاتے تھے مجال نہ تھی اژدر سیہ سر کی کہ لنگر اکھاڑ دیتا شام تک کشتی رہی رات کو بھی علیحدہ
نہوئے دونوں جانب سے روشنی آگئی ان دونوں کو لڑنے کے سوا دوسرا کام نہ تھا غرضکہ خوب جنگ ہوئی کہ
قضائے کار از اتفاقات روزگار اسی وقت سے ثمود جادو اپنا تخت سحر اڑاتے ہوئے چلی جاتی تھی
یہ ساحرہ شاگرد ہے مار گیر جادو حاکم قلعہ مارگیران کی اسنے خبر سنی تھی کہ اہل اسلام استاد کے قلعہ کی طرف
آئے ہیں یہ ارادہ مدد مار گیر جادو چلی جاتی تھی اور اک مدت سے اژدر سیہ سر پر عاشق تھی مگر اژدر
نے چونکہ اسکو اسکی ہیئت اصلی پر دیکھ لیا تھا اس وجہ سے وصل سے انکار کرتا تھا یہ ساریق کے
رعب سے اژدر جادو پر جبر نہ کر سکتی تھی اسنے جو دیکھا میدان میں روشنی ہے دو جوان لڑ رہے
ہیں اپنے تخت سحر کو روشن کرکے دیکھا تو اژدر سیہ سر کو پہچانا بس پنجہ سحر کو بڑھایا اور اژدر سیہ سر
کو لیتے ہوئے چلی گئی وحید الملک جانب آسمان دیکھکر رہ گئے لشکر اژدر سیہ سر کا اپنے مقام پر
پھرا ادھر شاہزادہ وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور سکندر رستم خو میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوئے مجروحوں کو شفاخانہ میں بھیج دیا لیکن بدل حال اژدر سیہ سر اور ثمود جادو
کا سنئے کہ ثمود جادو اژدر سیہ سر کو لیے ہوئے اک داشکوہ میں ہو پہنچی اژدر سیہ سر
موج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا ثمود جادو نے خیمہ سحر کا آراستہ کیا اسباب آرایش مہیا کرکے
سر اژدر سیہ سر کا اپنے زانو پر لیا اور خوب آراستہ ہو کر بیٹھی پری کی صورت بنی ہوئی تھی جس وقت
آنکھ اژدر سیہ سر کی کھلی تو سر اپنا اک نازنین کے زانو پر دیکھا نہایت خوش ہوا نازنین نے کہا او ظالم تو تو خوب
کشتی لڑ رہا تھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ پھر تم مجکو کیوں اٹھا لائیں اب تمہیں مجھ سے محنت کرنا پڑیگی ایک
دن تو جیتا تھا پھر دو پہر میں اور حریف کو زیر کر لیتا ثمود جادو نے کہا کہ لڑنا بھڑنا اچھا یا معشوق کو بغل میں لیکے
سونا اچھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ بظاہر تو یہی اچھا ہے لیکن انجام خراب ہے کہ قوت زائل ہو جاتی ہے ثمود جادو
نے کہا کہ قوت بھی تو کس کام آئی اگر میں اٹھا نہ لاتی تو کوئی دم میں تم گرفتار ہو جاتے اژدر سیہ سر نے کہا کہ
اگر یوں گرفتار بھی ہو جاتے تو عذاب خداوند ساریق میں تو گرفتار نہ ہوتے کہ اسکا حکم یہ تھا کہ جاکر شہر بشارستان
کو تاخت و تاراج کر دو اور ان سرکشوں کو جا کے گرفتار کر لاؤ بس یہ سنکے ثمود جادو نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ میرا
مطلب دل بر لاؤ تمہارا مطلب بھی حاصل ہو جائیگا اژدر سیہ سر یہ سنکے نہایت خوش ہوا مگر اسنے اسوقت
ثمود جادو کو پہچانا نہیں یہ دھوکے میں رہے کہ ثمود جادو سے ہم بستر ہوا صبح کو ثمود جادو نے اپنی صورت
اصلی دکھائی اور کہا کہ تو بہت مجھ سے بچتا تھا دیکھا تو نے کہ میں نے تجھ کو کس طرح اپنے دام تزویر میں

پھنسا لیا اژدر جادو نہایت شرمندہ ہوا کہ اگر میں ایسا جانتا تو وصل ہرگز کبھی قبول نہ کرتا مگر اب تو جو ہونا
تھا ہو ہی چکا تھا نمود جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب وہ انکار تمہارا ہار گئے تجھسے کبھی عذر و انکار نہ ہوگا لیکن کسی طرح
ان لوگوں کو گرفتار کر دے کہ میں لیجا کر خداوند سازلیق کے سپرد کر دوں یہ سنکے نمود جادو نے کہا کہ تو اپنے
لشکر کی طرف چل اور طبل جنگ بجا صبح کو میں نقابدار سیہ پوش بنکے آؤنگی اور سبکو گرفتار کرکے لے آؤنگی
اژدر سیہ سر یہ سنکے رخصت ہوا اور اپنے لشکر کی طرف چلا راستے میں کچھ لوگ اسکے لشکر کے اسکو ملے کہ وہ تلاش
میں اسکی چلے جاتے تھے اژدر سیہ سر ان سبکے ساتھ اپنے لشکر میں آیا اہل لشکر نے نقارۂ خوشی بجایا
شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے ذرا خبر تو لاؤ ہرکارے گئے بعد کچھ دیر کے
آکر عرض کی کہ اژدر سیہ سر اپنے لشکر میں آیا ہے اس خوشی میں اہل لشکر نے نقارۂ شادمانی بجایا ہے ادھر
اژدر سیہ سر نے شام تک تو آرام لیا شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر ان شاہزادوں کو
پہنچی کہ اژدر سیہ سر نے نقارۂ رزمی بجوایا ہے انھوں نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا تمام رات تیاری
جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف قتال وعدہ اہل نقیب نقیب دیگر
ہٹنے تھے ہنوز کوئی میدان میں نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا اور ایک نقابدار سیہ پوش
پیدا ہوا سب متحیر تھے کہ یہ نقابدار کون ہے نقابدار نے میدان میں آکر آواز دی کہ ہم غضب خداوند سازلیق
ہیں اے خدا پرستو جسکو جان پیاری ہو وہ بھاگ جائے اور جسکو اپنے تئیں عذاب میں پھنسانا اور گرفتار کرانا
ہو وہ میرے سامنے آئے ہم نقابدار سیہ پوش ہیں یہ سنکے سرداران اسلام نے سازلیق کو برا بھلا کہا اور
شاہزادہ سکندر رستم خو کو نہایت غصہ آیا وحید الملک ارادہ ہی کرتے رہگئے کہ سکندر مرکب کو جھکا کر سامنے
نقابدار کے آیا اور کلاوہ جلی مرکب برابر سے لیا ہوئے نقابدار نے نام پوچھا سکندر نے نام مع لقب
صاحبقرانی بتایا نقابدار ہنسا اور کہا کہ تجھکو کیا ہوا کہ گویا صاحبقران کو زیر کیا سکندر نے فرمایا کہ مجھکو زیر کیا
تو گویا لشکر اسلام کا بازو توڑ دیا مجھ میں اور صاحبقران میں اگر ہوگا تو تھوڑا ہی سا فرق ہوگا نقابدار نے
کہا کہ لا ضرب اپنی دیکھوں تو تو کیسا صاحبقران ہے سکندر نے فرمایا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہے
نقابدار نے یہ سنکر نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں دیر تک نیزہ بازی رہی مگر کام
نہ نکلا دیکھا سکندر نے کہ نیزہ بازی کے فن سے تو نقابدار چنداں واقف نہیں ہے مگر زبردست معلوم
ہوکر جھٹکے کھاتا ہے اور نیزہ ہاتھ سے نہیں چھوڑتا ہے بس سکندر نے ایک بند باندھکے جو جھٹکا مارا تو سنان
نیزے کی نکلگئی لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی نقابدار نے بھی تعریف کی مگر نیزے کو پھینک کر
تلوار کھینچ لی اور سکندر پر وار کیا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ چھڑاکر ہاتھ سے تلوار چھین لے
ممکن نہوا کشمکش ہونے لگی گھوڑے لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے سکندر بھی گھوڑے
سے کود پڑے اور نقابدار بھی کودا دونوں میں کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب شام نقابدار
نے سکندر کو اٹھا لیا اور یوں ہی ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوگیا سرداران اسلام
سکتہ ہو گئے کہ سکندر وہ شخص ہے جو ثانی علمشاہ رومی ہے اور صاحبقران اوسط کا خطاب اپنے پایا
ہے سات روز میں صاحبقران ثالث سے زیر ہوا تھا نقابدار اسکو دن بھر میں زیر کر لیگیا بھید سے
خالی نہیں ہے غرض کہ سب نہایت رنجیدہ اور کمال غمگین واپس ہوئے وہاں اژدر سیہ سر نے پھر
طبل جنگ بجوا دیا یہاں خبر ہوئی اسی وقت بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری
جنگ کی ہونے لگیں یہاں نقابدار سیہ پوش یعنی وہی ملکہ نمود جادو جو سکندر کو لیے ہوئے

پہونچی تو ملازمین کے حوالے کر دیا کہ اسے لیجا کے قید کرو آپ لباس بزم پہنا آراستہ ہو کے بیٹھے اور سکندر
کو طلب کیا ملازموں نے آ کے کہا کہ وہ تازہ قیدی سر پھوڑے ڈالتا ہے نمود جادو نے کہا اسے
میرے پاس لاؤ لوگ سکندر کو لیکر سامنے نمود جادو کے آئے نمود جادو سکندر کی طرف مخاطب
ہوئی کہ اے جوان رعنا تو کیوں سر پھوڑتا ہے اگر تجکو اپنی اسیری کا غم ہے تو بیدخل ہے۔ تجھے میں ہی
نازنین نے تو زیر کیا ہے کسی اور نے تو نہیں زیر کیا ہے معشوق سے سبکی زیر ہوتے ہیں سکندر نے خیال کیا
کہ صورت تو اچھی ہے مگر یہ ساحرہ ضرور ہے ورنہ اک نازنین عورت مجھے کیا زیر کر سکتی علاوہ اسکے یہ بیحجابی اور
بیحیائی اس سن میں ہو نہیں سکتی جو تمیں ہے یہ سحر کی ستمگاری ہے یہ خیال کر کے نمود جادو سے
کہا کہ یہ اور بھی شرم کی بات ہے کہ میں عورت سے زیر ہو جاؤں نمود جادو نے کہا کہ جان جہان یہ تو
سوچ کہ میں کیسی عورت ہوں ایسے میں ساحرہ ہوں سحر سے زور نہیں چل سکتا اگر تو وصل میرا قبول کر
تو میں تجکو خداوند بنا دوں قیطول خداوندی پر بٹھا دوں ساریق بن بقا کا ہمسر بنا دوں یہ سنکے سکندر
نے کہا کیا تجھکو بائولی ہے میں کبھی وصل ساحرہ کا قبول نکرونگا خداوند باطل بننے سے خداوند حقیقی کی عبودیت
ہزار درجہ بہتر ہے یہ سنکے نمود جادو کو برا معلوم ہوا اسنے پھر سکندر کو زندان میں بھجوا دیا اور آپ
سو رہی مگر نیند نہ آتی تھی جب صبح قریب ہوئی تو یہ کچھ رات رہے سے اٹھکر نقابدار بنی اور دخمہ
کوہ سے نکلکر طرف قلعہ سرشار یہ کے روانہ ہوئی وہاں طبل جنگی بجتے تھے زنادہ شبکا بہ طرف ہوا
اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان شاخہاے درخت پر
مصروف زمزمہ سرائی ہوئے فوجوں نے رخ میدان کارزار کا کیا دونوں طرف کی فوجیں وعدہ گاہ مصاف
میں آکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نسیب دیکر بیٹھے ہی تھے کہ جانب صحرا
بگولہ گرد کا اڑا اور نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا آج نقابدار سیہ پوش نے آتے ہی شاہزادہ
شہنشاہ صف شکن کو ٹوکا اور آواز دی کہ میں نے سنا ہے تجھے بھی اپنے زور و طاقت پر ناز ہے دیکھوں تو
کہ تو کیسا ہے خضر ان نے آکر منع کیا کہ اے شاہزادہ اسکے مقابلہ کو جانا اچھا نہیں ہے دیکھا نہیں کہ کل سکندر
کی کیا حالت ہوئی اس پردہ نقاب میں کچھ اسرار معلوم ہوتا ہے شہنشاہ صف شکن نے ارشاد فرمایا
کہ خواجہ کہتے تو سچ ہو مگر وہ مجھے ٹوک رہا ہے اگر نہ نکلونگا تو مردان عالم طعنہ زن ہونگے اس سے
تو گوشہ نشین ہو جانا اور مر جانا بہتر ہے یہ فرما کر مرکب کو جنبش دی اور سامنے نقابدار سیہ پوش کے آئے نقابدار
نے نیزہ مارا انھوں نے نیزہ کو نیزہ پر لگا کر دیر تک نیزہ بازی رہی انھوں نے بھی نیزہ نقابدار کا
بیچ سے توڑ دیا نقابدار نے کہا کہ تم تو کوئی قابو نہیں بھی چلتا ہے لیکن اپنی سی کر جاتے ہو یہ کہکر تیغہ کمر سے
کھینچ لیا اور سر پر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کے وار کیا شہنشاہ صف شکن نے وار نقابدار کا رد کر کے
استاد وار کیا نقابدار نے بھی وار شہنشاہ صف شکن کا رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر مرکب نقابدار کا
مارا گیا نقابدار گھوڑے سے کود کر دوڑا کہ مرکب حریف کو بھی ایکر ڈالوں شہنشاہ صف شکن بھی گھوڑے
سے کود پڑے نقابدار تلوار پھینک کے لپٹ پڑا شہنشاہ صف شکن بھی دست و گریبان ہوئے
کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو نقابدار نے شہنشاہ صف شکن کا بھی لنگر توڑا اور سر سے بلند
کر کے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا خضر ان نے جو یہ ماجرا دیکھا نہایت پریشان
ہوا اسکو یقین ہو گیا کہ اسمیں کچھ اسرار ضرور ہے تعاقب میں نقابدار کے چلا کچھ دور گیا تھا کہ دیکھا نقابدار
نے دیکھا یہی آتا ہے پلٹ کے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہاں آتا ہے پلٹ جا ورنہ پچھتاوے گا یہ سنکے

خضران آلیٹے پاؤن پھر نقابدار نے شہنشاہ صف شکن کو بھی لیجا کے قید کیا رات کو پھر نقارہ
رزمی بجا اور صبح کو لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نقیب
دوبارہ بڑھے تھے کہ پھر صحرا سے نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا اور آج وحید الملک اسکے مقابلے کو نکلے
چونکہ وحید الملک سمجھ چکے تھے اور خضران نے بھی کہدیا کہ جب نقابدار نے دن دن بھر مین شہنشاہ
صف شکن اور سکندر رستم خو کو زیر کر لیا تو تم بھی اسکے ہاتھ سے بچ نہین سکتے لہذا جب تک ہو سکے
تلوار کی لڑائی لڑنا کشتی کی نوبت نہ آنے دینا وحید الملک نے کئی وار کیے پھر قلم ہوئی خود
کٹا مگر نقابدار کے بدن پر زخم نہ آیا انجام کار نوبت کشتی کی آگئی اور آج نقابدار وحید الملک
کو بھی باندھ کے لیے چلا گیا وحید الملک کی گرفتاری کے بعد سرشار شاہ اور مظفر اور عارف
بن معروف نہایت پریشان ہوئے وہان نقابدار نے وحید الملک کو بھی قید کیا اور اژدر سیہ مہر
سے کہلا بھیجا کہ اب مین کل ایکدم اور زمین جنگ کا خاتمہ کر دونگی طبل جنگ بجوا اور زندانخانہ قیدیون
سے بھر دے اژدر سیہ مہر نے اسی وقت طبل بجوا دیا ادھر اہل اسلام نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم
دیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین آج لشکر مین عجب طرح کا انتشار اور ہنگامہ تھا کہ دیکھیے کل
کیا ہوتا ہے یہ نقابدار خدا جانے کونسی بلا ہے کہ اسنے ایسے شیرونکو اس طرح زیر کر لیا جیسے کوئی
پہلوان بچون کو پکڑ لے جائے وہان نمود جادو جو اپنے مقام پر ہوگی تو اسنے وحید الملک سے
بھی سوال وصل کا کیا انھون نے بھی انکار کیا اور اسکو برا بھلا کہا اسنے وحید الملک کو زندانخانے
بھیجکر شہنشاہ صف شکن کو طلب کیا انھون نے بھی انکار کیا اس وقت یہ غصے مین پڑ رہی
کہ ہمارا مطلب دل کسی مسلمان سے پورا ہونا غیر ممکن ہے یہ کام ہوگا تو پھر آسی اژدر سیہ مہر سے ہوگا
جب صبح ہوئی تو اسنے پھر نقاب سیہ چہرہ پر ڈالی اور لباس سیاہ پہنکر جانب قلعہ سرشاریہ روانہ
ہوئی یہان نقارہ بجتے بجتے صبح ہوئی ہنوز دونون لشکر میدان مین ہو چکر صف آرا نہونے پائے
تھے کہ نقابدار پہونچ گیا لیکن خضران نے سرشار شاہ کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر سب سردار
گرفتار ہو جائین تو تم سمجھ کر لینا کہدینا کہ مین نے مسلمانون کے دباؤ سے اسلام اختیار کر لیا تھا مین
اپنے دین قدیم پر ہون تاکہ نقابدار سلطنت سرشاریہ کو تباہ نکرے ورنہ تمام ملک تاراج ہو جائیگا
سرشار شاہ یہ سن کے رونے لگا خضران نے سمجھایا کہ تم کیون روتے ہو جب تم یہ عذر پیش
کر دوگے تو تمھاری جان بھی بچیگی اور سلطنت بھی محفوظ رہیگی سرشار شاہ نے کہا کہ مین اس لیے
نہین روتا ہون بلکہ یہ خیال کرتا ہون کہ ابھی کس شد و مد سے ان شاہزادون نے آکر حکم دا انا
کو رہا کیا اس ملک کو اسلام آباد کیا آج وہ کس مجبوری کی حالت سے قید ہو کر پھر دربار ساریق
مین جاتے ہین ساریق اب انھین کاہیکو زندہ چھوڑیگا خضران نے کہا کہ یہ اندیشہ نکرو یہ لوگ
صاحب اقبال ہین انکو کوئی قتل نہین کر سکتا جبتک موت نہ آئے یہ اسی طرح سیکڑون بار اسیر
ہوئے ہین اور پھر رہا ہوے ہین انجام مین فتح کا سہرا انھین کے سر ہوگا کافرون کے لیے چار دن کی
چاندنی ہے ابھی کل کی بات ہے کہ ہمارے مغرب سے کس طرح گرفتار ہو کے آئے تھے اور یہان ساریق
نے اپنے نزدیک جلوا دیا تھا مگر خدا نے پہلے سے حکیم دانا کو انکی حفاظت کے واسطے پیدا کر دیا تھا
کہ صحیح و سالم نکل آئے بال بھی بیکا نہوا سرشار شاہ نے کہا کہ بہتر ہے مگر مین انکی فہمایش سے
کرتا ہون اسکا کوئی الزام مجھپر نہ آئے مجھے اپنی جان اور سلطنت عزیز نہین ہے خضران نے کہا

اور اس کا مین ذمہ کرتا ہون اگر تم اگر ایسا نہ کروگے تو ایک تمہارے ساتھ سارے ملک پر تباہی آجائیگی بہت سے
بندگان خدا کی جانین تلف وبرباد ہونگی اول تو مین آج جان پر کھیل کے عیاری کرونگا جس طرح ہوگا اس
نقابدار کو مار کے اپنے شاہزادون کو رہا کرونگا اور بالفرض اگر مین نے قابو نہ پایا اور خود بھی اسیر پنجۂ تقدیر
ہوا تو خدائے حقیقی کوئی اور صورت رہائی پیدا کردیگا یہ سنکے سرشار شاہ تو خاموش رہا اور خضر الن یہ سنکر
لشکر سے علیحدہ ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا یہان نقابدار سیہ پوش میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
شاہزادۂ مظفر بن غضنفر غازی اسکے مقابلہ کو نکلے غضنفر نے گھوڑا نقابدار کا بے کردیا اور کئی
ہاتھ ایسے مارے کہ پورے پڑے لیکن جسم پر نقابدار کے کوئی اثر نہوا آخر نقابدار لپٹ پڑا اور
پہر بھر کی کشتی مین غضنفر کو باندہ کر عیاران اژدر سیہ سر کے سپرد کیا کہ اسے لیجاکے قید کرو عارف
بن معروف نے جو دیکھا کہ بھائی میرا اسیر ہوگیا ہی یہ بھی آپڑا اور بد سے تلوارون کے نقابدار کو
دم لینا دشوار کردیا آخرکار ہاتھ سے نقابدار سیہ پوش کے یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد بہرام خون آشام
نے مقابلہ کیا یہ بھی گرفتار ہوا کچھ دن باقی تھا کہ نقابدار سیہ پوش نے سرشار کی طرف دیکھکر آواز دی
کہ بس رئیس لوگون کی حمایت پر تو نے اطاعت سارلیق سے روگردانی کی تھی سرشار شاہ نے کہا کہ
ای نقابدار اگر مین اطاعت نکرتا تو کیا کرتا مین نے اپنی جان بچائی ورنہ یہ لوگ مجھکو کاہیکو زندہ چھوڑتے اژدر
سیہ سر نے کہا کہ جب مین نے نامہ لکھا ہی تو تو نے جواب مین تحریر کیا تھا کہ مین نے خوشی سے دین اسلام
اختیار کیا ہی اب یہ قول تیرا صحیح سمجھا جائے یا وہ قول سرشار شاہ نے کہا کہ اگر تو مجھسے تنہائی مین پوچھتا
تو مین بیان کرسکتا تھا تو نے علانیہ نامہ بھیجا اگر مین یہ ظاہر کرتا کہ مین بخوف جان مسلمان ہوا ہون تو قبل
تیرے یہ لوگ میرا ہی خاتمہ کردیتے بقول شخصے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود
کا مصداق ہوجاتا اژدر نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہی مگر ای نقابدار جو جیسا دغا ہی وہ ابھی باقی ہی یعنے حکیم سودائی
دانا ابھی گرفتار نہین ہوا ہی یہ سنکر نقابدار نے سرشار شاہ سے حکیم کو طلب کیا اب سرشار شاہ نہایت
پریشان ہوا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین ایک بیگناہ کو گرفتار کرکے کافر کے حوالے کردون یہ اسی فکر مین تھا
کہ حکیم سودائی دانا نے کہا مین موجود ہون اور اسی وقت لشکر سے سرشار شاہ کے علیحدہ ہوکر چلا
آیا اب نقابدار حکیم سودائی کو ساتھ لیے ہوئے جانب کوہ روانہ ہوا اور اژدر سیہ سر سے کہا کہ
تو بھی اپنے لشکر سمیت اور ان قیدیون کو لیے ہوئے دامنۂ کوہ مین آ آج کی رات مین جشن کرونگی اور
کل پہلے قلعہ مار گیر پہ جاؤنگی اسکے بعد خدمت خداوند مین جاؤنگی اور اسکے علاوہ اور جو سرداران
اسلام گرفتار ہونگے انکو بھی لیتی جاؤنگی سنا ہی کہ استاد کے قلعہ پر بھی خداپرستون نے یورش کیا ہی یہ کہکر
مع حکیم دانا کے جانب کوہ روانہ ہوئی حکیم سودائی دانا کو خیال تھا کہ شاید خواجہ خضر الن یا اور
کوئی ہماری رہائی کے واسطے آنے کا قصد کرے کہ راستہ آسانی سے ملجائے یہ تصور کرکے رومال
پھاڑ کے اسکی چیتھڑ جابجا پھینکتے ہوئے چلے گئے جب نمود جادو دامنہ کوہ مین پہونچی تو حکیم سودائی دانا
کو بھی زندان مین بھجوادیا اور آپ جشن کی تیاری کی ادھر اژدر سیہ سر بھی مظفر بن غضنفر اور عارف
بن معروف اور بہرام خون آشام وغیرہ کی قید لیے ہوئے مع لشکر پہونچا اور گرد لشکر اتارا آکر صحبت
مین نمود جادو کے پہونچا وہان تو سب مصروف جشن ہین ادہر یہان خواجہ خضر الن نے صورت زنی
گوسفند کی بنالی مین ہاتھ مین لی اور تلاش مین چلے دیکھا انھون نے کہ چیتھڑے کپڑے کی جابجا پھیلی ہوئی
ہین خواجہ بھی دانائی مین فرد ہین انھین چیتھڑون کی رہبری سے تا بدامنہ کوہ پہونچ گئے دیکھا کہ گرد لشکر

اور بیچ مین ایک بارگاہ برپا ہی آواز ساز آ رہی ہی یہ بھی تھیلا باندھے ہوئے بین کاندھے پر رکھے داخل لشکر ہوئے اہل لشکر سے پوچھا کہ یہان یہ کیسا جلسہ ہو ان لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ نمود جادو نے جلسہ کیا ہی خضر ان نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم ہی مین ملک مغرب سے آ رہا ہون اور ساریقیہ کو جاتا ہون راستہ مین یہان کا حال معلوم ہوا مجھے خیال آیا کہ اس طرف بھی ہوتا چلون تاکہ شریک جلسہ ہون لوگ اسکو تا بہ بارگاہ پہونچا گئے اور ملکہ نمود جادو سے اطلاع کی کہ ایک بین نواز تماشا آپکے اقبال سے آگیا ہی اگر اجازت ہو تو اسے بلا لیا جائے یہ سنکے نمود جادو نے کہا کہ بلاؤ خواجہ خضر ان بارگاہ مین داخل ہوئے دیکھا کہ نمود جادو مسند پر بیٹھی ہی پہلو مین اسکے اژدر سیہ سر بیٹھا ہی خضر ان نے سلام کیا اور سامنے بیٹھ گیا نمود جادو نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اور رہنے والے کہان کے ہو خضر ان نے نام اپنا آہنگ بین کار بتایا اور کہا کہ مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون خدا برباد کرے ان خدا پرستون کا کہ جبسے اُنکے قدم آئے اُسوقت سے بہارستان مغرب پر خزان آگئی اور سنجاب شاہ مغربی مسلمان ہوگیا جن لوگون کو اپنا دین قدیم پیارا تھا انھون نے کنارہ کشی کی بہت سے بنگال خداوند ساریق شہر سے کنارہ کش ہوئے مین نے بھی ساریقیہ جانیکا قصد کیا تھا راستے مین قزاقون نے مال و اسباب لوٹ لیا مین بیدست و پا ہوگیا یہان سنا کہ کچھ خدا پرستون کو آپنے اسیر کر لیا ہی مین اس شوق مین یہان آیا کہ آپکی قدمبوسی حاصل کرون اور آپہی کے ساتھ ملک ساریقیہ تک پہونچ جاؤن یہ سنکے نمود جادو خوش ہوئی اور کہا کہ اچھا آج روز جشن ہی تم اچھے وقت آئے اگر مجھے خوش کروگے تو مین بھی خوش کرونگی یہ سنکے خواجہ نے بین اٹھائی اور پردے اسکے درست کرکے بجانا شروع کی نمود جادو محو ہوگئی اژدر سیہ سر نے کہا کہ یہ تو باجا تھا کچھ گلے سے بھی کہو کہ لطف حاصل ہو اب خواجہ نے یہ غزل گنگنا کے شروع کی غزل

میان زیست کرو کی کس سے فغان میری　　تضا سے نکلے ہوئی بند کیون زبان میری

بہت خوشی سے وہ سنتا ہی داستان میری　　پسند کرتا ہی ظالم برا بیان میری

ہر ایک لب پہ ہی کمبخت داستان میری　　زمانے بھر کی زبان بن گئی زبان میری

جو ناگوار تمھین ہوتی ہو فغان میری　　تو بوسے کے کبھی کاٹ لو زبان میری

کرونگا ضعف کا اپنے بدگمان سے شکوہ　　خدا کرے کہین لکنت کرے زبان میری

جنون ہوا مجھے اس گل کی چاہ رہی سے　　اڑائین جیب و گریبان نے دھجیان میری

توہی بتا ہو کیون اپنے ضعف سے نفرت　　چلے تو ذکر ترا اور رہ چلے زبان میری

خدا کرے نہ کبھی اُسکے کان تک پہونچے　　بھری ہی درد سے کمبخت داستان میری

اگر وہ شاروان ہی مین بات کرتی ہو مقصود　　کہو تو لب نہ ہلائے کبھی زبان میری

نہ غیر حال ہو کسطرح حال کا میرے　　کہین کہین سے وہ سنتا ہی داستان میری

اُسی کے نام کی رٹ اور اُسیکا ہر دم ذکر　　نہ جانے کیا مجھے سنوائیگی زبان میری

جو سے کہے نہ کمبخت کچھ ہو نہی آگاہ　　دہن مین رکھنے کے قابل نہین زبان میری

عیان ہی وصل کا اقرار بوسہ بازی سے　　زبان آپکی مین لیتا ہون وہ زبان میری

جو دیکھے آئینہ مین زلف و رخ غنچہ آلود　　کبھی نہ خاک اڑائے وہ بدگمان میری

بھلانے کس سے ترا ذکر کرتا ہو ظالم　　کچھ اور یاد دلاتی ہین ہچکیان میری

کیسے جان مین ہی دشمن سے دوستی کی امید　　اڑاتے ... زمین پہ مرا آسمان میری

کچھ ایسا میں رہِ الفت میں تیز جاتا ہوں | کہ خاک بھی نہیں پاتے ہیں کارواں میری
زمیں مل گئی مٹی میں اُس جگہ کی سب | جہاں پہ خاک اُڑاتا ہے آسماں میری
نہیں لگی لگتی ہے تو برق گر پڑے گی ضرور | نہ رکھے دل میں کبھی الفت آشیاں میری
تمہارا نام دہن میں رہے قیامت تک | دمِ اخیر اگر بند ہو زباں میری
مرے کلام کے آگے کلیم کیا ہیں عدو | چلے تو لاکہ میں رُکتی نہیں زباں میری

خواجہ خضران اس طرح گا رہے تھے کہ تمام محفل جھومنے لگی اور سب محو ہو گئے ایک مرتبہ میں روک کر خواجہ خضران خاموش ہو گئے نمود جادو نے کہا کہ تمہارے رنگ کو کیوں مٹاتا ہے کچھ اور گاؤ خواجہ نے کہا کہ کیا گاؤں ادب کے خلاف ہے ورنہ کچھ عرض کرتا ملکہ نے کہا بیان کر خضران نے کہا کہ حضور کے یہاں کچھ پینے پلانے کا چرچا نہیں اور غلام اسکا عادی ہے اب آواز کام نہیں دیتی نمود جادو نے کہا کہ میں بھی بہت عادی ہوں لیکن تیرے گانے نے ایسا محو کر دیا کہ کچھ ہوش ہی نہ رہا میں مشتاق ہوں مگر افسوس کہ اسوقت کوئی ساقی گری کا جاننے والا نہیں ہے خضران نے کہا کہ غلام کو اس کام میں بھی کمال حاصل ہے حضور کشتیاں منگائیں اور انعام و خلعت عنایت کریں نمود جادو نے پورا جوڑا اپنا زرتار منگا دیا اب خواجہ نے وہ لباس زیب جسم کیا اور سامنے آئے اتنے عرصے میں یہاں بھی کشتیاں لا کے رکھی گئیں خضران نے گانا شروع کیا اور جام و صراحی ہاتھ میں لیکر اشعار رندانہ پڑھتے ہوئے اور رقص کرتے ہوئے جام لبریز کر کے سامنے اژدر سیہ سر کے لائے اژدر نے ملکہ کی طرف اشارہ کیا نمود جادو کو اسوقت خیال آیا کہ پھر حد میں دشمن کے جشن کرنا اور غیر آدمی کے ہاتھ سے شراب پینا احتیاط کے خلاف ضرور ہے مبادا یہ کوئی عیار ہو یہ سوچ کے اسنے ایک ڈبیا نکالی اور اسمیں سے ایک پتلی نکال کے اس سے پوچھا کہ میں اسکے ہاتھ سے شراب پیوں پتلی نے کہا کہ یہ جام شراب زہر سے کم نہیں ہے شراب بیہوشی آمیز ہے اور ساقی عیار ہے آپکی گرفتاری کا ارادہ کر کے آیا ہے بس یہ سنتے ہی نمود جادو نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور آواز دی کہ او مکار یہ زیب با کمال جانتا ہے خضران نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ نمود جادو نے گھیر کے آواز دی زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہر چند خضران نے نالہ و فریاد کی مگر نمود جادو نے نہ مانا اور انکو بھی زندانخانے میں بھجوا دیا اور اژدر سیہ سر سے کہا کہ اب میں یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھتی ہوں صبح قریب ہے تم لشکر کو لیکر قلعہ مارگیر کی طرف بڑھو اور میں ابر سحر میں پوشیدہ ہو کر آتی ہوں بعد اپنے استاد سے ملنے کے خدمت میں خداوند کے چلونگی اژدر سیہ سر نے کہا کہ ایسا نہ ہو یہ بات خداوند کے خلاف ہو نمود جادو نے کہا کہ جب انھیں کے دشمنوں سے لڑتے اور انکو گرفتار کرتے جاتے ہیں تو یہ انکے خوش ہونے کی بات ہے خلاف ہونا کیا معنے اژدر سیہ سر خاموش ہو گئے غرضکہ جب صبح ہوئی تو اژدر سیہ سر نے لشکر کوچ کر کے طرف قلعہ مارگیر کے روانہ ہوا اور نمود جادو نے اپنے قیدیوں کو لیا اور ابر سحر میں پوشیدہ ہو کر جانب قلعہ مارگیر روانہ ہوئے

لیکن اب یہاں سے چند کلمے داستان قلعہ مارگیر میں پہونچنا نمود جادو کا اور پیام ہونا صاحبقران سے اور طبل جنگ بجنا باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہیں ـ غزل بر آغاز داستان

دل بلبل کو نہیں باغ میں آرام کہیں
پاس کہتے ہیں کہیں شاخ ہی مدام کہیں
تو کوئی مدت سے ہے وابستہ کوئی نام کہیں
نیک آغاز کہیں ہے تو بد انجام کہیں
دیکھو اچھا نہیں ہر روز کا آنا جانا
کفر مشہور کہیں ہے تو یہ اسلام کہیں
جیسے انکے رخ و گیسو کا ہوا ہے سودا
ہوش کہتے ہیں کہیں یار ترا نام کہیں
تجھ سے تا صدر میں کہے دیتا ہوں لگے دو دو چار
وان سے کچھ گالیاں ہو جائیں انعام کہیں
اڑ گیا رنگ جو چہرے کا وہ کے ای ماں کس

خلش خار کہیں ہے کشش دام کہیں
قفس گل میں نہیں بلبل کو کوئی دم آرام
یار کی زلف ہے زنجیر کہیں دام کہیں
باغ و صحرا میں کی چشم سے ہیں نام جدا
صحبت غیر میں ہو جاو نہ بدنام کہیں
باغ و صحرا میں کسی طرح نہیں جی لگتا
دل بہانے میں مجھے صبح کہیں شام کہیں
کس طرح آئیں گے ہاتھ اک کے سبب
پہلے لینا نہ خبردار مرا نام کہیں
ہاتھ میں دور کھڑے بیٹھے ہیں ...
سیر کو باغ میں آیا تھا وہ گلفام کہیں

میری تحقیر کہیں ہوتی ہے اکرام کہیں
غم صیاد کہیں خطرہ گلدام کہیں
شادی وصل کہیں ہے تو کہیں ...
کہیں نرگس کہیں آہو گل بادام کہیں
آپ کے عشق نے رسوا کیا بدنام جہان
دل عشاق کو ملتا نہیں آرام کہیں
ہر جگہ اوج لے دل کو ہمارے ...
آنکھ کے جاتے نہیں وہ گھر سے ...
بوسہ لب جو طلب کرتا ہے آنسے اے دل
ہے یہ انصاف کی جا خاص کہیں عام کہیں

داستان بیا بشنو ای ہمدم داستان

گرباز آمدم بر سر داستان + راوی بیان کرتا ہے کہ بعد مارے جانے مارگیر جادو کے صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے اس قلعہ کو اسلام آباد کیا جب یہاں کے انتظام سے فراغت پائی تو آگے چلنے کا قصد کیا تھا فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے کہ ایک مرتبہ جانب شمال سے ایک ٹکڑا ابر زنگاری رنگ نمودار ہوا اور وہ ابر اسی طرف بڑھنے لگا یہانتک کہ آتے آتے سامنے قلعہ مارگیر کے پہنچا ہوا تو قریب زمین پہونچ کے وہ ابر شق ہوا اور اس ابر سے اک ساحرہ سیہ فام تخت پر سوار نمودار ہوئی ساتھ اسکے کچھ فوج ساحران بھی تھی اسنے زمین پر خیمہ سحر برپا کیا لشکر کو اتارا ہر کارے لشکر اسلام کے روانہ ہوئے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ نمود جادو کوئی ساحرہ ہے کہ واسطے مدد مارگیر جادو کے آئی تھی یہاں اہل اسلام کا قبضہ دیکھکر اسنے لشکر کو بیچ صحرا میں اتارا ہے عجب نہیں ہے کہ قصد مقابلہ کرے صاحبقران نے یہ سنکر عزم اپنا فسخ کیا کہ دیکھا چاہیے اس سے کیا ٹھہرتی ہے وہاں نمود جادو نے لشکر کو اتارا طائران سحر اسکو خبر دے چکے تھے کہ مارگیر جادو مارا گیا اور مسلمان قلعہ پر قابض ہیں بس اسنے اک نامہ تحریر کر کے طائر سحر کے گلے میں باندھا اور طائر کو اڑا دیا یہاں دربار اندر قلعہ کے آراستہ تھا سب سردار بیٹھے تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ اک طائر نے آکر نامہ کو بادشاہ اسلام کے روبرو ڈال دیا اور اڑ کر روانہ ہو گیا بادشاہ اسلام نے نامہ کو دیکھا لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لوگوں نے مارگیر جادو میرے آدم کو مارا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اگر چاہوں تو اس سے زیادہ سخت بدلا لے سکتی ہوں کیونکہ بات سردار تمہارے جو بعض عزیز ہیں اور بعض غیر میرے قبضہ میں ہیں اگر چاہوں تو اس ایک خون کے بدلے ان سبکو قتل کر ڈالوں مگر چونکہ میں صلح پسند ہوں میں نے انکو قتل نہیں کیا ہے اگر آپ اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے اور جہاں چاہیے چلے جائیے تو آپ کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر یہ منظور نہو تو آمادہ جنگ ہو جیے میں طبل جنگ بجواتی ہوں یا تو آپ رات بھر میں قلعہ کو خالی کر دیجیے یا برسر مقابلہ آئیے یہ مضمون دیکھکر بادشاہ اسلام نے نامہ صاحبقران عالی مقام کے ہاتھ میں دیدیا صاحبقران نے بھی نامہ پڑھا اور مضمون نامہ سے تمام سرداران اسلام کو آگاہ کیا سب پریشان ہوئے کہ کون سے سردار اسکے قبضہ میں ہیں فطوس نے عرض کی کہ جو سردار تو یہاں موجود ہیں ہوں نہوں وہی لوگ ہونگے جو ملک باختر میں گئے ہوئے تھے کل انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا اتنے میں طبل جنگ بجنے کی خبر پہونچی یہاں بھی کوہ حربی نوازش میں آیا دلیران

لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جوانان اسلام درستی اسلحہ و آلات حرب میں مصروف ہوئے اور ساحران
لشکر کفار نے سوجگا ناشروع کیے ہر طرف اگیاریاں روشن تھیں بخور گوگل رائی سرسوں جلنے والے وغیرہ کا دھو
رہا تھا آوازیں یا سامری و یا جمشید کی بلند تھیں اور نمود جادو نے اسم خوانی میں تمام رات بسر کی صبح
نمودار ہوئی اور ایک آئینہ سحر تیار کرکے لیتی آئی اور سب سرداروں کو باری باری وہ آئینہ دکھا کر
سبکو قید سے رہا کر دیا یہ سب رنگ بیخود ہو کر نمود جادو کا دم بھرنے لگے قلب انکے پھر گئے نمود جادو
سے کہا کہ ای ملکۂ آفاق ہم آپ کے تابع فرمان ہیں جو حکم دیجئے اسے بجا لائیں یہ سنکے نمود جادو نے
کہا کہ میں نے طبل جنگ بجوایا ہے کل صبح کو لشکر اسلام سے مقابلہ ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے ہوتے
آپ کیوں مقابلہ کرتی ہیں اسلیے کہ امیر صاحب اسم اعظم ہیں سحر انکا کچھ کر نہیں سکتا اور علاوہ امیر کے
جتنے سردار لشکر اسلام میں ہیں انکو ہم اسیر کر لینگے امیر کو بھی ہم سے مقابلہ کرنے میں پسینے آجائینگے صبح
کو تماشا دیکھیے گا نمود جادو نے کہا کہ اسی واسطے میں نے تم لوگوں کو رہا کیا ہے یہ کہکر اپنے ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ میں آئی اور سبکو اسلحہ اور آلات حرب و ضرب دیے مرکب منگوائے اس انتظام میں
وہ وقت آگیا کہ نظر سے لگے ہوئے نظروں سے تارے نہاں ہوئے صحراؤں میں جادۂ کہکشاں ہوا مؤذن اذان
سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ہوئی مسیحا نفس تھی نسیم رواں اٹھے لوگ لے لے کے
انگڑائیاں بعد نماز صبح سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی اور صاحبقران عالی مقام بھی مع سرداران
با احتشام میدان میں آکر صف آرا ہوئے تو دیکھا کہ تخت پر نمود جادو سوار ہے پشت پر بارہ ہزار
ساحرین ہمراہ تخت کے شاہزادہ سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور وحید الملک
اور مظفر بن غضنفر اور ایک لڑکا جو مظفر سے مشابہ ہے چونکہ اس وقت تک اہل اسلام نے عارف بن
معروف اور بہرام خون آشام اور حکیم سوداگر دانا کو نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے نہیں پہچانا کہ یہ کون لوگ
ہیں لیکن ان لوگوں کا اس طرح پر مسلح ہو کر میدان میں آنا دیکھکر سرداران اسلام نہایت متحیر تھے کہ یہ کیا
معاملہ ہے جسوقت صفیں لشکر کی آراستہ ہو چکیں اور میدان درست ہو گیا تو سب سے اول شاہزادہ سکندر رستم
نمود جادو سے اجازت لیکر میدان میں آئے اور آواز دی کہ ای اہل اسلام تمنے بندگان خدا کو بہت
تکلیف پہونچائی ہے مجھے بھی اپنے ساتھ بہکا لیا تھا مگر ملکہ نمود جادو کی بدولت وہ خیالات میرے
برطرف ہوئے اور اب میں نے یہ مذہب اختیار کیا کہ کسی کو ایذا نہ پہونچانا چاہیے و کسی کے دین و مذہب
سے تعرض کرنا چاہیے یہ سنکے سہراب بن رستم نے آواز دی کہ ای ہم آدم تم صاحبقران جانشین رستم زمان
عالم شاہ نوجوان ہو کر ایسی باتیں کرتے ہو تمکو اس ملکہ نے بہکا دیا ہے تم گرفتار سحر ہو سکندر نے کہا
کہ میں تو آزاد ہوں گرفتار ہوتا تو میدان میں کیونکر آتا ملکہ نے مجھے قید سے رہا کر دیا تھا میں نے خود ملکہ کے
دامن دولت کو چھوڑنا پسند نہیں کیا سکندر کی اس مجنونانہ تقریر پر تمام سردار متحیر تھے اور افسوس کرتے
تھے لیکن عاقلوں نے سمجھ لیا تھا کہ سکندر سحر میں ہے سکندر رستم خو نے کچھ دیر تو انتظار کیا جب کوئی مقابلہ
کے واسطے نہ نکلا تو آواز دی کہ ای عادل کیوان شکوہ معلوم ہوا کہ ہمیں لوگوں سے قوت صاحبقرانی
تھی ہمارے علیحدہ ہو جانے سے اب کوئی اس قابل نہ رہا کہ واسطے مقابلہ کے نکلے یہ طعنہ سنکر ظفر ران
اسلام نہایت رنجیدہ ہوئے اور شاہزادہ داراب ثانی نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت
بادشاہی کے آکر اجازت میدان مانگی بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ کس سے لڑوگے وہ کون غیر ہے تم کون
ہو داراب نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوتا ہے لیکن حضور سن رہے ہیں کہ سکندر کس طرح کی باتیں کرتا ہے

بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بجا کیا ہی بعد صاحبقران کے سکندر ہی صاحبقران ہی یہ وہ سکندر ہی جسنے
بارہ برس کے سن مین پردۂ قاف مین جا کر سرکشان قاف کو مارا اور شکست کیا تمام قاف کو بلیس
پرستون سے پاک کیا دیو تہمتن ایسے شخص نے اسکی فرمانبرداری قبول کی جو چہیس سو من کا گرز
باندھتا تھا اور اس وقت وہ سحر مین مبہوت ہو رہا ہی اگر ایک دو کلمات نامناسب اسکی زبان سے
نکلے تو برداشت کرنا لازم تھے داراب نے عرض کی کہ تیر کمان سے نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو لوگ
کیا کہینگے بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر اجازت دی اس وقت بار دیگر داراب ثانی مرکب پر
سوار ہوئے اور سامنے شاہزادہ سکندر رستم خو کے آئے بعد گفتگوے بسیار نوبت نیزہ بازی
کی آئی کوئی سوا سو طعن چلی ہونگی کہ سکندر نے سنان نیزہ داراب کی نکال دی داراب نے دو دو کر
چھڑ پر چھڑ ماری کہ وہ دونون چھڑین ٹوٹکر زمین پر گرین سکندر نے مسکراکے کہا کہ جان بچانے کے
پہلو بہت سے تمکو یاد ہین خراب اور جس حربے پر تمکو ناز ہو وہ اٹھاؤ داراب نے دیکھا کہ اگر گرز اٹھاتا
ہون تو سکندر کا کیا کرونگا بس تلوار نیام سے کھینچ لی اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
چال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو چال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر تلوار ماری سکندر نے
تھپکی دی کہ تلوار رپٹ پڑی سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لون مگر داراب
بھی ایسا تھوڑی ہی جسکو یہ آشنا نامین بہت ہی جلد زبر کر سکین تلوار داراب کے ہاتھ سے نہ چھوٹی
لیکن وہ ہاتھ سکندر نے اینچا نے داراب کو کھینچ لیا داراب نے بھی جو سنبھل کے زور کیا تو یہ
بھی ہاتھ بھر سے زیادہ سکندر کو کھینچ لائے اس کشاکش مین مرکب لنگڑون کی تاب نہ لا سکے
دانت نکال نکال کے بیٹھ بیٹھ گئے دونون شیر بیشۂ شجاعت مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی
تھوڑی ہی دیر مین لباس پارہ پارہ ہوکے گر گئین سرداران اسلام قریب آ گئے تماشہ کشتی کا دیکھنے
لگے پانچ شبانہ روز داراب اور سکندر مین کشتی ہوئی پانچوین دن قریب شام داراب کی یہ حالت
ہوئی کہ سانس پھول گئی دم چڑھنے لگا اور سکندر کی ایسی حالت نہ تھی اس وقت سرداران اسلام
نے دعا کی کہ خدا داراب کی عزت رکھے کہ یہ رشتے مین سکندر سے بڑے ہین اگر زیر ہوگئے تو کسیکو
منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے قضاے کار و اتفاقات روزگار پانون داراب کا موش خانہ مین جا رہا
سکندر داراب کو لپیٹے ہوئے چلا آتا تھا پانون داراب کا موشخانہ مین پھنسکے ٹوٹ گیا دفعۃً داراب
کی یہ حالت ہوئی کہ دست و پا مین لرزہ پیدا ہوگیا رنگ زرد ہو گیا سکندر نے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہی
داراب نے بیان کیا کہ پانون میرا موشخانہ مین جا رہا تھا ٹوٹ گیا سکندر نے داراب کو چھوڑ دیا
اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام داراب کو قفس مین ڈالکر اپنے مقام پر
لائے علاج ہونے لگا وہان محمود جادو نے سکندر کی بڑی تعریف کی شہنشاہ صف شکن نے فرمایا
کہ ای ملکہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجوا محمود جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا خبر اہل اسلام کو
ہوئی کہ آج شہنشاہ صف شکن نے فرمایش کرکے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہی سرداران اسلام
کو افسوس ہوا کہ دیکھیے کیا زمانہ کی گردش ہی کہ جو اپنے خون جگر سے تھے وہی تشنۂ خون ہوگئے ہین بیان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو پھر دونون لشکر رزمگاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے آج شہنشاہ
صف شکن محمود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور مبارز طلب ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ
نے کہا کہ مین جاتا ہون اور شہنشاہ صف شکن کو سمجھاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسا ارادہ

نہ کیجیے یہ لوگ لشکر سحر مین چور ہو رہے ہین آپ پر نصیحت کارگر نہوگی امیر باتوقیر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے سمجھانے
مین رہے لیکن رفیع البخت نے مرکب اپنا بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت میدان
چاہی بادشاہ اسلام نے مجبورًا انکو بھی اجازت دی رفیع البخت سامنے شہنشاہ صف شکن کے
آکے نکا ور جلی کا طبقہ زمین کا ہل گیا سنبھل سنبھل کے نیزے ہاتھون مین لیے اور مصروف نیزہ بازی ہوئے
دیر تک نیزہ بازی رہی ایسے ٹکڑون پر چھڑیکے چلے کہ نیزون کی سنانین ہزاہزا تیس لیکن جھڑ بر جھیں
پڑنے لگی چھڑ مین بھی ٹوٹ ٹوٹ سے مانند مسواک کے گر گئین اب سنبھل سنبھل کے گرز اٹھائے
پہلے ضرب رفیع البخت نے لگائی کہ مرکب شہنشاہ صف شکن کا مارا گیا شہنشاہ صف شکن نے
دوسرا مرکب طلب کیا اور اپنا وار کیا رفیع البخت کا مرکب بھی مارا گیا آخر نوبت کشتی کی آئی دو دن
مین چھ روز کشتی رہی آخر رفیع البخت کا بھی کولا اتر گیا اس وقت تک شہنشاہ صف شکن کے
زور کا حال نہ کھلا تھا آج سبکو معلوم ہوا کہ یہ بھی کچھ نہین لوگ رفیع البخت کو لے گئے اور شفاخانہ مین
داخل کیا وہان نمود جادو میدان سے پھر گئی دل مین کہتی تھی کہ اگر مین سحر سے ان لوگون کو گرفتار
نکر لائی تو اژدر سیہ مسر اسے کیا مقابلہ کر سکتا ضرور گرفتار ہو جاتا یا مارا جاتا آج وحید الملک نے لشکر
نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہان خبر ہوئی اس طرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر صبح کو میدان
مصاف مین آکر صف آرا ہوئے وحید الملک نمود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے مبارز طلب
کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے سوچا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اولاد کے برابر ہے میرا کہنا ضرور مانے گا بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر سامنے وحید الملک کے آئے وحید الملک نے کہا کہ بھائی صاحب کیا قصد ہے شہنشاہ
گوہر کلاہ نے فرمایا کہ ای وحید الملک تم چھوٹے بھائی ہو فرزند کے مقام پر ہو میری نصیحت کو قبول
کرو اس ساحرہ نے تمکو بہکا دیا ہے اپنے عزیزون سے نہ لڑو ورنہ انجام مین پچھتاؤ گے جسوقت ساحرہ
ماری جائیگی اور تمپر سے اثر سحر برطرف ہوگا اس وقت سوا پچھتانے کے کچھ نہ بن پڑیگی یہ سنکے وحید الملک
نے کہا کہ اگر ملکہ عالم کی شان مین کوئی لفظ کہیے گا تو مین کچھ بھی خیال نکرونگا کہ آپ کون ہین اور مین
کون ہون کسکی مجال ہے کہ ہمارے ہوتے ملکہ آفاق کے دشمنون کو قتل کر سکے آپ اگر با ارادہ پیکار
آئے مین تو تلوار کھینچیے ورنہ تلوار رکھ کے پلٹ جائیے یہ سنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کو غصہ آیا فرمایا کہ
او بے ادب ہم سے زیادہ تجکو اس ملکہ کا خیال ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ مین تیرے سامنے ہتھیار سے لڑون
وحید الملک نے نیزہ اٹھایا اور کہا کہ بس زیادہ سخت کلامی اچھی نہین ہے ورنہ مین بھی سخت کلامی
کرنے مین ذرا بھی تامل نکرونگا یہ کہتے ہوئے بڑھے اور نیزہ سینے پر شہنشاہ گوہر کلاہ کے مارا شہنشاہ
گوہر کلاہ نے تڑپ کے ہوکر خالی دیا اور اپنا بچاؤ سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی
کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی گھوڑے نے شہنشاہ گوہر کلاہ کے سکندری کھائی تیغہ سر پر
بیٹھتا تا دو ابرو تک اتر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ ہاتھ سے وحید الملک کے زخمی ہوئے لوگ آکر انکو
لے گئے وحید الملک نے پھر مبارز طلب کیا شاہزادہ جمہور آئے یہ بھی زخمی ہوئے کئی سردارون
کو وحید الملک نے زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے دوسرے روز عارف
بن معروف نے میدان مین آکر اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ مین پوتا اسعد غازی کا ہون اس وقت
اہل اسلام عارف بن معروف سے آگاہ ہوئے معدول بن عدیل نے کہا مین جاکے سمجھاتا ہون
اور اپنی قرابت جتاتا ہون جس وقت معدول بن عدیل بن عادی سامنے عارف بن معروف

کے آئے تو کہا کہ اے لڑکے تو مجھے بھی جانتا اور پہچانتا ہے ہم تم ایک دادا کی اولاد ہیں اور میں رشتے میں تیرا دادا
ہوتا ہوں اسد غازی میرا چچازاد بھائی تھا عارف نے کہا میں ان باتوں کو نہیں جانتا اگر تم مسلمانوں
کے شریک ہو تو مجھے اپنا تشنہ خون سمجھو مجھپر کوئی نصیحت تمہاری کارگر نہو گی یہ کہکر تلوار ماری معدل
بن عدیل ہاتھ سے عارف بن معروف کے زخمی ہوے اسی طرح چار پانچ سرداروں کو عارف بن
معروف نے زخمی کیا وہ پھر اسنے میدان داری کی بعد عارف کے مظفر بن غضنفر نے میدان میں نکلکر
مبارز طلب کیا مظفر کے ہاتھ سے بھی کئی سرداران اسلام زخمی ہوے یہ لوگ رعایت کرتے تھے
کہ انکی قتل میں بینامی ہے کہ بیخود وبیہوش ہیں اگر یوں گرفتار ہو سکیں تو انکو گرفتار کرلیں اور مظفر کہیں
چوکتا نہ تھا بلکہ دھوکے دیکر سرداروں کو زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے واپس
ہوئے آج صاحبقران نے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی سرداران لوگوں کے مقابلہ کو نہ نکلے میں خود انکے
مقابلہ کرونگا جس وقت پھر طبل جنگ بجنے کی ہوئی تو صاحبقران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور خدا سے
دعا کی کہ تو مدد کر کہ ان لوگوں سے سامنا ہے جو مجھسے کسی طرح کم نہیں ہیں خصوصاً سکندر روشن تا ہے عدو شکن
جب رات گزر کر صبح ہوئی تو حسب معمول دونوں طرف کی فوجیں میدان میں آکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نجیب دیکر ہٹے ہیں تو صاحبقران نے اپنے عیار سے ارشاد کیا
کہ میدان کو قرق کر طیفور نے کلاہ اپنی اچھالی علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا معلوم ہوا کہ صاحبقران
خود مقابلہ کے واسطے تیار ہیں کوئی اور شخص قصد مقابلہ نکرے ادھر جو سرداران اسلام نے دیکھا
کہ آج صاحبقران سے سامنا ہے تو بہرام خون آشام مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت تمو جادو
کے لو آیا اجازت میدان مانگی تمو جادو نے کہا کہ جا خداوند باختر تیرا حافظ و نگہبان ہے بہرام خون آشام
میدان میں آیا اور لاف زنی کرنے لگا چونکہ امیر باتوقیر میدان کو قرق کرا چکے تھے صف سے علحدہ ہوے
اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوے بادشاہ اسلام نے تخت
رکھوا دیا اور صاحبقران سے مکرر اجازت میدان دی امیر باتوقیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان میں آئے بہرام خون آشام سے فرمایا کہ تو کون ہے بہرام خون آشام نے کہا کہ میں خداوند
باختر کا خادم اور شاہزادہ وحید الملک کا غلام ہوں جسکو شاہزادے نے ایک ہی زد میں زیر کیا تھا
فرمایا کہ لا حربہ اپنا بہرام نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ اسکا ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
بہرام کے چھوٹ گیا بہرام نے غصہ میں آکر تلوار ماری صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور واسطے عیاروں کے سپرد کیا یہ دیکھکر وحید الملک کو غصہ آیا
کہ میرے سردار کو صاحبقران نے گرفتار کر لیا بس مرکب کو جھکا کر سامنے صاحبقران کے آئے
اور آواز دی کہ آپنے کیا کمال کیا جو میرے سردار کو اسیر کرلیا اسی طرح ایک زد میں میں نے بھی
اسکو گرفتار کیا تھا معلوم ہوا کہ میری اور آپکی قوت برابر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے وحید الملک
اگر یہ نشہ تمہارے سر میں ہے کہ میں ہمسر صاحبقران ہوں تو آزمائش کر لو کہ یہی گو ہے یہی میدان
وحید الملک نے یہ سنکے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ اگر آپ صاحبقران ہیں تو میں صاحبقران
بن صاحبقران ہوں یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا نیزے چلنے لگیں دیکھا عادل
کیوان شکوہ نے کہ باوجود کم سن ہونے کے وحید الملک کہیں چوکتا نہیں ہے پس آواز دی
کہ اے وحید الملک تونے اپنے سن سے زیادہ فن سپہگری کو حاصل کیا ہے مگر اس جند کو تو مجھو دیکھو

ہمارا تمہارا فرق بتانے والے ہی نہ ہون یہ فرما کر کوئی ایسا بند باندھا کہ وحید الملک کی سمجھ مین نہ آیا اور صاف
نیزہ نکل گیا بس لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی وحید الملک نے خفیف ہوکر گرز اپنا سنبھالا
اور سر صاحبقران پر وار کیا صاحبقران نے بھی گرز سام بن نریمان کو چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران نے گرد سے نکل کر
بہت تعریف کی لیکن اپنی ضرب وحید الملک پر نہین لگائی اس وقت وحید الملک نے صاحبقران
کو قسم دی اور کہا کہ آپ بھی مجھ پر ضرب لگایئے کہ مجھے بھی فرق معلوم ہو صاحبقران نے یاد ستی ضرب
وحید الملک پر لگائی اس ضرب سے مرکب وحید الملک کا لڈ گیا وحید الملک نے قصد کیا کہ مرکب
امیر کو بھی لے کر اڑے صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے اور فرمایا کہ ای وحید الملک جانور کا
کیا قصور ہے وحید الملک نے امیر ربیع پر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے
لگے سردار سب آکر تماشا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علحدہ ہوے دونون جانب سے
بدستی آگئی خلاصہ یہ کہ پانچوین روز صاحبقران نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر گرایا اور اسیر کرنے کے آئے چونکہ دماغ وحید الملک کا اثر سحر سے خراب ہو رہا تھا کمالش کا اثر ہوا
مجبور زندان مین بھجوا دیا نمو جادو کو اسیری وحید الملک کا نہایت ملال ہوا کہ طبیعت اسکی
وحید الملک پر مائل تھی لہٰذا اسنے طبل جنگ بجوا دیا یہان صاحبقران نے بھی نقارہ رزمی بجوایا
تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال
و جدال نقیب [illegible] دیگر ہٹے تھے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو جولان کیا اور میدان مین
آکر سراپا میدان کا دکھایا جتنے سے ہاتھ نکالے بعد حلیج عنوسی سپار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم گو راستہ
کرکے آواز دی ای عادل کیوان شکوہ وہ وقت دوسرا تھا کہ مین نے تم سے مقابلہ کیا اب تمہارا
دوسرا طریقہ ہے مین اور ساتھ پر ہون آج لطف مقابلہ اٹھیگا اور تمکو معلوم ہوگا کہ سکندر صاحبقران
ہر یہ مین صاحبقران ہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر یہ حال تو طلسم اسرار باطنی مین جب مین
تم ایک ہی قید خانہ مین تھے ظاہر ہو گیا تھا کہ تمہاری ضرب سے تا گاؤ فیل زمین مین غرق ہوا تھا اور میری
ضرب سے پورا فیل غرق ہو گیا تھا سکندر نے کہا کہ اگر فیل ضرب پہلے لگائی ہوتی اور دوسری ضرب
مین نے لگائی ہوتی تو بھی یہی انجام ہوتا کیونکہ میری ضرب سے زمین اتنی نرم ہو گئی کہ فیل گلے تک غرق
ہو گیا اور تمہاری ضرب سے صرف سر فیل غرق زمین ہوا جو نیا مین وہ اسی سے فرق سمجھیئے
کہ کسکی ضرب کا اثر زیادہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر اس وقت تک میرے تمہارے
خلاصہ مقابلہ نہین ہوا تھا یہ راز پوشیدہ تھا اور لوگ شک کر سکتے تھے لیکن اب تم اپنے ہاتھون
سامنے مردان عالم کے اس فرق کو ظاہر کیا چاہتے ہو مین تم سے مقابلہ مین عاجز نہین ہون مین نے
سنا ہے کہ تم سات روز مین شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث سے زیر ہوئے تھے مین نے
نو روز مقابلہ کیا تھا اور نوین دن مجکو نیچے گرا تھا یہ فرق تو ایسا تھا کہ عالم عالم دیکھ رہا تھا بس یہ سنکے
سکندر طیش مین آیا اور کہا کہ صاحبقران باتون سے کیا حاصل ہے گو ہے یہی میدان آج میرے تمہارے
فیصلہ ہی کیون نہو جائے صاحبقران نے فرمایا مجھے کچھ عذر نہین ہے اور مرکب کو جھکا کر سامنے سکندر
رستم خو کے آئے سکندر نے سپر سنبھالی اور گرز کو گردن [illegible] باگ کا اٹھایا ادھر صاحبقران عادل
کیوان شکوہ نے جو دیکھا کہ یہ قصد لگانے کا ہے تو سپر سنبھالی درمیان میدان مین لگا ور چلی

ہوا کہ زمین ہل گئی سپر سے سپر جو لڑی دونوں سپروں سے پھول جھڑے چنگاریاں اُڑیں مرکب سکندر
کا تین قدم اور مرکب صاحبقران حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا یہ اتنا فرق تھا جسکا اندازہ عام نظروں
ہونا مشکل تھا مگر دیکھنے والوں نے دیکھ لیا سکندر رسے نے برچھا سنبھالا اور سینۂ صاحبقران عالیشان
پر وار کیا صاحبقران نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنیں چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانیں
نکالے گتھ گئے ہیں سرداران اسلام دیکھ رہے تھے اور وجد کر رہے تھے ہر مقام پر سکندر چاہتا تھا
کہ نیزہ صاحبقران کا توڑ دوں یا سنان نیزہ نکال دوں مگر ممکن نہ ہوتا تھا پس ایک مقام پر صاحبقران
نے نیزہ کو اپنے پیٹ پر رخ دکھایا سکندر ترچھے ہو کر نیزہ کو اڑا لے چلا صاحبقران نے وہیں سے رخ
بدل کے جو جھٹکا مارا تو قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے سکندر رسے کے نکل جائے لیکن سکندر ہی ایسا تھا
جسنے کہ نیزے کو سنبھال لیا مگر سنان نیزہ مانند شرارے کے اُڑ کر بلند ہوئی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا
بلند ہوئی ملوک بن مالک نے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ بات آپ ہی کے واسطے ہے اُدھر سکندر
نے شرمندہ ہو کر چپٹر پر چپٹر ماری کہ دونوں نیزے ٹوٹ گئے پس ڈانڈوں کو ہاتھ سے
پھینک کر اپنا گرز آرا سے کمر سے لیا یہ وہی دیو ہفتسر والا گرز ہے جسکا وزن چوبیس سو من کا ہے اک
برچھا کوہ ہے اُدھر صاحبقران نے بھی گرز سام بن نریمان اٹھارہ سو من کی ضرب کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا سکندر نے گرز کو اپنے سر پر چرخ دیا اور خبردار خبردار کہکر دو دستی ضرب سر صاحبقران پر
لگائی صاحبقران نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگہ زمین
ہول سے شق ہو گیا مرکب کی نوبت سکندر نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم عیار صاحبقران
دوڑ کر پہنچا آیا گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ پیرہن مو بمو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں
ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں طیفور نے آواز دی کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے کہ حریف
لاف زنی کرتا ہے صاحبقران سمجھ چکے تھے کہ مرکب نہ بچا ہوگا اُترکر مرکب سے دوسرا مرکب طلب کیا
یہ مرکب زمین گیر ہو چکا تھا طیفور نے دوسرا مرکب حاضر کیا صاحبقران نے فرمایا اے طیفور اگر میں
نہ ہوتا تو سوا سکندر کے لائق صاحبقرانی کوئی نہ تھا وہ ضرب لگائی ہے کہ ضرب بدیع الملک کا
مزا آ گیا جب صاحبقران اپنے مرکب پر سوار ہوئے تو سکندر نے آواز دی کہ اے عادل کیواں شکوہ
تمکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تم بھی دو دستی ضرب لگانا اور کوتاہی نہ کرنا آسق نت عادل کیوان
شکوہ نے بھی نعرہ مارا اور گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو برچھا کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو
سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر نے اسی گرز دیو ہفتسر پر وار صاحبقران کا روکا لیکن
گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا آتش گرد بلند ہوا جگہ زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب تنگ تسمہ غرق زمین ہو گیا ہاتھ تو قائم رہے مگر سکندر پر بیہوشی سی طاری ہو گئی بدن میں
سنسنی سی پیدا ہو گئی صاحبقران ضرب لگا کر ہٹے اور آواز دی کہ خبر اسکی خضران دوڑا ہوا آیا گرد
گرد کی چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا سکندر بیہوش کھڑا ہے پیرہن مو بمو سے پسینا
بہہ رہا ہے لیکن ہاتھ دونوں بطرح مانند ستون فولاد کے قائم ہیں ابھی فرق نہیں ہے آواز دی کہ اے
صاحبقران اوسط ہوشیار ہو جیے یہ کہکے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا سکندر کو ہوش آیا دیکھا سکندر نے
کہ مرکب مر چکا ہے خضران سے کہا کہ واللہ ضرب بدیع الملک سے جو حالت میری ہوئی تھی وہی
اس ضرب سے بھی ہوئی یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب کو عادل کے پے کردے

عادل کیوان شکوہ گھوڑے سے علیحدہ ہوے اور کہا ای یار عزیز جانور کا کیا قصور ہی سکندر نے
تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور گریبان مین ہاتھ ڈال دیا صاحبقران بھی دست و گریبان ہوے دونون
طرف کے سردار قریب آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے تمام سردار نگاہ غور سے دیکھ رہے تھے کہ آج
صاحبقران اوسط اور صاحبقران رابع مین مقابلہ ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہان تمام دن کشتی رہی
تمام رات کشتی رہی صبح کو بھی علیحدہ نہوے کہانتک بیان کیا جائے سات شبانہ روز کشتی رہی آٹھوین
روز عادل کیوان شکوہ نے زور مین سکندر کو زیر کیا مگر سینہ تک لا کے چھوڑ دیا سر سے بلند
نہ کیا تاکہ اور لوگون مین اور سکندر مین فرق باقی رہے اور طبل بازگشت ہوا کیمہ کی جانب نمو جادو
تو تصویر حیرت بنی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ ایسے بھی مقابلے ہوتے ہین کہ سات سات آٹھ آٹھ
روز تک لڑ رہے ہین اور کوئی تھکتا نہین یہان صاحبقران سکندر کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے
دنگل پر متمکن ہوے اور فرمایا کہ ای سکندر ای صاحبقران اوسط کیا ارادے ہین سکندر نے گر کے
جواب دیا کہ اب آپ مجھکو صاحبقران کہکر شرمندہ کرتے ہین مین ہرگز صاحبقران نہین ہون اگر
صاحبقران ہوتا تو آپکو زیر نہ کر لیتا فرمایا کہ اسکا ملال نکرو تم دوسرے درجے کے صاحبقران ہو
مین بھی تمکو سر سے بلند نکر سکا سکندر نے کہا یہ آپنے رعایت کی عادل نے قسم کھائی کہ مین نے کچھ
رعایت نہین کی تم مین اور مجھ مین جو فرق ہی وہ خداوند حقیقی نے تمام عالم کے سامنے ظاہر کر دیا بعد
میرے تمہین صاحبقران ہو سکندر نے کہا یہ باتین اسوقت تک زیبا تھین جبتک مین اور آپ
ایک مذہب رکھتا تھا اب مین صانع کل کا مذہب رکھتا ہون اور آپ خدا پرست ہین بہتر یہی ہی کہ
مجھے زندانی دین بنوا دیجیے یا قتل کر ڈالیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر ہم تم ایک
دادا کے پوتے ایک خون ہین کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمہارے ساتھ یہ بدسلوکی کرون سکندر
نے کہا مین نے آپکے ساتھ کونسا سلوک نیک کیا تھا مین اگر باندھ لیجاتا تو بغیر دین خدا پرستی چھڑوائے
باز نہ آتا یا قتل کرتا یا قید رکھتا عادل نے کہا کہ تم اپنے ہوش مین نہین ہو قلب تمہارا سحر نمو جادو
نے برگشتہ کر دیا ہی یہ فرما کر پانی طلب کیا اور اسم اعظم اس پانی پر دم کر کے سکندر کو پلایا بارے
سکندر اپنے ہوش مین آیا اور شرما کے گردن نیچی کر لی اور عادل کیوان شکوہ سے شکایت
کی کہ جب آپ جانتے تھے کہ یہ نشہ سحر مین ہو رہے پہلے ہی کوئی تدارک کیون نہ کیا آپکو میرا ذلیل کرنا
منظور تھا خیر کچھ قباحت نہین ہوا ان عالم نے دیکھ لیا کہ صاحبقران کون ہی عادل نے سکندر
کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای برادر اگر مین اس وقت قابو پاتا تو پہلے ہی تمکو ہوشیار کر دیتا بعد اسکے
صاحبقران نے وحید الملک اور بہرام خون آشام کو بھی پانی پلایا با برکت اسم اعظم سے یہ لوگ
بھی ہوش مین آئے یہان نمو جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا آدھر بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات تیاریان جنگ کی ہوتی رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال نقیب نجیب دیکھ رہے تھے کہ شاہزادہ صف شکن میدان مین آچکے
دیکھا کہ سکندر اور وحید الملک لشکر اسلام کے ساتھ میدان مین آگئے ہین شہنشاہ صف شکن
نے سکندر کو طعنہ دیا کہ ای سکندر تمنے بھی قابو پرستی اختیار کر لی زیر ہو کر صاحبقران کے مطیع
ہوگئے خیر کچھ پروا نہین مین اس شخص کا پوتا ہون جو ثانی صاحبقران تھا اور اسنے کبھی دوسرے
صاحبقرانی نہین کیا مین نے بھی وہی روش اختیار کی تھی مگر اب مین مجبور رہون آج صاحبقران کو

ہے

معلوم ہوگا یہ کنکر داز دی کہ ای عادل کیوان شکوہ تم رشتے میں میرے پوتے ہو ایرج نوجوان میرے
بھائی نور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم میرے چچا ہوتے تھے میں تم سے ہرگز مقابلہ نہ کرتا مگر اب مجبور ہوں
کہ تم مسلمان ہو اور میں یہ مذہب نہیں رکھتا بکراہت تجھ سے مقابلہ کرتا ہوں لیکن ذرا سوچ سمجھ کے میرے
مقابلہ پر آنا یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہر چند آپ رشتے میں مجھسے بڑے ہیں لیکن سن
میں زیادہ بڑے نہونگے اور آپ ہی ناحق ٹوک رہے ہیں ورنہ میں خود آپ سے لڑنا نہ پسند کرتا
یہ فرما کر میدان میں تشریف لائے ابتدا نیزہ بازی سے ہوئی سترہ یا اٹھارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ نیزے بیکار ہوگئے ایسے جھٹکے چلے کہ سنانین جدا ہو نکل گئین اور ڈانڈون کے بھی ٹکڑے ہو گئے
نیزون کو بیکار سمجھ کے پھینک دیا اور گرز بلند ہوئے ایسی ضربین چلین کہ طبقے ہل ہل گئے مرکب مارے گئے
ہر ضرب میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ حریف پیوند خاک ہوا یہانتک کہ نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز
کشتی رہی اس وقت شہنشاہ صف شکن نے پانی طلب کیا صاحبقران نے اپنے عیار سے کہہ رکھا تھا
کہ پانی اسم اعظم دم کرکے میں تجھے دیے دیتا ہوں پلا دینا تیرا کام ہے بس ادھر تو شہنشاہ صف شکن نے
پانی مانگا ادھر طیفور نے دوڑ کر پانی دیا چونکہ طیفور خضران کی صورت بنا کھڑا تھا شہنشاہ صف شکن
نے بے تامل پانی پی لیا پانی پیتے ہی پھریری سی آئی اور جیسے آنکھیں کھل گئیں کہا میں یہ میں کیسے
کیوں لڑ رہا ہوں عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ آپ گرفتار سحر تھے شہنشاہ صف شکن نے
لاحول پڑھا اور کہا کہ اب میں آپ سے نہ لڑونگا خدا نے آپ کو صاحب اسم اعظم اور صاحبقران وقت
کیا ہے ادھر خضران نے دیکھا کہ دوسرا خضران کہاں سے آگیا جسنے شہنشاہ صف شکن
کو پانی پلایا صاحبقران تو شہنشاہ صف شکن کو اپنے ساتھ لیے ہوئے پلٹ آئے نقارہ خوشی
بجا شہنشاہ صف شکن کی زور و طاقت کی امیر نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ لاؤ صاحبقرانی
آپ ہیں شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ بابا صاحبقران وہی ہے جسے خدا صاحبقران بنائے مجھے اگر
قوت صاحبقرانی دی ہے تو تمہیں صاحب اسم اعظم کیا ہے لوازم صاحبقرانی تمہیں میں جمع ہیں اگر
میں اپنے ہوش میں ہوتا تو ہرگز تم سے مقابلہ نہ کرتا لڑنا یہ بھی تمہارا کام تھا کہ میرے ٹوکنے پر بھی تمکو غصہ
نہ آیا اور حلم سے کام کیا لائق اس عہدے کے تمہیں ہو مجھے یہی روش پسند ہے جو میرے جد نامدار
عمرو بن حمزہ کی پیرانی کی تھی آج یہ پورے طور سے قائم مقام عمرو بن حمزہ کے اور سکندر قائم مقام
علم شاہ کے ہوگئے اور انھوں نے لباس بھی اپنا بدل دیا سرخ پوشی ترک کرکے سپید پوشی اختیار
کی اور حالت نقابداری میں یہ نقد پوش اور سکندر ببر پوش اور رحید ملک پلنگینہ پوش ہیں ادھر صاحبقران
نے اپنے عیار سے فرمایا کہ اے طیفور کسی طرح خضران کو ہوشیار کرو ورنہ ساری محنت خاک ہو جائیگی
جن لوگوں کو ہمنے ساتھ سات روز میں اپنا کیا ہے انکو خضران دم بھر میں پھر وہیں پہونچا دیگا میں کہانتک
مقابلے کیا کرونگا طیفور نے کہا کہ آپ خیال کر سکتے ہیں کہ خضران عمرو ثالث ہیں اور شاہ عیاران ہیں
انپر میری عیاری چل سکیگی فرمایا کہ کیا عمرو نے کسی عیار سے دھوکا نہیں کھایا طیفور نے کہا اتفاقی
فعل تھا مگر تعمیل ارشاد میں مجھے عذر نہیں ہے آپ تھوڑا سا پانی مجھے پڑھ دیجئے یہ کہکر ایک قلم تیشے
کی نکال کے صاحبقران کو دی امیر نے اسم اعظم پڑھ دیا طیفور یہاں سے رنگ و روغن عیاری
چہرہ پر مل کے جانب لشکر ساحران روانہ ہوا جسوقت لشکر ساحران میں پہونچا تو دیکھا کہ بازار کھلا ہوا ہے
لوگ سودا خرید رہے ہیں اور خواجہ خضران دکانداروں سے روزہی تحصیل کرتے پھرتے ہیں

طیفور خضران سے آگے بڑھ گیا لشکر کے سرے پر اک کلال کی دوکان تھی اتفاق سے اُسکو پیشاب
معلوم ہوا وہ دوکان سے آڑ کر پیشاب کرنے لگا طیفور نے پشت کی جانب سے ناک میں دی یہ تو
وہین ڈھیر ہوا طیفور اُسکی شکل بن کے دوکان پر آ بیٹھا خواجہ خضران دوکانداروں سے تحصیلتے ہوئے
اُس کلوار کی دوکان پر بھی پہونچے کلوار نے وہی قلم نکال کے پیش کی خضران نے اس نئی حرکت پر
کلوار کو غور سے دیکھا اور کہا کہ تو عیار ہے تجھے زیب دینا چاہتا ہے کلوار نے کہا کہ خواجہ ہینے تو آپ کی
بڑی تعریف سنی تھی مگر معلوم ہوا کہ آپ بہت جلد بدگمان ہو جاتے ہیں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اسمین بیہوشی
ملی ہوئی ہے تو لیجیے آدھی قلم مین سے پیے لیتا ہون یہ کہکر آدھی قلم حلق مین انڈیل لی خضران نے کہا کہ
کل کا واقعہ یہ ہے کہ صاحبقران نے اپنے عیار کو اسم اعظم پڑھ کے پانی دیدیا تھا اسنے شہنشاہ
صف شکن کو پانی پلا دیا وہ نمود جادو سے برگشتہ ہو گئے اب مجھے یہ خیال ہے کہ ایسا نہو وہی صورت
میرے ساتھ بھی ہو تو سنا تھا اس ملک عالم کا چھوٹ جائے طیفور ہنسا اور کہا کہ بھلا آپ کی عقل کہاں ہے اب
اہل اسلام نے شراب پینا ترک کر دی ہے وہ اسکو نجس جانتے ہین بھلا نجس چیز پر اسم اعظم پڑھا جا سکتا
ہے یہ بات خضران کے ذہن نشین ہو گئی کہ کلوار سچ کہتا ہے مگر پوچھا کہ تجھے یہ باتین کیونکر معلوم ہوئین
کلوار نے کہا کہ پہلے میری دکان لشکر اسلام ہی مین تھی جب اُن لوگون نے شرابخواری ترک کی تو مین کافرون
کے ساتھ رہنے لگا خضران نے کہا تو مسلمان ہو کے پھر کافر ہو گیا کلوار نے کہا مین نہ مسلمان ہون نہ
کافر مین تو شکم پرست ہون جہان کھانے کو ملے یہ کہکر قلم اٹھا کر اپنے پاس رکھ لی کہ اگر آپ کو نہین
لینا منظور ہے اور مجھ سے شک ہے تو جانے دیجیے خضران نے کہا کہ اب شک میرا رفع ہو گیا لاؤ دیدو
مدت کے بعد آج شراب پینے کو جی چاہتا ہے اب مین دین اسلام مین نہین ہون جو شراب سے پرہیز کرون
طیفور نے جب کاٹ کر بیالہ قلم دی خضران نے دو ہی گھونٹ سے قلم حلق مین انڈیل لی قلم مین
شراب کے بدلے آب انار تھا خضران کی آنکھیں کھل گئیں اثر سحر برطرف ہوا قلم ہاتھ سے پھینک
دی اور کلوار پر آنکھیں نکالیں کہ تو نے غضب کیا ایسا مجھے بہکایا کہ مین نے شراب پی لی دیکھیے اس
گناہ کبیرہ کی کیونکر بخشش ہوتی ہے طیفور نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ یہ شراب نہ تھی
آب انار تھا مجھے آپ نے پہچانا خضران نے طیفور کو گلے لگا لیا اور کہا کہ ای طیفور معلوم ہوا کہ بعد
میرے کلیم اور زمبیل کا سوا تیرے کوئی مالک نہو گا طیفور نے کہا کہ خیر یہ تو خدا کو معلوم ہے اب کیا کرنا
چاہیے خضران نے کہا کہ چلو عیاری کر کے سرداران اسلام کو رہا کر کے چلین طیفور نے کہا چلیے
خضران نے کہا کہ ابھی میرے حال سے کوئی واقف نہین ہے کہ مین اسیر سحر ہون یا اپنے ہوش مین
آگیا ہون لیکن تم سے لوگ کھٹکینگے طیفور نے کہا کہ مین کیا لباس بن کے آتا ہون آپ آگے چلیے
خضران نے اس رائے کو پسند کیا خضران تو طیفور سے علیحدہ ہوا اور خیمہ مین منظفر بن غضنفر
کے آیا یہان حارث بن معروف اور حکیم سو دائی دانا بھی موجود تھے یہی باتین ہو رہی تھین کہ
آج تو طبل جنگ بجا نہین ہے لیکن کل ضرور نقارہ حربی بجیگا ہم اگر لڑے بھی تو صاحبقران سے
عہدہ بر آ ہونا غیر ممکن ہے پھر کیا کرنا چاہیے خضران نے کہا کہ اگر کہیے تو مین جا کر بیہوش کر کے اٹھا لاؤن
منظفر نے کہا کہ اسمین بدنامی ہے علاوہ اسکے تم کس کس کو گرفتار کروگے ہر چند کہ تم شاہ عیاران ہو
لیکن وہان ایک لاکھ اسی ہزار پیک بچہ ہے جو تمہارے ہی ماتحت رہے تھے اُنکی حفاظت مین سے
سردارون کا لانا کوئی آسان بات نہین ہے ملکہ نمود جادو خود کوئی انتظام کرینگی اتنے مین کہا جی سے

آواز لگائی خضران نے بارگاہ سے نکلکر کبابی کو بلا لیا مظفر نے کہا کہ خواجہ ہمارے واسطے بھی کباب
لے لو خضران نے پلیٹون مین کباب لیکر تینون آدمیون کے سامنے رکھدیے جتنے کباب کھاسے
وہ حیران ہوا کہ یہ ہم اک کافر کے شریک کیون ہوے اور صاحبقران سے کیون برسر مقابلہ آئے چل کر
امیر سے عذر کرنا چاہیے مظفر نے کہا کہ خواجہ مجھے عجب ہو کہ تم نے رفاقت امیر سے منہ موڑا
حکیم سودائی دانا نے بھی یہی کہا عارف بن معروف نے کہا کہ بھائی صاحب پھر ان باتون سے کیا
حاصل نہیں یہان سے جلد نکل چلیے ورنہ پھر گرفتار ہو جائیگا طیفور تو اکیلا ہو اسکا کام تمام کر چلتا ہوا خضران
ان سبکو ساتھ لیکر لشکر سے نکلا اور رجعت لشکر اسلام روانہ ہوا لشکر کفار کے لوگ نہ سمجھے کہ یہ لوگ
کہان جاتے ہین اور کیون جاتے ہین سب سے پہلے طیفور خدمت صاحبقران مین پہونچا اور سلام
کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیفور کیا کیا طیفور نے عرض کی کہ حضور بھلا شاہ
عیارون پر عیاری کرنا آسان کام نہین ہے خود گرفتار ہوگیا ہوتا بمشکل اپنی جان بچائی صاحبقران
نے گردن نیچی کرلی اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ خواجہ خضران مع عارف بن معروف
اور مظفر بن غضنفر اور حکیم سودائی دانا آتے ہین صاحبقران نے چند سردارون کو واسطے استقبال
کے بھیجا لیکن یہ خیال گذرا کہ شاید کوئی پیام لائے ہین جسوقت خضران سامنے آیا تو مودب ہوکے سلام
کیا اور عرض کی کہ صاحبقران مجھکو شاہزادہ بدیع الملک اسواسطے چھوڑ گئے تھے کہ آپ کا
عیار نامی بکار ہو لیکن اب میری ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے۔ لیکر طیفور کی نہایت تعریف کی کہ مین
ہوشیار ہوگیا تھا مگر اسنے ایسا دھوکا دیا کہ مین اسکے فریب مین آگیا مین نے اور عیارون سے بھی دھوکا
کھایا ہی لیکن ہوشیار ہونے کے بعد کبھی دھوکا نہین کھایا ہو صاحبقران نہایت خوش ہوے سب
سردار سے نقارۂ شادمانی پر چوب لگی اب خضران نے حکیم سودائی دانا کا حال اور ملک باختر کی کیفیت
بیان کی صاحبقران نے اپنے عیار کو بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور ایک خلعت حکیم سودائی دانا
کو دیا کہ انھون نے بھی باختر مین بڑی خیرخواہی کی تھی طیفور کو جسقدر روپیہ اور خلعت لا سکے سب خضران
کو دیدیا اور کہا کہ میرے پاس ایسی چیزون کے رکھنے کا ٹھکانا نہین ہی خواجہ بہت خوش ہوے اور فرمایا
کہ یہ سب امانت رہیگا اسلیے کہ مین خوب جان چکا ہون کہ بانہاے عیاری کا وارث سوا تمھارے کوئی نہ
ہی لیکن جبر اس طبل شادمانی کی نمو دجادو کو ہوئی کہ جو سردار اور عیار باقی تھے وہ بھی جاکر امیر سے
شریک ہوگئے نمود جادو نے طاہران سحر سے پوچھا کہ یہ کیونکر جاکے شریک ہوگئے سحر کو میرے
کسنے باطل کیا طاہران سحر نے کہا کہ عیار امیر کا آیا تھا اسنے خضران کو شربت پلایا اور سردارون کو
کباب کھلائے اسکے سبب سے اثر سحر زائل ہوگیا اس سے زیادہ ہم نہین جانتے یہ سنکر نمود جادو کو
کچھ فکر نہ تھی سوا اسم اعظم کے کچھ دوسری چیز کا نہین ہو بس اسنے غصہ مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسی وقت نقارہ گرزمی پر چوب لگی اللہ آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر صاحبقران کو ہوئی امیر نے بھی آوس
حربی بجوایا خضران نے کہا کہ آج آپ بارگاہ سلیمانی مین قیام رکھیے اسلیے کہ صبح کو ساحرہ سے سامنا
ہی ایسا نہو وہ اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرے نمود جادو نے تمام رات کوشش کی مگر قابو نہ پایا
کہ اسم اعظم بند کرتی جب صبح ہوئی تو صاحبقران خیمہ سے برآمد ہوے نماز صبح سے فارغ
حاصل کر کے اسلحۂ جنگ بدن پر آراستہ کیے طور آلات حرب وضرب لگا کر مرکب پر سوار ہوے اور راہ میدان
کا اندلی لی ادھر نمود جادو تخت سحر اڑا کر میدان مین آئی پشت پر فوج ساحران جانوران سحر

سوار ساتھ ساتھ تھے جس وقت طرفین میں تیاری رزم ہو چکی تو صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور آئینہ آسمان زنگار فام ہوا
دیکھا کہ اژدر سیہ سر ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چلا آتا ہے سکندر رستم خو نے اسکے حالات
سے صاحبقران کو مطلع کیا ادھر نمود جادو نے ساحروں کو اسکے استقبال کے واسطے بھیجا لوگ
اور اژدر سیہ سر کو استقبال کر کے لے آئے اسنے پوچھا کہ کیا حالت ہے نمود جادو نے سب کیفیت بیان
کی اور کہا کہ اچھا ہوا جو تم آگئے اب میں تمہارے ہی ہاتھ سے ان خدا پرستوں کو زک دلواؤنگی یہ کہکر طبل
بازگشت بجوایا اور میدان سے سر گشتگی [illegible] ادھر اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ اب یہ کوئی کرشمہ نو کا نیا پیدا [illegible] سکندر رستم خو نے کہا کہ ملک سرشاریہ میں بھی ایسے ہی
کیا تھا کہ نقاب دار سیہ پوش جنکے آگئی تھی اور سبکو اسیر کر کے لے گئی تھی ہم سب اسکے ہاتھ سے اسیر ہوئے
تھے فرمایا خیر دیکھا جائیگا وہاں نمود جادو نے ایک بازو بند تیار کیا اور اژدر سیہ سر کو دیا کہ اسے
تو اپنے بازو پر باندھ لے کوئی حربہ تجھپر اثر نہ کریگا اور اب میں اسم اعظم تمہورا [illegible] کا بند کرنے جاتی ہوں
یہ کہکر وہاں سے قمری بن کے اڑی اور متصل بارگاہ صاحبقران کے ایک درخت پر جا کے بیٹھ رہی
وہاں اژدر سیہ سر نے طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر صاحبقران میں بھی کوس حربی بجا تمام رات تیاری
جنگ رہی حضرت نے صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی سے نکلنے نہ دیا جب صبح کو امیر با توقیر سوار
ہونے کے واسطے بارگاہ سے باہر آئے تو طیفور نے کہا کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے چلئے
امیر نے جیسے ہی اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا ایک طائر زغلیتا ہوا آیا اور تین چکر سر صاحبقران سے
لگا کر اڑتا ہوا چلا گیا اب جو امیر خیال کرتے ہیں تو اسم اعظم یاد نہیں نہایت پریشان ہوئے طیفور
تو اسی وقت سے غائب ہوگیا امیر با توقیر لشکر میدان میں لیکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اژدر
سیہ سر میدان میں آیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نسب و نکر سنگے تو اژدر سیہ سر
نکلا اور بعد سلح شوری مبارز طلب ہوا شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے مرکب اپنا نکالا و بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے بعد گفتگوئے بسیار اژدر سیہ سر نے نیزہ
مارا بلقیس نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا تھا طعنین چلنے لگیں چند طعن میں بلقیس نے ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے
نیزہ جدا کیا اژدر سیہ سر نے تلوار کھینچ لی اور وار کیا بلقیس نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا غرض کہ
کئی ضرب کی رد و بدل میں شاہزادہ بلقیس ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے زخمی ہوئے بعد اسکے
سمتن گرد سردار سکندر رستم خو نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا عنقا [illegible] کوہ پیکر نکلا یہ بھی زخمی
ہوا شام تک اژدر سیہ سر نے چند سردار زخمی کیے اور چند سرداروں کو جان سے مارا شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے دوسرے روز پھر اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے کئی سردار
زخمی ہوئے اسی طرح تین چار روز کی میدان داری میں اژدر سیہ سر نے چالیس سرداروں کو
زخمی کیا اور بارہ سردار شہید ہوگئے پانچویں روز پھر صف بندی ہوئی دونو جانب سپاہی [illegible] نکلا ہے اور ہر ایک
یہ خیال کرتا ہے اس سے زیادہ سوا زخمی ہونے کے اور کیا حاصل ہوگا اور اژدر سیہ سر برابر نعرے مارتا ہے کہ تم
غضب خداوند باختر [illegible] کہ یک مرتبہ لشکر شاہزادہ آصف انجم طلعت کے علم جلوہ گری پر آئے اور آنحضرت
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے کر گھوڑے سے اتر مجرا بجا لائے اجازت
میدان چاہی فرمایا کہ اچھا تو آپ نکل کے جائیے خدا نگہبان ہے آصف انجم طلعت سلام رخصت
کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوئے [illegible] سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر نگاہ دوڑ رہا ہوا

شاہزادہ آصف انجم طلعت نے سنبھل کے تگا دو ماری کہ پانچ قدم مرکب اژدر سیہ سر کا دور گیا اور حسب عادت
دو قدم مرکب آصف انجم طلعت کا پیچھے ہٹا کہ باگ پھیر پھر اژدر سیہ سر سامنے آیا اور تلوار کمر سے کھینچکر آصف
انجم طلعت پر وار کیا آصف انجم طلعت نے دھارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرا ہاتھ بند کمر کی طرف
بڑھایا اژدر سیہ سر بھی دست و گریبان ہوا مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے اژدر کشمکش
کرنے ہونے لگے دونوں طرف کے سردار قریب آ گئے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہ ہوئے دونوں
جانب سے روشنی آ گئی بادشاہ اسلام فرما رہے ہیں کہ آصف انجم طلعت نے بڑی ہوشیاری
کی ہے اب کشتی میں اسکو باندھ لائینگے غرضکہ تین شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن آصف انجم طلعت
نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑا اور سر سے بلند کر کے چاہتے تھے کہ زمین پر ماریں کہ دفعتہ بجلی کڑکی اور
تمرد جادو پنجہ گیری اور اژدر سیہ سر کو اٹھا لے گئی چونکہ شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بج گیا دونوں
لشکر میدان سے پھرے بادشاہ اسلام آصف انجم طلعت پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے وہاں تمرد جادو اژدر سیہ سر کو لے گئی تو صحرا میں آتری اور کہا کہ آج طبل جنگ
نہ بجوانا میں یہ انتظام بھی کیے دیتی ہوں کہ کوئی تجھکو زیر نہ کر سکے یہ کہکر اسنے صحرا میں چوکہ دیکر
رات بھر اسم خوانی کی اور ایک ہیکل تیار کر کے رکھی اژدر سیہ سر اپنے لشکر میں آیا رات بسر کی صبح کو
تمرد جادو آئی اور اژدر سیہ سر کو ہیکل دے کے کہہ گئی کہ اب کوئی اندیشہ نہیں رہا نہ تو حربہ اثر کر سکتا ہے نہ زور
چل سکتا ہے ایک روز لوگ سردار دن تو اسیر اور قتل کر اور ایک روز نقابدار لشکر میں میدان داری کر دیگی بس
چند ہی روز میں ان خدا پرستوں کا خاتمہ ہو جائیگا یہ کہکر چلی گئی یہاں اژدر سیہ سر نے پھر طبل جنگ بجوایا
لشکر اسلام میں بھی نقارہ زنی ہوئی جب صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہو گئیں تو پھر
اژدر سیہ سر میدان میں آیا اور پکارا کہ ای آصف انجم طلعت کل میرے تمہارے فیصلہ ہو گیا ہوتا
تمرد جادو لے گئی تھی اب آج میں بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہ ہٹونگا یہ سنکر آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے میں ہر وقت تیری سرکوبی کو موجود ہوں یہ فرما کر مرکب کو پھیرا اور سامنے
اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر نے کہا کہ صرف زور کی آزمائش میرے تمہارے باقی رہگئی تھی وہی ہونا
چاہیے نیزہ و شمشیر کی لڑائی تو خوب ہو چکی ہے اسمیں شک نہیں کہ فن نیزہ بازی کو تم لوگوں سے بڑھ کر کوئی
نہیں جانتا ہے یہ کہکر مرکب سے اتر کر کشتی پر آمادہ ہوا آصف انجم طلعت بھی گھوڑے سے کود پڑے دونوں کامل کشتی ہونے
ہتھیار رکھ دیے اور دست و گریبان ہو کر زور کرنے لگے غرضکہ دن بھر کامل کشتی رہی یا تو شام کو آصف انجم طلعت
نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑ اٹھایا اژدر سیہ سر نے تین پہر میں آصف انجم طلعت کو باندھ لیا بس یہ دیکھکر
برجیس بن اکوان کو تاب ضبط نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آیا
اژدر سیہ سر نے آصف کو تو زندان میں بھجوا دیا اور برجیس بن اکوان سے کہا کہ او طفل تو مجھ سے
کیا مقابلہ کریگا برجیس نے کہا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں کہ جب تو نے والد ماجد کو اسیر کر لیا تو میں تیرا
کیا کر سکتا ہوں مگر مجھکو تو انکے پاس پہونچنا منظور ہے جس حال میں وہ ہوں اسی حال میں میں بھی ہوں
یہ سنکر اژدر سیہ سر نے کہا کہ ای برجیس تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اکوان تاجدار خداوند طاق کا
فرزند ہو کر اس خدا پرست سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اسے اپنا باپ کہتا ہے برجیس نے کہا کہ حضرت
خداوندی اکوان تاجدار کی کہاں گئی اگر خداوند تھا تو بندوں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا چونکہ باپ
میرا حق پر نہ تھا اس وجہ سے میں نے اسکی روش اختیار نہ کی اور یہ بزرگ جنکو میں والد اپنا

کہتا ہوں خود باپ میرا اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیگیا ہی اور اُنکی بدولت میں نے راہ راست پائی ہی انھین کی تربیت
و تعلیم اٹھائی باپ سے زیادہ انکے حال پر شفیق پایا اگر مین یہ کہتا ہون تو کیا بیجا کہتا ہون یہ سُن کے اژدر
سیہ سپر نے کہا کہ آصف انجم طلعت نے جو تیری ماں کے عشق مین اپنے کو آگ مین گرا دیا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ تو نطفہ سے بھی آصف ہی کے ہی ورنہ ایسی باتین نکرتا بس یہ سنکر چہرہ غصہ سے برجیس کا
سُرخ ہو گیا لیکن ضبط کر کے آواز دی کہ او ملعون مین حلالی ہون حرامی نہین ہون مین پیدا ہو چکا تھا
جب طلسم نہ طاق فتح ہوا ہی اور اُسکے قبل کسی نے بھی خدا پرستون مین سے میری ماں کو دیکھا تھا
مجکو فرزند آصف ہونے سے کبھی انکار نہوتا بشرطیکہ ایسا در اصل بھی ہوتا اسلیے کہ آصف انجم
طلعت کو مین اکوان تاجدار سے بہتر جانتا ہون اسی سے اُنکے دین کو اختیار کیا اور اپنے
باپ کے آئین سے روگردانی کی خدا پرست کبھی زن شوہر دار کو اپنے اوپر جائز نہین سمجھتے مین ورنہ میں
غرض دم بھر نے کے آصف اور اپنی ماں دونون کا نشتہ خون ہو جاتا اور اس طرح اطاعت نہ کرتا یہ سُنکے
اژدر سیہ سپر نے کہا کہ اگر تو یہ نہ کہیگا تو کیا یہ کہیگا کہ اس شخص کی ماں سے او آصف سے تعلق تھا
بس یہ سُنکے برجیس سے ضبط نہو سکا اور اژدر سیہ سپر کو نیزہ مارا اژدر سیہ سپر نے نیزہ کو پکڑ کر
جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے برجیس کے نیزہ نکل گیا پھر برجیس نے تلوار ماری اژدر سیہ سپر نے سر آگے بڑھا دیا
تلوار سر پر پڑتے ہی اسطرح اُچٹ گئی گویا سنگ پر پڑی بس اژدر سیہ سپر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
اور اپنی طرف کھینچا کہ برجیس سامنے اژدر سیہ سپر کے آ گیا اژدر سیہ سپر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو برجیس کو اٹھا لیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام کو سخت
تعجب ہوا اور تمام لشکر اسلام مین چرچا تھا کہ اتنی کسی کی مجال نہین کہ آصف کو اس طرح زیر کرے بادشاہ
اسلام اور امیر عالی مقام بھی نہایت پریشان میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے وہان اژدر
سیہ سپر نے طبل جنگ بجوا دیا جب صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین ہو کر صف آرا ہوے
ہنوز اژدر سیہ سپر نے قدم آگے نہ بڑھایا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار آئنہ پوش
پیدا ہوا میدان مین آکر پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنا ے مرگ کا رہو
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنتے ہی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار آئینہ پوش نے کہا کہ بر می نگر بس جیسے ہی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے آئینون پر نظر ڈالی جو دیری طاری ہوئی خیالات پلٹ گئے نقابدار آئینہ پوش سے کہا کہ اب مین
آج سے تیرا مطیع ہوا نقابدار نے کہا اچھا میری طرف چلے او آصف انجم طلعت کو تو اژدر سیہ سپر نے اسیر
کیا تھا بے واسطے نقابدار کے شریک ہو کے اُسکے لشکر مین چلے گئے نقابدار نے پھر
مبارز طلب کیا آپ کی اس صف سے قران فیل سوار مقابلہ کو گیا اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو شہنشاہ
گوہر کلاہ کی ہوئی تھی یہانتک کہ شام تک مین شہنشاہ گوہر کلاہ اور تمام اُسکے سردار اس طرف سے
جا کر نقابدار کے شریک ہو گئے نقابدار سبکو ساتھ لیے ہوے جانب صحرا روانہ ہو گیا ادھر صاحبقران
حیران و پریشان داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اُدھر اژدر سیہ سپر اپنی فوج کو لیے ہوے واپس ہوا
خلاصہ یہ کہ تین چار روز کی میدانداری مین چار پانچ سو سردار لشکر اسلام کے اسیر ہوے ایک میدانداری
نقابدار آئینہ پوش کرتا ہی ایک میدانداری اژدر سیہ سپر کرتا ہی نقابدار کے ساتھ کوئی نہین ہی
جو سرداران اسلام اسکے مقابلہ کو گئے تھے او نقابدار کے شریک ہو گئے تھے وہی سب ہمراہ نقابدار

کے آتے ہیں اور جو سردار اژدر سیہ سر نے اسیر کیے ہیں وہ سب اژدر سیہ سر کے یہاں قید میں اور نقابدار
لئے گیا ہی کہ جس وقت دو حصے سردار میرے اختیار میں آجائینگے اور ایک حصہ باقی رہ جائیگا اُس وقت
اُنھیں لوگوں کو لشکر اسلام سے لڑواؤنگا آج صاحبقران نے عیاروں پر تاکید فرمائی ہی کہ اس نقابدار
کا پتا لگاؤ کہ یہ کون ہی اور کہاں سے آتا ہی اسم اعظم بھی صاحبقران کا نہ ہی وہاں اژدر سیہ سر
برابر نقارہ زدی بجا کے جاتا ہی دم نہیں لیتا ہی عیار برابر تلاش جاتے ہیں اور پھر واپس آتے ہیں
لیکن حال طیفور باد گرد کا عرض کیا جاتا ہی کہ آج جو نقابدار سرداران اسلام کو مطیع بنا کر واپس ہوا
طیفور بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا دیکھا کہ جاتے جاتے نقابدار اک باغ میں ہو چکر وارد باغ پر
ٹھہر گیا جو نگہبان کھڑے تھے اُنھیں بھجوا دیا کہ فلوں فلاں کے سوا اگر کوئی اندر آئے تو اُسکو
آنے نہ دینا یہ کہکر نقابدار داخل باغ ہوا سب سردار بھی داخل باغ ہوے طیفور باد گرد مہر اسب
بن رستم کے گھوڑے کا سائیس بنا ہوا ساتھ تھا اس وجہ سے یہ بھی داخل باغ ہوگیا اندر باغ
کے دیکھا کہ اک قصر رفیع الشان بنا ہوا ہی قصر کے ہزار ہا درجے ہیں سب سردار ایک ایک درجہ
میں داخل ہوے پھر بھی بہت سے درجے خالی رہ گئے اب نقابدار نے قصر کے سامنے چبوترے پر
آکے قیام کیا سب سردار آکر جمع ہوے بزم آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب ارغوانی گردش میں آیا رنگ محفل دیکھ کر طیفور تنگ
کرنے لگا کیونکہ حال اس نقابدار کا معلوم ہو کہ یہ کون ہی کہ اگر تہ نشست برخاست ہوئی سب سردار اپنی اپنی خوابگاہ میں جاکر محو خواب
ہوے اور نقابدار آئینہ پوش بھی ایک درجہ میں گیا لباس اتارا مسہری پر لیٹ رہا طیفور اسی فکر
میں ٹہل رہا تھا کیونکہ حال نقابدار کا دریافت کروں یکہ دیکھا ایک بادیہ اراری پر خاست کر کے اری
سوسن اری سوسن پکارتی ہوئی کمرے سے باہر آئی سوسن حاضر حاضر کہتی ہوئی دوڑی سنبل
نے کہا کہ اے سوسن ملکہ آفاق نے ارشاد کیا ہی کہ آج کی رات کوئی چور آئیگا اور سرمایۂ زندگی ہمارا
چرا لے جائیگا بہت ہوشیار رہنا وہ جو صندوقچہ ملکہ کے سرہانے رکھا ہی اسمیں سب کچھ ہی شاید
ملکہ کی آنکھ لگ جانے سوسن نے کہا کہ اسمیں کیا ہی سنبل نے کہا کہ ایسی ننھی ننھی باتیں کرتی ہی
جیسے تو نا واقف ہی اور کچھ جانتی ہی نہیں ارے رہی آئینہ اور شیشہ ہی ہیں جسمیں اسم اعظم حمزہ کا بند
ہی اور آئینہ کرامات سحر ملکہ کی ہی جو دیکھتا ہی وہ مطیع ہو جاتا ہی یہ سنکے سوسن نے کہا کہ بھا میری
بہن ذرا تو ٹھہر جا تو میں جا کر اپنی کوٹھری بھی بند کر آؤں ایسا نہ ہو کہ میری کوٹھری بیچا رے
تو میں کہیں کی نہ رہونگی سنبل اسی جگہ ٹھہری رہی اور سوسن بھاگی ہوئی گئی یہ سب باتیں طیفور
سن رہا تھا بس جیسے ہی سوسن پلٹ کے آئی سنبل تو اپنی طرف روانہ ہوئی اور سوسن کمر
کے کمرے کی طرف چلی طیفور نے پشت پر سے آکر آواز دی کہ بہن سوسن ذرا میری بھی سنتی جاؤ
سوسن نے کہا کون طیفور اک عورت کی شکل بنا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ ہمارے واسطے بھی ملکہ سے
سفارش کرنا شاید وہ ہمیں نوکر رکھ لیں اور یہ نشانی ہماری اپنے پاس رہنے دو سوسن نے سر سے
پاؤں تک دیکھکر کہا کہ تم کون ہو کہا میں سنبل کی خانہ زاد بہن ہوں ملکہ کا قاعدہ یہ ہی کہ وہ ایک گھر کے
دو آدمی نوکر نہیں رکھتیں ہیں ورنہ میری بہن خود ہی کر دیتی تم اس بات کا اظہار نہ کرنا کہ یہ سنبل کی بہن
ہی پوچھا نام تمھارا کیا ہی کہا مجھکو نسترن کہتے ہیں یہ کہکر نسترن نقلی نے اک ڈبیا دی اور کہا کہ نشانی
میری یہی ہی اسمیں اک ایسی چیز ہی کہ دیکھو گی تو بہت خوش ہوگی سوسن نے اُس ڈبیا کو کھولا کھولتے ہی
بلغہ بیہوشی اُڑا اور سوسن چھینک مار کر بیہوش ہوئی طیفور نے جلدی سے سوسن کو اٹھا کر کسی

گوشۂ باغ مین ڈال دیا اور آپ سوسن کی شکل بنکر اندر کمرے کے داخل ہوا تو دیکھا کہ نمو دجادو مسہری
پر لیٹی ہوئی ہی کہا ای سوسن تونے بڑی دیر کی سوسن نے کہا کہ کیا کہون سنبل کی باتون مین الجھ گئی تھی
کیا خیر آج کی رات کٹھنے کی ہی اور مجھپر نیند کا غلبہ ہی ذرا اس صندوقچہ سے ہوشیار رہنا سوسن نے کہا
کہ اسکی کنجی تو آپکے پاس ہی یہ کہا ہان میرے کمربند مین بندھی ہوئی ہی سوسن نے کہا اگر آپ آرام سے سوئے اطمینان کیجیے کیا
ہی کسی کی کہ صندوقچہ کی طرف نظر اٹھاکے بھی دیکھ سکے یہ کہکر باتون باتون مین نمو دجادو پر خواب گران طاری ہوا تھوڑے ہی
عرصہ مین بلفیر خراٹے بلند ہوئی پس طیفور نے اپنی جگہ سے اٹھکے بغل سے کسوت عیاری نکالی اور اسمین
سے اک آئینہ اور اک شیشہ نکالا اور کچھ عیاری بیہوشی رکھ کر دماغ مین نمو دجادو کے پھونک
دی نمو دجادو بالکل بیہوش ہوگئی اب طیفور نے کنجی ازاربند سے کھولی اور صندوقچہ سے شیشہ اسم
اعظم اور آئینہ نکالکر اپنے قبضہ مین کیا اور ویسا ہی آئینہ اور شیشہ صندوقچہ مین رکھ کر کمرے سے نکلا
اور کسا جس بنکر اصطبل مین آیا گھوڑ ملنے لگا کیونکہ صبح قریب تھی وہان سوسن کو جو ہوش آیا تو اپنے
اپنے کو گوشۂ باغ مین پایا جاری سے اٹھی اور کمرے مین نمو دجادو کے آئی اسکو یہ ڈر لگا تھا کہ
بی بی خفا نہون کہ تو اتنی دیر کہان رہی اور نمو دجادو تو سوسن نقلی کو دیکھ ہی کے سوئی تھی جب
نسیم سحری چلی تو نمو دجادو کو ہوش آیا دیکھا سوسن جاگ رہی ہی نمو دجادو نے شاباشی دی
اور لباس جنگ زیب جسم کرکے نقاب درست کرکے احتیاطاً صندوقچے کو کھولکر دیکھا تو اسمین شیشہ
اور آئینہ موجود پایا پس حسب معمول سب سردارون کو ساتھ لیکر باغ سے نکلی ادہر جانب حرب گاہ
روانہ ہوئی طیفور سائیس بنا ہوا ساتھ ان سبکے نکل آیا یہان صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر مقابل
ہوئی چلے تھے گرد اڑی اور نقاب دار آئینہ پوش بھی پہونچا لیکن آج اژدر سیہ سر کی میدان داری
کا روز تھا اژدر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز اس طرف سے کوئی واسطے مقابلہ کے
نہ نکلا تھا کہ طیفور پہونچا اور صاحبقران کے کان مین کچھ کہا پس اسی وقت صاحبقران نے
اشارہ کیا طیفور نے میدان ترک کیا صاحبقران مرکب کو بڑھاکر سامنے تخت بادشاہ کے آئے
علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا بادشاہ اسلام نے تخت اپنا رکھوا دیا اور صاحبقران کا سر سینے سے
لگاکر ارشاد فرمایا کہ اپنے یہ کیا غضب کیا کہ مقابلہ کو اس مکار کے نکلے اسم اعظم آپ کو ذرا ہوش
ہی آپ کے تشریف لیجانے سے فوج بے سالار ہو جایگی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر آ دعا
رکھیا اب اگر مین اس وقت مین بھی نہ نکلونگا تو یہ عالم مجھکو کیا کہیگا بادشاہ اسلام نے بمشکل اجازت دی
اس وقت صاحبقران عالی شان مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ کو اژدر سیہ سر کے گئے ادہر طیفور نے
چپکے سے وہ شیشہ توڑ ڈالا جسمین اسم اعظم صاحبقران بند تھا وہان اژدر سیہ سر نے نعرہ کیا کہ ای
صاحبقران زمان کسی سردار سے آپ کے سامنا نہ پڑا تھا ورنہ آپ اسقدر ترقی نہ کر سکتے دیکھا
آپنے کہ مین نے کس طرح سرداران اسلام کو زیر کیا ہی جس خونخوار کو آپ نے تین روز مین زیر کیا تھا اسے
مین نے ایک روز مین اسیر کر لیا اسی سے اپنی اور میری قوت کا فرق سمجھیے صاحبقران نے فرمایا
کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ ایک ساحرہ کے بل پر تو اپنے کو سپاہی کہتا ہی ذرا ضرب بہادری
کی ابھی معلوم ہو جاتی ہے کہ مین کیسا ہون اور تو کیسا ہی یہ سنتے اژدر سیہ سر نے نیزہ ہلایا پس صاحبقران
نے چند طعن مین نیزہ اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے نکال دیا اژدر سیہ سر نے بل کھاکر تلوار کمر سے
کھینچ لی صاحبقران نے بھی تلوار کھینچ لی رد و بدل ہونے لگی صاحبقران نے داشنا شمشیر زنی مین

ہاتھ کلدئی پر اژدرسیہ سر کی ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لوں لیکن نسوا لبس چپکے چپکے اسم اعظم پڑھنا
شروع کیا ظیفور سے پی یا تنا چپکے سے کہی تھی کہ میں نے شیشۂ اسم اعظم توڑ ڈالا ہے اور اژدرسیہ سر
میں قوت سحر ہے آپ مقابلہ کے وقت اسم اعظم پڑھتے رہیے گا لیں اسم اعظم پڑھتے ہی قوت سحر سلب ہو گئی
اصلی قوت اژدرسیہ سر کی باقی رہ گئی اسی وقت امیر ربیع نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر گرز زنجیر کا بند مضبوط پکڑ
کے جو زور کیا تو اژدرسیہ سر کو اٹھا لیا اور اچھال دیا گرتے وقت تلوار سے دو ٹکڑے کیا نعش اژدرسیہ سر
کی زمین پر گری یہ دیکھکر نمود جادو لیئے نقابدار آئینہ پوش کو حیرت ہوئی غصہ میں مرکب کو جھکا کر سامنے
صاحبقران کے آئی اور پکاری کہ مجھ سے تو سامنا کر وہ آئینہ نقلی پیشانی پر اسکے نصب تھا صاحبقران پر
کوئی اثر نہ ہوا فرمایا تلوار کمر سے کھینچکر مجھ سے مقابلہ کر یہ تیری شعبدہ بازی مجھ پر نہ چلیگی نمود جادو نے شمشیر
سحر کمر سے کھینچکر صاحبقران پر وار کیا امیر ربیع چپکے چپکے اسم اعظم پڑھتے رہے وار نمود جادو کا رد
کر کے جو ہاتھ تیغہ مارا شگاف سلیمانی کا مارا نمود جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے بس مرتے ہی نمود جادو
کے قیامت برپا ہوئی جو سردار اسیر سحر تھے وہ بیہوش ہو گئے ہمراہیان اژدرسیہ سر لاش اپنے سردار
کی لیکر سار لقیہ کی طرف بھاگے یہاں جبتک لاش نمود جادو کی تڑپتی رہی اس وقت تک ایک
قیامت برپا رہی آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام نمود جادو و بود چیف مردیم
وجاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو سرداران اسلام بھی ہوش میں آئے اور ملازمان
نمود جادو رومال سے ہاتھ باندھ کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمیں آپ کی
اطاعت منظور ہے صاحبقران نے سبکو کلمہ تلقین فرمایا یہ سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوئے جو
قیدی انکے تحت میں تھے ان سبکو بھی رہا کر کے لے آئے صاحبقران نے سبکو نوکر رکھ لیا سحر سے
توبہ کرائی اور لاش نمود جادو کی مزبلہ پر پھنکوا دی بعد اسکے جشن کر کے تیاری سفر کا حکم دیا اب
ان سبکو تو تیاری سفر میں مصروف رکھا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش شاہزادی طلسم لالہ زار سلیمانی معشوقہ ایرج نوجوان کے بیان ہونے میں تباہی آنا طلسم لالہ زار پر تباہ ہونا مہ جبین گل لالہ پوش کا راستے میں مصیبتیں پیش آنا اور پیدا ہونا دو شاہزادوں کا اور پرورش پانا شہر زریہ میں اور ذکر خروج کفار و باقی حالات متعلق

داستان ہذا - مخمس

جبتک اسکی دوری میں دشمن خوفناک تھا — آستین و جیب و داماں و گریباں چاک تھا
آگئی جب موت دم میں سار لقیہ پاک تھا — سوز دل سے نالۂ پرسوز آتشناک تھا
بجلی گری جب آگ [illegible]
اس سے پہلے تو نہیں ایسا میں حسرتناک تھا — دل کے جاتے ہی جو دیکھا لا کی کا گھر خاک تھا
واہ کیا جلاد تھا اے واہ کیا چالاک تھا — لیگیا دل چھین کر ایسا کوئی سفاک تھا
وہ طرار تھا یا غمزۂ بیباک تھا

کوئی دامن چاک تھا کوئی گریبان چاک تھا
کوئی تھا پُر آرزو اور کوئی حسرتناک تھا
خاک میں ملتے ملے سب کو دیکھا خاک تھا
داد خواہوں میں جو وارد آج وہ سفاک تھا
اک نگاہ ناز کے پھرتے ہی مضطر پاک تھا

وصل جسکے عیش و عشرت کو ہوا اک بار گراں
دید عاشق جسکی صورت کو ہوا اک بار گراں
سرمہ سی جسکی زینت کو ہوا اک بار گراں
رنگ بھی جسکی نزاکت کو ہوا اک بار گراں
پیرہن گل کا کب اسکے قابل پوشاک تھا

شام وصلت جا چکی اور آئی اب صبح فراق
آہ جبکہ منہ سے نکلا ہر نفس صبح فراق
جب نہ اپنا چل سکا کچھ دسترس صبح فراق
دست وحشت نے کیا دست ہوس صبح فراق
انکا دامن چاک تھا میرا گریبان چاک تھا

ہو گیا سارے زمانے کی وہ دادرس ہے مگر
ہر دوا کیا بلکہ ہر آب بقا دریا سے گر
بحر رحمت کی دکھاتا ہی ادا دریا سے گر
فیض پیر میکدہ سے ہے کیا دریا سے گر
کیوں نہ پیتے پارسا بھی آب در تاک تھا

خون ہو کر آنکھ سے ہر دم بہے یوں بیدھڑک
کیوں نہیں تڑپوں تپاں ہر دم رہے یوں بیدھڑک
کیا مزہ ہو دل کو اُس سے کہے یوں بیدھڑک
انکے تیلیں ستم اسکے سہے یوں بیدھڑک
دل ہمارا اس ستمگر سے بہت بیباک تھا

سارے عالم میں ہماری شہرت انھیں دونوں کی
چاہیے تھی ہماری خدمت انھیں دونوں کی
وقت جب مجھ پر پڑا شرکت انھیں دونوں کی
میری ہمدردی شب فرقت انھیں دونوں کی
یا دل غمناک تھا یا دیدہ نمناک تھا

کیوں نہ ہر اک جان دیتا اسکے در پے ناک پر
ہر گھڑی خنجہ دھرا رہتا ہی اسکی ناک پر
سیکڑوں بسمل تڑپتے تھے خس و خاشاک پر
اور تو کچھ آ سکے ہٹتے تھے خاک پر
اس سے جو آزاد تھا وہ بستۂ فتراک تھا

حسن کرتا ہی بسمل عشق ہی خانہ خراب
پھرتا ہوں منزل بمنزل عشق ہی خانہ خراب
تو نہ کامل بن کہ کامل عشق ہی خانہ خراب
ہم کیے دیتے ہیں اہل عشق ہی خانہ خراب
اسنے جب رکھا قدم پھر لا کہ کا کاشانہ پاک تھا

عورتوں نے بھی کیا گرچہ تو بھی شہسوار
آسمان بھی پھرتا ہی مطلوب تو بھی شہسوار
جسپہ چاہے کرے ظلم و جور تو بھی شہسوار
یہ کمان یہ تیر تیرا اور تو بھی شہسوار
کیا نہیں تجھ سا کوئی قابل فتراک تھا

جلوۂ محبوب ہوتا ہی عیان مانند برق
دل جلوں کے لب پہ آہ و فغان مانند برق
اسکو آتا ہی نظر سارا جہان مانند برق
دم بھی آہ ہو تھا وہاں سے وہ جہان مانند برق
مادر اس سرخ کا کیا تیز رو چالاک تھا

دہر میں یکسان کسیکو بھی خوشی رہتی نہیں
بیکسوں کی بھی جاتی نہیں بیکسی ہی تھی نہیں
بات جو اسوقت ہی وہ پھر کبھی رہتی نہیں
خوب رو ہونگی بھی حالت ایک سی رہتی نہیں
اب نہ پیکا اُسکو دیکھا جو کبھی سفاک تھا

کام اگر مینو اور رکھتے جز دو گل سے باغ مین
بادہ نوشون کی خوشی تھی جام و مے سے باغ مین
جی نہ لگتا بلبلون کے شور و غل سے باغ مین
کیا غرض تھی میکشون کی سیر گل سے باغ مین
تاک مین انگور کے ہر ایک زیر تاک تھا

ان زمین و آسمان کے ڈھنگ دیکھو تو سہی
دیکھکر ہو جاؤ گے تم دنگ دیکھو تو سہی
اور انکا میل انکی جنگ دیکھو تو سہی
انقلاب دہر کے نیرنگ دیکھو تو سہی
لہلہاتا سبزہ ہر جسپہ خس و خاشاک تھا

جان لینا ہی تو کر لے امتحان زندہ ہین ہم
ای صنم جسوقت تک ہے تن مین جان زندہ ہین ہم
دیکھ اب تک بہر جور آسمان زندہ ہین ہم
شکل جسمانی کا جبتک ہے نشان زندہ ہین ہم
ملتی جب خاک مین یہ خاک پھر کیا باک تھا

جی کیا اور آپ نے تھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کر دیا سینے کو پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
آبلہ ہر ایک پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
خون تک دل کا نچوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
واہ وہ دزد حنا کیا ہاتھ کا چالاک تھا

مجھ سے ہی اب اس ستم ایجاد کی الفت کا نام
چاک دامن سے ہے مجھ ناشاد کی وحشت کا نام
مجھ سے ہی دشت جنون کی یاد کی غربت کا نام
عشق شیرین سے ہوا فرہاد کی محنت کا نام
ورنہ کوہ بیستون بیمعنی ایک کاواک تھا

ہو غرض کی لو اسے کلیم اسکو نہ کہنا متقی
ایسا کیون کرنے لگا وحشت کا سودا متقی
متقی کہتے ہین کسکو اور کیسا متقی
گو بظاہر وہ نہ زاہد تھا نہ وہ تھا متقی
عاشق صادق تھا صاف عشق سے پاک تھا

ف بیان شیرو اے ہمدم داستان کہ بانی آدم برسر داستان ہو واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جس وقت گرشاسپ زمان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم لالہ زار سلیمانی کو فتح کر کے پھرے تھے تو ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اسکی وزیرزادی دونون حاملہ تھین شاہزادی کو ایرج نوجوان کا حمل تھا اور وزیرزادی کو شاہ پور شیر فیل کا حمل تھا چند ماہ کے بعد مریخ جادو وزیر نا ہموار نے آکر بادشاہ طلسم کو اسیر کیا اور سنتے ہین کہ قتل کر ڈالا طلسم پر اپنا قبضہ کیا ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اپنی وزیرزادی کو لیکر نکل گئی طلسم کا رنگ دگرگون ہو گیا خاندان شاہی کے رگ تباہ و برباد ہو گئے مریخ جادو بادشاہ بن بیٹھا لیکن ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش جو وہان سے بھاگی کچھ زر و جواہر ساتھ لے لیا تھا وزیرزادی اسکے ساتھ تھی دونون پورے دنون پیٹ سے تھین راستہ چلنا سخت دشوار تھا ایک تو شاہزادی کبھی پیدل چلنے کی کاہے کو عادی تھی علاوہ اسکے حاملہ دونون نے منہ پر خاک ملی صورت اپنی بگاڑی مگر چاند پر خاک ڈالے سے کہین چھپتی ہے حسن ان دونون کا مثل شمع فانوس کے نمودار تھا ٹھوکرین کھاتی ہوئی ایک صحرا مین پہونچین وہان ایک قافلہ اترا ہوا تھا اور کنارے دریا کے ناوین لگی ہوئی تھین لوگ سوار ہو رہے تھے وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ آفاق اسی قافلے کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کے نکل چلیے ملکہ نے ارشاد کیا کہ ای وزیرزادی ایسا نہ ہو کسی مرد کی نظر ہم پر پڑے کیونکہ اسوقت ہماری عزت کا بچانے والا کوئی نہین ہے کسکے رعب سے یہ لوگ دست اندازی بیجا سے باز رہینگے وزیرزادی نے عرض کی کہ ای ملکہ کیا مجال ہے کسیکی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ سکے

اپنی نسبت پاک چاہیئے عورت کا خدا نگہبان ہے اور اگر اس قافلہ کے ساتھ نہ چلیگی تو گرفتار ہو جانے کا بھی
خوف ہے علاوہ اسکے ایسا نہو کوئی درندہ گزندہ اذیت پہونچائے ملکہ کے بھی ذہن مین آگیا فرمایا خیر بہتر ہے
جو تیری رائے ہو وہ کر وزیرزادی نے اہل قافلہ سے پوچھا کہ سالار قافلہ کون شخص ہے انھون نے کہا کہ
اسعد شامی سوداگر کا یہ قافلہ ہے وہ سلطنت سوداگری پر جلوہ گزین ہے یہ سُنکے وزیرزادی سامنے
اسعد شامی کے آئی اور فرمایا کہ ہم گردش فلک کے ستائے ہوئے ہین اگر آپکا کوئی ہرج
نہو تو ہمین بھی اپنے جہاز پر سوار کر لیجئے جہان جہاز کا لنگر ہوگا وہان ہم بھی اُتر جائینگے یہ سنکے اسعد شامی
نے سر سے پاؤن تک دیکھا اور اپنے آدمیون سے کہا کہ اس عورت کو بھی جہاز پر بٹھا لینا وزیرزادی نے کہا
کہ ایک عورت میرے ساتھ اور بھی ہے اسعد شامی نے کہا اُسے بھی بلا لو وزیرزادی نے کہا کہ ابھی آنکے بلانے
کی کیا ضرورت ہے اسعد شامی خاموش ہو رہا جس وقت تمام قافلہ سوار ہو چکا تو یہ دونون شاہزادی اور
وزیرزادی بھی سوار ہوئین لنگر جہاز کا اُٹھا اور جہاز روانہ ہوا اسعد شامی نے جو وضع اور قطع وزیرزادی
کی دیکھی تھی تو شیفتۂ حسن ہو گیا تھا چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ میرے دام تزویر مین پھنس جائے چنانچہ اسنے
اسی مصلحت سے وزیرزادی کو سوار ہونے کی اجازت دی تھی جب اطمینان ہو گیا کہ جہاز کا لنگر اُٹھ گیا تو اسنے
ایک دلالہ سے کہا کہ وہ عورت جنھے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت خواہ ہوئی تھی اُسے میرے وصل پر راضی کر دے
دلالہ گئی اور یہان اُسنے شاہزادی کو دیکھا تو اُس سے زیادہ حسین پایا جاکے سوداگر سے بیان کیا دوسری
عورت اُس سے زیادہ حسین ہے یہ سُنکے سوداگر مشتاق ہوا اور جس مقام پر یہ دونون بیٹھی ہوئی تھین آیا اور
پلٹ گیا دلالہ سے کہا کہ اگر تو اس عورت کو مجھ سے رضامند کر دے گی تو بہت کچھ انعام دونگا ورنہ پھر کوئی امر
کرنا بے تعلقی سے خالی نہین ہے یہ سُنکے دلالہ کو طمع دامنگیر ہوئی کہا کہ مین جا کر ابھی رضامند کیے دیتی ہون یہ کہکر
اُس مقام پر آئی جہان یہ دونون بیٹھی ہوئی تھین دلالہ نے آکر سلام کیا اور عرض کی کہ کیون بیبیو تم کہان کی
رہنے والی ہو اور کہان جانے کا قصد رکھتی ہو یہ سنکے شاہزادی نے فرمایا کہ اے نیکبخت مین شاہزادی ہون
طلسم لالہ زار کی زوجہ ہون اُس شخص کی جو گرشاسپ زمان ایرج نوجوان ہے لیکن تقدیر کی گردش
نے اس تباہی مین ڈالا ہے کہ شوہر میرا اپنے عزیزون کے ساتھ کشورکشائی مین مصروف ہے میرے
حال کی اُسکو خبر نہین کہ میری دوسری وزیرزادی اور میرے بھائی کی زوجہ و معشوقہ ملکہ ناطقہ نام جو مرنج جادو
کی دختر ہے مجھ سے چھوٹ گئی اور مرنج جادو مکرام نے آکر طلسم کو جلایا ہونکا ظاہر ستون کا استیصال
کیا ہے عزیزون کو قتل کرنا شروع کیا مین جان اپنی بچا کر بھاگ نکلی نہ راستے سے واقف ہون
نہ کوئی راہبر ساتھ ہے خواہش میری یہ ہے کہ کسی طرح اپنے شوہر تک پہونچ جاؤن یہ سُنکے وہ دلالہ ہنسی
اور کہا کہ بیوی عقل کے ناخن لو تم ناتجربہ کار اور نادان ہو ان مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہے تم بھی
کس کے فراق مین پڑی ہو شوہر تمھارا اور شاہزادیون سے مزے کرتا ہوگا تم اُسکے لیے ٹھوکرین کھاتی
پھرتی ہو اُسے ایسا ہی خیال ہوتا تو تمھین چھوڑ کے کیون جاتا اپنے ساتھ کیون نہ لیتا جاتا مرنے
والے مرنے مین راہ تکتے پر نہین مرتے مین ان مردون کا وتیرہ یہی ہے کہ ایک جو بھایا اُس سے آنکھ لڑی دوسرا
چڑھ گیا خصوصاً یہ خداپرست اور وہ بھی بڑے آدمی کہ جب جو دیکھا اُسی کے گرویدہ ہو گئے جب
ابد بہار اپنے قبضہ مین کر لیا تو دوسرے باغ کی ہوا کھانے لگے مجھے بھی میرا شوہر بہت چاہا کرتا تھا
آخر مین نے تو اُسے چھوڑ دیا اور دوسرا کر لیا جب وہ بھی ستانے لگا تیسرا کر لیا غرضکہ اسی طرح
اپنی جوانی عیش سے کاٹ دی رنج کرے ہماری بلا بقول شاعر تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی +

اگر ایک ہی پر چھٹی رہتی جوانی تو کیسی زندگی خراب ہو جاتی اب ان خیالات کو دور کرو سوداگر نے جیسے تمہاری شکل دیکھی ہی
جان دیتا ہی مرتا ہی روپیہ پیسہ سبھی کچھ تم ہی مرد نوجوان بھی ہی تم بھی اسکے ساتھ اپنی زندگی آرام سے گزارو گی
تمہاری ان باتوں میں ہوش سچ کسی چیز کو ٹال گیا احوال گیا رنڈی کے عذر کا خیال نکمیا یہ باتیں اس نکاح کی سنکر
شاہزادی کو نہایت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا جیسی تو چنچال ہی ویسا ہی ہر ایک کو سمجھتی ہی مرد کا جوہر یہی
ہی کہ ایک پر نہ بیٹھا رہے اور عورت کی صفت یہی ہی کہ ایک کے نام پر زندگی بسر کر دے وزیرزادی
نے کہا کہ ملکہ اور ہم دونوں پوربے دونوں پیٹ سے ہیں ہم کسی کے کام کی نہیں ہیں اور مصیبت زدہ
ہیں ہمارے ستانے سے کیا فائدہ دلالہ نے جا کر سوداگر سے بیان کیا کہ وہ رضامند تو نہیں ہوتی ہیں اور
عذر کرتی ہیں کہ ہم پیٹ سے ہیں لیکن جانتی کہاں شوہر ہی کو مرتا کیا نہ کرتا اگر خوشی سے منظور کرینگی
جبر سے باتیں کی سوداگر نے کہا کہ جبر میں لطف نہیں دلالہ نے کہا کہ جبر ایک ہی دفعہ کرنا پڑیگا جب آن
ٹوٹ جائیگی اپنی شرم کو آپ نباہینگی سوداگر نے کہا کہ اگر پیٹ سے ہیں تو ہونے دو ان سے کہو کہ مجھے
یہ بھی منظور ہی میں خداپرست نہیں ہوں جنکے مذہب میں زن شوہر دار بغیر طلاق کے حلال ہی نہیں ہو سکتی
میں ساریق پرست ہوں جو جاگتی جوت کا خداوند ہی اسکا حکم یہ ہی کہ جتنے عورت کو مرد کے واسطے
اور مرد کو عورت کے لیے خلق کیا ہی اور اسلیے نہیں پیدا کیا ہی کہ اپنی زندگی کو خراب کرے کسیکو خالی بیٹھنا
نہ چاہیے اگر تین روز مرد و عورت کی خبر دے تو نکاح سے باہر ہی دلالہ نے مذہب ساریق کی شرع کو
آکر سمجھایا ملکہ کو نہایت غصہ آیا بال سر کے کھول دیے اور یہ دعا کی کہ خداوندا ہم ناموس اس شخص
کی ہیں جسکو تو نے بہت بڑی عزت عطا کی ہی اب تو ہی اسکی عزت کا نگہبان ہی یا تو اس سوداگر سے جان
اور آبرو ہماری بچاے یا ہمکو دنیا سے اٹھا لے کہ شاہی سے فقیری کے درجے کو پہونچے اب عصمت میں
بھی داغ لگا چاہتا ہی اس زندگی سے تو موت بہتر ہی کہ اک اوندنے سا سوداگر ہمپر جبر کرنا چاہتا ہی اور
ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے یہ کہکر زار و قطار رونے لگی بس اسکا رونا تھا کہ زمین تھرا گئی اسکے شور جو دریا میں
گرے پانی میں تلاطم پیدا ہوا آہ کی حرکت سے ہوا طوفانی ہوئی دریا میں تلاطم آیا مینڈھے اچھلنے لگے
جہاز کا رخ بدلنے لگا باد مخالف نے لیجا کر اک کوہ سے ٹکرا دیا جہاز پرچے پرچے اڑ گیا اور تمام مال و اسباب
غرق ہو گیا بہت سے لوگ اس دردہ میں غرق ہو گئے یہ دونوں ایک تختہ پر بہتی ہوئی چلیں سوداگر نے دعا کی کہ
خداوندا اگر مذہب خداپرستی برحق ہی تو مجھکو اس طوفان سے نجات دے میں عہد کرتا ہوں کہ اب ان
عورتوں پر جبر نہ کرونگا بلکہ دین اسلام اختیار کرونگا اور خادمانہ طریقے سے انکی خدمت کرونگا اسکی دعا بھی
مستجاب ہوئی کہ یہ بھی اک تختہ پر بہکر کنارے جا لگا مال و اسباب تو پہلے ہی غرق ہو چکا تھا کچھ لوگ جو باقی
تھے ڈوبنے سے بچکر کنارے نکلے کوئی تیر کے نکلا کوئی تختہ پر بہہ کے آ گیا سوداگر نے سبکو فراہم
کیا اور وہاں سے شہر ساریقہ کا دریافت کرکے خشکی کے رستے سے چل نکلا دیکھیے یہ کہاں پہونچتا ہی
اور کیا ہوتا ہی لیکن اول حال ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اسکی وزیرزادی کا سنیے کہ یہ دونوں جو
ایک تختہ پر بہتی تھیں کنارے پر نکلیں کچھ دن چڑھ چکا تھا دونوں آہستہ آہستہ چلیں جاتی تھیں ایک
مقام پر پہونچیں کہ وہاں اک چشمہ پانی کا تھا اور گرد اسکے چند درخت سبز لگے ہوئے تھے یہ دیکھکر ان کے دم میں دم
آیا دیکھا تو ایک تخت سنگ مرمر کا کنارے اسکے بچھا ہوا تھا گرتے پڑتے وہاں تک پہونچیں کہ
دفعتہً شاہزادی کو درد زہ عارض ہوا یہ اسی سنگ مرمر کے تختہ پر لیٹ گئی وزیرزادی نے جو یہ حالت
شاہزادی کی دیکھی پاس آ بیٹھی پیٹ سہلانا شروع کیا اسی وقت لڑکا پیدا ہوا چاند کا ثانی تھا رات

آفتاب سے کسیقدر گرم ہوگیا تھا وزیرزادی نے بچے کی نال کاٹی اور اُسے پانی سے نہلا دھلا کر لٹا دیا ساتھ ہی
اسکی بھی وہی حالت ہوئی شاہزادی اسکا پیٹ سہلانے لگی ایسکے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا وزیرزادی سنبھال
ہوگئی تھی شاہزادی کا مزاج کسیقدر درست ہوچلا تھا اب اسنے اُٹھ کے بچے کو نہلایا دھلایا پشواز مین
لپیٹ کے لٹا دیا نال ٹھیکرے سے کاٹی اور بہت روئی کہ جو حالت کنڈے والیون کی سنتے تھے وہ
ہماری ہوئی خیر اگر خدا عزت بچائے تو ہر حال مین شکر ہے وہ بھی خلقت خدا مین ہین ہم بھی اُسیکے مخلوق
ہین یہ بھی اُسی کی مہربانی ہو کہ ہمکو شاہ کے گھر مین پیدا کر دیا ہم شہزادی کہلاتے ہین ورنہ وہان سے سب ایک
حالت پر ہین مبتلی وہ دو گوش آتے ہین وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ رنج نہ کیجیے مصیبت و کلفت زندگی
ہی تک ہے جب وہ وقت نہ رہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا بڑی دیر تک یہ دونون اسی سنگ مرمر کی چٹان پر لیٹی رہین
جب دن کم رہا تو وزیرزادی نے شاہزادی سے عرض کی کہ ای ملکہ اس جنگل مین ہزار طرح کے خوف
ہین مین جاتی ہون اگر یہان سے کوئی گاؤن قریہ قصبہ وغیرہ قریب ہوا تو وہان کوئی مکان کرایہ کا ٹھہرا
آپکو لیچلون گی وہان بچو کو راحت ملیگی شاہزادی نے فرمایا کہ تیرے جانے سے میرا دل دھڑکتا ہی
اگر یہی ارادہ ہی تو مجھکو بھی لیے چل وزیرزادی نے عرض کی کہ آپ مین اب پیدل چلنے کی حالت نہین ہی مین
سواری بھی لیتی آؤنگی اور آپکو سوار کرکے راحت سے لیچلونگی اک ذرا دیر تنہائی کا رنج اُٹھانا پڑیگا
جبتک ان لڑکون سے دل بہلائیے میں ابھی گئی اور ابھی آئی روپیہ پیسا سب کچھ موجود ہی لیکن یہان
بیکار ہی شاہزادی نے بمجبوری گوارا کیا وزیرزادی جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوے چلی کہ کسی طرح
شام سے پہلے پلٹ آؤن سامنے اک گاؤن سا معلوم ہوتا تھا اسی طرف چلی اب وہ وقت ہی کہ آفتاب
قریب غروب ہی غول کے غول آہوون کے چراگاہون سے پلٹے ہوے اپنی اپنی کھوہ کی طرف جا رہے
ہین شیر چیتے تیندوے شکار سے پیٹ بھرے ہوے اپنے مسکن کی طرف چلے جاتے ہین ایک
چیتا بھوکا چلا آتا تھا اسکو شکار نہ ملا تھا نظر اُس چیتے کی وزیرزادی پر پڑی اسنے بھی آتے دیکھا
گھبرائی ادھر ادھر جو نظر کی تو نہ کوئی درخت نظر آیا جسکی آڑ پکڑتی نہ کوئی نشیب سوجھا کہ چھپتی [illegible]
تھا چیتے نے اسکو دیکھتے ہی ڈکاری اور حملہ کیا اس نازنین عورت کی کیا بساط تھی گر پڑی چیتے نے اُسکو
پھاڑ کھایا جب آفتاب غروب ہونے لگا تو شاہزادی بھی چلی کہ وزیرزادی کو آواز دیکر بلاؤن کہ اب شام
ہوچکی ہی کہین کسی مقام پر آگ روشن کرکے رات گزار دین صبح کو دیکھا جائیگا اسی خیال سے یہ چند
قدم آگے بڑھ کر پکاری بس اسکی آواز سنتے ہی وہی چیتا پلٹ پڑا اور آکر شاہزادی پر بھی حملہ آور
ہوا اور اسکو بھی پھاڑ ڈالا اور دونون کا تھوڑا تھوڑا گوشت کھا کر صحرا کی طرف راہی ہوا لاشین
بھی ان دونون کی کوئی اُٹھانے والا نہ تھا معاذ اللہ دنیا بھی کیا مقام عبرت ہی ان پروردگان ناز و نعمت
کا کیا انجام ہوا ہی گردش فلک دون نے کیا سلوک کیا کہ کہان سے کہان لا کر کس حالت کو پہنچایا
جو باقی گوشت تھا وہ بھی صحرائی جانورون نے کھا لیا صرف استخوان باقی رہ گئے ادھر وہ بچے پتھر کی چٹان پر
پڑے رو رہے تھے ادھر لاشین انکی ماؤن کی اس حال خراب سے پڑی ہوئی تھین مگر پروردگار
عالم جو چاہتا ہی کرتا ہی جسطرح شداد کو اسنے بھیڑیے کے بھٹ مین پلوایا اسی طرح انکی پرورش
کی صورت بھی نکلی کہ ایک شیرنی اُس طرف بھی آنکلی جہان یہ دونون لڑکے پڑے ہوے اپنی
اپنی ماں کے واسطے زبان حال سے رو رہے تھے چونکہ شیرنی کے بھی دو بچے اسکے
پیدا ہوتے ہی مر گئے تھے اسنے جو ان بچون کو دیکھا چاٹنے لگی اور اُٹھا کر اپنے بھٹ مین لیگئی

اور اپنا دودھ پلا پلا کے پالنا شروع کیا یہ لوگ اس طرح پرورش اس شیرنی کے ذریعے سے پا رہے ہیں —

لیکن اول کچھ حال شہر زرینہ کا سنیے

کہ خورشید زرین کمر یہان کا بادشاہ ہے نہایت بہادر اور صاحب اقبال ہے لیکن مذہب آفتاب
پرستی رکھتا ہے اور ایک وزیر اسکا منجم بے نظیر ہے کہ نام اسکا سبیل اختر شناس ہے بادشاہ اسکے
احکام نجوم پر کاربند رہتا ہے ایک روز سبیل اختر شناس نے عرض کی کہ اے شہریار اب وہ زمانہ قریب
ہے کہ ستارۂ اقبال آپ کا اوج پر آئے اور ابتدا اسکی شکارگاہ سے ہوگی کل کا دن واسطے شکار کے
آپ کے حق میں بہت بہتر معلوم ہوتا ہے خورشید زرین کمر نے کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر ہر چند کہ آجتک
کسی حکم میں تیرے فرق نہیں آیا لیکن یہ حکم جو تو نے آجتک لگایا ہے کہ آپکو صحرا سے دو لڑکے
ملینگے اور اُنکے قدم عالم میں انکا نام ہوگا یہ میری سمجھ میں نہیں آتا جسکا لڑکا ہوتا ہے اسکا نام ہوتا ہے مثل
مشہور ہے کہ ہاتھی پھرے گانوں گانوں جسکا ہاتھی اسکا ناوں سبیل اختر شناس نے عرض کی
کہ یہ بجا ہے لیکن خدا جس صورت سے چاہے ترقی عنایت کرے یہ کوئی انکار کی بات نہیں ہے جسکے باپ
مان کا پتا نہوگا تو جو اُسے پرورش کریگا وہی باپ کہلائیگا اولاد کی خواہش اسلیے ہوتی ہے کہ نام چلے
پھر اگر اولاد نالائق ہوئی تو اور نام بدنام ہوا اور اگر اولاد لائق ہوئی تو نام ہوا بادشاہ نے وزیر کے
کہنے کے موافق سامان شکار کے درست ہونے کا حکم دیا اور دوسرے روز قراول بقاول وغیرہ کو ساتھ
لیکر موافق ہدایت منجم ایک جانب روانہ ہوا سیر و شکار کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر چند آہو
نظر آئے بادشاہ نے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا جاتے جاتے آہو تو دور کوہ میں جاکر غائب
ہوگیا اور ایک جھاڑی سے انسان کے لڑکوں کے رونے کی صدا کان میں آئی بادشاہ ادھر اُدھر
دیکھنے لگا اُس وقت شیرنی شکار کے واسطے کہیں گئی ہوئی تھی بچون نے دیر سے دودھ نہ پایا تھا
تو رو رہے تھے دیکھا بادشاہ نے کہ جھاڑی ہل رہی ہے اتنے میں بادشاہ کے ہمراہی بھی مع وزیر کے
آگئے خورشید زرین کمر نے سبیل اختر شناس سے کہا کہ دیکھو اس جھاڑی سے دو لڑکون
کے رونے کی آواز چلی آتی ہے سبیل اختر شناس نے عرض کی کہ جلد ان لڑکون کو لے چلیے
بس ذر مقصد ہاتھ آیا اور شکار بر آنے کا ثمرہ پایا یہی لڑکے ترقی سلطنت کا باعث ہونگے اور جو
آفت آئیگی اُسکو دور کرینگے یہ سنکے بادشاہ ملازمون سمیت اندر اُس جھاڑی کے آیا تو دیکھا کہ
برس برس دن کے لڑکے چاند کی صورت جھاڑی میں بیٹھے ہیں لڑکے ان لوگون کو دیکھکر خوش
ہوے بادشاہ نے ملازمون سے اشارہ کیا کہ اُٹھا لو ایک شخص جو اُٹھانے کی غرض سے آگے
بڑھا تو ایرج کے لڑکے نے اُسکی ٹانگ پکڑی اور شالور کے لڑکے نے چپت مار کر
کر ہوٹی نوچ لی اس وقت خورشید زرین کمر نے چمکارا اور دست شفقت سر پر پھیرا
یہ لڑکے چپ ہو رہے بادشاہ نے اُن دونون کو گود میں لیا پیار کیا اور وہان سے چل کھڑا
ہوا جسوقت کنارے دریا کے ہوکر کشتیون پر سوار ہولیا تو وہان شیرنی پلٹ کے اپنے
مقام پر آئی لڑکون کو نہ پایا بس بیتاب ہوکے دوڑی ادھر گئی اودھر گئی یہانتک کہ چنگھتی ہوئی
دریا کے کنارے بھی اُس وقت پہونچی کہ کشتیان بہکر نصف دریا کو طے کر چکی تھین دیکھا اسنے
کہ چند انسان اُن بچون کو لیے ہوے کشتیون پر سوار چلے جاتے ہیں بس یہ بھی دریا میں کود گی

اور دھار کاٹتی ہوئی چلی کشتیون پر سے لوگون نے تیر مارنا شروع کیے یہانتک کہ دو تیر اُسکی دونون آنکھون پر پڑے
شیرنی سر ٹپک ٹپک کے غرق ہو گئی خورشید زرین کمر بچون کو لیے ہوے خوشی خوشی اپنے شہر
مین آیا انامین نوکر ہوئین اور ان دونون کی پرورش ہونے لگی اُسی سال بادشاہ کی بی بی حاملہ ہوئی اُس سے
ایک لڑکی پیدا ہوئی سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ ایک سعادت نشان لڑکون کی بہی ظاہر ہوئی
کہ آپ لاولد تھے خدا نے آپکو صاحب اولاد کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا چند دن بعد دودھ بڑھائی
ہو گئی جب یہ سات سات برس کے ہوے تو انکی تربیت و تعلیم ہونے لگی نو دس برس کے سن مین
فارغ التحصیل ہو گئے مگر چونکہ دست و بازو انکے نہایت قوی اور پرزور تھے وزیر کی راے سے تعلیم
فن سپہگری کی بھی ہونے لگی ایرج کے فرزند کا نام طیمور شیر مرد اور شاپور کے فرزند کا نام لاہور
شیر دل رکھا گیا لیکن ان دونون کے حرکات و سکنات مین بہت فرق تھا طیمور پڑھے لکھون کی
صحبت مین زیادہ بیٹھتا تھا اور لاہور آوارہ مزاجون کے ساتھ زیادہ پھرا کرتا تھا کبھی کسی چکلے پر بیٹھا ہوا
کبھی ڈاکوون اور چورون کے ساتھ پھر رہا ہی ظاہر بظاہر طیمور کے ساتھ فن سپہگری کو بھی حاصل کرتا تھا
لیکن پوشیدہ طور پر فن عیاری کو سیکھا کرتا تھا چند زمانے مین دونون ایسے طاق و مشاق ہو گئے
کہ اپنے اُستادون سے بڑھ گئے ایک روز کا ذکر ہی کہ بادشاہ کا فیل مست چھوٹ گیا اور اُس نے رعایا کو
پریشان کرنا شروع کیا بادشاہ کو خبر ہوئی چونکہ یہ فیل بادشاہ کا بہت پیارا تھا یہ حکم تھا کہ فیل کو مار ڈالو
فیل نے ہزارون کو مار ڈالا یہ غلغلہ سُن کے طیمور شیر مرد نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ
اگر حکم ہو تو مین جا کر اس فیل کو مین آپکے سامنے لا کر باندھ دون بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند تو نہ جا
طیمور نے عرض کی کہ حضور اندیشہ نکرین جانور کی کیا مجال ہی کہ آدمی پر غالب آسکے جسنے کان خدا
کا ناحق خون ہو رہا ہی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا سامنے مین دیکھا تو ایک عالم ذبح ہو رہی ہی اور وہ فیل مست بے لگام بھاگا چلا آتا ہی
جو آدمی راستے مین ملگیا اُسکی قضا آگئی جسکو سونڈ مین لپیٹ کر مارا اسکو چور ہو گیا بس طیمور نے ڈپٹا
کہ کہان جاتا ہی ٹھہر ہاتھی سونڈ اُٹھا کر طیمور کی طرف چلا طیمور شیر مرد کھڑا ہو گیا جب ہاتھی نے طیمور
کے ایسا مارا طیمور نے ہاتھ سے سونڈ پکڑ لی اور اپنی طرف اس زور سے کھینچی کہ ہاتھی کھنچنے لگا
بس طیمور جست کر کے فیل کی پشت پر پہونچا اور رانون سے دبانا شروع کیا جب ہاتھی شرارت کا قصد
کرتا تھا طیمور لنگر پار سے دبا دیتا تھا بادشاہ بالاخانہ پر سے یہ تماشہ دیکھ رہا تھا جب طیمور نے
ہاتھی کو رام کر لیا تو کان پکڑے ہوے زیر قصر بادشاہ کے آیا بادشاہ نے کہا اے فرزند اسے
لیجا کے بند کروا دو طیمور نے اسکو لیجا کے فیلخانہ مین بند کروا دیا بادشاہ نہایت خوش ہوا
فرزند پر سے تصدق ہو کر اپنے گلے سے لگایا اب سن طیمور کا چودہ برس کا ہوا اور سن ملکہ یاسمین
حور جمال دختر خورشید زرین کمر کا تیرہ برس کا ہوا اور اسکے حسن کا شہرہ ہوا بادشاہ کو عقد کی فکر
ہوئی سہیل اختر شناس نے کہا کہ اے شہریار آپ ملکہ کے عقد کی فکر نہ کیجیے اسکا اختیار شاہزادی
کو دیجیے جہان وہ مناسب جانین وہان عقد قرار کرین یہ سنکر بادشاہ خاموش ہو رہا

لیکن اب کچھ حال خروج سکندر آئینہ پرست کا تحریر کیا جاتا ہی غزل بر آغاز کلام

لہو تو آنکھون سے بہ رہا ہی شراب ہم پیکے کیا کرینگے	جگر تو سینے مین جل گیا ہی کباب ہم کھا کے کیا کرینگے
حرام اگر ہی بغیر دلبر تو ہوش مین ہم رہین نہ بیخود مگر	ہمیشہ جنت مین جام کوثر شراب ہم پیکے کیا کرینگے

ہوئی ہی قاصد کو ایک مدت نہ ابتک آیا ہی سخت وقت
وہ سے کرین کیون نہ آج شب بھر ابھی نہین آئی صبح
نہ لیکے دل پھیر وقت آخر کو تو برا اچھی طرح سے مار
خط اسکو قاصد فقط سنائے فنا ہو ہرگز نہ لکھنے پائے
نہ کر علاج اور کچھ چارہ گر کہ ہمکو لکھا ہے عشق آیا
ہی طرفہ نفیسم تیری ساقی کہ اب فقط دردی ہی باقی
کلیم جب ہوگا حشر برپا علی کے دامن کو تھام لونگا

جواب جب دیگی بعبارت جواب ہم لیکے کیا کرینگے
کچھ اور بوسے نہ دے ای ستمگر حساب ہم لیکے کیا کرینگے
سمجھ تو لے اپنی جان کا بھر عذاب ہم لیکے کیا کرینگے
جواب کے بدلے خود ہی آئے جواب ہم لیکے کیا کرینگے
پسینہ کافی ہی تیرے رخ کا گلاب ہم لیکے کیا کرینگے
ہروں کو تو نے بلائی اچھی خراب ہم لیکے کیا کرینگے
لیگا خالق کرینگے بخشا حساب ہم لیکے کیا کرینگے

سنا ہے ان ہم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + راوی بیان کرتا ہی کہ رمان شاہ بن لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے شہر رمانیہ مین پرورش پائی اور سکندر آئینہ پرست نے اسکو پرورش کیا جب رمان شاہ سن تمیز کو پہونچا تو سکندر آئینہ پرست نے اسکو سمجھایا کہ یہ ممکن ہی کہ میں تجھکو بھی مثل تیرے دادا کے خداوند بنا دون مگر اسکا انجام اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تو آئینہ پرستی خود بھی اختیار کر اور اس مذہب کو رواج دے جس وقت تک دنیا مین آئینہ پرستی باقی رہیگی اس وقت تک تیرا نام بھی عالم مین باقی رہیگا تیرے دادا نے دمامہ جادو کے بل پر دعواے خداوندی کیا جب دمامہ جادو مار ڈالی گئی اس وقت ساری خداوندی بگڑ گئی اور آئینہ پرستی کسی وقت موقوف نہین ہو سکتی نہ اسکی قلعی کھل سکتی ہی اور سکندر آئینہ پرست نے ایک دیو کو اپنا مطیع بنایا ہی کہ نام اسکا عنطاق کوہ پیکر ہی مگر اسنے نام اسکا اپنے عہد مین سوار قدرت مشہور کیا ہی جب کوئی معرکہ پڑتا ہی تو یہ دیو بصورت آدمی نقاب دار سیہ پوش نکلے آتا ہی اور مقابلہ کرتا ہی رفتہ رفتہ سکندر آئینہ پرست نے بہت سے ملک تسخیر کر لیے اور وہین آئینہ پرستی کو رواج دیا ایک روز دربار سکندر آئینہ پرست کا آراستہ ہی رمان شاہ تخت حکومت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور کوئی سوداگر حاضر ہی سکندر نے کہا بلاؤ سوداگر حاضر ہوا ہر ایک ملک کے مشہور اور عمدہ چیزین تحفہ سکندر نے اور رمان شاہ نے بہت سی اشیاء نادرہ خریدین چونکہ شہر زرینہ نہایت مشہور تھا رمان شاہ نے خود پوچھا کہ کوئی تحفہ شہر زرینہ کا تمھارے پاس نہین ہی سوداگر نے عرض کی کہ شہر زرینہ کا ایسا نادر تحفہ ہی کہ آپ اسکو دیکھکر ان سب تحفون سے زیادہ خوش ہونگے یہ کہکر ایک تصویر نکال کے دی یہ تصویر ملکہ ناہید حور جمال کی تھی بس نظر جو رمان شاہ کی جمال عدیم المثال پر ملکہ کے پڑی محو ہوگیا اور سوداگر کو بہت سا انعام دیکر تصویر لے لی سوداگر نے عرض کی کہ آپ تصویر کو دیکھکر کیا شیدا ہوے ہین اگر حضور چاہین تو صاحب تصویر بھی آپ کو مل سکتا ہی یہ ملکہ دختر ہی بادشاہ شہر زرینہ کمر کی اب سن اسکا تیرہ برس کا ہی یہ سنکر رمان شاہ نہایت خوش ہوا اور اسی وقت ایک نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بادشاہ زرینہ مین نے تصویر تمھاری دختر کی دیکھی مجکو نہایت پسند آئی خوشا نصیب تمھارے کہ خداوند زبرجد شاہ کا پوتا تمھاری دختر کا خواستگار ہو لہذا تمکو چاہیے کہ شادی اپنی دختر بلند اختر کی میرے ساتھ کر دو اسمین تمھاری افزونی عزت ہی کہ تم ایک خداوند زادے کے خسر کہلاؤگے اور تمھارا نواسا خداوند زادہ مشہور ہوگا یہ نامہ زردین بادہ گو کو دیا زردین بادہ گو چالیس ہزار سوار سے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا جس وقت قریب شہر زرینہ کے پہونچا اور خورشید زرین کمر کو معلوم ہوا کہ نامہ والد رمان شاہ آتا ہی اسنے سرداروں کو

واسطے استقبال کے بھیجی لوگ گئے اور زرّین یادہ گو کو استقبال کر کے لائے بادشاہ نے دنگل
اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا زرّین یادہ گو بیٹھ گیا اور نامہ پیش کیا بادشاہ نے نامہ پڑھا اور وزیر کے
ہاتھ میں دیدیا وزیر نے زرّین کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اختیار اس شادی کا ملکہ کے بھائی کو ہے
یہ جسکے ساتھ مناسب جانینگے عقد کر دینگے زرّین طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا کہ آپ کیا کہتے ہیں
طیمور شیر پرور نے فرمایا کہ ایک تو ہمارے اور رمان شاہ کے مذہب میں اختلاف ہے کہ وہ
آئینہ پرست اور یہاں کے لوگ لقا پرست ہیں اگر رمان شاہ بھی لقا پرست ہوتا تو خیر علاوہ
اسکے میں اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کرونگا جو زور و طاقت میں مجھ سے بہتر ہو یا مثل میرے یہ شادی
کسی طرح ہو نہیں سکتی یہ سنکر زرّین یادہ گو نے کہا کہ دیکھئے اپنے نیک و بد کو سمجھئے ایسا نہو کہ
رمان شاہ کو غصہ آ جائے اور وہ بہ جبر آپ سے ملکہ کو چھین لے اسلیے کہ بڑے بڑے پہلوان
نامی و گرامی اسکے ملازم ہیں سب سے بڑھ کر سوار قدرت ہے جو خداوند آئینہ کے لقب سے مشہور
ہے یہ سنکے طیمور شیر پرور کو غصہ آ گیا جواب دیا کہ تو ایلچی ہے یا وکیل ہے جو پیام تجھے کہا گیا تھا وہ
تو نے کہدیا جو تجھے جواب دیا ہے وہ اپنے بادشاہ سے کہدینا شاہوں کے امور شاہ جانیں تجھکو فضول در معقولات
کا کیا حق حاصل ہے یہ سنکے زرّین یادہ گو خاموش ہو رہا اور جواب تحریری لیکر جانب شہر رمانیہ
روانہ ہو گیا بعد روانہ ہونے زرّین یادہ گو کے خورشید زرّین کمر دل میں ڈرا کہ ایسا نہو نوبت
لشکر کشی کی آ جائے تیری فوج رمان شاہ کی فوج سے کیا واسطگی رنگ زرد اسکا متغیر ہو گیا
یہ حالت جو خورشید زرّین کمر کی طیمور شیر پرور نے دیکھی فرمایا کہ آپ اسقدر کیوں ترسان ہیں اگر وہ
فوج کشی کریگا تو کیا ہوگا یہاں زرّین یادہ گو جو سامنے رمان شاہ کے پہنچا تو اُسنے ہر بات کو بڑھ کر
کہا اور جواب تحریری بھی دکھایا بس رمان شاہ کو غیظ آیا کہا کہ اجلال دیوتن کو بلاؤ اُسی وقت اجلال
دیوتن حاضر ہوا یہ بہت بڑا سردار زبردست ہے اور ایک لاکھ سوار کا افسر ہے رمان شاہ نے اس سے
کہا کہ تو اپنی فوج لیکر شہر زرینہ پر جا اور ملکہ کو مع سر خورشید زرّین کمر کے لیکر حاضر ہو خبردار بغیر ملکہ کو
لیے ہوے بس نہ آنا اجلال دیوتن اُسی وقت اپنی کرگدن پر سوار ہوا اور جام رخصت پیکر لشکر میں آیا
تیاری کا حکم دیا دوسرے روز کوچ کر کے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہو گیا وہاں خورشید زرّین کمر نے
پہلے سے ہرکاروں کو لگا رکھا تھا قبل اسکے کہ اجلال دیوتن پہونچے ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ
اجلال دیوتن ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آتا ہے خورشید زرّین کمر نے سنبل اختر
شناس سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے سنبل نے عرض کی کہ حضور خوف کیوں کرتے ہیں ابتدا تو
بری ہے لیکن انجام جنگ اچھا معلوم ہوتا ہے خورشید زرّین کمر نے بھی لشکر کو قلعہ سے نکالا
اُس وقت شاہزادہ طیمور شیر پرور موجود نہ تھا واسطے صید و شکار کے گیا ہوا تھا یہاں زیر قلعہ
زرّین حصار لشکر خورشید زرّین کمر کا خیمہ زن تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست
گرد تیرہ و خیرہ چہرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دریاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان خاکی نمودار
ہوا ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت لوگوں کی
نگاہیں لڑی ہوئی تھیں کہ یکایک جھونکے ہوا کے گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے
سو علم نشان ایک لاکھ سوار کا نمودار ہوے پھر سر سے زرنگاری ہوا سے لہرا رہے تھے خود کے مقام پر
آئینہ نصب تھا وارین یا خداوند آئینہ کی بند تھیں اور ایک گبر ناہنجار دیو پیکر مہیب کرگدن ابلق پر سوار

پشت پر فوج جرار سامنے لشکر خورشید زرین کمر کے آکر خیمہ زن ہوا لشکر اترنے لگا خیمہ خرگاہ مین لنڈھیان
قلندریان بپا ہونے لگین بازار لشکر کی کھل گئی اجلال دیوتن اپنے خیمہ مین داخل ہوا اور اسنے ایک
نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای فرمانرواے شہر زرینہ آپ کے وزراے
سلطنت ایسے ہین جو امور مملکت کے نیک و بد سے آگاہ نہین کرتے برابر والے سے بھی جہانتک
باشتی کام نکلتا ہی بگاڑتے نہین ہین نہ کہ آپ اُس شخص سے جھگڑتے ہین جو اس وقت نائب خداوند
آئینہ کے لقب سے مشہور ہی باتون سے کچھ کہنا اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو میرے ساتھ کر دیجیے
تو اب بھی مین زمان شاہ کو سمجھا بجھا کے غصہ اُسکا فرو کرونگا اور اگر لڑ لیجیے گا نتیجہ اسکا یہی ہوگا کہ دختر
تو ہر طرح زمان شاہ کی خدمت مین پہونچیگی آج عزت سے بی بی بنکے پہونچتی ہی کل اسیر غل و زنجیر
مثل کنیزون کے جائیگی آپکو سلطنت تو کیسی جان و آبرو بچانا مشکل ہو جائیگی ایک مین آپ کی کل
فوج کے لیے کافی ہون علاوہ میرے سوار قدرت یعنے نقابدار سیہ پوش وہ بلاے بیدرمان ہی کہ
اسکا جواب دینے والا پروردگار خداوند آئینہ نے خلق ہی نہین فرمایا یہ سب لکھکر نامہ ایک سوار کے ہاتھ
خورشید زرین کمر کے پاس روانہ کیا جس وقت نامہ خورشید زرین کمر کو پہونچا اور خورشید
مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو دل مین ڈرا اور سہیل اختر شناس سے کہا کہ تمہاری کیا راے ہی سہیل نے
عرض کی کہ مین تو کہہ چکا کہ انجام مین فتح کا سہرا آپ ہی کے سر ہی اور اگر ملکہ کو دیدیجیے گا تو بڑی خرابی
مین پڑجائیے گا ملکہ زمان شاہ کی قسمت مین نہین ہی اسکا وارث کوئی اور ہی ہی فرزند آپ کا اس
حرکت پر آپ سے ناراض ہوجائیگا تباہی مین پڑجائیے گا خورشید نے بصلاح وزیر جواب جنگ
تحریر کر دیا جسوقت یہ جواب صاف اجلال دیوتن کو پہونچا کہ ہم ہرگز دختر کو نہ دینگے تو جس کام کے
واسطے آیا ہی اسمین تامل نہ کر تو اسنے نقارہ رزمی بجوا دیا یہ خبر خورشید زرین کمر کو پہونچی یہان
بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی گشت کے سوار پھرنے لگے
رات بھر دونون جانب بیدار باش اور ہوشیار باش کی صدائین بلند رہین جب وہ وقت آیا کہ ستارے
جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے شمعین بے نور ہوئین نسیم سحری نے چراغون کو فضول جانکر گل کر دیا
نور سحری ہر طرف پھیل گیا دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے تبرداروں نے نکل کر
جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے
آب پاشی کر کے گرد کو بٹھالا میدان کو مثل آئینہ کے مصفا کر دیا ادھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے پس اجلال دیوتن اشقر گردن ابلق کو اُڑا کر میدان مین آیا اور اچھا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت غرق عرق ہو لیا تو آواز دی کہ ای خورشید زرین کمر
لے اب جسکے بل پر تو نے رشتہ محبت کو قطع کر کے تخم عناد بویا ہی اُسے بھیج میرے مقابلہ کو
مہندس بیلتن لشکر سے نکلا اور خورشید سے اجازت لیکر سامنے اجلال دیوتن کے آیا بعد گفتگو کے
بسیار نیزہ بازی ہوئی اجلال نے چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے مہندس بیلتن کے نکال لیا مہندس
بیلتن نے خفیف ہوکر تیغہ کمر سے کھینچی اور سر اجلال پر وار کیا اجلال نے ضرب اُسکی دستہ ساطور پر
روک کر ہاتھ ساطور گران سنگ کا مارا مہندس نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا یہ سات سو من کی ضرب
بھلا سپر سے کیا رکتی سپر کے دو ٹکڑے ہوے ساطور سر پر پہنچا اجلال نے جھٹکا مارا کہ خود کو کاٹ
ہوا پھل ساطور کا مادو ابرو اتر گیا مہندس نے دانستہ مارا بمشکل ساطور سر سے دفع ہوا اور جا ذرہ

کی باہر آئی غشی طاری ہوئی اجلال نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو لوگ آئے اور مہندس چلتن کو اٹھا کے
باہر لیگئے اجلال دیوتن نے پھر مبارز طلب کیا حارث تیغ زن مقابلہ کو گیا یہ بھی ضرب ساطور
سے زخمی ہوا ضارب تیغ زن نکلا یہ بھی زخمی ہوا مغرور گردن کش نکلا مارا گیا تھوڑا دن باقی تھا
کہ تمام سرداران شہر زرینہ کا خاتمہ ہوگیا بہت سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے اب پرانتہی اور
کوئی نکلنے والا نہیں کہ یہ خبر لشکر پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو پہونچی کہ آپکے ملک پر اجلال دیوتن
نے چڑھائی کی ہے بہت سے سردار زخمی ہوئے بہتیرے حق نمک سے ادا ہوئے بس سنتے ہی
طیمور شیر پرور نے وہیں سے اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کیا اور باگ کو مرکب کی شہر زرینہ کی طرف
پھیرا یہاں اجلال دیوتن نعرے مار رہا تھا کہ جیو کسیکو یارا نہ تھا کوئی نکلنے والا نہ تھا اجلال کہہ رہا تھا
کہ او خورشید زرین کمر اب بھی دختر کو سوار کرکے بھیج دے تو تیرا ملک او جان بچی ہے ورنہ اب میں
چلا آیا جاتا ہوں خورشید ہراسان تھا سہیل اختر شناس ساعتوں کا شمار کر رہا تھا کہ بہت کم عرصہ ساعات
کے گذر جانے میں باقی ہے کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور اس بگولے سے شاہزادہ
طیمور شیر پرور پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کیا کہ او ملعون کیا بکتا ہے مارتا ہے چند سرداران کو قتل اور زخمی کرکے
تو نے سمجھ لیا کہ اب شہر زرینہ میں کوئی لڑنے والا باقی نہیں رہا ہم ابھی قوت بازو کے بل پر سلطنت
کرتے ہیں اجلال دیوتن کی نظر جو شاہزادہ پر پڑی آواز دی کہ او طفل جا تیرے کھیلنے کے دن ہیں تو
مجھسے کیا مقابلہ کرے گا بہتر یہ ہے کہ اپنی بہن کو سوار کرکے میرے ساتھ کر دے ورنہ بہت بے عزتی کے
ساتھ گرفتار کر کے لے جاؤنگا بھلا شاہزادے کو اس کلام کے سننے کی تاب تھی کوڑا اٹھایا اور آواز دی کہ او ملعون
گلے پھاڑ ڈالونگا اگر ایسے کلمات گستاخ تو نے کہے لا حربہ اپنا دیکھوں تو کیا ہے اجلال کو غصہ آگیا تھا
اسنے نیزہ مارا طیمور شیر پرور نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا طعن چلنے لگے ردو بدل ہونے لگی خورشید
زرین کمر نے دل تھام لیا کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے یہ فرزند اس دیو پیکر سے لڑا ہے خدا ہی جان اسکی بچائے
ادھر سہیل اختر شناس نے جو دیکھا کہ ساعت سعد آگئی خورشید زرین کمر کی طرف مخاطب ہو کے
عرض کی کہ اب حضور پریشان نہوں ساعت فتح آگئی اور معلوم ہوا کہ سہرہ فتح و نصرت کا آپ کے
فرزند ہی کے سر کے واسطے ہے وہاں سنانوں سے سنانیں لڑ رہی تھیں چھروں پر چھریں پڑ رہی
تھیں لڑتے لڑتے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ایک شہباز خوبصورتی اور چالاکی سے
باندھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے اجلال دیوتن کے چھوٹ کر بلند ہوا لشکر خورشید
سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی اور اجلال دیوتن نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہو گیا آواز دی
کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا کہ جو اس وقت رستم زمان
اور اسفندیار دوران کے لقب سے مشہور ہے خیر کہاں جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے کہ ضرب ساطور
میری ملا تجھ سے اجل کا یہ کہکر اسنے وہی سات سو من کا ساطور خون آلودہ جس سے تیس سرداران کو
زخمی اور قتل کر چکا تھا سر پر شاہزادہ طیمور خیرہ زور کے لگایا طیمور شیر پرور نے مرکب کو اشارہ کیا
اور زیر بغل ہو کر ہاتھ دستہ ساطور پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ لنگر ضرب کا کچھ قوت طیمور کی حرکت
زیب تھا کہ اجلال دیوتن الٹ کے مرکب سے نیچے آپڑتے لیکن اجلال ہی ایسا پہلوان
زمان تھا کہ اسنے لنگر اپنا سنبھالا اور ساطور ہاتھ سے چھوڑا اب زور ہونے لگے اسی کشمکش
میں مرکب لنگڑ ہوگیا تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے دونوں جانب سے روشنی آگئی ہر چند رات کے مقابلہ

کا دستور تھا لیکن اجلال دیوتن نے یہ خیال کر کے کہ رات سے بھی اسیر کر لون تو کل دعا دار کے جنگ کا
خاتمہ ہی کر دون ادھر خورشید زرین کمر اپنے فرزند کے لیے پریشان تھا اسنے کہا بھی کہ رات سے مقابلہ
کا دستور نہیں ہے لاہور شیردل نے کہا کہ آپ رہنے دیجیے دخل نہ دیجیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہے جب
لڑا ہے تو رات کیسی اور دن کیسا سب وقت برابر ہیں خورشید خاموش ہو رہا آج طہمورث پہلے پہل
لڑا ہے تو ایسے دیو خصال سے سامنا پڑا ہے اسکے دل کا خدا ہی حافظ ہے مگر طہمورث شیر پرور شیرانہ
حملے کر رہا ہے جب اجلال دیوتن اسکے پٹکے پکڑتا ہے تو یہ بجلی کی طرح جنگ کے مصاف نکلجاتا ہے
اور جب طہمورث شیر پرور اجلال کو پکڑتا ہے تو یہ بھی ہاتھ چھڑا کے نکل جاتا ہے داؤں پیچ ہو رہے ہیں
چڑھا کے کشتی کا بند ہوا ہے دو دیکھنے والوں کی جانیں لڑی ہوئی ہیں تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہیں
ہوا صبح ہو گئی پھر بھی علیحدہ نہوے دونوں طرف سے دو کار نے کے اسلئے دونوں نے ہے اور جو
مصروف تلاش ہوے تھوڑے ہی عرصے میں سارا دودھ پسینہ نکل گیا تمام دن کشتی رہی قریب
شام اجلال دیوتن نے کہا او طفل تو باد سے بہ ہے کہ ابتک تیری سانس بھی نہیں پھولی لے میرا زور
آخر ہے اگر کوہ بھی ہو تو اپنی جگہ سے ہٹ جائے دیکھوں تو کہ تو اس سے کیونکر بچتا ہے یہ کہکر
اجلال دیوتن نے دونوں بازو طہمورث شیر پرور کے پکڑ لیے اور سینے سے لا کر جو زور کیا تو سات قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ ایک ٹھٹہ زمین سے اکتشاف ہو گیا اس سے طہمورث نے لنگر قائم کیا اب
اجلال دیوتن نے ہر چند زنجیر کمر پکڑ کے زور کیا کہ اٹھا لون ممکن نہوا بس طہمورث شیر پرور نے
بھی آواز دی کہ اگر تو نے خاتمہ کا زور کیا تو میں بھی یہ آخری زور کرتا ہوں اگر تجھے اس زور میں زیر
کر سکا تو چھوڑ دونگا یہ فرما کر بازو اجلال کے پکڑ لیے اور سینے سے لا کر جو زور کیا تو کئی قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ اجلال دیوتن اوندھے منہ سامنے آیا بس دوسرے ہاتھ سے زنجیر کمر
پکڑ کے جو زور کیا تو پہلے ہی زور میں ناف تک اٹھا لایا اور دوسرے زور میں تا سینہ تیسرے زور میں سر سے
بلند کر کے زمین پر مارا کہ اجلال چاروں شانے چت گرا کود کے چھاتی پر آئے اور کہا کیا کہتا ہے
اجلال دیوتن نے کہا کہ مجکو تونے زیر کر لیا سوا قدرت کا کیا کرونگا وہ مجکو بھی باندھے جائیگا
اور تیری بہن کو بھی لیجا کر نائب خداوند آئینہ کے سپرد کر دیگا بس یہ سنکے جو شاہزادہ طہمورث شیر پرور
کو غصہ آیا تو اجلال دیوتن کو دو ٹانگیں چیر کر پھینک دیا اور اسکے ساتھ والوں سے کہا کہ اٹھا لیجاؤ
اسکو ہم ایسا ان اجلال دیوتن تھرا گئے اور دونوں ٹکڑے لاش کے اٹھا کر جانب شہر ساحلیہ روانہ
ہوے خورشید زرین کمر نے طہمورث شیر پرور کو گلے سے لگایا اور فرزند پر سے زر نثار کرتا ہوا
داخل شہر زرشہ ہوا نقارہ شادمانی بجنے لگے ملکہ نے شاہزادہ طہمورث شیر پرور کو محل میں طلب کیا
بلا گردان ہوئی تصدق اتروایا گو کہ ملکہ سمجھتی اور جانتی تھی کہ یہ میرے بطن سے پیدا نہیں ہوا
ہے مگر اپنی دختر حقیقی سے کم نہ سمجھتی تھی اور اب تو محبت اور زیادہ ہو گئی اسلیے کہ جان و آبرو ملک
مال سب اسی فرزند کے باعث سے بچا دشمن رد ہوا لیکن خورشید زرین کمر کی تشویش اور
زیادہ ہو گئی کہ اگر اسنے جھلا کر سوا قدرت قہار سیہ پوش کو بھیج دیا تو بڑا غضب ہو جائیگا
وہ سبکو گرفتار کر کے لیجائیگا اسنے اپنے وزیر با تدبیر سے یہ صلاح کی کہ اس شہر سے مال و خزانہ لیکر
نکل چلنا چاہیے یہ فرزند سلامت ہو تو اور کسی مقام کو فتح کر کے وہاں سلطنت قائم کر دیگا
جان ہے تو جہان ہے اور اگر یہیں رہے تو قہار کے ہاتھ سے جان و مال کا بچنا دشوار ہے

سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ اگرچہ ستارے آپ ہی کی فتح بتاتے ہیں مگر عقل نہیں قبول کرتی سوار
قدرت کے نام سے مجھکو بھی دہشت معلوم ہوتی ہے اتنے میں شاہزادہ طیمور شیر پرور محل سے باہر آیا
جو صلاح ہوتی تھی وہ شاہزادہ کے سامنے بھی بیان کی طیمور شیر پرور یہ سن کے چین بہ جبین ہوا اور فرمایا
کہ جسکو اپنی جان نہیں عزیز ہو وہ چلا جائے میں ہرگز نہ جاؤنگا اور اس سوار قدرت سے مقابلہ
کرونگا مجھے دیکھنا ہے کہ وہ کیسا ہے اور کتنا ہے یہ سن کے خورشید زرین کمر نے بہت سمجھایا اور کہا
کہ اے فرزند وہ انسان نہیں بلکہ کوئی بلا ہے اسی وجہ سے اُسنے سیاہ برقع اختیار کیا ہے طیمور شیر پرور
نے کہا کہ کچھ ہی کیوں نہو میں ضرور اُس سے مقابلہ کرونگا اور اس بلا کو ٹالونگا اگر مجھکو منع کیجیے گا
تو خودکشی کرونگا یہ سنکے خورشید زرین کمر ڈرا اور کہا کہ خیر تمہیں اختیار ہے لیکن اب اُس طرف
کا حال سنیے کہ وہاں امان شاہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ اجلال دیوتن ملکہ کو لیے ہوئے آتا ہوگا
کہ اک مرتبہ دیکھا کہ سامنے سے لوگ سیاہ بیرقیں اٹھائے روتے اور پیٹتے چلے آتے ہیں جب قریب
پہونچے تو پہچانا کہ لشکر اجلال دیوتن کے لوگ ہیں پوچھا ارے کیا ہوا اُن لوگوں نے بیان کیا
کہ تمام سرداران لشکر خورشید کو ہمارے سردار نے زخمی کیا مگر ہاتھ سے فرزند خورشید کے اسکی
یہ حالت ہوئی اور لاش کے ٹکڑے سامنے زمان شاہ کے ڈال دیے زمان شاہ نے کہا کہ اسکی
یہ حالت کیونکر ہوئی اُن لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شب و روز کامل کشتی رہی قریب شام فرزند
خورشید نے اُسکو چیر کے پھینک دیا یہ سنکے زمان شاہ تھرا گیا کہ وہ کون شخص ہے جسنے اُس
دیو پیکر کو چیر کے پھینک دیا لیکن اُسی غم و غصہ کی حالت میں اپنے سکندر آئینہ پرست سے کہا
کہ اب سوار قدرت کو بھیج کر یہ جنگ فتح کرا لیجئے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ میں تمکو اپنا فرزند
سمجھتا ہوں میرا خود بھی یہی ارادہ ہو تھا یہ کہکر سکندر نے دیو عنطاق کو طلب کیا جسوقت دیو حاضر ہوا
تو اس سے کہا کہ جاکر شہر زرینہ کو تباہ کردے اور شہر زرینہ کی شاہزادی کو لے آ کہ میرا فرزند اُسپر
عاشق ہوا ہے یہ سنکے دیو عنطاق کوہ پیکر نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اُسی وقت دیو عنطاق نے
ہیئت اپنی تبدیل کی اور نقابدار سیہ پوش بنکر جانب شہر زرینہ روانہ ہوا دس ہزار سوار صرف قیدیوں
کے واسطے ساتھ لے لیے تھے اور سامان اسیری بہت سا ہمراہ تھا کئی ارابے ہتکڑیوں بیڑیوں
سے بھرے ہوئے ساتھ تھے جس وقت یہ قریب شہر زرینہ کے پہونچا ہرکاروں نے خبر دی کہ سوار
قدرت یعنی نقابدار سیہ پوش آتا ہے یہ سنکے تمام شہر زرینہ میں سناٹا پڑ گیا لوگ جلاوطن ہونے لگے کہ اب
شہر پر تباہی آئی یہ ملک نقابدار سیہ پوش کے ہاتھ سے تاراج ہوگا جو یہاں رہیگا وہ تباہی میں پڑیگا
لہذا یہاں سے نکلجانا ہی اچھا ہے اور خورشید زرین کمر کا رنگ و روپ بھی متغیر ہوگیا یہ حالت دیکھکر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو نہایت غصہ آیا کہ لوگ یہاں کے بزدل ہیں بس اُسنے بھی دس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیے اور خورشید زرین کمر سے کہا کہ میں شکار پر جاتا ہوں شاید نقابدار آجائے تو اس سے
نامہ و پیام میں ایک دن ٹال دیجیے گا کل میں آجاؤنگا یہ کہکر دس ہزار سوار سے شہر سے نکلا اور
جس طرف سے نقابدار سیہ پوش کے آنے کی خبر تھی اُسی جانب روانہ ہوا یہاں خورشید زرین کمر نے
سہیل اختر شناس سے کہا کہ اب جسکا خوف تھا وہ تو موجود نہیں ہے جہاں تک ہوسکے گا گفتگو سے
آشتی کرنا سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ نقابدار بغیر ملکہ کے لیے راضی نہوگا اور یہ فعل شاہزادہ
کے خلاف گزریگا پھر اسکے سوا نے تو دیکھیے بروقت دیکھا جائے گا یہاں تو یہ گھڑیاں بیت رہی ہیں

اور وہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور اس طرف سے نقابدار سیہ پوش
چلا آتا ہے شاہزادہ طیمور کو یہ فکر ہے کہ کسی طرح رستے ہی میں اس سے سامنا ہو جائے تو وہیں نقابدار سے
فیصلہ جنگ ہو جائے تو بہتر ہے ایک مقام پر شاہزادے کو شام ہو گئی لشکر کو اترنے کا حکم دیا بارگاہ
برپا ہونے لگی کہ فوراً جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا شاہزادہ سمجھ گیا کہ یہ آمد نقابدار سیہ پوش ہے جب ظلمت
دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو نقابدار سیہ پوش دس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا نقابدار نے جو
یہاں لشکر اترتے دیکھا تو دریافت کروایا اسے معلوم ہوا کہ نیر خورشید زرین کمر کا لشکر ہے بس نقابدار
بھی اتر پڑا کہ اس سے فیصلہ کر کے آگے بڑھنا چاہیے اسی کے بل پر خورشید زرین کمر اطاعت و شفقت
ظفر سے انکار کرتا ہے جس وقت یہ گرفتار ہو کے قبضہ میں آجائیگا تو پسر خورشید کو کچھ عذر و انکار باقی نہ رہیگا
بس نقابدار سیہ پوش نے صحرا میں اترتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو ہوئی آپنے
بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں ہرکارے یہ خبر لیکر خدمت میں خورشید زرین کمر کے روانہ ہوئے اور جا کر عرض
کی کہ آپ یہاں کن خیالوں میں ہیں فلاں صحرا میں نقابدار سیہ پوش اور شہزادے فرزند سے سامنا ہو گیا
نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہے بس یہ سنکر خورشید خشمناک ہوا وزیر سے کہا کہ دیکھو اب شہنشہ
ہشیار لوگوں کا دیکھو یہ حرکت کی کہ پوشیدہ طور پر جا کے رستے میں نقابدار کو روک لیا [illegible]
اب جو خدا دکھائیگا وہ دیکھینگے کہ دو لشکر تیار ہیں ہم بھی چلینگے [illegible]
یہ سنکے سہیل اختر شناس نے تیاری لشکر کا حکم دیا اسی وقت فوج تیار ہوئی خورشید زرین کمر فوج ظفر
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا اور وہاں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد
ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکل نکل کے شاخہائے
درخت پر بیٹھے اور بزبان بے زبانی مصروف حمد سبحانی ہوئے دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہونے
لگے اس طرف نقابدار سیہ پوش اپنے دس ہزار سواروں سے صف آرا ہوا ادھر اسی طرح شاہزادہ
طیمور شیر پرور فوج کو آراستہ کر کے کھڑا ہوا اس نقابدار نے آواز دی کہ اے فرزند خورشید زرین کمر کیا
تو ابتک مجھ سے ناواقف ہے جو تو نے میرے مقابلہ کا قصد کیا اور ابھی تک ملک کو نہیں بھیجا [illegible] شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے ارشاد کیا کہ او موہوں میں تجھ سے اچھی طرح باخبر ہو گیا ہوں کہ تو کوئی بلا ہے [illegible] لیکن
مجھکو بھی پہچان لے کہ میں بالش ہوں اگر تو ور دمیں تن داہنی بدن ہے [illegible] لوں تجھے
چیر پھینک دونگا میں کسی مقابلہ میں بند نہیں ہوں نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ مجھے تیرے
حسن اور کمسنی پر رحم آتا ہے تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے اگر میں نے تجھے زیر کر لوں اس وقت تو طاعت
کریگا فرمایا کہ اگر تو ساحر نہیں ہے اور زور بازو سے مجھے زیر کر لیگا تو مجھے بھی اطاعت میں عذر و انکار
نہوگا یہ سنتے نقابدار سیہ پوش نے مرکب اپنا بڑھایا میدان میں آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر
گاڑ دیا اور رم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ لے اے طفل حسین و بہادر آکر آزمایش زور و طاقت
کر لے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ طیمور شیر بہادر نے مرکب اپنا بھی بڑھایا اور سامنے نقابدار سیہ پوش
کے آکر مرکب کو روکا نقابدار نے کہا کہ وار کر ابھی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ارشاد کیا کہ پیشدستی
کو میری ہمت گوارا نہیں کرتی میں حق اپنی طرف کر کے لڑتا ہوں اگر میں تیرے ملک پر چڑھنے جاتا تو
پیشقدمی بھی کرتا یہ سنکے نقابدار سیہ پوش نے نیزہ اٹھایا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ دماغ تیرا خراب ہے

کہ حریف کو خود حربہ کرنے کا موقع دیتا ہو خیر معلوم ہوتا ہی کہ اجل ہی تیری آگئی ہی یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادہ نے
نیزہ کو نیزے پر کانٹھا طعنین چلنے لگیں دیر تک رد و بدل رہی آخر شاہزادہ نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے
نکال دیا پس نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور اپنے گرز کو بیٹا اٹھایا کہ ضرب اسکی ساڑھے چودہ سو من کی ہی کبھی
اسکی ضرب سے کوئی نہیں بچا ہی آواز دی کہ او طفل مین نے تو چاہا تھا کہ تجھے زندہ گرفتار کرکے لیجاؤن تجھے
حیف ہی قتل ہونے دون لیکن تو نے مجکو سر میدان ذلیل کیا اب تجھے زندہ نچھوڑونگا ورنہ تو ہمیشہ مجکو نظر
حقارت سے دیکھے گا یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیا او خبردار خبردار کہکر سر پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کے وار
کیا طیمور نے اپنا گرز اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا پس گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
تاماہ تو نکل گیا حق گرد و غبار بلند ہوا آواز دی نقابدار نے کہ زدم و پست کردم تو خبر اس طفل
حسین کی یہ سنکر لاہور شیر دل جھپٹ کے قریب آیا گرد گرد سکے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا
دیکھا کہ شاہزادہ بشاش کھڑا ہی دونوں ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں شاہزادہ نے جو لاہور
کو دیکھا فرمایا کہ ای لاہور دراج مین اقبالدار بردست ہی یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور آواز دی کہ
تو ضرب نے نیزہ ضرب ما نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + نقابدار سمجھا تھا کہ طیمور میری
ضرب سے مارا گیا کھڑا ہوا افسوس کر رہا تھا جسوقت شاہزادے نے گرد سے نکلکر نعرہ کیا نقابدار
حیرت مین آیا کہ واقع مین یہ طفل بھی بلاے بد ہی ادھر شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ضرب لگائی
ادھر نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو عیاذاً باللہ عجب حالت
ہوئی کہ دونوں گرزوں سے شرار نکلکر فریاد کرتے ہوئے جانب آسمان روانہ ہوئے تراقے
کی صدا صحرا مین گونجی مرکب نقابدار کی کمر ٹوٹی جا بجا زمین ہول سے شق ہوگیا حق گرد و غبار بلند ہوا
شاہزادہ نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم کہ ادھر سے بھی اک عیار آیا اور پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو
بٹھایا دیکھا کہ نقابدار بے تحاشا بیٹھا ہی ہرن مو سر موسے پسینہ جاری ہی غشی سی طاری ہی لیکن ہاتھ
دونوں قائم ہیں عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا مارا نقابدار چونکا دیکھا مرکب مردہ ہی پس تلوار کھینچکر
دوڑا کہ او طفل بلا کی ضرب تو نے لگائی کہ مرکب میرا مارا گیا اب چھوڑتا ہون تیرے مرکب کو دیکھ
شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کہ یہ بارادہ فاسد آتا ہی جلدی سے گھوڑے سے کود پڑے
نقابدار تلوار پھینک کر لپٹ پڑا ادھر شاہزادہ بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تھوڑی
دیر مین زرہ کی گریبان ٹوٹ ٹوٹ کے گرنا شروع ہوگئیں زور کشاکش کے ہو رہے تھے کہ ناگاہ
جانب صحرا سے حق گرد و غبار بلند ہوا آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے خورشید دین گیر
اپنے تین لاکھ سوار دیو سوار کی جمعیت سے پہونچ گیا اور آتے ہی اسنے چار جانب سے گھیر لیا
دیکھا کہ فرزند سے اور نقابدار سے کشتی ہو رہی ہی پس اسنے جھٹ سے لاہور شیر دل کو اپنے
پاس بلایا اور کہا کہ میرے فرزند سے کہدے کہ اگر تو ناراض نہو تو آج اس نقابدار کی تکہ بوٹیاں
اڑوا دون اسکے ساتھ صرف دس ہزار سوار ہیں مین نے تین لاکھ سے گھیر لیا ہی ورنہ اس نقابدار
کا مارا جانا مشکل ہو جائیگا تو اسے ہرگز زیر نکر سکیگا لاہور نے کہا کہ بھائی صاحب اسے کبھی منظور
نکرینگے یہ فعل انکے خلاف گزرینگا اور آپ انھین کیا موم کا بنا ہوا سمجھے ہین اگر آپ جنگل سے
تشریف لاتے ہوتے اور تماشا گرز کی لڑائی کا دیکھا ہوتا تو ایسا فرماتے ایک ضرب گرز میں
نقابدار کو بدحواس کر دیا اور اسکی ضرب نہایت آسانی سے روک لی آپ دیکھیے تو کہ

ہوتا کیا ہی آج اس سوار قدرت کی قلعی کھلی جاتی ہی خورشید زرین کمر غور سے دیکھ رہا ہی اور رومال لیے
کھڑا ہی جب زیادہ پسینہ بہنے لگتا ہی تو پونچھ دیتا ہی ادھر دونون مصروف تلاش ہین یہانتک کہ لڑتے لڑتے
وہ وقت آگیا کہ پرندے اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے چرند چراگاہون سے چلے قافلون نے منزل پر
پہونچ کے مقام کیا عالم مین سیاہی شب پھیلنے لگی آسمان پر ستارون نے بزم آرائی کا قصد کیا اسوقت
نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ای طفل ماہ جبین رات واسطے آسایش کے ہی اور دن برائے جنگ وجدل کے
اب شام ہو چکی ہی تو بھی جا کر آرام لے اور مین بھی راحت اٹھاؤن صبح کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیموس
شیر پرور نے کہا کہ ای نقابدار سیہ پوش مین تو بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہین پھرتا جب لڑنے پر تلے تو رات
کیسی اور دن کیسا دونون برابر ہین یہ سنکے نقابدار سیہ پوش کو غصہ آیا کہا کہ تو مجھے کیا عاجز سمجھا ہی اب مین بھی
بغیر معاملہ یکسو کیے ہوے میدان سے نہ پھرونگا یہ سنکے دونون جانب سے ایک ایک کاسہ شیر آیا نقابدار
تو کاسہ منہ سے لگا کر چڑھا گیا اور طلب کیا کئی خم دودھ کے پی گیا لیکن شاہزادہ نے ایک ہی کاسہ پر اکتفا
کی پھر زور ہونے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سارا دودھ پسینہ بن کے بہ گیا خورشید زرین کمر کی جان
لڑکی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح کو پھر نقابدار نے کہا کہ ای فرزند عزیز
یہ کونسی لڑائی ہی کہ بھوکے پیاسے لڑ رہے ہین جو حالت ہی وہ میرے لیے بھی ہی اور تیرے واسطے بھی ہی
جا کر کچھ کھا پی آ سو وہ بولیا تو پھر لڑنا طیموس شیر پرور نے فرمایا کہ ایک مقابلہ حریف سے اور دوسرا
مقابلہ خواہش نفسانی سے یہ پست ہمت ہونے کی دلیل ہی کہ ایک ہی سے مقابلہ کرے اور دوسرے کے
مقابلے سے باز رہے بقول تیرے جب دونون ایک حال مین ہین پھر کیا تردد ہی یہ سنکے نقابدار کو پھر
غصہ آیا اور لڑنے لگا یہانتک کہ شام ہوگئی خورشید زرین کمر نے کہا ای فرزند نقابدار بھی آرام لینے کو کہتا ہی
اور میرا بھی جی چاہتا ہی کہ تو بھی کچھ دیر آرام اٹھالے اسکے بعد لڑنا طیموس شیر پرور نے کہا کہ آپ اس معاملہ مین
دخل نہ دین مین بہت جلد فیصلہ کیے لیتا ہون کہانتک گذارش کیا جائے کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر
چوتھے دن صبح کو نقابدار کی یہ حالت ہوئی کہ پھیپھڑی پھول گئی پیٹ سنار کی دھونکنی ہوگیا لیکن
شاہزادہ نے اچک نقابدار کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ایک ہاتھ
زیر زنخدان رکھا دوسرے ہاتھ گدی کے نیچے لیجا کر آواز دی کہ کیا کہتا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ تا زندہ
ہیم بندہ ایم ای شہریار دمع مین تیرا مثل و نظیر نہین ہی اگر تو مجھے چھوڑ دے تو جس طرح مین تیرے
گرفتاری کے واسطے بیڑیان اور ہتکڑیان لیکر آیا تھا اب ان بیڑیون اور ہتکڑیون سے سلطان شاہ
کو باندھ کے تیرے سامنے لے آؤن شاہزادہ نے چھوڑ دیا خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای فرزند یہ کیا
غضب کیا کوئی ایسے دشمن قوی کو بھی چھوڑ دیتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ جب وہ مطیع ہوتا ہی تو پھر کیا
قصور ہی اسکو قتل کردون اگر اطاعت سے انکار کرتا تو دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیتا خورشید زرین کمر
نے کہا کہ اگر یہ دغا کرے اور پھر آمادہ مقابلہ ہو فرمایا پھر اسی طرح زیر کرونگا اسوقت تو مین ڈرا نہین
جب اسکے زور کا حال معلوم نہوا تھا اب کیا ڈرونگا یہ سنکے عنطاق کوہ پیکر قدمون پر گر پڑا اور کہا
ای شہریار زادے ارادہ میرا یہی تھا کہ اگر آپ مجھے چھوڑ دینگے تو مین دغا کرونگا جب غافل پاؤنگا اٹھا
لیجاؤنگا اور رکھ لونگا اسلیے کہ مین انسان نہین ہون دیو ہون نام میرا عنطاق کوہ پیکر ہی انسان
بنکر مقابلہ کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ آجتک کوئی سر برہنہ سوا آپکے کسی نے پشت میری زمین کو نہین
لگائی یا حمزہ صاحبقران کو سنا تھا کہ وہ برکش تھے یا آپکو دیکھا فرمایا تو صورت اصلی تو دکھا

دیو عنطاق نے اُسی وقت غلطک ماری اب جو دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے کھڑا ہو گیا تو شاہزادہ طیمور شیر پرور
خوش ہوا کہ میں نے اتنے بڑے دیو کو زیر کیا کہ اگر مجھ پر گر پڑتا تو میں پس کے رہ جاتا اور خورشید زرین کمر
نواسہ سکندر رضا لُطف ہوا کہ کانپنے لگا کہ ایسا نہو یہ کھا لے لیکن دیو عنطاق نے عرض کی کہ اے شہریار اب
میں جاتا ہوں اور سکندر آئینہ پرست اور رمان شاہ کو بھی لاتا ہوں اور آپکا مطیع کراتا ہوں غرض یا جاد دیو عنطاق
کوہ جا اُسی وقت سب نے دس ہزار سواروں کو ساتھ لیے ہوئے جانب شہر رمانیہ روانہ ہوا وہاں جب
پہونچی کہ سوا ابعد رست آتا ہے لوگ واسطے پیشوائی کے روانہ کیے گئے دیو عنطاق کو لیکر آئے یہاں
رمان شاہ بہت خوش تھا کہ سوار تو رست میری معشوقہ کو ضرور لایا ہوگا جسوقت دیو عنطاق سامنے
پہونچا عرض کی کہ اے سکندر آئینہ پرست کہا میں آج تک کوئی صاحبقران نہیں پیدا ہوا تھا الا اب
پیدا ہوا ہے فرزند خورشید زرین کمر کا صاحبقران ہے جو اوصاف حمزہ کے سنتے تھے وہ اس شاہزادہ
میں دیکھے کہ کام سے تین روز میں مجکو اس طرح زیر کر لیا کہ دم باقی نہ تھا اگر اطاعت نہ اختیار کرتا تو جان
نہ بچتی اور صاحب ہمت وہ ایسا ہے کہ جب میں نے امان مانگی مجکو چھوڑ دیا یہ سُنکے سکندر آئینہ پرست
کو بھی اشتیاق ملاقات پیدا ہوا لیکن رمان شاہ نہایت رنجیدہ ہوا سکندر آئینہ پرست نے کہا
کہ اے فرزند رنجیدہ نہو یہ تحفہ قسمت سے ہاتھ آیا ہے کہ وہ بھی اپنا مطیع ہو جسوقت میں آئینہ دکھاؤنگا وہ ضرور
آئینہ پرست ہو جائیگا یہ سُنکے رمان شاہ خاموش ہو رہا اور سکندر آئینہ پرست نے تیاری کی
اور دوسرے روز کوچ کر کے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا آخر پہونچی خورشید زرین کمر کو کہ سکندر
آئینہ پرست برائے ملاقات شاہزادہ طیمور شیر پرور آتا ہے خورشید مع طیمور برائے استقبال
روانہ ہوا اور نہایت عزت کے ساتھ رمان شاہ اور سکندر آئینہ پرست کو لایا بڑی دھوم سے
دعوت کی تمام شہر میں چراغان ہوا آتشبازی چھوڑی گئی رات بھر تماشا جشن ملوکانہ برپا رہا جب دعوت
و ضیافت سے فراغت ہوئی تو سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اے خورشید زرین کمر تمنے لقا پرستی
کیا سمجھ کے اختیار کی ہے خورشید نے کہا کہ آبائی مذہب سمجھ کے اختیار کر لیا ہے ورنہ دراصل
لقا کو میں قابل پرستش خود بھی نہیں جانتا میں افسانے لقا کے سُن چکا ہوں کہ حمزہ عرب کے ہاتھ
سے تمام زمانے میں بھاگا بھاگا پھرا ساری خداوندی لقا کی حمزہ نے خاک میں ملا دی اور آخر میں کسی سے بھی گرفتار
کر کے تیر باران کر دیا گیا خداوند تھا کہ حمزہ کا کچھ نہ کر سکا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اے
برادر پرستش اُسکی کرنا چاہیے جسمیں نشان خداوندی ہو تم میرے آئینہ کو دیکھو اگر قابل پرستش
سمجھو قبول کرو ورنہ اختیار ہے خورشید نے اس رائے کو پسند کیا طیمور شیر پرور بھی یہاں موجود
تھا چپکا سُن رہا تھا سکندر آئینہ پرست نے آئینہ غلاف سے نکالکر پیش کیا راز اس آئینہ کا
اپنے وقت پر ظاہر ہوگا مختصر یہ کہ خورشید زرین کمر نے آئینہ پرستی کو لقا پرستی سے بہتر جانا اور
آئینہ پرستی اختیار کر لی اب سکندر طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے فرزند شیر دل
تیرا کیا عقیدہ ہے فرمایا کہ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ درحقیقت جو میرا خالق ہے وہی ہے آئینہ بھی ایک بنائی
ہوئی چیز ہے اگر آئینہ نے مجکو پیدا کیا ہے تو یہی خالق سہی مگر میں جبتک پہچان نہ لونگا اپنے خالق کو
اُس وقت تک سجدہ نکرونگا بس میں اُسی کی پرستش کرتا ہوں جو خالق حقیقی ہے میں ابھی تک
واقف نہیں کہ وہ کون ہے جب واقف ہو جاؤنگا تو نام بھی بتاؤنگا اگر آپ لوگ آئینہ پرستی کو اچھا
سمجھتے ہیں یہی سہی میں تو اپنے باپ کی اطاعت واجب جانتا ہوں یہ سُنکے سب خوش ہوئے کہ اگر

یہ موافق نہیں ہے تو مخالف بھی نہیں ہے اب یہ سب ایک ہوئے اور جشن خوشی منعقد ہوا اور تیاری خروج ہونے لگی دیکھیے یہ کب خروج کرتے ہیں اور کس طرف جاتے ہیں بالفعل انکو تیاری خروج میں رکھا جاتا ہے

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج شعشاع بن شمش کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس

ادا سے مطلب دل ہے ہر اک ادا آئی
وفا سے بڑھ کے سمجھتے ہیں ہم جفا آئی
دعا ہے شرم رکھے ہر جگہ خدا آئی
سوال وصل پہ یہ بھی لفظ ہے کیا آئی
ہماری آنکھ میں پھر لی ہے وہ حیا آئی

بلا کشوں کا ستم درد و غم بلا آئی
نرالی سارے زمانے سے ہے حیا آئی
لب اور ہونگی ضد میں اس سے بڑھ کے کیا آئی
نیاز مندی کی جتنی التجا آئی
ہوا غرور زیادہ مجھی جفا آئی کہ

نہ نقاب میں بھی چھپتی حسن ضیا آئی
مثال برق رہے ابر میں بلا آئی
خموش ہوں تو خموشی بھی ہے صدا آئی
نگاہ گرم میں ہے جنبش ادا آئی
نظارہ ہی ہے جس سے جان جا آئی

محل ہے وصل کی شب کتنی بے ادب ہے حیا
فراق یار کا سب سے بجا سبب ہے حیا
عجب ہے خرم خدا رستے اور عجب ہے حیا
ستم ہے غمزہ بلا ناز ہے غضب ہے حیا
اور اسپہ ڈھاتی ہے آفت ہر اک ادا آئی

اگر یہ موری جان تم ہی بلائے عشاق
ز بس ضرور رہے ہو ہم بلائے عشاق
سمجھتے ہو دل داغی کو لالۂ عشاق
صدائے نغمہ ہے تمکو نوائے عشاق
مجھے ہے فکر کہیں سن کے صدا آئی

جنوں کی چال سے ہم اسکو بھی نہ کم جانیں
اسے بھی قہر کہیں اسکو بھی ستم جانیں
اسے بھی جانیں اور اسکو بھی ہم ستم جانیں
چلے یہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانیں
بہت اڑائی ہے اٹکھیلیاں صبا آئی

جو دیکھو غور سے تو ہے ہر ایک جسکا جواب
مثال کسی کی نہیں ہے نہیں ہے کسکا جواب
ہر اک پر ایسا نہیں ہے ایسا نہیں ہے جسکا جواب
د آسکا مثل جہان میں کہیں نہ اسکا جواب
دعا وفا ہے ہماری جنا جفا آئی

بتاو جیسے بدکر وہ کسکے دل میں رہے
ہمارے پاس سے کس کی وہ کس کے دل میں رہے
ہمارے مل کو مسل کر وہ کسکے دل میں رہے
ہمارے دل سے نکلکر وہ کسکے دل میں رہے
ہمیں تلاش ہے ورزش جا بجا آئی

جو آئیوں سے ہے اب ذکر چار سو میرا
بہت ذلیل ہوں کیا پاس آبرو میرا
تو اسکا ہوں کریں جو ہے لہو میرا
اسی کی باتیں خوشی سے جو ہے عدو میرا
غرض ہے کیا انہیں میری ستم بلا آئی

ضیائے حسن رخ یار رنگ لائیگی
ادائے زینت دلدار رنگ لائیگی

کبھی وہ نرگس بیمار رنگ لائیگی | کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائیگی
کریگی خون مرا ایک دن حنا آئی

ہزاروں وصل کی لذت سے ہوگئے برباد | ہزاروں صدمہ فرقت سے ہوگئے برباد
ہزاروں عشق و محبت سے ہوگئے برباد | ہزاروں حسن کی شہرت سے ہوگئے برباد
بندگی ہوئی تو زمانے میں کیا ہوا آئی

اگر انتظار رہے گا آشیاں سے مارا | جو اتفاق ہوا اتفاق سے مارا
اگر نفاق پر آئے نفاق سے مارا | ادا سے لوٹ لیا دل فراق سے مارا
یہ ابتدا ہے کچھ ابھی نہ انتہا آئی

نہ او مجھے عیادت نہ تم کرو تکلیف | عزیز و آپ سے کہو اور مجھکو دو تکلیف
ضرور ہوگی مرے بخت میں ہے جو تکلیف | دل نگار کے زخموں میں کیوں ہو تکلیف
بھری ہے سینہ مجروح میں ہوا آئی

یہ طرفہ چین دیا اور طرفہ خواب دیا | عوض سکون کے کچھ اور اضطراب دیا
پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا | پیام بر نے یہ آ کر مجھے جواب دیا
پیام سنتے کہا آگئی قضا آئی

نہ رسم غیروں پر ہے اور نہ ہے لگاؤں پر | وہ کسی میں ستم ڈھاتے ہیں جوانوں پر
اگرچہ آج بیاں بن گئی ہے جانوں پر | خدا کے سامنے رکھوں کا ہاتھ کانوں پر
برائی میں نہیں سننے کا برملا آئی

ابھی سے دیتے ہیں ہر بات میں وہ دم دل | ابھی سے دیتے ہیں شہرت کے بدلے غم دل
یہ کیا قول تھا جسکی تھی یہ قسم اے دل | وہ ہنس رہے ہیں کرلے نئے ستم اے دل
بھرا کے آنسے قیامت ہے انتہا آئی

جو گھر مجھے آئے ہیں جو داغ شہرت کے ہیں | انہیں کے عشق میں جان اہل درد دیتے ہیں
دکھا کے آنکھ وہی جام بھر دیتے ہیں | وہی میں ہیں مرے مسیحا جو زہر دیتے ہیں
انہیں ہولا کے مجھے راس کر دوا آئی

یہ آرزو ہے کہ کچھ اور آگے شہرت ہو | جہاں وہ پاؤں دھریں اپنا میری تربت ہو
چلیں جہاں یہ عیاں اس جگہ قیامت ہو | نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو
ادا ادا سے ادا ہو ہر اک ادا آئی

فراق یار سے دل ہوگیا ایاغ فراق | اور اس ایاغ میں چھلکنے لگے چراغ فراق
مگر چراغوں سے کیا لطف ہے بہ باغ فراق | کہیں ہے زخم محبت کہیں ہے داغ فراق
نشانیاں مرے دل میں ہیں جا بجا آئی

بے قرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل | ہمیشہ سینہ میں میرے نہ تو اچھل بد دل
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل | ہر ایک بات پہ ایسا نہ تو مچل اے دل
ستم میں تیرے اٹھاؤں گا یا جفا آئی

خدا کے واسطے جلدی کہیں بتا قاصد | مجھے جنوں تو نہیں آج ہو گیا کیا قاصد

سرزد ہی ہوش میں آیک رہا ہی کیا قاصد
حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہی یا آئی

کلیم جوش مین ہم بھی جناب آصف سے
ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
زیادہ ہوگا ہم بھی جناب آصف سے
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ مین من پوچھتے ہو کیا آئی

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت ساحر شمش نے انتقال کیا ہی اُس وقت سن شغشاع بن شمش کا بہت کم تھا اور ساحر شمش نے ستارون کی بدی دیکھکر بنظر تحصیل علم سحر اور جانے نہیت اسکو چاہ بابل مین بھیجدیا تھا وہان شغشاع نے پرورش پائی جب ہوشیار ہوا تو ساحران چاہ بابل نے اسکو خوب علم سحر و ساحری تعلیم کیا اب اسنے چلہ کشی شروع کی بہت سے چلے کھینچے اور سحر تیار کیے بعد اسکے اسکی مان نے ایک کتاب حسب وصیت ساحر شمش اسکو دی اور ایک تصویر ساحر شمش کی دی شغشاع بن شمس نے اُس کتاب کو پڑھا تو آنکھین اسکی کھل گئین اسمین ساحر شمش کے کمالات کے سحر اور اسکے طریقے تحریر تھے اُس کتاب کے دیکھنے سے یہ ثانی شمش ہوگیا اور جن ساحرون نے اسے علم سحر تعلیم کیا تھا وہ اسکے آگے طفل مکتب کے درجہ پر آگئے اب اسنے اُس کتاب کے موافق سحر اپنے درست کیے اور پھر چلے کھینچے کاہن دہر بھی بے نظیر ہوگیا جب سب طرح کے کمالات اسکو حاصل ہوگئے تو اسنے سکونت چاہ بابل کی ترک کی اور وہان سے نکلکر غار عمیق مین رہنا اختیار کیا اور تمام جانوران صحرائی کو اپنا مطیع کیا کہ وہ اس غار پر پہرہ دیا کرتے تھے ایک طرف غول شیرون کا تھا ایک جانب تیندوے ایک طرف خرس ایک سمت گرگ انہین افسر مین تھے اور انتظام سلطنت قائم تھا شغشاع بن شمش نے مثل اپنے باپ کے تین نقابدار طلسم بند کرکے تیار کیے ایک نقابدار خرس پوش سرکوب تھا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا تھا تیسرا نقابدار ببر پوش سبیل زن تھا صفت پہلے نقابدار کی یہ تھی کہ ادھر اسنے نقاب چہرے سے الٹی اور ہرن نگر کی آواز دی بس جسنے صورت اسکی دیکھی وہ اپنا سر پیٹنے لگا یہانتک کہ سر پیٹتے پیٹتے بیہوش ہوگیا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا اسمین یہ وصف تھا کہ ادھر صورت اسکی دیکھی اور موت طاری ہوئی بیخود ہوگیا اور اطاعت اختیار کرلی تیسرا نقابدار ببر پوش اسکی یہ خاصیت تھی کہ اسنے جسکو طمانچہ مارد یا وہ بیہوش ہوگیا جب یہ ان نقابدارون کو بھی تیار کرچکا تو اب اسنے ساعت خروج دیکھی اور یہ دیکھا کہ موت میری کسکے ہاتھ سے ہی تو معلوم ہوا کہ امیر ثالث کا عیار خضران تیر افگن ہی بس اسکو یہ فکر ہوئی کہ جسوقت خضران یہان نہ ہے اور ہمراہ امیر ثالث کے خانہ کعبہ چلا جائے اس وقت مین غار عمیق سے نکلون مگر اسکے بعد ساعتین اچھی نہ دیکھین اب اسنے انجام پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اگر تو یہان سے نہ نکلیگا تو خضران اسی مقام پر آکر تجھے ہلاک کریگا جسطرح عمرو اول نے ساحر شمش کو مارا تھا اس وقت اسنے یہ خیال کیا کہ جب ہر طرح موت خضران کے ہاتھ سے ہی تو یہان چھپے رہنے سے کیا فائدہ باوا جان نے محض حماقت کی کہ دریا میں چھپے رہے اگر نکل کر سحر کرتے تو لاکھون کو مار کے مرتے تیر چھپے رہنا اچھا نہین جب مرنا ہر طرح ہی تو دل کی حسرت دل مین کیون رہے لڑکے مرین یہ سوچکر اسنے غار سے نکلکر چند خادمون کو ساتھ لیا اور کچھ سامان سحر و ساحری اور تینون نقابدارون کو اپنے ساتھ لیکر چلا جسقدر فوج درندون کی تھی اُسکے ساتھ ہوئی شغشاع بن شمش جادو ایک شتر دو کوہان مست پر جوگی کی وضع بنائے ہوئے

سوار ہوا گلے میں اُسکے بڑا سا گھنٹا لٹکتا ہوا پشت پر دس بارہ ساحر ڈھولے ڈبرو بجاتے ہوئے
آگے آگے تینوں نقابدار اس شان وشوکت سے سواری شعشاع بن مشمش کی چلی جس وقت یہ قریب
شہر انجم حصار کے پہونچا تو اسنے قیام کیا اور ایک نقابدار کو بادشاہ شہر انجم حصار پاس روانہ
کیا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ میں تیرے شہر کے قریب اُترا ہوا ہوں خوش نصیب تیرے کہ پہلے میں
تیرے ہی ملک کی طرف آیا تجھے چاہیے کہ آکر اطاعت میری اختیار کر کہ تیرے واسطے باعث
افتخار ہے نقابدار خرس پوش سرکوب داخل شہر انجم حصار ہوا کوکب انجم حصاری کو معلوم
ہوا کہ ایک شخص عجیب الوضع تین نقابدار اُسکے ساتھ کسی غار سے نکل کر آیا ہے اور سلاطین زمانہ کو اپنا
مطیع بنانا چاہتا ہے یہ سُنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ کتنے لوگ اُسکے ساتھ ہیں ہرکاروں نے
بیان کیا کہ لڑنے والے تین نقابدار ہیں اور خدمتی دس بارہ آدمی ہیں اور قریب ایک ہزار کے درندے
اُسکے گرد وپیش رہتے ہیں یہ سُنکے کوکب انجم حصاری متعجب ہوا کہا کیا حقیقت ہے اگر دس ہزار
سوار اپنے ساتھ لیکے جاؤنگا تو سبکو پامال کرکے رکھ دونگا اتنے میں چوبدار نے آکر عرض کی
کہ اک نقابدار خرس پوش آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایلچی ہوں اس شخص کا جو فرزند خداوند ہے کوکب
انجم حصاری سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا ایلچی ہے کہا بلا لو اور وہ نکل آہنی اُسکے بیٹھنے کو دیا نقابدار نے
کسیکو سلام بھی نہیں کیا اور وہ نکل پر بیٹھ گیا کوکب انجم حصاری نے حسب قاعدہ اک جام شراب
سے ضیافت کی نقابدار نے جام پیا اور کہا کہ ای کوکب شاہ میں پیغام لایا ہوں فرزند خداوند مشمش
جادو کا کوکب انجم حصاری نے کہا بیان کر نقابدار نے پیام پہونچایا کوکب انجم حصاری نے
سُنکے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑے خداوند لقا سے بے لقا زمرد شاہ باختری کے ماننے
والوں میں ہیں سُنے وہ افسانہ سُنا ہے جبکہ خداوند ملک فرعونیہ میں پہونچے اور فرعون شاہ
نے اُنکی عزت وتکریم میں فرق کیا تو خداوند نے ناراض ہو کر خداوندی فرعون کو بھی خداپرستوں
کے ہاتھ سے مشواد آ اور ساحر مشمش نے بھی یہ نا انصافی کی تھی کہ بڑے خداوند کو نیابت
کے درجہ پر معین کیا جسکی یہ سزا پائی کہ خداوند لقا نے تقدیرًا اُنکی پلٹ دی کہ لا کھ وہ بحر قلزم میں غا
تھے مگر عمرو ملک الموت کی طرح دریا میں گھس کر پہونچا اور ساحر مشمش کو پکڑ کے مار ڈالا
میں ایسے شخص کو کیونکر خداوند مانونگا اور اُسکے فرزند کی کبھی اطاعت نکرونگا نقابدار خرس پوش
برہم ہوا اور کہا کہ ای کوکب شاہ معلوم ہوا کہ ستارہ قسمت تیرا گردش میں ہے بروقت مقابلہ تجھکو معلوم
ہوگا میں ایک تیری تمام فوج کے لیے کافی ہوں کوکب شاہ نے کہا کہ اگر میری فوج ایک ایک مٹھی
خاک اٹھا کے ڈالیگی تو تو اور تیرا مالک اور اُسکے ہمراہی تب کے مرجاینگے تو جا کر طبل جنگ بجوا
میں لشکر لیکر آتا ہوں نقابدار برہم ہو کے چلا گیا اور سارا ماجرا شعشاع بن مشمش سے بیان کیا
اسنے کہا پھر کیا مضائقہ ہے مثل مشہور ہے کہ جسکی تیغ اُسکی دیغ جب مقابلہ کیے وہ شکست ہوگا تو
اطاعت اختیار کریگا ابھی نہیں مانے گا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ خبردار کوئی شخص سحر نکرے
اگر میں چاہوں تو کھڑے کھڑے تمام شہر انجم حصار کو پھونک دوں مگر مجھے ان لوگوں کا
مٹانا منظور نہیں ہے بلکہ مطیع بنانا منظور ہے بیٹے کہا کہ ہمیں آپکی اطاعت سے کام ہے اتنے میں کوکب
انجم حصاری اپنی فوج انجم شمار کو لیے ہوئے شہر سے باہر آیا بارگاہ آسمان جاہ برپا ہوئی
بازار لشکر کھل گئے خیمے خرگاہیں راؤٹیاں قلندریاں برپا ہوگئیں اہل انجم حصار ان نقابداروں کو

دیکھ دیکھ کر ہنستے تھے کہ کہاں ان بیچاروں کو قضا کھینچ کے لائی ہے اور مالک انکا کیسا اندھا ہے اور
شامت زدہ ہے کہ ہم لوگوں کے منہ چڑھا ہے کوکب انجم حصاری نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شعشاع بن ششمش کو ہوئی اسنے
بھی اپنے یہاں کے نقارے بجوائے یہ نقارے سیندور کے ٹیکے دیے ہوئے ایک فیل پر
تھے اور ایک جنگی اسپ سوار نقارے پیٹ رہا تھا بیچ میں ایک چھوٹا سا خیمہ تھا اسمیں شعشاع
بن ششمش تھا گرد لشکر درندوں کا بہر حفاظت تھا تمام رات ادھر طلایہ کا گشت پھرا کیا ادھر درندے
پہرا دیا کیے یہانتک کہ اسی عالم میں رات گذر کر صبح ہوئی آفتاب تاباں جانب مشرق سے نمودار ہوا اور
ماہ شب زندہ دار آرامگاہ مغرب کی طرف روانہ ہوا افواج انجم میں ابتری ہوئی کوکب انجم حصاری
کے لشکر میں یا خداوند باختر کی صدائیں بلند ہوئیں اور سب کے سب مسلح ہو کر وعدہ گاہ مصاف میں آکر
صف آرا ہوئے ادھر سے شعشاع بن ششمش چاروں نقابداروں کو لیے ہوئے میدان میں
پہونچا اسطرف صف آرائیاں ہو رہی تھیں ادھر صرف تین نقابدار چاہنے کھڑے ہوگئے ادھر کوکب
انجم حصاری تخت جواہر نگار پر سوار تاج بر سر چتر شاہنشاہی در پیچ گردش کر رہا تھا آگے آگے
نقیب بول رہا تھا ادھر شعشاع بن ششمش شتر سوار بت شانے سے لیکے کہنی تک بندھے
ہوئے پیشانی پر قشقہ کھنچا ہوا ایک بھاری دو ٹہکار چوبی آدھا باندھے آدھا اوڑھے زرد لفنی جوبی
گلے میں اسمیں اسباب سحر بھرا ہوا پشت پر ایک ہزار درندے جو وقت لشکر انجم حصار میں صف
آرائی ہو چکی تو کوکب انجم حصاری نے ایک صف کی طرف دیکھا افسر رسالہ کا بہرام انجم حصاری
پہلوان زبردست تھا بس اپنے اشارہ پاتے ہی مرکب کو جولان کیا اور سامنے تخت کوکب انجم حصاری
کے آکر اجازت میدان چاہی کوکب انجم حصاری نے کہا کہ جا خداوند باختر تیرا نگہبان ہے اسنے سلام
رخصت کیا اور میدان میں آکر بعد سلح شوری بسیار آواز دی کہ اے جنگجو آؤ کہ میں تمہاری خدمتگذاری
کو موجود ہوں بس یہ سنتے ہی شعشاع بن ششمش نے اسی نقابدار زریں پوش سرکوب
کو اشارہ کیا نقابدار میدان میں آیا سامنے بہرام انجم حصاری کے پہونچا بہرام سمجھا کہ یہ کوئی حربہ
کریگا نقابدار کے پاس کوئی حربہ و دفاع اسلحہ بدن پر تھا بہرام نے جھنجھلا کر کہا کہ تو مقابلہ کس شے سے کریگا
نقابدار زریں پوش نے کہا کہ کیفیت میرے مقابلے کی دیکھیگا دیکھ اور پہچان یہ کہکر اسنے
نقاب چہرے سے الٹ دی اور پکار کر کہا بہ من نگر بہ من نگر شاید کہ بشناسی مرا بس ادھر تو اسنے
نقاب چہرہ سے الٹی اور نظر بہرام انجم حصاری کی چہرۂ نفیس پر جاکے پڑی ادھر بہرام کی [illegible]
عجیب حالت طاری ہوئی کہ بہرام نے اپنا سر پیٹنا شروع کیا کوکب انجم حصاری حیران کہ یہ کیا ہوا
اہل لشکر ہنسنے لگے کہ بہرام سر پیٹتے پیٹتے بیحال ہو گیا اور بیہوش ہو کر گرا نقابدار زریں پوش
اسے اٹھائے ہوئے لیے چلا گیا بعد اسکے کیوان انجم حصاری میدان میں آیا ایک نقابدار
سبز پوش سیلی زبان نکلا بعد گفتگوے بسیار کیوان نے حربہ طلب کیا نقابدار سبز پوش نے
تھپڑ مارا کہ کیوان انجم حصاری گر کر بیہوش ہو گیا سبز پوش کیوان انجم حصاری کو اٹھائے
لیے چلا گیا بعد اسکے برجیس انجم حصاری نکلا اسکے مقابلہ کو نقابدار اطلس پوش جو لقا
آیا جیسے ہی برجیس نے حملہ کرنے کا قصد کیا نقابدار اطلس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے
الٹ دی بس برجیس انجم حصاری پر محویت طاری ہوئی جیسے کوئی کسیکے عشق میں مبہوت

اور دیوانہ ہو جاتا ہے لقابدار نے کہا جا چلا جا پھر سے لشکر کی طرف برجیس گردن جھکائے شعشاع کے
پاس چلا آیا لقابدار نے پھر مبارز طلب کیا تا ہید انجم حصاری نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو
برجیس کی ہوئی تھی اسکے بعد سہیل انجم حصاری نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی القصہ اہل انجم حصار
کے حواس باختہ ہوئے شام تک بائیس سردار اسیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا کوکب
انجم حصاری نہایت ملول کمال غمگین میدان سے پھر کر بارگاہ میں آیا وزیر اسکا نہایت ہوشیار تھا
نام اسکا دبیر انجم حصاری تھا اسنے کوکب انجم حصاری سے کہا کہ انجام جنگ اچھا نہیں معلوم
ہوتا ہے بہتر ہے کہ اس سے صلح کر لیجیے یہ بہت بڑا شخص ہے اگر وہ چاہتا تو ایک سحر میں سبکا خاتمہ کرد
آپ متعجب ہونگے کوکب نے کہا کہ وہ تو ساحر مشمش کی تصویر کو سجدہ کرانا چاہتا ہے دبیر
انجم حصاری نے کہا کہ آپ کن خیالوں میں ہیں لقا کیا تھا وہ بھی ایک انسان تھا بلکہ ساحر مشمش تو
صاحب قوت تھا لقا تو بالکل بیوقوف اور ہیچ کارا تھا یہ بولے دو سو خداوند سب ایسے ہی تھے کوئی
سحر کے زور سے خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سلطنت کے زور پر خداوند دم جنبند کیا چیز ہیں اور ثمرات
تخلگو کیا ملا تھے جہان انھوں کو سجدہ کیا وہان ایک تصویر کو اور سجدہ کر لیجیے گا تو کیا ناک گھس جائیگی
کوکب نے کہا کہ جیسی تمھاری رائے تو میں بھی سمجھ گیا کہ اس سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے
دبیر نے کہا میں جاتا ہوں اور اسی وقت اسنے کشتیان تحائف کی اپنے ساتھ لین کچھ کشتیوں میں
جواہر کچھ کشتیوں میں میوہ کچھ کشتیوں میں اشیاء نادرہ چند غلامان زرین کمر وہ کشتیان لیکر ساتھ ہوئے
دبیر انجم حصاری جانب خیمہ شعشاع بن مشمش روانہ ہوا جسوقت قریب پہنچا تو دیکھا کہ غول گرگ
صحرائی کے دو رویہ بیٹھے ہیں اور ایک گرگ ادھر سے ادھر مثل پہرہ داروں کے ٹہل رہا ہے دبیر انجم حصاری
ڈرا مگر چونکہ عاقل تھا ایک پرچہ کاغذ پر اپنا نام لکھکر اس گرگ کے سامنے ڈال دیا وہ گرگ پرچہ کو منہ میں
دبائے ہوئے روانہ ہوا اور جا کر سامنے شعشاع کے ڈال دیا جسوقت شعشاع نے نام پڑھا تو معلوم
ہوا کہ بادشاہ انجم حصار کا وزیر آیا ہے اسنے لقابدار ببر پوش کو برائے استقبال روانہ کیا لقابدار آیا
اور اسکو اپنے ساتھ لیکر چلا اب گرگ ہٹ گئے اور انھوں نے راستہ دیدیا بعد اسکے غول شیروں کا ملا یہ
بھی کچھ نہ بولے اسکے بعد دیکھا کہ چیتے دو رویہ بیٹھے ہیں مگر کسی نے حملہ نہ کیا آخر میں خرس تھے جب یہ چاروں
چوکیوں سے گذر گیا تو دروازہ خیمہ پر پہونچا دو ساحر دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی کچھ نہ بولے
دبیر خوش تدبیر ہمراہ لقابدار خرس پوش کے داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ دونوں لقابدار یعنی خرس پوش
اور اطلس پوش سامنے کھڑے تھے اور شعشاع بن مشمش زبردست پلنگ پر چار زانو بیٹھا ہوا تھا
دبیر انجم حصاری نے سلام کیا اور سب کشتیان سامنے چن دیں اور دست بستہ ہو کر نہایت معذرت
کی اور کہا کہ کوکب شاہ نے آپ کو پہچانا نہ تھا ورنہ کبھی آغاز جنگ نکرتا اب نہایت نادم ہے اسے کسی طرح
کا عذر آپ کی اطاعت میں نہیں ہے یہ سنکے شعشاع بن مشمش نے کہا کہ ہمیں بھی ستانا اس ملک کا
منظور نہ تھا ورنہ اگر ایک ساحر سے میں اشارہ کر دیتا تو وہ ایک سحر میں سارے شہر کو پھونک دیتا
وہ کشتیان نذر کی قبول کر لیں اور تصویر ساحر مشمش کی نکالکر دبیر انجم حصاری کو دی دبیر انجم حصاری
نے سجدہ کیا اور تصویر لے لی کہ میں کوکب سے بھی اس تصویر کو سجدہ کراؤنگا شعشاع بن مشمش نے
اسی وقت سب قیدیوں کو بلا کر ہوشیار کیا اور دبیر کے سپرد کر دیا اور کہا کہ کل ہم تمھارے یہاں
بھی آئینگے دبیر نے کہا کہ ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

یہ کہکر دبیر رخصت ہوا سب سردار ساتھ دبیر خوش تدبیر کے چلے دو نقابدار اپنی سرحد تک آکے پہونچا گئے
وہان کوکب شاہ انجم حصاری کو فکر و تردد بہت ہی تھی کہ اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
دبیر خوش تدبیر آتا ہے جتنے سردار آج گرفتار ہو گئے تھے وہ سب ہمراہ ہین یہ سنکے کوکب انجم حصاری
نے اور لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا جسوقت دبیر انجم حصاری آیا سب کیفیت بیان کی اور
تصویر مشمش کی پیش کی کوکب انجم حصاری نے اسکو سجدہ کیا اور اپنے بتخانہ مین سب سے اول درجہ
کی جگہ پر نصب کرایا شعشاع بن مشمش کو سحر کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ تصویر مشمش جادو کی
کوکب نے نہایت احترام سے رکھی ہے بہت خوش ہوا غرضکہ شعشاع دو سوار رہا لیکن کوکب انجم
حصاری کو جو معلوم ہوا کہ کل صبح کو شعشاع آکر میرا مہمان ہوگا تو اسنے تمام رات جاگ کے بسر کی
اور رات بھر مین ایسا انتظام کیا کہ صبح کو سارا شہر آئینہ بند تھا فوج دور دور قاعدے سے کھڑی تھی
ہرکارے دمبدم کی خبر دے رہے تھے کہ اب شعشاع جادو سوار ہوا اب فلان مقام تک پہونچا بس
کوکب انجم حصاری کل ارکین دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے مین جاکر نہایت ادب
کے ساتھ شعشاع بن مشمش سے ملا اور نہایت احتشام کے ساتھ اسکو اپنے ہمراہ شہر مین لایا سامان
دعوت مہیا کیا اور جشن چل روزہ منعقد کیا شعشاع نے کہا کہ مین تمھارے بتخانے کی سیر کرونگا شعشاع
کی اس فرمائش کے قبل ہی سے کوکب انجم حصاری نے بتخانہ کو آراستہ کر رکھا تھا اسی وقت کوکب
اسکو اپنے ہمراہ لیے ہوے بتخانے مین پہونچا آراستگی اس مقام کی احاطہ تحریر سے باہر ہے اور
جتنے بت رکھے تھے ہر ایک زر و جواہر سے آراستہ تھا کسیکے گلے مین مالا موتیون کا پڑا ہوا تھا جسکا ہر ایک دانہ
نہایت سڈول اور سپید برابر بیضۂ گنجشک کے کسیکے کانون مین منوری الماس کے پڑے ہوے
کسی کے گلے مین ہیکل نورتن کے گنڈے نورتن کے بازو پر بندھے ہوے ہر ایک بت ایک درجہ
مین اور درجہ حسب مراتب آراستہ کسی جگہ تمرات سخنگو کی تصویر نصب کسی مقام پر ہم جیشہ کی شبیہ
کسی جگہ لات کی کسی جگہ منات کہین گوسالہ سامری کسی جگہ آتشکدہ تجند کہین تصویر فرعون
کہین تصویر لقا کسی جگہ تصویر غش غرضکہ لوے دو سو بتون سے یہ بتخانہ مزین تھا اور صدر
مین اک تخت جواہر نگار پر بت ساحر مشمش کا نصب کیا تھا یہ دیکھکر شعشاع نہایت خوش
ہوا اور کوکب سے کہا کہ مین نے تجکو اپنا پیر سفر کیا تو دین شعشاعی کو رواج دے اور
تصویر مشمش کو لوگون سے سجدہ کرا کوکب نہایت خوش ہوا جسوقت بتخانے سے پھر کر بارگاہ
مین آئے تو بارگاہ آراستہ ہو چکی تھی نول ترتیب سے مودب بیٹھے ہوئے تھے شعشاع کو دیکھکر
سب بڑے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے شعشاع جادو آکر صدر مین متمکن ہوا ناچ ہونے لگا ناچ سنتے
حاضر ہوے تمام رات ناچ رہا صبح کو جلسہ تھوڑی دیر کے واسطے برخاست ہوا کہ سب نے حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کیا اسکے بعد کھانا کھایا پھر سب آکے شریک جلسہ ہوئے صحبت رقص و سرود
گرم ہوئی دبیر خوش تدبیر وزیر نے کوکب سے کہا کہ اگر آپ مخالف تھے تو کیا کر لیتے اب [illegible]
کا نتیجہ بھی دیکھا لیکن شعشاع جادو نے دبیر سے کہا کہ ای وزیر کوکب یہ بتا کہ صاحبقران ثالث
جو خانہ کعبہ لیکے تو انکا عیار خضران بھی انکے ساتھ گیا یا نہین دبیر نے کہا کہ اسکی مجھے خبر نہین کیون
آپنے خضران کو کس سبب سے پوچھا جواب دیا کہ اگر مجھے خوف ہے تو اسیکی ذات سے ہے ہر چند
کہ مین نے انتظام ایسا کیا ہے کہ جس مقام پر مین ہونگا وہان فرشتہ بھی نہین پہونچ سکتا مگر گردش ایام سے

اتنا خوف ہے کہ خضران کہیں نہ پہونچ جائے دبیر نے کہا کہ آپکو معلوم ہے کہ خضران سے آپ کو کچھ اذیت
پہونچنے والی ہے شعشاع نے کہا کہ فقط خضران کے خوف سے مین نے طلسم زلزلہ تیار کیا ہے اور ہر درجہ
کی فوج جداگانہ ہے اور جس دربند کی لوح ہے اُسی دربند مین اسکو محفوظ کیا ہے تاکہ لوح فتاح طلسم کو دستیاب
نہو سکے اور خضران مجھ تک نہ پہونچ سکے اگر خضران کا خوف مجھکو نہوتا تو مین طلسم نہ تیار کرتا مجھے اسم اعظم
کا خوف ہے نہ کسی ساحر سے اندیشہ تمام عالم کے ساحر ایک طرف ہو جائین تو میرا کچھ نہیں کر سکتے مین دم بھر
مین سبکو بھسم کر دون اور برباد کر دون مگر خضران کی دہشت کچھ نہیں کرنے دیتی ہے دبیر نے کہا کہ یہ نقابدار
آپ کے خضران کو نہین گرفتار کر سکتے شعشاع جادو نے کہا کہ یہ نقابدار تو ایسے ہی ہین کہ انسے کوئی عہدہ برآ
نہین ہو سکتا مگر خضران وہ بلا ہے بد ہے کہ جسطرح خداوند ساحران عالم شمشاد جادو کو عمرو کا
خوف تھا اسی طرح خضران سے مجکو خوف ہے دبیر خاموش ہو رہا اتنے مین دیکھا تو ایک نقابدار
الماس پوش نمودار ہوا اسباب اسکے کچھ سامان شکار تھا اسنے اگر جو نقاب چہرہ سے اٹھائی تو تمام بارگاہ
روشن و منور ہو گئی شعشاع بن شمشاد تصویر بنگیا پوچھا کوکب سے کہ یہ کون لڑکی ہے کوکب نے
کہا کہ یہ دختر ہے میری یہی چراغ سلطنت ہے اور یہی مایہ زندگی ہے شعشاع اسکو دیکھکے بہت خوش
ہوا قریب اپنے بلایا سر سینے سے لگایا کہا کب یہ ہماری دختر ہے یہ کہکر پاس بٹھالیا سر پر دست شفقت
پھیرا اتنے مین دو شوخ و شنگ لڑکیاں چنگ ہاتھون مین لیے ہوے اور آئین یہ بھی نہایت
حسین تھین پوچھا یہ کون ہین دبیر نے عرض کی کہ یہ کنیزان ملکہ کی ہین کوکب نے کہا کہ یہ اچھی گانیوالی
لڑکیان ہین دونون ملکہ کی پروانہ رہتی ہین اور چنگ نوازی مین انکا مثل و نظیر نہین ہے ایک کا نام خوش
چنگ نواز اور دوسری کا نام سرود چنگ نواز ہے شعشاع جادو نے کہا کہ ہم بھی انکا چنگ سنینگے
غرضکہ صحبت آراستہ ہوئی اور یہ دونون مشغول چنگ نوازی کرنے لگین کہ شعشاع کو محو کر دیا شعشاع
نے کہا کہ انکا استاد کیسا ہوگا کوکب نے عرض کی کہ انکا کوئی استاد بھی انسے مقابلہ نہین کر سکتا
ہے اسلیے کہ یہ ایک سے نہین سیکھی ہین جسکو مین نے کامل دیکھا اُس سے ہزار ہا روپیہ دے کر
سکھلوایا انکو خزانہ دار نے بھیجے یہ سنکے شعشاع نہایت خوش ہوا اور ایک ایک ہار تعویش کا
ان دونون کو دیا اسمین تھوڑا سا جواہر بھی نصب تھا ان دونون نے سلام کرکے پہن لیے
شعشاع نے کہا کہ اس ہار کو فقط زینت و آرائش کے لیے نہ سمجھنا بلکہ اسمین بہت سی صفتین
ہین ایک تو جسوقت تک یہ ہار تمھارے گلے مین ہوگا اُس وقت تک کسیکا سحر تمپر تاثیر نہ کر سکیگا
اور اس ہار کا ایک تار جسپر کھینچ مارو گی برق بنکے گریگا اور کام اسکا تمام کر دیگا اسی طرح ہر ہر ریزہ یاقوت
و زمرد و الماس و مروارید کی صفت علحدہ علحدہ بیان کی یہ دونون بہت خوش ہوئین ملکہ مہتاب ہلال رو
نے کہا کہ جب اسمین ایک گاتی ہے اور ایک چنگ نوازی کرتی ہے تو اور زیادہ لطف حاصل ہوتا ہے اور خوش چنگ نواز
سے کہا کہ تم گاؤ اور سرود چنگ نواز سے فرمایا کہ تم چنگ نوازی کرو خوش چنگ نواز نے یہ غزل
شروع کی

غزل

ہوش مجھکو آ سکیگا نہ تری تیر سے
اور بھی مجرم ترے مجرم ہوے تقدیر سے
بیقراری تشنگی تسکین ہوئی شمشیر سے
گفتگو معشوق کرتے ہین زبان تیر سے

کان میرے بھر گئے ہین یاس کی تقریر سے
تھی ابھی کو تمنا اس بت بے پیر سے
ہجران عشق کو راحت ملی تقدیر سے
بجلیکے موسی کلیم اللہ تری تنویر سے

سخت جان ہو ہوکے اٹھتے ہین تری شمشیر سے
ہم زمانے مین ہوا بدلوی تقدیر سے
جان دیتے ہین ترے گیسو کی زنجیر سے
ہوگئے یوسف حسین کنعان کی تصویر سے

کسقدر کمبخت الفت نے گھلایا ہجر مین
جان آجاتی ہی لیکن کچھ تری تکبیر سے
اک نظر بھی دیکھ لے مجھکو اگر زخمی ترا
پھر وہی تصویر اچھی ہو تری تصویر سے
بیقراری طالب دیدار کی جاتی رہتی
جسنے گنگوا دی زبان شمع بھی گلگیر سے
بدگمانی ہی مجھے بیشک مصور سے حضور
کم نہین فریاد بھی میری تری تکبیر سے

سب سمجھتے ہین مجھے ہلکا مری تصویر سے
سو رہا ہی بخت بھی اور یار بھی گو نہیں
ہو وہان زخم کی زینت زبان تیر سے
جسنے دیکھا تھا جو روز ہجر آنسو ہاے وصل
دل کو تسکین ہو گئی ظالم نگہ کے تیر سے
جی مین آتا ہی لکھون مین بیدلی لے ایک خط
اُسکے کو دیکھیے گر شوق ہو تصویر سے
بات کرنی مجھکو مشکل پڑ گئی ہی اے کلیم

واقعہ مردہ پڑا رہتا ہون شوق قتل مین
آج دونون کو جگا مین نالۂ شبگیر سے
میرے پہلو مین ہی تو اور تیرے پہلو مین ہی مجھ
وہ پریشان مین ہاے خواب کی تعبیر سے
اُسکی بزم عیش مین منہ اپنا لیکے کیا کوئی
ہو سکے مین ناخوش بہت وہ شوق کی تحریر سے
نام لیکر اُسکا چلاتا ہون مین بھی زاہدا
ہو خوش اثر [illegible] گئے گم یار کی تقریر سے

اسکے بعد سرور چنگ نواز گانے لگی اور حضور چنگ نواز نے چنگ نوازی شروع کی اُسنے اس غزل کو شروع کیا

غزل

وصل کا اُسنے کبھی مجھسے نہ اقرار کیا ہاے کیون پیار کیا
کوئی سا آج ہوا آپکے شیدا سے قصور کچھ بتا دین تو حضور
تیغ کرنا ہی تو پھر کھینچنے ظالم خنجر شوق سے کاٹ گلے
تیغ کیون یار نے باندھی ہی کمر سے یارب [illegible] مجھ ہی سبب
جسکو کہتے ہین محبت وہ قضا کا ہی پیام لیتی ہی اسکا تمام
مین نہین تھا جو ترے لطف و کرم کا خواہان [illegible]
وصل اب تک نہوا دیکھ وہ بجتا ہی گجر آ گیا وقت سحر
کسطرح اسکی نزاکت پہ نہ پروانہ ہون کیون نہ مجنون بنون
بیخودی نے تری آج بھی رکھا ظالم ایسی غفلت کو سلام
واہ کیا خوب دیا میری وفاؤن کا صلہ مرحبا صلِ علے
حق تعالی نے تجھے دی ہی عجب طبع سلیم شعر کیا کہنا کلیم

جب بہت مین نے ستمگار سے اصرار کیا صرف انکار کیا
کیون خفا ہو گئے کیون وصل سے انکار کیا کسنے بیزار کیا
حسرت قتل نے ایسا مجھے بیمار کیا جینا دشوار کیا
راز دل اُسنے کبھی مجھسے نہ اظہار کیا لاکھ اصرار کیا
نشۂ بادۂ الفت نے جو سرشار کیا پھر نہ ہشیار کیا
کیون ترے خال نے مجھے تیر گنہگار کیا کیون مجھے پیار کیا
نیند سے مین لیے اسی واسطے بیدار کیا مجھکو بیکار کیا
غش جب آیا تو نہ اُسنے مجھے ہشیار کیا خوب دیدار کیا
مین نے کسواسطے سوتے مین مجھے پیار کیا کیون [illegible]
یہ ستم تو نے نیا مجھپہ ستمگار کیا ذکر اغیار کیا
مجھکو اقلیم معانی کا ہی سردار کیا بلکہ مختار کیا

اسی طرح باری باری ان دونون نے گانے ایسی ایسی چنگ نوازی کی کہ شعشاع جادو نہایت خوش ہوا جب وقت جشن ختم ہوا تو شعشاع نے طرۂ چیری کوکب انجم حصاری کو دیا اور کہا کہ تو دین شمس پرستی کو رواج دے اور جسے چاہے اپنا نائب مقرر کرکے خطاب چیری اور طرہ اُسے دے چند تحفے مین تیری نذر کر دیے جاتا ہون انکی وجہ سے تمام عالم کو اگر تو چاہیگا تو زیر نگین کر لے گا یہ کہکر اُسنے اک کشتی منگائی کہ زمین چلے اُس کشتی کو اٹھائے ہوئے تھے اور ایک تیلا اوپر کشتی کے بنا ہوا تھا شعشاع جادو نے وہ کشتی سامنے ملکہ مہتاب ہلال ابرو کے رکھ دی اور کہا کہ صفتین اس کشتی کی یہ ہین کہ جسوقت تم اسے وسیع ہونے کا حکم دوگی تو یہ وسیع ہو جائیگی اور جسقدر چاہو گی اتنی وسیع ہو جائیگی اور جس وقت کم ہونے کا حکم دوگی اُس وقت یہ کسی قدر گھٹ بھی سکتی ہی اور جب اُڑنے کا اشارہ کروگی تو یہ بلند ہوگی اور جب زمین پر لانا چاہوگی تو زمین پر آجائیگی اور یہ تیلا جو اوپر کشتی کے بنا ہوا ہی جسوقت جب اُسکے سر پر لگاؤگی تو سر سے تم اسکے دھوان پیدا ہو کر مثل سائبان کے محیط ہو جائیگا جبتک اُس سائبان کے نیچے تم یا تمھارا لشکر رہیگا نہ سحر اثر کرسکیگا نہ تلوار اگر عیاری کر سکیگا مشابہ ہی کہ اسم اعظم سے بھی نہ ہٹیگا بعد اسکے تینون نقابدارون سے کہا کر آ تا سے تکو

میں نے اس ملکہ آفاق کا ماتحت کیا جو یہ حکم کرے اُسپر عمل کرنا اور خبردار خلاف حکم اسکے کچھ نکرنا اور ملکہ سے کہا کہ جس ملک پر تمھارا جی چاہے چڑھائی کرنا اور فتح کرنا اور ایک نقابدار آج کے چوتھے دن تمھارے پاس آئیگا اُسے بھی اپنے ساتھ رکھنا ملکہ نے نقابداروں کی صفت مقابلہ پوچھی شعشاع بن مشمش نے سب نقابداروں کا طریقہ جنگ بیان کیا اور کہا کہ جو نقابدار اب آئیگا وہ زرین پوش برق افگن ہوگا صفت اسکی یہ ہے کہ جب وہ حریف کے سامنے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کر تبسم کریگا تو وہیں سے اسکے برق نکلیگی اور چمک کے حریف پر گریگی کہ جلا کے خاک کر دیگی یہ سنکے ملکہ تھرا گئی کہ اگر وہ کسی دن میرے سامنے ہنس دے تو میں بھی جل جاؤنگی شعشاع جادو نے کہا کیا مجال ہے اسکی کہ ایسا کرے وہ تمھاری فرمانبرداری کریگا یہ کہکر شعشاع نے فلک کی طرف دیکھا اور کوکب انجم حصاری سے کہا کہ اب میں جاتا ہوں اور طلسم زلزلہ کا انتظام کرتا ہوں اس مقام پر زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے لیکن اگر تم لوگوں کو پتہ خضران کا ملجائے اور یہ معلوم ہوجائے کہ وہ اب یہاں نہیں ہے بلکہ جانب خانہ کعبہ روانہ ہوگیا تو مجھے اطلاع دینا یہ کہکر شعشاع بن مشمش نے نقابداروں کو تو یہیں چھوڑا اور آپ مع چند مصاحبین خاص کے جانب غار عمیق کے روانہ ہوا کہ اندر سے غار کے راستہ طلسم کا تھا یہ دن غار وہ خرس و پلنگ وغیرہ پھر حفاظت کرنے لگا بس طلسم زلزلہ میں مقیم ہوتا ہے لیکن یہاں سے

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں۔ غزل برآغاز داستان

وہ نہ تھے ناخوش تو ایسی گفتگو کا ہے کو تھی
مرتے دم تک آخر اسکی جستجو کاہے کو تھی
وصل ہوتا تو دکھاتا اپنے بستر کی بہار
میں یہ سمجھا اسکے گھر بھی شام فرقت آگئی
کیا وہ قاتل امتحان تیغ پھر لینے کو تھا
خاک اڑاتا زاہد اسکی یاد میں میری طرح
شب کو جاگے ہیں جو تیرے ساتھ کیا روتے ہو دن
مجھکو پہلو میں بٹھایا آپ نے پیش رقیب
خاک میں کیونکر ملا دیتا نہ مجھکو آسمان
تو تو اے قاتل مری آنکھوں میں میرے دل میں تھا
خم تھی گردن ضعف سے جب خود ہی مجھ دیوانے کی
سیکڑوں زخم اور زخمی دل کو کر دیتے نہ تھے
زندگی سے ہاتھ دھونا فرض تھا زاہد کو بھی
گر زمانہ پھر نہ تھا تیری جفاؤں سے بہ تنگ
کاش قاتل کو بنا لیتا گلے کا ہار میں + +
زندگی کمبخت کا تھا لطف اُسکے دم کے ساتھ

آپ سے تم کس لیے تھی تم سے تو کاہے کو تھی
جب وہ دل میں تھا پھر اُسکی آرزو کاہے کو تھی
باغ میں گل کس لیے تھے گل میں بو کاہے کو تھی
اک بلا کمبخت تھی شکل عدو کاہے کو تھی
اُسکو فکر مرہم زخم گلو کاہے کو تھی
تھا جو دیوانہ تو پھر فکر رفو کاہے کو تھی
دیدۂ اغیار کی سرخی لہو کاہے کو تھی
ذلتوں کا سامنا تھا آبرو کاہے کو تھی
تھی یہ حسرت کس لیے یہ آرزو کاہے کو تھی
زندگی بھر نزع میں جان عدو کاہے کو تھی
اے جنوں پھر حاجت طوق گلو کاہے کو تھی
بخیہ گر کو پھر یہ تکلیف رفو کاہے کو تھی
ورنہ پھر اس طرح ترتیب وضو کاہے کو تھی
ہر جگہ پھر صحبت تیغ و گلو کاہے کو تھی
آرزو سے خون رگہائے گلو کاہے کو تھی
جب نہ تھا قاتل تو پھر اے جان تو کاہے کو تھی

جب عدو کو عشق میں سارا جہان اندھیر تھا / پھر تری نظارگی کی آرزو کا ہے کو تھی
شرم کے مارے نہ پھر اس سے کہا تا زندگی / تھا خدا کا قہر مجھکو آرزو کا ہے کو تھی
میں زبان اس سے لڑاتا ہوں دم بوس و کنار / غیر کا جھگڑا تھا مجھ سے گفتگو کا ہے کو تھی
داور محشر اگر دشمن میں مجھ میں فرق تھا / ایک ہی پھر پھری اسکی آرزو کا ہے کو تھی
شکل ہو سکے امتحان تیرا نہ تھا گرا ہو کلیم / اسکی تصویر آج تیرے روبرو کا ہے کو تھی

سن بیا بشنو ای ہمدم رازستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ تتاجر حق پژوہ نے عمود جادو و کومار اہل لشکر نے مع کے اسلام اختیار کر کے اطاعت صاحبقران اختیار کی اور اشتس اژدر سیہ سر لیکر ملازمان اژدر سیہ سر جانب سارلیقیہ روانہ ہوے صاحبقران نے قلعہ مارگیران کا انتظام کیا اور کسی شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کر کے آپ بصلاح سکندر وزیرہ کشتیں جانب قلعہ آہنی روانہ ہوے بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت قریب قلعہ آہنی کے پہونچے اور خبر سرمایہ قلعہ دار کو ملی کہ صاحبقران چہارم تشریف لائے ہیں سواری صاحبقران عالی شان کی تو ابھی دور ہے لیکن اور چند سردار آگئے ہیں تو سرمایہ قلعہ دار نے اپنے اہل قلعہ سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے اگر لڑتا ہوں تو کیا کرونگا اور نہیں لڑتا ہوں تو نمکحرامی ہوتی ہے کہ خداوند سارلیق نے مجھے اس مقام کا محافظ مقرر کیا ہے اور میں دشمن خداوند کو راہ دیدوں اور نہ روکوں مشیران سلطنت نے یہ رائے دی کہ مقابلہ تو آپ کر ہی نہیں سکتے اور نہ اطاعت کر سکتے ہیں اسلیے کہ صاحبقران کے ہمراہ چند ہزار چار سو جوان تلوے ہیں جن میں ایک ایک رستم وقت اور اسفندیار زمانہ ہے صاحبقران جسکو اشارہ کر دینگے وہ دم بھر میں قلعہ خالی کرا لیگا اور دوسری صورت راہ دے دینے کی یہ خوف ہے کہ مبادا غضب خداوند نازل ہو اب کوئی تیسری صورت پیدا کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ جس وقت صاحبقران مع لشکر زیر قلعہ آجائیں تو انسے مل کر دعوت کرنا چاہیے یقین ہے کہ اسیر دعوت رد نہ کرینگے لہذا کھانے میں بیہوشی دیکر سبکو گرفتار لینا چاہیے یہ سنکر سرمایہ قلعہ دار نے کہا کہ اتنے آدمیوں کا گرفتار ہونا بھی وقت سے خالی نہیں ہے کس طرح ایک وقت میں اتنے لوگ بیہوش ہو سکتے ہیں یہ سنکے ان لوگوں نے یہ رائے دی کہ چند سردار جو آگئے ہوے ہیں انکو دھوکا دیکر اسیر کر لیجیے جب انکے چھڑانے کو اور لوگ آکے دھاوا کریں اسوقت انکو زیر دار چڑھا دیجیے وہ لوگ پلٹ جائینگے اور قلعہ کی طرف نہ آئینگے یہ رائے سرمایہ قلعہ دار نے پسند کی اور کچھ تحائف لیکر قلعہ سے نکلا اس وقت چند سردار آئے ہوے تھے جسمیں فریل بن عدیل بن عادی اور عظیم خان بن معظم خان اور ضیغم پنجہ گیر اور خاقان سر برہنہ اور جوشن خان بن زرہ خان اسی طرح قریب بارہ پندرہ سواروں کے تھے انکو خبر ملی کہ حاکم قلعہ بغرض آشتی آتا ہے ان لوگوں نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ لاکے بٹھایا سرمایہ قلعہ دار نے تحائف پیش کیے اور عرض کی کہ میں بھی آپ کا ہوں اور قلعہ بھی آپکا ہے جسکو چاہیے یہاں کا حاکم مقرر کیجیے میری مجال نہیں کہ صاحبقران یہاں سے سرتابی کر سکوں یہ سنکے عظیم خان اور جوشن خان اور ضیغم بن اسعد وغیرہ نے کہا ای برادر ہمیں تمہارے ملک و مال و تاج و تخت سلطنت و حکومت سے کچھ سروکار نہیں ہے ہمتو ملک سارلیقیہ بحکم صاحبقران جاتے ہیں تم ہمیں راستہ دے دو سرمایہ قلعہ دار نے عرض کی کہ ایک خواہش ہے وہ یہ کہ دعوت اس خادم کی قبول فرمایے کہ عزت میری بخششوں میں زیادہ ہو یہ سنکر لوگوں نے کہا کہ رد دعوت ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے ہمیں خوشی تمہاری بسر و چشم منظور ہے یہ سن کے سرمایہ قلعہ دار

نے دوسرے دن دعوت کا قرار دیا اور وہان سے رخصت ہو کر قلعہ مین آیا اور سامان دعوت مین مصروف
ہوا یہانتک کہ پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا پل تختہ اٹھوا دیا اور اپنے عیار کیاد کینہ جو کو بلا کر اس سے کہا کہ دعوت
مین جتنی چیزین ہون بیہوشی آمیز ہون جسوقت بیہوش ہو جائین اُس وقت سب کو گرفتار کر لینا اور پھاٹک
قلعہ کا بند کرا دینا پل تختہ کھنچوا دینا تاکہ شاید کوئی شخص برائے رہائی آئے تو اندر قلعہ کے نہ آسکے
یہ سنکے کیاد کینہ جو نے داروغہ باورچی خانہ کو بلا کر تیاری طعام کا پروانہ دیا اور بہت سی داروے
بیہوشی دیکر اُسے کل طعام مین آمیز کرا دینا جب دوسرا روز ہوا تو سب سرداران لشکر اسلام وقت معین
آئے سرمایہ قلعہ دار بڑے پیشوائی قلعہ سے نکلا اور سب کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر قلعہ کے لا یا
بجاے نفیس پر بٹھایا اور نہایت انکسار کے ساتھ پیش آیا جب وقت کھانے کا آیا تو دستر خوان بچھایا
گیا کھانا لا کر چننے سے لگایا گیا سب سرداران اسلام نے بے تکلف ہو کے کھانا کھایا ہاتھ منہ دھونے
اب سرمایہ قلعہ دار نے سبکو باتون مین لگایا تھوڑی ہی دیر کے بعد جرنیل بن عدیل کو گرمی معلوم ہوئی
چونکہ یہ لوگ سیر خور ہین کھانا بہت کھا گئے تھے جرنیل عادی کو پسینہ آگیا اٹھ کھڑے ہوے سرمایہ
قلعہ دار نے پوچھا کیون مزاج کیسا ہے جرنیل نے کہا کہ گرمی بہت معلوم ہوتی ہے سرمایہ قلعہ دار بولا
کہ تمہاری تھی مشک و زعفران وغیرہ زیادہ دی گئی تھی فصل اسکی نہین ہے اب سے یہ حالت ہوا سے
کوئی ہے یہ آواز سنکر سب اپنے اپنے کام سے ہوشیار ہو گئے کہا پانی برف کا لاؤ کیاد کینہ جو نے
کہا کہ حاضر لیکن کوئی آتا نہین ہے کہ اگر تیغ شاد نے سامنے کا دروازہ کھول دیا ہوا جو آتی ہے تو بیہوشی
نے طمانچہ مارا جرنیل عادی چھینک مار کر بیہوش ہوے جیسے ہی یہ لڑکھڑا کر گرے لوگ سنبھالنے
اٹھے جو اٹھا وہ گرا یہانتک کہ دس بارہ سردار سب بیہوش ہو گئے وہان تو پہلے ہی سے انتظام ہو چکا تھا
کیاد کینہ جو لوگون کو لیکے دوڑ پڑا اور جلدی جلدی سبکو اسیر طوق و زنجیر کر لیا اور لیجا کر زندان مین
بند کر دیا ادھر جلدی جلدی پل تختہ اٹھوا لیا دروازہ قلعہ کا بند کر دیا توپین پھر برج پر چڑھ گئین پوری قلعہ
مین جنگ کی تیاری ہو گئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو دریافت حال کے لیے آئے ہوئے تھے انھون نے جا کر
لشکر مین اطلاع کی کہ قلعہ دار نے دھوکا دیا اور سبکو بیہوش کر کے گرفتار کر لیا یہ سنکر تمام اہل لشکر روتے
اور پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے روانہ ہوے صاحبقران ایک منزل کے فاصلہ پر اترے ہوے
تھے کہ یہ لوگ روتے پیٹتے پہونچے فرمایا کیون خیر تو ہے انھون نے بیان کیا کہ حاکم قلعہ نے دعوت
کر کے سبکو گرفتار کر لیا یہ سنکر امیر با تدبیر کو نہایت غصہ آیا اسی وقت جام کلہ عفریت لبریز
کر کے رکھوایا اور فرمایا کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو جائے اور ان سردارون کو چھڑا لائے قلعہ کو لیکے
قبضہ مین لائے یہ سنتے شاہزادہ داراب ثانی اپنے دنگل سے کود پڑے اور عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجا لائے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور رخصت کیا داراب
ثانی اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے لشکر کو آتا ہوا خبر سرمایہ قلعہ دار
کو ہوئی اُسنے کہا کچھ پرواہ نہین آنے دو داراب نے طبل جنگ بجوا دیا اہل قلعہ نے بھی کوس جنگی
بجوایا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ داراب مرکب پر سوار ہوے گرز و سپر کو ہاتھ
مین لیا اور ہمراہیون کو وہین چھوڑا آپ تنہا بنفس نفیس جانب قلعہ چلے ادھر سرمایہ قلعہ دار
نے داراب کو آتے دیکھا تو یہ خیال کیا کہ یکہ سوار آتا ہے شاید کوئی پیام لاتا ہے بلکہ جب شاہزادہ
داراب ثانی قریب پہونچے اور آواز دی کہ اے اہل قلعہ کس خواب خرگوش مین ہو قلعہ گیری سے

ارادہ سے آتا ہون بس یہ سنکر جلدی جلدی گولندازون نے توپون مین بتی دی گئی سو ضرب توپ
کی یکدم چل گئی کہ طبقۂ زمین کا ہل گیا تمام صحرا دھوان دھار ہوگیا لیکن شاہزادہ داراب ثانی استقلال کے
ساتھ برابر گھوڑا اڑاتے چلے آئے گولون کو خالی دیتے ہوے اور گرز وسپر سے رد کرتے ہوے
برلب خندق جا پہونچے جب دیکھا سرمایہ قلعہ دار نے کہ کوئی گولہ قضا کا نہ لگا تو اسنے جلدی سے
جزیل عادی اور عظیم بن معظم اور ضیغم بن اسد وغیرہ کو لا کے زیر تیغ بٹھا دیا اور داراب کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ اگر تم آگے بڑھے تو ہم انکو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر شاہزادہ داراب ثانی بہت
پریشان ہوے اور سرداران اسلام کو فصیل قلعہ پر زیر تیغ بیٹھے دیکھا مجبور ہوکر ٹھیرے کہ اگر آگے بڑھتا ہون
تو یہ لوگ بیگناہ قتل ہوتے ہین جزیل عادی نے پکار کے کہا کہ ای شہریار آپ ہمارا خیال نکرین ہم لوگ
اسی دن کے لیے ہوتے ہین جب وقت آئے تو حق نمک سے ادا ہو جائین آپ قلعہ کو فتح کر لیجیے
ہمارا خیال نہ کیجیے داراب نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تمکو قتل کرا دین یہ فرماتے ہوے پلٹ
گئے اور سوچنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے جب رات ہوئی تو سرمایہ قلعہ دار نے کیاد کینہ جو سے کہا
کہا کہ آج رات کو جاکر اسے بھی پکڑ لا اور قید کر سے یہ سنکے کیاد کینہ جو لباس شبرنگی تن پر آراستہ
کر کے چور دروازے سے نکلا اور جانب لشکر داراب کینہ جو کے واسطے روانہ ہوا جب قریب پہونچا
تو صورت اپنی ایک مرد نابینا کی بنا کے لٹھیا ٹیکتا ہوا داخل شہر ہوا اور بارگاہ داراب ثانی تک پہونچ
گیا لوگون نے دیکھا کہ ایک فقیر نابینا ہی کچھ خیال نہ کیا یہ پشت خیمہ کی طرف جا کے پڑ رہا جب رات زیادہ
گئی اور اہل لشکر محو خواب ہوے تو اسنے اپنی جگہ سے اٹھ کر قنات چاک کی اور چراغ دانے بیہوشی
کے اڑاے پروانے شمع پر گر گر کے جلے اور دھوان انکا منتشر ہوا جو ایک دو بار بیدار بیٹھے تھے
وہ بھی بیہوش ہوگئے بس کیاد کینہ جو اندر خیمہ کے آیا کیسۂ عیاری ہاتھ پر چڑھا یا ساڑھے
تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب دماغ کے لے گیا جیسے داراب نے اوپر کی سانس کھینچی کیاد نے
تمام بیہوشی دماغ مین پھونک دی داراب بیہوش ہوگئے بس اسنے چادر عیاری کمر سے کھولی
اور پشتارہ باندھ کے نکلا اہل لشکر محو خواب تھے طلایہ کے سوارون کی نگاہون سے اپنے تئین
بچاتا ہوا اس طرح کہ کہین بیٹھے بیٹھے چلا کہین لیٹ گیا جب دور نکل گیا تو قلعہ کی راہ لی یہان جو
صبح کو عیار داراب ثانی کا آیا تو اسنے مالک کو نہ پایا جا کر دیکھا تو خبر اعیار کا سمجھا کچھ دور تک تو کھوج
معلوم ہوا پھر نظر نہ آیا مجبور واپس آیا ان لوگون نے یہان سے چلنے کا قصد کیا کہ صاحبقران
کو اطلاع دین کہ جانب صحرا سے خلق گرد وغبار بلند ہوا اور صاحبقران مع جملہ سرداران نامی و
گرامی تشریف لے آئے تب ان لوگون نے جا کے عرض حال کیا صاحبقران نے غصہ مین طبل
بجوا دیا وہان سرمایہ قلعہ دار نے جو دیکھا کہ صاحبقران عالیشان تشریف لے آئے اور طبل بھی
بجوا دیا ہی اسنے بھی نقارۂ جنگی بجوایا اور اپنے عیار سے کہا کہ اگر تو صاحبقران کو پکڑ لائیگا تو اسقدر
انعام و اکرام دونگا کہ مالامال ہو جائیگا یہ سنکر کیاد کینہ جو نے کہا کہ صاحبقران پر تو باپ دادا دشوار ہی
لیکن جاتا ہون جو طلسم ہو آپکے لاتا ہون یہ کہکر قلعہ سے باہر نکلا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوا صورت
اپنی گھسیارے کی بنائی گٹھا گھاس کا سر پر رکھے ادھر سے ادھر پھرتا ہی جو قیمت پوچھتا ہی ڈیوڑھی
دونی قیمت بیان کر دیتا ہی یہانتک کہ قریب اصطبل شہنشاہ گوہر نگار کے پہونچا اسکے قریب اصطبل
بلقیس بن تیمور کا تھا ایک سائیس نے پوچھا کہ کتنے کی گھاس ہی اسنے قیمت بتائی اسنے قیمت دیدی

اور تھا کہ جا کر گھوڑوں کے سامنے ڈال دے یہ اصطبل میں گیا گھاس گھوڑوں کے سامنے ڈال دی اور کچھ تھی
گھاس سمیٹ کے ایک کونے میں لگا دی اور آپ اسی گھاس میں پوشیدہ ہو رہا سائیس نے یہ خیال
کیا کہ شاید تو یہاں سے کبھی کا چلا گیا ہو گا جب زیادہ رات آئی سائیس وغیرہ سب سو رہے تو یہ اس گھاس
سے نکلا اور پشت خیمہ پر پہونچ کے جس طرح داراب کو لیگیا تھا اسی طرح بلقیس کو بھی نکال لیگیا صبح کو
یہاں یہ ہو گیا کہ کوئی شاہزادہ بلقیس کو بھی چرا لے گیا خضران نے آکر دیکھا تو اسی نئے عیار کا پیرا
دیکھا کہا خیر دیکھا جائے گا وہاں کیاد کینہ جو نے بلقیس کو بھی زندانخانے میں پہونچا دیا یہاں صاحبقران
کو اور زیادہ غصہ آگیا تلوار پکڑ کے اٹھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ طلحہ بن لندھور نے عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجا لائے فرمایا بہتر ہے طلحہ اسی وقت مرکب پر سوار ہو کے جانب قلعہ
روانہ ہوئے جس وقت سامنے قلعہ کے پہونچے سر قلعہ پر سے گولے برسنے لگے طلحہ گولوں کو رد کرتے
ہوئے بر لب خندق جا پہونچے وہاں پھر اہل قلعہ نے قیدیوں کو لا کر زیر تیغ بٹھا دیا طلحہ مجبور ہو کے پلٹے
آج رات کو کیاد کینہ جو طلحہ بن لندھور کو بھی چرا لیگیا اب جتنے قیدی تھے ہوتے جاتے ہیں آپس میں کہتے ہیں
کہ یہ کیا آفت ہے عیاران اسلام سے بھی کچھ حفاظت نہیں ہو سکتی وہاں صاحبقران عالیشان نے پھر طبل
جنگ بجوا دیا صبح کو مملوک بن مالک نے دھاوا کیا جب یہ زیر قلعہ پہونچے تو پھر اہل قلعہ نے قیدیوں
کو زیر تیغ لا کے بٹھا دیا مملوک بھی دانت پیستے ہوئے پلٹ آئے آج رات کو کیاد کینہ جو ان کو بھی
چرا لے گیا اسی طرح پانچ چھ روز میں اور بھی کئی سوار چوری گئے قلعہ کا قیدخانہ بھر لیا اب تو بادشاہ اسلام نے
خضران کو طلب کیا اور فرمایا کہ بدیع الملک تم کو اس لیے چھوڑ گئے ہیں کہ [illegible] بیٹھے رہو اور سرداران
اسلام چوری جائیں تم سے کچھ بند و بست نہ ہو سکے خضران نے عرض کی کہ میں تن تنہا کس کس کی حفاظت کروں
ہر سردار کی حفاظت ایسے عیار کو چاہیے میں حضور و صاحبقران کی حفاظت کرتا ہوں اگر حکم ہو تو جا کر قلعہ پر
عیاری کروں فرمایا یہ بھی پوچھنے کی بات ہے خضران رخصت ہوا اور طیفور بادیہ گرد سے کہا کہ تم بھی چند
عیاروں کو اپنے ساتھ لو طیفور نے کہا کہ خواجہ صاحب وہاں پہونچنے کی فکر کیجیے اور میں جدا جاتا ہوں کہ شاید
ایک ناکامیاب رہے تو ایک کامیاب ہو خضران نے کہا کہ بہتر خواجہ خضران تو بیس پچیس عیاروں
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہو گئے جس وقت کنارے دریا کے پہونچے تو چند کشتیاں دریا میں ڈالیں اور چند
صندوق ان کشتیوں پر بار کیے اور صورت فقیروں کی اپنی بنائی کشتیاں لیکر چلیں دریا قلعہ کے نیچے سے
ہو کے بہتا تھا انھیں تو ادھر جانے دیجیے اب طیفور بادیہ گرد کی دانائی کا حال سنیے کہ انھوں نے صحرا میں
اپنے عیاروں کو متفرق کر دیا کہ جو عیار قلعہ سے آتا ہو وہ کس راستے سے آتا ہے دریافت کرو یہ سب جا بجا
ایک ایک جھنڈی کی آڑ میں بیٹھے تھے جس مقام پر طیفور بیٹھا تھا اسی کے قریب ایک جھاڑی تھی اسمیں دہنہ
نقب کا کیاد کینہ جو نے چھوڑا تھا کہ تا ملے سکے طیفور بیٹھا ہوا تھا کہ کیاد کینہ جو اس جھاڑی سے باہر
آیا ادھر ادھر دیکھ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا طیفور نے آکر دیکھا تو دہنہ نقب کا پایا بس طیفور عیاری
بجا لائی سب عیار آکر جمع ہوئے کہا کہ میں تو اس نقب کے راستے سے اندر قلعہ کے جاتا ہوں اور قیدیوں
کے رہا کرنے کی فکر کرتا ہوں جس وقت کیاد کینہ جو اس طرف سے جائے تو تعاقب میں آئے تم بھی چلے آنا
یہ کہکر اندر نقب کے اتر کر روانہ ہوا دوسرا سر نقب کا اندر زندان کے پہونچتا تھا طیفور اسی مقام پر نکلا
جہاں سب قیدی جمع تھے طیفور نے جا کر سلام کیا اور سرداران اسلام سے کہا کہ میں تو پہونچ گیا اگر حکم ہو
تو قید کاٹ دوں لیکن کیاد کینہ جو عیار ابھی لشکر اسلام میں گیا ہے آج دیکھئے کس سردار کو لاتا ہے اگر مناسب ہو

حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور یہ مقام خوفناک ہے حاکم یہان کا بہمن ماہی نژاد ہے جس وقت کوئی کشتی یا جہاز
اس طرف سے جانے لگتا ہے تو بہمن ماہی نژاد جہاز کو ڈبو کر غرق کر دیتا ہے اور اگر پل پر سے لشکر گذرنے لگتا ہے تو وہ آکر پل کے
کھول دیتا ہے لشکر غرق ہو جاتا ہے اور نام اس پل صراط کا ہی ہے سنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ
اس دریا پر ایک پل بنایا جائے اور اسپر سے ہوکر لشکر گذرے حسب الحکم صاحبقران چند معمار
کشتیون پر سوار ہوئے اور زنجیرین لنگر باندھ کے دریا مین ڈالین کہ پانی کی تھاہ ملے
تو پل تیار کیا جائے کہ اکم تہ سب کشتیان مردمان آبی نے آکر الٹ دین تمام معمار غرق ہو گئے
بعد کچھ دیر کے لاشین ابھرین تو گردنین آنکی کٹی ہوئی دیکھین صاحبقران کی آنکھون مین خون اتر آیا
اور قصد کیا کہ گھوڑا دریا مین ڈال دون اس وقت مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ اگر
ارشاد ہو تو اس خدمت کو یہ غلام بجا لائے فرمایا تم جاؤ مظفر نے اپنے ہمراہیون کو جمع کیا
لنگوٹ سب نے باندھے کمر مین خنجر لگائے اور پیرتے ہوئے چلے اسوقت بہمن ماہی نژاد
آگیا اور مظفر بن غضنفر پر حملہ کیا اور ہمراہیان بہمن نے لشکر مظفر پر حملہ کیا صاحبقران کنارے
دریا کے کھڑے تھے بادشاہ اسلام بھی تمام سرداران عالی مقام کو لیے ہوئے موجود تھے وہان مظفر
نے بہمن کا وار رد کرکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہمن ماہی نژاد بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
دونون لڑتے ہوئے تہ آب پر پہونچ گئے مظفر کو پیرنے اور غوطہ لگانے کی بہت مشق تھی بہمن کو
پچھاڑا اور خنجر سے سر کاٹ کر پانی پر ابھرے جسوقت سے یہ دونون لڑتے ہوئے غرق ہوئے تھے
اس وقت سے اہل اسلام نہایت پریشان تھے خصوصاً صاحبقران تو دریا مین کودے پڑتے
تھے لیکن عارف بن معروف نے روکا اور عرض کی کہ حضور کچھ دیر اور انتظار کرین بحقیقت
یہ مردمان آبی زور و طاقت مین ایسے نہین ہین کہ بھائی صاحب کو زیر کر سکین ہان اتنا فرق ضرور ہے کہ مردمان آبی
کا مسکن و ماوا دریا ہے اور ہم لوگ جسقدر غوطے کا دم رکھتے ہین اتنے ہی دیر لڑ سکتے ہین زیادہ ٹھہرنے
کی قوت نہین مگر بھائی صاحب مین کئی گھنٹون کا دم ہے مین نے انکو پیرنے کی حالت مین غوطہ لگا کر
دیکھا ہے اتنی دیر کا غوطہ لگاتے ہین کہ کسیکو یقین نہین ہوتا غرق ہوجانے کا گمان ہوتا ہے عارف نے اتنی
ہی باتون مین صاحبقران کو سمجھایا کہ مظفر سر بہمن ماہی نژاد پانی سے لیے ہوئے باہر آیا
قدمون پر صاحبقران کے ڈال دیا بعد مظفر کے اور ہمراہیان مظفر بھی سر مردمان آبی کے لیے
ہوئے دریا سے باہر نکلے اور عرض کی کہ اب راستہ صاف ہے ہمراہیان بہمن کو ہمنے مار لیا اب اگر
ایک دو بچ کے بھی چلے گئے ہونگے تو کیا کر سکتے ہین صاحبقران نے اس کام پر مظفر کی بہت
تعریف کی اور خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوئے اور ارشاد کیا کہ تمہارے
باپ اور دادا نے بھی بڑے بڑے کام کیے مگر ایسا اتفاق کبھی پیش نہ آیا تھا مظفر نے سر
تسلیم خم کیا اب جو دریا عبور کرنے کا انتظام ہوا چند سوار پل پر بھیجے گئے جیسے ہی وہ سوار نصف
پل طے کر کے نکلے ایک تڑاقہ ہوا اور پل شکستہ ہو گیا سوار دریا مین گر پڑے صاحبقران نے فرمایا کہ
نیا پل تیار کیا جائے یا متعدد کشتیان منگائی جائین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پل تیار کرنے
مین بہت عرصہ ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ کشتیان منگائی جائین لوگ ملاحون کی تلاش مین روانہ
ہوئے جو کشتیان ساتھ رہتے تھین وہ دریا مین ڈال دی گئین اور لوگ سوار ہو ہو کے اس پار
جانے لگے لیکن حال ان مردمان آبی کا سنیے جو یہان سے بھاگ گئے تھے جا کر انھون نے نہنگ بچہ

دریانشین سے حال کمین ماہی نژاد کے مرنے کا بیان کیا نہنگ بچہ دریانشین بھی مردم آبی ہوا اور
اسنے فن عیاری بھی حاصل کیا ہر لیپ صورت اپنی ملاح کی بنائی اور بہت سی کشتیان ساتھ لیکر اور مردان آبی
کو پوشیدہ طور پر ہمراہ لیکر روانہ ہوا اس طرف سے نہنگ بچہ دریانشین آتا تھا اور ادھر سے لوگ
ملاحون کی تلاش مین جاتے تھے دیکھا کہ چند ملاح ناوین کھینچتے چلے آتے ہین ان لوگون نے آواز دی کہ ای
ملاحون ہمین بہت سی کشتیون کی ضرورت ہی یہ سنکے نہنگ بچہ دریانشین نے کہا کہ ہم بھی خبر سنکے
چلے ہین کہ لوگ بہت سے دریا پار آتینگے ہماری مزدوری ہوگی یہ کہکر ناوین کھینچتے ہوے اس
مقام پہ پہونچے جہان لشکر اسلام فرو کش تھا اور ناوین کنارے پر لگادین پہلے جرنیل عادی
سوار ہوے اور چلے کہ اس پار جاکے خیمہ برپا کرین اسکے ساتھ چالیس عادی کشتیون پر بیٹھے اور
کشتیان بہتی ہوئی چلین نہنگ بچہ جس وقت بیچ دھارے پر پہونچا تو اسنے اپنی زبان مین کچھ کہا
سب ملاحون نے کشتیون کے بیچ کھول دیے کشتیان ٹوٹ ٹوٹ کے غرق ہوگئین ملاح بھی بظاہر
غرق ہوگئے لیکن فی الحقیقت ان مردان آبی نے سب عادیون کو بیہوش کرکے باندھا اور
اندر اندر پانی کے لیجاکر دور نکلے اور اک قلعہ زیر آب مین قید کردیا اور پھر کشتیان تیار کرکے دوسری
طرف سے صورتین بدل بدل کر چلے وہان صاحبقران کو جرنیل عادی کے غرق ہوجانے کا
نہایت صدمہ ہوا اور فرمایا کہ بغیر پل بنے ہوے لشکر کا اس پار اترنا غیر ممکن ہی ان کشتیون کے
جانے مین برسون گزر جاینگے حسب الحکم صاحبقران عالی شان پل بننے کی تیاری ہونے لگی لیکن
جتنا پل روز تیار ہوتا تھا رات کو نہنگ بچہ اپنے ہمراہیون سمیت آکے پل کو کھود کر چلا جاتا تھا یہ حالت
دیکھکر صاحبقران نے کہا کہ ابھی دریا صاف نہین ہوا ہی آج رات کو مین انتظام کرونگا یہ کہکر خواجہ نے
سپہر سے مزدور برخاست کردیے اور آپ تن تنہا اک کشتی مین سوار ہوکر دریا مین ادھر ادھر
پھرنے لگے کشتی ماہی کی صورت کی بنی ہوئی تھی آج خضر ان نے یہ دیکھ لیا کہ مردان آبی کس طرف سے
آتے ہین جسوقت نہنگ بچہ اپنے ہمراہیون سمیت آیا تو کشتی کی طرف کچھ خیال نہ کیا دل مین سمجھا
کہ کوئی مچھلی ہوگی جب اسنے پل کو منہدم کرلیا اور پلٹا اتنے عرصہ مین خواجہ نے کمند آصفیہ باصفا
کا جال تمام دریا مین پھیلادیا تھا جتنے مردان آبی تھے سب کے سب آکر جال مین پھنس گئے خواجہ
نے کمند کھینچ لی اور سبکو گرفتار کرکے داخل زنبیل کیا صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے
اور سبکو زنبیل سے نکال نکال کر پیش کیا کہ یہ انھین سب کی شرارت تھی کہ پل نہ تیار ہو سکتا تھا
اسوقت صاحبقران عالی شان نے ان مردان آبی سے کچھ پوچھنا چاہا جو کچھ وہ جواب دیتے تھے
سمجھ مین نہ آتا تھا اب صاحبقران عالی شان پریشان ہوے نہ ہم انکو چھوڑ سکتے ہین نہ قتل کرسکتے ہین
اس وقت حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ مین زبان مردان آبی کی سمجھتا ہون یہ لوگ اپنی زبان مین
اطاعت کرنے پر کہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ انسے کہدو کہ ان ملاحون کا پتا لگاؤ جنھون نے
کشتیان توڑ کر ہمارے سردارون کو غرق کیا جو حکیم سودائی دانا نے انکی زبان مین انکو سمجھایا
انھون نے عرض کی کہ ہمین لوگ ملاح بھی بنے تھے اور سردارون کو غرق کرکے گرفتار
کر لے گئے تھے سب ہمارے قلعہ مین زندہ موجود ہین اگر ہمین چھوڑ دیجیے تو سبکو لے آئین صاحبقران
نے فرمایا کہ انمین سے آدھے آدمیون کو رہا کردو جسوقت یہ سب سردارون کو لے آئین اسوقت
سب کو رہا کردینا نصف مردان آبی اسی وقت رہا کردیے گئے اور نصف کو قید رکھا گیا حکیم

سودائی دانا نے کہا کہ اگر یہ گرم مقام پر رہینگے تو سب مرجائینگے انکو ایسے مقام پر قید کیا جائے کہ اندر زندان
کے بہت سے حوض پانی سے بھرے رہیں اور انکا پانی دونوں وقت بدل دیا جایا کرے تاکہ پانی لطیف
رہے اور کھانے کو انکے زندہ مچھلیاں دی جائیں کہ یہی انکی خوراک ہے حسب ہدایت حکیم سودائی دانا
زندان کا انتظام کرکے یہ لوگ تو قید کر لیے گئے اور جن لوگوں کو رہا کر دیا گیا تھا وہ سب کے سب گئے اور
جرنیل عادی کو انکے ہمراہیوں سمیت لیکر حاضر ہوے اور عرض کی کہ اب نیا پل درست نظر آتا ہے ہم اسی پل
کو درست کیے دیتے ہیں جب سارا لشکر اس پار آ اترے اس وقت ہمیں رہا کر دیجیے گا صاحبقران نے
فرمایا کہ انسے کہو پل کو درست کریں حکیم سودائی دانا سبکو لیے ہوے کنارے دریا کے آئے سب مردمان
آبی دریا میں کود کے دن بھر میں تمام پل کو درست کر کے واپس آئے اور عرض کی کہ اب آپ لشکر کو اترنے کا حکم
دیں اور صاحبقران سے عرض کی کہ اب ہمارے ساتھیوں کو رہا کر دیجیے اور بالفعل انکے ہمیں قید
کر لیجیے اگر تین روز ہمکو خشکی میں گذر جائینگے تو ہم مرجائینگے صاحبقران نے پہلے قیدیوں کو رہا کر دیا اور انکو
قید کر لیا وہ سب چلے گئے اب یہاں لشکر اسی پل سے سرکشان پر سے اترنے لگا تیسرے دن وہ مردمان آبی
جو رہا کر دیے گئے تھے پھر آئے اور اپنے قائم مقاموں کو رہا کرا دیا آپ انکی جگہ قید ہوئے جب کل لشکر
اس پار اتر گیا تو صاحبقران نے حکیم سودائی دانا سے ارشاد کیا کہ ان مردمان آبی کو حسب وعدہ چھوڑ
دو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ میں نے اتنے دنوں میں سبکو سمجھا بجھا کر دین اسلام کی طرف
راغب کر دیا ہے اب یہ کسی مسلمان کو اذیت نہ پہونچائینگے بلکہ کفار کو اس طرف سے بچائینگے صاحبقران
یہ سنکے نہایت خوش ہوے اور سب مردمان آبی کو سامنے اپنے طلب کیا صورتیں انکی نہایت بھولی
تھیں بال سر کے بڑے بڑے تھے اور ڈاڑھی مونچھیں نہ تھیں صاحبقران نے حکم دیا کہ ان سب کو
بندے پہنا کے چھوڑ دو تاکہ انہیں یاد رہے اور یہ صورت اپنی دیکھیں تو خوش ہوں کہ زیور انکے منہ پر بھلا
معلوم ہوگا حکیم سودائی دانا نے سب کے کان چھدوا کر بندے پہنا دیے پہلے تو یہ لوگ ناخوش ہوے
کہ صاحبقران نے نیکی کے بدلے ہمارے ساتھ بدی کی جب ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
تو خوب قلقاریاں ماریں اور خوش ہوے صاحبقران نے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو جو شے مانگو وہ
تمہیں دی جاوے انھوں نے عرض کی کہ ہمیں کوئی شے سوا اپنی رہائی کے درکار نہیں ہے صاحبقران نے
ان سب کو رہا کر دیا جس وقت یہ سب اپنے اپنے مقام پر پہونچے اور انکی عورتوں نے انکو
دیکھا تو کہا کہ یہ شے جو تم نے کانوں میں پہنی ہے ہمیں بھی پہنا دو انھوں نے سب کیفیت بیان کی اس وقت
ان عورتوں نے کہا کہ ہم بھی خدمت صاحبقران میں چلینگے مجبور آئے ان عورتوں کو لیے ہوے ساحل
آئے سب عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوئیں عورتیں مردوں سے زیادہ حسین تھیں ایک پرستان
کا سماں تھا نہنگ بچہ خدمت صاحبقران میں آیا اور عرض کی کہ جو آپ نے ہمیں زیور پہنایا ہے ہماری
عورتیں بھی مانگتی ہیں صاحبقران نے کہا عورتیں تمہاری کہاں ہیں نہنگ بچہ نے عرض کی کہ سب ساحل پر
جمع ہیں صاحبقران نے اسی وقت زنانہ زیور طلب کیا اور کشتیاں اپنے ساتھ لیکر مع حکیم سودائی
اور طیفور اور خضر ان اور مردمان لشکر کنارے آب کے تشریف لائے دیکھا کہ پرستان کا سماں
ہو رہا ہے ایسی حسین عورتیں صاحبقران نے کبھی نہ دیکھی تھیں وہ عورتیں صاحبقران کو دیکھکر خوش
ہوئیں اور اپنے طریقہ کے موافق تعظیم کی اظہار مسرت کیا صاحبقران نے سبکو زیور تقسیم کیا اور
نہنگ بچہ کی بی بی اور دختر کو ہفت ساز زیور دیا اور حکیم سودائی سے کہا کہ اس دریا میں ایک

نشان اسلام نصب کرو اور اسکا محافظ ابن نہنگ بچہ کو مقرر کرو حکیم سودائی نے طریقۂ حکمت سے
اک میل دریا میں نصب کیا اور پوست نہنگ کا پھریرا لگا کر اسپر کلمہ طیبہ تحریر کر دیا اور نیچہ پر نام صاحبقران
اور زیر چوب نہنگ بچہ کا نام لکھ دیا کہ یہاں نہنگ بچہ کی عملداری ہے کوئی بغیر اسکی اجازت کے دریا عبور
نکرے اور طریقہ حکومت اسکو تعلیم کی نہنگ بچہ کی دختر نہایت حسین تھی اسنے لاکر صاحبقران کی خدمت
میں پیش کی امیر نے اسکے لئے بہت پسند کی مگر فرمایا کہ مجھے اسکی جان لینا منظور نہیں ہے یہ خشکی میں کیونکر رہ سکتی
ہے حکیم سودائی نے کہا کہ اے صاحبقران یہ ایک شب رہ سکتی ہے اس سے مواصلت فرمائیے صاحبقران
نے حکم دیا کہ خیمہ بہار کنارے دریا کے برپا ہو اسی وقت خلوت خانہ آراستہ ہوا صاحبقران نے طیفور
کو رنجیدہ دیکھا باعث پوچھا طیفور نے عرض کی کہ ایک لڑکی اور بھی وہ مجھے پسند ہے صاحبقران نے کہا
آج سب عورتیں بحر جمع ہونگی جسکو تم پسند کرو گے تمہیں دلوا دیجائیگی جب شام ہوئی تو وہ سب عورتیں
بحر ساحل پر آئیں آج فرش بچھوا دیا گیا تھا محفل آراستہ تھی وہ لڑکی جسے طیفور نے پسند کیا تھا آئی طیفور
نے صاحبقران سے فرمایا کہ وہ یہی ہے امیر نے نہنگ بچہ سے فرمایا اسنے جاکر اس لڑکی کے ماں
باپ کو رضامند کر دیا غرضکہ عقد امیر کا مانند صدف مراد دختر نہنگ بچہ دریا نشین کے ساتھ ہوا
اور عقد طیفور رباد یہ گرد کا دردانہ ماہی نژاد کے ساتھ ہوا بعد عقد کے وہ دونوں آئی آب میں چلی
گئیں اور وہ دونوں اپنے اپنے شوہر کی وصل سے شاد کام ہوئیں لیکن تیغ کد نہایت قلق ہوئیں بیچین
انکے غیر آگرا نکو سے لئے دونوں اسی شب حاملہ ہوئیں بطن سے انکے دو لڑکے پیدا ہونے ہیں
کہ ذکر انکا محاربہ بحری میں آئیگا فرزند ان صاحبقران امیر البحر کے لقب سے ملقب ہوگا اور دریائی
لڑائیاں لڑکر جزائر اسلام آباد کریگا اور فرزند طیفور اسکا تیار ہوگا یہ داستانیں بالکل نئے
عنوان کی قابل ملاحظہ ناظرین ہونگے جو نفت درخواستیں مطبع محاربہ بحری کی آئینگی اور ناظرین کے
قدردانی کے آثار ظاہر ہونگے اسی وقت محاربہ بحری کے چھپنے کا بھی انتظام کیا جائیگا الحاصل نہنگ بچہ
تو اسی مقام پر رہتا ہے اور صاحبقران عالیشان نے حکم کوچ دیا لشکر بحر آگے روانہ ہوا
حکیم سودائی دانا نے کہا کہ اے صاحبقران زمان اب آپکو کوئی مرحلہ سر نہیں کرنا ہے صرف بعد
مسافت کی جسقدر رہ گئی ہے وہی طے کرنا ہوگی فرمایا شکر ہے خداوند عالم کا اب تمام لشکر ملا ہوا
جا رہا ہے کوچ اور مقام کرتے ہوئے ساتویں روز اک مقام پر پہونچے کہ سر راہ اک میل بلند
بنا ہوا تھا چونکہ آگے جا رہے تھے وہ ٹھہر گئے اور اس میل کو دیکھنے لگے دیکھا کہ اسپر اک تمغہ نصب
ہے اور اسپر چند اشعار ناپائداری دنیا اور مذمت دہر میں کندہ ہیں اور آخر میں یہ عبارت تحریر ہے
کہ اگر اس طرف سے گذر صاحبقران زمان کا ہو تو میں انکو قسم دیتا ہوں انھیں کے دین و مذہب
کی کہ یہاں سے داہنے جانب پانچ سو قدم کے فاصلہ پر اک گورستان ہے وہاں جاکر داستان
مصیبت نشان بجہ گشتہ غم کی سنیں اور میری دادرسی فرمائیں یہ مضمون دیکھکر انہیں سے ایک ار
پلٹا اور خدمت صاحبقران میں حاضر ہوکر عرض کی کہ سر راہ اک میل بلند ہے اور اسپر یہ عبارت تحریر ہے
چونکہ آپ ہر مصیبت زدہ کی دادرسی کرتے ہیں لہذا بجنسہٖ اطلاعاً حضور سے عرض کر دیا اب آگے حضور کو
اختیار ہے جیسا آپ مناسب جانیں ویسا کریں یہ سن کے صاحبقران عالیشان نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ حضور جس رفتار سے تشریف لیے جاتے ہیں اسی میں کمی نکریں ورنہ منزل پر
پہونچنے میں عرصہ ہوگا میں اس میل کو دیکھکر فی الفور حاضر خدمت ہوتا ہوں بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ مین بھی چلونگا امیر با توقیر نے عرض کی کہ ابھی مناسب نہین معلوم ہوتا اگر قابل ملاحظہ سامی ہوگا تو مین
حضور سے اطلاع کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خیر بہتر ہی صاحبقران اُسی وقت علیحدہ ہوے اور مرکب
کو دوڑاتے ہوے چلے جس وقت قریب میل پہونچے تو دیکھا کہ واقع مین ایک میل بہت بلند زمین پر نصب
ہی اور اُسپر پتھر کندہ کیا ہوا نصب ہی عبارت اُسکی دیکھکر دل پاش پاش ہونے لگا صاحبقران وہان سے
پلٹ کر خدمت مین بادشاہ اسلام کے آئے اور عرض کی کہ ایسا کچھ اُس پتھر پر تحریر ہی بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ پھر آپکا کیا قصد ہی امیر عالی مقام نے عرض کی کہ مین ضرور جاؤنگا اور اُس داستان مصیبت
نشان کو سنونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ آپ دشمن کے ملک مین ہین اور اتنی ہی مسافت طی کرنے مین
کن کن مصیبتون کا سامنا ہوا اس مقام پر کوئی فریب نہو صاحبقران نے عرض کی کہ اگر اقبال حضور کا
یاور ہی تو فریب و مکر سب سے محفوظ رہینگے اگر عبارت اس میل کی حضور ملاحظہ کرینگے تو یقین ہی کہ پھر مجھے
منع نکرینگے یہ سُنکے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ نہین معلوم کتنے عرصہ مین پلٹنا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ
انشاء اللہ تعالے بہت جلد حاضر ہونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ جبتک آپ واپس نہ تشریف لے
آئینگے مجھے تشویش رہیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ مین بھی اسی جگہ قیام رکھون یہ فرما کر حکم قیام دیا سوار آگے
روانہ ہوے اور جو لوگ پیش رو ہوے تھے اُنہین روکا اور قیام فرمایا تمام لشکر اُسی مقام پر اُتر پڑا
خیمے ڈیرے بپا ہوگئے بازار لشکر کی کھل گئی کٹورہ کھنکنے لگا جنگل مین منگل نظر آنے لگا کئی کرور کا
لشکر ایک مقام پر قیام کیے ہوے تھا بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام اُس میل کے قریب آئے
اور عبارت میل کی ملاحظہ فرمائی ارشاد کیا کہ یا صاحبقران ایسی قسم لکھی ہی اب قیام کرنا برا
اور جانا آپکا ضروری ہوا بادشاہ اسلام تو بارگاہ مین واپس آئے اور صاحبقران نے صرف خضران
کو ساتھ لیا اور اُسی گورستان کی طرف روانہ ہوے جہان کا پتا میل پر تحریر تھا جس وقت صاحبقران
اُس حجرہ قریب پہونچے تو دیکھا کہ عجب مقام ہی کہ دیکھکر عبرت طاری ہوتی ہی کہین کہین جو درخت حنا
لگے ہوے تھے وہ یہ بتا رہے ہین کہ کوئی رنگین مزاج اس مقام کا باشندہ تھا ٹوٹے ہوے
جام گرد آلود صراحیان زنگ آلودہ کشتیان بزم میخواری کی برہمی کا پتا بتا رہی ہین جنگلی درختون مین جو
کہین کہین گلہاے بوقلمون اور درختان عمدہ جھلک رہے ہین اُنسے ثابت ہوتا ہی کہ یہ باغ پرفضا
تھا جسے خزان نے آکے جنگل بنا دیا اور جا بجا کچھ قبرین بھی ملتی جاتی ہین صاحبقران نہایت حیران
و پریشان اس مقام کی سیر کرتے چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ یہ کیا ماجرا ہی یکایک خرابے کے
نزدیک پہونچے دیکھا کہ دیوارین منہدم ہین لیکن ہر دیوار کے دو دو اور تین تین گز کے مسلّم ٹکڑے
پڑے ہوے ہین سپیدی اُنکی اور نقش و نگار بتلاتے ہین کہ یہ عمارت بسبب کہنگی کے اس طرح
منہدم نہین ہوئی ہی بلکہ گرائی گئی ہی آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک کنج مین ایک شخص نوجوان گرد مین آمردہ
زمین پر پڑا ہوا ہی گلے مین اُسکے ایک تختی یشب کی کندہ پڑی ہوئی ہی صاحبقران قریب آ کے
تشریف لے گئے خضران سے ارشاد کیا کہ اسے چونکا کر حال اسکا پوچھو خضران نے کہا کہ اے شخص
تو خواب مین ہی یا مردہ ہی یہ کہکر شانہ اُسکا ہلایا وہ شخص خواب سے بیدار ہوا دیکھا صاحبقران نے
کہ لباس نہایت بوسیدہ ہی مگر رنگین اور زرتار ہی اور ہاتھ مین کنگنے کا یادگار رنگا وہ بندھا ہوا
موجود ہی جس سے اُسکی نوعروسی کا نشان ظاہر ہویکہ صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ اے
شخص تو کون ہی کیا مری ہی جسنے اپنی داستان سنانے کو مجھے قسم دیکر بلایا ہی اور کوئی شخص ہی

آسنے عرض کی کہ کیا آپ صاحبقران ہین فرمایا کہ ہان لوگ کہتے تو ہین بس وہ شخص اُٹھکر دست بوس
ہوا اور عرض کی کہ آرسی غلام سے حضور کو تکلیف دی اب ماجرا میرا سنیے یا امیر مین کشتۂ غم ہا تم اپنی مصیبت
کیا بیان کرون نام میرا گلفام تاجدار ہے پادشاہ ہون شہر باغ و بہار کا زمانہ ولی عہدی مین گردش سے بقصد
شکار کے بہانے مجھکو اس مقام پر لائی آہو کو صید کیا آہو بھاگ کر اس مقام پر آیا یہ باغ تھا مین بھی شوق
صید مین بے محابہ اندر باغ کے چلا آیا یہ باغ ملکہ زمان فرمانروا کا ہے نظر میری ملکہ پر جو پڑی اسکا شیفتۂ
جمال ہوا ملکہ مجھپر مفتون ہوئی چونکہ باپ ملکہ کا مر چکا تھا اور وہ صاحب اختیار تھی شادی اُسکی ہوئی نہ تھی
میرے اُسکے یہ عہد ہوا کہ شادی ہو مین اس مقام سے اپنے ملک کو واپس گیا اور والدین سے کہلوایا
اُنھون نے بخاطر میرے قبول کیا لیکن در اصل مرضی اُنکی اس سبب سے نہ تھی کہ زیادہ دور جا کے نسبت
کرسکیں ہزار آفتون کا خوف ہے مین ناتجربہ کار جوش عشق مین ان باتون کو ان بزرگون کی نہ سمجھا چونکہ مین ہی
ایک فرزند تھا والدین کو ہر طرح خاطر میری منظور ہوئی شادی کا سامان درست ہوا اور برات شہر باغ و بہار
سے چلی راستے مین ایک دریا ہے زخار بلا پوری برات جہاز پر سوار ہوئی جہاز بیچ دریا مین پہونچا تھا کہ
طوفان آیا جہاز ایک پہاڑی سے ٹکرا کے پاش پاش ہوگیا جو لوگ اس جلدی مین پیر کر پہاڑی پر چڑھ گئے
وہ تو بچ گئے باقی سب غرق ہو گئے اس برات مین ایک دوست میرا شعور جنی بھی تھا اسکی مدد سے جو
بچ رہے تھے وہ خشکی تک پہونچے میرے والدین بھی غرق دریا ہو گئے خدا انکو غریق رحمت کرے
اب مین نہایت مبدل ہوا کہ اس تباہی کی حالت مین ملکہ عروس پر کیا منہ لے کے جاؤن جنگلون مین تباہ
پھرتا تھا اس تباہی کی خبر ملکہ فرمان فرمانروا کو ہوئی چونکہ وہ ملکہ نیک تھی خود صاحب حکومت تھی اُسنے
مال و اسباب زر و جواہر مجکو بھیجا اور کہا کہ اب تم میرے شہر مین آکر سامان درست کرو اور تباہی مال و
اسباب سے پریشان نہو جو لوگ دنیا سے گئے ان کا غم بھی بیکار ہے اسلیے کہ اب وہ واپس نہین آسکتے مین
اُسکی تسکین آمیز باتون سے خوش ہوکر شہر فرمانروا مین آیا اور سامان درست کرکے ملکہ کو بیاہنے کے لیے
اس باغ مین پہونچا ملکہ پر ایک دیو مدت سے عاشق تھا جسوقت اسکو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہے اور نوشاہ
اسکے باغ سدا بہار مین براتیون سمیت اترا ہوا ہے عقد ہونے کو ہے دیو قرناس احول چشم یہ سنکر
غصے مین آیا یہان پہونچکر آسنے ایسا سحر کیا کہ باغ مین آگ لگ گئی اس وقت بھی میرا دوست شعور جنی کام
آیا کہ وہ مجھے تو نکال لے گیا باقی سب جل کے مر گئے دیو نے عمارتین تک منہدم کردین اور ملکہ کے
بھی بہت سے لوگون کو نود کر کے ملکہ کو اٹھا لیگیا جب مین دوبارہ اس مقام پر آیا تو اپنے ساتھیون کو
جلا ہوا پایا مین نے اُنکی لاشون کو دفن کرایا اور مجاورین کے مزارات دن رہا کرتا ہون کبھی والدین کا خیال
آتا ہے کبھی احباب کی فرقت کا دھیان تڑپاتا ہے کبھی ملکہ کی جدائی ستاتی دل کھاتی ہے لیکن عاجز آکر خودکشی
کا قصد کر لیا تھا لیکن شب کو مین نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر تو دین اسلام
اختیار کرے تو مراد تیری بر آئیگی بہت تھوڑے سے زمانے کے بعد صاحبقران زمان اس طرف تشریف لائینگے وہ
تیری بچھڑی ہوئی معشوقہ کو تجھ سے ملا دینگے دنیا بامید قائم مین نے صبح کو خواب اپنا شعور جنی سے بیان
کیا شعور جنی نے اُسی روز بہار سرا و محل تعمیر کیا اور تہہ کند رکھ کے اُسپر لگا دیا کہ اگر صاحبقران
ادھر تشریف لائین تو اس مصیبت زدہ کا پتا پائین بعد اسکے شعور جنی نے ملاقات دیو قرناس سے پیدا
کی اور اُسکو اتنا راضی کر لیا کہ جس وقت مین اس مقام پر موجود نہون اس وقت گلفام تاجدار اگر زیر کوہ سے
اپنی معشوقہ کو دیکھ جایا کرے مگر اوپر کوہ کے آنے کا قصد نکرے بس یہ اتنا ماجرا میری زندگی کا ہے کہ

روز ایک وقت جا کے اپنی بی بی کو دیکھ آتا ہوں اب وہ دیو قرناس کے قبضہ میں ہے بس یہی داستان
مصیبت عنوان میری ہے اگر آپ خاصان عبادان سے ہیں اور صاحبقران زمانہ ہیں تو میری دادرسی کیجیے
یہ کہکر رونے لگا خواجہ خضران نے کہا کہ اے گلفام تاجدار اگر تو دین اسلام اختیار کرنے کا وعدہ
کرے تو تیری معشوقہ کو صاحبقران تجھ سے ملا دینگے گلفام تاجدار نے کہا کہ شاید آپ عبارت اس سنگ
کی بھول گئے اگر میں کافر ہوتا تو خدا کا واسطہ کیوں دیتا اور مسلمان سے کیوں اپنی مصیبت بیان کرتا میں مسلمان
ہوں اور یہ شعور جنی بھی مسلمان ہے اتنے میں شعور جنی بھی آ گیا اسنے جو صاحبقران کو دیکھا سلام کیا
پہچان گیا اسواسطے کہ معلوم تھا کہ اس طرف سوا صاحبقران اور کوئی نہیں آئیگا علاوہ اسکے جلالت
صاحبقران بھی بتا رہی تھی کہ امیر یا توقیر یہی ہیں خضران نے دیکھا کہ گلفام تاجدار نڈھال ہو جاتا ہے
خضران کو بہت رحم آیا کہا کہ اے گلفام تاجدار بیان کس طرح بسر ہوتی ہے گلفام تاجدار نے کہا کہ
شعور جنی کچھ جنگل توڑ لاتا ہے وہی میں بھی کھاتا ہوں اور یہ میرا دوست بھی کھاتا ہے یہ سنکے خضران نے
چند دانے انگور کے نکالے اور گلفام تاجدار سے کہا کہ یہ کھاؤ تاکہ قوت آئے اور حواس ٹھکانے
درست ہوں یہ سنکے گلفام تاجدار کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا کہ میں کیونکر یہ دانہ انگور کھاؤں اسلیے کہ میری
معشوقہ کی نہیں معلوم کیونکر گزر ہوتی ہے دیو قرناس اسکو سوا جنگلی پھلوں کے اور کیا دیتا ہوگا خضران نے
کہا کہ یہی انگور میں تمہاری معشوقہ کو بھی کھلا دونگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ آپ اسے کیونکر کھلا سکتے
ہیں اسلیے کہ جس دیو کے اختیار میں وہ ہے وہ دیو بڑا ظالم اور ساحر ہے خواجہ نے کہا کہ تم یہ انگور کھاؤ تو میں
تمہارے سامنے اسی دوست شعور جنی کے سامنے اسکو انگور اپنے ہاتھ سے کھلا دونگا اور آج ہی تمہاری
معشوقہ کو تم سے ملا دونگا صاحبقران نے گواہی دی کہ خواجہ جو کچھ کہتے ہیں یہ کرکے دکھا دینگے
اسوقت گلفام تاجدار نے نصف دانے انگور کے کھائے اور نصف دانے تھامے اسیلیے کہ ملکہ فرہاد
کے لیے چھوڑ دیے اسوقت خواجہ نے کہا کہ میں ابھی آتا ہوں یہ کہکر انگور کے دانے اٹھا لیے اور ایک
کنج میں جا کر صورت اپنی ایک پری کی بنائی اور کنج سے نکلکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے آئے شعور جنی
اور گلفام تاجدار نے جو دیکھا محو ہو گئے پوچھا خواجہ کیا کر رہے ہیں تمھیں کس لیے بھایا ہے شعور
جنی نے گلفام تاجدار سے کہا کہ خواجہ سے اسی پری کو کیوں نہ لے لو یہ تو تمہاری معشوقہ سے اچھی
ہے گلفام تاجدار نے کہا اسمیں شک نہیں کہ اسکا حسن و جمال عدیم المثال ہے مگر اے شعور جنی شرط وفا یہ
نہیں ہے کہ میں اس سے زیادہ حسین کو دیکھکر اسے دل سے بھلا کر مصروف عیش ہوں اور وہ دیو
کی قید میں پڑی ہوئی بیکسی کی حالت میں رویا کرے شعور جنی نے کہا کہ اگر تمہارا خیال اپنی معشوقہ کی
طرف سے نہیں ہٹتا ہے تو یہ میرے حصہ کی ہے یا صاحبقران خواجہ سے اس پری کو مجھے دلا دیجیے
صاحبقران نے ہنسکے فرمایا کہ یہ خواجہ ہیں پری نہ سمجھو ادھر پری نے آواز دی کہ میرے خوابشند
تو میں موجود ہوں شعور جنی نے کہا کہ خواجہ عیاری کرتے تو آپ کا نام لیکر کہتے سبحان اللہ
کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کے سامنے عیاری کر سکے عورت بنے تو ایسی بنے کہ ابھی دیکھا تھا اور ابھی
نہ پہچان سکے اب تو یقین ہے کہ ملکہ بھی آپکو دیکھیگی تو شیفتہ جمال ہو جائیگی خواجہ نے کہا کہ اے شعور جنی
اب اتنا کام کر کہ مجھے اک تخت پر رکھ کے تخت کو اڑا لے جو کہ کوہ پر پہنچا دو اور اس دیو سے
کہو کہ یہ پری میں تمہارے لیے لایا ہوں پھر تماشہ دیکھو کہ میرے اور دیو کے کیا باتیں ہوتی ہیں
شعور جنی نے کہا کہ میں ابھی لیے چلتا ہوں مگر تخت کہاں سے لاؤں خواجہ نے کہا تخت بھی دیتا ہوں

یہ کہکر زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور تخت نکالکر سامنے شعور جنی کے رکھ دیا اور آپ آنکھیں بند کر کے
تخت پر لیٹ رہے شعور جنی نے تخت اٹھایا اور اڑتا ہوا جانب کوہ روانہ ہوا وہاں دیو قرناس
کوہ پر بیٹھا ہوا ملکہ سے مصروف اختلاط تھا ملکہ فلاک کو دیکھتی تھی اور کہتی تھی کہ خداوندا اگرچہ قسمت
میری اچھی تک داغ میں لگا ہی لیکن اس دیو کی باتیں میرے دل کو جیسی اذیت پہونچاتی ہیں اسے
میں کیا بیان کروں صدقا نبی آخرزماں کا کہ اب مجکو جلد سے اس دیو کے نکال دے یہ رو رو
کے دعا کر رہی تھی کہ شعور جنی تخت اٹھائے ہوئے کوہ پر پہونچا دیو قرناس نے کہا کون شعور جنی
نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ اے دوست صادق آج ہم بھی اپنے دل کا بہلاوا لے آئے دیو نے کہا کیا
شعور جنی نے تخت سامنے دیو کے اتارا نظر جو دیو قرناس کی پڑی بیخود ہو گیا کہ یہ تو اس سے
زیادہ حسین ہی کہا اے شعور جنی تم بڑے قسمت ور ہو اسکو کہاں سے لے آئے ہوشیار کرو
کہ ذرا کچھ باتیں کریں ادھر ملکہ اسکے حسن و جمال کو دیکھکر دل میں شرمانے لگی اور اپنی پوشاک پر
نظر کی پوشاک اسکی بوسیدہ ہو گئی تھی ادھر شعور جنی نے نوشادر سنگھا کے پری کو ہوشیار کیا پری
انگڑائی لیکے اٹھی پہلے ہی نظر دیو پر پڑی پری نے جھجک کے کہا کہ تو کون ہی دیو قرناس نے کہا
کہ مجکو بھول گئیں پری نے کہا میں تجھے کیا جانوں کہ تو کون بلا ہی شاید تو ہی نے مجھے اٹھا لایا ہی دیو نے کہا
ہاں میں لایا ہوں پری نے کہا تیرے یہاں کوئی اور عورت بھی ہی جس سے میں بات کروں تجھ سے تو
بات کرتے ہوئے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی دیو نے ملکہ سے کہا کہ تم اس سے بات کرو ملکہ قریب آئی دل میں
افسوس کرتی تھی کہ میری طرح یہ بھی آ کے پھنسی پری نے جو ملکہ کا چہرہ مضمحل دیکھا پوشاک کی بخئین
اڑی ہوئی پائیں کہا اے نازک اندام تو تو ہم انسانوں میں سے ہی اس دیو کے ساتھ کیونکر بسر کرتی ہو
یہ سن کے ملکہ رونے لگی پری نے دو چار دانہ انگور نکال کے ملکہ کو اپنے ہاتھ سے کھلائے ملکہ نے گردن
جھکالی شرما کے آنکھ نیچی کر لی پری نے کہا کہ شرماتی کیوں ہو جب تمھارا وقت آئے گا تو تم ہمارے
ساتھ اسکا عوض کر دینا ملکہ یہ سن کے پھر رونے لگی کہ اب میرا وقت آ چکا اسیطرح رہ گئی [illegible]
سلطنت پر قابض ہونگی پر میں تمھارے ساتھ کوئی سلوک نیک کرسکونگی اب پری دیو کی طرف مخاطب
ہوئی اور کہا کہ تو بھی کچھ کھانے کا دیو نے کہا کہ تم مجھے کیا کھلاؤ گی پری نے جیب سے انڈے نکال کے
دیو کو دیے دیو نے نگل لیے اور نہایت خوش ہوا کہا اور جس شے کو تیرا جی چاہتا ہو اسکی فرمایش
کر دیو نے کہا کہ یہ تو کہاں سے نکالتی ہی میں اونٹ کھاؤں گا پری نے کہا کہ آنکھیں بند کر دیو نے آنکھ
بند کی مگر ذرا سی دراز کھلی رہنے دی کہ دیکھوں یہ کہاں سے اونٹ نکالتی ہی پری نے اٹھ کے
ایک چپت رسید کی اور کہا کہ اچھی طرح آنکھ نہیں بند کرتا دیو نے بالکل آنکھیں بند کیں پری نے
زنبیل سے ایک اونٹ نکال کے کھڑا کر دیا دیو نے جو آنکھیں کھول کے دیکھا اونٹ کو نگل گیا
اور پری سے کہا تو تو بڑی صاحب کمال معلوم ہوتی ہی پری نے کہا کہ ابھی تو نے میرے کمال دیکھے
کہاں ہیں جب میں اپنے کمال دکھاؤنگی تو تجھے تعجب ہوگا یہ کہکر زیر بغل ہاتھ بڑھایا اور دو بڑے بڑے
تربوز نکال کے رکھ دیے کہ لے یہ کھا پھر ہاتھ بڑھایا اور عجیب انار نکال کے رکھ دیے دیو کھاتا
جاتا ہی اور نہایت خوش ہوتا جاتا ہی کہ یہ پری مجھے مل جائے تو لطف زندگی ہی شعور جنی نے کہا کہ کہو تمھاری
شاہزادی اچھی ہی یا میری پری پری نے کہا کہ تو کون ہی شعور جنی نے کہا کہ میں ہی تو تجھے لایا ہوں
پری نے کہا کہ تو بڑا بے غیرت ہی کہ مجھے دوسرے مردے سے باتیں کرنے دیں اور بے تکلف ہونے دیا

اگر تو پہلے آگاہ کر دیتا تو جو باتیں میں نے اس دیو کے ساتھ کی ہیں وہ تیرے ساتھ کرتی شعور جنی نے کہا اب سہی
پری نے کہا اب کیا ہو سکتا ہی جبکہ دیکھا آسے دیکھا دیو نے جو دیکھا کہ پری میرے ہی طرف متوجہ
ہی اپنے دل میں بہت خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ اگر یہ پری مجھے مل جاتی تو بہت لطف سے ساتھ میری زندگی بسر
ہوتی یہ خیال کر کے شعور جنی سے کہا کہ یہ پری مجھ کو دے دو تم اور تلاش اور کر لینا پری نے کہا
یہ خوش ہیں نے جو ذرا التفات کیا تو میری طرف دوڑا میں تجھے کیا قبول کروں گی دیو نے کہا کہ او بے مروت
ابھی تو کیسی باتیں کر رہی تھی ابھی کیسی باتیں کرنے لگی پری نے کہا کہ جیتی مکھی جان کے نہیں نگلی جاتی ہی
جبتک یہ تیری آن ہی کوئی دوسری عورت تجھے قبول نہ کریگی دیو نے کہا میں اسے کہا لونگا اس وقت
تو تو مجھے قبول کریگی پری نے کہا کہ ہاں اور ہی تیری محبت کر یا تو اسقدر التفات یا اب کھا لینے کو کہتا ہی
دیو نے کہا کہ اچھا میں اسے نکال دونگا پری نے کہا کہ جب یہ نہ ہوگی تو میں تجھے قبول کرونگی دیو اٹھا کہ
ملکہ کو کوہ پر سے پھینک دے ان شعور جنی نے کہا کہ او دیو جو تو اگر مجھے ملکہ دیدیتا ہی اور تو پری کا خواستگار
ہی تو ملکہ کو مجھے دیدے یہ سنکے دیو نے کہا کہ اچھا لیجا پس شعور جنی نے ملکہ کو لیا خواجہ نے اشارہ کیا کہ لیجا
اور اسکے شوہر پاس اسے پہونچا دو شعور جنی ملکہ کو لیکر روانہ ہوا یہاں خواجہ نے دیو کو شراب کے شیشے
کے شیشے نکال کے پلائے لیکن دل میں کہتے تھے کہ کبھی ایسی عیاری بری جسمیں نقصان ہو جب دیو خوب
مست ہوا تو آپنے سینہ سپرہ نکالا اور کہا کہ میں گاتی ہوں تو ناچ دیو نے کہا کہ اچھا اب خواجہ نے سپرہ
بجانا شروع کیا دیو اٹھ کھڑا ہوا اور ناچنے لگا تمام کوہ پر کودتا پھرتا تھا خواجہ تو اس رنگ میں ہیں
یہاں صاحبقران گلفام جنی کو تسکین دیرہے تھے کہ خواجہ بہت جلد تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دینگے
کہ اتنے میں شعور جنی ملکہ کو لیے ہوئے پہونچا بس یہ دیکھکر گلفام تاجدار قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے
شعور جنی نے تمام کیفیت عیاری کی بیان کی امیر بہت ہنسے اور فرمایا کہ یہ دوسرے کا کام نہ تھا
کہ اس طرح سے ملکہ کو دیو سے لیتا کہ آسنے بخوشی ملکہ کو علیحدہ کر دیا اور گلفام تاجدار اپنی معشوقہ
سے ملا صاحبقران سے ملکہ کو آگاہ کیا ملکہ نے سلام کیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ آپ کے
قدم کی برکت تھی کہ مجھے قید سے نجات ملی اور میں اپنے شوہر سے ملی مگر واسطے ملنے کا وہ پری ہی کیا
کہوں کیسی حسین پری ہی مگر طبیعت اسکی بہت مغموم ہوتی ہی کہ ایسے خبیث دیو کو آسنے بخوشی منظور کیا
صاحبقران مسکرائے اور فرمایا کہ وہ شاہ عیاران خواجہ خضر ان ہیں اگر پری بنکر دیو کو فریب نہ دیتے
تو دیو تجھے دست بردار نہوتا وہ تمہاری رہائی کے واسطے گئے تھے یہ سنکر ملکہ نہایت متحیر ہوئی کہ ایسے
بھی اوستاد ہیں جو عورت بنکر دھوکا دیجاتے ہیں کہا یا امیر انھوں نے مجھے انگور بھی کھلائے تھے میں نے
اک مدت کے بعد آج انگور کھائے ورنہ سوا جنگلی میووں کے اور کوئی شی کہاں نصیب تھی صاحبقران نے
شعور جنی سے کہا کہ تجھی اب میں بھی جاتا ہوں حضرت کو بہت دیر ہوئی شعور جنی نے کہا وہ دیو کو
سمجھا رہے ہیں گلفام تاجدار نے کہا کہ حضور وہ دیو ساحر بھی ہی اگر آگاہ ہو گیا کہ یہ لوگ دشمن ہیں تو بڑا غضب
ہوگا اور بہت بڑا دیو ہی فرمایا ساحر ہی تو میرا کیا کریگا میں صاحب اسم اعظم ہوں یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے
اور کوہ کی طرف چلے وہاں خواجہ نے دیو سے کہا کہ اب جسقدر مال و اسباب تیرے پاس ہو میرے
سپرد کر ورنہ اب بہو خبر لیجائینگے دیو نے جتنا مال و اسباب جمع کیا تھا سب لا کے خواجہ کے
سپرد کیا خواجہ نے سارا مال نذر مسل کر لیا اب دیو کو کباب لگا کے بیہوشی آمیز کر کے کھلائے دیو نے
ناچنے کھا جسوقت صاحبقران قریب ہو پہنچے تھے تو دیکھا تھا کہ دیو ناچ رہا ہی جب امیر کوہ پر پہنچے

تو خواجہ اسکو بیہوش کر چکے تھے خواجہ نے جلدی سے دیو کو زنبیل میں ڈال لیا دیو نے تین بڑے سنگ گراں
کے لا کر کوہ پر رکھے تھے خواجہ نے انکو بھی زنبیل میں ڈال لینے کا قصد کیا تھا پھر خیال آیا کہ اس
کوہ پر ایک مسجد بنوانا چاہیے اور ان تینوں چٹانوں کو ترشوا کے مسجد کے گنبد بنا دینا چاہیے استنے میں امیر بھی
پہونچ گئے خواجہ سے کہا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی میں نے اس دیو کو پکڑ لیا مگر یا امیر بہت
بڑا دیو ہے میں نے پرستان میں بھی دیو دیکھے تھے مگر اتنا بڑا دیو آج تک نہ دیکھا تھا یا امیر اس دیو کی گرفتاری
کا مجھے کیا صلہ عنایت ہوگا فرمایا جو طلب کر خضران نے کہا بس اتنا چاہتا ہوں کہ لشکر میں جتنے
سنگتراش ہیں سبکو بلوا کے اک مسجد اس کوہ پر بنوا دیجئے اور یہ جو تینوں پتھر سنگ مرمر کے پڑے
ہیں انکے لیے سنگتراش کے نصب کر دیے جائیں امیر نے فرمایا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے غرضکہ خواجہ خضران
اور صاحبقران عالی شان کوہ سے اتر کر پھر اسی مقام پر آئے جہاں گلفام تاجدار بیٹھا تھا غضب
یہاں دونوں عاشق و معشوق لپٹ کر گلے ملے اور اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے تھے صاحبقران
نے ان دونوں کو اٹھوا کے اپنے ساتھ لیا ملکہ کو تو ناموس میں بھجوا دیا اور حکم دیدیا کہ اسے نہلا کر عمدہ
لباس پہنایا جائے اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے غسل کرایا اور ان دونوں کا عقد
کر کے شہر کا انکے انتظام درست کر دیا اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے خواجہ سے ارشاد
کیا کہ اس دیو کو زنبیل سے نکالو خواجہ نے دیو کو نکالا اور سپید مہرہ بجانا شروع کیا دیو نے جو
دیکھا کہ ہزارہا آدمزاد کا مجمع ہے اس نے چاہا کہ ایک آدھ کو کھا جاؤں کہ خواجہ نے ڈانٹا دیو نے پلٹ کے جو دیکھا
کہ پری رقص کر رہی ہے اور آواز سپید مہرے کے گوش زد ہوئی بس ناچنے لگا اس وقت بھی خواجہ نے
صورت اپنی پری کی بنالی تھی دیو تو ناچ رہا تھا اور تمام اہل دربار مارے ہنسی کے لوٹے جاتے تھے
کہ خواجہ نے بیچارے کو نچایا ہے خضران نے گلفام تاجدار سے کہا کہ تمہاری شادی کا ایسا ناچ ہوا ہے
کہ کسی شاہ و شہریار کی شادی میں ایسا لطف نہ آیا ہوگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ یہ سب
بدولتی آپ کے دم کی ہے واقعی میں کہ خدا نے حضرت عیاری آپ ہی کے جسم کے لیے خلق کیا ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو شاہ عیاران کیونکر کہلاتے اور مجھکو تو آپ نے زندہ کر لیا امیر با توقیر نے کہا کہ خواجہ
اب تم اپنی اصلی ہیئت پر آؤ تا کہ دیو اپنے ہوش میں آئے اور اسکا فیصلہ کیا جائے یا مطیع ہو کر رہے
یا قید ہوئے خضران نے اسی وقت زمین پر قلماق ماری اور دیو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ او ملعون
تو بڑا ظالم ہے کہ تو نے تمام شہر فرمانہ کو تاراج کیا ملکہ کو لیجا کر کوہ پر رکھا اسکے معینوں کو کھا لیا اب بتلا کہ کیا سزا
تیرے لیے تجویز کی جائے دیو نے گھبرا کر پوچھا میری پری کہاں ہے صاحبقران نے کہا او بے شعور پری
کیسی خواجہ خضران عیار نے پری بنکر تجھے شیشہ میں اتارا ہے بس یہ سنتا تھا کہ دیو خواجہ کی طرف
بڑھا اور کہا کہ تو نے دغا کر کے ملکہ کو بھی مجھ سے چھڑا لیا اور سب مال و اسباب بھی لیا جو میں نے برسوں
میں جمع کیا تھا لے لیا اب چھوڑتا ہوں تجھکو دیو جو خضران کی طرف بڑھا خواجہ تو بھاگ کے
صاحبقران کے پیچھے چھپے دیو نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ لیکر نکل جاؤں صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ دیو جھک پڑا دیو نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اثر سحر باطل ہوا اور دیو پھر بھولا
گو بہت بڑا دیو ہے رونے لگا امیر نے دونوں شاخیں پکڑ کر کر دیا کہ دیو جاکر کھا سکے صحن بارگاہ میں
گرا امیر نے چھوڑ دیا دیو لشکر سکندر کی طرف چلا سکندر نے بھی اسکو ڈھکیل دیا اب یہ شہنشاہ
صف شکن کی طرف آیا کہ اسکو کھاؤں انہوں نے بھی اٹھا کر پٹکا جب یہ تھک گیا اور گنبد دھڑ کا

ہوگیا تو امیر نے اک شیشہ منگوا کر سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ جادو سے توبہ کر اور دین اسلام اختیار کر یا اس شیشے
مین اُترا امیر کی وقت جو پڑھ رہا تھا کہ صاحبقران نے اُسکو کئی ایسے زور سے جھٹکا کہ حواس
درست جاتے رہے بس مارے ڈر کے یہ دیو اُن بنکر اندر شیشے کے اُتر آیا امیر نے منھ شیشے کا بند
کر کے خضران کے حوالے کر دیا خضران نے دیو کو زنبیل مین رکھ لیا اور کہا کہ کسی موقع پر پھر اسکو
نکال کے تماشہ دکھاؤنگا امیر نے یہان آتے ہی معماروں اور سنگتراشوں کو بھیج دیا تھا کہ جا کر وہ بھی
مسجد تعمیر کرین نقشہ مسجد کا خود خواجہ خضران نے کھینچ کے دیدیا جتنے زمانے مین صاحبقران نے
شہر فرمانیہ کے انتظام سے فراغت پائی تھی اُتنے عرصہ مین مسجد تعمیر ہوگئی معماروں نے آکر عرض کی کہ
مسجد تیار ہی دوسرا دن جمعہ کا تھا امیر نامور نے اعلان کیا کہ کل جمعہ کی نماز ہم خواجہ خضران کی
مسجد مین پڑھینگے یہ سنکر تمام شہر فرمانیہ کے دوکاندار بالا سے کوہ پہونچے اور دوکانین لگائین دھر
لشکر کی دوکانین بھی پہونچ گئین جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام پہونچے دیکھا کہ مسجد
سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کے نہایت خوش نما عمارت ہی دروازہ مسجد پر پتھر کندہ کیا ہوا لگا ہی کہ بانی
اسکے خواجہ خضران ہین اور فلان زمانے مین یہ مسجد بنائی گئی ہی غرضکہ بڑی دھوم دھام سے نماز ہوئی
یہان مثل عیدگاہ کے میلے کے تھا لوگون نے اسقدر چڑھایا کہ طاق مسجد کا بلکہ پورا محراب زر و جواہر سے
بھر گیا خواجہ خضران نے وہ سب روپیہ بھی مسجد ہی کے متعلق لگادیا اور ایک نقشہ اور کھینچکر دیدیا
کہ گرد مسجد کے اسطرح کے چمن لگائے جائین اور ایک شخص کو اپنی جانب سے نگران معین کیا اور
روپیہ خزانے مین ملکہ فرمان فرمانروا کے جمع کرا دیا اور کہا کہ انشاء اللہ بعد فتح ملک سارلیقیہ کے
جو ہم آئینگے تو اس مسجد مین نماز پڑھ کر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جائینگے غرضکہ صاحبقران با اقبال سے بھی
گلفام تاجدار اور ملکہ فرمان فرمانروا نے وعدہ لیا کہ بعد فتح سارلیقیہ ضرور تشریف لائیےگا
صاحبقران اور بادشاہ اسلام نے وعدہ کیا ملکہ نے خواجہ کو بہت سا روپیہ اپنی طرف سے دیا الحاصل
صاحبقران اُن لوگون سے رخصت ہو کر جانب ملک سارلیقیہ روانہ ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل
قریب ملک سرشاریہ کے پہونچے اور خبر سرشار شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین راستے
کے سب دربندون کو فتح کیا بس یہ مرد مسلمان ہر لے استقبال روانہ ہوا اور پیشوائی کر کے امیر نامور
کو لے آیا اور بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر مین چراغان ہوا صاحبقران عالی شان تو یہان
مصروف دعوت ہوتے ہین

لیکن اب کچھ حال ملک سارلیقیہ کا بیان کیا جاتا ہی

راوی لکھتا ہی کہ چند دن کے بعد سارلیق شاہ کو خبر ہوئی کہ اژدر سیہ سر نے ملک سرشاریہ کو فتح کر لیا
اور کوئی لقابدار سیہ پوش آیا تھا اُسکی مدد سے سرشاریہ فتح ہوا اور اژدر سیہ سر اُسی لقابدار کے
ساتھ قلعہ مارگیر کی طرف بہ ارادۂ مقابلہ صاحبقران عالی شان گیا ہی یہ بہت خوش ہوا اور اپنے
اہل دربار سے کہا کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا سب لوگون نے سجدہ کیا اور تعریف کی بعد چند روز
اللہ کو ماننے کے ایک روز سارلیق بالائے قصر بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا اُسنے کچھ لوگ
روتے پیٹتے چلے آتے ہین جب قریب پہونچے تو اُنھون نے فریاد کی کہ یا خداوند یہ تو نے کیسی
تقدیر کر دی کہ اژدر سیہ سر ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل ہوگیا سارلیق نے کہا کہ اُسنے غرور کیا تھا

آسکا پس اُسے ملا ہم خدا پرستوں کو اور طرح غارت کر دینگے اُسے لیجا کر جہنم میں پھینک دو لوگ
دل میں گالیاں دیتے تھے کہ عجب طرح کا یہ گدھا خداوند ہی کہ جو اسکی طرف سے ذرا او سا گیا
اُسکی لاش کو جہنم میں پھنکواتا ہی نہیں تو اگر معلوم ہوتا کہ کوئی اور بھی خداوند منصف ہی تو ہم
اُسکی اطاعت کرتے مگر اسکی اطاعت ہرگز نہ کرتے یہ تو عجب مسخرا خداوند ہی غرضکہ حکم سے مجبور
تھے لاش اژدر سیہ سر کی لیجا کر اُس تالاب میں پھینکدی جسمین ہر وقت آگ روشن رہا
کرتی ہی اور اسی تالاب کا نام ساریق نے جہنم رکھا ہی اور چند دن گذرنے کے بعد یہ خبر سننے مین
آئی کہ کل سرکشان کا مرحلہ سی خدا پرستوں نے آسانی سے سر کرلیا بہمن ماہی نژاد مارا گیا اور
نہنگ بچہ نے اطاعت اختیار کی بیچ دریا مین جھنڈا اہل اسلام کا نصب ہی پھریرا ہوا مین لہرا
رہا ہی یہ سنکے ساریق نہایت پریشان ہوا کہا لے سخت سخت مراحل ان خدا پرستوں نے
اتنی جلدی کیونکر سر کرلیے اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ انکے پاس فوج بے پایاں ہی تو بھی ان
مرحلوں کا سر ہونا غیر ممکن تھا اسلیے کہ مردمان آبی سے مقابلہ پانی کے اندر کرنا انسان کا کام
نہیں ہی نہ انکی زبان یہ سمجھتے ہین نہ انکی زبان وہ سمجھتے ہین کہ صلح کی گفتگو درمیان مین آسکتی
سخنگان نے کہا کہ خداوند برحق نے پہلے ہی سے انکے پاس سامان رسائی فراہم کردیا راستہ
بتانے کو لاحکیم سودائی سا شخص موجود ہی اور کیا عجب ہی کہ وہ زبان بھی مردمان آبی کی جانتا ہو
اور اُسنے اس مرحلہ کو سر کرادیا ہو ساریق نے کہا خیر خدا پرست یہانتک آئین تو دیکھا جائیگا ابھی کارخانہ قدرت
مین سب کچھ ہی جتنوں کو یہ خدا پرست قتل اور مطیع کرینگے اُس سے زیادہ پھر پیدا کرلونگا خداوند سے
ڈراکر کہین بندے میرے ہوسکتے ہین سخنگان نے کہا کہ آپ کی باتوں سے میری دہشت زیادہ ہوتی ہی
آپ بالکل بڑے خداوند کے قدم بقدم معلوم ہوتے ہین ساریق یہ سنکے نہایت ہنسا اور کہا کہ تو رموز
قدرت کو خوب سمجھتا ہی یا کسی زمانے مین حکیم سودائی سمجھتا تھا یا اب تو سمجھتا ہی سخنگان نے دل مین
کہا کہ اس سے خدا سمجھے عجب طرح کا گدھا ہی انکے بھی کئی دن گذرنے کے بعد جوڑی ہرکاروں کی گرد مین
آلودہ پسینے مین غرق آنکے موجود ہوئی اور عرض کی کہ لشکر اسلام ملک سرشار پہ تک آگیا سرشار شاہ
نے بڑی دہوم سے امیر کی دعوت کی ہی یقین ہی کہ آج کے تیسرے روز داخلہ لشکر کا ہوجانے
یہ سنکے ساریق نے کہا کہ ای شیطان تو دیکھنا چاہتا ہون لیکن کہ ان بندگان سرکش کو دیکھون
جنہون نے اتنا زور پیدا کیا ہی کہ اپنے خداوند پر چڑھائی کی ہی سخنگان نے کہا کیا مضائقہ ہی اور دل مین
کہا کہ چلکے دیکھو تو سہی دیکھ ہی سے یقین ہی کہ پاخانہ خطا ہوجائیگا ہرکاروں سے کہا خبر لاؤ کہ لشکر امیر
کس مقام پر اُترے گا ہرکاروں نے کہا کہ بفضول خداوندی تیرے سدھرے بارگاہ بادشاہ اسلام برپا
ہوگی اور وہ جو باغ انار کا ہی اُسی کے دیوار کے نیچے سے ہوکر فوج گذرے گی ساریق نے کہا ہم
اُسی باغ مین جاکر قصر کے بالاخانہ پر سے آمد لشکر اسلام کی سیر دیکھینگے دوسرے روز ساریق
سوار ہوکے پوشیدہ طور پر اس باغ مین گیا اور کوٹھے پر کرسی بچھوا کے بیٹھا جب تیسرے دن کی
صبح ہوئی تو دیکھا کہ جانب شہر سرشار سے تتق گرد بلند ہوا ساریق اودھر متوجہ ہوا دیکھا کہ
آگے آگے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور گرد سے چالیس پہلوانان زبردست قوم عاد سے نمودار
ہوے پشت پر انکے چالیس ہزار عادی زرہ پوش گینڈون پر سوار پھر پھریرے علمون کے آراستہ
ہوے بہتے ادراپون پر امڈی بارگاہ سلیمانی کا باریہ اس شان وشوکت سے نمودار ہوے ساریق

نے سخنگان سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی سخنگان نے کہا کہ یہ شاہزادہ ہی قلعہ سنگ رواحل کا دادا اسکا امیر
اوّل کا دار ففہ تھا اور تن و توش مین دیو سے کم نہ تھا جب امیر لول سے اور پہلوان عادی سے کشتی ہوئی
اور عادی کم دم معلوم کیا تو عادی لپا لپا لپٹ گیا تو صاحبقران سے اُٹھائے نہ بنتا تھا اُس وقت
تم نے ترکیب بتائی کہ پیٹ مین اسکے گدگدی کرو جب یہ ہاتھ پانون سمیٹ لے تو تم اسے آٹھا لینا صاحبقران
اول نے ایسا ہی کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنا بڑا جوان چمگادڑ کی طرح ہاتھ پر امیر کے لٹک گیا صاحبقران
نے زیر کر کے مطیع کر لیا اور داروغہ بارگاہ مقرر کیا اسی روز سے یہ عہدہ نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا ہی اب اِنکے
بارگاہ صاحبقران برپا کرینگا بعد اسکے اور دیکھیے کون آتا ہی سخنگان تو یہ سمجھاتا رہا اور وہان جربیل
عادی نے آگے جا کے مناسب تجویز کر بارگاہ سلیمانی نصب کرائی اور یہ سب عادی بارگاہ کو گھیر کر
کر بیٹھے پھر گرد اُڑی اور بہمن کوہی ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا خیمہ برپا کیا سخنگان نے
اسکا حال بیان کیا اسکے بعد جبیر ابن بہزی کی اسی ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور خیمہ زن ہوا پھر
گرد اُڑی اور صمصام جبلی زرد پہونچا پھر گرد اُڑی ابو سالم مقری آیا اتنا کہ سلسلہ بندھ گیا کہ ایک
گرد پھر اُڑی اور کوئی سردار نمودار ہوا ۔ ہنوز خیمہ برپا ہو رہا تھا کہ اور گرد اُڑی اور کوئی آ گیا سخنگان
جن لوگون کے حال سے واقف ہی انکا حال بیان کیا جاتا ہی اور جن لوگون کے حال سے ناواقف ہی انکا
حال چیاردون کے ذریعے سے دریافت کر کے بیان کرتا جاتا ہی شام تک سلسلہ آمد لشکر تمام نہوا صحرا
فوجون سے دور تک مملو ہو گیا ساریق نے کہا بڑا لشکر صاحبقران نے جمع کیا ہی سخنگان نے کہا
کہ یا خداوند ابھی آپنے دیکھا ہی کیا ہی دیکھیے جاییے کون کون آتا ہی ملک باختر مین ٹھکانا تو ملنے کا
نہین غلہ اسقدر گران ہو جائیگا کہ ملنا دشوار رہیگا بے شک کال کا قحط پڑے گا ساریق خاموش ہو رہا شام کو
سلسلہ آمد لشکر کا موقوف ہوا ساریق اپنے قیطول پر چلا آیا اور دربار آراستہ کیا اور اہل دربار کے
سامنے بیان کیا کہ بڑے خداوند نے بھی خواب کی حالت مین ان بندون کو بہت زور دیا اور
مین نے بھی غفلت کی کہ انکا اسقدر زور دیا جب دوسرا دن ہوا تو پھر ساریق آ کر اسی قصر کے
بالاخانہ پر بیٹھا اور سخنگان آ کر سر راہ کھڑا ہوا ہرکارون کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ جو آئے پہلے سے مجھے
اطلاع دیدینا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
وہاں گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا اور گردمین سے آواز زنجیرون
سنکے کھڑکھڑاہٹ کی بلند تھین اور رنگ گرد کا اسقدر سیاہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا آندھی آ رہی ہی
کہ اکبار ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے تین سو فیل زبردست
اس شان و شوکت کے نمودار ہوئے کہ دانتون پر چوڑی چڑھی ہوئی سونڈون پر تیغے چڑھے ہوئے
ہر ہاتھی پر ایک ایک فیلبان آہن ایک ایک چرکٹا ساتھ اور دو دو سو نیزہ دار صحرا جنگلی بن نطفہ
آنے لگا ساریق نے پوچھا یہ ہاتھی کیسے ہین سخنگان نے کہا کہ یہ والے ہند کی فوج ہی یہ ہاتھی
جس لشکر پر چلتے ہین اُسے پامال کر دیتے ہین قلعون کو گرا دیتے ہین مگر جب سے اہل ہندوستان
نے دین خداپرستی اختیار کیا ہی اُس وقت سے یہ فیل آرائشی ہو گئے ہین کسی مہم پر نہین بھیجے جاتے
ہین ہان اگر کوئی اور بھی ہاتھیون کی فوج لیکر آئے تو شاید یہ فوج لڑوائی جائے اسکے تئین دو
ہاتھی گذرے اور بارہ سو علم نشان بارہ گہ سوار کا نمودار ہوا پھر پھریرے علمہائے سبز و زرد و
زنگاری کے ہوا سے لہراتے ہوئے نمودار ہوئے اور پیچھے کے پیچھے دیکھنے کے ویسے فول کے

غول غول کے غول سواروں اور پیدلوں کے گذرنے لگے آخر میں سواری داراے ہند طلحہ بن اللہ صو
ثانی کی نہایت جاہ و حشم کے ساتھ نمودار ہوئی طلحہ ایک فیل زبردست پر نمودار ہوئے ساریق نے کہا
کہ کیا صاحبقران یہی ہیں سخنگان نے کہا کہ یہ صاحبقران کا سردار اور ہندوستان کا بادشاہ ہے
میمنہ فوج کا افسر ہے ساریق نے کہا کہ میں نے بڑی غلطی کی جو ان لوگوں کو اتنا زور دے دیا
بعد اسکے پھر گرد اڑی اور جس وقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو مملوک بن مالک اسی ہزار نیزہ بازوں
سے صف بکھائی دیئے پوچھا ساریق نے کہ یہ کون ہے فوج تو اسکے ساتھ بہت کم ہے مگر تیور اسکے آگ سے
زیادہ سخت معلوم ہوتے ہیں ساریق نے کہا کہ فوج کم ہے مگر ہمت کم نہیں ہے طلحہ کے بعد سردار ہے لشکر
فوج اسلام کا افسر ہے کہ لڑتا ہے طلحہ سے لڑتا ہے داہنے جانب بارگاہ سلیمانی کے خیمہ بادشاہ ہندوستان
کا برپا ہوا اور بائیں جانب خیمہ مملوک بن مالک کا استادہ کیا گیا اب تو سلسلہ بندھ گیا گردیں اڑنا
شروع ہوئیں اور سرداران دست راست و سرداران دست چپ آنے لگے ابو سہیل مصری
پچاس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہنچا ہنوز اسکا خیمہ برپا نہیں ہونے پایا تھا کہ حمید دکنی
مع فوج پہنچا پھر گرد اڑی اور شمیم عراقی پہنچا پھر گرد اڑی اور اعظم عظیم النسخہ پہنچا پھر زیرین
ہوا پھر رشید غواص اور امیر شبر افگن اور غشبان شیر خشم غرضکہ شام تک تانتا بندھا رہا
گردوں پر گردیں اڑ رہی تھیں اور سرداران اسلام آ رہے تھے سخنگان ایک ایک کا حال بیان کیا گیا ساریق
دن بھر میں خاک میں اٹ گیا اور آگ کے جی چھوٹ گئے شام کو پھر آمد لشکر موقوف ہوئی صبح کو پھر
ساریق آ کے بیٹھا اور آمد لشکروں کی شروع ہوئی گرد اڑی اور مرزا حبیب ہمدانی ایک
لاکھ سوار سے پہنچا پھر گرد اڑی اور صلاح الدین جابری پہنچا پھر گرد اڑی اور مرزا قتیل
قزلباش پہنچا اسکے بعد خلیل خان ازبک آیا اسکے بعد امیر محبوب زنگی پھر منصور زنگی پھر
ناصر زنگی پھر مرزا سعید کن آبادی اسی طرح شام تک سلسلہ سرداروں کے آنے کا جاری رہا
سخنگان کی زبان ایک ایک کو بتاتے بتاتے تھک گئی اور ساریق سنتے سنتے پریشان ہو گیا
شام ہوا گھر گیا خستہ آیا تھا کہ دربار بھی نہیں کیا اور سو رہا جب صبح ہوئی تو پھر قبول سے اتر کر
باغ میں آیا ادھر تو اسنے بالاخانہ پر قدم رکھا ادھر صحرا سے گرد اڑی اور ملک شاد بن شہزان
اور شمیم ناوک فگن پہونچے بعد انکے قمر ناوک فگن اور قسیم ابن موسیٰ اور اعظم کوفی اور
عجیب چینی وغیرہ آ کر پہونچے یہ تو کل آج تیسرا روز تھا مگر ایسے ایسے سردار ابھی آنے لگے جنھیں سخنگان
دیکھا تھا تو اسنے یہ تدبیر کی کہ صورت اپنی تبدیل کر کے لنگڑا بنا اور سر راہ آ کر کھڑا ہوا حقہ پلانے
کے بہانے حالات دریافت کرتا جاتا تھا اور آ کر ساریق کو آگاہ کرتا تھا جو سردار آتے ارشد قدر
اور کمال سیستانی اور افتخار چینی اور صبح سحر اور سحر خان جنبری اور امیر لولاکی مغلق اور
احتشام غازی اور مقبول تبریزی اور جواد علی بیگ اور شہزاد یونانی شام تک گردیں اڑیں
اور یہ لوگ آ رہے ساریق کی یہ حالت ہے کہ روز شام کو سخنگان سے کہتا ہے کہ بس اب لشکر ختم
ہوا سخنگان کہتا ہے کہ ابھی تو رفقاے صاحبقران آ رہے ہیں اسکے بعد عزیزان صاحبقران آئینگے
جنمیں ایک ایک صاحبقران دوران ہے اور رفقا ابھی سے آپ گھبرانے لگے ساریق
دل میں کہتا ہے کہ تمام دنیا کو ان خدا پرستوں نے مسخر کر لیا ہے جب پانچواں روز ہوا اور ساریق قصر
باغ کے بالاخانہ پر آ کے بیٹھا سخنگان سر راہ لنگڑا بنکے کھڑا ہوا تو پھر گرد اڑی اور بہروز چینی

اور فرخ زاد چینی اور حسن زاد یونانی خواجہ حسن سمرقندی مغان مشرقی حکیم ارشمند لیس عارف
بن معروف فرنگی فرخ کیوان تخت خدیو شیر فگن جمہور دیو بند قمہور دیو بند امیر یحییٰ برکی
شام تک آ گیا لیکن سارلیق کی یہ حالت ہے کہ نہ اسے بھوک ہے نہ پیاس ہے فوجوں کو دیکھ دیکھ کے حواس
بگڑے جاتے ہیں اب چھٹا دن ہوا اور یہ آ کے بیٹھا انتظار ہی میں ہے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے کہ یکایک
از روئے بیابان گردے سپہر فرسا ست مگر گرد تیرہ تیرہ و ذرہ ذرہ سر کشید بر آسمان رسید و باسے گرد در
زمین ہے جسے نہ یہ آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا سارلیق نے سخنگان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
صاحبقران کل لشکر کو ایک ہی بار لے کے آ گئے یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشان بادہ اک سوار کا پیدا ہوا ہرے ہرے علموں کے سر سرخ
تھے اور اکثر پھریرے پوست پلنگ کے تھے پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم تھی آگے آگے بہرام عاد اتالہ بارگاہ یاقوت نگار کا لیے ہوئے پشت پر لئی لاکھ عادی و
سیل جب شاہ اس لشکر کا بادشاہ اور آخر میں سواری شاہزادہ شمشاد صف شکن کی نہایت جاہ و
حشم کے ساتھ آئی سارلیق نے احتشام دیکھ کر پوچھا سخنگان یہ کون ہے سخنگان نے کہا اتنی جلد آپ بھول گئے
یہ اتلیس چار دن قیدیوں میں کا ایک قیدی ہے جسے آپ نے بیٹھے بٹھوا دیا تھا اور پھر یہ روحن سنگ باغ چار
میں رہے تھے سارلیق نے کہا کہ اسکے پاس تو اتنی بڑی فوج ہے کہ میں اسکو صاحبقران سمجھا
بھلا اسکے بعد گرد اڑی اور شاہزادہ وحید الملک کئی ہزار سوار سے آ کر ہوئے تھے چونکہ ابھی اسکے
پاس سامان جاہ و حشم زیادہ نہیں ہے لیکن چہرے سے آثار جلالت ہویدا ہیں انکو سارلیق نے بھی پہچان
لیا اور کہا کہ یہ بھی اتلیس چاروں قیدیوں میں کا ایک شخص ہے سخنگان نے کہا یہ خداوند طاق کا نواسہ
اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک کا فرزند ہے آج ان دونوں شاہزادوں کی آمدین
تمام ہو گئی اب ساتواں دن آیا اور سارلیق حسب معمول اسی بالاخانہ پر آ کے بیٹھا تھا کہ تنق گرد و
غبار بلند ہوا کہ زمین آسمان کو ایک کر دیا ع ز سم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت + جس وقت دست عروج ہوا سے دامن گرد چاک ہوا تو دیکھا کہ صحرا زمردی ہو گیا غول
کے غول سبز پوشوں کے نمودار ہوئے پھریرے علموں کے سبز لباس سواروں کے زمردی آگے
آگے تہمتن گرد اتالہ بارگاہ زرنگین کا لیے ہوئے پشت پر لوہ کی فوج ظفر موج پرے کے پرے
دستے دستے کر کے گذرے آخر میں سواری شاہزادہ رفیع البخت کی نہایت جاہ و احتشام
نمودار ہوئی ہمراہ اسکے سرداران ملک مغرب مع فرزندان سنجاب شاہ مغربی اور سنجاب شاہ
تخت پر سوار بادشاہ لشکر بنا ہوا سارلیق نے پوچھا یہ کون ہے سخنگان نے کہا کہ سرو قد بہار خو
فرزند صاحبقران ثالث بھی ہے اسنے ملک مغرب کو تنہا آ کے فتح کیا یہ سن کے سارلیق بہت
جلا اور سنجاب شاہ کی طرف سے منہ پھیر لیا جس وقت سواری شاہزادہ رفیع البخت کی گذر چکی تو
پھر گرد اڑی اور یاقوت پوشوں کے غول کے غول جھکے پرے دستے کے دستے آنے لگے سواروں
کی وردیاں یاقوت نگار پھریرے علموں کے سرخ تھے طلائی ہر ایک پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم تھی لاکھ سوار اس لشکر میں کے تھے اور آگے آگے اک سردار اتالہ بارگاہ یاقوت نگار سلیمانی کا
لیے ہوئے بادشاہ لشکر عمان شاہ سب کے بعد سواری شاہزادہ سہراب بن رستم کی نہایت
تزک و احتشام سے نمودار ہوئی یہ دن بھی دونوں لشکروں کی آمدین تمام ہو گیا اب آٹھواں دن آیا

اور پھر گرد اڑی جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو کئی لاکھ گوہر پوش نمودار ہوئے آخر میں سواری شہنشاہ
گوہر کلاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آئی ساریق نے پوچھا کہ یہ کون ہے سختگان نے بتایا کہ یہ بڑے
فرزند صاحبقران ثالث کے ہیں اور نام انکا شہنشاہ گوہر کلاہ ہے بعد اسکے پھر گرد اڑی اور بہت
بڑے لشکر سے شاہزادہ آصف انجم طلعت ہویدا ہوئے ساتھ انکے برجیس بن اکوان تھا سختگان نے
انکا حال سنا کہ یہ رستم ثانی کا بیٹا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا ہم چشم ہے اپنے معشوقہ اکوان تاجدار
کی محبت میں اپنے کو آگ میں گرا دیا تھا کہ میں بھی جل جاؤں سب سمجھتے تھے کہ یہ جل گیا لیکن بادشاہ
طلسم باطن نطاق نے اسکو حیات خوش جمال سمیت طلسم میں اٹھوا منگایا تھا جب طلسم باطن
بھی صاحبقران حال نے فتح کیا تو اسکا پتا لگا اور یہ لڑکا جو ساتھ ہے یہ اکوان کا ہے زرین روز جو گرد اڑی
تو تمام جہان کو تیرہ و تاریک کر دیا لیکن جس وقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے منظر ہیر زاد [illegible] بالکل
جس ستون سلیمانی کا لیے ہوئے ہیرا ہوا پشت پر بارہ لاکھ فوج سب سر خوش پھریرے بھی سرخ
لہراتے ہوئے سارا جنگل لالہ زار معلوم ہونے لگا جوشن پوش اور بکتر پوش اور چار آئینہ پوش اور چار آئینہ
گزرنے لگے آخر میں سواری شاہزادہ سکندر رستم خو کی نمودار ہوئی طرطوس شاہ جبالی بھی انکے
ہمراہ تھا سختگان نے کہا یہ آپ نے پہچانا ساریق نے سکندر کو بھی دیکھا تھا سختگان نے کہا کیا یہ بھی
انھیں قیدیوں میں کا ایک قیدی تھا اور لشکر اسلام میں رستم زمان اور صاحبقران اوسط کے لقب سے
یاد کیا جاتا ہے ساریق ہر ایک کی آمد سے سمجھتا تھا کہ صاحبقران آگئے جس وقت لشکر سکندر کا اپنی حد پر
پہونچ کے رکا تو پھر گرد اڑی اور بوق کی آواز گوش زد ہوئی اور منظفر بن غضنفر اور حارث بن
معروف چالیس چالیس ہزار جراروں سے نمودار ہوئے اگرچہ فوج انکے ساتھ کم تھی مگر ایسی
دکھائی کہ زمین کو ہلا دیا منظفر کو ساریق نے پہچان لیا مگر حارث سے معرفت حاصل نہ تھی پوچھا دوسرا
لڑکا کون ہے سختگان نے کہا اس سے میں بھی واقف نہیں ہوں لیکن یہ اسکا بھائی معلوم ہوتا ہے اسلیے
کہ دونوں قطع ملتی ہے دسویں روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرور
اور ہر زنگ بن مرزبان خراسانی اور گرد بن بہرام اور قمہور بن جمہور تیر زن اور ہرمز بن فرامرز
عاد مغربی اور نبیل بن مقبول بن مقبل وفادار آکے پہونچے جب گیارھواں دن ہوا تو پھر ساریق
آکے اسی قصر بلند کے بالاخانہ پر بیٹھا اور صحرا کی طرف دیکھنے لگا اور سختگان سر راہ آکر کھڑا ہوا بن کے
کھڑا ہوا کہ یہ صاحبقران حق پژوہ سے اچھی طرح واقف نہ تھا اور اک مرتبہ تق گرد غلیظ بلند ہوا کہ زمین
آسمان تک سلسلہ غبار و گرد کا ملا ہوا تھا اور جھنکار ہتھیاروں کی شور باجوں کا گوش گردوں و دل کو زار
کیے دیتا تھا اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرانے لگی آہستہ آہستہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے
سات سو علم ہائے الماس نگار نمودار ہوئے کہ پھریرے انکے سپید تھے اور انپر بخط طلائی کلمہ طیبہ
تحریر تھا ہر پھریرے کے سرے پر صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تحریر تھا
جس وقت یہ الماس پوش گزر گئے تو نو سو علم ہائے ابلق نمودار ہوئے اور نو لاکھ ابلق پوش اس شان
سے گزرے کہ مرکب تک ابلق لباس نصف سبز نصف سرخ پھریرے ہر ایک پر بخط عنبریں تعریف اور
نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جب یہ بھی گزر گئے تو دیکھا کہ یہاں سے کل سردار جتنے شاہزادہ
شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت اور سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور
وحید الملک اور داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرعد اور رفیع البخت اور مہرب

بن رستم اور طلحہ بن لندھور اور ملوک بن مالک اور قبیل بن مقبول بن مقبل ریچھ کے سبب
بڑے پیشوائی روانہ ہوے اب دیکھا سارق نے کہ سواران نیزہ دار دو رویہ راستہ پر آکے کھڑے
ہو گئے اور سقے آب پاشی کرتے ہوے گرد کو بٹھاتے ہوے نمودار ہوے بعد اسکے کئی سو ہاتھی
کہ پر نقارے سجے ہوے ڈنکا ہوتا ہوا بعد اسکے نوبت خانہ اور پھر جلوس شاہانہ بیرق بردار علم بردار
اور نیزہ بردار یگزینا شروع ہوے اسکے بعد دیکھا کہ شتابوں کو دم بدم ہلتا ہوا روشن چوکی والے نظر آئے
بعد اسکے خاص برداروں کے غول کے غول صافے بناری باندھے ہوے ڈاہن لگی ہوئین گلے مین
سونے کے کنٹھے پڑے ہوے ہاتھوں مین طلائی کڑے پہ نمودار ہوے جب یہ بھی گذر گئے
تو دیکھا کہ آگے آگے صاحبقران نوجوان مرکب ابلق پر سوار سر پر پھریرا علم اژدہا پیکر کا کھلا ہوا علم سے
آواز آتا صاحبقران آتی ہوی تخت پر بادشاہ اسلام کہ چتر شاہانہ سر پر زرکش کرتا ہوا تاج مرصع پر
چار قبہ شاہنشاہی در بر غلامان زرین کمر مروہ جنبانی و مگس پرانی کرتے ہوے نقیب بولتا ہوا
کہ سواری شاہنشاہ جمجاہ کی ہے ادب سے ملاحظہ سے قدم بڑھاے چلو جو سردار واسطے استقبال
گئے تھے وہ تخت شاہی کے چاروں طرف تھے اور باادب چلے آتے تھے اور آگے آگے
سواری کے ایک لاکھ اسی ہزار بیک بچہ دوڑتا ہوا اور ایک عیار کی کلاہ مین کلغی لال ہما کی لگی ہوئی دم بدم
پر سوار سارق تو تصویر بن کے رہ گیا دل مین کہتا تھا کہ اگر یہ دعوائے خداوندی کرے زیبا
ہو گا چونکہ شخنگان صاحبقران سے اچھی طرح واقف نہ تھا دوڑ دوڑ کے ایک ایک کو حقہ پلاتا تھا
اور پر کے دل سے دعائین دیتا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ جواب صاحبقران ہین یہ کسکے فرزند ہین اور
فلان جوان کون ہے اور فلان جوان کس خاندان سے ہے کہ اتنے مین سواری خواجہ خضران شاہ
عیاران کی قریب اسکے پہونچی خضران نے دور سے دیکھا اپنے عیاروں سے کہا کہ اسکو پکڑے آؤ ہم
اپنے خیمہ مین پہونچ کے انعام دینگے دو چار عیاروں نے کہا کہ چل تیرے نصیب جاگے شاہ عیاران
فرماتے ہین کہ اسکو ہم انعام دینگے بہت خوش ہوگیا یہ سنکے شخنگان تھرایا کہ معلوم ہوتا ہے انھون نے مجکو پہچان
لیا یہ مرشد کامل ہین کہا جو کچھ دینا ہو یہین دیدیجیے خضران نے اشارہ کیا کہ مال موذی نصیب غازی
ہوا چاہیے دیکھو اسکے تھیلے مین جو کچھ ہو وہ بھی نکال لو یہ سنتے ہی طیفور بادیہ گرد نے خالی کر دیا
شخنگان کہتا تھا کہ ہمین انعام سے باز آیا سواری ظل اللہ کی آرہی ہے مجھے بہت کچھ ملجایگا یہین رہنے
دیجیے طیفور نے غور سے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ تیری شکل کسیکو بری نہین معلوم ہوتی یہ کوئی رنگا ہوا
سیار ہے جو نظر کرتا ہے بڑھ کے ایک چپت رسید کی کہ پگڑی اسکی گر گئی کہا کہ جاتا ہے یا اور طرح چلے گا
شخنگان نے کہا کہ مین چلتا ہوں اور دل مین کہا کہ یہ تو مرشد سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے اگر دھونکا تو یہ
مارے چانٹوں کے سر گنجا کر دیگا چپکا ساتھ ہولیا اتنے مین سواری صاحبقران کی آگئی فرمایا کہ خواجہ
کیون اس غریب کو لیے جاتے ہو جو کچھ دینا ہو یہین دیدو وہ تمہاری مرضی ہو یہین دلوا دون خضران
نے کہا حضور نہ دین یہ سوا میرے کسیکے دینے سے خوش ہی نہ ہوگا آپ تماشا دیکھیے امیر حیران ہین کہ
یہ اسکے جی مین کیا آگئی ہے ایک غریب کو پریشان کرتا ہے عیار اسپر چپت بازی کرتے ہوے لائے اور
اب نہایت دھوم سے سواری بادشاہ اسلام کی داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سلامی ہونے لگی بسم اللہ
کی آوازین بلند ہوئین بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہوے صاحبقران آکر دنگل مرصع پر بیٹھے اور سرداران
دست راست جانب دست راست کھڑے ہوے اور سرداران دست چپ بائین جانب اشارہ تھے

رہی اور لندھور اُسے زیر کر سکا تو لندھور نے کوکب پر قہرش کے گھونسا مارا یا قہرش بیہوش ہو گیا لندھور
نے قہرش کو باندھ لیا جب دوسرے روز دربار میں دیوان قہرش کا سمجھا جانے لگا اُس وقت
قہرش نے لندھور کے گھونسا مارنے کا حال بیان کیا بس یہ سنتے ہی امیر نے اپنے رفیق قدیم کا کچھ
خیال نکیا اور انصاف کو راہ دی لندھور کو اُسی وقت کوڑے مار کے بارگاہ سے نکال دیا اور قہرش کو
خلعت دے کے رخصت کر دیا اور خود مقابلہ کر کے مردا مردی زیر کیا قہرش بھی منصف مزاج تھا تا
زندگی امیر کا غلام بنا رہا یہ سنتے ہی سارلیق دل میں متعجب ہوا کہ یہ لوگ ایسے منصف مزاج ہیں کہا کہ یہ
چاروں قیدی جو آئے تھے اُنھوں نے کئی شبخون ہمارے سحرگان نے کہا کہ اسکا ایک سبب تو یہ تھا
کہ امیر با توقیر یہاں موجود نہ تھے علاوہ اسکے جیسی بے ترکیبی آپنے کی ویسی اُنھوں نے کی نہ آپ
عیار کے ذریعے قید کر سکتے نہ یہ انجام ہوتا سارلیق نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے جب رات ہوئی تو
سارلیق نے تنہائی میں محو جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ خبر نامہ دار کے آنے کی ہے لہذا
تجکو چاہئے کہ رنگ باغ محوبیت کا بدل دے جو باغ محوبیت کی طرف سے آئے وہ مسحور ہو کر
مجھے سجدہ کرے تا کہ نامہ دار کی رسائی مجھ تک نہو محو جادو نے کہا کہ کیا مجال ہے جو کوئی آپ تک
آسکے اور اپنے جا کر رات بھر میں ایک پتلی سحر کی تیار کی اور قریب دروازہ اطلسیہ کے اُسکو نصب
کر دیا اور چند بازار دشا میں سے تیار کر کے جا بجا بلند درختوں پر لٹکا دیے اب بیان کی کیفیت سنئے کہ
جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوئے اور صاحبقران زمان و لنگل یا دعنبر پر شکن پہ
سب سردار اپنی اپنی صندلیوں پر آ کے بیٹھے عیار تھمہائے زریں پر کھڑے ہوئے اور خواجہ خضران رکن
ہا ہا پر شکن ہوئے ع عجب بارگاہے عجب گیر و دار * تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار * جب دربار
معمور ہو گیا تو صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے صمصام قلم نامہ لکھو سارلیق کو اس مضمون کا کہ اے
سارلیق پہچان اُس پروردگار عالم کو جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے خالق حقیقی کو بھول کر چند روزہ زندگی
کے واسطے خدا نہ بن کہ انجام اسکا خراب ہے روز بازپرس خدا کو کیا منہ دکھائے گا اور بندگان خدا کو
برگشتہ نہ کر مجھے خدا نے اسی لیے خلق کیا ہے کہ بندگان خدا کو راہ ضلالت سے باز رکھوں اور راہ نیک
بتاؤں خواہ نصیحت سے مانے یا سیاست سے غرض یہ مضمون جب صاحبقران بتا چکے تو صمصام
قلم منشی بے بدل نے نہایت عمدہ عبارت میں شرح و بسط کے ساتھ نامہ تحریر کر کے پیش کیا
صاحبقران نے پسند فرمایا اب اُنھوں نے عمدہ کاغذ پر مسودہ صاف کیا اور مہر شاہی ثبت کر کے
حاضر کیا صاحبقران نے حسب دستور قدیم چوکی صندلی بچھوا کے اور سپر و شمشیر خلعت اور جام
کلہ عفریت بھروا کر رکھ دیا اور فرمایا کہ اے جوانان اسلام و غازیان نیک انجام تم میں سے کون
ایسا ہے کہ یہ نامہ لے جائے اور سارلیق بن لقا سے جواب باصواب اس نامہ کا لائے ہنوز سخن
در دہان تھا کہ طلحہ بن لندھور اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑا اور جلم ہونٹوں سے لگا کر جرعہ
در کشیدہ کیا اور دست بستہ خدمت صاحبقران عالی شان میں عرض کی کہ اس خدمت کو یہ خادم بجا
لائیگا صاحبقران اول سکندر زمانے میں والد ماجد نے نامہ داری کی تھی آج یہ جاں نثار جواب نامہ کا
لانے گا فرمایا بہتر ہے مگر اے طلحہ بن لندھور میں نے سنا ہے کہ اس ملعون نے راستہ [illegible]
باغ محوبیت کی جانب سے رکھا ہے اور باغ محوبیت مقام خطرناک ہے طلحہ نے عرض کی کہ اتنے میں [illegible]
کر چکا اگر رسائی میری سارلیق تک ہو گئی تو دیکھیے گا کس طرح جواب نامہ کا اُس سے لیتا ہوں

صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ ہمت مردان مدد یزدان طلحہ نے خلعت زیب جسم کیا اور شمشیر کمر سے لگائی سپر
پشت پر آویزاں کی نامہ سر سے باندھا اور سلام رخصت کرکے بارگاہ سے باہر آئے اور اپنے لشکر میں
سے چالیس ہزار جندی منتخب کرکے ساتھ لیے اور بنہایت جاہ و تجمل کے ساتھ جانب باغ محویت
روانہ ہوئے اُدھر ہرکاروں نے ساریق کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہے یہ آکر گنبد جہان نما پر بیٹھا دریچہ وا کیا اس
طرف سے سواری طلحہ بن لندھور کی چلی دیکھا ساریق نے کہ یہی جوان زبردست جسکے لشکر میں
تین سو فیل تھے وہی آتا ہے چالیس ہزار سوار زرق برق مسلح و مکمل چلے آتے ہیں یکایک یہ
سب دروازہ باغ محویت پر پہونچے فوج اُسی جگہ ٹھہر گئی اور طلحہ بن لندھور تن تنہا بسم اللہ کہکر
داخل باغ ہوئے ساریق کے قیطول سے باغ کو بھی سامنا تھا یہ بیٹھا دیکھا کیا جسوقت طلحہ باغ
میں پہونچے تو دیکھا انھوں نے کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے گلہائے بوقلموں کھلے ہوئے ہیں سبزہ
باد صبا کی اٹکھیلیوں پر لوٹا جاتا ہے جانوران مختلف الالوان مصروف زمزمہ سرائی ہیں میوے گوناگوں لگے
ہوئے ہیں جب یہ چمن ختم ہوا دوسرا چمن ملا اس چمن میں سب درخت جواہر کے تھے جانور جواہر کے گل و ثمر
جواہر کے لیکن ہر گل چٹکتی تھی وہ یا خداوند ساریق کی صدا دیتی تھی اور ہر جانور بولتا تھا وہ ساریق کا نام
لیتا تھا نہریں آب مصفا کی جاری تھیں مچھلیاں پانی پر ابھر ابھر کے جو حباب چھوڑتی تھیں اور حباب ٹوٹتا تھا
تو آواز خداوند ساریق بن لقا کی پیدا ہوتی تھی طلحہ یہ سیر دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک
مقام پر دیکھا کہ ایک پتلی الماس کی رقص کر رہی ہے زیور [illegible] کا یاقوت سرخ کا ہے جوڑا اودا پہنے زمرد کی صراحی
داہنے ہاتھ میں اور جام مرجان کا بائیں ہاتھ میں لیے کہہ رہی ہے کہ اے بندگان گمراہ آگاہ ہو کہ خداوند ساریق نے
تجھے یہ شان و شوکت عنایت کی اسقدر زور و طاقت دی اور تو نے اُسے بھول کر صاحبقران کا ساتھ
دیا اور بار بار وہ گستاخی اس طرف آیا ہے مگر تو خداوند سے کہیں بچکر نہ جائے یہ سنکے طلحہ کے دل پر ایسا
اثر ہوا کہ عقل پر پردہ پڑ گیا ندامت میں گردن خم کردی پتلی نے جام بھر کر دیا اور کہا کہ اسے پی اور دیکھ عنایت
و کرم خداوند کو کہ تیرے حال پر کسقدر مہربانی ہے باوجودیکہ تو نے اس وقت تک سراسر نافرمانی کی طلحہ نے جام ہاتھ
میں لیکر پی لیا اور کہا کہ میں اپنے افعال ماضی سے توبہ کرتا ہوں پتلی نے کہا کہ توبہ تیری اس وقت قبول
ہوگی جب کچھ دن ندامت میں گذرینگے اور جیسی ریاضت کریگا ویسا پھل پائیگا جا اور اس باغ کی خدمت
کیا کر طلحہ نے کہا مجھے منظور ہے بس اُسیوقت چند باغبان آئے اور طلحہ کے کپڑے اتروا کے لنگی بندھوا دی
بیلچہ ہاتھ میں دیا اور اپنے ساتھ لے لیا ساریق نے جو قیطول سے یہ معاملہ دیکھا بہت ہنسا اور
دریچہ بند کر لیا اُدھر دربانوں نے ہمراہیان طلحہ بن لندھور سے کہا کہ اب تم یہاں کسکے انتظار میں
ٹھہرے ہوئے ہو جاؤ اور صاحبقران سے کہدو کہ اب طلحہ سے قیامت تک ملاقات نہوگی انھوں
نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اور خدمت باغبانی کو پسند کیا یہ کہکر نامہ امیر کا طلحہ سے لیکر ہمراہیان طلحہ
کو واپس دیا یہ لوگ حیران و پریشان وہاں سے چلے اُدھر ہرکاروں نے پہلے ہی آکے صاحبقران
سے عرض کی کہ طلحہ باغ محویت میں جاکر محو باغبانی ہوگئے ہمراہیان طلحہ پلٹے ہوئے آتے
ہیں یہ سنکے صاحبقران کو کمال رنج ہوا صاحبقران نے دوسرا نامہ تحریر ہونے کا حکم دیا تھا کہ ہمراہیان
طلحہ وہی نامہ واپس لائے اور صاحبقران دوران کے ہاتھ میں دیا امیر باتوقیر نے حسب قاعدہ
نامہ رکھوا دیا اور فرمایا کہ اب جو جائے سمجھ کے جائے سیر باغ میں نہ محو ہو جس خدمت کے واسطے
جاتا ہے اُسے بجا لائے پس یہ سنا تھا کہ ملوک بن مالک اپنے دنگل سے کود پڑے اور عرض

کی کہ غلام کو سیر سے کام نہیں ہے میں کسی شے کی طرف نہ دیکھونگا نہ محو ہونگا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا جامہ پیا خلعت
پہنا شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکلکر صرف بارہ سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قطول روانہ ہوے
وہاں ساریق بن لقا کو خبر ہوئی کہ دوسرا نامہ دار آتا ہے اسنے کہا آنے دو اسکی بھی وہی حالت ہوگی یہاں
مملوک دروازہ باغ پر پہونچے ہمراہیوں کو اسی مقام پر چھوڑا اور آپ گھوڑے کو دوڑاتے ہوے اندر
باغ کے داخل ہوے اپنے گھوڑے کی طرف اور رستے کو دیکھتے جاتے تھے باغ کی طرف نظر بھی نہ کرتے تھے
برابر چلے ہی جاتے تھے کہ اک مرتبہ کان میں آواز آئی کہ خدا نے آنکھیں اسلیے دی ہیں کہ تماشا نیرنگ دنیا
کا دیکھے اور کان سننے کے واسطے بنائے ہیں تو کیسا نے بہرہ ہے کہ بہروں کی طرح کسیکی نہیں سنتا اور اندھوں
کی طرح چلا جاتا ہے کسی طرف دیکھتا ہی نہیں مملوک بن مالک کو اس سخت کلامی پر غصہ آیا آواز دی کہ تو
کون ہے اور آنکھ اٹھا کے اسکی طرف دیکھا یہ وہی پتلی تھی جسکی سحر بیانی نے طلیعے کے قلب کو برگشتہ کیا تھا
بس ادھر تو نظر مملوک کی اٹھی اور باتیں اس پتلی کی سنیں اور محو ہوگئے خود کہا کہ بیان کر کیا کہتی ہے
پتلی نے کہا اے بیمروت تو جو اسطرح دنیا میں اندھا اور بہروں کے زندگی بسر کرے گا اور روز بازپرس تجھسے
پرسش ہوگی کہ آنکھیں بند کر لینے کو دی تھیں یا دیکھنے کو کان سننے کے واسطے عنایت کیے تھے یا ٹھیلنے
لگانے کو تو کیا جواب دیگا مملوک نے کہ تو سچ کہتی ہے پتلی نے کہا اسی طرح یہ بھی پوچھا جائیگا کہ جب تو نے
قدرت اپنے خداوند کی دیکھی تو پھر کیوں خداوند سے برگشتہ ہوا مملوک کے تب پر بھی سیاہی سحر
دوڑ گئی کہا کہ اب تو یہ میری قبول ہوسکتی ہے پتلی نے کہا کہ یہ تو ریاضت کا پھل ہے جیسا تخم بوئے گا ویسا پھل
پائے گا خداوند کے باغ میں بیٹھ کر باغبانی کر جسوقت تیری ریاضت سے گل بوٹے لینگے تو خداوند خوش ہوکے
تیری خطا بخش دیگا اور ثمرہ ریاضت کا عنایت کرے گا یہ سنکے مملوک نے کہا کہ میں ریاضت کرنے میں
عاجز نہیں ہوں بس باغبان دوڑے ہوے آگے اور ایک بیلچہ انکے سامنے بھی ڈال دیا اور کہا
کہ جاؤ فلاں چمن کو درست کرو مملوک نے بیلچہ اٹھالیا اور ان باغبانوں کے ساتھ ہوے نامہ پتلی کے حوالے
کیا کہ اس نامہ کو واپس کردو کہ امیر کسی اور کو بھیجیں ہمسے ایسی گستاخی خدمت خداوند میں ہوگی یہ بھی جاکے
طلیعے کے برابر بیٹھے اور بیلچہ کاری میں مصروف ہوے پتلی نے نامہ دربانوں کے سپرد کیا دربانوں نے نامہ امیر
کے ہمراہیان مملوک کو واپس دیا اور کہا کہ صاحبقران سے کہنا کہ آپکا فرستادہ بندگان خداوند
میں داخل ہوگیا اب اسے آپکی اطاعت سے انکار ہے لہذا یہ کام کسی اور کے محول کیجیے یہ لوگ بھی پلٹے ہوے
خدمت صاحبقران عالیشان میں آئے اور ساری روداد بیان کی امیر نہایت رنجیدہ ہوے اور
حقہ میں پھر نامہ رکھا اور فرمایا کہ جو جائے نیک رو ہو کو سرخرو ہوکے جائے یہ سنکے مظفر بن غضنفر غازی
اپنے دنگل سے کود پڑا اور کہا کہ اب غلام جائیگا اور انشاء اللہ اس خدمت کو اچھی طرح بجا لائیگا میں
ہرکاروں کی زبانی سنا ہے کہ ایک پتلی ہے کہ وہی بہکا دیتی ہے میں اس پتلی کی باتیں نہ سنونگا نہ مجھپر کوئی اثر
ہوگا یہ کہکر جامہ پیا خلعت زیب جسم کیا نامہ سر سے باندھ کر دو سو قزاق ساتھ لیکر جانب باغ محبت
روانہ ہوا جسوقت دروازہ باغ پر پہونچا تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم سب میرے ساتھ آؤ اور بڑے
بوقوں کو دم دیتے رہنا تار نہ ٹوٹنے تاکہ کسی طائر باغ یا انسان کی آواز کان میں نہ آنے پائے
یہ کہکر گھوڑے کو آگے بڑھایا ساتھ ہی سب قزاقوں نے بھی گھوڑے دوڑا دیے اور بوقوں کو
پھونکتے ہوے چلے وہاں ساریق کو معلوم ہوا کہ تیسرا نامہ دار آتا ہے لیکن یہ بڑا سرکش ہے کہ اپنے
ہمراہیوں سمیت داخل باغ ہوا ہے اور بوقیں پھونکتا چلا آتا ہے کسیکی آواز نہیں سنتا ساریق

نے دریچہ کھولا دیکھا کہ ہزاروں کی وضع کے لوگ روش دیگری کو روندتے شور و غل مچاتے چلے آتے
ہین بس جیسے قریب اُس پتلی کے پہونچے پتلی نے ایک چیخ ماری کہ آوازین بوقون کی بند ہوگئین اب
وہ دم کے پھونکتے ہین مگر کوئی بوق آواز نہین دیتا پتلی نے آواز دی کہ دیکھا قدرت خداوند باختر
کو کہ اُسنے اُس باجہ ہی کو بند کر دیا جو تمہین نصیحت نہ سننے دیتا تھا اب سوچو کہ خداوند ساریق کی جرأت کا خداوند
ہے اسکو چھوڑ کر جو تمنے ایک بڑے خدا کی پرستش بلا عقبا کی ہے تو کیا سمجھ کر ہوشیار ہو اور تمنے خداوند کو
پہچانو خدمت مین خداوند کے ایسی گستاخی کرنا ایک بندہ برگشتہ کا لیکر تمنے ہو منظفر نے کہا سچ کہتی
ہو اور ہمراہیان منظفر نے بھی ہمزبان ہوکے کہا کہ ہمین اطاعت ساریق مین کوئی عذر نہین
ہے پتلی نے ایک ایک جام الوہیت کو پلایا اور مطیع بنایا اور ان سبکو بھی پیچھے دستے کے کارپردازانی
انکے بھی سپرد کیا چونکہ یہ جتنے لوگ گئے تھے سب وہین کے ہو رہے تھے اس سبب سے نامہ بھی انپس
نہ آیا اور انکے حال کی خبر بھی صاحبقران کو دوسرے روز ہوئی اب امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا
کہ مین خود جاؤنگا یہ سُنکے سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ حضور کی شان کے خلاف ہے کہ آپ
ایلچی بنکے جائین یا صاحبقران اگر مناسب ہو تو یہ خدمت اس غلام کے سپرد کیجیے اسلیے کہ باغ محبت
مین کارخانہ سحر کا ہے محو جادو نے یہ رنگ سحر کا وہاں جما رکھا ہے کہ طائر نام ساریق کا لیکر پکارتے ہین
سنتے چہک کر آواز یا ساریق کی دیتے ہین اور اب ایک پتلی بھی قائم کی گئی ہے کہ اُسکے کلام کی تاثیر
قلب کو برگشتہ کر دیتی ہے جو جائیگا اُسکی یہی حالت ہوگی اگر خدا نخواستہ حضور بھی اس آفت مین مبتلا
ہوے تو عزت اسلام کی جاتی رہیگی فرمایا مین صاحب اسم اعظم ہون سارے باغ کو پامال اور تاراج
کرکے چلا آؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اوّل تو اسم اعظم بند کر لینا زیادہ وقت کی بات نہین ہے دلنواز
سے ساحر دھوکا دیکر اسم اعظم بند کر دیتے ہین حضور نے اپنے بزرگون سے گذشتہ واقعات سنے ہی
ہونگے علاوہ اسکے اگر اس شان و شوکت سے آپ پہونچ بھی گئے تو یہ کیا کم توہین آپ کے واسطے
ہے کہ آپ رکن دین اسلام اور رہنماے راہ حق ہوکر آپ کافر کے سامنے تکل پر بیٹھین اور وہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہو میری دانست ناقص مین تو حضور کا جانا کسی طرح مناسب نہین ہے بادشاہ اسلام نے بھی منع
کیا اور سردارون نے عرض کی کہ ابھی تو بہت سی جان نثار موجود ہین حضور کیون قصد فرمائین صاحبقران
نے فرمایا کہ پھر نامہ کا جانا تو ضروری بات ہے سکندر نے عرض کی کہ مین تو جانے کے لیے موجود ہون
لیکن اتنا امیدوار ہون کہ اگر شاید وہاں پہونچکر قتل ہو جاؤن تو لاش میری کافرون سے لیکر دفن
کر دیجیے گا اور فاتحہ خوانی سے محروم نفرمائیے گا اسلیے کہ ساریق کے یہان اس وقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہین اگر بگاڑ پڑا اور لڑائی ہوئی تو مین کس کسکا جواب دیسکونگا یہ سُنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ اے سکندر قسم بایمان خود کہ اگر تیرے ساتھ کوئی بے ترکیبی ہوئی تو قبلولی کو ہلا دونگا
زمین و آسمان کے قلابے ملا دونگا آج ہی خداوندی ساریق پر آفت آجائیگی یہ فرماکر نامہ تحریر
کرا کے سکندر کے سپرد کیا سکندر دیرہ نشین نے نامہ سر سے باندھا اور ایک کشتی ساحر سحر
سے منگائے اور اُس کشتی پر بیٹھ کے صاحبقران سے عرض کی کہ اگر مجھپر کوئی آفت پڑیگی
تو ایک طائر آکر حضور کو خبر دیگا صاحبقران کے دلیرانہ باتون نے سکندر کی ایسا اثر کیا کہ چلتے سے
خضران کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ خواجہ ایک ہم کہہ دیتے دونگا اگر تم سکندر کے ساتھ پوشیدہ طور پر
جاؤ اور قبل سکندر کے آنے کے مجھ سے حالات نامہ داری بیان کر دو یہ سُنکے خواجہ خضران چلتے

سے گلیم لوڑھ کر سکندر کے پاس پہنچ گئے اب سکندر نے عرض کی کہ یہ بھی ممکن ہے کہ میں بالا سے ہوا
اس کشتی کو اُڑاتا ہوا دوسرے راستے سے بالا ے قیطول پہونچ جاؤں اور یہ بھی ممکن ہے کہ باغ محویت
کی طرف سے جاؤں امیر نے فرمایا کہ جو راستہ ساریق نے معین کیا ہے اُسی راستے سے جانا چاہیے
سکندر نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا اور سلام رخصت کر کے کشتی کو اشارہ کیا کشتی بلند ہوئی اور باغ
محویت کی جانب روانہ ہوئی جس وقت سکندر دیرہ نشین دروازہ باغ میں داخل ہوا تو اک شاہین
درخت پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ ای سکندر بھول گیا اپنی حقیقت کو اور ان خداپرستوں کے
شریک ہو گیا ہے ہوشیار ہو سکندر نے اک گنجشک سحر ہاتھ پر رکھ کے شاہین کو دکھائی شاہین آکے
ہاتھ پر آیا اور اُس گنجشک کو کھاتے ہی اُڑ کر سر پر سکندر کے سایہ افگن ہو گیا سکندر اور آگے
بڑھا اور اک مقام پر غول قمریوں کا دیکھا قمریاں بھی شور مچانے لگیں کہ ای بے ادب نہیں پہچانتا خداوند
ساریق کو کہ وہ کیسا خداوند ہے سکندر نے اُسی شاہین کو اشارہ کیا کہ شکار کرے ان قمریوں کو شاہین
قمریوں کے شکار میں مصروف ہوا سکندر آگے بڑھا اک درخت پر باز سپید رنگ کو بیٹھے دیکھ
سکندر نے اشارہ کیا باز اُڑ کر سامنے آیا سکندر نے اک گولی اُسے بھی کھلائی باز بھی سکندر
کا دم بھرنے لگا آگے بڑھ کر دیکھا کچھ بلبلیں اک درخت پہ بیٹھی ہوئی چہچہے کر رہی تھیں سکندر نے باز سے
اشارہ کیا کہ لینا انکو باز نے بلبلوں کو شکار کرنا شروع کیا سکندر اور آگے بڑھا اک جرہ نظر آیا
سکندر نے اُسے بھی گولی کھلا کے مطیع بنایا اور ساتھ لیکے آگے بڑھا اک درخت پر کچھ فاختائیں
بیٹھی ہوئی دم بھر رہی تھیں سکندر نے جرے کو فاختاؤں کے شکار میں مصروف کیا خود بھی
آگے بڑھ گیا غرضکہ جرے کے مقام سے شکرے کی جگہ شکرے سے شاہین کے مقام پر پھر شاہین سے ہر ایک
مقام پر اسی طرح ہر جگہ کو طے کرتے ہوئے اور ہر بخارات سحر کو ہٹاتے ہوئے سامنے اُس الماس کی تیلی کے
پہونچے تیلی نے کہا افسوس ہے ای سکندر تو غضب خداوندی سے نہیں ڈرتا اور اس طرح بلند بلند
چلا جاتا ہے سکندر نے کہا کہ تو بہت زبان درازی کرتی ہے کیوں آگ لگ نہیں جاتی تیری زبان میں پس
اس کہنے میں ایسی تاثیر تھی کہ تیلی کے دہن سے شعلہ نکلا اور دھڑ دھڑ جلنے لگی وہ ناچتی ہوئی بھاگی
جس درخت کے قریب سے ہو کر گذری اُسمیں آگ لگ گئی اور دھڑ دھڑ جلنے لگا اتنا ایک درخت
سے دوسرے درخت میں اور دوسرے درخت سے تیسرے درخت میں تیسرے درخت سے
چوتھے درخت میں یہانتک کہ پورے چمن میں آگ لگ گئی اور اب شعلے بھڑک بھڑک کے
اس چمن سے اُس چمن میں ہوتے اُس چمن سے تیسرے چمن میں اور چوتھے چمن میں غرضکہ
سارا باغ آتشیں بہار ہو گیا قاضی یحیی بن لندھور اور مملوک بن مالک اور مظفر بن غضنفر وغیرہ
جن مقاموں پر پہنچے ہوئے تھے بیہوش ہو گئے مگر آگ نے انپر تاثیر نہ کی یہ بھی اک شعبدہ سحر
سکندر تھا اسلیے کہ سکندر کو معلوم تھا کہ یہ لوگ بیہوش ہیں ایسا نہو کہ جل جائیں لیکن جب تمام
باغ پھکنے لگا تو محو جادو کو خبر ہوئی یہ بیتابانہ دوڑا کہ یہ کون شخص آگیا جسنے میرا ریاض خاک
کر دیا میں نے تو سنا تھا کہ لشکر اسلام میں کوئی ساحر نہیں ہے جیسے ہی آیا دیکھا کہ سکندر دیرہ نشین
کشتی سحر اُڑاتا ہوا چلا جاتا ہے بس اُسنے آواز دی کہ ای سکندر دیرہ نشین یہ تمہارے دل میں
کیا آئی کہ تمنے اپنا دین آبائی ترک کیا اور خداپرستوں کے شریک ہوئے یہ سب ابلیس کی پھوٹ کا
نتیجہ ہے کہ خداپرستوں کو یہ زور ہوا نہ تم ایسے لوگ خداپرستوں کے شریک ہوتے نہ خداپرستوں کو

یہ دن نصیب ہوتا کہ وہ خداوندوں کے منہ چڑھتے سلطنتیں بگاڑتے اپنا جھنڈا گاڑتے سکندر دیرہ
نشین نے کہا ای محو جادو میں نے ایدھر خدا پرستوں کی اطاعت نہیں کی ہے بلکہ جب مذہب کو
آنکے حق پایا اور اُنسے مقابلہ میں بھی رہا ہوں اُس وقت اطاعت کی ہے اور ساریق کی جو حقیقت
ہے اُس سے تم بھی واقف ہو میں بھی آگاہ ہوں محو جادو نے کہا کہ خیر ان باتوں سے کوئی کام نہیں
اب تم جس کام کیلیے آئے ہو جاؤ مجھے تم سے لڑنا منظور نہیں ہے ایک وہ وقت تھا کہ ہم تم ایک
صحبت میں بیٹھتے تھے شادی بیاہ میں ایک دوسرے کے یہاں شرکت کرتا تھا آج اختلاف
مذہب نے یہ تفرقہ ڈال دیا کہ ایک ایک کے خون کا پیاسا ہو گیا یہ سُنکے سکندر دیرہ نشین تو
آگے بڑھے اور محو جادو نے آکے سرداران اسلام کو رہا کر دیا دوبارہ انپر سحر نہیں کیا یہ سب کے
سب ہوش میں آتے ہی یہاں سے بھاگے اپنی حالت پر افسوس کیا کہ یہ ہماری کیا صورت بنی ہوئی ہے
ادھر سکندر دیرہ نشین دروازہ طلسمیہ پر پہونچا یہاں اس مقام کا خاقان اطلس پوش تھا اسنے
کہا کہ میں خداوند سے اجازت حاصل کر لوں اسکے بعد آپ شوق سے تشریف لے جائیے یہ میں خوب
جانتا ہوں کہ جو باغ محویت کو طے کر کے اس مقام تک آگیا وہ اس دروازہ سے بھی گذر سکتا ہے سکندر
نے کہا کہ میں اتنی دیر یہاں ٹھہرا ہوا ہوں تم جا کے پوچھ آؤ سکندر تو اس مقام پر رکا خواجہ خضران
نگاہ اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے ہر مقام کے واقعات تحریر کرتے جاتے تھے وہاں خاقان اطلس پوش نے
جا کر ساریق سے عرض کی کہ ایلچی دروازہ تک آگیا کیا حکم ہوتا ہے ساریق نے کہا کہ کیا محو جادو نے اس
ایلچی کا کوئی انتظام نہیں کیا خاقان اطلس پوش نے کہا کہ محو جادو کی نیرنگ سازی اُسنے خاک میں
ملا دی سکندر دیرہ نشین برسم نامہ داری آیا ہے کوئی اور نہیں ہے یہ سُنکے ساریق مجبور ہوا اور کہا کہ خیر بلا لو
اسوقت دربار ساریق کا سرداران نامی و ساحران گرامی سے مملو تھا ساریق تخت پر بیٹھا تھا چار رکن اور
اسکے چاروں کونوں پر تخت کے بیٹھے تھے داہنے جانب سب سے بالا دست زلازل بن زلزلہ بن
زلزال دیو پرور اژدر کش نہایت شان و شوکت سے اپنے دنگل پر تنہا بیٹھا ہوا تھا اور اسکے مقابل
میں بائیں جانب نہنگ بن طوفان دریا موج اپنے دنگل پر بیٹھا تھا یہ دونوں سردار بارگاہ ساریق
میں اس مرتبہ کے ہیں جو بارگاہ لقا میں فہرش اور عنبر سوقیانی طوفانی کو حاصل تھا اور جبروت
رعد آواز جو لقب قدرت کہلاتا ہے یہ اسوقت موجود نہ تھا یہ ان دونوں سے بھی زبردست ہے اور ہمیشہ سیر و
شکار میں مصروف رہتا ہے جب کوئی مہم درپیش ہوتی ہے کسی سے سر نہیں ہو سکتی ہے اُس وقت یہ بلایا
جاتا ہے اسنے دیووں کو پست کیا ہے اور مطیع بنایا ہے غرضکہ وہ تو اس وقت موجود نہ تھا لیکن اور سردار
بڑے بڑے موجود تھے مثل خونناک اژدر چشم اور شہناک اژدر چشم اور طہماسپ پلنگین در
خضرانی ازرق چشم وغیرہ کے اور انکے بعد فولاد سنگ بار جلاد سنگ بار نہنگ خون آشام
پلنگ خون آشام ببر خون آشام ہزبر خون آشام گوزن گاو سوار سیاف جنگجو نہدلیس پلتین
خاقان کج کلاہ مردان جوشن پوش خیران گردن کش پیلان پیل تن ہزبر مردم دراخرس بن
خرس روئین تن ارجاسپ گرد لہراسپ گرد مہران مہر طلعت مہیب فیل پیکر سیجان تیر اندازیکا
تیرانداز قہر روئین شگاف مغرور مردم دور مغرور مردم در غضنفر قریب ایک ہزار دنگل نشین و کرسی
نشین کے موجود تھے وہاں خاقان اطلس پوش نے جا کر سکندر سے کہا کہ آپ جائیے میں نہیں روکتا
خداوند نے اجازت دی ہے یہ سُنکے انھوں نے کشتی کو اشارہ کیا کشتی دروازہ سے نکلکر زمین سے

بلند بلند چلی تمام مقام سکندر نے طے کیے اور سامنے قبطول کے پہونچے جسوقت داخل دربار ہوے تو سکندر
نے دس قدم کے فاصلے پر کرسی کو اتنا بلند رد کا کہ سرداران ساریق کے سروں سے ہاتھ بھر بلند تھی اسوقت
سکندر نے آواز دی کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور اُسکے رسول کو مانتا ہو کسی کافر
نے تو جواب ندیا لیکن اک آواز علیک السلام کی آئی جسپر تمام اہل دربار بھی حیران تھے اور سکندر بھی
متحیر تھا کہ یہ کون ہی۔ ساریق نے کہا ای بندہ بے ادب تو اسقدر بلند خداوند کے سامنے بیٹھا ہی تجھے
غضب خداوند سے خوف نہیں آتا سکندر دیدہ نشین نے کہ ای ساریق شاہ اس وقت تک کسی
ایلچی کو ایذا نہیں پہونچائی ہی بلکہ یہ مثل مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہیں وہ دوسرے کا پیامی ہوتا ہی کوئی
تقریر اُسکی یا تحریر اپنی جانب سے نہین ہوتی اچھی ہو یا بری جیسی بات ہوتی ہی ویسا اُسکا جواب دیا جاتا
ہی تو نے یہ کون سا طریقہ اختیار کیا کہ نامہ داران صاحبقران کو مبتلاے سحر کرکے ذلیل کیا تجھے شرم
بھی نہ آئی جو کچھ کرنا تھا وہ بروقت مقابلہ کیا ہوتا خیر گذشتہ راصلوات آیندہ را احتیاط جیسا سلوک تو امیر
کے ساتھ کریگا ویسے ہی سلوک کی امید بھی رکھنا ابھی کل کی بات ہی کہ خواجہ خضران نے سختگان پر
سختی کی تھی تو صاحبقران نے منع فرمایا اور خلعت دیکر عزت کے ساتھ رخصت کیا تھا پوچھو اسے اپنے
وزیروں سے کہ میں سچ کہتا ہوں یا دروغ سختگان نے کہا آپ بہت درست فرماتے ہیں وہ لوگ سب کے
سب ایسے ہی ہیں جسقدر اُنکی تعریف کی جاے کم ہی ساریق نے کہا او شیطان تو میرے سامنے
میرے دشمنوں کی تعریف کرتا ہی سختگان نے کہا کہ جو جیسا ہوگا وہ ویسا کہا جائیگا میں تو وضع کی پابندی میں
اور بزرگوں کی وصیت کے موافق خداپرستوں کے خلاف رہتا ہوں ورنہ خوب سمجھتا ہوں کہ دین انہیں کا
برحق ہی ساریق نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا اور سکندر دیدہ نشین سے کہا کہ تم نامہ لائے ہو تو میرے
سپرد کرو سکندر نے کہا کہ اِسی سختگان سے پوچھو کہ نامہ کیونکر لیا جاتا ہی یہ نامہ بادشاہ اسلام کا ہی
جبتک یہ اُسی وقار سے نہ لیا جائیگا اُسوقت تک نہ دیا جائیگا ساریق نے کہا اُسکی کیا صورت ہوتی ہی
سختگان نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال میں قدم ایلچی کا استقبال سات کشتیاں جواہر کی نامہ پر
نثار کی جائیں تین کشتیاں ایلچی پر سے ساریق نے کہا کہ میں خداوند ہوکر استقبال کروں سختگان نے
کہا کہ مہمان کی عزت کرنا کچھ قباحت کی بات نہیں ہی بلکہ صفت خداوندی ہی آپ کا حسن اخلاق مشہور رہیگا
ورنہ یہ ایلچی سخت ہی بُری طرح سے پیش آئیگا آج ہی قیامت برپا ہو جائیگی۔ یہ باتیں چپکے سے ساریق کے
کان میں کہیں ساریق بھی ڈرا کہ ایسا نہو بگڑ جائے جیسے باغ محویت کو تاراج کر دیا اُسکے آگے ایک
شخص کا شادیا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچکر اپنی جگہ سے اُٹھا اور براے استقبال آگے بڑھا کوئی
ایک قدم سکندر بھی آگے بڑھا اور نامہ ہاتھ میں ساریق کے دیا ساریق نے نامہ سکندر
کے ہاتھ سے لیا اور کشتیان جواہر کی سکندر کے سامنے رکھوا دیں سکندر دیدہ نشین نے جو
خدمتگاروں سے اشارہ کیا کہ لوٹ لو خدمتگار دوڑے لیکن ہاتھ جو ڈالتے ہیں تو خالی زمین پر پڑا نہ
کشتیاں دکھائی دیں اور نہ کشتی پوش بلکہ خدمتگاروں کی پگڑیاں نادرد ہوگئیں ابتو آپس میں [illegible]
ہونے لگی ایک نے اُس سے کہا کہ تو نے میری پگڑی لے لی اُسنے اُس سے کہا کہ میری پگڑی کیا ہوئی یہ تماشا
دیکھکر ساریق تو متحیر تھا کہ یہ کیا سانحہ ہی بلکہ تمام اہل دربار حیران تھے سکندر بھی انگشت بدندان
تھا لیکن سختگان اپنے مقام سے اُٹھا اور چاروں کونوں کو سلام کرکے عرض کی کہ مرشد سبحان اللہ
آپکا مثل ونظیر کاہیکو ہی ساریق نے کہا کہ یہ تو کسے سلام کر رہا ہی سختگان نے کہا آپ ابھی کیا

جاتے ہیں یہ وہی مرشد کامل ریش تراشندۂ کافران اور سر برندۂ جادوگران خواجہ خضران تشریف لائے ہیں
اہل دربار نے کہا ملک جی کیا تمھاری آنکھیں اور ہیں ہماری آنکھیں اور ہیں ہمیں کیوں نہیں نظر آتے سختگان
نے کہا میں دیدۂ دل سے دیکھ رہا ہوں ظاہر میں وہ کسیکو بھی نہیں دکھائی دیتے ہیں یہ کہکر قلندران
سے چند اشرفیاں نکالکر ہاتھ پر رکھیں اور ادب سے عرض کی کہ اس غلام قدیم کی طرف سے بھی یہ نذر
و دعوت قبول ہو بس یہ کہنا تھا کہ اشرفیاں ہاتھ پر سے غائب ہو گئیں سب حیران تھے سکندر
نے کہا کہ اب نامہ کو پڑھیے اور جواب تحریر کیجیے کہ دن کم رہگیا ہے میں شام تک لشکر اسلام میں پہنچ
جانا چاہتا ہوں سارلیق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سارلیق ابن لقا آگاہ ہو کہ بادشاہی
بھی خدائی سے کم نہیں ہے بادشاہ کہلوانے سے خدا کہلوانے میں کیا بہتری معلوم ہوتی ہے کسی قسم
کے آرام و آسایش میں تیرے فرق نہیں آ سکتا نہ ملک و مال میں کمی ہو سکتی ہے بلکہ دنیا تو تیرے
واسطے خدا نے خلق ہی کر دی ہے کہ سب سامان آسایش مہیا ہیں اتنے بڑے ملک باختر کا
فرمانروا ہے اب اگر خداے حقیقی کو پہچانے گا اور دل سے مانے گا تو عاقبت بھی بخیر ہوگی اسے
سارلیق خواب غفلت سے ہوشیار ہو اور خیال کر ان لوگوں کو جو تجھ سے بیشتر تھے وہ آج کہاں
ہیں ؎ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا + مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے + دیکھ پاؤں تھراتے
تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے جھکا نہ سر کے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے + آج کہاں ہے
لقاے بے لقا بھائی تیرا جو اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند کہلاتا تھا کہاں ہے ساحر شمشیر جو
خداوند ساحران عالم مشہور تھا کیا ہوئے سامری و جمشید جنھوں نے سحر و ساحری کی تخم پاشی کر کے
بندگان خدا کو گمراہ کیا یہ زمانہ بیوفا ہے دہر دو رنگ ہے اسنے کسی سے وفا کی ہے نہ کریگا اگر تو ہزاروں
برس جیئیگا تو ایک دن ضرور مریگا بقا سوا ذات معبود حقیقی کے کسی کے واسطے نہیں ہے ؎
ذات معبود جاودانی ہے + باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے + اس چند روزہ زندگی کے واسطے ابدالآباد کی محبت
لینا کونسی عقل گوارا کرتی ہے خزاں ہو یا بہار مفلسی ہو یا تونگری پیری ہو یا جوانی راحت ہو یا تکلیف
زندگی ہو یا موت صحت ہو یا بیماری صبح ہو یا شام یہ سب چیزیں اپنی عاجزی ظاہر کرتی ہیں اور معبود حقیقی
کی قدرت کاملہ کی گواہی دیتی ہیں کہ یہ تمام تغیرات بیسبب سوا خدا کے کسی کے اختیار میں نہیں ہیں
تو بھی کسیوقت میں بچہ تھا پھر جوان ہوا اب اس سن کو پہونچا جسکے بعد سواے موت کے کسی چیز کی امید نہیں
ہے اب بھی اس غفلت شعاری اور سیہ کاری سے باز آ کر توبہ کر تو وہ غفار و ستار ہے تیرے گناہ
بخش دیگا اور تیری حکومت جلالت میں فرق نہ آئیگا بلکہ اہل اسلام کا گروہ تیرا شریک ہو کر تیری
سلطنت کی قوت کو اور زیادہ کر دیگا اور میں وعدہ اس بات کا کرتا ہوں کہ تیری سلطنت کو اسقدر وسعت
دونگا کہ لقا کی سلطنت سے کہیں زیادہ ہو جائیگی ورنہ ای سارلیق یہ یاد رکھنا کہ چند ہی روز میں یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ جاہ و حشم تیرا اک خواب دلچسپ تھا یا فی الحقیقت تو ایسا ہی تھا جیسا اسوقت
ہے اسلیے کہ میں حق پر ہوں اور تو خطا پر ہے جن پہلوانوں اور ساحروں پر تجھے بھروسا ہے یہ اسطرح
مارے جائینگے کہ تجھے تعجب ہو جائے گا اور تو جان بھاگ کے جائیگا وہاں میں تیرے ساتھ پہونچونگا
اگر آسمان پر اڑ کے جائیگا تو تیر شہاب بن کے تجھے مارونگا اور اگر زمین کے ساتوں طبق میں
جا کر چھپیگا تو برق بنکر تیری خرمن جان پر گرونگا اس تھوڑے لکھے کو بہت جاننا اور ذرا سمجھ کے
جواب میں قلم اٹھانا یہ مضمون پڑھ کر کہا اگر خبر بھی ہوتا تو کھل جاتا مگر اس سے دل کے قلب پر

کچھ اثر نہوا اور اُسنے قلم دوات طلب کر کے بے اندیشۂ انجام پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر کے سکندر
دیرہ نشین کو دے دیا سکندر نے کہا افسوس اے سارلیق بن لقا اس عبارت نے تجھ کچھ
تاثیر نہ کی کچھ سوچ سمجھ لے اور اس جواب کو قلم زد کر کے مناسب جواب لکھ میں وہ ہون کہ تیری حقیقت
سے آگاہ ہوں تو جن لوگوں کے بل پہ بھولا ہوا ہے آخر وہ تخت ستارے آئے ہوئے ہیں تو انکو اپنی قو
جان بچانا دشوار ہے بعد انکے تو بدست و پا سرگردان و حیران کوہ و بیابان کی خاک چھانتا پھرے گا اور
پھر صاحبقران تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے سارلیق نے کہا کہ ای نمک حرام گستاخ بس چلا جا تجھے ان
رموز خداوندی میں کیا دخل ہے سکندر دیرہ نشین نے افسوس کیا اور رخصت ہوا اُسی طرح اپنی کشتی
اُڑاتا ہوا دراطلسیہ سے گزر کر اس مقام پر پہنچا جہاں محو جادو سے ملاقات ہوئی تھی اور
باغ محویت آراستہ تھا دیکھا کہ پھر محو جادو کھڑا ہوا ہے بس سکندر دیرہ نشین نے کشتی کو
بالا سے ہوا روکا اور کہا ای محو جادو اس وقت تجھے رسم نامہ داری ادا کرنا حق اسی وجہ سے صرف
راستہ پیدا کر لیا اور میں چلا گیا اب میں جس کام کے لیے آیا تھا اُسے تو انجام دے چکا اگر تجھے کچھ دعوے
ہو تو میں موجود ہوں جس طرح چاہے مجھ سے سمجھ لے یہ سنکے محو جادو نے کہا کہ ای سکندر
دیرہ نشین اگر تو بھی ساحران نامی سے ہے لیکن یہ سمجھ لے کہ میں بھی ایسا ویسا نہیں ہوں اسوقت
تو نامہ داری کے واسطے آیا ہے تجھ سے لڑنا سراسر خلاف ہے ہان جب طبل جنگ بجے گا اور مقابلہ میں ساحران عدو
کی نوبت آئیگی اُس وقت میں تجھے اپنے نیرنجات سحر کا تماشہ دکھاؤنگا اس باغ کے جلا دینے پر نازان
ہونا بیجا ہے وہ کرشمہ سارلیق کی خوشنودی کے واسطے بنا دیا تھا سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ
میں نے بھی اسی دن کے لیے سحر سے توبہ نہیں کی تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ یہاں پہونچکر ساحروں سے
مقابلے پڑینگے مجھے بھی جبر کر کے لڑنا منظور نہیں ہے جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا یہ کہکر
سکندر دیرہ نشین کشتی اُڑاتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لیکن باغ کے جلجانے کے بعد تمام باغ ہوا ہو
ہو گیا نہ وہ عندلیبان چمن رہگئے نہ چمن باقی رہگیا چند سرگنڈے گرے ہوے تھے اور آخر نیلا نیلا ذرا
زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا اور سامنے دراطلسیہ معلوم ہوتا تھا اس مقام سے خواجہ خضران کشتی سے
کود کر زمین پر آئے اور خدمت صاحبقران عالی شان میں روانہ ہوے لیکن اب اول کچھ حال دربار
صاحبقران عالی شان کا سنیے کہ امیر لنگر پر تشریف فرما ہیں سب سردار حسب مراتب زنگلوں کرسیوں پر
جلوہ افروز ہیں ذکر سکندر دیرہ نشین کا ہو رہا ہے کہ دیکھیے اس مرد پیر کی ریش سپید کی عزت خدا رکھے
کہ لوگوں نے آکر عرض کی کہ طلوع بن لندھور اور مملوک بن مالک اور مظفر غازی اپنے اپنے
لشکر میں آگئے صاحبقران نے فرمایا بلاؤ اُن سے دریافت کیا جائے کہ کیونکر آگئے اور کیا صورت
رہائی اُنکی ہوئی اُسوقت طیفور روباہ گرد گیا پہلے خیمہ میں طلوع بن لندھور کے پہونچا دیکھا کہ طلوع پوشاک
بدل رہے ہیں طیفور نے کہا کہ صاحبقران نے یاد فرمایا ہے طلوع نے کہا کہ تم چلو میں آتا ہوں وہاں سے
طیفور خیمہ میں مملوک بن مالک کے گیا اور اُنکو اطلاع کی وہ بھی پوشاک بدل رہے تھے اُنہوں
نے بھی یہی کہا اسکے بعد مظفر غازی کو اطلاع دی اور واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد یکے بعد دیگرے یہ سردار
حاضر دربار ہوے اور سلام کر کے اپنے مقام پر بیٹھے شرمندگی سے گردن جھکائے ہوے تھے صاحبقران
نے فرمایا کہ کیونکر رہائی تم سبکی ہوئی طلوع نے بیان کیا کہ سکندر دیرہ نشین نے تمام باغ محویت
کو پھونک دیا ہم لوگ اثر سحر کی وجہ سے مبہوت تھے جب ہوش آیا تو وہاں سے اپنے اپنے

مقام پر چلے آئے پھر یہ نہیں معلوم کہ کیا ہوا صاحبقران خوش ہوئے بعد اسکے وقت برخاست کا آیا
لیکن صاحبقران نے دربار قائم رکھا برخاست نہ کیا کچھ دن باقی تھا کہ خواجہ خضران بن عمرو ثانی
پہونچے تسلیم بجا لائے اور کرسی جوہر پر جلوہ افگن ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خضران کیسی نامداری
سکندر نے کی خضران نے عرض کی کہ ایسی نامداری سوا سکندر دیرہ نشین کی دوسرے سے ناممکن
تھی پہلے باغ کے جلنے کی اور سرداران کے رہا ہونے کی کیفیت بیان کی اسکے بعد محو جادو سے جو
باتیں ہوئیں وہ بیان کیں پھر دروازہ طلسمیہ پر پہونچنا اسکے بعد لاستیطول جانا اور دربار ساریق
کی حالت ساریق سے سختی کی گفتگو اور بعد استقبال کرانے کے نامہ دینا اور خود بھی زبانی نصیحت کرنا
لیکن قلب اسکا سیاہ تھا کہ اسنے جواب جنگ تحریر کیا اور کچھ اثر اسپر تحریر دلپذیر کا نہوا بعد اسکے
واپسی کے وقت جو گفتگو محو جادو اور سکندر دیرہ نشین میں ہوئی تھی وہ بیان کی امیر بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ دربار ساریق میں سردار کیسے کیسے ہیں خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران ایسے لوگ
جمع ہیں کہ اسے بہتر سوا آپ کی بارگاہ کے تمام عالم میں نہونگے اگر یہ زور ساریق کو نہوتا تو وہ ہرگز استقدر
نشہ غرور میں مست نہوتا اتنے میں سکندر دیرہ نشین بھی پہونچا اور جواب نامہ بکمال ادب پیش
کیا صاحبقران سکندر سے بہت خوش ہوئے اور اکیس پارچہ کا خلعت عنایت فرمایا
جن لوگوں کو سکندر کی بدولت رہائی حاصل ہوئی تھی انھوں نے بھی بدل شکریہ ادا کیا اب انتظار طبل
جنگ کا ہونے لگا صاحبقران سکندر دیرہ نشین سے ارشاد فرمایا کہ اب وقت وہ ہے کہ نہیں معلوم
کیا کیا آفتیں لشکر اسلام پر آئینگی اور کون کون سا غازی دنیا در جام شہادت نوش کریگا لہذا مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم چلے جاؤ سکندر دیرہ نشین نے عرض کی یا صاحبقران میں اسلیے ہمراہ نہیں آیا ہوں
کہ وقت پڑے تو آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں ع آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ وین منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے ٭ ای شہریار ساریق کے مطیع بہت سے ساحر ہیں جب پہلوان مقابلے میں لیت
ہونگے تو ساحروں کی نوبت آئیگی اس وقت کے لیے یہ جان نثار ہے محو جادو سے اور تم سے جنگ بھی
ہوچکی ہے اس سے سخت مقابلہ پڑیگا کیونکہ محو جادو ساحر زبردست ہے اور خلخال جادو تو اک
بلاے بے درماں ہے ساریق کی خداوندی کی بنیاد وہی لگاتا ہے اسکے باپ کی آشنا ہے اور اب سے بھی
لگاو رکھتی ہے اسنے یہ سب سامان فراہم کردیے ہیں ساحران عالم کو مطیع بنا دیا ہے ہاں اتنا امیدوار ہوں
کہ آپ میرے گلے کے شاہد ہیں جتنی اسی دن کے لیے تو یہ نہیں کی تھی یہ سنکے صاحبقران زمانہ نے
آفرین کی رات ہوچکی تھی جب وقت برخاست کا آیا تو دربار برخاست ہوا آج ساریق نے بھی طبل
جنگ نہیں بجوایا جب دو پہر دن ہوا تو ساریق سے اسکے پہلوانان لشکر نے عرض کی کہ ہمیں مصلحت
خداوندی تو کچھ دخل نہیں ہے الا ان خداپرستوں کے مقابلے کا بہت اشتیاق تھا یہ سنکے ساریق
نے کہا ای ہمگنان خاص میں تمھاری ہمت کو آزماتا تھا کہ تمھارے دل پر کوئی خوف تو ان خداپرستوں کا
نہیں ہے میں آج طبل جنگ بجواؤنگا غرضکہ جب شام ہوئی تو ساریق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
اسی وقت نقارہ گرزی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی سرکارے لشکر اسلام کے گردوں آلودہ لپیٹے
میں غرق حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق میں طبل جنگی
بجا ہے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل خدا جیسے رہا ق نہ بجے طبل جنگی اسیوقت خواجہ خضران فرمان شاہی
لیکر نقار خانہ سلیمانی و اسکندری میں پہونچے نقارچیوں نے نقارہ دیا خواجہ نے چوب نقارہ پر لگائی نقارے

سے صدائے یاصاحبقران بلند ہوئی خضران نوبت آئے اور دونون نقارخانے نوازش مین آنے لگے
اتنے تمام لشکر کے نقارخانے گرجنے لگے جب نقارہ آواز آمد بودن ہو کہ دولت دولت گردون دون
دونون لشکرون مین نہایت جوش و خروش کے ساتھ تیاریان جنگ کی ہونے لگین کئی کرور کا لشکر زیر
قیطول سارلیق بن بقا تیاری جنگ مین معروف تھا اور کئی کرور اس طرف بھی تھے دونون جانب
طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آوازین بیدار باش ہوشیار باش کی بلند تھین سرداران لشکر سارلیق کو
جوانان اسلام سے جنگ کرنے کا شوق تھا اور جوانان اسلام بھی پہلوانان کفار کے مشتاق تھے کہ دیکھا
چاہیے سارلیق سے یہان کیسے کیسے سردار ہین اسی انتظار مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب
سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکلکر
شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے برج انجم آمد شاہ خاور سے خالصت ہو کر دامن زرنگاری فلک مین
پنہان ہوئی سارلیق بن بقا قیطول پر آکے بیٹھا دریچہ وا کیا زیر قیطول کئی کرور کا لشکر صفین باندھ کر
کھڑا ہوا سرداران لشکر دیو صورت فیل ہیبت اپنے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر برتبہ سرداری کھڑے
ہوئے جانب میمنہ لشکر زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو سردار اژدر کش میسرہ کی طرف نہنگ
بن طوفان دریا موج اسکے بعد سے اور سرداروں کا سلسلہ تھا ایک طرف نہنگ خون آشام
خون آشام ببر خون آشام ببر ببر خون آشام گوزن گاو سوار خاقان کج کلاہ سیان جنگجو
نہند بن جلیقن مردان جوشن پوش جہران گردن کش بیلان چلیقن ہزبر بردم دربر دم در اخرس
بن خرلیس روئین تن ارجاسپ گرد لہراسپ گرد دوسری جانب نہنگ بن طوفان کے بعد
طہماسپ پیل تن خطرائے اخضر چشم قرناکوش اژدر چشم شہناک اژدر چشم فولاد
سنگبار جلاد سنگبار جہران بہر طلعت مہیب فیل پیکر اقمر رو مین شگاف سہمان تیر انداز
پیکان تیر انداز مغرور گردن کش مغرور گردن کش ترتیب ایک ہزار کے صرف سردار سے ہرچہ
القصہ جل کر رہا تھا اس طرف سے صاحبقران زمان مع اپنی فوج ظفر موج کے عبادت رب بے نیاز
سے فراغت حاصل کرکے عازم میدان مصاف ہوئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین سواری بادشاہ اسلام
کی نہایت جاہ و احتشام سے آئی تخت بادشاہ قلب لشکر مین قائم ہوا اور صاحبقران عالی شان فوج
سے چالیس قدم آگے بڑھ کر بہ تبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کا پھریرا لہرا رہا
تھا آواز پھریرے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی چلی آتی تھی داہنی جانب طلحہ بن فیلعود
اپنے فیل دیوپیکر پر سوار سیل باندھے ہوئے گرز الانبے پر رکھے ہوا ساتھ ساتھ پشت پر ہندوستان
کی فوج اور تخت مین اسکے تمام لشکر میمنہ جسمین عزیزان صاحبقران مثل شہنشاہ گوہر کلاہ
اور شاہزادہ رفیع البخت اور وحید الملک او مستقفر بن غضنفر اور عارث بن معروف
اور داراب ثانی اور کرد بن بہرام وغیرہ دوسرے جانب مملوک بن مالک نیزہ باز اپنے مرکب
عربی پر سوار پشت پر اسی ہزار نیزہ باز شیر نیزون کی نیستان مین کھڑا ہوا تھا اسکے ماتحت کل
لشکر میسرہ ہے جسمین صاحبقران اوسط سکندر رستم خو آصف انجم طلعت شہنشاہ صف شکن
سہراب بن رستم بلقیس بن قمہور مرزنگ بن حرزبان خراسانی قمہور بن جمہور یہ سبھی تو مین
مگر مرکب بڑھا ہوا آگے مملوک ہی کا ہے گشت مین سرداروں کی فوج ہرے جانے کھڑی ہے علم ہائے
سرخ و سبز و زرد و سپید داہنی ہوا مین پھریرا رہے ہین جسوقت دونون طرف کی صفین درست ہو چکین

تو تبر دار نکلے اور انھوں نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین
کی درستی بعد تیز دستی کرکے فراغت حاصل کی سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا میدان مثل
آئینہ کے ہموار و مصفا نظر آنے لگا ہنوز کوئی سردار میدان میں نہ نکلا تھا کہ جانب شمال سے ایک
ابر تنک نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ یہ ابر کیا ہے اور کسکی آمد ہے دونوں جانب اس طوسی رنگ کا
انتظار ہوتا تھا کہ دیکھا وہ ابر آتے آتے اک کوہ پر قائم ہو گیا لشکر ساریق سے ہرکارے برائے
دریافت حال روانہ ہوئے اور لشکر امیر سے بھی ہرکارے گئے وہاں سے بھی اک عیار بچی مثل
برق کے اُتر کوہ کی [illegible] پر واضح ہو کہ ملکہ مہتاب ہلال ابرو دختر کوکب شاہ انجم حصاری جسکو
شعشاع بن ملک مشرش نے کشتی سحر اور لقابدار دیگر رواج دین شمش پرستی کا کام سپرد کیا تھا یہ اسی
کشتی پر بیٹھی ہوئی بہ تمام عالم میں پھرا کرتی تھی آج اتفاق سے اس طرف بھی آ نکلی یہاں جاتے دو
جانب بڑے بڑے لشکر آراستہ دیکھے تو کشتی اپنی کوہ پر اتاری اور عیار بچی کو برائے دریافت حال روانہ
کیا اور آپ ٹھہر گئی یہ خود بھی لقابدار الماس پوش کی بیٹی ہے چار دن لقابدار اور چند قدمتی اسکے ہمراہ
ہیں انسب سمیت پانچ لقابدار ہیں اور دونوں وزیر زادیاں اسکی یعنی خضد جنگ نوتد اور سرور جنگ نو افز
دونوں ساتھ ہیں اس طرف سے تو دونوں جانب کے ہرکارے پہونچے ہر چند دریافت حال کی فکر
کی مگر معلوم نہوا صرف ظاہری حالت سے باخبر ہوئے پلٹ پلٹ کے اپنے اپنے لشکر میں آئے اور بیان
کیا کہ پانچ لقابدار اک کشتی بادی پر سوار آئے ہیں بالائے کشتی یہ ابر طوسی رنگ سایہ فگن ہے ادھر
عیار بچی طرارہ تیز رفتار برق کے مانند حال دریافت کر کے گئی اور لقابدار الماس پوش سے بعد دعا و ثنا بجا
لانے کے عرض کی کہ ایک طرف تو کوئی خداوند ہے کہ نام اسکا ساریق ہے اسکا لشکر صف آرا ہے اور دوسری
جانب مسلمانوں کی فوج ہے آغاز جنگ ہوا چاہتا ہے لقابدار الماس پوش نے اسیوقت دو نامے تحریر کیے
القاب میں فرق تھا مضمون واحد تھا صاحبقران کو لکھا تھا کہ آپ کو لائق و لازم یہ ہے کہ ہمارے پاس
آکر سبب جنگ بیان کیجیے ہم دشمن سے اور آپ سے فیصلہ کرا دینگے اور ساریق کو بھی یہی لکھا تھا کہ کیا
خداوند ہو کہ بندوں کے مقابلہ میں تو نے لشکر کشی کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو دغا ہوا سیار ہے بس ابھی فوج
کے بھروسے پر خداوند بن بیٹھا ہے خیر اگر میرے پاس چلا آ تو میں اک ایسی راہ بتا دوں کہ جو دونوں سے ایک
ہو تاکہ یہ کشت و خون موقوف رہے اور جو اسکے خلاف کریگا وہ بہت پچھتائیگا میرے چار لقابداروں میں سے
ایک تم دونوں کے لشکروں کے واسطے کافی ہے جسوقت عیار بچی یہ نامے لیے ہوئے پہونچی ایک نامہ صاحبقران
کو دیا اور کہا کہ ابھی اسکا جواب دیجیے صاحبقران نے جو عبارت نامے کی پڑھی مسکرائے اور چپ ہو رہے
طیفور عیار بچی سے چھیڑ کرنے لگا وہ بگڑ گئی اور باتیں سنانے لگی خضر ان نے امیر عالیشان سے
عرض کی کہ حضور ذرا خیال فرمائیں کہ لقابدار الماس پوش کو کچھ تو لیاقت درہے کہ وہ اس طرح کی
ساتھ لکھا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھکو لشکر خدا لگا زور ہے مجھے رنج کی کیا ضرورت ہے خضر ان
نے عرض کی کہ میں تو نام لقابدار سے لرزتا ہوں عیار بچی مطلب سمجھ گئی کہ امیر ٹالتے ہیں کہا میں لڑکی
ہوں آپ کو جو منظور ہو جواب تحریر کر دیجیے صاحبقران نے لکھ دیا کہ اے لقابدار ہم اپنا فیصلہ آپ
کر لینگے عاجز نہیں ہیں جو تیرے پاس آئیں اور پرچہ عیار بچی کو دے دیا عیار بچی خفا ہو کے چلی
طیفور نے کہا ذرا پلٹ کے پھر دیکھ لے طرارہ نے طیفور کو برا بھلا کہا اور چلی گئی جا کر لقابطول
کھڑی ہوئی اور نامہ لقابدار کا دکھایا ساریق نے کہا کہ نامہ ہاتھ سے چھوڑ دے ہوا جو تک پہونچا گئی

اسنے نامہ باتمکنت چھوڑا نامہ کو لیکر بارہ میں سارلیق کے گیا سارلیق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا جواب میں تحریر کیا کہ بھلا خداوندی کسی بندے کے پاس حاجت کے لیے جاتے ہیں جو میں تیرے پاس
آؤں میں اپنے بندگان برگشتہ کو خود سزا دیسکتا ہوں بہتر ہے اگر کوئی حاجت ہو تو مجھسے بیان کر میں اُسے
بر لاؤں یہ جواب تحریر کرکے تیطول پر سے پھینک دیا طرارہ تیز رفتار نے اُسے بھی اُٹھا لیا اور دونوں
پرچے لیے ہوئے پاس نقابدار الماس پوش کے پہونچی بس یہ مضمون دیکھکر نقابدار نہایت برہم ہوا
کشتی کو وہیں چھوڑا اور صرف چاروں نقابداروں کو مع عیاروں کے لیے ہوئے میدان میں آیا اور
ایک سمت تمسنے کی اپنے لشکر کی صفیں نہ قائم کیں ادہر اپنے ایک نقابدار نے اشارہ کیا نقابدار سرکوب
خرس پوش پر کب کو جھکا کر میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ سارلیق پرستان تمنے اپنے خداوند
حقیقی ساحر مشمش کو چھوڑکر سارلیق پرستی اختیار کی میں بندہ مشمش ہوں اور تم سارلیق پرست
ہو آؤ میدان میں اور دیکھو کہ بندگان مشمش زبردست ہیں یا بندگان سارلیق جسکے بندے زبردست
ہوں اُسکا خداوند بھی زبردست ہو بس یہ سنتا تھا کہ لشکر سارلیق سے تہدیس پیلقن اژدہا
گرگدن کو جھپٹ کر زیر تیطول آیا اور اجازت خواہ میدان کارزار ہوا سارلیق نے کہا کہ جا تجھکو اپنے
بدخدوت کے سپرد کیا تہدیس پیلقن نے آستان بوسی کی اور پھر اژدگرگدن پر سوار ہوکے سامنے
نقابدار سرکوب خرس پوش کے آیا نقابدار نے چہرہ منحس سے اپنی نقاب ہٹائی اور پکارا
بہ ہیں نگر بمن نگر شاہد کرشمہ ساز مرا جیسے ہی نظر تہدیس پیلقن کی چہرہ پر نقابدار کے پڑی اپنا سر
پیٹنے لگا یہ حالت دیکھکر لشکر سارلیق کے لوگ اور اہل اسلام ہنسنے لگے اور تہدیس پیلقن نے
اسقدر پیٹا کہ بیہوش ہوگیا نقابدار نے عیاری سے اشارہ کیا وہ اسکو باندھتے ہوئے
لیتے چلی گئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا شیبان جنگجو سارلیق سے اجازت لیکر
میدان میں آیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھادی اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو تہدیس پیلقن
کی ہوئی تھی یہ رنگ دیکھکر خضر ان تو نہایت پریشان ہوا کہ یہ بری بلا آئی ہے یہ جیسے ہی نقابدار
معلوم ہوتے ہیں جیسے نقابدار فرعونیہ سے سنبل میں آئے تھے داراصاحب نے اُن
نقابداروں کو تو آئینہ پوش بنکے پکڑ لیا تھا انکی گرفتاری بہت مشکل ہے اسلیے کہ یہ آئینہ کو
نہ دیکھینگے جس طرح ہم اُن واقعات گذشتہ سے آگاہ ہیں یقین ہے کہ وہ بھی آگاہ ہونگے اب آگے خیر دیکھا
چاہیے کہ اِن نیزوں نقابداروں میں کیا صفت ہے وہاں نقابدار سرکوب نے دن بھر کی میں افغاری میں
چند سرداران نامی و گرامی لشکر سارلیق پکڑ لیے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرگئے ادہر
نقابدار سرداران سارلیق کو لیے ہوئے بالاے کوہ چلا گیا اور سبکو زندان خانے میں بھجوادیا اور پھر طبل جنگ بجوادیا یہ خبر لشکر
سارلیق و لشکر اسلام میں پہونچی کہ نقابدار الماس پوش نے پھر کوس حربی بجوایا ہے یہ خبر سنکر ادہر بھی نقارے بجلات پھر تیاری جنگ کی
ادہر چار اہل لشکر میں یہ چرچے ہو رہے تھے کہ یہ مقابلہ تو عجیب طرح کا ہے کہ نہ تلوار سے کام ہے نہ
تیر سے ادہر صورت دیکھی ادہر بیہوش یہاں جرأت کام آسکتی ہے نہ جوانمردی سے کچھ ہوسکتا ہے
لیکن بعض کو تو دوسرے نقابداروں کا اشتیاق ہے اور بعض یہ ذکر کررہے ہیں کہ دیکھیے کل بھی
یہی نقابدار نکلتا ہے یا دوسرا نقابدار میدان میں آتا ہے اور جو نکلیگا وہ دیکھا چاہیے کہ کدہر متوجہ ہوتا ہے
یہ نقابدار اہل اسلام اور اہل باختر سبھی سے برخلاف ہیں غرضکہ انہیں چرچوں میں رات بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے اور اُس طرف سے نقابدار الماس پوش

اپنے نقابداروں کو لیے ہوئے میدان میں آیا لوگ کہتے تھے کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک ڈال دی جائے
تو یہ نقابدار تہ کے تہ دب کر مر جائیں لشکر کا اقبال ہے انکا اور کیا حقیقت ہے انہیں کہ جسنے صورت دیکھی وہ
دیوانہ ہوگیا سر پیٹنے لگا لیکن نقابدار الماس پوش نے آج لشکر اسلام کا رخ کیا اور کہا کہ تمہیں
تم لوگوں نے کل میرے نقابدار خرس پوش سے کیا غفلت لشکر ساریق کی کردی ایک نقابدار مرا
تمام عالم پر بھاری ہے اہل اسلام نے جواب دیا کہ اے نقابدار غافل عالم میں بڑے بڑے لوگ بڑے بڑے جن
اگر وہ نہ ساری ملتی کھل جائیگی جسپر تجھے غرور ہے ہر چند کہ نہ تو اس وقت میں تھا نہ ہم تھے لیکن ذکر
تو ضرور ہی سنا ہوگا کہ ساحر مشمش جسکو خداوند کہتا ہے ساحر زبردست تھا اسی دبدبے سے لوگ
اسے خداوند کہتے تھے تمام عالم کے ساحر اسکے نام سے کانپتے اور تھرا گئے تھے لیکن عمرو نے دریا
میں سے اسطرح گرفتار کرکے نکال لیا جیسے ماہی گیر مچھلی کو پکڑ لیتے ہیں اور کنارے دریا کے اس
ذلت و خواری سے مارا کہ دیکھنے والے عبرت کرتے تھے لاش اسکی پائے فیل میں بندھوا کر
میں اور زمانے ملک فرعونیہ میں تشہیر کرائی گئی جب اتنے بڑے ساحر کا یہ حال ہوا تو تیری کیا حقیقت
ہے بس یہ سنکے نقابدار الماس پوش نے پھر نقابدار سرکوب خرس پوش کو اشارہ کیا یہ میدان
میں آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان تم تو بے ہزبان معلوم ہوتے ہو کہ خداوند
مشمش کی شان میں ایسے کلمات کہتے ہو انہیں تو دنیا میں رہنا منظور نہ تھا بلکہ ظاہری کو چھوڑ کر وہ تو
چلے گئے تم خوش ہوئے کہ ہم نے خداوند ساحران کو مار ڈالا ان خیالات کو دور کرو ورنہ وہی انجام تمہارا
بھی ہوگا جو سرداران ساریق کا ہو چکا ہے یہ کلمات سنکے قران قزاق کو بہت غصہ آیا مرکب کو چمکا کر سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان مانگی دیا جاؤ خدا نگہبان ہے قران قزاق نے سلام رخصت
کیا اور سامنے نقابدار خرس پوش کے آیا دیکھا کہ نقابدار پوست خرس کا لباس پہنے ہوئے
ہے آدمی کا پیکر ہرگز نہیں معلوم ہوتا ہے بس جیسے ہی قران قزاق سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار
خرس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھادی اور پکار کر کہا نگہ برین نگہ شاید کہ بشناسی مرا الی آخر
تو قران قزاق نے صورت نقابدار کی دیکھی ادھر سر پیٹنا شروع کیا یا غش کھا کر پیٹتے پیٹتے بیہوش
ہوگیا طرارہ اسکو بھی اٹھا لیگئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا عنقائے کوہ پیکر نے آنکھیں بند
کرکے تلوار ماری نقابدار نے سر کے پر جھکا دیا تلوار سر پر لگتے اچٹ گئی اور گردن مرکب پر پڑی
سر گردن مرکب نقابدار کی قلم ہوگئی نقابدار گھوڑے سے کودا عنقائے کوہ پیکر سمجھا کہ میں نے
نقابدار کو مار لیا بس جیسے ہی آنکھ کھولی اور نظر صورت پر نقابدار کے پڑی سر پیٹنے لگا اور بیہوش
ہوگیا نقابدار خرس پوش عنقائے کوہ پیکر کے مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب کیا بہرام
خون آشام نکلا یہ بھی اسیر ہوا ساریق نے کہا کہ خالق قدرت تجھسے برگشتہ ہو گیا تھا جبتک خود تم نے
اسیر کرادیا کہ اور لوگوں کو عبرت ہو سنگان نے کہا کہ اب یہ وقت قدرت تمہارے کانپنے کا نہیں ہے اپنی ہی
خیریت مانگو یہی سلطان ان نقابداروں کا کچھ تدارک کریں تو شاید ہو سکے دوسرے سے غیر ممکن ہے
بلکہ اپنے سرداروں کو جمع کردو کہ مقابلے کو نہ جائیں تو بہتر ہے ساریق نے کہا کہ تو کیا جانے کہ خداوند
کیا حرکت کرنے میں میں نے غضب سے یہ بلا خدا پرستوں پر نازل کی ہے انہیں کے ہاتھ سے خدا
پرستوں کا خاتمہ کراؤنگا سنگان چپ ہو رہا کہ اسکا عقل و دماغ کچھ لقا سے بھی بڑھا ہوا
ہے وہاں نقابدار نے شام تک پھر میدان داری کی اور گیارہ سردار لشکر اسلام کے اسیر کیے اور

شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا بادشاہ اسلام کو سرداران اسلام کی اسیری کا کمال رنج ہوا
صاحبقران بھی اداس اور پریشان پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ادھر سارلیق کا لشکر اپنی فرودگاہ
پر آیا نقابدار الماس پوش خوشی خوشی کوہ کی جانب روانہ ہوا اور جاتے ہی اسنے پھر نقارہ زنگی بجوا دیا
ان دونوں لشکروں میں بھی کوس حربی نوازش میں آیا جب صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے
تو پھر نقابدار الماس پوش اپنے نقابداروں کو لیے ہوئے میدان میں آیا آج اسنے دوسرے
نقابدار کو حکم دیا یعنی نقابدار اطلس پوش حور لقا میدان میں آیا اور اسنے رخ لشکر سارلیق کا
کیا اور پکارا کہ ای سارلیق پرست تو دیکھا تھا کہ میرے بھائی نے دو میدان داریوں میں کیا حالت کر دی
ہر چند کہ وہی دونوں لشکروں کی اسیری کے واسطے کافی تھا مگر ہمارے مالک و آقا یعنی نقابدار
الماس پوش کو یہ منظور رہا کہ میں اپنے سب نقابداروں کے جوہر دکھاؤں لہذا جسکو تمنائے اسیری
ہو وہ آئے یہ سنکر مخلول دیوانہ اپنے مرکب کو بڑھا کر سامنے نقابدار اطلس پوش کے آیا اور
چوبدست پکڑ کر پکارا کہ ای بے شرم نہ سمجھ کر مقابلے کو آیا ہے مردان عالم سے سامنا کر بس یہ سنتے ہی نقابدار
اطلس پوش نے نقاب اپنے چہرے سے دور کی مخلول دیوانہ نے جو چہرہ پر نقابدار حور لقا
کے نظر کی گریبان پھاڑ ڈالا اور محو جمال ہو گیا نقابدار نے کہا چلا جا کوہ کی طرف اور ہتھکڑیاں بیڑیاں
مانگ کے پہن لے دیوانہ گردن جھکائے ہوئے جانب کوہ روانہ ہو گیا وہاں ملازمان نقابدار
الماس پوش نے مخلول کو اسیر قفس زنجیر کر لیا اسنے گردن بھی دہرا کی خوشی سے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہن
لیں اور سرداروں کو یہ خیال ہوا کہ شاید نقابدار زن حسینہ ہے اسکی محبت میں دیوانے نے یہ حرکت کی
یہ سوچ کر قران گردنکش نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے قبطول سارلیق کے آکر آواز دی کہ ای
خداوند مجھے اجازت ہو میں آپسے ہرگز روگردانی نکرونگا اور اس نقابدار کو باندھ لاؤنگا سارلیق
نے کہا جا میں نے یہ اجازت دی بسنجر اس پر یہی تقدیر کی تھی یہ سنکے قران گردنکش بار دگر مرکب پر
سوار ہو کے سامنے نقابدار حور لقا کے آیا اور پکارا کہ او نقابدار تجھے شرم نہیں آتی کہ مردان عالم کو
خنجر ابرو و تیر ناز سے قتل کرتا ہے لا ضرب اپنی یہ سنکے نقابدار نے پھر نقاب الٹ دی قران گردنکش
کی بھی وہی حالت ہوئی جو مخلول دیوانہ کی ہوئی تھی نقابدار نے اسکو بھی کوہ پر جانے اور اسیر ہو کر
بیٹھنے کا حکم دیدیا یہ بھی فرمانبرداروں کی طرح جانب کوہ روانہ ہو گیا سنگکان نے کہا کہ ای قران گردنکش
ارے تو تو کہتا تھا کہ میں حسن پرست نہیں ہوں پھر کیوں نقابدار کا کہنا مانا ہے قران گردنکش نے
کوئی جواب نہ دیا اور سیدھا کوہ پر پہونچا اور ہتھکڑیاں بیڑیاں مانگ کے پہن لیں اسی طرح تیرہ سردار
کو نقابدار حور لقاے اطلس پوش نے بھی اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجا کر میدان سے
پھر گیا صاحبقران نے سمجھا کہ یقین ہو گیا یہ بلا ہمارے لشکر پر آئی کسی سانحہ در پر دشمن حیران تھا
کہ ان نقابداروں کو کسنے تیار کیا ہے اسلیے نقابدار ساحر شمشماس نے تیار کیے تھے یا ری زمانے
میں دکھائی دیے جنھے ان نقابداروں کو تیار کیا ہے وہ بھی ساحر شمشماس سے کم نہیں ہے القصہ جس
وہاں پھر طبل جنگ بجا جب صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں آکر صف آرا ہوئے تو آج پھر
نقابدار اطلس پوش میدان میں آیا مگر آج اسنے لشکر اسلام کے سرداروں کو ٹوکنا شروع
کیا جو نکلا وہ صورت نقابدار کی دیکھی وہ دیوانہ محبت ہو کر جانب کوہ چلا گیا یہاں تک کہ سترہ سردار
امیر کے بھی گرفتار ہوئے روز بروز پریشانی بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی زائد ہوتی چلی جاتی ہے

خضران اور طیفور روز کوہ کی طرف جاتے ہیں کہ حقیقت حال دریافت کریں مگر کچھ پتا نہیں چلتا ہے مجبور ہو ناچار
واپس آتے ہیں ادھر ساریق بھی متردد ہے دل میں کہتا ہے کہ بغیر ساحروں کی شرکت کے یہ مرحلہ سر ہوتے نہیں
معلوم ہوتا ہے الحاصل پانچواں دن ہوا اور آج نقابدار سبز پوش سیل زن میدان میں آیا اور نہیب دی
کہ کون میرے مقابلہ کے واسطے آتا ہے لشکر ساریق سے نہنگ دریا دل نکلا اور سامنے سبز پوش
کے آکر دست بقبضہ ہوا ادھر نقابدار نے نقاب چہرہ سے آلٹی اور دو گز کا طمانچہ مارا کہ نہنگ
دریا دل بیہوش ہو کر گرا عیار زنجی اسکو اٹھا لے گئی شام تک اسنے بھی قریب آٹھ سرداروں کے
سرداران کفار سے گرفتار کیے اور دوسرے دن لشکر اسلام کی طرف رخ کیا اور سترہ سردار سرداران اسلام
سے اسیر کر کے لے گیا ساتویں روز نقابدار زرین پوش برق افگن میدان میں آیا اور لشکر ساریق
کو ٹوکا اور آواز دی کہ آج جو زندگی سے سیر ہو وہ نکلے اسلیے کہ میرے تینوں بھائی جو لڑ چکے وہ رحم دل
تھے کہ صرف اسیر کر لے گئے میدان جنگ میں میں مروت کو دخل نہیں دیتا ہوں میرے حملہ میں دنیا سے منہ
پھر جاتا ہے زندہ کو کون قید رکھ کر نگرانی کیا کرے میں ہمیشہ کے واسطے قضا کے حوالہ کر دیتا ہوں تاکہ جھگڑا ہو
بس یہ سنکر جانباز تیغ زن مرکب کو چمکا کر سامنے زرین پوش کے آیا اور تلوار ماری نقابدار نے
وار جانباز تیغ زن کا اپنے سپر پر روک کر جو نقاب چہرہ سے الٹی اور مسکرایا تو ایک برق چمک کر سر جانباز تیغ زن
کے پڑی کہ وہ پھر کانپنے لگے جانباز تیغ زن حق جانبازی سے ادا ہو گیا لیکن کفار تھرا گئے کہ یہ کیسی آفت ہے کہ
حربہ ان نقابداروں پر اثر نہیں کرتا ہے اور ہر ایک کی صورت میں نئی قسم کی تاثیر ہے خصوصاً یہ تو بلا ایک
بلائے مبرم ہے چند اجل رسیدہ اور لشکر ساریق سے نکلے اور واصل جہنم ہوئے اب یہ حالت ہو گئی کہ ہر شخص
میدان میں جانے سے جی چرانے لگا اور ہر آدمی لشکر کا لرزاں تھا ساریق کا پراگندہ ہو گیا اور کوئی برائے
مقابلہ نہ نکلا اس وقت اس نقابدار نے لشکر اسلام کا رخ کیا اور کہا کہ تم میں جسکا پیمانہ عمر لبریز ہو وہ میرے مقابلہ
کو آئے پس اس کلمہ کو سنتے ہی ضیغم بن اسد پنجہ گیر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور عرض کی
کہ یہ غلام زندگی سے سیر ہے چاہتا ہے کہ حق نمک سے ادا ہو جائے فرمایا کہ اے ضیغم یہ تو اپنے پاؤں سے
دہان گور میں جانا ہے تمنے کیا سمجھ کر اسکے مقابلہ کا ارادہ کیا ضیغم پنجہ گیر نے عرض کی کہ بچپنا گیا جوانی آئی جوانی
گئی بڑھاپا آیا بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی امید باقی رہ گئی اب ایسے وقت میں بھی اگر میں نے ایسی
سعادت کو حاصل نہ کیا تو بستر خواب پر رہنے کے سوا کیا امید ہے خوشا نصیب اس شخص کے جو جام شہادت
سے سیراب ہو بادشاہ اسلام نے بمجبوری ضیغم پنجہ گیر کو رخصت کیا یہ مرد مومن دشمن سامنے نقابدار کے
آیا اور کہا کہ اے بلائے مبرم مجھکو بھی نگل لے میں اسی لیے آیا ہوں کہ حق نمک سے ادا ہو جاؤں اتنا
جانتا ہوں کہ اجل تیری بھی سر پر کھیل رہی ہے یہ اہل اسلام ہیں انکے ہاتھ سے بچنا تیرا آسان نہیں ہے نقابدار
نے کہا کہ اگر نقاب اٹھا کے ظاہر ہوں تو سارا لشکر تہ و بالا ہو جائے مگر ابھی حکم نقابدار الماس پوش
کا نہیں ہے لاچار اپنا ارادہ دل کی حسرت دل میں رہ جائے میری صورت آئینہ ہے موت کا پھر دم بھر کی فرصت
نہ ملیگی یہ سنکے ضیغم پنجہ گیر نے فرمایا کہ اہل اسلام کی جانب سے کبھی سبقت نہیں ہوئی تو حربہ کر
جو مقدر ہے تیرے حربہ سے بچا لے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنتے نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی
اور مسکرایا لبوں کی جنبش برق کی چمک تھی کہ ضیغم پنجہ گیر کو جلا کے خاک کر دیا بس یہ دیکھنا تھا
کہ بادشاہ اسلام کی نگاہوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور ضیا جعفران دوران کو نہایت غصہ آیا قریب
تھا کہ مرکب کو جولان کر کے آئیں مگر نقابدار الماس پوش نے اپنے نقابدار کو بلا لیا اور آواز دی

کہ ای اہل اسلام و ای اہل باختر اب بھی تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو ورنہ کل
اسی نقابدار سے دونوں لشکروں کو جلوا دونگا۔ یہ کہکر میدان سے پھر گیا ساریق نے اپنے جلے ہوئے
سرداروں کی لاشیں اٹھوائیں اور امیر نے زبیر ضیغم پنجہ گیر کی لاش اٹھوا کر کمال محزون میدان سے پھر کر داخل
بارگاہ سلیمانی ہوئے اور لاش کے دفن ہونے کا حکم دیا اور خضران کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمنے
اس وقت تک ان نقابداروں کا کوئی تدارک نہ کیا اب لوگوں کو پاس نمک نہیں ہے جو امیر اول کے
زمانے میں تھا تمہارے دادا نے ساحر مشتش کے چاروں نقابداروں کو کس حسن سے مارا اور تمسے
ایک نقابدار کا بھی تدارک نہ ہو سکا اگر تم جان چراتے ہو تو زنبیل وغیرہ کسی اور عیار کے سپرد کرو خضران کو
اس کلام کا صاحبقران کے ملال ہوا اور یہ بولنے لگا کہ افسوس ہماری قدر کرنے والا خانہ کعبہ میں
ہے یہ لوگ کل کے بچے ہماری کیا قدر کرینگے صاحبقران کو تو کوئی جواب نہ دیا بارگاہ سے نکل کر اپنے
خیمہ میں آیا اور وہاں سے اپنا بوریہ بدھنا سنبھال کر جنگل کی راہ لی یہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خضران
چلے گئے امیر نے عیاروں سے حکم دیا کہ جا کر گرفتار کر لاؤ جو خضران کو لائیگا اسے استعداد انعام
دونگا کہ مالا مال کر دونگا یہ ایسے وقت میں ساتھ چھوڑتا ہے عیار تعاقب میں گئے لیکن کہیں پتا نہ پایا
آخر واپس آئے اور عرض کی کہ خضران کا کہیں پتا نہیں ہے امیر خاموش ہو رہے اور فرمایا کہ دیکھیے
دیکھا جائے گا وہاں نقابدار نے پھر نقارہ بجوایا تھا جب صبح ہوئی اور یہ ان میں آکر دونوں لشکر صف
آرا ہو چکے تو آج پھر نقابدار اول پہنے سر کوب خرس پوش میدان میں اور لشکر ساریق کے کئی سردار
اسیر کیے اس وقت ساریق نے چپکے سے محو جادو کو بلایا اور کہا کہ ان نقابداروں کا کوئی تدارک
کر محو جادو نے کہا کہ اے خداوند باختر یہ باوصف ہے میں ان کا تدارک غیر ممکن ہے شاید ملکہ خلخال جادو انکی
کچھ تدارک کریں دوسرے ساحر کی مجال نہیں ہے کہ اس نیرنگ کو مٹا سکے یہ اس شخص کا سحر ہے
جو اس وقت خداوند ساحران کا فرزند اور مشتش ثانی ہے لیکن ستارہ ان نقابداروں پر نحست
آیا ہوا ہے اہل اسلام کی طرف سے انکو زک پہونچیگی بس آج کی آفت آپ کے لشکر پر آخری ہے
کل ان نقابداروں پر کوئی ایسی بلا نازل ہوگی کہ بنجر وجہان سے پلٹ جائینگے ساریق خاموش ہو رہا
لیکن اب نقابدار ہر چند لوٹتا ہے مگر کوئی مقابلے کے واسطے نہیں نکلتا ہے اس وقت ساریق
نے محو جادو سے پھر کہا کہ آج کا دن تو کسی طرح ٹال ایسا ہو کہ کوئی اور سردار جا کر اسیر نہ ہو جائے
جن لوگوں پر سحر ساحر ہے وہ مسلمانوں کو کون جواب دیگا محو جادو نے کہا اسکا میں بند و بست کیے دیتا ہوں
یہ کہکر اپنے پتلیاں سحر واسطے مقابلہ کے بھیجنا شروع کیے دن بھر میں ستر و اسی ہزار پتلے نقابدار
گرفتار کر کے لیگیا لیکن جب اپنے مقام پر زیر سایہ ابر ظلمی رنگ پہونچا تو پتلے اپنے صنعت اصلی پر
آگئے اس وقت نقابدار الماس پوش کو ثابت ہوا کہ یہ شعبدہ سحر تھا اور دکھاوے کی لڑائی تھی بس
اسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ اسی وقت یہ ابر اڑا کر دیلی وغیرہ کو خاک سیاہ کر دوں لیکن وزیر زادیوں نے
سمجھایا کہ ایسا نہ چاہیے کہ رو رہا جائیں تلف ہو جائیگی ہمیں خداوند نے بندوں کی رعایت کی ہے اگر آپ ایسا
کرینگے تو یہ فعل شاید خداوند شعشال ع بن مشتش کے خلاف گزرے یہ سنکے نقابدار الماس پوش
خاموش ہو رہا اور کہا کہ اچھا کل تو خدا پرستوں سے سامنا ہے جب ان لوگوں کی نوبت آئیگی اس وقت
دیکھا جائیگا پھلا تمنے اسی جوش غیظ و غضب میں پھر طبل جنگ کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی بجا آج
لشکر اسلام میں غلغلہ تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے پھر اسی نقابدار منحوس سے سامنا ہے جس پر نہ حربہ کارگر ہوتا ہے

اور یہ اسکی صورت دیکھکر اپنے اختیار میں انسان رہتا ہی اسی فکر میں تمام رات اہل اسلام پریشان رہے
جب صبح ہوئی تو حسب معمول نقابدار کوہ سے اتر کر صحرا میں آئے چاروں نقابدار برابر آکر کھڑے
ہوئے ادھر امیر کا لشکر صف آرا ہوا آدھر ساریق کی فوج آراستہ ہوئی نقابدار الماس پوش
ساریق کی طرف دیکھکے آواز دی کہ او بیحیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خداوندی کا دعوے کرتا ہی اور غازیوں
کی لڑائی لڑتا ہی ساحروں پر تجکو دعوے ہی تو خلاصہ برائے مقابلہ بھیج پردے میں بیٹھکر تجو
کرنے کا کیا لطف ہی خیر کل تک تو تجھے بیخبری تھی لیکن آئندہ دیکھا جائیگا اور اہل اسلام
کی جانب خطاب کرکے کہا کہ کیوں اپنے ہاتھ سے اپنی عزت میں فرق لاتے ہو اگر میرے
طلب کرنے سے چلے آتے ہوتے تو یہ روز سیاہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی میں تمہاری ہی
شرکت کرتا اسلیے کہ تمہارے طریقے مجکو نہایت پسند تھے پھر جب مجبور ہوگئے تو آپ ہی طاعت
کر گئے یہ کہکر اسی نقابدار خرس پوش کو اشارہ کیا کہ جاؤ آج کی سیہ اندازی خوب ہنرگری
سے کرچکے زیادہ سردار اسیر ہونگے اسیقدر میری خوشنودی ہوگی یہ اشارہ پاتے ہی نقابدار
خرس پوش مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور نعرہ کی کہ ای اہل اسلام آج کس کس کی تقدیر میں سر بچا ہی
تم لوگ زندگی ہی میں اپنے مرنے کا ماتم کرلیتے ہو آئے جسکو دعوا ہے مقابلہ ہوا اس سوال پر
نقابدار کے سرداروں نے گردنیں نیچی کرلیں کہ اسکے مقابلہ کو جائیں تو کیا کریں اس سبب سے تو وہ
زرین پوش برق افگن غنیمت ہی کہ مرگئے تو پردہ رہگیا ذلت اٹھانے کے بعد اہل دنیا کو منہ
دکھانا تو بڑی شرم کی بات ہی نقابدار نے پھر آواز دی کہ اگر کوئی نہیں نکلتا تو پھر میں آتا ہوں تیغ
تو سنا تھا کہ مسلمان بڑے منچلے اور بہادر ہیں اس کلام پر نقابدار کے عزیزان صاحبقران
کو طیش آیا اور خود صاحبقران اسکے منتظر ہوے کہ تیسری آواز پر بھی اگر کوئی نہ نکلا تو میں آپ
اسکے مقابلہ کو جاؤنگا کہ یکایک جانب صحرا سے اک بگولہ گرد کا اڑا اور دیکھا کہ اک نقابدار
الفی پوش مرکب کو جولانی کرتے ہوے چلا آتا ہی میں سے نقابدار الفی پوش نے آواز دی
کہ تم فرستادہ خداوند قہار باش او نقابدار خرس خصلت کہ میں آپہنچا تو نے اسقدر بندگان خدا پر
ظلم کیے کہ آخر تجھے آنا پڑا خدا پرستوں پہ کہ یہ خدا پرست ہیں کیونکہ تمہارا بھی نام بدکار ہی لیکن نگاہ پھران سے
کہ یہ خداوند قہار کون ہیں جنھوں نے نقابدار الفی پوش کو بھیجا ہی لیکن دیکھیے کہ نتیجہ کیا ہوتا ہی نقابدار
خرس پوش نے کہا کہ او الفی پوش لاحول ولا دیکھوں تو کہ تجھ میں کیا کمال ہی نقابدار الفی پوش
نے کہا کہ میں تیرے حربے کا منتظر ہوں نقابدار خرس پوش نے کہا کہ میرا حربہ تو میری صورت
ہی ہے دیکھ یہ کہکر نقاب چہرہ سے اٹھادی ادھر تو اسنے نقاب اٹھائی ادھر نقابدار
الفی پوش نے آنکھیں بند کرکے گرز نقابدار سار انقابدار خرس پوش کو اطمینان ہی کہ چہرہ
دیکھ کر ادو نہیں کرتا گرز اسکا کیا کرے گا سر آگے بڑھا دیا لیکن گرز جو پڑتا ہی تو کلہ گرز سے اڑ گیا
اور اسقدر گرد اڑی کہ چہرہ پر نقابدار خرس پوش کے اوپر پھر جم گئی نقاب اصلی ہٹ گئی گرد کی نقاب
نے منہ ڈھانپ دیا اور کچھ گرد نفس کے ذریعہ سے دماغ میں ہو پہنچی نقابدار چھینک مارکر بیہوش
ہوا بس نقابدار الفی پوش نے بغیر عیاری بجائے صحرا سے دو صراحی لے لئے جسم پر باندھے ہوئے
ٹکڑے چمڑے کے لیے ہوئے پیدا ہوئے اور آتے ہی مشکیں نقابدار سر کوب کے
چمڑے کی کر باندھ دیا اور اٹھا لے ہوئے صحرا کی جانب چلے گئے لشکر ساریق کے لوگ

تو تالیان بجانے لگے ادہر لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی لیکن نقابدار الماس پوش کو نہایت غصہ آیا ہر چند کہ باری نقابدار
ور نقابدار پلنگینہ پوش کی تھی مگر اسنے غصہ مین نقابدار زرین پوش برق افگن کو اشارہ کیا کہ جاکر خاتمہ کر دے نقابدار
زرین پوش مرکب کو اڑاتا سامنے نقابدار الفی پوش کے آیا اور آواز دی کہ او الفی پوش غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو گرفتار
کر لیا کب چھوڑتا ہون تجھکو الفی پوش نے کہا کہ جو حال خرس پوش کا ہوا ہے اُس سے بد تر
تیرا حال ہوگا لا حربہ اپنا بس یہ سنتے ہی نقابدار برق افگن زرین پوش نے حجاب رخ کو دور
کیا اور مسکرایا دانت اسکے چمکے ادھر الفی پوش نے سپر پشت سے لی اور سامنے کر دی یہ سپر
فولاد کی تھی مثل آئینہ کے عکس اسمین نظر آتا تھا بس جیسے ہی نقابدار نے اپنی صورت آئینہ سپر مین
دیکھی مدت عمر سپری ہوئی جو برق اسکی دندان برق تاب مین پوشیدہ تھی اور خرمن جان کی مشتاق
رہتی تھی چمک کر بلند ہوئی اور نقابدار ہی کے سر پر گری کہ نقابدار کے دو ٹکڑے ہوئے بس مرنے ہی
نقابدار کے الماس پوش گھبرا گیا کہ یہ الفی پوش تو بلاے بد ہے ادھر اہل اسلام سے
احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی الماس پوش نے دیکھا کہ دو نقابدار مقابلے کو گئے ایک مارا گیا
ایک جو ملا نہین گیا وہ مرنے سے بد تر ہے کہ اسیر ہوگیا دشمن کے تابو مین ہے وہ چاہے مار ڈالے
چاہے زندہ رہنے دے اب اپنے کسی نقابدار کو مقابلے کے لیے نہین بھیجا اُس وقت الفی پوش
نے بھی نقاب چہرہ سے اُلٹی اور آواز دی کہ ایہا الناس سر کرد! ہر کہ مرا نہ شناسد کہ منم
شاہ عیاران جہان رفیق خاص صاحبقران کشندہ کافران یعنے خواجہ خضران سختگان نے تو
درود پڑھا اور کہا کہ ایسے لوگون کی ملک الموت آپ ہی ہین سارلق نے بھی دل مین کہا کہ واقع
مین جیسا سختگان بارے کہتا ہے تو کچھ اُس سے بھی بڑھا ہوا ہے ادھر صاحبقران حق پژوہ یعنے
عادل کیوان شکوہ نے خضران کی بہت تعریف فرمائی اور کئی سردارون کو استقبال کے لیے
بھیجا خضران نے نفیر عیاری بجائی جو عیار جنگل بنکر نقابدار خرس پوش کو پکڑ لے گئے تھے
اور جھاڑیون مین چھپے بیٹھے تھے وہ نقابدار کو اُسی طرح لیے ہوے حاضر ہوے خضران بھی
خدمت صاحبقران مین آیا نقابدار الماس پوش تو طبل باز گشت بجوا کے میدان سے پھر گیا ادھر
لشکر سارلق بن لقا اپنی فرودگاہ پر آیا ادھر میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خضران کو
خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ ای خضران مجھے تمہارے غائب ہونے پر شک ہوا تھا کہ تم خانہ کعبہ
چلے گئے مگر نہین معلوم ہوا کہ تم عمرو کے جانشین جو ہو تو ایسی ہی ترکیبین بھی ہین تمنے بسر کہان
پیدا کی تھی یہ تاثیر دکھائی کہ نقابدار اسکا حربہ پلٹ کر اُسی پر گرا اُس وقت خضران نے عرض کی کہ یا
صاحبقران یہ حضور کا اقبال تھا کہ تدبیر قتل و گرفتاری نقابداران میرے ذہن مین آ گئی جیسے
وہ واقعہ سنا تھا کہ زمانہ لقا مین فرعون سے چار نقابدار آئے تھے ایک کی صورت دیکھکر ہنسی
آتی تھی ایک کو دیکھکر رونا آتا تھا ایک گرز مار کے بیہوش کر دیتا تھا اور ایک رسا کے گرفتار کر لیجاتا
تھا دادا صاحب نے آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا جسنے اپنی صورت دیکھی وہ خود مبتلاے بلا ہوا
میرے ذہن مین یہ بات آئی کہ وہ چارون نقابدار ساحر [illegible] کے بنائے ہوئے تھے اور یہ
اسکے بیٹے نے بنائے مین ضرور اُسنے اس نکتہ بات کا خیال کیا ہوگا کہ کوئی شخص آئینہ دکھا کر اُنکو بھی
نہ مار ڈالے اول تو یہ نقابدار [illegible] آئینہ کی طرف نہ دیکھے دوسرے یہ کہ ممکن تھا کہ تم سے
آئینہ کا بھی کوئی تحفظ کیا ہو لوہے کے توے کا گرد تیار کیا تھا اندر اسکے بیہوشی بھری ہوئی تھی

جس وقت نقابدار نے نقاب اُلٹی تو قبل اسکے کہ نگاہ میری اسکے چہرہ پر پڑے گرز مار دیا جس سے وہ بیہوش بھی
ہوا اور چہرہ اسقدر گرد آلودہ ہوگیا کہ نظر پڑنے پر نہ چہرہ صاف معلوم ہوا نہ مجھپر کوئی تاثیر ہوئی اور دوسرے
نقابدار کو سپر کی صورت کا آئینہ بنا کر دکھایا اگر آئینہ پر سپر کا دھوکا نہ ہوتا تو وہ کبھی نہ دیکھتا صاحبقران
نے اُسکی دانائی پر آفرین کی لیکن نقابدار الماس پوش جو واپس ہو کے اپنے لشکر میں آیا تو اُسنے
حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز سے کہا کہ کوئی تدبیر کرو کہ جو نقابدار سرکوب جرمن پوش
سا ہو زرین پوش تو مارا جا چکا ان دونوں نے کہا کہ صاحبقران کی مروت مشہور ہے آپ اُنکے سرداروں کو
چھوڑ دیجئے یقین ہے کہ وہ آپ کے نقابدار کو رہا کر دینگے مہتاب سپہ آل بروے کہا کہ اگر صاحبقران
نے اُسے رہا نکیا ان دونوں نے کہا کہ غیر ممکن ہے ملکہ کو یہ تو نہ پسند آئی لیکن اُسیوقت اُسنے سب
سرداران صاحبقران کو طلب کیا اور مرکب دیگر ساتھ عزت سے رخصت کردیا اور ساریق کے سرداروں کو
بھی چھوڑ دیا مگر اس طرح کہ زنجیریاں بندھوا کر چہرہ کالے کر کے نہایت ذلت سے یہ لوگ چھوٹتے ہی
بھاگے اور لشکر ساریق میں آئے یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ سردار چھوٹ کے آگئے بس اُسنے کہا
کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سب نے تعریف کی کہ تو ایسا ہی خداوند ہے یہ بات تو نے ہی
نقابدار کے دل میں ڈال دی کہ اُسنے سبکو رہا کردیا لیکن سرداران اسلام جو ساتھ عزت کے لشکر
اسلام میں آئے تو اخلاقی نقابدار کی صاحبقران سے بہت تعریف کی صاحبقران نے خضران سے
فرمایا کہ اب تو اُسکے نقابدار کو بھی خلعت دیکر رہا کردو بلکہ تم خود جاؤ اور اُسکو پہونچا آؤ خضران نے
عرض کی کہ میں ایکبار جاتا ہوں یہ کہکے اپنی جگہ سے اٹھے اور نقابدار کے چہرے پر کچھ سوف عیاری ملکے صورت
اُسکی بدل دی کہ کوئی نوع پیدا ہو اُسکے ہوشیار کیا اور کہا کہ حکم صاحبقران یہ ہے کہ تجھکو آزاد کیا اب تو اپنے مالک پاس چل
اُسنے جو آنکھ کھولی بارگاہ صاحبقران میں پایا تسلیم بجا لایا اُنہوں نے خلعت عنایت کیا نقابدار رخصت ہوا خواجہ ہمراہ نقابدار کے روانہ
ہوے یہ خبر نقابدار الماس پوش کو ہوئی کہ صاحبقران نے بھی میرے نقابدار کو رہا کردیا اور
رفیق خاص مرے انکا نقابدار کے ساتھ آتا ہے یہ سنکر نقابدار الماس پوش نہایت خوش ہوا اور دونوں نقابداران
کو واسطے استقبال کے بھیجا جس وقت خواجہ خضران سامنے نقابدار الماس پوش کے پہونچے
سلام کیا نقابدار نے غور سے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے ایک نقابدار کو مارا ایک کو اسیر کرلیا نقاب
رد کرکے لایا ہے نقابدار الماس پوش نے خضران کو بیٹھنے کا حکم دیا اور صاحبقران عالیشان
کا شکریہ ادا فرمایا خضران نے کہا کہ اب کبتک جل جنگ نہ بچے گا نقابدار نے کہا کہ اب میرا قصد اپنے
وطن جانے کا ہے اس جنگ سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے جو لوگ لڑتے ہیں وہ لڑیں مجھے اپنے نقابدار کے
مرنے کا رنج ہے لیکن اسلیے لیے نقابدار بہت سے ہو سکتے ہیں اسوقت حضور جنگ نواز اور سرور
جنگ نواز نے نقاب بیٹھی میں خضران کی نظر جو ان دونوں پر پڑی حضور جنگ نواز کو بہت
پسند کیا اور نقابدار الماس پوش سے کہا کہ یہ دونوں کنیزیں آپ کی کیسی گاتی ہیں ملکہ نے فرمایا کہ یہ میری
دیوزادیاں ہیں کنیزیں نہیں ہیں اور ایسا گاتی ہیں کہ نالش کا ہے کو ہے چونکہ تم مہمان ہو میں تمہیں بھی سنوا دونگی
خضران نے باتوں میں تاڑ لیا کہ یہ الماس پوش بھی عورت ہے کچھ جیسا اسکا معلوم ہوتا ہے لیکن اب
چال ڈھال پہ نظر کی تو اور بھی شک گذرا کہا ہم نقابدار اعلی مقدار صاحبقران کو بھی گانا سننے کا نہایت
شوق ہے اگر مناسب ہو تو انکو میرے ساتھ بھیجیے وہاں آپ بیٹھینگے اور خلاف مزاج ہو تو آپ بھی تشریف
لیجیے نقابدار نے فرمایا کہ ای خضران میں نے صاحبقران کو بلایا اور وہ نہ تشریف لائے یہ کیونکر

ہوسکتا ہے کہ میں بے بلائے چلا جاؤں خضران نے کہا وہ بلانا آپکا اور طرح کا تھا صاحبقران خلق مجسم ہیں
اگر انکو دوستی کے پیرایہ میں اک لطف کے ساتھ بلایا جاسے تو ضرور تشریف لائینگے نقابدار نے کہا
میں ابھی شوق نامہ لکھتا ہوں یہ کہکے قلم دوات طلب کی اور اک نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ یا صاحبقران
ہمارے آپکے جنگ کا سلسلہ تو منقطع ہوا اب ہم رخصت ہوا چاہتے ہیں لہذا ہمارا جی چاہتا ہے کہ ایک
روز پھر اک جلسہ مختصر ہو جسمیں ہم ہوں اور آپ رات بھر گانا بجانا رہے صبح کو ہم اپنے ملک کو چلے جائیں آپ
اپنے لشکر میں تشریف لے جائیے نہیں معلوم آیندہ کب اور کس مقام پر ملاقات ہو یہ نامہ طرارہ فتنہ ساز
کو دیا خضران اسی جگہ بیٹھے رہے طرارہ طرارے بھرتی ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام میں پہونچی
جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچی چوبدار نے اطلاع کی کہ طرارہ تیز رفتار عیار نامہ لیکر آئی ہے اور امیدوار
باریابی ہے صاحبقران نے فرمایا بلاؤ طرارہ سامنے آئی مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور سامنے صاحبقران
کے نامہ پیش کیا امیر بانوقیر نے نامہ کو پڑھکر بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ خضران بھی وہیں ہیں نقابدار
نے محبت آمیز عبارت تحریر کر کے مجھے بلایا ہے لہذا میں جاتا ہوں رفقا نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع
فرمایا صرف طیفور بادیہ گرد کو اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ روانہ ہوئے طرارہ نے پہلے پہونچکر نقابدار
کو اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں فوراً نقابدار الماس پوش برائے استقبال روانہ
ہوا اور زیر کوہ تک آ کے صاحبقران کو لیگیا جائے نفیس پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا خواجہ خضران
بھی موجود تھے امیر نے دعوت نقابدار کی قبول کی مگر صرف میوہ نوش فرمایا نقابدار نے اور غذا کی
کی بابت اصرار کیا پہلے صاحبقران بلطائف الحیل ٹالا کیے جب نقابدار نے بہت کہا تو امیر نے فرمایا کہ
بالفعل ہمارے تمہارے اختلاف مذہب ہے اور ہمارے یہاں جو خدا سے برحق کو نمانے اسکے ہاتھ
کی چیز کھانا پینا منع ہے پھر نقابدار نے اصرار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر میرے یہاں کے کھانے سے انکار ہے
تو اپنے عیار کو بھیجکر اپنے یہاں سے منگوا لیجیے مجھے ملال نہوگا اسلیے کہ تمھے تکلف میں تکلیف دینا
منظور نہیں ہے نقابدار یہ باتیں کرتا جاتا تھا اور غور سے چہرہ صاحبقران دیکھتا جاتا تھا دل میں کہتا تھا
کہ ایسے حسین مرد بھی ہوتے ہیں چونکہ صاحبقران ابھی نوجوان بھی ہیں اور حسن و جمال میں عدیم المثال ہیں
نقابدار الماس پوش پہنے ملک مہتاب ہلال ابرو کا سن بھی تیرہ چودہ برس کا ہے امنگ کا زمانہ اور نو
کے دن ہیں اس سن میں قدرتی لگاؤ عورت کی طبیعت کو مرد کی جانب مرد کی طبیعت کو عورت کی طرف
ہوتا ہے صاحبقران تو ابھی تک ناواقف ہیں کہ یہ عورت ہے یا مرد اور صورت اسکی کیسی ہے مگر یہ تو بے حجاب
ایکے جمال بے مثال کو دیکھ رہی ہے اور دل میں دعا کر رہی ہے بس چلتا نہیں ہے کہ امیر کو پکڑ لے جائے
مگر یہ بھی کہ انجشونا میں رسوائی ہوگی شعشلع بن مشمش کے خلاف ہوگا کہ تو نے دشمن کو مارا سبق بنا
ادھر ماں باپ کی رسوائی کا خوف یہ عجیب طرح کی الجھن میں ہے صاحبقران اسکی زیادتی التفات دیکھکر
خود متعجب ہوئے جاتے ہیں کہ اسقدر التفات نقابدار کا کیوں ہے اب بزم نشاط آراستہ ہوئی ملکہ نے صاحبقران
سے عرض کی کہ یہ دونوں وزیرزادیاں میری ایسی چنگ نوازی کرتی ہیں کہ انکا مثل و نظیر نہیں ہے میں نے
انھیں کے سنوانے کے لیے آپ کو تکلیف دی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میں بھی مشتاق ہوں اسوقت
ان دونوں نے پہلے تو چنگ نوازی کی بعد اسکے ایک نے گانا شروع کیا دوسری نے چنگ بجانا
شروع کیا جب ایک گا چکی تو دوسری گانے لگی اور پہلی چنگ بجانے لگی یہ دونوں ایسی ایسی گائیں کہ محو کر دیا
صاحبقران نے بہت تعریف کی اور خضران نے بھی گردن ہلا دی حضور چنگ نواز کے گانے پر

صاحبقران کی تو دیکھا کہ اک شعلہ تھا کہ پردہ فانوس میں پنہان تھا وہ کھنچی کھنچی ابرو پتلیاں چڑھی ہوئیں
آنکھیں وہ قیامت کی رسیلی کہ جس سے نظر ملائے دل کیسا روح کھنچنے لگے چہرے پر متانت و سنجیدگی
کے ساتھ بھولا پن لبوں کی لالی رشک یاقوت دانتوں کی چمک رشک دانہائے مروارید پتلیوں کی گردش
قیامت صاحبقران کے منہ سے بے ساختہ آہ نکل گئی ملکہ جلدی سے نقاب درست کرنے لگی امیر نے
فرمایا کہ او ظالم اب اس سے کیا فائدہ وہی صورت ہے جسے ہم دیکھ چکے اب جی بھر کے دیکھ لینے دے ؎
جمال تو نے دکھا کر لگا دی عادت ۔ یہ آنکھیں جا بزمین انتظار کے قابل ۔ ملکہ نے یہ خیال کیا کہ آخر تو راز
فاش ہی ہو چکا اب بیکار ہے بس اپنے نقاب اٹھا دی اور کہا کہ یا امیر خیر آپ تو آگاہ ہو گئے مگر راز
میرا کسی سے بیان نہ فرمایئے گا اور اپنے عیاروں سے بھی منع کر دیجئے امیر نے فرمایا کہ اس سے اطمینان
رکھو مگر افسوس اس بات کا ہے ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدیم بہار
آخر شد ۔ اب تھوڑی سی رات اور باقی رہ گئی ہے اسکے بعد تم کہاں اور ہم کہاں خضران بول اٹھا کہ آپ نے
ملکہ کا کہنا مانا ہے تو کیا ملکہ آپکی دعوت نہ کریگی صاحبقران نے فرمایا مجھے انکے اخلاق سے یہ امید
تو نہیں ہے لیکن ملکہ نے کہا کہ یا امیر مجھے سوا افشائے راز کے دوسرا خوف نہیں ہے اور افشائے راز
میں میرے لیے بہت سی خرابیاں ہیں اول تو رسوائی و بدنامی اسلیے کہ میں عورت ہوں آپ مرد ہیں
علاوہ اسکے باپ کو میرے شعشاع جادو نے اپنا نائب اور پیغمبر مقرر کیا ہے مجھے سالاری ان لشکر کی
دے کر رواج دین شمس پرستی پر مامور کیا ہے وہ اگر سن پائے گا کہ اسنے خدا پرستوں سے
خلا ملا کی ہے یقین ہے کہ قید کرے گا پھر تا زندگی نہ آپ مجھے دیکھ سکینگے نہ میں آپکو دیکھ سکوں گی شعشاع
طلسم زلزلہ میں رہتا ہے وہاں کسکا بس کچھ بھی ممکن نہیں ہے امیر نے فرمایا کہ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں
لیکن اگر ملکہ اپنے نام و نشان سے بھی آگاہ کر دے کہ خیال رہا کرے گا جی بھر اسکے بعد تسخیر سارلقیہ شاید
ہم اسی طرف نکل آئیں ملکہ نے کہا شاید نہیں یہ عہد کیجیے کہ ضرور آئیے گا تو میں نام اور پتہ اپنا بتاؤں
صاحبقران نے وعدہ کیا ملکہ نے کہا کہ مجھکو مہتاب ہلال ابرو کہتے ہیں باپ کا میرے کوکب شاہ
نام ہے شہر انجم حصار کا فرمانروا ہے امیر نے پتہ لکھ لیا ملکہ نے کہا کہ اگر آپ نہ آئیے گا تو ایسی بلا آپ پر
بھیجوں گی کہ بہت پریشان ہو جیے گا ملکہ کے چشم و ابرو سے محبت ٹپک رہی تھی بات کرتی تھی اور جھینپی جاتی
تھی صاحبقران کا دل اسکی ادا و لگاوٹ پر لپسا جاتا تھا فرمایا کہ مجھے خود بغیر دیکھے تیرے کب قرار آئیگا ورنہ
چنگ نواز نے کہا اے ملکہ اگر اسقدر خاطر آپ کو صاحبقران کی منظور ہے تو گستاخی معاف اپنا گانا بھی
سنا دیجیے ملکہ نے تیوریوں پر بل ڈالے امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ جب بے تکلفی ہوئی تو ایسی طرح ہونا چاہیے
یہ جوہر تمہارے معلوم ہی نہ تھے اب تو میں بغیر تمہارا گانا سنے جانے نہ دونگا مہتاب ہلال ابرو سرود
چنگ نواز پر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ میں خضران سے بہتر نہیں گا سکتی خضران نے کہا یہ آپ کیا
فرماتی ہیں مجھے آتا ہی کیا ہے علاوہ اسکے آپ کی آواز کو میری آواز کہاں پہنچ سکتی ہے آپ کا گانا کیسا
اچھا گانا امیر نے بہت اصرار کیا اس وقت ملکہ نے مجبور ہو کر ساز ملوائے اور گانا شروع کیا غزل ؎

ہائے رسوائی کہا غنچۂ دل جب بیتاب جل
اف تھا سلوک ہے تو جو پھر کیا جل لب
شعلہ ہائے کی رشک غم کا آتش سیال تھا
جسکی شادابی پہ آئی وہ صبا جل لب

ارے ارے غم تپیسہ تو چھپائے گئے دم بھر جل
کہتے تھے کلام دل سوز لگے تھا
ہنسے جتنی دور آیا آتا تھا جل گیا
ساقیا نقصان جان ہے تیز نیش عجب

ہائے جگر کا آفت جگی بن کے دو
اب یہ اپنا کسکو سمجھی ہاتھ کسکا جل گیا
سبز قدمی کسکا ترکی چمن تیری دیکھیے
جتنے قطرے مے کے ٹپکے مونہ اپنا جل گیا

الامان اے سوز پنہان ہو گیا پانی بھی آگ
بس شکایت ختم یہ کرنا کہ پردا جل گیا
برق گی ہر طرف میرے نشیمن کی تلاش
جتنا سوز غم سے جل سکتا تھا اتنا جل گیا
جان فدا ہونگے نہ پروانے میں افسوس شمع کے
نام تھا تحریر جس کاغذ پہ آخر جل گیا

جو شکر پینے کا وقت آیا تو چھالا جل گیا
پہلے تھی تنکوں آگ حسرت خانۂ دل کی بجھے
چار تنکوں کی بنا پہ باغ سارا جل گیا
ہائے چند لمحہ میں انہیں جا کر بیرہمن
ہوگا ان ہی چشموں سے کیا جلنے والا جل گیا
برق حسرت آرزو و نخل تمنا پر گری

نالے اثر کہتے تو ہو گرمی شوق دید کو
اب ہے اسکی جستجو کیا سمجھا کیا جل گیا
ہو نہ خاکستر نہ اسکی حال پر باقی ہے جل
دل اب داد اسکی محبت ہے جو زندہ جل گیا
پھر اپنی شوق نامے کی ہے جو دگرمی شوق
تھی بھڑکانے کی غرض جس کی وہ بود اجل گیا

ملکہ ایسا گائی کہ صاحبقران زار و قطار مثل ابر نو بہار کے رو دیا کیے اتنے میں روشنی شمعوں کی کم ہونے لگی رنگ بزم دگرگوں ہوا چہرہ ماہتاب بری محبت انجم کے رنج سے فق ہو گیا چرغون نے بھڑک بھڑک کے اپنا پاپڑی دنیا پر افسوس ظاہر کیا گانا موقوف ہوا تھا صاحبقران نے منہ سے فرمایا کہ ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ✤ روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد ✤ اے ملکہ خدا حافظ اگر زندگی ہے تو پھر ملاقات ہوگی ورنہ مرتے دم بھی زبان پر یہی جاری ہوگا ؎ جہان سے حسرت دیدار یار لے کے چلے ✤ چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے ✤ ملکہ کے آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے ہر چند ضبط سے کام لیا نہ ضبط ہو سکا بے اختیار رونے لگی اور نقاب درست کی ایسے تو رخصت ہو کے اپنے لشکر کی جانب چلے کہ نماز صبح کا وقت کم ہے آخر ملکہ آکر کشتی میں بیٹھی اور کشتی کو موم اڑا کر جانب انجم حصار روانہ ہوئی راستے میں خضران نے کہا کہ یا صاحبقران لشکر میں پہونچتے پہونچتے وقت نماز کا جاتا رہیگا لہذا صحرا میں کسی مقام پر نماز پڑھ لیجیے فرمایا بہتر ہے صاحبقران اک مقام پر ٹھہر گئے اور خضران دوڑ کے پانی لایا صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی ان دونوں عیاروں نے بھی فریضہ سحری کو ادا کیا اور لشکر میں آئے صاحبقران رات بھر کے جاگے ہوئے تھے آرام فرمایا جس وقت بیدار ہوئے خاصہ تناول فرمایا اور پوشاک پہنکر بارگاہ سلیمانی میں آئے یہاں لوگ مشتاق تھے کہ نقابدار الماس پوش نے کسواسطے بلایا تھا کیا باتیں ہوئیں بادشاہ اسلام نے چھیڑ کے پوچھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ نقابدار نہایت خلیق ہے تم سے اپنے ملک میں آنے کا وعدہ لیا ہے انشاءاللہ بعد فراغ اس جنگ کے بشرط خیر و عافیت جاؤنگا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے لیکن وہاں ساریق کو خبر پہونچی کہ نقابدار اپنے ملک کو واپس گیا ساریق نہایت خوش ہوا شہزادگان نے کہا ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ✤ یا خداوند شکر ہے کہ نقابدار چلا گیا درحقیقت وہ چاروں نقابدار بلا کے تھے یہ خضران ہی کا کام تھا کہ ایک نقابدار کی جان سے مارا دوسرے کو پکڑ لیا اگر یہ صحبت صاحبقران سے بری ہوئی آئندہ نقابدار کو خدا پرستوں کا شریک سمجھیے ساریق نے کہا تجھے وہی چاروں میں بھالے نظر آتے ہیں میں ہی نے یہ غضب خداپرستوں پر نازل کیا تھا جب نقابدار نے غرور کیا تو اسے لیٹ کرا دیا اب طبل جنگ بجوانا ہوں تاکہ میرے بندگان مقرب کا حوصلہ نکلے اور خداپرستوں کی بس معلوم ہو کہ خلعت نے اپنے مقرب بندوں کو بھی کیسا زور دیا ہے خدا میں کو زور و قوت نہیں عطا کی ہے یہ کہکر اسنے نقارہ زنی بجنے کا حکم دیا اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکاروں نے بادشاہ اسلام کو خبر دی کہ لشکر کفار میں کوس حربی بجا ہے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزد غفار نے طبل رزم و پیکار اس طرف بھی نقدعار سکندری و سلیمانی نوازش میں آئے دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں اسکو تو انتظار صبح اور تیاری جنگ میں چھوڑا جاتا ہے ادھر بیان سے

چند کلمے داستان پہونچنا ملکہ مہتاب ہلال ابرو کا اپنے ملک مین اور حال جنگ بیان کرنا ۴

راوی کہتا ہے کہ ملکہ جو صاحبقران عالیشان سے رخصت ہوکر چلی تو تیسرے روز اپنے ملک مین پہونچ گئی ہر چند کہ مسافت بہت تھی لیکن یہ ایسی چیز پر سوار تھی کہ مہینون کی راہ کو دنون مین طے کرلیا بہ وہ روز تھا کہ شعشاع بن ششمش طلسم زلزلہ سے لشکر انجم حصار مین آیا تھا دعوت اسکی نہایت دھوم سے ہو رہی تھی شہر آئین بند تھا عین گرمی صحبت مین شعشاع جادو کوکب سے پوچھ رہا تھا کہ تمنے اتنے دنون مین کس کس سے تصویر خداوند ششمش کو سجدہ کرایا اور رخشت تمھاری کہان گئی ہے کوکب نے عرض کی کہ مین تو بہد ست وپا ہون وہی آپکا دین پھیلاتی پھرتی ہے آج اس شہر مین نکل گئی کل اس شہر مین چلی گئی ابھی کہین دور گئی ہے ہنوز سلسلہ اس ذکر کا منقطع نہین ہوا تھا کہ ملکہ مین نقابدارو کو ساتھ لیے ہوے پہونچی شعشاع کو سلام کیا آسکے بعد اپنے باپ کو سلام کرکے بیٹھ گئی شعشاع نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین اور ایک نقابدار کو کہان چھوڑ آئین ملکہ نے کہا کہ وہ خود مجھے چھوڑ کے چلا گیا پوچھا کہان ملکہ نے کہا ملک سحر شعشاع نے کہا یہ کیسے مفصل بیان کرو ملکہ نے ملک سالیقہ مین اپنا پہونچنا اور مقابلے ہونا آخر مین اسیر ہونا حرس پوش کا اور مارا جانا زرین پوش کا خضران کے ہاتھ سے بیان کیا شعشاع نے کہا کہ کیا خضران ابھی زندہ ہے ملکہ نے کہا کہ اسکے ہاتھ سے نقابدار ازرق افگن مارا گیا یہ سنکے شعشاع نے کہا کہ تمنے نادانی کی کہ نقابدار کو میدان مین بھیجکر لڑوایا اس طرح تو خضران چارون نقابدارون کو گرفتار کرلیتا اگر اس ابر طوسی رنگ سے سامنے مین مقابلہ ہوتا تو پھر یہ نقابدار نہ مرتے اسلیے کہ زیر سایہ ابر عیاری چل سکتی ہے نہ سحرکار گر ہوتا ہے نہ اسم اعظم امیر سے کچھ ہو سکتا ہے چہ جائیکہ ایسا ناگزیر تھا مین ایک نقابدار وایسا ہے اور تمھارے رونگا مگر اب خدا پرستون پر پڑا ہے کے تھا جسوقت وہ اس طرف آئینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہکر ایسا نام خضران سے خائف ہوا تھا کہ آٹھ کھڑا ہوا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوگیا لیکن اب یہانسے

چند کلمے داستان خروج لاجورد شاہ برادرزادہ زبرجد شاہ کے بیان کیے جاتے ہین۔ خمسہ۔

بے زبانی مجھکو بتا دیتی ہے تربت تیری
غش مین آجاتا ہون مین دیکھ کے صورت تیری
شکوہ کرنے نہین دیتی ہے زیارت تیری
کہنے دیتی نہین کچھ منھ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آ آکے شکایت تیری

کہہ نہین سکتا ہون مین ایسا سفر خالی ہاتھ
مین بتاؤنگا بتاؤنگا مگر خالی ہاتھ
ہر سے جا نہین سکتا مین دم خالی ہاتھ
عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہمراہ کے لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہان مجکو وہ کب سمجھتے ہین
دری اک ہے جو نہین مراتب تو سمجھتے ہین
وہ نہ آب پوچھتے ہین اور نہ جب پوچھتے ہین
ارد گرد خواہ مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور پھر پوچھ کے سب کہتے ہین مست تیری

کرون کیونکر نہ مین دن بھر شب غم کا شکوہ
میرے ہر لب پہ نہین درد و الم کا شکوہ
نہین بیوجہ کیا تجسے صنم کا شکوہ
ہجر رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہو جاتی نہین عادت تیری

ضد ہے عیش کے اسباب خدا حافظ ہے
تو تو ہر جائی ہے اب خدا حافظ ہے
اور آنکھون سے اڑا خواب خدا حافظ ہی
اب ترا ہی دل بیتاب خدا حافظ ہی
کیجئے ہم تو محبت مین حفاظت تیری

گایا جاتا ہی محبت کا ترانہ کیا کیا
رنگ لانے لگا یہ الفت کا فسانہ کیا کیا
لڑتا ہی تیر ملامت کا نشانہ کیا کیا
دیکھیے کرتی ہی رسوائی زمانہ کیا کیا
مجکو دیوانہ بنا دیگی یہ صورت تیری

پوچھتے ہین مرے حالات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری ذلت تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین مرے اوقات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری بات تو کیون پوچھتے ہین
سمجھے ہین لوگ یہ تو کیا ہے حقیقت تیری

کیون نہ تڑپا کرین ہم جان کے لالے ظالم
نہین ہوتے ہین فراموش وہ صدمے ظالم
ہین سہے بیٹھے ہین عالم مین ہم ایسے ظالم
یاد سب کچھ ہین تجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہون مگر دیکھ کے صورت تیری

حال کھلتا نہین کچھ میرے جنون کا ای داغ
سینہ کو مرتا ہی اور سینہ ہے شیدا ای داغ
کچھ تو بتلادے کلیم سکا ہی جو بتا ای داغ
کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا ای داغ
دیکھیے جا لگی کسی روز یہ وحشت تیری

راویان اخبار اسرار و حاکیان آثار جلالت واقعہ اور اس طرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور نے آئینہ پرستی اختیار کر لی اور دین آئینہ پرستی کو اپنے ملک مین بھی رواج دیا سکندر آئینہ پرست انکو بیٹا جانتا ہی ساسان شاہ نے بھی خواہش ناہید جو قتال کی موقوف کر دی سب یک دل و یک ملت ہو گئے ایک روز شاہزادہ طیمور شیر پرور سبکو ساتھ لیکر واسطے شکار کے روانہ ہوے انکو مصروف شکار رکھکر حال خروج لاجورد شاہ کا بیان ہوتا ہی کہ جب یہ جوان ہوا تو اسکو فکر ہوئی کہ کسی طرح اپنے عزیزون کو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ کہان ہین اور کس حال مین ہین بعد کچھ دنون کے معلوم ہوا کہ ساسان شاہ نے آئینہ پرستی اختیار کی اسکو کمال رنج ہوا کہ اگر یہ مالک تخت و تاج ہوا تھا تو اپنے دادا کی طرح کیون نہ سجدہ کرایا لوگون نے بیان کیا کہ اک دیو اسکا مطیع ہو گیا تھا وہ قادر اسیر لوش جنگ مقابلہ کیا کرتا تھا لیکن شہر زرینہ کے شاہزادہ نے اسکے دیو کو بھی جب شکر سے [illegible] وہ سرکشی کرسکے سکندر آئینہ پرست نے اسکو پرورش کیا اور اس مرتبہ کو پہنچایا اگر سکندر سے خلاف ہوتا ہی تو بھی خرابی ہے علاوہ اسکے خورشید زرین کمر کا فرزند ایسا زبردست و بہادر ہے کہ دیو کشی پر [illegible] لاجورد شاہ کو طیمور شیر پرور کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اپنے عیار چالاک لک لکا کو واسطے گرفتاری طیمور شیر پرور روانہ کیا یہ عیار طرار نہایت تیز رفتار اور مکار ہی اسنے پتا شہر زرینہ کا دریافت کیا اور بہانے شاطری ہدتا ہوا روانہ ہوا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور مصروف صید و شکار تھا اسنے ایک آہو کو صید کیا تھا جب آہو کو ذبح کر چکا تو اسنے عیاد [illegible]

سے کہا کہ جاکر اور لوگوں کو بھی یہیں لے آؤ کباب آہو کے لگا کے کھائیں طیمور شیر پرور تو اسی طرح
ٹہلنے لگا اور لاہور سکندر آئینہ پرستدمان شاہ خورشید زرین کمر سہیل اختر شناس ان
لوگوں کو اطلاع کرنے روانہ ہو یہاں شاہزادہ ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا کبھی اپنے صید کو دیکھتا تھا
کبھی صحرا کی طرف نظر کرتا تھا کہ اک مرتبہ دیکھا کہ اک جھاڑی سے مرد پیر فقیر وضع اک گل عجیب دخل لیے
ہوئے آیا کہا بابا بھلا ہو طیمور نے اسکی طرف دیکھا فقیر نے آنکھ نیچی کر لی طیمور کو وہ گل اچھا معلوم ہوا
کہا شاہ جی یہ پھول کس درخت کا ہے فقیر نے کہا بابا یہ بھی اک جنگلی درخت کا پھول ہے کیا تجھے نزاکت
اس گل کی پسند آئی فرمایا کہ ہاں بہت خوشنما یہ پھول ہے فقیر نے کہا خوشبو اسکی اور بھی اچھی ہے تو سونگھو یہ کہکر
پھول طیمور کے ہاتھ میں دیدیا طیمور نے کہا کہ اسکا درخت لادو تو میں تمہیں انعام دونگا اور درخت
اپنے باغ میں لگاؤنگا فقیر نے کہا خوشبو سونگھو پسند ہوگا تو ایک کیا میں بہت سے درخت لادونگا طیمور
شیر پرور نے اس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوا چالاک لک لک پا نے نعرہ کیا اور
چادر عیاری کمر سے کھول کر جلدی سے پشتارہ طیمور کا باندھ کر شہر لاجوردیہ کی جانب روانہ ہوگیا یہاں
لاہور شیر دل جو سبکو ساتھ لیے ہوئے آیا تو شاہزادہ کو نہ پایا پکارا کیے آواز نہ آئی لاہور نے کہا کہ اگر ہمیں
سنانے کو چھپے ہو تو بس ستا چکے خدا کیلئے ہم سے نہ چھپاؤ ہرچند ادھر ادھر دیکھا پتا نہ پایا پنیر اعیار کا پہچانا
کہ یہاں جاکر گیا اور کہا کہ ای سکندر آئینہ پرست بھائی کو میرے کوئی عیار لے گیا یہ سب لوگ روتے
پیٹتے شکارگاہ سے پھر کر شہر لدینہ میں آگئے اور سہیل اختر شناس سے بیان کیا سہیل اختر شناس
نے زائچہ کھینچ کے دیکھا اور بیان کیا کہ فرزند آپکا چند روز کے بعد نہایت شوکت و شان سامان سے
آئیگا لیکن ملکہ کو جو خبر ہوئی کہ شاہزادہ شکار پر سے غائب ہوگیا تو بہت پریشان ہوئی نا امید جو رجال کو چپ
لگ گئی ان سبکو تو مصروف رنج والم کھاتا ہے لیکن اول حال شاہزادہ طیمور کا بیان کیا جاتا ہے کہ مہتر چالاک
لک لک پا جو شاہزادے کو بیہوش کرکے لیے چلا تھا جاتے جاتے شہر لاجوردیہ میں پہونچا اور اسیر غل و
زنجیر کر کے سامنے لاجورد شاہ کے لے گیا لاجورد شاہ نے جو صورت طیمور شیر پرور کی دیکھی محو جمال
ہوگیا کہا اسے ہوشیار کرو چالاک لک لک پا نے لخلخہ سنگھایا ہوشیار کیا آنکھ جو شاہزادہ
طیمور شیر پرور کی کھلی اپنے کو اک نئے دربار میں اسیر تخت تقدیر دیکھا حیران ادھر ادھر دیکھنے لگا
دیکھا کہ اک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے دنگلوں کرسیوں پر بڑے بڑے سردار بیٹھے ہیں اور ایک دیگل
اک مہ دار قامت عجب صورت بیٹھا ہے لاجورد شاہ نے کہا ای نادان تو کیا دیکھتا ہے یہ دربار اس
شخص کا ہے جو بلاد دنیا وہ خداوند زبرجد شاہ ہے میں نے تیری جرأت و دلاوری کی تعریف سنی کہ خداوند
زبرجد شاہ نے تجھے نہایت زور و طاقت عنایت کی ہے تو میں نے بلا لیا اب عرض یہ ہے کہ تجھے کہا
کروں کہ دین آئینہ پرستی کو رواج نہ دے بلکہ دین زبرجد شاہ کو رواج دے یہ تصویر زبرجد شاہ
کی سامنے لگی ہوئی ہے اسے سجدہ کر اور جتنے تجھے یہ حسن و جمال شان و شوکت عطا فرمائی ہے اسے
پہچان بس یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو بہت غصہ آیا تصویر زبرجد شاہ پر تھوک دیا اور کہا
کہ او احمق زبرجد شاہ کے پوجنے نے تو اطاعت کی ہے دین آئینہ پرستی کو اعتقاد کیا اور تو
ایسی باتیں کرتا ہے بس طیمور نے جو تصویر پر تھوکا غصہ سے لاجورد شاہ کانپنے لگا اس دیو سے
کہا کہ اسے کھا لے دیو ہیک سے چلا تھا کہ شاہزادے نے قید توڑی اور دیو کے گھونسا مارا کہ
سارا ہاتھ گلے میں اتر گیا دیو پھڑکنے لگا لاجورد شاہ اٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارلو

اسکو یہ تو بڑا ظالم ہے سلطنت چھین لیگا بس یہ سنتے ہی تمام سردار تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے شاہزادہ طیمور
شیر پرور نے ایک سردار کو ہتکڑی کی کھینچ ماری کہ مغز سر اسکا پاش پاش ہوا جلدی سے شمشیر و سپر اسکی اپنے
قبضہ میں کرلی اور لڑنا شروع کیا جو قریب آیا ایک ہاتھ میں اُسکے دو ٹکڑے ہوے تمام بارگاہ خون
سے لال کر دی لاشوں کے پشتے کشتوں کے انبار لگا دیے ہر طرف سے صداے گیر بلند تھی مگر یہ شیر نر ہم
خصال کب کسیکو دھیان میں لاتا تھا برابر حملے کر رہا تھا یوں شش و پنج ہو رہا تھا کفار چاہتے تھے کہ کسی طرح گھیر کے
ماریں اور لوگ کٹ کٹ کر چلے ہی آتے تھے لاجورد کھڑا تھا کہ واقع میں یہ آدمی کاہے کو ہے بلاے بے
ہے کہ اس سن میں اسکی یہ حالت ہے جوان ہو کر یہ کیا قیامت برپا کرے گا تمام بارگاہ کی یہ حالت تھی کہ چھینٹیں خون کی
اڑ اڑ کر سقف بارگاہ تک پہونچی تھیں دیواریں سرخ ہو رہی تھیں زمین میں تو گھٹنوں گھٹنوں خون تھا بازو
زرہ پوشوں جو کٹ کٹ گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلی جال میں پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہے خودوں کے حباب
اُس دریاے خون میں تیرتے پھرتے تھے اب یہ حالت تھی کہ کوئی آگے نہ بڑھتا تھا دور سے کمندیں
مار رہے تھے شاہزادہ بھی تھک چلا تھا وہ پہر گذری تھی کہ برابر تلوار چلاتی کہ اکر تبہ تیچہ لڑکھڑا کے گرا اور
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو اٹھاے لیے چلا گیا ان سب نے تو شکر کیا اور کہا کہ یہ آسیب بود بلا سے
رہے بخیر گذشت یہ لاشیں اٹھالی گئیں حال شہزادہ طیمور شیر پرور کا سنیے کہ جسوقت آنکھ اسکی کھلی تو اپنے
کو ایک کوہ پر دیکھا اور ایک دیو کو سامنے کھڑے پایا فرمایا تیرا کیا مقصد ہے تو کیوں مجھے اٹھالایا دیو نے
عرض کی کہ واقعہ میرا یہ ہے کہ باپ میرا صغر سنی میں مر گیا تھا میرے چچا نے مجھکو پرورش کیا جب میں سن
تمیز کو پہونچا تو اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا میں نے خواستگاری ظاہر کی اُسنے مجھے مار کے نکال دیا اور
میری اُس سے جان جاتی تھی محبت سوسن پری کی میرے دل سے کم نہیں ہوتی چچا میرا نہایت زبردست
ہے آپ اکیلے اتنے لوگوں سے لڑ رہے تھے میں اس امید پر آپ کو لے آیا کہ شاید کچھ مقصد
دلی میرا حاصل ہو فرمایا تیرا کیا نام ہے دیو نے عرض کی کہ مجھکو دیو خرسند کہتے ہیں اور میرے چچا کا نام
دیو سیہ پرند ہے فرمایا مجھے اپنے چچا پاس لے چل میں تیری معشوقہ تجھے دلا دونگا دیو خوشی سے [illegible]
اور مال لیکے دیگا تو زبردستی چھین دونگا دیو نے اپنے کاندھے پر بٹھالیا اور شاہزادہ کو لیے
ہوے روانہ ہوا یہ دیو شہر گلستان ارم کا رہنے والا تھا اور لشکر سلیمان صاحبقران میں ملازم
تھا شاہزادہ طیمور شیر پرور کو لیے ہوے مکان پر اپنے چچا کے لایا اُس وقت دیو سیہ پرند دروازہ
پر اپنے مکان کے کھڑا تھا آتے ہی جو دیکھا کہ دیو خرسند ایک خوبصورت لڑکے کو لایا ہے تو آواز دی کہ
اے اسکو کہاں سے اٹھا لایا ہمارے واسطے لقمہ چرب لایا ہے دیو خرسند نے کہا کہ یہ لقمہ چرب
نہیں سخت ہے دیو سیہ پرند نے جھنجھلا کے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ اٹھا کر منہ میں رکھ لوں شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا دیو نے ہاتھ چھڑانا چاہا نہ چھوٹا اب دیو نے بل کر کے کڑکڑا
پیچ کی اور چاہا کہ شاخ پر اٹھاؤں طیمور نے دوسرے ہاتھ سے شاخ بھی پکڑ لی اور کھینچ کر
یہ فرمایا کہ دیکھو او کو کیسا زور آور ہے کمر اپنا ہاتھ سے ملا دے یا ہاتھ کٹے ملا دے یہ کہکر اپنے
دونوں ہاتھ تان دیے دیو اگر ایک ہاتھ سے ملانا چاہتا ہے تو ہاتھ ٹوٹا جاتا ہے اور سر ہاتھ سے ملانا
چاہتا ہے تو گردن ٹوٹی جاتی ہے کہا اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں اپنے آقا کو بلا دوں وہ تیرے زور کا
جواب دے گا یہ سنتے ہی طیمور نے چھوڑ دیا اور کہا جا بلا لا دیو سیہ پرند دوڑا ہوا خدمت میں
اخضر زرد پوش کے آیا اخضر انتظامین سلیمان صاحبقران کے گھر کا تھا تمام مرج قبل سے

آراستہ تھی کیونکہ خبر سنی تھی۔ کہ صاحبقران طلسم فتح کیے ہوئے مع انور شاہ و ریحان شاہ و دختر
انور شاہ تشریف لاتے ہیں سب دیو و پری مشتاق جمال کھڑے ہوئے تھے کہ دیو سیہ پرند اڑا ہوا
پہنچا اور اخضر زرد پوش سے کہا کہ بھتیجا میرا ایک آدمزاد کو لیکر آیا ہے تین اس سے مقابلے میں پست ہوا
اگر وہ چاہتا تو مجھے مار ڈالتا مگر ابھی بچہ ہے اسوجہ سے میرے قریب نہیں گیا یہ سنکے اخضر نے کہا میں چلتا
ہوں اور اس آدمزاد کو گوشمالی کرتا ہوں یہ کہکر جانب مکان سیہ پرند روانہ ہوا دیو سیہ پرند بھی
اسی کے ساتھ ساتھ تھا ادھر تو اخضر زرد پوش روانہ ہوا ادھر گرد اڑی اور سواری سلیمان صاحبقران
کی نہایت جاہ و حشم کے ساتھ نمودار ہوئی سب دیو و پری واسطے استقبال کے بڑھے یہ مقام گلستان ارم
سے دور تھا سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ تمام دیو و پری تو ہیں مگر اخضر زرد پوش نہیں ہے فرمایا
کہ ہمارا اخضر کہاں ہے لوگوں نے بیان کیا کہ دیو سیہ پرند نے اپنے بھتیجے کو ملک کے نکال دیا تھا
وہ پردۂ دنیا سے ایک آدمزاد کو لے آیا ہے اخضر اسکی گوشمالی کو گیا ہے فرمایا کہ میں پردۂ دنیا سے کونسا
آدمزاد آیا ہے انھوں نے کہا ایسا ہے کہ اسنے دیو سیہ پرند کے بھی چھکے چھڑا دیئے فرمایا کہ اسکی بھی اتنی
مجال ہے کہ پردۂ دنیا کے آدمزاد کو گوشمالی کرے وہاں سوا ہمارے عزیزوں کے اور کون ایسا
ہے جسکو دیو و پری مدد کے لیے لائے میں بھی چلتا ہوں ایسا نہو اخضر اپنی جہالت میں مارا جائے
یہ فرما کر سلیمان صاحبقران بھی روانہ ہوئے یہاں دیو خرسند نے کہا اے شہریار آپ نے ناحق اسے
چھوڑ دیا ہے وہ اخضر زرد پوش کو لانے گیا اخضر بلا سے بیدرمان ہے تمام سرکشان قاف اسکے
نام سے تھرّاتے ہیں فرمایا کہ بس چپ ہو وہ نزدیک آنے دے دیو خرسند نے ایک انار نکال کے
دیا کہ آپ اسے نوش کیجیے شاہزادہ پرستان کا انار دیکھ کے نہایت خوش ہوا دانے اسکے نوش
کرنے لگا اتنے میں گرد اڑی اور اخضر زرد پوش نمودار ہوا جیسے ہی نظر اخضر کی شاہزادہ
طیموس پر پڑی کہا او طفل تو تو لائق پیار کرنے کے ہے ارے یہ دیو تجھکو کہاں سے اٹھا لایا فرمایا
بس چپ ہو وہ نزدیک اخضر نے کہا کہ میں تو طرح دیتا تھا تو بچہ ہے میں تجھے کیا ماروں تو بد زبانی کرتا ہے آخر
تیرا مقصد کیا ہے فرمایا میں اس دیو کی شادی اسکے چچا کی بیٹی سے کرونگا اخضر ہنسا اور کہا کہ دیو سے کہ
اس پری سے باز رہے بجائے پری تجھکو لیجائے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ نے وہی انار اخضر پر
کھینچ مارا انار اخضر کے سینے پر ایسی زور سے پڑا کہ بہت چوٹ آئی بس اخضر کو غصہ آگیا اور لیکر
تلوار [illegible] طیموس سے [illegible] ہو کر خالی دی تلوار زمین میں آ گئی بس طیموس نے دوسرا ہاتھ ان پر چلا کے
[illegible] مارا [illegible] کھینچ لیے اتنے میں گرد اڑی اور سلیمان صاحبقران آپہنچے
[illegible] کے رخسار پر خوں بہتا تھا اسکی زخمی ان پر گویا حفاظت چاہ
[illegible] پھول سا چہرہ دیکھکر سلیمان صاحبقران کو پیار آگیا اخضر کو غیرت آئی بس سامنے
سے جھٹکا مارا [illegible] اخضر نے [illegible] چاہا اخضر نے کہ قبضہ شمشیر طیموس
[illegible] سلیمان صاحبقران نے ڈانٹ کر [illegible] ایسی حرکت کی تو دھڑ سے سر
[illegible] اخضر ادب سلیمان صاحبقران سے رک گیا لیکن اسکو حد کا ملال ہوا صاحبقران قاف
تشریف لائے اور فرمایا کہ [illegible] کس ارادے سے اس طرف آنا ہوا طیموس نے کہا
[illegible] آیا ہوں مطلب اسکا یہ ہے کہ شادی میری چچا زاد بہن کے ساتھ ہو جاوے [illegible] اسکی شادی
[illegible] سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ غصہ نکرو میں خود یہ شادی کر دونگا

یہ فرماتے ہوے اور غصہ کم کرتے ہوے اپنے ساتھ لیکر پھرے اخضر اور جلا صاحبقران قاف
طیمور کو ساتھ لیے ہوے گلستان ارم مین تشریف لائے یہان سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک
انتظار ہی مین تھے کہ صاحبقران قاف پہونچے سلیمان اعظم سے گلے لگایا سلیمان کوجک گلے ملے پوچھا
یہ بچہ کسکا ہے سلیمان صاحبقران نے کہا کہ دیو خرستد انھین پردہ دنیا سے لے آیا ہے سلیمان اعظم نے
بغور اسکی طرف دیکھا حالت اسکی یہ ہے کہ جس سے آنکھ ملاتا ہے وہ آنکھ نیچی کر لیتا ہے زہرہ آب ہو لیتا
ہے سوا اولاد صاحبقران کے کوئی اس سے آنکھ نہین چار کر سکتا ہے یزادین تھا تک صاحبقران
قاف کو دیکھ رہی ہین اور خوش ہو رہی ہین جن پریزادون نے ایرج نوجوان کو دیکھا تھا وہ تو بیساختہ
کہہ اٹھین کہ یہ ایرج کا فرزند معلوم ہوتا ہے کسی بات مین سر مو فرق نہین ہے بلکہ یہ صفت بڑھی ہوئی ہے کہ
اس سن مین کہ بچہ ہے کوئی آنکھ نہین ملا سکتا طیمور نے کہا کہ پہلے اسکی بی بی اسکو دلوا دیجیے پھر دوسرا
کام کیجیے گا صاحبقران قاف نے فرمایا ابھی اور اسیوقت دیو سیہ پر دست سے کہا کہ ابھی اپنی دختر
لے آ اسیوقت دیو سیہ پرند گیا اور سوسن پری کو لے آیا صاحبقران قاف نے عقد
کرکے دیو خرستد کے حوالے کر دیا دیو خرستد تو دعائین دیتا ہوا ادھر رخصت ہوا یہان
سلیمان صاحبقران نماز پڑھنے کھڑے ہوے طیمور شیر برور نے کہا کہ میرا عبادت خانہ بھی تیار
کرا دیجیے مین بھی عبادت کرون فرمایا تمھارا کیا مذہب ہے طیمور نے کہا کہ مین آئینہ پرست ہون
سلیمان صاحبقران نے اسی وقت ایک بہت بڑا حلبی آئینہ منگوا کر چھت پر اسکے جواہر جب
تھا دیوار مین چسپان کر دیا طیمور نے آئینہ کو دیکھا اور پلٹ کے سلیمان صاحبقران سے کہا
کہ کہیے آپکا مذہب اچھا ہے یا ہمارا فرمایا کہ بھئی خالق سبکا ایک ہی ہے طریقے پرستش کے علیحدہ علیحدہ
ہین طیمور نے کہا کہ آپ بھی پرستش آئینہ کی کیجیے فرمایا تمھین کو مبارک مین جس طریقے پر ہون
مجھے یونہی رہنے دیجیے طیمور نے کہا کہ آپکو اٹھنا بیٹھنا کرنا پڑتی ہے میرے طریقہ عبادت مین
کسقدر سہولیت ہے پھر ایسا خدا اچھا جو بندون کو تکلیف نہ دے یا ایسا جو تکلیف دے فرمایا
کہ خدا نے واسطے عبادت ہی کے بندون کو پیدا کیا ہے طیمور کی بھولی بھولی باتون پر سبکو پیار آتا
ہے مگر اخضر جل رہا ہے جب اس سے بگا زفت ہوئی تو طیمور نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجیے
صاحبقران قاف نے فرمایا کہ اسقدر جلدی کیون ہے ابھی کچھ دن پرستان کی سیر کرو پھر دیکھا جائے گا
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ مینے تمھاری خوشی سے شادی سوسن پری کی دیو خرستد سے کر دی
اب تمکو چاہیے کہ ہمارے فرزند کی شادی مین شریک ہو پھر جانے نہ جانے کا اختیار ہے طیمور نے کہا
مین بیکار بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہون بے شغلی بری معلوم ہوتی ہے کہ کہین لڑائی ہو تو مجھے بھیجدیجیے قاف مین کوئی
ایسا زبردست بھی ہے جس سے ذرا زور کرنے مین لطف آئے فرمایا کہ سب کو مین نے پست کیا ہے
ایسے ایسے دیوان سرکش تھے کہ ابلیس بھی ان سے پناہ مانگتا تھا طیمور شیر برور نے کہا افسوس
ہم کیسے برے زمانے مین پیدا ہوے کہ لطف مقابلہ بھی نہین ملتا آجتک کوئی ایسا نہ ملا جس سے
دم تھکا کے لڑائی ہوتی اسقدر اسکے حسن کا شہرہ قاف مین ہوا کہ دور دور سے پریان
ہو ہو کے دیکھنے کو آتی تھین اب سلیمان صاحبقران کی شادی کا سامان ہونے لگا رقعہ جات
روانہ ہوے سقعہ بھیجے گئے قلعہ بدر مین انور شاہ کو خبر دی اسکی دختر کے جگہ ... گلستان ارم
مین صاحبقران قاف نے محمد ذوالنظر جلسہ کی تیاری ہوئی تمام سردار قاف جمع ہوے جب

برات کا دن آیا تو رات بھر ناچ رہا طیمور صبح تک شریک جلسہ رہا لیکن آنکھیں بسبب جاگنے کے سرخ
ہو گئیں جن پریزادوں نے طیمور کو نہ دیکھا تھا وہ سلیمان اعظم وغیرہ سے پوچھتے تھے کہ یہ لڑکا کسکا
ہے یہ تو بعینہٖ ایرج معلوم ہوتا ہے اور صاحبقران قاف کی تو یہ حالت ہے کہ نام ایرج کے پروانہ ہیں
بار بار طیمور سے پوچھتے ہیں کہ تم کسکے فرزند ہو طیمور نے بتایا کہ میں خورشید زرین کمر کا بیٹا ہوں
سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہتے ہیں لیکن متعجب ہو ہو کے اکثر سلیمان صاحبقران سے کہتے
ہیں کہ دیکھیے سب نشانیاں اولاد صاحبقران اسمیں موجود ہیں خدا جانے یہ شہر زرینہ میں کیونکر پہونچ گیا
اور کس طرح خورشید زرین کمر اسکو پا گیا اسی انجمن میں یہ خیال آیا کہ ہشتمش جنی سے پوچھنا چاہیے
اس وقت ہشتمش جنی بھی موجود تھے سلیمان صاحبقران نے چپکے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہے اور
کس طرح شہر زرینہ میں پہونچ گیا ذرا آپ اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت تو کیجیے ہشتمش جنی نے
بھی بشرہ دیکھا اور انھیں بھی یقین ہوا کہ یہ لڑکا ظاہرا ہاشمی ہے بس انھوں نے اپنے علم سے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کس مقام پر پیدا ہوا اور کس طرح شہر زرینہ تک پہونچا تمام کیفیت مفصل سلیمان
صاحبقران سے بیان کی کہ پیدایش اسکی طلسم لالہ زار کی معلوم ہوتی ہے اور شکم مادر سے باہر
آنا صحرا میں ظاہر ہوتا ہے اور پرورش پانا شیرنی کے دودھ سے جسکا اثر اسکی آنکھوں سے عیاں ہے
کہ کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا ہے اور خورشید زرین کمر نے اسکو شکار میں سے پایا ہے صاحبقران قاف
نے کہا یہ سب باتیں تحریر کیجیے ہشتمش جنی نے سب احکام تحریر کیے سلیمان صاحبقران نے
آخر میں یہ عبارت تحریر کی کہ اگر فلان زمانے میں طلسم لالہ زار تباہ ہوا اور جگہ طلسم گم ہوئی اور خورشید
زرین کمر نے اس طفل کو صحرا سے پایا تو ضرور یہ احکام صحیح ہیں اور یہ فرزند ایرج نوجوان کی نشانی
ہے آخر میں ہشتمش جنی کے دستخط اور اپنی مہر ثبت کر کے تعویذ بنایا اور بازو پر طیمور کے باندھ دیا
طیمور نے کہا یہ کیا شے ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نشانی ہماری ہے تا کہ تم کہیں بھول
جاؤ اگر تم ہم سے محبت رکھتے ہو تو اسے بہت حفاظت کے ساتھ اپنے بازو پر رکھنا اور جس وقت
دنیا میں ہو تو کہ صاحبقران سے مقابلہ ہو اور معاملہ یکسو ہو جائے تو اسے کھول کر دیکھنا طیمور خاموش
ہو رہا اب یہاں جلسہ شادی کی تیاری ہوئی تمام شہر گلستان ارم آئینہ بند ہوا قصر گلستان ارم
سجایا گیا کہ آراستگی اسکی بیان سے باہر ہے جب شب عروسی آئی تو جلسہ پریزادوں کا قصر شاہی میں جمع
ہوا پہلے تو رونے سے کہرام برپا ہوا طیمور حیران تھا کہ شادی میں رونا کیسا پوچھا کہ کیا آپ لوگوں
میں یہی دستور ہے کہ خوشی کے وقت پہلے روتے ہیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت سبکو
میری اور ماہ جبیں ملکہ آسمان پری یاد آئیں اور جو عزیز مر گئے ہیں وہ یاد آتے ہیں کہ افسوس
آج وہ خوش ہونے والے نہیں ہیں چونکہ انکے انتقال کے بعد یہ پہلی شادی ہے اس وجہ سے ہجوم رنج
والم زیادہ ہے طیمور نے کہا کہ مجھے بھی رونا چاہیے اسلیے کہ دوستوں کی خوشی میں خوشی اور رنج میں رنج
کرنا چاہیے مگر مجھے تو رنج ضرور ہوتا ہے لیکن رونا نہیں آتا ان باتوں پر بیساختہ سلیمان صاحبقران
ہنس پڑے اور طیمور کو گلے لگا لیا فرمایا کہ آنسو اسی کے آنکھ سے نکلتا ہے جسکے دل پر چوٹ لگی ہے
تمہاری اتنی ہمدردی کافی ہے کہ ہمارے رنج کے وقت افسوس کرو خوشی کے وقت خوش ہو الغرض
جب رو دھو چکے تو سب آکر محفل آراستہ طرب ہوئے ناچ شروع ہوا ایک پریزاد نے یہ غزل
شروع کی غزل —

لگے اپنو عزیزے تو یہ لطف زندگانی ہے	تمہاری بھی جدائی ہے ہماری بھی جدائی

جو اُس قاتل پہ مرتا ہی اُسکی زندگانی ہی
جوانی بھی ہماری واہ کیا اچھی جوانی ہی
محبت کا اثر بھی ایک بلاے ناگہانی ہی
حسین جتنے جہان میں ہین نازنین ہین نوجوانی ہی
کرون کیا بات خود ہر بات پر شکوہ گلو پلو
مجھے یہ بھی نہ کچھ معلوم ہوی کہ پانی ہی
کوئی مجرم سزا پاتا ایسے ندہ مونہہ پر ہی کیونکر
وہی کچھ خوبصورت ہی کسی کی کچھ جوانی ہی
مجھے سے لگا رکھا ہی داغ رنگ کو وقت ہی
جو مجھ پر جان دیتا ہی اُسکی پیشانی ہی

پریشان ہو رہا ہوں جو اُسکی شادمانی ہی
شریب اور ہم اسکے اعضا یہ بھی ہم کیا بانی ہی
مجھے سنگ جنبہ تھا آنکو بھی سب کہانی ہی
غنیمت ہین یہ جو کچھ وصل کی دو مدار ہین
بلا کا دم ہی تمکو غضب کی بدگمانی ہی
کیسے کیسے ہین سے طرفہ طرز حسین پیدا ہین
کہ جسکو دیکھے سے بھی رحم پیدا ہی
قیامت کی ادا آفت کی چتون تیر کی قسم
خدا رکھے ہین تو ایک سن بت کی نشانی ہی

جگر بیچین ہی دل مضطرب ہی ناتوانی ہی
اگر کل بھی ہی پھر مجھکو کیا نقص جوانی ہی
نظر پھیر دیگر بطعا غضب ستم نزلہ
مرادون کے ہی دن ہین یہی فصل جوانی ہی
ہوے واقف کہ ضد ہم جانے پر جو آجائین
لڑکپن کا لڑکپن ہی جوانی کی جوانی ہی
حضور اپنے جا رہے لگا ہی جسکو بتھلاین
پھر آ ہیر یہ غضب نام خدا پوری جوانی ہی
کلیم اسنے جبر شکر ہرے مرنے کی فرمایا

غرضکہ تمام شب گانے بجانے کا جلسہ رہا پریان خوب خوب ناچین انعام و اکرام پاے شہزادہ طیمور ناچ دیکھتے دیکھتے گاؤ تکیہ پر سو گیا صبح کو بہت دھوم سے برات قصر بلوریہ کی طرف روانہ ہوئی اور شام تک ستفیان کی بزم آراستہ ہوئی عقد شاہزادہ سلیمان صاحبقران دختر انور شاہ کے ساتھ پڑھا گیا شادیانے بجنے لگے صاحب برات لیکر خوشی خوشی گلستان ارم مین آیا شب کو جلسہ دربار آراستہ ہوا صاحبقران قاف مع عروس کے ساتھ تخت پر جلوہ گر ہوئے سب اہل دربار حاضر تھے شاہزادہ طیمور موجود تھا اخضر زر دیو بھی تھا لیکن جب اخضر طیمور کی طرف دیکھتا تھا آنکھ نیچی کر لیتا تھا اور شاہزادہ جب اس سے آنکھ ملاتا تھا اخضر کو تاب نہ ہوتی تھی آنکھ جھکا لیتا تھا اور اسے فکر تھی کہ کسی طرح طیمور کو زک دون سلیمان صاحبقران سے عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہی کہ مین آنکو مع ڈنگل اٹھاؤن اور یہ مجھے آٹھائین سلیمان صاحبقران نے چپکے سے اخضر کے کان مین کہا کہ دیکھ اپنے کو ذلیل نہ کروا یہ اولاد صاحبقران سے ہی وہ سب نشانیان اسمین موجود ہین یہ تجھسے ہرگز نہ اٹھیگا اور تجھے بہت آسانی سے اٹھالیگا اسوقت تک پرستان مین سوا میرے تو کسی سے ہارا نہین ہوا ہی تیرا وقار تمام پرستان مین ہی آئندہ تیری وقعت جاتی رہیگی اخضر نے کہا کہ مین ضرور اسے زور کرونگا یہ پکار کے کہا اسطرح کہ طیمور نے سن لیا بس اُسی وقت تیور بدل گئے کہا کہ بیٹے تو زور کریگا یا مین زور کرون اخضر نے کہا کہ مین آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور ڈنگل کے نیچے ہاتھ دیکر کچھ کچھ اٹھایا طیمور نے لنگر بارو باپایہ ڈنگل کے زمین اتر گئے ہرچند اخضر نے دیر تک زور کیا آخر علیحدہ ہوگیا اور اپنے ڈنگل پر بیٹھا اب شاہزادہ طیمور اپنے مقام سے اٹھا اور سلیمان اخضر کا تخت دو درجہ بچھا اخضر سب اسکے ڈنگل پر رکھ دیا اور ذرا ایک جزا اس کا ہاتھ مین دیکر کہا کہ اسے لیے بیٹھا رہ اخضر نے کہا کہ بیٹے مجھے تو اٹھالو پھر تو بوجھ بڑھ جانا طیمور نے کہا کہ جتنا تجھے لیتا ہون آنا کہ سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ جو کہتے ہین وہی کر اخضر خاموش ہوکے بیٹھا طیمور شیر مرد نے ایک پایہ ڈنگل کا پکڑا اور یا علی مدد کہکر جو زور کیا تو اٹھا لیا پھر بیٹھا اخضر نے لنگر ڈالے کچھ نہوا طیمور نے بجانب سلیمان صاحبقران ڈنگل کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اخضر نے کہا کہ ڈنگل پر بے بس ہوکے بیٹھا تھا ہی اسکا اعتبار نہین زمین پر بھی زور کو صاحبقران قاف نے دل مین کہا کہ اسکی شامتین ہی آگئی ہین کچھ نہ بولے طیمور نے کہا تجھے کسی طرح عذر نہین ہی اخضر نے کہا کہ زمین مین مجھکو طیمور پاؤن میرے کے زور جل کی ترکیب سے بیٹھ گیا اخضر نے زور کیا کچھ نہ ہوا آخری زور کرکے ہاتھ لگا چھوٹنے کے الگ ہو گیا اسی وقت طیمور نے کہا کہ اب تو بیٹھ اخضر اُسی طرح بیٹھا طیمور نے ہاتھ اوپر آنکھ سکے جو زور کیا تو اخضر زر دیو حق کو

اُٹھا لیا اور چھوڑ دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھا نتیجہ ہمارے منع کرنے کا اخضر نے گردن جھکالی
اور دل میں سوچا کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے کہ ایک لڑکے کے ہاتھ سے تو اس طرح ذلیل ہوا اور سلیمان
صاحبقران کی رفاقت میں یہ ذلت حاصل ہوئی اخضر کے دل میں تو یہ کینہ گھر کرتا جاتا ہے اور سلیمان
صاحبقران کو محبت طیمور شیر پسر کی زیادہ ہوتی جاتی ہے ایک روز سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ اگر تمہیں شوق ہو تو شکار پر چلو طیمور نے کہا چلیے غرضکہ اسی وقت سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک بھی
موجود تھے یہ سب ملکر واسطے شکار کے روانہ ہوئے اخضر زرد پوش بھی ساتھ تھا شکار پر
سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی آپکو فن سپہگری کسنے تعلیم کیا سلیمان اعظم نے
فرمایا کہ والد ماجد جناب امیر حمزہ صاحبقران اول نے مجھے تربیت کیا سلیمان صاحبقران
نے عرض کی کہ جو کچھ فن صاحبقرانی کی ہوں وہ مجھے تعلیم کیجیے سلیمان اعظم نے اشارہ سے منع کیا
اور فرمایا کہ یہ تعلیم تنہائی میں ہوتی ہے سلیمان صاحبقران نے کہا کہ آئیے ہم اور آپ کسی طرف نکل چلیں
طیمور نے کہا کہ میں تو آپ ہی کے ساتھ رہونگا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ تم سے کسی بات کا
پردہ نہیں ہے چلو شوق سے چلو غرضکہ مع اخضر زرد پوش اور سب کو اسی جگہ چھوڑا صرف طیمور کو ساتھ
لیا اور جانب صحرا روانہ ہوئے اک جگہ گرد جھاڑیاں تھیں اور بیچ میں میدان تھا وہ مقام پسند کرکے
سلیمان اعظم نے نیزہ بازی اپنے فرزند کو بتانا شروع کی طیمور غور سے دیکھا کیا جب سلیمان صاحبقران
سیکھ چکے تو طیمور نے کہا کہ مجھے بھی بتایے گا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ آؤ طیمور نیزہ پکڑ کے سامنے
آگیا فرمایا وار کرو طیمور نے کہا کہ آپ پر میرا ہاتھ نہیں اُٹھتا فرمایا اسکا خیال نکرو جبتک آپس میں
اسطرح نہ لڑوگے تو دشمن سے کیونکر مقابلہ کروگے طیمور نے نیزہ مارا سلیمان اعظم نے نیزہ کو
نیزہ پر کا تھا وہ اک ملعون کا طبلہ وار دیکر نیزہ ہاتھ سے طیمور کے نکال دیا اس وقت طیمور غصہ سے
سُرخ ہوگیا اور اپنے ہاتھوں کو کاٹنے لگا صاحبقران ثانی نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ
کیا کرتے ہو طیمور نے کہا کہ میرے ہاتھ کمزور ہیں فرمایا یہ کمزور نہیں ہیں بلکہ نیزہ بازی کے طریقے سے
تم آگاہ نہیں ہو اسمیں کئی پیچ ہوتے ہیں جو شہ نشین میں نیزہ ہاتھ کی زوری سے نہیں نکلتا ہے بلکہ پیچ سے نکلجاتا
ہے جب تم سیکھ لوگے پھر تمہارے ہاتھ سے بھی نیزہ نہ نکلیگا طیمور نے کہا کہ پھر بتایے اس وقت
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ خدا پرستوں سے تم مقابلہ نکرنا انکے ملکوں کو
کبھی تباہ و برباد کرنے کی فکر کرنا طیمور نے کہا کہ اگر خدا پرست خود مجھ سے مقابلہ کریں فرمایا جو لڑے
اُس سے لڑنا اور جو نہ لڑے اُس سے نہ لڑنا آپ جبر کرنا کہ دین اپنا چھوڑ دو طیمور نے کہا کہ ہرگز
ایسا نہوگا اُس وقت سلیمان اعظم نے طیمور کو خوب نیزہ بازی سکھائی کہ طاق و مشاق کر دیا کل باتیں
اُٹھا نہ رکھیں جس وقت پلٹ کے خیمہ میں آئے تو اخضر زرد پوش نے رنجیدہ ہوکر صاحبقران ثانی
سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں شہر سلطانیہ کے انتظام کو جاؤں میں نے سنا ہے کہ وہاں بہت ابتری
ہے سلیمان صاحبقران نے بھی مصلحت وقت جانکر اجازت دیدی کہ ایسے وقت میں اسکا چلا جانا ہی بہتر
ہے اسلیے کہ چشم و ابرو سے اُسکے یہ بات پائی جاتی ہے کہ یہ طیمور سے کاوش رکھتا ہے جس وقت تک طیمور
سلیمان ہو اسوقت کی ... کے واسطے بیان نہ ... سے مل جانا ہی بہتر ہے اخضر کو اجازت دیدی وہ اسی وقت سوار
ہوکے روانہ ہوگیا کچھ دور گلستان ارم سے پہنچا ہوگا کہ ادھر سے بجلی کڑکی اور ہوا آکر اخضر کو اُڑا کے
لیے چلی گئی اسکا حال آئندہ بیان کیا جائے گا گلشن لعل کیفیت سلیمان صاحبقران اور طیمور کی سنیے

کہ یہ شکار سے واپس آئے اب روز تعلیم فن سپہگری کا ہوا کبھی تیغ بازی گرزبازی نیزہ بازی ناوک اندازی
جب یہ سب باتیں طیمور کو آگئیں تو نوبت کشتی کی آئی سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے
عرض کی کہ حضور اسے ہنک نہ دیجیے گا ورنہ یہ بدمزاج ہوجائیگا فرمایا کہ مجھے خیال ہے مین جانتا ہون
کہ یہ خاندانی غصہ ور ہے اور شیر نی کا دودھ پیکر اور بھی مزاج اسکا خراب ہوگیا ہے اور سب بھی ہوتون
کا ہے غرضکہ کسی اور کو بٹھا لیا اور آپس میں پیچ باندھ کے بتادیا اس طرح طیمور کو پیچ صاف کرا کے
چند دنوں میں یہ طاق و مشاق ہوگیا سلیمان صاحبقران نے بڑی محنت کی اور سلیمان اعظم بھی جسقدر
جانتے تھے سب بتادیا اور سلیمان صاحبقران سے کہا کہ اے فرزند یہ تو دوسرا علمشاہ پیدا ہوا ہے
صاحبقران دنیا کو مقابلے کے وقت تند رفتگی دکھینا یہ تنون کو چوپٹ کردیتا ہے ہراک اس سے
مقابلہ نہیں کرسکتا اب میدان چوگان بازی تیار ہوا اور سلیمان صاحبقران اور طیمور ایک طرف
ہوے اور ایک طرف بڑے بڑے چوگان بازون کو جمع کیا اس فن میں بھی طیمور طاق و مشاق
ہوگیا ایک روز پھر جی گھبرایا اور طیمور نے کہا کہ آج شکار پر تشریف لے چلیے سلیمان صاحبقران
نے بنام طیمور شیر سوار تیاری کی اور جانب صحرائے پرستان روانہ ہوے خیمہ برپا کیا مصروف
صید و شکار ہوے انکو تو مصروف شکار رکھا جاتا ہے

چند کلمے داستان اخضر زردپوش اور خمار جادو کے مرتد ہوجانا اخضر کا اور درپئے آزار ہونا طیمور کے اور باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہیں مخمس

خود سے بیگانہ ہوا اے دوست یگانہ تیرا
دل حسینوں کا ہے تیرا نشانہ ٹھہرا
لب پہ بلبل کے ہے گلشن میں ترانہ تیرا
سا لکھ دنیا ہے تیری کی سارا زمانہ تیرا
جسکو سنتا ہوں وہ کہتا ہے فسانہ تیرا

بے مروت کہوں یا تجھکو کہوں بے پروا
ظلم یہ تیرا نرالا ہے یہ طرفہ ہے جفا
دیکھ تو اپنی تغافل کو مری جان ذرا
جس ستمگر کی نہ تھی امید وہی تو نے کیا
نزع کا حال مرا اور نہ آنا تیرا

تھا یہ ارمان کہ سخ ہو تری پیکان کا دم
دل میں گھر کر کے کھٹکے جو یہی ہو تیر لذد
اپنا غرض کیا ہے کہ میں رشک کروں اے ہمدم
ہو لیا غیر کا جب تو تو ہوا دل تیر ستم
کیوں بناؤں میں جگر اپنا نشانا تیرا

سامنا موت کا ہو تیرا الف لام لم
تیغ ابرو تیری یہ بھی ہے اشارا الم
وار کرنا نہیں پڑتا ہے وہ مارا الف لم
جسکو تاکا اسے موت ہی مارا عالم
مر گیا ہے نہیں وار مد نشانہ تیرا

عشق میں ہر شکل کلیم اٹھ پھر گیا کہت
تیرا ہر وقت تعجیلی یہ ہے کہ سر گیا کہت
اور سے کشتہ پیکان نظر کیا کہت
واہ کیا تیرا الجھا ہے جگر کیا کہت
کر رہا کرتا ہے مداح زمانہ تیرا

راوی بیان کرتا ہے کہ اخضر زرد پوش کو جو بچہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک ساحرہ تھی کہ نام اُسکا خمار جادو
ہے۔ کافرہ ہوس نفس کی پابند راحت پسند عیش پرست پہلے اسنے ایک دیو کو پسند کرکے قید
کیا کہ تسکین جان ہوسکے پھر بھی ہوس اسکی کم نہوئی اسی تلاش مین پھرا کرتی تھی حسب اتفاق اسنے اخضر زرد
پوش کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان زبردست ہے اس سے اچھی طرح مطلب حاصل ہوگا اور بچہ
بنکے گری اخضر کو اُٹھا لیے چلی گئی جسمین یہ رہتی تھی وہ مکان اک باغ تھا اور پشت
مکان کی طرف دریا جاری تھا خمار جادو نے اخضر کو باغ مین لے جاکے اُتارا اخضر تو روح ہوا
سے بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ اک عورت سیہ فام چھپکلی کی طرح کریہ منظر کھڑی
ہے پوچھا تو کون ہے خمار جادو نے اپنا نام بتایا کہا مجھے کیون لائی ہے خمار جادو نے کہا کہ وصل میرا
تو قبول کر اخضر نے کہا تو اپنی صورت تو دیکھ خمار جادو نے کہا کہ صورت تو میری بُری ہے لیکن سیرت
بہت اچھی ہے مین علم سحر و ساحری مین کمال رکھتی ہون اگر تو مطلب میرا بر لائیگا تو اسکے صلہ مین جو
کہیگا وہ کرونگی اور اسکے سوا بُری صورت کو بھی سحر سے ایسا بنا سکتی ہون کہ خوبصورت تیرے آگے شرمانے
لگینگے یہ کہکر جو ٹھمک مارکے اُٹھی ہے تو دیکھا اخضر نے اک چودہ پندرہ برس کے سن کی نہایت حسینہ
وجیہہ ہے کہ اخضر باوجودیکہ اصلیت سے خمار جادو کے آگاہ تھا مگر محو ہوگیا کہا اے خمار جادو
مین وصل تیرا بدل و جان منظور کرتا مگر ڈرتا ہون صاحبقران قاف سے کہ وہ مجھکو بھی مار ڈالیگا
اور تجھے بھی زندہ نچھوڑیگا خمار جادو نے کہا کہ مین تجھی کو صاحبقران قاف بنا دونگی اسکی
کیا حقیقت ہے وہ میرا کچھ نہین کرسکتا اخضر کو اُس وقت قتل صاحبقران کی اشتعالک دیتے
ہوے تو حیا آئی کہا خیر جس وقت وہ سر اُٹھائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا بالفعل تو گلستان ارم
کی طرف جا اور وہان اک لڑکا تیرہ چودہ برس کا ہے کہ نام اُسکا طیمور شیر پرور ہے اُسے لاکر قتل
کر ڈال تو مین وصل تیرا قبول کرون خمار جادو نے کہا یہ کتنی بڑی سی بات ہے ابھی گئی اور ابھی اُسے لیکر
آئی لیکن تجھ ایسا پہلوان زبردست ایک لڑکے کی قتل کی مجھے خواہش ظاہر کرتا ہے اسکا کیا
سبب اول تو لڑکے نے کونسا قصور کیا ہے جو وہ قابل قتل سمجھا گیا علاوہ اسکے کیا تیرا قابو اُسپر
نہین چلتا اخضر نے کہا وہ بلا ہے میں اُسیکا مارا ہوا ہون یہ کہکر سارا واقعہ طیمور شیر پرور
کا سلسے خمار جادو کے بیان کیا خمار جادو کو بھی تعجب ہوا اُسی وقت بارادہ قتل طیمور
یہان سے روانہ ہوئی وہان شاہزادہ طیمور شیر پرور اور سلیمان صاحبقران و صاحبقران
کوچک بارگاہ سے نکلے ہوے ہتھیار لگائے ہوے گھوڑے سے تمام سردار جمع تھے سلیمان
اعظم کا انتظار تھا کہ تشریف لے آئین تو کسی طرف تلاش میدان چلین کہ اکبارگی جانب صحرا سے اک
کوہ بلند نمودار ہوا اور دیکھا کہ وہ کوہ اُسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے سب حیران ہوکر دیکھنے لگے جب
قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ اک اژدر دہان ہے کہ جب سانس کھینچتا ہے تو ہوا کے کنکر پتھر اُسکے
پیٹ مین چلے جاتے ہین اور جب سانس چھوڑتا ہے تو درخت جلجاتے ہین زمین جھلس کے سیاہ
ہوجاتی ہے اور اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے اس وقت طیمور شیر پرور چاہا کہ تلوار کمر سے کھینچ لی
و چند سلیمان صاحبقران چلا یا کیے طیمور نے ایک نسنا لی اور کہا یہ اسی طرف آتا تھا مین ابھی اسے
ابھی کاٹ کے ڈالے دیتا ہون یہ کہکر قریب پہونچے اور سر اژدر پر تلوار ماری تلوار اچٹ گئی اژدہے
نے سانس کھینچی دہن کھولا شاہزادہ طیمور تنکے کی طرح اژدر کے دہن اژدر مین چلا گیا بس یہ

یہ دیکھکر سلیمان صاحبقران کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہوگئی ہاے میرا مہمان کہکے دوڑ پڑے
ساتھ ہی سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک بھی چلے اژدر بلبٹ کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انھون نے
تلوارین مارنا شروع کین مگر کوئی اثر نہوا سات کوس تک برابر تلوارین مارتے ہوے چلے آئے
آخر اژدر نے دیکھا کہ کسی طرح جان ہی نہین چھوٹتی ہی بس یہ اڑکے بلند ہوگیا اسقدر کہ نظرون سے
پوشیدہ ہوگیا سلیمان صاحبقران مایوس ہوکر چلے اور دیو نکو اسکے دریافت حال سے
روانہ کیا کہ یہ اژدر کہان گیا ہی بغیر اسکو مارے ایک دم مجھے چین نہ آئیگا دیو پری تو اژدہے کے
تعاقب مین بڑاے دریافت حال روانہ ہوے اور سلیمان صاحبقران کمال رنجیدہ و مضطرب باغ کے
گلستان ارم مین آے جب وقت کھانے کا آیا تو سلیمان اعظم نے کہا ای فرزند کھانا کھاؤ تو سلیمان
صاحبقران نے عرض کی کہ جسوقت تک مین اس اژدہے کو نہ مار ڈالونگا اس وقت تک نہ کچھ کھاؤنگا
نہ پیونگا صاحبقران اعظم نے کہا ای فرزند مجھے بھی نہایت صدمہ ہی دیکھو مین شمشش جنی کو بلاتا ہون
اسی وقت دیو جندک بن تندک گیا اور شمشش جنی کو بلا لایا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای شمشش نجومی
شکار یہ واقعہ گذرا دریافت توکرو کہ اژدہا درصل اژدہا تھا یا کوئی اور بلا تھی شمشش جنی نے زائچہ لیا
اور احکام نجوم کے نکالنے بعد غور و فکر کے عرض کی کہ کوئی ساحرہ ہی وہ لے گئی ہی اور یہ دشمنی دوست کی
سازش سے ہوئی ہی لیکن خانۂ حیات برقرار ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ جس اژدہے کی نفس سے
صحرا کے درخت جل گئے زمین سیاہ ہوگئی اسکے شکم مین جاکر انسان کیونکر زندہ رہ سکتا ہی بس ای
شمشش جنی اپنے احکام نجوم کو رہنے دو مین قیامت تک نمانونگا کہ طیمور زندہ ہی ہاے ایرج کی نشانی
یہ فرماکر رونے لگے شمشش جنی نے کچھ دیر تامل کیا اسکے بعد کہا کہ ای صاحبقران نامدار اگر حکم میرا غلط
ہو تو مین آج سے اس کام کو ترک کر دونگا مین آپ کے خیال سے صاف صاف نہ کہتا تھا آمین اخضر
زرد پوش کی سازش معلوم ہوتی ہی اور اخضر آپ سے برگشتہ ہو کے مرتد ہوگیا اسنے ساحرہ سے
وصل کیا اور اسکے باغ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور جسوقت فتح پا جائیگا آپ کو بھی زک دیگا
یہ سنتے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اگر اخضر نے ایسا کیا ہی تو تمھین خبر سے چھینک دونگا
جا ای جندک خبر لا کہ اخضر کہان ہی مجھسے وہ شہر سلطانیہ کا بہانہ کر کے گیا ہی جندک نے عرض کی
کہ غلام ابھی جاتا ہی اور خبر لاتا ہی یہ کہکر جندک بیلے تو جانب شہر سلطانیہ روانہ ہوا جب کہ وہان
اخضر کو نہ پایا تو پوچھا سلطان زنگی نے بتایا تھا آتش سے پرے روانہ ہوا وہان خمار جادو شاہزادہ
طیمور کو نقل کے روانہ ہوئی تھی اپنے باغ مین پہونچی سامنے اخضر زرد پوش کے دہن سے
اگل دیا اور وہ اب بھی بصورت انسان تھا اخضر سے کہا کہ یہ دشمن تیرا موجود ہی اخضر نے کہا
کہ اب اسے لیجاکے قتل کر اسکے بعد مین تیرے ساتھ شراب پیونگا خمار جادو نے طیمور کو ہوشیار
کیا طیمور نے جو آنکھ کھولی دیکھا تو اخضر کو سامنے پایا اخضر نے کہا کہ دیکھا تو نے اپنی سرکشی
کا نتیجہ اب کہان ہین سلیمان صاحبقران کہ تیری جان بچائین یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے فرمایا
کہ او بیمروت تجھے مجھسے آنکھ چار کرتے شرم نہین آتی ہی تو وہی ہی جسکو مین نے اونچا نیچا دکھلا دیا
یون تیرا قابو نہ چلا تو اژدہے سے مجھکو نگلوایا معلوم ہوتا ہی تو ساحر ہی کہ اژدہے کو تو نے اپنے قابو
مین کیا تھا کہان ہی وہ اژدہا ان بھولی باتون پر خمار جادو دل مین ہنس لی اخضر زرد پوش نے
کہا کہ وہ اژدہا یہی موجود ہی اگر آئندہ کے لیے توبہ کر کہ مین بے وہ فائت کبھی رخ نکرونگا اور شاید

سلیمان صاحبقران سے ملاقات دنیا پر ہو تو یہ قصہ نہ بیان کرونگا تو مین تجھے دنیا پر پھینکوا دون
ورنہ ابھی قتل کرا ڈالونگا طیمور نے کہا کہ تو کون ہے مین نے محض سلیمان صاحبقران کی وجہ سے
تجھ پر رعایت کی ورنہ اتنا کمین چیر کے پھینک دیتا مین کیا تجھ سے ڈرتا ہون یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھا
تھا کہ خمار جادو نے سحر کیا دست و پا بستہ ہو گئے اخضر قتل کرنے کو اٹھا تھا کہ خمار جادو نے
کہا ٹھہر جا مین اسے دریا مین غرق کئے آتی ہون شاید کوئی قتل ہوتے دیکھ لے تو کچھ فتنہ
نہ برپا کرے اخضر نے کہا کہ اچھا لے جا مگر جلد قتل کروا لینا سلیمان صاحبقران اسکے واسطے
زمین و آسمان کے قلابے ملا دینگے وہ اسے بہت چاہتے تھے ایسا نہو کہ انکو خبر ہو جائے خمار جادو
نے طیمور کو اٹھا لیا اور باغ سے باہر آئی دل مین خیال کیا کہ اخضر سے تو یہی اچھا ہے اخضر کے
لیے اسکو قتل کرنا نا انصافی ہے اگر خدانخواستہ ہو گیا تو یہ معشوق دل مین جگہ دینے کے قابل ہے مگر
اس وقت تو اسنے اظہار تمنا کرنا خلاف مصلحت جانا اک قفس سحر تیار کر کے اسمین بند
کر دیا اور قریب اس گنبد کے آئی جہان دیو ستہم کو قید کیا تھا دروازہ گنبد کا کھولا اور قفس دیو
کے سپرد کر کے کہا کہ اسے بہت حفاظت سے رکھنا خبردار کسی طرح کی تکلیف نہو دیو ستہم نے جو
دیکھا طیمور کو عاشق ہو گیا جو میوہ اسکے پاس تھا شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ ای گل باغ حسن و جمال
تو کیونکر اس بلا کے پھندے مین پھنس گیا شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اب
یہ بلا تو مجھے قتل کروا لیگی دیو ستہم نے کہا کہ آپ اسے اطمینان رکھیے وہ قتل نہین کریگی لیکن ایسا
کام کیگی کہ یہ سارا حسن و جمال خراب ہو جائے گا فرمایا وہ کیا دیو نے بیان کرنے سے حجاب کیا کہ
آپ کو خود معلوم ہو جائے گا وہان خمار جادو اپنے قصر عشق کے باغ مین آئی اور کہا کہ اگر تیری خوشی ہو تو
تو ایک کام اور کرون اخضر نے کہا وہ کیا کہا سلیمان صاحبقران کو بھی جا کے زمین منع کر آدون
اخضر نے کہا کہ ابھی نہین جیسا انھون نے مجھکو جلایا ہے اک طفل کے واسطے میری طرف سے نگاہ
پھیر لی ویسا ہی انکا بھی دل جلاؤنگا پس اس شہزادے کی تصویر گلستان ارم مین پھینک آ تاکہ یہ
حال دیکھکر سلیمان صاحبقران کو داغ ہو بس ابکی جو تو پلٹ کے آئیگی تو مین وصل سے اپنے
تجھے شاد کرونگا خمار جادو نے کہا کہ کام تیرے حکم کے موافق مین کر چکی اب تو بھی دو اک جام
میرے ساتھ پی لے اسکے بعد مین لاش پھینک آؤنگی اخضر نے کہا کہ مجھے اب عذر نہین
ہے غرضکہ اسی وقت خمار جادو نے جام بھر کر اخضر کو دیا اور اخضر نے جام پی لیا پھر اخضر نے بھر
کے دیا خمار جادو نے پیا یہان جام چل رہا تھا کہ دیو جند کپوشیدہ طور پر انکا یہ سب تماشا دیکھکے
واپس روانہ ہوا اور ساری کیفیت سلیمان صاحبقران سے بیان کی سلیمان صاحبقران کا چہرہ
غصہ سے سرخ ہو گیا فرمایا کہ بغیر مارے اخضر کے مجھکو قرار نہ آئیگا ہائے طیمور تیری کمسنی
پر بھی اس سنگدل کو رحم نہ آیا یہان تو صاحبقران تاسف رو رہے ہین اور وہان خمار جادو
نے شراب خواری سے فرصت کر کے گلستان ارم کی راہ لی راستے مین اک شخص کو پکڑ کے اسکو
ذبح کیا اور سحر کر کے صورت اسکی طیمور شیر میدان کی بنائی اور لاش کو لیکر اڑی جس مقام پر
سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک وغیرہ طیمور کے لیے افسوس
کر رہے تھے وہان لاش کو پھینک کر روانہ ہو گئی یہان یہ لوگ اسی خیال مین بیٹھے تھے
کہ اک لاش دھم سے آ کے گری بس صورت پر جو نظر سلیمان صاحبقران کی پڑی سے دور کر

لاش سے لپٹ گئے اور ہائے ایرج کی نشانی کہکے رونے لگے اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے
جب ہوشیار ہوئے تو خودکشی کا قصد کیا سلیمان اعظم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے نور نظر
یہ کیا کرتے ہو تمکو دور کی قرابت کا تو یہ جوش ہے کہ داغ ایرج کے فرزند کا تم سے نہیں اٹھ سکتا
اور ہم سے تمہارا داغ کیونکر اٹھیگا سلیمان صاحبقران نے عرض کی کہ لٹکوانی رہائی کا بھی خیال
ہے فرمایا کہ پہلے اسکے دشمن کو مار لو اسکے بعد اختیار ہے یہ لوگ سمجھینگے کہ سلیمان صاحبقران اخضر کا کچھ
کچھ نہ کرسکے جرائی جان پر کھیل گئے اور اخضر مرتد اور بھی خداپرستوں کی ایذا رسانی پر کمر باندھیگا
سلیمان صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا ششمش جنی نے کہا کہ اے شہریار یہ لاش
طیمور کی نہیں ہے طیمور زندہ ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ششمش جنی بس اس وقت باتیں
نہ بناؤ میں تمہاری باتوں کو سمجھتا ہوں ان بہلاوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے نہ میں بچہ ہوں کہ ان باتوں
میں بہل جاؤنگا لاش سامنے موجود ہے اور پھر تم یہی کہے جاتے ہو کہ طیمور زندہ ہے ششمش جنی نے
اک دیو سے کہا کہ منہ اس لاش کا دھلا دو دیو نے پانی سے منہ دھویا تو وہی حالت رہی یہ رنگ روغن
عیاری کا تو تھا نہیں کہ پانی سے چھوٹ جاتا اثر سحر کیونکر برطرف ہوسکتا اس وقت ششمش جنی نے
سلیمان صاحبقران سے دستبستہ عرض کی کہ حضور کو خداوند عالم نے صاحبقران قاف
کیا ہے اور بزرگان دین نے اسم اعظم تعلیم فرمایا ہے آپ اسم اعظم پڑھ کر پانی کا چھینٹا اسکے
منہ پر ماریے صاحبقران قاف نے خیال کیا کہ ششمش جنی نے ایسی منت سے کبھی نہ کہا
تھا علاوہ اسکے وزیر سلطنت میں انکی بہت بڑی عزت ہے اسی وقت پانی طلب کیا اور اسم اعظم پڑھ کر
چھینٹا پانی کا منہ پر لاش کے مارا بس اسیوقت اک دھواں سا اٹھا اور اب جو دیکھا کہ نہایت
بدشکل اک زنگی سیہ فام ہے ششمش جنی نے عرض کی کہ اب آپ تشریف لیجائیے خمار جادو
کو قتل کیجیے طیمور کا پتہ لگ جائیگا اور وہ آپ کو صحیح وسالم ملیگا اگر طیمور زندہ نہ ملا تو میں آج سے
اس کام کو ترک کردونگا یہ سنکر سلیمان صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے ساتھ ہی سلیمان اعظم
اور سلیمان کوحلب بھی مرکبوں پر بیٹھکے ساتھ ہوئے اور طرف مسکن خمار جادو کے روانہ
ہوئے لیکن ان سے پہلے لقابدار اختر پوش اور لقابدار گوہر پوش فرزندان قمرزاد و
گوہرزاد روانہ ہو چکے تھے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں اولی حال خمار جادو کا سنیے کہ یہ لکاتہ جو لاش
پھینک کے گئی تو سارا حال اخضر سے بیان کیا کہ تمام ملک سیہ پوش ہے قصر گلستان ارم
میں قیامت برپا ہے سلیمان صاحبقران نے کچھ عجب نہیں ہے کہ خودکشی کرلی ہو اخضر یہ سنکے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اچھا ہوا اگر سلیمان صاحبقران بھی اپنی جان دیدیں اگر مجھے خوف
تو انہیں کا ہے یہ کہکر ہاتھ خمار جادو کا پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور اس لکاتہ کا مطلب دل پورا
پورا کیا اسکے بعد علیحدہ ہوکے اور استادہ ہوکے مکان کے کوٹھے پر بیٹھنے لگا اور خمار جادو باغ سے نکلی کہ
جاکر اس طفل حسین سے بھی کام دل پورا کروں ہنوز دروازہ باغ سے نکلی ہی تھی کہ گرد اڑی اور
دونوں لقابدار پہونچے نعرہ کیا کہ او لکاتہ کہاں جاتی ہے میں آپہونچا خمار جادو ہنسی اور کہا کہ کیا تمہاری
صورتیں بگڑی ہیں جو تمنے نقاب ڈالی ہے فرمایا کہ تجھے ہماری صورتوں سے کیا مطلب اب ہم
تیری صورت کو خاک میں ملا دینگے اگر تو صورت پرست بھی تھی تو تجھ سے طیمور کو کیونکر قتل کیا گیا
اسے کوئی بھی ایسی تصویر کو مٹاتا ہے تجھے کچھ حسن شباب پر طیمور کے رحم نہ آیا خمار جادو

نے کہا کیوں آ سنئے میرے معشوق اخضر کو رنجیدہ کیا یہ سنکے اختر نوش نے تلوار ماری خمار جادو نے
اُسکی کو سپر پیدا ہوئی اور تلوار سپر پر پڑی پس اس لکاتہ نے کلائی پکڑ لی اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ نقشا بدلا
اختر نوش بیہوش ہو گئے اور لقا جار گوہر پوش کو بھی اسی طرح پکڑ لیا دونوں کو لیکر چلتی ہوئی کہ گرد
اڑی اور نمود سلیمان صاحبقران کا ہوا سلیمان صاحبقران کو آتے دیکھکر خمار جادو سے بچے
غلغلک ماری اور صورت اپنی اژدر کی بناکر چلی عیار صاحبقران نے آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم
غافل نہو جیے گا بس جیسے ہی خمار جادو قریب ہوئی اور دم کشی کی سلیمان صاحبقران نے اسم
اعظم پڑھ کر پھونکا وہ صورت سحر سے شگی دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام گیسو بریدہ جل رہی ہے بس
سلیمان صاحبقران نے دوڑکر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرنا تھا خمار جادو کا ایک تلاطم برپا ہوا اور
باغ غائب ہوگیا اور مکان بھی نیست و نابود ہوگیا تاریکی چھاگئی اخضر کو سے پڑے گرا وہان وہ گنبد بے در
جسمین دیو گستہم قید تھا پرچے ہو کے اُڑ گیا جس وقت لاش خمار جادو کی جل کے سرد ہو گئی تو بیرون نے
آواز دی کہ کشتی مرا نام بن خمار جادو بود حیف مردم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی
ہوئی تو سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ اخضر کنارے دریا کے حیران ادھر ادھر دیکھ رہا ہے بس
نعرہ کیا کہ او حکم امین آ ہوئی اخضر نے جو دیکھا کہ سلیمان صاحبقران آگئے اب انکے ہاتھ سے جان بچنا
دشوار ہے پلٹ کے دریا میں چاند پڑا اُنھوں نے کہا کہ طبقوں الارزمین کے ساتویں طبقے میں چھپیگا تو وہان
جاکے ماروں گا اخضر نے غوطہ مارا سلیمان صاحبقران گھڑی لگاتے رہے جیسے ہی اخضر ابھرا سلیمان صاحبقران
نے بڑھ کر بال اخضر کے پکڑ لیے اخضر لپٹ پڑا کہ آخر تو میری جان جاتی ہے پھر انھیں کیوں چھوڑوں
دفعتہً تو یہ مجھے زیر بھی نہیں کر سکتے ہیں جتنے عرصہ میں یہ زیر کرینگے اتنی دیر میں دونوں کا کام تمام ہوجائیگا
سلیمان صاحبقران اسوقت غصہ میں تھے اخضر کو پکڑ کے نیچے بیٹھ گئے اور ایک پاؤں پاؤں کے
دبایا دوسرا پاؤں ہاتھ سے پکڑ کے جو زور کیا چیر ڈالا اور دونوں ٹکڑے لاش کے پکڑ کے ابھر کے
باہر دریا کے نکلے اور لاش اخضر کی ڈال دی اور سلیمان اعظم سے عرض کی کہ قوم جن میں وفادار سوا شمش
جن کے خاندان کے اور نہیں دیکھے مگر افسوس کہ اس نمک حرام کے مار ڈالنے سے داغ طیمور کا مٹ نہیں سکتا
ہائے فرزند ایرج اگر زندہ رہتا تو دوسرا علم شاہ ہوتا اتنے میں کچھ پیرزادوں نے آکے کہا کہ ای شہریار
اسی صحرا میں ایک گنبد تھا کہ گرد اُسکے غبار چھایا رہتا تھا اور جو شخص قریب آسکتا تھا وہ جل کے خاک ہوجاتا
تھا آج وہ گنبد نمودار ہوا ہے اور دروازہ بھی ظاہر ہوا ہے مگر دروازے میں قفل دیا ہوا ہے خمار جادو نے
کسی دیو کو لاکے اس گنبد میں قید کیا تھا چل کے اُس غریب کو بھی رہا کر دیجیے آپ کو ثواب ہوگا
سلیمان صاحبقران اُس گنبد کے قریب آئے قفل پر ہاتھ ڈال کے جھٹکے سے توڑ لیا اور دروازہ
کھولا دیکھا کہ ایک دیو بیٹھا ہے قفس سحر بھی مرنے سے خمار جادو کے نیست و نابود ہوگیا تھا شہزادہ
طیمور دیو کے پاس کھڑے تھے جیسے ہی سلیمان صاحبقران نے طیمور کو دیکھا دوڑ کے لپٹ گئے
اور بہت خوش ہوئے دیو گستہم کو معلوم ہوا کہ خمار جادو کو صاحبقران قاآن نے قتل کیا نہایت
خوش ہوا گنبد سے باہر آیا عرض کی کہ میں اب آپکا غلام ہوں کہ آپکی بدولت میں نے اس بلا سے زندان
سے نجات پائی ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے تجھے آزاد کیا جس طرف تیرا جی چاہے چلا جا
دیو گستہم نے عرض کی کہ غلام کہیں نہ جائیگا حضور مجھ سے ابھی واقف نہیں ہیں کہ میں کون ہوں میں
وہ شخص ہوں کہ مجھ سے اور اخضر زرد پوش سے مقابلہ ہوا تھا میرا حال کھلے سلیمان صاحبقران نے

فرمایا کہ اخضر تنگ زام کو دیوون نے چیر کے پھینک دیا سرگذشت اسکی لائق بیان نہیں ہی دیو گستہم نے عرض کی کہ وہ
قابل اسکے تھا یہ حضور کا اقبال ہی کہ اُسے زبردست تنگ زام کو جان سے ہمنے مار ڈالا اس سے زیادہ زبردست
غلام آپ کو مل گیا فرمایا کہ اچھا تو میرے ساتھ رہ یہ فرما کے اس مقام پر آئے جہاں اخضر کی لاش کے
ٹکڑے پڑے ہوئے تھے طیمور نے کہا کہ آپ کو اپنے رفیق سے بہت رنج ہوا ہوگا اب اخضر تو
زندہ نہیں ہو سکتا میں اخضر کی جگہ خدمت کو حاضر ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم مہمان ہو
ہمارے ہم تمہاری خدمت کریں یا تم ہماری خدمت کرو پھر اسکے لاش اخضر کی پھنکوا دی اور دیو
گستہم ساتھ ہو لیا طیمور شیر پر سوار ہوئے گستہم کی تعریف کی کہ اسنے مجکو بہت راحت دی جو میوہ
خمار جادو نے زہر کے کھانے کو لاکے دیا تھا وہ اسنے مجھے کھلایا سلیمان صاحبقران نہایت خوش
ہوئے پریزادون نے پرون کا سایہ کیا کہ دھوپ میں چہرہ طیمور کا سرخ ہوگیا تھا طیمور نے کہا
کہ یہ کیا آفت ہی میرا جی گھبراتا ہی اسطرح کی بھولی بھولی باتیں کرتا ہوا ہمراہ سلیمان صاحبقران کے
گلستان ارم میں آیا تمام پریزادون نے مبارکباد دی شمشہ بلخی مسکراتے ہوئے سامنے سلیمان
صاحبقران کے آئے سلیمان صاحبقران سمجھ گئے کہ انکو اپنے حکم کی خوشی ہی کہ کتنا ملال رنج ہوا بس
اسی وقت اکیس پارچہ کا خلعت شمشہ بلخی کو دیا پریزادون نے حسب حیثیت طیمور پر سے زر نچھاور
کیا نقارہ شادیانہ بجے سلیمان صاحبقران اس خوشی میں صحبت جشن منعقد کی دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی طیمور نے آئینہ کی پرستش کی اور سلیمان صاحبقران سے کہا کہ اس مذہب سے بہتر کوئی
مذہب نہیں ہی تم آپ اپنے خدا ہو آئینہ دیکھو کیا جلوہ نظر آتا ہی جو جیسا ہوتا ہی خداوند آئینہ اسکو ویسا ہی دکھاتا
ہی سلیمان صاحبقران اسکی باتون پر ہنستے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تم پردہ دنیا پر صاحبقران دنیا کو مطیع
کرکے آئینہ پرست بناؤ گے اس وقت میں بھی آئینہ پرستی اختیار کرونگا طیمور نے کہا کہ پھر مجکو سیدہ دنیا پر
بھیج دیجے فرمایا کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو طیمور نے عرض کی کہ میں شہر زرینہ میں جاؤنگا میرا باپ بھائی
اور میری بہن اور والدین بہت پریشان ہونگے سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی
کہ میرا تو جی چاہتا ہی کہ یہ شان و شوکت کے ساتھ جائے اسلیے کہ جب یہ لشکر اسلام کے مقابلے میں ہوئیگا
تو سامان اسکا اچھا ہوگا اُن لوگوں کے پاس سامان طلسمی ہیں یہ ابھی تک طلسم فتح نہیں کر سکتے
اور نہیں معلوم کہ اسکی قسمت میں فتاحی طلسم بھی ہی یا نہیں سلیمان اعظم نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی
اس وقت سلیمان صاحبقران نے اسلحہ طلسمی اور مرکب طلسمی منگوا کر دیا اور اسے سر بخوش بنایا
اور چالیس خزانون کے صندوق منگا کر سامنے رکھے سب یاقوت لگا کے تھے طیمور سے کہا کہ تم اپنے
ساتھ چالیس ہزار آدمیون کا لشکر جو رکھنا اُسے اس لباس سے رکھنا یہ فرما کر صندوق کھول کھول کے
دو مضامین دکھائیں شاہزادہ طیمور بہت خوش ہوا بعد اسکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ بارگاہ زرنگین
حصار بھی دو سلیمان صاحبقران نے اس بارگاہ کو استادہ کرایا اور طیمور کو بارگاہ دکھائی
اور عنایت کی طیمور نے کہا کہ آپ وہ شفقت کر رہے ہیں جو والدین کرتے ہیں بعد اسکے ہندرہ سو
من کا گرز بھی عنایت کیا اور ایک نیزہ دیا جسکی دو زبانیں تھیں ایک تیغہ دیا جسکی یہ صفت تھی کہ ضرب
لگاتے وقت دہ ہاتھ جر بڑھتا تھا نام اسکا تیغہ ضرب دراز تھا اور ایک سپر عنایت کی جسمیں یہ صفت تھی
کہ تلوار پھولون جیسا پڑے کے اُدھر کے ہو جاتی تھی حریف کے تیر لاکے تو چوٹ نہ لگتی یہ سب سامان اسے
دیکے کہا صاحبقران نے اور کہیں نہ ایسا سامان تھا نہ اسکے دیودن کو بلا کے سب اسباب

اُنہیں لدوایا اور طیمور کو گلے لگا کے ارشاد کیا کہ اپنی خیر و عافیت سے فراموش نکرنا اور میں بھی خط بھیجتا
رہونگا طیمور نے عرض کی کہ میں کسے بھیجونگا میرے پاس کونسا ذریعہ ہی آپ مرد دیو پری کے حاکم ہیں
فرمایا جب میرا نامہ بر آئے تو اُسی وقت جواب تحریر کرکے روانہ کر دیا کرنا طیمور نے عرض کی کہ
ایسا ہی ہوگا بلکہ وقت فرصت میں آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا کرونگا غرضکہ طیمور سب سے رخصت
ہوکر جانب پردہ دینار روانہ ہوا دیو اسکے سامان بار کیے ہوے اُڑکر چلے قریب ملک ساریقیہ کی طرف
سے ہوا دیکھا کہ دو جانب بڑی بڑی فوجیں پڑی ہوئی ہیں طیمور نے ایک دیو کو حکم دیا کہ دریافت
کر کہ یہ کیا معاملہ ہی دیو زمین پر آیا انسان کی صورت بنکر دونوں طرف کا حال دریافت کرکے گیا اور
طیمور شیر پرور سے بیان کیا بعد اسکے کہا دیووں سے کہ مجکو شہر لاجوردیہ کی طرف لے چلو
کہ مجھے لاجوردشاہ سے عوض لینا ہی اُس ملک کو فتح کرکے شہر زرینہ میں چلونگا اب دیوان
طاقت شہر لاجوردیہ کی طرف متوجہ ہوے لیکن

اب یہان سے چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ خورشید زرین کمر کو نہایت صدمہ ہی ہر کاروں کو برائے دریافت حال ہر شہر و دیار کی
طرف روانہ کر دیا ہی ایک کسی سوداگر کا لاجوردیہ کی طرف سے شہر زرینہ میں آنا ہوا اُسنے کچھ
اشیا خورشید زرین کمر کو دکھائیں اُنھوں نے کچھ التفات نکی سوداگر نے عرض کی کہ اگر
شہریار و شاہ ایسے ہی بے توجہی کرینگے تو ہمارا پیشہ بیکار ہوجائے گا مال لانا چھوڑکر گھر بیٹھ رہینگے
یہ سُنکے خورشید زرین کمر نے کہا کہ جبسے میرا فرزند گم ہوا ہی مجھے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا
اگر وہ موجود ہوتا تو ان اشیاء نادرہ کو خرید کرتا خوش ہوتا میں لیکے کیا کرون اور کسکے واسطے
لون سوداگر نے عرض کی کہ صاحبزادے کا کیا سن تھا اور کس مقام سے وہ گم ہوے ہیں ہر ایک
ملک میں جاتا ہون شاید کہیں دیکھا ہو یا دیکھوں تو عرض کر دوں خورشید زرین کمر نے سب حال
شکل و شمائل بیان کی اُسیوقت سوداگر کو وہ واقعہ یاد آگیا کہ اک صاحبزادہ اسی شکل و شمائل اور سن
کا شہر لاجوردیہ میں اسیر ہوکے آیا تھا اور اُسنے قید توڑ کے دیو کو مارا تھا دربار لاجوردشاہ کو خون سے
لال کر دیا تھا مگر اُسکو نہ جانے کیا تھا ہنوز ہی ہو جب یہ واقعہ گذرا ہی تو سوداگر اُس وقت شہر لاجوردیہ
ہی میں موجود تھا اُسنے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ غلام نے شاہزادہ کو دیکھا تو تھا میرے
سامنے شہر لاجوردیہ میں انھیں عیاروں کے پہونچا تھا اور واقعہ اُسنے بیان کیا تھا کہ میں نے شکار میں
سے اُسکو اسیر کیا تھا لاجوردشاہ نے بہت کچھ انعام اُسے عیار کو دیا تھا اور صاحبزادے نے بہت
سخت گفتگو کی تھی جسپر لاجوردشاہ نے برہم ہوکے حکم قتل دیا تھا اُنھوں نے قید توڑکے دیو کو
مارا لیکن وہاں سے بھی اُنکو نہ جانے کیا تھا یہ سُن کے خورشید زرین کمر کو نہایت غصہ آیا
کہ فرزند میرا لاجوردشاہ ہی کی وجہ سے مجھے نہیں ملا اسیوقت اُسنے حکم دیا کہ لشکر میرا تیار ہو میں
ابھی جاؤنگا اور شہر لاجوردیہ کو تاخت و تاراج کر دونگا سکندر آئینہ پرست کو بھی طیمور
کے گم ہونے کا ملال تھا اُسنے دیو عنطاق کو جو پیکر کو طلب کیا جس وقت دیو عنطاق حاضر ہوا
تو سکندر نے کہا کہ تم ساتھ خورشید کے جاؤ اور جو یہ کہیں وہ کرو دیو عنطاق بقابدار لشکر
ساتھ ہوا لشکر خورشید جانب شہر لاجوردیہ روانہ ہوا جس وقت لشکر قریب پہونچا تو خیمہ

لاجورد شاہ کو ہوئی کہ خورشید زرین کمر نے فوج کشی کی ہے اسوقت لاجورد شاہ نے اپنی فوج کو
بھی شہر کے باہر مورچہ بندی کا حکم دیا لاجورد شاہ کی فوج بھی بیرون شہر آکر خیمہ زن ہوئی اور خود
لاجورد شاہ بھی آیا دوسرے روز صبح کو گرد اڑی اور خورشید زرین کمر مع نقابدار سیہ پوش کے
پہونچا اور لشکر اپنا بمقابل لشکر لاجورد شاہ کے اتارا بارگاہ ایستادہ ہوئی جب شام ہوئی تو خورشید زرین کمر
نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ادھر لاجورد شاہ
نے کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے کوئی دو لاکھ آدمی اسطرف
تھے اور اسیقدر اس طرف بھی تھے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نسب دیگر
بیٹھ گئے تو لشکر لاجورد شاہ سے سبز بر کوہی نکلا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے آئینہ پرستو
تمہارے دل میں اس شخص کی طرف سے کدورت آئی ہے جو بد نژاد خداوند زبرجد شاہ بن بیٹھا ہے
کہ خدا اوس پر غضب نازل کرے تو تم کیوں کے منکر ہو گئے یہ سنکے نقابدار سیاہ پوش سامنے
سبز بر کوہی کے آیا اور کہا کہ کیا جھک مارتا ہے کوئی خداوند خداوند آئینہ سے بہتر نہیں ہے جسکے
جلوے سے تمام عالم روشن ہے جیسا شخص اسے دیکھے ویسا ہی دوسرا بھی اسکو نظر آتا ہے لا ضرب
اپنی اور دیکھ تماشہ قدرت خداوند آئینہ کا تو حیران ہو جائے گا ایک کی دو نظر آنے لگیں گی یہ
سنکے سبز بر کوہی نے نیزہ مارا نقابدار سیہ پوش نے چند ہی طعن میں نیزہ ہاتھ سے سبز بر کوہی
کے نکال دیا اس وقت سبز بر کوہی نے غصہ میں آکر تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے جو اپنا
وار کیا سبز بر کوہی کے دو ٹکڑے ہوئے اسی وقت لاجورد شاہ نے ادہم شتر گردن کو برائے
مقابلہ بھیجا اس سے بھی دیر تک شمشیر زنی رہی آخر ادہم بھی ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا شبیب
قوی بازو نکلا یہ بھی مارا گیا شام تک میں نقابدار نے ستر سردار کو ہاتھ سے مارا اور پانچ کو ایسا زخمی کیا کہ وہ جاں بلب ہو گئے
لاجورد شاہ کے جی چھوٹ گئے کہ یہ نقابدار تو بڑے بہادر ہیں شام ہوتے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنی
اپنی فرودگاہ پر آئے خورشید نے بھی کوس بجوا دیا مگر لاجورد شاہ پر ایسا خوف نقابدار کا طاری ہوا
کہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا جب صبح ہوئی تو خورشید کو خبر پہونچی کہ لاجورد شاہ نے گریز کی اور قلعہ
میں چھپا ہے کہا پھر کہاں جائے گا نقابدار سے کہا کہ قلعہ پر یورش کرو میں بغیر اسکو مارے ہوئے
قرار نہ لونگا نقابدار نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا اور طبل بجوا دیا اس وقت لاجورد شاہ گھبرایا
اور اپنے عیاروں سے کہا کہ کسی طرح اس نقابدار کو یا اسکے بادشاہ کو گرفتار کرو اگر اسکے جان بچنی نظر نہیں
آتی ہو گی یہ نقابدار دھاوا کر کے قلعہ کو بھی سر کریگا سب اسیر ہو کر قتل ہو جاوینگے یہ سنکے لالک
لک پابلا کا عیار ہے اسنے کہا کہ میں جاتا ہوں یہ رات کو قلعہ سے نکلا لباس شہر دیہاتیوں پر
آراستہ کر کے جانب لشکر خورشید زرین کمر روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو صورت اپنی اک گنوار
کی بنائی گٹھا لکڑیوں کا سر پر رکھ کے لشکر میں داخل ہوا جسے دام پوچھتے اسقدر بتاتا کہ کسی نے
لکڑی نہ خریدی یہانتک کہ یہ قریب خیمہ خورشید کے پہونچ گیا باورچی خانہ خورشید کا خیمہ سے قریب
تھا لکڑی کی ضرورت بھی تھی سب لکڑی خرید لی گئی اور دام دے دیے گئے اور کہا کہ اور تھوڑی
لکڑی جا کے لے آ اسنے کہا کہ اب تو رات ہو گئی ہے صبح کو جتنی لکڑی کہیے گا لا دونگا میں تو اس
جنگل کا ٹھیکہ لیے ہوئے ہوں میری حیثیت پر نہ جائیے روپیہ بغیر اسکے جمع نہیں ہوتا ہے کیسے لوگ کو

نہیں پڑے ہوں لوگوں نے کہا کہ کیا نقصان ہے پڑا رہنے دو یہ اسی جگہ پڑا رہا جب رات ہولی اور سب
سوگئے تو یہ اپنے مقام سے اٹھا اور پشت خیمہ کی طرف آیا قنات چاک کرکے پروانے بیہوشی کے
شمع پر مارے پروانے جلے اور دود بیہوشی منتشر ہوا جو دو اک باری دار بیٹھے تھے وہ اور بھی غافل ہوگئے
چالاک لنگ لنگ با خیمہ میں آیا خورشید کو بیہوش کرکے چادر عیاری میں باندھا اور پشتارہ پشت پر لگا کے
خیمہ سے نکلا طلایہ کے سواروں کی نگاہوں سے بچتا ہوا قلعہ کی طرف روانہ ہوا کچھ رات باقی تھی کہ قلعہ میں پہونچ
گیا اور خورشید کو سامنے لاجورد شاہ کے ڈال دیا لاجورد شاہ نے اسیر قفل و زنجیر کرکے زندان میں بھجوا
دیا یہاں جو باری دار باری بدلوانے کی غرض سے آئے تو دیکھا کہ پشت خیمہ کی چاک ہے بادشاہ مسہری پر
نہیں ہے انہوں نے شور کیا کہ بادشاہ کو کوئی چرا لے گیا لاہور یہ شور سن کے اندر خیمہ کے آیا بستر خالی
پایا پہچانا اور کہا کہ جو عیار طیمور کو شکار پر سے لے گیا تھا وہی انکو بھی لے گیا رونے لگا کہ ہائے
بھائی کا داغ ابھی دل سے نہیں مٹا تھا کہ باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا یہانتک شور و غوغا ہوا کہ نقابدار
سیہ پوش کو خبر ہوئی نقابدار نے کہا کہ صبح کو دیکھا جائے گا جب صبح ہوئی تو نقابدار سیہ پوش لشکر کو لیکر
قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ نے توپیں مارنا شروع کیں ہمراہیان نقابدار میں سے دو سو آدمی کام آئے
اور باقی پلٹ گئے لیکن نقابدار گولوں کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا وہاں اہل قلعہ نے خورشید زریں کمر کو
لاکر زیر تیغ بٹھا دیا اور نقابدار سے کہا کہ اب اگر قدم آگے بڑھایا تو ہم تمہارے بادشاہ کو قتل
کر ڈالینگے نقابدار پریشان ہوا کہ اب کیا کروں یکایک آسمان سے آواز نقارہ کی گوش زد ہوئی نقابدار
سیہ پوش اور اہل قلعہ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ہزارہا دیو سامان شاہانہ سے چلے آتے
ہیں اور اک دیو دراز قامت کی گردن پر شاہزادہ طیمور شیر برور سوار ہے لیکن طیمور نے جو اپنے باپ
کو زیر تیغ بیٹھے دیکھا اک دیو سے کہا کہ جلد بجنسہ انہیں اٹھا لاؤ دیو کڑک کے گرا اور خورشید کو اٹھا
لیگیا اسوقت طیمور نے نقابدار کو آواز دی کہ گھس جا قلعہ میں نقابدار گرز پکڑ کے قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ
نے دیکھا کہ اب جان نہیں بچتی ہے بس چادر ہلانا شروع کی اور امان مانگی طیمور نے کہا امان اس شرط پر
ہے کہ خداوند آئینہ کو سجدہ کرو لاجورد شاہ نے کہا مجھے قبول ہے طیمور نے نقابدار سیہ پوش کو منع کیا
لاجورد شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور چند تحفے ساتھ لیکر نکلا ادھر دیو شاہزادہ طیمور شیر برور
کو زمین پر اتارنے لگے لاجورد شاہ یہ دیکھکر زرد ہوگیا کہ اگر اسنے کسی دیو سے اشارہ کیا تو وہ کھا ہی لیگا
ہاتھ باندھے ہوئے کانپتا ہوا اسکے طیمور شیر برور کے پاس آیا چونکہ نقابدار سیہ پوش دراصل دیو ہی ہے
قریب آیا اور اپنے محسنوں کو دیکھکر خوش ہوا خورشید زریں کمر نے اپنے فرزند کو دیکھا نہایت
خوش ہوا پوچھا کہ اے فرزند تم کہاں تھے طیمور نے بیان کیا کہ بیٹے تو میں اسی ملک میں آیا تھا لاجورد شاہ
کا عیار مجھے لے گیا تھا جب یہاں جنگ کی نوبت آئی تو اک دیو مجھے بجنسہ اٹھا لیگیا میں نے پرستان میں
جاکر اسکے چچا کو مزا اسے معقول دی وہ ایک اور جن کو لے آیا تمام رات اس سے کانپتا تھا نام اسکا جعفر
زرد پوش تھا جعفران قاف کا رفیق تھا میں نے اخضر کو ذلیل کیا اس سلسلہ سے جعفران قاف
مجھ سے محبت کرنے لگے اور میری دوستی پر اپنے رفیق کو مار ڈالا اور مجھے فن سپہگری تعلیم کیا اور بارگاہ اور
اسلحہ و آلات حرب اور یاقوت نگار جالیس ہزار تحفے مجھے عنایت کیں میں انکا ممنون ہوں یہ لشکر سب
سامان انہی کا ہے خورشید کو دیکھا خورشید نہایت خوش ہوا شاہ ہور شیر دل آکر بھائی سے لپٹا شاہزادے
نے شاہ ہور کو بہت سا زر و جواہر عنایت کیا بارگاہ برپا ہوئی لاجورد شاہ آئینہ پرست ہوا تمام ملک

لاجوردیہ کو آئینہ پرست کیا اور وہاں سے کوچ کر کے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہوئے یہ خبر سکندر
آئینہ پرست اور زرمان شاہ کو ہوئی کہ شاہزادہ طیمور پرستان سے ملک لاجوردیہ میں آیا اب
اس طرف آتا ہے اور بڑے جاہ و حشم کے ساتھ آتا ہے پس یہ دونوں شاہ و وزیر برائے استقبال روانہ
ہوئے پیشوائی کر کے طیمور شیر پرور کو لائے شاہزادہ محل میں داخل ہوا بیں اسکی آنے کی چھٹی اور خوشی ہوئی
ملک بلاگردان ہوئی تصدق اترنے لگے جشن خوشی ہوا جب ان سب باتوں سے فرصت پائی تو شاہزادہ طیمور
شیر پرور نے خورشید زرین کمر سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں خروج کروں اور دین آئینہ پرستی کو رواج دوں
خداوند آئینہ نے مجھکو صاحبقرانی کی قوت عطا فرمائی ہے خورشید نے کہا کہ پہلے کس طرف چلنے کا قصد ہے طیمور
نے کہا کہ ملک باختر میں کوئی شخص ہے کہ نام اسکا خداوند ساریق کر کے مشہور ہے بہت بڑا لشکر اسکا ہے
اور اسی کے مقابلہ میں لشکر خداپرستوں کا اترا ہوا ہے وہیں چلنا چاہیے اگر اس مرحلہ کو سر کر لیا تو تمام دنیا کو فتح
کر لیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا چلا آتا ہوں کہ وہاں ایک عالم جمع ہے گروہ خداپرست اور اسیقدر ساریق پرست
جمع ہیں خورشید زرین کمر نے کہا کہ جو تمھاری رائے ہے مگر میں ساتھ چلونگا طیمور شیر پرور نے کہا کہ بہتر
ہے سکندر آئینہ پرست اور زرمان شاہ اور لاجورد شاہ نے کہا کہ ہم بھی چلینگے غرض جسکا جی چاہے
چلے ان سب بادشاہوں نے انتظام سلطنت وزرا کے سپرد کیا اور ایک ایک سپہ سالار کو تھوڑی فوج
کے ساتھ حفاظت ملک کے واسطے چھوڑکر نگرانی سب شہروں کی نقاہ ہارسیہ کو لشکر کے سپرد کی کہ یہ ہر مقام
گشت لگاتا رہے لیکن اسکے ساتھ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے یہ تینوں بادشاہ ساتھ ہوئے شاہزادہ
طیمور نے چالیس ہزار سوار منتخب کر کے انکو وہی سرخ خفتانیں پہنا میں بارگاہ زریں حصار
ساتھ لی اور مرکب نسیم پرستان پر سوار ہو کے جانب ملک ساریقیہ روانہ ہوئے انکو تو راہ
راہ میں چھوڑا جاتا ہے۔

اور اب پھر داستان ملک ساریقیہ کی آغاز ہوتی ہے مخمس

دکھلانے لگے طرفہ ادا دیکھ کے مجھکو — کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھ کے مجھکو
اور اسکے سوا کچھ نہ کہا دیکھ کے مجھکو — کچھ کرنے لگے ذکر وفا دیکھ کے مجھکو
ہونے لگا میرا ہی گلہ دیکھ کے مجھکو

کیوں آئے نہ غصہ تجھے او دیکھ کے مجھکو — دکھلاتے ہیں اپنی وفا دیکھ کے مجھکو
کرتے نہیں کچھ شرم و حیا دیکھ کے مجھکو — اغیار سے یہ نازو ادا دیکھ کے مجھکو
اتراتے ہیں اور زرا دیکھ کے مجھکو

کرتا ہے ہر اک اسکی ثنا دیکھ کے مجھکو — دیتا ہے ہر اک انکو دعا دیکھ کے مجھکو
بنتے ہیں سبھی اہل وفا دیکھ کے مجھکو — دشمن نے بھی دم انکا بھرا دیکھ کے مجھکو
یاد آئی کیا انکی ادا دیکھ کے مجھکو

بن جاتا ہے سجدہ بھی وہ کیا دیکھ کے مجھکو — اتراتا ہے عدو کا کہا دیکھ کے مجھکو
کمبخت نے بوسہ بھی لیا دیکھ کے مجھکو — کی غیر نے دانستہ خطا دیکھ کے مجھکو
اب دینے لگا آپ سزا دیکھ کے مجھکو

بیکار نے خوش کیا بیکار وہ آیا + + + — انکھیں تجھے دے کے تر کچھ اور رلایا

سرداران نامی و گرامی کی برپا ہیں اور ایک بہت بڑی بارگاہ برپا تھی یہ اسلیے تھی کہ بعد طبل بازگشت
بجنے کے اور صبح کو سب سردار اس بارگاہ میں جمع ہوں اور پھر میدان کارزار میں یا اپنے اپنے
مقام پر جائیں جس وقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے جا چکے تو لشکر کفار سے
عفریت عبدہ جو اپنی گردن کو بڑھا کر سامنے لیطول ساریق کے آیا اُتر کر گھٹنے سے سجدہ کیا
اور اجازت میدان چاہی ساریق نے کہا کہ جا تجھے اپنے دست قدرت کی نگہبانی میں دیا عفریت
عبدہ جو باد و گر مرکب پر سوار ہو کے میدان میں آیا سراپا میدان کا دیکھا نیزے کے ہاتھ نکالے
جب خوب سلح شوری کر چکا تو نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنا ہے مرگ و آرزو ہے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ
یہ کہنا تھا کہ تہمتن گرد رفیق خاص و سپہ سالار شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب اپنا صف سے نکالا
اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو اور جام رخصت
عنایت ہوا تہمتن گرد جام پیکر بارہ و گر مرکب پر چڑھ کر میدان میں آیا بعد گفتگوے بسیار عفریت
عبدہ جو نے نیزہ مارا تہمتن گرد نے نیزے کو اسکے نیزے پر کاٹا طعن چلنے لگیں تہمتن گرد بھی
بڑا سردار ہے رفقاے رفیع البخت میں سب سے زیادہ زبردست ہے اور عفریت عبدہ جو بھی ساریق کی
بارگاہ میں شملے پہلوانوں میں ہر رنگ خود سے دیکھ رہے ہیں کہ اکثر تہمتن گرد نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور ایک
ایسا نیزہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے عفریت کے نیچے پر گرا لگا بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا
بلند ہوئی اور عفریت عبدہ جو نیزہ برابر آسمان میں فرق ہو گیا دوڑ کر اسنے اراسپ میں سے اپنا ساطور
لیا ساڑھے نو سو من کا ساطور سر پر بلند کیا تہمتن گرد پر مارا تہمتن گرد نے سپر پھینکی لیکن بہ حربہ سپر کے
کٹ کر زمین ہوتا ہی سپر قلم ہوئی تہمتن نے پیچھے کو کھینچا ساطور زور مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب نے
چرخ مارا تہمتن کودکے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر مرکب کو عفریت کے پٹک دیا عفریت بھی گھوڑے سے
کودا اور خنجر کھینچکر چلا کہ تونے میرے مرکب کو دیکھا میں تجھے کب چھوڑونگا یہ کہکر تہمتن گرد کو خنجر مارا
تہمتن گرد نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دونوں لپٹ کے کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی رات کو بھی
علیحدہ ہوئے دوسرے روز بالکل تہمتن کا ٹوٹا رنگ آگرا ہے آٹھکے لئے عفریت عبدہ جو
میدان سے پھر آکر نہایت شاد و بشاش بیٹھے اہل اسلام تہمتن گرد کو شفاخانے لے گئے رفیع البخت
نے اپنے رفیق کو تسلی دی کہ جنگ دو سردار دو کیا اجارہ ہے ساریق نے پھر طبل جنگ بجوادیا دوسرے
روز جب فوجیں دونوں کا مصاف میں آکر صف آرا ہو چکیں تو پھر عفریت عبدہ جو میدان میں آیا اور پکارا
کہ اے خدا پرستو دیکھا تمنے کہ میں نے کیا حالت کردی تمہارے ساتھی کی یہی حالت اسکی ہوگی جو میرے
مقابلے کو آئیگا میں مثل دیگران نہیں ہوں جنکو پست کرکے تمہارا یہ حملہ بڑھا کہ خداوند ساریق پر
تم چڑھ کے آئے یہ سنکے قران فیل سوار رفیق شاہزادہ بہرام کلاہ بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
عفریت کے مقابل ہوا عفریت نے ساطور مارا کہ قران فیل سوار زخمی ہوا دن بھر میں عفریت نے
دو سرداروں کو شہید کیا اور ہندہ کو زخمی کرکے میدان سے پھر گیا کفار نہایت شاد و بشاش تھے
اور اہل اسلام کو کمال رنج ہوا غرض ہزاران صاحبقران کو خیال ہوا کہ اب یہ ملعون بغیر جلد گرنے کے نکلے
ہرگز پست نہ ہوگا جب پھر صبح ہوئی اور دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوچکے تو پھر عفریت
میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے لشکر دارائے ہند طلحہ بن لندھور کے علم جلیا کر

آسکے اور طلحہ نے نفس اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ اسلام کے آکر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ
حقیقی نگہبان ہے طلحہ بادگر مرکب پر سوار ہو کے میدان میں آئے اور عفریت کو للکارا کہ او ملعون زخمی
ہوتا سرداروں کے واسطے عیب کی بات نہیں ہے تو فخر کس بات کا کرتا ہے عفریت نے کہا کہ آ تو
مقابلہ کر دیکھوں تو کہ تو کیسا ہے طلحہ نے کہا کہ او حرامزادے اپنا پھر دیکھ کہ میں کیسا ہوں عفریت عربدہ جو نے
وہی ساطور مارا طلحہ نے ضرب ساطور کو گرز پر روکا اور خبردار خبردار کہکر گرز مارا عفریت نے ضرب
طلحہ کی دستۂ ساطور پر روکی مگر مرکب مارا گیا کہا اے ہندی اگر اگلی ضرب میری تو روک لے تو جانوں
یہ کہکر مرکب طلب کیا اور دوسرے مرکب پر سوار ہوکے پھر ساطور مارا طلحہ نے پھر گرز کو چہرے کی
پناہ کیا پھل ساطور کا گرز میں در آیا اور ٹوٹ کر رہگیا دستہ پیشانی پر طلحہ کے پڑا کہ سر زخمی ہوا
پتورا گئے عفریت نے کہا لیجاؤ اس ہندی کو پس صاحبقران کو بہت ناز تھا لوگ آئے اور طلحہ کو
میدان سے پھیر لائے ہنوز کوئی اور اسکے مقابلہ کو نہیں نکلنے پایا تھا سارق خوش ہو ہو کے نقد مرین
بگسار رہا تھا کہ ای بندگان حق دیدی قدرت مرا کہ ناگاہ یک از پردۂ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد
تیرہ و تیرہ و غیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ ربا سے گرد و در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار
آفتاب دیکھنے لگے کہ یہ اتنا بڑا لشکر کسکا آتا ہے جسنے طبقات زمین کو ہلا دیا ہے کہ ایک مرتبہ دست ہوا سے
دامن گرد شگافتہ ہوا اور ول گھوڑے سات سو ہاتھی لاجوردی و زرنگار دسترخ نشانہ سات لاکھ سوار
وپیدل کی جمعیت کا نمودار ہوئے آگے آگے دو بارگاہوں کے اٹھانے بار چالیس ہزار یا قوت پوش
آتے تھے آگے آگے اک طفل حسین و جمیل مرکب بادرفتار پر سوار دو نسانہ نیزہ ہاتھ میں چہرہ مانند آفتاب کے
چمکتا ہوا کوئی چودہ برس کی عمر سبزے کا آنا ابھی نہیں ہونے پایا ہے گویا آئینہ رو میں کسیقدر غبار آچلا ہے جو بہت
بیشکے دو ایک سال میں ظاہر ہوگا اور تیس بادشاہ ایک زرین پوش دو سو سرخ پوش ایک ہما وسی رنگ
کا لباس پہنے ہوئے نمودار ہوئے ہمراہ رکاب اس طفل کے اک عیار بھی آسی برس و سال کا مگر نہایت
چالاک اہل اسلام اور کفار حیرت سے دیکھتے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے طفل نے عرصے اک مقام تجویز کر کے قیام کیا
اور بارگاہیں برپا ہونے کا حکم دیا ادھر تو بارگاہیں برپا ہونے لگیں ساز و سامان اسکا دیکھ کر اہل اسلام متحیر تھے
کہ یہ سامان اسنے کہاں سے دستیاب ہوا ظروف میں بجہ کی جگہ آئینے نصب تھے ہرکارے دونوں طرف
کے بہر دریافت حال روانہ ہو گئے تھے آکر عرض کی کہ مذہب ان لوگوں کا آئینہ پرستی ہے طیمور شیر برود
نے اپنے چالیس ہزار سرخ پوشوں سے رخ میدان کا کیا فوج پشت پر بیرے جانکے کھڑی ہوئی
یہاں عفریت نے نعرہ مارا کہ اکمر ہے خود شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب کو اپنے چھیڑا اور بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر سامنے عفریت کے آئے عفریت نے وہی ساطور اٹھا کر بھی مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے چاہا
کہ دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈالیں کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا ساطور سر پر پہنچا تا دو ابرو اتر
گیا داستان مارا کہ ساطور پھنسا کر سر سے نکالا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ اٹھا لے گئے شہنشاہ گوہر کلاہ
کو لے گئے عفریت نے پھر مبارز طلب کیا تھا کہ طیمور نے گھوڑا اٹھا دیا او سنا کر اس زور سے لگا در
ماری کہ مرکب عفریت کا سامنے سے اڑ گیا عفریت نے کہا او طفل میں نے خداوندوں کے تو جی چھوڑ دیا
دیے میں تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ کو آیا ہے طیمور نے فرمایا کہ او ملعون میں نے دیوان قاف کو تو
پست کر دیا ہے تو انسان ہوکر مجھسے سامنا کرتا ہے نگاہ بھی تو نہ ملا سکے گا عفریت گھورنے لگا طیمور نے
آنکھ میں آنکھ ڈالی بس تو گی عفریت کی آنکھ جھپک گئی طیمور نے کہا دہ مارا عفریت ہنسا کہ ابھی

تلوار بھی نہیں کھینچی ہے اور تو نے اپنے نزدیک مجھے مار لیا طیمور شیر پرور نے کہا کہ جسکو نگاہ سے مارا اسکو
جان سے مارنا کیا دشوار ہے عفریت نے نیزہ مارا طیمور نے دو نہیں تین طعنوں میں نیزہ کو اسکے اپنے
نیزے سے الجھا کے جو جھٹکا مارا نیزہ تین جگہ سے ٹوٹ کے ہاتھ سے نکل گیا ہر طرف سے صدائیں واہ واہ کی
بلند ہوئیں صاحبقران غور سے دیکھنے لگے کہ یہ لڑکا تو قیامت کا چلبلا معلوم ہوتا ہے بس عفریت نے
ساطور پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اے طفل مجھے تو تجھ پر رحم آتا تھا مگر معلوم ہوا کہ تو رحم کے قابل نہیں ہے اجل تیری سر پر
کھیل رہی ہے لے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر ساطور گران سنگ ساڑھے نو سو من کی ضرب
کو اٹھا کر اور سر پر پیچ دیکر مارا بس طیمور نے مرکب کو اشارہ کیا کہ مثل برق کے کوند کر زیر بغل جا پہونچا طیمور
نے آنکھ ساطور سے ملائی اور دستہ پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک مارا کہ عفریت اوندھے منہ گر کر مرکب پر آ رہا بس
دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو عفریت کو تاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر پھرا کر زمین پر مارا کہ
عفریت چاروں شانے چت گرا طیمور نے اپنے عیار سے کہا کہ باندھ لے مشکیں اسکی عفریت اس زور سے
گرا تھا کہ اٹھ نہ سکا عیار نے مشکیں باندھ لیں یار شتارو لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا طیمور طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھر گیا کفار منہ دیکھ کے رہ گئے سیاریق نے کہا اے ہمرکابان دیکھا تم نے کیسا طوبعہ رت
اور زور آور لڑکا پیدا کیا ہے آج یہ اس طرف آگیا ہے میں اب سے ان خدا پرستوں کو پست کر ڈالونگا اب طبل جنگ
نہ بجواؤنگا ادھر اہل اسلام شان و شوکت طیمور شیر پرور کی دیکھ کر بعد کرنے لگے خصوصاً شہراب بن رستم تو عاشق
ہو گیا جب رات ہوئی تو آفات نیرنگ ساز عیار نے لباس شبروی تن پر آراستہ کیا صورت اپنی جوگڑے
کی بنائی اور جانب لشکر طیمور روانہ ہوا دیکھا کہ بازار لشکر کی کھلی ہوئی ہے فوج کے سپاہی سودا خرید رہے ہیں
یہ ایک ایک دُہن پر ستارہ بجا بجا کے گاتا ہوا اور زندانخانہ کو تلاش کرتا ہوا قریب دس بجے کے اس مقام پر
پہونچا جہاں عفریت عربدہ جو کو قید کیا تھا جب اسنے سمجھ لیا کہ عفریت اسی خیمہ میں قید ہے تو یہ نگہبانان زندان
کے سامنے بیٹھ کے گانے میں مصروف ہوا ایسے اپنے سُریلے پن سے گایا کہ لوگ بہت خوش ہوے پیسہ دو دو
پیسے سب نے دیے یہ لوگ ڈرا کے کہنے لگا کہ گاؤں میرا یہاں سے دور ہے رات زیادہ آگئی ہے اگر تم کہو ہرج
نہو تو میں یہیں پڑ رہوں ایک سپاہی نے کہا کہ مزاج ہمارے افسر کا چڑچڑا ہے ایسا نہو انکے خلاف ہوا اور
ہم پر عتاب آئے دوسرا رحمدل تھا اسنے کہا کہ انکو خبر کون کرے گا یا وہ کچھ دیکھنے کو آتے ہیں غریب ہے پڑ رہنے
دو صبح کو یہ چلا جائے گا یہ مکار دبکی لگا کے ٹھک رہا جب دو پہر رات گذر گئی تو دیکھا اسنے کہ دو سپاہی جاگتے رہے
ہیں اور باقی سو رہے ہیں بس یہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ چلم بھر لیجئے تو حضور سپاہیوں نے کہا بھر
اسی شغل میں ہی رات کٹ جائے یہ چلم بھری اور ایک سپاہی کو دی اسنے دم لگا کر دوسرے کو دی جب
دونوں نے ایک ایک دو دو دم لگا کے نیت سیر کر لی تو اس غریب کو دی اسنے چلم نہیں پی کہا کیوں
نہیں پیتا جواب دیا کہ تمکو تو ہمیں نے زہر بھر کے پلا دیا اب کیا جان بوجھ کر خود بھی زہر پی لوں یہ کہنا تھا
وہ دونوں غصہ میں اٹھ کر دوڑے کہ تو نے ہمیں زہر پلا دیا تو ہم تجھے کب چھوڑینگے اٹھتے ہی ہوا لگی بیہوش ہو گئے
طمانچہ مارا سنبھلے تھا نگیں ادھر دھم دھم گرے آفات نے نعرہ کیا دونوں کو ذبح کر کے اندر زندان کے
آیا اور عفریت کو سلام کر کے سوہن سے قید کاٹنے لگا تھوڑے نشان اسنے دیکر کہا
اور تیجیے دو قید توڑے اور یہاں سے نکل چلیے یہ سنکر عفریت خوش ہوا کہا اے آفات نیرنگ ساز
یہ لڑکا نہیں کوئی بلا ہے اس زور سے جھکڑ دیا کہ بس منہ پھلا ورنہ سلیمان چور چور ہو جاتیں ہڈی ہڈی میں درد ہے یہ کہکر مشکل
قید توڑی اور آفات نیرنگ ساز کے ہمراہ زندانخانہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا

تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ صبح ہوگئی اہل اسلام مصروف نماز تھے کفار یا خداوند ساریق کے نعرے
کر رہے تھے عفریت پا پیادہ بھاگا ہوا جا رہا تھا وہاں شاہزادہ طیمور کو خبر ہوگئی کہ قیدی چھوٹ گیا
اور اپنے لشکر کی طرف جا رہا ہے بس اسیوقت مرکب پر بیٹھ کے تلوار ہاتھوں میں لے لی اور تعاقب میں عفریت
کے روانہ ہوا عیار بھی گوشہ زین پکڑ کے ساتھ ہو لیا اڑتا ہوا چلا لشکر میں بلڑا ہوگیا صاحبقران مسبب
کہ پاس سے باہر نکلے ہوئے ٹہل رہے تھے کہ دیکھا طیمور تن تنہا مرکب اڑائے ہوئے لشکر کفار کی طرف
جا رہا ہے ہرکاروں کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ یہ ادھر کسواسطے جاتا ہے ہرکارے روانہ ہوئے شاہزادہ سہراب
ثانی اپنے خیمے سے نکلے ہوئے اس فکر میں کھڑے تھے کہ کیونکر سلسلہ ملاقات اس طفل شیردل سے
پیدا ہو کہ اپنی آنکھوں سے طیمور کو ادھر جاتے دیکھا بس اپنے ضبط نہ ہوسکا سمجھ گئے کہ کوئی آفت ضروری
جلدی سے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر بجانب لشکر ساریق روانہ ہوئے وہاں آفات نگار
نے جو یہ آفت دیکھی کہ طیمور شعلہ جوالہ بنا ہوا چلا آتا ہے یہ تو کسی جھاڑی میں دبک رہا اور عفریت سے کہا
بھاگ ورنہ قضا قریب ہے وہ جلدی سے بھاگ کر اس بارگاہ میں گھس گیا جہاں سرداران ساریق جمع
ہوتے تھے آج کل سردار تو ابھی نہیں آنے پائے تھے لیکن تین چار سو سردار بیٹھے تھے کہ عفریت
بھاگ کے پہونچا کہا مجھے بچا ساتھ ہی طیمور بھی مع مرکب اندر بارگاہ کے در آیا اور سر پر عفریت کے
پہونچ کے ایک ڈنگل آہنی رکھا ہوا تھا جو خاص دیووں کے بیٹھنے کو بنا تھا عفریت اس ڈنگل کے
پیچھے چھپا بس طیمور نے دوڑ کر ایک ضرب گرز کا ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مع ڈنگل عفریت کے دو ٹکڑے
ہوئے سردار گھبرائے کہ یہ کیا آفت آئی اتنے میں سہراب بھی جا پہنچے اور بے اختیار تعریف
کی کہ کیا ہاتھ مارا ہے سرداران ساریق حیران تھے کہ ڈیڑھ ہاتھ کا نیمہ اور کتنی گز کا ڈنگل دو ٹکڑے
ہوگیا یہ کوئی بلا ہے اس سے لڑنا اچھا نہیں جب دیکھا طیمور نے کہ کوئی مقابلہ کو نہیں اٹھتا تو آستنے عیار
سے کہا کہ بارخانہ آتشبازی شاہ ہوا رشیر دل نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے بارگاہ میں آگ لگ
گئی شعلے بھڑکنے لگے سردار اٹھ اٹھ کے بھاگے طیمور ہنسا کیا جب سب بھاگ کے چلے گئے تو خود
بھی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی راستے میں جو خیمہ ڈیرہ ملا اسمیں آگ لگا دی دھواں
جو بلند ہوا اور زیر فیلطول آگ بھڑکی گھبرا کے ساریق نے دریچہ وا کیا دیکھا کہ جو بارگاہ زیر قیطوا استادہ
تھی جسمیں سردار آکے بیٹھا کرتے تھے اس سے شعلے بلند ہیں اور جو نظر اٹھتی ہے تو دیکھا کہ دور تک
یہی حالت ہے کہ لشکر کے خیمے جل رہے ہیں اور وہی طفل حسین خیموں کو جلاتا پھونکتا ہوا اپنے لشکر کی طرف
چلا جاتا ہے کہا یہ کیا ماجرا ہے لوگوں نے کہا کہ عفریت غریب وہ جو بھاگ کے آیا تھا یہ اسی کے تعاقب میں آیا
تھا اسکو مار کے پلٹا ہوا جا رہا ہے ساریق نے کہا کہ مجھے اس بندے کو بہت زور دیا ہے جسے ہم بنائیں اسے
کون بگاڑ سکتا ہے سخنگان نے زنگیاں دیں لیکن چونکہ بے تھے انھوں نے کہا کہ تو ایسا ہی خداوند
طیمور شیر پرور صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہ کسی کی جرأت نہوئی کہ روکتا یا روکتا جب وہ وقت آیا کہ سہراب
بن رستم اپنے لشکر کی طرف چلنے لگے اور طیمور شیر پرور اپنے لشکر کی طرف چلا تو طیمور نے کہا کہ ای جوان تو کیونکر
آیا تھا سہراب نے کہا کہ تمکو اتنی بڑی فوج پر تنہا جاتے دیکھ کر مجھ سے ضبط نہوا طیمور نے کہا کہ کیا تم میری
مدد کو آئے تھے فرمایا ارادہ تو تھا مگر تم بڑے صاحب اقبال ہو کہ کسی نے نہ روکا طیمور کو بھی اس حرکت پر
سہراب سے محبت پیدا ہوئی ہنسکے کہا کہ آپنے دیکھا کہ یہ بڑے لڑنے والے اتنے بڑے تن و توش والے
بیٹھے رہے اور مجھ تنہا پر جرأت نہوئی جب میں نے بارگاہ میں آگ لگوا دی تو بھاگ گئے سہراب نے

کہ در اصل ایسی کامیابی آج تک کسیکو نصیب نہوئی ہوگی جو تمھیں ہوئی غرضکہ طیمور تو اپنے لشکر کی طرف روانہ
ہوا اور شاہزادہ سہراب بن رستم اپنے لشکر میں آئے ساری کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نامور
نے فرمایا کہ ای سہراب کیا کہوں یہ کسکا لڑکا ہے آمین تو سب علامتیں اولاد جد امجد کی پائی جاتی ہیں سہراب
نے کہا کہ ایک صفت ایسی ہے جو ہم میں بھی نہیں ہے صاحبقران نے پوچھا وہ کیا عرض کی کہ جس وقت آنکھ سے
آنکھ ملتی ہے تو دل پر ہیبت طاری ہوتی ہے سہراب کی اس تعریف پر سرداران دست راست مسکرائے اور
آپس میں کہنے لگے دیکھو ڈر گئے ہیں بہتر ہے جو ان سنجالا ہے کہتے ہیں کہ آنکھ ہی میں یہ تاثیر ہے ہماری آنکھ شیروں سے
تو جھپکتی نہیں ہے اس وقت تو اسی ہی باتیں ہوکے رہگئیں لیکن امیر کو بھی اشتیاق ملاقات ہے اب حال
ساریق ملعون کا سنیے کہ سخنگان نے تنہائی میں بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ یہ طفل تیرے لشکر کا ستھراؤ
کر دیگا اور خدا پرست اسے مسلمان کر کے اس بلا کو پھر بھی پیچھے بھیجینگے تو جن لوگوں کے بل پر خداوند
بنا ہے اللعین بلا تو شاید کچھ کام چلے اور یہ لشکر تیرا دیکھنے کا ہے اسپر گھمنڈ نہ کرنا کہ ایک سردار کئی دن تک گیا یہ
اُن لوگوں کی ستارے کی بدی تھی ورنہ اس سے زبردست سردار وہ اس طرح پکڑ لیے جائینگے
جس طرح طیمور شیر پر در آئینہ پرست اسکو گرفتار کر لے گیا تھا ساریق بھی دل میں متفکر ہوا اور اسی وقت
اسنے ایک نامہ تو بہروت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای رستم خداوندی ساریق اور ای لقب
قدرت میں خدا پرستوں نے تیرے خداوند پر یورش کیا ہے ہرچند کہ میں نے انکو اسقدر زور دیکھا
کہ اب کچھتا ہوں لیکن اب تیری مدد آ کے زیادہ کہ کے سبکو تیرے ہاتھ سے ذلیل کرا دونگا تجھے لازم
ہے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے خدا حاضر ہو یہ نامہ تو بہروت کی جانب روانہ ہوا اور دوسرا نامہ ساریق
نے بنام طلخال جادو تحریر کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ ای باعث خداوندی ساریق ای معشوقہ من جب تجھ سی
محبوبہ شفقہ ہو تو کیونکر ناز نکروں کہ تجھ سے لذت محبوبی اور اشفاق مادری دونوں ظاہر ہوتے ہیں تجھپر
خدا پرستوں نے یورش کیا ہے آجتک ایک ایسے وقت کا رستم ہے اگر آپ اس بلا کو شہر ساریقیہ سے
دفع نکرینگی تو خداوندی کیسی اب سلطنت بھی نہ باقی رہیگی بلکہ اگر ہاتھ سے جان کا بچنا بھی دشوار ہو جائیگا
یہ نامہ ایک ساحر نامزد اور کو دیا کہ وہ جانب مسکن طلخال جادو روانہ ہوا اسکے بعد چند نامے اور بھی اوسنے
لکھ لکھ کے جا بجا روانہ کیے ہیں جنکا حال آئندہ ظاہر ہوگا سخنگان نے کہا کہ اب طبل جنگ نہ بجوانا ورنہ
یہ لڑکا لشکر کا خاتمہ کر دیگا جب آپ طبل نہ بجوائینگے تو خدا پرستوں سے چھیڑ جائیگی آپ بیٹھے
تماشہ دیکھیگا ساریق نے تو خاموشی اختیار کی اور شاہزادہ طیمور اس انتظار میں ہے کہ طبل جنگ کے
جب کئی روز لشکر ادھر سے نہ بجا تو اسنے خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہاں تو ابھی سناٹا ہے خالی بیٹھے بیٹھے میرا
دم گھبراتا ہے اور خاص مجھ سے لڑائی بھی نہیں ہے کہ میں پابندی کروں لہذا میں تو شکار کو جاتا ہوں سنا ہے کہ یہاں
شکار کثرت سے ہے جسوقت یہاں طبل جنگ بجے تو مجھے اطلاع کر دیجیے گا یہ کہکے طیمور شیر پرور نے سامان
شکار اپنے ہمراہ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا شاہزادہ سہراب بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے تھے کہ انکے عیار
نے چپکے سے کان میں آکر کہا کہ طیمور آج شکار کو گیا ہے بس سہراب کا دل بیتاب ہوا کہ میں بھی شکار کو جاؤں
یہ ذریعہ ملاقات بڑھنے کا اچھا ہے یہ سوچ کے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں دو روز
کے واسطے شکار کو چلا جاؤں بالفعل یہاں طبل جنگ موقوف ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ مگر زیادہ
دور جانے کا قصد نکرنا اسلیے کہ ملک غیر ہے اور جنگ درپیش ہے سہراب نے عرض کی کہ بس دو روز
بعد میں واپس چلا آؤنگا یہ عرض کر کے سلام رخصت کیا اور بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ میں آئے

اور اسیوقت تیاری شکار کرکے جانب صحرا روانہ ہو گئے یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت اور وحید الملک کو ہوئی
کہ ادھر طیمور شکار کو گیا ہے ادھر سے شاہزادہ سہراب روانہ ہوا ہے ان دونوں کے ذہن میں یہ آئی کہ چلکر
اس لڑکے کو صحرا میں دیکھ بھال لینا چاہیے کہ آئندہ سر نہ اٹھائے اور سہراب کا حال بھی معلوم ہو جائے
کہ کس غرض سے گیا ہے یہ سوچ کے ان دونوں نے بھی اجازت شکار حاصل کی اور جانب صحرا روانہ ہو گئے
اسکے بعد سکندر رستم خو کو معلوم ہوا یہ بھی چل دیا یہ چاروں مختلف مقامات پر مصروف صید و شکار رہے
ایک دن تو اسی طرح مصروف صید و شکار رہے بہت سا شکار ہاتھ آیا اپنے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے
سب نے ملاقات کی لیکن جب دوسرا روز ہوا تو تلاش آہو میں چلے تھوڑی دور کے فاصلہ پر اک درہ تھا
وہاں بہت سے آہو رہتے تھے اور صبح کو متفرق مقامات پر مصروف چرا رہتے تھے شام کو سب ایک ہی
جگہ آکے جمع ہو جاتے تھے اور یہ سب آہو نہایت ہوشیار تھے کہ چوٹ نہ کھاتے تھے حسب اتفاق آج
بھی آہو چاروں شکاریوں کو نظر آئے چاروں نے گھوڑے دوڑائے اور آہو جست و خیز کرتے ہوے درہ کی
کی طرف بھاگے جسوقت قریب درہ کے پہونچے اور ان تیر اندازوں نے دیکھا کہ اب یہ درہ میں جاکر غائب
ہو جائینگے تو ہر ایک نے ناوک سر کیا چاروں آہو تیر کھا کھا کے گرے اور تڑپنے لگے چاروں شاہزادے
اپنے اپنے گھوڑوں سے کودے اور آہوؤنکو انکے ذبح کیا اس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھا اور پہچانا
سہراب نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ملازموں کو بلوا لیا جاوے اور سب اسی مقام پر بیٹھ کے کباب کھائیں یہ رائے
سہراب کی سب نے پسند کی عیار جو تعاقب میں چلے تھے آکے موجود ہو گئے سہراب نے اپنے عیار کو کباب
لگانے کا حکم دیا اور سب نے اپنے اپنے عیاروں کو خیمے وغیرہ اور سامان راحت کے منگانے کے لیے بھیجا جبتک
وہ لوگ آئیں آئیں ستارہ ثانی نے کباب لگا کے سامنے رکھ دیے سہراب نے پہلے طیمور کی صلاح کی
طیمور یہ محبت سہراب کی دیکھکر بے عذر چلا آیا سب کباب کھانے لگے اسوقت رفیع البخت نے طیمور سے
آنکھ ملائی نگاہ کا طیمور کے قلب پر اثر پڑا دل میں قائل ہوے کہ بیان سہراب کا صحیح تھا کہ اس سے آنکھ ملانا شیر
سے آنکھ لڑانا ہے بعینہ شیر صحرائی کے تیور ہیں یہی حالت وحید الملک کی ہوئی سکندر کو نہ یہ خیال تھا نہ انہوں
نے اسطرح آنکھ ملائی القصہ دیر تک یہ صحبت گرم رہی سب کے سب بیٹھے کباب کھایا کیے ہنس ہنس کے باتیں کر
رہے سکندر ہی نسبت جو حال پر طیمور کے منکشف ہو گیا دل میں کہتا ہے کہ بالکل یہ لڑکا دارا صاحب کی صورت ہے
سب تیجر ہیں کہ کل مرتبہ شاہ پور تشنہ دل بھی آیا جس عیار نے اس سے آنکھ ملائی اسکی آنکھ نیچی ہو گئی دل
کم رہگیا تھا اور دو دن سے زیادہ کے سرداران اسلام کو بھی اجازت شولی تھی اور سکندر آئینہ پرست
کو جو معلوم ہوا کہ اہل اسلام سے صحبت گرم ہے بس اپنے خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہ لوگ قیامت کے
سحر بیان ہوتے ہیں ایسا نہو کہ تمہارے لڑکے کو بہکا کے اپنے رنگ پر لگائیں تو غضب ہو جائے گا تم جا کے
طیمور کو پھیر لاؤ یہ سن کے خورشید زرین کمر وہاں سے سوار ہو کے دوڑا اور طیمور سے کہا کہ یہاں
بیٹھے کیا لیتے ہو سنا ہے کہ آج لشکر ساراتی میں طبل جنگ بجے گا یہ سن کے طیمور اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ
خورشید زرین کمر کے صحرا سے پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا اور وہاں سے کوچ کرکے قیام گاہ لشکر کی طرف
روانہ ہوا سہراب اور سکندر و رفیع البخت وغیرہ بھی اپنے اپنے لشکر سمیت پلٹ کے لشکر اسلام میں
آئے سب کے دلوں پر سکہ طیمور کا بیٹھ گیا اشاہ اندازہ سب نے کر لیا کہ اس سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا کام نہیں
ہے وہاں طیمور جو لشکر میں پہونچا نہایت خوش تھا کہ اب طبل جنگ بجیگا جب نقارہ رزمی نہ بجا تو اسکو یہ برا معلوم
ہوا اور دن جنگ انتظار کیا آخر اک نامہ بنام صاحبقران عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہر چند

میرا یہ ارادہ نہ تھا کہ میں آپ سے مقابلہ کروں اسلیے کہ مجھکو میرے استاد کی ممانعت تھی کہ مسلمانوں پر زیادتی کرنا مگر
خالی بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہے ساریق عجیب مسخرا ہے کہ اتنی بڑی فوج کا بادشاہ ہو کر دعویٰ کہ میں ہی اور کوس حربی
نہیں بجواتا ایک ہی سردار کے مارے جانے سے اسکے جی چھوٹ گئے لہذا اگر آپ کے خلاف مزاج نہ ہو تو
جنگ لشکر ساریق میں جل جنگ نہیے اس وقت تک ہمارے آپ کے بطور شغل کے دو چار مقابلے
ہوں یہ نامہ تحریر کرکے ایک سردار کو کہ نام اسکا قہرمان ژولیدہ مو تھا دیا اور کہا کہ جاکر جواب اسکا
صاحبقران سے لے آیئے بنگلے قہرمان ژولیدہ مو نے نامہ سر سے باندھا اور ایک ہزار سوار اپنے ساتھ
لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی کہ ایلچی طیمور
شیر پیکر کا آتا ہے فرمایا آنے دو راستے میں قہرمان داخل بارگاہ ہوا کسیکو سلام نہیں کیا ادھر ادھر دیکھتا
ہوا صاحبقران کی طرف بڑھا امیر نے اسکے واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھا تھا اس پر بیٹھنے کا اشارہ
کیا قہرمان کو ایسا خلل دماغ پیدا ہوا کہ وہ اس دنگل پر تو نہ بیٹھا بلکہ اس ارادہ سے بڑھا کہ امیر کو دنگل پر
سے اٹھاکے امیر کے دنگل پر بیٹھکے بادشاہ اسلام کو نامہ دوں یہ دیکھکر مملوک بن مالک نے ٹوکا کہ
او بے ادب جو دنگل تیرے واسطے بچھوایا ہے اسپر نہیں بیٹھتا قہرمان نے کہا کہ کہیں جانتا کہ میں کسکا نامہ دار
ہوں نہ میرا استقبال کیا نہ میرے بیٹھنے کے لایق جگہ خالی رکھی تو ہی ہٹ جا کہ تیرا دنگل بادشاہ اسلام سے
قریب ہے میں یہاں بیٹھکر جواب نامہ کا لے لوں یہ کہکر ہاتھ مملوک بن مالک کا پکڑنے کا قصد کیا تھا کہ مملوک
نے اٹھکر ایک تھپڑ مارا کہ قہرمان چرخ کھاکے زمین پر گرا اور تڑپنے لگا کلہ اسکا شق ہوگیا عیار اسکا یہ
خبر لیکر لشکر طیمور شیر پیکر کی طرف روانہ ہوا اور جاکر عرض کی کہ خداوند ان لوگوں نے آپ کے ایلچی کی
بہت توہین کی ایک شخص نے ایسا تھپڑ مارا کہ وہ تڑپنے لگا پوچھا کیا صاحبقران نے مارا اس نے عرض کی
کہ ایک رفیق صاحبقران نے تھپڑ مارا تھا کلہ پھٹ گیا اور قہرمان بیہوش پڑا ہوا ہے بس یہ سنتے ہی اپنے
اسیوقت مرکب طلب کیا اور یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لوگوں نے ساتھ
چلنے کا قصد کیا طیمور نے کہا جو میرے ساتھ آنے کا قصد کریگا اسے قتل کرکے آگے بڑھونگا یہ سنکر
سب سردار رک گئے طیمور تن تنہا نہایت جوش میں جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا یہاں خبر صاحبقران
کو پہنچی کہ طیمور آتا ہے فرمایا آنے دو طیمور نے دروازہ بارگاہ پر پہنچکے مرکب کو تو باہر چھوڑا اور آپ
اندر بارگاہ سلیمانی کے داخل ہوا سب سے پہلے سہراب نے تعظیم کی ساتھ سہراب کے پوری صف
دست چپ والوں کی اٹھ کھڑی ہوئی اس تکریم پر جوش طیمور کا کم ہوگیا سہراب نے جلدی سے ہاتھ
پکڑکے اپنے دنگل پر بٹھالیا اور سبب آنے کا پوچھا طیمور نے کہا کہ میرے ایلچی کے ساتھ کیا نے حرکت بیجا کی
ہے سہراب نے کہا کہ اسنے گستاخی کی ہماری صف کے سردار پر تعدی کی اسے ہاتھ پکڑکے کھینچا تھا کہ تو
ہٹ جا طیمور نے کہا کیا اسے بیٹھنے کو جگہ نہیں دی تھی سہراب نے کہا کہ یہ تو دستور ہمارے یہاں
نہیں ہے کہ ایلچی کا اعزاز کیا جاے دنگل اسکی آمد کی خبر سنکر پہلے سے بچھوا دیا تھا مگر وہ اس دنگل پر
نہ بیٹھا اور اپنی صف سے بڑھنے کا قصد کیا قہرمان کو ہوش آیا بس اپنے طیمور کو دیکھا تلوار کھینچکر مملوک
کی طرف بڑھا طیمور نے آواز دی کہ او نامرد اب سنے دیکھکر تلوار کھینچتا ہے پہلے تجھ سے کچھ نہ ہو سکا
یہ کہکر اسی غصہ میں اٹھ کر وہ ہاتھ ایسا ضرب دار لگایا کہ دو ٹکڑے ہوگئے اور صاحبقران کی طرف دیکھکر
کہا کہ لاش اسکی بھجوا دیجیے صاحبقران نے لاش قہرمان کی اٹھواکر اسکے لشکر میں بھجوادی طیمور دیر
تک غصہ میں بیٹھا رہا آخر سہراب کی دوستی کام آگئی کہ انھوں نے باتوں میں لگاکر غصہ طیمور کا فرو کیا تھا

اور بار صاحبقران طیمور کی طرف محو تھا اور صاحبقران بھی اک محبت کے ساتھ طیمور کی طرف دیکھ رہے
تھے ہر شخص کو اک محبت طیمور سے پیدا ہو گئی اسکے حسن وجمال شان و شوکت نے ایسا دام بچھایا تھا
جتنے سب پھنسے ہوئے تھے طیمور مسکرا کر اسکے مہر لب سے باتیں کر رہا تھا جب سلسلہ کلام منقطع
ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی کہ آپنے کیا لکھا تھا طیمور نے بیان کیا کہ خالی
بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا کہ ساریق بردو طبل جنگ نہیں بجواتا جنگ آپ ہی سے کچھ مشغلہ ہوتا ہر چند کہ مجھے
خداپرستوں سے لڑنے کی مخالفت ہے مگر جو لڑائی بطور آزمائش یا شغل کے ہو اسمیں کیا مضائقہ ہے میں
مخاصمانہ جنگ کرنا نہیں چاہتا امیر نے دل میں کہا کہ اللہ رے تیری جرأت کہ شغل بھی ہے تو یہی ہے فرمایا کہ تمہارا
لشکر کی ہے طیمور نے کہا کہ میں اک سلسلہ سے پرستان ہوپنچا تھا اک دیو مجھے اٹھا لیگیا تھا وہ اپنے چچا کی بیٹی پر
عاشق تھا اور چچا اسکا شادی نہیں کرتا تھا میں نے جاکر اس دیو کی گوشمالی کی تو اسنے اخضر زرد پوش
کو اپنی حمایت پر بلایا اخضر کو میں نے بہت ذلت دی صاحبقران قاف نے مجھ سے مقابلہ نہیں کیا اور
میری ہٹ دھرمی تھی کہ شادی دیو خرسند کی اسکے چچا کی دختر سے کر دی اور مجھے اپنا مہمان کرکے نہایت
شفقت سے پیش آئے اخضر نے مجھ سے کینہ کا لاتا چاہا صاحبقران قاف نے اخضر کو میری وجہ
سے مار ڈالا انھیں صاحبقران سے اور انکے داد سے میں نے فنون سپہگری حاصل کیے انکی ممانعت
تھی کہ خداپرستوں کو آزار نہ پہونچانا اور سلیمان صاحبقران مجھ سے کہتے تھے کہ تم یہیں رہو اور یہاں کی حکومت
تمہیں کو مگر میں نے گوارا نہ کیا کہ جو اپنا محسن ہو اسکا لقب چھینیے ان باتوں پر صاحبقران خوش بھی ہوئے
اور متعجب بھی ہوئے کہ اخضر تو موبہادر اور رفیق ندیم تھا اسے سلیمان صاحبقران نے اسکی محبت
میں قتل کر ڈالا اور استعداد خاطر کی اور فنون سپہگری کی تعلیم کیے لیکن کچھ بعید ضرور ہے امیر نے اور
حالات پرستان کے دریافت کیے طیمور نے بیان کیے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہی خوشی ہے
تو ہیں تمہارا جی بہلانے کو موجود ہوں طبل جنگ بجواؤ لیکن اب امیر کو یقین ہو گیا کہ یہ یہیں میں سے
ہے ورنہ تعلیم سپہگری کا ذکر کبھی نہ کی جاتی اور اب اسکا کسی سردار سے زیر ہونا مشکل ہے اسلیے کہ اخضر زرد
پوش بارگاہ سلیمان صاحبقران میں اعلی درجہ پر تھا جس مرتبہ پر ہمارے یہاں طلموبن لندھور
ہے الغرض بعد کچھ دیر کے طیمور رخصت ہوکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہاں بارگاہ میں ذکر
باقی رہا صاحبقران نے فرمایا کہ تمام علامتیں طیمور میں اولاد صاحبقران ہونے کی موجود ہیں یہ
آئینہ پرست اسکو کہاں سے پا گئے صورت اسکی دادا صاحب یعنی ایرج نوجوان سے اسقدر مشابہ ہے
کہ سوا ایک خال کے کوئی فرق نہیں کہ جو خال انکے رخسارہ پر تھا وہ اسکی زنخدان پر ہے اور آنکھ اسکی انسے
زیادہ چنچل ہوگی یہ وہاں طیمور کے سردار انتظار میں کھڑے ہیں اور خورشید زرین کمر پیٹ پکڑے
پکڑے پھر رہا ہے کہ طیمور تنہا بارگاہ صاحبقران میں گیا ہے دیکھیے کیونکر زندہ پلٹتا ہے جسوقت طیمور نمودار
ہوا تو سب واسطے استقبال کے بڑھے خورشید زرین کمر نے پوچھا طیمور نے ساری کیفیت بیان کرکے
کہا کہ صاحبقران قاف نے جو مجھ سے مقابلہ خداپرستان سے منع کیا تھا تو بیجا نہ تھا حقیقت میں یہ لوگ
بڑے معقول ہیں اگر ایسا جانتا تو جنگ کا نام و پیام نہ کرتا مگر اب تو کہہ آیا ہوں طبل جنگ بجوانا ضرور ہے لیکن
اگر ساریق کا لشکر بھی میدان میں آیا تو پہلے اسی سے لڑونگا خداپرستوں سے مقابلہ نہ کرونگا یہ کہکر اسنے
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر منتشر ہوئی صاحبقران
نے بھی اپنے میدان کو کوس حربی بجوایا آمر ساریق کو معلوم ہوا کہ دونوں لشکروں میں کوس حربی بجا ہے اسنے

بھی نقارہ بجوا دیا خیال یہ تھا کہ فوج بطور نمائش کے میدان میں جا رہیگی شام کو واپس آئیگی اسلیے کہ
مقابلہ تو خدا پرستون سے ہی اور بغیر طبل بجوائے نہ تو سیر دیکھنے میں آئیگی نہ رعب باقی رہیگا جسوقت یہ خبر
طیمور کو ہوئی کہ لشکر ساریق میں بھی نقارہ رزمی بجا ہی تو یہ خوش ہوا کہ اب خدا پرستون کا مقابلہ بیسر
معطل ہوا اول سلانے کے لیے سرداران کفار کافی ہیں غرضکہ تمام رات دونون لشکرون میں تیاری جنگ ہوا کی
صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ معارک میں پہونچکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
جسوقت نقیب نسب و نکر ہٹ چکے تو علم ہائے آتشین بکر جلوہ گری پر آئے اور طیمور مرکب کو جیکا کر میدان
میں آیا خوب سلح شوری کی جب پسینے میں غرق ہوگیا تو ایک مقام پر ٹھہر کے نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور رخ
لشکر ساریق کی طرف کرکے آواز دی کہ ای گروہ ساریق پرستان تم میں کسکو حوصلہ میرے مقابلہ
کا ہی اسلیے کہ تم وہی ہو کہ جب میں نے بارگاہ میں گھس کر عفریت عجوبہ جو کو مارا ہی تو کسی نے اُٹھکر
سامنا نکیا جب اُس تنہائی میں کسی کی اتنی جرأت نہوئی تو میدان جنگ میں کیا کوئی نکلیگا یہ کلمہ طیمور
سنکر ابلیس یہ سنکر نہنگ بن طوفان دریا موج کو طیش آیا کہ اسنے سب کو بھگوڑا بنایا غصہ میں فیل کو
اپنے بڑھایا تمام لشکر میں سو کے غلون کو جلوہ دا نہنگ بن طوفان دیو پیکر بھی بہت بڑا سردار ہی
انجمن دو ایک سرداروں پر ساریق کو بھروسا ہی یہ سامنے فیطول سنگ آکر فیل سے اترا اور
ساریق کو سجدہ کرکے اجازت میدان طلب کی ساریق نے کہا جا تجکو اپنے دست حفاظت کے
سپرد کیا ذرا اس طفل کی گوشمالی کر دے کہ یہ بہت مغرور ہو گیا ہی یہ سنکر نہنگ بن طوفان بار دگر فیل
پر سوار ہوکے سامنے طیمور شیر پرور کے آیا اور آواز دی کہ او طفل حسین اتنو سنکر بڑھ بڑھ کے کہنے لگا کیا میں
بھی اس بارگاہ میں تھا طیمور نے کہا تو نہ تھا مگر اور تیرے ہمچشم تھے کیا وہ مرد نہ تھے تو آج میدان میں میرے
سامنے اپنی اپنی فوج لیے ہوے کیون کھڑے ہیں اور اگر تو ہوتا تو بھی بھاگتا یا مقابلہ کرتا تو وہی انجام
تیرا بھی ہوتا جو عفریت کا ہوا یہ سنکے نہنگ بن طوفان جوش و خروش میں آیا اور کہا او طفل تو نے
غنیمت جانا کہ مجھ اکیلے کے مقابلہ پر آمادہ کیا ورنہ مجھ سے لڑنا میرے واسطے ننگ و عار ہی خیر اب جو
میں تجھ کو کیا عرض کروں طیمور نے کہا کہ میں نے جن دیوون کو ہر دفعات میں پست کیا ہی اگر تو اُنکی صورت
دیکھ لے تو زہرہ آب ہو جائے یہ سنکے نہنگ بن طوفان نے نیزہ اُٹھایا اور گرد اسکے دیکر سینے
طیمور کے مارا کہ یونہین اسے نیزہ پر اُٹھا لون طیمور نے ترچھے ہوکر خالی دیا اور اپنا نیزہ دو زبان
نہنگ کے نیزہ پر مارا اور نیزہ کو نیزہ سے پھیر کر ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نہنگ بن طوفان
کے نکل گیا صاحبقران نے بے اختیار ہوکر تعریف کی اور سہراب بھی اس چالاکی پر پھڑک گیا سکندر
اور شہنشاہ جمشید نے کہا کہ یہ تو طریقہ سا ہمارے خاندان کے دو سرے میں دیکھا ہی نہین کہ اتنے
سے سردار کے ہاتھ سے اسطرح نیزہ نکال لے ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن نہنگ
بن طوفان دریا موج کی آنکھون میں زمانہ تیرہ و تار ہوگیا لکارا کہ او طفل تو کوئی بلا ہی آدمی نہین ہی
غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر گرز میرا طفل نہ اجل ہی یہ کہکر اسنے اٹھا گرز گراں سنگ
آسمان رنگ ہشت سلو رحہ کوہ چودہ سیر کی ضرب کو سر پر جرح دیکر سر شاہزادہ طیمور کے مارا
طیمور نے اسے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تو تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فانک
آتر نکل گیا تیغ گرد بلند ہوا نہنگ بن طوفان دریا موج نے آواز دی کہ نرم و پست کردم عنقریب
سخن نا تمام تھا کہ طیمور کا مرکب مثل برق کے چمک کر باہر آیا اور شاہزادہ نے لکو یا کہ گرز ذی ہو لابت

گرزی حریف تیرا میں موجود ہوں یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی سے تو ضرب بے زدی ضرب مانوش کن ۔ اسمہ
شادی از دل فراموش کن ۔ یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر نہنگ بن طوفان پر وار کیا اُسنے بھی اپنے
گرز کو اُٹھاکر چہرے کی پناہ کیا لیکن ضرب طیموس شیر پرور نے میدان کو ہلا دیا گرز نہنگ کے بل بیٹھے
ہو گئے تڑاقے کی صدا میدان میں گونجی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب ٹخنے تک غرق زمین ہو گیا
تن گرد بلند ہوا نہنگ بن طوفان نے ہاتھوں کو تو قائم رکھا مگر قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے
طیموس ضرب لگا کر الگ ہٹا اور آواز دی کہ لے خبر ایں دیو پیکر کی عیار نہنگ بن طوفان کا دوڑا
ہوا آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نہنگ بن طوفان بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو
سر مو سے پسینہ جاری ہے عیار نے چھینٹا پانی کا منہ پر مارا تو نہنگ کو ہوش آیا چاہا کہ مرکب کو زمین
سے نکالوں مرکب مردہ صد سالہ ہو چکا تھا بس نہنگ اپنے مرکب سے کود کر جھپٹا کہ حریف کے مرکب
کو بھی پکڑ دوں طیموس نے اژدر آسکا فاسد دیکھکر زین خالی کیا اور نہنگ تلوار پھینک کر لپٹ پڑا
طیموس بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر جنوں لشکر قریب آ گئے سرداروں کے دنگل
بجھ گئے قریب سے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو نہنگ نے کہا کہ رات واسطے
آسائش کے ہے اور دن واسطے دنیاداری جھگڑے دن کے ہیں ابھی جا آرام کر میں بھی صبح کو پھر تیرے
مقابلہ ہونگا یہ سنکے طیموس نے کہا کہ یہ تو دن کا جھگڑا ہے دنیا سے کیا کام ہے اور میں بغیر فیصلہ کیے میدان
سے نہیں ہٹتا ہوں نہنگ بن طوفان نے کہا کہ سنے کیا تو نے موم کا سمجھ لیا ہے اگر تو بے فیصلہ
نہیں ہٹتا تو میں بھی ہٹنے والا نہیں ہوں یہ کہکر پھر لپٹ پڑا زور کشاکش سے ہونے لگے کبھی طیموس
ریل کے لے چلتا ہے تو نہنگ دو چار قدم پیچھے ہٹ کر لنگر قایم کرتا ہے اور نہنگ لے چلتا ہے تو طیموس
قدم کے سہارے پر پاؤں جما دیتا ہے تو پھر ٹالے نہیں ٹلتا اسطرح کی کاوزوری تمام شب رہی لیکن
کو اطمینان ہے کہ یہ سردار میرا چار چار پانچ پانچ روز تک لڑا کیا ہے بھلا اس سے کون لڑ سکتا ہے
سرداران اسلام بھی ڈرے ہی ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ہر چند کہ طیموس بھی بے مثل
و لاجواب پہلوان ہے مگر نہنگ بڑے تن و توش کا انسان ہے زلازل بن زلزلہ بن زلزال کا پوتا
اژدر کش بھی اپنے دنگل پر تنہا ہوا بیٹھا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ کسکو غلبہ حاصل ہے تین روز تک
تو دونوں برابر سے زور کرتے رہے لیکن چوتھے روز دوپہر دن چڑھنے کے بعد سے حال
نہنگ کا دگرگوں ہونے لگا سانس پھولنے لگی کوئی پہر دن باقی رہا کہ اسکی یہ حالت ہوئی کہ جان
طیموس سے پکڑ ڈالتا ہے جان چھڑانا دشوار ہو جاتی ہے اور نہنگ اگر طیموس کو پکڑ لاتا ہے تو وہ صاف
نکل جاتا ہے طیموس لشاشی کے ساتھ لڑتا جاتا تھا اور دن کو دیکھتا جاتا تھا کوئی تین گھڑی اور باقی
رہا جب دیکھا کہ دن بھی قریب ختم ہے اور نہنگ میں دم بھی باقی نہیں ہے تو طیموس نے آواز دی کہ لے
خبردار ہو جا یہ کہکر دونوں بازو نہنگ بن طوفان کے پکڑ کر سر سینے سے ملا دیا اور یا مدد اوندا کہکر جو
زور کیا گیا رہ قدم دو ٹالیکیا اور جھٹکا مارا کہ نہنگ کے دونوں گھٹنے زمین سے لگ گئے بس دوسرے ہاتھ
سے گرز بچیر کا بند کمر پر لگا کے جو زور کیا تو پہلے ہی زور میں سینے تک اور دوسرے زور میں سر سے بلند کرکے
زمین پر مارا عیار نے کہا کہ باندھ لے مشکیں عیار بڑھا تھا کہ نہنگ بن طوفان نے کہا کہ اے شہریار میں
قیدی تیرا ہوں مجھے عیار سے گرفتار کرا اسلیے کہ میں وہ شخص ہوں جو اس وقت تک کسی کے روبرو عاجز نہ
ہوا ہے لشکر مسعود کا افسر تھا تجھ سے زیر ہوا تو عیب کی بات نہیں ہے لیکن عیار کا میری مشکیں باندھنا

میرے لیے ذلت کا امر ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ ایک ہاتھ مار کہ کام میرا تمام ہو طیمور نے کہا کہ اچھا تجھے خوشی تیری
منظور ہی تھا کہ میں نے سامنے مردان عالم کے تجھے کیونکر زیر کیا نہنگ نے عرض کی کہ جس طرح مردوں کو زیر
کرتے ہیں کہا پھر اطاعت میں کیا عذر ہی نہنگ نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم طیمور نے کہا جا اور جلد بازگشت
ہو کر میدان سے پھر انہنگ بن طوفان کچھ دور تو لشکر سارلیق کے ساتھ گیا دل میں اسکے بدی کی مگر اس
آن بان پر طیمور کے عاشق ہو گیا کہ اسنے پلٹ کے بھی تو نہ دیکھا چپکا اپنے لشکر میں آیا اور اپنے ماتحتوں
سے کہا کہ میں نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو
منظور ہو اسپر میں جبر نہیں کرتا یہ سنکر قریب دو لاکھ آدمیوں کے اسکے ہمراہ ہوئے باقی علحدہ ہو گئے
اور سارلیق سے جا کہا کہ ابھی خداوند سارلیق کے یہاں دو سردار ایسے ہیں کہ تمام عالم ایک طرف ہو جائے
تو جب بھی کوئی انکا کچھ نہیں کر سکتا ایک تو زلازل بن زلزال جو میمنہ فوج کا افسر ہی اور دوسرے نقیب قدرت
یعنی بہروت رعد آواز جو ساڑھے سولہ سو من کی جو بدست باز رکھتا ہی اور سوا ایک گنبدے کے کہ جو مثل
فیل مست کے جثہ میں ہی اور قوت میں فیل سے زیادہ ہی کوئی مرکب اسکو سواری نہیں دے سکتا اور
نہنگ بن طوفان کے واسطے تو زلازل ہی کم نہیں ہی لیکن سارلیق کو اسکے اسیر ہو کر گرفتار ہو جانے کا
ملال ہوا کہا اے زلازل اگر تو سر میدان اسکو ڈھکے اور گرفتار کر لائے تو میں تجھے ملک الموت
قدرت کا خطاب عطا کروں زلازل نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ چار روز
سے زیادہ نہیں لڑ سکتا ہی اور میں دیوان سرکش سے چھ روز لڑا ہوں اسے ضرور باندھ لاؤنگا سنکے
سارلیق نے پھر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسی وقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جب
شاہزادہ طیمور جسوقت اپنے خیمے میں پہونچا تو شاہ بور شیردل نے عرض کی کہ کیوں بھائی یہ کیا
عقلمندی کی کہ حریف کو چھوڑ دیا طیمور نے کہا کہ اگر اسے اطاعت نہیں منظور ہی تو بھاگ جائے گا
اور اگر کچھ حوصلہ باقی ہی پھر لڑے گا ابھی زیر ہو کر اور بھی مطیع ہو جائیگا آج میں نے چار روز میں زیر
کیا تھا اب لڑے گا تو دن بھر میں باندھ لونگا شاہ بور نے کہا کہ آج کیوں چھوڑ دیا طیمور
نے کہا کہ آج اسکا دل ٹوٹ جاتا علاوہ اسکے مجھے زیادہ غصہ تھا اور اب اگر وہ پھر مقابلہ پر آمادہ ہوگا تو
مجھے زیادہ غصہ نہ آئیگا شاہ بور یہ سنکے خاموش ہو رہا اتنے میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ
نہنگ بن طوفان دو لاکھ آدمیوں سے آتا ہی شاہزادہ طیمور نے دو چار سرداروں کو برائے
استقبال بھیجا کہ یہ سارلیق کی بارگاہ میں صاحب حرمت تھا اسکی عزت کرنا چاہیے لوگ جب استقبال
کو پہونچے اور معلوم ہوا نہنگ کو کہ یہ سب میری پیشوائی کو آئے ہیں تو بہت خوش ہوا اور آکر شاہزادہ
طیمور کے گرد پھرا اور ہزار دم لے اسکو اسیوقت سالار لشکر کیا اور خلعت سے سرفراز کرکے اپنے داہنے
ہاتھ کی طرف جگہ دی اور حالات دربار سارلیق کے دریافت کرنا شروع کیے نہنگ بن طوفان
دریا موج نے عرض کی کہ اے شہریار بہروت رعد آواز زبردست سردار ہی سارلیق نے
اسکو نقیب قدرت کا خطاب دیا ہی اور سارلیق نامہ بھی اسکے پاس روانہ کر چکا ہی سنا ہی کہ دہات
روز تک کشتی لڑ سکتا ہی آج تک ایک سردار اس سے لڑ نہ سکا ہاں یہ ہوا ہی جب کہ اسنے
دو دن میں ایک سردار کو زیر کرکے چھوڑ دیا تو دوسرا لپٹ پڑا اسے بھی زیر کر لیا تو تیسرا
سردار جا پڑا اسطرح سات سات روز تک تو اسنے مقابلہ کیا ہی اور اسکی فوج کے سپاہی تک
سرداران سارلیق کے مثل میں کوئی ایسا نہیں ہی کہ ایک دن سے کم میں زیر ہو جائے اسکے لیے

سوا اُسنے فراہم کیے ہیں کہ وہ دس ہزار دس لاکھ کے برابر ہیں اُسکی نسبت تو میں نہیں کہ سکتا
کہ ہر وقت مقابلہ کیا ہوگا لیکن اور کوئی سردار ایسا نہیں ہے جو آپ کا ہمنبرد ہو اور اس وقت زلازل
بن زلزلہ میرا ہم چشم لشکر ساریق میں موجود ہے زور و طاقت میں وہ ضرور مجھسے زیادہ ہے لیکن
فن سپہگری کو میں ہی اُس سے بہتر جانتا ہوں اگر کل وہ واسطے مقابلہ کے نکلے تو میرا تماشہ دیکھیے گا کی
باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ لشکر ساریق میں بنام زلازل بن زلزلہ طبل جنگ
بجا ہے اور کل وہ سر میدان نہنگ بن طوفان کو ٹوکیگا ساریق نے اُس سے وعدہ کیا ہے کہ اگر تو
نہنگ کو گرفتار کر لائے گا تو میں تجھے ملک الموت قدرت کا خطاب عطا کرونگا یہ سُنکے نہنگ کو نہایت
غصہ آیا عرض کی کہ ای شہریار کل آپ اس سے مقابلہ کو نہ نکلیں اُسنے تجھے ایسا سمجھ لیا ہے کہ میں آپ سے
کیا زیر ہوا کہ جبکا جی چاہے مجھسے لڑنے جائے اگر وہ ہی خدا و ندا عینہ کی تو میں زلازل کو زخمی کر کے
میدان سے بھگا دونگا کشتی کی نوبت بھی نہ آنے پائیگی طیمور نے کہا کہ بھئی کیا اختیار ہے اگر حربوں سے
کام نہ نکلا اور وہ لپٹ پڑا تو کشتی ہی ہوگی نہنگ نے عرض کی کہ کشتی کے وقت میں کٹار کھینچ لونگا
کٹار کے سامنے کشتی کیسی طیمور شیر پرور نے کہا کہ اچھا میرے ساتھ چلو یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے
طبل جنگ بجنے کا حکم دیدیا نہنگ بن طوفان طیمور کے ساتھ علیحدہ خیمہ میں آیا طیمور نے تخلیہ کر کے
دو بند تیرے کے صاف کرا دیے اور کہا کہ خدا چاہے گا تو کل تو بیرہ زلازل کے ہاتھ سے نکال دے گا
نہنگ بہت خوش ہوا ادھر صاحبقران عالی شان سے مملوک بن مالک نے عرض کی کہ یا
صاحبقران مجھے افسوس رہگیا کہ نہنگ بن طوفان آج دو مجھسے مقابلہ نہوا فرمایا کہ تم اسکا کیا رنج
دونوں میں سے ایک زخمی ہو جاتا جب طیمور نے اُسے چار دن میں زیر کیا تو تجھسے وہ پانچ دن
میں مشکل سے زیر ہوتا تمھیں یاد نہیں واقعہ لندھور اور قہرش کا کہ سات روز تک برابر
کشتی رہی اور لندھور قہرش کو زیر نہ کر سکے آخر کو پھونک مار کے پکڑ لائے ایسے زیر کرنے
سے مقابلہ نکرنا بہتر تھا کہ تمام عالم میں لندھور کی رسوائی ہوئی اور صاحبقران نے کوڑے مار کر
اپنی بارگاہ سے نکال دیا تھا مملوک خاموش ہو رہا جسوقت خبر طبل جنگ سنی تو امیر نے بھی کوس
حربی بجوا دیا سرداران امیر نے دل میں خیال کیا کہ یہ آئندہ رسم سب سرداروں کو باندھ لیجایگا
اور بڑی جمعیت اُسکے ساتھ ہو جائیگی لہذا اب جو سردار لشکر ساریق سے نکلے اُس سے خود مقابلہ
کرنا چاہیے کہ اسکا زور نہ بڑھنے پائے یہ ان سرداران کے دل میں ٹھنی ہوئی تھی خلاصہ یہ کہ
رات بھر طبل بجا جب صبح کو منہیان لشکر وعیدگاہ مصاف میں سو کر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف
قتال وجدال جسوقت نقیب نسب کر ہٹ گئے تو زلازل بن زلزلہ نے اپنے فیل کو بڑھایا اور ساریق
سے اجازت لیکر میدان میں آیا ہنوز اُسنے مبارز نہ طلب کیا تھا کہ اس طرف سے طلیحہ بن لندھور نے
فیل اپنا بڑھا دیا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آکر اجازت جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ ای وارث ہند تمنے یہ انہماک کیا کہ بغیر حریف کی مبارزطلبی کی نکل کھڑے ہوئے اُس وقت
جنگ طیمور سے ہو رہی ہے یہ فعل تمھارا طیمور کے خلاف ہوا تو برا ہوگا طیمور اس وقت صاحبقران
کے سوا کسی سے کم نہیں معلوم ہوتا طلیحہ کو ان کلمات سے ملال گذرا کہ بادشاہ اسلام نے مجھے ایسا سمجھ
لیا ہے کہ ہر شخص مجھے زیر کر لیگا میں نے صاحبقران کی اطاعت بھی خاندانی تلک خداعی کے
اعتبار سے اختیار کی ہے ورنہ کیا صاحبقران مجکو مثل اور سرداروں کے زیر کر لینگے کچھ سمجھ کے

تو صاحبقران ثالث نے اپنے عزیزوں کو بھی میرا ماتحت کیا ہے اور مجھے افسر میمنہ فوج مقرر فرمایا ہے
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ابتو میں نکل چکا فرمایا جاؤ اپنے نیک و بد کو سمجھو طلیحہ سلام کرکے میدان
میں آیا طیمور کو یہ حرکت طلیحہ کی بُری معلوم ہوئی مگر خاموش کھڑا رہا اور مہنگ بن طوفان سے
کہا کہ اگر یہ ہندی زلازل کو زخمی کرے تو نکل سکے اس سے مقابلہ کرنا مگر اتنا خیال رہے کہ کشتی
کی نوبت نہ آنے اسلیے کہ سرداران اسلام میں یہ بڑے پایہ کا سردار ہے جو ادھر زلازل نے لڑنے
کا قصد کیا ادھر اس نے بھی لڑنا … زلازل سے کہا کہ اے شاہ طلیحہ میرے تمہارے سے مقابلہ کا ارادہ جبکہ
تم لشکر اسلام میں میمنہ کے افسر ہوا اسی طرح میں خداوند ساریق کی فوج کا سالار میمنہ ہوں مگر اس وقت
ارادہ میرا اور کچھ تھا خیر تم آگئے ہو تو تمہیں سے مقابلہ ہی یہ کہکر زلازل نے نیزہ سنبھالا ادھر طلیحہ نے
بھی نیزہ سنبھالا طرفین سے چلنے لگیں کوئی سو سوا سو طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ طلیحہ نے اپنا نیزہ زلازل کی کلائی
زلازل نے پھر پیر چھڑا … بدن سے … نیزہ طلیحہ کا بھی ٹوٹ گیا دونوں نے نیزوں کو پھینک دیا اور گرز
سنبھالے وہ بھی … ٹوٹنے لگے … کام نہ نکلا آخر نوبت کشتی کی آئی پانچ شبانہ روز طلیحہ اور
زلازل نے کشتی کی آخر زلازل کو تھکنے لگا سب لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے سخنگان نے
ساریق سے کہا کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو صلح جنگ نہ ہو … مگر کسی طرح اس لڑکے کو اپنے قبضہ میں
کیجیے یہ دوسرا صاحبقران ہے اگر آپکے اختیار میں آگیا تو پھر امیر آپ کا کچھ نہیں کرسکتے ہیں ساریق نے
کہا کہ میں نے یہ تدبیر کی کہ تو ہی میری جانب سے اسکو فرمان لیجا کر اسکو دے اور سمجھا دے اطاعت میری
قبول کرے گا سخنگان نے کہا کہ آپ اک نامہ تحریر کیجیے مضمون نامہ کا ایسا ہو کہ اسکے خلاف کر نہ سکے
ساریق نے تحریر کرکے سخنگان کو دیدیا اور کچھ کشتیاں جواہر کی ساتھ کرکے روانہ کیا یہ خبر شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو ہوئی کہ وزیر ساریق بن لقا کا آتا ہے طیمور نے کچھ لوگوں کو بڑے استقبال روانہ
کیا اور یہ خیال سے کہ یہ اس شخص کا وزیر اعظم ہے جو اس وقت خداوند باختر کہلاتا ہے جس وقت لوگ استقبال
کو سخنگان کے پہونچے یہ نہایت خوش ہوا یہاں صاحبقران دوران کو ہرکاروں نے یہ خبر
پہونچائی کہ ساریق نے سخنگان کو طیمور کے پاس بھیجا ہے ایسا نہو وہ شیطان کچھ بہکائے اور طیمور کو
اپنا شریک کرلے اس وقت خضران نے اٹھکر عرض کی کہ یا صاحبقران گستاخی معاف طیمور
بلا سے بد ہے اگر ساریق پرستوں کا شریک ہوگیا تو جنگ کو طول کھینچیگا طیمور سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا
کام نہیں ہے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ بدیع الملک کے وقت میں تو دو صاحبقران تھے قائم ہوئے ہیں
ایک پردہ کی دنیا کی دوسرے پردہ قاف کے اور اب پردہ دنیا میں دو صاحبقرانیاں ہوا چاہتی ہیں
طیمور کے زور ایسے نہیں ہیں جنھیں کوئی توڑ سکے فرمایا پھر کیا کیا جائے خضران نے عرض کی کہ مجھے
اجازت ہو تو میں جاؤں اور سخنگان کی فتنہ انگیزی میں رخنہ اندازی کروں فرمایا جاؤ تمہیں اختیار
ہے مگر ایسی کوئی بات نہونے پائے جسکی شکایت مجھ تک پہونچے عرض کی کیا مجال ہے جب آپ سے
اجازت لیکے جاتا ہوں تو کوئی بے عنوانی نہونے پائیگی یہ کہکر بانا سے عیاری سے آراستہ
ہوکر جانب بارگاہ طیمور شیر پرور روانہ ہوگئے اور ایک مردہ ہے کی صورت بنکر کھڑے ہو رہے
وہاں سخنگان نے کشتیاں پیش کیں اور عرض کی کہ میں نامہ خداوند کا لیکر حاضر ہوا ہوں طیمور
نے نامہ طلب کیا سخنگان نے نامہ پیش کیا ادھر طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے
طیمور شیر پرور تیرے خداوند نے تجھکو یہ حسن و جمال زور و طاقت اسلیے عطا کیا تھا کہ تو

دین خداوند کو رواج دے اسلیئے تین زور دیا تھا کہ تو آتش پرستی کو رواج دے لہذا تجکو آگاہ کیا جاتا
ہی کہ خواب غفلت سے بیدار ہو اور اُس خداوند کو پہچان کہ جسنے یہ شجر و حجر دشت و در چرندہ پرندہ
وحوش و طیور انسان ذی جان کو خلق کیا ہی تو اپنے دل مین غور کر کہ ابھی تک تو بہکا ہوا ہی اور راہ راست پر
نہین آیا ہی اسپر تو خداوند کو کسقدر تیرا پاس خاطر منظور ہی کہ تو نے خداوند کے بندہ خاص عفریت کو
مار ڈالا خداوند نے کچھ اُسکی زیادہ سختی نہ کی تو نے دوسرے بندے زبردست کو بھی اسیر کرنے کا ارادہ کیا
خداوند نے تیری خاطر سے اُسکی طاقت سلب کر لی اور تجھکو اور زور دیدیا یہانتک کہ نہنگ بن طوفان
کو تجھ سے زیر کرا کے تیرا مطیع کرا دیا اب اگر تو اطاعت خداوند اختیار کریگا تو خداوند تجھپر ایسے مہربان
ہونگے کہ اپنی خداوندی کا مالک و مختار بنا دینگے اور تیرے ہی ہاتھ سے اِن خدا پرستون کو مروا دینگے یہ
مضمون دیکھکر چہرہ طیمور کا غصہ سے سرخ ہو گیا اور کہا کہ ای سخنگان تو نے کیا سمجھ کر ایسا نامہ نہین
کیا خداوند تیرا بجا کہ ہاں تو نے اُسکو نہ سمجھا کہ اس طرح سے دلکو کیا کہون مجھے اس سے
زیادہ مجھے غصہ آتا ہی کہ تو ایسا نامہ کیون لایا سخنگان نے عرض کی کہ اگر مضمون نامہ مین نے دیکھا ہوتا
تو ہرگز لاتا ایسی خطا مجھ سے ہوئی آپ جو چاہین اسکا جواب لکھ دین مین سارلیق کو دیدونگا یہ مین بھی
جانتا ہون کہ سارلیق بڑا بیوقوف ہی جیسے لوگ اُسکے زیر فرمان ہین اگر میرے اختیار مین
ہوتے تو مین تمام عالم پر قبضہ کر لیتا اور جو چاہتا وہ کرتا اور اب بھی مین سوا ایک شخص کے کسی سے
عاجز نہین ہون اپنی فطرت و دانائی سے اُن لوگون کو خاک مین ملوا دیتا جنہون نے ہزارون خداوندان
برباد کر دین مگر ایک شخص مجھ سے بھی بڑھا ہوا ہی طیمور نے کہا وہ کون عرض کی کہ نام اُنکا نہ لونگا
اسلیئے کہ خاصیت اُنکی یہ ہی کہ جس صحبت مین نام اُنکا لیا گیا وہ فوراً موجود ہو جاتے ہین طیمور نے
کہا پھر اگر ابھی جائینگے تو کیا نقصان ہی سخنگان نے عرض کی کہ بڑا نقصان ہی اول وجہ سب شیطان
جو آپکی بندگی کرتے ہین پہلے تو یہی اُنکی نذر ہو جائینگی بعد اسکے پھر آفت آئیگی اور مین اُنکو اپنا پیر و مرشد
جانتا ہون طیمور نے کہا کہ ابھی سے تو تم اور خیر دن سے باتین کر رہے ہو ہنوز نام بھی نہین لیا ہی کہ
تھرتھرے جاتے ہو سخنگان نے عرض کی کہ میری مجال ہی جو مین اُنکی شان اقدس مین کچھ بھی کہہ سکون
اور اب وہ یہان تشریف لے آئے ہونگے اسلیئے کہ دیر سے اُنکا ذکر ہو رہا ہی طیمور ہنسا اور دل مین کہتا
ہی کہ یہ بڑا مسخرا ہی اسی سے سارلیق نے اُسکو شیطان درگاہ کا خطاب دیا ہی کہا ای سخنگان یہ تو
مین خود اُنکی نذر کرتا ہون اب تم شوق سے نام لو اور تمہاری جان کا بھی مین محافظ ہون کہ اس وقت
تمکو کوئی اذیت نہ پہونچ سکے گا اُسوقت سخنگان نے کھڑے ہو کر چارون کونون کو سلام کیا اور بہت بڑے
القاب کے ساتھ نام لیا کہ شاہزادہ ولایت بیراول ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران
آفتاب عالمتاب فلک عیاری و ہلال گردون خنجر گذاری ذی شوکت و ذی شان خواجہ خضران بن
خواجہ عمر ثانی دام اقبالہ طیمور حیران تھا کہ وہ کون شخص ہی جس سے اسقدر ڈرتا ہی اور ایسے عزاز
سے نام لیتا ہی جب سخنگان نے خضران کا نام لیا تو طیمور نے منہ پر رومال رکھا اور ہنسنے لگا سخنگان
چارون طرف ڈری ہوئی صورت بنا سے دیکھ رہا تھا طیمور نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ نام لیا اور وہ آئے
خضران کہان ہین سخنگان نے عرض کی کہ وہ اسی وقت تشریف لائے تھے جب آپنے اُنکا ذکر مبارک
شروع کر دیا تھا اب اسکا اقرار کیجیے کہ اس پر سے آپ اُنکی حفاظت کے ذمہ کرتے مین طیمور نے
ابھی کچھ کہتا تھا کہ پشت کی جانب سے صدا آئی کہ آپ مین کسی سے ڈرتا ہون یا مجھے کوئی پا سکتا ہی

تو میری بھی نگر سخنگان نے کہا تو یہ ہوئی اور تین مرتبہ کہاں پکڑ کر اٹھا تھی کی طیمور نے کہا کہ ای سخنگان یہ
آواز کسکی تھی سخنگان نے عرض کی کہ یہ وہی مرشد کامل اتنے اٹھا کے چلے گئے۔ سخنگان نے عرض
کی کہ جی نہیں انھیں خوف کسکا ہی جو وہ جاینگے اور تشریف لاے ہین تو حضور نذر لیکے چلے جاینگے طیمور نے
کہا تو یوہیں باتیں بناتا ہی خضران کو کون نہیں پہچانتا سخنگان نے عرض کی کہ سوا میرے کوئی آنکو
پہچان نہیں سکتا اور جب وہ اپنے کو ظاہر کرین تو مین کیا میرے باپ بھی آنکو نہیں پہچان سکتے طیمور
نے کہا کہ اب رہائی تمھاری اسمین ہی کہ خضران کو بتاؤ ورنہ بُری طرح پیش آؤنگا اتنا کہنا تھا کہ سخنگان
گھبرایا اور پکارا شعر غم صیاد نہ فکر باغبان ہی + وہ گلے مین ہمارا آشیان ہی یہ وہی مثل ہوئی کہ گویم
مشکل وگرنہ گویم مشکل یہ کہکے ادھر ادھر دیکھا ایک مرد ناسکون بارگاہ سے لپٹا ہوا کھڑا تھا اور کشتیون
کو نظر غور سے دیکھ رہا تھا خضران نے نہایت ادب سے اسکو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ
سب حضور کے لیے ہین قسم اللہ سب مین جوہر ہی آپکو کیون ملال ہی اسلیے کہ جسکی نذر کو یہ کشتیان آئی ہین
وہ بھی آپ کی نذر کر چکا طیمور نے سنکے کہا کہ اسپر ایسا خوف سمایا ہی کہ اپنے ملازم کو سلام کرتا ہی اور
عاجزی ظاہر کر رہا ہی اور ہنسے سے مسکراکے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اسنے کہا کہ مجکو رمضان خان کہتے ہین
سخنگان نے کہا میرے ساتھ کے کسی شخص کا یہ نام نہیں ہی واللہ یہی مرد مرشد ہین کیا مجانست کے
نام رکھا ہی کہ آپ جہان تشریف لاے سب پر احترام آپکا واجب ہوگیا ہے خدا کے واسطے اس
نذر کو قبول کیجیے اور اپنے کو ظاہر کیجیے کہ لوگ مجھ کو ہنس رہے ہین اور طعنہ زن ہو رہے ہین یہ سنکے
آپ آگے بڑھے اور آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم مرسیم عیاری و قطب
فلک جگر گذاری شاہ عیاران جہان یعنے خواجہ خضران یکتہ رجال ایسا سی مارنے ہوئے سب کشتیان
نذر قبول کرلین طیمور حیران تھا کہ ہاتھ کا اشارہ ہوتے ہی کشتیان غائب ہوگئین طیمور نے کہا
کہ ای خضران اگر تمھین ہو تو ذرا صورت اصلی مجکو دکھاؤ سخنگان نے بھی ہاتھ جوڑے اسوقت
انھون نے کہا کہ اب جو سامنے آتے ہین تو یہی صورت اصلی طیمور نے تعریف کی اور عیار
طیمور نے کہا کہ ای خواجہ خضران وقت عیاری اور ہوتا ہی اسوقت ہمارے تمھارے کسی طرح
کا خیال نہیں ہی تم شوق سے آؤ اور بیٹھو خضران بے تکلف شاہ ہور شیر دل کے قریب چلے
گئے شاہ ہور نے اپنی کرسی پر خضران کو جگہ دی اور آپ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا خضران
نے کہا کہ ماشاء اللہ اس وقت تم کہان آئے تھے اب سخنگان لعین جھانکنے لگا خضران
نے کہا کہ ملعون یہ یاد ہے کہ مین اسی مصلحت سے بدیع الملک کے ساتھ نہیں گیا الٹا تو اسے
تیرا حلیہ لکھکر اپنے آقا کی خدمت مین لے جاؤنگا تو شاہزادہ طیمور کو بہکانے آیا ہی وہ عالی دماغ ہی اسکا
حال اسپر مثل آئینہ کے روشن ہی اور دل مین کسی کی جانب سے غبار نہیں ہی اپنے دین آئینہ پرستی کو زاد
و منور کیا ہی وہ ساریق ایسے کور باطن کو کبھی نہ مانیگا تو صاحب عقل ہوکر بد توفیق بننے کو کیون
آیا سخنگان نے کہا کہ میری شامت جہان میرے خاندان مین فطرت و دانائی داخل ہی وہان
شامت بھی ہی جیسی باتون کو برا جانتے ہین اور ترک نہیں کرتے بہت سی باتون کو اچھا جانتے ہین
اور اختیار نہیں کرتے مثلاً دین خدا پرستی کو اس سے بہتر کوئی دین نہیں ہی مین خوب سمجھتا ہون مگر ان
رنگے ہوئے ملعونون کی اطاعت کرتا ہون اور اس خالق حقیقی کی اطاعت نہیں ہو سکتی اسی طرح
الک یہ بھی حماقت کا فعل تھا خضران نے کہا کہ ارے تیری حرکتین مین ہی خوب جانتا ہون پھر توبہ کر کے

آئندہ ایسی حرکت نکرنا سختگان نے کہا کہ مین اپنی خوشی سے اس وقت بھی نہ آیا تھا ساریق کے حکم سے
آیا تھا خضران نے کہا اب گر ساریق تجھے بھیجے بھی تو نہ آنا طیمور ہنس رہا ہی خضران سختگان کو ڈانٹ رہے ہین
سختگان مارے خوف کے خوشامد بھی کرتا ہی اٹھا بیٹھی بھی کرتا ہی جب خوب سختگان سے توبہ کرالی
تو طیمور سے کہا کہ اب اسکی خطا عفو کرکے اسے جانے کی اجازت دیجیے اسلیے کہ یہ بہت بڑے شخص کا
ایلچی ہی ہر چند وہ کافر ہی مگر اتنو خداوند باختر کہلاتا ہی طیمور نے ہنسکے کہا کہ اب آپنے میرے لیے نصیحت
شروع کی خضران نے کہا کہ بھلا میری مجال ہی کہ مین آپ کو نصیحت کر سکون سفارش کے طور پر عرض
کیا کہ آپکی نظر عنایت میرے حال پر ہی اور اس ملعون پر نگاہ غضب ہی اور مجھے کسی قدر اسکی رعایت
منظور ہی طیمور نے مسکرا کر کہا کہ سختگان کے لیے خلعت لاؤ اسیوقت خلعت آیا خواجہ خضران نے
اٹھکر اپنے ہاتھ سے پہنایا سختگان سہا ہوا تھا دیکھا کیا کہ نہین معلوم اس خلعت کا انجام کیا ہونے والا ہی
جب خواجہ خلعت پہنا چکے تو سختگان نے سلام کیا فرمایا اشارہ سے کہ جا سختگان نے کہا کہ جاکر خصوصیت
مین تیغ دونگا فرمایا ملعون تو مجکو محتاج یا بخیل سمجھا ہی جو یہ مین نے تجھکو دوائی ہی وہ کیا لونگا سختگان کو
تعجب ہوا اور دوبارہ سلام کیا اور عرض کی کہ آپ تو ایسے تونگر ہین کہ ساریق کی خداوندی اگر چاہین تو مول
لے لین بلکہ صاحبقران پاس بھی اتنی دولت نہو گی جسقدر آپ کے پاس ہی یہ کہکر رخصت ہوا طیمور
نے خضران سے کہا کہ تم صاحبقران ثالث کے عیار ہو تمنے ان سرداران نامی و گرامی کو بھی دیکھا
ہوگا جو انکے ساتھ جانب خانہ کعبہ روانہ ہوگئے ہین سنا ہی کہ اتنو صاحبقران زمان کے ساتھ
سب نو عمر سردار ہین اور خود صاحبقران بھی نوعمر ہین خضران نے کہا کہ ٹھیک جو لوگ صاحبقران کے
ہمراہ زیارت خانہ کعبہ کو گئے وہ بڑھاپے تک بڑے بڑے کارنمایان کر چکے بربادی طلسم نہ طاق
مین سب امیر کے شریک رہے اور بہت سے سرزمین نہ طاق ہی مین مدفون ہوگئے یہ لوگ سحر
نہین جانتے تھے بلکہ سحر و ساحری کو کفر جانتے ہین صاحبقران میان جب اسم اعظم ہوتا ہو ساتھ ساحرون سے تھا
پیرا کیلیے کس کس کو بچاتے جب اکوان تاجدار کئے وہ پیکر قتل ہوسکیے اور سات پیکرون سے کون نہ
تاجدار جاکے باطن طلسم مین بھی ہوا ہی تو تمام زاد فتح ہوا اسی کے بعد صاحبقران جانب خانہ کعبہ روانہ
ہوگئے اور یہ شرط کرگئے اگرچہ باطن نہ طاق تو فتح کرے وہ صاحبقران اور میرا جانشین ہی چنانچہ صاحبقران
حال نے اس کام کو انجام تک پہونچایا اور یہ صاحبقرانی بابا طیمور بڑی رغبت سے حالات اہل اسلام
کے سنا کیا اور اک خوش ہیبہ ہوا خضران سے کہا کہ مجھے حرکت تمھارے بھائی کے کہ اس سردار کی
بہت بری معلوم ہوئی جسنے تیغ بن اکر رخنہ اندازی کی اگر مجھے اہل اسلام سے اک خاص طرح کی محبت
ہوتی تو مین طلحہ کو پلٹنے کے لشکر مین نہ جانے دیتا مگر طبل جنگ تو بج ہی چکا ہی اب کل صبح کو معلوم
ہوگا دیکھنا کہ مین طلحہ کو کیسی بری طرح زیر کرتا ہون خضران یہ سنکر دل مین ڈرا کہ واقعی مین یہ طلحہ کی
گستاخی تھی لیکن ہنسکر کہا اور شہریار طلحہ نے یہ سمجھکر مقابلہ کیا کہ آپ کو تکلیف ہو ابھی ایک سردار سے چار روز
آپ لڑ چکے تھے اہل اسلام کو آپسے دلی محبت ہی ایسی ایسی باتین کرکے غصہ طیمور کا فرو کیا کوئی دو
پہر رات گئے خضران کو بہت بھاری خلعت دیکر رخصت کیا یہان صاحبقران نے ابھی دربار برخاست
نہین کیا کہ جبتک خضران نہ آجائے مین بھی نہ اٹھونگا ہرکارے دم بدم کی خبر دیتے تھے عیار طلحہ سے
آکر ساری کیفیت جنگ سے کان تین قلعے کی کہی کہ ایکی جانب سے طیمور شیر پروردہ کے تیور بہت
خراب ہین لیکن خواجہ نے ہنسکر اس آتش ازدرہ پر آب پانی کی ہی اتنے مین خواجہ خضران

آگے پہونچے اور ساری کیفیت بیان کرکے عرض کی کہ اب انشاء اللہ تختگان کبھی لشکر طیمور میں آنے کا
قصد نہ کریگا اور کشتیوں کا حال نہیں بیان کیا امیر پہلے سے سُن چکے تھے بس مسکرا کر کہا جنتی حضرات
اُن کشتیوں میں ہمارا بھی حق ہے ہم بھی جانے کی اجازت نہ دیتے تو یہ مال کہاں سے پاتے حضرات
نے کہا یہ مال ناجائز ہے آپکے قابل نہیں یوں تو میں بھی آپ کا ہوں اس مال کی کیا حقیقت ہے امیر نے
ہنسکے ایک لاکھ روپیہ اور انعام میں مرحمت فرمایا حضرات نے سلام کیا وہاں تختگان جولقا کے پاس
پہونچا تو بہت کچھ رویا پیٹا اور کہا کہ تُونے ایسا نامہ تحریر کیا تھا کہ میرے ہونے کا پورا سامان کردیا تھا
مگر خیر میری جان تو میری بطرث کی بدولت بچ گئی مگر جو بہتری آپ کے حق میں سوچا تھا وہ نہوئی کہ جب
وہ آتش پرست ہے اور ہر شخص اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے تو آپ کو خداوندی ظاہر کرنے اور
اُسکو اپنا بندہ کہنے کی کیا ضرورت تھی وہ برہم ہوتا تو کیا ہوتا اور میں ایسا جانتا تو ہرگز ایلچی گری کو
قبول نہ کرتا افسوس تدبیر بن کے بگڑ گئی اور بڑا بھروسا جو آپ کو بہروت لعد آوا ہے تو یہ اطمینان
رکھیے کہ وہ بھی اسے زیر نہیں کرسکتا ان لوگوں کو سوا آپس کے خنجر سے زیر ہونا آتا ہی نہیں اور یہ بھی
رکھیے کہ طیمور بھی انھیں خداپرستوں کے سلسلۂ نسل میں ہے تمام نشانیاں اولاد امیر کی اسمیں بھی موجود
ہیں دیکھ لیجیے گا کہ کسی دوسرے ذریعہ سے یہ مسلمان ہوگا تو اسکا حال ظاہر ہوجائیگا ساریق نے کہا
تو نے ہی خواب پریشان دیکھا کرتا ہے جسکو بہادر اور زبردست دیکھا کہدیا کہ یہ اولاد امیر سے ہے
جسکو ہم چاہیں قوت دیوں اگر صاحبقران کو رتبہ صاحبقرانی بخشا ہے کیا اولاد صاحبقران کے مثل
دوسرے لوگ ہیں کہ اُنکا غرور شکنی کے واسطے زبردست پیدا نہیں کرسکتے ہیں تختگان خاموش ہورہا
کہ یہ اپنے گدھے پن سے باز نہیں آتا ہے خیر ابھی کیا مطلب ہے معلوم ہوجائیگا الغرض آج تینوں دربار
بہت رات گئے برخاست ہوئے سب اپنے خوابگاہ میں جاکر سو رہے طبل جنگ تینوں لشکروں
میں بجتا رہا گشت کے سوار بیدار باش وہوشیار باش کی آوازیں لگا رہے تھے یہانتک کہ رنگ
عالم دگرگوں ہوا سپیدۂ سحری نمودار ہوا لشکر اسلام میں مجاہدان دیندار وغازیان توحید شعار تہہ دل سے
اشہد اللہ کہہ کر وضو کرکے فریضۂ سحری کو ادا کرنے لگے ہر طرف سے آوازیں تکبیر کی بلند تھیں اور لشکر
ساریق میں یا خداوند ساریق کی آوازیں بلند تھیں ہوبوت جلا رہے تھے کہ تو جاگتی جوت کا خدا اندر ہے
مقابل میں خداپرستوں اور آتش پرستوں کے بھاری بات رکھنا ادھر آتش پرست سامنے آتشکدے
ہوئے سجدے کررہے تھے اور مصروف خودپرستی تھے جب تینوں گروہ اپنے رسوم عبادت
کو ادا کرچکے تو اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کرکے مصروف میدان جنگ ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے
چڑھتے وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوگئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب ونجیب
دیکر ہٹنے تھے ہنوز کوئی میدان جنگ میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا سب
اس غبار کی طرف متوجہ ہوگئے کہ دیکھیے کون آتا ہے اور کس ارادہ سے آتا ہے کہ یکایک دامنہ گرد
کا شگافتہ ہوا اول گروہ سلحہ پوش سواران زرین زرہ نمودار ہوئے آگے آگے ایک شخص جلیل القدر
ایک سانڈنی پر سوار سانڈنی کا ساز مرصع کار جواہر نگار تھا اُس نے آکر میدان میں سانڈنی کو روکا اور ایک
سوار سے پوچھا کہ یہ فوجیں کس کی ہیں سوار نے بعد دریافت حال آکر عرض کی اس طرف لشکر ساریق بن
لقا کا ہے اور ایک جانب لشکر آتش پرستوں کا ہے اور فلاں سمت جو لوگ صف آرا ہیں یہ اہل اسلام
سے ہیں بس یہ سنتے ہی اُسنے لشکر اسلام کا رخ کیا اور قریب صاحبقران عالیشان کے

آکر سلام کیا فرمایا کیوں تم کون ہو اور کس واسطے آئے ہو اُسنے عرض کی کہ میں وزیر ہوں یوسف مکرانی کا نام
میرا ناطق مکرانی ہی لیکن اس وقت بحیثیت ایلچی حاضر ہوں کہ نامہ اپنے بادشاہ کا لیکر آیا ہوں فرمایا کہ اچھا
قیام کرو میں نامہ کو وقت فرصت میں دیکھونگا یہ سو کہ جنگ ہو رہی اس وقت مجھے نامہ دیکھنے کی فرصت نہیں
ہی یہ فرماکر اپنے عیاروں سے کہا کہ اُسکے واسطے ایک خیمہ استادہ کرا دو اور سامان آسایش مہیا کر دو طیفوس
بادیہ گرد ناطق مکرانی کو اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہاں طیمور شیر پرور نے دیکھا
کہ صاحبقران اسی طرح میدان میں کھڑے ہیں عیار نے بیان کیا کہ مجکو ہرکاروں کے ذریعہ سے معلوم
ہوا ہی کہ یہ ایلچی کسی بادشاہ کا ہی اور کچھ پیام لیا تھا امیر نے پیام نہیں سُنا اور فرمایا کہ میں بعد مقابلہ طیمور
شیر پرور کے تیری التماس کو سنونگا ابھی تو میں طیمور کا پابند ہوں یہ سُنکے طیمور نے کہا کہ جا کر میری
جانب سے کہدو کہ ہمارے آپکے شغل جنگ ہی مخاصمانہ مقابلہ نہیں ہی نہیں معلوم یہ شخص کیا غرض لیکے
آیا ہی اگر مجھے اس قسم کی ضرورت ہوتی تو میں آپ سے مہلت مانگ لیتا میں طبل بازگشت بجواتا ہوں
آج کا مقابلہ ملتوی رہا پھر دیکھا جائیگا عیار تو پاسے شاطری مارتا ہوا خدمت میں صاحبقران عالیشان
کے آیا اور پیام طیمور کا سنایا امیر نہایت خوش ہوے اور طیمور شیر پرور طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا اور لشکر سارا بھی میدان سے واپس ہوا صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوے شام
کے دربار میں ناطق مکرانی کو طلب فرمایا اور جا نے مناسب اُسکے بیٹھنے کو دی اور ارشاد کیا
کہ ہاں نامہ دے ناطق مکرانی نے عرض کی کہ نامہ کا مضمون بغیر میرے کچھ زبانی عرض کیے ہوے
سمجھ میں نہیں آسکتے اسلیے کہ بادشاہ نے بالاجمال صرف اپنی غرض ظاہر کی ہی اور میں سارا واقعہ بیان
کرونگا فرمایا بیان کر ناطق مکرانی نے عرض کی کہ یا صاحبقران شہر مکرانیہ میں جسقدر لوگ ہیں سب کے
سب بت پرست ہیں اور حوالی شہر میں ایک تالاب ہی کہ گرداگرد اُسکے ستون سنگ مرمر کے نصب ہیں
اور لب گرداں بھی سنگ مرمر کی ہیں پانی تالاب کا نہایت شیریں اور میٹھا ہی ایسا خوشنما تالاب میں نے کہیں
نہیں دیکھا لیکن نہیں معلوم کیا اسرار ہی کہ جب شام ہوتی ہی تو سارے تالاب میں چراغان کا لطف
گانے بجانے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں پھر کوئی نظر نہیں آتا ہو اور وہ ستون جو گرد اُسکے ہیں مانند مشعل
چراغان کے روشن و منور ہو جاتے ہیں جو شخص قریب اُس تالاب کے جانے کا قصد کرتا ہی وہ جل کے
خاک ہو جاتا ہی اگر کوئی دور سے ڈھیلا مارتا ہی تو ڈھیلا پلٹ کے اسی شخص کے سینے پر پڑتا ہی رات بھر
یہ سامان نظر آتا ہی صبح کو پھر وہی حالت نظر آتی ہی جو بیان کر چکا ہوں اور جو شخص دن کو اُس تالاب پر جاتا
ہی تو ہر لب گرداں پر اُسنے قدم رکھا پانی کی طرف دیکھا اور بے اختیار تالاب میں کود پڑتا ہی
پھر اسکا پتہ نہیں ملتا ہی قاعدہ یہ ہی کہ جو شخص پیراک نہیں ہوتا اور پانی میں پھاندتا ہی تو تین بار ابھر کے
ڈوبتا ہی اور جب مرجاتا ہی تو لاش اسکی ابھرتی ہی مگر اس تالاب میں جو ڈوبا پھر نہ وہ خود ابھرا نہ اسکی
لاش ابھری اور پانی میں عجیب عجیب طرح کی مچھلیاں ہیں کہ کبھی کسی نے آجتک ایسی مچھلیاں نہیں دیکھی ہیں
بادشاہ کو خیال ہوا کہ شاید ان مچھلیوں کی یہ تاثیر ہی کہ انھیں دیکھکر انسان بیخود ہو جاتا ہی تو بادشاہ نے
انسانوں کے مرنے سے جانوروں کی موت کو بہتر سمجھکر اُس تالاب میں بہت سا زہر پھنکوا دیا کہ اثر سے
اُسکے مچھلیاں مر جائیں اور تاثیر اسکی باطل ہو جاے مگر اس سے بھی کچھ نہ ہوا پانی نے زہر کو قبول نہیں کیا
موجوں نے ہٹا کر کنارے کر دیا آخر بادشاہ نے ممانعت کرادی کہ کوئی شخص اُس صحرا کی طرف نہ جاے
جہاں وہ تالاب ہی تقاضاے کار روز و تقادیرات روزگار کہ بادشاہ کا فرزند جوان و حسین کہ وہی ایک وارث

تاج و تخت تھا شکار پر سے پلٹا چلا آتا تھا جب کہ اس طرف جا نکلا جہاں وہ تالاب ہے لوگوں نے کہا
جلد یہاں سے چلیے اس طرف جانے کا حکم نہیں ہے اسفندیار بکرانی نے کہا کہ یہ ممانعت ہمارے لیے نہیں
ہے بلکہ رعایا کے واسطے ہے ہم اگر اپنے ملک کے ہر مقام سے اچھی طرح واقف نہ ہو جائینگے تو آپ وقت
میں سلطنت کیونکر کرینگے بھلا ملازم آقا کو کہاں منع کر سکتے ہیں شاہزادہ اسفندیار بکرانی کنارے پر سے تالاب
کے گیا اور جھک کر پانی تالاب کا لینا چاہا بس اتنا جانے کیا شی نظر آئی کہ وہ تالاب میں ڈوب گیا جس وقت
یہ خبر شہر بکرانیہ میں مشہور ہوئی اور بادشاہ اپنے فرزند کے حال سے مطلع ہوا تو اسقدر رویا کہ بینائی میں
فرق آ گیا لیکن منجمان شہر نے اپنے علم و عمل سے دریافت کرنے کے بعد آ کے بادشاہ سے عرض کی کہ
شاہزادہ صحیح و سالم ہے مگر مجبور ہے آ نہیں سکتا نہ کوئی اسکو لا سکتا ہے جو لینے جائے گا وہ بھی اسی بلا میں مبتلا
ہوگا کہ واپس نہ آ سکیگا ہاں اگر صاحبقران زمان یہاں تشریف لائیں تو وہ اس معمہ کو حل کر سکتے ہیں
امید بری چیز ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ اور صاحبقران زمان کو تلاش کر کے آئے عرض کرو کہ اگر مقصد
میرا حاصل ہوگا تو میں آپکا دین میں اختیار کرونگا یہ عرض کر کے نامہ یوسف بکرانی کا پیش کیا
صاحبقران زمان نے نامہ کو ملاحظہ فرمایا مضمون نامہ بھی اسی کا خلاصہ تھا جو کچھ وزیر خوش تدبیر
نے بیان کیا تھا امیر نامدار نے ارشاد فرمایا کہ ای ناطق بکرانی اس وقت میں دو زنجیروں میں بندھا ہوا
ہوں کہیں نہیں جا سکتا ایک تو طیمور شیر پرور دوسرے سارق بن لقا کہ دونوں سے نامہ و پیام
جنگ کا ہو چکا ہے اور روز طبل جنگ بجتا ہے مقابلے ہوتے ہیں یہ باتیں صاحبقران کی عیار طیمور شیر پرور
کا صورت تبدیل کیے ہوئے سن رہا تھا سب کیفیت جا کے طیمور شیر پرور سے بیان کی طیمور
نے طبل جنگ نہیں بجوایا اور کہا کہ صبح کو میں خود جا کر صاحبقران سے عرض کرونگا کہ ہمارے آپکے
مقابلے جنگ سے ہے بلکہ شغل بیکاری ہے ایسے نہیں ہے کہ کام حرج کر کے مشغول بیکاری رہیں آپ طلسم تشریف
لیجائیے اور اگر سارق طبل جنگ بجوائے گا تو میں موجود ہوں سمجھ لونگا یا مجھی کو حکم دیجیے یا میں بھی
ساتھ چلوں یہ ارادہ کر کے طیمور بیٹھ رہا چونکہ طیمور نے طبل جنگ نہیں بجوایا تھا لشکر صاحبقران میں
بھی کوس حربی نہیں بجا ادھر سارق بن لقا نے بھی طبل جنگ نہیں بجوایا جب صبح ہوئی تو طیمور شیر پرور
حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے مرکب طلب کیا اور چڑھ کر پشت مرکب پہ لشکر اسلام کی طرف
جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا طیمور انتظار میں ٹھہر گیا کہ دیکھیے
اب کون آتا ہے جب گرد قریب کے شق ہوئی تو دیکھا کہ ایک سانڈنی سوار اڑتا چلا آتا ہے قریب
آ کر پوچھا کہ لشکر خورشید زرین کمر کا کہاں ہے لوگوں نے بتایا کہ یہی لشکر ہے اس وقت سانڈنی
سوار نے بارگاہ خورشید کی راہ لی صبح کا وقت تھا گھڑی بھر دن چڑھ چکا تھا خورشید زرین کمر بھی
بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا لاجورد شاہ اور ریحان شاہ اور سکندر آتش پرست سب موجود تھے کہ
چوبدار نے شتر سوار کے آنے کی خبر دی حکم ہوا کہ بلا لو نامہ دار اونٹ سے اتر کر اندر بارگاہ کے آیا
سلام کیا نامہ پیش کیا شتر سوار کو آتے دیکھ کر شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ
ہوا اور اپنے دنگل پر جا بیٹھا گیا خورشید زرین کمر نے نامہ پڑھ کر طیمور کو دے دیا طیمور نے
بھی پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بادشاہ میں نے سنا ہے کہ تو نے دین قدیم کو مذہب آئینہ پرستی
سے تبدیل کیا ہے اور اس خداوند تازہ نے آپکو ایسی شوکت و حشمت عنایت کی جسکا چار دانگ
عالم میں شور ہے فرزند آپکا معروف ملک گیری ہے اور دین آئینہ پرستی کو رواج دے رہا ہے میں بھی

اس دین کی طرف میلان رکھتا ہوں مگر کوئی ہادی و راہنما نہیں پاتا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ میں اس
دین کی طرف مائل ہوں اور مذہب سابق پرستی کو ترک کیا چاہتا ہوں تو میرے ملک سے قریب
ایک اور ملک ہے کہ نام اسکا شہر ہوفانیہ ہے حاکم وہاں کا محیط منارہ گرد لشکر رہ بہدستان روزگار سے
ہے اسنے میرے ملک پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا ہے میرے یہاں کوئی پہلوان اسکا ہمنبرد نہیں ہے اگر
آپ اس وقت تنگ میں میری مدد نہ کیجئے تو خداوند آئینہ آپ سے ہرگز خوش نہوئیگا اسلیے کہ آنحضرت
یہ شوکت وحشم آپکو اسی لیے عنایت کی ہے کہ آپ ہم ایسے عاجزوں کی داد رسی کریں اور راہ نیک
بتائیں آفرین نام بادشاہ کا قطب شاہ حاکم شہر شمالیہ تحریر تھا یہ مضمون پڑھکر طیمور شیر پرور نے
خورشید زرین کمر سے کہا کہ مدد کرنا قطب شاہ کی جملہ واجبات سے ہے آپ اسی جگہ تشریف
رکھیں میں جاتا ہوں تو صاحبقران سے اجازت لیکر شہر شمالیہ کو جاؤنگا اور بہت جلد محیط منارہ کو ان
کو منہ اسے معقول دیکر واپس آؤنگا یہ کہکر نامہ دار کو اپنے ساتھ لیا اور بجانب لشکر اسلام روانہ
ہوا وہاں صاحبقران بارگاہ میں بیٹھے ہوے تھے سب سردار تمیع تھے صاحبقران فرماتے
تھے کہ طیمور نے طبل جنگ نہیں بجوایا خدا جانے مزاج طیمور کا کیسا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ آپ جا دیں
صاحبقران خبر لاؤ اگر درحقیقت کچھ طبیعت طیمور کی ناساز ہوتی ہو تو میں ضرور جاؤنگا اور مزاج پرسی
کرونگا صاحبقران اٹھکر بارگاہ سے باہر نکلے تھے کہ ناگاہ خبر طیمور شیر پرور کے آنے کی دیکھا
کہ مرکب کو دوڑائے ہوئے طیمور چلا آتا ہے اور ایک شخص اور ساتھ ہے پس صاحبقران وہیں سے
پھرے اور صاحبقران سے عرض کی کہ طیمور آتا ہے اور ایک شخص اور بھی طیمور کے ساتھ ہے اور وہ
نامدار کیس کا ہے امیر نے برابر ناطق مکرانی کے نامدار کے واسطے کرسی بچھوادی اور اپنے
قریب صندلی طیمور کے لیے بچھنے کا حکم دیا تھا ہنوز صندلی بچھایا نہیں گیا تھا کہ طیمور آپہونچا صاحبقران
بے اختیار اپنے صندل سے اٹھے اور چند قدم آگے بڑھ گئے صاحبقران کے اٹھتے ہی سب
سردار اٹھے اور بڑے استقبال آگے بڑھے اور بڑی محبت سے امیر نے ارشاد کیا کہ اے طیمور
شیر پرور تمہاری طرف دل کھنچتا ہے اسکا سبب نہیں ذہن میں آتا طیمور نے کہا آپ سپاہی زادہ
اور منصف مزاج ہیں لیکن اس تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپنے میرا استقبال کیا میں آپسے
سن میں بھی کم ہوں اور مرتبہ بھی آپکا تمام عالم پر روشن ہے کہ آپ صاحبقران زمان کہلاتے ہیں یہ سنکے
امیر نے ارشاد فرمایا کہ بہادر دوست تو میں بیشک ہوں بلکہ اگر میں خود بہادر نہ ہوتا تو بہادر پرست
ہوتا لیکن تمہاری پیشوائی کا سبب یہ ہے کہ تم میرے دادا صاحب کی تصویر معلوم ہوتے ہو افسوس کہ وہ
خانہ کعبہ تشریف لے گئے ورنہ میں تمہیں صورت انکی دکھاتا اور تصویر انکی اب بھی موجود ہے خصوصاً
وہ تصویر جو زمانہ آفتاب پرستی کی تھی کہ آئینہ میں انکا عکس تھا سے میں سنتا ہوں قریب ہے کہ
میں تمہیں وہ تصویر دکھاؤنگا بعینہ وہی صورت تمہاری بھی ہے صرف ایک خال کی جگہ دونوں میں فرق ہے
فاکہ تقریر طالب کی سہراب نے جلدی سے اٹھکے اپنا صندل خالی کر دیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے
اپنے صندل پر بٹھادیا بادشاہ اسلام نے سہراب کو بلا کے اپنے قریب جگہ دی جس مقام پر سکندر
اور قطب شاہ صندل بیٹھے تھے وہیں سہراب کو بھی بٹھالیا اتنے میں طیمور نے تصویر ایرج
نوجوان کی لاکر صاحبقران کے ہاتھ میں دی صاحبقران نے تصویر طیمور کو دی طیمور نے جو تصویر
ایرج نوجوان کی دیکھی مسکرا کے کہا کہ یہ بھی میری قسمت کی خوبی ہے کہ آپکے بزرگ سے میری صورت

مشابہ ہی صاحبقران نے فرمایا میں نے اُسی مشابہت کی تعظیم کی اب اور سرداروں نے بھی تصویر ایرج کی
کی پھر دیکھی اور نظر طیمور کی چہرہ پر ڈالی سکندر رستم خو بھی محبت کی نظر سے طیمور کو دیکھ رہا ہی دل میں
کہتا ہی کہ اسمیں تو سب نشانیاں بھی ہمارے خاندان کی موجود ہیں یہ دادا صاحب نے کمان تخم پاشی کردی
رنگ تو سب ملتا ہوا ہی لیکن تیور طیمور کے ایرج سے زیادہ سخت ہیں بعض سرداروں نے آنکھوں کی
انداز میں بھی فرق بتایا اسکو بھی امیر نے تسلیم کیا دیر تک یہی باتیں ہوتی رہیں آخر صاحبقران نے
مزاج پوچھا اور ارشاد کیا کہ تمہارے طلب نہ ہونے سے مجھے تشویش ہوئی تھی کہ خدا جانے مزاج
کیسا ہی بلکہ میں خود مزاج پرسی کے ارادے سے آنے والا تھا حضرات کو بولے دریافت حال ارشاد
کیا تھا کہ تم خود آؤ گے طیمور نے کہا کہ یا صاحبقران شب کو میرا بھی بہت جی چاہتا تھا کہ حاضر ہوں
مگر مجھے کئی خیالوں نے روکا ایک تو یہ کہ سکندر آئینہ پرست مجھ سے بدظن ہو گا کہ اسنے خدا پرستوں
سے استقدر میل جول کیوں بڑھا رکھا ہی دوسرے بلا سبب آنا اچھا نہ معلوم ہوا تیسرے یہ خیال ہوا
کہ جس مصلحت سے طبل جنگ نہیں ہوا یا میدان داری معطل رہی اسمیں فرق نہ آئے یعنی نامہ دار سے
شاید کچھ راز کی باتیں ہوتی ہوں اور میں مخل صحبت ہوں صاحبقران نے فرمایا وہ باتیں تم سے پوشیدہ
کرنیکی نہیں ہیں بلکہ تم سے بیان کرنا انکا ضروری ہی حاکم شہر بکرانیہ کا فرزند کسی تالاب میں جاکر گم ہوا
ہی اور وہی ایک فرزند وارث تخت تھا اب اس نے مجھے لکھا ہی کہ اگر آپ میرے فرزند کو مجھ سے
ملا دینگے تو میں اسلام اختیار کرونگا طیمور نے کہا یا صاحبقران جو غرق ہوا وہ مر گیا اور جو مر گیا
وہ پھر زندہ نہیں ہوتا آپ اس معاملہ میں کیا کیجے گا امیر نے فرمایا کہ جو غرق ہوتا ہی وہ مر کے ابھرتا بھی
ہی لیکن اس تالاب میں کچھ اسرار طلسمی معلوم ہوتے ہیں یہ فرماکر اوصاف اس تالاب کے بیان کیے اور
ارشاد فرمایا کہ جس خدا میں پیدا کرنے کی قدرت ہی وہ زندہ بھی کرسکتا ہی اگر اُسے یہ منظور ہوگا کہ چند بندے
اُسکے راہ راست پر آئیں تو وہ فرزند دیست شدہ زندہ بھی کر دے گا طیمور نے کہا کہ پھر میں اپنی طرف سے
جاؤں یا ہمراہ آپ کے چلوں اگر فرزند یوسف بکرانی کا اس سے مل جائیگا تو وہ اپنے عہد کے
موافق خدا پرستی اختیار کرے گا میرے جانے سے میری یہ غرض ہی کہ میں یوسف شاہ کو دین
آئینہ پرستی کی ترغیب دوں صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور مجھے تم سے بہت کچھ امید ہی لیکن چنداں
ضرورت نہیں ہی خداوند عالم نے بہت سے سردار مجھے عنایت فرمائے ہیں ایک ایک عزیز میرا
طلسم کشا ہی طیمور نے کہا کہ پھر آپکا قصد کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ میں تو تمہارا پابند ہوں اگر تم
اجازت دو گے تو جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا طیمور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل جنگ تو ساریق
بن لقا سے ہی میں تو آپ سے جنگ کرنے کو شغل بیکاری سمجھ کے آمادہ ہوا تھا بہتر یہ ہی کہ آپ
شہر بکرانیہ کی طرف تشریف لے جائیے اور میں بھی شہر شمالیہ کی طرف جاؤنگا حسب الاتفاق حاکم شہر
شمالیہ نے مجھے بھی اسی مطلب کیلئے طلب کیا ہی یہ وزیر اسکا عقیل روشن رائے نامہ لیکر آیا ہی امیر نے
فرمایا نہایت مناسب ہی مگر میں چاہتا ہوں کہ دو ایک سردار میرے تمہارے ساتھ جائیں طیمور نے
کہا اسکی کچھ ضرورت نہیں ہی میں نے بھی آپکی عنایت سے چند سردار پیدا کرلیے ہیں اور جو فرصت میں ہونگے
وہ ساتھ جائینگے میں بہت جلد محیط منارہ گردوں کو سزا دیکر واپس آؤنگا حفاظت لشکر کے لیے نہنگ
بن طوفان موجود ہی اور اگر کوئی سخت مشکل درپیش ہوگی تو شہر شمالیہ کچھ زیادہ دور نہیں ہی میں خبر پاکر
آجاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہی لیکن تمکو ساریق سے بھی مہلت طلب کرنا ہوگی طیمور نے کہا آپ رستے

رخصت ہوکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور تھوڑی سی فوج یاقوت پوشوں کی اپنے ہمراہ لیکر جانب
شہر شمالیہ روانہ ہوا اور خورشید زرین کمر سے کہدیا کہ اگر ساریق طبل جنگ بجوائے تو بخوبی طرح
دیجیےگا اور ایک روز کی میعاد اماری کو سنگ بن طوفان دریا موج کافی ہے اسکے بعد میں پہونچ جاؤنگا طیمو
توبیع عقل روتن برائے چالیس ہزار سرخ پوشون سے جانب شہر شمالیہ روانہ ہوتا ہے لیکن خیال صاحبقران
عالیشان کا سنیے کہ انھون نے نامہ ساریق بن ابقا کو تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ میں ایک ضرورت
سے جانب ملک سامکر اشہ جاتا ہون اور تم سے ایک مہینہ کی رخصت لیتا ہون اس مدت معینہ تک طبل
جنگ نہ بجوانا جب میں آؤن اس وقت اختیار ہے نامہ خضران کو دیا خواجہ خضران جانب قیطول ساریق
روانہ ہوے خبر ساریق کو ہوئی کہ پھر نامہ دار صاحبقران آتا ہے سرہنگان نے ساریق سے کہا
کہ آنے دیجیے اور کسی طرح کی مزاحمت کوئی نہ کرے ورنہ قیامت ہوجائیگی میں انکی نامہ داری سے
بہت ڈرتا ہون اور جلد کشتیان انکے نذر کے واسطے منگوا کر رکھیے چونکہ ساریق تو خود ہی ان
لوگون کا انتظار تھا جن کو اسنے برائے مدد طلب کیا تھا بے تامل خضران کو بلا لیا نامہ لیکر پڑھا
جواب تحریر کر دیا کہ جبتک آپ نہ آئینگے ہرگز اس وقت تک طبل جنگ نہ بجیگا خواجہ نے
کشتیان نذر نہیں لین اور جواب نامہ کا لاکر صاحبقران عالیشان کو دیا امیر نے اسی وقت
تیاری کی اور ہمراہ ناطق بکرائی کی جانب ملک گراہیہ روانہ ہوے لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو بر وراثہ درکش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو پہلے گیا تھا جسوقت آنکھ زلازل کی کھلی تو اپنے کو ایک کوہ پر پایا اور ایک دیو کو سامنے
اپنے کھڑے دیکھا پوچھا تو کون ہے اور مجھے کیون لایا ہے دیو نے بیان کیا کہ خبیس دیو کو آپ کے
باپ نے مارکر مجھے حاکم اسکے ملک کا کیا تھا اس دیو کے بیٹے نے خروج کیا ہے بارہ ہزار دیو
سرکش اسکے ہمراہ ہین مین نے مقابلہ کیا زخمی ہوا میرے دیو جنگ مغلوبہ کرکے مجھے تو لے نکلے
لیکن ملک چھین گیا آپ کو اسلیے لایا ہون کہ اس دیو سے آپ مقابلہ کرکے میرا ملک مجھکو دلوا دیجیے
یہ سنکے زلازل نے کہا کہ نام تیرا دیو حرہ ہے اسنے کہا کہ جی ہان یہی میرا نام ہے پوچھا اس دیو کا کیا
نام ہے جسنے تیرا ملک لیا ہے جواب دیا کہ اسے بوقمقمہ کہتے ہین کہا فوج اپنی فراہم کر دیو حرہ نے زلازل کو
اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آگے چلا گیا یہان زلازل بن زلزلہ بالاے کوہ انتظار مین دیو حرہ کے
کھڑا ہوا تھا کہ دیکھا ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ دراز قامت فربہ بدن چلی آتی ہے زلازل
غور سے اسکی طرف دیکھا کیا کہ وہ عورت بالاے کوہ آگئی زلازل نے پوچھا کہ تو کون ہے اور نام تیرا
کیا ہے کہنے لگی کہ مین نام اپنا کیون بتاؤن مین بھی اس کوہ کی سیر کو آیا کرتی ہون دن بھر یہان رہتی
ہون شام کو چلی جاتی ہون زلازل سمجھا کہ کسی قصبہ یا قریہ کی رہنے والی ہوگی لیکن بہت زبردست
عورت ہے اگر اس سے بچہ پیدا ہوگا تو نہایت قوی تن ہوگا یہ خیال کرکے اس سے اظہار عشق کیا اسنے
قبول کیا زلازل نے اسی کوہ پر اس سے مطلب پورا کیا جب زلازل علیحدہ ہوا تو اسی عورت
نے کہا کہ تمنے مجھے پہچانا یہ کہکر جو غلط ماری تو دیکھا کہ ایک دیوی ہے کہ کھڑی ہنس رہی ہے زلازل
اس سے مواصلت کرکے نہایت پشیمان ہوا کہا دور ہو میرے سامنے سے دیوی نے کہا کہ

اگر میں تجھے دھوکا نہ دیتی تو تو مجھے کاہے کو قبول کرتا یہ کہکر چلی گئی اتنے میں دیوحرہ فوج دیوان اپنے
ساتھ لیے ہوے آیا اور زلازل سے کہا کہ آج رات میں بسر کیجیے جب صبح ہوگی تو شہر قیران
کی طرف چلیں گے زلازل پریشان کھڑا تھا دیوحرہ نے سبب پریشانی پوچھا زلازل نے دیونی کا
واقعہ بیان کیا دیونی دیوحرہ کی بہن تھی دیوحرہ کو سواے سکوت کے کوئی چارہ نہ ہوا کہا خیر میں آپکے
دل بہلانے کو کوئی پری لاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا پہلے اُس غار میں آیا جہاں دیونی رہتی تھی جاتے ہی
دیونی کو دیکھا کہ زنہار پکڑ کر چلا کر اُسے مار ڈالوں دیونی پکاری کہ او ظالم بھائی کس خطا پر تو میرا دشمن جانی
ہوا ہے دیوحرہ نے کہا کہ تو نے جا کر زلازل بن زلزلہ کو دھوکا دیا وہ نہایت برہم ہے اگر اُسے معلوم
ہو جاتا کہ یہ اسیکی بہن ہے تو وہ مجھ سے ناراض ہوکے چلا جاتا ملک وہاں تو گیا تھا جان بھی جاتی دیونی
نے کہا کہ تو تو بیوقوف ہے میں نے وہ سامان کیا ہے کہ آیندہ سے تجکو آدمزاد کی حاجت ہی نہ رہے
جو لڑکا میرے یہاں پیدا ہوگا وہی حفاظت تیرے ملک کی کرے گا اور یقین ہے کہ میرا فرزند اپنے
باپ سے زیادہ زبردست ہوگا دیوحرہ نے اسکی بھائی پر شرمندہ ہوکے گردن نیچی کر لی دیو
حرہ تو یہاں سے نکلکر اور طرف روانہ ہوا اور یہ پھر پری بنکر اڑتی ہوئی کوہ پر آئی اور زلازل سے
کہا کہ تم اب بھی ذلیل طبیعت کا کوئی انسان ہوگا کہ تنے دیونی سے مواصلت کی زلازل نے کہا
تجھے کیا معلوم کہا میں اڑتی ہوئی جاتی تھی تجھے یہ سرکہ دیکھکر بہت افسوس ہوا اسلیے کہ میں تیری
طرف مائل ہوئی تھی یہ دیکھکر چلی گئی زلازل بن زلزلہ خوش ہوا کہ مجکو اُسکا نعم البدل ملگیا پری سے
معذرت کی کہ میں اُسے نہ جانتا تھا کہ یہ دیونی ہے ورنہ ہرگز اُسکی طرف ذرا بھی التفات نہ کرتا یہ کہکر
پری سے اظہار محبت کیا پری ہزار ناز و نخرے سے راضی ہوئی زلازل اُسے خلوت میں
لے گیا لیکن بعد ہم بستری کے پھر اُس سے زیادہ طبیعت بدحظ ہوئی پری تو اُڑکے چلی
گئی کہ اگر ابھی اسے معلوم ہوگا تو یہ مار ہی ڈالے گا زندہ بھی نہ چھوڑے گا یہاں دیوحرہ دوسری
پری کو ساتھ لیے ہوے آیا تو زلازل کو اور بھی افسردہ پایا سبب پوچھا زلازل نے کچھ نہ بتا
کہا اور اُس پری کی طرف ملتفت نہوا جس پری کو دیوحرہ لایا تھا کچھ دیر وہ بیٹھی رہی آخر اُڑکے
چلی گئی دیوحرہ بھی چلا آیا زلازل سو رہا جب صبح ہوئی نہا دھوکے دیوحرہ سے کہا کہ اب
شہر قیران کی طرف چلو تاکہ تمہارے کام سے فرصت کر کے خدمت میں خداوند کے جاؤں
کہ وہاں بھی خداپرستوں سے معرکہ درپیش ہے دیوحرہ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور کوچ کرکے
جانب شہر قیران روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہنچا لشکر اُتارا خبر دیو قمقمہ کو پہنچی
کہ دیوحرہ کسی آدمزاد کو لیکر آیا ہے دیو قمقمہ سمجھا کہ آدمزاد کی بھی یہ بنیاد ہے کہ وہ دیوزادوں سے
مقابلہ کر سکے اور اپنی فوج کو بھی باہر قلعے کے نکلنے کا حکم دیا دیو قمقمہ کی فوج بھی قلعہ سے باہر
آئی اور طبل جنگ بجا ادھر بھی نقارہ زرہی پر چوب لگی دونوں لشکروں میں رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دیو قمقمہ اپنی فوج کو لیکر میدان میں آیا اور صفیں آراستہ کیں اس طرف
سے دیوحرہ نے فوج آراستہ کی زلازل بن زلزلہ ایک دیو کی گردن پر سوار دیوحرہ کے
ساتھ تھا دیو قمقمہ میدان میں آیا اور پکارا کہ اے دیوحرہ تیری عقل پر کیا پتھر پڑے ہیں کہ کمک
کے لیے آدمزاد کو لایا ہے جو ہم لوگوں کا کھاجا ہے بھلا یہ مجھ سے کیا لڑے گا دیوحرہ نے کہا
کہ اگر تو کھا سکے تو کھا لے انھیں کے والد ماجد نے تیرے باپ کو مار کر مجھے تخت نشین کیا

اب انجمن میں تیری سرکوبی کے واسطے لایا ہوں دیو مقمہ نے کہا کہ بیتو تو نے اچھا کیا کہ میرے باپ کے قاتل کے فرزند کو لایا ہے آج قصاص خون پدر بھی ہو جائیگا یہ کہکر زلازل سے کہا کہ او مردم سیہ سر سپید دندان تو بہت ظاہر سرکش ہے کہ دیوؤں کے مقابلے میں آیا ہے زلازل نے اپنے دیو کو اشارہ کیا کہ وہ زلازل کو لیکر سامنے دیو مقمہ کے آیا دیو مقمہ نے وار شمشاد کا وار کیا زلازل نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھہ تیغہ آبدار کا بسا کر گردن پر مارا دھڑ سے سر دور جا کے گرا یہ دیکھکر سب بڑے دیو بڑے شور کرنے لگے کہ مارو اس آدمزاد کو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا اس طرف سے دیو چرہ فوج کو لیکر آپڑا جنگ مغلوبہ ہوگئی دیوؤں کی ضربوں سے طبقہ زمین کا سنے لگا کہیں وار شمشاد چل رہے تھے کہیں زنگاو لہ زنجیر بند کسی جگہ ارہ پشت نہنگ کہیں ساطور کسی طرف چنبر ہاتی چار کسی جانب چرب جماق کسی سمت مسیں آہنی کہیں گرزگران سرکوبی پر بھر کال لڑائی رہی طرفین کے پانچ ہزار دیوؤں کے قریب مارے گئے آخر دیو مقمہ کے لشکر نے شکست کھائی اور قرار پر فرار لیا بہتیرے اسیر ہوئے انھوں نے اطاعت اختیار کی دیو چرہ شہر میں آیا زلازل کی بڑی دھوم سے دعوت کی جب دعوت و ضیافت سے فرصت ہوئی تو زلازل نے دیو چرہ سے کہا کہ مجکو خدمت میں خداوند کے بھیجو ورنہ شاید خداوند مجھہ ناراض ہو جائیں دیو چرہ نے ایک دیو سے کہا کہ جہاں یہ کہیں انکو پہونچا دو دیو نے زلازل کو اپنی گردن پر سوار کیا اور جانب ملک ساریلقیہ روانہ ہوا لیکن راستے میں رہی کوہ ہای جو ہمہ وقت پر دو و نیا اور پردہ قاف سے واقع تھا پر دیو اس مقام پر پہونچ کے قیام کرتا تھا جب زلازل اس کوہ پر پہونچا تو دیکھا کہ وہی دیونی جسنے دھوکا دیکر مواصلت کی تھی پکڑی ہر شکم اونچا ہے زلازل نے تو اسے دیکھکر نفرت کی ساتھہ ہی منہ پھیر لیا لیکن دیونی دیکھکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور کہا کہ مجھسے غافل ہونا بات نہ بگڑے کی لاج رکھنا زلازل شرمندگی سے عرق عرق تھا اور پشیمان ہو رہا تھا کہ یہ میں نے کیا کیا لڑکا پیدا ہوگا تو وہ کیسا ہوگا دیونی کو جھٹک دیا اور جلدی سے دیو کی گردن پر سوار ہو کے طرف ساریلقیہ کے روانہ ہوا اسکو توڑہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے لیکن اول کچھہ حال اس دیونی کا سنیے کہ جب ایام حمل پورے ہوئے تو اسکے یہاں لڑکا پیدا ہوا وہ تند بازو نہایت قوی تمام بدن پر مثل خرس کے بال تھے دیونی اسکی پرورش میں مصروف ہوئی یہ خبر دیو چرہ کو پہونچی کہ تیرے یہاں بچا پیدا ہوا ہے کہ انسان کا انسان ہے اور دیو کا دیو ہے سر پر ایک شاخ مانند کرگدن کے ہے بدن پر مثل خرس کے بال ہیں دیو چرہ اپنی بہن سے ناراض رہتا تھا جب اسکو یہ خبر پہونچی کہ لڑکا اس طرح کا پیدا ہوا ہے یہ سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ زلازل کا فرزند ہے حمیرہ دیونی کو بلوا لیا اور پرورش میں فرزند خواہر کے مصروف ہوا اور نام اسکا قوزل بن زلازل دیوزاد رکھا یہ بھی جوان ہوکر بڑی بڑی لڑائیاں سر کرتا ہے ذکر اسکا بھی وقت پر بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا ✤

لیکن اب یہاں سے چند کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران بحری امیر ابن امیر سلطان دریاشکوہ فرزند عادل کیوان شکوہ کی ولادت کے بیان ہوتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب نو مہینے گذر گئے تو دختر نہنگ بحیہ دریا شین کو درد زہ عارض ہوا

بچہ پیدا ہوا صورت اسکی مثل آفتاب تابان کے روشن و منور تھی ساتھ ہی اسکے طیطور کا لڑکا بھی پیدا ہوا
ان دونوں کی پرورش ہونے لگی کچھ دیر یہ دربار میں رہتے تھے کچھ دیر انکو ہوا کھلائی جاتی تھی راوی
بیان کرتا ہے کہ حکیم سودائی دانا نے کنارے دریا کے قیام کیا تھا اسی غرض سے کہ بعد ولادت اون اطفال
کے پرورش میں دقت ہوگی ماں اسکی مردمان آبی سے ہے اور باپ کرہ خاک و باد کا رہنے والا اگر زیادہ
دیر پانی میں رہیگا تو بھی گھٹ کے مر جائیگا اور اگر خشکی پر رہیگا تو بھی ہوا کی برداشت نکریگا انھوں
نے اپنے حکیمانہ خیال کے موافق پرورش شروع کی جب یہ دونوں چار چار برس کے ہوئے تو انکو پڑھانا
شروع کیا اب یہ مردمان آبی کی زبان بھی خوب سمجھتے ہیں اور انسانوں کی زبان سے بھی واقف ہوتے
جاتے ہیں مردمان آبی کے سوا بھی چند حیوانوں کی زبان سمجھتے تھے اسکی تعلیم بھی انکو ہوئی تھی اور رئیس
تیاری سے یہ مردمان آبی خوب واقف تھے فرزند طیفور توطاق دوستاق ہو گیا اور فرزند صاحبقران
ابھی فنون سپہگری سے اچھی طرح ماہر نہ تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ ایک روز یہ دونوں
کنارے دریا کے بیٹھے ہوئے کھیل رہے تھے حکیم سودائی دانا ادھر ادھر ٹہل رہے تھے
کہ فرزند صاحبقران کی نظر اُس نشان پر پڑی جسکو صاحبقران نے نصب کرایا تھا پوچھا حکیم
سودائی دانا سے کہ یہ کیا چیز ہے حکیم سودائی نے کہا کہ یہ نشان علمداری صاحبقران زمان کا ہے جب
امیر یہاں آئے تھے تو عقد انکا تمہاری والدہ سے ہوا تم عادل کیوان شکوہ کے فرزند اور
صاحبقران جز وہ تمام جزائر اور بحور تمہارے زیر نگین رہینگے کہا ہمارا نام کیا ہے حکیم سودائی دانا نے
کہا کہ نام تمہارا پرستان میں رکھا جائیگا کچھ عزیز تمہارے پرستان میں ہیں وہ تمہارا نام معین
کرینگے وہی نام مبارک ہوگا فرزند طیفور نے اپنا حال پوچھا حکیم سودائی نے اس سے بیان کیا کہ تم
عیار صاحبقران کے فرزند ہو جب تک اس صاحبقران بحری کا نام ہوگا رہا نک تمہارا بھی نام
ہوگا یہ سنکے یہ بھی خوش ہوا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا جسوقت
وہ گرد قریب ہو کر شق ہوئی تو دیکھا کہ اک شخص گردن دلیر سوار چلا آتا ہے یہ وہی زلازل
بن زلزلہ ہے جسوقت زلازل قریب دریا ہو پہنچا تو دیکھا اسنے کہ نشان دریا میں نصب ہے پھریرا
ہوا سے اڑ رہا ہے اور پھریرے پر کلمہ طیبہ مرقوم ہے یہ مضمون دیکھکر زلازل کو بہت طیش آیا
چونکہ یہ پیرنا بھی جانتا تھا اسنے دریا سے کہا کہ مجھے اک بار چھوڑ دے جس جگہ صاحبقران اپنا
نشان نصب کر گئے ہیں میں اسی نشان کو اکھاڑ کر پھر خداوند کے نام کا نشان نصب کر دونگا دیو
نے زلازل کو اُتار دیا اور آپ تہ چلا گیا یہاں زلازل نے خنجر کمر میں لگایا اور کپڑے اتار کر کنارے
دریا کے رکھے اور رسن دریا سے نکال کو پیرتا ہوا آنے لگا چونکہ نہنگ بچہ اُس مقام کا محافظ تھا
اسنے آکر شیشہ بیہوشی کا قریب مشام زلازل کے توڑا پانی شیشہ میں گیا اور بیہوشی حبابوں کے ذریعہ
سے اوپر ابھری حباب ٹوٹے زلازل بیہوش ہو گیا نہنگ بچہ نے آکر پکڑ لیا اور مشکیں سوار
سکے باندھ لیں یہ دیکھکر شاہزادہ نامدار فرزند صاحبقران عالی وقار نے ارشاد فرمایا کہ کیوں
حکیم سودائی نانا جان نے اسے کیونکر گرفتار کر لیا حکیم سودائی نے سمجھایا کہ بیہوشی سے نہادی
در حقیقت آپ کے نانا سے گرفتار نہ تھا بہت زبردست سردار ہے فرمایا کہ اسے میرے پاس بلوا دو
حکیم سودائی نے اشارہ سے کہا کہ صاحبزادے اس قیدی کو دیکھنا چاہتے ہیں نہنگ بچہ نے
کنارے دریا کے زلازل کو ڈال دیا شاہزادے نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا نہنگ بچہ

نے کہا کہ او فرزند یہ بہت زبردست ہے اگر یہ ہوشیار ہوگا تو قید توڑ کے سب کو مار ڈالے گا شاہزادے نے فرمایا
کہ کیا موت اسکے اختیار میں ہے تم ہوشیار کرو ورنہ میں خود اسے جگاؤنگا یہ فرما کر قریب آ بیٹھے حکیم
سودائی نے کہا کہ اچھا قید اسکی محکم رہیں تو پھر ہوشیار کیجئے فرمایا نہیں ابھی ہوشیار کرو اب
فرزند صاحبقران تو یہی ضد کیے ہوئے ہے کہ ہوشیار کرو اور یہ لوگ منع کر رہے ہیں کہ اک قریب
زلازل کو چھینک آئی اثر بیہوشی دماغ سے دفع ہوا اور زلازل ہوشیار ہو گیا دیکھا کہ میں
کنارے پر دریا کے ہوں اور اک طفل حسین برابر میرے کھڑا ہے اور حکیم سودائی بھی کھڑے ہیں
مگر حکیم صاحب پریشان ہوئے کہ دیکھیے یہ کیونکر پیش آتا ہے زلازل نے حکیم سودائی دانا
کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ کیا امر ہے حکیم سودائی نے کہا کہ او زلازل بن زلزلہ اس مقام پر صاحبقران
نے اپنا نشان نصب کیا ہے مردان آئی تو اسنا سلیع فرمایا ہے بے اجازت کوئی آ نہیں سکتا تو نے
بغیر حصول اجازت اس طرف آنے کا قصد کیا تھا اس سے تو گرفتار کیا گیا لیکن اس شاہزادہ نے
تجھے قید آہن سے بچایا اور فرمایا کہ یوں ہیں ہوشیار کر دو اس اثنا میں تم ہوشیار ہوگئے زلازل نے
کہا یہ لڑکا کسکا ہے حکیم سودائی نے کہا کہ یہ فرزند صاحبقران زمان ہے زلازل نے گود میں لینے کا قصد
کیا تھا کہ شیر فرزند صاحبقران کے ہو گئے کہا اے شخص پہلے تو اپنے حال سے آگاہ کر کہ کون ہے
زلازل نے بیان کیا کہ میں فلاں ہوں اور فلاں کام کو گیا تھا اور اب مقابلہ خدا پرستوں کے لیے
جانب ملک سیار لقیہ جاتا ہوں بس یہ سنکر شاہزادہ کو طیش آیا فرمایا کہ تو شکر پیدا عالم کار
سے لڑنے جاتا ہے اگر میں تجھے غرق کرا دوں زلازل نے کہا کہ اب مجھے کوئی نہیں غرق کر سکتا اسلیے
کہ میں بیہوش نہیں ہوں فرمایا بیہوش کو پھینکنا مردے کو پھینکنا ہے میں تجھے حالت ہوشیاری میں
غرق کر سکتا ہوں یہ فرما کر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کرنے لگا کہ منہ سرخ ہوگیا زلازل اس جرات
پر ہنسنے لگا فرزند طیفور نے دوڑ کے بیہوشی سنگھا دی زلازل چھینک مار کے بیہوش ہوگیا
حکیم سودائی نے دوڑ کے بازو شاہزادے کا پکڑ لیا اور کہا کہ ابھی وقت تمہاری صاحبقرانی کا نہیں
ہے اعتقاد تم اور نازک میں زور پکڑو شاہزادے نے زلازل سے زمین چھڑا دی تھی مگر ہاتھ سے چھوٹ
گیا کہا یہ تو پھر مر گیا فرزند طیفور نے کہا کہ میں نے اسے پھر بیہوشی سنگھا دی یہ سنتے غصہ آیا کہا
تو نے بغیر ہمارے حکم کے کیوں ایسا کیا جلد اسے ہوشیار کر واسنے والدے رفع بیہوشی سنگھا کر
پھر ہوشیار کیا زلازل کو پیار کیا کہا او صاحبزادے میں تمہارا قیدی ہوں بغیر اجازت کے
ہرگز نہ جاؤنگا اب تم میری گود میں آؤ اور خوشی سے اجازت دو تو میں جاؤں فرمایا اس شرط پر
کہ اہل اسلام کی ایذا رسانی نکرنا زلازل نے کہا کہ اگر اہل اسلام سے مقابلہ نکرونگا تو نمک حرام کہلاؤنگا
اور لڑنے کو آپ منع کرتے ہیں فرمایا کہ میں مقابلہ کرنے کو نہیں منع کرتا لیکن کسیکو قتل نکرنا زور کرکے
یا تو انہیں اپنے قابو میں کر لینا یا آپ انکا تابع ہو جانا زلازل نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا او قسم
کھائی اب شاہزادے نے اجازت دی کہ اچھا جا چلا جا اور آ کے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ سب
اتروا لیے زلازل دل میں کہتا تھا کہ خاندان صاحبقران پر زور و جرات کا خاتمہ ہے آج ہی روز
یقین ہو گیا کہ ان لوگوں سے لڑکر کوئی سرسبز نہیں ہو سکتا شاہزادہ سے کہا کہ اب آپ میری گود میں
آجائیے فرمایا تو کہے گا کہ میں نے اٹھا لیا زلازل ہنسا کہ ابھی سے یہ خیال ہے اور ہنستا ہوا چلا گیا
ادھر تو زلازل روانہ ہوا ادھر یہ گرا اور ان دونوں لڑکوں کو لیے ہوئے چلا گیا ماں اور باپ

اور نا رونے پیٹنے رہ گئے حکیم سودائی نے کہا کہ تم پریشان نہو یہ لڑکے صاحب اقبال ہین یہ ساتھ
خیر و عافیت کے بارہ برس دن بعد تجھسے ملینگے نہنگ بچہ اور اسکی دختر تو نہایت مضطر رہی لیکن
حال اس پریکا سنیئے جو ان لڑکون کو لے گیا تھا. ایک پری تھی کہ وہ اس طرف سے جاتی تھی اسنے جو ایسے
حسین لڑکے دیکھے دیو سے اٹھوا لیا اور جانب پردہ قاف روانہ ہوئی یہ پری رہنے والی گلستان ارم
کی تھی اور لاولد تھی اولاد کی اسکو حسرت تھی اسنے لیجا کر ان لڑکون کو پرورش کرنے کا قصد کیا یہان
عبد الرحمان جنی نے سلیمان صاحبقران سے کہا کہ آج ہیکل پری دو لڑکون کو پردہ دنیا
سے لے آئی ہے اگر یہ مین روز رہ ہوا مین رہ گئے تو مر جائینگے انکو رفتہ رفتہ عادی کرنا چاہیئے یہ لڑکے
نہایت صاحب اقبال ہونگے اسمین ایک صاحبقران گیتی کا فرزند ہے اور دوسرا اُنکے عیار کا بیٹا ہے یہ سنتے
صاحبقران نے ہیکل پری کو بلوا لیا جب ہیکل پری سامنے آئی تو فرمایا کہ تو کن لڑکون کو
لائی ہے ہیکل پری نے دونون لڑکون کو حاضر کیا سلیمان صاحبقران نے عبد الرحمان جنی سے
کہا کہ انکی پرورش کا انتظام کرو عبد الرحمن جنی نے حسن خانے تیار کراکے باغ مین انکو جگہ
دی پریزاد انکی خدمت کے واسطے معین کین یہ دن بھر مین سات سات مرتبہ نہلائے جاتے تھے سلیمان
صاحبقران انسے پہرون باتین کیا کرتے تھے اور انکے دیدون پر ہنسا کرتے تھے عبد الرحمان
جنی انکو پڑھایا کرتے تھے اور ایک وقت سلیمان صاحبقران تعلیم فن سپہگری مین مصروف
رہتے تھے جب ان کا نو نو برس کا ہوا تو ایک روز دو پریزادین جو انکی خدمت پر مامور تھین کچھ
سمجھ کر کچھ چھیڑنے لگین فرزند صاحبقران نے تھپڑ مارا کہ گال پھٹ گیا اور پری پھڑک کر مر گئی دوسری
بھاگ گئی اور جاکے سلیمان صاحبقران سے بیان کیا سلیمان صاحبقران نے آنکے سبب پوچھا
انھون نے اسکے چھیڑنے کی شکایت کی اب سلیمان صاحبقران نے دیون اور جنون کو خدمت
کیلیے معین کر دیا اور کہا کہ خبردار انکے خلاف مرضی کوئی بات نکرنا ایک روز ایک دیو کی شامت
آگئی تو اسنے کہا تم جو کچھ سلیمان صاحبقران سے سیکھتے ہو وہ ہمین بتایا کرو کہا اچھا دیو سامنے
کھڑا ہو گیا یہ اتنے سے قد پر کیونکر پیچ باندھ سکتے دیو کو ہنسی آگئی بس غصہ مین آکے اچھل کے
جو ایک لات ماری تو دیو کے پیٹ مین پاؤن دھس گیا دیو اسی وقت پھڑک کے مر گیا سلیمان
صاحبقران جو آئے اور لاش دیو کی پڑی دیکھی پوچھا کیا ہے شاہزادے نے سارا ماجرا بیان کیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم فرزند صاحبقران ہو اور یہان جسقدر دیو پری ہین سب مذہب
اسلام رکھتے ہین انکا مار ڈالنا جائز نہین انکو گستاخی کی سزا دے دیا کرو مگر مار نہ ڈالا کرو ورنہ بروز حشر
پرسش ہوگی غرض سمجھا کر سلیمان صاحبقران تو واسطے شکار کے چلے گئے دیو گستہم یہان موجود تھا
کہ اک مرتبہ جب دیوون نے اُسکے خبر دی کہ مظہر جنی بھانجا اخضر زرد پوش کا اپنے ماموں
کے خون کا عوض لینے کو پچاس ہزار دیون سے آتا ہے دیو گستہم نے کہا کہ کچھ پرواہ نہین فوج
ہماری قلعے کے باہر نکلے اُسی وقت لشکر قلعے کے باہر نکلا ادھر مظہر جنی آکے پچاس ہزار دیون سے
آکر خیمہ زن ہوا اور نقارہ رزمی بجوا دیا یہان دیو گستہم نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا تیاری جنگ
ہونے لگی آواز نقارہ کی جو فرزند صاحبقران کے گوش زد ہوئی خادمون سے پوچھا کہ یہ نقارہ
کیسا بجا ہے انھون نے بیان کیا کہ اخضر زرد پوش رفیق تھا سلیمان صاحبقران کا اسنے
نمک حرامی کی تھی صاحبقران نے اُسے ہوا مین چرخ کے پھینک دیا تھا اب اسکا بھانجہ ماموں کے

خون کا قصاص لینے آیا ہے صاحبقران تو شکار پر ہین دیوگستہم نے مقابلہ کی تیاری کی ہے کہا کل ہمین
بھی لے چلنا ہم بھی تماشا جنگ کا دیکھینگے ان دیوون نے کہا کہ ہمین کچھ ممانعت ہے اسلیے کہ معاملہ جنگ کا
ہے اگر خدا نخواستہ کچھ آپ کو چشم زخم پہونچا تو ہم کہین کے نہ رہینگے یہ سنکے فرزند صاحبقران نے کہا
کہ اگر نہ لے چلوگے تو ہم سزا دینگے دیو تو ڈرتے ہوے تھے کہ اس لڑکے نے ایک کو مار ڈالا ہے لیا تو
غصہ مین ہمین بھی مار ڈالے جب صبح ہوئی تو ایک دیو کی گردن پر بیٹھ کے یہ بھی سیر مین تلو پہونچ گئے وہان
دونون جانب صفین آراستہ ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نیب دے کر
ہٹ گئے تو منظر جنی میدان مین آیا اور للکارا کہ اے دیوگستہم کہان ہین سلیمان صاحبقران کہ آئین
اور مجھ سے سامنا کرین دیوگستہم نے کہا کہ او ملعون تیرے ماموں سے تو کچھ ہو سکا تو کیا منہ لیکر
برائے مقابلہ آیا ہے تجھے شرم نہین آتی کہ اس نکوام کا قصاص خون لینے آیا ہے اب اگر نام صاحبقران
بے ادبانہ لیگا تو سزا پائیگا اگر حوصلہ مقابلہ رکھتا ہے تو یہ غلام انکا تیری سرکوبی کو موجود ہے یہ سنکے
منظر جنی نے کہا کہ آ تو ہی آ بعد تیرے انکو بھی تلاش کر لیا جائیگا یہ کہکر منظر جنی نے حربہ اپنا سنبھالا
دیوگستہم سامنے منظر جنی کے آیا منظر جنی نے نیزہ مارا دیوگستہم نے نیزہ اسکا ہاتھ سے پکڑ لیا
اور توڑ کے پھینک دیا منظر جنی نے گرز مارا دیوگستہم نے گرز اسکا سپر سے رد کر کے اپنا گرز
مارا منظر جنی نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ شانہ دیوگستہم کا زخمی ہوا دیوگستہم نے سنبھل کے
دوسرا گرز مارا یہ بھی ضرب اتفاق سے خالی گئی گرز زمین پر گرا گرز زمین مین دہنس آیا جبتک دیوگستہم
ضرب اپنی زمین سے نکالے نکالے منظر جنی نے مثل برق کے جھک کر ایک ہاتھ اور مارا
کہ سر پر دیوگستہم کے پڑا سر اسکا زخمی ہوا کس چاہا منظر جنی نے کہ سر اسکا کاٹ لون کہ فرزند
صاحبقران کو تاب نہ آئی للکارے کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہے کہ زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے چونکہ منظر
جنی کے دل مین کینہ تو تھا ہی یہ سمجھا کہ اسی لڑکے کے سبب سے ماموں میرا مارا گیا ہے اسنے
دیوگستہم کو تو چھوڑ دیا اور اس شاہزادہ کی طرف پھر پڑا کہ اسکا سر کاٹ لون جیسے ہی قریب
پہونچکر تلوار ماری شاہزادہ نے بائین ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ پیدا
کہ کلہ پھٹ گیا اور منظر جنی نے چرخ مارا اور گرا ایسے دور کر ایک ہاتھ سے ایک پانون پکڑا اور دوسرے
ہاتھ سے دوسرا پانون اپنے پانون کے نیچے دبا کے جو زور کیا چیر کے پھینک دیا کہ ساتھ ہی
گرد اڑی اور سلیمان صاحبقران آ پہونچے دیو آمد صاحبقران دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے
لاش تک چھوڑ دی یہان آکر صاحبقران نے لاش منظر کی دیکھی نہایت خوش ہوے اور دیوگستہم
کے سر مین زخم کے دوا اسکے کی مرہم سلیمانی کی بندھوائی جب دیوگستہم اچھا ہوا تو سلیمان صاحبقران نے
مشمشن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نام ان بچون کے تجویز کرو مشمشن جنی نے کہا کہ اے شہریار ایک مہینہ اور
گذر جانے دیجیے اسکے بعد انکے نام تجویز ہونگے ابھی ستارے ایسے ہین کہ اگر اس زمانے مین نام
انکا رکھا گیا تو بے نشان ہو جائینگے سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہے بعد اسکے شاہزادہ نے
سلیمان صاحبقران سے دیوگستہم کی سفارش کی کہ یہ دیو زبردست ہے مگر فن سپہگری مین ناقص
ہے ورنہ زخمی نہوتا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند مجھے یہ خیال تھا کہ اگر یہ بھی اخضر کی
طرح نکوام سیکھا تو میری محنت برباد ہوگی بلکہ وہی بات ہو جائیگی کہ ع کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد صاحبزادہ نے فرمایا ایسا خیال نہ کیجیے سب ایک طرح کے نہین ہوتے جب

یہ آپ کی دم سے وابستہ ہیں تو دوسروں سے بہتر ہونا چاہیے اور جبتک اقبال آپ کا یاور ہے کسی کی مجال کہ حرام کیا کرسکے ہیں بخاطر شاہزادہ سلیمان صاحبقران نے دیو لستھم کو بھی فنون سپہگری کی تعلیم فرمانے بعد ایک ماہ کے مشمش جنی نے نام تجویز کرکے پیش کیے نام فرزند صاحبقران کا مع القاب یہ تھا کہ نہنگ بحر جرأت و دلاوری شیر بیشۂ شجاعت و صفدری یعنی سلطان ماہی نژاد امیر البحر اور فرزند طیفو کا نام سیال مردم ربا قرار دیا سلیمان صاحبقران نے بہت پسند کیا اور مشمس جنی کو خلعت سے سرفراز فرمایا بعد اسکے بعد تعلیم و تربیت سلطان ماہی نژاد اور سیال مردم ربا کو انکے مسکن کیطرف بھجوا دیا دیکھیے یہ کب ہوتے ہیں۔

لیکن یہاں سے چند کلمے داستان شوکت نشان سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہو چکی ہے کہ امیر با توقیر ساریق بن بلقا سے ایک ماہ کی مہلت لیکر جانب شہر بکرانیہ ہمراہ ناطق بکرانی کے روانہ ہوئے ہمراہ امیر کے صرف خضران اور طیفو رہیں لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت امیر نے ناطق بکرانی سے یہ عذر پیش کیا کہ بالفعل مجھسے اور ساریق بن بلقا سے جنگ درپیش ہے میں بغیر اس معاملہ کو طے کیے ہوئے نہیں جاسکتا تو ناطق بکرانی کو سکوت ہوا چونکہ یہ شخص مرد عاقل و دانا ہے اسی سبب سے یوسف شاہ بکرانی اسکو اپنا نفس ناطقہ سمجھتا ہے اور اسی کی رائے پر کاربند ہوتا ہے اسنے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر ساریق آپ سے خود مہلت طلب کرکے جنگ کو ملتوی کرے تو آپ کو کچھ عذر ہوگا فرمایا مجھے اسکے سوا کوئی عذر نہیں ہے اسلیے کہ طیمور تو خود ہی مجھ سے رخصت ہو کر جانب شہر شمالیہ گیا ہے اس وقت ناطق بکرانی نے عرض کی کہ میں ابھی جاتا ہوں اور ساریق کو بھی شہر بکرانیہ کی طرف لیے چلتا ہوں یہ کہکر امیر سے رخصت ہوا اور جانب قیطول ساریق بن بلقا روانہ ہوا راستے میں لوگوں سے معلوم ہوا کہ خداوند ساریق جسے بلاتے ہیں باغ محویت کی طرف سے جانے ہیں چنانچہ ناطق بکرانی بھی جانب باغ محویت روانہ ہوا جس وقت دروازہ باغ پر پہونچا تو دیکھا کہ ایک چیلا سنگ سیاہ کا کھڑا ہے چیلے نے آواز دی کہ او بندہ بے ادب کہاں چلا آتا ہے نہیں جانتا کہ یہ کون مقام ہے کہ جہاں فرشتگان کا گذر بھی دشوار ہے ناطق بکرانی نے کہا کہ میں شخص نووارد ہوں اور نامعلوم ہوں یہاں کے آئین سے آگاہ نہیں ہوں چیلے نے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں محوجادو سے اطلاع کرتا ہوں محوجادو خداوند سے اطلاع کرے گا جب خداوند طلب کرینگے اسوقت تمکو شرف حضوری خداوند سے حاصل ہوگا یہ سنکے ناطق بکرانی تو ٹھہر گیا اور چیلے نے جاکر محوجادو سے اطلاع کی کہ ایک نامہ دار کہیں کا آیا ہے اور خدمت میں خداوند کے جانا چاہتا ہے یہ سنکے محوجادو نے کہا بلا لے چیلے نے آکر ناطق بکرانی کو اپنے ساتھ لیا اور مسکن محوجادو کی طرف چلا دیکھا ناطق بکرانی نے کہ چمن کے چمن جلے ہوئے ہیں سوکھے درختوں میں جو ایک آدھ شاخ ہری ہے اور کوئی گل بھی کھلا ہوا ہے تو مانند داغ دل کے ہے اور سنبل کے بالوں سے پریشانی چشم نرگس سے حیرانی ظاہر ہو رہی ہے سوسن کی جلی ہوئی زبان سے یہ صدا آرہی ہے کہ لو اے امن دیکھو تو یہ موئے بے ادب چلا آتا ہے اور نہ خداوند کی تعریف کرتا ہے اور نہ آسے سجدہ کرتا ہے کسی شاعر مرغان لطیف تماشین تو ذرے بھی یکا شور کرنے ہیں کہ دیکھو اس بے ادب کو کہ یہ نہیں سمجھتا کہ ہم کہاں

آگے بڑھے اور کہاں جا رہے ہیں یہ مقام قابل ادب ہے کہیں کسی غنچہ کے کھلنے میں یہ آواز پیدا ہوتی تھی کہ اے نرگس
چشم نمائی کر اے سوسن شمع گری اے سنبل تازیانے سے اسکو دھکا اے شمشاد اسے دار پر کھینچ جانے کا خوف
دلا یہ سبکی باتیں سنتا چلا جاتا تھا جس وقت سامنے محوجادو کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک ساحر مسند پر
بیٹھا ہے اور تمام مکان میں سیکڑوں کھڑکیاں لگی ہیں مگر پٹ سب کے بھڑے ہوئے ہیں کچھ اسباب
سحر سامنے رکھا ہے مشعل آتشین روشن ہے بخور جل رہا ہے ناطق بکرانی نے محوجادو کو سلام کیا
محوجادو نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ کس غرض سے اس طرف آنا ہوا ناطق بکرانی نے
بیان کیا کہ خداوند سے مدد طلب کرنے آیا ہوں عرضی اپنے شہریار کی لایا ہوں چاہیے دیکھ لیجیے محوجادو
نے کہا کہ یہ بات خداوند کے خلاف ہوگی کہ انکی عرضی کو کوئی اور دیکھے علاوہ اسکے مجھ سے تیز تر عمل
حاصل نہیں ہو سکتا کہ میں پابند حکم خداوند کا ہوں ہاں اگر خداوند خود کلام تیرا میرے سپرد کرینگے تو کیا عذر
ہے میں تیرے آنے کی اطلاع کرتا ہوں یہ کہکر ایک کھڑکی کھول دیکھا کہ ایک پتلی اس کھڑکی میں کھڑی
ہوئی ہے محوجادو نے کہا کہ اے حور جا کر خداوند سے عرض حال کر بس یہ سنتے ہی پتلی دھواں بنکر اڑی
اور نگاہوں سے غائب ہو گئی محوجادو نے اسی طرح پھر دروازہ بند کر دیا وہاں پتلی نے جا کر سارق
بن لقا سے بیان کیا کہ شہر بکر اینہ سے وزیر یوسف بکرانی کا آیا ہے کوئی عریضہ لایا ہے سارق بن
لقا نے کہا کہ جا کر کہدے کہ پائین باغ کی طرف ہم تخت پر بیٹھے ہیں نامہ دار کو تخت پر بٹھا کے روانہ
کر دیا جائے تھوڑی دیر گذری تھی کہ جسمیں پتلی واپس آئی یہاں ناطق بکرانی نے محوجادو
سے پوچھا کہ اس باغ کی عجب کچھ حالت ہے نیرنجات بیان کے قابل دیدنی ہیں ہر گل و بوٹے
سے آثار انبساط خداوند کی پیدا ہوتی ہے مگر بے تاثیر ہے محوجادو نے کہا کہ اے ناطق بکرانی پہلے یہ باغ
نہایت آراستہ تھا اس وقت میں جو آیا وہ محو ہو گیا اور تصور خداوند کو اسنے سجدہ کیا لیکن ایک شخص
ہے کہ نام اسکا سکندر وزیرہ نشین ہے ساحر زبردست ہے وہ بھی نامہ دار بنکر آیا تھا اسنے اس
باغ کو برباد کر دیا اس وقت سے ایسی تاثیر مٹی ہے کہ پیدا نہیں ہوتی میرے آنکے مقابلہ ہونے والا
ہے میں سحر تیار کر رہا ہوں کہ اتنے میں کھڑکی خود بخود کھلی اور پھر وہی پتلی نمودار ہوئی عرض کی کہ خداوند
نے ارشاد فرمایا ہے کہ نامہ دار کو پائین باغ کی جانب سے روانہ کرو تخت برائے نامہ دار آتا ہے یہ کہکر
پتلی نے پٹ بند کر لیے اور پھر وہی چیلہ سامنے سے نمودار ہوا اور محوجادو نے کہا کہ نامہ دار کو
پائین پہونچا کے تخت پر سوار کر دے چیلے نے ناطق بکرانی کو پائین باغ میں پہونچا دیا دیکھا
کہ ایک تخت رکھا ہوا ہے ناطق بکرانی اس تخت پر بیٹھا اور تخت اڑتا ہوا جانب قیطول سارق
بن لقا روانہ ہو گیا جس وقت تخت بالائے قیطول پہونچا تو دیکھا ناطق بکرانی نے کہ ایک گبر بد انجام
طویل القامت قوی الجثہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے تخت الماس نگار ہے چاروں گوشوں پر تخت کے چار وزیر
بیٹھے ہوئے ہیں جسمیں ایک وزیر کوتاہ گردن سنگ پیشانی ازرق چشم سیاہ فام چیک رو داغ
بشرے نام اسکے آثار نفتیر پردازی نمودار ہیں بیٹھا ہے اور تمام دربار سارق کا بلورا تان ناکامی و گرامی سے
مملو ہے اور بہت سی حسین و جمیل عورتیں جنکو حوران جنان سے تعبیر کیا جاتا ہے عطردان اور چنگیر دان
اور خاصدان وغیرہ لیے کھڑی ہیں اندر کا اکھاڑا معلوم ہوتا ہے ہر ایک پری جمال حسن و خوبی میں
عدیم المثال ہیں بقول شاعر ؎ شکلیں ہیں رنگ رنگ کی کپڑے بہار کے ۔ انسان پھول ہیں
چمن روزگار کے ✿ ناطق بکرانی دل میں کہتا ہے کہ اس ملعون کے ٹھاٹھ میں ایسے کو [illegible]

اس ملک کی سیر کرنے میں گذر دینگے نہ مجھ ایسا چالاک شخص آتا نہ امیر کو لیجاتا جس وقت ساریق سے
سامنا ہوا تو ناطق بکرانی نے سلام کیا ساریق نے کہا اوبے ادب کیا اسنے خداوند کو تونے پہچانا
نہیں جو سجدہ نہ کیا ناطق بکرانی نے جلدی سے دوبارہ پیش کیا اور عرض کی کہ یا خداوند جس وقت
آپ اپنی قدرت دکھا دینگے تو مجبر کیا موقوف ہے کئی لاکھ بندے ایمان لا دینگے یہ سنکے ساریق نے کہا
کہ اچھا ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ جو بندہ نہیں مانے دل سے مانے یہ کہکر نامہ کو پڑھا مضمون نامہ وہی تھا
کہ اس شہر سے قریب اک تالاب ہے جسکے یہ اوصاف ہیں جو اوپر مرقوم ہو چکے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ فرزند میرا
اسفندیار بکرانی اس تالاب میں جا کر گم ہوا ہے اگر آپ اسکا فرزند کو مجھ سے ملا دینگے تو میں ایمان لاؤنگا
ساریق نے یہ سنکے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہے میں نے اس تالاب کو خلق کیا ہے تاکہ بندے وہاں
قدرت اپنے خداوند کی دیکھکر متعجب ہوں اور اس سلسلے سے ایمان لائیں ناطق بکرانی نے
کہا کہ پھر خداوند آپ تشریف لے چلینگے یا کسیکو بھیجینگے ساریق کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ سختکان نے کہا
خداوند تو مسند سے کم رہے ہیں فرشتے قدرت کرنا جانتے ہیں اور خداوند کی شان کے خلاف
بھی ہے کہ مارے مارے پھریں یہ سنکے ناطق بکرانی نے کہا کہ جبتک خداوند نہ چلینگے اسرار
اس تالاب کے ظاہر ہونا نہایت دشوار ہے ساریق نے کہا میں ضرور چلونگا بلکہ آج کے تیسرے دن
شہر بکرانیہ میں پہونچ جاؤنگا ناطق بکرانی نے کہا کہ یہ بندہ نوازی ہوگی ساریق نے ناطق بکرانی
کو خلعت دیکر رخصت کیا ناطق بکرانی تو وہاں سے خدمت میں صاحبقران کے واپس آیا اور
عرض کی کہ خدا چاہے گا تو ساریق اب خود مہلت طلب کرے گا میں نے اس گدھے کو بھی رضامند
کیا ہے بلکہ حضور شکار کھیلتے ہوئے ذرا دیر کرکے پہونچیں تاکہ ساریق پہلے پہونچ جائے اور واپس
بلا میں مجلس جلسے صاحبقران مسکرا کے خاموش ہو رہے اتنے میں نامہ دار ساریق کے
آنے کی خبر ہوئی امیر نے بلا لیا نامہ دار نے آکر نامہ دیا صاحبقران نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ بالفعل
قدرت اک بندے کا مشکل حل کرنے کے واسطے جانے والے ہیں لہذا جنگ ملتوی ہونا چاہیے جبتک
خداوند واپس نہ آئیں اور خداوند کو واپس آنے میں ایک ماہ سے زیادہ نہ گذرے گا امیر نے
لکھ دیا کہ میں نے اجازت دی اور ناطق بکرانی کی تعریف بہ آفرین کی نامہ دار تو ادھر روانہ ہوا ادھر
ناطق بکرانی نے امیر سے عرض کی کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جا کر پہلے سے حضور کی تشریف آوری
بادشاہ کو مطلع کرے اور دیکھے کہ ساریق وہاں پہونچکے کیا کرتا ہے صاحبقران نے مسکرا کے
فرمایا کہ ضرور جاؤ ناطق بکرانی کوچ کرکے جانب شہر بکرانیہ روانہ ہوا یہاں امیر با توقیر نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ مجھے اجازت ہو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ مقام تشویش ہے لیکن منہ نہیں موڑ سکتا
اسلیے کہ منصب میرا یہی ہے کہ درد مندوں کی دوا کروں بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ کسی اور سردار کو
اولاد صاحبقران سے روانہ فرمائیے اسلیے کہ یہ سب طلسم کشا ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے
خبر دے چکے ہیں کہ فاتح اسکا سوا صاحبقران وقت کے اور کوئی نہیں ہے لہذا جو جائیگا
وہ اسیر بلا ہوگا انجام میں پھر مجھی کو سبکی رہائی کے واسطے جانا ہوگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا
کہ خواجہ نادون کو بلوا کر دریافت کیجیے ناطق بکرانی کے قول کو تسلیم نہ کیجیے وہ آدمی نہایت ہوشیار
معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ اسنے آپکا نام اسلیے بتا دیا ہو کہ آپ کو دلشکستہ کیجیے صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہوا اب تو میں وعدہ کر چکا ضرور جاؤنگا لیکن معاملہ طلسم کا ہے اگر چالیس روز

گذر جائیں تو مجھے ہاتھ سے فراموش نہ فرمایئے گا بادشاہ کا دل بھر آیا اور فرمایا کہ جامع المتفرقین
آپ کو ساتھ صحت و عافیت کے لا کر ہم سب سے ملائے جس خدا نے آپ کو صاحبقران
مقرر فرمایا ہے آپ نے صاحب اقبال بھی بنایا ہے آپ ضرور طلسم فتح کر کے خیر و عافیت کے ساتھ واپس
آئینگے جس وقت امیر نے چلنے کا قصد کیا تو طیفور اور خضران نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلینگے
امیر نے فرمایا کہ تمھاری کیا ضرورت ہے خضران نے تو عرض کی کہ مجھے میرے آقا شاہزادہ بدیع الملک
اسلیے چھوڑ گئے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ رہوں اگر آپ ساتھ اپنے نہ لے چلینگے تو میں خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
پھر یہاں کیا کام ہے امیر خاموش ہو رہے اور طیفور نے عرض کی کہ میں بچپن سے ساتھ ہوں اور
کسی وقت آپ سے علٰحدہ نہیں ہوا طلسم گنبد بلور و درے کے مراحل میں ہمراہ رہا طلسم اسلاف باطنی میں بھی
ساتھ رہا امیر نے اسے بھی اجازت دی کہ ساتھ رہے لیکن اور سرداروں نے جو ساتھ چلنے کے لیے
درخواست کی تو امیر نے انکار قطعی کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ مقدم حفاظت ملک اللہ کی ہے یہ فرما کر رخصت
ہوے اور جانب شہر مکرانیہ آہستہ آہستہ شکار کھیلتے ہوے روانہ ہوے دور تک سرداران
اسلام پہونچانے کو آئے آخر سب کے سب رخصت ہو کر واپس آئے اب امیر تو صید و شکار کرتے
ہوے چلے جاتے ہیں لیکن حال سارق بن بقا کا سنیے کہ اسنے سختگان سے کہا کہ خداوند بندگان
کی حاجت روائی کے واسطے جاتے ہیں لہذا تو بھی ساتھ چل اسلیے کہ تیرے اعتقاد میں کچھ کجی واقع ہو
سختگان نے کہا کہ میرا اعتقاد بہت درست ہے مجھے معاف کیجیے میں تو جان چکا ہوں کہ آپ کی شامت آئی
ہے وہاں پہونچکر آپ کیا کر سکتے ہیں آپ کی حقیقت سے میں خوب آگاہ ہوں میری تو یہ صلاح ہے کہ نہ
آپ جائیے نہ مجھے آفت میں پھنسائیے کسی ساحر کو بھیجیے یہ تالاب طلسمات سحر سے معلوم ہوتا ہے
سارق نے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہے چل میں تجھے سیر کرا لاؤں کہ میں نے کیسی کیسی چیزیں اپنی
قدرت سے بنائی ہیں سختگان نے پوچھا کیونکر چلیے گا سارق نے کہا میں فرشتہ قدرت کو بلاتا ہوں
وہ بساط قدرت لیکر آئے گا اور اسی پر بیٹھکر قدرت جائیے سختگان نے کہا کہ بلائیے میں بھی تو دیکھوں
کہ فرشتہ قدرت کیسا ہے اس وقت سارق اپنے مقام سے اٹھا اور اہل دربار سے کہا کہ
خداوند بندگان تازہ کی دادرسی کو جاتے ہیں ایک ماہ کے بعد واپس آئینگے یہ سن کے اہل دربار
نے سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوند بندگان قدیم کو بھول نہ جائیے گا سارق مع سختگان اک مقام
تنہا پر آیا اور بازو سے اک تعویذ کھولا اسمیں چند بال اک دیو کے تھے یہ دیو اسکا تابع ہے
بس سارق نے بالوں کو منہ کی بھاپ دی اسی وقت ہوا چلی اور دیو حاضر ہوا اسنے سلام کیا
کہا کیا حکم ہوتا ہے سختگان نے دیکھا کہ بہت بڑا دیو ہے اور اک تخت اٹھائے ہوے آیا ہے سارق
تخت پر بیٹھا اپنے پیچھے سختگان کو بٹھایا اور دیو جنجال سے کہا کہ مجھے شہر مکرانیہ کی طرف لے چل
دیو جنجال نے اژدہے کی صورت بنکر تخت کو لپیٹ لیا اور اڑتا ہوا جانب شہر مکرانیہ روانہ ہوا
اسے بھی راہ میں چھوڑیے اور اب حال شہر مکرانیہ کا سنیے کہ جس وقت ناطق مکرانی شہر میں پہونچا
تو بادشاہ کو جواب نامہ دے کر عرض کی کہ صاحبقران باقبال تشریف لاتے ہیں اور ایک
خداوند بھی بڑے مرد آتے ہیں لیکن بظاہر تو خداوند کچھ بیوقوف سے معلوم ہوتے ہیں دیکھا چاہیے
کہ یہاں آ کر کیا کرتے ہیں یوسف مکرانی نے کہا کہ جس سے ہمارا مطلب حاصل ہوگا ہم اسکی اطاعت
کرینگے اپنا تو یہ مذہب ہے کہ ؎ اس سے کیا کام بت ہو وہ کہ خدا + جو سنے کان سے پکار اپنی

ناطق مکرانی نے کہا یہ سچ ہے مگر معلوم ہی ہو جائیگا یہی ذکر تھا کہ بالائے آسمان سے صدائے نقارہ کان میں
آئی اور کچھ سیاہی جانب آسمان سے نمودار ہوئی ناطق مکرانی نے کہا کہ دیکھیے خداوند تشریف
لاتے ہیں یوسف مکرانی برائے استقبال کھڑا ہو گیا اور تمام ارکین دولت نے استقبال کیا دیکھا
کہ اژدر سیاہ اڑتا ہوا چلا آتا ہے گلے میں اژدر کے نقارہ پڑا ہوا ہے آگے پیچھے دو شخص بیٹھے ہوئے
نقارہ کو پیٹ رہے ہیں ساریق نے آواز دی کہ ای بندگان من سجدہ بکنید یوسف مکرانی نے جواب دیا
کہ جسوقت خداوند کی قدرت نمائی ہوگی تو سجدہ میں بھی تامل نہوگا ساریق پشت اژدر سے اترا
سخنگان بھی اترا اژدر تو اڑ کر چلا گیا یوسف مکرانی نے بڑی دھوم سے ساریق کی دعوت کی جب
دعوت ضیافت سے فراغت حاصل ہوئی تو یوسف مکرانی نے سارا حال اپنا بیان کیا ساریق نے
کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو مطلب تیرا حاصل ہو جائے یوسف مکرانی نے کہا کہ اگر میں نے سجدہ کیا
اور مطلب دل میرا حاصل نہوا تو ساریق نے کہا کہ مجھے قتل کر ڈالنا جب قدرت میں اتنی قدرت نہیں کہ
کسی بندے کی دادرسی کر سکیں تو قتل ہو جانا ہی بہتر ہے یوسف مکرانی نے اس شرط کو قبول کیا لیکن
سخنگان نے دل میں کہا کہ اب اسکی شامت آئی یہ کیا کر سکتا ہے وہ مقلد طلسم کاہے تو اب دیکھیے
کہ یہ سوچا کیا ہے ساریق نے یوسف مکرانی سے کہا کہ قدرت ہر وقت بندوں کے ساتھ رہنا پسند
نہیں کرتے ہیں لہذا مجھکو کوئی علیحدہ جگہ قیام کے واسطے دو اور بہت سی دیگیں کھانے کی پکوا کر دامنہ کوہ
میں رکھوا دو اور چند گلے گوسفندوں کے وہاں چھوڑوا دو اور کوئی اس مقام پر قیام نکرے یہ سامان دعوت
سخنگان قدرت کا ہے میں انکو حکم کرونگا وہ اس تالاب کو نشان دیکھے اور یہ رخنہ سمجھایگا یوسف مکرانی نے
اسی وقت بحث کا حکم دیا اور ساریق کے قیام کے واسطے ایک باغ میں جگہ دی اور ساریق سے مہر
کرالی کہ اگر میں کام تیرا انجام نہ دیسکوں تو مجھے قتل کر ڈالنا یہ عہد لیکر اہل مکرانیہ نے ساریق کو سجدہ کیا
جسوقت تنہائی ہوئی تو ساریق نے منہ کی بجانب دی اسی وقت دیو جنجال حاضر ہوا ساریق نے کہا
کہ میں نے تیرے واسطے دامنہ کوہ میں سامان کھانے پینے کا مہیا کرا دیا ہے تو جا کر اپنے ساتھ کے دیونکو
لا انکو بھی کھانا کھلانا شراب پلانا پھر اسکے بعد جا کر یہ جو تالاب صحرا میں معلوم ہوتا ہے اسے پتھروں سے پاٹ
دینا بلکہ اتنے پتھر مارنا کہ ایک پہاڑ بن جائے یہ معلوم بھی نہو کہ یہاں کبھی تالاب تھا بھی یا نہیں یہ سنکے دیو
نے کہا بہت خوب اور رخصت ہو کر جانب قاف روانہ ہوا سخنگان نے کہا کہ ترکیب تو اچھی کی ہے مگر
دیکھنا چاہیے کہ ہوتا کیا ہے کیونکہ مقلد طلسم کا ہے اگر دیو پر کوئی پیچ پڑا تو اس سحر سے قتل ہونے کا
عہد کیا ہے یہاں سے بھاگتے بھی بن نہ پڑیگی وہاں یوسف مکرانی نے خم شراب کی گلے گوسفندوں کے
دیگیں طعام لذیذ کی پکوا کر دامنہ کوہ میں رکھوا دیں تو یہ سب سامان وہاں رکھکر چلے آئے اتنے میں دیو
جنجال بارہ سو دیوونکو اپنے ہمراہ لیے ہوئے آیا سب سامان دعوت مہیا پایا دیووں نے طعام
طعام لذیذ کبھی کاہے کو کھایا تھا خوب خوش ہو کے شراب پی جب آسودہ ہو لیے تو دیو جنجال نے
سب سے کہا کہ یہ دعوت تمہاری اسلیے کی گئی ہے کہ فلانا تالاب جو صحرا میں ہے اسے پتھروں سے پاٹ
دو یہ سنکے سب دیووں نے بڑے بڑے پتھر اٹھا لیے اور لیکر بلند ہوئے اور تالاب پر پتھر مارنا شروع
کیے مگر خاصیت تو اس تالاب کی یہ تھی کہ جو پتھر پھینکا جاتا تھا وہ پلٹ آتا تھا جس دیو نے پتھر مارا پلٹ کے
اسی کے سر اور سینے پر پڑا دیو دھما دھم کنارے تالاب کے گرنے لگے یہ دھماکے ایسے ہوئے کہ زمین
ہل گئی اہل شہر پریشان ہوئے پیٹ والیوں کے حمل ساقط ہو گئے لوگ کہتے تھے کہ یہ کون سی آفت

اس شہر پر آئی دیر تک یہی قیامت برپا رہی ہرکارے واسطے دریافت کے روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے
آکر یوسف مکرانی سے عرض کی کہ ہزارہا دیو کنارے تالاب کے زخمی پڑے ہیں کسی کی شاخ ٹوٹی ہوئی
ہے کسی کا سر پھٹا ہوا ہے کسی کا سینہ شق ہے کسی کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے اس حالات خراب سے سیکڑوں
دیو پڑے ہوئے ہیں اور بہت سے پتھر ڈھیر ہیں یہ سنکے یوسف مکرانی گھبرایا ہوا پاس سارلیق بن
لقا کے آیا اور سارا ماجرا بیان کیا سارلیق یہ سنکے گھبرایا سختگان نے کہا کہ ذرا اپنے دیو کی خبر لو
تو اگر وہ بھی ان دیوون کے ساتھ مدا گیا تو پھر ہمین چھپنے نکل نہین سکتے سارلیق نے بالون کو منہ کی جگہ
دی کچھ نہ ہوا دیو دوایس دیا سارلیق نے یوسف مکرانی سے کہا کہ خداوند نے جن لوگون کو اس
تالاب کی حفاظت پر معین کیا تھا وہ نہایت تکلیف مین اب بغیر ہوئے جا سکام نہ بنے گا جس وقت
وہ اپنے خداوند کو دیکھینگے اور پہچانینگے تو سرکشی کو ترک کرینگے یوسف مکرانی نے کہا مجھے اس سے بحث
نہین ہے جا سے آپ جائین جاسکے مسکو بھیجین سارلیق اٹھا اور سختگان سے کہا کہ چل سختگان ساتھ
ہوا لیکن راستے مین منع کر دیا کہ خبردار تالاب کی طرف نہ دیکھنا ورنہ تم بھی گرفتار بلا ہو جاؤ گے
سارلیق کنارے کنارے تالاب کے دیکھتا چلا جاتا ہے کہ صدہا دیو چشم حسرت وا کیے دیکھ رہے ہین
کوئی گھرمیلا ہے کوئی سسک رہا ہے کسی کی شاخ ٹوٹی ہے کسی کا سر پھٹا ہے کسی کا پاؤن اکھڑا ہوا ہے عجب طرح
کی حسرت چھائی ہوئی ہے انہین دیوون مین ایک طرف دیو خنجال بھی پڑا ہوا سسک رہا ہے دیو خنجال
نے جو سارلیق کو دیکھا پکارا کہ یا خداوند میری خبر لیجیے سارلیق نے کہا کہ گھبرا نہین مین تیری فکر کرتا ہوں
دیو خنجال نے ہزارون گالیان دین کہ تو کیسا خداوند ہے کہ تیرے کیے کچھ نہین ہو سکتا سارلیق چپکا
سنتا ہوا چلا گیا کہا سے اپنی ہی جان کے لالے پڑے تھے جس وقت تالاب کی حد سے نکلا اور
کچھ دور پہونچا تو بھاگا کہ کسی طرح اس ملک کی حد سے نکل جاؤن ایسا نہ ہو کہ یوسف مکرانی معاہدہ کے
موافق مجھے قتل کر ڈالے بھاگتے بھاگتے سامنے سے ایک دروازہ باغ کا نمودار ہوا نہایت خوش نما
لیے دا تھا نہ کوئی حاجب تھا نہ دربان نہ نگہبان بس سارلیق نے سختگان سے کہا کہ دیکھ یہ باغ
قدرت ہے چل اسمین آرام کرین سختگان اور سارلیق دونون داخل باغ ہوئے دیکھا کہ میوے
گوناگون لگے ہوئے ہیں نہرین جاری ہیں ایک قصر مرتفع بنا ہوا ہے اسمین سامان آسایش مہیا ہے
مسہری لگی ہوئی ہے کشتیان شراب و کباب کی رکھی ہیں سارلیق بھوکا بہت تھا اور پیاس بھی لگی تھی کہا
اے شیطان قدرت دیدی تو رب مرا چہ قدرت کر دم سختگان نے کہا کہ یہ قدرت جوتیان کھلوائیگی
خدا جانے یہ کس بے پرواہ کا باغ ہے جس وقت اسکے معلوم ہوگا تو خدا جانے کس طرح پیش آئیگا
سارلیق نے کہا کہ یہ باغ قدرت ہے تو ساقی گری کر اور قدرت کو شراب پلا سختگان نے شراب
انڈیل کر سارلیق کو دی سارلیق نے جام ہونٹون سے لگایا شراب منجمد ہو کر ایک ڈھیلا عقیق
سرخ کا بن گئی اور جام ہونٹون سے لپٹ گیا سارلیق نے زبان پھیری کہ کچھ تری محسوس ہو لیکن
احساس نہ ہوا جام کو کھینچا تو ہونٹ جام کے ہمراہ کھنچنے لگا ہر چند پکارتا ہے کہ اے جام قدرت چھوڑ
مگر جام ہونٹون سے جدا نہیں ہوتا سختگان سے کہا تو بھی اپنی شامت زدہ سے کھینچ جام ہونٹون
سے نہ نکلا یا اور جا بکھا کہ دو دست شراب حلق مین انڈیل لون لیکن جام نے مقناطیسی خاصیت
پیدا کی اور دور کر ہونٹون سے چپک گیا اب تو سختگان بھی گھبرایا سارلیق سے کہا کہ ابھی لے چنی
تو کیا طرح پھر سے بھی کچھ نکل آیا ہے تیری وجہ سے میری بھی یہی حالت ہوئی سارلیق

نے کہا مرغی کے انڈون کی طرح لڑکے یہ جام ٹوٹ ٹوٹ کے گر جائینگے سختگان اور سارلیق نے جام
لڑانا شروع کیے کھنا کھن کی آوازین پیدا ہوئین مگر جام نہ ٹوٹے سختگان چلا رہا تھا کہ انکے دیکھو میرے
چوٹ آئی ہی یہ شور وغل سنکر ایک دروازہ کھلا اور ایک عورت سر مین صندل لگائے ہوئے
نمودار ہوئی پکاری حرامزادو کیا شور وغل کر رکھا ہی کہ میرا سونا دشوار کر دیا ہی ارے موذی کالے منڈی کے تو
یہ شاہزادیون کے پینے کی شراب تم پی رہے ہو بھلا یہ تمھاری حلق سے کس طرح اتر سکتی
تھی یہ کہکر دونون کے ہونٹون سے جام جھپٹ لیے اور کہا جاؤ اس باغ سے نکل جاؤ اب کبھی
ایسی حرکت نہ کرنا سارلیق نے کہا منہ خداوند سارلیق ای عورت خداوند سے گستاخی کرتی ہی لیا
نہو قدرت کو غصہ آ گیا تو سارا باغ اترا تجھ سمیت خاک مین ملجائے یہ سنکے وہ عورت مسکرائی
اور ایک چپت لگائی اور ہنستی ہوئی چلی گئی ان دونون نے دروازہ باغ کا تلاش کرنا شروع
کیا سختگان نے کہا کہ اپنی حماقت کا نتیجہ دیکھا سارلیق نے کہا کہ خداوند اپنے بندون سے
ناز اٹھاتے ہین اگر خداوند بھی بندون کے غصہ کرین تو دنیا کا ہے کو باقی رہے نشٹ ہی ہجائے
غرضکہ سختگان اسکو برا بھلا کہتا جاتا ہی مگر دروازہ باغ کا نہین ملتا ایک مقام پر دیکھا کہ درخت
امرود کا لگا ہوا ہی جسمین زرد زرد امرود لگے ہوئے تھے سرخ سرخ چتیان سارلیق کے دیکھکر
منہ مین پانی بھر آیا سختگان سے کہا کہ اس درخت قدرت سے امرود توڑکے تو بھی کھا اور مجھے بھی
کھلا سختگان نے کہا کہ ڈالیان درخت کی اونچی ہین سارلیق نے کہا کہ مین تیرے کاندھے پر چڑھ
کے توڑونگا سختگان نے کہا کہ مین تو آپ کے بوجھ سے پس جاؤنگا آپ بیٹھیے مین آپکے کاندھے
پر چڑھون سارلیق بیٹھ گیا سختگان اسکے کاندھے پر چڑھا جیسے ہی امرود پر ہاتھ ڈالا ہاتھ امرود
مین لپٹ گیا سختگان نے دوسرا ہاتھ بھی شریک کرکے چاہا کہ امرود توڑون دونون ہاتھ پھنس
گئے اور شاخ اونچی ہوگئی سختگان لٹک گیا سارلیق کو پکارا کہ مجھے بچا سارلیق نے کہا کہ یہ
سزا ہے بے ادبی کی تونے قدرت پر چڑھ کے امرود توڑنے کا قصد کیا تھا ای بچہ قدرت
اسکی یہی سزا تھی سختگان لٹک رہا ہی اور سارلیق کہہ رہا ہی کہ پھر قدرت کے اوپر چڑھیگا توبہ کرانے مین
نظر سارلیق کی ایک درخت پر جا پڑی دیکھا کہ ایک کوے کا درخت ہی کہ کوے زمین سے بوے سے
رہے ہین سارلیق خوش ہوا کہ یہ تو ایسی چیز ہی کہ بھوک بھی جاتی رہیگی اور پیاس بھی یہ سوچکر دبے
پاؤن درخت کی طرف بڑھا کہ ان کوون کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ کوئی میری تاک مین آتا ہی جیسے ہی
قریب پہونچا دونون ہاتھون سے دونون کوے پکڑ لیے اور چاہا کھینچ لون فوراً شاخین بلند ہوگئین
اور سارلیق بھی لٹک گیا اب چاہا کوون کو چھوڑ دون تو ہاتھ چپکے ہوے ہین چلایا کہ ای بچہ قدرت
چھوڑو مکر ہا خوب چھوٹتے ہین سختگان نے کہا کہ اس وقت تو اسطرح آپنے دوڑ کر دونون
ہاتھون سے دونون کوے پکڑے ہین جس طرح بچہ پستان مادر پر گرتا ہی سارلیق نے کہا کہ او
شیطان دیکھو تو مجھے کیسی سزا ملتی ہی یہ گستاخیان خداوند کی خدمت مین سختگان نے کہا ذرا توند
کو پھلائے رہیے ورنہ ازار اتر پڑیگی سارلیق نے توند کو پھلا لیا مگر کہانتک جیسے ہی سانس
چھٹا ہی ذرا ازار اتر پڑی سارلیق برہنہ ہوگیا سختگان نے قہقہہ مارا پھر ان دونون مین اس طرح باتین
ہو رہی تھین کہ وہی عورت دروازہ کھولکے پھر نکلی اور آکر پکاری کہ حرامزادو تم کہان سے باغ مین
گھس آئے ہو اور شور کر رہے ہو سارلیق کو برہنہ دیکھکر اسے بہت غصہ آیا دستک دی

فوراً اک زنگی پیدا ہوا اسپر اس عورت نے درخت کی طرف اشارہ کیا درخت نے جھوڑ دیا ساریق بھڑے گرا جو زخموں میں کانٹے گھس گئے جلانے لگا کہ او میوہ قدرت کے ساتھ یہ بے ادبی ابھی تماشا دکھاتے باغ کو سختگان نے دھول ماری اور کہا کہ اچھو زبان بند رکھو ورنہ جوتیان کھاؤ گے اس عورت نے کہا کہ ای زنگی ان دونوں کو زندان خانے لیجا یہ حرامزادے یوں نہ مانینگے زنگی نے اسی وقت ان دونوں کو گرفتار کیا اور لیکر جانب زندان روانہ ہوگیا وہ عورت جس طرف سے آئی تھی پھر اسی طرف چلی گئی یہاں یوسف مکرانی نے ساریق کا بہت انتظار کیا جب یہ کسی طرح واپس نہ آیا تو ہرکارون سے دریافت کیا انھون نے عرض کی کہ اس تالاب سے کچھ فاصلے پر اک باغ ہے اسی باغ میں دونوں جاکے غائب ہوگئے اور وہ باغ بھی ایسا ہے کہ جو جاتا ہے وہان سے زندہ پلٹکے نہیں آتا ہے ناطق مکرانی نے کہا کہ ای بادشاہ بغیر صاحبقران کے آئے ہوئے یہ مرحلہ سر نہوگا یہ کہکر خاموش ہو رہا دوسرے روز ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ صاحبقران حق شدہ یعنے عادل کیوان شکوہ تشریف لاتے ہیں بس یہ سنتے ہی ناطق مکرانی نے یوسف مکرانی سے کہا کہ ای بادشاہ استقبال صاحبقران عالی شان کا ضرور کرنا چاہیے یوسف مکرانی اسی وقت تیاری کرکے مع جملہ اراکین دولت برائے استقبال صاحبقران روانہ ہوا جس وقت خدمت میں صاحبقران عالی شان کے پہونچا تو آپنے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا یوسف مکرانی صاحبقران کو بڑے جاہ و احتشام سے اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ میں آیا صدر میں بٹھایا سامان ضیافت مہیا کیا آخر ناطق مکرانی سے پوچھا کہ ساریق ابھی نہیں آیا ناطق مکرانی نے عرض کی کہ وہ آپ سے کئی روز پیشتر آگیا تھا شاید اسکے ساتھ کچھ دیو بھی تھے انھیں اس تالاب کی بربادی پر تعین کیا دیوون نے تالاب پر پتھر مارے وہ پتھر پلٹ پلٹ کے انھیں دیوون پر پڑے جسکا انجام یہ ہوا کہ سب دیو مارے گئے کنارے تالاب کے سیکڑون لاشین دیوون کی پڑی ہوئی ہیں اسکے بعد ساریق نے کہا میں خود جاؤنگا یہانتک کہ اک مسخرا اسکے ساتھ تھا دونوں صحرا کی طرف نکل گئے اور اک باغ میں پہونچکے غائب ہوگئے یہ سنکے امیر نے اور حضران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ کیا کرنا چاہیے حضران نے عرض کی کہ جو طریقہ بزرگون کا ہے اسی آئین کے موافق آپ بھی خالق عالم سے جو مناسب سمجھے اور مصروف دعا ہوجیے پروردگار عالم کوئی سبیل نکال دیگا امیر باتوقیر نے اسی پسندی اور صحرا میں بار تعین پر باکرا کے مصروف عبادت رب پاک ذات ہوے اب امیر کو تو مصروف عبادت چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمے داستان اُن نامون کے بیان کیے جاتے ہیں جو ساریق نے اپنی طلب مدد میں روانہ کیے تھے غزل برآغاز داستان

مجھکو چاہیے تو کوئی موت کا خواہان کیوں ہو ۔ تیرے احسان کے سوا اور کا ارمان کیوں ہو
غیر کے ساتھ مرے گھر میں وہ مہمان کیوں ہو ۔ اور ویران مرا خانہ ویران کیوں ہو
میرے دل میں نظر آئے تو پریشان کیوں ہو ۔ دیکھ تو کون ہے آئینہ میں حیران کیوں ہو
ایسی آباد جگہ قبر ہو ویران کیوں ہو ۔ حشر میں کوئی مرے حال کا پرسان کیوں ہو
ناتوانی کے سبب گھر سے عدو کیا نکلے ۔ غیر کے زیر قدم کوچہ جانان کیوں ہو
فرط گریہ جو ہو باعث شوق دیدار ۔ قطرۂ اشک صفت دیدۂ گریان کیوں ہو

کہیں ایسا نہوا ی چرخ وہ ظالم سن لے — مجھ پہ مشکل جو پڑی ہی تو پھر آسان کیوں ہو
وصل میں اور بھی شرمانے لگے تم مجھ سے — شب وعدہ جو نہ آئے تو پشیمان کیوں ہو
لاکھ دیوانہ ہوں لیکن ہی ضرور اتنی سمجھ — خاک اڑانے کے لیے کوچۂ جانان کیوں ہو
ای صبا میری تباہی ہی اسے مدنظر — میں تو برباد ہوں پھر خاک بیابان کیوں ہو
اب نہیں بھی مجھے مرنا ہی تو مر جاؤں گا — دل میں وہ اپنے ستم کرکے پشیمان کیوں ہو
مجھکو خاک قدم غیر نہ ای چرخ بنا — میری رفت کے لیے کوچۂ جانان کیوں ہو
آنکھ میں دل میں نظر میں مجھے ظالم رکھ تو — مجھ سے لاغر کے لیے خانۂ زندان کیوں ہو
سہہ سکتا نہیں اسواسطے میں وحشت میں — بخت خفتہ کا مرے خواب پریشان کیوں ہو
جوشش گریہ میں ہی جوشش جنون کا کیا کام — چادر آب صفت ریگ بیابان کیوں ہو
جو تری یاد میں سو جاے وہ کیوں جاگ پڑے — جو بجھے خواب میں دیکھے وہ پریشان کیوں ہو
مختصر یہ ہی کہ مجھ ایسا جوان بیمار ہوا — وصل میں پرسش طول شب ہجران کیوں ہو
کہتے ہیں وہ سب مجھے دیکھ نہ کبھی میرا اسیر — عکس آئینہ صفت قیدی زندان کیوں ہو
ہو فزوں بر رہی وسعت دم فصل جنون — دست وحشت سبب چاک گریبان کیوں ہو
میں نہیں ہوں جو دبستان جنون سے غافل — حرف زن پھر الف چاک گریبان کیوں ہو
چارہ گر کاوش وہ سینے سے مجھے پٹا لے — صدد دل درد جگر کا مرے درمان کیوں ہو
کہیں ہو جائے نہ دشوار اسیری میری — اس قدر تنگ ترا خانۂ زندان کیوں ہو
اسکے باعث سے مرا بخت پڑا سوتا ہے — سکنہ ہی تو سیہ روشب ہجران کیوں ہو
کہیں سرسبز نہو کشت تمنائے عدو — صفت ابر کرم دیدۂ گریان کیوں ہو
مجمع حشر میں بھی داد نہ پائی ہم نے — یہ کسی نے بھی نہ پوچھا کہ پریشان کیوں ہو
جو نہیں لیتے بوسے لیے عارض کے ترے — آئینہ دیکھ کے ظالم تجھے حیران کیوں ہو
پائمالی دل وحشی کی ہی انسب ظالم — اسکے باعث سے تری زلف پریشان کیوں ہو
بیقراری نہ کہیں اسکو ٹھہرنے دیگی — تیرے دیوانے کو پابندی زندان کیوں ہو
موت آجائے تو راحت ہو ہمیشہ کے لیے — آرزو خواب کی ہمکو شب ہجران کیوں ہو
غش میں آتے ہو تو بیدار یہ کیوں غش ہو کلیم — جو نہیں تاب نظارۂ جانان کیوں ہو

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ساریق نے سات نامے براے مدد مختلف مقامات پر روانہ کیے تھے جنمیں ایک نامہ ملکہ خلخال جادو کے نام روانہ کیا تھا اور دوسرا برہوت رعدآواز نقیب قدرت کے نام یہ دونوں نامے پہونچے خلخال جادو تو اسی وقت روانہ ہوئی لیکن برہوت رعدآواز نے نامہ دیکھکر جواب تحریر کیا کہ یا خداوند بالفعل میں قلعہ سرمستان کی طرف جاتا ہوں سرمست آدم خوار نے بہت سر اٹھایا ہی بعد اس معاملے کے طے کرنے کے واپس آؤنگا تو خدمت میں حضور کے حاضر ہونگا یہ جواب تحریر کرکے نامہ دار کو تو واپس کیا اور آپ کوچ کرکے جانب قلعہ سرمستان روانہ ہوا جسوقت قریب قلعہ پہونچا تو خبر سرمست آدمخوار کو ہوئی کہ برہوت رعدآواز چالیس ہزار آدمیوں سے آیا ہی سرمست آدم خوار نے کہا کچھ پرواہ نہیں اور فوج اپنے قلعہ سے باہر نکالی اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہ خبر برہوت رعدآواز کو ہوئی

اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونوں لشکروں میں تمام رات تیاری جنگ رہی دونوں جانب نقارے بجتے رہے
ہر بہادران اسلحہ کی درستی میں سرگرم رہا جب خورشید خاور نے افق مشرق سے منہ نکالا صبح کو دونوں لشکر و عدو گاہ مصاف
میں پہونچ کر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جو فقت نقیب نیب و یکی ہٹ گئے تو
برہوت رعد آواز میدان میں آیا اور پکارا کہ او سرمست کیا تو نہیں واقف تھا کہ مالک شہر برہوتیہ
کا کون شخص ہے جو تو نے مردمان شہر برہوتیہ کو آزار پہونچایا اور رعایت آنکی نسک کی ہزار دن کو بھون
بھون کے کھا گیا سرمست نے یہ سنکر کہا کہ آج تیرے بھی کباب لگاؤنگا اسلیے کہ تو فربہ ہے گوشت
بھی تیرا لذیذا ور چکنا ہوگا یہ کہکر چوبدست پکڑکر سامنے برہوت رعد آواز کے آیا برہوت رعد آواز
نے کہا کہ تیری شامتین آئی ہیں خیر لا حربہ اپنا سرمست آدمخوار نے چوبدست ماری برہوت رعد آواز
نے چوبدست کو سپر پر روکا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا برہوت ایسا ہی پہلوان زبردست تھا کہ ضرب
کے لنگر سے بچ گیا ورنہ بچنا غیر ممکن تھا سرمست نے نعرہ کیا کہ زدم ولپت کردم برہوت نے تتق گرد
سے نکل کر آواز دی کہ کر آزدی و کرالپت کردی حریف تیرا میں موجود ہوں سے تو ضرب زدی
ضرب ما نوش کن وجہ شادی از دل فراموش کن یہ کہکر گرز مارا سرمست نے بھی چوبدست کو اٹھاکر
چہرے کی پناہ کیا ساتھ ہی بجلی کڑکی ادہر یہ گرکر سرمست سو ٹوٹ کھا گیا لیکن ضرب برہوت کی زمین
پڑی کہ طبقہ ہل گیا گلا گرز زمین دھنس گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا لوگ سمجھے کہ سرمست مارا گیا جس وقت گرد
ہوا سے منتشر ہوئی اور برہوت نے دیکھا کہ لاش کا کہیں پتہ نہیں اسنے گرز کو دیکھا کہ اسمیں خون بھرا
ہے گرز بھی صاف تھا برہوت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے اہل لشکر نے سرمست سے کہا کہ اے برہوت
رعد آواز اصل یہ ہے کہ ہم سب قسم دیوزادوں سے ہیں پہلے یہاں آکر اس قلعہ کو آباد کیا تھا اور صورت
آدمزادوں کی بنائی تھی چونکہ خوراک ہماری یہی ہے اسی وجہ سے تمہارا ملک قریب بھی تھا لوگوں کو
پکڑ پکڑ کے لاتے تھے اور کھاتے تھے چونکہ افسر ہمارا تمہارے ہاتھ سے مارا گیا لہذا ہم مقابلہ میں تم سے
عاجز ہیں اب تلاش معاش اور طرف کرینگے جانوروں کو کھائینگے آدمزادوں سے نہ بولینگے
برہوت رعد آواز نے کہا کہ افسر تمہارا میری ضرب کے خوف سے کہیں بھاگ گیا ہے جاکر اسے تلاش کرو
میں تمہیں آٹھ روز کی مہلت دیتا ہوں اگر دیو سرمست مل گیا تو اس سے معاہدہ ہونے کے بعد
میں یہاں سے جاؤنگا ورنہ تم قلعہ کو خالی کردو اور کسی اور مقام کو آباد کرو مجھے اتنی فرصت نہیں کہ میں
شہر برہوتیہ میں قیام کروں مجھے نامہ خداوند سارلق بن لقا کا آگیا ہے خداوند کے لشکر پر خدا پرستوں نے
یورش کیا ہے میں اس طرف جانے والا ہوں یہ سنکر ان دیوون نے راہ تلاش اختیار کی اور
سرمست آدمخوار کو ڈھونڈتے ہوے چلے جاتے ہیں لیکن اول حال سرمست آدمخوار کا
بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت آنکھ اسکی کھلی تو اپنے کو باغ میں دیکھا اور ایک ساحرہ سیہ فام کو کھڑے
دیکھا ساحرہ لگاوٹ کی باتیں کرنے لگی سرمست بھی راغب ہوا دونوں میں ہمبستری ہوئی چونکہ وہ
فی الحقیقت دیو تھا ساحرہ تاب نہ لاسکی تڑپکر مر گئی مرتے ہی اسکے تمام باغ میں دھواں ہوکر نظروں
سے غائب ہوگیا آندھی چلی خاک اڑی دیر تک قیامت بپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
من غضنفر جادو بود چینم مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیو سرمست
وہاں سے بھاگا ادہر سے تو یہ بھاگا چلا آتا تھا اور اس طرف سے دیو اسکی تلاش میں چلے جاتے
تھے راستے میں ملاقات ہوئی سرمست نے حال قلعہ کا پوچھا دیووں نے بیان کیا کہ برہوت رعد آواز

نے آٹھ روز کی مہلت دی ہے آپ چل کر اُس سے فیصلہ کر لیجیے سرمست نے کہا چلو اور دیووں کے ساتھ جانب
قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہاں تیغ سوز تھا برہوت رعد آواز نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم اسی جگہ قیام کرو میں
پانچ روز شکار پر گزاروں گا یہ کہکر تین آدمی اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا یہاں تیسرے روز سرمست
آدم خوار پہونچا تین روز سے ان دیووں کو کچھ میسر نہ آیا تھا زکی نے چیتے سرمست بھی بھوکا تھا اسے جو
معلوم ہوا کہ برہوت رعد آواز شکار پر گیا ہوا ہے بس یہ آتے ہی قزاقوں کی طرح لشکر پر گرا اور لوگوں کو
پکڑ پکڑ کے کھانا شروع کیا چونکہ لشکر برہوت کے لوگ بھی زبردست تھے انھوں نے بھی بہت
دیووں کو مارا لیکن دیووں نے دو ہزار آدمیوں کو نوچ نوچ کے کھالیا آخر ان لوگوں کے قدم اٹھ
گئے اور کچھ لوگ بھاگتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جہاں برہوت رعد آواز مصروف صید و شکار
تھا ان لوگوں نے جا کر برہوت رعد آواز سے سارا ماجرا بیان کیا برہوت رعد آواز نے اسیوقت
عنان مرکب کو پھیرا اور بطرف قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہاں یہ دیو کھا پی کر لمبے لمبے لیٹے ہوئے تھے
کہ برہوت رعد آواز پہونچا آواز دی کہ او سرمست آدم خوار ملعون تیری یہ کیا حرکت تھی جبکہ تو
نے میرے لشکر کو آٹھ روز کی مہلت دی اور تو نے ہماری فوج کو دم لینے کی مہلت نہ دی سرمست
آدم خوار پھر چوبدست پکڑ کے سامنے آیا اور پکارا کہ مجھے نیچہ اٹھا لے گیا اس وجہ سے تو بچ گیا
ورنہ اُسی وقت تیرا خاتمہ کر دیا ہوتا آج تیرا زندہ بچ کے جانا غیر ممکن ہے یہ کہکر برہوت رعد آواز پر چوبدست
ماری برہوت رعد آواز نے سپر ابدل کر وار خالی دیا چوبدست زمین پر پڑی خاک اڑی سرمست
نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم برہوت نے گردنے نکلکر گلے پر ہاتھ ڈال دیا اور آوازہ دی کہ او
غافل ہوشیار ہو جا کہ حریف تیرا زندہ و سالم موجود ہے سرمست نے دستہ چوبدست ہاتھ سے چھوڑ
دیا اور برہوت رعد آواز سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو سرمست نے کہا کہ
اب رات ہوئی صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہو گا ہٹنے پر برہوت رعد آواز نے کہا کہ میں بغیر معاملہ
یکسو کیے میدان سے نہیں ہٹتا ہوں سرمست نے کہا کہ کیا تو مجھے موم کا بنا ہوا سمجھا ہے جو ایسی باتیں
کرتا ہے اگر تو یوں نہیں میدان سے ہٹتا ہے تو میں بھی نہیں پھرتا ہوں پھر یہ دونوں مصروف تماشہ
ہوئے کشتی ہونے لگی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علی ہذا خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی
تیسرے روز برہوت نے لنگر سرمست کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ کلیجے دیووں کے دہل گئے سرمست کے کان بہرے ہو گئے بس برہوت رعد آواز نے
ایک ہاتھ اسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھا دوسرے ہاتھ سے گدی میں سہارا دیکر گردن پیچ دیکر جو جھٹکا مارا
دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش سرمست کی پھڑکنے لگی دیووں نے یورش کیا کہ مار لو
اسکو غضب کیا اسنے کہ افسر کو ہمارے مارا ہر طرف سے دیو آ پڑے اور برہوت رعد آواز نے
بھی وار کرنا شروع کیے بغیر سنگ جو اہل لشکر بھاگ گئے تھے وہ بھی آ پڑے تلوار چلنے لگی پہر بھر
کی تیغ زنی میں برہوت نے کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیے آخر دیو بھاگ نکلے برہوت
نے قلعہ پر قبضہ کیا اور اپنی طرف سے حاکم مقرر کر کے سر دیو سرمست کا اپنے ساتھ لیا اور جانب
ملک سارنقیہ روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے کہاں یہاں سے پھر

چندے کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوه عادل کیوان شکوه

ـــــــــــــــے کے بیان کیے جاتے ہیں

ســــہ بیا بشنو ای ہمدم داستان + کہ بانا آدم بر سر داستان راوی ناقل ہے کہ صاحبقران حق پژوہ نے عبادت خانہ میں تمام رات گزاری قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اے صاحبقران ربع تمھارے زمانے میں بہت سختیاں ہیں کہ کفار کا دور دورا ہے اور اسلام زوال کی حالت میں ہے لیکن تم نہایت مستقل مزاج ہو انشاء اللہ سب کاموں کو آسانی سے انجام دو گے تمکو چاہیے کہ یہ رقعہ اپنے پاس رکھو اور فلان اسم جو سرنامہ پر تحریر ہے پڑھ کر کنارے تالاب کے جا کر پڑھو ایک کشتی نمودار ہوگی اور ایک شخص اسی کشتی پر سوار ہوگا تم یہ رقعہ اسکو دیدینا وہ تمکو ایک باغ میں لیجایگا وہان سہیل لستقی یوش سے ملاقات ہوگی ساریق اسی مقام پر قید ہے چونکہ رہائی اسکی تمھارے ہاتھ سے ہے لہذا تمکو چاہیے کہ پہلے اسے رہا کردو تاکہ خلق ورودت تمھاری تمام عالم میں مشہور ہو کہ دشمن کو دوست سے: کہکے رہا کیا یہ فرما کر نظروں سے غائب ہوگئے جسوقت امیر باتوقیر خواب سے بیدار ہوئے تو خیمہ کو معطر پایا اور ایک پرچہ کاغذ رکھے دیکھا امیر نے اُس پرچہ کو اٹھالیا وقت نماز صبح کا تھا جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھی سجدہ شکر ادا کیا لیکن پریشان تھے کہ دعا میں نے کچھ کی بھی جواب کچھ ملا خضر ان سے سارا ماجرا بیان کیا خضران نے کہا کہ جسقدر حکم ہے اسکی متابعت کیجیے اسکے بعد پھر جو رنج پہنچے گا پروردگار کی جانب اتنے میں یوسف مکرانی آیا صاحبقران نے فرمایا کہ میں تالاب کی طرف جاتا ہوں یوسف مکرانی نے عرض کی کہ میں تالاب تک نہ جاؤنگا لیکن صحرا تک تو ضرور ہی ساتھ چلونگا یہ سُنکے امیر خاموش ہو رہے یوسف مکرانی نے تیاری کی اور امیر کے ہمراہ ہوا صاحبقران عالی شاہ شہر سے نکلکر اسی صحرا میں پہونچے جہان وہ تالاب تھا یوسف مکرانی کو ایک مقام پر ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا بالنفس نفیس وہ رقعہ لیے ہوے قریب تالاب کے تشریف لائے اور اسم خوانی میں مصروف ہوے جب تعداد خواندگی تمام ہوئی تو دیکھا کہ ایک کشتی نمودار ہوئی اور کنارے تالاب کے پہونچی ایک شخص اُس کشتی پر سوار تھا امیر نے رقعہ اسکے ہاتھ میں دیا اس شخص نے رقعہ پڑھا اور عرض کی کہ آپ اس کشتی پر بیٹھ لیں میں ابھی آپ کو باغ قریب میں پہونچائے دیتا ہوں امیر باتوقیر کشتی پر بیٹھ گئے کچھ دور تو کشتی جاتے ہوے معلوم ہوئی آخر نظروں سے غائب ہوگئی یوسف آئی دور سے دیکھ رہا تھا ناطق مکرانی سے کہا کہ اتنی بات تو ظاہر ہوئی کہ امیر کے لینے کو کشتی آئی ناطق مکرانی نے کہا کہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور فاتح طلسم سوا خداوند صاحبقران کے دوسرے کا حصہ نہیں ہے ضرور مطلب آپکا حاصل ہوگا یوسف مکرانی نے کہا کہ خیمہ ہمارا برپا رہے جسوقت تک صاحبقران واپس نہ آئینگے اس وقت تک ہم یہان سے نہ جائینگے یہ تو اسی مقام پر بانتظار صاحبقران مقیم ہوتا ہے لیکن حال امیر کشور گیر کا سنیے کہ یہ اسی باغ میں پہونچے جہان جا کر ساریق بن لقا قید ہوا تھا دیکھا امیر نے کہ سبزہ بسنتی رنگ کا ہے جسقدر درخت ہیں سب میں بسنتی گل کھلے ہیں جسطرف نظر کی یہ معلوم ہوا کہ سرسوں پھولی ہوئی ہے امیر نے اُس شخص سے نام پوچھا جو امیر کو ساتھ لے گیا تھا اُسنے عرض کی کہ مجھکو قطب جنی کہتے ہیں فرمایا یہ باغ کسکا ہے اور یہ تالاب کسکا تھا اُسنے کہا یا صاحبقران مختصر یہ ہے کہ یہ معاملہ طلسم کا ہے اور میں رازدار ان طلسم سے ہوں ان حالات کا بیان کرنا رازداری کے خلاف ہے اگرچہ میں مرد مسلم ہوا ہوں لیکن بادشاہ درنہد کا نمکخوار ہوں مجھ سے نمک حرامی نہ ہوگی اسیکو غنیمت جانیے کہ میں آپ کو اس مقام تک لے آیا اور

پھر بخیر و عافیت تمام سیر تجھ کو دونگا امیر نے فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ یہ باغ کس کا ہے اور اب مجھے کہان لیے جاتے
ہو قطب جنی نے عرض کی کہ نام اس باغ کا باغ فریب ہے ناظم یہان کی ملکہ فریب جادو ہے حاکم دربند
خورشید بسنتی پوش ہے ایک دختر ماہ جبین اسکی باغ مین رہتی ہے کہ نام اسکا سہیل بسنتی پوش ہے
اور ساریق اسی مقام پر قید ہے فرمایا اسفندیار ملک الی کا کچھ حال کہو عرض کی کہ چونکہ اسکی قید کا زمانہ
ہوا اس سبب سے اس قیدی کو آپ کے سپرد نہین کر سکتا ہون قاعدہ یہان کا یہ ہے کہ جو آ کر اسیر طلسم
ہوتا ہے وہ کچھ دنون پہلے دربند مین قید رہتا ہے پھر دوسرے دربند مین بھیج دیا جاتا ہے پھر تیسرے دربند مین
پھر چوتھے دربند مین چوتھے دربند کی قید دوامی ہے کہ وہان سے نکلنا غیر ممکن ہے جبتک طلسم فتح ہو جائے
چونکہ یہ قیدی یعنے ساریق ابھی میرے اختیار مین ہے اسوجہ سے اسکو مین آپ کے حوالے کر سکتا ہون
اور اسفندیار میرے اختیار سے باہر ہو چکا ہے فرمایا تم کچھ حال لوح کا جانتے ہو اسنے عرض کی کہ مین
قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ لوح کا حال خود شاہان طلسم بھی نہین جانتے مین کس
شمار مین ہون بس زیادہ مجھ سے نہ پوچھیے کہ اسمین میرے واسطے قباحت ہے مجھے جتنا حکم ہوا ہے
اسے مین بجا لاتا ہون یہ کہکر صاحبقران کو لیے ہوئے اک قصر مین آیا دیکھا صاحبقران نے قصر نہایت آراستہ
ہے اور قصر کا رنگ بھی بسنتی ہے اور اک نازنین ماہ جبین قدر در گوشش مرصع پوش دریا سے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے جوڑا بسنتی پہنے مسند پر جلوہ افروز ہے جسقدر انیسین جلیسین
مصاحبین ہین وہ بھی اسی رنگ کے لباس مین جسم نازنین کو چھپائے ہوئے ہین اور
ایک ادھیڑ عورت مگر وہ بھی زرد لباس پہنے ہوئے قریب ملکہ کے بیٹھی ہے یہ دائی ملکہ
کی ہے نام اسکا فریب جادو ہے قطب جنی وزیر ہے اور اسی مودبانہ رفتار سے امیر کو
لیے ہوئے آیا کہ سب بہ تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ نے کنکھیون سے صاحبقران
کی طرف دیکھا مگر عجیب محبت آمیز نظرون سے کہ نگاہین اسکی دل صاحبقران سے پار ہو گئین
امیر بھی سہیل بسنتی پوش کی طرف مائل ہوئے لیکن ضبط سے کام لیا قطب جنی نے
امیر کو صدر مین بٹھایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا جس وقت کھانے سے فراغت حاصل
ہوئی تو گائین حاضر ہوئین یہ سب کی سب بسنتی پوش تھین بندہ بندہ برس کے سن قیامت کے
شوخ و شنگ ساز ملا کر گانے لگین غزل حسب موقع

جسکا کہ مدعی تھا اسیکا گواہ تھا
بیجان شب فراق مین ہر شب تباہ تھا
مجھ کو شک انھین بھی تھا وہ سمجھے اور
ناصح نے لاکھ ایک دم کی نصیحت نہ اسکو کی
تنہا بھی سونا جس سے کوئی گناہ تھا
جو عضو ہو گئین وہ خطائین نخل عمر کی
جبتک کہ تھی نگاہ وہ جوش گناہ تھا

اسکو مری نگاہ سے یہ اشتباہ تھا
ماتم مین میری سارا نگر سیاہ تھا
ہم جانتے کہ وہان نہ تھی آسکا یہان
میر ابھی جیتے ہے یہ بڑا خیر خواہ تھا
پی تھی شراب ہمنے بھی لعل شباب مین
بخشا گیا نہ جو وہ ہمارا گناہ تھا
مین سیر بخت صورت سیہ تھا اے کلیم

مجنون عشق حشر مین لون دادخواہ تھا
آنکھون مین میری سارا زمانہ سیاہ تھا
الفت مین دونون مست تھے مین کہ بلا نہ تھا
قسمت اسطرف عطا کر کے دھر سد راہ تھا
تیغ ستم کے ساتھ اٹھے مری قبر پر حضور
حسن عدم مین گناہ نہ کرنا گناہ تھا
تا مرگ مین فراق کا شکوہ نہ کر سکا
اور ون کو نور بخش دیا خود سیاہ تھا

اسی طرح چند غزلین وہ نازنین گا کے رخصت ہوئی اب وہ وقت آیا کہ صحبت برخاست ہوئی
ملکہ سیر باغ کے لیے اٹھی قطب جنی سے کہا کہ مہمان کو بھی سیر کراؤ قطب جنی نے دیکھا کہ ہنوز
دختر بادشاہ کی بطور سیر صاحبقران سے عرض کی کہ حضور دو گھڑی سیر و تفریح مین گزارین

اسکے بعد ہم قیدیوں کو حضور کے سپرد کردونگا کیہاں زیادہ قیام کا موقع نہیں ہی فرمایا میں سیر باغ کے
لیے نہیں آیا ہوں نہ اتنی فرصت ہی کہ فضول وقت ضایع کرون قطب جنی نے ہاتھ جوڑکے عرض
کی کہ شاید حضور کے ناگوار خاطر ہوا مجھے معاف فرمایئے ای شہریار جو کچھ عرض کیا ہی اسمین سہو وقوع
نہیں ہی یہ کہکے امیر کو ہمراہ لیکر چلا اب ملکہ اور صاحبقران سیر باغ کرتے ہوے چلے آتے ہیں اُس
درخت امرود کے قریب پہونچے جہان سختگان لٹک گیا تھا قریب جادو نے سختگان کا واقعہ بیان کر
درخت کو دکھایا اور شہ لیٹے کا درخت دکھاکر ساریق کی حالت بیان کی امیر مسکرانے لگے غرضکہ
اب نرگستان اور سنبلستان ہر چمنستان کی سیر کرتے ہوے چلے جتنے درخت دیکھے سب میں پھول
بسنتی پاے نرگس کی آنکھیں دیدبلغ سے زرد ہورہی تھیں لالہ بھی صدمے سے بسنتی پوشوں کے
ایسا خشک ہوا تھا کہ اسکے چہرہ پر بھی زردی آگئی تھی اسیطرح سارے چمن کی سیر کرتے ہوے
ایک دروازہ تک پہونچے قریب جادو نے اُس دروازے کو کھولا اور اُسمیں سے ساریق اور
سختگان کو نکالا امیر ان دونوں کو دیکھکر یہ سوچ کے ہنسے کہ یہ طلسم کشائی کو آیا تھا گرفتار آیا اگر
قریب جادو اب اسے رہا کردو ساریق نے کہا ای بندہ ہو تو کہان صاحبقران نے فرمایا
کہ او بیحیا بندہ ہی کہتے تجکو شرم نہیں آتی اپنے حال کو تو دیکھ ساریق نے کہا کہ اگر یہ حال اپنا خود
خداوند بندون کے ہاتھ سے نہ بنواتے تو جن بندون پر مصیبت پڑتی آپ نے صبر نہ ہو سکتا اب آنکھیں صبر
آئیگا کہ خداوند نے بھی ہتھکڑیاں پہنیں خداوند بھی قید ہوے خداوند کو بھی گستاخ بندون نے باتیں
سنائیں فرمایا صاحبقران نے کہ ع تربیت نااہل را چون گردکان بر گنبد است ۔ اسپر نصیحت کارگر
نہوگی قلب اسکا سیاہ ہی اور دماغ میں اسکے خلل خداوندی سما گیا ہی اور قطب جنی سے اشارہ کیا
کہ اب مجھے پہونچا دو کہ یوسف جنی پریشان ہوگا اور انتظار کر رہا ہوگا قطب جنی نے صاحبقران
کو مع ساریق اور سختگان کے اپنے ساتھ لیا اور پھر اسی کشتی پر سوار کرکے چلا وقت رخصت
صاحبقران نے ملکہ کو اور ملکہ نے صاحبقران کو عجیب یاس کی نگاہوں سے دیکھا نگاہیں ملکر جدا
ہوئی تھیں کہ کشتی زیادہ دور نکل آئی تو درمیان میں پردہ حائل ہوگیا اور کنارہ تالاب کا معلوم ہوا
صاحبقران کشتی سے اُترے وہان یوسف مکرانی انتظار میں تھا امیر باتوقیر کو دیکھکر براے
استقبال آگے بڑھا صاحبقران ساریق اور سختگان کو لیے ہوے پہونچے اور سارا ماجرا
بیان کیا یوسف مکرانی نے عرض کی کہ یا امیر اس ملعون کو تو میں قتل کرونگا فرمایا جانے دو جیسا
اسنے کیا تھا ویسی سزا پائی یوسف مکرانی نے عرض کی کہ اسنے ہم سب سے اس شرط پر اپنے کو
سجدہ کرایا تھا کہ اگر کام تیرا نہو تو ہمیں قتل کر ڈالنا یہ شرط ہارا یا نہیں اسپر امیر نے گردن نیچی کرلی کہ اگر
عہد ہوچکا ہی تو میں دخل نہیں دیتا میں نے اسے آزاد کیا اب تم جانو اور یہ جانے ساریق نے یوسف
مکرانی کی طرف دیکھکر کہا کہ ای بندے بے ادب کیا کرتا ہی ارے خداوند کو قتل کرتا ہی خداوند تو
اپنے بندے کی ناز برداری کرینگے اور قتل ہوجاینگے لیکن فرشتگان قدرت تیرے ملک کو تہ کے
برباد کردینگے یہ سنکے یوسف مکرانی نے کہا کہ گرفتار کرو اس ملعون کو کہ میں اسے ضرور قتل
کرونگا اسنے مجھے سجدہ کرایا آپ خداوند بنا اگر یہ زندہ رہیگا تو اسی طرح بہت سے بندگان خدا کو گمراہ
کریگا یہ حکم پاتے ہی جلاد حاضر ہوے اور فوراً سختگان اور ساریق دونوں کو اسیر کرلیا اور اُسیوقت
میدان خونی کی تیاری کرکے دونوں کو لاکر چبوترہ ریگ پر بٹھایا کوے سے گردن پر خط کھینچا اور جلاد

تلوار کھینچکر سر پر کھڑا ہوا اس وقت ساریق بیتاب ہو کے چلایا کہ ای بندۂ بے ادب ارے کیا غضب کرتا ہی
اپنے خداوند کے قتل پر آمادہ ہوتا ہی ایسا نہو تجھپر بجلی گرے اور جل جائے دیکھ زمین کو حکم کرتا ہوں کہ شق ہو جا
اور تجکو اپنے شکم میں لے لے آسمان کو گرائے دیتا ہوں یوسف مکرانی نے کہا کہ اسکی باتوں میں نہ آؤ
جلد اس ملعون کو قتل کرو یہ کیا خداوند بنتا ہی اسکی ایک نہ سنا تشنگان نے کہا کہ اگر یہاں سے چھوٹا بھی
تو ٹھوکریں کھا کھا کے مرجائیگا گھر تک پہونچنا غیر ممکن ہی جنگلوں میں درندے کھا لینگے اب سے مرجاتا ہی
بہتر ہی ساریق کی مارے خوف کے بری حالت ہی مگر خداوندی بگھار رہا ہی آخر جلاد نے تلوار اٹھائی
بس چاہتا ہی کہ قتل کرے امیر نے منہ پھیر لیا کہ کڑاکا ہوا اور بجلی گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے
اور دونوں ٹکڑے برابر گرے دونوں کو اٹھا کر بلند ہوے اور ایک ابر تنک میں پوشیدہ ہو گئے ساریق
نے کہا او بندۂ بے ادب دیکھا تو نے قدرت خداوند کو اب خداوند تجھپر ایسی بلا نازل کریگا کہ تو سانس
نہ لیگا یہ کہتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا صاحبقران حیران ہوئے کہ کیا ہوا خضران نے عرض
کی کہ بہت سے ساحر اسکے تابع فرمان اور ملازم ہیں کوئی آکے لے گیا ہوگا آپ تعجب کی کیا بات ہی
یوسف مکرانی نے نہایت افسوس کیا کہ یہ ملعون ہاتھ سے نکل گیا پھر صاحبقران سے عرض کی کہ
میں تو دین خدا پرستی کا پابند ہوتا ہوں مجھے کلمہ تلقین فرمایئے میں نے سمجھ لیا کہ دین آپکا برحق ہی یہ سنکر
امیر نے ارشاد کیا کہ اس وقت میں کلمہ پڑھاؤنگا جب بحکم خدا تیرے فرزند کو تجھ سے ملاؤنگا یوسف
مکرانی نے عرض کی کہ فرزند ملے یا نہ ملے میں سعادت آخروی کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دونگا اب
مجھے کلمہ تلقین فرمایئے اور اس کفر کی ضلالت سے نکال لیجئے اسلیئے کہ حیات ناپائدار کا کوئی اعتبار
نہیں ہی مروں تو مسلم مروں کافر نہ رہوں اس وقت امیر با توقیر کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا یوسف
مکرانی اور کل ارکین دولت ازسر صدق مسلمان ہوے اسی وقت شہر میں مسجدوں کی بنا پڑی لیکن
صاحبقران عالیشان یوسف مکرانی سے رخصت ہو کر باغ میں تشریف لائے اور خضران سے
ارشاد کیا کہ جلد عبادت خانہ برپا کرو میں یہاں سے اس وقت تک نہ جاؤنگا جبتک اسفندیار کا پتہ
نہ لگاؤنگا خضران نے عرض کی کہ ای شہریار مناسب ہو تو اس مرحلہ کو فتح ملک ساریقیہ کے بعد پر
اٹھا رکھیے اسلیئے کہ ساریق ملعون گیا ہی وہاں پہونچکر خدا جانے کیا فتنہ و فساد برپا کرے ان لوگوں کے
عہد و پیمان کا اعتبار نہیں ہی امیر نے فرمایا ای خضران مجھے بھی یہ خیال ضرور پیدا ہوا ہی کہ میں اس ملک میں
ہوں اگر ساحروں سے سامنا ہوا تو اہل اسلام بالکل بے دست و پا ہیں ایک سکندر دیرہ نشین
کس کس کی حفاظت کریگا مگر اتنا چاہیے کہ میں کیونکر جبتک میں یہاں کے معاملہ سے فرصت نہ کرلونگا
اس وقت تک جانے کا قصد نکرونگا اسلیئے کہ یوسف مکرانی نے قبل از وقت معاہدہ دین اسلام اختیار
کیا تو مجھے بھی چاہیے کہ جبتک اسکے کام سے فرصت نکرلوں دوسری طرف متوجہ نہوں خضران نے
دیکھا کہ امیر نہ مانینگے اسی وقت جبر عبادت خانہ برپا کی اور سب سامان عبادت مہیا کر دیا امیر با توقیر
داخل عبادت خانہ ہوے فریضۂ مغرب و عشا کو ادا کر کے نماز حاجت پڑھی اور مصروف دعا ہوے
نصف شب گذری تھی کہ آنکھ صاحبقران کی لگ گئی عالم رویا میں ملاحظہ کیا کہ ایک مرد بزرگ تاج برسر
چار قبہ شاہنشاہی در بر بلباس سبز کھڑے ہیں چند ملازم پشت کی جانب مودب صفوف بستہ کھڑے ہیں
مرد بزرگ نے فرمایا کہ ای عادل کیوان شکوہ فتاح اس طلسم چہار گوشہ کے تمہیں ہو لیکن تمنے جلدی
کی خیر خدا تمہارا مددگار ہوگا یہ تو ظاہر ہی کہ طلسم بغیر لوح کے فتح نہیں ہوتا اور لوح کا ملنا ابھی دور

ہو پہلے حالات بیان کیے سُن لو اور ان باتوں کو یاد رکھو کہ ان سے آیندہ تمہیں مدد ملیگی وہ یہ ہیں کہ یہ طلسم
چہار گوشہ میرے وزیر خوش تدبیر آصف بن برخیا نے قرار دیا اور اُسکو میری سیرگاہ مقرر کیا
تھا اور لوح اُسکی معصومہ جنی پری دایہ کے سپرد کی تھی جب معصومہ جنی نے انتقال کیا تو چونکہ
صاحب لوح طلسم تمہیں وہنہ طلسم پیدا نہ تھے قبر نہاں کی گئی لیکن معصومہ جنی نے حال لوح کا کسی سے بیان
نہیں کیا تھا کہ بادشاہان طلسم تک حال لوح سے بیخبر ہیں بعد معصومہ جنی کے اُنکا اک پسر خواندہ
ہے کہ نام اسکا اشرف جنی ہے نہایت مرد باعقیدت اور درویش منش ہے عملیات میں درجہ کمال کا
رکھتا ہے اُسنے بنظر حفاظت قبر بادشاہ سے تعویذ اپنے علم وعمل کے ذریعے سے وہ تالاب بنایا جہاں
عجائبات ظہور میں آتے ہیں اور اس غرض سے کہ قبر پر روشنی رہے چند ستون شجری قایم کیے جو
شب کو مثل چراغان نظر آتے ہیں اور روشنی دیتے ہیں محافظ اس مقام کے چند جن ہیں اُنمین چار جن
کافر تھے جو بخوف اشرف جنی بظاہر مسلمان بھی ہو گئے تھے انھوں نے شاہان طلسم سے ساز کیا اور دھوکے
سے اشرف جنی کو اسیر کر لیا اب اشرف جنی قید میں ہے اور ایسی قید سخت میں ہے کہ رہا ہونا اسکا قریب
ناممکن ہے مگر چونکہ رہائی اُسکی قسمت میں ضرور ہے یقین ہے کہ تمہارے ہاتھ سے وہ بہت جلد رہا ہو
یہ پرچہ تم اپنے پاس رکھو صبح کو اسے دیکھنا اور جو کچھ تحریر ہو اسپر کاربند ہونا یہ فرماتے ہی نظروں
سے غائب ہو گئے ادھر صاحبقران کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا امیر نے کہ وقت نماز صبح کا ہے طیفور
کو پکارا جلدی سے طیفور آفتابہ لیکر حاضر ہوا صاحبقران نے نماز فریضۂ سحری ادا کیا اور خواب کا حال خضران
اور طیفور سے بیان کیا خضران نے عرض کی کہ یہ مقام بہت دشوار گذار معلوم ہوتا ہے اگر کوئی اور
شخص اس مقام پر آتا تو ہرگز یہ مرحلہ سر نہ ہو سکتا امیر نے یہ سنکر یوسف مکرانی کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ اب
میں جاتا ہوں اور انشاء اللہ تیرے فرزند کو اپنے ہمراہ لیکر واپس آؤنگا اطمینان رکھ یوسف مکرانی
نے عرض کی کہ میں نہیں چاہتا تھا اپنے فرزند کے عوض آپ کو آفت میں پھنساؤں اب حضور تشریف نہ لیجائیں
اگر اسکی قسمت میں رہائی ہے تو رہا ہو گا ورنہ پڑا رہیگا ایک اُسکے نہونے سے صرف میرا چراغ سلطنت
گل ہے اور آپ کے نہونے سے چراغ اسلام گل ہو جائے گا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا نے
مجھکو صاحبقران کیا ہے تو فرض منصبی میرا یہی ہے کہ ہر شخص کی دادرسی کروں اور جسکی تمنا ہو اسے بحکم خدا
بر لاؤں تو پریشان نہو جس خدا نے مجھے یہ جامہ عنایت کیا ہے وہی ہر آفت وبلا سے بھی بچائیگا
یہ سُنکے یوسف مکرانی خاموش ہوا خضران نے بھی اشارہ سے منع کیا کہ ای بادشاہ اصرار
بیکار ہے امیر ہرگز نہ مانینگے جتنا تو منع کریگا اتنا ارادہ صاحبقران کا محکم ہوتا جائیگا یوسف مکرانی خاموش
ہو رہا امیر نے وہ پرچہ کاغذ کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ ای صاحبقران عادل تجھکو چاہیے کہ شہر
مکرانہ کے شمالی صحرا کی طرف روانہ ہو جا جاتے جاتے تجھکو اک کوہ ملیگا اُسپر اک جوڑا دیو اور دیونی کا
بیٹھا ہوگا وہ تیغ لانے کا تم قریب انکے پہنچنا وہ دل میں خوش ہونگے کہ غذائے لطیف ہے لیکن تو خوب
سمجھ لے کہ یہ دونوں پاسبان روہنے کے محافظ ہیں جس سے راستہ ہے قیدخانۂ اشرف جنی کا اور بغیر اشرف جنی
کو قید سے رہا کیے ہوئے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا اور موت اُن دونوں کی نہ تلوار سے ہے نہ تیر
سے ہے نہ خنجر سے خلاصہ کہ کسی حربہ سے موت اُنکی نہیں ہے نہایت قید محکم ہے اشرف جنی ہے تجھکو
چاہیے کہ اگر تو قوت صاحبقرانی رکھتا ہے تو اس دیونی کو اٹھا کر اور فلاں اسم کو پڑھ کر دیو پر کھینچ مارنا دونوں
ٹکڑے آتشبازی کی طرح جل کے خاک ہو جائینگے اُس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کے پھینکدینا دھن نقب کا

نمودار ہوگا اُس دہنہ میں کود پڑنا بعد اسکے جو کچھ پیش نظر ہو باقی عبارت کو دیکھکر اُس پر عمل کرنا یہ مضمون دیکھکر
صاحبقران عالی شان جانب شمال روانہ ہوئے کچھ دور دونوں عیار اور یوسف مکرانی مع طلق مکرانی
پہونچانے کو ساتھ آئے اسکے بعد یہ لوگ تو پلٹ آئے اور صاحبقران یکہ و تنہا آگے روانہ ہوئے
جاتے جاتے شام ہوگئی اور کوئی منزل نہ پہونچے کسی چشمۂ آب پر ٹھہر کر وضو کیا فریضۂ مغرب وعشا کو ادا
کرکے اسم اعظم پڑھ کر گرد اپنے حصار باندھا اور پروردگار پر تکیہ کرکے سو رہے صبح کو اور آگے
روانہ ہوئے اسی طرح تین روز تک طے مراحل اور قطع منازل کرتے چلے گئے کہیں پانی ملا تو وضو سے
نماز پڑھی ورنہ تیمم پر اکتفا کی اسی طرح چوتھے روز کوہ نمودار ہوا جس وقت قریب کوہ پہونچے تو دیکھا
جوڑا دیو اور دیونی کا دکھائی دیا انھون نے دیکھا وہ درخت جسکا پتہ تحریر میں دیکھا تھا سامنے کوہ
کے ہے صاحبقران اُس درخت کے نیچے پہونچے دیونی نے اشارہ سے بلایا فرمایا کہ کون یہان چلی آ
دیونی جست کرکے قریب آئی اور قصد کیا کہ صاحبقران کو نگل لے امیر نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا
دیونی نے ہر چند زور کیا امیر نے نہ چھوڑا اُس وقت دیو کی چلائی کہ ارے مجھکو ہاتھ سے اس ظالم کے
بچا یہ تو مجھ سے بھی زیادہ زبردست معلوم ہوتا ہے یہ سنکے دیو اپنے مقام سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا امیر کی
طرف چلا کہ او آدمزاد بے بنیاد سیہ سر سپید دندان تو اور نہ ابلیس نے تجھے میرے شکم بھرنے
کے واسطے بھیجا ہے اس گاؤ زوری سے کیا فائدہ ہوگا یہ کہتا ہوا جیسے ہی قریب پہونچا صاحبقران
نے دیونی کو زمین پر پٹکا اور اٹھا کر دیو پر کھینچ مارا دیو نے چاہا روک لوں دیونی جو دیو پر تھی گر پڑی
ہی تھی یہ معلوم ہوا کہ پارہ زمین چنگاری گری دونوں جلنے لگے اور دم بھر میں جل کے خاک ہو گئے اُسوقت
صاحبقران عالی شان قریب اُس درخت کے تشریف لے گئے کہ جسکا پتہ تحریر تھا درخت نہایت
بزرگ تھا تنہ درخت اسقدر تھا کہ ایک دوسرے ہاتھ سے نہ ملتا تھا مگر صاحبقران نے بقوت
صاحبقرانی درخت کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا درخت تو زمین پر گرا اور دہنہ نقب نمودار
ہوا امیر اُس دہنہ نقب میں کود پڑے جس وقت پاؤں زمین سے آشنا ہوئے اور دیکھا
تو اک میدان وسیع کو پایا اور ایک جانب رقعہ سا معلوم ہوا امیر نے اُس رقعہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا
کہ اے صاحب اقبال اگر تو نے دیو کے جوڑے کو مارا اور اس نقب کے اندر طلسم کے پہونچ گیا تو تجھے
چاہئے کہ اُس گنبد کی طرف جا اور جو مشکل پیش آئے اس اسم اعظم سے کام لے پہلے تجھ پر بارش تیر
ہوگی لیکن خدا تجھے بچائے گا جس وقت تو قریب پہونچیگا تو ایک سیب تجھے پڑا ملیگا اُس سیب پر
اسم اعظم پڑھ کر سامنے ڈال دینا اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا مشاہدہ کرنا یہ دیکھکر امیر اُس گنبد
کی طرف چلے جس وقت قریب پہونچے تو ملاحظہ فرمایا کہ بالائے گنبد صدہا پتلیاں ہیں کہ ہاتھوں میں تیلے
کی کمانیں ہیں اور جھاڑو کی سینکیں بجائے تیر ہیں لیکن یہ تیر شہاب کا کام کرتے ہیں جیسے ہی
ان پتلیون نے دیکھا کہ ایک شخص اسی طرف چلا آتا ہے ایک پتلی دوسرے سے بولی کہ لو آدم زاد آ پہونچا
دوسری نے کہا کہ آیا ہے تو کیا کرے گا مار تیر بس یہ کہنا تھا کہ کئی سو تیر امیر کشورگیر کی طرف چلے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا تو وہ تیر جلے جن جن کے امیر کی طرف چلتے تھے یا دیکھا
تو کہا ہو کے نشانہ رہ گئے اُس وقت امیر کی نظر سیب پر پڑی بس صاحبقران عالی شان نے
سیب کو اٹھا لیا اور اسم اعظم پڑھ کر سامنے اُن پتلیوں کے پھینک دیا اور فرمایا کہ لو یہ
خوراک تمہاری ہے ادھر تو سیب زمین پر گر کے ڈھلکا اُدھر ایک پتلی مانند برق کے تڑپ کر اُس

سیب پر آئی آگے آگے وہ سیب لڑھکتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے تیلی دوڑی چلی جاتی ہے یہ دیکھکر اور تیلیان دوڑتی ہوئی قریب آگئیں تو وہ تیلی آگے نکلی اُسنے سیب کو اُٹھا لیا اور بس سیب ہاتھ میں لیتے ہی دھڑ دھڑ جلنے لگی اور تیلیاں بھاگ گئیں کہ ہم اس سیب سے باز آئے جو جان کے لیے آسیب ہو جائے تیلی شعلہ بنی ہوئی اس غول پر گری کہ تم حصہ ما نگتی نہیں تو لیتی جاؤ خالی یہ پھر وہ لکڑ جو گرتی ہے سب تیلیاں دھڑ دھڑ جلنے لگیں اور دم کے دم میں خاک ہو گئیں اب امیر نے پرچہ کو پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ سلسلہ سحر تمام ہوا قفل کو کھینچ لو اور اس حجرہ سے اشرف جنی کو رہا کر اس نے پیچھے پتہ چلے گا امیر نے آگے بڑھکر قفل پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکے سے کھینچ لیا دروازہ وا کیا تو دیکھا کہ اک قفس آہنی آویزان ہے اس میں اک مرد پیر بیٹھا ہوا ہے زبان بہر آنکے نکلی سوزن ہے ہر چند کہ یہ ساحر نہیں ہے مگر غالب تو ہے ساحرون نے خوف سے زور کے زبان کو اشرف جنی کے بیکار کر دیا تھا امیر نے قفس کو اُتارا نکلا زبان سے کھینچ لیا اُس وقت اشرف جنی نے سلام کیا اور عرض کی کہ الحمد للہ کہ حضور تشریف لائے میری رہائی آپکی تشریف الاقدم پر موقوف تھی لیکن وہ چار جن جنھون نے ملکر اشرف جی کو اسیر کر لیا تھا تیلیون کے جلتے ہی بھاگ گئے کہ یہ تو کوئی بلا کا شخص آیا ہے اب اس مقام پر ٹھہرنا اچھا نہیں ہے اشرف جنی کی حفاظت میں اپنی جان کا خطرہ ہے یہان اشرف جنی نے ہاتھ صاحبقران کے چومے اور عرض کی کہ یا امیر چار جن جو میرے اوپر مسلط تھے وہ کافر ہیں اُنھیں کی وجہ سے مین دھوکا کھا کر اسیر ہوا تھا آپکے خوف سے وہ بھاگ گئے ہیں میں انکو گرفتار کرون تو آپ کو معصومہ جنیہ کے مزار پر لے چلون یہ کہکے اک شیر کی تصویر بنائی اور کچھ پڑھکر اس شیر پر دم کیا کہ شیر نے انگڑائی لی اسیطرح کے چار شیر بنا کر چارون سے کہا کہ جاؤ اور ناصر جنی عزیز جنی نصیر جنی نفیر جنی چارون کو پکڑ لاؤ بس یہ سنتے ہی وہ شیر انگڑائیاں لیکر روانہ ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد چارون جنون کو پکڑے ہوئے لیے چلے آئے اشرف جنی نے کہا کہ کیون یہ کیا حرکت تھی چارون جنون نے عذر کیا اور عرض کی کہ ہمین معلوم ہو گیا کہ دین اسلام برحق ہے اسلیے کہ آپ ایسی قید مین تھے کہ رہا ہونا آپ کا غیر ممکن تھا یہ تائید غیبی تھی کہ آپ رہا ہوئے اب ہمین آپکے دین برحق کا حال معلوم ہو گیا اب ہمسے کبھی دغا نہوگی اشرف جنی نے کہا کہ اچھا یہ چارون شیر ہمنے تمھاری سواری کے واسطے معین کیے اور جس وقت تمھارے دل مین بدی ہوگی یہ شیر تمھین پھاڑ کے کھا لینگے یہ چارون جن ڈر گئے اسکے بعد صاحبقران عالیشان نے اشرف جنی سے ارشاد کیا کہ تمھین کچھ حال لوح کا معلوم ہے کہ کہاں ہے اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران مجھسے پوری حالت طلسم کی سن لیجیے کہ یہ طلسم موسوم بہ طلسم چہار گوشہ ہے اور طلسم چار پانچ بھی اسکو کہتے مین چار بادشاہ اس طلسم مین ہین جو مرحلہ اول پر ہے نام اسکا خورشید لعبتی گوش ہے پہلے جو اسیر طلسم ہوتا ہے وہ آسی کے قید مین جاتا ہے جب معصومہ جنیہ کا انتقال ہوا تو شاہان طلسم نے عنوان طلسم کا بدل دیا ہے قیدی چالیس دن کے بعد رہا کر دیا جاتا تھا اور اب ہمیشہ قید رہتا ہے یا آتش کردہ لا جاتا ہے چونکہ بادشاہان طلسم کو اطمینان ہے کہ لوح معصومہ جنیہ کے پاس تھی انکا انتقال ہو گیا لوح مفقود الخبر ہے تو ساحران طلسم نے ظلم و بدعت پر کمر باندھ لی ہے اب مناسب یہ ہے کہ حضور تربت پر معصومہ جنیہ کے تشریف لے چلیں اور فاتحہ پڑھیں اسکے بعد خدا سے رجوع کریں اگر انکی مدد ہوگی تو لوح مل سکتی ہے ورنہ لوح کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہے صاحبقران ہمراہ اشرف جنی کے چلے جاتے تھے اُس تہہ خانہ مین پہونچے جہان قبر معصومہ جنیہ کی تھی امیر نے فاتحہ پڑھا دیکھا کہ تہ خانے

ہین کچھ شمعین کافوری روشن ہین جنکی بھینی بھینی روشنی قبر پر ہے اور اک شاخ گلاب سرہانے قبر کے اُگ کر کھلی ہے
خوشبو اسکی مہک رہی ہے تعویذ قبر پر اشعار عبرت انگیز لکھے ہوئے ہین امیر پر ایسا اثر ہوا کہ آبدیدہ ہوئے
اور اشرف جنی کی بہت تعریف کی کہ تمنے بڑی محنت سے اس مقام کو تیار کیا ہے اشرف جنی نے
عرض کی کہ یہ شمعین اس طرح کی ہین کہ سو برس مین ایک انگل شمع کم ہوگی ہزارہا برس کے واسطے یہ روشنی
کافی ہے امیر نے رات کو وہین قیام کیا اور تمام شب عبادت مین بسر کردی ثواب عبادت معصومہ جنیہ
کی روح کو بخشا صبح کو آنکھ لگ گئی دیکھا کہ اک زن نورانی صورت تسبیح ہاتھ مین سر پر لٹا ہوا تشریف
لائین اور کہا اے فرزند تیرے ہی واسطے مال وخزانہ اس طلسم کا ہے مین نے بڑے حیلے سے محفوظ کیا تھا
اور لوح کے حال سے کوئی باخبر نہین ہے تجھکو چاہیے کہ اس مقبرے کے پائنتی اک پتھر نصب ہے اسے
ہٹا دینا نقب نمودار ہوگا اک میدان مین پہنچیگا وہان اک مکان ہے کہ اسمین لوح اک عورت
رہتی ہے تو اسکو یہ مالا موتیون کا دینا اور میرا نام بتانا وہ تجھے لوح دیدیگی لیکن لوح کو بڑی حفاظت
سے رکھنا کہ دشمن چھین لینے کی فکر مین ہین صاحبقران نے مالا ہاتھ مین لے لیا اور آنکھ کھل گئی
مقبرے سے باہر آئے مالا ہاتھ مین تھا اشرف جنی سے خواب کی کیفیت بیان کی اشرف جنی نے مبارکباد
دی اور عرض کی کہ یا صاحبقران جب مین نے یہ مقبرہ تعمیر کرایا ہے تو یہ پتھر پہلے سے اسی مقام پر نصب تھا
مین بھی اسکی حقیقت سے آگاہ نہ تھا کہ یہ پتھر یہان کس غرض سے نصب ہے اب آپ تشریف لیجائیے اور
لوح کو قبضہ مین کیجیے امیر باتوقیر قریب اس پتھر کے تشریف لائے اور بقوت صاحبقرانی پتھر کو اسکی
جگہ سے اکھیڑ لیا دہنہ مین کود پڑے اک میدان نظر آیا وسط میدان مین اک مکان تھا دروازہ اسکا کھلا
ہوا تھا صاحبقران دروازہ پر مکان کے پہنچے کنجی کھٹکھٹائی اندر سے آواز آئی کہ چلے آؤ جب
صاحبقران داخل مکان ہوئے تو دیکھا کہ چند کنیزین تو کاروبار مین مصروف ہین اور ایک ضعیفہ سجادہ
طاعت پر بیٹھی ہے ضعیفہ نے کہا کہ کیا آپ صاحبقران ہین فرمایا ہان مجھے معصومہ جنیہ نے بھیجا ہے
لوح مجھے دو ضعیفہ نے کہا کہ لوح تو صاحبقران کے واسطے ضرور ہے لیکن یہ مین کیونکر سمجھون کہ آپکو
معصومہ جنیہ نے بھیجا ہے کیونکہ انکو انتقال کیے ہوئے اتنا زمانہ گذرا کہ آپ کے دادا تک پیدا
نہوئے ہونگے اس وقت صاحبقران نے وہ مالا موتیون کا دیکر فرمایا کہ اسے پہچانو یہ معصومہ جنیہ
نے مجھکو دیا ہے مالا ضعیفہ نے ہاتھ سے لے لیا اور کہا کہ بیشک یہ وہی مالا ہے جسپر معصومہ جنیہ پڑھا
کرتی تھین اور یہی علامتین بزرگون نے تعلیم کی ہین کہ تجھتک سوا صاحبقران کے کوئی نہ پہونچ
سکیگا اور معصومہ جنیہ کے ہاتھ کا مالا وہ لیکے آئیگا جسکے دو موتی گرے ہوئے ہونگے اور ڈورا
اسکا سبز ہوگا چنانچہ وہ سب علامتین پائی گئین اب مجھے لوح آپکے سپرد کرنے مین کوئی عذر نہین ہے یہ
کہکر ضعیفہ نے صندوقچہ طلب کیا اسے کھولکر اک ڈبیا نکالی اور ڈبیہ سے لوح نکالکر صاحبقران
کے سپرد کی صاحبقران نے لوح کو گلے مین ڈالا اور وہان سے چلے ضعیفہ نے کہا کہ میان سن
تمہارا ابھی بہت کم ہے اور یہ طلسم بہت سخت ہے ذرا ہوشیاری سے کام لینا گھبرا نہ جانا اگر لوح
چھن گئی تو کچھ بنائے نہ بنیگی تمہارے چہرے سے آثار عشق نمودار ہین صاحبقران مسکراتے
ہوئے مکان سے نکلے اور دل مین کہنے لگے کہ یہ بڑھیا کتنی توپچی ہے واقعی مین کہ سہیل جنی کی
کی تصویر میری آنکھون مین سے کہتے پھرتی ہے اب امیر تو خوشی خوشی لوح لیے ہوئے چلے آتے ہین لیکن

دو کلمہ داستان خورشید بہشتی پوش حاکم دربند جنیہ کے بیان ہوتے ہین

الغرض حال صاحبقران کے باغ مین تشریف لیجانے کا تو اسکو نہین معلوم ہوا لیکن دیو کے جوڑے کے
ہونے کی خبر پہونچی یہ پریشان ہوا قطب جنی سے کہا کہ کس طرح یہ آدمزاد وہان پہونچ گیا قطب جنی
نے کہا کہ مین تسلیم کیا تا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے نہین معلوم علاوہ اسکے زیادہ تعجب کی
بات یہ ہے کہ آپ تو کہتے تھے کہ ان دونون کی قضا کسی حربہ سے نہین ہے پھر کیونکر وہ دونون مارے گئے
اتنے مین اشرف جنی کے قید سے رہا ہونے کی خبر معلوم ہوئی اور گرفتار ہو کر مطیع ہونا ناصر و منصور
وغیرہ کا بھی معلوم ہوا اور یہ بھی خبر ہوئی کہ طلسم کشا لوح لیے ہوے آتا ہے اس وقت خورشید
بستنی پوش نے قطب جنی سے کہا کہ تمھارے حال سے مین آگاہ ہون کہ تم خداپرست ہو
اور فتح طلسم بھی خداپرست ہی سے ہوگا بہتر یہ ہے کہ تم اب سکونت اس طلسم کی ترک کرو اور یہان سے
چلے جاؤ مین مانع نہین ہون اور اس وقت تک تم نے جیسی خیرخواہیان کین اسکے لیے مین نہایت خوش ہون اور
یہ تو یقینی امر ہے کہ ہم لوگون کی قضا آئی اب بچنا ہمارا غیر ممکن ہے جو ساحر مقابلہ کو جائیگا اثر لوح سے
سحر اسکا باطل ہوگا آخر وہ مارا جائیگا اور یہی انجام ہمارا بھی ہونا ہے لہذا ہمارے ساتھ تم کیون جان دو
اس وقت قطب جنی نے عرض کی کہ اگرچہ مین خداپرست ہون لیکن نمکحرام نہین ہون مین ساتھ آپکا
نہ چھوڑونگا سوا اسکے کہ آپکے معاملہ مین دخل نہ دونگا اور حتی الوسع مین لوح لاتا ہون لیکن طلسم کشا
کو مین نہ روکونگا لوح مین لاکے دیتا ہون جس سے آپ کو خوف ہے پھر آپ جانین اور طلسم کشا جانے
خورشید بستنی پوش خاموش ہو رہا پس قطب جنی وہان سے چلا اور اپنی صورت اپنی اشرف
جنی کی بنائی اس طرف سے صاحبقران چلے آتے تھے کہ قریب دربند پہونچ کر تو لوح کو دیکھون
کہ قطب جنی بصورت اشرف جنی نمودار ہوا نہایت خندہ پیشانی سے قریب صاحبقران
آکر مبارکباد دی اور عرض کی کہ اس وقت جی چاہتا ہے کہ آپ کے گلے سے لپٹ جاؤن امیر تو صاحب
خلق مروت مین ہاتھ پھیلا کے اشرف جنی کی طرف بڑھے اس بدباطن نے گلے ملنے مین ڈورا
لوح کا توڑ دیا لوح گلے سے گری پس قطب جنی نے لوح کو قبضہ مین کیا اور صاحبقران سے علیحدہ
ہو کر آواز دی کہ مین قطب جنی ہون امیر مین تو جاتا ہون اور اب آپ بھی واپس جائیے آپکی رعایت
دینی ہے کہ آپ کو اسیر نہین کیا اور یہی رعایت نمک بادشاہ کی ہے کہ لوح لیے جاتا ہون امیر نے فرمایا کہ
او قطب جنی تو نے بڑی دغا کی مین تو انشاءاللہ بغیر اس طلسم کے فتح کیے واپس نہ جاؤنگا لیکن تو نے
لوح نہین لی بلکہ قبالہ جہنم مول لیا غرض یہ فرما کر صاحبقران دلگیر ہوکے خاموش ہو رہے اور قطب جنی ہاتھ سے نکلا
اسکے ساتھ ہی اشرف جنی بیتابانہ نمودار ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران غضب کیا آپ نے کہ لوح
دے دی اب لوح کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہے دیکھیے مین جاتا ہون اور جانبازی کرتا ہون مگر مجھے
امید نہین کہ لوح ہاتھ آئے یہ کہکر اسنے بھی غلغلہ ماری اور باز بنکر اڑا تب مین قطب جنی کے
روانہ ہوا ہنوز قطب جنی داخل مرحلہ ہونے پایا تھا کہ اشرف جنی بھی پہونچ گیا اور قطب جنی کو پنجہ مارا
وہ بھی پلٹ پڑا اب ان دونون مین پنجہ اور منقار چلنے لگے اور پر سے پر کے اڑنے لگے دیر تک لڑائی
رہی ہر چند کہ اشرف جنی حامل زبردست ہے قطب جنی اسکا مقابلہ کسی طرح نہین کرسکتا تھا لیکن برکت
لوح کی وجہ سے قطب جنی پر پنجہ اور منقار کوئی اثر نہ کرتی تھی اور اشرف جنی زخمی ہوگیا آخر مایوس
ہوا قطب جنی نکل گیا اور اشرف جنی اسی طرح خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا دیکھا امیر نے
کہ تمام جسم اشرف جنی کا زخمی ہے صاحبقران کو بحالت اشرف جنی کی دیکھکر نہایت طیش آیا

لیکن اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران عالی شان بس اب شہزادی کی رہائی مشکل ہے ورنہ تحت
زحمت اٹھانا ہوگی آپ قیدی کی رہائی کے واسطے آئے ہیں لیکن آپ خود ہی قید ہو جائیے گا فرمایا
ای اشرف جنی قید ہو جاؤں یا مارا جاؤں اب میں قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا اس قطب جنی سے اور
مجھ سے ملاقات ہو چکی تھی اس نے کہا تھا کہ میں مرد مسلمان ہوں اور یہاں آکر اس نے یہ دغا کی اب میں کیا سنائی
بھولونگا تم جاؤ اور اپنا علاج کرو میں لوح کے بھروسے پر نہیں چلا ہوں مجھے اس پروردگار کا بھروسہ ہے
جو شکم مادر میں بچہ کی حفاظت کرتا ہے اور شجر میں کیڑے کو رزق پہونچاتا ہے ساحران طلسم میرا کیا
کر سکتے ہیں اشرف جنی نے دیکھا کہ چہرہ صاحبقران کا غصہ سے سرخ ہو گیا آثار غیظ و غضب
نمایاں ہوئے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے لیکن یہ خادم اب ناچار ہے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حاضر ہوگا
یہ کہکے اشرف جنی تو اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا اور صاحبقران عالی شان ٹہلتے ہوئے چلے
چلتے جاتے قریب اک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا وا ہے اور اک لہاری دوڑی چلی
آتی ہے قریب صاحبقران کے آکر اس نے سلام کیا اور عرض کی کہ آپ کو ملکہ عالم یاد فرماتی ہیں صاحبقران
نے اس لہاری کو غور سے دیکھا کہا اسے میں کہیں دیکھ چکا ہوں پھر اس کے ساتھ چلے جس وقت داخل باغ
ہوئے تو ملکہ سہیل بہشتی پوش کو ٹہلتے ہوئے دیکھا ملکہ نے کہا کہ کہاں جنگلوں میں مارے
مارے پھرتے ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ کیا کہوں میں نے بڑی سرگردانی اور کوشش
سے لوح حاصل کی تھی مگر قطب جنی نے فریب دیکر لوح مجھ سے چھین لی ملکہ نے کہا کہ پھر اب کہاں
جاتے تھے فرمایا دربند کی طرف جا رہا تھا ملکہ نے کہا اب دربند کی طرف جا کے کیا کروگے امیر نے
فرمایا میں اپنے پیدا کرنیوالے کے بھروسے پر نکلا ہوں مجھے لوح کا بھروسہ نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ ایسی
جہالت سے کیا فائدہ ہے آؤ یہاں ٹھہرو تحمل سے جمع دیکھ کر کچھ کیا جائے گا یہ کہکر امیر کو اپنے قصر میں لائی اور
ایک پوشیدہ کمرے میں بٹھا دیا سامان ضیافت مہیا کیا عاشق و معشوق کچھ دن کے بعد پھر یکجا
ہوئے لیکن اب حال دربار خورشید بہشتی پوش کا سنیے کہ جس وقت قطب جنی لوح لیتے ہوئے
پہونچا اور لوح بادشاہ کی خدمت میں پیش کی تو قریب تھا کہ بادشاہ شادی مرگ ہو جائے گویا اس
کی عمر دوبارہ ہوئی پوچھا کہ لوح کیونکر لائے قطب جنی نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ لوح ہاتھ میں
آکر پھر جاتی رہی ہوتی مگر برکت لوح خدا نے مجھکو اشرف جنی پر غالب کیا ورنہ عمل میں اشرف
جنی مجھ سے بہت زیادہ ہے اس سے لوح چھین لی ہوئی بادشاہ نے کہا کہ ہم لوگ تو ساحر ہیں اس لوح
کی وجہ سے تاثیر سحر باطل ہوگی لہذا لوح کو تم اپنے ہی پاس رکھو تو بہتر ہے لیکن طلسم کشا کو تم نے کیوں
نہ گرفتار کیا قطب جنی نے عرض کی کہ یہی میں نے کیا کم کیا کہ لوح لے آیا اب طلسم کشا بے دست
و پا ہے جس ساحر کو چاہیے بھیج دیجیے اور طلسم کشا کو گرفتار کرا لیجیے اس وقت خورشید بہشتی
پوش نے حاضرین دربار سے مخاطب ہو کے کہا کہ جو شخص طلسم کشا کو گرفتار کرا لے گا وہ
بہت کچھ انعام و اکرام پائیگا خصوصاً فریب جادو سے زیادہ کچھ کہا فریب جادو نے کہا میں
ابھی جاتی ہوں بس یہ کہہ اسی وقت وہاں سے اٹھ کر باغ میں آئی یہاں ملکہ سہیل بہشتی پوش
بیٹھی تھی انہیں جلیسین جمع تھیں چہرے ملکہ کے کچھ گھبراہٹ سی ظاہر تھی مگر مسرت بھی نمایاں تھی
فریب جادو نہ سمجھی کہ سبب کیا ہے کیونکہ یہ نہ گرفتاری طلسم کشا میں مستغرق تھی خود ملکہ نے
پوچھا کہ کیوں تمہاری پریشانی کا کیا سبب ہے فریب جادو نے کہا کہ مجھ سے زیادہ مجھکو پریشان

ہونا چاہیے اسلیے کہ طلسم کشا مع لوح آگیا ہی لوح تو قطب جنی فریب دیکر لے آیا مگر طلسم کشا ہنوز گرفتار نہین
ہوا ہی یہ سنکر سہیل بسنتی پوش نے سر جھکا لیا اور فریب جادو سے کہا کہ اب کیا تدبیر کیجیے گا
فریب جادو نے کہا دیکھو مین تمہارے سامنے اسے گرفتار کرائے لیتی ہون یہ کہکر ایک ڈبیا کھولی اور
اسمین سے ایک پتلی ہاتھی دانت کی نکالی اسپر ذرا تین ٹیکے سیندور کے دیے اور چھپکلیا کے خون سے
لبون کو پتلی کے سرخ کرکے اس سے کہا کہ جا اور طلسم کشا کو پکڑ لا یہ سنتے پتلی اپنی جگہ سے اڑی اور
غائب ہو گئی وہان صاحبقران زمان کمرے مین اکیلے بیٹھے گھبرا رہے تھے کہ پتلی دروازے کی
درز مین سے گھس کر امیر کی کمر سے لپٹ گئی اور لیکر اڑنے کا قصد کیا صاحبقران نے دیکھا کہ پتلی نے
لنگر سا اٹھا لیا ہی کچھ کرشمہ سحر کا معلوم ہوتا ہی بس اسیوقت اسم اعظم پڑھا پتلی چھوڑ کے چیختی ہوئی بھاگی اور
آکر فریب جادو سے کہا کہ آپ سے میرا بس نہین چلتا مین نے چاہا تھا اٹھا لاؤن اسنے نہین معلوم
کیا پڑھا کہ طاقت میری زائل ہو گئی آخر مین چلی آئی فریب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی وہ بھی ساحر ہی
اور ساحر زبردست ہی تو میرے ساتھ چل مین خود اسے گرفتار کرونگی یہ کہکر اٹھی آگے آگے تو پتلی
اور پیچھے پیچھے فریب جادو چلی ملکہ سہیل بسنتی پوش کا دل دھڑکنے لگا کہ اب دیکھیے
کیا ہوتا ہی پتلی اپنے آمحلک کے تتمر مین داخل ہوئی ساتھ ہی فریب جادو بھی پہونچی اب پتلی اس دروازے
پر پہونچ کے رک گئی جسمین صاحبقران عالی شان بیٹھے تھے بس یہ دیکھکر فریب جادو نے غصہ کی
سہیل بسنتی پوش کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیون یہ یہان کہان سے آیا سہیل بسنتی پوش زرد ہو
گئی غضب ہوا فریب جادو نے پتلی پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور کہا کہ حال طلسم کشا کے
یہانتک آنیکا بیان کر کہ کیونکر آیا ہی پتلی نے کہا کہ ملکہ عالم نے بلا کے بٹھایا ہی بس فریب جادو نے
کہا کہ او ننگ خاندان شوخ دیدہ تو بھی قابل اسکے ہی کہ قتل کی جائے جسنے باپ کے قاتل سلطنت کے
دشمن کو بغل مین جگہ دی ادھر پتلی نے دروازہ کھولا وہ صاحبقران سے اور فریب جادو سے
آنکھ چار ہوئی فریب جادو نے گولہ فولادی اٹھا کر اسم پڑھ کر امیر پر مارا صاحبقران نے
اسم اعظم پڑھا کہ گولہ الٹا پلٹا فریب جادو نے خالی دیا الٹ پر فریب جادو کے اسکا ملازم کھڑا تھا
گولہ اسکے سینے پر پڑا کہ وہ جان سے گیا فریب جادو نے کہا کہ معلوم ہوا تو بھی بڑا ساحر ہی امیر نے
فرمایا کہ مین ساحر پر لعنت کرتا ہون مین صاحبقران وقت اور صاحب اسم اعظم ہون مجھپر کوئی سحر کسی ساحر
کا کارگر نہوگا تو بھی کچھ نہ کر روح تجھین جانے سے طلسم کشا سمجھ گیا ہی مین خدا کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے
آیا ہون انشاءاللہ بغیر لوح کے اس طلسم کو فتح کرونگا یہ فرما کر اپنے مقام سے آگے آئے ادھر فریب جادو
نے خنجر جھپٹ کر سحر کے ہاتھ ڈالا بس ملکہ دوڑ کر فریب جادو کے قدمون پر گر پڑی اور کہا کہ ماں تمہارا سایہ
بچپن ہی مین سر سے اٹھ گیا آپنے مان کی طرح شفقت کی اور مجھکو پالا ہمیشہ مین آپ ہی کے پاس
رہی اب مجھکو رسوائے خلق نہ کیجیے اگر مجھ سے خطا ہوئی تو اتنی کہ ایک شخص صحرائی کو گھر مین کھانا کھلانا
مین نے پلاکر یہین بٹھا دیا اور اسکے علاوہ اگر مین قریب بھی اسکے بیٹھی ہون یا کسی طرح کا میری عصمت
مین فرق آیا ہو تو اس سے پہلے آپ مجھے قتل کروا دیجے گا یہ سنکے فریب جادو نے سر سینے سے
لگا لیا اور کہا کہ خیر مجھے تیری خوشی ہر طرح منظور ہی مگر اب رسوائی کو کیا ڈرتی ہو رسوائی سے تم نہین
بچ سکتین کوئی کسیکو دیکھتا تھوڑی ہی ترے نے سے سمجھا جاتا ہی تیرے باپ کا عتاب مجھپر بھی آئے گا
اس وقت امیر نامور نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر یہ رسوائی تیری ذلت سے ہی تو میرا سر کاٹ کے اپنے

باپ کے پاس بھیجو اور اے فریب جادو تو اسلیے آیا کہ مجھکو مان گئی ہی تو میں بھی تمھین اپنا بزرگ
سمجھتا ہوں اب میل بانو تمیز شرم تھنگا فریب جادو عجب کشمکش کی حالت میں ہی ادھر تو ملکہ بند ہوں سے
لیتی ہوئی ہی ادھر صاحبقران سر بتھیلی پر رکھے موجود ہیں اور بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ سر میرا کاٹ لو
ملکہ بیٹیوں کی طرح پالا ہی صاحبقران کے اخلاق نے بھی بندہ بے دام بنا دیا ہی چار ناچار اسنے دست
شفقت ... سر پر پھیرا اور کہا کہ اے دختر جو تیری خوشی یہی میں بھی جانتی ہوں کہ طلسم کشا کا کوئی ساحر
طلسم کچھ نہیں کر سکتا مگر تقتضاے نمک حلالی یہ تھا کہ میں لڑتی اور حق نمک سے تیرے باپ کے
ادا ہوتی مگر تیری یہی خوشی ہی تو میں نمک حرام کہلاؤں تو بہتر لیکن یہ یاد رکھ کہ تیری رسوائی ہو سے
زیادہ ہو گی ... نے کہا جو کچھ ہو فریب جادو نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں تمام ساحر انکی تلاش میں نکلے
ہوے ہیں اور لوح اُنکے پاس نہیں ہی میں فکر لوح میں جاتی ہوں تم انھیں کسی مقام پر پوشیدہ کرو
ایسا نہو کہ بعد میرے کوئی اور آفت پیش آئے امیر نے فرمایا اے ملکہ فریب جادو میں یہ بھی نہیں
چاہتا کہ تم میرے باعث سے بدنام ہو تم کسی بہانہ سے کہیں جا کر اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہی
میں آپ تلاش لوح میں جاؤنگا میں ساحروں کے سحر کو رد کر سکتا ہوں اسلیے کہ خداوند عالم نے
مجھکو اسم اعظم مالک باطل السحر کیا ہی فریب جادو نے کہا کہ یا صاحبقران آپ ابھی یہیں قیام کریں
ہرچند کہ آپ مالک باطل السحر ہیں مگر میں نے سنا ہی کہ اسم اعظم بھی آپ کا بند ہو جاتا ہی میں بھی اسم
آپ کا محو کر سکتی تھی مگر غصہ میں میں جلدی نہ ... یہی خیر ہی بہتر ہوا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا یہ کہکر
اسی وقت جانب دربار بادشاہ روانہ ہوئی یہاں ملکہ نے تحسین دیکر صاحبقران کو ... امیر ...
سے نہایت خوش ہوئی اور اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ ہرچند فریب جادو میری کھلائی تھی مگر میں
جو اسکی عزت کرتی تھی تو آپ نے بھی اسکا ... یہ تو یہاں مصروف عیش و عشرت ہوئے ہیں
لیکن حال فریب جادو کا سنیے کہ جسوقت یہ دربار خورشید لعبتی پوش میں پہونچی تو خورشید نے
پوچھا کہ اے فریب جادو کچھ پتا طلسم کشا کا ملا فریب جادو نے عرض کی کہ میں نے کچھ زیادہ خیال
نہیں کیا اس لحاظ سے کہ بہت سے ساحر تلاش میں گئے ہوے ہیں طلسم کشا جانے نہ پاۓ گا کہ ان
کے طلسم سے نکل سکتا ہی نہ ساحروں سے پوشیدہ رہ سکتا ہی لیکن ایک ساحر ہی کہ نام اسکا مکار جادو
ہی یہ بھی تلاش میں طلسم کشا کے گیا ہوا تھا جسوقت صاحبقران سے اور فریب جادو سے باتیں
ہو رہی تھیں تو یہ ایک طائر بنا ہوا درخت پر بیٹھا سن رہا تھا اسنے من وعن سب کیفیت بادشاہ سے بیان
کر دی تھی بادشاہ حال سے ملکہ اور فریب جادو اور صاحبقران کے آگاہ ہو چکا تھا جب فریب جادو
نے حالات صاحبقران بیان کرنے سے انکار کیا تو خورشید لعبتی پوش کو نہایت غصہ آیا کہا
کہ او نمک حرام تو نے بھی اس بدکار کا ساتھ دیا اور ہمارا کچھ خیال نکیا شرم کی بات ہی کہ قطب جنی جو تم نہ
ہی طلسم کشا کا ... کرنے کو ہمارا ساتھ دیا اپنے دین و مذہب کا پاس نکیا کہ جاکر لوح طلسمی طلسم کشا کو
سے لا ... آیا اور تو نے باوجود ہم مذہب ہونے کے نہ پاس مذہب کیا نہ خیال نمک کیا ہاں گرفتار
کرلو اسے بس یہ کہنا تھا بادشاہ کا کہ فریب جادو نے آواز دی کہ کیا مجال ہی کسیکی کہ مجھے گرفتار
کرسکے اے بادشاہ میں جانتی ہوں ... فریب جادو دیکھوں تو تجھے کون روک لیتا ہی دیکھ میں
جاتی ہوں یہ کہکر ... ہوں تیری آنکھیں جھپک گئیں اور فریب جادو صاف
نکل گئی اسی وقت خورشید لعبتی پوش نے مکار جادو کے ہمراہ دو سو ساحر کیے اور کہا کہ جاکر

اُس شوخ دیدہ کو بہ وسیلہ سہیل لبنتی پوش کو بھی گرفتار کرلاؤ اور طلسم کشا نہ مدد بیگے تو اسے نذرِ امیر لاؤ۔ ورنہ
سر اسکا لے آنا یہ سنکے مکار جادو اُسی وقت دو سو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب روانہ ہوا
یہان صاحبقران زمان پہلو میں ملکہ سہیل لبنتی پوش کے بیٹھے تھے انہیں جلیس جلیس صبح میں تھا کہ
مرتبہ مکار جادو پہونچا اور اُسنے تمام صحبت کو گھیر لیا اور پنجہ اسم گرز پڑھا کہ دھوان سے نکلا امیر با توقیر نے
اسم اعظم پڑھا اثر سحر برطرف ہوا اُس وقت مکار جادو نے ترنج سحر صاحبقران پر مارا امیر کشور گیر نے
رد سحر پڑھا اور تلوار کھینچکر اُسکے ساحرون پر حملہ کیا ساحر چار طرف سے حربہ سحر مارتے تھے اور
صاحبقران با اقبال سحر کو رد کرتے تھے بزور اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے جسپر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے
ہوئے ملکہ کو بھی بچاتے جاتے تھے اپنی بھی حفاظت کرتے تھے یہان تو جنگ ہو رہی تھی اور وہان خورشید
لبنتی پوش نے دور بین سحر لگا کر دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہر ساحر کے سحر کو رد کر دیتا ہے کسیکا حربہ سحر
اسپر اثر نہین کرتا ہے بس اُسنے صندوقچہ کھولا اور اُسمین سے دو بچے سور کے نکالکر پھینکے اور کچھ اسم سحر کا
کہا کہ جاؤ اور طلسم کشا کو اُٹھا لاؤ دونون بچے کڑک کے چلے یہان امیر معروف جنگ تھے کہ ایک بچہ کڑک
کے سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ فوراً زمین پر گر پڑا دیکھا امیر نے کہ ہاتھی دانت کا بچہ ہے صاحبقران
تو ادھر متوجہ تھے دوسرا بچہ کمر زنجیر کا بند پکڑ کے مانند ہو گیا ملکہ تڑپ گئی ادھر ساحرون نے ملکہ کو گھیر لیا
مکار جادو نے کہا کہ اے شاہزادی ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی عزت کا کچھ خیال نہکیا دشمن خاندان
پر شیفتہ ہوئی اور اُسے اپنے پہلو میں جگہ دی اسکی یہ حقیقت ہے کہ تیرے سامنے گرفتار ہو گیا چل اور
بادشاہ سے تقصیر کر وہ خطا تیری معاف کر دیگا ملکہ نے فرمایا کہ نمکحرام دور ہو میرے سامنے سے مکار
جادو نے کہا کہ مجھے حکم ہے گرفتار کرکے لاتا پھر میں اسی طرح لیے چلونگا جس طرح کا حکم ہے ملکہ کو غصہ
آیا اور گلے سے مالا توڑکر کھینچ مارا اسپر چند کہ ملکہ خود سحر نہین جانتی ہے مگر فریب جادو نے یہ سحر کا مالا
تیار کرکے اسکو دے دیا تھا کہ شاید کوئی وقت پڑے تو اس حربہ سے کام لینا جیسے ہی ملکہ نے مالا
کھینچ مارا تمام موتی چھٹکے اور ہر موتی سے ایک برق چمک کے گری جسقدر ساحر تھے مارے گئے اُدھر
نعرۂ صاحبقران کو پھر بلند ہوا تو بارگاہ خورشید کی طرف لیچلا اس طرف سے ملکہ فریب جادو
چلی آتی تھی بس اُسنے یہ معرکہ دیکھتے ہی جھولی پر سحر کرکے ہاتھ ڈالا اور ایک طائر سحر نکال کر چھوڑا
طائر نے اُسکے ہی منقار سے پانچون انگلیان کاٹکے پھینک دین اور امیر کو پشت پر سوار کرکے
زمین پر اُتار دیا فریب جادو بھی زمین پر آئی اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ
مین گئی دیکھا کہ دو سو تین ساحرون کی ہڈیان ہیں جنمیں مکار جادو بھی ہے اور مارے گئے ہوئی خشکے
ہوئے پڑے ہیں فریب جادو سمجھ گئی کہ انھون نے ملکہ کے گرفتار کرنیکا قصد کیا ہوگا ملکہ نے
تمام کیفیت بیان کی اور حکم دیا کہ ان لاشون کو اُٹھاؤ اور میرے باغ سے دور پھینکو اور لاشین اسی وقت
پھنکوا دی گئین امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ اے فریب جادو تجھپر کیا گزری فریب جادو نے اپنی
سرگزشت بیان کی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد کیا کہ اب تم ملکہ کی حفاظت کرو اور مین مرحلہ پر
جاتا ہون فریب جادو نے عرض کی کہ آج رات آپ اور قیام فرمائین صبح کو تشریف لیجائیے گا اسلیے
کہ دن کم ہے اور مرحلہ دور ہے رات کو صحرا مین تکلیف ہوگی امیر نے قبول فرمایا رات اسی باغ مین بسر کی
وہان قطب جنی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اے قطب جنی یہ تو نے کیا حرکت کی کہ پاس نمک نہ کیا اور
پاس ایمان نہ لیا ہمیشہ خدا کو کیا جواب دے گا اسی سوچ مین سو گیا رات کو اسنے خواب مین دیکھا کہ

کہ میں زنجیروں میں بندھا ہوا ہوں اور کچھ لوگ مجھے کھینچے ہوئے لیے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ
مرتد ہو گیا اسے جہنم میں لے چلو اسنے نمک کا پاس کیا خدا کو بھول گیا طلسم کشا سے لوح فریب دیکر
لے آیا یہ خواب دیکھکر جو قطب جنی بیدار ہوا تو اسنے توبہ کی اور اسی وقت لوح لیکر خدمت میں امیر با توقیر
کے روانہ ہوا یہاں صبح ہو چکی ہے صاحبقران عالی شان خواب سے بیدار ہو کر مصروف ادائے فریضہ
سحری ہیں جسوقت امیر نے سلام پھیرا اور ہاتھ اٹھا کر دیکھا تو قطب جنی کو سامنے بیٹھے پایا اور نہایت
پریشان دیکھا فرمایا کیوں اب تو کس واسطے آیا ہے لوح تو لے جا چکا اب کیا میرے ایمان کو غارت
کرنے کی فکر میں آیا ہے قطب جنی نے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری یا صاحبقران یہ لوح حاضر ہے مجھسے
بڑی خطا ہوئی کہ میں نے آپکو فریب دیا اور بادشاہ طلسم کا خیال کیا اسکا نتیجہ ظہور میں آگیا یہ کہکے اپنا
خواب بیان کیا اور عرض کی کہ خطا میری معاف فرمایئے ورنہ میں جہنم سے بچ نہیں سکتا یہ کہکر رونے لگا
امیر کو رحم آگیا فرمایا اے قطب جنی ہمنے قصور تیرا عفو کیا لیکن تجھکو چاہیے کہ درگاہ احدیت میں بھی
توبہ کر اور عذر خواہ ہو اپنے گناہوں کا قطب جنی نے عرض کی کہ میں کیا اور میری توبہ کیا آپ دعا فرمائیں اور
میں توبہ کروں تو شاید خداوند عالم سنے اور خطا میری عفو فرمائے امیر نے قطب جنی کے واسطے دعا
کی اور قطب جنی نے توبہ کی اسی اثنا میں اشرف جنی بھی آپہونچا اور صاحبقران کو سلام بجا لایا
صاحبقران نے قطب جنی سے ارشاد کیا کہ اسسے بھی عفو تقصیر کرانا ضروری ہے کیونکہ تمنے اسکو زخمی کیا
تھا قطب جنی نے اشرف جنی کے آگے بھی ہاتھ باندھے اشرف جنی گلے سے قطب
جنی کے لپٹ گیا اور کہا کہ جب صاحبقران عالی شان نے خطا تیری معاف کی تو میں کیا چیز ہوں
میں نے بھی بدل قصور تیرا عفو کیا بعد اس جلسے کے صاحبقران نے فرمایا کہ اب آپ دونوں
صاحب اسی جگہ قیام کریں اور ملکہ کی حفاظت میں سرگرم رہیں میں دربند کی طرف جاتا ہوں یہ فرما کر
صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تمکو چاہیے کہ یہاں سے جانب
جنوب روانہ ہو اور پہلے جو شخص تجھے ملے اسے سچا اور دوست اپنا جاننا یہ ملاحظہ فرما کر
امیر با توقیر تو جانب جنوب حسب ہدایت لوح روانہ ہوئے اور یہاں فریب جادو نے ملکہ کو
قصر میں بٹھایا آپ باہر سے غرض برائے حفاظت بیٹھی اور دونوں جنوں نے بھی قیام کیا کہ
مبادا بادشاہ کی طرف سے ساحر گرفتاری ملکہ کے واسطے آئیں وہاں امیر با توقیر چلے جاتے
ہیں لیکن حال بادشاہ دربند کا سنیے کہ یہ جو دربار میں آکر بیٹھا تو اسے معلوم ہوا کہ قطب جنی بھی جا
طلسم کشا کا شریک ہو گیا اور لوح طلسمی دیدی اسبات سے غیظ و غضب میں آکر اختر بار جادو سے
کہا کہ جا اور اسیوقت باغ فریب کو تاراج کر دے کچھ ملکہ کا بھی خیال نہ کرنا ایک متنفس کو
نہ چھوڑنا یہ حکم پاکر اختر بار جادو پانچسو ساحروں کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب جادو روانہ
ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن اول کچھ حال صاحبقران عالی شان کا سنیے کہ جسوقت امیر
با توقیر بعد طے مراحل و قطع منازل صحرائے پرخار میں پہونچے تو دیکھا انھوں نے کہ ایک شخص درویش مع خرقی لباس پہنے
ہوئے شیر صحرائی پر سوار چلا آتا ہے اور ساتھ اسکے چند نمد پوش بالکے ساتھ ہیں درویش نے امیر کو سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دیا اور درویش نے یہ شعر پڑھا ع رواق منظر چشم من آشیانہ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست *
امیر اسکے ساتھ ہوئے درویش صاحبقران کو اک مکان میں لایا مرگ چھالے پر بٹھایا اور عرض
کی کہ یا صاحبقران آپ آج دن بھر کے واسطے مہمان ہیں لائیے ذرا لوح مجھے عنایت کیجے

صاحبقران کو لوح کے دینے میں تامل ہوا درویش مسکرا کے کہا کہ یا امیر ذرا دیکھیے تو لوح کی کیا
حالت ہے صاحبقران نے جو لوح کو ملاحظہ فرمایا تو کچھ خبر لوح نے نہ دی نہ کوئی حرف ظاہر ہوا اُس وقت
درویش نے کہا کہ میں ساحران طلسم سے نہیں ہوں نہ مجھے ہر وقت اختیار ہے کہ لوح طلسم کو بیکار
کر دوں نام میرا ہاشم صحرا نشین ہے اور اولاد میں ہوں اُس درویش کے کہ جسکو امیر ارژنگ شیر
کہتے ہیں اگرچہ آپکے کمالات کا بیان امکان سے باہر ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ جو کچھ کمال اُنکے جد بزرگ
ظاہر ہو سکتے ہیں میں حیات میں بھی اُن باتوں پر قادر نہیں ہوں صاحبقران دل میں قائل ہوئے
کہ واقع میں یہ درویش صاحب کمال ہے لوح واگزار کر دینے کا قصد کیا درویش نے کہا مجھے لوح کی
ضرورت نہیں ہے جب وقت آئیگا تو لے لونگا اور نہ مجھے آپ دشمن نہ سمجھیں میں دوست ہوں
آپ کا لیکن مناسب ہے کہ آپ اپنے عیاروں کو بھی بلا لیں کہ انہیں بھی اک مصلحت ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ کس سے بھیجوں درویش نے کہا میں ابھی نامہ بھیجتا ہوں اشرف جنی کو وہ جا کے
خضران کو لے آئیگا یہ کہکر لالیوں کے پنجرے کی طرف دیکھا اور کھڑکی کھول کے اک لال کو پنجرے
سے باہر نکالا اور اک نامہ لکھکر گلے میں اُس لال کے ڈال دیا اور کہا کہ جا کر اشرف جنی کو یہ نامہ
دے آ دیر نکرنا یہ سنکر لال پھدکتا ہوا اُڑا یہاں ہاشم صحرا نشین نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی
کہ اے پروردگار حقیقی میرا بھروسا تیری ہی ذات پر ہے اس صحراے پرخار میں تو اس بندۂ عاجز کو
جس طرح رزق پہونچاتا ہے اسی طرح مہمان کے واسطے بھی رزق بھیج دے یہ کہکر درویش آبدیدہ ہوا
دیکھا کہ جانب صحرا سے اک آہو نمودار ہوا کہ اک شیر صحرائی اُسے رگیدے ہوئے چلا آتا ہے جب
آہو سامنے درویش کے پہونچا تو اک شرارہ آسمان سے گرا کہ آہو کباب ہو کے رہ گیا درویش نے
پالکوں سے اشارہ اٹھا لینے کا کیا اور آپ سجدۂ شکر ادا کیا پالکوں نے آہو کو لا کے سامنے
صاحبقران کے رکھ دیا اور دستر خوان اور خمیری نان لا کے رکھ دیں درویش نے عرض کی یہ دعوت
درویش کی ہے قبول فرمائیے جس چیز کی نیت کر کے نوش فرمائیے گا وہی ذائقہ پائیے گا صاحبقران
نے جو مہری سے گوشت اُس آہو کا تراش کے نوش فرمایا جو کچھ درویش نے بیان کیا تھا
ویسا ہی اثر اسکا پایا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو درویش نے کہا کہ اب آپ
آرام کریں کل صبح کو اشرف جنی آپ کے عیاروں کو لیکر آ جائے گا صاحبقران نے آرام فرمایا وہاں کا
حال سنیے کہ اختر بار جادو جو چلا تھا اسنے آتے ہی کچھ اسم سحر پڑھا کہ تمام باغ کو اک ابر آسمانی
رنگ نے گھیر لیا دن کو تارے جگمگانے لگے اس خوبی سے اختر بار جادو نے اثر سحر کیا کہ کسی پر
ظاہر نہونے پایا سب یہی سمجھے کہ رات ہو گئی ہے اور تارے نکلے ہوئے ہیں بس اختر بار جادو
نے سحر کو زور دیا اور تارے ٹوٹ ٹوٹ کے شہاب بن بنکے درختوں پر گرنے لگے جس جس درخت پر شرارہ
گرا اُس درخت کو آتش بہار کر دیا یہ رنگ دیکھکر زیب جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر
پڑھکر اک تختہ لاجوردی کا اُڑا دیا کہ وہ ابر بنکر قصر پر بلند ہو کے چھا گیا گویا اک سائبان قائم ہو گیا اور
اشرف جنی کو آواز دی کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اختر بار جادو آیا ہے اُسنے محاصرہ کر لیا ہے اے اشرف
جنی یہ ساحر زبردست ہے اگر یہ دو بدو ہو کے لڑتا تو شاید دو چار سحر کی رد و بدل ہو سکتی ابھی اسنے
حصار سحر قائم کر لیا ہے میں اسکا کچھ نہیں کر سکتی تم سے ہو سکے تو ملکہ کی جان بچاؤ اور اپنی بھی
حفاظت کرو یہ آواز جو کان میں اشرف جنی کے پہونچی یہ اپنے حجرے سے باہر نکلے دیکھا تو

یہاں اتنی دیر میں ایک بڑا سا تارا ٹوٹ کے اس سائبان پر گرا سائبان کو جلا کے خاک کر دیا دیکھا اشرف
جنی نے کہ ایک قیامت برپا ہے تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہے طائران باغ شور کر رہے ہیں درخت
جل رہے ہیں گل شمع کے مانند گل معلوم ہوتے ہیں تارے برابر ٹوٹ کے درختوں پر گر رہے ہیں بس
یہ حالت دیکھتے ہی اشرف جنی نے جلدی سے باغ کی نہر میں سے ایک چلو پانی لیکر کچھ پڑھا اور پھر
وہی پانی نہر میں ڈال دیا فوراً نہر میں تلاطم پیدا ہوا اور بعد تلاطم کے تمام پانی ٹھہر گیا نہر مثل آئینہ کے
معلوم ہونے لگی جسقدر ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر باغ پر گر رہے تھے وہ سب نہر کی طرف متوجہ ہوئے
جو ستارہ آسمان سے ٹوٹا وہ نہر میں آ کر پانی بنگیا اور غرق ہو گیا یہانتک کہ تمام ستارے نہر میں غرق
ہو گئے اس وقت اختر بار جادو کو غصہ آیا اور اسنے صورت اپنی ماہتاب کی پیدا کی اور یہ آپ باغ
کی طرف چلا عکس جو اپنا نہر میں دیکھا اسی طرف متوجہ ہوا یہانتک کہ یہ بھی غرق تہ ہو گیا اشرف جنی نے
بالائے نہر ایک جال بچھوا دیا کہ اگر کوئی مچھلی تڑپے تو نہر سے باہر نہ نکل سکے اور اختر بار جادو جو چاند بنکر
نہر میں اترا تھا بہ شکل نہنگ ہو کے رہ گیا فریب جادو اور قطب جنی قریب آ گئے اور اشرف جنی کی نہایت
تعریف کی اشرف جنی نے کہا کہ میں نے تو اسکو قید تو کر لیا مگر ابھی ہم تم بھی قید میں ہیں یہ حصار نیلی جو باغ پر چھایا ہوا
ہے جو اسکے اگر اختر بار جادو خود ہی مٹاوے تو ٹوٹ سکتا ہے ورنہ مٹنا اسکا غیر ممکن ہے فریب جادو نے
کہا کہ پھر کیا ہوگا اشرف جنی نے کہا کہ خدا ہی مدد کرے گا تو کچھ ہوگا ورنہ ہم تم سب گھٹ کے مر جائینگے
اس حصار کے باعث سے ہوا کی آمد و رفت موقوف ہے فریب جادو نے کہا کہ ساحر کے مرنے سے سحر اسکا
مٹ جاتا ہے اختر بار جادو کو قتل کر ڈالیے تو سحر بھی اسکا مٹ جائیگا اشرف جنی نے کہا کہ میں مسلمان ہوں
بے تلقین اسلام اسکو قتل نہیں کر سکتا اس وقت تو میں نے اسکو قید کر لیا ہے جسوقت دعوت اسلام دونگا
تو وہ بہار قبول کریگا اور اگر چھوٹتے ہی اسنے دغا کی تو پھر اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ سن کے
فریب جادو بھی سکوت میں کسی کرانے میں قطب جنی نے اپنے علم سے بعد دریافت حال بیان
کیا کہ یہ ہونا ہم لوگوں کا مدد غیب سے ہوگا کہ ایک مرتبہ وہی لال زر سنا وہ ہاشم صحرا نشین نکلتا
ہوا دیکھے ہو مجھا دیکھا کہ تمام باغ پر ابر چھایا ہوا ہے راستہ مسدود ہے بس بیٹھے تو یہ زلزلہ کا ہول اور دکھنے والے
راستہ روکے ہوئے ہیں ابھی ہوش اور ٹھہرنے کی فرصت نہیں ہے جب بارش برابر آیا تو اسنے پر پانی
فوراً اس ابر کا پانی رنگ میں آگ لگ گئی بیٹھے تو تمام آسمان پر شفق سی پھولی ہوئی معلوم ہوئی لوگ کے
تمام ابر رحمت کے ایک شرارہ بنا دو نہر میں گرا کر پانی اچھلنے کا تلاطم برپا ہوا مچھلیاں نہر سے تڑپ تڑپ کے
باہر گریں اور نہنگ بھی بچ جائے کہ ایک شعلہ ہوا شرارہ تہ آب تک جا لگا اور افسردہ ہوا پشت نہنگ
اس کے تمام جسم میں نہنگ کے آگ لگ گئی نہنگ بھی تڑپ کے باہر نہر کے آیا اور زمین پر گرا گرتے ہی
تمام جسم میں آگ لگ گئی اور جل کے خاک ہو گیا مرتے ہی اسکے قیامت کبریٰ برپا ہوئی آتش باری
برف باری ہونے لگی آندھی چلی خاک اڑی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اختر بار جادو بود حیف
کہ دریم و جانا دیدم و مطلب خود نہ دیدم جب مرنے سے اختر بار جادو کے علامات سحر برطرف ہوئیں اور
روشنی ہوئی تو دیکھا سب نے کہ وہ باغ نہیں بلکہ ایک شخص نامہ لیے ہوئے کنارے نہر کے کھڑی ہے اور ایک
لال نشانے پر بیٹھا ہوا اڑ رہا ہے نامہ اسکے گلے میں بندھا ہوا ہے بس جلدی سے اشرف جنی نے
اس نامہ کو کھول کے پڑھا لکھا تھا کہ اے اشرف جنی تم حفاظت ملک کی طرف ہر مخلوق کا خالق سے زیادہ
کوئی حفاظت کرنے والا نہیں ہے صاحبقران میرے گھر میں مہمان ہیں تم بھی ملکہ سے خواجہ

خضران عیار صاحبقران کو لے اڑا اور گل صبح کو بھی تک پہونچ جانا تھا وہ کھولتے ہی لال نواز گر جس طرف سے
آیا تھا اسی طرف چلا گیا اور یہاں فریب جادو قطب جنی ملکہ سہیل سبز پوش سب کے سب کنارے
نہر کے آکر جمع ہوئے لاش اختر بار جادو کی دیکھی قطب جنی نے اشرف جنی سے کہا کہ اگر یہ لال نہ آتا
تو اس بلا سے نجات ہوتی میں جانتا ہوں کہ ہاشم صحرانشین بہت بڑا شخص ہے اگر اس وقت وہ چاہے تو طلسم کو
درہم برہم کر دے کوئی شخص اسکا کچھ نہیں کر سکتا شاہان دربند نام سے اسکے تھراتے ہیں اور رسالی عمر
بعد خوشی سے جاکر عرس میں اسرار گوشہ نشین کے شریک ہوتے ہیں اشرف جنی نے کہا کہ مجھے ڈھنگ صلح کا
معلوم ہوتا ہے اب تم اسی جگہ ٹھہرو گل صبح کو مع ملکہ جاکر ہاشم درویش سے ملنا اور میں بھی خواجہ خضران
کو شہر مکرانیہ سے لیکر یہیں آؤنگا یہ کہکر درویش اشرف جنی مرگ چھالا اڑاتے ہوئے طرف شہر مکرانیہ
کے روانہ ہوئے چونکہ صاحبقران کو گئے ہوئے کئی روز گزر چکے تھے اہل مکرانیہ پریشان تھے خواجہ
خضران اور طیفور بادیہ گرد اور ناطق مکرانی اور یوسف مکرانی ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے تھے
باتیں ہو رہی تھیں کہ دیکھیے اب صاحبقران سے کب ملازمت حاصل ہوتی کہ ناگاہ جانب آسمان سے
ایک مرگ چھالا اڑتا ہوا دکھلائی دیا یہانتک کہ قریب پہونچا اور زمین پر اترا مرگ چھالے پر ایک شخص بیٹھا ہوا
تھا کہ منھ اسکا بندر کا ہاتھ پاؤں مثل شتر کے تھے آتے ہی سلام علیک کی آواز دی ان لوگوں نے جواب
سلام دیا اس شخص نے مرگ چھالے سے اتر کر آواز دی کہ اے اہل اجلاس آگاہ ہو کہ میں فرستادہ
صاحبقران زمان ہوں مجھے امیر نے بھیجا ہے عیار کے لینے کو بھیجا ہے طیفور جلدی سے اٹھا کہ چلیے چلیے
اشرف جنی نے پوچھا کہ نام آپ کا کیا ہے طیفور نے نام بتایا کہا کہ جس شخص کا نام خضران ہو وہ میرے
ساتھ چلے اور کسی کے جانے کی اجازت نہیں ہے یہ سنکے طیفور تو بیحد شرمندہ ہوا خضران
کو اشرف جنی نے اپنے پاس مرگ چھالے پر بٹھایا یوسف مکرانی نے کہا کہ صاحبقران خیریت
سے ہیں اشرف جنی نے کہا کہ اطمینان رکھو صاحبقران بہت جلد تم لوگوں سے آکر ملینگے یہ سنکے
یوسف مکرانی کو گونہ اطمینان ہوا اور اشرف جنی مرگ چھالا اڑاتا ہوا طلسم کی جانب روانہ
ہوگیا یہاں دوسرے روز صبح کو فریب جادو اور قطب جنی نے ملکہ سہیل سبز پوش کو محافہ میں
بٹھاکر ساتھ لیا اور جانب مسکن ہاشم درویش روانہ ہوئے یہاں صاحبقران خواب سے بیدار
ہوئے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور وظائف سے فراغ حاصل کرکے بیٹھے تھے کہ درویش آکر بیٹھے اور
پوچھا کہ یا صاحبقران آپ کس ارادہ سے اس طرف تشریف لائے ہیں امیر نے اول سے حال
ناطق مکرانی کی نامہ داری کا اور اپنا شہر مکرانیہ میں آنا اور جو کچھ کہ گذری تھی سب بیان کیا درویش
نے کہا کہ یا صاحبقران معلوم ہو کہ آپ اسفندیار کی رہائی کے واسطے تشریف لائے ہیں میری رائے
میں اگر آشتی سے کام نکلے تو جنگ کرنا مناسب نہیں ہے لہذا میں ایک ایک نامہ ہر دربند کے بادشاہ کو
لکھتا ہوں اور سبکو بلاتا ہوں جب وہ لوگ آئینگے تو آپ سے اور آپ سے صلح کرا دونگا مجھے امید
ہے کہ بغیر لڑے بھڑے مطلب حاصل ہو جائیگا اور سر زمین طلسم خون سے رنگین نہ ہوگی
صاحبقران نے فرمایا کہ میں فاتح طلسم کو نہیں آیا ہوں مجھے تو اسفندیار کی رہائی سے کام ہے ہنوز
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اشرف جنی خواجہ خضران کو لیے ہوئے پہونچے ہاشم صحرانشین
کو سلام کیا خضران درویش کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا صاحبقران کے قدموں سے لپٹا اتنے میں
قطب جنی بھی مع فریب جادو و ملکہ سہیل سبز پوش آکے پہونچا سلام کرکے بیٹھ گیا اسوقت

درویش نے ہنسکے خضران سے کہا کہ آپ تو شاہ عیاران کہلاتے ہین اور بڑے بڑے سامان آپکے
پاس ہین گلیم ہی دیو جامہ ہی زنبیل ہی بارگاہ دانیالی ہی اور بہت سے تحفے ہین ذرا مین چاہتا ہون کہ
میرے سامنے بھی گلیم اوڑھکر غائب ہو جایئے خضران نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالکر اوڑھ لون
ہاتھ زنبیل مین نہ گیا خضران گھبرا گیا اگر زیر بغل ہاتھ لیجاتا ہی مگر جب ہاتھ بڑھاتا ہی بہک کے پڑتا ہی زنبیل مین
نہین پڑتا ہی اُس وقت خضران پریشان ہوا اور درویش ہنسنے لگے صاحبقران نے ارشاد
کیا کہ خواجہ یہ تعجب کی بات نہین شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین انھون نے لوح کے حروف
اس طرح مٹا دیے کہ مجھکو بھی پریشان کر دیا تھا انکے سامنے عیاری دجل چلیگی خضران کو نہایت رنج
ہوا کہ تو شاہ عیاران کہلاتا ہی اور ایک فقیر نے مجھے بے بس کر دیے خیر دیکھا جائیگا سوچ کے
بیٹھ رہا اب درویش نے چارون بادشاہون کے نام نامے تحریر کیے اور نیچے طرے کی طرح ہتھی کو ملکر
اچھا لال نکالے ایک ایک نامہ ہر لال کی منقار مین دیکر پرواز کیا لال اڑکر روانہ ہوے درویش نے
سامان دعوت مہیا کیا مثل سابق کے ایک آہو چرتا آیا اور کباب بنگیا سب نے کھایا جسنے جس
شی کا خیال کرکے لقمہ اٹھایا وہی ذائقہ پایا جب وقت نماز آیا تو درویش نے کہا کہ آج نماز جماعت
سے ہونا چاہیے سبنے وضو کیا درویش نے صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کے امیر کو آگے کھڑا کیا اور کہا کہ آپکے
ہوتے مین امام جماعت نہین ہو سکتا امیر نے ہر چند انکار کیا کہ مین بندہ گنہگار ہون لائق امامت نہین
ہون لیکن درویش نے نہ مانا اور عرض کی کہ آپ عادل ہین خدا نے آپ کو خلعت صاحبقرانی سے
مخلع کیا ہی صاحبقران نے نماز شروع کی خضران برابر درویش کے آکر کھڑا ہوا اور داروے بیہوشی
اس طرح سجدہ گاہ مین ڈال دی کہ کسی نے نہ دیکھا جسوقت درویش سجدے مین گئے تو غنودگی طاری ہوئی
بس وہ موکل جو انکی حفاظت پر مامور تھے انھون نے ایک پھول لاکے ناک کے برابر کر دیا جس سے
درویش فوراً ہوش مین آگئے جب نماز ختم ہوئی تو درویش نے خضران کی بہت تعریف کی خضران
نے کہا کہ مین تبرکات کے بھروسے پر عیاری نہین کرتا ہون ہان وقت مشکل مین ان تبرکات سے
مجھکو مدد بہت بڑی ملتی ہی درویش نے کہا خواجہ مین تو خود تمھاری تعریف کرتا ہون کہ کیا نازک عیاری
تمنے کی ہی اگر تم ایسے نہ ہوتے تو شاہ عیاران کا خطاب کیونکر پاتے اور یہ تبرکات کیونکر تمھارے
ہاتھ آتے امیر نہایت شرمندہ تھے کہ انھون نے درویش سے سخت گستاخی کی اور نماز کی حالت مین
لیکن ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کچھ خیال نکرین اگر یہ کمی کرتے تو اظہار کیونکر
ہوتا چلیے تو مین ہی نے چھیڑا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین چاہتا ہون کہ ان بزرگ کے مزار کی
زیارت سے بھی مشرف ہون جنکا ذکر آپنے کیا تھا ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ تشریف لے چلیے غرضکہ
درویش نے سبکو ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک درخت کے پہونچے
اور انگلی سے اشارہ کیا درخت مین دروازہ پیدا ہوا تنہ شق ہو گیا ہاشم صحرا نشین مع صاحبقران
اس دروازہ مین داخل ہو سبکو ایک احاطہ مین پہونچے چہار جانب دیوار تھی بیچ مین تھوڑا سا میدان
تھا اور وسط میدان مین ایک چھوٹا سا مقبرہ بنا ہوا تھا ہاشم روتے ہوئے مقبرہ مین آئے دیکھا
امیر جا تو قریب کہ تعویذ قبر پر یہ شعر تحریر ہی ؎ ذات معبود جاودانی ہی + باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی
یہ دیکھ صاحبقران پر ایسی عبرت طاری ہوئی کہ بہت روئے اور دنیا سے نفرت ہو گئی جسپر
نگاہ پڑجاتی ہی در و دیوار اس مقبرہ کے اشعار عبرت آثار سے بھرے ہوئے تھے جس طرف دیکھ

ناپائداری دنیا کی تصویر پیش نظر ہو جاتی ہاشم صحرا نشین نے دیکھا کہ اگر زیادہ قیام اس مقام پر
ہوگا تو امیر با توقیر نہایت پریشان ہونگے انکو ابھی دنیا مین بڑی بڑی سختیان جھیلنا ہین بس جلدی
سے صاحبقران کو لیکر باہر نکل آیا اور سامنے مقبرہ کے اک بارہ دری سی بنی ہوئی تھی تمام سامان
راحت شاہانہ طریقہ کا وہان مہیا تھا فرش پر تکلف بچھا تھا شیشہ آلات جابجا قرینے سے نصب اور
آویزان تھے درویش نے امیر سے عرض کی کہ اب آپ یہان رونق افروز ہون مین نے شاہان دربند
کو بلایا ہے آج شام تک سب آجاوینگے اور اسی جگہ قیام کرینگے کل میلا اور عرس ہوگا بعد فراغ عرس
انشاء اللہ مین آپ سے اور شاہان دربند سے بعد ملاقات تصفیہ کرا دونگا یہ سنکے امیر با توقیر نے
اس بارہ دری مین قیام کیا بعد کچھ دیر کے دیکھا صاحبقران نے کہ جانب میدان سے نکلا ہے ابر
بسنتی نمودار ہونا شروع ہوئے کہ جس سے بارش گلہائے بسنتی کی ہوتی آتی تھی وہ ابر آکر
مقبرہ پر قائم ہوکر شق ہوا اور اسمین سے کئی لاکھ ساحران غدار آفت روزگار بلائے بد آفت
کے پرکالے جولیان بجھو بیان کاندھون پر ڈالے مینسول بر سول چمکاتے ہوئے صحرا مین اترنے
لگے جسقدر فوج آتی جاتی تھی صحرا وسیع ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ کئی لاکھ ساحر ایک گوشہ مین سما
گئے آخر مین سواری خورشید بسنتی پوش کی نہایت احتشام سے نمودار ہوئی بارگاہ برپا
ہوئی خورشید داخل بارگاہ ہوا ایک وزیر اسکا صاحبقران کے شریک ہو گیا تھا دوسرے وزیر
کا نام اسکا محیط جنی تھا ہمراہ آیا اور سپہ سالار اسکا کہ نام اسکا قہر جادو تھا ساحر زبردست تھا
اک اژدر سحر پر سوار گلے مین بجائے زنار مار سیاہ پیٹا ہوا جھولی زربفتی لگی ہوئی اسباب سحر سے
مملو تھا جسوقت یہ سب قیام کر چکے تو دوسرا ابر طوسی رنگ نمودار ہوا اس برق مین ہزارہا بجلیان چمک
رہی تھین اور رعد گرجنے کی صدا سے گوش گوش دون کر ہوگئے جسوقت یہ ابر شق ہوا تو اس سے
بھی دو لاکھ ساحر مہیب صورت نمودار ہوئے سپہ سالار مہیب برق بار جادو تھا اسنے بارگاہ
طوسی رنگ برپا کی بعد اسکے سواری مہتاب شاہ اختر پوش کی نہایت جاہ و حشم سے نمودار
ہوئی وہ احاطہ اور وسیع ہوگیا اور ایک گوشہ مین اسکا لشکر بھی سما گیا بعد اسکے پھر ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش گلہائے سرخ رنگ کی ہوتی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شراب سے بس
بسے مین تمام صحرا ابر سے اس ابر کے شفقی ہوگیا جب ابر شق ہوا تو دو لاکھ ساحر اس ابر سے بھی نمودار
ہوئے سالار لشکر شفق تاب جادو تھا اسکے سحر کا حال بروقت مقابلہ طلخال جادو معلوم ہوگا یہ
نہایت زبردست ساحر تھا آنکھین بیر بہوٹی سرخ اڑتی ہوئین یکہ سرخ کھینچا ہوا چتر سرخ رنگ کو
گردش اک بادشاہ لباس سرخ پہنے ہوئے تخت یاقوت نگار پر سوار نمودار ہوا قطب جنی
نے صاحبقران سے عرض کی کہ مالک لالہ زار طلسم کا بادشاہ دربند سوم ہے کہ نام اسکا بہرام شاہ
خونی بہادر ہے میدان اور وسیع ہوا اور یہ سب فوج بھی اک گوشہ مین سمائی بعد اسکے ابر زمردی
رنگ نمودار ہوا اور تمام آسمان پر پھیل گیا اس ابر سے نقارہ کی صدا آرہی تھی اور برقین چمک
رہی تھین برقون سے ابر کے تمام صحرا زمردی ہورہا تھا درختون پر سبزہ تازہ اگتی تھی طائر چہکنے
لگے تھے جھونکے ہوا کے سرد سے آنے لگے تھے جسوقت ابر قریب ہوکر شق ہوا دلستان تو
دو لاکھ ساحر بھی اس ابر سے بھی نمودار ہوئے افسر فوج اک جوگی برا کاش کے بیٹھا تھا نام اسکا
اخضر جادو ساحر زبردست تھا اسنے آکر بارگاہ زمردی برپا کی آخر مین سواری زرجبیں شاہ

پیا ایک طلسم کُشا تمام طلسم کو ایک دن مین شاہ سے گا خدا نے جتنی چیزین پیدا کی ہین اُنمین کوئی بیکار نہین ہی آنکھین دیکھنے کو کان سننے کو زبان ذائقہ تلخ و شیرین کے سمجھنے کو اُسی طرح عاقبت اندیشی کو جب آنکھون سے کنوئین کو دیکھتے ہو تو کیون اُس سے بچ کے چلتے ہو اسلیے کہ اگر وہ پڑو تو اسی طرح جس بات کو عقل قبول کرے اُسے ماننا چاہیے جسے عقل قبول نکرے اُسکو نہ ماننا چاہیے مین تمھارے سامنے بہ زبان سے اقرار وحدانیت پروردگار کر اسے دیتا ہون یہ کہکر فقیر کے قبر پاتھ رکھکے فاتحہ پڑھا اور دعا کی کہا ای درویش باکمال آپ نے اپنی ریاضت کا کوئی ثمرہ ایسا نہین ظاہر کیا جس سے گمراہ راہ پر آ سکے اور وہ یہ بانے کو زمین روشنی پیدا ہوتی پس یہ کہنا تھا کہ دیکھا سرہانے قبر کے ایک کونپل پھوٹی اور بڑھتے بڑھتے دم بھر مین وہ درخت سرو بن گئی پھر پائتی ایک کونپل پھوٹی اور وہ بڑھ کر درخت شمشاد ہو گئی درخت سرو پر ایک فاختہ حق سرہ کا دم بھرتی ہوئی نمودار ہوئی اور درخت شمشاد پر قمری نظر آئی قمری نے فاختہ سے کہا کہ ہزار ہزار شکر ہی اس خالق عالم کا کہ جسنے ہمین اور تمھین باوجود غیر ذوالعقول ہونے کے دین حق پر راغب کیا اور قوت ناطقہ عطا فرمائی پھر ہم کیون نہ وعظ و پند کرین فاختہ نے کہا کہ مین جسقدر شکر ثنا اُس خالق بے ہمتا کی کرون وہ کم ہی اور نصیحت ہماری کیا اور ہم کیا جسکو خدا نے توفیق نیک عطا کی ہی وہ ہر رنگ مین اُسکے جلوہ کو دیکھتا ہی اور وحدانیت کا اُسکے قائل ہی اور جو نااہل اور کور باطن ہی وہ نہ سمجھا ہی نہ سمجھانے سے سمجھے گا قمری نے کہا کہ یہ سچ ہی مگر خدا نے تین قسم کی طبیعتین دنیا مین خلق فرمائی ہین ایک وہ ہین کہ طبع سلیم رکھتے ہین اُنکو سمجھانے کی ضرورت نہین اپنی عقل سے خود ہر بات کو سمجھ لیتے ہین ایک وہ ہین کہ نہ خود سمجھتے ہین نہ سمجھانے سے اُنکی سمجھ مین آتا ہی ایک وہ ہین کہ خود نہین سمجھتے اور سمجھانے سے سمجھ جاتے ہین لہذا ہم ثواب سے کیون باز رہین اگر ہماری نصیحت کارگر ہوئی اور کوئی گمراہ راہ پر آ گئے تو ثواب بے پایان حاصل ہوگا فاختہ نے کہا کہ اگر خدا ہی نے ایسی عقل دی ہی کہ نہ خود سمجھے نہ سمجھانے سے سمجھے تو بندہ کا کیا قصور ٹھہرا قمری نے جواب دیا کہ یہ اپنا کیا ہوا ہی اگر عالم ارواح مین اقرار وحدت ربیہم تو یہان بھی حق پسند ہوگا خدا سے برحق عادل ہی ظالم نہین ہی وہ خالق عزوجل ایسا ہی کہ اُسنے انسان کو فاعل مختار بنایا ہی اب چاہے انسان راہ راست اختیار کرے چاہے گمراہ رہے بعضے اپنے ہاتھون کو غریبون اور مسکینون کی کفالت مین اُٹھاتے ہین اور بعضے دست جفا کو آزار رسانی کے واسطے دراز کرتے ہین اسکا انصاف پیش پروردگار روز بازپرس ہوگا اُسنے رہنمائی کے واسطے سلسلہ انبیا کا معین کیا کہ اُنکو اپنا نائب مقرر کرکے دنیا مین بھیجا تاکہ وہ راہ راست بتائین اور تمام انبیا مین رتبہ ختم المرسلین کا سب سے زیادہ مقرر فرمایا ہی مجھے ایک حکایت اسوقت یاد آئی ہی وہ یہ کہ زمانہ جناب آدم علیہ السلام مین کچھ لوگ آپس مین ذکر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دنیا مین سب سے زیادہ مرتبہ کسکا ہی ایک گروہ مدعی اس بات کا تھا کہ جناب آدم کا رتبہ سب سے زیادہ ہی اسلیے کہ وہ ابوالبشر ہین اور نبی خدا ہین ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ رتبہ حضرت جبرئیل کا سب سے برتر ہی اسلیے کہ وہ مقرب بارگاہ سبحانی ہین اور آمد وحی انھین سے ہوتی آخر دونون گروہ پاس جناب آدم علیہ السلام کے گئے اور اپنا اپنا خیال سامنے حضرت آدم علیہ السلام کے بیان کیا جناب آدم نے ارشاد فرمایا کہ نہ میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہی نہ جبرئیل کا مرتبہ اُنکا سب سے زیادہ ہی جو باعث خلقت عالم ہی اور جسکو خداوند عالم نے اپنے نور سے

خلق فرمایا پوچھا وہ کون ہین کہا خاتم المرسلین صاحب لولاک محبوب رب العالمین خیر البشر احمد محمد مصطفیٰ کہ مرتبہ اُن
جناب کا تمام عالم سے زیادہ ہی خداوند عالم نے انھین کے باعث سے تمام دنیا کو خلق فرمایا ہی
اور اب زمانہ اُسی رسول برحق کا ہی یہ باتین سنکے تمام حاضرین نہایت متاثر ہوئے جو ساحران طلسم
یہان جمع تھے اُنکو خیال ہوا کہ فقیر نے یہ بھی کوئی کرتب دکھایا ہی اسکو سحر سے مٹا دینا چاہیے تاکہ
درویش کو ذلت حاصل ہو چپکے چپکے سحر کیے مگر کوئی اثر سحر کا ظاہر نہوا بلکہ فاختہ اور قمری نے کہا
کہ کچھ لوگ ابھی سیہ دل ہین کہ آئینہ نور معرفت اب بھی روشن نہوا اور اُنکو خالق حقیقی کی قدرت
نمائی مین اب بھی شک ہی ہمکو کرشمہ سحر سمجھ کر اپنے سحر سے مٹانا چاہتے ہین جسکو خدا نہ مٹائے اُسے
کون مٹا سکتا ہی اور جس کا حوصلہ ہو وہ پورا کر لے یہ سنکے فقیر نے کہا کہ جس ساحر کو یہ گمان ہو
کہ یہ کوئی نیرنگ ہی وہ سحر کر کے دیکھ لے اچھی طرح حوصلہ اپنا پورا کر لے اگر عاجز آئین تو دین اسلام
کو قبول کرین ورنہ اختیار ہی یہ سنکے سبکو اک سکوت تھا دل مین لوگ قائل ہوئے کہ بیشک
یہ جانور اور درخت اسرار الٰہی مین سے ہین ادھر ہاشم صحرا نشین نے صاحبقران کی طرف
دیکھکر عرض کی ابھی تک اک فریادی نہین آیا ہی سخت تعجب ہی تاکہ آپ اُسکی داد رسی کرین اور
مرتبہ آپکا بھی ان سب پر ہویدا ہو جائے کہ آپ کون ہین اور کس مرتبہ کے ہین یہ کہتا تھا کہ دیکھا
اک تاجدار سر برہنہ تاج ہاتھ مین لیے ہوئے گریبان چاک چلا آتا ہی اُسکے پیچھے چند خادم وہ بھی
سیہ پوش اور غم پوش اُسنے آتے ہی ادھر اُدھر دیکھکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ
ہوا امیر نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی اور کس حال مین ہی یہ سنکے اُسنے عرض کی کہ قصہ غلام کا
عجیب دلخراش ہی یا صاحبقران نام میرا رستم تتاری ہی ملک تتار کا فرمانبردار ہون بیٹا میرا
فضل تتاری نہایت زبردست و حسین تھا وہ جوان ہوا تو شادی اُسکی بادشاہ شہر مشکبار
کی دختر کے ساتھ قرار پائی چونکہ چراغ سلطنت یہی ایک فرزند تھا مین بڑی دھوم سے برات
لیکر شہر مشکبار مین گیا اور عروس کو بیاہ کر لے چلا راستے مین نوشاہ یعنے فرزند میرا گھوڑے سے
گر کر مر گیا اُسی وقت بسبب صدمہ و غم کے مین نے بھی خودکشی کا قصد کیا ارکین دولت نے مجھے
روکا اور کہا کہ خداوند مہتاب کا اس وقت قیطول خداوندی پر بیٹھا ہی اور اُسکی خداوندی کا ڈنکا بج رہا
اُس سے دعا کیجیے وہ ضرور زندہ کر دیگا اسلیے کہ جاتی چوٹ کا خداوند ہی نام اُسکا ساریق بن لقا
ہی مین نے کہنا اُن لوگون کا قبول کیا لاش کو سامنے رکھ کر بت سر پٹکا مگر کچھ نہوا آخر مین بیہوش ہو گیا
اُسی عالم بیہوشی مین مین نے خواب دیکھا کہ اک مرد بزرگ فرماتے ہین کہ او بیوقوف تو اک بندہ سیہ کار
کو خداوند کہتا ہی اور خدائے حقیقی کو بھولا ہوا ہی ساریق سخا کیا کسیکو زندہ کر سکتا ہی یہ اختیار اُسی
خدائے حقیقی کو ہی جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا جسنے شجر و حجر دشت و درگل و ثمر انسان و حیوان
چرند و پرند و حوش و طیور سبکو خلق فرمایا ہی اُس خالق کا بندہ مقبول اس طرف آنیوالا
ہی تو چھ مہینے اسی جگہ قیام کر لاش کو کسی حجرے مین سونپ دے بعد چھ مہینے کے
جا کر اُس بندہ خاص یزدانی سے اپنی حاجت بیان کرنا وہ دعا کریگا حق تعالیٰ اُسکی دعا سے تیرے
فرزند کو زندہ کر دیگا اُس وقت تو دین اسلام اختیار کرنا کہ یہی دین سب سے بہتر و برحق
ہی مین نے اُن بزرگ سے عرض کی کہ مین اُس بندہ مقبول خدا کو کیونکر پہچانونگا انھون نے کسی
عالم مین صورت اک شخص کی مجھکو دکھائی اور بتایا کہ فلان روز فلان مقام پر اُس شخص سے ملاقات ہوگی

مین نے لاش کو حسب ہدایت حجرہ مین سونپ دیا اور آج کا منتظر رہا دن گنا کیا آخر یہانتک پہونچی اور آپ کو
پایا الحمد للہ کہ خواب میرا سچا ہوا جب حضور کی دست بوسی حاصل ہو گئی تو مطلب بھی میرا ضرور بر آئیگا
یہ سنکے صاحبقران نے سر جھکا لیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھ بندہ گنہگار کی کیا حقیقت ہی اے ہاشم صحرا نشین
آپ مرد عابد و زاہد ہین بہ نسبت میرے دعا آپ ہی کی قبول ہوگی بہتر ہی کہ آپ اسکے حق مین دعا
کرین ہاشم صحرا نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران مرتبہ آپ کا مجھ سے زیادہ ہی آپ کی وجہ سے
ہزارہا کافر مسلمان ہوے سیکڑون گمراہ راہ پر آئے تارک الصلوۃ پابند ہوے اتنے مین عمری
نے آواز دی کہ یا امیر آپ دعا کرین ہم آمین کہین صاحبقران نے ارقم تاتاری سے کہا کہ لاش
اپنے فرزند کی منگاؤ ارقم تاتاری نے اپنے ملازمون کو لاش لینے کے واسطے روانہ کیا لوگ
تو ادھر روانہ ہوے ادھر صاحبقران نے پروردگار عالم پر نظر کی اور دل مین دعا کرنے لگے کہ
تو ہی عزت دینے والا اور تو ہی ذلت دینے والا ہی سامنے ان کفار کے تو عزت اپنے بندہ گنہگار
کی رکھ تو ایسا صاحب کرم ہی کہ کفار کی دعا سنتا ہی فرعون باوصفیکہ کافر تھا اور دعوا ے
خداوندی کرتا تھا ایک مرتبہ قحط پڑا اور پانی نہین برسا لوگون نے آکر عرض کی کہ تو کیسا خداوند ہی کہ
بندے تیرے پیاسون مرتے ہین اور تو پانی نہین برساتا فرعون نے کہا جاؤ کل پانی برسیگا یہ کہکر صحرا
کی طرف چلا گیا اور الٹے لٹک کر دعا کی کہ خداوندا ہر چند مین گنہگار ہون اسکی سزا جو تو نے میرے لیے
تو نے معین کی ہو ضروری ہوگی لیکن آج تیرے بندہ گنہگار نے وعدہ کر لیا ہی کہ کل پانی ضرور برسیگا
اگر پانی نہ برسا تو یہ بندہ گنہگار تیرا سامنے مخلوق کے ذلیل ہوگا اب شرم میری تیرے ہاتھ ہی خداوند عالم
کو اس وقت کی عاجزی اسکی پسند آئی اور دوسرے روز ابر اٹھا پانی برسا کہ جل تھل ہو گیا جب
تو نے اس کافر کی بات رکھی اور شرمندہ نہونے دیا تو مجھ احقر کی بات بھی سامنے ان کفار کے رکھنا
اسکی دعا مقبول ہونے سے لوگون کی گمراہی بڑھ گئی بہتون نے کہا کہ فرعون بیشک خداوند برحق ہی
کہ اسنے پانی برسا دیا اسوقت اگر میری دعا قبول ہوگی تو بہت سے گمراہ راہ پر آئینگے امیر تو بدل
اپنے خالق کی طرف رجوع تھے اور دعا کر رہے تھے اور کفار مین یہ چرچا تھا کہ اگر واقع مین دعا سے
اس شخص کے مردہ زندہ ہوا تو ضرور ایمان لانا چاہیے یہ طائرون کا انسانون کی طرح باتین کرنا تو ایسا تھا
کہ ہم بھی چاہین تو ہزار طائر پیدا کرکے جو چاہین انسے کہوا دین ان طائرون کی باتون پر ہمین پورا بھروسا
نہ تھا ہان اگر مردہ زندہ ہو گیا تو یہ سوا خدا کے دوسرے کا کام نہین ہی جو پیدا کرتا ہی وہی زندہ بھی
کر سکتا ہی اتنے مین لوگ ارقم تتاری کے صندوق مقفل تتاری کے مردے کا لیے ہوے آئے اور
محافہ عروس کا لاکے رکھا گیا عروس زار بیقرار رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اے وہ خالق کہ جسکے قبضۂ قدرت
مین تمام عالم کی جان ہی مجھ بد قدم کو بھی اٹھا لے ورنہ لوگ مجھے طعنے دینگے کہ دولھن کا پہرا ایسا
بد ہوا کہ دولھا گھر تک زندہ بھی نہ پہونچ سکا اسکی باتون پر رحم دلون کے دل پاش پاش ہوے تھے
صاحبقران نے اس صندوق کو منگا کر سامنے اپنے رکھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے خالق عالم اسوقت
سنکڑون کا مجمع عارفون سے زیادہ ہی تو انکو اپنی قدرت کاملہ دکھا دے اور اس چھ مہینے کے مردے
کو زندہ کردے اسکے والدین اور اسکی عروس پر رحم فرما کہ یہ سب تجھپر ایمان لائینگے امیر دعا فرما رہے
جاتے تھے فاختہ اور قمری حق سرہ کی آواز دے رہی تھین کہ دفعتہ وہ صندوق حرکت مین آیا اور ایک آواز
پیدا ہوئی کہ ارے کوئی زندہ انسان کو بھی صندوق مین کستا ہی یہ طریقہ مردون کے ساتھ کرنے کا ہی

بس یہ سنتے ہی ارقم تتاری نے دوڑ کر سر صندوق کا اٹھایا دیکھا تو فرزند نعم البدل تتاری کی
نظر جو ارقم پر پڑی پکارا کہ یہ آپنے مجھکو جیتے جی کفن پہنایا ہے ارقم نے ہاتھ پکڑ کے اپنے فرزند کو صندوق
سے باہر نکالا اور کہا ای فرزند تو مر گیا تھا آج چھ مہینے کے بعد دعا سے صاحبقران سے تو زندہ ہوا ہے
تجھکو چاہیے کہ تو بھی دین مبین صاحبقران کو اختیار کرے سنکے نعم البدل صاحبقران کے قدموں سے
لپٹا اور شاہان طلسم کے دلون سے بھی زنگ کفر دور ہوا سبنے کہا کہ یا امیر بیشک آپ سچے آپ کا
خدا سچا اور برحق معلوم ہوا کہ یہ پہلے دو سو خداوند جو مشہور ہین یہ سب ہوے سیار تھے اصلیت انکی
کچھ بھی نہ تھی کوئی بیرنجات کے زور پر خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سحر کی قوت پر خداوند بنا کسی نے
سلطنت کے زور پر لوگون کو گمراہ کیا اب معلوم ہوگیا کہ یہ سب ایسے ہی دلیے تھے ہمین کلمہ طیبہ تلقین
فرمایئے صاحبقران نے کلمہ پڑھا کر اُن سبکو مسلمان کیا لیکن ساحران طلسم نے عرض کی کہ یا
صاحبقران بدل ہم مطیع اسلام ہو چکے لیکن ابھی زبان سے کلمہ طیبہ نہ پڑھینگے ورنہ قوت سحر
زائل ہو جائیگی ابھی ایک وقت سخت آنے والا ہے یعنے آپکو ملک ستارہ یقین جنگ کرنا ہے وہان
خلخال جادو سے سامنا ہوگا خلخال جادو ساحرہ زبردست ہے کہ تمام ساحر اُس سے دبتے ہین
بعد اس مرحلہ کے سر ہو جانے کے ہم لوگ سحر سے توبہ کرینگے صاحبقران نے منظور فرمایا ارقم تتاری
اپنے ہمراہیون سمیت صاحبقران عالیشان سے رخصت ہو کر جانب ملک ستارہ روانہ ہوا اور شاہان
طلسم نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپنے وہ دولت لازوال ہمین عنایت فرمائی ہے کہ اسکا شکریہ ہم
ادا نہین کر سکتے عوض مین اسکے جو ہدیہ ہم پیش کرین اُسے قبول فرمایئے صاحبقران نے منظور
کیا اس وقت چارون بادشاہون نے چار تصویرین پیش کین ہر بادشاہ کی ایک ایک دختر تھی کہ حسن و
جمال مین اپنے آپ نظیر تھی صاحبقران اُن تصویرون کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور ان مین
مین تصویر ملکہ سہیل بسنتی پوش کی بھی تھی اول صاحبقران کو خورشید بسنتی پوش نے اپنا
مہمان کیا اور عقد ملکہ سہیل بسنتی پوش کا صاحبقران عالیشان کے ساتھ کردیا اور خواجہ خضران
کا نکاح اُسکی وزیرزادی ستارہ کے ساتھ ہوا اُسی شب سہیل بسنتی پوش حاملہ ہوئی بطن سے
اسکے لڑکا پیدا ہوگا جو صاحبقران وقت ہوگا بعد چند روز قیام کرنے کے صاحبقران مہتاب خاور پوش
کے مہمان ہوے اسنے بھی عقد صاحبقران کا اپنی دختر کے ساتھ کردیا یہ بھی اُسی شب حاملہ ہوئی
نام اُسکا ملکہ بدر چہر تھا اسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضران کا عقد
اُسکی وزیرزادی سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی بعد اسکے صاحبقران بہرام خونی سپاہ کے یہان
تشریف لے گئے عقد امیر کا دختر بہرام ناہید شفقی پوش کے ساتھ ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی اسکے بطن
سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضران کا عقد اسکے ساتھ ہوگا پھر برجیس
زمرد پوش کے مہمان ہوے عقد دختر برجیس کا بھی صاحبقران سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی دفتر
اسلام آباد مین ذکر ان چارون لڑکون کے خروج کا آئیگا اُس وقت سے چار دانگ عالم مین
چار صاحبقران ہونگے اور عوض خون عادل کیوان شکوہ کا کفار سے لینگے اسلیے کہ جب
خروج لاہوت آتش پرست کا ہوگا تو صاحبقران رابع شہید ہونگے اور کفر تمام عالم مین پھیل جائیگا
اور بعد صاحبقرانی چارون لڑکون پر تقسیم ہوگا اور یہ چارون دفعۃً تسخیر عالم کرینگے اور دین اسلام
پھیلا دینگے اگر حیات نے اس کمترین کو نیز شیخ تصدق حسین کی اس وقت تک وفا کی تو

دفتر اسلام آباد لکھا جائے گا اس دفتر کو ناظرین بہت پسند فرمائینگے اسلیے کہ اسکی داستانین جدید طریقہ کی اور نہایت دلچسپ ہونگی اور یہ دفتر دفتر آفتاب شجاعت سے بہت بڑھا ہوا ہوگا ہر چند کہ اس ہیچمدان ہیچ زبان کو کیا لیاقت ہے کہ ایسی بھی کھول سکے لیکن قدر دانی عالی جناب مستغنی عن الالقاب منشی پراگ نراین صاحب بہادر نے اس ذرہ بے مقدار کو آفتاب عالمتاب سخندانی بنا دیا حق تعالے آنکی ترقی اقبال فرمائے کہ ہم ایسے جاہلون کو بھی پوچھ لیتے ہین اور قدر فرماتے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم الحاصل جب ان امور سے واقفیت حاصل ہو چکی تو صاحبقران عالیشان نے موافق مذہب اسلام کے انتظام طلسم مین ترمیم کی کہ کوئی ترو ارو اگر پھنس جائے تو وہ رہا کر دیا جائے بیگناہون پر ظلم نہو ہر شخص اپنے مذہب مین آزاد رہے اور جسقدر کہ قیدی طلسم مین تھے ان سبکو اپنے سامنے رہا کر دیا جو جہان کا رہنے والا تھا ساحرون کے ذریعہ سے اسکو اسکے مسکن کی طرف بھجوا دیا اور جو کچھ مال و خزانہ شاہان طلسم نے مع تحفجات طلسمی نذر کیا وہ لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور اسفندیار مکرانی کو اپنے ساتھ لیکر ارشاد کیا کہ اب مین شہر مکرانیہ مین جانا چاہتا ہون اس وقت اشرف جنی نے عرض کی کہ دو راستے اس طلسم مین آنے جانے کے ہین ایک وہ جس طرف سے آپ نے تشریف لائے مجکو بند کیا تھا اس دن سے وہ راستہ کھل گیا اور اسی راہ سے ارقم تتاری بھی آیا تھا اور دوسرا راستہ تالاب سے ہے فرمایا کہ کسیکو بھیجکر یوسف مکرانی کو اطلاع ہمارے آنے کی دو اور ہم تالاب کے راستے سے چلینگے اشرف جنی نے قطب جنی سے کہا کہ تم تالاب کی طرف سے صاحبقران کو لیکر چلو مین جاکر ان لوگون کو اطلاع کرتا ہون یہ کہکر اشرف جنی جانب شہر مکرانیہ روانہ ہوئے یہان قطب جنی نے کشتی تیار کی اور صاحبقران کو مع خضر ان اور اسفندیار مکرانی کشتی پر سوار کیا اور لیکے چلا وہان اشرف جنی نے یوسف مکرانی کو اطلاع دی کہ صاحبقران تمھارے فرزند کو لیکر اسی تالاب کی طرف سے تشریف لاتے ہین جسمین تمھارا فرزند غرق ہوا تھا یہ سنکے قریب تھا کہ یوسف مکرانی شادی مرگ ہوجائے ناطق مکرانی وزیر نے جلدی سے سامان کیا اور مع ارکین دولت برائے استقبال روانہ ہوا جو مقام اشرف جنی نے بتا دیا تھا کہ اسی جگہ سے آئینگے وہان جاکے سب کے سب وہان ٹھہرے کہ ناگاہ سامنے سے کشتی نمودار ہوئی اشرف جنی تا بہ لب روان آیا امیر کو مع ہمراہیون سمیت کشتی سے اتارا اور آپ صاحبقران سے رخصت لیکر اسی کشتی سوار ہوکے واپس گیا اور صاحبقران اسفندیار مکرانی کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اس طرف بڑھے یہان لوگ برائے استقبال کھڑے تھے ملازمت صاحبقران عالیشان کی حاصل کی اور یوسف مکرانی اپنے فرزند سے ملکر اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا صاحبقران عالیشان نے بعد فراغ دعوت کے یوسف مکرانی سے رخصت طلب کی یوسف مکرانی دور تک صاحبقران کو پہونچانے آیا اور اسفندیار مکرانی نے اپنے باپ سے کہا کہ مین صاحبقران کے ہمراہ رکاب رہونگا یوسف مکرانی نے بخوشی منظور کیا اسفندیار مکرانی اپنے باپ سے رخصت ہوکر ہمراہ صاحبقران عالیشان کے جانب شہر مکرانیہ روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ کر بیان سے

چند کلمے داستان فیروزی نشان صفشکن دلاور شاہزادہ طہمورث شیر دل کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

بڑھ کے آئی اندنون زلف پریشان تا کمر
ہو نہین سکتی ہی سرسے دید جانان تا کمر
چھپ گیا وہ تا کمر اور ہی نمایان تا کمر
ضو فگن ہی اسلیے وہ روے تابان تا کمر
حسن و خوبی گھٹ ہے پردے مین پنہان تا کمر

کیا سمجھ سکتا ہی کوئی رسم و راہ عاشقان
رکھکے چشم عاشقان رکھکر نگاہ عاشقان
نیکیون سے ہو گیا بہتر گناہ عاشقان
دیکھیے پہونچا عدم تک دود آہ عاشقان
بڑھ کے لب تک ہی وہ زلف پریشان تا کمر

سچی الفت اور فقط جلنے جلانے کے لیے
جھوٹ ہی یہ بھی نہین سانے بنانے کے لیے
عشق صادق اور خالی آزمانے کے لیے
لاش پروانہ جو دیکھی شامیانے کے لیے
جھک کے آیا شعلۂ شمع شبستان تا کمر

برق چمکی رخ پہ لاکر جبکہ زلفین کھول دین
گل کھلا کے مسکرا کر جبکہ زلفین کھول دین
پانی برسایا نہا کر جبکہ زلفین کھول دین
اُس سہی قد نے بنا کر جبکہ زلفین کھول دین
تازہ پیدا ہو گیا اک سنبلستان تا کمر

دل مین آنکھو مین نگاہ پر مین کیسی جامہ دری
مین بھی کیا مین ہون نہین ابتک کئی جامہ دری
ہر دو ہی سر پھوڑنا اور ہر دو ہی جامہ دری
جوش وحشت مین یہ مجھ وحشی نے کی جامہ دری
دشت مین مین نے بہا جیب گریبان تا کمر

تر لہو سے ہی جو گل نے بہا تک سر دھنا
پھوڑ ڈالا سر کو بلبل نے بہا تک سر دھنا
خاک پر غلطان ہی سنبل نے بہا تک سر دھنا
قید مین وحشی کا گل نے بہا خک سر دھنا
گر کے گرنے رنگ ہی دیوار زندان تا کمر

خضر بلکہ لا کے وحشت ساتھ ہی تسلیم کو
جوے بہا گے مین جب کوہ اُٹھتی ہی تکریم کو
مین تو کیا ہون قید کر دے دشت تعلیم
ہم قد ہر سو نگوے اُٹھتے ہین تعظیم کو
ساتھ مجھ وحشی کے ہی دیوار زندان تا کمر

ہی کلیم اونچا آے سب تجلیون پر فوق ہی
تک ہم آغوش آس سے ہی جیسے گلے کا طوق ہی
انتہا کا گو ہی دیوانہ مگر کیا ذوق ہی
کاشف مہربان ای وصل دست شوق ہی
کر دیا وصلت کی شب پیرہن عریان تا کمر

راوی بیان کرتا ہی کہ شاہزادہ طیموز شیر برور ہمراہ نامہ دار کے جانب شہر شمالیہ روانہ ہوا تھا جس وقت قریب شہر پہونچا اور خبر قطب شاہ شمالی کو ہوئی کہ طیموز شیر برور تشریف لاتے ہین یہ عالم رنگین دو لک گرینگر برائے استقبال آیا اور شاہزادے کی ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر آئین بند ہوا حسن و جمال طیموز کا تمام عالم مین شہرہ ہوا لوگ دیکھنے کو آتے تھے اور وجد کرتے تھے اور پہلوانان نامی و گرامی دیکھکر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے بادشاہ نے اس طفل کو مقابلہ محیط منارہ گردن کے واسطے بلایا ہی یہ اسکا کیا کر لیگا ہان نگاہ اسکی بیشک ایسی ہی کہ کوئی آنکھ نہین ملا سکتا لیکن دست و بازو ایسے تو نہین ہین جنپر یہ بھروسا کیا جاے کہ یہ محیط منارہ گردن کا ہمسر ہی بیان تو قطب شاہ شمالی مصروف دعوت و ضیافت تھا لیکن ادھر محیط منارہ گردن کا سنیے کہ یہ فوج کو لیے ہوے قلعۂ اسود کے قریب پہونچ گیا

یہ قلعہ شہر شمالیہ کے جنوب جانب کئی منزل کے فاصلہ پر ہی اور سرحد پر واقع ہی حاکم قلعہ نے کہ نام اُسکا
اسود زنگی تھا ایک نامہ قطب شاہ کو تحریر کیا کہ سر سے قلعہ پر محیط منارہ گردن آ پہنچا ہی اگر آپ
کمک نہ بھیجئینگے تو قلعہ قبضہ سے نکل جائیگا ہم لوگ ایک دن سے زیادہ جنگ کو روک نہیں سکتے ہیں
نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا یہاں جشن جمشیدی آراستہ تھا ناچ ہو رہا تھا کہ نامہ دار پہونچا اور نامہ قطب شاہ
کے ہاتھ میں دیا قطب شاہ نامہ کو پڑھکر پریشان ہوا لیکن تحمل سے کام لیا طیمور نے سمجھا کہ کیسا
نامہ ہی اور کیا معاملہ ہی مبادا کوئی راز ہو تو میں کیوں دریافت کروں قطب شاہ نے جواب
تحریر کر دیا کہ اے اسود زنگی تم قلعہ خالی کر کے محیط کے حوالے کردو اور خود ہمارے پاس چلے آؤ
جس وقت محیط منارہ گردن یہاں آئیگا تو سمجھا جائیگا اتنی جلد کمک روانہ کرنا ہمارے امکان سے
باہر ہی بس یہ سنکے قاصد تو اُس طرف روانہ ہوا یہاں قطب شاہ شمالی اُسی استقلال کے ساتھ
بیٹھا رہا اک مرتبہ نامہ ہوا سے اُڑکر سامنے طیمور کے گیا طیمور نے کہا اے قطب شاہ یہ نامہ
کیسا ہی اُس وقت قطب شاہ شمالی نے طیمور کو مضمون نامہ سے آگاہ کیا طیمور نے کہا میں ابھی
جاتا ہوں قطب شاہ نے عرض کی کہ ابھی آپکے تشریف لیجانے کی ضرورت نہیں ہی جس وقت محیط
منارہ گردن ہمارے ملک کے قریب آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا اب اتنی زحمت کیوں گوارا کریں
کہ یہاں سے منزلوں کی مسافت طے کریں میں نے اپنے ملازموں کو تحریر کر دیا ہی کہ تم قلعہ خالی کر کے
چلے آؤ طیمور نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ مجھے منظور نہیں اس میں میری بدنامی ہی میں ابھی جاؤنگا یہ کہکر اسیوقت
مرکب طلب کیا اور اپنے چالیس ہزار سرخپوشوں سے کوچ کر کے قلعہ اسود کی طرف روانہ ہو گیا
لیکن غلطی یہ کی کہ کسی راہبر کو ساتھ نہ لیا اور خود بھی راستہ بھولکر دوسری طرف جا نکلا تین روز کی
مسافت طے کرنے کے بعد اک کوہ نمودار ہوا بالائے کوہ اک قلعہ سر بفلک کشیدہ تھا یہ مسکن
اہرمن کوہی کا ہی یہ پہاڑ گزرگاہ ہی بہت سے شہروں کی اکثر سلاطین جو ادھر سے گذرتے ہیں
تو اہرمن انسے بزور شمشیر ایک لاکھ زر سرخ لینے کے بعد راستہ دیتا ہی صرف اسی ہزار سوار
اسکے تابع فرمان ہیں لیکن اہرمن اسم با مسمیٰ ہی مرد دیو معلوم ہوتا ہی اور جو شخص نہیں دیتا ہی اور
لڑتا ہی وہ لٹ جاتا ہی اہرمن سنکڑوں ہزار سے لاکھوں کو لوٹتا ہی جس وقت اسنے بالائے قلعہ سے لشکر
طیمور کو دیکھا تو فوج لیکر قلعہ سے باہر آیا اور راستہ روک کے کھڑا ہو گیا شاہزادہ شکار کھیلتا
ہوا چلا آتا تھا فوج اسکی پرے جمائے چلی آتی تھی کہ اہرمن نے بڑھکر آواز دی کہ خبردار آگے
بڑھنے کا قصد نکرنا جو اس طرف گذرتا ہی وہ جبتک کچھ روپیہ بطور خراج کے نہیں دے لیتا ہی جانے
نہیں پاتا ہی ہم لوگ یاقوت پوش ہیں بہت اطوار معلوم ہوتے ہو اپنے افسر کو اطلاع کرو کہ یہ مسکن
شیروں کا ہی ادھر سے گذرنا آسان نہیں ہی فوج رک گئی اور کچھ لوگوں نے جاکر شاہزادہ طیمور
شیر پرور سے اطلاع کی کہ اک کوہی اسی ہزار سوار دن سے شوریدہ ہوا ہی اور کہتا ہی کہ خراج
دے تو آگے بڑھو یہ سنکے شاہزادہ طیمور کو نہایت غصہ آیا کہ وہ کون بے ادب ہی جو ہم سے
خراج مانگتا ہی جلدی سے مرکب کو اُڑاکر اس مقام پر آئے دیکھا کہ ادھر اتنی فوج صفیں باندھے
کھڑی ہی اور اس طرف اسی ہزار کوہی پوست شیر کا لباس پہنے اسلحہ جنگ سے مسلح کھڑے ہیں اور
ایک دیو پیکر آگے اُن سبکے کھڑا ہوا خراج طلب کر رہا ہی اُسکی نظر جو طیمور شیر پرور پر پڑی
کہا اے طفل تحسین کیا تو بادشاہ لشکر کا فرزند ہی فرمایا یہ میری ہی فوج ہی کہا تجکو شاہ بیان کا

قاعدہ نہین معلوم ہی تو سن لے کہ جو لشکر اس طرف سے گزرتا ہی وہ ایک لاکھ زر سرخ دیکر جانے پاتا ہی
اور قیام کی اس صحرا مین اجازت نہین ہی فرمایا کہ یہ قاعدہ تمام عالم مین کہین نہین ہی تو نے نیا قاعدہ جاری
کیا ہی بلکہ یہ طریقہ تو قزاقون کا ہی کہ جو قافلہ ملا اسکو لوٹ لیا اہرمن نے کہا او لڑکے تو بڑا بلند پرواز معلوم
ہوتا ہی شکر کر کہ مجھے رحم آتا ہی ورنہ اگر دوسرا تیرے مقام پر ہوتا تو مین اس سے بہت بڑی طرح پیش
آتا تیرے ساتھ تو یہ چالیس ہزار سوار ہین لیکن کرورہا آدمیون کی فوج کو منتشر کر دیا ہی بس بہتر
یہی ہی کہ ایک لاکھ اشرفیان رکھ دے ورنہ جس طرف سے آیا ہی اسی طرف پھر جا طیمور نے کہا کیا
جھک مارتا ہی دیکھ مین جاتا ہون اگر تجھ سے ہو سکے تو مجھے روک لے یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اہرمن
سد راہ ہوا اور کہا کہ کیا کیون مجھ پر ہاتھ نہین اٹھاتا کہ تو بچہ ہی اور مین چاہتا ہون اگر میرا شریک ہو جا تو مین
تجھے فرزند سے زیادہ سمجھونگا فرمایا مین ایسے ظالم کا شریک نہین ہوتا جو راہزنی کرے اہرمن نے
باگ پکڑ لی اور ہاتھ سے کمر زیر کا بند پکڑ کے چاہا کہ مرکب سے اٹھا لون طیمور نے بھی اسکے
گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور دراز ہونے لگے ہر چند کوشش کی اہرمن نے کہ طیمور کو اٹھا لون لیکن
نہ ہوا طیمور بھی لیکایک اہرمن کو نہ اٹھا سکا اس وقت دونون نے زین خالی کیے اور مصروف
تلاش ہوے دونون کی فوجین تماشہ دیکھ رہی تھین اور سردار سرگرم تلاش تھے خلاصہ یہ کہ تین
شبانہ روز کشتی رہی آخر طیمور نے لنگر اہرمن کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا کہ کیا
کہتا ہی لیکن آتش پرستی کے بارے مین اہرمن نے کہا کہ مین نے اطاعت تیری اختیار کی تو تو خود
قابل پرستش ہی طیمور نے چھوڑ دیا اہرمن بدل مطیع ہوا قلعہ مین لایا اور دعوت ضیافت کر کے
پوچھا کہ آپ کہان جاتے تھے شاہزادہ طیمور نے بیان کیا کہ مین مدد قطب شاہ شمالی کے
واسطے آیا تھا اسکے ملک پر محیط منارہ گردن چڑھ آیا ہی راستہ بھول کے اس طرف نکل آیا
اہرمن نے کہا کہ چلیے مین آپ کے ساتھ جاتا ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ چلنے
کی ضرورت نہین ہی پھر تمہارے قلعہ کا کون انتظام کرے گا کسی سوار کو ہمراہ راہبری میرے ساتھ
کر دو اہرمن کوہی نے عرض کی کہ اے شہریار اب اس قلعہ کا آباد رکھنا میرے امکان مین نہین ہی اسلیے
کہ جو صورت آمدنی کی تھی اسے آپ کے حکم نے مٹا دیا کہ آئندہ رہزنی سے کچھ نہ لیا کرو اب اہل
اسی ہزار کی بسر کس طرح ہوگی نہ یہان کی زمین مین غلہ پیدا ہوتا ہی نہ یہ کوئی سلطنت ہی مین اب آپکے
ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی تو میرے ساتھ چلو مین کوئی ملک فتح
کر کے تمکو وہان کا بادشاہ کر دونگا اہرمن نے عرض کی کہ نمک کی نے بحر کو دے دیجیے شاہی
سے آپکی غلامی بہتر ہی شاہزادہ نے اہرمن کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کر کے طرف قلعہ اسود
روانہ ہوا اب اسے تھوڑا مین چھوڑا جاتا ہی اور

چند کلمے داستان محیط منارہ گردن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت یہ مع لشکر سامنے قلعہ اسود کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور اک نامہ حاکم قلعہ اسود زنگی
کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اسود زنگی تو اک ملازمت پیشہ آدمی ہی بہتر یہ ہی کہ قلعہ خالی کر دے
اور دین قدیم پر اپنے قائم رہ جس طرح تجکو قطب شاہ نے قلعہ داری کا عہدہ دیا ہی مین بھی
تجھے قلعہ داری کا عہدہ دونگا اور اگر لڑیگا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جس وقت یہ

نامہ اسود زنگی کو پہونچا اسنے جواب تحریر کیا کہ اے محیط منارہ گردن جو کچھ تمنے لکھا ہی سچ ہی مگر مین نے
عرضی اپنے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی ہی جس وقت جواب آئیگا اسی وقت مین جیسا مناسب
ہوگا کیا جائیگا ابھی مین نہ قلعہ خالی کر سکتا ہون نہ طبل بجوا سکتا ہون ہان اگر تم طبل جنگ بجواؤ
تو مجھے مقابلہ کرنے مین کوئی عذر نہین ہی اگر مارا جاؤنگا حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا یہ جواب نامہ کا
دیکھکر محیط منارہ گردن برہم ہوا اور اسنے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اسی وقت طبل جنگی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی رزمی جب اسود زنگی کو پہونچی اسنے بھی نقارہ بجوا دیا مگر پل تختہ اٹھوا لیا
خندق پر از آب کردی رات بھر مین قلعہ کو خوب آراستہ کر لیا گولہ انداز توپون پر مسلط ہو گئے جب صبح
ہوئی تو خود اسود زنگی اکر جس بند دروازے پر بیٹھا دوربین ہاتھ مین لی ادھر محیط منارہ گردن
نے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر ایک
ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے داہنے ہاتھ مین گرز گران سر سنبھالا اور دوسرے ہاتھ مین سپر
لیکر قلعہ کا رخ کیا ادھر اسود زنگی نے دوربین سے دیکھا کہ اب یہ دیو پیکر نزدیک آگیا ہی بس
گولہ اندازون سے اشارہ کیا فوراً توپخانہ رعد آواز شورش مین آیا قلعہ سے گولہ برسنے لگا
اور محیط منارہ گردن نے مرکب کو جولان کیا گولون کو خالی دیتا اور رد کرتا ہوا چلا
گولہ اندازون نے جب یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے ایک ایک ذرہ زمین کا اڑا دیا ہوگا تو توپون
کا منہ روک لیا دھوان ہوا سے منتشر ہوا تو دیکھا کہ ہمراہیان محیط منارہ گردن سے قریب دوسو کے
اڑ گئے تھے باقی منتشر ہو گئے لیکن محیط منارہ گردن لب خندق پر کھڑا نعرے کر رہا تھا
اور پکار رہا تھا کہ اے اسود زنگی اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو پھاٹک قلعہ کا کھول دے اسود
زنگی نے فصیل قلعہ پر سے بانے کا متوالا اور کراہ کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب
چیزین پھینکین مگر محیط منارہ گردن نے سب چیزون کو روک کر پھاٹک توڑا اور اندر قلعہ کے داخل
ہوا اسوقت اہل قلعہ مرنے پر آمادہ ہوئے اسود زنگی نے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے
کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور لوگون نے حملہ کرنا چاہا محیط منارہ گردن نے
اسود زنگی کو بجائے سپر کے لیا اور لڑنے لگا فوج بھی محیط منارہ گردن کی آپہونچی تلوار
چلنے لگی اس وقت اہل قلعہ نے آواز امان بلند کی اور اطاعت محیط منارہ گردن کی قبول
کرلی محیط منارہ گردن نے اپنی جانب سے سہام ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کیا اور قید
اسود زنگی کی اپنے ہمراہ لی اور کوچ کر کے طرف شہر شمالیہ کے روانہ ہوا راستے مین نامہ دار کو
معلوم ہوا کہ قلعہ سر ہوگیا یہ روتا ہوا شہر شمالیہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ شمالی سے
عرض کی دیر نہ ہونے پایا تھا کہ قلعہ فتح ہو گیا اور اب محیط منارہ گردن اس طرف آتا ہی
قطب شاہ شمالی حیران تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر مرد کہان گیا پہلوانان لشکر نے عرض
کی کہ حضور وہ طفل بچارہ کیا مقابلہ کرتا بھاگ گیا ہوگا قطب شاہ شمالی کو بھی یہی خیال ہوا کہ طیمور
سامنے سے ٹلا لیا اب اسنے بھی جنگ کی تیاری کی لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر مرد کا سنیے
کہ جس وقت لشکر اسکا قلعہ اسود کے قریب پہونچا تو اسے تعجب ہوا کہ ابتک اہل قلعہ میری
پیشوائی کو نہین آئے اسنے وہین قیام کیا اور ہرکارون کو دریافت حال کے لیے روانہ کیا
کہ محیط منارہ گردن سے کیا گذری ہرکارون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ اے شہریار

چونکہ حضور کو تشریف لاتے مین دیر ہوئی اس وجہ سے محیط منارہ گردن نے یورش کر کے قلعہ کو لے لیا قلعہ دار کو قید کر لیا اب کوچ کر کے شہر شمالیہ کی طرف گیا ہی اور اپنی جانب سے سہام ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کر گیا ہی بس یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو نہایت غصہ آیا اہرمن کوہی سے فرمایا کہ تم تو شہر شمالیہ کی طرف جاؤ اور محیط منارہ گردن سے کہدینا کہ مین بھی اس قلعہ سے فرصت کر کے آتا ہون اگر وہ انتظار کرے تو خیر ورنہ ایک روز کی میدان داری تم کر لینا دوسرے روز یقین ہی کہ مین پہونچ جاؤنگا یہ سنکے اہرمن کوہی نے عرض کی کہ اے شہزادے محیط منارہ گردن کے نام سے پہلوانان عالم تھرّاتے ہین مین اس سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون مگر مجھے امید نہین کہ کوئی بھی اسپر فتحیاب ہو سکے اسلیے کہ وہ بلا سے بیدرمان ہی فرمایا کہ چونکہ وہ اسود زنگی کو گرفتار کر لے گیا ہی مین بھی اسکے قلعہ دار کو اسیر کر کے اپنے ہمراہ لے جاؤنگا اہرمن کوہی نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر اسنے اپنے اسّی ہزار سوارون کو ساتھ لیا اور جانب شہر شمالیہ روانہ ہوگیا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور نے سہام ناوک انداز سے کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو قلعہ سے نکل جا ورنہ ایک دم مین قلعہ خالی کرا لونگا سہام ناوک انداز نے جواب مین کہلا بھیجا کہ تجھے نہین جانتا کہ مین کس شخص کا ملازم ہون تو کیا حقیقت رکھتا ہی کہ مجھسے قلعہ خالی کرالے گا اور اہل قلعہ توپین مارتے ہین اور مین تیر مار کے لشکرون کو بھگا دیتا ہون تو اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو پلٹ جا ورنہ مارے تیرون کے ایک قدم آگے نہ بڑھنے دونگا یہ سنکے شاہزادہ غیظ و غضب مین آیا اور اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بس نقارہ زنگی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی نقارہ زنگی بجوایا دونون طرف تیاری جنگ ہوائی سہام ناوک انداز نے اپنے ناوک اندازون کو فصیل قلعہ پر قرینے سے بٹھلایا اور آپ گرد دروازہ قلعہ پر کھڑا ہوا اس طرف شاہزادہ طیمور شیر پرور سوار ہوا اور اہل لشکر سے کہا کہ تم سب یہین رہو مین اکیلا اس قلعہ کو سر کرونگا ہر چند ہوا خواہون نے اصرار کیا مگر شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کسیکو اپنے ساتھ نہ آنے دیا اور جلد کر پشت مرکب پر تلوار برہنہ کر کے ہاتھ مین لے لی دوسرے ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب کو طرف قلعہ کے جولان کیا ادھر سے سہام ناوک انداز نے تیر مارنا شروع کیے یہ لوگ ایسے نادر انداز تھے کہ نشانہ انکا خطا نہ کرتا تھا شاہزادہ نے دونون ہاتھون کو گردش دینا شروع کیا جو تیر اپنے اوپر آتے تھے انکو سپر پر روکتا تھا اور جو تیر گھوڑے پر آتے تھے انکو تلوار سے قلم کرتا تھا اسی طرح بر لب خندق جا پہونچا اب تو سہام ناوک انداز گھبرایا بس اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اب اس سے پیش پانا دشوار ہی پھاٹک بند کیے دو اور چور دروازے کی طرف سے نکلجاونگا وہ اچھا رہیگا ورنہ جو حالت اسود زنگی کی ہو چکی ہی وہی ہماری بھی ہوگی یہ مشورہ کر کے یہ تو چور دروازے سے نکلکر فرار ہوا اور شاہزادہ طیمور شیر پرور پھاٹک قلعہ کا توڑ کر اندر آیا تو کسیکو نہ پایا جو لوگ یہان رہ گئے تھے انھون نے عرض کی کہ قلعہ دار بھاگ گیا اک مرد ضعیف کو ناظم قلعہ مقرر کیا اور اسی وقت مع لشکر کوچ کر کے تعاقب مین سہام ناوک انداز کے روانہ ہوا لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر شمالیہ کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ قطب شاہ شمالی نے لشکر کو اپنے فراہم کر کے شہر کے باہر نکالا اور میدان مین آ کر

خیمہ زن ہوا دوسرے روز صبح کو گرد اڑی اور محیط منارہ گردن ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا
بید اسود زنگی بھی اسکے ساتھ تھی دیکھا اسنے کہ لشکر قطب شاہ کا خیمہ زن ہے یہ سرداران لشکر
کو دیکھ کے ہنسا اور اسنے بھی مقابل لشکر قطب شاہ خیمہ برپا کیا اور قطب شاہ کو نامہ لکھا
کہ اے قطب شاہ بہتر یہ ہے کہ جان کو غنیمت جان اور ملک سے ہاتھ اٹھا ورنہ اگر مقابلہ کریگا
تو جان بھی مال کے ساتھ تلف ہوگی تیرے لشکر کے پہلوان میرا کیا کر سکتے ہیں میں نے سنا ہے کہ جس
طفل کو میرے مقابلہ کے واسطے بلایا تھا وہ میرے خوف سے بھاگ گیا جب یہ نامہ قطب شاہ
کو پہونچا تو اسنے جواب تحریر کیا کہ اے محیط منارہ گردن لعنت ایسی زندگی پر جو ذلت و خواری سے
بسر ہو اگر سلطنت نہیں تو زندگی بھی بیکار ہے جو تجھ سے ہو سکے اسمیں قصور نکرنا یہ جواب جو محیط منارہ
گردن کو پہونچا اسنے برہم ہوکے حکم دیا بجنے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گرمی جو قطب شاہ کو پہونچی اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں لیکن ملک شمالیہ کے لوگوں میں جسطرح کا انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے انسان
اور دیو کا مقابلہ ہے جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف
نشان و جدال نصب ہوئے دیگر بجے تھے کہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے
آخر تلے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اہرمن کوہی اسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا
اسکو یہ خیال ہوا کہ اگر میں مہلت طلب کرتا ہوں اور نام شاہزادہ طیمور کا لیتا ہوں تو میری جرات
میں فرق آتا ہے محیط منارہ گردن دل میں سمجھیگا کہ یہ مجھ سے مقابلہ کرتے ہوئے خوف کرتا ہے کسی
نے آتے ہی للکارا کہ او محیط منارہ گردن تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے ایسے ملک پر چڑھائی کی ہے
جہاں کوئی شیر اہم سر نہیں ادھر آ اور دونوں سے سامنا کر محیط منارہ گردن نے کہا کہ او کوہی تیری زبان تجھے
اب تیری یہ جرات ہوئی کہ تو اپنے مسکن کو چھوڑ کر ملکوں پر چڑھائی کرنے لگا کیا تو نے میرا نام نہیں
سنا ہے کہ میں کون شخص ہوں اہرمن کوہی نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ کسیکو سر اٹھا کر اپنے ملک
کی طرف سے نہیں جانے دیا جو گیا وہ گردن جھکا کے گیا ہے اگر تو اس طرف آتا تو مجھے بھی معلوم
ہو جاتا کہ میں کون ہوں بس زیادہ لاف زنی سے کچھ حاصل نہیں ہے لا حربہ اپنا یہ سنکے محیط منارہ گردن
نے نیزہ سنبھالا اور نیزہ پر اہرمن کوہی کے وار کیا اہرمن کوہی نے نیزہ کو نیزہ پر کا ٹھار دو بدل
ہونے لگی لیکن قطب شاہ حیرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے مجھ سے تو اس قزاق سے ملاقات بھی نہ تھی
یہ میری طرف سے کیوں مقابلہ کرنے کو آیا ہے ادھر ان دونوں میں رد و بدل ہوتے ہوتے نیزے
بیکار ہوگئے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی ہر کسب اہرمن کا رد کیا اہرمن نے قصد کیا کہ محیط کو گھوڑے
کو بھی پکڑ کے دوں لیکن محیط منارہ گردن مرکب سے کود پڑا اہرمن نے دوڑ کر تلوار ماری محیط
منارہ گردن نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا محیط منارہ گردن سر دلزور بدست ہو چاہا کہ غرض کر
ہاتھ ملوا اسطرح یوں لیکن ممکن نہ ہوا اسلیے کہ اہرمن کوہی کی بلا سے بیدہ ہاں ہی اسنے گریبان میں
ہاتھ ڈالا یا کشتی ہونے لگی دونوں طرف سے سردار قریب آگئے تماشا دیکھنے لگے تمام دن
کشتی رہی قریب شام محیط منارہ گردن اہرمن کو ریل کرلے چلا تھا کہ پاؤں اہرمن کا نشیب خانہ
میں جا کر ٹوٹا دفعتہ رنگ زرد ہو گیا اندام میں رعشہ پڑ گیا محیط منارہ گردن نے پوچھا کہ کیا حال
ہے اہرمن نے کہا کہ پاؤں میرا ٹوٹ گیا مگر میں تجھ سے مقابلہ کو موجود ہوں یہ کہکر ایک زانو

تیغ کر مقابلہ پر آمادہ ہوا محیط منارہ گردن سنبھلا اور چھوڑ کے علحدہ ہوا چونکہ شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے لوگ اہرمن اسکو اٹھا لے گئے اور معالجہ میں مصروف
ہوئے لیکن اہل شمالیہ کو نہایت رنج ہوا کہ ایک عرفدار آیا تھا اسکی یہ حالت ہوئی اب کل دیکھیے کیا
ہوتا ہو وہاں محیط منارہ گردن اپنی بارگاہ میں پہونچا لباس بزم پہنا پوشاک رزم اتاری دو چار جام شراب
کے پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ نقیب طبل جنگ اسی وقت نقارہ و زنگی
پر چوب لگے اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر قطب شاہ شمالی کو پہونچی انہوں نے بھی کوس حربی بجوایا افسران
لشکر نے مرنے پر کمر باندھی ملازمان اہرمن کوہی نے اہرمن سے کہا کہ اگر حکم ہو تو شبخون مار کر لشکر کو
محیط کے ہم تباہ کر دیں اسے اتنی مہلت نہ لینے دیں کہ یہ شہر شمالیہ پر حملہ کرے اہرمن نے منع کیا کہ یہ عمل
شاہزادہ کے خلاف ہوگا میری طرف سے جا کر محیط منارہ گردن سے اتنا کہو کہ آج طبل نہ بجوائے اور
انتظار شاہزادہ طیمور کا کرے اگر اسنے مان لیا تو المراد ورنہ دیکھا جائیگا ایک سوار اہرمن کا پیام لیکر
محیط منارہ گردن کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے سردار نے اتنی مہلت طلب کی کہ یا ہمارا آقا
آئے یا وہ ہاتھ پاؤں ہلانے کے قابل اچھا ہو لے تو ہم برائے مقابلہ موجود ہیں یہ سنکے محیط منارہ گردن نے کہا کہ
رات میں طبل جنگ بجوا چکا اگر پہلے اہرمن نے کہلا بھیجا ہوتا تو میں طبل نہ بجواتا اور نہ مجھے زیادہ ٹھہرنے
کی فرصت بھی نہیں ہو اسلیے کہ مجھے یہاں سے رخصت کر کے حضرت میں خداوند ساریق بن لقا کے
جانا ہو کہ اسنے بھی مجھے بلایا ہو مدد طلب کیا ہو خدا پرستوں نے خداوند پر چڑھائی کی ہو جب یہ جواب
اہرمن کوہی کو ملا تو یہ مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اور یہ تہیہ کر لیا کہ اگر لشکر شمالیہ شکست کھانے لگا
تو میں پھر اسی حالت زخمداری میں مقابلہ کرونگا الغرض طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر اپنے اپنے آشیانوں سے نکل نکل کر شاخہائے
درخت پر محو زمزمہ سرائی ہوئے پرند چرند چراگاہوں کی طرف متوجہ ہوئے پرند فکر آب و دانہ میں چلے یہاں دونوں
لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے اہرمن کوہی بھی ایک ہاتھی پر سوار پاؤں میں پٹی بندھی ہوئی
میدان میں آکے پہونچا محیط منارہ گردن مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے قطب شاہ شمالی
کل تو اس کوہی نے آکر مجھے بچا لیا اب آج کون میرے مقابلہ کے واسطے نکلیگا یہ سنکے قطب شاہ
شمالی نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور آواز دی کہ اے یاران باوفا اگر تم لوگوں کو پاس نمک ہو اور نام
مقابلہ ہو تو کوئی بہادر اسکے مقابلہ کو جاوے ورنہ میں خود خوم مقابلہ کو نکلتا ہوں بادشاہ کو آمادہ مرگ
پا کر سردار بھی سیلئے جنگ ہوئے لشکر سے قطب شاہ کے سرہنگ تیغ زن نکلا اور
قطب شاہ سے عرض کی کہ جبتک ہم جان نثار موجود ہیں سلطنت پر زوال نہ آنے دینگے قطب شاہ
نے کہا کہ جاؤ بخیر خواہ دولت اللہ اس سرکش سے مقابلہ کر ہو لے دوسو خداوند تیرے نگہبان ہیں
یہ سنکے سرہنگ تیغ زن مرکب کو چمکا کر سامنے محیط منارہ گردن کے آیا محیط منارہ گردن نے
کہا لا ضرب بہادری کی یہ سنکے سرہنگ نے نیزہ مارا محیط منارہ گردن نے نیزہ سرہنگ کے ہاتھ
سے نکال دیا اسنے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے وار اسکا پشت سپر پر روک کر جو ہاتھ تیغ
آبدار کا مارا سرہنگ کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے بعد سرہنگ کے فیروز تیر زن نکلا یہ
بھی مارا گیا اسکے بعد سیلم زرہ پوش نکلا یہ بھی مارا گیا پھر بھی ستر و ہا اٹھارہ سردار قطب شاہ
شمالی کے مارے گئے جو گیا ایک ہاتھ میں کام اسکا تمام ہوا اب تو یہ ہیبت طاری ہوئی کہ پرا بند

ہو گیا محیط منارہ گردن للکار رہا ہے کہ جسکو آتا ہو وہ آئے ورنہ میں خود آتا ہوں لیکن کسیکی جرأت
نہیں ہوتی اب محیط منارہ گردن نے طرف لشکر شمالیہ کے بڑھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے
آگے پیچھے دو بگولے گرد کے اٹھے سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہے دیکھا کہ آگے آگے تو ایک پہلوان
بھاگا چلا آتا ہے اور اسکے پیچھے اسکے ایک سر خیوش گھوڑا دوڑائے ہوئے برگالہ آتش بنا ہوا مثل قضا سے
مبرم کے آتا ہے یہ دونوں اس طرح آ رہے تھے کہ کسی نے نہ پہچانا جو پہلوان آگے آگے بھاگا آتا
تھا اسی نے محیط منارہ گردن کے سامنے پہونچکر آواز دی کہ مجھے اس شیر کے ہاتھ سے بچا ہے
بس یہ کہنا تھا وہ تھمنا تھا کہ سر خیوش بھی سر پر آ پہونچا آتے ہی جو تلوار ماری مع مرکب چار ٹکڑے
ہوئے جب لاش گری تو محیط منارہ گردن نے اُسے رئیس سہام ناوک انداز کو پہچانا ادھر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سب نے پہچانا اسلام کے لشکر میں نقارہ شادمانی بجنے لگا لیکن محیط
منارہ گردن کی آنکھوں میں خون اتر آیا نیزہ پکڑ کر طیمور کی طرف بڑھا اور پکارا کہ او طفل تو بڑا
سرکش معلوم ہوتا ہے کہ تو نے سب ایسے زبردست سردار کو اس طرح مارا اب چھوڑتا ہوں تجکو
یہ کہکر اسنے چاہا کہ طیمور کو نیزہ پر اٹھاؤں طیمور نے تڑپ کر وار نیزہ کا خالی دیا اور نیزہ کو بغل
میں داب کر ایسا بل دیا کہ نیزہ ٹوٹ گیا بس محیط منارہ گردن نے تلوار ماری طیمور نے کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ کھینچ لوں مگر محیط بھی پہلوان زبردست تھا نہ اسنے قبضہ چھوڑا نہ لنگر اسکا
اکھڑا اسی کشمکش میں گھوڑے تھک گئے اور چلا کے بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کی اور مصروف
تلاش ہو گئے ادھر قطب شاہ شمالی قریب آگیا ہے اور سرداران شمالیہ قریب سے آکر تماشہ دیکھنے لگے
یہ وہی لڑکا ہے بادشاہ نے جسکو لے مدد طلب کیا تھا ادھر اہرمن کوہی نے اژدہا اپنا بڑھوایا اور
قریب آکر لڑائی کا تماشہ دیکھنے لگا یہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور مصروف تلاش تھا محیط منارہ گردن
ہر چند قصد کرتے چاہتا تھا کہ طیمور کو اٹھاؤں مگر طیمور بھی جہاں ہاتھ ڈال دیتا تھا اور قدم جما دیتا تھا
ملنا دشوار ہو جاتا تھا جب اسی حالت میں طیمور انکو ہار کر چھوڑ ڈالتا تھا محیط منارہ گردن کی نفس
تھی جاتی تھی اسی کشمکش میں شام ہو گئی محیط منارہ گردن نے کہا کہ او طفل تو بہادر ہے چار راتیں واسطے
آسائش کے ہو آرام لے صبح کو مقابلہ کرنا طیمور نے کہا میں بغیر فیصلہ کیے آرام لینے کو حرام جانتا ہوں
نہ مجھے چین پڑتا ہے یہ سنتے محیط منارہ گردن کو غصہ آیا کہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تجھ سے ڈر گیا ہوں میں
بھی عاجز نہیں ہوں یہ کہکر پھر دونوں لڑنے لگے جب محیط منارہ گردن طیمور شیر پرور کو پکڑ لاتا تو
طیمور اس طرح ہاتھ چھڑا کر نکل جاتا ہے جس طرح بجلی گھٹا سے نکل جاتی ہے اور جب طیمور محیط کو پکڑتا
ہے تو یہ بھی نکل جاتا ہے عجب طرح کا کشتی کا نہ جانے ہوا ہے دیکھنے والے وجد کر رہے ہیں اور کہ رہے ہیں کہ محیط
منارہ گردن تو مشہور پہلوان ہے مگر یہ لڑکا بھی قیامت کا زبردست ہے دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہے دونوں جانب
سے روشنی کی گئی سرداروں کے دل نکل بجھ گئے تمام رات یہ مرد دونوں مصروف تلاش رہے الغرض
جب صبح ہو گئی صبح کو پھر جلوہ نما ہوئے دونوں جانب سے دمامہ شیر لنگے دونوں نے پھر ادھر سے گرم
تلاش ہوئے آج بھی تمام دن کشتی رہی مگر فرق محسوس ہوا تیسرا دن آیا کوئی دوپہر گذرے ہونگے
کہ محیط منارہ گردن نے غصہ میں آکر دونوں ہاتھ طیمور شیر پرور کے پکڑ کر آواز دی کہ او طفل سنبھل جا
اگر تو نے رستم و سہراب بھی ہیں تو زیر کر لیا ہے لیکن طیمور کو زیر کر لیا بس طیمور نے کھڑے قدم جمائے
پھر للکارا کہ محیط آپ بجھنرہ زمین تو دم سے ضہو جا رہا بس طیمور نے وہیں سے پلٹ کے کمر زنجیر کے

بندین ہاتھ ڈال دیا اور یا خداوند آئینہ کہکر زور جو کیا تو محیط ایسے کہ چکر کہاتا ہو کم آٹھا لایا محیط مناره گردن نے بلبلا کر لنگر مارا طیمور نے ہاتھ تو تمام کر دیا اور کہا کہ تراب جتنا جی چاہے اب تو میرے ہاتھ سے چھوٹ نہین سکتا ہو جب دیکھا محیط مناره گردن نے کہ تڑپنے سے کچھ نہوا تو ہاتھ پاؤن ڈھیلے کر دیے طیمور نے دوسرے زور مین سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہو شناخت خداوند آئینہ مین محیط مناره گردن نے عرض کی کہ ای ٹھہر جا آئینہ کیسا تو خود لایق پرستش ہی طیمور نے کہا کہ مین قابل پرستش نہین ہون جسکی پرستش مین کرتا ہون اگر تو بھی اسکی پرستش کا اقرار کر تو خیر ورنہ ابھی چیر کے پھینک دونگا محیط مناره گردن نے کہا کہ مجھے تیری اطاعت سے کام ہی تو جسے کہے مین اُسے سجدہ کرون طیمور نے چھوڑ دیا محیط مناره گردن نے کہا کہ اگر مین پھر مقابلہ کر دن زبایا پھر سجھے باندہ دیگا تو بچ کے میرے ہاتھ سے کہان جائے گا محیط مناره گردن اس بے پڑائی پر اور بھی شیدا ہو گیا اور اپنی تمام فوج سے آئینہ پرست ہوا اور قطب شاه شمالی بھی مع کل لشکر آئینہ پرست ہوا اور بڑی دھوم سے طیمور کی دعوت ہوئی جب پاؤن اہرمن کربی کا اچھا ہو گیا تو شاہزاده طیمور نے اہرمن کربی اور محیط مناره گردن کو ساتھ لیا اور دو لاکھ سوار وہیل کی جمعیت سے کوچ کرکے طرف سارلقیہ کے روانہ ہوا اسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہو

اور اب یہان سے چند کلمے داستان رانده درگاه خدا لعینی ساریق بن بقا کے بیان کیے جاتے ہین کہ اُسکا نتیجہ کیا نکلا

راوی بیان کرتا ہو کہ خلخال جادو ساریق کو زیر تیغ دیکھکر اُٹھا لے گئی تھی اُسنے ساریق کو لیجا کر اپنے باغ مین اُتارا اور کہا کہ کدھے یہ حماقت تیری کا مدامی ہو تو اپنی حقیقت کو بھول کر ایسا بھول جاتا ہو کہ جو شیان لگانے کی باتین کرتا ہو اگر مین جا کر نہ لے آتی تو تو قتل ہوتا یا زنده بچتا اُسنے ساحر ایسے لیسے پہلوان پیر سے سکوم مین تو نے کسی کو بھیج دیا ہوتا یا خود ہی گیا ہوتا تو کسی ساحر کو ساتھ لیتا گیا ہوتا تو بس بھروسے پر مد یوسف مکرانی کو گیا تھا آخر اسکا نتیجہ دیکھا ساریق نے کہا کہ مجھسے خطا ہوئی اور یہ خطا آپ ہی کی کمک کے بھروسے پر ہوئی مین جانتا تھا کہ جب کوئی وقت سخت آ پڑے گا تو آپ ضرور میری مدد کو آئینگی خلخال جادو نے کہا کہ ای سنگان تو دیا ہوتا نہ تھا تو نے بھی نہ سمجھا یا سنگان نے کہا کہ ای ملکہ عالم انکو تو خدا دعوی میں کسیکی نصیحت کارگر نہین ہوتی ہو بھلا یہ کسیکے سمجھانے پر کب عمل کرتے ہین مین نے بہت بہت منع کی مگر انھون نے نہ مانا دیو جنجال کی جان لی اور سارا واقعہ تالاب کا بیان کیا خلخال جادو کو ساریق کے کدھے پر غصہ بھی آیا اور حماقت پر اسکی ہنسی بھی آئی کہا خیر آج تو یہان مہمان رہ کل مین تجھے قیطول پر پہونچا دونگی پھر بھی بہت سے ساحر وق ور جادوگر شیون کو نامے لکھے ہین یقین ہی کہ چند دن مین سب پہونچ جائینگے جب وہ سب آلین اس وقت طبل جنگ بجوانا یہ کہکر ساریق کیواسطے سامان آسایش مہیا کیا شغل شراب خواری ہونے لگا سنگان نے ساقی گری کی ساریق نے مستی کی حالت مین خلخال جادو سے اختلاط شروع کیا۔ لکانہ تو ای خرمن سے لیتے باغ مین لائی تھی تجھ کو قیطول پر پہونچا دیتی یہ بھی ساریق سے لیتی سنگان نے تو اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ یا خداوندا اسی سے تو نے بندون کے واسطے بھی سب خورتین حلال کر دی ہین

صاحبقران کو غارت کر دیا کہ اُس سے زیادہ شہ زور میں نے کوئی بندہ پیدا نہیں کیا تھا اب جا تو ان تمام خدیو اعظم
غالب ہوگا زلازل بار دگر فیل پر سوار ہو کے میدان میں آیا اور پکارا کہ باشش آتش پرستان گروہ خدا پرستان بعد
صاحبقران کے تم میں سے جس کو دعوےٰ صاحبقرانی ہو اور جو قائم مقام صاحبقران سمجھا جاتا ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے ہر چند کہ طلحہ پہلے سے تیر لیے ہوئے تھا کہ میرے اُسکے فیصلہ نہیں ہونے پایا تھا کہ اسکو
بیچ نیکیا تھا میں ہی اس سے مقابلہ کرونگا مگر جب اسنے یہ کلمہ کہا کہ جو قائم مقام صاحبقران ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے تو طلحہ نے تامل کیا لیکن اس کلمہ کے سننے کی سکندر کو کب تاب تھی ایک میں سے باگ مرکب
کی لی اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے زلازل بن زلزلہ اژدر کش کے تشریف لائے اور
فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی زلازل نے کہا کہ اگر اور کوئی تجھ سے زبردست ہو تو اسے میرے مقابلہ کو
بھیج فرمایا تیری گوشمالی دینے کو میں ہی کافی ہوں ہنوز یہاں گفتگو ہی ہو رہی تھی کہ جانب صحرا سے پھر گرد اُڑی
سب دیکھنے لگے سکندر اور زلزلہ نے بھی اُس گرد کا انتظار کیا یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں دامنہ گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے دو سو علم نشان اور لاکھ سوار کا پیدا ہوا علموں میں آئینہ نصب تھے پھر ہر ایک کے سرخ
رنگ کے تھے اُسکے آگے شاہزادہ طیمور شیر پرور رزم کیب بادرفتار پر سوار ایک سردار زبردست طیمور
کے دائیں جانب اور ایک بائیں جانب پشت پر دو لاکھ سوار طیمور کی آمد دیکھکر سنگ بن طوفان
دریا موج سردار لشکر کو لیکر برائے استقبال بڑھا اور پیشوائی کر کے طیمور شیر پرور کو لایا یہاں
جو صف آرائی دیکھی پوچھا کہ کیا ساریق آگیا لوگوں نے عرض کی کہ ابھی نے آکے طبل جنگ بجوایا ہے
اور پہلے تو وہی ایک مہینہ کی مہلت صاحبقران سے طلب کر کے گیا تھا اب خود ہی خلاف عہد
کیا پوچھا کہ صاحبقران تشریف لائے عیار نے عرض کی کہ وہ ابھی نہیں تشریف لائے اور ساریق
کہتا ہے کہ میں انھیں بھی غارت کر آیا طیمور نے کہا جھک مارتا ہے یہ ملعون کسیکو کیا غارت کرے گا
اُدھر زلازل بن زلزلہ سے اور سکندر سے مقابلہ ہوا طیمور کو نہایت افسوس ہوا کہ اگر کچھ دیر ہی
پہلے میں پہونچ جاتا تو زلازل سے مجھی سے مقابلہ ہوتا یا اُسکے مقابلہ کو طلحہ نکلا ہوتا تو بعد فیصلہ جو باقی
رہتا اُس سے میں آزمائش کرتا طیمور کو تو یہ افسوس ہوا یہاں زلازل نے سکندر کو نیزہ مارا
سکندر رستم خو نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا تھا غرضکہ نیزے چلنے لگے نیزہ بدل ہونے لگی تو ایسی طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ سکندر نے اک مقام پر نیزے سے نیزہ کو لپیٹ کر اور سنان کو سنان سے اُلجھا کر جو
جھٹکا مارا تو نیزہ ہاتھ سے زلازل کے صاف نکل گیا اسوقت نگاہوں میں زلازل کے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا
نیزہ تو مانند تیر شہاب کے کئی قدم کے فاصلہ پر گرا اور زلازل بنیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہوگیا لشکر
اسلام سے تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں طیمور شیر پرور نے بلائیں لیں سکندر کی تعریف کی کفار نے
بھی کریں زلازل نے اب سے گرز لپیٹا اُٹھایا اور آواز دی کہ اے جوان ہوشیار ہو جا ضرب میری کا بچنا
ہر دل کا یہ نہ تھا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر اپنی گرز کو سر پر چرخ دیکر سر پر سکندر کے وار کیا کس
سکندر نے تڑپ کے ہو کر اس خوبصورتی سے کلہ گرز میں ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دیا کہ زلازل گرد
فیل پر سے کے لیکن تو سنبھلا اور گرز ہاتھ سے نہ چھوڑا دیر تک ایسے ہی جلے کہ مرکب
تلووں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونوں نے رکابوں سے کود کر زمین کو دبا کر زور کیے آخرش زلازل
نے گرز کو اپنی طرف کھینچا سکندر کے ہاتھ آگے بڑھا دیا بس جیسے ہی زلازل نے کھینچا تھا سکندر نے
ایسا جھٹکا مارا کہ گرز زلازل کے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس زلازل لپٹ پڑا اُدھر شاہزادہ سکندر

سر دیو سست کا نصب کر دیا جاوے اُدھر اہل اسلام کی اپنی بارگاہ پر آئے طیور شیر پر وہی میدان
سے پھر اول میں دعا یہی کرتا تھا کہ یا خداوند اب یہ سر دانت کے نیچے یہاں لوگوں نے ایک میل چوبی
لا کر بیچ میدان میں نصب کیا اور اُسپر سر دیو سست کا نصب کر دیا ساریق نے جنگ ملتوی
رکھی اور سامان جشن کیا تمام ملک ساریقیہ میں جو لوگ ان جادوگروں کی موت سے آواز نکلنے کی خبر
خوشی ہوئی یہاں شاہزادہ سکندر رستم خو نے زلازل کو طلب کیا چونکہ زلازل اسیر غل و زنجیر
سامنے آیا اسلام کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے ایک وکیل آدمی پر بیٹھنے کا حکم دیا زلازل بیٹھ گیا
شاہزادہ سکندر نے فرمایا کہ اے زلازل میں کہ نے تجھے کس طرح زیر کیا زلازل نے عرض کی کہ جس طرح
بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں فرمایا کہ تجھ سب کے بارے میں کیا کہتا ہے زلازل نے عرض کی کہ اگر
شہریار میں دین اسلام اختیار کرونگا تو وہ حق یہی کہینگے کہ زلازل خوف جان سے مسلمان ہو گیا
سکندر نے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام نہ اختیار کرے گا تو میں تجھے قتل کرونگا زلازل نے عرض کی ہے
سر تسلیم خم زیر شمشیر حبیب ۔ ہر چہ آید برسرِ من یا نصیب ۔ اے شہریار میرا قتل ہو جانا ہی بہتر ہے فرمایا کہ دیکھ جہاں تک
تو کر اس معبود حقیقی کو پہچان جسنے سب کو پیدا کیا ہے اور ساریق ملعون پر لعنت کر کہ وہ ایک فن تحیر
ہے زلازل نے کہا کہ یہ میں بھی خوب جانتا ہوں کہ ساریق کی کوئی حقیقت نہیں ہے خلخال جادو نے
اسکو اتنا زور دیا ہے ملک چین ماچین کے ساریق کے قبضے میں کر دیے اور سلطنت کو وسیع
کر دیا خلخال جادو کے معاونے بڑے بڑے ساحر اور پہلوانان صف شکن اسکے مطیع ہیں
لیکن اے شہریار میں ہمیشہ سے ساریق کو بادشاہ اور اپنا ولی نعمت سمجھتا تھا میں نے اسکو سجدہ
عبودیت کبھی نہیں کیا مگر میں دین اسلام بھی اختیار نہ کرونگا آپ مجھے قتل کر ڈالیے سکندر نے
بادشاہ اسلام کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ اب کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے بھی زلازل کو سمجھایا
زلازل نے یہی جواب دیا کہ میں خوب سمجھتا ہوں دین آپ کا برحق ہے مگر اس وقت مسلمان ہونے سے
میری سبکی میں داغ لگتا ہے بادشاہ اسلام نے صاحبقران اور سکندر رستم خو سے ارشاد کیا
کہ جب یہ دل میں قائل ہو چکا کہ دین اسلام برحق ہے تو مسلمان ہو چکا اسلیے کہ نیت پر ایمان کا دارومدار
ہے اب قتل اسکا جائز نہیں لہذا اسکو رہا کر دو تاکہ جہاں اسکا جی چاہے چلا جاوے سکندر رستم خو
نے آہنگروں کو طلب کیا کہ بیڑیاں اسکی کاٹ دیں اس وقت زلازل نے عرض کی کہ اس قید کو کیا
میں توڑ سکتا ہوں اگر آپ مجھے رہا کرتے ہیں تو میں رہا ہو جاتا ہوں یہ کہکر ہاتھ جھٹکا تو ہتھکڑی کی کڑی
میں ڈالکر جو زور کیا تو قید کیا تھی تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا اور صاحبقران سے
عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے فرمایا میں نے تجھے آزاد کیا جہاں تیرا جی چاہے چلا جا زلازل نے سلام کیا
اور بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ صاحبقران نے زلازل
کو رہا کر دیا اور زلازل آتا ہے پس اسنے آفات نیرنگ ساز کو بھیجا کہ جا کے زلازل کو لے آ زلازل
اپنے لشکر میں آیا تین لاکھ جوان اسکے ماتحت تھے زلازل نے کہا کہ میں تو اس لشکر سے کنارہ کشی
کرتا ہوں جسکو یہاں رہنا ہو وہ یہاں رہے جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے یہ فرما کر
اپنا سامان ساتھ لیکر ایک جانب روانہ ہو گیا دو لاکھ آدمی اسکے ساتھ ہو گئے رستے میں آفات
نیرنگ ساز نے کہا کہ خداوند نے آپ کو یاد کیا ہے زلازل نے کہا کہ اب مجھے ساریق سے
کوئی تعلق نہیں ہے اس سے کہدینا کہ اب میں تیری بارگاہ میں نہ آؤنگا یہ کہکر کنارے دریا کے قریب ہو کر

نام کیا کہ وہ مقام ساریق نے اسکو دیدیا تھا اس معاوضہ مین کہ اک دیو نے ساریق کو پکڑ لیا تھا اور
نے دیو کو مار کر ساریق کو رہا کیا تھا اسکے صلہ مین یہ صحرا اور دریا اور اسکے قرب و جوار مین جو بستیا
تھے وہ سب ساریق نے زلازل کو دے دیے تھے زلازل نے اسی جگہ قیام مناسب جانا
تاج پگڑی کو جسم سے دور کرکے لباس فقیرانہ اختیار کیا اور اک بیراگی لیکر بیٹھ گیا اور اپنے لشکر
دے دیا کہ خبردار کوئی شخص ساریق پرستی نکرے مین نے ساریق پر لعنت کی یہ سن کے
ہزار آدمی سے تو بابگڑ کے چلے گئے لیکن ڈیڑھ لاکھ جوانون نے کہا کہ ہمین آپ کی رفاقت
نام ہے جسے آپ کہینگے اُسے سجدہ کرین زلازل نے کہا کہ اس نیت سے پرستش کیا کرو کہ جسنے
کو پیدا کیا ہے ہم اسے سجدہ کرتے ہین اور خود بھی طریقہ بدل کر خدا پرستی اختیار کی ادھر طیمور شیر ور
ہوا کہ زلازل نے نہ تو دین اسلام کو قبول کیا اور نہ ساریق پرستی اچھا جانتا ہے اسے خیال ہوا کہ شاید یہ صحیح
نہنگ بن طوفان کو اک آئینہ دیا اور کہا کہ زلازل تیرا ہم خشم ہو اسے جا کے سمجھا کہ اگر تو آئینہ پرستی دیکھا سمجھا
دین کو اختیار کر اور سکندر کی جرأت پر نظر کی کہ اتنے بڑے سوار کو زیر کرنے کے بعد اس طرح آزاد کر دیا
بن طوفان دریا موج فوج کو لیے ہوئے پاس زلازل کے گیا جس وقت زلازل کو
اسنے چند قدم استقبال کیا اور نہایت عزت سے بٹھلایا اور پوچھا کہ کس ارادے سے تمہارا
نہنگ بن طوفان نے کہا اے برادر من تو صاحبقران آئینہ پرستان کے ہاتھ سے زیر
کا دین بھی اختیار کیا اطاعت بھی قبول کی تحسین سکندر نے زیر کیا تھے تم نے انکی اطاعت کیون
دین خدا پرستی کیون نہ اختیار کیا اگر تم اس دین کو اچھا نہین سمجھے تو آئینہ پرستی اختیار کرو
دربار طیمور شیر پرور مین بیٹھو پھر ہم اور تم ایک ہی دربار مین جمع ہو جائینگے جس طرح سے پہلے
ساریق بیٹھتے تھے اسی طرح اب دربار طیمور مین بیٹھینگے طیمور شیر پرور بادر دست
یت زبردست ہے زلازل ہنسا اور کہا کہ اے نہنگ بن طوفان مین جبتک زندہ ہون سکندر
کا دم بھرونگا لیکن اسوقت مین نے دین اسکا اس وجہ سے نہین اختیار کیا کہ لوگ کہینگے زلازل
جان سے مسلمان ہو گیا ورنہ اصل یہی ہے کہ دین خدا پرستی برحق ہے اس سے بہتر کوئی مذہب نہین ہے اب
طیمور سے اور خدا پرستون سے فیصلہ ہو جائے گا اور دونون ایک ہو جائینگے اُس وقت
ہم ایک ہی جگہ جمع ہو جائینگے یہ چند دن کی مفارقت کوئی چیز نہین ہے سکندر رستم خو صاحبقران
اسکے لقب سے مشہور ہین اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران حق یزدہ یعنے عادل کیونکہ
وسے بھی زبردست ہین جب تو آپکی اطاعت سکندر نے اختیار کی اے نہنگ بن طوفان
پرستون کی قوت خدا داد ہے خصوصاً اولاد حمزہ صاحبقران سے کوئی عہدہ برآ نہوگا ہین وہ
ہون کہ مین نے دیوون کو مار اسات سات روز لڑ کر بڑے بڑے دیوون کو زیر کیا اور
کیا لیکن سکندر سے بمشکل پانچ روز لڑا اور یہ بھی میرا ہی کام تھا میرا کلیجہ جانتا ہے جیسے جیسے زد
نے روکے ہین اور جیسے زد دیے ہین اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر سکندر
نہوئی اے نہنگ بن طوفان مین کیا اب سکندر کے دامن کو چھوڑتا ہون لیکن دعوت کا
یہ سنکر نہنگ بن طوفان مایوس ہوا اور زلازل سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا
ہوئے سے زلازل کے حال کا اظہار کیا طیمور خاموش ہو رہا لیکن ساریق کو بہت رنج
جانے سے کچھ پرواہ نہوئی جب ضیافت سے بہت کے فراغ حاصل ہوا تو بہت عذرا

پھینک دیا اور کہا اے خدا پرست تو نے مجھے کیا دھوکا دیتا ہے ایسی بھاری ضرب جو قابو کی نہو آسکے ہاتھ
سے کیا فائدہ اگر ہاتھوں میں قوت ہے تو ہلکی ضرب بھی بھاری پڑ جاتی ہے سکندر نے کہا یہ تیری لاف زنی کا جواب
تھا ورنہ ایسے بڑے کا حال مقابلے کے وقت خود ہی معلوم ہو جائیگا اٹھا نیزہ سارلیق پھر ہوا اب
ہے میں بھی تو دیکھوں کہ تیرے دست و بازو میں کسقدر قوت ہے لیکن ادھر تو شاہزادہ سکندر
نے دل میں خیال کیا کہ برہوت بھی زبردستان روزگار سے ہے کہ اتنی بڑی ضرب کو اسنے کس
سبکی سے اٹھا لیا اگر مشق ہو تو یہ اس ضرب کو لگا بھی سکتا ہے ادھر برہوت دل میں کہتا ہے
کہ بظاہر تو اسکے دست و پا کچھ بھی نہیں ہیں لیکن بڑی قوت اسکے بازوؤں میں ہے جو اتنا لنگر دار
حربہ باندھتا ہے ادھر طیموس شیر پر ورا آنکھیں ڑوتے ہوئے دیکھ رہا ہے اور نہنگ بن طوفان دریاء
اور محیط منارہ گردن سے کہہ رہا ہے کہ یہ خدا پرست بڑے خوش نصیب ہیں ابھی سکندر زلازل کو زیر
کر چکا ہے اب یہ سردار بھی اسی کے حصہ کا معلوم ہوتا ہے افسوس اسنے مجھے نہ لڑا تھا نہنگ بن طوفان نے
کہا اے شہریار یہ مثل زلازل کے نہیں ہے یہ وہ شخص ہے جسکے زور پر سارلیق خداوندی کرتا ہے اور
سارلیق اسے بہت دوست رکھتا ہے دیکھیے تو ہوتا کیا ہے وہاں پہلوستی پر جھگڑا ہوا برہوت
کہتا تھا کہ ایجوان پہلے تو وار کر اور سکندر کا اصرار تھا کہ پہلے تو حملہ کر ہم اہل اسلام پیشدستی کو جائز نہیں
رکھتے ہیں آخر برہوت رعد آواز نے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے سے رد کیا نیزہ بازی
ہونے لگی مرکب اشاروں پر پھرنے لگے گھوڑوں کی گشت سے تتق گرد بلند ہوا کہ دونوں چھپ
گئے صرف سنانوں کی چمک نظر آتی تھی نیزے اس طرح گردش کر رہے تھے کہ ایک ہالہ بندھا
ہوا تھا دیکھنے والے وجد کر رہے تھے ایک عالم پر سکندر نے اس طرح نیزے کو الجھا کے جھٹکا
مارا کہ نیزہ برہوت رعد آواز کا بیچ جگہ سے ٹوٹ گیا بس اسنے غصہ میں آکے نیزہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور دوڑ کر اپنا گرز اولے پر سے لیا اور آواز دی کہ خبردار ہو جا یہ کہتا کہ آگاہ ہو کیا یکبارگی
گرز گران سنگ آسمان درنگ بعد وہ کوہ کو سرپہ چرخ دیکھکر سکندر رہی یہ ادر کیا سکندر نے جلدی سے
اپنے گرز کو اٹھا کر سپرے کی پناہ دی گرز پر گرز جو پڑا تو ایسے تڑپنے کی صدا بلند ہوئی کہ شہ فلک کا کلیجہ ہل گیا
جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا مرکب سکندر کا نمر تا زمین ہو گیا برہوت
نے آواز دی کہ زور و دست کر دم لو پھر اسکی اسوقت ستارہ کو چپ چھاگل پانی کی نیکہ آڑا
چھینٹے دے کر گرد کو بٹھا یا دیکھا کہ سکندر بہوش کھڑا ہوا ہے سر سے پاؤں تک پسینہ جاری
ہے زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہے لیکن ہاتھ جو دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں آنکھیں
ذرا فرق نہیں ہے ستارہ کو چپ نے آواز دی کہ اے شہریار حریف تو لاف زنی کر رہا ہے اور آپ
تعریف کر رہے ہیں بس یہ سنتے ہی طیش آگیا جا ہا مرکب کو زمین سے نکالوں مرکب مر چکا تھا
اور تصویر سی ہو چکا تھا بس سکندر نے اسے مرکب سے جست کی اور کھینچکر تیغ آبدار چلا کہ اسکے
مرکب کو بھی دو کروں لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر اسکے گھوڑے کو دو کر دیا تو کچھ لطف نہیں
اسوقت وہ کام کرنا چاہیے کہ عالم میں یادگار رہے جبریہ پر دوا نے لنڈھور کو مع فیل اٹھا لیا
تھا اسی طرح تو بھی اسے مع مرکب اٹھا لے یہ سمجھکے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور زیر شکم
مرکب جا کر چاروں ہاتھ پاؤں مرکب کے پکڑ کر جو زور کیا تو برہوت رعد آواز کو مع مرکب
اٹھا لیا دیکھا برہوت نے کہ اب بھی اگر غور کرے سے نہیں کودتا ہوں تو کرکری ہوتی ہے

تھی گرد و غبار بلند ہوا کہ طلحہ چھپ گیا برہوت نے شکر خدا کیا کہ زدم دلستکر دم عیار طلحہ کا جھپٹ کر قریب
آیا گرد و گرد سے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا پانی کے چھینٹے دیے گرد کو بٹھایا دیکھا کہ طلحہ سرشار ہے
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں ہاتھ ستون فولادی کے قائم ہیں عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا
دیا اور کہا کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لا فنا کی کرتا ہے طلحہ نے ہوشیار ہو کر فیل کو زمین سے
نکالنا چاہا فیل مر چکا تھا برہوت رعد آواز نے کہا اے جوان دوسرا مرکب منگا لے میں بھی تیری ضرب
گرز کا مشتاق ہوں عیار طلحہ کا چھپا ہوا گیا اور راستہ دوسرا فیل حاضر کیا طلحہ فیل پر سوار ہو کے
سامنے برہوت کے آیا اور آواز دی کہ اے برہوت رعد آواز میں وہ شخص ہوں جسکا لقب بھی جوان
گرز ہے سنبھال لے کہ ضرب بھی کھا چکا اجل ہو یہ کہکر اپنے گرز کو سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پر چہ
کوہ سنز و سوں کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر برہوت پر لایا برہوت رعد آواز نے بھی اپنے
گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو وہ حالت طلحہ کی ہوئی تھی وہی حالت برہوت رعد آواز
کی ہوئی مرکب اسکا بھی مارا گیا طلحہ نے بھی آواز دی کہ زدم دلستکر دم عیار برہوت رعد آواز کا
جھپٹ کر قریب آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ برہوت بھی جوش کھا رہا ہے
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ دونوں جو مانند ستون فولادی کے قائم ہیں اس میں
ذرا سا فرق نہیں ہے عیار نے چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ بلا کی ضرب
اس ہندی نے لگائی طلحہ نے کہا کہ اگر کچھ حوصلہ باقی ہو تو دوسرا مرکب تو بھی منگا لے برہوت بھی دوسرے
مرکب پر سوار ہوا اور تلوار نیام سے کھینچ کر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بندی جال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جانی کہتے ہیں یہ کہکر سر طلحہ پر وار کیا طلحہ نے سپر بلند کی لیکن تیغہ
جوہر پر شمشیر ضرب لنگر دار تھی سپر کو قلم کیا تیغہ سر پر آیا طلحہ واقف تھا کہ تیغہ برہوت رعد آواز کا
آہن شگاف ہے اک جلد نے اسکو تیغہ بنا دیا ہے مثل آری اسمیں باریک باریک دندانے ہیں
جیسے ہی تیغہ خود پر جا کے لگا برہوت رعد آواز نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اتر گیا طلحہ نے
دست بانہ مارا تیغہ جھٹکا سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی برہوت
نے آواز دی کہ لیجاؤ اس زخمی کو اور بیہوشی اور کو لوگ آ گئے اور طلحہ کو لے گئے برہوت
نے پھر مبارز طلب کیا مملوک بن مالک نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر میدان میں آیا برہوت نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ نیزہ بازی خوب جانتا ہے
مملوک بن مالک نے کہا کہ نیزہ سنبھال ابھی معلوم ہو جائے یہ سنکے برہوت رعد آواز
نے نیزہ سنبھالا اور سینہ مملوک بن مالک پر وار کیا مملوک نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا تھا لیکن
چلنے لگی بن کوئی دشمن کی نوبت آئی ہو گی کہ مملوک بن مالک نے سنان نیزہ کی اس طرح
نکال دی کہ برہوت کو خبر بھی نہ ہوئی یہ اسی طرح نیزہ بازی میں مصروف رہا مملوک نے مسکرا کر آواز
دی کہ نیزے کی سنان کیا ہوئی اب جو برہوت خیال کرتا ہے تو سنان ندارد خفیف ہو کر
نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کھینچ لی اور مملوک کی تعریف کی کہ بیشک نیزہ بازی میں تو استاد کامل
ہے لیکن تیغہ میرا پیام اجل سے کم نہیں ہے یہ کہکر گبھے مرکب کو وار کیا مملوک نے چاہا
کہ بند دست پر ہاتھ ڈالے دونوں تیغہ قریب سر پہنچ چکا تھا جلدی سے سپر اٹھا دی برہوت
نے جھٹکا مارا مملوک بھی مثل طلحہ کے زخمی ہوئے لوگ انکو بھی پھیر لیگئے بعد مملوک کے سہراب

بچایا گرز سر فیل پر پڑا اسر فیل کا پاش پاش ہو گیا فیل نے مثل فیل آتشبازی کے چرخ مارا زلازل کود
کے علیحدہ ہوا اور دوڑ کر تلوار ماری کہ اگلے سُم رکب برہوت کے اڑ گئے مرکب اوندھے منہ گرا برہوت
رعدآواز گھوڑے کو چھوڑ کر دوڑا اور دوڑ کر تلوار ماری زلازل لپٹ پڑا برہوت نے بھی تلوار پھینک دی
اور مصروف تلاش ہوا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی کہ زلازل بن زلزلہ لباس
مقتولہ پہنے ہوئے آیا اور برہوت رعدآواز سے مقابلہ کیا چونکہ برہوت نے آپ کے
زخمی کرنے کا افتخار ظاہر کیا تھا یہ بات زلازل کو ناگوار گذری یہ سنکے شاہزادہ سکندر
رستم خو اسی حالت سے سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے یہاں دونوں جانب کے سردار
قریب کے تماشہ کشتی کا دیکھ رہے تھے اور سائیس گھوڑوں کو لیے ہوئے کھڑے تھے زلازل
نے جو سکندر کو دیکھا کہ یہی سر میں نبہ گئی ہوئی ہے غصہ میں آکر برہوت سے لڑنے لگا جب
بازو پکڑ کے تو دس قدم دوڑا لیکن برہوت رعدآواز بھی بلا سے بدتر ہے جہاں وہ سنبھلتا
تو زلازل کو گیارہ گیارہ قدم دوڑانے جاتا تھا سکندر بھی دنگل ہوا کے بیٹھ گیا تمام دن کشتی
رہی شام کو بھی علیحدہ ہوئے دونوں جانب سے روشنی آ گئی کہاں تک بیان کی جائے کہ تین شبانہ روز
کشتی رہی چوتھے روز بازوں زلازل کا ٹوٹ گیا بس سکندر نے آواز دی کہ چھوڑ دو سے
زلازل کا بازو ٹوٹ گیا ہے لیکن اس حالت زخم داری میں بھی تیری مدد گذاری کے لیے موجود ہوں
یہ فرما کر بیچ میں آ گئے برہوت نے زلازل کو تو چھوڑ دیا لیکن سکندر کی سخت کلامی پر اسکو
بہت غصہ آیا کہا اے شخص تو زخمی ہو جاتا ہے کہ برہوت رعدآواز زخمی پر ہاتھ نہ اٹھانے گا
ورنہ اسطرح کے بلا مدد کرنا سکندر نے کہا کہ میں تجھ سے مقابلہ کرنے کو ہر وقت موجود ہوں میرا وزن
تجھ پر بھاری ہے آ دیکھ لے برہوت رعدآواز طبل بازگشت ہوا کر میدان سے پھر گیا اس طرف
سکندر رستم خو زلازل بن زلزلہ کو اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ
ہوا اپنے سامنے زلازل کا بازوں جڑوایا اور شفاخانہ میں بھیجوا دیا برہوت رعدآواز نے
پھر ایک دن کا وقفہ دیکر طبل جنگ بجوایا طیمور شیر پیکر کے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجا اہل
اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو تینوں
لشکر جلوہ گاہ مصاف میں پہونچ کر صف آرا ہوئے ساریق نہایت خوش ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے
بندگان حق دیدی قدرت مرا ہمین تمام خدا پرستوں کا خود ہی نقیب قدرت کے ہاتھ سے
مشہور ہوں گا ہاں اے نقیب قدرت تیرے ہی نام لکھی ہے یہ سنکے برہوت رعدآواز مثل مست
کے لشکر سے جدا ہوا اور میدان میں آ کر للکارا کہ اے گروہ خدا پرستاں واے انبوہ آتش پرستان
آج تم میں سے جنگجو جاتے ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ کہنا تھا کہ طیمور تو منتظر ہی تھا
فوراً کمر کب باد رفتار کو دی اور سامنے برہوت رعدآواز کے پہونچکر نعرہ کیا کہ تو سکندر
کو زخمی کرکے قابو سے باہر ہو گیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں لاف بہادری کی یہ سنکر برہوت
رعدآواز نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ او طفل آئینہ رو میں حیرت میں ہوں کہ تو میدان میں
آنے کے قابل ہے یا لڑکوں میں کھیلنے کے لائق ہے اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو نہایت
ملال ہوگا فرمایا کہ تو مجھکو لڑکا سمجھتا ہے ذرا آنکھ دیکھوں تیری آنکھ جھپکتی ہے یا میری یہ سن کے برہوت
نے نظر سے نظر ملائی طیمور شیر ہی کے دودھ سے پرورش ہوا ہے کیا تاب ہے کسیکی کہ نظر طیمور کا

لاسکے جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی برہوت رعد آواز کی آنکھ جھپک گئی طیمور نے کہا وہ مارا برہوت
نے کہا کسکو مارا کہا تجکو برہوت نے کہا کچھ تیرے دماغ میں بھی خلل معلوم ہوتا ہے جیسے لڑتے بھڑتے
بدلنا طیمور نے کہا جسکو نگاہ سے مارا اسکا مار لینا کیا دشوار ہے یہ سنکے برہوت کو غصہ آیا کہا کہ معلوم
ہوا اجل تیرے سر پر کھیل رہی ہے لے خبردار ہو جا یہ کہکر نیزے کو گردش دی اور سینہ طیمور شیرزور پر
بھروار کیا طیمور نے نیزے کو بر ہیبت کے اپنے نیزے پر گانٹھا بند بند چھٹنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو
مار سیاہ زبانیں نکالکر گتھ گئے دیکھنے والوں کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں بس ایک مقام پر طیمور نے ایسا
بند باندھا کہ برہوت کے ذہن میں نہ آیا بندش کو نہ کھول سکا طیمور نے جھٹکا مارا کہ نیزہ مانند تیر شہاب
کے بلند ہوا اور ہاتھ سے برہوت رعد آواز کے نکل گیا نیزہ پرستوں میں واہ واہ کی صدا بلند
ہوئی سکندر نے بھی تعریف کی برہوت رعد آواز نیزہ پرانا اب تو خجالت میں غرق ہو گیا اور ردو کد کر
گرز اپنا اولے جیسے اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر سر پر طیمور شیر پرور کے وار کیا طیمور شیر پرور نے
جلدی سے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی گرز
کی نوکی سے شعلے گرد بلند ہوا طیمور نے سپر گرز سے نکلکر آواز دی کہ زور دیکھا پست کردی برہوت
نے کہا میں بھی تیری ضرب کا مشتاق ہوں طیمور نے دوسرا مرکب منگایا اور پشت مرکب پر
بیٹھ کر گرز سنبھالا اور آواز دی سے تو ضرب بے دردی ضرب یا نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش
کن یہ کہکر گرز کو سر پر پیچ دیکر سر برہوت رعد آواز پر وار کیا برہوت نے بھی اپنے گرز کو
چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ ستارے آسمان پھٹ پڑے گرز سے گرز جو ٹکرایا
شرارے نکلے کہ سیتور گرز کا کلہ ٹیک گیا مرکب کی کوکھی سے گرد غبار بلند ہوا تڑاقے کی صدا سے
دشت گونج اٹھا طیمور نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم ہیا برہوت کا دم رکا ہوا آیا گرد سے
چیخ مار کر اندر گرد کے دبا دیا دیکھا کہ برہوت رعد آواز بیہوش کھڑا ہے ہونٹ مو سر ہوئے پسینہ
جاری ہے طیمور نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا اور آواز دی کہ حریف لا ناقہ [illegible] کر رہا ہے برہوت رعد آواز
ہوشیار ہوا چاہا کہ مرکب بجز زمین سے نکالے مرکب مر چکا تھا بس نے تلوار کھینچ لی اور طرف مرکب طیمور
کے چلا طیمور نے گھوڑے سے کود کے آواز دی کہ کیا ارادہ ہے برہوت نے تیغہ مارا طیمور نے
اسی سپر پر روکا جو پرستان سے ہاتھ آئی تھی سلیمان صاحبقران کے عنایت فرمائی تھی تیغہ
جو سپر پر پڑا آپ سے دو بیچ ہوا ہوئے تیغہ کو پکڑ لیا ہر چند برہوت نے جھٹکے مارے مگر تیغہ
نہ چھوٹا آخر زور سے جو ہلا دیا قبضہ ہاتھ میں رہ گیا اور تیغہ سپر میں الجھا رہا بس برہوت کمر سے لپٹا
کیا اور جا ملکر آمادہ طیمور سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی یہ معرکہ دیکھکر سب سردار
قریب آ گئے دنگل کر سپاہان کھڑے ہو گئیں دونوں دوزن میں زورمند ہوئے تھے گویا شیر اور ہاتھی کی لڑائی
تھی برہوت رعد آواز جہاں ہاتھ ڈالتا وہاں دنگل دیتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی نے سونڈ میں لپیٹ لیا
اور طیمور بھی جہاں ہاتھ جما دیتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پنجہ فولادی ہے کہ ہڈیاں توڑے دیتا ہے برہوت
دل میں کہتا تھا کہ لڑکا بلا ہے بہرحال غرضکہ تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہ ہوئے دونوں جانب
سے روشنی آ گئی فوجوں نے کمر کھول دی لیکن وہیں پڑاؤ کر دیا بازار لگ گئی دکانیں لگ
گئیں میدان جنگ میں میلے کے سامان نظر آنے لگے دونوں جانب کے سرداران نامی کے
دنگل کھینچے ہوئے تھے اور تماشہ کشتی کا دیکھ رہے تھے بلکہ لشکر اسلام کے لیے چند سردار

زنگل بچھوا کے بیٹھ گئے مثل سہراب بن رستم اور رفیع الجنت دیوں کے چونکہ سکندر رستم خود زخمی تھا
اس وجہ سے یہ تو شام کو بیمار ہو گیا اور عربیہ بھی زخمہا کی بیماری سے کسی عالم میں گزری دو پہر ڈھل ہوا دونوں کے زور
و طاقت میں رتی فرق نہ تھا اسی طرح لڑ رہے تھے زمین پارہ پارہ ہو کے آگ کی اٹھتی زمین پر پسینے سے
کیچڑ ہو گئی تھی برابر داؤں پیچ ہو رہے تھے جب پانچ روز کشتی کو گزر گئے اور یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم
کو ہوئی کہ طیمور سے اور برہوت سے پانچ روز کشتی کو ہو گئے ہیں اور ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ہے تو
انکو بھی اشتیاق پیدا ہوا اسارلیق بھی اور بچے ہوئے ہو رہے بالائے قیطول بیٹھا ہوا تھا اور رجان کی
بھی لڑائی ہو رہی تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے یہ طفل آئینہ پرست بھی بلا ہے یہ بھی تشنگان لہو ہا تھا کہ یا
خداوندا اب تقدیر ایسی معلوم ہوتی ہے کشتی بہت الجھ گئی ہے اب برہوت رعد آواز کو اسارلیق نے کہا میں
جھلک مارتا ہے یہ تماشے قدرت کے میں جیسے بندے خوش ہوں کہ ہم نقیب قدرت سے پانچ دن کرتا
میں نے برہوت رعد آواز سے زیادہ کسی کو زبردست پیدا ہی نہیں کیا اسے کوئی زیر کیونکر کر سکتا
ہے زمین نے یہ تقدیر کی ہے کہ برہوت رعد آواز کسی سے زیر ہو وہاں شاہزادہ سکندر رستم
نے غسل صحت کیا زلازل بن زلزل بھی اچھا ہو گیا سکندر میدان جنگ میں مع رفقاء زنگ لاکر
زنگل کر سامان جنگ لیس یہ بھی تماشا جنگ کا دیکھنے لگے ہمراہ سکندر کے بہت سے پہلوانان نامی
و گرامی آ کے اب چھٹا دن بھی تمام ہوا ساتویں رات شروع ہو گئی ہے دیکھا کہ برہوت رعد آواز
کا دم پھولنے لگا اور شل ہونے کے یہ ہانپنے لگا لیکن طیمور کی وہی حالت ہے اب تو جہاں طیمور
شیر پرور برہوت کو پکڑ لیتا ہے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے اور برہوت اگر بمشکل طیمور کو پکڑ بھی
لاتا ہے تو طیمور ہاتھ چھڑا کر پھر سامنے آ جاتا ہے کوئی دو پہر رات اور گزری ہوگی کہ ایک مرتبہ برہوت
نے دونوں بازو طیمور شیر پرور کے پکڑ لئے اور آواز دی کہ او طفل آئینہ رو روز آخر ہے یہ کہکر سینہ سے
چسپاں کیا خداوند اسارلیق کھڑے ہو کر زور کیا تمام صحرا کی آواز سے گونج اٹھا اسارلیق سوتے سے جاگ پڑا اور کہا
[…] رتبہ […] کو زیر کر لیا یہاں برہوت رعد آواز نے ساتھ قدم طیمور کو گرا لایا تھا کہ طیمور نے […] کا ہاتھ
اور منہ کے منہ اپنے زور زمین آ رہا بس زمین سے جو طیمور کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے ہاتھ پاؤں کا
آئینہ رو نے زور کیا تو برہوت کو کمر تک اٹھا لیا برہوت نے لنگر مارا ساتھ ٹوٹ گیا اور
چھوٹ گیا اسنے دوسری زنجیر کمر میں باندھی اور پھر لپٹ گیا طیمور نے کہا کہ زور کر برہوت
نے کہا کہ میں زور کر چکا اب پھر تمہاری ہے میں سمجھ چکا کہ تو مجھے اٹھا لے گا مگر میں نا انصاف نہیں
ہوں کہ زنجیر کمر ٹوٹ گئی تو پھر لڑنے لگوں بس طیمور نے دوبارہ جو زنجیر کمر پکڑ کے زور کیا تو کمر تک
لے آیا برہوت رعد آواز نے ہاتھ پاؤں سمیٹ لیے طیمور نے کہا کہ لنگر کیوں نہیں مارتا برہوت
نے کہا کہ بیکار ہے اب لنگر مارنا اور بھی نیچے کو لگا ہوں میں سبک کرتا ہے یہ سنکے طیمور نے دوسرا زور کیا
تا سینے لے آیا اس وقت برہوت رعد آواز کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بس طیمور کو بھی
رحم آ گیا تیسرا زور کیا کہ سر سے بلند کرتا یا زمین پر پٹکتا آہستہ سے برہوت کو چھوڑ دیا برہوت رعد آواز
نے کہا یہ کیا طیمور نے کہا کہ تجھے اپنے زیر رہنے کا صدمہ ہے وہ لشکر اسارلیق جمع ہے اور تجھکو یہ لوگ
تمام عالم سے بہتر جانتے تھے اب تجھے ان کے سامنے کیا ذلیل کرتا برہوت رعد آواز یہ حیثیت
طیمور کی دیکھ کر قدموں سے لپٹا اور کہا کہ بخدا اس شہر پا نے تمام عالم کے سامنے مجھے زیر
کیا اور پھر یہ رعایت کی کہ سر سے بلند نہیں کیا ذرا اس کے ساتھ یہ احسان لہذا میں تو اسکا بندہ بے دام

ہوگیا جسکو پیراساتھ دینا ہو وہ ادھر آئے اور جسکو نہ منظور ہو وہ وہین رہے یہ سنتے ہی قریب لاکھ سوار دن کے
جو پیشوائی برہوت کی فوج کے لوگ تھے فوراً لشکر سارلیق سے علیحدہ ہوکر لشکر طیمور مین شامل
ہوگئے ہان سارلیق نے نقارۂ خوشی اس خیال سے بجوا دیا تھا کہ نقیب قدرت کے نوبے کی صدا
آئی ہے تو اسنے حریف کو زیر کر لیا ہوگا جب یہ خبر ہوئی کہ برہوت رعد آواز زیر ہوکر مطیع ہوگیا
تو اسنے شرمندہ ہو کر نقارخانون مین ممانعت کی کہ طبل نہ بجے اور تنگان نے کہا کہ یا خداوند اب ہمنے
بھی تقدیر کی بات سے سارلیق بہت خفا ہوا اور اسی وقت اسنے ایک نامہ بطرف طلخال جادو کو تحریر
کیا کہ اس وقت تک کوئی ساحر نہین آیا یہان عیارون نے بڑی خداوندی مین خلل ڈال رکھا ہے جو جو لوگ
کے سردار تھے وہ زیر ہوگئے لہذا ساحرون کو روانہ کیجے تا پہنچو اس طرف روانہ ہوا اور لشکر سارلیق
نہایت اداس کمال پریشان میدان سے پھر کر داخل فرودگاہ ہوا ادھر طیمور شیر پرور اپنے سردار
تازہ کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آیا اور جشن خوشی کی تیاری کا حکم دے کر سوار ہا ادھر
سکندر کو کمال افسوس ہوا کہ ہمارا سردار یہ آئینہ پرست لیگیا ہر چند کہ اگلا دل بھی کم نہیں ہے
مگر برہوت رعد آواز اس سے زبردست ہے سارلیق نے پھر طبل جنگ نہ بجوایا اور انتظار مین
ساحران کے بیٹھا رہا کہ جادو یا اس کہلا بھیجا کہ ساحرون کی دعوت وضیافت کا انتظام قدرت
نے تمہارے سپرد کیا یہان طیمور شیر پرور نے جشن کیا اگر یہان اس جشن کی بیان ہوگی تو طول
ہوگا لہذا کچھ حال سرداران اسلام کا سنئے جب اُنہون نے دیکھا کہ سارلیق انتظار مین ساحرون کے
ہے اور طیمور مصروف جشن ہے تو شاہزادہ سکندر رستم خو نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر مجھے
اجازت ہو تو مین دو چار روز شکار مین دل بہلاؤن فرمایا کہ زیادہ دور جانے کا قصد نہ کیجے گا اسلیے کہ ملک
دشمنون کا ہے آمد ساحرون کی لگی ہوئی ہے صاحبقران موجود نہین ہین سکندر نے عرض کی کہ مین بہت قریب
شکار کھیلتا رہونگا زیادہ دور نہ جاؤنگا کہ روز مرہ کی مجھے خبر بھی پہونچتی رہے جب ضرورت دیکھونگا
اسی وقت حاضر ہونگا بادشاہ اسلام نے اجازت دی ہمراہ سکندر کے اور بھی چند سردار اُٹھ کھڑے
ہوئے مثل سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک اور طلو بن لندھور کے یہ تین چار سوار سامان
شکار کے ساتھ لیکر ہمراہ صاحبقران دوم کے جانب صحرا روانہ ہوگئے روز شکار ہوتا ہر شکار سے
سوداگر خرین ہونگے جتنے شکاری لوگ شکار رکھتے ہین اور جسکو جس سردار سے خصوصیت ہے وہ اُسکے
واسطے بھیج دیتا ہے سکندر رستم خو نے کئی آہو بادشاہ اسلام کے واسطے روانہ کیے چونکہ زیادہ دور
جانا مقصود نہ تھا اور کئی روز برابر شکار ہوا تو شکار بھی کم ملنے لگا سکندر نے کہا کہ اب کہان جانا چاہیے
طلو نے عرض کی کہ حضور اسی جگہ قیام فرمائین ہر روز باری باری ایک شخص نکل جائے اور شام کو جس قدر
شکار ممکن ہو لیکر واپس آئے سب نے اس رائے کو پسند کیا پہلے مملوک بن مالک روانہ
ہوئے یہ دن بھر سرگردان رہے اور کوئی آہو نہ ملا خالی واپس آئے دوسرے روز شاہزادہ
رفیع البخت گئے یہ بھی خالی واپس آئے تیسرے دن سہراب بن رستم گئے یہ بھی بے نیل مرام
پھرے چوتھے روز طلو بن لندھور روانہ ہوئے سیر دن چڑھے انکو ایک دندہ کوہ کے نزدیک
آہو دکھائی دیا انہون نے تیر مارا آہو گرا طلو نے جاکر آہو کو ذبح کیا اور ہمراہیون سے کہا کہ ہم
آگے چلتے ہین تم شکار کو لیکر جلد واپس آؤ یہ کہکر طلو تو اس طرف روانہ ہوئے لوگ آہو کو
لیے ہوئے چلے آتے تھے خدا سے کہ معشوقان رفتار کہ طیمور اپنی مجلس مین بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا

پہلو میں بربوت بعد آواز بجتا تھا جام شراب ناب کو گردش تھی کہ اک مرتبہ محیط منارہ گردون نے
کہا کیا لطف ہوتا اگر اس وقت کباب آہو لے ہوتے اہرمن کوہی نے کہا میں جاتا ہوں اور ابھی کب
آہو لیکر آتا ہوں یہ کہکے اٹھا اور اسی وقت پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوا ادھر ادھر بہت
تلاش کی لوگوں سے دریافت کیا کہ کچھ شکار صحرا میں ہے دہقانیوں نے بیان کیا کہ کچھ خداپرست کئی دن
سے شکار کھیل رہے ہیں انمیں بھی کوئی شکار اب نہیں ملتا یہ سنکے اہرمن کوہی پریشان ہوا کہ میں دوستوں
کے ساتھ وعدہ کرکے آیا ہوں کہ ابھی شکار لیکر آتا ہوں اور یہاں شکار ممکن نہیں خالی پھرا تو بڑی شرمندگی
ہوگی یہ اسی فکر میں تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ دکھائی دیئے دیکھا کہ اک آہو شکار کیا ہوا لوگ
لیے چلے آتے ہیں بس اہرمن کوہی آگے بڑھا اور کہا کہ یہ آہو بیچوگے انھوں نے کہا کہ بس
الگ رہو زبان سے نہ نکالنا نہیں جانتے کہ یہ آہو کسکا ہے اہرمن ہنسا اور کہا کہ اگر نہ بیچوگے تو میں
زبردستی چھین لونگا انھوں نے کہا کہ یہ شکار والا ہے ہندوستان طلوع بن لندھور کا ہے قسمت امیں
معلوم ہوتا ہو وہ اس آہو کے بدلے تمھیں صید کر لیگا یہ سنکے اہرمن کو غصہ آیا کہا طلوع اک ملازم
ہے گدا صاحبقران کا اور میں ملازم ہوں اس شخص کا جسکے خوف سے صاحبقران میدان سے
نکل گئے ہیں طلوع میرا کیا کریگا یہ آہو شاہزادہ طیمور کے واسطے ہم لیجائینگے یہ کہکر اسنے تلوار
سے دھمکایا وہ ڈر گئے کیا کر سکتے تھے اہرمن کے ساتھ ہونے سے جان کا خوف تھا اہرمن سر پہ تلوار
کھینچے ہوئے تھا وہ جلدی لیچلو اور جو وہ اک خدمتگار ساتھ تھے وہ بھاگے ہوئے طلوع کی خدمت میں آئے
ہوئے یہاں طلوع بن لندھور خوشی خوشی آ کے بیٹھے ساغر نے پوچھا کہ کہو کچھ شیر یا ببر طلوع نے کہا
کہ غلام آپکے کتنے شیر رہ جاتے ہیں میں نے اک سیاہ ہرن بہت بڑا صید کیا ہے آتا ہوگا کبابوں کے
سامان کا حکم دیجیے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں خدمتگار دوڑے ہوئے آئے اور عرض
کی کہ اہرمن کوہی رفیق طیمور شیر پہ ور آہو چھین لے گیا بس یہ سنتا تھا کہ طلوع کی آنکھوں میں
دنیا سیاہ ہوگئی اور کہا کہ اب اس آتشپرست نے یہ بے تکلفیاں شروع کردیں میں ابھی جاتا ہوں
اور آہو اپنا لاتا ہوں یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر جانب بارگاہ طیمور روانہ ہوا یہاں سکندر کو خیال
ہوا کہ طیمور طلوع سے جلا ہوا ہے ایسا ہو کہ کوئی خرابی پیدا ہو بس یہ بھی سکندر پشت مرکب پر سوار
ہوے ساتھ انکے قمع الجنت اور سہراب بن رستم اور ملوک بن مالک بھی تو جل کر شریک
ہوے اہرمن کوہی وہ وار بارگاہ پہ پہونچ گیا تھا آہو لیجا کے سامنے طیمور کے رکھا تھا کہ طلوع
بھی پہنچ گیا اور آواز دی کہ او زن مکار تیری یہ عادت قدیم نہ گئی کہ پرائے صید کو گیدڑ کی طرح
کھانے کے واسطے آیا ہے اگر اسکے عوض مجھے نہ صید کیا تو نام اپنا طلوع نہ پایا چونکہ طیمور واقف
تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب طلوع کی زبانی سنا تو معلوم ہوا اسنے تو گردن جھکالی کہ بیشک اسنے بری
حرکت کی اہرمن نے سنبھلنے کے طلوع کو تلوار ماری طلوع نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ
تیغہ آبدار کا مارا اہرمن سپر بھی چہرہ پر لانے پایا تھا کہ تلوار پڑ گئی تا دو ابرو آئی اہرمن تو بیہوش
ہوکے گرا یا طلوع نے شہنشاہ مہر طیمور کی طرف دیکھا اور کہا کہ او آتشپرست تو نے یہ کونسا آئین
جاری کیا ہے طیمور نے کہا بس خیریت اسی میں ہے کہ سامنے سے میرے چلا جا جسنے تیری خطا کی تھی
اسے سزا دے چکا ورنہ بہت پچھتائے گا میں خیال رکھتا ہوں کہ امیر لشکر میں موجود نہیں ہیں
ورنہ تو میری بارگاہ میں آیا ہے اگر میدان جنگ ہوتا تو وہ گت تیری بناتا کہ تمام عالم کی نظروں سے

گراودیا یہ سنکے طلیحہ کو جوش آیا آواز دی کہ تو بہت کو زبر کرکے یہ سمجھا ہے کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہیں کرسکتا ہے جب
لڑنے پر آتا ہے تو بارگاہ کیسی اور ستون کیسا اگر تو بہادر نہیں اٹھاتا تو سنبھالے۔ یہ کہکر زین سے تلوار مارنے چلا
طیمور نے دو چھے ہوکر وار خالی دیا تلوار اسکی طلیحہ کی دلکل کے پایے کو کاٹتی ہوئی زمین میں در آئی لیکن
طیمور نے پاؤن رکھ دیا اور کہا کہ کھینچ تو لے تلوار اپنی طلیحہ نے جھٹکا مارا لیکن تلوار زمین
سے نکلی کہ اگرچہ دروازہ بارگاہ پر سے نورہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہوا ساتھ ہی رفیع البخت
اور سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک سب بارگاہ میں داخل ہوئے طیمور نے سکندر
کو دیکھکر طلیحہ کو اشارہ کیا کہ اٹھا کر برہمی ہاتھی سے آیا تھا اتنی بھی طاقت نہیں کہ تلوار اپنی کھینچ لے پس
طلیحہ نے جوش غیرت میں آکر جو جھٹکا مارا قبضہ تو ہاتھوں میں طلیحہ کے رہگیا اور تلوار کا پھل زمین میں رہگیا
سکندر نے آواز دی کہ ای طلیحہ بس طیمور سے کیا واسطہ اسمین کی خطا تھی آپنے تم سزا دے چکے
طیمور نے کہا کیا ہوں صاحبقران موجود نہیں ہیں ورنہ طبل جنگ بجواکر میدان طلیحہ سے
کال اکھیڑتا جیسی سزا تھی اپنے بیان آئے ہیں سکندر نے کہا کہ اے طیمور اسکا خیال نکرو اگر امیر
موجود نہیں تو وہ اپنا قائم مقام مجھے کر گئے ہیں میں تمہارے مقابلہ کو موجود ہوں یہ سنکے بہت
بقدا وانہ نے جواب دیا کہ تم اس شہر یار سے کیا مقابلہ کروگے تمسے لڑنے کو میں موجود ہوں کیا اپنا
زخمی ہونا بھول گئے سکندر تو اس کلام پر مسکرایا کہ اسے بھی دن تھے یہ مجھے زخمی کرکے نہایت خوش ہو لیکن
طلیحہ نے کہا کہ تو اپنے غلاموں سے تو سامنا کرے پھر آئیے لڑنا طیمور نے کہا کہ میں طبل جنگ
بجواتا ہوں بہتر ہے کہ یہ دل کے غبار میدان میں نکل جائیں اور طلیحہ سے کہا کہ اپنا شکار لیجاؤ طلیحہ نے
کہا کہ شکار کی کیا حقیقت ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں شکار پر تھا جہاں اپنے لشکر میں آہو بھیجے تھے
یہاں کی بھیج دیتا فقط بات کی بات تھی کہ آہو میں زبردستی میرے ملازموں سے چھین لایا تھا سکندر
نے بھی کہا کہ اے طیمور آج ہمارے تمہارے میدان کی لڑائی ہے یہاں کے لطف کو کیوں کھوتے
ہو ہمارے سر کی قسم اس آہو کے کباب کھاؤ وہ بات گئی طیمور نے کہا کہ اگر تم بھی شریک
صحبت ہو تو کیا مضایقہ ہے سکندر نے کہا کہ میں تو موجود ہی ہوں یہ فرما کر بیٹھ گئے سب سردار بیٹھ گئے آہو
کے کباب لگائے گئے سب نے کباب کھائے مل ہو گئے کہ شام تک یہ جلسہ رہا شام کو رخصت
برخاست ہوئی یہ تمام خبرین بادشاہ اسلام کو پہنچیں شام کو سکندر بھی جلد رخصت لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی
میں داخل ہوئے اور بادشاہ اسلام سے سارا ماجرا بیان کیا یہاں طیمور نے جشن برخاست ہوتے ہی
طبل جنگ بدرنگ بجنے کا حکم دیا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ رزم و پیکار کو بجایا یہ خبر ساریق کو
ہوئی کہ آتش پرستوں اور خدا پرستوں میں بگڑ گئی اسنے تحنگان سے کہا کہ کیوں اے شیطان دیکھا
تو نے میں نے کیسا قدرت کی ہے اور کس طرح نقد بر نفاق ان لوگوں میں پیدا کر دیا ہے یہ سوا میرے
کسی دوسرے کا کام نہ تھا تحنگان یہ سنکر ہنسا اور اسکی ہنسی آئی کہا یا خداوند یہ نقدیر تو نے اچھی کی
مگر کسی طرح طیمور کو اپنا شریک کرنے کو یہ بھی انہیں خدا پرستوں میں سے ہے لو رحباز بردست ہے
اگر یہ شریک ہو گیا تو صاحبقران کی مشکل پڑجاویگی ساریق نے کہا اب یہی دیکھ قدرت کی بات
میں دخل ہوا جاتا ہے اب میں فرمان خورسند لکھتا ہوں تو لیکے طیمور پاس جا تحنگان نے کہا
کہ میں تو ہرگز نجاؤنگا تو کسی اور کو بھیج ساریق نے ایک نامہ تحریر کرکے طیمور کے پاس بھیجا
طیمور اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ دار ساریق پہنچا اور نامہ دیا طیمور نے نامہ کو پڑھا

لکھا تھا کہ اے بندۂ خاص الخاص میں اگر تو اپنے خداوند کی طرف ہو جا تو خداوند تیری عزت اور زیادہ کریں
اور سب خدا پرستوں کو تیرے ہاتھ سے سزا دیں یہ مضمون دیکھ کے طیمور کو ہنسی آ گئی برہوت رعد آواز
کی طرف دیکھ کے کہا کہ ساریق بھی عجب مسخرا ہے برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ اسکے دماغ میں
خلل آ گیا ہے اسکی حرکتیں اس سے زیادہ بیہودہ ہوا کرتی ہیں کمک تو طلب کر رہا ہے اور خداوند بھی
بھی بنا جاتا ہے طیمور نے کہا کہ جواب اسکا لکھ دو کہ اگر تو دین آئینہ پرستی اختیار کر اور دعوائے
خداوندی سے توبہ کر تو میں صاحبقران کے ہاتھ سے تیری جان بچا دوں اور خبردار اب اس بیہودہ
پن سے کبھی نہ لکھنا یہ جواب تحریر کر کے بھیج دیا الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور
خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم صبا کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں
سے نکل نکل کر شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے فوج اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی اور لشکر ساریق
میں یا خداوند ساریق کے نعرے بلند ہوئے فوج آئینہ پرستان میں خود پرستی ہونے لگی ہر شخص
اپنی آئینہ میں صورت دیکھتا تھا اور اسے سجدہ کرتا تھا جب تینوں لشکر اپنے اپنے طریق عبادت سے
فارغ ہو چکے تو متوجہ میدان کارزار ہوئے دو گھڑی دن چڑھے تینوں فوجیں میدان میں
آکر صف آرا ہو گئیں لشکر ساریق میں مرتبہ سالاری لشکر قہر رومین شگاف کو ملا تھا اور راد
بادشاہ و لشکر ارزنگ بن زمرد اور جبر تک بن زمرد تھے اور تمام سردار ترتیب میں ہزار سردار ایسے
ہیکڑ مین اور ہر کیوں پر سوار کمربستہ تھے قہر رومین شگاف نے ساریق سے کہدیا تھا کہ یا خداوند
تو جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت قابل سالاری لشکر کے ہیٹے میں بھی تھا پہلے کہ نہ مجھ
دوسرے کا حربہ اثر کرتا ہے نہ حریف میرے حربے سے بچ سکتا ہے زور و طاقت میں بھی میں کسی سے
کم نہیں ہوں ساریق نے کہدیا تھا کہ اے بندۂ خاص الخاص اب دولت کو تیرے ہی جانب توجہ
ہوئی ہے میں نے برہوت اور زلازل اور ہنگ بن طوفان ان سب کو ذلیل کر کے
اسے گرا دیا تو اور قہر رومین شگاف کرگدن مست پر سوار آکر کھڑا تھا اور لشکر طیمور شیر مرد
میں داہنے جانب برہوت رعد آواز اور محیط منارہ گردن بائیں جانب ہنگ بن طوفان
دریا موج اور ادھر میں کوہ بلکھڑے تھے مگر اس میں جنگ کی تھا سر میں سکی بندھی ہوئی تھی
اور تمام سردار ترتیب سے ادھر ہی کھسکے اس طرف شاہزادہ نسیم خور ... بیچ جیتا ہوا نسل
سے چالیس قدم مرتبہ آگے بڑھے ہوئے تھا صاحبقرانی کھڑا تھا سر پر علم اژدہا پیکر کھلا ہوا تھا
طلعہ میں لشکر طیمور بھی فیل مست پر سوار برہوت کی طرف دیکھ کے کچھ کہہ رہا تھا کہ اتنے میں ہنگ
بن طوفان دریا موج نے ہانگ مرکب کی دی اور سامنے طیمور کے آکر عرض کی کہ اگر اجازت ہو
تو یہ غلام بھی آج سر میدان زلازل بن زلزلہ کو ڈھونڈے طیمور نے کہا کہ یہاں تجھے اختیار ہے مگر جہاں تک
ہو سکے آلات حرب سے جنگ کا فیصلہ کرنا کشتی کی نوبت نہ آنے دینا مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ ضرور
تجھ سے زیادہ ہے ہنگ بن طوفان نے عرض کی کہ بس وہ مجھ سے زور میں اتنا ہی زیادہ ہے
جتنا برہوت رعد آواز اس سے زیادہ ہے یہ کہکے اور سلام کرکے میدان میں آیا بعد سلیح شوری
بسیار نیزہ زنی ... کے ادھر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے زلازل آ آج ہمارے تمہارے
بھی فیصلہ ہو جائے زلازل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے یہ کہکر زلازل بن زلزلہ نے اپنے
فیل کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر فیل سے مجرا کیا اجازت میدان مانگی تھا ما

حافظ حقیقی نگہبان ہے اور بجام شربت غایت کیا زلازل جام پی کر بادگر فیل پر سوار ہوا اور سلام رخصت
کرکے میدان میں آیا نہنگ بن طوفان نے کہا کہ تمنے سلیق سے میرے گرفتار کرنے کا وعدہ
کیا تھا مگر مقابلہ کی نوبت نہ آئی اگر تمہارے بازو دل میں اتنی طاقت ہو تو مجھے لشکر اسلام ہی میں ابھی
کے پہنچا دو ورنہ تمہارا حوصلہ نہ باقی رہجائے یہ سنکے زلازل بن زلزلہ نے کہا اے نہنگ بن
طوفان میرا ماننے کی بات نہ تھی کہ تمہارا آقا تمکو میرے مقابلہ کا حکم دیتا تو تم کیا کرسکتے میں اس وقت تک
سارلیق کا تابع تھا اب حکم سکندر اور بادشاہ اسلام کا تابع ہوں ہاں اگر تمکو دعوے مقابلہ ہی
تو میں حاضر ہوں اور تعین کے نے روکا بس نہنگ نے نیزہ سنبھالا اور کہا خیر میں بے توکا بھی نے
ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکر نیزہ مارا زلازل بن زلزلہ نے نیزہ کو نیزہ پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی لوگ دور
سے تماشہ دونوں کی نیزہ بازی کا دیکھنے لگے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر زلازل نے نیزہ ہاتھ سے
نہنگ کے نکال لینا چاہا تھا مگر نہنگ بن طوفان کو بھی طیمور نے تعلیم کیا ہے اور زلازل کو تتا طرود
سکندر نے دو چار طعنین تبلادی میں نہنگ بن طوفان اس بات سے باخبر ہو گیا اور وہیں سے ہاتھ
آگے بڑھا کے جو جھٹکا مارا تو نیزہ زلازل کا توڑ دیا مگر جبتک یہ جھٹکا مارے زلازل نے فوراً سنان نیزہ
کی نکال دی دونوں لشکروں سے احسنت و آفرین کی صدائیں بلند ہوئیں اب نہنگ نے گرز
سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر پر زلازل کے وار کیا زلازل بن زلزلہ نے وار اسکا اپنے
گرز پر روکا اور جواب میں ایسی ضرب لگائی کہ نہنگ بن طوفان کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آگیا
دونوں کے فیل چلا جاتے تھے کہ نشان بھی تسلیم ہوئے اب دونوں مرکبوں پر سوار ہوئے اور تلواریں
کھینچ کینیں رد و بدل ہونے لگی لڑتے لڑتے ایک مقام پر نہنگ بن طوفان نے سر بنا کر
شانے کا وار کیا کہ شانہ زلازل بن زلزلہ کا شانہ ہوا بس اسنے بھی وہیں پلٹ کے دوسرا ہاتھ مارا
کہ نہنگ بن طوفان کو بھی زخمی کیا نہنگ نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زلازل کا دوسرا شانہ بھی زخمی
ہوا زلازل نے بھی دوسرا ہاتھ مارا کہ نہنگ بھی زخمی ہوا آخر پہلے نہنگ بیہوش ہو کے گھوڑے
گرا پھر زلازل طیمور اپنے سردار کو لے گیا اور سکندر نے اپنے سردار کو اٹھوا لیا طبل بازگشت
بج گیا انکا علاج ہونے لگا دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا جب تینوں لشکر وہ گاہ مصاف میں
پہنچے تو آج برہوت رعد آواز نے طیمور سے اجازت لی اور میدان میں آکر گرجا بس
اس طرف سے ظلمہ نے اپنے فیل کو بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے برہوت
کے آیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ میں تو صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا قصد کرکے
آیا تھا خیر اب تیرے بعد انسے مقابلہ ہوگا ظلمہ نے کہا او ورید وہن وہ وقت گیا کہ انطاکیہ میں
بھی تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور صاحبقران اوسط بھی زخمی ہوئے آج تجھے حقیقت کھل جائیگی
یہ سنکے برہوت رعد آواز نے بھی اپنے فیل کو دوڑایا اور گرز سنبھالی کہ لگا دے ہی میں ظلمہ کو
گرد ہو کر دوں ادھر ظلمہ نے بھی گرز سنبھالی اور اپنے فیل کو کچک مار کے بڑھایا دونوں فیل
سونڈیں اٹھا کر چلے وسط میدان میں آکر لگا دے چلی دونوں فیل ٹکرا ئے ادھر سیر سے
سیر لڑی سینے سے سینہ ملگیا دونوں سیروں سے چنگاریاں اڑیں لڑانے کی صدا سے شور
گونج گیا یہ معلوم ہوا کہ دو کرابر ٹکرا کر گرجنے لگے دونوں فیل برابر سے ہٹے نظر بازوں نے
بہت غور کیا مگر فرق مو بھی نہ پایا پیچھے ہٹ ہٹ کے پیترے سنبھالے طعنیں چلنے لگیں آخر

سنانین تباہ ہوئین نیزون کی بیکار ہوگئین آخر مین طلحہ نے بجھر کر چھڑ اس طرح ماری کہ نیزہ برہوت
کا توڑ دیا برہوت نے نیزہ پھینک گرز سنبھالا بعد چند وار چند وار گرز کمند بر طلحہ کے وار کیا طلحہ نے
اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑتا ہو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی دشت تھرا گیا شعلہ سا
چمک کے دونون گرزون کے درمیان سے نکل گیا برہوت رعد آواز نے زدم و پست گردم کا نعرہ
کی طلحہ نے گرز سنگلاخی ضرب لگائی وہی حالت برہوت رعد آواز کی ہوئی آخر نوبت شمشیر زنی
کی ہوئی تلوارین آریان ہو گئین ہاتھون سے پھینک پھینک دین گریبانون مین ہاتھ پڑگئے
جھٹکے چلنے لگے فیل پست ہو ہو کے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے مرکبون سے کود کود کے دامان زرہ
گرد نئے اور مصروف تلاش ہوئے کوئی دو پہر کی کشتی مین دونون بیہوش ہو گئے ادھر سے
طیمور شیر پرور دوڑ کے آیا کہ یہ کیا ہوا اس طرف سے سکندر قریب آ کے دیکھا کہ دونون
بیہوش پایا سبب اسکا سمجھ مین نہ آیا سکندر طلحہ کو اٹھوا لائے اور طیمور شیر پرور برہوت
رعد آواز کو اٹھوا لیگیا اور ہوشیار کیا جب برہوت رعد آواز ہوشیار ہوا تو طیمور نے
پوچھا کہ ای برہوت یہ بیہوش ہو جانے کا کیا سبب ہوا برہوت رعد آواز نے کہا کہ میرا
بالون سینہ بر طلحہ کے زور سے پڑا آنے میری کو کچھ پر گھونسا مار دیا کوڑی کی چوٹ نازک
ہوتی ہی اور گھونسہ بھی نازک جگہ پر آ دخر وہ بیہوش ہوا ادھر مین بیہوش ہو گیا وہان طلحہ جو
ہوشیار ہوے تو سرداران اسلام نے سبب دریافت کیا طلحہ نے بھی وہی بیان کیا جو برہوت
نے بیان کیا تھا طیمور شیر پرور نے کہا کہ اب کل میرے اور سکندر کے مقابلہ ہوگی آخر لشکر
ہی مقابلہ صاحبقران کا آخر مین نے سکندر کو زیر کر لیا تو صاحبقران کو بھی زیر کر لیا یہ فرما کر
حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ادھر شاہزادہ
سکندر رستم خو کے لشکر مین کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آ کر صف آرا ہوے برہوت رعد آواز ہمراہ طیمور کے آیا اور طلحہ ہمراہ
سکندر رستم خو کے آئے جب آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نقیب دیکر ہٹے تھے برہوت
نے پھر نکلنے کا قصد کیا تھا کہ طیمور نے منع کیا لیکن محیط منارہ گردن نکل کھڑا ہوا اور طیمور سے
اجازت میدان طلب کی طیمور نے کہا کہ مین نے خود قصد مقابلہ کیا تھا محیط منارہ گردن نے
عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا مجھے اجازت دیجیے آگے مین سکندر کو زک نہ دیسکون گا تو پھر آپ کو
اختیار ہوگا طیمور نے کہا کہ تو سکندر کو نہین جانتا وہ بڑا بہادر ہے محیط منارہ گردن نے کہا کہ غلام
بھی اجنگ سوا آپ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہے طیمور نے اجازت دی محیط منارہ گردن میدان مین
آیا بہ سلح شوری نیزہ زنین بگارڈ کے آواز دی کہ ای سکندر کل بارگاہ شاہزادہ طیمور مین بہت کچھ
باتین بنائے تھے اب میدان مین آؤ حال معلوم ہو جائے کہ غلامان شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی
کیسے ہین بس اس کلام کے سننے کی تھی سکندر رستم خو کو کب تاب تھی اسی وقت مرکب کو جنبش دیکر
مقابل مین محیط منارہ گردن کے آ کر آواز دی کہ او جوان کیا جھک مار رہے ابھی تو نے مردان
عالم کو دیکھا نہین ہے ایک طفل چہار دہ سالہ کے زور و طاقت پر مفتون ہو گیا ہے وہ حربہ اپنا ابھی حال
معلوم ہو جائے یہ سن کے محیط منارہ گردن نے نیزہ سکندر کے حوالے کیا سکندر رستم خو
نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا اور کوکھ منتر پڑھ کے کھٹ مین دو نیزے کو نیزے سے چسپیدہ کر کے

ہم حشر میں بھی آپ کا شکوا نکر سکینگے

سالے کیطرح بھاگو تم ہمسے لپٹ کر ۔ فرقے میں الٹ جائے مقدر پلٹ کر
و مہلت میں غم ہجر سے نہ دو آشنا سٹ کر ۔ سوتا ہی اگر سو بھی رہو ساتھ چپٹ کر

جو خوف ہے تمکو وہ ادا دا نکر سکینگے

الفت پہ یہ آفت ہے قیامت یہ مصیبت ۔ کیا کیا نہ کرے دیکھیے کمبخت محبت
بھیلا کرین بیٹھے ہوے کب تک غم فرقت ۔ دیکھا ہی کرین دور سے دو اتنی اجازت

ہوئے ہو خفا یار سے مجھا نکر سکینگے

میں رنج اٹھاوں یہ گوارا ہے کہ تم جان ۔ زلفوں کی طرح ہوتے ہو کیوں تنگ ہمارا
یہ دل تو ہے کیا چیز تصدق کیا ایمان ۔ لو شوق سے زبان ہے تیرا یہ مری جان

ہم تمسے کبھی دل کا تقاضا نکر سکینگے

رخ زرد ہوا اور لگا تیرہ اثر سے ۔ مجروح کیا اب کلیم اسکی نظر نے
جو چوٹ اٹھائی کہ لگا جاسے ڈرنے ۔ اب ایسی قسم کھائی ہے اس خستہ جگر نے

واللہ کہ ہم عشق بتوں کا نکر سکینگے

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد زخمی ہونے طیمور شیر پر ور کے جو قاصد برائے خبر وعافیت خورشید بیگم نے شہر زرینہ کی جانب روانہ کیا تو لکھ بھیجا کہ فرزند شیراز زخمی ہو گیا ہے جسوقت قاصد شہر زرینہ میں پہونچا اور نامہ پڑھا گیا ملکہ مہتاب حور جمال خواہر طیمور شیر پرور حال سے اپنے بھائی کے آگاہ ہوئی تھا سنتے کہا کہ میں ابھی اپنے بھائی کے دیکھنے کو جاؤنگی اور رونا شروع کیا ہر چند اسکی ماں نے منع کیا مگر نہ مانا اور اسیوقت تیاری کر کے محافے میں سوار ہوئی لقا بد اریسہ پوش برائے حفاظت محافے کے ساتھ ہوا اور جانب سار لیقیہ روانہ ہوئی قاصد قبل سے جلب لیکے آگیا تھا جسوقت طیمور شیر پرور کو معلوم ہوا کہ بہن میرے دیکھنے کو آتی ہے تو اپنے لشکر اسلام میں بھی کہلا بھیجا کہ کوئی عیار وغیرہ اس طرف نہ آنے پائے اسلئے کہ بہان خواہر میری آنیوالی ہے مجھے اسکی بے پردگی خیال ہے اور برہوت رعد آواز سے کہا کہ لشکر سار لیق اور مجھے ہٹا دو برہوت رعد آواز سوار ہو کے قریب لشکر سار لیق کے آیا اور کہا کہ تم لوگ کچھ اور ہٹ کے پڑاؤ ڈالو اس لئے کہ سواری ملکہ کی آنیوالی ہے چونکہ برہوت رعد آواز سے سبھی واقف تھے ہٹگئے اور نوبت گفتگوے سخت کی نہین آئی دوسرے روز سواری ملکہ مہتاب حور جمال کی نہایت تزک و احتشام کی نمودار ہوئی بیان سے شاہ طیمور شیر پرور برائے استقبال و انتظام روانہ ہوا فوجین دورویہ کھڑی ہوگئین برہوت رعد آواز در لقا بد اریسہ پوش سے ملاقات ہوئی رفیق قدیم اس تازہ رفیق سے ملا اور خوش ہوا عیاران اسلام نے قصد جانے کا کیا تھا مگر بادشاہ اسلام نے ممانعت کر دی کہ کوئی سرکارہ تک واسطے دریافت حال کے لشکر طیمور میں نجانے پائے اب کسکی مجال ہے کہ کوئی خلاف حکم بادشاہ کرتا وہان ملکہ آتے ہی بارگاہ طیمور میں اتری اور طیمور کو دیکھکر بھائی سے لپٹ گئی رونے لگی طیمور ہنسنے لگا اور کہا کہ تم کیوں روتی ہو پہلے میں ہی حریف کا بازو توڑ دیا جو میری حالت ہے وہی اسکی حالت ہے ملکہ نے کہا کہ تمہاری تو یہ کیفیت ہے اگر پھر کوئی مقابلہ پر آمادہ ہوا تو اس سے کون مقابلہ کریگا طیمور نے کہا کہ لول زمین نے

اس شخص سے مقابلہ کیا کہ جو لشکر اسلام میں ایک تھا علاوہ اسکے وہ لوگ ایسے نہیں ہیں کہ زخمی کے مقابل
میں طبل جنگ بجوائیں جبتک مجھے صحت نہوگی اس وقت تک لشکر اسلام میں طبل جنگ نہ بجیگا رہا
لشکر ساریق تو ساریق کے یہاں جن سرداروں پر دار و مدار رکھا انکو میں زیر کرکے اپنا مطیع کر چکا اب
اسکے ملازم میری رفاقت میں ہیں اگر طبل جنگ بجا بھی تو بیکار ہی ہیں غرضکہ ایک روز تو ملکہ بہمن پری دو چار
روز اسنے طیمور سے کہا کہ میرا خیمہ صحرا میں برپا کر دیا جائے اس لیے کہ بند خیمہ میں گھبرا گئی طیمور نے
اسی وقت حکم دیا کہ فلان صحرا میں بالائے کوہ خیمہ ملکہ کا نصب ہو اور ممانعت کر دی جائے کہ اس
طرف کوئی برائے صید و شکار جانے کا قصد نہ کرے ملکہ جاکر اپنے خیمہ میں اُتری اور سیر صحرا میں مصروف
ہوئی اور ایک وقت سواری لشکر میں آتی تھی جب طیمور کو دیکھ لیتی تھی پھر چلی جاتی تھی یہاں کی
تو یہ حالت ہے لیکن اب چند کلمے داستان شاہزادہ وحید الملک بن بدیع الملک کے سنیے
کہ انھوں نے بادشاہ سے اجازت شکار طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے وحید الملک تمکو
معلوم ہے کہ یہاں طیمور کی آئی ہوئی ہے تمکو معلوم ہے کہ تمام اہل اسلام طیمور کو دوست رکھتے ہیں اور
طیمور بھی اہل اسلام سے محبت رکھتا ہے مبادا کہیں صحرا میں سامنا ہو گیا تو طیمور کے بہت خلاف
ہوگا صاحبقران موجود نہیں ہیں طیمور سے طرف میں یہ تو اچھی بات امیر کے بھی ناگوار گذرے گی وحید الملک
نے عرض کی کہ خیمہ ملکہ کا جنوب باختر کی طرف برپا ہے میں شمال کی طرف جاؤنگا علاوہ اسکے اگر انسان خود ہی بچکر
دیکھنا نہ چاہے اور وہ بھی پردہ دار تو کون اسکو دیکھ سکتا ہے بادشاہ نے اجازت دیدی وحید الملک
سامان شکار ساتھ لیکر برائے شکار روانہ ہوئے صحرا میں تمام کیا جب دو روز شکار نہ ہاتھ آیا تو آگے اور
آگے بڑھ گئے تیسرے روز اک آہو دکھائی دیا جیسے ہی آہو نے جھلک دیکھی بھاگا وحید الملک
نے آہو کا پیچھا کیا آہو بھاگتے بھاگتے اسی کوہ کے نیچے آیا جہاں خیمہ ملکہ کا برپا تھا اور ملکہ اپنی سہیلیوں کو لیے
ناچ دیکھ رہی تھی آہو قریب آ رہا تھا کہ یہ سامان دیکھ کے جھجکا تھا کہ وحید الملک نے تیر مارا آہو کے ایک
تیر مارا دوسرے سے تو اُڑ کے نکل گیا آہو اچھل کے گرا وحید الملک نے گھوڑے سے اتر کر اسے
ذبح کیا اتنے میں فیروز الدین خضر ان بھی آگیا یہاں تو شاہزادہ آہو کو ذبح کر کے اٹھا کر ادھر ادھر
تماشا آہو کے ذبح کا دیکھنے لگا کہ وہ زیادہ بلند تھا ملکہ نے دیکھا کہ اک جوان حسین متوالا چودہ برس
کا سن کھڑا ہوا ہے جسکے بھی نوجوانی ہے سبزہ برس کی عمر ہے کہ بچپن کی شرارت بھی باقی ہے آواز دی کہ اے ظالم
بے مروت مجھے اس بے زبان پر کچھ بھی رحم نہ آیا صورت سے بھولی بھولی حرکتیں ایسی قتال وحید الملک
نے آنکھ اٹھا کے دیکھا بچپن سے ہو کر آواز دی کہ میں نے تو جانور کو ذبح کیا ہے تجھکو بھی تو ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ تو کسقدر جھوٹ بولتا ہے شاہزادہ سمجھا کہ یہ بالکل نادان ہے کچھ نہیں سمجھتی ہے ملکہ سے
ہنس کے کہا کہ تو آپ ہی جھوٹ بولتا ہے آپ ہی ہنستا ہے وحید الملک نے رضوان سے کہا
کہ تمھی اسی جگہ کباب لگاؤ تاکہ کچھ دیر تو ٹھہرنے کا بہانہ ملے اور اس سے باتیں ہوں رضوان نے عرض
کی کہ اے شہریار یہ وہی ظالم ہے جسے آئینہ پرست کہتی ہیں وحید الملک نے کہا کہ پھر اب تو جو کچھ ہو تم جانتے
ہو کہ میں جان بوجھ کے اس طرف نہیں آیا ہوں ہمکو لقا کی نعل تھا رضوان نے خوشی سے سامان لا
اور آہو کو صاف کر کے کباب اسکے لگانے لگا ملکہ یہ سامان دیکھا کی کہا اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو خود
بیکار رکھتا ہے کہ اپنا شکار دوسرے کو نہیں دیتا ہے فرمایا ہم شیر ہیں ایک شخص شکار کرتا ہے اور سب
کھاتے ہیں یہ فرما کر ایک سیخ کباب کی ہاتھ میں لیکر بالائے کوہ آئے اور کہا کہ یہاں ہمارے پاس

تکلف کا سامان نہین ہی اور لطف بھی بے تکلفی مین ہی ملکہ نے کہا کہ اپنے عیار کو بھی بلا لو ہمارے سامنے
وہ کباب لگائے وحید الملک نے بلا لیا رضوان سب سامان لیکر باہر سے وہ چلا آیا کباب
تلنے لگے شربت انار و انگور کا دور چلا کباب کھائے گئے کچھ دیر گانے بجانے کی صحبت رہی
ملکہ نے کہا کہ بس اب تم جاؤ اسلیے کہ میرے بھی جانے کا وقت قریب ہی ایسا نہو کچھ خرابی پڑے
بھائی میرا اسوقت ہی مین اسکے دیکھنے کو آئی تھی اور ہر روز شام کو اسے دیکھنے جایا کرتی ہون
اگر دیر ہوگی تو افشاے راز کا خوف ہی قیامت ہوجائیگی تمکو تو وہ زندہ ہی نہ چھوڑے گا بلکہ اس
حرکت پر میری محبت بھی دل سے بھلا دے گا مار ہی ڈالے گا وحید الملک نے کہا اسکی حقیقت
کیا ہی وہ ڈرتا ہی کہ سکندر نے کو لا اسکا زخمی کرکے چھوڑ دیا ورنہ سکندر اسکو باندھ لاتے ملکہ نے
کہا اگر کچھ نہوا تو رسوائی ضرور ہوگی اس سے کیا فائدہ دن بھر ہمارے تمہارے روز صحبت گرم رہ سکتی
ہی شام کو ہم وہان جاتے ہین اسمین تم دراندازی نہو وحید الملک خاموش ہو رہے ملکہ سے دوسرے
روز کا وعدہ لیا ادھر تو ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر طیموس روانہ ہوئی ادھر شاہزادہ وحید الملک
اپنے لشکر مین آئے اب روز یہ دستور ہی کہ صبح سے وحید الملک آتے ہین دن بھر ملکہ سے صحبت
گرم رہتی ہی کبھی ملاپ ہو رہا ہی کبھی شغل شطرنج ہی کبھی دور شراب ہی ملکہ کو بھی اپنے رنگ پر لگا لیا
ہی شراب اسکی ترک کرا دی ہی شراب اٹھا لین آسکو بھی کام اسکو پلاتے ہین آپ بھی پیتے ہین شام ملکہ
چلی جاتی ہی یہ اپنے لشکر مین چلے آتے ہین لیکن اسقدر ارتباط بڑھ گئے کہ ملکہ جو جاتی ہی تو طیموس
کے پاس بہت کم ٹھہرتی ہی اور یہ بھی لشکر مین کسی وقت آگئے تو آگئے ورنہ ملکہ کے چلے جانیکے
بعد بھی کوہ پر انتظار مین بیٹھے رہتے ہین جب ملکہ آتی ہی پھر کوئی شغل ہونے لگتا ہی دونو رخصت
ہونے چلے جاتے ہین اس صحبت کو اتنا زمانہ گزرا کہ وہان سکندر رستم خو نے غسل صحت کیا
بادشاہ اسلام نے کہا کہ کوئی صاحب جاکر وحید الملک کو لے آئے ذرا جی چاہتا سکندر کے
غسل صحت کا جلسہ خود بادشاہ اسلام نے کیا ہی مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ مین جاتا ہون اور
انکے بھائی صاحب کو لاتا ہون یہ کہکر چند دلاورون کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوئے جسوقت لشکر وحید الملک
کے پہونچے تو وحید الملک کو پوچھا چند ملازمون کو معلوم تھی کسی نے نہ بتایا بلکہ یہی بہانا کر دیا
کہ کسی طرف صید و شکار کی فکر مین گئے ہین مظفر نے تمام صحرا کو چھان مارا مگر وحید الملک کو نہ پایا دن بھر
وحید الملک شام کو ملکہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آئے تو خالی ہاتھ مظفر نے پوچھا کہ بھائی
صاحب دن بھر آپ خراب رہے اور کوئی شکار دستیاب نہین ہوا وحید الملک نے کہا او برادر
کیا کہون کوئی شکار نہ ملا یہ سمجھا اس طرح وحید الملک نے کہا کہ مظفر سمجھ گیا کہ یہ بہانہ کرتے ہین
کہا کیون بھائی صاحب یہ آپ کس طرح کی باتین کرتے ہین کہین آپ کے والد ماجد نے یا دادا جان سے
کوئی راز پوشیدہ نہین کیا ہر چند کہ اور وزیر بھی ہین لیکن جو خصوصیت ہمارے اور آپ کے بزرگون سے
چلی آتی ہی وہ کسی دوسرے عزیز سے نہین اسد غازی اور شاہزادہ نورالدہر سے کسقدر محبت تھی اور
احمد شاہزادہ بدیع الملک کے ہم پر یہ عادت تھی اسی طرح آپ کو مجھ سے بے تکلف رہنا چاہیے اسوقت
وحید الملک نے گردن نیچی کر لی اور کہا اے مظفر کیا کہون اک حرکت ہوگئی ہی جسمین خود پریشان
ہون کہ کیا کر دون اور کیا نہ کرون وہ یہ اک امر کی تعاقب مین الحدود سے نکل گیا جہان مجھے رہنا
چاہیے تھا اور جس بے احتیاطی اسی آفت کا سامنا ہو گیا کہ ہائے کہ وہ ملکہ مہتاب دور حال کو

کو دیکھا بادشاہ اسلام کی ممانعت تھی کہ اُس طرف نہ جانا حسب اتفاق ہوا اسی طرف بھاگا مجھ سے اور
ملکہ سے کچھ ایسے ارتباط بڑھ گئے ہیں کہ نہ مجھکو ایک دم بغیر ملکہ کے قرار ہے نہ ملکہ کو بے میرے
اس وقت بھی میں وہیں سے آتا ہوں ملکہ اس وقت طیمور کے دیکھنے کو چلی جاتی ہے منظفر نے کہا
کہ پھر ملکہ کو کیوں نہیں لے آئے وحید الملک نے کہا کہ بادشاہ کے خلاف ہوگا اور طیمور سے
مخالفت کا اندیشہ ہوگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ بادشاہ اسلام کو تو نہ کبیدگی ہوگی لیکن پھر بھی طرفداری
و پاسداری سوا آپ کے اور کسی کی نہ کرینگے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ناموس کے مقدمہ میں دخل دیں اور
طیمور بگڑے گا تو کیا کرے گا وہی ہے کہ شاہزادہ سکندر کے زخمی ہونے کے بعد اسکا بھی کولا
توڑ دیا اور اب سکندر نے غسل صحت کیا ہے آج جلسہ ہے بادشاہ اسلام نے آپ کو بھی بلایا ہے دراصل
میں آپ ہی کے لینے کو آیا تھا وحید الملک نے کہا کہ اے منظفر کسی طرح ٹال دو تو اچھا ہے کیونکہ
مجھسے اور ملکہ سے وعدہ ہو چکا ہے کہ میں شب کو پھر آؤنگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ چلیے چلنا
آپ کا ضروری ہے پھر اختلاج قلب کا بہانہ کر کے چلے آئیے گا وحید الملک نے منظفر کے کہنے کے
موافق عمل کیا کہ ہمراہ منظفر غازی کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے جس وقت لشکر میں پہونچے
تو دیکھا کہ یہاں عجب سامان ہے تمام لشکر میں چراغان ہو رہا ہے جا بجا ناچ ہے بارگاہ جہاں مثل عروس
شب اول کے آراستہ ہے سرداران اسلام بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے ہیں بہجت رقص و سرود
آراستہ ہے بس یہ دیکھکر انکو صحبت ملکہ کی یاد آئی جی گھبرانے لگا مگر مجبور تھے یہ بھی بارگاہ میں آکر
بیٹھے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بادشاہ اسلام کو خاطر سکندر کی منظور تھی کہ تمام رات خود بھی شریک
جشن رہے بسبب بادشاہ اسلام کے تمام سردار حاضر رہے کسکی مجال تھی کہ ہمت سے اٹھتا سب
بیٹھے رہے وحید الملک نہایت پریشان تھے نہ تو ناچ میں دل لگتا تھا نہ گانا اچھا معلوم ہوتا تھا
صحبت احباب بُری معلوم ہوتی تھی منظفر بسبب شرمندگی کے وحید الملک کی طرف دیکھتا نہ تھا
جب صبح ہوئی تو جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام بھی چلے گئے آرام کیا سب سردار اپنے اپنے
خوابگاہ کی طرف روانہ ہوئے منظفر نے آکر وحید الملک سے بہت لجاجت کے ساتھ کہا کہ بھائی
صاحب آپ کو میری وجہ سے نہایت تکلیف ہوئی میں مجبور تھا کہ بہانہ کرنے کا موقع بھی نہ ملا تھا آپکا
درد آنکھوں میں لانا کوئی اور ہی بہانہ کر دیتا اب آپ تشریف لیجائیے میں سمجھ لونگا وحید الملک اسی وقت مرکب
پر بیٹھ کر جانب کوہ روانہ ہو گئے صرف عبد کو ساتھ لے لیا تھا جاتے جاتے کوہ پر پہونچے وہاں تمام رات ملکہ کو
تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جاگتے جاگتے آنکھیں سرخ ہو گئیں جیسے ہی وحید الملک کو آتے دیکھا جان
میں جان آگئی تمام وسوسے اور خیالات دور ہوئے لیکن جس وقت نگاہ چار ہوئی تو ملکہ نے تیوریوں
پر بل ڈالے اور کہا کہ میں تمکو ایسا نہ سمجھتی تھی کیونکہ صاحب ابھی سے تو یہ حال ہے آگے بڑھ کے کیا ہوگا
وحید الملک نے بہت عذر کیا اور کہا کہ اے ملکہ میں بالکل مجبور ہو گیا خلاف حکم بادشاہ کیونکر کر سکتا تھا
ملکہ بہت دیر بگڑی رہی آخر بہت سی قسمیں کھانے کے بعد ملکہ کا ملال برطرف ہوا پھر وہی صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہوئی جب شام ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب تم اسی کوہ پر قیام کرو میں بہت جلد واپس
آؤنگی یہ سن کے شاہزادہ وحید الملک نے رضوان سے فرمایا کہ تم جاکے منظفر غازی سے کہدینا
کہ آج شب کے دربار میں بھی میں حاضری سے معذور ہوں مجھے عتاب شاہی سے بچاتے رہنا
تمہیں تو راز معلوم ہی ہے رضوان اس طرف روانہ ہوا ملکہ سوار ہو کے لشکر طیمور کی طرف گئی

شاہزادہ وحید الملک نے بالائے کوہ قیام کیا لیکن حال بارگاہ طیمور کا سنیے کہ آج طیمور نے
بھی غسل صحت کیا یہاں بھی جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا جس وقت سواری ملکہ کی لشکر میں پہونچی
تو عجب سامان دیکھا کہ تمام لشکر میں اسقدر چراغاں ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے جس وقت سواری ملکہ کی اتری طیمور
کو معلوم ہوا طیمور ملکہ کے خیمہ میں آیا اور کہا کہ بی بی آج ہمنے غسل صحت کیا ہے آج شب کو تم ہمیں ناچ دکھا
جانے کا قصد نہ کرنا ملکہ کیونکر یہ عذر کر سکتی تھی کہ میں جاؤنگی مجبور ہوئی دل میں کہتی تھی کہ کیا تقدیر نے
ذلیل کرایا ہے وحید الملک کو بھی خیال ہوگا کہ ملکہ نے مجھے جان بوجھ کے پریشان کیا کل کا بدلہ آج ہی
لے لیا لیکن کیا کر سکتی تھی تمام رات ادھر تو ملکہ کو عجب پریشانی میں گذری ادھر شاہزادہ وحید الملک
کو رات آنکھوں میں کٹ گئی جب صبح ہوئی تو ملکہ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئی جس وقت کوہ پر پہونچی
تو دیکھا کہ آنکھیں وحید الملک کی سوجی ہوئی ہیں ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ عجب
آفت میں کل تم پھنس گئے تھے اسی مجبوری میں میں بھی گرفتار ہو گئی تھی وحید الملک نے کہا
کہ کیا طیمور نے بھی غسل صحت کیا ملکہ نے کہا ہاں کل آج جلسہ تھا وحید الملک نے زیادہ شکایت
نہیں کی اب یہاں کی تو یہ حالت ہے لیکن

چند کلمہ داستان لشکر ساریق بن بقا کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسنے نامہ خلخال جادو کے پاس روانہ کیا تھا اور لکھ بھیجا تھا کہ جس سردار پر مجھے بڑا بھروسا
تھا وہ بھی طیمور آئینہ پرست نے زیر ہو کے اسی کا مطیع ہو گیا اب میرے یہاں ہونے کو بہت
سے سوار ہیں لیکن کوئی دلیروں کا ہم نبرد نہیں معلوم ہوتا اور ساحر اس وقت تک نہیں آئے
اگر صاحبقران آ جائینگے تو میرے ساحروں کو بھی مشکل ہوگی کہ وہ صاحب اسم اعظم ہیں لہذا
جلد ساحروں کو روانہ کیجیے کہ میں طبل جنگ بجوا کے مفسدوں کا خاتمہ کر دوں پھر صاحبقران اگر بنا آئینگے
تو میں کیا کر لونگا جس وقت یہ نامہ خلخال جادو کو پہونچا اسنے ساحروں کو روانہ کیا یہاں ساریق
بن بقا نے محو جادو کو برائے انتظام معین کیا تھا ساحروں کے آنے سے ایک روز پیشتر جواب
نامہ کا پہونچ گیا کہ اے ساریق تجھے تو منع کیا تھا تو نے طبل جنگ کیوں بجوایا اور جو ساحر کہ
میرے پاس موجود تھے انکو تو میں نے بھیج دیے ہیں لیکن جن ساحروں کو میں نے نامے روانہ کیے
ہیں وہ بھی بہت جلد آنے والے ہیں تسکین میرے نامے کا انتظار کرنا جبتک میں تجھے اطلاع
نہ دوں اس وقت تک طبل جنگ نہ بجوانا اسلیے کہ ساحر عین بدلتے ہیں اور میں کی رات مناسب ہے
آتی گی جب یہ نامہ ساریق کو پہونچا اسنے ساحروں کے واسطے صحرا میں مقام لشکر کے آگے
تجویز کر دیا ہے خیمیں نصب کرا دیں کہ فلاں ساحر فلاں مقام پر اترے فلاں مقام پر اترے یہ خبر لشکر
طیمور اور لشکر اسلام میں پہونچی کہ ساریق نے صحرا میں ڈیرے نصب کرائی ہیں اسکا سبب نہیں
معلوم ہوتا ہے ہر کارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے ابر سیاہ
رنگ نمودار ہوا آمد سے اس ابر کے تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا اس طرف سے محو جادو برائے استقبال
روانہ ہوا جس وقت وہ ابر قریب لشکر پہونچا تو شق ہوا اور ایک ساحر مہیب اژدر پر سوار برق سیاہ
ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا اور ساریق کو سلام کیا ساریق نے کہا کہ اے کبر رنگ جادو ملکہ کا مزاج
کیسا ہے کبر رنگ جادو سپہ سالار ہے لشکر خلخال جادو کا اسنے آکر ساریق سے کچھ باتیں کیں لیکن جلد

جو جگہ اسکے لشکر کے اترنے کی پہلے سے معین تھی وہاں ایک سیاہ بیرق نصب تھی گیرنگ جادو نے جاکر
لشکر کو اتارا خیمہ بپا کیا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے اور گیرنگ جادو کے آنے کا حال
بادشاہ لشکر اسلام سے بیان کیا اور عرض کی کہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جہاں جہاں بیرقیں
نصب ہیں یہ مقام ساحروں کے قیام کرنے کو معین ہوئے ہیں بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہیں خدا
مابزرگ است ادھر طیمور غیرہ پروردگر کو بھی معلوم ہوا اسنے بھی مطلق پروا نہ کی لیکن حال سارلیق کا بیان کیا جاتا
ہے کہ یہ بالائے قیطول ساحروں کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے اور محو جادو انتظام میں مصروف ہے ادھر تو
گیرنگ جادو نے آکر قیام کیا ادھر محو جادو نے شراب کی خم اور شیشہائے جام و صراحی کی اور رنگین
طعام لذیذ کی پہنچا دیں یہ ساحر مصروف عیش ہوئے بعد اسکے دوسرا ابر اٹھا یہ ابر زنگاری رنگ تھا
برقیں چمک رہی تھیں رعد کے گرجنے کی آواز ملی آتی تھی جس وقت یہ ابر شق ہوا تو نیلم جادو مصاحب
خاص ملکہ غلغال جادو چالیس ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکے پہونچا محو جادو نے اسکو بھی قیام
کرنے کی جگہ بتا دی اور سامان دعوت بھیج دیا نیلم جادو نے بھی قیام کیا بعد اسکے اور ایک ابر نمودار
ہوا اور اس ابر سے اور ایک ساحر نمودار ہوا کہ نام اسکا بیر بوت جادو ہے یہ بھی مصاحب ہے غلغال جادو
کا اور ساحر زبردست ہے اسنے بھی ایک بیرق کے نیچے خیمہ اپنا برپا کیا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ بھی تھے
غرضکہ تمام دن لشکر غلغال جادو کا اسی طرح آیا کیا محو جادو نے سب کے واسطے سامان دعوت بھیجا
جب دوسرا دن ہوا تو پھر جانب صحرا سے ایک ابر طوسی رنگ نمودار ہوا اس ابر سے بارش گلوں کی ہوتی
جاتی تھی ہوا سے سو ابر کو ٹھنڈے ہوئے چلی آتی تھی آمد اس ابر کی دیکھکر چند ساحر برائے استقبال گئے
اور یہ ابر انکے ساتھ آکے ابر بالائے قیطول آکے شق ہوا اور ایک نازنین جوڑا کج باندھے ہوئے
طوسی رنگ کا لباس پہنے ہوئے طاؤس سحر پر سوار نمودار ہوئی اور سارلیق کو سلام کیا سارلیق نے
کہا کہ اے ملکہ طناز جادو مزاج کیسا ہے طناز جادو نے کہا کہ اچھی ہوں غلغال جادو کہاں ہیں سارلیق
نے کہا کہ وہ ابھی نہیں آئی ہیں کچھ دیر طناز جادو سارلیق پاس بیٹھی رہی بعد اسکے رخصت ہوکے اس
مقام پر آئی جو جگہ اسکے ٹھہرنے کے واسطے معین ہوئی تھی وہاں اسنے لشکر کو اتارا سامان دعوت محو جادو
نے پہونچا دیا بعد اسکے ابر سبز نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش برق ہوتی جاتی تھی اس کثرت سے
برقیں چمک رہی تھیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں اور خوف طاری ہوتا تھا جس وقت یہ
ابر قریب پہونچکر شق ہوا تو ایک زن جمیلہ بادبر سوار پوشاک نفیس پہنے ہوئے پشت پر چالیس ہزار
ساحر جنکے پاس ہیں سب باوردی پوشش چوبیان زر نفتی لگائے ہوئے بازوبند و سپر خنجر وغیرہ
پر سوار نمودار ہوئیں جو جگہ انکے لیے معین تھی وہاں انھوں نے بھی قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ نام اس ساحرہ کا حسینہ برق جمال ہے اور ساحرہ بے نظیر ہے بعد اسکے اور ایک ابر نمودار ہوا کہ
رنگ ابر کا نیلا تھا لیکن بارش اس ابر سے تیر و تفنگ کی ہوتی آتی تھی جس وقت یہ ابر قریب
پہونچکر شق ہوا تو ایک ساحرہ اور نمودار ہوئی کس ہیبت سے کہ ایک ہاتھ میں ترسول دوسرے
ہاتھ میں گرز فولادی تیوریاں چڑھی ہوئی ماتھے پر قشقہ صندل کا کھنچا ہوا پوشاک سرخ پہنے ہوئے
پشت پر چالیس ہزار جادوگر زمان ہیں سب کی سرخ پوش اسنے بھی بیرق سرخ رنگ کے نیچے اپنے
لشکر کو اتارا اور قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اس ساحرہ کا قتال جادو ہے بعد اسکے
اس ابر کے ساتھ بہت سے طیور اڑتے ہوئے چلے آتے تھے آتے آتے جس وقت وہ ابر

اپنی جا سے قیام پذیر ہوتا تھا ابر زمین پر گر کے شکل بارگاہ ہو گیا اور جانوروں نے غلطیں بار بار کے انسانوں
کی شکل پیدا کی یہ فوج ملکہ شاہین جادو کی تھی اسنے بھی قیام کیا پھر ابر اٹھا اور ہوا سے سنگ چلی دکھا
کہ اک ابر اس طرح چلا آتا ہے کہ اس سے مختلف چیزیں ظاہر ہوتی ہیں کبھی وہ ابر ہاتھی کی صورت بنجاتا ہے
کبھی دیو ہو جاتا ہے کبھی شیر کی ہیئت پر آجاتا ہے کبھی گھوڑا بنجاتا ہے کبھی اژدر کی صورت پیدا کرتا ہے غرضکہ مختلف
ہیئتیں بدلتا چلا آتا ہے اور جو صورت پیدا کرتا ہے ویسی ہی آوازیں ابر سے آتی ہیں مثلاً شیر کی صورت
پیدا کی تو شیر کے ڈکارنے کی آوازیں پیدا ہوئیں اور فیل کی شکل میں تو فیل کے چنگھاڑنے کی صدا
پیدا ہوئی آتے آتے یہ ابر شق ہوا اور ملکہ تصویر صورت کش چالیس ہزار جادوگنیوں سے نمودار
ہوئی اور ایک مقام پر قیام کیا پھر ابر اٹھا اور رنگ اس ابر کا زرد تھا بارش شراروں کی ہوتی آتی تھی آتے
آتے یہ ابر شق ہوا اور شہزادہ شوخ چشم جادو پچاس ہزار ساحروں سے نمودار ہوئی اسنے
بھی قیام کیا اسکے بعد قہر جادو نہایت قہر و غضب کے آثار رکھتا ہے نمودار ہوا پھر سنبل جادو
پچاس ہزار ساحروں سے آکر قیام پذیر ہوا تمام صحرا ساحروں سے بھر گیا عالم کو تمام صحرا میں لگیا
روشن ہوگئیں بخور گگل لوبان لائی سر ستون کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا آوازیں یا سامری یا جمشید
کی بلند ہوئیں اس وقت ہرکاروں نے تمام ساحروں کے آنے کی بادشاہ لشکر اسلام کو اطلاع کی
سکندر ردیرہ نشین تمام ساحروں کے سنکر نہایت پریشان ہوا اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ظل اللہ
کا اقبال فزوں ہو بہت ساحر جمع ہوئے ہیں جنمیں ایک ایک سامری وقت ہے یہ سب باعث
طلخال جادو کے ہیں اور طلخال جادو وہ بلا ہے بریں کہ ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہے اسنے دعوے
کیا ہے کہ اگر مجھ سے صاحبقران سے سامنا ہوگا تو بغیر اسم اعظم پڑھے ہوئے مقابلہ کرونگی افسوس کہ ابھی
صاحبقران تشریف نہیں لائے ہیں اور یہ بدعہد یعنی سارلیق طبل جنگ ضرور بجائے گا یہ تمام سوا جنکے
ساحروں کے ہر ساحر سے تاب مقابلہ نہیں لا سکتا ہے خیر زندہ تو پھر کرتے آونگا لیکن بدیر سے لشکر
پر تباہی آجائیگی اسلیے کہ کوئی سحر نہیں جانتا ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا اے سکندر ردیرہ نشین
جو ساحر تمہارا ہم نبرد ہو اس سے ہرگز مقابلہ نکرنا میرے عیار ساحر کش ہیں اور سب سے زیادہ
بھروسا اس خالق حقیقی کا ہے جسنے سحر کی ممانعت کی ہے اب سارلیق تو مصروف دعوت ساحران ہے
اور نامہ طلخال جادو کا منتظر ہے روز ساحر حاضر دربار ہوتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ایک ایک جنگی
ہوتا ہے کہ طبل جنگ بجوا دے سارلیق کہتا ہے کہ ملکہ طلخال جادو نے منع کیا ہے جب وہ اطلاع بھیجے
اس وقت طبل جنگ بجیگا ساحر اس بات کے شاکی ہیں کہ گھر ہو بیٹھے سے کیوں بلا لیا الغرض تو اس حال
میں چھوڑا جاتا ہے اور وحید الملک کو ملکہ مہتاب سحر جمال کے ساتھ مصروف عیش و عشرت
چھوڑا جاتا ہے اور طیمور شیر پرور اور اہل اسلام کو منتظر طبل جنگ میں چھوڑا جاتا ہے

چند کلمے داستان ارقم تتاری اور فصل تتاری کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ جو صاحبقران سے رخصت ہو کر چلے تو اپنے ملک میں آئے تمام شہر سے بنیاد کفر مٹا کے مسجدوں
کی بنیاد ڈالی رعایا کے لیے واعظ معین کیے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور ایک نامہ اپنے بھائی کو تحریر کیا مضمون
نامہ یہ تھا کہ اے برادر مہربان برابر میں نے تو دین اسلام اختیار کیا اور سبب اسکا یہ ہوا کہ لڑائی میں فرزند
مر گیا تھا چھ مہینے کے بعد واسطے صاحبقران کے وہ زندہ ہوا اس بنا پر میں نے اس دین

بسبب کہ اختیار کیا تمکو چاہیے کہ تم بھی ساریق پرستی کو ترک کرکے خدا پرستی اختیار کرو جس وقت یہ نامہ
ارقم تتاری کا بادشاہ شہر مشکبار کو پہونچا اور خدیو مشکباری مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسکو ارقم تتاری
کی جانب سے نہایت ملال ہوا اسنے جواب تحریر کیا کہ مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی میری دختر اور
داماد کو میرے پاس بھیج دو تاکہ میں بھی آئین اسلام سے آگاہ ہوں ارقم تتاری نے خوش ہوکے اسی وقت
بہو اور بیٹے کو سوار کرکے روانہ کردیا جس وقت قریب شہر مشکبار کے پہونچے اور خبر خدیو مشکباری
کو ہوئی تو اسنے لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور استقبال کرکے لیگئے خدیو
مشکباری نے سارا حال فضل تتاری سے دریافت کیا فضل تتاری نے سب کیفیت نہایت
خندہ پیشانی سے بیان کیا بس اسنے دعوت میں بیہوشی دیکر فضل تتاری کو قید کرلیا اور
اپنی دختر سے کہا کہ اگر تو نے شوہر کے جبر سے دین اسلام اختیار کیا تھا تو میں نے اسے قید
کرلیا ہے اب تو اپنے دین قدیم پر آجا اور عقد میں کسی اور شاہزادہ کے ساتھ کردونگا یہ سنکے وہ رونے
لگی اور کہا کہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ مجھے قتل کر ڈالیے خدیو مشکباری نہایت برہم ہوا اور دختر
کو بھی مع داماد کے قتل کا حکم دیا وہ بیچاری تڑپ تڑپ کے رونے لگی اور اپنے شوہر کے واسطے
دعا کرنے لگی جلاد آکر موجود ہوا اور فضل تتاری کو زیر تیغ بٹھا دیا بس یہ حال دختر خدیو سے
دیکھا گیا اپنے تڑپ کے دعا کی کہ اے خالق برحق اگر تو نے بس اتنی ہی حیات وعدہ قضا جفر
سے اسکو عنایت کی تھی تو سکار تھا اور اگر زیادہ عمر عطا کی ہے تو اپنی قدرت کاملہ سے بچا اور
میرے باپ پر اظہار اپنی قدرت کا کرتا کہ کفر اسکے دل سے دور ہو بس جیسے ہی پلک کے
اسنے یہ دعا کی تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا ایک پنجہ کوہ کسکی گرا اور فضل تتاری کو اٹھا لے گیا
بادشاہ متحیر ہوکر خاموش ہو رہا لیکن حال اس پنجہ کا سنیے کہ یہ ایک ساحرہ تھی کہ بڑے معبد ساریق
میں بقا جا رہی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین قتل ہوا چاہتا ہے بس وہ اسپر فریفتہ ہوگئی کہ یہ
لائق معشوق بنانے کے ہے یہ پنجہ بنکر آئی اور فضل تتاری کو اٹھا لے گئی اور ایک صحرا میں لیجا کے
ہوشیار کیا اور اظہار عشق کیا فضل تتاری نے دیکھا کہ ایک زن کھڑی ہوئی اظہار
عشق کر رہی ہے بات کرنے میں منہ سے لو آتی ہے کہ دماغ پھٹا جاتا ہے فضل تتاری کو اپنی عمر میں
یہ جان یاد آگئی اسے کہا نام تیرا کیا ہے وہ لگانہ بولی مجھے مہیب جادو کہتے ہیں خداوند ساریق کی
مدد کو جا رہی ہوں سنا ہے کہ خداوند کے ملک پر خدا پرستوں نے چڑھائی کی ہے تو خیال جادو نے
مجھے بھی بلا بھیجا ہے مدد ساریق طلب کیا ہے اگر تو وصل میرا قبول کرے گا تو جس مرتبہ پر اس وقت سلیق
ہے تجھے بھی میں اسی مرتبہ پر پہونچا دونگی اور خداوند بنا دونگی سحر و ساحری میں مجھ سے ساحران عالم
ڈرتے ہیں لشکر میرا اور ہمراہ تیرے جانب ساریقیہ روانہ ہو چکا ہے یہ سنکے فضل تتاری ادھر پریشان
ہوا کہ یک شد دو شد ایک آفت سے جان بچی دوسری مصیبت کا سامنا ہوا کہا اے مہیب جادو
تونے بڑا احسان کیا کہ دشمن کے ہاتھ سے مجھے نجات دی اب اتنی عنایت میرے حال پر اور کرو کہ
مجھے شہر تتار میں پہونچا دو جس وقت تم ملک ساریقیہ سے واپس آؤ گی اس وقت مجھے
تم سے کچھ عذر و انکار نہ ہوگا اتنا سنکر وہ فضل تتاری کو مہیب جادو گئی اور پھر پنجہ بنکر فضل تتاری
کو ملک تتار میں پہونچا کر آپ جانب ساریقیہ روانہ ہوگئی یہاں فضل تتاری پاپیادہ باحال
خراب اپنے باپ کے دروازہ پر پہونچا اندر مکان کے جانے کا قصد کیا دربانوں نے روکا ایسا

حال تھا فیصل کا کہ نہ پہچانا اُس وقت فیصل ستاری نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا
کہ جب تقدیر برگشتگی پر ہوتی ہے تو یہی ہوتا ہے کہ اپنے ملازم اپنے کو بھول جاتے ہیں ایک چوبدار سے
کہا کہ مجھے قلم و دوات لادو اُسنے بھی جھڑک دیا اُس وقت فیصل نے ایک دوکاندار سے
قلم دوات اور کاغذ لیکر عرضی میں اپنا حال تحریر کیا اور سر رہ کھڑا ہوا جس وقت سواری
بادشاہ کی گذری تو اسنے عرضی دے دی بادشاہ نے جو عرضی پڑھی بیتاب ہو کے اپنے فرزند کو
بلا لیا اور پاس اپنے بٹھا لیا ایوان شاہی میں آیا جن ملازموں کی شکایت فیصل نے لکھی تھی
اُنپر عتاب ہوا کہ تمکو اُمو شاہزادے کو نہ پہچانا اگر پھر کوئی وقت سخت آجائے گا تو ہمکو بھی اسی طرح
بھول جاؤگے فیصل نے عرض کی کہ لشکر کشی کرنا شہر مشکبار پر ضرور ہے ارقم ستاری نے اسی وقت
فوج کی تیاری کا حکم دیا جب لشکر تیار ہوا تو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے کوچ کر کے طرف شہر مشکبار
کے روانہ ہوا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اولی کچھ حال بادشاہ شہر مشکبار کا بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے
دختر کی شادی کے واسطے اپنے ملازموں سے ذکر کیا اُنہوں نے دوسرے مقام کے حکمرانوں کو
بادشاہ کے علاوہ بے باجر کیا جن لوگوں کو اس بات کی خبر تھی کہ اسکی ایک شادی ہو چکی ہے اُنہوں نے
کہنا سب نہ جانا لیکن سلطان سنگین حصار کی بلا ہو چکی تھی اُسنے پیام بھیجا خدیو مشکباری کو
تو عقد کر دینا منظور تھا اسنے اپنی رضامندی ظاہر کر دی پس سلطان سنگین حصار برات لیکر
جانب شہر مشکبار روانہ ہوا جسوقت قریب شہر پہونچا اور خبر معلوم ہوئی خدیو نے لوگوں کو بطور
استقبال روانہ کیا اور برات کو قلعہ میں اچھی طرح اُتارا لیکن جب ملکہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ نہایت
پریشان ہوئی ایک تو یہ اپنے شوہر کے غم میں رویا کرتی تھی جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ میری
شادی کرنے والا ہے اور برات قلعہ میں آ رہی ہے تو اسنے موقع پاکر ہیرے کی انگوٹھی چاٹی اور جان
دے دی یہ خبر خدیو مشکباری کو ہوئی اُدھر سلطان سنگین حصار کو معلوم ہوا کہ عروس
نے اپنی جان دے دی یہ تو اُسی وقت کوچ کر کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا اور یہاں
جنازہ اُٹھنے کی تیاری ہوئی اُدھر تو قلعہ مشکبار سے جنازہ نکلا اُدھر جانب صحرا سے گرد
بلند ہوا اور فیصل ستاری ارقم ستاری مع فوج زرا وہاں پہونچے پوچھا کہ یہ جنازہ کسکا ہے لوگوں
نے بیان کیا کہ دختر بادشاہ نے خودکشی کر لی بادشاہ نے اسکا عقد کرنا چاہا تھا اور اُسے یہ بات
منظور نہ تھی بس یہ سنکے فیصل ستاری کی آنکھوں میں تو دنیا سیاہ ہو گئی اسنے بھی خنجر
کھینچکر جان دینے کا قصد کیا تھا کہ ارقم ستاری نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے فرزند میرے چراغ
سلطنت کو نہ گل کر جس خدا نے تجھے دوبارہ عمر عطا کی وہ اُسے بھی زندہ کر سکتا ہے اب اس جنازہ
کو نیمہ میں کر اور خدمت میں صاحبقران عالی شان کے چل اگر وہ دعا کرینگے تو یہ دختر بھی زندہ
ہو جائیگی یہ رائے فیصل نے پسند کی اور آگے اُن لوگوں کو گھیر لیا جو جنازہ لے جاتے تھے جنازہ چھین لیا
اور کہا کہ اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ اب تو ہم ملک سارلیقہ کو خدمت میں صاحبقران عالی شان کے جاتے ہیں
جس وقت وہاں سے پھرینگے تو عوض اسکا تجھ سے لینگے یہ کہکر اُس صندوق کو اپنے ساتھ لیا اور روتے
پیٹتے جانب ملک سارلیقہ روانہ ہوئے یہاں خدیو مشکباری کو جو معلوم ہوا کہ داماد آپ کا اور سمدھی یا
تھا فوج فراوان اسکے ساتھ تھی جنازہ شاہزادی کا اُسنے چھین لیا اور کہہ گیا کہ ملک سارلیقہ سے پلٹ
کے ہم عوض اسکا لینگے تم ہوشیار رہنا خدیو مشکباری نے کہا کچھ پروا نہیں سمجھا جائیگا اس سنگدل

نے تو لشکر بڑھایا اور پہلوانون کو جمع کرنا شروع کیا اور فصل شماری بیعنایہ خدمت بابرکت سا جعفران عالی شان مین روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑ لیے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان مصیبت بیان ان گرفتاران رشتۂ محبت و سرگردانان دشت الفت یعنی شاہزادہ وحید الملک اور ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کے بیان کیے جاتے ہین جیسے آغاز کلام

مجھکو تکلیف عبادت جو گوارا ہوجاے
جب جی بھر کے مجھے آج نظارا ہوجاے
میری قسمت کا بلندی پہ ستارا ہوجاے
مسکرا کر جو ادھر کوئی اشارا ہوجاے
تیرے بیمار کو جینے کا سہارا ہوجاے

تم اسے اور جلاؤ کوئی جلتا ہو اگر
جان جاتی رہے دل تمسے بہلتا ہو اگر
اور بیتاب کرو اسکو سنبھلتا ہو اگر
بات پوچھو نہ کبھی دم بھی نکلتا ہو اگر
شامت اس شخص کی عاشق جو تمہارا ہوجاے

ناتوانون کا تمھارے وہ ٹھکانا ہی کہان
اسے آنا ہی کہان اور انہین جانا ہی کہان
ہو جنون لاکھ وہ اب خاک اڑانا ہی کہان
دردمندان محبت کا ٹھکانا ہی کہان
اپنے کوچے مین جگہ دو تو گزارا ہوجاے

دل مین رہنا نہین آتا ہے تو قربت ہی سہی
نہین مانتا ہے مرجاؤن تو زیارت ہی سہی
سامنے میری نظر کے تری صورت ہی سہی
وصل منظور نہین گر تو عیادت ہی سہی
کچھ تو بیمار کے جینے کا سہارا ہوجاے

کھینچ لو تیغ کو اور کردو قلم سر کو مرے
جلد رشک سے ویران کرو گھر کو مرے
کردو بیکار نہ بدنام مقدر کو مرے
غیر سے مل کے جلاؤ دل مضطر کو مرے
انھین بتلاؤ یہ کس طرح گوارا ہوجاے

کیا قمر جو بہ ہزن مہر وفا ہے عالم
کہنے کو شیفتۂ زلف دوتا ہے عالم
مبتلاے غم و اندوہ و بلا ہے عالم
یونہو آس طرح وہ دلکش یہ فدا ہے عالم
آسکے سر سہرا ہے جو اب کو سہارا ہوجاے

وا مصیبت کی ذلت تبسم نہین گو سر مین ہے
رونے مین آنسوؤن کے تار پروتی ہے نگہ
اور بھی حسن بڑھے تمسے اگر چرخ جھکے
میری بیتابی دل پر جو کوئی اشک گرے
آگئے آنکھ پہ تمھارے وہ ستارا ہوجاے

کیون نہ ہو تنگ کلیم آج مین حیران جگر
کیا کہون کیون ہے نظر میری پریشان جگر
شوق دیدار کا رنگ کوئی سامان جگر
سختی نزع کی تکلیف ہو آسان جگر
جو کسی کشف عارض کا نظارا ہوجاے

گرفتاران گیسوے محبت و محنت کشان غم فرقت یون نالہ سرائی مین اظہار درد جگر کرتے ہین کہ وحید الملک کو ایک پل جدائی ملکہ مہتاب حور جمال کے ناگوار ہے اور یہی حالت ملکہ کی

وحید الملک کی ساتھ بھی ہو کہ جتنی دیر کے واسطے یہ بھائی کے دیکھنے کو جاتی ہو اتنا وقت اسے
عجب اضطراب میں گزرتا ہو طبیعت اسکی نہایت پریشان رہتی ہو آخر ایک روز شاہزادہ وحید الملک
نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ صحبت بھی اس وقت تک ہو جبتک افشائے راز نہیں ہوتا ہو اور مثل مشہور ہو
کہ عشق و مشک چھپتے نہیں ہیں لہذا انجام پر نظر کرنا چاہیے جس دن طبل جنگ بجا اسی روز سے یہ پیمان
رہنا غیر ممکن ہو اور جس روز تمھارے باپ بھائی پر یہ راز فاش ہوا اسی روز سے تم قید
کر لی جاؤ گی پھر ہم کہاں اور تم کہاں اور جس رسوائی کو ڈرتی ہو یہ ایک دن ہونا ضرور ہو پھر
جو تکلیف اٹھانے سے کیا فائدہ ہو مجھے تم سے زیادہ دقت در پیش ہو وہ یہ کہ بادشاہ اسلام اس
حرکت پر مجھ سے ضرور ناراض ہونگے اسلیے کہ انھوں نے قبل سے اس بات کا تحفظ کر لیا تھا اور
تمھاری وجہ سے مجھکو شکار پر آنے کی اجازت نہ دیتے تھے اور میں نے دوسری جانب جانے
اظہار کر کے بادشاہ سے اجازت لی تھی اور یہ میرا قصد بھی نہ تھا کہ میں تمکو آ کر دیکھونگا مگر تقدیر
نے آئی کہ آہو کے تعاقب میں گھوڑا ڈالا اور آہو اسی طرف آیا اب جو بادشاہ اسلام کو معلوم
ہوگا کہ وحید الملک نے یہ حرکت کی تو بادشاہ مجھ سے برخلاف ہونگے اور بادشاہ کی برخلافی
ایسی چیز ہو کہ کوئی میرا شریک نہوگا اس سے بہتر و مناسب یہ ہو کہ آج میں جا کر تمھارے رہنے
کے واسطے کوئی پوشیدہ مقام تلاش کرتا ہوں اسکے بعد سواری بھیج دونگا تم چلی آنا کہ یہ خلش
مٹ جائے پھر جیسی پڑے گی اسے جھیل لینگے ملکہ نے کہا کہ مجھے منظور ہو اب تمھاری صورت
دیکھکر اور کی صورت تو میں دیکھنا نہیں ہو جو کچھ عذر کریں یہ عہد و پیمان ہونے کے بعد شاہزادہ
وحید الملک وہاں سے پھر کر اپنے لشکر میں آئے اور رضوان سے کہا کہ کوئی ایسی
پوشیدہ جگہ تجویز کر جہاں ملکہ کو رکھیں تا کہ حال ملکہ کا کسی پر ظاہر نہونے پائے رضوان تلاش
مکان میں روانہ ہوا کہ قریب سار لنکہ کے کوئی قلعہ دیکھے جو شاہزادہ کو اطلاع دو دن پہلے قلعہ پر
قبضہ کیا جائے پھر ملکہ کو پوشیدہ طور پر لا کے اس قلعہ میں رکھا جائے اگر لشکر میں ملکہ
ہوگی اور طیمور شکایت کرے گا تو بادشاہ اسلام ملکہ کو چھین کے طیمور کے حوالے کر دینگے
یہاں تو یہ انتظام ہو رہا ہو اور یہاں کا حال سنیے کہ چند خواصیں ملکہ کی ہمنشین جو بادشاہ نے
برائے حفاظت اسکے معین کر دی تھیں انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ملکہ اس جوان کے ساتھ بھاگی
تو بڑا غضب ہو جائے گا ہماری تو کب جری کاٹ ڈالی جائیگی نمک حرام مشہور ہو جائینگے کسی رئیس
شریف کی نوکری کے قابل بھی نہ رہینگے ملکہ کوئی دن لشکر میں بھی آ کے الگ رہے گا یہ حال بادشاہ
سے بیان کر دینا چاہیے یہ سوچ کے انھیں سے ایک عورت کہ نہایت زبان آور تھی پوشیدہ
طور پر سوار ہو کے خدمت میں بادشاہ کے روانہ ہوئی جب خیمہ میں خورشید زرین کے
پہونچی تو سلام کیا خورشید زرین نے اسکو پریشان دیکھکر پوچھا کہ کیوں اے صنوبر خیر تو ہو تو
بہت بدحواس کیوں ہو صنوبر نے عرض کی کہ حضور جان کی امان پاؤں تو عرض کروں خورشید زرین
نے کہا کہ بتا تیری جان تجھکو بخشی جلد بیان کر اسوقت اس عورت نے عرض کی کہ حضور زیادہ
کچھ کہوں تو میری زبان جل جائے چونکہ حضور نے ہمیں ملکہ کی اتالیقی اور حفاظت کے واسطے معین
فرمایا ہو تو فرض ہمارا یہ ہو کہ ہر ایک وجہ سے حضور کو آگاہ کر دیں لہذا اگر حضور ملکہ کو چاہتے ہیں کہ
ہمارے سر پر سایہ عاطفت میں رہے تو ملکہ کو اسی وقت بلا لیجیے اور ملکہ کی حفاظت کیجیے

ورنہ اگر کوئی اونچ نیچ پڑے تو ہم قصوروار نہ ٹھہرائے جائیں یہ سُن کے خورشید زرین کمر نے اُسوقت
سواری روانہ کی اور چند خواصوں کو ساتھ کر دیا کہ ابھی جا کے ملکہ کو سوار کرا لاؤ لیکن بعض ملکہ کی خیرخواہیں
اُسی جگہ موجود تھیں اسلیے کہ شاید چوری کھل جائے تو ملکہ کو اطلاع دے دیں ایک عورت سواری
سے پیشتر بھاگی ہوئی خدمت میں ملکہ کے پہونچ گئی اور سب کیفیت بیان کر دیا کہ اے ملکہ عالم غضب ہو گیا حضور کے
لے راز فاش کر دیا بادشاہ نے آپ کے لینے کو سواری بھیجی ہے اور اب آپ پر سختی ہوگی آپ اس جگہ سے
بھاگ جائیے ملکہ یہ سُنکے نہایت پریشان ہوئی وحید الملک کی طرف سے سواری نہ پہونچنے پائی اور خورشید
زرین کمر کے بھیجے ہوئے لوگ آ گئے عورتوں نے آ کر ملکہ سے کہا کہ بادشاہ کے بھیجے میں درد اُٹھا ہے
اور آپکو ابھی بلایا ہے یہ سُن کے ملکہ نے فلک کو دیکھا اور دل میں کہا کہ افسوس وحید الملک نے
بڑی دیر کی اگر جاتے ہی مجھے سواری بھیج دی ہوتی تو ابتک میں خدا جانے کہاں کی کہاں ہوتی کوئی میرا
پتہ بھی نہ پا سکتا مگر اب سوا چلے چلنے کے کوئی چارہ کار نہیں ہے یہ سوچ کے ملکہ سوار ہوئی اور سواری
ملکہ کی جانب شہر خورشید زرین کمر روانہ ہوئی اس طرف سے تو سواری ملکہ کی جاری تھی اور قضا
کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے جوشن قوی بازو چالیس ہزار سوار سے برائے مدد سارلیق بن
بقا چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ایک سواری مانند باد بہاری کے چلی جاتی ہے بس سنے کہا کہ دریافت تو کرو کہ
اس محافے میں کون سوار ہے اسکے عیار نے بڑھ کر دریافت کیا اور آ کے عرض کی کہ کوئی شخص خورشید
زرین کمر بادشاہ شہر زرینہ ہے مذہب آئینہ پرستی رکھتا ہے یہ اسکی دختر کی سواری جاری ہے سنا لیا
ہے کہ یہ ملکہ نہایت حسین ہے بس یہ سُنکے جوشن قوی بازو نے کہا کہ ایسی نعمتیں خداوند سارلیق بن
بقا نے اپنے بندوں کے واسطے خلق کی ہیں چھین لو اس محافے کو یہ حکم پاتے ہی اسکے لشکر سے چند
سوار بڑھے اور محافے کو اپنی حراست میں لیکر کے پاس جوشن قوی بازو کے لے آئے جوشن
قوی بازو نے محافے کو اپنے ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوا جو لوگ ملازمان خورشید کے
سواری کے ساتھ تھے وہ بھاگے ہوئے خدمت میں خورشید زرین کمر کے آئے اور
اُنھوں نے بیان کیا کہ جوشن قوی بازو کوئی پہلوان ہے کہ وہ واسطے مدد سارلیق بن بقا کے
آتا تھا اسنے پہلے تو حال دریافت کیا کہ یہ محافہ کسکا ہے بعد اسکے محافہ کو چھین لیا بس یہ سُن کے
خورشید زرین کمر کو نہایت طیش آیا اور اہرمن کوہی سے کہا کہ جا کر جوشن قوی بازو
کو سزا بے ادبی دے اور محافے کو ملکہ سے بحفاظت لے آ اسی وقت اہرمن کوہی چند سوار
اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا قضا سے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ مظفر غازی برائے شکار صحرا میں آئے ہوئے
تھے اُنھوں نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا جاتا ہے اپنے عیار کو بولے دریافت حال روانہ کیا عیار نے بعد
دریافت حال آ کر عرض کی کہ ایک شہریار کوئی پہلوان جوشن قوی بازو نام بمدد سارلیق کے آتا تھا اسنے طمورس
آئینہ پرست کی بیٹی کا محافہ چھین لیا ہے اور وہ اسے لیے جاتا ہے ملکہ محافے میں رو رہی ہے بس یہ سننا تھا
کہ مظفر غازی کو نہایت غصہ آیا کہا ارے یہ تو ہمارے بھائی کی منظور نظر ہے بس اُسی وقت ابلق کو دم
دیا اور اپنے بارہ ہزار قزاقوں سے جا پڑے پہلے تو محافے پر قبضہ کر لیا دیکھا کہ ملکہ فریاد کر رہی ہے بس
محافہ کے قریب آ کے آواز دی کہ گھبراؤ نہیں میں وحید الملک کا بھائی ہوں میں تمہاری حمایت
کو آ پہونچا یہ آواز سن کے ملکہ کو گونہ تسکین ہوئی دعائیں دینے لگی کہ بھیا خدا تمہیں سلامت رکھے
بس اب مجھے جلدی نکال لے چلو اور کسی طرح اپنے بھائی کے پاس پہونچا دو اُنھوں نے

بڑی غفلت کی جسکا یہ انجام پیش آیا ادھر جوشن قوی بازو کو معلوم ہوا کہ چند قزاقوں نے آ کے ملکہ کو
چھین لیا بس یہ ملعون زمین سے اچھلا اور نعرہ کیا کہ خبردار او دزد کہاں جاتا ہے نہیں جانتا کہ یہ ہماری مطلوبہ
ہے مظفر غازی نے فرمایا کہ او بیحیا کیا جھک مارتا ہے اور چند قزاقوں سے کہا کہ تم زنجانے کو لیکر ہمارے
لشکر کی طرف چلو ہم اس بیحیا کو سزا دے کر آتے ہیں یہ فرما کر ایک ہزار قزاق سے جو آکر چالیس ہزار
کے لشکر پر گرتا ہے لشکر کو تہ و بالا کر دیا جس لشکر کے سپاہی سے سامنا ہوا بوق پھونکے گھوڑا اسکا
بھڑکا وہ گھوڑے کو سنبھالنے لگا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک ہزار نے چالیس ہزار کو
تتر بتر کر دیا جوشن قوی بازو سے اور مظفر غازی سے سامنا ہوا جوشن قوی بازو نے
تلوار ماری مظفر نے خالی دے کر کمر کی جھکائی دے کر جو سر کا وار کیا سپر بھی دم آ گئے ہائی تھی تو تیغ
سر پر بیٹھا نا دو ابرو اتر آیا جوشن قوی بازو نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی چادر خون کی
سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوئی لوگ درمیان میں آ گئے جوشن قوی بازو کو تو بچا لیا لیکن مظفر
غازی نے اُنتوں کو قتل کیا کہ ان لوگوں کے پانوں اٹھ گئے ایک تو سردار کے زخمی ہونے سے
بے دل ہو چلے تھے دوسرے اُن قزاقوں نے جو تلوار کے نیچے رکھ لیا تو دم لینے کی فرصت نہ دی
آخر سارے لق پرست بھاگ کھڑے ہوئے مظفر غازی بانیج و فیروزی بیٹھے لیکن دو سو
قزاق انکے کوئی پانچ سو قدم کے فاصلہ پر محافہ کو لیکر نکل گئے تھے اس طرف سے اہرمن کوہزاد
کئی ہزار سوار ساتھ لیے ہوئے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ چند قزاق اک محافے کو لیے چلے جاتے
ہیں آواز دی کہ ٹھہر جاؤ قزاق محافے کو لیکر اور بھاگے اہرمن نے ڈانٹا اور کہا کہ مجھ سے بیان کرو
کہ یہ محافہ کسکا ہے قزاقوں نے جواب نہ دیا اور محافہ کو لیکر بھاگے اتنے میں مظفر غازی بھی آپہونچا
اہرمن کوہی نے کہا کہ او بھوتنے تو بڑا فسادی ہے محافہ ملکہ کا تو ہی لیکے بھاگا ہے مظفر غازی نے
کہا کہ او ملعون پھر تیرا کیا اجارہ ہے تمنے جوشن قوی بازو سے ملکہ کو چھینا ہے اہرمن کوہی نے کہا
کہ جوشن قوی بازو کی یہ کمک نہیں ہے کہ تو نے چھینا تو تیرا قبضہ ہو گیا ارے یہ زندہ آئینہ پرستان
کی خواہر ہے اگر طیمورس سنیگا تو سارے لشکر اسلام کو تہ و بالا کر دیگا مظفر نے کہا کہ اسکی
حقیقت کیا ہے ہمنے اُسے طیمورس سے نہیں پایا ہے جسکی تلوار میں جس ہوگا وہ ملکہ کو لے جائیگا
یہ سنکے اہرمن کوہی پکارا کہ او دیوانے اگر تو قزاقی کرتا ہے تو میں بھی قزاق ہوں مجھ سے تیرے
قریب نہ چلیگی بس یہ سنتے ہی مظفر نے مرکب کو جھکا کر اہرمن کو تلوار ماری اہرمن نے بوق پھونکی
کہ مرکب مظفر کا الف ہو گیا اہرمن نے تلوار مارنے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے مرکب اہرمن کو سزا
کو تازیانہ مارا اسکا مرکب بدلگامی کرنے لگا ادھر لوگوں دونوں میں تلوار چلنے لگی برابر کو فیل جھنک رہی تھیں
اور تلوار چل رہی تھی ادھر مظفر غازی اور اہرمن کو تیرا دے تلوار چل رہی تھی قضا سے نار مرکب نے
مظفر کے زیادہ بدلگامی کی اک سوار نے درمیان میں آ کر مظفر پر حملہ کیا مظفر نے وار اسکا پشت
شمشیر پر لگا کر ہاتھ مارا سر اسکا اڑ گیا اب مظفر مرکب کو قابو میں کر کے اہرمن کو سزا دینے کے قریب
آیا سامنے اک کاسہ سر لڑھکتا ہوا آیا مرکب مظفر نے ٹھوکر کھائی بس اہرمن نے موقع پا کر وہ
تلوار ماری کہ مظفر غازی کا زخمی ہوا مظفر نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی
جو سر سے باہر آئی تو آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا ہمراہیان مظفر نے درمیان میں آ کر مظفر کو بچا لیا
اور لڑتے ہوئے مظفر غازی کو نرغے سے نکل گئے اہرمن کوہزاد نے محافہ کو اپنے قبضہ میں

اور لیکر طرف لشکر طیمور شیر سرور کے روانہ ہوگیا یہاں مظفر غازی نے اک درخت کے نیچے ٹھہر کر
زخم سر باندھا تھا چونکہ شاہزادہ عارف بن معروف کی بلا سے شکار آیا ہوا تھا چند قزاقوں نے جاکر
عارف کو خبر کردی کہ مظفر غازی ہاتھ سے اہرمن کوہزاد کے زخمی ہوگئے عارف نے پوچھا
کس سبب کیا ہوا انھوں نے بیان کیا کہ دختر خورشید آئینہ پرست کو ساریق کا سردار چھین لیگیا
تھا اسے آپکے بھائی صاحب نے چھینا انسے اہرمن نے چھین لیا بس یہ سنتا تھا کہ عارف
نے چمن سے مرکب کو رانوں میں دبایا اور تعاقب میں اہرمن کوہزاد کے روانہ ہوا اہرمن کوہزاد محافہ
لیے اپنے انگلیان کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ مجھ سے کون ملکہ کو لے سکتا ہے ملکہ کی یہ حالت تھی کہ امید و بیم
کی حالت میں کبھی اسکے چہرہ پر بحالی آجاتی تھی اور کبھی پژمردگی پیدا ہوجاتی تھی جب یہ مظفر کے اختیار
آئی ہے تو خوش ہوئی تھی کہ اب میں وحید الملک تک پہونچ جاؤنگی جب اہرمن نے مظفر سے چھین
لیا تو پھر اسے وہی اندیشہ پیدا ہوگیا اور چپکے چپکے اس نے رونا شروع کیا کہ اب شاہزادہ وحید الملک
سے کاہے کو ملنا نصیب ہوگا کہ اک مرتبہ پشت لشکر کی طرف سے عارف بن معروف نے نعرہ
کیا لیا باش او دزد کہاں جاتا ہے خبردار کہ میں آپہونچا بس یہ نعرہ کرکے جو گرتا ہے جو لوگ محافہ کی محافظت
میں تھے پہلے انھیں کو مار کر محافہ پر قبضہ کیا اور محافہ کو لیکر بھاگا اہرمن کوہزاد نے تعاقب کیا
اور آواز دی کہ او دزد تو مجھ اپنے بھائی سے بھی بڑھا ہوا ہے کہ مقابلہ پر بھی نہیں آتا کب چھوڑتا ہے
مجھکو یہ کہکر اپنے گھوڑا ڈالا اہرمن نے جیسے ہی قریب پہونچکر تلوار ماری عارف نے داہنی باگ
گھوڑے کو اس پھرتی سے توڑ کر وار اہرمن کا خالی کیا اور یہ اسی ضرب کی جھونک میں ازدھے منہ
آرہا جبکہ تلوار کا زمین در آیا بس عارف نے پلٹ کے جو ہاتھ مارا مرکب کی کمر پر پڑا مرکب کو اسی جگہ
تڑپ کے رہگیا اور اہرمن گھوڑے سے گرا پاؤں میں اسکے ایسی ضرب آئی کہ سنبھل نہ سکا
عارف محافہ کو لیکر بھاگ کھڑا ہوا لوگ اہرمن کو لیے ہوئے بحال خراب سامنے خورشید
زرین کمر کے پہونچے سارا واقعہ بیان کیا کہ جوشن قوی بازو سے مظفر نے ملکہ کو چھین لیا
مظفر سے اہرمن نے چھینا اہرمن کو زخمی کرکے بھائی مظفر غازی کا عارف بن معروف چھین لیگیا
بس یہ سنتا تھا کہ خورشید زرین کمر نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہے اس شخص کی دختر گم ہو اور دھکا
ہوگئی ارے ہے کوئی کہ جاکر عارف سے ملکہ کو چھین لائے یہ سنکر رعد آواز تو مقابلہ عارف
میں جاتے شرم آئی لیکن نہنگ بن طوفان دریا موج نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور ابھی ملکہ کو لیکے
آتا ہوں یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھا اور صرف دوسو سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا جہاں عارف بن معروف ملکہ کو
لیکر دور سے نکل آیا تھا اور کہہ رہا تھا کہ بھاگ کی کچھ ضرورت نہیں اب لشکر اسلام بہت قریب ہے ملکہ دعائیں دے رہی
تھی کہ نعرہ نہنگ بن طوفان دریا موج نے آواز دی کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہے کہ تو پرائی بہو بیٹی
کو زبردستی چھینے لیے جاتا ہے اگر شاہزادہ طیمور شیر سرور کو خبر ہوگی تو قیامت ہوجائیگی وہ لشکر اسلام کو
پامال کردے گا عارف بن معروف نے کہا تجھے شرم نہیں آتی طیمور وہی ہے جو ابھی کل کی بات
ہے کہ سکندر کے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہے اب آپنے گانو کیا کرے گا جسے ملکہ کو ساریق کے سردار
سے پایا ہے ہم ہرگز نہ دینگے تجھے اگر دعوے ہے تو چھین لے نہنگ بن طوفان نے تلوار
ماری عارف نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان زبردست سردار ہے اسنے
بایں سبب سپر دار عارف کا رد کرکے اس طرح تلوار ماری کہ عارف خالی دے سکا سپر بلند

تیغ اسکا لنگر اور ساڑھے چار سو من کی ضرب پہر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے تیغہ خود پر پہٹا
ادھر تو نہنگ بن طوفان نے جھٹکا مارا ادھر عارف نے دستانہ مارا تیغہ آمیز سمی تا دو ابرو اتر آیا
تھا کہ دستانہ پڑا تیغہ سر سے نکلا نہنگ بن طوفان نے کہا کہ بے جاؤ اس مردہ صد سالہ کو اور
محافہ پر قبضہ کر کے اپنے لشکر کی طرف باطمینان تمام چلا عارف بن معروف لشکر سے بہت قریب
رہگیا تھا اور رضوان بن خضران تلاش مکان میں اس طرف بھی نکل آیا تھا دیکھا اسنے کہ عارف
بن معروف زخمی پڑا ہے قزاقوں سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا انہیں کسنے زخمی کیا قزاقوں نے سارا ماجرا
رضوان سے بیان کیا بس یہ دوڑا ہوا خدمت میں شاہزادہ وحید الملک کے آیا اور اسنے
کہا کہ مکان آپ کسکے لیے تلاش کرتے ہیں پہلے ملکہ کی تو خبر لیجیے فرمایا کیا ہوا جلد بیان کر رضوان نے
بیان کیا کہ ملکہ کو کوئی ساربان رست لیے جاتا تھا اس سے مظفر غازی نے چھینا مظفر سے
اہرمن کوہی نے چھین لیا پھر عارف بن معروف نے اہرمن کو زخمی کر کے محافہ اپنے قبضہ
میں کیا تھا اور دور نکل آئے تھے کہ نہنگ بن طوفان رفیق طیمور انکو بھی زخمی کر کے ملکہ کو
چھین لے گیا جلد خبر لیجیے ورنہ اگر وہ ملکہ کو لے گیا تو اب ملکہ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہے بس یہ
سننا تھا کہ فرمایا لاؤ تو ہمارا مرکب اسیوقت مرکب حاضر ہوا بس وحید الملک پشت مرکب پر
بیٹھکے تعاقب میں نہنگ بن طوفان دریا موج کے روانہ ہوئے ساتھ اسکے چند کس لیے
جنکو معلوم ہوا وہ بھی گھبرا ہوا اسے نہیں معلوم تھا وہ کیونکر جاتا ادھر تو یہ غصے میں جارہے ہیں ادھر
نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو لیے باطمینان چلا جاتا ہے نصف راہ طے کر چکا ہے ملکہ کو بھی اب
مایوسی ہوگئی ہے کہ یہ ستمگر سردار ہے اسکو کون زخمی کر سکتا ہے یا اس سے چھین سکتا ہے اور یہ ہنگامہ
اب تمام عالم میں پھیل گیا ہوگا میرے بھائی کو بھی خبر ہو جائیگی وہ آنے کا تو بات برپا کرے گا
یہ اسی سوچ میں رو رہی تھی دل دھڑک رہا تھا جو چونکہ لشکر طیمور شہر بردہ کا قریب ہوتا جاتا تھا امید بھی
اسکے دل سے دور ہوتی جاتی تھی کہ ایک مرتبہ شاہزادہ وحید الملک نمودار پہنچ گئے اور دیکھا انہوں نے
کہ نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو ساتھ لیے ہوئے چلا جاتا ہے بس انہوں نے نعرہ کیا کہ او بے
او گبر نابکار کہاں جاتا ہے میں اسیکا نعرہ بدیع الملک کے سے میں وہ ہوں ابن امیر ابن امیر جسکو
جسکو کہتے ہیں بدیع الملک شاہ قلعہ گیر اگر خیریت چاہتا ہے اپنی تو محافے کو نکالے رکھ دے
اور چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے بہت ذلت اٹھائے گا یہ سنتے ہی نہنگ بن طوفان دریا موج نہایت
جوش و خروش میں آیا اور تلوار نیام سے کھینچ کر پکارا کہ یہ لہر ہے دریائے فنا کی اسکے بلا سے
کشتی حیات طوفانی ہوتی ہے وحید الملک نے کہا کہ میں تمکو جناب آپ سے بھی کم سمجھتا ہوں
دم لینے کی نہ ملیگی لا حربہ اپنا یہ سنتے ہی نہنگ بن طوفان نے تلوار نیام میں کر کے نیزہ سنبھالا
اور چاہا کہ نیزے پر وحید الملک کو اٹھاؤں وحید الملک نے بھی اپنے نیزے پر اسکے
نیزے کو گانٹھ کے جھٹکا مارا نہنگ بن طوفان کو طیمور نے تعلیم کیا ہے اسنے بھی اس نیزے کو
ٹھوک لیا اور ساتھ ہی اپنے نیزے کی سنان سے وحید الملک کے نیزے کی سنان کو الجھا
جھٹکا مارا کہ سنان نکل دونوں بدیع الملک نے ہاتھ آگے بڑھا دیا جان سے جھٹکا اسکا رکا
وہیں سے چو ول دیکر بھگا یا ارا نیزہ ہاتھ سے نہنگ بن طوفان دریا موج کے نکل گیا بس نگاہوں
میں اسکے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز دی کہ او خدا پرست تو بھی بلا سے ہم معلوم ہوتا ہے طیمور سے نیزہ

میرے ہاتھ سے ہوائی کیا تھا یا آج تو نے نیزہ نکالا ہی خبر کچھ پرواہ نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی
جال بازی تیغ بازی دست بازی جسکو حلال مشکلات جان کہتے ہیں یہ کہکر اسنے تلوار ماری وحید الملک
نے سپر کو بلند کیا تلوار ضامن دوی تلوار نے نہنگ بن طوفان کی سپر کو قلم کیا پشت شمشیر پر آ لگی
وحید الملک نے اسکا وار رد کر کے اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان نے بھی سپر بلند کی تلوار جو
پڑی تو اسکی سپر بھی مانند قرص بنجے کے قلم ہوئی تیغہ خود کو کاٹ کر تا دو ابرو تک اتر آیا وحید الملک نے
چاہا جھٹکا ماروں کہ کام اسکا تمام ہو کہ نہنگ نے دستانہ مار دیا تلوار جھنجھنا کر سر سے نکلی اور چادر
خون کی سر سے بہا سرائی لوگ اسے لیکر بھاگ کھڑے ہوئے وحید الملک نے اپنے ہمراہیوں
سے کہا کہ تم بھاگنے لشکر کی طرف جاؤ اب میں انکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکر دور تک تعاقب میں آئے
پرستوں کے سامنے اور سبھا بھگا کر اپنے لشکر کی طرف پلٹنے تھے کہ وہ لیکر لوگ بھاگا بھاگ چلے ہی آ گئے
تھے بعد کو وحید الملک پہونچے یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی کہ شاہزادہ وحید الملک طیمور
شیر پرور کی بہن کو لڑ کر چھین لائے ہیں بادشاہ اسلام انگشت بدندان ہوے کہ یہ انہوں نے
کیا حرکت کی ادھر شاہزادہ رفیع البخت کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ کو رکھا ہوا ہی بس یہ جلدی
سے آئے اور ملکہ کو جلدی سے ناموس میں داخل کر دیا اور آپ آکر بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے وحید الملک
سے کہلا بھیجا کہ تم بارگاہ میں نہ آنا وحید الملک خود بسبب حجاب کے نہیں آئے لیکن سہراب
بن رستم نے کہا غضب کیا وحید الملک نے معلوم ہوتا ہی ابھی ان شیر صورت کو خبر
نہیں جسوقت معلوم ہوگا قیامت ہی تو برپا ہوگی بادشاہ اسلام نے کہا کہ یہ واقعہ کیا ہی اتنے میں
مظفر غازی اور عارف بن معروف پیان سر پر باندھے ہوئے آکے پہونچے بادشاہ اسلام نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہی اس جنگ میں لگے ہاں بھائی آپ ہی میں مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ یوں تو
ظل اللہ مالک ہیں جو چاہیں ارشاد فرمائیں ایک سارق پرست ملکہ کو لیے جاتا تھا میں نے اسے زخمی
کر کے ملکہ کو اس سے چھینا آئینہ پرستوں کے ہاتھ سے میں زخمی ہوا پھر میرے بھائی نے اسکو
زخمی کر کے ملکہ چھینا پھر نہنگ بن طوفان نے عارف کو زخمی کیا آخر میں بھائی صاحب پہونچ گئے بھلا
نہنگ بن طوفان ایسے کب لڑ سکتا وہ اسے زخمی کر کے دور تک بھگا آئے اور شاہزادہ کو یہاں بھیجا کہ ملکہ کو سارق
پرستوں سے چھینا تھا آئینہ پرستوں کا سے الجھنا بیکار تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ذرا لاکر کسی کا مال
چھین لے اور اس سے آپ چھین لیجیے تو وہ آپکو حلال ہو گیا لطف اسکو فرست ہی کہا گی یہ کسی ہی پہلے کی معلوم ہو تو پھر کیونکر کیوں
چھینا آئینہ پرست خود سارق پرستوں سے سمجھتے اور اگر تم نے دوستانہ چھین لیا تھا تو ملکہ کو بھی ناحق
آئے سپرد کر دیا ہوتا یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی سکندر نے جھکے سے بادشاہ اسلام کے کان میں کہا
کہ وحید الملک جو شکار پر گئے ہوئے تھے یہ اس وقت انہے سلسلۂ محبت آغاز ہوا انشاء اللہ مجھے اپنے
عیاروں کی باعث سب کیفیت مفصل معلوم ہوئی ہی بادشاہ اسلام سر بزانو ہوے کہ بڑا غضب کیا
وحید الملک نے یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور رفیع البخت غم میں بیٹھے تھے کہ چھوٹا بھائی فرزند
کی جگہ ہوتا ہی پہلے ہی سے اسنے دل لگایا ہی تو یہ رخنہ پردازی فلک کی ہو رہی ہی یہ سنے ہوئے بیٹھے ہیں کہ
دیکھیں تو جانے دو لگا جا ہے کچھ ہی کیوں خوبیاں کا تو یہ رنگ ہی اب وہاں کا حال سنیے جس وقت
نہنگ بن طوفان دریائے خون میں ڈوبا ہوا بارگاہ خورشید میں پہونچا اس وقت طیمور شیر دل
بھی موجود تھا لیکن ابھی تک یہ ملکہ ... آگاہ نہ تھا خورشید نے اس سے یہ راز ظاہر نہیں کیا تھا

کہ اگر گیا تو قیامت برپا کردیگا بس طیمور کی نظر جو اُسنے رفیق پر پڑی اور نہنگ بن طوفان دریائے موج
کو غرق خون دیکھا کہا کہ یہ کیا حالت ہے نہنگ بن طوفان نے کہا کہ مین نے اُس دیو اسنے کو زخمی
کیا مگر وحید الملک کے ہاتھ سے زخمی ہوا طیمور نے کہا کہ لڑائی کس سبب سے ہوئی اُسوقت خورشید
زرین کمر نے بیان کیا کہ ای فرزند جس تمھاری محافہ مین سوار ہین یہ دیکھنے کو آئی تھی کہ جوشن قوی بازو
اک سردار ساریق کی مدد کو آتا تھا اُسنے ملکہ کو چھین لیا مین نے یہان سے اہرمن کوہزاد کو اُسکی
سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس سے خدا پرستون نے چھین لیا اہرمن نے خدا پرستون سے چھین
اہرمن سے پھر کوئی خدا پرست چھین لے گیا اسکو نہنگ بن طوفان نے زخمی کیا اسے وحید الملک
نے زخمی کیا اور ملکہ کو لے گیا بس یہ سننا تھا کہ طیمور جوش غیرت سے جھنجھلا غضب مین آکر مرکب طلب کیا اور
کہا کہ خدا پرست ہمارا من نہین ہین مین ابھی ملکہ کو لاتا ہون اور اگر شاہ بخت اُنکی مدد ہوئی تو مارے تلوارون
کے بارگاہ خون سے لال کردونگا یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اسا تھا اسکے پرہوت
رعد آواز بجی چلا طیمور نے زمین سے جو بارگاہ سلیمانی کی سپیدہ باندھی تو ڑالتے ہین جو خیمہ ڈیرہ ملا اُسکو
گراتا ہوا چلا لشکر اسلام مین غوغا ہوا المیرگون نے جا کر بادشاہ اسلام سے فریاد کی کہ طیمور آئینہ پرست
جھولن کو گراتا ہوا اور گون پر ہیبت کرتا ہوا چلا آتا ہے رفیع البخت نے اُسکے کا قصد کیا تھا کہ مین جا
روکتا ہون بادشاہ نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بسی اور سید زوری گریبان مین منہ ڈالیے آپ اسکا
لیا کرینگے اور سہراب بن رستم سے ارشاد ہوا کہ جاؤ اور طیمور کو اس حرکت سے باز رکھو تمھارے ہی
سمجھانے سے طیمور مانیگا کہ تمھارا دوست ہے اور تم اُسکے دوست ہو سہراب نے کہا کہ مین جاتا تو ہون
لیکن وہ بغیر ملکہ کو لیے نہ جائیگا ورنہ بڑا فساد ہوگا آج اسی بارگاہ مین ایسی تلوار چلیگی کہ تمام بارگاہ خون
سے لال ہوجائیگی اور سلطنت بدنامی ہوگی یہ کہکر سہراب بن رستم تو اُس طرف روانہ ہوا ایہان بادشاہ
اسلام نے رفیع البخت کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ آپکے تیور مجھے بے معلوم ہوتے ہین رفیع البخت
نے کہا کہ حضور اسمین دخل نہ دین مین محافہ ملکہ کو بیچ مین رکھے دیتا ہون اگر طیمور کے بازوؤن مین
طاقت ہے تو محافہ لیجائے دیکھون تو کیونکر لیے جاتا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای رفیع البخت تمہین
کیا حق حاصل ہے کہ ملکہ پر دعوے کرتے ہو عرض کی کہ وحید الملک میرا بھائی جو فرزند کے مقام پر
ہے ملکہ اسکی منظور نظر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای رفیع البخت کیا غضب کی بات ہے کہ زبردستی
چھین لاسے اور پھر یہ دعوے کہ ہمارا ناموس ہے آج تک ہمارے خاندان مین ایسی حرکت
کسی نے نہین کی ہے کسنے بھی نقل حمزہ صاحبقران عادل کی سنی ہوگی کہ نوشیروان نے کس طرح
پرورش کی اور انھون نے جوان ہوکے اُسی کی دختر سے عشق کیا اور اُسے لے بھاگے وہ
بدنامی آج تک باقی ہے لوگ کہتے ہین کہ یہ خدا پرست جہان جاتے ہین اور جس بادشاہ تک
اُنکی رسائی ہوتی ہے پہلے اسکی بیٹیو پر قبضہ کرکے تصرف مین لاتے ہین دکر یہ زبردستی اسکی سخت
بدنامی ہوگی تم پریشان نہو یہ تو ہمارے خاندان کا اثر ہے کہ جو عورت جسپر عاشق ہوئی وہ اُسی کی ہوگئی
جان دیدے مگر دوسرے کے دام محبت مین نہ پھنسیگی تم خوب جانتے ہو کہ طیمور مین علانہین
اولاد صاحبقران کی موجود ہین سر دست امیر موجود نہین ہین لیکن خدا نے چاہا تو بہت جلد
تشریف لے آئینگے جسوقت آ گئے اور طیمور سے جو مقابلہ فیصلہ ہوجائیگا اُسوقت طیمور
کو کوئی عذر نہ کر دینے مین ہوگا ملکہ جا کہان سکتی ہے رفیع البخت رنجیدہ ہوکے خاموش ہو رہے

وہاں سہراب بن رستم ثانی نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا کہ طیمور کسن رو میں چلا آتا ہی پس اسنے آواز دی کہ ای
بہادر یہ کیا حرکت ہی طیمور نے کہا ای سہراب اپنے یگانوں کی حرکتوں کو نہیں دیکھتے ہو کہ اب شاہزادگان
امیرزادوں کی سواریاں نکلنا دشوار کر دی ہیں بتاؤ جلد وحید الملک کہاں ہی سہراب نے کہا
ای طیمور دشمن کے ہاتھ سے تمہاری عزت بچائی اسکا یہی ثمرہ ہی کہ تم اس طرح ہمارے لشکر
کو پامال کرتے چلے آتے ہو یہ بات ہمارے پسند نہیں ہی ملکہ لشکر میں آیا تھا موجود ہی انکو اصل واقعہ
کی خبر نہیں کہ ارتنگ ساریق پرست ملکہ کو چھین کر لیے چلا تھا چونکہ ... سے اور ہم لوگوں سے دوستانہ
تعلقات بڑھ گئے ہیں یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی مظفر غازی نے ملکہ کو چھین لیا طیمور نے
کہا کہ جب اہرمن کو چھین لیا ہی تو اسکے سپرد کیوں نہ کر دیا سہراب نے کہا آپنے بدزبانی کی اور
زیادہ جنگ ہوا ہو یہ کیوں رہتے ان باتوں سے طیمور کا غصہ فرو کیا اور چیتے یار بنا کے اپنے
ساتھ لے چلا طیمور نے برہوت رعد آواز کو جو دیکھا کہ میرے پس پشت چلا آتا ہی کہا جا تو پلٹ جا کیا میں
تنہا ملکہ کو نہیں لا سکتا ہوں برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ میں تو صرف ہمراہ ہوں سہراب نے
کہا کہ آپ نے رعد اور اپنے عیار سے کہا کہ جا کر ظل اللہ سے عرض کر کہ شاہزادہ طیمور کے ساتھ برہوت
رعد آواز بھی ہی بادشاہ اسلام نے ایک دنگل طیمور کے واسطے اور ایک برہوت رعد آواز کیواسطے
بچھوا دیا اتنے میں طیمور کو لیے ہوئے سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوے طیمور نگاہ قہر سے
چاروں طرف وحید الملک کو دیکھتا ہوا آکے دنگل پر بیٹھا برہوت رعد آواز بھی اک دنگل پر
بیٹھ گیا طیمور نے بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر عرض کی کہ مجھے آپ کے عدل و انصاف سے یہ بات
بہت بعید معلوم ہوئی کہ اس وقت تک آپنے ملکہ کو بھجوا نہ دیا بادشاہ نے فرمایا ای طیمور جب ہم نے
تمہارے آنے کی خبر سنی تو مجھے کیا ضرورت تھی اگر تم خود نہ آتے تو ایسا ہی کیا جاتا کہ یہاں سے
چند سرداران نامی کی حفاظت میں ملکہ کو دیکر روانہ کر دیا جاتا اب طیمور کی نظر سکندر پر پڑی اور
سکندر نے طیمور کو دیکھا چونکہ اس سے قبل طیمور نے سکندر کو اور دنگل پر دیکھا تھا
آج دنگل صاحبقران پر بیٹھے دیکھا مسکرایا اور کہا کہ بعد صاحبقران کے شاید آپ ہی
صاحبقران سمجھے جاتے ہیں بادشاہ اسلام نے فرمایا ای طیمور اگر عادل کیوان شکوہ ہوتے
تو سوا اسکندر کے کوئی مرتبہ صاحبقرانی کے لایق نہ تھا یہی وجہ ہی جو عدم موجودگی میں صاحبقران
کے سکندر انکے دنگل پر مرتبہ صاحبقرانی سمجھے ہیں طیمور نے کہا کہ اگر میں سکندر کو زیر کر لیتا
سکندر نے فرمایا مجھے اطاعت میں عذر نہ ہوتا بلکہ کل اہل اسلام تمہاری اطاعت کرتے اور ای
طیمور تمہارا مثل و نظیر نہیں ہی میں ہی تھا کہ تمہارا اتنا بڑا گرز کھاکر میں نے ایسا جواب دیا دوسرا
ہوتا تو ضرب کا ملنا بھی مشکل سے سنبھلتا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ میں تمہیں زیر نہیں کر سکتا طیمور
نے کہا کہ میں بھی ایمان سے کہتا ہوں کہ مجھ سے بھی ایسا مقابلہ آج تک کسی نے نہیں کیا میری ضرب
گرز کی تاب دیو بھی نہیں لا سکے ہیں میں نے پرستان میں جاکر بڑے بڑے دیوان سرکش
کو خالی دیدی ہی سلیمان صاحبقران اور صاحبقران اعظم نے مجھے فن سپہگری تعلیم کیا
میں نے تمہارے مقابلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن ہر بات کا جواب کیوں بڑھ جاتا
ہو گیا ای سکندر تمہارا بھی مثل و جواب نہیں ہی ان باتوں سے تمام سردار تو جلے لیکن سکندر نے
علاوہ انصاف کے طیمور کی تالیف قلب کا بھی خیال رکھا کہ یہ ابھی بچہ ہی خوش ہوگا اور جو

ملال اسکو ہم لوگوں کی طرف سے پیدا ہوا ہی وہ دور ہوگا کوئی تو سبب ہی کہ سلیمان صاحبقران و سلیمان
اعظم نے اسکی تربیت مین باوجود کافر ہونے کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ضرور ہی ہمین مین
سے ہی سکندر بھی اسکو بہ نظر محبت دیکھتا ہی طیمور نے کہا کہ مین آپ لوگون کے حسن اخلاق
کی تعریف نہین کر سکتا یہ بات آپکی سب کے ساتھ ہی یا میرے ساتھ کوئی خصوصیت ہی سکندر
نے کہا ای طیمور جی چاہتا ہی کہ ہر وقت تمھاری صورت دیکھا کرین خدا نے تمکو ایسے رنگ کی تصویر بنایا ہی
طیمور سنکر اسکے پوچھا وہ کون سکندر نے کہا ایرج نوجوان جو میرے جد امجد تھے جنکی تصویر تمکو
صاحبقران نے دکھائی تھی اور یہ ممکن نہین کہ تم ہم سے جدا ہو نہین معلوم خورشید زرین کمر تمکو کہان سے
پاگیا دیکھ لینا جسوقت تم سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہوجائیگا اور تمھاری نسبت کی تحقیقات کیجائیگی
تو تم ہمین مین سے نکلوگے یہ سنکے طیمور ہنسا اور کہا کہ یہ بات بھی آپ لوگون کی بہت مشہور ہی کہ جسکو
زبردست دیکھا اسکو کہدیا کہ یہ ہمارے خاندان سے ہی خیر یہ بھی میری خوش نصیبی اگر مین آپ کے
خاندان سے ہون تو بھی کیا برا ہون دیر تک اس طرح کی باتین ہوتی رہین اور ان ہی مزاج پرسی
ہو گئی تھی اسنے عرصہ مین بادشاہ اسلام نے رفیع البخت سے کہا کہ ملکہ کو جلد سوار کردو رفیع البخت نے
جاکے وحید الملک سے سارا ماجرا بگڑنا بادشاہ کا اور سمجھانا بیان کیا وحید الملک نے عرض کی کہ بادشاہ
سچ فرماتے ہین مجھ پر جو گزریگی وہ گزرے لیکن صدمہ تمکو ظل اللہ کی کسی طرح اچھی نہین ہی یہ کہکے اس
خیمہ مین آئے جہان ملکہ بیٹھی تھی ملکہ سے یہ ساری روداد بیان کی ملکہ طیمور کی حالت سنکے بسبب خوف
کے تھر تھر کانپنے لگی اور وحید الملک سے کہا کہ مجھے سوار کردینا ہی مناسب وقت ہی اگر زندگی نے
وفا کی تو پھر دیکھا جائیگا اب مین تمھاری ہو چکی تم میرے جانب سے ہر طرح کا اطمینان رکھنا
وحید الملک نے کہا کہ اچھا ہم جاکر طیمور کو بھیجتے ہین وہ تمکو آپ آکے سوار کرلے جائیگا رفیع البخت
نے کہا جب سواری کردینا ہی تو طیمور کو یہین بٹھا رہنے دو اور ملکہ کو اسکے لشکر مین بھیج دو یہ راے
کرکے اسیوقت ملکہ کو محافے مین سوار کیا اور ہیشتن گرد کو ساتھ کرکے جانب لشکر طیمور روانہ ہوا
طیمور یہان ابھی باتین ہی کر رہا تھا کہ وہان سواری ملکہ کی لشکر مین خورشید زرین کمر کے پہونچ
گئی خورشید زرین کمر نے ملکہ کو گلے سے لگایا پیار کیا اور شاہور کو طیمور کے لینے کو اسطرف روانہ کیا یہان
طیمور ابھی بیٹھا ہی تھا کہ شاہور شیر دل پہونچا بادشاہ اسلام کو سلام کیا پہلے ہی آنکھ اسکی چالاک ثانی سے
چار ہوئی چالاک کی نگاہ نیچی ہو گئی پھر شمس عیار سے آنکھ ملائی اسکی آنکھ جھپک گئی چونکہ اسنے بھی
شیرنی کے دودھ سے پرورش پائی تھی جو تاثیر طیمور کی آنکھ مین تھی وہی شاہور کی آنکھ مین تھی طیمور
نے کہا تم کہان آئے شاہور نے کہا کہ چلیے آپ کو والدہ ماجدہ نے بلایا ہی اور ملکہ بھی یاد کرتی ہین طیمور
نے کہا کہ کیا ملکہ وہان پہونچ گئی شاہور نے کہا کہ دیر ہوئی طیمور نے بادشاہ اسلام کا شکریہ
ادا کیا اور اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا لیکن وحید الملک نے بسبب رنج اور خفت کے
بارگاہ مین آنا ترک کردیا لیکن اب کچھ حال جوشن قوی بازو کا سنیے کہ یہ جو مظفر کے ہاتھ سے زخمی ہوکے
بھاگا تو اسنے جاکے زیر بیطول ساریق دم لیا اور پکار اٹھا خداوند تو نے تو کہا تھا کہ جتنی اپنی
صورتین پیدا کی ہین وہ ہمارے بندے زیر جلال ہین مین نے یہی سمجھ کر خنجر خورشید آئینہ پرست پر قبضہ
کیا لیکن ایک خدا پرست نے مجھے زخمی کرکے اپنے مجھ سے چھین لیا یہ تو نے بناکے پھر تقدیر پر
بگاڑ دی ساریق نے کہا کہ مین نے تو اسکو تیری تقدیر مین لکھ دیا تھا یہ کس خدا پرست نے

تیرے نوشتۂ قسمت پر قلم پھیر دیا خستگان بہت جلا کر دیا خداوند کا تقدیر بنتا ہی کو جسکا جی چاہے اُسے مٹا دے
ساریق نے کہا کہ یک قدرت سے کہو جا کر خبر لاوے کہ ملکہ کہاں ہے ہم اپنے بندۂ خاص جوشن قوی بازو
کے واسطے اُسے بلوا دینگے یہ سنکے جوشن بازو تو خوش ہوکے اپنے معالجہ میں مصروف ہوا اور آگ جنکا
جسکا نام ساریق نے یک قدرت رکھا تھا برائے دریافت حال ملکہ روانہ ہوا اور بعد دریافت
جا کر عرض کی کہ خداپرست چھین لائے تھے لیکن طیور آئینہ پرست آگے اُسی وقت ملکہ کو سوار
کرا کے لے گیا ساریق نے کہا کہ اے یک قدرت جلکے جوشن قوی بازو سے کہدے کہ
تو اطمینان رکھ دیر آید درست آید خداوند تیری معشوقہ کو تجھ سے ملا دینگے یہ سنکے جوشن قوی بازو
تو خاموش ہو رہا لیکن توسن قوی بازو بھائی جوشن قوی بازو کا سوخت اپنے بھائی کی عیادت
کو آیا ہوا تھا اسنے کہا کہ خداوند تو محض ذرون سے سٹلا ہو گئے ہیں ایسی ہی اُلٹی پلٹی تقدیرین بنایا کرتے ہین
اور بناے ایک حسین بنتی ہی مین جانتا ہوں اور موقع پاتا ہوں تو ملکہ کو تمھارے واسطے ابھی لاتا ہوں یہ
کہکر اسنے کچھ تھوڑا سا لشکر اپنے ساتھ لیا اور متصل لشکر طیور کے اک ٹوٹا سا قلعہ تھا اسکی پشت پر
جاکے اسنے قیام کیا کہ شبخون مارکے ملکہ کو لے نکلونگا عیار کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ ملکہ
کس مقام پر ہے یہان کا حال سنئے کہ طیور شیر سوز جس وقت اپنے لشکر مین آیا ہین کہ پیچھے سے کوچ بھی
نہین گیا ملکہ خورشید زرین کمر سے کہا کہ بادشاہ آپ کو یاد ہوگا کہ جب مین شہر زرینہ سے چلنے
کو تھا جب بھی اسنے میرے ساتھ آنا چاہا تھا مگر مین نے اپنے ساتھ لانا مناسب نہ جانا یہی عیب دیکھنے
کے واسطے بغیر پوچھے چلی آئی جسکا یہ نتیجہ ہوا اور کیا کیا آفات پیدا ہوے لہذا اب اسکا یہان رہنا
مناسب نہین ہے آئے دن کے فساد اور جھگڑے رہینگے اہل اسلام ایسے بامروت تھے کہ انھون نے
سوار کرکے بھیج دیا دوسرا ہوتا تو کبھی نہ دیتا مثل مشہور ہے کہ دنیا مین باعث فساد تین چیزین ہین
زمین اول دوسرے زن ہوس کیا شک اسکی حفاظت کرونگا تمام عالم مین رسوائی ہوگی اس سے
بہتر ہے کہ اسکو شہر زرینہ مین بھیجدیجیے۔ یہ سنکے خورشید زرین کمر نے کہا کہ اے فرزند میری بھی یہی
راے ہے آج تیاری کا حکم دیتا ہوں کل صبح کو دیکھا جائےگا غرض شب کو تو خورشید زرین کمر نے
یہی مناسب جانا جب صبح ہوئی تو اسنے ہزار پانصو سوار ساتھ کرکے قہرمان فیل جسم کی
محافظت مین ملکہ کو سوار کرکے طرف شہر زرینہ کے روانہ کیا عیار توسن قوی بازو کا خبر لیکے گیا
اور بیان کیا کہ اب آپکا شبخون مارنا بیکار ہے صبح کو ملکہ جانب شہر زرینہ بھیجی جائیگی راستہ سے آپ
چھین لیجیے گا یہ راے توسن قوی بازو کو پسند آئی اسنے بھی شب بھر وہین قیام کیا جب صبح کو
سواری ملکہ کی روانہ ہوئی تو یہ بھی کمات سے دور دور چلا جب لشکر طیور سے اک دو کوس کے
فاصلہ پر نکل گئے تو توسن قوی بازو نعرہ کرکے یکایک پہلو پر سے آگے گلا تلوارین مارنا شروع
کین چونکہ سپاہ کی محافظت کر رہے تھے کچھ قتل ہو گئے اور کچھ سپاہ کو چھوڑکر بھاگ نکلے قہرمان فیل جسم
نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا کہ او ملعون آگر ان ہے توسن قوی بازو نے کہا کہ تجھے نہین جانتا مین ملک الموت
ہون تیری جان لینے کو کیا سامنے قہرمان کے آیا قہرمان نے گرز مارا وہی سے گرز قہرمان نے ہاتھ سے
ہوائی کیا قہرمان نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری توسن قوی بازو نے وار اسکا رد کرکے جو تلوار
ماری قہرمان کے دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر بارہ سو سوار حفاظت کے چھوٹ گئے اور اکثرون نے زرہ بکتر
لیا ہاتھ پاؤن سب کے ہمراہیان وہ قہرمان کی لاش لیکر جانب لشکر طیور

روانہ ہوئے اور توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا اپنے ساتھ لیکر جانب قبطول ساریق بن لقا روانہ ہوا بیابان
طیمور شیر پرور خوش بیٹھا تھا کہ آج میں نے اس خلش کو دور کر دیا کہ اتنے میں دیکھا تو لوگ دوڑے
اور بیٹھے اک لاش لیئے چلے آتے ہیں طیمور نے پوچھا کہ یہ لاش کسکی ہے اور کیسی ہے لوگوں نے لاش
قہرمان کے سامنے طیموسی رکھ دی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح توسن قوی بازو نے آکر اسے
مارا اور محافہ ملکہ کا چھین لیگیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نگاہوں میں طیمور کے سیاہ و تار ہو گیا کہا اس
ساریق ملعون کی شامتیں آگئی ہیں اگر قبطول پر چڑھ کے اسکی ناک نہ کاٹی ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر
مرکب طلب کیا اور تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب توسن قوی بازو روانہ ہوا طیمور کے روانہ ہوتے ہی
برہوت رعد آواز بھی مرکب پر بیٹھ کے چل کھڑا ہوا لسنگ بن طوفان دریا موج اور اہرمن کوہزاد
وغیرہ تمام سرداران لشکر طیمور یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے کوئی دس ہزار سوار سے کوئی چار ہزار
سوار سے جلدی میں جتنی فوج جسنے تیار پائی وہ اسے لیکے چل کھڑا ہوا ادھر یہ خبر اہل اسلام کو پہونچی کہ
طیمور نے ملکہ کو اپنے شہر کی طرف بھیج دیا وحید الملک کو کمال رنج ہوا کہ اب دیکھئے کب دیدار
ملکہ نصیب ہوتا ہے دوسری خبر یہ پہونچی کہ اک ساریق پرست نے پھر ملکہ کو چھین لیا بس یہ سنتے ہی
شاہزادہ رفیع البخت لقا داریں سے تھوڑی سی فوج ساتھ لیکر روانہ ہوگئے کہ اب اگر میں نے
کسی ساریق پرست سے ملکہ کو چھینا تو ہرگز نہ دونگا چاہے کچھ ہی ہو جائے ایک مرتبہ بادشاہ اسلام
کی خاطر سے میں خاموش ہو رہا تھا کہ میرا صدمہ سے گھلا جاتا ہے یہ کہ اس طرف چلے ہیں لیکن بادشاہ
اسلام نے ممانعت کر دی کہ خبردار کوئی اس لڑائی میں دخل نہ دے خبر لگا کے ہو اگر طیمور پر دقت
سخت دیکھنا تو مجھے اطلاع کرنے کے بعد طیمور کی شرکت کرنا اسلئے کہ طیمور کے ناموس کا معاملہ ہے
ہرکارے اسلئے خبر کے روانہ ہوئے ادھر ساریق کو معلوم ہوا کہ توسن قوی بازو نے جاکر
ملکہ کو چھین لیا طیمور اسکے تعاقب میں آتا ہے بس اپنے دریچہ قبطول کا در کر کے آواز دی کہ ای
بندگان من آج میں ان آئینہ پرستوں کو غارت کر دونگا جسے داخل ثواب ہونا ہو وہ ہو لے آئینہ پرستان
سے ہاتھ بھرے بس یہ سننا تھا کہ فرناکوک اژدر چشم شیبا کوک اژدر چشم خضرا سے
ازرق چشم طہماسپ چلیتن حران گردن کش خاقان کج کلاہ مہران مہر طلعت سرخیل
حشمت انگیز زرخیل حشمت انداز فولاد ہنگ بار جلاد سنگ باد مغرور مردم در مقہور مردم در
ارجاسپ گرد لہراسپ گرد زرنزال بن خلخال ترک نہنگ خون آشام پلنگ خون آشام
کوزن گا دسوار مردان جوشن پوش سیاف جنگ جو ہندیس چلیتن زنب اک ہزار
پہلوانان نامی و گرامی کے اپنے اپنے لشکر لیکر چل کھڑے ہوئے شور کرتے جاتے تھے کہ مار لو
آئینہ پرستوں کو جانے نہ پائیں خبردار محافہ ملکہ کا چھین لینا اس طرف سے تو یہ فوج مانند سیل دریا کے
جاری ہے ساحروں نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ ہزارہا سرداران لشکر کوئی دس ہزار کوئی بیس ہزار کوئی
چالیس ہزار کوئی پچاس ہزار سے جا رہا ہے تو ان سبنے کہا کہ یہ تماشہ قابل دید ہے یہ لوگ شہر سے بلند
ہو ہو کے دیکھنے لگے اس طرف سے فرناکوک اژدر چشم سب کو ہمراہ لائے ہوئے چلا جاتا تھا
اور ادھر سے توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ گرد اڑی اور طیمور شیر پرور مانند
قضائے مبرم کے سر پر توسن قوی بازو کے پہونچ گیا آواز دی کہ او ملعون یہ کیا حرکت کی ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری سر پر آگئی یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا بس توسن قوی بازو نے پلٹ کے تلوار ماری

طیمور نے مرکب سے مرکب کو ملا دیا اور کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا جھٹکا دے کے جوشن قوی بازو کو اُچھال دیا گرتے وقت چہرہ رنگ ہوائی کا تھا لیکن چونکہ تنہا آیا تھا محافہ کے سپرد کر آیا تھا غرضیکہ قرناکوک اژدر چشم نے جو دیکھا نعرہ کیا کہ او سرکش بے ادبی خداوند کے سامنے دکھاتا ہے کو وہ بالائے قیطولی سے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور تو نے اُنکے بندۂ خاص کو اس طرح مارا طیمور نے کہا تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا تکرا ہو لا ضرب بہادری کی قرناکوک اژدر چشم نے آنکھ ملائی کہ آنکھ طیمور کی جھپکے تو وار کروں بھلا شیر کی آنکھ کس سے جھپکتی ہے خود قرناکوک اژدر چشم کی آنکھ جھپک گئی بلا سے تلوار ماری طیمور شیر زور نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سپر کو قلم کیا خود کو کاٹا قرناکوک نے سر اپنا کھینچے کو کھینچی تلوار خود سے تا دو ابرو اُتر کر گردن مرکب پر آئی گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب آتشبازی ہو گیا قرنا کوک مرکب سے گرا اِدھر تو مرکب سے گرا اُدھر تہما کوک اژدر چشم پہونچ گیا اس سے تلوار چلنے لگی یہ بھی طیمور کے ہاتھ سے زخمی ہوا خضر اسپ ارزق چشم پہونچا اُسپر طیمور نے ایسا ہاتھ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اب تو ایک ہلّڑ ہو گیا ہر طرف سے سرداران ساریق زوجین لیے ہوئے غرور کرتے چلے آتے تھے اور اکیلا طیمور سب کو جواب دے رہا تھا اِدھر آیا اسے زخمی کیا اُدھر جا پڑا اسکو مارا ساحر لڑائی طیمور کی دیکھ رہے تھے اور جدو کر رہے تھے طیمور بڑا دم حملے کر رہا تھا طہماسپ پیلتن نے آ کر سامنا کیا ساتھ ہی حران گردن کش بھی پہونچ گیا کہ ساتھ ہی گرد اُڑی اور قہرو بر بہوت رعد آواز سے تمام میدان گونج اُٹھا اسنے آ کر حران گردن کش کو ٹوکا تھا پیلتن نے طیمور کو ساطور مارا طیمور نے ساطور کو تیغ سے قلم کر کے جو ہاتھ مارا طہماسپ پیلتن کے دو ٹکڑے ہوئے اِدھر حران گردن کش تھے اور کنت نہنگ بہ بہوت رعد آواز بیلا بر بہوت رعد آواز نسارہ کو تمام کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے اس ہلڑ میں ملکہ کے محافے کا پتا نہ لگا کہ کدھر گیا جوشن قوی بازو اسی تاک میں تھا دیکھا اسنے کہ بھائی تو مارا گیا اسکے لشکر کے لوگ محافہ کو لیے ہوئے علیحدہ علیحدہ جا رہے ہیں طیمور انبوہ میں گھرا ہوا تھا اسے کچھ خبر نہ تھی کہ محافہ کہاں گیا بس جوشن قوی بازو نے آ کر محافہ پر قبضہ کیا اور اپنے خیمہ کی طرف لیکر چلا ہی تھا کہ گرد اُٹھی اور لقابدار زرہ پوش پیدا ہوا نعرہ کیا کہ او ملعون کہاں لیے جاتا ہے ملکہ کو سارے فساد تیری ذات سے ہیں یہ سنکے جوشن قوی بازو نے کہا کہ او لقابدار منحوس بد کار تو کون ہے فرمایا تیری جان کا ملک الموت بس جوشن قوی بازو نے تلوار لقابدار کو ماری لقابدار نے وار اسکا سپر پر کاٹ کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو تیغ سر پر چلا تھا زمین میں ڈوب کے نکل گیا جوشن قوی بازو چار ٹکڑے ہو کے گرا لقابدار نے محافے کو ہاتھ میں تھام لیا اور جانب صحرا روانہ ہو گیا لوگ لاش جوشن قوی بازو کی لے کے بھاگے سرداران ساریق کو خبر بھی نہ ہوئی کہ کون ملکہ کو لے گیا نہ آخر پرستوں کو معلوم ہوا رفیع البخت لقابدار بنے ہوئے ملکہ کو لیے ہوئے صحرا کی طرف چلے گئے اور وہاں سے دوسری نفس میں ملکہ کو سوار کر کے خیمہ وحید الملک میں بھیج دیا اور راستے میں ملکہ سے سمجھا دیا کہ اب تمکو کیا مجال ہے جو ضد کر سکو ملکہ کو تسکین ہوئی ہزاروں دعائیں رفیع البخت کو دینے لگی وہ تو یہاں جنگ ہو رہی تھی وحید الملک تنہا اپنے خیمہ میں سر بزانو بیٹھے تھے کہ بادشاہ نے خبر لڑائی کا حکم دیا ہے کہ کوئی شریک جنگ نہ ہو اگر ملکہ پر کوئی آنچ پہونچی تو کیا ہوگا اگر مہر انبساط رقمت ہوتا تو طیمور ضرور مدد کرتا اِدھر سہراب بن رستم تڑپ رہا تھا کہ کسی طرح جاکے طیمور کی مدد کروں کو دنیا کا بوڑھا سن ہو کر

خیمین ہزارہا سواریاں طیموری گرس سے رطبے گانے میں سواری ملکہ کی پہونچی ملکہ قفس سے اُتر کر
خیمہ میں وحید الملک سے داخل ہوئی وحید الملک نے جو ملکہ کو دیکھا قریب تھا کہ شادی مرگ
ہوجائیں کہا ہی ملکہ تجھین کون یہانتک پہونچا گیا ملکہ نے کہا کہ ایک نقابدار سیمین نوش نے جوشن قوی
کو مار کر مجھے حریف سے چھینا اور بیگانہ اشتیاق فرمائی وحید الملک سمجھ گئے کہ یہ کام شاہزادہ
رفیع البخت کے سوا دوسرے کا نہیں پھر ملکہ نے کہا اب مجھے ترجیح دینا وحید الملک نے کہا کہ اب
تمہارے ساتھ ہمارا سر ہی کیا مجال ہے کسیکی کہ لے جائے تو یہاں اطمینان سے بیٹھے ہیں لیکن حال بادشاہ
اسلام کا سنیے کہ ہرکارے برابر خبر دیتے رہے تھے ذاکت میں ہوئی تھی کہ طیمور شیر پیکر تنہا لاکھوں میں گھرا ہوا
اس طرح لڑ رہا ہی کہ دشمن وجد کر رہے ہیں اور ملکہ کے محافظ کی کسیکو خبر نہیں ایک نقابدار خاقانہ کو لیگیا یہ سنکے
بادشاہ متردد ہوے کہ یہ نقابدار کون تھا سہراب بن رستم نے کہا کہ ظل اللہ طیمور شیر پیکر کی جرأت سے
آگاہ ہیں وہ زندہ نہیں پلٹنے والا ہی خدای طیموری کا ہاتھ سے انکار کے بجائے بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ اگر تمہارا دل نہیں مانتا تو جاؤ مگر نقابدار بنکے طیموری کی مدد کرنا ظاہر نکلنا ہرگز نہ بس اتنا اذن پاتے ہی
سہراب بن رستم خیمے سے نکلا اور نقاب سرخ چہرہ پر ڈالکے تھوڑی سی فوج یاقوت پوش لیکے
ساتھ لیکر جانب جنگاہ روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا دیکھا کہ طیمور شیر بہادر داد مردی و مردانگی دیتا
ہی قریب سو سو اسوکے سرداران نامی سے طیمور نے زخمی کیے اور مارے ہیں کچھ فاصلے سے برق
رعد آواز ابھی گرج رہا ہی کہ اسکے نعروں سے میدان گونج اٹھتا ہی اور ساریق قیطول پر سے پکار
رہا ہی کہ مارو اس آئینہ پرست کو کہ یہ بڑا گستاخ ہی میں اسکے لیے تقریر موت کر چکا ہوں ملک الموت
اسکے ساتھ ہی ساتھ ہیں طیمور کہرہا ہی کہ او طوں گھبراتا کیوں ہی میں آتا ہوں اگر چاہا خداوند آئینہ نے
تو قیطول پر چڑھ کے تیری ناک نہ کاٹی تو مجھ کام نہیں کسی نے نکٹا خداوند نہ دیکھا ہوگا ساریق
کہہ رہا ہی کہ اس بندہ گستاخ کو سزا دو ہائین خداوند کی شان میں یہ گستاخی طیمور مرکب کو جولان دیے
ہوے لشکر کو پامال کرتا ہوا قیطول کی طرف چلا جاتا ہی ساریق چلا رہا ہی کہ مکار اس بندہ بے ادب کو جولان
بڑھکر سدراہ ہوتا ہی وہ ہاتھ سے طیمور کے زخمی ہوتا ہی یا مارا جاتا ہی سہراب وجد کر رہا ہی بلکہ ساحران لشکر
ساریق نے عہد کر لیا ہی کہ اگر یہ اسی طرح لشکر کو طے کر کے قیطول پر پہونچ گیا تو چاہے ساریق کی گت
بنا ڈالے ہم ہرگز دخل نہ دینگے لیکن یہ موت رشتہ تواضع کی کوئی سو تو مٹے کے پرشش پر دم لے کے
طیمور کے ساتھ چلا ہی آتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ ایسے شہریار کی غلامی مکن شاہنشاہی سے زیادہ لطف
ہی اور اسطرح مرنا زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہی کہ ایک مرتبہ گرد اٹھی اور سنگ بن طوفان
بھی دس ہزار سوار سے آکر گرا اور تلواریں مارتا ہوا چلا اسنے بھی ہلچل ڈال دی اور یہ موت
کو پکارے کے خدا دی کرای برادین بھی آپہونچا پھر گرد اٹھی اور ابر ... کو ہزار دیو ... اسی ہزار قزلباش
کے آپہونچا اور نعرہ کرکے گرا بعد اسکے خورشید زرین کمر کل فوج ... سے آکر لشکر ساریق پر
گرا لیکن یہ بارہ گیارہ لاکھ آدمی ساریق کی طرف کو سپاہی کی فوجیں جہان تھے وہیں اُلجھ کے رہ گئے طیمور
شیر پیکر تک کون پہونچ سکتا ہی یہ طیمور ہی ایسا ہی کہ اتنے بڑے لشکر کو چھیلتا ہوا چلا جاتا ہی
دو رویہ کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار میں مقتول دب دبکر رہ گئے و یہ ... تھے میں کوئی سردار
ہوتا ہی تو سامنے طیمور کے ٹھہرتا ہی ورنہ بھاگے اور وہ بھی بھاگ نکلا طیمور قریب قیطول پہونچ گیا ہی
اور اب یہ حالت ہی کہ قبضہ تلوار کا ہاتھ میں کھنچا ... سے خون ٹپک رہا ہی کہ ایک زخم بھی نہیں آیا ہی

ایسی لڑائی یہ طیمور لڑا ہے کہ دیکھنے والے حیرت میں ہیں کہ اتنی بڑی فوج کو طے کر گئے ایسے ایسے سرداروں
کو زخمی کیا اور قتل کر کے اس طرح بے داغ اتنی دور پہونچا یہ کام سوا طیمور کے دوسرے کا نہ تھا
ادھر برہوت رعد آواز کی بھی یہی حالت ہے کہ یہ بھی فیل مست کے جھومتا ہوا چلا جاتا ہے اسنے دو ایک زخم
بھی کھائے ہیں بہت سے سرداروں کو مارا ہے طیمور سے کوئی سو قدم کے فاصلے پر ہے اور برہوت سے
دو سو قدم کے فاصلے پر نہنگ بن طوفان دریا موج ہے اور سہراب پیل زنت کا منتظر ہے الگ تماشہ دیکھ رہا
ہے کہ ہوتا کیا ہے یہ لوگ اتنے بڑے لشکر کو جھیل کر تا بہ فیسطول پہونچ گئے ہیں لشکر اتنا دور ہے اب پلینگ کو
ادھر سیر خیل خشنت انداز اور رخیل خشنت انداز نے غول اپنا لشکر سے علیحدہ کیا اور صحرا کی طرف
نکل گئے اور فولاد سنگ بار اور اجار سنگ بار نے دوسری جانب کی راہ لی لشکر طیمور ان
لڑکوں کے طریقہ جنگ سے بیخبر تھا لیکن نہنگ بن طوفان آگاہ تھا اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ لوگ علیحدہ
ہوے ہیں اب لشکر پہ تباہی آیا چاہتی ہے اسنے بادشاہ لشکر خورشید زرین کمر کو آواز دی کہ آپ اپنے
لشکر کو لیکر پلٹ جایے ورنہ لشکر تباہ ہو جائے گا قیامت آیا چاہتی ہے اور آپ اس سے بیخبر ہیں
خورشید زرین کمر نے کہا کہ جنگ میرا زندہ ساتھ خیر و عافیت کے نہ چھوڑے گا میں کیسا
پلٹوں گا اب اسنے عاجز ہو کے طیمور شیر پیکر کو آواز دی کہ اے شہریار اب جو کچھ کرنا ہو کیجیے اسلیے
کہ لشکر آپکا تباہ ہوا چاہتا ہے طیمور نے کہا اے نہنگ بن طوفان جائے عجب ہے کہ تم ایسا کہتے ہو
اسے سوا میرے یہ دوسرے کا کام تھا کہ اپنے بڑے لشکر کو طے کرکے یہاں تک آ جاتا لیکن فیسطول
تک پہونچے ہی پہونچتے تو ہم کو نگاہ گرد فیسطول کے خون آشاموں کا لشکر تھا کہ یہ سب تو پیر خدا زمکا نے
لیکن بس جیسے ہی طیمور قریب ہوا تھا نہنگ خون آشام نے للکارا کہ ادھر کو کہاں آتا ہے طیمور
نے کہا او کیدی دور ہی سے بچکیاں نباتا ہے سامنے نہیں آتا ہے یہ سنتے ہی نہنگ خون آشام نے
تلوار ماری طیمور نے وار اسکا روک کے ہاتھ مارا کہ مع راکب مرکب چار ٹکڑے ہوے اور تلوار سینے تک
اتر کے فیسطول پر پہونچا تو ساریق کے اندام میں رعشہ پڑ گیا سنگکان نے کہا کہ یا خداوند خیریت نہیں
معلوم ہوتی اب طیمور آیا ہی چاہتا ہے ادھر پلنگ خون آشام آیا اسنے چربا طیمور نے تبر کو رد
کرکے اسکی بھی شاخ زندگی کو قلم کیا اور ایک مرتبہ تبر کر لگا اور ریک سنے جو کرتا ہے تو طیمور کی کمر زنجیر کا بند
پکڑ کے بلند ہوا طیمور نے آواز دی کہ اے بچہ کیا کرتا ہے اسوقت مجھے نہ لیجا ہاں ادھکا ہے اور ساریق تک
پہونچانے کے چھوڑ دے یہ چیختا رہا بچہ طیمور کو سنکے یہ جادو چار و ناچار روانہ ہو گیا ساریق نے آواز دی کہ اے
سنگکان تم نے دیکھا تھا اس آئینہ پرست نے بہت بے ادبی کی تھی میں نے اپنی قدرت گرا کے آنے اسکو
دشمنوں میں پھینکوا دیا ہاں تباہ کردو اسکے لشکر کو اور گرفتار کرکے قتل کر ڈالو برہوت رعد آواز کو کہ یہ بہت دم بہ
ہی تبر کفار نے بلوہ کیا جسکا خوف تھا اسے تو بچہ لے گیا برہوت رعد آواز زخمی تو ہو ہی چکا تھا اور
تھک بھی چکا تھا اسنے دیکھا کہ تو میں اب پلٹ کے اپنے لشکر تک جا سکتا ہوں اور آگے بڑھنے کا
کا بھی کوئی حاصل نہیں اسلیے کہ شاہزادہ طیمور کو بچہ لے گیا بس اسنے ادھر ادھر دیکھا تو چاروں طرف
ہجوم پایا کفار یورش کیے ہوئے چلے آتے تھے بس اسنے نہنگ بن طوفان کو آواز دی کہ اے برادر
مجھ تک پہونچو تو کوئی سبیل لشکر سے نکلنے کی پیدا کی جائے یہ سنکے نہنگ بن طوفان نے باگ گھوڑے
کی اٹھائی اور برہوت رعد آواز کی طرف چلا ادھر سے برہوت رعد آواز نے گھوڑے کی
باگ لی اور یہ بھی پرواں کو توڑتا صفوں کو مسمار کرتا ہوا چلا دم بھر میں یہ دونوں یکجا ہو گئے اب انھوں نے

پہلو کی طرف گھوڑے اُٹھا دیے اس طرف مین سردار فوجون کو لڑوا رہے تھے دیکھا اُنھون نے کہ یہ
دلاور زخمون مین چور چلے آتے ہین اگر انکو مار لیا تو چار دانگ عالم مین شہرہ ہو جائیگا یہ سوچ کر
غران فیل پیکر تو برہوت رعد آواز کی طرف چلا اور ہود شیر خشم نے نہنگ بن طوفان کو للکارا
اور مہیب دیو صورت فوج کو جا کر کھڑا ہوا کہ راستہ جانے کا نہ ملے ادھر تو یہ تیاری ہو رہی ہے اور یہ دونون
شیر زخمی جھومتے چلے آتے ہین ادھر سنگ انداز طن کا غول ایک پہلو پر آئینہ پرستون کے پہونچ گیا اور خشت
انداز دوسرے پہلو پر پہونچ گئے ادھر سے خشتان آہنی چلین ادھر سے پتھر برسنے لگے جو لشکر طیور کا
بدحواس ہو گیا اور تتر بتر ہونے لگا جسکو جدھر راہ ملی وہ اُدھر بھاگ کھڑا ہوا خشت انداز برابر خشتین برسا
رہے تھے جو خشت آ لگتی تھی سنسناتی ہوئی دس دس کو گراتی نکلی چلی جاتی تھی اُدھر منجنیقون سے تیر قضا
کی صدا دیتے ہوئے چل رہے تھے سہراب بن رستم یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے اُنھون نے سمجھ لیا کہ لشکر
تو اب تباہ ہونے سے بچ نہین سکتا لیکن ان دونون سردارون کو بچانا چاہیے اگر یہ مارے گئے تو طیمو
کو کمال صدمہ ہوگا بس سہراب بن رستم نقابدار تو بنا ہوا کھڑا ہی تھا نعرہ کر کے جا پڑا اور سارق پرستون کو
قتل کرنا شروع کیا مہیب دیو صورت نے دیکھا کہ یہ کونسی آفت آ گئی للکارا کہ او نقابدار بادرت پرستش
کیون شامتین آئی ہین دیکھ اتنا بڑا لشکر کس طرح تباہ ہو رہا ہے تو کیا سمجھ کر بیچ مین کودا ہے خداوند تجھے بھی جہنم
مین پہونچا دینگے سہراب نے نعرہ کیا کہ باش او کیدی کیا بکتا ہے ارے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا سمجھا
ہے انشاء اللہ عنقریب تو ہمارے ہاتھ سے بہت جلد جہنم واصل ہو جائیگا تجھے شرم نہین آتی کہ دو زخمیون کے
راستہ روکنے کے لیے تو تین لاکھ آدمیون کو لیے ہوئے کھڑا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو لا ضرب اپنی یہ فرما کر
قریب مہیب دیو صورت کے پہونچ گئے مہیب دیو صورت نے گرز گاؤسر کا وار کیا سہراب نے کلائی گرز
مین ہاتھ ڈال دیے اور ایسا جھٹکا مارا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس وہی گرز سر پر مار کے مہیب
دیو صورت کو مارا معلوم ہوا کہ فلک پھٹ پڑا ہے جلد مہیب نے سپر بلند کی مگر ہاتھ تھرا گئے گرز مع سپر
سر پر آیا اور خود کو لیتا ہوا کاسہ سر کو چور کر کے صراحی گردن کو پست کرتا ہوا صندوق سینہ کو شکستہ کر کے
مع مرکب زمین سے ملا دیا سہراب اُسے مار کے آگے بڑھے اور اس طرف ہود شیر خشم سامنے
نہنگ بن طوفان دریا موج کے پہونچا دیکھا کہ نہنگ زخمون سے چور جھومتا ہوا چلا آتا ہے بس ہود نے
تلوار ابدار نہنگ بن طوفان دریا موج نے وار اسکا رد کر کے آواز دی کہ ملعون اب تیری یہ جرأت
ہوئی کہ مجھے زخمی سمجھ کے میرے قتل کو آیا ہے میری وارث بھی تجھ پر بھاری ہے یہ کہکے جو تلوار ماری اسکے دو
ٹکڑے ہوئے سہراب نے آواز دی کہ اے نہنگ بن طوفان اس طرف آؤ مین راستہ دیے دیتا ہون
نہنگ بن طوفان حیرت مین تھا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو ہمارے لیے جان لڑا رہا ہے ادھر غران
فیل پیکر نے برہوت رعد آواز کو ٹوکا کہ اے نقیب محدثت تو نے خداوند سے روگردانی کی ہے کم اسکا
نتیجہ دیکھا اب بھی توبہ کر ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ او قرمساق
تیری کیا حقیقت ہوئی کہ ہمارے منہ چڑھے ہوئے تجھ ایسون کو پیس کے مار ڈالون گا لا ضرب
اپنا پیش کر غران نے ارہ لپٹ نہنگ مار برہوت رعد آواز کے کس پر دا نگلی سے ترچھے ہو کر تلوار
ماری اور ارہ کو قلم کیا کہ نقابدار یا دست پوش نے تعریف کی غران نے غصہ مین آ کر گہنے ہوئے ارہ کا تکلمہ
مع قبضہ منہ پر برہوت کے کھینچ مارا برہوت نے خالی دیکر تلوار ماری غران نے سپر بلند کی اسکا لنگر دار
تیغہ جھکا ہوا ہاتھ سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہو گئے تلوار خود و مغفر و چار آئینہ و جوشن دگر

زنجیر کو کاٹتی ہوئی جا کے زمین فرش پر ٹھہری برہوت نے یا خداوند ا تاکید کیکے جو جھٹکا مارا مع مرکب غران کے
جا گرے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سارایق نے جو یہ حرکت دیکھا گوزن گاؤ سوار کو آواز دی کہ ارے مخنث کیا اس نقابدار نے
کو لشکر کی صفیں توڑ کر راستہ پیدا کر دیا اب یہ مردود درگاہ خداوندی دونوں نکل جائینگے ای گوزن گاؤ سوار خبردار
یہ زندہ نکل کے جانے نپائیں یہ سنکے گوزن گاؤ سوار اور مقہور مردم در اور مردود مردم در تین سردار دوڑ پڑے
پہلے گوزن گاؤ سوار آ گیا سہراب نے بڑھ کر سامنا کیا اور برہوت رعد آواز کو صدا دی کہ ای پہلوان
زمان تم اپنے نکلنے کی کوشش کرو میں ان حرام زادوں سے سمجھ لیتا ہوں برہوت نے کہا کہ آپ نے دیکھ
آپ لیا مدد اللہ لڑائی دیکھ رہا ہوں اسوقت مرکے مرجانے میں بھی لطف ہے اور نامردی ہے لیکن سہراب نے
گوزن گاؤ سوار کو آگے نہ بڑھنے دیا اسنے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا گوزن گاؤ سوار
نے چوب چقماق کا وار کیا سہراب نے وار اسکا خالی دیکر زنجیر کا بند پکڑ کے اچھال دیا گرتے وقت
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے برہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان نے تعریف کی اتنے
میں مقہور مردم در آ گیا سہراب بڑھ کر اسکے بھی سد راہ ہوئے مقہور نے تلوار ماری سہراب نے
دھار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایاں ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور نعرہ اسد اللہ کر جگہ سے
کھینچ کے جو زور کیا مقہور کو سپر کی طرح ہاتھ پر لے لیا مردود مردم در اس تنا وقفہ پا کر نہنگ بن طوفان
کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سہراب نے مقہور مردم در کو مردود مردم در پر کھینچ مارا دونوں ٹکرا کے بیکر چور ہو گئے
اب اور سردار دور رہے تھے سہراب نے تلواریں مارنا شروع کیں پشت پر اپنے برہوت رعد آواز
اور نہنگ بن طوفان کو لے لیا اور صفوں کو توڑتے ہوئے چلے جو سامنے آتا جاتا تھا اسکو نہنگ بن
طوفان اور برہوت رعد آواز شکار کر لیتے تھے سہراب کے ہمراہی پشت پر برہوت رعد آواز اور
نہنگ بن طوفان کے آ گئے اور حلقہ میں ان دونوں زخمیوں کو لے لیا اور لڑتے ہوئے گھڑی
بھر میں لشکر کو طے کر کے صاف نکلے چلے گئے سارایق دیکھ کے رہ گیا خنکان نے نوکلمہ پڑھا اور کہا واہ
رے نقابدار شیر آکیا کہنا ہے ہماہمی جو آتا ہے ایسا ہی آتا ہے حق یہ ہے کہ سپہگری انھیں لوگوں کے واسطے ہے
ادھر خشت اندازوں نے تمام لشکر کو آئینہ پرستوں کے تباہ کر دیا دو ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے
تھے چار ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے تھے خشت انداز دو دو سو چار چار سو کے غول بنا کیے ہوئے
تھے جب بارہ ہزار سوار کو گرا دیا دو نشو کو گرا دیا آئینہ پرست حیران تھے کہ کدھر جائیں خورشید زرین کمر
جنگ سے کسی طرف نکل گیا لاجورد شاہ کسی طرف بھاگا سکندر آئینہ پرست اور رستان شاہ کہیں گئے
یہ تباہی لشکر کی دیکھکر سہراب کو بھی کمال افسوس ہوا اور برہوت رعد آواز نہنگ بن طوفان
دریا موج ور رودبے نقابدار نے ان دونوں سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو جسوقت تم تمہارے اچھے
ہو نگے تم اسوقت جہاں چاہنا چلے جانا یہ سنکے ان دونوں نے عرض کی کہ ای نقابدار دلاور آپ جان بخش
ہمارے ہیں اگر آپ نہوتے تو ہمارا لشکر سارایق سے زندہ بچ کے نکلنا غیر ممکن تھا ہم احسان آپ کا
زندگی بھر نہ بھولینگے لیکن اسوقت ہمیں آپ معاف فرمایئے کہ لشکر شاہ ہی ہنسین معلوم نہ ہوا کہ ہمارے
ہمارے آقا کے کیا حشر ہوئے ہم جا کر لشکر کو فراہم کرینگے خورشید زرین کمر کو تلاش کرینگے دم لینگے
ورنہ ہمیں سامنے اپنے آنکھ کے سیہ روئی حاصل ہوگی لیکن اتنے امیدوار ہیں کہ اپنے نام نامی
سے یا تو آگاہ فرمایئے یا صورت دکھایئے کہ ہم اپنے محسن کو پہچان تو لیں اسوقت سہراب نے نقاب
چہرے سے اٹھا دی اور کہا کہ چونکہ لڑائی یہ تمہاری تھی ہم ظاہر بظاہر دخل نہیں دے سکتے تھے اور تمام

اہل اسلام مین مجھے خاصکر طہمورس سے محبت ہے اسے مین جانتا ہون یا میرا خدا جانتا ہے اور اے برہوت
رعد آواز بعد مقابلہ صاحبقران اور طہمورس کے انشاء اللہ ہم تم سب ایک ہو کر رہینگے برہوت نے سہراب
کے ہاتھ چوم لیے اور کہا دعوی اسکا تمام ہے جو سنا تو آپنے کیا ہے اور آپ کی جرأت و قوت کا اندازہ ہو گیا کہ آپ
بھی کچھ سکندر و رستم سے کم تھوڑی ہین فرمایا نہین جو مرتبہ اسکا ہے وہ کسی کے لیے ہے ہر چند کہ میرا چچا بھائی
ہے لیکن خدا نے اسکو صاحبقران کیا ہے یہ فرما کر سہراب تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور برہوت
رعد آواز مع نہنگ بن طوفان دریا موج لشکر کو فراہم کر کے بطبل جنگ خورشید زرین کمر طرف
شہر زرینہ کے روانہ ہوے یہان ساریق بن لقا نے نقارہ شادمانی بجوا دیا اور کہا کہ اے بندگان مین تمنے
دیکھا میری قدرت کو کہ اس آئینہ پرست کو بڑا غرور ہو گیا تھا قدرت نے اسکی ساری قلعی کھول دی ایک
دم مین تمام لشکر کو تباہ کر دیا اسکو پنجہ قدرت سے اٹھوا کر چشم زدن مین پھنکوا دیا یہی حال قدرت
خداوندی کا بھی کرینگے جگہ سے تھے وہ صفت و ثنا کرنے لگے کہ تو ایسا ہی خدا گیتی جوت کا خداوند ہے ساریق
نے تیر جیل خشت انداز اور زرخیل خشت انداز کو قہر خداوندی کا خطاب دیا اور جلاد سنگ بار فولاد
سنگسار کو سرکوب قدرت کے لقب سے ملقب کیا اور جن سرداران نے نامردی کے ساتھ برہوت
رعد آواز اور نہنگ بن طوفان دریا موج کو زخمی کیا تھا انکو طرے پیمبری کے تقسیم کیے اور وعدہ
کیا کہ بعد شکست خدا پرستان کے مین تمکو ملک بھی عنایت کرونگا اور پہنا کے بھیجونگا کار زمین
گوشا دیانے بج رہے ہین اور نہایت خوش مین اور آئینہ پرست بیچارے حیران و سرگردان
متفرق فوجون کو جمع کرتے ہوے کئی روز مین شہر زرینہ تک پہونچے اور قیام کیا سرداران زخمی کا
علاج ہونے لگا خصوصا نہنگ بن طوفان دریا موج اور برہوت رعد آواز اور اہرمن کوہزاد
کہ یہ نہایت زخمی تھے انکا بھی علاج ہونے لگا اور جو فوج ایسی متفرق ہو گئی تھی کہ پتہ نہ تھا جب ان لوگون
کو خبر ملی کہ بادشاہ ہمارا شہر زرینہ مین پہونچ گیا تو سب بھی آ آ کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو گئے
لیکن بارہ لاکھ کے لشکر مین قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے مارے گئے اور پچاس ہزار متفرق ہو گئے
دس لاکھ آدمی باقی رہ گئے اب ملکہ کی تلاش ہونے لگی تو ملکہ کو نہین پایا ان لوگون کو تو تلاش ملکہ مین چھوڑ
رکھا جاتا ہے اہل اسلام کو بھی تباہی کا لشکر طہمورس کی نہایت افسوس ہوا لیکن اب کچھ حال اس ہیچمدان کا سنیے جو
شاہزادہ طہمورس شیر پرور کو لیگیا ہے طہمورس متوجہ ہوا اسے بیہوش ہو گیا تھا جس وقت آنکھ کھلی تو طہمورس
نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا چند دیوون کو سامنے ہاتھ باندھے کھڑے دیکھا اور ایک تخت جواہر
نگار کو زمین پر رکھے ہوے پایا پوچھا کہ مجھے کون لے آیا ہے ایک دیو نے عرض کی کہ غلام آپکو لایا ہے نام
میرا دلو تحسین ہے مجھے سلیمان صاحبقران نے بھیجا تھا کہ بہت روز سے آپ کی خیر و عافیت
نہین معلوم ہوئی ہے اور یہ تخت بھیجا ہے کہ اسپر سوار کر لاوین جو آپ کو تلاش کرتا ہوا آیا تو اس ہنگامہ
مین پایا کہ آپ جنگ کر رہے تھے لشکر آپ کا بہت دور تھا مجھ سے اتنی گستاخی تو ہوئی کہ مین بیچ مین سے
اٹھا لایا حضور معاف کیجیے جو کہ دیوان قاف اسکے غصے سے واقف ہین تو ڈرتے ہین طہمورس نے کہا
تو نے بہت برا کیا وہان لشکر میرا تباہ ہو جائیگا مجھے وہین پہونچا دے کہا کیونکر تو سلیمان صاحبقران کا ارشاد
ہوتا تو مین بہت بری طرح پیش آتا چونکہ دلو تحسین نہایت عاقل ہے اسنے عرض کی کہ اے شہریار باب
آپ پردہ دور دنیا سے بہت دور مین جلد پہونچنا آپ کا ناممکن ہے اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ چند
روز پرستان مین تو آرام سے بیٹھیے چلکر صاحبقران قاف سے مل لیجیے پھر آپکو اختیار ہے ہو سکے

طیموروس نے تامل کیا دیو تحسین نے کہا کہ اگر آپ کو اپنے لشکر کی فکر ہے تو میں ابھی جاتا ہوں جتنے عرصہ میں آپ
گلستان ارم تک پہونچینگے اتنے عرصہ میں میں خیریت دریافت کرکے حاضر ہو جاؤنگا اُس وقت مناسب
جانیے گا قیام کیجیے گا ورنہ تشریف لے آئیے گا طیموروس نے کہا خیر تو جلد جا دیو تحسین تو جانب سارلیقہ
روانہ ہوا اور دیو تخت پر طیمور کو بٹھا کے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوے جسوقت تخت طیمور کا
گلستان ارم میں پہونچا تو دیکھا طیموروس نے کہ تیاری ہو رہی ہے پریزادیں برابر صف باندھے کھڑی ہیں
اسباب دربار کر رہے ہیں طیموروس نے سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک کو سلام
کیا سلیمان صاحبقران نے جو دیکھا کہ طیمور خون سے نہایا ہوا ہے پوچھا اے طیمور تم کس حال میں تھے
طیموروس نے کہا کہ آپ کے دیو نہایت گستاخ ہیں مجھے در سارلیق پرستوں سے تلوار چل رہی تھی میں اور
قیطول بھیج چکا تھا کہ دیو تیجہ بنکر مجھے اٹھا لایا وہاں لشکر میرا تباہ ہو گیا ہوگا سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ تم پریشان نہو میں ابھی دیووں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کرتا ہوں اگر تمہاری مرضی ہوگی
تو میں سارلیق کو مع قیطول ایک دم میں غارت کرادونگا چونکہ بہت دنوں سے تمہاری خیر و عافیت
دریافت نہیں ہوئی تھی اور میرا جی بھی تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اس سبب سے میں نے تمکو
بلوا لیا کہ نامہ و پیام میں وعدہ ہو گیا ہے عرس جناب سلیمان کا ہونے والا ہے یہ عرس قابل دید ہوتا ہے
کہ تمام قاف سے پریزاد اور دیو جمع ہوتے ہیں اور ایک جلسہ کمال ہوتا ہے تم اس جلسہ میں شریک ہو کر بہت
خوش ہو گے طیموروس نے کہا کہ اب سارلیق کو رہنے دیجیے میں اس سے سمجھ لونگا اور دیو تحسین
خیر و عافیت دریافت کرنے گیا ہوا ہے جس وقت وہ واپس آئیگا حال معلوم ہو جائیگا
یہاں سلیمان صاحبقران نے طیمور کو غسل کرایا پوشاک بدلوائی لیکن وہاں دیو تحسین پہلے تو
لشکر سارلیق میں آیا سنا کہ آئینہ پرست تباہ ہو گئے اب یہ تلاش میں چلا اور شہر زرینہ میں پہنچا
صورت اپنی انسانوں کی سی بنائی اور ایلچی وضع ہو کر ایوان شاہی پر آیا چوبدار سے کہا کہ اطلاع کرو کہ
ایلچی آیا ہے چوبدار نے جا کر خورشید زرین کمر سے عرض کی خورشید نے بلا لیا دیو تحسین انسان بنا ہوا
سامنے پہونچا سلام کیا خورشید زرین کمر نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور کیا پیام لایا ہے دیو تحسین نے
کہا کہ میں فرستادہ ہوں شاہزادہ طیمور کا اور آپ کی خیر و عافیت دریافت کرنے آیا ہوں خورشید
نے کہا طیمور کہاں ہے اور کس حال سے ہے دیو نے کہا کہ طیمور پرستان میں تشریف فرما ہیں انکے فرستادہ
سلیمان صاحبقران نے انکو بلا بھیجا تھا میں بھی ان کے ہمراہ چلا گیا تھا اب اطمینان رکھیے
خورشید نے کہا کیا تم ساحر ہو پوچھا اس نے کہا کہ میں دیو ہوں ساکنان قاف سے ہوں صاحبقران قاف کا
ملازم ہوں یہ سنکر خورشید کو طیمور کی طرف سے ذرا اطمینان ہوا اور اس سے کہا ایک خیریت نامہ
لکھ دیتی ہوں اسی وقت خورشید نے قلم دوات منگا کے ایک خط اپنے نور نظر کے نام سے تحریر کیا
مضمون یہ تھا کہ بعد تمہارے جانے کے لشکر پر بڑی تباہی آئی تخت اندازوں اور سنگ اندازوں
نے کمین گاہ سے آکر ایسا حملہ کیا کہ تمام لشکر متفرق ہو گیا یوسف رعد آفتاب خدنگ بن طوفانی
دریا میں رنج ایسے گھیرے ہوے تھے کہ نکلنا دشوار تھا انکو ایک نقابدار یاقوت پوش نے آکر
اس ہنگامے سے نکالا اگر وہ نقابدار مدد نکرتا تو بعد ان سردار زندہ بچ کے نہ آسکتے اب زخمیوں کا
علاج ہو رہا ہے اور صدہا متفرق جمع ہو رہے ہیں باقی سب خیریت ہے چونکہ یہ خیال بادشاہ کو گذرا کہ شاید
صاحبقران قاف کے انکی تسکین ہو اس سبب سے طیمور کے غائب ہونے کا حال تحریر نہ کیا

دیو تحسین نامہ لیکر جانب قاف روانہ ہوا یہان خورشید زرین کمر نے شاہور شیر دل سے کہا کہ اے
فرزند تمنے فن عیاری کو کسی روز کے واسطے حاصل کیا ہے بس تمہاری کم ہو اسکا پتا نہین اگر کوئی پیچ پڑا تو
عشرت مین فرق آئیگا مین کسی کو منہہ دکھانے کے قابل نہ ہونگی اور طیمور تو یقین ہے کہ خودکشی کرلیگا اور نہ پھر
کسیکو منہہ نہ دکھائیگا یہ سلطنت تباہ ہو جائیگی شاہور شیر دل نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور خبر دریافت
کرکے آتا ہون یہ کہکر بکو تنہا بانہا یے عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہوکر جانب ملک ساریقیہ روانہ ہوا
ادہر دیو تحسین نے نامہ لیجاکے طیمور شیر پیکر کو دیا طیمور نے نامہ پڑھا لیکن اسکو تحسین سے پیاری
کے ملکہ کا حال نہ تحریر کیا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ ملکہ خیرو عافیت سے ہوگی اس باعث سے نہ لکھا ہوگا صاحبقران
قاف نے پوچھا کہ اے طیمور خیریت تو ہے اگر ضرورت ہو تو مین عرس کو سردست ملتوی کردون اور تمہارے
ساتھ چلون عرس کی تاریخ بڑھادی جاسکتی ہے طیمور نے عرض کی کہ آپ اتنی تکلیف کیون کیجئے اگر
عرس مین دیر کرنا اچھا نہین ہے اور لشکر میرا تباہ ہو گیا تھا مگر اب سب کے سب اپنے شہرون مین ساتھ خیریت
کے ہین بعد عرس کے جاکر ساریق سے اچھی طرح سمجھونگا ابھی سردار بھی میرے زخمی ہین لشکر منتشر
ہوگیا تھا وہ جمع ہو رہا ہے سلیمان صاحبقران کی ایسی ہی خاطر طیمور کو تھی کہ اپنے اس پریشانی کی حالت
مین شرکت عرس کی خوشی سے قبول کی اب سلیمان اعظم نے تیاری کر کے طرف مقبرہ جناب سلیمان کے
کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑیے اور حال شاہور شیر دل کا سنیئے کہ بعد طی مراحل و قطع منازل یہ اول
لوٹ لشکر کفار مین پہونچا اور صورت تبدیل کر کے ایک ایک خیمہ اسنے چھان مارا ملکہ کا پتہ کیسا کہ کہین
ذکر بھی نہ پایا اسنے راہ لشکر اسلام کی لی اور ایک بیراگی بنا ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مقام پر ٹھہر
ہوکر اسنے گانا شروع کیا اس دردناک آواز سے گایا کہ لوگ جمع ہوگئے مہتر برق ثالث اور قران
ثالث وغیرہ بھی آکر دیکھنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہے اس بیراگی کے گانے پر جو برق نے خیال کیا تو
قران ثالث سے کہا کہ کیا کہون خلیفہ جی یہ تو ہمارے خاندان کا کا معلوم ہوتا ہے یہ کوئی عیار ہے قران ثالث نے کہا کہ ہوگا
اور عیارون نے کہا کہ کیون تشویش کر یہان عیار کیون آنے لگا اسلیے کہ آتش پرست تباہ ہوکر اپنے ملک کو گئے اور
ساریق پرستون مین تیغ کے لقاوسی کا رہے ہین پریشان ہورہے ہین کسی عیار کو اس طرف آنے کی ضرورت
کیا ہے یہ سنکے برق ثانی چلا گیا اب یہ بیراگی اور آگے بڑھا مگر اسکو یہ فکر ہے کہ کسطرح حال ملکہ کا
دریافت کرون کرشل ساریق کہین اہل اسلام تو ملکہ کو نہین لے آئے ہین یہ اسی تلاش مین جاتا تھا
کہ دیکھا اسنے ایک مقام پر ایک جوگی صاحب ٹھہرے ہین کہ ستار بجا بجاکے گا رہے ہین لوگون کا ہجوم ہے کوئی
پانون پوجتا ہے کوئی ڈنڈوت کرتا ہے جو کوئی کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو جوگی نہین لیتے ہین اگر کوئی
شخص کچھ عرض کرنا چاہتا ہے تو جوگی صاحب کہہ دیتے ہین یہ بستر پر آنا بیراگی بھی ساتھ ہو لیا کہ یہ مرد
کامل معلوم ہوتے ہین اسلیے شاید یہ مدعا بے دلی بر آئے یہ ہمراہ جوگی کے تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دیکھا
ایک جوگن بھی چلی آتی ہے لیکن صورت ہے کہ قدرت خدا کی معلوم ہوتی ہے کانون مین مندرے پہنے ہوے
اندوا پھینکے ساتھ سر پر کج رکھا ہوا گلے مین مالے پڑے ہوے منہ پر بھبھوت ملا ہوا یہ خاک مین
لعل چھپی صورت ہزار ہزار حسن دیری ہے اس دردے گاتی ہے کہ مشتاق لے ساتھ ساتھ اسکے روتے
چلتے ہین شاہور شیر دل محو ہوگیا جوگن نے جوگی کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹی پکاری گرو جی
آپ کی تلاش مین شہرون شہرون گھومتی ہوئی جنگلون کی خاک چھانتی ہوئی اس مقام تک آسکے
بیٹھی ہون آپتو پہاڑ پر آسن جمائے بیٹھے تھے جوگی نے کہا کہ ہان بچی چالیس برس آسن جمایا

اب پھیری کا وقت آیا اٹھ کھڑے ہوئے ارے تو تو شاہزادی تھی تیری یہ کیا حالت ہو گئی کہا کہ تقدیر میں
خوش رہو بگی جوگی نے اس سے بھی کہہ دیا کنیز سے پھر کو بستر پر آنا یہ کہکر جوگی صحرا کی طرف روانہ ہوا
شاہور بیراگی بنا ہوا کچھ دور ساتھ گیا اور دیکھی جوگی کا دیکھا کہ ایک پیپل کے درخت کے نیچے بوریا بچھا
رکھا ہے یہ بھی دن بھر تو تمام لشکر اسلام میں سرگرداں در خاک اٹھاتا رہا جس وقت جوگی نے بتایا تھا اسی وقت
شاہور شیر دل بھی بیراگی بنا ہوا اسی پیپل کے درخت کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ خلقت کا ہجوم ہے لوگ
اپنا اپنا مطلب جوگی سے بیان کر رہے ہیں جوگی کسیکو بھبھوت خاک کی دے دیتا ہے کسیکو سرمہ دیتا ہے کسیکو
خالی دعا دیتا ہے پاس پھول کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور جوگن بھی ایک طرف سو دب کھڑی ہے بیراگی بھی جا کے ایک
طرف کھڑا ہو گیا کبھی تو جوگن کی طرف دیکھتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ خوشا تقدیر اس شخص کی جسکی ایسی
اچھی یہ جوگن بیاہی ہے جب اور لوگ اپنے اپنے مطلب بیان کر کے چلے گئے اور صرف جوگن باقی رہگئی تو اسنے
کہا کہ میں ایک سوداگر کے بیٹے پر عاشق ہوئی اور اسی کے ساتھ اپنے شہر سے نکلی ایک صحرا میں اسکو چیتہ
اٹھا لیگیا تو اتنا بتا دیجئے کہ آپ زندگی میں اس سے ملاقات بھی ہوگی یا نہیں جوگی نے کہا کہ ہاں تین
برس کے بعد وہ تجھ سے ملیگا تو کیوں ناحق چھاتی پیٹتی ہے جوگن نے ہزاروں دعائیں دیں اور
پیچھے ہٹ گئی جب شاہور نے خوب سمجھ لیا کہ یہ لوگ اس سے مطلب دل بیان کرتے ہیں تو
مجھکو بھی راز اپنا چھپانا نہ چاہیے یہ سوچ کے اسنے آگے بڑھ کے عرض کی کہ میں اپنی بہن کی تلاش
میں آیا ہوں جتنا ہوں بادشاہ شہر مدینہ کا شاہور شیر دل میرا نام ہے ایک بھائی میرا پہلوان ہے دوسرے
اس نے فن عیاری کو حاصل کیا ہے سارا برق پرستوں سے اور آئینہ پرستوں سے آئی ملکہ کی بابت
جنگ ہوئی جس جنگ میں میرے بھائی کو چیتہ لیگیا اور اسی ہنگامے میں مفقود الخبر ہوگئی میں نے
پہلے تو جا کر لشکر کفار میں تلاش کی مگر کہیں پتہ نہ پایا اب لشکر اسلام میں آیا ہوں اس خیال سے کہ ایک تو
اہل اسلام اور اسکو لڑکے کفار سے چھین لانے تھے شاید اسکو بھی لے آئے ہوں تو مجھے یہ امید ہے
کہ اگر اہل اسلام لے آئے ہونگے تو وہ پوشیدہ نہ رکھینگے کیونکہ نہایت صاحب مروت ہیں پہلی
مرتبہ انھوں نے خود سوار کر کے بھیج دیا تھا لہذا آپ سے یہ التماس ہے کہ ملکہ خیریت سے تو ہے اور اب
مجھ سے ملیگی یا نہیں یہ سنکے ادھر تو برق ثانی کہ جوگن بنا تھا اسکا یہ ارادہ ادھر جوگی نے بھی سمجھ لیا کہ یہ عیار
ہے یہ جوگی مہتر قران ثالث ہے انھوں نے جواب دیا تم اسی جگہ ٹھہرو کل ملکہ تمکو ملجائیگی یہ سنکے شاہور
شیر دل نہایت خوش ہوا اور اسی جگہ جوگی کی خدمت کرنے لگا جوگی نے جوگن کو چپکے سے پاس بلایا
اور کہا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اطلاع کردو کہ اس طرح عیار خورشید زرین کمر کا تلاش میں ملکہ کے
آیا ہے اسکو فریب دیکر مہمان کیا ہے کیا حکم ہوتا ہے آسے گرفتار کر کے بھیج دیں یا کچھ نہیں حاضر کریں
برق ثانی جو جوگن بنا ہوا طرف بارگاہ سلیمانی کے روانہ ہوا یہاں ابھی بادشاہ اسلام تشریف لائے تھے اور
شاہزادہ سہراب ثانی دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے برق نے کہا کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے چونکہ
بارگاہ میں کوئی نہ تھا سہراب اندر بارگاہ کے چلے آئے اپنے صندل پر بیٹھ گئے اور کہا کہ پہچان کر برق
نے کہا کہ آپنے مجھے پہچانا میں ہوں غلام آپکا برق ثالث سہراب ہنس پڑے اور کہا کہ ظالم تو تو کیسی
دلفریب صورت بناتا ہے کہ نیت ڈانواں ڈول ہوجاتی ہے کہو کیا کہتا ہے برق نے سارا ماجرا
بیان کیا سہراب نے کہا کہ میں اپنے خیمہ میں چلتا ہوں تم اسے وہاں لے آؤ جب بادشاہ اسلام
آئینگے تو اسکے ذکر کرونگا جیسا حکم ہوگا اسکے موافق عمل کیا جائیگا یہ سنکے برق ثانی فوراً اسی طرح

جوگن تباہ ہوا اُس طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ سہراب ثانی اپنی بارگاہ میں آئے اور دربانوں سے حکم
دے دیا کہ اس وقت جو ہمارے پاس آئے آنے سے کسی کو نہ روکنے کا قصد نکرنا اطلاع دینے کی ضرورت
ہے یہ فرما کر داخل بارگاہ ہوئے وہاں برق ثانی نے جاکر قران ثالث سے بیان کیا کہ بادشاہ ابھی
تشریف نہیں لائے ہیں میں نے سہراب بن رستم سے بیان کیا ہے انھوں نے اسکو اپنی بارگاہ میں بلایا ہے
اور کہا ہے کہ کوئی بدسلوکی نکرنا قید کرنے کی کیا ضرورت ہے اُس وقت جوگی نے ہنسکے سرگی سے کہا
کہ تمنے نہیں پہچانا تا بیراگی حیران ہوکے دیکھنے لگا قران اپنی ہیئت اصلی پر آئے اور کہا کہ میں قران
ثالث عیار لشکر اسلام ہوں اور یہ جوگن برق ثالث ہے ہمنے تمکو پہچان لیا تھا یہ فریب کرکے تمہارے
دل کا حال پوچھ لیا اگر تم پریشان نہو ہم لوگ بیوجہ کسی کے ساتھ بدسلوکی نہیں کرتے ہیں چلو تمکو
شاہزادہ سہراب ثانی سے ملا دیں کہ وہ طیمور شیر پیکر کے دوست ہیں تم سے بھی اچھی طرح
پیش آئینگے شاہپور شیر دل نے کہا کہ واقع میں عیاری آپ لوگوں کا حصہ ہے یہ کہکر ہمراہ برق
ثالث کی طرف بارگاہ سہراب کے روانہ ہوا یہاں سہراب منتظر تو بیٹھے ہی تھے شاہپور نے
چلکے سلام کیا سہراب نے دربانوں کو حکم دیا کہ اب کوئی نہ آنے پائے منظور یہ تھا کہ ابھی راز اسکے
آنے کا فاش نہو جسوقت شاہپور سامنے آیا سہراب نے بیٹھنے کی اجازت دی بیٹھگیا فرمایا تم جس لیے
آئے ہو مجھے معلوم ہوا ابتک ملکہ ہمارے لشکر میں موجود ہے اور ساتھ خیر و عافیت کے ہے تم پریشان نہو
اسی جگہ بیٹھو میں بادشاہ اسلام سے عرض کروں تمکو انکے پاس لے چلوں یہ فرماکے اٹھ کھڑے
ہوئے شاہپور کو اپنے خیمہ میں چھوڑا اور بارگاہ سلیمانی میں آئے اب بادشاہ اسلام تشریف لا چکے تھے
اور سردار بھی آتے جاتے تھے سہراب نے سلام کیا اور اپنے دخل پر بیٹھ گیا بادشاہ اسلام نے پوچھا
کہ تم کہاں گئے تھے میں نے سنا تھا کہ تم پہلے بھی آگئے تھے اور پھر چلے گئے تھے سہراب نے عرض
کی کہ سبب اسکا یہ تھا کہ بھائی ملکہ کا شاہپور شیر دل بیراگی بنا ہوا اپنی بہن کی تلاش میں آیا تھا
اُسے عیاروں نے پہچانا اور مجھ سے آکے بیان کیا میں اسے اپنے خیمہ میں بٹھا آیا ہوں حضور سے
اطلاع عرض کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پھر نہیں آسکی کہاں ہے سہراب نے عرض کی کہ رفیع البخت
لقا بدار زمرد پوش بنکے اُس جنگل سے ملکہ کو لے آئے تھے اور اپنے بھائی کے سپرد کیا
تھا ملکہ وحید الملک کے خیمہ میں ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای سہراب ایک مرتبہ میں نے بجبر ملکہ کو
دلادیا تھا اب بار بار اس طرح کا جبر اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے تمھیں اسکی کوئی صورت اصلاح پیدا کرو
سہراب نہایت عاقل ہے اسکی فطرت اور سلیم الطبعی اپنے خاندان کے خلاف بلکہ رستم
سے بھی زیادہ ہو گئی ہے عرض کی کہ ملکہ کے چھپانے کی تو کوئی ضرورت نہیں اسلیے کہ چھپانے میں جب
یہ راز فاش ہوگا اس وقت بدنامی ہوگی اس وقت تو ٹال دینا ممکن ہے لیکن آئندہ نتیجہ اسکا
خراب ہے لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وحید الملک کو رضامند کرکے شاہپور کو اُسکی بہن کے
پاس لے جانا چاہیے ملکہ خود ہی جانے پر رضامند نہوگی صرف اُسنا کے باپ کو لکھ دیا جاوے
کہ ملکہ ساتھ خیر و عافیت کے تمہارے یہاں موجود ہے جسوقت تمہیں اطمینان ہوگا اور تم طلب کروگے
ہمیں بھیج دینے میں کوئی عذر نہوگا بالفعل مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ کو یہیں رکھنے دو
طیمور شیر پیکر موجود نہیں ہے سارنگ سے اُس سے ملکہ کی بابت اتنی بڑی لڑائی ہو چکی ہے جو باوا
ہمنے یہاں سے ملکہ کو روانہ کیا اور پھر راستے میں کوئی آفت پڑی اس سبب سے ملکہ کا اسکا خاتم نہ رہنا ہو

بہتر ہو کہ حفاظت سے تو یہی بعد اگر ہماری جانب سے تمھیں کوئی دوسری طرح کا خیال ہو تو یہ بیکار ہے اس لیے
کہ اگر ہم ایسے ہی ہوتے تو ایک مرتبہ ملکہ کو کیوں تمھارے حوالے کر دیتے اور اب بھی یہ کیوں ظاہر کرتے
کیونکہ ہمیں تمھارا کوئی خوف نہیں ہے اور اس سے زیادہ تمھارے اطمینان کی بات یہ ہے کہ تم اپنے جانب سے چند
ملازم ملکہ کی نگہداشت کے واسطے بھیج دو مگر اتنا خیال رہے کہ ہمنے جانبازی کر کے ملکہ کو دو مرتبہ بچایا ہے
ورنہ خدا جانے کہاں کی کہاں ہوتی اب تو طیمور بھی موجود تھا کہ ملکہ کے لیے لڑتا تا تم کسی طرح ملکہ پر قبضہ
نہیں پا سکتے تھے لہذا چونکہ ہمنے ملکہ کو بچایا ہے استحقاق ضرور ہے کہ ملکہ کی شادی سوا ہمارے کسی غیر
کے دوسرے کے ساتھ نہیں ہو سکتی اگر تمھیں مذہب کے اختلاف کا خیال ہو تو اسوقت تک
کے لیے عقد ملتوی رکھو جبتک صاحبقران اور طیمور سے مقابلہ ہو کر یکسوئی نہ ہو جائے یقین ہے
کہ ان باتوں سے خورشید زرین کمر کو اصلا انکار نہو گا بات بھی رہیگی مطلب بھی حاصل
ہو گا وہ ملکہ کو خود ہی نہ بلائیگا اور اگر کسیکو بہر حفاظت ہمیں بھی کرے گا تو ہمیں کیا حرج ہے اسلیے
کہ ہم لوگ بغیر عقد تصرف جائز نہیں سمجھتے بادشاہ اسلام اس تقریر سہراب سے بہت خوش ہوئے
کہا کہ رفیع البخت کو بھی تمھیں جا کے سمجھاؤ سہراب نے عرض کی کہ میں ابھی جاتا ہوں اسیوقت سہراب
بن رستم خیمہ رفیع البخت کی طرف روانہ ہوئے خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی یہ براے استقبال
آئے اور سہراب کو لے گئے اس وقت وحید الملک بھی موجود تھے رفیع البخت نے بعد مزاج پرسی کے
سبب آنے کا دریافت کیا سہراب نے کہا کہ مجھے تم دشمن سمجھتے ہو یا دوست رفیع البخت نے کہا کہ
دوست تو بیشک ہو مگر نادان دوست نہیں جانا سہراب نے کہا کہ یہی خرابی تم لوگوں میں ہے کہ اپنے کو
سب سے زیادہ عاقل جانتے ہو اچھی اک بات پوچھوں تو جواب نہیں پڑے گا رفیع البخت نے کہا
کہ اچھا آپ ہی عقلمند سہی مطلب بیان کیجیے سہراب نے کہا کہ آپ جو ملکہ کو لے آئے ہیں تو اسکا
بھائی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہے آیا اس سے پوشیدہ کیا جائے یا ظاہر کر دیا جائے کہ ملکہ ہمارے
یہاں ہے رفیع البخت نے کہا کہ چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہمیں کسیکا خوف ہو تو پوشیدہ کریں
سہراب نے کہا کہ اگر وہ ملکہ کو طلب کرے تو کیا جواب ہے رفیع البخت نے کہا کہ اے سہراب اب
میں ہرگز ملکہ کو نہ دونگا سہراب نے کہا یہ کیسی بات ہے جو میں پوچھوں اسکا جواب دو تم کس
دعوے سے نہ دو گے اس وقت رفیع البخت نے جلکے کہا کہ اے سہراب مدد فرما کے سمجھ بوجھ
واقعہ کو یاد کرو اور اپنے دل پر ہاتھ رکھو اگر ملکہ جانے پر رضا مند ہو تو میں پھر بھی کہتا ہوں کہ مجھے بڑے
بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمکو بمقابل وحید الملک کے ایک کافر کی طرفداری ہے یہ سنکے سہراب
نے کہا اے رفیع البخت اسی سے میں کہتا ہوں کہ عقل کے کول ہو اور سے تجھے وحید الملک کے
مقابلہ میں طیمور کے کیا طرفداری ہو گی لیکن تمھاری ہی بدنامی کو ڈرتا ہوں اور میری یہ غرض ہرگز
نہیں ہے کہ ملکہ کو بھیج دو بلکہ جواب بتاؤ رفیع البخت نے کہا کیا جواب جو تمھارا جی چاہے دیدو
سہراب نے کہا کہ اگر مجھی پر منحصر ہے تو جو میں لکھوں وہ لکھ دو رفیع البخت نے کہا اپنے ہاتھ سے
لکھ دو میں دستخط کر دینے کو موجود ہوں اس وقت سہراب نے وہی مضمون لکھا جو سامنے بادشاہ
کے بیان کیا تھا اور رفیع البخت کو دکھایا رفیع البخت نے کہا کہ اگر وہ بلا بھیجے سہراب نے
کہا اسکا ہم ذمہ کرتے ہیں کہ اب وہ ملکہ کو طلب نہ کرے گا رفیع البخت نے دستخط کر دیے اب
سہراب نے اپنے عیار سے کہا کہ جا کے شاہور کو یہ دستیارہ ثانی جا کے شاہور کو

اپنے ہمراہ لے آیا سہراب نے کہا اے وحید الملک اسے لیجا کے اسکی بہن کو دکھا دو کہ اسکا اطمینان ہو وحید الملک نے سہراب کا ہاتھ پکڑ لیا کہ تم بھی چلو تم سے کیا پردہ ہے سہراب بھی ساتھ ہوئے شاہور کو لیے ہوئے ملکہ مہتاب حور جمال کے خیمہ میں آئے چونکہ چھوٹی تھی شاہور کو سلام کیا شاہور نے سر سینے سے لگایا اور کہا کہ تم کس طرح ہو ملکہ نے کہا میں بہت اچھی ہوں والد ماجد سے کہہ دیناکہ آپ ہر طرح کا اطمینان رکھیں ان لوگوں نے مجھے نہایت عزت و حفاظت کے ساتھ رکھا ہے اگر ایسے میں بلا لیجئے گا تو میرا بھائی جو کہ رستم زمانہ ہے موجود نہیں ہے اور دشمن گھات میں لگے ہوئے ہیں ابھی آپکی بڑی رسوائی ہو چکی ہے آپ کی عزت جاتی رہیگی اور میری جان جائیگی بعد اسکے شاہور ملکہ سے رخصت ہوا سہراب سے لیے ہوئے بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اور عرض کی کہ اپنی بہن کو دیکھ آیا رفیع البخت نے یہ نامہ لکھ دیا ہے بادشاہ سہراب کی طرف دیکھکر مسکرائے اور اسکی انسانی کی تعریف کی اور شاہور کو خلعت دیکر رخصت کیا شاہور وہ نامہ لیے ہوئے اہل اسلام کی تعریف کرتا ہوا شہر زرینہ کی طرف روانہ ہوا جب بعد طی مراحل و قطع منازل شہر زرینہ میں پہونچے تو خورشید زرین کمر کو نامہ دیا اور کہا کہ میں خود ملکہ کو دیکھ آیا ملکہ بہت اچھی طرح ہے خورشید زرین کمر نامہ دیکھکر اور خیر و عافیت سن کے بہت خوش ہوا اور جواب میں تحریر کیا کہ میں آپ صاحبوں کا شکریہ ادا کروں کم ہے اسلیے کہ مجھ سے زیادہ آپ نے ملکہ کی حفاظت کی گویا میری عزت آپنے بچالی آپ شوق سے ملکہ کو اپنے لشکر میں رہنے دیجیے بلکہ ضرور رہنے دیجیے یہ سچ ہے کہ اگر میں ملکہ کو بلوا لوں گا تو ممکن ہے کہ راستے میں پھر کوئی پیچ پڑے اور آپ لوگ ایسے نیک طینت ہیں کہ مجھے ہر طرح کا اطمینان ہے یہ بات مشہور ہے کہ اہل اسلام کسی کی بہو بیٹی پر دست اندازی نہیں کرتے مگر تجربہ سے اسکی تصدیق ہو گئی اور جو اشارہ آپنے اپنے استحقاق کا ظاہر کرکے وقت اسکا معین کیا ہے یہ بھی نہایت مناسب ہے میرا خود بھی یہی ارادہ تھا کہ بعد مقابلہ صاحبقران اور طیمور میں خود اسے کنیزی میں کسی شاہزادہ کے پیش کر دونگا اگر عذر تھا تو یہی تھا کہ بھائی اسکا موجود نہیں ہے اور بغیر اسکی رضامندی کے میں کچھ کر نہیں سکتا ہوں وہ تو آپنے خود ہی تحریر کر دیا اگر کوئی حرج نہو تو شاہور ملکہ کے پاس رہے اسلیے کہ وہ سب عزیزوں سے بچھڑی ہوئی ہے کوئی تو اسکی تسلی کے لیے قریب ہو یہ لکھکے پھر شاہور کو کچھ تحائف دیکر خدمت بادشاہ اسلام میں روانہ کیا جسوقت شاہور کشتیاں تحائف کی لیے ہوئے لشکر اسلام میں آیا تو پہلے سہراب سے ملا اور سہراب کے ساتھ بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا کشتیاں تحائف نذر کی اور نامہ بادشاہ شہر زرینہ کا پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ پڑھ کے بہت خوش ہوئے اور رفیع البخت کو دے دیا رفیع البخت بھی نامہ پڑھ کے مسکرائے سہراب نے اشارہ سے سلام کیا مطلب یہ تھا کہ دیکھا بدنامی سے بھی بچے اور مطلب بھی حاصل ہو گیا بلکہ اور احسان ہوا کہ وہ ممنون ہوا وحید الملک شاہور کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ کے پاس آئے شاہور یہاں رہنے لگا لیکن اسنے کہہ دیا تھا کہ میں اگر شاید میں دو چار روز کے واسطے غائب ہو جاؤں تو تم پریشان نہونا کہ تمکو ڈھونڈھ نکالا اب مجھے بھائی کی فکر ہے شاید انکی تلاش میں کہیں دور نکل جاؤں ملکہ نے کہا کہ ضرور آنکو تلاش کرو کہ تم کی جانب سے اطمینان حاصل ہو

اب یہاں سے کچھ حال پرستان کا بیان کیا جاتا ہے

کہ طیمور فیسر ہر وز ہمراہ سلیمان صاحبقران کے وہ مردار پر آ کے منبر جناب سلیمان کی زیارت سے

مشرف ہوئے دیکھا کہ پریزادیں اپنے پیروں سے قبر کو جھاڑ رہی ہیں شیشہ آلات صاف کر کر کے قرینے سے
لگائے جا رہے ہیں چونکہ ابھی تو تیاری ہو رہی ہے طیمور سرسری نظر سے ان مقامات کو دیکھتا ہوا ہمراہ صاحبقران
قاف کے داخل بارگاہ ہوا اب روسائے قاف کی آمد شروع ہوئی آج یہ آیا کل وہ آیا لیکن سلیمان
صاحبقران کی یہ حالت ہے کہ طیمور کے ساتھ دانہ دار رہتے ہیں تمام انتظام سلیمان کوچک کے سپرد
کر دیا آپ طیمور سے حالات پردۂ دنیا کے دریافت کیا کرتے ہیں طیمور بیان کیا کرتا ہے کہ میں نے یہ
کیا اور یہ کیا اسی سلسلہ میں ذکر اہل اسلام کا بھی آگیا طیمور نے سب کی خیر و عافیت بیان کی اور کہا کہ
صاحبقران شہر مکران لوٹے ہوئے ہیں اور سارق نے خود امیر سے سینہ بھر کی مہلت طلب کی تھی
لیکن آ ستغفر شکنی کر کے طبل جنگ بجوا دیا میں نے دو سوار آپ کے جنہیں آپ سے بھروسا تھا ایک کو چار دن
میں ایک کو سات دن میں زیر کیا اب وہ میرے رفیقوں میں داخل ہیں بعد اسکے میں نے جشن کیا
اسی جشن میں یہ فتنہ بپا ہوا کہ اک قزاق کو میں نے مطیع کیا تھا وہ گیا اور طلحہ بن اندھور کا آہو اسکے
ملازموں سے چھین لایا طلحہ نے آکر بہت بد دلی کی مگر چونکہ وہ میرا ہی رفیق تھا میں نے کچھ دخل نہیں
دیا اب آپ نے مجھ سے بد زبانی کرنا شروع کی یہاں تک کہ تلوار مار بیٹھا میں نے خالی دیکر پاؤں رکھ دیا ہر چند
طلحہ نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی تیغہ پاؤں میں رکھا اتنے میں سکندر آگیا چونکہ اپنے خدا پرستوں سے
لڑنے کو منع کر دیا تھا میں نے بہت تحمل کیا اور طلحہ میں خدا پرستوں کی سی بین آخر کچھ ایسی گفتگو درمیان میں
آئی کہ طبل جنگ بجا طلحہ سے اور میرے رفیق خاص دسیر سالار سے ہوئے رعد آواز سے آنابش بدر
رہائت ہوئی دونوں برابر رہے اور زخمی ہوئے بعد اسکے ایک مست مرد رفیق میرا ہاتھ سے سکندر رستم
کے جو صاحبقران او مسطلعلا تا ہی مارا گیا اس وقت میں نے نکل کے سکندر سے مقابلہ کیا چونکہ صاحبقران
موجود نہ تھے سکندر صاحبقران کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا چار جانب تماشائیوں کا انبوہ تھا نہ میں سکندر
کے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا نہ سکندر میرے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا آخر نوبت گرز کی آئی ایک ایک
ضرب چلی بعد اسکے نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز مجھ سے اور سکندر سے کشتی رہی آخر میں نے
پاؤں سکندر کا توڑ دیا سکندر نے اسی ٹوٹے ہوئے پاؤں کو ٹیک کے لیا جھٹکا مارا کہ میرا پاؤں
بھی توڑ دیا چونکہ دونوں زخمی ہو گئے تھے بیہوش ہو گئے اسکے بعد خدا پرستوں سے صفائی ہوئی اور کوئی
جنگ نہیں ہوئی اگر صاحبقران ہوتے تو میرے اور انکے آزمائش مقابلہ ضرور ہوتا ان مقابلوں پر بھی
صفائی میں فرق نہیں آیا یہ سن کے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ تم سکندر
کے مقابلے میں برابر رہے سکندر وہ ہے کہ اسنے ایسے سن میں جو تمہارا سن ہے اس پردہ قاف میں اکثر بڑے بڑے
سرکشوں کو مار ڈالا ایسا وقت نازک تھا کہ میں بیمار تھا جوانی پیر سے سلیمان کوچک طلسم میں پھنسے ہوئے
تھے قاف میں کوئی ایسا نہ تھا کہ حفاظت کر سکتا اور دیوان تالستان عدم نے خروج کیا تھا سکندر
نے طلسم فتح کر کے تیر تک قاف کو صاف کیا اور ایک مرد اریل پر آکے دیو انشار کو مارا دیو انشار وہ بلا یہ
تھا کہ تمام حرس کو اسنے برباد کیا روسا قاف کو اسی مقام پر پامال کر دیا تھا عادل کیوان شکوہ نہ ہوتے
تو سوا سکندر کے کوئی صاحبقران نہوتا یہ سنکے طیمور نہایت خوش ہوا اور عظمت سکندر کی اسکی
نظر میں ظاہر ہوئی اسی قسم کی باتیں طیمور سے ہوا کرتی تھیں اب عرس کے تین دن باقی رہ گئے ہیں
بہت سے رئیسان قاف آ گئے ہیں کچھ باقی رہ گئے ہیں تیاری ہو چکی ہے وقت کا انتظار ہے طیمور جب ہر طرح
نکالی ہے پریزادوں کے جھرمٹ دیکھتا ہے تو اسے نشا ہو رہا ہے آتا ہے اُدھر یہ پریزادیں طیمور کو آنکھوں

آنکھوں میں لیے لیتی ہیں آپس میں چرچے ہو گئے ہیں کہ یہ ظالم کسکی قسمت کا ہے یہ سیرین دیکھکر آخر طیمور سے ضبط
نہو سکا اسنے سلیمان صاحبقران سے کہا کہ میرا بھائی ہے اسنے یقینًا عیاری میں کمال پیدا کیا ہے اسنے کبھی
قاف کی سیر نہیں کی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے بھی بلوا لیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور
تم حلیہ اسکا لکھ سکتے ہو طیمور نے کہا کہ جی ہاں طیمور نے پورا چہرہ شاہپور کا لکھ دیا چونکہ دیو تحسین شہر زنبیلہ
میں ہو آیا تھا اور نام اسنے لکھ دیا تھا سلیمان صاحبقران نے تصویر شاہپور کی اسی کے حوالہ کی اور
کہا جائے اسکو پردہ دنیا سے اٹھا لا یہ سنکے دیو تحسین پھر جانب پردۂ دنیا روانہ ہوا ہر چند کہ طیمور شیر پرور
سیر قاف میں محو تھا کہ دنیا کے غم غلط ہو گئے تھے مگر جب اسے اپنی بہن کا خیال آتا تھا تو پریشان ہو جاتا تھا
کہ خدا جانے وہ کہاں ہے محمود الماجد نے بھی اسکا حال تحریر نہیں کیا ہے الحاصل وہاں دیو تحسین پہلے تو
شہر زنبیلہ میں آیا یہاں شاہپور کو نہ پایا اب یہ اور مقامات تلاش کرتا ہوا ادھر شاہپور تلاش طیمور
میں دن بھر حیران و سرگردان پھرا کرتا تھا اسوقت بھی ایک قلعہ کی طرف بھاگا ہوا چلا جاتا تھا کہ نظر
دیو تحسین کی شاہپور پر پڑی اسنے چہرہ ملایا مطابق پایا بس یہ گرا اور پنجے میں اسکو بھی اٹھا کے
سوئے جانب قاف روانہ ہوا دوسرے ہی دن لیجا کے سامنے طیمور شیر پرور کے ڈال دیا شاہپور
کو ہوش آیا اپنے تئیں ایک مقام دلچسپ میں پایا طیمور شیر پرور کو سامنے دیکھا اور کچھ لوگ عجب عجب وضع
کے دکھائی دیے یہ گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ میں کہاں آگیا طیمور نے کہا کہ سلام کرو
اور اشارہ سلیمان صاحبقران کی طرف کیا شاہپور نے سلام کیا اور بھائی کے گلے لپٹا سلیمان
صاحبقران مسکرائے کہ یہ زمین امیر عمرو کے خاندان کی ہے طیمور نے کہا تم اس وقت پرستان میں ہو چونکہ
یہاں ایک جلسہ یادگار ہونے والا ہے تمام قاف جمع ہے میں نے تمکو بھی بلوا لیا کہ تم بھی یہاں کا تماشہ دیکھو
اور سلیمان صاحبقران کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہنر سپہگری جنکو جن بزرگ نے تعلیم فرمائی ہے وہ یہی ہیں
انہیں کی بدولت میں نے سکندر سے برابر کا مقابلہ کیا ورنہ سکندر سے عالم میں کوئی مقابلہ نہیں
کر سکتا ہے شاہپور سلیمان صاحبقران کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھی بتائیے کہ میں بھی فن عیاری میں
اہل اسلام کا مدمقابل ہو جاؤں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ بعد اس جلسے کے تمکو اپنے عیار
کا شاگرد کرا دیں گے چونکہ طیمور شیر پرور کو خیال ملکہ کا لگا ہوا تھا چپکے سے شاہپور سے پوچھا کہ کہیں ملکہ
کا بھی پتہ لگا شاہپور نے عرض کی کہ ہاں خیریت سے لشکر اسلام میں موجود ہے جسوقت آپکے لشکر
پر تباہی آئی ہے تو ایک نقابدار زرد پوش آ کر ملکہ کو نکال لے گیا اور ایک نقابدار یاقوت پوش نے
برہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان کی جان بچائی ہے یہ دونوں قریب قیطول زعفران
سے چند معلوم رہے۔ تھے کفار کا یورش تھا قریب تھا کہ قتل ہو جائیں بعد کو معلوم ہوا کہ وہ
نقابدار سہراب بن رستم ہے یہ سنکے طیمور بہت خوش ہوا کہ واقع میں سہراب دلی دوست ہے
کہ حاضر و غائب یکساں ہے پھر کہا کہ نقابدار زمرد پوش کون تھا شاہپور نے کہا بعد کو معلوم ہوا کہ
ربیع الجنت بن بدیع الملک تھے لیکن اہل اسلام بڑے باایمان اور باخلاق ہیں کہ ملکہ سے
کسی طرح کی دست اندازی نہیں کی اور نہایت عزت کے ساتھ ملکہ کو رکھا ہے میں جو ملکہ کی تلاش میں گیا
تو مجھے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ ہمیں ملکہ کے بھیج دینے میں کوئی عذر نہیں ہے
مگر طیمور یہاں موجود نہیں ہے سارق نے بہت سر اٹھایا ہے اگر راستے میں پھر کوئی پیچ پڑا تو بڑی لڑائی پڑیگی
یہ سنکے آپکے والد ماجد نے بھی ملکہ کا بھیجنا مناسب نہ جانا اور کہلا بھیجا کہ ہم آپکے ممنون ہوکے

اگر جناب سے آپکے بعد مقابلہ صاحبقران یکسوئی ہو گئی تو عمر اس کنیز کو آپ ہی کی خدمت مین رہنے دینگے
یہ باتین سنکے طیمور کو نہایت غصہ آیا کہا کہ یہ حیف بھاگ کے جاتی ہے خدا پرستون ہی مین جاتی ہے اور
خدا پرست بھی ہمارے سے شریک ہو گئے مگر اسکو بچانے لئے آئین کو عبث ضرور ہے تو سہی ایک نام طیمور شیر
پرور جو ہمان سے جاکے اسکو مع بدیع الملک تہ قتل کیا کہ اسنے مجھے رسوا سب عالم کیا ہے یہ باتین
جو غصہ مین طیمور نے بلند آواز سے کین تو سلیمان صاحبقران نے سنین قریب آئے اور فرمایا کہ ای
طیمور کیا کوئی ایسا راز ہی جو ہمسے بھی پوشیدہ کرنے کا ہی طیمور نے گردن جھکالی سوچا کہ نہین کہتا ہون
تو انھین ملال ہوگا آخر مجبور ہو کر بیان ہی کرنا پڑا عرض کی کہ آپ سے کس بات کو پوشیدہ کر سکتا ہون
اور جو بات مشہور عالم ہے اسکے چھپانے سے کیا فائدہ ہے ہر چند کہ پہلے بسبب حجاب کے مین نے
عرض نہین کیا کہ سارلیق سے اور مجھ سے یہ آخری مقابلہ کیون ہوا جسکے بعد مین اب تک پوچھا
لیکن اب بیان کرتا ہون اصل یہ ہے کہ میری بہن کو ایک مرتبہ سارلیق کا ایک سردار چھین لیگیا تھا
اس سے اہل اسلام نے چھینا مین جاکے لے آیا انھون نے بے تکلف سوار کر کے بھیج دیا اس
مرتبہ پھر یہی اتفاق ہوا کہ مین نے اسے سوار کر کے اپنے ملک مین بھیج دینا چاہا تھا کہ کفار نے
چھین لیا آخر مین نے تلوار کھینچی اور یہ قصد کیا کہ قیطول پر چڑھ کے سارلیق حرامزادے کی ناک
کاٹ ڈالون مگر اسکی قسمت مین یہ ذلت نہ تھی مین قیطول تک پہونچ چکا تھا کہ بچہ اٹھا لے آیا
صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو مین ناک سارلیق کی کٹکے اُٹھا لئے آتے
ایسی ہی نالائق حرکت کی تھی اور اسی سزا کے قابل تھا طیمور نے کہا کہ اب کوئی لطف نہین اگر زندہ
ہون تو پھر قیطول پر چڑھ کے اس حرامزادے کی ناک کاٹونگا مگر اتنا ہوا صرف کہ مسلمانون سے
ہو گا کہ وہ پھر یا مدد کو نے گئے مین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور اول تو تمھین انکا ممنون
ہونا چاہیے کہ انھون نے دو مرتبہ تمھاری عزت بچائی علاوہ اسکے اگر انکی نیت بد ہوتی تو سوار کر کے
نہ بھیج دیتے علاوہ اسکے بھی یہ بات ہے کہ مسلمان بے عقد کسی عورت پر دست اندازی نہین کرتے
ہین یہ انکی مذہب کا ہے اسکے خلاف جو کرے وہ مسلمان نہین تم اطمینان رکھو اہل اسلام کبھی ایسی
بے حرمتی نکرینگے طیمور نے کہا میری رسوائی تو ہوئی کہ طیمور کی بہن گئی یہ کہکر عرق شرم مین غرق ہو گیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور ہوش مین آؤ اول تو وہ تمھاری بہن نہین ہے یہ خورشید
نہین کہ تمھارا باپ ہے ہان ملکہ خورشید کی دختر ہے اور تم جسکے فرزند ہو ہم خوب جانتے ہین اور اب
وقت قریب ہے کہ یہ راز جو مخفی تھا سب پر ظاہر ہو جائے گا خدا جانے خورشید تمکو کہان سے پا گیا تھے نہ سنا
ہوگا کہ شیر پرور کا خطاب تمکو کیونکر ملا اور اسکا کیا سبب ہے بادشاہ کا فرزند جسنے کہان سے پایا اور
سے پرورش کیا تم شیرنی کے شیر ہو اور ملکہ کی بابت تمکو ملال بالکل بیجا ہے اسلئے کہ وحید الملک
اسکا بیٹا ہے جو صاحبقران ثالث تھا اور ویسے خاندان عالی سے ہے اور خود بھی کیسا بہادر ہے ایسے
کہین جو ڈھونڈے سے بھی ملتے نہین ہین وحید الملک سے بہتر تمھین کون ملیگا
جس سے شادی ملکہ کی کروگے طیمور شیر پرور یہ باتین سن کے کچھ دل مین قائل ہوا کچھ
اسکے ملاحظہ سلیمان صاحبقران کا مانع تھا خاموش ہو رہا اسکا مفصل حال عرس کا تو بعد کو
بیان کیا جائے گا

لیکن اول چند کلمے داستان لشکر اسلام اور لشکر کفار کے بعد نامہ و پیغام

طبل جنگ بجنا اور پہنچنا صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا اور حال مقابلہ سکندر رویینہ تن شیں اور محو جادو باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہیں

بیا شنوای ہمدم بوستان و کہ بانام برسر داستان ⁃ راوی بیان کرتا ہے کہ جب ساریق بن لقا طرہ بخیر
تقسیم کرچکا اور آئینہ پرستوں کی بربادی کے بعد جشن سے اپنے فراغت پائی تو خلل دماغ نے زور کیا اپنے
ایک نامہ بنام بادشاہ اسلام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بندہ من تو دیکھ اپنی شوکت وشان کو کہ خداوند
نے تجھے کس مرتبہ کو پہونچایا ہی گویا اپنا مقابل بنایا ہی تجھکو چاہیے کہ ان نعمات خداوندی کا شکریہ ادا کر اور خدمت میں
خداوند کے تمام بندوں کو لیکے حاضر ہو خداوند تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے اور تو انتظار میں جسکے بیٹھا ہی یعنی
صاحبقران زندہ تجھے اسے خداوند نے غارت کردیا کہ وہ بہت سرکش بندہ تھا اور اگر اسکے خلاف کیا اور اب بھی
تو نادم نہوا تو جس طرح خداوند نے ایک آن میں آئینہ پرستوں کو مٹا دیا اسی طرح تجھے بھی غارت کردینگے کہ
آج کل خداوند کا غیظ وغضب بڑھا ہوا ہی یہ نامہ لکھکر اپنے سخنگان سے کہا کہ تو لیجا اسنے انکار کیا اور کہا کہ میں
جوتیاں کھانے کی طاقت نہیں ہی اگرچہ اس وقت خواجہ خضران موجود نہیں ہیں مگر میری گوشمالی کے واسطے
بہت سے سرشند زادے ہیں اسوقت ساریق نے اپنے عیار خاص کو کہ جسکا نام چابک قدرت رکھا تھا
نامہ دیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ کیا جسوقت یہ عیار دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا خبر بادشاہ اسلام کو
ہوئی کہ ساریق بن لقا کا نامہ وارد آیا ہی فرمایا بلا لو چابک قدرت اندر آیا اور نامہ خدمت میں بادشاہ لشکر
اسلام کے پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ کو پڑھکر بہت برہم ہوے اور قلم ودوات منگاکر اپنے ہاتھ سے جواب
تحریر فرمایا کہ او خرس بادیہ ضلالت گرفتار دام حماقت تو وہ ہی جسکی خلقت ایک قطرہ نجس حرام سے
ہی سمجھے اپنے کو خداوند سمجھتے تو بہت نہیں معلوم ہوتا کہ پیش خداوند حقیقی اسکا کیا جواب دے گا کیا
مجال ہی تیری کہ تو کچھ بھی کرسکے جو کرتا ہی وہ کردگار جہان کرتا ہی گو امیر باتوقیر موجود نہیں ہیں مگر میں تیرے
مقابلہ سے ہرگز قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا جبتک جوانان اسلام میں سے ایک بھی باقی رہیگا وہ کافر کشی
اور جہاد سے باز نہ آئیگا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر یہ مضمون تحریر فرماکے نامہ عیار کو دے دیا چابک قدرت
اٹھا جو اباو سے قبول آیا اور نامہ ساریق کو دیا یہ ملعون بھی بہت برہم ہوا کہ اس بندۂ بے ادب نے
مجھے اس طرح لکھا ہی بس جوش غیظ وغضب میں کچھ خیال بھلا وکی مصلحت کا خیال نہ رہا اور اسے طبل جنگ
بجوا دیا ہرکارے یہ خبر لیکر خدمت میں بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر کفار میں نقارہ
رزمی بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت
طبل سکندری اور نقارۂ سلیمانی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی تمام لشکر اسلام میں غل ہوا کہ کل پھر کفار سے
مقابلہ ہی لیکن سکندر رویینہ تن شیں نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور یقین فرمائیں کہ کل بھی لڑائی کا رنگ
کوئی جلوہ اہل میدان میں نہیں نکلیگا لہذا غلام کو اجازت ہو کہ جاکر تیاری کرے لہا جاؤ سکندر رویینہ تن شیں رخصت
ہوکے صحرا میں آیا اسنے رات بھر میں ایک قلعہ سحر تیار کیا کہ اس قلعہ کا حال بروقت مقابلہ ظاہر ہوگا چونکہ اس قلعہ
چند روز ان سکندر رویینہ تن شیں ہوگئے اور کوئی بھی ساحر نہ تھا میدان میں سناٹا تھا ہاں طلایہ کا گشت پھر رہا تھا
آوازیں ہوشیار باش وبیدار باش کی بلند تھیں اور اسطرف تمام صحرا لشکر ساحران سے مملو تھا تمام صحرا میں
ہزارہا گیاسیاں روشن تھیں آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند تھیں نعرے گوگل لوبان لائی سرسوں کالے
دانے دہ جوتے تمام صحرا دھواں دھار ہورہا تھا تمام ساحر اپنے اپنے سحر جگانے میں مصروف تھے اور محو جادو

بھی تیاری لڑائی میں محو تھا اسی عالم میں وہ وقت آیا کہ **مثنوی** لگے ہونے نظروں سے تارے نہان
چھپا نور میں جادۂ کہکشان + موذن اذان دے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
مسیحا نفس تھی نسیم روان + اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیاں + راوی بیان کرتا ہے کہ صبح ہوتے ہی
دونوں جانب کے اہل لشکر اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت سے فراغ حاصل کر کے
عرصۂ میدان کارزار کا کیا سواری بادشاہ اسلام کی نہایت عظم و شان کے ساتھ میدان میں پہونچی سرداران
لشکر صفیں جما کر اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دس دس بیس بیس قدم آگے بڑھ کے کھڑے ہوئے
تخت بادشاہ کا قلب لشکر میں قائم ہوا سکندر رستم خو صاحبقران کے مقام پر چالیس قدم لشکر سے
آگے بڑھ کے کھڑا ہوا سکندر دیدہ نشین اپنے چند رفیقوں کو لیے ہوئے قلب سے آگے کھڑا ہوا ان و
سارلیق بن بقا فیصلول برا کے مجادر بچہ دا کیا ایک جانب فوج بے پایان اسکی صفیں باندھ کے
کھڑا ہوا لیکن فوج ساحران اس لشکر سے بہ ارادہ رزم و پیکار آگے بڑھ کے **سحر** کی ہوئی
گرہنگ جادو بمرتبہ سپہ سالاری اک اژدر سحر پر سوار جست کمی سے لے کے ٹخنے تک بندھے ہو
گلے میں بجائے زنار مار سیاہ لپٹے ہوئے داہنی جانب نیلم جادو اور بائیں جانب بہوت جادو
پشت پر دو لاکھ ساحران غدار بلا سے بد آفت روزگار گلوں میں کالے کوڑیالے لپٹے ہوئے جھولیاں
سحر کی گلے ہوئی ہاتھوں پر شتنگے ہوئے پیشانیوں پر ٹیکے صندل سیہ کے دیئے ہوئے ترسول
برسول چمکاتے ڈفلے ڈیرو بجاتے میدان میں پہونچ کر صف آرا ہوئے ایک جانب **حسینہ**
رشک جمال جادو لباس نفیس پہنے جواہر بجواہر باندھے اسکی جادوگرنیاں بھی نہایت تکلف کے لباس
پہنے ہوئے بازو بند وسرخاب سحر پر سوار ایک سمت قتال جادو ہتھوریاں چڑھائے ہوئے ایک
سمت شاہین جادو ایک طرف قہر جادو ایک طرف سنبل جادو تمام ساحران نامی اپنے
اپنے لشکر کو لیے ہوئے پرے جما کے کھڑے ہوئے اور محو جادو بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیے
ہوئے ان سب سے علیحدہ آگے کھڑا ہوا اور سکندر کی جانب اپنے بقہر وغضب دیکھا سکندر
دیدہ نشین نے کہا کہ میں تیری خدمت گذاری کو موجود ہوں اس وقت محو جادو نے کہا کہ کیا کہوں
ای سکندر رجال اس بات کا آتا ہے کہ اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو میں میری مجھے کیا کہیگی
کہ بھائی نے مجھ کو رانڈ کیا اور سلطان جادو جو میرا فرزند ہے کہ میں اسکا نو دس برس کا ہے وہ کیا کہیگا
کہ ماموں نے ہمیں یتیم کر دیا سکندر دیدہ نشین نے کہا کہ تجھے یہ سب خیال بیکار ہیں کوئی بھی
تجھ سے شکایت نہیں کرے گا شکایت پیش خدا ہو گی کہ تو نے جان بوجھ کے دین حق سے
انکار کیا اک کافر کی طرف سے خالق حقیقی کے ماننے والے سے مقابلہ کیا فتح و شکست پر کوئی قادر
نہیں ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ تجھے بہن کی اتنی شرم ہے اور خدا کی شرم نہیں ہے ابھی باتیں تھیں
کہ جانب صحرا سے یتق گرد وغبار بلند ہوا اور ایک پیک بحسہ پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا
کہ خواجہ خضران میں سرداروں نے پوچھا کہ خیریت تو ہے خضران نے کہا کہ برائے استقبال چلو
امیر ہالو تشریف لاتے ہیں بس یہ سننا تھا کہ تمام سرداروں میں کھلبلی پیدا ہو گئی اور سبکے
سب برائے استقبال صاحبقران روانہ ہوئے سب سے پہلے سکندر رستم خو پہونچے بعد
انکے اور سردار مثل طلحہ بن لندھور علقمہ بن مالک فیروز بن جمہور گردن بہرام مرز
بن مرزبان فرہبزر بن فرامرز شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم لطافت رفیع البخت سہراب

بن رستم تخت شاہ صف شکن وحید الملک داراب ثانی ملقب بن قہور یہ تمام سردار گئے اور نہایت
اعزاز و اکرام سے صاحبقران علی شان کو اپنے ہمراہ لیکر آئے چند قدم تخت بادشاہ اسلام کا بھی آگے
بڑھا بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا امیر تخشور گیر سے بغلگیر ہوئے نقارۂ شادمانی پر چوب
پڑی امیر کے آجانے سے مقابلہ ملتوی ہو گیا دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بج گیا اس طرف
سارلیق پرست پلٹ گئے ادھر صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اس موقع پر صاحبقران
کا آجانا گویا ہر ایک کے تن بیجان میں جان آ گئی ہمراہ صاحبقران کے اسفندیار سکرانی تھا لوگوں نے
پوچھا کہ یا صاحبقران یہ کون شخص ہے فرمایا یہ شاہزادہ ہے شہر سکرانیہ کا میں اسی کی رہائی کے واسطے
گیا تھا بادشاہ اسلام نے سارلیق کی بابت پوچھا کہ یہ بھی ترک تھا اسے کیا کیا اور کیونکر نجات کے آیا یہ سنکے
امیر کو ہنسی آ گئی فرمایا خضران سے اسکی بابت پوچھئے خضران نے سب کیفیت بیان کی سب ہنسا
کیے بادشاہ نے فرمایا کہ اس ملعون نے یہاں یہ مشہور کیا تھا کہ میں نے صاحبقران کو غارت کر دیا ایم
پست ہمتی سے دیر تک یہی باتیں رہیں سکندر رستم خو نے مقابلہ طیمور شیر پرور کا حال بیان کر کے طیمور کی
بہت تعریف کی صاحبقران نے فرمایا کہ اب طیمور کہاں ہے سکندر نے طیمور کے لشکر کی تباہی کا حال بیان
کیا امیر جا تو قید کو طیمور سکے لیے تو دیکھا کہ نہیں معلوم کہاں گیا اور کون اسے لے گیا شام کو محو جادو
نے خاص بھیجے نامہ طبل جنگ بجوا دیا خبر لشکر اسلام میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نواز شس میں آیا تیاری
جنگ کی ہونے لگیں سکندر دیرہ نشین نے صاحبقران با اقبال سے عرض کی کہ حضور نے ملاحظہ
فرمایا کہ کسقدر ساحر آئے ہوئے ہیں اس طرف یہ غلام آپ کا تنہا ہے میدان سے میرا زندہ پھرنا غیر ممکن ہے اگر
لہذا شاید میں مارا جاؤں تو آپکو اپنے اسلام کا شاہد کئے دیتا ہوں کلمہ اس وجہ سے نہیں پڑھ سکتا کہ
سحر کی باطل ہو جائیگی اور شامتا ساحروں سے ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر دیرہ نشین جنگو
تم اپنا ہم نبرد مانجھل سوا اسکے ایسے سے مقابلہ نکرنا جس ساحر سے تم مقابلہ نکر سکو سکندر
دیرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران بچپن کے بعد جوانی کی امید ہوتی ہے جوانی کے بعد بڑھاپا
بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی امید ہے موت میری آ گئی ہے تو بچ نہیں سکتا یہاں سے
جاؤنگا کسی اور حیلہ سے مرونگا اور اگر موت نہیں ہے تو کسی کے مارے نہیں مر سکتا میں بھی وہ شخص
ہوں کہ تمام عالم کے ساحر مجھے جانتے اور مانتے ہیں اگر مقابلہ سے ٹل جاؤنگا تو تمام عالم میں رسوائی
ہوگی ایسی زندگی سے مرجانا بہتر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ صحرا میں قلعہ کسنے بنوایا ہے سکندر
نے عرض کی کہ یہ قلعہ آپکے غلام کا بنوایا ہوا ہے اتنے ساحروں کے مقابلے کو جاتا ہے کوئی جا ہے اس
ہوگی تو کام کیونکر چلے گا اس سبب سے میں نے یہ قلعہ تیار کیا ہے اب آپ کل اس قلعہ کا تماشہ دیکھئےگا
الغرض یہ باتیں ہونے کے بعد دربار برخاست ہو گیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خوابگاہ میں جا کے
سو رہا جب صبح ہوئی تو سب میدان کارزار میں آئے سارلیق آکر فیلول پر بیٹھا لشکر زیر فیلول
صف آرا ہوا ساحر شیر و پلنگ و خرس و گرگ سحر وغیرہ پر سوار دف لئے اور ڈمرو بجاتے ہوئے میدان
میں آئے اس طرف لشکر اسلام صف آرا ہوا صاحبقران اپنے رتبہ کے موافق لشکر سے چالیس
قدم آگے بڑھ کے کھڑے ہوئے سکندر دیوانی نے قلعہ کے آگے کھڑا ہوا کہ اسی مرتبہ محو جادو
نے زیر فیلول آکر سارلیق سے اجازت میدان مانگی سارلیق نے کہا جا ای بندہ میں تجکو اپنے دست
قدرت کے حوالے کیا محو جادو میدان میں آیا اور پکارا کہ ای سکندر دیرہ نشین آ دیکھنے

سکندر دیو نشین سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہے یہ سنکے سکندر میدان میں آیا جسوقت سامنے محو جادو کے پہونچا محو جادو نے دشت کی دیکھا
کہ جانب صحرا سے ایک جوگی ہاتھ میں گولہ فولادی پکڑے ہوئے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او سکندر تیری
بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو میرے آقا کے مقابلہ کو نکلا ہے بھلا روک تو اس ضرب کو دیکھوں تو کہ تو کیسا ہے
یہ کہتے ہی گولہ کھینچ مارا سکندر نے آمد اس گولے کی دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ قضا کا گولہ ہے یہ وہ سحر ہے کہ جو
اسکا سامری و جمشید بنا ہی نہ سکے لیس پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا گولے نے جو حریف کو نہ پایا پلٹ
کے اسی جوگی کی طرف آیا ہر چند جوگی نے اُف اُف کی کرنجے پیدا ہوئے اور چاہا گولے کو روک
لین مگر یہ کب سکتا ہے بیٹے پر جوگی کے پڑا وہ جوگی اُلٹ گیا محو جادو نے کہا بڑی چال کی اسی
دیر انی نے یہ کہکر اس ارادہ سے بڑھا کہ گولہ بار جادو کو رہا کروں کہ اگر تہہ برابر گولہ بار جادو کے
زمین شق ہوئی اور سکندر دیو نشین نمودار ہوا لیس سکندر نے نعرہ کیا کہ ملعون اپنے سحر کو
اب نہ روک سکا یہ کہکر جو حقہ سنبھالتا ہے تن بدن میں گولہ بار جادو کے آگ لگ گئی دھڑ دھڑ
جلنے لگا لیس یہ دیکھکر محو جادو نے زانو پیٹ لیا اور کہا ای سکندر غضب کیا تو نے کہ اسے پھونک دیا
یہ گولے سے مرنے نہ پایا تھا میں اسے اچھا کر لیتا خیر تو کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر اسنے
جھولی پر اسباب سحر کے ہاتھ ڈالا اور دام سامری نکالا یہ وہ دام تھا کہ سامری نے اسپار سحر
پڑھ پڑھ کے اسکا سوت کاتا تھا اور اسی طرح اس جال کو تیار بھی کیا تھا محو جادو کو بڑی تلاش سے
ہاتھ آیا تھا لیس اسنے وہی جال نکال کے مارا کہ سکندر اُس دام سحر میں آ الجھا لیس محو جادو نے یہ سحر
سمجھا کہ اسے قتل کر ڈالوں سکندر نے اُف اُف کی کئی اسکے زبان سے نکل سکے گی ہو سکے
اور دام نہ جلا اُس وقت سکندر نے زانو پر ہاتھ مار کے آواز دی کہ ای شمع افروز قبر سامری تیری
استنے فنون کی ریاضت کب کام آئیگی لیس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک نازنین شمع ہاتھ
میں لیے ہوئے پیدا ہوئی اور شمع کی لو دام میں لگا دی دام جلنے لگا اور سکندر جو تڑپتا ہی
کو جیسے کل ہی سے نو نکلی ہی اسطرح اُس دام سحر سے نکل کے جانب قلعہ روانہ ہو گیا اسوقت
محو جادو نے سر پیٹ لیا کہ یہ ترک اسنے میرا جلا دیا غصہ میں آکر اسنے خون پیشانی اپنا ہاتھ
میں لیکر اُسی نازنین پر چھینٹا مارا اور کہا کہ اس حرکت پر ہو نکے بچے کہ سر سے بہا جاتی ہے
تو بھی جل جا اسی آگ میں لیس خون کا چھینٹا پڑتے ہی شمع افروز جادو گھبرا گئی اور اسی آگ میں
مین کود پڑی ادھر تو جال جلکے تمام ہو گیا ادھر شمع افروز جادو دھڑ دھڑ کرکے جل گئی لیس
محو جادو نے آواز دی کہ او سکندر اب مقابلے سے بھاگ کر اس قلعہ میں چھپا ہے کیا حقیقت
ہے اسکی یہ کہکر اپنے بارہ ہزار ساحروں کو ساتھ لیکر قلعہ کی طرف چلا بیان سکندر دیو کی تو قلعہ میں
پہنچا ہی لیکن کرامات قلعہ کی سنیے کہ سکندر نے اس قلعہ کے چار پھاٹک قایم کیے ہیں ہر
پھاٹک پر ایک تنبو لباس پہنا ہے کھڑا ہے ایک سپاہی سر پر اسکے چتر لگے ہوئے ہیں
اور دونوں جانب کی فصیلوں پر چھوٹی چھوٹی کمریاں شکروں کے تیر کمان ہاتھ میں لیے کھڑی
ہیں ایک بادشاہ ناوک اندازوں کا افسر ہے دوسرے دروازے کا بادشاہ سنگ اندازوں کا
افسر ہے پریاں چھوٹے چھوٹے گوپھنیں ہاتھوں میں لیے ہوے جرخ دے سبھ میں ایک
پھاٹک پر بالشت بالشت بھر کے بچے ہاتھوں میں گولے ڈلا دی لیے بیٹھے ہیں

ادھر حریف کے منتظر ہیں ایک سمت خشت انداز ہیں بس جیسے ہی محو جادو قریب قلعہ پہونچا یہ آہن پھاٹک کے
سامنے تھا جہاں ناوک انداز پتلیاں تھیں اُسے دیکھتے ہی بادشاہ نے آواز دی کہ مارو انکو یہ ادھر کیوں
آئے ہیں بس یہ سننا تھا کہ تمام برجیوں سے تیر باران شروع کئے جس ساحر پر تیر پڑا وہ کاغذ کا پتلا بنکے
جلنے لگا بارہ سو کاغذ کے پتلے دم بھر میں جل کے خاک ہو گئے سکندر نے آواز دی کہ ارے کاغذ کے پتلے
لڑوانے لایا ہی یہ کیا لڑینگے بس محو جادو غصہ میں آیا اور ایسے جست جو کی تو فصیل قلعہ پر پہونچ گیا بس
بادشاہ نے حکم دیا کہ ارے مار لو اس چوہڑ کو یہ کہنا تھا کہ تمام رومی کے کھلونے دوڑے ایک اُچک کے
گردن سے لپٹ گیا اور کان میں محو جادو کے چانٹ دی دوسرا دوسرے کان میں لپٹ گیا اور کاٹنے لگا
محو جادو اسکے چھڑانے میں محو ہوا دوسرے چانٹ ماری تمام پتلیاں اور پتلے اسطرح لپٹ گئے جیسے
بھڑ میں یا مسارنگ کھیاں چمٹ کے چھوٹنے سے لپٹ جاتی ہیں اور ان سبنے کاٹنا شروع کیا محو جادو کی
یہ حالت ہی کہ چیخ چیخ اٹھتا ہی آخر یہ حالت ہوئی کہ محو جادو گھبرا گیا لشکر صاحبقران میں محو جادو کی حالت پر
لوگ ہنسنے لگا رہے تھے اور لشکر سارق کے ساحر بھی ہنس رہے تھے سخنگان کہ رہا تھا کہ دیوار
سکندر دیرانی کیا کہتا یہ خدا پرستوں کے شریک ہونے کا اثر ہی کہ تیرے محو جادو سے ساحر کی یہ گت
بنادی اب محو جادو کی یہ نوبت ہوئی کہ تمام جسم سے اسکے لہو بہنے لگا آخر محو جادو نے اپنے کو قلعہ
سے نیچے گرا دیا چونکہ باہر قلعہ کے ان پتلوں کو لڑنے کا حکم نہیں ہی سب محو جادو کو چھوڑ کر پھر اپنے
اپنے مقام پر آکے کھڑے ہو گئے محو جادو کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا بھاگ کے لشکر سارق میں آیا
اور آواز دی کہ خیر اے سکندر کل تمھیں سمجھ لونگا یہ کہکر اسنے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا
اس طرف بادشاہ اسلام میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں آئے سکندر دیر نشین بھی قلعہ سے آ کر
خدمت بادشاہ میں آیا سرداران اسلام نے سکندر کی نہایت تعریف کی سکندر دیر نشین نے عرض
کی کہ مجھے اس حرامزادے کا مطلق خوف نہیں ہی اسکے لیے میں کافی ہوں لیکن ان ساحروں سے ڈرتا ہوں
جو آئے ہوئے ہیں ہاں صرف اسکے استاد کا ہی یا صاحبقران دیکھا سب درمان ہی اگر اسنے آتش
کمک طلب کی تو پھر کچھ میرے بنائے نہ بنیگی نام اسکا قرقوت آتش زبان ہی ساحری وقت ہی سارق
کی وہ حقیقت ہی کیا سمجھتا ہی اور آج جو محو جادو بھاگ کے اور جی چھوڑ کے گیا ہی تو ضرور اس سے
کمک طلب کرے گا صاحبقران نے فرمایا ہی سکندر تمہاری بلا اُس محو جادو تک محدود ہی اسکے
علاوہ اگر کوئی ساحر نکلیگا تو اُسکے مقابلے کو میں موجود ہوں تم اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے سکندر نے
عرض کی کہ غلام اپنے سامنے تو حضور کو ایسی تکلیف نہ دے گا ہاں بعد میرے آپ کو اختیار ہی امیر
خاموش ہو رہے وہاں محو جادو جو اپنے مقام پر پہونچا اسنے آب دمیدہ سحر سے غسل کیا خاک قبر جمشید کی
مرہم بناکر زخموں پر لگائی کہ زخم اسکے اچھے ہوئے اب اسنے ایک نامہ قرقوت آتش زبان کو لکھا
کیا مضمون یہ تھا کہ اے استاد معظم سکندر دیر نشین جو کہ بہنوئی اُس شخص کا تھا اُسنے ساتھ ہم لوگوں کا
چھوڑ دیا اور خدا پرستوں کی طرف سے مقابلہ کیا میری وہ حالت کر دی کہ اگر بھاگ کے جان اپنی نہ بچاتا تو
اسکے ہاتھ سے جانبری دشوار تھی لہذا امیدوار ہوں کہ یا تو آپ خود ہی یہاں تشریف لائیے یا کسی
ایسے کو میری مدد کے واسطے بھیجئے جس سے سکندر مقابلہ میں عاجز آئے پھر نامہ تحریر کر کے طائر سحر
کے گلے میں باندھ دیا طائر اُڑ کر جانب مسکن قرقوت آتش زبان روانہ ہوا جس وقت پاس قرقوت
آتش زبان کے پہونچا چکارا لفافہ پیش کیا قرقوت آتش زبان نے نامہ اُسکے گلے سے

جلکو مکر پڑھکر نہایت برہم ہوا جواب تحریر کیا کہ ای محو جادو تجھے ساریق سے تو کوئی کلام نہیں ہی اسلیے کہ وہ ننگا
ہوا سیار ہی اگر چاہوں تو ایک پل میں ساری خداوندی کو اسکے درہم برہم کر دوں تجھے خود ساحران عالم
خداوند ساحران کہتے ہیں لیکن تیری وجہ سے کہ تو شاگرد ہے میرا میں (اوزنگا) اور تین دن کے اندر تمام
خدا پرستوں کو غارت کر دونگا بالفعل عروس جادو کو بھیج دیا اور عروس جادو کو بلا کے کہا کہ ای عجوری
تیرے بجائی پر رفت تخت آیا ہے کہ وہ سکندر سے سحر میں لپٹ ہوا ہے تو جا کر سکندر کو غارت کر دے
بلکہ تمام خدا پرستوں کو مٹا دے کہ تجھے تکلیف مرتا نا پڑے تجھے ساریق کے ملک میں جانے سے
کسیقدر عار ہے یہ سنکے عروس جادو نے کہا کہ میں کل صبح کو جاؤنگی یہ کہکر اپنے گھر میں آئی اور شوہر سے
اپنے ذکر کیا شیدا سے جادو نے کہا کہ جہان جاؤگی ہم تمہارے ساتھ ہیں عروس جادو نے منع کیا اور کہا کہ
میں بہت جلد ان سبکو غارت کر کے چلی آؤنگی کہ تمکو تکلیف نہو اور استاد کو جان سے جانا نہ پڑے
لیکن شیدا سے جادو نے نہ مانا اور کہا کہ تم خوب جانتی ہو کہ مجھے ایک دم بغیر تمہارے قرار نہیں ہے
لہذا اسنے سامان سفر درست کیا اور دوسرے روز یہ دونوں ایک تخت پر بیٹھے اور ابر سحر میں پوشیدہ
ہوکر جانب ملک ساریقیہ روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑیے اور اول ذکر سنیے ملک ساریقیہ کا
کہ محو جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے
ادھر محو جادو نے جا کر وہ حجرہ جو برسوں سے بند تھا کھولا اس میں بارہ سو ساحر چلہ کشی میں مصروف
تھے یہی فوج محو جادو نے تیار کی تھی کہ اسکا مثل و نظیر نہ تھا محو جادو نے ایسا انتظام کیا تھا کہ
سوا اپنے ہاتھ کے کسی صورت سے ان ساحروں کی موت معین ہی نہیں کی تھی اگر خود محو جادو ہی
انکا مٹانا چاہے تو ہو سکتا تھا بس جیسے ہی حجرہ کھلا وہ سب ساحر حجرے کے باہر آ گئے اور
کہا محو جادو سے کہ کیا حکم ہوتا ہے محو جادو نے کہا چلو وقت تمہاری جنگ کا آ گیا سکندر دیرہ نشین
میلو شین ہو گیا ہے اچھے مٹا دو بارہ سو ساحر جنگ جتے ہوئے حجرے سے نکلے اور ساتھ محو جادو
کے میدان میں آ گئے دیکھا سکندر دیرہ نشین نے کہ آج اسنے وہ فوج نکالی ہے کہ جسکا مٹنا آسان
نہیں ہے اس سے بہتر یہی ہے کہ اسی سے مقابلہ کرو اگر اسے مار لیا تو ان سبکو مار لیا اور اگر قلعہ میں جائیگا
تو یہ فوج جبلک قلعہ کو تخت و تاراج کر دیگی یہ قصد کر کے خاموش اپنے قلعے کے دروازہ پر کھڑا رہا جب
اس طرف ساریق نے مدبر کو دا اور بالائے فیلمل آ کے بیٹھا اور اسطرف بادشاہ اسلام کا
تخت آ کر قلب لشکر میں قائم ہوا امیر اپنے مقام پر کھڑے ہوئے نقیب نقابت کر کے نکل گئے
تو محو جادو میدان میں آیا اور کہا کہ ای سکندر رومی کہ تو نے کئی ہزار بار قتل کیا ہے لیکن آج میں نے
اس فوج کو حجرے سے نکالا ہے جسکو سوا میرے کوئی مٹا ہی نہیں سکتا اور تیرے قلعہ کو یہ لشکر دم بھر میں
مٹا دے گا سکندر نے کہا کہ میں یہ سب باتیں جانتا ہوں محو جادو نے کہا کہ اب بھی اگر خداوند
ساریق کا شریک ہو جا اور ان خدا پرستوں کی رفاقت سے ہاتھ اٹھا تو کچھ نہیں گیا ہے میں تجھسے
وعدہ کرتا ہوں کہ اپنا عہدہ تجھے دیدونگا اور آپ تیری ماتحتی کرونگا اسلیے کہ استاد دینے کا ہی مجھے حق
عز مندی ہو سکندر دیرنشین نے کہا کہ ای محو جادو مجھے بھی یہی خیال ہے کہ تجھی کو میں کا بھائی
بلوغ نہ جھے قتل کرکے کھاؤنگا لیکن اگر تو خدا سے حقیقی کو پہچانے گا تو تیرے قتل سے باز رہونگا
تو اگر دین اسلام اختیار کریگا تو جس مرتبہ پر ساریق کے مدار نہیں ہے صاحبقران اس سے زیادہ
تیری عزت کرینگے اور بہت کچھ عنایت فرمائینگے اور میں اپنا ملک بھی تجھے دیدونگا آپ کسی قریہ

پہونچین تو قلعہ بن دروازہ مین جسوقت قلعہ اکتالیس چرخ لگا چکا تو تھم گیا اب ساحران محو جادو کی یہ حالت
ہوئی کہ دوران سر انکو عارض ہوا راستہ نہ سوجھائی دیتا تھا محو جادو نے ایک اسم پڑھنا شروع کیا کہ اس
تاثیر کو ہٹا دین جبتک یہ اس فکر کا دو پڑھتے سکندر نے دوسرا سحر کیا کہ دو پریزادین طبق گل لیے ہوے پیدا
ہوئین اور انھون نے ان ساحرون پر پھول پھینکنا شروع کیے جسپر پھول پڑا اور خوشبو پھولون کی ناک
مین گئی مست و بیخود ہو گیا اور کہنے لگا کہ واہ رے سکندر تیرا آیا کتنا اس وقت لطف زندگی حاصل
ہو گیا اور پریزادون کی طرف دیکھ دیکھ کے اور واہ کی صدا دینے لگے اب پریزادین یکایک کی طرف پھینکٹ دی
مین ع دوسرا منھ تکتا ہے اور کہتا ہے ہے گل پھینکے ہر غیرون کی طرف بلکہ ثمر بھی + لطف ہے بر انداز چمن
تجھکو تو ادھر بھی + پریزادون نے لپنا شیرا بنا کر آواز دی کہ کیا دیکھتے ہو یہ دشمن سکندر کا کھڑا ہی
اسکے مٹانے مین دیتے ہو بس یہ سننا تھا کہ بارہ سو ساحر بہائے سحر پکڑ پکڑ کے محو جادو
کی طرف چلے اور شور کرنے لگے کہ مار ہو اسکو غضب کیا اسنے کہ سکندر ایسے شخص کی عداوت پر
کمر باندھی یہ دیکھکر محو جادو بہت گھبرایا جلدی سے کچھ اسم سحر کے پریزاد جدا کیے اور بلند
ہو کے اسنے آواز دی کہ اے سکندر دیرانی سوا تیرے دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ اسکو مٹا سکتا
بھلا مٹانا اس سحر کا تو ممکن ہی نہ تھا سوا میرے تونے تو وہ تدبیر کی کہ مجھے خود اپنا سحر مٹانا پڑا اسنا
دفعہ نہین کر سکتین ہوش میت لادتین سحر اتار رنگا تو سر مٹا تا جا سکا اور یہ سب جل کے بھی مار ڈالینگے
خیر کچھ پروا نہین یہ کہکے اپنے ایک ڈبیا جھولی سے نکالی اور اسے کھولا اسمین سے ایک جانور لالی
اسکے برابر نکال کے ہاتھ پر بٹھایا اور کلائی چاک کر کے خون اسکا چلو مین بھرا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر طائر
پر دم کیا طائر چہکار کر کہا حکم ہوتا ہے محو جادو نے کہا کہ اے خوش رنگ اپنی اور ان نمک حرامون کو سزا دے
بس یہ کہکر جس ہاتھ مین خون تھا جانور کی طرف بڑھا دیا جانور اس خون مین خوب لوٹا اور اڑا ساحر
جل جل کے محو جادو کو گالیان دیرہے تھے اور کہ رہے تھے کہ ہمین نمک حرام کہتا ہے زمین پر آ تو معلوم
ہو گو لے تیر بیج مار بیج بکڑے کڑے کرتے تھے کہ وہ طائر ان ساحرون کے سر پر آیا اور پرون کو جھاڑا
چھینٹے قطرے خون کے نیچے پڑے جہان پڑن کے گرنے لگی اور ساحر جلنے لگے صدائے گیر و بزن
بلند ہوئی دم بھر مین سب ساحر جل کے خاک ہو گئے اسوقت سکندر نے کہا کیون محو جادو
یہ کیسے دلون کی ریاضت تھی محو جادو نے آہ کھینچی اور پکارا کہ اے سکندر تونے میرے ہی ہاتھ سے
میرے اکتالیس برس کے ریاض کو خاک مین ملا دیا اور بارہ سو ساحری پرستون کا خون لے لیا خیر تو
جائیگا کہان میرے ہاتھ سے بچ کر یہ کہکے اپنے خنجر کلائی دوسری جگہ سے چاک کی اور خون
چلو مین لیکر اسی جانور کو دکھایا جانور بیتاب ہو کے آیا اور خون مین بھر لوٹا سکندر سمجھ گیا کہ اب یہ
حملہ قلعہ پر ہوگا سکندر نے کوئی اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ اسی وقت چار پریزادین بسنتی برن
پچکاریان ہاتھون مین لیے ہوے کاتبان بازو سجے ہوے پیدا ہوئین اور چارون دروازون پر
قلعہ کے آ کر کھڑی ہو گئین اور جانب آسمان دیکھنے لگین جیسے ہی طائر خون مین لوٹ کر بالا سے
قلعہ آیا اور اسنے پر جھاڑے قطرے خون کے برنگ تنکہ پچکاریون کی طرف چلی بس پریزادون نے
پچکاریان مارین اس طرح کہ چارون پچکاریون کی دھارین لوٹین اور ایک چادر آب بالا سے قلعہ قائم ہو گئی
جو برق گری سرد ہو گئی یہ وار بھی محو جادو کا خالی گیا اسنے سر پیٹ لیا کہ یہ ظالم تو اب میرے ہی ہاتھ
سے میرا خون بھی کیا چاہتا ہے بس پیشانی مین نشتر دیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر خون چلو مین لیا اور

طائر کو آواز دی طائر اڑ کر آیا کچھ خون اسنے پیا باقی خون میں پھر یہ لوٹا اور اڑ کر قلعہ کی طرف چلا سکندر نے دیکھا
کہ اب یہ بلائے آسمانی ہوگئی ہے طائر نے اپنی چونچ پروں کو حرکت دی تو برقیں چمک چمک کے چلیں اور
اس جادو آب سے ماہی سرخ رنگ بن کے نکل آئیں اور گرنے لگے پھر برق سنگین جادوں پر پڑ کر دل
کو جلا کے خاک کر دیا اب نوبت پتلیوں کی جلنے کی آئی دو چار سلیمان جلنے پائی ہونگی کہ سکندر نے سحر کی
جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک باز سحر نکال کر اپنی پیشانی کا خون لیکر اس باز کو چٹایا اور اس طائر پر پھینک مارا
اور آواز دی کہ لے اسے یہ خوراک ہے تیری باز نے آتے ہی طائر کو پنجہ میں دبایا ہر چند طائر چیں چیں کرتا رہا
باز اسے نگل گیا اور سکندر کی طرف چلا اسوقت محو جادو نے پھر نشتر دیگر خون پیشانی کا لیا اور کچھ اسم
سحر پڑھ کر آواز دی کہ میرا سحر ٹوٹے اور تیرا سحر باقی رہے کہاں جاتا ہے یہ کہکر چھینٹا خون کا باز پر مارا خون
کا گرا کہ ایک شعلہ چمک کے باز پر گرا باز ہمہ تن جل کے خاک ہوگیا ہنوز طرفین سے کسی اور سحر کی نوبت
نہ آئی تھی کہ جانب آسمان سے ایک ابر طلائی رنگ نمودار ہوا اب محو جادو اس ابر کا انتظار کرنے لگا
اور سکندر دیدہ نشین بھی دیکھنے لگا یا یہ سبکی نظر اس ابر کی جانب تھی کہ عجب طرح کا ابر ہے اس ابر سے
بارش گلہائے طلائی کی ہوتی آتی ہے اور برقیں چمک رہی تھیں گرج کی گونجوں کے پار ہوتی جاتی تھی جب
برق چمکتی تھی آنکھیں سبکی جھپک جاتی تھیں کہ وہ ابر آگے آتے شق ہوا دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد
اس ابر میں سے تخت سحر پر سوار رہا محو جادو بلائے استقبال آگے بڑھا اور کہا کہ اے بہن عروس جادو
دیکھو میری یہ حالت ہوئی سب سحر مٹ گئے اور کام نہ نکلا اگر تم نہ آجاتیں تو اب جان بر نہ ہو سکتی میں خود قلعہ
میں گھس جاتا عروس جادو نے کہا کہ بھیا یہ کونسی حالت ہے ایک مرتبہ جلکے اپنے کو لہولہان کرایا اب
پھر وہی ارادہ کیا تھا اب تم آرام سے بیٹھو کل میں اسے سر میدان اگر نہ پھونک دوں تو نام اپنا عروس
جادو نہ رکھوں یہ کہکر محو جادو کو ساتھ لیے ہوئے خون پونچھتی ہوئی سامنے فیطول ساریق کے آئی
بعد سلام کیا اسکے آنے سے طبل بازگشت بجگیا جنگ ملتوی ہوئی دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر
آئے صاحبقران سکندر دیدہ نشین کی تعریفیں کرتے ہوئے سکندر کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
سبنے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر اپنے اپنے دنگلوں کرسیوں پر بیٹھے اتنے میں سرکارے دوڑے
ہوئے آئے اور عرض کی کہ وہ ساحرہ جو آئی ہے اسنے حکم دیا ہے کہ سحر میں لکڑیاں جمع کی جائیں کل میں
پہلے تو سکندر کو پھونک دونگی اسکے بعد تمام اہل اسلام کو اگر نہ پھونک دیا تو نام اپنا عروس جادو
نہ پایا یہ سنکے سکندر کانپنے لگا اور عرض کی کہ یا صاحبقران بیشک یہ ایسی ہی بلا ہے چونکہ مرنا برحق
ہے لہذا میں آپ کو تو شاہد کیے دیتا ہوں کہ میں بدل مسلمان ہوں اور راہ خدا میں لڑتا ہوں
مگر زبان سے کلمہ نہیں پڑھ سکتا کہ اور بھی بدمست و باہو جاؤنگا لہذا غلام کی دو وصیتیں حضور
سن رکھیں اول تو یہ کہ میری لاش کو اہل اسلام کی طرح دفن کرکے آپ دعائے مغفرت فرمائیں
دوسرے یہ کہ غلام آپکا سلیمان بن سکندر کا ابھی نو دس برس کا ہے اسپر نظر رحمت رکھیں کہ
بعد میرے سوا حضور کے کوئی اسکے سر پر نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر تمہارا
فرزند ہمارا فرزند ہے ان باتوں کا تو تم اطمینان رکھو لیکن اگر تمکو عروس جادو کے مقابلے میں ایسا
ہراس ہے تو مگر تم اس سے مقابلہ نکرو میں آپ لاتے سزا دینے کو موجود ہوں مجھے خداوند عالم
نے صاحب اسم اعظم کیا ہے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران جسوقت آپ مجھے مغلوب
دیکھیگا اسوقت اسم اعظم سے کام لیجیئےگا آخر جان نثار ہوتے کس دن کے لیے ہیں اِن

باتوں پر صاحبقران کا دل بھر آیا اور فرمایا خیر اے سکندر رقادر مطلق مددگار ہے یہ فرما کے خاموش ہو رہے کہ یکایک بجبر چوگی سرکاروں کی گردین آلودہ پسینے میں غرق پیدا ہوئی اور آکر بعد عاد شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق میں بھی طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی دستاید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا صدائے نقارہ آواز آمد بیرون + کہ دون است دون ست گردون دون + تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو حسب معمول دونوں طرف کے لوگ میدان مصاف میں آکر صف آرا ہوئے سکندر نے صاحبقران عالی شان سے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک بات سے میں حضور کو باخبر کیے جاتا ہوں کہ جبتک یہ قلعہ قایم ہے اس وقت تک آپ سمجھیگا کہ سکندر زندہ ہے اور جب یہ قلعہ نہ رہے تو جان لیجیے گا کہ سکندر مارا گیا یہ سنکے امیر نے ادھر ادھر دیکھ کے پوچھا کہ آج نہ تو خضران کا پتہ ہے نہ طیفور کا یہ دونوں کہاں غائب ہیں چالاک ثالث نے عرض کی کہ خواجہ تو یہ کہکر شب کو چل دیے تھے کہ اب رنگ یہاں کا بگڑا ہے اور طیفور کو تو میں نے دیکھا ہی نہیں صاحبقران نے فرمایا کہ سچ ہے برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا ہے الحاصل محو جادو ہنوز میدان میں نہ آنے پایا تھا کہ جانب صحرا سے آواز باجے کی پیدا ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ آگے آگے ہاتھی نشان اسکے بعد نوبت خانہ بعد ڈنکے اور جلوس فوج کے غول برق بردار ملبس اسکے اور باجے والوں کے آخر میں ایک فیل پر نوشاہ سوار اور محافہ میں عروس یہ سبکے سب چلے آتے ہیں یہ برات دونوں لشکروں کے درمیان سے ہوکر گذرنے لگی سب تماشا دیکھنے لگے کہ چلتے چلتے وہ برات تھم گئی باجہ بجنا موقوف ہوگیا نوشاہ نے فیلوں ساریق کی طرف جھکے سلام کیا اور کہا یا خداوند ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ جب عروس کو بیاہ کے لے جاتے ہیں تو کسی خداپرست کو بھی گرفتار کرکے لے جاتے ہیں اور خون سے اس خداپرست کے دست و پاے عروس کو حنائی کرکے اندر مکان کے لے جاتے ہیں لہذا کسی خداپرست کو ہمارے حوالے کیجیے کہ رسم اپنے یہاں کی خاندانی رسم ادا کریں یہ سنکے ساریق نے کہا کہ اے محو جادو کسی خداپرست کو گرفتار کرکے اسکے حوالے کر دے یہ سنکے محو جادو نے کہا کہ یا خداوند سکندر دیرینہ نشین کے سامنے بھلا کوئی خداپرستوں کی طرف آنکھ بھر کے بھی دیکھ سکتا ہے یہ سنکے نوشاہ نے کہا مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں ہے میں تو خداوند کی اجازت چاہتا تھا میں آپ جسے چاہونگا پکڑ لیجاؤنگا دیکھوں تو سکندر رومی کیسا ہے کہ روک لیتا ہے یہ کہکر اسنے فیل اپنا اس طرف بڑھایا سہرا آگے لٹکا ہوا تھا دیکھا سکندر نے کہ یہ ملعون لشکر صاحبقران کی جانب آتا ہے بس آواز دی کہ او ملعون یہ تیرے یہاں کی کونسی رسم ہے کہ شادی کرے تو اک بیگناہ کا خون بھی اپنے سر لے اسنے کہا کہ اس سے بڑھ کے کوئی شگون نیک ہی نہیں سکندر نے کہا کہ بس خیریت اپنی چاہتا ہے تو پلٹ جا ورنہ شادی کے بدلے نا شادی ہوجائیگی دولھن تیری گھونگھٹ کے اندر رانڈ ہو جائیگی نوشاہ نے کہا میں تجھ سے کمزور نہیں ہوں اگر تو ساحر ہے تو میں بھی جادوگر ہوں میں اس رسم کو ادا ضرور کرونگا تو وہ کتا ہے تو تیرے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرونگا سنے ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہکیا تھا یہ کہکر اسنے ایک لڑا اپنے سہرے کی توڑ کر کچھ اسم سحر دم کرکے سکندر دیوانی پہ کھینچ مارا بس وہ مار سیاہ بنکر چلے سکندر نے دستک دی فورا آگ طاؤس پیدا ہوا اور اس سانپ کو

نکل گیا اسنے دوسری لڑ کھینچ ماری یہ رسن بنکے طاؤس کی منقار مین اور پنجون مین لپٹ گئی تیسری لڑ
کھینچ ماری یہ پھر سانپ بنکے چلی سکندر نے دستک دی دوسرا طاؤس پیدا ہوا اور اس سانپ
کو بھی نگل گیا انتو اسنے سارا سہرا نوچ کے اور کچھ اسم سحر پڑھ کر پھول اسکے سکندر پہ کھینچ مارے
دیکھا کہ وہ تمام گل آگے بچھو بنگئے اور تن بدن مین سکندر کے لپٹ گئے اور نیش زنی کرنے لگے
سکندر تڑپ تڑپ کے چیخ اٹھا اور دیکھا اسنے کہ یہ جان بچھو بنگئے طاؤسون کی طرف اشارہ
کیا جو طاؤس منقار قریب لایا بچھو نے ڈنک مارا طاؤس بچ نسے جل گیا دونون طاؤس بھسک
گئے انتو سکندر نے خون زبان چپ لیکر اک ترنج سحر کو اس سے آلودہ کیا اور نوشاہ پہ کھینچ مارا
اسنے اُف کی کہتے اوپر سات سپر زن پیدا ہوئین مگر یہ ترنج سحر ساتون سپرون کو قلم کرکے جو کون
بر گناہی کھٹ سے سر دور جا کے گرا لاش اسکی پھڑکنے لگی اور بچھو مردہ ہو ہو کے گر گئے سکندر نے
خاک دیدہ سحر جسم پہ ملی کہ وہ جلن موقوف ہوئی ادھر لاش نوشاہ کی پھڑک رہی تھی بس یہ ماجرا
دیکھکر عروس نے پردہ محافے کا الٹ دیا اور آپ تخت پر سوار ہوکے سامنے سکندر کے آئی
اور کہا کہ ارے مجکو رانڈ بنایا ہی تو قتل بھی کرڈال او ظالم تجھے رحم نہ آیا کہ ابھی مین اسکے ساتھ
اپنے گھر بھی نہ ہو سکے پائی تھی کہ رانڈ ہوگئی کیا تھا اگر تو ایک خداپرست کو اسے لیجانے دیتا
اپنی رسوم بکھی ادا کرتے مین نے بس اب مجھے قتل کر ڈال و دینہ لگا سکندر حیران ہی کہ یہ معرکہ کیا ہی
تمام اہل اسلام دیکھ رہے ہین جسکی نظر اسکے چہرہ پر پڑی بیخود ہو گیا یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی پرستان
سے پری چلی آئی ہی یا حور جنت سے نکل آئی ہی اسیر عروسی کا سنگار وہ بھینی بھینی خوشبو ہوا نے
تمام میدان مین پھیلا دی اسنے لونگھٹ الٹ دیا ہی کہ جسکا سہاگ تھا جب وہ نہ رہا تو پردہ
کیسا اور حجاب کہان کا انسو آنکھون سے جاری ہین وہ سرمہ جو آنکھون مین دیا ہوا تھا اشکون
کے ساتھ بہہ کے آیا تو عاشق مزاج یہ خبر پڑھ رہے ہین ~ در ابلق کے کم دیدہ موجود +
نگاہ اشک بتان سرمہ آمود + وہ پتلی پتلی انگلیان پرنور چھلے مہندی ہاتھ مین رچی ہوئی چہرہ کا
عالم انکی مین دیکھنے والون کے دل سے ڈرتا تھا بس انسنے اپنے شوہر کا خون انگلی سے لیکر اپنے
ماتھے پر ٹیکا لگایا اور سکندر سے آنکھ ملا کے پھر کہا کہ او ظالم ہم کیا کہتے ہین کیون نہین قتل کرڈالتا
تجھے بھی کیا پہچانتا ہی کہ بعد ایسے نوشاہ کے مین کسی دوسرے مرد کی صورت دیکھون سکندر
اب مبہوت ہو گیا اور کہا کہ ای نازنین بیشک مین نے تیرے شوہر کو مارا اور بہت بڑا قصور کیا
لیکن عفو تقصیر کا امیدوار ہون اسلیے کہ مین تو بہکا ہوا تھا اور تیرے ان خداپرستون نے بہکا دیا
تھا جو گذر گئی وہ گذر گئی اب مین تیری غلامی کرنے کو موجود ہون اس رنج کو دل سے دور کر
اور مجھے قبول کر بس جب دیکھ لیا اسنے کہ اب یہ مسخر ہو چکا تو اسنے کہا چل میرے
ساتھ مین ستی ہونے جاتی ہون اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہی تو سامری کے سامنے چل سکندر
گردن جھکائے ہوئے ساتھ ہو گیا اب اسنے آواز دی کہ یا صاحبقران دیکھا آپنے سحر اسکا
نام ہی اب یہ خود جل جائیگا اور اپنے بازون سے قبر مین جائیگا جسے دعوئے ہو وہ دیکھ لے
منم ملکہ عروس جادو بس یہ سننا تھا کہ صاحبقران بیتاب ہو گئے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر
خود اسکے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا خضر ان پاس سے سیٹی مارتا ہوا اسی سن چلا آتا ہی اک شیشہ
پانی سے بھرا ہوا اسکے ہاتھ مین ہی آتے ہی آواز دی کہ یا صاحبقران جلد اس پانی پر

اسم اعظم پڑھ دیجیے کہ سکندر رہا ہو جاتا ہی یہ سکندر کو ٹوکتے دیکھی صاحبقران نے فرمایا الا خضران
نے جلدی پانی لیا اور سامنے پیش کیا صاحبقران نے فوراً اسم اعظم پڑھ دیا تب اسنے وہ
پانی پھر شیشہ میں بھر لیا اور آواز دی کہ میں کون ہوں فرمایا جلد جا اسے سکندر کی خبر لے اسنے
کہا اونادان میں فرستادہ ملکہ جلجال جادو دیکھو یہاں اسم اعظم کر لیتے ہیں سوچ تو اب بھی کچھ
یاد ہی یہ کہکر شیشے میں آگ لگا لیا اور بھاگا مقبول بن مقبل نے تیر مارا اور قصد کیا کہ شیشہ
توڑ دوں اسنے آفت کی کہ تیر جل گیا اور یہ پرواز پیدا کر کے اڑا اور جانب قبقعل روانہ ہوا
شیشہ لیجا کے سارلق کو دیا اور کہا کہ یا خداوند لے اسے مقام پر بھیج دیجیے جہاں کوئی جا
نہ سکے یہ اسم اعظم ہی صاحبقران کا اب امیر بدست ہو یا ہن کچھ کیا نہیں کر سکتے ہیں
یہ کہکر وہ دیو اڑتا ہوا چلا گیا سارلق نے شیشہ بچے تخنگان سنجو انکے کیا کہ اسے پشت میں
پانیچ دے تخنگان نے وہ شیشہ بجو ادیا جہان عروس جادو نے قہقہہ مارا اور کہا کہ بس ٹھیں پڑا
پھر دسا اسی کا تھا کہ الم تبہ جانب آسمان سے رعد کی گرج اور بجلی کی چمک پیدا ہوئی سب دیکھنے
لگے عروس جادو کو خیال ہوا کہ شاید استاد مدد آتے ہوں یہ بھی ٹھہر گئی ادھر امیر بھی دیکھنے لگے
یکایک چار ابھا سے ایک سرخ رنگ ایک سبز رنگ ایک زرد رنگ ایک طاؤسی رنگ
نہایت تیزی کے ساتھ آتے ہوئے دکھائی دیے اور قریب پہونچ کر شق ہوئے اور چار
ساحر پیدا ہوئے ہر ایک کے ساتھ چالیس چالیس ہزار ساحر تھے صاحبقران نے پہچانا کہ یہ
طلسم خبار گوشہ کے چاروں سپہ سالار ہیں عروس جادو بھی [illegible] تھی کہ اس طرف شریک ہونے
کو گئے ہیں لیکن انہوں نے خدمت صاحبقران میں پہونچکر سلام کیا اور عرض کی کہ ہم حسب
وعدہ حاضر ہوئے ہیں کیا حکم ہوتا ہی امیر تو پریشان اور بیتاب ہی ہو رہے تھے کہ سکندر کی
رہائی کس طرح ہو اسم اعظم ابھی بند ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو سکندر
دیرانی کو رہا کرو عروس جادو نے اپنے تئیں مستور کر لیا اور سامنے جھکڑ پان دھویں میں اڑنے لگے
کو یہ جاتی ہوا ادھر عروس جادو نے جو دیکھا کہ یہ لوگ مدد اور ستون کی طرف آئے
میں اسنے آواز دی کہ کیوں دو اسے سحر ہو وہ جھگڑا لیجائے انکو بس یہ سننا تھا کہ چاروں
نے غلغلہ مارا اور اپنی جگہ سے نیچے ہی کے قریب آیا کہ سکندر کو اٹھا لاؤں بس جیسے ہی
بلند ہوئے سکندر پر گرا عروس جادو نے اپنی آرسی سامنے کر دی وہ جادو ہیئت اصلی پر آگیا
اور زمین پر اس زور سے گرا کہ اٹھنا دشوار ہو گیا یہ دیکھکر برق بار جادو گرجا اور بلند ہوا
آسمان پر سے برق بنکے گرا کر اسکا خاتمہ کر دوں جب عروس جادو مر جائیگی سکندر
ہوش میں آجائے گا جیسے ہی قریب سر پہونچتا ہی تھا کہ اسی آرسی کا عکس ڈالا اسکی
بھی وہی حالت ہوئی بلکہ بیہوش ہوکے زمین پر گرا جب ان دو ساحروں کی یہ حالت ہوئی تو
شفق تاب جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں یہ
تو ساحرہ زبردست ہی دوسرے پورے سامان سے ہی ہم ابھی تازہ وارد ہیں سحر تک
جگانے کی نوبت نہیں آئی ہی مقام خیر ہی جبتک ایک شب خوب نہ جگا لیا جائے پوری قوت سحر
میں آ نہیں سکتی لیکن میں آپ کی خوشی کے لیے کوشش کرتا ہوں آگے قسمت ہی یہ کہکر
سنے پانی [illegible] غرق زمین ہوا اور اس مقام پر نکلا جہاں سکندر اور عروس جادو

تھی اور ایک تیغ شہابی رنگ کا نکالکر سینہ پر عروس جادو کے مارا تیغہ لوٹتے ہی ابھری رنگ پھیل گیا ایک
شفق سی پیدا ہو گئی قریب تھا کہ عروس جادو محو ہو جائے کہ اسنے بھی کچھ طلسم سحر پڑھکر جو آرسی چمکائی
تمام شفق ایک خال سرخ ہو کر آرسی میں چپک گئی اب جو یہ آرسی کا عکس ڈالتی ہو تو یہ بھی لہرایا بس یہ حالت
دیکھکر اخضر جادو نے تین پتھے کھینچ مارے ادھر محو جادو پیچھے پیچھے عروس جادو کے چلا آتا تھا کہ میں
بھی سکندر کے جلنے کا تماشہ دیکھوں عروس جادو نے پلٹ کے آواز دی کہ اے محو جادو اگر میں انکو
اسیر کرنے کی فکر کرتی ہوں تو سکندر ابھی چھوٹ جائیگا لہذا تو ان ساحروں کو بھی لیتا ورنہ یہ بچ کے
نوبت پریشان کرینگے یہ سنکے محو جادو قہر جادو کی طرف بڑھا تھا کہ پنجہ کڑک کے گرا اور اُٹھا لیگیا
محو جادو منہ دیکھ کے رہگیا دوسرا پنجہ برق بار جادو کو تیسرا پنجہ شفق تاب جادو کو اٹھا لیگیا
عروس جادو نے گھبرا کر جانے دو ہمیں ان سبکی یہی حالت کر دونگی جو سکندر کی ہونے والی ہے
کھنچی ہوئی قریب انبار ہیزم کے پہونچ گئی دیکھا کہ ایک مکان سا بنا ہوا ہے اور ایک در
اندر جانے کا ہے بس جیسے ہی عروس جادو اندر اس انبار ہیزم کے داخل ہوئی دیکھا کہ ایک مرد
جوگی وضع بڑی بڑی جٹیں پڑی ہوئی دونوں آنکھیں مانند ساغر خون کے سرخ ہاتھ میں پھولوں کا
جھبق لیے ہوئے کھڑا ہے عروس جادو کو دیکھتے ہی پکارا کہ اے کنیز سامری خداوند تجھ سے نہایت
خوش ہیں اور بہشت میں تیری تعریفیں کر رہے ہیں اور یہ پھول تیرے اوپر نثار کرنے کے واسطے
بھیجے ہیں اور کہا ہے کہ تُو سکندر کے تمام خدا پرستوں کو برباد کر دینا اس لیے کہ یہ لوگ ہمارے
نام کے دشمن ہیں یہ کہکر پھول مٹھی بھر کے عروس جادو پر پھینکے عروس جادو نہال ہو گئی سکندر
نے بھی وہ پھول سونگھے دونوں چھینکیں مار مار کے بیہوش ہوئے بس اس جوگی نے کہا وہ
مارا اور دونوں کو دہنہ نقب میں پھینک دیا جو کہ اس خاک میں کھڑے ہوئے تھے وہ تو عروس جادو
اور سکندر کو لیکر روانہ ہوگئے اور یہاں آتش جوگی نے آواز دی کہ لگاؤ آگ یہ کہکر آپ بھی اُسی
نقب کے راستے سے روانہ ہو گیا یہاں بڑے بڑے پانڈے گھی اور رال لیے ہوئے کھڑے تھے
پریشان انکی ہو رہے تھے پھر آگ لگ گئی تھی انہوں نے رال اور گھی کے چھینٹے ہیزم پر مارے اور آگ
دے دی تمام لکڑیاں دھڑا دھڑ جلنے لگیں واضح رہے ناظرین ہو کہ جسوقت طیفور بادیہ گرد عیار
صاحبقران نے یہ خبر سُنی تھی کہ ہیزم کا انبار لگایا جا رہا ہے اور سکندر کے پھونکنے کا قصد ہے اور
دیکھا کہ سکندر بھی ناامید ہو چلے تو یہ خفیف نقب زن اپنے شاگرد کو لیکر جانب صحرا نکل گیا تھا
اور اسنے ایک درخت کی آڑ سے نقب لگانا شروع کر دی تھی شاگردان خندق اس کام میں بہت
مشاق ہیں انہوں نے سرنقب نکالا کہ اس مقام پر پہونچا جہاں انبار ہیزم تھا اور وقت سکے یہ لوگ
منتظر تھے جسوقت عروس جادو و سکندر کو لیکے داخل مکان ہیزم ہوئی تو طیفور نے فرستادہ
سامری بن کے دونوں کو پھول سنگھا کے بیہوش کیا اور نقب کے راستے سے لے نکلا اور
یہاں خواجہ خضران نے پانڈوں کو بیہوش کر کے انبار ہیزم کا اپنا قبضہ کیا انکے ساتھ کے عیار
کچھ ادھر ادھر چھپے ہوئے تھے اور کچھ پانڈوں کی صورت بنے ہوئے ملکی لکڑی بیہوشی آمیز
آگ پر چھڑک رہے تھے جسوقت شعلے آگئے اور دھواں منتشر ہوا تو محو جادو زیادہ قریب
تھا کوئی دو سو ساٹھ سے کہ ہوا . تھے . تو سا ... عیاروں کے جیوش ہوا بس خضران سے
لوٹکر محو جادو کا سر کاٹا اور ساتھ کے عیاروں کو قتل کرنا شروع کیا نقارہ عیاری بجا دی

اور عیار بھی آگے پیچھے بھاگ کر ملے گئے جو گئے تو قتل کرنا شروع کیا اُنکو گیرو دار کی صدائیں بلند ہوئیں آتشبازی
و برف باری ہونے لگی صدائیں مہیب ساحرون کے مرنے سے آنے لگیں مگر متواتر جو ساحر قتل ہو رہے
تھے تو سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کس کا نام لے لے کے چلا رہے ہیں جہاں جہاں تک دھوان اُس شعلہ کا
ہوا سے پھیلا وہاں تک ساحر بیہوش ہو گئے اُن کے مرنے سے ساحرون کے بیتر کی ایسی بچھالی ہلچل اُٹھی کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ یہ سکندر کے مرنے کا ماتم ہے اسلیے کہ سکندر ساحر
زبردست ہے خضران نے گھڑی بھر کے عرصہ مین قریب دو ہزار ساحرون کے داخل جہنم کیے اور
پھر شام کو صحرا کی راہ لی دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا میدان سے پھر سے سپاہ لق و دق زمین
بالکل خالی ہوا نہایت خوش بارگاہ مین آکے بیٹھا اور صاحبقران عالیشان نہایت غمگین و پریشان
بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے کہ افسوس سکندر مارا گیا اتنے مین خواجہ خضران سر محو جادو
لیے ہوے حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ تو مجھ سے ہو سکا کہ سکندر کے جو لی
کے بدلے مین نے محو جادو کو مارا اور دو ہزار ساحر قتل کیے امیر نے فرمایا ارے کیونکر کہا یا امیر
جس وقت مین یہان سے گیا ہون تو ہزار ہزار فکرین کین مگر یہ پایا کہ عروس جادو کو قتل کرکے ان
مقابلہ کی نوبت ہی نہ آنے دون لیکن اُس کا کہین پتہ ہی نہ ملا آخر اُس انبار ہیزم کے
قریب آکے جسقدر رمال اور نجمی تھا سب مین بیہوشی ماری پھر دل مین بیہوشی ملا نا پڑی پر کارو چہ
صرف ہوا مگر نتیجہ یہ نکلا کہ عوض خون سکندر کا لے لیا فرمایا اندرون کو کیون نہ مارا اگر ہیزم
مین آگ ہی نہ دی جاتی کہا یا امیر لو تو اگر ہیزم مین آگ نہ دیتے عروس جادو باخبر ہو جاتی
جو کچھ کر لیا یہ بھی نہ ہوتا بلکہ خود بھی گرفتار ہو جاتے اسکو غنیمت جانیے اس وقت صاحبقران نے
فرمایا کہ قاعدہ کے موافق ہیرون نے سکندر کا نام بھی لیا تھا خضران نے عرض کی کہ یا امیر
اس ہنگامہ مین سنائی تو نہیں دیا لیکن یہ مین کیونکر کہون کہ سکندر مر گیا ہے اسلیے کہ میرے
سامنے عروس جادو اسے انبار ہیزم مین لے گئی اور اُسی وقت آگ دیدی گئی صاحبقران
نے فرمایا کہ قلعہ سکندر کا باقی ہے سنا گیا ہے کہ جب ساحر مرتا ہے تو چیزین اسکی ساختہ سحر ہوتی ہین وہ
مٹ جاتی ہین بیشک خضران نے عرض کی کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی باقی رہجاتی ہین آپکو
یاد ہوگا سنا ہوگا کہ غضنفرین اسد غازی نے اسپ بلور جو اُس مگر ساحر کا تھا اور تیغ زر دین لیا تھا
بعد قتل ساحر شمشیر ہوا کا مہیا اور کوئی چیز خراب نہیں ہوئی جب وہ نقش مٹ گئے جو اُن چیزون پر
کندہ تھے اُس وقت اثر باطل ہوا تو ممکن ہے کہ سکندر نے یہ قلعہ بھی اسی طرح کا بنایا ہو ان باتون مین
طیفور بادیہ گرد بیٹھا مسکرا رہا تھا جب اُسنے سمجھ لیا کہ اب خضران کو سکندر کے مرنے کا یقین
کامل ہو گیا تو کہا کہ کیون خواجہ صاحب اگر کوئی شخص سکندر کو اس آگ مین سے نکال لیگیا
ہو تو کچھ کام کیا خضران نے کہا کہ ای طیفور اسمین شک نہین کہ تو بے بدل عیار ہے مگر اسکے ساتھ ہی
یہ بھی سن رکھ کہ مین وہ شخص ہون جسنے شاہ عیاران کا خطاب پایا ایسی ایسی عیاریان کین کہ تمام عالم
مان گیا لیکن میرے ذہن مین نہین آیا کہ کیونکر اس آگ مین کوئی جاسکتا تھا اور سکندر کو لا سکتا تھا
ہان ساحر کا یہ کام ہو تو مین نہین کہہ سکتا لیکن اگر عیار نے یہ کام کیا تو مین تجھے ہارتا ہون طیفور نے
کہا نام بھی لے دیجیے کہ آپ کیا ہارتے ہین فرمایا علم عیاری اور دو چار اس بس یہ سنتے ہی طیفور نے
خندق ھب زور سے کہا کہ لا خندق اسی وقت باہر بارگاہ سے گئی اور سکندر دیرہ تشیین اور

عروس جادو کو لیے ہوئے زیادہ دونوں بیہوش تھے سامنے صاحبقران کے لاکے ڈال دیا امیر نے
فرمایا انہیں ہوشیار کرو طیفور نے فی الفور رفع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا چونکہ یہ دونوں بارگاہ
سلیمانی میں تھے اثر سحر ان پر سے برطرف ہوگیا عروس جادو حیران تھی کہ یہ میں کہاں ہوں طیفور
نے نکتہ زبان سے کھینچ لیا اور کہا او نکاتہ دیکھا تو نے عیاری اسکا نام ہے کہہ کیا کہتی ہے مذہب
کے بارے میں اور سحر جو جادو کا اسکے سامنے ڈال دیا عروس جادو نے کہا کہ اوّل عیار ترے
میں تو نے قیامت کی عیاری کی معلوم ہوا کہ وہ دستار وہ سامری کی تو ہی تھا یہ کہکر سحر کرنا چاہا سحر
یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ جلد اقرار کر وحدانیت خدا کا ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا ۔ سنکے اس نکاتہ نے
جواب دیا کہ اور عجب ان دھمکیوں میں تیرے بھی نہیں آنے والی ہوں اگر تو مجھے قتل کریگا تو اس
خون کے عوض میں کوئی خداپرست روے زمین پر باقی نہ رہ جائے گا فرمایا لیجاؤ اور اس
نکاتہ کو قتل کرو سکندر ابھی تک مبہوت بنا بیٹھا تھا طیفور نے پھر اسکی زبان پر تکلہ سوزنی
کیا اور کھینچتا ہوا باہر بارگاہ سلیمانی کے لایا اور تک ہاتھ بجہ عیاری کا مارا کہ سر تن سے اڑ گیا تماشا
قتل دیکھنے کو صاحبقران مع کل سرداران اسلام بارگاہ کے باہر تشریف لے آئے تھے دیکھا
کہ مرتے ہی عروس جادو کے قیامت برپا ہوئی تیرگی چھائی صدائیں دار و گیر کی آنے لگیں آتشبازی
و برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نامم عروس جادو بود حیف مردیم و
جانداد یم و بمطلب خود نرسیدیم اب سکندر پانی ہوش میں آیا اور ادھر سر عروس جادو کا چمکا
اور ایک طائر اس سے پیدا ہوا اور کہ ہیہات کی آواز دی اور پکارا کہ ای خداپرستو میں اب تمپر
وہ بلا لاتا ہوں کہ جو ایک آن میں سبکو غارت کردیگی خبر سنیے عروس جادو کو تم مارا اب اسکے
عوض میں دیکھنا کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہے یہ کہکر اڑتا ہوا ایک جانب روانہ ہوگیا یہاں امیر بادشاہ
نے لاش عروس جادو کی مع سر ایک درخت بزرگ میں لٹکوا دی کہ ساحران لشکر سارلق
دیکھکر عبرت کریں اور آپ بارگاہ سلیمانی میں آکر جلوہ افروز ہوئے سارلق نے اپنے لشکر میں
قتل سکندر کی خوشی کی تھی ہرکارے دوڑے ہوئے پہنچے اور کہا یا خداوند یہ تو اب کیسی
گھبرائی ہوئی تقریریں کرتا ہے سکندر زندہ ہے اور عروس جادو کو خداپرستوں نے
قتل کرڈالا وہاں قتل عروس جادو کی خوشیاں ہو رہی ہیں اور لاش اسکی اک درخت میں
لٹکی ہوئی ہے سنگان نے تو در دو بھیجا سارلق نے کہا کہ ہمکو اپنے بندہ خاص قدیم سکندر پر
رحم آیا اور عروس جادو نے سجدہ نہیں کیا اسکی سزا دی سنگان کا یان دیتا تھا کہ کتنا یہ کیفیت
ہے کہیں اسکو منظور نہیں ہے اتنے میں وہ طائر جو دماغ میں عروس جادو کے اسی دن کے واسطے
رہتا تھا بسلامت ورنوت آتش زبان کے پہونچا اور ہیہات کی صدا بلند کرکے پکارا کہ یا خداوند
ساحران عروس جادو نو شاہ مرگ سے ہمکنار ہوئی شہید ہوئے جادو سکندر کے مقابلے
میں مارا گیا اور عروس جادو کو اک عیار آتش خانہ میں سے پکڑ لیگیا خداپرستوں نے
قتل کر ڈالا مجھے تم نے جس کام کے واسطے دماغ میں عروس جادو کے بند کیا تھا آج وہ
دن آگیا اور میں نے عروس جادو کے مرنے کی خبر آپ کو کر دی یہ کہکر اپنے دم میں قطع
کی اور جل کے خاک ہوگیا بس سنتے ہی ورنوت آتش زبان کی نگاہوں میں دنیا
تیرہ و تار ہوگئی ہائے کا نعرہ مارا اور غصہ میں اسی وقت نفیر سحر کو دم دیا دیکھا کہ چار جانب

سے ہزارہا ساحر حاضر کی آوازیں دیتے چلے آتے ہیں دم بھر میں چالیس ہزار ساحر جمع ہو گئے
چنادھاری سہے ہوئے دنگ کھڑے رہ گئے ہوئے بجلیاں کاندھوں پر پڑی ہوئی اسباب سحر سے
مملو ہو رہیں بھیانک ترسول برسول ہاتھوں میں عرض کی کہ ہمیں آج کس لیے یاد کیا ہے فرتوت آتش زبان
نے کہا کہ خدا پرستوں نے پھر سر اٹھایا ہے میری برسوں کی ریاضت برباد کر دی ایک شاگرد اور ایک چھوکری کو
عروس جادو یا تم سے خدا پرستوں نے ہلاک ہو کتاب ہفت پیکر نام لہ اہرستان صفت دنیا سے مٹاتے ہوئے
چین نہ لے گا یہ کہکر اسنے اپنا اژدر سحر طلب کیا اور پشت اژدر پر جانب سیارگیہ سوار ہوا یہاں بعد
قتل عروس جادو جو صاحبقران آکر بارگاہ میں بیٹھے طیفور نے خضران سے کہا کہ آپ کیا لٹکا رہے
ہیں خضران نے کہا ابھی میں دیتا ہوں اور یہ تو پہلے سے کہہ چکا ہوں کہ لو میرے شاہ عیاران سوا تیرے
کوئی نہیں ہو سکتا ہے یہ کہکے دیو جامہ اور گلیم نکال کے سامنے طیفور کے رکھ دی طیفور نے کہا کہ
خواجہ میں ان تبرکات کی حفاظت بغیر زنبیل کے نہیں کر سکتا اور زنبیل نہ آپ دیجئے نہ میں لونگا
لہذا یہ آپ ابھی اپنے ہی پاس رہنے دیں یہ امانت ہماری ہے خضران نے کہا کہ ہمیں شک نہیں
جو کچھ تم نے کہا صحیح ہے اور میں قسم کھاتا ہوں بسر شاہزادہ بدیع الملک کی کہ میں مثل امانت
کے ان چیزوں کو اپنے پاس رکھوں گا اور جس وقت تم مانگو گے اسی وقت دے دونگا اور اب
تم ایسے ہو کہ میری ضرورت نہیں باقی ہے طیفور نے کہا کہ خواجہ ابھی ہمیں دیجیے تجربہ کہاں جو آپکو
ہیں علاوہ اسکے مجھ میں علم موسیقی کی خامی ہے مجھے اسکی تعلیم دے لیجیے پھر جانیے گا خضران نے
کہا بہت بہتر اور بہت جلد اور دونوں چیزوں کو پھر زنبیل میں رکھ لیا اور کہا اے طیفور اب بیان کر
کہ کیونکر تم نے ان دونوں کو اسیر کیا اور اپنے قبضہ میں لائے طیفور نے کہا کہ خواجہ سامنے
کی بات تھی میں نے نقب لگائی تھی جس وقت عروس جادو سکندر کو لیے ہوئے پہنچے
میں نے فرستادہ سامری بنکے پھول سنگھائے اور بیہوش کیا اور اسی نقب کے راستے سے
لے نکلا خضران نے کہا کہ بیٹی تم جوان ہو تمہاری عقل جوان ہے یہ بات سامنے کی تھی اور ہزار
دفعہ کی کی ہوئی عیاری تھی مگر اس وقت ذہن میں نہ آئی کیونکہ یہ نہکنا ہی تو تمہاری قسمت میں
لکھی تھی مجھے کیا ہو سکتا جب سلسلہ ان باتوں کا ختم ہوا تو سکندر دیرہ نشین دوڑ کے
صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ جو کچھ خلاف کلام میرے منہ سے حالت بیخودی
میں نکلے ہوں انہیں عفو فرمائیے گا صاحبقران بھی اپنے ہوش ہی میں نہ تھا امیر بادیہ قمر
نے فرمایا کہ اے سکندر ایسے وقتوں کے گناہ کو خدا بھی نہیں محسوب کرتا جو حالت بیخودی میں
ہوں اور بیخودی بھی ارادی نہ ہو مثل نشہ شراب کے اسی باعث سے شراب کی حرمت کا حکم جاری
ہو گیا کہ انسان بیخود ہو جاتا ہے اور خلاف عقل و شریعت اس سے افعال ظہور میں آنے لگتے ہیں
یہ فرما کر سکندر کا سر اٹھایا اور سینے سے لگایا سکندر دیرانی اپنے مقام پر جا کے بیٹھا یکایک
دروازہ بارگاہ پر سے اک چوبدار نے آکر عرض کی کہ اک شتر سوار نامہ لیے ہوئے آیا ہے
صاحبقران نے فرمایا نامہ کس کے پاس لایا ہے اور کہاں سے لایا ہے اسنے عرض کی کہ تخانہ
سامری سے آیا ہے سلطان بن سکندر کا فرستادہ ہے اور سکندر دیرہ نشین کے پاس نامہ لایا ہے
فرمایا بلا لو نامہ دار اندر بارگاہ کے آکر بدحواس ہو گیا کبھی ایسا دربار کاہے کو دیکھا تھا
سوچا عجب بارگاہ ہے عجب گیرودار ہے فوراً گر کے کورنش دوکری بجا لایا نامہ دار گھبرا کے

بیچارہ وان طرف سلام کرنے لگا سردار اسکی حالت پر مسکرائے سکندر نے عرض کی کہ بے ادبی معاف ہو
تو یہ کار ہنسنے والا ہی اس مقام پر کیونکہ اسکے ہوش بجا رہتے یہ کہکر نامہ دار سے کہا کہ لاؤ نامہ کہان ہی
اب نامہ دار نے نامہ سکندر کو دیا سکندر نے سرنامہ پڑھکے یون سربند خدمت صاحبقران
مین حاضر کردیا امیر نے فرمایا تم پڑھو عرض کی کہ غلام زادے نے کچھ لکھا ہی حضور ہی پڑھین تو
مناسب ہی تجھے اب سے کسی بات کا پردہ نہین ہی صاحبقران نے لفافہ چاک کیا اور نامہ کو پڑھا
مضمون نامہ یہ تھا کہ اے والد ماجد آپ تو ہمراہ صاحبقران عالی شان کے ملکون کی سیر کرتے پھرتے
مین اور ہم یہان تنہا گھبراتے ہین اور چند روز سے مجھے ایسے ایسے خواب پریشان نظر آتے ہین کہ بہت
وحشت ہوتی ہی لہذا دو چار روز کے واسطے صاحبقران عالی شان سے اجازت لیکے یہان ہو جایئے
پھر چلے جایئے گا یہ مضمون دیکھکر صاحبقران بہت ہی متاثر ہوے سکندر دیرانی سے
ارشاد کیا کہ تم ابھی چلے جاؤ تمھارا لڑکا تمھارے لیے بہت پریشان ہی اسنے متوحش خواب
دیکھے ہین کیونکہ خواب سچے ہوتے ہین اور محبت کرنے والون کو پہلے سے آگاہی ہو جاتی ہی یہان خدا جانے
کیا پیچ پڑے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران مین ایسی حالت مین حضور کی دوری کبھی
گوارا نکرونگا وہ خائف ہو گیا ہی کہ فرتوت السن زبان آئیگا اسکے شر سے خدا بچائے حضور
بھی اسم اعظم سے مجبور ہو گئے ہین اگرچہ مین بھی اسکا کچھ بنا نہین سکتا ہون لیکن اتنا تو ہوگا کہ کچھ
لڑاؤنگا اور یہ لوگ جو بیدست و پا ہین یہ کیا کرینگے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے ہی
باعث سے محو جادو اور عروس جادو گرفتار ہوے وہ ملعون سب سے بد ہی تمھارے لہو کا
پیاسا آئیگا اس وقت مین تمھارا چلے ہی جانا مناسب ہی جب تم اسکا کچھ کر نہین سکتے تو جو آفت
ہمپر آنے والی ہی وہ ہر طرح آئیگی خواہ تمھارے بعد یا تمھارے پہلے اس پس و پیش مین
کچھ نقصان نہین ہی اور اگر تم نہ جاؤگے تو مجھے ملال ہوگا صاحبقران نے یہ کلمہ ایسے
شور دن سے فرمایا کہ سکندر کو سوا چلے جانے کے کچھ نہ بن آیا امیر کو منظور یہی تھا کہ میری وجہ سے
اسکی جان کیون جائے ابھی ایک ہی آفت سے بمشکل جان اسکی بچی ہی سکندر صاحبقران سے قدمون
لپٹ کے رونے لگا امیر نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم پھر چلے آنا مگر دو چار روز کے لیے اپنے فرزند
سے مل آؤ کہ بچہ ہی کچھ تسکین تو ہو جائے مجبور ہو کر سکندر رخصت ہوا مگر صاحبقران سے عرض کردیا
کہ فرتوت تو بلا سے بد ہی لیکن اور ساحر کی مجال نہین ہی کہ اس قلعہ کو مٹا سکے اگر ضرورت حفاظت
کی ہو تو جو لوگ بارگاہ سلیمانی مین نہ سما سکین انکو اس قلعہ مین جگہ دیجیے گا یہ کہکر جانب تخت خانہ سامری
روانہ ہوا شام کو اپنے منزل کی یہان طبل جنگ موقوف ہی ساریق کو محو جادو اور عروس جادو
کے مرنے کا کمال صدمہ ہی اور اب پھر اسنے توبہ کی ہی کہ جبتک نامہ طلوال جادو کا نہ آئیگا اس وقت
تک طبل جنگ نہ بجواؤنگا اب دوسرا روز ہی صبح کا وقت ہی ساریق دریچہ قیطول وا کیے ہوے
سیر صحرا مین مصروف ہی اور صاحبقران در دروازہ بارگاہ پر کھڑے ہوے وظیفہ پڑھتے جاتے ہین
اور ادھر ادھر ٹہلتے جاتے ہین کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے شور و غل کی صدا پیدا ہوئی طبقہ زمین کا
ہلنے لگا دیکھا کہ شیر و پلنگ و گرگ بھاگے چلے آتے ہین اور بالا سے ہوا چلیین منڈلاتی ہوئی آتی
ہین اس طرف امیر متوجہ ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھا کہ صحرا سے ایک ساحر مہیب صورت
قوی الجثہ بڑی سی توند نکلی ہوئی سر پہ چوٹی دونون کانون مین بڑے بڑے دو بالے پڑے

ہوے اک اژدر آتش فشان پر سوار ہیں اژدر سے شعلے نکلتے ہیں پشت پر چالیس ہزار ساحران فدا ربانی
آتش کے پرکالے جھولیان جھولیان کاندھون پر ڈالے کانٹے کوڑیانے گلون کے مالے جھولیان سحر کی
گلے مین ڈالے ہرے چیتے اور تیندوے اور شیر وخرس وغیرہ پر سوار دسول برسول جھکتے ہوے
نعرے یا خداوند فرتوت کے بلند کر رہے اس ملعون کے حلقہ ملنے لگا تمام ساحران لشکر کفار
پر ایسے ہی شوالی دوڑے اور دعا کر کے ہاتھ پاؤن فرتوت آتش زبان کے آنکھون سے لگانے
لگے فرتوت آتش زبان نے کہا کہ کہان ہے وہ جو کہ اسکندر دیدہ نشین لوگون نے کہا
ہرگز اُسے صاحبقران نے رخصت کر دیا اب وہ اپنے ملک کو گیا ہے یہ سنکے ہنسا اور کہا کہ صاحبقران
اُسکی جان بچایا جاتے ہیں خیر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے اگر دو ہزار برس پر ہوگا تو کھینچ
اسی جگہ آجائیگا لوگون نے کہا کہ آپ ایسے ہی ہین مگر ابھی کیا جلدی ہے ذرا چل کے سیر قلعہ تو
سے نوش کیجیے فرتوت نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ مین اس سے ملنے جاؤن اور وہ آگر
قدمبوس ہو اُسکی کیا حقیقت ہے آس جوکری صلصال جادو نے اُسکا دماغ بہت خراب کر دیا ہے
اگر مجھے اپنے شاگرد کے خون کا بدلہ لینا ہوتا تو مین اس طرف آنے کا قصد بھی نکرتا کہ سیر قلعہ
سے کیا کام ہے مین چاہون تو ایسے ایسے دو ہزار قلعہ وغیرہ دو دن لوگ بیچ کہتے جاتے ہین یکایک
نظر فرتوت آتش زبان کی اس قلعہ پر پڑی جو سکندر نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا پوچھا
یہ کیا چیز ہے لوگون نے عرض کی کہ یہ قلعہ سکندر نے بنایا تھا اسے کوئی نہ اٹھا سکا مع جادو کی فوج
ان ملعونون نے بوشیان آڑادین اور عروس جادو نے باہوی باہر ایسا سحر کیا کہ سکندر کو
سیڑھی کر دیا اگر عیار نہ دھوکا دیتا تو عروس جادو سبکو پھونک دیتی کہا خیر کچھ پروا نہین اب تماشہ
اس قلعہ کا دیکھو گے یہ کہکے ایک ترنج سحر نکالکر زمین پر مارا کہ ترنج شق ہوا اور اُسمین سے
دھوان سا پیدا ہوا اور مانند ابر فلک کے جا کر قلعہ پر چھا گیا بس پھر تو یہ فوج قلعہ مین کھلبلی پیدا
ہوئی جا بجا بادشاہ دروازے قلعہ کے کھول کھول کے باہر نکل آئے اور آپس مین لڑنے
لگے فوجین بھی غت پٹ ہو گئین تیر اور گولے اور پتھر اور خشتین آپس مین چلنے لگین بادشاہ فوجین
لڑ رہے تھے جب سب حربے تمام ہو گئے تو بچکو نے آپس مین دوا بچھو پڑے ایک دوسرے
کے چکت مار رہے تھے اور لپٹے ہوے تھے چھوڑتے نہ تھے چین مین کی آوازین بلند تھین دیکھنے والے
ہنس رہے تھے کہ عجب تماشہ ہے آخر کسی نے کسی کی ٹانگ توڑ ڈالی کسی نے کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا
کسی نے کسیکا سر کاٹ لیا عجب طرح کا ہنگامہ تھا آخر بادشاہون مین لڑائی ہونے لگی لڑتے لڑتے
جنے جسکو مارا مقتول شعلہ نے فال ہو گیا اور اُسکو بھی مع فوج جلا کے خاک سیاہ کر دیا آخر یہ سب
جلکر خاک ہو گئے اُسوقت فرتوت آتش زبان اسنے دوسرا ترنج قلعہ پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا
کہ قلعہ پر بجلی گری اور سارا قلعہ دھوان بنکے فلک کو چلا گیا جہان قلعہ تھا وہان چند سر لنڈ سے
گڑھے ہوے تھے اور اُنپر پیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا یہ دیکھکر صاحبقران کو کمال
افسوس ہوا کہ اسنے سکندر کا ریاض خاک کر دیا اب اسخاک مقام پہ ٹھہر کے اپنے ہمراہیون سے
کہا کہ آہنگر دن کربلا کے اتنا بڑا گڑھا ہوا جسمین سو آدمی غرق ہو سکین اسیوقت گڑھا کھدنے لگا سوار
یہ خبر لیکر خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آئے اور عرض کی اک گڑھا اس ملعون نے تیار
کرایا ہے نہین معلوم کس واسطے صاحبقران نے ارشاد کیا ہرچہ آید بسر من یا نصیب + جو

منظور خدا ہوگا وہی ہوگا غرضکہ ادھر سعدوزدہ کڑاہ بنکے تیار ہوگیا اور فرلوت آتش زبان سے عرض کیا
گیا کہ کڑاہ تیار ہوا اسنے کہا زمین گڑون کا جو طاہر ہے اسمیں خرچ جادو اور تیل منگواکے کڑاہ کو بھر دو
اور آگ روشن کردو میں ایک دم بھر میں سکندر دیرہ نشین کو بلا لونگا کہ ہزار کوس پر ہو تو دوڑا
ہوا چلا آئیگا اور اسی کڑاہ میں بھاند پڑے گا جس وقت آنچ خوب ہونے لگی اور تیل کھولنے لگا
تو اسنے قریب کڑاہ کے آکر سات ساحرون کو اپنے ساتھ لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ترنج
زمین پر مارا ترنج پھٹا اور زمین سے دھوان پیدا ہوگیا اور سامنے فرلوت آتش زبان کے چرخ
مارنے لگا فرلوت آتش زبان نے کہا کہ جا اور جہان سکندر دیرہ نشین ہے اسکو اسیر
کر لا بس یہ سنتے ہی وہ دھوان مانند تیر شہاب کے اک جانب روانہ ہوا وہان کا حال سنیے کہ
سکندر دیرانی جو جا رہا ہے ایک منزل طے کر کے دوسری منزل کو طے کر رہا ہے چند رفقا اسکے ساتھ ہیں
اور کہہ رہے ہیں کہ زندگی اسکا نام ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہوے کہ صاحبقران نے رخصت
آپ کو دیدیا ورنہ ہاتھ سے اس ساحر غدار کے بچنا محال تھا سکندر کہتا ہے کہ نہیں معلوم اہل اسلام کس خیال
میں ہیں میں نے تو چاہا تھا کہ راہ خدا میں جان تک تسلیم کرون مگر معلوم ہوا کہ قسمت میں میری
غازی کا مرتبہ شہید کا نہ تھا یہ کہہ رہا تھا کہ اک سناٹا پیدا ہوا اور وہ دھوان آکر سر پر سکندر
دیرانی کے گلا بیٹھنے آیا دیکھکر اتنا کہا کہ ابھی خدا نے کوئی نصیب نہیں سکتا یہ اسی ظالم کا بھیجا ہوا
سحر ہی بچا لیو خدا حافظ یہ کہتے کہتے تیور بدل گئے اور دم سے پھرا ساتھیون نے کہا کہ آپ کہان
چلنے میں جواب دیا کہ ہمیں تو خداوند فرلوت آتش زبان نے بلایا ہے ہم تو عذر کرے جاتے
ہیں جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو وہ آوے ان سبنے دیکھا کہ یہ از خود رفتہ ہو اسے زبردستی پکڑ کر
مکان کو لیچلنا چاہیے ان لوگون نے گرفتاری کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے بھنگا و قہر و غضب دیکھا
ملازمون کی کیا حقیقت تھی کہ مالک پر دست اندازی کر سکتے یہ بھی ساتھ ساتھ سکندر کے چلے
وہان فرلوت آتش زبان نے سات ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر گرد اس کڑاہ کے چکر
لگانا شروع کیے قاعدہ یہ ہے کہ سات چکر لگانے اور جسکو چاہا وہ آگیا بس ادھر تو ساتوان
چکر تمام ہوا ادھر سکندر دیرانی آگیا ادھر صاحبقران دروازہ بارگاہ پر کھڑے تھے کہ دیکھا
سکندر چلا آتا ہے فرمایا خضران سے کہ خواجہ یہ کیون پلٹ آیا خضران نے کہا کہ یا صاحبقران
یہ اپنے ہوش میں نہیں ہے دیکھ لیجیے کہ اس طرف دیکھتا بھی نہیں اور اسی طرف چلا جاتا ہے سکندر
اسیری کی طرف سے منہ پھیرے ہوے سامنے فرلوت آتش زبان کے پہونچا فرلوت
آتش زبان نے کہا کیون اے سکندر دیرانی تو نے خدا پرستون کی شرکت کی اور سامری پرستون
کو اپنی طرف سے قتل کیا اب خداوند سامری کو کیا جواب دیگا سکندر نے گردن جھکا کے ندامت
ظاہر کی اور کہا کہ بیشک مجھ سے بہت بڑا قصور ہوا مجھے صاحبقران نے بہکا لیا بہکایا کہ مجھے یہ حرکت ہوئی
فرلوت آتش زبان نے کہا کہ بس عوض اسکا یہ ہے کہ کود پڑ اس کڑاہ میں تا کہ تیرے گناہ کی سزا بھی ملے
اور تو گناہون سے پاک ہو کر سامنے خداوند سامری کے جائے سکندر ایسا مجبور ہو رہا تھا کہ
اپنے پاؤن سے اس کڑاہ میں کودا گرتے ہی دھوان اٹھا تلاطم ہوا جل کے خاک ہو گیا
ساحرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من سکندر دیرانی بود حیف مردیم و جانداد یم و مطلب خود کردیم
اب ارادہ فرلوت آتش زبان کا یہ تھا کہ عیاران اسلام کو بھی اسی وقت پھونک دون

یہ بھی تعبیدکو لورا انکے پایا تھا کہ دیکھا سارلیق مع ارکین دولت تحایف ساتھ لیے ہوے چلا آتا ہے
فرتوت آتش زبان نے خیال بھی نہ کیا کہ کون آتا ہے سارلیق کو سخنگان نے سمجھایا کہ اس
ساحر سے صلح کیجیے اور خداوندی نہ جتلائیے ورنہ ساری خداوندی وہ ایک دم میں مٹا دے گا جو آپکی
باعث خداوندی ہے آپکو وہ چھوکری کہتا ہے اور وہ اپنے فرد دین کسیکی حقیقت نہیں جانتا ہے سارلیق
سمجھانے سے سخنگان کے تحایف لیکے حاضر ہوا اور اسلام کیا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ تیرا
کیا مقصد ہے سارلیق نے کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ دعوت میری قبول کیجیے آج شام کو باغ بہشت میں
آپکی دعوت ہے فرتوت آتش زبان نے قبول کیا اور وہ تحایف سبکے رکھ لیے اور کہا اے سارلیق
تو اطمینان رکھ میں تین دن کے اندر کل خداپرستون کا خاتمہ کر دونگا جس کرہ میں میں نے
سکندر دیرہ نشین کو پھونکا ہے اسمین سبکو پھونک دونگا سارلیق نے کہا بس اب آپہی کی ذات
کا سہارا ہے اور کسیکی توقع نہیں ہے سخنگان نے خداپرستون کے ظلم بیان کیے کہ لقا کو یون بھا ساحر
سمشش کو دریا سے محیط قلزم سے نکالکر اس بیدردی سے مارا فرتوت آتش زبان نے کہا
مجھے سب معلوم ہے اب تو دیکھ لینا کہ میں ان خداپرستون کو کس طرح غارت کرتا ہون ادھر سارلیق
رخصت ہوا ادھر برق کا بدن نے تمام باتیں جاکر صاحبقران عالی شان کی خدمت میں بیان کیں
کہ سارلیق خداوندیاں بکھارنا بھول گیا فرتوت آتش زبان کی بہت خوشامد کی اور آج باغ
بہشت میں فرتوت آتش زبان کی دعوت کی ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ بعد دعوت جس طرح
سکندر کو پھونکا ہے اسی طرح کل خداپرستون کو پھونک دونگا اگر ہزار کوس پر بھی کوئی خداپرست
ہوگا تو خود ہی آئے گا اور کرہ میں گر کر اپنی جان دے گا یہ سنکے اہل اسلام میں ہلچل پیدا ہو گئی
صاحبقران نے اذن عام دیدیا کہ جس جسکا جی چاہے وہ بارگاہ سلیمانی میں آ جائے اور
سرداران نامی گرامی پر تاکید فرمائی کہ خبردار کوئی بارگاہ کے باہر قدم نہ نکالے یہ فرما کر آپ بارگاہ
سے نکلے اور دوسرے خیمہ میں قیام فرمایا تمام سردار بارگاہ سے باہر نکل آئے اور عرض کی کہ یا
صاحبقران اگر آپ بارگاہ سلیمانی میں قیام نہ فرمائیگے تو ہم بھی ہرگز بارگاہ سلیمانی میں نہ
بیٹھینگے صاحبقران نے فرمایا میری بدنامی ہے لوگ کہینگے کہ ساحر کے خوف سے صاحبقران
بارگاہ سلیمانی میں جا کے چھپے سرداروں نے عرض کی کہ ہم لوگ نمک حرام کہلائینگے کہ سردار کو تنہا
چھوڑ دیا اور آپ اپنی جان بچالی خضر ان نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر آپ رہینگے سب ایک ہی
منزل پر جس وقت فرتوت آتش زبان سحر کرے گا تو جو جہاں ہوگا وہ کھنچ کے پہنچ ہی
جائے گا پھر ہماری آپکی آخری ملاقات وہین ہو جائیگی بہتر جانتے ہیں یہ کہکر خواجہ خضر ان نے
چند سرداروں کو مثل قران ثالث برق ثالث طیفور بادیہ گرد وغیرہ کے اپنے ساتھ لیا اور
جانب صحرا روانہ ہو گئے یہاں بادشاہ اسلام نے جو دیکھا کہ تمام سردار مع امیر بارگاہ سلیمانی سے
نکلکر آمادہ مرگ مہیا فضا بیٹھے ہیں بس سواری طلب کی اور خود بھی بادشاہ بارگاہ سے
نکلے جب صاحبقران کو خبر ہوئی کہ ظل اللہ بھی بارگاہ کے باہر نکل آئے صاحبقران دوڑے ہوے
برائے استقبال آئے اور عرض کی کہ حضور یہ کیا غضب کیا اس پر آشوب زمانے میں آپ بارگاہ
کے باہر قدم نہ نکالیں اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمنوں پر کوئی آفت آ گئی تو بڑا غضب ہو جائیگا
تمام اہل اسلام متفرق ہو جائینگے یہ وقت ہم لوگوں کی جانثاری کا ہے یہ سنکے بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ اگر آپ بارگاہ میں نہ چلینگے تو مین بھی نہ جاؤنگا باہر ہی رہونگا صاحبقران سے عرض کی کہ بڑی بدنامی ہے بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا اسکی بدنامی اسوقت ہے کہ طبل جنگ بجے اور آپ بارگاہ کے باہر نہ نکلیں جبتک طبل جنگ نہیں بجا ہے اسوقت تک آپ کے واسطے کوئی بدنامی نہیں ہے یہ بات صاحبقران نے پسند کی اور ہمراہ بادشاہ اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لیکن اب کچھ حال فرتوت آتش زبان کا سنیے کہ یہ بیٹھا ہی گرد خیمے کے ساحروں کا ہجوم ہے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے اک رتھ نمودار ہوا اور آتے آتے قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ اک طوائف ڈیرے دار نہایت حسین اُس رتھ پر سوار ہے سازندے ہمراہ مین ایک نائکہ سپید چونڈا جیسے جشی ہے بالون مین خضاب کیا ہوا آنکھیں مکر و فریب سے بھری ہوئی پان جو کھایا ہے تو بسبب دانت نہونے کے پیک باچھون سے بہی ہوئی ہے کاجل پھیلا ہوا ہے آتے ہی لشکریون سے دریافت کیا کہ سردار لشکر کا خیمہ کونسا ہے کسی ساحر نے کہدیا کہ وہ جو سیاہ خیمہ ہے اسمین خداوند ساحران رونق افزوز ہین یہ سنکے نائکہ نے رتھ کو وہین ٹھرادیا اور آپ نیچی کو لیکے رتھ سے اتری اور خیمہ فرتوت آتش زبان کی طرف چلی جسوقت دروازہ خیمہ پر پہونچی اک ساحر بطور نگہبان کے بیٹھا تھا اُس سے عرض کی کہ اک طوائف کہین سے آئی ہے فرتوت آتش زبان بھی بیکار بیٹھا ہوا گھبرا رہا تھا کہا بلا لو نائکہ نے جاکے سلام کیا اور نوچی کو پیش کرکے عرض کی کہ قربان جاؤن یہ گلاب کا پھول حاضر ہے دیکھیے تو کیا لب ہے اُدھر اُس پری جمال نے نگاوٹ کی نگاہون سے فرتوت آتش زبان کو دیکھنا شروع کیا وہ نازو ادا دکھائے کہ فرتوت آتش زبان بھی دیکھکر مائل ہوا کہا کہ تمھارے سازندے کہان ہین عرض کی کہ ڈیرے پر ہین فرتوت آتش زبان نے کہا بلاؤ اک ساحر گیا اور سازندون سے اطلاع کی کہ تمکو بھی بلایا ہے اسوقت وہ بھی پانچون آدمی طبلہ سارنگی مجیرے کی جوڑی ایک خدمتگار ایک ہاتھ مین سنگار دان لیے دوسرے ہاتھ مین جاصدان لیے سب کے سب دعائین دیتے ہوے خیمہ مین داخل ہوے فرتوت آتش زبان نے گانے کا حکم دیا اُسوقت سازندون نے ساز ملائے اور پری زہرہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

نہ اچھے کا سبب برق فلک کچھ اور کہتی ہے
ہمارے درد نہاں کی جھلک کچھ اور کہتی ہے

شب وعدہ اگر دل کی للک کچھ اور کہتی ہے
تو مایوسی بھی پیدا کرکے شک کچھ اور کہتی ہے

چھپا کر لاکھ ہوئے دوستی غیر کیا ہوگا
یہ عطر آلودہ کپڑوں کی مہک کچھ اور کہتی ہے

نقط سے پہلے تو اس در کی جبین سائی کا سودا تھا
مگر اس وقت ماتھے کی دمک کچھ اور کہتی ہے

کسی پردہ نشین کا راز الفت ہوگا اب افشا
کہ آج آنکھوں میں اشکوں کی جھلک کچھ اور کہتی ہے

قسم ملنے کی وقت ترک الفت تم نے کھائی تھی
مگر چھوٹے تعلق کی للک کچھ اور کہتی ہے

وہ چھپکے سے جہاں تاکید ضبط آہ کرتے ہیں
ہماری بیقراری بے دھڑک کچھ اور کہتی ہے

بہانہ دور سے آنے کا کرتے لاکھ وہ تاکین
عرق آلودہ کپڑوں کی مہک کچھ اور کہتی ہے

انھیں گو صحبت اغیار سے انکار ہے اب تک
مگر شان ادا سے مشترک کچھ اور کہتی ہے

بکھایا تھا کسی کو تا بہ امکان اشک جو جلنے
پھر اس افسردہ شعلہ کی لپک کچھ اور کہتی ہے

جلنے پردہ ڈالا گو جوانی کی امنگوں پر
یہ سینے سے دوپٹے کی ڈھلک کچھ اور کہتی ہے

ہمیشہ لون تو جل اٹھتی ہیں آنکھیں ضبط گریہ سے
مگر آج ان بھبھوکوں کی تپک کچھ اور کہتی ہے

علاج زخم بھی کردو جو دل سے تیر کھینچا ہے
ابھی درد محبت کی کھٹک کچھ اور کہتی ہے

ادھر اک لٹکے ادبے داری میں ہوسے بل
ادھر نازک کلائی کی لچک کچھ اور کہتی ہے

اُٹھایا مَسّ کا بیڑا تو اُسنے جی کڑا کرکے
گمان ہے ہم بسمل چھوٹنے کا دست قاتل سے
بہارِ باغ سے ہر چند کچھ صحرا نہیں بہتر
یہی جان آرزو اب تک کہ قاتل لاؤ بالی تھا

مگر تلوار اُٹھانے مین جھجک کچھ اور کہتی ہے
کہ تیوروں مین کڑے لیکن جھجک کچھ اور کہتی ہے
جنون افزا ہوا اُن کی سنک کچھ اور کہتی ہے
جفا مین آج دشمن کی کمک کچھ اور کہتی ہے

وہ نازنین ماہ جبین کچھ اس اس طرح تتاتبلکے ایک ایک شعر کو گائی کہ ہر مطلعے کی تصویر آنکھوں سے کھنچ گئی فرتوت آتش زبان محو ہوگیا بہت دیر تک زہرہ گایا کی تمام ساحر سمٹ کے گرد جمع ہوگئے جتنی باریابی کے وہ تو ہجوم رہے تھے جو باہر تھے وہ اپنے سرود میں رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا دیر تک یہی عالم رہا فرتوت آتش زبان نے بہت کچھ انعام دیا نائکہ نے دعائین دے کے سب لئے پاس رکھا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ آج سارلیق نے باغ بہشت مین میری دعوت کی ہے اگر تم چلو تو تمہین بھی باغ بہشت کی سیر کرلاؤں یہ سنکے بڑھیا نے زانو پہ لا اور کہا وہان جاؤں ابھی اسکے دن بہشت مین جانے کے نہیں ہین نہ مجھے لیتے چلیے مگر اعمال ایسے کہان کہ بہشت مین جاؤں جوانی مین ڈکانے سر کا ایک نہین چھوڑا اب بلی کی سی توبہ ہے کہ کوئی پوچھتا ہی نہین اسکی باتون پر فرتوت بہت ہنسا اور کہا یہ وہ بہشت نہین ہے جہان مرکے پہونچتے ہین یہان زندہ پہونچتے ہین اور سلامت آتے ہین اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو تمہین بھی ساتھ لیے چلینگے ساتھ تمھارا زندون نے عرض کی کہ یہ تو طائفہ پورا سا نارو ہین کا خواہش رکھتا ہے جہان جاتے ہین سب ساتھ جاتے ہین فرتوت آتش زبان نے سارلیق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمہارا کچھ ہرج نہو تو ایک طوائف کو بھی مین اپنے ساتھ لیتا آؤں ایسے مقام نزہت التیام مین اور اک دلچسپی ہوگی سارلیق نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ جاہے سارے لشکر کو لیکر تشریف لائیے فرتوت آتش زبان نے کہا کہ نہین اسکی ضرورت نہین ہے الحاصل جب وقت آیا تو سارلیق بن لقا فرتوت آتش زبان کے لینے کو آیا سواریان ساتھ تھین یہ سب کے سب تخت روان پر سوار ہوکر جانب بہشت سارلیق روانہ ہوئے جس وقت دروازہ بہشت پر پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ مرجان کا ہے کیلین زمرد کی اسمین نصب ہین اور غلمان بہشت مرجان جادو کھڑا ہے اسنے جو سارلیق کو آتے دیکھا جھک کے سجدہ کیا اور فرتوت آتش زبان کو بھی سجدہ کیا یہ تو راستہ چھوڑ کے علحدہ ہوگیا اور سارلیق فرتوت آتش زبان کو لیے ہوئے داخل بہشت ہوا اور ایک روش سبزی دکھاتا ہوا اسے چمن کی سیر کراتا ہوا چلا کسی مقام پر دیکھا کہ سبزہ چار جانب ہے اور سبزہ مین سرخ بنی ہین جیسے کسی سنبو رنگ کے بدن یان کی تحریر ہوتی ہے لیکن جھرمٹ حوران بہشتی کے اس طرح کہ ہر ایک چودہ چودہ برس کے سن بال لٹکائے ہوئے چہرے چمکتے ہوئے گویا آفتاب سپر شب پشتم سے ہوئے ہے وہ تنہا ٹی چلین وہ گرما گرمی لباس پر تکلف کچھ رنگین کچھ شباب دونون کی آمیزش سے قیامت کا اژدہا بنا بیٹھا دیا ہے کسی مقام پر درختان سرو برابر سے مودب کھڑے ہین کسی جگہ شمشاد کھڑا رہا ہے جب یہ درختان بے فیض گزر چکے تو نہالان بار آور نظر آئے سیبون کی سرخی سرخی عارض معشوقان پر چشمک زنی کرتی تھی اور انار نارپستان کو خجل کررہے تھے جو انار جوش نمو سے شق ہوگئے تھے اپنے خندہ دندان نما کا عالم نمودار تھا غرضکہ جو درخت تھا میوے سے لدا ہوا تھا شاخین زمین کو چومے لیتی تھین جابجا نہرین آب مصفا کی جاری تھین مچھلیان سبز و سرخ سنہری رنگ دار دوڑی دکھاتی رنگ

پھرتی پھرتی تھین سر آب حباب چھوڑ کر غرق ہو جاتی تھین گو نہر کے کنارے چھوٹے چھوٹے پھولون کے
درختون کے لگے ہوئے تھے کسی درخت مین کھلائے یاقوت سرخ کے تراشے ہوئے لگے تھے کہ گلہائے
اصلی کو شرمندہ کرتے تھے شاخین زمرد کی ایسی سبز کہ یہ سر سبزی کسی درخت کو کہان میسر کسی درخت
مین کھلائے نیلی یاقوت نیلی کے تراشے ہوئے کسی مین یاقوت زرد کے تراشے ہوئے گل لگے
ہوئے تھے اسی طرح کے چھوٹے چھوٹے جانور بھی جواہر کے بنے ہوئے اُن درختون پر اسطرح
نصب کیے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیٹھے ہوئے ہین اور بولا چاہتے ہین کسیکی منقار زمرد کی پر
یاقوت کے دم الماس کی کسی کی منقار مروارید کی آنکھین یاقوت کا پوٹا نیلم یاقوت کا پر زمرد سبز
کے اسی طرح مختلف اللون جانور درختون پر نصب تھے فرلوت آتش زبان دل مین
کہتا ہے کہ واقع مین یہ دوسرون کے بھروسے پر ایسی خداوندی کر رہا ہے کہ ہم اپنے ہونے پر بھی
نہین کر سکتے اب جا بجا قصر نظر آنے لگے کوئی الماس نگار کوئی زمرد نگار کوئی یاقوت نگار تھین
حیری کی کرتی تھین ہوش پرواز کرتے تھے ہر قصر کی آرایش بیان سے باہر ہے ساریق نے
تھوڑی تھوڑی دیر ہر قصر مین قیام کیا جو حورین اس قصر کے متعلق ہین وہ آئین اور خدمت بجا لائین
اب ساریق اس قصر رفیع مین پہونچا جہان فرلوت آتش زبان کو بٹھانا اور اسکی
دعوت کرنا مد نظر تھی یہ قصر طلائی تھا اور ہر قسم کا جواہر اسمین نصب تھا شیشہ آلات بھی جواہر
کا ساختہ تھا بڑے بڑے آئینے الماس کے تراشے ہوئے نصب تھے تمام قصر مین جواہر نگار
فرش تھا صدر مین جو مسند تھی وہ سب الماس نگار تھی ساریق فرلوت آتش زبان کو لیکے
سوئے صدر مین بیٹھا ہے اور سامان دعوت مہیا ہونے کا حکم دیا اُس وقت اُس طوائف کی نگاہ
گھبرا گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھتی تھی اور منہ مین پانی بھر آتا تھا کہ کیونکر یہ مل جائے لیکن سخنگان
غور سے طائفہ کے لوگون کو دیکھتا تھا مگر کچھ بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ اگر کچھ کہا تو آئی گئی
تیرے ہی سر ہو جائیگی ورنہ یہ جسکی فکر مین ہین اُسکا انجام جو ہوتا ہے معلوم ہے اتنے مین سلیم جادو
اور اسلم جادو حاضر ہوئے سلام کیا سلیم جادو کے سپرد شنیزہ اسم اعظم تھا اور اسلم جادو
کی حفاظت مین چارون شاہزادیان تھین چنانچہ اسلم جادو نے عرض کی کہ خداوند شاہزادیان
اور خداوند زادیان عرض کرتی ہین کہ اگر اجازت ہو تو آج ہم بھی سلام کے واسطے حاضر ہون ساریق
نے کہا کہ بلا لاؤ اسلم جادو گیا اور چارون شاہزادیون کو سوار کرکے لایا جسوقت یہ محافہ
سے اُتر کر داخل قصر ہوئین تو دیکھا کہ چارون کے گلون مین سونے کی پتلی پتلی ہنسلیان سی
پڑی ہوئی ہین ہاتھون مین اسی قسم کی ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان کمر مین زنجیر طلائی نہایت
نازک جسکا سلسلہ تمام زیور اسیری تک پہونچا ہوا رنگ چہرون کے متغیر اُداسی چھائی ہوئی یہ حالت
دیکھکر ساریق نے اسلم جادو سے کہا کہ مین نے اس قید کا انکے لیے حکم نہین دیا تھا بس انکے
واسطے اتنی ہی قید کافی ہے کہ یہ آزادی سے پھرنے چلنے نہ پائین اسلم جادو نے خوف زدہ ہوگئے
زیور کی اور اسیوقت ہتھکڑیان بیڑیان وغیرہ سب ہوا ان ہستی سے اُتروا ڈالین فرلوت آتش زبان
نے کہا اے ساریق یہ کس جرم پر تو نے ان ماہ رویون کو قید کا حکم دیا تھا ساریق نے کہا کہ اسکا قصہ
طولانی ہے فرلوت نے کہا بیان تو کرو سخنگان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ خداوند یہ اسکو
بیان کرتے ہوئے شرمائینگے مجھ سے سنیئے جس عہدے پر اب مین ہون اسی عہدہ پر ایک اور وزیر

تھا کہ نام اپنا اُسنے سودائی مشہور کیا تھا لیکن رہتا کا دانا تھا اور خداپرست بنا خداوند کو سست سے احمق
بنائے ہوئے تھا جسوقت صاحبقران بہار مغرب میں ہوچکے ہیں اور بہار مغرب کو انھون نے فتح
کیا ہی تو یہان سے ایک عیار گیا تھا اور وہ جاکر چار شاہزادون کو گرفتار کر لایا تھا پہلے تو خداوند نے سیر
بہشت کرائی مقامات عمدہ دکھائے کہ شاید خداپرست راہ پر آجائیں مگر خداپرست تو کبھی اپنا مذہب ترک
نہیں کرتے آخر خداوند نے اک گنبد میں بند کرادیے انکو جلادیا حکیم سودائی کے لقب دلوا کر قبل اسکے
کہ بہرام میں آگ دیجائے چارون شاہزادون کو رہا کرکے اپنے گھر میں حفاظت سے رکھا انھون
نے راتون کو نکل نکل کے شبخون مارنا شروع کیے لوگون نے شور کیا کہ وہ مغضوب خداوند بعد مرنے کے
بھی آزار دیتے ہیں حکیم سودائی نے خداوند کو ایسا گھبرایا کہ ننھے کا تو بہشت بھیجیگا کہا یا خداوند یہ وحشین
ہیں انکو اگر جانے آسائش دیدی جاے تو بے تکلیف تو ہوجائینگے خداوند کر سے نے باغ چار بہشت
میں انکو بلایا اس باغ میں پہلے شاہزادیان رہتی تھیں اسی مقام میں ان چارون نے رہنا پسند کیا وہ در اصل
خالی رہتیں تو نہیں تھیں بلکہ جسم مع ہیئت تھیں اب سمجھیے کہ چار خوبصورت نوجوان ہون اور ایسی ہی عورتین
ایک جا آزادی سے رہینگی تو کیا ہوگا اس خطا پر حکیم سودائی کو قید کرکے بھیج دیا شاہزادیون کو
اسیری کا حکم دیا اسی دن سے یہ شاہزادیان اسی بہشت میں مقید ہیں یہ سنکے فرتوت آتش زبان
نے کہا اے ساریق اپنی حماقت کا غصہ دوسرون پر یہ خطا تیری تھی یا ان لڑکیون کی تجھے اپنے گریبان میں
منہ ڈالنا چاہیے تھا جسکے عوض میں انکو مقید کیا اور سپہر آرا مہر آرا انجم آرا اختر آرا کی اطاعت کی تعریف
کی اور اسی وقت حکم دیا کہ پہلے انکے لباس بدلواؤ انکو گلے سے لگاؤ اسکے بعد جلسہ ہو ساریق نے
اسی وقت حوران بہشتی کو حکم دیا وہ تمام نازنینین آئیں اور ان چارون کو لیگئیں اور بعد آرایش زیور و
لباس اب جو یہ آکر دوبارہ شریک جلسہ ہوئیں تو اور ہی صورتیں ہوگئیں جیدر میں تو ساریق اور فرتوت
آتش زبان بیٹھا تھا اُس جانب سات ساحرہ لیان فرتوت آتش زبان سے بیٹھے تھے
اور دوسری جانب یہ چارون شاہزادیان رونق افروز میں نسبت پر حسین و نازک اندام عورتین باجے
بجانے کو لیے تھیں ان سامنے طائفہ حاضر تھا لیکن زہرہ بھی تھی ایسے ناز و انداز دکھارہی تھی کہ حوران
بہشتی اُسے دیکھ دیکھ کے شرماتی تھیں ساریق نے پہلے حوران بہشتی کو گانے اور ناچنے کا حکم دیا
حوران بہشتی پرا باندھ کر سو سو کے غول ہاتھ سے ہاتھ ملاکے ناچنے لگیں یہ سمان بھی قابل دید تھا
اسکے بعد ان سب نے ملکے گانا شروع کیا انکے گانے سے بھی سب نہایت محظوظ ہوئے
لیکن فرتوت آتش زبان کو اپنے طائفے کے مقابل انہیں سے کسیکا گانا پسند نہیں آیا
اُس وقت اسنے ساریق سے کہا کہ حوران جنت کا گانا تو ہمنے سنا اب ہم تمھین حور دنیا کا گانا
سنواتے ہیں یہ کہکر زہرہ کی طرف خطاب کرکے کہا کہ ہان ذرا تم بھی اپنا گانا سناؤ یہ سنتے ہی زہرہ
پیشواز سنبھال کے سامنے آ بیٹھی سازندون نے ساز ملائے اور زہرہ نے لٹک لٹک سے
گانا شروع کیا

غزل

جلا کر خاک کرتا شوق سے استخوان میرا
اسیکو لیگئے تم ایکدل تھا رازدان میرا
نمک سی آج اُٹھتی ہے جگر سینے مین ہو رکھکر
نفس لیجاکے رکھنا تا ترے بستان میرا

نہ پردہ فاش کرنا یہ کہ کہتی ہے زبان میرا
تعجب ہے جب نظر کرتا ہون لیکن دل تو ہی
کسی محفل میں ہوتا ہے گا درد دل بیان میرا
ہنسنے تھے سبھی سب لوگ لطف کی باتین

کسی ون لب پہ سینکا کون تو تنکو بیان میرا
خوشی کے ساتھ عیان ملک جلادین نشان میرا
پیشانی ہون آگ رندو صیاد دیکھتا ہون
سمجھ ہی میں نہ آیا ایسے انہیں کا بیان میرا

سیر تقل وہ انگلیں کو شکر کر حقالیت
خداوند اکسکو تو نہ کر نا راز و دان میرا
کسیجا بیٹھکے بھی چار آنسو رو نہیں سکتا
کہوں کس سے بچالو جلد بلا ہے دشمنان ہر
حکایات جفا جلاد اکثر خواب پریشان ہے
نہ ہوگا حضرت ناطق سا بات کا دل ہر

وہ میرا پوچھنا تم سے سکو گے احوال
لکھتے ہیں شکر کرتا ہوں عجب ہی نفقت
جب نکلے در سے اٹھ آیا تھکا ناطق جان
یوں ہی بیٹھے ہے مجکو جاوہ گر ہے بہشت
بتا لگتا نہیں یہ بھی کہاں تھا شباب

جگر کی طرح دل میں بھی پٹے ہیں آبلے
کریگا مجکو رسوا نہ جہاں سخن دانی
اسیر زمانہ ہون میری زبان جہان کیا
پڑھیگا جو سنو لیکے رہی رو سنان میرا
سخن فہم سخندان جسکو سب بتاتے ہیں

اب جز زہرہ ادہر مجھے سرون میں یہ غزل کو گائی ہر تو سماں باندھ دیا لوگ
جھومنے لگے سارلیق نے کہا کہ اگر یہ قبول کرے تو میں اسکو تمام حوروں کی افسری دیدوں ناطقہ نے کہا کہ یا
خداوندا بھی اسکا سن بہشت میں رہنے کا نہیں ہے سارلیق نے کہا کہ اگر یہاں رہیگی تو جوان رہیگی اسکے
حسن پر زوال نہ آنے پائیگا اور دنیا میں لیجاؤگی تو یہ تمہاری طرح بڑھیا ہو جائیگی ناطقہ نے کہا
کہ یہ تو خداوند کے اختیار کی باتیں ہیں ہر جلد ممکن ہے کہ ہاں مگر طول حیات اور نوجوانی دوامی ہمیشہ
اسی مقام سے مخصوص کردی ہے جو یہاں رہیگا یہ باتیں اسے حاصل ہو سکتی ہیں ناطقہ نے کہا کہ یہاں کی
شراب میں بھی تو یہی تاثیر سنی گئی ہے کہ جو بڈھا ہو تو وہ جوان ہو جائے سارلیق نے کہا کہ کیا یہاں کی
شراب پینے کی ناطقہ نے کہا کہ اگر خداوند کی مرضی ہوگی تو ہاں پیونگی سارلیق نے کہا کہ زہرہ کو ساقی گری
بھی آتی ہے ناطقہ نے کہا کہ اس کام میں تو اسکو کمال حاصل ہے آپ سامان منگوا لیجئے اسی وقت سارلیق
نے حکم دیا کشتیاں شراب کی آگئیں زہرہ اپنے مقام سے اٹھی اور ناچتی گاتی ہوئی دیب کشتیوں کے
آئی کشتی پوش ہٹا کے ایک ہاتھ میں شیشہ ایک میں جام لیا اور تال پر ناچتی ہوئی رندانہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی

رنگ لسن رند کی پیاسی کی بیچک ہے • مے اڑی جاتی ہے ساقی تیرے چمکنے سے + بادہ خواران گذشتہ کا یہی ہے ساقی
کہ جو گر پڑتی ہے چھلکی ہوئی پیمانے سے +

اسیطرح سے گاتی ہوئی سامنے فرتوت آتش زبان کے
پہونچی اور جام پیش کیا فرتوت تو اسکی ادا اور پر پہلے سے مٹا ہوا تھا زہرہ نے جام منہ سے
لگاکے پھر ہٹا لیا اور مسکرائی فرتوت اور بھی مر گیا جلدی سے ہاتھ پکڑ کے جام منہ سے لگا لیا اور
پی گیا زہرہ نے دوسرا جام لبریز کیا اور اسی طرح ناچتی گاتی ہوئی سامنے سارلیق کے آئی اور جام پیش کیا
سارلیق نے بھی جام پی لیا اب یہ دورہ کرتی چلی جاتی ہے جب ان سب کو خوب چھکا چکی تو اپنے مولنا شروع
کی اور کہا کہ خداوند کی جھوٹی شراب ہے جو ہے گا تو سیر دو زخ کی آنچ حرام ہو جائیگی پھر تو یہ حالت
ہوئی کہ خم کے خم لنڈھنے لگے جتنے ساکنان بہشت تھے سبنے وہ شراب خوب پی نمک سرکا عطی
کی شراب میں برابر سے ملا ہوا تھا تھوڑی ہی دیر میں یہ حالت ہوئی کہ فرتوت آتش زبان کا جا پڑا
اپنے مقام سے اٹھا ادھر سے سارلیق اٹھا دونوں میں لڑائی ہونے لگی اسکی چٹیا اسکے ہاتھ اور اسکے
ہاتھ اسکے کان لڑتے لڑتے دونوں چھینکیں مار مار کے بیہوش ہوئے جادو لوگ موجود تھے وہ اٹھنے
کو چلے ہوا لگی یہ بھی سر پٹکتے ناگین اور دھڑا دھم گر گر کے گرنے لگے غرضکہ جسقدر لوگ یہاں تھے سب کے
سب بیہوش ہوئے انکو ناطقہ نے نعرہ کیا کہ باش ای کفار بدکردار منم خواجہ خضران جن عمر ثانی اسد ناز نین
نے کہا منم مہتر برق ثالث کا نعرہ کیا اور طبیبے نے طیفور کا نعرہ کیا اسی طرح سے سب عیاروں
نے نعرے کیے اب خضران نے کہا کہ جلدی جلدی پردے چھوڑ دو اسوقت تمام قصر کے پردے
چھوڑ دیے گئے اب حکم دیا کہ جسقدر مال و اسباب اس باغ بہشت نظیر میں ہے سب لوٹ لو عیاروں نے
لوٹ کے ڈھیر لگا نا شروع کیے اور خضران نے جال الیاسی مار مار کے کھینچنا شروع کیا فرش فروش

بھاڑ مردنگ بجانے لگوں سندین لباس سبکے اتار لیے اور برہنہ کر کے ڈال دیا اور صورت سارلیق کی لنگور کی بنائی اک دم پیچھے اسکے لگا کے منہ کالا کیا اور فرلوت آتش زبان کو سور کی صورت بنایا سارلیق کو فرلوت پر بٹھایا اور جتنے مقرب تھے سب کی بری گت بنائی گئی کو بندر کسیکو ریچھ اور سخنگان کو مادہ گرگ کی صورت بنا کے استرے ڈاڑھیان صاف کین فرلوت آتش زبان اور سارلیق کیے منہ پر سوت مونت کے ڈاڑھی ان دونون کی خوب مونڈی اور اک پرچہ لکھ کے ایکبال فرلوت آتش زبان کی داڑھی مین باندھ دیا تھا اسمین باندہ دیا مضمون یہ تھا ملعون افسوس کہ تونے آتے ہی کمند دغا کی پھونک یا گرین وقت رہا تیرے بالاوے سے لوگ بھی الی تیری کر تو سکندر کو مونک سکتا اور حکم صاحبقران سے مجبور ہون کیا وجود تیری بجنوانی کہ تیری انکا تم بن ہر کسی کا نذر کرے حجت تمام کیجے قتل کر ڈالو ورنہ اسی وقت مین تجھے مار ڈالتا یہ ایکھی کے تصدق مین اسوقت بھی تیری جان بچی ہر احسان مان صاحبقران علیہ کا یہ پرچہ باندہ کے اک پرچہ اور تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے نگہبان دروازہ بخت اس طائفہ کے لوگون کو انکے ڈیرہ پر پہونچوا دے خداوند انکی کئی روز بہشت مین قیام فرمائینگے اس پرچہ کے اوپر مہر سارلیق کی ہاتھ سے اتار کے ثبت کر دی بعد اسکے شاہزادیان کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اسکے بعد اسلم جادو اور سلیم جادو کے مسکن پر جا کے شیشہ اسم اعظم اپنے قبضہ مین کیا اور ان دونون ساحرون کو بھی اوندھا سید ھا لٹکا کے یہ سبکے سب وہان سے دروازہ بہشت پر آئے نگہبان بہشت نے جو وہ حکم نامہ دیکھا اسی وقت تخت رواں منگا کے ان ساتون آدمیون کو سوار کر کے روانہ کر دیا جب یہ اپنے ڈیرہ پر پہنچے تو اسی وقت کوچ کر دیا راستے مین اک باغ آمون کا ملا وہان سب کے سب رتھ سے اترے خضران نے سب سامان کو مع رتھ اٹھا کے زنبیل کر لیا اور اب یہ عیار اپنی بہشت آگئی ہو آئے خضران نے سب سے پہلے امیر کا شیشہ اسم اعظم توڑ ڈالا اس خیال سے کہ شاید وہ ملعون آتے ہی فساد برپا کرے تو صاحبقران اپنی حفاظت تو کر سکین بعد اسکے ان عیارون نے آم توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہان وہ سب کے سب بیہوش پڑے تھے جو فراموشی دو کے باہر تھے بیٹھے انکو ہوش آیا گھبرائے کہ ہم دن دہاڑے سے کیا تھے ایسا تو خداوند ناراض ہو کر غضبناک ہون تو کہین ٹھکانا نہ رہیگا یہ خیال کر کے یہ سب سب اندر قصر کے آگے یہان دیکھا تو بجائے خداوند لوہ اماکین دولت سکے اور لنگور اور بندر اور سیار بڑے ہوئے ہین یہ وہ آنکھے سے بیدار جو کی تو یہ سب بھی ہوشیار ہوئے ان خواصون نے سارلیق کو مارنا شروع کیا کہ ای لنگور تو یہان کہان چلا آیا کوئی سارلیق کو مار ہا تھا اور نکال رہا تھا اور کسو نے فرلوت آتش زبان کو سور سمجھ کے لتیانا شروع کیا جب یہ دونون ہوش مین آئے تو سارلیق نے نعرہ کیا کہ اے حرامزادو کیا کرتے ہو ہم سارلیق ہین لقا ادھر سور چلایا کہ ہم فرلوت آتش زبان اتنے میں یہ لوگ سمجھے کہ یہ معرکہ ہم کہ لنگور ہم سارلیق کی صدا دے رہا ہے اور سور فرلوت آتش زبان کا نام بتا رہا ہے یہ لوگ سکنے لگے کہ یا خداوند ہم تیرے اسرار نہین سمجھ سکتے کہ کیا ہین یا تو وہ سامان یا یہ ہیئت کہ جبکہ وہ جانور تھے تو انکی صورت بنا ہوا ہے اور حال و اسباب بھی قصر کا نہیں معلوم ہوتا سارلیق نے کہا آئینہ لاؤ اسوقت خدمتگارون نے آئینہ لا کے دکھایا ہر ایک اپنی اپنی صورت دیکھکر نہایت ذلیل و خفیف ہوا جب فرلوت نے اپنی ڈاڑھی کے بال مین رقعہ بندھے دیکھا تو اسنے کھول کر پڑھا اسوقت معلوم ہوا کہ یہ کام خضران کا تھا اور وہ طائفہ جو ساتھ آیا تھا وہی عیار تھے سارلیق نے کہا

دیکھو تو یہ سب کہاں گئے بغیر میری اجازت کے کوئی بہشت کے باہر قدم نہیں رکھتا ہے ابھی ان بندگان
بے ادب کو گرفتار کرو سختگان نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے اپنے مرشدوں کو تجھ سے
زیادہ کون پہچانے گا مگر مارے ڈر کے بیان نہ کیا کہ اگر کچھ منہ سے نکالا تو ہماری خیریت نہ ہوگی اور جو
ہونے والا ہے وہ تو ہر طرح ہوگا بعد اسکے فرتوت آتش زبان کی طرف دیکھ کے کہا کہ یا خداوند ساحران
دیکھا آپنے کہ عیاران اسلام کس بلا کے ہیں اب اس سے زیادہ کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ خداوندوں کو
سور اور لنگور بنایا ڈاڑھیاں مونڈیں تمام بہشت کا مال و اسباب لوٹ کے اپنے قبضہ میں کیا اب یہ
بہشت نہیں بلکہ جنگل ہے ساریق نے جو قصر کو بھی لٹا ہوا پایا کہا ارے دیکھو تو وہ نالے سے جو کنارے
نہروں کے رکھے تھے ہیں یا نہیں ہیں سختگان نے کہا کہ اب کچھ بھی نہر کا نوک دوڑے گئے جو پلٹ
کے آیا خبر یہی سنائی ری کسی نے کہا کہ تمام بہشت میں کسی درخت میں میوہ وغیرہ کچھ باقی نہیں ہے
کسی نے کہا کہ جواہر کے نام تو کوئی شے باقی نہیں رکھی ہے جانور سے سب غائب ہو گئے ایک نے
آ کے کہا کہ نہر کی مچھلیاں تک نہیں معلوم ہوتیں کسی نے آ کے کہا کہ جو حالت اس قصر کی ہے یہی حالت ہر
قصر بہشت کی ہے اب تو ساریق بدحواس ہو گیا چند ساحر جو ڈھونڈھنے کو نکلے تھے انھوں نے آ کے
بیان کیا کہ وہ یہاں سے چلدیے کسیکا پتا بھی نہیں ساریق نے کہا کہ وہ یہاں سے بغیر میرے
حکم کے جا ہی نہیں سکتے سختگان نے کہا کہ کیا تیری عقل پر پتھر پڑے ہیں ارے جانیوالے کو
کوئی روک بھی سکتا ہے اور پھر ان لوگوں کو جو خواص ہوا کا رکھتے ہیں لیکن فرتوت آتش زبان جو
ذلیل ہوا اور سختگان نے مٹھی بھر بالیں پھونک کے اسکو اژدہا کر دیا تو بس یہ آ سو کھڑا ہوا اور
کہا اے ساریق اگر تین دن کے عرصہ میں ایک خدا پرست بھی باقی رہ جائے تو مجھکو فرتوت آتش زبان
نہ کہنا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا چونکہ یہ سبکے سب برہنہ ہی تھے تو خدمتگاروں کے سامنے تک نصیب
نہ ہوئے درخت کے پتوں سے ستر چھپائے ہوئے دروازہ بہشت پر آئے اس وقت ساریق کو
خیال آیا کہ حوریں کہاں ہیں ایک بھی نظر نہیں آتی کہا دیکھو تو حوریں کیا ہوئیں پھر خدمتگار اور مصاحب
ادھر ادھر دوڑے مگر کوئی حور نہ دکھائی دی آ کر بیان کیا کہ کوئی نہیں ہے مرد تو مرد عورت ایک نہیں
بلکہ مرد بھی جو حسین و نوعمر تھے وہ بھی غائب ہیں ساریق نے دروازہ بہشت پر پہونچ کے کہا
کہ اے نگہبان بہشت ہمارے آنے کے بعد اس طرف سے کوئی گیا تھا اسنے پرچہ مہری نکال کے
دکھایا کہ وہ طائفہ جو آپکے ساتھ آیا تھا وہی لوگ یہ فرمان جب ہمارے پاس لائے تو ہمنے راستہ
جانے کا دیا ساریق نے اپنی مہر دیکھی خجل ہوا سختگان نے کہا کہ قربان اس ہوشیاری و دانائی
کے ساریق نے کہا کہ اتنا اسباب میری بہشت میں تھا کہ برسوں میں بھی بہشت سے نکل نہ سکتا
یہ چند آدمی کیونکر لے گئے سیکڑوں چھکڑے بار ہو جاتے میوہ اتنا تھا کہ جسکی حد و انتہا نہیں
علاوہ اسکے حوروں کو کیونکر لے گئے سختگان نے کہا کہ انھیں سب قدرت حاصل ہے یہی شکر کیجیے
کہ آپ کو چھوڑ گئے اور زندہ و سالم چھوڑ گئے الغرض بہشت تو اجڑ گیا اور یہ سب بحال خراب
بہشت سے نکلکر روانہ ہوئے ساریق تو اپنے قیطول کی طرف بھاگا اور فرتوت آتش زبان
اپنے لشکر میں آیا جب ساریق اپنے مقام پر پہونچا اور لوگوں نے اسکو برہنہ دیکھا پوچھا یا خداوند
یہ کیا حالت ہے ساریق پچھتائے کہا کہ ہر گستاخ بندہ مصلحت خداوندی میں دخل نہ دو تم نہیں جانتے
ہم جو جانتے ہیں ارے بندوں کی ایسی نافرمانی نہ کریں تو ہم خداوند کاہے کے ہمارے تو

بھی بندے ہیں لنگور اور سور اور گدھے ہوگئے لوگ انہیں چشم حقارت سے دیکھتے ہیں اسلیے سمجھے اپنی صورت انکو
کی بنا لی فرتوت ایسے معزز شخص کو سور بنا دیا جو لوگ برہنہ پھرتے ہیں انکی لیکن کے واسطے برہنہ بھی
ہوگئے سختگان و صاف صاف کہتا تھا کہ بے مطلب خدا و مدبر اکیا کتنا یہ سبب حرکتیں وہی لقا کی ایسی ہیں
وہی خرابیاں بھی پیش آتے معلوم ہوتی ہیں ساریق کو بہشت کے لٹنے کا ایسا صدمہ ہوا کہ قدرتیں [illegible]
بھول گیا وہاں فرتوت آتش زبان نے سحر کرکے اپنا لباس درست کر لیا تھا اسنے لشکر میں
پہونچتے ہی حکم دیا کہ ابھی کرناہ گرم کیا جائے تین دن کے اندر تمام اہل اسلام کو اسی کرناہ میں جلا کے
خاک کر دونگا یہ ہزار ہا ہزار دو دو ہزار کوس کے فاصلے پر میں وہ بجلی آ آ کر اپنی جا میں دینگے یہاں تو
کرناہ گرم ہونے لگا اور ہرکارے یہ خوش خبر لیکر خدمت میں صاحبقران عالیشان کے روانہ ہوئے
اور جاکر سارا ماجرا بیان کیا کہا کہ کل باغ بہشت میں ساریق نے فرتوت آتش زبان کی دعوت
کی تھی نہیں معلوم کس طرح سرگروہ عیاران خواجہ خضران بہشت میں پہونچ گئے کہ ساری بہشت کو
لوٹا ساریق اور فرتوت کی ڈاڑھی مونڈی فرتوت آتش زبان نہایت غصہ میں آیا ہے کہتا ہے
کہ تین دن میں تمام عالم کے خدا پرستوں کو غارت کر دونگا صاحبقران یہ سنکے بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ خضران نے اُسے مار کیوں نہ ڈالا ایسے موذی کو اور قابو پا کے چھوڑ دیا نہیں کوئی شخص
بلا آیا اور عرض کی کہ خضران نے بعد تسلیم عرض کی ہے کہ دستخط اسم اعظم میں نے توڑ ڈالا ہے اب
حضور حفاظت اپنی مع لشکر اچھی طرح سے کریں کہ فرتوت بہت جلا ہوا ہے اور اسنے کرناہ گرم کرایا ہے
اور میں تو خانہ کعبہ کو جاتا ہوں جو میرا کام تھا وہ میں کر چلا یہ سنکے صاحبقران نے جو خیال کیا کہ اسم
اعظم کو دشمنایا فرمایا کیا مجال ہے اس ملعون کی کہ اہل اسلام کو میری موجودگی میں ستا سکے خضران
نے گلیم نکال کے طیفور کو دی اور کہا کہ لو اسے اوڑھ کے اپنی جان بچاؤ ہمارا بھی
خدا حافظ ہے جو بچا وہی سہی طیفور نے کہا کہ خواجہ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا کہ میں اپنی جان بچاؤں اور آپکو
چھوڑ دوں جو ہوگا حال وہ اپنا حال خضران نے منہ چوم لیا اور کہا کہ کس کی مجال ہے اسکی جو بال
بیکا کر سکے یہ کہکے منڈگی حضرت داؤدی سے نکال کے اسکے تین ورق قائم کیے اور ہر ورق میں [illegible]
کہ دو صفحے یا صفحا کی نہایت باریک کرکے لگائی اور [illegible] چمن کے بیچ میں آپ بیٹھے داہنی جانب
طیفور کو بٹھایا بائیں جانب برق ثالث کو اور عیاروں کو پشت پر جگہ دی طیفور نے داؤد کو
پڑھنا شروع کیا اور برق نے ستار کی گتیں نکالنا شروع کیں آپ بیچ میں تن کے بیٹھے اور
سننے لگے وہاں کا حال سنیے کہ جس وقت کرناہ گرم ہوگیا تو فرتوت آتش زبان نے جو بلی پر سحر
پڑھ ڈالا اور ایک ترنج نکال کر زمین پر مارا اور آواز دی کہ جا جس مقام پر خضران عیار ہو اسے گرفتار
کر لا بس یہ کہنا تھا کہ ترنج شق ہوا اور دھواں پیچیدہ ہو کے شن شن کرتا ہوا ایک سمت روانہ ہوا
اور یہاں فرتوت آتش زبان نے گرد کرناہ کے چکر لگانا شروع کیے اور اسم تو پڑھنے لگا وہاں
دھواں لپکتا ہوا اس منڈگی کے پاس پہونچا فرتوت نے سحر کو زور دے کہی رہا تھا وہیں سے
جو خضران کو بیٹھے دیکھا سحر کے زور سے اندر منڈگی کے جانے کا قصد کیا لیکن کیا
مجال ہے کسی کی کہ بے حکم خضران اندر آسکے دھواں کیسا ہوا کا گذر ممکن نہیں ہے دھواں آگ لگا
ابر سیاہ بنا اور چھینٹوں کی طرح کے دھواں باہر اچھالا جسکے زمین تک گئی خواجہ نے جلدی سے
اس چھینٹے کو چھڑا کے داخل زنبیل کر لیا کہ غلیل وغیرہ بنانے کے کام آئے گا

وہاں ساتوں چکر فرتوت آتش زبان کے تمام ہو گئے اور کوئی نہ آیا اُس وقت تو یہ حیران ہوا اور اسنے
دوسرا ترنج جھولی سے نکال کے کھینچ مارا یہ ترنج بھی پھٹا اور اسی طرح دھواں پیچیدہ ہو کے روانہ ہوا
پھر اسنے سات چکر لگائے مگر کوئی اثر ظاہر نہوا دھواں ہی چھتہ سا بنکے لٹک رہا تو اسے بہت
غصہ آیا بس اپنے ساتھ کے ساحروں سے کہا کہ تم جا کے پکڑ لاؤ ان ساحروں میں سے ایک ساحر بہوت
جادو نام روانہ ہوا جسوقت سامنے منڈھے کے پہونچا آواز دی کہ او دزد باریک معلوم ہوتا ہے تو نے بھی
کیا اپنی وقت بیوقت کے لیے دو چار انچھر یاد کر لیے ہیں جبھی تو ساحروں کو پریشان کرتا ہے لیکن مجھ
پر اسکا نہ چلیگا میں بہوت جادو فرستادہ خداوند ساحران ہوں یہ سنتے فرتوت آتش زبان یہ کہکر جو تڑپتا
ہے اور بیتق بنکے گرنہ سکتا ہے تو یہ قصد کیا کہ اندر گھس کے ان سبکو پکڑ لیجاؤں لیکن جیسے ہی قریب در
کے پہونچا آتش ہو کے لپک گیا خواجہ نے رسا کو ہی پھندے سے قبضہ اسکے نکالا زبان پر سوزن کر کے
نذر زنبیل کر لیا اور پھر اسطرح پھندا لگا دیا وہاں دیر جو ہوئی تو فرتوت آتش زبان نے دوسرے
ساحر کو روانہ کیا خلاصہ یہ کہ ساتوں آ کے اسی طرح پھنس گئے اور کچھ کام نہ نکلا تو فرتوت آتش زبان
کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ میں آپ جاتا ہوں اور اسے مجرم کو لاتا ہوں یہ کہکر زمین پر فالک
ماری اور اژدہا بنکے سائیں سائیں کرتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا وہاں خواجہ اسی طرح اطمینان
سے بیٹھے ہوئے ستار بجا رہے تھے ہوحق ہی ہوئی تھی کہ دیکھا جانب صحرا سے اک بلائے سیاہ
آتی ہے اور آگے آگے سیاہی کے شعلے کی سی لپک معلوم ہوتی ہے گویا ابر سیاہ میں بجلی چمک رہی ہے یا شفق
پس پشت شب کو لیے چلی آتی ہے خضران نے کہا اب وہ ملعون خود آتا ہے آنے دو دیکھو تو کیا اس
حرامزادے کی گت بناتا ہوں اتنے میں وہ سیاہی قریب پہونچی تو دیکھا کہ اک اژدہا جوش و خروش
میں چلا آتا ہے اور دہن سے ہر نفس میں شعلے نکلتے ہیں کہ گھاس جلتی جاتی ہے کنکر پتھر سیاہ ہوجاتے
ہیں ادھر یہ ملعون جیسے منڈھی کے پہونچا اور اسنے دیکھا کہ چار تنکوں کی جھونپڑی میں خضران بیٹھا
ہے بس اسنے غصہ میں قصد کیا کہ مع منڈھی پھونک دوں بس جیسے ہی نفخۂ آتشیں چھوڑنا چاہا اور شعلہ
اور منڈھی کے پاس گئے گرمی آتش افسردہ ہو گئی بس اسنے تڑپ کے صورت انسانی پیدا کی اور پکارا کہ او
دزد باریک معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحفہ کسی ساحر سے تجھے ہاتھ آیا ہے خضران نے کہا او ملعون ساحر پر ہم
لعنت کرتے ہیں اور یہ عطیہ بھی خدا کا ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ تجھ سے اسکو ٹلسکے اگر اسے مٹانا
چاہے تو آپ مٹ جائے اور غارت ہو جائے یہ سنکے فرتوت آتش زبان نے ہاتھ بڑھایا اور
چاہا کہ خواجہ کو پکڑ کے باہر کھینچ لوں خواجہ پیچھے سرکے غرضکہ یہ ہاتھ بڑھاتا جاتا ہے اتنا خواجہ پیچھے
سرکتے جاتے ہیں حتے کہ اسنے جھلا کے پاؤں اندر بڑھایا اور چاہا گھس کے پکڑ لوں بس خواجہ نے انگشت
سے اشارہ کیا فوراً حلقۂ کمند کا گردن میں پھنس گیا ہر چند اسنے اٹ اٹ کی کہ کمند کو جلا دوں لیکن جو
شعلے منہ سے نکل نکل کے زرد ہو گئے خواجہ نے کہا او ملعون گرا کتا ہے دیکھا تو نے اعجاز نبی کو اور
فرتوت کو پکڑ کے نکلہ زبان پر سوزن کر کے داخل زنبیل کر لیا اور طیفور سے کہا کہ اب چلو
خدمت صاحبقران میں چلیں یہ کہکے رنگ و روغن عیاری اپنے چہرہ پر ملکے صورت اپنی خواجہ
عمرو ثانی کی بنائی اور طیفور دہمق وغیرہ کا اُن عیاروں کی صورت بنائی جو خواجہ عمر ثانی کے ساتھ گئے
تھے اور منڈھی کو اٹھا کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوئے جسوقت قریب بارگاہ سلیمانی کے
بلکہ دروازہ بارگاہ پر پہونچ گئے اُس وقت منڈھی کو تو زنبیل میں ڈال لیا اور بسم اللہ کہکر داخل

بارگاہ میں داخل ہوئے یہاں بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کو باہر بارگاہ کے اپنی خبر کے موافق نہیں
نکلنے دیا تھا کہ جب جبل جنگ تھے اُس وقت میں مانع نہیں ہوں صاحبقران عرض کر رہے تھے
کہ اسکا یہ آئین نہیں ہے کہ جبل جنگ بجوا ہے دیکھا آپنے کہ سکندر دیدہ حسین کو اُس ملعون
نے کس طرح جلا دیا کہ اگر سامنے جاتے ہوئے نہ دیکھتے تو خبر بھی نہوتی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
اچھو سردار یہیں موجود ہیں جو اہل اسلام دوسرے مقامات پر ہیں آپنے کیا تعلق ہے فرتوت
آتش زبان کا یہاں حملہ انہیں لوگوں پر ہوگا جو یہاں موجود ہیں صاحبقران نے عرض کی کہ میرا
عیار گیا ہوا ہے مجھے اسکی بڑی فکر ہے اگر اپنی آنکھ سے اُسے بھی فرتوت کی طرف جاتے دیکھونگا
تو حتی الامکان بچانے کی کوشش کرونگا کہ اب اسم اعظم مجکو یاد ہے بادشاہ مجبور ہوکے خاموش
ہو رہے تھے اور صاحبقران اپنی جگہ سے اُٹھنے ہی کو تھے کہ دروازۂ بارگاہ سے خواجہ عمرو ثانی
نمودار ہوئے اور سلام علیکم کی آواز دی دیکھا سبنے کہ اِنتو خواجہ کی اور ہی وضع ہے خاص عربوں کا
لباس پہنے بڑی سی تسبیح ہاتھ میں کچھ پڑھتے چلے آتے ہیں تمام عیار پیشوائی کو دوڑے اور قدمون
سے لپٹے کوئی کسی کی خیریت پوچھتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ خواجہ صاحب
کیونکر آنا ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کا مزاج کیسا ہے عمرو ثانی نے عرض کی کہ حضور کے اقبال
سے اچھے ہیں میرے حاضر ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے حضرات کو خواب میں دیکھا کہ آگ کی طرف
کھنچا چلا جاتا ہے یہ خواب دیکھکر میں وہاں سے چلا کہ نہیں معلوم حضرات پر کیا آفت پڑی یہاں آکر
فرتوت آتش زبان کو گرفتار کیا کہ وہ ایک ہی کافر ساحر تھا یہ کہکر فرتوت آتش زبان کو
طلب کیا ہمراہیوں نے لاکر سامنے صاحبقران کے ڈال دیا دیکھا کہ واقع میں زبان پر
لکھ دیا ہوا فرتوت آتش زبان پڑا ہوا ہے فرمایا خواجہ کار سے کردی کرکے نکردہ اگر تم نہ آتے
تو اس ملعون کا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا خواجہ نے کہا کہ یہ سب حضور کے اقبال کی یاوری تھی
اب صاحبقران نے عیاروں کو حکم دیا کہ جاکر طیفور اور خضر ان کو تلاش کرو کہ کہاں گئے ہیں
آئیں اور خواجہ کی دستبوسی حاصل عیاروں نے جانے کا قصد کیا تھا کہ عمر نقلی نے منہ پر ہاتھ
پھیرا اور جھک کے سلام کیا کہ یہ وہی غلام ہے جسے حضور نے یاد کیا تھا بھلا خواجہ کا ساتھ چھوڑ دون کیس
سے آنا کہاں ممکن تھا طیفور نے بھی منہ دھوکر صورت اصلی دکھائی اِنتو تمام اہل دربار کو نہایت
حیرت ہوئی بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام نے خضر ان کی نہایت تعریف کی اب
امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ باندھ دو اس ملعون کو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو اسکو خواجہ
نے سات ساحر جو ہمراہیان فرتوت آتش زبان سے تھے ان سبکو نکال کر پیش کیا اور
عرض کی کہ یہ بھی حاضر ہیں انکو بھی ستونوں سے بندھوا دیا اور فرمایا کہ ہوشیار کرکے ٹکڑے زبانوں سے
انکے کھینچ دو اور خواجہ نے اسی وقت ان سبکو رفع بیہوشی سونگھا کے ٹکڑے زبانوں سے کھینچ لیے
اُس وقت فرتوت آتش زبان گھبرا گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا خواجہ نے کہا او
مغرور ملعون اپنی حالت کو اور پہچان اس خدائے جبار کو جسنے تجکو تیرے غرور کا یہ پھل دکھایا
فرتوت آتش زبان نے چاہا سحر کرکے پھونک دوں سبکو سحر نے تاثیر نہ کی کہ یہ بارگاہ سلیمانی
میں تھا صاحبقران نے ارشاد کیا کہ دیکھ اے فرتوت آتش زبان جان بوجھ کے انجان
نہ بن خدائے حقیقی کو نہ بھول اب بھی پہچان اپنے خالق حقیقی کو تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں

کہ بعد فتح تمام گلستان باختر تجھے دیدونگا ورنہ اس ذلت و خواری سے قتل کرونگا کہ یہاں دیا
اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے یہ سنکے فرتوت آتش زبان ہنسا اور کہنے لگا کہ ای حمزہ
خدا پرستان کیا تو میرا قتل آسان سمجھا ہے تو اپنے کو صاحب اسم اعظم کہتا ہے تلوار لگا کے دیکھ زمین
تیرے قتل کیسے سے قتل بھی ہوتا ہوں یا نہیں تو نے ابھی مجھے پہچانا نہیں میری گرفتاری پر خوش ہو گیا
مجال ہے کسی کی کہ مجھے قتل کر سکے اور جو شخص خداوند کہلاتا ہو وہ اپنا خدا اسکو بنا ہے بس یہ سنکے
صاحبقران نے اسکے ہمراہیوں کو نصیحت فرمانا شروع کیا کہ تمکو کسکا بھروسا ہے جو دین اسلام
اختیار نہیں کرتے ہو میں اسے بھی بغیر قتل کیے ہرگز نہ چھوڑونگا تمھاری کیا حقیقت ہے اس وقت
ان ساحروں نے عرض کی کہ یا امیر آپ ہمیں مقید رہنے دیجیے اگر آپ اسکو قتل کر سکے تو ہم
ایمان لاوینگے اور اگر قتل نہ کر سکے تو ہرگز ایمان نہ لاوینگے نہ پھر آپ ہمکو قید رکھیے گا فرمایا کیا مضایقہ ہے
ہو یہ سب ساحر زندان خانہ میں بھیج دیے گئے اور فرتوت آتش زبان کے لیے حکم قتل ملا اسیران
قیدی میدان خونی کی سامنے بارگاہ سلیمانی ستے ہوتے تھی جو ہمکر قتل کرنا ہے کا بارگاہ سلیمانی میں درست نہ تھا
اس وجہ سے میدان کی تیاری ہوئی اور جارچی نے جار بھ دیا کہ فرتوت آتش زبان قتل ہوگا جسکو
دیکھنا ہو وہ آکے کھڑا ہو جاوے یہ سنکے تمام ہر شاران ساریق میں کھلبلی مچ گئی ساریق نے
کہا ای بندگان میں پریشان ہوں میں نے یہ تدبیر نہیں کی کہ وہ بندہ خاص میرا قتل ہو میں نے اسکی اجل کا
تعین نہیں کی ہے لیکن تختگان نے کہا کہ بس اب خاتمہ ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ یہاں سے بھاگنا
پڑیگا کوئی جگہ سوچنا چاہیے ساحروں نے کہا کہ ہم جاکر لڑینگے اور اپنی جانیں دینگے مگر جس طرح ممکن
ہوگا فرتوت آتش زبان کو چھڑا کے لاوینگے یہاں میدان خونی تیار ہوا اور فرتوت آتش زبان کو
صاحبقران نے طلب کیا خضر نے عرض کی یا صاحبقران آپنے ڈھنڈورا پٹوا دیا ہے تمام عالم آگاہ
ہو گیا کہ ایسا بڑا ساحر قتل ہوتا ہے ساریق کی طرف وہ کون ساحر جمع ہیں چالیس ہزار ساحر اسی کے
لشکر کے ہیں معلوم ہوا آجینگے اور فساد میں برپا کرینگے آپ کی طرف چار ساحر طلسم چار گوشہ کے کیا کر سکیں گے
تنہا یا پروا نہیں کہ وہ کل لشکر میدان کا محاصرہ کیے رہے اور قیس مقبول مع مقبل وفادار کو طلب کیا
جب سب حاضر ہوے تو انکو گرد چبوترہ ریگ کے بیٹھنے کا حکم دیا اور تیروں پر اسم اعظم دم کرکے
انکو عطا کیے اور فرمایا کہ تیر چلہ کمان میں پیوستہ کیے رہو اگر آسمان پر ستارہ بھی چمکے تو تیر مارنے میں تامل
نہ کرنا یہ سنکے ناوک انداز گرد چبوترہ ریگ کے جمع ہو گئے اور تیر چلہ کمان میں پیوستہ کر لیے
اب امیر نے مملوک بن مالک سے ارشاد کیا کہ تم چبوترہ ریگ پر اپنے نیزہ بازوں سمیت سنانہ
سے سنان ہو کے کھڑے ہو جاؤ سنانوں پر اسم اعظم دم کر دیا اور ان لوگوں کو بھی ہوشیار
کر دیا کہ جسکو بھی معلوم ہو اور نیزہ مارنے میں تامل نہ کرنا اور خود بھی قریب آکے کھڑے ہوے
اور ارشاد فرمایا کہ ہاں خواجہ اب تحمل کر دو دیکھوں تو ساحر کیونکر بچتے ہیں اس وقت خواجہ خضر
نے فرتوت آتش زبان کو قیدخانہ زمین سے نکالکر چبوترہ ریگ پر بٹھا لا کر گردا گرد تمام لشکر
تلوار کھینچے کھڑا تھا لیکن ساریق نے بھی ہر ساعت کی تاک لگا رکھی تھی دمبدم کی خبریں ملتی تھیں
تمیں ساحران لشکر کفار نے یورش کر کے چلنے کا قصد کیا تو دیکھا کہ اس طرف سے بھی ساحران طلسم
چار گوشہ صفیں باندھے کھڑے ہیں اسنے جنگ ہوگی گذرنا دشوار ہو جاوے گا اب چند ساحر بلند
ہوے کوئی ستارہ بنکے فلک پر چمکا کوئی طائر بنکے بالاے آسمان پہونچا سب وقت کے

انتظام میں کہ ادھر تلوار بلند ہوا ادھر ہم گریں اور فرتوت آتش زبان کو نے زمین پہ آتشا پڑا ساحر بہت ہی خواستے
رہا کر دیا اسکا بڑا نام ہوگا لیکن اب کچھ احوال خلخال جادو کا سنیے کہ یہ اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ستاروں
کے اثر سے حالات ملک سارا لقیہ پہنچے دریافت کر رہی تھی جب اسنے دیکھا کہ فرتوت آتش زبان
قتل ہوا چاہتا ہے اور بہت بڑا انتظام ہو کر بالائے آسمان سے بھی کوئی شخص جانے کا قصد کریگا تو
کچھ نہیں کر سکتا بلکہ خود مارا جائیگا تو اسنے زمین کی طرف خیال کرنا شروع کیا دیکھا کہ راستہ زمین کا
صاف ہی بس وہیں سے پاؤں مار کر غرق زمین ہوئی اور چلی یہاں جب پورا انتظام ہوا صاحبقران
عالی شان نے حکم قتل دیا جلاد نے تلوار ماری تلوار نے اثر نہ کیا اسلیے کہ یہ مرد میں اور آہنی تن
تھا ادھر بالائے آسمان سے قہر جادو برق بنکے گرا کہ فرتوت آتش زبان کو اٹھا لیجاوں برق
چمکتے ہی ناوک اندازوں نے تیر سے قہر جادو چھلنی ہو گیا اور لاش زمین پر آ کے گری ادھر
سنبل جادو جدے رہگیا ادھر خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران سوا حضور کے دوسرے
سے قتل نہوگا اسلیے کہ رویں تن معلوم ہوتا ہے اب حضور اسم اعظم پڑھکے تلوار ماریں صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے بڑھے تھے کہ تلوار ماروں یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
بلائے سیاہ نمودار ہوئی اور نعرہ کیا کہ تم بلکہ خلخال جادو دیکھو یوں لیجاتے ہیں اب مجھے روکنا ہے
روک لے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے تو بڑھے ہی تھے جھپٹکے تلوار ماری مگر
تلوار نے خلخال جادو کے جسم پر بھی اثر نہ کیا یہ ہنسی اور کہا کہ بڑا بے مروت تو اسی پہ ہر وا اور ایک
ہاتھ مار اُس وقت خواجہ خضران کہ پریشان ہو سے کہ نکالتے بھی رویں تن ہے اب یہ لیجائیگی
اور اگر کہیں یہ رہا ہوا تو دو عالم میں کروڑ ہا کو پھونک دے گا بس خواجہ نے زنبیل پہ ہاتھ ڈالا
اور نکالکر جال الیاسی جو مارتے ہیں تو خلخال جادو اور فرتوت جادو دونوں کو کھینچکر داخل
زنبیل کر لیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یک نشد دو شد یہ بلا خوب پھنسی ورنہ جس درجہ کا
یہ ساحر تھا اُسی درجہ کی یہ ساحرہ بھی تھی یہ بھی آتی تو قیامتیں برپا کرتی صاحبقران نے فرمایا کہ
خواجہ کار سے کردی کہ کسے نکردہ خضران ان دونوں کو گرفتار کیے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے
صاحبقران نے نقارۂ شادمانی بجنے کا حکم دیا اور لاش قہر جادو اور سنبل جادو کی ایک
درخت بزرگ میں آویزاں کرا دی خود بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور خواجہ خضران سے
ارشاد فرمایا کہ نکالو خلخال جادو کو بھی خضران نے فرتوت جادو اور خلخال جادو دونوں کو
نکالکر بیچ ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور نکلے دونوں کی زبانوں سے بھی کھینچ لیے صاحبقران گیتی ستان
نے خلخال جادو سے ارشاد فرمایا کہ اب کہو کس حال میں پاتی ہے اسکے جواب میں خلخال جادو نے
چین بجبین ہو کے سحر کیا سو نے تاثیر نہ کی اُس وقت یہ حیران ہوئی اسنے ارشاد فرمایا کہ تو نے حیلہ
اپنا پورا کر لیا اب کہہ کیا کہتی ہے اسلام اختیار کریگی یا قتل ہونا قبول کرے گی خلخال جادو نے کہا کہ اے
مغرور علم پرستان تیری گرفتاری پر خوش ہو چکی ہے ہر قسم کا اچھا انتظام کر لیا ہے تو مجھے کیونکر
قتل کرے گا مجھے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں سحر میرا تاثیر نہیں کرتا لیکن یہ یاد رکھ کہ جس وقت
میں رہا ہوئی اُسی وقت تہ و بالا کر دونگی تم لشکر اور طبقہ زمین کا اس بارگاہ سمیت اُلٹ دونگی
نہ تم ہوگے نہ یہ بارگاہ نہ یہ لوگ جو بیٹھے ہیں اور میں دین خدا پرستی کیا اختیار کرونگی ایک ایک
خدا پرست کو چن چن کے قتل کرونگی تم نے اسم اعظم پڑھ کے مجھپر تلوار ماری تو کیا ہوا اب

ہے کیونکر مین قتل ہوسکتی ہون اس وقت صاحبقران کو بھی سکوت ہوا کہ واقع مین یہ تو سچ کہتی ہے لیکن
خضران نے برہم ہو کے کہا کہ یا امیر مین ان دونون کو کتے کی موت نہ ماردون تو آپ مجھے خضران
نہ کہیے گا اور بانہلے عیاری چھین کے بارگاہ سے نکلوا دیجیے گا صاحبقران نے فرتوت آتش زبان
کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا کہ تو کیا کہتا ہے دیکھا تو نے کہ یہ تیری رہائی کو آئی تھی یہ بھی گرفتار
بلا ہوئی اب تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہے باز آ اپنے کبر و نخوت سے مین تجھکو ذلیل نکرونگا اپنے لشکر کا تو سرگروہ
ساحران ہے جس طرح لوگ تیری عزت کرتے تھے مین بھی اسی طرح سمجھونگا امر حق کا اختیار کرنا کوئی ذلت
کی بات نہین ہے بہت کچھ سمجھایا مگر فرتوت آتش زبان راہ پر نہ آیا اور کہا کہ آج تو اپنا حوصلہ پورا
کر چکا مگر مین تیرے قتل کیے سے نہ قتل ہوا یہ عیار تیرا کیا قتل کریگا جب تیرا اسم اعظم کام نکرسکا فرمایا
او ملعون اگر جسم تیرا اصلی ایسا ہی ہے تو بیشک اسم اعظم سے کچھ نہوگا کہ اسم اعظم رد سحر کے لیے ہے
مگر معلوم ہوا کہ تو در اصل رد مین تن ہی ہے اس سبب سے اسم اعظم نے کام نہین دیا اچھا خواجہ ان دونون کو
جس طرح چاہو قتل کرو یہ سیہ دل ہے راہ پر نہ آئینگے اور اگر یہ تجھ سے نہ قتل ہو سکے تو واقع مین بانہلے
عیاری چھین لونگا اور اگر مجھے انکو قتل کر ڈالا تو اسقدر انعام دونگا کہ آج تک نہ صاحبقران ولی
نے عمرو کو دیا ہوگا نہ صاحبقران ثانی نے عمرو ثانی کو دیا ہوگا نہ بدیع الملک صاحبقران نا
نے تجھن دیا ہوگا خواجہ خضران نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جواب یہ دونون مجھ سے بچین یہ کہکر دونون کو بیہوش
کر کے زنبیل مین ڈال دیا اور اپنے ساتھ کے عیارون سے کہا کہ لطف تو یہ ہے کہ انھین تیجل سے
انھین کے لشکر مین قتل کرین جس کرادہ مین اس ملعون نے سکندر دیرہ نشین کو جلایا ہے اگر اسی مین
اس ملعون کو بھی مع خلخال جادو نہ جلایا تو نام اپنا خضران نہ پایا اور صاحبقران سے عرض کی کہ
حضور اپنے یہان یہ بات مشہور کرا دین کہ دونون قیدی چھوٹ گئے اور عیارون کو گرفتار کر لیگئے
فرمایا مین تو جھوٹ نہ بولونگا تم عیارون کے ذریعہ سے یہ خبر مشہور کرو مین دخل نہ دونگا خضران نے
عرض کی کہ بہتر یہ باتین چپکے چپکے ہوا کین بعد اسکے خضران رخصت ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر
آئے اور اک خیمہ مین گئے صرف طیفور کو ساتھ لے لیا طیفور کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور گلیم
اوڑھ کے دروازہ خیمہ سے باہر نکل آئے عیارون نے اندر خیمہ کے شور کیا کہ خواجہ
اور طیفور بادیہ گرد کو کوئی لے گیا کچھ تو روتے پیٹتے بارگاہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اور
کچھ عیار ادھر چرچے کرنے لگے کہ چلو اور عیاری کر کے خواجہ کی رہائی کی کوشش کرو یہ چرچا اسقدر
ہوا کہ تمام اہل اسلام بھی پریشان ہو گئے اور ہرکارے لشکر کفار سے یہ خبر لیکر جانب ساریق بن
لقا روانہ ہوئے اور اطلاع کی کہ ملکہ خلخال جادو و فرتوت جادو کے چھڑانے کو آئی تھی عمر
ثالث نے انکو بھی اسیر کر لیا تھا مگر انھون نے ایسا سحر کیا کہ نہ اسم اعظم نے کام دیا نہ بہ قید رہ سکین
فرتوت آتش زبان کو بھی ساتھ لیا اپنی قید بھی توڑی اور خضران کو مع عیار صاحبقران اسیر
کر کے نکل گئین یہ سنکے ساریق اچھل پڑا اور سنجگان کے سر پہ دھول مار کے کہا کہ دیکھا تو نے
مین نے کیسی تقدیران خدا پرستون کی بنا کے بگاڑ ڈالی سنجگان خاموش ہو رہا کہ شاید ایسا ہو گر لیکن
اسکے گواہی دی تمام لشکر مین شادیانے بجنے لگے متواتر ہرکارے آرہے تھے اور یہی خبرین
لا رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ عیار دوڑنے پھرتے ہین بارگاہ سلیمانی مین سب سردار عمر ثالث کے
لیے افسوس کر رہے ہین بادشاہ کا حکم ہے اب بارگاہ کے باہر کوئی نہ نکلے اس لیے کہ دونون قیدی

چھوٹ گئے ہیں ایسا نہو کوئی آفت برپا کریں جو بارگاہ کے باہر جائے گا وہ اسیر بلا ہوگا جب متواتر خبرین
سنیں تو بختگان کو بھی یقین آچلا ساحران لشکر کفار نہایت خوش ہوے اور ساحران لشکر اسلام
نے عہد کیا کہ اگر ایسا ہی ہے تو ہم جا بیٹھینگے مگر اپنے امکان بھر شاہ عیاران کے چھڑانے کی کوشش کرینگے
یہ صلاح کر کے چاروں ساحر آمادہ ہو کے بیٹھے بلکہ تمام اہل اسلام کو سوا امیر عالی مقام کے اس بات
کا افسوس تھا کہ خواجہ نے اتنا بڑا کام کیا کہ سب لشکر کی جان بچائی ورنہ ابتک سب پھنک گئے ہوتے
لیکن تقدیر برگشتہ تھی کہ آخر خواجہ بھی گرفتار ہوگئے بعد خواجہ کے ہم سب اسی طرح جلا دیے جائینگے
جس طرح سکندر دیرہ نشین گڑھا میں کود کے جل گیا یہاں تو یہ حالت ہے اور وہاں کا حال سنیے کہ
سماریق بالائے قیطون اس انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ خلخال جادو آتی ہوگی کہ اکبارگی جانب صحرا سے
اک عیار دوڑتا ہوا آیا اسکو بختگان نے اسلیے بھیجا تھا کہ خلخال جادو نے اک ستارہ
سحر صحرا میں بنا دیا تھا اور سماریق سے کہدیا تھا کہ جس وقت یہ ستارہ نابود ہو جائے تو سمجھ لینا
کہ میں زندہ نہیں ہوں یہ عیار بختگان کے کہنے سے ستارہ کو دیکھنے گیا ہوا تھا اسنے آکے بیان کیا کہ ستارہ
اسی طرح قائم ہے اب بختگان کو بھی یقین ہوا کہ بیشک ملکہ خلخال جادو نے خضران کو گرفتار
کیا ہوگا اور آپ رہا ہو گئیں وہاں خضران نے جب اس خبر کو مشہور کرا لیا تو صحرا میں جا کر سبز مندی
زمین سے نکالی اور نئی وضع سے تیار کی اور سائبان اور سنگل ایک قائم کر کے اپنی صورت
تو خلخال جادو کی بنائی اور طیفور نے اپنی شکل زلوخا آتش زبان کی بنائی اور ذرقوت
آتش زبان کو طیفور کی شکل بنایا اور خلخال جادو کو خضران کی شکل بنا کے کیسہ
عیاری کے اسکے گلوں میں ٹھونس دیے کہ بول نہ سکیں اور لکے زبانوں سے کھینچ لیا اور بید دونو
سنگی میں بیٹھ کر جانب قیطون سماریق بن بقا روانہ ہوے وہاں سماریق نے دیکھا کہ جانب
آسمان سے اک لالہ ابر شفق گون نمودار ہوا اسنے پہلے سے شور کیا کہ ملکہ خلخال جادو تشریف
لاتی ہیں یہاں سے تمام ساحر برائے پیشوائی روانہ ہوے یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے
جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور سامنے بادشاہ اسلام کے بیان کیا سرداران اسلام نے
صاحبقران عالی مقام سے عرض کی کہ حضور کا کیا قصد ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میں اپنی
زبان کا پابند ہوں کیوں خضران نے ان دونوں کے قتل کی ذمہ داری کی اگر خضران میرے
سامنے آئیگا تو مانے عیاری کے بجھوا کر بارگاہ سے نکلوا دونگا مجھے اس سے بحث نہیں کہ وہ
قتل ہو یا زندہ رہے یہ سنکے سب نے سر جھکا لیے لیکن آخر سرداروں میں سے کہتے تھے کہ واقع میں
جیسا خواجہ عمرو کہ گئے ہیں امیر میں مروت کا نام نہیں ہے اور وہ سچ ہے خضران نے کتنا بڑا کام
کیا اور عوض اسکا یہ ہے کہ کوئی رہائی کی فکر میں بھی نہیں جاتا بلکہ حکم قطعی ہے کہ جو خضران کی رہائی کو جانے کا
قصد کرے وہ پھر میرے لشکر میں آنے کا ارادہ نہ رکھے نہ مجھکو اپنا دوست جانے بلکہ آج سے مجھکو اپنا
دشمن سمجھے سردار بھی ملال کی حالت میں گردنیں جھکائے بیٹھے ہیں اور عیار بھی جا بجا رو رہے ہیں
لہٰذا یہ ہاتھ پاؤں ہلانے سے کچھ کام چلتا لیکن افسوس کہ بخوف صاحبقران کچھ نہیں کر سکتے ساحروں
نے بھی اپنے ارادے ملتوی کر دیے کہ بغیر خوشنودی صاحبقران سے کام جب انہیں کی رائے و
مرضی نہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ جا کر لڑیں اور اپنی جانیں دیں مرے تو دنیا سے گئے اور جیتے رہے
تو مورد عتاب صاحبقرانی ہوے عیاران لشکر سماریق یہ خبریں بھی لیکے جانب لشکر کفار روانہ

ہوئے وہاں تمام ساحر پیشوائی کرکے فرتوت اور خلخال نقلی کو لشکر میں لائے شادیانے بجنے لگے
عیاروں نے جاکے کہا کہ صاحبقران بھی ناراض ہیں اور فرماتے ہیں کہ خضران کی مدد کو جو جائے گا
وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب اطمینان ہوگیا کہ کوئی خضران کے چھڑانے کو بھی نہ آئیگا کہا ابھی
کہہ رہے تھے کہ امیر بڑے محسن کش ہیں الحاصل خلخال جادو نے کہا کہ جلد کڑاہ گرم کرو کہ میں ان دونوں کو
جلا دوں اور اسکے بعد لشکر اسلام کی باری ہے آج ہی سب کو پھونک دونگی ان خداپرستوں نے
بڑا سر اٹھایا ہے فرتوت ایسے ساحر کو اسیر کر لیا اور میں بڑے رہائی کی تو تجھے بھی گرفتار کر لیا
دیکھو تو اسکا کیسا عوض لیتی ہوں ایک خداپرست کو تو زندہ نہ چھوڑونگی ساحر جلدی جلدی لکڑیاں سلگانے
لگے اور تیل گرم ہونے لگا سارلق بھی تیطول سے اتر کے آیا اور خلخال جادو سے کہا کہ ای باعث
خداوندی سارلق بے مثل و جواب نہیں ہے یہ ملعون بھی نہایت خوش ہے اور ساحروں کا گرد کڑاہ کے ہجوم ہے
لیکن باوجود ممانعت کے قران ثالث اک ساحر کی صورت بنا ہوا ساحروں میں ملا کھڑا ہے کہ اگر
خضران جلائے گئے تو جہانتک ہوسکا اس ملکہ کو بھی ٹانگ پکڑ اکے کڑاہ میں ڈال دونگا اور اگر
کچھ ممکن نہوا تو اپنی بھی جان دیدونگا اگر صاحبقران ناراض ہونگے تو ہوں جب زندگی سے ہاتھ
دھو لیا تو خوف کاہے کا ادھر خندق نقب زن بھی اسی ہیئت سے ساحروں میں ملا ہوا کھڑا تھا کہ جانتک
ہوسکا اپنے استاد طیفور بادیہ گرد کو بچاؤنگا ورنہ اپنی بھی جان گنواؤنگا اتنے میں تیل گرم ہوکر کھولنے لگا
اور خلخال نقلی نے آواز دی کہ ایہا الناس دیکھو آج وہ شخص جلایا جاتا ہے جسکے خوف سے زمین و آسمان
تھراتے تھے یہ کہکر پہلے تو خلخال جادو کو جو خضران کی شکل بنے ہوئے تھے کڑاہ میں ڈال دیا اسکے
بعد فرتوت آتش زبان کو کہ یہ طیفور کی صورت بنا ہوا تھا اٹھا کے کڑاہ میں ڈال دیا یہ دونوں
کڑاہ میں گرتے ہی جلنے لگے چراہند جیسی لاشوں کے تڑپنے سے تیل جو اچھلا بہت سے ساحر جل گئے
قران ثالث اور خندق نقب زن نے کہ موقع بنا پایا تو خود ساحروں کو جو نزدیک تھے ہاتھ دے دے کر
کڑاہ میں ڈالنا شروع کیا ساحر گر گر کے جلنے لگے اور مرنے سے فرتوت آتش زبان اور خلخال جادو
کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری ہوئی برف باری ہوئی آوازیں گیرودار کی
آنے لگیں چونکہ تاریکی پھیلی ہوئی تھی کچھ سوجھ میں نہ آتا تھا خندق نقب زن اور قران ثالث نے
دو دو ساحروں کو کڑاہ میں ڈال دیا اور پھر بھاگنے کا قصد نہ کیا کہ اب جانا بیکار ہے یہیں مرجانا بہتر ہے یہاں
جائینگے تو صاحبقران قتل کروا دینگے ہم سے اور جتنوں کو جلایا جلے جلاد و آخر تو تمہارا بھی حال
ہونا ضرور ہے ادھر آوازیں آنا شروع ہوئیں کہ گشتی مرتا من خلخال جادو و فرتوت آتش زبان
خداوند ساحران بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ابھی سب حیران ہوئے کہ یہ کیسا
معاملہ ہے عیاروں کے مرنے سے علامات سحر کیوں پیدا ہوئے اور نام خلخال جادو اور فرتوت
جادو کا کیوں لیا گیا سنگان نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ اے سارلق جلد تیطول کی طرف بھاگ ورنہ
تیرا بھی اسیوقت خاتمہ ہے یہ خلخال جادو نہیں بلکہ وہی مرشد ہیں جنسے میں ڈرتا ہوں ادھر خضران نے
نعرہ کیا کہ باش ای گروہ ساحران دیکھا تمنے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار سبک طرار برق رفتار وتیز زبان یعنے خواجہ خضران و کیسو عیاری اسکا نام ہے کس طرح
یاران حرامزادوں کو جنہیں تم خداوند ساحران کہتے تھے ادھر طیفور نے نعرہ کیا کہ سرکردہ دالردانہ و سبز کہ ندانہ
النشاند کہ منم طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران عالیشان اے ساحران عالم آگاہ ہوکر میں نے سات برس

کے بس میں ساحران طلسم ابلق کی جو کڑی بجلادی تھی تب دو رنگ ایسے ساحر زبردست کو وہ دھوکے دیئے
ہیں کہ اسنے اپنا منہ پیٹ لیا ہی بس یہ کلمات سنتے ہی رنگ ساحروں کے اڑ گئے حواس باختہ ہو گئے گر
سباریق کو تو سنکے سخنگان جانب قسطول فرار ہوا اور یہاں منڈھی پر گولے اور تیغ اور نار سنج
برسنے لگے ادھر خواجہ خضران نے اور طیفور نے حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے ادھر
قران ثالث اور خندق لقب زن نے بھی باکر حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے
ساحروں کے منہ ہاتھ جلنے لگے جس ساحر نے منڈھی میں گھسنے کا قصد کیا انٹا ہو کے ٹلک گیا خضران
نے اسے خنجر مارا اور بیہوش کر کے کڑاہ میں ڈال دیا گیرنگ جادو نے قران ثالث اور خندق
لقب زن کو سحر کے پکڑ لیا اور لیکر چلا کہ میں ان دونوں کو پھونک دوں جیسے ہی قریب کڑاہ
کے پہونچا خضران نے جال مارا گیرنگ جادو بھی کھنچا ہوا چلا آیا خضران نے قران ثالث
اور خندق لقب زن کو تو جال سے چھڑا کے پاس اپنے بٹھالیا اور گیرنگ جادو کو بھی اٹھا کے کڑاہ
میں ڈال دیا کہ یہ بھی جل کے خاک ہوا قریب دو ہزار ساحروں کے پھونک دیئے گیرنگ جادو کے
مرنے سے ساحر بھاگے کہ یہ بلا سے ہم ہیں اس سے بھاگنا بہتر ہے خضران نے جال الیاسی مار مار کے
خوب اسباب ساحروں کا لوٹا اور وہاں سے منڈھی کو اڑاتے ہوئے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
ہرکاروں نے ان تمام واقعات کی خبر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام سے جا کے بیان کی اور تمام
اہل اسلام کو آگاہ کیا امیر تو راز سے واقف ہی تھے بہت ہنسے لیکن تمام اہل اسلام کو تسکین
ہوئی جس قدر غم تھا اتنی ہی خوشی ہوئی بادشاہ نے استقبال خضران کے واسطے شاہان ہفت
ملک کو روانہ کیا جس وقت خضران نے یہ عزت افزائی دیکھی نہایت مسرور ہوا اور آکر پایہ تخت
بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ آج جیسی عزت افزائی اس غلام کی ہوئی ہے کبھی کسی عیار کی نہوئی
تھی خداوند جل شانہ اس تخت کو آباد رکھے اور ترقی اقبال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ
سوا تمہارے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ اس طرح کی عیاری کرے تم اپنے باپ دادا پر بھی فوق
لے گئے خضران نے عرض کی کہ یہ لڑکا طیفور بادیہ گرد اپنے زمانے میں مجھ سے بہتر عیاری
کرے گا اور اب میری ضرورت نہیں پائی جاتی طیفور کافی ہے لہذا اب اگر مجکو اجازت خانہ کعبہ
عنایت ہو تو بہتر ہے کہ نہیں معلوم وہاں میرے آقا شاہزادہ بدیع الملک کس حالت میں ہیں بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمہاری جدائی ابھی شاق ہے مگر مجبوری ہے کہ دشمنوں سے کوئی مقام خالی نہیں ہے
اور وہاں بدیع الملک خدا جانے کس حال میں ہیں بیشک تمہارا جانا ضرور ہے لیکن تم اپنے سامنے
جسے مناسب جانو اپنا قائم مقام کرتے جاؤ خضران نے عرض کی کہ میں ایک جلسہ بہت بڑا کروں گا
بعد جلسہ کے جاؤں گا اسی جلسہ میں بانے عیاری طیفور کے سپرد کروں گا اور اپنا جانشین استاد مقرر
کروں گا اور ایک بات ایسی کروں گا جو آج تک نہ والد ماجد نے کی ہوگی نہ دادا صاحب نے سب
حیران تھے کہ اب یہ کیا کام کرنے والے ہیں بادشاہ اسلام نے بہت بھاری خلعت اور ایک کروڑ
اشرفیاں بطور انعام کے عطا فرمائیں اور امیر باتوقیر نے بھی ایسا خلعت دیا جو آج تک کسی کو نہ ملا تھا
اسکے بعد تمام سرداروں نے دینا شروع کیا یہاں تک کہ بارگاہ سلیمانی میں ایک طرف جواہر کا ڈھیر
دوسرے جانب اشرفیوں کا ڈھیر تیسرے جانب روپیوں کا انبار لگ گیا اسکے بعد تمام اہل لشکر
نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم سب بھی ایک ماہ کی تنخواہ خواجہ کے نذر کرنا چاہتے ہیں کہ

خواجہ نے ہم سبکی جان بچائی ہے خواجہ نے کہا کہ جو جسکی توفیق ہوتی ہے منع نہیں کرنا الغرض سب نے ایک
ایک مہینے کی تنخواہ لاکے داخل کی خواجہ نے یہ رقم بھی بارگاہ سلیمانی میں انبار کرادی یہ رقم اسقدر
جمع ہوئی کہ حساب ممکن نتھا اب خواجہ خضران نے اُس تمام رقم کے چار حصے کیے بڑا حصہ آپ
لیا اور اُس سے چھوٹا حصہ حضور کو عنایت کیا اور ایک حصہ کل عیارون کو تقسیم کر دیا اور ایک
حصہ خدمتگارون اور سپاہیون کو تقسیم کر دیا اس سخاوت پر خضران کی سب نے آفرین کی اور
کہا کہ واقع مین یہ بات خضران سے ایسی کی ہے کہ نہ کبھی عمر اول نے کی تھی نہ عمر ثانی نے اسکے بعد
خضران نے بڑھ کے عرض کی کہ ظل اللہ نے جہان اتنی عزت اس خانہ زاد کی بڑھائی ہے اگر ایک
بات اور منظور فرمایں تو بعید از بندہ پروری نہوگا اور غلام کی عزت منظر خلایق مین اور زیادہ
ہوگی فرمایا خواجہ بیان کرو خضران نے عرض کی کہ جو جشن آئین کرنے والا ہون اسمین اور آخر ان
کہ دعوت بھی اس غلام کی منظور فرمایئے بادشاہ نے اقرار کیا اب صاحبقران سے یہ عرض کی حضور
بھی عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ جب ظل اللہ نے تمہارا کہنا رد نہین کیا تو مجھے
کب انکار ہو سکتا ہے خضران نے عرض کی کہ یہ دعوت مع لشکر مبذول ہو اُس وقت صاحبقران
نے تامل کیا اور فرمایا کہ خواجہ اتنا بار تم پر ڈالنا مجھے گوارا نہین ہے خضران نے عرض کی کہ غلام
آپکا ایسا محتاج نہین ہے کہ ایک دعوت بھی لشکر کی نہ کر سکے آپنے سنا ہوگا کہ ایسی ہی دعوت
دادا صاحب نے قرب غازی کی شادی مین کی تھی یہ تو نئی بات نہین ہے صاحبقران اول نے
بھی دعوت قبول فرمائی اسی طرح حضور بھی میری عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے بھی منظور
فرمایا بعد صاحبقران کے خضران صاحبقران اوسط یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف مخاطب
ہوے اور عرض کی حضور کیا ارشاد فرماتے ہین سکندر نے مسکرا کے کہا کہ خواجہ ہم اس شرط
پر دعوت تمہاری قبول کرتے ہین کہ کوئی تحفہ ہشت سارلق کا ہمین دینے کا وعدہ کرو خضران
مطلب سکندر کا سمجھ گیا اور کہا کہ آپ اطمینان رکھیے ایسا تحفہ دونگا کہ خوش ہو جایئے گا جب
شہنشاہ صف شکن کی نوبت آئی تو انھون نے بھی یہی کہا اور منظفر غازی اور وحید الملک نے
بھی یہی کہا سکندر کے کہنے سے سبکو اپنی اپنی معشوقہ یاد آگئی اور خضران سے در پردہ اقرار
لیا اور سرداروں کی جو نوبت آئی وہ توبہ سمجھے نہین کہ ان لوگون نے اپنی اپنی معشوقہ کو طلب
کیا ہے بلکہ سمجھے کہ کوئی تحفہ ہوگا سبنے خواجہ سے یہی سوال کیا خواجہ نے سب سے اقرار کر لیا
اب عیارون سے حکم دیا کہ تمام لشکر مین اطلاع کر دو کہ فلان تاریخ تم سبکی دعوت خواجہ
خضران کے یہان فلان صحرا مین ہے جسکو آنا ہو وہ پہر دن چڑھے سے پہلے آجاے اور جو دیر ایگا
اُسپر جرمانہ کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران سے اجازت لیکے کل عیارون کو اپنے ہمراہ
لیکر جانب صحرا روانہ ہو گئے اور اک مقام کو پسند کرکے بارگاہ دانیالی زنبیل سے نکالکے
استادہ کی اور درجے قایم کیے باورچی خانہ آبدار خانہ سبندی خانہ سب مقامات درست
کرنے کے بعد پخت کا انتظام کیا ایک جانب عرب کے مذاق کے موافق عمدہ اور لطیف غذاءیں
تیار کرنا شروع کین ایک طرف ہندوستان کے موافق کھانے پکنے لگے لڑھانیان چڑھ
گئین پکوان تیار ہونے لگا مٹھائیان بننے لگین غرضکہ ہر شہر و دیار کے موافق کھانا پکنے لگا اور
سب سے پہلے سواری بادشاہ اسلام کی معہ اراکین خواجہ تمام عیارون کو لیکر برا سے

باستقبال روانہ ہوے اور لاکر صدر بارگاہ مین جگہ دی اسکے بعد سواری صاحبقران کی آئی
اسکے بعد دیگرے پانچہزار پانچ سو بچپن سردار آکر جمع ہوے اب لشکر جوق جوق گروہ گروہ آنا شروع
ہوا خواجہ نے تمام لشکر کو بارگاہ مین داخل کر لیا اور بسبب سحر کے بارگاہ اسقدر وسیع
ہوئی کہ تمام لشکر بارگاہ مین سما گیا اور ایک وقت مین ہر قسم کا کھانا ہر جگہ پہونچ گیا جب
کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے طیفور گایا
اسکے بعد خواجہ خضران گانے لگے کہ ہر ایک کو محو کر دیا جب وقت نماز صبح کا آیا تو محفل برخاست
ہوئی خوابگاہین آراستہ تھین سب سردار نمازین پڑھ پڑھ کے خواجہ سے رخصت ہونے لگے
خضران نے کہا کہ جس بات کے لیے مین نے یہ جشن منعقد کیا تھا وہ تو رہ گئی ابھی کوئی صاحب
تشریف نہ لیجائین یہین آرام فرمائین خضران کی خاطر سے مع بادشاہ کل سردار یہین فروکش
رہے جب بیدار ہوے پھر دسترخوان کھا بادشاہ اسلام نے خضران کی عالی ہمتی پر آفرین کی
اور فرمایا کہ خواجہ تمھاری ہی خوش انتظامی ہے کہ مین نے سنا ایک وقت مین تمنے کل لشکر کو
کھانا تقسیم کرا دیا جب دسترخوان برخاست ہوا تو خضران نے درمیانی قناتین ہٹوا دین
تمام بارگاہ ایک ہو گئی جس وقت کل لشکر موجود تھا وسعت اس بارگاہ کی دیکھکر سبکے ہوش
اوڑے کہ اتنی بڑی بارگاہ تو کسی سردار کے پاس بھی نہین انتہا یہ ہے کہ صاحبقران پاس بھی بجز
بارگاہ سلیمانی جو وسعت رکھتی ہے وہ اسقدر نہی کہ اندر اس بارگاہ کے سحر تاثیر نہین کرتا ہے لیکن
یہ بات نہین کہ جتنا چاہو وسیع کر لو اس وقت خضران نے سب عیارون کو ایک جا جمع
کیا اور کہا کہ ایسا لناس مین تو اب تم سب سے رخصت ہو کر خانہ کعبہ جانے کا قصد رکھتا ہون
لہذا اپنا تمام سامان عیار صاحبقران مہتر طیفور بادیہ گرد کو کرتا ہون اور جس وقت یہان سے
جانے لگونگا اس وقت باندھنے عیاری اسکے سر کرونگا کہ اس سے بہتر کوئی عیار لشکر اسلام مین
نہین ہے یہ وہ ہے جسنے سکندر دیو نشین کو آتش سحر سے بچایا اور ساتھ سکندر کے
عروس جادو کو بھی گرفتار کر لایا یہ ایسی عیاری کی کہ مین بھی اس کے شر طرار اور فرتوت
آتش زبان کی گرفتاری مین بھی یہ میرا شریک رہا اور مین اسکی رائے پر کاربند رہا یہ فرما
کے خواجہ نے سب کے سامنے طیفور بادیہ گرد کے سر پر شملہ باندھا اور بادشاہ اسلام
کی سرکار سے شاہ عیاران کا خطاب عطا ہوا تمام عیارون نے نذرین گذرانین جب ان تمام
امور سے فراغت حاصل ہو چکی تو پھر صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے غزلین مجرا کیا آخر
مین طیفور اور خضران مل کے گانے لگے اسی اثنا مین سکندر رستم خو نے فرمایا کہ خواجہ ہم سے
جو وعدہ ہوا تھا وہ وفا نہین ہوا خضران نے عرض کی کہ معاف فرمائیے گا اسلیے کہ مین بھول گیا
اب ابھی یہ کہکر گانا ختم کیا اور پھر بارگاہ مین قناتین لگا کے درجے تمام کر دیے گئے اور
خواجہ نے تمام عزیزان صاحبقران کو ایک جا جمع کر کے پیٹے زنبیل سے ملکہ سپہر آرا کو
نکالا اور شاہزادہ سکندر رستم خو کے سپرد کیا بعد اسکے مہر آرا کو شہنشاہ صف شکن
کے حوالے کر دیا اسکے بعد انجم آرا کو واجد الملک کے سپرد کیا اور اختر آرا کو مظفر غازی کو
دے کر صاحبقران سے عرض کیا کہ جب چارون شاہزادے قید ہو کر بہارستان مغرب سے
گلستان باختر مین آ گئے تھے تو ان شاہزادیون سے عشق ہو گیا تھا لہذا مین انکو بھی

باغ بہشت سے لیتا آیا تھا صاحبقران نہایت خوش ہوے اس وقت شاہزادہ داراب ثانی نے
نے ہنسکر کہا کہ خواجہ ہم لوگون کا خیال تمکو نہوا خضران نے کہا کہ مجھے تو سبھی کا خیال رہتا ہی مگر میرا
خیال آپ صاحبون کو کم ہوتا ہی یہ کہکر زنبیل سے اُن نازنینون کو نکالنا شروع کیا جو حورین مقرر کی گئین
تھین اور ہر ایک سردار کے حوالے کرنا شروع کین یہ بھی تو حسین تھین جو رہ گئے تھین وہ رُفقا پر
تقسیم کرا دی گئین یہ سب بچے بڑے کپڑے پہنے تھین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ اسی
لباس کے قابل تھین خضران نے عرض کی کہ حضور مین غریب کسکے گھر سے اتنا روپیہ لاتا کہ انکو لباس
نفیس پہناتا امیر نے فرمایا کہ انکا لباس کیا تھا خضران نے کہا وہ بقیمت مل سکتا ہو فرمایا لاؤ قیمت
علیحدہ کہا پہلے انکی قیمت تو دیجیے فرمایا سب ایک ہی مرتبہ ملجائیگی اسوقت خواجہ نے لباس
زیور سب نکال کے دیا اور ایک ایک پرچہ پر قیمت سب چیزون کی تحریر کرکے دستخط لے لیے
اور رقعے اپنے پاس رکھ لیے کہ وقت فرصت مین جاکر خزانچیون سے روپیہ وصول کر لیا جائیگا
اب صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہو کر لشکر مین آئے شاہزادیون کو ناموس مین داخل کردیا
خضران نے جاکر روپیہ وصول کیا اور طیفور کو تعلیم کرنا شروع کیا جہان اور فنون عیاری تعلیم
کیے منجملہ اُسکے یہ بھی سمجھایا کہ ان لوگون کو مار آستین سمجھنا اولاد صاحبقران مین مروت نہین
ہی یہی سبب تھا کہ مین نے باغ بہشت مین فرتوت آتش زبان کو قتل نہین کیا نہ گرفتار
کرکے لایا کہ ایسا نہو نیکی کا ثمرہ بدی ہو جائے اس وقت مین تمہین ایک نقل سناتا ہون اسے گوش
دل سے سُن رکھو خواجہ جو ہمارے تمہارے دونون کے جد امجد تھے بچپن سے امیر حمزہ صاحبقران
کے ساتھ کھیل کے بڑے ہوے ہر صحبت وراحت مین ساتھ رہتے جب امیر اسی ملک باختر مین
پہونچے اور لقا کے مقابلے مین فوج کشی شروع ہوئی تو اک فرزند خواجہ عمرو کا آیا نام اُسکا سکندر تھا
عیار انگیز تھا وہ عیاری کرکے لشکر کفار سے اپنے باپ کو چھڑا لایا آس بن الوس نے تیر مارکر سکندر
مار گیا ادھر خواجہ عمرو لیے سے چھوٹ گئے انکو اپنے فرزند کا ایسا صدمہ ہوا کہ عیاری کرکے آس
بن الوس کی ناک کاٹ لی بختیارک نے آس بن الوس کو سمجھایا کہ تو امیر سے شکایت کر جب
امیر سے اس بات کی شکایت ہوئی تو صاحبقران نے عمرو کی قتل کا حکم دے دیا اور کچھ مروت
نہ کی نہ ساتھ کھیل کے بڑے ہونے کا خیال کیا نہ رفاقت پر نظر کی نہ یہ پاس کیا کہ کافر کے عوض
اک مسلمان کو قتل کر ڈالتا نہ اس بات پر نظر کی کہ پہلے اسنے عمرو کے فرزند کو قتل کیا تھا اور عمرو
نے تو خون کے عوض مین خون نہین کیا بلکہ صرف ناک کاٹ ڈالی تھی اے طیفور یہ لوگ بڑے
بےمروت ہین انکو اپنی بات کے آگے کسیکا خیال نہین ہوتا یہ سُنکے طیفور کے دل مین عادل
کیوان شکوہ کی جانب سے اک خوف پیدا ہوگیا اور کہا کہ واقع مین نوکری اژدہے کی جڑ ہی
ان رئیسون کی دوستی پر کبھی بھروسا نہ کرے بعد اسکے خواجہ خضران نے گانے مین جو کچھ
کسر تھی وہ بھی نکال دی اب یہ طیفور کی تعلیم و تربیت مین مصروف ہین لیکن صاحبقران
عالی شان اعدنے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اس موقع پر ناموس کا ساتھ رکھنا مناسب
وقت نہین ہی ایک مہتاب ہلال ابرو کے باعث سے کتنی لڑائیان ہوچکی ہین یہ وقت
نازک ہی لوگ دو دو بڑے بڑے ساحر مارے جاچکے ہین لیکن ابھی بہت سے ساحر تیغ مین
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ نہایت مناسب ہی اور اُسی وقت یہ تجویز ہوا کہ قلعہ بہار مین

ان سبکو بھیج دیا جاے اور نیب مغزلی کو محافظ قرار دیا غرضکہ اُسی وقت سب شاہزادیون کو محافون مین
سوار کرکے نیب مغزلی کی حفاظت مین تمام شاہزادیان کو جانب قلعہ بہار روانہ کردیا جس وقت نیب
مغزلی بہارستان مغرب مین پہونچا اور خبر جناب شاہ مغزلی کو ہوئی کہ فرزند میرا نامور صاحبقران
کو ہمراہ لیے ہوے آتا ہی جناب شاہ نے اُسی وقت قلعہ بہار کی آراستگی کا حکم دیا اور خود برا۔ے
استقبال مع سواری و استقبال روانہ ہوا اور نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ شاہزادیون کو لاکر قلعہ بہار
مین اُتارا نیب مغزلی ان سب کو پہونچا کر خیریت نامہ لیکر یہان سے روانہ ہوگیا لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر کافوریہ کے بیان ہوتے ہین

یہ بیان شنواے جدم راستان ہے کہ باز آمدم بر سر داستان ہےسلوی بیان کرتا ہی کہ حاکم شہر
کافوریہ ملک کافورشاہ آئینہ پرست اور خورشید زرین کمر مالک شہر زرینہ سے بسبب ہم مذہب
ہونے کے بہت ارتباط بڑھے ہوئے تھے جس وقت مین کہ ملکہ مہتاب حور جمال کا پانچ برس کا سن تھا تو
کافورشاہ نے اپنے فرزند کے ساتھ شادی کی درخواست کی تھی خورشید زرین کمر نے
بیان کیا تھا کہ جسوقت یہ دونون ہوشیار ہو جاینگے اُس وقت یہ تذکرہ زیادہ مناسب ہوگا ابھی
مین وعدہ نہین کرتا اسلیے کہ جب تک یہ سن تمیز کو پہونچین نہین معلوم زمانے کی کیا روش ہو کافورشاہ
خاموش ہو رہا تھا جب سن مسرورشاہ بن کافورشاہ کا اٹھارہ اُنیس برس کا ہوا تو یہ پہلوان زبردست
نکلا بہت سے پہلوانون کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا کافورشاہ کو فرزند کی شادی کا پھر خیال
آیا خورشید زرین کمر کے پاس کہلا بھیجا کہ اے برادر اب وعدہ وفائی کا وقت آگیا لہذا شادی اپنی
دختر کی میرے فرزند سے کردو اسلیے کہ میرا فرزند بھی جوان ہوا اور تمھاری دختر بھی اب نوجوان ہوگئی
لہذا شادی ہو جانا مناسب ہی اس طرح کا مضمون تحریر کرکے اپنے وزیر کو دیا اور مہتر سحر خیز عیار
کو وزیر کے ساتھ کرکے جانب شہر زرینہ روانہ کردیا جس وقت ہوشیار کافوری وزیر کافورشاہ
داخل شہر زرینہ ہوا اور خبر خورشید زرین کمر کو ہوئی کہ وزیر شہر کافوریہ آتا ہی تو خورشید نے
ارکان سلطنت کو استقبال کے واسطے روانہ کیا کہ عزت کے ساتھ لائے ہوشیار کافوری نے
بعد نذر گذراننے کے نامہ پیش کیا خورشید نے نامہ پڑھا کچھ دیر سکوت کیا کہ اگر حال ملکہ کا
بکستا ہون باعث توہین ہی لہذا جواب مین تحریر کیا کہ اے برادر چونکہ بھائی ملکہ کا قاف مین ہی
اور اسکی عدم موجودگی مین شادی کر نہین سکتا لہذا جبتک طیمور شیر سرور بہ بستان سے واپس
ہوکر بہدہ دنیا پر نہ آئے گا اُس وقت تک مین ہرگز شادی نہین کرسکتا یہ جواب تحریر کرکے
ہوشیار وزیر کو دے دیا لیکن مہتر سحر خیز جو ہمراہ آیا تھا اُسنے خفیہ طور سے حالات دریافت
کرلیے تو معلوم ہوا کہ ملکہ یہان نہین ہی بلکہ خداپرستون کے لشکر مین ہی سارے لوگ پرست اُسکو چھین
لے گئے تھے اُنسے خداپرستون نے چھین لیا اُسنے یہ سب حالتین وزیر سے بیان کین وزیر
دل مین لیے رہا اور بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے شہر کی جانب روانہ ہوا اور جواب نامہ کافورشاہ
کو دیکر سب حالات سے زبانی مطلع کیا اُس وقت کافورشاہ نے تیاری لشکر کا قصد کیا اور
یہ ارادہ ہوا کہ جاکر خداپرستون سے لڑون اور ملکہ کو چھین لون اُس وقت عیار نے عرض
کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر لشکر اسلام مین دریافت کرون اگر ملکہ ہو تو اُسے چھڑا لاؤن یون

لڑنے میں بہت کشت و خون ہوگا اور پھر کیا معلوم فتح کسکی ہو اسلیے کہ خدا پرستوں کا چار دانگ عالم
میں شہرہ ہی کہ انسے لڑکر کوئی بہرہ ور نہین ہوا ہی بادشاہ نے اسکی پسند کی اور مہتر سحر خیز سے
کہا کہ اگر تو ملکہ کو لے آئیگا تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ مالا مال کردونگا یہ سنتے ہی مہتر سحر خیز نے
چند عیار اپنے ساتھ لیے اور کوچ کرکے جانب ملک بہار لقیہ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو صورت
اپنی عاجیت کی بنائی اور پہلے لشکر سار ذیق میں پھیری لگائی ایک ایک خیمہ ڈیرہ ڈھونڈھ ڈالا جب
کہیں ملکہ کا ذکر بھی نہ پایا تو پھر لشکر اسلام میں آیا اور کہا کہ ہمنے بابا خضران کے کمال کا بڑا نام سنا ہی
ہم چاہتے ہین کہ کچھ انکے تئین کچھ آئین سنائین اہل لشکر نے کہا کہ خواجہ اس وقت کرد الی
جو درے پر ہونگے وہاں جاؤ مہتر سحر خیز اسیطرح بنا ہوا کوہ اولی جو تہرے پر آیا دیکھا کہ خواجہ
کرسی پر بیٹھے ہیں اور ایک تیار اور یہ خواجہ کے کرسی پہ بیٹھا ہی باقی عیار کھڑے ہیں اچھت سامنے
جاکے سلام کیا اور کہا کہ میں آپکا نام سنکے بڑی دور سے آیا ہوں چاہتا ہوں کہ کچھ گانا سنا
اور کچھ سناؤں خواجہ نے فرمایا کیا مضائقہ بہت بہتر مہمان آیا اور آتے ہی جو کرسی پر صحبت
آراستہ کرکے اتنت کو گایا مہتر سحر خیز خوب گایا بعد اسکے خضران نے اسکو اپنا گانا
سنایا اور طیفور کو سنایا اسنے بہت تعریف کی اپنے کان پکڑ لیے اور کہا کہ واقع
میں آپ کا مثل نہیں ہی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اک عیار آیا اور اسنے خواجہ خضران سے کہا کہ
نہیب مغربی پسر نجاب شاہ مغربی جو ناموس صاحبقران کو بھگا کے قلعہ بہار کی جانب گیا تھا
گرفتار کیا آج سے اسکے خیمہ پر بھی پہرہ قائم ہونا چاہیے یہ سنتے خواجہ نے چند عیاروں کو
واسطے حفاظت خیمہ نہیب مغربی کے معین کیا اور طیفور سے کہا کہ صاحبقران نے اچھا
نہ کیا کہ ناموس کو بہارستان مغرب میں بھیج دیا یہاں کل سرداران لشکر اسلام موجود تھے اسپر
تو یہ حالت ہوئی کہ ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کی بابت اسقدر لڑائیاں ہوئیں
اتبو اور شاہزادیاں بھی مع مہتاب حور جمال وہاں گئی ہوئیں ہیں اگر کوئی سردار قلعہ پر چڑھ آیا
تو جبتک یہاں سے کوئی شخص پہونچے مردہ ہو جائیگی اس وقت ہمکو نہیں معلوم کیا ہو گیا تو لیکن
ان رئیسوں کے معاملہ میں کون دخل دے یہ سب باتیں مہتر سحر خیز نے بگوش ہوش سنیں اور جس امر
کے دریافت کرنے کو یہ آیا تھا اسے سب معلوم ہو گیا بس اسنے خواجہ سے کہا کہ اب میں رخصت
ہوتا ہوں مجھے اپنے گرو سے ملنے جانا ہی تین چار روز میں واپس ہونگا تو پھر آپ سے کچھ حاصل
کرونگا خواجہ نے اسکو رخصت کیا اسنے صحرا میں جاکر قیام کیا اور کہا کہ بھلا آنا بیکار ہوا اب بادشاہ
کے پاس خالی ہاتھ کیا جائیں کوئی تحفہ یہاں کا لیتے چلیں بہتر یہ ہی کہ وحید الملک کو اسیر کرکے
لیچلیں سنا ہی کہ دختر خورشید زرین کمر یہ بھی عاشق ہی لہذا اسکی وجہ سے ملا لشکر اسلام میں ہی
یہ تجویز کرکے شبکو یہ چلا اور صورت فقیر کی بنکر لشکر اسلام میں آیا اور قریب خیمہ وحید الملک
کے ایک مقام پر بیٹھ رہا جب دربار برخاست ہوا سب سردار رخصت ہوئے وحید الملک
اپنی خوابگاہ میں آکے آرام کیا جب زلف لیلی شب کی دراز ہوئی تو مہتر سحر خیز پشت خیمہ کی
طرف آیا قنات چاک کی بو دار سے بیہوشی کے بم اٹھائے وہ شمع پر چھڑکے کے چلے وہ دھواں تمام خیمہ
میں پھیل گیا پس یہ اندر خیمہ کے آیا اور کچھ عیاری میں بیہوشی رکھ کر قریب ناک کے
لے گیا جیسے ہی شاہزادہ وحید الملک نے اوپر کو سانس کھینچی بیہوشی دماغ میں چڑھ گئی

وحید الملک چھینک مار کر بیہوش ہوئے بس مہتر سحر خیز نے چادر چاری کہے سے کھولی اور پشتارہ باندھ کر
کے نکلا اور رات ہی کو کوچ کرکے جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا یہاں صبح کو جو باریدار ہوش میں آئے
مالک کو نہ پایا تنات چاک دیکھی تو شور و غل کیا کہ ہمارے آقا کو کوئی چرا لے گیا رضوان بن خضران کو یا اور
اسنے پتیر اعیار کا پہچانا اور آکر بادشاہ اسلام کی خدمت میں عرض کی کہ کوئی نیا عیار آیا تھا وہ چرا لے گیا
اُس وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ وحید الملک کا چوری
جانا باعث تشویش ہے جلد وحید الملک کی تلاش کرو خضران نے عرض کی کہ عیار بڑی غفلت
کرتے ہیں میں تو پا در رکاب ہوں مگر حضور جہانگ آب وہ دانہ ہو کے گا اُس وقت تک کہاں جا سکتا ہوں چنا
یہ کہکر با نہایت عیاری سے درست و چست ہو کر نشان قدم دیکھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے
وہاں مہتر سحر خیز نے جب یہ خیال کر لیا کہ اب میں بہت دور نکل آیا ہوں تو اب اپنے ایک مقام پر
قیام کیا اور سیر جا کر کچھ کھانی کا سودہ ہو تو چلو یہاں خواجہ خضران تو تعاقب میں چلے ہی آتے تھے
دیکھا کہ عیار بہت تھے اسکے ہمراہ ہیں دقت بڑی اب آگے چل کر کچھ فکر کرنا چاہیے یہ سوچ کے
اور آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر گانون ہے راستے پر گانون میں ایک سبزی بیچنے کی دکان
ہے عورت اسکی نہایت حسین ہے شوہر بیٹھا ایک درخت کے نیچے بیٹھا پیشاب کر رہا ہے خواجہ نے
پشت کی جانب سے جا کے ناک اسکی مل دی وہ تو اسی جگہ بیہوش ہوا آپ اسکی صورت بن کے
دکان پر آئے بھڑ بھوجن سے کہا دے مجھ لیٹے آنے میں روپیہ پیسا جہاں رکھا ہو جلد لا کے
کہ میں کسی درخت کے نیچے لیجا کے گاڑ دون آسنے کہا کہ روپیہ تیری ملک میں رہتا ہے میں
کیا جانوں یہ کیسے جلدی جلدی لینا زیور اُتار کے حوالے کردیا اُسے کہیں چھپا دے خضران
نے سب اپنے قبضہ میں کیا اور دیوار کی آڑ میں جا کر سب تذروشیل کر لیا اور آکے بھاڑ جھونکنے لگے
جو اسکا گرم بھڑ بھوجن بیہوش ہو لی خواجہ نے اسکو توکری کرنے میں ڈال دیا اور آپ بھڑ بھوجن بنکے
بھاڑ جھونکنے لگے اتنے میں وہ سب عیار مع شاہ وحید الملک کا لیے ہوئے آئے دیکھا کہ ایک خوبصورت
سی عورت بیٹھی بھاڑ جھونک رہی ہے ان عیاروں کو تسخر سوجھا دل لگی کرنے لگے مہتر سحر خیز آگے بڑھا
اور کہا کہ تھوڑا سا چبینا بھون دے بھڑ بھوجن نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ اگر ہو لے تو چبینا بھونوں یہ سمجھ
سامنے دوکان کے لوٹ گئے آپ نے بھاڑ جھونکتے جھونکتے ایک مٹھا بھر کے بیہوشی جو بھینکی دھوان
اسکا منتشر ہوا سب کے سب بیہوش ہو گئے خضران نے تو کیا اور آکے مہتر
سحر خیز کی مشکیں باندھیں اور ہوشیار کیا آنکھ جو کھلی تو سرہانے خواجہ خضران کو پایا جل ہوا کہ یہاں
سے آگئے خواجہ نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہاں سے آیا تھا اس وقت مہتر سحر خیز نے سارا ماجرا
بیان کیا کہ اصل یہ ہے کہ میں عیار ہوں کافور شاہ کا تلاش میں ملکہ مہتاب حور جمال کے آیا تھا سلطان
مادر کو نہ پایا تو اسکے عاشق کو اسیر لایا کہ اسکی گرفتاری بھی ملکہ کے ملنے سے کم نہیں ہے کافور شاہ
کے ساتھ بچپن سے نسبت ملکہ کی ٹھہری ہوئی تھی یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ کیا اچھا ہو دین اسلام سے
بارے میں دیکھا مہتر سحر خیز نے کہا کہ جان کی بچایا چاہتی ہو تو مگر مسلمان ہوا خواجہ نے وحید الملک کو
سفوف دفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا وحید الملک کی آنکھ جو کھلی اپنے کو صحرا میں پایا کہا
خواجہ کسنے اسیر کیا تھا خضران نے کہا اے وحید الملک یہ عیار مکار تمکو گرفتار کر کے شہر کافوریہ
کی طرف لیے جاتا تھا میں نے تمکو آسے رہا کیا وحید الملک نہایت ممنون ہوئے خضران

وحید الملک کو اپنے ساتھ لیکر اس طرف پھرے اور مہتر سحر خیز چوبان سے بھاگا پہلے شہر زرینہ میں آیا
خورشید زرین کمر سے ملا اور بیان کیا کہ میں نے ملکہ کے عاشق کو اسیر کر لیا تھا مگر لشنے سے خضر ان
عیار آ کے چھڑا لیگیا واقع میں عیاران لشکر اسلام نہایت چالاک ہیں لیکن اب میں جا کے کافور شاہ
سے اطلاع کرتا ہوں کہ ملکہ بہارستان مغرب میں ہے وہ کسی سردار کو بھیجکر قلعہ پر قبضہ کر لیگا آپ
اطمینان رکھیں خورشید زرین کمر یہ سنکے خاموش ہو رہا کہ چلو یہ بات خوب نکلی اسمیں ہماری
بدنامی بھی نہیں ہے اور اگر ملکہ کافور شاہ کے قبضہ میں آگئی تو وہ ہم مذہب بھی ہے اسکے ساتھ شادی
کر دینے میں کچھ قباحت نہیں ہے یہ خیال کرکے خورشید اپنے مقام پر خاموش ہو رہا اور عیار یہاں سے
بھی رخصت ہو کر جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا اور اپنے بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی
اُس وقت کافور شاہ نے چوبان چوگان باز سے کہا کہ تو جا کر قلعہ بہار سے جتنی عورتیں ملیں
سبکو لے آ سنا ہے کہ وہاں بہت سی شاہزادیاں مقیم ہیں جنکے عقد بھی ابھی نہیں ہوئے ہیں یہ
تحفہ خداوند آئینہ نے ہمارے ہی واسطے رکھ چھوڑا تھا انہیں سے ایک میں تجھے بھی دونگا
یہ سنکے چوبان چوگان باز کہ پہلوان زبردست ہے اپنے لشکر کو ساتھ لیکر چالیس ہزار سوار
کی جمعیت سے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا تو ہرکاروں نے
خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچائی کہ چوبان چوگان باز بہ ارادہ جنگ آتا ہے یہ سردار نہایت
زبردست ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ ناموس پر دست اندازی کرے یہ سنکے سنجاب شاہ مغربی نہایت
پریشان ہوا اور اسنے ایک عرضی بخدمت بادشاہ اسلام تحریر کی مضمون یہ تھا کہ آئینہ پرستوں نے
میرے ملک پر لشکر کشی کی ہے مقدمہ ناموس کا ہے لہذا جبتک میرے دم میں دم ہے اُس وقت تک
تو مجال کسیکی نہیں ہے کہ قلعہ بہار میں قدم بھی رکھ سکے ہاں بعد میرے جو کچھ ہو اسے میں نہیں کہ سکتا واجب
جانکر عرض کیا یہ عرضی لیکر قاصد تو جانب ملک ساریقیہ روانہ ہوا اور یہاں سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ سے لشکر کو نکالا جو دو ایک سردار اس مقام پر باقی رہگئے تھے اُنھوں نے عزم مقابلہ
کیا دوسرے روز گرد اٹھی چوبان چوگان باز چالیس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا
مقابلہ میں لشکر سنجاب شاہ نے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ سنجاب شاہ کو تحریر کیا کہ اے سنجاب شاہ
اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو جسقدر عورتیں اہل اسلام کی تمہارے قلعہ میں ہیں اُنکو ہمارے سپرد کر دو اور
یہ یاد رکھنا کہ تمہارے سرلشکر میرے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکینگے دم میں اس قلعہ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا ہوں دو دن
میں یہ سب کام ختم کرکے ان عورتوں کے ساتھ تمہاری عورتوں کو بھی اسیر کر لیجاؤنگا آگے تمکو اختیار
ہے جسوقت یہ نامہ سنجاب شاہ مغربی کو پہونچا تو سنجاب شاہ نے جواب میں تحریر کیا کہ او ملعون کیا
خاک ملتا ہے تجھے اس طرح کی باتیں تحریر کرتے ہوے شرم بھی نہ آئی کہ پرائے ناموس پر
دست اندازی کرنے کو تو جانتا ہی نہیں جانتا کہ یہ عورتیں کسکے ناموس میں داخل ہیں آئینہ پرستوں کی
عورتیں بگڑ جاینگی اور مانند تصویر خیالی کے نظروں سے غائب ہو جاینگے خبردار اب ایسے بیہودہ
الفاظ نہ تحریر کرنا ورنہ منہ توڑ دیا جائے گا یہ دندان شکن جواب جو چوبان چوگان باز کو پہونچا
بس اُسنے جوش و خروش میں آکر نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت طبل جنگی پر چوب
لگی اور آواز طبل گونجی یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ یہاں بھی کوس حربی کی آواز بلند ہوئی
دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ شروع ہونے لگیں اب انکو تو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں

چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ طیمور شیر پر ور کے بیان کیے جاتے ہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ کا مرد امید پر عرس ہونے والا ہی اور مجمع پیرزادون کا ہی سلیمان صاحبقران تیاری عرس مین مصروف ہین شاہزادہ طیمور شیر پرور کی سواری جس طرف سے ہو کر گذرتی ہی پیرزادین خلق گل نثار کرتی ہین اک عجیب ہنگامہ شیر پا ہی لیکن جب پری سے آنکھ چار ہو جاتی ہی اسکا سبب خوف کے زہرہ آب ہو جاتا ہی یہ تاثیر نگاہ مین شیر کے دودھ کی تاثیر سے پیدا ہوئی ہی الغرض جب روز عرس آیا تو تمام پیرزادین آکر مقبرہ پر جمع ہوئین سامنے مقبرہ کے شامیانہ زرنگار کھینچا گیا اور فرش بچھایا گیا شامیانہ کے نیچے ہم سار قاف جمع ہوے جو آتا تھا پہلے مقبرے مین جاتا تھا فاتحہ پڑھتا تھا بعد اسکے آکر جلسہ مین بیٹھتا تھا یہانتک کہ جب تمام رؤسائے قاف جمع ہوگئے تو قوال حاضر ہوے اور انھون نے باری باری اشعار عبرت آمیز گانا شروع کیا

آرام سے کے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلشت مین دامن منھ پہ نہ لو نرگس سے حیا کیا ہی تمکو
اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

ہر لفظ اس سے نہ خدا اس سے مذہب کی بحث مین قول اپنے
جو منھ مین آیا کہہ بیٹھے اور دل مین ارادہ کوئی نہین

جو باغ تھا گل بوٹون سے بھرا اٹھکیلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہی اس جا کوئی نہین

آئینہ دنیا عبرت ہی باہم حیرت ہین ہر دل آنکھین ہین پرنم
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین

ہر ایک نمائش کو دیکھا بجلی جو پلک کچھ بھی نہ تھا
ہستی ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو اونچے ہمکانون والے تھے سب خاک لحد مین جا لیٹے
رہتے تھے جہان شہ روم جلے اب دیکھو تو اس جا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا ضد رہتا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلانے تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین

کیسے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ نیک انجام ہے بد
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب ہی تاج اسکا اسکندر و دارا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد اندر
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

ای آرزو اسکا فکر نکر گو شعر کا فن ہی نازک تر
اس کام مین کون کی عمر بسر جسکا نتیجا کوئی نہین

قوالون نے اس اس طرح کے ناپایداری دنیا کے اشعار جو لحن درد انگیز مین سنائے سننے
والون کے دل بھر آئے کوئی دم سرد بھر رہا تھا کوئی اشکون سے منھ تر کر رہا تھا طیمور شیر پرور
سلیمان صاحبقران کے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا اور گانا سننے مین محو تھا غرض رونا پیٹنا اسی طرح
کا جلسہ رہا چوتھے روز سب پریزادون نے آ آکر آخری زیارت اس مرقد منور کی کی اور فاتحہ
پڑھ پڑھ کر اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونے لگے دن بھر مین کوہ مروارید پر سوا سلیمان
صاحبقران اور اونکے متوسلین کے کوئی باقی نہ تھا طیمور نے سلیمان صاحبقران سے
عرض کی کہ دنیا بہت بے انتظام ہی اس جلسہ کی شرکت کرنے کی وجہ سے مجھے ناپایداری دنیا کامل طور
سے ظاہر ہو گئی ہی مقام عبرت دلانے کو کم نہین ہی کہ ابھی کل اسی جگہ کیسی چہل پہل تھی اور آج کیسا
سناٹا ہی لہذا اب مجھے اجازت ہو تو مین پردہ دنیا کی طرف جاؤن سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی اور دیو تحسین کو بلا کر ارشاد کیا کہ تو اپنے بال طیمور کو دے کہ یہ بازو پر
اپنے باندھ لے جس وقت اسکو حاجت ہو کوئی پیام بھیجنا ہو تو آسانی ہو دیو تحسین نے اپنے بال
طیمور کو دیکر عرض کی کہ جب آپ ان بالون کو منھ کی بھاپ دیجئے گا مین اسی وقت حاضر خدمت ہو جاؤنگا
طیمور شیر پرور نے ان بالون کو لیکر تعویذ بازو بنایا اور سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوا
سلیمان صاحبقران نے مرہم سلیمانی دیا اور ارشاد کیا کہ خاصیت اس مرہم کی یہ ہی کہ ادھر زخم پر
لگایا اور فوراً زخم مندمل ہو گیا چونکہ تم پردۂ دنیا پر جانے والے ہو اور پریشانیان در پیش
رہتی ہین لہذا یہ مرہم اپنے ساتھ رکھو کہ شاید ضرورت اسکی پڑے اور دیگر تحائف بھی طیمور شیر پرور
کے سپرد کر کے چند دیوون کو ساتھ کر کے طرف پردہ دنیا کے روانہ کیا جس وقت طیمور شہر زرینہ مین پہونچا
اور اپنے باپ سے ملا تو تمام شہر مین عجب خوشی ہوئی برہوت رعد آواز اور نہنگ بن
طوفان نے آکر ملازمت حاصل کی خورشید زرین کمر نے جشن خوشی منعقد ہونے کا حکم دیا
شاہزادہ طیمور نے تحائف پرستان کے پیش کیے لیکن عین جشن مین نامہ کافور شاہ کا حال شاہزادہ
طیمور سے بیان کیا اور کہا کہ عیار اسکا وحید الملک کو اسیر کر لایا تھا لیکن حضرات عیار
چھڑا لیا گیا اب سنا ہی کہ کافور شاہ نے کسی سردار کو قلعہ بہار پر لڑنے کو بھیجا ہی یہ سننا
تھا کہ طیمور کو نہایت غصہ آیا اور اوٹھ کے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون ایسا نہو کہ وہان کوئی
افتاد پیش آئے تو بڑی بدنامی ہوگی چونکہ کافور شاہ بھی آئینہ پرست ہی لہذا یہی خیال
گذرے گا کہ یہ آئینہ پرستون کی باہمی سازش ہی اور وہان اور شاہزادیان بھی ہین اگر
اونکی عزت مین فرق آیا تو گویا اپنی عزت مین فرق آیا یہ کہکر اسی وقت اوٹھ کھڑا ہوا اور وہی پچاس
ہزار مسلح پوش اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا طیمور کے جانے کے
بعد خورشید زرین کمر بھی مع کل لشکر اور سکندر آئینہ پرست جانب بہارستان مغرب
روانہ ہوا حفاظت ملک کے لیے برہوت رعد آواز کو وہین چھوڑا نہنگ بن
طوفان دریا موج کو ساتھ لیا اور اب یہ سب کے سب جانب بہارستان مغرب
چلتے ہین انکو ہمی معروف رہروی رکھا گیا او...

یہان سے دو کلمے داستان نامہ سنجاب شاہ مغزلی کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہی کہ جیسے خلخال جادو ماری گئی اُسی وقت سے ساریق نے طبل جنگ نہین
بجوایا تمام ملک سیہ پوش پر صاحبقران کو جشن سے بھی فراغت ہو گئی لیکن ہنوز کوئی
خبر طبل جنگ کی مین نے نہین سنی زیب مغزلی شاہزادون کو بہارستان مغرب مین پہونچا کے واپس
بھی آگیا خواجہ خضران جانب خانہ کعبہ جانے کی تیاری کر رہے ہین لیکن سکندر رستم خو
اور شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نے روک دیا ہی کہ خواجہ جبوقت تک تقدیر ہم لوگون کے ساتھ ہین
اُس وقت تک آپ تشریف نہ لیجائیے گا ایک روز صاحبقران عالی شان بارگاہ مین بیٹھے
تھے پردے اُٹھے ہوئے تھے سیر صحرا مین معروف تھے کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد
لشکر کے آثار معلوم ہوے ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوے اور آکر عرض کی
کہ ارقم تتاری ایک جنازہ لیے ہوے چلا آتا ہی صاحبقران نے چند سردارون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا وہ لوگ گئے اور استقبال کرکے ارقم تتاری کو لائے صاحبقران
نے خیریت دریافت کی ارقم تتاری نے عرض کی کہ اپنے بیٹے کا داغ اُٹھایا اسکے بعد جب سے
زراہ صاحب مین اپنے ملک مین پہونچا ہون مین نے دین اسلام اختیار کرنے کا حال اپنے ہمدمی کو
تحریر کیا اُسنے اپنی دختر کو یا پسر از فرزندی اپنی زوجہ کے ساتھ کیا خدلو شکباری نے میرے
فرزند کو اسیر کرکے قتل کرنے کا حکم دیا اُسکی زندگی اتنی تھی کہ نیچہ اُٹھائے گیا لیکن ہونے میری اس
غیرت مین خودکشی کری کہ باپ اُسکا دوسرے شخص کے ساتھ اُسکی شادی کیے دیتا تھا فرزند کو جیرک
ایک ساحرہ بلکی کی بشکل اُسکے ہاتھ سے رہائی پائی اور شہر مین آکر تمام حالت مجھ سے بیان
کی مین نے شہر شکبار پر فوج کشی کی اُس وقت قلعہ سے جنازہ نکل رہا تھا مین نے جنازے کو
چھین لیا اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ اُسکے واسطے بھی دعا فرمایئے یہ کہکر رونے لگا اور
تفضل تتاری آکر قدمون سے لپٹا صاحبقران سکوت کے عالم مین تھے کوئی جواب نہین
دیا ارقم تتاری کی دعوت کا حکم دیا اور جائے قیام معین کی اور فرمایا کہ اے ارقم تتاری اُسوقت
خدا کی مصلحت تھی کہ فرزند تیرا مرنے کے بعد پھر زندہ ہوا ہر مردہ زندہ نہین ہو سکتا اگر ایسی تاثیر
میری زبان مین ہوتی تو مین اپنے عزیزون کو دعائین مانگ کے زندہ کرلیتا اسکے علاوہ
تو آپ دعا کرا لیجے کہ دین اسلام سے منحرف ہو چلا ہی یہ سنکے ارقم تتاری مایوس ہوا اور
عرض کی کہ اس وقت مزاج صاحبقران کا دوسرے رنگ پر ہی لہذا آپ بھی خاموش ہو رہیے
کل پرسون تک دیکھا جائیگا ارقم تتاری خاموش ہو رہا جب رات ہوئی اور صحبت برخاست
ہوئی تو صاحبقران عالی شان نے خوابگاہ مین جاکر آرام فرمایا جب آنکھ لگی تو خواب مین
ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ ارشاد فرماتے ہین کہ اے عادل کیوان شکوہ وہ اتنی دور سے
امید لگا کے آیا تم اُسکی بہو کے واسطے دعا کرو اگر دعا کروگے تو پھر یہ سب برگشتہ ہو جائینگے
اور یہ سمجھینگے کہ تفضل جو زندہ ہوا ہی یہ دراصل مردہ نہ تھا جو اسکے لیے دعا کی اور یہ عورت
فی الحقیقت مردہ ہی جو اسکے لیے امیر دعائین کرتے ہین ان لوگون کے ایمان برگشتہ ہو جائینگے
یہ خواب دیکھ کے صاحبقران کی آنکھ کھل گئی نماز صبح کا وقت تھا امیر نے فریضۂ سحری
کو ادا کیا اور وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور ارقم تتاری

کو بلوا بھیجا ارقم حاضر ہوا فرمایا کہ صندوق لیجاکے سامنے قبطول ساریق کے رکھ دو اور اس سے کہو کہ اگر
تو دعوائے خداوندی رکھتا ہی تو ابھی اسے زندہ کر دے اور جتنے ساحر تیرے لشکر میں ہیں اُنسے کہہ دو کہ
سحر کے زور سے اسکو زندہ کریں اگر تم سب عاجز رہے اور مجھ عاجز کی دعا خدا نے سن لی تو تجھے چاہیے
کہ دین اسلام اختیار کر ارقم تتاری سمجھ گیا کہ اب صاحبقران اسکے لیے ضرور دعا کرینگے ارقم نے جلدی
سے صندوق منگوایا اور اپنے ساتھ لیے ہوے سامنے قبطول ساریق کے پہونچا اور پکار کر کہا کہ اے
بادشاہ باختر اگر تجھکو دعوائے خداوندی ہی تو اسے زندہ کر دے یہ سنکے ساریق نے دریچہ کھولا
صندوق رکھے دیکھا جواب دیا کہ آج کل خداوند غم میں ہیں اسکو بروز نوروز زندہ کر دینگے صندوق
کو لیجاکے دریاے رحمت میں پھینک دے یہ سنکے ارقم تتاری نے کہا کہ معلوم ہوا کہ بناوٹی
خداوند ہی ارے خداوند کو غم کسکا سخنگان نے کہا کہ اے ساریق کسی ساحر سے کہہ کہ وہ سحر کرے
کہ یہ باتیں کرنے لگے اور اٹھ بیٹھے لوگوں کے دلوں میں تیری طرف سے اعتقاد پیدا ہوگا اور یہ
بادشاہ جو امیر کے پاس غرض لیکے آیا ہی اُسسے برگشتہ ہوکے تیرا شریک ہو جائیگا اُس وقت ساریق
نے چپکے سے ساحروں سے کہا کہ اے بندگان من اسے سحر سے زندہ کرد و ساحروں نے قصد سحر
کیا ہی تھا کہ صاحبقران دوران مع سرداران عالیشان پہونچ گئے اور اسم اعظم پڑھ کر صندوق
پر دم کر دیا ساریق نے امیر با توقیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اگر میں اس مردے کو زندہ کر دوں
تو تو ایمان لائیگا فرمایا میں ضرور تجھے خداوند کہونگا اور اگر تو زندہ نکر سکا تو تجھے دین خداپرستی اختیار
کرنا ہوگا ساریق نے کہا کہ خداوند بھلا کسکو سجدہ کرے یہ کہکر ساحروں سے اشارہ کیا ساحر سحر
کرنے لگے لیکن چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ چکے تھے کسیکے سحر نے مطلق تاثیر نہیں کی اسوقت
امیر نے فرمایا کہ ایہا الناس میں قسم کھاتا ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ میں سحر و ساحری سے
بالکل ناواقف ہوں لیکن بھروسا رکھتا ہوں اُس پروردگار عالم پر جو کہ قادر مطلق ہی وہ چاہے تو
مردے کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ کر دے دیکھا تمنے کہ ساحروں نے بھی اپنے حوصلے پورے
کر لیے اور جسے تم خداوند کہتے ہو وہ بھی کچھ نکر سکا اب میں ایک بندہ ذلیل اُس پروردگار جلیل
کا اپنے خالق سے التجا کرتا ہوں وہ اس مردہ کو زندہ کر سکتا ہی بلکہ مردہ صد سالہ کو زندہ کر سکتا ہی یہ سنکے
بہت سے ساریق پرستوں نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر آپکی دعا سے یہ مردہ زندہ ہو گیا
تو ہم آپکا دین ضرور اختیار کرینگے سخنگان نے ساریق سے کہا کہ اب رنگ برا ہی یہ مردہ امیر کی دعا
سے زندہ ہوا اور تمام لشکر تیرا تجھ سے پھر جائیگا جلد حکم دیدے کہ جو اس مردے کو زندہ ہوتے
دیکھیگا خداوند اسپر اپنا غضب نازل کرینگے کہ یہ معتوب خداوند ہی خداوند نے خود ہی اسکو زندہ
نہیں کیا براے سخنگان کی ساریق نے یہ سنکر ادھر تو امیر دست بدعا ہوکر جناب باری
میں عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان تو اس اپنے بندۂ عاجز کی دعا قبول کر کہ
سامنے ان کفار کے تیرا بندہ گنہگار ذلیل نہو ادھر ساریق نے حکم دیا کہ اے بندگان من آگاہ ہو کہ یہ
معتوب بندہ میرے غضب میں گرفتار ہوا اسے زندہ ہوتے دیکھیگا وہ بھی راندہ درگاہ ہوگا یہ سنکے
لوگ جوق جوق گروہ گروہ علیحدہ ہونے لگے لیکن بہت سے لوگ جو ساریق کی طرف سے بد اعتقاد
ہو چکے تھے وہ کھڑے رہے یہاں ادھر تو دعا صاحبقران عالیشان کی تمام ہوئی اور یاں صندوق
میں سے آواز پیدا ہوئی کہ ارے مجھکو بھی میرے شوہر کی طرح زندہ درگور کیا ہی بس یہ آواز

سنتے ہی فضل تتاری دوڑا اور جا کر صندوق کھولا تو زوجہ اسکی کلمہ پڑھتی ہوئی صندوق سے باہر آئی اور اپنے
شوہر کو دیکھ کے نہایت خوش ہوئی فضل تتاری نے اسکو محافے میں سوار کیا یہ دیکھکر لشکر ساریق سے
نو ساحر اور بندہ و سردار ایک لاکھ جوانوں سے علیحدہ ہو کر خدمت صاحبقران میں آئے اور عرض کی کہ ہمیں
کلمہ طیبہ تلقین فرمایئے کہ ہم دین مبین اسلام سے مشرف ہوں اور جتنے ساریق پر ہزار ہزار لعنت
کی صاحبقران عالی شان نے سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فضل تتاری اور ارقم تتاری کو ساتھ لیکر ہیں ان
سے پھر سے ساریق بے شرمندہ ہو کر دریچہ بند کر لیا فضل تتاری نے صاحبقران سے رخصت طلب کی امیر نے اسکو
رخصت کیا ارقم تتاری اور فضل تتاری دونوں رخصت ہو کر جانب شہر شکبار روانہ ہوئے ادہر یہاں نامہ ارسنجاب شاہ
مغربی کا پہونچا اسلام کو سکنا پیش کیا صاحبقران یکنامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ صاحبقران آپکے دشمنوں نے
میرے ملک پر یورش کیا ہے مجھے شاہزادیوں کو طلب کرتے ہیں میں نے فوج تیار سے واسطے مقابلہ کے نکالی ہے
لیکن فتح و شکست پر کسیکا اختیار نہیں ہے حضور سے اطلاعاً عرض کیا جیسا آپ مناسب جانیں ویسا کریں
یہ مضمون دیکھکر صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ حضور کی کیا رائے ہے بادشاہ اسلام
نے ارشاد فرمایا کہ کسی سردار کو بھیجنا چاہیئے اُس وقت وحید الملک نے جانے کا قصد کیا صاحبقران
عالی شان نے فرمایا کہ تم نہ جاؤ یہ وقت سہراب کے جانے کا ہے کہ اسمیں ادہر بھی ہے سبب دوستی کے
سہراب نے عرض کی کہ ابھی میں جاتا ہوں یہ کہکر اپنے دنگل سے اٹھے اور چالیس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے سہراب بن رستم کے سکندر
اور وحید الملک اور مظفر غازی اور شہنشاہ صف شکن نے عرض کی کہ حضور ہم لوگ کے
ناموس بھی قلعہ سارین میں ہمارا جانا بھی ضروری ہے اس وقت صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ بالفعل
یہاں طبل جنگ وغیرہ بھی نہیں بجا ہے جبتک جنگ معطل ہے اس وقت تک شادیاں انکی گون
کی ہو جائیں اور خواجہ خضران کو ان شاہزادوں کے ساتھ کر کے یہ حکم ملا کہ جا کر عقد سب کے کر دیے
جائیں خواجہ خضران نے ان سبکو اپنے ساتھ لیا اور جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے
جتنے سرداروں کے ہاتھ خضران نے حوران بہشتی کو بیع کیا تھا وہ سب بھی ہمراہ خضران
گئے ہوئے انکو بھی راہ میں چھوڑا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے تحریر ہوتے ہیں مخمس

گو سمجھا میں وہ بتا بن کے نگر سے والے
جو کسی بھی میں کبھی جی سے گذرنے والے
میٹھی باتوں سے ہیں زخموں کے لئے مرہم والے
تو تیرے ناز میں سب زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ تیرے بہانہ کوئی مرنے والے

لذت سر دیکے محبت میں گذرنے والے
قتل ہونے سے بچے عشق میں مرنے والے
تجھے بھی ہیں دن زیست کے بسرنے والے
مر جاتے ہیں کر کے مکرنے والے
منہ سے کہتے نہیں احسان کے کرنے والے

آنکھ کی برہم زدنے میں جلا لیتا ڈرتا
اسی جگہ مرہم کا فوراً اثر کیا کرتا
یا تو جیتا میں اس امید پر اور یا مرتا
کر ان قاتل کی طرف سے مرے دلکو بھرتا
اسکے تیر دن ہی کے تھے تیر کے بھرنے والے

واقعی ہوتا ہے کب لطف و کرم تجھسے فلک — ہاں اگر ہے تو ہے امید ستم تجھ سے فلک
جانتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے کم تجھ سے فلک — دائمی وصل کے خواہاں نہیں ہم تجھسے فلک
چار دن وہ بھی بہت جلد گذر جانے والے

تجھپہ لائیگا قیامت تو اگر دل مجھ کو — بعد مرنے کے نہ دے داغ تجھے ای مہرو
چھین لونگا نہ ترے دیکھ کے گیسو — اکھولکر بال پریشان نہ کر سوگ کو تو
ادھر مرے سوگ کے پردے میں ہو جینے والے

باہم اس بات کا چرچا رہے نالے کر لیں — بام تک یار کے رستہ مرے نالے کر لیں
میرے ہی قلب کو شرمندہ مرے نالے کر لیں — پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لیں
عرش پر چڑھتے ہیں کیا دل سے اتر جانے والے

ہاں بتا ہاں عجب رتبہ تھا کچھ روز وصال — ہجر جاناں نے رلے آکے میں رنج کمال
پاس کو آج کی شب تھا نہ جھپن باتوں کا خیال — چاندنی رات کی بجلی نظر آتی تھی جلال
لو مرے تجھے رہ لگا ہوں [illegible]

بیاں بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ چوبان چوگان باز نے طبل جنگ بجوایا ہے اور لشکر سنجاب شاہ مغربی میں بھی بجایا ہے دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہو رہی ہے دونوں طرف کے لشکری سلاح جنگ درست کر رہے ہیں اسی عالم میں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے دونوں طرف کی فوجیں میدان میں آکر صف آرا ہوئے یگیں بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب شیب دیگر سے گئے تھے کہ چوبان چوگان باز اسپ مرکب کو جھکا کے میدان میں آیا بعد صلیب شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای سنجاب شاہ مغربی تم کس دقت میں خداوند باختر کے منبر تھے اور اب خدا پرستوں کے مطیع ہو تمکو چاہیے کہ خداوند آئینہ کی پرستش اختیار کرو اسکی رعایت میں تمہارے ساتھ کرونگا کہ صرف مالکہ مہتاب حور جمال کو لیکے چلا جاؤنگا اور شاہزادیوں سے مجھے کچھ تعلق نہیں ہے اور اگر اسکے خلاف کروگے تو یاد رکھنا کہ تمام قلعہ بہار کو تاخت و تاراج کر دونگا اور کل عورتوں کو لیجاؤنگا یہ سن کے سرداران سنجاب کو جوش آیا اور تیار جانے لگے اور فرتوت مغربی آلف بڈھا سردار تھا اسنے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت سنجاب شاہ مغربی کے آکر پکارا کہ ای بادشاہ زندگی بھر تیرا نمک کھایا اور تیرے ہی وجہ سے دین مبین اسلام سے میں مشرف ہوا اب سوا مر جانے کے کیا باقی ہے لہذا مجکو اجازت ہو تو جاکر اس آئینہ پرست کو دریدہ دہنی کی سزا دوں یہ سنکے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ ای فرتوت اب تمہارا وہ زمانہ ہے کہ چند روزہ زندگی آرام و آسایش سے بسر کرو تم اس لائق نہیں ہو کہ تمکو ایسی تکلیف دیجائے فرتوت نے عرض کی کہ بستر خواب پر مرنے سے میدان جنگ میں مرنا بہتر ہے کہ رتبہ شہادت ہاتھ آئے گا سنجاب شاہ نے مجبوری فرتوت کو رخصت کیا فرتوت مغربی باردگر مرکب پر سوار ہوکے میدان میں آیا اور پکارا کہ او کمبخت ناہنجار تجھے شرم نہیں آتی کہ پرائے ناموس کو طلب کرتا ہے یہ کس مذہب و ملت میں بھی جائز ہے یہ سنکے چوبان چوگان باز نے کہا

او بڈھے کیا کوئی جوان تیرے لشکر میں نہ تھا جو تو مقابلے کو آیا ہی اور یہ عذر تیرا بیجا ہی کہ پرائی ناموس کو میں طلب
کرتا ہوں جو میرے شاہزادے کی منگیتر ہی اور خدا پرست اسے زبردستی چھین لیگئے ہیں اسے چاہتا ہوں یہ سنکر
فرلوت نے کہا کہ خدا پرست کبھی زبردستی تصرف نہیں کرتے بلکہ کسی کے ابھی نکاح میں نہ تھی اور
شاہزادہ وحید الملک سے رضامند تھے اسکے باپ اور اسکے بھائی کی رضامندی سے ملکہ بیاہی ہی
چوپان نے کہا کہ اب وہ ملکہ ہمشاہزادہ سرور کی جسکی منگیتر ہی باپ بھائی کسی کو حق حاصل
نہیں ہی جسکی ملکہ ہی اسکو اختیار ہی تجھے سیدھی طرح ملکہ کو ہمارے سپرد کرنا ہو تو سپرد کر ورنہ
یہ یاد رکھ کہ لیر ملک سنجابیہ کے سردار دیکھنے ہی کے ہیں تلوار کھینچ ابھی حال معلوم ہوجائے یہ سنکے
فرلوت نے کہا کہ او ملعون تو اس وقت میں آیا ہی کہ سرداران مغرب موجود نہیں ہیں سب
ملک سارا لیے پر گئے ہوے ہیں ورنہ تیری ٹانگیں چیر کے پھینک دیتے ایک پہلوان بہت
قبل زوری تیری پوسہالی کو کافی تھا اور ہم اہل اسلام میں بیدستی حریف پر نہیں کرتے ہیں اگر تجھے
دعوے ہی تو ایسا وار کر جو وقت خداوند عالم تیرے حربہ سے بچائیگا اس وقت دیکھا جائیگا یہ سنکے
چوپان چوگان باز نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو نے ہوشیار ہوجا یہ کہکر نیزہ مارا
فرلوت مغربی نے نیزے کو نیزے پر کاٹا طعن چلنے لگیں کوئی ضرر اتنی طعن کی نوبت کرئی
ہوئی کہ اس سپہ جہاندیدہ نے دلسا بند باندھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے چوپان چوگان باز کے
صاف نکل گیا اہل مغرب نے صداے تحسین و آفرین بلند کی اور آئینہ پرشست کئے ہوے
حیرت میں آگئے کہ یہ کیا ہوا اور چوپان کی نگاہوں میں تو زمانہ سیاہ ہوگیا اندھا ہوگیا دعوے
یکتائی باطل ہوا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر پر فرلوت مغربی کے وار کیا فرلوت مغربی نے
سپر کو اٹھاکے جسکی پناہ کیا لیکن تیغ چوپان کا لنگر دار تھا سپر کو قلم کرکے خود پر پہنچا
اور خود و حلقہ کو کاٹ کر پکا تھا کہ چوپان نے جھٹکا مارا تیغ تا جگرگاہ اتر آیا یہ مرد مومن شہید ہوا
لوگ آکر لاش اسکی اٹھا لیگئے چوپان نے پھر مبارز طلب کیا مہران مغربی سنجاب شاہ سے
اجازت لیکر میدان میں آیا بعد گفتگوے بسیار نوبت شمشیر زنی کی آئی مہران ہاتھ سے چوپان
کے زخمی ہوا اسمعیل مغربی نکلا یہ بھی شہید ہوا ابلال مغربی نکلا یہ بھی زخمی ہوا شام تک قریب ستر
سرداران کے زخمی ہوے اور دو سردار مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان
سے پھر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سنجاب شاہ کو اپنے سرداروں میں فرلوت کا کمال رنج ہوا
کہ یہ بڑا سردار تھا زمانہ شباب میں اسنے بڑے بڑے کام نمایاں کیے تھے اور سنجاب شاہ
اسے بہت دوست رکھتا تھا وہاں چوپان چوگان باز نے نقارہ رزمی پھر بجوا دیا اور کہا کہ کل قلعہ
لے لونگا یہ خبر جو سنجاب شاہ نے سنی تو رات کو مع فوج کے قلعہ میں چلا آیا اور قلعہ کو خوب آراستہ
کیا رات بھر طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی تو چوپان نے لشکر کو لیکر میدان میں آیا دیکھا کہ یہاں
میدان صاف ہی معلوم ہوا کہ سنجاب شاہ مغربی رات ہی کو بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا بس اسنے
اپنے لشکر سے پانچ سو از منتخب کرکے اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ پر دھاوا کیا وہاں سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ کو خوب آراستہ کر رکھا تھا توپیں چڑھی ہوئی تھیں گولا انداز توپوں پر تعین تھے بہار قلعہ دار
فیل بند دروازے سے بیٹھا تھا ہاتھ میں انگلے دوربین تھی صحرا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے ہی اسنے
دیکھا کہ چوپان قلعہ کی طرف آتا ہی بس جیسے ہی چوپان چوگان باز خندق پر پہونچا بہار قلعہ دار نے

تیر کا حکم دیا تمام توپوں نے ایک ہی بار جی دکھا دی گویا توپخانہ عتاد از گرجا طبقہ زمین کا ہلنے لگا تمام صحرا دھوئیں سے
ہوگیا درندے اور چرندے صحرا کے توسن نکل گئے سماں گولا اسی طرح برس رہا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا آسمان
سے اولے پڑ رہے ہیں پانچ سو سوار تو پھٹن کے رہ گئے جسکے گولہ پڑا وہ اڑ گیا لیکن چوپان چوگان باز
بلا کا آدمی تھا جب اسنے یہ حالت دیکھی کہ اس طرح قلعہ پر سے برابر گولہ باری ہو رہی ہے اللہ ساتھ
والے مارے گئے تو اسنے مرکب کو رانوں میں دبایا اور گولوں کو رد کرتا ہوا چلا جو گولا داہنے
جانب آیا بائیں رکاب پر جھکے خالی دیا جو بائیں جانب آیا داہنی رکاب پر آ کے خالی دیا جو سامنے آیا اسکو
شکم مرکب سے لپٹ کے خالی دیا اور اگر کوئی گولہ سر مرکب کی طرف آیا تو آگے گرز یا سپر سے رد کر دیا گولے
دھوئیں کی تاریکی میں اس طرح آتے تھے جیسے شب یلدا میں تیر شہاب آتا ہے جب اہل قلعہ نے دیکھا
کہ تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا زمین کا ایک ایک ذرہ جیسے اڑا دیا ہے تو انھوں نے توپوں کے منہ پر انگرکھے
رکھ کر دبا دیے اور منتظر ہوئے کہ دھواں ہوا سے فرش ہو تو دیکھیں کہ حریف پر کیا گذری جب دھواں ہوا سے
فرش ہوا تو دیکھا کہ تمام صحرا میں سوا لاشوں کے کچھ نظر نہیں آتا کسیکا ہاتھ اڑ گیا ہے کسیکا پاؤں کسیکا سر
کسی کے سینہ پر گولہ پڑا ہے تو پشت کو توڑ کے پار گذر گیا ہے لیکن چوپان ملعون بر لب خندق کھڑا ہوا
نعرے کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اہل قلعہ اب بھی خیریت اپنی چاہتے ہو تو ملکہ مہتاب حور جمال کو ہمارے
سپرد کرو ورنہ پھاٹک قلعہ کا توڑ کر سب عورتوں کو اسیر کر لیجاؤنگا اہل قلعہ نے گالیاں دیں اور رسائی کا
متوالا گڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزیں فصیل قلعہ پر سے پھینکیں چوپان نے
ان سب حربوں کو بھی خالی دیا اور پھاٹک کی طرف گرز پھیر کے چلا اس وقت اہل قلعہ میں اضطراب
کی حالت پیدا ہوئی اور سب کے سب دعا کرنے لگے کہ اے بیکسان والے دادرس تو جہان
اس قلعہ میں وہ عورتیں ہیں جو اہل اسلام کی عزت ہیں انکی آبرو کا تو ہی محافظ ہے ہنوز سخن در دہان
تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے یک گرد شفق گون بلند ہوا یہ امر دیکھکر چوپان بھی
سہم گیا کہ دیکھنا چاہیے کون آتا ہے دوست ہے یا دشمن کہ اسمرتبہ آتے آتے دامن گرد کا چاک ہوا
دل گردے چالیس علمائے شرع متین پنجے کے مقام پر آئینہ نصب تھے اور چالیس ہزار
باقوت لوٹی ایک ایک علم کے سایہ میں ہزار ہزار جوان ہو کر آگئے آگے شاہزادہ طیمور
شیر پرور مرکب پر سوار نمایاں ہوا اہل قلعہ تو پریشان ہوئے کہ اب ایک آئینہ پرست
نے دریائے تحیر میں غرق کر رکھا تھا اب یہ آیا ہے جو اسی تیغ میں حصہ دار بھی ہے کہ اسکی بہن قلعہ میں
ہے لیکن طیمور نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او چوپان چوگان باز خبردار و ہوشیار کہ
میں آپہونچا چوپان نے لمبا گسترب کی پھیری اور سامنے طیمور کے آ کر پکارا کہ او لوطی تجھے شرم
نہیں آئی کہ تونے بہن کو اپنی خدا پرستوں کے حوالے کر دیا اور جبکی ہمیں کی شکیں جو کئے
ساتھ شادی نہ کی اب تو آیا ہے تجھے مناسب ہے کہ ہم مذہبی کا پاس کر اور اپنی بہن کو
خدا پرستوں سے چھین کر میرے سپرد کر کہ میں اسکو سرور شاہ کی خدمت میں پہونچا دوں
اور اگر تو خدا پرستوں سے خوف کرتا ہے تو یہیں کھڑے رہ کر تماشہ دیکھ میں ابھی چھینے لیتا ہوں یہ
سنکے طیمور شیر پرور نے آواز دی کہ بس بیہودہ نہ بک تجھے کیا حق حاصل تھا کہ تونے
اس قلعہ پر چڑھائی کی یہاں نہ میں موجود تھا نہ وہ لوگ موجود تھے جنکی امانت تھی لا حرجہ
اپنا دیکھ تیرے ساتھ کیا حال کرتا ہوں یہ سنکے چوپان نے نیزہ مارا شاہزادہ طیمور نے نیزے کو

نیزے پر لگا تھا اور نوین طعن میں نیزہ ہاتھ سے چوپان کے نکال دیا چوپان نے تلوار ماری طیمور نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فرو کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ایک ہی
زور میں قاش زین سے اٹھا کر اچھال دیا اور گرتے وقت کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہو کے
لاش زمین پر گری یہ دیکھکر ہمراہیان چوپان دوڑ پڑے کہ ارے مارو اسکو غضب کیا اسنے کہ
سردار کو ہمارے مارا اس طرف سے طیمور کے ہمراہیوں نے یورش کی تلوار چلنے لگی طیمور نے
جو تلوار برسانا شروع کی فوج بے سردار کیا اسکی تاب نہ لا سکی تلاش کو لیکر بھاگ کھڑی
ہوئی یہاں طیمور نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا جس وقت سنجاب شاہ نے دیکھا کہ یہ تو
ہماری طرف ہی تو فوج کو لیکر براے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ میں تشریف لے چلئے
طیمور نے کہا کہ ای سنجاب شاہ مین قلعہ مین ہرگز نجاؤنگا اگر صرف میری ہی ہوتی تو مضائقہ
نہ تھا وہاں اور عورتین بھی موجود مین جو ناموس صاحبقران سے مین ہر چند سنجاب شاہ
نے اصرار کیا کہ آخر ہم لوگ بھی تو اپنی قلعہ مین موجود مین جو ہمارے قیام کی جگہ ہے وہاں ہم مین ناظر
مکانات دور ہین قلعہ مین چلنا کچھ بیجا نہین ہے لیکن طیمور نے مطلق انکار کیا اور اندر قلعہ کے
نہ گیا لیکن وہ لوگ جو نعش چوپان کی لیکر چلے تھے ہنوز شہر کافوریہ تک نہ پہونچنے پاے
تھے کہ راستے ہی مین سرور شاہ بن کافور شاہ مع فوج گران آتے ہوے دیکھا لاش چوپان
چوگان باز کے سامنے سرور شاہ کے ڈال دی اور عرض کی کہ قلعہ کو لے لینے سے تو دیا تھا لیکن طیمور
شیر بہور پسر خورشید نے آکر اسکو مار ڈالا اسکی مرضی نہین ہے کہ ملکہ کی شادی آپ کے ساتھ
کی جاے بس یہ سنکے سرور شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے اسکی منشا نہین ہے آئی مین
جو خود سے انکار کیا ہے تم جاؤ اور والد ماجد سے کہہ دینا کہ آپ کل لشکر کو لیکر مع سمندروین تن
جلد تشریف لائیے پسر خورشید آمادہ جنگ ہے مین جاکر اس سے مقابلہ کرتا ہون یہ لوگ تو اس
طرف روانہ ہوے جسوقت شہر کافوریہ مین پہونچے اور کافور شاہ کو معلوم ہوا کہ چوپان مارا
گیا اور پیام اپنے فرزند کا بھی سنا بس اسی وقت اپنے کل لشکر کو لیکر کوچ کیا اور یہ بھی
طرف بہارستان مغرب کے روانہ ہوا وہان شاہزادہ طیمور خیمہ مین بیٹھا تھا سنجاب شاہ
مغزلی حاضر تھا کہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا دیکھا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہے
سرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا یکایک ہوا تیز ہوا گرد کو گردلے مارا ہوا کو دامن
گرد شگافتہ ہوا اول گروہ دو سو علم نشانہ دولا کہ سوار کا پیدا ہوے ہر علم کے پھریرے
پر تعریف خداوند آتشیفہ کی مرقوم تھی آگے آگے چار سردار زبردست کہ لذون پر سوار آکر
پہونچے مقابل لشکر طیمور خیمہ زن ہوے آخر مین سواری سرور شاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آ کے
پہونچی جسوقت سرور شاہ داخل بارگاہ ہوا دبیر کو طلب کیا اور ایک نامہ اس مضمون کا تحریر
کرایا کہ ای طیمور شیر بہور اسکا کیا سبب کہ تمنے ملکہ کو خدا پرستون کے سپرد کیا ایک تو یہ کہ تمکو بلکہ
کچھ اختیار نہ تھا منکہ اب ہماری ہو چکی تھی اسلئے کہ ہماری بچپن کی منگیتر تھی علاوہ اسکے وہ لوگ
غیر مذہب مین ہم تمہارے ہم مذہب مین اگر تمکو خدا پرستون سے خوف ہے تو تم علحدہ ہو جاؤ
مین لڑکے چھین لونگا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ مین وہ شخص ہون کہ دس ہزار دلاور نامی کو مین نے زیر کرکے
اپنا مطیع کیا اور سالار لشکر کافوریہ سمندروین تن میرا ملازم ہے وہ اکیلا تمام خدا پرستون کے واسطے

ہی اسلیے کہ حربہ اُسکے جسم پر تاثیر نہین کرتا ہی تم ابھی ناتجربہ کار اور نادان ہو اپنے خیالات کو بہت جلد بدلو
ورنہ بہت پچھتاؤ گے جسوقت یہ نامہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کو پہونچا اور طیمور مضمون نامہ سے
آگاہ ہوا تو جواب تحریر کیا کہ اے سرور شاہ اصل یہ ہی کہ مین خدا پرستون کا ممنون احسان ہون مجھکو
تو تم لیکیا تھا اگر خدا پرست ہوتے تو عزت مین فرق آجاتا دیکھ سابق بت پرستون سے
زرگر ملکہ کو چھین لائے اور بحفاظت تمام اپنے پاس رہنے دیا اگر وہ ملکہ چھین نہ لاتے تو خدا جانے
ملکہ کا کیا حشر ہوتا اور مجھسے خدا پرستون سے یہ اقرار بھی ہوگیا ہی کہ ہمارا تمھارا فیصلہ ہونے کے
بعد ایک مذہب ہوجائیگا اگر تمنے صاحبقران کو زیر کیا تو سب آئینہ پرست ہوجائینگے اور اگر
صاحبقران نے تمکو زیر کیا تو تمھین دین خدا پرستی اختیار کرنا ہوگا خدا پرستون نے اس
عہد کی پابندی کی اور ملکہ کو اپنے سے علیحدہ کرکے جان اور ناموس تمھے دین ہیچ دیا اب ملکہ
انکی ہو چکی کیا مجال ہی کسیکی کہ ملکہ کی طرف نگاہ اٹھاکے بھی دیکھ سکے بہتر یہ ہی کہ تم اپنے
ارادہ سے باز آؤ اگر تمنے سرداروں کو زیر کرکے مطیع کیا ہی تو مین نے قاف مین جاکر دیوان
سرکش کو نیست کیا ہی اور ہرموت رعدا و اژدہا جیسے سردار کو زیر کرکے مطیع کیا ہی جو گلستان باختر
مین ایک سردار تھا اور اگر بڑا غرور سا تمکو سمند روئین تن کا ہی کہ اسپر حربہ بسبب روئین تن
ہونے کے تاثیر نہین کرتا ہی تو ہر وقت مقابلہ اسکے ہاتھ مین چیر کے نہ پھینک دون تو نام اپنا
طیمور شیر پرور نہ رکھون اور اہل اسلام کیا ہم کے سنے ہوئے ہین کہ تو ہمکو علیحدہ ہوجانے کو
لکھتا ہی اہل اسلام کو ہمین خوب جانتے ہین کیا طاقت ہی کسیکی کہ اہل اسلام سے سر بر ہوسکے خبردار
ایسا قصد نکرنا ورنہ تم مذہب ہمارے ہو اسلیے ہم سمجھاتے ہین اگر کہنا ہمارا نمانو گے تو بہت
پچھتاؤ گے ہم تمھارے فریب نہونگے بلکہ بعوض اہل اسلام کے تمسے مقابلہ کرینگے آئندہ
تمکو اختیار ہی جسوقت یہ جواب باصواب سرور شاہ کو پہونچا تو نہایت برہم ہوا اور اپنے
غصہ مین حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگی اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور شادیانہ نقارہ کی گرجی جسم
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو ہوئی جان کی کوس حربی نوازش مین آیا ادھر جناب شاہ مغربی
نے قلعہ پر نقارہ رزمی کا حکم دیا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ ہوتی رہی جب صبح ہوئی
تو اس طرف سے شاہزادہ طیمور اپنے چالیس ہزار سر خیر خواہون سے میدان مین آکر صف
آرا ہوا اور اس طرف سے سرور شاہ مرکب پر بیٹھکر اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے نکلا
دو لاکھ سوار اسکے ہمراہ تھے اور ہمت سحر خیز چتر بھی گوشۂ زین تھامے ہوئے ساتھ تھا
جب دونون لشکر میدان مین پہونچکر صف آرا ہو چکے تو لشکر سرور شاہ سے ابیض آئینہ پرست
میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے باگ مرکب کی
اٹھائی اور سامنے آکر نگاہ دو چار کی کہ ابیض آئینہ پرست کو گرد برد کردیا اسنے نیزہ مارا طیمور نے
نیزہ کو تلوار سے قلم کیا ابیض نے تلوار ماری طیمور نے وار اسکا خالی دیا شمشیر پر سدک کے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو تلوار سر پر لگی پاؤن زمین مین ڈوب کے نکلی ابیض آئینہ پرست
دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا موت سے دوچار ہوا نقشہ حیات بدل گیا بس یہ دیکھکر اسود آئینہ پرست
سامنے آیا اور پکارا کہ او طفل نوخیز اتنے دست معلوم ہوتا ہی کہ تونے بڑے جوان پر تونے ایسا
ہاتھ مارا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام کردیا اب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہتے ہی بر سر پیکار طیمور

نے ولہٰذا سکے رو کر تے کرتے جو ہاتھ جیو کا مارا دو ٹکڑے ہوئے عبود آئینہ پرست نکلا یہ بھی طیمور کے ہاتھ
سے مارا گیا اب غبار آئینہ پرست اور سرور شاہ باقی رہے اس وقت سرور شاہ نے گھوڑے
کی باگ لی اور پکارا کہ او طیمور میں تجھے جیسا سمجھتا تھا ویسا ہی پایا یہ دو سردار کے جنکو میں نے تین تین
روز کے مقابلے میں زیر کیا تھا تو نے ایک ایک ہاتھ میں خاتمہ کر دیا طیمور نے کہا کہ ایک ہی ہاتھ کا
تو بھی مہمان ہے دوسرا ہاتھ نہ مارونگا سرور شاہ نے کہا کہ میں تجھے ایک ہاتھ لگانے کی بھی مہلت
نہ دونگا یہ کہکر نیزہ سینہ طیمور پر مارا طیمور نے نیزے کو نیزے پر کاٹا تھا طعنین چلنے لگیں یہ معلوم
ہوا کہ دو مار سیاہ زبانیں لڑا لڑا کر لپٹ گئے طیمور نے اک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ
کے جو جھٹکا مارا نیزہ فوراً ہی بیچ سے ٹوٹ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا اہل قلعہ نے تحسین و مرحبا
کی صدائیں بلند کیں اور سرور آئینہ پرست نے خفیف ہو کر تلوار ماری طیمور نے وار اسکا آیب
سپر رد کرکے جو آسی خون آلودہ صمصام کا ہاتھ مارا سرور نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار نے
طیمور کی سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا خود پر پہنچی اسکو کاٹتی ہوئی مانند ابر دم اتر آئی طیمور نے دوبارہ
بار تلوار کھینچ کر سر سے نکلی اور پھاڑ کر خون کی سپر سے باہر آئی طیمور نے آواز دی آئینہ پرستوں کو
کر لیجاؤ اسکو لوگ آکر سرور شاہ کو لے گئے اور طبل بازگشت بجوایا طیمور پلٹ کے اپنے
لشکر میں آیا لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنکر بیٹھا سرور شاہ نے طبل جنگ نہیں بجوایا لیکن
مہتر سحر خیز عیار نے عرض کی کہ معلوم ہوا بلقیس آئینہ روشناہ بہت زبردست ہے اس سے زیادہ کب
سر بہ نو ہو سکیگے لہٰذا آپ اطمینان رکھئے میں جاتا ہوں اور اسکو گرفتار کیے لاتا ہوں یہ کہکر اسنے لباس
خبر کی تن پہ آراستہ کیا اور تنظورہ زرنگی بانا پہ سفر لائی سے چست درست ہو کے جانب لشکر
طیمور روانہ ہوا اور صورت اپنی اک نامہ بر کی بنائی جس وقت دروازہ بارگاہ پر پہونچا کہا اطلاع
کرو کہ اک نامہ بر آیا ہے اور کچھ پیام زبانی بھی لایا ہے جس وقت طیمور کو معلوم ہوا کہا بلا لو مہتر سحر خیز اندر
بارگاہ کے آیا سلام کیا طیمور نے کہا تو کہاں سے آیا ہے اور کسکا پیام لایا ہے مہتر سحر خیز نے عرض کی کہ
غلام کچھ راز کی بات کہنے آیا ہے تخلیہ چاہتا ہے فرمایا کہ اچھا تو اس خیمہ کی پشت پر چل کے ٹھہر میں آتا ہوں
یہ سنکے مہتر سحر خیز پشت خیمہ کی طرف آکے ٹھہرا اس وقت طیمور بادہ نوشی میں معروف تھا موجود
نہ تھا اور پشت بارگاہ کی طرف صحرا تھا طیمور ہجوم سے گھبراتا ہے جہاں غصہ آیا ہے مزاج میں اثر شیر
سے پیدا ہوا ہے وہاں اک تھوڑی سی وحشت لگی ہے طیمور نے حاضرین دربار کو وہیں چھوڑا
اور آپ تن تنہا پشت بارگاہ پر آیا تو نامہ بر کو موجود پایا فرمایا کیا کہتا ہے بیان کر اسنے اک
نامہ پیش کیا اور کہا کہ اسے پڑھ لیجئے جو کچھ سمجھ میں نہ آئیگا وہ میں زبانی عرض کرونگا طیمور نے
نامہ کو کھولا نامہ گرد آلودہ تھا نامہ کھولنے میں گرد اڑی طیمور چھینک مارکے بیہوش ہو گیا الغرض اسنے
باطمینان تمام پشتارہ باندھا اور جانب لشکر سرور شاہ چل کھڑا ہوا صحرا کی طرف سے ہو کر
خیمہ میں سرور شاہ کے پہونچ گیا سرور شاہ کے زخموں میں ٹانکے لگائے جا چکے تھے پٹیاں
مرہم کی چڑھ گئی تھیں ہوش میں بیٹھا ہوا تھا کہ مہتر سحر خیز پشتارہ بدوش پہونچا اور طیمور کو
سامنے سرور شاہ کے لیجاکے ڈال دیا سرور شاہ نہایت مسرور ہوا اور آہنگروں کو بلا کر
ہتھکڑیاں بیڑیاں ڈلوا دیں اور کہا کہ اک قفس آہنی لاکر صبح تک بند کرو اور قفس دار پر لٹکا کے
گرد اسکے انبارہ ہیزم کا کرو اور ہیزم میں آگ لگا دو اسکا زندہ رکھنا اچھا نہیں اسلئے کہ یہ بلا سے بری

قفس بنے ہوئے اسکے لشکر میں موجود تھے دستور اسکے شہر کا یہ تھا کہ قیدی قفس آہنی میں رکھے جاتے تھے
چنانچہ طیمور کو قفس میں بند کرکے دار پر کھینچ دیا اور لکڑیاں گرد جمع ہونے لگیں یہاں کی یہ حالت ہوئی اب
ادھر کا حال سنئے کہ رفقائے طیمور بیٹھے بیٹھے پریشان ہوگئے اور شاہزادہ واپس نہ آیا یہانتک کہ شاہپور
شیر دل بھی بالا دوی سے واپس ہوکے آگیا ان لوگوں نے شاہپور سے کہا کہ بھائی تمہارے آگے
شخص نے سامنے پشت خیمہ پر کھڑے باتیں کر رہے تھے اب آواز نہیں آتی دیکھو تو وہیں یا نہیں ہیں
یہ سنکے شاہپور پشت خیمہ پر آیا تو طیمور کو نہ پایا مگر عیار کا دیکھا دونا ہوا آیا اور کہا کہ کوئی عیار انکو لیگیا
میں دریافت حال کے واسطے لشکر سرور شاہ میں جاتا ہوں یہ کہکر اسی وقت جانب لشکر سرور شاہ
روانہ ہوا یہاں آکے ہیئت تبدیل کی تو دیکھا کہ طیمور قفس میں بند ہے گرد لکڑیاں جمع ہو رہی ہیں گرد
عیاروں کے پہرے ہیں شاہپور نے کوئی قابو نہ پایا واپس آیا اور اہل لشکر سے بیان کیا کہ
غضب ہوا شاہزادہ طیمور کے جلانے کا سامان ہو رہا ہے اور اب موقع عیاری کرنے نہیں ہا
یہ سنکے اہل لشکر میں ایک ہلچل مچ گئی اور تیاری ہونے لگی سینے کر ہمت کو مرنے پر چست باندھا کہ اگر
شاہزادہ جل گیا تو ہم شہر زرینہ میں کیا منہ لیکے جائینگے اپنی بھی جانیں دینگے یہاں تو کمربندیاں
ہو رہی ہیں نماز صبح کے وقت سبنے فریضہ سحری کو ادا کیا اور مرکبوں پر سوار ہوکے لشکر سرور شاہ کی
طرف چلے ابھی سحاب شاہ اس حال سے بالکل بے خبر ہے کہ وہاں کیا ہوا ملکہ مہتاب جلال
بھی نہایت خوش ہے کہ بھائی میرا آگیا اور عورتیں اسے چھیڑا کرتی ہیں کہ تم ایسی ہو کہ تمہاری بابت
ہزاروں خون ہوچکے ہیں جو آتا ہے وہ تمہارا ہی طلبگار ہوکے آتا ہے تم تو مردوں کا کھلونا ہو لیکن یہ
شہزادی ہے اور کنبی(?) ہے کہ خدا نکرے کہ کیسا نام نکلجائے اور کوئی بدنام ہوجائے اب بھائی میرا آگیا ہے کیا
مجال ہے کسی کی کہ قلعہ کا رخ بھی کرسکے یہاں اس طرح کی باتیں ہوتی ہیں لیکن حال لشکر سرور شاہ
کا سنئے کہ صبح ہوتے ہی لشکر لیکر چہار طرف سے گھیر لیا اور سرور شاہ سامنے دار کے کھڑا ہوا
طیمور کو جو ہوش آیا تو اپنے کو قفس میں بند پایا سمجھا کہ وہ شخص عیار تھا مگر ای طیمور بے پہنچے اپنے
جن سرور شاہ نے آواز دی کہ کہو اے طیمور اس وقت کی کچھ خبر تھی طیمور شیر پرور نے جواب
دیا کہ او نامرد بے شرم نہیں آتی کہ عیار سے کام لیتا ہے اسیر ہوا تھا ظاہر کرتا ہے لعنت ہے تیری جرأت
و جوانمردی پر بس یہ سنکے سرور شاہ نے کہا کہ اب فتلا(?) و عیاروں نے فقہائے آتش بازی
مارے کہ آگ لگ گئی اور لکڑیاں جلنے لگیں شعلے بلند ہوئے ادھر لشکر طیمور کے چالیس ہزار
سوار آکر ناچار(?) میں پکڑ دھکڑ کے جو کرتے ہیں لیکن ڈال دی تلواریں سپہ میں آگ لگ چکی تھی علاوہ
اسکے یہ چالیس ہزار اور شہ وہ لاکھ لاکھ کوشش کی مگر آگ تک نہ پہونچ سکے ادھر شاہزادہ طیمور
نے دیکھا کہ آگ بڑھتی ہوئی چلی آتی ہے اور اب کوئی چارہ نہیں ہے اہل لشکر در پردے میں جتنے
بیان ہوچکے ہیں آگ ہمارا کام تمام کردیگی راکھ بھی نہ ملیگی تب اسی بیتابی کی حالت میں اسکو اس
دیو کا خیال آیا جسکے بال ایک بازو پر باندھے تھے پس طیمور نے بازو کے تعویذ کو منہ کی بھاپ دی ذرا
دیو تحسین(?) کو خبر ہوئی یہ ایک کوہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہ روئیں اسکے بدن کے کھڑے ہوگئے اسے
خیال آیا کہ شاہ طیمور نے یاد کیا ہے پس ہوا کی طرح آیا دیکھا کہ یہاں طیمور قفس میں بند ہے اور
گرد آگ روشن ہے پس دیو نیچے جھکے گرا اور دار پر سے قفس کو اٹھا لیگیا جہاں شعلے جو بلند ہوئے
دیکھو محسوس ہوا آتش پرستوں نے نقارہ شادمانی بجایا اور لشکر طیمور کے جوانوں نے کہا کہ بھائیو

بعد ایسے شہریار عالی وقار کے زندگی پر خاک ہے بقول شخصے کہ تک جیے تو کیا اس جینے سے مرنا بہتر ہے چنانچہ
دم میں دم ہی باقی نہ رہے کے یہ مشورہ کر کے یہ لوگ خیمہ مسرور شاہ کی طرف چلے مسرور شاہ نے مرکب
طلب کیا اور عیار آئینہ پرست کو ساتھ لیکر ٹہلتا ہوا چلا یہ رنگ دیکھکر اہل قلعہ نے ہرکاروں کو واسطے خبر
کے روانہ کیا سرکار نے آکے اور دم بھر میں حال دریافت کر کے گئے سنجاب شاہ مغربی سے سب
کیفیت بیان کی سنجاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور فوج کو لیکر قلعہ سے نکلا اور اسی ذخیرہ سے کہلا بھیجا
کہ ملکہ مہتاب حور جمال کا بہت خیال رکھنا بھائی کو آئینے آئینہ پرستوں نے جلا دیا ایسا نہو
یہ خبر سنکے وہ خودکشی کرے تو غضب ہو جائیگا ملکہ سمن اندام سبز پوش نے بہت بہت زخفا سے
واردات کی کوشش کی مگر کسی نے مہتاب حور جمال سے بھی بیان ہی کر دیا کہ بھائی کو
تمہارے دشمنوں نے جلا دیا بس یہ سنکے اسکے دل سے دھواں اٹھا اور قصد کیا کہ خودکشی
کرے سمن اندام نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ابی تجھے اس خبر کا اعتبار نہیں اسلیئے کہ فوج تمہارے
بھائی کی لڑ رہی ہے اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا ہوتا تو فوج قلیل بغیر سردار کے کیا لڑ سکتی تھی غرضکہ
تمام شاہزادیوں نے آکر ہاتھ پاؤں پکڑ لیے اور انگوٹھیاں ہیرے کی ہاتھ سے مہتاب حور جمال
کے اتار لیں سب گھر کے بیٹھ گئیں سمجھانا شروع کیا لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے کہ آنکھ سے آنسو جاری
ہیں اور کہہ رہی ہے کہ اے طیمور شیر پرور بعد تیرے ہماری زندگی پر خاک ہے افسوس میں ایسی
منحوس پیدا ہوئی کہ میرے باعث سے تیری جان گئی یہاں تو اک تلاطم برپا ہے اور وہاں علم لشکر
طیمور نے قریب دس ہزار آدمیوں کے کام آچکے ہیں مگر ابھی تک سب سنے ہوئے لڑ رہے
ہیں ایک ایک نے چار چار پانچ پانچ کو مارا ہے اور برابر لڑتے چلے جاتے ہیں اتنے میں سنجاب شاہ
مغربی آپہنچا اور ایک لاکھ سواروں سے لشکر مسرور شاہ پر گرا تلوار چلنے لگی سر خیموں کو
بچانا شروع کیا بلکہ انکی یہ حالت ہے کہ اپنے آقا کے غم میں دنیا اندھیر ہے ہر جوان پر کالا آتش
بنا ہوا ہے کسی کو تن بدن کا ہوش نہیں ہے لیکن اب سنیے حال دیو تخمین اور شاہزادہ طیمور شیر پرور
کا سنیے کہ دیو تخمین قفس کو لیے ہوئے صحرا میں پہنچا قفس کو توڑ کر شاہزادہ کو قفس سے باہر
نکالا اور مزاج پوچھا طیمور نے قید توڑی اور دیو تخمین سے کہا کہ اس وقت تو نے بڑا کام کیا اگر تیرے
آنے میں ذرا بھی دیر ہوتی تو میں جل کے خاک ہو جاتا کہیں سے مرکب لا میں جلد ابھی لشکر میں جا کے
علاج کروں گا کہ اسنے مجھ سے بڑی دغا کی دیو تخمین سمجھا کہ اس سے بڑھ کر پیٹ بھر کھانا
ملیگا کہا کہ میں جاتا ہوں اور ابھی مرکب سواری کے واسطے نہایت شائستہ بھیجتا ہوں یہ کہکر
ایک درخت کی آڑ میں غلطک ماری اور آپ بصورت مرکب بنکر سامنے شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے آکھڑا ہوا یہاں شاہزادہ طیمور یہ سمجھا کہ دیو نے مرکب کو بھیج دیا بس جلدی سے لپک کے
مرکب پر بیٹھکے جانب لشکر مسرور شاہ روانہ ہوا بس جیسے ہی قریب پہنچا دیکھا کہ آفت قیامت
برپا ہے خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے یا توٹ توٹ بہوش جانیں دے رہے ہیں اور پکار رہے ہیں
کہ بھائیو بعد ایسے آقا کے زندہ رہنا بیکار ہے اور کوئی تیرہ ہزار آدمی کام آچکے ہیں لیکن چالیس ہزار
خوب ڈٹے ہوئے تلوار کر رہے ہیں اور سنجاب شاہ مغربی بھی کہتا ہے کہ خبردار یہ آئینہ پرست
جانے نہ پائیں بڑی دغا کی انہوں نے ایسا آج تک کسی نے نہ کیا تھا اس شخص کو دغا سے جلا دیا ہے
جو رستم وقت تھا بس یہ معرکہ دیکھکر طیمور نے ان سبکی نسبت کے واسطے تو کیا اس غیرت سے میری سپاہ

ہوتے ہیں دیو خود سر ہیں رستم زمان ہوں طیمور شیر صف ہیں نعرہ کرکے جو تلوار کھینچ کر لشکر پر گرتا ہے تو
فوج مسرور شاہ کو درہم و برہم کر دیا اور باگ گھوڑے کی اٹھا کر مسرور شاہ کی طرف چلا اور
آواز دی کہ او دغاباز دیکھ صاحب اقبال ایسے ہوتے ہیں نعرہ طیمور کی آواز سنکر لشکر طیمور کے
دوگونہ ہو گویا جان تازہ آگئی اور مستجاب شاہ مغربی بھی خوش ہوا لیکن مسرور آئینہ پرست کے
ہوش اڑ گئے کہ یہ آدمی ہے یا بھوت ہے اس آتش افروختہ میں سے کیونکر نکل گیا برق بسندہ
بنا یا یا عکس آئینہ ہو گیا اور اسنے اہل لشکر کو آواز دی کہ مار لو اسکو چلنے نہ پائے یہ عجب آسیب
طیمور قتل کرتا چلا جاتا ہے اور دیو تحفہ میں مرکب بنا ہوا لاشوں کو کھاتا چلا جاتا ہے جو لاش طیمور
نے گرائی دیو نے منہ سے نگل لیا اور طیمور کو دل میں ہزاروں دعائیں دیتا جاتا ہے کہ اسکی بدولت
آج لیا عمدہ گوشت کھانے میں آیا خدا اسے زندہ رکھے طیمور حیران ہے کہ میں نے سیکڑوں کو
تیغ کیا لیکن لاشیں کم معلوم ہوتی ہیں ادھر آئینہ پرست حیران ہیں کہ طیمور کون بلا ہو کے آیا ہے کہ
جو قتل ہوتا ہے اسکی لاش کا بھی پتہ نہیں لگتا ہے یہ کیا معاملہ ہے لیکن مہر خیموش تعاقب میں طیمور کے
روانے چلے جاتے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ اے شہریار اب اس دغاباز کو زندہ نہ چھوڑنے کا کرستے
بڑا عمدہ ہو چکا یا تھا طیمور لڑتا ہوا مسرور شاہ کی طرف چلا جاتا ہے اور اس طرف سے غبار آئینہ پرست
لڑتا چلا آتا ہے کہ اکثر تہ غبار آئینہ پرست نے تلوار ماری طیمور نے چاہا مرکب سے مرکب اڑکر
بند دست پکڑوں یہاں مرکب لاش کھانے میں مصروف تھا جلد آگے نہ بڑھ سکا تیغ سر پر پہنچا تا وا برد
آگیا طیمور نے جلدی سے دستانہ مارا تیغ تو بچا کر سر سے نکلا مگر باد خود کی سر سے باہر آئی طیمور
نے اسی عالم زد و دلیری میں تلوار ماری کہ غبار آئینہ پرست کے دو ٹکڑے ہوئے اب طیمور نے زخم
سر کو باندھا اور پھر لڑنے لگا قریب تھا کہ فوج مسرور آئینہ پرست کی شکست کھا جائے کہ بلا یک
ادھر سے بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ سر بفلک اسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچ
ہوائے ہاتھ گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے کافور شاہ تین لاکھ سوار و
پیدل کی جمعیت سے آ کے پہنچا دیکھا اسنے کہ فرزند میرا قتل ہوا جاتا ہے اور فوج شکست کھایا چاہتی
ہے تب اسنے لشکر کو اشارہ کیا کہ ہاں لینا ان بدمعاشوں کو جانے نہ پائیں لڑکی کو ہمارے فرزند سے
منسوب کر کے اب دوسرے کے سپرد کر دیا خبردار انھیں زندہ نجانے دینا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار
گھوڑے کڑکا کے آ پڑے غلغلہ پڑنے لگا اور خشمند روئیں تن تلوار کھینچے جو گرتا ہے تو اسنے قیامت
برپا کر دی جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور فوج تازہ نے طیمور کو آ کے گھیر لیا شاہزادہ
طیمور زخمی لڑ رہا ہے مثل شیر گرسنہ کے حملے کر رہا ہے مگر فوج کافور شاہ تازہ دم ہے ادھر چند لوگ
وہ بھی تھکے ہوئے صبح سے لڑ رہے ہیں دوپہر ڈھل چکی ہے اس وقت مستجاب شاہ کو امید
فتح ہونے کے بعد پھر یاس ہو گئی وہاں قلعہ پر شاہزادیاں پریشان تھیں کہ مہتاب حور جمال رو رو
کے جان دیتی تھی ہر لحظہ کی خاک میں بیٹھی ہوئی تھی دم بدم کی خبریں پہونچ رہی تھیں کہ اکثر تنہ معلوم ہوا
کہ شاہزادہ طیمور زندہ ہے اور مقابلہ کر رہا ہے ملکہ کو سب نے مبارکباد دی مگر اسکو یقین نہ آیا کہا کہ تم
لوگ میری تسکین کے واسطے کہتی ہو مجھے یقین نہیں ہوا اسکے دوسری خبر طیمور کے زخمی ہونے کی
پہونچی اور کافور شاہ کے آنے کی اس وقت ملکہ کو یقین ہی ہوا تو پھر تشویش پیدا ہوگئی اور وہ
اور ہلک کے اپنے دعا کی کہ خداوندا اب ہمارا کوئی مددگار باقی نہیں رہا کہ دشمن کی کمک آگئی

ہماری طرف نہ تو اول السلام آگے نہ اب کے لشکر سے کوئی سردار آیا یہ کلمات حسرت آیات اسکے زبان
جاری ہوئے تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے یکایک دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دل گردہ سے شاہزادہ سہراب بن رستم چالیس ہزار جوانوں سے پیدا ہوا دیکھا کہ طیمور
اور سحاب شاہ ایک طرف ہیں اور کوہ اوج آئینہ پرست ہیں آپسمیں تلوار چل رہی ہے بس سہراب نے باگ
مرکب کی اٹھائی اور آواز دی کہ اے طیمور زندہ نظر آتا کہ میں آ پہونچا طیمور نے جو سہراب کو دیکھا نہایت
خوش ہوا سہراب نے آتے ہی لشکر کو تہ و بالا کر دیا تہلکہ ڈال دی ایک سردار کہ نام اسکا مہبوط آئینہ
پرست تھا طیمور کی طرف چلا آتا تھا سہراب نے للکارا کہ او ملعون تجھے شرم نہیں آتی کہ زخمی شیر کی
طرف جاتا ہے وہ زخمی بھی تیرے واسطے ملک الموت سے کم نہیں ہے ادھر آ اور مجھے سامنا کر یہ کہکے
لاشوں کو گراتے کشتوں کو پامال کرتے ہوئے قریب مہبوط آئینہ پرست کے جا پہونچے مہبوط آئینہ پرست
نے تلوار ماری سہراب نے روکی ہوئے جو ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ کو قلم کیا طیمور یہ دیکھکر خوش ہونے لگا اور
پکارا کہ اے سہراب یہ نئی بات دیکھی ہے سلیمان صاحبقران نے تلوار کا قلم کرنا نہیں بتایا تھا ادھر سہراب
نے دوسرا ہاتھ مارا کہ مہبوط آئینہ پرست کی صورت بگڑ گئی مع مرکب آپ کے چار ٹکڑے ہوئے
بس یہ دیکھا طیمور نے جو ہیبت کے مرکب کو رانوں میں اسلا تو سرور آئینہ پرست پر جا پڑا سرور نے
تلوار ماری طیمور نے بھی اسی طرح تیغہ کو قلم کیا اور دوسرا ہاتھ مارا کہ سر بلند بھی نہونے پائی تھی زخم
پر جیتا سرور آئینہ پرست نے جلدی سے دستانہ مارا مگر اسے پی دیر میں زخم سر چوپارہ
ہو گیا سہراب نے تعریف کی اور کہا کہ اے طیمور یہ بھی کھائی یاد کرے طیمور نے کہا کہ ہم تو سلیمان کے استاد
کے شاگرد ہیں اور سنا ہے کہ سلیمان صاحبقران تمہارے عزیز بھی ہیں سہراب نے کہا کہ تم جلدی سے
وہ خود علیحدہ وقت لانے کہ ہم تم ایک جلدگاہ میں تنہیں الحاصل لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی طبل رخصت
بجا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اور باہر اپنی فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے شب شاہ نے قلعہ کی راہ لی
اور سہراب سے کہا کہ تشریف لیجئے سہراب نے کہا کہ طیمور کہاں قیام پذیر ہیں سحاب شاہ نے
کہا کہ صحرا میں خیمہ برپا کیا ہے ہر چند میں نے اصرار کیا کہ قلعہ میں چلیے مگر وہ قلعہ میں نہ آئے اور کہا کہ وہاں اگر
صرف بہن میری ہوتی تو میں چلا آتا جو تم کیا اور خود میں بھی ہوں اسوجہ سے میں دور جا لگا یہ سنکے سہراب نے
باگ پھیری اور قریب طیمور کے آکر کہا کہ تمکو قلعہ میں چلنا ہوگا تم کیا ابتک اسکو غیر سمجھتے ہو جب تم
ہمارا اتنا اعتبار ہے کہ تم نے اپنی بہن کو ہماری نگرانی میں چھوڑ دیا ہے تو ہمیں بھی تمہارا اس سے زیادہ اعتبار
ہے یہ کہکر دست طیمور کا پکڑ لیا اور قلعہ میں لائے لشکر بیرون قلعہ اترا ادھر ملکہ مہتاب جو رجلال کو
خبر ہوئی کہ شاہزادہ سہراب ثانی طیمور کو اپنے ہمراہ لائے ہیں یہ نہایت خوش ہوئی سجدہ شکر
کیا سہراب نے کہلا بھیجا کہ تجھے والے ہٹ جائیں میں طیمور کو لاتا ہوں کہ وہ اپنی بہن کو دیکھ لے اور
ملکہ اپنی بھائی کو دیکھ لے یہ سنکے سب شاہزادیاں ہٹ گئیں جلدار نے آکر عرض کی کہ تخلیہ ہے شاہزادہ
طیمور کو بھیج دیجئے سہراب نے طیمور سے کہا کہ جاؤ طیمور نے کہا کہ اے سہراب تم مجھسے اسقدر
محبت رکھتے ہو مجھے کیا سمجھے ہو سہراب نے کہا کہ میں اپنا بھائی جانتا ہوں جسقدر مجھے سکندر کی محبت
ہے اسیقدر تمہاری بھی محبت ہے طیمور نے کہا کہ پھر تم سے کیا پردہ جب میں تمہارا بھائی ہوا تو بہن
میری تمہاری بہن ہوئی تم بھی چلو یہ کہکر ہاتھ سہراب کا پکڑے ہوئے اندر محل کے داخل ہوا
ملکہ نے اٹھکے سلام کیا طیمور نے دست شفقت سر پہ پھیرا اور کہا کہ پہلے تمہارے بھائی تھے

۲

اب ایک نیسرے بھائی سب سے بڑے یمین ملک پیلتن سہراب کو دیکھکر حیران ہوئی تھی اس کنے
سے طیمور کے سہراب کو بھی سلام کیا سہراب نے دعا دی سر پر ہاتھ رکھا اور محلدار سے کہا کہ ثریا
یمتن سے کہو کہ اپنے دیور کے لیے تصدق لے کے آؤ خدا نے طیمور کی دوبارا زندگی کی یہ محلدار
گئی اور ثریا سے یمتن سے پیام شہزادہ سہراب بن رستم کا بیان کیا ثریا سے یمتن اسی وقت
کشتیاں تصدق کی لیکر آئی اور طیمور پر سے نثار کین طیمور نے جھک کے سلام کیا اور ایسی
گردن جھکائی کہ آنکھ بھی اونچی نہین کی اور سہراب سے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے انتہا کی محبت کو
کام دیا کہ بھائی صاحب کو بھی میرے سامنے کر دیا دیر تک طیمور بیٹھا رہا آخر سہراب سے کہا کہ اب
باہر تشریف لے چلیے شاہزادہ سہراب بن رستم طیمور کو لیے ہوئے محل سے باہر آئے لگتے کہ
آواز طبل جنگ کان مین آئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو اس طرف سے کافور شاہ آئینہ پرست چار لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے میدان
مین آکر صف آرا ہوا اس طرف سے شاہزادہ سہراب بن رستم اور طیمور شیر یہود لشکر کو لیکر میدان
مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال لہب سیب دیکر بیٹھے تھے کہ سمندر روئین تن میدان
مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے مبارز طلب کیا ہنوز اس طرف سے کوئی نہ نکلا تھا کہ ہوا
سے قتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے یکایک دامنہ گرد کا شگفتہ ہوا اور دل گردے
خورشید زرین کمر تیغ لاجورد شاہ دربان شاہ و سکندر آئینہ پرست کئی لاکھ سوار و پیدل کی
جمعیت سے نمودار ہوا طیمور برائے استقبال گیا اور خورشید کو لایا دونون لشکر ایک ہو کر ٹھہرے
ہوئے اہرمن کوہی کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا اسنے اک گھوڑے کی لی اور شاہزادہ
طیمور سے اجازت لیکر سامنے سمندر روئین تن کے آیا سمند نے نیزہ مارا اہرمن نے نیزے کو
نیزے سے رد کیا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی آخر اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے سمند
روئین تن کے ہوائی کیا اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی آوازین بلند کین سمند روئین تن نے
غصہ مین آکر تلوار کمر سے کھینچ کے آواز دی کہ تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان
کہتے ہین اور لپٹ کے تلوار ماری اہرمن نے مار سپر کے اپنا وار کیا کئی ضرب کی بدلو
بدلی مین اہرمن ہاتھ سے سمند روئین تن کے نجی ہوا بس یہ دیکھتے ہی طیمور نے مرکب کو
اٹھایا اور اہرمن کو میدان سے پھیر کر آپ سامنا کیا سمندر روئین تن نے وہی حربہ آزمودہ
شمشیر طیمور پر بھی لگائی طیمور نے تھپکی دی کہ تلوار سے پڑی بس مرطور کیا ہاتھ تلوار پر ٹ
لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قائش زین سے اٹھا کر دور آگرو سے زمین پر مارا کہ چار دو
شانے چت گرا بس طیمور نے گھوڑے سے کود کر ایک پاؤن ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا
پاؤن سے دبا کر جو جھٹکا مارا چیر کے پھینک دیا بس یہ دیکھ کر کافور شاہ نے لشکر کو آواز
دی کہ ارے مارو غضب کیا اس سرکش نے کہ سردار کو ہمارے مارا جب وہ روئین تن اسکا
کچھ نہ کرسکا تو اور کوئی کیا مقابلہ کرسکتا ہے یہ سنکے تمام لشکر نے باگین اٹھائین اور آکر طیمور کو
چارون طرف سے گھیر لیا طیمور نے جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر تیغ ضرب در زمرت کھینچکر لڑنا
شروع کیا جب ہاتھ تمہارا یہ ہاتھ ہو جنگ کے بڑھ کر گرا اگر دو دو سوار آگے پیچھے سے تو دونون کے
چار ٹکڑے ہوئے یہ دیکھ کر اس طرف شاہزادہ سہراب نے گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ

سہراب کے بجانب شاہ مغربی کل لشکر لیکر گرد تلوار چلنے لگی صدائے گیرو دار بلند ہوئی طیمور نے
دیکھا کہ سرور بن کافور نہایت جوش و خروش سے لڑتا چلا آتا ہے بس مرکب کو رانون مین دبا
اور صفون کو توڑتا ہوا پرون کو شکست دیتا ہوا سامنے سرور شاہ کے پہونچا سرور شاہ نے
تلوار ماری طیمور نے کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو سرور کو تاش پ زین سے اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ مین لیکر لڑتا ہوا کافور شاہ
کی طرف چلا سرور شاہ نے ہرچند لنگر مارے اور تڑپا مگر ہاتھ سے چھوٹا ادھر شاہزادہ سہراب
ثانی نے دوڑ کر علمدار لشکر کو قلم کیا علمدار نے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا رد کر کے ایسا وار
کیا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر طیمور شیر ببر ور لڑتا ہوا قریب تخت کافور شاہ کے
پہونچ گیا جسنے طیمور پر ہاتھ اٹھایا طیمور نے سرور شاہ کو سامنے کر دیا اسنے ہاتھ روک لیا
اسی ہنگام مین جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور دامنہ گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو
اور وحید الملک اور حسن آصف شکن اور مظفر غازی اور دیگر سرداران اسلام مع خواجہ
خضران پیدا ہوئے اور آکر جو آئینہ پرستون پر گرے تل ظلم برپا ہو گیا ادھر طیمور نے کافور شاہ
پر ہاتھ اٹھایا کافور شاہ نے دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا مین بھی قتل ہوا جاتا ہون بس اسنے
آواز امان بلند کی طیمور نے ہاتھ روکا اور سرور شاہ سے کہا تو کیا کہتا ہے اسنے بھی اقرار
اطاعت کیا اس وقت طیمور نے ہاتھ روکا اور شاہزادہ سہراب کو آواز دی کہ بس اب
جنگ نہ کیجیے کہ ان لوگون نے اطاعت قبول کر لی ادھر کافور شاہ نے اپنے لشکر کو روکا
اسیوقت جنگ موقوف ہوئی لشکر علحدہ ہوے طیمور نے سرور آئینہ پرست کو ہاتھ سے
چھوڑا سرور نے قدم چوم لیے اور کہا کہ ای طیمور واقع مین کہ مین تمکو ایسا نہ جانتا تھا مین تیری ہمسری
کے قابل نہین ہون آج سے بہن تمہاری میری مخدومہ ہے جو تمہارا ہمسر ہو وہ اسکا شوہر ہو سکتا ہے
طیمور سب کو ساتھ لیے بارگاہ مین آیا شاہزادہ سکندر رستم خو اور وحید الملک وغیرہ سے
ملاقات ہوئی طیمور نے پوچھا کہ آپکا اس طرف تشریف لانا کس ضرورت سے ہوا سکندر نے
ہنس کے کہا کہ بہت روز سے نہین دیکھا تھا دیکھنے کو جی چاہتا تھا طیمور نے اور شاہزادون کے
آنے کا سبب دریافت کیا اس وقت خواجہ خضران نے کہا کہ ای جان آئینہ پرستان یہ
سب کے سب عقد کرنے آئے ہین انکی معشوقین قلعہ بہار مین ہین اسیوقت طیمور نے شاہزادہ
سہراب بن رستم کے کان مین کہ اب میری لاسے مین عقد ملکہ کا وحید الملک کے ساتھ کر دیا
جائے تاکہ پورشس کم بموجب ملکہ ناموس مین داخل ہو جائیگی اس وقت پھر کوئی اس طرف
کا قصد نکریگا سہراب کی تو عین تمنا تھی کہا ای طیمور نہایت مناسب ہے ہم اس وجہ سے
کہہ نہ سکتے تھے کہ مبادا تمہارے خلاف مزاج ہو لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہ بات تمہارے بھی دہن
مین آگئی اور جو بات بعد فیصلہ مذہب کے ہوتی وہ اس وقت بھی حاصل ہے یعنی عقد ملکہ کا دونون
طریقون سے پڑھ دیا جائے اہل اسلام اپنے طور پر پڑھوائین تم اپنے طور پر پڑھوا لو اور جس وقت
بعد مقابلہ صاحبقران فیصلہ مذہب کا ہوگا اس وقت یا تم خود دین اسلام اختیار کر لوگے یا ہم سب
ہمراہ صاحبقران عالی شان کے آئینہ پرستی اختیار کر لینگے جب یہ باتین سہراب اور طیمور
مین ہو گئین تو شاہزادہ سہراب نے تمام شاہزادگان اسلام کو عقد وحید الملک کی مبارکباد دی

اس وقت سب سرداروں نے طیمور کا شکریہ ادا کیا اور اسکی حلم و دانائی کی تعریف کی اب یہ تمام شاہزادے
ملک سنجابیہ میں آئے اور طیمور شیر پرور مع خواجہ خضران و سہراب بن رستم قلعہ بہار میں آیا اور
سامان عقد ہونے لگا چونکہ طیمور نے خالی عقد کرنا نہیں منظور کیا اس لحاظ سے کہ ہماری موجودگی میں
کا ہے کی محتاجی ہے جو خالی عقد کر دیا جائے جب سکندر رستم خو کو معلوم ہوا کہ طیمور شادی کی تیاری
میں سرگرم ہے اسباب خریدا جا رہا ہے تو سکندر نے بھی تیاری شروع کی اس وقت سنجاب شاہ
مغزلی نے آکر سکندر سے عرض کی کہ جسقدر اس وقت مسافرت کی حالت میں اگرچہ یہاں بھی سب
کچھ ہو سکتا ہے مگر مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال و خزانہ و ملازم سب آپ ہی کے ہیں
جیسے شاہزادہ رفیع البخت ویسے آپ لہذا جس شے کی ضرورت ہو تکلف نہ فرمایئے
شاہزادہ سکندر نے یہ کہکر ٹال دیا کہ جب ضرورت ہوگی تو میں لے لونگا بالفعل ضرورت
نہیں ہے سنجاب شاہ زیادہ نہ کر سکا بس سکندر رستم خو نے سیارہ کوچک کو طرف
گلستان باختر کے روانہ کیا اور جو چیزیں تکلفات کی گلستان باختر سے مخصوص تھیں انکو وہاں سے
منگایا ادھر سنجاب شاہ نے اپنا قاصد خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کے بھیجا کہ یہاں ہر طرح
کے سامان میں اور شاہی کہ آپ لوگوں سے اور ان لوگوں سے چشمک رہتی ہے لہذا انکا احسان
لینے کی کیا ضرورت ہے میری غرض تو بہ پر انہیں ہوئی نہ میں زیادہ کہہ سکتا ہوں ادھر وحید الملک
نے شہنشاہ گوہر کلاہ کو لکھا یہ دونوں قاصد ایک وقت میں پہونچے ادھر جو تھا قاصد شہزادہ
سہراب بن رستم کا پہونچا قاصد سہراب نے سامنے صاحبقران کے نامہ پیش کیا صاحبقران نے
نامہ پڑھا اسمیں طیمور کی شادی کرنے کا حال تحریر تھا امیر نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ اسلام
کو بھی مسرت حاصل ہوئی ادھر قاصد وحید الملک نے لفافہ وحید الملک کا خدمت میں شہنشاہ
گوہر کلاہ کے پیش کیا مضمون یہ تھا کہ آپ بجائے والد بزرگوار ہیں لہذا اس وقت سرپرستی ہے کہ
سکندر رستم خو کے احسان سے بچایئے کہ وہ میری شادی کا سامان کر رہے ہیں اور یہ نسبت
حضور کے ہوگئے کیسا نہیں ہے طیمور نے شادی میں تکلفات کو بہت دخل دیا ہے اور صاحبقران
اوسط اسکے جواب میں سامان کر رہے ہیں شہنشاہ گوہر کلاہ نے جواب تحریر کیا کہ میں خود آتا ہوں
اور مجھے بادشاہ اور صاحبقران سے اجازت حاصل کرنا ہے کیونکہ بلا اجازت انکی میرا آنا مناسب نہیں ہے یہ جواب
وحید الملک کو دیکر روانہ کیا اور صاحبقران سے اجازت مانگی چونکہ خوشی کی بات تھی بادشاہ اسلام
اور امیر عالی مقام نے خوشی سے اجازت دیدی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ تیاری کر کے
مال و خزانہ اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے ادھر نامہ سنجاب شاہ مغزلی کا
رفیع البخت کو پہونچا رفیع البخت نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ کے چھوٹے
بھائی کی شادی ہے طیمور شیر پرور رضامند ہوگیا بلکہ خود انتظام شادی میں مصروف ہے اور
بہت تیاری کی ہے اسکے جواب میں صاحبقران اوسط تیاری کر رہے ہیں میں نے ہر چند چاہا کہ
مصارف اسکے میرے خزانہ سے ہوں مگر صاحبقران اوسط منظور نہیں فرماتے ہیں آپ کو
اطلاعاً تحریر کیا گیا یہ مضمون دیکھکر رفیع البخت نے بھی اجازت حاصل کی اور سامان درست
کر کے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے سیارہ کوچک ان سب سے پیشتر ہی پہونچ گیا
تھا اسنے اشیاء نادرہ خریدیں اور مال و خزانہ و جلوس شاہی وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر یہ بھی جانب بہارستان

سخت برودت ہو اسپنے سے پہلے شہنشاہ گوہر کلاہ پہونچے خبر آئی شہنشاہ گوہر کلاہ کی سنکر سب سردار
واسطے استقبال کے آئے اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو استقبال کر کے لے گئے سکندر رستم خو سمجھ
گیا کہ یہ اس غرض سے آئے ہیں کہ شادی وحید الملک کی ہو دو دن بس قبل اسکے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ کچھ کہیں سکندر رستم خو نے کہا کہ اس شادی میں آپ کا قبل سے آ کر شریک ہونا سب ہی
مسرت کا باعث ہوا اور سب سے زیادہ میں آپکا ممنون احسان ہوں اسلیے کہ یہ شادی میں کر رہا ہوں
اسوقت آپ براتی ہیں یہ کہکر سامان دعوت مہیا کر دیا اور انکے واسطے ایک بارگاہ آراستہ کرا دی
جسمیں سب انتظام سکندری کی جانب سے تھا شہنشاہ گوہر کلاہ نے اتنا تو کہا کہ یہ منصب
میرا تھا نہ تمہارا سکندر نے کہا میں آپ سے کیا علیحدہ ہوں علاوہ اسکے آپ یہاں موجود نہ تھے
اگر میں نے یہ سامان کیا تو کسنے کیا شہنشاہ گوہر کلاہ کو سوا خاموش ہو رہنے کے کوئی جواب
بن نہ پڑا اتنے میں خبر آئی شاہزادہ رفیع البخت کی پہونچی پھر سردار برائے استقبال روانہ ہوئے
شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت کے لیے پہلے سے بارگاہ آراستہ کر رکھی تھی جیسے ہی رفیع البخت
پہونچے سکندر نے اسی بارگاہ میں اتارا رفیع البخت نے کہا کہ میں قلعوں کی طرف جاتا ہوں سکندر
نے کہا کہ اب بغیر میری اجازت کے آپ کہیں نہیں جا سکتے اسلیے کہ آپ میرے مہمان ہیں سکندر نے
کہا کہ نہیں تم ہمارے مہمان ہو جاؤ چھوٹے بھائی کے شادی سکندر نے اس [illegible] سے
کی کہ رفیع البخت کو کچھ نہ بن پڑی جواب دیا کہ اے سکندر ہم تم ملکے اس شادی کو کریں تو
اور زیادہ رونق ہوگی سکندر نے کہا اے رفیع البخت تم بڑے نادان ہو طیمور اپنے دل میں
کیا کہیگا کہ ایک محض شادی نکر سکا رفیع البخت نے کہا کہ آپ صاحبقران اوسط ہیں آپکی
اہانت ہے طیمور کے مقابلے میں شادی کرنا سکندر نے جواب دیا کہ اگر میں لڑکے کی طرف [illegible]
تھی علاوہ اسکے طیمور سے مقابلہ بھی مجھی سے ہوا تھا اب [illegible] ہر قسم کا مقابلہ طیمور سے
کرونگا آپ تماشا دیکھیے آخر رفیع البخت بھی خاموش ہو رہے جو [illegible] ہمراہ
لائے تھے وہ سب بیکار ہوا آخر میں ستارہ تو جک اتنے بڑے سامان سے پہونچا
کہ نہ شہنشاہ گوہر کلاہ اتنا سامان اپنے ہمراہ لائے تھے نہ رفیع البخت اس سامان کو
دیکھکر یہ دونوں خود بھی اپنی جگہ خجل ہو گئے خاموش ہو رہے لیکن مظفر شاہی نے وحید الملک
سے کہا کہ آپ نہ گھبرایے بالفعل اسکا موقع نہیں ہے کہ سکندر رستم خو سے اس بارہ میں کچھ کہا
جائے جسوقت خدمت امیر بانو قبر میں پہونچینگے اس وقت دیکھا جائیگا القصہ آٹھ دس روز بیچ کے
عرصہ میں طیمور شیر [illegible] سے بہت کچھ سامان کیا اور دیو تحسین کو بلا کر ایک نامہ صاحبقران
زمان کو تحریر کیا جسمیں سب حالات یہاں کے تحریر تھے اور آخر میں یہ لکھا کہ میں نے آپ کے ارشاد
پر نظر کر کے شادی لڑکی کی مع نعیمہ کے وحید الملک کے ساتھ کرنا منظور کر لی اور سامان شادی کا
کر رہا ہوں لہذا چند چیزیں پرستان کی [illegible] ایسی بھیجیے کہ جو پردۂ دنیا پر نا ممکن ہوں اور مجھ پر یہاں
[illegible] یہ نامہ لیکر دیو تحسین خدمت میں سلیمان صاحبقران کے پہونچا نامہ پیش کیا
سلیمان صاحبقران نے خوش ہو کے بہت سی عمدہ چیزیں پرستان کی اور بہت سی پریان ساتھ کر کے
دیو تحسین کو طیمور کے پاس روانہ کیا اور ایک نامہ تحریر کیا کہ اے طیمور میں تم سے نہایت خوش
ہوا کہ تمنے میری ہدایت پر عمل کیا یہاں طیمور نے بڑی دھوم سے رسم مانجھے کی ادا کی عجب طرح

کی شادی کی تھی کہ جو رسمیں خدا پرستوں کے یہاں تھیں وہ بھی ہوتی ہیں اور جو رسم آئینہ پرستوں کے خاص تھے وہ بھی ادا کیے جاتے تھے جب برات کا دن آیا تو قبل عقد کے طیمور نے کہلا بھیجا کہ ہم چاہتے ہیں کہ پہلے قلعہ میں ہمارے مذہب کے موافق رسم نکاح ادا ہو اسکے بعد آپ برات لیکے آئیے اور اپنے طور پر بیاہ لیجائیے جب پیام طیمور خیر پیرو رکا پہونچا تو پہلے سکندر کو تامل ہوا اس وقت شاہزادہ سہراب تشریف لائے اور سمجھایا کہ اسمیں انکا کیا نقصان ہے سبکو سمجھا کر رضامند کیا اب دن معین ہوا اول جلسہ سکندر کا حال سنیے کہ انھوں نے بارگاہ یاقوت نگار برپا کرائی یہ وہ بارگاہ ہے جو سکندر کو طلسم نیرنگ قاف سے ہاتھ آئی تھی اور بہت بڑی بارگاہ تھی اسکو آراستہ کیا تمام برتی جمع ہوے چونکہ یہاں سے چند ملک قریب تھے مثلاً سمرقند اور ترکستان یہاں کے حاکموں کو بھی بلا کر اس شادی میں شریک کیا آراستگی بارگاہ یاقوت نگار کی بیان سے باہر ہے دارو غہ ارباب نشاط خواجہ خضران تھے انھوں نے دور دور سے طائفیں بلوائی تھیں بہر رات گئے تک دسترخوان بچھا رہا سرداران نامی و گرامی کھانے سے فراغت کر کے بارگاہ میں آئے محفل آراستہ ہوئی سب سردار قرینے سے حسب مراتب آکر بیٹھے وحید الملک کو دولھا بنا کر صدر میں بٹھایا طائفے حاضر ہوے اور گانے بجانے میں مصروف ہوے اور یہ غزل شروع کی غزل

جو ادا کا مائل اسپر ہی دار کوئی
نکلی جو دل سے بے اختیار کوئی
ہوئی خطا کسی سے جسکو سزا ملی کوئی
کستا ہے عطر کوئی مشک تتار کوئی
جس میں تنگ میری گلی میں نہ آسکی لوئی
کوئی کرے یا ضد ہے لپٹے بہار کوئی
گستاخ کیا صبا نے لٹک کر گیسو ہے ادبر
در پر کھڑا ہوا ہے امیدوار کوئی

جاتا خضر میں ہے تقصیر وار کوئی
دھنکے گردن میں پہنچا ہے تک
مجرم ہیں ہم ہے تقصیر وار کوئی
ہے آتش غیر سے گھر دل کو مرے خبر ہی
بیچے ہزار کوئی بیچے ہزار کوئی
رحمت بڑی ہے تیری مشک ختن لگا
روشن نہ رہنے پائی شمع مزار کوئی

اٹھ گئے خورشید کیوں نہیں کریں ہم
آگے مقابلہ کو بلبل ہزار کوئی
رخ کے عرق کو ہے گل اور زلف عنبرین
چھپتا ہے جا کے کا صاحب غبار لوئی
محنت نوبا غبال کی بلبل نے اڑالی
مجھ سے کہو جو ہوگا یہ دردگار کوئی
کہتا ہے یار اس کی صورت دکھا دے

غرضکہ تمام رات جلسہ رہا صبح کو یہاں سے برات بڑی دھوم دھام سے روانہ ہوئی وہاں شاہزادہ طیمور نیر بلند اور سہراب بن رستم نے وہ انتظام کیا تھا کہ تمام قلعہ مانند عروس شب اول کے آراستہ تھا دروازہ قلعہ سے لیکر دور رویہ آئینوں کی دیواریں اٹھی ہوئی تھیں راستے سے ایک برات گذر رہی تھی اور دو جانب دو عکسی براتیں جاتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں جس وقت برات دروازہ قلعہ پر پہونچی تو سہراب استقبال کیلئے آئے جلوس عقد مہر آیا گیا اور براتی اک بہت بڑے ایوان میں لا کر بٹھائے گئے یہاں چھت بھی آئینوں کی تھی دیواروں پر بھی چھت سے ملے ہوے آئینے نصب تھے ایک مکان میں ہزارہا مخلوق کا لطف حاصل تھا جس وقت یہ برات آکر بیٹھی تو پہلے آئینہ پرستوں کے مذہب کے موافق عقد اس طرح ہوا کہ اک حجرہ آراستہ کر کے اسمیں عروس کو بٹھایا گیا تھا نوشاہ کو بھی اندر اسی حجلہ کے لے گئے درمیان نوشاہ اور عروس کے اک حجاب تھا اور پہلو کی جانب بہت بڑا آئینہ لگا ہوا تھا اسپر پردہ پڑا ہوا تھا جب یہ دونوں آئینہ کی جانب منہ کر کے بیٹھے تو آئینہ سے پردہ اٹھا دیا گیا اور درمیانی پردہ بھی کھینچ دیا گیا عروس نے نوشاہ کو نوشاہ نے عروس کو پہلے اس آئینہ میں دیکھا بعد اسکے بطور اہل اسلام کے نکاح پڑھایا اور رسمیں بھی ادا ہوئیں ملکہ ثریا نے یسمن نے ناہید حور جمال کو عروس بنایا تھا اور تمام شاہزادیاں جمع تھیں وہاں ناچ پریوں کا شروع ہوا اور پرستان کے بنے ہوے ہار براتیوں کو پہنانے لگے سکندر سمجھے کہ یہ سامان اس

ظالم نے کیونکر لیا افسوس تجھے یہ خیال نہ آیا ورنہ یہ بات بڑے امکان مین بھی تھی اسلیے کہ تمام نیرنگ
فلک میرے اعتبار مین ہی غرضکہ جب رسوم سے فراغ حاصل ہوچکا تو نوشاہ عروس کو لیکر برآمد ہوا
عروس محافے مین سوار ہوئی اور برات قلعہ سے شہر سخابیہ مین واپس آئی دوسرے روز
سکندر کا عقد ملکہ مہر آرا کے ساتھ اور شہنشاہ جعفر شکن کا سپہر آرا سے اور وحید الملک کا نکاح
انجم آرا سے اور اختر آرا کا عقد مظفر غازی سے ہوا اور باقی عقد سرداران اسلام سے ہوے کہ بسبب
طوالت ہوتی مین ذکر انکا دفتر اسلام آباد مین کیا جائیگا جب ان سب عقدون سے فرصت ہوچکی تو اب
سب شاہزادے ایک جگہ آکر بیٹھنے لگے شش بارگاہ سلیمانی کے بارگاہ یاقوت نگار مین دربار آراستہ
ہونے لگا شاہزادہ سکندر رستم جو مرتبہ صاحبقرانی بیٹھے تھے اور قریب سکندر کے دنگل طیمور
کا تخت اسی طرح رکھا اور بائین جانب اپنے اپنے قاعدہ کے موافق سرداران دست راست اور سرداران
دست چپ بیٹھے تھے ادھر ادھر کی باتین ہو رہی تھین طیمور سے سب سردارون کو محبت ہوگئی ہی
ہر شخص یہ چاہتا ہی کہ کسی طرح طیمور اسلام اختیار کرے اور ہم مین مل کے بیٹھا کرے ایک روز شاہزادہ
سہراب ثانی نے طیمور سے کہا کہ ای طیمور تجھکو کچھ آئینہ کی حقیقت معلوم ہی کہ یہ کب سے بنا اور
کیونکر بنا طیمور نے کہا خالی آئینہ کو خداوند آئینہ کو سہراب نے سنکے کہا کہ خداوند وہ ہی جسنے کل کو
پیدا کیا ہو اور آئینہ وہ چیز ہی جو خود ساختہ ہی مجھ سے اسکی حقیقت سنو عہد دولت معہد جناب سلیمان
علیہ السلام مین حضرت کی معشوقہ بلقیس ثانی تھین انکو ناز تھا کہ میرا ثانی خدا نے پیدا ہی نہین کیا جناب
سلیمان نے انکو بہت حسین عورتین دکھائین جو بلقیس سے کسی طرح حسن و جمال مین کم نہ تھین
لیکن بلقیس نے یہی جواب دیا کہ مجھ سے بہتر ہونا ممکن ہی لیکن میرا ایسا ہونا ناممکن ہی اس وقت جناب
سلیمان نے اپنے وزرا سے کہا کہ کوئی ایسی چیز بنائی جائے کہ جسمین ہر چیز کا عکس نظر آئے حکم سے
اس بادشاہ جلیل القدر کے حکما نے آئینہ تیار کیا جناب سلیمان نے آئینہ بلقیس کو دکھایا اور فرمایا
کہ تمکو دعوے یکتائی تھا جو سوا خدا کے کسیکو زیبا نہین دیکھو تمھارا ثانی یہ موجود ہی بلقیس نے
جو اپنا ہم شبیہ کو دیکھا خیال ہوا کہ واقع مین یہ کوئی عورت ہی اس سے کہا کہ فرماؤ تو کہان سے آگئی
جس طرح اسکے لبون کو حرکت ہوئی اسی طرح اسکے لبون کو بھی حرکت ہوئی جو انھون نے
کہا وہ اسنے کہا غصہ مین اسکے مارنے کو چلین وہ بھی مارنے کو بڑھی بس بلقیس سخت بیتاب ہوئین اگالدان
مارا آئینہ ٹوٹ گیا اور حقیقت کھل گئی ای طیمور یہ اصلیت آئینہ کی ہی اگر تجھے یقین نہین ہی تو ہم تمھین
دکھائے دیتے ہین یہ کہا آئینہ منگوایا اور سامنے طیمور کے آئینہ پر گھونسا مارا کہ شیشے کے سو ٹکڑے
ہوگئے سہراب نے ہنسکے کہا کہ دیکھیے یہ آپکے خداوند تھے اب انکی گت دیکھیے کہ کیا ہی طیمور کو سکوت
ہوا سہراب نے دوسرا آئینہ منگوایا اسے بھی توڑ ڈالا اب تو اکثر آئینے توڑے جارہے ہین اور
تمام سردار ہنس رہے ہین اور طیمور کو چھیڑ رہے ہین کہ دیکھیے یہ آپکے خداوند چور ہوکے رہ گئے
غرضکہ اب طیمور سے رشتہ بھی ہنسنے کا ہوگیا ہی طیمور چپ ہوکے رہجاتا ہی کچھ جواب نہین بن پڑتا
آخر عاجز آکے کہدیا کہ واقع مین آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہی خود بھی بت سے آئینے منگا کر توڑ
ڈالے اس موقعہ سانندرا آئینہ پرست ہمیجت مین موجود نہ تھا یہ خبر سکندرہ کو پہونچی کہ یہان رنگ
دگرگون ہی اہل اسلام نے طیمور کو اپنے رنگ پر لگالیا ہی آئینے توڑے جارہے ہین اور ہنسی
ہورہی ہی کہ تیرے خداوند چور ہوگئے بس یہ سنتے ہی سکندرہ اپنے مقام سے اٹھا اور ہمیجت مین آیا

طیمور تعظیم کے لیے اُٹھا سکندر آگے بیٹھا تو کیے ہوے آئینہ دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہو کر یہ سہراب نے
سنکے جواب دیا کہ خداوند جو ظاہر ہوگئے ہیں بس سکندر کا منھ سرخ ہوگیا اُسنے کہا کہ ابھی آپنے خداوند آئینہ
کو دیکھا نہیں ہی یہ سب نقلین ہیں جو اصل خداوند ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں اور اُنھوں نے طیمور کو رواج
دین آئینہ پرستی کے واسطے پیدا کیا ہی اگر آپ اُس آئینہ کو توڑ دیں تو بیشک ہم دین آپ کا اختیار کریں
ورنہ آپکو ہمارا دین اختیار کرنا ہوگا یہ سنکے سہراب بن رستم نے جواب دیا کہ ای سکندر آئینہ پرست اگر وہ
آئینہ کسی شعبدہ باز کا بنایا ہوا ہی تو بھی کبھی نہ کبھی وقت میں ٹوٹے گا ضرور لیکن اس طرح بیشک وہ ٹوٹ
نہیں سکتا جس طرح یہ آئینے ٹوٹ گئے ایسی شعبدہ بازیوں پر کوئی دین کو ہاتھ سے نہیں دیتا ہی تم اُس آئینہ کو
منگواؤ ہم دیکھیں سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اب آپ لوگوں سے سلسلۂ قربت کا بسبب آپکے بیٹے
پیدا ہوگیا ہی اس سے مجبور ہوں ورنہ اگر میں نور جمال خداوند آئینہ کا آپکو دکھا دیتا تو جتنے ہم نظارہ ہوتے جلکر
خاک ہوجاتے کیا تاب ہی کسی کی جو خداوند کے نظارے کی تاب لا سکے سہراب نے کہا کہ میں مشتاق
ہوں ضرور دیکھونگا اگر جلجاؤنگا تو جلجاؤں سکندر نے کہا کہ آپ کچھ مجرموں کو جو واجب القتل ہوں
بلوایئے اُسی وقت بنجاب شاہ مغربی نے اپنے یہاں سے چند مجرم طلب کیے ان مجرموں نے
ڈاکا مارا تھا اور بہت سے مسافروں کو قتل کرکے مال اُنکا چھین لیا تھا اُنکے لیے سزا سے موت
تجویز ہوئی تھی جب وہ مجرم آئے تو سکندر آئینہ پرست نے اپنا آئینہ طلب کیا وہ لوگ گئے اور جا کر
اُس آئینہ کو لائے دیکھا سبنے کہ آئینہ نہایت تکلف سے بنایا گیا ہی پوشش اُسپر جواہر نگار
جڑی ہوئی ہی کلسیاں طلائی چمک رہی ہیں آئینہ ایک مقام پر نصب کیا گیا اور وہ مجرم
سامنے آئینہ کے بٹھا کر پوشش اُٹھادی گئی بس یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اور شعلہ آئینہ سے
نکلکر گرا کہ وہ سب مجرم جل کے خاک ہوگئے اب سکندر آئینہ پرست نے اہل اسلام سے کہا
کہ اگر آپ لوگ اس آئینہ کے سامنے ہوتے تو آپکی بھی یہی حالت ہوتی اسی طرح جل کے خاک ہوجاتے
دیکھا آپنے جلوہ خداوندی مگر چونکہ آپ لوگوں سے بدی کرنا منظور نہیں ہی لہٰذا ہم آپ کو بھی
جلوہ خداوند دکھائے دیتے ہیں آپ کی یہ حالت تو نہو گی لیکن مانند کلیم طور بیہوش ہوجائیے گا
اور تاب جمال نلا سکیے گا یہ کہکر ایک ہلکی سی پوشش آئینہ پر چڑھا دی اور وہی کلسیاں
جو لگی ہوئی ہیں وہ مثل تنبورے کے کھونٹیوں کے تھیں اُنکو اینٹھ دیا اور کہا کہ اب جن صاحب کا
جی چاہے وہ جمال خداوند کو دیکھیں تمام سرداران اسلام سامنے آئینہ کے آ بیٹھے ہر چند عیاروں
نے منع کیا اور کہا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہیں ہی اگر یہ مثل مجرموں کے سبکو جلا دے تو کیا کرسکتے ہیں
شاہزادگان اسلام نے کہا کہ اگر ہم انکار کرینگے تو یہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ اہل اسلام ڈر گئے اور اس
ڈرنے سے مرنا بہتر ہی سب بے خوف و خطر آ بیٹھے اُس وقت طیمور کو خیال ہوا کہ مبادا سکندر اُن
سبکو جلا دے تو اُس وقت کیا ہوگا بس یہ خود بھی ہمراہ سرداران اسلام کے آئینہ کے سامنے
آ بیٹھا اور کہا کہ میں بھی جمال خداوند کا مشتاق ہوں کہ بہت روز سے نہیں دیکھا ہی اُس وقت سکندر
مجبور ہوا اور جو دغا اسکے دل میں تھی کہ سبکو جلا دونگا اُس سے باز رہا اور پوشش آئینہ کی
ہٹائی بس جیسے ہی نظر آئینہ پر پڑی ایک برق سی چمکی اور تمام سرداران اسلام مع طیمور زمین پر
بیہوش ہوکے گر پڑے بس سکندر نے آئینہ پر پوشش چڑھا دی اور کہا کہ لیجاؤ انسے زیارت ہوگئی
خداوند کی لوگ آئینہ کو اُٹھا کے لیے چلے گئے یہاں کیوڑہ گلاب وغیرہ منگا کے چھڑکا گیا

تو دیر کے بعد سب کو ہوش آیا سکندر نے کہا کہ دیکھا آپنے جمال و جلال خداوندی کو اگر طیمور کا قدم
درمیان میں نہوتا غضب خداوندی سے بچنا دشوار تھا سرداران اسلام نے کہا کہ اے سکندر کسی نہ کسی
روز اس آئینے کی قلعی کھلجاتی الحقی تم اپنے غرور میں اندھے ہو رہے اور ہماری جانب سے بکدر ہو
جوہر اصلی کو نہیں پہچانتے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ خیر بوقت مقابلہ صاحبقران کے یکسوئی ہوگی
پھر سکندر طیمور سے کہا کہ اب شہر زرینہ میں چلو میاں کے کام سے فرصت ہو چکی طیمور ان تمام سرداران
اسلام سے رخصت ہوا وہ جو برگشتگی اسکو سبب آئینہ پرستی کی جانب سے پیدا ہو گئی تھی برطرف
ہوئی اسی مصلحت سے سکندر آئینہ پرست نے طیمور کو ان سب سے علیحدہ کیا اور بدیگر جانب
شہر زرینہ روانہ ہو گیا کہ ایسا ہو یہ خداپرست اسکو بھی اپنا ہم خیال بنالیں الحاصل طیمور سے سب
رخصت ہوئے اور تیاری کرکے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا ایمان جسقدر ہمراہی تھے وہ سب بھی رخصت
ہوئے افغان بن طلوبی سمرقندی جانب سمرقند روانہ ہوا اور زرہ بن خاقان جانب ترکستان
گیا اور توسن بن ترک بھی جانب ترکستان روانہ ہوا سرداران اسلام میں سے بھی چار سردار باقی
رہگئے اور سب خدمت صاحبقران عالیشان میں روانہ ہوئے صحبت سکندر رستم ثولور شنشاہ وصف
شکن اور وحید الملک اور مظفر غازی رہگئے رفیع البخت کو ان سبنے ملکے روک لیا تھا سخن
اول حال طیمور شیر پیکر کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنے لشکر کو لیے ہوئے طے مراحل و قطع منازل کرتا
چلا جاتا ہے جاتے جاتے لشکر اسکا دوراہہ پر پہونچا طیمور نے ٹھہر کر دریافت کیا کہ شہر زرینہ کو کونسا
راستہ گیا ہے جو لوگ وہاں کے رہنے والے تھے انھوں نے بیان کیا کہ دونوں راستے شہر زرینہ
کو گئے ہیں مگر ایک راستہ دور کا ہے اور دوسرا قریب کا ہے جو دور کا راستہ ہے وہ صاف ہے صرف پانی
دور دور تک نہیں دستیاب ہوتا ہے راستے میں تکلیفیں ہوتی ہیں علاوہ خرابی راہ اور زحمت
کے کوئی اندیشہ نہیں ہے اور جو راستہ قریب کا ہے وہ چند زمانے سے مسدود ہو گیا ہے کوئی اس طرف
سے جاتا نہیں ہے اور جو جاتا ہے نہ تو واپس آتا ہے اور نہ منزل مقصود تک پہونچتا ہے طیمور نے
کہا کہ اسکا کیا سبب ہے ان لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شخص ہے کہ نام اسکا ملاسرکش بیابانی ہے اور
مرد عاقل ہے اسنے آکر سکونت یہاں کی اختیار کی اور اپنے علم و عمل سے راستہ مسدود کر دیا ہے اسوقت
سے لوگوں نے اس راستہ کو ترک کر دیا بعد چند روز کے ملاسرکش نے یہاں عقد کیا ایک لڑکا
پیدا ہوا نام اسکا حامد ہمدانی رکھا وہ دیوانہ ہو گیا ایسی حالت دیوانگی میں اسنے صحرا اور دریا میں
رہنا اختیار کیا اور سب سے ملو اون اور سرکشون کو زیر کرکے اپنا مطیع کر لیا حالت اسکی یہ ہے کہ دریا
میں رہتا ہے اور بھروں کے غوطے لگایا کرتا ہے کثرت جل یا نمک وغیرہ کی کیا کرتا ہے جبسے اس دیوانے نے
صحرا نوردی اور رہزنی شروع کی ہے اس وقت سے اور بھی لوگ اس طرف جانے سے احتراز
کرتے ہیں یہ سنکے طیمور شیر پیکر نے کہا کہ بیشک خیمہ ہمارا اسی طرف ہو ہم اس راستے کو صاف
کرکے اپنے شہر میں جائینگے اس وقت سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ پہلے کسی نامہ دار کو بھیجکر
فہمایش کرنا چاہیے اگر اس طرح کام نہ نکلے تو جھگڑا فساد کرنا چاہیے طیمور نے کہا کہ پھر نامہ لیکر یہاں
کون جاسکتا راستہ تو مسدود ہے اس وقت شاہور شیر دل نے کہا کہ دیو تحسین کے ہاتھ نامہ بھیجے
انسان ہرگز نہیں پہونچ سکتا اور دیو بلند ہوکے جا سکتا طیمور نے رائے اسکی پسند کی اور نامہ
تحریر کرکے دیو تحسین کو دیا اور کہا کہ جلد جواب اسکا ملاسرکش بیابانی سے لے آ تحسین

اسی وقت نامہ لیکر روانہ ہوا چونکہ یہ صحرا سبز و شاداب تھا طیمور نے اسی جگہ قیام کیا اور دیو تجسین جلد نامہ لیکر
اڑا تو اس مقام پر پہونچا جہاں بارگاہ ملا سرکش بیابانی کی آراستہ تھی اور لوگ جمع تھے حسب اتفاق
حامد ہمدانی دیوانہ بھی بیٹھا تھا کہ دیو پہونچا اور نامہ شاہزادہ طیمور شیر مرد کا ہاتھ میں ملا سرکش بیابانی
کے دیا ملا سرکش بیابانی نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے غول بیابان ضلالت تو نے یہ کونسا
شیوہ اختیار کیا ہے کہ رہروؤں کو ایذا پہونچاتا ہے جو آسان راستہ تھا اسے مسدود کر دیا ہے اور جو مشکل
راستہ تھا اور دشوار گذار تھا اسے خلق خدا کے واسطے چھوڑ رکھا ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ خدمت میں
حاضر ہو کر حال اپنا بیان کر اور عذر خواہ ہو ورنہ تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا اور مجھے پہچان لے کہ میں صاحبقران
زمان سر گروہ آئینہ پرستان ہوں میں نے بہت سے ملکوں کو دین آئینہ پرستی سے روشن و منور کیا ہے
تو تو ایک جنگلی ہے تیری کیا اصل و حقیقت ہے یہ مضمون دیکھکر چہرہ ملا سرکش بیابانی کا غصہ سے سرخ ہو گیا
اور نامہ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور دیو سے کہا کہ جاکے اس آئینہ پرست سے کہدینا کہ اگر خیریت اپنی
چاہتا ہے تو جدھر سے آیا ہے اسی طرف پلٹ جا اب ایک دم یہاں ٹھہرنے کا قصد نہ کرنا ورنہ یہ یاد رہے
کہ ایک دم میں سبکو اسیر کر لونگا وہ مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں دیو تجسین ان کلمات کا کب
متحمل تھا اور اس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا کہ نامہ اسکے آقا کا چاک کیا جاے آواز دی کہ او
بڈھے کیوں تیری قضا تیری آئی ہے میں مجبور ہوں کہ میرے آقا کا حکم نہیں ہے ورنہ تجکو مع حاضرین
لقمہ کر جاتا بس یہ کلمہ سنکر حامد ہمدانی دیوانہ اپنے مقام سے اٹھ کھڑا ہوا اور دیو کی طرف بڑھکر کہا او
جانور بد ذات تجھے تمیز نہیں کہ ایسے بزرگ سے اس طرح کے کلام کرتا ہے اگر زیادہ زبان بڑھائے گا
تو دھڑ پر سے سر کھینچ کے پھینک دونگا یہ سنکے دیو نے گرز مارا حامد ہمدانی نے خالی دیا کہ گرز
گرز کا زمین میں در آیا بس حامد ہمدانی نے دونوں پاؤں دیو کے پکڑ کے جو زور کیا تو سر زمین سے
ملا دیا پھر لوٹ سے چاہا کہ شانوں پر اسکو اٹھا لوں لیکن دیو نے شاخوں کو پکڑ کر دونوں پاؤں کا ہے
میں اڑا دیے اور ایک تسلسل شروع کیا تین ایل دیکر چونکہ مار دھڑ سے سر کھینچ لیا اور سینہ پر دیو کے مار دیا
دیو کی خبر شاہزادے کو ہوئی ملا سرکش بیابانی نے کچھ اسم پڑھا کہ لاش دیو کی غائب ہو گئی وہاں شاہزادہ
طیمور شیر مرد بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ایکسر تن لاش تجسین دیو کے سامنے آ کر گری اور ساتھ اسکے
ایک پرچہ بھی تھا طیمور کو لاش دیو کی دیکھکر نہایت غصہ آیا پرچہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اسنے بے ادبانہ گفتگو
کی تھی اسکی سزا دی گئی اور تو نے جو گستاخی نامہ میں تحریر کی ہے اسکی سزا یہ ہے کہ توبہ کر اور یہاں سے
پلٹ کر چلا جا ورنہ بہت خراب ہوگا بس یہ مضمون دیکھکر طیمور آگ ہو گیا اسی وقت ملول ہو کے
لپک کر اٹھ کھڑا ہوا اور جانے کا قصد کیا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ آپ وہاں کیونکر جائیں گے
کہ راستہ مسدود ہے کوہ میں خداوند کو لیکر آگے بڑھتا ہوں آپ میرے تعاقب میں آئیے گا یہ کہکر
سکندر نے تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ لی اور آئینہ پرستش ساتھ اپنے لیکر آگے روان
ہوا بعد سکندر کے طیمور مع کل لشکر و ملا جورد شاہ و رہبان شاہ و خورشید زرین کمر کوچ
کر کے طرف مسکن ملا سرکش بیابانی کے روانہ ہوے لیکن اول حال سکندر کا سنئے کہ یہ صحرا میں
پہونچا دور سے ایک چار دیواری معلوم ہوئی بیچ میں ایک بہت شاندار دروازہ تھا بس سکندر
نے اسی جگہ قیام کیا اور دو ایک آدمیوں کو اس چار دیواری کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ چند
قدم آگے بڑھے تو دروازہ اور چار دیواری نظروں سے غائب ہو گئی یہ لوگ پریشان ہو کر واپس آئے

اور سارا ماجرا سکندر سے بیان کیا سکندر خود ان لوگوں کے ہمراہ آگے بڑھا جس مقام سے آگے بڑھ کر
عمارت ناپدید ہو جاتی تھی وہاں قیام کیا اور سوچنے لگا جو لوگ ہمراہ تھے انھوں نے ڈھیلے مارنا شروع
کیے جو ڈھیلا پھینکا وہ چار دیواری تک تو جاتے دکھائی دیا اور پھر جو پلٹ کر ملٹا تو پھینکنے والے کے
سینے پر پڑا اور ہلاک کر دیا یہ دیکھکر سکندر نے آواز دی کہ لاؤ آئینہ اسی وقت لوگ آئینہ لیکر حاضر ہوئے
سکندر نے چار دیواری کے مقابل میں آئینہ لگا کر دستش شاہی سے پوشش کا ہٹانا تھا کہ آئینہ
میں سے شعلہ سا چمکا اور چار دیواری پر اک مانند دیوار کاغذی کے جلنے لگی دم بھر میں نہ تو دیوار باقی
رہی نہ دروازہ میدان صاف ہو گیا اور بارگاہ ملا سرکش بیابانی کی نظر آنے لگی دیکھا کہ کوئی سو
آدمی جمع ہیں اور قلعہ بیٹھا ہوا ہے لیکن دیوانہ اس وقت موجود نہ تھا بس سکندر نے عکس آئینہ کا
اس مجمع پر ڈالا کہ سب کو جلا کر خاک کر دوں عکس جو پڑتا ہے تمام اہل محفل جلنے لگے آتش بازی
کی طرح جلنے لگے یہ دیکھکر ملا سرکش پریشان ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے بس اپنے جلدی سے کوئی اسم
پڑھنا شروع کیا جب تمام اہل دربار جل گئے تو ملا سرکش نے چھینٹا پانی کا مارا کہ دھواں پیدا ہوا
اور پھیلتے سوا کے بلند ہوا ملا سرکش بیابانی نے کہا کہ اندھا کر دے اس آئینہ کو وہ دھواں بلند
ہو کے رہ گیا اتنے میں طیمور بھی آپہونچا ادھر ملا سرکش بیابانی نے آواز دی کہ اے سکندر بس
اسی آئینہ پر تجکو بھروسا تھا یہ کیسا خداوند تھا کہ اندھا ہو گیا اب تیری قوت کا تو خاتمہ ہو گیا کل ہمارے کمال
کا تماشہ دیکھنا سکندر کو تو سکوت تھا لیکن طیمور نے کہا کہ اے سکندر یہ کیسے خداوند سے کہ اندھے
بھی ہو گئے سکندر نے کہا کہ خداوند کی مرضی اسمیں بندوں کو کیا دخل ہے طیمور نے کہا کہ خدا پرست
سچ کہتے ہیں کہ آئینہ پرستی کوئی چیز نہیں ہے یہ ایک مصنوعی چیز ہے اگر خداوندی کی قوت اس آئینہ میں
ہوتی تو کبھی اندھا نہ ہوتا یہ کہکر قبضۂ شمشیر آئینہ پر مارا کہ آئینہ چھن سے ہو کے ٹوٹ گیا طیمور نے کہا
کہ آج سے میں نے تو آئینہ پرستی کو چھوڑا یہ کچھ بھی نہیں ہے اور اپنے لشکر میں آکر حکم دیا کہ نکلے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر دیوانہ کو ہوئی کہ جس
شخص نے دیو کو مار دینے کو بھیجا تھا وہ لشکر لیکے آگیا ہے دیوانہ سے باپ پر غصہ کر کے حملہ جو
اپنے نام کیا تھا لوٹ گیا بس یہ سنکر اسنے چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا اور دیوانے چاروں طرف
سے شور کرتے ہوئے چلے دم بھر میں ایک ہزار دیوانہ جمع ہو گیا جامد بیدانی اپنے تمام دیوانوں
کو ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوا اور ملا سرکش بیابانی کو سلام کر کے عرض کی کہ کل میں حریف کو
مثل دیو کے پست کر دونگا اسکا تو سر دھڑ سے کھینچ لیا تھا اسکے پیچھے کے پھینک دونگا غرضکہ جب
رات گذر کر صبح ہوئی تو طیمور فوج لیکر میدان میں آیا اس طرف سے دیوانہ نے ایک ہزار
دیوانوں سے نمودار ہوا اور میدان میں صف باندھ کر کھڑا ہوا بہ آراستگی صفوف قتال و جدال
دیوانہ مرکب کو اڑا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ او آئینہ پرست آ میرے مقابلہ کو لینے در اصل
تو کا طیمور کو تھا مگر چونکہ نام سے آگاہ نہ تھا صرف آئینہ پرست کہکر پکارا یہاں اہرمن کوہی کو غصہ آیا
اور مرکب کو بڑھا کر طیمور سے اجازت لی اور سامنے دیوانے کے ہو چلکر آواز دی کہ لا ضرب
بہادری کی دیو ادیکارا کہ تو بار ڑے گا صبح اپنے سردار کو اہرمن کوہی نے کہا کہ تیری گوشمالی کے
واسطے میں ہی کافی ہوں کسیکو بھیجنے کی کیا ضرورت ہے یہ کہکر نیزہ مارا دیوانہ نے نیزے کو نیزے
کا نشانہ طعین کے جلنے لیکن چونکہ اہرمن کو طیمور نے نیزہ بازی تعلیم کی ہے اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے

دیوانہ کے نکال دیا بس منہ نکلتے ہی زمانہ نگاہوں میں دیوانہ کے تیرہ و تار ہوگیا للکارا کہ نیزہ بازی تو خوب
جانتا ہی لیکن اسے نوک پہ لیکر چوبدست ماری یگانہ سوسن کی ضرب جو پڑی تو مرکب اہرمن کو بھی
کام آگیا اور گرز اہرمن کا ٹوٹ گیا دیوانہ نے آواز دی کہ لیجاؤ اسبھلوگ گئے اور اہرمن کو اٹھا لے
یہان دیوانہ نے پھر مبارز طلب کیا نہنگ بن طوفان دریا موج نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ طیمور
نے منع کیا اور خود مرکب کو چھیڑ کر سامنے دیوانہ کے آیا دیوانہ نے کہا آؤ تو مبارز کرنے کے قابل ہو معلوم
ہوتا ہی کہ اتنے لشکر میں تنہا تو ان لڑنے جو تیری اطاعت کی ہی تو تیرے حسن و جمال پر شیفتہ
ہوئے ہیں تو بھلا کیا مقابلہ کریگا بس یہ سنتے طیمور کو نہایت غصہ آیا للکارا کہ او دیوانے کیا
بکتا ہی آنکھیں تو ملا مجھ سے ابھی تجکو معلوم ہوجائیگا کہ کس کی نگاہ جھپ جاتی ہی یہ سنتے دیوانے نے آنکھوں میں
آنکھیں ڈال دیں طیمور نے بھی غصہ کی نگاہ سے دیکھا بس دیوانہ تاب نہ لاسکا آنکھ جھپک گئی طیمور نے
کہا دیوانہ ہارا اس وقت دیوانے نے خجل ہوکر دم ہی چوبدست گران سر پر جو جھٹک طیمور کے سر پر ماری
طیمور نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا جو چوبدست پر پڑی تو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی آتش گرد و غبار
بلند ہوا دیوانہ بھاگا میں نے اسکو بھی مارا خوش ہوکے پکارا کہ زردم وبست کردم لو خبر اسکی طیمور نے گرد
سے نکل کر آواز دی کہا او مسخری کیا بکتا ہی میں حریف تیرا موجود ہون دیوانے نے دوڑ کر دوسرا وار
کیا طیمور نے پھر وار اسکا سپر پر روکا ابکی اس سے زیادہ تڑاقہ ہوا اور گرد اڑی پھر اسنے
زردم وبست کردم کا نعرہ کیا طیمور نے پھر گرد سے نکل کر آواز دی کہ تیرے بازوؤن میں اتنی قوت
نہین ہی کہ تو مجھے پست کر سکے دیوانے نے جھلا کر تیسرا وار کیا ابکی طیمور نے مرکب کو مرکب سے ملا دیا
اور کاسہ سپر دونون ہاتھ بلند کرکے چوبدست پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ دیوانہ لوٹ گئے منہ عیال مرکب پر
آرہا گھوڑا چلا کے بیٹھ گیا دیوانہ گھوڑے سے کود پڑا ادھر طیمور نے زین خالی کیا چوبدست
پر ہاتھ چلنے لگے بغیر جھٹکے میں طیمور نے چوبدست دیوانے کے ہاتھ سے چھین لی دیوانہ لپٹ گیا طیمور نے
چوبدست پھینک دی اور دیوانے سے دست و گریبان ہوا یہ رنگ دیکھکر اس طرف سے دیوانے
قریب آگئے اور اس طرف سے سرداران طیمور آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے دیوانہ بھی بلا سے بد
تحاشا ہوا تمام دن پیچ ہو رہے تھے یہانتک کہ لڑتے لڑتے شام ہوگئی اس وقت دیوانہ نے
کہا کہ رات واسطے آرام کے ہی اور دن کاروبار دنیا کے لیے لہذا اب تو بھی جا کر آرام کر اور میں بھی سو رہوں صبح
کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیمور نے کہا میں بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے نہیں پھرتا ہوں
یہ سنکے دیوانے نے کہا کہ تو مجکو کیا سمجھا ہے ہی جو ایسا کہتا ہی یہ کہکر لڑنے لگا دونون
جانب سے روشنی آگئی تمام رات کشتی رہی اور مطلب حاصل نہوا صبح کو بھی علیحدہ نہوئے خلاصہ
یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن دیوانے کا زور گھٹنے لگا اور دم آگیا اب طیمور نے دیل
کے لیجاتا ہی تو گیا یہ بارہ قدم دوڑا لیجاتا ہی اور دیوانہ زور کرتا تو چار پانچ قدم سے زیادہ نہین لیجاسکتا
جب دیکھا دیوانے نے کہ میں ہر طرح عاجز ہوں اور بس ہر کوشش سے کسی طرح عہدہ برآ نہونگا تو سینے
بازو پر طیمور کے چکت ماری طیمور نے خنجر دیا دیوانے نے بلبلا کے چھوڑ دیا دیوانے نے سینے پر
چکت رسید کی طیمور نے گلے پر کیا دیا دیوانے نے پھر چھوڑ دیا اب دیوانہ برابر چکتیں لگا رہا ہی
اور طیمور منہ پر تھپڑے لگا رہا ہی یہانتک کہ دیوانہ اسمین بھی عاجز ہوا اب اسنے دونون بازو طیمور کے پکڑ کر
زور کیا کہ سات قدم سے دوڑا اور جھٹکا مارا طیمور نے جگہ نہ چھوڑی بلکہ دیوانہ اپنے زور میں خود ہی

سامنے طیمور کے آرہا اُسوقت طیمور نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور زور کرکے دیوانے کو
اُٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہے اطاعت کے بارے میں دیوانے نے کہا کہ میں بحری لڑائی کو خوب جانتا ہوں
اگر دریا میں مجھ سے مقابلہ کرو اور اسی طرح مجھے زیر کرو تو میں اطاعت قبول کر سکتا ہوں اور بغیر اسکے نہیں
طیمور نے دیوانہ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ چل دریا پر دیو آیا اپنے تمام دیوانوں کو لیے دریا میں پھاند پڑا
اور طیمور سے کہا کہ اب یہاں آؤ سکندر آئینہ پرست وریان شاہ وغیرہ نے منع کیا کہ اے طیمور
یہ تو پانی کا کیڑا ہے برسوں سے دریا میں رہتا ہے تم دریا میں نہ پھاندو یہ بہادری وسپہگری میں داخل
نہیں ہے لیکن طیمور کسکی سنتا ہے اُوسکے کہتے ہی کود پڑا اور دیوانے سے لپٹ ہو گئی اور دیوانے
بھی پہنچے دوڑے کہ سب مل کے اسے باندھ لیں اور ڈبو کے مار ڈالیں یہ دیکھکر شنگ بن
طوفان دریا موج اور اہرمن کوہ نرلو اور دیگر افسران فوج کود پڑے اور دیوانوں سے
لپٹ پڑے ادھر طیمور شیر پروردہ حامد ہمدانی تے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی کبھی دونوں اُبھرتے
تھے کبھی پھر غرق دریا ہو جاتے تھے ادھر سرداران لشکر طیمور اور دیوانوں سے معروف
تلاش تھے مل بانگ سے دونوں پیچ ہو رہے تھے لڑتے لڑتے سپہر سے بعد طیمور نے اسکے لنگوٹ سے
حامد ہمدانی نے مشکیں باندھیں اور سرداروں نے دیوانوں کو اُنھیں کی زنجیروں سے جکڑا اور یہ
سب اپنے اپنے حریف کو اسیر کیے ہوے دریا سے باہر آئے اُس وقت حامد ہمدانی نے کہا کہ تا
زندہ ایم بندہ ایم واقع میں کہ تو مرد میدان ہے اور بسا بہادر ہے طیمور نے دیوانے کو چھوڑ دیا
دیوانے نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اس شہریار کی اطاعت بادشاہی سے بہتر ہے میں نے
تو اسکی غلامی اختیار کی آپکو اپنے فعل کا اختیار ہے مگر یہ خوب خیال رہے کہ اب میری جان اُنکے
قدموں سے وابستہ ہے اگر اسے آزار پہنچانا ہو تو پہلے مجھے قتل کر ڈالیے گا ملا سر شش یہ باتیں
آزردہ ہو کے چلا گیا دیوانہ طیمور کے ساتھ لشکر میں گیا اور کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے اگر
باپ اس شخص کا بخوشی اطاعت اختیار نہ کرے گا تو میں ضرور جاکر اسے اسیر کر لاؤنگا طیمور نے
کہا کہ اسکے ساتھ نہ لشکر ہے نہ فوج اکیلے تن تنہا کے مقابلہ میں طبل جنگ بجوانا ننگ ہے اب
تو ہی جاکے سمجھا اگر قبول کرے گا خیر ورنہ دیکھا جائے گا یہ فرماکر طیمور نے نامہ تحریر کیا کہ اے
ملا سر شش حصار تیرا ٹوٹ گیا بیٹا اسیر ہو کے مطیع ہو گیا اب تجھے کس بات کا گھمنڈ ہے جو اطاعت
سے انکار کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنی سرکشی سے باز آ تجھے تیرے ملک ومال سے کوئی بحث نہیں ہے صرف
راستہ جو تو نے مسدود کیا تھا آئندہ ایسا نہ کرنا یہ نامہ لیکر حامد ہمدانی ملا سر شش کے پاس آیا نامہ
رکھا یا ملا سر شش ہنسا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ اے طفل ناداں یہ تو ضرور ہے کہ تو بہادر اور زبردستان
روزگار سے ہے لیکن تیری زبردستی میرا کچھ نہیں کر سکتی ہے میں وہ ہوں کہ تیرے خداوند کو
اندھا کر دیا اور خداوند تیرے ایسے تھے کہ تو نے خود انھیں توڑ کے چورا کر ڈالا ہر چند کہ حصار
میرا ابھی ٹوٹ گیا لیکن میں حصار ٹوٹنے سے عاجز نہیں ہوں تو طبل جنگ بجوا دیکھنا ہے صبح کو کیا ہوتا ہے یہ
جواب تحریر کرکے حامد ہمدانی کو دیا حامد ہمدانی نے زبانی بہت کچھ سمجھایا لیکن ملا سر شش نے کوئی
جواب نہ دیا آخر میں اتنا کہا کہ تو نے جسکی اطاعت کی ہے اسکی دوستی سے باز نہ آؤں میں تجھے امداد نہیں
نہیں چاہتا ہوں نہ خود تیری مدد کا محتاج ہوں حامد ہمدانی بگڑ کے چلا آیا اور جواب نامہ خدمت میں
صاحبقران آئینہ پرستان کے پیش کیا طیمور نامہ پڑھ کر غصہ میں آیا اور حکم دیا کہ نقارے طبل جنگ

اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی طیمور نے ہرکارون کو روانہ کیا کہ دریافت
کرو ملا نے کیا انتظام جنگ کیا ہی ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ ملا تن تنہا ایک
خیمہ مین بیٹھا ہوا ہی دروازون پر عبار کا پردا پڑا ہوا ہی اسکے علاوہ اور کوئی بھی نہین ہی طیمور حیران ہی
کہ صبح کو یہ حاکم کیا کرے گا غرض جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور باد بہار کے جھونکے آنے لگے سونے والے
خواب غفلت سے بیدار ہوئے طیمور شیر پور فوج کو لیکر میدان مین آیا لیکن حیران تھا اور پریشان
تھا کہ لوگ مجھے کیا کہینگے کہ طیمور دیوانہ ہوگیا ہی کہ ایک مرد مفلس کے لیے لشکر کو لیکر آیا ہی یہ اسی سوچ
مین تھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور ایک نقابدار سپید پوش پیدا ہوا ملا اپنے خیمہ سے نکلکر
چند قدم آگے بڑھ کے کھڑا ہوا تھا کہ نقابدار نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی مین کسواسطے
طلب کیا ہی ملا سرکش نے کہا کہ یہ سامنے جو فوج آئینہ پرستون کی پرا باندھے کھڑی ہی اسکے تماشا کو
تجھے بلایا ہی جو تجھ سے مقابلہ کرے اسے اسیر کر لیجا یہ سنکے نقابدار میدان مین آیا اور بعد سلح شوخی
سیاہ نیزہ زمین پر گاڑ کے آواز دی کہ باش ای گروہ آئینہ پرستان کسکو ہوس جنگ ہی وہ آئے اور
سامنا کرے یہ کلمہ سنتے ہی حامد ہمدانی دیوانہ سامنے شاہزادہ طیمور کے آیا اجازت میدان
کی مانگی طیمور نے کہا کہ ای حامد تو نے یہون جلدی کی حامد ہمدانی نے کہا کہ ای شہریار یہ نقابدار
بلاے بدرفت روزگار ہی ایسے رزم کو کوئی عہدہ برآ نہین ہوتا ہی مین اسواسطے پہلے نکلا ہون کہ دیکھون
میرے باپ کو کچھ میرا بھی خیال ہی یا نہین طیمور نے کہا کہ اچھا جا خداوند آئینہ تیرا نگہبان ہی حامد ہمدانی
میدان مین آیا نقابدار نے کہا کہ ای حامد ہمدانی یہ کیا دیوانگی ہی کہ تو نے اپنے ایسے باپ کا ساتھ
چھوڑ دیا جو اس وقت یکتاے روزگار ہی اور ایک طفل آئینہ پرست پر عاشق ہوگیا حامد ہمدانی
نے کہا کہ تجھے ان امور سے کیا بحث اگر تو مقابلہ کے واسطے آیا ہی مقابلہ کر مین بہادر پرست
ہون طیمور نے مجھے زیر کیا مین نے اسکی اطاعت اختیار کی یہ سنکے نقابدار نہایت برہم ہوا
اور پلٹ کے ملا سرکش کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہی ملا سرکش نے کہا کہ تو
اسکو میرا بیٹا نہ تصور کر اس وقت یہ تیرا حریف ہی تو جس طرح جانے اس سے مقابلہ کر بس
یہ سنکے نقابدار نے نیزہ دیوانے کے حوالے کیا حامد ہمدانی نے نیزہ کو نیزے پر لگایا تھا
ردوبدل ہونے لگی کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے دیوانے کے
نکال دیا دیوانے نے طیش مین آکر چوب دست ماری نقابدار نے دونون ہاتھ بلند کردیے اور چوب
پکڑ کے جھٹکا مارا دیوانہ اوندھے منہ آرہا بس نقابدار نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر پیچ کا بند
پکڑ کر زور کیا دیوانے نے لنگر مارا دونون کمر کب مٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیے اور
مصروف تلاش ہوئے شام تک کشتی رہی آخر نقابدار نے دیوانے کی مشکین باندھین اور جانب
صحرا روانہ ہوگیا ملا سرکش نے آواز دی کہ ای طیمور یہ وہی تھا جسے تو نے بڑی مشکل سے
چار روز مین زیر کیا تھا میرے پہلوان نے ایک روز مین زیر کر لیا اور یہ نقابدار تجھے بھی اسی طرح
باندھ لیجائے گا طیمور کو اسیری حامد ہمدانی کا کمال صدمہ ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھرا تمام آئینہ پرست حیران ہوگئے کہ یہ نقابدار کون بلا ہی اور کہان سے آیا تھا شاہور
شیر دل بھی اسی خیال سے تعاقب مین نقابدار کے گیا تھا جب تھوڑی دور پہونچا تو نقابدار نظرون سے
غائب ہوگیا ناچار شاہور شیر دل واپس آیا اور طیمور سے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ مین نقا

نقابدار میں گیا تھا تھوڑی دور جا کے نقابدار نظروں سے غائب ہو گیا طیمور نے لباس رزم اتارا اور فضائے
بزم میں بھی دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
پھر کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی تو پھر طیمور شیر پیکر
میدان میں آیا اور صفین لشکر کی درست کر کے بانتظار مبارز کھڑا ہوا تھا کہ جانب قنوج سے گرد اڑی
اور وہی نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور میدان میں آ کر مبارز طلب ہوا آج لشکر طیمور شیر پیکر
سے تہمیم گرد نکلا اور نقابدار سفید پوش کے سامنے آیا نقابدار نے تلوار ماری تہمیم گرد نے
وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی وار کی رد و بدل کی بعد تہمیم گرد ہاتھ سے نقابدار سفید پوش
کے مارا گیا پھر سردار خاص شہر زرینہ کا تھا اسکے بعد مرغولہ گوہ نے زنجیر حرب نکالا اسنے زنجیر
ماری نقابدار نے زنجیر پکڑ لی مرغولہ زنجیر حرب لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پھر بھر میں نقابدار نے
اسکو باندھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا جہاں تک نقابدار سفید پوش جاتے نظر آیا اور جہاں تک تو وہاں
کوئی شخص نظر نہیں آیا جب نقابدار سفید پوش نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تو نقابدار سفید پوش
نمودار ہوا اور اسنے مبارز طلب کیا لشکر کامران خاص سے اعظم شیر سوار نکلا بعد رد و بدل کے مرکب
اعظم کا مارا گیا اعظم اس ارادہ سے بڑھا تھا کہ اسکے مرکب کو بھی بے سر دوں مگر ممکن نہوا نقابدار بھی کود
پڑا اور اعظم دست و گریبان ہوا پھر بھر میں اسنے بھی اعظم کو زیر کر کے جنگل کی راہ لی ادھر یہ نظروں
سے غائب ہوا ادھر سفید پوش نمودار ہوا خلاصہ یہ کہ دن بھر میں باری باری یہ دونوں نقابدار
چار سرداروں کو باندھ لے چلے گئے شام کو طبل بازگشت بجا طیمور نہایت پریشان میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوا اور پھر طبل جنگ بجوایا آج صبح کو پھر لقا بعینہ سوار ہوا اور میدان میں آ کر پکارا کہ ای طیمور
آتش پرست ان سواروں کو لڑوا کر کیا نفع اٹھاتا ہے تار سنگا یا کسی ایسے کو بھیج جو ہمارا ہم سر ہو
یا خود نکل بس یہ سننا تھا کہ نہنگ بن طوفان دریا موج نے قبل نیازی تھا یا اور سامنے نقابدار
سفید پوش کے آ کر پکارا کہ او نقابدار بد کردار تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو ہمارے آقا سے اس طرح
کی گفتگو کرتا ہے لا حربہ اپنا اور دیکھ تماشہ کہ کیا ہوتا ہے ابھی تم اسکے غلام اپنے لیے موجود ہیں کہ تجھ جیسے
نقابداروں کو سر میدان تا کمین جبر کے پھینک دیں نقابدار ہنسا اور کہا کہ دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے
یہ کہکر نیزہ مارا نہنگ نے نیزے کو دو نیزے پر کا تھا طعن چلنے لگیں دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب
نہ حاصل ہوا آخر سنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں جھڑ پڑ جھڑ کر چھٹنے لگی ڈانڈوں سے
پھول لٹے سے آ گئے ہاتھوں سے پھینک پھینک دیئے نہنگ بن طوفان رستم صفت نے
دوڑ کر آر کے پر سے گرز اٹھایا اور سر پر جیغۂ دیکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھا کے
چہرے کی پناہ کیا لیکن ضرب جو نہنگ بن طوفان کی پڑتی ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مرکب
نقابدار غرق زمین ہو گیا اتنی گرد بلند ہوا کہ زمین بسبب جل ہیبت کے شق ہو گیا نہنگ بن طوفان
نے غضب کیا کہ ذرا دم لیکر دم ای ملعون سرکش جبرے س نقابدار کی ملامت سے سنے کہا کہ تھوڑی
دیر میں تجھے خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ وہ نقابدار ہے کہ اگر اسپر آسمان بھی پھٹ پڑے تو یہ مسکن
نہیں تھوڑی دیر میں گرد کو ہوا نے منتشر کیا تو دیکھا کہ نقابدار مع مرکب غرق زمین ہے بس نقابدار
نے مرکب کو جو اشارہ کیا مرکب بیچ میں سے اٹھا طبقہ زمین کا لیے ہوئے باہر آیا اگر مرکب آہنی
بھی ہوتا تو اس ضرب سے پست ہو جاتا لیکن اس مرکب کو خبر بھی نہوئی نقابدار پر ضرب کا لنگر بھی اثر

مگر سکا اب نقابدار نے آواز دی ع کو ضرب بےدردی ضرب ما ہوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش
کن یہ نعرہ کرکے اپنے گرز کو سر پر چرخ دیکر سرہنگ بن طوفان پر وار کیا ہنگ بن طوفان
نے اسکی ضرب بھی اپنے گرز پر روکی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی فیل نے چیخ ماری کمر فیل کی ٹوٹی
ہاتھ ہنگ بن طوفان کے شمر ہا سکے تھرا گئے بمشکل لنگر ضرب کا سنبھالا اور کود کے
مرکب سے علیحدہ ہوا ساتھ ہی نقابدار سیہ پوش بھی مرکب سے کود پڑا اور دست و گریبان ہوا
دونوں میں کشتی ہونے لگی ہنگ بن طوفان نے بہتیرے زور کیے مگر نقابدار کو گرد بند کر دیا
مگر نقابدار بھی بلا سے بہری لپٹا ہی ہوا تھا جان نہیں چھوڑتا خلاصہ یہ کہ شام تک کشتی رہی اور مطلب
حاصل ہنوز کسی کو بھی دونوں علیحدہ ہوئے مصروف تلاش رہے صبح کو دیکھا تو پھر اسی طرح
لڑ رہے تھے قریب شام نقابدار نے ہنگ بن طوفان دریا موج کو بھی باندھا اور صحرا کی راہ
لی طیمور نہایت آزردہ کمال پریشان میدان سے پھر ملا سرکش نے آواز دی کہ اے
طیمور کل تیرا بھی یہی حال ہونے والا ہے لیکن حال شاہپور شیردل کا سنیے کہ یہ روز تعاقب میں
نقابداروں کے جاتا تھا اور پتہ نہ چلتا تھا کہ نقابدار کہاں سے آئے تھے بغیر مقصود واپس آتا تھا
آج یہ گیا بھی نہیں اور نہایت آزردہ تھا کہ کیا تدبیر کروں ملا سرکش پر چڑھائی کرنے کا حکم
نہیں ہے آج چونکہ طیمور کو کمال رنج تھا کہ ہنگ بن طوفان سا سردار اسیر کیا تھا اسی رنج
میں جو شاہپور شیردل سامنے آیا تو طیمور نے کہا کہ افسوس اہل اسلام کے عیاروں نے
کیسے کیسے کارنمایاں کیے فولاد آتش زبان سے ساحر کو مارا خلخال جادو کے تو سحر کی
نوبت بھی نہ آئی کہ پکڑ کے مار ڈالا لیکن تم ایسے عیار ہو کہ تمہارے لیے کچھ نہ ہو سکا سلیمان صاحبقران
کی تعلیم سے ہمنے بڑے بڑے سرداروں سے مقابلہ کیا اور انہیں اسیر کر کے اپنے قابو میں لائے اور تم
باوجود یکہ عیار صاحبقران سے بہت دنوں فن عیاری سیکھا کیے مگر تم سے اس وقت تک کوئی کام نہ ہو سکا
ایک نقابدار کا بھی پتہ نہ لگا یا کہ کہاں سے آتا ہے اور کون ہے یہ سنکے شاہپور شیردل کے دل پر
چوٹ سی لگی اور اسی وقت یہ تہیہ کر کے بارگاہ سے باہر نکل گیا کہ اب اگر ان نقابداروں کا پتہ
لگا تو ہم بارگاہ میں بھی آئینگے ورنہ بارگاہ میں بھی آنے کا قصد نہ کرینگے غرضکہ جس وقت باہر
بارگاہ کے نکلا تو اسنے شگون دیکھا کہ کس طرف جاؤں یہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا کہ جانب
شمال سے ایک زاغ کے بولنے کی آواز آئی اور جانب مشرق سے بلبل کے چہچہانے کی صدا
گوشزد ہوئی جس طرف سے زاغ کی صدا آ رہی تھی شاہپور اسی جانب روانہ ہوا یہ اسنے اپنے
دل میں سمجھ لیا کہ بلبل کا بولنا اسیری کی دلیل ہے اور زاغ کا بولنا شگون نیک تصور کرکے چل کھڑا
ہوا جس وقت قریب تین کوس کے نکل آیا تو دیکھا کہ اک مقام پر اک حجرہ بنا ہے اور حجرے میں روشنی
ہو رہی ہے شاہپور اس حجرے کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آیا دیکھا کہ دروازہ حجرے کا
کھلا ہے اور اک مرد درویش بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ سنتے تھے تعجب ہے کہ شاہپور شیردل
ابھی تک نہیں آیا یہ سنتے ہی شاہپور حیران ہوا کہ یہ کون شخص میرے جاننے والے ہیں میں
تو انکی شکل سے بھی آگاہ نہیں غرضکہ شاہپور قریب پہونچا سلام کیا مرد درویش نے کہا کہ اے
شاہپور تو نے بڑا وقت گزار دیا اگر جلد سے آتا تو اسقدر پریشانی نہ ہوتی کہ تیرے لشکر کی کیا
حالت ہے شاہپور نے عرض کی پہلے یہ تو بتائیے کہ آپ ہیں کون جو میرے نام و نشان اور

تمام حالات سے واقف ہیں مرد بزرگ مسکرا دیے اور ارشاد فرمایا کہ اس سے تجھے کیا مطلب اگر میرے پاس آیا ہے تو
مطلب اپنا بیان کر اور جس کام کے واسطے آیا ہے اُسے جلد انجام دے ورنہ تیرا بھی آقا گرفتار ہو جائے گا شاہپور
نے کہا آقا میرا کون ہے مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا جسے تو اپنا بھائی سمجھتا ہے یعنے شاہزادہ طیمور شیر برو
وہ در اصل تیرا آقا ہے تیرا بھائی نہیں ہے اور یہ راز چند روز میں فاش ہو جائے گا وہ شاہزادہ ہے اور تو عیار
زادہ ہے شاہپور نے کہا کہ کیا میں خورشید زریں کمر کا بیٹا نہیں ہوں مرد بزرگ نے فرمایا کہ خورشید زریں کمر کا
نہ تو بیٹا ہے اور نہ طیمور ہے یہ تو خداوند نے تم لوگوں کی پرورش کا ذریعہ پیدا کر دیا ہے تمہاری ماں اور طیمور
کی ماں اور ہے تمہارا باپ اور طیمور کا باپ اور ہے شاہپور نے کہا مجھ سے بیان فرمایئے اور نام بھی بتایئے
مرد بزرگ نے کہ ابھی اس راز کے افشا کا وقت دور ہے میں نہیں بیان کر سکتا ہاں اتنا کہے دیتا ہوں
کہ تم دونوں کو اہل اسلام کا ہمیشہ پاس و لحاظ چاہیے تم انھیں میں سے ہو اور ایک وقت ایسا آنے والا
ہے کہ تم اور تیرا آقا بھی دونوں ہمراہ سرداران اسلام کے ایک ہی بارگاہ میں بیٹھینگے اور خورشید زریں کمر
پر جب سختی ہوگی تو وہ قبول کریگا کہ تم دونوں کو اُسنے کہاں سے پایا تھا اور اپنا فرزند بنایا تھا اس وقت
شاہپور عیار دل میں متعجب ہوا کہا اگر آپ یہ نہیں بیان فرماتے تو میں جس مطلب کے واسطے آیا ہوں اُسکی
تدبیر بتایئے مرد بزرگ نے کہا مطلب بیان کر شاہپور نے کہا جب آپ ایسی ایسی باتوں سے
آگاہ ہیں تو یقین ہے کہ میرا مطلب بھی جانتے ہونگے پھر میرے بیان کی کیا ضرورت ہے مرد بزرگ نے
ارشاد فرمایا کہ اے شاہپور یہ نقابدار جو واسطے مقابلہ کے آیا کرتے ہیں انکی کوئی حقیقت نہیں یہ زور
عمل ہے ملا سرکش بیابانی کا اسکا اک شاگرد ہے کہ نام اُسکا ملا سقیم نیرنج ساز ہے مسکن اُسکا صحرا ہے ان
نقابداروں کو اُسنے تیار کیا ہے اور اپنے اُستاد کے حکم سے گرفتاری لشکر طیمور کے لیے بھیجا ہے
جب تو انکے تعاقب میں جاتا ہے پتہ نہیں پاتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ مقام جہاں یہ لوگ رہتے ہیں ملا
سقیم بیابانی نے نظر بند کر رکھا ہے اسی خیال سے کوئی عیار اگر انکے تو پتہ نہ پائے شاہپور نے
کہا کہ بیشک آپکا ارشاد درست ہے ایسی صورت میں میں کس طرح عیاری کروں مرد بزرگ نے اک
تعویذ نکالکر دیا اور کہا کہ اسے اپنے بازو پر باندھ لے اور آج تعاقب میں نقابدار کے جانا تو نقابدار
کو دیکھیگا اور نقابدار تجھے نہ دیکھ سکیگا شاہپور نے تعویذ لیکر بازو پر باندھا اور عرض کی کہ اگر آقا
میرا گرفتار ہو گیا تو لڑائی کا خاتمہ ہے مجھے مرد بزرگ نے فرمایا کہ اپنے آقا کو منع کر دینا اور جلد جا اب دیر
نہ کر یہ سنکے شاہپور نے سلام رخصت کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی اس وقت ہو چکا تھا کہ دات ترتیب ختم
تھی اور لشکر کے سپاہی میدان میں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور بعض لوگ پرستش آئینہ میں
مصروف تھے لیکن طیمور نے جس دن سے آئینہ اندھا دیکھا پرستش آئینہ ترک کر دی تھی اور
کہتا تھا کہ سہراب کا قول بہت صحیح تھا کہ آئینہ پرستی خود پرستی ہے اور اپنی پرستش آپ کرنا بالکل
حماقت کا فعل ہے یہ اپنے جی میں سمجھا ہوا اختیار لگا رہا تھا اور اسیری کو ضرور جا حاضر تھا اور عرض کر رہا
تھا کہ آج غلام بھی رخصت ہوگا طیمور سر جھکائے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اے اسیر میں کیا نتیجہ
اس سے سارا جھگڑا میری ذات کا ہے جب میں اسیر ہو جاؤنگا اس وقت میرے لشکر سے کوئی
کوئی تعرض نکرے گا جو سردار اسیر ہو چکے ہیں مجھے انھیں کا ملال ہے بس اب آج یا میں نہیں
یا نقابدار نہیں اور دیکھنا کہ کیا حالت کرتا ہوں نقابداروں کی یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ نہ آہنی حربہ اثر کرتا
ہے اور نہ وہ اسیر ہو سکتے ہیں خدا جانے یہ نقابدار کس قسم کے ہیں مگر مقابلہ کے وقت جی نہ چھوڑونگا

تو نام اپنا طیمور شیر پیور بتایا کہ اتنے مین شاہپور شیردل پہونچا اور سلام کر کے عرض کی کہ اے شہریار آج میری
تمنا ہے کہ آپ عزم مقابلہ ملتوی کیجیے کل آپ کو اختیار ہے مجھے کچھ تسلی نقابداروں کا حال کیا ہے اگر عیاری
بن پڑی تو خیر ورنہ جب مین اسیر ہوا ہون اُس وقت آپ کو اختیار ہے یہ سنکے طیمور نے تعجب سے
شاہپور کی طرف دیکھا اور کہا کہ ای شاہپور تم بھائی ہو کر اس طرح گفتگو کرتے ہو جو طریقہ آقا و غلام کا ہوتا
ہے اسکا کیا سبب شاہپور نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ آقا ہین اور مین خادم ہون آج مجھ سے
اور اک مرد بزرگ سے ملاقات ہوئی اُنھون نے سب گذشتہ حالات اس طرح بیان کیے کہ جیسے وہ
سب دیکھ رہے تھے انھین نے مجکو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ طیمور شاہزادہ ہی اور تو غلام زادہ
ہی طیمور نے کہا یہ کیونکر شاہپور نے کہا کہ بقول ان مرد بزرگ کے بادشاہ زرینہ آپ کے باپ
نہین ہین بلکہ اور کوئی شخص اور والدہ آپ کی اور میری زندہ ہین مین اور باپ ہمارے آپکے اور
وطن مین اور یہ بھی تاکید کی ہی کہ مسلمانون سے کسی وقت مین بدی نکی جائے ورنہ انجام مین پچھتاؤگے اسلیے
کہ ایک وہ وقت بہت جلد آنے والا ہی کہ تم بھی مسلمان ہو کر ہمراہ اہل اسلام کے رکن بارگاہ سلیمانی ہو گے طیمور
نے کہا یہ خبر سلیمان صاحبقران نے بھی مجکو دی تھی اور ایسی ہی باتون سے آگاہ کیا تھا جب مین گھر سے نکلا
تو وہ خاموش ہو رہے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی مگر یہ بتاؤ کہ آج جو وہ نقابدار آئیگا تو اُس سے مقابلہ
کرنیوالا سوا میرے کون ہی شہسنگ نہنگ طوفان سب سردار تو زیر ہو گیا اور آپ سے کون لڑ سکتا ہی
شاہپور نے کہا کہ آپ خود بھی اگر لڑینگے تو زیر ہونگے اسلیے کہ نقابدار کوئی ولی ہی یہ اُسکی ذاتی قوت
نہین ہی جس سے اُسنے تمام سرداروں کو زیر کیا ہی کسی طرح آج کی میدانداری ٹلنا چاہیے جب تیغ مقابلہ
کا ایک ہی رہجاوے گا وہ زیر ہوگا تو اوروں کو لڑنے دیجیے آج آپ مقابلہ نہ کیجیے طیمور نے کہا
کہ ای شاہپور اگر مین نہ نکلونگا تو خلقت مجھے کیا کہیگی بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہی شاہپور نے عرض کی
کہ جس طرح آپ آجتک مقابلہ سے باز رہے اسی طرح ایک روز اور تامل کیجیے اور مین بھی
حاضر ہون کل دیکھا جائیگا یہ سنکے طیمور خاموش ہو رہا مگر اتنا کہدیا کہ اگر نقابدار میرا نام لیکر پکارے گا
تو مین ضرور مقابلہ کرونگا اسوقت ہرگز نہ رکونگا شاہپور بھی اس کلام پر خاموش ہو رہا مگر دل مین
سوچ لیا کہ اگر یہ نکلنے کا قصد کرینگے تو دیکھا جائیگا الحاصل جس وقت آفتاب طلوع ہوا اور تمام فوجین میدان
مین پہونچ گئین تو طیمور شیر پیور بھی مع اسیرن کشور و شاہپور شیردل عازم میدان کارزار
ہوا اس طرف ملا سرکش چند ملازمون کو لیے ہوے خیمہ سے نکلا اور کوئی اسم پڑھکر دستک
دی بس ہوا میں ہوا سے گرد اڑی اور نقابدار سپید پوش پیدا ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ ای آئینہ
پرستو اب وقت تمہارا آخر ہی دیکھا تم نے کہ بڑے بڑے سرکشون کو مین نے کس ذلت و خواری سے
اسیر کیا ہی اب صرف تمہارا سردار باقی ہی جسکا نام تسرجیل آئینہ پرستان اور صاحبقران زمان کہتے ہین
جسکو سنتے اسیری ہو رہی ہے مقابلہ کو آوے الغرض بس یہ کہنا تھا کہ اسیرن کو منہ زور اُسنے جلدی سے
مرکب لینا بڑھا دیا کہ ایسا نہو شاہزادے کو روک بیٹھے یا خود شاہزادہ طیمور شیر پیور اسکے مقابلے کو
چل نکلے خواہ تو اسکے اسیر ہونے سے تمام لشکر میں عزت جاتی رہیگی بس اسیرن کو شہزادہ سامنے طیمور
کے آیا اور پیادہ ہو کر رکاب سعادت کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اب اس غلام کو بھی حق نمک سے
ادا ہونیکی اجازت دیجیے طیمور نے کہا ای اسیرن اچھو تم نکل ہی کھڑے ہوے اور مین شاہپور
سے وعدہ بھی کر چکا ہون کہ اگر حریف مجکو نہ پکارے گا تو مین واسطے مقابلہ کے نہ نکلونگا خیر جاؤ جو تقدیر

دکھانے وہ دیکھو ہمارے خداوند تو اندھے ہو گئے اب ہم تمھیں کسکے سپرد کریں یہ وہی مثل ہو گئی ع
جو طبیب اپنا ہو دل اسکا کسی پر زار ہو + مژدہ باد اے مرگ عیسےٰ آپ ہی بیمار ہو + اب تو ہم بے خداوند
کے ہیں تو خداوند حقیقی کی تلاش ہے اب جس وقت خدا ملیگا اُس وقت ہمارے دل میں قوت
پیدا ہوگی اہرمن کوہزاد سلام کر کے رخصت ہوا اور سامنے نقابدار سپید پوش کے آکر آواز دی
کہ او ملعون لاضرب ہماری بھی نقابدار نے کہا کہ کل میں نے جس سردار کو زیر کیا وہ تجھ سے زبردست
تھا یا کمزور تھا اہرمن کوہزاد نے کہا کہ اس سے تجھے کیا تو کونسا زبردست ہے کہ اتنے اتنے بڑے بڑے
سرداروں کو باندھ لیا جو آج تک سوا شاہزادہ طیمور کے کسی سے زیر بھی نہ ہوئے تھے یہ گردش
تقدیر ہے بس لاحرب اپنا دیکھ نقابدار نے نیزہ مارا اہرمن نے نیزہ اسکا نیزے پر کاٹا تھا لعین چلانے لگیں
اور بہت رد و بدل رہی اہرمن نے بھی شاہزادہ طیمور کا تا پایا ہوا ہے کسی گھات پر نہیں آتا ہے
یہاں تک کہ جب نیزوں سے مطلب حاصل نہ ہوا تو گرز سنبھالے وہ ضربیں چلیں کہ طبقے ہلے آسمان
لرز گئے میں تحرالی گرد اُڑی مرکب اہرمن کوہزاد کا مارا گیا نوبت کشتی کی آئی تمام دن کشتی رہی
قریب شام نقابدار نے لنگر اہرمن کوہزاد کا توڑا اور زور کر کے سر سے بلند کر لیا اور یہیں
ہاتھ پر اٹھا کے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور اتنا کہتا گیا کہ خبردار ہو جاؤ کہ کل مجھ سے کوئی مقابلہ
کرنے والا سوا طیمور کے نہیں ہے اے طیمور اپنے نیک و بد کو سوچ رکھو ورنہ یہی حالت تمھاری
بھی ہو گی جو تمھارے سرداروں کی ہو چکی ہے طیمور نے کہا کہ میں ہر وقت تیری خدمتگزاری
کو تیار ہوں جب تیرا جی چاہے مجھے مقابلہ کرنے اگر تو آج تو کہتا تو میں آج ہی تیرے
مقابلہ کو نکلتا لیکن شاہپور شیر دل ساتھ ساتھ نقابدار کے روانہ ہوا ادھر طیمور طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھرا اور داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا آج تمام آئینہ پرست حیران ہیں کہ کل کیا ہوتا ہے
کہ نقابدار طیمور کو ٹوکنے والا نہیں ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے غرضکہ عجب طرح کا اضطراب
آئینہ پرستوں میں تھا وہاں شاہپور شیر دل جو نقابدار سپید پوش کے تعاقب میں چلا اور دیکھا نقابدار
نے کہ اے عیار میرے پیچھے پیچھے چلا آتا ہے دل میں ہنسا اور پلٹ کے آواز دی کہ لو کہاں تک
میرے ساتھ آئیگا جب اس سرحد پر ہوتا کہ جہاں سے ہوا نظربند تھا تو پھر اسنے پلٹ کے
دیکھا اب عیار جو اسکو نہ دکھائی دیا سمجھا کہ پلٹ گیا ہو گا لیکن اثر تعویذ درویش سے شاہپور
شیر دل کو آج برابر نقابدار نظر آرہا تھا یہ نشان سم مرکب پر چلا جاتا تھا جاتے جاتے نقابدار
قریب اک مکان کے پہونچا اور اندر دروازے کے داخل ہوا ساتھ ہی شاہپور شیر دل بھی اندر
مکان کے گیا دیکھا کہ چند خادم و خدمتگار موجود ہیں اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک نقابدار
اسکے پاس کھڑا کہتا ہے کہ بھائی میں ایک سردار کو اور گرفتار کر لیا اب صرف افسر لشکر آئینہ پرستاں
باقی ہے کل اس سے بھی مقابلہ ہو کر رخصت ہو جائیگی اس شخص کا نام ملا مقیم ہے اور شاگرد رشید
ہاتھ لشکر بیابانی کا اتنے میں نقابدار سپید پوش نے آکر اہرمن کوہزاد کو سامنے ملا مقیم
بیابانی کے ڈال دیا ملا مقیم نے دیکھا اور کہا کہ اس آئینہ پرست نے بڑے بڑے سردار
بیدار کئے تھے تیرے جادو گر کے بھی قید کر دو لوگ اہرمن کو اسیر طوق و زنجیر کر کے زندان کی طرف
لے گئے اب ان دونوں نقابداروں نے نقابیں اپنے اپنے چہرے کی اٹھائیں اور لباس اتارا
اسکے بازو پر ایک ایک تعویذ بندھا تھا وہ ملا مقیم نے اتار لیا اور کہا کہ کل آخری مرحلہ ہے

اگر صبح ہی استاد کا پیام آیا تھا کہ میرے پاس ہو جاؤ مگر گیا نہیں اب کل ہی جاؤنگا جب جنگ کا خاتمہ
کر لونگا یہ سنکے ایک شخص نے کہا کہ آپ کو اپنے استاد کے خلاف حکم نکرنا چاہیے نہیں معلوم انھوں نے
کس ضرورت سے بلایا ہو یہ باتیں شاہور کھڑا ہوا سن رہا تھا علیحدہ جا کر صورت ایک پیامبر کی ایسی
بنائی اور تعویذ بازو و حمائل ڈالا سب نے مجھے بھی دیکھیں اور ایک نامہ لیکر سامنے مقیم بیابانی کے
گیا اور سلام کر کے نامہ دیا ملا مقیم نے سر سے پا تک اسکو دیکھا اور کہا کس کا نامہ لائے ہو جواب دیا
کہ پڑھ لیجیے ملا مقیم نے پڑھا تو ملا سرکش کی طرف سے تحریر تھا کہ میں نے تمکو بلایا تھا تم نہیں
آئے اچھا نہ کیا آج ہی شکو تیر کوئی نہ کوئی آفت نازل ہوگی لہذا تمہارے تحفظ کے واسطے
بدست حامل رقعہ ایک شیشے کی قلم بھیجی جاتی ہے اس میں دارو ہے شفا کی اسکا ایک ایک قطرہ سبکو
پلا دینا اور خود بھی پی لینا ایک دشمن آج شب کو تمھیں زہر پلائے گا اگر یہ دارو دے شفا نہ پیئے
تو ہلاک ہو جاؤ گے یہ مضمون پڑھ کر ملا مقیم نے کہا کہ جلدی وہ قلم شیشے کی لاؤ جو استاد نے
بھیجی ہے شاہور نے کہا کہ مجھے یہ حکم نہیں ہے کہ قلم دے دینا بلکہ ایک ایک قطرہ سبکو پلانا
جو مقدار ملا صاحب نے تجویز کی ہے اس کی بیشی ہونے پائے ملا مقیم نے جام منگوایا اور صراحیاں
شراب کی منگوا کر سامنے رکھ دیں کہ تو اپنے ہی ہاتھ سے پلا دو شاہور نے جام شراب سے
لبریز کیا اور جوہر بیہوشی کا ایک قطرہ ملا کر پہلا ہی جام ملا مقیم کو دیا اسنے وہ جام بے اندیشہ
انجام پی لیا اب تو تمام ملازمین ملا مقیم کے جمع ہو گئے شاہور نے ایک ایک جام سب کو پلایا
جس وقت دورہ تمام ہوا اور شاہور نے دیکھا کہ اب اثر بیہوشی کا طاری ہو چلا ہے تو نعرہ
کیا کہ ایلناس ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم شاہور شیر دل عیار شاہزادہ طیمور
شیر برادر ملا مقیم دیکھ عیاری اسکا نام اور پہونچ دے ہر مقام پر پہونچ جاتے ہیں تو نے صحرا
کو نظر بند کیا تھا لیکن ہم یہاں بھی پہونچ ہی گئے بس یہ سنتے ہی ملا مقیم نے کہا ارے پکڑو اس مکار کو
غضب کیا اسنے نہیں معلوم ہے لوگوں نے کیا شے پلا دی ہے اور کہ پکڑنے کو دوڑے چڑھا ہوا لگی بیہوشی
نے طمانچہ مارا جھٹک آئی دھم سے گرا بیہوش ہو گیا یہانتک کہ جتنے ملازم ملا مقیم کے تھے سب بیہوش
ہوئے بس شاہور نے صورت اپنی ملا مقیم کی بنائی اور ملا مقیم کو اپنی صورت بنا کے سب
ملازمین کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اسنے بڑا غضب کیا تھا لیکن مجھ سے بچ کے کہاں جا سکتا تھا
میں نے اسکو اسیر کیا اب میں اسے لیکر استاد کی خدمت میں جاتا ہوں تم سب قیدیوں سے
نہایت ہوشیار رہنا یہ کہکر اپنی سواری منگائی اور سوار ہو کر جانب ملا سرکش بیابانی روانہ
ہوا وہاں ملا سرکش بیابانی انتظار ہی میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اسنے بلا بھیجا تھا ملا مقیم آتا ہوگا کہ ایک مرتبہ
سواری ملا مقیم کی پہونچی ملا مقیم نقلی نے ملا سرکش کو سلام کیا اور شاہور کو پیش کر کے کہا کہ عیار
یہ گرفتار نہیں معلوم کیونکر مجھ تک پہونچ گیا تھا مگر آپکے اقبال سے میں نے گرفتار کیا میری رائے میں
اب قیدیوں کا رکھنا اچھا نہیں ہے اسلیے کہ یا تو ان لوگوں کو کوئی مرشد کامل ملگیا ہے جسکی وجہ سے
انکی رسائی وہاں تک ہوئی یا یہ اثر میرے عمل کا باطل ہو گیا ہے بہر صورت جو ہونا تھا ہوا اب ہر طرح کا خدشہ
ہے لہذا قیدیوں کے قتل سے فرصت کرنا چاہیے کہ بڑے سرکش ہیں اگر یہ زور عمل سے نہ رہ
سکے جاتے تو انکا زیر ہونا محال تھا ملا سرکش نے کہا کہ مجکو بھی اسی علم و عمل سے معلوم ہوا تھا
کہ آج کی رات مہر اور قمر دونوں پر نحوست ہے ستارے احتراق میں آنے کے ہونے ہیں اسیر ہو گا تیرا

بتاتے ہیں لہذا ہم اور تم ایک ہی مقام پر رہکر ہوشیاری سے اس رات کو گزارین صبح کو سب قیدیوں کو
قتل کر ڈالینگے ملا مقیم نے کہا کہ نہایت مناسب ہی لیکن آپنے راستہ مسدود کیا ہی یا نہین ملا سرکش نے
کہا راستے کے مسدود ہونے سے اطمینان ہو جاتا ہی اور غفلت ہوتی ہی لہذا راستہ مسدود نہ کرنا چاہیے
اور ہوشیاری سے رات بسر کرنا چاہیے جو آئیگا اسی کو اسیر بلا کرینگے ملا مقیم نے کہا کہ جائے استاد
خالی اور دل مین کہا کہ جب شامت آتی ہی تو الٹی ہی سوجھتی ہی غرضکہ پشتارہ سامنے ڈال رکھا اور
دونوں ایک جگہ بیٹھکر رات بسر کرنے لگے جب وقت کھانے کا آیا تو ملا سرکش نے خادم سے کھانا
طلب کیا جب کھانا سامنے آیا تو یہ دونوں کھانا کھانے لگے جسوقت ملا سرکش نے پانی پیا شاہپور
نے داروے بیہوشی کھانے پر چھڑک دی الحاصل جب ملا سرکش سیر ہو چکا تو اور پانی پیا اب یہ حال
ہو کہ پانی پیے چلا جاتا ہی مگر پیاس نہین بجھتی آخر گھبرا کے اٹھا اور خادموں پر خفا ہونے لگا کہ آج کھانے
مین کیا شی ملادی ہی کہ اسقدر تشنگی بڑھی ہوئی ہی ملا مقیم سے کہا کہ تمھین تو اسقدر پیاس نہین معلوم
ہوتی ملا مقیم نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی یہ خدا نخواستہ آپ کی طبیعت کے خلاف پڑی ذرا آرام کیجیے
جیسے ہی ملا سرکش بیابانی اپنے مقام سے اٹھا ہوا الٹی چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے تا مین
اور بہ دہبے گرا شاہپور نے نعرہ کیا کہ منم عیار شاہپور شیر دل ملازم حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی جب
شاہپور پشتارہ باندھنے لگا تو ملازم ملا سرکش کے قریب آئے اور کہا کہ تو کیسا شاگرد ہی کہ استاد
سے بے ادبی کرتا ہی شاہپور نے حقہ آتشبازی مار کر کیڑے اُن لوگوں کے جلنے لگے وہ تو بھاگے
شاہپور پشتارہ لیکے چلتا ہوا بیابان قریب صبح آ کے پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور دروازہ
بارگاہ پر ٹہل رہا ہی نہ تو کوئی رفیق ہی نہ مصاحب مرکب ساز و یراق سے آراستہ کھڑا ہی کہ دیکھا طیمور نے
کہ اک شخص پشتارہ بدوش آتا ہی طیمور غور سے دیکھنے لگا جب شاہپور قریب پہونچا پشتارہ سامنے
ڈال دیا اور طیمور سے کہا کہ اقبال آپکا یاور ہوا کہ مین نے اس ملا کو گرفتار کیا تصدیق کیجیے یہ سرکش
حاضر ہی طیمور نے شاہپور کو گلے سے لگایا اور کہا کہ بڑا کام کیا تمنے اور کہا کہ اسے پڑا رہنے دو تم جاکر
والد ماجد سے اطلاع کرو کہ سر دربار اسکا دیوان کھولنا چاہیے شاہپور نے جاکر خورشید زرین کمر سے اطلاع
کی خورشید زرین کمر آ کے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار جمع ہوے سکندر آئینہ پرست مرزبان شاہ
لاجورد شاہ یہ سبکے سب آ کے بیٹھے اور جو باقی ماندہ سردار تھے وہ بھی جمع ہوے اسوقت طیمور
نے شاہپور سے کہا کہ باندھ دو اسکو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو چونکہ شاہپور جانتا تھا
کہ یہ نیرنج ساز اور عامل ہی شاہپور نے پہلے ملا سرکش کی زبان پر لکلا دیا بعد اسکے ستون بارگاہ سے
باندھکر ہوشیار کیا اور لوڑا لیکر کے کھڑا ہو گیا جسوقت ملا سرکش خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے
ہوش مین آیا ادھر ادھر دیکھکر گھبرایا کہ یہ مین کہان ہون آنکھین بند کر لین شاہپور نے کہا او ملا یہ خواب
نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی ہوشیار ہو اور آنکھین کھولکر دیکھ کہ تو کہان ہی اور کس حال مین ہی
اُس وقت ملا سرکش بیابانی نے آنکھین کھول کر دیکھا اور گردن جھکالی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے
کہا کہ کیون اے ملا سرکش دیکھا تو نے اب کہان ہین وہ تعاہ ارتیرے جو تیری طرف سے مقابلہ کو
آئے تھے کدھر گئی وہ قوت عمل تیری جسکے زور پر تو نے سر اٹھایا تھا اور کیا کہتا ہی اطاعت کے
بارے مین یہ سنکے ملا سرکش نے اشارے سے قلمدوات طلب کیا شاہپور نے قلم دوات
سامنے رکھکر ایک ہاتھ سے ہتھکڑی نکال لی ملا سرکش نے تحریر کیا کہ جبتک ستارہ اقبال

تیر بلندی پر ہو کوئی تجھ سے بگڑ کے تیرا کچھ بنا نہیں سکتا ہی مجھے اپنے علم سے یہ بات بھی دریافت ہو چکی تھی کہ تو مجھ پر غالب آئیگا لیکن عقل نہیں قبول کرتی تھی کہ کس طرح غالب آئیگا اب معلوم ہو گیا لہذا میں بدل تیری اطاعت قبول کرتا ہوں یہ سنکر شاہور نے طیمور کو دکھایا طیمور نے کہا کہ گو تو اور نگار زبان سے فصیح تو شاہور نے کہا کہ اگر یہ دغا کرے طیمور نے کہا کہ دغا کریگا تو سزا پاویگا اور اسکی جان سے مار ڈالونگا یہ سنکے شاہور نے ملا سرکش کو رہا کیا ملا سرکش نے رہا ہوتے ہی طیمور سے کہا کہ بیشک آپ صاحبقران زمان ہیں اب اگر میں چاہوں تو آگ لگا دوں مگر قبل مرد جان دار جسکے دوست ہو گئے آپکے دوست ہو گئے اب میں دانستہ تعرض نکرونگا اور کسی گوشہ صحرا میں اپنی عمر بسر کرونگا اور اپنے فرزند کو میں نے آپ کی غلامی میں دیا طیمور نے کہا کہ ای ملا سرکش تمہارا کیا مذہب ہی ملا سرکش نے جواب دیا کہ میں اس وقت تک بلا مذہب ہوں مجھے سوا دین آئینہ پرستی کے کل مذاہب کی تحقیق ہی مگر میں نے تو کسی مذہب کو ٹھیک نہ پایا نہ میری عقل نے قبول کیا اور دین خداپرستی سے اچھی طرح واقفیت نہیں ہی طیمور نے کہا آج سے میں نے یہی طریقہ اختیار کیا مذہب آئینہ پرستی کوئی چیز نہیں ہی جس آئینہ کو خداوند سمجھتے تھے وہ ٹوٹ گیا اور میں نے غصہ میں آکر اسے توڑ ڈالا یہ کیسے خداوند تھے کہ بندے کے توڑنے سے چور ہو گئے الغرض اب شاہور نے اپنی عیاری کا حال بیان کیا اور ملا مقیم کو ہوشیار کیا اسنے بھی شکل اپنے استاد کے اطاعت اختیار کی اور جاکر تمام اسیروں کو رہا کر کے لے آیا طیمور نے جشن خوشی کیا اور دلوانے کو دلدعہ بارگاہ سکندر فرمایا اور آگے روانہ ہوا —

چند کلمے داستان شہر کیوانیہ و شہر حسن آباد کے و ذکر عشق شاہزادہ طیمور شیر سرورہا کی حالات متعلق داستان ہذا مخمس

ہم سمجھے تھے محبت ہی کہ جو ٹوٹتا ہی نہیں ہی — تسکین ہی ایسا کہ ٹھہرتا ہی نہیں ہی
حد سے مگر اپنے یہ گذرتا ہی نہیں ہی — دل دشت درازی کہیں کرتا ہی نہیں ہی
کمبخت زیادہ سے ابھرتا ہی نہیں ہی

کیا جانے والا کوئی مرتا ہی نہیں ہی — دل رنج و الم سے کبھی بھرتا ہی نہیں ہی
کیا زلف میں شانہ کوئی کرتا ہی نہیں ہی — کیا غمزدہ معشوق سنورتا ہی نہیں ہی
عاشق کا کبھی ہوش اترتا ہی نہیں ہی

ہم دیکھتے ہیں روز تمہارا ہی لقب — ہی درد تمہارا ہمیں حیران بناتا
خالص ہی اسپہ محبت کی نظر یہ نہیں زیبا — جب آئینہ تم دیکھ چکے پھر کو دکھا
پیار اور کوئی کسی کا حسن کرتا ہی نہیں ہی

ہم ذہن میں یہ بات سماتی نہیں یارب — صورت انکو کبھی شکل دکھاتی نہیں یارب
جان انکی وہ پتھر ہی کہ جاتی نہیں یارب — کیا عشق بتان میں اجل آتی نہیں یارب
مرتا ہی جو انپر کبھی مرتا ہی نہیں ہی

اچھا نہیں ہوتا کسی کو رحم سے یہ خیال — بستر پہ تڑپتا ہی پڑا صورت بسمل
اس بات کا دیتا ہی پتا عاشقوں کا دل — بھرتا ہی جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل

اُس زخم کو دیکھا ہی کہ بھرتا ہی نہین ہی

سونے مین جو یہ چاند سی صورت نظر آئی
بیچین مین رہتا ہون نہین دھیان اچٹتی ہی
تڑپا کیا تا صبح یہ نیند اُڑ گئی میری
ہم خواب مین تھے آ کے مین اک بجلی سی چمکی
اسکا وہ خیال آنکھو کو دکھاتی نہین ہی

کشتان شہادت کے ہین بیخوف پہ ہر سو
اُسکی تو تمنا ہی کہ سینے پہ ہو زانو
دھمکاتے ہو دکھلا کے غضب خنجر ابرو
کیا اُسکو ڈراتے ہو کہ مار الله پڑے لو
مرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہی

عشاق نے چاہا ہی مگر عوض خون
دے شاید انھین داور محشر عوض خون
ہوتا نہین اشکون سے میسر عوض خون
لیتا ہی کوئی دیکھین تو کیونکر عوض خون
قاتل ہی جو ہشیار وہ مکرتا ہی نہین ہی

بیدید کہین سمجھے تو ایسے نہین دیکھے
قربان حسینون کے لب سرخ الٰہی ہو کے
دریافت کیا تھا تو نہین پر طعن سے سمجھے
پوچھا کہ کہان جاتے ہو مہمان تو بولے
کیا گھر مین کوئی رہکے نکلتا ہی نہین ہی

یا آئینہ ہووے تو زیبا کو ہو کچھ دخل
یا شوق دل عاشق شیدا کو ہو کچھ دخل
یا اور کسی قالب کے اعضا کو ہو کچھ دخل
جبتک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھ دخل
یہ یاد رہے سینہ اُبھرتا ہی نہین ہی

معشوق جو ہوتے ہین یہی کام ہی آ نکلنا
اچھا ہی جو لب پر رہے نفرت ہی کا کلما
منہ پھیر لیا جاتے رہے کو جو دیکھا
ہنستے رہو پھر دیکھ کے عاشق کو رُکنا
کیا جان غضب مین ہی کہ مرتا ہی نہین ہی

بوسے کا سوال ایسی یہ تقصیر نہین تھی
بل پڑ گیا ابرو مین نگہ ہو گئی ترچھی
اس بات کے سنتے ہی خفا ہو گیا کوئی
اتنا جو کہا چوم لون منہ چڑھ گئی تیوری
غصہ ترے ماتھے کا اُترتا ہی نہین ہی

مانا کہ دی ہین ستم و ظلم نے یاری
ایذا تھی وہ قسمت کی مین ای یاس جو گذری
لکھی تھی جو کچھ ہجر مین تکلیف اٹھائی
کیون شغل ستم جو رشب وصل ہو کوئی
ایک شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہین ہی

سبزہ تخم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ جب شہزادہ طیمور شیر یبدر کا لشکر جاہ و جلال کی دیر اور آگے روانہ ہوا اور تنگ مین طوفان دریا موج سپہ سالار بنا ہوا اقسام فوج کو لیے پھیلا جاتا ہی جو وقت بر ہوت شد او از موجود نہین ہوتا ہی اُس وقت یہی عہدہ سپہ سالاری پاتا ہی اور شاہزادہ طیمور چند رفقا سے سیر کرتا شکار کھیلتا چلا آتا ہی آتے آگے راستے مین داہنی جانب اک عمارت نظر آئی اور آثار شہر کے لیے معلوم ہوے طیمور نے ہمرکابون سے حکم دیا کہ جاؤ اور حالات اس مقام کے دریافت کرو کہ یہ کسکا ملک ہی اور بادشاہ یہاں کون ہی منوز ہمرکابون کے روانہ ہونے پائے تھے کہ وہ ہمرکاب جو پہلے روانہ ہوئے تھے دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ ای صاحبقران آئینہ پرستان ہم پہلے ہی سے جا کے دریافت حال

روانہ ہو گئے راستے میں عجب مقام ہے کہ عقل حیران ہے شہر نہایت عمدہ ہے عمارتیں پختہ بنی ہوئی ہیں لیکن رہنے والا
کوئی نہیں دکھائی دیتا چند استخوان جابجا پڑے ہوئے ہیں ساز و سامان ہر مکان میں موجود ہے یہ سنکے
شاہزادہ طیمور شیر پرور نے سبکو جمع کیا اور فرمایا کہ میں اس شہر میں جاکر دریافت کرنا چاہتا ہوں
کہ کون سی ایسی بلا آئی ہے جسنے اس شہر کو ویران کر دیا لاجورد شاہ اور زمان شاہ وغیرہ نے منع کیا
کہ آپ کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے کو زبردستی عذاب میں مبتلا کیجیے بہت سی بستیاں ویران ہوئی ہیں
اور بہت سے ویرانے بس جاتے ہیں دنیا کے انقلاب اسی طرح رنگ بدلا کرتے ہیں لیکن شاہزادہ
طیمور نے کسی کے کہنے کی کچھ سماعت نہ کی اور حامد جدالی دیوانے سے حکم دیا کہ اس شہر کی
طرف پیش خیمہ چلے یہ دیوانہ پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا اور عقب میں دیوانے کے کل فوج طرف شہر
چلی اور خود شاہزادہ طیمور شیر پرور چند رفقا اور اپنے عیار شاہ ہور شیر دل کو لیکر دوسرے راستے
سے اس عمارت عالیشان کی طرف متوجہ ہوا چونکہ یہ راستہ قریب کا تھا شاہزادہ پہلے پہونچ گیا
اور شہر کی سیر میں مصروف ہوا کہنے کو شہر تھا مگر عجب عبرت خیز مقام تھا جس مکان کو دیکھنے جاتے
لگے گھونسلے گنجشک کے بنے ہوئے اسباب جابجا پھیلا ہوا شاہزادہ دل میں کہتا تھا کہ اگر غنیم
آیا ہوتا تو رعایا کے قتل سے فائدہ نہ تھا بادشاہ جو ملک گیری کرتے ہیں تو حکومت کے واسطے
کرتے ہیں رعایا کو نہیں قتل کرتے ہیں اور جو ایسے گھر میں داخل ہوگا وہ دولت کو چھوڑے گا
اب طیمور ایوان شاہی میں آیا دیکھا کہ ایوان اسی طرح آراستہ ہے تمام آرائش کا سامان
لگا ہوا ہے فرش بچھا ہوا ہے لیکن ہر چیز گرد آلودہ ہے بعض مقام پر چغد نے مسکن کیا ہے طیمور
ان حالتوں پر عبرت کرتا ہوا اس طرف چلا یہانتک کہ شہر کے مکانات کو دیکھتا ہوا کنارے
دریا کے پہونچا دیکھا کہ ایک سنہری گنبد بنا ہوا ہے اسمیں بھی سامان شاہانہ ہے طیمور نے اس
جگہ کو نہایت پسند کیا اور گنبد کی صفائی و درستی کا حکم دیکر خورشید زرین کمر سے کہلا
بھیجا کہ آپ صحرا کی طرف فوج اتار کر ہوشیاری سے رات بسر کیجیے اور میں دریا کی نگہبانی
میں مصروف ہوں اگر اس طرف سے بلا آئیگی تو پہلے مجھ سے سامنا ہوگا اور اگر اس طرف سے
بلا آئیگی تو آپ کے ساتھ اتنی بڑی فوج اور مجھ سے سردار ہیں یہ سمجھ لینگے الغرض خورشید
زرین کمر نے تو لشکر اپنا اس طرف اتارا اور شاہزادہ طیمور آکر گنبد طلائی میں مقیم ہوا
سب سامان آسایش و آرائش تو یہاں موجود ہی تھا صرف صفائی کی ضرورت تھی ملازمین
نے صاف کرکے ہر چیز جھاڑ پونچھ سے لگا دی اور شاہزادہ گنبد میں جلوہ افروز ہوا اور سیر دریا
میں مصروف ہوا نہنگ بن طوفان دریا موج اور اسمیں کو دیکھا شام تک تو شاہزادہ پاس
حاضر رہے شام کو شاہزادے نے ان لوگوں کو رخصت کر دیا کہ تم لوگ جاکر لشکر میں رہو یہ
لوگ جانب لشکر روانہ ہوئے اور یہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور نے شاہ ہور شیر دل سے
فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ رات آسایش سے گذرے کیونکہ جاگ کر رات بسر کرتا ہے شاہ ہور
نے میں بیچارہ دیگیں حاضر کیں طیمور اس تجویز پر نہایت خوش ہوا کہ واقع میں اب رات بہت
اچھی طرح گذریگی دیگیں دریا میں پھینک کر دو دریان چرخی پر چڑھا دیں اور شکار ہونے لگا اور
شاہ ہور نے کباب لگانے کا سامان فراہم کیا اور کشتی شراب کی سامنے طیمور کے رکھی طیمور شکار
ماہی میں مصروف ہے جو ماہی صید ہوتا ہے شاہ ہور اسکے کباب لگاتا ہے پھر آخر یہ شغل بھی کہانتک

طیمور شیر پرور نے بعد بارہ بجنے کے دو گھنٹے تلخیص لین اور شاہپور سے کہا کہ اچھو اس شغل سے جی گھبرا گیا
اب کوئی اور شغل ہو شاہپور نے کہا کہ بہت خوب کشتی شراب و کباب کے سامنے رہنے دی اور یکبارگی
ہٹا دیا اور قصد کیا کہ بانسری بجا کر انکا دل بہلا دوں کہ یکایک سامنے سے کچھ روشنی سی پیدا ہوئی
اور دیکھا کہ موجین اسی طرف گویا برائے استقبال بڑھین طیمور نے شاہپور سے کہا کہ دیکھو کوئی
وہ بلا تیغے شہر کو ویران کیا ہے ہماری راہ دریا سے آتی ہے ابھی بانسری کو موقوف رکھو اور ہمارے
ہتھیار لا کے یہان رکھدو شاہپور نے جلدی سے پہلے تو تیر کمان حاضر کی اور بعد اسکے سپر و شمشیر
نیزہ و گرز وغیرہ سب چیزین فراہم کر دین اگرچہ شب ماہ تھی ضرورت روشنی کی نہ تھی لیکن پھر بھی
ایک آدھ شمع کافوری جل رہی تھی اور طیمور شیر پرور کی نگاہ دریا سے لڑی ہوئی تھی کہ دیکھا سامنے
سے اک طاؤس سینہ تانے ہوے چلا آتا ہے طیمور نے تیر کمان مین جوڑا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ جب
یہ طاؤس قریب آئیگا اس وقت دیکھا جائے گا طاؤس ایسی چیز نہیں ہے جو ملکوں کو تباہ کر دے اور آدمیوں کو
کھا لے جب وہ طاؤس قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ مورپنکھی ہے اور کچھ آواز ساز بھی محسوس ہوئی شاہپور
نے کہا کہ لیجئے باجا گاتی بجاتی آتی ہے واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ مورپنکھی شہر حسن آباد سے بہی ہوئی چلی
آتی ہے اسپر ملکہ حسینہ پریجمال سوار ہے ستار ملکہ کے ہاتھ مین ہے اور وزیرزادی بایان چھیڑتی جاتی ہے
دو کنول پر روشن ہیں اس روشنی مین حسن و جمال ملکہ کا ایسا تابان ہے کہ اک چاند آسمان پر ہے اک چاند زمین پر
ہر حباب گرد کشتی کے آکر سر کو ٹکراتے ہیں اور موجین بھی سر پٹک رہی ہیں نظر و شاہزادہ طیمور کی ملکہ پر
پڑی ابھی تک یہ لذت عشق سے کاہے کو آگاہ تھا ملکہ انتہا کی حسین تھی سن طیمور کا اب اٹھارہ برس
کا تھا اور ملکہ بھی بارہ تیرہ برس کی حد مین تھی اگرچہ اس وقت تک کسی عورت کو نظر محبت سے نہین دیکھا تھا
ہشت دہ ساعت قاف مین رہا صاحبقران قاف اسکی نیک نیتی کی تعریف کرتے تھے اور زمانے بھی طیمور
باوجود جوانی رعنا ہونے کسی پری کی طرف ملتفت نہیں ہوتا اور پریان اسکو گھیرے رہتی ہین لیکن اب
آب آئینہ پرستی تو ترک ہو چکی ہے اسکے ساتھ خود بینی بھی فرار ہو گئی ہے اب نگاہین دوسروں کو دیکھنے لگی
ہین طیمور ملکہ کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گیا اور کہا اے شاہپور ہم تو مبتلائے بلا ہیں ہمیں معلوم ہوا کہ تمام
شہر اسی کی محبت مین ہلاک ہوا ہے اور یہ مکانات انہین کشتگان حسرت کے معلوم ہوتے ہیں جو اس آفت
ہوش کے مارے ہوے ہیں مین عشق کے افسانے سنتا تھا کہ یہ لوگ خوبصورت عورت
کو دیکھکر اسقدر بے اختیار کیون ہو جاتے ہیں بقول شاعر ع اب ہم ان باتون پہ رغبت
پہلے نفرت جنسے تھی عشق ہوتے ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا اتنے مین کشتی بہتی ہوئی گنبد کے مقابل پہونچی
اور نظر شاہزادی کی بھی چہرہ طیمور پر پڑی بس اسنے وہین سے کشتی پلٹانے کا قصد کیا ہی تھا کہ طیمور
نے آواز دی کہ اے آفت جان و ایمان تجھے مانی ہوا اور اپنا خالق جانتی ہے تو تجھے اسی کی قسم ہے کہ ذرا ٹھہر جا
ناظرین سمجھے کیا کہ یہ ڈاکو معلوم ہوتے ہیں صحرا مین رہتے رہتے اب دریا مین بھی لوٹنے کا قصد کیا ہے اب وہ
ستار کی چھیڑ چھاڑ تو موقوف ہو گئی اور باتون کی چھیڑ ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ ملکہ دیکھیے تو یہ کیا ہے کوئی
پریزاد ہے یا انسان ہے اور اس طرح منت کر رہا ہے دل زیبی کہتا ہے کہ اسکی خاطر شکنی نہ کیجئے لیکن
عقل کا مقتضا نہیں ہے ملکہ نے کہا تو بڑی دیوانی ہے کہ تو نے گھور کے دیکھ بھی لیا اسکے کہنے سے
اب شاہزادی کی نظر بھی پڑی ادھر طیمور بے قرار ہو رہا ہے کشش حسن کشتی کو وہیں لئے ہے اپنی
جگہ سے ہٹنے نہیں دیتی ہے شاہپور نے اتنے عرصہ مین یہ ہوشیاری کی کہ جلدی جلدی دو تین

اس طرح پھینکیں کہ کشتی انہیں میں الجھ گئی آخر میں ملکہ نے اشارا کیا کہ ای شخص اگر تیری بھی خوشی ہے تو خیر ہم پھر
آئینگے آج پہلے دن غیر شخص سے اسقدر بے تکلف نہیں ہو سکتے کہ اسکی صحبت میں بے محابہ بیٹھیں اس
وقت طیمور نے کہا کہ اگر یوں نہ آؤ گی تو ہم تمھیں زبردستی بلا لینگے ملکہ ہنسی اور کہا کہ میری کشتی نہایت
تیز رفتار ہے یہ کہکر ماہیگیروں سے اشارہ کیا کہ کشتی کو ہٹاؤ ماہیگیروں نے ہاتھ لگانا شروع کیے لیکن کشتی بجاے
ہٹنے کے عوض ساحل کی طرف بڑھنے لگی ملکہ نے غصے کیساتھ کہا کہ حرامزادو یہ تم کیا کرتے ہیں تم کیا کرتی ہو ماہیگیروں
نے اور زور مارا بھی یہاں ادہر شاہپور نے ڈنگیوں کو کھینچنا شروع کیا دو چار ہاتھ اور کھینچ لایا طیمور
ہنس پڑا اور کہا ہی کہ ملکہ یہ تیری ہی مرضی ہے نہیں شاہپور نے کہا ای شہریار یہ تیری کیسی زبان سے انکار ہے
مگر دل سے اقرار ہے نگاہ میں کشتی تیرے ہٹانے کا حکم دیتی ہیں اور چپکے سے کہتی ہیں کہ ساحل پر
لگا دو ورنہ مجال ہے ماہیگیروں کی کہ خلاف حکم کریں ملکہ ان باتوں پر شرمائی جاتی تھی ماہیگیروں پر خفا ہوتی تھی
اتنے میں وزیرزادی کی نظر ڈنگیوں کی ڈوریوں پر پڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے کشتی کس جال میں پھنسی ہے
آپ ماہیگیروں پر بیکار خفا ہوتی ہیں یہاں مردود ان کا جال معلوم ہوتا ہے ملکہ دیکھکے مسکرائی بس
ادھر تو ملکہ مسکرائی شاہپور نے دل میں سمجھ لیا کہ ہاں مرتا ہے جلدی جلدی ڈوریاں کھینچ کے کشتی ساحل
سے ملا دی طیمور گنبد سے اترکے خود قریب کشتی کے آیا اور کہا کہ ای آفت جان مجھ سے قسم لے لے
کہ میں کوئی امر تیرے خلاف مرضی نہ کرونگا لیکن تجھے قسم ہے اپنے دین و ایمان کی کہ دو دم مجھ سے ہنس بول لے
چلے جو لطف ستارنوازی کشتی پر تھا وہ کچھ دیر یہاں بھی رہے اسکے بعد چلی جانا دل آرام
وزیرزادی نے کہا کہ اگر ملکہ یوں نہ چلینگی تو یقین ہے کہ تم پھر لیجاؤ گے جس طرح کشتی کو جال میں
پھنسایا اسی طرح ہمیں بھی پھندے میں پھانسو گے اور اپنے محبوبوں کا شکار کرتے کرتے عورتوں کا
شکار کھیلنے لگے طیمور نے ہزاروں قسمیں کھائیں کہ یہ شرارت بھی شہپور نے بچائی کی تھی کہ اسنے ڈنگیوں
میں کشتی کو الجھا لیا اگر تمھارے خلاف ہے تو میں کشتی کو چھڑا دیتا ہوں اور تم چلی جاؤ
ملکہ نے دیکھا کہ یہ شخص بہت باز معلوم ہوتا ہے چپکے سے نیچے کشتی سے اترائی وزیرزادی
بھی اتر پڑی شاہپور نے جلدی سے ستار آپ اٹھا لیا اور دوسری وزیرزادی کے ہاتھ میں
دی اور یہ چاروں گنبد میں آکر جلوہ افروز ہوے شاہپور نے کشتیاں شراب و کباب کی
حاضر کیں طیمور نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کے ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ جام لیتی ہوئی
شرمائی طیمور نے اصرار کیا اور قسمیں دیں کہ اگر اتنی خاطر ہماری منظور کی ہے کہ ہم وہاں سے
یہاں تک آئی ہو تو دعوت بھی قبول کرو ملکہ نے جام لیکر پی لیا یہ عادی کم تھی اور شراب نہایت
عمدہ تھی جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہو گئیں دل آرام نے کہا ای شہریار ملکہ کو عادت بہت کم ہے اب
نہ دیجیے گا ورنہ طبیعت بے مزہ ہو جائیگی طیمور نے جلیٹ گزک کی سامنے بڑھا دی ادھر طیمور
نے ایک دو جام پیے شاہپور نے جام بھر کے وزیرزادی کو دیا وزیرزادی بگڑنے لگی شاہپور کی
طبیعت جسکی طرف مائل تھی کیے ہوے تھی یہ بھی تو عیار تھی بناوٹ کا انکار سمجھ گیا اور بہت اصرار کیا
جب دل آرام نے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا شاہپور نے جام اپنے منہ سے لگا لیا اور آدھا جام پی کر
دل آرام کو دیا دل آرام نے غصے سے ہاتھ ہٹا لیا کہ جام گرتے گرتے ٹوٹ گیا ملکہ اور طیمور اس حرکت پر
ہنس رہے تھے شہزادہ طیمور نے کہا ای دل آرام بے تکلفی میں عجب لطف ہے اپنے ہاتھ سے
جام بھر کے پیو یا میں پلا دوں دل آرام نے کہا ضرور یا کیا سنیے میں آپ سے لیتی ہوں یہ کہکے

پھر نشاط مراد دل تیز نگہ کا ہو گا
مجھکو سودا یہ اسی طرح رہی ہو کہ جو تھا
کیوں دل آگے بھی یہ بے چینی ہوئی تھی کیا کبھی
کعبۂ دل کو وہی شوق بتاں ہو کہ جو تھا
وہی ہونٹوں کو مزا بوسوں کا یاد آتا ہو
اشتیاق اسکا انکے وہ کمان ہو کہ جو تھا

تیر ابروے صنم شکل کمان ہو کہ جو تھا
پاس پردہ نشوا غیرت یوسف کا رہے
یار اسی طرح ترا پردہ دل ہو کہ جو تھا
انتظار آنے کا انکے تمھے اجکو بڑی ہی
وصل کا تیری اسی طرح سماں ہو کہ جو تھا
پہلے تو ہنستے تھے اب غم بھی لیتے نہیں تھم

عشق کو وصل نہ لونگا دنیا ہو یعنی لے
حسن یوسف وہی رسوائے جہان ہو کہ جو تھا
کاز عشق اسی طرح سے مجھے کہتے ہیں سب
دل اسی طرح سے رسوائے دیگران ہو کہ جو تھا
آدھی رات انکی وہ دل کی طرف ہی تو نہیں
پاس کہیں عشق تمھارا وہ کمان ہو کہ جو تھا

اسکے بعد شاہپور کا درست کسی چیز میں کام میں سماں باندھ دیا دل آرام بھی خوش ہو گئی اور ملکہ نے تو بے انتہا تعریف کی بات جو ذرا ہو سے سرور چلی اور وہ کیفیت برطرف ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب میں جاتی ہوں بہت عرصہ ہو گیا خدا کرے میں کسی طرح قبل صبح پہونچ جاؤں ورنہ خوف رسوائی ہی طیمور نے کہا کہ اب میں تمھیں روک تو سکتا نہیں مگر اے ملکہ اپنا پتا تو بتانے جاؤ اور وعدہ تو کرتی جاؤ کہ اب کب ملاقات ہو گی ملکہ نے کہا کہ پتا بتانے سے تمکو فائدہ نہیں ہی میں ننگ خاندان اپنے خاندان کا نام کیوں بدنام کروں لیکن وعدہ کرتی ہوں کہ کل پھر آؤنگی اور اگر کل کسی وجہ سے نہ آسکی تو پرسوں ضرور آؤنگی اسلیے کہ مجھے اجازت مشکل سے ملتی ہی طیمور نے کہا اے ملکہ پتہ ضرور بتاؤ شاید تم نہ آسکیں تو میں تم تک ہو پہنچونگا ملکہ نے دانتوں میں انگلی دبائی اور کہا کہ ہرگز ایسا قصد نکرنا وہاں آؤگے تو بہت پچھتاؤگے یہ جو کبھی کبھی کی ملاقات کا سلسلہ ہے یہ بھی تشریف لے جانے کا پھر بند ابد ہی ہو جائے گی مگر اپنی جان بچانا دشوار ہو جائے گی میرا باپ چونکہ بہادر دولت ہے اور بھائی میرا پہلوان شمشیر ہے بڑے بڑے سرکش جمع ہیں تم اپنی اس فوج پر گھمنڈ نکرنا میرے باپ کے یہاں کا ایک ایک پہلوان لشکر شکن ہی طیمور نے کہا آخر میں نام تو سنوں اس وقت ملکہ نے کہ کیا تمنے شہر حسن آباد کا نام نہ سنا ہوگا حسین کج کلاہ میرے باپ کا نام ہی اور حسین کج کلاہ بھائی میرا ہی چار لاکھ جوانوں کا لشکر ہے اور پچاس سرداران زبردست رستم وقت ہیں اور یونتو سیکڑوں سردار ہیں تم ہرگز ادھر آنے کا قصد نکرنا طیمور سنکے خاموش ہو رہا ملکہ رخصت ہو کے کشتی پر سوار ہوئی اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی طیمور نے شاہپور سے کہا ہم تو بڑی بلا میں پھنسے اے شاہپور اگر کل یہ نہ آئی تو میں اپنی جان دونگا شاہپور نے کہا واہ واہ کیا خوب ابھی سے آپکی یہ حالت ہی تو آگے بڑھکے کیا ہوگا یہ وہی مثل ہی کہ ابتدا سے عشق میں روتا ہی کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا دل لگانا آسان ہی آپکا معشوق تو آپ پر مہربان ہی کہ پھر آنے کا وعدہ کر گیا ہی واسے بیچارہ جنکے جنکو مدتوں ہی نصیب نہیں طیمور نے کہا اے شاہپور کیا معلوم کہ وہ آنے پاتے ہی اور اگر آئے گی بھی تو دو ہی شب کو بارہ بجے تک اب یہ اتنا زمانہ انتظار کس طرح بسر ہو شاہپور نے ایک کتاب عشق کی نکالکر دی کہ اسکو پڑھیے اور دل بہلائیے طیمور نے اس کتاب کو دیکھنا شروع کیا شام تک وہ کتاب تمام ہوئی اب وہ وقت آیا کہ پھر طیمور کی نگاہیں سطح آب سے رہ رہ موجوں کو دیکھ بیقراری اور دن ہوئی بجبند کے نظارہ سے دل ڈرنے لگا حبابوں کو چشم انتظار بنائے جو دیکھا تو رشک پیدا ہوا جو جو رات بڑھتی تھی طیمور کی بیقراری بڑھتی جاتی تھی جب آدھی رات گذر گئی اور کوئی علامت پیدا ہوئی تو طیمور کی آتش عشق بڑھی بجرے سے اتر کر ساحل پر ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا اسی حالت میں صبح ہو گئی ہے فرقت کی رات کا بسا دشوار صبح کرنا + بچہ تارے گن گن کے کاٹی کچھ رات مری ٹہل ٹہل کے + ادھر طیمور کی آتش اور بڑھ گئی شاہپور

تو بھی اپنی معشوقہ کا خیال بیچین کیے ہوئے ہے لیکن اسکی وہ حالت نہیں ہے جو طیمور کی ہے الغرض شاہور
نے زبانی اک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ طیمور کا دل لگ گیا جبتک شاہور بیان کرتا رہا اس وقت
تک تو شغل بیکاری میں جی بہلا رہا جب قصہ تمام ہوا پھر وہی حالت ہو گئی اسی طرح تڑپ تڑپ کے
کئی رات دن گذارے مگر نہ ملکہ آئی اور نہ کوئی خبر معلوم ہوئی کوئی پانچواں روز تھا کہ طیمور نے شاہور سے
کہا کہ ای برادر نہیں معلوم اس آفت جان پر کیا گذری کہ وہ نہیں آئی اب تو ہم آپ اسکی تلاش میں
جائینگے شاہور نے کہا کہ آپکا اختیار ہے میں ہمراہ رکاب ہوں شاہزادہ طیمور نے اسیوقت مرکب طلب
کیا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر ایک جانب روانہ ہوا شاہور بھی مرکب پر سوار ساتھ تھا کہ اگرچہ
بارے کوہ کچھ آبادی نظر آئی طیمور اسی طرف متوجہ ہوا ادھر ان لوگوں نے جو دیکھا کہ دو
سوار چلے آتے ہیں کچھ لوگ سامنے آ کے مستعد ہو کر کہا کہ آپ دونوں صاحب کہاں سے آتے ہیں اور کسطرف جاینگے
طیمور نے کہا کہ ہم اک شہر میں آتے ہیں لیکن دیکھا کہ شہر حسن آباد کے جاتے ہیں ان لوگوں
نے کہا کہ کیا آپ کے ساتھ قافلہ ہے طیمور نے کہا کہ کئی لاکھ کا لشکر میرا شہر ویران میں ہے الغرض
دریافت حال اتنا ہوا ہے کہ اس شہر کو کسنے ویران کیا باشندگان شہر کیا ہوئے سب مر گئے
یا کچھ زندہ بھی ہیں یہ سنکے ان لوگوں نے کہا ای شہریار آپ اپنے ملک کو تشریف لیجائیے اور
جلد اس شہر کو خالی کر دیجیے ہم لوگ اسی شہر کے باشندے ہیں ایک لاکھ کی آبادی میں بارہ ہزار
آدمی بچے جنہوں نے شہر سے بارہ کوس کے فاصلے پر کوہ کے قیام کیا تو جانیں بچیں باقی سب جان بحق
تسلیم ہوئے طیمور نے کہا یہ سب کیونکر ہوئے مفصل حالات بیان کرو ان لوگوں نے کہا کہ بارے کوہ
تشریف لے چلیے تو بیان کریں طیمور مع شاہور کے ہمراہ گئے یہاں تمام ساکنان کوہ جمع ہوئے
جو لوگ انکو ہمراہ لے گئے تھے انہوں نے سبکو باخبر کیا کہ یہ شہریار طیمور شہزادہ ہیں اور شہر کے حالات
دریافت کرنا چاہتے ہیں انمیں جو لوگ سن رسیدہ تھے وہ آگے سلام کیا اور عرض کی کہ ای شہریار یہ شہر
نہایت آباد تھا نام اس شہر کا شہر کیوانیہ تھا کیوان انجم سپاہ یہاں کا فرمانروا نہایت جری و بہادر
تھا اسکے عہد حکومت میں رعایا نہایت شاد تھی کہ اک مرتبہ ایک اژدہا خدا جانے کہاں سے آیا
اور اسنے بستیاں اور قریے صاف کرنا شروع کر دیے بادشاہ کو یہ سنکر نہایت ملال ہوا اور
فوج ہمراہ لیکر اژدہے کے کشتے کرنے کو چل کھڑا ہوا تھوڑی دور شہر سے نکلا تھا کہ اژدہا مثل
ابر کے نمودار ہوا بادشاہ بہادر تھا گھوڑا ڈال دیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدہے نے جو سانس
کھینچی بادشاہ کھنچ کے اژدہے کے منہ میں جا رہا بادشاہ کی محبت میں اہل لشکر بھی تلواریں کھینچ
کھینچ کے جا پڑے لیکن اژدہے نے سبکو دم کشی کر کے نگل لیا اور ہزاروں کو غلابہ
آتشین سے جلا دیا جب شکم بھر گیا تو اپنے مسکن کی طرف چلا گیا دوسرے روز پھر آیا اور
اب شہر میں گھسا اور مستغرق کرنا شروع کیا تین چار روز کے عرصہ میں اسنے بلا پر رہا سبکو
کھا لیا ہم بارہ ہزار آدمی بھاگ کے اس کوہ پر جا گزین ہوئے تو جان بچی اب نہیں معلوم کہ وہ
اژدہا شہر میں آتا ہے یا نہیں یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ تمہارے
بادشاہ کی اولاد یا عزیزوں میں سے کوئی ہے انہوں نے کہا کہ کوئی نہیں ہے فرمایا کہ اژدہا اب
کس مقام پر رہتا ہے ان لوگوں نے کہا کہ یہاں سے پندرہ کوس پر ایک صحرا ہے وہی اژدہے
کا مسکن ہے طیمور نے شاہور سے کہا کہ جا کر ہمارے لشکر میں اطلاع کرو کہ ہم اژدہے کے

قتل کرنے کو چلینگے جسکو ناخدا دیکھنا ہو وہ آکے طیمور نے تو اسی کوہ پر قیام کیا اور شاہور شیردل
وہاں سے لشکر میں آیا یہاں خورشید زرین کمر تخت پر بیٹھا تھا ساسان شاہ اور سکندر آئینہ پرست
اور لاجورد شاہ یہ سب بیٹھے تھے کہ شاہور نے بیان کیا کہ شاہزادہ اژدہے کے شکار کو جانے والا
ہے جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ چلے خورشید زرین کمر نے کہا کہ اژدہے کا شکار کیسا شاہور نے
بیان کیا کہ جس اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا ہے اسی اژدہے کا پتا ملا ہے اسکے شکار کے واسطے
شاہزادہ طیمور جانے والے ہیں بس یہ سنتے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس اژدہے نے
شہر ویران کردیا اسکو کون مار سکتا ہے خورشید نے کہا کہ ہمتو اس فرزند کے ساتھ ہیں جسکا جی چاہے
وہ چلے جسکا نہ جی چاہے وہ نجائے یہ سنتے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس سلسلے سے ہم
طیمور کیساتھ ہوئے تھے جب وہ سلسلہ نہ رہا تو ہمارا رہنا بیکار ہے طیمور نے بے ادبی کی کہ خدا نے
کو توڑ ڈالا اب یہ کسی نہ کسی عذاب میں گرفتار ہوگا اجل کے منہ پر چلا ہے غرضکہ سکندر آئینہ پرست
اور ساسان شاہ اور لاجورد شاہ تو اپنا اپنا لشکر لیکر اسیوقت اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے اور
خورشید زرین کمر کل فوج کو لیکر مع نہنگ بن طوفان دریا موج و اسرین کوہزاد و
حامد ہمدانی دلجاد کوچ کرکے طرف کوہ کے روانہ ہوا وہاں شاہزادہ منتظر تھا کہ گرد اڑی اور
خورشید زرین کمر کل فوج ظفر موج سے پہونچا اہل کوہ نے طیمور کی مع کل فوج کے دعوت کی
اور دوسرے روز صبح کو تمام اہل کوہ ہمراہ رکاب ہوئے اور شاہزادہ طیمور سوار ہوکر جانب مسکن
اژدر روانہ ہوا جس وقت کہ اس مقام پر ہوئے کہ جہاں اژدہا سورہا تھا تمام فوج رک گئی دیکھا
کہ ایک کوہ بلند معلوم ہوتا ہے جو لوگ بہلانے والے تھے انھوں نے شاہزادہ طیمور شیر پر وہ سے
عرض کی کہ وہ سامنے اژدہا سورہا ہے بس شاہزادہ اپنے مقام سے آگے بڑھا اور للکارا کہ او موذی
اٹھ اپنے مقام سے کہ اجل آپہونچی ہے بس آواز جو اژدہے کے کان میں پہونچی تو اپنی جگہ سے
اسنے حرکت کی اور مثل سانپ کے جو کنڈلی مارے بیٹھا تھا پیچ کھلنے لگا تب جو دیکھا تو کوئی
اژدھائی سو گز کی درازی ہے اور سر جو اسنے بلند کیا تو اک مینار معلوم ہونے لگا اور اب اژدہا طیمور
کی طرف چلا ادھر طیمور نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا اور چلہ کمان میں پیوستہ
کیا ادھر اژدہے نے قابو آتشین چھوڑا کہ گھانس تک جلنے لگی طیمور نے ایک سنگ کی اس
کی آڑ پکڑی اب اژدہے نے دم کشی کی تو کنکر پتھر کھنچ کھنچ کے شکم میں اژدہے کے جانے لگے اور
جس پتھر کی آڑ میں طیمور تھا وہ بھی کھنچ کے جانے لگا اور طیمور بھی کھنچتا ہوا چلا اور سردلان طیمور
بیقرار ہوئے اور دیوانہ وار دوڑ پڑے ادھر نہنگ بن طوفان دریا موج کو بھی تاب نہ رہی وہ بھی دوڑا
اور اسنے بھی تیر کو چلا کمان میں پیوستہ کیا ادھر شاہزادہ طیمور کھینچ کھینچ گیا تھا کہ لنگر مارا دونوں پاؤں
غرق زمین ہوگئے اور دہن سے جو داہنی آنکھ اژدہے کی تاک کر تیر مارا تو پورا تیر آنکھ میں اتر گیا اور دم
دوسرا تیر نہنگ بن طوفان کا بائیں آنکھ پر اژدہے کے آکے پڑا کہ اژدہا تڑپ گیا طیمور نے تلوار
کھینچ کے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نہنگ بن طوفان دوڑ کے لپٹ گیا اور عرض کی کہ حضور
یہ زہر بلا جانور ہے ایسا نہو اسکے مغز سر سے خون اڑ کر جسم اطہر پر پڑے اور نصیب دشمنان
کچھ اذیت ہو پہونچے طیمور اسکے کہنے سے رکا لیکن دیوانے نے دوڑ کر جو دست ماری کہ مغز سر
اژدہے کا پاش پاش ہوگیا اور وہ اژدہا مرگیا طیمور نے دوڑ کر دیوانے کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا

اور ادھر اژدہا بھی ایک چنگھاڑ کے تمام ہوگیا تو جسقدر باشندے شہر کیوانیہ تھے سب آکر قدمون
سے لپٹے اور کہا کہ آپ کون اوتار ہین طیمور نے کہا کہ یہ تو مین بھی مثل تمھارے ہون ابھی تک مجھے
یہ تحقیق نہین ہوا ہے کہ مذہب برحق کون ہے جب مین کوئی مذہب اختیار کرونگا تو تمکو بھی ہدایت کرونگا
قبل اسکے ایک شیطان کے بہکانے سے مین نے آئینہ پرستی اختیار کی تھی لیکن معلوم ہوگیا کہ آئینہ
ایک مصنوعی چیز ہے مین اس آئینہ کو توڑ ڈالا اور اس دین کو ترک کیا سب نے کہا کہ جبتک آپ
تحقیق مذہب کرین ہم آپکی پرستش کرینگے طیمور نے منع کیا اور سبکو ساتھ لیکر شہر کیوانیہ مین
آیا اور شہر کو آباد کیا جو لوگ اپنے اپنے مکان چھوڑ کے گئے تھے انھون نے ان مکانات کو
آباد کیا اور طیمور آکے دیوان شاہی مین بیٹھا اور ملا سرکش بیابانی کو ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ ہمنے شہر کیوانیہ کو آباد کیا ہے ایک اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا تھا اس اژدہے کو مارا
تم تو اس مقام پر قیام نہین کر سکتے تم اس صحرا کے بدلے اس شہر کی آبادی مین مشغول ہو اور یہان
کی سلطنت کرو تو ہم آگے روانہ ہون جس وقت یہ نامہ ملا سرکش بیابانی کو پہونچا ملا نہایت
خوش ہوا اور اپنے ملازمون کو لیکر تیسرے روز حاضر ہوگیا طیمور نے ملا کو یہان کا بادشاہ کیا اور
اور تھوڑی سی فوج دیکر دیوانہ کو افسر فوج معین کر کے اپنے لشکر کو بھی یہین چھوڑا اور شاہپور سے
کہا کہ اب چلکر اس آشفتہ ہوش کی بھی خبر لینا چاہیے کہ کس حال مین ہے لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہو یہان
سے شکار کے بہانے چلو شاہپور نے اسی وقت مختصر سامان اپنے ہمراہ خورشید و طیور سے لے لیا
اور مرکب منگوایا طیمور نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ بالفعل حضور اسی جگہ قیام کرین مین شکار
کے واسطے جاتا ہون بعد واپس آنے کے شہر زرینہ کو چلونگا خورشید نے کہا کہ تمکو اختیار ہے
خورشید نے تو اسی مقام پر قیام کیا اور طیمور شاہپور کو ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگیا اور ملا سرکش
بیابانی نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص سکونت شہر کیوانیہ کی اختیار کریگا اسکو مکان مع سامان مفت
دیا جائے گا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی تو قصبہ اور قریہ جو قریب تھے وہان کے لوگ آنے
لگے اور آباد ہونے لگے بلکہ بہت لوگ غریب الوطن دور دور سے آکر آباد ہوے لیکن اب کچھ حال
ملکہ کا سنیے کہ یہ جو شاہزادہ طیمور سے رخصت ہوکر چلی تو کچھ ایسی ہوا مخالف چلی کہ کشتی کچھ دن چڑھے
ساحل مراد پر پہونچی وہان حسین کج کلاہ بادشاہ شہر حسن آباد نے دختر کو یاد کیا مگر دارجہ آتی
ہر باغ مین ملکہ کو نہ پایا ملازمین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ شام سے سیر دریا کو گئی ہوئی ہین
ابھی تک تشریف نہین لائین بادشاہ کو تردد ہوا اسوقت ملکہ داخل باغ ہوئی اور یہ خبر حسین کج کلاہ
کو پہونچی کہ ملکہ آئی تو بیخبر دختر کے پاس آیا اور کہا کہ تم کہان تھین حسینہ پر کمال نے عرض کی کہ چونکہ
شب ماہ تھی مین سیر دریا کو گئی تھی واپسی کے وقت ہوا طوفانی چلی مین نے کشتی ساحل پر لگوا دی جب
اس طوفان مین کمی ہوئی تو مین آئی حسین کج کلاہ نے کہا کہ اب آیندہ بغیر ہمارے اطلاع کے پورا
انتظام کیے بغیر جانے کا قصد نکرنا یہ سنکے ملکہ کے دل پر چوٹ لگی کہ مین تو آج کا وعدہ کر آئی ہون
طیمور اپنے دل مین کیا کہیگا ان مجبوریون سے کون آگاہ ہے تمام سلطنت مین بدنام ہونا ہے کہ فلانی
عورت بے وفا ہے اپنے باپ کے ادب سے عرض کردیا کہ آیندہ ایسا نہوگا لیکن دل آرام سے کہا
کہ اب کیا تدبیر کیجائے چونکہ دل آرام کا دل بھی شاہپور پر مائل ہوچکا تھا کہا اے ملکہ تین چار روز
تو سکوت کیجیے اگر بصورت اجازت مل گئی تو خیر ورنہ پھر کوئی تدبیر نکالی جاویگی ملکہ بھی خاموش

ہو رہی ادھر دریا پر چوکیاں پہرے قائم ہو گئے ملکہ چھپ کے جانے سے بھی مجبور ہوئی اور تین چار روز اسکو
عجب بےچینی میں گذرے بقول شاعر ؎ نہ اسکا وصل ہو ممکن نہ تاب ہو دل کو * عجب طرح کا الٰہی عذاب
ہو دل کو * یا یوں کہیے ؎ دل تو رونے میں کٹا اور رات زاری میں کٹی * عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری
میں کٹی * وزیرزادی بھی چوٹ کھائے ہوئے تھی مگر اسکا اضطراب بہ نسبت ملکہ کے کم تھا یہ بھی بہلنے
کے بہت سے سامان کرتی تھی کبھی چوسر بچھاتی تھی کبھی گنجفہ لے کے رکھتی مگر کسی شغل میں ملکہ کا دل نہیں
بہلتا ہر وقت صحبت لب دریا کی پیش نظر تھی اور تصویر خیالی شاہزادہ طیمور شیر مرد کی آنکھوں کے
سامنے پھر رہی تھی وہ طیمور کا منتیں کر کے بلانا اور چلتے وقت ساحل تک پہونچانے آنا ہزاروں قسمیں
دے کر وعدہ لینا اور پھر جہانتک کشتی کا سامنا رہا تھا وہانتک دیکھتے رہنا الغرض خیالات سے دل
بھر آتا تھا اور رونے لگتی تھی دل آرام کہتی تھی کہ گھبراتی کیوں ہو وہ بھی تمھارے دام محبت میں پھنس
چکا ہے یہاں جانے والا نہیں ہے برسوں انتظار رہے گا زندگی بھر اسی امید میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑے گا
گھر چھوڑ دے گا مگر دریا کو نہ چھوڑے گا اسلیے کہ گوہر مراد اسکا اسی ساحل سے حاصل ہوگا کبھی کہانی
کہتی تھی کبھی قصہ پڑھتی تھی جس قصہ کے نتیجہ پر ذکر ناکامی ہوتا تھا تو ملکہ کا دل اور گداز ہو جاتا یاس
اور ناامیدی بڑھ جاتی تھی اور جس قصہ میں کامیابی کا ذکر ہوتا تھا تو آہ سرد دل پُردرد سے کھینچ کر
کہتی تھی کہ ہماری ایسی تقدیر کہاں جو مدعاے دلی حاصل ہو الحاصل جب اسکی یہ غیر طبعی میں کمی روز
گذرنے لگے تو دل آرام کو بھی پریشانی ہوئی لیکن بعض اوقات یہ بھی چپ ہو جاتی تھی ایک دن ملکہ نے
طعنہ دیا کہ تو تو بڑی چالاک تھی اب کوئی ایسی تدبیر نہیں نکالتی کہ والد ماجد خوشی سے اجازت
دے دیں یہ سنکے دل آرام نے غور کیا اور کہا کہ کیا کہوں ملکہ میری بھی عقل کھوئی ہوئی ہے
پھر آج سوچ بولی اسنے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ ملکہ کو بیمار مشہور کیا اور اک طبیب علاج کو
بھجوا دے والا اس سے سامنے بادشاہ کے کہوا دیا کہ انکو ہواے دریا مفید ہے اس وقت بادشاہ
نے مجبور ہو کر اجازت دی اور چوکیاں دریا پر جابجا حبشیوں کی قائم کر دی گئیں ہر جگہ ملاحین معین تھیں
کہ اگر کسی مقام پر کشتی طوفانی ہو تو مدد دے کر کشتی ساحل تک لائی جا سکے الحاصل ملکہ نے سنتے ہی
کی تیاریکا حکم دیا اور دل آرام نے کہا کہ زنانہ پوشاک بدلو کیونکہ اگر وہ اس حال سے دیکھیگا تو خوش
ہوگا ملکہ نے کہا کہ اگر اس حال خراب کو دیکھا نہ خوش ہوا تو بناؤ بگاڑ بھی نہ خوش ہوگا
اسلیے کہ وہ یہ سمجھیگا کہ اسے ہماری پروا نہ تھی دل آرام نے کہا یہ سچ ہے مگر ان مردوں پر محبت
کا جتانا بھی اچھا نہیں ہوتا کہ بے پروا ہو جاتے ہیں اور نسیم سحر ملکہ کی پوشاک بدلوائی اور
بھاری جوڑا پہنایا اور بہت کچھ آراستہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر جانب شہر کیوانیہ راہ دریا سے
روانہ ہوئی چلتے چلتے قریب سہ پہر رات گئے کے گنبد طلائی نظر آیا مگر آج اس گنبد میں روشنی
نہ تھی پہلے تو ملکہ نہایت بشاش ہوئی لیکن جس وقت قریب پہونچی اور گنبد میں اندھیرا دیکھا دروازہ
بند پایا تو پریشان ہوئی اور دل آرام سے کہا کہ دیکھ آخر وہ انتظار کرتے کرتے چلا گیا
دل آرام نے کہا میں دریافت کرتی ہوں یہ کہکر اسنے کشتی کنارے دریا کے ساحل پر
ٹھہرائی اور اک عورت کو شہر کی طرف روانہ کیا وہ حال دریافت کرکے آئی اور عرض کی
کہ سنا ہے کہ شاہزادہ طیمور نے اژدہے کو مار کر شہر کو آباد کیا اور اب بڑے شکار گیا ہوا
ہوا ہے یہ سنکے ملکہ کو کمال رنج ہوا کہ ہمارا خیال نہ ہوا شکار کی سوجھی سچ ہے کہ ان مردوں کی

دوست تجھکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

یاس نے موزون کیے سر قد بالا کے وصف
ہر جگہ باندھے ہیں گلزار رخ زیبا کے وصف

وصف نرگس میں کہیں ہیں چشم شوخ بے پروا کے وصف
یک قلم لکھے ہیں ناسخ اس گل رعنا کے وصف

جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

راویان اخبار وناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ شاہزادہ طیمور شیر پیر و شکار کے
بہانے جانب صحرا روانہ ہوا شاہور شیر دل بھی مرکب پر سوار ہمراہ ہو کر ساتھ ہو لیے جس وقت طیمور
صحرا میں پہونچا ایک غول آہوان صحرائی کا نمودار ہوا طیمور نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے طیمور تعاقب میں
آہوان کے روانہ ہوا ہمراہی چھوٹ گئے صرف شاہور شیر دل ساتھ تھا جاتے جاتے آہو نظروں
سے غائب ہو گئے طیمور کو اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہونا منظور تھا غرض نہ تھی کہ آہو کو صید
کریں بلکہ خود صید محبت ہو چکے تھے جب آہو چلے ہی گئے تو طیمور نے باگ گھوڑے کی نہ روکی
بلکہ اشتیاق شہر حسن آباد کے گھوڑا اڑاتے ہوئے نکلا چلا گیا اور روگ تو کچھ دور تلاش
میں آئے جب نشان نہ پایا تو واپس گئے لیکن طیمور مع شاہور باتیں کرتا ہوا چلا جاتا ہے شام تک باگ
گھوڑے کی نہ روکی لیکن سلسلہ جنگلوں کا تمام نہ ہوا ادھر شام ہو گئی طیمور نے ایک چشمہ آب کے کنارے
قیام کیا گھوڑے کو چھوڑ دیا شاہور نے کچھ میوہ ہمراہ لے لیا تھا نکال کر طیمور کے سامنے رکھا
شاہزادہ نے میوہ نوش کر کے پانی پیا رات تمام اسی چشمۂ آب کے کنارے بسر کی جب صبح ہوئی پھر
چل کھڑے ہوئے دھوپ کی تیزی زمین کا جلنا آلات حرب کی گرمی عجب حالت تھی خلاصہ یہ کہ
دو دن کے بعد گھوڑے سخت تھک گئے اب یہ دونوں پیادہ ہوئے لیکن رہروی سے باز نہ آئے
اب یہ نوبت ہوئی کہ کپڑے کانٹوں میں الجھ الجھ کے پھٹے جاتے ہیں اس حالت کو بھی دو روز گذر گئے
اب کچھ کھانے پینے کو بھی نہیں ہے پیاس بھی ہے گذر ہو گئی ہے تیسرے روز ایک نیستان ملا یہ دونوں
اس نیستان کو طے کرتے چلے جاتے ہیں زندگی سے تنگ ہیں کہ ایک مرتبہ جھاڑی سے ایک شیر
ہیبت کے نکلا طیمور جان سے تو عاجز ہو رہا تھا کہا کہ اے تو ہی کھالے بلا سے تیرا شکم تو سیر
ہو جائے گا یہ کہ کے پہلو شیر کی طرف بڑھا دیا شیر نے بو سونگھی اور صورت دیکھنے لگا طیمور نے
آنکھ سے آنکھ ملائی اور کہا کہ تجھ ایسوں کی ٹانگیں چیر کے پھینک دے سکتا ہوں مگر میں محسن کش
نہیں ہوں تیری ہم قوم نے مثل فرزندوں کے مجھے دودھ پلا پلا کے پالا ہے اب شیر شاہور
کی طرف بڑھا اس سے بھی وہی بو آئی جو طیمور سے آئی تھی شیر ان دونوں کو چاٹنے لگا اور
محبت کے ساتھ طیمور کے سامنے آ کر جھکا اور دم کو مثل سگ خانگی کے ہلانا شروع کیا اور کچھ
اپنی زبان میں کہا اسکے اشارے کو شاہور اتنا سمجھا کہ پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کرتا ہے یہ خیال کر کے اس
شیر کے پشت پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور طیمور سے کہا کہ اس شیر کی پشت پر سوار ہو جیے یہ منزل
مقصود پر پہونچا دیگا طیمور شیر کی پشت پر سوار ہوا شاہور ساتھ ہو لیا شیر ان جنگلوں کو
طے کر گئے ایک میدان میں پہونچا اور ایک طرف چل کھڑا ہوا جاتے جاتے کئی کوس نکل آیا
وہاں ایک مقام پر خیمہ برپا دیکھا اور کچھ لوگوں کو جمع پایا شیر ٹھہر گیا طیمور شیر کی پشت سے
اترا شیر تو جس طرف سے آیا تھا اسی طرف راہی ہوا اور شاہور مع طیمور ٹہلتے ہوئے
باحال خراب اس مجمع کے قریب آئے جہاں خیمہ برپا تھا یہ خیمہ خواجہ اکوان ظلمانی کا

تھا یہ تاجر نوجوان بہادر دوست زمین شناس تھا نظر اسکی جو طیمور پر پڑی گو طیمور کا حال خراب
تھا مگر چہرہ کی جلالت و شان کب مٹ سکتی تھی سوداگر اپنے مقام سے برائے تعظیم اٹھا طیمور
نے کہا کہ آپ نے مجھے بنانے میں آخر کس بات کی تعظیم دیتے ہیں نہ میں صاحب کشف و کرامات ہوں
نہ دولت و ثروت رکھتا ہوں سوداگر نے کہا کہ کیا مجال ہے کسیکی کہ حضور کو بنا سکے آپ کوئی
رئیس ہیں نہیں معلوم کس تباہی میں یہانتک آ نکلے۔ پھر اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد آپ
دونوں صاحبوں کو لے جاؤ غسل کراؤ لباس بدلواؤ غرض سوداگر کے آدمی آئے اور طیمور کو لیگئے
غسل کرایا لباس بدلوایا اب جو دیکھا تو یہ شخص نئے نور اور ہی حال تھا ہر ایک محو جمال ہو گیا اور سوداگر
بھی اسقدر گرویدہ ہوا کہنے لگا کہ جی چاہتا ہے آپ کو ایک ساعت اپنے سے جدا نکروں طیمور نے
کہا میں آپ کے ساتھ ہوں در واقع میں پیشۂ سوداگری سے بہتر بھی کوئی پیشہ نہیں ہے جی چاہتا ہے
کہ اب سے ہم بھی یہی پیشہ اختیار کریں اسکے بعد سوداگر نے کہا کہ اب کل میں یہاں سے کوچ کرنیوالا
ہوں آپ کا کیا ارادہ ہے طیمور نے فرمایا کہ آپ کس طرف کا قصد رکھتے ہیں خواجہ اکوان نے کہا
کہ میں پہلے نہیں تجارت کو نکلا ہوں اسکے قبل والد ماجد تجارت کرتے تھے اور میں انتظام خانہ میں مصروف
تھا جب والد ماجد کا وقت انتقال قریب پہونچا تو انھوں نے حکیم دانشور وزیر شہر حسن آباد
کے نام اک سفارش نامہ تحریر کر کے مجکو دیا اور خود انتقال کر گئے جب انکے دلی رنج و غم سے فراغ
حاصل ہوا تو میرا بھی جی چاہا کہ بہ سبب تجارت نکلوں کہ اس پیشہ میں ملکوں ملکوں کی سیر مفت میں ہوتی
ہے اگرچہ خدا نے گھر میں بھی بہت کچھ دیا ہے مگر انسان کو خالی بیٹھنا نہ چاہیے کچھ نہ کچھ کرتا رہے وہ
سفارش نامہ میرے پاس ہے میرا قصد شہر حسن آباد جانے کا ہے یہ سنتے طیمور دل میں خوش
ہوا کہ یہ راہبر خوب ملا اور ذریعہ بھی ایسا ہے کہ بادشاہ تک رسائی ہونا بھی آسان ہے طیمور نے کہا
کہ چلئے میں بھی چلونگا مجھے بھی شہر حسن آباد کا نہایت اشتیاق تھا غرضکہ دوسرے روز سوداگر
جہاز پر سوار ہو کر شہر حسن آباد کی جانب روانہ ہوا تیسرے روز جہاز آ کر لنگر گاہ پر پہونچا
سوداگر جہاز سے اتر کر داخل شہر ہوا طیمور بھی ساتھ ہو دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہے لوگ شاد
ہیں دوکاندار نہایت ایماندار خلقت میں عام طور سے حسن لیکن طیمور پر سبکی نگاہیں پڑتی ہیں
ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ دیکھو فلاں جوان کیسا حسین ہے اور کیا طرحدار ہے لوگ تعریفیں کر رہے
ہیں سے اشارے کرتے ہیں مگر طیمور کسیکی طرف دیکھتا بھی نہیں ہے تا سوداگر حکیم دانا وزیر کے مکان پر پہونچا
وزیر کو معلوم ہوا کہ وہ جو سوداگر اپکا دوست آیا کرتا تھا اسکا بیٹا آیا ہے وزیر مکان سے باہر
نکلا سوداگر نے سلام کیا اور اپنے باپ کے انتقال کا حال بیان کیا وزیر کو سنتے کمال افسوس ہوا
سوداگر کو بہت کچھ تسکین دی اور اپنے یہاں مہمان کیا مکان نفیس رہنے کو دیا جس وقت دربار
میں بادشاہ کے گیا تو ذکر کیا کہ خواجہ کیوان طمانی سوداگر جو اسباب نفیس و نادر لیکے آیا کرتے تھے
اور بہت دنوں سے نہیں آئے تھے تو معلوم ہوا کہ انھوں نے انتقال کیا انکا فرزند خواجہ
اکوان آیا ہے اور کچھ تحایف بھی ہمراہ لایا ہے حضور کی خدمت میں گذراننا چاہتا ہے بادشاہ نے
کہا بلاؤ اسیوقت ہرکارہ روانہ ہوا اور آکر خواجہ اکوان سے کہا کہ چلئے بادشاہ نے یاد کیا ہے
خواجہ اکوان ہمراہ ہرکارے کے در دولت پر حاضر ہوا مجرا کیا اور نذر دلوائی
طیمور اور شاہ ہور بھی ساتھ تھے انھوں نے بھی سلام کیا بادشاہ کی نظر جو طیمور پر پڑی

سوداگر سے کہا کہ یہ لڑکا تمھارے ساتھ کون ہی خواجہ اکوان نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ بھائی
مین ہے اب بادشاہ نے مال تجارتی طلب کیا خواجہ اکوان نے اشیاء نادر سود کھلائین بادشاہ
نے کچھ چیزین پسند کرکے لے لین کہ اتنے مین کہاری آئی اور عرض کی کہ صاحبزادی کی طبیعت
اسوقت زیادہ خراب ہی بادشاہ گھبرا کر محل مین داخل ہوا سوداگر حاضر رہا وزیر سے پوچھا
حضرت تو وزیر نے کہا کہ چند روز سے شاہزادی کو اختلاج کا مرض ہو گیا ہی طبیبون نے
بہتیرے علاج کیے مگر کچھ نفع نہین اسوقت شاہور نے کہا کہ مین نے پیشہ طبابت کو
بھی حاصل کیا ہی اگر مناسب ہو تو میرے علاج کی بھی رائے دیجیے وزیر نے کہلا بھیجا کہ سوداگر کے
دو بھائی جو ساتھ مین انمین سے ایک طبابت کو بھی خوب جانتا ہی بادشاہ نے پردہ کرا کے
اندر بلایا شاہور نے اندر جا کے نبض دیکھی اور کہا کہ اس وقت حرکت قلب کی نسبت بڑھی ہوئی
ہی شاہزادی کو کسی مقام پر تنہا بٹھا دیجیے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھے بلوائیگا اس وقت
نبض کی اصلی حالت معلوم ہوگی اسوقت تو ہجوم مین بیٹھنے سے طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہی
ایسے مریض کے لیے تنہائی مفید ہوتی ہی ملکہ بھی اس کشمکش سے گھبرا رہی تھی چاہتی تھی
کہ تنہائی ہو تو شاہزادے کے تصور مین جی بھر کے روکر دل کی بھڑاس نکالے غرضکہ
جب بادشاہ نے یہ رائے سنی تو شاہزادی کو باغ مین بھجوا دیا اور حکم دے دیا کہ سوا وزیر زادی کے
شاہزادی کے قریب کوئی نہ رہے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھے اطلاع کرنا کہ اب مزاج
کیسا ہی یہ حکم دیکر بادشاہ مع شاہور باہر آیا وہان شاہزادی کو باغ مین پہنچوا دیا تخلیہ
ہو گیا ملکہ یاد مین شاہزادہ طیمور کے رونے لگی جب کچھ آنسو نکلے تو حرارت قلب کی کم ہوئی دل
ٹھہرا ایک محلدار نے آکر عرض کی کہ اب ملکہ کو کسیقدر سکون ہی بادشاہ نے کہا کہ چلو
اب نبض دیکھو شاہور پھر اٹھا بادشاہ نے کہا اگر نبض دیکھنے کے وقت بھی تخلیہ
کی ضرورت ہو تو مین نہ جاؤن شاہور نے کہا کہ حضور تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہی
مین ابھی جاتا ہون اور ابھی حاضر ہوتا ہون نفع نقصان تو حضور کو اسی وقت معلوم ہو گیا ہوگا بادشاہ
نے کہا کہ بیشک اسوقت تو تمھاری رائے پر عمل کرنے سے بہت جلد نفع ظاہر ہوا جب
شاہور کو محلدار کے ساتھ کرکے طرف باغ ملکہ کے روانہ کر دیا سوداگر مع طیمور رخصت ہوکر
اپنے قیام گاہ پر آیا وہان شاہور جو پردہ کے پاس پہونچا بیٹھ گیا محلدار بھی بیٹھ گئی اب مرض
شاہزادی لو وزیر زادی ہی شاہور نے نبض دیکھی اور کہا کہ آپ حال بیان کیجے گا یا مین
بیان کرون وزیرزادی نے کہا کہ تم بیان کر سکتے ہو تو بولو تمھی کیون ہو شاہور نے کہا کہ سبب
مرض دریا معلوم ہوتا ہی دریا مین کوئی ایسا سمان دیکھا ہی کہ اسکے دیکھنے کو پھر جی چاہتا ہی اور
اب وہ دکھائی نہین دیتا ہی یہ سنکے ملکہ کے بھی کان کھڑے ہوے اور وزیرزادی نے بھی
بہت کہا کہ کتنا نیچے کی ہی کہا حکیم جی مفصل بیان کرو ابھی سمجھ مین نہین آئی ہی یہ
سنکے شاہور نے کہا اے ملکہ اتنے مجکو نہ پہچانا تم جسکے غم مین بیمار ہوئی ہو وہ ٹھوکرین
کھاتا ہوا صحراؤن اور جنگلون کی خاک چھانتا ہوا تمھارے ملک مین آیا ہی اور مین ہون شاہور
شہزادہ تمکو علیل سنکر طبیب بنا اور رسائی پیدا کی بس یہ سنتے ہی ملکہ نے بیتاب ہوکے
پردہ اٹھا دیا اور کہا اے شاہور شاہزادہ کہان ہی شاہور نے بیان کیا ہمراہ اکوان کے آئی

سوداگر نے حکیم دانشور وزیر کے مکان میں تشریف فرما ہیں انکو بھی لاؤنگا مگر یہ موقع نہیں
ہی ملکہ نے کہا تم اسکا خیال مت کرو کہ موقع نہیں ہی آج سے میں انتظام کرتی ہوں کہ میرے باغ میں
سوا میرے پاسداروں کے اور کوئی نہو گا تم شب کے وقت پوشیدہ طور سے انکو لے آؤ شاہور نے
کہا کہ میں انہیں آج ہی شب کو لے آؤنگا یہ کہکر شاہور رخصت ہوا اور باہر آکر بادشاہ
سے عرض کی کہ ملکہ کی طبیعت بہت درست ہی اور اسکا انتظام رکھا جاوے کہ سوا ان لوگوں کے
جو ملکہ کے خاص ملازم ہیں یا جنکا رہنا ملکہ اپنے پاس منظور کرے سوا ان لوگوں کے اور کوئی
ملکہ کے باغ میں نرہے بادشاہ نے بہت بھاری خلعت شاہور کو عنایت کر کے رخصت
کیا اور شاہور وہاں سے خدمت میں شاہزادہ طیمور شیر دل کے آیا اور ملکہ کی صحت کا حال
بیان کر کے کہا کہ آج شب کو چلیے گا کہ میں ملکہ سے وعدہ کر آیا ہوں طیمور نے کہا شب کیسی مجھے
اسی وقت ابھی چلنے میں تامل نہیں ہی شاہور نے کہا اس وقت کا چلنا تو خلاف مصلحت ہی اور
شب کو چلنا قباحت نہیں رکھتا آپ نے تو یہ مثل مشہور ہی کہ سو رہا ن جنا جاگو نہیں جو ہو تا ہی طلب
سے مطلب ہی لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ آپ کے باعث اس سوداگر کی جان پر بنی آ جنگی
طیمور خاموش ہو رہا مگر تمام دن تڑپ تڑپ کے گزرا بقول شاعر ؎ شام کیا ہو جدائی
کی نہیں ہوتی ہی + دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیواروں پر ادھر ملکہ نے تمام زمانہ انتظام
میں گذارا قصر کی آراستگی کا حکم دیا باغبانوں پر تاکید کی کہ خبردار کوئی کانٹا برگ خشک تمام باغ میں
نہ رہنے پاوے اسلیے کہ آج وہ رات ہی کہ غنچہ دل ہمارا شگفتہ ہونیوالا ہی غرض مردی خاطر دفع ہوئی ملکہ
کا دن کسیقدر اس اہتمام و انتظام کے سبب آسانی سے گذرا الغرض جب شام ہوئی تو سوداگر
دربار میں گیا طیمور سے کہا کہ چلیے گا طیمور نے کہا کہ میری طبیعت درست نہیں ہی اس بہانے
سے طیمور نے ٹال دیا سوداگر دریا کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ طیمور مرکب پر سوار ہو کے
آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو کر مع شاہور شیر دل جانب باغ ملکہ روانہ ہوے ملکہ
انتظار میں بیٹھی ہی تھی کہ شاہزادہ دروازہ باغ سے نمودار ہوا ملکہ اٹھ رہی تھی کہ طیمور نے
آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے ظاہری بے اعتنائی کر کے جواب دیا
کہ سچ کہا ہی مردوں کی ذات بے وفا ہوتی ہی مہینے کئی پھیرے سچے مگر ہم تم کبھو بھلائی میں
نظر نہ آسکے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شکار پر سے غائب ہو گئے یہ سنکے اور تشویش
پیدا ہوئی جس سے میں بیمار ہو گئی مگر شکر ہی کہ تم بھی آ پہنچے طیمور نے کہا تم الٹے الزام
لگاتا تو معشوقوں کا شیوہ ہی یہ کوئی نئی بات نہیں جس نے مجھے بدلی ہو پہلے تمنے وعدہ خلافی
کی یا ہمنے اگر تم حسب وعدہ آتیں تو ہم تمہاری تلاش میں کیوں حیران و سرگردان پھرا کرتے الحاصل
بعد شکوہ و شکایت ملکہ طیمور کو باغ کی سیر کراتی ہوئی اپنے قصر فلک رفعت میں لائی یہ قصر
کنارے دریا کے واقع ہی ایک طرف سیر باغ کا لطف ہی اور دوسری جانب سیر دریا کی تھی باغ
کی وجہ سے اس سیر کا دونا لطف تھا قصر کا عکس جو دریا میں پڑتا تھا تو عجب لطف دکھاتا
تھا اور بڑا ہتاب سے موجوں کا بیچ و تاب شکم مار کی جھلک دکھاتا تھا ایک طرف حباب کھل
کھلے ہوتے تھا جیسے ماہ دیکھ رہے ہے مچھلیاں مہتابی کے ساتھ پانی پر ابھر آنا مے
جانب منہ سے چھوڑتے پھر غرق ہو جاتی تھیں ایک جانب باغ لہلہا رہا ہی مچھلیوں کی بیتیں

آرہی تھیں بلبلوں کی خوش نوائی شاہد گل کی خوشنمائی بالائے فرش پرچوکا تختوں کا لگا ہوا تھا گلدان رکھے تھے شیشہائے
شراب و کباب کی حاضر تھیں جام مئے ارغوانی کی گردش تھی شاہزادہ قسمیں دے دے کے ملکہ کو
جام پلا رہا تھا اور ملکہ شاہزادی کو اپنے ہاتھ سے بھر بھر کے دیتی تھی دل آرام گا رہی تھی اور شاہزادہ
کی نوازی کر رہا تھا دو بجے رات تک یہ صحبت گرم رہی دو بجے کے بعد شاہزادہ ملکہ سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا یہاں ملکہ کو وہ بزم خوشی وقت طیمور سے بزم غم ہو گئی نیند کے بہانے منہ لپیٹ
کے پڑ رہی ہرچند کہ یہ امید تھی کہ کل شام کو شاہزادہ پھر آئے گا لیکن اتنی دیر کی جدائی بھی گوارا نہ تھی
وہاں شاہزادہ طیمور جو مکان پر پہونچے سوداگر دربار سے واپس آنے کے بعد پریشان تھا کہ
طیمور کہاں گئے جب پہونچے تو پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کہاں تشریف لے گئے تھے طیمور نے
کہا کہ آج کل مجھے اختلاج کی شکایت زیادہ رہتی ہے صحرا کی جانب نکل جایا کرتا ہوں سوداگر
خاموش ہو رہا صبح کو شاہی چوبدار حاضر ہوا کہ شاہزادی کی طبیعت اس وقت بہت سست ہو گئی ہے
حکیم شاہپور کو بلایا ہے شاہپور اسی وقت درباری لباس پہنے ہوئے جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہ خبر
ملکہ کو ہوئی کہ حکیم صاحب آتے ہیں اسنے ظاہری پردہ کر کے اندر بلا لیا اور شاہپور نے بہت کچھ
سمجھایا اور کہا کہ ملکہ اب ہوشیاری کا وقت ہے ان باتوں میں افشائے راز کا خوف ہے شاہپور
کے کہنے سے ملکہ نے اپنے کو سنبھالا اور انتظام میں مصروف ہوئی شاہپور نے آکر طیمور سے
سب حالت بیان کی طیمور نے شام کو پھر صحرا کا رخ کیا اور رات کے وقت باغ میں آموجود ہوئے
تمام رات صحبت گرم رہی صبح کے قریب نکلکر چلے تھے کہ قضائے کار و اتفاقات روزگار اس طرف
سے ہام بن ہوم جنرل کہ سرداران زبردست سے تھا باغ ملکہ کی حفاظت اسیکے سپرد تھی یہ
بھی چار سو سواروں سے رونڈ پھرتا چلا آتا تھا کہ اسنے طیمور کو باغ سے نکلکر جاتے دیکھا بس
وہیں سے للکارا کہ ہاں او سرکش تو کون ہے کہ ملکہ کے باغ میں آیا تھا اور کس واسطے آیا تھا یہ
سنتے طیمور نے گھوڑے کو روکا اور جواب دیا کہ او خیرہ سر دور ہو میرے سامنے سے
بس میں ایسا ہوں کہ ہر شب اس باغ میں آتا ہوں اور ملکہ میری معشوقہ ہے بس یہ سنتے ہام
بن ہوم تڑپ کر سامنے آیا اور پکارا کہ باغ میں آنے کا یہ نتیجہ ہے کہ تیری نخل حیات کو قطع
کیے دیتا ہوں یہ کہکر تیر مارا طیمور نے تیر کو قلم کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مع مرکب جا پڑا دو ٹکڑے
ہوئے ہمراہیوں نے حملہ کیا جب دو چار مارے گئے تو لاش لیکر بھاگ کھڑے
ہوئے طیمور آکر اپنے مقام پر پہونچا ہتھیار کھولے آرام کیا صبح کو لوگ لاش ہام بن ہوم کی
لیے ہوئے سامنے بادشاہ کے پہونچے بادشاہ نے پوچھا کہ اسے کسنے مارا لوگوں نے بیان کیا
کہ ایک شخص ملکہ کے باغ سے نکلکر جاتا تھا ہمنے اسے روکا اسکے ہاتھ سے یہ مارا گیا بادشاہ
اسی وقت باغ میں آیا اور ملکہ سے فرمایا کہ تمہارے باغ میں کون آیا تھا ملکہ سہم گئی دل آرام
نے کہا کہ حضور کسکی مجال ہے کہ باغ میں قدم رکھ سکے بادشاہ نے ہام بن ہوم کے مارے
جانے کا حال بیان کیا دل آرام نے کہا کہ کوئی قزاق ہوگا اور چوری کے قصد سے آیا ہوگا
ملکہ بیرون باغ کا حال کیا جانیں بادشاہ دل میں قائل ہو کے چلا آیا اور طوفان اژدر گیر
سے حکم دیا کہ آج تم گشت کرو اور دیکھو کہ وہ کونسا ایسا سرکش آتا ہے جس کے ہاتھ سے
سر افسران سپاہ طوفان اژدر گیر نے دو سو سوار اپنے ساتھ لیے اور شام

گشت بجانے لگا وہاں ملکہ کو مایوسی ہوئی کہ اب شاہزادہ نہ آئے گا اور بہتر ہے کہ نہ آئے ورنہ راز
فاش ہونے کے علاوہ اسکی جان کا بھی خوف ہے یہاں تو یہ حالت ہے اور وہاں شاہزادہ طیمور
شیر پرور سے سوداگر نے کہا کہ بھائی صاحب آپ روز چلے جاتے ہیں اور یہاں کا رنگ
بے طرح ہے کوئی قزاق آیا ہوا ہے کہ اسکے ہاتھ سے بہت سے لشکر دار مارا گیا ایسا نہو کہ آپ پر کوئی افتاد
پڑے یا یہ بدنامی آپ کے دم ہو تو وقت پڑیگی طیمور نے کہا کہ میری وجہ سے کوئی بدنامی نہوگی
جو آفت آنے کی وہ مجھی تک محدود رہیگی اگر صحرا میں مجھ سے اور اس قزاق سے ملاقات ہوگئی
تو پکڑ کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر کر دونگا تم اطمینان رکھو سوداگر نے کہا کہ مجھے اپنی بدنامی سے
زیادہ آپ کی جان کا خوف ہے طیمور نے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو میں موم کا بنا ہوا نہیں ہوں
کہ مجھے کوئی کھا لے گا غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر شاہزادہ طیمور شیر پرور مرکب پر سوار ہو کر
جانب صحرا روانہ ہوئے ایک مرکب پر شاہپور ساتھ تھا شاہپور نے کہا کہ چلتے وقت
لڑائی کا ہونا اچھا نہیں ہے ورنہ ملکہ سے مل بھی نہ سکیں گے شاہزادے نے کہا کہ خیر کیا ہرج ہے نگہبان
موجود ہیں شاہپور نے ایک تنہ درخت کی آڑ میں ٹھہر کر تاک لگائی جس وقت گشت کے
سوار ادھر سے ادھر چلے گئے تو یہ دونوں داخل باغ ہو گئے آج ملکہ کے وہم میں بھی نہ تھا
کہ شاہزادہ آئے گا یہ مایوس پڑی ہوئی سوچ رہی تھی کہ اب صورت ملاقات کیا ہو کل آرام تھا کہ
تھی کہ اس وقت تم نے آنے سے نہ آنا بہتر ہے کیونکہ ان میں بادشاہ باخبر ہو گیا ہر چند ابھی یہ نہیں
معلوم ہے کہ کون آتا ہے لیکن دشمن تو موجود ہیں اگر زندگی باقی ہے تو ساتھ خیر و عافیت کے پھر ملاپ ہوگا
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک خواص نے دوڑ کر عرض کی کہ شاہزادے تشریف لاتے ہیں
ملکہ سمجھی کہ حسین کج کلاہ آتا ہے لیکن وزیرزادی سمجھ گئی جلدی سے قصر کے باہر آئی اور دیکھا
کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور مع شاہپور چلا آتا ان دونوں نے گھوڑوں کو درخت کے نیچے
چھوڑا اور آپ قصر میں آئے ملکہ نے جو طیمور کو دیکھا سکتا سا ہو گیا اور کہا کہ آپ کیونکر آئے
طیمور نے کہا یہ نہ پوچھو کہ کیونکر آئے لگی نہ کسی طرح چلے آئے شاہزادی خوش تو ہوئی مگر ساتھ ہی
تشویش پیدا ہوئی کہ جاتے وقت اگر نگہبانوں سے سامنا ہو گیا تو ضرور لڑائی ہوگی دیکھئے کیا
ہونا ہے اس روز جسقدر خوشی تھی اتنی ہی تشویش بھی تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے غرضکہ کچھ سکوت
کی حالت رہی نہ وہ مٹھے تھے نہ شغل ساغر و دستار تھا جب تھوڑی رات رہی اور شاہزادے
نے چلنے کا قصد کیا تو ملکہ نے دونوں ہاتھ گلے میں ڈال دیے اور کہا میں نجانے دونگی اب تم
شب و روز یہیں رہو نگہبان اپنا سر پٹک پٹک کے چلے جائینگے شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ اے
ملکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارے باپ کے پہلوانوں سے خوف کروں اور یہاں چھپ کے
بیٹھوں مجھے خوشی دیکھنا ہے کہ تمہارے یہاں کیسے کیسے سردار ہیں ہر چند ملکہ نے منتیں کیں مگر نہ مانا
دامن چھڑا کے پشت مرکب پر سوار ہوئے اور باغ سے نکلکر چلے چند ہی قدم راہ طے کی تھی
کہ طوفان اژدر گیر کی نظر پڑی دور ہی سے اپنے کرگدن کو جولان کیا اور آواز دی کہ او دزد
خبردار میں آ پہونچا شاہزادہ نے گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ میں تیری خدمتگذاری کو موجود
ہوں طوفان اژدر گیر سامنے آیا اور للکارا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے طیمور نے کہا کیا
اندھا ہے تجھے دکھائی نہیں دیتا کہ میں کہاں سے آتا ہوں طوفان اژدر گیر نے کہا کہ معلوم

ہوتا ہے قضا تیری مجھے کھینچ کے اس طرف لائی ہے طیمور نے کہا یا میری قضا لائی ہے یا تیری قضا لائی
ہے دو میں سے ایک کی قضا ضرور ہے طوفان اژدر گیر نے کہا کہ مجھے مثل ہام بن ہوم کے سمجھا ہے
شاید ابھی تو مجھ سے آگاہ نہیں ہے ستم طوفان اژدر گیر طیمور نے غور کیا کہ تو مجھ سے بھی آگاہ نہیں ہے
ستم صاحبقران آئینہ پرستان بس طوفان نے غضب میں آکر نیزہ کا وار کیا طیمور نے نیزے
کو نیزے پر کاٹا تھا رد و بدل ہونے لگی چند ضرب کی نوبت آئی تھی کہ طیمور نے نیزہ ہاتھ سے طوفان کے
نکال دیا طوفان کی نگاہوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا کہا او سرکش قضب کیا تو نے کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکال دیا اب چھوڑتا ہوں تجھکو کہ تو سامنے مردان عالم کے افتخار اپنا ظاہر کرے
یہ کہکر تلوار ماری طیمور نے خالی کی پھر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور
کرتا ہے فاش زمین سے اٹھایا اور اچھال دیا گرنے کے وقت چو رنگ ہوا لی کاٹا ٹکڑے ہوئے جو اسکی
لاش کے زمین پر گرے طبقہ ہل گیا ہمراہیان طوفان نے کہا کہ مارلو اسکو جانے نہ پائے غضب
کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مار ڈالا یہ کہکر مسموجان آ پڑے ہر طرف سے کمندیں اور تلواریں پڑنا
شروع ہوئیں طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا جسپر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے دم بھر
میں سو جوانوں کو اور تہ تیغ کیا آخر لاش طوفان کی لیکر سب بھاگ کھڑے ہوئے طیمور اپنے
منعم پر پہونچا اور لباس خون آلودہ اتار کر چھپا دیا اور سو رہا صبح کو بادشاہ آ کر دربار میں بیٹھا
تمام ارکان دولت جمع ہوئے حکیم دانشور وزیر حسین کلاہ فرزند بادشاہ ہوم تیز رنگ
بروت کشیو ابرو سپہ سالار رستم بلند بالا قریب چالیس پچاس سرداران زبردست کے آکر
جمع ہوئے کہ اک مرتبہ رونے پیٹنے کی آواز کان میں آئی اور رنگ لاش طوفان کی لیے ہوئے
آئے اور چاروں ٹکڑے سامنے رکھکر کہا کہ اس ظالم نے اتنے بڑے سردار کو چورنگ کیا ہوئی
کہا اس وقت بادشاہ نہایت پریشان ہوا کہ جسنے اتنے بڑے سردار کو اس طرح مارا اس سے
کون لڑ سکتا ہے قریب اس ملک کے ایک کوہ ہے کہ اسکو کوہ دخانی کہتے ہیں کہ دھوئیں سے اس
پہاڑ کے دھواں نکلا کرتا ہے اس کوہ پر ایک قزاق رہتا ہے کہ نام اسکا دخان کوہی ہے قوم حبش سے
ہے اور نہایت زبردست ہے بادشاہ اسکا دیا ہوا کھاتا ہے جبتک بروت تہمتن ملازم ہوا تھا اس وقت
تک دخان کوہی بادشاہ سے خراج لیا کرتا تھا لیکن جبسے بروت تہمتن کو خدمت سالاری لشکر
کا سپرد ہوا ہے اس وقت سے دخان کوہی نے بادشاہ پر دباو ڈالنا تو موقوف کر دیا ہے لیکن جسمیں تجلاہ
کی بھی اتنی جرات نہیں ہوئی کہ اس سے انتقام لے اب بادشاہ کو اسکا خیال گذرا کہ سوا دخان
کوہی کے دوسرے کا یہ کام نہیں ہے یہ سنکے بروت تہمتن نے مونچھوں پر بل ڈالے اور کہا کہ آخر
خیرخواہان دولت کس دن کے واسطے ہیں اگر حکم ہو تو اس کوہی کا سر لاکر حضور کے قدموں پر
ڈال دوں بادشاہ نے کہا کہ اے بروت تہمتن وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے اسلیے کہ جنگ
دو سردار میں فتح و شکست پر کسیکو اختیار نہیں حاصل ہے تمہارا کام جانبازی ہے اس سے سر کبھی پھیرتے
نہ رہو اگر تم زخمی ہو گئے تو پھر سے کون جواب دیسکتا ہے لہذا آج باغ ملکہ کی حفاظت تمہارے
سپرد ہے اگر وہ اس طرف آئے تو اس سے سمجھ لینا بروت تہمتن اس بات پر رنجیدہ ہوا
اور کہا کہ میں چوکیدار نہیں ہوں کہ رات بھر باغ کے گرد پھرا کروں یہ امر میری عزت کے خلاف
ہے اگر آپ حکم دیں تو جا کر اس کوہی کو کہسکو پکڑ لاؤں یعنی سر اسکا لے آؤں بادشاہ نے

سکوت کیا بروت تہمتن اسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ
دخانی روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر کو ہوئی کہ اک قزاق پر شبہہ ہے کہ وہی شبکو
آتا ہے بروت تہمتن اُسکے قتل کے ارادہ سے گیا ہوا ہے طیمور ہنسے اور کہا کہ کیون نشا ہور اُس
غریب کی جان بچانا چاہیے ایسا نہو کہ ہمارے باعث سے دخان قزاق مارا جاوے وہ بیچارہ
بے قصور ہے نشا ہور نے کہا کہ آپکو تمام دنیا کے جھگڑون سے کیا مطلب اب اس راز کا پوشیدہ
رہنا تو غیر ممکن ہے جبتک بات چھپی ہے چھپی ہے ایک دن ظاہر ہونا ضرور ہے وقت کو غنیمت
جانکر ملکہ سے ملیے طیمور خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو حسب قاعدہ سوار ہو کر صحرا کی طرف
نکل گیا اور چکر لگا کے باغ مین ملکہ کے جا پہونچا وہان ملکہ ان دنون مین آدھی ہوئی جاتی تھی
شاہزادہ کے صحیح وسالم پہونچنے سے ملکہ کو خوشی حاصل ہوئی اور یہ خبر بھی سُنی کہ بادشاہ کو دخان
کوہی قزاق پر شبہہ ہے اور سپہ سالار کو اپنے کوہ دخانی کو بھیجا ہے ملکہ نے شکر کیا کہ آج کی رات
خیر و عافیت سے گذرنے کی غرضکہ اُسی وقت سامان عیش و نشاط مہیا ہوا آج یہ دونون
باہم نظارہ بازی مین ایسے محو ہوے کہ رات بہت کم رہگئی نشا ہور نے کہا کہ ای شہریار
صبح ہوا چاہتی ہے جلد تشریف لے چلیے طیمور اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ حسرت سے دیکھا کی طیمور پشت
مرکب پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا قضاے کار راہ گم کر کے کہین سے کہین نکل گئے

اُنکو تو گمراہی کی حالت مین چھوڑا جاتا ہے

اور اقل کچھ حال بروت تہمتن اور دخان کوہی کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے کہ جسوقت بروت تہمتن مع فوج سامنے کوہ دخانی کے پہونچا اور خبر دخان کوہی
کو معلوم ہوئی کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی سردار میرے مقابلہ کو آیا ہے اسے تعجب ہوا کہ
آجتک بادشاہ نے مجھ سے کبھی چھیڑ نہ کی تھی آج اسکا کیا سبب اک سوار کو بروت تہمتن
کے پاس روانہ کیا اور سبب آنے کا دریافت کیا سوار خدمت مین بروت تہمتن کے آیا
اور کہا کہ آپ ادھر کس غرض سے آئے مین بروت تہمتن نے کہا کہ جا کر اُس چور سے
کہدینا کہ اب تونے ان بے ترکیبون پر کمر باندھی ہے کہ ملکہ کے باغ مین جاتا ہے اور دو ملازمان
شاہی کو قتل کر کے نکل گیا مین تیری سرکوبی کے واسطے آیا ہون یہ جواب لیکر وہ سوار
پاس اپنے مالک کے گیا اور دخان کوہی سے بیان کیا دخان کوہی نے جواب مین کہلا
بھیجا کہ ای بروت تہمتن اگر تجکو اپنے زور وبازو کا گھمنڈ ہے تو مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون لیکن
تجھسے سچ کہتا ہون کہ بسبب تیرے مین نے بادشاہ سے الجھنا موقوف کر دیا مجھے نہین معلوم کہ وہ کون
شخص ہے جو ملکہ کے باغ مین آتا ہے اور جسکے ہاتھ سے دو سردار مارے گئے ملکہ کو مین اپنی دختر کی جگہ سمجھتا
ہون اگر تم اس شبہہ مین آئے ہو تو پلٹ جاؤ ورنہ ناشاد گھر آؤ اگر آزمایش اپنی اور میری منظور ہے
تو مجھے تم سے مقابلہ کرنے مین کچھ عذر وانکار نہین ہے جسوقت یہ پیام بروت تہمتن کو پہونچا یہ ہنسا اور
جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھے تجھ سے آزمایش ہی منظور ہے اگر ملکہ کے باغ مین کوئی اور شخص آتا ہے
تو بعد تیرے معاملہ کے اُس سے بھی سمجھ لونگا یہ سنکے دخان کوہی نے اپنے لشکر کو بھی زیر کوہ اُتارا
اور طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر بروت تہمتن مین بھی کوس حربی بجا دونون طرف تیاریان

جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ادھر تو بروت تہمتن اپنے چالیس ہزار
سوارون سے آگر صف آرا ہوا اور ادھر دخان قزاق پندرہ ہزار قزاقون سے صفین باندھ کر کھڑا
ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بروت تہمتن نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان مین آکر
سلح شوری کی اور بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑکے دخان قزاق کو ٹوکا دخان قزاق مرکب کو
جھکاکر سامنے بروت تہمتن کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی دیر تک نیزہ
بازی رہی آخر بروت تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے دخان قزاق کے نکال دیا دخان قزاق نے
شرمندہ ہوکے تلوار ماری بروت تہمتن نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا دخان قزاق نے سپر منہ
کی لیکن ضرب گران تھی اور تیغہ بھی بھاری تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوے تلوار خود کو کاٹ کرتا دوار
آگرائی دخان قزاق نے بدستانہ مارا تلوار سر پر سے نکلی اور چادر خود کی سر سے باہر آئی دخان قزاق
نے اسی حالت زبونی مین تلوار ماری بروت تہمتن نے خالی دینا چاہا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن
مرکب کی قلم ہوئی بروت تہمتن کود کے مرکب سے علحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر پیادہ دخان قزاق کی
طرف چلا قزاقون نے دیکھا کہ ہمارا سردار زخمی ہوا اور حریف برسر کینہ ہے سب دوڑ پڑے کہ ادھر
سے فوج بروت تہمتن کی بھی آگئی تلوار چلنے لگی قزاق دخان کوہی کو لیکر کوہ پر چڑھ گئے اور
سنگباری کرنے لگے بروت تہمتن عاجز ہوکے پلٹ آیا اور کچھ پاکر کل سمجھ نگاہبین اپنے لشکر
مین آکر اسنے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور فوج سے کہا کہ کوہ کا محاصرہ کرلو کہ یہ دزد مکار کہین
بھاگ نہ جائے لشکر نے چارون طرف سے کوہ کو گھیر لیا دخان قزاق پریشان ہوا اور بروت
تہمتن پاس کہلا بھیجا کہ یہ کونسی مردانگی ہے کہ مجھے زخمی کو گھیرا ہے اتنا انتظار کرو کہ مین اچھا ہولون پھر
مقابلہ کرنا جسوقت یہ پیام دخان کوہی کا بروت تہمتن کو پہونچا اسنے جواب مین کہلا بھیجا کہ اے دزد
مکار یہ آن بان بہادرون سے کی جاتی ہے تجھ ایسے قزاقون سے نہین کی جاتی ہے نہ ہمین اتنی فرصت ہے
بعد تیری گرفتاری کے اس دزد کی خبر لینا ہے جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے تو اگر مجرم تازہ نہین ہے تو مجرم کہنہ
ہے یہ جواب سنکے دخان کوہی مایوس ہوا لیکن قزاقون نے کہا کہ آپ نہ گھبرایئے جبتک ہمارے
دم مین دم باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کو گرفتار کرکے لیجا سکے تمام رات قزاقون نے پتھر لالاکے
گھاٹیون پر جمع کیے اور کمات سے بیٹھے جب صبح ہوئی تو بروت تہمتن آلات حرب و ضرب تن پر
آراستہ کرکے کوہ کی طرف چلا جسوقت زیر کوہ پہونچا قزاقون نے سنگ باری شروع کی بروت
تہمتن نے ایک ہاتھ مین گرز سنبھالا دوسرے مین سپر لی اور پتھرون کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ
والون سے تو پتھر سہے نہ گئے اور شانے ٹوٹے پا شکستہ سب رک رہے لیکن بروت تہمتن گھاٹیون
کو طے کرتا ہوا سر کوہ پہونچ گیا اور تلوار کھینچکر قزاقون کو قتل کرنے لگا قزاق بھی جانون پر کھیل گئے
سینہ سپر ہوے اور دخان کوہی کو بچایا یہان تو جنگ ہو رہی تھی لیکن شاہزادہ طیمور راستہ
بھول کر اسی طرف آنکلا لوگون سے پوچھا کہ پائے کوہ جنگ کیسی ہو رہی ہے انھون نے بیان
کیا کہ کوئی شخص ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے اسکے شبہہ مین اس قزاق کے گرفتار کرنے کا حکم دیا
گیا ہے سالار لشکر حسن آباد نے قزاق کو زخمی کیا اب فکر گرفتاری مین کوہ پر پہونچ گیا ہے قزاقون
سے جنگ ہو رہی ہے بس یہ سنکے طیمور نے شاہور سے کہا کہ یہ تو برا ہوا کہ ہمارے شبہہ مین ایک
بیگناہ گرفتار ہو یا قتل ہو جائے شاہور نے کہا پھر کیا ہے آپ تنہا ہین اسکے ساتھ

چالیس ہزار کا لشکر ہی طیمور نے کہا کہ کثرت فوج کا مجھے خوف نہین جب سردار کو مار لیا تو فوج کیا کر سکتی ہی علاوہ
اسکے جسم طرف ہو گے لڑینگے اُسکی فوج اپنی فوج ہر ضرور ہماری طرف سے لڑے گی یہ کہکر مرکب کو جولان
کیا اور آواز دی کہ او بیروت تہمتن کیون رُک بیگناہ سے مرتا ہی یہ ملک کے باغ مین نہین جاتا ہر جگہ مین جاتا
ہون آ اور مجھ سے مقابلہ کر یہ سُنکے بیروت تہمتن کوہ سے اُترا اور کہا کہ اصل مین تو تیری ہی تلاش تھی لا اُتر
اپنا طیمور نے کہا کہ مردان عالم میں بدمستی کو اچھا نہین سمجھتے بیروت تہمتن ہنسا اور کہا کہ ابھی تو تو طفل ہی
لائق مقابلہ بھی نہین اور اسقدر اولوالعزمی کرتا ہی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دل کی دل مین رہجائیگی کچھ بن نہ آئیگی طیمور
نے کہا کہ تیرے دل کی حسرت تو نکل جائیگی مین چاہتا ہون کہ تیرے دل کی دل مین نہ رہے بس یہ سُنتے ہی
بیروت تہمتن نے نیزہ مارا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے نیزے کو نیزے پر لگا نتھا رد و بدل ہونے لگی یہ خبر
سُنکر دخان کوہی بھی زخم سر باندھے ہوے کوہ پر آکے کھڑا ہوا اور تماشاے جنگ دیکھنے لگا یہان
طبیعتین چل رہی تھین دخان کوہی دل مین کہرہا تھا کہ یہ لڑکا بھی بلا ہے یہ معلوم ہوتا ہی خداوند لات اعلا
نے اسکو میری مدد کے واسطے بھیجا ورنہ میرے گرفتار ہونے مین کیا باقی تھا یہان قریب چالیس
پینتالیس طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ طیمور نے جیرہ بارہ دار کہا کہ نیزہ پر نیزہ مارا اور اپنے نیزے سے نیزہ بیروت
تہمتن کو پیچیدہ کرکے ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ بیروت تہمتن کے ہاتھ سے صاف نکل گیا دخان کوہی بیحد کرکے
لہکس پھرتی سے نیزہ نکالا ہی اور بیروت تہمتن نیزے کے ساتھ ہاتھ اونچا کرکے رہگیا دخان کوہی نے
تعریف کی ادھر بیروت تہمتن بہت خجل ہوا اور دل مین جلا بس اُٹھے آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین اور طفل غضب کیا تو نے
کہ سامنے میرے حریف اور ہاتھون سے مجھکو ذلیل کیا اب تجھ سے لڑتا ہون مجھکو یہ کہکر تلوار ماری
طیمور نے وار اُسکا سپر پر لگا نہ روکے جو ہاتھ تیغ آبدار اُنکا مارا بیروت تہمتن نے سپر مدنگی پہ ضرب
گران طیمور سے بہادر کی ہر بھلا کسکے روکے رُک سکتی ہی سپر کے مانند قرص قمر کے دو ٹکڑے
ہوے اور تیغہ خود پر بیٹھا طیمور نے جھٹکا مارا خود کو کاٹ کرتا ہوا اُترا اور اُتر ابیس اُسنے داہنے دا شانہ
مار تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور خون کی سر سے باہر آئی یہ دیکھکر چالیس ہزار لشکر بیروت تہمتن کا
لینا لینا کہکے دوڑ پڑے اور طیمور پر حملہ کیا طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا ادھر دخان کوہی
نے اپنے قزاقون کو اشارہ کیا کہ جاکر اُس بہادر کے شریک ہو اور لشکر حریف برباد بندہ
ہزار قزاق آپڑا اور رونے لگے دخان کوہی بھی اسی حالت زخمداری مین مصروف جنگ ہوا ادھر
تو طیمور کے حملے ادھر دخان کوہی کے نعرے قزاقون کا بوتیغ بجا بجا کر گرنا گھوڑے سوارون
کے بد مزاجی کرنے لگے لشکر مین ابتری پیدا ہوئی آخر کار فوج بیروت تہمتن کی اپنے سردار کو
لیکر بھاگ کھڑی ہوئی یہان دخان قزاق خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے حاضر
ہوا اور عرض کی کہ آپکی بدولت اس ظالم کے ہاتھ سے نجات پائی لیکن سبب نہ معلوم ہوا کہ
آپنے میری طرفداری کس بنا پر کی شاہزادے نے فرمایا کہ اے دخان قزاق سبب اسکا
یہ تھا کہ میرے شبہہ مین تجھپر فوج کشی ہوئی تھی گویا میری وجہ سے تو اسیر کیا جاتا تھا جب مجھے
معلوم ہوا تو مین آپڑا اور تیری مدد کی کہ میری وجہ سے کسی پر کیون تکلیف گذرے یہ سُنکے
دخان کوہی نے کہا کہ اگر مین زندہ ہون تو مین بھی آپکی خدمت اور شرکت سے باہر نہین ہون
یہ اتفاقی امر تھا کہ مین ہاتھ سے اس سردار کے زخمی ہوگیا ورنہ مین وہ شخص ہون کہ ہمیشہ بادشاہ

حسن آباد سے خراج لیتا رہا ہون جسوقت میرا زخم اچھا ہوے گا تو مین حاضر ہو کر آپ کی طرف سے
شریک جنگ ہونگا مگر تنہا ابناد بجیے یہ سُنکے شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ اے دخان
کوہی مین تنہا اس ملک مین آیا ہون اور بیٹھتے وقت جس سردار کا پیرو ہوتا ہی آس سے
مقابلہ کرتا ہون دو سردار میرے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہین آج مین راستہ بھٹک کر اس طرف نکل آیا
تو یہ معرکہ دیکھکر تمھارا شریک ہوا اور اک سوداگر کے ساتھ وزیر کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہون مجھے
اپنا راز افشا کرنا منظور نہین ہی ورنہ سوداگر بیمفت مین آفت آجایگی دخان کوہی نے کہا اے شہریار
یہ لیس کا معاملہ ہوا دو تنہائی اگرچہ یہ جرأت سوا تیرے دوسرے کا کام نہین ہی اب آپ وہان نہ جائیے
اور یہان قیام فرمایے کہ یہان کچھ فوج بھی ہی اور مقام بھی محفوظ ہی طیمور نے کہا اے دخان قزاق
میرے غائب ہونے سے بھی سوداگر سے پرسش ہوگی اور راز افشا ہو جائے گا اور اب مین ٹھہر
نہین سکتا یہ فرما کر رخصت ہوے دخان قزاق مجبور ہو کے رہ گیا لیکن دل سے بندۂ بے دام
ہو گیا یہ تو مصروف علاج ہی اور طیمور وہان سے قریب ایک بجے دن کے مکان پر پہونچے
ملکہ نے بغرض دریافت خیریت صدمہ کا بہانہ کر کے پھر شاہور کو طلب کیا شاہور حکیم پہنچے
پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اے ملکہ اب راز افشا ہوا چاہتا ہی جو سردار شاہزادے کے
ہاتھ سے زخمی ہو کے نکل گیا ہی آسنے پہچان لیا ہی کہ یہ وہی شخص ہی جو سوداگر کے ساتھ آیا ہی اب
جو وہ بادشاہ کے دربار مین آئیگا تو سب حال بیان کریگا اب معاملہ بہت بڑھا جاتا ہی اور دیکھا
چاہیے کہ کیا ہوتا ہی یہ باتین کر کے یہ تو رخصت ہوا اور وہان بیروت تہمتن زخمی واپس آیا
لیکن بسبب شرمندگی کے خدمت مین بادشاہ کے نہین آیا اور مصروف علاج ہوا لیکن جس وقت
بادشاہ کو خبر ہوئی کہ بیروت تہمتن زخمی ہو کے آیا ہی تو اسے تشویش پیدا ہوئی کہ دخان قزاق
اسی کے دباؤ سے خاموش تھا اب اگر وہ شہر پر چڑھ آئے گا تو بڑی مشکل ہوگی اسیوقت چوبدار کو
روانہ کیا اور بیروت تہمتن سے کہلا بھیجا کہ تمپر جو واقعہ گذرا ہو آکے بیان کرو کہ انتظام کیا جائے
بیروت تہمتن نے کہلا بھیجا کہ مجھے اسی ظالم نے زخمی کیا ہی جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہی قزاق کو
زخمی کر چکا تھا کہ قریب تھا کہ اس روز دخان کو گرفتار کر کے حاضر کرون کہ وہ ظالم آگیا اور اسکے ہاتھ
سے مین زخمی ہو گیا آپ اطمینان رکھیے زخمی ہونا مردان عالم کے لیے عیب کی بات نہین ہی جسوقت
زخم میرا اچھا ہو جاویگا تو پھر اس سے مقابلہ کرونگا اور قزاق کی اتنی مجال نہین ہی کہ اس طرف کا
رخ بھی کرے لطف تو یہ کہ نام طیمور کا بیروت تہمتن نے اس وجہ سے نہین بتایا کہ لیا تو یہ بغیر مقابلہ کے گرفتار
ہو جانے دل کی دل ہی مین رہ جائیگی بد وضع نہ نے سکونگا اگر مین خود اسے اسیر کر کے لاؤنگا تو بادشاہ
زیادہ خوش ہوگا الحاصل تین چار روز کے بعد جب بیروت تہمتن نے غسل صحت کیا تو بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا یہان ان چار روز کے عرصے مین علاوہ کئی سرداروں کو طیمور نے زخمی کیا
کئی کو جان سے مارا اور صاف نکل گیا جب بیروت تہمتن دربار مین آیا اور سب ماجرا سنا تو اسنے
بادشاہ سے عرض کی کہ آج شب مین ملکہ کے باغ کی حفاظت کرونگا اور چور کو گرفتار کر کے خدمت مین حضور کے حاضر
کرونگا اور اگر وہ مجھ سے زیر نہوا تو پھر کسی سے زیر نہوگا بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی آج تم بھی جا کے جو حیلہ ہو سکے
کرو اگر تم بھی اسے گرفتار نہ کر سکے تو پھر کوئی اور تدبیر کی جائیگی الغرض جب شام ہوئی تو بیروت تہمتن فوج
لیکر پہونچا اور ملکہ کے باغ کی محافظت مین مصروف ہوا وہان شاہزادہ طیمور حسب قاعدہ مسلح ہو کر

جانب باغ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ اندر باغ کے پہونچنا نہایت دشوار ہے فوج ہر طرف سے
محاصرہ کیے ہوے ہے شاہپور سے کہا کہ ای برادر آج ملکہ سے ملاقات بھی نہوگی اسلیے کہ راستے اندر
جانے کے مسدود ہین شاہپور نے کہا آپ یہین ٹھہرئیے مین کسی تدبیر سے جاتا ہون اور کشتی لیکر فلان جانب
آتا ہون آپ راہ دریا سے تشریف لیجائیے طیمور تو جانب دریا روانہ ہوا اور شاہپور فیروز دل نے
رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگاکر صورت اپنی اک خواجہ سرا کی بنائی اور دروازہ باغ کی جانب متوجہ ہوا
جب قریب پہونچا تو اہل لشکر نے ٹوکا کہ کون جاتا ہے شاہپور نے کہا کہ مین خیر نشین ہون میان
فیروز میرا نام ہے بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہون ملکہ کی خیر و عافیت بھی دریافت کرنا منظور ہے اور یہ
بھی غرض ہے کہ اگر حریف اندر باغ کے موجود ہو تو تمکو اطلاع کردون یہ سُنکے اُن لوگون نے راہ دیدی
شاہپور اندر باغ کے داخل ہوا یہان ملکہ بیٹھی ہوئی سوچ رہی تھی کہ دیکھیے اس محبت کا کیا انجام ہوتا ہے
آج یہ ظالم آیا ہے اور اتنی بڑی فوج لایا ہے کہ سارے باغ کو گھیر لیا ہے کہ اتنے مین شاہپور خواجہ سرا
بنا ہوا پہونچا ملکہ خواجہ سرا کو دیکھکر ادھر ڈری کہ اگر کسی تدبیر سے وہ یہانتک پہونچے بھی تو اسکی ذات
سے اور بھی رسوائی ہوگی ابھی تک تو خیریت ہے مگر چھوٹ گئی کہ مجھے باغ کے باہر کا حال کیا معلوم
کہ کون آتا ہے خود ہی بادشاہ اور کس ارادہ سے آتا ہے کہ شاہپور نے ملکہ کو سلام کرکے عرض کی کہ
آپنے مجھے پہچانا ملکہ نے کہا کہ تم تو کوئی نئے ملازم معلوم ہوتے ہو مین نے آج ہی تمکو دیکھا شاہپور
ہنسا اور کہا کہ مین ہون شاہپور ملکہ نے کہا ای شاہپور شاہزادہ کہان ہے خدا کو مان گئے انھین بھجانا کہ ادھر
آنیکا قصد کرین جب یہ شور موقوف ہو جائے اسوقت اس در مخفی سے نکال لے چلین مین جو ملنے کیلئے مرجاونگی انکا
باغ نہایت تنہا ہے ایسا ہو کہ کوئی افتاد پیش آئے تو یہان نہ کوئی حامی ہے نہ مددگار نہ فوج ہے نہ انکے سردار مین
سب دشمن خونخوار ہین یہ سنکے شاہپور نے کہا ای ملکہ تقدیر تمھاری اس خیر صولت سے رہی ہے کہ وہ دشمن
سے خوف نہین کرتا ہے اسیوقت مین نے روکا ورنہ وہ حملہ کیا ہی چاہتے تھے مین نے انہین ملکہ سے
ملا کہ ملکہ سے تو مل آئیے انکو دریا کی طرف بھیجا ہے اور مین راہ دریا سے کشتی لیکر جاتا ہون
انکو ابھی سوار کیے لاتا ہون ملکہ یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور شاہپور کو لیکر آپ کشتی پر سوار ہو
اور روانہ ہوگئی یہان شاہزادہ منتظر ہی کھڑا تھا کہ دور سے کشتی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ ملکہ خود
چلی آتی ہے طیمور نہایت خوش ہوا اتنے مین کشتی آکر کنارے پر لگی طیمور مع مرکب کشتی
پر سوار ہوا کشتی ساحل مراد پر پہونچی ملکہ مع شاہزادہ اُترکر داخل باغ ہوئی دونون عاشق و معشوق
اک قصر مین جلوہ افروز ہوے ملکہ نے کہا کہ آج کیا ارادہ ہے فرمایا ای ملکہ جو درپیش ہوتا ہے وہی آج بھی
ہوگا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور رونے لگی فرمایا کیون روتی ہو ملکہ نے کہا تمکو تو روز کی لڑائی اک
دل لگی ہے اور ہماری دم نکلتے مین جان جاتی ہے خدا یاد ہے تو لیکر اسی راہ دریا سے شہر کو اپنے نکل چلو
کہ وہان تمھارا لشکر بھی ہے یہان تن تنہا رہنا اچھا نہین ہے یا اس جنگ و جدال سے باز رہو
طیمور نے کہا کہ ملکہ تم ان معاملات مین دخل نہ دو مین اب ہر وقت صاحبقران مشہور ہون میری شان
کے خلاف ہے کہ حریف سے منہ موڑون پھر اور یہ ہے جیسے مین نے سنا کہ تم ہو پھر دفعہ کے آیا تو اسکی منقصت
کھینچنے کے لائق ہے باز نہ ہو کر مطیع ہوگا مین اسکے مقابلہ کو ضرور جاؤنگا آپنے وقت مین اس خیال
سے نہین اچھا کہ تم سے ملاقات ہی جنگ دو سردار کیا معلوم مال جنگ کیا ہو تو تمھارے
دیکھنے کی ہوس نہ باقی رہ جائے اب ملکہ کی یہ حالت ہے کہ دامن نہین چھوڑتی ہے آنسو بہ رہے ہین

اب طیمور بدمزاج ہونے لگا اور جھنجھنا دیکر اس جھڑ رہا اس وقت شاہپور نے ملکہ کے کان مین کہا کہ تم
اطمینان رکھو مین ایسا فقرہ دیتا ہون کہ نگہبانان باغ دور ہٹ جاتے ہین شاہزادہ نکل جاے گا
ملکہ چپ ہو رہی اور شاہزادہ طیمور قصر سے نکلکر قریب اپنے مرکب کے آیا اور پشت مرکب پر سوار
ہو گئے دروازہ باغ کی طرف متوجہ ہوا لیکن شاہپور شیر دل اسی طرح خواجہ سرا بنا ہوا طیمور سے پہلے
جا پہونچا اور لشکر کے سپاہیون سے کہا کہ تم یہان کیا کر رہے ہو اور کس خواب خرگوش مین ہو تم جسکی
تاک مین ادھر ہو وہ بذریعہ دریا سے آیا تھا یہان ترک سوارون نے تیر مارنا شروع کیے کہ وہ کشتی سے
نہ اتر سکا جلدی جاؤ ابھی کشتی ساحل تک نہ پہونچی ہوگی بس یہ سنتے ہی تمام سوار گھوڑے اٹھا کر
شور کرتے ہوے چلے کہ جلد پہونچو ایسا نہو دریا عبور کرکے نکل جاے دم بھر مین میدان صاف
ہو گیا ادھر جو شاہزادہ طیمور دروازہ باغ پر آیا میدان صاف پایا شاہپور سے کہا کہ وہ سب کے سب
کہان گئے شاہپور نے اپنے دھوکا دینے کا حال بیان کیا اور کہا کہ اے شہریار آج ملکہ کی خوشی سے
اور نکل چلیے طیمور نے کہا کہ اے شاہپور اگر آج نکل جاؤنگا تو کل پھر یہی سامنا ہے پھر مین بدنامی کیون
مول لون اور شہر حسن آباد مین یہی ایک سردار ہے جسکے زور پر حسین بخت گلرو سلطنت کرتا ہے
اسکے زیر ہوتے ہی حوصلے پست ہو جائینگے یہ کہکر تعاقب مین ان لوگون کے گھوڑا ڈال دیا اور
قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ اے بیوقوفو کہان جاتے ہو ادھر آؤ کہ مین باغ سے ملکہ کے آتا ہون اور اپنے مکان
کو جاتا ہون کسکے جسکو روکنا ہو مجھے روکے بس یہ آواز سنتے ہی ساری فوج پلٹ پڑی اور بہروت
تہمتن بھی پلٹا اور کہا کہ واقع مین تو بڑا بہادر ہے کہ تو نے اکیلے اتنون کو ٹوکا ہر چند کہ مین ایک بار تیرے
ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون لیکن زخمی ہونا بہادرون کا فخر ہے آج تجھے بغیر مارے یا گرفتار کیے واپس
نہ جاؤنگا لے یہ اپنا طیمور نے کہا کہ مردان عالم پیشہ سستی کو معیوب جانتے ہین پہلے تو اپنا وار کر
بس بہروت تہمتن نے تلوار ماری شاہزادے نے سپر بلند کی تلوار جو پڑی تو ہیچ چار انگل سپر
مین در آئی ہوگی کہ طیمور نے بلچک دی تلوار بہروت تہمتن کی ٹوٹ گئی اسنے ٹکڑا منہ پر
کھینچ مارا طیمور نے خالی دیا اور اپنا وار کیا بہروت تہمتن نے بھی سپر اٹھائی اور تلوار
کو ضامن دیا سپر تو قلم ہوئی لیکن تلوار طیمور کی پشت شمشیر پر رکی پھر بہروت نے تلوار ماری
شاہزادے نے بلچک دیکر اس تلوار کو بھی توڑ ڈالا بس بہروت تہمتن نے دوڑکر ایک بیسے
ارہ پشت نہنگ اٹھایا اور سر پر طیمور کے وار کیا طیمور نے رات کی تاریکی مین یہ خیال
نہین کیا کہ یہ ارہ ہے سپر سے نہ روک سکیگا جلدی سے ڈھال بلند کر دی لیکن یہ ضرب بے پناہ
ہی سپر نے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوے ارہ خود پر بیٹھا خود کاٹکر سر مین در آیا چار انگل
زخم آیا طیمور نے دستانہ مارا ارہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے بیہوشی طاری
ہو گئی دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈال دیے بس یہ دیکھتے ہی بہروت تہمتن نے کمند
سنبھالی اور آگے بڑھا کہ طیمور کو گرفتار کرکے لیچلون شاہپور نے جو دیکھا کہ اب طیمور پکڑا
ہوا چاہتا ہے دوڑکر حقہ آتشبازی مارا مرکب بہروت تہمتن کا بھڑکا اور لشکر کے لوگ بھی منتشر ہوے
مرکب طیمور کو لیکر نکلا شاہپور بھی ساتھ ہوا تین چار حقے آتشبازی کے اور مارے کہ مجمع منتشر
ہوا بھیڑ چھٹی یہ دونون صاف نکل گئے یہان بہت تلاش کی لیکن طیمور کو نہ پایا جب صبح ہوئی
تو یہ لوگ بھی خدمت مین بادشاہ کے آئے اور بیان کیا کہ اے شہریار سوداگر کے ساتھ جو اسکا

بھائی آیا ہی ہمین اُسی کا شبہہ ہوتا ہی آج وہ زخمی ہوکر نکل گیا ہی اب حضور سوداگر کے مکان پر آستہ دریافت فرمائین اگر وہ زخمی ملیگا تو گرفتار کر لیجیے گا اور اگر نہ ملے تو سوداگر سے حکم دیجیے کہ اُسے لیکر حاضر ہو اگر سوداگر نہ لائے تو سوداگر کو اسیر کیجیے کہ یہ فعل اُسیکا معلوم ہوتا ہی یہ سُنکے بادشاہ نے اُسیوقت چند سوار دُکلو روانہ کیا کہ سوداگر کو اُسکے بھائی سمیت جا کے لے آؤ یہان خواجہ اتوان بیٹھا ہوا تھا کہ شاہی سوار آ کے پہونچے اور سوداگر سے پوچھا کہ بھائی تمھارا کہان ہی سوداگر یہ سُنکے گھبرایا کہا کہ وہ کہین سیر کو گیا ہوا ہی سوارون نے سوداگر کو حراست مین لیا اور خدمت مین بادشاہ کے حاضر کیا حسین کجکلاہ نے پوچھا کہ اے سوداگر سچ بتا کہ جسے تو اپنا بھائی کہتا ہی یہ کون شخص ہی اور کہان گیا سوداگر نے عرض کی کہ حضور فی الحقیقت وہ میرا رشتہ کا بھائی ہی لیکن صبح اُٹھکر برائے تفریح وہ روز جایا کرتا ہی مزاج مین اُسکے کسیقدر وحشت ہی نہین معلوم کہان گیا ہی جسوقت وہ حاضر ہوگا مین اُسے لیکر حاضر ہونگا مجھے کس قصور پر اسیر کیا ہی حسین کجکلاہ نے کہا کہ جسوقت وہ گرفتار ہو جائیگا اُس وقت تجھے چھوڑ دینگے ورنہ آج سے آٹھوین روز اُسکے عوض تجھے قتل کرینگے یہ کہکر زندانخانے بھجوا دیا اب یہ تو گرفتاری طیور کی فکر مین ہی اور طیور دم کب بیکر نکل گیا ہی شاہور شبانہ روز ساتھ ساتھ رہتا ہی

لیکن یہان سے چند کلمہ داستان ملک سارلیقہ بیان ہوتے ہین نیرنگ سحرساز جادو خواہرزادہ جلنجال کا چاہ بابل سے برائے قصاص خون جلنجال جادو آنا اور بگاڑ پڑنا رضوان سحرساز جادو سے علحدہ ہو جانا رضوان سحرساز کا اور آپس مین مقابلہ ہونا باقی حالات متعلق داستان

ہذا مخمس برآغاز داستان

گو مسیحا ہین وہ بن بیٹھے تنگ نے والے	ہین یہی باتون سے مین زخمون کے بھی بھرنے والے
جو کئے جی مین کہین جی سے گذرنے والے	آنکے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈہ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے	
گذرے مدت کے محبت مین گذرنے والے	ہے عجب رنج مین دل زیست کے بھر جو آیا
قتل ہونے سے بچے عشق مین مرنے والے	مر جا قتل ہمین کر کے مکرنے والے
منہ سے کہتے ہین جسا کے گزرنے والے	
اُسکی ابرو و مژہ سے مین بھلا کب ڈرتا	یا تو میت مین اس امید پر اور یا مرتا
اس جلیہ مرہم کا خود اثر کیا کرتا	کون تا قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا
اُسکے تیرون ہی سے کچھ زخم کے بھرنے والے	
ہمنے ایسا تو زمانے مین نہ دیکھا جوبن	ماہ کی تاب ہے کا دو ایک کو اُلگا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہی لو کیا جوبن	یہی کرتا ہی اشارے کوئی آ بھسلو جوبن
یون آ ابھرنے مین تکل جائے اُمر نیو اُبھرنے	
ہمن نصیحت کو ذرا کان لگا کر سن لو	قتل کرنا نہین قاتل کو چلو جانے دو

میرے ہی قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کرتے | چلتے تاثیر تو پیدا مرے نالے کریں
عرش پر چڑھتے ہیں کیا دل سے اثر نالے

ماہ تاباں یہ عجب بے تھا کہ روز وصال | ہجر جاناں نے دیکھا کے ہمیں پیچ کل
یاس کو آج کی شب تھا اُگلنا تو نکلنا | چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال

بکھرے رہے گے وہ نگاہوں میں کیم خوانے

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد مارے جانے خلخال جادو کے چالیس روز تک ساریق بن لقا سیہ پوش رہا اور صاحبقران حق پرست مصروف جشن رہے شخنگان نے ساریق سے کہا کہ اب وقت گریز قریب معلوم ہوتا ہے ملکہ خلخال جادو تو جہان جلنے والی تھیں وہان پہونچ گئیں اب اپنی خیر منائیے جن لوگوں پر آپکو بھروسا تھا وہ تو جاچکے برہوت رعد آواز نہنگ بن طوفان دریا میں یہ معلون سردار طیموو آتش پرست نے اپنے گرسیا اور زلزال بن زلزلہ کو سکندر نے زیر کرکے مطیع کرلیا ساحر اس طرح مارے گئے چند ساحر رہ گئے ہیں انکے لیے کیا ہوتا ہے ساریق یہ سنکے خواب غفلت سے بیدار ہوا کہا اے شخنگان ساحروں کو بلاؤ ان سے دریافت کیا جائے کہ تم مقابلہ کرسکتے ہو یا ہم مقابلہ کا اور بندوبست کریں یہ سنکے شخنگان نے شاہین جادو اور رعناز جادو وغیرہ کو طلب کیا جب یہ چھ جادوگرنیاں حاضر دربار ہوگئیں تو ساریق نے پوچھا کہ اگر تم اہل اسلام سے مقابلہ کرسکو تو طبل جنگ بجواؤ ورنہ خداوندگاری اور بندوبست کریں جادوگرنیوں نے جواب دیا کہ ہم مقابلہ اہل اسلام میں قاصر نہیں ہیں یہ اور بات ہے کہ ملکہ خلخال جادو اور فرتوت آتش کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ورنہ کیا حقیقت ہے ان اہل اسلام کی کہ مقابلہ کرسکیں بڑا بھروسا اسم اعظم کا ہے سو اسے اونے ساحر بھی بند کرسکتا ہے آپ طبل جنگ بجوائیے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہیں ساریق نے کہا آج شام کو میں طبل جنگ بجواؤنگا یہان تو یہ رنگ ہے اور وہان صاحبقران عالی شان کو جب جشن چہل روزہ سے فراغت ہوئی تو خیال ملکہ ناہید ہلال ابرو کا آیا کہ اُن سے وعدہ ہو چکا ہے کہ بعد مقابلہ ساریق کے ہم شہر انجم حصار کی طرف آئینگے لیکن یہ ہمکو تمیز ہوئی کہ یہ ملعون طبل جنگ نہیں بجواتا لہذا کوئی نامہ لکھنا چاہیے بادشاہ اسلام سے صلاح کی انہون نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ ضرور نامہ لکھیے کہ یا آمادہ جنگ ہو یا اطاعت اختیار کرے منشی سیف قلم کو نامہ نگاری کا حکم ہوا مضمون زبانی بتادیا گیا منشی نے نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے ساریق تونے قدرت رب پاک ذات کو دیکھا کتنا سامان خداوندی اس نے کن بے دست و پا لوگوں کے ہاتھ سے مٹوا دیا اب بس اب خلخال جادو کے غم کو دل سے بھلا اور اپنے نیک و بد پر غور کرکے مجکو جواب صاف دے کہ اب تجھے دعوت اسلام منظور ہے یا جنگ ہنوز نامہ لیکر کوئی جانے نہ پایا تھا کہ جوڑی ہرکاروں کی گردوں آلودہ پسینے میں غرق حاضر ہوئی بعد دعا و ثنا کے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق میں طبل جنگ بجا ہے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ اب نامہ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے اور نامہ کو چاک کرکے پھینک دیا اور فرمایا کہ کچھ پیدا نہیں کہہ دو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی بدنتا میکدہ ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی اسی وقت کوس حسن نوازش میں آیا آج بہت دنوں کے بعد طبل جنگ بجا ہے دونوں لشکروں میں زور شور کے ساتھ تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں ساحر اپنے اپنے سحر جگا رہے ہیں تمام صحرا دھوان دھار

ہو رہا تھا آوازیں پاسبانی یا جمشید کی بلند ہیں غرضکہ تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آکر صف آرا ہوئے ساریق آکر تیلوں پر بیٹھا دریچہ کھول دیا اور سیر کرنے لگا اسطرف سے سواری بادشاہ
اسلام کی میدان نبرد میں پہونچی صفیں آراستہ ہوئیں سردار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفوں سے آگے
بڑھ بڑھ کے کھڑے ہوئے صاحبقران لشکر سے چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی قائم ہوئے ساحران
لشکر کفار ایک جانب پرے جمائے ہوئے کھڑے تھے ہاتھوں پر قشقے کھینچے ہوئے بت شانے سے ٹیک
کفنی تک بندھے ہوئے کوئی فیل سحر پر سوار کوئی شیر کوئی کرگدن کوئی خرس وغیرہ پر جھولیاں اسباب سحر
سے مملو گلوں میں بجائے زنار مار سیاہ لپٹے ہوئے پنجوں پر سول چلتے ہوئے ڈفلے ڈیرو بجتے ہوئے
ایک جانب ساحران لشکر اسلام دو لاکھ ساحروں کی جمعیت سے کھڑے تھے ہنوز کوئی واسطے مقابلہ کے
نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ یکایک وا ہو گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ایک لاکھ ساحر غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیاں سنجھولیاں کاندھونپر ڈالے
پیدا ہوئے آگے آگے کرگدن سحر پر اک ساحر سوار اور ہمراہی اسکے نہنگ سحر پر اور اک ساحر نوجوان
اور اک ساحرہ طاؤس سحر پر سوار طاؤس اسکا بال سے ہوا اڑتا چلا آتا تھا دونوں جانب کے ہرکارے
واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے اور آکر عرض کی کہ نیرنگ سحر ساز جادو خواہر زادہ تخلخال جادو
اپنی خالہ کا قصاص خون لینے کو آتا ہے ساحران لشکر کفار یہ سنتے ہی برائے استقبال روانہ ہوئے
اور امیر بانوقیر نے دلمیں کہا کہ اب یہ اور آفت آئی جو ساحر واسطے استقبال کے گئے تھے وہ نہایت اعزاز
کے ساتھ نیرنگ سحر ساز جادو کو لیکر آئے اسکے آنے سے جنگ موقوف رہی طبل بازگشت
بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے ساریق اس سے بہت اچھی طرح پیش
آیا نیرنگ سحر ساز نے پوچھا کہ خالہ اماں کا کس طرح انتقال ہوا ساریق نے سب کیفیت بیان کی
نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ خیر اگر ایک دن میں تمام اہل اسلام کو غارت نکردیا تو اپنا نام نیرنگ سحر ساز
نہ بلایا ہوگا اس وقت سخنگان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ بہت بڑے ساحر ہیں مگر ہم آپ کو آگاہ کیے
دیتے ہیں کہ حمزہ ربع صاحب اسم اعظم ہیں ادھر انھوں نے اسم اعظم پڑھا ادھر سحر رد ہو گیا ساحر
سحر بھول جاتا ہے اور انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اگر قصد مقابلہ ہے تو پہلے اسم اعظم کا انتظام سوچ لینا
نیرنگ سحر ساز ہنسا اور کہا کہ اے سخنگان اسم اعظم کا بند کر لینا بھی کوئی بات ہے یہ کہکر اپنے پیر بھائی
سے کہا کہ اے رضوان سحر ساز تم جاکر اسم اعظم بند کر لاؤ میں طبل جنگ بجواتا ہوں اور کل ایک
خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا نیرنگ سحر ساز تو اسی مقام پر بیٹھا رہا اور رضوان سحر ساز اپنے
مقام سے اٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا چلتے وقت سخنگان نے رضوان سحر ساز
سے کہا کہ علاوہ اسم اعظم کے صاحبقران پاس حفظ ہیکل بھی ہے تا وقتیکہ حفظ ہیکل انکے گلے سے
جدا نہوگی اس وقت تک اثر سحر تاثیر نکریگا رضوان سحر ساز نے پلٹ کے دیکھا اور
کہا میں پہلے حفظ ہیکل کی فکر کرونگا واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ نیرنگ سحر ساز تو تخلخال جادو
کا بھانجا اور ساحر زبردست ہے اور رضوان سحر ساز اسکا پیر بھائی ہے ملکہ سیگونہ ساغر چشم
دختر نیرنگ سحر ساز نے نگاہ میں ہمیشہ نیرنگ ساز کے ساتھ رہتا ہے یہ سیگونہ ساغر چشم پر
عاشق ہے اور سیگونہ ساغر چشم بھی اس سے محبت رکھتی ہے چونکہ نیرنگ سحر ساز زبردست
ہے رضوان سحر ساز کی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ خواستگاری کرے مبادا نیرنگ سحر ساز

نے انکار کیا تو پھر وہ بھی نصیب ہوگا الحاصل یہ حکم نیرنگ سحرساز سے جو اسم اعظم اسیر بند کرنے کی فکر
میں چلا تو راستے میں اپنی صورت اپنی ایک مرد سالک کی بنائی اور دو روز دربارگاہ خسروی پر پہونچا چوبدار سے
کہا کہ یا صاحبقران عالی شان سے عرض کر کہ ایک مرد مسافر واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوا ہے اور التجا
باریابی ہے چوبدار نے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک شخص کہیں سے آیا ہے اور حاضر ہونا چاہتا ہے حکم
فرمایا بلاؤ رضوان سحرساز مسافر بنا ہوا سامنے صاحبقران کے پہونچا سلام کیا صاحبقران نے
کرسی عنایت فرمائی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے کہاں کا رہنے والا ہے اور کس غرض سے آیا ہے رضوان
سحرساز نے کہا کہ میں رہنے والا شہر سمرقند کا ہوں میرا بیٹا نہایت حسین نوجوان تھا ایک ساحرہ
اسپر عاشق ہو کر طالب وصل ہوئی چونکہ وہ بھی مسلمان تھا اور میں بھی مسلمان ہوں لہذا میرے فرزند
نے وصل سے انکار کیا اس ساحرہ نے بزور سحر اسکو پتھر کا بنا دیا اور آپ چلی گئی میں تو رو پیٹ کر
بیٹھ رہا لیکن بعض لوگوں نے یہ رائے دی کہ اگر صاحبقران زمان سے حفظ ہیکل ہاتھ آئے
اور آب دمیدہ اسم اعظم اسپر چھڑک کر حفظ ہیکل اسے پہنا دیجائے تو اچھا ہو سکتا ہے ورنہ
صحت پانا اسکا غیر ممکن ہے لہذا اگر حضور ہیکل عنایت فرمائینگے تو فرزند میرا بچ جائیگا کہ کشتہ سحر ہے ورنہ
اگر ایسی حالت میں اسکو ایک عرصہ گذر گیا تو پھر وہ اصلی حالت پر نہ آسکیگا یہ سنکے صاحبقران
نے فورا گلے سے حفظ ہیکل اتار کے رضوان سحرساز کو دے دی اور فرمایا کہ شیشہ لا میں
اسم اعظم پڑھ کر تجھے دے دوں رضوان سحرساز نے شیشہ پانی بھرا ہوا خدمت میں
صاحبقران عالی شان کے پیش کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا اور رضوان سحرساز
کو دے دیا اس وقت رضوان سحرساز کو خیال پیدا ہوا کہ جو ایسا کریم ہو کہ اوس نے اوس کے
واسطے ایسے وقت سخت میں ایسی حفاظت کی چیز دے دے اور دریغ نہ کرے اس سے دغا کرنا
خلاف انسانیت ہے یہ تصور کرکے اسنے عرض کی کہ یا صاحبقران در حقیقت میں جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی
پایا مگر اصل یہ ہے کہ میں آپکا دوست نہیں ہوں بلکہ دشمن ہوں میں نے مسلمان بنکر اپنی غرض کو
آپ سے حفظ ہیکل لی ہے کہ کسی طرح میرا فرزند اچھا ہو جائے اب چاہیے آپ دیں یا نہ دیں آپ
مجھے دوست سمجھ کر نہ دیں میں دشمن ہوں یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ تو دشمن ہو یا دوست
جب تو نے اپنی حاجت ہمارے سامنے بیان کی تو تیری حاجت روائی ہمپر فرض ہوئی جب تو دشمنی
کے ارادے سے آئیگا اسوقت تیرے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جائیگا اس وقت تو عاجز بنکر آیا ہے تیرے
ساتھ دوستانہ برتاؤ کیا گیا وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ یہ سنکر رضوان سحرساز وجد کرنے لگا
اور کہنے لگا یہی پاک نفس ہوتے ہیں بس اپنے شیشہ زمین پر دے مارا اور عرض کی کہ یا صاحبقران
اصل یہ ہے کہ میں آپکا اسم اعظم بند کرنے کی غرض سے آیا تھا اور حفظ ہیکل بھی اپنے قبضہ میں کر لی
تھی مجھے نیرنگ سحرساز نے اس کام کے لیے بھیجا تھا مگر یا امیر مجھ سے نہ ہوا کہ میں ایسے شخص
سے دغا کرتا یہ سب باتیں میری فریب آمیز تھیں اصل یہ ہے جو کچھ میں نے اس وقت بیان کیا
یا صاحبقران میں نے آپ کو دشمن کی حقیقت سے آگاہ کر دیا اب حضور کو اختیار ہے اور میری
جانب سے اب دغا کی امید نہ کیجیے گا صاحبقران بہت خوش ہوئے رضوان سحرساز سے
نام پوچھا اسنے اپنا نام بتایا صاحبقران نے بہت بھاری خلعت دیکر اسکو رخصت کیا رضوان
سحرساز وہاں سے نیرنگ سحرساز کے پاس آیا نیرنگ سحرساز نے کہا کہو کیا خبر ہے رضوان سحر

نے کہا کہ اسم اعظم تو مین نے بند کر لیا مگر صاحبقران نے بگڑنے دی نیرنگ سحرساز نے پوچھا کہ نحیف
اسم اعظم کہان ہی رضوان سحرساز نے کہا اسے مین نے جلدے پوشیدہ بہ حفاظت رکھدیا ہی
یہ سنکے نیرنگ سحرساز خاموش ہو رہا جب صبح ہوئی تو اپنے دربار سارتق مین آکر کہا کہ دیکھیے
مین یہین بیٹھے بیٹھے کیا کرتا ہون یہ جو چند ساحر طلسم چہارگوشہ کے آئے ہوے ہین اور انکو اپنے
سحر و ساحری پر بہت ناز ہی انکو مین بلوائے لیتا ہون سب بندھے ہوے چلے آئینگے انکے خاتمہ
پر طبل جنگ بجوا کر ایک روز مین کل اہل اسلام کو غارت کر دونگا مرزا بجد و سا اسم اعظم کا تھا
وہ بند ہو چکا ہی یہ کہکر اپنے اک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ گولا پھٹا اور اسمین سے
دھوان پیدا ہوا بس نیرنگ سحرساز نے کچھ اسم سحر پڑھکر اس دھوئین کی طرف پھونکا اور آواز دی
کہ جاکر ساحران طلسم چہار گوشہ کو اسیر کر لا بس یہ سنا تھا کہ دھوان پیچیدہ ہو کر جانب لشکر
اسلام روانہ ہوا یہان چارون سرداران لشکر ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوے تھے اور آپس مین
ذکر کر رہے تھے کہ نیرنگ سحرساز زبردست ہی ہم اسکا کیا کر سکتے ہین افسوس رہے یہان
ہونیکے سوا روٹیان کھانے کے کوئی کام نہو سکا کہ اسکے تیئین بارگاہ مین دھوان پیچیدہ ہونے لگا
اور نفس کے ذریعہ سے جو دھوان دماغ مین ان ساحرون کے پہونچا سحر بھول گئے قوت سلب
ہوگئی اب وہ دھوان شکل مین کمند کے پیچیدہ ہو کر بازوؤن سے ان چارون ساحرون کے لپٹا اور انکو
کھینچکر طرف قیطول سارتق کے لیچلا یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ ساحران
طلسم چہار گوشہ اسیر ہو کر طرف قیطول سارتق کے کھنچے ہوے چلے جاتے ہین جلد انکی خبر
لیجیے ورنہ نیرنگ سحرساز کے سحر سے انکا رہا ہونا دشوار ہی بس یہ سنتے ہی امیر با توقیر
خنجر پکڑ کر اپنے مقام سے اٹھے اور بارگاہ سے باہر آکر تخت مرکب پر بیٹھکر جانب میدان روانہ
ہوے ہمراہ صاحبقران کے اور سردار بھی چلے دیکھا امیر نے کہ چارون ساحر اک رسی
مین بندھے ہوے چلے جاتے ہین بس امیر نے اسم اعظم کو پڑھکر شمشیر پر دم کیا اور جاکر اس
رسی سحر کو قطع کر دیا رسی کٹ کے زمین پر گری اور غائب ہوگئی اب امیر نے اسم اعظم پڑھکر
ساحرون پر دم کیا کہ یہ سب ہوش مین آگئے لیکن یہ خبر نیرنگ سحرساز کو ہوئی کہ صاحبقران
عالی شان آکر اپنے اسیرون کو چھڑا لے گئے بس یہ سنتے ہی اسکو غصہ آیا اور کچھ سحر پڑھکر
اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ مین ابھی صاحبقران کو گرفتار کر کے لاتا ہون سختگان نے کہا کہ آپ
نیرنگ سحرساز کیا کرتے ہو اگر مقابلہ کو جاؤ گے تو زندہ پلٹ کے نہ آؤگے معلوم ہوتا ہی کہ
اسم اعظم صاحبقران بند نہین ہوا ہی سحر تمہارا اثر تاثیر نکریگا چلکے اپنی حفاظت کرو اسکے
بعد اطمینان ہو یہ سنکے نیرنگ سحرساز کو یہ خیال ہوا کہ واقع مین اگر اسم اعظم بند ہوتا تو صاحبقران ہرگز
ساحرون کو چھڑا نہ سکتے بس اپنے رضوان سحرساز کی جانب بنظر غضب دیکھا اور کہا کہ تو کہتا تھا
کہ مین نے اسم اعظم بند کر لیا ہی یہ تو نے دوست بنکر ہمارے قتل کا سامان کیا تھا سچ بتلا کہ یہ کیا حرکت
تھی اور اسکی وجہ کیا تھی یہ سنکے رضوان سحرساز نے جواب دیا کہ اے نیرنگ سحرساز اصل تو یہ
ہی کہ مین تیرے سننے کے موافق گیا تو اسی ارادہ سے تھا مگر اخلاق صاحبقرانی نے مجھے اپنے ارادہ
سے باز رکھا مجھ سے نہو سکا کہ مین ایسے بادشاہ سے دغا کرون اب تو جان اور تیرا کام جانے مین اس
معاملہ مین تیری شرکت نکرونگا یہ سنکے نیرنگ سحرساز کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا جواب دیا

کہ اگر اسی طرح دشمنوں سے مروت کریگا تو تیرے ساتھ میں جان کا خوف ہے تجھے ساتھ رکھنا آستین میں
سانپ کا پالنا ہے بہتر یہ ہے کہ تو ابھی چلا جا رضوان سحر ساز نے کہا کہ تجھے بدل منظور ہے میں سمجھ گیا ہوں
کہ تیری نقصان مجھے پہنچنے کے لائق ہے جو ایسے لوگوں سے بدی کرے گا وہ تا زندگی سرسبز ہوگا میں تجھ
تیرے ساتھ محسن کشی کرکے جان اپنی نہ دونگا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور دس ہزار ساحر جو اسکے
ملازم تھے انکو لیکر علیحدہ ہوگیا اور دو درجا کے خیمہ استادہ کیا نہ تو لشکر اسلام کی طرف گیا اور نہ فوج کفار
میں رہا اور یہ قصد کیا کہ پہلے تو دخل نہ دونگا ہاں اگر صاحبقران پر کوئی وقت سخت پڑا تو امیر
کی طرف سے لڑونگا جسوقت یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ رضوان سحر ساز اور نیرنگ سحر ساز
میں بگڑ گئی اور یہ راز افشا ہوگیا کہ رضوان سحر ساز خدا پرستوں کا بہت طرفدار ہے اور ہر وقت
اپنی جان خدا پرستوں پر تصدق کرنے کو تیار رہتا ہے کیا مجال ہے کہ اسکے ہوتے خدا پرستوں کو کوئی بات ملے تنگ
اشتیاق میں گیا بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ اس وقت میں یہ مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ آپ جاکر رضوان سحر ساز کو لے آئیے کہ آپ ہی کی دوستی میں اسکے دوستوں سے
بگڑی ہے امیر با توقیر نے عرض کی کہ مجھے ظل اللہ کے ارشاد کی تعمیل واجب ہے مگر اسمیں میری بات ہے
کفار ہنسینگے اور کہینگے کہ امیر خود مقابلہ کرنے سے خوف کھاتے ہیں جو ایک ساحر کو خوشامد کرکے
اپنا شریک کرتے ہیں خود جانا تو کیسا میری رائے میں کسیکو بھیجنا بھی مناسب نہیں ہے بادشاہ
اسلام یہ سنکے خاموش ہو رہے وہاں سختگان نے نیرنگ سحر ساز سے کہا کہ دیکھے اقبال
خدا پرستوں کا کہ آپ دو ہو کے آئے تھے اور اب قوت برابر ہوگئی کہ آپ ہی کا دوست آپ سے
رنجیدہ ہوکر دشمنوں کا شریک ہوگیا اب چاہئے اسکی فکر پہلے کیجئے بعد خدا پرستوں کی فکر کیجئے گا اور
اس وقت کو غنیمت جانئے کہ ایک بلا لشکر اسلام میں موجود نہیں ہے نیرنگ سحر ساز نے کہا
وہ بلا کون سختگان نے کہا نام لیکر اپنے کو بتلاتے بلا کون کرے اشارہ کیے دیتا ہوں کہ
جس بلا نے ملکہ خلخال جادو کو مارا اور قوت آتش زبان سے ساحر کو جلا دیا نیرنگ سحر ساز
نے کہا کہ ملک جی دیکھو میں نہیں بیٹھے بیٹھے رضوان سحر ساز کو غارت کیے دیتا ہوں اسکی
حقیقت کیا ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرسکے اگرچہ پیر بھائی میرا ہے جس استاد کا میں شاگرد ہوں
استاد وہ بھی شاگرد ہے مگر میرا ریاض اسکے ریاض سے بڑھا ہوا ہے اور میرے پاس ایسے ایسے
حربے تیار ہیں کہ انکو تمام عالم کے ساحر توڑ نہیں سکتے دیکھیں بیٹھے بیٹھے تمکو تماشہ دکھائے
دیتا ہوں اور رضوان کو مٹائے دیتا ہوں یہ کہکر محیط جادو سے اپنا صندوقچہ طلب کیا محیط جادو
اسکا رفیق خاص ہے اسباب سحر کا صندوقچہ اسکے پاس رہتا ہے نیرنگ سحر ساز اسکو
ایسا ہی امین سمجھتا ہے جو ایسی ایسی چیزیں اسکے سپرد کردی ہیں بس جیسے صندوقچہ سحر ساز نے اسکے
آیا نیرنگ سحر ساز نے کلید سحر نکال کر صندوقچہ کو کھولا اور اسمیں سے چار پتلیاں نکال کر سختگان
کو دکھائیں اور کہا کہ یہ وہ سحر ہے کہ ایک دم میں اگر کہدوں کہ سارا لشکر ٹوٹ جائے میرا ارادہ
تھا کہ لشکر اسلام پر ان پتلیوں کو بھیجوں گا مگر اب اس سے فرصت کروں اسکے بعد دیکھا جائیگا
سختگان نے کہا یہ پتلیاں کیا کرینگی میں نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ یہ پتلیاں آپس میں
ملکر لڑتی ہیں بتیاں بنوں سے انکے شرار سے پیدا ہوتے ہیں اور سحر تک دیتے ہیں تم خبر سن لینا
کہ ایک دم میں رضوان سحر ساز مع لشکر جل کے خاک ہوگیا سختگان نے کہا کہ کیا اس

سحر کے رد کرنے میں رضوان سحرساز قاصر ہی تیز رنگ سحرساز نے کہا کہ اگر وہ ہوشیار ہو جائے اور اسے
پہلے سے معلوم ہو جائے کہ مجھ پر سحر ہونے والا ہی تو رد کر سکتا ہی اور اگر دفعۃً آگاہی ہو تو کچھ نہیں کر سکتا
ہی میں حالت غفلت میں یہ سحر کرتا ہوں جب سحر ہو چکے جائیگا تو اُسے اتنا وقفہ نہیں مل سکتا ہی کہ وہ
رد سحر کر سکے یہ باتیں میگونہ ساغرچشم سن رہی تھی یہ تو نیند کا بہانہ کر کے اُٹھی اور باپ سے کہا
کہ میں جاتی ہوں اسکی دنگرائی سے خستگان کا ماتھا ٹھنکا کہ کچھ دال میں کالا معلوم ہوتا ہی خیر جیسا ہی
کھل ہی جائیگا اسوقت کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہی ایسا نہو یہ بد دماغ ہو جائے غرض ادھر تیز رنگ سحر
ساز تیلیوں پر سحر پڑھنے لگا اور میگونہ ساغرچشم دختر تیز رنگ سحرساز اپنے خیمہ میں آئی اور
اک طائر سحر کے گلے میں پرچہ لکھکر باندھا اور اُڑا دیا طائر نے فیل پر گرم اُڑا اور یہ رضوان سحرساز کی طرف
روانہ ہوا وہاں رضوان سحرساز سونے کے قصد سے پلنگ پر لیٹا تھا کہ طائر ہوا پہنچا اور
نامہ منقار سے سینہ پر رضوان کے ڈال دیا اور اُڑ کر چلا آیا رضوان سحرساز نے اُس پرچہ کو
پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے رضوان سحرساز تمھاری محبت نے مجھے باپ کا تشنہ خون بنا دیا اس وقت
اُسکا ارادہ ہی کہ تیلیوں کا سحر تمپر بھیجے یہ سحر ایسا نہیں ہی جسے تم رد کر سکو لہذا ہم تمکو اطلاع دیتے
ہیں کہ اپنی فکر کرو پس یہ دیکھتے ہی رضوان سحرساز گھبرا کر اُٹھ بیٹھا معشوق کے نوشتہ کو
آنکھوں سے لگایا تعویذ بازو بنایا اور جلدی سے اپنے بھی صندوقچہ سحر کھولا اور اُس میں سے چار
حباب سرخ رنگ کے نکالکر اور کچھ اسم پڑھ کر چاروں حباب اُڑا دیئے یہ حباب مانند ستاروں کے
بلند ہو کر چمکنے لگے وہاں تیز رنگ سحرساز نے تیلیوں پر اسم سحر دم کر کے اُنکو اُچھال دیا اور کہا
کہ جا کر رضوان سحرساز کو مع لشکر غارت کر دو تو تمکو تمھارا برگ دیا جائیگا بس یہ سنتے ہی
وہ تیلیاں چمک کر بلند ہوئیں اور جانب لشکر رضوان سحرساز چلیں چاروں لے آکر چاروں
گوشے لشکر کے گھیر لیے اور اسکے بعد وہ تیلیاں وہ سیلے مقابلے کے بڑھیں اور چاہا کہ گر پڑیں
کہ اک مرتبہ ایک حباب ستارے کی طرح آسمان سے ٹوٹ کر دونوں کے درمیان میں آ گیا
تیلیوں نے ٹکر ماری حباب درمیان میں تھا ٹوٹ گیا اور اندر سے حباب کے اک شعلہ نکلکر دونوں
تیلیوں پر گرا کہ جلا کے خاک کر دیا ادھر وہ دونوں تیلیاں جو باقی تھیں اُنھوں نے باہم ٹکرانے کا
قصد کیا آنکے درمیان بھی حباب آ کر ٹوٹا یہ بھی تیلیاں جلکر خاک ہو گئیں رضوان سحرساز نے
ایک شکریہ کا خط لکھ کر طائر سحر کے سپرد کیا کہ وہ طائر اُڑا اور خط ملکہ میگونہ کی گود میں ڈال کر
چلا گیا ملکہ نے اس تحریر کو دیکھا لکھا تھا کہ اے یار جانی تیری محبت کام آئی تو وہ معشوق وفادار ہی
جسنے اپنے عاشق جانثار کی جان بچائی اگر میں اسکے معاوضہ میں اپنی جان بھی تجھ سے نثار کر دوں
تو کوئی احسان نہیں اسلیے کہ یہ وہی جان ہی جو تیری بچائی ہوئی ہی ملکہ نے یہ نامہ دیکھکر شکر کیا کہ
خیر و عافیت معلوم ہوئی اب یہ پھر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے نیند نہ آئی اس لیے
میں پھر چلی آئی اور اسوقت کچھ طبیعت خود بخود گھبرا رہی ہی کلیجہ منھ کو آ رہا ہی سبب اسکا نہیں معلوم ہوتا ہی
ادھر تیز رنگ سحرساز کو تیلیاں بھیجے ہوئے دیر ہو چکی تیلیوں کے واپس نہ آنے سے اسکو
بھی وحشت تھی کہ میرا سحر اس وقت تک پلٹ کے نہ آیا بس اسنے اک تیلی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی
صندوقچے سے نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اس سے پوچھا کہ جلد بتا وہ چاروں تیلیاں جو رضوان
سحرساز کی بربادی کے واسطے گئی تھیں کیا ہوئیں وہ کیوں نہیں آئیں اُس تیلی نے جواب دیا

کہ وہ جل بھی گئیں آسے جو کوں اُسے آئی راکھ تک اڑ کر تباہ ہو گئی یہ سنکے نیرنگ سحر ساز گھبرایا
اور یہ سخن زبان پر لایا کہ انھیں کسنے جلایا اور تباہ کیا تیلی نے جواب دیا کہ جسکے تباہ کرنے کو وہ گئیں
تھیں وہ غافل نہ تھا کہ چوٹ کھا جاتا یہ سنکے نیرنگ سحر ساز نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ میں نہ جانتا تھا
کہ وہ ایسا ہوشیار ہے ورنہ اپنا سحر خراب نکرتا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائے گا اب وہ
حربہ بھیجتا ہوں جو میری عمر بھر کی ریاضت ہے اور جسکا توڑ بنایا ہی نہیں گیا ہے یہ کہکر اسنے ایک ترنج
نکالا اور اپنے ایک رفیق کو دیا کہ جاکر رضوان سحر ساز پر کھینچ مارنا اگر ساحران عالم ایک طرف
ہو جائینگے تو اس وار کو نہ روک سکینگے نہ بچ سکینگے یہ سنکے اُس ساحر نے کہ نام اسکا فریب جادو
تھا ترنج ہاتھ میں اٹھایا اور جانب لشکر رضوان سحر ساز روانہ ہوا میگونہ ساغر چشم پریشان
ہوئی ادھر اسنے درد سر کا بہانہ کیا اور اٹھ گئی باہر نکلتے ہی پر پرواز پیدا کیے اور اڑ کر جانب
لشکر رضوان سحر ساز روانہ ہوئی زمین پر فریب جادو چلا جاتا تھا اور بالائے ہوا ملکہ میگونہ
ساغر چشم نہایت تیزی سے اڑتی ہوئی جا رہی تھی کہ میں پہلے پہونچکر اطلاع دیدوں وہاں
رضوان سحر ساز مطمئن بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ برق چمکی اور ملکہ میگونہ پریشان پریشان گھبراہٹ
چہرہ سے ہویدا نمودار ہوئی رضوان اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے ملکہ خیر تو ہے اس وقت تم اسقدر
پریشان کیوں ہو ملکہ نے کہا کہ اب اسنے وہ آفت بھیجی ہے جسکا روکنا ممکن ہی نہیں میں تمہیں اطلاع
دینے آئی ہوں کہ میرے باپ نے وہ ترنج تمہارے قتل کے لیے فریب جادو کے ہاتھ بھیجا ہے
جسکی پناہ ہی نہیں ہے اور میں اب جاتی ہوں یہ کہکر میگونہ ساغر چشم وہاں سے بالائے ہوا
اڑتی ہوئی اپنی آرامگاہ میں آئی لیکن نہایت پریشان تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ وہ حربہ ہے کہ روکنا اسکا
ممکن نہیں پھر کس طرح جان بچیگی رضوان سحر ساز کی یہ تو اس فکر میں تھی اور رضوان بھی
نہایت پریشان تھا کہ کیا کروں اور کیا نکروں آخر یہ سوچا کہ اگر اسی جگہ ٹھہرا رہتا ہوں تو میرے
ساتھ جتنے ساحر ہیں سب مارے جائینگے اس سے بہتر ہے کہ نکلکر صحرا میں اپنی جان
دوں کہ یہ سب تو محفوظ رہیں اور میرا اس ضرب سے بچنا غیر ممکن ہے یہ دل سے تجویز کر رضوان
سحر ساز اپنے مقام سے اٹھا اور اسباب سحر لیکر چلا چند قدم اپنے خیمے سے نکلکر یہ جو
ہوگا کہ دیکھا سامنے سے فریب جادو چلا آتا ہے بس جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا رضوان
سحر ساز اپنے لشکر کی حد سے نکل گیا اور سامنے فریب جادو کے جا پہونچا فریب جادو نے
جو رضوان سحر ساز کو اپنی طرف آتے دیکھا پکارا کہ کیوں او سرکش تو اور ہم دونوں ساتھ ساتھ
ایک استاد سے علم سیکھا سحر حاصل کیا اور اب وقت سخت میں علیحدگی اختیار کی تو پہلے
مجھ سے تو مقابلہ کر لے پھر میرے آقا سے مقابلہ کرنے کا قصد کرنا یہ سنکے رضوان سحر ساز پکارا
کہ او سحر ہے تو کیا مجھ سے مقابلہ کریگا میں تیرے آقا کی تو حقیقت نہیں جانتا ہوں کیا اس
پایہ کی کا رکھتا ہوں نہیں معلوم کیا بات تھی کہ میں تم اسکے ساتھ تھا اور یہاں وہاں سے حاضر تھے
اسنے میری قدر نہ کی اب اسکی شامت آئی ہے بس یہ سنکے فریب جادو چاہتا تھا کہ ترنج مارے کہ ایک
درخت کے پاس سے ایک جوگی پیدا ہوا اور پکارا کہ خبردار ابھی لڑنے کا قصد نکرنا میں فرستادہ
خداوند سامری ٹھہرو میں تم دونوں کا فیصلہ کرنے اور جھگڑا چکانے کو آیا ہوں بس یہ سنتے ہی
فریب جادو ٹھہرا اور رضوان سحر ساز بھی رکا اتنے میں جوگی قریب آیا اور آتے ہی

اسنے اک پھول رضوان سحر ساز کو دیا اور کہا کہ اسے سونگھ کر خوش ہو کہ اس پھول کے سونگھنے سے بوے
وفا پیدا ہوتی ہے اور کینہ دل سے نکل جاتا ہے رضوان سحر ساز نے اس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی بیہوش
ہوا پس جوگی نے وہی پھول اٹھا کر فریب جادو کو سونگھانا چاہا اسنے سونگھنے سے انکار کیا کہ
رضوان سحر ساز کو آنکھوں سے بیہوش ہوتے دیکھ چکا تھا پس جوگی نے غصہ کر کے منھ پر
فریب جادو کے پھول کھینچ مارا فریب جادو بھی چھینک مار کر بیہوش ہوا تب جوگی نے نعرہ کیا
کہ منم خواجہ خضران اور بغلی سے ترنج اپنے قبضہ میں کر کے رضوان سحر ساز کو ہوشیار کیا
اور کہا کہ اے رضوان سحر ساز یہ ترنج لے اور دشمن کا کام تمام کر رضوان سحر ساز حیران تھا کہ یہ
کیا معاملہ ہے جوگی نے کہا تاخیر نہ کر اگر حریف آگاہ ہو جائیگا تو مشکل پڑیگی رضوان سحر ساز نے
ترنج کو ہاتھوں میں لے لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر فریب جادو پر مارا ترنج سے شعلہ نکلا اور فریب جادو
جل بھن کے خاک ہو گیا اسکے مرنے سے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری دیر تک رہی
بعد ازین گرد و غبار آیا بعد آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من فریب جادو بود حیف مردم و بکام دل
مطلب خود نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئی تو رضوان سحر ساز نے پوچھا کہ آپ کون
صاحب ہیں اس وقت میں آپنے مجھے دشمن کے ہاتھ سے بچایا خواجہ خضران نے کہا کہ میں صاحبقران
کا ملازم ہوں تم نے جو خواجہ خضران سنا ہوگا وہ میں ہی ہوں میں بہارستان مغرب سے چلا آتا تھا
کہ میں نے یہ واقعات سنے اور یہاں آکر یہ تماشہ دیکھا جب نیرنگ سحر ساز نے یہ ترنج دے کر
فریب جادو کو تمہارے قتل کے واسطے بھیجا تھا تو میں بھیس بدلے ہوئے دربار سابق میں
موجود تھا جس وقت فریب جادو وہاں سے چلا ہے تو میں بھی چل کھڑا ہوا تھا راستے میں موقع نہ پایا
ورنہ میں اسے مار ڈالتا اور تم تک پہونچنے بھی نہ دیتا یہ سنکے رضوان سحر ساز نہایت خوش ہوا اور
کہا کہ خواجہ اس ظالم کے آنے کی خبر تو مجھے بھی ہو گئی تھی مگر میں اسکا کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ زبردست
سحر تھا کہ رد اسکا غیر ممکن تھا آپنے جان بچائی اور اب مجھے خوف نہیں ہے اسلیے کہ اسکے کاٹنے کا سحر
تو نکل گیا اب ایک سحر اور باقی ہے وہ سوا مقابلہ کے اس طرح دھوکے میں نہیں ہو سکتا ہے اور میرا بھی ایک
سحر اسکے توڑ کا موجود ہے جس سے وہ باخبر نہیں ہے چونکہ ہم دونوں ایک ہی استاد کے شاگرد
تھے اور اسنے استاد سے بھی مقابلہ کا دعوے کیا تو استاد نے اسکے تمام سحروں کے جواب سوا اس
ترنج کے پوشیدہ طور پر مجھے تعلیم کر دیے تھے کہ اب اگر یہ کسی وقت سر اٹھائے تو میں اسکے برابر
والے سے اسے مٹواؤں اور خود مقابلہ نہ کروں میں اسکا دوست تھا جسکے درمیان میں صلح کرا دی
اس وقت میں وہ تعلیم استاد کی کام آئی ورنہ اسنے تو شاگردی میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی
رضوان سحر ساز کہتا ہے تم اب اپنے حجرہ میں جاؤ اور میں بھی جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ خضران تو لشکر اسلام
کی جانب چلے گئے اور رضوان سحر ساز اپنے لشکر میں آیا ادھر ملکہ میکونہ سحر ساز نے تاب ہی تھی
کہ نہیں معلوم نتیجہ کیا ہوا کہ اسی انجمن میں بیٹھ کر اس مقام پر آئی جہاں نیرنگ سحر ساز بیٹھا تھا اسکا
لے جو صورت میکونہ سحر ساز کی دیکھی اسکا ماتھا ٹھنکا کہ معلوم ہوتا ہے یہ رضوان سحر ساز سے
محبت رکھتی ہے اور اس معاملہ میں کچھ سازش اسکی ضرور ہے پس اسنے نیرنگ سحر ساز سے
کہا کہ ذرا فریب جادو کی خبر تو دریافت کیجیے کہ اسپر کیا گذری جو ابھی تک واپس نہیں آئے
نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ ملکہ جی آپ اطمینان رکھیے وہ تمام لشکر کو مع نگ کے آئے گا

سحر ایسا نہیں ہے جسے رضوان سحر ساز رد کر سکے اگر وہ ہوشیار بھی ہو جائے تو کچھ نہیں کر سکتا ہے
سخنگان نے کہا کہ خبر دریافت کرنے میں کیا نقصان ہے یہ سنکے نیرنگ سحر ساز نے کہا بہتر اگر آپ کی
یہی خوشی ہے تو میں دریافت کیے دیتا ہوں یہ کہکر وہی ہاتھی دانت کی پتلی صندوقچہ سے نکالی اور کچھ
اسم سحر پڑھ کر پتلی سے کہا کہ بتا تو فریب جادو کیا کر رہا ہے پتلی ترنج کو بولی کہ مردہ کیا کر سکتا ہے صحرا میں
روح پڑی ہوئی ہے نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ تم اسکے حربہ سے حریف بچ ہی نہیں سکتا تو کسے
کسنے مارا پتلی نے کہا وہ ترنج رضوان سحر ساز کے ہاتھ آگیا اسی ترنج سے رضوان سحر ساز نے
فریب جادو کو مارا یہ سنکے نیرنگ جھلا اٹھا کہ یہ کیا بکتی ہے ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا کیا یہ سٹری ہو گیا تھا کہ اسنے سحر
اپنا دوسرے کے ہاتھ میں دیدیا پتلی نے کہا تیری تو شامت آئی ہوئی ہے عقل پر پتھر پڑے ہیں ایسا جری کوئی کسی کو دیتا ہے
اگر فریب جادو وہ ترنج بھی پھینک مارتا تو کیا کرتا یا رضوان سحر ساز فریب جادو کو اس ترنج سے نہ مارتا
بلکہ تیرے مقابلہ کے واسطے رکھ چھوڑتا تو چاہ کندہ را چاہ در پیش کا مضمون ہوتا یہ کہہ خیر
گذری رسیدہ بود بلا ئے ولے بخیر گذشت آئندہ ایسا نہ کرنا اب اپنا تیار کیا ہوا حربہ دوسرے
کے سپرد نہ کرنا جس طرح رضوان سحر ساز تجھ سے برگشتہ ہو گیا ممکن ہے کہ کوئی اور بھی اسی طرح ہو
جائے نیرنگ سحر ساز دل میں قائل ہوا کہ واقع میں میں نے حرکت نادانی کی زندگی تھی
کہ بچ گیا پتلی سے کہا یہ تو نے نہ بیان کیا کہ ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا پتلی نے کہا کہ لشکر
میں حضرت عیار پہنچ گیا اسنے فریب جادو کو بیہوش کر کے ترنج پر قبضہ کیا اور رضوان جادو
کو دے دیا بس یہ سنتے ہی سخنگان نے تو درود پڑھا اور کہا کہ واہ مرشد کیا کہنا ہے کیا دست پر
پہنچے ہوئے ہیں اب آپ تو آدھے رہ گئے کائنات کے سحر اس طرح سنکے اب برابر کا مقابلہ ہے
نیرنگ سحر ساز نے غصہ میں طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور کہا کہ سامری کی مدد سے اسکو
سر میدان سنا دا تو نام اپنا نیرنگ سحر ساز بنایا اور رای ملک جی کل دیکھا کہ کیا ہوتا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ آج اسکی اجل نہ تھی بلکہ چار پہر کی زندگی باقی تھی اسی سے یہ اتفاق پیش آئیں اور
مسلمان بھی کل نہ مرینگے اگر انکی قضا برسوں ہے سخنگان نے کہا کہ اگر ان کی تو برسوں بھی قضا نہیں ہے
خدا جانے کتنوں کو مار کے مرینگے اور میں تو یہ بھی امید نہیں کہ رضوان بھی آپ کے ہاتھ سے قتل
ہو سکے آج آپنے کیا کر لیا جو کل کی امید رکھیں نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ بس ملک جی زیادہ
دل نہ جلاؤ اور اٹھکر اپنی دختر سمیت اپنے خیمہ کی طرف چلا گیا لیکن ملکہ میگونہ ساغر چشم دل
میں نہایت خوش ہوئی کہ اس بلا کے ٹلنے کی امید نہ تھی خیر اب صبح کو دیکھا جائے گا چونکہ ملکہ رضوان
پر عاشق ہونے کے علاوہ باپ کی دشمن اُس روز سے ہو گئی تھی جس دن اسنے یہ کلمہ کہا تھا
کہ ای میگونہ میں تجھے اپنے سے جدا نہیں کر سکتا ہم ساحروں میں دستور ہے کہ اگر بی بی مر جاتی
ہے تو پھر کسی کی شادی نہیں کرتے میں خداوند سامری کا حکم ہے کہ اگر عورت اپنے پاس
ہو تو دوسری عورت کی تلاش نہ کرو یہ اچھا نہیں کہ اپنی بیٹی یا بہن کو دوسرے کے سپرد کر کے
دوسرے کی بیٹی بہن کو خوشامد کر کے اپنی خدمت میں لاؤ اسنے بے حد اس فعل سے کراہت
کی اور باپ نیرنگ سحر ساز سے یہ بات کہی تھی کہ مجھے اسکی خواہش نہیں کہ آپ میری
شادی کیجیے لیکن یہ مجھسے نہ ہوگا کہ میں ماں کے تا عمر مقام نہوں جس روز آپنے ایسا ارادہ کیا
تو سمجھ لیجئے اسی دن خودکشی کر لوں گی چونکہ نیرنگ سحر ساز دختر کو نہایت دوست رکھتا تھا

اسنے بہت سمجھایا کہ خلاف حکم خداوند کرنا مذہب ساحری پرستی سے باہر ہوجاتا ہی میگوند ساغر چشم نے کہا
کہ اگر ایسے ہی احکام خداوند کے ہین تو ہم ساحری پرستی سے باز آئے لیکن وجہ تھی کہ یہ باپ کے کشتہ خون ہوری
تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح سے مارا جائے تو دل کا کھٹکا مٹے اور مین اسکے ہاتھ سے محفوظ رہون الیا تو کسی سفید
شراب نے نشہ مین مجھے سحر سے بے بس کر کے دربار عزت ہوا الحاصل طبل جنگ بجنے کی خبر رضوان سحر ساز کو ہوئی
اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا اور مطمئن ہوکے سو رہا کہ اب رات بھر کوئی فتنہ برپا نہوگا ادھر صاحبقران عالیشان
کو ان تمام حالات سے ہرکارون نے مطلع کیا صاحبقران نہایت خوش ہوے جب خواجہ خضر ان کے
امیر باتوقیر کے پہونچے تو صاحبقران نے خضر ان کو بھاری خلعت عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ خواجہ اگر
رضوان مارا جاتا تو مجھے نہایت افسوس ہوتا کہ یہ آفت اسیری کی وجہ سے آئی تھی اتنے مین خبر طبل جنگ
بجنے کی پہونچی صاحبقران نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا اور دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے
خیمہ کی طرف روانہ ہوے جب رات گذر کر صبح ہوئی تو امیر باتوقیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کر کے
اسلحہ تن پر آراستہ کیا اور تمام اہل اسلام سے پہلے میدان جنگ مین پہونچ گئے بعد انکے اور لوگ
بھی آنے لگے جسنے خبر پائی کہ امیر باتوقیر میدان مین پہونچ گئے ہین وہ بھی ٹھیرا ہوا غرض یہ کہ دم بھر مین سارا
لشکر میدان مین پہونچ گیا تخت بادشاہ اسلام قلب لشکر مین قائم ہوا ادھر فوج ساحران کی صف آرا
ہوئی ایک جانب نیرنگ سحرساز اپنے لشکر کو لیے ہوے کرگدن مست پر سوار سر پر اسکے جانور
سرخ رنگ سایہ فگن تھا اور پندرہ مصاحب اسکے اسباب سحر لیے ہوے اسکے ساتھ ساتھ اور ملکہ
میگوند ساغر چشم اک طاؤس زرین بال پر سوار لشکر سے الگ آگے کھڑے ہوے نیرنگ سحرساز
نے اسکو منع کر دیا تھا کہ لشکر سے الگ کھڑی نہو آج کا مقابلہ یادگار ہی ایسا نہو کسی سحر کی جھپیٹ
مین آجاے تو مشکل ہوگی مین اس وقت تجھے بھی بچا نہ سکونگا ادھر رضوان سحرساز اک نہنگ سحری
سوار اپنے دس ہزار ساحرون سے مقابل لشکر نیرنگ سحرساز آکر قائم ہوا جب دونون لشکر آراستہ
ہوچکے تو صاحبقران عالیشان نے رضوان سحرساز سے کہا کہ اے رضوان اصل جنگ تو مجھ سے ہی
تو کیون واسطے مقابلے کے آیا ہی میری خوشی نہین کہ تو مقابلہ کرے اور میرے عوض اپنی جان کو معرض
ہلاکت مین ڈالے رضوان سحرساز نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا صاحبقران وہ سحر کو دیا کھاتا ہی
سحر کا جواب سحر ہی حضور تامل فرمائین اور میری لڑائی کا تماشا دیکھین کہ کیا ہوتا ہی بڑا اسکو اپنی ساحری پر
ناز ہی آج مین اسکا سارا بل نکالے دیتا ہون بس یہ سنتے ہی نیرنگ کو غصہ آیا اسنے اپنے مصاحب خاص
کبیر جادو سے کہا کہ جا کر اسکو زبان درازی کی سزا دے اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ ہم سے مقابلہ کرنے لگا
یہ سنتے ہی کبیر جادو اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے رضوان سحرساز
کیا ذلت آخر تیری قسمت نے برائی کی کہ اپنے آقا سے پھر گیا تجھے اپنے برابر سمجھا تھا اب اپنے ایک ادنے
ملازم کو تیرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہی اسکو سیر بھی کچھ نہین کر سکتا رضوان سحرساز اسکے مقابلہ کو آیا
اور پکارا کہ او حماقت زدہ ایک تو احمق دوسرا شیر آئی ہو تو فرض ہی کل اس دغاباز کے سر میرکیا کر سکے
جو آج تجکو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہی دیکھ ابھی تیری کیا حالت کرتا ہون وار بچا اپنا اور دیکھ تماشہ
میری جنگ کا یہ سنتے ہی کبیر جادو نے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور کچھ پیکانون کا نکالکر کچھ اسم سحر دم کیا
اور رضوان سحرساز پر کھینچ مارا تمام پیکان مثل شہاب چمککر رضوان جادو کی طرف چلے رضوان
جادو نے اک آئینہ نکالکر سامنے کر دیا تمام پیکان اس آئینہ مین جاکے غائب ہوگئے بس

رضوان سحر ساز نے کچھ اسم سحر پڑھ کر آئینہ پر دم کیا کہ اسمین سے اک پریزاد پیدا ہوئی اور کبیر جادو کی طرف
دیکھکر للکاری کہ کیا جا سکتا ہے کبیر جادو کی نظر جو اس دلفریب صورت پر پڑی پکارا کہ سوا عمر سے کچھ نہیں چاہتا ہوں
پریزاد نے کہا میرا مطلب اس وقت ممکن ہے کہ جا کر شیر رنگ سحر ساز کا خون لا دو میرے دست و پا مین لگائے
منہدی ہے لگا یہ سنتے ہی کبیر جادو کا جی گیا اور یہ حکم پاکے شیر رنگ سحر ساز جادو کی طرف چلا یہ رنگ
جو شیر رنگ سحر ساز نے دیکھا کہ میرا رفیق میرا ہی تشنہ خون ہو کر آتا ہے اسنے رد سحر پڑھنا شروع کیا رضوان
سحر ساز نے وہ آئینہ اسکے اور رفیقون کو دکھایا جسنے صورت پری کی دیکھی دیوانہ ہوگیا اور سوال وصل
کیا پری نے ہر ایک سے یہی شرط پیش کی کہ خون شیر رنگ سحر ساز کا میرا مہر ہے یہ سنتے ہی باہم
رفیق اسکے حربہاے سحر پکڑ پکڑ کے شیر رنگ سحر ساز کی طرف چلے اور گولے ترنج نارنج ہر طرف سے
اسپر پڑنے لگے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ شیر رنگ سحر ساز رد سحر پڑھ سکتا وہ ایسا ساحر تھا کہ سب کے
حربے بند کر رہا تھا مگر انکی بیہوشی نہ دفع کر سکا آنکے سحر سے اپنی جان بچائے یا ان بیہوشون کو ہوش
مین لا سکیا کرے اور کیا نکرے اسی ہنگامہ مین ایک ساحر نے پشت پر سے آکر ایک ترنج سحر
مار دیا کہ شانہ شیر رنگ سحر ساز کا زخمی ہوا بس اسنے دیکھا کہ اب کوئی چارا نہیں ہے یہ سب ملکے
مار ہی ڈالینگے زندہ نچھوڑینگے بس شیر رنگ سحر ساز نے اپنے زخمی شانہ سے نکلا خون چلو مین لیا
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر کبیر جادو پر مارا یہ معلوم ہوا کہ اک شعلہ لپک کے گرا کبیر جادو دھڑ دھڑ
کرکے جلنے لگا یہ دوڑ کر اور لوگوں سے لپٹا جسسے لپٹا اسکے بھی تن بدن مین آگ لگ گئی اور جلنے لگا تمام
رفیقون سمیت اسنے مجبور ہو کے اپنے آپ جلا دیا انکے مرنے سے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صدائین گیرو دار
کی پیدا ہوئین آتش بارید برف باری سنگ باری ہوا کی آخر آواز مین پیدا ہوئین کہ گشتی مرا نام من
فلان بود و فلان بود جسوقت سب انکے شور مچا کے اور خاک اڑا کے چلے گئے تو رضوان سحر ساز نے
اوانکی کرامت مغفورہ نے اپنے فوج کا نتیجہ دیکھا اور سحنگان نے کہا کہ تقدیر الٹ گئی ہے کہ ہر تدبیر الٹی
پڑتی ہے اور اہل اسلام نے منتہ لگانا شروع کیے سحنگان نے کہا جی یہ وہی ہاتھی ہے جو اپنی فوج
کو مارتا ہے بس یہ سنتے ہی شیر رنگ سحر ساز غصہ مین آیا اور پکارا کہ او شیطان تو بشا در مدہ دہن ہے خداوند
سامری نے تجکو بالکل مطلق العنان کر دیا ہے تو جسکو وہ چاہتا ہے کہ اچھا ہے خیر رضوان سحر ساز کے
معاملہ کو طی کر لون اسکے بعد تیری گوشمالی ہوگی سحنگان نے کہا کہ تم تو خداوند کو اس سے زیادہ زیادہ
لسگذنے مین تم کس شمار مین ہو اور اب میدان سے تمہارا زندہ پلٹ کے آنا ہی دشوار ہے یہ سنکے
طیش کھا کے شیر رنگ سحر ساز نے اپنی کرگدن کو اشارہ کیا کہ وہ چکر کر سامنے رضوان سحر ساز کے
آیا بس شیر رنگ سحر ساز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک گولہ فولادی نکالا اگر اسکو خون پیشانی سے
رنگین کیا اور یا سامری کہکے رضوان سحر ساز پر کھینچ مارا رضوان سحر ساز نے دیکھا کہ یہ حربہ
بھی بلاے ناگہانی ہے اس سے مفر مشکل ہے بس یہ پانوٴن مار کے غرق زمین ہوگیا گولہ خالی آگیا بس اپنے
دوسرے مقام پر نکلکر دستک دی کہ اک پنجہ پیدا ہوا اور اسنے جاکر اس گولے کو پکڑ لیا ساتھ ہی
شیر رنگ سحر ساز نے دستک دی کہ دوسرا پنجہ پیدا ہوا اور وہ بھی گولے کو پکڑ کے اپنی طرف کھینچنے لگا
اب شیر رنگ سحر ساز کا پنجہ سحر تو چاہتا ہے کہ مین اسکو چھین کر رضوان سحر ساز پر کھینچ مارون اور رضوان
سحر ساز کا پنجہ سحر چاہتا ہے کہ مین اس حربہ کو حریف ہی پر پلٹا دون گولہ تو اس کشمکش مین الجھ گیا
یہان رضوان سحر ساز نے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک نارنج سحر نکالکر شیر رنگ سحر ساز پر

پر کھینچ مارا نارنج آتے ہی سینہ پر پڑا کہ نیرنگ سحرساز جل کے خاک ہوگیا اہل اسلام تو خوش ہوئے
مگر رضوان سحرساز کو تعجب ہوا کہ یہ ایسا نہیں تھا جو اس حربہ میں تمام ہو جاتا یہ اسی تعجب میں تھا
کہ اک مرتبہ برابر اسکے زمین شق ہوئی اور نیرنگ سحرساز ہاتھ میں کمند لیے ہوئے پیدا ہوا اور
نعرہ کے کمندبازی کہ ساتوں حلقے گلے میں رضوان سحرساز کے پڑ گئے بس چاہتا تھا نیرنگ سحرساز
کو نیچہ سحر سے کام اسکا تمام کردن کہ رضوان سحرساز کے آگ کی شعلے منہ سے نکلے تار کمند جلی
بس رضوان سحرساز تڑپا اور خود شعلہ ان کے حلقوں سے نکل گیا نیرنگ سحرساز شعبدہ
دیکھ کے ہنگیا بس اب جو برق بنکر گرنا چاہتا تھا کہ نیرنگ سحرساز کے دو ٹکڑے کردوں
نیرنگ سحرساز نے بھی پاؤں مارے اور غرق زمین ہوگیا اور دور جا کے نکلا اور دم میں سے
اپنے بائیں ہاتھ میں نشتر دیکر خون چلو میں لیا اور دوڑ کر آسی گز سے برچھیٹا خون کا مارا کہ نیچہ سحر
جو رضوان سحرساز نے پھینکا تھا وہ تو جل گیا اور نیرنگ سحرساز کے نیچہ نے وہ گولہ رضوان سحرساز
پر کھینچ مارا یہ بھی جبتک سنبھلے سنبھلے گولہ سینے پر پڑا توڑ کے پار گذر گیا رضوان سحرساز الٹ کے
گرا میگو نیر ساغر چشم کی آنکھوں سے تو بے اختیار آنسو گر پڑے اور صاحبقران نے بھی افسوس
کیا اور نیرنگ سحرساز نے نعرہ کیا کہ اے اہل اسلام دیکھا تمنے کہ میں نے کس طرح تمھارے مددگار کو
مارا اب آج ہی تم سبکا خاتمہ کیے دیتا ہوں لیکن ملازمان رضوان سحرساز کو اپنے مالک کا نہایت
غم ہوا اور بجوش رنج والم میں حربہ سحر کو لیکر نیرنگ سحرساز کی طرف چلے ادھر سے
اسکے لشکر نے بھی بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نیرنگ سحرساز نے اشارہ سے منع کیا اور کہا کہ میں ایک
سحر میں ان سبکا خاتمہ کیے دیتا ہوں یہ کہکر اپنے گینڈے کے پاس آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر
اک ترسول پر گینڈے کے مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور زخم سے مثل مچھروں کے لاکھوں کیڑے
پیدا ہوئے اور بھن بھن کرتے ہوئے بلند ہوئے یہ معلوم ہوا کہ اک لاٹھہ بنگئی اب ان کیڑوں نے
ہوا کھا کے جانوروں کی شکل پیدا کی لعل کے برابر جانور پیدا ہوئے اور لشکر رضوان سحرساز پر آکے
گرے جیکے پر ٹھونگ مارتے تھا نکال کے کھا گئے ہر چند ساحر جال سحر کا مارتے میں اور حربا
سحر کرتے میں مگر کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا ہے یہ رنگ دیکھکر صاحبقران نے اپنی جگہ سے بڑھنے کا قصد
کیا ہی تھا کہ زمین شق ہوئی اور رضوان سحرساز اک ڈبہ ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوا اور صاحبقران
سے عرض کی کہ حضور نہ قصد فرمائیں غلام ابھی زندہ ہو اگر اسنے ایک شبیہ اپنا بنا کر قتل کرایا اور میرے
پسیناہ ہو لیے سے جان بچائی تو میں نے بھی اپنا ہمشکل بنا رکھا تھا کہ جو حربہ مجھ سے ڈریگا تو اسکے
شعبدہ تو قتل کرائونگا اب مضمون تماشہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہو یہ کہکر اسنے ڈبہ کا ڈھکنا کھول دیا جھٹ ہی
لاکھوں پروانے پیدا ہوئے اور اڑ کر بلند ہوئے جانوروں نے جو دیکھا پروانوں کا لشکر کرکے
کھانے لگے تو ان کی ایذا رسانی سے منہ پھیرا نیرنگ سحرساز حیران ہوا کہ یہ سحر اسنے کب تیار کیا
مگر یہ مطمئن تھا کہ اس سحر سے میرا کیا نقصان ہو سکتا ہو اسکے کہ اک ذرا دیر ہوگی جس وقت یہ پروانے
ختم ہو جاینگے پھر یہ جانور اسکے لشکر کا خاتمہ کر دینگے ادھر رضوان سحرساز نے طائروں کو پروانوں
کی طرف متوجہ کرکے اپنے تفنگ کے سر پر گولہ تو وہ ہی مارا کہ سر تفنگ کا شق ہوا اور اس میں سے
بھی باریک باریک کیڑے سے نکلنا شروع ہوئے اور جو جو ہوا لگی بالیدگی پیدا ہوئی دیکھا
پرداروں تیلیاں ہیں کہ ایک ہاتھ میں اسکے جال ہو اور دوسرے ہاتھ میں چھڑیاں ہیں بس

جانور کو پھر وہ اڑانون کے شکار مین مصروف تھے ان تیلیون نے جال بار بار کیا جانورون کو پکڑ لانا شروع
کیا اور نیرنگ سحرساز کے اشارہ پر اُسکے ذبح کرنے لگے جب جانور کو ذبح کیا اور خون اُسکا اہل
لشکر پر گرا آگ کا کام کیا اب ساحران لشکر نیرنگ سے جلنے لگے یہ رنگ دیکھکر نیرنگ سحرساز گھبرایا
اور اپنے رد سحر پڑھنا شروع کیا ادھر رضوان سحرساز نے دیکھا کہ اگر اسنے اس سحر کو توڑ دیا تو پھر کچھ
بنائے کچھ نہ بنیگی بس اسنے جلدی سے دستک دی کہ ایک تیلا اُلٹا ہوا پیدا ہوا اسکے بھی ایک
ہاتھ مین جال اور دوسرے ہاتھ مین خنجر تھا اسنے آتے ہی اس جانور پر جال مارا جو سر پر نیرنگ سحرساز
کے سایہ افگن تھا اور دم مین اسکو ذبح کیا کہ خون اسکا سر پر نیرنگ سحرساز کے پڑا فوراً تمام بدن مین
آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا اُس وقت نیرنگ سحرساز نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس اس سے
مین بیخبر تھا کہ اُستاد نے مجھے اس راز سے بھی باخبر کر دیا ہی کہ جان نیرنگ سحرساز کی اس جانور
مین ہی اگر خون جانور کا مجھپر نہ گرتا تو مین قیامت تک قتل نہو سکتا یہ کہتے کہتے جل کے خاک ہو گیا
بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتشبازی دیرتک باری
دیر تک رہی کہ تمام اہل لشکر نیرنگ سے جل جلکر ہلاک ہونے لگے جب تمام فوج جل کے
خاک ہو گئی اور نیرنگ سحرساز بھی جل کے ختم ہوا تو ہر طرف سے شور کیا کہ کشتی مرا نام نیرنگ
سحرساز جادو بود حیف مردیم و ماندیم و مطلب نبود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر
برطرف ہوے تو دیکھا کہ لاش نیرنگ سحرساز کی جلی ہوئی پڑی ہی رضوان سحرساز نے بھی
عمر بھر کے ریاض کا خاتمہ کر دیا اور بالکل بے دست و پا ہو کے رکھا ساریق لے تو شرمندہ ہو کر
دروازہ مطول بند کر لیا اور ملکہ میگون ساغر چشم اپنے طاؤس کو بڑھا کر قریب لاش نیرنگ
سحرساز کے آئی اور وہ نعش اٹھوا کے لیگئی اور صحرا مین لکڑیان جمع کر کے اس سوختہ سحر
کو بالکل پھونک دیا اور اب جو یہ ملکی توجیران تھی کہ کہان جاؤن اسلیے کہ رضوان جادو کے
پاس ملنے حجاب آتا تھا اور لشکر ساریق مین جانا منظور نہ تھا یہ سوچ کے اسنے اپنی سہیلیون
سے مشورہ کیا انھون نے یہ راے دی کہ اگرچہ رضوان سحرساز آپ کا عاشق ہی مگر خود سے
اُسکے پاس جانا اچھا نہین اُسکو یہ توفیق نہ ہوئی کہ آکر آپ کو لیجاتا اسکے قبل جو آپ رضوان
سے گاہ گاہ ملا کرتی تھین وہ اور بات تھی اور اس وقت کا ملنا اور ہی خاصیت ہی کہینگی کہ جسنے
باپ کو مروا ڈالا کہ رضوان سے لگاؤ رکھتی تھی علاوہ اسکے اُس وقت آپ اسکی محتاج نہین
اور اب آپ بے دست و پا ہین یہ سنکے میگون ساغر چشم نے راے اُنکی پسند کی اور اپنے
مال و اسباب کو ساتھ لیکر جانب چاہ بابل روانہ ہوئی چونکہ کوئی اسکا نہ جانتا تھا پہلے
کچھ دور گئی اور پھر کسی صحرا یا کوہ مین قیام کیا یہان صاحبقران عالی شان عرب کو بڑھا کر
قریب رضوان جادو کے آئے اور فرمایا کہ اے رضوان جادو اب تم ہمارے لشکر مین چلو اور چند
نصیحتین ہماری سنو اور دعوت قبول کرو رضوان سحرساز نے گردن جھکالی کہ آپکا ارشاد
بسر و چشم منظور ہی اور دم مین سے امیر کے ساتھ ہو لیا صاحبقران اسکو ہمراہ لیے ہوئے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی رضوان سحرساز نے خواجہ خضر کا
بہت کچھ شکریہ ادا کیا کہ یا صاحبقران اگر نہ آجاتے تو بات ہی دوسرا خاتمہ ہو گیا ہوتا آج
مقابلہ کون کرتا اصل یہ ہی کہ انھین نے میری جان بچائی لہذا عزت و ضیافت کی صاحبقران

عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ ای رضوان سحرساز دیکھا تمنے قدرت خلاق عالم کو کہ جو تمسے زبردست
تھا اُسپر تمکو جو اپنے غالب کیا سبب اسکا یہ تھا کہ تم حق پرست تھے اور خداوند عالم حق کا شریک ہوتا ہی اسیے
اسباب ہوے کہ تمھین کو اُسپر غلبہ حاصل ہوا اور نیرنگ سحرساز تمھارا کچھ نکرسکا یہ سنکے رضوان سحرساز
نے کہا کہ یہ سب حضور کا اقبال تھا صاحبقران نے دانتون مین اُنگلی دبائی اور ارشاد فرمایا کہ ای رضوان
سحرساز میرا اقبال کیا یہ سب عزت بھی اُسی خالق کی دی ہوئی ہی جسے چاہے وہ عزت دے جسے چاہے
ذلت دے میری غرض یہ ہی کہ پہچانو اپنے پیدا کرنے والے کو چونکو خواب غفلت سے چونکہ تم حق پسند
ہو اسیے مین نے تمکو یہ نصیحت کی کہ دین مبین اسلام کو اختیار کرو اور اب سے سحر سازی
کو چھوڑ دو رضوان سحرساز نے عرض کی کہ مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین صرف اتنا
عذر ہی کہ سحر سے توبہ کرنا ہوگی اور بعد کو اگر کوئی دعوے دار حریف کا پیدا ہوا تو اُس وقت مین
کیا کرونگا سوا قتل ہو جانے کے کوئی چارہ کار نہوگا یہ سنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد کیا
کہ ای رضوان سحرساز خدا سے زیادہ کوئی اپنے بندے کا محافظ نہین ہی تم دیکھو کہ ہمارے ساتھ
کتنا بڑا لشکر ہی اور انمین ایک بھی سحر سے آگاہ نہین ہی اور کیسے کیسے ساحران نامی وگرامی سے
سامنا ہوا مگر حافظ حقیقی نے سبکو بچایا اور ان بے دست و پا لوگون کو ہمیشہ انپر غالب کیا ہی تب
رضوان سحرساز نے عرض کی کہ سحر کی اصلیت سے تو یہ خادم آگاہ ہی اور اسم اعظم کی کیفیت سے
حضور آگاہ ہین مجھے حضور حقیقت اسم اعظم کی سمجھا دین اگر میرے ذہن مین آجائیگی تو مسلمان ہونگا
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ای رضوان سحرساز مین سحر کی حقیقت سے بھی آگاہ ہون سحر
وہ چیز ہی جس سے بدینی حاصل ہوتی ہی اور شیاطین انسان کو جہنم کی راہ بتانے کے واسطے سب
عالم کرنے مین جسقدر زیادہ بدینی پر کمر باندھے اُسیقدر ساحر زبردست ہوتا ہی اور اسم اعظم مراد اسم باری
تعالے خالق عالم سے ہی جسوقت اسم اعظم پڑھا جاتا ہی تو برکت اسمای الٰہی سے فرشتگان معینہ
شیاطین کی قوت توڑ دیتے ہین اب تمھین سمجھو کہ کون سی شی قابل حرمت ہی اور کون لائق ترک
ہی ان باتون نے ایسا اثر رضوان سحرساز کے دل پر کیا کہ بہ اندر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگیا اور
عرض کی کہ یا صاحبقران مین اک مدت سے حیران تھا کہ کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیے جس
مذہب پر خیال کیا اُسے مضبوطی پایا نہ سبق نہ معلوم ہوا کہ مین اُسے اختیار کرتا مین دراصل
ساحر تو تھا مگر سامری پرست نہ تھا اسلیے کہ مین سامری کی حقیقت سے خوب آگاہ ہون کہ وہ ایک
ساحر زبردست تھا اور موجد سحر تھا اور مثل اور لوگون کے اک انسان تھا کہ موت سے اپنے کو نہ بچاسکا
یہ شان بندے کی ہی خداوند کی نہین ہی شکر ہی اُس پیدا کرنے والے کا کہ آپ ہی کی بدولت یہ
دولت لازوال اور معرفت ایزد متعال حاصل ہوئی جسوقت یہ باتین ہو چکین اور صاحبقران
عالی شان نے فرمایا کہ اب تم کلمہ پڑھو تو تمکو اطمینان ہو اُس وقت رضوان سحرساز نے دست بستہ
عرض کی کہ مجھے کچھ دیر کی اجازت ہو تو ایک بندہ گمراہ اور میرے ساتھ راہ پر آجائیگا مین اُسے بھی
جاکے لے آؤن صاحبقران نے فرمایا وہ کون رضوان سحرساز نے گردن جھکا کے عرض کی کہ ملکہ
مہگوہ ساغر چشم دختر نیرنگ سحرساز یہ سنکے صاحبقران سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی یہ اُسپر
عاشق ہی فرمایا جاؤ اور اُسے بھی لے آؤ بعد جانے رضوان سحرساز کے خواجہ خضران نے
صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ یا امیر یہ اُسی کے لگاؤ مین نیرنگ سحرساز کے ساتھ

رہتا تھا حالانکہ یہ امید نہ تھی کہ وصل معشوق نصیب ہوگا یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن رضوان
سحرساز جو اپنی معشوقہ محبوبہ کی تلاش مین گیا تو سنا کہ وہ چلی گئی رضوان کو کمال صدمہ ہوا
دل مین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے وہ مجھ سے ناراض ہو گئی اور ناراض اُسکا ہونا بیجا بھی نہین کہ اسلیے
کہ باپ اُسکا میرے ہاتھ سے مارا گیا ہرچند کہ اسمین میری خطا نہ تھی خود اُسنے سبقت کی اگر مین
اُسے نہ مار ڈالتا تو اپنی جان سے ہاتھ دھوتا اب اس طرح کی باتین دل مین سوچ کر اُسنے کچھ اسم
سحر پڑھا اور دستک دی کہ اک طائر سپید پیدا ہوا رضوان سحرساز نے اُس سے کہا کہ اے
پرند سحر بتا کہ ملکہ میگونہ ساغرچشم کہان چلی گئی طائر چہکارا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ میگونہ
ساغرچشم جادہ بابل کی طرف جاری ہے مگر ابھی تھوڑی ہی دور پہونچی ہے رضوان سحرساز نے
اُس طائر سے کہا کہ میری رہبری کر اور اُس طرف لیچل جدھر وہ دشمن جان گئی ہے یہ سنکے طائر
ایک طرف اُڑتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اُس طائر کے رضوان سحرساز بھی پرپرواز پیدا کر کے اُڑتا
جاتے جاتے اُس مقام پر پہونچا جہان ملکہ اپنی سپاہیون سمیت اُتری ہوئی تھی بس رضوان سحرساز
ملکہ کو دیکھتے ہی اُتر پڑا اور قریب آکر تلوار سامنے ملکہ کے رکھدی اور کہا کہ اگر تمکو یہی مرضی منظور ہے
تو کام میرا تمام کرنا چاہیے مین نے خطا تمھاری ایسی ہی کی ہے جسکی سزا یہی ہے کہ تم مجھے قتل کرو یہ سنکے ملکہ
میگونہ ساغرچشم رونے لگی اور کہا کہ تمنے خطا نہین کی بلکہ مجھپر احسان کیا ایسے باپ کے زندہ رہنے
سے مرجانا بہتر ہے اگر وہ تمھارے ہاتھ سے نہ مارا جاتا تو مجھے کبھی کسی روز اپنے ہاتھ سے اپنا خون
کرنا پڑتا رضوان سحرساز نے کہا کہ پھر مجھ سے تمنے علیحدگی کیون اختیار کی مین نے تمھاری محبت
مین برسون تمھارے باپ کا ساتھ دیا اب تمکو چاہیے کہ میرے ساتھ رہو مین تا زندگی تمھاری خدمت
سے باہر نہین ہون یہ سنکے ملکہ نے سر جھکا لیا اور کہا کہ جب تمنے ہماری خبر نلی تو ہمنے اپنے گھر جانے کا
قصد کیا ورنہ میری بھی حالت تمھارے ساتھ ہے تم خوب جانتے ہو مین ایسا خیال تمھارا رکھتی تھی کہ باپ
کی زندگی مین بھی کسی نہ کسی وقت تم سے مل لیتی تھی صورت دیکھ لیتی تھی اور دکھا دیتی تھی انتہا یہ ہے
کہ ہر نشیب و فراز سے تمکو باخبر کرتی رہتی تھی اس لڑائی مین اگر مین تمکو آگاہ نہ کرتی تو تم اُسنے
دو سحر تیز لینے بھیجے تھے جنسے جان بچانا غیر ممکن تھا رضوان نے کہا کہ بیشک تمھین نے میری جان
بچائی اب اگر تم نہ چلوگی تو مین تم پر جان دونگا یہ کہکر ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لیکر پھرا یہان
صاحبقران عالیشان انتظار مین رضوان سحرساز کے بیٹھے متردد ہو رہے تھے اور فرماتے
تھے کہ مین یہ تو نہین کہہ سکتا کہ رضوان حیلہ کر کے چلا گیا اور اب نہ آئیگا لیکن خدا جانے کس سبب سے
اُسکو دیر ہوئی ہرکارے واسطے خبر کے لیے گئے تھے یہانتک کہ بہت عرصہ کے بعد امیر کو اطلاع ہوئی کہ
رضوان سحرساز مع دختر شیرنگ جادو آتا ہے امیر نے چند ایک سردارون کو واسطے استقبال کے
بھیجا اور مختص سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اُدھر رضوان سحرساز اپنی
معشوقہ کو لیے ہوئے پہونچا صاحبقران کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ میگونہ ساغرچشم
نے بھی امیر باتوقیر کو سلام کیا صاحبقران نے اسکو بھی کرسی عنایت کی اور رضوان سحرساز سے
فرمایا کہ یہ تمھارے دشمن کی دختر ہے رضوان نے عرض کی کہ جی ہان یہ دشمن کی دختر ہے لیکن
باعث حیات ہے اسیکی وجہ سے اس مقابلہ مین سرسبزی نصیب ہوئی اگر یہ مجھے پہلے سے آگاہ
نکردیتین تو اُسنے رات ہی کو میرا خاتمہ کر دیا ہوتا اب مین چاہتا ہون کہ تا حیات انکو اپنے سے

جدا نکروں نہ اُسے جدا ہوں امیر نے فرمایا کہ کیا یہی ساحر ہو رضوان سحر ساز نے کہا کہ ہان فرمایا اب تم دونون
سحر سے توبہ کرو اسکا خیال نکرو کہ اگر کوئی دشمن پیدا ہوا اور وہ ساحر ہوا تو ہم کیا کرینگے جس خدا نے
شکم مادر مین حفاظت کی وہی ہر آفت سے بچا لے الٰہی اسکے بعد دیر تک حقیقت اسلام بیان
فرمائی جس سے زنگ کفر دونون کے دلون سے دور ہوا اور یہ دونون از سر صدق کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوے صاحبقران نے ان دونون کا عقد پڑھ دیا رضوان وصل معشوق سے کامیاب
ہوا اب صاحبقران عالی شان نے فرمایا کاہو رضوان سحر ساز اب تم اپنے وطن پھر جاؤ یہان
ٹھہرنا تمھارا مناسب نہین ہی تم مشہور آدمی ہو اور اتنے بڑے ساحر کو تمنے مارا ہی جو دعوے دار
خون پیدا ہوگا وہ تمپر حملہ کرے گا اور بیٹھے بٹھائے آفت آئے گا تم اب سحر سے توبہ کر چکے ہو یہ سنکے
رضوان سحر ساز نے ہر چند عذر کیا کہ مین ان قدمون سے جدا نہونگا لیکن صاحبقران عالی شان
نے قبول نہ فرمایا آخر رضوان رخصت ہوکر اپنی معشوقہ سمیت جانب شہر رضوانیہ روانہ ہوگیا

لیکن اب یہان سے دو کلمے داستان ساریق بن لقا ملعون کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مرنے سے بہرنگ سحر ساز جادو کے اور بھی دل اسکا ٹوٹ گیا اگرچہ اسکو مضبوط کر کے سامنے
کہا کہ صبح جنگ ہے کل خداوند خود اپنے بندون کو بے دولی کی سزا دینگے یہ سنکے سخنگان نے
کہا کہ یا خداوند تقدیر گریز کس طرف ہوگی مجھے پہلے اطلاع دیدیجیے کہ مین اپنا بوریہ بدھنا
سنبھال رکھون ساریق ان باتون پر سخت خفا ہوا کہ ہم تدبیر فتح کرنے والے ہین اور تو تقدیر
گریز پوچھتا ہی سخنگان نے کہا کہ آپکے بزرگون نے تو یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ ہر مقابلے
کے خاتمہ پر تقدیر گریز کیا کرتے تھے آپ یہ مقابلہ بھی آخری سمجھے اسی واسطے مین نے تقدیر گریز
کا حال پوچھا زلزال بن خلخال ترک بیان موجود تھا اسنے ساریق سے کہا کہ کل مین خود اسلامیون
سے مقابلہ کرونگا ادھر اقہر روئین شنگاف نے عرض کی کہ اگر آپنے مقابلہ کا قصد کیا تو اس
بندۂ ناچیز پر نظر توجہ ہے ساریق نے کہا کہ بیشک تجھکو برہوت رعد آواز کا قائم مقام کر کے
غضب قدرت کا خطاب دیا اور یہ فتح تیری ہی قسمت مین تحریر کر دی اقہر روئین شگاف نہایت
خوش ہوا الحاصل یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے ایک ٹکڑا ابر سیاہ نمودار ہوا
آگے آگے اس ٹکڑہ ابر کے ہزارہا طائر مثل بازچرا عقاب زغن شاہین لشکر سے دغو کے
یہ پرہا رتے ہوا کو کاٹتے چلے آتے تھے اور ایسی ہیبت تھی کہ ابر کو دیکھکر سب لرزنے لگے ساریق
بھی بیٹھا دیکھ رہا ہو لیکن دل ٹھہرا جاتا ہر ہر چند دل کو مضبوط کرتا ہی مگر اندام مین رعشہ پڑا ہوا ہی
جتنا وہ ابر قریب ہوتا جاتا ہی اسیقدر ہیبت بڑھتی جاتی ہو یہانتک کہ اب وہ طائر جو قریب
ہوپہنچے تو زمین پر سایا ہوگیا ہر ایک ایک طائر فیل کے برابر قدو قامت مین تھا پرونسے انکے
ہیبت ناک صدائین پیدا ہوتی تھین ساریق سمجھا کہ یہ کیا ہی یہ سنکے بس جلدی سے تخت سے
کود کر نیچے تخت کے گھس گیا اور سخنگان بھی دوڑکر ایک مونڈھے کے نیچے چھپ رہا اور
اور لوگ بھی بھاگنے لگے کہ جس بلا سے خداوند ڈر کے آمین اس سے سبکو ڈرنا چاہیے
خواص لین اور خدمتگار کین بیٹھے سردار بھی اٹھا اٹھا کے بھاگے لیکن چند سردار بیٹھے رہے

اب وہ طائر زیر تیلیوں کے بھونچکر زمین پر اُترے اور غلطیکن بار بار کرکے صورت انسانی میں آئے تو دیکھا کہ شکل
ساحرون کا ہی ایک ایک مہیب صورت ہی مجتمع مثل جوگیون کے پٹی ہوئی ہین جو بیان لگی ہوئی اسکے بعد
دھونکا ایک شق ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت گاؤ سحر پر سوار ہاتھ مین ترسول پشت پر ایک سہری پر سے
آ سکے جھوٹے ہوئے جادو پر جادوین اُس سہری کو لے کھاے ہوئے اسنے آتے ہی پوچھا کہ خداوند
کہان ہین ہر ایک اسقدر خوف زدہ تھا کہ کسی نے کچھ جواب نہ دیا اسنے پھر پوچھا کہ خداوند ساریق
کہان تشریف رکھتے ہین اس وقت سختگان کی وحشت برطرف ہوئی کہ یہ کوئی بانٹنے والا ہو بس اپنے
دل کو سخت کرکے مونڈھا اُلٹ دیا اور باہر نکل کے گلطون کون کی آواز دی افغان جادو نے
کہا کہ یہ لگڑھون کیسا تو کون ہو سختگان نے جواب دیا کہ خداوند مرغے ہوگئے کہ انڈون پر بیٹھے ہین
افغان جادو کو بے اختیار ہنسی آگئی سختگان نے کہا یا خدا خداوند انڈون پر سے اُٹھے خوف نہ کیجیے
یہ سنکے ساریق تخت سے نکلا اور کہا او شیطان اگر ایسی ہی بے ادبی خداوند کے ساتھ کریگا تو ابھی
تجھکو غارت کردونگا سختگان نے کہا کہ مین نے تو کوئی گستاخی نہین کی جو آپنے کیا مین نے تم ایسی
پیروی کی افغان جادو نے کہا کہ آپنے مجھے بلایا ساریق نے جواب دیا کہ اس وقت خداوند
انتظام خداوندی کی فکر مین ہین او بندہ من حال اپنا بیان کر خداوند نے نہیں بلایا یہ سنکے افغان جادو
نے کہا کہ نام میرا افغان جادو ہے مین خالہ زاد بھائی ہون طلخال جادو کا مین نے سنا ہو کہ آپکے
ملک مین کوئی طبیب نہایت اچھے ہین ان میری ملکہ عبرت سرا سے جادو کو تپ شدید ہے چند
علاج کیے صحت نہوئی آخر مین لکتو بیلکے پاس آیا ہون کہ آپکی وجہ سے وہ طبیب اچھی طرح علاج
کردے گا ساریق نے کہا کہ لاؤ کہان ہین بس افغان جادو نے سہری سامنے رکھوا کر پردہ
اُلٹ دیے دیکھا ساریق اور سختگان نے کہ کوئی گیارہ سو برس کی بڑھیا بیہوش پڑی ہوئی
ہے جسم سے دھوئین اُٹھ رہے ہین نبض پر ہاتھ رکھا تو برداشت نہوسکی جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا
لیکن ہوا جو لگی تو عبرت سرا سے جادو ہوش مین آئی گلے مین اسکے سیکڑون گنڈے
تعوینہ ہو وادر لبادے پر پڑے ہوئے تھے کلائیون اور بازوون پر بھی جنتر بندھے ہوئے تھے عبرت
سرا سے جادو نے جو صورت ساریق کی دیکھی کہا ارے اچھا تو ہو ساریق نے کہا اری کنیز من
قدرت نے ہاتھ لگا دیا اب تو اچھی ہوجائیگی یہ سنکے اس بڑھیا کو غصہ آیا پکاری او حرامزادے
تو مجھے کنیز مین کہتا ہو میری خالہ طلخال جادو تو میری تعظیم کرتی ہو جسکی وجہ سے تو خداوند بنا ہوا
ہو اور تو مجھے کنیز من کہتا ہو ابھی اگر کردون تو تو مع فیلون کے جل کے خاک ہوجائے مگر خیال
یہ ہوتا ہی کہ اس چھوکری سے شرمندگی ہوگی وہ شکایت کریگی کہ جنے جسکو بنایا آپنے تم سے
مٹا دیا یہ سنکے ساریق تھرا گیا سختگان نے عقدہ کیا کہ خداوند نے آپکو بلایا نہ تھا ورنہ ایسا
کبھی نہ ہوتا معاف فرمایے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ خداوند کی عقل آج کل زائل ہوگئی ہی ملکہ طلخال جادو
کو خدا پرستون نے مار ڈالا یہ سنکے عبرت سرا سے جادو نے آہ کھینچی اور کہا کہ اس چھوکری نے بھی
اپنی عمر کہان ضایع کی اپنے دنون سحر و ساحری حاصل کی مگر اسے کچھ نہ آیا اور اپنی حفاظت نکرسکی
تو خدا پرستون نے اُسے مار ڈالا یہ سنکے سختگان نے کہا کہ خدا پرست بہت سخت ہین انکے
مقابلہ آسان نہین ہو ملکہ طلخال جادو کو کوئی کیا قتل کرسکتا تھا مگر قضا آگئی تھی کہ حضرت ان سے
انکو تیل کے کڑاہ مین تل ڈالا عبرت سرا سے جادو روئی اور کہا کہ اوساریق تو نے ہمکو

اطلاع بھی نہ کی ایک یہ لڑکا میرا دم بھر میں تمام خدا پرستون کو غارت کر دیتا جسنے بارہ برس کے ریاض میں
اک اسم تیار کیا ہی کہ اُسکے قتل آج تک پیدا ہی نہیں ہوئے ذرا طبیعت میری سنبھل لے تو میں ایک پل
میں سبکو غارت کر دونگی اب تو اپنے یہان کے طبیب کو بلا کہ وہ میرا علاج کرے سارلیق نے کہا کہ
جتنک آپ قیام کیجیے کچھ دیر آرام اُٹھائیے اسکے بعد میں حکیم صاحب کو بلاؤنگا دفعتہً انکو بلا نہیں سکتا
وجہ اُسکی یہ ہی کہ جس روز سے خدا پرستون کے قدم میرے ملک میں آئے اسی دن سے حکیم نے روپوشی
اختیار کی اور مجھ سے کہہ گیا ہی کہ اب جسوقت تک خدا پرست اس مقام پر موجود ہیں مجھے بلانے کا قصد
نہ کیجیے گا کہ میں خضران سے بہت خوف کرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھے بھی ذلت دے افغان جادو
اور عبرت سرا سے جادو کے واسطے بہت عمدہ بارگاہ میں استادہ کر دی گئیں سامان آرایش
و آسایش مہیا ہوا افغان جادو تو اُنھیں مان کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا اور ہرکارے لشکر
اسلام کے جو دریافت حال کے واسطے آئے ہوئے تھے انھون نے جا کر سب کیفیت پیش
صاحبقران عالی شان بیان کی اُس وقت خواجہ خضران اپنے مقام سے اُٹھے اور بارگاہ سے
نکلکر طرف بارگاہ سارلیق کے روانہ ہوئے اور دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ خواجہ خضران وہین
موجود تھے جسوقت عبرت سرا سے جادو داخل بارگاہ ہوئی تو یہان سارلیق نے کلو خدمتگار سے
کہا کہ جا کر حکیم صاحب سے کہنا کہ اگرچہ میں نے آپ سے وعدہ کر لیا تھا کہ تاوقتیکہ خدا پرست
میرے ملک میں ہیں آپکو نہ بلاؤنگا لیکن اب مجبور ہون کہ خالہ خلخال جادو کی بیمار ہو کے
آئی ہی اور آپسے رجوع کرنا چاہتی ہیں اس سے کسی طرح انکار نہیں کر سکتا اگر وہ مجھ سے
بگڑ گئی تو دم بھر میں ساری خداوندی شاد کی خلخال جادو مر چکی ہی جسکے بھروسے پر تمام کارخانہ
خداوندی چلتا تھا اب اُسے کسکی مروت ہی لہذا آپ آئیے اور ملکہ عبرت سرا سے جادو کا علاج
کیجیے بلکہ اک تحریر بھی اسی مضمون کی کلو خدمتگار کے سپرد کی یہ سب باتین خواجہ خضران کھڑے
سن رہے تھے ادھر تو کلو نامہ لیکر روانہ ہوا ساتھ ہی خواجہ خضران بھی چل کھڑے ہوئے
کلو کچھ دور تک پہونچا ہوگا کہ آپ اک مرد پیر کی صورت بنکر کلو کو پکارنے لگے کلو نے پلٹ
کے دیکھا اور کہا کہ کیا ہی آپ قریب کلو کے پہونچے اور کہا کہ خداوند نے تجھے اسواسطے بھیجا ہی کہ کلو نے
دریافت کر لو کہ تمکو پتہ حکیم کے مکان کا معلوم ہی یا نہیں کلو نے کہا مجھے معلوم ہی پہلے حکیم صاحب
میں رہتے تھے اور اب زیر کوہ رہتے ہیں جہان پر مکان کمہارون کے بنے ہیں اور مجھے بھیجا ہی کہ مرد پیر کو
پتہ تو دریافت ہی کرنا تھا کہا بس یہی غرض ہیرونی تھی اگر تمکو پتہ نہ معلوم ہو تو پلٹ آؤ کسی جاننے والے
کو بھیجا جائے یہ کہکر ڈبیہ کھولکر اک پان کلو کے سامنے نکالکے کہا کہ کلو نے کہا کہ ہمین بھی اک پان
دیجیے کہ دور جانا ہی آپنے اک پان کلو کو بھی دیا کلو پان کھاتا ہوا چلا تھا ہی بیک حلق سے
اترنے پائی تھی کہ کلو بیہوش ہو کے گرا آپنے دوڑ کر کلو کے کپڑے اُتار لیے کلو کو برہنہ کر کے
کسی جھاڑی کی آڑ میں ڈال دیا اور آپ اسی جا بیٹھ کر آئینہ نکالا اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر
صورت اپنی کلو کی ایسی بنا کر خط کمر میں لگا اور جانب مکان حکیم گلستان حکمت کے روانہ
ہوئے جسوقت قلعہ کے اُس پار ہو گئے تو دیکھا کہ واقع میں اک بہت بڑی گڑھیا ہی اور کنارے
کنارے کمہارون کے مکان بنے ہوئے ہیں ایک جانب اک مکان بلند بنا ہوا ہی خواجہ خضران
کلو خدمتگار کی صورت بنے ہوئے حکیم گلستان حکمت کے مکان پر پہونچے کنجی ہلائی اندر سے

پہنگا خدمتگار نکلا اور کلو کو پہچانا اندر مکان کے لے گیا دیکھا کہ حکیم صاحب باہر بیٹھک میں تشریف رکھتے
ہیں چند شاگرد کتابیں کھولے سامنے بیٹھے ہیں الماریاں کتابوں سے بھری ہوئی ہیں درس ہو رہا ہے
میاں کلو نے جاتے ہی سلام کیا اور وہ رقعہ حکیم گلستان حکمت کے ہاتھ میں دیا جو سارق
نے لکھا تھا حکیم گلستان حکمت مضمون نامہ کا دیکھکر پریشان ہوئے شاگردوں کو رخصت کر دیا اور
کلو سے کہا کہ تجھکو انعام دونگا کسی صورت سے اس بلا کو ٹال میرا جانا وہاں اچھا نہیں
ہے کلو نے کہا کہ میں کیونکر ٹال سکتا ہوں اگر یہ کہونگا کہ حکیم صاحب علیل ہیں تو یقین ہے کہ
اور معززین دیکھنے کو آئینگے اس وقت راز فاش ہوگا مجھپر عتاب نازل ہوگا آپ کا چلے جانا
مناسب ہے خلیل جادو کی خادمہ بیمار ہو کے آئی ہے اسکے علاج کے واسطے آپ کو بلایا ہے
اتنے دنوں آپنے خداوند کا نمک کھایا ہے اس وقت اُس مریضہ سے خداوند کی غرض درپیش
ہے خراب و بیانے سے انکار کیوں ہے حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ اے کلو تم کیا جانو میرے
جانے میں مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے جب ہمیں نہ ہونگے تو علاج کون کریگا کلو نے کہا آپ کا
کون دشمن ہے حکیم صاحب نے کہا لشکر اسلام کے ساتھ خواجہ عمرو کا پوتا آیا ہوا ہے وہ بلائے
بے درماں اگر آئے مجھے کسی طرح کی زک دی تو سخت رسوائی ہوگی وہ بیڑا ہے اور رہوا ہے جو کچھ
آجتک پیدا کیا ہے وہ سب ضائع ہوگا جان سے تو وہ مجھکو نہ مارے گا اس خیال سے کہ میں
مسلمان ہوں لیکن اگر کہیں کتابیں میری وہ لیگیا تو میں کہیں کا نہ ہونگا کلو نے کہا کہ آپ کو
اُس شخص کی کوئی شناخت بھی معلوم ہے حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ تیری پہچان یہ ہے کہ بائیں
آنکھ میں تل ضرور ہوگا بس خواجہ نے تنکی بپرا کے کہا کہ دیکھئے جی تل تو نہیں ہے حکیم اُس
تل کو دیکھتے ہی گھبرا گئے سمجھ گئے کہ آنکھ پر جاگون کہ خواجہ خضران نے جھپاب مارا حکیم
بیہوش ہوگئے الغرض کلو نے دروازے کمرے کے پہلے بند کیے اسکے بعد جسقدر
سامان یہاں تھا سب نقد زنبیل کیا اور کتابیں بھی حکیم صاحب کی لیں اور اک خالی صندوق میں
حکیم صاحب کو بند کرکے لٹا دیا اور اک پرچہ اوپر صندوق کے چسپان کر دیا اسپر یہ لکھا تھا
کہ بعد بیہوشی کے صندوق کو کھولنا اس سے زیادہ جو ہوئے اس سے پیشتر کھولنے کا قصد کرنا یہ پرچہ
چسپان کر کے صورت اپنی حکیم گلستان حکمت کی ایسی بنائی اور زنانے مکان میں آکے حکیم صاحب
کی بی بی سے کہا کہ صاحب آج مجھے سارق نے بتاکید بلایا ہے جاتا ہوں تو خرابی ہے نہیں
جاتا ہوں تو خرابی ہے مجھے تو کچھ بن نہیں پڑتی ہے بی بی نے کہا کہ آفت گرے تمہارے ڈر پر
ایک ذرا سے عیار کا تمہیں ایسا خوف سمایا ہوا ہے کہ گھر سے نہیں نکلتے ہو گھر میں بیٹھے بیٹھے تو
قارون کا خزانہ بھی صرف ہو جاتا ہے آج جاؤ تمہیں فائدہ ہی ہوگا یہ لیکر پچیس اشرفیاں لا کر دیں
کہ یہ نذر دینا گو تم ہمیشہ پندرہ اشرفی نذر دیتے تھے لیکن آج ایک تو یہ بات ہے کہ
بہت دن بعد جارہے ہو علاوہ اسکے جیسی نذر دو گے ویسا انعام پاؤ گے حکیم صاحب نے
اشرفیاں خدمتگار کو بلا کے دیں اور کہا کہ تنس تیار کراؤ کہاروں کو بلا پہنگا نے جا کر جو بار سے
شور مچایا کہاروں کو بلایا کہار بھی دوڑے ہوئے آئے کہ آج بہت دن کے بعد سواری ہوئی حکیم صاحب
نے تو جانا ہی چھوڑ دیا تھا آج کی روزی کا دروازہ بھی کھلا کہار دوڑے ہوئے آئے پہنگا نے
وردیاں نکالی جنپر منوں گرد جمی ہوئی تھی گرد جھاڑ جھاڑ کے کہاروں کو وردیاں دیں یہاں حکیم صاحب

نے درباری پوشاک پہنی اور مفرس میں سوار ہوکر جانب قیطول ساریق روانہ ہوئے جب
تھوڑی راہ طے ہوئی تو ایک طرف سے قران ثالث آتے ہوئے دیکھے انھون نے کہا کہ
قفس چلی آتی ہے خبر تو انکو بھی مل چکی تھی کہ آج حکیم گلستان حکمت علاج ملکہ عبرت سرا کے
جادو کے واسطے آنے والے ہیں یہ سوچے کہ کسی طرح حکیم صاحب کے ساتھ ہونا چاہیے اتفاقا
ہینگا خدمتگار پوشاک معلوم ہوا ایک جھاڑی سے قریب منتظر ہوئے تاکہ آپ پہننے کی جانب
سے ہوتے اور حلقے لنڈ کے مار کر جھٹکا دیا جس طرح چپکے سے کبوتر کو پکڑ لیتے ہیں اس طرح
ہینگا کو پکڑا ہینگا نے غل مچانے کا قصد کیا قران ثالث نے ناک مل دی ہینگا بھی زمین پر گرا
بیہوش ہوگئے پس اپنے ہینگا کی اشرفیان لیکر کمین اور کپڑے بھی اس غریب کے اتار کر
پہن لیے اور صورت اپنی ہینگا کی بنا کر ہینگا کو ایک جھاڑی میں ڈال دیا اور آپ لباس ہینگا
کا پہنکر دوڑے ہوئے قفس کے قریب آئے اور جب جھاڑی کی صورت حکیم صاحب کی دیکھنے لگے
حکیم صاحب نے بھی دیکھ لیا کہ یہان ہینگا مجھے جھک جھک کے دیکھ رہے ہیں پوچھا کہ ہینگا کیا ہے ہینگا نے جواب دیا کہ ابھی راستہ میں
ایک پھول میں نے دیکھا وقت سے توڑ لیا آپ سے سونگھنے حکیم صاحب نے بڑھے ہوئے ہیں جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک
پھول اندر نکال لیا ہینگا کا پھول لیکر سونگھا او بیہوشی کے آثار پیدا ہوئے جلدی سے اپنا پھول سونگھا ہوش میں آئے
ہوئے کہا تو کون ہے ہینگا نے کہا آپ کون ہیں حکیم صاحب نے کہا کہ لا میری اشرفیان تو دیدے
وہان جاکے نذر کیا رکھا ہو ہینگا نے دو سے اشرفیان دکھائیں اور ہنسا حکیم صاحب نے
تیور بدل کے کہا کہ میں ابھی گرفتار کرا دونگا جواب دیا کہ میں ابھی قتل کرتا ہون کہ یہ حکیم نہیں ہے
وہی یا میں آنکھ کے تل والا آدمی ہے جب دیکھا خواجہ نے کہ یہ وہ فاش ہوتا ہے اشارہ سے منع
کیا پاس بلا کے کہا کہ قران ہم ہو قران نے کہا استاد چلیے ہم بھی اسی فکر میں تھے مگر آپ پہلے
پہنچ لیے خواجہ نے کہا کہ بھی ذرا ہوشیاری سے کام کرنا کہارون کی وردیان اور بندی کی کشتیان
غرضکہ جسقدر مال واسباب ہاتھ آئے خوب حفاظت سے رکھنا بہت روز ہو گئے کہ کچھ ملا نہین
قران نے کہا کہ استاد آپ جانتے ہیں کہ میرے باپ نے آپکے والد ماجد کے ساتھ جو کی
دغابازی کی عمرو صاحب نے کبھی جو ماد ارکی خدمت سے منہ موڑا اسی طرح مجکو بھی سمجھے
خضر ان نے کہا کہ ہان بھئی تم بھی اپنے بزرگون کے قدم بقدم ہو اتنے میں قفس قریب
پہونچی اور خبر ساریق کو ہوئی کہ حکیم گلستان حکمت آتے ہیں اسی وقت کچھ لوگون کو حکیم صاحب
کے استقبال کے واسطے روانہ کیا اور ایک جمعدار کو افغان جادو پاس بھیجا کہ حکیم صاحب
آتے ہیں اپنی والدہ کو لیکر آ سینے جو مارتے جاکر افغان جادو سے کہا اسی وقت افغان جادو
مسہری پہ بتیت عبرت سرا سے جادو کو لیکر آیا ادھر تو افغان جادو پہونچا ادھر حکیم
گلستان حکمت پہونچے ملاقات ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ مجھے خلاف عہد کیون بلایا
ساریق نے کہا کہ ملکہ آفاق علیل ہیں انکے علاج کے واسطے تکلیف دی ہے حکیم صاحب
گھبرا کے ادھر ادھر دیکھتے تھے افغان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب آپ اسقدر خوش
کیون ہیں حکیم صاحب نے کہا میں اس شخص کو دیکھ رہا ہون جس کے سبب ڈرتے ہیں میں
اور آپ دونون سخنگان نے کہا کہ وہ میں ایسے ہی شخص اس کلام پر آپنے پلٹ کے غیظ کی
نظر سے دیکھا افغان جادو نے کہا کہ نام انکا کیا ہے سخنگان نے کہا کہ آپ ان باتون کو

جانے وقت آپ نے جس کام کے واسطے حکیم صاحب کو بلایا ہے وہ کام مجھے افغان جادو نے کہا
میں بتاؤں گا تم نام بتاؤ میں کس سے ایک نام ایں خارت کرو نگا سخنگان نے کہا کہ اگر نام لیا
تو اسی جگہ وہ موجود ہو گا آپ انھیں کیا غارت کیجیے گا بلکہ خلخال جادو اور فرتوت آتش زبان
سے ساحر کو انھوں نے مارا افغان جادو اصرار کرتا جاتا ہے اور سخنگان نام لینے سے انکار
کرتا جاتا ہے آخر سخنگان نے تپے اس طرح دیے کہ افغان جادو سمجھ گیا اسنے سخنگان کی ضد سے
تین چار مرتبہ حضرات حضرات خضران کا لبس جلدی سے سخنگان نے اپنے مقام سے اٹھکر
چاروں کونوں کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آ گئے افغان جادو ہنسا کہ تو بھی بڑا مسخرا معلوم
ہوتا ہے حکیم گلستان حکمت نے بڑھ کے ایک ٹیپ رسید کی اور کہا کہ ابے ڈومنے ہم بھی اپنا
نام تیرے طرح تکیں رٹتے ہیں رضوان ابھی یہاں کہاں ہے اس زور سے ٹیپ پڑی کہ جند یا
سخنگان کی پلپلی ہو گئی اٹھتے ٹھہر آپکی صورت دیکھی اور سمجھ گیا کہ بڑے حکیم صاحب آ گئے اب
یہ کیسی سحر کی نوبت بھی نہ آنے دیں گے خاموش ہو رہا خدا ہی اُکے ہاتھ سے خیریت سے سرا سے جادو
اور افغان جادو کو بچائے آرد سارق نے حسب تحدد و نذر حکیم صاحب کی فکر حسب دستور
بندھا تھا آئے سے مستزاد کشتیاں خلعت و انعام کی مرحمت فرمائیں آپکے اشارے سے
ہنگا خدمتگار کے سپرد کیں اور اشارے سے کہا کہ خبردار کہاروں کی دروبان تک
نہ جانے پائیں ہنگا سب کشتیاں اپنے ساتھ لیے ہوئے آ گئے اور قفس کے اندر بھر دیں اور
سے کہا کہ قفس اٹھاؤ کہاروں نے قفس اٹھائی جسوقت صحرا میں پہنچے تو میاں ہنگا نے
اک مقام پر قفس رکھوا دی اور کہاروں سے کہا کہ جبتک حکیم صاحب کے آنے کا وقت ہو تم چار
دریا پر نہانے آؤ اور جلدی کر کے آؤ یہ کہکر کہاروں کو دو دو پیسے دیے کہار تو خوشی خوشی وردیاں
آتار کر دریا کی طرف روانہ ہوئے یہاں میاں ہنگا نے تمام کشتیاں ایک بڑا سا گڑھا کھود کر
اسمیں امانت رکھیں اور پرے قفس رکھی اور کچھ لکڑیاں ملا کر سی ڈال دی آس سب ان کو
چھپا کر وردیاں لپیٹ کر ایک درخت بلند پر رکھ دیں اور آپ پلٹ کے پھر دربار سارق
میں چلے آئے کہ شاید کچھ کام ہو یہاں تو یہ ہوا اب حکیم گلستان حکمت کی کیفیت سنیئے
کہ انھوں نے مال و اسباب ہنگا کے سپرد کیا اور آپ قریب سہری کے آئے نبض دیکھی
اور کہا کہ تپ نہایت شدید ہے لیکن میں آج ہی اچھا کیے دیتا ہوں ڈھائی تولہ کا ایک سیل
منگایا جائے اور بیضہ مرغ کے برابر فیروزہ نیشاپوری ہو جسمیں کوئی جرم یا داغ نہ ہو اور بیضہ کنجشک
کے برابر جسقدر موتی مل سکیں اور پانچ پانچ تولے کا ایک یاقوت سرخ ایک زمرد سبز یہ سب
چیزیں بے داغ اور جالے ملیں بے پاک ہوں تو جواہر مہرہ تیار کیا جائے تو تپ کی بیت کھٹ گئی ہو
اسی وقت سب چیزیں حاضر کی گئیں فرمایا کہ ایک کھرل یشب انگوری اور ایک کھرل سنگ
سماق کے منگالو وہ دونوں کھرلیں بھی حاضر ہوئیں سخنگان نے کہا کہ سیل تو قاتل ہے یہ جواہر مہرہ
کیسا ہے جسمیں سیل پڑتا ہے حکیم صاحب نے پلٹ کے غیظ کی نظر سے دیکھا اور ارشاد فرمایا
کہ او بیوقوف تو کیا جانے سیر کھلانے کی ترکیب کوئی میں جانتا ہوں میں سیر کا کشتہ بنا کر
جواہر مہرے میں شامل کرتا ہوں یہ اکسیر کا مزہ دیتا ہے یہ کہکر ہنگا کو بلایا ہنگا ہاتھ باندھ کر
سامنے حاضر ہوئے کہا کہ ان سب چیزوں کا جواہر مہرہ تیار کر لاؤ اور اشارے سے کہا

کہ ذرا حفاظت سے رکھنا ہینگا نے ان سب چیزون کو قبضہ مین کیا اور عرض کی کہ آپ بھی جواہر مہرہ کی ترکیب
سے تیار کراتے ہین اسکی ترکیب بھی لکھ دیجیے حکیم صاحب نے جلدی سے قلم دوات لیکر لکھا کہ یہ سب
چیزین تو حفاظت سے اپنے پاس رکھو اور تولہ بھر سیاہ سنکھیا اور تولہ بھر ہرتال طبقی اور چھ ماشے کف
دریا سیاہ اور چار عدد موسے ذہن شیر یہ سب پیس کر ایک جام تیار کرلاؤ ہینگا تو روانہ ہوا اور ایک گوشہ مین جاکر
یہ چیزین بجائے مین دفن کردین اور تبریہ حسب ہدایت حکیم صاحب تیار کرکے سامنے لے آئے اسوقت تک
بڑھیا بیہوش تھی جب ہوش آیا تو حکیم صاحب کو دیکھا افغان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب نے آپکے
لیے نسخہ تیار کرایا ہے عبرت سراے جادو نے کہا کہ حکیم صاحب مین آپ کا نام سنکے آئی ہون میرا علاج
ایسا کیجیے کہ مین بہت جلد اچھی ہوجاؤن حکیم صاحب نے کہا کہ مین ایک تبریہ دیتا ہون اسمین صحت
ہوجاتی ہے دوسری تبریہ کی ضرورت ہی نہین رہتی اگر آپ کے علاج مین دیر کرونگا تو مجھے بھی
اپنی جان کا خطرہ ہے وہ عیار حضرات بلا کا آدمی ہے یہ سنکے عبرت سراے جادو نے کہا کہ کیا حقیقت
ہے اسکی ایک سحر مین تمام لشکر کو مع حضرات غارت اور برباد کردونگی اور اسم اعظم بھی حمزہ کا بند
کردونگی دیکھون تو وہ میرا کیا کرلیتا ہے مگر مجبور ہون کہ ہڈیان بخار سے جل جاتی ہین اگر مجھے خلخال کے
مرنے کی اطلاع ہوتی تو یہ بڑھکا اپنا ابر بھیجتا تھا اس ابر کو اسنے بارہ برس کے ریاض مین تیار کیا ہے
صفت اسکی یہ ہے کہ جسپر ابر کو گرا دیا اگرچہ ہم ہالک لشکر ہے تو ایک متنفس بھی بچ نہین سکتا حضرات
دل مین ڈرا کہ اس مکارہ کا جلدی خاتمہ کرنا چاہیے یہ بڑی بلا معلوم ہوتی ہے مگر اس سے حجت تمام
کرلینا چاہیے کہ حمزہ کے عتاب کا بھی خوف جاتا رہے پس حکیم صاحب نے کہا کہ اے ملکہ مین
خداپرستون سے زیادہ اس وجہ سے ڈرتا ہون کہ انکے فریب مین لوگ جلدی پھنس جاتے ہین
ابھی کل کی بات ہے کہ شیر رنگ سحر ساز جادو آئے تھے انکے ساتھ انکا ہیر بھائی تھا کہ جسکا اسم
اعظم بند کرنے وہان کچھ ایسی پٹی پڑھا دی گئی کہ وہ اپنے بھائی کا دشمن ہوگیا اور مقابلہ ہوا
آخر شیر رنگ سحر ساز ہاتھ سے رضوان سحر باز کے مارا گیا تو اگر آپ بھی خداپرستون کے فریب
مین آگئین تو انکا اچھا کرنا اپنی زندگی سے دشمنی کرنا ہے یہ سنکے عبرت سراے جادو نے کہا
کہ اے حکیم تونے ایسی بات کہی ہے کہ اگر تو معزز شخص نہوتا تو بُری طرح پیش آتی مین خداوندگار ہوکر
مین کس خدا کو سجدہ کرونگی مسلمانون کے تو لہو کی پیاسی ہون اچھی ہوئی اور مین نے ایک سحر
مین سبکو غارت کردیا حکیم صاحب نے کہا کہ یون سب ایسی ہی باتین کرتے ہین اور جب
پھنس جاتے ہین مسلمانون کے قابو مین آجاتے ہین تو پھر جان بچانے کے لیے مسلمان ہوجاتے ہین
لیکن آپکی جانب سے مجھے خود بھی امید ہے کہ جب ملکہ خلخال جادو نے اطاعت نہ کی تو آپ
کب ماننے والی ہین اتنے مین ہینگا خدمتگار جام تیار کرکے لایا سخنگان کہنے لگا کہ ایسا نہو یہ آج ہی
زہر پلاکے خاتمہ کردے جیسے ہی حکیم صاحب نے جام ہاتھ مین لیا اور ملکہ عبرت سراے
جادو سے کہا کہ لیجیے یہ ایک جام کافی ہے یا اس سرے یا اُس سرے سخنگان نے کہا کہ
اِسی سرے ہونا چاہیے اُس سرے نہین عبرت سراے جادو نے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا
تھا کہ سخنگان نے کہا کہ حکیم صاحب ملکہ کا مزاج نشکی ہے ذرا سی دوا آپ بھی پی لیجیے پھر ملکہ کو دیجیے حضرات
نے دل مین کہا کہ یہ اس حرامزادے نے بڑی رخنہ اندازی کی مگر فوراً جواب دیا کہ اسوقت
پہلے ملکہ کو مین مقدار سے زیادہ بندرتا اب مقدار کم ہوجائیگی تو دوا فائدہ کے بدلے نقصان

کے ساتھ کون گیا امین سخنگان بھی آرہا ہوا تھا اسنے کہا کہ وہ مرشد کا کام تھا یا انکے چیلے کا کام تھا سب اچھے
اور آگے بڑھے تو میاں کلو آئی صورت سے ملے کلو سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوگیا تھا تو سید کلو نے اپنی حالت
بیان کی کہ مرد ہے نے پہلے تو کہا کہ تم تنہا جاتے ہو پھر ایک پان کھلایا کہ تمہیں دور جانا ہے تم خشک
ہو جاؤگے پان کھاتے ہی بیہوش ہوگیا مجھے نہیں معلوم کہ پھر کیا ہوا غرضکہ سب واپس آئے اور سارا ماجرا
ساریق نے بیان کیا ساریق کے ہوش اڑ گئے لیکن اسنے خاموشی اختیار کی اور انتظار میں
افغان جادو کے تھا اب یہاں سے حال خواجہ خضران کا سنئے کہ یہ جو وحشت مار کرکے پھرے
تو بارگاہ سلیمانی میں آئے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے تعریف کرنے کے بعد فرمایا کہ
خواجہ مجھے ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ افغان جادو ابر سحر لینے کو گیا ہے اور وہ ابر ایسی چیز ہے
کہ توڑ اسکا نہیں ہے ایسا نہو کہ لشکر تباہ ہوجائے خواجہ نے کہا کہ میں نے تو آج ہی خاتمہ کر دیا
ہوتا لیکن ابھی قضا ان حرامزادوں کی نہیں آئی ہے آپ نے تو دیکھئے اگر ابر کو ساریق ہی کے
لشکر پر نہ گرا دیا تو کچھ کام نہ کیا صاحبقران خاموش ہو رہے اب خواجہ اپنے خیمہ میں آئے یہاں
قران تا لعث سب مال و اسباب لیے بیٹھے تھے جسوقت خواجہ پہنچے قران نے پہلے تو
نذر ہاتھ میں دی اسکے بعد سب چیزوں کا جائزہ دیا خضران بہت خوش ہوئے اور کچھ مال
قران کو دینے لگے قران نے انکار کیا اور عرض کی مجھے آپ کی دعا سے مال کی خواہش نہیں
جنس کا فراخ میرے لیے کافی ہے میں خدا کی خوشنودی چاہتا ہوں خضران نے پشت پر ہاتھ
مارا اور کہا کہ اسی نیت سے تمکو خدا نے سرفراز کیا ہے

لیکن اب دو کلمہ داستان افغان جادو کے بیان سنئے جاتے ہیں

کہ یہاں سے نحوست کی حالت میں کوہ سیاہ پر پہنچا جہاں اسکا ساختہ ابر موجود تھا اب اسنے جھولی
سے موم نکالا اور اسکا ایک چھوٹا سا جانور شکل کے برابر بنایا اور بائیں ران میں نشتر دیکر
خون اپنا نکالکر جانور کو خون سے رنگین کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کردیا وہ ہانش کے مارے
جانور جھکا بس افغان جادو نے جانور کو طرف ابر کے اچھال دیا وہ اڑ کر بلند ہوا اور قریب
ابر کے پہونچکر اسنے گرد ابر کے چکر لگایا اور ایک مقام پر آکر گوشہ ابر کو چونچ سے مضبوط پکڑ لیا اور کہا
کہ کیا حکم ہوتا ہے افغان جادو نے کہا کہ میرے ساتھ اس ابر کو لے چل یہ کہکر گاؤ سحر پر سوار آگے
آگے تو آپ چلا اور پیچھے پیچھے وہ جانور ابر کو کھینچے ہوئے ساتھ ہوا اس تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے
کہ دامن ابر سے فرانے کی صدا اسے آتی ہے لیکن بیان حال خواجہ خضران کا سنیے کہ بیٹھے بیٹھے اپنے
مقام سے اٹھے اور خیال کیا کہ وہ ملعون یعنے افغان جادو قسم کھا کے گیا ہے کہ جاتا ہوں
اور ابر سحر کو لاتا ہوں ایک ہی روز میں ابر گراکر کل خدا پرستوں کا خاتمہ کر دونگا ایسا نہو کہ وہ
آتے ہی حملہ کر بیٹھے تو پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی یہ سوچکر بارگاہ سے نکلے اور صحرا کی طرف
روانہ ہوئے جب جنگل میں پہونچ گئے اور ادھر ادھر کسیکو نہ دیکھا تو جلدی سے منڈاسا نکال
کے پہنا اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی ساریق کی بنائی اور منڈھی میں [illegible]
منڈھی کو اشارہ کیا منڈھی اڑتی ہوئی چلی کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا سامنے سے
افغان جادو آگے آگے چلا آتا ہے اور پشت پر آگے ابر عجیب ہے ابر سے صدا میں ہیبتناک

چلی آتی ہیں اُدھر افغان جادو نے جو ساریق کو دیکھا حیران ہوا لیکن تعجب شان و شوکت سے
تخت ہم اُڑتا چلا آتا ہے اسنے آتے کے ساتھ ہی آواز دی کہ آپ کہاں جاتے ہیں چلیے میں آپکے
دشمنوں کا خاتمہ کردوں ساریق نقلی نے جواب دیا کہ اے بندہ بد اعتقاد مجھے تیری امداد کی ضرورت
نہیں ہے میں جسوقت چاہوں ان بندگان برخلاف کو تباہ و برباد کردوں مجھے خود انکی تباہی منظور نہیں ہے
تو اپنے سحر کو رہنے دے یہ سُنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہا کہ اگر آپ کو یہ منظور نہ تھا تو چاہیے تھا
اسیطرح مجھے روکا ہوتا اور میں آپ کی حقیقت سے خوب آگاہ ہوں مجھ سے خداوندی نہ بگھاریے
اس وقت اگر ان خدا پرستوں پر رعایت کیجیے گا تو آئندہ سر پر ہاتھ دھر کے روئیے گا جس طرح
آپکے بڑے بھائی تھا کا انجام خراب ہوا وہی حالت آپکی بھی ہوگی بس یہ سنتے ہی ساریق
نے کہا کہ اے بیہودہ بے عقل تو اپنے خداوند سے بالکل بد اعتقاد ہے اور جانتا ہے کہ یہ بنا ہوا خداوند
ہے وہ اچھا ابر مجھ پر گرا دے دیکھوں تو تیرا ابر کیا کرتا ہے افغان جادو ہنسا اور کہا کہ اس وقت
آپ کیا کر رہے ہیں یہ وہ چیز ہے کہ خود سامری و جمشید جو موجد اسکے تھے وہ بھی اس سحر کو رد
نہ کرسکتے ساریق نے کہا کہ کوئی اور ہی سحر کرکے آزمائش کرلے تجھے معلوم تو ہو کہ میں تیرا
کیسا خداوند ہوں یہ سُنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہ اسکی شامتیں آئیں ہیں بس غصہ میں جھولی
میں ہاتھ ڈالا اور اک گولہ فولادی اٹھا کر کھینچ مارا گولہ جو آکے منہ ہی پر پڑتا ہے چھینکا ہوکے گرپڑا اُتنا
افغان جادو کے ہوش اُڑ گئے اور ساریق نقلی نے بیرہ کیا کہ کیوں اے بیہودہ میں وہی خداوند
ہوں افغان جادو نے گردن جھکالی اور پکارا کہ بیشک میں نے ایسا نہ جانا تھا لیکن اس ابر
کو میں اپنی جگہ سے بنا کے لایا ہوں اب اسے پلٹا نہیں سکتا اور آپ حریف پر گرانے کو
منع کرتے ہیں پھر کیا کیا جائے ساریق نقلی نے کہا تو مجھ پر گرا دے افغان جادو نے کہا
کہ میری بارہ برس کی محنت مفت برباد ہوگی اگر آپ اس ابر سے بچ گئے اور سحر بیکار گیا
تو مجھے کیا حاصل ہے ساریق نے اُدھر اُدھر دیکھا قضائے کار رواقف ماست روزگار دیکھیے
کہ اس طرف سے ہیوط لشکرکش سوار پہلوان دولا کہ سوار دیدل کی جمعیت سے واسطے مدد
ساریق کے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا اور نشان وغیرہ سے سمجھا کہ یہ لشکر کفار ہے بس افغان جادو
سے کہا کہ یہ بھی لشکر حریف ہے تو اس لشکر پر ابر کو گرا دے افغان جادو منتظر رہا تھا کہ ابر سے
برزمین کرنے کے تجربے کا موقعہ آئی ہیں ایسا نہ ہو میرا سحر بھی پر پلٹ پڑے کو روکنا اسکا دشوار ہے
بس اسنے اشارہ پاتے ہی اک گولہ فولادی نکالا اور اسکو اپنے خون پیشانی سے رنگین کرکے
اور یا سامری کہکے جو اس لشکر پر کھینچ مارا تو ساتھ ہی گرد کے وہ جانور جو ابر کو جھرمٹ میں دابے
چلا آتا تھا لشکر کی طرف چلا جس طرح شاہین گنجشک پر آتا ہے بس لشکر قریب لشکر پہنچ کے
پھٹا اور ہزار ہا شرارے پیدا ہوے تمام ابر میں آگ لگ گئی اور کل ابر اک شعلہ ہوکر جو
گرتا ہے دولا کے جوانوں کو مع ہیوط لشکرکش بیس سوار جلکے خاک کردیا چونکہ یہ قریب
پہنچ چکا تھا اور استقبال کو آسکے گوزن گاؤ سوار پانچ ہزار سوار سے آیا تھا یہ بھی جلکر کباب
ہوا لشکر کا بون نے جو یہ معرکہ دیکھا تو جانب تبطول روانہ ہوے اور ساریق کو اطلاع دی بیان
ساریق نقلی یعنی خواجہ حضرات نے جب یہ ہاتھ ڈالا اور افغان جادو سے کہا کہ یہ
گل ہمسفر ہے اپنے پاس رکھو اگر سوگھ لو گے تو کسی عیار مکار کے فریب میں نہ پھنسوگے

بیہوشی زندگی میں تیر تاثیر نکر گئی یہ سنکے افغان جادو خوش ہوا اور وہ پھول لیکے سونگھا سونگھتے ہی چھینک
مارکے جھوما یہاں خواجہ خضران جست کرکے آئے دوسرے ہاتھ سے کمندار کے منڈھی کو داخل
زمین کر دیا اور آپ افغان جادو کے سینے پر سوار ہو کے خنجر کمر سے کھینچ لیا اور چاہا کہ اسے ذبح کر ڈالیں
قضائے کار و اتفاقات روزگار چونکہ ابھی قضا اسکی نہ تھی عقب میں افغان جادو کے محیط جادو کا چیلی
تھی یہاں جو پہونچی تو عجب معرکہ دیکھا کہ نیچے افغان جادو اور پر ساریق زمین کی طرف چلے جاتے ہیں
ساریق کے ہاتھ میں خنجر ہے ذبح کیا چاہتا ہے بس محیط جادو زمین پر نیچے جھپٹ پڑی اور افغان جادو کو لیکر
اڑی ہوئی آپنے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے جسوقت پاؤں زمین سے آشنا ہوئے
تو گلیم کی برکت سے چوٹ کھانے سے محفوظ رہے وہاں سے بھاگے ہوئے خدمت میں امیر با توقیر
کے آئے اور چھپکے ہوئے بیٹھ رہے اتنے میں ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ افغان جادو جو ابر سحر
لیکر آیا تھا اسنے ہبوط کر کے دن سوار کے لشکر کو پھونک دیا اسکا سبب نہ معلوم ہوا کہ ساریق کے
مددگار کو اسی کے مددگار نے کیوں جلا دیا وہاں ہرکاروں نے جاکر ساریق کو اطلاع کی کہ افغان جادو
نے ہبوط کر کے دن سوار کو مع لشکر جلا دیا اور گرز دن گاو سوار جو میں چار سو آدمیوں سے واسطے استقبال
کے گیا تھا وہ بھی جلکر خاک ہوا ساریق نے کہا کہ یہ کیا ہوا میں نے تو یہ تدبیر نہ کی تھی سنگکان نے کہا
کہ یہ ہمارے مرشد نے تدبیر کی ہوگی آپکی بدتدبیری تو آپ ہی پر پلٹ پڑتی ہے اتنے میں محیط جادو
افغان جادو کو لیے ہوئے پہونچی اور یہاں بھی ساریق کو دیکھا کہا کہ اے عجب طرح کی خداوند
شرم کی یہ جہاں جو نشان دکھاتے ہیں اور یہاں سے الگ ہٹ کے زور دکھاتے ہیں یہ کس خطا کرے
افغان جادو کی قتل کی فکر میں تھے ساریق نے کہا کہ تجھکو قسم ہے اپنی خداوندی کی جو میں جھوٹ کہوں
میں ہرگز افغان جادو کو قتل نہیں کر رہا تھا اسے ہوشیار کر رہا تھا میں تو نہ اسپر کہا کہ
گفتار جسوقت افغان جادو کو ہوشیار کیا تو اسنے ساریق کو سجدہ کیا اور کہا کہ بیشک خداوند
جو چاہے سو کر سکتا ہے یہ نہیں معلوم تیری کیا مصلحت ہے جو تو نے ان بندگان گردن کش کو سر
چڑھا رکھا ہے اس کلمہ پر افغان جادو کے ساریق بھی حیران تھا لیکن دل میں خوش تھا کہ اسنے
مجھے سجدہ تو کیا یہ وہی ہے جو کہتا تھا کہ میری بہن نے اسکو خداوند بنا رکھا ہے ورنہ اسکی حقیقت کیا ہے
اگر چاہوں تو میں آپ ایسے دو سو خداوند بنا دوں لیکن محیط جادو نے کہا کہ اے افغان جادو
اگر میں نہ پہنچتی تو خداوند نے تجھے قتل کر ڈالا ہوتا یہ تو خنجر کھینچے ہوئے تیری چھاتی پر سوار
تھے اور تجھے قتل ہی کیا چاہتے تھے یہ باتیں سنکے سنگکان سمجھ گیا کہ سوا مرشد کے یہ دوسرے کا
علم نہیں ہے بس آپ اسنے جل کے ملکہ عبرت سرائے جادو کو بلا بھیجا جسوقت عبرت سرائے جادو
کو بیکرنگ اسلئے تو ساری کیفیت عبرت سرائے جادو کے سامنے بیان ہوئی عبرت سرائے
نے کہا کہ میں ابھی بتلائے دیتی ہوں بھلا ساریق میں یہ مادہ کہاں یہ ایک اسم سحر سے تو آگاہ نہیں
ہے اسکے علاوہ کون ایسا ہوگا کہ اسنے لشکر کو آپ جلوا دے اور لشکر حریف کو بچائے یہ کسی
حریف دغا باز کا کام تھا بس اسنے رمل کی شکل دی تو ایک پیرزادہ پیدا ہوئی اس سے پوچھا کہ جس
ساریق نے افغان جادو کا ولہ بدلا وہ کون تھا بتا پیرزادے نے کہا کہ وہ عمرو ثالث عیار تھا
جسے خواجہ خضران کہتے ہیں بس یہ راز فاش ہوتے ہی افغان جادو کے ہوش اڑ گئے اسنے
کہا کہ ایک بار مجھے زہر پلا کر والد صاحب کے مار ڈالنے کا قصد کیا نہ یہ ایسے ہوشیار ہوگئیں

شراب کے جام زہر سے بجھتیں دو بار امیر حمزہ شاد یا واقع میں یہ عیار بلا سے بچ اس سے خوف کرنا چاہیے
یہ کہکر اسنے محیط جادو سے کہا کہ تم تو خداوند کے پاس رہو اور میں والا صاحبہ کو لیکر اک مکان طلسمی
میں قیام کرتا ہوں کہ وہاں کوئی نہ آ سکے اور اب تم تو مٹ چکا اس مقابلہ بھی نہ رہا اب بد قسمتی اہل اسلام
کو گرفتار کرتا ہوں جسدن دونا عیار ملگیا اسی دن سبکو قتل کر ڈالونگا مجکو سوا اسکے کسیکا خوف نہیں
ہے یہ کہکر عبرت سحر سے جادو کو لیکر جانب صحرا روانہ ہوا صرف ایک بڑھیا کو اپنی ماں کی خدمت
کے واسطے ساتھ لے لیا باقی کل لشکر کو مع محیط جادو سپاہ لشکر میں چھوڑ کر جانب صحرا روانہ ہوا
جس وقت صحرا میں پہونچا تو اسنے نیلا پیلا زرد و زنگاری سوت لیکر اسمین گرہیں دیں اور کچھ پڑھکر زمین
میں گاڑ کر انپر وہ سوت لپیٹ دیا اسیوقت اک مکان نفیس و مختصر بنکے تیار ہو گیا بعد اسکے سحر کرکے
اس مکان کو بھی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا کہ اگر کوئی اس طرف آ بھی جائے تو مکان کا پتہ نہ پائے
صرف ایک عورت کاروبار ضروری کے واسطے ساتھ تھی اور عبرت سحر نے جادو کے بخار میں کسی طرح
تخفیف نہوئی تھی جب رات ہوئی تو اسنے کچھ بجلے جوکے تیار کرکے اپنے ساتھ لیے اور آ کر لشکر اسلام
پر شبخون مارا لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا لشکر میں غوغا ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہے ہر طرف سے جو
چونکے آپس ہی میں لڑنے لگے صدائے تکبیر و نعرے بلند ہوئی تھی اہل اسلام کو قتل کر رہے تھے اور انپر
کسیکا حربہ کارگر نہیں ہوتا تھا یہ آپس میں لڑکے قتل ہوئے اور تلواروں کے ہاتھ سے مارے گئے جب زیادہ
غوغا ہوا تو افسر لشکر طلمو ہی لنڈ ہور اپنے خیمہ سے نکلے اور گرز پکڑ کے چلے غل کیا کہ یہ کس کمبخت
نے میرے لشکر پر شبخون مارا ہے پس دیکھا افغان جادو نے کہ سردار لشکر بھی آ پہنچے سحر کر کے
طلمو کو اٹھا لیگیا باقی لشکر میں تمام رات تلوار چلا کی جب صبح ہوئی تو آپس میں ایک دوسرے کو پہچانا
عالم ہوئے حریف کا پتا بھی نہ پایا نہ لشکر حریف کا کوئی کشتہ ملا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہو گزرا
اپنوں میں کوئی لاش حریف کی نہیں ملی آخر تمام رات کی سرگذشت پیش صاحبقران عالی شان
بیان کی صاحبقران کو طلمو کے گم ہونے کا نہایت صدمہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ لوگوں کو تلاش میں طلمو کے بھیجے ایسا نہو وہ تعاقب میں حریف کے چلے گئے ہوں لیکن خضر الیاس
سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ افغان جادو کا فعل ہے یہی تلاش میں نکلے دن بخیر خرابہ ہے کوئی پتہ
نہ ملا جب رات ہوئی تو پھر افغان جادو نے آ کر لشکر سہراب بن رستم پر چھاپا مارا اور سہراب
کو بھی گرفتار کرکے لیگیا یہاں اسی طرح لشکر سہراب کے لوگ آپس میں مصروف جنگ وجدال رہے
جب صبح ہوئی تو انکو بھی مثل لشکر طلمو کے پریشانی و پشیمانی حاصل ہوئی اسلیے کہ جتنے کشتے تھے سب
اپنے ہی لشکر کے تھے فوج حریف کا ایک کشتہ بھی نہ پایا تھا بہت حیران ہوے اور روتے پیٹتے خدمت
بادشاہ لشکر اسلام میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا اسکو بادشاہ اسلام کو بھی تردد ہوا کہ یہ کیسا
معرکہ ہے نہ تو طلمو کا پتا ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کون شبخون مارتا ہے آج شاہزادہ سہراب بھی
غائب ہوگئے ادھر سارق کو یہ خبریں پہونچیں اسے نہایت خوشی ہوئی تختگان نے کہا
یا خداوند محیط جادو آپکے لشکر میں موجود ہی ہے اس سے کہیے کہ جاکر افغان جادو سے کہے کہ
کہ جس سردار کو گرفتار کرنا آئے زندہ نہ چھوڑنا سارق نے اسی وقت محیط جادو کو بلا کر اس سے
کہا کہ ہماری طرف سے افغان جادو سے کہہ دو کہ اگر کسی دشمن کو اہل اسلام زندہ نہ رکھنا اسلیے کہ شاید
ہماری قسمت پلٹ جائے اور ہم انھیں رہا کر دیں تو تمہیں بھی افسوس رہ جائیگا کہ کاش قتل ہی

کرڈالے محیط جادو یہ پیام ساریق کا لیکر پاس افغان جادو کے آئی اور کہا کہ خداوند ایسا کچھ حکم
دیتے ہیں افغان جادو نے کہا کہ میں تو جبتک اس ناہنجار کو گرفتار نکرونگا اُس وقت تک ایک کو
بھی قتل نکرونگا یہیں ساریق دخل دے اپنے طلسم اور سہراب کو ایک ہی مقام پر قید کیا اور آپ
رات کو آکر لشکر وحید الملک پر گرا اور سبکو قتل کرنا شروع کیا لشکر میں غوغا ہوا لوگ دوڑے چنانچہ
شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ بھائی میرا ہر نہیں اور لشکر اسکا تباہ ہوا جاتا ہی وہ آئیگا تو کیا کہے گا کہ
بھائی صاحب موجود تھے اور ہمارا لشکر تباہ ہوگیا یہ خیال کرکے وہ اپنے خیمہ سے مسلح ہوکر نکلے کہ آج
اس قزاق کو بے مارے نچھوڑونگا کہ اسنے قیامت بپا کر رکھی ہی یہ سوچکر یہ اپنے خیمہ سے چلے ہی تھے
کہ پنجہ گرا اور انکو بھی لیگیا افغان جادو تو انکو لیکر اپنے مسکن کی طرف آیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو
زندان میں بھیجکر آپ محو خواب مرگ ہوا یہاں صبح تک تلوار چلا کی ہزارہا فانیان و بیدار مارے گئے
صبح کو جب بادشاہ لشکر اسلام کو شہنشاہ گوہر کلاہ کے گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو انھوں نے پوچھا
کہ آج گشت کون پھر رہا تھا لوگوں نے بیان کیا کہ معدول بن عدیل گشت پھر رہے تھے فرمایا
بلاؤ جسوقت معدول بن عدیل سامنے آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھارا پہرا تھا تمھیں معلوم ہوا
ہوگا کہ حریف کس طرف سے آتا ہی اور شبخون مارکر کدھر نکل جاتا ہی انھوں نے قسم کھاکے عرض
کی کہ حضور اگر وہ لوگ جو شبخون مارتے ہیں آسمان سے آتے ہوں یا زمین میں سے پیدا ہو جاتے ہوں
تو مجبوری ہی ورنہ کیا تاب ہی کہ پرندہ پر بھی مار سکے میں نے نہ حریف کو کسی طرف سے آتے دیکھا
نہ جاتے ہوئے دشمن معلوم ہوا اسلئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آج پہرہ قبیل بن مقبول بن مقبل
مغادبر کا ہو یہ جس طرف سے حریف کو آتے ہوئے دیکھیں بے تامل تیر باران کریں قبیل بن مقبل
حسب الحکم بادشاہ اپنے بارہ ہزار تیر اندازوں کو لیکر گشت پھرنے لگے وہاں سے حسب عادت
افغان جادو بلیان سحر کی فوج لیکر آتا [illegible] ہوئے تاکہ کسیکو محسوس بھی نہوا اور آتے ہی اسنے لشکر
ملک بن مالک پر شبخون مارا ملوک گھبرائے نیزہ بکف اپنے خیمہ سے باہر نکل آئے یہ تو تاک ہی
میں لگا تھا پنجہ کے گرا اور انکو بھی لیگیا ساتھ ہی اسکے قبیل بن مقبول کو بھی لیگیا آج بھی ایک کشتہ تک
حریف کا نہ ملا جو لشکر اسلام میں تلاطم مچ گیا اور بادشاہ اسلام نے خضران کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ
اب تم بہت راحت طلب ہوگئے ہو یہاں لشکر تباہ ہوا جاتا ہی تمام ہیلا نے جدا ہوئے جاتے ہیں اور
تم سے کچھ نہیں ہوسکتا خضران نے عرض کی کہ میں روز فکر کرتا ہوں مگر مجھے کہیں پتہ شبخون مارنے والے
کا نہیں ملتا صاحبقران نے فرمایا کہ بڑا جاہ ہی خبر ہی اس سے تو اب تم خانہ کعبہ چلے جاؤ تو بہتر
ہی یہ کلمہ خضران کو ناگوار گذرا اور قصد کیا کہ واقع میں میرا چلے جانا ہی بہتر ہی پھر یہ سوچے کہ اگر
اس وقت میں ساتھ چھوڑا تو زندگی بھر کے واسطے بدنامی ہی یہ سوچتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور
اپنے خیمہ میں چلے آئے لیکن حال قران ثالث کا سنتے کہ انھوں نے صورت اپنی نہیں تبدیل کی
اور بہیئت اصلی پئے تجسس میں افغان جادو کی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے تمام صحرا چھان مارا
لیکن کہیں کچھ پتہ نہ ملا کہ دیکھا ایک جانب سے ایک مالن چلی آتی ہی ڈالی پھولوں کی ہاتھ پر لیے
ہوئے ہی اور اس طرح مٹکتی چلی آتی ہی کہ بیساختہ قران متوجہ ہوگئے اور پکارے کہ جانجہان
کہاں چلیں یہ سنکے وہ مسکرائی اور بولی کہ موئے اپنی شکل تو آئینہ میں دیکھ قران نے کہا کہ اچھا
شکل کیا کروں دیکھ کے اچھو تیری شکل دیکھتا ہوں یہ کہکر دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا کہ جاتی کہاں ہو

مالن نے کہا کہ کیا تیرے یہاں یہی ہوتی چلی آئی ہے کہ بہو وں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں یہ سنکے قران کو غصہ
آیا کہا کہ تو بالکل بازاری عورت معلوم ہوتی ہے مالن نے کہا کیہ ادھ غیرت کی بات ہے کہ آپ مجھکو تو بازاری
کہتا ہے قران نے تھپڑ مارنے کا قصد کیا تھا کہ مالن ہنسی اور کہا کہ دھڑے میں ہوں برق فرنگی قران نہایت
شرمندہ ہوئے اور کہا کہ واقعی میں عورت کی عیاری کا جامہ تیرے ہی واسطے خلق ہوا واللہ ہے کہ میں نے
مطلق نہیں پہچانا برق نے کہا کہ آپ ادھر کہاں آ نکلے قران نے کہا کہ خاصہ تو خفا ہو گئے چلے گئے
اور لشکر پر تباہی پڑی ہوئی ہے برق نے کہا کہ میں بھی دشمن ہی کی تلاش میں نکلا تھا یہ دونوں تو کھڑے
باتیں کر رہے تھے ادھر افغان جادو کا یہی مشغلہ تھا کہ دن بھر اس مکان محفوظ میں بیٹھا رہتا اور رات کو نکلکر انسان
مارتا آج قضا کے کار و اتفاقات روزگار افغان جادو کو وحشت نے گھیرا اور بیٹھے بیٹھے اسکا جی
گھبرایا یہ اپنے مکان سے نکلکر صحرا میں آیا کہ کوئی جنگلی آدمی ملے تو اسے خورش کے لیے لے چلوں
کہ کچھ کام ہی نکلے ہاتھ پاؤں خود بانے لگا جس وقت جھونک مار کے آتا ہوں تو تھک جاتا ہوں جیسے ہی
صحرا میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک نازنین اک حبشی سے باتیں کر رہی ہے اسکو نہایت ناگوار گذرا کہ ایسی
حسین اور حبشی جیسے سے لگاوٹ کرتی ہے بس اسنے وہیں سے پنجہ کو پھینکا اور نازنین کو اٹھا لیگیا قران
پریشان ہو کے سہمے وہاں افغان جادو جو نازنین کو لیکے پہونچا تو کہا اے نازنین یہ تو کس حبشی سے
باتیں کر رہی تھی تو بڑی ذلیل طبیعت کی عورت معلوم ہوتی ہے نازنین نے کہا کہ بھلا میں اس موئے
حبشی سے کیا لگاوٹ کرتی وہ میرے باپ کے پاس آیا کرتا تھا اس سے میں اسے پہچانتی ہوں اور وہ بھی
مجھے مثل بیٹی کے سمجھتا ہے آپ اسے بلوا لیجیے یہی پوچھو ادھر افغان جادو نے کہا تو یہیں بیٹھ
میں اسے بھی تمہارے لاتا ہوں یہ کہکر آیا تو دیکھا کہ ایک اور نازنین کسی ساہوکار کی بیٹی چلی آتی ہے
حسن اسکا اس مالن کے حسن کو بھی مات کرتا ہے اسکو دیکھکر حبشی نے آواز دی کہ اری نازنین اس
صحرا کی ہوا عورتوں کے لیے ناموافق ہے ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ اک نازنین کو پنجہ لیگیا یہ سنکے اس نازنین
نے جواب دیا کہ واہ بیٹا سعادتمند ہو کہ ماں کو آگاہ کر دیا قران کو غصہ آیا کہ جو غلطی ہے یا یہیں جی کہ رہا ہے
قران نے جواب دیا کہ اماں تم تو ایسی حسین اور بیٹا ایسا حبشی نازنین نے جواب دیا کہ بیٹا میں
اسے کیا کروں جیسا باپ ویسا بیٹا میں تو امانتدار تھی رکھے پیٹ میں رکھا اور جن کے علیحدہ
کر دیا قران شرمندہ ہوئے اور اس حاضر جوابی پر یہ سمجھ گئے کہ یہی کوئی عیار ہے صورت ہر قی اشہا بازی
سمرہ ہوں شوخی استاد ہوں ادھر افغان جادو کو اس مذاق پر رشک پیدا ہوا اور سمجھے
جوڑا ہے دونوں کو اٹھا لیگیا جس وقت اپنے مکان میں پہونچا تو قران سے کہا کہ تیرے اپنی نازنین سمجھکر
مبارک اس سے تو بھی بہلا بعد اسکے تو یہ دل بہلانے کو اس سے بہتر ملتی ہے یہ کہکر برق
کو قران کے ساتھ علیحدہ حجرے میں کر دیا اور آپ دختر ساہوکار سے مصروف اختلاط ہوا نازنین
بھی خوب خوب لگاوٹ کی باتیں کرنے لگی جب اسنے اور قصد کیا تو کچھ ایسی باتوں میں الجھایا کہ
ارادہ اسکا جاتا رہا یہاں قران اور برق میں باتیں ہو رہی تھیں کہ موقع نہوں استاد جوں ہیکسی
اب ہم یہاں خالی بیٹھے کیا کریں قران نے کہا ہم سیاسی ہیں یہ کہکر اسکی جانچ پڑتال بکرلیں اور کہا
کہ اے ظالم بالکل واقعی معلوم ہوتی ہیں کیا کسی کی کاٹ کے لگی ہیں اسقدر برق دوستانہ کہ یہ
عاجز ہو گیا قران کے پاس گیا آنکھ کے برابر ایک اور حجرہ تھا قران چلا آیا یہاں عورت سحر جادو کی
بستر پر پڑی تھی اور وہ بڑھیا جو اسکی خدمت کیا کرتی تھی پیشاب کرنے گئی ہوئی تھی

برق پالاش قریب جاکے رومال جھلنے لگا بڑھیا کی ناک میں خوشبو جو گئی تو آنکھ کھول دی دیکھا کہ ایک
نازنین کھڑی رومال ہلا رہی ہے رومال کی ہوا سے ایسی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے کہ دماغ کو فرحت
ملتی ہے ترش مین ہوتی ہے عبرت سرا سے جادو نے کہا کہ بیٹی تو کون ہے برق نے جواب دیا کہ میں
قوم پری زاد سے ہوں مجھے ایک ساحر لے آیا ہے کہتا ہے کہ میری خدمت بجا لاؤ میں قبول نہیں کرتی وہ اول
ایک کونے آیا مجھے آپکی خدمت پر مقرر کیا مجھے یہ خدمت آپ کی خدمت سے بہتر معلوم ہوتی ہے عبرت سرا
جادو نے کہا کہ میں راضی ہوں تو مجھے اپنی بہو بناؤنگی اور اپنی نازنین کو تیری خدمت پر مامور کرونگی
برق نے کہا کہ میں اسکی خدمت سے باز آئی وہ مجھے زہر دیدیگی آپ سونا لے کی جن میں کیا لذت
ہوگی ایسا باتوں میں لگایا اور بیہوشی آلودہ رومال ہلایا کہ عبرت سرا سے جادو بیہوش ہوگئی برق
نے جلدی سے زبان کھینچکر تالو سے سوزن کردیا اور پشتارہ باندھ کے سامنے قران کے لاکر ڈال دیا اور
کہا کہ جبتک آپ اس شخص سے بچے ہیں اور فکر کرتا ہوں قران نے کہا کہ یہ کون ہے برق نے
کہا وہی کلاتہ عبرت سرا سے جادو پھر وہاں سے اسی حجرہ میں پلٹ آیا اور عبرت سرا سے جادو کی
کی صورت بنکر اسی کی مسہری پر لیٹ رہا لیکن اب حال محیط جادو کا سنیے کہ دو روز میں گذر گیں اور
شبخون کا شور نہیں سنا ایک دن تو یہ سمجھی کہ کئی شبخون مارے افغان جادو تعاقب کے پڑ رہا
ہے یقین ہے کہ کل پھر شبخون مارے گا جب دوسری رات بھی خالی گئی اور وقت شبخون کا گذر گیا تو
محیط جادو پریشان ہوئی اور سختگان کو بھی تردد ہوا یہ ایک ہی حرامزادہ ہے محیط جادو سے کہا تم
افغان جادو کی کون ہو محیط جادو نے کہا کہ اس سے تمہیں کیا کام ہے سختگان نے کہا کہ جب
وال ہین کالا معلوم ہوتا ہے محیط جادو بگڑنے لگی کہ تمنے مجھے کیا سمجھا ہے سختگان نے کہا کہ دو دن سے
شبخون کی صدا نہیں سنی ہے ذرا افغان جادو کی خبر لو کہ آخر کیا گذری میں اسی واسطے تم سے پوچھ رہا
کہ اگر کوئی محبت کا رشتہ ہو تو اسے تمام کرو محیط جادو نے اسیوقت ایک تیلی جھولی سے نکالی
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اسپر پھونکا تیلی نے بھر بھری لی اور بولی کہ کیسے کیا حکم ہے محیط جادو نے
کہا کہ افغان جادو کس حال میں ہے کہ شبخون نہیں مارتا تیلی ہنسی اور کہا کہ عیاروں کے جال میں پھنسا ہوا
ہے خضران عیار اسے قتل کیا چاہتا ہے بس یہ سنتے ہی محیط جادو بیتاب ہوکے روانہ ہوئی
اور اس مکان پوشیدہ میں پہونچکر کیا دیکھتی ہے کہ ہاتھ میں خضران کے جام ہے اور افغان جادو
جام لیکر پیا چاہتا ہے محیط جادو نے آواز دی کہ ارے کیا کرتا ہے خبردار اسکے ہاتھ سے جام نہ پینا
ورنہ انجام اچھا ہوگا یہ نابکار عیار خضران ہے جسکے خوف سے زمانہ چھپا تھا یہ ظالم یہاں بھی آ پہونچا بس
یہ سنتے ہی افغان جادو متحیر ہوکے ہٹا خضران نے جلدی سے جام بیہوشی کا منھ پر افغان جادو
کے کھینچ مارا یہ تو بیہوش ہوکے گرا لیکن محیط جادو نے دو تھپڑ مار کے خنجر کا نعرہ کیا اور میں نے پاؤں پکڑ
لیے چاہتا تھا انھوں نے کر تلم اڑا دوں مگر کام نہوا اسوقت محیط جادو نے خضران سے کہا کہ ٹھہر تو جا مرے
میں تجھکو دیکھ تو کیونکر بھاگتی ہوں یہ کہکر محیط جادو دوڑ کر جلدی سے اس جگہ سے میں آئی جہاں عبرت
سرا سے جادو بنا ہوا مسہری پر لیٹا ہوا تھا محیط جادو نے کہا کہ مزاج کیسا ہے جو اسے دیکھا کہ
ضرور کی ہوں تو بیٹھی ہوں تم اسوقت کہاں آگئیں محیط جادو نے کہا کہ یہاں بھی عیار پہونچ گئے
افغان جادو کو بیہوش کیا چاہتے تھے کہ میں پہنچ گئی مگر وہ عیار ان کو تو میں نے پکڑ لیا ہے
مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ عیار ابھی اسی مقام پر اور بھی موجود ہیں عبرت سرا سے جادو

نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس ایک ہمارے بیمار ہونے سے کیا کیا آفتیں برپا ہو رہی ہیں خدا کی شان
کہ عیار اور ہمارے مکانوں میں پہونچ جائیں اور ان چھوکریوں کے سکے کچھ نہ ہو سکے محیط جادو نے
کہا کہ یہ کنیز آپکی ہر وقت ہشیار رہتی ہے آپ گھبراتی کیوں ہیں عبرت سرا سے جادو نے کہا
مجھے بھی تمہیں لوگوں کا خیال ہے میں تو پا در رکاب ہوں چراغ کو قیام ہے اور نہ مجھے قیام نہیں اگر
یوں نہ مری عیار مار ڈالینگے محیط جادو نے کہا کہ خدا کرے آپ کی ایسی حالت نہیں کہ آپ
اس طرح کی باتیں کریں مرض آپکا مہلک نہیں اور عیاروں کی کیا مجال ہے عبرت سرا سے جادو نے
دعا دی اور کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اب تم میں سے مردے کی بو آتی ہے ذرا تم تو دیکھو کیا یہ سچ ہے
یہ کہکر ہاتھ سے پسینہ پونچھ کے محیط جادو کی ناک کے پاس بڑھا دیا محیط جادو نے جو سونگھا
سونگھتے ہی چھینک مار کے بیہوش ہو گئی بس اسکا بیہوش ہونا تھا کہ برق اپنے مقام سے
اٹھا اور آپ محیط جادو کی صورت بنکے اس مقام پر آیا جہاں افغان جادو بیہوش پڑا ہوا تھا
اور خواجہ خضران بند پڑے کھڑے تھے آتے ہی آواز دی کہ کہیں اب کیا کہتے ہو خضران نے
منت کرنا شروع کیں کہا ہم تو نہیں ہیں بیخبر قتل کیے نہ جاؤنگی اتنے میں افغان جادو ہوشیار
ہو گیا اور لکڑی سحر پکڑ کے خضران کی طرف چلا محیط جادو نے آواز دی کہ اسے کہا کہ ٹھیرو
اگر گردن مار دیا تو پھر تو پلٹ کے تمہیں ہلاک کر دے گا یہ بلا کا شخص ہے دوسرا اس تلوار کے اور کسی تلوار
سے قتل نہو گا یہ کہکر ایک تلوار مع نیام پیش کی افغان جادو نے تلوار جو نیام سے کھینچی تو دھواں
اڑا اور افغان جادو چھینک مار کر بیہوش ہوا بس اسنے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق ثانی یہ کہکر
تلوار ایسی ماری کہ سر گردن سے افغان جادو کے کٹ گیا اور وہاں سے آکر محیط جادو کو بھی قتل کیا قتل ہوتے
سے ان تینوں ساحروں کے قیامت برپا ہوئی صدائیں دلدوز کی بلند ہوئیں آتشباری و برف
باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من افغان جادو
و محیط جادو و عبرت سرا سے جادو بود حیف مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم یہ جو
مکان بنا ہوا تھا دھواں ہو کر نظروں سے غائب ہو گیا میدان نظر آنے لگا اب جو دیکھتے ہیں تو
لشکر اسلام سامنے معلوم ہوتا ہے سرداران لشکر اسلام ایک حجرے میں قید تھے دفعتہ زمین کو
زلزلہ پیدا ہوا اور مکان غائب ہو گیا ہتکڑے ہاتھ بیڑیاں ہاتھوں سے اور پاؤں سے گر کر
غائب ہو گئیں سردار حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اتنے میں عیار پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا
یہ سب سردار نہایت خوش ہوئے اور عیاران لشکر اسلام جانب لشکر روانہ ہوئے وہاں
جاسوسوں نے ساریق کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام نے جا کر عبرت سرا سے جادو اور افغان جادو
اور محیط جادو کو مار ڈالا ساریق کے ہوش چھوٹ گئے اسنے کہا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ اپنا کام اپنے
سے خوب ہوتا ہے جبتک میں خود ان بدوں کی خبر نہ لونگا اسوقت تک کچھ نہ ہوگا یہ کہکر اسنے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ یہاں نقارہ زدنی پر چوب کی اور آواز نقارہ کی گرجی یہاں کی تو یہ حالت ہے
لیکن وہاں کا حال سنیے دلیران اسلام جو مع سرداران عالی مقام بارگاہ صاحبقران میں پہونچے
نقارہ و شادیانے بجا خواجہ خضران نے بیان کیا کہ مہتر برق ثالث کے ہاتھ رہا ہم اور قرآن
دونوں بچ گئے اسی کی عیاری سے فتح نصیب ہوئی بادشاہ اسلام نے برق کو بہت بھاری
خلعت مرحمت فرمایا اور تمام سرداروں نے مع صاحبقران عالیشان رقعہ ہزار ہزار روپیہ دو دو ہزار

روپیہ کی تحریر کردے کہ جاکر خزانہ سے وصول کرو وہ تمام رقعے برق نے جیب میں رکھ لیے اور بارگاہ
سے نکلکر چلا کہ خزانچی سے روپیہ وصول کر لوں کہ راستے میں خواجہ خضران نے کہا کہ اے برق تم نے
ایسا کام کیا کہ جی چاہتا ہے تجھے گلے سے لگا لوں برق نے کہا کہ یہ سب حضور ہی کا تصدق ہے خواجہ
نے ایک اشرفی جیب سے نکالکر برق کو دی کہ یہ انعام ہم تمکو دیتے ہیں برق نے وہ اشرفی لیکر
عذر کیا کہ اسکی کیا ضرورت ہے خضران نے کہا بھئی ہم غریب جو ہیں آپ سے انکار کیجیے برق نے
اشرفی جیب میں رکھ لی ہاتھ میں کھجلی پیدا ہوئی دوسرے ہاتھ سے جو سہلایا اسمیں بھی خارش سی
سی پیدا ہوئی ہاتھ منہ کے قریب لا کے دیکھنے لگا کہ کیا ہے کچھ خوشبو سی محسوس ہوئی تو چھینک
جو نکالی سا آ گیا اتنے میں خواجہ نے جیب سے سب نوٹ اور اشرفی کی نکال لیں اور برق سے چلے
ہو نکر خزانچی سے تمام روپیہ وصول کرکے چلے یہ برق بالکل تو بیہوش نہ ہوا تھا یہ جو ہوش میں
آیا تو جیب خالی پائی حیران ہوا آکر صاحبقران سے عرض کی کہ میری جیب سے سب رقعہ جاتے
رہے حکم ہوا کہ تلاش کرو خزانچی اتفاق سے آیا ہوا تھا اسنے عرض کی کہ حضور اسکے نام سے
روپیہ تو خواجہ وصول کرکے لے گئے یہ سنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ بہت خواجہ کو
پکار کے کہیں خضران کو نہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ گئی اپنا کام اپنے کیسے خوب ہوتا ہی نہیں
خواجہ کو ڈھونڈھ کے لاؤ اتنے میں دیکھا کہ خواجہ خضران کوڑا ہاتھ میں لیے نہایت برہم خود ہی چلے
آتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کہاں تھے عرض کی کہ کیا کہوں ایسا بیوقوف کی موقت
میں پھنسا ہوا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ سچ ہے وہ بیوقوف نہ ہوتا تو تم اسکا مال کیونکر ہضم کر لیتے
خضران نے کہا یا صاحبقران اگر دوسرا یہ رقعہ وصول کرکے راہی ہو جاتا تو یہ کہاں سے پاتا میں
شہنشاہ جہاندار ہوں میرے معاملے میں آپ دخل نہ دیں یہ کہکر آپ اکیلے کرسی پر جا بیٹھ گئے اور
کہا کہ کیوں اے برق یہ بتا کہ تو نے جو یہ غفلت کی اسکی کیا سزا دی جائے برق نے کہا کہ اگر میں
غفلت کی تو اپنے ساتھ کی میں اس معاملہ میں آپکا مجرم نہیں ہوں خضران نے کہا کہ اگر اپنے
ساتھ غفلت کی تو تمہیں مطلب نہیں پھر روپیہ کا دعوے بھی نکرو اور کوئی لیجاتا تو دیدیتا برق نے
کہا کہ اور کوئی ہوتا تو میں اس سے دعوے کیوں کرتا آپ کو استاد سمجھ کے دعوی کیا یا خضران
نے کہا کہ اگر کوئی میری صورت بنکے دھوکا دیتا یہ سنکے تو برق نادم ہوئے جب ہو رہا خضران
نے کہا کہ بس اب تو قابل سزا ہی ہے یا نہیں برق نادم کھڑے رہے کچھ نہ کہہ سکا بس خواجہ
خضران نے چہارم رقم کا جرمانہ کرکے تین حصہ روپیہ برق کو دے دیا صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے
حکومت کا بھی نام روشن کر دیا ہمکو بھی تسلی اور جرم بھی ثابت کر دیا اتنے میں خبر پہونچی کہ سارق نے جلسل
جنگ بجوایا ہے امیر گیتی ستانی نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا ادھر بھی نقارہ زرنگار پر چوب
لگے اور آواز نقارہ کی گونجی ہواخواہان اسلام تیاری جنگ میں مصروف ہوئے انکو تو اشتغال
سے میں چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہاں سے چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان جنگ آور یعنی
شاہزادہ طیمور شیر روز کے بیان ہوتے ہیں۔ مخمس پر آغاز کلام +

	جنگ اسکی پوری تھی دشمن پہ ستم		آستین و جیب اماں ذکر بیان چاک تھا	

اٹھو آتا ہی نظر سارا جہان زندہ بر قبا — دم میں آپ سو تجا دیہان جسے وہ یہان زندہ بر قبا

نامہ بر اس شوخ کا کیا سر ور چالاک تھا

دہر میں یکسان کسیکو بھی خوشی رہتی نہیں — بیکسون کی بھی جہان مین بیکسی رہتی نہیں
بات جو اس وقت ہی وہ پھر کبھی رہتی نہیں — خوبرویون کی بھی حالت ایکسی رہتی نہیں

اب مسیحا اسکو دیکھا جو کبھی سفاک تھا

کام اگر مجھ اور رکھتے جز دل سے باغ مین — جی نہ لگتا بلبلون کے شور و غل سے باغ مین
بلبلون کی خوشی تھی تمام دل سے باغ مین — کیا غرض تھی بیکسون کی سیر گل سے باغ مین

تاک مین انگور کے ہر ایک زیر تاک تھا

ان زمین و آسمان کے رنگ ڈھنگ دیکھو تو سہی — اور انکا میل اور انکی جنگ دیکھو تو سہی
دیکھکر پچھتاؤ گے تم رنگ ڈھنگ دیکھو تو سہی — انقلاب دہر کے نیرنگ دیکھو تو سہی

لہلہاتا سبزہ ہی جسجا خس و خاشاک تھا

جان لینا ہی تو کر لے امتحان زندہ ہین ہم — دیکھ لو اب تک پہر جور آسمان زندہ ہین ہم
اے صنم جسوقت تک پیکر مین جان زندہ ہین ہم — شکل جسمانی کا جبتک ہے نشان زندہ ہین ہم

ملتی ہی پہر خاک مین جب خاک پھر کیا خاک تھا

جی گیا اور اسنے کھو کر رکھے ہی سینہ پہ ہاتھ — آہ لو پھر ایک تو کرا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کر دیا سینے کو پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ — جو نہ تک دل کا نہ چھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ

واہ وہ دزد حنا کیا ہاتھ کا چالاک تھا

مجھ سے ہی اب اس ستم ایجاد کی الفت کا نام — مجھ سے ہی دوست مجنون آباد کی غربت کا نام
پاک دامن سے ہی مجنون ناشاد کی وحشت کا نام — عشق شیرین سے ہوا فرہاد کی محنت کا نام

ورنہ کوہ بیستون سنگ دل ایک خاک تھا

ہوش کی دوا ای کلیم اسکو نہ کمتر مشتقی — مشتقی سکتے ہین کسکو اور کیا مشتقی
کیا کیون کر سکے اسکا وحشت کا سودا عشق — گر یہ تھا پہر دو نہ زاہد تھا نہ وہ تھا متقی

عاشق صادق تھا آصف عشق اسکا پاک تھا

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ شاہزادہ دل آور رفیق طیمور شیر پرور ہاتھ سے بہروت شمشن کے زخمی ہو کر نکل گئے ہین شاہپور شیر دل ساتھ ہی مرکب انکو لیے چلا جاتا ہی جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچکر مرکب ٹھہرا اور پھر پہری کی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا شاہپور جلدی سے قریب آیا سر زانو پر لیا زخم سر مین پٹی باندھی اتفاق سے یکہ قزاق اس طرف آ نکلے ہوئے تھے انھون نے جا کر رخجان قزاق سے اطلاع کی کہ ایک جوان نے آپ کی مدد کی تھی اور بہروت شمشن کو زخمی کیا تھا وہ زخمی ہو کر اس صحرا مین آیا ہی رفیق اسکا اسکے ساتھ ہی بس یہ سنتے ہی رخجان قزاق نے نفس اپنے ساتھ لی اور جانب صحرا روانہ ہوا یہان طیمور جیسے شہباز ہوئے تھے شاہپور شیر دل فکر مین تھا کہ مرہم کہان سے لاؤن جو انکا علاج کرون کہ اتنے مین رخجان قزاق آیا اور شاہزادہ طیمور سے عرض کی کہ گھر پر تشریف لے چلیے طیمور کو نفس مین سوار کر کے بالا سے کوہ لایا اور علاج مین مصروف ہوا انکا تو علاج ہو رہا ہی ادھر یہان

شہر حسن آباد حسین تیغ کلاہ نے حکم دیا کہ سوداگر کو زندان سے لاؤ جس وقت سوداگر حاضر ہوا تو
حسین تیغ کلاہ نے کہا کہ کیون اے بدنام تو ہمیشہ سے اس دولت کا نمکخوار تھا اسکا بدلہ یہی
تھا کہ تو اس مکار کو اپنے ساتھ لایا سوداگر نے کہا کہ مجھ سے صحرا مین ملاقات ہوئی تھی مین یہ نجانتا
تھا ورنہ اسکو کیون لاتا بادشاہ نے کہا کہ مجھ جو تیری ہی ذات سے یہ فسادات برپا ہوئے اُسکے
عوض مین تجکو سزا اسے موت دیجائیگی سوداگر نے عرض کی کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ پیشہ بزرگون کو
سزاوار ہو اور مجھے سزاوار ہوگا ورنہ مین اپنے گھر ہی سے کاہیکو نکلتا خدا اسنے کیا بے
بیٹے کو بہت کچھ دیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اجل ہی تجکو یہان کھینچ کے لائی ہے ایک وزیر جنیرا انشور
سے خار کھاتا تھا اسنے پیچھے سے بادشاہ کے کان مین کہا کہ حضور اسمین کیا وزیر کی خطا نہین ہے اگر
وہ سوداگر کو اپنے مکان مین جگہ دیتے نہ یہ فتنہ برپا ہوتا انہی کے گھر سے یہ فساد اٹھا اتنے سر
مارے گئے اور کیونکر اس بات کا یقین ہو کہ انہین کو اسکی خبر نہوگی معلوم ہوتا ہے انکی بھی سازش
اس معاملہ مین تھی یہ بات بادشاہ کے ذہن نشین ہو گئی بادشاہ نے وزیر کو بھی طلب کیا لوگ
وزیر کے بلانے کو روانہ ہوئے جسوقت وزیر حاضر دربار ہوا بادشاہ نے بغیر کچھ پوچھے وزیر
کی گرفتاری کا حکم دے دیا اسوقت جو لوگ حکیم دانشور کے اشارے پر یہ کام کرتے تھے انھون
نے آکر وزیر کو اسیر طوق و زنجیر کر لیا انقلاب ہے زمانہ کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا اب
بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ گھر وزیر کا لوٹ لیا جائے اور اہل و عیال اسکے قید ہو کر حضور مین حاضر
کیے جائین عورتون کو جو یہان ہون ملکے سر بازار کھینچے ہوئے لانا اس حکم پر اہل دربار کانپ
گئے اور سب پر اک حیرت چھا گئی کہ بادشاہون کی عنایت کا بھی کوئی اعتبار نہین عمر بھر کی
خیرخواہیان ذرا سی بات مین خاک ہو گئین لیکن یہ باتین تھا ملکہ حسینہ پرتجمال کا گھوڑا
سن رہا تھا وہان سے بچا کا ہوا خدمت مین ملکہ کے آیا اور ساری روداد بیان کی ملکہ کو خیال
ہوا کہ یہ وزیر وہ ہے جسنے مجھے گودیون مین کھلایا ہے اور اسکے بیگناہ قتل ہوتا ہے اور گھر بار لٹتا ہے اسے
کسی تدبیر سے بچانا چاہیے بس اسنے اپنے کا مہران تیز رفتار عیار سے کہا کہ وہ سردار جو ہماری جیب
خاص سے تنخواہ پاتا ہے اور سرحد ساحل کا محافظ ہے کہ نام اسکا دیلم فیل پیکر ہے اس سے جا کر کہو
کہ بہت جلد جا کر مکان وزیر کا گھیرے لیکے مال و اسباب لوٹ لے اور اہل و عیال کو وزیر کے
سوار کر کے محاصرہ مین لا کر خدمت مین ہماری حاضر کرے گا اسکی ذات سے ہماری بہت رسوائی
ہوئی ہے مہران روانہ ہوا اور دیلم فیل پیکر کو ساتھ لیکر وزیر کے مکان پر گیا مکان وزیر کا لوٹ لیا
اور عورتون بچون کو سوار کر کے ابھی کوچ نہ کیا تھا کہ لوگ بادشاہ کے بھی جو اسی ارادہ
سے چلے تھے آئے انھون نے دیلم سے کہا کہ بادشاہ نے تو ہمین حکم دیا تھا تمنے کسکے حکم سے
جا کر مکان وزیر کا لوٹا دیلم نے کہا جسکے ہم ملازم ہے یعنے دختر بادشاہ انکے حکم سے ہمنے
مکان وزیر کا لوٹا وہ لوگ یہ سنکے خاموش ہو رہے اور جا کر بادشاہ سے عرض کی کہ شاہزادی صاحب
نے ہمارے پہنچنے سے پیشتر ہی مکان تاراج کرا دیا اور اہل و عیال کو وزیر کے قید کر لیا ہے
بادشاہ نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ نہین اور کیونکر اسے جوش ہوا اسلیے کہ اسکی تو بدنامی رسوائی
ہوئی ہے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ کل صبح کو وزیر اور سوداگر دونون قتل کیے جائین یہ
وقت کو یہ زندان مین بھیج دیے گئے اور شہر مین چار بجے نے چارج دیا کہ تکرار بھی سے

باز رہنا چاہیے یہ ایسا جرم ہے کہ کل وزیر اور سوداگر دونوں قتل کیے جائینگے یہان ویلم نے وزیر کا اسباب
اور سوداگر کا مال جو کچھ لٹوایا تھا امانت لاکر خدمت مین ملکہ کی پیش کیا ملکہ نے اس مال سے معاوضہ
مین اپنے سردار کو بہت کچھ دیا اور وہ مال امانت رکھوا دیا اور وزیر کے اہل وعیال کو حفاظت کے
ساتھ اک مکان مین رہنے کو جگہ دی اور بہت کچھ تسلی وتشفی کی کہ تم نہ گھبرانا بادشاہ نے تمھارے
حق مین بہت برا ظلم روا رکھا تھا مین نے تمکو بچایا اور وزیر کو بھی قتل سے بچاؤنگی یہ کہکر سوار ہوئی اور
خدمت مین بادشاہ کے روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو پہونچی کہ ملکہ آئی ہے بادشاہ نہایت خوش ہوا
جسوقت سواری ملکہ کی پہونچی تو بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت
تمھارا آنا کس غرض سے ہوا دختر نے عرض کی کہ ایک امر تو مین نے بسبب غصہ کے آپ کے
بغیر حکم کیا وہ یہ کہ گھر وزیر کا لٹوا لیا اور اب بھی میرے دل کی آگ فرو نہین ہوئی ہے لہذا اب
یہ التماس میری قبول ہو کہ وزیر اور سوداگر کو مجھے دیجیے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے
اپنے دل کی بھڑاس نکالون بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اور اسیوقت دونون قیدیون کو منگا کر
ملکہ کی سواری کے ہمراہ کر دیا ملکہ ان دونون کو لیے ہوے خوشی خوشی داخل باغ ہوئی وزیر کو
اسکے اہل وعیال سے ملایا اور سوداگر کی ہتھکڑیان بیڑیان دور کراکے اپنا مہمان کیا اور تمام
مال واسباب اسکا اسکے حوالے کر کے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو پریشان نہو مین نے تحقیق
تمھاری رہائی کے واسطے کی تھی قتل کا ارادہ نہ رکھتی تھی سوداگر نے ملکہ کو ہزارہا دعائین دین
یہان یہ تخلیہ کی صحبت ہے کوئی غیر مرد وعورت آنے جانے نہین پاتے مین کہانیان تو کوئی مخفی اگر
افشاے راز سے کہ اک مرتبہ اک لانبی سی عورت کماری کی وضع مین آئی اور سلام کیا ملکہ نے اسکو
سر سے پیر تک دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تو کون ہے اور کیونکر یہان تک آئی کماری نے کہا کہ شاہی
نوکر ہون بادشاہ کے حکم سے آئی ہون کہ یہان کے حالات دریافت کر کے بادشاہ سے بیان کرون
آپنے سوداگر اور وزیر کی بڑی حرمت کی ہے اور بادشاہ سے قتل کرنے کے بہانے لیکر آئی تھین اگر
شرط کہ یہ سب باتین جاکر بادشاہ سے بیان کرون یہ سنکے ملکہ گھبرائی کہ واقع مین یہ کہدے گی تو راز
فاش ہوگا بس حکم دیا کہ اس عورت کو گرفتار کرو یہ حکم پاتے ہی ترکنین اور حبشنین تلوارین کھینچ کھینچ
کے آگئین اور کماری کو گھیر لیا اسوقت شاہپور نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور وہی اصلی صورت ظاہر کر کے
ملکہ پر آفرین کی اور کہا کہ یہ ہوشیاری بیدار مغزی کی ہی بات تھی جو آپنے کی اگر مجھے گرفتار کرنے کا
حکم نہ دیتین تو مین اپنے تئین ظاہر کرتے سمجھا کہ جسپر شبہ بھی ہو کہ اس سے افشاے راز کا خوف ہے
اسکے بے قیس کر دے ملکہ نے کہا کہ ارے تم عورت بھی بن جاتے ہو تم نے تو ساری صورت بدل
ڈالی تھی ناک لانبی بنائی ہونٹھ موٹے کر لیے تم کہان تھے شاہزادے کی بھی خیر خیریت کچھ معلوم
ہے یا نہین شاہپور نے کہا آپ اطمینان رکھیے وہ اک قزاق کے یہان مہمان ہین مجھے آپکی
خیر وعافیت کے لیے بھیجا تھا اب مین جاتا ہون یہ کہکر شاہپور شیر دل تو ملکہ سے رخصت
ہوکر طیمور سے خبر کرنے کو روانہ ہوا اور یہان ملکہ نے مہران عیار سے کہا کہ زندان شاہی
سے کسی طرح دو واجب القتل قیدیون کو لا مہران نے کہا کہ مین جاتا ہون اور لاتا ہون یہ کہکر
یہان سے روانہ ہوا زندان خانہ عقب باغ مین واقع تھا مہران نے زیر دیوار باغ جھککر سرنگ
لگانا شروع کی اور دو پہر رات گئے اندر زندان کے سرنگ پہونچی اور دو خونیون کو پکڑ کے

لے آیا اور نقب پھر بند کر دی صبح سے پہلے لا کر ملکہ کی خدمت میں حاضر کر دیا ملکہ نے کہا ان دونوں
کو قتل کر کے چہروں پر رنگ و روغن عیاری مل کر ایک کو سوداگر کی صورت بناؤ اور ایک کو وزیر کی
شکل بنا کر دونوں کے سر خوانوں میں لگا کر خدمت میں بادشاہ کے بھجوا دو اسی وقت مہران نے دونوں
کو قتل کیا اور صورتیں بدل کر سر انکے خوانوں میں کسوا کر خدمت بادشاہ میں بھجوا دیے یہاں ملکہ نے
سوداگر سے کہا کہ اب تم کیا چاہتے ہو سوداگر نے عرض کی کہ آپنے جان بچائی ہے میں تا زندگی غلامی
سے باہر نہیں ہوں جو حکم دیجئے آپ سے بجا لاؤں ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنی سواری کی کشتیاں تمکو
دیتے ہیں تم ان کشتیوں پر بیٹھ کے جانب مغرب روانہ ہو جاؤ راستے میں جس مقام پر شہر کے گنبد
ملیں وہاں اتر پڑنا وہ شہر ویران ہو گیا تھا شاہزادہ ظہور شیر پرور نے اس شہر کو پھر سے آباد کیا ہے اگر
لشکر انکا اسی مقام پر موجود ہو تم خدمت میں انکے والد ماجد کے جانا اور یہاں کا سارا حال بیان
کرنا اور کہنا کہ وہ حسن آباد میں بالکل تنہا ہیں آپ کو انکی کمک کے واسطے چلنا چاہیے جس وقت
بادشاہ اس طرف کا ارادہ کرے تو چاہتا ہو تم بھی ساتھ آنا چاہے اپنے وطن کو چلے جانا یہ سنکے
سوداگر نے عرض کی کہ بھلا اب میں شاہزادے کے قدموں کو چھوڑ کے کہاں جاؤں گا انہوں نے
اپنی محبت میں اپنی وہ حالت بنا لی ہے کہ فقیر ہو گئے تھے اسی حالت میں مجھ سے ملاقات ہوئی اور
بھائی چارہ ہوا اب میں انہیں شان و شوکت کے ساتھ بھی تو دیکھوں میں انشاءاللہ ہمراہ بادشاہ کے
بہت جلد مع فوج حاضر ہوتا ہوں اسی وقت کشتیاں لا کر لگا دیں لیکن سوداگر مع قافلہ [illegible] جانب شہر
کیوانیہ روانہ ہوا دیکھیے کب پہنچتا ہے لیکن اول حال دربار حسین کج کلاہ کا سنیے کہ جس وقت
خوان پہونچے ہیں تو دربار اسکا مملو تھا تمام ارکین دولت حاضر تھے بیٹا اسکا تمکین کج کلاہ
بھی موجود تھا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ خوان کیسے ہیں مہران عیار نے عرض کی کہ یہ خوان ملکہ نے
حضور میں بطور نذر بھیجے ہیں خوان سربمہر تھے بادشاہ نے خوانوں کے کھولنے کا حکم دیا اسی وقت
خوان کھول ڈالے گئے دیکھا تو ایک خوان میں سر سوداگر کا ہے اور ایک خوان میں سر وزیر کا رکھا ہے
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور ارکین دولت نے بھی ملکہ کی عصمت داری پر آفرین کی لیکن تمکین
کج کلاہ ملکہ کے بھائی کو یہ حرکت نہایت ناگوار گذری اور باپ کی طرف دیکھکر کہا کہ ہر چند ملکہ
میری بہن ہے مگر میں اسکو مثل دختر کے سمجھتا تھا اور وہ بھی میرا لحاظ و پاس آپ سے زیادہ کرتی تھی
لیکن یہ فعل ملکہ کا میرے ناگوار ہوا اسلیے کہ یہ وہی وزیر ہے جسنے مجھے اور ملکہ کو گود میں کھلایا
تھا یہ اس سے کیونکر ہو سکا کہ اسنے کچھ تو اس خدمت کا پاس نہ کیا نہ قدامت کا خیال آیا یہ بڑی سنگدلی
ہے یہ سنکے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ای فرزند تو خیال تو کر کہ اسکی کتنی بڑی رسوائی ہوئی ہے تمکین کج کلاہ
نے دیکھا کہ اگر میں اس مقام پر رہونگا تو ضرور ملال ہوگا اس سے میرا ٹل جانا بہتر ہے یہ تصور کر کے
اسنے تیاری کی اور براے شکار جانب صحرا روانہ ہو گیا یہاں ملکہ نے پھر روانہ کرنے سوداگر کے
وزیر کو اک مکان پوشیدہ میں اسکے اہل و عیال کے ساتھ جگہ دی اور پہرہ حبشیوں کا متعین کیا لیکن
دلبر مہتر بخل عیار کے بیٹے کو اسنے دل میں یہ خیال کیا کہ عورتوں کو اس قسم کے معاملات میں
کیا دخل ہے یہ معاملہ کچھ عجیب معلوم ہوتا ہے یہ سوچ کے یہ چلا اور کمند مار کر اندر باغ ملکہ کے آیا
اک حبشن پہرہ برخاست کیے ہوئے چلی آتی تھی راستے میں مہتر بخل نے جو اسے آتے دیکھا
اک درخت کی آڑ میں چپ کھڑا ہو رہا اور اک بند [illegible] راستے میں پھینک دی حبشن کی نظر

جو ڈبیا پڑی پر ادھر اُدھر دیکھ کے ڈبیا اُٹھا لی زور کرکے کھولنا چاہا نہ کھلی منہ کے پاس لا کے زور
کرکے کھولنا چاہا تھا کہ ڈبیا کھلتے ہی بکہ بیہوشی اڑا وہ تو چھینک مار کر بیہوش ہوئی مہتر تجمل نے
اسکو کسی کنج باغ مین ڈال دیا اور آپ اُس خجستہ کی صورت بنکے آیا اور چہار جانب پھرنے لگا
پھرتے پھرتے اس مقام پر پہونچا جہان سوداگر کے جانے کا ذکر ہو رہا تھا سب باتین اپنے سنین
اب یہ وہان سے اُس طرف پہونچا جس مکان مین وزیر اپنے خیال مین خوش بیٹھا ہوا تھا وزیر کو
اپنی آنکھ سے دیکھا اب ملکہ کی صحبت مین پہونچا یہان دیکھا تو مصاحبین جمع ہین لوگ کہہ رہی
ہین کہ ای ملکہ آفاق یہ آپ ہی کا کام تھا کہ آپنے سوداگر اور وزیر کی جان بچائی اب یہ لوگ آنکا
ساتھ دینگے یا بادشاہ کا اور یقین ہے کہ شاہزادہ طیمور بھی اس بات پر آپسے نہایت خوش ہونگے
یہ سب باتین سنکر مہتر تجمل باغ سے باہر آیا چلے تو اسنے یہ قصد کیا کہ چلکر بادشاہ سے اطلاع
کرون پھر یہ خیال ہوا کہ شاہزادے کو وزیر اور سوداگر کے قتل کا صدمہ ہوا تھا آپسے اطلاع کرون
یقین ہے کہ کچھ انعام ملیگا یہ سمجھکر جانب صحرا روانہ ہوا جب اس مقام پر پہونچا کہ جہان تمکین کج کلاہ
ٹھہرا ہوا تھا تو اسنے سب کیفیت سامنے شاہزادہ و تمکین کے بیان کی تمکین کج کلاہ پہلے
تو خوش ہوا کہ مین نے بڑی دانائی سے دو بیگناہون کی جان بچائی لیکن جس وقت نام
طیمور شیر پرور کا سنا تو رنگ اسکے چہرہ کا متغیر ہوا ماتھے پر پسینہ آگیا اسنے عیار مہتر شمیم سے
کہا کہ اس دریدہ دہن کو قید کرلو اگر قول اسکا صحیح نکلا تو انعام دونگا ورنہ بغیر قتل کیے ہرگز نہ چھوڑونگا
کہ اسنے میری بہن پر اتنا بڑا الزام لگایا ہے اسی وقت مہتر شمیم نے مہتر تجمل کو گرفتار کرکے زندان مین بھیج
دیا اور آپ جانب باغ ملکہ برائے تصدیق بیان روانہ ہوا جسوقت قریب باغ پہونچا تو اپنے
صورت اپنی اک فقیر مجذوب کی ایسی بنائی اور بے تکلف باغ مین ملکہ کے چلا آیا چونکہ دروازے
پہ پہرہ تھا اور کمند مارکے جانا اسکی ہیئت کے خلاف تھا یہ جس شکل مین تھا اسی موری کے راستے سے
باغ مین جا پہونچا اور بڑبڑاتا ہوا چلا کیا اے واہ ری شاہزادی تیرا کیا کہنا تونے خوب دو بیگناہون
کی جان بچائی اور صاحبقران آئینہ پرستان سے آنکھ لگا لی ہے اس وقت یہ بڑبڑاتا چلا جاتا ہے
کہ ادھر سے سواری ملکہ کی آئی تھی اسنے ملکہ کو دیکھتے ہی کچھ مجنونانہ حرکتین کین اور اسکے بعد پکارا کہ تو
بڑی چالاک ہے مجھپر تیرے دل کا سب حال روشن ہے کہ زبان کرون ملکہ نے دیکھا کہ اک سیدی
سودائی فقیر وضع آدمی یہ کہتا ہے کہ مین تیرے دل کے حال سے آگاہ ہون ملکہ نے غصہ مین فرمایا
کہ آگاہ ہے تو بیان کر فقیر نے سب حال کہدیا کہ تونے سوداگر اور وزیر کو اس لگاؤ مین بچایا کہ دونون
تیرے معشوق کی وجہ سے قتل ہوتے تھے یہ سنتے ہی ملکہ گھبرائی اشارہ سے منع کیا کہ یہ کہہ فقیر نے
کہا مین تو تمام مین مشہور کرونگا کہ اب شاہزادیون نے بھی بازاری عورتون کی ایسی حرکتین اختیار
کین ملکہ نے کہا اسے گرفتار کرو ورنہ یہ بدنام کریگا اور راز فاش ہوگا یہ سنتے ہی ترکنون اور
حبشنون نے آکے گھیر لیا اور کہا کہ ہماری ملکہ کو بدنام کرتا ہے فقیر ہنسا اور کہا کہ میرے چالیس
چیلے ہین اور سب اس حال سے آگاہ ہین اگر مجھے ذرا بھی ضرر پہونچا تو وہ تمام عالم مین ملکہ کو
مشہور کرینگے اور اگر ملکہ مجھ سے اچھی طرح پیش آئیگی تو مین انھین منع کردونگا اور ملکہ
کے واسطے اچھی دعا کرونگا یہ سنکے ملکہ دل مین ڈری اور کہا کہ اسے چھوڑ دو حبشنین اور
ترکنین علیحدہ ہو گئین ملکہ نے کہا کہ جو تیری خواہش ہو مجھسے بیان کر مین تیری خواہش

ری کردونگی لیکن مجھے بدنام نکرنا کہ اسمین میری جان وآبرو دونون کا خوف ہی فقیر نے کہا
بس میری تو خواہش یہ ہی کہ تو جھوٹ بولنا ترک کردے اب بتا کہ مین نے جو کچھ کہا یہ سچ ہی یا
جھوٹ ملکہ نے کہا کہ بیشک آپ سچے ہین ملکہ نے ہر چند اس فقیر کو روکنا چاہا فقیر نہ رکا اور کہا
مین اگر اپنے یارون کو منع کرونگا تو وہ تجھے بدنام کرینگے اب مجھے جانے دے یہ کہکر فقیر
چلا گیا اور جاکر تمکین کجکلاہ سے بیان کیا کہ جو کچھ مہتر نخل نے آپ سے بیان کیا تھا اسمین سچ
نہین ہی بس یہ سنکے تمکین کجکلاہ کو نہایت غصہ آیا اور اسنے یہ ارادہ کر لیا کہ ایسی
بے غیرت خاندان کا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی یہ سوچ کے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر جانب
ملکہ روانہ ہوا قضاے کار جس وقت مہتر شمیم یہ باتین اپنے آقا سے بیان کر رہا تھا اس وقت
شاہور شیردل ہیئت بدلے ہوے موجود تھا یہ بھی جانب کوہ بخدمت شاہزادہ طیمور
شیر پرور روانہ ہوا کہ چلکر اپنے شاہزادہ سے اطلاع کرون ایسا نہو کہ یہ بیدرد جاکر ملکہ سے
پیش آئے لیکن دو کلمہ داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور کے سنیے کہ یہ دغان
قزاق کا مہمان تھا آٹھوین روز اسنے غسل صحت کیا اور دغان قزاق سے کہا کہ بھائی میرا
شاہور اس وقت تک واپس نہین آیا کہ کچھ خبر شہر حسن آباد کی معلوم ہوئی اور مین نے
روز سے ملکہ کو دیکھا نہین مین یہ چاہتا ہون کہ تم دو ایک قزاقون کے تئین واسطے دریافت
حال کے روانہ کرو اور مین بھی شکار کھیلتا ہوا چلتا ہون دغان قزاق نے اسی وقت اپنے ملازمون
کو دریافت حال کے واسطے روانہ کیا اور ادھر شاہزادہ طیمور شیر پرور شکار کھیلتا ہوا چلا دو
کوس زمین راستہ بھول کے نکل آیا تو ایک لشکر کو اترے دیکھا کہ جیسے ڈیرے راوٹیان
شامیانے چھولداریان ہر جا مین طیمور حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی قریب اس لشکر کے آیا اور
اہل لشکر سے دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی مالک اسکا کون ہی اہل لشکر نے بتایا کہ مالک
ہمارا ہنر پرور شیردل ہی مرد دلاور وبہادر ہی چند زمانے سے اسپر ایسی مصیبت پڑی کہ اسنے
شہر کو چھوڑا اور اس صحرا مین رہنا اختیار کیا فرمایا کیا مصیبت پڑی ان لوگون نے عرض کی
اسکے بیان کرنے کا حکم نہین ہی اگر سبب دریافت کرنا ہی تو آپ خود بادشاہ سے دریافت کیجیے
یقین ہی کہ وہ بیان کردے کہ کسی سے وہ پوشیدہ نہین کرتا ہی فرمایا ہنر پرور شیردل کہان ہی
لوگون نے بتایا کہ وہ جو خیمہ زنگاری رنگ کا معلوم ہوتا ہی وہان ہمارا آقا بیٹھا ہی یہ سنکے
شاہزادہ طیمور شیر پرور قریب اس خیمہ کے آیا دیکھا کہ واقع مین ایک مرد نوجوان و
حسین خیمہ مین بلباس فقیری بیٹھا ہی نظر جو ہنر پرور شیردل کی طیمور پر پڑی محو جمال
ہوکر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ آپ کون صاحب ہین اور کس ارادہ سے
اس طرف تشریف لائے ہین شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ مین حاکم شہر زرینہ کا فرزند
ہون اس طرف بھی سیر کرتا ہوا آ نکلا یہان تمہارا لشکر اترے دیکھا مین نے دریافت کیا
کہ کسکا لشکر ہی لوگون نے پتہ بتایا مین یہان تک آیا لیکن مین سخت حیران ہون کہ تمنے فقیری لباس
کیون اختیار کیا یہ سنکے اسنے ایک آہ سرد کھینچی اور بولا کہ مجھ سے اس واقعہ کو نہ پوچھو
اسلیے کہ سوا افسوس کے اور کیا ہوگا تمکو بھی رنج ہوگا اور مجھے بھی پھر اپنا غم تازہ ہوجانے کا
طیمور نے کہا کہ ہم تیری دادرسی کرینگے یہ سنکے وہ ہنسا اور کہا کہ آپ تن تنہا اس مقام پر

ہین اب بھی صاحب لشکر ہون فوج فراوان رکھتا ہون جب میرے کیئے کچھ نہین ہو سکتا ہی تو
آپ کیا کر سکتے ہین طیمور نے کہا کہ تم بیان تو کرو مشکل ہے ہزبر شیر دل نے اس طرح اپنا دکھ
بیان کیا کہ ای بہادر جب مین بادشاہ تھا اور سن میرا شیدرہ ۱۵ سولہ برس کا تھا تو مین عشق کے واقعات
پر ہنسا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ لوگ کسیکی محبت مین دیوانے کیون ہو جاتے ہین اگر صاحب
اختیار ہین تو اُسکے لیے ایک سے بڑھ کے ایک معشوق ہی چند دن کے بعد میری شادی ہوئی
زوجہ میری انتہائی حسین اور پاک دامن اور مطیع تھی میری دل مین اُسکی محبت نے گھر کیا
اُس وقت گردش تقدیر سے خانہ ویرانی کے سامان پیدا ہوے کہ اک دیو آکر اُسکو اُٹھا
لیگیا کہ نام اُسکا دیو ہیکل ہی اور وہ بہت بڑا دیو ہی مجھے خبر معلوم ہوئی کہ اُس دیو نے میری بی بی
کو لیجاکے اک پہاڑ پر رکھا ہی جو ... سے ... ہی دوست تھا اور میرے یہان بہت بڑے بڑے
پہلوان تھے اُن لوگون نے دعوے کیا کہ ہم زبردست دیو سے جان لینگے مین نے فوج کشی کر دی
جس وقت دیو کو خبر ہوئی تو وہ میدان مین آیا جتنے سرداران نامی تھے وہ دیو ہیکل کے ہاتھ سے
مارے گئے آخر مین نے کل فوج سے حملہ کیا اُس دیو نے میرے لشکر کو پامال کر دیا سیکڑون
کو کھا گیا آخر لوگ خوف زدہ ہوکے بھاگ کھڑے ہوے اب اُس دیو نے روزمرہ میرے شہر
مین آکر خلق خدا کو آزار پہونچانا شروع کیے مین نے اُس دیو کو پیام بھیجا کہ اب تو خلق خدا
کی ایذا رسانی سے باز آ مین نے تم اُس عروس سے ہاتھ اُٹھایا تجھے تو اُٹھا لیگیا ہی دیو نے
اس بات پر مجھ سے صلح کی کہ اگر روزانہ میری خوراک تم بھیج دیا کرو تو پھر مین تمہین ہرگز نہ ستاؤنگا
مین نے مجبور ہو کر منظور کیا اب مین صبح اور شام اُسکے واسطے جو پاسے بھیج دیا کرتا ہون اور
فرقت مین اپنی بی بی کے شبانہ روز رویا کرتا ہون طیمور نے کہا اس واقعہ کو کتنا عرصہ گذرا
ہزبر شیر دل نے کہا کہ چھ مہینے کا زمانہ ہوا ہوگا طیمور نے کہا کہ اب تمھاری بی بی تمھارے
کس کام کی ہی سنکے ہزبر شیر دل نے کہا کہ میری بی بی بڑی صاحب عصمت ہی مجھے یقین ہی کہ اُسنے
ہزار حیلون سے اپنی عزت بچائی ہوگی اور اگر جسوقت دیو نے ہوا اور مین نے دور سے باتین کین
تو اُسنے میری تسلی کی کہ تم کسی طرح کا رنج نہ کرنا جس وقت میری عزت پر آ بنیگی تو مین جان
دونگی مگر عزت نہ دونگی جسدن تم یہ سنو کہ وہ ستم نصیب مر گئی اُس دن تمھین اختیار ہی اور
اور جبتک مین زندہ ہون اُسوقت تک یہ سمجھ لو کہ میری عزت مین فرق نہین آیا ہی وہ دیو ہی بیٹی
اُسکی اک شرارت تھی کہ اُٹھا لے گیا ورنہ آدمزاد اور دیوزاد کا کونسا جوڑ ہی طیمور نے کہا
مجھے تم جہ اس مقام کا پتا دو جہان وہ دیو رہتا ہی مین جا کر اُسے مارونگا اور تمھاری بی بی کو تمھارے
ملاؤنگا اسلیے کہ مین صاحبقران ہون اور کام میرا یہی ہی کہ ہر فریادی کی دادرسی کرون میں نے
پرستان مین جا کر سرکشان قاف کو زیر کر کے مطیع کیا ہی یہ دیو کیا مسخرا ہی دیوان قاف سے
زبردست ہوگا جسوقت سن میرا بارہ برس کا تھا اور مین نسب و قرار دنیا سے بھی اچھی طرح
آگاہ نہ تھا اُس وقت مین اک دیو نے مجھے آکر اُٹھا لیگیا تھا اور وہ اپنے چچا کی دختر پر عاشق تھا
چچا اُسکا نہایت سنگدل اور بیرحم تھا اُسنے بھتیجے کو مار کے نکال دیا تھا مین نے جاکر اُس
بیچارے کی گوشمالی کی اور اُسکی دختر سے اُس دیو مستغیث کی شادی کر دی یہ سنکے ہزبر شیر دل
نے کہا کہ ای شخص اول تو مجھے تیری جان لینا منظور نہین ہی اسی طرح میرے افسران فوج بھی

دعوے کرکے آئے تھے مگر دیو ہیکل کے ہاتھ سے سب مارے گئے اور بغیر فتح محال اگر تو نے دیو کو
زیر کرکے مطیع بھی کر لیا یا مار کر پست کیا تو تو مجھ سے زیادہ حسین ہے وہ عورت تجھے دیکھکر میری طرف
کاہے کو ملتفت ہوگی یہ سنکے طیمور نے دانتوں میں انگلی دبائی اور کہا کہ ای ہزبر شیر دل اول تو
ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے میں پرستان میں مہینوں رہا ہوں اور کیسی کیسی پریوں نے مجھے گھیرا ہے مگر میں نے کسیکی
طرف التفات نہیں کی علاوہ اسکے میری معشوقہ وہ ہے جو شہر حسن آباد سے مقام پر اول درجہ کی حسین
اور ایک عورت ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں ہے اسکے آگے میری نظر میں کوئی سماتا ہی نہیں میں بھلا کسی
عورت کو کیا پسند کرونگا اس وقت ہزبر شیر دل نے کہا کہ تھوڑی دیر میں یہاں سے دیو کے
واسطے کچھ چیتے کچھ گینڈے بھیجے جائینگے جو لوگ یہ جانور لیکر جائینگے انہیں کے ساتھ تم بھی چلے جانا تو زیادہ
بہتر جب وہ وقت آیا کہ دیو کے واسطے یہ سامان جانے لگا تو طیمور نے اپنا مرکب تو وہیں چھوڑا
اور آپ پشت کرگدن پر سوار ہوکر اس طرف چلے جہاں مسکن دیو کا تھا جب قریب کوہ پہونچے
تو جو لوگ پہونچانے کو گئے تھے وہ تو ٹھہر گئے کہ ہم اس سے زیادہ نہ جائینگے ہماری حد تمام ہوگئی
آپ کو اختیار ہے طیمور نے ان سبکو وہیں چھوڑا اور فرمایا کہ میں تمہاری پروا نہیں رکھتا ہوں بلکہ اپنے
زور بازو کے سہارے پر یہاں آیا ہوں اور کرگدن کو جولان کرکے زیر کوہ پہونچ گئے اسوقت
دیو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا اپنے ہاتھ سے ملکہ کو میوہ کھلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسوقت تک کھانا میرا
نہیں آیا ہے اب میں جاتا ہوں اور تیرے شوہر کے لشکر کو تباہ کرتا ہوں ملکہ ٹال رہی تھی اور سمجھا
رہی تھی کہ تم جلدی نکرو دنیا نہیں ہے کہ تمہاری دعوت کی چیزیں نہ آئیں کہ اکمرتبہ گرد اڑی اور
شاہزادہ طیمور کرگدن پر سوار نمودار ہوا اس دیو کی نظر جو طیمور پر پڑی اسکو غصہ آیا پکارا
کہ او طفل آدمزاد اس بیوقوف نے صرف ایک گینڈا بھیجا ہے بھلا اس میں میرا پیٹ بھرے گا اب
یہ بتا کہ جتنی کمی ہے اسکو تجھے کھا کے پورا کروں یا اس بادشاہ کو جا کے کھاؤں طیمور نے کہا کہ آ
مجھے کھا لے مگر میں لقمہ سخت ہوں نرم نہیں ہوں بلکہ جبتک تو مجھے نہ کھائیگا اس گینڈے کو بھی نہیں
کھا سکتا ہے یہ سنتے ہی دیو تاؤ کھا کے اپنے مقام سے اٹھا اور کوہ سے اترکر شاہزادہ طیمور کی طرف
چلا بس یہ دیکھکر ملکہ تڑپ گئی اور دعا کرنے لگی کہ خداوندا تو اس چراغ حسن کو باد صرصر سے
بچانا تو جانتا ہے کہ میری نسبت ایک ہے مگر مجھ سے ایسے حسین کو لقمہ دہان بگور ہوتے نہ دیکھا جائیگا
وہاں دیو جو سامنے طیمور کے پہونچا ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ طیمور کو مع کرگدن اٹھا کے کھاؤں
طیمور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا دیو نے اپنی طرف کھینچی اس کشاکش میں جب
دیو بے قابو ہوا اور ہاتھ اپنا طیمور سے نہ چھڑا سکا تو اسنے قصد کیا کہ جھککر طیمور کو شانوں پر
اٹھاؤں طیمور نے دونوں چھاتیں دیو کی پکڑ لیں اور ہاتھ چھوڑ دیا اب دیو سے زور ہونے لگے
جو لوگ دور سے کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انہوں نے جا کر ہزبر شیر دل سے اطلاع کی کہ
دیو سے اور اس جوان حسین سے زور ہو رہا ہے امید ہے کہ دیو پہ آدمزاد غالب ہوگا یہ سنتے ہی
ہزبر شیر دل اپنے مقام سے اٹھا اور مع فوج اپنی چار طرف سے گھیر لیا اور قصد کیا کہ اپنی بی بی کو
لیجاؤں طیمور نے منع کیا اور کہا کہ جبتک میرے اسکے فیصلہ نہ ہو لے اس وقت تک ہرگز
ملکہ کے قریب نہ جانا یہاں زور ہو رہے ہوتے طیمور نے دیو کو اٹھا کے زمین پر دے مارا اور چھاتی
پر چڑھ کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے دیو نے کہا کہ واقع میں تو بڑا زبردست اور بہادر ہے تجھ سا لینے

بہادری کی اطاعت مین کسکو انکار ہوسکتا ہی طیمور نے کہا کہ بس میری اطاعت یہی ہی کہ پرائی ناموس کو
دیدے مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہین ہی دیو ہیکل نے کہا کہ ملکہ کیسی تیرے واسطے جان تک
حاضر ہی شاہزادہ نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نے کہا کہ ملکہ کون آپ کے سپرد کیے دیتا ہون آپ
جسے چاہین دے دین فرمایا بہتر اور علیحدہ ہو گئے دیو کے دل مین کینہ تھا اور بھاگ اسنے اپنی جان
بچائی تھی لیکن ایسے سیدھا کو دیکھا چونکہ اسکے دل مین آلات حرب سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ باقی
تھا اسنے کوہ پر آتے ہی وار شمشاد سنبھالی اور قصد کر کر ہزبر شیر دل کے آپڑا جسکو داردار ی
وہ پیوند زمین ہو گیا یہ رنگ دیکھ کر لشکر مین ہلچل مچ گئی لوگ بھاگنے لگے طیمور نے ڈانٹا کہ او
بدشعور یہ کیا کرتا ہی دیو ہیکل نے کہا کہ او نادان سپاہی کے چھتیس فن ہین زور مین تجھ سے دبا
لیکن میری ضرب سے تو کب بچ سکتا ہی اور تجھ ایسے ظالم کا قتل کرنا ضرور ہی ورنہ تو اور دیوون کو بھی
اذیت پہونچائے گا یہ کہکے طیمور پر آیا اور وار کا وار کیا طیمور نے وار خالی دی وار زمین پر پڑی
دیو ہوشیار تھا سمجھ گیا کہ اسنے ضرب خالی دیا ہی پکارا کہ لطف مقابلہ یہ ہی کہ مین تیرے وار کو
روکون تو میری ضرب کو روک یہ کہکر پھر چوب ماری طیمور نے دونون ہاتھ بلند کر کے چوبدست
کو پکڑ لیا اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ چوب ہاتھ سے دیو ہیکل کے چھوٹ گئی لیکن شاہزادہ طیمور نے
وہی چوب دیو ہیکل پر اٹھائی دیو ہیکل بھاگا طیمور نے اسکا تعاقب کیا دیو نے چاہا پہاڑ پر
چڑھ جاؤن طیمور نے قریب ہوتے ہی اوس چوبدست کا وار کیا تو دیو پر اٹھا جو سے رہگیا یہ بھی معلوم
نہوا کہ سر کہان گیا بازو کس طرف ہی دھڑ کی پہچان پر ایک گوشت کا چوترہ بنگیا ہزبر شیر دل دوڑ
کے قدمون سے لپٹ گیا اور کہا واقع مین تم صاحبقران زمانہ ہو ادھر ملکہ نہایت خوش ہوئی
شاہزادہ نے ہزبر شیر دل سے کہا کہ لے تمہاری بی بی کو لے آؤ ہزبر شیر دل بالا سے کوہ گیا
اور اپنی بی بی کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لیا اور واپس آیا خیمہ مین بیٹھا تھا کہ ایک ہرکارے نے
آکر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا جس وزیر کو آپ ناظم سلطنت مقرر کر آئے تھے وہ دفعتہً مر گیا
اور شہر مین غدر ہو گیا یہ خبر دوسرے بادشاہ کو پہونچی وہ فوج لیکر شہر پر قبضہ کرنے کے ارادہ
سے چلا ہی یہ سنتے ہی ہزبر شیر دل نے فوج کی تیاری کا حکم دیا ملکہ کو محافہ مین سوار کر کے ساتھ
لیا طیمور شیر دل بھی ہمراہ ہوا اور طرف شہر سبز پریہ کے چلے لیکن اول حال بہرام شیر شکار کا
شہر بہرامیہ کا سنیے کہ جسوقت اسے یہ خبر پہونچی کہ شہر سبز پریہ مین غدر ہوا ہی ناظم سلطنت
مر گیا کوئی قائم مقام اسکا نہین ہی اور بادشاہ اپنی بی بی کے فراق مین دیوانہ وار جنگلون مین
مارا مارا پھرتا ہی تو اسنے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے لشکر کشی کی اور جاتے ہی شہر پر قبضہ
کر لیا یہ ہنوز مصروف انتظام تھا کہ راستے مین ہزبر شیر دل کو خبر پہونچ گئی طیمور نے اسکے
کہا کہ ای ہزبر شیر دل اسوقت مین عقل کی رو سے کیا کرنا چاہیے ہزبر شیر دل نے کہا کہ سوا
لڑنے کے کوئی چارہ نہین طیمور نے کہا کہ فتح و شکست اختیاری چیز نہین ہی ہزبر شیر دل نے
کہا جو کچھ ہوا اسکے علاوہ کوئی پہلو سمجھ مین نہین آتا ہی طیمور نے کہا کہ تیسے سنو اگر لڑوگے
تو ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوگا تم جاکر اسکے شہر پر قبضہ کرلو جسوقت وہ فوج کشی کر کے
آئیگا تو اس سے اس شرط پر صلح کرلو کہ تم اپنا ملک لے لو ہمارا ملک ہمین واپس کرو ہزبر
شیر دل یہ سنکے پھڑک گیا اور کہا کہ واقع مین جہان آپ کو خدا نے زور و طاقت دیا ہی وہان

وہان عقل بھی ایسی عنایت کی ہی کہ کوئی آپ سے عقل کی لڑائی مین بھی پیش نہین پا سکتا فرمایا اب
دیر نکرو اور جاکے اُسکے ملک پر قبضہ کرو مین اسی صحرا مین ہون وقت ضرورت پر آپکے مدد کرونگا
یہ سنکے ہزبر شیردل مع فوج شہر ہزبریہ پر آپڑا اول اس سے بالکل بے خبر تھے جاتے ہی
قبضہ کر لیا اور تخت پر بیٹھ گیا ہرکارون نے یہ خبر بہرام شیردل کو پہونچائی کہ آپ کے ملک پر
ہزبر نے قبضہ کر لیا یہ سنکے بہرام شیر شکار حیران ہوا اور اسنے ایک نامہ اس مضمون کا ہزبر شیردل
کو تحریر کیا کہ ای برادر تم مفقود الخبر تھے شہر مین غدر ہو رہا تھا مین نے انتظام کے واسطے شہر پر قبضہ
کیا تھا میری یہ نیت ہرگز نہ تھی کہ مین تمھارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین لاؤن قاصد یہ نامہ لیکر
جانب شہر ہزبریہ روانہ ہوا خبر ہزبر شیردل کو ہوئی کہ نامہ دار بہرام کا آیا ہی کہا بلاؤ جسوقت
بہرام کا قاصد سامنے ہزبر کے پہونچا سلام کرکے نامہ پیش کیا ہزبر شیردل نے پڑھا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا جواب مین لکھا کہ ای برادر مین نے بھی تمھارے ملک کو مدعی سے نہین لیا ہی
بلکہ مین خانہ بدوشی کی حالت مین تھا اب ملکہ میرے ہاتھ لگی دیو کو مین نے مارا میرے شہر مین
بدامنی تھی تمھارے شہر مین عافیت تھی مین اپنا گھر سمجھ کے یہین چلا آیا تھا تو تمھارے شہر کے
واپس کرنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہی جسوقت یہ جواب پہونچا بہرام شیر شکار نے انتظام
شہر ہزبریہ کا اپنے وزیر کے سپرد کیا اور آپ وہان سے اپنے شہر کی طرف چلا یہان ہزبر
شیردل کو خبر پہونچی کہ بہرام آتا ہی ہزبر شیردل واسطے استقبال کے آیا اور بہرام سے
ملاقات کی اور رخصت ہونے کا قصد کیا بہرام نے کہا ای برادر ہماری دعوت قبول کرو
ہزبر شیردل نے کہا کہ مین تو کئی روز تک تمھاری دعوت مین تھا اب تم اپنے ملک کا انتظام
کرو اور مین اپنے ملک کا انتظام کرون جب انتظام ملک سے فرصت ہو لے اُس وقت
اختیار ہی مین آپکی دعوت کرون یا آپ میری دعوت کیجیے بعد اس مشورہ کے بہرام
اپنے ملک مین داخل ہوا تمام شہر کو خوشی حاصل ہوئی ادھر ہزبر شیردل شہر ہزبریہ مین آیا
تمام اہل شہر خوش ہوے وزیر بہرام نے استقبال کیا اور تاج و تخت ہزبر شیردل کے سپرد کیا
رخصت ہوا ہزبر شیردل نے خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا اب ہزبر شیردل نے
اپنی جانب اپنے وزیر مردہ کے فرزند کو خلعت وزارت دیکر خدمت مین شاہزادہ طیمور
شیر سیور کے روانہ کیا یہان شاہزادہ طیمور بعد روانہ ہونے ہزبر شیردل کے گھر سے
نکلے اُس طرف سے ایک ساحرہ بارادہ دسار لیق جاتی تھی کہ نظر اُسکی طیمور پر پڑی ہزار
جان سے عاشق ہوکر طیمور کو اُٹھا لے گئی اور ایک باغ مین اُتر پڑی یہ باغ بے نگہبان تھا
حالت باغ کی درست نہ تھی مسہورہ جادو نے سحر کرکے باغ کو آراستہ کیا اور طیمور سے طالب
وصل ہوئی طیمور نے برا بھلا کہا اُسنے طیمور کو تختہ کر دیا اور بیا سے دریافت حال جانب ملک
سیار لقیہ روانہ ہوئی یہان شاہور شیردل طیمور کو تلاش کرتا ہوا اسی صحرا مین پہونچا باغ دیکھا
داخل باغ ہوا جب اندر بارہ دری کے آیا تو طیمور کو ایک مقام بیٹھے ہوئے دیکھا پوچھا آپ
یہان کہان طیمور نے اپنی سرگذشت شاہور کے سامنے بیان کی شاہور نے کہا کہ اچھا
وہ ساحرہ نہین ہی یہان سے نکل چلئے طیمور نے کہا وہ مجھے اسیر سحر کرکے چلی گئی ہی مین اپنی
جگہ سے اُٹھ بھی نہین سکتا شاہور نے کہا کہ اگر وہ آپکی عاشق ہی تو پھر آئیگی ابکی مرتبہ

آپ اُس سے خلق کے ساتھ پیش آیئے گا تاکہ وہ آپ کو سحر سے رہا کردے اُسکے بعد آپ اُسکو آغوش
مین لیکر اپنی ورسے دبا دیجئے گا کہ مر جائے طیمور نے کہا مجھ سے اُس کلاتہ کی بلا جنھو سکیگی نہ مین
اُسے آغوش مین لونگا یہ آغوش ملکہ حسینہ پری جمال کے واسطے ہے شاہپور شیر دل نے کہا کہ بغیر
مکر و فریب کے ساحرہ کے پھندے سے نکلنا دشوار ہے خیر دیکھا جائے گا یہی ذکر تھا کہ مسمومہ جادو
آگئی اور شاہپور کو دیکھکر پکاری کہ تو کون ہے شاہپور نے کہا کہ مین مسافر ہون مسمومہ جادو نے کہا
کہ اِدھر کیون آیا شاہپور نے کہا کہ تھکا ماندہ تھا اور مفلس بھی ہوگیا ہون مین نے یہ خیال
کیا کہ جس امیر یا رئیس کا باغ ہوگا وہ کچھ سلوک کرے گا اور مجھے دیگا مسمومہ جادو نے کہا
کہ خیر اگر تو مسافر ہے تو یہ کہکر ایک اشرفی دی اور کہا کہ یہان ہمارے حفظ مین فرق آئیگا
تم باغ کے باہر قیام کرو شاہپور نے کہا کہ مین کسی درخت کے نیچے پڑا رہونگا لیکن آپ
شوقین ہین میرے ساتھ علحدہ آیئے تو مین ایک ایسی چیز آپ کو دون کہ آپ بھی زندگی بھر یاد کیجئے
مسمومہ جادو علحدہ آئی شاہپور نے ایک بوٹی جنگل کی نکال کے دی اور کہا کہ اُسکے سونگھنے
سے مستی اور بیخودی زیادہ ہوتی ہے نام اس بوٹی کا جوش مستی ہے جنگل مین پیدا ہوتی ہے حال اِسکا
بوٹی کا کوئی نہین جانتا مجھے ایک فقیر نے یہ بوٹی تعلیم کی تھی مسمومہ جادو نہایت خوش ہوئی اور
بوٹی لیکر شاہپور سے کہا کہ مجھے اب کہنا پڑا ابھی اِس شخص پر عاشق ہون یہ وصل میرا
قبول نہین کرتا ہے جب وصل ہی نہین میسر ہوتا تو مستی درازیت دیگی یہ سنکے شاہپور نے کہا کہ تم اسے
خود بھی سونگھو اُسے بھی سونگھاؤ دونون پر بیخودی طاری ہوگی سارا انکار تشریف لے جائیگا یہ سنکے
مسمومہ جادو قریب طیمور کے آئی شاہپور باغ کے کی آڑ سے دیکھتا رہا مسمومہ جادو لگاوٹ
کی باتین کرنے لگی طیمور نے برا بھلا کہنا شروع کیا مسمومہ جادو نے کہا کہ او ظالم کیون جو ستا ہے
یہ پھول سونگھ طیمور نے کہا کہ مردار اس پھول کو بھی رہی سونگھ پھر سونگھ کے کیا کرون یہ کہکر منہ پر
مسمومہ جادو کے کھینچ مارا پھول منہ پر پڑتے ہی چھینکین آنے لگین ہوش اُڑ گئے ایک ایسی مہک آئی کہ
مسمومہ جادو جھوم کر بیہوش ہوگئی بس شاہپور نے کھیچے کی آڑ سے نکلکر نعرہ کیا اور آتے ہی
مسمومہ جادو کو ذبح کر ڈالا اُسکے مرتے ہی ایک قیامت برپا ہوئی میدان ہولناک وحشت
آنے لگین آتش باری و برق باری ہونے لگی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مارا نام من مسمومہ
جادو بود حیف مردیم وجان از دیم و طلسم شہر سیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئے اور
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک سیہ فام عورت کی پڑی ہے کوئی دو سو برس کا سن ہے
شاہپور نے لاش کی تلاشی لی اور جسقدر مال و اسباب اُسکے پاس تھا سب اپنے تصرف مین کیا
اور دونون باغ سے نکلکر روانہ ہوئے شاہپور نے تمام حالات شہر حسن آباد کے شاہزادہ طیمور
شیر مرد سے بیان کیے طیمور نہایت خوش ہوا کہ ملکہ نہایت ہوشمند ہے کہ تم سے سوداگر اور
وزیر کو بھگایا یہ باتین کرتے چلے جاتے تھے ادھر اُس وقت سے ہوشمند وزیر زادہ فرستادہ ہمزہ شیر دل
آتا تھا اُسنے سلام کیا اور پیام ہمزہ شیر دل کا بیان کیا طیمور نے شاہپور سے کہا کہ جاکر
شہر ہمزہ بریہ مین بھی اگمسہ و ذرتبا مر کرو یہ کہکر ہمراہ ہوشمند کے جانب شہر ہمزہ بریہ روانہ
ہوئے ہمزہ شیر دل نے بڑی دھوم سے دعوت کی دوسرے روز دخان قزاق کے جھگڑے کو
لگ بھگ بیچے اور عرض کی کہ اے شہریارا آپکو خبر ملی ہے کہ تمکین کج کلاہ بھائی ملکہ کا بادہ

تاراجی باغ جاتا ہی ہم جان نثاروں کو کیا حکم ہوتا ہی یہ سنکے شاہزادہ طیمور نہایت پریشان ہوا کہ ایسا
نہو قبل میرے پہونچنے کے وہ پہونچ جاے اور ملکہ کو اذیت پہونچائے یہ اسی سوچ میں تھا کہ ہزبر
شیر دل آ پہونچا اور شاہزادے کو پریشان دیکھکر عرض کی کہ خیر باشد مزاج مبارک کیسا ہی شاہزادہ
طیمور نے ارشاد فرمایا کہ جس درد میں تم مبتلا تھے اب اسی درد میں ہم مبتلا ہیں یعنے شہر حسن آباد
کی شاہزادی جسکی محبت میں ہم تباہ ہوکر اس مقام پر پہونچے اب راز محبت اسکا فاش ہوگیا ہی
اور بھائی اسکا بسبب ننگ ناموس کے لشکر لیکر چلا ہی ایسا نہو وہ ملکہ کو کچھ اذیت پہونچاے یہ سنکے
ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے صاحبقران آفتاب نشان غلام و خادم کس دن کے لیے ہوتے
ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ سچ ہی مگر تو ابھی تک خود مبتلاے بلا تھا خدا اگر تیرے
دل کو تیرے سے مسرت حاصل ہوئی ہی کہ تیرا بچھڑا ہوا معشوق تجھ سے ملا ہی تو ایسا ارادہ نکر مثل
مشہور ہی کہ جنگ دو سر دارد اگر تو مارا گیا تو تیری بی بی زندگی بھر مجھے کیا کہیگی اور تو نہیں جانتا ہی
میں آگاہ ہوچکا ہوں کہ شہر حسن آباد میں بہت بڑے پہلوان ہیں ایک بروت تہمتن اتنا بڑا
سردار ہی کہ اسکا مثل و جواب نہیں ہی ایک مرتبہ میں اسکے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہوں اور اب
میرا آنا ظاہر ہوگیا ہی میں نے جن لوگوں کی جان کے خوف سے اسوقت تک اپنے کو چھپایا تھا اور
ظاہر نہیں کیا تھا انکو تو ملکہ نے بچا لیا یعنے سوداگر اور وزیر کو اب مجھے کس بات کا خوف ہی میں
ظاہر تنہا ہر جاؤنگا اور بہت بڑی لڑائی پڑیگی ہزبر شیر دل نے ہرچند اجازت چاہی مگر شاہزادہ
طیمور نے نہ مانا اور یہی ارشاد فرمایا کہ میں ہرگز تمکو ساتھ نہ لیجاؤنگا دیکھا اسنے کہ تیور بے ایمن
خاموش ہو رہا شاہزادہ طیمور شیر وسنے دخان کو بھی قزاق کے پاس کہلا بھیجا کہ اپنی فوج
کے بہادروں کو ساتھ لیکر کل تک بارگاہ دولت کی خدمت میں پہونچ جاؤ ارادہ ہی کہ کل ہم بھی یہاں
سے کوچ کردیں چونکہ تم قریب و بعید کے راستوں سے واقف ہو ہمیں اچھے راستے سے لیکر
حریف سے پہلے پہونچ جائیں قزاق تو اسطرف روانہ ہوے اور جاکر دخان قزاق سے
بیان کیا دخان قزاق نے اپنی فوج کو جمع کرکے کہا کہ میں تو شاہزادہ طیمور کے قدموں پر اپنی
جان نثار کرونگا جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو اپنی جان شیریں عزیز ہو وہ شوق سے
چلا جاے میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں تمام قزاقوں نے عرض کی کہ جو آپکا آقا وہ
ہمارا پہلے آقا ہوچکا ہم نہ انکا ساتھ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ شاہزادے کا ساتھ چھوڑ سکتے ہیں
انکا تشریف لانا اور بروت تہمتن کے مقام سے بچانا ہمیں خوب یاد ہی دخان قزاق نے
اپنے ملازموں پر آفرین کی انہیں کو ساتھ لیکر طرف شہر ہزبر کے روانہ ہوا یہاں شام جو ہوئی
تو ہزبر شیر دل نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ جس شہریار نے تیرے ساتھ اپنی جان شیریں کو عزیز
نہیں کیا حیف ہی تجھپر کہ تو اسکا شریک نہو وہ اگر اجازت نہیں دیتا ہی تو تو نے اجازت چاہی اسکا
شریک ہوا کہ کام میں آیا تو نام ہوگا اور اسکے بار احسان سے بھی کچھ سبکدوشی ہوگی کہ اسنے تیرا معشوق
تجھسے ملایا تو ایسا ہی تو نے بھی کیا اور اگر شاہزادہ کچھ ناراض ہوا تو جواب واقعی موجود ہی
کہ آپ نے ساتھ لے چلنے سے انکار کیا تھا تنہا جانے کو منع نہیں کیا تھا یہ سوچ کے اپنے لشکر میں
آیا اور لشکر سے چالیس جوان اپنی مرضی کے چھانٹ کر انکو ساتھ لیا اور رات ہی کو جانب باغ
چل کھڑا ہوا یہاں شاہزادے کو شب کو نیند نہیں آئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی میں راستے سے واقف

نہیں ہوں دو مردوں کی رہبری کا کیا اختیار اگر ہو نیچے میں دیر ہوئی اور ملکہ کو چشم زخم پہونچا تو زندگی
بیکار ہو جائیگی ان خیالات میں تڑپ تڑپ کے طیمور نے صبح کی صبح کے ہوتے ہی دخان قزاق
بارہ ہزار قزاقوں سے پہونچ گیا اس وقت طیمور نے پوچھا کہ شیر دل کہاں ہے ملازموں نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ وہ شکار کا قصد ظاہر کر کے اور یہ کہکے گئے ہیں کہ شاہزادہ مجکو ساتھ نہ لیجائینگے
بجز اسکے ٹھیرنا فضول ہے طیمور نے کہا کہ اسکو ذرا تہذیب نہیں ہے اگر ہم ساتھ بھی لیجاتے تو اسکو ضرور
رہنا چاہیے تھا اس وقت تک کہ ہم یہاں سے چلے جاتے یہ ناراضی اپنی ظاہر کر کے مع دخان قزاق
کوچ کر کے جانب باغ ملکہ روانہ ہوئے لیکن اب دو کلمے داستان ملکہ کے سنیے کہ یہ اپنے مقام پر
بیٹھی ہوا اور دل آرام سے کہتی ہے کہ کیوں دل آرام حرکت تو ہمنے وہ کی ہے کہ چھپ نہیں سکتی جب یہ
یہ راز فاش ہوا تو کیا ہوگا باپ بھائی میرے ایسے غیرت دار ہیں کہ جان لے لینگے اور جان دیدینگے
اور انکا ابتک پتہ نہیں کہ کہاں ہیں وزیر زادی نے کہا کہ پھر اب تو جو کچھ ہو جو کیا سو کیا اسنے میں سرہنگان باغ
نے آکر دیلم فیل پیکر کو خبر دی کہ آپ محافظ باغ ہیں اور شاہزادہ خود بہ ارادہ تاراجی باغ آتا ہے اس وقت
میں کیا صلاح ہے دیلم نے کہا کہ ہمیں ملکہ کے حکم سے کام ہے اگر وہ لڑنے کا حکم دیگی لڑینگے اسلیے کہ ہم تو
ملکہ کے نمک پروردہ ہیں ہمیں اور کسی سے کچھ سروکار نہیں ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور ملکہ
کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگا کہ بھائی آپ کے اس طرف بہ ارادہ ناپسند تشریف لاتے ہیں انکو
یہاں کے حالات کی کسی طرح اطلاع ہوگئی اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں انہیں روکیں یا آنے دیں
ملکہ نے کہا کہ تم جا کر میری طرف سے معذرت کرو اگر نہ مانیں تو لڑو ملکہ میں خود مقابلہ کے لیے تیار ہوں
میرا مقابلہ مرد کا مقابلہ سمجھو دیلم نے کہا کہ جب آپ ایسی ہیں تو ملازم کیوں نہ جانباز ہوں میں ابھی
جاکر انہیں سمجھاتا ہوں اگر مانینگے فہو المراد اور اگر نہ مانینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہکر اسنے سلام رخصت
کیا اور ابھی چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اس طرف سے تمکین کجکلاہ اپنی
فوج کو لیے ہوئے جنگ کی تیاری سے چلا آتا تھا کہ دیلم نے سلام کیا شاہزادہ نے
جواب سلام دیکر کہا کہ کیوں کیا ارادہ ہے دیلم نے عرض کی کہ ملکہ کے حکم سے حضور کے استقبال
کو حاضر ہوا ہوں تمکین کجکلاہ نے کہا کہ اس گیسو بریدہ کا نام میرے سامنے نہ لینا بلکہ جا کر اس سے
کہدو کہ وہ استقبال کے بدلے آمادہ مرگ ہو میں اسکے قتل کرنے کو آتا ہوں دیلم یہ سنکے
بگڑا اور کہا کہ میں در اصل نمکخوار ملکہ کا ہوں مجکو جسقدر آپکا پاس و لحاظ ہے وہ ملکہ کی وجہ سے ہے
جب آپ انکو اس طرح سخت و سست کہینگے تو مجکو بھی آپ کا پاس ہرگز نہوگا تمکین کجکلاہ نے
کہا کہ اگر تو میرا پاس نکریگا تو بجبر پاس کرنا ہوگا میں خالی شاہزادہ نہیں ہوں بلکہ سپاہی بھی ہوں
لا حربہ اپنا دیکھوں تو کہ تو کیسا ہے دیلم نے کہا کہ مجکو انکار نہیں ہے لیکن اتنا پاس آپ کا
اب بھی ہے کہ سبقت نکرونگا یہ سنتے ہی تمکین کجکلاہ نے نیزہ مارا دیلم نے نیزے سے [illegible]
لیا بند چلنے لگے اور کھلنے لگے ہرکاروں نے اس شور و غوغا کی خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے
کہا کہ لاؤ اسلحہ ہمارا ہم خود مقابلہ کرینگے اور جتنی اردا بیگنیان اور حبشنیں لعبت تمکین تھیں سب
آکے جمع ہوگئیں ملکہ نے لباس سرخ زیب جسم کیا اور نقاب درست کرکے اسلحہ تن پر آراستہ
کرنے لگی اور دل آرام سے کہا کہ کیوں دل آرام خاموشی کے ساتھ مرنے سے یا تو نام کرکے
مرنا بہتر ہے اور بھائی صاحب کو بھی تو معلوم ہو کہ بہن کو جو ہمنے فن سپہگری کی تعلیم کیا تھا وہ یاد کی

یاسمین دل آرام نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور اسنے بھی اسلحہ جنگ لگانا شروع کیے یہ تمام
عورتین مصروف کمربندی مین تھین ادھر وزیر نے بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کیے اور ہمراہ دیلم کے
فوج کے باغ سے باہر نکلا اور لڑائی دیلم اور تمکین کی دیر تک ہوا کی لڑتے لڑتے نیزہ دیلم کا
ٹوٹ گیا دیلم نے تلوار کھینچ کے نیزہ تمکین کجکلاہ کا قلم کر دیا تمکین کجکلاہ نے غصہ مین آکر تلوار
ماری دیلم نے سپر بلند کی تلوار چمک کے جو گری ہے سپر کو قلم کر کے سر پر پہنچی چار انگل کا زخم
سر پر دیلم کے آیا اسنے دانستہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی کہ لوگ بیچ مین آگئے دیلم کو بچا لیگئے
ادھر سے فوج تمکین کجکلاہ کی آپڑی تلوار چلنے لگی وزیر نے ایک بلندی پر کھڑے ہو کر آواز
دی کہ ای شاہزادے تو بڑی غلطی کر رہا ہے ارے ایسی عصمت دار عورتین ہوتی کا ہیکو مین جیسی
بہن خدا نے تجھکو عنایت کی ہے تجھے اب اسکے حالات سے اطلاع ہوئی تو اسے بدنام نکر
تمکین کجکلاہ کو چونکہ وزیر نے گودیون مین پالا تھا شاہزادہ اسکا بہت لحاظ کرتا تھا کوئی جواب
نہ دیا اور اسی طرح مصروف جنگ رہا ادھر ملکہ کو دیلم کے زخمی ہونے کی خبر پہنچی اسنے دل آرام
سے کہا کہ خوب ہوا کہ میرا سردار زخمی ہوا اگر بھائی صاحب کو اسکے ہاتھ سے ضرر پہنچتا تو مجھے ضرور
ناگوار گذرتا اچھا ہے کہ بھائی صاحب یا مجھے قتل کر ڈالین یا کسی برابر والے سے بیاہ دین دل آرام
نے کہا کہ جسوقت تک شاہزادے داخل باغ نہون اس وقت تک جدال نہ کیجیے لیکن باغ کے
باہر نکل کے لڑنے مین آپکی رسوائی ہے اور اگر اندر باغ کے لڑیگا تو مضائقہ نہین شاہزادی
نے یہ رائے پسند کی اور وزیرزادی نے آتے ہی دروازہ باغ پر اپنا پہرہ قائم کیا اور
شاہزادی اپنے قصر کے سامنے مسلح ہو کر ٹہلنے لگی چونکہ اندر مکان کے نقاب کی ضرورت نہ تھی
نقاب دور کر دی باہر کے شور وغل کی آواز اندر تک آرہی تھی صدائے گیرودار تلوارون کی
جھنکار برابر کانون مین چلی آرہی تھی وہان تمکین کجکلاہ لاشون کے انبار لگاتا ہوا چلا ہی آتا تھا کہ ایک
مرتبہ جانب صحرا سے ایک گرد بلند ہوا اور ہزبر شیر دل چالیس جوانون سے پیدا ہوا دیکھ
کر تمکین کجکلاہ قریب باغ پہونچ چکا ہے بس وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار کہان جاتا ہے ہرگز باغ
کے اندر قدم نرکھنا کہ مالک باغ کا حکم نہین ہے تمکین کجکلاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ یہ کون ہے
اتنے مین ہزبر شیر دل مانند شیر ژیان کے مرکب کو دوڑاتے ہوے قریب پہونچا تمکین کجکلاہ
نے کہا کہ تجھے ان امور مین کیا دخل ہے ملکہ میری بہن ہے تیری کون ہے ہزبر شیر دل نے جواب
دیا کہ میری مخدومہ ہے مالک ہے ولی نعمت ہے جو کچھ ہو میرا اسلیے کہ منظور نظر ہے اس شخص کی جو
اس وقت صاحبقران زمانہ ہے مین اسکا غلام ہون ملکہ کا بھی تابع فرمان ہون یہ سنکے تمکین کجکلاہ
نے وزیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب کہیے یہ ہمارے گھر کی رسوائی کہانتک پہونچی ہے وزیر نے
کہا بابا یہ کوئی رسوائی نہین ہے تمکو خود ہی معلوم ہو جائیگا یہان تمکین کجکلاہ نے غصہ مین
آکر ہزبر شیر دل پر تلوار ماری ہزبر شیر دل نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی وار کی رد و
بدل ہوئی تمکین کجکلاہ بھی مرد بہادر ہے اور غیرت کے جوش مین لڑ رہا ہے ادھر ہزبر شیر دل بھی ایسا
جوانمرد ہے کہ چالیس آدمیون سے آگرہ کی لاکھون کی فوج پر کرا ہے لڑتے لڑتے مرتبہ [illegible] نے ہزبر
نے سکندری کھائی بس تیغ تمکین کجکلاہ کا سر اسکے چھپا یہ بھی زخمی ہوا لوگ بیچ مین آگئے
ہزبر کو علحدہ کیا لیکن چالیسون جوان ہزبر شیر دل کے جانین لڑا [illegible] رہے تھے

یہ سب وہ لوگ تھے جو ہزبر خیر دل کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور چالیس ہزار میں سے چالیس
جوان منتخب کیے تھے حالت پاکر ہزبر خیر دل نے بھی زخم سر باندھا اور لڑنے لگا لیکن تمکین کجکلاہ
لڑتا ہوا قریب دروازہ باغ کے پہونچ گیا ہے اور فوج ہجوم کیے ہوئے ہے کہ راستہ باغ میں جانے
کا نہیں ادھر ترک سوارنیاں دروازے میں ڈٹی ہوئی ہیں کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد
بلند ہوا گرد مانند آندھی کے چلی آتی تھی کہ آنکے آنے سے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے نعرہ
شاہزادہ دولاور یعنی طیمور شیر پور کا ہوا ساتھ ساتھ انکے دخان کوہی قزاق تھا اور تمام قزاق
جو میں لیے ہوئے بانجے چلے آتے تھے طیمور نے تمکین کجکلاہ کو دیکھتے ہی آواز دی کہ خبردار
دروازہ باغ میں قدم رکھنے کا قصد نکرنا ہے جسکو چاہیے آنے دے جسکو نہ چاہیں وہ نہ آنے
ہی اجارہ اپنا ہی باد صبا کل باغ میں تمکین کج کلاہ نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمراہ
سوداگر کے آیا تھا لیکن اسکے چہرہ سے ایسے اور ہی جاہ و جلالت پیدا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہیں کا
شاہزادہ ہے خدا جانے کس تباہی میں یہ یہاں آ نکلا تھا اتنے میں شاہزادہ طیمور شیر پور قریب
پہونچے اور آواز دی کہ کیا ارادہ ہے تمکین کج کلاہ نے کہا کہ تجکو بھی قتل کرونگا اور اپنی بہن کو
بھی کہ ان دونوں کی ذات سے خاندان کی رسوائی ہوئی ہے طیمور نے ہنسکے جواب دیا کہ یہ تمہاری
جہالت ہے ملکہ نے اس وقت تک کوئی بات ایسی نہیں کی ہے جو خلاف عزت ہو نہ میں تمہاری
عزت کا درپے ہوا ہوں جو لوگ اس راز سے واقف ہو گئے ہیں وہ جانتے ہیں بلکہ تمہیں نے ملکہ کو
رسوائے عالم کر رکھا ہے تمکین کجکلاہ نے کہا تو کسی طرح کی باتیں بنا میں تجھے چھوڑنے والا نہیں
ہوں یہ کہکر طیمور کی طرف بڑھا اور تلوار ماری طیمور نے وہی سپر بلند کی جس سے پنجہ پیدا ہو کر
تلوار کو پکڑ لیتے ہیں ادھر تو ضرب سپر پر پہنچی ادھر پنجے پیدا ہوئے اور تلوار کو پکڑ لیا طیمور نے
ہاتھ کو گردش دی تلوار قبضہ کے پاس سے ٹوٹ گئی تمکین کجکلاہ نے دستہ منہ پر کھینچ مارا طیمور
نے خالی دیا اور بڑھ کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا تمکین کجکلاہ نے بھی کمر زنجیر کے بند میں ہاتھ ڈال دیا
زور ہونے لگے اسی کشمکش میں طیمور نے تمکین کجکلاہ کا کولا اور سر سے بلند کرکے زمین پر
مارنے کا قصد کیا تھا کہ ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ بھائی ہے ملکہ کا ملکہ بہت شکایت کریگی اہل لشکر
نے یورش کیا جسنے ہاتھ تلوار کا اٹھایا طیمور نے تمکین کجکلاہ کو آگے بڑھا دیا اسکو اہل
لشکر بھی رکے اور سر مال چادرین ہلانا شروع کیں طیمور نے ان سبکو امان دی اور تمکین کجکلاہ
کو اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوئے داخل باغ ہوا وزیرزادی مسلح کھڑی تھی سلام کیا طیمور نے
اس ہیئت سے کبھی کا ہے کو دیکھا تھا نہ پہچانا لیکن وزیرزادی وہیں سے ساتھ ہو لی شاہزادہ اور
آگے جو بڑھتا ہی تو دیکھا کہ تمام ترک سوارنیاں اور اصفہانیان اور حبشنین یہ مسلح موجود ہیں اور
چند قدم آگے بڑھا تو دیکھا کہ خود ملکہ خود زرہ بکتر چار آئینہ جوشن وغیرہ آلات حرب لگائے
گویا حریف کے منتظر کھڑی ہے طیمور نے ملکہ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کیون صاحب یہ کیا ملکہ طیمور کو دیکھ
شرما گئی اور گردن جھکا کے کہا کہ تمنے تو مرنے پر کمر کسی تھی لیکن اب آ گئے طیمور نے ملکہ کے
بھائی کو سامنے ملکہ کے چھوڑ دیا اور کہا کہ انھون نے تو ہمارے ارادہ لینے میں کوئی کمی نہیں کی تھی لیکن
تم دیکھو کہ انکے کوئی زخم بھی نہیں آیا ہے اتنے میں وزیر آ پہونچا اور طیمور کو سلام کرکے کہا
کہ ای شہریار آپ وقت پر پہونچے ورنہ ان بھائیوں کے مقابلہ کا انجام برا ہوتا اگر ملکہ انکے ہاتھ سے

قتل ہوتی تو آپ انکو نہ چھوڑتے اور جب یہ دونوں نہوتے تو چراغ سلطنت گل ہوجاتا اور مین نے
ان دونوں کو تو دونوں مین کھلایا تھا مین بھی انکے غم مین زندہ نہ رہ سکتا آپ کیا آئے گویا مسیحا
آگئے طیمور نے کہا کہ آخر انکو اپنی بہن پر اسقدر غصہ کیوں تھا اسوقت تک اپنے کو کسی بے عنوانی
کی اور وزیر تمکو یہاں رہنے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ملکہ باعفت ہے پارسا ہے عصمت اور واللہ یہ کہ اگر
ملکہ کو مین بدافعال پاتا یا اپنی حرمت کا خیال اسے ہوتا تو مین اس سے خود احتراز کرتا کوئی شاہزادہ
ورئیس زادہ کسی اوباش عورت کی محبت مین اس طرح خراب ہوتا سوا اسے حکیم دانا مین بادشاہ
شہر زرینہ کا فرزند ہون اور صاحبقران زمان ہون کہ میرا شہر کیوا شہر مین ہوا اس شہر کو مین نے
ویران دیکھا سنا کہ اژدہے نے اس شہر کو کھا لیا اور بادشاہ شہر بڑا بہادر تھا وہ بھی لقمہ اژدہا
مین نے اژدہے کو مار کر اس ملک کو پھر سے آباد کیا ملا سرشش ببابائی ورہان کا خاتم کیا کنارے
دریا کے کیوانیہ کے اک گنبد طلائی ہے مین وہاں شکار ماہی مین مصروف تھا کہ اتفاقیہ ملکہ کشتی پر
سوار نمودار ہوئی مین بھی دل رکھتا ہون اور انسان ہون مین نے ملکہ والے پاس بلایا ملکہ نے
آنے سے انکار کیا چونکہ مین شیدا ہوگیا تھا اور پتا اس کا معلوم تھا بہانے شکار کی ڈوری مین کشتی کو پھانس کے
کھینچ لیا اور نام و نشان اور پتہ پوچھنے لگے ملکہ کو مجبور کیا اسی ملکہ سے قسم دے کر پوچھو تو مین کس طرح
ملکہ سے پیش آیا مین نے اسکے جسم کو ہاتھ بھی نہین لگایا اور نہ ملکہ مجھ سے بیحجاب ہوئی آخر شکار کے بہانے
لشکر سے علیحدہ ہوا صحراؤن اور جنگلون کی ٹھوکرین کھاتا ہوا سوداگر بنکر پھرتا اس سے پتہ لگا کر اس
مقام پر آیا اور پوشیدہ طور پر ملکہ کے باغ مین آتا تھا یہاں بھی سوا دیکھنے کے اور کوئی بات
نہ تھی آخر بھی ملکہ کی بے حرمتی کا خیال ہوتا تو جب چاہتا ملکہ کو لیجاتا کسی کو خبر بھی نہوتی کہ کون لیگیا
یہ فسونگری کرکے انھون نے خود اپنی بہن کو رسوا کیا اور اگر یہ خیال تھا کہ ملکہ کو کوئی دیکھے بھی نہین تو
اسے آزادی کیون دی کہ وہ کشتی پر سوار ہوکے جہان چاہے سیر سے چلے لیکن یہ نیت میری ضرور تھی کہ مین
شادی اسی کے ساتھ کرونگا اگر مجھ مین کسی طرح کا نقص ہوتا یا وہ تم شاہزادی ہے تو مین بھی شاہزادہ
ہون بلکہ میری فوج اور دولت تم سے زیادہ ہوگی تم کو ہوگی یہ سن کے تمکین کجکلاہ نے سر
جھکالی اور شرمندہ ہوا ملکہ دوڑ کر بھائی کے گلے لپٹ گئی اور رونے لگی حکیم دانا وزیر نے
بھی سمجھایا تمکین کجکلاہ نے آخر کہا کہ مین ان امور سے واقف ہوتا تو ایسا نکرتا بلکہ خود شادی کا
سامان کر دیتا اور خیر جو گذر گئی وہ گذر گئی اب مین جاتا ہون اور بادشاہ کو بھی آکر رضامند کرتا ہون
تاکہ کشت و خون نہونے پائے طیمور نے کہا کہ اسکو تم شاید اپنی فوج کا ہی تمہارے کہنے وہ ہرگز
نہ مانے گا ایسا نہو کہ تجھ سے بہ بدی پیش آئے تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین ایک ہی وارث
تاج و تخت ہون وہ میرا دشمن نہین ہوسکتا اسکو چار و ناچار میرا کہنا منظور کرنا پڑے گا یہ کہکر
رخصت ہوا طیمور نے کہا کہ تمکو اختیار ہے تمکین کجکلاہ تو اس طرف رخصت ہوا اور
یہان شاہزادہ طیمور نے زیر باغ فوج اپنی اتاری جا بجا فوج لشکر کے پہرے معین کیے
اور ہزبر شیر دل سے کہا کہ تجھے یہ لیاقت کی کہ بغیر ہماری اجازت کے یہان آکر لڑے
ہزبر شیر دل نے عرض کی کہ خطا و قصور ہوگی لیکن جو خیال غلام کو تھا وہی ہوا کہ اگر مین قبل
پہونچا ہوتا اور اس وزیر لکار جنگ کو نہ روکے رہتا تو یقین ہے کہ ضرور سے پیشتر تمکین کجکلاہ ملکہ
کے باغ مین پہونچ جاتا اور خدا جانے کہ پھر کیا انجام ہوتا شاہزادے نے آفرین کی اور ...

زخم سر میں مصروف ہوا وہاں قبل پہونچنے تمکین کج کلاہ کے ہرکارون نے تمام حالات کی اطلاع
حسین کجکلاہ بادشاہ شہر کو کی بادشاہ فرزند کے مطیع ہونے پر نہایت رنجیدہ ہوا اور حکم کیا کہ لشکر
ہمارا تیار ہو باغ کو مع حریف و فرزند و دختر پھونک دونگا اور کسی لڑکے کو فرزند بنا کر ولی عہد قرار
دیدونگا یہ اسی غصہ میں بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر پھر خبر دی کہ شاہزادے تشریف لاتے ہیں بادشاہ
نے کب ہو استقبال کے واسطے بھی نہیں بھیجا تمکین کج کلاہ کو ملال ہوا غرضکہ جب سامنے بادشاہ کے
پہونچا سلام کیا بادشاہ نے منہ پھیر لیا تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین نے کون سی خطا کی ہے جسپر یہ عتاب
ہے حسین کجکلاہ نے کوئی جواب نہ دیا اس وقت تمکین کجکلاہ نے خیال کیا کہ جو پہلے سے اسقدر
برہم ہے اسکا سمجھانا بالکل بے سود ہے یہ سوچ کے چپ تھا بس بادشاہ نے حکم دیا کہ ابھی اسکو گرفتار
کر لو یہ سنکے لوگ دوڑ پڑے اور کمندین ڈالنے لگے لیکن تمکین کج کلاہ کو تلوار کھینچنے کی بھی فرصت نہ ملی
اور گرفتار ہوگیا جب وہ اسیر ہو کر سامنے بادشاہ کے آیا تو تمکین کج کلاہ کو یقین ہوا کہ اب یہ زندہ بھی
بچنے نہ دیگا حسین کج کلاہ نے کہا کہ اسے لیجا کر قید کرو اور جارچی سے کہو کہ جار دیدے کہ کل
بادشاہ اپنے فرزند کو قتل کریگا جسے دعوے چھڑا لینے کا ہو وہ چھڑا لے جائے جسکو تماشہ دیکھنا
ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اس وقت تمکین کج کلاہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور دل میں کہا کہ
شاہزادہ طیمور نے جو مجھے منع کیا تھا تو بجا تھا نہ میں اس ناحق باپ کے سمجھانے کو آتا نہ قید کر کے
قتل کیا جاتا اور تمام حاضرین دربار کو بھی حیرت ہوئی کہ واقع میں بادشاہ نے نہایت سنگدلی کی کہ
اکلوتے بیٹے کے قتل کا حکم دیا ہے جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ بادشاہ کل اپنے بیٹے کو اس جرم پر قتل
کریگا کہ اسنے اطاعت دشمن کی اختیار کر کے اپنے مذہب کو تبدیل کر ڈالا تمام شہر حسین آباد میں ایک
ہلچل مچ گئی اور ہرکارون نے یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر برو کو دی کہ شاہزادہ کل صبح کو قتل ہوگا
ملکہ تو یہ سنکے چیخین مار مار کر رونے لگی اور طیمور نے کہا کہ ای ملکہ تمام دربار تمھارے باپ کا
خون سے لال کر دونگا مجال ہے اسکی کہ بھائی کو تمھارے قتل کر سکے ملکہ نے کہا کہ تم ایسے ہی بہادر
ہو لیکن اتنی بڑی فوج سے زندہ بچ کے آنا دشوار ہے یہان ملکہ نے تمام رات گریہ وزاری میں
بسر کی اور شاہزادہ طیمور نے پچھلے پہر سے لشکر میں تیاری کا حکم دیدیا بارہ ہزار قزاق تیار ہوگئے دیلم فہیم کو
اور بہزاد شیردل بسبب زخمی ہونے کے رہ گئے قبل صبح صادق کے طیمور سوار ہو کر جانب شہر
حسن آباد روانہ ہوا وہاں بادشاہ نے صبح ہوتے ہی سامنے ایوان شاہی کے میدان میں ایک
استادہ کرا کے چبوترہ سنگ کا تیار ہوا اور یہ فلاکت کا اسیر بیٹھا کے داروغہ زندان سے حکم کیا کہ
لاؤ اس ناشدنی کو داروغہ زندان تھراتا ہوا اور کانپتا ہوا قید شاہزادے کی لیکر حاضر ہوا بادشاہ نے
حکم دیا کہ بٹھا دو زیر تیغ شاہزادے نے اس وقت جانب فلک دیکھا اور انقلاب گردش تقدیر پر ایک
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آنکھ بھی نہ جھپکی جلادون نے لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ نے حکم قتل دیا فوج
دو رویہ استادہ تھی جلاد نے کہا کہ یہ فرزند کا معاملہ ہے سمجھ بوجھ کے حکم دیجئے مار ڈالنا میرا کام ہے مگر جلانا
میرا کام نہیں ہے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے خوب سمجھ لیا ہے تو قتل کر اور تعمیل حکم میں دیر نکر جلاد نے تیغ کھینچ
کہ سمجھ لیجے ہنوز تیسرا حکم نہیں پایا تھا کہ ایوان شاہی کے پہلو میں ایک باغ تھا اس باغ سے شاہزادہ طیمور
شیر برو دبارہ ہزار قزاق اونسے مع دخان قزاق پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ خبردار ہوشیار کہ مین
آپہونچا منہ پھیر کے جعفران آئینہ پرستان یعنی طیمور شیر برو یہ کہتا ہوا مانند آفت آسمانی اور بلائے

ناگہانی کے آپہونچا اور تلوار کھینچکر جو گرتا ہی ہلچل برپا کردی بادشاہ گھبرا گیا کہ یہ دفعتہً کہاں سے آپڑا
جلاد حکم ثالث کا منتظر تھا اہل لشکر بالکل غافل تھے طیمور کے دفعتہً آپڑنے سے بارہ ہزار تلنگے
لاکھون کے لشکر کو درہم و برہم کر دیا اور طیمور سر پر جلاد کے آپہونچا اور آواز دی کہ اے تمکین کجکلاہ
نہ گھبرانا کہ مین آپہونچا جلاد تو بھاگا کہ اس بلا سے کون مقابلہ کرے طیمور نے قید کاٹ دی
تمکین کج کلاہ نے باقی ماندہ زنجیرون کو زور کر کے آپ توڑ ڈالا طیمور نے ایک سوار کو
مار کر اسکا مرکب اور ہتھیار دیے تمکین کجکلاہ بھی مرکب پر سوار ہو کر لڑنے لگا تب بادشاہ
نے شور کیا کہ ارے مار لو ان دونون کو جانے نہ پائین کہ انھون نے بڑے فساد برپا کر رکھے
ہین یہ سنتے ہی تمام سردار شہر حسن آباد کے مثل ارزنگ حسن آبادی اور کبرنگ
حسن آبادی اور طول طویل قامت اور طویل منارہ گردن اور مہیب دیو صورت
اور بروت تہمتن سپہ سالار تلوارین کھینچ کھینچ کے آپڑے قزاقون کو قتل کرنے لگے
ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا لیکن دو کلمہ داستان سوداگر کے بیٹے کہ لپٹتے جاکر شہر کیوانیہ
مین خورشید زرین کمر کو طیمور کے حالات سے اطلاع دی اور کہا کہ جلد فوج کو لیکر چلئے
کہ اب حال شاہزادہ کا ظاہر ہو گیا ہے اور شاہزادہ تن تنہا ہے ایسا نہو کوئی پیچ پڑے یہ سنکے خورشید
زرین کمر نے کمربندی کا حکم دیا اور جہاز منگا کر مع لشکر جہازون پر سوار ہو کے جانب شہر حسن آباد
روانہ ہوا تھا چونکہ تمام فوج شہر حسن آباد کی اس معرکہ کی طرف متوجہ تھی جہازون کے آنے کی
کسیکو خبر بھی نہوئی وہان فوج خورشید کی اترنا شروع ہو گئی پہلے وہ جہاز پہونچا جسپر پیش خیمہ
بار تھا اور جامد ہمدانی دیو ابن سر اتقیا یہ اترا اور تمام فوج کو لیکر چلا رستے مین خبر پائی کہ بادشاہ
شہر حسن آباد سے اور شاہزادہ طیمور سے جنگ ہو رہی ہے اس نے اپنے چالیس ہزار
دیوازون سے ایوان شاہی کا رخ کیا بعد اسکے نہنگ بن طوفان دریا موج پہونچا اسکے
ساتھ پچاس ہزار سوار تھے یہ بھی اسی طرف روانہ ہوا بعد اسکے اہرمن کوہزاد چالیس ہزار دیون
سے پہونچا آخرین جہاز بادشاہ کا اور باقی ماندہ فوج یہ سب کے سب ساحل پر اترے اور جنگ کی
خبر سنکے بعد یکدیگرے چل کھڑے ہوئے وہان ہنگامہ گیر و دار گرم تھا شاہزادہ طیمور
مع تمکین کج کلاہ و دخان قزاق کے کئی لاکھ کی فوج مین گھرا ہوا لڑ رہا تھا بارہ ہزار قزاق لاکھون
سے لڑ کر آدھے کے قریب قتل ہو چکے تھے فوج دشمن یورش کیے ہوئے چلی آتی تھی ان مین
دلیرون نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے تھے مگر یورش کم نہوتا تھا جب شاہزادہ
طیمور مرکب کو رانون مین سنبھالتا تھا اور حملہ کرتا تھا چار چار صفین توڑ دیتا تھا مگر بادشاہ تک کسی طرح
نہ پہونچ سکتا تھا ایک مرتبہ ارزنگ حسن آبادی سے اور دخان قزاق سے سامنا ہوا ارزنگ
نے تلوار ماری دخان قزاق نے وار اسکا رد کر کے جواب وار کیا ارزنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
کبرنگ سے اور تمکین کجکلاہ سے سامنا ہوا اس نمکحرام نے اپنے شاہزادہ پر وار کیا
تمکین کج کلاہ نے بھی وار اسکا رد کر کے جو کمر کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے مہیب دیو صورت
سے اور شاہزادہ طیمور سے سامنا ہوا مہیب نے ارہ پشت نہنگ مارا شاہزادہ نے
اسکو قلم کر کے تلوار ماری کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے بروت تہمتن تھرا گیا کہ مہیب
اسکے برابر کا سردار تھا اور اسپر ایسا رعب چھایا تھا کہ اسنے مقابلہ کا قصد نہ کیا لیکن طول بلند بالا

کہ یہ بھی سردار زبردست ہی آستے نعرہ کیا کہ او قزاق تو نے بھی سر اٹھایا ہی کہاں جائے گا بچ کر میرے ہاتھ سے دخان قزاق نے کہا کہ او کسنگے جس وقت میں بادشاہ سے خراج لیا کرتا تھا اس وقت کبھی تیری جرأت نہوئی کہ آکر سامنا کرتا اسوقت جو میں لاکھوں میں زخمی گھرا ہوا ہوں تو تو دعا سے مقابلہ کرتا ہی لا جو اپنا دیکھوں تو کہ تو کیسا دلاور ہی طول بلندبالا نے قریب آکر تلوار ماری کہ نشانہ دخان قزاق کا نشانہ ہوا دخان قزاق نے بھی ایسا ہاتھ مارا کہ طول بلند بالا کو زخمی کیا آدھر طویل منارہ گردن نے شاہزادہ ہمین بن تیغ کلاہ کو زخمی کیا اب طیموس اکیلا رہ رہا ہی ان سب کو بچاتا ہی اور ہر مرتبہ یہ قصد کرتا ہی کہ بادشاہ پر جا پڑوں مگر ہجوم لشکر سے جگہ نہیں پاتا ہی کہ اک مرتبہ گرد اڑی اور نعرہ حامد ہمدانی کی آواز گوش زد ہوئی دیکھا کہ دیوانہ جو دست پکڑے زنجیر میں تھا چھڑاتا ہوا چالیس ہزار دیوانوں سے چلا آتا ہی بروت تہمتن کہ پشت لشکر پر اسنے دیکھا کہ دیوانہ ناگاہ ہوا آ پڑا اور قیامت بپا کر دیا یہ جو زخمی اور گھرے ہوئے ہیں یہ چھوٹ جائنگے بس سنتے لات سنگین دل اک سردار کو حکم دیا کہ تو اپنی فوج لیکر اس دیوانے کو روک لات سنگین دل نے نعرہ کیا کہ او دیوانے تو کون ہی اور کدھر آتا ہی دیوانے نے اپنا نام بیان کیا اور کہا کہ میں غلام ہوں شاہزادہ طیموس کا ہٹ جا میرے سامنے سے کہ میں اپنے آقا کی مدد کو جا رہا ہوں لات سنگین دل نے کہا کہ آقا تیرا مارا ڈالا گیا تو ہٹ جا تو بھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر دیوانے کی نگاہوں میں دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی پکارا کہ او ملعون خاک تیرے منہ میں کسکی مجال ہی کہ میرے آقا کو قتل کر سکے وہ ایسا بہادر ہی جسنے تجھ ایسے ہزاروں کو کس طرح زیر کر لیا دیکھا لات سنگین دل نے کہ یہ مانتا ہی نہیں اور چلا ہی آتا ہی اس فقرہ سے دل ٹوٹنے کے بدلے اسکا جوش اور بڑھ گیا بس دلکر تلوار ماری حامد ہمدانی نے وار اسکا رد کر کے جو اپنا وار کیا لات سنگین دل پر اٹھا ہو کے گیا بس دیوانہ اسکو مار کر آ پڑا اور رہ لے لگا دیکھا اسنے کہ آقا میرا صحیح و سالم موجود ہی اور لڑ رہا ہی بس یہ شیرانہ حملہ کرتا ہوا چلا کہ ساتھ ہی اور گرد اڑی اور نہنگ بن طوفان دریا موج نمودار ہوا بروت تہمتن اسکی آمد اور جاہ و حشمت دیکھکر گھبرایا کہ یہ کون ہی جب نہنگ بن طوفان نے آمد کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں زیر پردہ شاہزادہ طیموس شیر پردہ ہوں اسکا زہرہ آب ہوگیا کہ یہ تو جوان بلا ہے جسنے ایسے ایسے سرداروں کو زیر کر کے مطیع اپنا بنایا ہی یکایک دوسری گرد اڑی اور اہرمن کو ہزاروں نمودار ہوا آخر میں خورشید زرین کمر کئی لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہنچا اور یہ سبکے سب آکر لشکر تہمتن پر گرے تلوار چلنے لگی اب طیموس پر سے وہ یورش لشکر کا کم ہوا فوج اس انبوہ کثیر کی طرف متوجہ ہوئی بروت تہمتن کے حکم سے تین سردار ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے اس لشکر کے روکنے کو بڑھے سردوش ابلق چشم کیلواد زبردست ہی اسنے آتے ہی نہنگ بن طوفان پر گرز مارا نہنگ بن طوفان نے وار اسکا روک کے جو گرز مارا پرا ٹکڑا کر دیا اور بروت تہمتن کو دیکھکر آواز دی کہ کیا ان سرداروں کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجا ہی تو آ تو معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں یہ سنکے بروت تہمتن نے مرکب کو بڑھا اور پکارا کہ میں وہ ہوں جسکے مقابلہ میں تیرا آقا زخمی ہو چکا ہی بس یہ سنتے ہی نہنگ بن طوفان دریا موج آگ ہوگیا اور پکارا کہ زخمی ہوئے سے بہادر کا وقار کم نہیں ہوتا تو کیا افتخار کرتا ہی کہ میں نے تیرے آقا کو زخمی کیا ہی مجھسے سامنا کر تجھے ابھی معلوم ہو جائے یہ

یہ سنکے بروت تہمتن نے نہنگ بن طوفان دریا موج کو نیزہ مارا نہنگ بن طوفان نے
نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نہنگ بن طوفان نے نیزہ
ہاتھ سے بروت تہمتن کے ہوائی کیا بس اُسنے جھلا کر تلوار ماری نہنگ بن طوفان نے وار
اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا غصہ مین مارا بروت نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی
پناہ کیا لیکن تیغۂ نہنگ کا لنگر دار تھا ضرب بھی گران تھی تیغہ نے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا اور
خود کو کاٹ کر سر پر بیٹھا نہنگ بن طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا ابرو اتر آیا بروت نے
دانت تلے مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکلا اور دھار خون کی سر سے باہر آئی نہنگ بن طوفان نے
آواز دی کہ دیکھا تو نے جسے تو نے زخمی کیا تھا اُسی کے غلام نے تیرا کیا حال کیا ادھر سمندون
کرگدن سوار سے اور اہرمن کوہزاد سے سامنا ہوا سمندون کرگدن سوار نے تلوار ماری
اہرمن نے وار اسکا روک کے سمندون کو زخمی کیا ادھر شاہزادہ طیمور لڑتا ہوا قریب تخت
پہونچ گیا یہان نہنگ بن طوفان نے دوڑ کر علم لشکر کو سرنگون کیا حملہ اسکو مارا وہان طیمور نے
قریب تخت پہونچکر آواز دی کہ او حسین کج کلاہ دیکھا تو نے کہ کیا انجام تیرے ظلم کا پیش آیا
اب کیا کہتا ہے حسین کج کلاہ نے دیکھا کہ یہ سر پر آگیا ہے اب مین اسکا کیا کر سکتا ہون اس سے یہی
بہتر ہے کہ امان مانگون بس اپنے ہاتھ کے رومال کو گردش دی تمام لشکر مین چادرین ہلنے لگین
طیمور نے ہاتھ روکا پھر ایسا طیمور نے بھی قتل لشکر حریف سے ہاتھ روکا بادشاہ تخت زرنگار
تخت سے نیچے اترا اور کہا کہ اے طیمور اگر مجھے تیری حقیقت سے آگاہی ہوئی تو مین تجھ سے
نہ لڑتا معلوم ہوا کہ تو بڑا صاحب جاہ و جلال ہے خوشا نصیب اُسکا جسے تجھ ایسا داماد ملے القصہ دونو
لشکر ایک ہوگئے جو لوگ لڑ رہے تھے علیحدہ ہوئے بادشاہ نے جس فرزند کے قتل کا حکم دیا تھا
اسکو سینے سے لگایا طیمور کا سر سینے سے لگایا تو تمام لشکریون کے ملول ہونے لگی اور نقارے
خوشی کے بجنے لگے لیکن حال ملکہ کا سنیئے کہ اُسنے ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی تھی دمبدم کی خبر
پہونچ رہی تھین کہ اب یہ ہوا اور اب یہ ہوا جیسے تو یہ اپنے بھائی کی رہائی کا حال سنکے نہایت
خوش ہوئی پھر طیمور کے تنہا گھرے ہونے کی خبر ہوئی یہ سنکے ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اپنے آپ چلنے کا ارادہ کیا لیکن دل آرام نے منع کیا اور کہا کہ اگر تم گئین تو یہ حرکت
شاہزادے کے خلاف مزاج ہوگی اور وہ نہایت ناراض ہونگے ملکہ تڑپ تڑپ کے دعا مانگ
رہی تھی اور رو رہی تھی آخر مین معلوم ہوا کہ صلح ہوگئی اور بعد اطاعت شاہزادہ طیمور کی اختیاری
یہان خورشید زرین کمر سے اور حسین کج کلاہ سے ملاقات ہوئی حسین کج کلاہ نے
کہا کہ اب اس کنیز کو آپ لیجائیے مین خوشی آپ کے فرزند کی کنیزی مین دیتا ہون یہ کہکر
رو دیا خورشید کی آنکھون سے بھی آنسو ٹپک پڑے اس وقت طیمور نے کہا کہ اگر
آپکو ناگوار ہے اور دباؤ کی وجہ سے راضی ہوئے ہین تو مجھے منظور نہین ہے اور اگر مجھ مین
کوئی نقص آپنے تجویز کیا ہے تو آپ سے بیان کیجے اگر واقعی مجھ مین کوئی خرابی ہوگی تو مین ہرگز
ملکہ کا خواستگار نہ ہونگا یہ سنکے حسین کجکلاہ نے کہا کہ تم مجھ سے ہر طرح بہتر ہو لیکن میرے
تمہارے اختلاف مذہب کا ہے یہ بات البتہ میرے ناگوار ہے اور اسی وجہ سے مین نے اپنے
فرزند کے قتل پر کمر باندھی تھی اسکی پروا نہ کی تھی کہ چراغ سلطنت بعد اسکے گل ہوجائیگا

یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کہا کہ اک وقت میں میرے والد ماجد کا بھی یہی مذہب تھا جو آپ کا
ہی لیکن جب تحقیق کیا تو کچھ نہ پایا تم تو یہاں بیٹھے ہوے سارلیق کو خدا جانے کیا سمجھ رہے ہو اور میں نے
تمھارے خداوند کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی سارلیق عجب بیوقوف آدمی ہی اسنے تمام کارخانہ
اپنی خداوندی کا اپنی حماقت سے خدا پرستوں کے ہاتھ سے مٹوا دیا ساحروں اور پہلوانوں کے زور پر
وہ خداوند بنا ہوا تھا اب چند دن میں سن لینا کہ سارلیق خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارا گیا یا
شکست کھا کے بھاگا خلخال جادو خدا پرستوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکی جس پہلوان کا نام اسنے
لقب قدرت رکھا تھا اور تمام فوج کا سالار مقرر کیا تھا اور اپنا نظر کردہ بنایا تھا کہ یہ کسی سے
زیر نہ ہوگا اسے میں نے سات روز کی کشتی میں لڑ کر زیر کیا اور اپنا مطیع بنایا اب وہ میرا سپہ سالار
ہی اور میرے شہر میں ہو اسنے بھی پرستش سارلیق کی ترک کی یہ سردار جو میرے ساتھ ہی یعنی
شہنگ بن طوفان دریا موج یہ بھی سارلیق کی میسرہ فوج کا افسر تھا اسے بھی میں نے چار روز
کی کشتی میں زیر کیا اسنے بھی میرا دین مبین یعنی مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اگر مذہب سارلیق
پرستی اچھا ہوتا تو میں کیوں ترک کرتا اور میں نے کسی سے دب کے اس دین کو ترک نہیں کیا
بلکہ خود ہی برا جان کے چھوڑ دیا کہ اک بادشاہ کو خداوند بنا لینا سراسر عدالت کے خلاف ہی اور خدا
حقیقی سے ناراض کرنے کا جب ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمکو عقل دی ہی تو ہمکو سمجھ بوجھ کے
اپنے خالق حقیقی کو پہچان کے سجدہ کرنا چاہیے اک شخص سکندر آئینہ پرست ہی اسنے مجھکو اک
آئینہ حیرت نما دکھا کے آئینہ پرست بنایا آخر میں وہ آئینہ بھی اندھا ہو گیا اور میں نے اس آئینہ کو
توڑ ڈالا اب برائے نام میں آئینہ پرست ہوں ورنہ میں نے تو خود حق پرستی اختیار کر لی ہی
اور اس سے مراد یہ رکھی ہی کہ جسنے مجھے بنایا ہی وہ خدا ہی خواہ کوئی ہو جس دن مجھے دین حق تحقیق ہو جائیگا
اس روز اسنے ایجادی مذہب کو بھی ترک کر دونگا ان باتوں نے ایسا اثر حسین کجکلاہ کے
دل پر کیا کہ اسنے خوش ہو کے طیمور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے فرزند تو حق پسند ہی ایسا میں
بخوشی ملکہ کو تیری کنیزی میں دیتا ہوں طیمور نے گردن جھکالی وہاں کے رسم کے موافق کسی شاہزادے
نے ترنج خوشبودار سینے پر طیمور کے مارا کہ ترنج ٹوٹا اور خوشبو پیدا ہوئی صدائیں مبارکباد کی
بلند ہوئیں خورشید کے رہنے کے واسطے حسین کج کلاہ نے ایوان خاص خالی کر دیا اور آپ
جا کر ملکہ کے باغ میں قیام کیا کہ آپ برات لیکر باغ میں آئیے گا میں وہاں سے ملکہ کو رخصت
کر دونگا تا کہ تمام شہر برات دیکھے خورشید نے یہاں قیام کیا اور سامان شادی میں مصروف ہوا
اور حسین کجکلاہ سوار ہو کر طرف باغ کے روانہ ہوا ملکہ کو خبر ہو چکی کہ آپ کے والد ماجد تشریف لاتے
ہیں یہ سنکے ملکہ کو نہایت شرم دامنگیر ہوئی کہ برائے استقبال بھی نہ آسکی بلکہ سواریاں پہلے سے
آگئیں تھیں وہ تو جا کر اپنی ماں کے پاس پہنچی ماں نے گلے سے لگایا پیار کیا اور حسین کجکلاہ نے
بھی دختر کو گلے لگایا اور انتظام شادی میں مصروف ہوا اگر مفصل اس شادی کا حال بیان کیا جائیگا
تو بہت طول ہوگا لہذا کچھ حال مختصراً لکھا جاتا ہی کہ جب تمام سرداران زخمی اچھے ہوے تو پہلے
ایک صحبت منعقد ہوئی جسمیں سبنے مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اسکے بعد خورشید زریں کمر نے
حسین کج کلاہ سے کہا کہ باغ میں اور شہر میں فاصلہ بہت ہی انتظام شادی میں آپ کو دقت
ہوگی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہی مقام پر ایک مکان کے فاصلے سے ہم آپ دونوں

شادی کا اہتمام کریں تاکہ ترتیب کے قریب رہیں اور ایک دوسرے کا شریک ہو اس سے دونوں
جانب دونی رونق ہوگی اس رائے کو حسین کج کلاہ نے بدل منظور کیا ایک ایوان میں
تو حسین کجکلاہ نے قیام کیا اور ایک مکان میں خورشید زرین کمر رونق افروز ہوا مذہب
آتش پرستی کے موافق رسوم شادی ادا ہونے لگی جب برات کا دن آیا تو خورشید زرین کمر
نے بہت بڑی تیاری کی بارگاہ یاقوت نگار محفل جشن کے واسطے آراستہ ہوئی تمام شہر حسن آباد
آئینہ بند ہوا ہر گلی کوچہ میں ٹٹر بندی تھی شہر بھر کے درختوں میں قندیلیں آویزاں تھیں ہر مکان
سے آواز ساز و سرود آرہی تھی اک عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا کثرت چراغاں سے زمین رشک آسمان
معلوم ہوتی تھی بارگاہ یاقوت نگار میں تمام روساء جمع تھے ایک سمت میں افسران فوج اور
عزیزان خورشید زرین کمر جمع تھے ایک جانب اراکین دولت کا مجمع تھا حسین کجکلاہ
نے تو قطعاً آنے سے انکار کیا لیکن طیمور شیر برور بلین کج کلاہ کو جا کے لے آیا اور
اپنے عزیزوں اور دوستوں کو ممانعت کر دی کہ کوئی آنسے مذاق نہ کرے ای شرم میں یہ آنے
سے انکار کرتے تھے شاہپور شیر دل نوشاہ بھی تھا اور ارباب نشاط کا انتظام بھی آنسی کے
حوالے تھا شہر کے چیدہ طائفے جمع تھے آواز ساز سے تمام بارگاہ گونج رہی تھی اور پری جمالیں
مجرا کر رہی تھیں انعام پا رہی تھیں ہر چند کہ شہر حسن آباد اسم بامسمٰی ہے جسکو دیکھیے وہ حسن و
جمال میں اپنی آپ مثال ہے لیکن طیمور کا حسن ان حسینوں کو ستارۂ سحری کی طرح افسردہ
کیے دیتا تھا تمام رات عجب طرح کا جلسہ رہا قریب صبح شاہپور نے کہا کہ بھائی کی شادی کا
جلسہ اور میں ہی نہ گاؤں یہ کہکر بیچ محفل میں آبیٹھا اور گانا شروع کیا۔ غزل۔

دل دیکھتا ہوں اپنا جھکائے ہوئے سر آج
گھر بیٹھے ہوئے ڈھونڈھ نکالا ترا گھر آج

کیا خوب کیا سوز محبت نے اثر آج
رونا یہ پڑا خشک ہوا دیدۂ تر آج

جس سمت وہ ظالم ہے میں جاتا ہوں ادھر آج
وان جاتا ہوں کیا ہی مراد دنیا سے سفر آج

وحشت میں ہی دن بھر ترا ڈھونڈھا کیے در آج
سر پھوڑنے کے واسطے ٹپکا کیے سر آج

بات اسکی بگڑ جائے نہ ای موت ٹھہر
مرنے کی مری آپنے اڑا لی ہے خبر آج

کمبخت رقیبوں سے مدد کرنا ہے اشارے
نظروں سے مری گر گئی اس بت کی نظر آج

امید لے رکھا نہ کہیں کا شب وعدہ
نالاں ہوں کہ جاتا رہا نالوں سے اثر آج

مدت میں تری وصل کی رات آئی ہے ظالم
پھر شام سمجھ لونگا اگر ہوگی سحر آج

وحشت کا تقاضا ہے کہ جس دشت جنوں میں
پھرتا ہوں کیوں ہائے گیا تھا میں ادھر آج

محشر کا ہے کیا ذکر قیامت تو یہی ہے
تم آج ہی جس سمت ہو دیتا ہوں ادھر آج

ہر گز نہ کسی بستی میں دیا اوج خدا نے
مجرم ہوں پڑے ہوں ترے پاؤں پہ سر آج

کیا پوچھ جاناں کہ ہمارا یہ وطن ہے
آگے قدم اٹھتا نہیں آ نکلے کدھر آج

اس وقت ہوا انکو بھی کچھ لذت الفت
ہم بیخبروں سے نہیں ہوتی وہ خبر آج

ہوتا نہ وصال اسکا جو دیوانہ نہ ہوتا
سر پھوڑنے سے یار کے زانو پہ ہے سر آج

تھا مجھ سے ہم آغوش ابھی خواب میں وہ بت
کیوں جاگ اٹھا شام سے بدتر ہے سحر آج

اب سانس بھی لیتا نہیں ڈر سے ترے ظالم
آہوں میں مری ہوگیا کمبخت اثر آج

گریاں ہو میں کیا ہاں ابھی طوفان اٹھے گا	رلوائے گا اور رون کو مرا دیدۂ تر آج
کیوں توبہ ترے کہنے سے کی ناصح ناداں	پیتے ہیں پڑے ہو کے عوض خون جگر آج
حیرت سے دم بوسہ نہ کس طرح ہنسی آئے	رنگ اب ہے دہن جسپہ فغاں گل تھی اثر آج
تجھنے کا ہیں ابھی کلیم ایسا پڑا ہے	دیکھا ہے تو دیکھو آ کے پھر ایک نظر آج

شاہپور نے دو ہی ایک چیزوں میں محفل کو سر در کر کے سماں باندھ دیا اتنے میں وقت صبح کا آیا اور برات کے چلنے کی تیاری شروع ہوئی ہر چند کہ مکان عروس کا نوشاہ کے مکان سے ایک مکان درمیان تھا لیکن بخیال اسکے کہ اہل شہر کو آرائش برات کی دکھانا منظور تھی اس وقت سے جلوس کو آراستہ کر کے برات سارے شہر میں پھرائی گئی اور مکان عروس پے واپس آئی دیکھنے والے تعجب کرتے تھے کہ خورشید زرین کمر نے پرائے ملک میں اتنا بڑا سامان کیونکر فراہم کیا خلقت تماشہ دیکھنے کو جمع تھی جب وکٹ نشان دولھن کے مکان پے پہونچا ارکین دولت استقبال کے واسطے آئے برات مع تزک اہل محفل جمع ہوئے موافق مذہب آئینہ پرستان کے عقد ہوا چونکہ ایک رسم یہ بھی تھی کہ وہ لوگ بعد نکاح کے تیسرے روز برات کو رخصت کرتے تھے براتیوں کے ٹھہرنے کے واسطے عمدہ عمدہ مکانات آراستہ کیے گئے براتی آئے تمام سامان راحت مہیا ہوا طیمور کے واسطے اک مکان نفیس نہایت آراستہ کر کے اسمیں ایک چھپر کھٹ شاہزادی کے واسطے اور ایک مسہری تھوڑے فاصلے پر شاہپور کے لیے لگا دی گئی کیونکہ یہ ابھی تک طیمور کا بھائی کہلاتا ہے اور اسکا عقد دل آرام کے ساتھ ہوا ہے اب یہاں یہ دونوں نوشاہ اپنی اپنی عروس کے اشتیاق میں بیٹھے ہیں روشنی کم کر دی گئی ہے دو کنول چھپر کھٹ کے دونوں پہلوؤں میں روشن ہیں اور طیمور کروٹیں بدل رہا ہے انگڑائیاں لے رہا ہے آنکھیں جانب در لگی ہوئی ہیں ذرا سا بھی کھٹکا ہوا اور یہ اٹھ بیٹھا کہ عروس آئی ہے بقول شاعر کہ آپ کی باتوں کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال ہے جو کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی یہاں تو یہ کیفیت ہے اور وہاں براتی تھکے ماندے کھانے سے فراغت پا کے ہی سو رہے اب محل میں سناٹا ہوا حسب دستور سہیلیوں نے ملکہ کو ساتھ لیا دو عورتوں نے دل آرام کو سنبھالا لگے آگے دو نون کے دو نون کنول روشن کر لیے ہنستی چہچہاتے کیے ہوئے آہستہ آہستہ لطیف کر انکو آغوش منزل میں دے آئیں اب یہ محل شاہی سے لگا کر درمیان والے مکان میں پہونچی ہیں ابھی اس مکان میں داخل نہیں ہوئے بالائی میں جہاں طیمور بہ تن آغوش بنا بیٹھا ہے اور جانب در دیکھ رہا ہے کہ اک مرتبہ اک سیاہی کی جانب آسمان سے گری دونوں کنول جو ملکہ کے سامنے روشن تھے بجھ گئے اور آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلتی ہے تو عروس کو نہ پایا بس ان سینے پر بیتاں ہو کے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کہ یہ کیا آفت ہوئی دل آرام نے ان لوگوں کی یہ حالت جو دیکھی شرم عروسی سے ہاتھ اٹھایا پوچھا کہ لوگو یہ کیا معاملہ ہے تم کیا ادھر ادھر دیکھ رہی ہو ملکہ کہاں ہیں دیکھا تو ملکہ کو نہ پایا بس یہ سر پہ ہاتھ دھر کے اسی جگہ بیٹھ گئی عورتوں نے رونا شروع کیا چونکہ دل آرام نہایت ہوشیار ہوتے انکو منع کیا اور کہا کہ ابھی سے شور و غل مچاؤ ورنہ قیامت ہو جائیگی رات اسی جگہ بیٹھ کے گزار دو صبح کو دیکھا جائے گا یہ سب تو دیر نادی کے غم سے بیٹھ کر چپکے چپکے رونے لگیں اور یہاں خود بخود دل میں شاہزادہ طیمور کے دھڑکن پیدا

ہوئی شاہور سے کہا کہ ابھی اتنا تحمل نہیں ہوتا بقول شاعر ~ وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش
شوق تیزتر گردد ۔ ذرا جا کے خبر تو لاؤ کہ ملکہ کب تک آئینگی شاہور نے کہا کہ ای شہریار محل میں تمام
ملکہ کے عزیز و اقارب جمع ہیں وہاں میرا جانا مناسب نہیں ہے طیمور نے کہا کہ کسی عورت کی صورت
بن کے چلے کیوں نہیں جاؤ جو ہم ہیں وہ تم ہو جیسے تمنے دیکھا ویسے ہمنے دیکھا کچھ معلوم تو ہو کہ آخر ملکہ کے آنے
میں کیا عذر ہے شاہور اپنے مقام سے اُٹھا اور بیچ کا دروازہ کھولکر جیسے ہی داخل مکان ہوا تو عجب
حالت دیکھی کہ دل آرام گھونگھٹ اُٹھائے ہوئے سر پر ہاتھ دھرے بیٹھی رو رہی ہے اور بہت سی
عورتیں گرد جمع ہیں سب سکوت کے عالم میں رو رہی ہیں شاہور نے قریب آ کے دل آرام سے
پوچھا کہ خیریت تو ہے یہ کیا معرکہ ہے دل آرام نے کہا کہ غضب ہوا وہ سانحہ گذرا ہے کہ نہ چھپائے چھپتی ہے
اور نہ کہتے بنتی ہے شادی کا گھر ماتم کدہ ہوگیا ابھی ابھی عروس کو خدا جانے کون لیگیا اک سیاہی سی تو آسمان
سے گرتے معلوم ہوئی پھر تو یہ پتہ نہ چلا کہ عروس کیا ہوئی ہم لوگ سکوت میں بیٹھے ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں
شاہور نے کہا کہ ہرگز شور نہ مچانا کہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا ورنہ اگر طیمور سن لیگا تو ابھی اپنی
جان دیدیگا تم سب اسی جگہ بیٹھو میں طیمور کو ٹال کے لیے جاتا ہوں یہ کہکر شاہور وہاں سے
اُلٹے پاؤں پھرا اور آکر شاہزادہ طیمور سے کہا کہ عجب طرح کا دستور اس شہر کا ہے کہ سالیاں بہنوئی
ستاتی ہیں اور ستانیکا یہ طریقہ رکھا ہے کہ پہلی شب اشتیاق دلا کر عروس کو چھپا رکھتی ہیں دوسری
شب وصل نصیب ہوتا ہے کہ اشتیاق زیادہ ہو بس یہ سنتے ہی طیمور کو غصہ آیا اور اپنے سامان
آرائش اٹھا کے پھینک دیا صراحی توڑ ڈالی جام پلنگ کے چورا کر دیے اور غصہ میں
اٹھکر اسی وقت اس مکان سے نکلکر اپنے مکان میں چلا آیا اور باقی رات تھکر گذاری بیان
جو صبح ہوئی تو ملکہ کی ماں نے حسب دستور عورتوں کو بھیجا کہ جاکر عروس کو لے آؤ عورتیں جیسے ہی محل
دولہے مکان میں آئیں تو عجب سامان دیکھا کہ ایک عروس بحال خراب بیٹھی ہے اور ایک دولہن کا
پتہ نہیں دل آرام سے کہا کہ ملکہ کہاں ہیں اس وقت دل آرام نے رات کا سانحہ بیان کیا یہ سنکے
ان عورتوں نے رونا اور پیٹنا شروع کیا ملکہ نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے اور خود بھی تعلیم
پکڑے ہوئے دوڑی یہاں دیکھا تو سب دل آرام تمام عورتیں اپنے سر کو پیٹ رہی ہیں اور سب نے
ملکہ ہم کیا ہوئیں نہیں کون لیگیا یہ سنکے ملکہ بھی سر پیٹنے لگی اتنی تمام عورتیں دونوں طرف کی آکے
جمع ہوگئیں ایکسو دیکھ کر ایک نے پیٹنا شروع کیا یہانتک کہ یہ خبر پھیل گئی اور ملکہ کے
باپ اور بھائی کو بھی معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا انھوں نے بھی سر پھوڑنا شروع کیا حکیم دانا حیران تھا
وہ سیاہی کا گرنا اور ملکہ کا غائب ہوجانا یہ کیا معاملہ ہے اسنے اسی وقت اخترشناسوں کو طلب کیا
اور اس طرف یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو بھی جو پہنچی تو گویا ملکہ پر یہ سانحہ گذرا بس اسنے خنجر
کمر سے کھینچکر خود کشی کا قصد کیا تھا کہ سنگ بن طوفان دوڑکر ہاتھ سے لپٹ گیا اور چاہا کہ خنجر
طیمور کے ہاتھ سے لے لوں طیمور کو غصہ آیا کہ یہ میرے ہاتھ سے خنجر لینا چاہتا ہے بس ایسا جھٹکا
مارا کہ سنگ بن طوفان اوندھے منہ قدموں پر آکے گرا لیکن اسنے بھی ہاتھ نہ چھوڑا کہ ایسا نہو کہ اپنے تئیں
ہلاک کر ڈالیں یہ رنگ دیکھکر حامد بغدادی دیوانہ اور تمام سردار لپٹ گئے لیکن طیمور کو غصہ زیادہ
ہوا کسیکو ادھر پٹکا کسیکو ادھر پٹکا ہر ایک چاہتا ہے کہ ہاتھ چھوٹے تو خنجر مار کر اپنے کو ہلاک کر ڈالوں
لیکن یہ سردار بھی جانوں پر کھیلے ہوئے ہیں لپٹے ہی جاتے ہیں یہ خبر حسین کج کلاہ کو ہوئی کہ بیٹی او

تو ہاتھ سے جا چکی ہے اب داماد بھی اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے بس یہ اسی وقت آیا اور تاج اپنا اُتار کے طیمور
کے سامنے پھینک دیا اور کہا اے فرزند یہ کیا حرکت ہے تمکو چاہیے کہ اسکی تلاش کرو نہ کہ اپنے کو ہلاک
کرتے ہو لیکن اسکے ہوش اُڑ گئے تھے کہ اتنے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے ہین اور طیمور سبکو ذلیلون
کی طرح جھڑک دیتا ہے جب تاج حسین کج کلاہ کا سامنے طیمور کے قریب پاؤن کے آکر گرا تو اپنے
شہزادہ کر خنجر ہاتھ سے پھینک دیا اور گردن نیچی کر لی حسین کج کلاہ نے بہت کچھ سمجھایا اور طیمور کو اپنے ساتھ
لیے ہوئے بارگاہ مین آیا منجم حاضر تھے آپنے سوال کیا کہ یہ سانحہ جو ملکہ پر گذرا اسمین کیا اسرار ہے
بیان کرو منجمین نے اسی وقت زائچہ بنایا اور بارہ برجون ساتون ستارون کو نظر مین رکھکر پہلے تو
خانۂ حیات پر نظر ڈالی دیکھا کہ خانۂ حیات نحوست سے خالی ہے بعد اسکے اور تمام خانون کو دیکھکر
استخراج احکام کر کے سامنے بادشاہ کے دست بستہ عرض کی کہ اقبال حضور کا پائندہ ہو ملکہ صحیح و سالم
موجود ہین لیکن اجتماع زحل و عطارد سے یہ پایا جاتا ہے کہ ملکہ کو کوئی ساحرہ اُٹھالے گئی ہے اور اسنے
کسی طلسم مین لے جا کے رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ ساحرہ ملکہ کو کیون لے گئی اگر ساحر ہوتا تو یہ خیال
کیا جا سکتا تھا کہ عاشق ہو کے اُٹھا لے گیا یہ سنکے منجمین نے پھر سکوت کیا اور سبب لے جانے کا
دریافت کرنے لگے بعد بہت سے غور و فکر کے عرض کی کہ اے شہریار عجب طرح کی بات ہے زائچہ ہمارا
بہت صحیح ہے مگر خلاف اسکے ظہور مین آئے تو حضور ہمکو سزاے موت دین جو ساحرہ ملکہ کو لے گئی ہے
وہ لباس سیاہ مین ہے اور ملکہ کو دیکھکر روتی ہے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی فرزند اسکا ملکہ پر عاشق تھا
اسی کے واسطے وہ شاہزادی کو اُٹھالے گئی تھی لیکن یہ حضور کا اقبال کہ قبل پہونچنے ملکہ کے وہ فرزند
ساحرہ کا اپنی موت سے ہلاک ہو گیا اب ملکہ سے ملاقات ہونا دشواری سے خالی نہین ہے وہ ملکہ اپنے
شوہر کی کوشش سے مل سکتی ہے اور جو کوئی ملکہ کی تلاش مین جائیگا وہ خود بھی مبتلاے بلا ہوگا
یہ سنکے طیمور نے کہا کہ یہ سب میرے بہلانے کی باتین ہین منجمون نے قسمین کھائین طیمور خاموش
ہو رہا لیکن یقین نہ آیا ہر وقت سرداران طیمور طیمور کو گھیرے رہتے تھے طیمور مثل دیوانون کے
ہر وقت عجب طرح کی حالت مین تھا نہ دن کا چین تھا نہ رات کا خواب ایسی پریشانی کی حالت مین اور
لوگ کہان تک جاگین طیمور نے ملکہ کے باغ مین رہنا اختیار کیا تھا ایک روز ہواے سرد چلی سب
سو گئے طیمور کی بھی آنکھ لگ گئی خواب مین دیکھا کہ ملکہ بلحال پریشان آئی ہے اور کہتی ہے کہ اے شہریار مین
زندہ تو ہون لیکن قید مین ہون اب نہ تم مجھ سے مل سکتے ہو اور نہ مین تم سے مل سکتی ہون یہ کہکر رونے لگی
طیمور نے چاہا دوڑکر ہاتھ پکڑ لون کہ آنکھ کھل گئی اس وقت طیمور کی عجب حالت ہوئی اور اسی حالت
جنون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواب مین وہ آتا ہے جو مرجاتا ہے لہذا بعد ایسی محبوب جانی کے زندگانی پر خاک
ہے چونکہ شاہزادے کو محو خواب دیکھکر سب رفیق بھی سو گئے تھے طیمور نے موقع پاکر خودکشی کا یہ انتظام
کیا کہ جو قصر دریا کے کنارے واقع تھا اسکے کوٹھے پر چڑھ کر بعد دونون ہاتھ پاؤن کسنے باندھ کر اپنے
کو دریا مین گرا دیا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان ساریق بن لقا اور لشکر اسلام کے بیان
کیے جاتے ہین طبل جنگ بجوانا ساریق کا اور مع فوج میدان مین آکر صف آرا
ہونا اور بعد مقابلہ کے بسیار سوچنا شدایدخان بن جدائل خان ہندی کا

رمع فوج فیلان اور پامال ہونا لشکر اسلام کا باقی حالات متعلق داستان ہذا

غزل بر آغاز کلام

مجھکو چاہے تو کوئی موت کا خواہان کیون ہو
تیرے ارمان کے سوا اور کا ارمان کیون ہو

غیر کے ساتھ مرے گھر مین وہ مہمان کیون ہو
اور ویران مرا خانۂ ویران کیون ہو

میرے دل مین نظر آکے تو پریشان کیون ہو
دیکھ تو کون ہے آئینہ مین حیران کیون ہو

ایسی آباد جگہ قبر ہو ویران کیون ہو
حشر مین کوئی مرے حال کا پرسان کیون ہو

ناتوانی کے سبب گھر سے عدو کیا نکلے
غیر کے زیر قدم کوچۂ جانان کیون ہو

دم گریہ جو ہو باعث شوق دیدار
قطرۂ اشک صفت دیدۂ گریان کیون ہو

لیکن ایسا ہو اے چرخ دو ظالم حسن لے
مجھ پہ مشکل جو پڑی ہے تو تجھے آسان کیون ہو

وصل مین اور بھی شرمانے لگے تم مجھ سے
شب وعدہ جو نہ آئے تو پشیمان کیون ہو

لاکھ دیوانہ ہون لیکن ہے ضرور اتنی سمجھ
خاک اڑانے کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو

اے صبا میری تباہی ہے اسے مد نظر
خاک اڑانے کے لیے خاک بیابان کیون ہو

اب نہین کچھ بھی مجھے مرنا ہے تو مر جاؤنگا
دل مین وہ اپنے ستم کر کے پشیمان کیون ہو

مجکو خاک قدم خبر نہ اسے چرخ بتا
میری مرقد کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو

آنکھ مین دل مین نظر مین مجھے ظالم رکھو تو
مجھ سے لاغر کے لیے خانۂ زندان کیون ہو

سر ٹپکتا نہین اسواسطے مین وحشت مین
بخت خفتہ کا مرے خواب پریشان کیون ہو

جوشش گریہ مین ہے جوشش جنون کا کیا کام
جا در آب صفت ریگ بیابان کیون ہو

جو تری یاد مین سو جائے وہ کیون جاگ پڑے
جو تجھے خواب مین دیکھے وہ پریشان کیون ہو

مختصر یہ ہے کہ مجھے ایسا جوان پیر ہوا
وصل مین پرسش طول شب ہجران کیون ہو

کہتے ہین وہ مجھے دیکھے نہ کبھی میرا اسیر
عکس آئینہ صفت بندی زندان کیون ہو

ہو فزون ہر بھی دودست دم فصل جنون
دست وحشت سبب چاک گریبان کیون ہو

مین نہین ہون جو دبستان جنون سے غافل
حرف زن ہجر الف چاک گریبان کیون ہو

چارہ گر کاش وہ سینے سے مجھے لپٹا لے
درد دل درد جگر کا مرے درمان کیون ہو

کہین ہو جائے نہ دشوار اسیری میری
اسقدر تنگ ترا خانۂ زندان کیون ہو

کسکے باعث سے مرا بخت پڑا سوتا ہے
بیگنہ ہے تو سیہ روز شب ہجران کیون ہو

کہین سر سینہ ہو کشتۂ تمنا ہے صدو
صفت دیدۂ کرم دیدۂ گریان کیون ہو

مجمع حشر مین بھی داد نہ پائی ہم نے
کسی نے بھی نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو

جو نہین غیر لے بوسے لیے عارض کے ترے
آئینہ دیکھ کے ظالم تجھے حیران کیون ہو

پائمالی دل وحشی کی ہے اسسب ظالم
اسکے باعث سے تری زلف پریشان کیون ہو

بیقراری نہ کہین اسکو ٹھہرنے دیگی
تیرے دیوانے کو پابندی زندان کیون ہو

موت آجائے تو راحت ہو شب کے لیے
آرزو خواب کی ہمکو شب ہجران کیون ہو

غش مین آتے ہو تو دیدار یہ کیون غش ہو کلیم
جو نہین تاب تو نظارۂ جانان کیون ہو

بلکہ تازان میدان دلاوری و شہسواران عرصۂ جرات و صفدری اسپ تیز رفتار قلم کو صفحۂ قرطاس پر یون جولان
کرتے ہین کہ بیا بشنو ای ہمدم رازستان کہ باز آمدم بر سر داستان کہ جب تیز رنگ منتوساز جادو بھی مارا گیا تو تمام ساحران
کے ہوش ہاتھ سے اڑ گئے اور سب اپنے اپنے مقام کی طرف راہی ہوئے کہ جب ایسے ایسے ساحر ہاتھ سے
مسلمانون کے مارے گئے تو ہماری کیا حقیقت ہے ایسے لڑنا بیکار ہے اور ادھر سارلیق نے کہا کہ اب
خداوند خود ان بندون کے مقابلے مین فوج کشی کرینگے کہدو کہ بارگاہ قدرت برپا ہو اب خداوند جنگ
ان مسلمانون کو مٹا نہ لینگے قبطل پر نہ بیٹھینگے یہ سنکے تمام کفار مین ایک ہلچل پڑ گئی کہ خداوند خود بندون
کے مقابلے کو آتے ہین فوج نے میدان پکڑا اور بارگاہ زنگاری برپا کی سارلیق ملعون تمام سردارون کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا اور اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زنی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لیکر خدمت مین صاحبقران عالیشان
کے حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فوج کفار مین کوس حرب کی بجا ہی
فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید سبحانی بجے طبل جنگی اسیوقت یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا دونون طرف تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو اہل اسلام فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان مصاف ہوئے دو گھڑی دن
چڑھے تک طرفین کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہو گئین اس طرف سارلیق سیہ کلاہ اک فیل مست
پر سوار تھا چتر اسکے سر پر گردش کر رہا تھا افسران فوج اپنے اپنے رتبہ کے موافق صفون سے
آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے اگرچہ مین سردار بھی زبردست سارلیق کے زیر ہوکر لشکر سارلیق
سے ملحق ہو چکے ہین لیکن ابھی ہزارہا سردار باقی ہین جنمین ایک ایک کو یہ دعوے ہے کہ ہم
بہ ہیبت رعد آواز سے مقابلہ کرینگے منجملہ انکے اخرس بن خرلس ملعون تن کہ یہ آہنی بلا ہو
حربہ اسکے جسم پر تاثیر نہین کرتا ہے سارلیق نے اسکو سالار لشکر کیا ہے سارلیق کی فوج دریا موج مثل
سمندر کے سطح زمین کو چھپائے ہوئے ہے اس طرف سے لشکر اسلام بھی آمادہ نبرد ہے صاحبقران
ابر علم شدہ باسکر کھڑے ہوئے ہین سر پر علم کا سبز پھریرا لہرا رہا ہے بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہین تخت
طلسمکشا مین استادہ ہے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقیب و یکسو ہٹ گئے
لشکر سارلیق سے مردان جوشن پوش میدان مین آیا اور بعد ہیچ شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور
دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ باش ای گروہ خدا پرستان و زمرۂ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا
ہو وہ نکلے میرے مقابل کو بس یہ کہنا تھا کہ لشکر اسلام سے شاہزادہ سہراب بن رستم نے بودا
باگ کالیا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر رکاب سے اترے اور ہاتھ باندھکر اجازت میدان
چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کا عشرت عنایت فرمایا سہراب نے جام ہونٹون
سے لگا کر بیکدم سرکشید کیا اور سلام رخصت کرکے بعد دگر مرکب پر سوار ہوکے رخ میدان کا ارادہ کیا
جسوقت سامنے مردان جوشن پوش کے پہونچے تو مردان جوشن پوش نے نیزہ سنبھالا اور
سینۂ سہراب پر وار کیا سہراب نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا طعن چلنے لگین نیزے کھلنے اور
بند ہونے لگے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر مردان جوشن پوش کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اور نیزہ سپہر
بلند ہو کے مانند تیر شہاب کے دور جا کر گرا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی
اور مردان جوشن پوش نیزہ سہراب تجالت مین غرق ہوگیا اور بجوش غیظ و غضب مین آکر سر برہنہ

کے تلوار ماری سہراب بن رستم نے تلوار خیال میں رکھ کر دھار کو بچا کے قبضہ پہ ہاتھ ڈال دیا مردان جوشن
پوش نے دوسرا ہاتھ گریبان بند میں ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں
نے زین خالی لیے اور مصروف تلاش ہوئے تمام دن کشتی رہی جتنا دن ڈھلتا گیا اتنا زور مردان
جوشن پوش کا کم ہوتا گیا قریب شام سہراب نے لنگر مردان جوشن پوش کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور باندھ کر سنگین عیار کے حوالے کیا شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بج گیا دونوں لشکر
میدان سے پھرے سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوایا دوسرے روز صبح کو سیاف جنگجو
میدان میں آیا اور پکارا کہ میں مثل مردان جوشن پوش کے نہیں ہوں میرے مقابلہ کو وہ نکلے جو دعوے
صاحبقرانی ہو اور اپنے کو ہمسر صاحبقران سمجھتا ہو بس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے
مرکب کو اپنے جولان کیا اور صاحبقران کی جانب دیکھ کر یہ عذر کیا کہ مجھے آپ سے ہمسری کا
دعوے نہیں ہے لیکن اس دریدہ دہن کی سرکوبی کے واسطے نکلا ہوں یہ کہکر سامنے تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سنکے شاہزادہ رفیع البخت
بادشاہ کو سلام رخصت کر کے سامنے سیاف جنگجو کے آئے سیاف جنگجو للکار [illegible] زن ہوا
اس طرف سے شاہزادہ رفیع البخت نے للکار ماری کہ مرکب سیاف جنگجو کا پانچ قدم
سرک گیا اور مرکب شاہزادہ رفیع البخت کا حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا سیاف نے نیزہ
مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لیا ردو بدل ہونے لگی قریب ستر طعن کے نوبت آئی
ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزے سے نیزہ حریف کو الجھا کے جو جھٹکا مارا ہاتھ سے سیاف جنگجو
کے نیزہ صاف نکل گیا بس اپنے غصہ میں آ کر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا رد کر کے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر قلم ہوئی سیاف نے سر بچایا گھوڑا سر مرکب پر پڑی گردن مرکب قلم
ہوئی مرکب نے چرخ مارا سیاف جنگجو کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار لیکر چلا کہ مرکب
رفیع البخت کو بھی بیکار کرے رفیع البخت نے ارادہ اسکا فاسد دیکھ کر زین خالی کیا سیاف
نے آتے ہی تلوار ماری رفیع البخت نے سپر بلند کی تلوار سپر میں در آئی رفیع البخت نے
جھٹک دی کہ تلوار سیاف کی ٹوٹ گئی اسنے قبضہ منہ پر کھینچ مارا رفیع البخت نے خالی
دیا سیاف دوڑ کے لپٹ پڑا رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوئے انکی بھی تمام
دن کشتی رہی آخر دو گھڑی رات گئے آپ نے بھی لنگر حریف کا توڑا اور سر سے بلند کیے ہوئے
میدان سے پھرے بادشاہ اسلام نہایت خوش نقارہ شادی بجاتے ہوئے میدان سے
پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وہاں سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوایا تیسرے روز جس وقت
دونوں لشکر میدان میں ہو کر صف آرا ہو چکے تھے ارجاسپ گرد میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا
لشکر اسلام سے شاہزادہ بلقیس بن [illegible] اسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی بلقیس نے نیزہ ہاتھ سے ارجاسپ گرد کے نکال دیا اسنے غصہ میں آکر گرز پشت نہنگ
مارا بلقیس نے بڑی جرات و دلاوری سے اسکو قلم کیا ارجاسپ گرد نے تلوار کمر سے
کھینچ لی اور لپٹ کے وار کیا بلقیس نے پھرتی دکھا کے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکے چلنے
لگے اور زور ہونے لگے بلقیس نے ارجاسپ گرد کو مرکب پر سے کھینچ لیا ارجاسپ گرد
نے سنبھل کے لنگر مارا کہ گھوڑا بلقیس کا بھی بیٹھ گیا بلقیس نے جست کر کے زین خالی کیا اور

ارجاسپ گرد سے مصروف تلاش ہوے دو پہر مین ارجاسپ گرد کو زیر کر کے عیار کے حوالے
کیا اور آپ میدان مین کھڑے رہے بھائی ارجاسپ کا لہراسپ گرد آیا اس سے بھی بعد شمشیر بازی
نوبت کشتی کی پہونچی شام کو بلقیس نے اسے بھی اسیر کیا اور بیکر میدان سے پھرے کفارون کے
بدن مضمحل اور دل شکستہ ہوتے جلسے تھے مین چوتھے روز مغرور مردم در میدان مین آیا اور مبارز طلب
ہوا آج شاہزادہ داراب ثانی اسکے مقابلہ کو نکلے اور دو پہر مین باندھ کر عیار کے حوالے کیا مغرور
مردم در آیا اسے بھی باندھ کر میدان سے پھرے یہ رنگ دیکھکر آفہرودین شگاف نے تمام سرداران
لشکر کفار کو مخاطب کر دیکھکر خبردار کوئی مقابلہ اہل اسلام کے واسطے نہ نکلے جسے ہم بھیجین وہ میدان مین
جاوے یہ مخاطبہ کر کے طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر اسلام مین نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری
جنگ ہونے لگی انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے اور

اوّل کچھ حال شاہزادہ شہنشاہ صف شکن اور صاحبقران اوسط اور وحید الملک اور مظفر غازی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ چارون شاہزادے اپنی اپنی عروس کے ساتھ بہارستان مغرب مین مصروف عیش و عشرت
ہین ایک روز مظفر غازی نے وحید الملک سے کہا کہ آپ کو تو دن عیدرات شب برات
ہے دو دو معشوقین قبضہ مین ہین میری راے مین اب صلح جنگ بیرے والے کیجیے مین سلحخانہ شاہی مین
داخل کر دونگا آپ زندگی اپنی عیش و عشرت سے گذرائیے لڑنے بھڑنے مین ہزار خطرے ہین کہین
زخمی ہونا کہین بیدم ہونا اور اگر قضا آگئی تو تلوار کے موت مرنا یہ سب باتین سخت ہین یہ طعن آمیز کلمات
سنکر وحید الملک نے کہا کہ اے مظفر مجھے کیا موت ہے جو صاحبقران اوسط کہلاتے ہین انکو دیکھو کہ
ایک ہی عورت کے لیے مطیع ہوے بیٹھے ہین گردین دو نیا فراموش ہے مظفر غازی نے کہا کہ تمھارا
خاندان کا خاندان عیش پسند ہے اسی بات پر تو دست بچی فخر کرتے ہین وہ تو صاحبقران اوسط بن چکے
اب انھین کیا فکر جسقدر ربع ان انھون نے زیر کیے جیسے جیسے مقامون پر جاکے لڑا نمایان ہو گین بخنے ابھی
ان مقامات کو دیکھا بھی تو نہوگا سکندر وہ ہے جسنے بارہ برس کے سن مین جاکر تمام نیرنگ قاف
کو فتح کیا پرستان اسکے نام سے تھراتا ہے اب اگر وہ مصروف عیش و عشرت ہے تو کچھ نازیبا
نہین ہے آپنے کیا کیا ہے ایسی ایسی باتین کرکے اسقدر آمادہ کیا کہ وحید الملک سے جواب نہ بن پڑا
اور کہا کہ جو تمھاری راے ہو تمھاری لشکر کا حکم دو مظفر نے کہا کہ اگر تیاری کرکے چلوگے تو یہ دونون
بھی چلینگے انکے سامنے تم کیا کروگے بہتر یہ ہے کہ یہان سے بہانہ شکار چلو اور وہین سے گلستان باختر
کی راہ لو اگر بعد فتح گلستان باختر ہو تو کچھ نہ کیا وحید الملک نے یہ راے پسند کی اور سامان
شکار کی درستی کر کے جانب صحرا روانہ ہوے اور صحرا سے گلستان باختر کی راہ لی اور اک سوار
کو نامہ دیکر سنجاب شاہ مغربی کے پاس روانہ کیا کہ ہم گلستان باختر کی طرف جاتے ہین اور ناموس کو
آپکے حوالے کیے جاتے ہین یہ قاصد جسوقت بارگاہ سنجاب شاہ مغربی مین پہونچا اور نامہ دیا سنجاب
شاہ نے نامہ کو باواز بلند پڑھا آخر مین یہ لکھا تھا کہ یہ راز کی بات ہے ظاہر نہو یہ تماشا عیار شہنشاہ صف
شکن کا دیکھ رہا تھا اسنے تمام کیفیت شہنشاہ صف شکن سے بیان کی انھون نے کہا کہ واقع مین
یہ لڑکے بڑا جال کر گئے اب یہان سے چلنا چاہیے انھون نے اپنے عیار سے کہا کہ جا سکندر کو بھی اس

حال سے باخبر کرو عیار چونکہ لشکر سکندر رستم خو مین آیا تو سنا کہ سکندر بھی شکار کو گئے ہوے ہین عیار نے
پیام شہنشاہ صف شکن کا اہل لشکر سے بیان کر دیا کہ جسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف لاوین
تو انسے کہدینا کہ اب یہان قیام کرنا مناسب نہین ہی لہذا ہم گلستان باختر کی طرف چلتے ہین تم بھی
جلد آؤ یہ کہکر عیار چلا آیا یہان شہنشاہ صف شکن اپنی معشوقہ ملکہ مہر آرا سے رخصت ہوکر لشکر مین
آئے اور اسیوقت کوچ کرکے جانب گلستان باختر روانہ ہوے بعد انکے روانہ ہونے کے دوسرے
روز شاہزادہ سکندر رستم خو شکار سے واپس آئے اور یہان سناٹا پایا پوچھا کہ وحید الملک
اور مظفر اور شہنشاہ صف شکن کہان ہین لوگون نے سارا ماجرا بیان کیا پس سکندر بھی اسی وقت
پشت مرکب پر بیٹھکر جانب گلستان باختر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور بیان

چند کلمے داستان مقابلہ لشکر اسلام اور لشکر کفار کے بیان ہوتے ہین

راوی لکھتا ہی کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا
ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال جسوقت نقیب نسب و یکہ ہٹ گئے تو اخرس بن خرسا
رومین تن نے بہمن لشکر کی طرف دیکھکر بہمن آہن کلاہ سے اشارہ کیا بہمن اپنی کرگدن مست کو
جولان دیکے سامنے تخت سارلیق کے آیا اجازت میدان مانگی سارلیق نے کہا کہ جا تجھے اپنے قدرت
کے حوالے کیا بہمن سجدہ کرکے اور بار دگر مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا خوب سلح شوری کی
نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کو دکھایا جسوقت عرق مین غرق ہوا تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو
آراستہ کرکے آواز دی کہ باش ای گروہ اسلام تم مین سے جسکو بہانہ مرگ و آرزوے قضا ہو
وہ نکلے میرے مقابلہ کو کہ مین مثل دیگران نہین ہون پس یہ سنتے ہی شاہزادہ گردن بہرام نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے کودے زمین سعادت کو بوسہ دیکر
اجازت خواہ میدان مصاف ہوے بادشاہ نے جام کلاہ عزیمت عنایت فرماکر رخصت میدان جنگ
مرحمت فرمائی گردن بہرام سلام رخصت کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے بہمن آہن کلاہ کے
آئے اور فرمایا کہ لا حربہ اپنا بہمن نے کہا کہ بیٹے تو اپنا وار کرکے حوصلہ نکال لے ورنہ میرے ہاتھ سے
مہلت حربہ سنبھالنے کی بھی نہ ملیگی یہ سنکے گردن بہرام نے فرمایا کہ کیا تو ہم اہل اسلام کے آئین سے
آگاہ نہین ہی کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین ہان اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا پس
یہ سنکے بہمن آہن کلاہ نے نیزہ سنبھالا بعد سینے پر گردن بہرام کے وار کیا گردن بہرام نے
نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین قریب اسی طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ گردن بہرام نے
نیزے کو بہمن کے اپنے نیزے مین پیچا اور شانے کی قوت شریک کرکے جو جھٹکا مارا نیزہ بہمن کے
ہاتھ سے صاف نکل گیا بہمن شرم و برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا کہ واہ وای گردن کی ہوئین اور لشکر اسلام
سے تحسین و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین بہمن نے خجل ہوکے اور پشت تنگ مارا گردن بہرام نے
سپر بلند کی اور تلوار کو خالی دیا کہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہی لیکن ہاتھ نے سپر کو قلم کیا تلوار پر
آنے لگا گردن بہرام نے اپنا وار کیا بہمن نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغ گردن نے بھی سپر کو مانند
دم شمشیر کے قلم کیا اور خود مین آکر الجھا بہمن نے جھٹکا مارا تیغ ٹوٹ گیا یہی خاصیت اس کلاہ آہنی کی
تھی اور اسی بھروسے پر اخرس نے اسکو میدان مین بھیجا تھا پس بہمن نے دوسرا وار کیا اب نہ تو

گردن بہرام کے پاس پہونچی اور نہ تلوار اوہ خود پر بیٹھا خود کو قلم کرکے سر میں در آیا گرد نے جلدی سے
دا ستانہ مارا اور بیٹھا کر سر سے نکلا جا ور خون کی جو سر سے باہر آئی گردن بہرام پر غشی طاری
ہوئی لوگ آکر گردن بہرام کو اٹھا لے گئے مرزبانک بن مرزبان خراسانی نے بادشاہ اسلام سے
اجازت لی اور آکر بہمن آہن کلاہ سے مقابل ہوئے انکی تلوار بھی بہمن کی خود میں الجھ کے ٹوٹی
اور یہ بھی وار نبرد کرنے سے زخمی ہوئے خلاصہ یہ کہ ہاتھ سے بہمن کے گیارہ سردار زخمی ہوئے اب قلیل دن
باقی رہگیا ہے اور ہنوز کوئی سردار مقابلے کے واسطے نہیں آنے پایا ہے کہ ناگہ جانب صحرا سے
تیق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے مظفر غازی بارہ ہزار قزاقوں سے
پیدا ہوا وحید الملک قریب ہونچکر خیمہ زن ہوئے یہ اسنے علحدہ ہوکر چل کھڑا ہوا تھا اس وقت
ہونچا کہ بہمن لاف زنی کر رہا تھا بس مظفر نے اسکو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ باش لو کافر میں تیری سرکوبی
کے واسطے آپہونچا ہوں آتے ہی بہمن پر برس پڑا دم لینے کی فرصت نہ دی بہمن نے کئی وار روکے
اور پشت نہنگ کا وار کیا مظفر نے زیر بغل آکر ایسا ہاتھ مارا کہ ہاتھ بہمن کا قلم ہوکر مع آرہ زمین پر
گرا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا لوگ آکر بہمن کو اٹھا لے گئے لیکن لشکر تک بھی نہ پہونچے
مرگیا شام ہو چکی تھی طبل باز گشت بجا کفار اپنے قیام گاہ پر گئے اور اہل اسلام مظفر کی تعریفیں کرتے
ہوئے میدان سے پھرے زخمیوں کو شفاخانہ بھیجا اور غیر زخمی آکر بارگاہ میں بدوق ازدحام ہوئے مظفر سے
صاحبقران نے خیر و عافیت بہارستان مغرب کی دریافت کی رفیع البخت نے حال وحید الملک
کا پوچھا مظفر نے کہا کہ آنے میں یقین ہے کہ کل وہ بھی پہونچ جائینگے وہاں سارق سے سخنگان نے کہا کیا
خداوندا بتقدیر لشکر کی نجومیوں کے ہاتھ میں دیجیے جنکے نام فتح نکلے آسے میدان میں بھیجے سارق
نے اس رائے کو پسند کیا اور نجومی کو طلب کیا اور اسنے کہا کہ تم اپنے علم کے موافق بتاؤ
کہ کل کونسا سردار اندنوں مقابلے کے جاوے نجومی نے اپنے قاعدہ کے موافق دریافت کرکے
عرض کی کیا خداوندا اصل تو یہ ہے کہ جسکے نام فتح کامل ہے وہ یہاں موجود نہیں ہے آج کے جو گھنڈ زدہ
ہو پہنچیگا اور موجودہ سرداروں میں سے کل تین پہر دن تک ستارہ زلزال بن خلخال ترک کا اچھا ہے
لیکن بعد تین پہر کے ستارہ اسکا نہایت نحس ہے اسکو مقابل کرنا نہ چاہیے سخنگان نے کہا
کہ اسکے بعد جسے کہو وہ نکلے نجومی نے کہا کہ بعد شام تک اہل اسلام کی فتح ہے سخنگان نے کہا کہ کیا
تو مضائقہ نہیں کہ تین پہر اہل اسلام قتل ہوں اور پھر کفار شکست ہوں تو بھی انجام میں فتح
حاصل ہو سکتی ہے زلزال نے جو سنا کہ کل تین پہر ستارہ میرا اچھا ہے بس اپنے خوشی میں آکر سارق
سے کہا کہ یا خداوند طبل جنگ میرے نام پر بجوا دیجیے تو میں مسلمانوں کا کیا حال کرتا ہوں
سارق نے زلزال کے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ آج زلزال بن خلخال
بن [illegible] بن [illegible] کے نام پر طبل جنگ بجا ہے فرمایا کہ اس کا ذکر ہوتا ہے مدت تک
بھاگ بھاگ کے جان بچایا کیا اور پھر مقابلہ پر آیا جو صاحب اسکے مقابلہ کو جائیں وہ اسکی مکاری سے
ہوشیار رہیں اور ہمارے یہاں بھی طبل جنگ حسب الارشاد بادشاہ بجا وہاں بھی کوس حربی
نوادش میں آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر
وعدہ گاہ مصاف میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال عین وقت تعب شیب
دیکر بیٹھ گئے دو شکر گاہ سے زلزال بن خلخال نے جو دا باگ کو لیا اور سامنے تخت سارق

کے اگر اجازت مانگی ساریق نے کہا ای جند قدیم جا فتح تیرے ہی نام ہی یہ سنکے زلزال نے سجدہ
کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم
سوار ازہ کر کے پکارا کہ ای گروہ اسلام کون آتا ہی میرے مقابلہ کو منم زلزال بن خلخال بن صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو لب یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب کو جولان کیا
اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای فرزند
صاحبقران اگرچہ تمہین سمجھانے کی ضرورت نہین لیکن اتنا خیال رہے کہ یہ خاندانی مکار ہی اسکے
فریب سے بچے رہنا رفیع البخت نے کہا کہ فدوی حضور کے اقبال سے ابھی اسکو باندھے
لاتا ہی یہ وہی ہی جسے بہارستان مغرب مین زک دیچکا ہون اور میرے ہی خوف سے یہ بھاگ کر
اس مقام پر آیا ہے جاتا کہان ہی میرے ہاتھ سے یہ کہکر سلام رخصت کیا اور سامنے زلزال کے آکر
فرمایا کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ تو میرے خوف سے گلستان باختر مین آیا بہارستان مغرب
سے مغرور ہوا اب کیا منہ لیکر مردان عالم کے سامنے آیا ہی یہ سنکے زلزال پکارا کہ وہ وقت دوسرا
تھا اب خداوند خود میری پشت پر موجود ہی کوئی مجھے کب زیر کر سکتا ہی آج خداوند نے تم لوگون
کی قوت چھین کر لی ہی اور مجھے قوت مقابلہ عنایت فرما کر تقدیر تمہاری میرے ہاتھ سے لکھ دی
ہی یہ سنکے رفیع البخت ہنسے اور فرمایا کہ لا دیکھ اپنا دیکھ لیکہ ہوتا ہی زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت
نے جلدی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا بس زلزال نے غصہ مین آکر تلوار ماری رفیع البخت
نے بچا کر مرکب سے مرکب کو ملا کر ہاتھ پکڑ لیا اور اسے باندھ کر خدمت مین بادشاہ اسلام کے
لے چلے مگر قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ پاؤن مرکب رفیع البخت کا موش خانہ مین جا رہا
گھوڑے نے سکندری کھائی خود گرا یہ سر پر بیچارہ رفیع البخت زخمی ہو گئے داستانہ مارا
کہ تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے پا سر آگئی لوگ دوڑ پڑے اور رفیع البخت کو
میدان سے واپس لائے زلزال نے کہا کہ تمہارے دین نے کیا خیال کیا اس شخص کا مجھے ہاتھ
سے مین نہ زخمی ہو جاتا غالب کسی تاب ہی جو مجھ سے مقابلہ کر سکے یہ سنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کی نظرون
مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی کہ اسنے میرے بھائی کو زخمی کیا اور لاف زنی کر رہا ہی خود اسکا مٹانا چاہیے
یہ سوچ کے مرکب صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور فرمایا کہ
او ترک تو تو کس بات کا کہتا ہی زخمی ہونے سے شان دلاوری مین فرق نہین آسکتا وہ کونسا بہادر
ہی جو کبھی زخمی نہین ہوا ہی لا حربہ اور تماشہ دیکھ کیا ہوتا ہی یہ سنکے زلزال نے دی شمشیر خون آلود سر
شہنشاہ گوہر کلاہ کے لگائی بس شہنشاہ گوہر کلاہ نے اسکا وار رد کر کے اپنا وار کیا زلزال نے بھی وار
انکا رد کیا کئی حربے کی رد و بدل ہوئی آخر کار گردن مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی قلم ہوئی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے جست کر کے زین خالی کرنے کا قصد کیا ہی تھا کہ حسب اتفاق جس رکاب کی طرف سے آپ خون کے
اترنا چاہتا تھا اسی طرف مرکب نے چرخ مارا اور گرا شہنشاہ گوہر کلاہ کا پاؤن ٹوٹ گیا لوگ انھین
اٹھا لے گئے اور شفاخانہ مین داخل کیا اب جھلا جھلا کر سرداران شہنشاہ گوہر کلاہ و رفیع البخت
نکلنے لگے لیکن جو نکلا وہ ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوا تین پہر مین زلزال نے قریب چند
سو امیر سردارون کے زخمی کیے اب اسنے بیٹھنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے غبار گرد بلند
ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی زلزال بھی میدان مین ٹھہر گیا کہ دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہی

آتے ہی تنے واعد گرد شگاف نہ بعد الوہل گرز سے شاہزادہ وحید الملک پیدا ہوئے انھون نے آتے ہی
سُنا کہ بھائی میرے ہاتھ سے اس ملعون کے زخمی ہوئے ہین بس وحید الملک نے للکار کر تو جو دا
اورون مین سے جو مرکب کو دانون مین مسلا تو سامنے زلزال کے جا ہو تجھے زلزال نے کہا او طفل تیرے
دونون بڑے بھائی میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے مین تو کیا مقابلہ کریگا وحید الملک نے کہا
او ملعون مین تیری جان کا ملک الموت ہون پلا حربہ اپنا زلزل نے مجبور ہو کر نیزہ ہلا وحید الملک نے
چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے زلزال کے ہوائی کیا زلزال نے تلوار ماری وحید الملک نے
پھرتی سے کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ زلزال اوندھے منھ عیال مرکب پر آ رہا بس دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر تا بند پکڑ کے جو زور کیا تو زلزال کو تلاش زین سے گم نکالا اور اچھال دیا
اور قصد جو رنگ ہوائی کا کیا تھا کہ گرتا ہوا اور ایک پنجہ گرگ زلزال کو لیے ہوئے چلا گیا وحید الملک
افسوس کر کے رہ گئے کہ اگر مین اس آفت آسمانی سے آگاہ ہوتا تو اسے بچاتے آسمان نے اچھالا
کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گئے ادھر اہل اسلام وحید الملک سے ملے
اور خیریت سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن کی دریافت کی وحید الملک اپنے دونون بھائیون
کی عیادت کو آئے رفیع البخت اور شہنشاہ گوہر کلاہ نہایت خوش ہوئے کہ خاتمہ بالخیر ہمارے
بھائی کے ہاتھ سے ہوا وہان اقہر رویین شگاف نے اپنے نام پر نقارہ رزمی بجوایا اس طرف
بھی ہوئی یہان بھی کوس جبلی زد ارش مین آیا تمام رات نقارے گڑگڑایا کیے صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے آج لشکر کفار سے اقہر رویین شگاف کہ بہت بڑا سردار
ہے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے طلحہ بن مند ہور نے فرس اپنا بڑھایا اور
سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے طلحہ اپنے
فرس مست کو جولان کر کے سامنے اقہر کے آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی طلحہ نے
نیزہ اقہر کے ہاتھ سے ہوائی کیا اقہر کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تاریک ہو گئی دوڑ کر گرز اپنا ارابے
پر سے لیا اور سر پر طلحہ کے وار کیا طلحہ نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تو ترنے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد غبار بلند ہوا اقہر نے آواز دی کہ دم و پست گرز دم طلحہ
نے تق گرز سے فلک کو آواز دی کہ گرز دی و کرا الست کر دی مین حریف تیرا موجود ہون سہ تو ضرب زدی
ضرب نازش کن + ہمشادی از دل زانوش کن - یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو پرچہ تو ہشتروسون کی ضرب کہ سر پہ چرخ دیکر جو سر پر اقہر رویین شگاف کے
وار کیا تو قل گرز سے فنا کی صدا اعد اعلی اقہر نے برابر اپنے گرز کو اٹھا دیا لیکن یہ طمانچہ قضا ہر ہزار
کا کام نہین ہے کہ اس ضرب کو روک سکے اور روک سکے گرز پر گرز پڑتے ہی دونون گرز زد نے چھے
سر پر اقہر کے پہلے کہ گرز سر مین اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب
مین مرکب زمین مین گوشت کا ایک چبوترہ بن کے رہ گیا طلحہ نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم و جسم
اسکی کہ کوئی ریزہ استخوان بھی باقی رہا نہین بلکہ عیار اقہر کا دوڑا ہوا قریب آیا چھاگل سے
پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھا دیکھا کہ اقہر کا پتہ بھی نہین مع مرکب پیوند زمین ہو گیا ہے بس
اشعے مین سے ہائے آقا کا نعرہ کیا سالق نے جو دیکھا کہ اقہر سا سردار اس طرح مارا گیا آواز دی
کہ ارے مارو اس بندۂ بے ادب کو غضب کیا اسنے کہ سامنے خداوند کے بے ادبی کی یہ سنتے ہی

کل لشکر نے گھوڑے سے آگے بڑھا دیے اس طرف سے امیر بانو نے بھی اپنے لشکر کو اشارہ کیا اور تلواریں کھینچ کے
جا پڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی طبل بجتے تھے جسپر ہاتھ مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اتنی بہتی تھی دونو فوجون کا لڑنا ہر حملہ
مین ہزارہا جانین تلف و برباد ہوتی ہین وہ قیامت کی تلوار چل رہی تھی کہ زمین صحرا کی لالہ گون ہو رہی تھی عکس
خون سے آسمان پر شفق پھیل رہی تھی اسلحہ کی جھنکار سے گوش گردون کر ہو گئے تھے جو سوار مارے گئے
تھے انکے گھوڑے گرد تل دوڑتے پھرتے تھے سارق فیل پر سوار اپنی فوج کو للکار رہا تھا کہ اے بندگان
من مار لو ان خدا پرستون کو جانے نہ پائین سرداران سارق جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے تھے اور
سرداران اسلام بھی برابر لاشون پر لاشین گرا رہے تھے شام تک وہ کشت و خون ہوا کہ لاکھون کا
بن پڑا آخر طبل بازگشت بج گیا اور دونون لشکر میدان سے پھرے آج طبل جنگ نہین بجا کہ لاشین
ہی اٹھانے مین ایک دن ایک رات صرف ہوا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک لاکھ کافر اور پچیس ہزار
اہل اسلام کام آئے تیسرے روز اخرس بن خرلیس روئین تن نے کہا کہ یا خداوند آج آپ میرے
نام پر طبل جنگ بجوائیے مین کل اہل اسلام کا خاتمہ کر دون تو نام اپنا اخرس بن خرلیس روئین تن
نہ پاؤن سارق نے کہا کہ اے شیرخصال اخلاص تجھے مین نے ایسا ہی بنایا ہے اور اسی واسطے خلق
کیا ہے غرضکہ نقارہ رزمی بجا اور لشکر اسلام کو معلوم ہوا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نسیب دیکر ہٹ گئے تو اخرس بن خرلیس نے پورا باگ کا لیا اور
سامنے تخت سارق کے آکر گھوڑے سے اتر مجرا کیا اجازت میدان مانگی سارق نے کہا
کہ جا تجکو اپنی یہ قدرت کے سپرد کیا اور موت خداپرستون کی تیرے ہی ہاتھ سے مقدر کر دی یہ
سنتے اخرس بن خرلیس نہایت خوش ہوا اور میدان مین آکر خوب سلح شوری کی جب عرق
ہو گیا تو سمند مین بر گشتہ باد و دم کو آراستہ کیے پکارا کہ اے گروہ خداپرستان مین تمہاری جان کے
ملک الموت سے کم نہین ہون جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سنتے ہی جزیل
عادی نے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اور اجازت میدان مانگی فرمایا کہ
تمنے کیون قصد کیا تم داروغہ بارگاہ ہو تمہارا منصب حفاظت بارگاہ ہے یہ وقت تمہارے لڑنے کا
نہین ہے جزیل بن عادی نے عرض کی کہ غلام سعادت جہاد سے کیون محروم رہے میرے تمام
بزرگ ہائی دنیا سے گذرے ہین اور بڑے بڑے معرکون مین وہ سینہ سپر رہے ہین مجھے بھی اجازت
ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سنکے جزیل بن عادی بارہ دار مرکب پر سوار
ہو کے سامنے اخرس کے آئے اور فرمایا کہ لاضب مبادری کی اخرس نے جو دیکھا کہ یہ تو مجھ سے
زیادہ فربہ ہے بلکہ تمام لشکر اسلام مین آتنا خوشنہ کوئی نہین ہے پکارا کہ معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام مین مجھ سے
زیادہ زبردست کوئی نہین ہے جو تو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ سنکے جزیل عادی نے
کہا کہ یہ خیال تیرا غلط ہے مین بھیجا نہین گیا ہون بلکہ خود سے آیا ہون اور میری حقیقت کیا ہے مین تو ایک
ادنیٰ سوار ہون لشکر اسلام مین ایک ایک سردار وہ پرکشش ہے اخرس نے کہا کہ خیر تیرا تن و توش
میرے مقابلے مین کچھ کام نہ آئے گا اسلیے کہ میری تلوار کی بنا نہین ہے یہ کہکر نیزہ مارا جزیل عادی
نے نیزے کو اسکے نیزے سے پھیر دیا طعن چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی اس تن و توش پر مرکب
جزیل عادی کا اشارہ دن پر پھر رہا تھا آخر ستر طعن کے بعد جزیل نے نیزہ ہاتھ سے اخرس بن خرلیس

کے نکال دیا اخرس نے شرمندہ ہو کر تلوار کمر سے کھینچ لی اور پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال
بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں اور جھپٹ کر سر پر جبرئیل
عادی کے وار کیا جبرئیل عادی نے سپر بلند کی تیغہ جو پڑتا ہی سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اخرس نے جھٹکا
مارا تا دو ابرو اتر گیا جبرئیل عادی نے دستانہ مارا کہ تیغہ جھٹکا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر
سے باہر آئی لوگ آکر جبرئیل عادی کو لے گئے اخرس بن خرلیس نے مبارز طلب کیا سرمزن فرامرز
عاد معزنی نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور اخرس بن خرلیس سے سامنا کیا کئی
ضرب کی رد و بدل ہوئی اخرس رویین تن ہی تلوار نے جسم پر اثر نکیا آخر سرمز بھی ہاتھ سے
اخرس کے زخمی ہوئے قہور بن جمہور نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوئے خلاصہ یہ کہ شام تک
بیں باتیں سرداران نامی گرامی ہاتھ سے اخرس کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر میدان سے پھر گئے ساریق نہایت خوش اخرس پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے
پھر آیا مگر اہل اسلام نہایت مغموم میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے اخرس ملعون نے پھر
طبل جنگ بجوا دیا دوسری میدان داری میں پھر اخرس نے اٹھارہ سردار زخمی کیے اور سات
سرداروں کو شہید کیا تیسرے روز پھر یہ میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی
نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور شاہزادہ شہنشاہ صف شکن چند کس سے پیدا ہوئے
اور نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار کہاں جاتا ہی کہ میں آپہونچا اخرس نے جو شہنشاہ صف شکن کو دیکھا
پکارا کہ تو کہاں تھا معلوم ہوتا ہی اجل مجھے کھینچکر اس مقام تک لائی ہی فرمایا یا تیری اجل کھینچ لائی
ہی یا میری یہ تو حال بعد مقابلہ کے ظاہر ہو گا یہ فرماتے ہوئے قریب آئے نگاہ ور ماری کہ اخرس سے سرار کو
گرد ہو دگر دیا اخرس نے جھلا کر تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا
تلوار نے سپر کو کاٹا اور خود کاٹا سر پہونچا کے رک گئی شہنشاہ صف شکن نے جھٹکا مارا کہ اگر کوہ بھی ہوتا
تو دو ٹکڑے ہو جاتا مگر اخرس کے سر پر چرکا بھی آیا اخرس نے پھر وار کیا شہنشاہ صف شکن نے
مرکب سے مرکب کو ملا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا مگر اخرس نے تلوار چھوڑ دی زور کشمکش
کے ہونے لگے مرکب شہزوروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیے اور دست
و گریبان ہو کے کشتی ہونے لگی دونوں طرف کی فوجیں ٹھہر گئیں اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگیں پہلی
شہنشاہ صف شکن اور اخرس بن خرلیس سے دو شبانہ روز کشتی رہی علاوہ رویین تن ہونے کے
اخرس سردار زبردست بھی تھا تیسرے روز اخرس سست ہوا شہنشاہ صف شکن نے
کمر اسکا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہی شناخت بعد کا عالم میں اخرس
نے کہا بزرگا میں بچا تو نام بخداوند ساریق کے نثار ہیں بس یہ سنتے ہی شہنشاہ صف شکن نے
ایک ہاتھ زیر زنخداں رکھا اور دوسرا ہاتھ گدی کے نیچے دیکر مین بل دے کے جھٹکا مارا دھڑ سے
سر کھینچ کر سینہ پر مارا کہ روح اخرس کی تھرتھرا کے رہ گئی بس ساریق نے جو دیکھا کہ سپہ سالار سرکار
مارا گیا پکارا کہ مار لو اس خدا پرست کو غضب کیا اسنے کہ ایسے سردار کو مارا تمام فوج تلواریں پکڑ کے بجلی
سی چلی اس طرف سے خدا پرست بڑھے شہنشاہ صف شکن جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے تلوار
کھینچ لی دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی ساریق چلا رہا تھا کہ خبردار اخرس کے قاتل کو زندہ نجانے
دینا فوج ہزار ہا شہنشاہ صف شکن کو گھیرے ہوئے ہے قیامت کی تلوار چل رہی ہی صدائے گیر و بگیر

بلند ہے سیاریق ملعون فیل پر سوار چلا رہا ہے کہ ای بندگان من مارو ان خداپرستوں کو جانے نپائیں اس طرف
سے جوانان اسلام تلوار برسا رہے ہیں شہنشاہ صف شکن ہر چند کہ تین روز کے تھکے ہوئے ہیں
مگر انھوں نے وہ تلوار لی ہے کہ کفار پناہ مانگ رہے ہیں کئی کروڑ کی فوج ادھر ہے اور اس طرف بھی
بہت بڑا لشکر ہے ہر حملہ میں ہزاروں کے وارے نیارے ہوتے ہیں امیر با توقیر نے بھی تلوار
کھینچی ہے صفیں توڑتے پردوں کو پھاڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ آج ہی جنگ کا خاتمہ کر دوں سیاریق
ملعون کو فیل پر سے کھینچ لوں ساتھ ساتھ صاحبقران کی داہنی جانب داراب ثانی بائیں جانب
بالقیس بن ملمور لڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک جانب طلحہ بن لندھور نے جوگرز مارنا شروع کیے ہیں
تو زمین پر پیوند لگاتے چلے جاتے ہیں ایک جانب مملوک بن مالک نیزہ باز نیزے سے مار رہے
ہیں اسکو نیزے پر اٹھا لیا دوسرا پر تھا اسپر کھینچ مارا دونوں مر کے گرے اسی ہزار نیزہ باز انکے
برابر لڑ رہے ہیں کفار کو نیزوں پر اٹھا اٹھا کے پھینک رہے ہیں اک نیستان کا سماں بندھا
ہوا ہے ایک جانب شہنشاہ گوہر کلاہ لڑ رہے ہیں ایک سمت آصف انجم طلعت جنگ
کر رہے ہیں برجیس بن اکوان ساتھ ساتھ ہے اسکو ایسا تعلیم کیا ہے کہ پہلوان زبردست ہوا ہے یہ بھی
کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا رہا ہے میں گرمی جنگ میں مہیب فیل پیکر سے اور صاحبقران
عالی شان سے سامنا ہوا مہیب فیل پیکر چنگھاڑا کہ او خداپرست ادھر کہاں آتا ہے نہیں دیکھتا
کہ خداوند جلوہ افروز ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے آپ کافر مرتد کو خداوند کہتا ہے بس یہ
سنتے ہی مہیب فیل پیکر نے ساطور مارا صاحبقران نے دستہ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور
ہاتھ سے مہیب کے نکل گیا امیر نے وہی ساطور سیدھا کر کے سر پر مہیب فیل پیکر کے
مارا کہ مہیب کے دو ٹکڑے ہو گئے ادھر نعیم شترلب سے اور داراب سے سامنا ہوا
نعیم نے تلوار ماری داراب نے وار اسکا تا سپ سپر رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا کمر پر مارا
تو نعیم کے بھی دو ٹکڑے ہوئے خباط حبشی سے اور بالقیس بن ملمور سے مقابلہ ہوا خباط
نے مثل آہنی مار بالقیس نے وار اسکا رد کر دیا اور جنیو کا ہاتھ مارا کہ اوپر کا دھڑ الگ اور نیچے کا دھڑ
الگ ہو کے گرا ادھر شیر خون آشام سے اور شہنشاہ صف شکن سے سامنا ہوا شیر خون آشام
نے زنگولہ زنجیر پھینک مارا شہنشاہ صف شکن نے اس چابکدستی سے ہاتھ مارا کہ دونوں ٹکڑے ہو کے
دور گرے شیر خون آشام نے زنجیر ماری شہنشاہ صف شکن نے زنجیر چھین لی اور اسی زنجیر سے
مشکیں باندھ کے اچھال دیا بور چورنگ ہوائی کا تہدلیس بیلقن سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے
مقابلہ ہوا تہدلیس بیلقن نے چوب چماق کا وار کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہی چوب چھین کر سر پر
تہدلیس بیلقن کے لگائی کہ مغز سر پاش پاش ہو گیا آصف انجم طلعت کو منقال شیر سوار نے
روکا کہ او خداپرست کہاں جاتا ہے ادھر آ اور مردان عالم سے مقابلہ کر آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ او جنگلی تو بھی کیا یاد کرے گا شیر پر سوار ہو کے گدھے جھبکیاں دکھاتا ہے ہم ضیغم کش
اور اژدر شکار ہیں منقال شیر سوار نے غصہ میں آکر تلوار ماری آصف انجم طلعت نے
وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ مارا منقال کے مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے شاہزادہ
رفیع البخت سے اور مہران مہر طلعت سے مقابلہ ہوا مہران ہاتھ سے رفیع البخت
کے زخمی ہوا اور سہراب بن رستم کے ہاتھ سے عفریت کرگدن سوار مارا گیا اب یہ

یہ نوبت ہی کہ سرداران اسلام کفار کو دباے ہوے چلے جاتے ہین اور فوج کفار لڑتی جاتی ہی اور پیچھے
ہٹتی جاتی ہی مگر ساریق برابر چلا رہا ہی کہ ای بندگان من ساتھ والون کے مرنے سے بددل نہو مین
روز نوروز سبکو زندہ کر دونگا کافران بدعقیدت جانین لڑاے ہوے لڑ رہے تھے ہر چند کہ اہل
اسلام تین روز کے تھکے ہوے تھے مگر جانین لڑائے ہوے لڑ رہے تھے کہ آج ہی گلستان باختر
سے ان کفار کو مار کے نکال دو اور کفار بیدل ہوتے جاتے تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد
برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان
اک آسمان خاکی نمودار تھا بقول شاعر کہ ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت ٭ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دلی گرد سے بارہ ہزار فیلان جنگی ہر فیل پر ایک ایک
پہلوان زبردست مسلح سوار اور سونڈون پر ہاتھیون کے بچے چڑھے ہوے اور آنکلے آگے
اک فیل سپید پر اک پہلوان زبردست دیوصورت سوار اسکے فیل کے سونڈ پر بھی پٹھا چڑھا ہوا
اسنے جو دیکھا کہ فوج کفار اور لشکر اسلام سے جنگ ہو رہی ہی فوج کفار دبی چلی جاتی ہی پس
اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ لیناان خداپرستون کو انھون نے خداوند کو بہت پریشان کیا یہ
کہکر اسنے تلوار کھینچی اور پہلوے لشکر سے آگرا اور نعرہ کیا کہ ہم شداندخان بن جدائل خان
ہندی پس اسکا پہلوے لشکر سے آگر گرنا تھا کہ اک قیامت برپا ہوئی فیلان جنگی نے لشکر اسلام
کو پامال کرنا شروع کیا ایک تو یہ لوگ تین روز کے تھکے ہوے تھے علاوہ اسکے صبح سے مصروف
جنگ بارہ ہزار فیلان جنگی کا ریلا کہانتک رک سکتا ہی صاحبقران عالیشان نے جو
دیکھا کہ تمام لشکر پامال ہوا جاتا ہی اک گھٹا ہی کہ چھائی ہوئی ہی اور سیفین مانند برق کے چمک رہی
ہین پس امیر عالیشان نے وہین سے باگ مرکب کی پھیری اور آواز دی کہ او شداندخان افسوس
کہ تیرا تمام خاندان مسلمان اور تو کافر ہی تجھے شرم نہین آتی شداندخان نے کہا کہ وہ لوگ کمزور تھے
جو دبکے تمھاری اطاعت اختیار کی اور دین قدیم سے روگردانی کی مین کسی سے کمزور نہین ہون
ساتھ امیر کے تمام سرداران اسلام اس کالی گھٹا کی طرف بڑھے اور تلوارین مارتے ہوے چلے
اگرچہ لندھور نے بھی فوج ہاتھیون کی تیار کی تھی مگر کبھی اس فوج کو لڑایا نہین محض جاہ و جلال کے
واسطے ساتھ رہتے تھے اور صرف ہاتھی بڑھے جاتے ہوے لڑتے تھے لیکن شداندخان نے ہر فیل پر
ایک ایک سردار کو بھی بٹھایا ہی مع مسلح و مکمل موجود ہی ادھر تو فیل کی صف چار چار پانچ پانچ کو قتل
کر جاتی ہی ادھر جو سردار فیل پر سوار ہی وہ تلوار برسا رہا ہی لشکر اسلام پامال ہوتا چلا جاتا ہی سرداران
اسلام متفرق لڑ رہے تھے ہر چند کہ سب نے اس طرف کا رخ کیا ہی اور لڑتے ہوے چلے آتے ہین مگر
جبتک پہونچین پہونچین یہان لاکھون آدمی مارے گئے ہاتھیون نے قیامت برپا کر دی سرداران
اسلام نے جو اس طرف کا رخ کیا تو ساریق کی جی ہاری ہوئی فوج کا بھی دل بڑھا اور یکے
سب پھر جم کے لڑنے لگے شداندخان نے تو کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے
حسب اتفاق اس طرف سے شداندخان ہندی لڑتا ہوا چلا آتا تھا اور اس طرف سے چمن زاد
یونانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ چمن زاد سے اور شداندخان سے سامنا ہوا شداندخان نے
اپنے فیل کو للکارا فیل نے آگے ہی بڑھ مارا چمن زاد یونانی نے سپر بلند کی فیل کی سیف سپر پر کی
شداندخان نے اوپر سے گرز مارا کہ یہ مرد مومن درجہ شہادت پر فائز ہوا چونکہ فوج پامال ہو رہی

اور لشکر کے بچانے کے واسطے کل سردار پلٹ پڑے تھے تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمام سرداران ساتھ ہو کر کے
قریب پہونچ لئے اور فیل سواروں کو للکارے کہ یہ کیا نامردانہ پن ہے کہ پہلے سے لشکر سے تھے اگر حوصلہ
اب بھی کچھ ہو کے مردان عالم سے سامنا کرو تو معلوم ہو چنانچہ الست دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر
رستم خو یہ زنجیریں مارتا چلا آتا تھا اور اس طرف سے عنقاے فیل سوار لشکر کو روندتا چلا آتا تھا
دونوں کا سامنا ہوا فیل نے پٹا مارا الست دیوانہ نے غرض اسکی ضرب روکنے کے زنجیر ماری کہ
فیل کی مستک پر پڑی ادھر تو فیل چنگھاڑ کے بیٹھ گیا اور ادھر سیف کمر بر الست دیوانہ کے
پڑی یہ تو مسلم بھی شہید ہوا قران فیل سوار رفیق شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ لڑتا چلا آتا تھا جس وقت
یہ قریب ہونچا تو طہماسپ فیل سوار سے سامنا ہوا طہماسپ کے فیل نے سیف ماری قران فیل سوار
نے اپنے کو بچانا چاہا فیل تو نیچے بیٹھنے سے بچا مگر ران اسکی زخمی ہوئی بس قران فیل سوار نے
فیل سے فیل کو ملا کر سر پر طہماسپ کے گرز مارا طہماسپ فیل سوار نے گرز کو گرز پر روک کے
اپنا وار کیا ادھر فیلوں نے دانت لڑے ٹکریں چلنے لگیں قران فیل سوار نے اسکی ضرب بھی
اپنے گرز پر روکی مگر قریب سے نکان سے ہاتھ تھرانے گرز پر سے گرز کھسک کر سر پر گرا کہ یہ بیچارہ بھی شہید
ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ کو اپنے رفیق کا نہایت صدمہ ہوا اور مرکب کو جھکا کر آ پڑے کئی فیل سوار
کو مارا جس فیل نے سونڈ بلند کی ایسا ہاتھ مارا کہ سونڈ قلم ہوئی آخرکار یہ بھی زخمی ہوئے عیار نے دیکھا
کہ آقا میرا گھرا ہوا ہے اور فیل سواروں کا یورش ہے ایسا نہو کہ جان حق تسلیم ہو بس اسنے حقہ آتشبازی
داغ کے پھینکا فیل چیخ کے بھاگے مرکب اپنے سوار کو لیکر نکل گیا عیار ساتھ ہوا اور راستہ کوہ منصور پر
کا لیا کہ یہ کوہ نہایت بلند اور یہاں سے قریب تھا یہاں اسی طرح گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ صاحبقران
عالیشان لڑتے ہوئے قریب پہونچ گئے عفریت فیل سوار نے حملہ کیا صاحبقران نے خرطوم
فیل کو قلم کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ عفریت کے دو ٹکڑے ہوئے عفریت مع فیل گر کر تڑپنے لگا
مبہوت فیل سوار نے حملہ کیا امیر نے اسکا وار بھی رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ مبہوت کے بھی دو
ٹکڑے ہوئے ارژنگ فیل سوار قریب آیا اور چاہا کہ روند ڈالوں صاحبقران نے قریب
پہونچتے ہی ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ فیل کے دونوں ہاتھ قلم ہوئے اور فیل اوندھے منہ گرا ارژنگ
فیل سوار نے گرتے گرتے تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے اوسکا وار پشت شمشیر پر روک کے
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے شدادخان نے جو یہ حالت دیکھی کہ امیر تو
فیل سواروں کا صفایا کیے دیتے ہیں بس اسنے وہیں سے نعرہ کیا کہ یا صاحبقران مجھ سے
مقابلہ کیجیے یہ کہکر اپنے فیل سپید کو بڑھا کر قریب آیا اور صاحبقران پر گرز مارا امیر نے سپر
بلند کی گرز تو سپر پر بیٹھا تھا کہ کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا کہ صاحبقران کو لیے ہوئے چلا گیا بس
صاحبقران کا نظروں سے پوشیدہ ہونا تھا کہ فوج میں کھلبلی پڑ گئی اہل اسلام دل شکستہ ہونے
لگے لیکن باقی سرداران اسلام جمے ہوئے برابر لڑ رہے تھے خضران بن لقمان تھا کہ کیا فکر کروں لشکر تباہ
ہوا جاتا ہے لیکن سرداران اسلام بآئین اٹھائے ہوئے فوج سنبھالے آگے فیل سواروں سے برسر
مقابلہ تھے طلحہ بن لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران کو پنجہ لے گیا اور فوج بردل ہے شدادخان
کے ہاتھ سے بہت سے سرداران اسلام زخمی اور بہت سے شہید ہوئے ہیں بس انھوں نے
اپنے فیل کو بڑھایا اور سامنے شدادخان کے آ کر نعرہ کیا کہ او شدادخان تو نے اپنے

باپ کا طریقہ اختیار کیا اور دادا نانا کے چلن کو چھوڑا جو انجام تیرے باپ کا ہوا وہی تیرا بھی ہوگا شدائدخان
نے کہا کہ مجھے اپنے باپ کے خون کا بدلہ تجھ سے لینا ہی اگر لندھور زندہ ہوتے تو اُنسے عوض لیتا
اب اُنکے مقام پر تم ہو بغیر تمھارے قتل کیے آگ میرے دل کی نہ بجھیگی کہ تمھارے باپ نے اک
عرب مجاور کی دوستی مین تو اپنے کو مارا اور کچھ قرابت کا خیال نہ کیا مین نے بھی اس سلسلہ کو قطع کر دیا اب
ساتھ رشتہ قرابت کے تمھاری حیات کا رشتہ بھی قطع کر دونگا اُس طرف سے شدائدخان بڑھا
اور اس طرف سے طلحہ بن لندھور معزون ہاتھیون مین اس قیامت کی ٹکر چلی کہ دشت تھرّا گیا
شدائدخان کے فیل نے چٹا ہانے کا قصد کیا سونڈ بلند ہوتے ہی فیل طلحہ نے سونڈ سے سونڈ کو لپیٹ
لیا اور زور ہونے لگے شدائدخان نے گرز مارا طلحہ نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا شدائدخان
نے بھی وار طلحہ کا رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی قضا سے کار سونڈ فیل شدائدخان کی چھوٹ گئی
بس اپنے وہین سے گردش دیکر جو سیف ماری طلحہ بچ نکلا اسکی سونڈ چھوٹ گئی ہی سیف آکر
مہر پر چمٹی لوہے سے کٹنی فیل کی زخمی کر گئی طلحہ مع فیل زخمی ہوئے شدائدخان بڑھا کہ طلحہ
کو قتل کرون یہ رنگ دیکھا سلمان سندی اک رفیق طلحہ کا تھا دوڑ پڑا اور شدائدخان کے مقابل
ہوا آنا وقفہ پاکر خضران نے طلحہ کو علیحدہ کر لیا اُدھر سلمان سندی بیچارہ ہاتھ سے شدائدخان
کے شہید ہوا خواجہ خضران نے نفر عیاری بجا کر عیارون کو یہ حکم دیا کہ سرداران زخمی کا خیال رکھو
اور انکو بچا بچا کر کوہ منصوریہ کی طرف لے چلو یہان رنگ لڑائی کا یہ ہی کہ ادھر لشکر سیاریق نے
پھر یورش کیا اور سیاریق پکارا کہ ای بندہ خاص انخاص ای شدائدخان مین نے تجھے نائب
قدرت مقرر کیا آج کوئی خداپرست بچنے نہ پائے بس شدائدخان اور بھی پھول گیا اور اب
اپنے تخت بادشاہ اسلام کا رُخ کیا یہ دیکھکر سرداران اسلام اور بھی جا بجا لڑنے لگے لیکن
جو قریب شدائدخان کے پہونچا یا زخمی ہوا یا مارا گیا فیل سوارون کی یہ حالت ہی کہ ایک وقت
مین دو دو ضربین حلقی مین ادھر رفیق چٹا مارتے ہین اُدھر فیل سوار اوپر سے تلوار برساتے ہین جو سردار
زور پڑا یا وہ ہلاک ہوا ایک فیل سوار قریب تخت پہونچا تھا کہ آصف انجم طلعت نے للکارا
کہ او ملعون کدھر آتا ہی بدر فیل سوار نے کہا کہ مین نام اسلام مٹانے کو آتا ہون بس آصف انجم طلعت
نے دوڑ کر سامنا کیا فیل نے چٹا مارا آصف نے سونڈ قلم کرکے حلقہ کمان گردن مین بدر کے
ڈالکر کھینچا بدر جھکا اوپر سے تلوار ماری کہ سر بدر کا اُڑ گیا یہ اس ملعون سے مصروف جنگ
تھے کہ مخراب فیل سوار نے برابر سے آکر ایسی تلوار ماری کہ یہ بھی زخمی ہو گئے عیارون نے انکو
بھی حلقہ مین لیا اور حقّہ آتشبازی مارتے ہوئے صاف نکل گئے لیکن کس کس کو بچائین بہت سے
سرداران اسلام زخمی گر گر کے پامال ہو ہو گئے اُدھر شدائدخان قریب تخت جا پہونچا اور بادشاہ اسلام
پر حملہ کیا بادشاہ اسلام نے وار اسکا رد کرکے تلوار ماری اسنے بھی وار بادشاہ اسلام کا رد کیا
سرداران اسلام نے جو یہ حالت دیکھی شور کرتے ہوئے دوڑے کہ او ملعون ہماری حیات
مین تو ظل اللہ سے لڑتا ہی ادھر آ اور ہمسے سامنا کر یہ دیکھکر فیل سوارون نے بادشاہ کو حلقہ
مین لے لیا ادھر بادشاہ اسلام شدائدخان سے مصروف نبرد تھے کہ اک فیل سوار نے غضب سے
تلوار ماری بادشاہ بھی زخمی ہوئے اتنے مین عیار جانون پر کھیل کے آپڑے اور حقّے آتشبازی
جو مارنا شروع کیے تو فیل ادھر اُدھر بھاگنے لگے بس یہ عیار بادشاہ اسلام کو لے نکلے لشکر

صاحبقران کے گم ہونے ہی بے دل ہو چکا تھا بادشاہ جو نظروں سے غائب ہوے تو اور بھی دل ٹوٹ
جنے جدھر راہ پائی وہیں کھڑا ہوا جبرئیل عادی کے بھائیوں نے بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ جمشاہی تو بار
کرکے راہ کوہ منصوریہ کی لی اور جتنی بارگاہیں تھیں سب چھوٹ گئیں اور کل مال اسباب اہل اسلام
کا برباد گیا ادھر کفار نے سرداران کشتہ کے سر کاٹ کاٹ کر نیزوں پر بلند کرنا شروع کیے تمام عمرانِ
اسلام تو زخمی ہی ہو چکے تھے فوج کب تک لڑتی آخر پاؤں اٹھ گئے ان لوگوں نے تو راہ صحرا کی اختیار کی
اور کفار نے لوٹنا شروع کیا تمام مال و خزانہ شاہی لٹ گیا اور کل بارگاہیں سرداروں کی کفار
نے اپنے قبضہ میں کیں اتنا شرارن پڑا تھا کہ لاکھوں آدمی مارے گئے تھے لاشیں بھی میدان سے
نہ اٹھ سکیں کفار نے اپنے سپاہ کی لاشوں کو تو جہاں تھی دہیں گڑھا کھود کے دبا دیا اور پوشیدہ
کر دیا اور لاشیں اہل اسلام کی بڑی بڑی رنگین سر کاٹ کاٹ کر ایوان ساریق کے کنگروں پر نصب
کیے گئے جو اس سے بھی بچے وہ درختوں میں لٹکائے گئے ساریق نے جشن کا قصد کیا تھا کہ خنگان
نے منع کیا اور کہا کہ جشن اس وقت کرنا جب امیر اور خضران قتل ہوں اس جشن کے عوض
ان خدا پرستوں کو ملک گیرو اور مہلت انھیں ہونے کی نہ لینے دو ورنہ اگر یہ لوگ صحت پا کر اٹھے تو ابھی
تمہیں سواروں کو زندہ نہ چھوڑینگے اس وقت بت کے سبب سے جو وہ زخمی ہوکے شکست کھا گئے اب
اس سے بڑھ کر موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رائے ساریق نے پسند کی اور شداد خان ہندی سے کہا
کہ او نائب قدرت جاکر ان خدا پرستوں کو گھیر لے اور مہلت نہ لینے دے قدرت ابھی پیچھے سامنے
چلینگے یہ سنکے شداد خان نے کہا کہ اب خدا پرستوں میں کیا باقی ہے میں نے روند کے مار ڈالا
اور اب جو باقی ہیں انکو مردہ سے بدتر سمجھتا ہوں یہ کہکر اسنے اپنی فوج لی اور کوہ منصوریہ کی طرف چلا
بعد اسکے جانے کے ساریق نے بھی کل فوج لی اور چل کھڑا ہوا ہرکاروں کے ذریعہ سے یہ خبر
ملتی تھی کہ تمام اہل اسلام کوہ منصوریہ پر جمع ہیں یہ تو جانتے ہیں لیکن حال کوہ منصوریہ کا سنیے کہ یہ کوہ
نہایت بلند اور مقام امن ہے گھاٹیاں اسکی نہایت دشوار گذار ہیں تمام اہل اسلام نے آکر اس
کوہ پر پناہ لی زخمیوں کا علاج ہونے لگا اور خضران نے سر گھاٹی پر عیار معین کیے عیار تھانے
آتش بازی اور توپیں لے لیکر بیٹھے کیونکہ خضران کو یقین تھا کہ خنگان ملعون کسی مقام پر آرام
نہ لینے دیگا ضرور شداد خان کو ابھار کر یہاں بھیجے گا اور ایک خیمہ کو شفاخانہ قرار دیکر تمام مجروحان
زخمی تو مع بادشاہ اسلام اسی خیمہ میں بھر دیا تھا اور جراحوں پر تاکید تھی کہ نہایت توجہ سے علاج کرو
کہ جلد اچھے ہو جائیں اور ہر چہار جانب خیمہ کے ناوک انداز اور سنگ انداز بٹھا دیے تھے یہ ہنوز
مصروف انتظام تھے کہ گرد اڑی اور دیکھا کہ شداد خان پوری فوج کو لیے ہوے چلا آتا ہے اور عقب
میں اسکے ساریق بھی کل فوج سے آپہنچا خضران نے سنگ اندازوں اور تیر اندازوں پر
تاکید کی کہ نہایت ہوشیاری سے کام لو یہ ملعون اوپر نہ آنے پائیں کہ اکثر تبہ شداد خان
نے آکر تمام کوہ کو گھیر لیا اور خیمہ برپا کیا ادھر اہل کوہ آمادہ مرگ دھیان قضا ہوے شداد خان
نے طبل جنگ بجوا دیا ادھر بالاے کوہ خواجہ خضران نے نقارہ بجوایا بادشاہ اسلام بیہوش
تھے اور تمام سردار زخمی تھے گویا پوری سلطنت اور فرمانروائی خضران کی تھی تمام لشکر اسلام میں
عجب طرح کا انتشار تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اور شداد خان نہایت خوش تھا کہ اتنی بڑی فتح
مجھے میسر آئی ہے دیکھیے کس کو نصیب ہونی تھی اور خنگان بھی خوش تھا کہ اب جو کچھ تقدیر میں لکھے معلوم

جنگی ہو سارق تقدیر بی بکمار رہا تھا خلاصہ یہ کہ طبل کے بجنے تک زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شرق سے
صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے طائران صحرائی مصروف نغمہ سرائی ہوئے گلہائے صحرائی
کی مہک کو ٹیاں کو سونگھ تک پھولا ہوا تھا جس سے زمین سپید معلوم ہوتی تھی اہل اسلام نے
بالائے کوہ آواز اذان بلند کی کفار نے لات ومنات وسارق ولقا وغیرہ کو پکارنا شروع کیا دونوں
نے اپنے طریق کے موافق رسم عبادت کو ادا کیا اور شداللہ خان ہندی نے فیل لینا طلب کیا اور
پشت فیل پر بیٹھ کے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان مارلو ان خدا پرستوں کو اور مہیب خان اور ہیبت خان
دو سردار رفیق خاص اسکے تھے انکو دو گھاٹیاں بتائیں کہ اس طرف سے راستہ کوہ پر جانے کا آسان ہی
تم جاؤ اور اہل کوہ کو قتل کرو خبردار ایک کو زندہ نہ چھوڑنا اور جو بھاگ کر کوہ کے نیچے آئیگا وہ ہمارا شکار
ہوگا یہ سنکے ایک جانب سے مہیب خان ہندی نے کوہ پر چڑھنا شروع کیا جو لوگ گھاٹیوں پر متعین تھے
انھوں نے تیر برسانا اور پتھر برسانا شروع کیے عیاروں نے حقہ ہائے آتش بازی وتوپ و بان کے پھینکے کہ جو
ہاتھی قریب کوہ آیا وہ چنگھاڑ کے بھاگا ہیبت خان اور مہیب خان بھی پلٹ آئے خواجہ نے خوشی
میں اپنے تمام عیاروں کو ایک ایک طرہ تقسیم کیا اس عرصہ میں مہیب خان اور ہیبت خان نے کہا کہ آتش بازی سے ڈرتے
ہیں اور مرکب ہمارے نہایت شائستہ ہیں ہم بے فوج مرکب پر سوار ہوکر کوہ پر جا پہنچینگے اسیوقت ان دونوں نے مرکب
طلب کیے اور پشت مرکب پر بیٹھ کے دامنہ کوہ کا لیا اور تعاقب میں انکی فوج بھی قریب پہونچکر فوج ورک گئی
اور یہ دونوں بہادر بھی گھاٹیوں کو طے کرتے ہوے چلے اور سر پتھر سہتے گئے انھوں نے تلوارین اور سپر سنبھالین
جو قریب آیا اسے تلوار سے قتل کیا اسی طرح کئی گھاٹیوں کو طے کرکے قریب تھا بالائے کوہ جا پہونچیں کہ اب خضر ان
نے دعا کی کہ ای کس بیکسان ہادی بادیہ پیمایان اب تمام اسلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اس وقت مشکل
میں سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہیں ہے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا
سے تتق گرد بلند ہوا آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے شاہزادہ سکندر رستم وصاحبقران
اوسط نمودار ہوئے قریب پہونچکر انکو خبر ملی تھی کہ لشکر اسلام تباہ ہوگیا سرداران زخمی کوہ پر پناہ گزین
ہیں لیکن کفار یہاں بھی آرام سے بیٹھنے نہیں دیتے ہیں بس انھوں نے آتے ہی نعرہ کیا کہ ای کافران
بیحیا تمکو شرم نہیں آتی ہے کہ زخمیوں کے مقابلہ میں فوج کشی کی ہے اور ای شداللہ خان تو نے دین کے ساتھ
اپنے خاندان کے آئین جرات بھی بدل دیے تجکو یہ لازم تھا کہ اگر کوئی اور خلاف شان مردانگی
کوئی بات کرتا تو تو اسے روکتا نہ کہ خود تو نے یہ حرکت اختیار کی شداللہ خان نے کہا کہ تم لوگ
اس قابل نہیں ہو کہ مہلت دی جاے تمہارے مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہیں سکندر
رستم نے فرمایا کہ او بزدل اگر ایسا ہی مددگاروں کا خوف غالب تھا تو تو نے راہ میدان کیوں اختیار
کی گھر میں چوڑیاں پہنکے کیوں نہ بیٹھا تو یہ کلمہ مہیب خان ہندی کے ناگوار گذرا اور پکارا او زیر و دہن
دارائے ہندوستان سے اس طرح کی باتیں کرتا ہے آ ادھر آ اسکے غلاموں سے تو سامنا کر سکندر
نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے مہیب خان کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرا آقا تمکو اہم ہے جو مجھ سے
برسر مقابلہ ہوتا ہے اور تو آ سی تمکو اسکا ارمان ہے بس یہ سنکے مہیب خان ہندی نے طیش میں آکے
تلوار ماری صاحبقران اوسط نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے جواب تیغۂ آبدار کا مارا مہیب خان
نے سپر بلند کی لیکن سپر دو ٹکڑے معلوم ہوئی لیکن اب جو تلوار چمک کے گرتی ہے یا تو سر پر تھی یا زمین
ڈوب کے نکلی مہیب خان چار ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا اسکے گرتے ہی ہیبت خان کی نگاہ حیرت میں

زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرا بازو توڑ دیا میرے بھائی کو مارا کب چھوڑتا ہون
بجنگوید کہتا ہوا سکندر کی طرف چلا سکندر نے بھی مرکب کو بڑھا کر ہیبت خان سے سامنا
کیا اور آواز دی کہ تو کیون گھبراتا ہے تجھے بھی تیرے بھائی سے ملائے دیتا ہون ہیبت خان آتے ہی
برس پڑا سکندر رستم خو نے وار اسکے رد کر کے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ہیبت خان
اوندھے منھ جھکا مرکب پر آ رہا بس دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ہیبت خان
کو پشت زین سے اٹھا کر اچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ان دونون کے
مرتے ہی تمام فوج فیل سوارون کی یورش کر کے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف چلی آدھب
خضران نے چلانا شروع کیا کہ اے صاحبقران اوسط تمام لشکر انھین فیل سوارون کا تھا دیکھنا
ہے ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا سکندر نے تلوار کھینچ لی فیل سوار ان پر جا پڑے اور تلوارین مارنا
شروع کین جو فیل سوار سامنے آیا اگر ہاتھی نے سونڈ گھمائی سکندر نے خرطوم کو قلم کیا کسی فیل
کے پاؤن قلم کر دیے اس فوج فیلان مین یہ شیر بیشہ صاحبقرانی دھنس گیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے لاشون
کے انبار لگانا شروع کیے کچھ مختصر سی فوج سکندر کے ساتھ تھی وہ بھی آ پڑی اب خوب گھمسان
کی لڑائی ہونے لگی عین گرمی جنگ مین شدائد خان سے اور سکندر رستم خو سے سامنا ہوا
شدائد خان نے دیکھا کہ یہ تیز دست بہت ہے آواز دی کہ اے جوان میرے فیل کو مارنا کہ یہ
فیل ہندوستان مین ایک فیل ہے لڑائی میری تیری ہے مرکب سے کیا تعلق سکندر نے کہا کہ بہتر
اسکی سونڈ پر شیالیون باندھا ہے شدائد خان نے کہا کہ مین شیا کھولے لیتا ہون یہ کہکر شیا سونڈ پر سے
اتار لیا اور سکندر کے مقابل ہوا نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین
چند ہی طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ سکندر نے نیزہ ہاتھ سے شدائد خان کے ہوائی کیا نیزہ
جو بلند ہو کے گرتا ہے تو قریب اک فیل سوار کھڑا تھا اسکے فیل کی گردن پر پڑا بالشت بھر گردن مین
اتر گیا فیل بے چین ہو کے شیا ہلاتا ہوا بھاگا ادھر شدائد خان نے گرز مارا سکندر نے دونون ہاتھ
کا لگا کر زمین ڈال دیے ادھر وہ فیل برابر سے سکندر کے نکلا عیف آ کر سر پر سکندر کے پڑی کہ شاہزادہ
زخمی ہوا بس اسی حالت زخمداری مین سکندر نے جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے شدائد خان کے نکل گیا
لیکن زخم سر سکندر رستم خو کا شق ہو گیا اور بیہوشی طاری ہوئی بس یہ دیکھتے ہی کوہ پر سے تو خضران
نے جھٹ سے آتشبازی برسانا شروع کیے اور سپارہ کو حکم لے زیر کوہ مع اپنے شاگردون
کے اسفند رتھانے آتشبازی مارے کہ فیلون کو پراگندہ کر دیا اور اپنے آقا کو نکالے لیے چلا گیا
خضران نے سکندر کو بھی لیجا کے زخمیون مین شامل کیا اور بالائے کوہ سے اسفند رتھ کے
آتشبازی مار کے فیلون کو آگے نہ بڑھنے دیا شدائد خان نے اپنی فوج کو آواز دی کہ خبر لیٹ کر
کل دیکھا جائیگا طبل بازگشت بجا لشکر شدائد خان کا واپس آیا چند کشتے اٹھا کر دفن کر دیے گئے خضران
نے دیکھا کہ رنگ برا ہے اگر کوئی مددگار آیا بھی تو جو حال سکندر کا ہوا ہے وہی اسکا بھی ہوگا بس انہون
نے اپنے طور پر بادشاہ اسلام کی جانب سے نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای ساریق مجھے
معلوم ہوا کہ جنگ نو بلدر تھا اور بہت بڑا صاحب اختیار ہے مین تجھ سے آٹھ روز کی مہلت طلب
کرتا ہون کہ ابھی تمام سردار زخمی ہین جو وقت شفا حاصل ہو لیگی تو مین تمام سردارون کو تیری اطاعت
کی ترغیب دلاؤنگا یقین ہے کہ سب منظور کرینگے اسلیے کہ اسیر موجود ہین جنکا خوف ہوتا

اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے تیر میں باندھا اور تیر جانب لشکر سارلیق پھینکا تیر جو آکر گرا اہل لشکر دوڑے
کہ یہ تیر کیسا آیا دیکھا تو تیر میں نامہ بندھا ہوا ہے لوگ اس تیر کو نامہ سمیت اٹھائے ہوئے
سارلیق بن بقا کے پاس لائے اور پیش کیا سارلیق نے اس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا
کہ اے سارلیق اگر تمام سرداران اسلام تیرے شریک ہو گئے تو تمام عالم میں تیرا ڈنکا بجیگا اور اب
وہ وقت ہے کہ یقین ہے یہ لوگ بخوشی منظور کرینگے اور میں ترغیب دلاؤنگا یہ دیکھتے ہی سارلیق غش
کھا کے گر پڑے پھول گیا اور پکارا کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سخنگان نے کہا
کہ با خداوند لقد یہ حماقت نہ کیجیے اگر آٹھ روز کی مہلت آپنے ان خدا پرستوں کو دی اور یہ صحت
پا گئے تو آپکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا بس اب انکی ایک نہ سنیے اور فاتحہ کر دیجیے یہ سنکے سارلیق ہنسا
اور کہا کہ او شیطان بیٹے رموز قدرت میں کیا دخل ہے ارے فوج گھیرے ہوئے ہے اور یہ لوگ
بے سر و سامان میں اگر آٹھ روز انکو کھانا نہ میسر آیا جب بھی مر جائینگے یہ مصلحت ہے کہ میں انکو مہلت
دیتا ہوں لوگ خداوند رحیم کہینگے ظالموں میں محسوب نہونگا فاقوں مرینگے تو ضرور یہی راہ راست پر
آجائینگے اور اگر یہ لوگ میرے شریک ہو گئے تو پھر میری خدائی کو کون مٹا سکتا ہے یہ سنکے
سخنگان تو خاموش ہو رہا سارلیق نے جواب تحریر کیا کہ اے معزز بندے میں تیری عرض کو قبول
کرتا ہوں میں نے تیرا دلی انی دانستہ جرم کر لیا ہے اب تو ضرور میری اطاعت کرے گا اور زبان میں تیری
تاثیر ہی ہے کہ جس کسی سے تو میری اطاعت کو کہے گا وہ کہنا تیرا قبول کرے گا یہ جواب تحریر کرکے نامہ
تیر میں بند ہوا کر وہ پہنچا دیا یہاں خضران تو جواب کے منتظر ہی تھے جواب جب ملا تو ادا کر اخون
نے قران ثالث کو بلایا اور تنہا خیمہ میں بیجا کر جواب نامہ کو کہا یا قران نے کہا آپنے غضب کیا بادشاہ اسلام
آپ سے بہت ناراض ہونگے خضران نے کہا کہ اس وقت میں سوا اس تدبیر کے چارہ ہی نہ تھا اگر سب
قتل ہو جائینگے تو کون خوش اور ناراض ہونے والا ہوگا اب میں بادشاہ ہوں جو میں کہتا ہوں وہ کرو قران
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ تو آپ ہی ہیں میں نے بھی سنا ہے اور آپنے بھی سنا ہوگا کہ ہمیشہ دادا صاحب
اور میرے دادا مہتر قران اول کے زمانہ میں جب صاحبقران سے اور سیر و مرشد خواجہ عمرو اول سے
بگڑی ہو تو اس غلام نے وہ ابجد نے بھی آپ کے جد بزرگوار کا ساتھ دیا امیر کا ساتھ نہیں دیا میں ہر طرح
آپ کی اطاعت سے کام ہے خضران نے کہا کہ اب آٹھ روز کا تو اطمینان ہے اتنے دنوں میں سرداران
زخمی اچھے ہو جائینگے میں تلاش صاحبقران میں نکلتا ہوں کہ انکو خبر نہیں کیا ہے کیا معلوم دوست لیگیا ہے
یا دشمن اور تم یہ راز کسی پر ظاہر نکرو کہ خضران لشکر میں نہیں ہے بلکہ میری صورت بنکر انتظام میں
مصروف ہو اور علاج کی نگرانی رکھو کہ سرداران جلد صحت پائیں اور آٹھ روز کے صرف کا غلہ ذخیرہ سے
نکالکر میں تمھارے سپرد کرتا ہوں اسمیں اتنے دن گزارو لاکھ لاکھ تعجب ہوا اسپے کہ خضران ہمارا
اور یہ راز ظاہر نہ کرنا قران نے کہا کہ جو ارشاد ہے مجھے تعمیل ارشاد میں کسی طرح کا عذر و انکار
نہیں ہے خضران نے غلہ نکالکر مہتر قران کے سپرد کیا اور قران کو اپنی صورت بنا کے آپ
گلیم اوڑھ کے نظروں سے غائب ہوئے اور تلاش صاحبقران میں کوہ سے اتر کر جانب صحرا
روانہ ہوئے اور جنگل میں پہونچکر سوچنے لگے کہ کس طرف جاؤں اک مرتبہ ایک جانب سے آواز
غیب کو دکھانے کی آئی خواجہ نے اس سے شگون حاصل کیا کہ مشرق مغرب جنوب شمال کہنا
شروع کیا مشرق کے نام پر پھر سر کے دکھانے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ایک گیدڑ بھی بولا خضران

نے مشرق کا رُخ کیا کہ امیر اس وقت کسی دشمن کے قبضہ مین ہین اسلیے کہ شیر صاحبقران کو نصور کیا اور گرد طرف کی آوازسے دشمن کا اثر کو تجویز کر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہو اور کچھ احوال صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان اُس نیچہ کے بیان ہوتے ہین جو صاحبقران عالیشان کو اُٹھا لیگیا تھا

راوی بیان کرتا ہو کہ جس وقت خلخال جادو کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی تو اجلال صورت کش کو بھی معلوم ہوا یہ ساحر شاگرد ہو خلخال جادو کا بلکہ اسکو شاگرد رشید کہنا چاہیے کہ سحر و ساحری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہو اسکو اپنی استاد کے مرنے کا کمال صدمہ ہوا اور اس ارادے سے چلا کہ جاکر قاتل خلخال جادو سے قصاص خون کا لون چنانچہ اپنے مع لشکر ساحران کوچ کیا اور قریب سار لیقیہ کے پہونچکر ایک مقام پر قیام کیا اور ایک دیو ہو کہ اس سے اور اجلال روشن ضمیر سے بھائی چارہ ہو نام اُسکا دیوار قم ہو دیو سے کہا کہ ای برادر حریف میرا صاحب اسم اعظم ہو مین اُسکے مقابلہ مین قاصر ہون سحر میرا باطل ہوجائے گا دیو نے بات کاٹ کے کہا کہ مین جاکر اُس کو کھا جاؤن اجلال صورت کش نے کہا کہ وہ لقمہ نرم نہین ہو بلکہ نہایت سخت ہو اُسنے ہزار ہا دیوان قاف کو مارا ہو دیو اُسکے نام سے تھراتے ہین تم اتنا کام کرو کہ نیچہ بنکر اُسے اُٹھا لاؤ اور ایسے بلند لاؤ تاکہ متوحش ہو اسے وہ بیہوش ہو جائے دیوار قم نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہو مین ابھی جاتا ہون اور تیرے دشمن کو لیے آتا ہون یہ کہکر دیوار قم چلا تھا اور اجلال صورت کش نے قیام کیا تھا چنانچہ دیوار قم اُس وقت پہونچا کہ صاحبقران اور راشد اللہ خان ہندی سے مقابلہ ہو رہا تھا دیوار قم امیر کو اُٹھا کے لیے چلا گیا صاحبقران متوحش ہو کے بیہوش ہو گئے تھے جب دیوار قم سامنے اجلال صورت کش کے پہونچا تو اجلال صورت کش نے کہا کہ مین پوشیدہ ہوتا ہون تو اُسے ہوشیار کرکے یہ ظاہر کر کہ مین اسیر سحر ہو کر دیوانہ ہو گیا ہون آپ کو اسلیے لایا ہون کہ اسم اعظم پڑھکر مجھپر دم کیجیے کہ اثر سحر باطل ہو اسی واسطے مین نے آپ کو تکلیف دی ہو جس وقت صاحبقران کو اسم اعظم پڑھتے دیکھو اسم اعظم منقطع نہ کرونگا بغیر اُسکے قتل کا نہایت دشوار ہو دیوار قم نے امیر کو ہوشیار کیا اجلال جادو پہلے ہی غائب ہو گیا تھا جس وقت صاحبقران ہوشیار ہوے تو دیوار قم کو دیکھا فرمایا تو کون ہو اور مجھے کیون اُٹھا لایا ہو دیوار قم نے وہی سب بیان کیا کہ مین مسحور ہون چاہتا ہون کہ آپ باکمال اسم پڑھکر مجھپر سے اثر سحر کو دور کرین یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ اسکے واسطے تو جس وقت چاہتا مجھے لاتا یا مین تجھ سے کہتا مین اسم اعظم پڑھ کر تجھپر دم کر دیتا تو اچھا ہو جاتا تو مجھے اُٹھا کیون لایا اور ایسے نازک وقت مین لایا کہ خدا جانے میرے لشکر پر وہان کیا گذری ہوگی دیوار قم نے کہا کہ اثر سحر نے عقل بھی میری زائل کر دی ہو میری سمجھ مین نہین آیا ورنہ حضور کو ایسی تکلیف نہ دیتا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے دیوار قم پر دم کیا اُس وقت اجلال صورت کش سامنے آگیا اور بولا کہ او نادان اس دن کی تجھے خبر نہ تھی اب تو خیال کر اسم اعظم یاد ہو یا نہین امیر نے فرمایا تو کون ہو اجلال صورت کش نے اپنا نام بتلایا اور

کہا کہ مین تجھ سے قصاص خون خلخال جادو کا لینے آیا ہون یہ سُنکے صاحبقران پریشان ہوے
اجلال صورت کش نے صاحبقران کو ایک حباب سحر مین بند کر کے اُس حباب کو ہوا پر معلق
کردیا اور دیو ارقم سے کہا کہ ای برادر ابھی ایک شخص اور باقی ہی جو کشندہ ساحران ہی نام اسکا خضران
ہی اگر مین صاحبقران کو قتل کر ڈالون گا تو خضران مجھے بھی زندہ نچھوڑے گا مین جو لیے اسقدر
نہین ڈرتا ہون جسقدر کہ اس سے ڈرتا ہون مجھے مسلم سے نے خبر دی ہی کہ قاتل تیرا خضران ہی
بغیر اسکے گرفتار ہوے مین صاحبقران کو نہ قتل کرونگا دونون کو ساتھ ہی قتل کرونگا دیو ارقم نے
کہا کہ مین خضران کو نہین پہچانتا ہون صاحبقران سچ تو یہ کہ عالم واقعہ ہی اس وجہ سے مین
آٹھا لایا اجلال صورت کش نے تصویر خضران کی کھینچ کے دیو ارقم کو دی دیو ارقم یہان سے
پھر آیا یہان مہتر قران حبشی خضران کی صورت بنے ہوے مصروف اہتمام تھے کہ دیو آیا اور انکو
آٹھا کے لیے چلا گیا یہان اجلال صورت کش نے اپنے سحر سے دریافت کیا کہ خضران اسیر
ہوگا سحر نے جواب دیا کہ خضران کا گرفتار ہونا غیر ممکن ہی اتنے مین دیو ارقم خضران نقلی کو لیے
ہوے پہونچ گیا اس وقت اجلال صورت کش حیران ہوا کہ سحر نے تو گرفتاری خضران کی خبر نہین دی تھا
اور دیو ارقم اُسے لے آیا یہ کیا معاملہ ہی آیا سحر جھوٹا ہی یا یہ خضران نہین ہی اجلال صورت کش
نے پوچھا کہ تو کون ہی مہتر قران ثالث نے کہا کہ مین خضران ہون اُسوقت اجلال
صورت کش نے لالچ دیا کہ تو صاف بیان کر مین خضران کی فکر مین ہون مجھے اور عیارون سے
کوئی سروکار نہین ہی اگر تو خضران نہین ہی تو مین تجھے چھوڑ دونگا مجھے خضران کا قتل کرنا منظور ہی
یہ سنکے مہتر قران نے کہا کہ مین ہی خضران ہون تو قتل کر یا نہ کر مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی
قران نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین راز افشا کرتا ہون تو یہ موذی خواجہ کو بھی تلاش کریگا اگر وہ
بھی گرفتار ہوگئے تو پھر کوئی صاحبقران کا رہا کرنے والا نہین ہی یون تو شاید خواجہ ہیچ مین
اور کوئی عیاری بن پڑے اور یہ دشمن مجھے خضران سمجھ کر تلاش سے باز رہیگا راضی ہوا کہ اجلال
صورت کش نے دیو ارقم سے کہا کہ اسے بھی صاحبقران کے پاس قید کرو صبح کو مین ان دونون
کو قتل کرونگا مجھے ساریق سے ملنے کی تو ضرورت نہین ہی جس کام کے لیے آیا تھا اسے ختم کر کے
اپنے مکان چلا جاؤنگا دیو ارقم نے مہتر قران کو بھی لاکر اسی حباب مین قید کیا جہان صاحبقران
مقید تھے اور کہا یہ تھے کہ خداوندا اب کیا نام اسلام دنیا سے مٹ جائیگا یہان لشکر
کو ساحرون نے تباہ کیا یہان ہماری قضا سر پر آ پہونچی ہی یہ امید تھی کہ شاید خضران ہو تو کچھ سبب
رہائی ممکن ہوگی اب خضران بھی ہمارے ساتھ اسیر بلا ہی سوا قتل ہونے کے رہائی کی
کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بحسرت خضران نقلی کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تم بھی
اسیر بلا ہوے مہتر قران نے کہا کہ یا صاحبقران مین خضران نہین ہون بلکہ آپکا غلام اور آپکا خانہ زاد
قران ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام کا مزاج کیسا ہی اور لشکر کی کیا حالت ہی قران نے کل حالات بیان کیے
اور عرض کی کہ تمام سرداران زخمی اپ کے ساتھ بادشاہ اسلام کوہ منصوریہ پر مقیم ہین اور فوج ساریق چارجانب
سے گھیرے ہوے ہی ایک دھاوا بھی ہوا تھا اس آفت شاہزادہ سکندر رستم جو ہیں سے نیچے
اور کئی سردارون کو مارا آخر زخمی ہو کر وہ بھی انہین مجروحون مین داخل ہوے جو کوہ پر مقیم
تھے لیکن خواجہ خضران نے کسی ترکیب سے آٹھ روز کی مہلت ساریق سے لے لی

اور مجکو اپنا ہم شکل بنا کر واسطے انتظام کے چھوڑا اور آپ حضور کی تلاش مین چلے تھے خدا جانے کہان
ہین مین اس راز کو اس وجہ سے پوشیدہ کیے رہا کہ اگر دشمن کو یہ معلوم ہوگیا کہ مین خضر ان نہین
ہون تو وہ خواجہ کی تلاش کرنے لگا اور اگر خواجہ گرفتار ہوگئے تو پھر کوئی امید رہائی کی نہین ہے اگر
یون تو یہ خیال ہے کہ شاید خواجہ پہونچ جائین اور کچھ کام بن آوے لیکن حال خواجہ کا سنیے کہ یہ صحرا
نوردی کرتے ہوے اور سراغ لگاتے ہوے اس مقام پر پہونچے جہان لشکر اجلال صورت کش کا
اترا ہوا تھا پہلے تو انھون نے صورت اپنی اک دہقانی کی بنائی اور ایک لٹھ کاندھے پر رکھ کے لشکر مین
ہوتے اور کہا کہ مین یہان کا زمیندار ہون یہ فوج بغیر میری اجازت کے یہان کس نے آتاری ہے ساحر
تجھسے اور کہا کہ کیون شل مچاتے آئی ہین چلا جا ورنہ تیرے حق مین برا ہوگا یہ اس شخص کا لشکر ہے
جسکو اجلال صورت کش کہتے ہین غرضکہ خواجہ نے دریافت کرلیا کہ یہ بھی مسلمانون کا قاتل
ہے بس وہان سے علیحدہ ہٹ کر صورت اپنی اک عروس کی بنائی اور زیر درخت بیٹھ کر رونا
شروع کیا اسکے رونے کی آواز جو اہل لشکر کے گوشزد ہوئی کچھ لوگ آئے دیکھا کہ اک عورت
نہایت حسین ماتھے پر افشان چنے ہوے ناک مین نتھ پہنے ہوے سوہے مین لپٹی ہوئی
زیور گل پہنے ہوے جب ہوا کا جھونکا آتا ہے دماغ جان کو معطر کردیتا ہے انمین سے ایک آدمی نے کہا
اگر کہا کر چلو ہم تمہین اپنے مالک پاس لے چلین عروس نے کہا کہ اگر میرے قریب آنے کا
قصد کیا تو ہیرے کی انگوٹھی میرے ہاتھ مین ہے ابھی چاٹ لونگی مین آپ مصیبت کی ماری ہوئی ہون
مجھے ستاؤ کر اچھا پھل نہ پاؤگے انمین سے دو ایک ساحر دوڑے ہوے بعجلت اجلال
صورت کش کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اک عورت نہایت حسین بیٹھی رو رہی ہے اجلال
صورت کش نے کہا کہ پھر اسے کیون نہ لائے انھون نے بیان کیا کہ وہ آنے سے انکار کرتی ہے
اجلال صورت کش آدمی تھوڑی بچارا نے کہا مین آپ چلتا ہون اور ساتھ ابھی لیے آتا ہون
یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور اس جگہ آیا جہان وہ عورت بیٹھی ہوئی پھکو رو رہی تھی اجلال
صورت کش نے کہا اے تیرا کیا حال ہے بیان کر اس رونے سے کیا فائدہ اگر تو کہین جانا چاہتی
ہے تو تجھے پہونچا دینگے یہ سنکے اپنے آنسو پونچھے اور کہنے لگی کہ مین اک ساہوکار کی دختر
ہون ملک سار یقیہ کی رہنے والی ہون میرا شوہر مجھے بیاہ کے اپنے گھر لیے جاتا تھا کہ راستے
مین قطاع الطریق ملے انھون نے ساری برات کو لوٹ لیا مردون کو قتل کیا عورتین تباہ
ہوگئین اس ہنگامہ مین اپنی اپنی جان کی پڑی تھی میری خبر کون لیتا مین اس تلاطم مین ادھر طرف
آنکلی اجلال صورت کش نے کہا کہ وقت شب کا ہے رات تو جس طرح ہوسکے بسر کرو صبح کو مین
تمکو تمہارے ماں باپ کے پاس پہونچوا دونگا عروس یہ سنکے خوش ہوئی اور اپنی جگہ سے اٹھکر
اجلال صورت کش کے ساتھ ہوئی اجلال صورت کش عروس کو اپنے ہمراہ لیے ہوے خیمہ مین
آیا جلوے تکلف پر بٹھایا اور باتین کرنے لگا کہ کیا تمہارا شوہر بھی مار ڈالا گیا عروس نے کہا کہ اس ڈر سے
میرا دل دھڑکتا ہے اب تو یہ سمجھتی ہون کہ میری شادی ہی نہین ہوئی اجلال صورت کش نے کہا کہ اگر
تم مجکو قبول کرو تو تمہارے واسطے سب کچھ حاضر ہے مین ساحر زبردست ہون اگر چاہون تو تمکو
ملکہ دنیا بنا دون عروس نے گردن جھکا کے نیم رضا ظاہر کی بس اجلال صورت کش نے کشتی
شراب کی منگائی اور کہا کہ اے زن دردرسیدہ اک جام پی کر اپنا غم غلط کر رنج کرنے سے

سو انقصان جان کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے جو مر گیا وہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا عروس نے جام لبریز کرکے
سامنے اجلال صورت کش کے پیش کیا اجلال صورت کش نے کہا کہ تم کو ہو عروس نے کہا کہ تم پیو
پھر میں بھی پیون گی اجلال صورت کش نے جام ہاتھ سے لیکر پینے کا قصد کیا تھا کہ ایک تصویر طوطے کی
گری اور پکاری کہ او نادان کیا کرتا ہے ارے یہ عروس نہیں ہے بلکہ تیرا دشمن خضران ہے اسکے ہاتھ کی
شراب تیرے حق میں زہر سے کم نہیں اجلال صورت کش جام ہونٹوں پاس لا چکا تھا کہ تصویر نے
وہ یہ خبر دی جلدی سے جام منہ کے پاس سے ہٹا لیا تصویر کا اتنا کہنے کے جل گئی اور اجلال صورت کش
نے جام پھینک دیا اور عروس کو غور سے دیکھکر کہا کہ تو کون ہے عروس جھکو بیٹھ کر رونے لگی اور کہنے
لگی کہ ہائے میں کیسی بدنصیب ہون کہ در و دیوار میرے دشمن ہیں اس تصویر موذی کا کیا کام میں نے کیا
کیا تھا کہ اسنے مجھے خضران کی تہمت لگائی اجلال یقین سمجھ گیا تھا کہ خضران کو تو میں گرفتار کر چکا
ہون جسکی صورت خضران کی ہو وہ خضران تو ہوا ایک صورت خضران ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے
بھلا ایک ادھیڑ مرد بارہ برس کی چھوکری کیونکر بن سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سحر میں خرابی پیدا ہو گئی ہے
عروس سے کہا کہ تم جام دو مجھے اس تصویر کے کہنے کا اعتبار نہیں بھلا کہاں خضران کہاں تم عورت
نے کہا کہ میں اپنے ہاتھ سے شراب نہ دونگی تم آپ پی لو اجلال صورت کش نے دوسری تصویر
کی طرف جو دیکھا کہ دیکھا کہتی ہے وہ تصویر بھی گری اور کہا کہ خضران یہی ہے اور جل گئی اتنے عروس نے
جھلا کر کمرہ الٹ دیا اور کہا کہ یہ تصویریں موئی عجب طرح کی ہیں کہ آدمیوں کی طرح باتیں کرتی ہیں
آگ جھونکو بولتی ہیں اجلال صورت کش نے ایک ملازم کو طلب کیا اور کہا کہ خضران کو مع قفس
یہاں لے آؤ وہ ساحر گیا اور جواب سے آکے خضران نقلی کو نکال کے قفس آہنی میں بند کیا اور سامنے
اجلال صورت کش کے لا کر رکھ دیا اجلال صورت کش نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہے تو میں تجھے چھوڑ
دونگا ورنہ تمام بدن تیرا گرم کرکے داغ دونگا یہ سنکے قران ثالث نے کہا کہ تیری خاطر
سے یہ کہدوں کہ میں خضران نہیں ہوں ورنہ اصل تو یہ ہے کہ خضران میں ہی ہوں اجلال صورت کش
نے کہا کہ تو یوں نہ بتائے گا اب سچ بتا [illegible] سے اسکو سنقی آہنی پر گرم کیا اور جسم پر
قران کے رکھ دیا کہ کھال جل کے چراہند پیدا ہوئی چربی نکل آئی اجلال صورت کش نے
کہا اب بتا تو کون ہے ورنہ اسی طرح داغ داغ کے مار ڈالونگا قران نے کہا کہ جس طرح
تیرا جی چاہے اس طرح قتل کر مگر خضران میں ہوں اس وقت اجلال کو یقین ہوا کہ بیشک
یہی خضران ہے اسلیے کہ کوئی ایسی تکلیف نہیں اٹھا سکتا کہا کہ اچھا قفس لیجاؤ اور عروس سے
کہا کہ بیشک تو سچی ہے اور سحر میرا جھوٹا ہے لے اب جام پلا کر اپنے وصل سے دل میرا شاد کر عروس
نے کہا پھر کوئی جانور بول پڑے گا اور میں سکونگی تم شک کروگے مجھے ملال ہوگا اس سے
کیا فائدہ جام بھر کے آپ ہی پیو مجھے بھی اپنے ہاتھ سے پلا دینا اجلال نے جام بھرا اور سامنے
عروس کے پیش کیا عروس نے کہا پہلے تم پیو اجلال نے اصرار کیا کہ پہلے تم پیو عروس نے تیوریان
بدل کے کہا کہ جب تمکو ہمارے ہاتھ سے پینے میں شک ہوا تو ہمیں تمہاری شراب میں کیونکر شک
نہ ہوگا جب تم پی لوگے اس وقت میں بھی پیونگی یہ سنکے اجلال صورت کش نے جام اپنے
ہاتھ سے پینے کا قصد کیا تھا کہ ایک مینا کی تصویر گری اور پکاری کہ او غافل اسنے شراب میں بیہوشی
ملا دی ہے پئیگا تو ہلاک ہوگا یہ کہکر پھر تصویر میں گئی اجلال سمجھے گا خضران یعنی

عروس نے جام اجلال کے ہاتھ سے لیا اور جلدی سے پی لیا اور اپنے زیور گل کو سونگھنا شروع کیا کہ بیہوشی کا اثر شروع ہو بیہوشی اس زیور گل میں ملی ہوئی تھی اجلال کو غصہ آیا کہ سحر میرا بالکل جھوٹا ہو گیا اگر بیہوشی تھی تو یہ عورت کیوں نہ بیہوش ہوئی ایسے غلط سحر سے غلطیاں اٹھانا پڑتی ہیں یہ خیال کر کے اجلال صورت کش نے چند دانے ماش کے کچھ اسم سحر پڑھ کر ان تصویروں پر مارے کہ سب جل کے خاک ہو گئیں عروس نے کہا کہ کیوں وجہ سے تمہاری تصویریں منگئیں اور نقصان ہوا اجلال صورت کش نے کہا میں پھر بنا لونگا تم افسوس مکرو اب اپنے ہاتھ سے پلاؤ شک دلانے والوں کو میں نے مٹا دیا تھا جو آگئی تھی تو آنکھوں پر اجلال صورت کش گھیر دے پڑ گئے عروس نے کس نزاکت کے ساتھ جام بھر کے دیا اجلال صورت کش نے پی لیا چار پانچ جام پیتے ہی اس پر مستی سوار ہوئی عروس کی گردن میں ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا عروس نے ہاتھ جھٹک دیا اور مسکرا کر تجھے بھی اجلال صورت کش نے چاہا کہ دو دست آغوش تمنا میں لے وہ آگئے ہی جھوم کے گر پڑے گئے ہی انکے خضران نے خنجر کمر سے کھینچ کے اجلال کو ذبح کر ڈالا مرنا تھا اجلال کا کہ اک قیامت برپا ہوئی صدائیں دار و گیر کی بلند ہوئیں آتشباری و برف باری ہونے لگی جب لاش اجلال کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اجلال صورت کش جادو بود حیف مردیم دجانہ اوئیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہے اور علامات سحر برطرف ہوتے ہیں تو ساحروں نے شور کیا کہ ارے مار تو جانے نہ پائے ہمارے مالک کو کس ظالم نے قتل کیا ادھر حجاب سحر ٹوٹا اور صاحبقران رہا ہوئے مہتر قران نے بقوہ سنبھالا اور مصروف جنگ ہوئے خضران نے زنبیل سے مرکب نکالکر صاحبقران کی خدمت میں پیش کیا اور شمشیر حاضر کی امیر نے اسم اعظم پڑھ کر تلوار کھینچی اور ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا ساحر ہر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیرے ہوئے جو بلائے سحر کر رہے تھے لیکن برکت اسم اعظم سے کوئی حربہ کارگر ہوتا تھا ادھر دیوار قم کو خبر ہوئی کہ اجلال صورت کش مارا گیا اسکو کمال صدمہ ہوا اور تلوار پکڑ کر دوڑا اور آتے ہی صاحبقران پر وار کیا امیر با توقیر نے وار اسکا خالی دیا اور پہلو بچا کے تلوار کمر پر ماری کہ دیوار قم کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی دیوار قم کے ساحروں کے چھکے چھوٹ گئے کہ زور میں یہ شخص دیو سے بڑھا ہوا ہے اور سحر اس پر تاثیر نہیں کرتا اس سے لڑکر جان دینا ہے بس یہ سمجھ کے سب بھاگ کھڑے ہوئے خضران نے مال و اسباب ساحروں کا لوٹ کے سامنے صاحبقران کے جمع کیا امیر نے وہ سب مال خضران کو دیدیا خضران نے چہارم مال مہتر قران کو دیا اور جرات پر قران کے آفرین کی کہ جسم خون سے داغا گیا اور مہتر نے بتایا کہ میں کون ہوں آب خضران نے صاحبقران سے عرض کی کہ میں نے صرف آٹھ روز کی مہلت طلب کی تھی جسمیں سات دن گذر گئے ہیں اسکے بعد سارق ایک زمانے کا جس طرح ہو سکے اپنے کو لشکر تک پہونچایے صاحبقران با اقبال مرکب پر سوار جانب کوہ منصوریہ روانہ ہوئے

لیکن اب چند کلمے داستان کوہ منصوریہ کے بیان ہوتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ جب مہتر قران کو نیچہ اٹھا لے گیا تو اہل لشکر نے جانا کہ خواجہ خضران کو نیچہ لے گیا کیونکہ وہاں خضران کی صورت بنے ہوئے تھے یہ لوگ نہایت بیدل ہوئے لوٹ

اور غلہ بھی تباہ ہو گیا صرف پانچ روز کو غلہ کافی ہوا جب چھٹے روز فاقہ گذرا تو مہتر طیفور بادیہ گرد نے
صاحبقران نے تمام عیاروں کو جمع کیا اور کہا کہ جب خواجہ خضران نہنگے آپ اس وقت میں
شاہ عیاران ہوں یہ وقت بھی وہی ہے کہ حضران کو نیچہ لگیا ہے اور غلہ تباہ ہو گیا کوئی تدبیر فاقہ کشی
کی نکالنا چاہیے سب نے عرض کی کہ ہمیں حکم ارشاد میں کوئی عذر نہیں ہے جو حکم ہو ہم بجا لاویں
طیفور نے کہا کہ چلکر ساریق کا غلہ لوٹو اور لاکر ان لوگوں کو کھلاؤ کہ آج مکے تمیں نے روز
ساریق مہلت نہ دیگا اس وقت طاقت مقابلہ ہو ورنہ سب کے سب بے موت مرینگے
تمام عیار مع طیفور کوہ سے اترے اور صورتیں بدل بدل کے لشکر کفار میں داخل ہو گئے جس مقام
کہ غلہ رکھا تھا اسکا سراغ لگایا لیکن لانے کا موقع نپایا طیفور مع خندق نقب زن صحرا میں
آیا اور کہا کہ یہاں سے نقب لگاؤ اور رات ہی رات تمام غلہ لاکر کوہ پر پہنچ دو عیاروں نے کہا کہ
غلہ نکال لانا تو آسان ہے کوہ تک پہونچنا بہت دشوار ہے اس لیے کہ لشکر ساریق چہار جانب سے
گھیرے ہوئے ہے طیفور نے کہا جس طرح ایک نقب اس طرف لگائی جاتی ہے اسی طرح
دوسری نقب کوہ کی طرف لگائی جائے اس طرف سے غلہ آئے اور اس طرف سے روانہ
کردیا جائے خندق نے تمام شاگردوں کو اپنے جمع کرکے نقب لگانا شروع کی کوئی پہر رات
باقی ہوگی کہ دونوں نقبیں تیار ہوگئیں جسقدر سامان رسد کا تھا سب ایک خیمہ میں کوہ گراں ذخیرہ کے
پہلو میں بھاویاں عیاروں نے سر نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور بوریاں غلہ کی لاد لاد کے روانہ کرنا
شروع کیں ایک لاکھ اسی ہزار بیک بچہ طیفور کے اختیار میں تھا صبح ہونے سے پہلے کل غلہ
کوہ پر پہونچ گیا طیفور نے ایک نقب بند کرادی اور دوسری نقب جو صحرا سے کوہ کی طرف
لگائی گئی تھی آسے رہنے دیا صرف دہنہ اک پتھر سے بند کردیا کہ شاید کوہ سے اترنے کی ضرورت
ہو اور صبح ہوتے ہوتے یہ سب کوہ پر پہونچ گئے یہاں اہل اسلام کو ایک وقت کا فاقہ ہوگیا تھا
طیفور نے غلہ تقسیم کرنا شروع کیا ہر سپاہی کو دو دو وقت کا غلہ دے دیا بادشاہ اسلام
پریشان تھے کہ کیا تدبیر ہو قتل ہوئے سے مر بچے تو بھوکوں مرجائینگے کہ اک مرتبہ لوگوں نے
آکر بیان کیا کہ مہتر طیفور بادیہ گرد غلہ تقسیم کر رہے ہیں شاہی باورچی خانہ میں پہلے ہی سے
سامان پہونچ گیا تھا یہاں تو یہ رنگ تھے اور وہاں جو داروغہ غلہ تھا تو کسنے خیمہ کو غلہ سے خالی پایا
سر پیٹ لیا کہ یہ اتنا غلہ کون لیگیا آکر ساریق سے بیان کیا کہ لشکر بھوکوں مرے گا تمام غلہ
غائب ہوگیا تشنگان نے تو صلواۃ بھیجی ساریق خفیف ہوا اور کہا کہ جلد ارجاسپ جون آشام کو رقعہ
کی طرف روانہ کرو کہ رسد لیکر آئے اسیوقت ارجاسپ جون آشام کو رقعہ لکھکر روانہ ہوا یہاں
کا یہ ہے کہ جب وقت آیا تو دسترخوان بادشاہ کے سامنے بچھایا گیا خاصہ چنا گیا بادشاہ نے طیفور کے
انتظام پر آفرین کی اور فرمایا کہ اگر خضران نے غلہ کا انتظام کیا تھا تو کوئی عجب بات نہیں اسلیے کہ ان کے
پاس زنبیل میں سب کچھ ہے کمال طیفور نے کیا کہ اس بے سامانی میں یہ سامان فراہم کیا یہاں سب نے
کھا پیا آسودہ ہوئے اور ساریق کے لشکر پر فاقہ گذرا اب دوسرا دن ہوا اور غلہ ہو چکا طیفور کو
پھر فکر پیدا ہوئی عیاروں کو ساتھ لیا اور اسی نقب سے نکلکر راہ صحرا اختیار کی وہاں ارجاسپ جون آشام
نے پچھتر ہزار جنس کے بار کرائے اور لیکر چلا یہ خبر طیفور کو ہوئی کہ ارجاسپ جون آشام رسد
لیے ہوئے آتا ہے تو بس اپنے صورت اپنی لہراسپ جون آشام برادر ارجاسپ کی بنائی

اور عیاروں کو سواران لشکر کی صورت بناکر ساتھ لیا اور روانہ ہوا راستے میں دیکھا کہ ارجاسپ خون آشام رسد لیے ہوئے چلا آتا ہے لہراسپ نقلی نے بڑھ کر ملاقات کی اور پوچھا کہ کس قدر چھکڑے ہیں ارجاسپ نے کہا کہ پانچ سو چھکڑا جنس کا بار ہے لہراسپ نقلی نے کہا کہ حکم خداوند کا یہ ہے کہ جو رسد آگئی ہو وہ لیکر ہماری خدمت میں حاضر ہو اور ارجاسپ خون آشام کو بھی جانب بسار بقیہ روانہ ہو کہ رسد کا بند و بست کرے یہ سنکے ارجاسپ نے کل رسد لہراسپ کے حوالے کی اور آپ جانب بسار بقیہ روانہ ہوگیا طیفور نے لہراسپ بن کے سب رسد پر قبضہ کیا اور سوچا کہ وہ پر جانے کا تو راستہ مسدود ہے پھر یہ رسد کیونکر پہونچے جس مقام پر پہلے رسد جمع تھی وہیں لا کر رکھی اور دہنہ نقب کا کھولکر لوزبان خیمہ میں داخل کرنا شروع کیں عیار نقب کے ذریعہ سے بے کرائی ہونا شروع ہوئے لشکر میں خبر ہوئی کہ رسد آگئی اب سب اس انتظار میں ہیں کہ رسد تقسیم ہوگی یہاں رسد ختم ہوگئی دو ایک سپاہی ایسے کہ داروغہ سے کہیں کہ لشکر ہو کون مرتا ہے یہاں سنا گیا پایا جاکر ساریق سے بیان کیا کہ رسد آئی تو مگر اب کچھ بھی نہیں ہے ساریق نے کہا کہ تم لوگوں نے شکم پرستی پر کمر باندھی خداوند کی رحمت سب پر تمام ہوئی ہے آخر وہ بھی تو ہمارے ہی بندے ہیں تھے ہمیں یہ گوارا نہ ہوا کہ بھوکے رہیں اہل لشکر نے جانوروں کو ذبح کر کے بسر کی تلاش ہونے لگی کہ رسد کہاں سے آئی تھی اور کون لیگیا جو مزدور چھکڑا سے لائے تھے وہ چھکڑے کے کرایہ کے واسطے پریشان تھے کہ کس سے لیں جھگڑے کا لہراسپ خون آشام پر جو نظر ان مزدوروں کی پڑی دہائی دینے لگے کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ آپ نے محنت لی اور مزدوری نہیں دی لہراسپ حیران ہے اتنے میں ہرکاروں نے خبر دی کہ عیاران اسلام لہراسپ کی صورت بنکر رسد لے گئے یہاں تو شور و غوغا ہو رہا تھا اور وہاں رسد تقسیم ہو رہی تھی اب تمام سرداران اسلام روبصحت ہیں اور مظفر غازی بالکل اچھا ہو چکا ہے اور سوار بن معروف بھی اچھا ہے کہ یہ دونوں بھائی بہت کم زخمی تھے طیفور سے کہا کہ یہ رسد تم کیونکر لائے طیفور نے سب حال بیان کیا مظفر غازی نے کہا کہ ارجاسپ پھر رسد لیکر آتا ہوگا طیفور نے کہا کہ یقین ہے شام تک پہونچیگا مظفر غازی نے طیفور سے کہا کہ مجھے راستہ نقب کا بتادو طیفور نے بتادیا مظفر نے اپنے تمام قزاقوں کو جمع کیا اور نقب کے راستے سے صحرا میں نکلے اور جاکر اس راستہ پر ایک باغ میں پوشیدہ ہو رہے جس طرف سے ارجاسپ خون آشام رسد لیکر چلا آتا تھا جب رات ہوئی تو دیکھا کہ چند مشعلیں روشن ارجاسپ گرد رسد لیے ہوئے بھاگا بھاگ چلا آتا ہے بس مظفر نے اپنے چھوٹے بھائی عارف بن معروف سے کہا کہ میں اس سے مقابلہ کیے الجھاتا ہوں اور اسے لگاکر دور لیے جاتا ہوں تم رسد چھین کے لے جاؤ عارف نے کہا بہتر مظفر غازی نے خندقوں سے آکر راہ روکی ارجاسپ خون آشام نے ڈانٹا کہ تو کون ہے مظفر غازی نے کہا کہ ملک الموت ارجاسپ سمجھا کہ یہ کوئی قزاق ہے بڑھ کر مقابلہ میں آیا مظفر نے تلوار علم کی جیسے ہی ارجاسپ قریب پہونچا مظفر نے بوق پھونکی کہ مرکب اس کا چرخ پا ہوا اور لیکر صحرا کی طرف بھاگا مظفر نے پانچ ہزار قزاقوں سے اشارہ کیا سب نے بولیں بولنا شروع کیں اور تعاقب کیا مرکب ایسا بھڑکا کہ سنبھل نہ سکا قزاقوں نے برتنوں کو اسقدر پیٹا کہ گھوڑا سرپٹ بھاگا آگے آگے مرکب ارجاسپ کا بھاگا جاتا ہے پیچھے پیچھے قزاق شور کرتے ہوئے ساتھ ہیں ادھر عارف

ن معروف آگے گر اُنگہبانوں کو قتل کر کے چھکڑے اپنے ساتھ لیکر جنگل کی راہ لی وہاں سنگل
ارجاسپ نے مرکب کو سنبھالا اور پلٹ کے آواز دی کہ کہاں جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے
نمرارجاسپ خون آشام جیسے ہی ارجاسپ نے قریب ہو پہونچکر تلوار ماری مظفر غازی نے
خالی دیکر ایسا ہاتھ مارا کہ گردن مرکب کی قلم ہو گئی مرکب نے چیخ مارا اور گرا پاؤں ارجاسپ کا
دب کے ٹوٹ گیا اور بیہوش ہو گیا مظفر نے نمرابیان ارجاسپ کو مار کے بھگا دیا اور عارف
ن معروف کی تلاش میں چلے طیفور نے جو یہ رنگ دیکھا خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور
دہن نقب صحرا کی طرف دوڑ پہونچا کہ دہن نقب کا دا کیا یہاں یہ لوگ پریشان تھے کہ اب کس طرف
نے کو یہ جائیں کہ طیفور نے کہا وہ سامنے نقب ہے نقب کے ذریعے سے چلے چلیے یہ سبکے سب
سامان رسد لیکر داخل ہوے بعدہ دہنہ نقب بند کرتے ہوے جانب کوہ راہی ہوے چھکڑے
وہیں چھوڑ دیے یہ لوگ کوہ پر پہونچ گئے اور وہاں ساریق کو خبر ہو چکی تھی کہ بھیجے ارجاسپ خون آشام
سامان رسد لیے ہوے آتے تھے مظفر بن غضنفر نے رسد چھین لی اور ارجاسپ کو زخمی کیا
یہ سنکے شداید خان نے کہا یا خداوند آپ تو ان بندگان مغضوب کی اسقدر رعایت کرتے ہیں
کہ بندگان مطیع کی بھی اسقدر رعایت نہیں کرتے ہیں چاہیے یہ تھا کہ وہ بھوکوں مرتے ہم اسکے عوض میں
انھوں نے ہمارے ہی لشکر کو فاقوں پر ڈالنے دے رکھے ہیں اب میں طبل جنگ بجواتا ہوں
سخنگان نے کہا کہ فوج گرسنہ کیا لڑے گی شداید خان نے کہا کہ صرف میری فوج ان
خدا پرستوں کے واسطے کافی ہے یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دینے ہی کو تھا کہ ساریق نے
ایکا اور ایک نامہ تحریر کیا کہ اے بندہ خاص الخاص تجکو میں نے اسی لیے سرگروہ اسلام پیدا کیا تھا
کہ ان سب کو راہ راست بتائے گا اور اسی بنا پر تو نے مہلت بھی طلب کی تھی لہذا آٹھ روز
گذر گئے اب تجکو وعدہ وفا کرنا چاہیے سبکو لیکر حاضر ہو اور خداوند کو اپنے پہچان جس وقت
یہ نامہ بادشاہ کی خدمت میں پہونچا اور بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوے فرمایا میں نہیں
جانتا کہ مہلت کسنے طلب کی تھی طیفور نے عرض کی کہ حضرت ان نے اس بہانے سے مہلت
مانگی تھی ورنہ یہ کافر ایک کو زندہ نچھوڑتے بادشاہ اسلام نے جواب میں تحریر کیا کہ او بے حیا
تو کسی طرح دعوائے خداوندی سے باز نہیں آتا اسکا نتیجہ تیرے حق میں برا ہوگا اور میں نے
تجھ سے نہ مہلت طلب کی تھی اور نہ اقرار تھا ایسے کافر کی اطاعت کا کیا تھا جو تجھ سے ہوسکے
تصور نکر اتو ہم سب گھیرے ہوے ہیں یہ جواب جب ساریق کو پہونچا تو اسنے طبل جنگ بجوا دیا
ادھر بادشاہ اسلام نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا دونوں طرف کمر بندیاں ہونے لگیں لیکن
جسوقت بادشاہ اسلام کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ لشکر ساریق پر بھی فاقہ ہے شام کی رسد جو مظفر غازی
چھین لائے تو بادشاہ اسلام نے قیس بن مقبل سے حکم دیا کہ تم اس وقت کی کل رسد لیجاکے ساریق
کے سپرد کرو اور کہدینا کہ اسے لشکر میں تقسیم کرو تاکہ فوج آسودہ حال ہوکر لائق مقابلہ ہو قیس بن مقبول
نے کل سامان ساتھ لیا اور کوہ سے اتر کر لشکر میں پہونچے یہ خبر ساریق کو پہونچی کہ بادشاہ اسلام نے
مظفر سے رسد لیکر بھیجی ہے یہ عدالت بادشاہ پر تحسین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں جو اپنے بندگان
منکر کا پاس ولحاظ کرتا ہوں اسکا یہی سبب ہے کہ انمیں عدل و انصاف کسقدر موجود ہے ساریق
نے قیس بن مقبول کے استقبال کے لیے لوگ بھیجے اور بہت بھاری خلعت پیش کیا قیس بن

مقبول نے کچھ نہیں لیا اور رسد کا ظرف پیدا کرکے چلے آئے فوج سابریق اگرچہ گرسنہ تھی گھوڑے
اور بھینسے ذبح کرکے کھاتے تھے لیکن وہ وقت سے اناج کو ترستے ہوئے تھے اسی وقت غلہ تقسیم
ہوا اور پیٹ بھر کھایا پیا آسودہ ہوئے سیکڑوں لاکھوں دعائیں دیتے تھے کہ اہل اسلام بڑے رحم دل ہیں
غرضکہ طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا ستارے جھلا جھلا کے غروب ہونے لگے
بالاے کوہ اذان کی آواز بلند ہوئی کفار نے خداوند سابریق کا شور کیا شداد مغان نے اپنا فیل طلب کیا
اور اسلحوں سے آراستہ کرکے فیل سپید پر سوار ہوا اور رخ کوہ کا کیا اسی وقت شاہزادہ سکندر رستم خو
کو دیکھ کے آواز دی کہ او شداد مغان اب ہم تیرے مقابلہ میں عاجز نہیں ہیں یوں تیرا کوہ پر ہو چکا شداد
ہرزہ گو دے ہم زیر کوہ نہ کرتے مقابلہ کو موجود ہیں شداد مغان نے میدان دیا اہل اسلام کوہ سے
رفتہ رفتہ اترنے لگے صرف قبیل بن مقبول کو مع ایک لاکھ ناوک اندازوں کے حفاظت بادشاہ
کے لیے چھوڑا باقی کل فوج اتر آئی اور مقابل لشکر کفار صفیں باندھ کے کھڑے ہوئے جس وقت صف
آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو جانب صحرا سے تیرہ گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
جب گرد قریب پہونچ کے شق ہوئی تو دیکھا کہ صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ مع
خواجہ خضران دختر قران چلے آتے ہیں امیر نے آتے ہی اپنی فوج کو زیر کوہ صف آرا دیکھا
اور اس طرف لشکر سابریق میں صف بندی دیکھی ادھر سرداروں نے جو صاحبقران کو آتے
دیکھا نقارہ شادمانی بجایا سرداران واسطے استقبال کے آگے بڑھے اور امیر باتوقیر کوہ سے صاحبقران
زیر علم فرد اپنی پیکر آکے قائم ہوئے پس شداد مغان نے جو دیکھا کہ صاحبقران آگئے اس نے اپنے فیل
سپید کو جولان کیا اور میدان میں آکر للکارا کہ ای امیر عرب آج ہمارے تمہارے خاتمہ کی لڑائی
ہو جائے اور قسم ہو جائے کہ زخمی ہوں یا مارے جائیں مگر میدان سے منھ نہ موڑیں آج امتحان
جرأت ہو صاحبقران نے فرمایا کہ جس طرح منظور ہو جس وقت دونوں لشکروں میں یہ قسم ہو لی
خضران پہلوانوں کو لیکر لشکر سے علیحدہ ہوئے اور یہ ارادہ کیا کہ اب آج سابریق کو گلستان باختر
میں شہر کی بند بھی نہ دونگا یہ بھاگے تو ملک سابریقیہ میں قیام کی جگہ بھی نہ ملے یہ سوچ کر طرف
فیلوں کے پھونکنے کی فکر میں روانہ ہوئے اور یہاں شداد مغان ہندی اپنی تمام فوج کو لیکر لشکر
اسلام کی طرف بڑھا یہ معلوم ہوا کہ ایک ابر سیاہ جھوم کر چلا بارہ ہزار فیل تھے باجے ہوتے اور
پہلوانان ہندی بڑی بڑی پگڑیاں باندھے ہوئے کٹے لنگوٹے ہوئے تھے اور اس طرف سے
صاحبقران مع سرداران اسلام بڑھے پہلے شداد مغان اور امیر سے سامنا ہوا شداد مغان
نے گرز سنبھالا صاحبقران نے سپر کو نصب طلسمی گرز جو سپر پر پڑا اٹھے پیدا ہوئے اور کلہ گرز کا
پکڑ لیا امیر نے جھٹکا مارا کہ شداد مغان ہودے سے منھ کے گرا گردن فیل پر آرہا امیر نے دوسرا ہاتھ
بڑھا کر کمربند پکڑا اور جھنجوڑ کر اس ہودے سے اچھالا کہ تمام اہل لشکر نے دیکھا گرتے وقت دو دل
کمر پر ہاتھ [illegible] ایسا لاحول کا مارا کہ شداد مغان کے دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا بس اسلام کا نعرہ
کرنا تھا فیل سواروں میں ایک شور ہوا کہ ایسے سردار کی یہ کیفیت ہوئی اب کیا ہوگا ہمارے سردار
[illegible] کے بھاگنے پائے ادھر سے سرداران اسلام نے تلواریں کھینچیں اسی وقت تک بے درنگ
فیل سواروں کی جنگ سے بیخبر تھے کہ یہ کس طرح [illegible] زمین [illegible] ہو سکے ہیں زخمی ہوئے آج تو
ان لوگوں نے بھی ڈھنگ لڑائی کا بدلا جب فیل سوار کے سامنے پہونچے کسی نے فیل کی سونڈ

قلم کردی کسی نے اگلے ہاتھ کاٹ دیے فیل زخمی نے چرخ مارا جو فیل سوار فیل سے نیچے آیا اُسکو تیغ
کیا خضر لن نے جانے جانے طیفور کے پیچھے عیار کر کے صاحبقران اور دیگر سرداروں کی حفاظت
کے لیے چھوڑ دیا تھا طیفور نے جو یہ رنگ دیکھا کہ باوجود ہزار فیل ہیں سرداران اسلام انکو کیا تنگ قتل
کرینگے پس اپنے حقہاے آتشبازی کی باڑھ ماری تھے جو فیلون کے غول میں گر کر دغتے ہیں تو فیل
ڈر سے الٹ پلٹ کے لشکر ساریق پر جا پڑے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا ہرچند فیل سوار روکتے
ہیں مگر یہ فیل کب رکتے ہیں طیفور نے ہاتھیون کا پیچھا کیا اور حقہاے آتشبازی داغ داغ کے مارنا
شروع کیے سنگان نے ساریق سے کہا کہ اب تدبیر گریز کا موقع ہے ساریق حیران تھا کہ یہ تو دہی شکل
ہو گئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے آخر لشکر ساریق نے ہاتھیون پر سنگ باری اور تیر باری
شروع کی نیزہ داروں نے حملہ بڑھ کر روکا لیکن یہ کب رکتے ہیں فوج کو پامال کرتے چلے آتے ہیں
پیچھے انکے عیار ہیں دم لینے کی مہلت نہیں دیتے ہیں فوج ساریق کی دبی چلی آتی ہے ساریق نے
اپنے قیطولون کا رخ کیا کہ ناگاہ دیکھا کہ قیطولون پر شعلے اٹھ رہے ہیں اور قیطول جل رہے ہیں
ملک ساریقیہ کے لوگ بھاگتے چلے آتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ دہائی ہے خداوند کی ساریق حیران
ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے وہاں خضران نے تمام شہر میں غدر برپا کر دیا مکان جلا دیا اس گھر میں آگ لگا دی
اور لوٹ لیا قیطولون کے گرد لکڑیاں اور کل اور کپڑے اور پھونس اور رال اور گھی وغیرہ شہر سے
جو جو چیز ہاتھ آئی قیطولون کے گرد جمع کر کے آگ لگا دی قیطول جلنے لگے اب ادھر تو تمام گلستان باختر
آتش بہار ہو رہا ہے ادھر فوج فیلان ہندوستان الٹی دوبھری ہے فوج کا ستیاناس کیے دیتی ہے
بہت سے سرداران کفار ان ہاتھیون نے ہلاک کیے اہل اسلام ہنستے چلے آتے ہیں آخرکار کفار نے
پیچھے جگہ دیدی کہ تمام ہاتھی نکلے چلے گئے اب سرداران اسلام آکر لشکر ساریق پر گرے تلواریں
مارنا شروع کیں کفار نے بھی تلواریں کھینچیں جنگ مغلوبہ ہو گئی ادھر الماس خان ہندی نے
سو امین ہو جنگی ہاتھیون کو جمع کیا اور پھر یہ پرے جما کر لشکر اسلام کی طرف چلا سیارہ کو جانتے
سیانیز ادہ سکندر نے خبر کی کہ وہ ہاتھی پھر آتے ہیں پس سکندر نے زلزال بن زلزلہ اور غنقا نے
کوہ پیکر اور منظر سرپزاد اور دیگر سپہ دلیران نامی کو ساتھ لیا اور لشکر اسلام سے علیحدہ ہو کر الماس خان
کے سد راہ ہوے ادھر تو امیر نے گھوڑے کو رانون میں مسلا اور تخت ساریق کا رخ کیا فوج
کو مسمار کرتے ہوے صفیں کی صفیں الٹتے پرے بچھاڑتے ہوے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں عین گرمی
جنگ میں زرتاش شیر لب سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے سامنا ہوا زرتاش نے تلوار
ماری شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا سپر پر روکا تلوار سپر میں ادا ئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے بلیچک
لی تلوار زرتاش کی گر پڑی اُسنے قبضہ خنجر پر کھینچ مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا خالی دے کر
پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا زرتاش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے غلام نے شہنشاہ گوہر کلاہ
کے بیدی سے سر اسکا کاٹ کر نیزے پر بلند کیا اور ساتھ ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے چلا ادھر
نمرود زحل پیشانی اور آصف انجم طلعت سے سامنا ہوا نمرود نے تبر مارا آصف نے تبر کو قلم
کر کے کمر کا ہاتھ مارا کر نخل حیات نمرود کے قطع کیا انکے غلام نے بھی سر نمرود کا قلم کر کے نیزے پر
بلند کیا منیع تیغزن سے اور محتشم بن ہاشم سے سامنا ہوا منیع نے تلوار ماری محتشم نے وار
اسکا بگشت شمشیر سپر روک کے جمہانہ نمرود کا اس بے بہو کو مارا سر گردن سے اڑ گیا اسکے علمدار

بختیں نے دوڑ کر سر اٹھا لیا اور پرچم کے مقام پر آویزاں کیا شہنشاہ صف شکن سے اور امیر من دیو پیکر
سے سامنا ہوا امیر من نے زنگولہ زنجیر ہنبار مارا شہنشاہ صف شکن نے تلوار سے دونوں زنگولے
قلم کیے اور ایسا ہاتھ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسکا سر بھی نیزہ پر بلند کیا گیا بلقیس بن باہور نے
معدول گردن سوار کو مار کر اسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا داراب ثانی نے معدول گردن کے اس
کو مارا شاہزادہ رفیع البخت سے اور طرطوس خشت انداز سے سامنا ہوا طرطوس نے
خشت اپنی ماری رفیع البخت نے خشت کو خالی دیکر اسکو نیزے پر اٹھا لیا ادھر سہراب سے
اور مرعوب سنگ انداز سے سامنا ہوا مرعوب نے منجنیق میں پتھر سو من کا رکھ کر سہراب پر
سہراب کے مارا سہراب نے خالی دیکر اسکو بھی نیزے پر اٹھا لیا اور سرداروں کے
ساتھ تو سر حریفوں کے نیزوں پر بلند تھے اور ان دونوں کے ساتھ پوری پوری لاشیں
نیزوں پر بھی لٹک رہی تھیں ادھر صاحبقران دوران سے اور اقہر رومیں خنگاف سے
سامنا ہوا اقہر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور دوڑ کر ساطور مارا صاحبقران نے مرکب سے
مرکب کو ملا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا اور ایسا مارا کہ ساطور ہاتھ سے اقہر کے نکل گیا
امیر نے وہی ساطور مارا کہ اقہر کے مع فیل چار ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اقہر کے فوج
کے بھی چھوٹ گئے ادھر طیفور نے جلدی سے سر اقہر کا قلم کر کے نیزے پر بلند کیا ابو شنگان
نے ساریق سے کہا کہ جلد بھاگو ورنہ آج ہی خاتمہ ہو جائیگا ساریق نے کہا ای بدبختان تا
تقدیر کیا ذلیل یہ کہتا تھا کہ فوج نے ساریق کو حلقہ میں لیا اور لیکر راہ فرار اختیار کی اہل اسلام
کوس بجتے تک انکو بھگاتے ہوئے آئے آخر فوج ترلی گریز کار سے تعاقب میں روانہ ہوئے
دیکھیں اب یہ کہاں قیام کرتا ہے ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے جو لشکر فیلان جنگی پر حملہ
کیا جو فیل سوار آگے بڑھا تلوار ماری کہ سونڈ اڑ گئی دوسرے ہاتھ میں فیل سوار کو مارا آن واحد میں
منتشر کر دیا آخر فیل سواروں میں آواز امان بلند ہوئی سکندر رستم خو نے کہا کہ امان بشرط ایمان
جسنے قبول کیا اور اطاعت بدل اختیار کی الماس ہندی بھی مسلمان ہوا بارہ ہزار ہاتھیوں
میں سات ہزار ہاتھی باقی رہ گئے ادھر تو سکندر فاتح و فیروزی میدان سے پھرے کہ اب
چلکر پیر امیر کے شریک جنگ ہوں ادھر صاحبقران نے جنگ سر کر کے نقارہ شادیانی
بجایا جسقدر ساریق پرست تھے انمیں سے قریب نصف کے مسلمان ہوئے اور چہارم قتل
ہوئے اور چہارم ہمراہ ساریق کے فرار ہو گئے صاحبقران اسی طرح سر سرداران کفار اور دیوزادان
ساریق کے نیزوں پر بلند کیے ہوئے داخل ملک ساریقیہ ہوئے یہاں خضران نے اسقدر
لوٹا تھا اور شہر کو تاراج کیا تھا کہ لوگ نام صاحبقران کی دہائی دے رہے تھے ہزاروں
گھر جلے پڑے تھے سیکڑوں گھر جل رہے تھے عیاروں نے اسباب لوٹ لوٹ کے
جمع کیا تمام شہر اجاڑ ہو گیا تھا امیر نے شہر کی یہ حالت دیکھکر تلوار نیام میں کی اسیوقت سے کشت و خون
موقوف ہوا صاحبقران آکر ایوان شاہی میں مع بادشاہ اسلام رونق افروز ہوئے اور اسیوقت
بتخانوں کے منہدم ہونے کا حکم دیا تمام بتخانے گرا دیے گئے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے بنیاد مسجد کی
قائم کی سنگ بنیاد نصب کیا روسائے شہر حاضر ہوئے نذریں گذرانیں سکہ نام پر بادشاہ
جم جاہ کے جاری ہوا لاشیں میدان سے اٹھوائی اور جلوائی گئیں تو تین شبانہ روز صرف ہوئے

لاکھوں کا کشت و خون ہوا تھا زمین صحرا کی خون سے لالہ گون ہو رہی تھی ہزارہا ازبل گھوڑے
صحرا میں رواں دواں تھے خضر ان نے لوٹ کا مال صاحبقران سے معاف کرا کے نذر قبول کیا
چہارم مال و اسباب سب عیاروں پر تقسیم کردیا اسکے بعد میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوئے جسقدر
اسلحہ پڑا تھا سب بیت کے داخل ذخیرہ کیا بلکہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے تلواروں تک کے اٹھا لیے
کریہ قصابوں کے ہاتھ بیچ ڈالے بعد اسکے صحرا میں جا کر بہت روز تک ڈھونڈتے ہوئے گھوڑوں کو
پکڑ پکڑ کے جمع کیا اور سوداگروں کے لشکر صاحبقران میں داخل ہوئے اور سب گھوڑوں کو بیچ
کے نفع ہو رہے اب یہاں صاحبقران عالی شان تو مصروف اہتمام و انتظام ملک میں یہ بھی انتظار
ہے کہ مسجد جامع تیار ہو تو نماز با جماعت پڑھیں اور ہرکاروں سے سارق کی کوئی خبر مل لے تو
تعاقب میں روانہ ہوں اور ہنوز کوئی حاکم بھی یہاں کا معین نہیں ہوا ہے۔

لیکن اب یہاں سے چند نامے داستان راندہ درگاہ خدا یعنی سارق بن لقا کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ سارق ملعون جو شکست کھا کے بھاگا تو کئی شبانہ روز تک اسنے
دم نہ لیا اور پلٹ کے بھی نہ دیکھا کہ کوئی پیچھے آتا ہے یا نہیں صاحبقران نے تو اسے تھوڑی ہی
دور بھگا کے چھوڑ دیا تھا لیکن چونکہ صاحبقران عالی شان نے اسکو تین روز تک پھر کے دیکھنے کی
بھی مہلت نہ دی تھی وہی سارق نے اک صحرا میں ہو بیٹھ کر قیام کیا ساتھ اسکے چند سردار میں جو کہ باقی
رہ گئے ہیں اور کوئی تین لاکھ کی فوج ہے اور خستگان ہزیمت بھران بیٹھے دم لیا صبح کو پھر کوچ کر کے
آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد کئی روز کے کنارے دریائے [illegible] کے پہنچے یہ بہت بڑا
دریا تھا اور دریا کے اس پار ایک شہر وسیع ہے سارق نے وہاں کے لوگوں کو بلوا کے دریافت کیا
کہ اس شہر کا حاکم کون ہے اور کیا مذہب رکھتا ہے ان لوگوں نے بیان کیا کہ یا نفس افلاک دیوسر جادو کا
حاکم ہے اور مذہب اسکا ابلیس پرستی ہے اور علاوہ ابلیس کے اور خداوند بھی جسقدر گذر گئے
ہیں سبکو مانتا ہے اور نام خدا پرستان کا دشمن ہے انسان کا ہے تو ایک بلائے سیاہ ہے
آواز اسکی اسقدر سخت و کرخت ہے کہ جسوقت وہ کچھ کرتا ہے تو حریف کو فوراً دوران سر پیدا ہوتا
ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے سارق نے کہا کہ اسی شہر میں چلکر پناہ لینا چاہیے جہاز رانوں کو اسی وقت طلب
کیا ہوئے اور سارق مع لشکر جہازوں پر سوار ہو کے دریا کے اس پار اترا یہ خبر افلاک
دیوسر کو پہنچی کہ خداوند باختر ہاتھ سے خدا پرستوں کے شکست کھا کر اور پریشان ہو کے
اس طرف آیا ہے اور وہی پناہ چاہتا ہے بس اسوقت افلاک دیوسر مع امرائین دولت سوار
ہو کے جانب دریا بغرض استقبال روانہ ہوا جسوقت کنارے دریا کے پہنچا تو سارق کو
سجدہ کیا اور نہایت عزت کے ساتھ لیکر شہر میں آیا سارق نے دیکھا کہ انسان کا سا جسم ہے لیکن دو
دو آنکھیں زرد ہیں سر کے بال نہایت سخت ہیں پر شل خرس کے بال ہیں سر پر اک شاخ مانند
کرگدن کے صورت و دیکھکر سر و آب ہوتا تھا اور جب بات کرتا تھا تو آواز اسکی کانوں کو ناگوار ہوتی تھی
الغرض اسنے سارق کی دعوت و ضیافت کا سامان کیا اور ہرکارے جو کہ تعاقب میں اسکے گئے تھے
بخدمت حمزہ صاحبقران روانہ ہوئے کہ جاکر اطلاع کریں اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

لیکن یہان سے چند کلمے داستان حسرت نشان جوان رنجور شاہزادہ طیمور کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

ناصحا دور بھی ہو دور تو بکتا کیا ہی
ہمکو وحشت ہی تو ہو پھر تجھے سودا کیا ہی
چشم گریان کا ہماری تجھے رونا کیا ہی
ہنسنے والا کہ ہماری انھین پروا کیا ہی
دل جو اسیر بھی نہ مانے تو اجارہ کیا ہی

کیا جتاؤن کہ مری خواہش بیجا کیا ہی
کیا گذارش کرون سر کو مرے سودا کیا ہی
کیا کرون عرض مری چشم کو رونا کیا ہی
کیا بتاے دل بیتاب ارادا کیا ہی
اب دل جانتا ہین تو پھر اور تمنا کیا ہی

انکو اغیار کی چاہت پر اگر غرا ہی
وہ مین نادان انھون نے ابھی دیکھا کیا ہی
نہ مجھے انسے شکایت نہ مجھے شکوا ہی
جاننے والا زمانے مین کسے ملتا ہی
وہ سمجھتے ہی نہین عاشق شیدا کیا ہی

رشک کمبخت مرا کرتا ہی مجھکو بیتاب
دیکھو پھر کہتا ہون تمکو نہین زیبا یہ نقاب
نہین چھپنے کا چھپانے سے رخ عالمتاب
میری آنکھون مین رہو شوق سے مثل حباب
پردہ چشم سے بہتر کوئی پردا کیا ہی

وہ نہین چاہتے کیجیے جو چاہت انسے
دشمنی انکو ہی ہمکو تو ہی الفت انسے
وہ نہین سنتے نہین تو ہی محبت انسے
انکو نفرت ہی سہی یان تو ہی رغبت انسے
وہ ہمارے مین ہم انکے مین کیسا کیا ہی

جسقدر چاہین ستائین وہ ہمارے دلکو
خاک مین چاہے ملائین وہ ہمارے دلکو
جسقدر چاہے رلائین وہ ہمارے دلکو
چاہے جس طرح ستائین وہ ہمارے دلکو
دی ہوئی چیز مین انسے ہمین دعوی کیا ہی

نہ تو وہ میری تباہی کا سبب سنتے ہین
ٹال جاتے ہین وہ قصہ مرا جب سنتے ہین
نہ ستم سنتے ہین اپنا نہ غضب سنتے ہین
میرے کہنے سے مرا حال وہ کب سنتے ہین
خود سمجھ لینگے انہی سے تقاضا کیا ہی

حسن سے چہرہ مرا زرد تو رہتا ہی ضرور
لب پہ میرے نفس سرد تو رہتا ہی ضرور
دیدہ تر صفت دردو تو رہتا ہی ضرور
دونون پہلو مین مرے درد تو رہتا ہی ضرور
دل سے کہنے مین کیا جانون کلیجا کیا ہی

دل لگی چھوڑ دو عدا کے لیے ہر لو ضابط
جو کلیم انسے تو بولے نہ تم وہ ضابط
یار سے اپنے بہت صدمہ ہی اسکو ضابط
ہوش مین آؤ ذرا خیر اسی مجھو ضابط
ایک جانب کی محبت کا نتیجا کیا ہی

عرق محو الفت و خواہان بجز مودت گوہر مدعاے دل کا اس طرح تلاش کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور نیر ہ دور نے غم دوری معشوقہ سے تنگ آکر خودکشی پر کمر ہمت کو چست باندھا اور دست و پا کو کمند سے جکڑ کر اپنے کو دریا مین گرایا کہ ڈوبتے وقت ہاتھ پاؤن گیا

نہ ہلا سکوں اور اگر قیت یہ ہو تو اپنے کو موت سے نہ بچا سکوں تو قسمت ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ چندروزہ
تکلیف ہے اس سے پریشان نہو اسلیے کہ ستارۂ اقبال تیرا اوج بلندی پر آیا چاہتا ہے اور تجھے کو
مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا چاہتا ہے چنانچہ شاہزادہ سلیمان صاحبقران کو پردۂ قاف میں بیٹھے بیٹھے یہ خیال
آیا کہ خدا جانے طیمور کس حال میں ہے بہت دن ہو گئے کہ دیو بھی اسکی خیر و عافیت کی خبر نہ لایا
نہ مژدہ صحت و بہی سنایا انھوں نے پریشان ہو کر دیو سلیس کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا
کہ تو طیمور کو اچھی طرح پہچانتا ہے جا پردۂ دنیا پر اور طیمور کو لے آ دیو سلیس یہ سنتے ہی اڑا اور جانب
پردۂ دنیا روانہ ہوا اول یہ شہر زرینہ میں پہونچا وہاں طیمور کو نہ پایا صورت انسان کی بنا کر شہر میں آیا اور
دریافت کیا کہ شاہزادہ کہاں گیا ہے معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کی جانب تشریف لے گئے ہیں
چنانچہ دیو وہاں سے بہارستان مغرب میں آیا جب یہاں بھی نہ پایا تو پتہ پوچھتا ہوا شہر لیلونیہ
تک پہونچا اور وہاں سے بعد دریافت حال شہر حسن آباد کی راہ لی دیکھا تو واقعی میں شاہزادہ
کا لشکر اترا ہوا ہے اب دیو نے یہاں بھی اجنبی بن کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ باغ میں
ہے باغ میں پہونچا اور اس طرف آیا جدھر دریا تھا تو اس وقت پہونچا کہ طیمور نے یہ شعر پڑھ کر اپنے
کو دریا میں گرایا ہے ○ تمھارے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہیں خون اپنا کرتے ہیں ÷ بمجبوری گلے کو کاٹتے
ہیں تمپہ مرتے ہیں ÷ بس یہ دیکھتے ہی دیو نیچے جھکا اور قبل اسکے کہ شاہزادہ آب دریا سے آشنا ہونے
پایا تھا کہ دیو جا پہونچا اور طیمور کو لیکر جانب پردۂ قاف روانہ ہوا طیمور متموج ہوا سے بیہوش
ہو گیا یہاں سلیمان صاحبقران بارگاہ میں بیٹھے تھے یہ وہ وقت تھا کہ پریزادیں تمام جمع تھیں
ناچ ہو رہا تھا کہ دیو سلیس اسی حالت سے طیمور کو لیے ہوئے پہونچا اور سامنے صاحبقران
کے ڈال دیا دیکھا سلیمان صاحبقران نے ہاتھ پاؤں کمند سے بندھے ہوئے ہیں چہرہ متغیر
ہے گلے پر آنسو ٹپکتے ہوئے دیو سلیس سے کہا کہ ارے یہ اسکی کیا حالت ہے دیو سلیس نے
بیان کیا کہ میں انکو شہر حسن آباد سے لایا ہوں اس وقت پہونچا کہ انھوں نے اپنے ہاتھ سے
دست و پا باندھ کے اپنے کو دریا میں غرق کرنے کا قصد کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھ سے اسکی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی یہ فرما کر کمند کو کاٹ کر دست و پا سے علیحدہ کیا اور پریزادوں
سے کہا کہ تم اسے ہوشیار کرو پریزادیں آ کر جمع ہو گئیں کوئی باد زد باندھ رہی تھی کوئی لخلخہ زلف
عنبر کا سنگھا رہی تھی کوئی منہ پر گلاب چھڑک رہی تھی کہ اک مرتبہ طیمور کو ہوش آیا تو گرد اپنے
مجمع پریزادوں کا پایا فرمایا کہ ارے ملکہ کہاں ہیں آ لینے کہدو کہ خدا اب نہ ترساؤ صورت دکھاؤ ہم جان
دے کر یہاں تک آئے ہیں دل پر داغ ساتھ لائے ہیں تمھارے ہجر میں جسقدر صدمے اٹھائے
ہیں اسکی سند دیکھ لو یہ سنکے پریزادوں نے کہا کہ اے شہریار کیا آپنے اپنی کنیزوں کو نہیں پہچانا فرمایا
مجھے اس وقت ملکہ کی جدائی میں دنیا اندھیری ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے تم سب میرے سامنے سے ہٹ جاؤ
کیوں آنکھ کے کھڑی ہو اب مجھ میں تم زرقت اٹھانے کی تاب نہیں ہے یہ سنکے وہ سب پریزادیں سامنے
سے ہٹ گئیں اور نظر طیمور کی سلیمان صاحبقران پر پڑی اٹھ کر سلام کیا اور کہا کہ میں کیا خواب دیکھتا
ہوں صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ اے طیمور یہ بیہوشی نہیں ہے بلکہ عین ہشیاری ہے تم اس وقت
پردۂ قاف میں ہو بہت روز سے تمھاری خیر و عافیت نہ معلوم ہونے سے دل گھبرایا تو میں نے دیو کو
بھیج کر اٹھا منگایا اب تم اپنا حال بیان کرو کہ یہ کیا حالت ہے اے طیمور اگر تمکو خدا پرستوں سے ایما

پہونچی ہو تو مجھ مین تمھاری طرف سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کو موجود ہون تمھاری یہ حالت مجھ سے نہین
دیکھی جاتی جلد اپنا حال بیان کرو کہ تمپر کیا گذرتی ہی طیمور نے شرم کے گردن جھکائی اور کہا کہ کیا عرض
کرون میرا حال ناگفتنی ہی حضور جیسے بزرگون کے سامنے بیان کرنا تو بالکل بے حیائی ہی فرمایا نہین کچھ شرم
کی بات نہین ہی اتنا تو مین سمجھ گیا کہ تم کسی کی محبت کے مارے ہوئے ہو اسکے غم فرقت نے تمھارا
یہ حال کر دیا ہی اسلیے کہ وہ اک کلمات حالت بیخودی مین تمھاری زبان سے ایسے نکل گئے جنسے
مین یہ سمجھ گیا کہ تم درد رسیدہ ہو لیکن مفصل نہین سنا ای طیمور اگر ضرورت ہو تو مین تیرے لیے
آگ مین پھاندنے کو موجود ہون تجھے دیکھنے سے میرے قلب کو تسکین ہوئی تھی لیکن اسقدر تو
دل دکھ گیا یہ سنکے طیمور نے بیان کرنا شروع کیا کہ جس وقت مین آپ سے رخصت ہو کر سیر
دنیا پر گیا ہون تو مین نے پہلے بہارستان مغرب مین جا کر آپ کے ارشاد کے موافق شادی اپنی
ہمشیر کی وحید الملک کے ساتھ کر دی بعد اس کام سے فراغت کرنے کے طلسم گلشن بابلی
کی سرحد مین پہونچا وہین دیوانہ گیا جو آپنے سیر وعافیت دریافت کرنے کے واسطے معین فرمایا تھا بعد اسکے
ملک کیوانیہ مین پہونچا اس ملک کو اک اژدہے نے ویران کر دیا تھا مین نے اس اژدہے کو
مار کر ملک کو پھر سے آباد کیا ایک روز سیر دریا مین مصروف تھا کہ مور چہلی دختر بادشاہ حسن آباد
کی نمودار ہوئی وہین سے سلسلہ ملاقات و محبت شروع ہوا آخر سوداگر کے ساتھ مین شہر حسن آباد
مین پہونچا اور تنہا سلطان حسن آباد کو زیر کیا اور بادشاہ کو شکست دیکر مطیع بنایا اور آئینہ پرست
کیا اسکے بعد شادی میری ملکہ کے ساتھ ہوئی عین شب عروسی کو یہ آفت گذری کہ اک شب بیاہی
گری اور عروس نظرون سے غائب ہو گئی اگرچہ نجومون نے خبر دی کہ وہ زندہ ہی لیکن بعد کوشش
بسیار کے اس سے ملاقات ہو گی لیکن مجھے اس بیان سے تسکین نہین ہوئی اسلیے کہ ممکن ہی
کہ انھون نے میری تسکین کے لیے یہ کہدیا ہو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور تم صدمہ نکرو
اگر عروس تمھاری زندہ ہی تو کسی مقام پر کیون نہو تو مین آگ مین پھاندونگا تمکو تمھاری عروس تم سے
ملاؤنگا تم اطمینان رکھو اور پریشان نہو یہ فرما کر پریزادون کو ناچنے اور گانے کا حکم دیا پریزادین
ناچنے لگین مگر طیمور کا دل تو اختیار سے باہر تھا اسکی نگاہون مین کوئی بہار اچھی نہ معلوم ہوتی
تھی سلیمان صاحبقران نے اسکا جی بہلنے کے لیے یہ سامان کیا تھا مگر طیمور نے عذر کیا کہ مجھے
معاف رکھیے مین اس راگ رنگ سے پریشان ہوتا ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ وہ بات کرو جس سے جی بہلے طیمور نے عرض کی کہ سکوت اور تنہائی مجھے زیادہ پسند ہی
صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ ای طیمور ہمارے سر کی قسم اب ایسی جہالت کا
قصد نکرنا خودکشی دلیل کم ہمتی کی ہی اگر دشمن تمھارے سے ہلاک ہو جاتے تو ملکہ کی زندگی کیسی خراب
ہوتی یہ چند روزہ گردش زمانے کی ہی جب دن اچھے آئینگے پھر ملکہ ہوگی اور تم ہوگے یہ سنکے
طیمور نے اک آہ سرد کھینچی اور عرض کی کہ اب ملکہ سے ملاقات ہونا کبھی یہ بھی توقع نہین جلد
کہ وہ ہی کہان سلیمان صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہماری اقلیم مین اک بزرگ ہین کہ نام
نامی انکا سلیمان روشن ضمیر ہی وہ تمام حالات گذشتہ اس طرح بیان کر دیتے ہین کہ گویا
دیکھے ہوئے ہین اور حالات آئندہ کی نسبت بھی انکے احکام نہایت صحیح ہوتے ہین ہم انکے پاس
تمکو لے چلونگا یقین ہی کہ وہان مقصد دل تمھارا پیدا ہوگا اور کوئی راہ وصل معشوق کی پیدا ہوگی

جب معشوق کا نام آتا تھا تو طیمور شرما کے آنکھ نیچی کر لیتا تھا یکایک طیمور کو خورشید زرین کمر کا خیال آیا
صاحبقران قاف سے عرض کی کہ میرے والد ماجد میرے غم میں ہلاک ہو جاینگے میں چاہتا ہوں
کہ مجھے خیر و عافیت شہر حسن آباد کی منگا دیجیے اور میرے بھائی شاہپور کو بلوا دیجیے کہ وہ بغیر میرے
زندہ نہیں رہ سکتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میں ابھی دیو کو بھیجتا ہوں بس اسی وقت صاحبقران
قاف نے دیو سلیس سے بہ ارشاد فرمایا کہ تو جا اور کوئی نشانی طیمور کی لیے جا اور انکے والد کو
خیر و عافیت سے اطلاع دینا اور شاہپور شیر دل کو لیتا آنا یہ سنکے اسی وقت دیو سلیس جانب شہر
حسن آباد روانہ ہوا یہاں کی یہ حالت تھی کہ جو لوگ شاہزادہ طیمور کی محافظت کرتے تھے جس وقت
وہ خواب سے بیدار ہوے اور طیمور کو نہ پایا تو نہایت پریشان ہوے ہر چند تلاش کیا مگر طیمور
کہاں آخر یہ خبر بادشاہ حسن آباد اور خورشید زرین کمر کو ہوئی ان دونوں کی آنکھوں میں دنیا تیرہ و
تار ہو گئی اور سینے غم میں طیمور کے سیہ پوشی اختیار کی تمام شہر حسن آباد ماتم کدہ ہو گیا ایک
تو ملکہ کا غم تھا دوسرا غم شاہزادہ طیمور کا ہوا دونوں صدموں نے دنیا اندھیر کر دی ایسی حالت میں
دونوں بادشاہ ایک ہی مقام پر رہتے تھے رفقا اور ارکین دولت جمع تھے حاکم دانشور وزیر نے
عرض کی کہ اختر شناسوں کو طلب کیجیے تاکہ کچھ پتا معلوم ہو حسین کجکلاہ نے کہا کہ یہ لوگ
ظاہری تشفی کر دیتے ہیں باطن کا حال کون جانتا ہے ہنوز یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیو سلیس پہنچا
دیو کی صورت دیکھ کر لوگ اٹھ اٹھ کے بھاگنے لیکن تہمتن بن طوفان دریا موج اور
حامد ہمدانی اور تہمتن بیج کلاد اور بروت تہمتن یہ لوگ قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈال کر اٹھ کھڑے
ہوے اور قصد مقابلہ کیا خورشید زرین کمر نے حسرت سے دیکھ کر دیو سے ارشاد فرمایا
کہ ای دیو تو اس وقت آیا ہے جب میرا فرزند دلبند موجود نہیں ہے میں اسکی فراق میں جینے سے تنگ
ہوں آ پہلے مجھی کو کھا لے یہ سنکے دیو نے عرض کی کہ میں قاصد ہوں آپ کے فرزند شاہزادہ طیمور
شیر دل کا اور خیر و عافیت کے واسطے آیا ہوں اگر آپ کو یقین نہیں تو یہ بازوبند دیکھیے اور پہچانیے
کہ کسکا ہے خورشید زرین کمر نے خوش ہو کے پوچھا کہ طیمور کس مقام پر ہے دیو نے کہا کہ کوہ
قاف میں سلیمان صاحبقران کے مہمان ہیں اور اپنے بھائی کو بلایا ہے یہ سنکے سبکا غم خوشی سے
مبدل ہو گیا اور جو لوگ دیو سے خوف زدہ ہوکے بھاگے تھے وہ بھی پشیمان ہو کر واپس آے
شاہپور جلدی سے اٹھ کر دیو کے قریب آیا اور کہا کہ چل مجکو لے چل کہ مجھے ایک پل بغیر اپنے بھائی
کے قرار نہیں ہے دیو نے شاہپور کو گردن پر بٹھا لیا اور اڑ کر جانب پرستان روانہ ہوا وہاں
سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ جگ اور سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس بیٹھے تھے اور باتیں
کرکے اسکا دل بہلا رہے تھے کہ دیو شاہپور کو لیے ہوے پہنچا اور خیر و عافیت بیان کی سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ ای طیمور چلو تمکو مقامات مشہور کی سیر کرا دیں خصوصاً ہماری اقلیم میں چشمہ
ماہیان عجیب مقام ہے یقین ہے کہ تم نے بھی نام سنا ہوگا طیمور نے کہا کہ ہاں میں نے تو نام ضرور سنا ہے
بلکہ یہ بھی سنا ہے کہ اسی چشمہ ماہیان پر امیر حمزہ عرب سے اور دیو تمار دراز شاخ سے مقابلہ ہوا
تھا میں چاہتا ہوں کہ یہ قصہ کو سنوں یہ سنکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای طیمور اگر اس طرح والد
ماجد کا نام کوئی دوسرا شخص لیتا تو جاے شکایت ہوتی اور اسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جاتا لیکن وہ
پسر کبھی اس طرح نام نہ لیتا لیکن چونکہ تو بھی دراصل اولاد میں حمزہ عرب کی ہے اس وجہ سے

مجھ سے کیا کہون اب تو پہلے قصہ حمزہ عرب کا سن لیجئے بعد چشمۂ ماہیان کا واقعہ بیان کرونگا ای طیمور سنو جب
مین سن تمیز کو پہونچا تو مجھے میرے ہمجولیون نے طعنہ دیا خصوصاً ان لڑکون نے جو اولاد جناب سلیمان سے
تھی اور ننہالی قرابت مجھ سے رکھتے تھے کہ ای سلیمان اعظم تم اک حمزۂ عرب کے بیٹے ہو جو مجاور زادہ
مکہ ہو اور ہم اولاد جناب سلیمان ہین کیا نسبت ہے حسب و نسب کے اعتبار سے حمزہ کو سلیمان سے اسی طرح
ہم تم سے حسب و نسب مین بہتر ہین یہ سنکے مجھے کمال رنج ہوا اور مین نے والدہ ماجدہ ملکہ آسمان پری
سے جاکے پوچھا کہ سچ بتایئے کیونکر عقد آپ کا حمزہ عرب سے ہوا اور کیون ہوا مجھے تمام پریزاد
طعنہ دیتے ہین یہ حرکت آپنے ایسی کی کہ نسل مین داغ لگا دیا مین آپ کو بھی مار ڈالونگا اور اپنی بھی
جان دیدونگا جب والدہ ماجدہ نے میرے تیور بُرے دیکھے تو کہا کہ اسکا جواب مین تجھے کل دونگی
مین خاموش ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا آیا اور یہ عہد کر لیا کہ کل انکو ضرور مار ڈالونگا وہان والدۂ
معظمہ نے اک دیو میرے بھائی حمزۂ ثانی کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ بھائی کو تمھارے
اہل پرستان نے بہکا دیا ہے اور وہ مجھ سے برسر پرخاش ہے تم آکے اسے سمجھا دو دیو اس وقت
پہونچا کہ بھائی صاحب مقابلہ مین **صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو** کے خیمہ زن
تھے اور خوب مقابلے ہو رہے تھے جس وقت دیو نے وہان پہونچ کے پیام والدہ ماجدہ
کا آنسے بیان کیا وہ اسی وقت چلے آئے کچھ اپنے لشکر کی تباہی کا خیال نہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ والد
ماجد خانہ کعبہ کو جا چکے تھے اور میرے بھائی آنکے قائم مقام تھے اور **صاحبقران ثانی** کے لقب
سے مشہور تھے جب وہ پرستان مین تشریف لائے والدہ معظمہ کی مثل اپنی والدہ ملکہ فیروزہ گوہر
تاجدار دختر نوشیروان **ملک العادل** کسریٰ کے کی تعظیم کی اور گردن جھکا لی میری والدہ ماجدہ نے
آنسے میری سرکشی کا حال بیان کیا اور کہا کہ تم اپنے بھائی کو سمجھا دو کہ وہ باپ سے برخلاف ہوگیا
بھائی صاحب وہان سے آئے تھے اور اس مقام پر تشریف لائے جہان مین بیٹھا تھا اور وہی بہکانے
والے جمع تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر تم اولاد حمزۂ عرب نہوتے جیسے بھائی ہین ویسے ہی دو بھیان
تم بھی ہوتے تو اس سے زیادہ نہ زور ہوتے اک مرتبہ حمزۂ ثانی پہونچے اور انھون نے آواز دی کہ
کیون اعظم یہ تم والد ماجد کی شان مین کیا کہتے تھے مین نے جو کچھ والدہ ماجدہ کے سامنے بیان کیا تھا اس سے
زیادہ بے ادبی سے والد ماجد کا نام لیا بس انکو غصہ آگیا اور فرمایا کہ ای ظالم تو نہین جانتا کہ حمزہ صاحبقران
تیرے نانا جناب سلیمان سے زیادہ عالی نسب ہین اسلیے کہ یہ بیٹے جناب **عبدالمطلب** کے اور
چچا رسول اللہ صلعم کے ہین جنکا مرتبہ سلیمان سے کہین زیادہ ہے یہ سنتے ہی مجکو غصہ آیا اور مین نے اٹھکے
تلوار ماری انھون نے قبضۂ دست پر ہاتھ ڈال دیا مین نے تلوار چھوڑ دی اور لپٹ پڑا مین اپنے
دل مین یہ سمجھا تھا کہ انکو ایک بھر مین بلکہ ایک ہی زور مین اٹھا کر زمین پر مار دونگا بلکہ چور چور ہو جائینگے
مگر آسکے خلاف ظہور مین آیا کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوین دن انھون نے فرمایا کہ ای اعظم
اب تک مین نے تیرے زور دیکھے اب تو سنبھل زور روک دیکھ حمزۂ عرب کی یہ قوت تھی یہ فرما کر انھون
نے میرے بازو پکڑ لیے جو زور کیا تو پانچ قدم دوڑا لے گئے اور مین قدم اپنا قائم نہ کر سکا اور وہان سے
جو جھٹکا مارا تو دونون کنپٹی میری زمین سے لگ گئین اور ہاتھ اٹھا کر نعرۂ تکبیر جو پڑھے تو معلوم ہوا پھر جو خیال
کیا تو اپنے کو سر سے بلند پایا بھائی صاحب نے مجکو سنگین مار کر زمین پر نہ گرایا اور والدہ ماجدہ سے
رخصت ہو کر بمقابلۂ صلصال چلے گئے مین ایک مہینے تک بیہوش رہا آخر کشتہ میرا ہیرن ہوا اور خیال ہوا

کہ جیسا بیٹا ایسا ہی وہ خود ویسا ہوگا اور باپ کی مخالفت کرنا سراسر حماقت ہے میں نے اُسی زندان خانہ میں سے فی الفور قلم دوات اور کاغذ طلب کرکے ایک عرضی خدمت میں جناب معظمہ والدہ ماجدہ کے تحریر کی کہ میری تقصیر عفو ہو اب مجھسے ایسی بے ادبی کبھی نہوگی والدہ ماجدہ نے اس عرضی کو پڑھ کر میرے حال پر شفقت فرمائی اور مجھے قید سے نجات دی میں آکر قدموں پر گرا والدہ معظمہ نے فرمایا کہ ای سلیمان اعظم حمزہ عرب وہ شخص تھا جسنے قاف کو سرکشوں سے صاف کردیا دیوان لردنگش کے ہاتھ سے میری عزت بچائی اُس وقت تمہارے نانا شہپال بن شاہرخ نے بیرانقدر تمہارے باپ کے ساتھ کیا اُس وقت مجھے اپنے باپ کی قدر ہوئی اور میں والدہ ماجدہ سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ میں اپنے بھائی سے معذرت کرونگا اور دیووں کو ساتھ لیکر جانب بردہ دینار روانہ ہوا ایسے وقت پہونچا کہ جب لڑائی ہو رہی تھی اور خدا پرستوں پر وقت تنگ تھا میں خدا پرستوں کی جانب سے شریک جنگ ہوا جب جنگ ختم ہوئی تو خدمت میں اپنے بھائی کے گیا قدم بوسی حاصل کی حمزہ ثانی نے مجھسے پوچھا کہ میں تو تمہیں قید کرآیا تھا تم رہا کیونکر ہوئے میں نے اپنا عرضی بھیجنا اور والدہ ماجدہ کے اشفاق کا حال بیان کیا اور آپ سے بھی اپنی جہالت کی معذرت کی بھائی صاحب ہنسے اور مجھے گلے سے لگا لیا اب ای طیمور چشمہ ماہیان کی چلو وہاں کی سیر بھی کرو اور ایک دلچسپ افسانہ چشمہ ماہیان کا اور سنو طیمور آنکھ پڑا ہوا سلیمان اعظم کی باتوں میں کچھ اسکا غم غلط ہوا سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک اور صاحبقران قاف طیمور کو لیے ہوے چشمہ ماہیان پر آئے دیکھا طیمور نے کہ عجب با فضا مقام ہے بیچ میں چشمہ نہایت خوبصورت ہے پانی نہایت مصفا مچھلیاں عجب عجب قسم کی تیرتی پھرتی ہیں کہ کبھی ایسی مچھلیاں دیکھی نہیں پورا چشمہ ایک چشم معلوم ہوتا ہے مگر دنبالہ ہوئی آنکھ کی طرح تا پا مداری دینار پر موزوں و گریان ہے کہ کبھی اس مقام پر کیا کیا جلسے رہتے تھے وہ جناب سلیمان کا تشریف لانا وہ پریوں کے جھنڈ کے جھنڈ اور بیجاب ہوکر رہنا گرد چشمہ کے ایسی عجیبہ عمارت سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کی بنی ہوئی تھی کہ دیکھکر چشم نظارہ کو فرحت حاصل ہوتی تھی نقش و نگار دیواروں پر ایسے بنائے گئے تھے کہ دیکھنے سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے جس مقام پر جو بیل بنا دی تھی ابتک یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصلی بیل بوٹا پر چڑھا دی گئی خوشہ انگور کی تازگی وغیرہ دیگر طبیعت کو مائل کرتی تھی پھولوں کی تازگی پر بے اختیار سونگھ لینے کا ارادہ ہوجاتا تھا اسی سیر کی حالت میں طیمور نے سلیمان اعظم سے پوچھا کہ کیوں حضور اس چشمہ کو چشمہ ماہیان کس وجہ سے کہتے ہیں سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای طیمور سبب اسکا یہ ہے کہ یہ چشمہ ایک ماہی کی آنکھ ہے جسمیں برسات کا پانی بھر گیا ہے کسی وقت میں اس مقام پر دریا تھا جسمیں اتنی اتنی بڑی مچھلیاں پیدا ہوتی ہیں کہ انکی آنکھ برابر چشمہ کے ہے قدرت خدا سے اس چشمہ میں ایسی مچھلیاں پیدا ہوتی ہیں کہ تمام عالم کے کسی چشمہ میں نہیں ہیں جس وقت جناب سلیمان نے اس چشمہ کو دیکھا نہایت پسند فرمایا اور اسکو اپنی سیرگاہ قرار دیکر گرد اسکے یہ عمارت بنوائی جسے تم دیکھ رہے ہو کہ ابھی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے طیمور نے کہا اب افسانہ حمزہ صاحبقران کا بیان کیجیے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک روز حمزہ صاحبقران اسی چشمہ ماہیان کے اندر نہا رہے تھے اور والدہ مہربان بھی نہا رہی تھیں یہ خبر دیو عمار دراز شاخ کو ہوئی کہ تیرا باپ دیو عفریت جس آدمزاد کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ اس وقت چشمہ ماہیان پر نہا رہا ہے اس سے بہتر موقع قصاص لینے کا نہ ہاتھ آئے گا یہ خبر پاکے دیو عمار دراز شاخ آیا اور آتے ہی شاخ ماری کہ صاحبقران کا بازو توڑ کے نکلگئی

دیو نے چاہا شاخ پر امیر کو اٹھا لون اور امیر نے تنگ مارا شاخ دیو کی ٹوٹی اور بازو مین رہگئی امیر پاتوقیر
نے ایسی حالت زخمداری مین دیو کو زیر کرکے مارا بعد اسکے بمشکل شاخ دیو کی بازو سے نکالی گئی یہ انھین
کی جرات تھی کہ تیور پر بل نہ آیا تعویذ سکے مرہم سلیمانی لگایا گیا تو زخم مندمل ہوا ای طیمور مین نے تمھارے
سامنے وہ حالات بیان کیے ہین جو ناگفتنی تھے غیر کے سامنے بیان کرنے کے لائق ہرگز نہ تھے اگر تم
غیر ہوتے تو مین تم سے ایسی باتین نہ بیان کرتا مگر چونکہ تم عزیز ہو جو میرے بزرگ ہین وہ بیدریغ اونکے تمھارے
بزرگ ہین اس وجہ سے مین نے تمھارے سامنے اپنی والدہ ماجدہ تک کا حال اور اپنی حالات سب
بیان کی طیمور نے کہا کہ بار بار آپ مجھکو اپنا عزیز فرماتے ہین اگرچہ بات قابل افتخار ہے مگر میری سمجھ
مین نہین آتا کہ آپ ایسا کیون فرماتے ہین بادشاہ شہر زرینہ کا بیٹا آپ فرزند صاحبقران لعل بے بہا آپکا
پرسر اور میری آپکی کیا مناسبت ہے سلیمان اعظم نے فرمایا ای طیمور یاد رکھو کہ تم ہمین مین سے ہو
اور ہرگز بادشاہ زرینہ کے فرزند نہین ہو یہ راز تمپر بہت جلد ظاہر ہو جائیگا ہم مین نشانیان ہمارے
خاندان کی موجود ہین یہ فرما کر آئینہ منگوا دیا اور طیمور کو خال و خط ابراہیمی اور گیسوان خلیل اور رگ ہاشمی
دکھا کر ارشاد فرمایا کہ سوا اولاد صاحبقران کے یہ علامتین کسی مین نہین ہوتی ہین طیمور نے دیکھا
تو واقع مین جو نشانیان مجھ مین پائی جاتی ہین یہی سلیمان اعظم سلیمان کوچک سلیمان صاحبقران
سب مین موجود ہین طیمور نے گردن جھکالی اور اسے یہ فکر ہوئی کہ دیکھون کسی اور مین بھی علامتین
ہین یا نہین پس اپنے شاہپور پر خیال کیا تو شاہپور مین بھی یہ نشانیان نہ پائین سلیمان اعظم سے کہا
کہ یہ تو میرا حقیقی بھائی ہے اسمین یہ علامتین کیون نہین ہین سلیمان اعظم نے ہنس کے فرمایا کہ اگر یہ علامتین
نہین ہین تو ہرگز یہ تمھارا بھائی بھی نہین ہے طیمور یہ سنکے اور بھی متوحش ہوا جب بیان کی سیر سے
فراغت ہوئی اور قصر گلستان ارم مین واپس آئے تو سلیمان اعظم نے اک رقعہ درویش
سلیمان روشن ضمیر کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اک سخت ضرورت ہے مین چاہتا ہون کہ کسی وقت آپ سے
ملون جب یہ رقعہ درویش کو پہونچا تو انھون نے جواب مین تحریر کیا کہ کل بعد نماز صبح کے تشریف
لائیے سلیمان اعظم نے طیمور سے ارشاد فرمایا ای طیمور اب یہ رات تو کسی طرح گذار دو صبح کو تمھاری تسکین
خاطر کے سامان ہو جائینگے مین تمکو ان مرد تہذیب کے پاس لے چلونگا جنسے عقدہ دل تمھارا وا
ہو جائیگا طیمور نے کہا کہ رات ہر طرح گذر جائیگی سوا اسکے نہ بعض زمانہ خوشی سے بسر ہوتا ہی اور
گذر جاتے معلوم نہین ہوتا بعض زمانہ سختی سے گذرتا ہی الحاصل سلیمان اعظم تو تشریف لے گئے
سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس دو پہر رات گئے تک موجود رہے آخر اپنی مسہری بھی وہین منگالی
اور طیمور سے باتین کرتے کرتے آرام کرنے لگے طیمور صبح تک جاگا کیا اسکو نیند نہ آئی جب وقت
موعود آیا تو سلیمان اعظم تشریف لائے اور طیمور کو لیکر طرف مسکن درویش کے روانہ ہوئے سلیمان
صاحبقران اور سلیمان کوچک بھی ساتھ تھے جب اس احاطہ مین پہونچے جہان درویش رہتے تھے
تو دیکھا کہ چمن نہایت آراستہ پیراستہ ہے درویش روش پر تسبیح لیے ہوئے ٹہل رہے ہین درویش نے
جو سلیمان اعظم کو آتے دیکھا چند قدم استقبال کے واسطے بڑھے سلیمان اعظم وغیرہ نے سلام کیا درویش
نے طیمور کی طرف دیکھکر مسکرائے فرمایا کہ نہ یہ قاف مین آتے نہ ہم آپ کو یاد آتے سلیمان اعظم نے
کہا کہ مین اس وجہ سے حاضر نہین ہوتا ہون کہ میری وجہ سے آپکی عبادت مین فرق آئیگا اسکا سبب یہی
ہونگا الحاصل درویش سلیمان روشن ضمیر نے سب کو لاکے ساتھ عزت کے بٹھالا طیمور درویش کو

حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ چہرہ کسقدر نورانی ہی ہاتھ مین موتیون کی تسبیح ہی مگر درویش کے دانتون کی
خوشنمائی موتیون کو بے آب کیے دیتی ہی جس وقت سب اطمینان سے بیٹھے تو سلیمان اعظم نے
درویش سے کہا کہ اس وقت ایسی ہی ضرورت تھی کہ مین نے آپ کو تکلیف دی مین چاہتا ہون
کہ آپ طیمور کے حال پر غور فرمائین درویش نے تجاہل کر کے شاپور کو پوچھا کہ یہ کون ہی طیمور
نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی درویش مسکرائے اور جانب فلک دیکھ کر کہنے لگے کہ کیا تیری قدرت ہی
اپنے بندے کی پرورش کے تونے کیا کیا ذریعہ نکالے ہین کہ جو دشمن جان وہی پرورش کرنے والا
اُن کو بھاڑ کے کھا گیا اور بچون اپنے بچون کی طرح پالا یہ باتین طیمور حیرت سے سُنا کیا مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا
کہ درویش کیا فرما رہے ہین بعد اسکے درویش مراقبہ مین گئے اور کچھ دیر کے بعد سر اُٹھا کے فرمانے
لگے کہ اے صاحبقران اعظم کیا پوچھتے ہو اسکا گذشتہ حال بیان کرون یا آیندہ سلیمان اعظم نے
کہا کہ پہلے حال گذشتہ بیان کیجیے بعد اسکے آیندہ کی نسبت ارشاد فرمایئے جو کچھ آپ کو نجوم سے
ثابت ہو بیان فرمایئے مگر میری التجا اسقدر جناب سے ضرور بالضرور ہی کہ جو کچھ حال آیندہ ہو وہ مجھے
ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جائے کیونکہ جو کچھ آپ مجھے بتلائین گے مین اُسکی بابت درست مانونگا
اور ذرا بھی اپنے دل مین شک و شبہہ نہ لاؤنگا درویش نے کچھ حساب لگا کے کہا کہ اے طیمور تم مرض فراق
مین مبتلا ہو شب عروسی تمھاری بی بی غائب ہو گئی اور وہ شاہزادی شہر حسن آباد کی ہی یہ سُنکے طیمور
نے کہا کہ آپ تو اس طرح بیان فرماتے ہین کہ گویا دیکھ رہے تھے اب یہ بیان فرمایئے کہ وہ کہان ہی
اور اُسے کون لیگیا طیمور کے اضطراب پر درویش مسکرا رہے تھے فرمایا اے نبیرہ صاحبقران جو
تیری عروس کیلاوہ برس کی تھی اُس وقت سے شمیم جادو کا بیٹا اُس پر عاشق ہوا تھا اور اُسنے اپنی مان شمیم جادو
سے بیان کیا تھا شمیم جادو نے کہا تھا کہ جب وہ جوان ہوگی تو مین اسے لادونگی جب خبر شمیم جادو کو پہونچی کہ
اب اُسکی شادی ہو رہی ہی تو وہ آئی اور بحالت عروسی مین اُسکو اُٹھا لیگئی لیکن یہ تیرا اقبال تھا کہ قبل
پہونچنے شمیم جادو کے مکان کے اور بیٹا شمیم جادو کا مر گیا شمیم جادو بہت روئی اور عروس کو تیری
اپنے پاس رکھا یہ سمجھ کہ یہ نشانی میرے فرزند کی ہی اور وہ ساحرہ رہنے والی طلسم عجائب بہار سلیمانی کی
ہی جبتک طلسم فتح ہوگا اُس وقت تک تیری عروس کا ملنا غیر ممکن ہی یہ سُنکے طیمور نے عرض کی کہ
مجھے پتہ معلوم ہو تو مین آپ جاؤن درویش نے کہا کہ فاتح اُس طلسم کا سوا تمھارے کوئی نہین ہی مگر
تم بھی اُس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے ہو جبتک دین اسلام نہ اختیار کرو اسلیے کہ لوح کا کام ہی اور
طلسم بغیر اعانت لوح کے فتح نہین ہو سکتا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ میرا نام دیکھیے درویش نے
کہا کہ سوا طیمور کے کوئی فاتح اس طلسم کا نہین ہی اور یہ مسلمان نہین ہی اگرچہ اولاد صاحبقران مین ہی
لیکن بغیر اسلام اختیار کیے فاتح طلسم نہین ہو سکتا یہ سُنکے طیمور نے کہا کہ آپ مجھے گالیان دیتے ہین
مین بادشاہ شہر زرینہ کا فرزند ہون مجھسے اور صاحبقران سے کیا نسبت ہی درویش نے کہا اے
نادان تو اپنے حال سے واقف نہین ہی مجھ سے سُن باپ تیرا ایرج نوجوان دادا تیرا قاسم شاہزادہ خاور
سپاہ تھا جسکی تلوار سے ہمیشہ خون برسا کیا اور مان تیری بادشاہ طلسم لالہ زار سلیمانی کی دختر ملکہ مہ جبین
گل لالہ پوش تھی واقعہ تیرا یہ ہی کہ جب ایرج نے طلسم لالہ زار کو فتح کیا اور ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش سے عقد کیا
تمام ساحر وہان کے مسلمان ہو کر سحر سے توبہ کی ایرج تو وہان سے چلے آئے مرغ وزیر کو بھیج کے فوج کشی کی تھی سے ناکو مارا
تو اُس وقت تک پیدا نہوا تھا ان پر حملہ کی تھی اور یہ رفتا جعفر بھائی کہتا ہی یہ تیرے باپ کے عیار شاپور شیر دل کا

فرزند ہے تیری ماں کے وزیر زادی سے اور شاپور سے عقد ہوا تھا وہ بھی حاملہ تھی دیکھ جو علامتیں اولاد
صاحبقران کی ہیں وہ سب تجھ میں موجود ہیں اور شاپور میں ایک بھی نہیں ہے الحاصل ماں تیری
اور اُسکی وزیر زادی دونوں حسب سے بھاگیں راستے میں اک سوداگر ملا اُسنے نیت بد کی ان
دونوں نے بددعا کی جہاز اُسکا تباہ ہوا یہ دونوں اک تختہ پر بہتی ہوئیں صحرا میں پہونچیں وہاں تو پیدا
ہوا اور شاپور اک شیر نے تیری ماں اور اُسکی ماں کو مار ڈالا بعد اُسکے اک شیرنی نے اپنا دودھ
پلا پلا کے تم دونوں کو پرورش کیا یہ وہی اثر ہے کہ کسیکی نگاہ تجھ سے چار نہیں ہو سکتی تیری آنکھ میں شیر
کی آنکھ کی تاثیر ہے بادشاہ شہر زرینہ جسے تو اپنا باپ سمجھتا ہے اُسکا تو لڑکا نہیں ہے اُسنے
بادشاہ کو خبر دی کہ اگر آپ شکار کو جائینگے تو دولت لازوال پائینگے بادشاہ شکار کو گیا اور تم دونوں کو
اُٹھا لایا شیرنی سر پھوڑ کے مر گئی بادشاہ نے تم دونوں کو پرورش کیا طیمور نے کہا کہ میری ایک
بہن بھی ہے درویش نے کہا وہ بھی تیری بہن نہیں ہے بلکہ بادشاہ شہر زرینہ کی دختر ہے اگر تجھے میری
بات کا یقین نہو تو جاکر بادشاہ شہر زرینہ سے پوچھ لے مگر بغیر کسی دباؤ کے وہ سچ سچ نہ بتائے گا یہ سنکے
طیمور نے کہا کہ میں ضرور دریافت کرونگا اگر آپ نے بھی یہی بیان کیا کہ میں تمکو جنگل سے لایا تھا تو میں
آپکے سب قول صحیح سمجھونگا اور اُسی وقت دین اسلام اختیار کرونگا درویش نے کہا تم جاکر
دریافت کر لو طیمور وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا سلیمان اور سلیمان صاحبقران وغیرہ سب درویش
سے رخصت ہوکر گلستان ارم میں آئے طیمور نے کہا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے شہر
حسن آباد میں بھجوا دیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں یہ فرما کر
دیوون کو حکم دیا دیو تخت رواں لیکر حاضر ہوے ایک تخت پر سلیمان صاحبقران اور طیمور
بیٹھے اور ایک پر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک اور باجاہ و حشم جانب [illegible] روانہ ہوے
شہر حسن آباد میں طیمور کی خیر و عافیت ملنے سے وہ اضطراب برطرف ہوگیا تھا لیکن ملکہ کی جدائی
کا ملال مثل ابر کے دیوں پر چھایا ہوا تھا ایک روز خورشید زرین کمر اور حسین تاجدار مع
ارکین دولت باغ میں بیٹھے تھے اور کاہن جمع تھے حسین کجکلاہ اپنی دختر کی بابت دریافت
کر رہا تھا کہ اک کاہن نے کچھ سوچ کے کہا کہ دختر آپکی اچھی طرح ہے اور بہت جلد شوہر اُسکا
اُسے طلسم سے رہا کرکے لائیگا حسین کجکلاہ نے کہا تجھے کیونکر یقین ہو منجم نے کہا
کہ آپ کا داماد گھڑی بھر کے اندر بردہ قاف سے آجائیگا اگر یہ حکم میرا صحیح ہے تو سب احکام
قابل اعتبار ہیں بادشاہ نے کہا کہ اگر طیمور گھڑی بھر میں نہ آئے تو تیرے لیے کیا سزا معین
کی جائے منجم نے کہا میں خوشی سے سزائے موت کو قبول کرتا ہوں بلکہ اپنے واسطے خود سزائے
موت معین کرتا ہوں اس تقریر کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہوگا کہ جانب آسمان سے نقارہ کی صدا پیدا
ہوئی دیکھا کہ آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا جلوس سواری پریزادیں لیے ہوئے طیمور اک شخص جوان
رعنا کے ساتھ تخت پر سوار تختکو دیو اُٹھائے ہوئے چلا آتا ہے اور ایک تخت اور ہے اُسپر اور
اک مرد بزرگ اور ایک نوجوان بیٹھے ہیں انکے رعب سے یہ دونوں بادشاہ برائے تعظیم
اُٹھ کھڑے ہوئے سواری طیمور کی نہایت جاہ و احتشام سے پہونچی بچھادیں باغ میں جمع ہوگئیں
طیمور نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ تینوں صاحب فرمانروا ملک طلسم ہیں میں جو کچھ جانتا
ہوں وہ انھیں کا فیض تعلیم ہے اور یہ مجھپر اشفاق بزرگانہ فرماتے ہیں خورشید زرین کمر نے

شکریہ ادا کیا طیمور نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کے کہا کہ ای بادشاہ جلیل القدر آج مین گستاخ ہوکر ایک
بات پوچھتا ہون اور چاہتا ہون کہ جواب اسکا مجھے صحیح عنایت ہو وہ یہ ہی کہ آپنے مجھکو کہان سے پایا اگر
آپ سچ بتاؤ نیگے تو مین زندگی بھر آپ ہی کو اپنا باپ سمجھونگا بھی اور کہونگا بھی اور جو بزرگی آپ کی کرتا ہون
اس سے زیادہ کرونگا اور اگر غلط بتاینگے تو مین تمام احسانات دل سے بھلا کر عدو جان ہوجاؤنگا طیمور
اس گفتگو سے خوبرو دن پر بل ڈال کے کہا کہ خورشید زرین کمر دل مین خوف زدہ ہوا اور کہا کہ ای فرزند اصل
تو یہ ہے کہ تمھے میرے وزیر نے قاعدۂ نجوم سے دریافت کرکے خبر دی تھی کہ آپ کو صحرا سے دو
لڑکے ملینگے جنسے آپکی حکومت کو ترقی ہوگی کہ ان میں ایک تو شیرنی کے پیٹ سے تمکو پایا حسب ہدایت
وزیر اٹھا لایا اشیرنی بچہ کو پہونچی اور ساحل پر سر نگون اتارا اسکے سر لگی اسکے آنے مین نہین جانتا کہ تم کسکے
فرزند ہو لیکن یہ سنکے طیمور کو یقین ہوا کہ درویش نے جو کچھ کہا تھا وہ سب صحیح ہی سلیمان صاحبقران
کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اب مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مین اس دین
کی طرف مائل ابھی تھا اور اب یہ بات بھی مجھے معلوم ہوگئی کہ میرے تمام آباو اجداد مسلمان تھے لہذا جو اس
مذہب کو اختیار کرنا چاہے وہ کیا کرے سلیمان صاحبقران نے کلمہ تلقین فرمایا طیمور کلمہ پڑھ کے سچ
شاہور از سر صدق مسلمان ہوا اور بادشاہ زرینہ اور بادشاہ حسن آباد کی طرف دیکھ کے کہا کہ آپکی بھی
تو اک وضعداری تھی اور بات کی پرورش بھی ورنہ آئینہ کیا چیز ہی مین چاہتا ہون کہ جو مذہب مین نے
اختیار کیا ہی اسے آپ بھی اختیار کرین کہ یہ مذہب برحق ہی مجھے ریستان مین درویش حقیقت کیش
سماے روشن ضمیر نے آگاہ کیا ہی کہ ای طیمور طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور لوح بغیر دین
اسلام اختیار کیے ہدایت نکرے گی نیک وبد کی خبر نہ دے گی اور جبتک طلسم فتح نہوگا ملکہ سے
ملاقات ہونا غیر ممکن ہی ان دونون بادشاہون نے دین اسلام اختیار کیا اور جسقدر پہلوانان
و ارکین سلطنت تھے سب کے سب کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوے اور اسی وقت شہر کے
بتخانون اور آئینہ خانون کو ڈھواکر مسجدون کی بنا ڈالی اب طیمور سلیمان صاحبقران کی طرف
مخاطب ہوا اور عرض کی کہ آپ سے بیان کیا طریقہ ہی کیونکر طلسم فتح ہوتا ہی فرمایا کہ ہر وقت مشکل مین
جب عقل کام نہین دیتی ہی تو ہم رنگ اپنے پیدا کرنے والے سے استغاثہ کرتے ہین جب دعا قبول
ہوتی ہی تو عالم رویا مین کوئی راہبر آتا ہی اور وہ طریقہ فتح طلسم کا تعلیم کرجاتا ہی طیمور نے بارگاہ کے
برپا ہونے کا حکم دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم ابھی ناتجربہ کار ہو کوئی طلسم تمنے فتح نہین کیا ہی
مین تمھارے ساتھ چلونگا طیمور نے کہا کہ جب آپ نے پہلا طلسم فتح کیا ہی تو کوئی آپ کے ہمراہ
تھا فرمایا نہین تنہا گیا تھا طیمور نے کہا کہ جس خدا کی امداد سے آپنے طلسم فتح کیے مین بھی اسکی امداد
چاہتا ہون حضور یہین تشریف رکھین سلیمان صاحبقران نے طیمور کی ہمت پر آفرین کی اور فرمایا
کہ ای طیمور اب مین بھی جانب پردۂ قاف جاتا ہون اسلیے کہ مین نے سنا ہی کہ وہان سرکش پھر جمع
ہو رہے ہین اور خروج کرنے والے ہین طیمور نے صاحبقران کو رخصت کیا یہ تو اس طرف روانہ
ہوتے ہین اور یہان طیمور روز عبادت خانہ ہو کر مصروف دعا ہوتا ہے لیکن اب یہان سے

چند کلمہ داستان نصرت نشان صاحبقران حق پرست وہ جنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین خبر آغاز کلام

اور نگہبانی کا ہو خداوند باختر میرے یہاں مہمان ہوئے ہیں تعاقب میں انکے خدا پرست آگئے ہیں
انکو ہرگز دریا سے اُترنے نہ دینا جس وقت یہ نامہ نہنگ دریا نشین کو پہونچا اور نہنگ مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا تو اسنے ناوک اندازوں کو ساحل کی نگہبانی پر مقرر کیا اور آپ بھی ہوشیاری سے نگہبانی
کرنے لگا یہاں کی تو یہ حالت ہے اور وہاں صاحبقران عالیشان نے تمام ملک سارنقیہ کو اسلام آباد کیا
مسجدیں بنگئیں ہر مقام پر آواز اذان بلند ہوئی جس جگہ کفار سنکھ اور دہرہ و بجایا کرتے تھے وہاں آواز
تکبیر کی بلند ہوئیں اسنے میں ہرکارے واپس آگئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی
کہ ساریق بن یقابجاک کے شہر افلاکیہ میں پناہ گزین ہوئے ہیں اور افلاک دیوسر حاکم افلاکیہ نے
اسکو پناہ دی ہے یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے فاصلہ شہر افلاکیہ کا دریافت کیا اور اچھی تاریخ
دیکھکر جزبل بن عدیل بن عادی سے پیش خیمہ روانہ ہونے کا حکم دیا اور انتظام ملک سارنقیہ
کے واسطے یوسف مکرانی کو معین کیا بعد اسکے خود بھی کوچ کر کے مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیمقام
جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ آگے آگے تو جزبل عادی مع خیمہ لیکر روانہ ہوئے
اور کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلے جاتے ہیں اور بعد عادی کے سلسلہ کے ساتھ تمام سردار ان کے پیچھے
چلے جاتے ہیں یہانتک کہ جاتے جاتے جزبل بن عدیل بن عادی کنارے دریا کے پہونچے
اور بارگاہ نصب کی جیسے ہی آمد لشکر دیکھی نگہبانوں نے تمام جہاز اور کشتیاں کھینچ کے اس پار
لگالیں اور طوفان تیرانداز بارہ ہزار تیراندازوں سے محافظت ساحل میں مصروف ہوا اور قلعہ طوفان
تیرانداز اپنی فوج کو لیے ہوئے موجود تھا اور قلعہ میں نہنگ دریا نشین بجائے افلاک دیوسر کا
چالیس ہزار سوار کی فوج سے موجود تھا جسوقت آپ نے دیکھا کہ امیر کا پیش خیمہ آگیا تو اسنے
طوفان تیرانداز پر اور تاکید کی کہ خبردار کوئی اس پار نہ آنے پائے اسلیے کہ حکم خداوند کا نہیں ہے
طوفان تیرانداز نے کہلا بھیجا کہ میں نے کشتیاں اور بیڑے سب اس طرف کھینچ لئے ہیں جب
دو منزلوں ہوا تو نہنگ دریا نشین قلعہ بند دروازے پر آکے بیٹھا اور دور بین لگا کے جانب
صحرا دیکھنے لگا کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا جب آتے آتے وہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا
تو گرد سے سرداران صاحبقران مثل طلحہ بن قند صور اور عملوک بن مالک اور کردین بہرام
اور هرزنگ بن مرزبان اور ہرمز بن فرامرز عاد مغربی اور قہور بن جمہور شیرزن
اور محتشم بن ہاشم اور بلقیس بن قہور اور داراب ناجی اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور صف
انجم طلعت اور شہنشاہ صف شکن اور سہراب بن رستم اور رفیع البخت اور وحید الملک
اور صاحبقران اوسط سکندر رستم جو کہانتک بیان کیا جائے کہ کئی روز تک برابر لشکر
آیا کیے آخر میں سواری صاحبقران عالیشان کی مع بادشاہ اسلام اس جاہ و حشم کے ساتھ نمودار
ہوئی یہاں سے سب سردار گئے اور پیشوائی کرکے لائے صاحبقران اور بادشاہ داخل بارگاہ
ہوئے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو کنارے دریا کے تشریف لائے دیکھا کہ دریا نہایت زخار ہے
نہ کوئی پل بنا ہے جس سے ہو کے اس پار جائیں نہ پاٹ ایسا ہے جسپر سہولت سے پل بنا لیا جائے کشتیاں
اور جہاز مفقود ہیں وہ حریف کے اختیار میں ہیں اس وقت صاحبقران نے خضر ان سے فرمایا کہ تمہیں
کیا تدبیر کرنا چاہیے خضر ان نے عرض کی کہ یا امیر دو چار کشتیاں تو تیار ہو سکتی ہیں اور جہازوں
کے تیار ہونے کے واسطے تو ایک زمانہ چاہیے اور پھر ابھی جب سوار ہو کے جائینگے تو لڑائی ضرور

ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ تم صرف ایک کشتی ایسی تیار کرو جسپر تخمینہ سات سو آدمی سوار ہو سکین خضران
نے اسی وقت صحرا مین جا کر چند درخت تجویز کیے اور انھین کٹوا کے نجارون کو بلا کر نقشہ کشتی کا بنا کے
دیا نجارون نے کشتی بنانا شروع کی جب کشتی تیار ہوئی تو فضل تتاری نے صاحبقران کی خدمت
مین آ کر عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو یہ غلام جا کر ساحل پر قبضہ کرے اور کشتی روانہ خدمت کرے لشکر انھین
کشتیون پر سوار ہو کے اتر آئے صاحبقران نے سر سے پاؤن تک فضل تتاری کو دیکھا اور فرمایا
کہ تمہین معلوم ہے کہ ساحل تک پہونچنے مین کیا کیا آفتین ہین فضل تتاری نے عرض کی کہ ابھی تو کوئی بھی
آگاہ نہین ہے جس وقت مین جاؤنگا اس وقت مجھے بھی معلوم ہو جائیگا بلکہ سب آگاہ ہو جائینگے اور
غلام کا مقصد اصلی یہ ہے کہ زندگی بے جرأت پرستی مین گذری ہے وقت آخر ہے کوئی ایسا کام ہو جائے کہ جو
خدا کو پسند آئے اور جسکے بہانے سے بخشش ہو جائے اگر مین نے دریا عبور کر لیا تو غازیون مین
نام لکھا گیا اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت پر فائز ہوا اب سن بھی میرا ایسا ہے جسمین مرنے کے سوا کوئی امید
نہین ملک و مال کا وارث بھی موجود ہے بعد میرے ارقم فرزند میرا سلطنت کرے گا اسنے کچھ ایسی
باتین کہین کہ صاحبقران نے مجبور ہو کے اجازت دی اس وقت کشتی دریا مین ڈالی گئی اور
فضل تتاری کشتی پر سوار ہو کے چلا کوئی پانچ سو آدمی مسلح اسکے ساتھ تھے اس طرف
طوفان تیر انداز نے دیکھا کہ ایک کشتی اس طرف سے آئی ہے بس یہ بھی اپنے ہمراہیون سمیت
کشتی پر سوار ہوا اس طرف سے یہ کشتی چلی اور اس طرف سے وہ کشتی چلی جسوقت سامنا ہوا تو تیر
چلنے لگے فضل تتاری کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور طوفان تیر انداز کے ساتھ بارہ سو
تیر انداز تھے اور دو کشتیون پر تھے ایک کشتی داہنے جانب ہے اور ایک بائین جانب جس وقت
کشتی فضل تتاری کی بیچ مین پہونچی تو طوفان تیر انداز نے تیرون کی بوچھار کی پہلے حملہ مین
سو آدمی فضل کے مارے گئے ان لوگون نے بھی دوش سے کمانین لین اور تیربازی شروع کی جب
یہ داہنی جانب رخ کرکے ناوک اندازی کرتے تھے تو بائین جانب سے تیر آتے تھے اور جب یہ
بائین جانب رخ کرتے تھے تو داہنی جانب سے تیراندازی ہوتی تھی ہر حملہ مین سو سو آدمی مارا جاتا تھا
آخر جسقدر لوگ فضل تتاری کے ہمراہ تھے مع فضل مارے گئے اور کشتی غرق ہو گئی صاحبقران
کو فضل کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور غصہ مین خضران سے فرمایا کہ ایک کشتی اور تیار کرو
اسپر مین آپ جاؤنگا خضران کشتی کی تیاری مین مصروف ہوئے ادھر طوفان تیر انداز کی کشتی واپس
ہو کر ساحل پر پہنچی اور فتح نامہ تحریر کرکے نہنگ دریا نشین کو بھیجا مضمون یہ تھا کہ آپکے اقبال
سے ایک لڑائی مین نے فتح کی ایک کشتی اس طرف سے آئی مین نے ایسے تیر مارے کہ کل اہل
کشتی کو نشانہ کیا اور کشتی غرق کر دی نہنگ دریا نشین نے طوفان تیر انداز کو خلعت بھیجا اور لکھا
کہ خوب نگہبانی کرنا لشکر حریف کا بہت بڑا ہے لیکن کوئی ذریعہ دریا عبور کرنے کا نہین ہے جب وہ لوگ
کشتیان وہ لوگ بنائین اور اس طرف آنے کا قصد کرین تو انکو تیرباران کرکے غرق کر دینا ہرگز آنے نہ دینا
یہان جس وقت دوسری کشتی بھی تیار ہوئی تو خضران نے آکر صاحبقران سے عرض کی کہ کشتی تیار ہے
صاحبقران تشریف لائے کشتی کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ کشتی کو دریا مین چھوڑ دو اور مین بادشاہ اسلام
سے رخصت ہوؤن تو سوار ہو کر جاؤن کشتی دریا مین چھوڑ دی گئی صاحبقران عالی شان نے خدمت
مین بادشاہ اسلام کے جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ مقبول بن مقبل وفادار حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ

مقابلہ خاص ہمارے کرنے کا ہے یہ کام حضور کا نہیں ہے آخر ہمنے بھی تو علم تیر افگنی کو برسوں حاصل کیا
ہے اور خاندانی ناوک انداز ہیں ہمارے جوہر دکھانے کا موقع تو بہت ہی کم آتا ہے اور سرفراز ہوتے ہی
کرتے ہیں اس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبول اول تو تم نشانی ہو مقبل وفادار کی جو
بچپن سے رفیق حمزہ صاحبقران اول تھے دوسرے یہ کہ تم امین ناموس ہو یہ مرتبہ اور
کسی سردار کو حاصل نہیں ہے کہ حفاظت ناموس اسکے سپرد کی گئی ہو اسکے علاوہ اب سن تمہارا یہ ہے کہ خانہ نشینی
کرکے ساتھ راحت کے بسر کرو اور فرزند تمہارا قبیل جسکا نام ہے وہ تمہارا قائم مقام ہو مقبول نے عرض
کی کہ غلام اب زندگی سے سیر ہے میرے ساتھ والے سب راہی ملک عدم ہوے ہیں ایک اکیلا
قافلہ سے چھوٹا ہوا ہوں یہ بھی جانتا ہوں کہ حق نمک سے ادا ہوں اور کچھ کام بھی وقت آخر
کر جاؤں صاحبقران نے اس بہانے سے ٹالنا چاہا کہ ابتو میں خود بھی قصد کر چکا ہوں اسکا جواب مقبول
نے یہ دیا کہ جس وقت جان نثار موجود ہیں اس وقت تک حضور کو ہر کام میں سبقت کرنا مناسب
نہیں علاوہ اسکے یہ خادم تو بادشاہ سے رخصت بھی ہو چکا ہے اور حضور نے ابھی قصد ہی فرمایا ہے اس
جواب پر امیر یا تو بیر خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ اگر تم نہیں مانتے تو جاؤ تمہاری لڑائی کا ہم بھی تماشہ
دیکھینگے یہ ارشاد کرکے ساتھ مقبول بن مقبل وفادار کے کنارے دریا کے تشریف لائے
مقبول بن مقبل نے بارہ سو ناوک اندازوں میں سے چار سو ناوک انداز منتخب کر کے انکو کشتی پر
سوار کیا جب خود سوار ہونے لگے تو صاحبقران نے گلے سے لگایا اور رونے مقبول بھی رونے
لگے تمام سرداران اسلام آکر ساحل پر جمع ہو گئے مقبول نے عرض کی کہ بعد میرے میرے فرزند
کو اپنی غلامی میں قبول فرمایئے گا اور میرا قائم مقام بنایئے گا لیکن ادھر ادھر دیکھا تو قبیل بن مقبول کو
نہ پایا مقبول نے افسوس کے ساتھ عرض کی کہ قسمت میں دیدار اسکا نہ تھا یہ کہکر کشتی پر سوار ہوے
لیکن قبیل بن مقبول سمجھ چکا تھا کہ مجھے اجازت نہ ملیگی یہ پہلے سے آکر کشتی پر بیٹھ کے ناوک اندازوں
کے غول میں چھپ گیا تھا جس وقت مقبول کشتی پر سوار ہوے اور کشتی بہ کر چلی تو آنسوؤں نے پھر پھر
کے دیکھنا شروع کیا ناوک اندازوں نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں مقبول نے فرمایا کہ اپنے
فرزند کو دیکھتا ہوں نہیں معلوم اب زندہ پھروں یا نہ پلٹوں اس وقت قبیل نے سامنے آکر سلام کیا
اور عرض کی کہ غلام پہلے سے کشتی پر آ بیٹھا تھا مقبول نے کہا کہ ہم تو مرنے کے ارادہ سے جاتے
ہیں اگر تم بھی مارے گئے تو چراغ ہی گل ہو گیا قبیل نے عرض کی کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے تو نہ آپ
کچھ کر سکتے ہیں نہ میں اور اگر میری زندگی ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا میں ایسے وقت میں آپ کو تنہا چھوڑونگا
یہ سنکے مقبول کوئی جواب نہ دے سکے اور رضائے خدا پر شاکر ہو رہے اب انھوں نے ساحل مراد پر
نظر ڈالی دیکھا کہ اس طرف سے پھر ناوک انداز دو کشتیوں پر سوار ہو کے چلے ایکجانب یمین بڑھنے لگی
اور ایک جانب یسار بس مقبول نے اپنی کشتی پر ناوک اندازوں کی دو صفیں بنائیں ایک صف میں
آپ کھڑے ہوے اور دوسری صف میں اپنے فرزند کو افسر معین کیا اور کہا اے فرزند رخ کشتی حریف
کی طرف رہے پشت ہماری طرف اور اسی طرح خود بھی رخ کشتی حریف کی طرف کیا اور پشت اپنے
فرزند کی طرف کرکے کشتی کو بڑھا کے چلے اور کہا اے فرزند اس وقت کمال نشانہ بازی دکھانے کا وقت ہے
ہلادار روک لینا جب وار کرنا اب ادھر سے یہ کشتی جاری ہے اور اس طرف سے وہ کشتیاں گھات
سے بہتی چلی آتی ہیں تمام سرداران اسلام کنارے دریا کے صف باندھے کھڑے ہیں نگاہیں کشتیوں سے

لگی ہوئی ہیں کہ دیکھا چاہیے مقبول بن مقبل کیا کرتے ہیں یہ سنکے بادشاہ اسلام بھی آگے گئے ہیں کہ
یہ لڑائی اسی معرکہ کی ہے صاحبقران بادشاہ کے جلو میں کھڑے ہیں اور مقبول کی نصرت کی دعا
فرمارہے ہیں ادھر مقبول بن مقبل نے دعا کی کہ خداوندا یہ میں آج کی فتح کا بھی امیدوار
ہوں اسلیے کہ فرزند میرا میرے ساتھ ہے اور اسکا بھی خواستگار ہوں کہ میں بستر بیماری پر نہ مروں بلکہ
مجھے مرتبہ شہادت عنایت ہو یہ دعا کرکے اب یہ ہوشیار ہوئے اور دیکھنے لگے کہ کشتی حریف کی نزدیک
آئی بس جیسے دونوں کشتی دونوں جانب آکر رکیں مقبول بن مقبل نے آواز دی کہ میں جس ناوک اندازان
لطف یہ ہے کہ آڑ پکڑ کے مقابلہ کرتا ہے جو تختے سے آہنی لگائے میں انہیں گروا دو اور دیکھو کہ ہم بھی یونہی
تمہارے سامنے موجود ہیں بس یہ سنتے ہی طوفان تیر انداز نے سب تختے گروا دیے مقبول نے
مرحبا کی صدا دیکر فرمایا کہ اب ہمارا انتظار بکر دم تیر سر کردا دیجیے کہ ہم آئین اسلام کے پابند ہیں ابتدا نہیں
کرسکتے بس یہ سنتے ہی طوفان تیرانداز نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچ تھے تیر کو چلہ
کمان میں پیوستہ کرکے گردن مقبول کی تاکی ساتھ طوفان تیر انداز کے چھ سو کمانیں اس طرح سے
کڑکیں اور چھ سو کمانیں پشت کی جانب سے چلیں جس وقت یہ بارہ سو تیر چلے ہیں تو دریا پر سایہ ہو گیا
تھا اور اہل اسلام سمجھے کہ اسی ایک حملہ میں مقبول کا خاتمہ ہوا لیکن مقبول بن مقبل نے بھی تیر کمان
میں پیوستہ کرکے اسی طرح تیروں پر تیر مارے کہ ہر ایک تیر میں دو دو اور تین تین تیر چھید کر دور
میں گرے ایک تیر بھی کشتی تک نہ پہنچا۔ کمال دیکھ کر اہل اسلام وجد کرنے لگے کہ فاخر اللہ ہی
اسکا نام ہے اور کفار کے تو ہوش پرواز کر گئے طوفان تیرانداز نے دیکھا کہ یہ بلا کے ناوک انداز ہیں
انکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے بس اسنے پھر ایک باڑھ ماری ابکی مقبول بن مقبل نے ناوکوں کو لوا دیے
قلم کرکے اتنی جلد تیر مارے کہ حریف ناوک کی کمانوں لگانے بھی نہ پائے کہ ادھر سے تیر برس گئے
ایک ہی باڑھ میں جسقدر ناوک انداز دونوں کشتیوں پر تھے نشانۂ تیر اجل ہوئے ایک ایک تیر میں
دو دو اور تین تین چھدے اور مانند مچھلیوں کے سسکتے تڑپنے لگے اور دریا میں گرنے لگے لیکن طوفان
تیر انداز نے مکاری کی کہ یہ مستول کی آڑ میں چھپ گیا تھا بس اسنے جو دیکھا کہ ساتھ والے سب
مارے گئے اور ادھر ہمارا مقبول بھی یہ سمجھے کہ اب کوئی حریف زندہ نہیں ہے بس نظر جو کی تھی
طوفان تیر انداز نے ایسا تیر مارا کہ مقبول بن مقبل کی گردن پر پڑا اور وہ قبیل کے پاس سے
فنا کی حد ادا تھا ہوا نکل گیا مقبول تڑپ کے گر پڑے اور قبیل نے گھبرا کے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کیا ہوا
ادھر طوفان پھر مستول کی آڑ میں چھپا لیکن قبیل نے دیکھ لیا آواز دی کہ او دغاباز بدفعل تیرا تیری
نامردی اور بزدلی پر دو لعنت ہے مگر کہاں جائے گا بچ کر میرے ہاتھ سے باپ کی طرف نظر بھی نہ کی
کہ کیا حال ہے جلدی سے تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کرکے ایسا تیر مارا کہ مستول کو توڑ کر سینہ پر طوفان
کے پڑا اور پشت کو توڑ کے پار نکل گیا طوفان الٹ کے دریا میں گرا تمام پانی خون ہی خون ہو گیا
گویا اُن کا نفس اور اُن کا لہو پانی ایک ہو گیا اب قبیل نے دیکھا تو مقبول آخر ہو چکے تھے
اسنے باپ کا غم دوسرے وقت پر اٹھا رکھا اس وقت چادر اڑھا دی اور کشتی بانوں سے
کہا کہ جلد کشتی اس پار لے چلو ادھر غوطہ خوروں نے دیکھا کہ ہمارے طرف کے تیر انداز تو مارے
گئے اب حریف ساحل کی طرف آتا ہے انہوں نے دریا میں کود کود کے غوطے مارے اور نقب لگا
کر کر کشتی کو توڑ کے غرق کر دیں بس یہ دیکھتے ہی اعظم دیوانہ کہ یہ صاحبقران کے رفقائے قدیم

میں سے ہی حال اسکے زیر ہونے کا طلسم ابلق میں تحریر ہی دریا میں چالیس دیوانون سے بچا ند بڑا
اور بیڑا جہاز کا بڑے بعد قبیل بن مقبل چلا وہان قبیل نے ناوک اندازون سے کہا ان غوطہ خورون
سے ہوشیار رہنا کوئی کشتی نزدیک نہ آنے پائے دستور ان غوطہ خورون کا یہ تھا کہ ہاتھون میں انکے
اوزار تھے جن سے کشتی شکستہ کرتے ہیں اور ایک غوطہ لگا کر قریب کشتی کے ابھرتے تھے اور اندازہ
کرکے دوسرے غوطہ میں کشتی کو آکر توڑ دیتے تھے پس پہلے غوطہ میں تو یہ سب غرق دریا ہوگئے
لیکن جو جس مقام پر ابھرا وہین نشانہ تیر قضا ہوا ان ناوک اندازون نے جہان پانی ہلا وہین تیر مارا
غوطہ خورون کے دھوکے میں بہت سی مچھلیاں نشانہ ہوگئیں تمام غوطہ خور مارے گئے لاشیں انکی
بہتی ہوئی طرف قلعہ کے چلیں یہان قبیل نے ساحل پر پہونچ کے نشان نصب کردیا اور یہ تمام
کشتیاں اور جہاز خدمت میں صاحبقران عالی شان کے روانہ کیے وہان نہنگ لب دریا نشین
قبیل لب دریا سے دوربین لگائے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ساحل کے محافظ
مارے گئے اور اب جہاز لشکر حریف کے قبضہ میں آگئے تو اسنے بگل دیا فوراً فوج تیار ہوئی
یہ چالیس ہزار جوانون سے برائے مقابلہ قبیل روانہ ہوا ادھر جہاز اور کشتیاں ساحل مراد پر
پہونچ گئیں صاحبقران سب سے پہلے اک کشتی پر سوار ہوکر برائے مدد روانہ ہوئے بعد صاحبقران
کے اور سردار بھی چلنے لگے لیکن سب سے آگے آگے کشتی امیر کی جارہی ہے ادھر نہنگ دریا نشین
کو معلوم ہوا کہ جس شخص نے دریا عبور کرکے نشان اسلام نصب کیا ہے وہ اک ناوک انداز ہے اور ساتھ
اسکے صرف چار پانچ سو آدمی ہیں پس اسکو مقابلے میں آتے شرم آئی اک رفیق اسکا ہے کہ نام اسکا
مضراب تیغ زن ہے اس سے کہا کہ تو جاکر اس شخص کا سر کاٹ لا جو دریا عبور کرکے آیا ہے مضراب
تیغ زن ایک ہزار سوار ساتھ لیکر جانب ساحل روانہ ہوا یہان قبیل اپنے ناوک اندازون کو
صف آرا کیے ہوئے بیٹھا تھا کہ گرد اڑی اور سامنے سے مضراب تیغ زن ایک ہزار
سوار سے نمودار ہوا قبیل بن مقبول نے تیرون پر رکھ لیا پہلے ہی حملہ میں پانچ سو سوار مارے گئے
لاشیں زمین پر گر کر تڑپنے لگین قبیل بن مقبول کے تیر نے مضراب بھی مارا گیا باقی لوگ بھاگ گئے
اور جاکر نہنگ دریا نشین سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ ناوک انداز نہیں بلکہ قضا انداز ہیں
پس یہ سنکے نہنگ کو تاب نہ رہی اور غصہ میں آ چالیس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر چل کھڑا ہوا ادھر
قبیل نے پھر تیر مارنا شروع کیے اتنے میں صاحبقران دوران کی کشتی بھی ساحل مراد پر پہونچ
گئی دیکھا امیر نے کہ سامنے سے اک گبر طویل القامت قوی الجثہ کرگدن پر سوار چلا آتا ہے پس امیر نے
قبیل سے ارشاد فرمایا کہ بس اب تیر نہ مارنا آنے دو اور جلدی سے امیر مرکب پر سوار ہوکے آگے
بڑھے ادھر سے نہنگ دریا نشین مرکب کو اڑاکر سامنے صاحبقران کے آیا امیر نے فرمایا
کہ یہ کون سا دستور ہے کہ تم لوگ راہ نہیں دیتے ہو اگر دعوے جرأت ہے تو حریف کو جگہ دیکر آپ سے
مقابلہ کرو اس وقت نہنگ دریا نشین نے عرض کی کہ میں خود اسے برا جانتا ہون مگر حکم خداوند
ساریق سے مجبور ہون اور اس ساحل کے بادشاہ افلاکیہ کی طرف سے نگہبان بھی ہون فرمایا
خیر اچھا دیکھون تو تو کیسا ہے یہ سنکے نہنگ دریا نشین نے نیزہ مارا صاحبقران نے
نیزے کو نیزے پر لگا کر مطمئن چلنے لگے لیکن یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانیں نکال کر گتھ گئے
نیزہ ازدہا ہوتے ہوتے صاحبقران نے اک ایسا بند باندھا کہ نہنگ نہ کھول سکا پس امیر نے

بس امیر نے جھٹکا مارکر صاف نیزہ ہاتھ سے نہنگ کے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی دنیا اسکی نگاہوں
میں تیرہ و تار ہو گئی اسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ او عرب غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ
سے نکال دیا سامنے مردان عالم کے مجھے خفیف کیا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلاف بازی گرز
بازی جدال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو جلال شکارت جہان کہتے ہیں یہ کہکر لپیٹ کے ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا صاحبقران عالیشان نے دھار کو بچا کے بند دست پر ہاتھ رکھ دیا اور اپنی
طرف کھینچا اور دوسرا ہاتھ کمر زنجیر کے بند پر ڈال کے جو زور کیا سر سے بلند کر کے چاہتے تھے کہ
زمین پر ماروں کہ نہنگ دریانشین نے چیخ کے آواز امان کی دی فرمایا امان بشرط ایمان نہنگ نے
عرض کی کہ قبول ہے تا زندہ ہوں بندہ ہوں یہ سنکے امیر نے نہنگ کو چھوڑ دیا نہنگ نے عرض
کی کہ میں نے سمجھا تھا روئے زمین دیکھا کہ مجھ سا ایسے پہلوان زبردست کو تو نے اس طرح زیر کیا جیسے
کوئی برس دن کے بچے کو ایک ہاتھ سے اٹھا لیتا ہے اب جو آپ کے مذہب میں آنا چاہیے وہ
کہیے امیر نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا نہنگ مع فوج مسلمان ہوا اسنے میں اور سردار بھی آ گئے قبیل
میں مقبول نے لاش اپنے باپ کی سامنے صاحبقران کے لا کر رکھ دی امیر لاش مقبول
کی دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا کہ آج یہ اسم بامسمی ہو گیا یعنی درگاہ خدا میں مقبول ہو گیا نہنگ
میں تو ابھی دریانشین نے پوچھا کہ یا صاحبقران کیا یہ آپ کے کسی عزیز کی لاش ہے فرمایا
کہ یہ تو غیر مگر مجھے عزیزوں سے زیادہ ہے اسلیے کہ اسنے میری رفاقت میں اپنی جان دی یہ سنکے
نہنگ کا جوش دونا ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب ایسا قدرشناس آقا ہو تو رفیق کیونکر جان اپنی نثار نکریں
صاحبقران نے نہنگ سے ارشاد فرمایا کہ یہاں جو قلعہ اور بہتر مقام ہو وہ مجھے بتاؤ تاکہ میں لاش
اسکی دفن کروں نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ قلعہ سے بہتر کونسا مقام ہوگا غرضکہ امیر
ہمراہ نہنگ کے لاش مقبول کی لیے ہوئے قلعہ میں تشریف لائے اور جا کے قلعہ پر قبر کھدوا کر
لاش مقبول کی دفن کی اور فاتحہ پڑھ کر بہت روئے بعد اسکے تمام لشکر صاحبقران کا آکر
جمع ہوا اسر دار قلعہ میں رونق افروز ہوئے اس وقت صاحبقران نے نہنگ دریانشین
سے پوچھا کہ حاکم شہر افلاک کون ہے نام اسکا کیا ہے نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران
قصہ اسکا طولانی ہے اور مختصر یہ ہے کہ افلاک دیو سر وہاں کا حاکم ہے اور وہ میرا ماموں ہے لیکن بادشاہ
اصلی اس شہر کا کیوان زرین کلاہ ہے کہ وہ اسی قلعہ میں قید ہے امیر نے فرمایا کہ کیوان زریں کلاہ
سے افلاک دیو سر نے کیونکر سلطنت لی اور اسے دیو سر کیوں کہتے ہیں اس وقت نہنگ
نے عرض کی کہ یا صاحبقران نانا میرا دیوانہ تھا اسی حالت دیوانگی میں اسکی شادی ہوئی اور میری
ماں پیدا ہوئی اسکے بعد بہرام دیوانہ کا جنون اور زیادہ ہو گیا اور اسنے صحرا میں رہنا اختیار کیا چونکہ
بہرام نہایت حسین آدمی تھا ایک دیو زنی اسپر عاشق ہوئی اور زن جمیلہ بن کے سامنے اسکے آئی
بہرام گھبرا کر تو ترک ہی سے ہوسے شادی دیو زنی سے ملوث ہوا اور اس سے یہ افلاک دیو سر
پیدا ہوا صورت افلاک دیو سر کی یہ ہے کہ کچھ انسان سے مشابہ ہے اور کچھ دیو سے باچھیں اسکی
تا بناگوش ہیں گردن اسقدر چوڑی ہے کہ کمر اور گردن برابر ہے سر بہ شکل کرگدن کے ایک شاخ
ہے دست و بازو نہایت قوی ہیں علاوہ ان سب باتوں کے اسکی آواز میں خدا نے وہ تاثیر دی ہے کہ
جب وہ غوکتا ہے تو انسان جھومنے لگتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے جب اسی صحرا میں یہ پڑا ہوا تو

پہلے اپنے باپ کو مارا اور کباب لگا کے کھا گیا اسکے بعد شہر میں آ کر لوگوں کو آزار پہونچانے لگا دیوتی
بہرام کے غم میں مدتوں بیمار ہو کر مر گئی جب افلاک دیوسر نے خلق اللہ کو آزار پہونچانا شروع کیے تو
بادشاہ نے گرفتاری کا حکم دیا جو لوگ برائے گرفتاری گئے تھے وہ سب مارے گئے اسلیئے کہ ایک نعرے
میں وہ سب بیہوش ہو گئے افلاک دیوسر نے سبکو قتل کر ڈالا اس وقت بادشاہ متردد ہوا ہنوز کوئی تدبیر
گرفتاری ذہن میں نہ آئی تھی کہ افلاک دیوسر ملک پر چڑھ آیا یہاں سے فوج روانہ ہوئی افلاک
اسی صدا سے سبکو بیہوش کرتا ہوا بادشاہ تک آیا اور بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اسی قلعہ میں لاکر
قید کیا اور مجھے اس قید اور اس ساحل کا محافظ قرار دیکر آپ سلطنت کرنے لگا یہ سنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ قید بادشاہ کی منگوا دو اسی وقت نہنگ دریانشین نے قید بادشاہ کی منگوا دی دیکھا
امیر نے کہ کیوان زرین کلاہ مرد معقول معلوم ہوتا ہے فرمایا امیر نے کہ تمہارا کیا مذہب ہے اسنے عرض کی
کہ میں نہیں جانتا کہ مذہب کسے کہتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ تعجب ہے تجھ ایسا شخص اور لامذہب اے
کیوان زرین کلاہ کوئی شے بغیر بنائے نہیں بنتی اتنا دنیا کا بھی کوئی بنانے والا ضرور ہے اور وہی خدا ہے
اسکی پرستش کرنا چاہیے یہ سنکے کیوان نے کہا کہ ابتک تو ہم بتوں پتھروں کی پرستش کرتے رہے ہیں کہ
آئین کے لبس میں ہیں یہ سنتے ہی دل امیر کا دکھ گیا فرمایا قید اسکی کاٹ دو اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے
اور قید کیوان زرین کلاہ کی کاٹ دی کیوان نے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں صاحبقران عادل
ہوں انشاء اللہ تعالے افلاک دیوسر کو مار کر تیرا بدلہ لونگا کیوان نے کہا کہ اسی وقت میں ایمان لایا
الحاصل صاحبقران نے دو ایک روز قیام کیا جب تمام لشکر دریا کے اس پار آ گیا تو امیر نے اک نامہ بنام
افلاک دیوسر تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے افلاک دیوسر تجھے سنا ہے کہ دشمن ہمارا ساریق بن بقا آکر
تمہارے ملک میں پناہ گزین ہوا ہے لہٰذا اسکو باندھ کر میرے سپرد کرو اور دین مبین اسلام کے پابند
ہو تو میں تمہارے ملک و مال سے تعرض نہ کرونگا اور کیوان زرین کلاہ کو اپنے ملکوں میں سے
کوئی ملک دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ یاد رکھنا کہ سارا غرور تیرا خاک میں ملا دونگا اور سرکشی
بھلا دونگا اس طرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے جب نامہ
تیار ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ کون ہے ایسا کہ جو جاوے اور اس نامہ کا جواب لیکے آوے یہ سنکے
نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لاوے گا صاحبقران نے فرمایا کہ تم
ابھی طرح ہمارے آئین سے آگاہ نہیں ہو آداب نامہ کے کیونکر بجا لاؤگے نہنگ نے
عرض کی کہ جو کچھ مجھے تعلیم کر دیا جاوے گا اسپر عمل کرونگا صاحبقران نے نہنگ کو آئین نامہ بری
تعلیم فرمائے نہنگ دریانشین نے نامہ سر سے باندھا اور جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوا ادھر افلاک
دیوسر کو خبر ہوئی کہ مسلمانوں نے آکر طوفان تیر انداز کو مارا اور نہنگ کو زیر کر کے مطیع بنایا کیوان
زرین کلاہ کو نہنگ کی قید سے چھڑا لیا اب نہنگ ایلچی بنکے آتا ہے یہ سنکے افلاک ہنسا اور
کہا کہ جلنے نے میرے مجبور ہو کے اطاعت کی ہوگی جب یہ مرحلہ سر ہو جاویگا پھر وہ اپنا ہی
جانیگا کہاں یہ کہکر کچھ سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ گئے اور پیشوائی کر کے نہنگ
دریانشین کو لائے نہنگ نے آکر بطور خداپرستان سلام کیا افلاک دیوسر ناراض ہوا اور
کہا کہ تو مجھے اس طرح سلام کرتا ہے شرط کہ دھڑ سے سر جدا کروں مگر خیال کرتا ہوں ہیں کا کہ وہ
کیا کہیگی یہ سنکے نہنگ دریانشین نے کہا کہ مجھے اس وقت بیگانہ نہ سمجھ میں ایلچی ہوں

صاحبقران کا افلاک دیوسر نے کہا کیا اچھا نامہ لا افلاک دیوسر نے کہا کہ نامہ یون نہین لیتا ہی جب
آداب نامہ کے بعد کے تو نامہ پاؤ گے افلاک دیوسر کو یہ سنکے اور غصہ آیا کہا آداب نامہ سے کیا
ہین نہنگ نے بیان کیا کہ سات کشتیان نامہ پر سے تصدق کرو اور تین کشتیان مجھ پر سے سات
قدم نامہ کے استقبال کو دین قدم میرا افلاک دیوسر نے ڈانٹا کہ لاتا ہی نامہ یا چھین لون بس یہ جو
گرجا اور اسکے کان مین نہنگ کی پہونچی بس یہ جھوم کے بیہوش ہوگیا افلاک نے اسی عالم بیہوشی
مین نامہ لے لیا اور اسے پڑھا پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اتنے عرصہ مین نہنگ کو ہوش
آگیا کہا کہ یہ سب کچھ میدان جنگ کے واسطے رہنے دیجیے اس وقت مین ایلچی کی حیثیت سے آیا ہون
نامہ دیجیے اور مجھے نامہ کا جواب دیجیے یہ سنکے افلاک نے کہا مجھے نامہ دیکھ لیا اور جواب اسکا جنگ
ہو جا کہ دینا صاحبقران سے کہ مجھے مثل دیگران نہ سمجھنا نہنگ دریا نشین خفیف ہوا اور جواب
نامہ کا لیکر خدمت مین صاحبقران عالی شان کے حاضر ہوا اور جواب نامہ پیش کر کے ساری حالت بیان
کی اور عذر کیا کہ مین حالت بیہوشی مین کیا کرتا حضور میدان مین ملاحظہ ہی فرما لیجئے کہ اسکی آمد زمین کیا تاثیر
رکھتی صاحبقران نے فرمایا کہ مین تجھسے شکایت تھوڑی کرتا ہون اب میدان ہی مین سمجھ لیا جائیگا
یہ فرما کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا قریب شہر افلاکیہ کے خیمہ زن ہوگا ہم بھی آئینگے ادھر سے جرنیل غازیان لشکر
لیکر طرف افلاکیہ کے روانہ ہوئے اور دوسرے دن صاحبقران بھی کوچ کر کے جانب شہر افلاکیہ
پہنچے وہان افلاک دیوسر نے لشکر اپنا شہر کے باہر نکالا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارہ دوزخی پر چوب لگی جب آواز نقارہ کی کرنی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس جلالی نوازش کیا
دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین سنجگان نے سارنگ سے کہا کہ بجانے کی تدبیر کیجیے
ایک آواز لگا کیا جو دوسرا نکلی لگی نہ نکلی یہ اہل اسلام کا ناطقہ بند کر دیتے ہین ادھر نہنگ دریا نشین
نے صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ کوئی تدبیر مقابلہ کی حضور نے سوچ لی ہے یا نہین اسلیے
کہ اسکا حربہ دنیا سے نرالا ہی جسکی روک آج تک کسی سے ہو ہی نہین سکی فرمایا خداوند عالم اہل حق کا
پشت و پناہ ہر دم ہر آفت و بلا سے بچانے والا اور ہر بلا کا رد کرنے والا ہی غرضکہ تمام رات دونون
لشکرون مین تیاریان جنگ کی رہین آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند رہین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نجیب ادھر ادھر پھر گئے کہ دونون
جانب سے تبردار نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹ میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو
ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا میدان مثل آئینہ کے نظر آنے لگا اس طرف سے
افلاک دیوسر نے گرز نکالا اور کرو دا باگ کا لیا اور میدان مین آکر پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان
و زمرۂ مسلمانان خبردار و ہوشیار باش کہ منم افلاک دیوسر جسکو پوجے دو سو خداوندون نے
انسان اور دیو سے مشہور کر کے پیدا کیا ہی اسلیے دین تمھارا جہانون کو صفحۂ ہستی سے مثل حرف
غلط کے مٹاؤن اور دین قدیم کو رواج دون جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ
کو آئے اور جسکو جان عزیز ہو وہ دین خدا پرستی کو جو اک دین جدید ہی ترک کر کے دین قدیم
بت پرستی کو اختیار کرے بس یہ کہنا تھا اسکا کہ اہل اسلام نے اسے بہت برا بھلا کہا اور زلزال
بن زلزلا اپنے فیل مست کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا فیل سے اتر کر اجازت
خواہ میدان نبرد ہوا بادشاہ نے جام کلاہ عزت عنایت کر کے ارشاد کیا لجاؤ خدا کی حفظ و امان مین

وہاں زلازل نے جام ہونٹوں سے لگا کر جرعہ درکشید کیا اور سلام رخصت کر کے بارہ‌ب پر سوار ہو کے سامنے
افلاک دیوسر کے آیا اور آواز دی کہ او ملعون لا حربہ اپنا افلاک دیوسر نے کہا کہ اے زلازل تجھے شرم
نہیں آتی کہ تو نے اپنے خداوند کو چھوڑ کے رفاقت ان ہیچ خداپرستوں کی اختیار۔ خداوند نے تجھے
کیسی عزت دی تھی کہ میمنہ فوج کا افسر کر دیا تھا اگر تو اب بھی اپنے کو وارے توبہ کر اور کے خداوند
سے عذر کر تو خداوند ایسا رحم دل ہے کہ تیری خطا عفو کر دے گا اور میں تیری سفارش بھی کر دونگا
زلازل نے کہا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا مسخرا ہے اگر ساریق میں کچھ
بھی دم ہوتا تو خداپرستوں کے ہاتھ سے تباہ ہو کے تجھ تک نہ آتا اور میں سبکو غارت کر دیتا اور یہ
اس دین مبین کو کیا ترک کرونگا تو اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو ساریق کو باندھ کے خدمت صاحبقران
میں لے آ اور دین اسلام کو اختیار کر امیر ایسے عالی ہمت ہیں کہ اس ملک کے علاوہ تجھے اور ملک
بھی عنایت فرمائیں گے اور کیوان زرین کلاہ کو بھی اور ملک دیگر اسے راضی کر لینگے ورنہ یہ یاد
رکھنا کہ تجھے چرکے جھٹکا دونگا میں وہ ہوں کہ میں نے دیووں کو مارا ہے تو آدھا دیو اور آدھا انسان ہے
افلاک دیوسر پکارا کہ تو میرے نعرہ کی تاب تو لا نہ سکیگا مقابلہ مجھے کیا کرے گا ارے ہوشیار
ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر جو نعرہ کرتا ہے ایسی آواز اسکی کرخت تھی کہ یہ معلوم ہوا کہ کان کے
پردے پھٹ گئے اور دماغ پر ایسا اثر پڑا کہ زلازل کو چکر آیا آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا اور
زلازل بن زلزلہ بیہوش ہو گیا بس افلاک دیوسر نے کمند سے باندھ کے زندانخانہ میں بھجوا دیا اور
پھر مبارز طلب ہوا ابھی لشکر اسلام سے تمغاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت بادشاہ
سے اجازت لیکر سامنے افلاک دیوسر کے آیا اور پکارا کہ او ملعون چلانے سے کیا فائدہ کوئی حربہ
کر افلاک دیوسر نے کہا کہ بس میرا حربہ میری آواز ہے اگر اسکی کوئی سپر تیرے پاس ہو تو روک
یہ کہکر پھر نعرہ کیا کہ منم افلاک دیوسر گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود بس یہ
کہنا تھا کہ تمغاج زرہ پوش بھی لڑکھڑا کر گر پڑا افلاک دیوسر نے اسکو بھی باندھ کے بھجوا دیا اور پھر
مبارز طلب کیا اب تو تماشہ ہو گیا کہ جو نکلا وہ اسیر ہوا جو نکلا وہ اسیر ہوا میدان میں جاتے دیر لگتی ہے
گرفتار ہونے دیر ہی نہیں لگتی افلاک نے ایک آواز دی اور باندھ لیا اور اس طرف سے
جان نثاران صاحبقران برابر چلے جاتے ہیں شام تک پچاس سرداران نامی کو افلاک دیوسر
نے اسیر کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ساریق افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا
میدان سے پھرا اور اسی وقت طرہ پیغمبری افلاک کو دیا اب تو دماغ افلاک کا اور بھی آسمان پر
پہونچ گیا شخگان نے کہا اے پیغمبر قدرت جن سرداروں کو اسیر کیا ہے انہیں قتل کر ڈالو انکا
زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے اور کل سے یہ شیوہ اختیار کرو کہ جو بیہوش ہو اسکو اسیر نہ کرو بلکہ وہیں قتل کر ڈالو
افلاک دیوسر نے کہا ملکہ جی جب میں سبکو گرفتار کر لاؤنگا اس وقت ایک ہی مرتبہ فہمائش
کرونگا اگر اُس وقت بھی نہ مانا تو قتل کرونگا انمیں سے جتنے سردار اطاعت اختیار کر لینگے رہائی
پائینگے جب موت کا سامنا ہوگا تو صاحبقران تک اطاعت منظور کر لینگے تم تماشہ دیکھتے جاؤ کہ ہوتا
کیا ہے شخگان نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے افلاک دیوسر تم تو دو ہی ایک روز میں خستہ
ہو جاؤگے خدا سلامت رکھے پیر و مرشد کو وہ تحسین سپنہ دکھلا کر آواز بند کر دینگے اسکے بعد بھی عمرو
جو اس وقت قید میں ہیں قید میں تڑ تڑ کر رہیں اور خداوند کو اتنی جوتیاں مارینگے کہ سر پہ ایک بال

تڑپیکا اور بھاگ گئے رستہ بلدگا افلاک دیوسر ہنسا اور کہا کہ میں سیرون اسپندور خود بھاگ گیا ہوں مجھپر
اسپندور اثر نہیں کرتا سختگان نے کہا مرشد کو لیجا لیے تھے یا میں کہ دو کوئی نہ کوئی علاج نکال ہی لینگے
خیر اگر نہیں مانتے ہو تو آپ ہی اسکا خمیازہ اٹھاؤ گے یہ کہکر خاموش ہو رہا افلاک دیوسر نے لباس رزم
اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا دور چلا جام شراب کے پیئے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو بولا کہ
بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہاں اہل اسلام سرداروں
کی گرفتاری سے کمال محزون و غمگین تھے کہ اگر مقابلہ ہوتا تو کچھ جوہر کھلتے یہ کونسی لڑائی ہے کہ دل کی دل ہی میں
رہجاتی ہے حربہ اٹھانے کی نوبت بھی نہیں آتی جو اسیر ہو گئے وہ تو اسیر ہوئے اب جو باقی ہیں انکی خیر
منانا چاہیے کل دیکھیے کس کس کی تقدیر میں اسیری ہے یہی ذکر تھا کہ آواز طبل جنگ گوشزد ہوئی یہاں بھی
کوس حربی نوازش میں آیا جب صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے میدان ہوئے تو ہمیر افلاک دیوسر
میدان میں آکر مبارز طلب ہوا آج ارخلام دیوانہ اسکے مقابلہ کو گیا اور بعد گفتگو کے بسیار افلاک نے
چیخ ماری یہ بھی بیہوش ہوا اسکے بعد تہمتن گرد نکلا یہ بھی اسیر ہوا آج کی میدانداری میں بھی ساٹھ ستر
سردار اسیر ہوئے صاحبقران نہایت پریشان ہیں کہ کیا کیا جاوے اور سارنگ نہایت خوش ہے
سختگان نے آج بھی سمجھایا کہ اے افلاک دیوسر ہمارا کہنا مانو ہم تمھیں پھر سمجھاتے ہیں کہ اپنے قصد سے باز
آؤ ورنہ بعد کو اپنے دل میں شرمندہ ہوگے کہ ان سرداروں کو قتل کرو ورنہ پچھتاؤ گے لیکن افلاک دیوسر
ایک نہ مانا خلاصہ یہ کہ سات آٹھ روز کی میدانداری میں افلاک دیوسر نے تمام زندان خانے
سرداران اسلام سے بھر دیے تو صاحبقران نے پریشان ہوکر حکم دے دیا کہ خبردار کل کوئی میدان میں
نکلنے کا قصد نکرے ہم خود اسکے مقابلے کو جاوینگے اس وقت نہنگ دریانشین اور گیوان زرین تاج
نے پوچھا کہ یا صاحبقران کوئی تدبیر آپنے سوچ لی ہے فرمایا تدبیر اسکی کیا ہے سوا اسکے کہ مجھ سے اپنے
سرداروں کی اسیری اب نہیں دیکھی جاتی اگر خدا کو نصرت میری منظور ہے تو مجھے فتحیاب کرے گا ورنہ
جو کچھ ہوگا وہ میرے بعد ہوگا میں دریغ اٹھانے سے تو معذور ہونگا یہ سنکے سرداران اسلام نے عرض
کی کہ جبتک ہم جانثار موجود ہیں اس وقت تک حضور کو جانے نہ دینگے ہاں جب ہم نہوں اس وقت
میں آپ کو اختیار ہے غرضکہ جب صبح ہوئی تو صاحبقران باقبال نے تمام تبرکات زیب جسم فرماے
اور بعزم مقابلہ میدان میں تشریف لائے اس طرف سے افلاک دیوسر میدان میں آیا ہنوز
صاحبقران اسکے مقابلے کو نکلنے نہیں پائے ہیں کہ جانب صحرا سے ایک بگولا گرد کا اٹھا اور ایک
نقابدار دیدہ سیاہ لباس خاکی پوش نمایاں ہوا اور پکارا کہ او ملعون تو نے بندگان خدا کو بہت آزار پہنچایا ہے
ستم نقابدار دیدہ لباس افلاک ہنسا اور پکارا کہ تو آپ بلا ہے فلاکت ہے کیوں اپنی جان سے بیزار
ہوا ہے جا پلٹ جا جان سے آیا ہے ورنہ میرے ہاتھ سے گرفتار ہوکر تو بھی ان مسلمانوں کے ساتھ
قتل ہوگا نقابدار نے کہا کہ میں تیری جان کے واسطے ملک الموت ہوں سختگان نے جو نقابدار کو
دیکھا پکارا کہ یہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی ہے نقابدار نے جواب دیا کہ او ملعون تیری باتوں کی
مجھے برابر خبر پہنچتی رہتی ہیں تو ہر بات میں دخل دیا کرتا ہے اب تیری شامت آگئی ہے [illegible] میں
مارے جاتا ہوں کہ تجھے کیا ماروں مگر تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا ادھر افلاک دیوسر [illegible]
کو دیکھ میں نعرہ کرتا ہوں نقابدار نے کہا جتنا چاہے [illegible]
پریشان ہوں میں اسیر [illegible]

ہونے لگے دور تک صفین کی صفین جھوم گئیں لیکن نقابدار پر کوئی اثر نہوا اب نقابدار نے کہا کہ میں نعرہ زنان
تو ہوشیار ہو جا یہ کہکر جو سفید مہرے کو پھر نکالا تو اتنی بڑی آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افلاک کو چکر آ گیا
پس نقابدار نے کمند ماری اور آواز دی کہ کہاں جاتا ہے ملعون کمند میں دست و بازو سر گردن افلاک
کی آ گئے نقابدار نے جھٹکا دیکر ہاتھ پر بلند کر لیا اور میدان سے پھرا اہل اسلام نے آواز احسنت و مرحبا
بلند کی بادشاہ اسلام نے چند سواروں کو بھیجا کہ لے آؤ نقابدار کو وہاں سختگان نے درود پڑھنا شروع کیا
اور تعریفیں کرنے لگا کہ مرشد کا کیا کہنا ہے یہ سوا آپکے دوسرے کا کام ہی نہیں ہے ساریق نے کہا کہ مرشد
کیسے یہ نقابدار قدرت ہے اسنے غرور کیا تھا خداوند نے غرور اسکا مٹا دیا اب اسکی جگہ بھی نقابدار قدرت
کام کرے گا سختگان نے کہا کہ اب یہ آپ کا کام تمام کرے گا وہاں نقابدار نے سواران لشکر اسلام کی طرف
دیکھکر کہا کہ کل تم لوگوں سے مقابلہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمیں مقابلہ میں عذر نہیں لیکن اے
نقابدار آج دعوت ہماری قبول کرو لوگ نقابدار کو لے گئے نقابدار اتنے بڑے جوان کو ہاتھ پر اٹھائے
ہوئے تھا ساریق نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھر گیا یہاں بادشاہ اسلام و سرداران عالی مقام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نقابدار
خاکی پوش بھی آکر اک کرسی پر بیٹھا اور نقاب چہرہ سے اٹھا کر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کو سلام
کیا دیکھا سبنے کہ خواجہ خضران ہیں اس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اسکی آواز کے اثر
سے تم کیونکر بچے پھر اتنی بڑی آواز تمنے کہاں سے پیدا کی جسکے اثر سے یہ بیہوش ہوا اور اسکے علاوہ
زیادہ حیرت کا امر یہ ہے کہ اتنے بڑے دیو پیکر کو یہانتک سلسلہ تم ہاتھ پر اٹھائے ہوئے لائے ہو خضران
نے عرض کی کہ یا امیر میں نے کانوں میں ایسی ٹھپیاں لگائی تھیں کہ اسکی آواز مجھے محسوس نہ ہوئی اور میری
آواز اتنی بڑی کہاں تھی جس سے یہ بیہوش ہوتا میں نے سفید مہرہ جو نکالا تھا اسکی آواز جو سنتے کوس تک
جاتی ہے اور لنگر اسکا کمند کے اعجاز سے صرف بار سبکار رہگیا ہے یا بوجھ کے وزن کا اسطرح اٹھائے
ہوئے لانا کچھ زیادہ دشواری کی بات نہیں ہے یہ سنکے امیر با توقیر نے خضران کو بہت بھاری
خلعت عنایت فرمایا لیکن افلاک جو ہوشیار ہوا تو اسنے صاحبقران سے عرض کی کہ یا
امیر میں زیر نہیں ہوا ہوں یہ اور بات ہے کہ عیار آپ کا تدبیر سے مجھے گرفتار کر لایا اگر آپ مجھ سے
مقابلہ کر کے اسیر کریں یا قتل کریں تو ہو سکتا ہے صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ چھوڑ دو تمام
سرداران سمجھے کہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا ہے کہ ایسی بلا سے سرم کو چھوڑے دیتے ہیں خضران
نے دیکھا کہ حکم تو امیر کا ٹل نہیں سکتا اسی وقت چپکے سے اک رقعہ لکھ کر ساریق کو بھیجا کہ اگر تو
ہمارے سرداروں کو چھوڑ دے تو ہم بھی تیرے سردار کو چھوڑ دیں اور صاحبقران سے
عرض کی کہ میں ایک گھنٹے کے بعد اسے جانے دونگا امیر نے فرمایا اسکا مضائقہ نہیں ہے جس وقت
نامہ خضران کا ساریق کو پہونچا اور ساریق مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسنے اسی وقت تمام
سرداروں کو رہا کر دیا جب یہ خبر خضران کو معلوم ہو گئی کہ سردار رہا ہو کر آ گئے ہیں تو خضران نے
افلاک دیو سر کو بھی جانے کی اجازت دی افلاک یہاں سے سوار ہو کر اپنے لشکر میں گیا اور
صاحبقران کی نہایت تعریف کی کہ بڑے بہادر ہیں کوئی بھی ایسے دشمن قوی کے ساتھ سعایت
کرے گا کہ مجھکو چھوڑ دیا سختگان نے کہا کہ تم ایک کے عوض میں تمام سردار بھی تو اپنے رہا کرا لیے
افلاک دیو سر نے کہا کہ یہ تو امیر نے نہیں فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے یہ کاروائی بالا بالا ہوئی تھی

کیوں اُن سرداروں کو رہا کر دیا اُس وقت سختگان نے کہا کہ یہاں رمز اس مضمون کا آیا تھا کہ ہمارے
سرداروں کو رہا کر دو تو ہم افلاک دیوسر کو چھوڑ دیں تمہاری جان بچانے کے لیے خداوند نے
ایسا کیا یہ سُنکے افلاک کو کمال رنج ہوا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بچ کے جاتے
کہاں ہیں امیر کو میں نے گرفتار کیا اور گویا سب گرفتار ہو گئے کل تنہا میں اور صاحبقران سے مقابلہ ہی
سختگان نے سارق سے کہا کہ اب چلو کا وقت قریب ہی ستارہ اہل اسلام کا گردش سے نکل گیا
اور افلاک دیوسر کا پیمانہ عمر لبریز ہو اجب عیار اُنکا پکڑ گیا تو وہ تو ہاری داینگے آنکے اقبال کی ایک یہی
علامت ہی کہ کل سردار آنکے رہا ہو گئے افلاک دیوسر نے کہا کہ حمزہ پاس وہ چیزیں نہیں ہیں جو عمرو
پاس ہیں حمزہ رابع مجھے کیونکر گرفتار کرسکتا ہی سختگان نے کہا کہ انھوں نے ایسی جرأت کی
ہی کہ اب انشاءاللہ انکی مدد لے گا یہ اُس شخص کے قائم مقام ہیں کہ جسکی آواز کی زمین جاتی تھی
اُنکے لیے بھی وہی بات پیدا ہو جائیگی سارق نے کہا کہ سنتے ہیں کہ ان میں قاروے میں بجانے دکھائی
دیا کرتے ہیں سنتے اُسکی آواز بڑی خلق ہی تھی ان کی نہ یہ تقدیر ہم کرینگے کہ انکی آواز بڑی ہو جاے
سختگان قبل سے خاموش ہو رہا افلاک دیوسر نے طبل جنگ بجوا دیا اس شب اہل اسلام میں
عجب تہلکہ تھا ہر شخص مصروف دعا تھا اور صاحبقران عالیشان بھی اک خیمہ تنہا میں بیٹھے ہوے
درگاہ احدیت میں عرض کر رہے تھے کہ بار الہا اگر تو نے مجھے قائم مقام حمزہ صاحبقران کا مقرر
کیا ہی تو ویسی ہی آواز بھی عنایت کر کہ میں اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کروں ورنہ قسم کھاتا ہوں
تیرے ہی عزت و جلال کی کہ کل صبح کو میدان میں جا کر اپنے کو ضرور گرفتار کرا دونگا مجھے قتل ہونا
منظور ہی مگر افلاک کو عیار سے اسیر کرانا منظور نہیں ہی یہ دعا کرتے کرتے صاحبقران کی آنکھ
لگ گئی دیکھا کہ اک مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے عادل کیوان شکوہ تم جس صفت
کے خواہاں ہو وہ تم میں موجود ہی مگر تم اس سے ناواقف ہو جس وقت نعرہ کروگے تو ویسی ہی آواز پیدا
ہوگی جو صاحبقران اول کی تھی جسوقت خداوند عالم نے تمکو اسم اعظم مرحمت فرمایا ہی اسی وقت تمام
اوصاف صاحبقرانی مرحمت فرما دیے تھے یہ اور بات ہی کہ تم خود ناواقف ہو کہ تمہارا کیا مرتبہ ہی اور ہم
کیا کیا کر سکتے ہیں یہ خواب دیکھکے صاحبقران کی آنکھ کھل گئی اور وقت نماز صبح کا تھا فریضہ سحری کو
ادا کیا خضران نے آکے دیکھا تو چہرہ نہایت بشاش پایا صاحبقران نے خضران سے خواب
بیان فرمایا اور اسلحہ جنگ طلب کیا اسی وقت داروغہ سلح خانہ کشتیاں اسلحہ کی لیکر حاضر ہوا صاحبقران
نے تمام تبرکات زیب جسم فرمائے اور مرکب پر سوار ہو کر جانب میدان متعاقب روانہ ہوے گھڑی بھر
میں چڑھا ہوگا کہ دونوں طرف کی فوجیں میدان جنگ میں پہونچکر صف آرا ہو گئیں لیکن آراستگی صف
قتال و جدال بنوبت نقیب نقیب دے کر ہٹ گئے تو افلاک دیوسر میدان میں آیا اور
پکارا کہ یا امیر بہتر ہی کہ آپ خود میدان میں نکلے دیر سے آپ سے فیصلہ ہو جائے جنگ کو طول
دینے سے کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہی اور خضران کی طرف دیکھا خضران نے
کلاہ نمدی اچھال کر میدان کو روشن کیا کہ جبرواب کوئی نکلنے کا قصد نہ کرے کہ سلطان صاحبقران حلقہ
بگوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان حق پسند حق پژوہ عادل کیوان شکوہ خود برائے
مقابلہ تشریف لیجانے والے ہیں علم اژدھا پیکر کو جلوہ ملتے ہی تمام لشکر کی علم جلوہ گری پر آگئے صاحبقران
باقبال نے مرکب کو چھیڑ کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے گھوڑے سے اتر کے بادشاہ نے تخت زرین

زمین پر رکھوا دیا اور صاحبقران کے گلے لپٹ کے فرمانے لگے کہ کیا سمجھ کر آپ نے اس بلا کے منھ پر
جانے کا قصد فرمایا ہی ارشاد کیا کہ اپنے خدا پر بھروسا کر کے اگر آپ نے مجھے صاحبقرانی عطا فرمائی ہو تو وہی
میری جان و آبرو کا نگہبان ہی حضور تردد نفرمائین اسلیئے کہ ہم ہوس دنیا مین جانبازی نہین کر رہے ہین
بلکہ راہ خدا مین جہاد کر رہے ہین بڑی دیر مین بادشاہ نے صاحبقران کو رخصت کیا اور حسرت کی نظر
سے جانب فلک دیکھا مصروف دعا ہوے ادھر صاحبقران عالی شان مرکب کو اڑا کر سامنے افلاک
دیوسر کے پہونچے افلاک نے نعرہ کیا کہ زمین ہل گئی گھوڑے چراغ پا ہونے لگے جانوران صحرائی بھاگے
ساتھ ہی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ امیر کی آواز اسکی آواز پر غالب آ گئی اسکی آواز امیر کو نسنائی دی
اور امیر کی آواز نے افلاک کا دل ہلا دیا سختگان کانون پر ہاتھ رکھنے لگا دیو سارق نے کہا کہ بس اب
یہان کا بھی خاتمہ ہو کہین اوسکی فکر کیجیے اب یہ صاحبقران کے ہاتھ سے زندہ بچ کے نہ آئیگا ادھر
افلاک دیوسر نے پھر نعرہ کیا ادھر صاحبقران نے نعرہ کیا اگی جو دونون آوازین ملکر صحرا
مین گونجین تو گھوڑے نحرت کے الف ہوئے جو سوار غافل تھے وہ زمین پر گر پڑے گھوڑے بھاگ گئے
پرند اڑے چرندون نے راہ صحرا لی افلاک دیوسر سست ہو گیا تیسرے نعرے کے بعد افلاک کو
تیورا گئے جب یہ سنبھلا تو صاحبقران نے فرمایا ع اگر ہین بے اثر نالے تو چلانے سے کیا حاصل
اب تلوار کمر سے کھینچکر سپہگری کے جوہر دکھلا افلاک دیوسر بھی سوچا کہ واقع مین یہ حربہ تو انکے
ہمین کو ذبح کیے ڈالتا ہی صاحبقران پر میرے نعرہ کا کوئی اثر نہین اور انکے نعرون سے
دل ہلا جاتا ہی پس اپنے تیغہ کمر سے کھینچکر سر صاحبقران کے وار کیا امیر نے ضرب اسکی [illegible]
شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا افلاک دیوسر نے سپر بلند کی تلوار سپر تو سپر پر چکی تھی یا زمین
مین ڈوب کے نکلی افلاک دیوسر کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے بس یہ دیکھتے ہی سارق نے
لشکر افلاک کو للکارا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارو اس خداپرست کو غضب کیا اسنے کہ مارا پیر سے
پیغمبر قدرت کو فوج افلاک دیوسر کی صاحبقران پر آ پڑی ادھر سے بادشاہ اسلام کل فوج کو لیکر
آ پڑے تلوار چلنے لگی صداے بگیر و بزن بلند ہوئی جوانان اسلام نے کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار لگانا شروع کیے سارق نے افلاک کی فوج کو لشکر اسلام سے الجھا کر خود راہ گریز کر دی اور اپنی فوج سمیت
بھاگ کر طلسم زلزل کی جانب روانہ ہوا یہان صاحبقران و رفیقان صاحبقران نے مارے تلوارون
کے میدان خون سے لال کر دیا آخر ہر طرف سے صداے الامان بلند ہوئی اہل اسلام نے کہا کہ امان
بشرط ایمان جسنے بدل و جان ایمان قبول کیا اسے امان دی ورنہ قتل کر ڈالا اب امیر بادشاہ نے ایوان شاہی
مین آکر کیوان زرین کلاہ کو تخت پر بٹھایا شہر کو اسلام آباد کیا اور ہمکارون کو بلا کے دریافت حال
روانہ کیا کہ اب سارق بھاگ کے کس طرف گیا ہی انکو ہمکارون کے انتظار مین چھوڑا جاتا ہو دو

یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان دلیر و دلاور یعنی طیمور شیر پرور کے بیان کیے جاتے ہین۔ غزل برآغاز داستان

مشکل ہو جو انسان تدبیر کو کیا کیجیے
آئی ہو جو یا مشکل تدبیر کو کیا کیجیے
[illegible]

تدبیر سے نہین چلتی تقدیر کو کیا کیجیے
قسمت کی برائی سے یہ بھی کشیدہ ہی
[illegible] جتنا تقدیر کا کیا کیجیے

جب ظلم کرے قاتل شمشیر کو کیا کیجیے
بات آئی ہو کہنے مین تقریر کو کیا کیجیے
حسرت ہو جو ہماری ہو کینہ دل قاتل کا

جو آگے نہ پھر نکلے اس کو کیا کہیے
کوچہ میں ہو جو تربت ٹھوکرین کیون نہ
ظاہر ہوئی الٹی ہی تاثیر کو کیا کہیے
اس کی کلاوک سے بچنے کا نہیں کوئی
کیا کو سے گردون کو تقدیر کو کیا کہیے
گنبد کی صدا اسکو دعا میری بہت ہاری
ہو حسن ستم جب یون تقصیر کو کیا کہیے

اقرار زبان سے ہی انکار قلم سے ہو
اثنا سے کاوش تھی رہگیر کو کیا کہیے
منت مین کرون جتنی وہ روٹھتے ہی جاتے
حیران ہی منانے مین تحریر کو کیا کہیے
ہر بار کبھی منت کا شکوا کبھی وحشت کا
جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کہیے

تقریر سمجھ کیا تحریر کو کیا کہیے
نالے دو مرے سنگر بخیہ سخن خیز
قسمت ہی بری ہی تدبیر کو کیا کہیے
دونون کی برائی نے عزیز مجھے مارا
جب ایسے محل آئین زنجیر کو کیا کہیے
ای آرزو اب جن کا شیوہ ہی جفا کاری

ہو داستان اس مقام پر پہونچی تھی کہ شاہزادہ طیمور سیر کر پہنچے
بارگاہ دریا کرائی ہی اور شام سے داخل عبادت خانہ ہوکر مصروف بندگی و سرافگندگی ہوا دو پہر رات گئے
شاہپور اندر آیا اور پوچھا کہ کوئی علامت ظاہر ہوئی طیمور نے کہا کہ تمام عمر تو خود پرستی مین گزاری ہی
اگر خدا ہمارے اسلام کو قبول کرلے تو بڑی بات ہی بھلا ہماری زبان جس کی دعا کیا قبول ہوگی
شاہپور نے کچھ اور خوشبویات روشن کیے اور طیمور سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہی کہ تم اس
عبادت خانہ سے بے نیل مرام نکلو آج تک تمھارے خاندان مین ایسا ہوا نہین ہی یہ بہت بڑی
بدنامی ہو جائیگی طیمور نے کہا ای شاہپور کیا اختیار ہی عبد و معبود مین بڑا فرق ہی کون سے اعمال
ہمارے قابل قبول مین اس وقت بھی اپنی غرض شریک ہی طلسم فتح کرکے لشکر کی مواصلت
حاصل کرین شاہپور نے کہا کہ رجوع قلب ہونا چاہیے یہ کہکر حجرے کے باہر نکل آیا اور خود بھی
مصروف دعا ہوا کچھ رات باقی ہوگی کہ دونون کو غنودگی آگئی اور اس وقت بیدار ہوے کہ وقت نماز
صبح کا تھا شاہپور پانی لیکر طیمور کے پاس آیا تو طیمور بھی بیدار تھا اور چہرہ نہایت بشاش
طیمور نے جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھی اور شاہپور سے خواب بیان کیا کہ ایک مرد بزرگ
تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ نام میرا خضر ہی اور مجکو آگاہ کیا کہ تو فرزند ہوا ایرج نوجوان کا اور تیری
نسبت بھی کچھ ارشاد کیا تھا مگر مین بھول گیا شاہپور نے کہا کہ فتاحی طلسم کی بابت کیا ارشاد کیا
طیمور نے سرہانے ہاتھ ڈالا تو ایک پرچہ نکلا کہا کہ یہ پرچہ عنایت ہوا ہی اور حکم ہوا ہی کہ فلان طرف
جاؤ ایک درویش ملیگا اسکو یہ پرچہ دے دینا وہ تمکو ایک اور درویش کامل تک پہونچا دیگا
فقیر کے ذریعہ سے لوح حاصل ہوگی شاہپور نے کہا کہ بسم اللہ کیجیے اور جاکر بادشاہ زرینہ کو آگاہ
کیا کہ فرزند آپ کا برائے فتاحی طلسم جاتا ہی خداوند عالم نے نظر رحمت فرمائی کہ ایک بزرگ نے
آکر اسے راہ راست بتائی یہ سنکے خورشید زرین کمر اور حسین کجکلاہ مع رفقا شاہزادہ طیمور کے
پاس آگئے اور کہا کہ ہم بھی چلتے ہین طیمور نے کہا کہ مجھے تنہا جانے کا حکم ہوا ہی آپ یہین میرے
واسطے دعا فرمائیے یہ کہکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوا اور پشت مرکب پر بیٹھکر صحرا
کی راہ لی شاہپور نے بہت اصرار کیا مگر طیمور نے اسکو بھی ساتھ نہ لیا دونون بادشاہ شہر کے
ناکے تک ساتھ آئے آخر طیمور نے ان سبکو رخصت کیا اور تن تنہا روانہ ہوا جاتے جاتے
دوپہر دن آگیا آفتاب وسط السما مین پہونچا گرمی کی شدت ہوئی آلات حرب و ضرب جلنے لگے تشنگی
غالب ہوئی اب تو طیمور پریشان ہوا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو رہا ادھر ادھر دیکھنے لگا
یکایک ایک گڈریا بکریان چراتا ہوا نظر آیا طیمور اس گڈریے کے پاس گیا اور کہا کہ یہان سے
کوئی چشمہ یا دریا قریب ہو تو بتا کہ مجھے پیاس بہت معلوم ہوتی ہی گڈریے نے جلدی سے ایک ظرف مین

دودھ دُہا اور سامنے طیمور کے پیش کیا طیمور نے دودھ پیا اور شکر خدا کر کے آگے روانہ ہوا بعد
طی مراحل و قطع منازل اک کوہ نظر آیا طیمور اس کوہ کی طرف چلا جس وقت قریب کوہ پہونچا تو اک
آواز آئی کہ ای جوان رعنا کہان جاتا ہی دم بھر یہان قیام کر اور ابتدا سے گرسنگی کو دفع کر آسودہ ہو لے
پھر آگے جانا اسلیے کہ آگے پھر تجھکو کوئی شی ایک شب و روز ممکن نہوگی یہی سمجھ کر مین نے اس راستہ
مین مسکن اپنا اختیار کیا ہی کہ جو اس مقام تک پہونچے گا وہ بھوکا ہوگا کہ گلستان یہان سے بہت
دور ہین اور یہان سے گذرنے کے بعد بھی اٹھ پہر کی بھوک برداشت کرنا ہوگی یہ سُنکے طیمور نے
جو پلٹ کے دیکھا تو اک درہ کوہ مین اک مرد فقیر وضع کو پایا طیمور قریب آیا فقیر نے کہا کہ او لے سالک
رہے ہین ایک ظرف مین کچھ گوشت رکھا ہوا ہی فقیر نے طیمور کو لا کے بٹھالا اور جلدی سے کباب
لگا کے پلیٹ مین سامنے طیمور کے بڑھا دیے طیمور نے وہی پرچہ جو بستر خواب پر سے ملا تھا فقیر کو
دیا فقیر نے پرچہ پڑھتے ہی پلیٹ سامنے سے کھینچ لی اور ہاتھ طیمور کے چوم لیے اور عرض کی کہ
اے شہریار یہ پرچہ آپنے مجھے ایسے بزرگ کا دیا ہی کہ مجبور ہون طیمور نے کہا ای شخص یا تو تو نے سامان
دعوت مہیا کیا تھا یا سفارش نامہ دیکھتے ہی اس ضیافت سے بھی ہاتھ اٹھایا مین یہ سمجھا تھا کہ کچھ
تواضع مین زیادتی ہوجائیگی تو نے اور کمی کی اسکا کیا باعث یہ سُنکے درویش نے کہا کہ اے
شہریار یہ دعوت دعوت نہ تھی بلکہ عداوت تھی نام میرا فریب جنی ہی مین نے اس مقام کی سکونت
اس غرض سے اختیار کی ہی کہ جو کافر اس طرف سے نکلتا ہی مین اسے کباب زہر آلودہ کھلا کے
مار ڈالتا ہون مین نے سیکڑون گڑھے کافرون کی لاشون سے پاٹ دیے مین اگر آپنے یہ سفارش
نامہ نہ دیا ہوتا تو یہی حال آپ کا بھی ہوتا کہ کباب کھاتے ہی مثل ماہی بے آب تڑپنے پھڑکنے لگتے اور
ابتک ہلاک ہو چکے ہوتے یہ کہکر اس پلیٹ کو علیحدہ رکھا کر دوسری پلیٹ جسمین بہت عمدہ کباب تھے
سامنے طیمور کے پیش کی اور کہا کہ اب یہ زہر آلودہ کباب کسی اور کے کام آئینگے طیمور نے کباب
کھانا شروع کیے اور فریب جنی نے صحرا کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ کوئی اور شخص نظر آئے
دیکھا کہ اک مسافر لُٹا دوری سی لیے ہوے کمر سے چادر باندھے چلا آتا ہی فریب جنی نے اسے
دیکھتے ہی آواز دی کہ ای بندہ سایۂ لق ادھر آ کہ تیرے واسطے خداوند نے ہر جگہ سامان راحت
مہیا کیا ہی بقول شاعر ع سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی یہ سُنکے
اس مسافر نے پلٹ کے دیکھا قریب آیا فریب جنی نے کہا کہ کہان سے آتے ہو اور کہان
جانے کا قصد رکھتے ہو مسافر نے کہا کہ سب ازل سے آئے ہین اور عدم کو جائینگے فریب جنی
نے کہا کہ بہت جلد پہونچو گے اور پلیٹ زہر آمیز کبابون کی سامنے مسافر کے بڑھا دی مسافر نے
فریب جنی سے کہا کہ آؤ تم بھی تو شریک ہو فریب جنی نے کہا کہ مین کھا چکا ہون اور مثل ہی
کہ کھانے پر کھانا دو بھی گنوانا مسافر نے کہا کہ مین اکیلے کھانے کا عادی نہین ہون فریب جنی
نے کہا اس تنہائی کے سفر مین ہر جگہ تمہارے ساتھ کھانے کو کون ملتا ہوگا مسافر نے کہا کہ آدمی
نہین تو جانور ہی سہی جو کچھ مین کھاتا ہون دوسرے کو کھلا کے کھاتا ہون طیمور نے کہا دیکھو
ای شخص مین بھی تنہا کھا رہا ہون مسافر نے کہا کہ تم تنہا خور ہو مین ایسا نہین ہون اس بات پر
طیمور کو غصہ آیا خاموش ہو رہا مسافر نے جلدی سے جھولی مین سے چلم نکالی تمباکو جا کر دم
لگایا اور فریب جنی کی طرف بڑھا دیا فریب جنی نے اسکے ذریعہ مین آگیا چلم اسکے ہاتھ سے

لے لی اُدھر مسافر نے ایک ڈلی مٹھائی کی نکال کے کھائی فریب جنی نے کہا کہ ای شخص مین بھی مسافر
نے کہا کہ جلدی لو آسکے بعد مٹھائی کھانا مٹھاس پر حقہ پینے سے سر مین درد ہوتا ہی فریب جنی نے بھی
دم لگایا دم لگانے ہی اُدھر تو منہ سے دھوان نکلا اودھر فریب جنی تڑپ سے گرا اور بیہوش ہوا طیمور
نے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا مسافر نے کہا کہ نادان اسی منہ پر طلسم کشائی کا دعوے ہی کہ دوست دشمن
کو نہین پہچانتے مین تمھاری طرح نادان نہین ہون اگر کاغذ پاس ہوتا تو یہ زہر آمیز کباب کھا کے سو رہتے
ہوتے یہ سنکر طیمور نے کہا کہ ارے کون شاہپور شاہپور نے منہ پر ہاتھ پھرا پشت اصلی
پر آیا طیمور نے کہا کہ غضب ہوا تھا مین نے تجھے زہر آلودہ کباب کھلوانے کا قصد کیا تھا مگر خدا نے
بچایا شاہپور ہنسا اور کہا کہ جہان دودھ پیا تھا؛ ہان خیال نہ آیا اگر ہم بھی تمھین دودھ مین زہر ملا
دیتے طیمور نے کہا کہ تو کہان تھا شاہپور نے کہا وہ گڈریا مین ہی تھا مجھے یقین تھا کہ تم عقل کے
کچے ہو طلسم کا معاملہ ہی یہان ہر قدم پر مکر و فریب کا سامنا ہی ایسا نہو کہ تمھین کوئی زہر پلا کے مار ڈالے
تو مین بھی چل کھڑا ہوا راستے مین گڈریے کو بیہوش کر کے بکریان چراتا ہوا آیا تمھین دودھ پلایا اور
کچھ تنبیہ و ہدایت نہ سوجھی طیمور نے کہا کہ اب فریب جنی کو ہوشیار کرو یہ مرد مسلم ہی شاہپور نے
فریب جنی کو ہوشیار کیا فریب جنی نے جو آنکھ کھولی تو شاہپور کو بہ پشت اصلی پر پایا نہ پہچانا کہا
وہ مسافر کہان گیا بلا کا آدمی معلوم ہوتا ہی شاہپور نے ہنسکے کہا وہ مسافر مین ہی ہون تب فریب جنی
نے دوڑ کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ مین نے اپنے مرشد سے سنا تھا کہ ایک شخص فتاح طلسم کے ہمراہ
آئے گا وہ تجھے بھی دھوکا دیگا تو اسکا شاگرد ہو کر فن عیاری سیکھنا اب آپ استاد
ہین اور مین شاگرد ہون طیمور نے شاہپور سے کہا کہ تم تو ایسے چالاک نہ تھے یہ بات تم مین کہان سے
پیدا ہوئی اس وقت شاہپور نے کہا کہ ای شہریار جس شب کو آپ معروف استغفار تھے اسی شب
مین بھی مصروف دعا ہوا قریب صبح میری آنکھ لگ گئی تو مین نے اپنے باپ شاہپور شیردل کو
خواب مین دیکھا کہ انھون نے مجکو فنون عیاری تعلیم کیے اور کہا کہ جسے تم اپنا بھائی سمجھتے ہو وہ ہمارا
آقازادہ ہی مین ایرج نوجوان کا عیار ہون تو میرے نطفے سے ہی اور میرا فرزند ہی اور طیمور ایرج
کا فرزند ہی اور جب وہ فنون عیاری تعلیم کر چکے تو آخر مین یہ نصیحت کی کہ کبھی عورت کی عیاری مکر نا
کہ نہایت معیوب بات ہی اور اس وقت سے فن عیاری مین کوئی عیار میری نظر مین نہین سماتا
طیمور نے کہا کہ مجھ سے تو تمھین اچھے رہے کہ تمھارے باپ نے بہ شفقت تم کو اپنی صورت تو
دکھائی مجھ تو ابتک دیدار پدر سے بھی محروم ہین اور سنا ہی کہ وہ ہمراہ حمزہ ثالث بدیع الملک
کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے آیندہ دیکھی بحکم اللہ دیدار کی امید نہین فریب جنی نے کہا
ای شہریار مین چاہتا ہون کہ دو ایک روز مین کچھ فنون عیاری سیکھ لون کہ طلسم مین بعض اوقات
بسخت ضرورت ہوگی یہ کہکر دونون کو اپنا مہمان کیا اور فنون عیاری سیکھنے لگا تین روز مین شاہپور
شیردل نے وہ وہ فنون دکھائے اور فریب جنی کو سکھائے کہ طیمور نہایت خوش ہوا
بعد چند روز کے فریب جنی نے کہا کہ اب مین آپ کو درویش صادق الوعد کے پاس لیے چلتا ہون
اصل مین یہ سفارشنامہ جو آپ نے مجھے دیا ہی انھین درویش کے نام ہی مین تو ایک راہبر کے طور
ہون انھین کے ذریعہ سے چند لوح طلسمی ہاتھ لگے گا یہ کہکر شاہپور اور طیمور کو ساتھ لیا اور اسی
جانب روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہنچا دیکھا کہ ایک حجرہ ہی اور دروازہ پر اسکے

اک پتھر نصب ہے زیب جنی نے کہا کہ اگر آپ فتاح طلسم ہیں تو اس پتھر کو اکھاڑ لیجیے مجھے مرشد سے اپنے معلوم
ہوا تھا کہ اس پتھر کو وہ اکھاڑ سکیگا جو زور صاحبقرانی رکھتا ہوگا طیمور نے ہاتھ پھیلا کے دو گوشے
پتھر کے گرفت میں کر کے جو زور کیا پتھر اکھڑ آیا اور ایک در نمودار ہوا طیمور اندر حجرے کے داخل ہوا دیکھا کہ اک
مرد پیر باریش سپید نورانی صورت صندل کی چوکی پر بیٹھے ہیں دونوں پانوں دو ناندوں میں پڑے
ہوئے ہیں ناندے گنگا جمنی نہایت عمدہ ہیں اور سامنے اک چھوٹا سا چمن لگا ہوا ہے درویش نے طیمور
کو دیکھتے ہی سلام علیک کی آواز دی اور بجائے تعظیم اٹھا طیمور نے بڑھ کے مصافحہ کیا شاہ ہور نے
کہا کہ ای خداوند سیدہ اس ترک دنیا پر یہ آرائش دنیا درویش نے کہا کہ بابا اگرچہ ہم دل خوش ہی پاتے جبتک
دل کو راحت نہ ہوگی اس وقت تک رجوع کامل نہ ہوگا اور جب رجوع نہ ہوگا تو عبادت مقبول نہ ہوگی
اتنے میں زیب جنی نے وہ سفارشنامہ درویش کو دیا درویش نے اس تحریر کو پڑھ کر آنکھوں سے
لگایا اور طیمور سے کہا کہ آپ اسی جگہ قیام کریں میں ابھی لوح کو لیے آتا ہوں لیکن جسوقت وہ یہاں
آئے تم اسے خالی نہ جانے دینا لوح چھین ہی لینا ورنہ بڑی لڑائی پڑیگی اگرچہ میں عامل ہوں لیکن وہ بھی ساحر
ہے اور ساحر زبردست ہے یہ کہکر اپنے ملازم سے کہا کہ جا کر سیہ قلب جادو کو بلا لاؤ وہ خادم اسی وقت
جانب مکان سیہ قلب جادو روانہ ہوا جسوقت پہونچا تو سیہ قلب جادو سے پیام درویش کا بیان
کیا سیہ قلب جادو اسی وقت ہمراہ اس خادم کے آیا دیکھا طیمور نے کہ لوح گلے میں پڑی ہوئی
ہے آنکھیں مثل ساغروں کے جیسے مثل جوگیوں کے لنگی بندھی ہے اور بت کنگھی سے شانے تک بکھرے
ہیں سیہ قلب جادو نے جو طیمور وغیرہ کو دیکھا کہا کہ اے پیر مرد میرے تمہارے ہمیشہ تنہائی میں ملاقات
ہوا کرتی تھی آج یہ نئی بات کیسی کہ کئی غیر آدمی موجود ہیں اسوقت تمنے مجھے کیوں بلایا ہے پیر مرد نے کہا کہ
ای سیہ قلب جادو کیا کہوں اک ایسی ہی ضرورت تھی کہ تمکو تکلیف دی ذرا بیٹھو تو بیان کروں
سیہ قلب جادو آکر برابر بیٹھ گیا طیمور اپنی جگہ سے اٹھ کر برابر سیہ قلب جادو کے بیٹھ گیا سیہ قلب جادو
نے کہا تو کون ہے کہ میرے برابر آکے بیٹھا ہے طیمور نے کہا کہ تو تو کیا سمجھا ایسا شخص میرے جیسے برابر بیٹھا
کہ جسکی کفش برداری میرے لیے باعث فخر ہے سیہ قلب جادو نے کہا کہ تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے
اور میرے سامنے تیرے سے شاید آگاہ نہیں ہے کہ میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ جس سے بادشاہ طلسم ڈرتا ہے تمام
اہالیان طلسم کی زیست اور موت میرے قبضہ اقتدار میں ہے یہ لوح طلسم ہوں درویش نے آواز دی
کہ ای سیہ قلب جادو یہ فتاح طلسم ہیں اور لوح کے خواستگار ہیں اسلیے میں نے تمکو بلایا ہے کہ لوح
انکو دے دو جس وقت یہ طلسم فتح کرینگے تو تمکو مرتبہ اعلا دینگے بس یہ سنتے ہی آنکھیں
سیہ قلب کی سرخ ہو گئیں پکار اٹھا کہ ارے تو نے میرے ساتھ دغا کی کہ مجھے بلا کے اس ظالم کا سامنا
کرا دیا تو نہیں جانتا کہ میں تمکو آرام نہیں ہوں بادشاہ طلسم کا نمک خوار ہوں میں ہرگز لوح نہ دونگا یہ کہکر
اپنے مقام سے اٹھا اور چاہا کہ لوح گلے سے اتار کر سحر کرے طیمور نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا
سیہ قلب جادو نے چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے لوح طلسمی اتار کر سحر کرے درویش نے کہا ای شہریار
اگر لوح اسنے گلے سے اتار لی تو پھر کچھ نہ بن پڑیگی یہ ساحر زبردست ہے طیمور نے دوسرا ہاتھ بھی سیہ
قلب جادو کا پکڑ لیا سیہ قلب زور کرنے لگا جب اسکا قابو نہ چلا تو سحر کرنے لگا سحر کے لب
کھولنے تک نوبت نہ پہنچی تھی بس طیمور نے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑ کے جو طمانچہ مارا تو کلہ پھر گیا
منہ پھر گیا سیہ قلب جادو پھڑکنے لگا طیمور نے جھٹکا دیکر لوح گلے سے اتار لی اور عکس لوح

کا ڈالا سیہ قلب جادو چٹرک کے مرگیا مرتے ہی اسکے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری
ہوئی صدائیں گیرودار کی آئی ہین آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من سیہ قلب جادو بود حیف
مردیم وبجا ماندیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو لاش سیہ قلب جادو کی طیمور نے بیرون
چاہ پھنکوا دی اور لوح کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ حروف لوح میں موجود ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتے درویش
نے کہا کہ ای شہریار اب تمہارا جانے کا موقع ہے اسلیے کہ مرحلہ طلسمی پیش آئے گا چونکہ ابھی تک لوح
بیکار ہے لہذا میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ یہاں سے اس جانب تشریف لیجائیے ایک چشمہ آب نظر
آئے گا لوح کو اس چشمہ میں بسم اللہ کہکر غوطہ دیجیے گا حروف روشن ہوجائینگے اُس وقت جو لوح
ہدایت کرے اسپر عمل کیجیگا یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے لوح کو گلے میں ڈالا اور درویش سے
رخصت ہوکر جانب چشمہ روانہ ہوئے جس وقت قریب چشمہ کے پہونچے لوح کو غوطہ دیا حروف
روشن ہوئے لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم وسیارہ عجائبات تجکو چاہیے کہ اسی جگہ انتظار کرے یہی
راستہ در چند آئینہ کا ہے تھوڑی دیر میں اک کشتی نمودار ہوگی تم اُس کشتی پر فلان اسم پڑھکر بیٹھ جانا کشتی
بہکر چلیگی اور زندان طلسمی کی طرف لے جانے کا قصد کریگی جس وقت تم وسط آب میں پہونچنا تو لنگر مارکے
کشتی کو غرق کر دینا طیمور پڑھ رہا تھا کہ یہ لوح تو الٹی سمجھاتی ہے یہ کونسی عقل ہے کہ اپنے کو خود غرق کردوں
یہ خیال آتے ہی جو لوح پر نظر پڑی یہ لکھا تھا کہ ای نادان یہی لوح تیری راہبر ہے اگر اسکے خلاف کریگا
تو مبتلائے بلا ہوگا یہ مقابلہ طلسم کا ہے خبردار اسکے خلاف نکرنا اُس وقت طیمور سوچا کہ واقع میں
اگر خلاف حکم لوح کے مبتلائے بلا ہوئے تو پھر کوئی رہائی کرنے والا بھی نہیں ہے یہ سوچ
کے تہیہ کرلیا کہ اب تو جو ہو سو ہو بس اسم شروع کیا ادہر تو اسم تمام ہوا ادہر کشتی پیدا ہوئی اور
خود بخود کنارے آکے لگی طیمور بسم اللہ کہکے کشتی پر سوار ہوا اور کشتی بہکو چلی جیسے ہی وسط آب میں
پہونچی طیمور نے لنگر مارا کشتی ڈوبی میں بیٹھ گئی آنکھ کھلی تو طیمور نے اپنے کو صحرا میں پایا اور ایک جانب
اک عمارت عالی شان دیکھی طیمور نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم مالک اس مرحلہ کا
کہکشان جادو ہے جس وقت وہ تجپر تیرباران کرے تو تجھے چاہیے کہ لوح کا ڈورا پکڑ کے گردش دے
کہکشان جادو اور اسکے ہمراہی لوح کی چمک سے اندھے ہو جائینگے اُس وقت کہکشان جادو
کو قتل کر ڈالنا ہنوز یہ لوح دیکھ رہے تھے کہ شور نیا یکبارگی ہوا ادہر دیکھا تو اک ساحر لباس پرزر
پہنے ہوئے تیر کمان ہاتھوں میں لیے پشت پر اسکے تین سو ساحر سب تیر و کمان ہاتھوں میں لیے ہوئے
چلے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مارو اس ظالم کو جانے نپائے طیمور نے جلدی سے لوح کو گردش
دینا شروع کیا اور ساحروں نے تیر مارے یہ معلوم ہوا کہ اب طیمور کا جسم غربال ہو جائے گا لیکن
عکس لوح سے تمام پیکان تیر شہاب بنکے ملٹے اور انہیں شیطان خصالوں پر گرے تمام ساحر
اپنے ہی حربوں سے مارے گئے لیکن کہکشان جادو کہ ساحر زبردست تھا اُسنے اپنے
کو بچایا مگر اندھا ہو گیا طیمور نے قریب پہونچکر آواز دی کہ او ملعون میں آپہونچا کہکشان جادو
نے چاہا کہ اڑکر نکل جاؤں طیمور نے عکس لوح کا ڈالا اور تلوار ماری کہ کہکشان جادو کے
دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی اسکے تلاطم ہوا قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی
آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من کہکشان جادو بود حیف مردیم وبجا ماندیم و بمطلب خود
نرسیدیم اب جو علامات مکر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو اک شخص نے آکر سلام کیا طیمور نے

پوچھا کہ تم کون ہو اس شخص نے کہا کہ میں ناظر عجائبات طلسم ہوں نام میرا حکیم یونس ہے میں پوتا
حکیم اسقلینوس کا ہوں اور مذہب اسلام رکھتا ہوں آپ لوح کو دیکھیے اگر لوح میرے اسلام کی
شہادت دے تو مانیے ورنہ نہ مانیے طیمور نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو یہ کہے اسپر عمل کرو وہ
مرد مسلمان ہے اور تمھارا خیر خواہ ہے اسکے جانب بدی کا خیال نکرنا طیمور اسکے ساتھ ہوئے حکیم یونس
طیمور کو لیے ہوئے پہلے تو اپنے مکان میں آیا اور سامان دعوت مہیا کر کے عرض کی کہ آج آرام
کیجیے کل عجائبات طلسمی کی سیر کیجیے پرسوں دربند سکندریہ کی طرف جائیے گا طیمور نے کہا کہ میں
چاہتا ہوں میرے عیار اور قریب جتنی بھی آ جائے حکیم یونس نے کہا میں ابھی بلواتا ہوں اور اسیوقت
ایک آدمی کو بھیجکر ان دونوں کو بھی بلوا لیا رات ان دو کون نے وہیں بسر کی صبح کو حاجات ضروری سے فراغت
حاصل کر کے حکیم یونس نے شاہزادہ طیمور کو اپنے ساتھ لیا اور اسی عمارت عالیشان کی جانب
روانہ ہوا اسوقت داخل عمارت ہوا تو دیکھا کہ اک قصر عالیشان بنا ہوا ہے جسمین ہزارہا آئینے نصب ہیں
اور سب آئینوں پر پوستینیں پڑی ہوئی ہیں اور ایک جانب حجرہ ہے کہ یکایک دروازہ حجرے کا
کھلا اور تخت جناب سلیمان کا نمودار ہوا ایک جانب حکیم اسقلینوس اور دوسری جانب آصف
بن برخیا انکو دیکھکر حکیم یونس نے باادب ہو کے سلام کیا تخت صدر ایوان میں لا کے رکھا گیا
حکیم یونس نے پوستینیں آئینوں کی ہٹا دیں تمام آئینے مثل در کے ہو گئے اور غول کے
غول پریوں کے نمودار ہوئے سب باادب کھڑے ہوئے ہیں اور ناچ پریوں کا ہونے لگا
شام تک یہ جلسہ رہا شام کو تخت اسی حجرہ میں جا کر غائب ہو گیا اور پریاں آئینوں میں جا کے
پنہاں ہو گئیں حکیم یونس نے پوستینیں آئینوں پر چڑھا دیں اور شاہزادہ طیمور سے کہا
کہ آپنے کچھ بات نہ کی طیمور نے کہا کہ مجھے کوئی حاجت نہ تھی میں نے بزرگ جان کے سلام کر لیا
حکیم یونس نے کہا کہ اس دربند میں بارگاہ طلسمی نہایت عمدہ ہے لیکن جس وقت تک آپ اجازت
حاصل نہ کیجیے گا اسوقت تک میں بارگاہ حاضر نہیں کر سکتا طیمور نے کہا کہ جناب سلیمان کے انتقال
کو بہت زمانہ ہوا کیا درحقیقت انتقال نہیں کیا بلکہ اس مقام پر پوشیدہ ہیں اگر انکو حرف دشمنوں
کا ہو تو کہدینا کہ میرے لشکر کی بادشاہت قبول کرینگے میں سر تمام عالم میں ڈنکا بجا دونگا پرستان تک
عمل بجا دونگا یونس نے کہا کہ اے شہریار دراصل انکے انتقال کو بہت زمانہ گذرا لیکن یہ انکے
دربار کی یادگار طلسمی قاعدے سے بنا دی گئی ہے یہ ہمیشہ قائم رہیگی اب کل صبح کو آپ دربند
سکندریہ پر تشریف لیجائیے گا اب یہ تو انتظار صبح میں بیٹھے ہیں لیکن اب یہاں سے

چند سطرے داستان زلزال بن خلخال ترک کے بیان کیے جاتے ہیں

زلزال کو بیچ سے کیا ہو گیا جسوقت اسکے زلزال کی آنکھ کھلی تو اسنے کہ اک صحرا میں پایا اور حمید جادو نے
کہا کہ کیوں ہم سے روگردانی کرنے کا نتیجہ دیکھا زلزال نے کہا کہ واقعی میں نے بہت برا کیا جو میں اسی
عورت کے خلاف مرضی کیا کہ جو زوکی جورو اور اشفاق میں مثل مادر مہربان حمید جادو نے کہا کہ ایسا
یہ حواس ہوا کہ جو بدکو امان کہنے لگا خراب جملکہ چندرو زغارا فراسیاب میں قیام کرو تو مجھے خوشی
کرنگا میں بکو مجھے خوش کرو کی پھر تو خروج کریگا دیکھو تمھنے ملنا جائیگا یہ کہکر اپنے ساتھ غار افراسیابی
میں لائی اور مصروف عیش ہوئی چند دن کے بعد زلزال نے پھر خواہش کی کہ مجھے

خداپرستون کے مقابلے کو بھیجیے حمید جادو نے کہا کہ ابھی وقت اسکا نہین ہی ساعتین بد ہین جب نیک
ساعت آئیگی تو مین تجھے خود بھیج دونگی یہ کہکر مصروف عملہ کشی ہوئی جسوقت چلہ تمام ہوا تو اسنے ایک
جوشن لاکے دیا اور کہا کہ اگر تو اسے پہنکر جنگ کریگا تو کوئی حربہ تجھپر کارگر نہوگا اور قوت بھی تیری
زیادہ ہوجائیگی لیکن خبردار اپنے کسی عورت کو سوا میرے رغبت کی نظر سے نہ دیکھنا زلزال نے
کہا کیا مجال ہی غرضکہ پھر اسنے کچھ فوج ساتھ لی اور لشکر غار افراسیاب سے روانہ ہوا جاتے جاتے
اک صحرا مین پہونچا اور قیام کیا یہ صحرا مسکن تھا غولان جادو کا غولان جادو ایک ہی مکارہ ہی حالت اسکی
یہ ہی کہ جو مرد نوجوان اس صحرا مین نکل آتا ہی وہ غولان جادو کے دام فریب سے کب بچ سکتا ہی
اسنے کالے صبر کا ایک نہین چھوڑا ہی بس اسکو جو خبر ہوئی کہ اک نوجوان دراز قد قوی تن اس صحرا
مین آیا ہی بس غولان جادو نے صورت اپنی اک نازنین مہ جبین کی بنائی اور سامنے زلزال
کے آئی خواصین اور مصاحبین ساتھ تھین زلزال اسے دیکھتے ہی لٹو ہوگیا اظہار عشق کیا ساتھ
والون نے منع کیا کہ دیکھیے اگر ملکہ ناراض ہوگئین تو غضب ہوجائیگا کئی مرتبہ انھون نے
آپ کی جان بچائی اگر وہ نہ آجاتین تو آپ مار ڈالے گئے ہوتے یہ سنکے زلزال کو ایسا عشق
چڑھا یا کہنے لگا ملکہ ایسی اسکی پاپوش پر سے دو سو صدقے کی ہین خوشا نصیب اسکے جسے ایسی
نازنین ملے نازنین سے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہی اسنے کہا کہ وہ سامنے باغ میرا ہی چلو اسی
جگہ قیام کرو ٹھیرو تے صحرا مین قیام کرنے کی کیا ضرورت ہی یہ سنکے زلزال ساتھ ہوا ملکہ زلزال
داخل باغ ہوئی فوج باہر دن باغ ٹھہرا زلزال ساتھ غولان جادو کے قصر مین آیا سامان راحت
مہیا پایا قصر نہایت آراستہ مسہری لگی ہوئی تھی تختون کا فرش نہایت پر تکلف تھا
زلزال بیٹھ گیا دسترخوان بچھا دونون نے کھانا کھایا کشتیان شراب و کباب کی لاکے رکھی گئین
جام چلنے لگا دیر تک شراب جاری رہی آخر دونون نشہ شراب سے بدمست ہوکر بے حجاب
ہوئے جب صبح ہوئی تو پھر کھانا کھایا ادھر ادھر باغ مین ٹہلے پھر دونون نے خلوت گاہ آباد
کیا جب کئی روز گذر گئے تو ایک دن غولان جادو نے زلزال سے کہا کہ مین اچھی ہون
یا حمید جادو زلزال نے کہا کیا کہون دیکھنے کی تو تم اس سے ہزار درجے اچھی ہو مگر رنگ کی تیری
ہی غولان جادو نے کہا صورت اصلی میری دیکھوگے زلزال نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اور
یہ رنگ دروغی سکا ہی غولان جادو نے قہقہہ ماری اور ہیئت اصلی پر آئی اب جو دیکھتا ہی
زلزال تو بجوتنی بلکہ بھیانک بلاسی ڈرونی چوٹے کی ہی بلاؤنی عجیب کریہ منظر صورت ہی دو دو
ٹہنے بڑے باہر نکلے ہوئے اور چہرہ پر سیتلا کے داغ نہایت گہرے رنگ قبر سا کالا کوئی
تیرہ سو برس کی عمر زلزال اسے دیکھکر دلمین پشیمان تھا کہ کس بلا مین تونے اپنے کو پھنسایا
یہ عورت ہی یا بلا حمید جادو کو مفت اپنے سے برگشتہ کیا دل مین سوچا کہ اب حمید جادو تو مجھ
التفات نکریگی یہ بھی ساحرہ زبردست معلوم ہوتی ہی لہذا اسکی اعانت سے کچھ کام نکلے تو عجب
ہی کیا اسلیئے کہ حکم کرتے ہین واسطے پیٹ بھرنے کے پس زلزال نے غولان جادو سے
کہا کہ مجھے تو یہ صورت تمہاری اس ہیئت سے بھی بھلی معلوم ہوتی ہی غولان جادو یہ سنکے
خورسند ہوئی اور کہا کہ تو جو تمنا رکھتا ہو مین بر لاؤن زلزال نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خداپرستون
سے اپنے باپ دادا کا خون کا بدلہ لون غولان جادو نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ ہون

کے واسطے چل زلزال نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غولان جادو نے اپنے باغ کا انتظام اس زن کے
سپرد کیا یہ مسحور ہونے سے مطیع ہو گئی غولان جادو عقاب بنی اور زلزال کے سر پر سایہ افگن ہوئی
اور زلزال وہاں سے روانہ ہوا کوچ اور مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ جاتے جاتے قریب ایک شہر کے
پہونچا ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا کہ یہ شہر کونسا ہے نام اُسکے فرمانروا کا کیا ہے ہرکاروں
نے بعد دریافت حال آ کے بیان کیا کہ اس شہر کو شہر غلطانیہ کہتے ہیں غلطان وردرگوش یہاں کا بادشاہ
ہے مذہب قمر پرستی رکھتا ہے زلزال نے غلطان شاہ کو نامہ لکھا کہ اے غلطان شاہ میں نے سنا ہے کہ تو
قمر کی پرستش کرتا ہے اور خداوند حقیقی سے اب بیخبر ہے یعنی خداوند سارلیق کو نہیں پہچانتا ہے بہتر یہ ہے
کہ اپنے خیالات کو ترک کر ورنہ ایک دم میں تیرے ملک کو تاخت و تاراج کر دونگا مجھے نہیں جانتا
کہ میں کون ہوں منم خان اعظم یعنے زلزال بن خلخال بن صلصال جسوقت یہ نامہ غلطان شاہ
کو پہونچا اور غلطان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ارکان دولت سے ذکر کیا انھوں نے کہا کہ مذہب
کا تبدیل کرنا عاقبت کا بگاڑنا ہے ایک سردار اسکا ہے کہ نام اسکا امواج گرد ہے سالار لشکر ہے اُسنے
کہا کہ میں مقابلہ کرونگا اگر میں زیر ہوا تو اسکا مذہب اختیار کرونگا اس وقت حضور کو بھی اختیار ہے اور اگر
میں نے زیر کر لیا تو وہ میرا مذہب اختیار کرے گا ورنہ اسکو قتل کر ڈالا جائیگا یہ سنکے بادشاہ نے جواب
جنگ تحریر کر دیا اور لشکر قلعہ سے باہر نکلا خیمہ برپا کیا جسوقت زلزال کو نامہ کا جواب پہونچا اسنے برہم
ہو کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ زنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر غلطان شاہ
کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں رات تیاری
جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت
نقیب نشیب و فراز کہہ کے ہٹ گئے تو زلزال میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے امواج
گرد غلطان شاہ سے اجازت لیکر زلزال کے مقابل ہوا بعد گفتگو کے بسیار امواج گرد نے
نیزہ مارا زلزال نے نیزہ کو نیزے پر لیا اور چند طعن میں نیزہ ہاتھ سے امواج کے ہوائی کیا امواج
گرد نے تلوار ماری زلزال نے سر پر تلوار امواج کی روکی مگر خط بھی نہ پڑا تو امواج گرد حیران
ہوا کہ یہ کیونکر پست ہوگا حربہ اسپر اثر نہیں کرتا زلزال نے وار اسکا رد کر کے اپنا حربہ کیا امواج
نے بند دست بساتہ ڈال دیا اور کھینچا زلزال نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے عقاب
جو سر پر سایہ فگن تھا اُسنے سایہ اپنا امواج گرد پر ڈالا دفعۃً قوت سلب ہو گئی زلزال اسکو باندھے
لیے چلا گیا اور غلطان شاہ سے کہتا گیا کہ اگر اطاعت کرنا ہو کر ورنہ کل تیرے ملک کو پامال کر دونگا اور
امواج کو زندان میں بھجوا دیا یہاں غلطان شاہ نہایت حیران و پریشان ہوا جب لشکر میں آیا تو اسنے
پھر ارکان دولت سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے ہنوز کوئی رائے طے نہ پائی تھی کہ ایک برق سی چمکی
اور ایک ساحرہ آئی اور آکر غلطان شاہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیے میں آپ کے سردار کو ابھی چھڑا
لاتی ہوں اور اس ترکنے کو ایسی زک دونگی کہ یاد کرے گا یہ جو عقاب اسکے سر پر سایہ کیے ہوئے
ہے یہ ایک ساحرہ ہے کہ نام اسکا غولان جادو ہے اگرچہ سن اسکا تیرہ سو برس کا ہے اور میری عمر سولہ سترہ
سال کی ہے مگر آپ دیکھ لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے یہ ساحرہ ذرا قبول صورت بھی ہے اور سن بھی اسکا واقعی
کم ہے مگر سحر و ساحری میں اسکا مثل و نظیر نہیں ہے اور امواج گرد کی معشوقہ ہے اسکو اسیری کا امواج
کے نہایت ملال ہوا تھا اس طرح کا وعدہ بادشاہ سے کر کے یہ جانب لشکر زلزال روانہ ہوئی

وہان زلزال آکر اپنی صحبت مین بیٹھا غولان جادو بھی موجود ہی کہ جمیلہ جادو پہلے زندانخانہ کے قریب
ہوئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر غرق زمین ہوئی اور امواج گرد کو لیکر زمین زمین زندان سے باہر آئی
امواج گرد نے جو اپنی معشوقہ کو دیکھا کہا تم مجھکو بیکار سے آئین آپ لیے کہ آپنے مجھے بردی زیر
کیا ہی مین آپکی اطاعت کرونگا جمیلہ جادو نے کہا کہ آپنے تمہارے ساتھ فریب کیا اسیدن کے واسطے
ہم تمسے کہتے تھے کہ کچھ تعاویذ سحر پاس رکھو وہ جو عقاب سحر اسکے سر پر سایہ فگن ہی وہ ایک ساحرہ ہی
اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ مین اسے جاکے سمجھاتی ہون اور صلح کرائے دیتی ہون اگر نہ مانے گی
تو پھر پہلے میرے اسکے مقابلہ ہوئے لگا اسکے بعد تمکو اختیار ہی چونکہ یہ تو عاشق ہی ہی اور امواج
بھی اسیے چاہتا ہی کہنے لگا کہ اگر تم قتل ہو لیکن تو میری زندگی بے حلاوت ہوجائیگی جمیلہ جادو نے
کہا کہ ابھی تو مین واسطے گفتگو کے جاتی ہون بعد کو دیکھا جائے گا امواج گرد تو جانب لشکر غلطان شاہ
روانہ ہوا اور جمیلہ جادو بارگاہ زلزال کیجانب چلی جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہنچی تو اسنے اطلاع کرائی چوبدار
نے جاکر زلزال سے کہا کہ ایک عورت حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی کہا بلاؤ جس وقت جمیلہ جادو
اندر بارگاہ کے آئی تو اسنے غولان جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ مجھکو بھی تمنے پہچانا کہ مین کون ہون
غولان جادو نے کہا کہ تجھ ایسی چھوکریون کو مین کیا جانون تو زمین سے اگتے ہی چلے ہونے
لگی بس یہ سنکے جمیلہ جادو کو غصہ آیا ایک تصویر نکال کے سامنے غولان جادو کے پیش
کی اور کہا کہ اسے تو پہچانتی ہی غولان جادو نے کہا کہ یہ میری تصویر ہی بس جمیلہ جادو نے کہا کہ اگر
یہ تصویر تیری ہی تو ہر وقت مجھے تیرے مار ڈالنے کا اختیار ہی اور اگر تجھے یقین نہو تو مین دکھاؤن
غولان جادو ہنسی اور کہا کہ کاغذ کی تصویر بناکر تو بہت خوش ہوئی ہی ہر شرط کہ تجھے پھونک دون یہ
سنکے جمیلہ جادو نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ تجھے اس دربار عام مین ذلت ہوگی یہ
سنکے غولان جادو نے چند دانہ خشخاش کے پڑھکر مارے جمیلہ جادو نے رد سحر پڑھا اور
اسی تصویر کے بالون کی ایک لٹ کاٹ لی ادھر غولان جادو کے سر سے ایک لٹ بالون کی
غائب ہوگئی لیکن غولان جادو نے اسپر بھی نہ مانا اور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر کھینچ مارا
جمیلہ جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر اس گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ بس اسی سحر پر تجھے
ناز تھا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور وہی جو تصویر اسکے ہاتھ مین تھی اسکے ہاتھ کو موڑا ادھر غولان جادو کا
ہاتھ مڑ گیا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا لیکن کچھ نہوا آخر یہ چلائی کہ واقع مین ای جمیلہ جادو تیرا سحر بھی
بہت تیار ہی اس سن مین تونے یہ کمال پیدا کیا کہ مجھ جیسی سو برس کی بڑھیا کو عاجز کردیا آخر تیرا مطلب
کیا ہی جمیلہ جادو نے کہا کہ بہتر و مناسب یہ ہی کہ نہ تم ہمارے دین و مذہب سے تعلق رکھو نہ ہم
تمھارے دین و آئین سے مطلب رکھین بلکہ ہم تم ملکر خداپرستون سے مقابلہ کرین اس بات کو دونون
نے منظور کیا اور کہا کہ واقع مین یہ خداپرست تو ہر ملت و مذہب کے دشمن ہین اور چاہتے ہین کہ سبکو
مٹادین ہمین ہم باقی رہجائین بعد اس تصفیہ کے جمیلہ جادو پلٹکے دربار غلطان شاہ مین آئی غلطان شاہ
سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ کل صبح کو حضور برائے استقبال آگے بڑھین اور زلزال ترک کی
دعوت کرین جب صبح ہوئی تو غلطان شاہ سوار ہوکے برائے استقبال روانہ ہوا اور زلزال ترک
ہو لیکے آیا سامان دعوت مہیا کیا کہ اکمر نہ ہرکارون خبر دی کہ خداوند ساریق خداپرستون کے
ہاتھ سے تنگ ہوکر اس طرف آتا ہی بس یہ سنکے زلزال مع غلطان شاہ برائے استقبال

روانہ ہوا اور ساریق کو شہر میں آیا سامان دعوت کیا سخنگان نے زلزال سے کہا کہ اے خان اعظم اب
اس پل پر تجھے خداوند کو پناہ دی ہے اور مقابلہ خدا پرستان کا قصد کیا ہے زلزال نے کہا کہ اب
خداوند نے مجھے آہنی بدن بنا دیا ہے کہ حربہ مجھ پر تاثیر نہیں کرتا زور میں بھی کسی سے کم نہیں ہون اب
اگر خدا پرستون سے سامنا ہوا تو حمزہ کو مع سرداران نامی سرمیدان نہ باندھا تو نام اپنا زلزال نہ پایا
سخنگان دل مین سمجھا کہ کچھ نہ کچھ بل ہے اب یہ تو سامان دعوت و ضیافت مین مصروف ہوتے
ہین اور ہرکارے جو ساریق کے تعاقب مین آئے تھے وہ صاحبقران سے خبر دیتے
جاتے ہین لیکن بیان سے

چند کلمے داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان ہوتے ہین کہ

کہ یہ حکیم یونس کا سمان ہے انتظار صبح مین شاہزادہ نے شب جتنی ہو بچ گئے ہین جب صبح ہوئی
تو شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا بعد ادا ے وظیفہ سحری طیمور نے مسلح ہو کے لوح گلے مین ڈالی
اور سب سے رخصت ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا جس وقت صحرا مین پہونچا تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
تھا کہ اے فتاح طلسم ہوشیار ان عجائبات سے آگاہ ہو کہ اب مرحلہ دربند سکندریہ کا ہے مالک اس دربند
کی بحرین سرخ پوش ہے یہ وہی ساحرہ ہے جو تیری عروس کو اٹھا لے گئی ہے اسی دربند پر تجھ سے
اور ملکہ حسینہ پریجمال سے ملاقات ہوگی تجکو چاہیے کہ یہان سے داہنی جانب روانہ ہو اور
جب دوراہہ ملے تو اس راہ کو اختیار کرنا جو بائین ہاتھ کی طرف گئی ہے ایک ساعت کی رہروی
مین دربند تک پہونچ جاؤگے طیمور حسب ہدایت لوح روانہ ہوا جب دوراہہ پر پہونچا تو وہی راہ
جو بائین ہاتھ کو گئی تھی اختیار کی جاتے جاتے دور سے قلعہ نظر آیا طیمور اس قلعہ کی طرف چلا
نگہبانان قلعہ نے جو طیمور کو آتے دیکھا جا کر ہوشیار جادو مالک دربند سے اطلاع کی یہ ساحر
بحرین سرخ پوش کی طرف سے ناظم دربند ہے اور بحرین جادو وزیر طلسم ہے اس وقت
بحرین جادو موجود نہ تھی ہوشیار جادو مع فوج قلعہ سے باہر آیا اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ
کہان آتا ہے پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا میرے ہاتھ سے طیمور نے کہا کیا بکتا ہے مین تیری
جان کا ملک الموت ہون بس ہوشیار جادو نے ایک گولہ فولادی مارا کہ گولہ پھٹا اور اس مین سے
ہزارہا شرارے پیدا ہوئے اور ان شرارون نے شکل طاؤس زرین بال کی پیدا کی اور
طیمور کو چارون طرف سے گھیرا طیمور نے تلوار سے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا جو طاؤس
قتل ہوا شعلہ بنکے طیمور ہی پر گرا لیکن بسبب برکت لوح کے طیمور پر تو کوئی اثر نہ ہوا لیکن تھوڑی
دیر مین جتنے طاؤس قتل ہوئے وہ سب شعلہ بنکے ایک جسم ہو گئے اور گرد طیمور کے وہ آگ چرخ
مارنے لگی لیکن طیمور غصہ مین برابر طاؤسون کو قتل کرتا جاتا ہے اور آگ زیادہ ہوتی جاتی ہے یہان تک
کہ اب جو دیکھا تو وہ آتش تا گلو آ گئی ہے اس وقت طیمور نے گھبرا کے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جس وقت
تو سامنے ہوشیار جادو مالک دربند کے پہونچے اور ہوشیار جادو تجھ پر نارئیل مارے تو تجھے
چاہیے کہ عکس لوح کا ڈال گولہ پھٹتے ہی ہوشیار جادو مر جائے گا اور کام اسکا تمام کر دے گا
اور اگر اسکے خلاف کیا جو گولہ پھٹا اور طاؤسون نے گھیرا اور تو نے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا تو غضب
ہو جائے گا آتش سحر تجکو چارون طرف سے گھیر لیگی جس وقت تک کہ آتش تا گلو ہو اس وقت تک

دا وا ممکن ہو اور یہ وہ ہو کہ فلان اسم پڑھ کر پیکان پر دم کر اور تیر کو چلّہ کمان مین پیوستہ کرکے وہ سامنے
جو سامنے ایک بلندی پر کھڑا لنگوٹی باندھے ہوئے برہنہ سحر کر رہا ہو اسکی ناف تاک کے تیر مار اگر تیر
پڑ گیا تو حریف کے لیے پیر قضا ہو اور اگر خالی گیا تو یہ آتش مشتعل بلند ہوکے خانہ آتشی بن جائیگی اور
تو بھی ہمہ تن شعلہ ہوکے قیامت تک اسی مقام پر رہجائیگا بس یہ دیکھتے ہی طیمور نے جلدی
جلدی اسم کو پڑھ کر تمام کیا اور تیر مارا تیر ناف پر پڑا تو ڈلے پار گذر گیا تمام آتش سحر تو دھوان بن کے
غائب ہو گئی مگر بڑے تین چمک چمک کے گرے لیکن صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین اور ازین مہیب آئے
تلکون کشتی مرا نام ہوشیار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی
ہوئی تو دیکھا کہ لاش ہوشیار جادو کی پڑی ہو اور اہل قلعہ نے آکر اطاعت کی شاہزادہ نے ان
لوگون کو ہدایت اسلام کی بسبب بدل دین اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اب شاہزادہ
نے آگے جانے کا قصد کیا اہل قلعہ نے عرض کی کہ اے شہریار ہرچند کہ یہ قلعہ آپنے فتح کر لیا لیکن ابھی سخت
مرحلہ باقی ہو اسلیے کہ یہ تو ایک طلسم ہو ملکہ بحرین کا ملکہ بحرین جادو وہ عورت ہو کہ جسپر دار و مدار
سلطنت عجائب شاہ ہو یہ رکن اعظم ہو طلسم عجائب سلیمانی کی آگے اسکا باغ ہو میان ہوشیاری
سے کام لیجیے گا ملاحظہ لوح سے غفلت نفرمائیے گا یہ سنکے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین خدا کے بھروسے
آیا ہون لوح کے بھروسے پر نہین آیا ہون اگر میرے مقدر مین فتح طلسم ہو تو طلسم کو فتح کرونگا
ورنہ مارا جاؤنگا یہ فرما کر قلعہ سے نکلکر آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے صحرا مین پہونچے لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ دو سامنے جو دروازہ باغ کا نظر آتا ہو اسمین داخل ہو اور جب اندر باغ کے پہونچنا
تو بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نکرنا طیمور آگے روانہ ہوا جسوقت قریب دروازہ باغ پہونچا تو دیکھا
نصف دروازہ وا ہو اور نصف بند ہو اور ایک عورت گھبرائی ہوئی دروازے سے جھانکی اور اندر
چلی گئی دم بھر مین چار عورتین دروازے پر آئین اور کہنے لگین کہ اب بھی آپنے تو مہربانی کی
ملکہ کا انتظار مین یہ حال ہو کہ نوبت بجان ہو رہی ہو بستر سے اٹھنا نا ممکن ہو نگاہین جانب در لگی ہوئی ہین
شاہزادہ طیمور نے فرمایا کون ملکہ ان عورتون نے کہا اتنی جلد بھول گئے سچ کہا ہو کہ مرد کی ذات بیوفا
ہوتی ہو آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل دل مین آیا پیار آنکھ ہوئی اوٹ دل مین پڑی کھوٹ یہ وہی ملکہ ہو جسکی محبت
مین خانہ خراب ہوئے تنہا سوداگر کے ساتھ آپکے ملک مین پہونچے کیا کیا تکلیفین اٹھائین سختیان
جھیلین اب آج بھول گئے یہ سیتے کی باتین سنکے طیمور کے کان کھڑے ہوئے یہ تو معلوم ہی تھا
کہ ملکہ اس طلسم مین ہو اسی واسطے طلسم کشائی کا قصد کیا تھا بیتاب ہو گئے نام سنتے ہی روح بیچین
ہو گئی جلدی بسے داخل باغ ہوئے اب لوح دیکھنا کسے یاد وہ عورتین ملکہ کی باتون مین الجھائے ہوئے
قصر تک پہونچین اندر قصر کے دیکھا کہ ملکہ بستر پر پڑی ہو آنکھین چھت کو لگی ہوئی ہین جیسے ہی طیمور
نے ملکہ کو دیکھا ہاتھ پاؤن بیقابو ہو گئے ملکہ بھی بیتاب ہو کر اٹھی تھی کہ چکر آیا بیہوش ہو کے گری
شاہزادے نے دوڑ کر آغوش مین لینا چاہا کہ کنیزون نے کہا میان یہ ہتھیار تو جسم سے دور کرو ابھی
ننھے ہو بھلا اسکا کونسا محل ہے یہ لڑائی بھڑائی کی چیز ہو یا عورتون کو قتل کرنا منظور ہو
طیمور نے کہا نہین جلدی جلدی سب اسلحہ اتار کے علحدہ رکھ دیے ایک نے کہا کہ میان یہ لوح
کس کام آئیگی ملکہ کو دیجیے وہ تو ترک کی چیز ہو طیمور نے کہا ملکہ سے جان تک عزیز نہین ہو یہ کہکر جلدی
سے لوح گلے سے اتار کے ملکہ کو پکڑا دی اور وہ اسکے گلے کا اپنے ہاتھ مین لیکر سنگھانا شروع کیا اتفاقیہ

ملکہ نے لوٹ لگائی اور طیمور سے دور ہٹ کے آوازدی کہ لونادان ملکہ کیا اپنے اختیار مین تھی کہ اسطرح
سے تکلیف تمکو بلا لیتی ذرا اپنی خبر لو کہ جگہ سے بھی سرک سکتے ہو یا نہین اب جو طیمور نے اُٹھنے کا
قصد کیا تو دیکھا کہ زمین چو تڑون سے لپٹ گئی ہر اُس عورت نے آوازدی کہ تم ملکہ بحرین جادو شکر کی
جاہو کہ آج تجھ سے الزام بربادی طلسم کا برطرف ہوا سب یہی کہتے تھے کہ تم اُس ملکہ کو لاتین نہ فتاح
طلسم اس طرف اُسکی تلاش مین آتا بادشاہ بھی ناراض تھا اور جس واسطے مین ملکہ کو لائی تھی وہ مطلب
بھی نہ حاصل ہوا میرا فرزند جو اسپر عاشق تھا اور جسکے واسطے ملکہ کو لائی تھی قبل اسکے کہ مین اُسکی معشوقہ کو
لیکے پہونچون طلسم مین زلزلہ آیا اور جس مکان مین میرا فرزند لالان جادو تھا چھت اُسکی بیٹھ گئی اور
فرزند میرا مر گیا جسے مین اس ملکہ کو باعث زندگی سمجھتی ہون اور یہ جانتی ہون کہ میرے فرزند کی
نشانی ہو لیکن تو نے اس طلسم مین آکے مجھے بدنام و رسوا کر دیا تھا یہ کہکر طیمور کو قید سحر مین گرفتار
کیا اور اب اس مقام پر آئی کہ جہان ملکہ اصلی تھی واضح رہے ناظرین ہو کہ جس دن سے ملکہ اسس
طلسم مین آئی اور بحرین جادو اس سے محبت پیش آئی ملکہ نے اسکو ماں کے خطاب سے پکارنا شروع
کیا اور بحرین جادو نے بھی اپنے مردہ فرزند کی نشانی سمجھ لیا لیکن دل کا ملکہ کے خدا ہی حافظ
تھا یاد مین طیمور کے رویا کرتی تھی اور نا امیدی دن بدن افزون ہوتی جاتی تھی اسلیے کہ ملکہ کو
یہ خبر نہ تھی کہ میرا شوہر ہی فتاح طلسم ہوگا اور اُسی کے ہاتھ میری رہائی ہوگی خدا پر شاکر بیٹھی ہوتی
تھی بحرین ہر طرح کی راحت دیتی تھی مگر ملکہ دن بدن زرد ہوتی چلی جاتی تھی بحرین جادو نہایت
ہوشیار تھی سمجھتی تھی کہ اسکو اپنے شوہر کا فرق کیا ملال ہوگا کہ ابھی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی لیکن فراق والدین
کے سبب سے اسکی یہ حالت ہو بعد چند روز کے بحرین نے تسلی ملکہ کے لیے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہم تمکو بھیج کے
تمہاری والدین کو دکھا دینگے بانتظار طلسم کی آمد و رفت موقوف ہو الحاصل اس وقت جو یہ
شاہزادہ طیمور کی لیے ہوسے بحرین جادو سامنے ملکہ کے پہونچی اور ملکہ نے طیمور کو اسیر مین زنجیر
دیکھا دل بیتاب ہو گیا مگر ضبط سے کام لیا بحرین نے کہا کہ جسکا خوف تھا مین اُسے گرفتار کر لائی اب مین
اسے خدمت مین بادشاہ طلسم کے روانہ کرونگی اور تجھکو بھیج کے تیرے ماں باپ کو دکھلاؤنگی اُسوقت
ملکہ نے کہا کہ ای والدہ مہربان جس روز سے آپنے مجھکو دختر اور مین نے آپکو والدہ جانا اُسوقت سے اُسوقت
تک مین نے کوئی خواہش آپ سے ظاہر نہین کی آپ ہی کی رضا پر راضی رہی لیکن اس وقت ایک
التماس کرتی ہون سے گر قبول افتد زہے عز و شرف بحرین سرخ ہوش نے کہا بجان کر دین
آنکھون سے اس خدمت کو بجا لاؤنگی ملکہ نے کہا اس قیدی کو جسکو اب سوا موت کے کوئی امید نہین
مین چاہتی ہون کہ کچھ دیر کے واسطے میرے پاس چھوڑ جائیے مین نہین کہتی کہ اسے رہا کر کے
چھوڑ دیجئے اسی طرح اسیر طوق و زنجیر رہنے دیجئے یہ وہ شخص ہو جسکی صورت بہ انکی مصحف کے مین نے
اُسوقت دیکھی ارمان پورے ہی ہونگے چاہتی ہون کہ اور گھڑی بھر دیکھ لون پھر یہ کہان اور مین کہان یہ کہکر
آنکھون مین آنسو بھر لائی بحرین کا دل بس گیا اور سوچی کہ حق بجانب ہو جسکا ایسا صاحب جمال شوہر
ہو اور اب قتل ہونے جاتا ہو اسکی جو حالت ہو وہ بجا ہو بس بحرین جادو وہان سے اُٹھ کر چلی آئی لیکن
قضا نے کار و اتفاقات روزگار کرامین کر تے کرتے لوح طلسمی ملکہ کے پاس رکھ کر بھول آئی اور دوسرا راوی
کہتا ہو کہ اسنے اپنے ہی لوح ملکہ کے گلے مین پہنادی تھی غرضکہ جب یہ علیحدہ چلی آئی تو اسکو خیال آیا کہ مین تو
لوح ملکہ کو پہنا آئی ہون اور وہ فتاح طلسم کی عروس اور عاشق ہو ایسا نہو کہ لوح اُسے دے تو غضب ہوجائیگا

یہ سوچ کے پلٹی مگر یہ خیال ہوا کہ البتہ فاتح طلسم لوح پا گیا ہو میں یکبارگی پہونچ جاؤں وہ مجھے مہلت بھی نہ لینے
دے یہ سوچ کے پوشیدہ طور سے آ کے دیکھنے لگی یہاں ملکہ نے طیمور کی طرف دیکھ کے کہا کہ
افسوس ہماری ہی سی بد نصیب کوئی عورت دنیا میں نہوگی کہ تخت کی رات مبتلاے آفات ہو گئے تم سے
ایسے مجبور ہوے کہ ہم کہیں اور تم کہیں اور اب سامنا بھی ہوا ہو تو کس وقت تم مرنے جاتے ہو خیر جو مرضی
خدا کی طیمور نے کہا اے ملکہ مجکو بحرین جادو اگر تمہاری صورت بنکر فریب نہ دیتی تو میں اس دام مصیبت
میں کبھی گرفتار ہوتا میں نے خود لوح گلے سے اتار کر اسے پہنا دی ملکہ نے کہا کہ تمنے جس دل سے
لوح پہنائی اُسکا ویسا ہی اثر بھی ظاہر ہوا کہ لوح مجھ تک پہونچ گئی شاہزادہ نے کہا کہ اے ملکہ تعجب
معاملہ طلسم کا ہوتا ہے کہ ایک لوح سے سارا طلسم تھراتا ہے یہ وہی ہم ہیں کہ ساحروں کی روح ہمارے
نام سے کانپتی تھی یا اب کوئی حقیقت نہیں ابھی یہ لوح میرے ہاتھ آجاے تو تمام طلسم کا ورق
اُلٹ دوں ملکہ نے کہا کہ پھر کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں لوح تمہیں دے دوں طیمور نے کہا کہ نہیں
ہرگز میری یہ خواہش نہیں کہ میں تم سے لوح لیکر طلسم توڑوں اگر میری قسمت میں فاتح طلسم ہے تو
انشاء اللہ بزور شمشیر لوح لونگا اور اگر تم نے لوح مجھے دے دی تو بحرین جادو کو کیا جواب دوگی
مجھے تمہارے زندہ ہونے کے مقابل میں اپنا مرنا قبول ہے یہ سنکے ملکہ نے کہا اے شہریار میں بھی لوح کا
دینا ہرگز گوارا نکرونگی یہ ہوسکتا ہے کہ بعد تمہارے میں بھی خودکشی کروں اور اپنی جان دے دوں
لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ لوح دے دوں بڑے شرم کی بات ہے کہ جو اپنے تئیں صاحب امانت بنکے
دولت کے ساتھ خیانت کرے غرضکہ نہ طیمور نے لوح کا لینا پسند کیا اور نہ ملکہ نے لوح دینا پسند
کیا یہ باتیں بحرین سرخجوش سنا کی اور وجد کرنے لگی کہ یہ دونوں بڑی آن بان کے ہیں بس سامنے
آکر دونوں کی تعریف کی اور کہا کہ میں باتیں تمہاری سن رہی تھی بس لوح ملکہ کے گلے سے اتار کے گلے
میں طیمور کے ڈال دی اور اپنا سر خم کر دیا کہ یہ سر ہے کاٹ ڈال اور جا کے طلسم فتح کرے
طیمور نے بحرین جادو کا منہ دیکھا اور کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ مجھپر یہ احسان کریں اور میں آپ کا سر
کاٹوں آپ اپنی لوح رہنے دیجیے یہ کہکر لوح گلے سے اتار کے پھینکدی اور کہا کہ مجھے لوح دیکر اجازت
دو کہ میں جا کر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کروں یا لوح بھی لے جاؤ بحرین نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرسکتی
اسلیے کہ میں بھی بادشاہ کی نمکخوار قدیم ہوں تمام سیاہ و سپید طلسم کی مختار ہوں ہاں بعد میرے جو چاہے
سو ہو جاے اپنی حیات میں میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی کہ لوح دیکر بادشاہ کو قتل کراؤں اور آپ زندہ
بیٹھی رہوں طیمور نے کہا کہ اگر آپ کو یہ منظور نہیں ہے تو مجھے بادشاہ طلسم کے پاس بھیج دیجیے اگر اقبال
میرا یاوری کریگا تو کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکل ہی آئیگی ورنہ قضا ہے مارا جاؤنگا مجھے یہ ننگ ہرگز
نہ گوارا ہوگا کہ اک عورت کو جو اپنی محسن بھی ہو قتل کروں اُس وقت ملکہ بحرین سرخجوش نے سر
تفکر سے جھکایا اتنے میں مبہوت جادو جانب بادشاہ طلسم سے حاضر ہوا اور کہا کہ اے ملکہ آفاق
بادشاہ نے قیدی کو طلب کیا ہے بحرین سرخجوش نے کہا کہ قیدی موجود ہے اور میں بھی چلتی ہوں یہ کہکر
اک تخت منگوایا اور اس تخت پہ طیمور کو قیدیوں کی شان سے بٹھایا اب سوا قید آہن کے طیمور
پر قید سحر نہیں ہے اور ایک محافہ منگا کر ملکہ کو اندر محافہ کے سوار کیا اور سپکیں عجائب جادو شاہ طلسم
عجائب بہار کی جانب روانہ ہوئی ہے وہاں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملکہ بحرین سرخجوش قید فاتح طلسم
کی اپنے ہمراہ لیے چلی آتی ہے بادشاہ نے ارکان دولت کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور

ملکہ بحرین کو لیکر حاضر ہوے اتنے مین تخت شاہزادہ طیمور کا نمودار ہوا اُس وقت تخت بادشاہ کے پاس
ایک دنگل پر ہزبر شیر شکار بیٹھا تھا یہ پہلوان زبردست اور سالار لشکر ہی اسنے جو دیکھا کہ قیدی تخت پر
آتا ہی پس ہزبر شیر شکار غصہ مین اپنے مقام سے اُٹھا اور للکارا کہ او بے ادب سامنے بادشاہ کے تو تخت پر
سوار ہو کر آتا ہی تخت سے یہ کہکر قریب تخت طیمور کے آیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ تخت سے
کھینچ لون پس طیمور کو اس حرکت پر غصہ آیا دونون ہاتھ بیڑیون مین ڈال کے جو جھٹکا مارا بیڑیون کے ٹکڑے
ٹکڑے ہو گئے ہزبر نے تلوار ماری طیمور نے دونون ہاتھ بلند کر دیے تلوار ہتکڑی کے قفل پر پڑی
ہتکڑیان بھی کٹ کے علحدہ ہو گئین پس طیمور نے کلائی ہزبر کی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے تھپڑ
مارا کہ کلہ پھٹ گیا اور ہزبر نے چرخ مارا طیمور نے کمربند اسکا پکڑ کے سر سے بلند کر کے زمین پر مارا
کہ نقش زمین ہو گیا پیکر چور ہو گیا تمام بارگاہ حشر الٰہی طیمور نے پھر بیڑیان اُٹھا کر پہن لین اور بحرین جادو
سے کہا کہ آ ہتکڑیون کو ملا کر ہتکڑیان بھی درست کر دے تجھے یہ حرکت طیمور کی دیکھکر بادشاہ نے
پوچھا کہ کیون ای شخص تو تو ہمارا دشمن ہی پھر تو نے ہمپر کیون نہ حملہ کیا طیمور نے کہا کہ تمھارا قیدی
ہون اور کوئی خاص سبب میری رہائی کا نہین ہوا ہی اسنے بے وجہ مجھپر حملہ کیا تھا اسکی سزا پائی اب
تمکو میری قتل و جانبخشی کا اختیار ہی یہ ہمت و جرات طیمور کی دیکھکر بادشاہ وجد کرنے لگا اور طیمور سے
کہا کہ جسے تمنے مارا ہی اسکے دنگل پر بیٹھ جاؤ تو تمھارا دیوان سمجھا جاے طیمور دنگل پر ہزبر شیر شکار
کے بیٹھ گیا بادشاہ نے کہا کہ ای ملکہ بحرین جادو کیا کہون اگر اسکے حسن پر خیال کرتا ہون تو یہ قابل
پرستش ہی اگر اقبال کو دیکھتا ہون تو قابل تعریف پاتا ہون جی یہ چاہتا ہی کہ لوح اسے دیدون
اور کہون کہ مجھے بھی قتل کر ڈال بحرین جادو نے کہا کہ یہ شخص اسے کبھی منظور نکرے گا یہ پہلے
ہو چکا ہی واقعہ اسکا یہ ہی کہ جس عروس کو مین شہر حسن آباد سے اپنے فرزند کی معشوقہ سمجھ کر لائی تھی یہ
اُسکا شوہر ہی اور اسکی تلاش مین یہانتک آیا ہی سب مرحلے طے کیے مگر وہ نا عشق مین اپنے
عروس کے مبہوت تھا مین نے اسکی صورت مین سے فریب دیا اور اسے گرفتار کر لائی چونکہ
عروس اسکی مجکو مان کہتی ہی اور اسنے اپنے شوہر سے تخلیہ مین باتین کرنے کی خواہش ظاہر کی
مجھے ترس آیا اور مین نے دونون کو یکجا کر دیا آپ علحدہ ہو گئی حسب اتفاق مین نے لوح اسکی
عروس کو پہنا دی ہی اور جب مین وہان سے علحدہ ہو گئی ہون لوح بھول گئی تھی مین نے جب کے
ان دونون کی باتین سنی باوجود اس عشق و محبت کے فرزند ملکہ نے امانت مین خیانت کی نہ اسنے
لوح کا لینا قبول کیا جب مین نے یہ حالت دیکھی تو مین سامنے گئی اور خود لوح اسے دے دی
اور یہ شرط منظور کی کہ پہلے مجھے قتل کر ڈال بعد اسکے جا کر طلسم کو فتح کر لے اسنے گوارا نہ کیا یہ سامنے
جو کھڑا ہی یہ اسکی عروس کا ہی اور اب یہ مجکو فرزند کی جگہ ہی لیکن تابع حکم بادشاہ ہون اسوجہ سے اسکو
قید کر کے لے آئی اب اگر آپ کو اسکا قتل منظور ہی تو اسیکو حکم دیجیے یہ خود گلا اپنا کاٹ سکے گا
دے گا اور اگر اسکا قتل منظور نہین ہی تو عروس اسکی اسکے سپرد کر کے طلسم سے باہر نکلوا دیجیے
اسی کے واسطے طلسم مین آیا ہی ورنہ ہرگز نہ آتا یہ سنکے بادشاہ نے لوح سامنے طیمور کے ڈال
دی اور کہا کہ ای فاتح طلسم تجھے کیا منظور ہی اگر میرے خون کا پیاسا ہی تو یہ لوح لے کہ بغیر اسکے
مین قتل نہ ہو سکون گا اور اگر صرف عروس کو لینے آیا ہی تو اسے بھی لے جا اور مال طلسمی کی خواہش
ہو تو مین تمام گنج طلسمی تیرے سپرد کرتا ہون طیمور نے کہا کہ مین دوستون کا دشمن نہین ہون جب

آپنے میری جان بخشی کی تو مین ممنون ہوا کہ اسکی عوض مین قائل ہوا بادشاہ نے کہا کہ اچھا اسکے علاوہ اگر
کوئی اور خواہش ہو تو اُسے بیان کر طیمور نے کہا کہ اسکے علاوہ یہ خواہش ہی کہ اگر عقل آپ کی
دین اسلام کو حق ثابت کرے تو مسلمان ہو جیے اور یہ سمجھیے بادشاہ نے کہا کہ بیشک دین تمہارا
برحق ہی مجھے ہر طرح منظور ہی اور آج سے گرویدہ ہی یہ کہا کہ قید کاٹ دو طیمور نے کہا کہ یہ وہی قید ہی
کہ ابھی ابھی آپ کے سامنے مین نے اوسکو توڑ کے پھینک دیا تھا اب پھر توڑے ڈالتا ہوں وقت کا
انتظار تھا یہ کہکر جو ہاتھ پاؤں کی بیڑی مین ڈال کر زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ
کر کے پھینک دیا بادشاہ نے کہا کہ ای بحرین جادو ہمارا جی چاہتا ہی کہ یہ شادی ہم پھر سے کرین
طیمور کو ہم دولہا بناتے ہین اور ملکہ کو تم دولہن بناؤ کہ یہ اسی لباس عروسی سے ہمکنار و ہم آغوش ہوں
بحرین نے منظور کیا اور ملکہ کو لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوئی سامان شادی کا ہونے لگا ہنوز تاریخ
مقررہ نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے طیمور سے کہا کہ ای فرزند با اقبال اس طلسم مین ایک تہخانہ ہی اس پر
اک قفل ہی کہ آجتک وہ کسی سے نہین کھل سکا سنا ہی کہ اسمین بارگاہ عجائب رنگین بہار ہی اور چالیس
گنج مین اور بہت سے تحائف طلسمی ہین اگر تم طلسم کشا ہو تو تمہارے ہاتھ سے وہ قفل بغیر کلید کے
کھل جاوے گا یہی سننے مین آیا ہی کہ کلید طلسم دست طلسم کشا ہی اگر وہ بارگاہ نکل آوے تو اسی بارگاہ
مین تمہاری شادی کی صحبت منعقد ہو جاوے یہ سن کر طیمور نے کہا کہ چلیے عجائب جادو کے ہمراہ
طیمور جانب تہخانہ طلسمی روانہ ہوا تمام ارکین طلسم ساتھ تھے شاہ پور اور فریب جنی اور حکیم کو لیکن
کوبھی بلا لیا تھا یہ بھی ہمراہ تھے جسوقت دروازہ تہخانہ پر پہونچے تو دیکھا کہ بہت بڑا قفل دروازے
مین لگا ہوا ہی پس طیمور نے بسم اللہ کہکے قفل پر ہاتھ ڈالا اور کنجی معلوم ہوا کہ قفل کھلا ہوا تھا طیمور نے
دروازہ کھولا سب اندر تہخانہ کے گئے اور صندوق نکال نکال کے باہر لانے ہر صندوق مین قفل
تھا اور قفل مین کنجی بھی لگی ہوئی تھی طیمور نے سب قفل کھولے ایک صندوق مین سے چالیس
خلعت جواہر نگار برآمد ہوئے اور باقی صندوقون مین زر و جواہر بھرا ہوا تھا ایک نقار خانہ نکلا جسکے
تک نقارون نے آواز دی تھی جتنے چوب لگائی نقار خانہ سے ہوکے بجنے لگا جب طیمور نے
چوب لگائی تو نقارہ نے یا صاحبقران کی صدا دی بعد اسکے بارگاہ عجائب رنگین جسکے تمام
جز و نکالے گئے اور لاکے بارگاہ کو استادہ کیا یہ بارگاہ قابل دید تھی طیمور نہایت خوش ہوا
اور شکر پروردگار بجا لایا بعد اسکے بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ جو مرکب اک مدت سے طلسم مین ہی کہ کسی
شہسوار کو سواری نہین دیتا ہی مرکب بے مثل ہی اگر رام ہو گیا تو قابل اسی کے سواری کے ہی ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ اگر اسکو رام نہ ہوے تو شادی کا گھر ماتم کدہ ہو جاوے گا اس بنا پر سکوت اختیار کیا اور طیمور
سے کچھ نہین کہا لیکن جسوقت وہان سے چلتے پر اصطبل طلسمی کی طرف سے گذرے دیکھا طیمور نے
کہ بہت سے مرکب ہین لیکن ایک گھوڑا سرخ جستی مگیرہ تماہی کے نیچے بندھا ہوا ہی طیمور مرکب کو دیکھتے ہی
فریفتہ ہو گیا عجائب شاہ سے کہا کہ یہ مرکب کیسا ہی بادشاہ نے بیان کیا کہ سنتا ہون کہ یہ مرکب
اولاد اشقر دیوزاد سے ہی جو صاحبقران اول کا مرکب تھا اور اسکے بھی وہی خواص ہین کہ کسی کو سواری
نہین دیتا ہی اگر آپ اولاد صاحبقران سے ہین تو شاید یہ مرکب آپ کو سواری دے یہ سنکے طیمور نے
کہا کہ مین ضرور اس مرکب کو رام کرونگا یہ کہکر قریب مگیرہ کے آیا مرکب نے جو انسان کی بو پائی چراغ پا
ہوا کنوتیان بدلکر بد مزاج ہوا منہ مین کف بھر آیا آنکھین اُلٹے لگین طیمور نے قریب آکر سا طیمور نے

کہا کہ کھول دو ایسے سائیسوں نے اگاڑیان پچھاڑیان کھول دین مرکب طیموس کی طرف چلا طیموس نے جست جو کی تو بارہ مین سے تھوڑا پشت مرکب پر پہونچ گئے گھوڑے نے شرارت شروع کی کبھی الف ہوا کبھی کاوہ ہی ماری کبھی نے کسیا کا جو حرکت کی طیموس نے مارا یہانتک کہ گھوڑے نے جھک کے گردن ڈال دی اور رام ہو گیا طیموس مرکب سے اُتر آیا اور نام اُسکا بادبہاری رکھا بعد اسکے عجائب شاہ سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ شہر حسن آباد مین کوئی شخص جائے اور نام میرا بادشاہ حسن آباد کر دے مگر بہت جلد عجائب شاہ نے کہا کہ آپ نامہ لکھیے مین ابھی ساحر کو بھیجتا ہون طیموس نے نامہ بنام خورشید زرین کمر اور ایک نامہ بنام حسین کجکلاہ لکھا مضمون دونون کا یہ تھا کہ مین نے تیکے اقبال سے طلسم کو فتح کیا بادشاہ طلسم بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہوا اور مجھ پر نہایت مہربان ہے ملک ساتھ خیر و عافیت کے صحیح و سالم موجود ہون چاہتا ہون کہ آپ دونون صاحب یہین تشریف لائے آئین امر عقدہ مناکحت ادا بھی ہو چکی ہے بادشاہ طلسم کی خوشی یہ ہے کہ یہین بھی شادی کرون آپکا شریک ہونا ضرور ہے ساحر یہ نامہ لیکر جانب شہر حسن آباد روانہ ہوا بعد اسکے طیموس نے ایک نامہ بطور عرضی کے سلیمان صاحبقران کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ مین نے آپکی عنایت و شفقت سے دنیا بھی پائی اور دین بھی حاصل کیا اب مین طلسم مین موجود ہون اور امیدوار ہون کہ اس جلسہ خوشی مین آپ بھی شریک ہون یہ نامہ دوسرا ساحر لیکر جانب پرستان روانہ ہوا یہان تو یہ انتظام ہو رہا تھا اور وہان ساحر نامہ لیے ہوئے شہر حسن آباد مین پہونچا اور دونون نامے دونون بادشاہون کو دیے غرض یہ تھا کہ یہ دونون شادی مرگ ہو جائین اسی وقت تیاری کی اور وہ دونون بادشاہ جانب طلسم عجائب بہار سلیمانی روانہ ہوئے ادھر دوسرا نامہ سلیمان صاحبقران کو پہونچا یہ مضمون نامہ سے آگاہ ہو کے نہایت شاد ہوئے اور انھون نے بھی چند پریزادون کو ساتھ لیا اور چند حمایت پرستان اپنے ہمراہ لیکر سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و سلیمان صاحبقران جانب طلسم عجائب بہار روانہ ہوئے جس وقت سرحد طلسم پر پہونچے ادھر خبر طیموس کو ہوئی یہ تمام ارکین طلسم کو اپنے ہمراہ لیکر پیشوائی روانہ ہوا ادھر حسین کلاہ اور خورشید زرین کمر بھی فوج لیکر اُن سے آ گئے ان سبکے قیام کے واسطے مناسب مقامات معین ہوئے صاحبقران آفاق طیموس کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے گلے لگایا اور فرمایا کہ مذہب حق کے اختیار کرنے کا ثمرہ دیکھا اب وہ دن آیا کہ سامان جشن ہوا بارگاہ رنگین حصار مین صحبت منعقد ہوئی طیموس کو دولہا بنا کے مسند پر بٹھا دیا داہنی جانب سلیمان اعظم و سلیمان صاحبقران و سلیمان کوچک بیٹھے بائین جانب عجائب شاہ حسین کجکلاہ خورشید زرین کمر اسکے بعد دو رویہ اور ارکین دولت اور سرداران لشکر جمع ہوئے طائفے آ کر گا کر سنانے لگے ایک پری جمال نے یہ غزل بے مثل شروع کی

غزل

بہت خوشی سے وہ سنتا ہے داستان میری
ڈراما ہے بھری زبان بنگلی زبان میری
کرونگا ضعف کا آنسو گمان سے شکوہ
اڑا مین جیب گریبان نے دہجیان میری
خدا کرے نہ کبھی اسکے کان تک پہونچے
بیان زلیست سکی سیتے فغان میری
پسند کرتا ہی ظالم پریشان میری
جو ناگوار حسین ہوتی ہو فغان میری
خدا کرے کہین لکنت کرے زبان میری
تو ہی بتا نہ ہو کیون اب نصیحت نوشتہ
بھری ہر درد سے کمبخت داستان میری
قضا سے پہلے ہوئی بند کیون زبان میری
سنا کیے نہ کمبخت داستان میری
تو بوسہ لیکے کہی کاٹ لو زبان میری
جنون ہوا مجھے اس گل کی جانشینی سے
چلے تو ذکر ترا اور چلے زبان میری
اگر اشارون ہی مین بات کرنی ہو مقصود

بعد اسکے تمام مہمان مع سلیمان صاحبقران رخصت ہوئے طیمور بھی عجائب شاہ اور ملکہ تحسین
سبز جوش سے رخصت ہو کر مع عروس و اسباب طلسمی جانب شہر زرینہ روانہ ہوا سوا اس طلسمی مکان
کے جسمین دربار جناب سلیمان منعقد ہوتا تھا اور آدمیون سے پر ہزار دین نکلتی تھین عرض یہ مکان مع سلیمان
صاحبقران کی نذر کیا سلیمان صاحبقران نے یہ نذر اپنی جدمادری کی یادگار سمجھکر خوشی سے قبول کیا
دیو اس مکان کو اٹھا کر جانب قاف روانہ ہوئے حکیم یونس چونکہ منتظم تھے یہ اس مکان
کے ساتھ جانب پرستان روانہ ہوئے اور جو چیزین طیمور نے نذر کرنا چاہین مثل خزانہ و بارگاہ وغیرہ
کے انمین سے کوئی چیز صاحبقران قاف نے نہین لی اور طیمور سے رخصت ہو کر جانب قاف
روانہ ہوئے اب یہان سے

چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ طیمور شیر بیخر لقابہ ارسیہ پوش کو تو انتظام شہر ربانیہ پر مامور کیا تھا اور انتظام
اپنے شہر کا برہوت رعد آواز کے سپرد کیا تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ برہوت رعد آواز
تپ شدید مین مبتلا ہوا اور لاجورد شاہ جو طیمور سے روگردانی کر کے اپنے ملک مین آیا تو اسکو
فکر ہوئی کہ کسی طرح طیمور کو زک دینا چاہیے یہ اسی فکر مین تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صحرا مین
ایک انسان برہنہ آتا ہی کہ شیر کا شکار کرتا ہی اور قوت مین شیر اسکا مقابلہ کر نہین سکتا شیر کی کلائیان پکڑ کے
توڑ ڈالتا ہی لاجورد شاہ نے کہا کہ کسی صورت سے اسکو رام کر کے طیمور کے مقابلہ کو تیار کرنا
چاہیے یہ سوچ کے عمدہ عمدہ غذائین اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا مین پہونچا
تو قیام کیا حسب قاعدہ اسی وقت پر وہ برہنہ انسان نمودار ہوا لاجورد شاہ نے کہا کہ اسے
گھیر کے پکڑ لو کئی ہزار آدمیون نے اسکو چار طرف سے گھیر لیا اس شخص نے جدھر کا رخ کیا ناخن اپنے
بڑھے ہوئے تھے کہ جسپر چنگل مارا زندہ نوچ لیگیا بعض سوارون نے خوف زدہ ہو کے تلوار ماری
تو جسم پر خط بھی نہ پڑا اب چہار جانب سے کمندین پڑنے لگین وہ شخص الجھ کے گرا اسے باندھ کے
لیچلے لاجورد شاہ نے اسے زندان خانہ مین بھجوا دیا اور لیکر شہر مین آیا غذائین عمدہ عمدہ
کھلائین چونکہ ایسی غذائین اسنے کبھی نہ کھائی تھین نہایت خوش ہوا اور اطاعت کی چند روز مین
کچھ بولنے بھی لگا اور سمجھنے بھی لگا اب لاجورد شاہ نے اسے فنون سپہگری تعلیم کرانے چند
روز مین وہ نہایت مشتاق ہو گیا لاجورد شاہ نے نام اسکا شیر کش بیابانی رکھا اور اپنی فوج کا سالار
معین کر کے ایک نامہ برہوت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای برہوت رعد آواز
مین نے سنا ہی کہ بالفعل تم ناظم شہر زرینہ ہو لہذا تمکو اطلاع دیجاتی ہی کہ آٹھ روز کے اندر شہر کو خالی
کردو اور جس طرف جی چاہے چلے جاؤ ورنہ ایک دم مین آکر چھین لونگا جسوقت یہ نامہ برہوت رعد آواز
کو پہونچا تو اسے تپ تھی اسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای لاجورد شاہ تو نے مجھے نہین جانا کہ مین کون
ہون مین وہ شخص ہون جسکو سارق نقیب قدرت کہتا تھا میرے نعرے سے زمین تھراتی ہی
دیوون کی آنکھین مین نے تیر جسکے پھینک دی ہین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو دست [illegible]
مین بیمار ہون لیکن تیری فوج کے لیے کافی ہون یہ جواب سنتے ہی لاجورد شاہ نے شہر
زرینہ پر فوج کشی کی خبر برہوت رعد آواز کو ہوئی اسنے بھی لشکر کو شہر کے باہر نکالا خیمہ برپا کیا

شام کو دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا تیاری جنگ ہوتی رہی گشت کے سوار دونون جانب بیدار
باش و ہوشیار باش کی آوازین لگا رہے صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نسبت دے کر ہٹ گئے تو شیرکش بیستانی لاجوردشاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت عرق عرق ہوا
تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش ای برہوت رعدآواز مین نے سنا ہی
کہ تم جیسے نامی و نامور پہلوان ہو مجھے بھی تمھاری آزمایش منظور ہی آؤ کہ یہی گوی میدان ہی اس کے سنتے ہی
برہوت رعدآواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے شیرکش بیستانی کے آکر آواز دی کہ او بزدل
اس وقت مین تو نے سر اپنا بچایا ہی کہ بادشاہ شہر مرو دشمن مند تیار ہی لا ضرب بہادری کی مین ابھی
تیری گوشمالی کو موجود ہون شیرکش بیستانی نے نیزہ مارا برہوت رعدآواز نے نیزہ کو نیزے پر
لیا اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے شیرکش بیستانی کے ہوائی کیا غرض شیرکش بیستانی نے غیظ و غضب
مین آکر تلوار ماری برہوت رعدآواز نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا سر پر پہنچی تا دو ابرو
اتر آئی پھر برہوت نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر سر سے نکلی آگ کا عالم رنگ آتی مین برہوت نے بھی
ہاتھ بچایا شیرکش بیستانی نے سر بڑھا دیا اس وقت برہوت کو معلوم ہوا کہ یہ مومن تن ہی مفسوس
ہوا شیرکش بیستانی نے دوسرا ہاتھ مارا کہ خنجر سر جو پارہ ہو گیا فوج نے دیکھا کہ مالک ہمارا زخمی ہوا اور
حریف وار سے بچتا ہی تمام فوج تلوارین کھینچ کھینچ کے آ پڑی اس طرف سے فوج لاجوردشاہ کی آپڑی
جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی صداے تکبیر زبان بلند ہوئی لوگون نے جانین دے دے کر مالک کو
اپنے بچایا برہوت رعدآواز کو سامنے سے شیرکش بیستانی کے اٹھا لے گئے لیکن اس مومن تن
نے اسقدر آتش پرستون کو قتل کیا کہ آخر انھون نے پیچھے پانون ہٹنا شروع کیا اور لاجوردشاہ کی
فوج اکھڑ جاتے ہوے چلی اب یہ لوگ قریب شہر پہونچ گئے ہین اور قریب ہی کہ مجبور ہو کر فرار ہون
کہ جانب صحرا سے شق گرد و غبار بلند ہوا اور آنے آگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے شاہزادہ
طیمور شیر پرور مع چالیس جوانان یاقوت پوش کے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او لاجوردشاہ تجھے
میرے ملک پر چڑھائی کرتے خوف نہ آیا مین طیمور شیر پرور ہون لاجوردشاہ نے شیرکش بیستانی کو آواز
دی کہ اس دشمن ہی سے خبردار زندہ نہ جانے پائے یہ سنتے ہی شیرکش بیستانی نے باگ مرکب کی موڑی
اور طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور بھی بادۂ آتش بنا ہوا سامنے شیرکش بیستانی کے آیا
برہوت نے آواز دی کہ ای شہریار ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا کہ یہ مومن تن ہی مین اسی دھوکے مین
اس سے زخمی ہوا ادھر شیرکش نے آتے ہی شمشیر خونچکان کا وار کیا طیمور نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ نقش بن گیا
اور مرکب سے کود کے ٹانگین چیر کے پھینک دیا آسکھر کے ہی بیچ جی چھوٹ گئے ادھر تمام فوج
طیمور کی آپڑی لاجوردشاہ کو مع لشکر چار طرف سے گھیر لیا اور زیر شمشیر رکھ لیا القصہ تمام فوج مین پامالی
مچ گئی ہر طرف سے آواز امان بلند ہوئی طیمور نے کہا کہ امان بشرطیکہ ایمان لاؤ سب نے کہا کہ ہمین ملت ابراہیمی
منظور ہی طیمور نے کہا کہ جسے خداپرستی منظور ہو اسکے لیے امان ہی آخر سب نے اطاعت منظور کی مگر
لاجوردشاہ نے انکار کیا کہ مین خداوندزادہ ہون ہرگز خداپرستی اختیار نہ کرونگا طیمور نے اسکو اسیوقت
ولا پیچ شکنجے کے تیرباران کرنے کا حکم دیا ہنوز تیر نہ چلنے پائے تھے کہ بجلی گری اور لاجوردشاہ

وار رہے غائب ہوگیا طیمور داخل شہر زرینہ ہوا بہ موت رعد آواز کا علاج ہونے لگا اور طیمور نے تمام شہر زرینہ کو اسلام آباد کیا بت خانہ کھدوائے مسجدون کی بنا ڈالی جب انتظام ملک سے فراغت ہوئی تو طیمور نے ہرکارون کو براے دریافت حال صاحبقران روانہ کیا اور آپ نقابدار یاقوت پوش بنگلے بڑے جاہ وحشم سے مع خورشید زرین کمر وحسین تاج کلاہ وبہ موت رعد آواز وبہروت تہمتن وغیرہ کوچ کرکے روانہ ہوا لیکن اب

یہاں سے چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران حلقہ فگن گوش گردن کشان حق پسند حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں مخمس کلیم برغزل داغ

بے زبان مجھکو بنا دیتی ہے قربت تیری
غش میں آجاتا ہوں میں دیکھکے صورت تیری
شکوہ کرنے نہیں دیتی ہے زیارت تیری
کہنے دیتی نہیں کچھ منہ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آ آ کے شکایت تیری

کر نہیں سکتا ہوں میں الٹا سفر خالی ہاتھ
میں نہ جاؤنگا نہ جاؤنگا مگر خالی ہاتھ
دہر سے جا نہیں سکتا میں ادھر خالی ہاتھ
عدم آباد کو جاتے ہیں بشر خالی ہاتھ
مجھکو ہی ناز کہ لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہاں مجھکو وہ کب پوچھتے ہیں
وہی اک میں ہوں نہیں سب بتعجب پوچھتے ہیں
وہ نہ اب پوچھتے ہیں اور نہ جب پوچھتے ہیں
یار و غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہیں
اور پھر پوچھتے ہیں مجھ سے قسمت تیری

کروں کیونکر نہ میں دن بھر شب غم کا شکوہ
میرے ہی لب پہ نہیں درد و الم کا شکوہ
نہیں بیوجہ کیا تم سے صنم کا شکوہ
ہے رقیبوں کی زبانپر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہے جاتی نہیں عادت تیری

نہ رہے عیش کے اسباب خدا حافظ ہے
تو تو ہے ماہی بے آب خدا حافظ ہے
اور آنکھوں سے اڑا خواب خدا حافظ ہے
اب ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہے
کر چکے حشر محبت میں حفاظت تیری

گا جاتا ہے محبت کا ترانہ کیا کیا
رنگ لاے گا یہ الفت کا فسانہ کیا کیا
کرتا ہے تیر ملامت کا نشانہ کیا کیا
دیکھیے کرتی ہے رسوا مجھے زمانہ کیا کیا
مجھکو سجادہ مری مجھکو یہ صورت تیری

پوچھتے ہیں مرے عادات تو یوں پوچھتے ہیں
پوچھتے ہیں وہ مری ذات تو یوں پوچھتے ہیں
پوچھتے ہیں مرے اوقات تو یوں پوچھتے ہیں
پوچھتے ہیں وہ مری بات تو یوں پوچھتے ہیں
کہتے ہیں کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

کیوں نہ پڑ جائیں مری جان کے لالے ظالم
نہیں ہوتے ہیں فراموش وہ تیغے ظالم
میں نے دیکھے ہیں عالم میں تجھ ایسے ظالم
یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم

	بھول جاتا ہون مگر دیکھ کے صورت تیری		
حال کھلتا نہین کچھ تیرے جنون کا ای داغ		کچھ تو بتلا دے کلیم اسکا ہی جو یا ای داغ	
کسپہ تو مرتا ہی اور کس پہ ہی شیدا ای داغ		گرچہ یادمین کچھ بھی نہین لگتا ای داغ	
	دیکھیے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری		

یکہ تازان عرصۂ جرأت و دلاوری و شہسواران میدان جلالت و صفدری اشہب تیز رفتار قلم کو میدان
قرطاس پر یون جولان کرنے مین ہے جانب شنوای ہمدم راستان ✦ کہ باز آمدم بر سر داستان
یہ داستان حیرت بیان یہانتک تحریر ہو چکی ہی کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ سمہ
الفلاکیہ مین رونق افروز مین کیوان زرین کلاہ بادشاہ سابق کو تخت نشین کیا ہی اور نہنگ
دریا نشین کو سالار لشکر معین فرمایا ہی ہرکارون کا انتظار ہی کہ قیام ساریق بن لقا کی کوئی خبر
ملے تو تعاقب مین آپ رانده درگاه خدا یعنے ساریق بن لقا کے روانہ ہون بعد چندہ روز کے
ہرکارے واپس آئے اور عرض کی کہ ساریق ملعون نے شہر غلطانیہ مین جاکر پناہ لی ہی غلطان شاہ نے
ساریق کو پناہ دی ہی اور زلزال بن خلخال ترک بھی آیا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیا شہر
غلطانیہ مین کچھ بڑے بڑے سردار ہین ہرکارون نے کہا کہ بظاہر تو کوئی سردار بھی ایسا نہین معلوم
ہوتا کہ ایک روز کی میدانداری بھی کر سکے ہان ایک یہ نئی بات بیشک دیکھی کہ سر پر زلزال
ترک کے ہر وقت اک عقاب سایہ افگن رہتا ہی صاحبقران نے جزیل عاد کو طلب کیا اور فرمایا
کہ تم پیش خیمہ ہمارا طرف شہر غلطانیہ کے روانہ ہو اور ہم بھی آتے ہین جزیل عاد اٹھا کر بارگاہ سلیمانی
کو بار کرا کے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوے بعد روانہ ہونے جزیل عاد کے صاحبقران
عالی شان بھی کوچ کر کے روانہ ہوے لیکن اول حال جزیل بن عاد کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ اٹھا کر
بارگاہ صاحبقران کی بار کیے ہوے کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلا جاتا ہی پانچوین منزل کے بعد جو کوچ
کیا تو راستے مین لشکر نقابدار یاقوت پوش کا اترے ہوے دیکھا اس مقام پر دو راہہ تھا آئندہ روند
سے دریافت کیا کہ یہ دونون راستے کہان کہان گئے ہین انھون نے بیان کیا کہ یہ دونون راستے
شہر غلطانیہ گئے ہین لیکن جس طرف یہ لشکر اترا ہوا ہی یہ راستہ قریب کا ہی اور صاف ہی اور دوسرا
راستہ دور کا ہی جزیل عاد نے اگرچہ قریب ہی کے راستے سے جانا پسند کرتے مین اس لیے کہ ہمین پہلے
پہونچکر بارگاہ برپا کرنا ہوگی تاکہ سواری صاحبقران کی آئے تو تکلیف قیام نہو مگر راہبرون نے کہا
کہ بیچ مین تو لشکر حائل ہی جزیل عاد نے کہا کہ اس لشکر کی حقیقت کیا ہی پامال کرتے ہوے چلے چلینگے
اگر بھاگینگے بچ جائینگے جزیل عاد سے کہا کہ فساد کرنا اچھا نہین ہی یہ زمانہ صاحبقران عادل کا ہی آپ
سے ناراض ہونگے ایسا ہی ہی تو لشکر کے کنارے سے دب کے نکل چلیے جزیل عاد نے
بکراہت منظور کیا اور چلے لیکن بیلون سے چھکڑون اور آرابون کی گرد جو اڑی تو خیمہ مین نقابدار
کے جانے لگی نقابدار نے کہا یہ کون بے ادب جاتا ہی اسے منع کرو اور نہ مانے تو بارگاہ و خیمہ
سب چھین لو یہ نقابدار وہی شاہزادہ طہمور شیر و ہی بس اتنا اشارہ پانے ہی پر ہیبت علمدار
اٹھ کھڑا ہوا اسکے چہرہ پر بھی نقاب پڑی ہوئی ہی پیچھے پشت مرکب پر روانہ ہوا جزیل عاد کو
ڈانٹا کہ او بے ادب کہان جاتا ہی پلٹ جا جس طرف سے آیا ہی نہین دیکھتا یہ بارگاہ نقابدار یاقوت پوش
مین گرد اڑاکے جاتی ہی جزیل عاد نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ یہ بارگاہ کس شخص کی ہی نقابدار سنتے

جسکے کہ ہٹنا ہے بارگاہ اپنی میں نے رعایت کی کہ کنارے کنارے چلا ہوں ورنہ تیرے نقابدار کی بارگاہ کو پامال
کرکے چلا جاتا بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز گرجا اور پکارا کہ سنبھال ضرب اپنی دیکھوں تو تو
کیونکر آگے بڑھتا ہی اگر پاؤں نہ قلم کر دیے تو نام اپنا غلام نقابدار یاقوت پوش رکھا جنزیل عاد نے تیغ
شدادی سنبھالا اور اگر برہوت رعد آواز پر وار کیا جلد ستی میں بھی تامل نہ کیا برہوت رعد آواز نے
سپر بلند کی ادھر جنزیل عاد کا رد کرکے جبلچہ تیغ آبدار کا مارا جنزیل عاد نے بھی سپر بلند
کی لیکن یہ ضرب برہوت رعد آواز کے ہاتھ کی بھلا سپر سے کب رکتی تھی تیغ پڑتے ہی سپر قلم
ہوئی خود کٹا تلوار سر پر آئی جنزیل عاد نے جلدی سے سر نیچے کھینچا تلوار سر کو زخمی کرتی ہوئی
گردن مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب کی قلم ہوئی جنزیل عاد زخمی ہوکے گرے اور مرکب
آتشبازی ہوگیا یہ دیکھکر تمام عادی آپڑے اس طرف سے ہمراہیان برہوت رعد آواز کے
تلوار چلنے لگی برہوت نے کسیکو قتل نہیں کیا اس خیال سے کہ یہ سب مسلمان ہیں لیکن سیکڑوں
کو زخمی کیا آخر یہ لوگ زخمیوں کو لیکے بھاگ کھڑے ہوے اور آکر خدمت صاحبقران میں سارا
ماجرا بیان کیا کہ اس طرح رفیق نقابدار یاقوت پوش نے آکر بارگاہ چھین لی اور ہمارے اکثر کو زخمی
کیا امیر کشورگیر نے ارشاد کیا کہ میں دیکھتا ہوں ہمیشہ بارگاہ پر تباہی رہتی ہی جب پیش خیمہ روانہ
ہوتا ہی تو کوئی نہ کوئی آفت پیش آتی ہی ہنوز صاحبقران نے کسی سے حکم جانے کا نہیں دیا تھا کہ
عارف بن معروف اور منظفر بن تحتنفر نے آکر عرض کی کہ بارگاہ ہمیشہ سے ہمارے خاندان کی
حفاظت میں رہی بارگاہ کا چھین جانا ہماری بدنامی کا باعث ہی لہذا ہمیں اجازت ہو تو ہم جائیں اور
بارگاہ نقابدار یاقوت پوش سے چھین لائیں صاحبقران نے اجازت دی یہ دونوں بھائی
بارہ بارہ ہزار قزاقوں سے جانب لشکر نقابدار یاقوت پوش روانہ ہوے یہاں برہوت
رعد آواز بارگاہ کو اپنے آقا کے لیے استادہ کرا رہا تھا کہ گرد اڑی اور یہ دونوں ضیغم منش پہنچ
پہنچے اور للکارے کہ او نقابدار یہ کیا حرکت تھی کہ تونے بارگاہ چھین لی نہیں جانتا کہ یہ بارگاہ کسکی
ہی یہ اس شخص کی بارگاہ ہی جسنے نو برس کے سن میں مصر ابلق کو توڑا اور بارہ برس کے سن میں
صاحبقرانی کا منصب حاصل کیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ کسیکی بارگاہ ہو جو شیروں کے جبڑے سے
ہوکے گذرے گا وہ شکار ہوگا بس یہ سنکے عارف و منظفر دونوں آپڑے اور برہوت رعد آواز
کو مہلت دینا دشوار کردیا جب برہوت رعد آواز اس طرف متوجہ ہوتا تھا تو اس طرف سے
تلوار پڑتی تھی جب اس طرف پلٹتا تھا تو اس طرف سے وار ہوتا تھا ادھر قزاقوں نے بھی چونک
چونک کے تلواریں مارنا شروع کیں یہ شور و غل طیمور نے سنا شاہور سے کہا کیا معرکہ ہو شاہور
نے خیمہ سے نکلکر دیکھا کہا او شہریار غضب ہوا برہوت رعد آواز زخمی ہوگیا اس اکیلے کو دو
قزاقوں نے گھیر لیا ہی ایک ادھر سے حملہ کرتا ہی ایک ادھر سے اگر جلد چلیے گا تو برہوت رعد آواز
قتل ہوجانے گا طیمور جلدی سے خیمہ سے نکلکر پشت مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او
قزاقو یہ کیا حرکت ہی منظفر و عارف نے برہوت کو تو زخمی ہی کردیا تھا اب یہ دونوں اسکی گھات
سے طیمور کی طرف آئے لیکن جونہیں پہنچیں گھوڑا بد مزاجی کرنے لگا طیمور نے ٹنگر مارا کہ گھوڑا اپنی
جگہ سے سرک نہ سکا منظفر نے دوڑ کر تلوار ماری دوسری جانب سے عارف بن معروف
نے بھی پینترا وار کیا طیمور نے داہنے ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑ لی اور بائیں ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑ لی

دونون کو سامنے کھینچ لیا اور ہاتھ اس طرح مارے کہ تلوارین چھوٹ کے گر گئیں اور دونون کی کمر
زنجیر کے بند پکڑ کے اٹھا لیا اور زین پر دونون کو ہاتھ سر بلند کیے ہوے اپنے خیمہ مین آیا اور شاہور
کے سپرد کیا شاہور نے آہنگرون کو بلایا ہتھکڑیان بیڑیان ڈلوا کر زندان خانے بھجوا دیا ہمرہیان
مظفر و غضنفر خدمت صاحبقران مین آئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ جس سردار نے بارگاہ چھینی
تھی وہ بھی بہت بڑا سردار تھا لیکن ان دونون تیز دستون کے آگے اس کا دم نہ لینے دیا اور مارے
تلوارون کے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا اتنے مین اصل نقابدار جسکے سنگ ہم تھے آگیا اور دونون
کو گرفتار کر لے گیا یہ سنکے صاحبقران نے شاہزادہ سہراب بن رستم کی طرف دیکھا اور ارشاد
فرمایا کہ تم جاؤ مین نے سنا ہے کہ نقابدار مسلمان ہے لہذا جا تنگ ہو کے کشت و خون نہو تو بہتر ہے شاہزادہ
سہراب نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور بارگاہ لیکر آتا ہون یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہو
اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر نقابدار یاقوت پوش روانہ ہوے وہان طیمور
نے پہلے سے ہرکارون کو روانہ کیا تھا کہ دیکھو اب کون آتا ہے جب پہنچے شاہزادہ سہراب بن رستم
کے ہرکارون نے طیمور کو اطلاع دی طیمور نے اسی وقت سنگ بن طوفان دریا موج
اور ماہر مین کوہزاد و بہروت تہمتن وغیرہ کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ یہان سے روانہ
ہوے سہراب نے جو دیکھا کہ چھ سات نقابدار چلے آتے ہین آواز دی کہ تم لوگ کس ارادہ سے
آتے ہو اگر قصد جنگ ہے تو بسم اللہ مین موجود ہون تلوار کھینچو ان سب نے کہا کہ ہم اپنے آقا کے حکم
سے آپکا استقبال کو آئے ہین سہراب ہمراہ ان سبکے روانہ ہوے دروازہ بارگاہ پر طیمور بھی منتظر
تھا سہراب کو دیکھکر سلام کیا اور ساتھ عزت کے خیمہ مین لیجا کے بٹھایا سہراب نے کہا کہ اے نقابدار
بہادر تمہارے اخلاق و شمائل سے یہ فعل بعید تھا کہ تم نے سردارون کو بھیجکر بارگاہ صاحبقران چھینوائی
نقابدار نے جواب دیا کہ آپ اصل حقیقت سے آگاہ نہین ہین وہ شخص جو بارگاہ لیے جاتا تھا آپ سے
کہا کہ اس طرف سے بارگاہ نہ لیجاؤ یہان لشکر ہمارا آتا ہوا ہے اہل لشکر گرد سے پریشان ہوے ہین
دوسرا راستہ موجود ہے اس طرف سے لیجاؤ اسنے ایک ساعت نہ کی جو سردار منع کرنے کو گیا تھا اس سے
لڑائی ہوئی آخر وہ عامی زخمی ہوا اسکے بعد دونون قزاق نیچے ہو گئے انھون نے میرے سردار کو
زخمی کیا اور قریب کی لڑائی لڑے کہ دونے ملکر ایک کو گھیر لیا درحقیقت میرے سردار پر غلبہ پا سکتے
آخر مین نے ان دونون کو گرفتار کیا سہراب نے کہا مین بھی بارگاہ ہی لینے آیا ہون نقابدار نے
سنکے کہا کہ آپکے واسطے وہ بارگاہ کیا میری بارگاہ بھی حاضر ہے لیکن اگر اور کسی شخص کو صاحبقران
بھیجتے تو اسکا بھی یہی انجام ہوتا جو دونون قزاقون کا ہوا ہے سہراب نے کہا کہ مجھ مین کیا ہے جو میرے
حال پر اسقدر مہربانی ہے طیمور نے کہا کہ صاحبقران سے تو بغیر پائے نام صاحبقرانی لیے ہوے مین
ہرگز بارگاہ نہ دونگا آپ سے مجبور ہون یہ سنکے سہراب نے کہا اے نقابدار مین پیام تمہارا امیر تک پہونچا
دیتا ہون ابھی بارگاہ نہ لیجاؤنگا یہ کہکر سہراب رخصت ہوے ادھر طیمور تا در بارگاہ پہونچانے کو
آیا سہراب خالی ہاتھ بارگاہ صاحبقران مین آئے تمام سردار حیرت سے دیکھنے لگے کہ سہراب
بن رستم کا خالی ہاتھ واپس آنا تعجب سے خالی نہین ہے اسکا کیا سبب امیر نے پوچھا کہ آپ
خالی کیون آئے سہراب نے بیان کیا کہ نقابدار مجھے بارگاہ دیتا تھا لیکن دعوائے صاحبقرانی بھی
کرتا ہے مین بارگاہ کا لانا مناسب نہ سمجھا اگر زور کر لا سکتا تو لطف تھا اب آپ چلکر مقابلہ پر نکل

تیاریاں پہلا مقابلہ میرا ہی رہا صاحبقران نے اسی وقت حکم کوچ دیا اور معہ جملہ سرداران اسلام کوچ
کرکے سلسلۂ لشکر نقابدار کے آکر بارگاہ برپا کی خبر نقابدار عالی تبار کو ہوئی کہ صاحبقران بجہت
مقابلہ تشریف لائے ہیں طیمور نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گونجی خبر صاحبقران کو پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران عالی شان
نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگی
مظفر بن خضنفر اور عارف بن معروف کے اسیر ہونے سے تمام سرداران دست راست کو بے
طرح کی برہمی پیدا تھی وحید الملک سب سے زیادہ بیچین تھے کہ صبح ہو تو پہلے میں ہی اس نقابدار
سے مقابلہ کروں ادھر شاہزادہ سکندر رستم خوا اپنے مقام پر کہتے تھے کہ ہمارے ہوتے
کسکی مجال ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کرسکے غرضکہ تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں
لشکر میدان مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے دیکھا صاحبقران عالی شان نے کہ جسقدر افسران فوج
ہیں وہ بھی نقاب پوش ہیں اور بادشاہ لشکر بھی نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ہے باقی اہل لشکر
بے نقاب ہیں اور عیار نقابدار یاقوت پوش بھی چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے گھوڑے پر تھامے کھڑا
ہے کوئی پانچ لاکھ کا لشکر نقابدار کے ہمراہ ہے علم سر پر نقابدار کے کھلا ہوا ہے اور ایک بہت بڑا اژدہا
نقابدار کے ساتھ ہے اس اژدہے کی طرف کسب غور سے دیکھنے لگے خود صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ اتنا بڑا اژدہا ہمنے نہیں دیکھا عیار نقابدار نے کہا کہ جو اتنے بڑے اژدہے کو باندھے
ہوئے رکھتا ہو وہ مقابلہ نقابدار کو آئے بس یہ سنتے ہی تمام سرداران اسلام اس اژدہے کی طرف
دیکھنے لگے نقابدار نے اژدہے کو بیچ میدان میں بھیج دیا اور کہا یہ وہ اژدہا ہے جسنے ایک شہر کو کھا گیا
تھا تمام باشندگان شہر اسکے لقمہ ہوگئے ملک ویران ہوگیا میں نے اس ملک کو پھر سے آباد کیا ہے سرداران
اسلام نے قریب آکے دیکھا رفیع البخت نے اپنے عیار سے کہا کہ واقع میں یہ اژدہا کچھ اس سے
بھی بڑا ہے جسے میں نے مارا تھا جب تمام سردار اس اژدہے کو دیکھکر اپنے اپنے مقام پر آئے
تو نقابدار نے جانب لشکر صاحبقران دیکھکر آواز دی کہ میں اپنے سپہ سالار کو بھیجتا ہوں
لشکر صاحبقران میں جو سردار عزیز ان صاحبقران سے ہو وہ نکلے اس سے مقابلہ کرے
یہ کہکر برموت رعد آواز کی طرف اشارہ کیا بس اسنے اپنے مرکب کو بڑھایا اور میدان میں
آکر مبارز طلب کیا لشکر امیر بازقیر سے عنقائے کوہ پیکر رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو نے
فیل اپنا بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ
نے اجازت دی عنقائے کوہ پیکر میدان میں آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی برموت
رعد آواز نے نیزہ ہاتھ سے عنقائے کوہ پیکر کے ہوائی کیا بس نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی دنیا
نگاہوں میں تیرہ و تار ہوگئی دو رکر گرز اپنا اٹھا لے بڑے لیا اور سر پر چرخ دیکر دوستی ضرب
لگائی برموت رعد آواز نے گرز کو اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا اور ضرب عنقائے کوہ پیکر
کی رد کرکے آواز دی سہ ضرب بے زدی ضرب نا خوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر اپنا وار کیا عنقائے کوہ پیکر نے بھی اپنا گرز بلند کیا لیکن ضرب جو پڑتی ہے تو یہ معلوم ہوا
کہ آسمان پھٹ پڑا مگر مرکب کی کمر ٹوٹی اور سولہ عنقائے کوہ پیکر کا ٹوٹ گیا تیغ گرد بلند ہوا برموت
رعد آواز نے زخم و پست کردم کی آواز دی جب دیر تک عنقائے کوہ پیکر گرد سے باہر نہ آیا

تو لگ دیکھنے کو آئے عنقاے کوہ پیکر کو بیہوش پایا اور مرکب کو تخت دیکھا عنقاے کوہ پیکر کو اٹھا لے گئے اس وقت طلیحہ بن لندھور نے فیل اپنا نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر بہوت رعد آواز سے سامنا کیا طہمورث نے آواز دی کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا یہ وہ شخص ہے کہ جو لشکر اسلام میں صاحبقران گزرا ہے بہوت رعد آواز نے کہا کہ حضور اطمینان رکھیں اگر یہ لشکر صاحبقران میں صاحبقران گزرا ہے تو میں آپ کے لشکر میں اسی درجہ پر ہوں دیکھیے تو کیا ہوتا کیا ہے یہاں طلیحہ بن لندھور نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ او زندیق نقابدار میں مثل دیگران نہیں ہوں مجھے بھی وہ بند تیرا دیکھنا ہے جس سے تو نے نیزہ عنقاے کوہ پیکر کا ہوائی کیا تھا بہوت رعد آواز نے کہا ای پہلوان ہندوستان میں بھی عاجز نہیں ہوں مجھکو بھی میرے آقا نے اسقدر ضرور تعلیم کر دیا ہے کہ اگر کوئی جانتا ہوگا تو اسیقدر جانتا ہوگا یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور سینہ طلیحہ پر وار کیا طلیحہ نے وار اسکا خالی دیکر نیزے سے نیزہ کو اُلجھایا طعنین چلنے لگیں سنانوں سے چنگاریاں اُڑنے لگیں جب نوبت اس بند کی آئی جس سے نیزہ عنقاے کوہ پیکر کے ہاتھ سے نکال دیا تھا طلیحہ نے تعریف کی اور اُس بند کو بنہایت آسانی سے کھولا اور آپ اپنا بند باندھا کہ جگی زکھی مگر بہوت رعد آواز نے بھی اُس بند کو کھولا دیر تک نیزہ بازی رہی آخر سنانیں بنا میں بیکار ہوگئیں نیزوں کو پھینک کر گرز سنبھالی دو ضربیں چلیں کہ طبق سے بلے آخر نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز کشتی رہی آخر دونوں بیہوش ہوگئے صاحبقران طلیحہ کو پالکی میں ڈال کے لے گئے اور طہمورث نے رفیق خاص کو لیگیا بعد ہوشیار ہونے کے دونوں نے اپنے اپنے مقام پر تعریف کی غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نیب دیکر ہٹ گئے تو خود طہمورث شیر پسر ورد میدان میں آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ یا صاحبقران اگر آپ کو خدا نے طلیحہ سا سردار عنایت کیا تو مجھے بھی ایسا سردار دیا ہے جو طلیحہ سے کسی طرح کم نہیں ہے اب مجھے دعویداران صاحبقران سے آزمایش کرنا ہے کہ میں خود بھی دعا سے صاحبقرانی رکھتا ہوں لے جسکو دعوے ہو وہ آئے گرمی کا ہے اور یہی میدان ہے بس ہنوز یہ سخن در دہان تھا کہ شاہزادہ وحید الملک کے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ وحید الملک نے مرکب اپنا صف سے نکال سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے مگر اے وحید الملک نقابدار زبردستان روزگار سے ہے ذرا تحمل سے مقابلہ کرنا وحید الملک نے عرض کی کہ میں بھی صاحبقران کا فرزند ہوں اگر حضور کا اقبال شریک حال ہے تو دیکھ لیجئےگا باندھ لاؤنگا اسے یہ کہکر چاہتے تھے نقابدار یا قوت دوش کے آگے نقابدار بعزم نگاورزی چلا اس طرف سے وحید الملک نے بھی سنبھالی اور مرکب کو تازیانہ مارا مرکب بلبلا کے چلا وسط میدان میں تکاور چلی مرکب وحید الملک کا تین قدم پسپا ہوا اور دو قدم طہمورث کا مرکب پیچھے ہٹا ایسا فرق تھا کہ سبنے دیکھ لیا سکندر نے کہا نقابدار زبردست معلوم ہوتا ہے وحید الملک کا اس سے سر بر ہونا دشوار ہے یہ بات رفیع البخت کو ناگوار گذری کہا ای صاحبقران اوسط یہ اولاد صاحبقران ہے اسپر کسیکو غلبہ نہیں ہو سکتا سکندر نے کہا ای رفیع البخت یہ جرأت کی بات نہیں ہے خدا نے ایک سے ایک زبردست پیدا کیا ہے

علاوہ اسکے اولاد صاحبقران اور صاحبقران کو جس خدا نے عزت دی ہے وہ جسکو چاہے عزت دے
علاوہ اسکے ابھی ممکن ہے کہ نقابدار ابھی ہمین مین سے ہو ابھی کل کی بات ہے کہ ہم تم بھی نقابدار بنکے آئے
تھے وہان وحید الملک نے نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو
مار سیاہ زبانین نکال کے گتھ گئے دیر تک نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر طیمور نے اس طرح نیزے
سے نیزے کو الجھا کے جھٹکا مارا کہ سنان نیزہ وحید الملک کی نکل گئی وحید الملک نے ڈانڈ
ہاتھ سے پھینک تلوار کھینچ لی اور نقابدار پر وار کیا نقابدار نے سپر لیکی تلوار سپر پر پڑتے ہی
سپر سے شعلے پیدا ہوئے تلوار کو پکڑ لیا وحید الملک نے جھٹکا دیا کہ تلوار چھوٹے مگر تلوار چھوٹنے
کے بدلے ٹوٹ گئی وحید الملک نے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور مرکب سے کود کر ہتھیار
رکھ دیے نقابدار نے بھی زین خالی کیا اور وحید الملک سے دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے
لگی تمام سرداران اسلام مع صاحبقران عالی مقام قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے پانچ شبانہ
روز کشتی رہی چھٹے روز طیمور نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور باندھے لیے چلا گیا یہ منظر
دیکھکر سرداران اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ واقع مین یہ نقابدار بلا ہے یہ معلوم ہوتا ہے نقابدار
نے ایک روز آرام لیا دوسرے روز پھر طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا آج مقابلہ
نقابدار کے واسطے شاہزادہ داراب ثانی نکلے انسے بھی بعد نیزہ بازی و گرز بازی نوبت کشتی
کی آئی پانچوین روز نقابدار انھین بھی باندھے لیے چلا گیا پھر طبل جنگ بجا اور شاہزادہ طلقیس
بن جمہور سے مقابلہ ہوا نقابدار انھین بھی پانچ روز مین باندھ لیگیا خلاصہ یہ کہ مہینہ بھر کی سپہ گری
مین طیمور سوا چند سرداروں کے سبکو باندھ لے گیا اب صرف شہنشاہ گوہر کلاہ آصف بخت طلعت
شہنشاہ صف شکن رفیع البخت سہراب بن رستم سکندر رستم خو اور خود صاحبقران باقی رہ گئے
اولاد صاحبقران مین سے ان لوگون کے سوا کوئی ایسا باقی نہ تھا کہ جو طیمور کے ہاتھ سے زیر ہو کر
اسیر نہ ہوا ہو اب جو طیمور طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا تو شاہزادہ سہراب بن رستم
نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ ہے مگر اے سہراب یہ خیال
کر لو کہ نقابدار نے کن کن لوگون کو زیر کیا ہے اور کس چالاکی کے ساتھ زیر کیا ہے جسطرح صاحبقران
نے زیر کیا تھا سہراب نے کہا کہ میرا زیر ہونا کچھ باعث توہین نہین ہے اسلیے کہ تمام عزیز میرے نقابدار
کے ہاتھ سے زیر ہو چکے ہین اگر مین بھی زیر ہو گیا تو سوا صاحبقران کے نقابدار کا کوئی ہم نبرد
بھی نہین ہے یہ کہکر رنگ میدان کارزار کا دیکھا طیمور نے جو سہراب کو آتے دیکھا اسیوقت درد سر کا
بہانہ کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے شام
کو عیار نقابدار سہراب کے پاس آیا اور اک رقعہ شوقیہ دیا مضمون یہ تھا کہ مجھ سے کسی وقت
ملیے یا اجازت دیجیے تو مین خود آؤن جواب اسکا سہراب نے یہ تحریر کیا کہ آپ کا آنا مناسب
ہے مین بھی ایک بار آپ کے پاس آ ہی چکا ہون جسوقت یہ جواب طیمور کو پہونچا تو طیمور نے کہلا بھیجا کہ مین آتا
ہون لیکن خلوت مین ملونگا سہراب دربار مین نہین گئے اپنی بارگاہ مین بانتظار طیمور قیام کیا اتنے
مین خبر پہونچی کہ نقابدار تشریف لاتے ہین یہ سنکے سہراب تا در بارگاہ برائے استقبال آئے اور
طیمور کو استقبال کر کے لیے گئے خاص اپنے دنگل پر جگہ دی آپ دوسرے دنگل پر بیٹھے
نقابدار خاموش بیٹھا رہا سہراب نے سامان ضیافت مہیا کیا نقابدار نے بے تکلف قبول کیا

اور پھر خاموش بیٹھا رہا سہراب نے کہا میں آپ کی تشریف لانے کا سبب نہ سمجھا طیمور نے کہا
کہ اگر آپ تشریف لانے کا سبب معلوم ہوتا یہاں میں وہ باتیں نہیں کر سکتا جسکے واسطے آپ کو
تکلیف دی تھی صرف اس خیال سے چلا آیا کہ آپ کو یہ گمان نہ گذرے کہ نقابدار متکبر ہے یہاں
آنے سے انکار رکھتا ہے سہراب نے کہا میں ایسا جانتا تو خود آتا اور اگر کچھ مضائقہ نہو تو آپ بھی
چلنے کو موجود ہوں نقابدار نے کہا میں ضرور اتنی تکلیف دونگا یہ کہکر نقابدار اٹھ کھڑا ہوا شاہزادہ
سہراب بن رستم نقابدار کے ہمراہ ہوے جس وقت نقابدار اپنے لشکر میں پہونچا تو اک تنہا
خیمہ میں سہراب کو لیگیا ونکل جواہر نگار پر بٹھایا جام شراب الصالحین پیش کیا سہراب نے پیا
اس وقت نقابدار نے کہا کہ اگر مجھے آپ سے مقابلہ کرنا ہوتا تو میں اسی وقت کیوں نہ اڑاتا جب
اسپ بارگاہ لینے کو آئے تھے دراصل مجھے آپ سے مقابلہ منظور نہ تھا جو میں نے درد سر کا
بہانہ کرکے طبل بازگشت بجوادیا اس وقت سہراب متحیر ہوے کہ میرے مقابلہ سے اسکو
کیوں انکار ہے کہا ای نقابدار یادرہے بغیر تمہارا لہجہ ہمارے دوست طیمور کے لہجہ سے بہت ملتا
ہے خدا اسے صحت سے رکھے بہت روز سے خبر طیمور کی معلوم نہیں دل نہایت پریشان ہے اور
تمہارے برتاؤ بھی میرے ساتھ ایسے ہی کچھ ہیں جو طیمور کے تھے یہ سنکے نقابدار نے نقاب اپنے
چہرہ سے الٹ دی اور مسکرانے لگا سہراب نے کہا ہائیں طیمور یہ تم مسلمان کب ہوے اور
کیونکر ہوے طیمور نے مجملاً اپنے مسلمان ہونے کا حال بیان کیا سہراب نے طیمور کو گلے سے
لگایا اور کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم ہو تو میں بھی تمہارے مقابلے کو نہ نکلتا تمہیں خود انکار ہے
طیمور نے کہا کہ میں نے آپ پر تو راز اپنا ظاہر کردیا مگر آپ کسی پر اظہار نہ کیجیے گا سہراب نے
کہا کہ میں ہرگز نہ بیان کرونگا لیکن اب جو آپ طبل بجوائیے گا تو یہ انکار کرکے کیا صاحبقران
بڑے مقابلہ نکلیں یا جو وحید ارصاحبقرانی ہو کہ مجھ بھی مقابلہ سے باز رہنے کے لیے کوئی عذر
معقول ہاتھ آئے طیمور نے کہا کہ امیں یہ ہوگا کہ جو سردار رہ گئے ہیں انکا حوصلہ نہ نکل سکیگا اس سے
بہتر یہی ہے کہ جس طرح میں درد سر کا بہانہ کرکے میدان سے نکل گیا اسی طرح آپ بھی کوئی بہانہ
کردیجیے گا سہراب نے کہا واللہ تمہارے مقابلے پر مجھے امیں بھی عذر نہیں ہے کہ میں سر میدان
کہدونگا کہ میں نقابدار سے مقابلہ نہیں کرسکتا تم اطمینان رکھو بعد اس گفتگو کے سہراب طیمور
سے رخصت ہوے طیمور نے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لی اور ہمراہ سہراب کے دور تک پہونچانے
کو لگے آخر سہراب نے قسمیں دیکر رخصت کیا جس وقت سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوے
تو صاحبقران نے پوچھا کہ تم کہاں تھے سہراب نے بیان کیا کہ مجھے نقابدار نے بلا بھیجا تھا
اور کچھ ہنر اپنے ورزش کرکے دکھائے میں تو نقابدار سے مقابلہ نکرونگا نقابدار وحید زمانہ
ہے یہ سنکے اور بھی سبکے کان کھڑے ہوے کہ نقابدار ایسا ہے جسکے مقابلہ سے یہ انکار کرتے ہیں
وہاں نقابدار نے بعد رخصت ہونے سہراب کے سر طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران کو ہوئی
یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جب صبح کو دونوں لشکر میدان
مصاف میں آکر صف آرا ہوے تو طیمور اپنے مرکب کو جھکا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا
سہراب نے کہا کہ میں آپ سے مقابلہ نہیں کرسکتا نقابدار نے جواب دیا کہ میں آپکے غلاموں
سے مقابلہ نہیں کرسکتا ان باتوں پر سب حیران تھے کہ نقابدار سہراب کا کس وقت کا دوست

نکلا لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ سہراب مقابلہ کو نہیں جائیگا تو اور سرداروں کو بھی تامل ہوا اُس وقت
شاہزادہ سکندر رستم جو صاحبقران اوسط نے پرورش کیا اور سامنے تخت بادشاہی
کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت فرما کر سکندر کو رخصت کیا
سکندر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان کو چلا طیمور نے جو سکندر کو اپنی طرف آتے دیکھا گردہ
سپر کا سنبھالا اور مرکب کو پاشنہ مارا ادھر سکندر نے بھی سپر سنبھالی اور مرکب کو رانوں میں ملا
دونوں مرکب بیچین ہو کر چلے بیچ میدان میں آ کر دو چلی سپر سے سپر لڑی دونوں سپروں سے پھول
جھڑے چنگاریاں اُڑیں تیرہ تا ہوا کہ میدان تھرا گیا گویا دو لکہ ابر بگڑ کر چھنے لگے دونوں مرکب برابر
سے پیچھے ہٹے ہرچند نظر بازوں نے نگاہیں ڈالیں مگر بسبب تق گرد بلند ہونے کے اندازہ
نہوا کہ کسکا مرکب زیادہ پسپا ہوا دونوں نے باگوں کو پھیر پھیر کر نیزے سنبھالے اور ایک نے
دوسرے کا سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی لوگوں کی نگاہیں رکی ہوئی تھیں جو صاحبقران
عالی شان بھی بہت غور سے دیکھ رہے تھے کہ سکندر کا مقابلہ گویا میرا مقابلہ ہے نقابدار جو بند
باندھتا تھا سکندر اسکو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھ کر چاہتے تھے کہ نیزہ نکال دوں
طیمور بھی اسے پھرتی سے کھول لیتا تھا کہ ہر ایک پر محسوس بھی نہوتا تھا سناں میں اسی طرح
اجاری تھیں کہ اک بالہ بند جاہوا تھا یہاں تک کہ سناں نما میں نیزوں کی بیکار ہو گئیں لیکن دونوں
کو فضول جانکر پھینک دیا اور گرز بلند ہوئے پندرہ پندرہ سو من کی ضربیں چلنے لگیں ابھی
سکندر نے اپنا چوبیس سو من کا گرز نہیں اٹھایا ہے کہ برابر کی ضرب سے مقابلہ کرنا چاہیے کہ
حریف پست ہونے کے بعد کوئی عذر نہ در پیش کرے تین تین ضربیں چلیں تیسری ضرب میں
مرکب سکندر کا مارا گیا سکندر تلوار کھینچکر چلا کہ طیمور کے مرکب کو بھی پے کردوں مگر طیمور
نے جلدی سے زین خالی کیا اور کہا اے بہادر جاؤ بیزبان نے کیا خطا کی ہے پس غصہ آتارتے
ہو سکندر نے تلوار پھینک کر ہاتھ گریبان میں ڈالدیا طیمور بھی دست و گریبان ہوا
کشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالی شان آگئے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے دنگل
بچھ گئے اُس طرف سے سرداران نقابدار آگئے اہل لشکر نے پرے کھول ڈالے چند سوار
دونوں طرف کے آرائش کے طور پر کھڑے ہو رہے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علحدہ نہوئے
رات بھر کشتی رہی کہانتک بیان کیا جائے کہ سات شبانہ روز کشتی رہی ساتویں دن کولا سکندر
کا ٹوٹا اور بیہوش ہو گئے طیمور چھوڑ کے علحدہ ہو گیا لوگ سکندر کو اٹھا لے گئے شفاخانہ
میں داخل کیا علاج ہونے لگا طیمور نے آج طبل جنگ نہیں بجوایا اور شبکو سکندر کی عیادت
کے واسطے آیا اور نہایت تعریف کی امیر بانوقیر نقابدار کے اس خلق سے نہایت خوش ہوئے
طیمور نے جا کر پھر طبل جنگ بجوادیا یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں
تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ہر طرف چرچا تھا کہ کل آخری مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے نقابدار
بھی کم نہیں ہے کیا یہ صاحبقرانی اتنی جلد بدل جائے گی ادھر شاد دل کیوان شکوہ اپنے مقام پر کہتے
تھے کہ یہ نقابدار وہی ہے جسنے صاحبقران اوسط کو زخمی کیا اور سات روز تک لڑا بلکہ اصل
یہ ہے کہ سکندر کی لڑائی کا خاتمہ تھا اور نقابدار ابھی تک تازہ دم معلوم ہوتا تھا غرضکہ اسی تلاطم میں
صبح ہوئی امیر بانوقیر نے وظیفۂ سحری ادا کیا اور جناب باری میں بعد آہ وزاری عرض کرنے لگے

کہ عزت تیری ہی دی ہوئی ہے اسکا نگہبان بھی توہی ہے مجھے مطلب یہ ہے اس نقابدار کے ذلیل خوار کرو انا
بعد اس دعا و سجدہ شکر کے اسلحہ طلب کیا خواجہ خضر ان نے کشتیان کل اسلحہ کی حاضر کین صاحبقران
عالی شان نے تمام تبرکات صاحبقران اول کے زیب جسم فرمائے اور بزرگون کو یاد کرکے بہت روئے بعدہ
مرکب پری پیکر پر سوار ہوئے در دولت شاہی پر آئے جس وقت سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی پہلے
سلام صاحبقران کا ہوا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کے جواب سلام دیا تمھاری جگہ دل مین ہے بعدہ
اور سردار برابر سے مجرے کو جھکے سواری بادشاہ کی جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی قلب
لشکر مین تخت شاہی قایم ہوا داہنی جانب سرداران دست راست بائین جانب سرداران دست
چپ اپنے اپنے مرتبے کے موافق پرے جاکر کھڑے ہوے ایک جانب سبز پھریرے ہوا مین
لہراتے تھے دوسری جانب سرخ پھریرے کھلے ہوے تھے زیر علم اژدہا پیکر صاحبقران
عالیشان صفون سے چالیس قدم آگے بڑھے ہوے کھڑے تھے اس طرف نقابدار یاقوت پوش
اپنے لشکر سے آگے برابر صاحبقرانی کھڑا ہوا تھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نجیب
دیکر بیٹھ گئے تو تمام لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار نے مرکب کو پاشنہ باز
مرکب جنبیان کرتا ہوا میدان مین آیا نقابدار نے گھوڑے کو پھیر کر بکہ جریان دکھائین نیزے
کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جس وقت عرق عرق ہو گیا تو نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور اپنے لشکر
کی طرف پلٹ کے دیکھا بس عیار نقابدار نے ایک فیل آہنی لاکر میدان مین نصب کیا اور نقابدار
کی طرف دیکھ کے پکار کر کہا کہ خسرو پرست ہی نہ میرے وقت کے زمانے مین جب ایرج نوجوان اور
صاحبقران عالی شان سے مقابلہ ہوا ہے تو ایرج نوجوان نے فیل مقابلہ کے چند غزا کتین فنون
سپہگری کی دکھائین تھین اول فیل آہنی کو خدنگ کیا تھا لہذا پہلے آپ بھی فیل کو اسی طرح
ایک ضرب مین دو ٹکڑے کیجیے پھر نشانہ بازی کیجیے گا یہ سنکے نقابدار نے جواب دیا کہ اگر مین نے بھی
اسی طرح ایک ضرب مین فیل کو دو کیا تو تکلف کیا ہوا خیر جو مجھ سے ہوسکتا ہے وہ مین بھی
کرتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے اترے اور قریب اس فیل آہنی کے آکر گرز کو تولا اور ایسی
ضرب لگائی کہ فیل غرق زمین ہو گیا عیار نے آکر زمین کھدوائی اور فیل کو نکالکر پھر نصب کیا اور
کہا کہ یہ تکلف کی بات نہین کہ آپنے ضرب گرز سے فیل کو غرق کردیا جب مین جانون کہ اگلے پاؤن
دھنسین اور پچھلے پاؤن قایم رہین یہ سنکے نقابدار نے پھر ضرب لگائی کہ اگلے پاؤن غرق ہوگئے
اور پچھلے اسی طرح قایم رہے اب نقابدار نے اس فیل کے شکم مین ہاتھ دیکر جو زور کیا تو اٹھالیا اور
اچھال دیا گرتے وقت چورنگ ہوائی گیا اس طرح کہ چارون پاؤن فیل کے الگ الگ گرکے
چہار سمت سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی اب عیار نے ایک گلدستہ لاکر میدان مین قایم کیا جسمین
خوشے جواہر کے لٹک رہے تھے اور نقابدار کی طرف دیکھ کے کہا کہ جب مین جانون کہ ایک خوشہ
گرے اور دوسرے کو خبر نہونے پائے نقابدار نے تیر مارا ایسا ہی ہوا کہ ایک خوشہ آگرا
عیار نے کہا کہ اب ایک موتی گرے اور دوسرے موتی کو خبر نہونے پائے ظہور نے پھر تیر مارا
جس تیر پر عیار نے نشانہ بنایا تھا وہی گرا دوسرے کو خبر نہوئی بعد اسکے عیار نے کہا کہ لطف یہ ہے کہ
نصف موتی اڑ جاے اور نصف موتی گلدستہ مین لگا رہے نقابدار نے کہا کہ زبان سے کہنا
آسان ہے اور کرکے دکھانا مشکل ہے اگر ذرا سی تفاوت ہو جائے گی تو پورا موتی گر جائیگا عیار نے کہا

کہ تادر اندازی کے شان کے خلاف ہو کہ ارادہ کے خلاف ظہور مین آگے نقابدار نے کہا کہ خیر تیری خوشی آکا مین
یہ کہکر جو تیر مارا تو پیکان کی دھار سے نصف حتی قلم ہو کے گر گیا اور نصف باقی رہگیا اس کمال کی سبنے
داد دی صاحبقران عالی شان نے بھی بہت مدح فرمائی بعد اسکے طیمور نے سات تیر بالا ے
ہوا پھینکے اور نیزہ بنا کے گرایا ایک تیر کا پیکان دوسرے کے سوفار مین پیوست تھا بعد اسکے ایک
تیر رہ گیا اور دوسرا تیر ایسا مارا کہ وہ پہلے تیر کو رد کرکے نکلا چلا گیا اور پہلا تیر پیکان سمیت دور
ہوکے گرا ان کمالات سپہگری پر سب وجد کر رہے تھے بعد انکے طیمور نے اک مقام پر گھوڑے
کو روک کے آواز دی کہ یا صاحبقران بہتر یہ ہے کہ باشاہ سے صاحبقرانی میرے سپرد کیجیے ورنہ
ذلیل ہو کے دیدے تو کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار آئین کوئی ذلت کی بات نہین ہی
مرد کا میدان سے منہ موڑنا ذلت ہے زیر ہونا ذلت نہین ہی اگر تم مجھے زیر کرلوگے تو مین بادشاہ سے
صاحبقرانی تمھارے سپرد کرکے اطاعت بھی اختیار کرونگا نقابدار نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہی تو آئیے
پیشتر صاحبقران نے خضران کی طرف دیکھا خضران نے کہا داچال کے میدان کو آپ کیا کوئی نہ نکلے خود امیر
آگیر تشریف لیجائیے علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا بعد اسکے تمام نشانہائے علم جلوہ گری پر آئے صاحبقران نے مرکب آگے
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر گھوڑے سے اتر پڑے اور بادشاہ سلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران
نے اجازت طلب کی بادشاہ نے گلے لگا کے امیر کو رخصت کیا صاحبقران سلام رخصت کرکے دوبارہ مرکب پر
سوار ہو کے میدان مین تشریف لائے خواجہ خضران سے فرمایا کہ تم موتی اچھالو خضران نے کہا یا
صاحبقران بہت نقصان ہوگا بسبب کم قیمت کے خواجہ نے چھوٹے چھوٹے موتی اچھالنا شروع
کیے صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لے اور تیر مارنا شروع کیے خضران نے کہا کہ یا صاحبقران
یہ تو کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ آپنے کیا کیا امیر نے نقابدار کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ اپنے عیار کو
بھیجکر جتنے تیر مین نے پھینکے ہین وہ سب اٹھا لائے جو نشو تیر مین چسپان ہین وہ دکھا دے نقابدار نے عیار
نقابدار کیا اور سب تیر اٹھا کے لا رکھا دیکھا تو ہر پیکان کی نوک موتی کے سوراخ مین پیوست تھی نقابدار
اس قادر اندازی پر وجد کرنے لگا اور کہا کہ حق یہ ہی کہ جیسا آپ کا نام سنا تھا آپ سے کچھ
زیادہ ہی پایا بعد اسکے صاحبقران نے نیزہ سنبھالا اور دوسرا نیزہ خضران نے اچھال دیا
امیر نے بالا ے نیزے سے نیزے کو اٹھا اور گردش دینا شروع کیا دونون نیزے ایک
ہوگئے اسی گردش مین نیزے کی سنان الگ جاکے گری سنان الگ گری بعد اسکے ایک ایک
پھر نیزے کی جدا ہو کے گر گئی اس کمال پر صاحبقران کے اور حیرت نقابدار کی بلکہ تمام سرداران
اسلام کی زیادہ ہو گئی کہ یہ کمال آجتک صاحبقران نے کسی پر ظاہر نہ کیا تھا نہ اسکے اظہار کا
موقع آیا تھا بعد اسکے خضران نے زمین پر جو بچھا دیے اور سے کپڑا ڈال دیا اور کہا یا
صاحبقران نصف کٹے اور نصف باقی رہے اور کپڑے کو ضرر نہ ہو تب امیر نے تلوار ماری
کپڑا اٹھا کے دیکھا تو نصف جو کٹ گئے تھے اور نصف مسلم تھے اور کپڑے پر کوئی اثر نہ تھا
بعد اسکے تلوار سے خضران کی آنکھ مین سرمہ لگایا غرض اظہار کمالات اب نقابدار سامنے امیر کے
آیا اور کہا کہ علحدہ علحدہ اپنی اپنی کثرت دکھانا زیادہ کمال کی بات نہین جسکو جس قسم کی مشق تھی
اسنے مشاقی اپنی دکھادی خیال تھا کہ مقابلے کے وقت کھلتا ہی اب میرے ہاتھ مین بھی نیزہ ہی اور
آپکے ہاتھ مین بھی ہی اب معلوم ہو جائے گا یہ کہکر نیزہ دستہ امیر پر مارا صاحبقران نے نیزہ کو

نیزے پر گا تھا طعین چلنے لگیں سرداروں کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں مگر بند کھلتے اور بند ہوتے محسوس
نہ ہوتے تھے کہاں تک بیان کیا جائے ایسے جھٹکے چلے کہ دونوں نیزوں کی سنانیں نکل گئیں بعد
اسکے بانیں بھی نکل گئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی پوریں ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگیں آخر میں دو پوریں
صاحبقران کے ہاتھ میں رہ گئیں اور ایک طیمور کے ہاتھ میں طیمور نے چاہا کہ ایک پور اور توڑ کے
برابر ہو جاؤں پور تو نیزہ صاحبقران کی ٹوٹ گئی مگر ایک پور سے ایک پور کو اس طرح امیر نے
بندش دے کے جھٹکا مارا کہ طیمور کے ہاتھ سے نکل گئی اور نے کر کے رہ گیا لشکر اسلام سے واہ واہ
کی صدا بلند ہوئی طیمور نے جھلا کر گرز اپنا آزار بند سے لیا اور سر پر چرخ دیکر سر صاحبقران پر وار
کیا صاحبقران نے گرز سام بن نریمان کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تھا گرد و غبار بلند ہو طیمور
نے آواز دی کہ زندہ دم ولیست کردم خواجہ خضران دوڑتے ہوئے آئے اور گرد گرد کے چرخ مار کر
اندر گرد کے در آئے دیکھا کہ ہر بن مو سے پسینا جاری ہے لیکن دونوں ہاتھ جو مانند ستون
فولادی کے قائم ہیں اصلاً فرق نہیں ہے خضران نے آواز دی کہ یا صاحبقران حریف لاف زنی
کر رہا ہے ہوشیار ہو جیئے اور جواب دیجئے صاحبقران نے دیکھا کہ مرکب غرق زمین ہے کود کے
مرکب سے زیر ترکیا ہاتھ بگہر جو زور کیا تو گھوڑا زمین سے باہر آیا ایک ہی ضرب میں مرکب بے حال
ہو گیا تھا صاحبقران نے اس گھوڑے کو لشکر میں بھیج دیا اور دوسرا گھوڑا طلب کیا اور پشت
مرکب پر سوار ہو کے آواز دی ہے ہے تو ضرب بے زوری ضرب مانوس کن ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہہ کر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جس پر کوہ انجارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دے کر
سر طیمور پر بہ پیر ہوا بر دوار کیا طیمور نے بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم
ہوا کہ آسمان ٹوٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب تلک تنگ غرق زمین ہو گیا طیمور کی زبان پر جیبی کا ورد ۔ ذالقہ دیکھا صاحبقران
نے بھی آواز دی کہ تو خبر نقابدار کی دیکھو کیا گذری یہ سنتے ہی عیار نقابدار دوڑا ہوا آیا چھاگل
پانی کی ہاتھ میں لیے چھینٹے دے دے کے گرد کو بٹھالا دیکھا کہ طیمور بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو
سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم ہیں اصلاً فرق
نہیں ہے عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ہوشیار ہو جیے طیمور چونکا اور عیار
سے کہا کہ واقع میں صاحبقران سے سر بر ہونا غیر ممکن ہے یہ کہہ کر چاہا کہ مرکب کو زمین سے
نکالوں جب سقط ہو چکا تھا طیمور کو غصہ آیا کہ امیر کا مرکب تو بچ گیا اور میرا مرکب مارا گیا بس
تلوار کھینچ کر جھپٹا کہ مرکب صاحبقران کو بھی ذبح کر ڈالوں امیر نے جلدی سے زین خالی کیا طیمور
تلوار پھینک کر صاحبقران سے لپٹ پڑا امیر بھی دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی دونوں
جانب کے سردار قریب آ کے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے فوج نے کمر کھول دی دونوں جانب کے
سرداروں کی جانیں اور نگاہیں لڑی ہوئی تھی دیکھیے کیا ہوتا ہے تمام دن کشتی رہی اور شام کو
بھی علیحدہ نہ ہوئے رات بھی اسی حالت میں گذری اور پھر صبح ہو گئی جب دیکھو ایک حالت ہے
جب طیمور بازو پکڑتا ہے سر سینہ صاحبقران سے ملا کر زور کرتا ہے دس دس قدم دوڑا لیجاتا
ہے اور جب صاحبقران طیمور کو لے کے چلتے ہیں طیمور بھی دس قدم پیچھے ہٹ کے پھر تھنگ

قائم کر لیتا ہی دیکھنے والے حیران ہیں کہ مقابلہ ابھی بند ہے نہ معلوم ہوتا ہی دیکھئے نتیجہ کیا ہوتا ہی خلاصہ
یہ کہ سات روز گذر گئے اور فیصلہ نہوا تو سکندر رستم خو اور ہفت اصف شکن بلکہ تمام سردار متحیر
ہوئے کہ اسقدر تو آج تک کوئی سردار نہیں لڑا تھا تا انکہ آٹھواں دن بھی گذر گیا اور نواں دن بھی تمام
ہوا مگر فیصلہ نہوا اب یہ حالت ہی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں جاگتے جاگتے سوج گئی ہیں اور طیمور کو بھی
جھپکیاں آ رہی ہیں زور کرتے کرتے غنودگی آ جاتی ہی مثل مشہور ہی کہ سولی پر بھی نیند آتی ہی صاحبقران
چونکاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای بہادر یہ میدان مقابلہ ہی بستر خواب نہیں ہی ہوشیار ہو کبھی
صاحبقران کی یہی حالت ہوتی ہی تو طیمور چونکا دیتا ہی آخر کار خضر ان نے بڑھ کے عرض کی کہ یا
صاحبقران ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہی کہ سات روز کا مقابلہ ہوتا ہی آپ تو نو روز لڑچکے لیکن
فیصلہ نہیں ہوا لہذا اب کشتی پر فیصلہ رکھیے صاحبقران نے طیمور سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں منظور ہی
طیمور نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہی بس صاحبقران علیحدہ ہو گئے اور دو زانو ہوکے بیٹھ گئے
طیمور نے سامنے آکر دونوں ہاتھ بڑھائے اور بازوؤں کی گرفت کرکے جو زور کیا تا کمر اٹھا لایا
چاہتا تھا کہ دوسرے زور میں سینے تک لیجائے کہ امیر نے تڑپ کر لنگر باندھا گھٹنوں تک غرق
زمین ہو گئے طیمور علیحدہ ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی دو روز تک تمہیں اختیار ہی
اسکے بعد میری باری ہی طیمور خوش ہوا کہ ابکی میں ضرور اٹھا لونگا بسم اللہ کہکر پھر طیمور نے زور
کیا بالشت بھر تک بھی زمین سے اونچا کر لیا خضر ان چلایا کہ یا صاحبقران اس سے تو بہتر تھا
صاحبقرانی زمین دے دیے ہوتے کہ میدان یہ ذلت تو نہوتی صاحبقران نے پھر
لنگر مارا کمر تک غرق زمین ہو گئے اور فرمایا کہ ای خضر ان حریف زبردست ہو تو کیا کیا جاسے
تیسرے روز میں طیمور سے کچھ نہو سکا امیر نے زمین چھوڑی اب صاحبقران نے فرمایا کہ تم
مستعد ہو طیمور بیٹھ گیا اور امیر نے آستینیں چڑھائیں دامان زیر کمر دابی خضر ان نے آواز دی
کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہیں طیمور نے گھبرا کے کہا کہ کیا آپ بہت چلائینگے
صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ آگاہ نکیا تھا یہ فرما کر دونوں ہاتھ بڑھا کر
طیمور کو گود میں لیا اور فرمایا کہ میں نعرہ کرتا ہوں طیمور نے کہا جسقدر چاہیے غل مچائیے
پس امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا اور اب جو زور کرتے ہیں تو کمر تک اٹھا لائے
طیمور نے تڑپ کے لنگر مارا کہ میں بھی غرق زمین ہو جاؤں ابھی تک تو میرے اور صاحبقران کے
زور میں فرق نہیں پیدا ہوا ہی پہلے زور میں انہوں نے بھی کمر تک اٹھا لیا تھا لیکن صاحبقران ہوشیار تھے
کہ یہ لنگر مارے گا امیر نے فشار قائم کیا اور ہر چند طیمور تڑپا کچھ نہوا جہاں تھا وہیں تھا صاحبقران نے
دوسرا زور کیا کہ سینے تک لے لیے پھر طیمور نے بلبلا کے لنگر مارا مگر تڑپ کے رہگیا جہاں
تڑپ کے سمت ہوا امیر نے پھر زور کیا اور تیسرے زور میں سر سے بلند کرکے چھوڑ دیا
طیمور بہ سبب شرم کے غرق عرق ہو گیا اب امیر یار وفادار نے نقاب پر ہاتھ ڈال دیا اور نقاب
کھینچ لی کہ یہ کون شخص ہی دیکھا تو طیمور صاحبقران نے متعجب ہوکر فرمایا کہ ہائیں ای طیمور تم مسلمان
کب ہوئے اور کیونکر ہوئے طیمور نے کہا کہ اسکا قصہ طولانی ہی صاحبقران طیمور کو ساتھ
لیے ہوئے بارگاہ میں آئے کچھ غذاے لطیف منگوا کر آپ بھی نوش فرمائی اور طیمور کو بھی
کھلائی بعد اسکے غسل کیے پوشاکیں بدلیں سرداران طیمور کو ملوایا انکی بھی لعنت امین دور ہوگئی

جو سردار امیر کے طیمور کی قید مین تھے اُنکو بھی بلوا دیا یہ لوگ بسبب شرم کے چار آنکھ نکرتے تھے بلکہ
آمادہ خودکشی تھا اُس وقت طیمور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل یہ ہے کہ باعتبار سن کے آپ کو
بزرگی حاصل ہے اور باعتبار رشتہ کے مین بڑا ہون اسلیے کہ آپ ایرج نوجوان کے پوتے ہین اور مین
بیٹا ہون جس زمانے مین والد ماجد طلسم لالہ زار سلیمانی کے فتح کرنے کو گئے تھے اور بادشاہ طلسم کی
دختر سے عقد کیا تھا مین اُسی شاہزادی کے بطن سے ہون میرا افسانہ عجب عبرت خیز ہے کہ سننے والا
بیتاب ہو جاتا ہے بعد والد ماجد کے تشریف لے آنے کے طلسم پر تباہی آئی میری والدہ تباہ ہو کر
صحرا نورد ہوئین صحرا مین مین پیدا ہوا ایک بتخرلی نے میری والدہ اور اُنکی وزیر زادی کو مار ڈالا اور
اک خیرلی نے مجھے اور شاپور کو اپنا دودھ پلا کے پرورش کیا شاپور شیر دل کا بیٹا
ہے وہان سے بادشاہ زرینہ مجھے لیگیا اور پرورش کیا مین اُسی کو اپنا باپ سمجھتا تھا یہی سبب تھا
کہ دین اسلام سے بھی واقف نہ تھا اک وقت مین اک دیو اپنی غرض سے مجھے پرستان مین اُٹھا لیگیا
وہان سلیمان صاحبقران سے ملاقات ہوئی اُنھون نے میرے حال پر نہایت شفقت فرمائی
اور فنون سپہ گری تعلیم کیے مین حیران تھا کہ یہ اسقدر مجھ سے کیون محبت کرتے ہین بعد اسکے اُنکے
وزیر نے بتایا کہ یہ ایرج کا بیٹا ہے اور تمام واقعہ میری مان کی تباہی اور میری ولادت کا بیان کیا مجھے
یقین نہ آیا جب پھر مین پلٹکر دنیا مین آیا اور عقد دختر بادشاہ شہر زرینہ کا وحید الملک سے
کرکے واپس ہوا تو جاکر شہر کیوانیہ کو آباد کیا اژدہے کو مارا پھر بادشاہ حسن آباد کی دختر سے
میرا عقد ہوا شب عروسی بچہ گرا اور میری عروس کو لے گیا مین اس صدمے مین آمادہ خودکشی
تھا کہ پھر بچہ گرا اور مجھکو پرستان مین لیگیا سلیمان صاحبقران نے میرے حال پر بہت شفقت
فرمائی اور اک مرد فقیر کے پاس لے گئے اُنھون نے کہا کہ عروس تمھاری طلسم [illegible]
مین ہے جبتک طلسم نہ فتح ہوگا عروس سے ملاقات ہونا دشوار ہے اور فتاح طلسم مجھی کو بتایا اور
کہا کہ تم جبتک مسلمان نہو گے اُس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے اور یہ بھی بیان کیا کہ تم خاندان
حمزہ صاحبقران سے ہو مین نے جاکر بادشاہ شہر زرینہ سے پوچھا اُس وقت اُس نے بیان کیا
کہ بیشک مین نے تمھین صحرا سے پایا تھا اور خیرلی کے پیٹ سے لایا تھا مین نے اُسی وقت دین
اسلام اختیار کیا اور استغاثہ کیا دعا میری قبول ہوئی خواب ہوا مین نے جاکر طلسم فتح کیا
یہ واقعات طیمور کے سنکر سب سے پہلے سہراب بن رستم اپنے مقام سے اُٹھا اور طیمور سے
بغلگیر ہوا اور صاحبقران کی طرف دیکھکے کہا کہ یہی سبب تھا جو دل میرا اُنکی طرف کھنچتا تھا
صاحبقران بھی طیمور سے بغلگیر ہوے اور عذر کیا کہ آپ میرے چچا ہین میری گستاخی معاف
ہو طیمور نے ہنسکے نگاہ بھی کری کہ یہ رشتہ مین بڑا اگر سن مین سب سے کم تھا بعد اسکے تمام
سرداران اسلام طیمور سے بغلگیر ہوے اور نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نے جشن خوشی
کیا بعد جشن سکندر نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب صاحبقران اوسط کا خطاب اُنکے لیے زیبا ہے
کہ یہ میرے بزرگ بھی ہین اور لائق بھی اسلیے یہی مین طیمور نے کہا کہ مین تمھارے ماتحت ہو کے
رہنا پسند کرتا ہون تم مجھ سے کسی طرح کم نہین ہو مین نے تمھارے افسانے پردہ قاف مین
سنے ہین کہ تم نے بارہ برس کی عمر مین ہزار رنگ قاف کو فتح کیا طلسم ہزار رنگ فتح کیا سرکشان قاف
کو مارا دیو محقق سے زبردست نے تمھاری اطاعت اختیار کی صاحبقران نے فرمایا کہ مین

خانہ کعبہ چلا جاؤنگا یا گوشہ نشینی اختیار کرونگا اب صاحبقرانی تم کرو طیمور نے کہا کہ مرتبہ صاحبقرانی کے قابل
ہر شخص نہین ہوتا یہ بات منجانب اللہ ہی لائق اس عہدہ کے آپ ہی ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میری راے
مین رستم لشکر کا خطاب انکو دیا جاے اور داہنے پایہ تخت کے آگے انکا ڈنگل اور بائین تخت کے آگے
سکندر کا ڈنگل بچھے اور سامنے ڈنگل صاحبقران ہو غرضکہ رستم لشکر کا خطاب اور صندلی رستم طیمور کو ملی
آج اس صندلی کا جھگڑا ختم ہوا سرداران دست راست نے بھی بخوشی منظور کیا کہ طیمور صندلی رستم پر
بیٹھے اسلیے کہ یہ قائم مقام عالمگیر شاہ ہی اور اسکا مقابل تمام لشکر مین کوئی نہین ہی اسکے بعد طیمور نے
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ جبتک مین تمام عمر حاضر خدمت رہونگا آج ایک تمنا رکھتا ہون فرمایا بیان کرو
طیمور نے عرض کی کہ بندے کی دعوت میری قبول ہو بادشاہ اسلام نے قبول فرمایا طیمور بادشاہ سے
رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا بارگاہ عجائب رنگین حصار جلالی استادہ کرائی اور سامان دعوت
مین مصروف ہوا جب دوسرا روز ہوا تو بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران عالی مقام تشریف لاے خاصہ
تناول فرمایا بعد اسکے طیمور سب کو بارگاہ عجائب رنگین حصار مین لایا سبکو حسب مراتب بٹھایا صاحبقران
نے اس بارگاہ کی نہایت درجہ تعریف کی طیمور نے عرض کی کہ ابھی حضور نے اسکے عجائبات نہین ملاحظہ
فرمائے یہ بارگاہ کی بارگاہ اور سیرگاہ کی سیرگاہ ہی پھر طیمور نے داروغہ بارگاہ سے حکم دیا کہ یہان حجرون کے دروازے
کھولو داروغہ بارگاہ نے ایک دروازہ کھولا دیکھا سب نے کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی کہ میوے
گوناگون کے لگے ہوے ہین طائر چہچہا رہے ہین ایک جانب دریا بہ رہا ہی اس منظر کی طرف ایسی
نگاہین متوجہ ہوئین کہ سب محو ہوگئے بعد اسکے دوسرا دروازہ کھول دیا گیا اس طرف جو دیکھا
تو ایک کوہ بلند ہوا اور دیکھا کہ بالاے کوہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہین اور ایک دیو کھڑا تالیان
بجا رہا ہی اتنے مین وہ نیچے گرے اور دونون ہاتھیون کو اٹھانے لگے دیو آ چکنے لگا کہ چھین لون
اتنے مین ایک پنجہ گرا اور اسکو بھی لیگیا اس تماشے پر سب ہنسے اب تیسرا دروازہ کھلا دیکھا
کہ ایک اکھاڑا بنا ہی لوگون کا ہجوم ہی دو پہلوان اترے اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے دونون پہلوان
ہوکر نظرون سے غائب ہو گئے اب تیسرے دروازے کے بعد چوتھا دروازہ کھلا دیکھا کہ ایک
دربار ہی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی سامنے ناچ پریون کا ہو رہا ہی آواز ساز آ رہی ہی اسکے بعد پانچوان
دروازہ کھلا دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی بارش ہو رہی ہی کوئل کوک رہی ہی اسی طرح بارہ دروازون سے
طرح طرح کے عجائبات ظہور مین آے طیمور نے صحبت رقص سرود آراستہ کرنے کا حکم دیا بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اس بارگاہ مین سب تحفے حاصل ہین اے طیمور تم بڑے خوش نصیب ہو آجتک ایسی بارگاہ
کسیکو میسر نہین ہوئی طیمور نے کہا کہ جس حجرہ مین حضور نے جو تماشے دیکھے ہین دوسرے وقت اسکے
خلاف نظر آئینگے اس بات پر اور بھی سب نے تعجب کیا غرضکہ بعد دعوت و ضیافت لشکر طیمور لشکر اسلام سے
ملحق ہوا طیمور شریک ہوا بعد شریک ہونے طیمور کے صاحبقران نے کوچ فرمایا اور بجانب
شہر غلطانیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر غلطان شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران
مع فوج و دیوان تشریف لاتے ہین تو اسنے بھی لشکر اپنا قلعہ غلطانیہ کے باہر نکالا اور خیمہ برپا کیا لیکن
خبر آمد صاحبقران سنکر سارے لشکر کی یہ حالت تھی کہ ہر شخص بے خطا ہوا جاتا تھا سختگان حیران تھا کہ کیا
سمجھ کر بادشاہ غلطان در در گوش نے پناہ دی ہی نہ اسکے پاس فوج ایسی ہی نہ سامان جنگ
کے کوئی پہلوان لایق مقابلہ معدوم ہتھابی زلزال ترک دہی ہی جو اہل اسلام کے ہاتھ سے خوب

پٹ چکا ہی بہارستان مغرب سے بھاگ کے گلستان باختر مین آیا یہان اگر یہ نہ لیجاتا تو صاحبقران
کے ہاتھ سے جو رنگ ہو چکا تھا آخر اس سے رہا نہ گیا غلطان شاہ سے کہا کہ فوج تو تمھاری لائق
مقابلہ اہل اسلام ہی نہین پھر تمنے کیسے بھروسے پر قصد مقابلہ کیا ہی اس وقت غلطان شاہ نے کہا کہ
مجھ سے اک ساحرہ سے ملاقات ہی کہ نام اسکا مہ تیغ ابرو ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ نام اسکا
ہلال ستارہ پیشانی ہی وہ دونون سحر ساحری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتی ہین انھون نے نامہ
لکھا ہی یقین ہی کہ وہ آتی ہی ہونگی دو ایک میدان وار یہان سے واسطے خان اعظم کافی ہین اور میرا
سردار امواج گردیبی کم نہین ہی بروقت مقابلہ تمکو حال اسکا معلوم ہوگا سختگان کو یہ سنکے تو نہ
تسکین ہوئی دوسرے روز سے آمد لشکر اسلام شروع ہوئی دس گیارہ روز تک لشکر آیا
کیا تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا غلطان شاہ کے ہوش اڑ گئے کہ اتنی بڑی جماعت صاحبقران
کے ساتھ ہی جسوقت طیمور زیر پرور ہو چکا اور اسکی بارگاہ رنگین حصار برپا ہوئی تو سختگان نے
ساریق سے کہا کہ دیکھا آپنے آخر یہ بھی خداپرست ہوئے انھین کا شریک ہوا یا نہین ساریق کے
دست و پا مین لرزہ تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی گیارھوین روز سواری صاحبقران عالیشان کی آئی اور
لشکر مین سلامی ہوئی امیر داخل بارگاہ ہوئے ہرکارون سے ارشاد فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ حاکم
شہر غلطانیہ نے کسکے بل پر ساریق کو پناہ دی ہی ہرکارون نے عرض کیا کہ ہمنے بغیر حکم اس بات
کو دریافت کیا لیکن کچھ پتا نہین معلوم ہوتا ہان اتنا تو سنا ہی کہ زلزال کہتا ہی مجھکو خداوند لقا نے
خواب مین آکے نظر کردہ کیا ہی اب مین تمام خداپرستون کو غارت کردونگا جو لوگ مجھے زیر کر چکے ہین اگر
انھین کو سر میدان نہ باندھا تو نام اپنا خان اعظم یعنی زلزال نہ پایا صاحبقران نے فرمایا
کہ جھک مارتا ہی لقا کیا مسخرا ہی کہ اسکو نظر کردہ کرے گا وہ آپ تو اپنا علاج کر نہ سکا معلوم ہوتا ہی
کہ در پردہ کسی ساحر کی مدد لے کے آیا ہی یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہان زلزال نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ نقارہ وزری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی
فرمایا کچھ پروا نہین ہی دو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
اول نقارہ سلیمانی پر چوب لگی بعد اسکے نقارخانہ طیموری و سکندری کو آواز جوش مین آئے بعد انکے
تمام لشکر مین نقارہ گرازی ہونے لگی اور جوانان لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے طلایہ
کے سواروں نے بیدار باش و ہوشیار باش کی صدا زمین بلند کی جب صبح ہوئی تو امیر
کشورگیر وظیفہ سحری کو ادا کرکے مع لشکر بیدخشین نے تخت لشکر مین تخت بادشاہ اسلام کا قائم ہوا صفین درست ہوئین
ادھر سے زلزال مع فوج آکر ہو تھا اور غلطان شاہ اپنی فوج کو لایا بعد درستی صفوف جسوقت بعقب دیگر نکل چکے
تو زلزال نے یوں باگ کا لیا اور میدان مین آکر خوب سلح شوری کی بعد سلح شوری بسیار حربہ ضرب بجے
نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا اے رفیع البخت تجھے بہت اپنے زور بازو پر
گھمنڈ ہی اگر دعوے ہی تو آ اور مجھ سے سامنا کر دیکھ تو کیا ہوتا ہی رفیع البخت نے کہا کہ تو ملعون بھول گیا
وہ دن کہ مین نے تجھکو کمر بند پکڑ کے اچھال دیا تھا اگر تیری نانی تجکو نہ اٹھا لے جاتی تو اسی وقت تک
تیری ہڈیاں بھی قبر مین چونا ہو گئی ہوتین زلزال نے کہا وہ وقت دوسرا تھا اور یہ وقت اور ہی
جبتک مجھ مین اصلی زور تھا اور اب نظر کردہ خداوند لقا ہونے سے قوت میری بہت زیادہ ہو گئی
رفیع البخت نے کہا مین ہر وقت تیری خدمتگذاری کے واسطے موجود ہون یہ کہکر مرکب جا کر

سامنے تخت بادشاہ کے آئے اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ تمنے اسقدر جلدی کیون کی رفیع البخت
نے عرض کی کہ حضور نے سنا ہوگا کہ وہ میر میدان مجھے ٹوک رہا ہے پھر مین کیونکر نہ نکلتا فرمایا خیر جاؤ
خدا حافظ رفیع البخت سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوے اور سامنے زلزال کے آئے
زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا تھا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک
نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دستہ پر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لون ممکن نہوا زلزال نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال دیا
زور ہونے لگے اگرچہ کچھ سپاہی کی شکل پر چھائین کے رفیع البخت پر بڑی ہاتھ پاؤن بےحس
ہوگئے زلزال نے رفیع البخت کو زمین سے اٹھا لیا اور مشکین باندھ کر زندانخانہ مین بھجوا دیا
اور پھر مبارز طلب ہوا یہ معرکہ دیکھکر اہل اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو ایسا نہ تھا کہ رفیع البخت
کو اس طرح اٹھا لیجاتا اگر صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوتا تو بھی رفیع البخت کم سے کم سات روز
لڑتے یہ تو شکل برگ درخت کے اٹھا کے لیے چلا گیا آخر کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہے صاحبقران بھی پریشان
تھے گرفتاری رفیع البخت کے بعد سرداران رفیع البخت کی تاب نہ رہی جا جا کر مقابل ہوے اور
چاہا کہ شمشیر زنی کرتے یا قتل ہون یا اسے قتل کرین مگر حربہ اسکے جسم پر کام نہین کرتا ہے شام تک
اسنے دس بارہ سرداران نامی رفقاے رفیع البخت سے اسیر کیے اور شام کو طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھر گیا ساریق نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ کیون نہو یہ میرا بندہ قدیم ہے اسکے
باپ دادا نے خداوند لقا کا ایسا ہی ساتھ دیا تھا جس طرح یہ میرا ساتھ دے رہا ہے اسی وجہ سے
بڑے خداوند نے خواب مین اسکی امداد بھی کی ادھر صاحبقران نہایت حیران و پریشان میدان مصاف
سے واپس آئے اور عیارون سے تاکید فرمائی کہ خبر لگاؤ کہ یہ کیا آفت ہے عیار براے دریافت حال
روانہ ہوے وہان زلزال اپنی بارگاہ مین بیٹھا لباس رزم اتار کر پوشاک بزم پہنی دو چار جام
شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو پھر اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے جس وقت نقیب نقابت
کرکے ہٹ گئے تو زلزال میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے گردن بہرام نے
نکلکر مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال کے جسم پر تلوارین پڑین
مگر کچھ اثر نہوا آخر زلزال نے بند دست پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
اٹھا لیا اور گرفتار کرکے لشکر مین بھیج دیا اور پھر مبارز طلب کیا فرزنگ بن فرزبان خراسانی نے
مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوے شاہزادہ جمہور بن قہور نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد ہرمز
بن فرامرز شاہزادہ بہارستان مغرب نے سامنا کیا یہ بھی گرفتار ہوے شام تک زلزال
نے چوبیس سرداران نامی وگرامی کو اسیر کرکے طبل بازگشت بجوایا اور میدان سے پھر گیا ساریق
کی یہ حالت ہے کہ پھولے نہین سماتا ہے اور تعریفین کیا کرتا ہے ادھر صاحبقران عالی شان نہایت
پریشان ہین عیارون کو طلب کرکے استفسار فرمایا کہ کچھ دریافت کیا کیا بات ہے کہ زلزال
کی قوت اسقدر بڑھ گئی ہے عیارون نے عرض کی کہ ہرچند ہمنے دریافت کیا کچھ پتہ نہ لگا اگر حکم
دیجیے تو زلزال کو گرفتار کر لائین صاحبقران نے منع فرمایا وہان زلزال نے پھر طبل جنگ

بجوا دیا تھا جب صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے اور زلزال نے
مبارز طلب کیا تو شاہزادہ مظفر غازی نے اجازت لی اور سامنے زلزال کے پہونچکر نعرہ
کیا کہ باش او حرامزادے خبردار و ہوشیار باش کہ منم مظفر غازی کی گذارم کہ از دست من زندہ
و سلامت بدر روی یہ کہتے ہی تلوار کھینچ لی اور آتے ہی برس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ زلزال کو
دم نہ لینے دیا چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون کہ نوبت گاؤزوری کی نہ آنے پائے زور کا تو اسکے حال
معلوم ہوچکا کہ جب یہ شاہزادہ رفیع البخت کو گرفتار کر لیگیا تو دوسرے کی کیا حقیقت ہی
سوا چند سردارون کے رفیع البخت کا مقابل یا زیادہ اُنسے کوئی نہین ہی مگر ابتک مظفر غازی
اس سے بیخبر تھا کہ اسپر تلوار بھی اثر نہین کرتی ہی جب دیکھا مظفر نے کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی ہو
تو ایک ہاتھ ایسا مارا کہ گردن مرکب اڑ گئی مرکب آتشبازی ہوگیا زلزال جلدی سے گھوڑے
سے کود کے علٰحدہ ہوا اور اس ارادہ سے چلا کہ اسکے مرکب کو بھی پکڑ ڈالون مظفر غازی نے
جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور زلزال نے آتے ہی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور لیے ہوے چلا گیا اور دوسرے مرکب پہ
سوار ہو کے میدان مین آیا پھر مبارز طلب کیا عارف بن معروف بھائی مظفر کا نکلا یہ بھی
اسیر پنجہ تقدیر ہوگیا بعد اسکے اور سردار نکلے جو نکلا وہ اسیر ہوا شام تک بہت سے سرداران نامی
و گرامی زلزال کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہوے آج جو زلزال میدان سے پھرا تو سختگان نے
کہا کہ ای خان اضطراب جتنے سردار تمھارے قید مین ہیں انکو قتل کر ڈالو اسکے بعد دوسرون کی فکر
کرو ایسا نہو کہ کوئی عیار پہونچکر رہا کرلے جاے زلزال نے کہا عیار کیا ہوگا بندہ پر نہین مار سکتا
ہی ایسے مقام پر مین نے سب کو قید کیا ہی مین تمام خدا پرستون کا جتنک خاتمہ نہ کر دونگا تجھے تب ا
نہ آنے گا اور جب وقت یہ سب اسیر بلا ہو لینگے اُس وقت قتل کرونگا سختگان نے کہا کہ پچھتاؤ گے
زلزال نے آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا لیکن حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہی کہ انھون نے
تمام لشکر کو چھان مارا نہ کہین سرداران مقیدہ کا پتہ پایا نہ یہ بھید کھلا کہ زلزال کا در پردہ کون معاون
ہی اسی تجسس مین اب انھون نے صحرا نوردی شروع کی نصف شب گذری ہوگی کہ یہ صحرا مین ایک
درخت کے نیچے ہو بیٹھے تو دیکھا کہ ایک مکان سا معلوم ہوتا ہی ٹہلتے ہوے قریب اُس مکان کے
گئے ادھر اُدھر بہت خیال کیا مگر کہین اور کسی مکان کا نشان سوا اُس مکان تنہا کے نہ پایا حیران اور
مجبور ہو کر انھون نے کمند مار کے دیوار پر چڑھنے کا قصد کیا دیوار سے آواز پیدا ہوئی کہ اسے
ملکہ غولان جادو دشمن آگیا ہوشیار ہو جے بس یہ آواز پیدا ہوتے ہی در و دیوار کو زلزلہ ہوا
خضران نے گھبرا کر گلیم اوڑھ لی دیکھا کہ ایک ساحرہ مکان سے باہر آئی ادھر اُدھر دیکھنے لگی
جب کچھ نظر نہ آیا تو پکاری کہ او دزد مکار مین اچھی طرح تجھے جانتی ہون مین نے وہ بند و بست
کیا ہی کہ کیا تاب ہی تیری جو بچہ تک آسکے لیے ہی کہے دیتی ہون کہ سب سردار میرے پاس قید
ہین اگر تجھے زور ہے ہو تو چھڑا لیجا یہ کہکر پھر اندر مکان کے چلی گئی خضران اسکی شکل مہیب
دیکھ کے گھبرا گئے اور اُسکے پاؤن وہان سے بھاگے جب صبح ہوئی تو زلزال سوار ہوا غولان جادو
اس مکان سے آئی اور عقاب پر سر زلزال کے سایہ افگن ہوئی زلزال میدان کی جانب
روانہ ہوا عقاب بھی ہوئی اسقدر بلند ہو گئی کہ بغیر دوربین لگائے نظر آنا دشوار تھا اُس طرف

صاحبقران عالی شان میدان مصاف مین پہونچے دونون طرف کی فوجین صف آرا ہوئین
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نشیب دے کر ہٹ گئے تو زلزال
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان دیکھا تمنے قدرت خداوند باختر
کو کہ تمہارے ظلم سے آسمانے دنیا کو ترک کیا اور عالم بالا سے ایسی قدرت کی کہ مجھ ناچیز
کے ہاتھ سے کس کس کو اسیر کرا دیا اب بھی اپنے خیالات سے باز آؤ اور خداوند کو پہچانو کہ
عاقبت تمہاری بخیر ہو یہ سنکے برہوت رعد آواز کو نہایت غصہ آیا اور کہا او ملعون تو ہمارے
سامنے یہ باتین کرتا ہی جو ہم سارزیق اور لقا کی اعتقاد پشت سے واقف ہین کہ یہ سب ہمیشہ کے
مغرور ہین انھون نے سلطنت کے زور پر خداوندی کی شیخی تو خداوند کہتا ہی یہ سنکے ہوے سیار مین
زلزال نے کہا کہ تو خداوند سے برگشتہ ہوا جسکا نتیجہ تیرے واسطے یہ ہوا کہ اک لڑکے سے خداوند
نے تجھے زیر کرا کے ذلیل کروا دیا ابتک تو اسکی رفاقت مین ہی اور تجھے خداوند نے تیرا قائم مقام
کیا اگر مقابلے پر آجا تو ابھی معلوم ہوجاوے یہ سنکے برہوت رعد آواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور
تخت بادشاہ سے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ اسلام نے اجازت دی برہوت
سامنے زلزال کے آیا اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا ادھر خضران نے صاحبقران
سے تمام کیفیت غولان جادو کی بیان کی اور کہا کہ یا امیر تم سے شناسند رہو ہوشیاری کی ہر
کہ زمین و آسمان در و دیوار اسکو دشمن سے باخبر کرنے مین ہماری ہونا غیر ممکن ہی مگر ہان جو آپکے
کوئی کوشش ہو سکے تو کیجیے کہ غولان جادو اس وقت عقاب بنی ہوئی نہایت بلند اڑ رہی ہی
اور اسی کے سحر سے سرداران اسلام مغلوب ہوے ہین اگر آپ کو نظر آجاوے تو تیر سے کام
لیجیے صاحبقران نے دوربین طلب کی اور جانب آسمان ملاحظہ فرمانے لگے دیکھا کہ واقع مین
اک عقاب فضائے آسمان مین نہایت بلند اڑ رہا ہی جس وقت دوربین ہٹائی تو نظر نے کام نکیا
اس وقت قبیل بن مقبول نے آگے عرض کی کہ یا صاحبقران اس وقت محض اندازہ پر
ناوک لگائیے صاحبقران نے ترکش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا خضران نے کہا
کہ کمان پر اسم اعظم دم کر لیجیے کہ وہ ساحرہ ہی صاحبقران نے اسم اعظم دم کیا اور قبیل بن
مقبول سے ارشاد کیا کہ مین ناوک لگاتا ہون تم میرے ناوک کی سیدھ پر ناوک لگاؤ قبیل نے بھی
تیر کمان مین رکھا خضران نے کہا یا صاحبقران دوربین سے دیکھتے رہیے صاحبقران نے
فرمایا کہ اے مرد عیار اگر ایک ہاتھ سے دوربین لگاؤن تو کمان کیونکر کھینچون خیر تیری خوشی ہی تو ہر بار
اور دیکھے لیتا ہون یہ کہکر دوربین لگا کے دیکھا اس وقت عقاب قائم تھا اور سایہ اپنا برہوت رعد آواز پر
ڈال رہا تھا یہ دیکھتے ہی صاحبقران نے دوربین ہاتھ سے رکھ کر تیر سے انداز سے پر نشانہ باندھ کے
تیر مارا تیر چوڑا ہوا فضا کی صدا دیکر چلا ساتھ ہی قبیل بن مقبول نے بھی تیر چلایا اتنے فاصلہ پر نشانہ ٹھیک بیٹھنا ناممکن
کا دیا ہو چکا مگر یہ باند صاحبقران کی قوت تھی کہ تیر سیدھا جا کر ٹوٹے پر عقاب کے ہوا ساتھ ہی قبیل
بن مقبول کا تیر پہونچا اور یہ بھی برابر ہی پڑا دو تیر لگتے ہی عقاب چلایا ایک پر جل گیا اور ایک
کیا اثر ہوا کہ صاحبقران اسم اعظم دم کر چکے تھے تیر ترازو ہوگیا عقاب پھڑک کے سینے دم ہوگیا
اور چرخ مارتا ہوا زمین کی طرف چلا ساتھ زلزال نے برہوت کو بھی باندھ کے لشکر مین اپنے
بھیج دیا تھا برہوت رعد آواز کے اسیر ہونے کا طیمور کو نہایت ملال ہوا بس اسنے نکلنے کا

قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے روکا اور کہا کہ دم بھر کا توقف کرو آسکے بعد تمکو اختیار ہے طیمور ادب
صاحبقران سے رک گیا زلزال مبارز طلبی کر ہی رہا تھا کہ اسنے مین عقاب بالاے آسمان سے
تانپے اور چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا اور پھڑک پھڑک کے تمام ہو گیا مرنے سے اسکے قیامت برپا ہوئی
صدائین گیر و دار کی بلند ہوئی آتشباری و برف باری کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی
نام من عولان جادو بود حیف مردیم و جانداد یم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر
برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ سیہ فام کی پڑی ہوئی ہے زلزال
کی تو رنگت زرد ہو گئی اور سختگان نے ساریق سے کہا کہ لیجے اب خاتمہ ہے جسکا بھروسا میان زلزال
کو تھا اسے صاحبقران نے مار لیا اب جو قیدی اسکے سپرد تھے آنکی خبر لیجیے ورنہ سب کے
سب رہا ہو کر اسیوقت قیامت برپا کر دینگے آپ کو بھاگنے رستہ نہ ملیگا ساریق نے غلطان شاہ
سے کہا کہ کسیکو قیدیون کی خبر لینے کو بھیجو غلطان شاہ نے امواج گرد سے حکم دیا امواج گرد
اس مقام پر گیا کہ جہان قیدی تھے دیکھا کہ سب اسیر غل و زنجیر بیٹھے ہین لیکن وہ جو مکان تھا جسمین
یہ قیدی تھے نیست و نابود ہو گیا ہے سب میدان مین بیٹھے ہین امواج گرد نے کچھ فوج کے محاصرہ
مین ان سبکو شاہی زندان کی طرف روانہ کر دیا اور یہان طیمور تو غصہ مین بھرا ہی ہوا تھا جیسے ہی
ساحرہ کی لاش دیکھی آواز دی کہ او ملعون کہا یہ لقائی روح تھی جسکے بھروسے پر تو مردان عالم
کے مقابلہ کا دعوے کرتا تھا اگر سحر کی کمک شریک حال نہوتی تو رفیع البخت ہی تیری ٹانگین
چیر کے پھینک دیتے تو وہی ہے جسے بادستان مغرب مین رفیع البخت نے رک دی تھی
کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر مرکب کی باگ لی زلزال کو یہ زور تھا کہ وہ جوشن جو حمید جادو نے
دیا تھا وہ میری بر مین موجود ہے تلوار مجپر اثر نہین کر سکتی طیمور میرا کیا کریگا ادھر شاہزادہ طیمور کے
سامنے زلزال تڑپ کے پہونچکر نعرہ کیا زلاحریہ اپنا زلزال نے نیزہ مارا طیمور نے نیزے کو نیزے
پر لیا طعنین چلنے لگین سترھوین طعن مین طیمور نے نیزہ ہاتھ سے زلزال کے نکال دیا زلزال نے
تلوار ماری طیمور نے بند دست پکڑ کے تھپڑ مارا زلزال کو چکر آگیا بس طیمور نے کمر زنجیر
کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بندہ
گیا پنجر چور ہو گیا سانس بھی نہ آئی لشکر اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن اب حال
حمید جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو جیل بناکے عولان جادو اپنے باغ مین بٹھا آئی تھی مرنے سے
عولان جادو کے حمید جادو بیہوش ہو گئی جب ہوش مین آئی تو اپنے کو حالت اصلی پر پایا سمجھ
گئی کہ معلوم ہوتا ہے عولان جادو ماری گئی پس اسنے اسباب سحر سنبھالا لیکن خیال ہوا کہ زلزال
کا حال تو دریافت کر لون پس اسنے ایک جانور سحر بناکے اس سے پوچھا کہ زلزال کس حال مین ہے
اسنے مہیات کی آواز دی اور کہا کہ زلزال مارا گیا حمید جادو کو نہایت صدمہ ہوا جانور سے کہا کہ قاتل
اسکا کون ہے جانور نے نام طیمور کا بتایا اور چل گیا بس رنگا ہون مین حمید جادو کے زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا اسنے عہد کیا کہ اگر اسکے قاتل کو بھی نہ مارا تو مجھ کام ہی نہ کیا یہ کہکے زمین پر فلک ماری اور صورت
اپنی اژدہے کی بناکے قلعہ آتشین چھوڑتی ہوئی جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوئی اور آن واحد مین پہونچ
گئی دیکھا اسنے ایک جانب لاش زلزال کی پڑی ہے ایک طرف لاش عولان جادو کی ہے اور
دونون جانب فوجین آراستہ کھڑی ہین ہنوز کوئی واسطے مقابلہ کے نہ نکلا تھا طیمور زلزال کی

مارکے حریف کا منتظر کھڑا ہی تھا کہ جانب صحرا سے اژدہا نمودار ہوا اور طیموس کی طرف چلا آمد اسکی دیکھ کر
صاحبقران نے خضران سے کہا کہ نہ سمجھے تو یہ اژدر اصلی نہیں معلوم ہوتا یقیناً یہ بھی کوئی ساحرہ یا
ساحر ہی ادھر طیموس نے جو اژدہے کو اپنی جانب آتے دیکھا تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کرکے
مارا تیر اژدہے تک پہونچتے ہی جل گیا پس امیر باتوقیر نے طیموس کو آواز دی کہ تم ٹھہرو میں آتا ہوں
یہ اژدہا اصلی نہیں ہی یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا اور اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے طیموس نے بھی
ساتھ صاحبقران کے گھوڑا مہمیز کیا لیکن امیر باتوقیر پہلے پہونچ گئے اژدہے نے فلاخن آتشین
چھوڑا شعلہ امیر کے قریب پہونچ کے بسبب برکت اسم اعظم کے گل ہو گیا پس صاحبقران نے
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ قبضہ تک تلوار اژدہے میں ڈوب گئی سر سے بجائے خون شعلہ نکلا اور اژدہے پر گر کر جلا
پس اسکے مرتے ہی تلاطم برپا ہوا صدائیں مہیب آنے لگیں آخر آواز یہ بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من چیلہ دو
بود حیف مردیم و تباہ شدیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک عورت
کی پڑی ہی اس ہنگامہ میں شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنی
فرودگاہ پر آئے صاحبقران نے طیموس پر سے تصدق اتروایا ادھر سارلق نے غلطان شاہ
دردرگوش سے کہا کہ اب تمکو کسکا بھروسہ ہی غلطان شاہ نے کہا کہ مجھے جسکا بھروسہ ہی وہ یقیناً ہی
کہ کل تک پہونچ جائے گا غرضکہ آج طبل جنگ نہیں بجا جب رات گذر کر دوسرا دن ہوا تو دیکھا
کہ جانب کوہسار سے ابر اٹھا آگے آگے ابر کے گرم چیلیں منڈلاتی ہوئی ابر میں سے شعلے
نکلتے ہوئے بارش شعلہ ہائے آتشین کی ہوتی ہوئی نمودار ہوئیں غلطان شاہ نے سارلق سے کہا کہ لیجیے
میرے مددگار آگئے یہاں تک کہ وہ ابر آتے آتے شہر غلطانیہ میں پہونچا اور شق ہوا دیکھا کہ دو جوان
ایک تخت پر سوار ہیں اور پشت پر چالیس ہزار جادوگر عقاب و بط و بازشتر وغیرہ پر سوار جو لیسان
اسباب سحر کی کاندھوں پر لٹکی ہوئی قشقے ماتھوں پر کھینچے ہوئے ترسول بینسول چمکتے ہوئے آ پہونچے
غلطان دردرگوش برائے تعظیم اٹھا لشکر ساحروں کا زمین پر اترا اور تخت مہلیل پنج ابرو
کا سامنے تخت غلطان شاہ کے آتا ملاقات ہوئی مہلیل پنج ابرو نے غلطان دردرگوش
سے کہا کہ تمنے مجھے کیوں یاد کیا ہی غلطان دردرگوش نے کہا ع دوست آن باشد
کہ گیرد دست دوست * در پریشان حالی و درماندگی * مہلیل پنج ابرو نے کہا کہ کیا پریشانی
تمکو لاحق ہوئی ہی اسے بیان کرو غلطان دردرگوش نے کہا کہ خداوند باختر ہاتھ سے خدا کے
شکست کھا کر میرے ملک میں آئے ہیں اور تعاقب میں انکے خدا پرست یہاں بھی آئے ہیں
لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ ان خدا پرستوں کا استیصال کریں خداوند باختر آپکے نہایت
ممنون ہونگے اور جابجا آپکا عالم میں نام ہوگا یہ سنکے مہلیل پنج ابرو نے کہا کہ باختر میں
تو بڑے بڑے ساحر تھے خصوصاً ملکہ جلجال جادو کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا وہ سب کیا ہوئے
سختگان نے کہا کہ سبکو خدا پرستوں نے مار ڈالا یہ سنکے مہلیل کے ہوش اڑ گئے اور
کہنے لگی کہ میں نے تو سنا ہی کہ خدا پرست سحر نہیں جانتے سختگان نے کہا کہ بیشک وہ سحر تو نہیں
جانتے مگر ساحر کی کوئی حقیقت بھی نہیں سمجھتے جیسے چیونٹی کو مار ڈالا ویسے ساحر کو ایک تو خود صاحبقران
ہی نک باطل السحر ہیں جب ساحر سے مقابلہ ہوتا ہی وہ دو حرف پڑھ دیتے ہیں علاوہ اسکے انکا عیار نہایت
طرار ہی اسکے پاس ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ جب چاہتا ہی وہ نظروں سے پنہان ہو جاتا ہی اور جب

چاہتا ہی ظاہر ہو جاتا ہی مہلیل نے کہا کہ نام اسکا کیا ہی سخنگان نے کہا کہ میں نام ہرگز نہ لونگا مہلیل نے کہا کہ سخت کیا ادھر نام لیا اور وہ یہیں موجود ہوگا مہلیل ہنسی اور کہا کہ پھر آ کے گا تو کیا بنا لے گا سخنگان نے کہا کہ جیسے چاہیگا جوتیاں لگائے گا مہلیل نے کہا کہ اے سخنگان ساحر ہونا کافی نہیں ہی جبتک ہوشیار نہو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ خلخال جادو اس طرح مار ڈالی جائے کہ دل کی دل ہی میں رہجائے اور کچھ کر نہ سکے سخنگان نے کہا نابادہ غرور کے گلے نہ کیجیے ایسا نہو کہ غرور میں آجائے لے آنے ہمارے مرشد زادے کو بہت کچھ برا بھلا کہا ہی اسکا انجام اچھا نہوگا مہلیل نے کہا مرشد زادے کون سخنگان نے کہا جنکا میں نام نہیں لے سکتا ہوں مہلیل نے کہا کہ تم ضرور نام لو سخنگان نے کہا کہ میں نے آپ سے ناحق ذکر کیا مجھے یقین ہی کہ اتنی دیر ذکر ہونے سے وہ موجود ہو گئے ہونگے اگر ایک گھنٹہ کے عرصہ میں وہ خود ظاہر نہوے تو صبح میں نام لونگا مہلیل خاموش ہو رہی غلطان شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا بحجت جشن منعقد کی بیان آن سامان جشن ہی اور وہاں خضر ان کو معلوم ہوا کہ ساحر واسطے مدد غلطان شاہ کے آئے ہیں انھوں نے خیال کیا کہ چلکر سیر کرنا چاہیے خواجہ اسوقت جانب بارگاہ غلطان شاہ روانہ ہوے بعد خواجہ کے اور عیار بھی یکے بعد دیگرے چل کھڑے ہوے مہتر برق ثالث نے چند عیاروں کو ساتھ لیا اور صحرا میں جا کر صورت اپنی اک طوائف کی بنائی اور عیار سازندے بنے اور یہ سب کے سب اک رتھ پر سوار ہو کے جانب لشکر ساحران روانہ ہوے وہاں بارگاہ غلطان شاہ میں طائفہ آرہے تھے مجرا کر رہے تھے غلطان شاہ کے برابر مہلیل کج ابرو اور اسکی دختر ہلال ستارہ پیشانی بیٹھی تھی جام شراب ناب کو گردش تھی اتنے میں اک چوبدار نے آکر عرض کی کہ اک نئی ڈیرہ دار نئی شہر حسن آباد سے آئی ہی قیامت کی صورت ہی غلطان شاہ نے کہا کہ اس سے کہو کہ مجرے کی تیاری سے لے چوبدار نے آکر اطلاع کی نازنین بائی نے دست بقچہ کھلوایا اور زیور لباس سے آراستہ ہو کر سازندوں کو ساتھ لیکر اور داخل بارگاہ ہوئی نظر جو اہل دربار کی پڑی ہی محو ہو گئے سارق کی بھی رال ٹپک پڑی مہلیل کج ابرو بھی محو ہو گئی بات تو یہ ہے کہ سب ہلال ستارہ پیشانی کے گلشن جمال کی گلچینی میں مصروف تھے باس طوائف کو دیکھنے لگے ہر قدم پر کمر لاکر بل کھاتی تھی ٹوٹی جاتی تھی سخنگان نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہی اسنے ادا سے کہا کہ مجھے نازنین بائی کہتے ہیں سخنگان نے کہا کہ واقعی تم اسم بامسمیٰ ہو اب دیکھا چاہیے کہ گانا کیسا ہی صورت تو پری ہی نازنین نے ناز و نخرے سے کہا کہ آپ رئیسوں کی قدردانی ہی ورنہ میں کس لائق ہوں نہ صورت نہ سیرت غلطان شاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا نازنین سلام کر کے بیٹھ گئی جو طوائف مجرا کر رہی تھی اسکا مجرا اسکے اشتیاق میں برخاست کر دیا گیا اور نازنین بائی کو حکم ملا کہ کچھ گاؤ یہ سامنے آ بیٹھی اور سازندوں نے ساز ملائے نازنین نے گانا شروع کیا نہایت لہجہ سے یہ غزل گائی غزل

دو پھول لیکے حسن میں جب نکلے قرار پر
دیکھا جو چنچل انکھوں کو آنسو بنے گئے
نالے بلبل آئے سے چرخ کے مزار پر
آئینہ دیکھتے میں وہ پھولوں کو دیکھ کر
کس کام کے قفس میں اگر ہیں نہ سبزہ زار پر

لے تنے حنائی ہاتھ اٹھائے مزار پر
کیا جھٹکے ہاتھ دل بیقرار پر
ہوتے ہی صبح منہ سے الٹا بیٹھے نقاب
چوری کا ہی گمان نسیم بہار پر
پھولا نہیں ہی جیب گریبان کو اپنے چاک

ہرتے تھے چوٹ جو گل عذار پر
اس وقت ہی ہماری خزان بھی بہار پر
ہنس ہنس کے بجا وہ غنچہ دہن قبر پر مری
اب رحم کیجیے کسی اشک داب قبر
بلبل چمن کی سیر کو کہتے ہیں بیقرار
رکھے ہیں دونوں ہاتھ دل بیقرار پر

ہم جان دیتے ہین ترے غمزۂ جانستان پر
دیتا ہون تازہ جان مین ہر ایک وار پر
بجلی چمکتی ہے تو سب اسکو جان کر
رنگ اور ہی ہے جان ہے نرالی بہار پر
اچھا بتا دو اچھی طرح پیار کرکے تم
آتا ہے رحم مجکو دل بیقرار پر

تو اور تو یہ بھی نہین دیتا ہے پیار پر
اس دل کو چین ملتا نہین پہلو کو چیر کر
رکھے ہوئے ہین وہ ہاتھ دل بیقرار پر
آنکھین نگاہ شوق کو دم بھر نہین قرار
رنجیدہ کسلیے ہو مرے جوش بہار پر
ای آہ رنج و قلق ذرا بھی نہین ہمین

گویا دم مسیح ہے قاتل کی تیغ مین
مین جبر کر رہا ہون بہت اختیار پر
وہ آنکھ نہین باغ کی حالت جو دیکھنے
آئی ہوئی ہے میرے دل بیقرار پر
وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ بات شوخ
ہر دم نظر ہے رحمت پروردگار پر

نازنین بانی کچھ اس طرح بتا بتا کے اس غزل کو گائی کہ تمام اہل محفل کو بیچین کر دیا اسکے بعد نازنین بانی نے خدمتگار سے خاصدان طلب کیا اور ایک پان نکال کے کھایا مہلیل کج ابرو نے کہا کہ تم پان کی بہت عادی ہو عرض کی کہ حضور عادی کیا ہون لیکن بستر ہی کھانے کو تو پان ہو خاصدان کھلتے ہی تمام دربار مہک اٹھا مہلیل نے کہا کہ تم بڑی لطافت کی طبیعت رکھتی ہو کیا خوشبودار گلوریان بنی ہوئی ہین نازنین بانی نے خاصدان ہاتھ مین لیا اور سامنے مہلیل کے آکر اسنے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو نوش کیجیے جناب کے قابل تو ہین نہین مہلیل نے ہاتھ بڑھا کر گلوری لی اور چاہا کہ کھاؤن کہ وہ مینا جو اس نے سحر سے تیار کی ہے اور ساری کائنات سحر کی اسی ہے ہر وقت اسکے شانے پر بیٹھی رہتی ہے بولی کہ ای ملکہ گلوری مین بیہوشی ملی ہوئی ہے نوش نہ کیجیے کا مہلیل نے کہا کہ یہ عورت کون ہے مینا بولی کہ یہ عیارہ ہے نام اسکا برق ثالث ہے اور اسکے ساتھ والے سب عیار ہین اور وہ جو ایک چوبدار سامنے کھڑا ہے یہ خضران بن عمرو ہے بس یہ سنتے ہی مہلیل کے ہوش اڑ گئے عیارون نے بھاگنے کا قصد کیا خضران نے گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے مہلیل نے جو گیر کی آواز دی جو عیار جہان تھا وہین رہ گیا مہلیل نے کہا کہ کیون یہ کیا حرکت تھی برق ثالث نے کہا کہ آپ کے آنکی خبر سنکے ہم اپنا کمال دکھانے کو آئے تھے اگر آپکے ساتھ دشمنی کرنا ہوتی تو صرف عیاری کرتے آنے مین کاہے پر ہے مہلیل کے مین غائب ہو گئی خواجہ نے گلیم کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر مینا کو پکڑ کے داخل زنبیل کر لیا یہی بانی فساد ہے سارا کھیل اسی نے بگاڑ دیا ہے اب مہلیل حیران ہوئی سخنگان نے صلواۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد یہ آپ ہی کا کام ہے جسکو چاہیے جوتیان لگائیے اور جسکو چاہیے ذلیل کیجیے آپکا کوئی کچھ نہین کر سکتا ایک دفعہ خضران گلیم اتار کر سامنے مہلیل کے آئے اور کہا کہ کیون ملکہ دیکھا ہمارا کمال مہلیل نے کہا کہ واقع مین نام سنتے تھے دیکھا نہ تھا آج دیکھ بھی لیا خضران نے کہا کہ بخبر خواہ بیچارون کو گرفتار کیا ہے تو اس سے کیا حاصل یہ بیچارے اپنا کمال دکھانے اور انعام لینے آئے تھے جہان تک اسپر جو تقدیر ہوے بہتر یہ ہے کہ انھین انعام دیکے رخصت کرو کہ جاکر تمھاری تعریف کرین مہلیل نے اسی وقت سب کو خلعت دیے اور رخصت کیا خواجہ نے اشارہ سے کہا کہ ضعف ہمارا بیٹا یہ رنگ تو چلتے ہوئے اب خواجہ نے کہا کہ ہمارا انعام دلوائیے مہلیل نے کہا کہ بیشک تمھارا انعام سب سے زیادہ ہوا کہ تم افسر عیاران ہو یہ کہکر ایک کشتی جواہر خواجہ کو دی اور کہا کہ ممکن تھا کہ مین تمھین گرفتار کر لیتی مگر جب تم خود سے ظاہر ہو گئے تو مجھے بھی شرم آئی خواجہ نے کہا کہ مین بھی جانتا تو جس طرح مینا کو پکڑ لیا اسی طرح تمکو بھی گرفتار کر لیتا مگر مین نے ایسا نہین کیا مہلیل نے کہا کہ میری مینا مجھے دے دو خواجہ نے کہا کہ تمنے کتنے دنون کے ریاض مین اسے تیار کیا تھا مہلیل کج ابرو نے کہا کہ یہ میرا بارہ برس کا ریاض ہے خواجہ نے کہا

کہ بارہ ہزار روپیہ لونگا تو دونگا مہلیل کج ابرو نے قبول کیا اور روپیہ کے توڑے منگا کے سامنے
رکھ دیے خواجہ نے توڑے اُٹھا کے نذر زنبیل کیے اور لکھ مینا نکال کے دی مہلیل نے مینا ہاتھ
سے خواجہ کے لیکر زور سے جھٹکا مینا نے پھر پھری لی پرون سے گرد اسکے جو ہوا نکلی مہلیل کے دماغ
مین بیہوشی سرایت کر گئی چھینک مار کے بیہوش ہوئی خواجہ نے جال مار کے مہلیل کو داخل
زنبیل کیا اور کہا یون سر دربار گرفتار کر کے لے جاتے ہین جسکو دعوے ہو مجھ سے چھین لے
ہلال ستارہ پیشانی چاہتی تھی کہ ہو کر کے پکڑ لون کہ آپ گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے اور چلے گئے
ہوے خدمت مین صاحبقران عالی شان کے آگئے اور مہلیل کج ابرو کو زنبیل سے نکال کر
سامنے صاحبقران کے ڈال دیا اور عرض کی کہ یہ لکاتہ حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ہے
عرض کی یہ وہی ساحرہ ہے جو مقابلے کے واسطے آئی تھی مین نے جا کر عیاری کی اور اسے پکڑ لایا سب
عیار پھنس گئے تھے مین نے جا کے رہا کیا اور اس مردار کو گرفتار کر لایا فرمایا باندھ دو ستون بارگاہ
سے خضران نے ستون سے باندھ دیا ادھر ہلال ستارہ پیشانی نے ساریق کی طرف دیکھ کے
کہا کہ مین جاتی ہون اور ابھی اپنی ماں کو رہا کر کے لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی یہان خضران نے ستون
سے باندھ کر ہوشیار کیا ہنوز گفتگو کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ چوبدار نے آ کر عرض کی کہ اک ساحرہ
دروازہ بارگاہ پر آئی ہے اور اندر آنا چاہتی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ہلال ستارہ پیشانی اندر
آئی صاحبقران نے کرسی عنایت کی ہلال ستارہ پیشانی نے جو اپنی ماں کو بندھے دیکھا عرض کی
کہ جسکی ماں اس ذلت سے کھڑی ہو وہ کیونکر بیٹھے امیر نے خضران سے فرمایا کہ کھول دو اور ہلال
سے کہا کہ تم آپ نکلہ زبان سے کھینچ لو ہلال نے بڑھ کر نکلہ زبان سے کھینچ لیا خضران نے کھول دیا
اور اسے بیٹھنے کو بھی کرسی عنایت کی مہلیل کج ابرو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ معلوم
ہوتا ہے آپ عیارون کے بل پر ساحرون سے مقابلہ کا دعوے رکھتے ہین لطف یہ تھا کہ میرے آپکے
ہر میدان مقابلہ ہوتا صاحبقران نے فرمایا تجھے غرہ نہیں چاہیے طبل جنگ بجواؤ جب تم لوگ دغا
کرتے ہو تو ہم بھی ایسا کرتے ہین ورنہ تم اسم اعظم دعوے سے بند کرو نہ عیاری تھمین پرجب دعو
مہلیل نے کہا کہ ابھی تو مین آئی تھی اور دعوت مین تھی فرمایا خیر اسی مہلیل مع ہلال ستارہ پیشانی
رخصت ہو کر جانب لشکر روانہ ہوئی غلطان دردر کوش اسکے آنے سے نہایت خوش ہوا
مہلیل نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ دنبی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی
گرجی خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی یہان سے بھی کوس حربی گوازش مین آیا جوانان لشکر اسلام
نے آلات حرب کو صیقل کرنا شروع کیا اور کفار سحر جگانے مین مصروف ہوے تمام صحرا گونج رہے
دیوان دھار ہو گیا آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین ادھر مہلیل نے حجرہ سحر تیار کیا جسکا
کوئی دروازہ نہ تھا اسلیے کہ کوئی عیار بچہ تک نہ پہونچ سکے اور یہ سحر جگانے مین مصروف ہوئی
اسی عالم مین زمانہ شب کا بر طرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لشکر
اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی ساحر یا سامری یا جمشید کے نعرے کرتے ہوے اپنے اپنے بستر
سے اٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا اس طرف سے اہل اسلام میدان مین پہونچ کر صف آرا
ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نیب و گیر ہٹ گئے تو مہلیل کج ابرو
نے اپنا طاؤس سحر بڑھایا میدان مین آئی اور یک ترنج جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ ترنج

شق ہوا اور اُسمیں سے دھوان پیدا ہوا مہلیل ستارہ پیشانی نے کہا کہ جاؤ اور خضران عیار کو جہان
ہو پکڑ لاؤ بس یہ کہنا تھا کہ دو جوان مانند مار سیاہ کے پیچیدہ ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کہ چل
مجھکو ملکہ افراق بلاتی ہیں یہ کہکر کھنچتا ہوا چلا خضران حیران تھے کہ یہ کیا آفت آئی اب
نہ کلیم اور تم سے ملتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں آواز دی کہ یا صاحبقران ہمتو جاتے ہیں خدا حافظ
امیر نے دیکھا کہ خضران کھنچتا ہوا چلا جاتا ہے صاحبقران حسرت سے دیکھتے رہگئے وہان
مہلیل کج ابرو نے خضران سے کہا کہ بس اسی منہ پر دعوے عیاری تھا تجھے اس دن کی
خبر نہ تھی لاؤ قفس یہ کہنا تھا کہ ایک ساحر قفس آہنی لیے ہوئے آیا مہلیل نے چند دانے
ماش کے پڑھ کر خضران پر مارے دیکھا کہ خضران زمین پر لوٹ کے ایک کبوتر کی صورت
ہو گیا مہلیل نے خضران کو پکڑ کے قفس میں بند کر دیا اور ترشول زمین پر گاڑ کے اسمیں آویزان
کر دیا اور دوسرا ترنج زمین پر مارا یہ ترنج بھی اسی طرح شق ہوا اور اس سے بھی دھوان پیدا
ہوا ابھی یہ آکر برق ثالث کو پکڑ لے گیا مہلیل نے برق کو ایک قمری کی صورت بنا کے
قفس میں بند کر دیا غرضکہ جتنے عیارون نے اُسکو دھوکا دیا تھا جب اُسنے ان سب کو
قیدی قفس بنا لیا تو صاحبقران کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ امیر بس یہ حقیقت ان عیارون
کی تھی اب جس سردار پر آپ کو گھمنڈ ہو اُسے بھیجیے یہ سنتے ہی قبیل بن مقبول کو نہایت غصہ آیا
آواز دی کہ او ناکارہ کیا جھک مارتی ہے تو نے ابھی غلامان صاحبقران کو دیکھا نہیں کہ کیسے کیسے
ہیں تو کیا کر سکتی ہے لے میں آتا ہون یہ کہکر مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت
بادشاہی کے آکر اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیون سبقت کرتے ہو یہ موقع تمہاری
نشانہ بازی کا نہیں ہے قبیل بن مقبول نے عرض کی کہ اب تو غلام نکل چکا ہے مجھ سے نہ سنا گیا
کہ یہ سرداران اسلام پر طعن کرے کیا حقیقت ہے اس ناکارہ کی فرمایا خیر جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہے قبیل نے سلام رخصت کیا اور میدان کی طرف چلے ادھر مہلیل کج ابرو نے جو قبیل کو اپنی
طرف آتے دیکھا ترنج زمین پر مارا اور آواز دی کہ پکڑ لاؤ اتنے میں ترنج شق ہوا اور اُسمین سے
دھوان نکلا قبیل کی طرف چلا قبیل نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا تیر کو چلہ
کمان میں پیوستہ کرنے لگا مہلیل کھڑا تاکا اور ناوک کو دیا تیر پھینکتے ہی سن سے چلا اُسی
میں تھا کہ دھوئین نے تیر کو بھی پیچیدہ کیا اور قبیل پر آ کے اُسے بھی باندھے لیے چلا گیا
مہلیل نے قبیل کو بھی طائر بنا کر قفس میں بند کر دیا اور وہین میدان میں لٹکا دیا دو پہر
دن چڑھتے چڑھتے دس بارہ سوار ایسے ہی پکڑ لیے کہ آخر تہ جاسب آسمان سے ایک
قیطول اُڑتا ہوا نظر آیا اور آ کے میدان جنگ میں پہونچکر زمین پر نصب ہو گیا دیکھا
کہ بالائے قیطول ایک مرد دراز قامت صندل پہنے بیٹھا ہے اور ایک خنجر سامنے آ کے
رکھا ہے قیطول نہایت بلند ہے چار ستون شش زنجیر کے گرد قیطول ہیں اور ہر زنجیر ایک شیر بیٹھا
ہے اُسنے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم نقاش صورت کش وزیر فرستادہ خداوند شعشاع بن شش
باش اے گروہ خدا پرستان تمنے بہت سر اٹھایا ہے مجھے خداوند نے بھیجا ہے کہ گرفتار جو ڑوئے سرکشی ہیں
انکو پکڑ لاؤ کہ ہم بھی تو ان بندون کو دیکھیں کہ جنسے آنکو کیسا یہ جگہ خالی کیا ہے کہ ایک
عالم انکا فریادی ہو رہا ہے ایک نقارہ اُسکے ہمراہ سے ہی مار ڈالا اور مہلیل کج ابرو کی طرف آیا

کہا کہ او چھوکری یہ تو نے کیا کرشمہ بنا رکھا ہی کہ ایک ایک کو پکڑتی ہو اور قفس میں لٹکاتی ہو انکا گرفتاری
ہی کرنا کیا جس وقت تو کہیگی میں سب کو ایک آن میں گرفتار کرکے تیرے سپرد کر دونگا مہلیل نے کہا کہ
میں نے انکو دوپہر میں گرفتار کیا ہی میں نہ چھوڑونگی نقاش صورت کش نے آنکھیں سرخ کر کے
جواب دیا کہ نہ چھوڑیگی مہلیل نے کہا کہ ہرگز نہ چھوڑوں گی بس اسنے اک قفس کی تصویر کاغذ پر بنا کے
اسکو چاک کر ڈالا حقیقۃً پنجرے سب ٹوٹ گئے اور جتنے سردار عیار جانور بنے ہوئے تھے
اُڑکر سامنے نقاش کے آگئے نقاش صورت کش نے جسپر ہاتھ پھیر دیا وہ ہیئت اصلی پر آگیا
کہا جاؤ اپنے لشکر میں تمام عیاروں اور سرداروں کو رہا کرکے لشکر اسلام میں بھیج دیا مہلیل واں
بات پر ناراض ہو گئی اور اسی وقت بگڑ کے چلی گئی نقاش صورت کش نے صاحبقران کی طرف
دیکھ کے کہا کہ آپ کو کن کن سرداروں کا بھیجنا منظور ہی فرمایا سب میرے زور بازو اور قوت دل
ہیں میں کسیکو بھی نہ بھیجونگا میں خود چلونگا مگر اسوقت جبکہ سارایق کے جھگڑے سے فراغ حاصل
ہولیگا نقاش صورت کش نے کہا کہ خیر اگر آپ خود نہ بھیجینگے تو ہم آپ پکڑے جائنگے ہمیں بھی
دیکھنا ہی کہ آپ کیونکر روک سکتے ہیں یہ کہکر غلطان وردگوش سے کہا کہ ای بادشاہ شہر غلطانیہ تیرے
یہاں کوئی سردار بھی لائق مقابلہ ہی غلطان وردگوش نے کہا کہ جی ہاں نقاش صورت کش
نے کہا کہ تم طبل جنگ بجوا کر ہمیں تماشا سے مقابلہ دکھاؤ ہماری فوج بھی آئی ہوگی یہ سنکے
غلطان شاہ نے کہا کہ بہتر ہی غرضکہ شام قریب تھی اس وقت تو طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر
میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آگئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہ ساحر نہایت زبردست
معلوم ہوتا ہی خضران نے عرض کی کہ اسکی صورت دیکھ کر میرا دل تھراتا ہی اور وہاں غلطان
وردگوش نے طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا
تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں انکو تو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہی اور یہاں سے

چند کلمے داستان طوفان دریاموج کے بیان کیے جاتے ہیں

واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ نہنگ بن طوفان جسے طیمور نے زیر کرکے اپنا مطیع کیا ہی باپ
اسکا طوفان دریاموج چند زمانے سے مفقود الخبر ہو گیا تھا یہ واسطے صید و شکار کے گیا تھا پھر
واپس نہ آیا سارایق کو اسکے گم ہونے کا نہایت ملال ہوا تھا اس وقت سالار لشکر سارایق
یہی تھا اکثر نہنگ بن طوفان اپنے باپ کو یاد کرکے رویا کرتا تھا حسب اتفاق آج بھی نہنگ
کو کچھ اپنے باپ کا خیال آیا بس یہ رونے لگا طیمور کی نظر جو نہنگ بن طوفان کے چہرہ پر پڑی
پوچھا کیوں تمھارے رونے کا کیا سبب ہی اسنے عرض کی کہ کیا کہوں اس وقت مجھے اپنا باپ
یاد آیا کہ اگر وہ موجود ہوتا تو صاحبقران طلحہ بن کند حور کو تمام سرداروں پر فوق نہ دیتے حالانکہ
برہوت رعد آواز بھی طلحہ سے کم نہیں مگر چونکہ طلحہ رفیق قدیم ہی یہ رعایت ہی اور اگر طوفان
دریاموج ہوتا تو طلحہ کی شان و شوکت خاک ہو جاتی یہ سنکے برہوت رعد آواز نے بھی طیمور
سے تعریف کی کہ واقعی میں وہ ایسا ہی سردار ہی طیمور کو کچھ تو نہنگ کے رونے کا صدمہ ہوا کچھ
طوفان دریاموج کا اشتیاق ہوا فرمایا کہ اس معرکہ کے بعد میں صاحبقران سے رخصت
ہونگا اور تمھارے باپ کی تلاش میں جاؤنگا یہ فرما کر اپنے یہاں کے منجم کو طلب کیا اور اس سے

کہا کہ نہنگ بن طوفان کے باپ کی حالت پر غور کرو کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا سہیل اختر شناس وزیر
خورشید زرین کمر کہ نجیل کا ہمنشین ہوا اسنے طیمور کی خبر بھی بادشاہ زرینہ سے بیان کی تھی حسب الحکم
طیمور تیر پیر وزیر نے زائچہ کھینچا اور پہلے خانہ حیات پر نظر ڈالی اور غور کیا حیات کا خانہ برقرار پایا بعد اسکے
بر شہر بلاد کی تقسیم کر کے دیکھا کہ شخص کس مقام پر ہے اور کس حالت میں ہے معلوم ہوا کہ کسی ساحرہ کے پھندے
میں ہے سہیل اختر شناس نے بیان کیا کہ اے شہریار طوفان دریاموج پر کوئی ساحرہ عاشق ہے اور
ایک لڑکی بھی طوفان کی ہے جو اب سولہ سترہ برس کی ہو چکی ہے اور ساحرہ بے عدیل ہے اور یہاں سے
جانب جنوب و مغرب اسکا مسکن ہے طیمور نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اس وقت طبل جنگ بج گیا ہے
صبح کو مقابلہ ہونے والا ہے میرا جانا کسی طرح مناسب نہیں ہے انشاءاللہ بعد اس مقابلے کے سمجھا جائیگا
یہ فرما کر شاہزادہ طیمور جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے لیکن اب حال مہلیل کج ابرو کا سنیئے کہ خفیف
ہو کر گھر کے اپنے مکان پر پہونچی تو طوفان دریاموج نے دیکھا ابر رو دن بہ بدل پایا کہا کہ کیوں تم کہاں
گئی تھیں اور برہم کیوں ہو اس وقت مہلیل کج ابرو نے سارا واقعہ بیان کیا طوفان دریاموج
نے مہلیل سے کہا کہ میں نے تمھاری محبت میں اپنی عمر برباد کی جس بادشاہ کا عمر بھر تک نمک کھایا
اسے بھول گیا لڑکا میرا پندرہ برس کا تھا اسکی خبر نہیں کہ وہ کس حال میں ہے جب میں نے تم سے اجازت
جانے کی مانگی تمنے جانے نہ دیا راستے سحر سے بند کر دیئے اب مجھے جانے دو تاکہ میں حق نمک اپنے
بادشاہ خطالب کا ادا کر دوں اور اپنے بیٹے سے ملوں نہیں معلوم وہ زندہ بھی ہے یا اس لڑائی میں
مار ڈالا گیا یہ سنکے مہلیل کج ابرو نے کہا کہ اے طوفان دریاموج تم تنہا کچھ نہیں کر سکتے
جتنے پہلوان سابق کے نامی تھے وہ سب خدا پرستوں سے زیر ہو کر مسلمان ہوئے اور اب
انہیں کے شریک ہیں طوفان دریاموج نے کہا کہ کیا برہوت رعد آواز بھی زیر ہو گیا
مہلیل نے کہا کہ وہ بھی اک اٹھارہ برس کے لڑکے کا رفیق ہے سنا ہے کہ اس سے لڑ کر سات
روز میں زیر ہوا اب تو طوفان دریاموج کو اور زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ اگر ابھی تم نے مجھے جانے
دو گی اور رستے کو سحر سے بند کرو گی تو میں خودکشی کر لونگا مہلیل نے ناچار ہو کر فراق طوفان دریاموج
کا منظور کیا طوفان نے آلات حرب کو صاف کر کے اپنے تن پر آراستہ کیا اور پشت مرکب
پر سوار ہو کے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور ادھر

داستان نقاش صورت کش کی بیان ہوتی ہے

کہ یہاں طبل جنگ بج رہا ہے اہل اسلام میں چرچا ہے کہ دیکھئے کل کیا صورت ہوتی ہے یہ ساحرہ
میدان جنگ میں کیا کر کے دکھاتا ہے ادھر عیاران اسلام اس فکر میں روانہ ہوئے کہ آج ہی
اسے گرفتار کر لینا چاہیے چنانچہ یہ صورتیں بدل بدل کے آگے گئے جس عیار نے زینے پر سے
جانے کا قصد کیا شیر نے جسکی بنائی خواجہ خضران بادھری پاؤں میں باندھ کر آ گرے اسوقت
شیروں نے مثل انسانوں کے آواز دی کہ یہ عیار مکار پکڑ کے آیا چاہتا ہے ہوشیار رہئے گا یہ
سنتے ہی خواجہ جلدی سے گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے نقاش صورت کش نے چار
تیلیاں فیلول کی چاروں دروازوں پر گاڑ دیں انھیں میں اُسکے کہدیا تھا کہ اگر کوئی
اتر کے آئے تو اسے بھی گرفتار کریں میری نیند میں خلل واقع ہو جب خواجہ خضران نے

بھی کسی طرح کا قابو نہ پایا تو واپس آ گئے آخر کار شب تمام ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا شخص خواب سے
بیدار ہوا اور فریضۂ سحری کو ادا کر کے رخ میدان مصاف کا کیا گھڑی بھر دن چڑھنے پایا تھا کہ دونوں
طرف کی فوجیں میدان میں پہونچکر صف آرا ہوئیں ادھر غلطان شاہ اپنے لشکر نیت کھڑا تھا
ادھر ساریق اور ان دونوں سے آگے بڑھا ہوا نقاش صورت کش بالائے فیطول بیٹھا ہوا
تھا اور غرور کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف دیکھ رہا تھا اُسنے فوج اسلام سے چند سردار پسند کیے
اور غلطان شاہ سے کہا کہ بھیجو کسیکو غلطان دردر گوش نے اپنی فوج سے ایک سردار کو میدان
میں بھیجا اُسنے مبارز طلب کیا بس لشکر اسلام سے طلحہ بن لندھور نے اپنے فیل کو گرم رفتار کر کے
بڑھایا او سامنے بادشاہ اسلام کے آ کر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جا خدائے مطلق نگہبان ہے
طلحہ سلام رخصت کر کے میدان میں آئے ہنوز سامنے حریف کے نہ ہوئے تھے کہ جانب صحرا
سے آواز پیدا ہوئی کہ او ہندی ادھر کہاں جاتا ہے ادھر آ اور مجھ سے سامنا کر طلحہ نے جو پلٹ کے
دیکھا تو ایک فیل سوار کو صحرا سے آتے ہوئے پایا اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک طلحہ میدان
میں کھڑا ہے اور دوسرا صحرا سے چلا آتا ہے سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے جو لباس طلحہ کا وہ
لباس اُسکا جیسا فیل طلحہ کا ویسا فیل اُسکا جیسا وزنی گرز طلحہ کے ہاتھ میں اتنا ہی بڑا گرز اُسکے
پاس بھی طلحہ نے کہا تو کون ہے اُسنے کہا تو کون ہے طلحہ نے کہا میں بادشاہ ہند ہوں اُسنے کہا
میں بھی فرمانروائے ہندوستان ہوں طلحہ نے کہا میں پسر لندھور ہوں اُسنے کہا میں بھی
پسر لندھور ہوں غرضکہ جو طلحہ کہتے تھے وہی وہ بھی کہتا تھا ان دونوں کی باتیں آواز گنبد تھیں
سب حیرت سے دیکھ رہے تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے کہ اکبارگی طلحہ نے غصہ میں آ کر اُسکے
سینے پر نیزہ مارا اُسنے نیزہ پر نیزے کو لیا نیزیں چلنے لگیں دونوں کانٹے میں تلے ہوئے بلکہ ایک
سانچے کے ڈھلے ہوئے برابر کے جوان تھے لوگ ہمہ تن محو تھے اور دونوں کی لڑائی دیکھ رہے
تھے دیر تک نیزہ بازی ہوئی مگر کام نہ نکلا آخر نیزوں کو پھینک دیا اور گرز چلنے لگے جسکی ضرب
سے زمین طبقہ ہل گیا آخر نوبت کشتی کی آئی تمام دن کشتی رہی قریب شام دوسرے طلحہ نے طلحہ بن
لندھور کو اسیر کر لیا اور لیکر سامنے نقاش صورت کش کے آیا نقاش صورت کش نے
فیطول میں چند قندیلیں آویزاں تھیں نقاش نے ایک قندیل اُتاری اور طلحہ پر چند دانے ماش کے
پڑھ کر مارے کہ یہ ایک شمع کی صورت بن کے رہ گئے نقاش نے اُنکو قندیل میں بند کر دیا
اور وہ جو طلحہ ہو کے آیا تھا صحرا کی طرف چلا گیا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے ساریق
نہایت خوش تھا آج تو صحکنان نے بھی انگڑائی لی اور کہا کہ یہ ساحر کچھ معلوم ہوتا ہے لیکن امیر
کشورگیر نہایت پریشان میدان سے پھر کر اپنے مقام پر آئے وہاں غلطان شاہ نے پھر طبل
جنگ بجوا دیا یہاں بھی نقارہ رزمی بجا صبح تک دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو دونوں
فوجیں وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جو وقت نقیب
نقیب سے کہ گئے تو نقاش صورت کش نے آواز دی کہ اے صاحبقران آج کون سا سردار
واسطے مقابلے کے نکلیگا فرمایا جب حریف آئیگا تو دیکھا جائیگا یا تو جسے مرگ کی وہ نکلے نقاش نے
کہا مجھے تو چند سرداروں کو لیجا کے خدمت خداوند میں پیش کرنا ہے چاہتا ہوں کہ جو طلحہ کا ہمچشم ہو وہ
نکلے بس یہ سنتے ہی مملوک بن مالک کو غصہ آ گیا آواز دی کہ او ملعون میں ہوں مجھے بھی گرفتار

رہے۔ لیکن میدان میں آنے نقاش نے صحرا کی طرف دیکھا فوراً بگولہ گرد کا اٹھا اور دوسرا سردار وحشی
کماوحش کے نیزہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیدا ہوا اور پکارا کہ او عرب تجھے اپنے نیزہ بازی پر بڑا
گھمنڈ ہے مملوک نے کہا میں تو عرب ہوں تو کون ہے اسنے کہا میں بھی عرب ہوں جو تو ہے وہ میں ہوں
فرق اتنا ہے کہ تو بندہ خدا ہے اور میں مخلص بندہ شمشیلاج بن شمش چوبن مملوک کو غصہ آیا اور نیزے
کو گردش دیکر اپنے ہم پیشہ کے سینے پر وار کیا اسنے نیزے کو نیزے پر کا تھا چلنے لگیں اس وقت
تمام لشکر کی نگاہیں دونوں نیزوں سے لڑی ہوئی تھیں جو گردش اس نیزے کی تھی اس وقت وہی
گردش اس نیزے کی تھی جہاں مملوک نیزہ باز جاتے تھے کہ نیزہ باندھ کے نیزہ نکال دیں ممکن ہوتا
آخرکار نیزوں کی سنانیں ہمانیں بیکار ہوگئیں سلکیں چٹر پٹر چٹر پٹرنے لگی ڈانڈ و نیکے ہو کر ٹکڑے اڑ گئے
ہاتھوں سے پھینک پھینک کے تلواریں کھینچیں ردوبدل ہونے لگی آخر نوبت کشتی کی آئی
شام کے قریب مملوک بھی گرفتار ہو کر قندیل میں بند کر دیے گئے طبل بازگشت بج گیا تیسرے
روز نقاش صورت کش نے پھر اک سردار کو سرداران لشکر ساریق سے میدان میں بھیجا جب
آ کے شمار زدہ کیا تو یہاں سے عظیم خان بن مظفر خان نکلا نقاش صورت کش نے پوچھا
کہ یہ اولاد امیر سے ہے یا کوئی اور شخص ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ چین ہے کہا خیر میں جانتا
بھی یہی ہوں کہ سر سر ملک کا ایک سردار نامی گرفتار کر کے لیجاؤں عظیم بن مظفر خان بھی
ہنوز اپنے حریف کے سامنے پہونچا تھا کہ صحرا سے دوسرا ہم شبیہ اسکا پیدا ہوا اور بعد مقابلہ گرفتار
ہو کے نیچے چلا گیا بعد اسکے ارژنگ بن مرزنگبان مرزبان خراسانی نکلا یہ بھی گرفتار ہو کر
قندیل میں بند ہوا خاطر یہ کہ ہفتہ بھر شاہزادے مختلف ملکوں کے اسیر ہوئے آخر میں اپنے
جس سردار کو میدان میں بھیجا اس نے کہا کہ رفیع البخت کو تو کتاب بغیر ڈوبے ہوئے یہ لوگ
نہ نکلینگے اک سردار نے میدان میں آکر رفیع البخت کو ٹوکا ساتھ میں دوسرا رفیع البخت صحرا
سے پیدا ہوا دونوں میں نیزہ بازی گرز بازی شمشیر زنی ہوئی جب سب حربے تمام ہو چکے تو کشتی کی نوبت
آئی شام کو یہ بھی اسیر ہو کے قندیل میں بند کر آئے گئے اسکے دوسرے دن شاہزادہ بہرام
بن رستم نکلے یہ بھی اسی طرح اسیر ہوئے اب نوبت سکندر رستم خو کی آئی نقاش نے سکندر
کو بہت پسند کیا سکندر نے آتے ہی اپنے حریف کو ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب بار ٹکڑے ہوکے
اور اب سبطول کی طرف چلا ہی تھا کہ دوسرا سکندر روبرو آ گیا اور کہا کہ کیا تو نے اک مخذول سے
سردار کو مارا آ اور مجھ سے سامنا کر میں سکندر رستم خو ہوں یہ کلام سنکے سکندر کو نہایت غصہ آیا کہ
ملعون تو سکندر رستم خو ہے یا میں ہوں میں صاحبقران اوسط ہوں پکارا کہ میں صاحبقران اوسط سکندر
نے جھلا کر نیزہ مارا اُسنے بھی نیزے کو نیزے سے رد کیا نیزے چلنے لگیں پھر سکندر کی لڑائی صاحبقران
کی لڑائی ہی لگی لڑائی تھی سکندر نے کمند کی کوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے نکال دوں ممکن نہوا
آخر سنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں ہاتھوں سے پھینک پھینک کر گرز سنبھالے اور سکندر
نے خبردار خبردار کہکر ضرب لگائی دشمن دیو کا گرز جسکا وزن چھبیس سو من کا ضرب پڑتے ہی یہ معلوم
ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا طبقہ زمین کا شق ہو گیا مرکب کمر تک غرق ہو گیا شق گرد و غبار بلند ہوا سکندر نے
دم پست کردم کا نعرہ کیا فوراً ہم شبیہ سکندر نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ ارے ذرا الست
گردی میں حریف تیرا موجود ہوں ؎ تو ضرب نے زدی ضرب ما نوش کن — ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر ایسی ضرب لگائی سکندر کا مرکب اگیا سکندر نے گرد سے نکلکر آسکے مرکب کو ٹی کر ڈالا دونون
پیادہ ہوکر لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی شام تک تو برابر کے زور ہوتے رہے شام کو سکندر نقلی
نے لنگر توڑکر اُسکو بلند کیا اور لیے ہوے سامنے نقاش صورت کش کے پہونچ
اور ڈال دیا نقاش نے سکندر کو بھی قندیل مین بند کیا اور پلٹ گیا ادھر امیر با توقیر سکندر کے
اسیر ہوجانے سے کمال رنجیدہ ہوے جب دوسرا روز ہوا تو شاہزادہ طیمور نے سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تم دیکھ چکے ہو کہ یہ لوگ اسیر
ہوجانے والے تھے جو اسیر ہوے مقابلے کو نکلنا اپنے کو آپ مبتلاے بلا کرنا ہے طیمور نے
عرض کی کہ مین خود یہ چاہتا ہون کہ جہان یہ لوگ اسیر ہو گئے جائین وہین مین بھی جاؤن کہ مجھ سے
اب سے فراق کا صدمہ نہ اُٹھ سکیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے طیمور ایک آنکھ جاتی رہتی
ہے تو دوسری آنکھ کو بچانے مین ایک کے واسطے دوسری آنکھ کو نہین پھوڑ ڈالتے ہین طیمور نے
کہا کہ اب تو مین نکل چکا اگر میدان مین نجاؤنگا تو لوگ یہی کہینگے کہ طیمور ڈر گیا بادشاہ نے کہا جاؤ حافظ
حقیقی نگہبان ہے طیمور سلام رخصت کرکے میدان مین آیا طیمور کے آتے ہی گرد اُڑی اور طیمور ثانی
پیدا ہوا ادھر طیمور شیر پرور نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ طیمور شیر پرور رستم داستان ادھر
اُسنے بھی نعرہ کیا طیمور ہنسا اور کہا کہ تو کون ہے اُسنے کہا جو تم ہو طیمور نے کہا کہ اپنا واقعہ بیان کر
اُسنے ابتدا سے وہی حالت بیان کردی جو طیمور پر گذری تھی یعنے صحرا مین پیدا ہونا بادشاہ زرینہ سے
بیان پرورش پانا میں کو مارنا پرستان مین پہونچنا غرضکہ جو حالت اس وقت تک گذری تھی
طیمور نے غصہ مین آکے کہا کہ تو مجھے بناتا ہے لا حربہ اپنا اُسنے کہا تو اپنا حربہ لا طیمور نے کہا ہم اہل اسلام
سے مین پیشدستی نہین کرتے تم اُسنے کہا ہم بھی پیشدستی نہین کرتے طیمور کو اور غصہ زیادہ ہوا کہ
کہ شاستین اہل مین اسنے بھی یہی کلمہ کہا بس طیمور نے تلوار تو نہ کھینچی دوڑ کے تھپڑ مارا کہ ہم سے
اس طرح کی گفتگو اُسنے بھی ہاتھ اُٹھایا تھا کہ تھپڑ مارے دونون طیمور نے ہاتھ پکڑ لیا دو پٹ پڑا
کشتی ہونے لگی جب طیمور زور کرکے دوڑتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُٹھا لون وہ بھی زیر اکاٹ سکے
طیمور کو اُسی قدر سے دوڑتا ہے دونون مین جھٹکے چل رہے ہین اب دیکھنے والون کو یہ بھی محسوس
نہین ہوتا کہ طیمور اصلی کون ہے اور طیمور نقلی کون ہے یہانتک کہ شام ہوتے ہی طیمور نقلی
نے طیمور اصلی کو بھی باندھا اور لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا اہل اسلام یہ سمجھے کہ ہمارے طیمور
نے زیر کیا ہے نعرے خوشی کے بلند ہوے اس وقت طیمور نقلی ہنستا ہوا پلٹا اور سامنے
نقاش صورت کش کے لیجا کر طیمور نقلی نے طیمور اصلی کو ڈال دیا اور آپ جانب صحرا چلا گیا اسوقت
معلوم ہوا کہ طیمور اصلی اسیر ہوگیا اہل اسلام کو کمال صدمہ ہوا نقاش صورت کش نے انکو
بھی قندیل مین بند کیا اور کہا کہ یا امیر اب ہم انکو لیے جاتے ہین اگر آپ کو کچھ دعوے ہے تو
آکر رہا کر لیجیے گا یہ کہکر اپنے عرشہ کو اُڑایا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا غلطان درد رگوش
چلایا کہ آنسو چلے اور ہمارے مددگار کو بھی رنجیدہ کر گئے اب ہم کیا کرین ان اہل اسلام کو کون
روکنے والا ہے نقاش نے جواب دیا کہ تم پھر نامہ لکھو کر بلا تو مین زیادہ ٹھہرنے کی اجازت
نہین ہے یہ کہتا ہوا یہ تو قیطول اُڑاتے ہوے روانہ ہوگیا صاحبقران مفارقت عزیزان مین
دل پکڑ کے رہگئے اور غلطان شاہ طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اور شام کو بھی طبل

جنگ نہ ہوا لیکن سختگان نے ساریق سے کہا کہ یہاں کا معاملہ بیرنگ ہی اب کچھ نہیں ہو ایک سردار
کچھ ہو وہ ایک سیدا امداری کر سکتا ہی لہذا اسکے خاتمہ ہی ساریق نے کہا کہ ای سختگان اب روپیہ بھی نہیں
سختگان نے کہا کہ اس سردار کو بھی اسیر ہو جانے دیجیے بعد اسکے شب کو غلطان شاہ پر شبخون مار کے
خزانہ اسکا لوٹ لیجیے اور اسی طرف چلیے جہاں کا اس ساحر نے نام لیا تھا کہ وہ مقام ذرا مستحکم و مضبوط
معلوم ہوتا ہی ساریق نے اس رائے کو پسند کیا غرضکہ دوسرے روز ساریق اور غلطان شاہ
ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہیں سرداران ساریق بھی جمع ہیں افواج گرد بھی بیٹھا ہی غلطان شاہ نے
کہا کہ تم خدا پرستوں کے مقابلے میں کچھ ہمت رکھتے ہو افواج گرد نے کہا اصل تو یہ ہی کہ صاحبقران
نے تمام عالم کو مطیع بنایا ہی ایسے ایسے جوان امیر کے لشکر میں کہ کبھی نہ دیکھے یہ تو میں نہیں
کہ سکتا کہ تنہا سب پر غالب آؤنگا مگر خیر تماشہ دیکھا کیجیے گا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ جانب صحرا سے
بگولہ گرد کا نمایاں ہوا سب دیکھنے لگے گمان ہوا کہ کوئی قاصد آتا ہوگا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ اک
مرد قوی ہیکل دیو پیکر بڑی بڑی مونچھیں کچھ بال مونچھوں کے سپید کچھ سیاہ کرگدن پشت پر سوار
آلات حرب و ضرب سے آراستہ نمایاں ہوا اور قریب آکے پوچھا کہ بارگاہ خداوند باختر کی کہاں
ہی لوگوں نے بتایا جس وقت وہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو ساریق نے پہچانا کہ یہ طوفان دریا موج
ہی بس بیتاب ہو کے پکارا کہ ای بندہ من تو کہاں تھا کیا میری خدائی سے نکل گیا تھا طوفان دریا موج
نے سلام کیا اور کہا کہ ای بادشاہ میرے زمانے میں تو نے دعواے خداوندی نہیں کیا تھا بلکہ تو
بادشاہ تھا اور میں تیرا سالار لشکر تھا جسے میں مہلیل جادو کے دام تزویر میں پھنسا ہوں تب سے مجھے
خبر نہیں کہ گلستان باختر میں کیا ہوا میں تجھے ہمیشہ سمجھایا کیا کہ مثل اپنے بھائی کے دعواے
خداوندی نکرنا ورنہ تباہ ہوگا بادشاہی بھی خدائی سے کم نہیں ہی جاہ و جلال عیش و راحت رعب و
داب سب وہی رہتا ہی نہ کچھ کم ہو جاتا ہی نہ زیادہ ہو جاتا ہی تو ایسا اپنے کو بھول گیا کہ خداوند کہنا کا
اگر تو اس دعوے سے باز آ تو میں تیری طرف سے آج بھی جانبازی کرنے کو موجود ہوں سختگان نے
پہلے سے کہا کہ زبانی اقرار کر لینے میں کیا نقصان ہی اسکی لڑائی کا بھی تماشہ دیکھ لو پھر تو جو کچھ ہونا ہی
معلوم ہی ساریق نے کہا کہ میں نے اپنی عادت موجودہ کے موافق تمکو بندہ کے لفظ سے یاد کیا
اب میں تمکو اس لفظ کے ساتھ نہ مخاطب کیا کرونگا طوفان دریا موج مرکب سے اترا اور آگے
دنگل پر بیٹھ گیا تمام سردار طوفان دریا موج کی طرف محو ہو گئے کہ اس آخری جوانی پر بھی کیا عالم
ہی جبتو مہلیل گنج ابرو سی ساحرہ اسیر ہوئی ہی ہرکاروں نے یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچائی کہ
کوئی سردار طوفان دریا موج آیا ہی ہمنے آج تک ایسا سردار نہیں دیکھا کسی وقت میں
لشکر ساریق کا سردار تھا یہ سنکے برہوت رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران واقع میں کہ
طوفان دریا موج بے بدل سردار ہی اگرچہ میرے اسکے کبھی مقابلہ نہیں ہوا لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ میں لقب قدرت کہلاتا تھا اور وہ زور سلطنت کہلاتا تھا امیر بھی یہ سنکے طوفان
دریا موج کے مشتاق ہوے اور نہنگ بن طوفان بیتاب ہو کے اپنے مقام سے اٹھا
اور صاحبقران سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں جا کے ایک نظر دیکھ آؤں کہ وہ میرا باپ ہی
میں اسکا فرزند ہوں جب وہ چلا دس پندرہ برس کا تھا اس وقت سے میں نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا
ہی صاحبقران نے اجازت دی اس وقت برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ مجھے اجازت

ہو تو میں بھی جاؤں صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ کچھ مضائقہ نہیں ہے اسیوقت نہنگ بن طوفان اور
برہوت رعد آواز تھوڑے تھوڑے سے سوار ساتھ لیکر جانب لشکر ساریق روانہ ہوے یہ
خبر ہرکاروں نے ساریق کو دی کہ دو سردار لشکر اسلام سے اس طرف آتے ہیں جن میں ایک وہ شخص
ہے جو نقیب قدرت کہلاتا تھا اور ایک سردار کا نام نہنگ ہے یہ سنکے طوفان دریا موج کا دل
بیتاب ہوا ساریق نے اپنے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا مگر دنگل نہ بچھوایا جسوقت
یہ دونوں داخل بارگاہ ہوے تو طوفان دریا موج بھی برہوت رعد آواز کی تعظیم کو اٹھے
اور نہنگ دوڑ کے اپنے باپ سے لپٹ گیا طوفان دریا موج نے فرزند کو سینے سے لگایا
اور سب سردار آکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھ گئے برہوت رعد آواز نے دیکھا کہ کوئی دنگل خالی
نہیں ہے میں کہاں بیٹھونگا اور نہنگ کہاں بیٹھے گا لیکن جو دو سردار برابر طوفان دریا موج کے
بیٹھے تھے نام ایک کا سوجان شیر صولت اور دوسرے کا نام ہیجان شیر صولت تھا ان دونوں
سے برہوت رعد آواز نے کہا کہ جاؤ کہ ہمارے ساتھ کے سواروں سے کہدو کہ ہم ذرا یہاں زیادہ
بیٹھینگے تم پلٹ جاؤ یہ دونوں سادگی کے ساتھ اٹھ کر دروازہ بارگاہ کی طرف گئے یہاں ایک دنگل پر
برہوت رعد آواز بیٹھ گیا اور دوسرے دنگل پر ہاتھ پکڑ کے نہنگ کو بٹھا لیا طوفان
دریا موج سے ساریق نے شکایت کی کہ یہ دونوں مجھ سے برگشتہ ہو کر میرے دشمن سے مل گئے
ہوے برہوت کو میں نے نقیب قدرت کا خطاب دیا بعد تمہارے فوج کا سالار کیا مگر اسنے
بھی مجھ سے روگردانی کی اور تمہارا فرزند بھی برگشتہ ہو گیا طوفان دریا موج نے کہا کہ بہادروں کا
شیوہ یہی ہے کہ جس سے زیر ہوے اسکی اطاعت کی اب اگر میں زندہ ہوں تو ان سبکو زیر کر کے
پھر اپنا مطیع بناؤنگا جو میرا مطیع ہوا وہ آپکی اطاعت کرے گا پھر اسکے برہوت رعد آواز نے
کہا کہ تم کہاں آگے برہوت رعد آواز نے کہا کہ تمکو اک مدت سے دیکھا تھا تمہاری خبر میں کے دیکھنے
کو بھی چاہا اسکے سوا اور کوئی غرض نہ تھی طوفان دریا موج نے کہا کہ اے برہوت رعد آواز
میں نے سنا ہے کہ آج کل لشکر اسلام میں نئے نئے ہیں لیکن جسقدر بوڑھے تھے وہ سب خانہ کعبہ کو
چلے گئے کوئی ہمارا ہمسن بھی ہے برہوت رعد آواز نے کہا کہ ہاں دو شاہزادے ایک کا نام
آصف انجم طلعت اور دوسرے کا نام شہنشاہ گوہر کلاہ ہے اسکے علاوہ سب نوجوان ہیں
اور صاحبقران تک نوعمر ہیں اور میں جسکا غلام ہوں وہ سب سے کم سن ہے جسوقت اسنے مجھکو
اور تمہارے فرزند کو زیر کیا ہے تو میں اسکا بارہ تیرہ برس سے زیادہ نہوگا یہ سنکے طوفان دریا موج
کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ ہم بھی اس لڑکے کو دیکھنا چاہتے ہیں برہوت رعد آواز نے کہا
کہ اس شہریار کا دیدار اب ممکن نہیں اسلیے کہ کل کی میدانداری میں وہ بھی اسیر ہوا ایک ساحر
طلسم زلزلہ سے آیا تھا وہ چند سرداران نامی لشکر اسلام سے گرفتار کر کے چلا گیا اب شاہزادہ
طیمور شیر بردہ سے سوا طلسم زلزلہ کے ملاقات نہوگی کہا خیر دیکھا جائے گا بعد تھوڑی دیر کے نہنگ
بن طوفان اپنے باپ سے رخصت ہوا طوفان دریا موج نے کہا کہ اے فرزند یہ معاملہ جنگ
ہے جنگ دو سرداروں دشتیاری میں اس لڑائی میں مارا جاؤں تو میں تجھ سے کہے دیتا ہوں کہ ایک
بہن تیری بیاہنے کے قابل ہے اور جمیلہ کج ابرو کے بطن سے ہے نام اسکا ہیجان زرہ پوش
ہے اسنے سحر و ساحری کو خود بھی پسند نہیں کیا اور میں نے بھی اسے ساحرہ ہونے کی آفت سے

بجا یا ہاں فن سپہگری کو خوب جانتی ہے اسکا خیال رکھنا نہنگ بن طوفان معہ برہوت
رعد آوا ز رخصت ہو کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور آ کر تمام کیفیت ملاقات صاحبقران
عالیشان سے بیان کی صاحبقران کو اور بھی اشتیاق طوفان دریا موج کا ہوا جب شام ہوگئی
تو ساریق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرمی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
خبر امیر کشورگیر کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو
دونوں لشکر میدان مصاف میں آ کر صف آرا ہوے اب تمام اہل اسلام نے طوفان دریا موج
کو دیکھا اور طوفان دریا موج نے اہل اسلام کو دیکھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت
نقیب نسیب و نکل گئے تو طوفان دریا موج نے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت ساریق
کے آ کر اجازت مانگی ساریق نے اجازت دی طوفان دریا موج میدان میں آیا سراپا میدان
کا دیکھا یا نیزے کے ہاتھ اس خوبصورتی سے نکالے کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے کہ اتنے بڑے
تن و توش پر پھرتی سے مرکب پھرتا ہے جب خوب عرق ہو لیا تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ
کر کے آواز دی کہ یا امیر جسکو میرے مقابلے کے واسطے بھیجئے ان کا لحاظ رکھئے اسلئے کہ بچوں سے
لڑتے مجھے شرم آتی ہے اس وقت شہنشاہ گوہر کلاہ نے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ آصف انجم طلعت نے
مرکب کو بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آ کر اجازت میدان مانگی فرمایا جا تو حافظ حقیقی
نگہبان ہے آصف انجم طلعت سلام رخصت کر کے راہی میدان کارزار ہوے جس وقت طوفان
دریا موج نے آصف انجم طلعت کو دیکھا پوچھا کہ آپ صاحبقران سے کیا قرابت رکھتے ہیں فرمایا
کہ میں صاحبقران کا بھائی ہوں اور پوتا ہوں گرشاسپ نشان ایرج نوجوان کا یہ سنکے طوفان
دریا موج نے کہا کہ آپ ابتدا کیجئے یا میں کروں فرمایا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہے تم اپنا وار کرو
اگر خداوند عالم تمہارے حربہ سے بچائے گا تو خیر دیکھا جائے گا یہ سنکے طوفان دریا موج
نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ ہوشیار رہیے گا اور سینے پر وار کیا آصف انجم طلعت نے
نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگیں دیر تک رد و بدل رہی کوئی ڈیڑھ سو طعن کے بعد
آصف انجم طلعت نے سنان نیزہ نکال دی طوفان دریا موج نے ڈانڈ پر ڈانڈ اس
زور سے ماری کہ دونوں ڈانڈیں ٹوٹ گئیں اب اپنے آپے سے بے رہے اپنا گرز لیا اور سر پر چرخ
دیکر سر آصف انجم طلعت کے وار کیا آصف انجم طلعت نے اپنی گرز کو اٹھا کر چہرہ
کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا اک تڑاقا ہوا شعلہ فلک کو
نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تھا گرد و غبار بلند ہوا طوفان دریا موج ضرب لگا کر
ایک سنا اس طرف سے صاحبقران نے لیے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا طیفور باد بہ گرد
نے آ کر گرد کو پانی کے چھینٹے دے کر بٹھا لا آصف انجم طلعت نے مرکب کے نکالنے
کا قصد کیا تھا دیکھا کہ مرکب تحت ہو گیا ہے بس کود کے مرکب سے تلوار کھینچی طوفان نے جلدی
سے زرجلی کی اور کہا کہ کیا ارادہ ہے ابھی آصف انجم طلعت طوفان دریا موج سے دست
و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی سرداران لشکر قریب آ کر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی
رہی تمام رات کشتی رہی قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ پاؤں آصف انجم طلعت کا
موش خانہ میں جا کر گڑ گیا دفعتاً ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیدا ہو گیا رنگ زرد ہو گیا پوچھا طوفان

دریاموج نے کہا کیا حالت ہے ذرا یار میرا بازو ٹوٹ گیا ہے طوفان دریاموج چھوڑ کے علیحدہ کھڑا ہو گیا اور
کہا کہ جب آپ کی صحت ہو لی اس وقت مقابلہ کیجئے گا اہل اسلام آصف انجم طلعت کو اٹھا لے گئے
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے طوفان دریاموج نے ایک روز آرام لیا پھر
طبل جنگ بجوا دیا لشکر صاحبقران میں نقارۂ رزمی بجا صبح کو طوفان دریاموج میدان میں
آکر مبارز طلب ہوا آج شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی موج علم جلوہ گری پر آئی اور انھوں
نے مرکب اشجعیت سے نکالا سامنے بادشاہ کے آکر سلام رخصت کیا بادشاہ اسلام نے اجازت دی
شہنشاہ گوہر کلاہ نے سامنے طوفان دریاموج کے آکر اپنا حسب و نسب بیان کیا بعد گفتگو نوبت
نیزہ بازی کی آئی کام نہ نکلا آخر طوفان دریاموج نے گرز مارا انکا بھی مرکب مارا گیا دوسرا مرکب
طلب کر کے انھوں نے ضرب لگائی طوفان دریاموج کا گردن بھی کام آیا انھنے بھی دوسرا
مرکب منگایا نوبت شمشیر زنی کی آئی طوفان نے تیغۂ آبدار کا مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے سپر کو چہرہ
کی پناہ کیا تیغہ لنگر دار تھا سپر کی طرح تیغہ خود پر بیٹھا طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا ابرو اتر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے دو دستہ مارا تیغ جھٹکا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو لوگ
اٹھا کے لے گئے بعد انکے اور سرداروں نے مقابلہ کیا دن بھر اکیس سردار ہاتھ سے طوفان دریاموج
کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے سارق طوفان
دریاموج پہ سے رفتار کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ادھر صاحبقران طوفان دریاموج کی تعریف
کرتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے وہاں طوفان نے لباس رزم اتار پوشاک بزم
پہنی دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا جب صبح ہوئی تو پھر دونوں طرف
کی فوجیں میدان میں آکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نسب
ادا کر کے میدان سے نکل گئے تو جانب صحرا سے گرد اڑی اور ایک نقابدار صندلی پوش پیدا ہوا
اور میدان میں آکر پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان میں تمہارے مقابلہ کو آیا ہوں یہ سن کے نہنگ
بن طوفان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگو کے بسیار
نوبت نیزہ بازی کی آئی ہر چند نہنگ بن طوفان نے کوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے
نکل جاوے ممکن نہ ہوا آخر سنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں اس وقت نقابدار نے تلوار ماری نہنگ
نے بند دست سر پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ کھینچ لوں نقابدار نے بھی گریبان پکڑ لیا کشتی ہونے لگی
دونوں جانب سے سردار قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے نقابدار سے تین شبانہ روز کشتی
رہی چوتھے دن نہنگ بن طوفان نے کمر نقابدار کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکا اور
نقاب نوچ کے دیکھا کہ ایک حسین عورت ہے مگر نہایت حسین نہنگ بن طوفان محو حیرت ہو گیا
اور طوفان دریاموج بسبب شرم کے غرق عرق ہو گیا کہ ڈالیگے آنکھ اٹھا کے او شوخ دیدہ اب تجھے
جہاں گلہ رکھا باندھی ہماری زندگی میں تیری یہ حالت ہے جب نہنگ کو معلوم ہوا کہ یہ میری بہن ہے
اور بیچ میں آگیا ادھر ماہیان زندہ وحشی نے نقاب اپنے چہرہ کی درست کی اور بیٹھ کے پشت مرکب
جانب صحرا روانہ ہو گئی یہاں طوفان دریاموج میدان سے پھر لیا اور بسبب شرمندگی کے مبتلا
جنگ نہیں ہوا بالکل جس وقت سے نظر صاحبقران کی ماہیان زرہ پوش پر پڑی ہے عجیب حالت ہے

بس نہ تھا کہ ساتھ ساتھ آسکے چلے جاتے اور طوفان دریا موج کو اتفاق سے تپ آگئی یہ نہایت
بیہوش تھا سختگان نے ساریق سے کہا کہ تیرے جگا برا بھروسا تھا وہ تو بیمار ہیں خدا جانے کب
اچھے ہوں علاوہ اسکے تیور طوفان دریا موج کے تبدیلے ہیں کہ یہ بھی دین اسلام اختیار کرے گا
بیٹا تو اسکا مسلمان ہو ہی چکا ہے بس اب چل چلاؤ کا سامان ہے تیرے ساریق بھی اسکے جبر کا سے میں
آگیا رات کو اسنے سرداروں کو بلا کے کہا کہ آج خزانہ غلطان شاہ کا لوٹ کے قبضہ میں کرو
اور طلسم زلزلہ کی راہ لو جب آدھی رات گذری تو سرداران ساریق نے شبخون مار خزانہ لوٹ
کے قبضہ میں کیا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہو گئے یہاں تمام رات آپس میں تلوار چلی جب
صبح ہوئی تو دیکھا کہ نہ ساریق ہے نہ لشکر ساریق ہے خزانہ بھی لٹ گیا بہت سے لوگ غلطان
اور درگوش کے مارے گئے جس وقت یہ خبر طوفان دریا موج کو معلوم ہوئی تو اسکو ساریق
کے نام سے نفرت ہو گئی کہ اسنے یہ کیا حرکت کی اور غلطان و درگوش بھی دل میں بہت
پچھتایا کہ میں نے اس جھگڑے سے کیوں پناہ دی یہ تو [illegible] ہو گیا بس رومال سے ہاتھ باندھ
کے خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور ساری واردات بیان کی صاحبقران نے خطا اسکی معاف
کی اور فرمایا کہ طوفان دریا موج کہاں ہے غلطان شاہ نے عرض کی کہ بیمار ہے فرمایا میں اسکی
عیادت کو چلونگا ہمراہ صاحبقران کے بہت سے سردار تھے جس مقام پر طوفان تھا وہاں
آئے طوفان دریا موج متحیر ہوا صاحبقران سے اپنی حالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ اے
طوفان دریا موج تم بڑے بہادر تھے جو کمر اب تجھے بھی تھا تب میں ساریق سے جاتا
رہ اور تم علیل ہو لہذا جب صحت ہووے تو طلسم زلزلہ پر آنا میں ہمارے تمہارے مقابلہ
ہو جائے گا طوفان نے منظور کیا اور بلغ مہلیل نجم ابرو کی طرف روانہ ہوا صاحبقران
کوچ کر کے طرف طلسم زلزلہ کے چلتے ہیں اور آگے دیکھیے کیا ہو

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

شکر لا تعد و لا تحصے اُس رب حقیقی و مالک تحقیقی کا جسکے افضال بیحد و عنایات لاتعد سے یہ مجلدہ سر انجام
تم عدم سے عالم شہود میں آیا اور درود نامحدود سرور کائنات افتخار موجودات جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم پر کہ جنکی ہدایت سے بے انتہا مخلوق نے نور ایمان کا شرف پایا بعد حمد
و نعت شائقین باتمکین و ناظرین قصص رنگین کی خدمت میں یہ مژدہ فرحت افزا شنایا جاتا ہے کہ
کتاب لاجواب گلستان باختر جلد دوم جو سلسلۂ بیان دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم میں
ہے جس میں متعدد داستانہائے رنگین و سوانحات جدید دلنشین مندرج ہیں جسکا اشتیاق عرصے سے اذہان
شائقین قصص عجیب و حکایات لطیف کو کمون خاطر تھا جسکے دریافت حال طبع کی نسبت صدہا خطوط
مطبع میں موصول ہوئے چنانچہ حسب ایماء مرجع اہل کمال منبع جود و نوال جناب منشی پراگ نراین صاحب
مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور و الہ آباد وغیرہ از تالیفات داستان گوئے شیریں
بیان رنگین قصہ خوان فصیح البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوے لکھنوی بہ تصحیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا خالق ارض و سما و نعت محمد مصطفےٰ الشفیع روز جزا و منقبت علی مرتضیٰ زوج بتول عذرا مع الائمۃ الہدا الصلوٰۃ والسلام
وسلامہ علیہم اجمعین ۔ اما بعد بخدمت ناظرین با تمکین اول کو منشی تصدق حسین عرض رسا ہو کہ حسب قدردانی جناب
معلی القاب ولی نعمت مخزن جود و مروت راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم
تیسری جلد بھی گلستان باختر کی شروع ہو کر اتمام کو پہونچی اگرچہ امید نہ تھی چونکہ اب ہمارا آخری زمانہ ہی نہ وہ
ولولۂ شباب ہی نہ جوش طبیعت اسوقت کی فسانہ گوئی مصداق اس مصرع کے ہی مصرع ۔ پیری کے ولولے ہیں خزان کی
بہار ہی + مگر شائقین سے امید ہی کہ وہ میرے اس آخری جام کو بھی غنیمت سمجھکر نظر عنایت سے محروم نہ رکھینگے
کیونکہ ؎ نہ اب وہ دل ہی ہی باقی نہ وہ طبیعت ہی + گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا + لہذا اگر کوئی خطا ہو تو ناظرین
دامن عفو سے چھپائیں کہ وہ دماغ کی بیداری ولولۂ شباب کے ساتھ رخصت ہو گئی مگر یہ بھی بغیر عرض کیے نہیں
رہ سکتا کہ انشاء اللہ تعالے ناظرین اولی الابصار اس میرے آخری جام سے سرشار ہو کر بیحد لطف حاصل کرینگے
اور اس آئینہ میں وہ وہ جلوے نظر آئینگے جو کبھی پہلے نظر سے نہ گذرے ہونگے میں نے اپنے حد امکان تک
اس میں وہ شراب بھری ہی جو رنگ و ڈھنگ میں ہر طرح سے کھری ہی اگر زندگی نے کچھ دنوں اور وفا کی
اور آقاے نامدار دام اقبالہ نے پرورش فرمائی تو کیا عجب ہی کہ اس کے بعد کے دفاتر کے لکھنے کی بھی
نوبت آئے کیونکہ اب آخری وقت میں جو کچھ ہو جائے وہ تھوڑا ہی بقول حضرت تسلیم

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہی
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہی

امید کہ ناظرین میرے اس آخری ہدیہ مختصر کو شرف قبولیت سے عزت بخشینگے ۔ والسلام ۔

آغاز داستان

رنگینان شاہد معانی و صورت نگاران محبوب خوش بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ ساریق بن بقا رانده درگاه خدا بھاگ کر طرف طلسم زلزلے روانہ ہوا ہے اور نقاش صورت کش چند سرداران اسلام کو نظربند کرکے خدمت میں شعشاع بن مشمش کے روانہ ہوا ہے اور صاحبقران عالیشان تعاقب مین ساریق ملعون کے مع فوج ظفر موج کوچ و مقام کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دیکھا چاہیے کہ راستے مین کیا کیا مراحل پیش آتے ہین۔

پہلے کچھ حال ضلالت مآل رانده خدا ساریق بن بقا کا بیان ہوتا ہے۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر مشکفام
کرون جب بیان صنعت ساحری
ہو کہنے لگون قصۂ اہل دل

کہ پیش نظر ہو جوانی کی شام
کہین لوگ قصہ کو جادوگری
تو الفاظ مین ہو اثر جانگسل

یہ ہو تا نقشہ مین پیر کہن
اگر لب پر آجائین حالات جنگ
بیان جنگ سنو اے ہمدم داستان

دکھاؤن خزان مین بہار چمن
تو پیدا ہو مردہ دلون مین امنگ
کہ باز آمدم بر سر داستان

ناظرین نیرنگ عجائبات روزگار و تماشہ بینان طلسمات زمانہ بدکردار پر ظاہر و ہویدا ہو کہ گلستان باختر جلد دوم اس مقام پر تمام ہوئی ہو کہ ساریق بن بقا جو خزانہ غلطان شاہ در در گوش کا لوٹ کر بھاگا ہو۔ سے طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا ہو اور ہزبر خون آشام خان و ساریق کا دس ہزار سوار سے خزانہ قبضہ مین کیے ہوئے آگے آگے جا رہا ہو یہان تک کہ مضافات شہر سرمستان مین پہونچا اور آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہو فرمانروا یہان کا کون ہو لوگون نے بیان کیا کہ اس کو شہر سرمستان کہتے ہین حاکم یہان کا محکم سرمست ہو نوجیے اس کے نہایت جری و بہادر ہین کہ ایک ایک رستم و اسفندیار و سہراب زمانہ ہو بادشاہ بھی نہایت دلاور و بہادر و مرد میدان ہو پانچ لاکھ سوار پر حاکم ہو اور علاوہ اس کے پہلوان نامی و گرامی افسر فوج سے ہین کام ان سب کا یہی ہو کہ ادھر سے جو قافلہ وغیرہ گذرتا ہو اور یہ سن پاتے ہین تو چڑھ جاتے ہین اور لوٹ لیتے ہین یہ جو ہزبر خون آشام نے سنا کہا ان لوگون کو کبھی بہادرون سے سابقہ نہین پڑا ہو کیا مجال و طاقت ہو ان کی جو یہ مال و خزانہ چھین لین یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین ادھر گویندون نے طوفان شیر سر سوار محکم سرمست سے جا کر بیان کیا کہ ہزبر خون آشام دس ہزار سوارون کی حفاظت مین بہت بڑا خزانہ لیے آتا ہو طوفان نے جو سنا طمع زر دامنگیر حال ہوئی اسی وقت بیس ہزار سوار ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکلا صحرا مین آکر طوفان شیر سر نے یہ دیکھا کہ ایک لشکر مع ایک خزانہ گرانبار چلا آتا ہو آگے آگے سب کے ہزبر خون آشام نہایت دبدبے سے روان ہو ادھر ہزبر خون آشام جس وقت صحرا مین پہونچا دیکھا اس نے کہ طوفان شیر سر دھاوا مارے اسکی طرف چلا آرہا ہو آتے ہی طوفان شیر سر نے نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر و خبردار آگے قدم نہ بڑھانا بس اسی مین خیر ہو کہ صاف صاف بیان کر دو کہ تم لوگ کون ہو اور یہ خزانہ کس کا ہو اور کہان جاتا ہو اور بہتری ہو کہ جان کا صدقہ مال سمجھ کر اس خزانہ کو چھوڑ دو اور اپنی جانین لیکر چلے جاؤ ورنہ تم مین کا ہر ایک میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھ کر سد راہ ہوا ہزبر خون آشام کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او دزد دغا مجھے حال تیرا معلوم ہو گیا ہو کہ تو راہزنی کیا کرتا ہو اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہو آئین تیرے ملک کا یہی بنا ہو کہ جسکے پاس مال دیکھا اسے لوٹ لیا اگر مجھسے تو ایک حبہ لیگا مال لینے کے عوض نقد جان دے جائیگا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور یہ خزانہ کسکا ہو مین ہزبر خون آشام خان و خداوند ساریق ہون اور یہ خزانہ خداوند کا ہو اگر تو اسکی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو اندھا ہو جائیگا یہ سنکے طوفان شیر سر نے کہا کہ خداوند سوا شعشاع بن مشمش کے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ خداوند کا معلوم ہوتا ہو لیکر ہزبر نے بھی ... طوفان نے

وار ہزبر کا آسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا ہزبر خون آشام نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغ لنگر دار تھا
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا اور سر میں جا بیٹھا چار انگل کا زخم سر میں آیا ہزبر خون آشام نے دامستانہ
مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے باہر نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہو گئی طوفان نے چاہا کہ سر
کاٹ لوں لوگ ہزبر کے درمیان میں آ گئے تلوار چلنے لگی ہزبر کو تو بچا لیا لیکن فوج طوفان نے جو تلوار برسانا شروع
کی تو ہزبر کے دس ہزار سوار جو افسر کے زخمی ہونے سے بد دل ہو چکے تھے خزانہ کو چھوڑ کر جا بجا بھاگ کھڑے ہوئے
یہاں طوفان شیر سر نے جو خزانے کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور تمام مال و جواہر قبضہ میں کرکے چلا ہمیشہ سے دستور
یہ تھا کہ جو سردار محکم سرمست کے حضور مال لوٹ کا لاتا تھا وہ چہارم اُس کو دے کر باقی خزانہ شاہی میں داخل کر دیتا
تھا جب طوفان نے اسقدر مال و اسباب دیکھا نیت اسکی بد ہوئی اور قصد کیا کہ یوہیں زیر کوہ ہو کر نکل چلوں اور وہ جو
قلعہ صحرا میں نہایت مستحکم بنا ہوا ہے وہاں قیام اختیار کروں فوج ملازم کروں چند دن میں میں خود بادشاہ بن جاؤں یہ کیا
ضرورت ہے کہ اس مال میں سے حصہ بٹاؤں محنت ہم کریں اور کھائیں غیر یہ سوچ کے طوفان جانب کوہ روانہ ہوا
قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے دو بیٹے محکم سرمست کے شکار کھیل کے پلٹے ہوئے چلے آتے
تھے اُن کو معلوم ہوا کہ طوفان نے آج بہت بڑا خزانہ لوٹا ہے اور اُسکی نیت فاسد ہوئی ہے قلعہ جدید کی طرف جا رہا ہے
بس یہ بیٹے نوفل سرمست اور نافل سرمست یہ دونوں بھائی دوسرے رستے سے ہو گئے اور طوفان شیر سر
کو ٹوکا کہ کہاں جاتا ہے دیکھا طوفان نے کہ اب یہ راز قبل از وقت فاش ہو گیا لہذا اسکا ہضم ہونا مشکل ہے کہا کہ میں نے
سُنا تھا کہ حضور شکار کو آئے ہیں میں آپ ہی کی تلاش میں جاتا تھا نوفل سرمست اور نافل سرمست نے خزانہ کو
اپنے قبضہ میں کیا اور وہاں سے شہر سرمستان میں آئے اور تمام خزانہ محکم سرمست بادشاہ شہر کے سامنے
پیش کیا محکم سرمست نے حسب قاعدہ چہارم مال طوفان کو دلوا دیا باقی اپنے خزانہ میں داخل کر دیا طوفان خوش
ہو گیا اسکو یہ امید نہ تھی کہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم رہے گا لیکن نافل و نوفل کو کمال افسوس ہوا کہ بادشاہ نے اتنا
مال اسے دیدیا جب طوفان چلا گیا تو ان دونوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ نے اتنا مال و خزانہ اسکو دیدیا
اسکی کیا ضرورت تھی تھوڑا سا دیدیتے محکم نے کہا کہ اگر ہم ہی بدعہدی کریں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہیگا علاوہ
اسکے پھر حکومت قائم نہ رہے ملازمین برگشتہ ہو جائیں خبردار تم بھی اپنے زمانہ میں خلاف عہد نکرنا ورنہ خطا پاؤ گے جو اطاعت
کرتے ہیں پھر اٹھائیں گے آپ حاکم بجائیں گے تمکو محکوم بنائیں گے یہ سنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست
خاموش ہو رہے لیکن ان کو کلام بیٹھے یہ خیال اُن کے دلوں میں باقی رہا اب حال ہزبر خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ حالت زخمداری میں بھاگا ہوا ساریق بن بقا کے پاس آیا ساریق صورت ہزبر کی دیکھکر گھبرا گیا پکار اُٹھا کہ
اے خالق قدرت یہ کیا حالت ہے ہزبر خون آشام نے بیان کیا کہ یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اسکا شہر
سرمستان ہے عجب طرح کے جاہل لوگ وہاں بستے ہیں فوج شاہی لوٹ مار کیا کرتی ہے چہارم حصہ حق فوج ہے اور باقی
خزانہ شاہی میں داخل ہوا کرتا ہے وہی لوگ آئے اور خزانہ لوٹ لے گئے سنجگان تو ناچا اور کہنے لگا مال حرام بود بجائے
حرام رفت ساریق نے کہا کہ تو ہنستا ہے یہاں یہ فکر پیدا ہوئی کہ فوج اس صحرا میں بھوکوں مر جائیگی کوئی کہتا تھا کیا ساتھ
ہے کا آخر کو سب چھوڑ چھوڑ کر چلے جائیں گے یہ سنکے سنجگان نے کہا کہ میں جاتا ہوں خزانہ ملنے کی تو امید نہیں لیکن اس
خزانے کی عوض اگر اُن کا ملک ہی نہ برباد کرا یا تو تمام اپنا شیطان نہ بنایا یہ کہکر خچر اپنا طلب کیا اور خچرے پر بیٹھ کے
جانب ملک سرمستان روانہ ہوا بادشاہ شہر بھی رفقا کو ساتھ لیے ہوئے برائے سیر نکلا تھا نظر بادشاہ کی سنجگان
پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت بڑا سا طوق پہنے ہوئے بال سر کے بندر کے ایسے لباس زریں جسم میں ایک
خچر پر سوار چلا آتا ہے سنجگان نے بادشاہ کو دیکھتے ہی کچھ ایسے انداز سے سلام کیا کہ بے اختیار بادشاہ کو ہنسی آ گئی

پوچھا کون ہو سنخگان نے کہا کہ اگر نام میرا سکے معنی نہ پوچھے تو مین تم بیان کرون بادشاہ نے کہا اگر سمجھ مین
نہ آئیگا تو پوچھونگا سنخگان نے نام اپنا اس طرح بیان کیا کہ سنخگان بن سنخگان بن بختیارک بن سنخک
بن لفش بن سنگ سپید بادشاہ نے کہا کہ سنگ سپید کے کیا معنی سنخگان نے کہا کہ نام کے لیے معنوی کی
کیا ضرورت ہی ان باپ نے جو نام رکھدیا وہ رکھدیا اب اس کی باتون پر ہنسے شکل بھی مضحک حرکات اُس سے زیادہ مضحک
پوچھا کہ تم ادھر کس غرض سے آئے سنخگان نے کہا کہ مین وزیر اور شیطان درگاہ ہون خداوند ساریق بن بقا
بادشاہ ملک باختر کا سپہ سالار خداوند کہ خزانہ و مال لیے جاتا تھا آپ کے کسی سردار نے خزانہ چھین لیا ہی اُس نے
آکر خداوند سے فریاد کی خداوند نے مجھے بھیجا ہی کہ ہماری جانب سے کہو کہ جو کچھ ہمنے تم کو دیا وہ کم نہین ہی کہ
تم نے دست ہوس اور دراز کیا ایسا نہو کہ مین ناراض ہوکر تقدیر پھیر دون امیر سے فقیر بنا دون یہ سنکے محکم
سرمست نے کہا کہ جاکر اپنے خداوند سے کہو کہ یہ بوسہ یہ پیغام اچھا نہین ہم سے اور خداوند سے مواجہ مین گفتگو ہو جائے
سنخگان کا تو مطلب یہی تھا کہ بنا دے پھر تو خداپرست آنکے اسے بھی تباہ کر دینگے اسنے کہا کہ خداوند کے استقبال
مین کمی کرتا مین جاتا ہون اور ابھی خداوند کو لاتا ہون یہ کہکر سنخگان ساریق بن بقا کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے ان
سرکشون کو بھی ہاتھ سے خداپرستون کے تاخت و تاراج کرا کے پھر طلسم زلزلہ کا راستہ لیجیے گا ساریق ملعون
سنخگان سمیت جانب شہر سرمستان روانہ ہوا وہان محکم سرمست کو نہایت اشتیاق تھا کہ دیکھین وہ خداوند
کیسا ہی جس کا وزیر ایسا ہی جسوقت محکم سرمست کو یہ معلوم ہوا کہ ساریق بن بقا آتا ہی یہ مع فوج برائے استقبال
آیا اور ساریق کو نہایت اعزاز و اکرام سے شہر مین لایا سامان ضیافت مہیا کیا جب دعوت و ضیافت سے فراغ
حاصل ہوا تو ساریق نے کہا کہ اے بندگان سن مین نے تم کو اسقدر مال دیا کہ جسکے قابل تم نہ تھے اب تمنے اور دست
ہوس کو دراز کیا اور خداوند کی بغیر اجازت مال خداوندی کو قبضہ مین لائے بہتر یہ ہی کہ مال خداوندی ملازمان
خداوند کے سپرد کرو اور عذر کرو تاکہ مورد عتاب خداوندی نہو یہ سنکے محکم سرمست نے ہنس کے جواب دیا کہ آخر
خداوند نے مال کو اپنے بندون ہی کے واسطے تو خلق فرمایا ہو لہذا مال خداوند بندون کا مال ہی خداوند کے گھر کا ہی
کمی ہی یہ بھی ایک کرم خداوندی تھا کہ گھر بیٹھے خداوند نے اتنا مال بھیجا سنخگان نے چپکے سے کہا کہ اب مال تو ملتا
نہین ہی ان سے یہ کہو کہ اگر خداوند کی اطاعت کرو دشمنان خداوند کو سزا پہونچاؤ تو اس مال کی کیا حقیقت ہی خداوند
اور بہت کچھ عنایت فرمائینگے ساریق نے یہی کہا محکم سرمست نے کہا کہ دشمن آپ کا کون ہی یہ سن کے
ساریق نے نام صاحبقران رابع کا بتایا اور کہا کہ میرے تعاقب مین وہ اژدر دہان آتا ہوگا دو ہی چار روز مین
یقین ہی کہ وہ یہان آجائیگا محکم سرمست نے کہا کہ جب آئیگا تو دیکھا جائیگا میرے افسران فوج بہت
جلد خداپرستون کا استیصال کر دینگے آپ پریشان نہون اور اطمینان سے بیٹھین اور اگر زیادہ فوج اُسکے ساتھ
ہوئی تو یہان سے قریب ملک حسن آگین ہی وہان کا بادشاہ حسین سبز قبا ہی وہ بہت بڑی فوج رکھتا ہی
اور لشکر مین اُس کے ایسے ایسے پہلوانان نامی و گرامی ہین کہ عالم مین کہین نہونگے مجھسے اور حسین سبز قبا
سے نہایت تپاک ہی اگر مین اُس سے کمک طلب کرونگا تو وہ دریغ نہ کریگا شہر آگین کا نام سنکے سنخگان
نے پوچھا کیا لوگ وہان کے بہت حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ ملک جی کیا کہون ایسا حسن خیز طبقہ دنیا پر دوسرا
نہوگا زمین سے خوبصورت نہ وہان کے بد صورت سنخگان نے کہا کہ خداپرستون کے خوب جوڑے لگینگے واہ
کیا تقدیر ہی ان لوگون کی کہ جہان جاتے ہین عیش کے سامان مہیا ہو جاتے ہین سنخگان کی اس پیشینگوئی پر کسی نے
التفات کی بلکہ ہنسی ہین ساریق نے کہا کہ او احمق وہان کے لوگون کو خداوند نے خاص اپنی خدمت کے لیے پیدا
کیا ہی اس وجہ سے وہ حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ آخر خداوند نے اپنی صورت سب سے بہتر کیون نہ بنائی

سارق نے کہا کہ بندون کی اطاعت کا امتحان مقصود تھا اگر اپنی صورت خداوند سب سے اچھی بنا لیتے تو سب خداوندی کے خواہشمند ہو جاتے مخلوق کسطرح بڑھتی علاوہ اس کے بندون کو شکایت ہوتی اب جو بد صورت ہین اُن کو خداوندی شکل دیکھکے صبر آتا ہوگا یہ سنکے اہل دربار ہنسے اور کہنے لگے ع وزیر ہے چنین شہریارے چنان۔ محکم سرمست نے کہا کہ ایک دختر ملک حسین سبز قبا کی ہو کہ نام اُسکا حسینہ گلگون پوش ہو ہمیشہ لباس سرخ پہنتی ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ چاند شفق مین ہو ایک تو لطیفہ وہ حسن خیز ہے علاوہ اسکے ملکہ حسینہ گلگون پوش اس شہر مین فرد ہو لوگ جمال کی تاب نہین لا سکتے دیکھتے ہی بیہوش ہو جاتے ہین یہ سنکے سارق ہنسا اور اُس کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ اُسکو خاص اپنے لیے خداوند نے خلق فرمایا ہے یہان سے چلکر نور قدرت اُسکے پیٹ مین آکر اوتار ہونگا بختگان نے کہا کہ ایسا خیال بھی دل مین نہ لایئے گا وہ کسی سردار اسلام کی نذر ہو جاویگی اور اگر اُسکا نام لوگے تو خدا پرستون کے ہاتھ کے طمانچے کھاؤ گے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لوگ شہر سرستان کے ہنستے ہین اور سارق کو مسخرا بنا رکھا ہو اسکی باتون سے محکم سرمست دل بہلایا کرتا ہو ان سب کو تو یہی خرافات مین رہنے دیجیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے۔

اب دو کلمہ داستان شوکت نشان زلزلہ گیتی و لرزہ گردون گردان سرکوب رستم دستان حق پرور دیعنے عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل نے بشر غلط
ہو پوانہ ہو کسی کا کوئی سر بسر غلط
شامت جو آئی انکا بیان جان کر غلط
مین نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

ہوتے ہین ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹ
تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ
اور پھر ذرا مین ہو کے بے اعتبار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

بالب پہ کوئی قطرہ ڈوب کے رہ گیا
یا کچھ عیان ہوا اثر گریہ غذا
یا جھوٹ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
سوز جگر سے ہو تمھ پہ تف نالہ افترا
شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ
ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ
ہان سر بسر دماغ مین جوش جنون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ
ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہان بے بسی مین جرم دعا کچھ نہ کیجیے
تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے
ظاہر سواے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز چشم حقیقت نگر غلط

آگے نہ تھے زمانہ مین جو اب فریب ہین
ایمان و دین و ملت و مذہب فریب ہین
جیتے ہوے بتانے ہین یہ سب فریب ہین
بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین
اظہار یا کیا نری ذوق نظر غلط

یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان
کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہو حسین زبان
شاعر ملا ہے ہین زمین اور آسمان
لو صاحب خطاب کہان اور ہم کہان

	احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط	
معدوم تو وہ شی ہے جسے لاکھ نکتہ چین	ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین	یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین
	سینہ مین اپنے جلتے ہو تم کو دل نہین ہمکو سمجھتے ہو کہ ہو ان کی مگر غلط	
کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہے	ہم جانتے ہین سچ ہے یہ شبہ نکات ہے	ایسے مبالغے سے غرض التفات ہے
	کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے سینے کو لے نے اُس کی سمجھنا سپر غلط	
اک آہ سرد بھر کے کیا طور بیخودی	انکو دیا یہ دم کہ مجھے جان زندگی	لو دینے والے ہوتے ہین ایسے ہی تو سخی
	سمجھی یہ کیا دھری تھی کہ جسکے سے سوچکا جان عزیز پیش کش نامہ بر غلط	

راوی بیان کرتا ہے کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تعاقب مین سارق بن بقا کے کیے اور مقام کرتے ہوے برابر چلے آتے ہین ہرکارے قبل سے روانہ ہوگئے ہین یہ بھی سراغ لگاتے پتہ لگاتے چلے آتے ہین جس وقت ہرکارے شہر سرمستان تک پہونچے اور حال سے سارق بن بقا کے آگاہ ہوے تو انھون نے بازگشت کی اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آکر بیان کیا کہ وہ راندۂ درگاہ خدا یعنی سارق بن بقا جاکر شہر سرمستان مین پناہ گزین ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا حاکم شہر سرمستان اُس کے پرستارون مین سے ہے ہرکارون نے عرض کی کہ وہ شعشاع بن مشمش کوئی کافر ہے اُت اپنا خداوند جانتا ہے سارق کا تو خزانہ اُس نے چھین لیا تھا اور بہت پریشان کیا تھا لیکن سنگان کی چرب زبانی سے اُسنے پناہ دی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسی جانب روانہ ہو جزبل بن عادی پیش خیمے کر جانب شہر سرمستان روانہ ہوے عقب مین ان کے اور سرداران نامی گرامی بھی یکے بعد دیگرے جانب شہر سرمستان روانہ ہوے لیکن جسوقت جزبل عاد قریب شہر سرمستان کے پہونچے ہین اور یہ خبر نگہ سرمست کو ہوئی کہ پیش خیمہ خداپرستون کا آگیا اُنے سنگان سے پوچھا کہ بارگاہ خداپرستون کی کیسی ہے سنگان نے کہا کہ ایسی بارگاہ ہے کہ تعریف اُسکی بیان سے باہر ہے تو نے کو کبھی ایسی بارگاہ دیکھی بھی ہوگی یہ سنکے نگہ سرمست کو رشک ہوا کہ اگر اس بارگاہ مین ہم بیٹھین تو کیا اچھا ہو نافل و نوفل سے کہا کہ کسی سردار کو بھیجکر بارگاہ چھینوا لو یہ دونون تو طوفان شیر سر سے کینہ رکھتے ہی تھے انھون نے طوفان سے کہا کہ جاکر بارگاہ خداپرستون کی چھین لاؤ طوفان ابھی خزانہ چھین کے خوش ہو چکا تھا سوچا کہ اب بارگاہ چھین کے لاؤن گا اور مال و اسباب پاؤن گا بس اسیوقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہان جزبل عادی نے صحرا مین قیام کیا تھا صاحبقران عالیشان کے منتظر تھے ایک جاے بلند تجویز کرکے بارگاہ کے استادہ ہونے کا حکم دیا تھا طنابین استادگی بارگاہ مین مصروف تھے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور آمد لشکر کے آثار معلوم ہوے جزبل نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور آن واحد مین آکر عرض کی کہ طوفان شیر سر ارادۂ فاسد سے آتا ہے بس جزبل عاد نے بارگاہ کو پشت پر لے لیا اور آپ سامنے پرے جماکے کھڑے ہوے اتنے مین گرد شق ہوئی اور علمے سیاہ پیدا ہوے پھریرون پر علمون کے تعریف شعشاع بن مشمش کی تحریر تھی آگے آگے ایک کافر نابکار گرگ بن ابلق پر سوار شیر صورت پیدا ہوا پشت پر چالیس ہزار جوان خشمیہ یکبیک نمودار ہوے جزبل عادی نے للکارا کہ باش اوفساق تو کون ہے اور کس ارادے سے آتا ہے طوفان شیر سر نے جواب دیا کہ مین فرستادہ حاکم شہر سرمستان ہون اور یہ اس بارگاہ کے لینے کو آیا ہون

بہتر یہی ہی کہ بارگاہ میرے سپرد کر دے ورنہ بزور شمشیر مین لے لونگا یہ سنکر جنرل عادی نے کہا کہ تیرا بادشاہ اور حاکم کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ڈاکو ہی بادشاہ ہونگی یہ خصلت نہین ہوا کرتی جو ہم وہ ہین کہ رستم و اسفندیار کبھی خاطر مین نہ لاوین تیری کیا حقیقت ہی جو تو بارگاہ چھینے گا بس اسی مین بہتری ہی کہ جدھر سے آیا ہی اُسی طرف لوٹ جا اپنی جان سلامت لے جا ورنہ نقد جان کھو کے جائے گا۔ بس یہ سنتے ہی طوفان شیر سر کو طیش آیا اور اُس نے ایک وار تلوار کا جنرل عادی پر کیا جنرل عادی نے جو اُس کا وار سپر پر روک کر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو طوفان شیر سر کے چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر لشکر طوفان نے حملہ کیا اِطرف سے ہمراہیان جنرل عادی آ بڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے نہر خون جاری ہوئی میدان جنگ تمام خون سے رنگین ہو گیا لاشین پر لاشین گرنے لگین دیر تک تلوار چلی آخر طوفان شیر سر کی فوج کا منھ پھر گیا سب رو بفرار للئے اور جانب شہر سرمستان فرار ہو گئے اہل اسلام نے آدھ کوس تک اُن کا تعاقب کیا آخر واپس آئے اور بارگاہ مین ایستادہ ہونے کا حکم دیا بارگاہ ایستادہ و خیمہ بپا ہوتے ہی آمد لشکر اسلام شروع ہوگئی سب قریب ہی قریب چلے آتے تھے تھوڑے سے وقت مین آکر جمع ہو گئے تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا دوسرے روز سواری بادشاہ اسلام صاحبقران عالیمقام کی بھی آگئی امیر داخل بارگاہ ہوئے سردار آ آکے جمع ہوے اُس روز تو آرام فرمایا دوسرے روز ایک نامہ بنام حکم سرمست بادشاہ شہر سرمستان تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حاکم شہر سرمستان یہ تو نے کونسا طریقہ اختیار کیا ہی کہ دوسرون کے مال و خزانہ پر قبضہ ناجائز کرتا ہی ان حرکات رکیک کو ترک کر یہ بادشاہون کے شایان شان نہین ہوتا ہی اور میرا دزد تیرے شہر مین بھاگ کے آیا ہی اُسے گرفتار کر کے میرے حوالے کر یا آمادہ جنگ ہو یہ نامہ تحریر فرما کر غلطان در در گوش بادشاہ شہر غلطانیہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ تم بھی تحریر کرو اور اپنی طرف سے بھی لکھو غلطان در در گوش نے حسب الارشاد صاحبقران عالیشان نامہ تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ تو جو میرا خزانہ وغیرہ لوٹ کے لے بھاگا اور مین نے سنا ہی کہ اب اُس خزانہ کو تو نے اپنے قبضہ مین کیا ہی تو اگر میرا خزانہ میرے سپرد کر دے تو مین تیرا ممنون ہونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو سمجھ لے کہ بوٹی کے بدلے بکرا دینا پڑے گا تیرا خزانہ بھی میرے خزانہ کے ساتھ لٹ جائے گا یہ دونون نامے صاحبقران عالیشان نے رکھے اور حسب دستور خلعت و سپر و شمشیر واسطے نامہ دار کے رکھکر حکم فرمایا کہ ہی کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب باصواب شہر سرمستان سے لائے بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز اپنے دنگل سے کود پڑا اور جام پیکر خلعت زیب جسم کیا تلوار کمر سے لگائی نامہ سر سے باندھا اور دوسرا نامہ کمر مین رکھا اور عرض کی کہ یہ غلام جاتا ہی اور جواب باصواب لیکر ابھی آتا ہی یہ کہکر سلام رخصت کیا اور خیمہ سے باہر نکلا اپنے لشکر مین آیا اور دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر سرمستان روانہ ہوا۔ اب کچھ حال حکم سرمست حاکم شہر سرمستان کا سنیئے کہ جب لاش طوفان کی ہمراہیان طوفان لیے ہوے سامنے حکم سرمست کے پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا نافل سرمست اور نوفل سرمست تو نہایت خوش ہوے اُسی وقت جا کر مکان طوفان شیر کا محاصرہ کیا اور سب مال و اسباب اُس کا قرق کر کے لے آئے داخل خزانہ شاہی کر دیا لیکن حکم سرمست کو طوفان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور اس نے کہا کہ خیر دیکھا جاوے گا کہ دو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اسیوقت فوج سرمستان مین کمربندی ہونے لگی دوسرے روز تمام افسران فوج حاضر ہوے اور عرض کی کہ فوج تیار ہی کیا حکم ہوتا ہی حکم سرمست نے کہا کہ شہر سے باہر بارگاہ برپا کرو اور پہلے بارگاہ مسلمانون کی چھین لو بعد اُس کے جو آئے آئے گھیر کے مار لو مسلمانون کو جمع نہ ہونے دو ورنہ مقابلہ دشوار ہو جائے گا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ نامہ دار آتا ہی نہنگان نے گھبرا کے حکم سرمست سے کہا کہ جلدی کسی کو واسطے استقبال کے بھیجیے ورنہ غضب ہو جائے گا صاحبقران سے ابھی آپ آگاہ نہین ہین وہ بہت بڑے شخص ہین حکم سرمست کا تو اور ہی کچھ

ارادہ تھا لیکن سنگتگان کے کہنے سے خیالات بدلے اور افسران فوج کو برائے استقبال نامہ دار صاحبقران روانہ
کیا لوگ گئے اور بہروت رعدآواز کو نہایت اعزاز کے ساتھ لائے سنگتگان نے دنگل قریب تخت بادشاہ کے
پہلے سے بچھوا دیا تھا بہروت رعدآواز آکر دنگل پر بیٹھا سب افسران لشکر اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے بہروت
نے مثل نامہ داروں کے نعرہ کیا محکم سرمست نے کہا کہ نامہ لاؤ بہروت رعدآواز نے چلے کرسے نکال کر نامہ غلطان
در درگوش کا دیا محکم سرمست نے نامہ پڑھا اور ہنسا بہروت رعدآواز سے کہا کہ میں نے یہاں خداوندے بالا زمین
شہر غلطانیہ میں اس خزانے کے لوٹنے کو نہیں گیا تھا جو دیو مثل مشہور ہے کہ جس کی تیغ اُس کی بروغ بہروت نے
کہا کہ خیر جو کچھ منظور ہو تحریر کر دو محکم سرمست نے بھی جواب تحریر کر دیا سنگتگان حیران تھا کہ نامہ ابھی نہیں آیا بہروت
رعدآواز پھر کہا اور کہا کہ اے محکم سرمست یہ تو نامہ منگا تھا اصل میں نامہ صاحبقران کا میں لایا ہوں محکم نے
کہا کہ لاؤ وہ بھی دو بہروت نے کہا کہ وہ نامہ یوں نہیں ملتا ہے جب تک شرائط استقبال و نثار نہ ادا کئے جائیں محکم نے
کہا کہ یہ میں سمجھا نہیں بہروت رعدآواز نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال کرو اور تین قدم میرا اور سات
کشتیاں زروجواہر کی نامہ پر سے نثار کرو اور تین کشتیاں مجھ پر سے تو یہ نامہ دیا جائے گا محکم سرمست نے کہا کہ
استقبال میں تو کچھ حرج نہیں ہے لیکن زروجواہر میرے پاس فالتو نہیں ہے بہروت رعدآواز نے کہا کہ اگر زروجواہر
نہیں نصیب نہیں ہے تو کشتیاں پھولوں کی نثار کرو محکم سرمست نے اسیوقت دس کشتیاں پھولوں سے بھروا کر
سامنے رکھوا دیں اور اٹھکر دس قدم آگے بڑھکر نامہ لیا بہروت رعدآواز نے پھول لٹا دیئے اور نامہ دیدیا محکم
سرمست نے نامہ پڑھا اور سارق کی طرف دیکھکر کہا کہ واہ آپ کیا اچھے خداوند ہیں کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتے
پھرتے ہیں اور بندوں کا مال لوٹتے ہیں سارق نے کہا کہ قدرت نے سر انتشار کیا ہے اور مثل مخلوق کے اوقات بسری
پر کمر باندھی ہے کہ بندگان بیعت زدہ بددل ہوں اور اُن کو صبر آئے کہ جب خداوند کی یہ حالت ہے تو ہم اپنی
کیا کہیں سے ہم حال اپنا تسکین دہ ضعیفان ۔ جب ہم سے بھی دوپیس دعک ہوا ہیں ۔ محکم سرمست اس کی باتوں پر ہنسا
اور پشت نامہ پر جواب تحریر کر دیا بہروت رعدآواز نے جواب نامہ کا لیا اور وہاں سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا یہاں ہرکاروں نے حال نامہ داری سے صاحبقران کو پہلے ہی اطلاع دی تھی بہت خوش ہوئے اور شاہان
ہفت ملک کو بہروت کے استقبال کے لئے روانہ کیا بہروت نے آکر جواب نامہ پیش کیا صاحبقران نے
فرمایا خیر کچھ پروا نہیں دیکھا جائے گا ایلچی کے واپس آتے ہی فوج سرمستان شہر سے باہر آئی اور بارگاہ و سپاہ کی
پانچ لاکھ سوار و پیدل صحرا میں پھیل گئے آخر میں محکم سرمست مع نوفل سرمست اور نوفل سرمست و طوفان
سرمست اور طوفان سرمست اور طہماسپ سرمست اور مہراسپ سرمست اور سہراب سرمست اور محراب
سرمست اور ضیغم سرمست و سارق بن بقا شہر سے باہر آیا داخل بارگاہ ہوا تمام افسران عاد فیل زور
اور معلا جبیل زور اور طوس شترلب اور کیموس شترلب اور کاسہ دن گیلوس اور غبردن گرگدن سوار اور
شکیل گرگدن سوار قریب سو اسو سرداران زبردست کے جمع ہوئے اور ضیغم سرمست بڑا بیٹا محکم سرمست کا
رستم وقت اور افسر لشکر ہے باقی آٹھ فرزند محکم کے بھی نہایت زبردست ہیں اور ایک ایک حصہ فوج کے مالک
ہیں کوئی چالیس ہزار کا افسر کوئی تیس ہزار کا سردار ہے اور خود محکم سرمست بھی نہایت زبردست وہ دریں جب
سب یکجا ہوئے اور سنگتگان نے غور سے سب کی طرف دیکھا اور اندازہ کیا تو ضیغم سرمست کو بہت پسند کیا کہ
یہ جو کچھ ہو اگر لڑائی بھی ہوئے تو کچھ زور ہے روک سکتا ہے باقی سردار۔ تو لشکر اہل اسلام میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے
پیچھے سے سارق کے کان میں کہا کہ جب تک ضیغم سرمست ہے اُسوقت تک یہ سلطنت باقی ہے جس دن یہ گرفتار ہو
اسی روز لڑائی کا خاتمہ سمجھ لینا خوشنگ جام شراب ارغوانی گردش میں آیا اور آوازیں نالے و نوش کی بلند ہوئیں

جب دماغ ان سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوے تو حکم سرمست نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زنون کی
چوب لگی اور آواز نقارہ کی کہ جب یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ فوج کفار مین کوس حربی بجا کر فرمایا کچھ پروا نہین
کسیدہ ہوا سے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی نقارہ جنگی نوازش مین آیا اور تیاریان
جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا
ہوئین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول صفین جما کر کھڑے ہوے اُس طرف حکم سرمست
تخت پر سوار آگے آگے تخت کے ضیغم سرمست مرکب باد رفتار پر سوار اسلحۂ جنگ سے آراستہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیو
بصورت انسان کھڑا ہوا ہے برابر اس کے سارق کا تخت تھا سرداران سارق تنگ خون آشام پلنگ خون
آشام سبز بر خون آشام ببر خون آشام وغیرہ سارق کو گھیرے ہوے کھڑے تھے ان سب کی نظر جو لشکر اسلام
پر پڑی زہرے آب ہوگئے مستی اتر گئی کہ اتنا بڑا لشکر اور ایسے ایسے جوان ان سے کون مقابلہ کر سکتا ہے ادہر خدا پرستون
نے سرکشون کو تاک لیا سرداران اسلام نے سرداران کفار کو پسند کیا کہ اگر فلان نکلے گا تو اُس کے مقابلہ کو ہم
جائینگے الحاصل دونون طرف سے تبردار نکلے اور جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کے میدان کو صاف کیا بیلدارون
نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا میدان کو مثل آئینہ کے صاف و
شفاف کر دیا اب نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوے ہر صف کے قریب آئے اور اشعار غیرت آمیز
پڑھ پڑھ کر جوانان لشکر کو جوش دلایا جسوقت نقیب ہٹے تو لشکر کفار سے مندویل اژدر نفس میدان مین آیا اور
بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان
جس کو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سنتے ہی جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر
آے اور شاہزادہ محتشم بن ہاشم نے گھوڑا باگ کو لیا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان کی چاہی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے شاہزادہ محتشم سلام رخصت کر کے عازم میدان کارزار ہوے اور سامنے مندویل
اژدر دم کے پہونچے مندویل قد و قامت محتشم بن ہاشم کا دیکھکر بہت ہنسا اور پکارا کہ اے شخص تو کیا سمجھکر
میرے مقابلہ کو آیا ہے تو میرے نعرے سے دب کے مر جائے گا میری ضرب کی تاب نہ لائے گا شاہزادہ محتشم نے فرمایا
کہ اس بیہودہ لاف سے کیا حاصل حربہ اپنا اٹھا ابھی کھوٹے کھرے کا حال معلوم ہو جائے گا یہ سنکے مندویل اژدر دم
نے نیزہ اٹھایا اور سینہ شاہزادہ محتشم پر وار کیا محتشم نے وار اُس کا خالی دیکر اپنا نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے
لگی کوئی بیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ محتشم نے نیزہ ہاتھ سے مندویل اژدر دم کے نکالدیا مندویل
ارے کرکے رکھا نیزہ تو نیزہ بہر بلند ہو کے زمین پر گرا اور مندویل نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا ادہر اہل
اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند کین کفار نے گردنین جھکالین مندویل اژدر دم نے تیغ کمر سے کھینچا اور
سر پر محتشم کے وار کیا محتشم نے وار اُس کا آسیب سپر رد کرکے اپنا وار کیا مندویل نے بھی سپر پھینکی لیکن تلوار
بازو سر پہونچی تھی یا مانند برق جہندہ کے زمین مین ڈوب گئی کل مندویل مع مرکب چار ٹکڑے ہوا ہوا خواہان نے
صلوات پڑھی پھر بہران ہمارز پیش میدان مین آیا آتے ہی محتشم بن ہاشم پر برس پڑا محتشم نے کتنی وار اُس کے
رد کرکے جو تلوار کمر پر ماری اس کے بھی دو ٹکڑے ہوے شام تک ستر سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے حکم سرمست نہایت تعجب مین تھا کہ یہ خدا پرست بلاے بد آفت روزگار
ہین دیکھنے مین تو معمولی قد و قامت ہین لیکن رگ رگ مین زور بھرا ہوا ہے اُسطرف بادشاہ اسلام محتشم پر سے
زر نثار کرتے ہوے میدان سے پھرے اُس طرف حکم سرمست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ادہر بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے

بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب وقت نقیب و خطیب دعا کر چکے تو لشکر کفار سے عاد فیل زور میدان میں
آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نکلے بعد گفتگو کے بسیار نوبت نیزہ بازی کی
آئی شہنشاہ صف شکن نے نیزہ عاد فیل زور کے ہاتھ سے نکال دیا عاد نے تلوار ماری شہنشاہ صف شکن
نے کلائی پکڑی اور جھٹکا مارا کہ عاد فیل زور اوندھے منہ پال مرکب پر آرہا شہنشاہ صف شکن نے دوسرا
ہاتھ بڑھا کر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا قاش زین سے اٹھا لیا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں
عاد فیل زور نے کہا ہزار جانیں ہوں تو تمام بر خداوند مششش اور باپ کے فرزند سعشاع بن مششش کے نثار ہیں
یہ سنتے ہی شہنشاہ صف شکن نے اس کو بالائے ہوا اچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ
سعشاع پرست چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھ کر معاد فیل زور بھائی عاد فیل زور کا دوڑ پڑا اور
آتے ہی پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ بازو میرا توڑ دیا اب چھوڑتا ہوں میں کہ تو زندہ پھر میرے ہاتھ سے جا سکے یہ کہکر
تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے اس کا وار بچا کے ایسا ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے
شام تک شہنشاہ صف شکن نے اٹھارہ سردار جان سے مارے اور چار سرداروں کو زخمی کیا شام کو پھر
طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر گئے تیسری میدان داری میں ضیغم سرمست اپنے باپ سے اجازت
لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ تیمور شیر ہرو بر نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی تیمور نے نیزہ ضیغم کے ہاتھ سے ہوائی کیا ضیغم سرمست نے تلوار ماری تیمور نے وار اس کا رد کر کے
کلائی پکڑ لی زور ہونے لگے ضیغم سرمست بھی بڑا بہادر تھا آخر دونوں کے مرکب قفروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے
دونوں نے زین خالی کئے اور مصروف کشتی ہوئے جوش کے کڑیاں زرہ کی پارہ پارہ ہو کر جسم سے گر گئیں شام تک
کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا جب شام ہوئی ضیغم سرمست نے کہا کہ اے جوان رات واسطے آرام و
آسائش کے ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے تو بھی جا کے آرام کر اور میں بھی آرام کروں صبح کو میرے تیرے پھر
مقابلہ ہوگا تیمور نے کہا کہ میں بغیر فیصلہ کے میدان سے نہیں پھروں گا ضیغم سرمست نے کہا کہ جنگ کیا تو نے سوم کا
کہا ہے تین شبانہ روز ہوں پھر بھی مقابلہ کیا ہے اگر تیرا یہ عزم جزم ہے تو میں نے بھی دل میں ٹھان لی ہے کہ جب تک فیصلہ نہ کر لوں گا
میدان سے نہ پھروں گا دونوں جانب سے روشنی آگئی دنگل کے سامان ہو گئے تمام رات کشتی رہی لیکن مطلب نہ
حاصل ہوا صبح کو پھر اسی طرح دونوں لڑتے رہے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر تیسرے روز قریب شام تیمور
نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں اپنے عیاروں کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان
سے پھر گیا محکم سرمست اپنے فرزند کے اسیر ہو جانے سے دل شکستہ ہو گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب یہ اپر ستون
کسی طرح سے فتح نہ ہونگے ادھر سنگھان نے ساریق سے کہا کہ اب بھاگنے کے واسطے تیار رہو یہاں کا تو
خاتمہ ہے محکم نے رنج بسر میں پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات
تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب وقت
نقیب و خطیب دعا کر چکے تو نوفل سرمست نے باپ سے اجازت مانگی محکم سرمست نے کہا کہ جب ضیغم اسیر
ہوگیا تو تم کیا کرو گے یہ تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان خدا پرستوں پر فتحیاب ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے لیکن تم آج کھیل
لیجے دو اگر بھتا ایک مسلمان کو بھی گرفتار کر لیا تو میں ان سے صلح کر لوں گا ان کا قیدی ان کے حوالے کر دوں گا اور اپنا
قیدی ان سے لے لوں گا اور اگر خود بھی اسیر ہو گیا تو مجبوری ہے مگر اس نے نہ دیکھا باگ کو اٹھایا اور میدان میں آکر
پکارا کہ یا امیر میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو قائم مقام آپ کا ہو یا آپ خود نکلیں کیونکہ بعد میرے اس جنگ کا خاتمہ ہو
فرمایا جو تمہاری خوشی ہو مجھے ہر طرح منظور ہے یہ سنتے ہی محکم سرمست نے کہا کہ جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ آپ ہی سے

مقابلہ کروں فرمایا کہ میں موجود ہوں ہر چند اور سرداروں نے عرض کی کہ یا امیر ہمیں واسطے مقابلہ کے جانے دیجئے
لیکن صاحبقران نے نہ مانا اور فرمایا کہ وہ مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے میں تمہیں کسطرح اجازت دوں یہ فرما کر خضران
سے اشارہ کیا خضران نے کلاہ بلند اچھال کر میدان کو قرق کیا علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا صاحبقران مرکب کو
جھکا کر سامنے تخت بادشاہ کے آئے بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران سے گلے ملکر رخصت جنگ
عنایت فرمائی امیر با ترہ یار مددگار مرکب پر سوار ہو کر سامنے محکم سرمست کے تشریف لائے اور فرمایا اے محکم فرزند
تیرا حریف ہے الپہلوان رکھ بعد تیرے مقابلے کے جو فیصلہ مجھ سے ہوگا وہی اس سے بھی ہو جائے گا لا حربہ اپنا اور
دیر نکر محکم سرمست نے نیزہ سنبھالا اور سینہ صاحبقران با اقبال پر وار کیا امیر نے وار اس کا اپنے نیزے
پر لیا اور پھیری ایسی اس طرح نیزہ ہاتھ سے محکم کے نکال دیا کہ تمام سرداران لشکر اسلام حیرت میں آگئے یہ کونسا
بند تھا کسی کی سمجھ میں نہ آیا سوا شاہزادہ تیمور شیر پرور کے کہ یہ نو دفعہ تو سمجھ گیا اور اس نے تعریف کی ادھر محکم
سرمست حیرت میں تھا کہ یہ کسطرح نیزہ میرے ہاتھ سے نکل گیا کہ سمجھ میں بھی نہ آیا اس نے تلوار کمر سے کھینچ کر سر پر
صاحبقران کے وار کیا امیر نے دھار بچا کر کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ محکم اوندھے منہ بل مرکب پر آ رہا مگر پھر
سنبھلا اور ہاتھ کھینچا مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی دونوں طرف سے افسران لشکر قریب
آگئے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے کمر محکم سرمست کو توڑا اور سر سے
بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں چار کے حوالے کر دیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھرے ادھر ساریق
واپس ہوا لیکن محکم سرمست نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر جس طرح ساریق نے شہر غلطانیہ کا
خزانہ لوٹ لیا اسی طرح میرے شہر میں بھی لوٹ نہ مچا دے لہذا میرے حق میں جو کچھ منظور ہو اسی وقت ہو جائے
تو بہتر ہے یا میں خود واپس ہو کر اپنے ملک کی حفاظت کروں یا حضور ملک کو اپنے قبضہ میں کر کے اس کی حفاظت
فرمائیں اور اپنے دزدوں کو پکڑ لیں صاحبقران نے یہ سنکے محکم سرمست اور ضیغم سرمست کو طلب کیا جس وقت
یہ دونوں حاضر ہوئے امیر نے ان کو ایک ایک دوشالہ عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے
محکم سرمست نے عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اب امیر ضیغم سرمست کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد
فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے عرض کی کہ جب میرے باپ نے اطاعت اختیار کر لی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے صاحبقران نے
آہنگروں کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹوا دیں اور دونوں کو خلعت عنایت فرمائے محکم سرمست نے عرض کی کہ اگر
اجازت ہو تو میں جا کر سامان دعوت مہیا کروں اور حضور مجھے سرفراز فرمائیں اور وہیں میں ساریق کو بھی گرفتار
کر کے حاضر حضور کروں گا فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ محکم سرمست صاحبقران سے رخصت ہو کر مع ضیغم سرمست
اپنے شہر میں آیا ساریق نے پوچھا کہ کیونکر تمہاری رہائی ہوئی محکم سرمست نے کہا کہ میں نے دین اسلام اختیار
کیا ساریق نے سختگان سے اشارہ کیا کہ اب یہاں ٹھہرنے میں خیر نہیں سختگان نے کہا کہ ابھی تو نہیں چلئے
خلاصہ یہ کہ محکم سرمست نے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور صاحبقران کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اب
حضور تشریف لائیں امیر با توقیر ہمراہ اپنے تمام سرداران اسلام کو لے کر تشریف لائے محکم سرمست دروازہ
شہر پناہ تک واسطے استقبال کے آیا صاحبقران داخل شہر سرمستان ہوئے سلامی ہوئی راستے میں جتنے بتکدے
تھے ملتے گئے امیر نے اپنے سامنے ان کو منہدم کرا دیا بنا مساجد کرتے ہوئے داخل ایوان شاہی
ہوئے ساریق ملعون نے نہ استقبال کیا نہ تعظیم کو اٹھا امیر با توقیر نے ساریق کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ
اب کیا کہتا ہے محکم سرمست کو ساریق کے حال پر رحم آیا صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اس کے حال پر
ترحم فرمائیں اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو کچھ ملک وہاں اس کے مالک میں سے حضور اس کو عنایت فرمائیں

اور اس کے قتل سے باز آئین صاحبقران نے فرمایا کہ اے محکم سرمست بڑے غضب کی بات ہے اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو اس کے مالک کیسے ہین بلکہ تمام قصبہ جات کا اسکو بادشاہ کر دون اور خود اس کی سپہ سالاری اختیار کرون مگر قلب اس کا سیاہ ہے یہ منظور نکرے گا محکم سرمست نے ساریق کی طرف دیکھکے کہا کہ اے ساریق اب کیا عذر ہے خوش نصیب آس کے جس کی سلطنت شکست کے بعد اور بڑھ جائے ساریق نے کہا کہ مین کل اسکا جواب عرض کرونگا محکم سرمست نے امیر باتوقیر کی طرف دیکھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے الحاصل صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا گیا امیر نے مع سرداران اسلام خاصہ تناول فرمایا ساریق شریک دعوت نہین ہوا بلکہ درد سر کا بہانہ کرکے چلا گیا امیر نے محکم سرمست کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے محکم سرمست مجھے نیت اس کی بد معلوم ہوتی ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ یا امیر اس شہر کے دو ہی راستے ہین ایک راستے پر آپ کا لشکر پڑا ہوا ہے اور دوسرے راستے کی طرف ایک ایسی بلا ہے کہ اس طرف سے گذرنا اس کا غیر ممکن ہے اگر یہ بھاگے گا تو راستہ کہان پائے گا چار و ناچار واپس آئے گا ورنہ خود اسیر بلا ہوگا فرمایا خیر غرضکہ یہان تو صحبت راگ رنگ کی برپا ہوئی طائفہ حاضر ہوکر باری باری مجرا کرنے لگے آواز ساز گہ بجنے لگی تمام افسران فوج مصروف عیش و طرب ہوے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

دل بیقرار اگر ہے تو اپنے جگر سے ہے
کیونکر نہ خوش ہون سر کی خوشی سنگ در سے ہے
وہ میری آنکھ مین ہے وہ میری نظر مین ہے
وہ کونسی ادا ہے جو خالی اثر سے ہے
تم مجکو دیکھتے ہوئے دیکھے ہین سب
آنا جو دل مین ہے تو ارادہ کدھر سے ہے
ہر وقت دیکھتا ہون مین تصویر یار کی
کس طرح چھوڑ دون گا ڈر مجے دیوار و در سے ہے
جو نظر پہ ہے نرگس کی نظر سے ہے
اے نازنین ڈر تری نازک کمر سے ہے

اور آنکھ منتظر ہے تو اپنی نظر سے ہے
مجھ خانمان خراب کو اب کام گھر سے ہے
ہر کام مین نظر مجھے اس کی نظر سے ہے
مرتا ہون شوق قتل مین شمشیر تیغ
تو تیر آنکھ کی تاری نظر سے ہے
ہر دم وہ میرے قصہ وحشت مین محو ہے
دلبستگی نظارہ قلب و جگر سے ہے
جا آنکھ کے بات کسی سے نہ اٹھنے کی
پوشیدہ اس لئے وہ ہمون کی نظر سے ہے
ہے جس کا اسے حکیم تلاش انتظار ہے

قصل جنون مین ہے ریشہ رگ سنگ در سے ہے
جب سے وہ دل ان آئے مین نوبت سفر سے ہے
انداز ناز عشوہ و کرشمہ حیا ہے ہنسا
اسوقت مجکو تیغ اگر ہے ضرورت ہے
جس آنکھ کو اشارہ ہو وہ منتظر رہے
وہ بے خبر اگر ہے تو میری خبر سے ہے
جس دن کہ آہ و نالہ کرون گا فراق مین
اس درجہ بدگمان وہ میری نظر سے ہے
کہتے ہین سے نکس وقت بہک کر نکل
وہ میری آنکھ سے ہے وہ میری نظر سے ہے

یہان تو اہل محفل محو رقص سرود ہین اور وہان ساریق کا حال سنئے کہ اس نے سخنگان سے کہا کہ اے شیطان بتا اب کیا کرون سخنگان نے کہا کہ آج سے بڑھکر موقع نہ ہاتھ آئے گا سب تو محو عیش و طرب ہین ان پر شبخون مارو اور یہان سے بھاگو ساریق نے کہا بھاگون تو کدھر بھاگون سخنگان نے کہا وہی شہر حسن آگین جس کا ذکر محکم سرمست نے کیا تھا ساریق خوش ہوگیا اور کہا اے بندہ تو ان واقع مین تو نے عجب راستہ بتایا جب اسی وقت اس نے اپنے افسران لشکر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ خفیہ طور پر لشکر کی تیاری کرو اور جب لشکر تیار ہو جائے تو ہمین اطلاع کرنا افسرون نے لشکر مین خبر کی سب کے سب اسیوقت مسلح ہوگئے ساریق ملعون ایک مرکب پر سوار ہوا اور سخنگان ارژنگ چترنگ ان سب کو ساتھ لے کے مع چند کس شہزادون کے صحرا کی طرف متوجہ ہوا اور افسران لشکر ساریق نے لشکر صاحبقران پر شبخون مارا ان سرمستان پر شبخون مارا الغرض سرمستان بہادر اہل اسلام کا نعرہ کرکے گرے اور لشکر اسلام پر سرمستون کا نعرہ کیا اور لڑتے بڑھتے چلے گئے وہان ساریق منتظر تھا جلکے ساریق کو حلقہ مین لیا اور راہ شہر حسن آگین کی اختیار کی یہان دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی خونریزی ہونے لگی سرمست جلا رہے تھے کہ مسلمان بڑے بہادر ہین بہت

ہیں اور مسلمان سرستون کو برا بھلا کہہ رہے تھے اس شور وغل کی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی فرمایا
یہ کیا آفت ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ مجھے خبر نہیں مگر غنیمت یہ تھا کہ صبح قریب تھی صبح تک تو برابر تلوار چلا کی
ہزاروں مارے گئے جب روشنی ہوئی تو صاحبقران نے ایسا نعرہ کیا کہ دونوں لشکر دل کے جدا ہوگئے
پوچھا صاحبقران نے کہ تم کیسے لڑ رہے تھے اہل اسلام نے کہا کہ ہم پر سرستون نے حملہ کیا اور سرستون نے
اہل اسلام پر الزام لگایا اُسوقت صاحبقران حیران تھے کہ یہ اُن کا نام لیتے ہیں اور وہ ان کا نام لیتے ہیں
اب دونوں میں سچا کسے سمجھیں خضران نے عرض کی یا صاحبقران سارق کو تو دریافت فرمایئے کہ کہاں ہے
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سارق نہیں ہے خضران نے عرض کی کہ یہ دونوں بے خطا ہیں قصور سارق
کا ہے جو اُسی ملعون نے دونوں لشکروں پر شبخون مار آپ تو نکل گیا یہاں ایک دوسرے کے شبہہ میں لڑ لیے اب
لاشوں کو تلاش کیا تو اکثر لاشیں سارق پرستون کی ملیں ایک شخص زندہ تھا لیکن زخمی ہونے کی وجہ سے
بھاگ نہ سکا اُس کو سامنے صاحبقران کے لائے امیر نے فرمایا کہ اگر راست راست بیان کر دے گا تو تجھے
زندہ چھوڑ دیں گے قتل نہ کریں گے اُس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یا امیر بیشک یہ فعل سارق کا تھا اُسنے
سنگان کی صلاح سے شبخون مارا اور جانب شہر حسن آگین بھاگ گیا میں زخمی ہوگیا اس لئے بھاگ نہ سکا
اب چاہے قتل کیجئے چاہے بخشئے صاحبقران نے فرمایا کہ میں وعدہ کر چکا ہوں کہ اگر تو سچ بیان کرے گا تو تجھے چھوڑ دوں گا لہذا
اب تجھے اختیار ہے جہاں چاہے چلا جا اُس نے عرض کی کہ اگر جانے کے قابل ہوتا تو رہ کیوں جاتا فرمایا کہ اسے شفاخانہ میں لیجاؤ
جس وقت یہ اچھا ہوئے اُسوقت اسے زاد سفر دے کے رخصت کر دینا اس عنایت پر صاحبقران کی وہ شخص شیدا ہوگیا
عرض کی کہ یا صاحبقران میں نے لعنت کی سارق پر اب زندگی اپنی انہیں قدموں کے نیچے بسر کروں گا مجھے دین اسلام
تعلیم فرمایئے امیر نے کلمہ پڑھا لیا وہ شخص از سر صدق مسلمان ہوا لوگ اسے شفاخانہ میں لے گئے علاج اُس کا ہونے لگا۔
یہاں صاحبقران باقبال نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ میں تعاقب میں سارق کے جاؤں گا محکم سرمست
نے عرض کی کہ حضور ایسے مقام پر فروکش ہیں کہ سارق جا نہیں سکتا ایک راستے پر آپ کی فوج پڑی ہے دوسرے
راستے پر شہر حسن آگین ہے وہاں کے لوگ نہ کہیں جاتے ہیں نہ کسی کو اپنے ملک میں آنے دیتے ہیں سارق مجبور
ہو کر پلٹے گا اور نہ ملے گا تو جنگلے بلا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہاں سے کے روز کا راستہ ہے محکم سرمست نے
عرض کی کہ بہت قریب ہے دو روز میں انسان پہونچ جاتا ہے آپ چھ روز انتظار فرمایئے اگر سارق ہاتھ نہ آئے تو
پھر حضور کو اختیار ہے امیر با توقیر نے کہنے سے محکم سرمست کے ملک سرستان میں قیام کیا مگر ہر کارے واسطے خبر کے روانہ
کر دیئے تھے یہ تو انتظار کرتے ہیں لیکن حال کا ندہ و درگاہ خدا سارق بن لعاکہ سنیے کہ جسوقت یہ شبخون مار کے
بھاگا تو اس نے کسی مقام پر قیام نہ کیا کہ ایسا نہو میرے تعاقب میں اہل اسلام آتے ہوں دوسرے روز صبح کو ایک
صحرا میں پہونچا دور سے ایک تحریر طلائی معلوم ہوئی چونکہ یہ علامت اسے دریافت ہوچکی تھی اُسی جانب روانہ ہوا
پہر دن چڑھے قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک دیوار طلائی کھنچی ہوئی ہے اور ایک دروازہ طلائی جس میں جواہر
بیش بہا نصب ہیں مثل آغوش معشوق کے کھلا ہوا ہے اور بالائے دروازہ ایک برآمدہ ہے اُس پر ایک شخص اصطرلاب
ہاتھ میں لئے بیٹھا ہے اور جانب فلک دیکھ رہا ہے جیسے ہی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز اس کے گوش زد ہوئی ہوا کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہاں آتے ہو پلٹ جاؤ ورنہ تمہ وہاں گور ہوگے سارق نے ڈر کے گھوڑے
کو روکا کہ یہ کیا آفت ہے اصطرلاب جادو نے آواز دی کہ تم لوگ کون ہو اور ادھر کیوں آتے ہو سارق لے
نے خداوند کا نعرہ کیا اصطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ تو کس کا خداوند ہے سنگان نے کہا یہ خداوند ملک
باختر ہیں اور طلسم زلزلہ کی طرف جانا چاہتے ہیں اصطرلاب جادو نے کہا ان سے کہو کوئی اور راستہ لیجئے

اس طرف سے کسی کے آنے جانے کا حکم نہین ہے یہ سرحد حکیم اشراق الحکمت کی ہے حکیم صاحب کا حکم نہین ہی
کہ کوئی اس طرف سے آئے ساریق کو غصہ آیا کہا کہ اب تو خداوند جو قصد کرچکے وہ کرچکے ہم اسی طرف سے
جائین گے یہ کہکر ایک سوار سے اشارہ کی کہ ڈالدے گھوڑا سوار اشارہ پاتے ہی مرکب کو چمکا کر دروازے کی طرف
چلا سامنے دروازے کے ایک نشان بنا ہوا تھا جیسے ہی وہ سوار اُس حد مین پہونچا اسطرلاب جادو نے
جانب فلک دیکھا اور آواز دی کہ لینا اس کو فوراً ایک طائر فیل کے برابر پیدا ہوا اور منقار مین اپنی اُس سوار کو
دبا کر بلند ہوگیا اور کچھ دیر کے بعد طائر تو نگاہون سے پوشیدہ ہوگیا لیکن چند استخوان تازہ گرپڑے جس سے یہ
معلوم ہوا کہ طائر نے اُس سوار کا گوشت کھالیا اور ہڈیان پھینکدین سنگان تو لرز گیا اور ساریق کے بھی اوسان
جاتے رہے ادھر اسطرلاب جادو نے کہا کہ دیکھا تم نے یہ تو ایک ہی سوار تھا اگر کرورہا آدمی ایک مرتبہ آنے کا
قصد کرین تو بھی یہی انجام ہو سنگان نے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ بیان کرون اسطرلاب جادو نے
کہا بیان کرو سنگان نے قریب آکر نہایت لجاجت کے ساتھ کہا کہ آپ حکیم صاحب سے اجازت لیکر ہمین اس طرف
سے نکلجانے کی اجازت دیجیے اس لئے کہ تعاقب مین ہماری دشمن آتے ہین اگر ہم پلٹین گے تو مارے جائین گے
اور آگے بڑھتے ہین تو اجل کا سامنا ہے ہم بیپادہ و لشکر باغبان ہین وطن مین ہمارا آشیان ہے ہمین نہ ان کے شہر
سے کام ہے نہ قیام کی ضرورت ہے ہم تو جانب طلسم زلزلہ جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ اچھا اپنے خداوند
سے کہو کہ قیام کرے مین بادشاہ کو لکھتا ہون یہ کہکر اسطرلاب جادو نے اُسی وقت ایک عرضی اسرار سبز قبا
کو تحریر کی کہ اے جہان پناہ کوئی شخص ساریق نام ملک باختر کا فرمان روا مسلمانون کے ہاتھ سے شکست کھاکے
اس طرف آیا چاہتا ہے اور نکلجانے کی اجازت چاہتا ہے اگر حکم ہو تو اُسے راستہ دیدیا جائے چونکہ وہ ایک وقت مین خداوندی
کرتا تھا اور اب اُس پہ وقت سخت پڑا ہے لائق رحم ہے جس وقت یہ عرضی حسین سبز قبا جس کا دوسرا نام اسرار
سبز قبا ہے کو پہونچی تو اُس نے اس عرضی کو خدمت مین حکیم اشراق الحکمت کے روانہ کردیا حکیم جس وقت
مضمون عرضی سے مطلع ہوا اس نے اُسیوقت ایک روئی کا پہل بنا کے اُڑا دیا اور خاموش ہو کے بیٹھ رہا اور
بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے ابر اُس کے لینے کے واسطے بھیجا ہے لیکن آپ ایک روز سے زیادہ اُسے اپنے ملک مین
نہ رہنے دیجیے گا یہان اسطرلاب جادو جواب کا منتظر تھا کہ ایک مرتبہ ٹکڑا ابر نمودار ہوا اور قریب آکر ابر مین سے
آواز پیدا ہوئی کہ مجھے حکیم صاحب نے ساریق بن بقا کے لینے کو بھیجا ہے اسطرلاب جادو نے سنگان
سے کہا کہ لو مراد تمہاری برآئی اپنے خداوند سے کہو کہ اس ابر پر بیٹھکر نکل جائین ابر زمین پر مثل فرش کے بچھ گیا
ساریق اپنے ہمراہیون سمیت اُس ابر پر بیٹھا ابر گرج کر بلند ہوا اور دیوار کو پھاندکر جانب شہر حسن آگین روانہ
ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین راہ کو طے کرکے شہر مین پہونچا ساریق مع فوج ابر سے اُترا چونکہ حسین سبز قبا کو
پہلے سے خبر ہو چکی تھی اس لئے لوگون کو ساریق کے لینے کے واسطے بھیجا لوگ آئے اور ساریق کو استقبال
کرکے دربار مین حسین سبز قبا کے لے گئے حسین سبز قبا کو صورت ساریق و سنگان کی دیکھکر ہنسی
آگئی لیکن ساریق و ہمراہیان ساریق اہل دربار کو دیکھکر محو ہوگئے کہ دنیا مین ایسے ایسے حسین بھی ہین حسین سبز قبا
نے حالات دریافت کئے ساریق تو اپنے غرور مین خاموش بیٹھا رہا مگر سنگان نے تمام کیفیت مفصل بیان کی
یہ خبر ملکہ حسینہ گلگون پوش دختر بادشاہ کو ہوئی کہ کچھ لوگ دوسرے ملک کے ہمارے ملک مین آئے
ہین اس کو اشتیاق پیدا ہوا اُسیوقت پشت مرکب پہ بیٹھی اور نقاب چہرہ پہ ڈال کے جانب دربار شاہی روانہ
ہوئی ترک سوار نیان اور حسین مہوشان استقبال کرتی ہوئی ساتھ تھین جیسے ہی داخل دربار ہوئی اور
نقاب چہرہ سے اُلٹی یہ معلوم ہوا کہ ٹکڑا ابر چہرۂ آفتاب سے ہٹ گیا دربار منور ہوگیا اہل دربار نے ادب سے

سلام کیا تعظیم کو آئے ساریق کی رال ٹپک پڑی سنگان سے کہا کہ میں اس کے پیٹ میں نور قدرت ضرور اُتاروں گا اور اسی کے فرزند کو اپنا قائم مقام بنا جاؤں گا بختیارک لے چکے سے ایک چپت رسید کی اور کہا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں ایسی بات زبان پر بھی نہ لانا ورنہ اتنی جوتیاں کھاؤ گے کہ یاد کرو گے ابے یہ نازنین لائق پرستش ہے نہ لائق وصل کیا کہوں موقع نہیں ہے ورنہ اسوقت اس زور سے دھول مارتا کہ آئندہ کے لئے آپ کو تنبیہ ہو جاتی ساریق نے دیکھا کہ اگر کچھ کہتا ہوں تو راز فاش ہوتا ہے چپکا ہو رہا لیکن یہ حرکت سنگان کی ملکہ نے دیکھ لی بے اختیار ہنس پڑی اپنے باپ سے کہا کہ ان جانوروں کو الگ الگ پنجروں میں بند کیجئے ورنہ یہ آپس میں لڑینگے حسین سبز قبا نے دختر کو پاس بٹھالیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند ایسا نہ کہو اسلئے کہ یہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسوقت یہ گردش زمانہ سے تباہ ہو کر اس طرف چلا آیا ہے ورنہ اس تک رسائی دشوار تھی یہ وہ شخص ہے کہ تمام گلستان باختر اسے سجدہ کرتا تھا اور اپنا خداوند جانتا تھا ملکہ نے سنگان کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ کچھ حالات اپنے بیان کرو سنگان نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم یہ شخص خداوند باختر اور میں اس کا شیطان درگاہ ہوں چونکہ یہ خدائے حقیقی کو بھولا اور اپنے کو خداوند کہلوانا شروع کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے اس کے ملک پر چڑھائی کی تمام سامان خداوندی کو ایک دم میں مٹا دیا خداوندی چیونٹیوں بھانجیوں کو لے بھاگے اپنے تصرف میں لائے خداوند کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ممکن ہوا یہانتک کہ اس مقام پر پہونچے اب طلسم زلزلہ میں جا کر پناہ لینے کا قصد ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ تم اپنے خداوندی بڑی قدر کرتے ہو نہایت عزت سے پیش آتے ہو سنگان سمجھ گیا کہ ملکہ نے میرا چپت لگانا دیکھ لیا عرض کی اے ملکہ عالم جیسا خداوند ویسی پرستش ملکہ نے کہا کیا اس خداوند کی یہ ہی پرستش ہوتی ہے سنگان نے گردن جھکا لی ملکہ نے اپنی ساتھیوں سے کہا کہ تم بھی خداوندی پرستش کرو انہوں نے کہا کہ طریقہ پرستش تعلیم فرمائیے ملکہ نے ہاتھ پھونک کر اشارہ سے بتایا سیکڑوں چپتیں سر پر ساریق کے پڑ گئیں ساریق رونے لگا حسین سبز قبا کو رحم آیا لازمین ملکہ کو منع فرمایا وہ لوگ ہٹ گئے اور ساریق سے کہا کہ یہ خطا تھا ہے شیطان کی ہے ملکہ تو اسوقت ہنستی ہوئی چلی گئی لیکن ساریق اس قدر بددل ہوا کہ اس نے حسین سبز قبا سے کہا کہ مجھکو اب طلسم زلزلہ کی جانب پہونچا دیجئے حسین سبز قبا اپنے بزرگوں سے سن چکا تھا کہ ایک زمانہ میں اس وضع اور اس قطع کا ایک شخص اس ملک میں آئے گا وہ نہایت سبز قدم اور منحوس ہوگا کہ نحوست سے ملک پر تباہی آئے گی جس وقت وہ تمام باتیں حسین سبز قبا نے ساریق میں مشاہدہ کیں اُسی وقت ساریق کو رخصت کر دیا لوگ دوسرے دروازے تک پہونچا گئے اور ساریق کو اُس کے ہمراہیوں سمیت شہر سے باہر نکال دیا یہ تو بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے جاتا ہے اس بدبخت کو تو یہیں رواں دواں چھوڑیئے اور

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے سماعت فرمائیے غزل بانداز کلام

طبیعت ہی مری مجھ پر محبت کی بلا لائی
مری روتے ہوئے دل کی تمنا کو ستالائی
وہ کہتا دیکھکر مقتول پہ بیکھو یہ قاتل کا
انھیں ایمان کی شوخی اور یہ کچھ کام لائی
زمانے بھر میں جب جب ترک خلوت نشینی کے
انھیں سوں سمتر لائے بے میری قضا لائی

جو آئی بھی تو کیا لائی جو لائی بھی تو کیا لائی
ذرا سینہ تو دیکھ اپنا جوانی تیری کیا لائی
یہاں تم آپ سے آئے ہو یا تم کو قضا لائی
یہ چوری تو نہیں تیری نظر کی ہے خود سری
مجھے پردے سے باہر کھینچکر تیری حیا لائی
عجب انداز کے دن تیری جھوٹ کے اے ظالم

کہو جانثار امید وصل دل ترا لائی
کہ یہ ذوق میں رنگک سیکڑوں سے دل اڑا لائی
وہ بے کنگھو کرنے لگے اور بے حجابانہ
تری چہرہ کی نظر سے بسا ہی کا دل اڑا لائی
تماشا ہی اپنی لائی ہو دونوں کو مشکل میں
کسی کا دل اٹھا لائی کسی کا دل چرا لائی

نہ تیغ ستم آفت تک نہ کرتی یہ دو بسمل ہمیں
ہماری تھی جوانی ہم کو پیغام قضا لائی
بھلا کیا کام تھا حوروں تک کے مرنے والوں کو
فلک تک جا کے آئے اور سارا تو کیا بتلائی
وہ کمبخت حسن کہ لایا کون تجھ کو میری بغل میں
مرے دل میں تھا ایسا ولولہ کہ [illegible] لائی
پھنسے ہیں خواستگاروں میں تو اب تجھ سے [illegible]
خدا جانے یہ کس سفاک کی شوخی اڑا لائی

یہی تھی وہ ادا جو ان کے لب تک گلہ لائی
مری چشم تصور نے کیا کیا کام کیا کہنا
ہمیں تو خلق تک [illegible] اور یہی حسرت لگا لائی
یہاں ہوئے تماشا کون تجھ کو خود ہوکے رہ جاتا
کہوں لب کے سوال اب ور کہا میری قضا لائی
تم اپنے آپ نے تھے [illegible] مگر یہ غیر ممکن تھا
بہا ہو ابھی صورت کا کہ مجھ پر یہ بلا لائی

شباب آتے ہی ہم تو مرٹے ان کی چتون پر
عدو کی گود سے اس ماہ پیکر کو اٹھا لائی
مزا جب تھا کہ گھر کرتی کسی بیرحم کے دل میں
نظر میری تھی جو تاب جمال دلربا لائی
کسی صورت نہ قائم رہ سکا انکار بیہوشی
مرے دل کی کشش لائی مری آہ رسا لائی
غضب کا چلبلا پن تھا جو میری طبیعت میں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحبقران کو چند روز شہر سرمستان میں گذر گئے تو ہرکارے واپس آئے اور آکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اس صورت سے ساریق بن لقا داخل شہر حسن آگین ہوا کہ ایک لکا ابر آیا اسی پر ساریق اپنے ہمراہیوں سمیت بیٹھ کر جانب شہر حسن آگین روانہ ہوا صاحبقران نے حکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نہ روکتے تو میں جاکر راستے ہی سے اس کو گرفتار کر لیتا خیر اب بھاگ کر کہاں جائے گا شہر حسن آگین میں کس کے سہارے گرفتار کیا تو کچھ کام نہ کیا بشرطیکہ وہ اور آگے نہ بھاگ نکلا یہ سنکر چہرہ حکم کا متغیر ہو گیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران میں نہ جانتا تھا کہ بادشاہ شہر اپنے آئین کے خلاف کرے گا اور ساریق کو اپنے ملک میں جانے دے گا مجھے تو یہ یقین تھا کہ ساریق یا تو سر حد پر مار ڈالا جائے گا یا واپس آئے گا وہاں کے لوگ کسی شہر کے لوگوں سے میل کرنا پسند ہی نہیں کرتے خدا جانے کیا افتاد ہوئی لیکن اب میری التماس کو قبول فرمایئے کہ اس غرض با وجود خلاف کے تعاقب سے باز آیئے شہر حسن آگین بہت بد مقام ہے وہاں کے لوگ کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے راستے مسدود کر رکھے ہیں خدا جانے کیا بات ہوئی کہ ساریق کو بلا لیا اس نے ضرور بیان کیا ہو گا کہ میں پناہ لینے آیا ہوں اور میرے عقب میں میرے دشمن آتے ہیں اب آپ کو وہ لوگ ہرگز نہ آنے دیں گے فرمایا کہ میں بزور شمشیر جاؤں گا حکم سرمست نے عرض کی کہ تلوار کا زور وہاں نہیں چلتا میں صرف شہر کے حال سے واقف ہوں لیکن میرے شہر میں ایک مرد بزرگ رہتے ہیں کہ وہ اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہیں کرتے وہ وہاں کے حالات سے کما حقہ آگاہ ہیں انھیں میں بلواتا ہوں حضور ان سے حالات دریافت فرمائیں مقام لائق جانے کے نہیں ہے فرمایا میں جاؤں گا تو ضرور ہی لیکن اچھا ہے کہ حالات پیشتر سے معلوم ہو جائیں حکم سرمست نے اسیوقت ایک نامہ خضران اختر شناس کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ سے کچھ باتیں دریافت کرنا ہیں جسطرح ممکن ہو کچھ دیر کے لئے تشریف لے آیئے جب یہ نامہ خضران اختر شناس کو پہونچا اور خضران اختر شناس مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسی وقت نامہ بر کے ہمراہ حاضر ہوا حکم سرمست نے نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور حال صاحبقران کے تشریف لانے کا بیان کیا اور کہا کہ تم سے کچھ حالات شہر حسن آگین کے دریافت کرنے تھے اس غرض سے بلایا تھا خضران اختر شناس نے اپنے مقام سے اٹھ کے صاحبقران کے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ یا حضرت میں مسلمان ہوں ان لوگوں کے خوف سے میں نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور اپنے مذہب کو چھپاتا تھا مجھے علم اختر شناسی کے ذریعے سے آگاہی تھی کہ حضور کسی وقت تشریف لائیں گے اور یہاں کے بعد شہر حسن آگین کو جائیں گے اور مجھ سے حالات دریافت فرمائیں گے یا صاحبقران شہر حسن آگین دنیا پر نمونہ جنت ہے وہاں کے باشندے رشک حوریان ہوتے ہیں اور وہاں ملک کی آب و ہوا ایسی کہ حکیم اسرار الحکمت نے دنیا سے حسین سمیٹ کر کے ان حسینوں سے آباد کیا ہے پانسو برس سے یہ ملک آباد ہوا اور یہ سب شباب ہے پہلے پانسو برس پیشتر یہ صحرا اٹھا تھا حکیم اسرار الحکمت نے تو انتقال کیا اب قائم مقام ان کا حکیم اشراق الحکمت ہے جو شاگرد و جانشین اسرار الحکمت کا ہے اصل فرمانروا

وہاں کا حکیم ہے اور ظاہری بادشاہ حسین بیضر قبا ہی چند زمانے سے اشراق الحکمت کے خیالات میں تغیر پیدا ہوا اور اُس نے
توحید سے انکار کیا دنیا کو قدیم تصور کیا اور دہریت اختیار کی چونکہ اُس کے نزدیک کوئی مختار سزا و جزا تو ہے نہیں جس کا
اُسے خوف ہوتا وہ اپنے کو پیغمبر بیان کرتا ہے اور فرضی خدا ٹھہرا لیا ہے تمام ملک اُسی کو مانتا ہے چونکہ حکیم زبردست ہے تمام
ملک کو بظاہر اپنے قبضہ میں کئے ہوئے ہے دوسرے ملک اور دوسرے مذہب کے لوگوں کا وہاں تک گذر ہی نہیں
کہ لوگ واقفیت حاصل کریں بلکہ سب حکیم پر اعتقاد لائے ہوئے ہیں فرمایا کہ آخر اُس ملک میں نہ پہونچنے کا کیا سبب
ہے عرض کی کہ گرد شہر کے اُس نے شہر پناہ قائم کی ہے دو دروازے اُس کے ہیں ایک تو معدوم ہے جب اہل شہر کسی کو
شہر بدر کرنا چاہتے ہیں تو اُسی دروازے سے نکال دیتے ہیں اور وہ دروازہ بیرون شہر سے نہیں معلوم ہوتا ہے اور
دوسرا دروازہ باہر سے نظر آتا ہے اندر سے نہیں معلوم ہوتا ہے اس دروازے کا محافظ اسطرلاب جادو ہے اور
طائر جادو اُس کا محکوم ہے جب کوئی اندر جانے کا قصد کرتا ہے تو اسطرلاب جادو منع کرتا ہے اگر کہنا اُس کا کسی نے
مان لیا فہو المراد اور اگر نہ مانا تو طائر آتا ہے اور اُٹھا لیتا ہے گوشت کھا لیتا ہے ہڈیاں پھینک دیتا ہے بعد اس شہر پناہ
کے ایک درخت عظیم ہے اُس کا یہ خواص ہے کہ جب کوئی اُس کے قریب پہونچتا ہے تو تمام پھل اُس درخت کے زمین پر
گرتے ہیں اور پھٹک پھٹک کے اُن میں سے انسان پیدا ہوتے ہیں اگر کروڑ آدمی کا لشکر ہو تو اتنے ہی آدمی پیدا
ہو جاتے ہیں اور آمادہ نبرد ہوتے ہیں تیر و شمشیر کوئی حربہ اُن پر کارگر نہیں ہوتا دم بھر میں وہ تمام لشکر دشمن کو
تہ تیغ کرتے ہیں اور بعد اس کے خود بھی فنا ہو جاتے ہیں اور درخت میں اور پھل پیدا ہو جاتے ہیں بعد اس درخت
کے ایک دیوانخانہ ملتا ہے وہ حکیم اسرار الحکمت کا ساختہ ہے اُس میں ہزار تصویریں بڑی شیروں کی بنی ہوئی
ہیں جو کوئی اُس دیوانخانے تک پہونچتا ہے تو وہ سب شیر شیر اصلی بن کر حملہ کرتے ہیں اور فوجوں کو پھاڑ کر کھا لیتے ہیں
اور پھر تصویریں بن کر اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو رہتے ہیں ان مرحلوں پر نہ ساحر کا سحر کام دیتا ہے نہ پہلوانوں کی زورآوری
سے مطلب حاصل ہوتا ہے نہ حربے کام کرتے ہیں میری رائے میں اُس طرف کا قصد کرنا اچھا نہیں ہے آئندہ
آپ کو اختیار ہے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اے خضران اختر شناس بہر کیف میں ضرور جاؤں گا
اگر خدا نے مجھکو صاحبقران بنایا ہے تو وہ مدد کرے گا اور اگر میری زندگانی اور حکمرانی کا خاتمہ شہر حسن آگین پہ موقوف ہے
تو جو مرضی خدا کی مجھے عذر بھی نہیں ہے ع۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۔ یہ فرما کر حکم دیا کہ ابھی پیش خیمہ جانب
شہر حسن آگین روانہ ہو اُسی وقت جبرئیل بن عادی اُمراء بارگاہ سلیمانی کا بار کر کے جانب شہر حسن آگین روانہ
ہوئے بعد اس کے صاحبقران عالیشان مع جملہ سرداران نامی وگرامی جانب شہر حسن آگین تشریف لے گئے ملکہ سرمست
نے پہلے تو بہت منع کیا لیکن جب انہوں نے نہ مانا تو یہ خود بھی صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل [illegible]
روز سرحد پر پہونچ گئے جبرئیل عادی نے خیمہ بپا کیا صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے رات آرام سے بسر کی
جب صبح ہوئی تو دربار برخاست ہوا سب لوگ جمع ہوئے صاحبقران تمام سرداروں کو ہمراہ لے کر اُسی دروازہ طلائی کے
سامنے تشریف لائے دیکھا کہ برآمدہ پر ایک شخص ساحر وضع اسطرلاب ہاتھ میں لئے ہوئے بیٹھا ہے جیسے ہی اُس نے
صاحبقران کو آتے دیکھا آواز دی کہ یہ دروازہ گذرگاہ عام نہیں ہے جس کو اپنی جان شیریں تلف و برباد کرنی ہو وہ
اس طرف کا رخ کرے ورنہ پلٹ جائے اُس وقت سرمست دیوانہ رفیق شاہزادہ رفیع البخت غصہ میں آیا پکارا کہ
او ملعون تو ہم لوگوں کو معمولی آدمیوں کی طرح سمجھا ہے جو ایسی سخت کلامی کرتا ہے نہیں جانتا کہ یہ سب شاہزادے اور
شہریار زادے ہیں اور سب کے سرتاج صاحبقران عالیشان بھی اس گروہ میں تشریف فرما ہیں خبردار اس طرح
کی بدزبانی نہ کرنا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ مجھے کسی شاہ و شہریار سے کیا کام میرا شاہ وہ ہے جس کا میں خادم
اور تابع فرمان ہوں یاں ابرو و خنجر میرے آگے سب برابر ہیں یہ سن کے دیوانے کو اور غصہ آیا اور کہا مردود تیری

تماشین آتی ہین اور تلوار کھینچ کر چلا ہر چند سرداران صاحبقران ہان ہان کیے مگر اُس نے ایک نہ مانی اُس طرف
اسطرلاب جادو نے جو دیکھا کہ یہ چلا ہی آتا ہے بس اس نے جانب فلک دیکھا تھا تو ہی وہی طائر سیاہ رنگ پیدا
ہوا اور سرمست دیوانہ کو منقار مین دبا کر بلند ہو گیا اور بعد تھوڑی دیر کے طائر تو نظرون سے غائب ہو گیا مگر چند
استخوان گر پڑے صاحبقران نے سرمست دیوانہ کے واسطے بہت افسوس کیا اُس وقت خواجہ خضران بن عمرو
ثانی نے عرض کی کہ یا امیر اگر اجازت ہو تو مین اسطرلاب جادو سے کچھ کلام کرون فرمایا تمھین اختیار ہے اس وقت
خواجہ نے چند قدم آگے بڑھ کر اسطرلاب جادو سے کہا کہ مین تجھ سے کچھ باتین کرنا چاہتا ہون اسطرلاب جادو نے کہا
اس کا مضائقہ نہین آئیے آؤ خواجہ نے کہا کہ اگر تم پھر طائر کو اشارہ کر دو تو مین کیا کرون گا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ یہ سرکشون کے واسطے ہے جو خلاف حکم پیش قدمی کرتے ہین تم تو میری اجازت سے آنا چاہتے ہو خواجہ
آگے بڑھے لیکن ڈر کے مارے جانب آسمان دیکھتے جاتے تھے کہ اگر طائر آتا ہو تو کھسک جاؤن لیکن طائر نظر نہ آیا
اُس وقت خواجہ زینے پر ہو کے برآمدے پر پہونچے اور اسطرلاب جادو سے کہا کہ تم جس کے ملازم ہو اُس کو
کہیو کہ صاحبقران یہان تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ ہمارا گنہگار ساریق بن لقا بھاگ کے تمھارے
ملک مین آیا ہے یا تو اُس کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر دو ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہم واپس
چلے جائین گے یا اگر وہ تمھارے ملک سے ہو کر کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہو تو ہمین بھی راستہ دیدو کہ ہم بھی چلے جائین
اسطرلاب جادو نے کہا اس کا مضائقہ نہین ہے تم بلکہ صاحبقران سے کہو کہ آپ انتظار کیجیے مین لکھتا ہون جیسا کچھ حکم
ہو گا اُس سے تمھین اطلاع دون گا اور بغیر اجازت حاکم اشراق الحکمت کیا ممکن ہے کہ کوئی اس طرف سے جا سکے تم نے
دیکھا کہ اُس دیوانے کا کیا انجام ہوا ایسا ہی نتیجہ ہر شخص کے لیے رکھا ہوا ہے اگر فوجین ایک وقت مین آنے کا قصد کرین
تو جتنے آدمی ہون گے اُتنے ہی طائر پیدا ہون گے اور سب کو اسیطرح اُٹھا کر کھا لین گے خواجہ خضران
وہان سے پلٹ کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کر دی صاحبقران
واپس آ گئے۔ تو انتظار مین بیٹھے ہین لیکن حال اسطرلاب جادو کا سنیے کہ اس نے پھر ایک نامہ حکیم
اشراق الحکمت کو براہ راست تحریر کیا اور مضمون یہ تھا کہ تعاقب مین ساریق کے صاحبقران عالم تشریف لائے
ہین اور اپنے گنہگار کو مانگتے ہین مین نے یہ عذر کیا کہ ساریق جانب طلسم زلزلہ گیا وہ فرماتے ہین ہمین بھی راستہ دیدو
تو ہم بھی چلے جائین ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہے جس وقت یہ نامہ حکیم اشراق الحکمت کو پہونچا
اور وہ نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ صاحبقران سے کہو کہ ساریق تو یہان موجود
نہین ہے اور اگر ہوتا بھی تو ہم نہ دیتے اُس لیے کہ اُس نے آکر پناہ لی تھی اور اب تو وہ یہان موجود ہی نہین ہے اور ہم
آپ کو راستہ نہین دے سکتے اس لیے کہ فوج آپ کے ساتھ بہت ہے اگر آپ چند آدمیون سے جانا چاہین تو
جس طرح ہم نے ساریق کو بھیج دیا ہے اُسی طرح آپ کو بھی بھیج دین یعنی وہی ایک لکہ ابر آئے گا اس دروازہ شہر
سے لیجائے گا دوسرے دروازے پر اُتار دے گا اور جتنے آدمی اُس پر بیٹھ سکین گے وہی جا سکتے ہین جب یہ
جواب اسطرلاب جادو کو پہونچا تو اُس نے ایک طائر سحر کے گلے مین وہ نامہ باندھ دیا اور بارگاہ امیر کی
جانب روانہ کیا یہان صاحبقران عالیشان بارگاہ سلیمانی مین فروکش تھے طائر کی کیا مجال تھی کہ اندر بارگاہ
آسکتا جیسے ہی طائر داخل بارگاہ ہونے لگا تاثیر سحر برطرف ہو گئی اور طائر پاش پاش ہو کے گر پڑا پھر آٹے
کا تو بن گیا ایک چوبدار وہان کھڑا ہوا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ایک جانور پاش کے آٹے کا بنا ہوا گرا ہوا ہے اور گلے
مین اُس کے کوئی کاغذ بندھا ہوا ہے اس نے اُس آٹے کو کاغذ سمیت اُٹھا لیا اور خدمت صاحبقران عالیشان
مین حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح ایک طائر آیا جیسے ہی داخل بارگاہ ہونے لگا اس کے یہ ہیئت ہو گئی

صاحبقران عالیشان نے اس رقعہ کو کھول کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے اس وقت معلوم ہوا کہ
یہ طائر فرستادہ اسطرلاب جادو تھا صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ جاکے اسطرلاب جادو سے کہدو کہ میں نے
جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا میں اسی طرف سے جاؤں گا اور مجھے اسلحہ بھی جانا منظور نہیں ہے کہ ابر پر بیٹھ کے
جاؤں اگر حکیم مجھے سیدھی طرح راستہ نہ دے گا تو تلوار کے زور سے جاؤں گا تین روز میں اور منتظر ہوں بعد
تین روز کے تمام لشکر میرا اسی طرف سے گذرے گا اگر ایک متنفس بھی نہ باقی رہے گا جب بھی میں اپنے ارادہ سے
باز نہ آؤں گا خضران نے جاکے یہ پیام صاحبقران کا اسطرلاب جادو سے بیان کیا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ اب میرا کچھ کہنا سودمند نہ ہوگا حکیم صاحب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب دیتے ہیں تو پھر
التفات نہیں کرتے مگر میں بخاطر امیر اور بخیال اس کے کہ لاکھوں جانیں تلف و برباد ہوں پھر لکھتا ہوں یہ لکھ کر پھر ایک نامہ
حکیم اشراق الحکمت کو لکھا کہ اگر آپ راستہ نہ دیں گے تو صاحبقران اپنی دھن کے ہیں وہ واپس
نہ جائیں گے اور لاکھوں جانیں مفت برباد ہوں گی اس سے کیا حاصل اگر مناسب ہو تو راستہ دیدیجئے وہ
لوگ آن بان کے ہیں ممکن نہیں کہ اس کے خلاف ہرگز نہ کریں گے یہ سن کے حکیم اشراق الحکمت نے جواب
تحریر کیا کہ اے اسطرلاب جادو ان لوگوں کو اپنی فوج و سپاہ پر بڑا گھمنڈ ہے ان کو راستہ دیدینا تو کوئی بات
نہ تھی مگر ان کو خیال ہوگا کہ حکیم دب گیا اور مجھے ان کا غرور مٹانا منظور ہے میں ہرگز راستہ نہ دونگا بلکہ ان سے کہدو
کہ تین روز کے اندر اس صحرا کو بھی خالی کر دیں ورنہ اچھا نہ ہوگا جب یہ جواب اسطرلاب جادو کے پاس پہونچا تو
اس نے خواجہ کو وہ پرچہ دیا اور کہا کہ دیکھئے یہ خیالات حکیم اشراق الحکمت کے ہیں اب میں مجبور ہوں
خواجہ وہ جواب لئے ہوئے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا صاحبقران
حکیم نہایت بدخلق معلوم ہوتا ہے اس نے یہ جواب لکھا ہے یہ کہکر پرچہ دیا صاحبقران نے پرچہ کو پڑھکر فرمایا خیر کچھ پروا
نہیں مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تین روز بعد یہ حکیم کیا کرتا ہے جب تین روز گذرے تو حکیم اشراق نے اسطرلاب جادو
پاس کہلا بھیجا کہ وہ لوگ گئے یا ابھی ہیں اسطرلاب جادو نے کہا کہ سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے ہیں اور منتظر
اس کے ہیں کہ ہم صحرا نہ خالی کریں گے تو آپ کیا کیجئے گا یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت لکہ ابر پر بیٹھا اور جانب لشکر
صاحبقران عالیشان روانہ ہوا یہاں صاحبقران دروازہ بارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے تھے منتظر تھے کہ دیکھئے آج
کیا ظہور میں آتا ہے کہ یکایک جانب شہر حسن آگین سے لکہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور آتے آتے وہ ابر زمین پر گرکے
بصورت خیمہ سیاہ قائم ہو گیا اور حکیم اشراق الحکمت چار پر بیٹھ کے اس خیمہ میں داخل ہوا اس وقت صاحبقران
نے خضران سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور حکیم اشراق الحکمت سے کہو اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہیں آجیے ہمارے آپکے
کچھ دیر صحبت رہے خضران نے اپنے کو خلعت زرنگی اور پاستروالی گوہرنگار عیاری قیمتی نقش سے آراستہ کیا
اور جانب خیمہ حکیم اشراق الحکمت روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق الحکمت نے خضران کو آتے دیکھا مسکرایا
خواجہ نے سلام کیا اور کہا کہ صاحبقران ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہیں تشریف لائیے ہمارے
آپ کے مواجہ میں باتیں ہو جائیں حکیم اشراق الحکمت نے خواجہ کو بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی اور نہایت
بداخلاقی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے کوئی ضرورت صاحبقران سے ملنے کی نہیں ہے اگر ان کو غرض ہو تو وہ خود
تشریف لائیں ان کو اپنے جاہ و حشم پر گھمنڈ ہے آن واحد میں معلوم بھی ہوگا کہ لشکر کہاں گیا اور شان و شوکت کیا
ہوئی خضران کو یہ باتیں نہایت ناگوار گذریں اور کہا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مجھے تجھ سے بڑھکے بدخلق اور
ناقدرشناس میں نے نہیں دیکھا یہ وہ صاحبقران ہیں جن کی قدمبوسی کی حسرت ایک عالم کو ہے تو مجھے یاد
کرنے میں اور تو نہیں جانتا انھوں نے اور ان کے غلاموں نے بڑے بڑے سرکشوں کو نیچا دکھا دیا ہے تو ہے کیا

حقیقت ہے اور وہ تیرے پاس کیا تشریف لائیں گے حکیم کا چہرہ ان کلمات کو سنکر سرخ ہوگیا کہا او ناہنجار اگر اسوقت
تو ایلچی کی حیثیت سے نہ ہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا جا چلا جا اور کہدے اُس عرب سے کہ طبل جنگ بجا تو سب
حال معلوم ہو جائے خضران نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ صاحبقران مجھ سے ناراض ہوں ورنہ ساری سرکشی تیری
ابھی مٹا دیتا اور تجھے باندھ کے خدمت صاحبقران میں لے چلتا یہ کہکر وہاں سے روانہ ہوئے اور خدمت امیر
میں آکر ساری روداد بیان کی صاحبقران نے اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی تمام لشکر
آگاہ ہوا مگر اہل لشکر حیران تھے کہ ہم کس کے مقابلے میں تیاری جنگ کریں کوئی مد مقابل نظر ہی نہیں آتا خیمہ میں
چار کس جمع ہیں اگر امیر ایک سپاہی کو حکم دیں تو وہ چاروں کے سر کاٹ لائے اتنے کے لئے طبل جنگ بجنا اور
تیاری لشکر سے کیا حاصل صاحبقران بھی حیران تھے کہ اس نے کس کے بل پر طبل جنگ بجوایا ہے الغرض تمام
رات بسر ہوئی صبح کو صاحبقران عالیشان مع لشکر فراوان میدان میں آکر صف آرا ہوئے دیکھا کہ حکیم
اشراق ایک تخت پر سوار میدان میں موجود ہے صرف چار خادم تخت کی چار جانب کھڑے ہیں اس وقت امیر
نے حکیم اشراق کو دیکھا کہ ایک مرد میانہ قد کشادہ ابرو گندہ لب بال کچھ سپید کچھ سیاہ رنگ سانولا پیشانی پر
سیاہی کفر صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مذہب تمہارا کیا ہے حکیم نے کہا کہ میرا مذہب خود پرستی
ہے اگر میں عقل سے کام نہ لیتا تو اس مرتبہ پر فائز نہ ہوتا کہ جسے چاہوں بادشاہ بنا دوں جسے چاہوں فقیر کر دوں جسے چاہوں
مار ڈالوں جسے چاہوں زندہ کر دوں یہ سنکے صاحبقران نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ تو شیطان مجسم ہے کفر کا پتلہ ہے او
نادان عقل تجھے کس نے دی جس عقل کی بدولت تو نے علوم حاصل کئے حکیم اشراق نے کہا کہ یہ شدنی امر تھا فطرت
نے مجھ میں ایسے سامان جمع کر دیے فرمایا پھر تو تو کس بات کا کرتا ہے یہ فعل فطرت کا ہوا نہ کہ تیرا ممکن تھا کہ فطرت تجھے
ناقص العقل اندھا لنگڑا لولا پیدا کر دیتی اور تو جسے فطرت کہتا ہے وہ تابع امر الٰہی ہے کوئی چیز بغیر خالق مخلوق نہیں ہو سکتی
جن علوم کے ذریعے سے تو بڑے بڑے کام کرتا ہے اگر ان علوم سے کام نہ لیا جاتا بیکار رہتے اسیطرح فطرت بھی بیکار تھی اگر
فطرت سے کام لینے والا نہ ہوتا یا علوم کیونکر پیدا ہوتے اگر تجھ سے متقدمین اپنی عمر عزیز ان کے اخذ و اختراع میں صرف
نہ کرتے تو وساوس شیطانی میں مبتلا ہے خلاق عالم و عالمیان کو بھولا ہوا ہے یہ تیرا غرور تجھے بہت جلد مٹا دے گا یہ سنکے
حکیم ہنسا اور کہا کہ میں تن تنہا تمہارے سامنے موجود ہوں اور تم اتنا بڑا لشکر لئے ہوئے کھڑے ہو حکم دو کسی کو
کہ آئے میرے مقابلے کو ابھی تم کو معلوم ہو جائے یہ سنکے صاحبقران نے یمین لشکر کی طرف دیکھا بس اُسی وقت
متفاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع الہمت اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر
جانب میدان روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا بس جانب صحرا دیکھکر دستک دی
اسیوقت گرد اڑی اور ایک نقابدار تیغ زن پوش پیدا ہوا آتے ہی پکارا کہ او سرکش کدھر آتا ہے نقابدار نے سامنے
آتے ہی نقاب چہرہ سے الٹ دی اور پکارا کہ اے تو اُس شخص کو قتل کیا چاہتا ہے جس کے ایسی ایسی کنیزیں موجود ہیں
چلے ہیں قتل کرنے اسے مثل کرنا ہم کس کے ہوکے رہیں گے بس نظر جو متفاج زرہ پوش کی چہرہ پر پڑی ہے ایک برق
حسن تھی کہ خرمن دل کو جلا گئی ہوش اڑا لے گئی تمام میدان نور حسن سے معمور ہوگیا متفاج زرہ پوش نے کہا
کہ بیشک مجھ سے قصور ہوا جو حکم اس کی تلافی کے لئے ہو لائے بجالاؤں نازنین پکاری کہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈال
یہ سنتے ہی متفاج زرہ پوش نے تلوار کمر سے کھینچکر گردن پر رکھ کے جو کھینچی سر دھڑ سے اُس کے سامنے نقابدار کے
جا پڑا بس اس کا مرنا تھا کہ لشکر متفاج کے لوگ یکے بعد دیگرے جانے لگے اور گلے کاٹ کاٹ کے جان دینا شروع
کی اب تو صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوئے کہ یہ تو سلسلہ بند ہو گیا دیکھئے کیا ہوتا ہے آج تو تمام لشکر کا خاتمہ
نہ ہو جائے گا اُدھر وہ سامنے نازنین کے ہو چکا تلوار کھینچی اپنی گردن اپنی تیغ دس ہزار جوان متفاج کے تحت

یہ جان تھے سب نے دم زدن میں اپنے کو آپ ہلاک کر ڈالا جب یہ سب مرے اُسوقت پرا بند ہوا اشراق نے مقابلہ پر
آواز دی کہ بس آج اسی قدر ان لوگوں کے غیرت دلانے کو کافی ہے بعد اس کے اگر یہی ہے انجام کو لے سوچئے تو دیکھا
جائے گا لاچار نے تو بند نقاب درست کئے اور جانب سراپردہ روانہ ہوا اور خضران نے کہا کہ رسیدہ بود بلائے و لے
بخیر گذشت اور حکیم اشراق نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ یا امیر اب ان کشتوں کو دفن کر کے
رو لیجئے اور تین روز تک اور انجام پر غور کر لیجئے اگر تیسرے روز شام تک بھی لشکر آپ کا جان سے نہ گیا تو اور دیکھئے
کہ جس طرح دم بھر میں دس ہزار آدمی کا خاتمہ ہو گیا اسی طرح ایک دن میں تمام لشکر ختم ہو جائے گا آگے اختیار ہے صاحبقران
نے بسبب صدمے کے کوئی جواب نہ دیا حکیم تو اپنا تخت اڑائے ہوئے جانب شہر حسن آگین روانہ ہو گیا اور یہاں
صاحبقران ان کشتگان حسرت کے لاشوں پر تشریف لائے گریہ فرمایا اور لاشوں کو اٹھوا کر دفن کرایا جب
تیسرا دن ہوا تو حکیم اشراق نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ آ صاحبقران ہیں یا گئے وہ شخص آیا اور واپس جا کے
عرض کی کہ ایک شخص بھی تو لشکر صاحبقران سے کم نہیں ہوا نہ ارادہ کسی کا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے جائے گا یہ سن
کے حکیم اشراق کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ ان کو قضا ہی ان کی کھینچ کے یہاں لائی ہے قریب اس کے چند
ساحر بیٹھے تھے کہ وہ رفیق خاص اور مصاحب ہیں حکیم اشراق کے ان میں تاریک تیرہ رو ایک ساحر کی
طرف دیکھ کے کہا کہ جا اور لشکر امیر کو دھوئیں میں گھونٹ کے مار ڈال آج ہی تمام لشکر کا خاتمہ کر کے چلا آ تاریک تیرہ رو
نے کہا بہت خوب اور اسی وقت اس نے پر پرواز پیدا کئے اور جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا اور ایک
مقام پر اتر کر اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اس پر چھ سیندور کے لگائے اور کچھ اسم سحر دم کر کے ناریل
زمین پر مارا کہ تڑاکے کی صدا ہوئی تمام ہوا گونج اٹھی اکثر گھوڑے اگاڑیاں پچھاڑیاں تڑا تڑا کے بھاگے اہل لشکر
پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے یکایک ناریل میں سے دھواں پیدا ہو کے بلند ہوا اور لشکر صاحبقران پر گر کے
مثل سرپوش کے ہو گیا اور لوگوں کا دم گھٹنے لگا لوگوں نے فریاد کی کہ یا صاحبقران شتاب خبر لیجئے ہم گھٹ کے مرے
جاتے ہیں صاحبقران نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پر دھواں چھایا ہوا ہے نفس تنگی کر رہا ہے صاحبقران نے جلدی سے
اسم اعظم پانی پر دم کر کے جو چھینٹا مارا تو اس دھوئیں میں در پیدا ہو گیا صاحبقران اسی در میں سے چلے
خضران بھی ان کے ساتھ ساتھ چلا اور کہا یا امیر اسم اعظم پڑھتے جائیے یہ سحر سخت معلوم ہوتا ہے پس صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے چلے جاتے ہیں دھواں سامنے سے ہٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب لشکر کی حد کو طے کر کے صاحبقران باہر گئے تو
دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے اس نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار و ہوشیار کہ میں آپہونچا تاریک تیرہ رو
نے جو دیکھا کہ صاحبقران میری طرف چلے آتے ہیں بس اس نے ایک ترنج سحر صاحبقران پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھ کے اس ترنج پر دم کیا ترنج پلٹا اور شانے پر تاریک تیرہ رو کے پڑا کہ شانہ اس کا جل گیا یہ ایسا
ساحر زبردست تھا کہ اس نے اس آگ کو فرو کیا صاحبقران عالیشان تیغ کھینچ کر اس کی طرف چلے تاریک تیرہ رو
نے جھولی سحر کی اٹھا کر صاحبقران پر کھینچ ماری صاحبقران نے کچھ اسم اعظم پڑھ کر وار اس کا خالی دیا تاریک کا
ایک پر تو جل چکا تھا اڑنے سے معذور ہوا پیدل سامنے سے صاحبقران کے بھاگا اور صاحبقران عالیشان بھی
تعاقب میں تاریک کے چلے تاریک بھاگتے بھاگتے قریب ایک گنبد کے پہونچا صاحبقران نزدیک آ چکے تھے بس اس نے
گھبرا کے اپنے کو اس گنبد میں گرا دیا ساتھ ہی صاحبقران بھی کود پڑے دیکھا کہ ایک راستہ مثل نقب کے لگا ہوا ہے
تاریک بھاگا جاتا ہے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہاں جاتا ہے میں آپہونچا تاریک بھاگتے بھاگتے ایک میدان
میں پہونچا صاحبقران بھی میدان میں پہونچے دیکھا کہ وسط ہوا میں ایک بہت بڑا مندر بنا ہوا ہے اور چند جوگی اس میں
بیٹھے ہوئے یا سامری یا جمشید کے نعرے کر رہے ہیں تاریک تیرہ رو بھاگ کے اس مندر میں گھسا اور

پکارا کہ دُہائی ہے خداوند سامری کے نام کی مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ یہ سُنکے وہ تمام جوگی لگے دوڑنے
لیکن صاحبقران تعاقب تاریک تیز رو کا ترک نہیں کرکے چلے ہی جاتے تھے یہانتک کہ تاریک تصویر سامری
کے پیچھے چھپا صاحبقران نے دوڑ کے تلوار ماری کہ مع بت تاریک کے دو ٹکڑے ہوئے بس مرنا تھا تاریک تیز رو
کا کہ ایک قیامت برپا ہوئی آوازیں گیر و دار کی آنے لگیں آتش باری برف باری دیر تک رہی جب لاش
تاریک کی پھڑک کے سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من تاریک جادو بود حیف مردیم وجان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم یہ دشتی جو ہوئی تو جوگیون نے صاحبقران عالیشان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور شور
کرنے لگے کہ ارے مارو اس ظالم کو غضب کیا اس نے کہ تصویر سامری کو مٹایا اندر مندر کے آکر بندہ سامری کو
مارا ہر طرف سے بیجگی نا تیغ مارتے تھے صاحبقران رد کرتے جاتے تھے اور جوگیون کو قتل کر رہے تھے یہ
غوغا بلند ہوا کہ حاکم مندر سامری ہاروت جادو کو خبر ہوئی کہ اسطرح ایک شخص بھاگ کے مندر مین چھپا تھا تب
مین اس کے ایک شخص آیا اسکو مندر مین قتل کیا خداوند کی تصویر کو بھی مٹا دیا وہ بڑا سرکش اور فتنہ انگیز معلوم ہوتا
ہے نہ اس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اس کا وار کسی سے رد ہو سکتا ہے مجاور مندر قتل ہوئے ہیں یہ سنکے ہاروت جادو نے
ایک گیند طلائی دیا اور کہا کہ اسکے سینے پر مارو یہ گیند پڑتے ہی وہ از خود فراموش ہو جائے گا جس چیز
سے وہ سحر کو رد کرتا ہے اسے بھول جائے گا بس گرفتار کر لانا یہ سنکے ایک ساحر اس گیند کو لیکر طرف مندر کے روانہ
ہوا جس وقت قریب پہونچا دیکھا کہ جوگی بہتیرے ہین مگر جو سحر کرتا ہے سحر اس کا مٹ جاتا ہے اور ایک شخص نو وارد
شمشیر بکف تلوار سے خون ٹپکتا ہوا جوگیون کو قتل کرتا چلا آتا ہے بس یہ ساحر سامنے سے آیا جیسے ہی نظر صاحبقران
کی دوسری جانب پڑی اس نے گیند کھینچ مارا گیند جو سینے پر پڑتا ہے تو صاحبقران کی آنکھون مین اندھیرا سا
چھا گیا اور تیورا کے تلوار رکھ دی اسم اعظم فراموش ہو گیا اتنی سلت پاتے ہی لوگ چارون طرف سے ٹوٹ پڑے
اور صاحبقران کو پکڑ لیا جلدی سے ہتکڑون کو بلا کے ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق
ڈال کے سامنے ہاروت جادو کے لائے ہاروت جادو نے کہا کہ کیون اے شخص تو نے ہماری پرستش گاہ کو
خراب کیا تصویر خداوندی سے بے ادبی کی اس کی سزا تجھے کیا دیجائے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا
مجرم بھاگ کے آیا تھا وہ اس تصویر کے پیچھے چھپا ہمکو تمہاری پرستش گاہ اور اس تصویر سے بحث نہ تھی تمنے ہمارے
مجرم کو کیون نہ نکال دیا ہاروت جادو نے کہا کہ جو دامن پناہ کا لیتا ہے اسکو کون نکال دیتا ہے قتل کرو اس سرکش کو
کہ اپنی خطا پر پشیمان نہیں ہوتا ہے لوگون نے قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ وزیر ہاروت جادو کا آگیا نام اس کا سہیل
زرین قلم ہے اس نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس کا قتل ابھی مناسب نہیں ہے ایسا نہو کوئی زبردست دعویدار
خون کا پیدا ہو لہذا اسے قید رکھئے ہاروت جادو نے کہا کہ اس کا قتل کر ڈالنا ہی مناسب ہے ایسا نہو پھر کوئی
فتنہ برپا ہو سہیل زرین قلم نے عرض کی کہ اب یہ مجبور قیدی آہن ہے اور اسیر سحر بھی ہے یہ کہان جا سکتا ہے
ہاروت جادو نے سہیل زرین قلم کے کہنے سے صاحبقران عالیشان کو ایک زندان کی طرف بھجوا دیا بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسین سن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتین مرادون کے دن
چہرہ پر اداسی چھائی ہوئی بال پریشان چہرہ گرد و غبار مین اٹا ہوا چلی آتی ہے جوگیون نے جو اسے آتے دیکھا پکار
کے کہا کس کی تلاش ہے عورت نے کہا کہ میرا شوہر اسطرف آیا تھا مین ہر چند اسے منع کرتی رہی مگر اس نے میرا کہنا
نہ مانا اگر تمکو معلوم ہو تو مجھے پتہ اس کا بتا دو جوگیون نے کہا کہ وہ بادشاہ کی قید مین ہے اور آج کے تیسرے روز
قتل ہو جائے گا عورت نے کہا کہ مجھے بادشاہ کے دردولت پر لے چلو مین فریاد کرون گی شاید بادشاہ کو میرے
حال پر رحم آجائے جوگیون نے دور سے ایوان شاہی دکھا دیا عورت مکان شاہی کی طرف متوجہ ہوئی جب

در دولت پر پہونچی لوگون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ وہ جو شخص آپ کی قید مین ہے اُس کی عورت اپنے شوہر کی
ملاقات کو آئی ہے بادشاہ نے کہا بلاؤ عورت سامنے ہاروت جادو کے پہونچی ہاروت جادو کی نظر جو صورت زیبا
پر پڑی منہ مین پانی بھر آیا سہیل یمن قلم سے کہا کہ کیا اچھا ہو اگر یہ عورت ہمین ملجائے سہیل یمن قلم نے عرض کی
کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ عشق مین اپنے شوہر کے دیوانی ہو رہی ہے ابھی اس کا منظور کرنا غیر ممکن ہے ہان جب وقت وہ قتل
ہو جائے گا اور یہ اُس کی جانب سے مایوس ہوگی اُس وقت شاید منظور کرے وہ بھی بہت دن بعد بالفعل مناسب
ہے کہ اس کی خاطر کیجئے کہ یہ رنجیدہ نہو بادشاہ نے کہا کہ اے نازنین شوہر تیرا قید ہے اگر تو اُسے دیکھنا چاہتی ہے تو جا
دیکھ آ مگر چونکہ وہ مجرم ہے اور تو بیگناہ ہے اُس کا تیرا ساتھ نہین ہو سکتا جبتک اُسکی حیات کا وقت باقی ہے تو جا کے
دیکھ آیا کر تیسرے روز وہ قتل ہو جائے گا اور تو اگر رہنا چاہے تو تیرے لئے سب سامان عیش و راحت مہیا ہو سکتے
ہین یہ سنکے عورت نے کہا کہ خاک ہو اُن سامانون پر جو عزت کھو کے حاصل ہون تیرا جی چاہے تو اُسی زندان کے برابر
میرے قیام کو بھی کوئی مکان دیدے مگر مین تنہا رہون کہ کوئی مرد یا عورت میرے پاس موجود نہ ہے کہ دل میرا
غم سے بھرا ہوا ہے بادشاہ کو خاطر اس کی منظور تھی ایک ملازم سے حکم دیا کہ اس عورت کو لیجا کر اس کے شوہر کے قریب
اور وہین کوئی مکان اس کے رہنے کے لئے خالی کر دو یہ سنکے ایک ساحر ساتھ ہوا اور اُس نازنین کو لئے ہوے
دروازۂ زندان پر آیا دیکھا کہ صاحبقران عالیشان سر بزانو بیٹھے ہوے ہین عورت نے پکار کے کہا کہ کیون صاحب
ہم نہ تمھین منع کرتے تھے کہ بھاگنے کا ارادہ کرنا اچھا نہین ہوتا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آخرکار اس عذاب مین مبتلا ہوے
تمھاری جان جائے گی اور ہماری آبرو کا بچنا دشوار ہوگا صاحبقران پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ عورت مجھپر عاشق ہوئی ہے
فرمایا کہ مجھے تو کسی نے بھی منع نہین کیا تھا عورت نے کہا خود انجام کو سوچے ہوتے اب یہ ہوگا کہ تم تو قتل ہو جاؤ گے
وہ جو تین برس کا لڑکا ہے اُس کی پرورش کیونکر ہوگی اور میرا رنڈاپا کس طرح بسر ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کون
میرے پر تہمت رکھتا ہے اور ہنستے مجھے جھوٹ بولتا ہے تو منہ پہ چڑھی ہوئی چلی آتی ہے سوا اس کے مین تیری صورت سے
بھی آگاہ نہین اور زندانیون نے کہا کہ کیا یہ آپ کی گھر والی نہین ہے فرمایا استغفراللہ مین اس سے واقف بھی
نہین میری عورتون کو کون دیکھ سکتا ہے وہ یہان کہان اُنہون نے ہنس کے کہا کہ آپ بسبب غیرت کے انکار کرتے
ہین اور اس کا دل توڑا کرتے ہین وہ تو آپ کی محبت مین یہانتک آئی ہے اور آپ سراسر انکار کئے جاتے ہین بھلا اس سن و
سال کی عورت کسی مرد پہ تہمت رکھنے کی تہمت وہی عورت رکھتی ہے جو خود اس قابل نہو کہ اُس کی جانب کوئی رغبت کرے
اور وہ خود کسی پر راغب ہو یہ نازنین لائق پیار کرنے کے ہے اس پر ہزارون جان دینے کو موجود ہو جائین گے بھلا آپ
کیا غرض پڑی ہے جو آپ پر تہمت رکھے گی ضرور یہ آپ کی بی بی ہے صاحبقران غیرت کے مارے کٹے جاتے ہین
عورت رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اگر تم قتل کئے گئے تو ہم بھی تم پہ ستی ہون گے صاحبقران متحیر ہین کہ یہ کون ہے
خلاصہ یہ کہ عورت نے قریب زندان کے ایک مکان پسند کیا اور اُسے خالی کرا کے اندر مکان کے چلی گئی ادھر تو بادشاہ
عاشق ہو گیا ہے اُدھر داروغۂ زندان کو یہ فکر ہے کہ کسی طرح صاحبقران قتل ہو جائین تو اس عورت کو مین بھی
سے راضی کرون بار بار یہ دروازہ پر آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اے نازک اندام تجھے کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہے نازنین
نے کہا کہ اور تو سب راحت ہے لیکن تکلیف یہی ہے کہ تو بار بار آتا ہے مجھے تنہائی پسند ہے مین کسی کی آواز سننا اور اپنی آواز
سنانا بھی نہین چاہتی لوگ کہتے ہین کہ یہ عورت بڑی پاکدامن ہے کہ اس طرح اپنے شوہر پر دم دیتی ہے اور کس استقلال
کے ساتھ بسر کر رہی ہے ادھر وہان بادشاہ کی یہ حالت ہے کہ اُس کو چین نہین پڑتا سہیل یمن قلم سے کہا کہ اگر یہ عورت
مجھسے راضی نہوئی تو زندگی میری بے لطف ہو جائے گی سہیل یمن قلم نے کہا کہ راضی ہونا اُس کا ممکن ہے لیکن
دفعتًا اس کام کا ہونا ناممکن ہے ذرا اُس کی ڈھارس کم ہونے دیجئے تو جس وقت اُس کے شوہر کا غم اُس کے دل سے برطرف ہوگا

تو شاید آپ کی طرف متوجہ ہو بادشاہ خود اسی مکان پر آیا جہاں وہ عورت تھی عورت نے شوہر کی گردن میں بانہیں ڈال اور کہا کہ میں
اپنے شوہر کے دشمن جان کی شکل نہ دیکھوں گی اسوقت سہیل زرین قلم سے بادشاہ نے کہا کہ اگر بخیال اس کے میں اسکے
شوہر کو چھوڑے دیتا ہوں تو یہ اسی کا ساتھ دے گی میرا ساتھ نہ دے گی اور اگر قتل کرتا ہوں تو اور مجھ سے برخلاف ہو گی
سہیل زرین قلم نے کہا کہ سوا قتل کے کوئی چارہ نہیں ہے لیکن قتل سے بہتر یہ ہے کہ ایک مکان ہیزم کا تیار کرائیے اور یہ
ظاہر کیجیے کہ ایک شب و روز قیدی کو مکان ہیزم میں رہنا ہوگا اور بعد اس کے رہا کر دیا جائیگا لیکن پوشیدہ میں آگ
لگوا دیجیے کہ وہ جل کے خاک ہو جائے اسوقت آپ الزام سے بری رہیں گے عورت آپ سے راضی رہے گی کینہ
اس کے دل میں نہ پیدا ہوگا یہ رائے ہاروت جادو نے پسند کی اور صحرا میں مکان ہیزم کی تیاری کا حکم دیا چونکہ
داروغہ زندان کو بادشاہ سے رقابت پیدا ہوگئی تھی اُسنے آکر تمام ماجرا عورت سے بیان کر دیا کہ بادشاہ نے یہ تدبیر کی ہے
کہ اس شخص کو بہانہ قید مکان ہیزم میں رکھکر جلا دیا جائیگا اور دن کو پہر دن سے آگ دی جاوے گی اور فلاں صحرا
میں مکان ہیزم تیار ہو رہا ہے عورت نے کہا کہ اگر ایسی حرکت بادشاہ نے کی تو میں قسم کھاتی ہوں خداوند سامری
کی کہ میں بادشاہ کا ساتھ نہ دوں گی اور تیرا ساتھ دوں گی یہ سنکر داروغہ زندان خوش ہوا ایک ایک دم کی خبر دیتا
تھا اور عورت دونوں وقت کھانا لے کر زندان خانہ میں آتی تھی اور صاحبقران کو کھانا کھلاتی تھی امیر حیران ہو کے
پوچھتے تھے کہ تم کون ہو جو اس وقت آخر میں میرے ساتھ یہ احسان کرتی ہو اگر مجھے خدا نے رہائی دی تو تیرا اس کا
عوض تمہارے ساتھ کیا کروں گا کہ یاد کرو گی عورت نے کہا کہ وقت کو سب بھول جاتے ہیں فرمایا میں احسان فراموش
نہیں ہوں عورت نے کہا کہ کیا سلوک کرو گے تحریر کر دو صاحبقران نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ کا زیور بنوا دوں گا عورت
نے پرچہ کاغذ کا لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا جب رات ہوئی تو دروازہ مکان کا بند کر کے اندر سے مکان کے نقب لگانا
شروع کی اور سرا نقب کا اسی مکان ہیزم میں لے جا کر تمام کیا اور وہاں سے پلٹ آئی اور یہ سرا بھی نقب کا گڑہان
رکھکر مٹی ڈال دی اور بند کر دیا صبح کو لوگ گئے اور صاحبقران کو زندان سے نکال کر اُس مکان ہیزم میں لے گئے
ادھر عورت بیتابانہ مکان سے نکل اور جانب مکان ہیزم چلی اسوقت عالم عالم جمع تھا صاحبقران کو مکان ہیزم
میں لے جا کے دروازہ بند کر دیا تھا قریب تھا کہ آگ دیدیجائے کہ دیکھا وہی زن بیلے سب سمت پکارتی ہوئی چلی آتی
ہے دونوں ہاتھوں میں ناریل ہیں آنکھوں میں کاجل دیا ہوا سولہ سنگار کیے ہوئے چلی آتی ہے بادشاہ اس کی اداؤں پر
پھسل گیا پکارا او آفت جان کہاں جاتی ہے عورت نے کہا جہاں میرا شوہر گیا زندگی بھر ساتھ دیا تو مرنے پر کب ساتھ
چھوڑوں گی یہ کہتی ہوئی چلی بادشاہ نے اشارہ دیا کہ آگ لگا دو شاید یہ شعلوں سے ڈر کے رہ جائے دروازہ تو
بند ہی ہو چکا ہے اب یہ اندر مکان کے کس طرح سے جاوے گی جو جلے گی لوگوں نے آگ لگا دی تین طرف سے آگ
دیدی گئی ایک سمت باقی تھا قریب تھا کہ اس طرف سے بھی آگ لگا دی جائے کہ یہ عورت کندہ ہاے کے چڑھ گئی اور بادشاہ
کی طرف دیکھکر پکاری کہ دیکھ با عصمت اور وفادار عورتیں ایسی ہوتی ہیں اور اس طرح اپنے شوہر کے ساتھ جلجاتی ہیں یہ
کہتے ہی اندر مکان کے کود پڑی بادشاہ ہاتھ ملتے رہ گیا اب شعلے بلند ہونے لگے اُدھر صاحبقران نے فلک کی طرف
دیکھا کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے عرض کرنے لگے کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے گناہوں کی سزا زندگی میں دیدی اب
تو مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور دھواں اندر گھٹ رہا تھا لیکن آگ اندر تک پہونچنے نہ پائی تھی کہ ایک مرتبہ
وہی عورت کودی اور کہا کہ لو صاحب تمہارے ساتھ ہم بھی جلنے کو موجود ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ اے تو کیوں
میرے ساتھ جان دیتی ہے آخر تو کون ہے اس وقت خضران نے کہا کہ بدیع الملک تم کو میری حفاظت میں دے گئے تھے
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم جل جاؤ اور میں زندہ رہوں تو بدیع الملک کو کیا منہ دکھاؤں گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خضران کاہے کو دی مر جا مگر میں یہ خوشی کہتا ہوں کہ تو تم ابھی سے اور نکل جا خضران نے کہا کہ تم بھی اٹھ کر ہو تو نیک

ادھر تو صاحبقران نے آمد ربیب کہا کہ مجھے آخری وقت جادو سا گھبراتا ہے یہ کبھی نہ ہوگا اسوقت خضران نے کہا کہ مرحبا صد
مرحبا بیشک تم استقلال صاحبقرانی رکھتے ہو مگر تم میں قوت نہیں ہو فرمایا اے عزیز اسوقت قوت کیا کام آسکتی ہے خضران
نے کہا کہ زمین پر لات مارو اگر صاحبقران گیتی ستان ہو تو زمین راہ دے گی امیر نے یہ سنتے ہی زمین پر ایک لات ماری
طبقہ پھٹا اور نقب نمودار ہوئی خضران نے کہا کہ بس اب موقع دیر کا نہیں ہے چل پڑا امیر نقب میں کود پڑے اور خضران
بھی کود پڑے تو جلتے ہوئے یہاں بادشاہ نے کہا کہ ارے جلد اس آگ کو فرو کرو ہر چند لوگوں نے کوشش کی مگر ممکن
نہ ہوا کہ شعلے بلند ہو چکے تھے سب لکڑیاں جل کے خاک ہو گئیں ہوا اسقدر گرم ہو گئی کہ ہوا میں ٹھہرا نہ جاتا تھا بادشاہ کو
اس عورت کے جلنے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اس نے سیہ پوشی اختیار کی اور ایک مکان تنہا میں رہنا پسند کیا صرف چند
دربان دروازہ پر بغرض حفاظت بیٹھے تھے اور بادشاہ تن تنہا مکان میں اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا
کہ یا خداوند سامری یا تو مجھے بھی بلا لیجئے یا اس سی کو مجھے عنایت کیجئے ادھر دار و غہ زندان کی یہ حالت تھی کہ نوبت
بجان تھا بادشاہ کو ہزاروں گالیاں دیتا تھا لیکن حال صاحبقران عالیشان و خواجہ خضران کا سنئے کہ یہ جو نقب
کے راستے سے چلے تو پہلے اسی مکان میں پہونچے جہاں سے خضران نے نقب لگائی تھی یہاں کچھ لوگوں کے بولنے
کی آواز گوش زد ہوئی خضران نے امیر سے عرض کی کہ اب اس مقام پر نکلنا مناسب نہیں ہے ورنہ گرفتار ہو جائیں گے
اوزار تو اس کے پاس موجود ہی تھے کھرکھر مٹی گرانا شروع کی اور دوسری طرف روانہ ہوا جہاں طبقہ توڑنے کا
قصد کیا لوگوں کی آواز سنائی دی خضران نے پھر ارادہ بدل دیا یہ تو اسطرح زمین زمین صاحبقران کو لئے ہوئے چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان عقیل روشن ضمیر خوش تدبیر کے بیان کئے جاتے ہیں

چہرہ کشان میخانہ وحدت و سرمستان بادۂ کثرت قلم رنگین رقم کو اس طرح عمل میں گردش دیتے ہیں کہ عقیل روشن ضمیر
ایک درویش باصفت ہیں اور ایسے مقام پر رہتے ہیں ان کا حجرہ صحرا میں بنا ہوا ہے کچھ بالکے حاضر رہتے ہیں یہ بیٹھے
ہوئے کتاب دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے بالکوں نے پوچھا کہ کیا اس کتاب میں کچھ ہنسی دل لگی کی باتیں لکھی ہوئی
ہیں جو آپ پڑھ پڑھ کے ہنس رہے ہیں عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ ابھی ظاہر ہو جائے گا کہ ایک مرتبہ سامنے سے طبقہ زمین کا
شق ہوا اور ایک نازنین گردن میں ڈالے ہوئی اور ایک جوان رعنا نمودار ہوا عقیل روشن ضمیر اپنے مقام سے اٹھے اور السلام علیکم
کی آواز دی صاحبقران نے علیک السلام کا جواب دیا درویش نے کہا کہ یہ آپ اپنی کمر والی کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں
یہ تو اہل اسلام میں جائز نہیں مگر نہیں میرا خیال غلط ہے معلوم ہوتا ہے اسے آپ بھگا کے لائے ہیں صورت تو اچھی ہے لیکن
اس کا کیا اعتبار جس طرح آپ کے ساتھ بھاگ آئی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ آپ کو چھوڑ کے کسی دوسرے کی ہو رہے صاحبقران
بسبب غیرت کے گڑے جاتے ہیں اور خضران سے فرماتے ہیں کہ تم نے مجھکو ذلیل کر رکھا ہے یہاں اب تو صورت تم اپنی بدلو
خضران نے کہا کیا معلوم یہ دوست ہیں یا دشمن ابھی ظاہر کرنا اچھا نہیں ہنستے ہیں درویش ہنستے ہوئے قریب آگئے اور
فرمایا کہ خواجہ تمہارا شغل کاہے کو ہے اب ہیئت اصلی پر آؤ صورت اپنی دکھاؤ صاحبقران کو ذلیل نہ کراؤ ہم تو یہاں
سے تمہارے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے یہ کہکر صاحبقران با اقبال سے مصافحہ کیا اور امیر کو لئے ہوئے اپنے حجرے
میں آئے عزت سے بٹھایا اور کہا کہ میں مرد خدا پرست ہوں آپ ہی کے انتظار میں اس مقام پہ قیام اختیار کیا تھا
اور اسوقت بھی انتظار میں بیٹھا ہوا کتاب دیکھ رہا تھا الحمد للہ کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی جس قدر بالکے وہاں پر
جمع تھے انہوں نے بھی ملازمت صاحبقران عالیشان کی اختیار کی اب خضران نے آئینہ نکال کر سامنے رکھا اور اپنی
موجودہ حالت کی تصویر کھینچ لی کہ شاید پھر کبھی جیسی اختیار کرنا پڑے اور اب اپنی ہیئت اصلی پر آگئے درویش نے
نہایت تعریف کی صاحبقران نے قیام فرمایا لیکن خضران نے عرض کی کہ یا امیر اسم اعظم فراموش ہو گیا ہو تاوقتیکہ ہاروت
جادو مارا نہ جائے گا اسوقت تک آپ کو اسم اعظم یاد نہیں آسکتا لہٰذا اجازت ہو تو میں جاکر اسوقت جادو کو

پکڑ لاؤں فرمایا جاؤ مگر خوب ہوشیاری کے ساتھ ایسا نہ ہو کہ تم خود بھی گرفتار ہو جاؤ تو پھر تمہارا رہا کرنیوالا بھی
کوئی نہیں ہے میں ہوں بھی تو بیکار اس لیے کہ اسم اعظم یاد نہیں سوا اس کے کہ اگر تم گرفتار رہے تو میں بھی اگر
اپنی جان دیدوں تو بھی نہیں رہا نہیں کر سکتا خضران نے کہا حضور اطمینان رکھیں عقیل روشن ضمیر نے کہا خواجہ ہاروت
جادو معمولی ساحر نہیں ہے اس کا فریب میں آنا بہت دشوار ہے خضران نے کہا کہ اگر اس کو فریب نہ دیا تو عیاری بھی
کرنا بیکار ہے ایسے مرد عیار رسیدہ اگر میں نے ہاروت جادو کو باندھ کے حاضر نہ کیا تو آج سے نام عیاری کا نہ لوں گا
عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ خواجہ تم ایسے ہی ہو جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہے خضران تو جانب سحر روانہ ہوا اور
بیان درویش نے صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا لیکن اول حال ہاروت جادو کا بیان کیا
جاتا ہے کہ یہ بستر پر تڑپ رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے ~ دل کو ہے پاس تیرے آنے سے * ہیں جاتے ہیں اب زمانے سے
زندگی اس نے تلخ کر دی ہے * زہر بہتر ہے رنج کھانے سے * کہ ایک مرتبہ دروازے کی جانب سے ایک بلاے سیاہ
آتی ہوئی نظر آئی ہاروت جادو نے غور سے دیکھا تو ایک شخص مہیب صورت سر پر ایک سینگ مثل کرگدن کے
اور آنکھیں مانند مشعل کے روشن اور دانت بڑے بڑے پھاڑا ہوا منہ دہن سے شعلے نکلتے ہوے بارہ دری کی
طرف چلا آتا ہے اب تو ہاروت جادو ڈر کے مارے اُٹھ بیٹھا اور پکارا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ میں فرشتہ عذاب
فرستادہ خداوند سامری ہوں یہ کہتا ہوا قریب ہاروت جادو کے آیا ہاروت جادو نے کہا کہ تم کس واسطے آئے ہو
کہا کہ مجھکو خداوند سامری نے تمہاری قبض روح کے واسطے بھیجا ہے حکم ہوا ہے کہ اس کو زندہ جہنم میں ڈالدو ہاروت جادو
نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے اور تھر تھر کانپنے لگا فرشتہ عذاب نے کہا کہ خداوند اس بات پر تم سے ناراض ہیں کہ تم نے
پرائی عورت کو بنگاہ بد دیکھا اور اس کو جل جانے دیا تم کیسے بادشاہ تھے کہ باوجود عاشق ہونے کے اس کی جان
بچائی ایسی سو تمہیں بچنے اسلئے نہیں پیدا کی ہیں کہ وہ ایک کے پیچھے اسطرح خاک میں ملجائیں بلکہ اس نعمت سے
ہر شخص کو لذت اٹھانا چاہیے ہاروت جادو نے کہا کہ اے فرشتہ عذاب میری جانب سے عرض کرو کہ مجھے خود اس کے
جلنے مرنے کا اسقدر ملال ہے کہ زندگی تلخ و دشوار ہے اگر مرنے کے بعد وصال اس نازنین کا میسر ہو تو میں مرنے کو
حیات ابدی سمجھتا ہوں فرشتہ عذاب نے کہا کہ عورت جس مرد کے ساتھ مرتی ہے اسی کی ہو رہتی ہے دوسرے کو نہیں ملسکتی
ہاں اس میں ایک صورت ہو سکتی ہے کہ جس قدر فرشتے ہیں سب کو رشوت دیجائے اور وہ خداوند سے یہ بیان کریں
کہ اس عورت نے پوری شرمیں ستی کی ادا نہیں کی ہیں اس کی سزا یہ ہے کہ پھر [illegible] وہ دنیا پر واپس کی جائے اور جس
شخص سے کراہیت کرتی ہے اس کو دیدیجاے یہ سنکے ہاروت جادو قدموں پر گر پڑا کہ اگر ایسا ہو تو جسقدر روپیہ
میں آپ کی خدمت میں حاضر کردوں فرشتہ عذاب نے کہا کہ جسقدر رکھتا ہے امکان میں ہو منگوا ہاروت جادو نے
کہا کہ آپ بیٹھیں ٹھہریے میں ابھی زر و جواہر لاتا ہوں یہ کہکر اپنے مکان سے نکلا اور جسقدر زر و جواہر اس کے امکان
میں تھا لا کے سامنے فرشتہ عذاب کے رکھدیا فرشتہ عذاب نے سفنے سے ہاروت جادو کے سب مال اٹھا لیا اور
یہ کہہ کہ اسکے زیر بغل رکھنا شروع کیا کہ یہ تم بھی لو اور فلان کو بھی دینا اور سب مل کے اس ستی کے واپس ہونیکی
کوشش کرو ہاروت جادو دیکھ رہا ہے کہ مال و اسباب زیر بغل گیا اور غائب بعد اس کے فرشتہ عذاب نے پرچہ کاغذ دیا
اور کہا کہ اس پر ایک اسم لکھا ہوا ہے اس کو سر شام ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور فلان تکیہ پر جا کے پڑھنا ایک قبر
وہ ستی تمکو آواز دے گی تم قبر کھود کے اس کو نکال لانا اور اب میں جاتا ہوں یہ کہکر دھوئیں سے ٹکڑے ٹکڑے فرشتہ
عذاب غائب ہو گیا ہاروت جادو نے تڑپ تڑپ کے وہ رات بسر کی اور دن بھی بمشکل گذارا کہ کسی طرح شام ہو
تو جا کے اسم پڑھوں اور اپنی معشوقہ کو لاکے اس سے ہمکنار ہوں وہاں خضران نے جاکے نقب لگائی اور ایک قبر
میں پوشیدہ ہو کے بیٹھ رہے صورت اپنی پھر اسی تصویر کے موافق بنائی جس صورت پر ستی ہونے گئے تھے بیان

ہاروت جادو تن تنہا شام کو تکیہ پر پہونچا اور اسم کو پڑھنا شروع کیا اسم یہ تھا کہ مین ہاروت شیطان کا جان
ستی عدم سے واپس آئی دوہائی خواجہ کے نام کی ہاروت جادو حیران تھا کہ یہ کس طرح کا اسم ہے کہ علوی سفلی الفاظ
ملے ہوے ہین مگر اس خوف سے کہ اعتقاد مین فرق ہوگا تو تاثیر مین بھی فرق ہوگا اسم خوانی مین بتوجہ کامل مصروف
ہوا چلا چلا کے پڑھ رہا تھا جیسے ہی اسم تمام ہوا ایک قبر سے آواز پیدا ہوئی کہ جیسی گئی ویسی آئی بس یہ سنتے ہی ہاروت
جادو جلدی سے قریب اُس قبر کے آیا پھاوڑا لیتا گیا تھا قبر کو کھودا دیکھا کہ وہی عورت بیٹھی ہوئی ہے ہاروت جادو
نے جلدی سے ستی کو باہر نکالا اور کہا کہ تم ہم سے بھاگی تھین ہمنے پھر تمکو بلا لیا ستی نے کہا کہ مین تمہین ایسا عالی مرتبت
نہ جانتی تھی کہ تم ایسے ہو جسکی خاطر خداوند کو بھی اسقدر مطلوب ہے ورنہ انکار نہ کرتی مجھے خداوند کا یہ حکم ہوا کہ جا اور
ہمارے بندۂ خاص کو خوش کر ہاروت جادو خوشی خوشی لئے ہوے ایوان شاہی مین آیا سہیل زرین قلم سے بیان کیا
اور ستی کو دکھایا تمام اراکین دولت نے مبارکباد دی شہر بھر کے جوگی اور پانڈے آکے جمع ہوے بڑی دھوم سے
بادشاہ کا عقد ستی کے ساتھ پڑھا گیا بہت کچھ خیرات ہوئی جب رات ہوئی تو بادشاہ خلوت کدے مین گیا نازنین نے
کہا کہ کچھ سامان شراب و کباب بھی مہیا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ سب کچھ ہے ستی نے کہا کہ پہلے پہل کا واسطہ ہے مجھے تمسے
شرم آئے گی لہذا پہلے دو چار جام چلین پھر دیکھا جائے گا ہاروت جادو نے اپنے ہاتھ سے کشتی شراب کی لاکر
سامنے ستی کے رکھدی ستی نے ایک جام بھر کے ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے جام پیا تین چار
جام نازنین نے تابڑتوڑ پلائے اُس کے بہکنا شروع کیا ہاروت جادو نشہ شراب مین آنکھ نامچنے لگا لیکن ہوا
لگتے ہی بیہوش نے طمانچہ مارا ہاروت کا سر نیچے ٹانگین اوپر دم سے گرا خواجہ نے نورہ کیا اور جادر عیاری کی سے
کھول کر پشتارہ باندھ کے دوش پر لگایا اور کمند مار کے دیوار پھاندی اور راہ ہوا اختیار کی یہان اراکین دولت
رخصت ہو چکے تھے خادم و خدمتگار بھی غافل تھے کہ آج بادشاہ تخلیہ مین حسرتین نکال رہا ہے خواجہ پشتارہ لئے ہوے
روانہ ہوگئے وہان صاحبقران ذیشان مع درویش عقیل روشنضمیر نماز صبح سے فراغت کرکے باتین کر رہے تھے
صاحبقران فرما رہے تھے کہ خضران کل سے گیا ہوا ہے اور اسوقت تک واپس نہین آیا مجھے تردد ہے کہ نہین
معلوم اُس پر کیا گذری جواب تک واپس نہین آیا عقیل روشنضمیر کہہ رہے تھے کہ آپ تردد نہ فرمائین خواجہ بخیل بخیر
واپس آئین گے اتنے مین خواجہ پشتارہ بدوش نمودار ہوے اور ہاروت جادو کو سامنے صاحبقران کے ڈالدیا
امیر نے فرمایا باندھ دو ستون سے اور ہوشیار کر خضران نے ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا ہاروت
جادو نے آنکھ کھول کے دیکھا اور پھر آنکھ بند کر لی خواجہ نے کہا کہ او ملعون یہ خواب نہین ہے بیداری ہے ہوشیار
ہو اور دیکھ قدرت معبود بے نیاز کو کہ کل صاحبقران تیری قید مین تھے اور آج تو اُن کی قید مین ہے ہاروت
جادو نے آنکھ کھول حیران تھا کہ نازنین مجھسے اسطرح کی باتین کر رہی ہے خواجہ نے قلم دوات سامنے رکھکر
ایک ہاتھ کھول دیا زبان پر نکلہ دیدیا تھا کہ جونکہ ہے ہاروت جادو نے کہا کہ پہلے مجھے اس راز سے باخبر کر دو
کہ مین کیونکر گرفتار ہوا خواجہ خضران نے کہا کہ سن مین ستی نہین ہون بلکہ عیار ہون صاحبقران کا عورت بنکے آیا
اور مکان مین سے نقب لگا کے نکالا چلا گیا اور نقب کے راستے سے اپنے آقا کو پکڑ کے لیگیا بعد اُس کے
فرشتہ عذاب بن کے تجھے دھوکا دیا پھر عورت بن کے قبر سے باہر آیا اور تجھے شراب بیہوشی آمیز پلاکے پکڑ لایا اب
کلمہ اطاعت اسلام کے بارے مین کیا کہتا ہے درویش نے کہا کہ خواجہ نکلہ اس کی زبان سے کھینچ لو یہ جان کچھ نہین
سکتا ہے جو کچھ اس کے دل مین ہو زبان سے بیان کرے خواجہ نے نکلہ زبان سے کھینچ لیا ہاروت جادو نے
کہا کہ مین نے بدل اطاعت اسلام اختیار کی خواجہ نے بشرے پر نظر کی فریب سے پاک دیکھا جلدی سے رہا کیا
ہاروت جادو نے خواجہ کے ہاتھ اور صاحبقران کے قدم چومے اور کہا کہ اگر آپ مجھپر یہ راز ظاہر نہ کرتے تو مین

یہ طرفہ بین دیا اور طرفہ جواب دیا
جو صاحب نے یہ آکے مجھے جواب دیا
وہ گستی میں ستم ڈھاتے ہیں جوانون پر
بران ہیں نہیں سننے کا برملا ان کی
یہ ایک قول تھا کیسی تھی یہ قسم اے دل
جو مر گئے ہیں وہ داغ شہد دیتے ہیں
وہ تلخ ہیں میرے مسیحا جو زہر دیتے ہیں
جہان وہ پاؤں دھریں اپنا میری تربت پر
ادا ادا سے ادا ہوا وا ادا ان کی
کہ گر چراغوں سے کیا لطف ہے یہ باغ فراق
تو بیقرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل
ہر ایک بات پر ایسا نہ تو مچل اے دل
مجھے جنون ہے کیوں بک رہا ہے کیا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہے وا ان کی
زیادہ ہوگا نہ جم کی جناب آصف سے

عوض سکون کے مجھ کو اور اضطراب دیا
پیام سن کے کہا آگئی قضا ان کی
اگرچہ کج یہاں بن گئی ہے جانون پر
ابھی سے دیتے ہیں ہر بات میں دغا ایسے
وہ ابتدا ہی میں کرنے لگے ستم اے دل
انھی کے عشق میں جان اہل دہر دیتے ہیں
انھیں کو لاؤ مجھے راس ہے دوا ان کی
چلیں جہاں یہ عیاں اس جگہ قیامت ہو
فراق ہائے دل ہو گیا ہے باغ فراق
کہیں ہے زخم محبت کہیں ہے داغ فراق
ہمیشہ سینے میں میرے نہ تو اچھل اے دل
ستم ہیں تیرے اشاروں کا یہ جان کی
سنبھل کہ ہوش ٹھکانے نہیں ترا قاصد
کلیم جوش میں صنم بھی جناب آصف سے
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے

پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا
نہ رحم غیروں پہ ہے اور نہ ہے نگاہوں پر
خدا کے سامنے رکھیں گا ہاتھ کانوں پر
ابھی سے دیتے ہیں شربت کے بجھے اے دل
پھر آگے آگے قیامت ہے انتہا ان کی
دکھا کے آنکھ وہی جام قہر دیتے ہیں
یہ آرزو ہے کہ کچھ اور ان کی شہرت ہو
نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو
اور اس باغ میں جلنے لگا چراغ فراق
نشانیاں ہیں مرے دل میں جابجا اس کی
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل
خدا کے واسطے جلدی کہیں بتا قاصد
حواس تیرے کہاں ہیں سنبھل ذرا قاصد
ہیں شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
حبیب تک میں ہیں پوچھتے ہیں کیا ان کی

سنہ بیان سنو اے ہمدم راستان، کہ پانا مدم برسرداستان، جلد دوم میں بیان ہو چکا ہے کہ نقاش صورت کش فرستادہ شعشاع بن مشمش شہر طغانیہ پر آیا تھا اور چند سرداران نامی و گرامی کو اسیر کرکے لے گیا تھا کہ خداوند صورتیں ان بندگان سرکش کی دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ یہ سب اسیروں کو لئے ہوئے اول شہر انجم حصاری میں پہونچا کہ سلکی براستہ طلسم زلزلہ کا ہے خبر کوکب انجم حصاری کو ہوئی کہ خداوند نے اپنے دشمنوں میں سے کچھ لوگوں گرفتار کرا بلوایا ہے کوکب انجم حصاری کو بھی ان لوگوں کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا پس اس نے اسی وقت نقاش صورت کش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم بھی ان اسیروں کو دیکھنا چاہتے ہیں جن کو آپ گرفتار کرکے لائے ہیں جو شخص پیام لیکر گیا تھا اس نے پیام بیان کیا لیکن دیکھا تو ایک قفس میں ایسی طائر مختلف الالوان بند ہیں نقاش صورت کش سے پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہیں نقاش صورت کش نے بیان کیا کہ وہ قیدی یہی ہیں میں ان کو جانور بنا کے لے چلا ہوں کہ مبادا کوئی ان کو دیکھے تو پہچان نہ سکے اس لئے کہ مددگار اور طرفدار ان کے بہت ہیں اور بادشاہ سے کہدینا کہ کل میں آپ کو دکھاؤں گا اور ان قیدیوں کو لے کر حاضر ہوں گا اس صاحب نے آکر بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی کہ نقاش صورت کش سب کو جانور بنا کے لایا ہے ان قیدیوں کا دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے جنگل جانور دیکھ لئے یہ سنکے بادشاہ کو کمال رنج ہوا کیونکہ اس نے سنا تھا کہ وہ لوگ نہایت ذی عزت اور صاحب حرمت ہیں ان لوگوں کو ایسی ذلت سے قید رکھنا اچھا نہیں ہے مبادا کوئی وقت پڑ جائے تو وہ بھی ہم سے اسی طرح پیش آئیں گے اور اگر اس وقت ہم ان کی عزت کریں گے تو کسی وقت وہ بھی ہماری عزت کریں گے پس اس نے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے نقاش صورت کش مانا کہ یہ لوگ دشمن ہیں مگر ذی عزت ہیں ان کو اس ذلت و خواری سے رکھنا اچھا نہیں آدمی کو آدمی سمجھنا چاہیے تم کو چاہیے کہ انہیں صورت اصل پر لا کے کسی زندان میں قید کرو اس میں شان ہی وقعت اور عزت ہے کہ دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوگا کہ کن لوگوں کو انھوں نے اسیر کیا ہے اور چونکہ تم اسے مہمان ہو ہم کھانا تمہارے واسطے مع قیدیوں کے بھیجتے ہیں یہ نامہ لکھ کر ایک شخص کو دیا اور خوان کھانے کے اس کے ساتھ

کے نقاش صورت کش کے پاس روانہ کیا جس وقت یہ نامہ نقاش صورت کش کے پاس پہونچا اور یہ مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا تو اس نے ایک مکان کو زندان قرار دے کر سب کو اس مکان میں مجبور رکھا اسم جو پڑھا کہ سب کے سب صورت
اصلی پر آگئے بعد اس کے دروازے پر نگہبان مقرر کئے گئے اور خوان کھانے کے زندان میں بھجوائے جو شخص نامہ لے کر آیا
تھا یہ خود خوان لے کر اندر زندان کے آیا اور کھانا قیدیوں کے سامنے پیش کیا اس وقت بھوک کے مارے چہرے ان
لوگوں کے متغیر ہو رہے تھے لیکن ایک کو دوسرے کا لحاظ مانع تھا سب یہ چاہتے تھے کہ سکندر رستم خو جو قائم مقام
صاحبقران ہے ابتدا میں سبقت کریں تو ہم بھی کھائیں لیکن سکندر نے کہا اٹھا لے جاؤ ہم کافر کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے
یہ سب سن رہا اس وقت جو شخص کہ کھانا لایا تھا کہنے لگا کہ چہروں پر تو ہوائیاں اڑ رہی ہیں مگر خیالات ایسے ہیں بھلا کافروں
کے ہاتھ کا کھانا کہاں ممکن ہوگا جب کھاؤ گے یہی کھانا لے گا سکندر نے کہا کہ ہم اس رازق مطلق کے بندے ہیں اور
وہ ہم کو ہر حال میں پاک و حلال کھانا کھلوائے گا ؎ بے مگس ہرگز نماند عنکبوت • رزق را روزی رسان پر می دہد
اس شخص نے ان لوگوں کے استقلال پر آفرین کی اور کہا کہ میں تمہاری آن بان اور استقلال ایمان کا قائل ہو گیا پھر کر
چلا گیا اور سارا ماجرا بادشاہ کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں وہ لوگ بڑے مستقل مزاج ہیں اور ان کے خدا نے ان کو
صورت سیرت بھی کچھ دیا ہے جس وقت حضور دیکھیں گے تو صداقت ہو جائے گی اس وقت قمھور نقب زن کو کہ ملکہ لمیعہ
جمال ابرو دختر کوکب شاہ کا موجود تھا اس نے تمام کیفیت جا کے سامنے ملکہ کے بیان کی کہ اس طرح چند مسلمان
قید ہو کے آئے ہیں نقاش صورت کش ان کو لایا ہے بادشاہ نے قیدیوں کے واسطے کھانا بھیجا تھا مگر انھوں نے نہیں
کھایا اس نے تذکرۃً بیان کیا کہ ایک ہی خبر تھی لیکن ملکہ تو ان لوگوں سے واقف تھی ناظرین کو یاد ہوگا کہ اپنے نقاب داروں
کو لیے ہوئے ملک ساریقیہ میں گئی تھی اور اس کے نقاب داروں نے سرداران ساریق کو بھی اسیر کیا تھا اور اہل اسلام
کو بھی گرفتار کیا تھا خواجہ نے نقاب دار آتش پیچ بشکل عمرو کے ایک نقاب دار کو پکڑ لیا تھا اور ایک کو مار ڈالا تھا۔
بعد اس کے صاحبقران ہر ملاقات تشریف لائے تھے صحبت رقص و سرود گرم رہی تھی اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور
اس طرف آنے کا سبب وعدہ بھی ہوا تھا اس وقت سے خاص مسلمانوں کی محبت اور سب سے زیادہ امیر کا عشق پیدا ہو گیا
تھا یہ واقعات جو زبانی اپنے کوکب کی سنے یہ خیال پیدا ہوا کہ جس وقت ملاقات صاحبقران سے ہوگی تو امیر ضرور شکایت
کریں گے کہ تمہاری موجودگی میں ہمارے عزیزوں اور رفیقوں کو تکلیف ہوئی پس اس نے قمھور نقب زن سے
کہا کہ بھائی یہ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت و شان میں دیکھ چکی ہوں ان کو اس ذلت و خواری کے ساتھ رکھنا اچھا
نہیں ہے تم کسی طرح ان قیدیوں تک جاؤ اور میری طرف سے کھانے کے واسطے لے جاؤ جس وقت تم میرا پتہ بتاؤ گے
تو پھر کوئی انکار نہ کرے گا قمھور نے کہا کہ وہ لوگ آپ کو کیا جانیں ملکہ نے کہا مجھے سب جانتے ہیں تھوڑا عرصہ
ہوا کہ میں ملک ساریقیہ میں بطور سیر کے نکل گئی تھی تو وہاں ان لوگوں سے اور میرے نقاب داروں سے مقابلہ
ہوا تھا چند سردار میری قید میں تھے لیکن ان کے عیار نے بھی ایک نقاب دار کو میرے مار ڈالا اور ایک نقاب دار
کو گرفتار کر لیا تھا آخر میں نے ان کے سرداروں کو چھوڑ دیا اور انھوں نے میرے نقاب دار کو رہا کر دیا یہ وجہ اتحاد
کی ہوئی قمھور نے کہا کہ اگر آپ کو پاس ان لوگوں کا ہے تو میں پوشیدہ طور پر جاتا ہوں ظاہر نکل کر جانا بادشاہ کے خلاف
ہوگا یہ کہہ کر قمھور نقب زن جانب زندان روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچ کر اس نے نقب لگانا شروع کی وہاں قیدیوں کی
یہ حالت تھی کہ بھوک کے سبب سے چہرے متغیر ہو گئے تھے اکثر سردار شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہتے تھے
کہ حالت قید میں حرام و حلال کی پابندی کہاں ہو سکتی ہے جو آپ نے یہ سختی کی ہے مثل مشہور ہے کہ تیسرے روز مردار بھی حلال
ہے یہ فرمائیے کہ زندگی کیونکر ہوگی سکندر نے کہا کہ میں نے کبھی منع تو کیا نہ تھا اپنے اپنے نفس کا ہر شخص کو اختیار ہے کھانا
کھا لیا ہوتا میں تو اس پروردگار پر بھروسہ رکھتا ہوں جو پتھر کے اندر کیڑے کو غذا پہنچاتا ہے اور شکم مادر میں بچہ کو غذا دیتا ہے

گیا اس وقت وہ ہمیں مسلمان کے ہاتھ سے نہیں پہونچا سکتا جو ہم کافر کے ہاتھ سے کر گیا! کھانیں یہی باتیں ہو رہی
تھیں اور قمہور نقب زن برابر نقب دیتا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ برابر طلحہ بن لندھور کے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
شخص گرد و غبار میں اٹا ہوا نقب سے باہر آیا طلحہ نے کہا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ دوست کا فرستادہ ہوں
اور خیریت مزاج دریافت کرنے آیا ہوں سکندر نے کہا دوست کون قمہور نقب زن نے کہا کہ ملکہ ناہید جلال
ابرو ذوالفقار بدار اختر پوش نے تم سب کو دعا کہی ہے اور مزاج پوچھا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم لوگوں میں
سے کسی نے کھانا نہیں کھایا ہے اور کافروں کے ہاتھ سے کھانا کھانے میں تم کو انکار ہے لہذا میری دعوت قبول کرو اس وقت
میں بلا نہیں سکتی اگر وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا اس وقت جو کچھ نان و نمک میں بھیجتی ہوں اسے قبول کرو سکندر
رستم خو نے کہا کہ ملکہ سے بندگی کہنا اور کہنا کہ صاحبقران بھی قریب ہے کہ تشریف لائیں اور ہمیں آپ سے کسیطرح
کا عذر و انکار نہیں ہو سکتا جیسے صاحبقران ویسے آپ قمہور یہ سمجھا کہ یہ باتیں خوشامد کے پہلو لئے ہوئے ہیں پھر کر
اُسی وقت چلا گیا اور اُسی نقب کے راستے سے اُس نے پلٹنیں میوے کی اور صراحیاں پانی کی پہونچانا شروع
کیں سکندر نے طلحہ بن لندھور اور ملوک بن مالک سور وحید الملک اور قمہور بن جمہور اور ہرمز بن فرامرز
اور گردن بہرام اور مرزنگ بن مرزبان خراسانی اور دیگر سرداران نامی و گرامی سے کہا کہ دیکھا تم نے
ع - صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد ۔ اُسی وقت دو رکعت نماز شکر ادا کی اور سب سے کہا کہ اب کھانا کھاؤ سب نے
کھانا کھایا اور کہا واقع میں امتحان کے وقت ہر شخص کا حال کھلتا ہے اگر یہ اس مرتبہ کا نہ ہوتا تو صاحبقران اوسط نہ
معین ہوتا خدا جس کو جیسا دیکھتا ہے اُس کو ویسے مرتبہ پر پہونچاتا ہے غرضکہ سب نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لائے اور سب نے
ملکہ کا شکریہ ادا کیا جب تھوڑی سی رات باقی رہی تو قمہور نقب زن نے عرض کی کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں ورنہ راز
افشا ہونے کا خوف ہے سب نے ملکہ کی خدمت میں تسلیم کہلا بھیجی قمہور نقب زن نے اُسی طرح منہ نقب کا بند کیا اور
نقب سے نکل کر صبح ہونے سے پہلے خدمت میں ملکہ کی پہونچ گیا بلکہ چلتے وقت اس نے سکندر سے یہ بھی عرض کیا کہ
اگر مناسب جانئے تو چلئے میں قید بھی کاٹ دوں سکندر نے ارشاد کیا کہ ابھی وقت رہائی نہیں ہے جب انشاء اللہ
رہائی کا وقت آئے گا تو ہم چلے چلیں گے اور خود قیدوں کو توڑ ڈالیں گے یہ قید کوئی چیز نہیں ہے ہم وقت کے منتظر
ہیں قمہور جس وقت خدمت میں ملکہ کے پہونچا ہے تو دیکھا کہ ملکہ ٹہل رہی ہے اسے خیال تھا کہ ابھی ملکہ آرام میں ہوگی
لیکن جس وقت ملکہ کو ٹہلتے دیکھا تو سلام کیا اور کہا کہ ہیں آپ نے آرام نہیں فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ تم پہلے یہ بیان کرو
کہ ان لوگوں نے کھانا بھی کھایا یا نہیں قمہور نے ساری روداد بیان کی کہ نہیں معلوم کیا بات تھی اسے اقبال آپ کا
کہنا چاہئے کہ ہر ایک نے بے عذر کھانا کھا لیا اور آپ کو نہایت ادب سے تسلیم کہلا بھیجی ہے ملکہ اس فکر میں تھی کہ کسیطرح
ان کی رہائی کا سامان ہو یہ راز قمہور پر ظاہر کروں یا نہ کروں کہ قمہور نے خود تعجب کے ساتھ بیان کیا کہ یہ لوگ بڑے
بہادر ہیں میں نے کہا تھا کہ چلئے اسی نقب کے ذریعہ سے نکل چلئے مگر ان لوگوں نے اسے ننگ و عار سمجھا اور گوارا نہیں
کیا اُسوقت ملکہ مسکرا دی اور کہا کہ تو نے دشمنوں کے رہا کرنے کا قصد کیا تھا قمہور نے کہا کہ ہمیں دشمن دوست
سے کیا مطلب ہمیں تو آپ کی خوشی سے کام ہے ملکہ نے قمہور کو گلے کا مالا اُتار کے دیدیا اور آفرین کی قمہور
وہاں سے اپنے مکان پر آیا اور مالا موتیوں کا اُتار کے اپنی ماں فہیم جادو کو دیا فہیم جادو نے کہا کہ یہ مالا تو شاہزادی
ملکہ کا معلوم ہوتا ہے قمہور نے کہا کہ ہاں مجھے انعام میں عطا کیا ہے فہیم جادو نے پوچھا کہ کس کام کے صلہ میں یہ مالا
ملکہ نے عنایت کیا قمہور نے سارا ماجرا بیان کیا اُس وقت فہیم جادو انگشت بدنداں ہوئی اور قمہور سے کہا کہ
وہ تو ابھی بچہ ہے نادان نشیب و فراز دنیا کو نہیں سمجھتی تو نے ایسی حرکت کیوں کی ابھی بادشاہ سن لے گا تو کیا کیگا
قمہور نے کہا کہ ہمیں ملکہ کی خوشی سے کام ہے ہم جس کے ملازم و نمک خوار ہیں اس کی اطاعت کو واجب جانتے ہیں

فہیم جادو و خاموش چوری اور قہمور نقب زن منہ ہاتھ دھو کے پوشاک بدل کے دربار شاہی کی طرف روانہ
ہوا بیان صبح ہوتے ہی بادشاہ آکر دربار میں بیٹھا اور قیدیوں کو طلب کیا یہی قہمور نقب زن حسب الحکم بادشاہ نقاش
صورت کش کے پاس گیا اور پیام بادشاہ کا بیان کیا نقاش صورت کش نے چوبی عرابے طلب کئے اور تمام قیدیوں کو
اسطرح کہ ایک ایک قیدی کو ایک عرابے پر بٹھا دیا اور سب کو لے کر جانب بارگاہ کوکب انجم حصاری روانہ ہوا
تمام خلق برائے تماشہ جمع ہوئی دو رویہ لوگ کھڑے تھے اور بیچ سے عرابے گذر رہے تھے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن لندھور
نے زانو بدلا ایک پہیہ عرابے کا زمین میں دھنس گیا ان کو دیکھکر ملوک بن مالک نے لنگر مارا کہ دونوں پہیے
زمین میں دھنس گئے چار چار بیل لگے ہوئے تھے کس کسطرح زور کرتے تھے لیکن عرابے اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے
جو عرابے پیچھے تھے ان کو آگے نکالنے کا قصد کیا یہ دیکھکر تمام سرداروں نے لنگر مار دیے کہ کئی عرابوں کے
پہیے ٹوٹ گئے اور بیکار ہو گئے سکندر رستم خو صاحبقران اوسط کا عرابہ سب کے آگے تھا یہ دور نکل آیا تھا کہ
یکایک سکندر کو چھینک آئی ایسا بگولا ہو گیا کہ عرابہ اس کا دھنس گیا پلٹ کے دیکھا تو وہ عرابے دور پڑے ہوئے
ہیں تماشائی حیران تھے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہیں دیکھنے میں تو دست و بازو انسانی قوت کی حد میں ہیں لیکن
قوت دیووں سے بڑھی ہوئی ہے حسن و جمال میں ایک ایک یوسف ثانی ہے تماشائی وجد کر رہے تھے جب کسی طرح عرابے آگے
نہ بڑھ سکے اور لوگ ہاتھ پیر ادھر کے پڑے رہے تو ان لوگوں نے عرابوں پر سے اتر کے لئے اپنے عرابوں کو بیلوں
سمیت اٹھا اٹھا کے جانب جگہ رکھا اور بیلوں کو ہنکا تو چل چلے یہاں تک کہ در دولت پر پہنچے سب سردار
عرابوں سے اتر کر داخل ایوان شاہی ہوئے دیکھا کہ کوکب انجم حصاری تخت پر شاہی لباس میں اس کے
بڑے بڑے ستارے نصب ہیں اور ارکین دولت ادب کے ساتھ اپنے اپنے منصب کے موافق بیٹھے ہوئے
ہیں اسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو نے آواز دی کہ سلام میرا اس شخص پر ہے جو خدائے یگانہ کو اپنا خالق مطلق
جانتا ہو اور اس کے نبی محمد مصطفےٰ کو پہچانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا بادشاہ نے سب کے
واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھے تھے سب سردار آکر دنگلوں پر بیٹھے اور نقاش صورت کش قریب بادشاہ کے بیٹھا
اور سب سرداروں کا نام بیان کیا کوکب شاہ نے سکندر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ آپ اپنی حسن و جوانی پر
رحم کیجئے دیکھئے تو آپ کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے آپ نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اس وقت آپ اپنے
اختیار میں نہیں ہیں جو انکار کرتے ہیں سکندر نے ہنس کر جواب دیا کہ اپنے اختیار میں ہوتا تو انکار کیوں کرتا ہر شخص
کو اپنے نفس پر اختیار ہے اب بھی ہم میں اتنی قوت ہے کہ پہرہ والوں کو لازم ہے کہ جان لنگر مار دیا عرابے زمین میں
دھنس گئے جب خود عرابوں کو زمین سے نکالا تو نکلے ورنہ کبھی نہ نکلتے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ سب باتیں سچ ہیں تو
اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ ایک وقت میں کروٹ بھی نہ بدلی جائے گی سکندر نے کہا کہ ہم لوگوں میں زور خدا داد ہے کبھی
یہ طاقت کم نہ ہوگی علاوہ اس کے ہمارا خدا ایسا ہے کہ ہر حال میں کھانے کو دیتا ہے اور جس طرح مانگو اسطرح دیتا ہے واللہ ہر گاہ
بھی ہم سیراب ہیں اور گرسنہ نہیں ہیں تھوڑی دیر کے بعد برخاست ہوئی اور نقاش صورت کش نے کہا کہ اب میں بھی
رخصت ہوتا ہوں خداوند کو میرا استغفار ہو گا نقاش کو کوکب انجم حصاری نے رخصت کیا نقاش صورت کش
تو رخصت ہو کر قیدیوں کو لئے ہوئے جانب چہار طلسم روانہ ہوا لیکن قہمور نقب زن خدمت میں ملکہ حیرت جلال ابرو
کے آیا اور ساری کیفیت بیان کی اس وقت فہیم جادو بھی موجود تھی اسکو شک ہوا دیکھا اس نے کہ چہرہ ملکہ کا
متغیر ہو گیا ہے اور اس کے قبل کے واقعات قہمور کہہ چکا تھا بس اس نے ملکہ کے چہرہ کی بلائیں لیں اور عرض
کی کہ واری آج تو آپ کے دل کا یہ حال ہے کہ بیان تو کرو میں دیکھتی ہوں کیفیت تم کو نہایت عزیز ہیں ملکہ نے کہا کہ دائی جان
آپ سے پردہ کرنا کیا حاجت اصل یہ ہے کہ میں جب ملک سدا بہار میں گئی تھی تو میں نے ان لوگوں کو نہایت عظمت و

شان کے ساتھ دیکھا تھا آج گردش زمانہ سے اس حال پر ملال میں دیکھ رہی ہوں مجھے عبرت ہوتی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ یہ
لوگ جس ملک پر گئے اُسے تاخت وتاراج کر دیا سیکڑوں خداوندیاں بگاڑ دیں ہزاروں طلسم توڑ ڈالے اب یہاں بھی
یہ آئے ابتدا ان لوگوں کی کچھ ایسی ہی ہوتی ہے لیکن انجام میں فتح کا سہرا انہیں کے سر رہتا ہے مثل مشہور ہے کہ جنگ دو سر دارد
ہمیں کیا معلوم ان کی فتح ہو یا ہماری حقیقت میں اُن کے فوج دریا موج آتی ہوگی اور سردار و پہلوان ہیں سب سے
صاحبقران عالیشان ہیں اگرچہ سن ابھی کم ہے لیکن خدا نے وہ جاہ وجلال حسن وجمال دولت وجاہ فوج وسپاہ عنایت
کی ہے کہ مثل ونظیر نہیں ہے بہت قریب زمانہ ہے کہ سوائے انکی حصار میں فوجوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اگر وہ لوگ فتحیاب
ہوئے تو جس طرح اسوقت ہم اُن کے ساتھ پیش آئیں گے اسی طرح وہ ہمارے ساتھ بھی پیش آئیں گے فہیم جادو
اک جہاندیدہ اور ہوشیار ہے سمجھ گئی کہ یہ کسی سے تعلق خاطر رکھتی ہے ورنہ ایسی کون سوجھا ہے اگر بادشاہوں کو یہی خیال
ہو تو کسی سے لڑیں کاہے کو پہلے ہی سے صلح قائم کرلیں جواب دیا کہ اے ملکہ ان قیدیوں کی رہائی کیونکر ہو سکتی ہے جبتک
عزتیان کے آئیں آئیں یہ طلسم میں پہونچکر پھنس جائیں گے بھلا طلسم زلزلہ ایسا مقام ہے جہاں سے کوئی قیدی رہا ہو سکے
اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ یہ رہا ہو جائیں تو یہ میرے امکان کی بات ہے کہ میں راستے میں جاکر نقاش … سے مقابلہ کروں
اگرچہ وہ ساحر زبردست ہے اُس پر غلبہ حاصل ہونا مشکل ہے مصاحب خاص ہے خداوند طلسم زلزلہ کا مگر ہاں اگر کوئی فریب چل گیا یا
غفلت میں پھنس گیا تو مغلوب ہو سکتا ہے اگر تم کہو تو میں جاؤں اور قیدیوں کو رہا کرالاؤں ملکہ نے کہا اُن کی رہائی تو
بیشک مجھے منظور ہے لیکن ظاہر بظاہر نہیں علاوہ اس کے جہاں اُن کی رہائی منظور ہے وہاں تمھاری سلامتی بھی چاہتی ہوں
یہ منظور نہیں کہ تم اپنی جان دو اُس وقت قمر نقب زن نے کہا کہ اے مادر مہربان آپ کیوں تکلیف فرماتی ہیں
میں جاتا ہوں اور اگر عیاری بن پڑی ہے تو ابھی سب کو رہا کر کے لاتا ہوں اور اگر میں بھی پھنس گیا تو اسوقت آپ کو اختیار
ہے یہ کہکر قمر نقب زن جانب صحرا روانہ ہوا اور جلدی جلدی قریب کے راستوں سے گذر کر دہنہ طلسم کے قریب
پہونچا اور صورت اپنی جوگی کی بناکر ٹیک کو ٹیک کے روشن کیا اور آسن مار کے بیٹھ گیا نعرے یا ساحری یا جنتی
کے مارنا شروع کئے تھوڑی دیر گذرنے کے بعد دیکھا کہ آگے آگے نقاش صورت کش پیچھے پیچھے تمام سردار آرایوں پر
بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے نقاش صورت کش نے جو اس جوگی کو دیکھا قریب آیا جوگی برابر بڑبڑا رہا تھا اور اگیاری پر
ہوم ڈالتا جاتا تھا نقاش صورت کش غور سے جوگی کو دیکھا کیا اور ہر چند اس نے فکر کی لیکن اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ جوگی
کونسا اسم پڑھ رہا ہے آخر اس نے پوچھا کہ یہ کونسا اسم آپ پڑھ رہے ہیں جوگی نے ہنس کے کہا کہ بچہ ابھی کچھ دنوں علم سحر کو
سیکھ تو شاید تو سمجھ سکے نقاش صورت کش سمجھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ساحر ہے اس کا علم مجھ سے زیادہ ہے تب گا اس کے بخور کو
سونگھنے لگا اور اپنے جسم کو دھونی دینے لگا اُدھر جوگی نے اور بڑائی- سرسوں کالا دانہ وغیرہ آگ پر ڈالا اسکا جو
دھواں اُٹھتا ہے تو نقاش صورت کش بیہوش ہوکے وہیں رہ گیا بس قمر نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا اور چاہا کہ ذبح کر ڈالوں پھر
ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ملازم بہت بڑے شخص کا ہے یہ راز کھل جائے گا کس نے اسے مارا بس نقاش کا منہ کھول کر پہلے تو
اس نے گیند عیاری کا حلق میں ٹھونسا اور بعد اس کے زبان کھینچکر تکلہ سوزن کیا پھر ہاتھ جانب پشت باندھ دیئے اور
ایک گڑھا کھود کے اُس میں نقاش کو زندہ دفن کر دیا کہ گھٹ گھٹ کے خود ہی مر جائے گا بعد اس کے آرایوں کے
قریب آیا اور سوہن نکال کے سکندر کی قید کاٹنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے کہا کہ تو کون ہے قمر نقب زن نے
عرض کی کہ یہ وہی غلام ہے جس نے سندانخانے میں حضور کی خدمت کی تھی یا بادشاہ ملکہ آپ کی رہائی کی فکر کی اب دیر
مناسب نہیں ہے جلدی چلئے شاہزادہ سکندر نے کہا کہ اچھا تو ہٹ جا اور ہاتھ ہتھکڑیوں کی بیڑیوں میں ڈال کر جو زور کیا
تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا پھر تو سب سرداروں نے قیدیں توڑیں قمر نقب زن نے
عرض کی کہ وہ سامنے بیابان ہمارا ہے آپ سب صاحب اُسی طرف تشریف لیجائیے اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے پہونچکے

سب سردار تو جانب بیابان بہار روانہ ہوے اور قہور نے آکر کیفیت رہائی سرداران اسلام بیان کی ملکہ نے
بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور مصروف شغل سرود دستار ہوئی لیکن حال سرداران اسلام کا سنیے کہ یہ سب کے سب
پا پیادہ چلے جاتے تھے دور سے ایک باڑی تربوزوں کی نظر آئی بس یہ سب کے سب بھوکے بھی تھے اور پیاس بھی لگ رہی تھی
جا کر خربوزے اور تربوز توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہ جو نگہبان بیٹھا تھا اس نے ہر چند منع کیا مگر یہ لوگ کس کی سنتے
تھے آخر وہ اٹھا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا مالک اس صحرا کا دیوانہ بلغار تھا جب اس کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ آئے اور انھوں نے
بہت سے بچوں کو مار ڈالا بس یہ چوبدست پکڑ کے چلا اور آتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا گونج اٹھا اور کہا کہ
تم لوگوں نے ہمارے بچوں کو مار ڈالا ہم نے بہت دنوں میں پرورش کیا تھا اب ان کے بدلے تمہاری جان لیں گے
یہ کہکر چوبدست کو سر پر پھرا کے سر طلحہ پر وار کیا کہ اتنے میں آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے طلحہ کے پاس نہ سپر نہ گرز کس پر سہتے
پر وار روکتے دونوں ہاتھ بلند کر دیے لیکن چوبدست جو پڑی تو دونوں ہاتھ شانے پاس سے جدا ہو گئے اور طلحہ بیہوش
ہو کے گرے اسی وقت ملوک بن مالک دوڑ کے آگئے چوبدست سے لپٹ کر جا پہنچے یوں ہی آخر کشتی ہونے لگی
ایک مقام پر پاؤں ملوک کا موش خانہ میں جا رہا اوپر سے دیوانہ ریل کر لے چلا پاؤں ملوک کا ٹوٹ گیا سکندر نے
آواز دی کہ او دیوانے بس علیحدہ ہو جا کہ زخمی سے لڑنا خلاف سپہ گری ہے دیوانے نے پھر چوبدست پکڑی اور
ملوک کو چھوڑ کر سکندر کی طرف چلا اور سرداروں نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے روکا اور خود سامنے آگئے
دیوانے نے چوبدست ماری سکندر نے ایک قدم آگے بڑھ کر دستہ چوب پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ چوب چھین لوں
مگر دیوانہ بھی زبردست تھا اس نے چوب ہاتھ سے نہ چھوڑی اور لپٹ کے کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی جب
شام قریب ہوئی تو دیوانے نے غلطنے پر سکندر کے چک لگائی سکندر نے گھیر کر گرا دیا اس نے گھبرا کے دو جگہ
منہ مارا سکندر نے تھپڑوں پر دھر لیا آخر کو زنجیر کا بند پکڑ کے جو اٹھایا سر سے بلند کر کے پھینکنے کا قصد کیا
تب دیوانے نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے کہا بشرط صحت خواب سکندر نے کہا یہ کیسا خواب دیوانے نے کہا کہ
ایک خوبصورت ایسی دیکھنے دیجیے تو بتاؤں سکندر نے چھوڑ دیا دیوانے نے چہرہ سکندر کو غور سے دیکھا اور قدم چومے اور ہاتھ
باندھ کے عرض کی کہ حقیقت خواب یہ ہے کہ میں نے ایک پاک مرد ہو سامنے آئے وہ کیا کہ فرمایا کلمہ طیبہ پڑھو میں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر
صدق دل سے مسلمان ہوا اور عرض کی کہ میں نے یہی خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ تو اہل بہشت سے ہے اور دین اسلام
اختیار کریگا میں نے پوچھا کس طرح انھوں نے کہا اس صورت کا ایک شخص صاحبقران ہے آئیگا اور تو اسکے ہاتھ سے زیر ہو کر دین اسکا
اختیار کریگا انھوں نے جو علامتیں بتائی تھیں وہ سب آپ میں پائی جاتی ہیں یہ کہکر شہزادہ سکندر سے عرض کی کہ ہم تو
ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں نہ ہم کو دھوپ کی فکر ہے نہ اوس کی آپ کے واسطے کونسی جگہ تجویز کروں کہ آپ کو راحت ملے
سکندر نے کہا کہ ہم راحت و تکلیف سب کے عادی ہیں لیکن بتاؤ کہ یہاں سے قریب کوئی قلعہ کوئی ملک بھی ہے کہ
فتح کریں اور وہیں بود و باش اختیار کریں دیوانے نے عرض کی کہ ایک قلعہ تو اسی صحرا میں ہے مگر ویران رہتا ہے مجھے شوق
نہیں کہ میں اسے آباد کرتا میرے ساتھ کے چالیس ہزار دیوانے سب آزاد وحشی ہیں کوئی مکان بنانا یا مکان میں رہنا
پسند نہیں کرتا ہے سب صحرا صحرا پہاڑ پہاڑ مارے مارے پھرتے ہیں سکندر نے کہا کہ چلو اس قلعہ کو ہم دیکھیں بلغار
دیوانہ سرداران اسلام کو ساتھ لیے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ نہایت شاندار مستحکم
بنا ہوا ہے گو عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن اس وقت تک کہیں سے شکست نہیں سکندر نے نہایت پسند کیا اور
اسی وقت تمام دیوانوں کو بلا کے ان سے کہا کہ اس قلعہ کو صاف کرو دیوانوں نے دم بھر میں سارا قلعہ جھاڑ کے مثل
آئینہ کے کر دیا فرش زمین وغیرہ تو خراب ہو گیا تھا لیکن اور بہت سامان راحت موجود تھا دیوانے نے کہا کہ میں آپ کے
واسطے گھوڑے اور رسد وغیرہ لاتا ہوں یہ کہکر اس نے دس ہزار دیوانے اپنے ساتھ لیے اور جانب [illegible] روانہ ہوا

اس نے یہ فکر سوچی تھی کہ زمینداروں پر دباؤ ڈال کے اُن سے یہ سب چیزیں وصول کروں گا جب رپورٹ اسکی
بادشاہ تک پہونچے گی اُسوقت دیکھا جائے گا اس وقت تو کام نکل جائے گا دیوانہ اس فکر میں چلا جاتا تھا اور راستہ طرف سے
کہ لوگ خراج شہر اختر کے لئے ہوئے شہر انجم حصار کی طرف جا رہے تھے کوئی پانچ ہزار سوار ہمراہ تھے اور افسران کا
سپہ سالار اختر شاہ کہ نام اُس کا گستہم گرد تھا چند مرکب بھی نہایت نفیس ہمراہ تھے جو اختر شاہ نے اپنے شہنشاہ
کی نذر کو بھیجے تھے بس جیسے ہی بلغار دیوانہ کو یہ خبر ملی کہ خزانہ جا رہا ہے بس وہ دس ہزار دیوانوں سے چڑھ دوڑا اور
نعرہ کرکے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا گستہم گرد کی فوج بھی ڈری گستہم کی نظر جو دیوانہ بلغار پر پڑی پکارا او دیوانے یہ
کیا حرکت تیرا ارے تو تو کبھی مال و خزانہ پر نظر بھی نہ کرتا تھا تو کیا کرے گا دیوانے نے کہا کہ اُسوقت تک میں اسے کنکر
پتھر جانتا تھا مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ کس مصرف کی چیزیں ہیں اور اس سے کیا کام نکلتا ہے اب تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بڑے کام
کی چیز ہے گستہم گرد نے کہا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں یہ حق بادشاہ کا ہے اگر اسے لے گا تو سزا پائے گا فوج شاہی اگر تیرا
کام تمام کردے گی عاقبت تنگ ہو جائے گی تجھے اس پیشہ میں رہنا دشوار ہو جائے گا یہ سنکے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ تجھ میں
کچھ دم ہو تو سامنا کر ورنہ خزانہ رکھ دے مجھے نصیحت نہ کر جو شخص کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے وہ اُس کے نیک و بد کو پہلے سوچ لیتا
ہے تجھے اگر کچھ دعوے ہو تو تلوار میان سے کھینچ گستہم گرد نے کہا کہ میں تجھے سڑی جان کر رعایت کرتا تھا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے دبا پایا لے
روک تو اسے یہ کہکر تلوار ماری دیوانہ بلغار نے وار اُس کا چوب پر روکا تلوار بالشت بھر چوب میں دھنس گئی دیوانے نے ہاتھ کو
کس دیا تلوار ٹوٹ گئی گستہم گرد نے قبضہ معہ پھل دیوانے کے کھینچ مارا دیوانے نے خالی دیا اور چوبدست آگے بڑھا کر پکارا ہاں تو خبر لے
زدی ضرب بازو خود کن - ہمہ شادی از دل فراموش کن - یہ کہکر چوبدست گران سنگ کا وار کیا گستہم گرد نے سپر بلند کی لیکن
یہ چوبدست بلا گستہم گرد سے رکنے کی چیز کبھی ہو سکتی تھی چوبدست پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ہاتھ گستہم گرد
کے تھرائے چوبدست مع سپر سر پر آئی کہ سر گردن میں اور گردن سینے میں سینہ شکم میں اور شکم پشت مرکب میں مرکب زمین
میں ایک تودہ ہو کر مٹکے رہ گیا جسوقت میں گرد بطرف ہوا تو سوا ایک ڈھیر کے کچھ نظر نہ آیا ہمراہیان گستہم گرد مال و خزانہ چھوڑ کر
بھاگ کھڑے ہوئے اور فریاد کناں جانب شہر انجم حصار روانہ ہوئے بادشاہ قلعہ انجم حصار کی فصیل پر ٹہل رہا تھا کہ کچھ لوگ
روتے پیٹتے نمودار ہوئے کوکب انجم حصاری نے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لوگ کیوں روتے ہیں اور سبب ان کے رونے
کا کیا ہے ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال عرض کی کہ اختر شاہ نے خراج بھیجا تھا سپہ سالار اس کا حسب دستور خزانہ لئے
چلا آتا تھا اور چند مرکب بھی نہایت عمدہ ہمراہ تھے راستے میں دیوانہ بلغار نے آکر مقابلہ کیا گستہم گرد مارا گیا خزانہ دیوانے
نے چھین لیا یہ سنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ دیوانہ تو بہت زمانے سے بیابان بار میں رہتا ہے لیکن یہ حرکت اس نے
کبھی نہ کی تھی آج یہ اس کے ذہن میں کیا آگئی جو اس نے ایسی حرکت کی اسے ہے کوئی اسی وقت سمعان دیوہیبت نے
عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ تم اپنی فوج کو لیکر جاؤ پہلے تو اس سڑی کو سمجھا اگر بآسانی روپیہ دیدے
تو بہتر ہے اور اگر آمادہ فساد ہو تو مار کر بیابان بار بلکہ میری سرحد سے باہر نکال دینا اور لڑے تو سر کاٹ لانا سمعان دیوہیبت
نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسیوقت یہ کہکر لشکر میں آیا اور تیاری کرکے چالیس ہزار سوار ہمراہ لے کے جانب بیابان بار روانہ
ہوا لیکن اول حال دیوانہ بلغار کا سنئے کہ یہ خوشی خوشی مال و خزانہ و مرکب لئے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ارے یہ سامان کہاں سے آیا دیوانے نے سرگذشت بیان کی سکندر نے کہا کہ یہ فعل
تو برا ہے مگر مقتضائے وقت یہی ہے اس وقت میں چارہ ہی کیا ہے یہ فرمایا ایک مرکب مشکی اپنے لئے پسند کیا باقی مرکب ہر سرداروں
پر تقسیم فرمائے خزانہ کو قلعہ میں محفوظ کیا سامان قلعہ کا درست کرکے جوانوں کو قلعہ داری و گولہ اندازی سکھانا شروع کی
تیسرا روز ہوا اور صبح کا وقت شاہزادہ سکندر فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے پیرامن صحرا و دامن کوہ ایک مرتبہ جانب جنوب سے
گرد بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار نمودار ہوئے سکندر نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا بعد

بعد دیر کے ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سوار سے دیوانہ کی فکر میں آتا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں
آنے دو اس وقت دیوانہ موجود نہ تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فصیل قلعہ سے اتر کر قلعہ کے باہر نکلنے کا قصد کیا تمام سواران
اسلام جلدی جلدی مسلح ہو کر ساتھ ہوئے سکندر نے بیرون قلعہ آکر انہیں ہمت دلائی سرداروں کی صف باندھی نقیب دیوانہ نے
بھی قلعہ سے نکل صفیں باندھ کے کھڑے ہو گئے کہ ایک مرتبہ وہاں گرد و غبار ہوا اور دل گردے سمعان دیو ہیبت
چالیس ہزار سواران جرار سے نمودار ہوا اور سامنے قلعہ کے آکر اس نے صف باندھی اور پکارا کہ کہاں گیا وہ دیوانہ جو خزانہ
شاہی لوٹ کے لایا ہے اور تم کون لوگ ہو جو قلعہ پر قبضہ کر کے بیٹھے ہو قلعہ میں لشکر نے جواب دیا کہ دیوانہ تو موجود نہیں لیکن
ہم کو بھی اس وقت اسی کی جگہ سمجھو تمہیں آخر دیوانے سے کیا کام ہے سمعان نے کہا کہ وہ شاہی خزانہ لوٹ لایا ہے میں اس کی
سرکوبی کو آیا ہوں خیر اس سے تو بعد کو سمجھا جائے گا پہلے تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اس قلعہ میں تم نے کس کے
حکم سے قیام کیا ہے ملوک بن مالک نے کہا کہ ہم خود حاکم ہیں اپنی تلوار کے حکم سے قلعہ پر قبضہ کیا ہے یہ سنکے سمعان دیو ہیبت
ہنسا اور کہا کہ خیر دیوانے سے تو پھر سمجھا جائے گا اول تم لوگوں سے اس قلعہ کا خالی کرانا واجب ہوا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر
میدان میں آیا اور پکارا کہ تم میں سے ایک ایک آئے یا سب مل کے آئیں میں موجود ہوں یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم میں کا
ایک تیرے بادشاہ کی سلطنت الٹ دینے کو کافی ہے تو کیا چیز ہے جو تنہا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے یوں آتے ہیں یہ کہکر
سکندر کی طرف دیکھا سکندر رستم خو نے اجازت دی ملوک بن مالک مرکب کو اڑا کر سامنے سمعان کے آئے
سمعان نے نیزہ سنبھالا اور سینہ ملوک پر وار کیا ملوک نے وار اس کا اپنے نیزے پہ کاٹ کے بند باندھا
سمعان نے اس بند کو کھول کے اپنا بند باندھا دیر تک رد و بدل رہی آخر ستر سو طعن میں ملوک نے نیزہ ہاتھ
سے سمعان کے نکال دیا تو دنیا نگاہوں میں سمعان کے تیرہ و تار ہو گئی دوڑ کے آرا اپنے پر سے اپنا ساطور لیا اور
پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا کب چھوڑتا ہوں سنبھل یہ کہکر ساطور مارا ملوک نے سپر بلند کی دستہ
ساطور سپر پہ پڑا اثر اس کا نہ ہوا سکندر نے تعریف کی کہ کس خوبصورتی سے وار رد کیا ہے یہ وہ حربہ ہے کہ رد ہی نہیں ہوتا ہے
ملوک نے سلام کیا اور اپنا وار کیا سمعان نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قطع کیا خود پر آئی سمعان نے سر کھینچا تلوار سر
مرکب پر گری گردن مرکب سمعان کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ کھایا سمعان مرکب سے کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کے
ملوک کی طرف چلا کہ اس کے مرکب کو بھی بے گردن کرے ملوک تیز بازو نے جو ارادہ سمعان کا فاسد دیکھا مرکب سے کود پڑا
سمعان لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شام تک کشتی رہی شام کو سمعان نے کہا کہ واقع میں تو زبردست ہے اور بہادر ہے مگر
اے جوان رات واسطے آرام کے ہوتی ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے اگر آرام پسند ہو تو جا کر آرام کر میں بھی آرام
لوں صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہو جائے گا یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم بغیر سامنا کئے ہوئے میدان سے نہیں
ہٹتے ہیں یہ سنکے سمعان کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا تجھے تو موم کا سمجھتا ہوں لاؤ روشنی اسیوقت دونوں جانب سے روشنی آگئی
کشتی ہونے لگی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علیحدہ نہ ہوئے کئی پہر دن چڑھا تھا کہ سوائے زنجیر کی آواز کان میں آئی دیکھا
کہ دیوانہ چلا آتا ہے جیسا ہی دیوانے نے یہ معرکہ دیکھا پوچھا کہ کیا ہے اس کے ہمراہیوں نے بیان کیا کہ سمعان دیو ہیبت
سے مقابلہ ہو رہا ہے دیوانہ بھی پاس سے آکر دیکھنے لگا تیسرے روز ملوک بن مالک نے لنگر سمعان کا توڑا اور سر سے بلند
کر کے زمین پر مارا کود کے چھاتی پر سوار ہوا اور مشکیں باندھ کے میدان سے چلا ہمراہیان سمعان روتے پیٹتے خدمت میں
بادشاہ کے آئے اور کیفیت سمعان کے زیر ہونے کی بیان کی یہ سنکے کوکب نجم حصاری کو نہایت تعجب ہوا اب
اس نے کہا کہ جنگ تک ان لوگوں کا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ایک نامہ خداوند کے نام لکھ کے روانہ کیا جائے اسیوقت
دبیر کو حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے دبیر نے نامہ لکھ کے تیار کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند آپ کا صاحب لقا تیر صورت
کشن چند سرداران اسلام کو گرفتار کر کے لایا تھا نہیں معلوم راستے میں کیا اتفاق پیش آیا کہ وہ لوگ چھوٹ گئے

اب اُنھون نے قیامت برپا کر رکھی ہے لہذا آپ سے اطلاع کرنا ضرور ہوا کہ اپنے سردون کو بلوا لیجیے ورنہ یہ بہت شور و آفت برپا کرین گے نامہ وار تو نامہ لے کر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا اور یہان کوکب انجم حصاری نے دس پہلوانان نامی وگرامی کو جمع کر کے دو لاکھ سوار اُن کے ہمراہ کیے اور کہا کہ جا کے قلعہ کو محاصرہ کر لو اور اُن قیدیون کو گرفتار کر لاؤ ورنہ یہ فتنہ و فساد برپا کرین گے دس سردار جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوے ان کو تو راستے مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان

چند کلمے داستان دیو چہار سر کے بیان کیے جاتے مین ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مے تیز و تند
مین دکھلاؤن پھر تجھ کو دیوون کی جنگ
قوی مین نہین گرچہ طاقت ہے اب
مجھے اس سے نے کا ارمان ہے

طبیعت ہے مدت سے کچھ اپنی گند
وہ مے دے کہ جس سے روانی بڑھے
اگر دل کو ہے شوق بنت العنب
خدارا تو اب بھر کے ساغر پلا

وہ مے دے کہ دونی ہو جس سے ترنگ
بڑھاپے مین زور جوانی بڑھے
مری روح ہے وہ مری جان ہے
کہ مہمان کچھ دن کا ہون ساقیا

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مدت سے دیو چہار سر اس قلعہ مین رہتا تھا تھوڑے زمانے سے ایک پری کے عشق مین اسنے یہ قلعہ کا ترک کیا تھا اور فراق مین اختر پری کے سواے پرستان مین مارا مارا پھرا کرتا تھا اور اختر پری قید مین فیروز دیو کے تھی کہ وہ دیو چہار سر سے بھی زبردست تھا دیو چہار سر اُس پر قابو نہ پاتا تھا ایک روز دیو فیروز ہوا مین سو رہا تھا کہ اودھر سے دیو چہار سر آ نکلا اس نے دیکھا کہ دیو فیروز سو رہا ہے بس یہ سوچا کہ اس سے بہتر موقع نہ ہاتھ آئے گا دیو چہار سر نے وار شمشاد سر پر دیو فیروز کے ماری چونکہ دیو چہار سر اُس سے خائف تھا ڈر مین ضرب دیو کی شاخ پر پڑی شاخ ٹوٹ گئی اور دیو فیروز تڑپ کے اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک دیو وار کر کے کھڑا ہے دیو فیروز نے ڈانٹ کر ٹوکون ہے دیو چہار سر بھاگا اور دیو فیروز تعاقب مین دوڑا اگرچہ شاخ سے خون بہہ رہا تھا لیکن دیو فیروز تعاقب دوڑا تا تھا یہان تک کہ دیو چہار سر بھاگتے بھاگتے قلعہ سنگین حصار مین آیا یہان اس وقت سکندر رستم خو فصیل قلعہ پر بیٹھے تھے اور تمام سردار گرد و پیش جمع تھے سمعان کو طلب کیا تھا سمعان بھی حاضر تھا کہ ایک مرتبہ دیو چہار سر بھاگتا ہوا آ کے قلعہ مین گھس آیا یہان آدم زادون کو دیکھ کر پکارا کہ اے میری جان بچاؤ ساتھ ہی دیو فیروز بھی پیدا ہوا بس سکندر نے ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ دیو چہار سر ہمارے دامن مین چھپا ہے دیو فیروز نے کہا کہ اُسے گرفتار کر کے ہمارے سپرد کر دو ورنہ دیو چہار سر کے ساتھ تمھاری جان بھی جائے گی تم سب کو لقمہ کر جاؤن گا سکندر نے کہا کیا بک بک کرتا ہے بس دیو فیروز نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ سکندر کو اُٹھا کے لے کر جاؤن سکندر نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا دیو نے چاہا دوسری شاخ پر اُٹھا لون سکندر نے شاخ پکڑ کے لنگر مارا کہ دیو کا سر زمین سے لگ گیا سکندر نے دونون پاؤن شانون پر دیو کے اڑا کے شاخ کو بل دے کے جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر پھینک دیا لاش دیو فیروز کی پھڑکنے لگی یہ زور سکندر کا دیکھ کر سمعان نے تو ہاتھ چوم لیے اور عرض کی کہ تیرے غلامون کی غلامی مین بھی محظوظ ہوا اور دیو چہار سر کے ہوش اُڑ گئے کہ جب ان آدم زادون نے اس دیو کو مار لیا تو میری کیا حقیقت ہے سکندر رستم خو نے دیو چہار سر سے پوچھا کہ تو کون ہے دیو چہار سر نے عرض کی کہ مین اس قلعہ مین رہتا تھا اختر پری کے عشق مین سکونت مین نے یہان کی ترک کر کے پرستان مین رہنا پسند کیا تھا مگر اس دیو کے باعث اُس پری پر قابو نہ پاتا تھا اور میرے دل مین اس دیو کی طرف سے کینہ تھا مین نے سوتے مین اس پر حملہ کیا یہ جاگ اُٹھا مین بھاگا یہان آیا یہ بھی میرے ساتھ آیا آخر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مین آپ کا بندہ بے دام ہون کہ آپ نے جان بھی بچائی اور معشوق کے ملنے کی بھی امید ہوئی فرمایا تیرا مذہب کیا ہے دیو چہار سر نے کہا کہ ابلیس پرست ہون فرمایا خدا پرستی اختیار کر ابلیس پر لعنت کر دیو چہار سر از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب مین اپنی معشوقہ کو

لینے کو جاتا ہوں یہ کہکر دیو چار سر جانب پرستان روانہ ہوا وہاں اختر پری ایک گنبد کہنہ مین برسون سے قید تھی
دیو فیروز کے اختیار مین تھی کوئی قابو نہ پاتی تھی دیو اگرچہ قابل اس کے نہ تھا کہ کسی صورت سے دل بہلائے لیکن وہان
مین پڑے کے جاتی پری سکی بہا رکھی تھی پری خود بھی دیو چار سر پر مائل تھی کہ کہا ایک دیو چار سر ہو گیا اور پری سے قریب تھی
دیو فیروز بیان کیا پری نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اول تو ان آدم زادون کی مشتاق ہون جنھون نے اس دیو کو مارا
دیو چار سر پری کو اپنے کاندھے پر بٹھلائے ہوئے قلعہ سنگین حصار مین آیا اور صحبت مین شاہزادہ سکندر کے پری کو
بٹھا دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ اے دیو چار سر اسے لیجا اور قلعے کے کسی مکان مین اچھی طرح رکھ لیکن ہمارے کسی معاملہ مین
دخل نہ دینا بالفعل ہم سے جنگ درپیش ہے اور جنگ مین فتح بھی ہوتی ہے شکست بھی تم ہماری اعانت کا قصد نہ کرنا دیو چار سر
نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو بغیر اجازت مین دخل دون یہ کہکر دیو اپنی پری کو لئے ہوئے ایک مکان مین آیا اور مصروف
عیش و عشرت ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو کو دعائین دیتا تھا یہان شاہزادہ سکندر رستم خو نے جو گھبرایا دیوانہ بلغار سے فرمایا
کہ ہم شکار کھیلنے جائینگے یہان کس صحرا کی طرف شکار کثرت سے ملتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ یہان ہر طرف شکار
بکثرت ہے میری تو گذر صحرائی جانور ... ون پری ہے شاہزادہ سکندر سے طلوع بن لند ہو نے عرض کی کہ حضور تو تشریف
لئے جاتے ہیں ہم کس پر چھوڑے جاتے ہیں فرمایا کہ تم ہمیشہ صاحبقران کے قائم مقام رہتے ہو یہان میرے قائم مقام
تم ہو مین بہت جلد شکار سے واپس آؤنگا یہ فرماکر جانب صحرا روانہ ہوئے صرف دیوانہ بلغار کو برائے راہبری ہمراہ
لے لیا تھا تمام دن شکار کیا بہت سے آہو صید کرکے سرداران اسلام کے واسطے بھیجے ایک آہو کو ذبح کرکے صحرا مین
کباب لگائے خود بھی نوش کیا دیوانے کو بھی اپنے ساتھ کھلایا قریب شام پہنچے راستہ بھول کے کدھر کے کدھر نکل گئے
ایک مقام پر پہونچکے گانے کی آواز کان مین آئی ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کچھ معلوم نہ ہوا سکندر حیران تھے کہ
یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے دیوانہ بلغار نے عرض کی کہ اے شہریار شب تاریک ہے صحرا مین ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا نہین خدا جانے
کیا اسرار ہے یہ آواز کہان سے چلی آتی ہے ذرا سی دیر ... کے سامنے مین توقف فرمائیے جس وقت ماہتاب بلند ہوگا تو
دیکھا جائیگا اتنے مین دیکھا کہ ایک جانب سے کچھ روشنی نظر آئی سکندر نے اسی طرف دیکھنا شروع کیا تھوڑے
عرصہ مین ایک عورت لالٹین لیے ہوے دکھائی دی جب قریب آئی تو دیکھا کہ کہاری وضع ہے جب پاس پہونچی تم کہان سے
آئی ہو کہاری نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی آپ کو بلاتی ہین سکندر نے کہا کہان ہین کہاری نے کہا کہ وہ کیا
سامنے باغ ہے انھی کے برآمدے پر صحبت رقص و سرود برپا ہے جس وقت آپ شکار مین مصروف تھے اس وقت ملکہ
نے حضور کو دیکھا تھا سکندر نے کہا چلو آگے آگے کہاری لالٹین لئے ہوئے چلی اور پیچھے پیچھے شاہزادہ سکندر اور ان کے
پیچھے دیوانہ جاتے جاتے دور پہونچے دروازہ باغ کا نظر آیا دیکھا سکندر نے کہ دروازہ باغ پر اور ایک خواص
موجود ہے سکندر کو دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ خوب ملکہ کو راستہ دکھلایا پریشان کیا ہے جلدی چلیے ملکہ نے کھانا
نہین نوش فرمایا ہے سکندر رستم خو حیران کہ یہ کونسی ملکہ ہے اور عشق اس حد تک کیونکر طول کھینچ گیا خلاصہ یہ کہ وہ خواص
ساتھ ہوئی سکندر ہمراہ اس خواص کے چلے جاتے ہین ہر روش بغیچہ کی نہایت درست ہے لیکن رات کی سیاہی ہر
حسن و قبح پر پردہ ڈالے ہوئے ہے یہان تک کہ شاہزادہ قصر طاؤس نگار مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت
ہوش مسند سے لگی ہوئی بیٹھی ہے سامنے گانیوالیان حاضر ہین طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے مصاحبین گرد و پیش جمع
ہین خواصین سامنے ادب سے ہاتھ باندھے ہوے کھڑی ہین جیسے ہی نظر ملکہ کی سکندر کے چہرۂ زیبا پر پڑی اپنے
مقام سے اٹھ کر تا لب فرش برائے استقبال آئی اور شاہزادہ سکندر کا ہاتھ پکڑ کے مسند تک لائی صدر مین
جگہ دی ایک خواص نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق اب خاصہ تناول فرمائیے اس کے بعد رقص و سرود ہو
تو بہتر ہے کہ حضور عادی ہین سویرے کھانا کھانے کی ہین اور آج شاہزادے کے انتظار مین اسقدر دیر ہوگئی ملکہ نے فرمایا

کہا جلد دسترخوان بچھاؤ اسیوقت دسترخوان چنگیا ملکہ نے کہا آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ نان ونمک حاضر ہوا ہے قبول کیجئے سکندر حیران ہو کر یہ ماجرا کیا ہے نہ کبھی کی جان پہچان اور یہ بے تکلفی یہ ایسے محو ہوئے کہ یہ بھی نہین پوچھتے کہ تم مسلمان ہو یا کافر سنا تو ملکہ کے پیچھے ہی ٹھگئے دیوانے سے ملکہ نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ دیوانہ بھی برابر شاہزادے کے آکے بیٹھا لیکن ادب کے سامنے پیچھے دبا ہوا ملکہ نے کہا بسم اللہ شاہزادے نے بے تکلف کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو وہین صحبت رقص وسرود بھر آراستہ ہوئی گانیین حاضر ہوئین اور گانے بجانے مین معروف ہو گئین ایک پری جمال نے یہ غزل شروع کی غزل

ترقی سے ہو بیرا آئین جو جلے ایسے بھی ہوتے ہین
فلک نے زمین کو زلزلے ایسے بھی ہوتے ہین
شب فرقت سحر کر دمنے تنہ پہ ہنس ہنس
رہا آنا ہو دلبر ولولے ایسے بھی ہوتے ہین
ستاتی تھی بہت فرقت مین ہم کو خانہ ویرانی
جہان مین اہل دل کے حوصلے ایسے بھی ہوتے ہین
تکلف کیا جو دست نازک قاتل کو دی زحمت
ہے دونون ہی ناخوش فیصلے ایسے بھی ہوتے ہین

بدی ہو جائے نیکی سلسلے ایسے بھی ہوتے ہین
نکالنے سے نکلین ولولے ایسے بھی ہوتے ہین
کلیجے ملکے رہتے ہین آنکھ آکیون منھ سے
کہ بیکار رہی ناخن مشغلے ایسے بھی ہوتے ہین
گرفتار کی اسیری آپ ہین کرجرم الفت
لگا دی آگ خود ہی دل جلے ایسے بھی ہوتے ہین
ہوا مست دونون آنکھ کے ہر ذرہ ہر سو گئی ہے
گلا خود کاٹ ڈالا منچلے ایسے بھی ہوتے ہین
تلاش راہبر راہ عدم مین آئند کیون ہو

سنا دیں یا ہی رنجش کے لیے بھی آتے ہین
تڑپنے پر مرے دل اس ستمگر کا دم رکنا تھا
عجب آثار نازہ ہو گئے ایسے بھی ہوتے ہین
چلا ہون بے اجازت جلوہ گاہ یار کی جانب
رسائی کے جہان مین سلسلے ایسے بھی آتے ہین
حقیقت دل کی کیا ہے ہم کو تو جان کنے یہ دن
جو بکر ادا ہوئین آپ جاتے ایسے بھی ہوتے ہین
ملا وہ مجھکو محشر مین نہ اس نے غیر کو پایا
روانہ قافلے کے قافلے ایسے بھی ہوتے ہین

غرضکہ تمام رات یہی صحبت رہی ادھر تو رنگ فلک بدلا اور صحبت الم مین کمی پیدا ہوئی ادھر ملکہ نے شاہزادے کی طرف دیکھ کر کہا خدا حافظ اور ایک دھوان بن کر ساری محفل مع باغ نظرون سے غائب ہو گئی اب جو سکندر نے دیکھا تو ایک صحرائے لق ودق کے سوا اور کچھ بھی نہین ہے سکندر حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیوانہ بلغار ایک مرتبہ رونے لگا سکندر نے کہا کہ کیون روتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہو گیا ہم ایسی بلا مین پھنس گئے کہ اب تا بہ زیست رہائی حاصل ہونی معلوم ہوتا ہے کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے شمال کی جانب اٹھارہ کوس نکل آئے لوگون سے سنا تھا کہ قلعہ سنگین حصار کے شمال حصہ مین بہ عجائبات نظر آتے ہین اور اگر کوئی بھولا بسرا آنکلتا ہے تو انہی بلاؤن مین گرفتار ہو کے مر جاتا ہے پھر اُسے رہائی نصیب نہین ہوتی ہے خدا جانے بیان کیا اسرار ہے بہماس کے جو اس نے غور سے دیکھا تو قلعہ سنگین حصار کا ایک منارہ دور سے نظر آیا جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ہم قلعہ کی شمال جانب آگئے ہین دیوانہ تو رونے پیٹنے لگا لیکن شاہزادہ سکندر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے دیوانہ بلغار اپنے کو آپ ہلاک کرنے سے کیا فائدہ جبتک تقدیر گردش مین ہے اس وقت تک ہم یہان پھنسے رہے ہین اور جس روز تقدیر گردش سے نکل اسی دن ہم یہان سے نکل جائینگے اور اگر خدا نے قسمت مین یہین کا آب ودانہ تحریر کر دیا ہے تو یہ مرضی اس کی کیا چارہ ہے بہر نوع پریشانی سے کچھ حاصل نہین دعا کرو کہ خدا جلد نجات دے اور اے بلغار جب قلعہ کا منارہ سامنے معلوم ہوتا ہے تو اسی طرف کیون نہین چلتے ہو دیوانے نے کہا کہ چلئے شاہزادہ ہمراہ دیوانہ بلغار کے قلعہ کی سیدھ باندھ کے چل نکلا دن بھر کی رہروی مین بہت سے آگے بڑھے لیکن شام ہوتے ہی اب جو خیال کرتے ہین تو جس مقام سے چلے تھے وہین موجود ہین سکندر نے لاحول پڑھا شام ہوتے ہی تاریکی تمام عالم مین محیط ہو گئی آوازین درندون کی آنے لگین وہ معلوم ہوتا تو ٹھہر جاتے اس کا آب ہو جاتا تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی طرح گانے کی آواز کان مین آئی شاہزادے کو خیال تھا کہ آج پھر وہی پری یا کوئی اور بلانے کو آئے گا لیکن انتظار مین بہت عرصہ کھینچا اور کوئی بلانے کو نہ آیا آخر شاہزادے نے دیوانے سے کہا کہ چلو ہم بھی چلیں وہ بھلا ہے جو دل تو چاہتا دیوانے نے کہا بسم اللہ شاہزادہ دیوانے کو ساتھ لیکر جانب باغ روانہ ہوا جاتے جاتے دروازہ باغ پر پہنچے تو آج دروازہ بند پایا اور سامنے دروازے کے ایک دیو کو بیٹھے دیکھا وہ نے جو سکندر کو آتے

دیکھا آواز دی کہ تو کون ہے جو محل شاہی کی طرف آتا ہے پلٹ جا ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا سکندر نے فرمایا کیا جھک مارتا
ہے محل شاہی کیسا کل ہم اس باغ میں آکر پریشان ہوچکے ہیں آج پھر جائیں گے دیو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تجھکو تیری قضا
کھینچ کر اس طرف لائی ہے لیکن خیریت اسی میں ہے کہ پلٹ جا ورنہ مجھے رہنا کہ آج میں بھوکا بیٹھا ہوں کہ صبح سے سوا چنے کا ہوں
کے نہ کوئی بیل گائے ملا نہ کوئی شیر نظر آیا کہ شکم سیر ہوتا سکندر نے کہا ملعون دور ہو ورنہ سزا دوں گا دیو ہنسا اور منہ
اپنا کھول کے کہنے لگا کہ آکو دیکھ کہ یوں ہی نگل جاؤں اور اگر سختی کرے گا تو چبا چبا کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جاؤں گا سکندر
نے ایک پتھر اٹھا کر دیو کے حلق میں ڈال دیا دیو نے غصہ سے منہ مارا تو دانت پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا بس اس نے پتھر کو تو اگل دیا
لیکن غصہ میں سکندر کی طرف بڑھ کر کہا ہی لوں گا سکندر نے شاخ سر دیو کی پکڑ لی اور جھٹکا مارا دیو نے چاہا
کہ شاخ چھڑا لوں اسی کشاکش میں شاخ دیو کی ٹوٹ دیو چیخ مار کے اندر باغ کے گھس گیا سکندر بھی تعاقب میں
چلے دیو نے ایک چیخ ماری کہ ہزار ہا دیو پیدا ہوئے ہر طرف سے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے تلوار کھینچی اگرچہ شاہزادہ
تنہا ہے صرف دیوانہ بلغار ساتھ ہے تو اس کو بھی پشت پر لے لیا ہے کہ شاید یہ جنگ دیوان کی تاب نہ لا سکے اور آپ تن تنہا
دیووں کا مقابلہ کر رہے ہیں لاشیں پر لاشیں گر رہی ہیں مگر چلے ہی آتے ہیں اور شور کرتے ہیں کہ مار لو اس سرکش کو
یہ جانے نہ پائے شاہزادہ نیرنگ قاف کے مرغوں کو سرکتے ہوئے ہے کس کی مجال ہے جو تاب مقابلہ لا سکے صبح تک
ہزار ہا دیووں کو قتل کیا ایک مرتبہ صبح ہوتے ہی دیو مانند پرچھائیوں کے نظر آنے لگے اور روشن ہوتے ہی وہ
پرچھائیاں بھی غائب ہوگئیں زمین کو جو دیکھا تو کیا سبزہ لہلہا رہا ہے دیو کیسا ایک چڑیا کی لاش بھی نہیں ہے سکندر نے
دیوانہ سے کہا کہ تم بھی شاہد ہو کہ رات تو ہم نے ہزار ہا دیووں کو قتل کیا تھا اس وقت کچھ بھی نہیں یہ کیا معاملہ ہے دیوانے
کے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اس نے کہا اے شہریار خدا ہی اس صحرا سے زندہ نکالے گا تو رہائی ہوگی ورنہ پہلے تو
بہت تھی برے ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں اگر زندگی ہے تو بروز رہائی کو ڈھونڈ جاؤ اور اگر خاک یہیں کی ہے تو مجبوری ہے یہ
فرما کر اس سرزمین سے علیحدہ ہوئے جاتے جاتے ایک چشمہ آب پر پہونچے منہ ہاتھ دھویا نماز صبح قضا ہوگئی تھی ادا کی
کچھ جنگلی میوہ کھایا کہ بھوک کے مارے برا حال تھا شکر خدا بجا لائے پھر دریا ایک درخت کے نیچے قیام کیا دیوانہ نے
عرض کی کہ حضور سو رہیں تو بہتر ہے کہ دو راتیں جاگتے گذر چکی ہیں آج شب کو دیکھیے کیا مرحلہ پیش آئے شاہزادہ نے
زمین پوش بچھا کے آرام فرمایا گھوڑے چرنے لگے اور دیوانہ بافراغت درخت پر تکیہ کر کے اس ارادے سے بیٹھا کہ
جب تک شاہزادہ آرام کرتے ہیں جاگتا رہوں لیکن اس کی بھی آنکھ لگ گئی اور شاہزادہ بھی سو گیا جب کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو مرکبوں کو نہ پایا سکندر نے کہا کہ غضب ہوا مرکبوں کا گم ہونا ہمارے حق میں اور بھی برا ہوا شعر
ع - ہرچہ آید بر سر ما از نصیب ۔ یہ فرما کر آپ نے طائروں کو اڑا کر دیوانے سے کہا کہ کچھ خشک لکڑیاں جمع کرو دیوانے
نے لکڑیاں جمع کیں سکندر نے چند طائر صید کیے دیوانے نے طائروں کو ذبح کر کے کباب لگائے شاہزادہ کو
کھلائے آپ بھی کھائے چشمہ آب سے پانی پیا سکندر نے کہا کہ اے بلغار دیوانہ آج جو ایک طرف کو چلو تو علامت راہ
قائم کرتے چلو تاکہ معلوم ہو کہ ہم نے کتنی راہ طے کی اور ہم کہاں تک پہونچے دیوانے نے عرض کی کہ بہت خوب بس
اسی وقت دیوانہ گلک کے جنگل کی طرف گیا اور بہت سے تیرے توڑ لایا کہ قریب نیرے چلیے سکندر رستم خو نے قلعہ
سنگین حصار کی سید باندھ کے راستہ لیا دیوانہ جا بجا گلک کے تیرے قائم کرتا ہوا چلا کہ تا منزل مقصود تک پہونچے
مہینا سانی ہوگئی دن بھر رہروی کی اور شام کو جو دیکھا تو اسی مقام پر موجود ہیں جہاں سے چلے تھے سکندر نے کہا
کہ اے بلغار اپنے قائم کیے ہوئے نشانات کو تو دیکھو دیوانہ نے ایک درخت بلند پر چڑھ کے جو خیال کیا تو جس جگہ
سے نشان شروع ہوئے ہیں ایک دائرے کے ساتھ اسی مقام پر ختم ہوگئے ہیں گویا ایک دورا کر کے بیٹھ گئے
ہیں سکندر حیران تھے کہ یہ کونسا ماجرا ہے کا پھیر ہے تمام رات ہم پھر کے دائرہ ہی میں کہتا ہوں ہم آگئے کہاں گردش کا

پاؤن مین ہو۔ اے بلغار آج فاقہ ہی ہوا نہ کوئی جانور صید کیا اور نہ پھل درختون سے توڑے دیوانے نے عرض کی کہ اگر مجھے
حکم ہو تو مین جاؤن کچھ پھل درختون کے توڑ کے لے آؤن سکندر رستم خو نے کہا کہ اب شام قریب ہے ایسا نہو کہ تم کسی آفت مین
مبتلا ہو جاؤ اس سے بہتر یہ ہے کہ یا تو ہم تم ساتھ چلین یا تکیہ خدا پر کرین وہ رازق العباد ہے روزی رسان ہے بجائے کاسہ بے مگس
ہرگز نہ مانند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر می دہد + یہ فرما کر تیمم سے نماز پڑھی اور ایک جگہ بیٹھ گئے اب سیاہی شب کی
پھیلی عالم پردہ ظلمات نظر آنے لگا اور وہی آواز ساز و سرود پھر پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے دیوانہ بلغار سے کہا
کہ چلو پھر اسی محفل مین چلین دیوانہ نے عرض کی کہ کل کا ساتھ کیا حضور کو فراموش ہو گیا سکندر نے کہا کہ خوب یاد ہے مگر یون
تو سوچ چکے تھے دیوانہ نے عرض کی کہ یہ سوچ تو خود ایک عورت آکر اپنے ساتھ لے گئی تھی کل ناخواندہ مہمان کی طرح گئے تھے
اس کا انجام آپ نے دیکھا فرمایا خالی بیٹھنے سے تو بہتر ہے ایک شغل بیکاری ہی سہی دیوانہ نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب
ہون سکندر اٹھکر باغ کی طرف چلے آج ہر چند تلاش کیا باغ کا راستہ ہی نہ ملا صبح ہو گئی دیوانہ نے عرض کی کہ اے
شہریار اب خدا پر تکیہ کر کے جانورون کو صید کر کے کباب لگایئے اور کھایئے پھرنے مین سوا پریشانی کے اور کیا حاصل
ہوگا جس وقت خدا کو رہائی منظور ہوگی تو خود ہی کوئی شکل نکلیگی ان کو تو اس پریشانی اور سرگردانی مین چھوڑا جاتا ہے

اول کچھ حال فتانہ جادو مالک بیابان سرگردان کا بیان کیا جاتا ہے

ساقیا ہے جو جستجو تیری
ہان ذرا چھیڑ ذکر بنت عنب
غنچہ دل کا ہے کیا کھلنا
دل مین اک میٹھا میٹھا درد اٹھا

دل مین رہتی ہے آرزو تیری
لطف دیتی ہے گفتگو تیری
رنگ میرا ہے اس مین بو تیری
یاد آئی جو گفتگو تیری

مین وہ گل ہون ہے جسمین بو تیری
ہے تلاش اپنے دل کی اب مجھکو
کام دیر و حرم سے کیا مجھکو
اے تنبیر اس بھرے زمانے مین

ہون وہ بلبل کہ آرزو تیری
آن سے پہلے تھی جستجو تیری
نئے پھولی ہے آرزو تیری
رکھے اللہ آبرو تیری

واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ جاکر اس صحرا کی فتانہ جادو ہے اس نے تمام صحرا کو طلسم بند کر رکھا ہے کہ جو شخص اس طرف
نکل آئے وہ پلٹ کے نہ جانے پائے جو آتا ہے وہ کچھ دنون پریشانی اٹھاتا ہے آخر فتانہ کا مطیع ہو کر خدمت بجا لاتا ہے سیکڑون
امیرزادے اس کی غلامی کرتے ہین جو آیا وہ ہمین کا ہو رہا سکندر رستم خو کے حسن و جمال پر شیدا ہو کے اس نے پہلے
روز تو اپنی صحبت مین بلا لیا لیکن جب اس کو علم سحر سے یہ بات دریافت ہوئی کہ یہ مجھسے رضامند نہوگا تو اس نے شاہزادہ
کو پھر اسی حیرانی و سرگردانی مین مبتلا کیا تین چار روز گذرنے کے بعد اس کی بھانجی ملکہ طناز جادو اپنی خالہ سے
ملنے کو آئی جس وقت پلٹ کے جانے لگی تو اس نے سکندر کو سرگردان و پریشان پایا یہ شاہزادے کے حسن و
جمال پر شیفتہ ہوئی اپنی وزیرزادی شرارہ جادو سے کہا کہ اس کو یہین سے اٹھا لے چلو شرارہ جادو نے کہا مجھے
حکم بجا لانے مین کچھ عذر و انکار نہین لیکن آپ نے نتیجہ بھی سوچ لیا ہے کہ کیا ہوگا جس وقت ملکہ فتانہ جادو کو معلوم ہوگا
کہ ایک قیدی چارا گم ہوا تو سوا آپ کے کس پر خیال ہوگا طناز جادو نے کہا کہ دیکھا جائے گا شرارہ جادو کچھ پڑھ کے
گری اور سکندر کو اٹھائے لئے چلی گئی دیوانہ دیکھتے رہ گیا اور شاہزادے کے فراق مین اس نے گریبان چاک کیا
شرارہ جادو اور طناز جادو سکندر کو لئے ہوئے اپنے باغ مین آئین شاہزادہ تشنج ہوا سے بیہوش ہو گیا
تھا ملکہ نے شاہزادے کو لخلخۂ زنت معنبر سنگھا کر ہوشیار کیا سکندر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا مین پایا
نازنین ماہ جبین گرفتہ ہوش و حواس گوش تا صبح بیہوش کو سرہانے کھڑے التفات دیکھا اٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے
پری جمال تو کون ہے ملکہ طناز جادو نے کہا کہ مین نے آپ کو اسیر زندان بلا دیکھا آپ کی جوانی پر رحم کیا کہ اٹھا لائی
ہون جس صحرا مین آپ سرگردان و حیران تھے وہان میری خالہ فتانہ جادو رہتی ہے اس نے تمام صحرا کو سحر بند کر دیا
ہے کہ جو آتا ہے وہ پھر پلٹ کے نہین جاتا ہے اگر مین آپ کو جان پر کھیل کے نہ اٹھا لاتی تو زندگی بھر رہائی نہوتی اور مجھے

اس حرکت پر مجھے کیا کیا مصیبت اٹھانا پڑتی ۔ شاہزادہ سکندر رستم خو نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تو سہی جو اس
مکارہ کو سزائے معقول نہ دی تم کس طرح میرا اور فتانہ جادو کا سامنا کرا دو طناز جادو نے ملکہ سے کہا کہ وہ
ساحرہ ہے آپ اس کا کیا کر لیں گے سکندر نے کہا کہ اگر خدا ہمارا مددگار ہے تو اگر اس کو مار کر میدان سرگردان کو صاف
نہ کیا تو نام اپنا سکندر رستم خو نہ پایا ملکہ نے کہا یقین ہے وہ خود آئے گی اور شاہزادے کے لئے سامان ضیافت مہیا کیا
اس وقت شاہزادے کو اپنا دیوانہ یاد آیا فرمایا اے ملکہ ایک رفیق میرا اسی صحرا میں رہ گیا ہے خدا جانے وہ کس حال میں
ہوگا ملکہ نے کہا میں اسے بھی بلواتی ہوں یہ کہکر شرارہ جادو سے کہا کہ جاکر دیوانے کو بھی لے آؤ شرارہ جادو
یہاں سے بھڑک کے اڑی وہاں فتانہ جادو کو خبر ہوئی کہ ایک قیدی کو آپ کے طناز جادو اٹھوا لے گئیں
فتانہ جادو بیتاب ہوکے آئی کہ دیکھوں کس قیدی کو اس نے اٹھوالیا جب یہاں آکر سکندر کو پایا تو اسے نہایت
طیش آیا کہا لو اس چھوکری نے میرے ساتھ بھی یہ چھنال گنگھوڑے نکالے ہیں دیکھنا اسے کیسی سزا دیتی ہوں یہ اسی
طیش میں تھی کہ شرارہ جادوگری اور دیوانہ کو بھی لے کر چلی ہے فتانہ جادو نے بھی پر پرواز پیدا کئے اور ساتھ
ساتھ اڑتی ہوئی چلی ادھر تو شرارہ جادو نے سامنے ملکہ اور شاہزادے کے دیوانہ کو لا کے چھوڑا ادھر فتانہ جادو
آ پہونچی اور پکاری کہ کیوں او شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی تجھے بھی یہ سوتا پا لینا تھا تو سہی جو تجھے اور ان دونوں
کو نہ قتل کروں اسے ان خدا پرستوں سے دوستی کرنا اپنے سے دشمنی ہے میں چاہتی تھی کہ یہ سر ٹکرا کے مر جائے اور
راستہ نہ پائے میں نے انہیں خداپرستوں کے لئے یہ دام تدویر بچھایا ہے بہتوں کو مار ڈالا اور بہت سے باقی
ہیں سکندر نے سمجھ لیا کہ یہ مار ہر گز نے والی نہیں ہے اور اس وقت بگاڑنے میں کام خراب ہوگا فرمایا اے ملکہ تم نے
ایک روز اپنا جمال جہان آرا دکھایا پھر اس وقت تک ترسایا کہیں یہ وہم صحرا میں مارے مارے پھرے مگر تمہارا پتہ
نہ پایا یہ تو بتاؤ کہ تم اس قدر خدا پرستوں سے کیوں دشمنی رکھتی ہو خدا پرستوں نے تمہارے ساتھ کونسا بد سلوک کیا
فتانہ جادو نے ہنس کے کہا کہ میں قتل خداپرستان میں مرحلہ ہامان کا ہیج و باج میں شریک تھی جن کے ساتھ میں نے
دشمنی کی وہ کب میرے دوست ہوں گے علاوہ اس کے ساحروں اور خداپرستوں سے ہمیشہ کی عداوت چلی آتی ہے
سکندر نے جواب دیا کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے نہ سب خداپرست بد باطن ہیں نہ سب ساحر بد نفس ہیں
دیکھو ایک یہی ہیں کہ اگر تم کو تو تمہاری طرف سے سارے خداپرستوں کو قتل کریں تمہاری محبت کا دم بھریں ان باتوں
نے سکندر کی فتانہ کو لبھا لیا دام میں پھنسا لیا ایک تو یوں ہی عاشق ہو چکی تھی ان باتوں پر اور بھی شیفتہ ہو گئی کہنے
لگی کہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو اس شوخ دیدہ کے ساتھ کیوں چلے آتے سکندر نے فرمایا کہ اس سے پوچھو میں بلایا
گیا ہے اختلاطی ستانہ نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب میں تجھے لے چل کے اپنی بغل میں سلاؤں گی اور
اس گیسو بریدہ کو دکھا دکھا کے جلاؤں گی سکندر نے کہا کہ یہی اسی قابل ہے فتانہ جادو نے ملکہ طناز جادو کی طرف ایک
بال اپنے سر کا توڑ کے پھینکا اور کچھ اسم پڑھا کہ وہ بال رسن بن کے شرارہ جادو اور طناز جادو دونوں کے بازوں
میں لپٹ گیا اور دونوں کو باندھ لیا ہر چند دونوں نے اُس کے دہن سے منتر پڑھے مگر کچھ نہ ہوا رسن سحر نہ جل نہ
ٹوٹا ہوئی طناز جادو پشیمان تھی کہ یہ غضب طرح کا مردوا ہے ابھی تو مجھ سے محبت جتا رہا تھا ابھی اس نکاح کی محبت کا دم بھرنے
لگا یہ سب مطلب کے یار ہوتے ہیں خیر اب تو جو ہوا سو ہوا خود کردہ را علاجے نیست یہ تو اس افسوس میں تھی اور
دیوانہ پکار کا کے کہہ رہا تھا کہ اسے شہزادے یہ تو شیوہ آپ کے خاندان کا نہ تھا جو آپ نے کیا سکندر نے جواب دیا کہ اسے
رفیق من ع زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز ملکہ نے میرے ساتھ کیا برائی کی جو میں ان سے روگردانی
کروں یہ ان کی محبت تھی کہ انہوں نے بچایا اور خیر خدا کے واسطے جانیا مسدود کر دیا تھیں عاشقی سے کیا کام یہ باوجود عشق کی باتیں
کوئی ہم سے پوچھے حضر کیا جانیں خوب لگے زلف ہونٹ دیوانہ چپ ہو گیا مگر نہایت نفرت کی نظروں سے سکندر کو

دیکھنے لگا فتانہ نے سحر کیا کہ ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا فتانہ نے ان سب کو اُسی ابر پر بٹھایا اور لے کر جانب بیابان گردان روانہ ہوئی جس وقت اپنے قصر مین پہونچی تو دیوانہ کو زندان خانے مین بھجوا دیا اور شرارہ جادو و طناز جادو کو ستون قصر سے باندھ کر کشتیان شراب و کباب کی لا کے رکھدین سکندر کے واسطے اسباب آسایش مہیا کر کے گانے والون کو گانے کا حکم دیا ایک پریکال نے یہ غزل شروع کی غزل

جو ہم پہ تیغ لگانے کو یار تو آئے
تڑپے وہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آئے
کسی کے کوچہ مین پہونچے ہی ہم تو کیا پہونچے
اگر بچھ کے ذرا اُن سے گفتگو آئے
وہی ہزار سر جو پہونچے تمہارے کوچے تک
اجل ہی پوچھنے آئے اگر نہ تو آئے
یہ شوق ہو کہ جو بیٹھے وہ تیر پہلو مین
ہو میرے ہاتھ مین دامن ترا جو تو آئے
غم فراق نے چھوڑا نہ دل مین قطرۂ خون
کہ میرے دم کی طرح کھنچ کے تا گلو آئے
شریک اشک ہوا دل بھی ہون جو پھوٹ
کہ آئینہ نہین اندھا جو روبرو آئے

جو تنگنا وے مین وہ ترک جنگ جو آئے
یقین ہے خون تمنا کی میرے بو آئے
کلیم طور پہ جانا تمہین مبارک ہو
تو مدکون مرے داغ وفا کی بو آئے
کوئی تو آکے خبر لے بلا نصیبون کی
خدا کرے کہ کسی مین توان کی بو آئے
نہ حسن و عشق کا جھگڑے طاقت محشر مین
پھر آج اشک ڈبونے کو آبرو آئے
کسی کی تیغ مین اتنا کہان ہے دم باقی
حریم کعبہ مین جو آئے باوضو آئے
نظر کی چوٹ پھر اس پر نگاہ یار کی چوٹ
غضب کے ریخ اُٹھانے تو لکھنو آئے

دہن کی دامن زخم جگر سے بو آئے
لگا کے ہاتھون مین مہندی جو یار تو آئے
گئے تھے دل کی طرح ہم آرزو آئے
بھرین اگر گل تصویر مین وہ رنگ مرا
وہی ہے آہ جو عرش برین کو چھو آئے
گلون کو سونگھتا پھرتا ہون ہوس بلبل
تمام تن کا وہین دوڑ کر لہو آئے
کسی کے ذکر کے آتے ہی دیدہ بان آنکھ
کمان سے تیرون کی عادت کوا اب لہو آئے
یہ کوے یار ہے دو موزنگی سے ہاتھ اپنی
زمین عطر سے خون جگر کی بو آئے
نہ کا ہنور بھی ہم سے چھوٹا لے جاوہ

دیر تک یہ مشغلہ رہا آخر صحبت برخاست ہوئی آپس مین خلیبین مصاحبین جو اہلیت سب چلی گئین اور فتانہ جادو پلنگ مین سکندر کے ہاتھ ڈال کر انگڑائی لی سکندر نے بھی آغوش مین لیا دیوانہ طرار نے لوٹ کی نظر سے سکندر کو دیکھا کہ ایسا جوان رعنا اور ایسے خاندان عالی سے ہو کر اس ساحرہ کرنہہ منظر سے ملتفت ہے یہان شاہزادے نے فتانہ کو آغوش مین لے کر دبایا پہلے تو وہ ناز سے تماشا کرنے لگی جب سکندر نے زور سے دبایا اور پسلیان کڑکنے لگین تو چلائی کہ اے ظالم کیا کرتا ہے سکندر نے اور زور سے دبا دیا تمام پسلیان ٹوٹ گئین اور دو رستے سے دم نکل گیا سکندر نے لاش کو پھینک دیا مرتے ہی فتانہ جادو کے ایک قیامت کبرے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین گیر و بزن کی آنے لگین آتش باری و برف باری دیر تک رہی تمام باغ و صوران بن کر نظرون سے غائب ہو گیا آخر پریون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من فتانہ جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہے تو دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ قصر جادو سر کنڈے گڑے ہوئے ہین ان پر پیلا پیلا زرد و زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے شرارہ جادو و طناز جادو بان کی ہانڈی پکڑی ہے جس قدر پریزاد وغیرہ تھے سب غائب ہو گئے جتنے لازمین تھے سب کاغذ کے پتلے بن کے ہوا مین ادھر سے ادھر اڑنے لگے تمام قیدی رہا ہو گئے لیکن متحیر تھے کہ ہم کس طرح اس ظالم کی قید سے چھوٹے ادھر طناز جادو نے قید سے چھوٹتے ہی سکندر کی تعریف کی اور اپنی خطا بخشوائی کہ مین اس جال کو پہلے نہ سمجھی تھی اسی بنا پر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ عشق اس واسطے کرتا تھا کہ لئے نہین مجھے بھی ایسا ہی عاشق تو نہین ہے سکندر نے کہا جو خدا پر ستون سے دغا کرے گا اُس کا یہی انجام ہو گا طناز جادو نے کہا کہ مین تو پہلے سے بندۂ بیدرم ہو چکی ہون اتنے مین دیوانے نے بھی آکے سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو آپ نے وہ کام کیا ہے جو سوا جاننے کے کسی سے ہو سکے نہ کیا جا سکندر نے کہا کہ سپاہی کے چھپے رہنے سے دیوانہ طرار اگر مین ایسا نہ کرتا تو زندگی مین رہائی مشکل اور ساتھ جیسے بہت سے غریب رہا ہوئے اب فتانہ کے مال و خزانے کی تلاش کی تو ایک بہت بڑا دفینہ پایا شاہزادہ سکندر نے وہ دفینہ اسی جگہ گڑوا

رکھا اور دیوانوں کا پہرہ وہاں قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے کچھ لوگوں کو بھیجکر یہ خزانہ وہیں منگالینگے
اور جس قدر قیدی تھے اُن کو رہا کر دیا اور طناز جادو سے ارشاد کیا کہ تم اپنے باغ کو جاؤ جب طلسم زلزلے
فرصت ہووے گی تو ہم تم سے ملینگے بغیر اس کے ہم تم سے نہیں مل سکتے طناز جادو رنجیدہ ہو کر اپنے باغ کی طرف
روانہ ہوئی اور سکندر رستم خو نے قلعہ سنگین حصار کا راستہ لیا اب اول

چند کلمے داستان سرداران اسلام اور فوج کفار کے بیان کئے جاتے ہیں کہ حکم سے کوکب انجم حصاری کے دو لاکھ سوار اور دس سردار واسطے تاراجی قلعہ سنگین حصار کے روانہ ہوئے تھے

ہاں مرے ساقی مئے صافی دے وہ جام لالہ رنگ ۔ پھر بڑھاپے میں نظر آئے جوانی کی امنگ
ہو کوئی دم میں جہان سے اپنا ساقی چل چلاؤ ۔ اب کہاں وہ جوش دل اور وہ جوانی کا بناؤ
وقت آخر دیکھ لوں بنت العنب کو اک نظر ۔ ہے اجل سر پر گھڑی دم میں عدم کا ہے سفر
پھر کہاں میں اور کہاں تو اور کہاں یہ انجمن ۔ دو گھڑی کی ہے غنیمت ہے یہ صحبت جہان میں
بھر کے ساغر دے دکھاؤں جنگ کو پھر زور شباب ۔ جنگ کے میدان میں آیا ہوں با رنگ خضاب
دنگ ہو جائیں جوانان جہان بھی دیکھکر ۔ وہ دکھاؤں معرکہ اُٹھنے پھریں میدان میں سر

راوی بیان کرتا ہے کہ سرداران لشکر اسلام قلعہ میں مقیم ہے شاہزادہ سکندر رستم خو کا انتظار رہا جب دو روز گذر گئے
اور شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف نہ لائے تو سرداران اسلام پریشان ہوئے ہرکاروں کو بجائے دریافت حال
روانہ کیا ہرکارے شام کو واپس آئے اور عرض کی کہ صاحبقران اوسطائش صحرا کی طرف گئے جہاں جاکے کوئی واپس
نہیں آتا یہ سنکے تمام سردار پریشان ہوگئے طلحہ بن لندھور نے کہا جاکے واپس نہ آنے کا کیا سبب ہرکاروں نے عرض
کی کہ ایک صحرا اس نواح میں ہے کہ اس طرف جانے کی ممانعت ہے اور جو کوئی غلطی سے چلا جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا ہے خدا
جانے کیا اسرار ہے اس خبر وحشت اثر کو سنکے طلحہ نے کہا کہ میں ضرور جاؤں گا ملوک بن مالک نے کہا کہ میں بھی ہونگا
گلشتم بن ہاشم بھی آمادہ ہوگئے مرزنگ بن مرزبان خراسانی بھی مستعد ہوئے خلاصہ یہ کہ تمام سرداران لشکر اسلام
چلنے پر آمادہ ہوگئے لیکن ہنوز یہ لوگ دروازہ قلعہ تک پہونچے ہونگے کہ جانب صحرا سے ابر گرد وغبار بلند ہوا اب تو
سب دیکھنے لگے یہانتک کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا پرا آتا
پھریرے پر پھریرے کے تحریر شجاع بن مکشش کی تحریر تھی اب تو اور ملازمین نے عرض کی کہ پہلے اس بلا کو ٹالئے اس کے
بعد تلاش صاحبقران اوسطائش میں جانے کا قصد فرمایئے طلحہ نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا ہرکاروں کو کہ دریافت
کرو یہ کس ارادے سے آئے ہیں ہرکارے گئے اور خبر لے کر پھرے عرض کی کہ یہ فوج بادشاہ انجم حصاری کی ہے تاراجی
قلعہ کے ارادے سے آئی ہے طلحہ نے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ بھی باہر قلعے کے برپا ہو دیوانوں نے لاکر بارگاہ برپا کی دس ہزار
دیوانہ اندر قلعہ کے رہا اور بیس ہزار دیوانوں نے آکر بیرون قلعہ قیام کیا جب لشکر کفار نے دیکھا کہ اہل قلعہ مردانگی سے
مقابلہ کرنے پر آمادہ ہیں تو انہوں نے بھی بمقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیا سپہ سالار مشتق جبل روح کا اس کو کشانہ جادو نے
ایک ہیکل دی تھی تاثیر اس کی یہ تھی کہ تلوار جسم پر اثر نہ کرتی تھی اس نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ مکی گری خبر طلحہ بن لندھور کو ہوئی انہوں نے بھی کوس حربی بجوادیا دونوں لشکروں
میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں ہوکر
بمقابل یک دیگر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جب نقیب ہائے دیگر ہٹ گئے تو لشکر کفار سے مرزنگ
دیو قامت میدان میں آیا اور ہجا کرنے لگا کہ ہے جو کوئی جانباز تاکہ رزمی کرے جانا ہو تا جان بچا کر چلے گئے ہوتے تمہاری

شامت نے تمھین اس قلعہ مین بند کیا اب قید کرنے کے بدلے تم قتل کیے جاؤ گے غضب کیا تم نے کہ خزانہ شاہی لوٹ لیا بادشاہی قلعہ پر قبضہ کر لیا بہتر یہ ہے کہ خزانہ میرے حوالے کر دو اور تم جہان چاہو چلے جاؤ مین متعرض نہون گا ورنہ مال کے ساتھ جان بھی جائے گی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گی یہ کلام سرہنگ دیو قامت کا طلحہ بن بلند حور کو نہایت ناگوار گذرا فیل اپنا بڑھا دیا اور آواز دی کہ کیا جھک مارتا ہے آج تو اس قلعہ پر قبضہ کیا ہے کل پایۂ تخت انجم حصار پر قبضہ ہوگا یہ کہتے ہوے سامنے سرہنگ کے پہونچے سرہنگ دیو قامت نے برچھا اٹھایا اور سینہ طلحہ بن بلند حور پر وار کیا طلحہ نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا طعنین چلنے لگین پچیس طعنون کے بعد طلحہ نے نیزہ ہاتھ سے سرہنگ کے ہوائی کیا سرہنگ کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی حال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر پر تلوار ماری طلحہ نے وار اس کا آسیب سپر رد کر کے جوابا شمشیر آبدار کا مارا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر محراب کج گردن نے مرکب بڑھایا سامنے طلحہ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نوبت شمشیر زنی کی آئی محراب بھی ہاتھ سے طلحہ کے مارا گیا دوپہر مین طلحہ نے چھ سردارون کو مارا اور دو کو زخمی کیا بس یہ دیکھکر تہمتن فیل زور مرکب کو چمکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ اتنے سردار تیرے ہاتھ سے مارے گئے اور زخمی ہوے لا ضرب بہادری کی دیکھون تو تیری تلوار مین کیسی کاٹ ہے طلحہ نے کہا کہ اتنی لڑائیان تیرے سامنے ہوئین تو نے نہین دیکھا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے ہین چلے تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضرب سے بچا لے گا اسوقت دیکھا جائے گا بس یہ سنکے تہمتن فیل زور نے کہا کہ تجھے اپنے دست و تیغ پر بڑا گھمنڈ ہے دیکھ ابھی تیرا غرور مٹائے دیتا ہون یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے وار اس کا رد کر کے اپنا وار کیا ادھر تہمتن فیل زور نے سپر بلند کی تلوار نے طلحہ کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا سر نیچا طلحہ نے جھٹکا مارا تلوار سر بچاتی ہوئی صاف نکل آئی خطا بھی نہ پڑا تہمتن نے دوسرا وار کیا طلحہ نے چاہا کہ کلائی پکڑ لون حربہ اس پر تاثیر نہین کرتا ہے بغیر کشتی کے زیر نہ ہوگا لیکن قضائے کار پائون گھوڑے کا موشخانہ مین جا رہا مرکب نے سکندری کھائی تلوار طلحہ کے سر پر آئی خود سر سے گرا طلحہ نے پہلے سے واستانہ مار دیا کہ تلوار سر پر نہ پڑی تلوار تو آ چٹ گئی لیکن طلحہ جب تک گوشے کو سنبھال کر آپ سنبھلین سنبھلین اتنے عرصے مین تہمتن نے دوسرا وار کیا کہ سر طلحہ کا زخمی ہوگیا یہ دیکھکر ملوک بن مالک دوڑ پڑے انھون نے تہمتن کے کئی وار رد کیے آخر یہ بھی زخمی ہوے اب تو تانتا بندھ گیا جو سردار آیا وہ زخمی ہوا شام تک مین تہمتن نے سب سرداران اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور یہ کہتا گیا کہ اگر کل تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا تہمتن فیل زور نہ پایا یہان تمام سرداران زخمی کو قلعہ کی طرف روانہ کر کے لشکر اسلام کے باقی لوگ بھی پچھلی رات کو قلعہ مین چلے گئے جب صبح ہوئی اور تہمتن فیل زور کو معلوم ہوا کہ لوگ زخمیون کو لے کر قلعہ بند ہوے ہین اس نے کہا کچھ پروا نہین بجاؤ طبل جنگ مین قلعہ پر دھاوا کرون گا چنانچہ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی مضطرب ہوکے کوس حربی بجوایا تہمتن فیل زور اپنی فوج کو لے کر سامنے قلعہ کے آیا زد سے ہٹ کے کھڑا ہوا پانچسو سوار منتخب کر کے اپنے ہمراہ لئے اور قلعہ پر دھاوا کیا ادھر اہل قلعہ نے دوربینین لگا کر دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ یہ نزدیک آگئے ہین توپین مارنا شروع کین تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جب گولہ اندازون نے اپنے نزدیک زمین کا ایک ایک ذرہ اڑا دیا تو ہاتھ روکا دھوان ہوا سے منتشر ہوکر جب میدان صاف ہوا تو دیکھا کہ تہمتن فیل زور لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے بس اہل قلعہ نے مضطرب ہوکے دعا کی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد خجستہ بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ پر یورش ہے اور گبر نا ہنجار لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے ادھر اہل قلعہ نے جو سکندر کو آتے دیکھا نقارہ شادمانی بجایا توپ

سلامی کی داغی دروازہ قلعہ کا کھول کر لوگ استقبال کو نکلے سکندر نے آتے ہی آواز دی کہ او ملعون تو کون ہے
شمتن فیل زور نے کہا کہ فرستادہ بادشاہ انجم حصار ہون تیرے ساتھ والون کو مین نے زخمی کیا خداوند شعشاع
بن شمشش نے مجھے بھی بھیجا ہے اب تجھکو ابھی قتل کر کے سب کا قصہ پاک کرون گا سکندر نے جواب دیا کہ او بے حیا تجھکو شرم
نہین آتی کہ زخمیون پر تو نے یورش کیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو اُدھر اہل قلعہ نے آواز دی کہ اے شہریار یہ ملعون روئین تن
ہے خیال رکھیے گا ادھر شمتن فیل زور نے بیت کر تلوار ماری شاہزادے نے چپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس کالی
ہے ہاتھ ڈال دیا شمتن فیل زور نے ہر چند ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا یہ معلوم ہوا کہ پنجہ ملک الموت مین ہاتھ آگیا آخر اس نے
بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نلا کے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے اور
مصروف تلاش ہوئے اہل قلعہ بھی باہر نکل آئے سردارون نے زخمون مین پٹیان باندھین اور مرکبون پر سوار ہو ہو کے
آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دو پہر کامل کشتی رہی آخر سکندر نے لنگر شمتن فیل زور کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کود کے چھاتی پر سوار ہوئے اور پچھالیا کہ تا ہی شناخت پروردگار عالم مین شمتن نے کہا کہ ہزار جان مین
ہون تو نام پر خداوند شعشاع کے نثار ہین بس سکندر نے وحشت سے سر کھینچکر سینہ پر مارا اور پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ لشکر
کفار آپڑا اس طرف سے سرداران زخمی دیوانون کے لشکر سمیت آپہنچے تلوار چلنے لگی کفار شور کرتے تھے کہ مارلو اسکو
جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے مارا اُدھر اہل اسلام جانبازیان دکھاتے تھے کوندا برق شمشیر کا ایک
ریا تھا بارش خون سے زمین گلنار ہو رہی تھی سر ہاتھ داون کے برس رہے تھے سبزہ جنگل کا لالہ گون ہو رہا تھا کہ تل
سمند دوڑتے پھرتے تھے سوارون کے لاشون کو کچل رہے تھے کہین تلوار برس رہی تھی کہین سپر کہین تیر کہین تفنگ کہین کمان
کہین نیزہ کہین گرز کہین تبر عجب حالت تھی کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم لیکن ان شیر دلون نے ایسی تلوار کی کہ آخر
قدم اُٹھ گئے اور کافرون نے راہ فرار پر قرار لیا سکندر نے کوس بھر زمین تک مار کے بھگا دیا اور واپس ہوئے
لاشون کو شمار کیا تو دس ہزار مسلمان کام آئے تھے اور تیس ہزار کافر مارے گئے تھے مسلمانون کی لاشین دفن کرادین
اور کفار کی لاشین دریا مین ڈلوا دین بعد اس کے قلعہ مین تشریف لائے ہر ایک کی عیادت فرمائی سب نے شکریہ ادا
کیا کہ اگر اس وقت نازک مین آپ تشریف نہ لاتے تو جانبری دشوار تھی شاہزادے سے دیوانون نے پوچھا کہ اے شہریار
ہمارا افسر کہان ہے سکندر نے ارشاد کیا کہ صحرا مین ایک خزانہ دستیاب ہوا ہے اُس کو خزانہ کی نگہبانی کے واسطے مین
چھوڑ آیا ہون یہ سنکے اور سردارون نے عرض کی کہ وہ تن تنہا کہان تک حفاظت کرے گا ایسا نہو کہ یہ خبر مشہور ہو جاے
اور لوگ بادشاہ کے آکر قبضہ کر لین سکندر نے فرمایا کہ مین خزانے کو یہین منگوائے لیتا ہون یہ فرما کر بیس ہزار دیوانون
سے ملوک بن مالک کو روانہ کیا کہ ان کا زخم بھر بھی کسی قدر مندمل ہو چکا تھا ملوک بیس ہزار دیوانون سے جانب بیابان
سرگردان روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

وہ کلمہ داستان اُس فوج مغرور کے بیان کیے جاتے ہین جسکو صاحبقران وسطے شکست دے کر بھگایا ہے

اے میرے ساقی پلا جام مے
کہ تنگ مین حیران پریشان رہون
کہ کرتا ہے جسکو رہ جنگ سے
دکھاوے تو بنت العنب کی جھلک
کہ تنگ مین یون مارا مارا پھرون
رہونگا مین تاب جلا کب تلک

یہ لوگ جو بھاگے ہوے چلے تو اتفاقیہ سرحد بیابان سرگردان مین جا پہنچے دو ایک سردار جو باقی رہ گئے تھے انھون نے
کہا افسوس صد افسوس ہم بیابان سرگردان مین پھنس گئے بے حواسی مین خیال نہ رہا اس طرف نکل آئے اہل لشکر نے
کہا کہ اب تو آگئے اور پھنس گئے اسی طرح کی بسر کرنا چاہیے دیکھین بیان کیا بات ہو کہ جو آتا ہے نبٹ کے نہین جاتا ہے لوگ

آگے روانہ ہوئے ایک مقام پر ایک مرد دہقانی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہے اُس نے بیان کیا کہ میں یہیں کا باشندہ ہوں
ملکہ فتانہ جادو نے جب اس بیابان کو سربند کیا تھا تو آمد و رفت موقوف ہو گئی تھی میں نے جا کے ملکہ سے کہا کہ
میرے بال بچے تو بھوکوں مر جائیں گے میرا یہی کام تھا کہ صبح سے مزدوری کو جاتا تھا شام کو جو کچھ میسر ہوتا تھا وہ لاتا تھا اور
اپنے اہل و عیال میں بسر کرتا تھا ملکہ نے مجھکو ایک شیشہ دیا تھا کہ جب میں اُسے آنکھوں پر لگا کے دیکھتا تھا تو راستے کا پھیر
بوجھ میں آ جاتا تھا روز چلا بھی جاتا تھا اور چلا بھی آتا تھا ایک روز شیشہ کہیں گر گیا میں بہت رویا پیٹا مگر راستہ نہ ملا آج
تیسرا دن ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ صحرا میں آگ لگ گئی ہے شور و غل پیدا ہوا جب وہ حالت برطرف ہوئی تو کچھ لوگ دکھائی
دیے اُن سے میں نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا تھا انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اس بیابان میں آیا تھا پہلے وہ قید ہو گیا
آخر اُس نے ملکہ فتانہ جادو کو مارا طلسم یہاں کا ٹوٹ گیا راستہ صاف ہو گیا یہ شور و غل اسی ساحرہ کے مرنے کا تھا
میں بھی اپنے گھر گیا بال بچوں سے ملا سب تین دن کے فاقے سے تھے یہ سنکے اہل لشکر نے ترس کھا کے کچھ اس دہقانی کو
دیا لیکن دل میں نہایت خوش ہوئے کہ اب راستہ تو مل جائے گا اب اور آگے چلے چند قدم بڑھے ہوں گے کہ ادھر ایک شخص
دکھائی دیا ان لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ ہم ملازم ہیں شاہزادہ سکندر رستم خو کے یہ
لوگ نام سے تو شاہزادہ سکندر رستم خو کے آگاہ ہی ہو چکے تھے پوچھا کہ تم یہاں کس غرض سے آئے ہو اُس سادہ مزاج
نے کہا کہ شاہزادہ اس بیابان میں پھنس گیا تھا لیکن اُس با اقبال نے ہاتھوں سے اس راستے کو بھی پاک کیا فتانہ
جادو کو مارا صاحبان اقبال کے واسطے غیب سے سامان مہیا ہو جاتے ہیں فوج کے اخراجات کے واسطے کوئی انتظام
نہ تھا اس سرزمین سے خزانہ ہاتھ آیا شاہزادہ تو یہاں سے قلعہ کی جانب تشریف لے گیا ہے اور برائے حفاظت خزانہ دیوانہ
بلغار کو چھوڑ گیا ہے میں بھی اُس ساحرہ مکارہ کی قید میں تھا میں نے غلامی شاہزادے سکندر کی اختیار کر لی کہ اس سے
بہتر دولت کہاں ملے گی یہ سنکے سہراب تیرزن آگے بڑھا اور اُس مرد سادہ مزاج سے کہا کہ میں دیوانہ بلغار کا دوست
ہوں مجھے اُس کے پاس لے چلو وہ سہراب تیرزن کو اپنے ساتھ لئے ہوئے دیوانہ بلغار کی طرف روانہ ہوا عقب
میں فوج بھی چلی آتی تھی یہ لوگ جو شکست کھا کے بھاگے تھے سامان رسد وغیرہ بھی چھوٹ گیا تھا روپیہ وغیرہ بھی باقی نہ رہا
شاہزادہ مرد دیوانے نے جو ان لوگوں کو آتے دیکھا اپنے دل میں یہ سمجھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فوج واسطے حفاظت خزانہ
کے بھیجی ہوگی جس وقت وہ ملازم سہراب تیرزن کو ساتھ لئے ہوئے سامنے دیوانہ بلغار کے پہونچا اور دیوانے
نے اس مفسدہ پرداز کو دیکھا خوب پہچانتا تھا کہ یہ کوکب انجم حصاری کا ملازم دس ہزار سواروں کا افسر ہے بس یہ اپنے
مقام سے اٹھا اور پکارا کہ اے سہراب کیا ارادہ ہے وہیں سے بیان کر قریب آنے کا قصد نہ کرنا سہراب مکار نے
کہا کہ اے دیوانہ بلغار تو کس خواب خرگوش میں ہے ہم قلعہ سنگین حصار کو فتح کئے ہوئے چلے آتے ہیں جس کے
واسطے تو خزانہ کی حفاظت کر رہا ہے اُس کو ہم نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا سرائش کا غدر بادشاہ کے واسطے جمشید یا شام
رفیق بھی مار ڈالے گئے اب تیری تلاش ہو رہی ہے کہ تو بھی مجرم بادشاہ ہے شاہی خزانہ تو ہی لوٹ کے لے گیا ہے میں ازراہ
دوستی تجھے سمجھاتا ہوں کہ تو جس خزانے کی حفاظت کر رہا ہے اب اسے لے چل کے بادشاہ انجم حصار کی نذر کر میں
سفارش کر کے تیری خطا معاف کرا دوں گا بلکہ فوج میں رسالہ داری وغیرہ کا عہدہ دلا دوں گا یہ سنکے دیوانہ بلغار کی آنکھوں میں
دنیا اندھیر ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بھلا اس کی کیا حقیقت ہے کہ یہ مقابلہ کرے صاحبقران عالی وقار پر غالب آ سکے یہ جھوٹ
مجھے فریب دیتا ہے اور اگر خدانخواستہ یہ سچ بھی ہو تو خاک ہے اس زندگی پر جب ایسا آقا نہ رہا تب بس دیوانے نے آواز
دی کہ او سہراب تیری کیا حقیقت ہے کہ تو اُس شیر بیشۂ شجاعت کے مقابلے میں سر سہری اٹھا سکے پہلے اس کے غلاموں
سے تو مقابلہ کر لے میری زندگی میں تو کیا مجال ہے کسی کی کہ اس خزانہ کی طرف رخ بھی کر سکے ہاں جس وقت میں نہ ہوں اس وقت
نہیں کہہ سکتا یہ کہکر چلہ بہت سیدھی کی سہراب تیرزن نے دیکھا کہ فریب تو چل نہ سکا اب بغیر لڑائی کے اس دولت کا

ہاتھ آنا دشوار ہو ایک شرمندگی تو حاصل ہوچکی کہ شکست کھا کر بھاگے ہیں اگر خزانہ بھی لوٹ کے لیجائیں گے تو بڑی خفت ہوگی بات بگڑ جائیگی ہمارے ساتھ فوج ہے یہ تنہا کیا کرے گا بس اس نے دو تین تیر مارا دیوانے نے تیر کو چوبدست پر روک کے جواب میں چوبدست کھا مارا سہراب نے سپر بلند کی لیکن یہ گیا بر دوسرں کی ضرب ہر شخص کہاں روک سکتا ہے چوب پڑتے ہی تراقہ ہوا کہ صحرا گونج اٹھا پرندا ڑے کہ صحرا میں یہ کیا آفت آئی چرند بھاگے کہ کوئی بیا درندہ آگیا ادھر ہاتھ سہراب کے ترائے سپر مع چوبدست خود پر آئی خود کاسہ سر میں در آیا سر سینے میں سینہ شکم میں شکم پشت مرکب میں مرکب زمین میں غرق ہوگیا زمین پر ایک گوشت کا چبوترہ بن کے رہ گیا جو یہاں سرمہ ہوگئیں اتنے عرصہ میں فوج بھی قریب آگئی تھی اور سردار جو لشکر کے ساتھ تھے انھوں نے کہا کہ مار لو اس دیوانے کو غضب کیا اس نے کہ ہمارے ساتھ والے کو جان سے مارا قصاص خون کا اس سے لینا ضرور ہوا بس یہ سنتے ہی تمام فوج تلواریں پکڑ پکڑ کے آ پڑی ادھر دیوانے نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اور چوبدست سنبھالی جس پر ہاتھ مارا پیا سا ہو کے رہ گیا لوگ شور کر رہے ہیں کہ مار لو اس کو جانے نہ پائے دیوانے نے پشت کی حفاظت کے لیے تو ایک درخت کی آڑ پکڑ لی ہے اور قدم جمائے کھڑا ہے جو آگے بڑھا ایسا ہاتھ مارا کہ عدم کو پہونچا لوگ برس کر کر کے آتے ہیں مگر قابو نہیں پاتے ہیں دیوانے نے دوپہر تلوار کی اب ہاتھ بھی شل ہوگئے ہیں اور پائے ثبات میں لغزش پیدا ہوگئی ہو کفار اپنی کثرت کے باعث خوف نہیں کھاتے ہیں ہر طرف سے کمندیں بھی پڑ رہی ہیں دو چار زخم بھی آگئے ہیں مگر دیوانہ برابر نعرے کر رہا ہے اور لڑ رہا ہے اب قریب ہے کہ گرفتار ہو جائے دفعتاً جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا فوج کفار سمجھی کہ ہمارے ساتھ کے چھوٹے ہوئے لوگ ہوں گے لیکن جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے **ملوک بن مالک** کے چشم بیس ہزار دیوانوں سے پیدا ہوئے یہاں آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دیوانے پر یورش ہے اور دیوانہ بہت زخمی ہو کر گرفتار ہوا چاہتا ہے بس انھوں نے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بد آئین آ پہونچا ہے ایک شخص پر یہ یورش ہے لیکے جو یہ پہلو کی طرف سے گرے ہیں تو بجلی ڈالدی ادھر بیس ہزار دیوانے آگر گرے اور انھوں نے قتل کرنا شروع کیا ان کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوگئی کہ الک جار اگر اہوا ہی **ملوک بن مالک** نے آواز دی کہ اسے ملعون تابل نہ گھبرا کہ میں آ پہونچا **عمرو خود سر** ایک پہلوان تھا اس نے جو دیکھا کہ کمک آگئی پس اس نے اپنے بھائی **گاو گردن کشتی** سے کہا کہ تو اس جوان کو روک اور میں دیوانے کے قتل کو جاتا ہوں گاو گردن کشتی **ملوک بن مالک** کی طرف چلا اور **عمرو خود سر** دیوانے کی طرف بڑھا اصل گاو دے اور ملوک سے سامنا ہوا گاو دے گرز مارا **ملوک** نے کہ گرز کو سپر پر قلم کرکے ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ادھر **عمرو خود سر** نے دیوانے پر تلوار ماری کہ شانہ نشانہ تھا دیوانے نے اسی حالت میں چوبدست ماری کہ اس کا بھی سر بھٹا کولہ ٹوٹا جہنم واصل ہوا مرتے ہی ان دونوں سرداروں کے فوج کے قدم اکھڑ گئے اور ان سب نے فرار پر قرار لیا **ملوک بن مالک** کی کوس تک لٹتے اور بھاگتے چلے آئے دیوانہ گرمی جنگ میں تڑپ رہا تھا ٹھنڈے ہی حالت دگرگون ہوئی غشی سی طاری ہوگئی ادھر لوگ اس کی چارہ سازی میں مصروف ہوئے ادھر **ملوک** جو فوج کفار کو بھگا کے پلٹے تو انھوں نے خیمہ برپا کیا کہ شام ہوگئی تھی اور کثرت زخم سے دیوانہ اس قابل ہی نہ تھا کہ اسے لے چلتے رات بسر کی صبح کو تمام خزانہ چھکڑوں پر بار کر کے دیوانے کو محفل میں ڈالا اور جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑتا ہوں اور اب سلسلہ بیان کو

دو کلمے داستان فتنہ جادو بن فتانہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

نکھار کے یہ رونق تم سے میری بزم ماتم کی
ستی ہی سے کہاں ایک دن میری شب غم کی
مزاج یار کرتی ہی برہم وقت آرائش
ستایا کرتی ہے مجھ کو تسلی شب غم کی

وہی غم غم ہو دنیا میں خوشی ہو گو جسم کی
نہیں شام ایسی کوئی ہوتی جس کی صبح ماتم میں
مگر اب سے شوخی پہ گئی تن نہ بہم کی
اثر کرتا تھا کہ دل ...

تڑپنے میں بسر کیں راتیں اے ظالم کئی یاد میں
دکھیں تیرے ہی یاد سحر میری شب غم کی
مرے پہلو کو خالی پائے تم سے ہجر میں کیا کیا
مجھے کیا میں کئی زنجیر اگر تو عرش اعظم کی

مقدر ہا ہے صنم سید ماندہ ہو گا نصیب عاشق کا وہ تنہائی کی آفت اور وہ تاریکی شب غم کی	نہ جائے گی کجی ہرگز ترے ابروے پرخم کی الٹ جائے گا خود آکر گلے سے وہ مہ تابان	اچٹنا نیند کا میرا تڑپنا دل کا گھبرانا سبھی دل سے سہیلی اگر تقدیر کچھ چمکی

راوی بیان کرتا ہے کہ حسب دستور ساحران **فتانہ جادو** نے اپنی دختر **فتنہ جادو** کو بھی واسطے تحصیل علم سحر کے چاہ بابل
میں بھیج دیا تھا اس نے بیس برس تک علم سحر حاصل کیا اور اب یہ چاہ بابل سے نکل کر اپنی ماں کے اشتیاق دیدار میں چلی تھی
جس وقت بیابان سرگردان میں پہونچی تو بیابان سنسان پایا لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک خدا پرست نے اس کو
مارا اور اب وہ قلعہ سنگین حصار میں ہے سنتے ہی آنکھوں میں اس کی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ہو لی اگرنہ مارا اپنی ماں کے قاتل کو تو کچھ
کام نہ کیا یہ خیال کرکے یہ وہاں سے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی جس وقت سامنے قلعہ سنگین حصار کے پہونچی تو اس نے
خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ اے اہل قلعہ چونکہ میں زمہدل ہوں اور نہیں چاہتی کہ کشت و خون
ہو اور دیکھنا ہوں کہ خون سے اپنے ہاتھ بھروں لہذا تمکو لائق و لازم ہے کہ قاتل کو میری ماں کے باندھ کر میرے پاس بھیجدو
ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک دم میں قلعہ کو تاخت و تاراج کردوں گی یہ نامہ **فتنہ جادو** نے ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لئے
ہوئے قلعہ میں آیا دروازہ تو قلعہ کا کھلا ہی ہوا تھا ساحر اندر قلعہ کے آیا یہاں شاہزادہ **سکندر رستم خو** دنگل شوکت پر
متمکن تھے سرداران دست راست و دست چپ ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ یہ ساحر پہونچا **سکندر** نے
پوچھا کہ تو کون ہے اس نے بیان کیا کہ میں ایلچی ہوں ملکہ **فتنہ جادو** کا نامہ لایا ہوں **سکندر** نے نامہ طلب کیا ایلچی نے
بسبب ناواقفیت کے نامہ **سکندر** کے ہاتھ میں دیدیا **سکندر رستم خو** نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ کا دیکھکر بہت ہنسے لوگوں
نے سبب ہنسنے کا دریافت کیا **سکندر** نے فرمایا کہ جس ملکہ کو میں نے مارا ہے اس کی دختر قصاص خون مادر لینے کو آئی ہے اور
تم لوگوں سے مجھکو طلب کرتی ہے یہ شخص آیا ہے مجھے اس کے سپرد کردو یہ سنتے ہی جوانان اسلام برہم ہوئے اور کہا کہ اس ملکہ کو
قضا اس کو کھینچ کے لائی ہے اے شہریار ہماری زندگی میں کیا مجال ہے اس کی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ بھی سکے **سکندر** نے
کہا کہ پھر جو چاہو جواب تحریر کردو سرداران اسلام نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا ساحر نامہ کا جواب لے کر **فتنہ
جادو** کے پاس آیا اور ساری روداد بیان کی بس **فتنہ جادو** نے برہم ہو کے اسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چالیس
ہزار ساحر اس کے ساتھ تھے جس وقت نقارہ زنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی انہوں نے
بھی کوس حربی بجوایا اور قلعہ کے باہر آکے خیمہ برپا کیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نشیب و فراز کہہ گئے تو **فتنہ جادو** میدان میں
آئی اور اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد گلدستہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور وہ گلدستہ لاکر **فتنہ جادو**
کو دیا **فتنہ جادو** نے پھر اسم سحر پڑھکر وہ گلدستہ اسی پریزاد پر کھینچ مارا کہ جسم میں پریزاد کے آگ لگ گئی اور وہ تن
شعلہ ہو کے لشکر اسلام کی طرف چلی سب سے آگے برتبہ صاحبقرانی شاہزادہ **سکندر رستم خو** کھڑے ہوئے تھے اس شعلہ
نے آکر گرد **سکندر** کے چرخ مارنا شروع کیا اگر سات چکر تمام ہو جاتے تو شعلہ جسم سے **سکندر** کے لپٹ جاتا اور جلا کے
خاک کر دیتا مگر اسی وقت کڑاکا ہوا اور ایک بچہ گرا کہ **سکندر** کو لے کر بلند ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کہ منم ملکہ **طناز جادو**
شعلہ بھی پیچھے ساتھ بلند ہو کر چلا تھا کہ ایک مرتبہ ایک پریزاد خالی شیشہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور منہ شیشہ کا سامنے شعلے
کے کر دیا شعلہ اندر شیشے کے اتر گیا پریزاد شیشے کے روانہ ہو گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ اب اگر تجھے دعوے ہے تو باغ
آتش بہار پر آکر مقابلہ کر لیکن **طناز جادو** جو **سکندر** کو لے کر چلی تو اپنے باغ میں آئی شاہزادہ متوحش ہوا اسے بیہوش
ہو گیا تھا اس نے اپنے زانو پر شاہزادہ کا سر لیا اور لخلخہ عنبر کا سنگھا کر ہوشیار کیا جس وقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا
اے ملکہ تم مجھے تو لے آئیں مگر یہاں میرے عزیزوں اور رفیقوں کی خبر نہ لی اگر ایک شخص بھی مارا گیا تو میں صاحبقران کو
منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں گا **طناز جادو** نے کہا کہ اگر قضا ہی ان کی آگئی ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس بھی نہیں ہے

اور اگر قضا نہین ہی تو خدا اُن کی حفاظت کرنے والا ہی مین نے لنگے کا تابات کا سحر تو اپنے قبضہ مین کر لیا لیکن یہ ساحرہ
نہایت سخت ہی اُس کا مارا جانا ممکن نہین ہی ورنہ مین تمھارے ناقی تا سے سامنے خود مقابلہ کرتی وجہ یہ ہی کہ اُس نے
بارہ برس کے ریاض مین ایک سحر ایسا تیار کیا ہی کہ سوا اُس کا کوئی نہین جانتا ہی اور اپنے کو اُس نے طلسم بند کر کے
بیضہ حیات اپنا بنایا ہی اور طاؤس جادو کو اُس بیضہ کا نگہبان کیا ہی جبتک وہ بیضہ سحر ہاتھ نہ آئے مارا جانا فتنہ جادو
کا ممکن نہین ہی اور طاؤس جادو کوہ ابیض پر رہتا ہی ہر وقت اُس بیضہ کی حفاظت مین معروف رہتا ہی اگرچہ میری
بہن ہی لیکن مجھسے عداوت دلی رکھتی ہی میرے چچا کے بیٹے سے میری شادی قرار پائی تھی یہ اُس پر عاشق ہوئی اور اُس کو
لے گئی بعد اُس کے اور ایک شخص کی محبت مین اُسے بھی مار ڈالا جیسی اُس کی مان تھی ویسی ہی یہ بھی ہی لہذا مین آپکو
کوہ ابیض کی طرف لے چلتی ہون اگر طاؤس جادو کو مار کر کسی تدبیر سے بیضہ ہاتھ آیا تو تو عافیت ہی ورنہ ممکن نہین فرمایا
جلد چلو طناز جادو نے شاہزادہ کو مرکب دیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کے ساتھ ہوئی اور شرارہ جادو سے کہا کہ اگر
شاید فتنہ جادو یہان آ جائے تو اُس پر یہ ظاہر ہونے پائے کہ مین باغ مین نہین ہون شرارہ جادو نے کہا حضور
اطمینان رکھین مین آپ کی تصویر لا کے لٹا دون گی طناز جادو تو شاہزادہ سکندر کو لے کر جانب کوہ ابیض روانہ ہوئی
اور یہان شرارہ جادو نے باغ کا انتظام کیا جو بروقت ظاہر ہوگا لیکن حال فتنہ جادو کا سنیے کہ اُس کو طناز جادو کی
اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور طبل جنگ بجوا کر میدان سے پھر گئی اور پکار کر کہا کہ تم سب رفیق ہو اُس شخص کے جو
میری مان کا قاتل ہی دشمن کے مددگار کو بھی دشمن سمجھنا چاہیے لیکن پہلے اُس باغ کو تاراج کر آؤن جان میرا دشمن ہی
پھر آ کے تم سے سمجھون گی یہ کہکر اُس نے دس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیے اور تیس ہزار جادوگرون کو اُسی مقام پر چھوڑا
کہ مین کل تک باغ کو مٹا کے آ جاؤن گی تم اطمینان رکھو لیکن اہل قلعہ مین سے خبردار کوئی بھاگ کے نہ جانے پائے اور
دوسری روایت یہ ہی کہ فتنہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا اور وہ پھٹا اور اُس مین سے دھوان پیدا ہوا
جو گرد قلعہ کے مثل حصار کے قائم ہو گیا تاکہ اہل قلعہ مین سے کوئی جانے نہ پائے یہان کا تو اُس نے یہ انتظام کیا اور
آپ دس ہزار ساحرون سے جانب باغ آتش بہار روانہ ہو گئی وہان شرارہ جادو کو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا جو دروازہ
باغ پر کھڑی ہوئی تھی جیسے ہی اُس نے دیکھا کہ ابر ہفت رنگ اُٹھا ہی سمجھ گئی کہ فتنہ جادو آتی ہی بس یہ اُڑ کر
ہوا چلی گئی اور ایک درخت پر پتون کی آڑ مین بیٹھ کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا کرتی ہی فتنہ جادو نے آتے ہی ابر کو اشارہ کیا
کہ تمام اپنے باغ کو گھیر لیا اور ابر سے بارش شعلہ اے آتش اور سنگہاے کف کی ہونے لگی تمام باغ مین آگ لگ گئی دم
دم بھڑکنے لگا عندلیبان چمن بیتابی کی حالت مین چلاتے تھے کہ اُڑ کر باغ سے باہر نکل جائین لیکن طائر اُڑ کے چلا اور
اُس پر شعلہ لپک کے گرا کہ طائر طائر آتشبازی ہو گیا فتنہ جادو علیحدہ کھڑی ہوئی پڑھا اسم سحر پڑھتی جاتی تھی اور
دانے ماش رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کے پھینکتی جاتی تھی جس سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی تھی
اور شرارہ جادو سب تماشے دیکھ رہی تھی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین تمام باغ جل کے خاک ہو گیا جب فتنہ
جادو کو اطمینان ہو گیا تو اُس نے وہان ایک جھنڈا اپنے نام کا نصب کیا اور بیٹھ کر ابر سحر پر جانب قلعہ سنگین حصار
روانہ ہوئی کہ یہان کا تو خاتمہ ہو گیا یقین ہی کہ طناز اور سکندر سب جل کے خاک ہو گئے ہون گے اب چلکر اہل قلعہ کو قتل کرون

وقائع داستان ملکہ طناز جادو اور سکندر رستم ذو کے بیان مین

مرے ساقی قدح لا کہ صرصر ستمگر برائی ہر گل کی کو کو	بجھا اپنے بادہ کش کی کچھ جب دے جلے جیسے ہو جیسے ساغر	الٰہی گفتگو بیجا ہی ہر اک سو کہ دور چرخ گردان سے ہون مضطر

پھر مرکب پر سوار چلے جاتے ہین اور طناز جادو طاؤس سحر پر سوار ہوا پر ملکہ کا طاؤس اڑتا چلا جاتا ہی اور شاہزادہ

کا مرکب زمین پر پڑ جاتے جاتے شام ہوگئی ایک صحرا میں تھے کہ طناز جادو نے طاؤس سحر اپنا زمین پر اُتارا اور خیمہ
سحر آراستہ کیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ اس خیمہ میں رات بسر کیجیے فرمایا اے ملکہ میں اس خیمہ میں نہ رہونگا جیسے تم صحرا
میں رہنے دو ملکہ نے ہر چند اصرار کیا مگر شاہزادہ نے نہ مانا آخر طناز جادو مجبور ہو کے خاموش ہو رہی شاہزادہ
نے زمین پر زین پوش بچھایا قریب ایک چشمہ آب تھا اُس سے وضو کر کے نماز پڑھی کچھ پھل درختوں کے نوش کر کے آرام
فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر کوہ ابیض کی راہ لی دوسرے روز قریب شام کو وہ ابیض نظر آیا ملکہ نے کہا کہ کسی طرح اس کوہ
تک پہونچ کے کسی گھاٹی میں رات بسر کیجیے تو پھر صبح کو کوئی تدبیر کی جائیگی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا شام ہوتے
ہوتے قریب پہونچ گئے بیابان نہایت ہولناک تھا لیکن کوہ بہت پر فضا تھا رات اُس پہاڑ کی گھاٹی میں گذاری عاشق
و معشوق میں بہت دیر راز و نیاز رہے جب صبح ہوئی تو طناز جادو نے کہا کہ اے شہریار اب آپ کوہ پر تشریف لیجائیے
بالائے کوہ ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس گنبد پر طاؤس جادو طاؤس بنا بیٹھا ہوگا جس وقت آپ اُس گنبد
کی طرف جانے کا قصد کریں گے تو طاؤس آواز دے گا کہ ادھر نہ آنا آپ کو چاہیے کہ جس وقت طاؤس پہلی آواز دے
تو آپ ایک قدم پیچھے ہٹ کر چلّہ کمان میں تیر پیوستہ کیجیے گا اور جب طاؤس دوسری آواز دے تو نصف قدم پیچھے
ہٹ کر چار پانچ قدم جلدی جلدی آگے بڑھ جائیے گا اور جب طاؤس تیسری بار منقار کھولے گا تو دہن سے اُس کے
ایک شعلہ نکل کر آپ کی طرف چلے گا آپکو چاہیے کہ جس وقت دہن طاؤس سے شعلہ باہر آئے تو آپ تیر سر کیجیے اُتنی
جلد کہ منقار طاؤس کی بند ہونے پائے اور شعلہ آپ تک نہ پہونچے کہ تیر اُس کی منقار میں در آئے تب تو مفر ہے ورنہ وہ
شعلہ آپ کو جلا دے گا اور پھر کوئی چارہ ممکن نہیں ہے اور اگر قبل اس کے کہ شعلہ دہن سے خارج ہو آپ تیر ماریں گے تو تیر جل کے
خاک ہو جائے گا اور پھر طاؤس ہاتھ نہ آئے گا شاہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ اگر خدا نے چاہا تو میں نے مارا اُس طاؤس کو اور
اگر قضا ہے تو بہ رضی خدا کی طناز جادو تو یہ سن کر ڈری اور بلند ہو گئی کہ شاید کام بگڑے اور تیر خطا کرے تو جو کچھ مجھ سے
ہوسکے وہ میں کروں اور شاہزادہ پیادہ تیر کمان لئے ہوئے بالائے کوہ تشریف لائے دیکھا کہ وہ سنگ مرمر کا ہے اور نہایت
سڈول ہے قلّہ کوہ پر ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور بالائے گنبد طاؤس بیٹھا ہے پہلے تو شاہزادہ نے کوہ کی سیر کی جب تک
شاہزادہ مصروف سیر رہا طاؤس دیکھتا رہا جب شاہزادے نے گنبد کا رخ کیا تو طاؤس پکارا کہ بس آگے بڑھنے کا حکم نہیں
ہے اگر جان کی خیریت چاہتا ہے تو اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ خطا پائے گا مارا جائے گا شاہزادے نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر
تیر کو چلّہ کمان میں پیوستہ کیا اور پھر کے بڑھے طاؤس نے دوسری آواز دی کہ تو سنتا نہیں کیا بہرا ہے پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا
پھر بھی شاہزادے نے ساعت سنکی نصف قدم پیچھے ہٹ کر کئی قدم آگے دوڑ گئے اب طاؤس نے پھر آواز دی کہ او سرکش مرنے
پر تیار ہو جا کہ تو سرحد قضا میں آگیا پلک جھپکتے ہی دہن سے طاؤس کے شعلہ خارج ہوا اور مانند تیر شہاب شاہزادہ کی طرف چلا
اُدھر تو شعلہ کا سناٹا پیدا ہوا اُدھر کمان کڑکی ہنوز شعلہ شاہزادہ تک نہ پہونچا تھا اور منقار طاؤس کی کھل کے بند ہونے پائی تھی
کہ پیکان تیر دہن طاؤس میں زبان بن گیا بس طاؤس نے مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مارا اور جل کے خاک ہو گیا مرنے ہی
اس کے قیامت برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من طاؤس جادو بہ
تیغ مردیم و جان دادیم و بمطلب خود رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہے دہن سے
گدی تک ایک زخم ہے ملکہ طناز جادو زمین پر اتری اور شاہزادے کی نہایت تعریف کی کہ نہ آپ ایسا قادر انداز ہوتا
نہ یہ ساحر مارا جاتا سوا اس طریقہ کے اس کی موت ہی نہ تھی اب سینہ اس کا چاک کیجیے اُس میں سے ایک ڈبیا نکلے گی
اُس میں ایک کنجی ہوگی سوا اس کنجی کے قفل گنبد کا کھلنا ناممکن ہے شاہزادے نے سینہ طاؤس جادو کا چاک کیا اور صندوقچی
نکال کر اس میں سے کنجی نکالی اور قریب گنبد کے تشریف لائے اور قفل کو دیکھکر فرمایا کہ اگر کنجی نہ ہوتی تو میں اس قفل کو گنبد
سمیت کھینچ لیتا اس کی کیا حقیقت ہے ملکہ طناز جادو نے کہا اے شہریار غیر ممکن ہے آپ آزمائش کر لیجیے ہم کے سکندر نے قفل پر

کھینچ لاؤ اور زور کیا قفل نہ ٹوٹا سکندر کو شرمندگی سی ہوئی دوڑ کر دروازہ پر گرز مارا کہ دروازہ توڑ دوں سکندر کی وہ ضرب جبین سے تمام کوہ ہلگیا مگر دروازہ نہ ٹوٹا ملک نے کہا حضرت آپ کا بیکار ہے حوصلہ فرمایا یہ گنبد بھی سحر کا ہے طلسمناز جادو نے کہا کہ یہ گنبد تو سحر کا نہیں ہے مگر سحر بند ہو اگر یہ بھی نہ دستیاب ہوئی تو نہ یہ قفل کھل سکتا نہ دروازہ کھلتا شاہزادہ نے قفل دروازہ کا کھولا اور اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک بیضہ برابر بیضہ مرغ کے رکھا ہوا ہے شاہزادے نے اُس بیضہ کو اٹھالیا اور دروازہ کو پھر بند کر دیا اور مرکب پہ سوار ہو کے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے اور ملکہ طناز جادو بھی اسی طرح طاؤس سحر پہ سوار ہو کے بالائے ہوا اڑتی ہوئی چلی اول باغ آتش سیار میں پہونچی دیکھا ملک نے کہ تمام باغ میرا جلا پڑا ہے اور شرارہ جادو ایک شاخ درخت پر قمری بنی بیٹھی ہے شرارہ نے جو اپنی شاہزادی کو آتے دیکھا حاضر ہوئی اور ملازمت حاصل کی اور سارا ماجرا باغ کے جلنے کا بیان کیا ملک نے کہا مجھے باغ کے جلنے کا غم نہیں خدا کا شکر ہے کہ تجھے زندہ پایا اب انشاءاللہ جب خدا انتخاب کرے گا اُسوقت باغ کو پھر سے آراستہ کرینگے یہ کہکر جانب قلعہ سنگین حصار چلی شرارہ جادو نے کہا کہ اب میں بھی حضور کے ساتھ چلوں گی طناز جادو نے ابر طاؤس رنگ تیار کیا اور اُس ابر میں آپ مع شرارہ جادو باشیدہ ہوکے چلی اور شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوئے وہ تو ادہر آئے تھے فتنہ جادو جلتے تھے اب فتنہ جادو کا حال سنئے

دو کلمہ داستان فتنہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

سے حال پر رحم کر ساقیا	کہ ہوں دختر رز میں مبتلا
ہو فتنہ سی جادو سے سنگ جنگ	وہ مے دے دکھاؤں جادو کا رنگ
جلادوں میں نیرنگ جادو نے	نہ آئے نظر کوئی پہلو نے
زمانے میں ہو دھوم اس تیغ کی	یہی سر بسر ورد وہ ہر دم رہی
پلا دے تو بھر کے دو چار جام	کہ میں دور ہو جائے ہوں تا کدام
اَڑوں آ کے میدان میں ہیں تیغ تک	کہ عالم میں اک تہلکہ سا پڑے
مری تاب طاقت سے ہو بیا دنگ	بڑھاپے میں دکھلاؤں میں رنگ جنگ
وہ فتنہ اگر ہو قیامت ہوں میں	سراپا غضب اور آفت ہوں میں

جب یہ باغ کو جلا کر لشکر میں پہونچی تو اس نے طبل جنگ بجوا دیا ہر کارے دوڑتے ہوئے خدمت میں شاہزادہ قمقمش بن ہاشم اور سہراب ثانی وغیرہ کے پہونچے اور عرض کی کہ فتنہ جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں حافظ حقیقی ہمارا نگہبان ہے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جوانان اسلام نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اس سے کمان کو یقین ہو چکا تھا کہ اس ملک کے ہاتھ سے بچا دشوار ہے نہ ساحر ان ہیں کہ اسم اعظم پڑھکر سحر کو باطل کرینگے نہ کوئی ساحر زبردست ہماری کمک پر ہے نہ وہ لشکر اسلام کے عیار موجود ہیں جنہوں نے بڑے بڑے ساحروں کی دل کی دل ہی میں رہنے دی ارمان بھی پورا ہونے دیا ہر ایک نے غسل کیا نماز سیت پڑھی کفن پہنا صبح کو میدان میں پہنچ کر صف آرا ہوئے اُس طرف فتنہ جادو اپنے چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آکر صف آرا ہوئی اور پکاری کہ کیوں اے خدا پرستو کیا ارادہ ہے یا تو اطاعت ہماری اختیار کرو یا آمادہ مرگ ہو جاؤ کہ ایک سحر میں تم سب کا خاتمہ کر دوں گی یہ سنکے جوانان اسلام نے حقارت سے کہا کہ او ملعونہ کیا مجال ہے تیری کہ بغیر حکم خدا کسی کا بال بھی بیکا کرسکے یہ سنکے فتنہ جادو ہنسی اور کہنے لگی کہ یہ جواب تم نے اچھا نکالا ہے جس دن حکم خدا کی شرط لگا دی ہے تمہارے سردار کو تو میں نے اُس کی معشوقہ سمیت پکڑ لیا اب تمہاری باری ہے یہ کہکر میدان میں آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پنجرا ہاتھ میں پنجرہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اُس میں نہ کوئی طائر تھا نہ مرغ خالی پنجرہ تھا لیکن زنجیلوں کی آواز چلی آتی تھی فتنہ جادو نے وہ خالی پنجرا ہاتھ سے پرواز کے لے کر کچھ اسم سحر پڑھا اور ھلکی کی [illegible] ایک بھرا لالوں کا نکلا اور ڈھول باندھ کر سر پر فتنہ جادو کے ناچنے لگا بس فتنہ جادو نے چند دانے رائی کے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر پھینکے وہ سب لال زمین پر آکے دانہ چگا یا اب فتنہ جادو نے اپنا سو [illegible] ہلانا شروع کیا تمام لال دانہ کھانے کے بعد پھر [illegible] مارکے اُڑے اور ایک تاوا تو سر پر فتنہ جادو کے لگایا اور اب جو اُنہوں نے لشکر اسلام کا رخ کیا تو پھر پلٹ کے نہ دیکھا اہل اسلام حیران تھے کہ یہ لال کیسے ہیں ان تمام لالوں نے

آکر قلعہ کی فصیل پر بیٹھ کر بولنا شروع کیا تمام اہل اسلام اُن کی طرف متوجہ ہو گئے بس اب جو یہ پر مار کے اُڑے تو لشکر اسلام پر
سایہ ڈالتے ہوئے سامنے **فتنہ جادو** کے آگئے جن لوگون پر سایہ ان جانورون کا پڑا وہ تو پتھر کے ہو گئے اور جن پر سایہ
نہ پڑا مگر آواز سنی تھی وہ بیخودی مین جھوم رہے تھے لالون نے پھر تاؤ دکھایا اور جانب لشکر اسلام کے اسی طرح سات پھیرے
کئے تمام لشکر اسلام پتھر کا ہو کے رہ گیا اب اس نے پنجرہ کھول کر سامنے کیا سب جانور اندر پنجرے کے جاتے ہی نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے اب یہ پلٹ کے اپنے خیمہ مین آئی اور اس نے جشن خوشی منعقد کیا ساحران اولوالعزم جو اس کے پہلو نشین
تھے وہ آکے بیٹھے پنجرہ دروازہ بارگاہ مین لٹکا دیا گیا اور صحبت رنگ رنگ کی قائم ہوئی میدان مین تمام لشکر شاہزادہ **سکندر
رستم خو** کا پتھر کی تصویرین بنا ہوا کھڑا تھا اور یہان بارگاہ مین جلسہ ہو رہا تھا تین دن اسی حالت مین گذرے چوتھے روز
ساحرون نے عرض کی کہ اب یہان سے تشریف لے چلئے یہان قیام کرنے سے کیا فائدہ ہے **فتنہ جادو** نے کہا کہ سات روز تک
اگر کوئی ساحر زبردست آجائے تو ان کو بے شک بچا سکتا ہے اور بعد سات دن گذر جانے کے پھر یہ اسی طرح رہین گے کوئی ان کی
اعانت نہ کر سکے گا اب جو ساتوان روز ہوا اور پنجرہ اس کے ہاتھ مین تھا اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہی تھی کہ ایک مرتبہ جانب مغرب گرد بلند
ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور شاہزادہ **سکندر رستم خو** نہایت شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوئے دیکھ کر
سکندر کو **فتنہ جادو** متعجب ہوئی کہ یہ کہان سے آگیا اسے تو مین باغ آتش بہار مین پھونک آئی تھی کیا روح اس کی مجسم
ہو کر آئی ادھر شاہزادہ **سکندر رستم خو** نے دیکھا کہ تمام لشکر میرا تو صف آرا ہے اور لشکر حریف کے لوگ اطمینان سے اپنے
قیام گاہ پر جمع ہین حیرت مین آئے قریب لشکر آکر آواز دی کہ **ملوک** کیون خاموش ہین باعث کیا ہے کوئی جواب نہ پایا **سکندر** نے
پھر آواز دی پھر کوئی جواب نہ پایا اب تو **سکندر** قریب آئے دیکھا تو کسی کی آنکھ کو بھی حرکت نہین ہے ایک آہ کا نعرہ کھینچا اور ہلایا
جب بھی کسی کو خبر نہ ہوئی گھوڑون پر خیال کیا تو وہ بھی بیچے سب تصویر بنے کھڑے ہین **سکندر** نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور
کہا کہ اے یاران وطن افسوس کہ تم نے اسقدر جلدی کی اور ہمین بھی ساتھ نہ لیا خیر گھبراؤ نہ ارائے مین ہمارا انتظار کرنا
ہم بھی بہت جلد آتے ہین صرف تمہارے دشمنون سے قصاص لینا ہے اس مین جسقدر دیر ہو یہ فرما کر آنسو پونچھتے ہوئے لشکر
فتنہ جادو کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ کہان ہے وہ لکاتہ جس نے میرے لشکر کی یہ حالت کی ہے **فتنہ جادو** نے کہا
کہ او سرکش یہ تو بتا کہ باغ آتش بہار کو تو مین نے پھونک دیا تو پھر کیونکر زندہ ہو کے آگیا **سکندر** نے فرمایا کہ مین تیری جان کا ملک الموت
بن کے آیا ہون جس طرح تیری ماں لکاتہ کو مارا اگر اسی طرح تجھ کو بھی نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا آملئے یہ سنکے **فتنہ** غصہ مین **سکندر** کی طرف
بڑھی اور تیغ جو ہیول سے نکال کر شاہزادے پر کھینچ مارا شاہزادے نے تیغ کو اسی خنجر پر روکا خنجر ٹوٹا اور خنجر سے ایک
باز سپید پیدا ہوا اور **فتنہ جادو** کی طرف چلا **فتنہ جادو** باز سپید کو دیکھ کر گھبرائی جلدی سے فرکی جیب کی کھولی لالون کا غول نکلا
باز نے لالون کا شکار کرنا شروع کیا اب اسے یقین ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے **طناز جادو** اور یہ دونون باغ مین نہ تھے اور بیشک
قتل میرا اس کے ہاتھ آگیا جو یہ اس طرح منہ پر چڑھا آیا ورنہ یہ تو کبھی آگاہ نہیں ایک تیغ اس کے قتل کو کافی تھا اب اس باز
سے جان میری بچانا دشوار ہو گی جو حملہ یہ شاہزادے پر کرتی تھی باز اسے روک دیتا تھا اس الجھاوے کو دیکھ کر **طناز جادو**
نے آواز دی کہ اے شہریار حکم دیجئے باز کو کہ اسے اس سبب کو بغیر اس کے باز حملہ نہ کرے گا اسی کے وار روکے جائے گا
بس یہ سنتے ہی شاہزادے نے باز کو آواز دی کہ اے باز قتل سے اس کے نہ باز آ کہ یہ دشمن جان جاری ہے بس یہ سنتے ہی
باز کندے سے مڑ کر چلا **فتنہ** نے **طناز** کی جو آواز سنی گھبرا گئی کہ یہ اسی کے کرشمے ہین نہ یہ شریک ہوجاتی نہ یہ انجام ہوتا بس
اس نے پر پرواز بید لگے اور بھاگی باز نے پیچھا کیا ادھر **طناز جادو** نے اپنے ابر طاؤس رنگ کو اشارہ کیا کہ یہ ابر گرج کر
لشکر پر گرا اور مثل سر و بشن کے ہو گیا باز نے جاتے ہی پر مارا کہ جسم مین **فتنہ جادو** کے آگ لگ گئی بس یہ تڑپ کے اپنے
لشکر پر گری جس کا جسم اس کے جسم سے مس ہو گیا اس کے جسم مین بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگا **فتنہ جادو** تڑپتی پھرتی تھی
اور باز پیچھا نہین چھوڑتا تھا دو ایک جگہ تو مین باز کا قدم بڑھ گیا اب ایک مقام پر باز نے **فتنہ جادو** کو جا مین دبایا اور زمین پر

لایا مغز سر نکال کے کھا گیا اور بہت سے شعلہ بن کے لشکر فتنہ جادو پر گرا کر سب کو جلا کے خاک کر دیا مرتے ہی ان تمام ساحروں کے اور فتنہ جادو کے تمام اہل اسلام ہوش میں آئے شاہزادہ سکندر کو دیکھ کے دوڑے شاہزادے نے فرمایا کہ تم کس حال میں تھے انہوں نے عرض کی کہ ہمیں ایک غنودگی سی آگئی تھی شاہزادہ سکندر نہایت خوش ہوئے کہ الحمد للہ ابھی سب زندہ ہیں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا گویا وہ روز روز عید تھا لاشیں ساحروں کی اٹھوا کے پھکوا دیں اور جلسا ہوا سر فتنہ جادو کا دروازہ قلعہ میں آویزاں کیا گیا اتنے میں گرد اڑی اور ملوک بن مالک سمع دیوانہ ملغار کرکے پہونچے انہوں نے اپنی سرگذشت بیان کی شاہزادہ سکندر نے خزانہ کو قلعہ میں محفوظ کیا اور مصروف جشن ہوئے۔

دو کلمہ داستان ظفر نشان لشکر صاحبقران زمان و حکیم اشراق الحکمت روشن ضمیر کے معرض تحریر میں آتے ہیں

غزل کچھ ستم کو ترا افزا اے عدو آئے
جذب کھینچے لائے نہ کھنچ کے تو آئے
شروع عشق میں آئی ہر گز تو آئے گر
ملال کرنے کو بلبل ہے تا گلو آئے
یہ دھیان بحث میں لب گہرین چلا ہے
گرہ میں باندھ کے ہم اپنی آبرو آئے
نگاہ کے خون سے بھی بیٹھا زمین دل میں گر
بھرین ہم اشکوں سے خالی اگر سبو آئے
چمن میں شوق سے وہ سو گئے تو میں لیکن
انہیں کبھی نہ دل آزاری عدو آئے
ہر میہمان کی تعظیم درد کو لازم
نقاب ڈال کے منہ پر وہ ماہرو آئے
نفاست اس کو میں سمجھاؤں ہو نہ شمع
کہ باز آدم بہ سر داستان ۔

سر کی طرح جو شگفتہ میں ہنس کے تو آئے
عدو کی بزم سے ہم آج سرخرو آئے
ہجوم غم نے لئے دل میں آرزو آئے
کسی کے دل میں مرے سامنے خدا کر
بل ابرو کون پہ نہ ہنگام گفتگو آئے
کسیں حلال کریں جیب کے وہ مجھے لیکن
کبھی نہ مجھ میں چل اے نخل آرزو آئے
جو بحر علم میں غواص ہو تو اے جاہل
چڑھائیں تیوری جو بزرگ کے منہ پہ بو آئے
خوشی خوشی میں ادھر فرش و کرہ ... آئیں
جا ہے دل میں یہ لئے جب آرزو آئے
شتاب حضرت پیر مغان کرے جو رند
سبو وروں کی جو قفل میں جیب جو تو آئے

تجھے یہ چاہیئے خود ہی بہ آبرو آئے
ذلیل ہو کے نکلتے ہیں آبرو آئے
خزاں میں تیغ نے گر چمن میں سوکھی شاخ
خیال آبرو افزائی عدو آئے
جو قول گو مرغلطان سماں بحر جہان
انہیں کے کوچہ میں ہو کر زرا ہو آئے
وہ بادہ خوار ہیں ساقی کہ انجمن میں تری
سنرور ہاتھ ترے وزآ ہو وآئے۔
اگر ہزار طریقوں سے میں سمجھاؤں گی
قدم قدم ہے مگر جس طرف سے تو آئے
جو خواستگار عیادت ہو دلفگار کوئی
شراب پچکے نہ اس کے دہن سے بو آئے
با شنو اے ہمدم داستان ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے جس وقت تاریک تیرہ رو کو لشکر اسلام کے غارت کرنے کے لئے بھیجا تھا تو بیضہ حیات تاریک تیرہ رو اپنے سامنے رکھ لیا تھا جس وقت تاریک تیرہ رو ہاتھ سے صاحبقران رابع کے مارا گیا تو بیضہ حیات تاریک پھٹا اور اس میں سے ایک مرغ سپید پیدا ہوا اور ہیہات کی آواز دے کر جل کے خاک ہو گیا بس حکیم اشراق روشن ضمیر سمجھ گیا کہ تاریک تیرہ رو مارا گیا اس کو نہایت افسوس ہوا اور اس نے اسی غم و غصہ کی حالت میں اپنے مصاحبین سے کہا کہ دیکھو تو میں نے یہ قصد کیا تھا کہ لاکھوں جانیں میرے ہاتھ سے تلف و برباد ہوں اس سبب سے میں نے تاریک تیرہ رو کو روانہ کیا تھا کہ جس وقت اس کی ہیبت سے اہل اسلام تنگ آئیں گے تو خود سے بھاگ جائیں گے لیکن انہوں نے تاریک کو بھی مارا اب میری نگاہ میں زمانہ تاریک ہے کہ میرا ایسا رفیق قدیم مارا گیا اب ایک مسلمان کو بھی اس بستی پر زندہ نہ چھوڑوں گا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ سواری ہماری تیار کرو آج ہم شہر کے دروازے سے نکل کر جائیں گے اور مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کریں گے ملازمین پیشخیمہ کے کرنے کے بعد کو حکیم ایک بوچے پر سوار ہو کے روانہ ہوا لیکن بیان کی

حالت سنیے کہ صاحبقران تو تعاقب میں تاریک تیرہ رو کے گئے ہوئے تھے اور یہاں اہل اسلام دھوئیں میں گھٹ رہے
تھے نفس تنگی کر رہا تھا دم گھٹے جاتے تھے تاب فریاد بھی نہ تھی قریب تھا کہ اسی طرح گھٹ گھٹ کے ہلاک ہو جائیں دل سے دعا کرتے
تھے منہ سے دعا بھی نہ کر سکتے تھے کہ منہ کھلا اور دھواں منہ میں بھر گیا گر دعا تو وہی ہے جو دل سے ہو یکایک ایک ہوا بے تند چلی کہ
وہ تمام دھواں منتشر ہو گیا مطلع صاف ہو گیا جو لوگ گھٹ رہے تھے اور قوت بجان تھے وہ اپنے ہوش میں آئے شکر خدا بجا لائے
عاقلوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ ساحر باہمت صاحبقران خلشان کے مارا گیا اب لوگ تلاش صاحبقران میں روانہ ہوئے
تمام دن تلاش کی صاحبقران کو نہ پایا جب دوسرا دن ہوا پھر ہر کارے تلاش میں چلے یکایک دروازہ حصار طلائی کا وا ہوا
اور کچھ لوگوں نے آکر چلے خیمہ بپا کیا بعد اس کے اور کچھ لوگ آئے اور بطور نگہبانوں کے گرد خیمے کے قائم ہوئے اتنے
میں سواری حکیم اشراق روشن ضمیر کی آئی حکیم اتر کر بوجہ سے داخل خیمہ ہوا اور اس نے ایک نامہ بادشاہ لشکر اسلام کے
نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اب تک تمہیں صلاح دی اور چاہا کہ آپ لشکر کو اپنے لے کے پلٹ جائیے مگر آپ نے نہ مانا یہاں تک
کہ میرا رفیق قدیم بھی مارا گیا اب میں یہ کہتا ہوں کہ یا تو اسی وقت کوچ کر کے میرے سامنے سے چلے جائیے اور یا طبل جنگ بجوائیے
اگر میں نے ایک ہی روز میں تیغ خود لو گردن کے سب کو نہ مارا تو نام اپنا حکیم اشراق نہ رکھا آپ نے اس قتال خونریز
نقابدار سنجر فلک پوش کو دیکھا ہے یا نہیں کہ اس نے دم بھر میں کیا حال کر دیا اگر میں چاہتا تو اسی روز تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتا
مگر میں نے مہلت دی کہ شاید اب بھی آپ چلے جائیں مگر مجھ کو معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو آپ کی قضا گھیرے اس وادی میں لائی
یہ نامہ ایک شخص کو دیا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اسی وقت اس کا جواب باصواب لے کر آ ایک شخص نامہ حکیم اشراق
روشن ضمیر کا لے کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہاں ہر کاروں نے قبل سے بادشاہ اسلام کو خبر دیدی تھی کہ آج حکیم
اشراق حصار طلائی کے باہر آیا ہے خیمہ اس نے برپا کیا ہے اور نامہ دار حکیم اشراق کا آتا ہے سنتے ہی بادشاہ نہایت پریشان
ہوئے کہ صاحبقران موجود نہیں ہیں جواب نامہ کا کیا دیا جائے اتنے میں چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حکیم اشراق
روشن ضمیر کا حاضر ہوا اور امیدوار باریابی ہے فرمایا بلاؤ نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا شان بارگاہ دیکھ کر ہوش اڑ گئے
عجب بارگاہ تھی عجب گیر و دار، نو کوئی کرسی طلائی کرسی ہزار، دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہیں سرداران صف شکن
لپٹائے اپنے دنگلوں کرسیوں پر بیٹھے ہیں ایسا رعب چھایا کہ نامہ دار بدحواس ہو گیا
نہیں ایسا دربار کبھی کو دیکھا تھا اس کے ہوش اڑ گئے نامہ دار کو بادشاہ نے قریب بلایا نامہ دار نے نامہ
پیش کیا ظل اللہ نے دبیر کو نامہ دیا اس نے بآواز بلند پڑھا تمام اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے بادشاہ اسلام نے
سر زانوئے فکر پہ رکھ لیا اور فرمایا کہ عدم موجودگی صاحبقران میں مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر
سے مہلت طلب کی جائے یہ سنتے ہی شاہزادہ تیمور شیر بچہ نے عرض کی اگر حضور اس حکیم سے مہلت طلب کریں گے
تو میں خودکشی کر لوں گا اگر صاحبقران موجود نہیں ہیں تو جاں نثاران صاحبقران تو ہیں حضور جواب جنگ تحریر فرماویں
کسی سردار نے طنز سے کہا کہ طبل بجوا دینا تو آسان ہے لیکن نقابدار سے مقابلہ کرنا بہت دشوار ہے اس لیے کہ نقابدار
بلائے بد ہے اگر لڑنے والا ہو تو آدمی اس سے لڑے یہ کونسا مقابلہ ہے کہ صورت دیکھی اور اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا یہ سنتے ہی تیمور کو
غصہ آیا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ تیور اس کے بگڑ گئے ہیں
اگر اس نے طبل جنگ بجوا دیا تو غضب ہو جائے گا اس لیے کہ اگر نقابدار کے ہاتھ سے یہ مارا جائے گا تو صاحبقران کو کمال
صدمہ ہوگا پھر الزام آئے گا کہ آپ نے تیمور کو ناحق کٹوا دیا بادشاہ نے تیمور سے ارشاد فرمایا کہ بیٹا صبر کرو اس وقت
صاحبقران نہیں ہیں تو قائم مقام صاحبقران موجود ہے اگر وہ بھی ہوتے تو جواب جنگ ہی تحریر کرتے میں تمہاری رائے کے
موافق جواب لکھے دیتا ہوں لیکن یہ اجازت نہیں دیتا کہ طبل شامت نام پر بجے جس وقت کوئی تمہارا ہم نبرد میدان
میں آکر لڑے اس وقت میں منع نہ کروں گا اور یوں ہرگز نہیں جانے نہ دوں گا یہ فرما کر پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر

فرمایا اور نامہ نامہ دار کو دیا نامہ دار نے جا کر جواب نامہ حکیم اشراق روشن ضمیر کو دیا حکیم نامہ کو پڑھ کر نہایت غیظ و غضب
میں آیا اور اُس نے حکم دیا بجے طبل جنگ وہ جو چند آدمی اس کے ساتھ حصار سے باہر آئے تھے اور سامان مختصر ہر قسم کا لائے
تھے انھوں نے نقارہ نوازی بھی شروع کی یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی
بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ یہاں بھی نقارے گڑگڑائے تمام لشکر میں خبر ہوئی کہ نقارۂ رزم بجا ہے اہل لشکر
پریشان ہوئے کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے صاحبقران بھی موجود نہیں ہیں کہ اسم اعظم پڑھ کر بلا سے محفوظ کریں گے اور اگر جو
ہو تو کوئی اور بلا ہوگی کیونکہ ساحر تو امیر کے ہاتھ سے مارا جا چکا ہے اب یہ حکیم کوئی اور ہی انتظام کرے گا غرضکہ عجب طرح کا
انتشار تمام لشکر میں تھا لوگ آپس میں بغلگیر ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے وصیت کر رہا تھا لوگوں نے غسل کر کر کے
کفن پہن لیے تھے کہ کل کشتۂ تیغ ادا ہونا ہے وہ قتال ہوش ربا نقابدار سنجرفی پوش سب کی جان لے گا خدا جانے یہ کونسی
بلا ہے اس بلا کو تو خدا ہی دفع کرے تو ہو سکتی ہے ورنہ غیر ممکن ہے یہاں تو یہ حالت ہے اور شاہزادہ تیمور یہ تہیہ کیے
ہوئے ہیں کہ میں مقابلہ کروں گا بادشاہ اسلام نے تمام رات مناجات میں بسر کی خلاصہ یہ کہ گریبان سحر چاک ہوا عالم تیرگی
سے پاک ہوا بزم انجم برخاست ہوئی طائر آشیانوں سے نکل نکل کر فکر آب و دانہ میں روانہ ہوئے چرند چراگاہوں کی جانب
سدھارے اہل اسلام نے فریضۂ سحری کو ادا کیا حکیم اشراق میدان میں آکر کھڑا ہوا اور اہل اسلام کو مصروف عبادت رب العلم دیکھ کے
بہت ہنسا اور کہا کہ ہمیں دیکھنا ہے کہ آج تمہارا خدا تمہاری جان کیونکر بچاتا ہے سرداران اسلام کو نہایت غصہ آیا ایک آدمی
نے پکار کر آواز دی کہ اے مردود تو کافر ہے نور ایمان تیرے قلب تک پہونچا ہی نہیں ہے تو خدا کو کیا جانے گا ابتک
تو ہمیں تیرے مقابلہ میں ہراس تھا لیکن اس وقت تو ایسا کلمۂ کفر بولا ہے کہ یقین ہے خدا کے خلاف ہوا ہوگا اب تجھ پر کوئی
نہ کوئی آفت ارضی و سماوی آیا ہی چاہتی ہے اور خدا کے بندے تیرے شر سے ضرور محفوظ رہیں گے غرضکہ بعد فراغ طاعات
ہوئی تمام اہل اسلام دستہ دستہ گروہ گروہ قشون قشون میدان میں آکر برے جا بجا کے کھڑے ہوئے تخت بادشاہ اسلام
کا قلب لشکر میں قائم ہوا چونکہ تیمور تیمور کے بدلے تھے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے تیمور صاحبقران تم کو روح و جان
سمجھتے ہیں اور اس وقت قائم مقام صاحبقران تمہیں ہو خبردار جس وقت تک ہم اجازت نہ دیں اس وقت تک میدان
میں جانے کا قصد نہ کرنا ہاں اگر حریف تم کو ٹوکے اسوقت تمہیں اختیار ہے تیمور مجبور ہو گیا غرضکہ تمام سردار اپنے اپنے
مرتبے کے موافق کھڑے ہوئے اور تیمور کو امیر نے اپنے تخت سے علیحدگی نہ اختیار کرنے دی جس وقت نقیب نقابت
کر کے ہٹ گئے تو بہادروں نے یہ ارادہ کیا کہ حکیم اشراق پر ٹوٹ پڑیں اور خاتمہ کر دیں مگر آداب بادشاہ سے رکے
رہے ادھر حکیم اشراق کچھ دیر تو منتظر رہا کہ لشکر اسلام سے کوئی نکلے تو میں بھی نقابدار کو طلب کروں جب ادھر سے کوئی نہ
نکلا تو حکیم اشراق نے آواز دی کہ تم لوگ صورت دیکھنے کو آئے ہو یا لڑنے کیوں نہیں میدان میں نکلتے یا اگر خوف زدہ
ہو تو اب بھی یہاں سے نکل جاؤ یہ سنکے سرداران اسلام نے جواب دیا کہ او مردود ہم اہل اسلام سبقت کو بُرا جانتے ہیں
پہلے تو کسی کو بھیج جب وہ میدان میں آکر مبارز طلب کرے گا اُس وقت یہاں سے بھی کوئی غازی مقابلہ کے لئے پہونچ
جائے گا یہ سنکے حکیم ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم لوگ سب ساتھ مرنا چاہتے ہو تو لو میں مبارز بھیجتا ہوں یہ کہکر اپنے
جانب بلا ادھر دیکھ کر دستک دی بس دستک دیتے ہی بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ وہی نقابدار سنجرفی پوش
گھوڑا مارے چلا آتا ہے صورت اس نقابدار کی دیکھ کر لوگوں کے رنگ اڑ گئے کہ یہ وہی بلا ہے خدا اس سے محفوظ رکھے
نقابدار میدان میں آکر قائم ہوا حکیم اشراق نے کہا کہ اے قتال ہوش ربا یہ لوگ نہایت سرکشی پر ہیں آج
ہی ان سب کو مٹا دے کہ انھوں نے مجھے نہایت پریشان کر رکھا ہے اور بھائی میرا تاریک روان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے
قصاص خون لینا برادر کا ان لوگوں سے ضرور ہے بس یہ سنتے ہی نقاب دار نے نقاب اٹھنے کا ارادہ کیا تھا کہ جانب
صحرا سے تیز گرد بلند ہوا نقابدار اور تمام اہل لشکر صحرا کی طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھیں اب کون آتا ہے ہمارے واسطے دفیتہ

حال کے روانہ ہوئے اتنے میں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے صاحبقران عالیشان اس شان وشوکت
سے نمودار ہوئے کہ آگے آگے امیر مرکب پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران عمدا ہاروت جادو بادشاہ ساحران
تخت پر بیٹھا ہوا یہ دیکھکر تمام سرداران اسلام برائے استقبال روانہ ہوئے اور امیر با توقیر کولے کر لشکر میں آئے نقارہ
شادمانی پر چوب پڑی سلامی ہونے لگی ہاروت نے بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کی تاج اپنے سر سے اتار لیا
بادشاہ اسلام نے پھر تاج عنایت فرمایا لیکن اس نے عرض کی کہ میں حضور کے سامنے ہرگز تاج نہ پہنوں گا ان باتوں میں
بہت وقت گذرا حکیم اشراق نہایت نازک دماغ تھا اس کو انتظار گران گذرا اور یہ بھی خلاف تھا کہ لشکر صاحبقران
کی خوشی کر رہا تھا اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر حکیم اشراق نے اتنا تو کہا کہ خیر امیر کے آنے سے تمہیں ایک روز
کی اور مہلت دی جاتی ہے کہ اپنے منہ کو سمجھ لو یا رات بھر میں صحرا خالی کر دو یا آمادہ مرگ ہو یہ کہکر نقابدار سے کہا کہ خیر
ایک روز کی مہلت انہیں اور دو نقابدار تو حکیم کو سلام کر کے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور حکیم اشراق روشن ضمیر خیمہ میں داخل
ہوا لیکن جس وقت نقابدار جانب صحرا چلا ہے تو طیفور بادیہ گرد نے تعاقب کیا کہ اگر پاؤں تو اس نقابدار کا راستہ ہی میں
خاتمہ کر دوں لیکن کچھ دور جا کر نقابدار تو نظروں سے غائب ہو گیا طیفور بادیہ گرد اس امید میں دور تک چلا آیا کہ نشان
سم مرکب تو پا جائیں گے جب نشان قدم بھی نہ ملے تو مجبور ہو کے پلٹا ادھر عیارہ تیمور مہتر شاہور شیر دل نے
خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور چند عیاران اسلام مثل قران ثالث و برق ثالث وغیرہ کے ہمراہ لئے اور
یہ سب عیار اس فکر میں چلے کہ کسی طرح قابو پائیں تو حکیم کو مار ڈالیں یہ تو اس فکر میں جاتے ہیں اور وہاں شام ہوتے ہی
حکیم اشراق الحکمت نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خیمہ میں جا کر باطمینان تمام سو رہا یہاں عیاران اسلام میں سے چند عیاروں
نے تو نقب لگانا شروع کی اور چند عیار صورتیں تبدیل کر کے عیاری کی فکر میں چلے جس وقت قریب خیمے کے پہونچے تو دیکھا کہ
جو لوگ گرد خیمے کے ہیں وہ بھی پڑے سو رہے ہیں اب یہ اور خوش ہوئے کہ کام بن جائے گا یہاں تک کہ گرد خیمے کے عیار پہونچے
قنات کو خنجر سے چاک کرنے کا قصد کیا قنات نہ چاک ہو سکی یہ معلوم ہوا کہ لوہے کی چادر ہے کہ خنجر درمیں نہیں آتا اب ان لوگوں
نے سوہن سے رستے کا قصد کیا سوہن جھک گیا آخر دروازے کی جانب آئے چاہا تھا کہ اندر قدم رکھیں دیکھا کہ ایک
اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے شاہور نہایت گھبرایا اس نے ایک حقہ آتشبازی اندر خیمے کے کھینچ مارا کہ حکیم کو جلا دوں
اژدہا اس حقہ کو نگل گیا صبح تک یہ عیار یہی کوشش کرتے رہے جب قابو نہ چلا تو انہوں نے یہ صلاح کی کہ اب ہمکو تو جس طرح ہو
اگر حکیم پر قابو نہ پایا نہ سہی اس کے ملازموں کو ختم کر دیں کچھ تکلیف تو اسے بھی ہو یہ خیال کر کے جو لوگ گرد خیمے کے
سو رہے تھے ان کو ذبح کرنے کا قصد کیا مگر یہ معلوم ہوا کہ سب آہنی پتلے ہیں کسی پر خنجروں نے اثر نہ کیا اب لوگ بیدار
ہی ہونے لگے اور حکیم بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا یہ تمام عیار وہاں سے راہی ہوئے راستے میں خندق نقب زن
اور قران ثالث سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تم نے کیا کیا قران ثالث نے بیان کیا کہ ہم جس مقام پر طبقہ نقب کا توڑنا
چاہتے تھے زمین آہنی ملتی تھی تمام رات نقب کنی کی مگر مطلب نہ حاصل ہوا اب آج تو وقت باقی نہیں ہے اگر آج کا دن خیریت
سے گذر گیا تو تھیلیاں بارود کی رکھکر پورا طبقہ اڑا دیں گے شاہور شیر دل نے کہا کچھ نہ ہوگا اس لئے کہ حکیم نہایت
ہوشیار ہے اور یہی اس کی حد از معلوم ہوتی ہے ہم نے اس کے مار ڈالنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن قابو نہ پایا
خیر اب جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا اگر اس کی قضا ہے بھی تو ہمارے تمہارے ہاتھ سے نہیں ہے یہ کہتے ہوئے عیار تو پلٹ گئے
اور دونوں طرف کی فوجیں میدان آکر صف آرا ہو گئیں اس طرف حکیم اشراق الحکمت تخت پر سوار ہو کر اپنے خیمے سے نکلا
پچاس آدمی اس کے ساتھ وہ بھی آلات حرب و ضرب سے آراستہ نہ تھے مثل تماشائیوں کے کھڑے تھے اس طرف سے
لشکر صاحبقران میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا بادشاہ اسلام نے منجلے سرداروں کو اپنے قریب رکھا تھا اور زبانی بھی
فرما دیا تھا کہ کوئی صاحب بغیر میری اجازت کے میدان میں جانے کا قصد نہ فرماویں صاحبقران سے بھی فرما دیا تھا کہ آپ

بھی جلدی نہ کیجئے گا حکیم ساحر نہیں ہے کہ سحر اُس کا آپ اسم اعظم سے رد کر دیں گے غرضکہ عجب طرح کا انتشار لشکر میں تھا ہاروت
جادو نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ یا صاحبقران اگر کوئی ساحر ہوتا تو اُس سے ہم مقابلہ کرکے فتح کی امید بھی
کر سکتے تھے لیکن اس حکیم پہ سحر ہمارا کارگر نہ ہوگا یہ بلائے بے درمان ہے یا صاحبقران ہم صرف اس غرض سے حضور کے
ہمراہ چلے آئے ہیں کہ مرتبہ شہادت سے سرافراز ہوں اور جو کچھ گناہ اتنی عمر میں کئے ہیں اُن کا کفارہ ہو جائے صاحبقران
نے فرمایا اے ہاروت جادو اگر تمہارا یہ خیال ہے تو اسیوقت تم چلے جاؤ میں مرد خدا کا محتاج ہوں اور کسی کی مدد نہیں چاہتا
ہاروت جادو نے عرض کی کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو اس بلا میں چھوڑ کر چلے جائیں جو سب کا حال وہ اپنا حال مثل
مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اگر حکیم کسی ساحر کو بھیجے گا تو لطف آئے گا مرنا تو برحق ہے آج نہ سہی کل مرین گے یہ سنکے
صاحبقران عالیشان نے آفرین کی ہاروت جادو بھی ایک طرف اپنے چالیس ہزار ساحروں کو لئے کھڑا ہو گیا
حکیم اشراق نے ہاروت جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ اے ہاروت یہ مسلمان وہ ہیں کہ جنھوں نے ساحروں
سے دنیا کو خالی کر دیا جو مطیع نہوئے اُن کو جان سے مارا اور جو مطیع ہوئے اُن سے سحر ترک کرا دیا یہانتک کہ سحر کے
مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تو کیا سمجھ کے ان کا ہمدرد بنا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ میں نے اطاعت اسلام
اختیار کی جب یہ غیر ساحر ہو کر ساحروں پر حکومت کرتے ہیں تو بیشک خدا ان کا مددگار ہے اور یہ برحق ہے اور یہی ان کو
بچا سکتا ہے ورنہ بچ نہیں سکتے ابھی کل کی بات ہے کہ میں نے صاحبقران کو گرفتار کرکے پھونک دیا تھا مگر عیاران کا نقب
لگا کر نکال لے گیا اور جس طرح صاحبقران میرے سامنے اسیر ہو کر آئے تھے اُسی طرح میں بھی گرفتار ہو کر سامنے صاحبقران
کے گیا اگر دوسرا شخص ہوتا تو میری جان بخشی نہ کرتا اس لئے کہ میں نے صاحبقران کے مار ڈالنے میں کوئی بات اٹھا
نہیں رکھی تھی لیکن صاحبقران وہ عالی ہمت ہیں کہ مجھکو ہدایت اسلام کی اور قتل نہ کیا میں دل سے ان کا غلام ہوں
جبتک دم میں دم باقی ہے اسیر پر آنچ نہ آنے دوں گا حکیم ہنسا اور کہا کہ تو کیا بکتا ہے کیا مجھے واقف نہیں کہ میں کون
ہوں ہاروت جادو نے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ تو بلائے بیدرمان ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھتا ہوں کہ
ع - دشمن اگر قویست نگہبان قویترست ۔ بیشک حکم خدا ہوگا تو کسی کا رونگٹا بھی بیکا نہیں کر سکتا یہ سنکے حکیم کو غصہ آیا
اور کہا کہ تماشا دیکھے گا تیرے سامنے جو اہم ہیں سب کا خاتمہ کئے دیتا ہوں اگر یہ سب اپنے ہاتھ سے اپنے گلے نہ کاٹ
ڈالیں تو عجب ہے یہ کہکر اس نے دستک دی اور جانب صحرا دیکھا فوراً گرد اٹھی اور وہی نقابدار سحری ہوش
پیدا ہوا حکیم اشراق حکمت نے کہا کیوں اے ہاروت جادو اب تو نے اس نقابدار کو پہچانا ہاروت جادو نے کہا کہ
خوب پہچانتا ہوں تو نقابدار کو حکم دے پھر جو ہو سکے گا کریں گے یہ سنکے حکیم اشراق نے آواز دی کہ
اے قتال ہوش ربا اٹھا دے نقاب اپنے چہرہ سے یہ سنکے نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی ہنوز کسی کی
نظر اس کے چہرہ پر نہ پڑنے پائی تھی کہ ہاروت جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اس میں
سے دھواں پیدا ہو کر نقابدار کے چہرہ کا غازہ بن گیا وہ تاثیر باطل ہو گئی ! تو نقابدار کے جمال کا ہر شخص دیوانہ
ہو جاتا تھا سب لاحول بھیجنے لگے یہ دیکھکر حکیم اشراق نے جانب فلک دیکھا ایک پرندہ دستیاب لئے
ہوئے پیدا ہوئی اور اس نے آکر چھینٹا پانی کا منہ پر نقابدار کے مارا وہ دھواں غائب ہو گئی اور چہرہ نقابدار
کا روشن ہو گیا ہاروت جادو تو جلدی سے باگن مار کر غرق زمین ہو گیا لیکن اہل لشکر ہاروت کی یہ حالت ہوئی کہ
جس کی نظر چہرہ پر قتال ہوش ربا کے پڑی وہ بیخود ہو گیا اور جھومتا ہوا چلا کہ ملکۂ آفاق کیا حکم ہوتا ہے
قتال ہوش ربا نے کہا کہ لپٹے گئے اپنے ہاتھ سے کاٹو یا آپس میں لڑو بس یہ سننا تھا کہ ساحروں میں گول ترنج
نارنج چلنے لگا سحر ہونے لگے باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو مارے ڈالتا تھا ہر طرف آتش و مستقل بھی ساحر آسیب میں
کٹ مرے تھے اور قتال ہوش ربا پکار پکار کے کہتی تھی کہ اے جانبازو لطف عشق یہی ہے کہ جو معشوق کے

اس پر عمل کرو تھوڑے ہی عرصہ مین قریب دس ہزار ساحرون کے کام آگئے یکایک ہاروت جادو ایک مقام پر زمین
سے نکلا اور اس نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ تڑاقہ ہوا ناریل پھٹا اور ایک دیوار درمیان لشکر اور
نقابدار کے حائل ہوئی بس نقابدار نے توپلٹ کے حکیم اشراق کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ حصار حاجب ہے حکیم نے کہا کہ
کیون نہین اس حصار کو توڑ دیتے ہین ہاروت جادو نے جلدی سے مہلت پاتے ہی اپنی لشکر پر ایک لکۂ ابر کو قائم
کیا اس مین سے بارش شروع ہوئی جس پر ایک قطرہ بھی گرا وہ بیہوش ہوگیا ہاروت نے کہا یا صاحبقران حضور نے
ملاحظہ کیا بس میری حد یہین تک تھی کہ مین نے ان لوگون کو بیہوش کرکے جانین ان کی بچالین مگر جو اثر ان کے دل و
دماغ پر ہوچکا ہی اسے مین نہین مٹا سکتا فرمایا صد آفرین مگر اپنی جان کی حفاظت بھی مقدم ہی ہاروت جادو نے عرض کی
کہ خدا حفاظت کرے گا ہم تو کچھ بھی نہین کرسکتے ہین صاحبقران عالیشان نے دعا دی ہاروت جادو ہنوز لشکر کو بیہوش
کرکے قائم ہونے پایا تھا کہ تڑاقہ ہوا اور دیوار دھوان بنکر نظرون سے غائب ہوگئی اور نقابدار پکارا کہ برمن نگر
برمن نگر لیکن ہاروت کی نظر جیسے ہی چہرہ منحوس نقابدار پر پڑی بیخودی چھا گئی اور جھومنے لگا کمال ہوش پا پکارا
کہ جن کو ہم قتل کراتے تھے ان کو تو نے بیہوش کرکے بچایا اسی منہ پر عشق کا دعوے ہاروت نے کہا کہ مین نے بہت برا کیا
اب جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن قتال نے کہا کہ اب ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کر پھر مجھ سے بات کرنا ہاروت جادو خنجر
پکڑ کر چلا اور اس نے اپنے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا وہ سب بیہوش پڑے تھے ہاروت جادو نے جس پر ہاتھ مارا اسکے
دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر صاحبقران سے ضبط نہو سکا چاہتے تھے کہ مرکب کو دوڑادون کہ خضران نے عرض کی کہ
ہرگز ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر یہ نقابدار آپ کی طرف پلٹ پڑا تو جس طرح ہاروت جادو اپنے لشکر کو قتل کررہا ہی اسی طرح
آپ بھی اپنے لشکر کو قتل کرنے لگین گے فرمایا اے خضران یہ بھی تو نہین دیکھا جاتا کہ بے گناہ قتل ہورہے ہین خضران
نے کہا کہ دیکھیے اس کا انتظام مین کرتا ہون یہ کہکر خضران ہاے شاطری مارتا ہوا چلا اور قریب ہاروت کے پہونچ کر
حباب بیہوشی سینے پر ہاروت جادو کے کھینچ مارا کہ حباب ٹوٹا اور بقعہ بیہوشی اڑا ہاروت جادو بھی چھینک مار کر اسی مقام
پر گرا لشکر قتل سے بچگیا حکیم نے آواز دی کہ یہ عیار جانے پاے نقابدار برمن نگر برمن نگر پکارنے لگا خواجہ وہین سے
گلیم اوڑھ کے نظرون سے غائب ہوگئے یہ حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ اے قتال آج روز قتل ہے سبھی دشمن
ہین دوست ان مین کون ہی جسے چاہے قتل کر سب تیرے شکار ہین لشکر اسلام مین سے ایک بھی باقی نہ رہجانے پائے تیمور
نے بیچین ہوکے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اپنا حوصلہ نکالین بادشاہ نے منع کیا ادھر قتال جھپٹ پر بالشکر
اسلام کی طرف برمن نگر برمن نگر کہتی ہوئی چلی یہ رنگ دیکھکر خضران نے سپید حرہ منہ سے لگا کر آواز دی کہ یا اہل اسلام
نامحرم کا دیکھنا شرع مین حرام ہی سب اس کی طرف سے منہ پھیرے رہو آنکھین اپنی بند کرلو ہرگز نظر اس کے چہرہ پر نہ کرنا
یہ سنتے ہی بہتون نے منہ پھیر لیے بہتون نے آنکھین بند کرلین حکیم بہت ہنسا اور کہا کہ واقعی مین تو بھی بڑا ذہین ہی اے
خضران اگر ساتھ صاحبقران کا چھوڑ کر میرے پاس چلا آ تو مین تیرا بڑا مرتبہ کرون گا اور تجھے علم حکمت اچھی طرح تعلیم
کردون گا کہ پھر تیرا جواب دینے والا عالم مین نہ نکلے گا اس وقت سوا اس بات کے بہت کا دوسرا پہلو نہ تھا خضران
نے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہی مین تجھ جیسے کے رو رو پھرا کرتا ہون تو مجھے کیا سبق دے گا لیکن اب بادشاہ
اسلام اور امیر عالیمقام دست بدعا ہین کہ اے حافظ حقیقی یہ وقت سختی ہی اب سوا تیرے کوئی سہارا نہین ہی نقابدار
برمن نگر برمن نگر کہتا ہوا قریب چلا آتا ہی اور یہ لوگ آنکھین ڈر کے مارے نہین کھولتے ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا
سے ایک مرگ چھالا اڑتا ہوا نظر آیا اور کچھ باجے کی آواز کان مین آئی نقابدار ایک مقام پر ٹھہر گیا کہ یہ کیا ماجرا ہی دیکھا
کہ مرگ چھالے پر ایک درویش بیٹھے ہوے ہین داہنی اور بائین جانب درویش کے دو شخص بیٹھے ہاتھون مین لیے
بیٹھے ہین اور لا الہ الا اللہ کہتے چلے آتے ہین اور بیچ مین جو مرد حسین ہین اُن کے چہرے سے نور پیدا ہی تسبیح ہاتھ مین ہی کچھ

پڑھتے چلے آتے تھے انھوں نے گستری نقابدار کو ڈانٹا کہ او بے حیا نامحرموں میں منہ کھولے کھڑی ہے اس آواز میں خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ
قتال ہوش ربا نے جلدی سے بند نقاب درست کر لئے بس حکیم اشراق الحکمت کی نظر جو عقیل روشن ضمیر پر پڑی پکارا
کہ او بندے تو کس ارادہ سے آیا ہے درویش نے کہا صاحبقران کی قدمبوسی کو امیر تو تمام سرداروں کو لے کر استقبال
کے واسطے بڑھے لیکن اشراق الحکمت جل گیا کہ اس کا آنا برا ہوا صاحبقران بڑی عزت کے ساتھ لائے اور بادشاہ سے
ملاقات کرا کے درویش کے زہد و اتقا کی تعریف کی وہاں اشراق الحکمت نے دستک دی کہ ایک طائر منقار میں گل سرخ
رنگ دبائے ہوئے آیا اور قتال ہوش ربا کو وہ پھول سنگھا کے اڑا ہوا چلا گیا قتال کو پھول سونگھتے ہی ایک پھریری
آئی حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں مزاج کیسا ہے قتال ہوش ربا نے کہا کہ اچھی ہوں کیا حکم ہے حکیم اشراق الحکمت نے
کہا کہ بس آج کے بعد تمکو زندگی بھر راحت ہے آج روز قتل خدا پرستان ہے جبتک ایک متنفس بھی باقی ہے اب میدان سے
منہ نہ موڑنا اور سوا ہمارے کسی کے کہنے پر عمل نہ کرنا قتال نے کہا کیا مجال اور پھر یہ نقاب الٹ کے لشکر اسلام
کی طرف چلی یہاں درویش بادشاہ اسلام سے ملنے کے بعد رخصت ہوئے اور میدان کی طرف متوجہ ہوئے حکیم
اشراق الحکمت نے کہا کہ او فقیر اب تو تو نقابدار کو روک دے درویش نے کہا کہ میں نے سب نصیحت کی تھی اور اب
بھی نصیحت سے باز نہ رہوں گا ماننا نہ ماننا میرے اختیار کی بات نہیں ہے یہ کہکر قتال سے کہا کہ ابھی تجھکو سمجھا دیا تھا تو
پلٹ گئی تھی اب پھر حکیم کے بہکانے پر آ گئی ارے یہ شیطان ہے تجھے گمراہ کرے گا خدا کی [illegible] اگر ذرا بھی درویش کے کلام نے کچھ تاثیر
نہ کی قتال بگڑ کے بولی کہ محرم کیسا اور نامحرم کیسا زندگی کے چار دن عیش سے نہ گذاریں اپنے دل کو ماریں یہ سن کے
درویش نے کہا کہ تو شوہر دار ہو کر غیر مردوں سے بیحیائی کرتی ہے بہن کیا تیرا شوہر آپ تجھے پوچھ لیگا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا
کہ جانب صحرا سے نشان اور جلوس نمودار ہوا اب تو سب دیکھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ ایک برات بھی ہوئی چلی
آتی ہے ہوا دار پر ایک نوشاہ سوار ہے آگے آگے باجہ بجتا ہوا حکیم اشراق الحکمت بھی حیران تھا کہ یہ برات کیسی ہے بلکہ تمام
لشکر عالم تحیر میں تھا کہ نقابدار بھی ایک مقام پر ٹھہر کر تماشہ برات کا دیکھنے لگا برات آتے آتے بیچ میدان میں پہونچی نوشاہ
ہوا دار پر سوار تھا بس بیچ میدان میں پہونچتے ہی برات رک گئی نوشاہ نے سہرا الٹ دیا دیکھا سب نے کہ ایک جوان
حسین ہے نوشاہ حکیم اشراق کی طرف دیکھکے پکارا کہ تجھسا بےحیا بھی عالم میں نہ ہوگا کہ ایک دختر کو تمام عالم کے واسطے تو نے
مباح کر دیا ہے اگر تجھے یہی منظور تھا تو میرے ساتھ شادی کا وعدہ کیوں کیا تھا یہ برات میرے کہ آئے یہاں دلھن میدان میں
کھڑی آنکھیں لڑا رہی ہے یہ ایک نو بیاہی ہے فقط یہ میرے ساتھ منسوب ہوئی تھی اس کی غیرت تو تجھے اسقدر ہوا اور تیری
بیٹی ہو کر تجھے غیرت نہیں آتی حکیم اشراق الحکمت کو ان باتوں پر نہایت غصہ آیا کہ یہ اس کو میری دختر بتاتا ہے اور آپ
داماد بنتا ہے پکارا کہ اے قتال عالم پہلے اسی اجل رسیدہ کو قتل کر ڈال یہ سنکے اس نازنین نے نوشاہ سے آنکھ ملائی اور
بر من نگر بر من نگر کی آواز دی نوشاہ قریب آیا اور گلے میں ہاتھ ڈال لیا کہ خوب دیکھا اور ابھی ابھی دیکھینگے اب یہ نوشاہ کی
طرف دیکھ رہی ہے اور نوشاہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے حکیم پکار رہا ہے کہ اے قتال اس کے قریب میں نہ آ یہ دشمن ہے تیری
آزادی میں خلل آئے گا یا وہ تیرا کاٹ پڑ جائے گا نوشاہ نے کہا یا ایہا الناس دیکھو اس حکیم کی وہی مثل ہے کہ سہ
کیوں نہ بر سینہ فلک سے انگارے — بیٹی دے کے داماد کو مارے + تمام لشکر صاحبقران حیرت میں ہے کہ
یہ تو عجب تماشہ ہے قتال کہہ رہی ہے کہ میں چاہتی ہوں تو تلوار کے گھاٹ اترو نوشاہ کہہ رہا ہے کہ ہم بیوقوف نہیں وہ داماد شہید
ہوتے ہوں گے جو گلے کاٹ کے جان دیتے ہوں گے ہم تیرے عاشق نہیں تیرے جمال کے عاشق ہیں ابھی کوئی تجھے اچھی
ملے اسی کے ہو رہیں گے دنیا ہے اور اپنے مطلب کی دو دن کی زندگی کے سامنے لطف ہیں معشوق لطف زندگی کے لئے
ہوتا ہے جان لینے کے لئے نہیں ہوتا ہے ہم جان دیدیں تو تم گلے سے کون لگائے اور پیار کون کرے لطف وصل کون
اٹھائے اب یہ بیری جانے دو یہ حکیم تمہاری راحت نہیں چاہتا عاشقوں کو تمہارے قتل کروا لئے دیتا ہے پھر وہی ہوگا

سے اسی باعث سے قتل داستان کو منع کرتے تھے اکیلے پھرتے ہو وقت ہے کا بروان ہوکر یہ کہکر قال بیہوش ہاکو گھوڑے پر سے
اپنے بوجھ پر لے لیا اور گھوڑے سے لگا کر بوسے دینا شروع کئے اب نوشاد کا جوش ہما بھی نوشاد سے لپٹی کل میدان کو خلوت کدہ
بنا دیا نوشاد نے آواز دی کہ ہے۔ لپٹے ہین بیخودی ہے وہ بھرے میان ہوئم آنکھین وہ بند کرلے جیسے ناگوار ہو۔
اب تو درویش **عقیل روشن ضمیر** نے کہا کہ کیوں **اشراق الحکمت** اگر تم دختر کو رخصت کر دیتے تو تمام عالم کے سامنے
ذلت کیوں حاصل ہوتی بازاری عورتوں کا بھی یہ انجام نہیں ہوتا جو تیری بیٹی کا ہوا ہے یہ سنکے **حکیم اشراق** عرق عرق
ہوگیا اور کہا کہ یہ سب فسادات تیرے ہی برپا کیے ہوئے ہیں بس ایک شیشہ اس کے تخت پر رکھا ہوا تھا آب سرخ رنگ اس مین
مثل خون کے بھرا ہوا تھا یہ شیشہ **حکیم اشراق** کی کا خاتمہ تھا بس **حکیم اشراق الحکمت** نے وہ شیشہ اٹھا کر اس نوشاد اور ہس
پر کھینچ مارا شیشہ ہروس کے سینے پر پڑتے ہی ٹوٹا اور ایک شعلہ نکلکر ان دونوں کو جلا دیا نوشاد وہس ہی نہ نوشاد بلکہ اس کے
وہ شعلہ براتیوں پر گرا کہ سب براتی جل کے خاک ہوگئے اب یہ شعلہ لپک کر درویش کی طرف چلا درویش نے اپنا شیشہ
اٹھا کے اس شعلہ پر کھینچ مارا کہ شعلہ افسردہ ہوکے رہ گیا یہ دیکھکر **حکیم اشراق الحکمت** نے آواز دی کہ خیر آج تو تجھے تیرے
آنے کی خبر نہ تھی اب کل دیکھا جائے گا یہ کہکر اپنے خیمہ میں چلا گیا یہاں **خواجہ عمران** نے آگر **ہاروت جادو** کو ہوشیار کیا
ہاروت ہوش میں آیا تو اب اس کی وہ حالت نہ تھی اب ہوش میں تھا اس نے کچھ اسم پڑھکر اپنے لشکر کو ہوشیار کیا
چالیس ہزار ساحروں میں تیس ہزار باقی رہ گئے تھے دس ہزار آپس میں لڑے ہوئے اور قتل گئے بیٹھے تھے صاحبقران
نے ان لاشوں کو بھی اٹھوا کر گورستان کی جانب روانہ کیا اور پلٹ کے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تمام سردار
جمع ہوئے بادشاہ اسلام نے درویش **عقیل روشن ضمیر** کی نہایت عزت کی اور فرمایا کہ آپ ہی کی وجہ سے تمام اہل اسلام
کی جان بچی ورنہ ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا درویش نے عرض کی کہ دنیا عالم اسباب ہے یہ ضرور ہوتا ہے کہ جو منظور خدا
ہے وہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے اسباب بھی جمع ہو جاتے ہیں خدا نے یہ نیکنامی میری ہی قسمت میں لکھی تھی
مگر یا **صاحبقران** کل کا روز نہایت سخت ہے آپ نہیں واقف ہیں مگر میں واقف ہوں کل یہ حکیم اپنے عمل کی پوری قوت
سے کام لے گا تمام عمر اس نے ستارہ زہرہ پر ریاض کیا ہے جس وقت **حکیم اشراق** میدان میں آکر جانب آسمان دیکھے گا
اور ستارہ زہرہ کو طلب کرے گا تو زہرہ میدان میں آئے گی لباس کی خوشبو سے تمام لشکر آپ کا بیہوش ہو جائے گا اور
وہ ایک ہیکل میرے گلے میں پہنا دے گی اسوقت میں بھی اپنے ہوش میں نہ ہوں گا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اس کی
طرف بڑھوں گا اس وقت میرا ہوش میں آنا غیر ممکن ہے پھر جو کچھ یہ حکیم حکم دے گا مجھے وہی کرنا پڑے گا یا **صاحبقران** اتنی
التماس میری قبول ہو کہ بعد میرے میری لاش کو اسی گورغریبان میں دفن کرکے کوئی علامت ایسی بنا دیجے کہ جس سے
یہ ثابت رہے کہ یہ فلان شخص کی قبر ہے تاکہ اگر اہل اسلام کا گذر اس طرف سے ہو تو وہ مجھکو بھی فدیہ راہ خدا سمجھکر قبر کو میری
فاتحہ خیر سے فراموش نکریں یہ سنکے **صاحبقران** عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ میری صاحبقرانی میں کوئی بزرگ خدا رسیدہ
مثل آپ کے نہیں ملے ہیں لہذا میں ہرگز آپ کو ہلاکت میں نہ پڑنے دوں گا اگر خدا کو ہمارا بچانا منظور ہے تو بچائے گا کوئی اور
صورت پیدا کرے گا وہ قادر مطلق ہے حضور اسی وقت اپنی عبادت گاہ کی جانب روانہ ہو جائیں درویش نے کہا کہ یا امیر
ایک دن مرنا ضرور ہے جتنی حیات جس شخص کی ہے وہ اس سے زائد نہیں جی سکتا اگر میں اس معرکہ میں نہ مروں گا تو فرش
خواب پر مروں گا اس مرنے میں سعادت ابدی ہے کہ فدیہ راہ خدا ہونگا مرتبہ شہادت آئے گا بستر پر مرنے سے کیا حاصل
کہ نہ تو ثواب شہادت حاصل ہوگا اور نہ اہل اسلام کو کوئی فائدہ پہونچے گا یا **صاحبقران** اگر کل میدان میں آپ نہ
تشریف لے جائیں اور کسی گوشہ میں چھپکر تماشہ دیکھتے رہیں اور جس وقت مجھے عالم بیخودی میں دیکھیں اور یہ شیشہ آب جو
میرے پاس باقی ہے آپ مجھپر چھڑک دیں تو میں ہوش میں آجاؤں گا اس وقت شاید میں بھی کچھ کرسکوں **صاحبقران**
نے ارشاد فرمایا کہ میں ضرور آپ کے واسطے یہ انتظام کروں گا وہاں حکیم نے بھی نقارہ بجوا دیا تھا اور یہاں لشکر اسلام

صبح بھی کو سُن شرمی بج رہا تھا لشکر میں عجب طرح کا انتشار اور ہلچل مچی ہوئی تھی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے آج حکیم اشراق
کو بہت بڑی رنگ ہوگی پروردگار انجام بخیر کرے اور درویش نے حسرت آمیز کلام کیے ہیں بعض بزدلے کہنے لگے
کہ جان ہے تو جہان ہے اگر مر گئے تو کچھ بھی نہیں زندگی عجب شے ہے ادھر مرد درویش نے رات بھر عبادت خدا میں گزاری
صبح کو نیا رنگ جمالا اٹھا اتے ہوئے میدان میں پہونچے اُس طرف سے حکیم اشراق الحکمت میدان میں آیا صاحبقران
نے خضران سے ارشاد کیا کہ کسیکو ہماری صورت بناکے قائم مقام ہمارا کرو خضران نے ایک شخص جینی کو جو کہ
گونگا تھا زنبیل سے نکال کر صاحبقران بنایا اور اُسے سمجھا دیا تھا کہ تم بیچ گھوڑے پر سوار ہوکے رہنا آج تمہیں ہم ایسا
تماشہ دکھائیں گے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا اور اگر منہ سے بول اٹھو گے تو طلسم ٹوٹ جائے گا جو کچھ پیش نظر ہوگا وہ غائب
ہو جائے گا یہ سنکے وہ خوش ہوا خضران نے صاحبقران کو ہوائی اک جھاڑی میں چھپاکے بٹھا دیا تھا اور صاحبقران
نقلی کو ساتھ لئے ہوئے میدان میں آئے زیر علم اتر دا بیکر کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہاں سے قدم آگے نہ بڑھانا اور وہاں سے
پلٹ کے لشکر میں آئے لشکر سے غائب ہو گئے اور جس مقام پر صاحبقران اصل چھپے بیٹھے تھے خضران بھی وہیں
ہو چکا بیٹھے ہیں اور میدان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے الغرض کہ ایک حکیم اشراق نے عقیل رونق ضمیر کی طرف دیکھ کے
آواز دی کہ او بیرکس سال کہ آج کہاں جائے گا میں تجھے ایسا نہ جانتا تھا کہ تو میرے مقابلہ میں آئے گا ورنہ پہلے
ہی تیرا تدارک کر لیا جاتا خیر اب سہی عقیل رونق ضمیر نے کہا کہ میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ ایک وقت میں تیری سرکوبی
کرنا پڑے گی اسی وجہ سے میں نے اس مقام پر مدت سے قیام اختیار کیا تھا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکے
حکیم اشراق الحکمت نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے رقاصہ فلک اپنی شان دلربائی دکھا کہ اس وقت
اہل زمین تیرے مشتاق ہیں بس یہ کہنا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور ایک برق سی چمک کے فلک
سے زمین پر آئی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین روشن جبین سپید جوڑا پہنے
ہوئے عطر میں ڈوبی ہوئی بھویں چڑھائے ہوئے ایک ہاتھ میں چنگ پاؤں میں گھنگرو باندھے ہوئے چنگ سے آواز
نغمہ مستانہ پیدا گھونگرو کی صدا نہایت دلچسپ لگے میں ہنس ہنس بولی حکیم اشراق الحکمت سے بولی کہ زیادہ مشتاق
میرا کون ہے حکیم نے کہا کہ یہ مرد درویش جو سامنے کھڑے ہیں نازنین نے کہا کہ بجا ہے الا کس کو ملنا ہے اگر یہ میرے
مشتاق ہیں تو میں بھی ان کی مشتاق ہوں یہ کہتی ہوئی اور چنگ نوازی کرتی ہوئی درویش کی طرف چلی بس
جلوۂ جمال نازنین دیکھتے ہی ہر شخص کی یہ حالت ہوئی کہ مست و بیخود ہو گیا تمام لشکر اسلام لشکر تصویر بنا ہوا کھڑا
تھا اور درویش بھی ایک نگاہ کرتے ہی از خود رفتہ ہو گئے نازنین قریب آئی اور اپنے گلے کی ہیکل اتار کے درویش
کو پہنا دی اور کہا کہ یہ نشانی ہماری رہے ہم تو جاتے ہیں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں اب تمکو جو کچھ کہنا ہو
حکیم صاحب سے کہنا اور جو یہ کہیں آپ سے ہمارا ملنا سمجھنا یہ کہا ایک برق سی چمکی اور نظروں سے پوشیدہ ہو گئی
اور درویش حق حق کے نعرے کرتے ہوئے حکیم اشراق کی طرف بڑھے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں حضرت
مزاج کیسا ہے درویش نے کہا کہ برائے خدا مجھ پر احسان کر ایک مرتبہ اُس آفت ہوش سے پھر ملاقات کرا دے وہ
میرا ہی حوالہ دے گئی ہے اور تیرے اختیار میں ہے حکیم اشراق الحکمت نے ہنس کے کہا کہ آؤ میں تمہیں ابھی بھیجے دیتا ہوں
اور تمام لشکر اسلام بھی جانب آسمان دیکھ رہا ہے ہر ایک مست و مدہوش ہے حکیم اشراق نے ایک چھری نکالی اور
مصاحبوں سے کہا کہ مجھے ڈر تھا تو اسی بڈھے کا تھا اب اس کا خاتمہ پہلے کر لوں پھر ایک آواز میں تمام لشکر اسلام اپنے
گلے آپ کاٹ ڈالے گا درویش جھومتے ہوئے آگے بڑھے چلے جاتے ہیں اور حکیم اشراق ہنس رہا ہے کہ ایک مرتبہ
بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور صاحبقران مع خضران دوڑے ہوئے قریب درویش کے آگئے اور وہ شیشہ لیکر جو ہاتھ
اُس کی کھولی اور چھینٹا پانی کا منہ پر درویش کے مارا کہ ان کو جھرجھری سی آئی اور صاحبقران نے کچھ پانی درویش

خلق میں بھی ٹپکا دیا اب درویش کو ہوش آیا الحمد للہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا درویش کے ہوش میں آتے ہی حکیم کا
رنگ زرد ہوگیا کہ یہ کیا ہوا یہ صاحبقران اور خضران کہاں سے آگئے پس درویش نے کہا یا صاحبقران آپ بہ
اپنے لشکر میں تشریف لے جائیں اور تماشہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے لیکن وصیتیں میری یاد رہیں فراموش نہ کیجئے گا
یہ کہکر درویش نے ایک شیشی اور جیب سے نکال کر صاحبقران کو دی کہ اس کا پانی بہت سے پانی میں ملا کر تمام اہل
لشکر پر چھڑکوا دو سب جاگے گا اسوقت لشکر ہوش میں آئے گا یہ کہکر درویش نے زمین کی طرف دیکھکر آواز دی
کہ اے ملحد تیری پشت پر کھڑے ہوکر بندگان خدا کو اذیت دیں اور تو دیکھا کرے پس یہ کہنا تھا کہ زلزلہ سا پیدا
ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہوکر جس قدر ملازمین حکیم اشراق تھے سب زمین میں سما گئے اور کمر تک حکیم اشراق
بھی زمین میں دھنس گیا پس حکیم نے دو تھپڑ مارا اور پکارا کہ لاؤ اس بچہ کو جسے میں نے تین برس سے ریاضت میں
پرورش کیا ہے پس یہ کہنا تھا کہ ایک پریزاد پیدا ہوئی اور ایک تین برس کا بچہ گود میں حکیم اشراق الحکمت کے
لا کے ڈالدیا پس حکیم نے بوٹی اس بچہ کی کاٹ کے پھینکدی یہ دیکھتے ہی درویش نے بھی اپنے جسم سے بوٹی کاٹ کے
پھینکدی ساتھ ہی لاحول پڑھا کہ یہ میں نے کیا کیا ادھر حکیم اشراق نے پھر دوسری بوٹی اس بچہ کے جسم سے
کاٹ ڈالی جبتک حکیم بوٹی کاٹتا تھا اسوقت تک تو درویش اسکو منع کرتے تھے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے معصوم
بے گناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے لیکن جب حکیم بوٹی کاٹ کے سامنے پھینک دیتا تھا اسوقت یہ بھی اپنی بوٹی کاٹکا
پھینک دیتے تھے اور بالکل بدحواس ہوتے جاتے تھے یہ حالت درویش کی دیکھکر صاحبقران عالیشان نہایت
پریشان ہوئے کہ یہ تو بن کے بگڑ گئی اب درویش کی جان بچتی نظر نہیں آتی حکیم نے تمام جسم کی بوٹیاں اس بچہ
کی کاٹ کے پھینک دیں ادھر درویش نے اپنے جسم کی بوٹیاں کاٹ کے پھینک دیں آخر میں حکیم نے زبان اُس
بچہ کی منہ سے باہر کھینچ لی اور جلدی سے کاٹ کے سامنے درویش کے پھینک دی پس درویش نے بھی جلدی سے
زبان اپنی دہن سے باہر نکالی اور کچھ اسم پڑھ کر اپنی زبان سامنے حکیم اشراق کے کاٹ کے پھینک دی اور
اُف کی صدا بلند کی پس فوراً زبان حکیم اشراق کی بھی مانند شمع کے جلنے لگی ہر چند حکیم نے اُف اُف کی مگر کچھ نہوا وہ
شعلہ ور ہو اور زبان جلتے جلتے تمام جسم میں حکیم اشراق کے آگ لگ گئی ادھر تو درویش بیہوش ہوکر جان بحق تسلیم
ہوگئے ادھر حکیم اشراق ہمہ تن جل کے خاک ہوگیا صاحبقران عالیشان عقیل روشنضمیر کے لئے بہت روئے کہ
یہ ایک ہی درویش باکمال ان کو ملے تھے ادھر تو اسطرلاب جادو روتا پیٹتا ہوا آیا اور لاش سوختہ حکیم اشراق الحکمت
کی اٹھا لے گیا ادھر صاحبقران عالیشان نے درویش کا دیا ہوا پانی ایک حوض کے پانی میں ملوا دیا اور وہ پانی لشکر پر چھڑکنا
شروع کیا پہلے سرداروں پر چھڑکا کہ وہ سب ہوش میں آگئے بعد اس کے تمام لشکریوں پر چھڑکا سب ہوش میں آگئے
اب امیر با توقیر قریب لاش درویش کے آئے اور میت درویش کی اٹھا کر گورستان میں لے گئے تمام سرداران اسلام
کاندھا دیتے ہوئے درویش کو لائے اور ایک جائے بلند پر قبر کھود کر درویش کو دفن کیا اور مقبرہ تعمیر ہونے کا حکم دیکر
لشکر میں تشریف لائے اور سیہ پوشی اختیار کی جس وقت تک مقبرہ درویش کا تیار نہ ہولیا اس وقت تک لباس سیاہ امیر
نے جسم سے نہ اتارا جب مقبرہ تعمیر ہوگیا تو صاحبقران نے ایک پتھر بہت بڑا کندہ کرایا عبارت یہ تھی کہ یہ مقبرہ فقیر
راہ خدا درویش عقیل روشنضمیر کا ہے اس مرد باخدا نے اسی کروڑ مسلمانان عالم کی جان بچائی اور اپنی جان کو فدا کیا
لہذا جو مرد مسلم اس طرف سے گذرے اس مقدس کی روح پاک پر فاتحہ ضرور پڑھ دے کہ اس نے وہ کام کیا ہے جو
اس کے زمانے میں سوا اس کے دوسرے سے نہوتا اور یہ محسن ہے تمام مسلمانوں کا بعد اس کے وہ پتھر نصب کرا کے
مجلس فاتحہ خوانی منعقد کی تمام سرداران اسلام اور کل اہل لشکر نے درویش کی قبر پر فاتحہ پڑھا اور سوگ اتارا اور بعد اس
سے فارغ ہونے کے سب نے نہا دھو کر لباس تبدیل کئے اور صاحبقران آکر بارگاہ میں جلوہ افروز ہوئے

طیمور شیر پرور سے نہایت خوش تھے کہ اس نے میری عدم موجودگی میں پوری قائم مقامی کی بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ یا امیر اب تو یقین ہے کہ راستہ کھل گیا ہوگا اور حصار ٹوٹ گیا ہوگا ہرگز روں نے عرض کی کہ حضور سرحد اسیطرح
قائم ہے اس لیے کہ ابھی مالک سرحد زندہ ہے صاحبقران نے خضران سے ارشاد کیا کہ جاکر اسطرلاب جادو سے کہدو کہ
جس کا تجھے بھروسہ تھا وہ تو جہنم واصل ہوا اب بہتر یہ ہے کہ ہمیں راستہ جانے کا دیدے ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے اس سے
بدتر تیری حالت ہوگی خضران اسی وقت جانب حصار طلائی روانہ ہوئے اسطرلاب جادو نے جو خضران کو آتے
دیکھا کہا کہ خواجہ تم دو مرتبہ آ چکے ہو اس کا لحاظ ہے کہ میں تمہارے ساتھ رعایت کرتا ہوں اور کہے دیتا ہوں کہ اب
قصد مجھ تک آنے کا نہ کرنا جو کچھ تمہارے دل میں ہو وہیں سے بیان کرو میں ابھی جواب دیدوں گا اس لیے کہ اب مجھے کسی سے
پوچھنا اور دریافت کرنا نہیں ہے جو حاکم ہمارا تھا وہ اٹھ گیا اس کے مرنے سے ہماری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہے خضران نے کہا
کہ اے اسطرلاب جادو واقع میں ملاقات ایسی چیز ہے جس سے ایک کو دوسرے کا خیال پیدا ہوجاتا ہے آج میں بھی تیرے ساتھ
حق دوستی ادا کرنے اور تجھکو سمجھانے آیا ہوں کہ تو حکیم اشراق سے زیادہ نہیں ہے دیکھا تو نے کہ اس کا کیا انجام ہوا حق عجب چیز ہے
خدا ہمیشہ حق کا شریک ہوتا ہے اور ناحق پرستوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے اب تجھکو چاہیے کہ صاحبقران کو راستہ دیدے تیرا
کیا نقصان ہے اب تو تجھے حکیم اشراق الحکمت کا بھی خوف نہیں ہے اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو بہت پچھتائے گا اور
مثل حکیم اشراق الحکمت کے مارا جائے گا یہ سنکے اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ خواجہ حکیم نے عمر بھر میں ایک ہی تو
نادانی کی جس کا یہ خمیازہ دیکھا کہ جان سے مارا گیا اگر حکیم اپنے مقام پر ہشیار رہتا تو تمام اہل اسلام اسی مقام پر شکار عازم اجل
ہوجاتے حکیم اشراق کی صورت دیکھنے کی حسرت باقی رہ جاتی اور کوئی شکل بھی حکیم اشراق کی نہ دیکھ سکتا جاکر
صاحبقران سے کہدو کہ بس بہتر آپ کے حق میں یہی ہے کہ آپ واپس جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا اس لیے کہ حکیم
اشراق کے مرنے سے سرحد کو کوئی نقصان نہیں پہونچا ہے حکیم کی تو شامت تھی کہ اس نے خود آکر اپنی جان دی ہم حکیم
کے محتاج مدد نہیں ہیں یہ سنکے خضران کو نہایت غصہ آیا اور کہا اے اسطرلاب جادو واقع میں تیری پیشانی پر وہ
سیاہی کفر ہے کہ کبھی دفع نہیں ہوسکتی میں نے جو تجھکو سمجھایا اپنا منہ تھکایا بہتر اب کیا تیرا نتیجہ جاتا ہوں کہ بہت پشیمان رہنا اگر ہمیں نے
اس سرحد کو نہ مٹایا تو نام اپنا خضران نہ پایا یہ فرماکر خواجہ خضران پلٹے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر اسطرلاب جادو کسی طرح نہیں مانتا مثل حکیم اشراق کے وہ بھی اپنے کو خدا جانے
کیا سمجھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کوس رحلت بجاؤ صبح کو ہم کوچ کر کے شہر کی طرف چلیں گے یا تو اس مرحلہ کو پامال
کر کے نکلیں گے یا سب اسی مقام پر ختم ہوجائیں گے یہ فرماکر دربار برخاست کیا داخل خوابگاہ ہوئے ادھر اسطرلاب جادو کو خبر
پہونچی کہ امیر نے کوس رحلت بجوادیا ہے صبح کو کل لشکر اسلام اس طرف آئے گا اسطرلاب جادو نے کہا کچھ پروا نہیں ہے شکر
شب کو اسطرلاب جادو نے حسب معمول اسی بالاخانہ پر صحبت عیش و طرب برپا کی اور عقاب جادو بھائی اسطرلاب جادو کا بھی
شریک صحبت ہوا یہی عقاب ہے کہ جو روکش سرحد پر سے اٹھائے جاتا ہے اور گوشت کھا کے ہڈیاں پھینک دیتا ہے آج اسطرلاب جادو
نے تمام کیفیت عقاب جادو سے بیان کی کہ خضران سے اس طرح کی گفتگو ہوئی ہے عقاب جادو نے کہا کہ بھئی دو اگر تمام
لشکر صاحبقران آئے گا تو مارا جائے گا دو گھنٹے صحبت رہی جام شراب گردش میں رہا ناچ ہوا کیا قریب صبح صحبت برخاست
ہوئی عقاب مردار خوار پرواز کر کے بلند ہوگیا اور جو آشیانہ اس نے بالائے ہوا بنایا ہے اس پر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی
تو صاحبقران عالیشان سوار ہوئے تمام عزیز و اقارب ہمراہ رکاب ہوئے اور صاحبقران سامنے حصار طلائی
کے تشریف لائے اور اسطرلاب جادو کی طرف دیکھے آواز دی کہ اے شخص تو بالکل عقل سے خارج معلوم ہوتا ہے
اب تجھے کس کا دباؤ ہے جس کے خوف سے تو سرحد کی محافظت کر رہا ہے اگر تو راستہ دیدے گا تو امن میں رہے گا ورنہ میں
اس میدان کو صاف کر کے تیری سرحد کو مٹا کے نکل جاؤں گا اسوقت سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا یہ سنکے

اسطرلاب جادو نے کہا کہ ایسے بہتیرے آئے اور کچھ پلٹ گئے کچھ صید اجل ہوئے مجھے زیادہ باتوں کا دماغ نہیں ہے
بس یہ سنتے ہی عظیم دراز قامت رفیق قدیم صاحبقران غصہ سے سرخ ہو گیا اور پکارا کہ او دریدہ دہن تو بھی اس
قابل ہے کہ تجھ سے کوئی بات کرے یا فرمانروا بات کرے دیکھ تجھے کیسی سزا سے مقتول دیتا ہوں یہ کہکر اس نے گھوڑا دوڑا دیا
کہ میں جلدی سے پہونچ کے اس کو تو مار ڈالوں پھر چاہے میرا کچھ ہی حال کیوں نہ ہو جائے ہر چند صاحبقران ہاں ہاں
کرتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی اور گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا کہ کسی طرح برآمدے تک پہونچ جاؤں جیسے ہی
نصف راہ طے کی طائر مثل بلائے آسمانی کے گرا اور اس عدو شریف کو اٹھا کر بلند ہو گیا اور دم بھر بعد ہڈیاں گر پڑیں
صاحبقران نے اپنے رفیق کے لئے افسوس کیا خضران نے کہا کہ یا امیر اب مجھے اجازت ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ خواجہ میں آپ جاؤں گا تمہیں نہ جانے دوں گا خضران نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا دیر تک یہی بحث رہی آخر صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا دیکھو میں ایک ترکیب کرتا ہوں اگر خدا کو منظور ہے تو ابھی اس طائر کو مارے لیتا ہوں بلاؤ قبیل بن مقبول بن
مقبل کو اور گرشاسب تیرانداز کو اسیوقت یہ دونوں قدرانداز حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ میں ایک قیدی
کو جانب حصار بھیجتا ہوں جسوقت یہ طائر اس کے اٹھانے کو پہنچا ہو تم تیروں پر رکھ لینا خضران نے کہا کہ سوچی تو خوب
مگر اس سے کوئی نتیجہ نکلتے نہیں معلوم ہوتا خیر حوصلہ پورا کر لیجئے یہ دونوں صاحب قدرانداز تیر ناوک کمان میں جوڑ کر کے
کھڑے ہوئے اور صاحبقران نے ایک واجب القتل قیدی کو حکم دیا کہ اگر تو اس حصار کو چھو آئے گا تو ہم تجھے چھوڑ دینگے
یہ سنتے ہی وہ قیدی کمال خوشی جانب حصار طلائی روانہ ہوا جیسے ہی اس حد میں پہونچا طائر مثل بلائے سیاہ کے گرا اور اٹھا کر
قیدی کو لے چلا بس قبیل بن مقبول نے تیر مارا ساتھ ہی گرشاسب تیرانداز نے تیر مارا ایک تیر دہن عقاب کے پڑا
اور دوسرا تیر پوٹے پر لیکن دونوں تیر تیر شہاب ہو گئے عقاب صحیح وسالم نکل گیا خضران نے کہا یا امیر یہ عقاب سب طرح
صید ہوا اب کل تماشہ دیکھئے گا ہم اس مرحلہ کو فتح کر لیں گے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران تم کس طرح فتح کرو گے
خضران نے کہا دیکھئے گا آج سفر ملتوی رکھئے اور کل توقف نہ فرمائیے گا صاحبقران پلٹ آئے خواجہ نے اپنے نام کی
طبل بجوا دیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ ہم جاتے ہیں اپنے انتظام میں مصروف ہوتے ہیں صبح کو آپ میدان میں آکر
تماشہ دیکھئے گا کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران خاموش ہو رہے وہاں اسطرلاب جادو حیران تھا کہ یہ عیار کیا کرے گا یہاں جلدی
کا کونسا موقع ہے جب صبح ہوئی تو خواجہ نے ایک گنہگار کو جو مصر کا رہنے والا تھا زنبیل سے نکالا اور کہا کہ تم کو اپنی صورت
پر بناتے ہیں جہاں ہم کہیں وہاں تم چلا اور جس کو ہم بتائیں سلام کرنا اور منہ سے نہ بولنا وہ غریب خوش ہوا خواجہ نے رنگ
روغن عیاری لگا کر اس کی صورت اپنی سی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی اس کے دماغ پر پہونچا کے تمام لباس کو اس کے
عطر بیہوشی سے آلودہ کیا اور آپ ایک خادم کی صورت بن کے اس کے ساتھ ہوئے اور اس کو لے کر سرحد کی جانب
روانہ ہوئے یہاں صاحبقران عالیشان تمام فوج کو لے کر میدان میں آچکے تھے صف آراستہ کئے کرتے سے خضران
کا انتظار تھا اسطرلاب جادو اپنے برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا کہ ایک مرتبہ جانب ہوا سے خواجہ خضران نمودار ہوئے
سب کو سلام کرتے ہوئے طرف سرحد کے چلے خادم ایک مقام پہ ٹھہر گیا لیکن بالکل قریب سرحد کے صاحبقران حیران تھے
کہ یہ یوں ہی چلا جاتا ہے وہاں جا کے کیا کرے گا کہ ایک مرتبہ اس حد میں قدم رکھتے ہی وہی عقاب پیدا ہوا اور اس غریب
یعنی خضران نقل کو اٹھا کر لے چلا بس یہ دیکھتے ہی محزونان خضران نے گریبان پھاڑ ڈالے اور صاحبقران رونے لگے
کہ یہ کیا حالت خضران نے کی کہ بجھا صاحبقران لشکر سے شرمندہ کیا تمام لشکر اسلام میں ایک کہرام کا شکل مچا ہوا تھا
ہر طرف سے ہائے خضران کی صدا آتی چلی آتی تھی اسطرلاب جادو برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ بھی حکیم
اشراق کا مار ڈالا ہوا ہے یہ مقام طلسم جمشید ہے جو بیان ہوتے گا اس کا یہی انجام ہوگا خضران اصل خادم بنے ہوئے کھڑے
تھے اور اہل اسلام کے رونے پر ہنس رہے تھے اور اس بات کا اندازہ کر رہے تھے کہ میرا صدمہ کس کے دل پر کس قدر ہوا

وہاں عقاب نے دو ایک بوتیان اس غضب کی نوچ کے کھالین بس بیہوشی نے اپنا کام کیا اور عقاب بیہوش ہوکر
چکر کھاتا ہوا زمین کی طرف چلا آن واحد مین دھم سے گرا بس خضران اصلی نے دوڑ کر جال الیاسی مارا اور عقاب کو
پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ سنو خواجہ خضران دیکھو لو ہم اسطرلاب جادو یون پکڑ لیتے ہین صاحبقران یا تو درجہ تھے یا ہنس
پڑے اور فرمایا کہ خواجہ جلد اسے مار ڈالو خواجہ نے ہتھوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا یہ سامان دیکھکر اسطرلاب
جادو نے بیربو از بیدا سکے اور چلا کہ خواجہ سے جیبین لون امیر نے اس کو آتے دیکھکر تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کیا
مہتر گرد باد بافیہ گرد قریب تھا اس نے عرض کی کہ اسم اعظم پڑھ لیجیے صاحبقران نے جلدی سے اسم اعظم پڑھ کر
پیکان تیر پر دم کیا ادھر سے تو اسطرلاب جادو مانند تیر کے چلا ادھر صاحبقران نے تیر کو چلہ کمان سے رہا کیا کہ سینے پر
اسطرلاب جادو کے بیٹھا توڑ کر پار گذر گیا اسطرلاب جادو تڑپ کے زمین پر گرا ادھر خواجہ نے ہتھوڑے سے عقاب
کا سر کچل دیا ان دونون کے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی آنے لگین آتش باری و برف باری
دینک ہوئی وہ حصار طلائی مانند برق کے چمک کر نظرون سے پنہان ہوگیا بعد کچھ دیر کے وہ شور و غوغا موقوف ہوا
اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ شد نام من عقاب مرد اخواجہ جادو بود و اسطرلاب جادو بود دعیت مردیم و جان دادیم و بطلب
خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے وہ حصار ہے نہ دربار
لاشین دو ساحرون کی پڑی ہوئی ہین امیر نے ان دونون کی لاشون کو پاے فیل مین بندھوا کر حکم دیا کہ دیکھنے والے
عبرت کرین اور اس مرحلے کے ٹوٹنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ جشن منعقد فرمائی اور لاشین ان دونون کی مرغان
کو پھنکوا دین کہ جیسا ان سون نے بندگان خدا کا گوشت کھایا ہے اسی طرح ان کا بھی گوشت عقاب و زاغ و زغن کھائین ایک
ہی روز مین کدون اور چیلون نے گوشت کھا کر ہڈیان صاف کر دین امیر یا توقیر نے تمام سرداران اسلام سے خواجہ کو
انعام دلوایا اور آپ بہت بھاری خلعت عنایت کیا بادشاہ کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ انعام عنایت ہوا بعد اس کے
صحبت جشن آراستہ ہوئی خواجہ ارباب نشاط کے داروغہ ہوے اس رقم سے بھی چارم کا نفع حاصل ہوا آخری صحبت مین
تو دبی خواجہ جی جادوی یہ غزل گائی

غزل

نیاز مند ہون پھر کیا حضور میں نے کیا
زبان سے یہ نہ کہون کا قصور میں نے کیا
جنون شوق کو بس تھا ترا تصور ہی
مگر خیال دل ناصبور میں نے کیا
جلا تھا قلب میں یون داغ یہ کالی غیر
کہ اس کا پاس نزاکت ضرور ہی نے کیا
سجا لے دل سے نہ انداز دلبری سمجھو
میں جانتا ہون کہ دریا صبور میں نے کیا
رہا نہ بزم میں بھی بازعم حال سے میں
ذرا سی بات پر کیدہ و قصور میں نے کیا

بچاری رحمت حق اس کو دو ہی نے کیا
ہوے نیاز یہ اپنے غرور میں نے کیا
تھا ان بھی جلوہ فرو زجال دوست ہی
کیا جسے کا ارادہ ضرور میں نے کیا
رہین حیب کے بھی نہ انھین حجاب دیکھ سکا
ہمیرا حجرا کے مضمون مین دور میں نے کیا
کسی کے وعدہ فردا کا انتظار کا حشر
نہ اعتبار دل ناصبور میں نے کیا
چلے وہین رنجش باہم کے مٹیلے اگر
لی جب آنکھ اشارہ ضرور میں نے کیا

گناہ کرنے میں کچھ کا قصور میں نے کیا
اگرچہ جان محبت مین جاے بات یہ ہے
فلک کو رشک ہو وہ کوہ طور میں نے کیا
مجھے بھی اپنے تحمل پہ ناز عشق میں تھا
تو تعجب کچھ وہ قصور میں نے کیا
فغان بے اثر ہی کا رتی کچھ بھی
بلند شام سے شور نشور میں نے کیا
بجو رو کا انضباط سے کچھ دیا یہ قطرۂ اشک
یہ ایک بھی نہین کتا قصور میں نے کیا
پڑے نہ رنجش باہم کا آرزو جھگڑا

جب فرصت جشن سے فراغت پائی تو صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ
اب پیشخیمہ چار آگے روانہ ہو حکم سرمست نے عرض کی کہ یا صاحبقران خضران اخترشناس کو ساتھ
لیجیے جو شخص ہراول لشکر مین کر جائے گا خضران کے خلاف راے نہ کرے کہ یہ مرحلہ اول سے زیادہ خطرہ ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ بہتر ہے اور جبرئیل جادو کو بلا کے ارشاد کیا کہ یہ مقام نازک ہے تم مرد سپاہی ہو جہالت سے کام نہ لینا جسکو
حکم خضران اخترشناس ہدایت کرے اسی پر عمل کرنا جبرئیل جادو نے عرض کی کہ مین تابع فرمان ہون جب مقام پیر

یہ کہیں گے میں اسی جگہ بارگاہ برپا کروں گا یہ عرض کرکے انہوں نے بارگاہ بارگرائی اور اپنے چالیس ہزار عادیوں سے مع خضران اختر شناس آگے روانہ ہوئے بعد اس کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے لیکن ہاروت جادو نے کہا کہ یا امیر با توقیر جس مرحلے پر اب آپ چلے ہیں یہ نہایت سخت ہے یہاں اسم اعظم آپ کا کام نہ دے گا اسلیے کہ یہ مقام سحر بند اور طلسم بند ہے کچھ یہاں کے راز میرا ماموں جانتا ہے لیکن میں مطیع اسلام ہوگیا ہوں اور وہ کافر ہے مجھے امید نہیں کہ وہ راز سے حضور کو آگاہ کرے گا فرمایا کہ میں بھی سوا خدا کے کسی کی مدد کا خواہاں اور محتاج نہیں ہوں یہ فرماکر سوار ہوئے اور جانب مرحلہ روانہ ہوئے ہاروت جادو ہمراہ تھا ایک منزل طے کی ہوگی کہ سامنے سے سانڈنی سوار نمودار ہوا جس وقت قریب پہونچا تو اسنے ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے نامہ کو پڑھا مگر چہرے سے اس کے آثار پریشانی کے پیدا ہوئے صاحبقران نے پوچھا کہ کیوں اے ہاروت جادو خیریت تو ہے ہاروت جادو نے عرض کی کہ یہ نامہ میرے ماموں ابریق جادو کا ہے عجب طرح کی پریشانی اس نامے سے ظاہر ہوتی ہے وہ لکھتا ہے کہ اے فرزند اسوقت ہم پر وقت سخت پڑا ہے اور زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایک بلا ہمارے ملک میں نازل ہوئی ہے کہ وہ دس پندرہ ساحروں کو روز نگل جاتی ہے نہ سحر کام دیتا ہے نہ زور چلتا ہے اگر تم سے ہوسکے تو کسی طرح اپنی امانت مجھسے لے جاؤ میری زندگی کا تو خاتمہ معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا امانت کیسی ہاروت جادو نے عرض کی کہ میری شادی میرے ماموں کی دختر سے قرار پا چکی ہے اشارہ اسی طرف ہے کہ اپنی عروس کو لے جاؤ کہ یہاں رنگ اور ہی ایسا ہو کہ میرے ساتھ اس پر بھی کوئی آفت آ جائے جو ہو گیا وہ بھی ہو یا صاحبقران ماموں میرا اگلے ساحروں میں سے ہے ہر ایک ساحر کی مجال نہیں ہے کہ اس سے مقابلہ کرسکے مگر نہیں معلوم یہ کونسی بلا آئی ہے جس نے اتنے بڑے ساحر کو پریشان کردیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہاروت جادو میں چلوں گا اور اس بلا کو دفع کروں گا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یا امیر بہتر وہی ہے دوران اقبال کی توجہ ہے یا کافر کی آپ کو کیا ضرورت ہے کہ وہاں جائیے یہاں آپ کو خود ہی ایک مہم درپیش ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ہاروت جادو ہمیں خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ دنیا سے ظالموں کو دفع کریں اور امن قائم کرکے راہ حق کی ہدایت کریں ہاروت جادو وجد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ واقع میں آپ خاص بندے خدا کے ہیں لیکن پہلے چل کر اپنے لشکر کو قائم کیجیے اور سب کو منع کردیجیے کہ جبتک ہم واپس نہ آئیں اسوقت تک کوئی آگے بڑھنے کا قصد نہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام انتظام کے واسطے موجود ہیں لیکن طیمور شیر پرور نے عرض کی کہ یا امیر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا صاحبقران نے فرمایا کہ تم میرے قائم مقام ہو بہتر یہ ہے کہ تم لشکر میں رہو اور مجھے جانے دو طیمور نے کہا کہ میں اگر لشکر میں رہوں گا تو مرحلہ پر جاؤں گا صاحبقران نے دیکھا کہ یہ منچلا ہے فی الحقیقت اگر اس کو میں ساتھ نہ لے جاؤں گا تو یہ مرحلہ پر جاکر مبتلائے بلا ہو جائے گا خلاصہ یہ کہ صاحبقران اور خواجہ خضران اور طیمور اور شاہپور اور ہاروت جادو ہمراہ اسی نامہ والے کے جانب شہر ابریقیہ روانہ ہوئے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ابریق جادو کو ہوئی کہ بھانجا آپ کا آتا ہے لیکن دو شہریار اور بھی اس کے ساتھ ہیں یہ سنکے ابریق جادو مع بہمن ستارہ پیشانی واسطے استقبال کے روانہ ہوا راستے میں ملاقات ہوئی صاحبقران سے جو آگے جا رہے تھے رعب امیر سے ابریق جادو بے اختیار تسلیم کو جھکا امیر نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا تھا کہ ہاروت جادو نے رکاب پکڑلی اور عرض کی کہ آپ کا مرتبہ یہ نہیں ہے کہ آپ ہر کس و ناکس کی تعظیم کیجئے امیر نے فرمایا کہ اے بہادر میں ایک مرد فقیر ہوں اپنے سے ہر شخص کو بہتر جانتا ہوں ابریق جادو نے بھانجے سے کہا کہ ان دونوں شہریاروں سے مجھے آگاہ کرو ہاروت جادو نے کہا کہ ان میں ایک تو صاحبقران با اقبال ہیں اور دوسرے شاہزادہ طیمور شیر پرور فرزند جانشین صاحبقران ہیں جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ہے اور یہ دونوں شہریار مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے تو فرمایا کہ ہم چل کر اس بلا کو دفع کریں گے میں نے ہر چند عرض کی کہ آپ کو کیا ضرورت ہے فرمایا ہم ہر درد مند کے ہمدرد ہیں ابریق جادو نے کہا کہ نام صاحبقران کا ایسا ہے کہ ہر گوش ہوش تک پہونچا ہوا ہے لیکن یہ تو بتاؤ

کہ تم ساحر سامری پرست یہ مسلمان بلکہ رہبر راہ اسلام تمھارے ان کے ارتباط کیونکر ہے تب اسوقت ہاروت جادو نے کہا کہ
میں مطیع اسلام ہو گیا ہوں میں نے سامری پرستی کو دل سے ترک کر دیا اور سبب اُس کا یہ ہوا کہ تاریک تیرہ رو ایک
ساحر تھا کہ اُس نے لشکر صاحبقران کو پریشان کیا امیر بانو قیرائش کے تعاقب میں تشریف لائے تاریک بھاگ کر مندر
سامری میں چھپا امیر نے اُس کو مندر میں گھس کے مارا میں نے صاحبقران کو اسیر کر کے جلوا دیا مگر ان کے خدا نے ان کو محفوظ رکھا
اور نتیجہ یہ ہوا کہ عیار ماہمرو کا مجھکو گرفتار کر کے سامنے صاحبقران کے لے گیا قصور تو میں نے ایسا کیا تھا کہ عوض میں اُس کے
صاحبقران جو کچھ میری حالت کرتے وہ بجا تھی مگر صاحبقران نے لطف خسروانہ سے کام لیا مجھے چھوڑ دیا میں نے ان کی
اطاعت اختیار کر لی اُسوقت ابریق جادو نے کہا کہ خیر تو نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن میں یہ کہے دیتا ہوں کہ اگر صاحبقران
اسواسطے تشریف لائے ہوں کہ میں اس کے شہر سے بلا کو دفع کر کے اسے بھی مسلمان کروں تو یہ میں پہلے سے کہے دیتا ہوں کہ
میں ہرگز اطاعت اسلام اختیار نہ کروں گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہدایت کرنا ہمارا کام ہے ماننا نہ ماننا تمھارے اختیار میں ہے ہم
کسی پہ جبر نہیں کرتے ہیں سوا اُس کے جو دشمن جان ہوتا ہے اور ہمارے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اسے ہم بھی یا مطیع کرتے ہیں یا
قتل کر ڈالتے ہیں جب وقت تک تو ہمارا دشمن نہیں اسوقت تک ہم تیرے دوست ہیں بلکہ حالت دشمنی میں بھی اپنے آئین
کے موافق دوستی ہی کریں گے کہ پہلے تجھے سمجھائیں گے جب نہ مانے گا تو قتل پر ہاتھ اٹھائیں گے یہ سنکے ابریق جادو سب کو
ساتھ لئے ہوئے ایوان شاہی میں آیا اتنے میں خبر ہوئی کہ دیو قہقہہ فیل سر جادو آج بھی پندرہ ساحروں کو پکڑنے گیا
امیر نے ابریق جادو سے ارشاد فرمایا کہ تم کیسے ساحر ہو کہ ایک دیو پر تمھارا سحر کارگر نہیں ہوتا اس نے عرض کی کہ یا
صاحبقران وہ دیو بھی ہے اور ساحر بھی ہے اس کے علاوہ روئیں تن ہے کہ سحر اُس پر کارگر نہیں ہوتا ہے جس وقت وہ آتا ہے
اور چیخ مارتا ہے تو جتنے آدمی اُس کے سامنے ہوتے ہیں سب بیہوش ہو جاتے ہیں دس پندرہ کو وہ پکڑ لیجاتا ہے اور یہ بھی
کہا جاتا ہے میرے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ اُس کو کوہ خارا کہتے ہیں اُسی کوہ کو اُس نے اپنا مسکن قرار دیا ہے اگر چند روز
یہ دیو رہ گیا تو اس ملک پر کیا موقوف ہے اور شہر بھی جس قدر یہاں سے قریب ہیں یقین ہے کہ سب جنگل ہو جائیں گے اور
باشندگان شہر یا تو نکل جائیں گے یا لقمہ دہان دیو ہونگے وہ دیو زبردست اسقدر ہے کہ اُس نے گرز اپنا شہر کے ناکے پر ڈالدیا
ہے اور قول اُس کا یہ ہے کہ جو اس گرز کو اٹھالے وہ مجھسے مقابلہ کرے فرمایا کہ مجھے وہاں لے چلو ابریق جادو نے نجمن
ستارہ پیشانی اپنے فرزند سے کہا کہ تم ملک و مال سے خبردار رہنا میں امیر کے ساتھ جاتا ہوں جب صاحبقران بلا وجہ
میرے ہمدرد بنے ہیں تو مجھپر ان کی رفاقت واجب ہے اگر ان پر آنچ آئی تو میں بھی دیو سے لڑکر اپنی جان دے دوں گا اور اگر خدا
نے فتحیاب کیا تو پھر تجھسے آکے ملونگا یہ کہکر فرزند کو گلے سے لگایا تاج اُس کے سر پر پہنایا سامنے اپنے اراکین دولت سے
نذریں دلوا کر آپ امیر کے ساتھ ہوا اور کچھ فوج بھی ہمراہ لینے کا قصد کیا امیر نے کہا کہ اگر تم فوج لے کے چلو تو مجھے نہ لے جاؤ
میں تنہا جاؤں گا صرف ایک شخص کو بطور راہبری میرے ہمراہ کر دو ابریق جادو نے عرض کی کہ میں ضرور ساتھ چلوں گا
اگر آپ کی خوشی نہیں ہے تو فوج کو اپنے ہمراہ نہ لوں گا یہ کہکر ابریق جادو ساتھ ہوا اور ہاروت جادو بھی ہمراہ رکاب ہوا
صاحبقران اور طیبور شیر پر سوار تو آگے آگے دونوں عیار گوشہ زین تھامے ہوئے اور پشت پر ہاروت جادو
اور ابریق جادو شہر کے ناکے پر پہونچے تو دیکھا امیر نے کہ ایک بہت بھاری گرز رکھا ہوا ہے امیر قریب گرز کے آئے تو
گرز پر کچھ تحریر دیکھا غور کر کے جو پڑھا سام کا نام تحریر تھا اب تو صاحبقران متحیر ہوئے کہ یہ گرز سام بن نریمان کا تو
صاحبقران کے قبضہ میں تھا اس دیو کے قبضہ میں کیونکر آگیا اُسوقت خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت
مجھے واقعہ بیابان کج و بلج کا یاد آگیا ہے اُس کو سماعت فرمائیے جب حمزہ ثانی بدیع الملک کو صاحبقران کر کے جانب
خانہ کعبہ روانہ ہوئے تو ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے چند اور تبرکات بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے تھے انھیں میں سے یہ گرز سام
بن نریمان بھی ہے جب امیر نے بیابان کج و بلج میں قیام فرمایا اور ساحران بیابان کج و بلج نے صحرا میں آگ لگا دی

تو صاحبقران بزور اسم اعظم کے اُس آتش مشتعلہ سے نکلے باقی بہتر اور سردار بھی نکل گئے ایرج اور نورالدہر کو تو بیچ
لے گئے تھے اور کرب دلاور بارگاہ کو لے کر نکلے تھے اُس حالت اضطراب میں بارگاہ کو لے کر نکلنا یہ کرب ہی کا
کام تھا کہ ہر شخص کو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی اُس انتشار کی حالت میں کرب بارگاہ کو توڑے کے نکل گئے مگر گرز
چھوٹ گیا تھا اسے یہ دیو اٹھا لایا ہو گا صاحبقران نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ معاملہ قرین قیاس ہے اسوقت ابرق جادو
نے بھی تصدیق کی اور صاحبقران سے عرض کی کہ یا امیر ساحران بیابان کج و باج وہ بلا کے ساحر تھے کہ عالم کے ساحر انکے
نام سے کانپتے تھے انھیں میں سے یہ دیو مقنطہ فیل سر جادو بھی ہے ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارا سحر اس پر کارگر نہیں ہوتا باوجودیکہ
میں بھی ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں ایک عالم مجھے بھی جانتا ہے اور تین لاکھ ساحروں پر میں حکومت کرتا ہوں اور بڑے بڑے
ساحر میرے نام سے تھراتے ہیں مگر اس ساحر کا میں کچھ نہیں کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ قتل اس ملعون کا جلد واجب
ہے ہر کہ یہ شریک خون خدا پرستان رہ چکا ہے یہ فرما کر گرز پر زور کیا باسانی اٹھالیا اور فرمایا کہ بزرگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ یہ
گرز انھی سے اٹھے گا جو صاحبقران ہو گا دوسرا اس گرز کو نہیں اٹھا سکتا یہ سنکے طیمور نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں
بھی اس گرز پر زور کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور اسوقت تک تم سب کی نگاہوں پر چڑھے ہوئے ہو اور یہ معاملہ
تقدیر کا ہے اس میں کد کرو ورنہ خفت حاصل ہوگی یہ گرز غیر صاحبقران سے ہرگز نہ اٹھے گا طیمور نے کہا یا امیر یہ تو ظاہر ہے کہ
میں صاحبقران نہیں ہوں پھر اگر یہ گرز مجھ سے نہ اٹھا تو میری کیا توہین ہے امیر نے گرز ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ تم جانو
اُسوقت طیمور نے موٹھ گرز کی پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا گرز کو اُٹھالیا ابرق جادو نے اور ہاروت
جادو نے تو تعریف کی لیکن صاحبقران کسی قدر ملول ہوئے یہ دیکھ کر طیمور نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت میں
چہرہ پر آپ کے کبیدگی کے آثار پاتا ہوں اس کا کیا سبب امیر نے فرمایا کہ اے طیمور مجھے اس کا ملال نہیں ہے کہ تم نے گرز
اٹھایا اور تم میرے ہمسر ہو گئے بلکہ یہ رنج ہے کہ زمانہ میری صاحبقرانی کا بہت کم رہ گیا ہے ورنہ یہ گرز تم سے نہ اٹھ سکتا
اور یہ میں کہے دیتا ہوں کہ بعد میرے تمہیں صاحبقران ہوگے دوسرے مجھے اسوقت یادش بخیر سکندر رستم خو
یاد آگئے کہ انھوں نے جو بیس من کا گرز تک اٹھایا ہے اور یہ اٹھارہ سو من کی ضرب ہے لیکن ان سے بھی یہ گرز اس صفائی
سے نہ اٹھے گا جس طرح تم نے اٹھالیا ہے اگر خدا بخیر و خوبی سکندر سے ملائے گا تو ہم تجربہ کراکے دکھادیں گے طیمور نے
عرض کی کہ مجھے ہوس صاحبقرانی نہیں ہے میں آپ کی اطاعت کو صاحبقرانی سے بہتر جانتا ہوں فرمایا کہ یہ تمہاری سعادتمندی
ہے مگر جو فعل تقدیری ہے وہ ہونا ضروری ہے علاوہ اس کے میں خوش ہوں اس بات پر کہ بعد میرے تم صاحبقران ہو دوسرے
سنو طیمور نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا ارشاد کرتے ہیں تو دیو مقنطہ سے مقابلہ بھی میں کروں گا فرمایا اے طیمور اب اس ارادہ
سے باز رہو اس لئے کہ دیو کی حالت تم سن چکے ہو کہ وہ ساحر بھی ہے اور تم صاحب اسم اعظم نہیں ہو تمہارا دیو سے مقابلہ کرنا بے
جا کر اُن سے دہان گور میں جانا ہے طیمور نے کہا کہ اگر خدا کو آپکے بعد مجھے صاحبقران بنانا ہے تو وہ میری حفاظت کرے گا اور
مجھے دیو کے ہاتھ سے بچائے گا امیر اس جواب پر خاموش ہو رہے طیمور نے داہنے ہاتھ میں گرز سنبھالا اور دوسرے ہاتھ
میں نیزہ لیا اور جانب کوہ چلا صاحبقران بھی ساتھ چلے مگر کسی قدر فاصلے سے جس وقت طیمور قریب درہ کوہ کے پہونچا
تو دیکھا کہ دیو سو رہا ہے بس طیمور نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ ہوشیار ہو کہ اجل تیرے سر پر آگئی دیو اٹھا دیکھا کہ
ایک نوجوان وہی گرز جو میں نے شہر کے ناکے پر رکھا تھا لئے ہوئے کھڑا ہے چونکہ دیو کو یہ بات بذریعہ علم سحر کے دریافت
معلوم تھی کہ جو اس گرز کو اٹھائے گا وہی میرا قاتل ہوگا اور اسی غرض سے اس نے گرز کو شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا کہ جو گرز لے
ہوئے آئے گا مجھے معلوم ہو جائے گا اس سے میں مقابلہ نہ کروں گا اور جان بچا کے نکل جاؤں گا پس اس نے اٹھ کے درہ
سے نکلنا چاہا طیمور نے کہا کہ بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا دیو مقنطہ نے موٹھ اپنی جھٹکی اور وہی عمل کھینچ مارنے کا
قصد کیا اس غرض سے کہ یہ آواز میری سنکے بیہوش ہو گا تو میں کھا جاؤں گا ہنوز آواز اس کے دہن سے باہر نہ آئی تھی کہ

خدا کرے یہ خنجر مرا گلو آئے
بنا تھا برق سر طور اُبھر کے تار نگاہ
ذرا بھی سر جو ہلا دے ابھی سبو آئے
شہود یہ کہنے کو ہم بے کہے گئے واعظا
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

ذرا دکھا مجھے میں بھی تو کھینچکر تصویر
کلیم خوش ہیں کہ وہ میرے روبرو آئے
لگا دی ہم نے لب جو قطار مینا کی
حرم کو جاتے ہوئے منہ بتوں کا چھو آئے

کلیم کہتے ہیں وہ میرے روبرو آئے
ادب سے پل نہیں سکتا ہوں بیخ اجازت کے
لگانے سرو نئے ہم کنار جو آئے
ریاض آئے تو لوگوں نے میکدے میں کہا

جب راگ رنگ موقوف ہوا تو صاحبقران اور طیمور شیر پرور نے عقد پرینا ہاروت جادو وصل عروس سے کامیاب ہوا صبح کو صاحبقران نے سامان کوچ کیا ابریق جادو نے ہاروت جادو اور بہمن ستارہ پیشانی کو اپنا قائم مقام کیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران ہو کر جانب مرحلہ ساجیہ روانہ ہوا وہاں لشکر صاحبقران باوقار کا اترا ہوا تھا اور سامنے وہ درخت تھا جس کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوتے ہیں اور لوگوں کو لے جاتے ہیں درخت نہایت بزرگ تھا کئی کوس تک شاخیں اُس کی پھیلی ہوئی تھیں سرداران اسلام بادشاہ سے عرض کرتے تھے کہ اگر حضور اجازت عطا فرمائیں تو ہم جائیں اس درخت کے عجائبات دیکھ آئیں بادشاہ کا حکم تھا کہ خبردار جبتک صاحبقران تشریف نہ لے آئیں اُس وقت تک کوئی جانے کا قصد نہ کرے جو صاحب فہم تھے وہ تو سمجھ گئے کہ بات ہے لیکن سرہنگ دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو اس حکم کے معنی یہ سمجھا کہ جس وقت صاحبقران تشریف لے آئیں اُس وقت ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے جیسے ہی گرد اڑی اور ہرکاروں نے خبر آمد صاحبقران بیان کی لوگ پیشوائی کو روانہ ہوئے اور صاحبقران کہے کہ میدان سے پھرے اور سرہنگ دیوانہ نے امیر کو آتے دیکھا بس یہ مع لشکر اُس درخت کی طرف چلا لوگوں نے منع کیا کہ کہاں جاتے ہو یہ کس کی سنتا ہے جیسے ہی زیر سایہ درخت پہونچا درخت کو حرکت ہوئی اور پھل زمین پر گر کے چٹخے ہر پھل سے ایک مرکب پیدا ہوا اور ہر ایک کے ایک ایک مرکب ہر سوار کی طرف چلا دیکھا سواروں نے کہ مرکب ساز و یراق سے آراستہ نہایت عمدہ ہیں ہر سوار نے اپنے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور ان مرکبوں پر سوار ہوئے جس پشت پر جاتے ہی مرکبوں نے صحرا کا رخ کیا ہر چند سواران کو پھیرتے ہیں لیکن یہ جو صحرا کی طرف چلے تو چلتے چلتے نگاہوں سے غائب ہو گئے اور درخت میں پھر اُسی طرح پھل پیدا ہو کر لٹکنے لگے صاحبقران اور دیگر سرداران اسلام اس واقعہ کو دیکھکر نہایت حیرت میں آئے امیر نے ابریق جادو سے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو سرہنگ دیوانہ کی تلاش میں روانہ کرتا ہوں ابریق جادو نے عرض کی کہ اب سرہنگ سے تو ہاتھ اُٹھائیے وہ سب غار ساجیہ میں پہونچ گئے ہوں گے جو باقی ہیں ان کو چاہئے کہیں بھی جا کر مبتلائے بلا نہ ہو جائیں صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو ابریق جادو سے آگاہ کیا ابریق جادو نے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی سب آکر بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سرہنگ دیوانہ کے لئے افسوس کیا بعد اس کے ابریق جادو نے صاحبقران والاشان سے عرض کی کہ جسقدر حالات مجھے یہاں کے معلوم ہیں انہیں میں حضور کے سامنے بیان کرتا ہوں آپ سماعت فرمائیں یا امیر بظاہر یہ ایک مرحلہ ہے اور بہ باطن دو ہیں جس طرح ایک درخت آپ کے پیش نظر ہے اس طرح ایک درخت اور اس کے بعد بھی ہے یہاں حاکم صاحب جادو ہے اور وہاں کا فرمان روا مصاحب جادو ہے اور یہ ایک ایک درخت ہے اور زیر درخت مسکن صاحب جادو اور مصاحب جادو ہے اسی وجہ سے اس مرحلہ کو ساجیہ اور اُس کو مصاجیہ کہتے ہیں یہ دونوں ساحر بلائے بد ہیں اگر حکیم اشراق خود ہی آکر مقابلہ نہ کرتا تو آپ کا حکیم اشراق تک پہونچنا آسان نہ تھا یہ اُس کی قدناشی ہو گئی ہے آئی اب میں اتنا کر سکتا ہوں کہ ہر کے بچے تیار کر کے میں ان فوراً درخت کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوں گے اور پھلوں کو لیکر جانب صحرا روانہ ہوں گے جس وقت تھوڑے فاصلوں سے غائب ہو لیں گے تو وہ پھل درخت میں پیدا ہوں گے جتنے وہ میں اور پھل پیدا ہوں اگر کوئی شخص جائے اور اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دے اور فوراً اُس ترتیب میں کو دیوے جہاں سے درخت اکھڑے گا تو ہو سکتا ہے کہ منزل مقصود تک پہونچے اور بغیر اس کے ناممکن ہے اور یہ کام سوا صاحبقران کے دوسرے کا نہیں ہے اسلئے

جو کچھ کہ نہیں ہو رو برو دیکھا تھا۔ اس حال کو کیا بیان کروں میں آزردہ۔ اک خواب سا ہے وہ جو کچھ دیکھا تھا۔ امیر نے انجام سوچ کر بہت
گریہ فرمایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر ارشاد کیا کہ اے مسافران راہ عدم ہم کو بھی اب اپنے سے قریب سمجھو تم تو مرنے کے بعد
سامان دنیا ترک ہونے کی شکایت کرتے ہو ہم سے تو زندگی ہی میں دوست احباب سب چھوٹ گئے افسوس یہ آشنا ہیں کہ نہ دیکھ
سکتے ہیں نہ کسی کو اتنا دیکھتے ہیں جو مرنے کے بعد تجہیز و تکفین کرے گا ہشت سے دنیا کا یہی رنگ ہے اسکے ظلم سے کسی نے نجات نہیں
پائی یہ باتیں کرتے تھے چلے سامنے جاتے ہوئے کہ پھر ان کے دیکھے تو کرنے لگتے ہوئے۔ اسی حالت میں دیکھا کہ وقت نماز کا تنگ
رہ گیا ہے صاحبقران نے پھر تیمم سے نماز ادا کی اور انہیں مردوں سے پھر باتیں کرنے لگے تمام رات اسی مشغلہ میں گذری جب
امیر کو نیند آئی اور پانچواں فاقہ ہوا قوت جسمانی زائل ہوگئی یہ سمجھا کہ پھرنے چلنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے اب آگے بڑھ کے خدا
جانے کس منزل پر شام ہو کیسی جگہ مقام ہو یہاں ان ساکنان ملک عدم سے کچھ باتیں تو ہو جاتی ہیں یہ خیال فرما کر ادھر ادھر دیکھنے لگے
یکایک ایک درخت خرد پر نگاہ صاحبقران کی پہونچی دیکھا امیر نے کہ ایک مرغ لال رنگ کا درخت پر بیٹھا ہے دونوں پاؤں میں
اُس کے زنجیر بندھی ہوئی ہے اور سر زنجیر کا زمین تک لٹک رہا ہے صاحبقران نے خیال کیا کہ اس مرغ کو پکڑ کے ذبح کرنا چاہیے کہ
کباب لگانے کا سامان نہیں ہے تو اسی کا گوشت کھالیں گے سد رمق تو ہو جائے گا یہ خیال فرما کر امیر آہستہ آہستہ قریب اُس زنجیر کے
آئے اور زنجیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے جو زور کیا مرغ اڑا صاحبقران لٹک گئے قصد کیا کہ زنجیر چھوڑ دوں اب جو زمین کی طرف
خیال کرتے ہیں تو بہت دور ہے سوچا کہ بلندی سے گرنے میں استخوان تک پارہ پارہ ہو جائیں گے بس صاحبقران نے خدا پر توکل
کیا کہ اب یہ مرغ جہاں لے جائے وہیں اتریں گے اور زیادہ یہ حیرت تھی کہ میں صاحبقران ہوں دیووں کو میں نے پست کیا ہے
یہ ایک مرغ ایسا ہے جس سے میرا کوئی قابو نہیں چلتا لیکن مرغ چلے تو بلند ہو گیا بعد اس کے زمین کی طرف متوجہ ہوا بعد میں گھنٹے کے
زمین پر اترا تو دیکھا صاحبقران نے کہ زمین سنگ مرمر کی ایک چٹان ہے اور یہ صحرا کس قدر سبزہ خرم ہے امیر نے فرمایا اے مرغ
مجھے کچھ شک ہوتا ہے کہ تو مرغ نہیں ہے اگر کہہ سکتا ہو تو اپنا حال زار بیان کر شاید مجھ سے تیری داد رسی ہو سکے کہ میں صاحبقران ہوں
اور زبان پرندوں کی بھی سمجھتا ہوں یہ سنتے ہی اس مرغ نے منقار سے زمین پر یہ تحریر کیا کہ میں بول نہیں سکتا منقار پر میری مہر
لگی ہوئی ہے اگر آپ اسم اعظم پڑھ کر سوزن جو میری منقار سے کھینچ لیں تو میں گویا بھی ہوں اور حالت اصلی پر بھی آسکتا ہوں اُس وقت
آپ سے اپنی سرگذشت بیان کروں گا یہ عبارت لکھ کر مرغ ہٹ گیا صاحبقران نے غور کر کے اس کو پڑھا اسم اعظم ورد زبان
فرمایا اور مرغ پر دم کر کے منقار پر ہاتھ پھیرا تو سوئی ہاتھ میں چبھی امیر نے سوئی کھینچ لی دیکھا کہ مرغ زمین پر تڑپا اور صورت انسانی
پیدا ہوا صاحبقران کے ہاتھ چومے سلام کیا اور عرض کی کہ میرا نام سکال اختر شناس ہے میں منجم ہوں مجھے اپنے علم کے ذریعہ
سے معلوم تھا کہ ایک وقت شب و روز میں ایسا آتا ہے کہ اگر انسان ارادہ کرے تو نکل جا سکتا ہے یہی سبب تھا کہ میں اس بیابان
میں پہونچا جہاں آپ حیران و سرگرداں تھے اور میں آپ کو وہاں سے نکال لایا جو لوگ نا واقف تھے وہ نکل نہ سکے مجھے یہی ممکن
تھا کہ میں قید خانہ طلسم سے نکل جاتا مگر اس سے مطلب حاصل نہ ہوتا اس لئے کہ میرا آدمی بنانے والا کوئی اور سوا آپ کے نہ تھا
اور آپ سے شرف قدمبوسی حاصل ہونے کی یہی جگہ تھی اور کہیں جاتا تو اسی طرح مرغ بنا ہوا پھرا کرتا اب حالت اس مقام کی سنیے
کہ حاکم یہاں کا صاحب جادو ہے نہایت ساحر زبردست ہے اس نے اس مقام کو سحر بند کیا ہے ایک روز گذر صاحب جادو
کا شہر اجلالیہ کی طرف ہوا اجلال روشن طالع وہاں کا بادشاہ تھا اور میں اُس کا وزیر تھا اور ایک دختر اجلال روشن طالع
کی ہے کہ نام اُس کا ملکہ محبوب سیمتن ہے نہایت حسین ہے صاحب جادو کی نظر اُس شہزادی پر پڑی عاشق ہو گیا بہت
اپنے رعب میں آیا تو ایک نامہ اجلال روشن طالع کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اجلال روشن طالع نصیب تیرے جاگے مقدر
تیرا یاور ہوا کہ تیری دختر بلند اختر بدولت و اقبال کی منظور نظر عالی ہے بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو سوار کر کے ہمارے پاس بھیج دو جس وقت
نامہ اس مضمون کا میرے بادشاہ کو پہونچا تو اُسے نہایت غصہ آیا چونکہ مرد بہادر و صف شکن تھا اُس نے جواب سخت لکھنے کا قصد
کیا میں نے منع کیا اور کہا کہ وہ ساحر ہیں آپ اُن کا کچھ کر نہیں سکتے جہانتک ہو سکے بلطائف ٹالنا مناسب ہے بادشاہ نے کراہت

اس بات کو منظور کیا اور میری صلاح سے یہ جواب نامہ کا تحریر کیا گیا کہ ہمین اور تو کوئی عذر نہ تھا مگر اتنا عذر ضرور ہے کہ ہمارا مذہب
اور ہے تمہارا مذہب اور ہے جس طرح حسین سبز قبا کے خاندان میں شادی کا دستور ہے اسی طرح ہمارے یہان بھی دوسرے
گھر میں بیٹی کو نہین بیاہتے ہین ہمین معاف کیجیے یہ جواب جو صاحب جادو کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور غصہ مین آیا دو ساحر
اُس کے مصاحب ہین کہ نام ایک کا نظام جادو اور دوسرے کا انتظام جادو ہے اور ایک عیار ہے کہ اُس کو چنچل
کہتے ہین صاحب جادو نے انتظام جادو کے ساتھ چنچل عیار کو کیا اور حکم دیا کہ جا کر بجبر بیاہ لو اگر ملنے سے انکار ہو اور
نہ مانے تو سزا ہے معقول دینا انتظام جادو مجھ سے واقف تھا کہ جب تک یہ گرفتار نہ ہو گا کوئی زور نہ چل سکے گا اس نے
چنچل عیار کو بھیجکر مجھے گرفتار کروایا اور گرفتار کر کے اُس نے مجھے تو مرغ بنا کے چھوڑ دیا بعد اُس کے بادشاہ کو مع فوج ایک باغ
مین بلا کر پتھر کا بنا دیا ایک شخص معین ہے کہ وہ تیسرے دن جا کر سب کو ہیئت اصلی پر لاتا ہے اور پھر کھلا پلا کے چلا آتا ہے اگر حضور
وہان تشریف لے چلین اور اسم اعظم پڑھکر دم کرین تو یقین ہے کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آجائیں صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے
لے چلو اُسی وقت امیر با توقیر ریحان اختر شناس کے ساتھ اُس باغ میں تشریف لے گئے جہان اجلال روشن طالع
اپنی فوج سمیت پتھر کا بنا ہوا تھا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اُن سب پر دم کیا ہر ایک مین حس و حرکت پیدا ہوئی
ریحان اختر شناس نے بادشاہ کو صاحبقران سے آگاہ کیا بادشاہ نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ مجھکو ایک بزرگ نے خواب
مین آگاہ کیا تھا کہ جبکہ صاحبقران وقت مصیبت سے رہائی دینگے اور انہین بزرگ کی ہدایت سے مین نے دین اسلام
قبول کیا تھا مگر یا امیر یہ نہین معلوم کہ میری دختر کی عزت ان ساحرون کے ہاتھ سے بچی یا نہین فرمایا کہ اگر نیت تمہاری دختر
کی پاک ہے تو حفاظت کرنے والا اُس کی ضرور حفاظت کرے گا اجلال روشن طالع نے عرض کی کہ اب یہان سے پہلے
ملک مین تشریف لے چلئے اُس کے بعد اختیار ہے جہان چاہیے تشریف لے جائیے صاحبقران نے فرمایا کہ اے اجلال روشن
طالع مین ان جلون کو شکست کرنے کو آیا ہون کہ ساحرون کے ہاتھ سے اہل دنیا کو سخت تکلیفین پہونچی ہین ہنوز یہ
باتین ہو ہی رہی تھین کہ وہ شخص جس کی نگہبانی مین یہ لوگ تھے آگیا ان سب کو حالت اصلی پر دیکھکر پکارا کہ تم کیونکر ہوشیار
ہوئے صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چلا آتا ہے فرمایا او مردود آگاہ ہو کہ مین نے ان کو ہوشیار کیا اُس نے کہا
کس کے حکم سے فرمایا حکم خدا سے ساحر کو غصہ آیا پکارا کہ تیرا قتل مجھ پر واجبات سے ہے کہ دشمن خداوندان معلوم ہوتا ہے یہ
کہتے کہتے ناریل ہوا کو کھینچ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے شعلہ نکل کر امیر کی طرف چلا تھا مگر قریب
پہونچتے ہی ببرکت اسم اعظم گل ہو گیا اُسوقت ساحر نے زمین پر فلک ماری اور صورت شیر درندہ بن کر امیر پر حملہ کیا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور آواز دی کہ دیکھ اپنی طرف کہ کس حال مین ہے ساحر نے دیکھا کہ مین گھٹنون چل رہا
ہون خوف کر کے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوئے ہر طرح
ساحر کے شور و غوغا ہوا قضا سے کار اُسوقت بالا روی کرتا ہوا سے چنچل عیار بھی اس طرف آنکلا تماشا اس نے جو یہ
ہو کر دیکھا اُلٹے پاؤن جانب ایوان صاحب جادو روانہ ہوا کہ حاکم مرحلہ کو مرنے سے نگہبان کے اور چھوٹنے سے
قیدیون کے آگاہ کرون یہ اُس طرف بھاگ کے جاتا ہے اور صاحبقران مع لشکر ہمراہ اجلال شاہ کے طرف شہر
اجلالیہ کے چلتے ہین لیکن اب

دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران خواجہ عمر ان سے کے بیان ہوتے ہین۔

غزل۔ کچھ وصلے جاناں ہی کے میں نہ ہو آ اگر وہ پیشہ سے ورانے کا رجو آئے	لید پاس سے تو کیا ہمرہ عدو آئے وہ خون بکنے کی دینگے سر ذبح کیوقت	نہ کیون نزاع کی غیرون مین گفتگو آئے تمام جسم کا شہ رگ ہی مین لہو آئے

امید ہو کہ وہ اقرار وصل آج کریں
جب اُن کے پاس ہم آئے تو با وضو آئے
نہ جانے دھیان تھے کیا کیا کبھی ہم آن
کبھی رگوں سے نہ اک بوند بھی لہو آئے
مثال غیر نہیں میں جو تکرار کروں
محال ہو کہ گھر کے پھر آبرو آئے
وہ میری حسرت دل کے لئے یکتے ہیں
جہاز ڈوب گئے جو کنار جو آئے
ہماری آنکھوں میں آنسو بھی ڈبڈبانے لگے
غم و ملال مجھے دیں تو آرزو آئے
تشنہ و ران غم عشق کو ہو شوق بڑا
جدھر کو دیکھوں نظر مجھ کو تو ہی تو آئے

خیال غیر نہ ہنگام گفتگو آئے
امید وصل میں رخصت کے بھی ملال ہوں
خوش رہ گئے جب اُن کے روبرو آئے
مرا یہ زخم جگر وہ نہیں جو سی جائے
بس اب زبان پہ کبھی دیکھیے نہ تو آئے
ضرور دیکھیے زخم دل و جگر کو مرے
محال ہو کہ جلے قلب اور نہ بو آئے
کشش دکھا میں اگر بادہ خوار لے ساقی
حباب بیتے رہے جب کنار جو آئے
کوئی غزال ختن اس طرف بھی آ نکلے
کہ آپ خنجر انداز تا گلو آئے
بہ حکم عام دیا اس نے خندے تا آخر کی

پڑے نہ داغ کہیں خط سے رخ پر
جنون کے ساتھ ہے طلعت کی آرزو آئے
وہ زار ہوں کہ جو فصاد فصد بھی کر لے
عجب غریب رفو رہے پئے رفو آئے
مثال صحبت اغیار میں عزت کو
یہ پھول وہ ہیں محبت کی جن سے بو آئے
مئے ان آنکھوں میں تھی یک قلب جگر
تو اُن کی بزم میں بے دست و پا سبو آئے
انھیں سے خانۂ دل میں نہیں رہا باقی
ادھر بھی نکہت گیسوئے مشکبو آئے
مثال آئینہ صاف نہ تمام عالم ہو
کوئی نشاں مرے لئے کے آرزو آئے

سے بزم سخن طوطی خوشنوا ۔ بدین زمزمہ شد ترنم سرا ۔ جس وقت کہ **صاحبقران** عالیشان درخت کو اکسیر کر کے نقب میں کود تھے اسی وقت خواجہ خضران بھی مع اوزمک کو ڈپٹے تھے لیکن خواجہ کی جو آنکھ کھلی اور پاؤں زمین سے آشنا ہوئے تو اپنے کو ایک صحرائے لق و دق میں پایا یہ شگون کے متفکر ہوئے ایک جانب سے آواز زاغ سنائی دی خواجہ اسی طرف چل نکلے جاتے جاتے سواد شہر معلوم ہوا خواجہ اور بھی چلے یہاں تک کہ داخل شہر ہوئے دیکھا کہ عمارتیں شہر کی معمولی ہیں لیکن ایک بہت بڑا گنبد ہے خواجہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور بادشاہ یہاں کا کون ہے لوگوں نے کہا کہ اس کو جھول شہر کہتے ہیں ایک فقیر نے اسے آباد کیا ہے نام اُن درویش کا **امیر شالی** ہے اب انھوں نے غیبت اختیار کی ہے یہ تمام شہر انھیں کا مرید ہے برسویں دن میلا ہوتا ہے تمام شہر جمع ہوتا ہے لوگ دعائیں کرتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں ایک تنور آہنی دیگ کی طرح اسکے سرہانے نصب ہے لوگ روپیہ اشرفی جواہر جو جس کا منظور ہوتا ہے اُس دیگ کے دہن میں ڈال دیتے ہیں یہ بھی ایک کرامت درویش کی ہے کہ جو کچھ ڈالا جاتا ہے سب غائب ہو جاتا ہے ورنہ اب تک منہ تک آ جاتا خواجہ نے کہا کہ اس شہر کو جھول شہر کیوں کہتے ہیں کچھ اس کا بھی سبب معلوم ہے خواجہ کو ایک نیا آدمی دیکھ کر اور راہگیر بھی جمع ہو گئے تھے جس شخص سے خواجہ باتیں کر رہے تھے وہ تو اس سے زیادہ نہ جانتا تھا لیکن ایک پیر مرد نے کہا کہ بابا کیا تو نیا آیا ہے خواجہ نے کہا میں بھی اسی ہوں جس ملک کی سیر کو جی چاہتا ہے چلا جاتا ہوں لیکے اسی طرف کی پھیری ہو گئی مرد پیر نے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ ایسے نہ ہوتے تو یہاں نہ پہونچ سکتے جب سے میاں درویش امیر شالی لکھ گئے ہیں کہ اب اس شہر میں دوسرے ملک کا آدمی نہ آسکے گا سوا ایک درویش باکمال کے تو معلوم ہوتا ہے وہ درویش باکمال آپ ہی ہیں آپ مجھ سے حقیقت کیا دریافت کرتے ہیں آپ خود جانتے ہوں گے خواجہ نے ہنس کے فرمایا کہ جانتے ہم سب کچھ ہیں لیکن تم لوگوں کا اندازہ کرنا مقصود تھا کہ تم مسافر نوازی کرتے ہو پوچھنے والے کو سچ سچ بتلاتے ہو یا بہکا دیتے ہو مرد پیر نے کہا کہ **امیر شالی** ہمیشہ سے اسی مقام پر رہتے تھے اور عبادت خدا کیا کرتے تھے جب سن اُن کا زیادہ ہوا تو انھوں نے خیال کیا کہ مجھے شہر میں جانے سے تکلیف ہوتی ہے لہذا شہر کو یہیں بساؤں یہ تصور کر کے وہ اپنے مقام سے اُٹھے اور شہر میں جا کر جتنے مکان اور مکین تھے سب کو اُٹھا کر جھولی میں بند کر لیا اور وہاں سے آ کر اس جنگل میں اپنی جھونپڑی کے گرد شہر کو آباد کر دیا نہ یہاں کے لوگ کہیں جا سکتے ہیں نہ کہیں کے لوگ یہاں آ سکتے ہیں بعد چند روز کے درویش نے اعلان کیا کہ ہم جانے والے ہیں تمام شہر جمع ہوا کہ آپ کیوں جاتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں درویش نے کہا کہ اب یہی مناسب ہے کہ ہم غائب رہیں تا کہ تم لوگوں کے دلوں میں

اشتیاق پیدا ہوا اور یہیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تم اطاعت ہماری ہمارے بعد بھی کرتے ہو یا نہیں چنانچہ درویش انتقال کر گئے
جس جگہ درویش کی سمجھ بوجھ تھی اسی جگہ اُن کے ایک نائب نے بہت بڑا مقبرہ بنوا کر درویش کو وہاں دفن کیا اور ایک
تصویر آہنی دیو کے قد برابر اور دیو کی صورت کی سرہانے قبر کے نصب کرا دی کہ جس کو جو ہدیہ درویش کی نذر کرنا ہو
وہ دہن دیو میں ڈال دے لے درویش باکمال آپ چل کر معافی میری قبول فرمائیے خواجہ ہمراہ اُس شخص کے اس کے
مکان پر گئے اُس مرد پیر نے خواجہ کی بہت آؤ بھگت کی خواجہ نے وہاں قیام کیا اور شہر کی سیر کو جایا کرتے تھے لوگوں سے
یہ بھی دریافت ہوا کہ درویش **امیر شاہی** کا نائب عرس بہت آیا کرتا ہے اور غیر ظہور درویش سنا کرتا ہے کہ اب اتنا زمانہ باقی
ہے اور اب اتنا زمانہ باقی ہے اب خواجہ کو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اس مکار کو تلاش کرنا چاہیے کہ وہ کہاں ہے لوگوں
سے پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ وہ برسویں روز اسی دیو کے دہن سے باہر آتا ہے اور پھر صحرا کو چلا جاتا ہے خواجہ نے پوچھا
کہ کس طرف جاتا ہے لوگوں نے رخ بتا دیا پس خواجہ نے اپنے میزبان سے رخصت مانگی میزبان نے عرض کی کہ درویش کی
جانب سے حکم ہے کہ اگر کوئی درویش باکمال ہمارے مزار پر آ نکلے تو پیار کرو اور تمام درویشوں کو جمع کر کے دعوت دو آپ کی
تشریف آوری کی خبر نائب درویش **امیر شاہی** کو دی گئی ہے اور وہاں سے حکم ابھی نہیں آیا ہے دو ایک روز اور
قیام کیجیے اس کے بعد آپ کو اختیار ہے خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے روز اس مرد پیر نے عرض کی کہ اب حکم آ گیا ہے کل آپ کی
دعوت مزار درویش پر ہے جب دوسرا دن ہوا تو تمام شہر کے فقیر اگر درویش **امیر شاہی** کے مزار پر جمع ہوئے خواجہ بھی گئے
لوگوں نے مصافحہ کیا نام پوچھا فرمایا مجھے **گلاب شاہ** کہتے ہیں پہلے تمام فقیروں نے درویش کے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اس کے
سامان دعوت مہیا ہوا خواجہ **گلاب شاہ** نے پوچھا کہ نائب درویش کہاں ہے تصویر دیو میں سے آواز پیدا ہوئی کہ میں موجود
ہوں خواجہ نے کہا کہ چھپا کیا بیٹھا ہے سامنے آ یا طاقت میہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت۔ آواز آئی ہم ہر فقیر سے استعانت
ملتے ہیں پس خواجہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ تو سی چونکے اس کی سزا سے معقول نہ ملے تھے جاری ہے عزت نہ کی ہے ہم تو
جاتے ہیں مگر دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ کہہ کر آپ تو کلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے جدھر دیکھے جتنی پُر تکلف چیزیں وہاں تھیں وہ سب
غائب ہو گئیں یہاں تک کہ فقیروں کی ہنڈی کلاہیں بھی کس نے سر سے اُتار لیں اب تو درویش بھاگے اور پکار پکار کے کہنے لگے کہ
بھاگو اس نائب درویش اسرار کا کہ اس نے ہمارے مرشد کو بگاڑ دیا اب دیکھیے کیا ہوتا ہے غرضکہ وہ صحبت درہم برہم ہو گئی
خواجہ جو ہوش مار کے چلے تو جس رخ کا پتہ سنا تھا کہ نائب درویش فلاں مقام کی طرف جاتا ہے اسی طرف کی راہ لی کہ چل کر یہ
تک جانا چاہیے انہیں لوگوں کو **صاحب جادو** نے اڑوانا چاہیے یہ تو اس تلاش میں جاتے ہیں لیکن حال **اسرار شاہی**
کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص نہایت مکار تھا اس نے ایک باغ تیار کیا ہے شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر اور گرد اس باغ کے بہت
بڑی بڑی جھاڑیاں جھنڈیاں لگی ہیں کہ صحرا معلوم ہوتا ہے کوئی شخص ادھر آنے کا قصد نہیں کرتا ہے اس نے چند مصاحب اپنے
رکھے ہیں انہیں سے صحبت رہتی ہے ایک سرنگ باغ سے لے کر مزار درویش تک اس ترکیب کی لگائی ہے کہ جو کچھ دہن دیو میں
ڈالا جاتا ہے وہ لنڈھک کے باغ تک چلا آتا ہے اور جو اٹک کے رہ جاتا ہے کوئی جا کے نکال لاتا ہے اور جب کوئی عرض آتی ہے تو
جب اس کے جی میں آتی ہے جا کر جواب دے آتا ہے اور برسویں روز جب عرس ہوتا ہے تو آپ جا کر سیڑھی لگا کر دہن دیو سے نکلتا
ہے اور عرس کر کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہے وہاں سے اپنے باغ میں چلا آتا ہے خواجہ جو تلاش میں اس کی چلے تو بیابان بہت صاف
وشفاف دیکھا صرف ایک ہی مقام پر کچھ جھاڑیاں جھنڈیاں نظر آئیں خواجہ قریب اُن جھاڑیوں کے گئے دیکھا کہ سلسلہ جھاڑیوں
کا بہت دور تک چلا گیا ہے ایک جوڑا طاؤس کا جو اسرار شاہی کا پالا تھا آج دیوار پھاند کر ان جھاڑیوں میں آ گیا خواجہ
نے جو طاؤس دیکھے اور طاؤسوں کی نظر خواجہ پر پڑی طاؤس اُڑے تو اُڑ نہ سکے دیکھا خواجہ نے کہ پر طاؤسوں کے
کٹے ہوئے ہیں اب خواجہ کو شبہ ہوا کہ یہ تو پالو معلوم ہوتے ہیں اور پالو ہیں تو کسی کے ہیں یہاں سے قریب کوئی قریہ قصبہ
تو معلوم نہیں ہوتا ہو نہ ہو پالنے والا بھی ان کا انہیں جھاڑیوں میں ہوگا پس یہ تصور کر کے خواجہ پیچھے ان طاؤسوں کے

چلے بیا تنگ کر جھاڑیوں کو ہٹا کرکے جو نکلے تو دیکھا کہ ایک دیوار پر طاؤس تو دیوار پھاند کر اندر باغ کے چلے گئے اور خواجہ
دروازہ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھے قضائے کار اسرار شاہی اپنے طاؤسوں کی تلاش میں آیا تھا اور دروازہ پر کھڑا ادھر
ادھر دیکھ رہا تھا یہ تو اسے اطمینان تھا کہ یہاں آنے جانے والا کون ہے یکایک دیکھا کہ ایک درویش چلا آتا ہے آخر چار ہونے سے
مجبور ہو کر صاحب سلامت کرنا پڑی پکار کر کہا یا اللہ دوسرے درویش نے جواب دیا کہ مدد اللہ درویش اسرار شاہی نے کہا
بابا یہاں کیونکر آ نکلے حضرت ان نے کہا ہم تیری طرح گوشہ نشین تو ہیں نہیں اس کی قدرت کے تماشے دیکھتے پھرتے ہیں آج یہاں تو
کل وہاں ادھر کی بھی سیری ہو گئی اب کل خدا جانے کہاں ہوں گے درویش کو مجبوراً کہنا پڑا کہ اب آ گئے ہو تو فقیر کی دعوت
قبول کرو انہوں نے کہا کہ میں تیری دعوت کیا قبول کروں تو دنیا دار ہے فقیر نے کہا کہ تم نے مجھ میں کونسی دنیا داری دیکھی
خواجہ نے کہا باغوں میں رہنا عیش و عشرت کرنا یہ بادشاہوں اور دنیا داروں کے شیوے ہیں یا فقیروں کے خلاف فقیر کے
ٹکڑوں میں بھی بڑے مزے دیئے ہیں اگر یقین نہ ہو تو کھا کے دیکھو نعمتوں کو بھول جاؤ گے یہ کہکر چند ٹکڑے جھولی سے نکال کر
پیش کئے اسرار شاہی نے ایک ٹکڑا کھایا ایسا مزا پایا کہ کسی نعمت میں یہ مزا نہ پایا تھا نہایت تعریف کی اور درویش کے ہاتھ
چومے قدموں پر گرا کہ ایک روز کی میری حالی قبول کیجئے خواجہ نے بدقت اس کی التماس منظور کی اور اندر باغ کے تشریف
لے گئے تمام باغ کی سیر کی ایک گوشہ کو دیکھا نقب کی جگہ پھر میں نہ آئی ایک مقام پہ حوض نظر آیا خواجہ نے نہانے کی خواہش ظاہر
کی اسرار شاہی نے کہا اس حوض میں نہ نہائیے اس لئے کہ پانی اس کا نہایت خراب ہے خواجہ سمجھ گئے کہ کچھ اسرار اس میں ضرور
ہے خاموش ہو رہے اسرار شاہی نے دعوت میں بہت عمدہ عمدہ نعمتیں پیش کیں خواجہ نے صبر کر کے کھایا اس میں کچھ نہ عیب
تھا جب رات ہوئی اور سب سو رہے تو خواجہ اپنے مقام سے اٹھے اسرار شاہی سو رہا تھا کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اور ساتھ
تین مثقال بیہوشی دماغ میں پھونک دی جب اسرار شاہی بالکل بیہوش ہو گیا تو خواجہ نے اسے اٹھا کے زنبیل میں ڈال لیا
اور آپ اس کی صورت بن کر زیر خواب پلیٹ رہے ایک دو چیزیں بھی غائب کر دیں جب صبح ہوئی تو ملازموں سے کہا کہ وہ
جو شخص نو آیا تھا اسے تلاش کرو معلوم ہوتا ہے وہ کوئی چور تھا لوگ تمام میں ڈھونڈھنے لگے کہیں پتہ نہ پایا فرمایا کہ دیکھو کچھ
زر و جواہر ہمارا تھا وہ تو چرا نہیں لے گیا لوگوں نے آکر صندوق کھول کھول کے دکھائے خواجہ نے تمام مال کا جائزہ لے کر
سب میں قفل چڑھا کے کنجیاں اپنے پاس رکھ لیں اس کے بعد حوض میں اترے اور نقب کے سامنے اسی دیو کی تصویر میں جا کر
آواز دی کہ آج کے تیسرے روز امیر شاہی درویش بن بدل کے خروج کریں گے جو جو مشتاق زیارت ہو وہ آئے یہ
آواز جو مقبرے میں گونجی اور باہر قبر آگاہ ہوئے تمام شہر میں غوغا ہو گیا کہ درویش ظہور کیا چاہتے ہیں اور آج کے تیسرے
دن خروج کریں گے لوگ آ آکے مقبرے کے گرد جمع ہونے لگے جو عمائد شہر تھے انہوں نے آکر دہن دیو میں عرضیاں لکھ لکھ کے
ڈالیں کہ جو خدمت ہمارے متعلق کی جائے اسے ہم بسر و چشم بجا لائیں آپ نے جواب تحریر کیا کہ اب جو ہم خروج کریں گے
تو دین اپنا پھیلائیں گے کافروں کو سزا دیں گے فوج بھی تیار ہو اور ہمارے واسطے ایک تخت نہایت عمدہ بنایا جائے اس میں
زر و جواہر لگایا جائے ہم جو نکلیں گے تو اسی تخت پر جلوہ افروز ہو کر خروج کریں گے یہ جواب عرضیوں کے جو روسا شہر کو پہونچے
اسی وقت نجار بلوائے گئے اور جیسا نقشہ عرش کے سامنے کھنچا ہوا آیا تھا اسی طرح کا تخت بنوایا زر و جواہر اس میں نصب کرایا گرد و پیش
کے خیمہ ڈیرے راوٹیاں قلندریاں نہ جانے آراستہ ہو گئے ایک رات پیشتر سے لوگوں نے آکے قیام کیا کوئی خیمہ میں مقیم ہے
کوئی سر کسی پر پڑا رہا جو جس حیثیت کا آدمی تھا اور جس کو جہاں جگہ مل گئی وہ وہیں پڑ رہا جو مقرب زیادہ تھے وہ اندر مقبرہ
کے عبادت کیلئے گئے اور تمام رات جاگتے رہے کہ کب جلوہ ہیں دیکھیں تمام رات عجب گہما گہمی رہی سارا شہر امنڈ پڑا ہوا تھا
میلا لگا ہوا تھا جابجا ناچ ہو رہے تھے تنبو لگے تخت لگے ہوئے پان بک رہی تھیں کسی جگہ بھنگ بکنے والے جمع تھے نشہ
میں گاڑی کی چمن رہی تھی کہیں تیتیاں بک رہی تھیں لوگ ہر قسم کے مشغلوں میں اپنے دل کو بہلاتے تھے وہ آتی رات اشتیاق
درویش میں جاگ کر ہو گئی تھی خدا خدا کر کے رات بسر ہوئی صبح ہوتے ہی تمام مخلوق کی نگاہیں مقبرے سے لگی ہوئی تھیں کہ اب

درویش امیر شاہی ظہور فرماتے ہیں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جو اندر مقبرے کے تھے وہ باہر نکلتے تھے اور جو باہر تھے
وہ اندر جانے کی کوشش میں مصروف تھے قیامت کی کشمکش تھی کہ سب سے کم اچھل رہا تھا مشتاق دیدار شور مچا رہے تھے
کہ جلد تشریف لائیے اب نہ ترسائیے لوگ دور ہی سے پھول نچھاور کر رہے تھے کچھ لوگ طبق ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے
کہ میاں صاحب برآمد ہوں تو پھول لٹائیں نثار کریں وہ جو تخت تیار کیا گیا تھا اندر مقبرہ کے رکھا ہوا ہے یہاں تو یہ حالت ہوا اور
وہاں خواجہ اسرار شاہی بنے ہوئے باغ کی سیر میں مصروف ہیں ایک مرتبہ گلگشت کرتے کرتے ملازمین سے فرمایا کہ
ہماری طلب ہوئی ہم تو اب جاتے ہیں اور بنے درویش یہاں آتے ہیں یہ سنکے وہ لوگ بدحواس ہوگئے کہنے لگے کہ آپ
کے باعث سے عیش کرتے تھے نہیں معلوم ان درویش کا ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہو جواب دیا کہ وہ نہایت ترش مزاج اور
سخت طبیعت کے ہیں خبردار ان کے خلاف ورزی کوئی بات نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے نکالدیئے جاؤ گے سب تھرا گئے اور آپ بھی
گلیم اور عصا کے غائب ہوگئے اب تو ان لوگوں کے اعتقاد قوی ہوگئے کہ بیشک یہ صاحب کشف و کرامات ہیں آپ نے گوشہ باغ
میں جاکر لوگوں کی نگاہ بچا کے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی تبدیل کرکے آواز سلام علیکم کی بلند کی
اب جو ان لوگوں نے دیکھا تو ایک پیر مرد چلے آتے ہیں کہ ریش ان کی ناف سے نیچی ہے اور بڑا سا جبہ پہنے ہوئے ہیں ہاتھ
میں ہزارہ اور دوسرے ہاتھ میں سونٹا آواز دی کہ تم لوگوں نے بہت مال جمع کئے اور خوب مزے کئے لاؤ صندوق کہاں
ہیں یہ لوگ تھرا گئے کہ ان کو تو سب معلوم ہے جس قدر صندوق مال و اسباب کے تھے سب پیش کئے آپ نے جس صندوق
میں ہاتھ لگایا وہ خالی ہوگیا یہاں تک کہ سب صندوق خالی کر دیئے اب سونٹا سیدھا کیا اور ان لوگوں سے کہا کہ یہ تو سب
وہ مال تھا جو ہمارا جانشین اسرار شاہی ہمارے واسطے جمع کر گیا تھا تم لوگوں نے کیا جمع کیا وہ بھی لاؤ جو چھپا رکھا ہے لاؤ جو
اس کو آئندہ اس سے دونا ملے گا اور جو کمی کرے گا اس کے پاس سے موجودہ مال بھی ضائع ہو جائے گا فقیر پر سب
روشن ہے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے اب تو ہر ایک کے پاس جو کچھ تھا اس نے لا کے رکھ دیا آپ نے سب
اٹھا کے اندر زنبیل کر لیا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم اسی مقام پر قیام کرو ہم جاتے ہیں اور لشکر مریدین کو راہ نیک بتاتے
ہیں سب کے سب برگشتہ ہوگئے ہیں یا خدا کو بھولے ہوئے ہیں یہ کہکر اسی حوض کے راستے سے روانہ ہوئے آج اسقدر
اشرفی و جواہر لوگوں نے دہن دیو میں ڈالا ہے کہ راستہ مسدود ہوگیا ہے نقب کو ایک بند کر آپ روپیہ اشرفی جواہر سب
سمیٹے ہوئے اندر زنبیل کرتے چلے جاتے ہیں پھر بھی وہ راستہ صاف ہوا الغرض خواجہ اس دیو کے جسم خالی میں پہونچے
ایک بانس کی سیڑھی لگی ہوئی وہاں موجود تھی آپ نے اس سیڑھی کو لگایا اور بالا برج گئے اور سپید مہرہ زنبیل سے
نکال کر دہن سے لگایا اور اس زور سے بجایا کہ لوگ دہل گئے بہت سے بیہوش ہو کر گر پڑے لیکن کاوروں نے کہا کہ
مؤدب ہو جاؤ میاں تشریف لاتے ہیں لوگ مؤدب کیا ہوتے بدحواس ہوگئے تھے ایک مرتبہ آپ نے سر اپنا دہن دیو
سے باہر نکالا لوگ دوڑے اور زر و جواہر نثار کرنے لگے دیکھا آپ نے کہ یہ تو نقصان ہوا جاتا ہے جو کچھ لٹایا جاتا ہے وہ
لوگ تبرک کر کرکے تبرک کے ڈالتے ہیں بس جلدی سے آپ باہر نکل آئے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا جو لوگ کہ پرانے
تھے اور امیر شاہی کو دیکھے ہوئے تھے انہوں نے تو یہ کہا کہ میاں نے بدن بدلا ہے پہلے اور صورت تھی اب اور قطع ہے
اور جن لوگوں نے دیکھا نہ تھا وہ سمجھے کہ ایسی ہی صورت ہوگی جس وقت آپ مقبرے سے باہر آئے اور لوگوں کی نگاہ
پڑی جو جہاں تھا اس نے اپنی حسب حیثیت لٹانا شروع کیا کسی نے اشرفی کسی نے جواہر کسی نے روپیہ کسی نے پیسہ کسی نے
کوڑیاں کسی نے پھول کسی نے بتاشے اور تال کھانے آپ نے مہرہ سپید منہ سے لگایا اور اسے بجا کر آواز دی کہ اسے
جس کی توفیق ہو وہ نذر دے میں تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ بہت سے لوگ ہیں ان سے ابھی بہت بڑے کام لینا
ہیں روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی اس وقت سب نے اپنی اپنی حسب حیثیت پیش کرنا شروع کیا جس نے جو پیش کیا آپ نے
اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور منہ سے ہر ہر شے کا نام لیکے کہتے تھے کہ یہ فلاں کا حق ہے یہ فلاں کا حق ہے اگر کل جمع کیا جاتا تو ایک

انبار ہو جاتا لیکن سب جیب میں پہونچ کے غائب ہو گیا لوگ اس بات پر بڑے متعجب تھے کہ اتنی سی جیب کی کیا سمائی ہے کہ بوجھ
گیا وہ سب غائب ہو گیا جو لوگ پرانے تھے انھون نے کہا یہ وہی بزرگ تو ہین جنھون نے جھول میں شہر کو اٹھا کے رکھ لیا
تھا اور اس جنگل میں پورے شہر کو جھول سے نکال کے آباد کر دیا یہ کرامت تو ان کی قدیمی ہے کوئی نئی بات نہین اگر یہ چاہین
تو تمام عالم کو جھول مین بند کر لین اب آپ نے حکم دیا کہ دیکھو عالم مین کفر بہت پھیلا ہوا ہے اور ہم جہاد کرنا چاہتے ہین جس کو
ہمارا ساتھ دینا ہو وہ مال و خزانہ ہمراہ لے جو جس کے پاس ہو اور اہل و عیال کو دوسرے کے سپرد کرے اور آج سے
تیسرے روز ہم اول جانب دربند صاحبیہ پر چلین گے سب سے پہلے صاحب جادو کو راہ نیک بتائین گے اگر اس نے
مانا فہو المراد ورنہ اسی سونٹے سے اس کا غرور مٹائین گے سونٹے کو دیکھکر لوگ لرز گئے غرضکہ ہر شخص نے اپنی سعادت
جان کر درویش کے ساتھ چلنے پر کمر باندھی اور جو کچھ مال و اسباب جس کے پاس تھا جنس کو بیچ کر نقد کر کے کمر مضبوط کی تیسرے
روز سب آ کے جمع ہو گئے گرد و پیش کے دور تک ہجوم تھا یہاں آپ نے بیٹھے بیٹھے سوچا کہ شاید وقت تباہی کا آ گیا ہے تو
جان کا بچانا والا قضا ہے لیکن مال کی حفاظت اپنے ذمہ ہے بس آپ نے تخت مین سے جواہر اصل اکھیڑ اکھیڑ کر جھوٹے نگینے
نصب کئے جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے پھر سپیدہ مہرہ بجا کر آواز دی کہ ہمارا تخت اٹھاؤ اور جانب دربند صاحبیہ چلو
لوگون نے تخت کو اپنا فخر سمجھکر اٹھا لیا اور حسب ہدایت درویش جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوئے لیکن خواجہ متردد
تھے کہ ابھی تک کوئی سردار ایسا نہ ملا جس کو مین سالار لشکر بناتا ان کو یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا کہ ایک منزل پر پہونچ کے جو
قیام کیا تو دیکھا کہ ایک جوان زبردست و حسین چلا آتا ہے جب وہ قریب ہو پہنچا پائے تخت کو بوسہ دیا اور درویش سے عرض کی کہ وہ شخص
اولاد رستم ہے ہر باپ نے میرے صغر سنی مین انتقال کیا اب مین جوان ہوا تو کس کام کا بے دست و پا ہون اگر کوئی استاد مجھے
فن سپہ گری تعلیم کرتا تو مین آپ کے ہمراہ کچھ کام بھی کر سکتا خواجہ نے اس جوان کو نہایت پسند کیا پشت پر ہاتھ رکھا اور ارشاد
فرمایا کہ اب جس وقت تک تیری تعلیم اچھی طرح نہوے گی اس وقت تک کے لئے تجھے اپنا خرچ [illegible] ملنے دامن کوہ ہے تو روز
صبح کو اس طرف جانا وہان ایک نقاب دار ابلق پوش آئے گا وہ تجھے فن سپہ گری بتلائے گا یہ سنکے وہ جوان بہت خوش ہوا خواجہ
نے نام پوچھا اس نے فرامرز ثانی اپنا نام بیان کیا خواجہ امیر شاہی نے حکم عام دیا کہ ہم دس روز اسی جنگل مین رہین گے تمام لشکر
نے ڈیرے ڈالدے خیمے خرگاہین جھنڈیان راوٹیان استادہ ہو گئین بازار لگ گئے جنگل مین منگل نظر آنے لگا جب رات
گذر کے صبح ہوئی تو فرامرز ثانی جانب صحرا روانہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک جانب سے نقاب دار ابلق پوش
نمودار ہوا اور آواز دی کہ اے فرامرز ثانی مجھے درویش نے تیری تعلیم کا حکم دیا ہے تو کچھ جانتا بھی ہے یا بالکل ناواقف ہے
فرامرز نے کہا کہ جتنا کچھ میرے شہر کے لوگ جانتے تھے اتنا تو مین نے حاصل کر لیا ہے لیکن اس درجہ تک نہین جانتا ہون
جیسا میرے آبا و اجداد جانتے تھے نقاب دار ابلق پوش نے ایک روز مین پینترے صاف کرائے دوسرے روز نیزہ بازی کے
رموز سے آگاہ کیا تیسرے روز علم تیر مین جتنی خامی تھی اس سے آگاہ کیا چوتھے روز گرز بازی پانچوین اور چھٹے دن شمشیر زنی
ساتوین اور آٹھوین روز کشتی کے پیچ صاف کرائے اور دو تین روز اور اچھی طرح مشق کرا کے طاق کر دیا اور کہا کہ اب تم
خود چند شاگرد کر کے مشق بڑھاؤ چونکہ فرامرز خاندانی پہلوان اور پہلے واقف بھی تھا بہت جلد واقف ہو گیا آخر روز نقاب دار
نے کہدیا تھا کہ اب ہم نہ آئین گے اس لئے کہ تمھین بتانے کی ضرورت نہین ہے خواجہ امیر شاہی نے جس روز سے قیام کیا
تھا لوگون سے کہدیا تھا کہ اگر ہم کسی وقت تمھین نہ دکھائی دین تو پریشان نہونا اور تلاش نہ کرنا یہ آپ ہی نقاب دار ابلق پوش بنکے
جاتے تھے اور فن سپہ گری فرامرز کو سکھاتے تھے جب طاق کر دیا تو پھر اپنے مقام پر آ کر حکم کوچ دیا جھول شہر سے کئی کوس
کے فاصلہ پر ایک قلعہ تھا کہ ویران پڑا ہوا تھا اس سے قبل اس مین ساحرون کی عملداری تھی جب صاحب جادو نے قلعہ نو تیار
کر لیا تو اس قلعہ کو چھوڑ دیا خواجہ نے اول اس قلعہ پر قبضہ کیا اور وہان سے ہرکارون کو روانہ کیا اس لئے کہ ان کو یہ فکر لگی
ہوئی تھی کہ صاحبقران جو آنے ہوتے ہین یا انھون نے کیا کیا ہرکارے برائے دریافت حال آگے آگے روانہ ہوئے لیکن

دو کلمہ داستان اسپان جادو کے سنیے

ارے ساقی مجھے اک جام مے دے
کرون گا مین طلسمات جہان طے
یہی میدان ہے ساقی اور یہی گو
میں سچ کہتا ہون قرآن درمیان ہے

میں صدقے ساغر جمشید و کے کے
بہت منہ زور یان اپنی نہ دکھلا
پلا دے جام مے جو کچھ بھی ہو ہو
ہون اک مدت سے دختر رز کا شیدا

الیت کلک اپنا زور پر ہے
کہان کا جام ساقی تھم کے خم لا
خیال انجام کا اب کس کو یان ہے
کہان مجھ ایسا بادہ کش ہے پیدا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک صاحبقران نے درخت کی دھگنی نہیں کی تھی اس وقت تک یہ حالت تھی کہ گھوڑے جو درختوں سے پیدا ہوتے تھے اور لوگوں کو سوار کرکے لیجاتے تھے تو سامنے اسپان جادو کے پہونچتے تھے اسپان جادو کو صاحب جادو نے صرف ایک اسم سحر کا عامل بنا دیا تھا اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں جانتا تھا جس وقت گھوڑے لوگوں کو لاتے تھے تو یہ اسم سحر پڑھکر انسانوں کو زندان میں بھجوا دیتا تھا اور گھوڑوں پر اسم سحر دم کرتا تھا کہ وہ دھوان ہوکر اسی درخت میں شکل پہلوان کی پیدا کرکے آدمیان ہو جاتے تھے لیکن آج یہ واقعہ گذرا کہ ابرق جادو نے مرکبوں پر سحر کے پتلے سوار کر دیے تھے جس وقت وہ دربار اسپان جادو میں پہونچے تو حالت اصل پر آ گئے دیکھا اسپان جادو نے کہ کچھ چیتھڑے ہر مرکب کی پشت پر رکھے ہوئے ہیں اسپان جادو حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا سوار بھاگ گئے اور دامن ان کے الجھ کے رہ گئے ہیں اس نے ان چیتھڑوں کو اتار اتار کے جمع کیا اور خدمت میں صاحب جادو کے روانہ کیا اور گھوڑوں پر اسم سحر دم کیا کہ وہ دھوان بن کر اڑے اور درخت کی طرف چلے یہان صاحبقران عالیشان درخت کو اکھیڑ کر خندق میں پھینک چکے تھے جس وقت یہ دھوان اس مقام پر پہنچا جہان یہ درخت تھا اور وہین نقب کی ہوا لگی دھوان بہت شعلہ بنکر وہان سے پلٹا اسپان جادو کو خبر بھی نہ تھی دھوان شعلہ جوالا بنا ہوا آکر اسپان جادو اور اس کے لشکر پر گرا کر اسی کو جلا کر خاک کر دیا جو دو ایک ملازم اسپان جادو کے اس جگہ موجود نہ تھے وہ تو بچ گئے باقی سب مارے گئے یہ لوگ خبر مرگ اسپان جادو لے کر خدمت صاحب جادو کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان چنچل عیار کے بیان کیے جاتے ہیں

ساقی وہ جام مے کہ نہ آؤن خود ہی مین
جو منہ میں لے کے کہدون تجھے دلگی مین
اب تو مدام جنگل و صحرا مین رہ ہا
عیار جیسا پاؤن کا کب زندگی مین ہون

سرشار ہو دل رہون بیخودی مین مین
مارک ہے میرا شیشہ دل پھیرتا نہ تو
وہ دن گئے کہ رہتا تھا تیری گلی مین مین
جلوہ فگن تو آئینہ دل مین ہے مرے

لکھون وہ داستان کہ طبیعت پھڑک اٹھے
رونے لگون گا ورنہ ابھی تو ہنسی مین مین
طرار و شوخ و چنچل و بیباک ساقیا
نظارہ تیرا کرتا ہون اس آرسی مین مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت نگہبان زندان مارا گیا اور صاحبقران نے اجلال روشن طالع کو آدمی بنایا اجلال روشن طالع صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے شہر میں آیا بعد از ان نہایت شادمانی اجلال نے صاحبقران کی دعوت کی وہان چنچل عیار نے تمام کیفیت انتظام جادو سے بیان کی کہ اس طرح ایک شخص آیا تھا پہلے اسے مرغ آتش کے لایا پھر اس نے مرغ کو انسان بنایا بعد اس کے اجلال کو قید سے رہا کیا نگہبان کو مارا یہ سنکے انتظام جادو نے کہا کہ ریحان روشنضمیر کا قید سے چھوٹنا بہت برا ہوا اب مشکل ہے کہ کر فوج ساحران کو اپنے ساتھ لے کر بارہ ہزار ساحروں سے شہر اجلالیہ کی جانب روانہ ہوا لہرکاروں نے اجلال روشن طالع کو خبر دی کہ انتظام جادو بارہ ہزار ساحروں سے آتا ہے اجلال روشن طالع پریشان ہوا کہ یہ وہی ملعون ہے جس نے ایک بار سب کو پتھر کا بنا دیا تھا لیکن ریحان روشنضمیر نے عرض کی کہ آپ فکر نہ کیجئے اس وقت میں اسیر ہو چکا تھا ورنہ اس کی نوبت نہ آتی اب تماشہ دیکھ لیجئے کہ کیا ہوتا ہے اور صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے اجلال روشن طالع اب منحوسی طالع گئی ہیں تمہارے ساتھ سر میدان ہم ان ساحروں کو مارون گا اطمینان رکھو

اجلال نے بھی اپنی فوج کو قلعہ سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا صاحبقران اور اجلال روشن طالع اور ریحان اختر شناس
یہ تینوں سب آکر بیٹھے سرلے پہ صحرا کی طرف سے اٹھا دیئے گئے کہ یکایک جانب صحرا سے فوج ساحران پیدا ہوئی آگے آگے
استظام جادو کرگدن سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار جلے بد آفت کے پرکالے جوبان عجوبیان کا نذر
ڈالے ڈھول اور ڈپرو بجاتے ہوئے نمودار ہوئے اور آکر سامنے لشکر اجلال روشن طالع کے خیمہ برپا کیا اور علم دیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ وزی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرچہ یہ خبر اجلال روشن طالع کو ہوئی اس نے بھی کوس حربی
بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ادھر سے اجلال
روشن طالع مع ریحان اختر شناس و صاحبقران نیک اساس میدان میں پہونچ کر صف آرا ہوا اور اس طرف
سے استظام جادو کرگدن سحر پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار میدان میں آکر صفیں جما کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے
اجلال تم یہ خیال نہ لانا کہ میری کمک پر ایک شخص آگیا ہے تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہیں سکتا ایک مرتبہ جہالت
تیری بنا چکا ہوں وہ تجھے یاد ہوگی اب کی قتل ہی کر ڈالوں گا زندہ ہی نہ چھوڑوں گا یہ سنکے اجلال روشن طالع نے
کہا کہ او ملعون اپنی خیر منا وہ وقت گیا اور ریحان اختر شناس نے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور کے آگے تو کیا
قتل کر ڈالنا اس سے بھی کم ہے جیسے ایک مچھر کو مار ڈالا لیکن یہ بھی لڑائی کا تماشہ دیکھئے کہ یہ ساحر ہے اور میں ستارہ شناس
ہوں دیکھیے تماشہ کہ ہوتا کیا ہے یہ کہکر اس نے ساعتوں کا شمار کر کے ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور جانب آسمان
دیکھتا رہا جب اس کے علم کے موافق ساعت مناسب آئی تو اس نے خاک جانب آسمان اڑا دی ادھر کچھ اسم موکلین ستارہ
کے پڑھتا رہا وہاں استظام جادو مرکب سحر کو بڑھا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے اجلال میں تیری فوج پر بلائے آسمانی
بھیجتا ہوں سے اسے روک یہ کہکر اس نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اس میں سے ہزار ہا بھنگے پیدا ہوئے ہوا لگتے
ہی ان میں بالیدگی پیدا ہوئی قریب چار سو طائروں کے پیدا ہو کر لشکر اجلال روشن طالع کی طرف چلے اجلال حیران ہوا کہ یہ
طائر کس لئے آتے ہیں اور دیکھئے کیا قیامت برپا کریں گے صاحبقران نے نیزے کا قصد کیا تھا کہ ریحان اختر شناس نے عرض
کی کہ حضور تماشہ دیکھے جائیں کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران پھر تھم گئے ریحان اختر شناس نے جانب فلک دیکھا اور پکارا کہ
اے عقاب اسقدر دیر بس دیکھا کہ ایک عقاب تیر پر پیدا ہوا اور مثل باز کے ان طائروں پر گرا اور طائروں کو نگلنا
شروع کیا یہاں تک کہ تمام طائروں کو نگل گیا اور پھر اڑ کر بلند ہو گیا یہ دیکھ کر صاحبقران نے تعریف کی لیکن استظام جادو
پکارا کہ میں تیرے علم و کمال سے آگاہ تھا اسی وجہ سے میں نے تجھکو اسیر کر لیا تھا اب تجھ سے وہ بدلہ لوں گا اب تیرا جو کچھ ہو گا یہ بلا
جانے اس سحر کو تو روک یہ کہکر اس نے ایک ترنج سحر جھولی سے نکالا اور اپنے جسم میں سات جگہ نشتر لگائے ادھر ریحان
اختر شناس نے ساعتوں کو شمار کیا تو سات نشتروں میں ایک نشتر ساعت مناسب میں لگا تھا اس نے پہلے سے کہدیا کہ اے امیر
ابھی کچھ نہ کچھ تاثیر اس کا سحر بھی دکھا جائے گا لیکن وہ اثر معلوم نہیں ہے ادھر استظام جادو نے کچھ اسم پڑھ کر خون سے ترنج کو
آلودہ کر کے ریحان اختر شناس پر کھینچ مارا ترنج ایک شعلہ جوالا بن کر ریحان کی طرف چلا بس عقاب مثل برق کے قریب اس
شعلے کے آیا اور منقار کھول دی شعلہ دہن میں عقاب کے اتر گیا عقاب بھی عقاب آتشبازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور جو
شعلہ بن کے پہنا استظام جادو نے ہر چند چاہے مگر یہ شعلہ ان کا سر پر استظام جادو کے گرا کہ جلا کے خاک کر دیا جونہی کہ
استظام جادو کے گرا کہ اس کا لشکر بھی جل کے خاک ہو گیا مرنے سے ان ساحروں کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی ابر طوفان
تیرہ و تار کی آئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری ہر طرف ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من استظام
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب پھر روشنی ہوئی اور علامات سحر بر طرف ہوئے تو دیکھا کہ
لاشیں ساحروں کی جلی ہوئی پڑی ہیں صاحبقران نے ریحان اختر شناس کی نہایت تعریف کی باتیں فیروزی پلٹ کے داخل
بارگاہ ہوئے اسی وقت صاحبقران نے اجلال روشن طالع سے ارشاد فرمایا کہ میں طلسم ہزار رنگ پر جانے والا ہوں اور یہ مرحلہ

راستے میں پڑ گیا اس کی وجہ سے مجھے دیر ہوئی ہے مرد وار اور عزیز میرے قید ہو کر جانب طلسم روانہ ہوئے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس مہلت جلد رخصت کر کے آگے بڑھوں صاحبقران کی ارشاد سے اجلال نے محفل خوشی کو معطل کیا اور کوچ کر کے طرف دربند صاحبہ کے روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے کیونکہ بہت تھوڑا عرصہ ہے

چند کلمہ داستان شکست نشان صاحب جادو کے بیان کئے جاتے ہیں

ہاتھ میں کب سے ساقی نے پیالہ دیکھا
کب مری آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا
قربت اہل صفا کام نہ آئی کچھ بھی
کوئی میخانہ میں خالی جو پیالہ دیکھا

تفتہ دل وہ ہوں کہ جب دیکھا تو چھالا دیکھا
حسن میں ناز میں شوخی میں نرالا دیکھا
شمع تربت کا لحد میں نہ اجالا دیکھا
آنے جب میان سے شمشیر کو کھینچا اپنی

اب تک آتے ہوئے کب آپ پہ نالا دیکھا
مہ جبینوں سے تجھے حسن کو دوبالا دیکھا
میں وہ میکش ہوں کہ انگور نہیں ہیں جس کے
پھر سلامت نہ کوئی فوج و رسالا دیکھا

واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ اس مقام پر دو ملک آباد ہیں ایک کا حاکم صاحب جادو اور دوسرے کا فرمانروا مصاحب جادو ہوا اور یہ دونوں آپس میں بھائی ہیں اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہے صاحب جادو بیرونی سرحد روکے ہوئے ہے کہ غیر ملک کا آدمی اس ملک میں نہ آنے پائے اور مصاحب جادو اندرونی سرحد کا حاکم ہے کہ اندر کا آدمی باہر جانے پائے جس طرح کے انتظامات سرحد بیرونی کے بیان ہوئے یہی انتظامات اندرونی سرحد کے بھی ہیں صاحب جادو کو جب یہ خبر وحشت انگیز پہونچی کہ اسپان جادو مارا گیا اور صاحبقران درخت کو آگ لگا کر داخل طلسم ہوئے اور مرغ کے ذریعہ سے شاہ اجلال شاہ میں پہونچ کر سب کو رہا کیا انتظام جادو مارا گیا اب امیر اس طرف تشریف لاتے ہیں اور دوسری خبر یہ پہونچی کہ آپ کے ملک سے قریب جو ایک جھولی شہر ہے درویش امیر شاہی نے آباد کیا ہے چونکہ بسر اوقات ان کی بھیک مانگنے پر تھی اور ان کو بامشقت رخصت کم ملتی تھی تو امیر شاہی نے تمام شہر کو اٹھا کے جھولی میں رکھ لیا اور اپنی منڈیا کے قریب آباد کیا کہ مجھے بھیک مانگنے کو دور نہ جانا پڑے یہ سنکے صاحب جادو بہت ہنسا اور کہا کہ پھر کیا ہوا لوگوں نے بیان کیا کہ پھر وہ درویش مر گئے اور دفن کر دئے گئے بعد چندے برس کے انہوں نے بدن بدل کے پھر خروج کیا ہے ارادہ رکھتے ہیں کہ اگلی مرتبہ ہم تو لوگوں کے ساتھ نہیں رہیں گے اور دوسرا اپنا پھیلا گئے صاحب جادو نے کہا کہ وہیں ان کا کیا ہوا لوگوں نے بیان کیا کہ وہیں ان کا گھر میں نہیں آیا وہ یہ کہلاتے ہیں کہ جس نے سب کو پیدا کیا وہ خدا برحق ہے اب انہوں نے پہلے آپ ہی کے ملک کا رخ کیا ہے اور کوچ بکوچ منزل بمنزل اسی طرف چلے آتے ہیں یہ سنکے صاحب جادو نے نظام جادو سے کہا کہ جا کر اس درویش کو اسی سرحد پر روک دو اور آگے نہ بڑھنے دو نظام جادو چند ساحر اپنے ساتھ لے کر جانب قلعہ سرحدی روانہ ہوا اور یہاں صاحب جادو نے ایک نامہ مصاحب جادو کو تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر ہم دیکھتے ہیں کہ اب انقلاب آیا چاہتا ہے حکیم اشراق مارے گئے صاحبقران میرے طلسم میں بھی داخل ہو گئے انتظام جادو مارا گیا اب سنا ہے کہ وہ لشکر لئے میرے ملک پر چلے آتے ہیں اور بعد میرے تمہاری باری ہے لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ایک مرتبہ ٹوٹ گیا تو گویا قوت آدمی کی رہ گئی لہذا ہم تم مل کے صاحبقران عالیشان سے مقابلہ کریں اس لئے کہ مثل مشہور ہے کہ ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ نامہ لے کر جانب دربند صاحبہ روانہ ہوا جب نامہ مصاحب جادو کو پہونچا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب میں تحریر کیا کہ بہت جلدی حاضر ہوتا ہوں اور لشکر کو تیار کر کے سمندر جادو اور قوس جادو کو چالیس ہزار ساحروں سے اپنے ساتھ لے کر جانب دربند صاحبہ روانہ ہوا جس وقت صاحب جادو کو خبر آمد مصاحب جادو معلوم ہوئی ہو لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا اور خود بھی تا لب فرش برائے استقبال آیا اور لا کر اپنے پاس بٹھایا جس قدر اخبار گوش زد ہوئے تھے سب بیان کئے اس وقت مصاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے ایسی

جادو وان کا شریک ہو گیا ہو اور ابھی تک بہ غفلت امیر بیابان تک پہونچے ورنہ ممکن نہ تھا غرض جب وقت مقابلہ آئیگا تو دیکھا جائیگا ۔ راز مخفی ان دو بندوں کے سوا حکیم اشراق و ابریق جادو کے اور کوئی آگاہ نہ تھا یہ انتظار میں بیٹھے ہیں

کیفیت آب دوکل داستان نظام جادو اور درویش امیر شاہی کے سنیئے

ایک دن وہ تھا کہ ہم تھے ترکی اور میخانہ تھا	ہر طریقہ سے بے ریا ہر فعل سے بے باکانہ تھا
شاہراہ عشق کا رہرو تھا ہیں اک دہر میں	کو کہن مزدور تھا مجنون سبزی دیوانہ تھا
دیر سے کچھ کام تھا مجکو نہ کعبہ سے غرض	تھا مرید پیر تیغ مذہب مرادِ نمانہ تھا
کل ملے تھے راہ میں اس واعظ سے مجکو مشہد	شیشہ تھا اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں پیمانہ تھا

پھر وہ صوفی منشان بادۂ وحدت و دلدادگان شرب معرفت یوں نغمہ سرا ہوتے ہیں کہ ہنوز درویش داخل شہر صاحب نہیں ہوئے تھے راستے ہی میں تھے کہ ان کو ہرکاروں کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ نظام جادو صاحب جادو کی طرف سے بہ انتظام سرحد آتا ہے شاہ صاحب نے حکم دیا لشکر ہمارا ٹھہر جائے اسی وقت تمام فوج اتر پڑی اور خیمے ڈیرے معہ درویش کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے اس سے پیشتر جب آپ نقابدار انار پوش بن کے فرامرز ثانی کو فنون سپہ گری تعلیم کرنے آتے تھے اُسی وقت آپ نے اس تخت کو تو اُٹھا کے زنبیل میں ڈال لیا تھا جو اپنے واسطے ساکنان جبول شہر نے بنوایا تھا اکی مرتبہ جو ظاہر ہوئے تو اُسی تخت کی حیثیت کو خیال میں رکھکر منڈی سے تجویز طلب کیا منڈی اسی شکل سے قائم ہوئی اب آپ نے غیبا دن کو زنبیل سے نکال کر پشت پر اپنے قائم کیا ان کے ہاتھوں میں مہرے تھے جن کا بیان اپنے وقت پر آئیگا اب خاص منڈی میں رونق افروز ہیں منڈی اپنی وسط لشکر میں قائم کرائی ہے اندر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا فوج کو اپنی اس نے وہیں ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا لشکر درویش میں سے ہوتا ہوا اور پتہ خیمہ درویش کا پوچھتا ہوا جاتے تخت درویش کے پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر چھوٹا سا سائبان کھنچا ہوا ہے درویش بیٹھے ہوئے ہیں نظام جادو نے سامنے پہونچکر آواز دی کہ اے مرد فقیر تم کو وہی گوشہ نشینی بھلی تھی ملک گیری کے ابا دعوے باز رہو ورنہ انجام برا ہوگا یہ فوج جسے ساتھ لئے ہو معلوم بھی نہیں کہ کیا ہوں نہ تمہارا پتہ لگے گا کدھر گئے درویش نے جواب دیا کہ اے بے تہذیب اپنے کو دیکھ کے گفتگو کر ۔ از خیال بیہودہ ہی گذر ۔ آدمی باچشم حال نگر ۔ ہم کو دیکھ اور اپنی طرف نظر کر تو اسوقت ایک ایلچی کی حیثیت میں ہے جو کچھ تیرے مالک نے پیام بھیجا ہو وہ کہدے اور جو لینے آیا ہو لے کے چلا جا نظام جادو نے کہا کہ میرے مالک نے اس لئے بھیجا ہے کہ کسی غیر کو سرحد میں داخل نہونے دو بیرون سرحد روکو درویش نے کہا پہلے تو کہاں تھا اب تو ہم سرحد میں داخل ہو چکے نظام جادو نے کہا میں تم کو ہٹا دونگا درویش نے کہا کہ کیا مجال ہے تیری جو تو ہم کو ہٹا سکے بس بہتر اسی میں ہے کہ جا اور اپنے مالک سے کہدے کہ کفر کو ترک کر کر فقیر کا پیالہ پی اور راہ نیک حاصل کر اگر اس کے خلاف کرے گا تو ایک دم میں سب کا نشان مٹا دونگا نظام جادو ہنسا اور کہنے لگا کہ او فقیر تو کیوں سٹری ہوا ہے فقیری اوڑھنے پر ساحری اور جہانبانی سے باز آ اور پلٹ جا ورنہ مجھے حکم مل چکا ہے ابھی ساری شیخی کھو دونگا یہ تخت معلوم بھی نہ ہوگا کہ کہاں گیا شاہ صاحب نے کہا کہ تو نہ مانے گا تیری کیا حقیقت ہے اور تیرا صاحب جادو کیا جان رکھتا ہے کہ فقیر کو اس کی جگہ سے ہٹا دے اسے تو نے نہیں سنا ہے کہ قطب اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا نظام جادو غصہ میں چلا اور اندر منڈی کے گھس کر چاہا سحر کروں آپ بھی چپکے بیٹھے رہے جب نظام جادو اندر منڈی کے آگیا تو آپ نے اٹھکے ایک تیغ مارا نظام جادو کو سحر تو یاد نہ تھا درویش کو دیکھا دونوں ہاتھ اٹھا کر مشکیں باندھ لیں فرمایا لیجاؤ اس مخنث کو لوگوں نے اس کو منڈی سے باہر نکالا اب جو اسے خیال سحر کا آتا ہے تو سحر یاد یاد آف کر تے ہی تمام بند جل گئے اس نے خیال کیا کہ جان بچی لاکھوں پائے اس بڈھے سے بگڑنا اچھا نہیں جو اس پہ چلتا آپ نے آواز دی کہ ہی حال سب کا کر دونگا جا ہٹا تو تجھے ابھی مار ڈالتا مگر اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ تو جا کر صاحب جادو سے

امیر سے عظمت و شوکت سے آگاہ کرے اور خود بھی پشیمان ہوکر راہ راست پر آئے نظام جادو جھانگ کے اپنے لشکر میں آیا
اور سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگا درویش کے مریدوں نے آکر قدم لئے نہایت خوش ہوئے کہ کیا کام کیا ہے ایک تو مرشد اور
بھی اکمل ہو کے ظاہر ہوئے ہیں اتنے میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ کوئی شخص ہے کہ اُسے لوگ صاحبقران کہتے ہیں شہر
اجلالیہ سے اُس نے بھی خروج کیا ہے اور شہر صاحبیہ کی طرف وہ بھی چلا آتا ہے یہ سنکے خواجہ کو اطمینان ہوا کہ امیر کی خیر و عافیت
تو دریافت ہوئی پس اسی وقت امیر کے پڑھنے کے لئے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحبقران اس وقت
تم کو خدا نے صاحبقران بنایا ہے اور مجھکو درویش باکمال خلق کیا ہے لہذا تمکو چاہیے کہ ہمارا جھوٹا پیالہ پیو اور آکر مرید ہو جاؤ
فرامرز ثانی کے ہاتھ میں دے کر حکم دیا کہ جاؤ اور اس نامہ کا جواب صاحبقران زمانہ سے لے کے آؤ یہ سنکے فرامرز ثانی
جانب شہر اجلالیہ روانہ ہوا پہلی منزل پر پہونچ کے فرامرز نے قیام کیا پانچہزار سوار اس کے ہمراہ تھے کہ اسے کو خبر ملی
کہ صاحبقران شہر اجلالیہ سے چل چکے ہیں آج قیام امیر کا ایک کوہ پر ہوا ہے اور کل صحرائے صاحبیہ میں منزل ہوگی فرامرز
ثانی نے دل سے کہا کہ اب چلکے کل ہی امیر سے مل لیں گے یہ تصور کرکے شام آسایش سے گزار صبح کو کوچ کرکے
اس طرف سے یہ جانب صحرائے صاحبیہ روانہ ہوا اور اُس طرف سے صاحبقران باوقار تو چلے ہی آتے تھے پہلے دن سے
برابر صحرائے صاحبیہ میں پہونچے دونوں لشکر اُترے امیر کے ہرکاروں نے صاحبقران کو فرامرز کے آنے کی
خبر دی فرامرز کے ہرکاروں نے فرامرز کو امیر کی تشریف آوری سے آگاہ کیا دونوں لشکر جابجا مناسب تجویز کر کے
کسی قدر فاصلہ سے اُتر پڑے بازار لشکروں کے لگ گئے سپاہیوں نے کمریں کھولیں خیمے ڈیرے استادہ ہوگئے راوٹیان
چوبداریاں خرگاہیں استادہ ہوگئیں جب شام ہوئی تو فرامرز نے آسودہ ہونے کے بعد لباس درویشی امیر شاہی کا پہنکر سر کاندھا
اور بیٹھکر پشت مرکب پر جانب بارگاہ اجلال روشن طالع روانہ ہوا ہرکاروں نے اجلال شاہ کو خبر دی کہ جس
شخص کا لشکر صحرا میں اُترا تھا وہ تن تنہا اس طرف آتا ہے اجلال شاہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا امیر نے فرمایا آنے دو
اور وہ محل کس کے واسطے بچھایا تھا اسی وقت فرامرز ثانی دروازہ بارگاہ پر پہونچا اور اپنی اطلاع کرانا چاہی
دربانوں نے کہا کہ آپ کے واسطے پہلے سے اجازت ہو چکی ہے تشریف لائیے فرامرز ثانی نہایت خوش ہوا کہ مجھے
دروازہ بارگاہ پر ٹھہرنا بھی نہیں پڑا جیسے ہی داخل بارگاہ ہوا اُدھر صاحبقران پر نظر پڑی بطریق خداپرستان سلام کیا تمام
آداب درویش نے چلتے وقت تعلیم کر دیئے تھے صاحبقران نے جواب سلام دے کر مخمل کی طرف بیٹھنے کو اشارہ کیا اور
اس جوان کو نہایت پسند کیا فرامرز سلام کرکے مخمل پر بیٹھ گیا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا اُس نے جام
شراب لعل جیسا پیش کیا اُسوقت فرامرز نے عرض کی کہ میرے مرشد نے جب مجھے پیالہ پلایا ہے تو یہ بھی فرما دیا تھا کہ جام شراب
سے ہمیشہ اجتناب رکھنا لہذا میں معاف کیا جاؤں صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ یہ شراب نہیں ہے شراب ہم بھی نہیں پیتے
ہیں اُسی وقت اس نے سلام کرکے جام پی لیا فرمایا صاحبقران نے کہ شراب تو نہ تھی اُس نے عرض کی کہ نہیں بعد اس کے
امیر نے فرمایا کہ تمہارا کس ارادہ سے اس طرف آنا ہوا اور نام کیا ہے کس ملک کے رہنے والے ہو فرامرز نے اپنا
نام بتایا اور کہا کہ میں اولاد رستم سے ہوں پہلے تو مسکن میرا شہر عنبر سواد تھا لیکن اب جھول شہر سے آیا ہوں اور
نامہ درویش امیر شاہی اپنے مرشد کا لایا ہوں فرمایا صاحبقران نے کہ جھول شہر کیا فرامرز نے مختصر حالت سامنے
صاحبقران کے بھی بیان کی کہ ہمارے مرشد کو شہر عنبر سواد میں بھیک مانگنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی اس سبب سے
اُنہوں نے سارے شہر کو جھولی میں رکھ لیا اور آکر اپنی مسند کے گرد بسا دیا اُسوقت سے یہ جھول شہر مشہور ہوگیا اب
دوبارہ درویش نے خروج کیا ہے اور یہ نامہ حضور کو دیا ہے لے پڑھ کر جواب اس کا تحریر فرما دیجیے صاحبقران نے نامہ کو
لے کر پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب تحریر فرمایا کہ اے درویش باکمال اگر پیالہ پینے کے معنی اطاعت اختیار کرنے
کے اور پیروی کرنے کے ہیں تو میں پیرو اُس رسول مقبول کا ہوں جس کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا سلسلہ رسالت ختم ہوگیا

اور وہ اشرف آدم ہو اُس کا مرید کسی کا مرید نہو گا اور اگر پیالہ درحقیقت شربت مجھو تاکہ کے پلانا مقصود ہو تو یہ ایک مکر وہ
فعل ہو مجھے کیا ضرورت ہو کہ میں چپون اور یون تو مسلمانوں میں کسی کو ایک دوسرے کے جھوٹے میں تکلف نہ چاہیئے
اگر یہ جواب تمہارے خلاف ہوا ہو تو میں پابند نہیں ہون جس طرح تمہارا جی چاہے سمجھو یہ جواب تحریر کرکے صاحبقران نے
اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اس لیے کہ صاحبقران کا جی نہ چاہتا تھا کہ فرامرز ابھی چلا جائے ایک کمان صاحبقران کو
طلسم ابلق کے ایک مرحلے سے دستیاب ہوئی تھی اُس کے قبضے پر نام ارجن پہلوان کا تحریر تھا اور یہ لکھا تھا کہ یہ کمان
یا اولاد صاحبقران سے کھینچیگی یا اولاد رستم سے اور کسی پہلوان سے کھینچنا اس کا محال ہو اور کمان نہایت خوبصورت
بنی ہوئی تھی دیکھنے میں نازک لیکن نہایت کس دار صاحبقران نے فرامرز سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں فنون سپہ گری
کس نے تعلیم کیے فرامرز نے عرض کی کہ ایک نقاب دار الٰہی پوش ہوا سے آتا تھا اور فنون سپہ گری بتا جاتا تھا بس اتنا
تمہیں اپنے استاد کا جانتا ہون اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں یہ سنکے امیر کو اور تعجب ہوا ارشاد فرمایا کہ تم نے کبھی
گرز یا کمان پر بھی زور کیا ہو اس نے عرض کی کہ اکثر کمانیں میں نے توڑ کے پھینکدین یہ اُسوقت امیر نے وہی کمان
ارجن سامنے فرامرز کے پھینکدی اور ارشاد فرمایا کہ اس کمان پر تو زور کرو فرامرز نے جو زور کیا تو دونوں گوشے
کمان کے ملا دیے مگر چہرہ سرخ ہو گیا صاحبقران بہت خوش ہوے اور وہ کمان فرامرز کو دیدی کہ اب تمہیں اس کمان
کو اپنے پاس رکھو فرامرز نے سلام کرکے وہ کمان لے لی اور دل میں خوش ہوا کہ اپنے مرشد کو دکھاؤن گا صاحبقران
جب اس کے زور کا بھی اندازہ فرما چکے تو جواب نامہ دے کر خلعت عنایت فرمایا فرامرز رخصت ہو کے بخدمت درویش
روانہ ہوا ہنوز درویش در بند صاحبیہ تک نہ پہونچے تھے کہ فرامرز پہونچ گیا اور جواب نامہ درویش کو دیا
درویش جواب نامہ پڑھ کر کہنے لگے کہ یہ کمان تیرے پاس کیسی ہو فرامرز نے واقعہ کمان کا بیان کیا درویش نے پشت
پر ہاتھ رکھا اور شاباشی دی اور کہا کہ خیر اب تم لشکر لیے کر در بند صاحبیہ پر آنا اور ہم آگے چلتے ہیں وہین صاحبقران
سے بھی فیصلہ ہو جائے گا یہ کہکر اب درویش نے اپنے تخت کو اُڑایا اور جانب در بند صاحبیہ روانہ ہوے مریدوں نے
خوشی کے نعرے بلند کیے کہ درویش تو نہایت باکمال ہیں یہ کمال تو آج ہی ظاہر ہوا کہ تخت اُڑا چلا جاتا ہو بعد روانہ
ہونے تخت درویش کے فرامرز ثانی نے بھی کوچ کیا اب تخت درویش کا کوس بھر کے فاصلے سے صاحبیہ چلا آتا ہو

حال صاحب جادو اور مصاحب جادو اور پہونچنا نظام جادو کا بیان ہوتا ہو۔

دور سے کیا پوچھتے ہو دل کے لگ جانیکی بات
ظرف تشارمدون کا جو تو میکدے میں بہک گیا
ایکدن بھین گے تجھسے ہم کی چرخ کینہ جو
کس نیے سے صبح دولت ہمکے وہ ہوے متغیر

پاس آؤ تو کہین ہم تم سے گھبرانے کی بات
ورنہ کی تھی تو نے وا اسکا ماری تک تنکی بات
زندگی باقی ہو گر تو کیا ہو گھبرانیکی بات
رات کی تھی تم نے ظالم جان ہی جانیکی بات

راوی بیان کرتا ہو کہ صاحب جادو اور مصاحب جادو نے قلعے کو بارگاہ عرش پا کر کے لشکر کا ہجوم ہو دونوں بھائی
ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہوے باتیں کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا صاحب جادو نے کہا کہ تو نے کیا کیا خیر کو شکست
دی یا مار ڈالا اور سرحد پر کس ساحر کو چھوڑا نظام جادو نام تیر کا سنتے ہی تھرا گیا اور عرض کی کہ نقیر جانے بدبو مجھ پر
سانحہ گذرا اور ساری روداد اپنی بیان کی مصاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو اسے دو چار ہاتھ تخت پر دیدیں کہ اور کچھ
نہ ہو سکا خیر جب وقت خیر بیان آئے گا تو دیکھا جائے گا دوسری خبر یہ پہنچی کہ صاحبقران بھی مع لشکر گران تشریف
لاتے ہیں قریب آچکے ہیں دوسرے روز صبح کا وقت ہو صاحب جادو اور مصاحب جادو ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ یکایک
جانب آسمان سے ایک تخت جواہر نگار بالائے زمین اترا تخت پر ایک چھوٹا سا شامیانہ کھچا ہوا تھا اور ایک مرد درویش

وضع بیٹھے ہوئے جو گرداگرد بیٹھے تھے درویش نے کہا کہ سلام میرا اُس شخص پر پہونچے جو اپنے پیدا کرنے والے کو جانے اور خود
بین کی حقیقت کو جانے صاحب جادو نے کہا کہ او فقیر بھیک مانگنا بھول گیا اب تجھے حکومت کی ہوس نے گھیرا ہے جو کہ
اپنی حد میں رہ آگے نہ چل ورنہ رنج اٹھائے گا شاہ صاحب نے غصہ میں آکر ارشاد فرمایا کہ میں تجھے راہ راست دکھانے
آیا ہوں گمراہی سے بچانے آیا ہوں اپنا جھوٹا پیالہ پلاؤں گا مرید بناؤں گا صاحب جادو نے سمندون جادو کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تو پھر دے اس خبطی کو برف میں دبا سکے سمندون جادو نے کچھ روئی کے پھل توم توم کے اڑانا شروع کیا اور
ان میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھکر کچھ اسم پڑھنا شروع کیا کہ آن واحد میں ایک ابر محیط ہو گیا اور ابر سے بارش برف
شروع ہوئی دم بھر میں تمام صحرا سلوں سے برف کی پٹ گیا درویش کی منڈی بھی پوشیدہ ہو گئی صاحب جادو نے سمندون
جادو سے کہا کہ اب جا کر سو بنا کر دیکھو کہ فقیر کس حال کو پہونچا سمندون جادو نے دوسرا اسم کیا کہ ہوا چلی ابر منتشر ہو گیا
اور برف پانی ہو کے بہ گئی دیکھا تو فقیر اُسی حال سے تخت پر بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہیں تکبیر و تک تر نہوا تھا اب تو یہ ساحر گھبرا کے
ہوش باختہ ہوئے کہ یہ اے کونسا انجبر جادو کہ کوئی سحر اس پر تاثیر نہیں کرتا بس سمندون جادو کو غصہ آیا کہ اس نے مجھکو
شرمندہ کیا زمین پر ترپا اور کڑک کر مثل برق کے گرا کہ سر تکیہ و اس کو پھونک دوں جیسے ہی منڈی پر گرا خواجہ نے
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لینا اس کو سمندون جادو سیچ کے در میں لٹکنے لگا سر نیچے لگا یہ دیکھکر سمان جادو دوڑا کہ ہاتھ میں کو
اپنے چھڑا لوں جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بھی چپک گیا اب ہر چند یہ مرید پڑھتا ہے اور ہاتھ کھینچتا ہے مگر ہاتھ نہیں
چھوٹتا بلکہ آگے ہی کو کھنچا چلا جاتا ہے اب تو سمان نے فریاد کی کہ مجھے بچائیے صاحب جادو نے کہا کہ واقع میں آپ درویش
کامل ہیں اب ان دونوں گنہگاروں کو چھوڑ دیجیے یہ اپنی گستاخی کی سزا پا گئے درویش نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کے
کہا کہ اگر تم میں کچھ دم ہو تو آکر چھڑا لو صاحب جادو ڈرا کہ ایسا نہ ہو میری بھی یہی حالت ہو درویش سے کہا کہ تیری
جنگ دیکھا جائے گا ابھی تو جائیے طبل جنگ بجوا لیجئے ادب یاد رکھ کر اگر گنہگاری دوگے تو ان گنہگاروں کو چھوڑوں گا
ورنہ تمہارے سامنے ان کی گردنیں مروڑوں گا صاحب جادو نے دیکھا کہ فقیر کا یہ کہنے سے کام نکالا چاہئے آئی
بلا کو ٹالا چاہئے اسی وقت دس کروڑ اشرفیاں منگا کر رکھدیں کہ لیجیے گنہگاری حاضر ہے آپ نے اُن دونوں ساحروں
کو چھوڑ دیا اور جال مار کر سب توڑے اشرفیوں کے داخل زنبیل کیے اتنے میں صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور فرامرز
ثانی کئی لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے پہونچا درویش منڈی کو اڑا کر پہنچے اور جائے مناسب پہ منڈی کو برپا کیا
سبز و طلب کیا کہ منڈی مثل ایک بارگاہ کے وسیع ہو گئی آپ جاکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے فرامرز کو برابر تخت
کے دنگل پر جگہ دی اتنے میں جانب صحرا سے دوسری گرد بلند ہوئی ہرکارے دونوں جانب کے برائے دریافت
حال روانہ ہوئے اتنے میں وہ ابر گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے صاحبقران عالیشان شاہ جلال دشمن طالع مع لاکھ
سوار و پیدل کی جمعیت سے نمودار ہوئے سامنے لشکر صاحب جادو صاحب جادو کے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ بنام
صاحب جادو تحریر فرما کر ارشاد کیا کہ کون اس نامہ کو لے جاکے جواب لائے گا ریحان اختر شناس نے عرض کی کہ یہ کام اس
غلام کا ہے میں نامہ لے کے جاؤں گا اور جواب باصواب لے کے آؤں گا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا اور جانب بارگاہ صاحب
جادو روانہ ہوا صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک بٹھا دی کہ دم بدم کی خبر دیتے رہنا اگر ریحان اختر شناس کے ساتھ کوئی
بے عنوانی ہوئی تو وہیں جا کر صاحب جادو کو زندہ نہ چھوڑتا تو تمام اپنا صاحبقران رابع نے ادھر ریحان اختر شناس نامہ لے کر مع
چند سواروں کے جانب لشکر حریف روانہ ہوئے یہ صاحب جادو کو خبر ہوئی کہ وزیر جلال دشمن طالع ایلچی نامہ صاحبقران
لاتا ہے صاحب جادو نے سمندون جادو اور نظام جادو کو برائے استقبال روانہ کیا یہ دونوں گئے اور پیشوائی کر کے
ریحان اختر شناس کو لے گئے ریحان اختر شناس نے نامہ دیا جو صاحبقران کے آداب نامہ اور اگر انا ہر شخص کا کام نہیں ہو سکتا جواب
نامہ جلال کی جانب سے تحریر کیا گیا تھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحب جادو دیکھا تم نے کہ تمہارے باندھے ہوئے

طلسم صاحبقران نے کس آسانی سے توڑ دیے جو تم سب کا افسر تھا یعنی حکیم اشراق اُس کو بھی مارا اب وہ وقت
ہے کہ تم کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گئی ہر چند کہ تم نے میرے ساتھ برائی کی بجگہ نیکی نیک راہ بدی پیش رہ مگر میں تم کو سمجھاتا
ہوں کہ اب بھی صاحبقران سے صلح کر لو راستہ دیدہ دو ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے وہ وقت تمھارے واسطے بھی قریب آ گیا ہے
اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو اور کچھ توجہ کر جواب تحریر کرو صاحب جادو اور مصاحب جادو نے باہم مشورہ کر کے یہ
جواب تحریر کیا کہ اے اجلال روشن طالع ہم نمک حرام نہیں ہیں تو حکیم صاحب مر چکے لیکن ہم ہیں پاس نمک اُن کا لازمی ہے
جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے کسی کو اس راستے سے نہ جانے دیں گے تو حکیم صاحب نہیں مگر بادشاہ ہمارا حسین سبز قبا
تو موجود ہیں سرحد کی حفاظت لازم ہے تم جواب جنگ تحریر کر کے طبل جنگ بجواتے ہیں اور میدان میں آتے ہیں
صاحبقران سے جو ہو سکے اٹھا نہ رکھیں ہم صاحبقران کو نہیں مانتے ہیں اگر ڈر ہے تو اس خبر کا ہے جو آیا ہوا ہے کہ اس پہ
سحر ہمارا اثر نہیں کرتا ہے یہ جواب تحریر کر کے ریحان اختر شناس کو دیا ریحان اختر شناس نامہ لے کر جانب صاحبقران روانہ
ہوا اور جواب لا کر ہاتھ میں صاحبقران کے دیا امیر نامدار خوش ہوئے ادھر صاحب جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جب لشکر اجلال روشن طالع میں ہوئی سپاہ نے بھی کوس حربی نوازش میں آ لیغار لشکر درویش
امیر شانی میں ہوئی انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی ساحر سحر جگایا
کئے تمام صحرا میں بخور کا دھواں پھیلا ہوا تھا اگیاریاں روشن تھیں نعرے یا سامری و یا جمشید کے بلند تھے ادھر جوانان عالم
کمر بندیاں کر رہے تھے ادھر درویش کے لشکر میں یا حق کی پکار تھی جب رات گذر کر صبح ہوئی تو تینوں لشکروں کے لوگ اپنے
اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات میں مصروف ہوئے بعد ادائے رسم عبادت اس طرف لشکر اجلال روشن
طالع کا میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اُس طرف سے فوج صاحب جادو اور مصاحب جادو کی میدان میں آئی ایک جانب
سے لشکر درویش بھی میدان میں آ کر صف آرا ہوا صاحب جادو نے درویش کی صورت جو دیکھی دل میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو یہ
بھی حریف کا شریک ہو جائے تو پھر کچھ نہ بن پڑے گی پکار کر آواز دی کہ آپ نے کس کے مقابلہ کا عزم کیا ہے درویش نے جواب دیا
کہ جو ہم سے لڑے گا اُس سے ہم لڑیں گے ورنہ ہمیں کوئی دخل نہیں ہے صاحب جادو نے کہا کہ ہمیں صاحبقران سے مقابلہ
منظور ہے آپ تماشہ دیکھئے فرمایا کہ بہتر اگر تم ہم سے نہ لڑو گے تو ہم ہرگز دخل نہ دیں گے جب یہ معاہدہ ہو چکا تو سمندون جادو
نے صاحب جادو سے اجازت لی اور میدان میں آ کر پکارا کہ کون خدا پرست ایسا ہے کہ اس بندہ سامری کے مقابلے میں آئے
ہنر جنگ دکھائے یہ سنتے ہی صاحبقران عالی وقار نے مرکب کی باگ لی اور سامنے سمندون جادو کے پہونچکر آواز دی کہ
کیا کہتا ہے لا جو ہے اپنا سمندون جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے امیر پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے جو شعلے نکلے صاحبقران کی طرف چلے تھے قریب آتے ہی فرو ہو گئے اُسی وقت سمندون
جادو نے صورت اپنی اژدر کی بنائی اور صاحبقران کی طرف چلا کہ نگل جاؤں امیر نے اسم اعظم پڑھ کر اژدر کی طرف دم
کیا سمندون جادو ہیئت اصلی پر آ گیا دیکھا کہ گھٹنوں کے بل چلا آتا ہے فرمایا خبردار اپنی کس چال میں ہے سمندون جادو نے بھاگنا
چاہا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی سمندون جادو کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صاحب جادو نے آواز
دی کہ مار لو اس کو جانے نہ پائے ارے یہ تو بلائے بد معلوم ہوتا ہے بس یہ سنتے ہی سب ساحر گھیر کے تیغ تاریخ پکڑ پکڑ کے
صاحبقران کی طرف چلے ادھر سے اجلال روشن طالع نے بھی اپنے لشکر کو اشارہ کیا یہ لوگ بھی تلواریں کھینچ کھینچ کے جا پڑے جنگ
ہونے لگی ساحروں کے گولے تیغ تاریخ چل رہے تھے ادھر جوانان اسلام تلواریں برسا رہے تھے ہر طرف صدائے بگیر و بزن
بلند تھی ساحروں کے مرنے سے قیامت برپا تھی عین گرمی جنگ میں صاحب جادو نے ترنج صاحبقران پر گرا کے جلا کر خاک
کر دوں امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے برکت اسم اعظم سے اسم سحر باطل ہوا صاحب جادو سامنے امیر کے زمین پر گرا
صاحبقران نے دو ہزار تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی صاحب جادو کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی کہ

آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ مرا نام مصاحب جادو بود حیف مردم و جان از دام
و بمطلب خود نرسیدم مرتے ہی مصاحب جادو کے راستہ کا طلسم تمام ہوا سامنے لشکر صاحبقران عالی وقار نظر آنے لگا
اور عمار برق جادو نے جوانان اسلام کو مژدہ دیا کہ معلوم ہوتا ہے امیر با توقیر نے مالک مطلق کو مارا جو راستہ کھل گیا لوگ
یہاں سے دوڑے آکر دیکھا تو جنگ ہو رہی ہے بس سرداران اسلام نعرے کر کے گرے ساحروں کو چاروں طرف
سے گھیر لیا مصاحب جادو نے جھلا کر ایک گولہ فولادی درویش کی سندلی پر کھینچ مارا کہ اسی کی وجہ سے شکست کھائی
معلوم ہوتا ہے کہ یہی چھپے چھپے کوئی افسون پڑھ رہا ہے کہ سحر چار آنا تیر نہیں کرتا ہے اسی سے سمجھ لینا چاہیے گولہ جو آکر سندلی پر گرا
درویش نے آواز دی کہ کیوں تو نے بدعہدی کی اب ہم بھی تیرے ساتھ رعایت نہ کریں گے مار لو اس کو بس یہ کہنا تھا
کہ تمام فوج درویش کی بھی آ پڑی ساحروں کو گھیر لیا مصاحب جادو سندلی میں گھس پڑا کہ غنیم کو مار ڈالوں سندلی
میں جاتے ہی راستہ بھولا سحر یاد نہ رہا بس درویش نے اپنے ملازموں سے اشارہ کیا کہ باندھ لو اس کو سب چمٹ گئے
اور مصاحب جادو کو پکڑ کے باندھ لیا زبان پر حلقہ چڑھا دیا درویش نے قرامرز ثانی کو آواز دی کہ صاحبقران نے
صاحب جادو کو مارا تم اسے قتل کرو دیکھوں تو کیا جوہر دکھاتے ہو یہ کہہ کر مصاحب جادو کو پھینکا قرامرز نے
زمین پر گرنے سے پہلے تلوار ماری کہ مصاحب جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اس کے مرتے ہی اور آفت برپا ہوئی ساحروں
کے جی چھوٹ گئے آواز امان بلند ہوئی فوج اسلام نے چار جانب سے گھیر لیا تھا بھاگنے کی راہ بھی نہ ملتی تھی جب ساحروں
نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہیں بچتی ہے تو ناچار فریاد بلند کرنے لگے نام صاحبقران کی دہائی دینے لگے اسوقت اہل اسلام نے
جواب دیا کہ امان شرط ایمان سب نے کہا ہمیں بدل منظور ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکا لیکن خیال ہو گیا تو درویش نہیں ہیں
وہاں خواجہ سندلی اڑا کے پہلے ہی قلعہ میں داخل ہو گئے اور جس قدر مال مصاحب جادو کا تھا سب لوٹ کے داخل تحویل
کر لیا اور پھر سندلی اڑا کر لشکر میں چلے گئے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب جائیے آپ کے کسی اور مقام پر جانا
بالفعل یہاں زحمت سہنے کی نہیں ہے یہ کہہ کر اپنی فوج کو لے کر جانب قلعہ مصاحب روانہ ہوئے یہاں فوج اسلام
جو داخل قلعہ ہوئی اور چاہا کہ حق اپنا لیں قلعہ میں کچھ نہ پایا ہاتھ ملتے پہنچے خدمت امیر با توقیر میں آئے اور بیان کیا کہ یہ
ساحر نہایت مفلوک تھا ایک پیسہ قلعہ سے نہیں اٹھا پایا امیر کو تعجب ہوا ساحروں کو بلا کر ان سے دریافت کیا سب نے
عرض کی کہ ہمارے مالک کے یہاں بہت بڑی دولت تھی نہیں معلوم کیا ہو گئی امیر نے سب ساحروں کو ابرق جادو کے
ہاتھ میں دیا اور آپ کوچ کر کے جانب دربند مصاحب روانہ ہوئے وہاں خواجہ پہلے ہی پہنچ گئے اور اس کا مال بھی
لوٹ کر ڈالا اور ایک دامنہ کوہ میں جا کر اپنا لشکر اتارا جب صاحبقران عالیشان پہونچے تو معلوم ہوا کہ درویش مال
لے گئے ہیں اپنی جانب سے قلعہ کا حاکم معین کر گئے ہیں لوگوں نے اس شخص کو ہٹا دیا صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ
درویش بڑا حق پرست ہے اور یہ قلعہ اسی کا حق ہے اس لئے کہ اسی نے مصاحب جادو کو مارا ہے لوگ خاموش ہو رہے
امیر نے اس مقام سے ہٹ کر قیام فرمایا بارگاہ برپا کرائی تمام سردار آکر جمع ہوئے طیمور شیر پرواز اپنے دخل پر جلوہ افروز
تھے سب سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے تھے کہ ایک مرتبہ امیر کو اپنے ان ملازموں کا خیال آیا جو اس
دربند میں جا کے پھنسے تھے پوچھا خضران کہاں ہیں لوگوں نے عرض کی کہ ان کا کئی روز سے پتہ نہیں کہ کہاں گئے
فرمایا کہ خیمہ برداروں کو بلاؤ کہ جا کے سرداروں کو تلاش کریں جو اس دربند میں اگر اسیر ہوئے تھے اب وہ کہاں
غائب ہو گئے ارشاد صاحبقران کے موافق لوگ چار جانب روانہ ہوئے لیکن یہاں کا حال سنیے کہ جس روز سے
طیمور شیر پرواز نے دو قفقہ فیل سر کو مارا اور گرز سام بن نریمان کو اٹھایا صاحبقران طیمور سے کشیدہ خاطر ہیں
کہ اب ہم جو [illegible] کیا رہ گیا جو ہم نے کیا وہ اس نے کیا طیمور نے بھی خیال کیا کہ اب وہ توجہ صاحبقران
عالیشان کی میری جانب باقی نہیں ہے اس نے گرز سام بن نریمان پاس صاحبقران عالیشان کے بھیج دیا اور

گیا جہان تک جاری تلوار کی چمک پہونچ گئی ہے وہان تک ہمارا قبضہ ہے ترش رو ہی طیمور کی دیکھا سیلان جادو ہنسی اور
کہا کہ شاید ابھی تو تجھے آگاہ نہیں ہے جب آگاہ ہو جائے گا تو تجھے ہے کوئی حسین تجھے نہ معلوم ہوگا فرمایا تو کون ہے یہان
کرا س نے کہا کہ مین مالک زندان ہون اور اب تو میرے باغ مین آگیا تو بھی میرا قیدی ہے یہان سے نکل کے نہ جا سکے گا
طیمور نے کہا کہ جب چاہون گا چلا جاؤن گا تو کتنی کیا ہے سیلان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چند دانے اوس کے اوپر پھینک دیکھا
کہ دیکھو تو اپنی حالت کو اب تو اپنے اختیار مین ہے یا نہ طیمور نے دیکھا کہ دست و پا بے قابو ہو گئے ہین یکہ گئے گو یہ سارے
معلوم ہوتی ہے پہنسے گر خدا احباب ان کے احسان سے بچائے کوئی اُن کا خیر خواہ تجھے آگے نہ جانے سیلان جادو
قریب آئی اور کہنے لگی کہ اے جوان سن اگر تو کام دل میرا بر لائے گا تو مرتبہ عالی پائے گا ورنہ سر پٹک پٹک مر جائے گا اور
کہین جانے کا راستہ نہ پائے گا طیمور نے یہ سنکے منہ پر سیلان جادو کے تھوک دیا اور فرمایا کہ او نکاح اس سے تو مجھے مرنا
قبول ہے ایسی بد بختی سے خدا بچائے سیلان جادو کو نہایت ناگوار ہوا مگر مجبور ہو کر پلٹ آئی کہ طیمور یہ دل مائل ہو گئی تھی
راستہ باغ کا نظر بند کر دیا اور طیمور پہ سے سحر اپنا اُتار لیا طیمور ہر چند باغ مین پھرتا ہے مگر راستہ نہین پاتا اُن کو تو اس
سرگردانی مین رہنے دیجئے لیکن حال طیمور کے عیار شاہور کا سنئے کہ یہ اپنے آقا کی تلاش مین نشان سم مرکب
دیکھتا ہوا چلا آتا ہے آتے آتے زیر دیوار باغ پہونچکر نشان قدم معدوم ہو گئے شاہور نے کہا کہ آقا میرا اس باغ مین ہے اس نے
اجابت پھر نا شروع کیا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن یا کسی نگہبان سے دریافت کرون وہان سیلان جادو دیوار کو
سحر سے بلند کر چکی تھی اب اتنی دیوار پر نقش چنین شاہور جا نہ سکتا اسی گشت مین رات ہو گئی بس شاہور نے صورت اپنی
ایک گویے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھکر گانا شروع کیا وہان سیلان جادو نے حسب معمول بالاخانہ پر آکے قیام کیا
گانے والیان حاضر ہوئین شغل سرود و ستار ہونے لگا یکایک شاہور کے گانے کی آواز سیلان جادو کے گوش زد ہوئی اس نے
کہا کہ اے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے سوسن اس کی کنیز تھی اس نے آکر دیوار پر سے جھانکا دیکھا کہ ایک خوبصورت سا
لڑکا بیٹھا ہوا گا رہا ہے پلٹ آئی اور سیلان جادو سے بیان کیا سیلان جادو نے کہا جائے اُسے لے آ کنیز باہر جا کے آئی
اور سامنے شاہور کے پہونچی کہا تم کو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہین شاہور نے کہا کہ مین تو خود ملکہ کا نام سنکے آیا تھا لیکن رسائی
کا کوئی ذریعہ نہ پایا اب سے یہین بیٹھکر شور مچانے لگا کہ شاید آواز میری ملکہ کے کان تک پہونچ جائے اور اسی ذریعہ
سے رسائی ہو جائے سوسن نے کہا کہ تمہارے گانے نے یہین کر دیا چلو جلدی چلو شاہور اُس کنیز کے ساتھ اندر باغ کے
آیا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے بالائے قصر روشنی ہو رہی ہے کنیز شاہور کو لئے ہوئے بالائے قصر پہونچی اور سیلان جادو
کے سامنے شاہور کو پیش کیا سیلان جادو نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے رہنے والا کس ملک کا ہے شاہور نے کہا مجھکو سر مست
خان کہتے ہین وطن توران ہے باپ کا نام ہے ملک باختر کا رہنے والا ہون جب سے خداوند سابق کی بربادی ہوئی
اور مسلمانون کا عمل ہوا ہم لوگون کی قدر جاتی رہی آخر وطن کو چھوڑا اکثر جگہ پھرا مگر قدردان نہ پایا تو اسی کے ہو رہے
سیلان جادو نے کہا کہ تو تو خوب گاتا ہے مین زندگی بھر اپنے پاس سے تجھکو جدا نہ کرون گی سر مست خان نے کہا کہ اے ملکہ
ابھی آپ نے گانا میرا کہان سنا ہے یہ تو رونا تھا اپنے حال پر کہ جنگل مین بیٹھا تھا نہ کوئی سننے والا تھا نہ پرکھنے والا تھا
اب سنئے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا گاؤ ہم تمکو خوش کرین گے شاہور نے گانا شروع کیا جو گانا نہیں بیان کرنا ہے جتنی تھین وہ حیرت
سے منہ دیکھنے لگین شاہور ایسا گایا کہ سیلان جادو کو بے خود کر دیا آخر مین یہ غزل شروع کی غزل

دکھائی ہے تیرے انداز کا جوبن تیری مدنی کی	خوشا قدرت تری ٹھنڈی ہوا کچھ اور کہتی ہے	رہی رحمت تری یارب گھٹا کچھ اور کہتی ہے
ہر اک کوہ و بیابان کی فضا کچھ اور کہتی ہے	الٰہی جنگل برسات کا موسم ہے دنیا مین	چمک بجلی کی یاد دل کی صدا کچھ اور کہتی ہے
بیابان اس کی صنعت کیا مجھ سے کیا ہو ثنا اس کی	یہ شور شب جات دن کی بلا کچھ اور کہتی ہے	قیامت ہے پپیہون کا تڑپ کر پی کہان کہنا
کرایا بندی رسم حیا کچھ اور کہتی ہے +	تقاضا اور ہی کچھ اندنون ہے طبیعت کا	عجب ہے فصل ہو جون کی ادا کچھ اور کہتی ہے

مضامین ہوچکے بارش کے نوون تو یا نا ہتی	رہو خاموش گو کو رسا کچھ اور کہتی ہو	تو اب اس نے یہ غزل گائے کہ

سیلان جادو کو تو وہ بے خود کر دیا تازہ معشوق کا خیال آیا یا تو شگفتہ تیغ تھی یا پژمردہ سی ہو گئی یہ بھی تو عیار تھا قیافہ شناسی
میں کامل دستگاہ رکھتا ہے سیلان جادو کی چشم و ابرو دیکھ کر کہنے لگا کہ ملکہ آفاق اسوقت کیا خیال آیا کہ دفعتاً خوشی
دشمنوں کی غم سے مبدل ہو گئی سیلان جادو نے کہا کہ تو بڑا جوہر شناس معلوم ہوتا ہے کہ میرے دل کی بات پہچان لی گذری
ہوئی سب جان لی بیان کرنے سے کیا فائدہ شاہ ہور نے کہا کہ ہم بھی رئیسوں کے کھلونے ہیں ہمیشہ قدر دانوں میں گذری
ہے کچھ تو ارشاد فرمائیے دل کی بات زبان پر لائیے اب میں بھی تنگو ہزاروں میں داخل ہوں مجھ سے پردہ کرنا بے جا ہے چھپانا
کس بات کا ہے جس کو کسی کی محبت نہیں وہ آدمی کیا ہے بہتر ہے سیلان جادو سے ایسی باتیں بنائیں کھل کھل کہنے لگی کہ مجھ سے
کسی مرد نے انکار نہیں کیا لوگ میرے تعلق کو اپنا فخر جانتے ہیں ہمیشہ خواہشمند رہے لیکن ایک ظالم کل میرے باغ میں آیا میں
یا لوہری کو مارا میں اس کو سزا دینے اٹھی تھی کہ نظر جو اس کی صورت پر پڑی غصہ فرو ہو گیا تا زمانہ آج تک جوش تیرا میں نے
غصہ کرنے کے بدلے منت کی مگر اس نے ایک نہ مانی شاہ ہور نے کہا کہ میں بھی تو اس کی صورت دیکھوں کیا آپ بہت دو کچھ
اچھا ہے آخر اس رکاوٹ کا سبب کیا ہے ملکہ نے کہا کہ آ میں دکھا دوں مگر شرط یہ ہے کہ اس کا غصہ فرو کر دینا مجھے رضامند کر دینا
شاہ ہور نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے مجھے اس کی صورت تو دکھلائیے انھیں کاموں میں بسر ہوئی ہے ایسی باتیں بناؤں کہ وہ
خود آپ کے خواہشمند ہوں اور آپ اسی طرح کشیدگی کر کے ان سے بدلا لیجئے اس طرح کی باتیں بناتا ہوا ساتھ چلا ملکہ شاہ ہور
کو لئے ہوئے باغ میں آئی دیکھا کہ طیمور ایک درخت کے نیچے سکوت میں بیٹھا ہے سیلان جادو نے کہا کہ دیکھو وہ جوان یہی
ہے اب شاہ ہور نے پہچانا دل میں کہا کہ خوب پھنسے سیلان جادو سے کہا کہ اب آپ ذرا علیحدہ ہو جائیے بلکہ سامان عیش منگائیے
خلوت خانہ آراستہ کیجئے میں اسے دو فقروں میں راضی کر کے لاتا ہوں ان کی ساری شیخی بھلاتا ہوں سیلان جادو خوشی
خوشی بالاخانہ پر آئی اور سامان عیش و راحت میں مصروف ہوئی یہاں شاہ ہور گویا بنا ہوا قریب طیمور کے آیا سلام
کیا طیمور نے صورت دیکھی اور کہا کہ تو کون ہے اور کس واسطے آیا ہے شاہ ہور نے کہا کہ گویا ہوں دو باتیں پوچھنے آیا ہوں
فرمایا تو کیا پوچھیگا شاہ ہور نے کہا جو میرے جی میں ہو گی فرمایا بیان کر شاہ ہور نے کہا کہ آپ کو ملکہ کے وصل سے کیوں انکار
ہے یہ پریشانی بہتر ہے یا وصل یار جانی بہتر ہے فرمایا او زشت خو وہ قحبہ قابل وصل ہے یا لائق فصل ہے اگر مجھ سے ایسی ہی باتیں کرتا
ہے تو جا دور ہو شاہ ہور نے کہا اسقدر نہ بگڑو آخر تمہارا حرج کیا ہے اگر یہ نہ کرو گے تو زندگی بھر اسی قید میں مرو گے فرمایا موت
ہزار درجے بہتر ہے ایسی مردار کے وصل سے وصال بہتر ہے تو باتیں نہ بنا خیر خواہی نہ جتا جا مجھ کو وہ لگا تہ مبارک ہو میرا
جس دن قابو چلا اس کی ڈالوں گا اس وقت شاہ ہور نے کہا کہ ذرا آنکھ ملائیے کسی بھیس میں ہے خادم کو خیال میں لائیے
میں ہوں شاہ ہور طیمور نے کہا کہ ارے تم کیونکر آ گئے شاہ ہور نے کہا جس طرح آ گئے اب کچھ نہ پوچھو اب موقع اسی کا ہے کہ
وصل پر رضامند ہو جاؤ تو نوبت وصل نہ آنے پائے گی کہ یہ لگا جہنم میں پہنچ جائے گی فرمایا کہ جھوٹ مجھ سے نہ بولا جائے گا
شاہ ہور نے کہا کہ آپ جھوٹ نہ بولئے گا خاموش بیٹھے رہئے گا یہ سنکے طیمور اپنے مقام سے اٹھے شاہ ہور شاہزادے کو
اپنے ہمراہ لئے ہوئے بالاخانہ پر آیا سیلان جادو نے جو دیکھا کہ شاہزادہ اس کے ساتھ ہے نہایت خوش ہوئی گلے میں موتیوں کا
مالا پہنے تھی اتار کر شاہ ہور کو بطور انعام کے دیا شاہ ہور نے کہا کہ یہ تو حق ہمارا ہے سیلان جادو نے کہا یہ کیا جواب دیا
کہ جب ہم آپ کے ہو رہے تو ہم نے آپ کی ہماری ہے اب شاہ ہور شراب کی شیشیوں کے قریب آیا اور سیلان جادو سے کہا کہ اگر
اجازت ہو تو ساقی گری میں کروں غلام کو اس کام میں بھی کمال حاصل ہے خداوند سارے شہر کی بزم میں وہ وہ ساقی گری کی ہے
کہ اہل محفل کو بے خود بنا بنا دیا ہے فرمان دیا سیلان نے کہا میں نے تجھ کو اپنے شراب خانہ کا داروغہ کیا تو ہی ساقی گری کر شاہ ہور
نے جام لبریز کیا اور دوسرا جام ہلاہل دکھا کر سیلان جادو کی خاطر میں بھر کر پہلے طیمور کے آگے آیا خالی جام منہ سے لگا کر
ہٹا دیا اور دوسرا جام سیلان جادو کو دیا سیلان جادو پی گئی شراب منہ سے لگتے ہی اللہ کے سامنے [illegible]

اب شاہور نے گانا اور ناچنا شروع کیا سیلان جادو بھی اٹھ کر ناچنے لگی جو لگے ہی بے ہوشی نے طمانچہ مارا چھینک آئی سر
نیچے اور ٹانگیں اوپر زمین پر گری شاہور نے نعرہ کیا کہ او کافر ستم شاہور شیر پور اور خنجر مارا لیکن یہ کافر آہنی بدن تھی
تن میں تلوار اچٹ گئی طیمور نے بھی اٹھ کے کئی ہاتھ مارے لیکن اثر نہوا بس شاہور نے جلدی سے کسوت عیاری سے
کئی تھیلیاں بارود کی نکال کر تمام جسم پر سیلان جادو کے بارود پھیلا کر حقہ آتشبازی مارا کہ سیلان جادو جلکر کولا ہو گئی بس
مرتے ہی اس کے ایک قیامت برپا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا الٹ گیا تمام درخت باغ کے مثل درخت آتشبازی کے
جلنے لگے صدائیں دار و گیر کی بلند ہوئیں آتش باری و سنگ باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
سیلان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر ہے
ایک جنگل سا ہے جو لوگ اس کی قید میں تھے وہ سب رہا ہوئے انہیں قیدیوں میں رفقائے صاحبقران بھی تھے
یہ سب خدمت شاہزادہ طیمور میں حاضر ہوئے سلام کیا طیمور نے کہا اے شاہور ان کے شانوں پر مہریں
لگا دے تاکہ صاحبقران کو معلوم ہو کہ ہمارے رفیقوں کو طیمور نے آزاد کیا یہ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
شاہور نے حسب ارشاد اسیوقت ان کے بازوؤں پر مہریں لگا دیں اور رخصت کر دیا رستے میں گرد آری اور
برہوت رعد آواز مع لشکر پہونچا طیمور نے اسی مقام پر بارگاہ برپا کرائی اور قیام کیا صبح کو کوچ کر کے آگے روانہ
ہوئے اب ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

خدا حضور پہ کس دن یہ جان نثار نہ تھا
بروز حشر ہمارا حساب کیا ہوتا
گمان بادہ کشی مجھ پہ کل تھا کیوں واعظ
یہ آج کیا ہے [illegible] سبو

لب آگیں تر نہ شیشہ کب قلب وا فدا رنہ تھا
گناہ والے تھے جن کا کچھ شمار نہ تھا
خدا سے ڈر مجھے کیا خوف کردگار نہ تھا
منیرؔ کبھی اتنا تو بادہ خوار نہ تھا

کہ بعد روانہ ہوئے طیمور شیر پور کے صاحبقران نے ہرکاروں سے دریافت کیا کہ اب آگے اس کے کونسا مرحلہ ہے
ہرکاروں نے عرض کی کہ حکیم اسرار الحکمت کا دیوان خانہ ہے یہ مقام نہایت سخت ہے سنا ہے کہ جس قدر شیر بھی اس
عمارت میں ہیں جو اس طرف سے گذرتا ہے اسے پھاڑ کھاتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ میں کل ضرور جاؤنگا میں نے ان
شیروں کو مار کر راستہ صاف کیا آپ تھے دہان اجل ہوا جب صبح ہوئی تو ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ جو سردار مرحلہ
پر بیٹھے تھے وہ صحرائے مشرق سے کٹتے ہیں جس وقت وہ خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچے تو سارا
ماجرا بیان کیا اور مہرا اپنے بازوؤں کی دکھائی امیر کو نہایت ناگوار گذرا اسی وقت اپنی بارگاہ سے نکال دیا کہ اب تم
طیموری کے لشکر میں جاؤ یہ لوگ نہایت پریشان جانب [illegible] روانہ ہوئے اور صاحبقران کوچ کر کے دیوانخانہ
حکیم اسرار الحکمت کی طرف چلے راستے میں ابرق جادو نے عرض کی کہ یا امیر اس طلسم پر اسم اعظم حضور کا کام نہ دیگا
فرمایا جو کچھ ہو میں ضرور جاؤنگا مجھے اب اپنی زندگی دشوار ہے ابرق جادو نے دیکھا کہ امیر غضب ہے نہ مانیں گے
خاموش ہو رہا جب صاحبقران ذیشان مع فوج و نشان سامنے دیوانخانہ کے پہونچے تو لشکر کو اترنے کا حکم دیا
خیمے ڈیرے برپا ہوگئے دوسرے روز صاحبقران ذیشان تن تنہا مرکب پر سوار ہو کے چلے اسوقت ابرق جادو
قدموں پر گر پڑا کہ حضور ابھی جانے کا قصد نہ فرمائیں پہلے اس غلام کو اجازت دیں اگر یہ کام مجھ سے نہ بنے تو پھر آپ کو
اختیار ہے صاحبقران نے خوش ہو کر قبول فرمایا اسوقت ابرق جادو نے رخ اس عمارت کا کیا جس وقت قریب پہونچا تو تمام
شیر بھی حرکت میں آئے اور ابرق جادو کی طرف جھپٹے ابرق جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ جانب

صحرا سے بہت سے خرس پیدا ہوے اور آکر شیرون سے کلہ بکلہ لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ کٹ کٹ کے رہگئے اب
ابرق جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپ تماشا ان جانورون کی لڑائی کا دیکھیے مین جاتا ہون اور ایک تختی لاتا ہون
جب تک وہ تختی نہ آئیگی کام نہ چلیگا یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جس مقام پر کہ مقبرہ حکیم اسرار الحکمت کا بنا ہوا تھا وہان
پہونچا اور بیچ مقبرہ کی کھود کر وہ تختی ساختہ حکیم اسرار الحکمت نکال کر لایا یہان اسی طرح شیر اور خرس سرگرم جنگ تھے آخر
سست ہوکے اور لپٹ کے رہگئے تھے کچھ دیر تک بیٹھتے تھے اور پھر لڑنے لگتے تھے جب ابرق جادو نے آتے ہی عکس اس
تختی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق تڑپ کر گری شیر اور خرس جلکر خاک ہوگئے صاحبقران سے عرض کی کہ اب تشریف لائیے
امیر اس دیوانخانے مین آئے دیکھا کہ تمام حکما کی تصویرین اسی مین نصب ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزم حکیمان آراستہ ہی اور ہر شبیہ
پر نام صاحب شبیہ کا تحریر ہے امیر نے اس مقام کی سیر کی اور یہی مرکز اپنا قرار دیا جب سردار جمع ہوے تو اجلال تیغ زن کطالع نے
دست بستہ عرض کی کہ ایک التماس میری بھی قبول ہو فرمایا بیان کرو اجلال نے تصویر ملکہ کی سامنے کرکے عرض کی کہ اس دختر کو
کنیزی مین قبول فرمائیے صاحبقران نے گردن جھکالی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہاری استدعا قبول ہو غرضکہ مختصر سامان
کرکے شب کو عقد صاحبقران عالی وقار کا ملکہ محبوب ستمین کے ساتھ کردیا گیا بعد عقد صاحبقران سنگرخواہ نے صورت اپنی
تبدیل کی اور لشکر مین چھپتے جس قدر زر و جواہر تھا اور جو سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا اور رات کی راہ لی جس قدر خادم
و خدمتگار تھے محروم رہگئے رات کو امیر وصل سے محبوب ستمین کے کامیاب ہوے بطن سے اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا
ہے کہ نہایت جری و بہادر ہوتا ہے ذکر اس کا آئندہ دفتر مین آئیگا بسبب عقد صاحبقران عالی وقار کے کچھ دنون رسم نامہ و
پیام ملتوی کی یعنی یہان تو امیر معروف عیش و نشاط ہین اسکے آگے

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سبز قبا کے بیان ہوتے ہین

غزل برآغاز داستان

اٹھا مین محتسبان عیب سے جو کبھی دام مین آگئے
وہ مے نے دنیا الہی جو کبھی تو کام مین آگئے
کہان تک ساتھ دے پہروہ لباس اتقا زاہد
جو بجلی کی طرح چشم خیال خام مین آئے
وہ پنہان سے رکھا ہی کر پھر کفن تو کیا
سمجھنا زہر اسے بھی اگر بادام مین آئے
ملاقات ہو منزل مین لطف آغوش اور کا
کہ خم سے وسبو مین اور سبوسے جام مین آئے
یہ داغ اک ملے ہم اور ساتھ لے دم آخر
اب لگے دیکھنا ہی کون کون الزام مین آئے
غروب مہر سے گھبرا ہی آکر تیرہ بختی نے
ہنر لے جو آئے ہی تو کس کے کام مین آئے
گواہ حال ابتر آرزو ہی جن کی بے ربطی
شکایت کیا ہو درد و غم دل ناکام مین آئے
کچھ ہو جو پھر کو تو ایسے کام مین آئے
فغان مین درد اثر آ و دل ناکام مین آئے
جو ستم ہے برسون یہی کام مین آئے
کہا یہ جوش پیا زہر ساقی مین سے غزنے
خوشی اس وقت لازم ہی کہ سب یہ کام مین آئے
بے دیدار خوبان ہی زیارت کعبہ دل کی
عدم تک ملک ہستی سے بڑے آرام مین آئے
اٹھا مین محتسبان پھر یہان کی دو کہ دل تو تا
کہ تم افسوس آئے بھی تو کس ہنگام مین آئے
بچانے شکر کرون سے کیا کوئی ستمگر
کہان سے روشنی میرے چراغ شام مین آئے
بڑی اچھی کوئی تاثیر تو پیدا کرین نالے
بجا ایسے حرف قسمت سے کہ آرام مین آئے
نہی ہو جب ایسے تو نہ کیون کام مین آئے
نکلے ہو وہ حسرت جو دل ناکام مین آئے
مدد کوئی تو دے کسکو ہاتھ کام مین آئے
نظر بھر کر بھی دیکھنے کیا کرون حسرت
ہوے شیشے شکستہ بال جو جام مین آئے
حریف چشم جانبر کیا ہو جب ترچھی نگاہین
جنون کے سلسلے ہی مین ہوگا اسلام مین آئے
لگا دے منہ سے ساقی دیر ہوگی ان کھنچنے مین
نہ کیونکر چور ہو شیشہ حباب ایسے کام مین آئے
جفا مین تو ہی نے ظلم سے سر کھائی مین
جو دل بیتاب ہو کر پیش یار کام مین آئے
جفا سہ کر وفا کا نام اگر روشن کیا تو کیا
کہ تکلیف مین ہو یا ظل آرام مین آئے
سے یار ابشنو اے ہمدم راستان

کہ باز آ ہمدم بر سر داستان ، راوی بیان کرتا ہے کہ جب حکیم اشراق الحکمت مارا گیا ہے تو طلسم مین لاش اس حکیم کی
اٹھا کر لگئے تھے یہ روتے اور پیٹتے حسین سبز قبا بادشاہ شہر حشمت آگین کی خدمت مین پہونچے اور لاش

سامنے بادشاہ کے رکھدی حسین سبز قبا لاش کو حکیم اشراق الحکمت کی دیکھکر بہت رویا تمام شہر سیاہ پوش ہوا
اور لاش حکیم کی اُٹھائی گئی تمام شہر واسطے تماشے کے آیا کوئی ایسا نہ تھا جو سیہ پوش نہو بادشاہ خود جنازے کے ہمراہ تھا اور
خیر خواہان دولت بھی ساتھ تھے لوگ کہتے تھے کہ وہ کونسا شخص تھا جس نے ایسے شخص کو مارا جس سے ساحر دبتے تھے
ابھی سے رعب صاحبقران شہر حسن آگین پر چھا گیا لوگوں کے دلوں میں ہیبت پیدا ہوگئی ہے جا کے حکیم اشراق الحکمت
کو مقبرہ حکیم اسرار الحکمت میں دفن کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ عرس حکیم اسرار الحکمت کا قریب تھا جس روز حکیم اشراق
کا جنازہ تھا اسی روز حکیم اسرار الحکمت کا عرس تھا تمام شہر جمع ہوا اس عرس میں خوشی کے بدلے ہر ایک پر غم طاری تھا
جو شخص پیر کہ اس مقبرہ کا مجاور تھا ایک کتاب امانتاً اُس کے پاس رہتی تھی سال بھر بعد عرس میں وہ کتاب نکالی جاتی
تھی اور اُس میں سال بھر کا حال تحریر ہوتا تھا اسی پر سب کاربند ہوتے تھے اور جو کچھ لکھا ہوتا تھا وہ ظہور میں آتا تھا مثلاً
جس سال کے بارے میں قحط لکھا ہوتا تھا اُس سال قحط ضرور پڑتا تھا لوگ اناج خرید خرید کر کے رکھ چھوڑتے تھے دوسرے
ملکوں سے منگا لیتے تھے اور اپنے ملک کا غلہ کہیں نہ جانے دیتے تھے جس سال وبا ہونے والی ہوتی تھی اُس کی خبر بھی اُس
کتاب سے ملجاتی تھی لوگ قبل سے جنگلوں میں رہنے کا بندوبست کر لیتے تھے اور جس شخص کو اپنی عمر یا کسی او ربات کی نسبت
دریافت کرنا ہوتا تھا وہ اسی کتاب سے فال دیکھ لیتا تھا تو معلوم ہو جاتا تھا چنانچہ اس عرس میں جو وہ کتاب نکالی گئی تو یہ مین
تحریر تھا کہ اس سال سکہ بدل جائے گا اور مکان مثل شاہزادے کے ہو جائے گا بادشاہ نے اس عبارت کے معنی اسی
پیرمرد سے دریافت کئے اُس نے بیان کیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حصار ٹوٹ جائیں گے اور دوسرے ملک کے لوگ
اس شہر میں آنے جانے لگیں گے اور آپ کو کسی دشمن کے مقابلے میں شکست اُٹھانا پڑے گی جس سے بجائے آپ کے سکہ
اُس کے نام کا جاری ہوگا اس کے بعد تحریر تھا کہ دختر بادشاہ کا شوہر وہ شخص ہوگا جس کا مرکب ابلق اسلحہ الماس نگار ہوگا
حسن و جمال میں عدیم المثال ہوگا اور تلوار کے زور سے اس ملک میں داخل ہوگا یہ تمام باتیں سنکر بادشاہ کمال مسرور
ہوا گو رنجیدہ بھی ہوا کہ ملک آئین میں فرق آجائے گا حکومت کو زوال ہوگا تختہ جاتا رہے گا جب عرس برخاست ہوا
تو بادشاہ پلٹ کے اپنے ایوان میں آیا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ مرحلے سب ٹوٹ گئے صاحب جادو اور صاحب
جادو مارے گئے اسوقت بھی بادشاہ کو اطمینان تھا کہ ابھی وہ مرحلہ باقی ہے جس کا ٹوٹنا عقل میں نہیں آتا یعنی دیوار کا
حکیم اسرار الحکمت کے شیر چوبی کہ نہ وہ ہرگز بنے ہوئے ہیں نہ کوئی ان سے مٹ سکتے ہیں آخر میں یہ بھی خبر پہونچی کہ وہ مرحلہ
بھی شکستہ ہوگیا اب بادشاہ پریشان ہوا اس نے ایک عیار کو روانہ کیا کہ جاکے خبر لا کہ افسران لشکر عرب میں کوئی ایسا
شخص بھی ہے جس کا مرکب ابلق ہو اور اسلحہ الماس نگار ہو اور حسن و جمال میں سب سے بہتر ہو اگر ایسا جوان ہے تو اُس سے کہنا
جدال بیکار ہے بلکہ جس صورت سے وہ راضی ہو صلح مناسب ہے کہ کتاب حکیم اشراق الحکمت خبر دے رہی ہے کہ ایسا
شخص ملکہ کا شوہر ہوگا عیار یہ حکم پاکر برائے دریافت حال روانہ ہوا ہے اور بادشاہ انتظار میں اپنے ایوان کے بیٹھا ہے لیکن اب

دو کلمہ داستان لشکر اسلام و ملکہ سیمان رخ ابر و وخواجہ خضران کے بیان ہوتے ہیں

منیر جان حزیں پر عذاب آئے گا
قیامت آئے گی جس دن شباب آئے گا
کسے خبر تھی کہ وصلت میں بھی یہ ادبار
بجائے گردوں کبھی آفتاب آئے گا

الٰہی یہ جب دل خانہ خراب آئے گا
زمین و آسمان آئینگے زلزلے میں تمام
سوال بوسہ لب پر عتاب آئے گا
راویان شیریں سخن چنین روایت کنند

ابھی سے فتنہ محشر ہیں سنبھلے میں وہ
جو بات پر دل پر اضطراب آئے گا
یقین ہے کہ چمکیگی قسمت کبھی منیر اپنی
شرح این داستان چنان کردہ اند

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد فتح مرحلہ حکیم اسرار الحکمت صاحبقران نے جشن خوشی کیا ہے کہ اب اس مقام پر کوئی طلسم باقی نہیں

رہ گئی ہے سب دقتیں طے ہو گئی ہیں علاوہ اس کے نئی نئی شادی ملکہ محبوب سیمتن سی معشوقہ کے ساتھ ہوئی ہے امیر
عیش و نشاط میں مصروف ہیں دن عید رات شب برات ہو رہی ہے کہ ایک نامہ حاکم شہر بردوان کا اجلال وحشی طالع کو
پہونچا شترسوار نے آکر نامہ دیا خیریت بیان کی اجلال نے نامہ کو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے برادر مہربان بھانجی تمہاری
اور دختر میری اپنی بہن اور بہنوئی کے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہے سنا ہے کہ تم نے حقانی دختر کا کسی نامی شخص کے ساتھ کر دیا
ہے اگر تم اس دختر کا آنا خلاف مصلحت سمجھو تو مجھے اطلاع دو کہ میں اس کو نہ آنے دوں اور اگر مناسب جانو تو لکھو کہ میں
اُسے بھیجدوں ہر چند کہ تمہارے خداپرست ہو جانے سے میرا جی تو نہیں چاہتا تھا کہ تم سے ملوں یا اپنی دختر کو ملنے دوں
مگر مجبور ہوں کہ رشتہ میرے تمہارے اتنا نازک ہے جو کسی طرح قطع نہیں ہو سکتا اجلال وحشی طالع اس نامہ کو لئے
ہوئے اپنی دختر ملکہ محبوب سیمتن کے پاس آیا اور مضمون نامہ کا سنایا محبوب سیمتن اپنی پھوپی زاد بہن کے آنے
کی خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اسی وقت صاحبقران کو بلا بھیجا اور وہ نامہ امیر کو دکھایا اور اجازت مانگی امیر نے فرمایا کہ
وہ بہن ہے تمہاری تو ملاقات میں کیا قباحت ہے اجلال وحشی طالع نے جواب میں لکھا کہ اے برادر یہ بات دریافت کرنے کی
کیا تھی جیسی محبوب سیمتن ویسی سمان کج ابرو مجھے دونوں برابر ہیں اور تبدیل مذہب کی شکایت جو تم نے لکھی ہے
بالکل بیجا ہے اس لئے کہ اپنی اپنی کرنی اپنی اپنی منزل ہے نہ تم میری قبر میں میرے بچانے کو آؤ گے نہ میں تمہاری قبر میں تمہاری
امداد کر سکتا ہوں اپنی عاقبت آپ ہی بھگتنا پڑے گی لہذا میں نے جس دین و مذہب کو اچھا جانا اسے اختیار کیا میرے
تبدیل مذہب سے تمہیں کسی طرح کا ضرر نہیں پہونچ سکتا ہے یہ جواب نامہ کا لکھ کر نامہ بر روانہ ہوا اجلال وحشی طالع نے
عرض کی کہ یا امیر میں تو آپ کو غلام سمجھتا ہوں لیکن بردوان شاہ میرا بہنوئی ہے اور خداپرست بھی نہیں ہے جو آپ کے
مرتبے سے آگاہ ہوتا اور میرے اس کے رشتہ نازک ہے کہ وہ اس شخص کا بہنوئی ہے اور ملکہ سمان کج ابرو میری بھانجی
ہوتی ہے لہذا اس کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو کہ سمان کو کوئی شکایت نہ ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ میں خلاف وضع
ملکہ کو برائے استقبال بھیجوں گا اس لئے کہ میری بھی وہ سالی ہوتی ہے اجلال نہایت خوش ہوا لیکن نامہ دار جو نامہ لیکر
شہر بردوان میں پہونچا بردوان شاہ کو نامہ دیا بردوان شاہ نے نامہ کو پڑھا اپنی دختر کو نہایت جاہ و احتشام سے
سوار کرکے روانہ کر دیا لیکن چلتے وقت خوب سمجھا دیا کہ ان خداپرستوں کے بہکانے میں نہ آجانا اور اپنا دین قدیم ترک
کرکے مذہب خداپرستی نہ اختیار کر لینا ملکہ نے عرض کی کہ میں اپنی بہن کو دیکھنے جاتی ہوں نہ تبدیل مذہب کرنے جاتی ہوں
بلکہ سمجھا بجھا کر اپنی بہن کو بھی دین قدیم کی طرف رغبت دلاؤں گی غرضکہ ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر صاحبقران روانہ
ہوئی قریب چالیس ہزار کے فوج بھی اس کے ساتھ ہے اور انہیں میں سب ملازمین سواری اس ملکہ کی نہایت
تزک و احتشام کے ساتھ چلی آتی ہے فوج کوس کوس بھر کے فاصلے سے آگے اور پیچھے چلتی ہے اس خیال سے کہ ملکہ پر کسی کی
نظر نہ پڑے اور ملکہ کے تخت روان کے پردے اٹھے ہوئے ہیں اور یہ سیر صحرا دیکھتی ہوئی چلی آتی ہے کہ نہایت نازک مزاج
ہے جس وقت قریب لشکر صاحبقران پہونچی تو اس نے مقام کیا اور اپنے آنے کی خبر اجلال وحشی طالع اپنے ماموں
پاس کہلا بھیجی کہ کوئی واسطے استقبال کے آئے چند سوار خبر آمد ملکہ سنانے کی غرض سے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
اور باقی کوس کوس بھر کے فاصلے سے ایک انبوہ کیے ملکہ کا تخت نہ پردے میں تھے ملکہ اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہی
ہے لیکن حال درویش امیر شمالی کا سنئے کہ لشکر ان کا بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اترا ہوا ہے خدا جانے کیا کیا
منصوبہ بنا رہے ہیں کہ نہ تو یہ جبل شہر میں جاتے ہیں نہ لشکر صاحبقران میں آتے ہیں منتظر ہیں کہ دیکھیں اللہ کو کیا
کرنا ہے بیٹھے ہیں ہر وقت کے دم بھر ایک شخص نے دیکھ کر امر شمالی کو بھی خبر لا کے اس نے آکے عرض کی کہ حضور کب
یہاں رونق فروز رہیں گے اگر مجھے اجازت ہو تو میں شکار کو جاؤں دو چار آہو صید کر کے حضور کے واسطے بھی لاؤں
فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ مگر جلد واپس آنا کہ شاید جواری کی خبر لائے اور ہم کوچ کریں تو تمہارے سبب سے دیر نہ ہو

عرض کی کہ روز صبح کو جاؤں گا اور شام کو واپس آؤں گا یہ کہکر اُس نے کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور سامان شکار فراہم
کرکے جانب صحرا روانہ ہوا صحرا میں ایک مقام پر پہونچ کے خیمہ برپا کیا اور تن تنہا مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ
ہوا ایک مقام پر دیکھا کہ چند آہو چر رہے ہیں ایک مرتبہ آہو چاپ پاتے ہی منتشر ہوکر فرار ہوے بس فرامرز نے ایک
آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو نہایت تیز بھاگا اس کے بھاگنے پر فرامرز کو اور غصہ آیا عہد کر لیا کہ اب اسے شکار کے نہ مارا
تو نام اپنا فرامرز نہ پایا آہو بھاگتے بھاگتے اسی مقام پر پہونچا جہاں خیمہ ملکہ سمان رخ ابرو کا برپا تھا آہو یہاں آکے
جھجکا سامنے خیمہ تھا اور پشت پر آفت ناگہانی کی طرح فرامرز چلا آتا تھا آہو چوکڑی بھولا بس ساتھ ہی بگولہ گرد کا اٹھا
اور فرامرز ثانی پیدا ہوا اس نے آتے ہی حلقہ کمند کا آہو کی گردن میں ڈال دیا اور کود کے مرکب سے آہو کو دبوچ
کے ذبح کر ڈالا نظر جو ملکہ محبوب سیمتن کی اس جوان رعنا پر پڑی دل مائل ہوگیا یہ بھی جوانی میں بھری ہوئی تنہا اپنے
خیمہ کے آگے ٹہل رہی تھی آواز دی کہ او صیاد ظالم تو بڑا بیدرد معلوم ہوتا ہے اس خوش چشم سے تو نے آنکھ پھیر لی
اور ذبح کر ڈالا اس نے پلٹ کے دیکھا تو ایک آفت ہوش خیمے کے آگے کھڑی ہوئی گھور رہی ہے ملکہ بھی اشتیاق میں
فرامرز بھی اس پر دل ہوا کہا کہ اے ملکہ خداوند عالم نے جس چیز کو حلال کیا ہے اُسے ہم حلال سمجھتے ہیں اور جسے حرام کیا
ہے اُسے حرام جانتے ہیں انسان خوش چشم کو پیار محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں آہو کو ذبح کرکے کھاتے ہیں اور میں نے تو آہو
کو صید کیا تم نے مجھکو صید کیا میں اس آہو کے کباب لگاؤں گا اور تم یقین ہے کہ میرا دل جلاؤ گی ملکہ نے کہا کہ اے شخص
خدا کے غضب سے ڈر تو نے تو مجھ سے آہو کو ذبح کیا میں نے کیا کیا فرامرز نے کہا کہ تمہاری تیغ نگاہ نے مجھے ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ اب یہاں سے جاؤ ایسا نہو کوئی دیکھے تو میں بدنام ہوں گی لوگ خدا جانے کیا خیال کریں گے فرامرز
نے کہا کہ میں کیسے جاؤں کہ ملکہ نے مجھے اشارے سے بلایا تو میں یہاں آیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا ابھی آپ کی دوستی ہے
فرامرز نے کہا کہ جب تم دشمنی کروگی تو ہم کیوں دوستی کرنے لگے ملکہ بولی آخر میں نے کیا دشمنی کی فرامرز نے کہا کہ
اگر تم سے دور رہیں گے تو جلیں گے مریں گے تم کو اپنی بدنامی کا اتنا خیال ہے اور ہماری جان کا ذرا بھی پاس نہیں
ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تمکو تن تنہا آہو کھانے جاتا ہے تو خیر آؤ میرے خیمہ میں بیٹھو کباب لگا کے کھاؤ جب آسودہ ہولو گے چلے
جانا لیکن کے واسطے کسی کو ناراض کرنے سے کیا حاصل فرامرز نے دیکھا کہ یہ بھی بہت چاہ چلکے باتیں کرتی ہے عورت زبان
سے دفعتاً اقرار تو کرنے کی نہیں خیر دیکھا جائے گا یہ وحشی رام ہو ہی جائے گا ہرن کو گھسیٹے خیمہ کی طرف لے چلا تھا کہ
ایک نکاول بھی اس کے ساتھ کا آ پہونچا فرامرز نے اُس نکاول سے کہا کہ کباب لگا نکاول نے بیٹھ کے ہرن کو
صاف کیا اور کباب لگانے لگا فرامرز ملکہ کے خیمہ میں چلا آیا اور بیٹھ گیا سہیلیوں نے ملکہ سے پوچھا کہ یہ کون مرد تھا
ہے ملکہ نے کہا کہ بیچارہ مسافر ہے تھوڑی دیر دم لے لیگا پھر چلا جائے گا سہیلیاں بولیں کہ اے ملکہ یہ مناسب نہیں
ہے کہ غیر مرد آپ کے خیمہ میں بیٹھے اس میں بدنامی ہوگی آپ تو بچکے چھوٹ جائیں گی آئی گئی ہم سے سر ہوگی ہماری
ناک چوٹی کی خیر نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ مردار رہو یہ کوئی بات ہے کہ جس سے چاہا عیب لگا دیا خیمہ تنہا بھی تو نہیں ہے لاؤ
گشتی شراب کی اسی وقت گشتی شراب کی حاضر کی گئی کباب گرم گرم ہرن کے آتے جاتے تھے یہ دونوں شراب پیتے
جاتے تھے اور کباب کھاتے جاتے تھے اسی اثنا میں فرامرز نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتی ہو ملکہ نے کہا
کہ میں دختر ہوں بردوان شاہ حاکم شہر بردوان کی محبوب سیمتن دختر اجلال شاہ میری ماموں زاد بہن ہے اُسکے
میں اُسکے دیکھنے کو آئی ہوں تم کون ہو اور کس خاندان سے ہو فرامرز ثانی نے کہا کہ میں اولاد رستم سے ہوں
نام میرا فرامرز ثانی ہے اور ایک مرد درویش کا مرید ہوں اس طرف شکار کھیلنے چلا آیا تھا یہاں آکے تمکو دیکھا لے
ملکہ درویش ہمارے عجب باکمال شخص ہیں انہوں نے ایک زمانے میں سارا شہر اپنی جھولی میں اٹھاکے رکھ لیا تھا اور
دوسرے مقام پر جھولی سے نکال کے بسا دیا تھا اب اُس شہر کو جھولی شہر کہتے ہیں درویش یہاں سے تین کوس کے

فاصلے سے ایک کوس پر رونق افروز ہیں ملکہ نے کہا کہ اب تم جاؤ لوگ میرے استقبال کو آتے ہوں گے اگر تم کو دیکھ لیں گے
تو میں بدنام ہو جاؤں گی اور تمھاری جان جائے گی فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ میں چلا تو جاؤں لیکن میرا دل تو مجھے دیدو
ملکہ نے کہا کہ تمھارا دل تمھارے سینے میں ہے یا میرے پاس ہے فرامرز نے کہا جب تک میں نے تمھیں دیکھا نہ تھا اسوقت تو
بیشک میرا دل میرے پاس تھا لیکن اب تمھاری دزدیدہ نگاہیں چرا لے گئیں اب دل تمھارے پاس ہے ملکہ نے کہا پھر
ہمارے تمھارے کسی مقام پر ملاقات ہو جائے گی لشکر خداپرستان کچھ دور نہیں ہے مجھے بھی صحرا میں رہنے کا شوق ہے تم
پھر آنا فرامرز نے کہا کہ خداپرستوں میں جا کر کوئی ان کے دام سے نکلتا ہی نہیں ہے اگر تم کو میرا پاس ہے تو اسی وقت میرے
ساتھ چل چلو ملکہ نے کہا اس میں رسوائی ہوگی فرامرز نے کہا رسوائی بھی ہوگی کام بھی نکل آئے گا میں مشہور کردوں گا
کہ ملکہ کی طبیعت فقیر کی طرف مائل ہوئی انھوں نے درویش کی مریدی اختیار کی ملکہ نے کہا کہ میری وجہ سے درویش پر
بھی آفت آئے گی فرامرز نے کہا کہ درویش سے کیا مجال ہے کسی کی کہ بے کے وہ عجب باکمال شخص ہیں تم نے ابھی ان کی
کراماتیں دیکھی نہیں ہیں ملکہ بھی سوچی کہ سچ تو کہتا ہے جب لشکر میں پہونچ گئی تو میری نگرانی کامل طور سے ہوگی پھر نکلنا میرا
دشوار ہوگا اب چلے ہی چلنا صلاح ہے بس ملکہ نے کہا کہ اگر چلنا ہے تو جلد نکل چلو ورنہ پھر محال ہوگا فرامرز اٹھ کھڑا ہوا گھوڑی
منگا کر ملکہ کو سوار کیا چند سہیلیاں ساتھ ہو لیں اور بعضی رہ گئیں کہ ہم تو نہ جائیں گے اس میں ہمارے واسطے تباہی ہے
فرامرز ثانی ملکہ کو لیکے روانہ ہو گیا اور شام کو درویش کی خدمت میں پہونچ گیا اور عرض کی کہ شاہزادی بردوان
آپ کی مرید ہونے کے واسطے آئی ہے درویش حیران رہے کہ شاہزادی بردوان کہاں اور میں کہاں پوچھا کہ صاف
صاف بیان کرو مجھے کیا جانے فرامرز نے کہا کہ کون ایسا ہے جو حضور سے واقف نہیں اس کا حسن عقیدت سے آئی ہے
فرمایا تم سے کس طرح ملاقات ہوئی فرامرز نے مفصل کیفیت بیان کی کہ مجھے شکار پر اس طرح سامنا ہوا میں نے آپ کی
تعریف کی اس کو اشتیاق پیدا ہوا چلی آئی اور کہتی ہے کہ میں ہمیشہ درویش کی خدمتگذاری میں بسر کروں گی میں نے
سلطنت اور حکومت سے ہاتھ اٹھایا درویش نے فرمایا کہ لاؤ اسے فرامرز نے محافہ ملکہ کا سامنے طلب کیا ملکہ آئی اور
محافے سے اتری درویش کو مودب ہوکے سلام کیا درویش نے دست شفقت پشت پر رکھا اور پوچھا کہ بچہ تو کیوں
آئی ہے کسی کے جبر سے یا اپنی خوشی سے اگر تجھے کوئی جبر سے لایا ہو تو جہاں تو کہے میں حفاظت سے بھجوا دوں ملکہ نے
عرض کی کہ یہ کنیز اپنی خوشی سے آئی ہے میں شاہ وقت ہوں کہ کوئی مجھ پر جبر کر سکتا فوج لشکر سب کچھ میرے ساتھ تھا میں
خود آئی ہوں درویش سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے ان دونوں میں دل تعلق پیدا ہو گیا فرمایا کہ خیر اگر آگئی ہو تو رہو اور
فرامرز سے کہا کہ خبردار ابھی ہاتھ بھی اس کو نہ لگانا سوا دیکھ آنے کے ان کو خیال ہوا کہ مبادا صاحبقران یا کسی
عزیز صاحبقران کی منظور نظر ہو تو برا ہوگا یہ لشکر سے آیا ہے جس وقت صاحبقران کو معلوم ہوگا تو قیامت برپا
ہوگی اور درویش نے پہرہ عیاروں اور سرداروں کا گرد خیمہ ملکہ سمان رخ ابرو کے معین کر دیا اب فرامرز
کسی کسی وقت جاتا ہے اور ملکہ کو دیکھ آتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھیے وہ کونسا دن ہوتا ہے کہ وصل سے اس کے کامیابی ہوگی
لیکن اب ادھر کا حال سنیے کہ صاحبقران عالیشان جو خیمہ میں ملکہ محبوب سیمتن کے تشریف لائے تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی
ہوئی کچھ تصویریں الٹ پلٹ کر رہی ہے صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے ملکہ کیا دیکھ رہی ہو کہا آپ بھی دیکھیے یہ تصویریں
میرے عزیزوں کی ہیں اسی تصویریں دیکھنے کے ملکہ بتاتی جاتی ہے کہ یہ میری پھوپھی کی تصویر ہے یہ بہن کی تصویر ہے یہاں تک
کہ تصویر ملکہ سمان رخ ابرو کی بھی سامنے آگئی ملکہ نے کہا کہ یہ ایسی بہن کی تصویر ہے جو میرے دیکھنے کو آنے والی ہے
صاحبقران نے جو اس تصویر کو دیکھا تو بشرے پر شوخی پائی گئی فرمایا کہ اے ملکہ اس کے تیور برے ہیں مجھے یہ
نہایت چالاک معلوم ہوتی ہے پشت پر صاحبقران کے طیفور بادہ گرد عیاران کا کھڑا ہوا تھا اس کی نظر بھی پڑی
اس کو نہایت پسند آئی کہا یا صاحبقران آپ کیا فرماتے ہیں یہ تو عیارہ معلوم ہوتی ہے ملکہ خفا ہوئی کہ تو میری بہن کو عیارہ

جتاتا ہی جیسا آپ مکار ہو ویسے سب کو سمجھتا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ بہانہ تو یہ ہمارا بھائی ہے تجھ سے رشتہ ہمجنسی
کا ہے اگر کنیز کا کسی کے گھنے سے کیا ہوتا ہے جب امیر تصویریں دیکھ چکے تو کچھ دیر بیٹھے رہے بعد اس کے باہر تشریف لائے
تب طیفور قدموں پر گر پڑا فرمایا کیوں کیا کچھ ہو بیان کرو طیفور نے عرض کی کہ آپ تو عقد کر چکے اور وصل سے
بھی ملکہ محبوب یمن کے کامیاب ہو چکے سمان بیج ابرو کو مجھے دیجیے فرمایا کہ اُسے آنے تو دو اگر وہ تجھ سے رضامند
ہوگی تو میں ضرور تمہارا اعتقاد اُس کے ساتھ کر دوں گا طیفور بیقرار ہوکے روانہ ہوگیا اِس کے تو دل کو لگی ہوئی تھی
ہرکاروں کو روانہ کر دیا کہ دیکھو ملکہ کہاں تک آئی ہے یہاں صاحبقران نے فرمایا کہ خضران کا بھی کہیں پتہ ہے لوگوں
نے عرض کی کہ جس وقت آپ درخت کو اکھاڑ کر خندق میں پھاندے تھے اُسی وقت سے خضران بھی غائب ہیں ہم
سمجھتے تھے کہ وہ آپ کے ساتھ ہوں گے فرمایا کہ مجھے اور خضران سے پھر ملاقات نہ ہوئی خدا جانے وہ کہاں ہیں
صاحبقران ثالث اُس کو میرے پاس چھوڑ گئے تھے مجھے یہ تشویش ہے کہ اگر خضران کا پتہ نہ ملا تو میں جس وقت خانہ
کعبہ جاؤں گا تو ان کو کیا منہ دکھاؤں گا طیفور واپس آگیا تھا اس نے عرض کی کہ یا امیر آپ بھی کن خیالوں میں ہیں
وہ ایک ہی چوٹٹا مکار تھا مال و اسباب سمیٹ کے بھاگ گیا آپ کے سامنے زنبیل و گلیم و دیوجامہ تمام تبرکات مجھے دینے
کا وعدہ کیا تھا اُسے یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر یہاں رہوں گا امیر سے اطلاع کرکے جاؤں گا تو یہ چیزیں دینا پڑیں گی
اس سبب سے وہ چپکے سے چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ایسا کیا تو برا کیا اتنے میں ہرکاروں نے آکر طیفور کو خبر
دی کہ ملکہ آئی ہے کوس بھر پر اُتری ہے لوگ آپ کے واسطے اطلاع کو آئے ہیں جب یہاں سے لوگ پیشوائی کو جائیں گے
تو وہ آئیں گی یہ سنتے ہی طیفور اسی وقت روانہ ہوگیا کہ میں دیکھوں تو صورت ملکہ کی کیسی ہے راستے میں لوگ بھی آتے
ہوئے ملے اب اسے یہ خیال ہوا کہ شاید صاحبقران مجھے بھی استقبال کو بھیجیں تو پہلے دیکھنے سے ظاہر بظاہر دیکھنا بہتر ہے
یہ سوچ کے پھر پلٹا یہاں سوار آ پہنچے اور اجلال و شمس تاج لعل کے خیمہ دریافت کرکے عرض کی کہ بھائی آپ کی تشریف
لائے ہیں اجلال نے صاحبقران سے عرض کی کہ ملکہ آگئی ہے فرمایا جس جس کو تم کہو میں واسطے استقبال کے روانہ
کروں عرض کی کہ حضور جسے مناسب جانیں ایسی زیادہ اکرام کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ وہ مسلمان بھی تو نہیں ہے فرمایا
خیر ہمزہ بن شیردل فرزند سلطان شاہ و دردگوش کو بہ اسم استقبال بھیجو طیفور نے حکم صاحبقران کا ہمزہ بن شیردل کو پہنچایا
ہمزہ بن شیردل اسی وقت دس گیارہ سو جوان اپنے ساتھ لے کر بہ ارادہ استقبال روانہ ہوا اُس وقت یہ چرچا گرم تھا کہ ملکہ
کو لٹیرے راہی بھی ہو چکا تھا اس نے سواروں کو ادھر ادھر دوڑایا کہیں پتہ نہ ملا آخر ان لوگوں سے پوچھا جو ملکہ کے
ساتھ آئے تھے کہ تم نے ملکہ کی حفاظت نہ کی آخر ملکہ کہاں گئی صاحبقران کو کیا جواب دو گے ان لوگوں نے آکر خواصوں
سے پوچھا خواصوں نے سارا ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص نے آکر آہو کو صید کیا ملکہ کے خیمہ میں آکے بیٹھا کباب لگا کے آپ
بھی کھائے ملکہ کو بھی کھلائے ملکہ اُسی کے ساتھ چلی گئیں سنا ہے کہ وہ کسی فقیر کا مرید ہے اُس نے خود ہی ملکہ سے بیان کیا تھا
کہ میں درویش امیر شالی کا مرید ہوں درویش یہاں سے تین کوس پر دامن کوہ میں اُترے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی ہمزہ بن
شیردل وہاں سے پلٹا اور آکر خدمت میں صاحبقران والاشان کے سارا ماجرا عرض کیا اجلال و شمس تاج لعل تو سبب
شرم کے عرق عرق ہو گیا لیکن صاحبقران کو نہایت غصہ آیا کہ اب فقیر کے چیلوں کی جسارت اس قدر بڑھی کہ شاہزادیوں کو
بہکا کے لیے جاتے ہیں اُسی وقت امیر نے جام رکھ دیا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہے کہ جائے اور فقیر کو سزائے معقول دے کر
ملکہ کو فقیر سے چھین لائے بس یہ سنتے ہی ہمزہ بن شیردل اپنے دنگل سے کود پڑا اور عرض کی کہ غلام ہی اس خدمت
کو بجا لائے گا ورنہ لوگ کہیں گے کہ یہ خیال جلوس تھا کہ استقبال کو گیا اور جب موقع جنگ و جدال کا آیا تو بیٹھ رہا فرمایا
صاحبقران نے کہ بہت بہتر جاؤ ہمزہ بن شیردل نے جام پیا سپر و شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر سے
چالیس ہزار سواران صف شکن کو ساتھ لیا اور جانب کوہ روانہ ہوا طیفور کے تو دل کو لگی ہوئی تھی جب سے اس نے

سنا تھا کہ ملکہ کو فقیر کا چیلا لے گیا دل اس کا بیتاب تھا کہ غضب ہوا ایسا نہو عقد اُس کا ملکہ کے ساتھ ہو جائے تو پھر کچھ
قابو نہ چلے گا ادھر اس نے یہ دیکھا کہ ہزبر شیر دل چلا ہی یہ مہم سخت اس سے سر ہوتی معلوم نہیں ہوتی اپنا کام اپنے
سے خوب ہوتا ہی امیر سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں میں نے سنا ہی کہ وہ فقیر مکاری اور جعلسازی میں
یکتا ہی ایسا نہو ملکہ کو کہیں غائب کر دے اور ہزبر شیر دل سے انکار کر جاے کہ ملکہ یہاں نہیں ہی تو اس کو سوا چپ رہنے
کے اور کچھ نہ بن پڑے گا فرمایا صاحبقران نے کہ جاؤ تمہیں اختیار ہی بس طیفور بھی وہاں سے روانہ ہوا ایک ہفتہ
کے عرصہ میں ہزبر شیر دل مع طیفور بادیہ گرد ہوگیا لشکر کو اپنے زیر کوہ اتارا اور طیفور کو ساتھ لے کر جانب بارگاہ درویش
امیر شامی روانہ ہوا وہاں ہرکاروں نے خبر امیر شامی کو دی کہ ایک سردار اور ایک عیار لشکر اسلام سے آیا ہی فرمایا
آنے دو جس وقت طیفور اور ہزبر شیر دل دونوں پہونچے انہوں نے سلام کیا درویش نے دعا دی اور پوچھا
کہ بچہ کس سبب سے آنا ہوا ان دونوں نے کہا کہ تمہارا ایک چیلا امیر کی سالی کو بھگا لایا ہی ہم اس لئے آئے ہیں
کہ اُس کو اس حرکت کی سزا دیں اور ملکہ کو لے جائیں درویش نے کہا کیا امیر نے کسی بازاری عورت سے عقد کیا
ہی کہ بہنیں اُس کی بھاگتی پھرتی ہیں اگر ایسا ہی ہی تو مثل مشہور ہی کہ بھاگے کا پیچھا نہ کیجے اُسے خود ہی وہاں رہنا
منظور نہوگا جبھی تو بھاگ کے چلی آئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے فقیر بہتر یہ ہی کہ زبان درازی سے باز آ امیر نے
بادشاہ شہر اجالیہ کی دختر سے عقد کیا ہی اُس کی بہن بی نادہن اُس کے دیکھنے کو گئی تھی راستے سے فرامرز اُسے لے
آیا ہی بہتر یہ ہی ابھی سوار کر دو ورنہ ملکہ کے ساتھ تمہارا اور فرامرز کا سر بھی خدمت امیر با توقیر میں جائے گا درویش
نے کہا کہ بابا خفا نہو غصہ نہ کرو ملکہ کو ابھی بلائے دیتا ہوں اور تم خود اُس سے پوچھو اگر فرامرز بھگا لے آیا ہوگا تو ضرور
ہی معلوم ہو جائے گا تم ملکہ کو اپنے ساتھ لے جانا اور اگر ملکہ نے تمہارے ساتھ جانا قبول نہ کیا تو میں ہرگز نہ لے جانے دوں گا
ہزبر شیر دل نے کہا کہ ملکہ خوشی سے جائے گی تو اور جبر سے جائے گی تو ہم لے ضرور جائیں گے چھوڑیں گے نہیں کہ
میرے وعدہ کر کے آئے ہیں درویش نے کہا کہ اگر جبر سے لیجانا ہی تو طبل جنگ بجواؤ جس کی تلوار میں زور ہوگا ملکہ
اُسی کی ہو کے رہے گی یہ سنکے ہزبر شیر دل پلٹ کے اپنے لشکر میں آیا اور حکم دیا اس نے کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقاروں کی گرجی خبر درویش کو ہوئی درویش نے فرامرز کو بلا کے کہا کہ کل تمہارے
جوہر دیکھنا ہی یہ صاحبقران کا سردار ملکہ کو لینے آیا ہی جس وقت میدان میں تمہارا اور حریف کا سامنا ہو تو ایک
اقرار لے لینا وہ یہ کہ ہم اگر زیر ہوں گے تو خدا پرست ہونے کے علاوہ اطاعت صاحبقران کریں گے اور تم زیر ہوگے
تو تم کو درویش کا مرید ہونا پڑے گا فرامرز نے کہا کہ جو حکم ہوگا میں بجا لاؤں گا اور خدا نے چاہا تو اس جوان کو باندھ
لے آؤں گا فرمایا ہاں مجھے بھی یقین ہی اس نے آکر ملکہ سے کہا کہ تمہارے لئے صاحبقران کی طرف سے ایک جوان
آیا ہی کل ہمارے اُس کے مقابلہ ہوگا ملکہ نے کہا یہ کونسا ظلم ہی تم جا کے کہدو صاحبقران خود آ کے دریافت کر لیں کہ ملکہ اپنی
خوشی سے یہاں آئی ہی لڑنے بھڑنے سے کیا فائدہ اگر تجھے کوئی زک پہنچ جائے گا تو میں اپنی جان دیدوں گی فرامرز نے کہا اے ملکہ
اطمینان رکھو میں اولاد رستم سے ہوں سوا اولاد صاحبقران کے دوسرا شخص میری پشت زمین کو نہیں لگا سکتا ہی تم دیکھنا
کل باندھ لاؤں گا اس سردار کو یہ کہکے اپنے خیمہ میں جا کر یہ تو سو رہا لیکن ملکہ تمام رات دعائیں مانگا کی جب صبح ہوئی تو
ہزبر شیر دل اپنے لشکر کو لے کر میدان میں آیا اور صفیں باندھ کر کھڑا ہوا یہاں درویش بھی اپنے تخت کو اڑا کر میدان
میں آئے پشت پر تمام فوج پرے جما کے کھڑی ہوئی اور فرامرز پایۂ تخت تھامے ہوے میدان میں آیا اُس طرف
ہزبر شیر دل کو غصہ تھا میدان تیار ہوتے ہی اُس نے مرکب کو تازیانہ مارا گھوڑا بے چین ہوکر میدان میں آیا اور ہزبر
شیر دل نے نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کئے دیر تک یہ شہسواری کرتا رہا جس وقت سارے میدان کو دکھا کر بیچ میں
موقف ہو گیا تو ایک مقام پر ٹھہرے اور دم کو آرام دیکے پکارا کہ او درویش بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لئے فرامرز

نے درویش کی صورت دیکھی درویش نے کہا بسم اللہ اس نے سلام کیا اور مرکب کی چھل بل دکھاتا ہوا میدان میں
آیا ہزبر نے نیزہ سنبھالا اور سینہ فرامرز کے وار کیا فرامرز نے نیزہ اس کا اپنے نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں رد و
بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ ایک بال بندھ گیا بس ایک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ کے جو جھٹکا مارا ساخت نیزہ
کی ہاتھ سے ہزبر شیر دل کے نکل گیا درویش نے تعریف کی اس نے پلٹ کے سلام کیا اور ہزبر عرق خجالت میں غرق
ہو گیا بس گھسیٹ کے تیغہ آبدار سر پر فرامرز کے وار کیا اس نے آنکھ سے تلوار کو خیال میں کر کے چپکی دی کہ تلوار ہٹ
پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالا یا ابلق جلنے لگے مرکب بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کئے کشتی ہونے لگی لشکر دونوں
طرف کے قریب آگئے درویش نے بھی پاس سے آ کے دیکھا تو فرامرز کو چھایا ہوا پایا یہ تو اٹھا کے چلے گئے کہ لے فرامرز
تو آج شام تک میں اسے زیر کرے گا میں اب جاتا ہوں کہ عبادت میں حرج ہوگا یہ کہکر درویش تو چلے گئے فرامرز کا دل
اور بھی بڑھ گیا کہ اب میں ضرور فتحیاب ہوں گا لیکن ہزبر شیر دل کو غصہ آیا اور یہ اور زور شور سے لڑنے لگا ہر مرتبہ
چاہتا تھا کہ فرامرز کو اٹھالوں لیکن فرامرز جہان لنگر قائم کر دیتا تھا بلکہ یہ تو زور ناتا تھا خوب کے جھٹکے زور کشمکش کے ہوتے تھے
یہاں تک کہ کڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گر گئیں دو پہر تک تو ہزبر شیر دل نے برابر فرامرز کو جواب دیا کہ
اگر وہ دس قدم دوڑائے گیا تو یہ بھی دس قدم دوڑائے گیا لیکن بعد دو پہر کے اب یہ نوبت آئی کہ اگر یہ دس قدم
دوڑائے جاتا تھا تو ہزبر بمشکل آٹھ قدم تک لے جاتا تھا تین پہر گذرنے کے بعد اب تو سانس پھول گئی اور ہزبر
شیر دل بچ بچ کے لڑنے لگے قریب شام فرامرز نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے اپنے قول پر
قائم ہے یا نہیں ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے جوان بیشک میں تجھ سے زیر ہو گیا اب مجھے تیری اطاعت میں عذر نہیں مگر
خدا پرست تو ہم تم دونوں ہیں رہی درویش کی مریدی اس میں بھی مجھے عذر نہ ہوگا فرامرز نے چھوڑ دیا اس نے اپنی
فوج سے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ ادھر آ جائے اور جسے میرا ساتھ دینا نہ ہو وہ چلا جائے فوج نے کہا کہ ہم ملازم ہیں
آپ کے ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے جہاں آپ وہاں ہم یہ کہکے سب ہزبر شیر دل کے ساتھ لشکر فرامرز میں شامل
ہو گئے فرامرز ہزبر شیر دل کو اپنے ساتھ لئے ہوئے درویش کی خدمت میں آیا درویش نہایت خوش ہوئے اور ہزبر
کو بھی پیالہ پلا کے اپنا مرید کیا یہ رنگ دیکھ کر طیفور بادیگر دعیار صاحبقران نہایت پریشان ہوا اور یہ سوچا کہ
اب خالی واپس جانا تو اچھا نہیں صاحبقران مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ میں عقد تیرا اسمان گنج ابرو کے ساتھ کر دوں گا ہزبر
شیر دل زیر ہو گیا اب عیاری کرنا چاہیئے بغیر اس کے ملکہ کا ہاتھ آنا دشوار ہے بس یہ بھی درویش کی خدمت میں آیا
سلام کیا درویش نے کہا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں شاہ عیاران عیار صاحبقران ہوں درویش نے کہا کہ ہم نے تو
خضران کو شاہ عیاران سنا تھا یہ تم کیسے شاہ عیاران بن گئے طیفور نے کہا کہ خضران جب تک بدیع الملک کے
ساتھ تھے اس وقت تک شاہ عیاران تھے اب صاحبقران رابع کا زمانہ ہے اب میں شاہ عیاران ہوں اس لئے کہ
صاحبقران کا عیار ہوں درویش نے کہا کہ خضران کہاں ہیں طیفور نے کہا کہ اس نے تمام اسباب میرا چرا یا اور
خانہ کعبہ چلا گیا وہ جانتا تھا کہ جتنے تبرکات بزرگوں کے ہیں یہ چھین لے گا اور خضران کو دینا منظور نہ تھا اب تلک ماشاءاللہ
خانہ کعبہ جا کر وہیں اگر خضران سے اسباب عیاری نہ لیا تو تمام اپنا طیفور نہ پایا کہ اب ان تبرکات اور بانئے عیاری کا
مستحق میں ہوں درویش نے کہا کہ اگر تمہیں یہ دعوی ہے کہ میں عیار صاحبقران زمان ہوں اس بنیاد پر بانئے عیاری
کا مستحق ہوں تو یہ خیال عبث ہے شاہ عیاران وہ ہو سکتا ہے جو فن عیاری میں سب عیاروں پر فوق رکھتا ہو اگر تم سے
اور خضران سے مقابلہ ہو تو تم خضران پر غالب بھی آ سکتے ہو طیفور نے کہا کہ میں جب جانوں خضران کو پکڑ لوں
درویش نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو بیشک تم شاہ عیاران ہو لیکن مشکل ہے اس لئے کہ خضران علاوہ اس کے کہ پوتا ہے
عمرو اول کا اور نیا عمرو ثانی کا ہو فن عیاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے اور مرد جہاندیدہ ہے اس نے تمام

صاحبقران ثانی کو دیکھا پھر صاحبقران ثالث کے ساتھ رہا اور ہمیشہ سے ہوتے چلے ہیں اب صاحبقران رابع کے پاس
تھا اس زمانہ میں یہ سنا ہے کہ اُس نے بڑی بڑی عیاریاں کین طیفور نے کہا کہ مین نے ایسی ایسی عیاریاں کین کہ خضران
کے جی چھوڑ وا دیے بعد اس گفتگو کے درویش نے کہا کہ جا کر صاحبقران سے کہہ دینا کہ بہتر ہے کہ اگر ہمارا پیچھا چھوڑیے نہین تو
جس طرح ہژبر شیر دل زیر ہوا ہے وہی حالت سب کی ہوگی طیفور نے ہنس کے کہا کہ اے درویش ابھی تو نے دیکھا نہین ہے
کہ لشکر صاحبقران مین کیسے کیسے سردار ہین ہژبر شیر دل کی حقیقت کیا ہے ایک دن آپ کے قلعہ کا یہ صاحب اسی طرح
بندھے ہوئے چلے جائین گے جس طرح وہ آج خوشی خوشی ہژبر شیر دل کو باندھ لائے ہین فرمایا کہ تو نے ابھی میرے کشف و
کرامات نہین دیکھے ہین ورنہ اس طرح کی باتین نہ کرتا مین چاہون تو ایک طفل سے بعد ازان صاحبقران کو زیر کرا لون غرض کہ
طیفور درویش سے رخصت ہو کر صحرا مین آیا اور اس نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی ایک بڑھیا کی بنائی
بال مثل روئی کے منہ مین کوئی دانت نہین کوئی نوے برس کا سن معلوم ہوتا تھا لٹیا ٹیکتا ہوا ملکہ کا خیمہ تلاش کرتا ہوا چلا
یہان تک کہ جاتے جاتے اُس مقام پر پہونچا جہان ملکہ کا خیمہ تھا چونکہ ملکہ کو خلوت زیادہ پسند ہے بنا بر اس کے اس نے
درویش سے اجازت لے کر خیمہ اپنا لشکر سے علیحدہ برپا کیا ہے پہرہ جشنون اور ترکنون کا موجود ہے کوئی مرد اس طرف نہین
جانے پاتا ہے ملکہ خیمہ مین بیٹھی ہوئی تھی اس کا جی گھبرایا دروازہ خیمہ پر آ کے ٹہلنے لگی کہ ایک مرتبہ دیکھا اس نے کہ ایک بڑھیا لٹیا
ٹیکتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہے اور اس کے گھنڈی سے لگے ہوئے سر ہلتا ہوا کمر جھکی ہوئی جب ہی قریب ملکہ کے
پہونچی سلام کیا پھر چٹ چٹ بلائین لے کے کہنے لگی کہ قربان جاؤن آپ کی صورت میرے مالک سے کس قدر مشابہ ہے ملکہ نے فرمایا
کہ کون تمہاری مالک بڑھیا نے کہا یہان سے قریب ایک قصبہ ہے وہان کے رئیس کی بیٹی ہے اس مین کہانی کہنے مین نوکر ہون
اُن سے آپ کی صورت بہت ملتی ہے یہ سن کے ملکہ نے کہا کہ کیا تم کہانی خوب کہتی ہو بڑھیا نے کہا اسی کی روٹی کھاتی ہون ملکہ
نے کہا آج ہمین بھی اپنی کہانی سناؤ اس وقت اکیلے جی بہت گھبرا رہا ہے تم خوب آگئین بڑھیا نے کہا واری آج نہین کل بیٹی
مین نے بڑی مشکل سے دو روز کی رخصت لی ہے ایک روز مین اپنی بیٹی پاس رہون گی کہ اسی کے دیکھنے کو اجازت لے کر
جاتی ہون دوسرے روز آپ کی خدمت مین حاضر ہون گی ملکہ نے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کل اپنی بیٹی پاس چلی
جانا ہم تمہین خوش کرین گے انعام دین گے لیکن آج تمہاری کہانی ضرور سنین گے بڑھیا نے کہا خیر خوشی آپ کی ملکہ بڑھیا
کو ساتھ لیے ہوئے خوابگاہ مین آئی مسہری پر لیٹ رہی اور بڑھیا سے کہا کہ کہانی کہو شاید مجھے نیند آ جائے تو جی نہ جانا یہین
سو رہنا بڑھیا نے عرض کی کہ اس وقت مجھے قصہ محمود شاہ عادل کا یاد آیا ہے اس کو سنئے اے ملکہ آفاق ایک تھا
بادشاہ والا تبار اعنی بادشاہ نام اُس کا محمود تھا نہایت رحم دل اور عدالت پناہ اور سخی تھا اسی وجہ سے لوگ اُس کو
محمود شاہ عادل کہتے تھے بعد نوشیروان کے ایسا عدل آج تک کسی نے نہین کیا تھا شہر آباد تھا رعایا شاد ہر طرف چہل پہل
تھی بادشاہ [illegible] کوئی [illegible] دل کا محرم نہ تھا کوئی ۰ ایک روز اُس نے سنا کہ وزیر کی دختر نہایت نیک سیرت
اور خوبصورت ہے اس کو عقد کی خواہش ہوئی وزیر کو بلایا جب وزیر سامنے آیا تو اُس سے ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون
تمہاری دختر سے عقد کرون تمہین منظور ہے وزیر بھی عاقل و دانا تھا سوچا کہ اگر مین اقرار کیے لیتا ہون اور دختر کو میری
شادی کے نام سے نفرت ہے اُس نے انکار کیا تو بادشاہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا یا پھر عقد کر دینا ہوگا ایسا عقد نہ تو
جائز ہوگا جو جبر کیا جائے نہ اس عقد کی خوشی ہوگی بادشاہ سے عرض کی کہ میان تو تمہارا ہے کہ اُس کو حضور کی کنیزی مین
دون آخر ایک روز عقد کا ضرور ہے پھر آپ سے بہتر کون ہے گا لیکن اے شہریار مثل مشہور ہے کہ ہاتھیون سے گنے
کھانا اچھا نہین ہوتا یہ مصرعہ مشہور ہے [illegible]
[illegible] پیوند بھی زیب نہ دے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر یہ خیالات خام ہین اس لیے کہ سب اولاد آدم ہین
یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی شاہ ہوا کوئی فقیر کوئی غریب ہوا کوئی امیر کوئی حاکم ہوا کوئی محکوم ہم تم سب برابر ہین وقت

وزیر نے عرض کی کہ میں دختر سے بھی پوچھ لوں تو عرض کروں اس لئے کہ وہ بالغہ ہے اب بغیر اُس کی رضامندی کے
عقد صحیح نہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے وزیر وہاں سے اپنے مکان میں آیا دختر کو اپنے سامنے بلایا
جب وہ حور خصال پری جمال سامنے آئی تو وزیر نے کہا کہ اے نور نظر اے پارۂ جگر اقبال تیرا یاور ہوا ستارۂ قسمت تیرا چمکا
کہ بادشاہ نے تیری خواہش ظاہر کی ہے میرا ارادہ ہے کہ عقد تیرا کر دوں یہ معاملہ نازک ہے اگرچہ عورتیں اپنی زبان سے نہیں
کہتی ہیں لیکن اس مقدمہ میں شرم نہ چاہیئے اس لئے کہ جب بیٹا بیٹی سن تمیز کو پہونچے اور نیک و بد سمجھنے کے قابل ہوئے
پھر بغیر اُن کی رضامندی کے شادی کر دینا جائز نہیں اس کا کچھ جواب دو حجاب نہ کرو کہ تم کو زندگی بھر نباہنا ہے وزیرزادی
شرما کے اپنے مقام پر چلی آئی اور قلم دوات لے کر یہ تحریر کیا کہ مجھے دنیا کے تعلق پسند نہیں ہیں چاہتی ہوں کہ یہ چند روزہ
زندگی عبادت خدا میں بسر کروں دو روزہ کے عیش و آرام حشمت و جاہ سے کیا حاصل خوشی میری ہرگز نہیں کہ شادی
میری کسی کے ساتھ کی جائے اور میرا علاج نہیں اگر میں کسی وقت میں بھی شادی کو منظور کروں گی تو سوا بادشاہ کے
دوسرے کے ساتھ نہ کیجئے گا مجھے بادشاہ سے انکار نہیں ہے بلکہ شادی ہی سے انکار ہے یہ جواب لکھ کے بھیجا وزیر اُس
کاغذ کو لئے ہوئے خدمت میں محمود شاہ طول کے آیا اور یہ دختر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دکھایا بادشاہ اس عاقلانہ
جواب کو دیکھ کے چپ ہو گیا وزیر سے کہا کہ میں اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لئے تمہاری دختر پاکدامن پر جبر کرنا پسند
نہیں کرتا اگر اسے شادی منظور نہیں ہے نہ سہی خدا اُسے نیک توفیق عطا کرے اور وہ عصمت داری کے ساتھ عبادت خدا میں اپنی
زندگی بسر کرے یہ کہکر خاموش ہو رہا بادشاہ کی رعایا میں سے ایک سوداگر تھا کہ وہ اُس وقت میں ملک التجار تھا بہت سے
جہاز اُس کے تھے ہر شہر سے بیوپار کرتا تھا لاکھوں روپے کا آدمی تھا اور اُس کا ایک فرزند تھا کہ نہایت حسین اور نوجوان
حافظ قرآن وہ شام کو مسجد جامع میں جایا کرتا تھا اور وہاں سے بعد فراغ عبادت وزیر کے مکان کی طرف سے آیا کرتا
تھا وہی راستہ اس کے مکان کا تھا اور راستہ بھر تلاوت قرآن کی خوش الحانی کے ساتھ کرتا تھا ایک روز وزیرزادی
اپنے بام پر کھڑی تھی اس کے کان میں آواز جو پہونچی بیتابی ایسی محو ہوئی کہ سننے سے بچنے کا بھی اس کو خیال
نہ رہا سورۂ اخلاص کی تلاوت نے خلوص پیدا کر دیا محو ہو گئی سوداگر بچے کی نظر وزیرزادی پر پڑ گئی شب ماہ
تھی دیکھتے ہی سوداگر بچہ محو ہو گیا تلاوت موقوف کی مصحف رخ کی زیارت میں محو ہو گیا جب آواز تلاوت موقوف
ہوئی تو وزیرزادی کو خیال آیا کہ میں ایک نامحرم کے سامنے کھڑی ہوں اس نے نیچے جانے کا قصد کیا سوداگر بچہ
نے کہا اے صورت جلوہ دکھا کے منہ چھپانا یہ ستم ہے کیسا ؎ جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت
یہ آنکھیں اب نہیں رہیں انتظار کے قابل ۔ وزیرزادی کو بھی یہ خیال آیا کہ جب یہ مجھے دیکھ چکا تو مجھے ایکبار دیکھا ہے
ہزار بار اس نے سامنے آکے کہا کہ اے جوان میں تیرے لحن داؤدی میں ایسی محو ہوئی کہ مجھے تن بدن کا ہوش
نہ رہا اگر میں پہلے سے ہٹ جاتی تو مجھے تو کیوں دیکھتا اس میں سوا میرے تیری خطا نہیں ہے مگر تو مجھے دیکھنا چاہتا ہے
تو پاکبازی اختیار کر کہ نہ میں گنہگار رہوں نہ تو گنہگار ہو تو روز آیا کر مجھے قرآن کا سبق پڑھایا کر اور جب مجھے سبق یاد ہو جائے
تو اپنے گھر چلا جایا کر لیکن اس طرح کہ میری رسوائی نہ ہونے پائے تجھے بھی کوئی آفت نہ آئے اس لئے کہ وزیر کی دختر
بادشاہ کی منظور نظر ہوں اگر یہ حال کھل جائے گا تو مجھے بھی خاک میں ملائے گا اور تو بھی مارا جائے گا سوداگر بچے نے کہا
کہ اے وزیرزادی مجھے آپ کا ارشاد بدل منظور ہے کور ہوں وہ آنکھیں جو آپ کو کسی اور نظر سے دیکھیں میں بھی
احکام الٰہی کا پابند ہوں شب و روز عبادت سے کام ہے ورنہ خدا نے دولت مجھے بھی بہت عطا کی ہے اگر اہل دنیا
کی طرح عیش پسند ہوتا تو کس بات کی کمی تھی میں قسم کھاتا ہوں اسی کلام الٰہی کی جس کی تلاوت کیا کرتا ہوں
کہ میں آپ کا کہنا بھی نہ ٹالوں گا سبق پڑھاؤں گا اور اپنے گھر چلا جاؤں گا وزیرزادی نے کمند لٹکا دی سوداگر بچہ
اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا وزیرزادی اپنے کمرے میں آئی اور سامنے شمع کافوری کے کلام مجید لیکر

بیٹھ گئی سوداگر بچے نے سبق پڑھایا اور اپنے گھر چلا آیا اُس روز سے ورد ہو گیا کہ سوداگر بچہ جب مسجد سے پلٹ کے آتا تھا
تو کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ جاتا تھا کچھ دیر تک صحبت رہتی تھی وزیرزادی قرآن پڑھا کرتی تھی اور سوداگر بچہ صورت
دیکھا کرتا تھا جتنا وقت معین ہو گیا تھا اُتنی دیر بیٹھتا تھا اُس کے بعد اپنے گھر چلا آتا تھا دونوں کی محبت یوماً فیوماً ترقی
کرتی گئی تھی یہ تو اس رنگ میں تھے اب بادشاہ کا حال سنئے کہ اس کا یہ ورد تھا کہ روز بھیس بدل کر شہر میں نکلتا تھا
حالات شہر کے خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تھا اور اپنی تحقیق کے موافق مقدمات فیصل کرتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ بادشاہ
کو الہام ہوتا ہے کہ کوئی بات اس پر پوشیدہ نہیں رہتی ہے ایک روز بادشاہ پیادہ کی صورت بنا ہوا وزیر کے مکان کی
طرف سے گذر رہا تھا اور سوداگر بچہ اپنے گھر جانے کے لئے کوٹھے سے اتر رہا تھا بادشاہ یہ دیکھ کر چپ رہا جیسے ہی سوداگر
بچہ کوٹھے سے نیچے اترا اور اپنے مکان کی طرف چلا بادشاہ نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو کون ہے بس رنگ سوداگر بچہ
کا فق ہو گیا اگر سچ سچ بیان کرتا ہے تو وزیرزادی کی رسوائی ہوتی ہے اس نے اسی اضطراب میں معشوق کی بدنامی کو بچانا
کہا کہ میں چور ہوں وزیر کے گھر چوری کرنے گیا تھا موقع نہ پایا جاگ ہو گئی پلٹ آیا بادشاہ جو پیادہ بنا ہوا تھا کہنے لگا
کہ کیا تو نہیں واقف کہ زمانہ کس بادشاہ کا ہے جس نے چوری کی سزا موت معین کی ہے اس نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں
لیکن اپنی خصلت سے مجبور ہوں پیادہ نے کہا کہ کوتوالی چلو صبح کو مقدمہ تمہارا عدالت میں پیش ہوگا اس نے کہا کہ
مجھے کیا عذر ہے میں تو جرم کا اقرار ہی کر رہا ہوں لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اسی رات کے لئے چھوڑ دو صبح کو میں
خود کوتوالی میں حاضر ہو جاؤں گا پیادہ نے کہا چور کا اعتبار کیونکر ہو اس نے کہا کہ میں ضامن دیتا ہوں پیادے نے
کہا کہ چور کی کون ضمانت کرے گا سوداگر بچے نے کہا کہ باپ میرا میری ضمانت کرے گا اس لئے کہ ملک التجار ہے اور میں اس کا
اکلوتا بیٹا ہوں پیادہ نے کہا چلو اگر وہ ضمانت تمہاری کرے گا تو میں تم کو چھوڑ بھی دوں گا سوداگر بچہ پیادے کو لئے
ہوئے اپنے مکان پر آیا پیادہ نے دربانوں سے کہا کہ سوداگر صاحب سے کہو کہ آپ کا لڑکا گرفتار ہوا ہے باہر آئیے سوداگر
سو رہا تھا محلدار نے جا کر جگایا اور پیام سنایا سوداگر گھبرایا ہوا باہر آیا کہ کس علت میں گرفتار ہوا یہ تو عبادت خدا میں مصروف
رہتا تھا آخر جوان تھا کوئی حرکت ہو گئی ہوگی جب وقت آیا اور کوتوالی کے پیادہ کو دیکھا پوچھا کہ تم نے لڑکے کو کس علت میں
گرفتار کیا ہے پیادہ نے کہا تمہیں پوچھو سوداگر نے بیٹے سے پوچھا اس نے بیان کیا کہ میں نے چوری کی تھی سوداگر حیران رہ گیا
کہ یہ ایسی بات کہتا ہے جو عقل میں نہیں آتی پوچھا کہ تو نے چوری کس واسطے کی کیا تو محتاج کا بیٹا تھا سوداگر بچے نے کہا
کہ سبب نہ پوچھئے یہی جی میں آگئی کہ جب مال سہولت سے ملے تو محنت کون کرے سوداگر نے کہا کہ اگرچہ تو میرا اکلوتا
بیٹا ہے اور سوا تیرے میرا کوئی نہیں لیکن میں چور کا شریک نہیں میں ہرگز تیری ضمانت نہ کروں گا اُس وقت یہ نہایت
مایوس ہوا اور کوتوالی کے پیادہ نے کہا کہ لے اب چلو سوداگر بچہ گردن جھکائے ہوئے اُس کے ساتھ چلا اور سوداگر
گھر میں آیا بی بی نے پوچھا خیر تو ہے اس وقت کوتوال کا پیادہ تمہارے دروازے پر کیوں آیا تھا سوداگر نے سارا
واقعہ بیان کیا وہ رونے لگی کہ اب صبح کو میرا بیٹا مارڈالا جائے گا اور سوداگر کو بھی انتہا کا رنج ایک تو گھر کا چراغ گل
ہونے کا صدمہ دوسرے یہ رنج کہ کس بدنامی کے سبب دنیا سے جائے گا جو ابد تک نامہ اعمال کی طرح اُس کے نام کے ہمراہ
رہے گی ان دونوں نے یہی مصمم قصد کر لیا کہ ادھر توپ کی آواز آئے ادھر ہم خنجر مار کر جان دیدیں اور سوداگر بچہ جو
پیادے کے ساتھ مایوس چلا تو اس نے ایک گلی میں پہونچ کے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں ایک دوست کو اپنے اور
پکار لوں شاید وہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کرے پیادہ نے کہا کہ اے شخص یہ تو بتا جس کی ضمانت ماں باپ نے
نہ کی اس کا کون ضامن ہوگا کہا یہ سچ ہے لیکن میرے دل کی ہوس تو نکل جائے گی افسوس تو نہ رہ جائے گا کہ اگر فلاں
شخص سے کہتے تو شاید وہ ضمانت کر لیتا پیادہ نے کہا خیر تمہیں اختیار ہے اب پیادے کے ہاتھ میں سوداگر بچے کا ہاتھ
ہے دونوں ایک دروازے کے قریب گئے اور سوداگر بچے نے آواز دی کہ مرزا صاحب اندر سے آواز آئی کون سوداگر بچہ

نے کہا کہ بھائی میں ہوں ذرا باہر مکان کے آؤ بڑی ضرورت ہے کہا اچھا لیکن چند منٹ گذر گئے اور وہ شخص بھی گھر سے باہر نہ نکلا
اسوقت پیادہ نے کہا اے نادان بُرے وقت میں کون کس کا ساتھ دیتا ہے جب تیرا باپ تیرا شریک نہوا تو اور کون ہی شریک
ہوگا اس نے ایک آواز پھر دی کہ اگر نہیں آتے ہو تو خدا حافظ میں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں ہے یہ کہکر پیادہ کے ساتھ
آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دروازہ مکان کا کھلا اور آواز آئی کہ میں آپہونچا دیکھا پیادے نے کہ ایک شخص مسلح ایک رومال
ہاتھ میں لئے ہوئے گھر سے نکلا اور کہا کہ کیوں بھیا خیر تو ہے مجھے معاف کرنا دیر اس وجہ سے ہوئی کہ سوچا نہیں معلوم تمنے اسوقت میں مجھکو
کس ضرورت سے بلایا ہے کسی دشمن سے سامنا ہے یا روپے کی ضرورت ہے یا عورت کی خواہش ہے لہذا میں تمھارے سامنے ہتھیار لگائے
موجود ہوں جسے کہو مار ڈالوں اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو یہ دو سو روپیہ میرے پاس موجود ہیں اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو
میں زیور تمھاری بھاوج کا اُتار لاؤں واسطے اس کے سوا اور کچھ میرے پاس نہیں ہے اور اگر عورت کی خواہش ہو تو بیٹی میری
موجود ہے اس سے نکاح کرلو یہ سنکر پیادہ تو حیرت سے منہ دیکھنے لگا اور سوداگر بچہ نے کہا کہ اے دوست صادق میری
یہی خواہش ہے کہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کرلو میں نے چوری کا قصد کیا تھا اس پیادے نے مجھے گرفتار کیا ہے جانے نہیں دیتا
ہے اور مجھے ایک شخص سے ملنا ضروری ہے میرے باپ نے بھی میری ضمانت نہیں کی یہ سنکے مرزا صاحب نے کہا کہ اے سوداگر بچہ
چوری کیسی تم اور چوری کروگے ہرگز مجھے یقین نہیں خیر اگر تم کہیں چوری کرکے آئے ہو یا کہیں ڈاکہ مارا ہے جو کچھ تم نے کیا ہے میں
ضامن ہوں پیادے نے کہا اچھی طرح سمجھ لو اگر یہ بھاگ گیا صبح پلٹ کر نہ آیا تو اس کی عوض میں تم قتل کیے جاؤگے جانتے ہو
کہ محمود شاہ عادل کا زمانہ ہے مرزا صاحب نے کہا کہ ہاں ہم سب کچھ جانتے ہیں پیادے نے ہاتھ چھوڑ دیا اور نام مرزا صاحب
کا پوچھا مرزا صاحب نے نام بتایا اس نے نام اور پتہ لکھ لیا بظاہر سامنے سے چلا گیا لیکن ایک گوشے میں چھپ رہا کیونکہ اس کو
حقیقت دریافت کرنا منظور تھی کہ اصلیت اس کی کیا ہے بعد ازاں مرزا صاحب نے کہا کہ اب تمھارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ اور خبردار
خبردار پلٹ کے نہ آنا کہو تو ایک گھوڑا بھی لادوں یہ ہتھیار میرے لگا لو اور دو سو روپیہ اپنے پاس رکھو رات ہی کسی دوسرے
ملک میں جاکے روزگار کی کوئی صورت نکالو وہاں ہم بھی پہونچیں گے سوداگر بچے نے کہا کہ تم کیا سمجھ گئے جواب دیا کہ رات
ہی کو محمود شاہ کے محل میں پھاندکے مار ڈالوں گا اگر مروں گا تو آپ بھی مارے مروں گا ورنہ پڑا تو نکل آؤں گا سوداگر بچہ
نے کہا کہ اے برادر ایسا عادل بادشاہ اور رعایا پرور کا ہیکو پیدا ہوگا تم ایک میرے لئے جواب کو بھی ہلاکت میں ڈالو
اور اسے بھی مارو تو کیا فائدہ ہم ایسے ہزار ہوں تو ایسے بادشاہ پہ سے نثار ہیں اگر وہ ایسا عدل نکرے تو اس کی سلطنت
میں امن کا ہیکو قائم رہے مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا کہو تو اس پیادے ہی کو جاکے مار ڈالوں ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہوگا اس کے
مرجانے سے تمھاری جان بچ جائیگی سوداگر بچے نے کہا کہ ہاں یہ صورت اس سے تو بہتر ہے لیکن ایک گناہگار کی جان بچانے
کو بے گناہ کی جان لینا ہے کس خدا نے کہا ہے تو اب مجھے اجازت دو تو میں اپنے کام کو جاؤں جس واسطے میں نے تمھیں تکلیف
دی صبح ہونے سے کچھ پیشتر ہی آجاؤں گا مرزا صاحب نے کہا کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ تم نہ آنا لیکن تم نہیں مانتے ہو تو خیر
تمھیں اختیار ہے یہ کہکر مرزا صاحب تو گھر میں چلے آئے اور سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان وزیر کی جانب روانہ ہوا محمود شاہ
پیادہ بنا ہوا چھپا کھڑا تھا جب اس نے سوداگر بچہ کو جاتے دیکھا یہ بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا دلمیں کہا کہ اے بڑھیا کیا دم
باقی ہے سوداگر بچے میں مرنے کی نہیں وہ سب بادشاہ نے سنی نہیں کہا ہاں دیکھے آگے معلوم ہی ہو جائے گا
آدم بر سر مطلب کہ جب سوداگر بچہ وزیر کے مکان کے نیچے پہونچا تو اس نے کمند ماری اور کوٹھے پر گیا کمند اسی طرح پڑی رہنے دی
کہ اسے پلٹ کر آنا ہی تھا محمود شاہ بھی اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر پہونچ گیا سوداگر بچہ نے جاکے آہستہ سے دروازہ
کمرہ کا کھولا دیکھا کہ بلکہ بیہوش سوتا ہے تھا نہ کوئی پاس تھا نہ کوئی خواص سوداگر بچے نے آہستہ آہستہ پکارا بھلا جوانی کی نیند
ہے اس پکارنے کی کب خبر ہوتی ہے بعد اس نے احتیاط کے ساتھ چھری سے گدگدایا کہ یہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی سوداگر بچے
پر نظر پڑی پوچھا کہ آج یہ خلاف وقت تم دوسری بار کیوں آئے کیا عہد بھول گئے اور نیت تمھاری بد ہوئی اے شخص جو

پاک محبت مین لطف ہو اُس سے بڑھکے ہوگا سوداگر بچے نے کہا کہ اے گوہر برج عصمت و شرافت اسوقت مین تجھ سے ملنے
کو آیا ہون کہ اب عمر بھر کے واسطے تجھسے جدائی ہوتی ہے خدا کا شکر ہے کہ اس وقت تک نیت میری پاک ہے مین صرف چاہتا ہون
کہ جس طرح تم روز مجھسے قرآن پڑھا کرتی تھین اور مین تمھین دیکھا کرتا تھا اُسی طرح آج پھر قرآن پڑھو اور مین تمھین دیکھون اور
کل سے ہمارا انتظار نہ کرنا اور اے اختر آسمان حسن مین تیرے جلوۂ دیدار کو وصل سے بہتر سمجھتا تھا اگر نیت میری بد ہوتی
تو مین جگانے کے بہانے تیرے جسم نازک کو ہاتھ ہی لگا لیتا اُسوقت بھی مین نے چھڑی سے گدگدا کے تمھین جگایا اور ہاتھ نہین
لگایا تو وزیر زادی اور بیچین ہو رہی تھی یہ کلمات حسرت آیات سنکے گھبرا گئی کہا کہ مفصل بیان کرو کہ کس سبب سے تم کل سے نہ
آؤ گے کیا کچھ ناراض ہوگئے یا تمھاری شادی ہونے والی ہے یا کہین کا سفر درپیش ہے سوداگر بچے نے کہا کہ شادی کا ہونا نہونا
میرے اختیار کی بات تھی مین منظور نکرتا اور اگر کر بھی لیتا تو مجھے یہان آنے مین کون حارج ہو سکتا تھا سفر بھی اپنے اختیار کی
چیز ہے گئے یا نہ گئے مجھے محتاجی نہین ہے مفلس نہین پریشان کئے ہوئے ہے کہ مین مارا جاؤن وہ بات درپیش ہے جس کا علاج ہی
ممکن نہین آج اس وقت تجھسے رخصت ہونے آیا ہون اور کل اِس عدم سے محبت ہوگی ملکہ نے کہا کہ للہ صاف صاف بیان کرو
اب تو میرا دل بیٹھا جاتا ہے سوداگر کی آنکھون سے آنسو جاری تھے ملکہ نے ابھی تک مفصل نہین سنا تھا لیکن اس کی آنکھون
سے بھی آنسو بہنا شروع ہوگئے تھے اب سوداگر بچے نے بیان کرنا شروع کیا کہ آج جو مین تمکو پڑھانے کے بعد کوٹھے سے نیچے
اُترا تو بادشاہی پیادے نے مجکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کیون گیا تھا اگر مین اُس سے سچ کہتا تو تمھاری رسوائی تھی مین نے
کہدیا کہ مین چوری کرنے گیا تھا وہ مجھے کوتوال کے پاس لے جاتا تھا بمشکل مین اپنے مکان اُس کو لے گیا اس امید پر کہ باپ میرا میری
ضمانت کرے گا تو مین ایک بار تجھسے رخصت ہونے کو چلا آؤن گا لیکن وقت بد کا کوئی شریک نہین ہے کہ باپ نے اور میری
ضمانت نہ کی باوجودیکہ سوا میرے اُس کے اور کوئی اولاد نہین ہے پھر مین اپنے ایک دوست کے مکان پر گیا جب اُس نے
میری ضمانت کی تو مین تم سے ملنے کو آیا اب کل صبح کو مین توپ پر باندھ کے اڑا دیا جاؤن گا یہ سنکے وزیر زادی کی عجب حالت
ہوئی روتے روتے ہچکی بندھ گئی سوداگر بچہ بھی بیقرار رو رہا تھا آخر دیر کے بعد سوداگر بچے نے کہا کہ یہ تھوڑا سا وقت غنیمت جان کے
اسے تو ہنس بول کے قرآن پڑھ کے بسر کرلو وزیر زادی نے کہا کہ اے جوان اتنا زمانہ میرے تیرے محبت کو ہوا کہ تو نے
نعمت قرآن سے زیادہ مجھے یاد کرایا لیکن خدا کا شکر ہے کہ نہ مجھ مین خواہش پیدا ہوئی نہ تیرے استقلال مین فرق آیا آج خلاف
وقت آنے اور جگانے سے مجھے تیری جانب بدگمانی ہوئی تھی لیکن اب مین یہ کہتی ہون کہ میری وجہ سے تو اس بلا مین مبتلا
ہوا اگرچہ مین وزیر کی دختر ہون تو سمجھتا ہوگا کہ اس کی سعی بکار آمد ہو سکتی ہے لیکن مین قسم کھاتی ہون کہ ہرگز بادشاہ مجرم
کو کسی کی سعی سے نہ چھوڑے گا اگرچہ تو مجرم نہین ہے لیکن اُس کی نگاہ مین تو مجرم ہے اور اگر یہ راز فاش ہو تو علاوہ رسوائی
کے بھی سزائے موت سے نجات ملنا دشوار بات تھی کہ ایک وقت مین بادشاہ میرا خواستگار تھا اور مین نے شادی سے
انکار کیا تھا اور یہ عہد کیا تھا کہ یا تو زندگی بھر شادی نکرون گی اور اگر کرون گی تو سوا بادشاہ کے کسی کے ساتھ نکرون گی
جس وقت بادشاہ میری بدعہدی سنے گا تو کیا تجھے چھوڑ دے گا یا مجھے جواب نہ آئے گا غرض اب تو وہ درد پیدا ہوا ہے جس کی
دوا لقمان کے پاس بھی نہین ہے جان کسی صورت سے بچ نہین سکتی اب مین یہ کہتی ہون کہ مجکو میری محبت سے یہ ملا کہ جان
بھی جاتی ہے لہذا اب مین بخوشی کہتی ہون کہ اس وقت مین اگر تیری جان نہین بچا سکتی تو تیری اطاعت کرنے کو موجود
ہون اگر تو نے میری حرمت کے واسطے اپنی جان عزیز سے قطع نظر کی تو مین بھی کچھ لحاظ و پاس اپنی عزت و عصمت
سب نثار کرتی ہون اسوقت تیرے لئے مثل ایک کنیزک کے حاضر ہون جو حسرت تیرے دل مین ہو پوری کرلے مجھے ہرگز
انکار نہوگا سوداگر بچے نے ایک ٹھنڈی سی سانس لی اور کہا اے وزیر زادی جب مرنے کا گمان بھی نہ تھا اُسوقت تو مین
تیری عزت کا درپے نہوا ورنہ بہت روز تک عیش کرتا اب چند ساعت کی زندگی کے واسطے عصمت مین داغ لگا کر اپنے
کو تیری نظر مین حقیر بناؤن یہ مجھے منظور نہین ہے بس تم اتنا کرنا کہ جب قرآن پڑھنا تو ثواب مجھ کو بھی بخشدینا کہ ہم سبق تھے

اس کے یہ باتیں سنکے وزیرزادی نے کہا کہ اچھا تو ایک بات میری گوش ہوش سے سنو قاعدہ یہ ہے کہ جب مجرم توپ پر
باندھا جاتا ہے تو منہ اس کا توپ کے منہ کی طرف کر دیا جاتا ہے اور تم بادشاہ سے عرض کرنا کہ میری پشت توپ کے منہ کی
طرف کر دی جائے یہ بات ہرگز نہ بھولنا اور دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ ہر طرف دیکھتے رہنا جس طرف سے بھی کوئی
لشکر آتے دکھائی دے تم اسی کی طرف دیکھتے رہنا ہم آئیں گے اور وقت آخر تمہیں صورت دکھائیں گے اور تمہاری
شکل دیکھیں گے وہ وقت انہیں باتوں میں گذر گیا قرآن پڑھنے کی نوبت بھی نہ آئی سوداگر بچے نے کہا کہ اب صبح ہوا
چاہتی ہے خدا حافظ یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور حسرت سے وزیرزادی کی طرف دیکھکے رخصت ہوا دونوں کی یہ حالت تھی
کہ موت سے پہلے مردنی چھا گئی تھی اور قوت سلب ہو گئی تھی محمود شاہ پیادہ بنا ہوا یہ تمام کیفیت چھپے چھپے دیکھا کیا اور
باتیں سنا کیا جس وقت سوداگر بچہ رخصت ہوکے چلا تو یہ بھی جلدی سے اسی کمند کے ذریعہ سے اترکر ایوان شاہی کی
جانب روانہ ہوا سوداگر بچہ کوٹھے سے اترکر اپنے دوست کے گھر کی طرف چلا وزیرزادی جہاں تک سامنا رہا سوداگر بچہ
کو دیکھا کی جس وقت سوداگر بچہ نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تو یہ پلٹکے چلی آئی محمود شاہ کو مکان میں پہونچتے پہونچتے
صبح ہو گئی تھی اور دل اس کا بیتاب تھا کہ اس مقدمہ کو جلدی میں طے کروں یہ آتے ہی لباس بدل کے کپڑے پہن کے
دربار میں آیا تلوار سامنے رکھکر بیٹھا اور کوتوال شہر کو طلب کیا کوتوال ڈرتا ہوا آیا کہ آج کیا بات ہے جو بادشاہ نے کیوں
یاد فرمایا ہے کس واسطے بلایا ہے سامنے پہونچکے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے کوتوال فلاں محلہ میں جو سوداگر رہتا ہے اس کے
بیٹے نے وزیر کے گھر میں چوری کرنے کا قصد کیا تھا وہ گرفتار ہوا ایک دوست نے اس کے اس کی ضمانت کی دوست
اس کا فلاں مقام پر رہتا ہے اس کے پاس جاؤ اور سوداگر بچہ کو لے آؤ اور اگر سوداگر بچہ بھاگ گیا ہو تو اس کے دوست
کو گرفتار کر لاؤ کہ اس نے ضمانت کی تھی کوتوال یہ حکم پاتے ہی روانہ ہوا یہاں سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان پر اپنے
دوست کے پہونچا تھی کہ کنڈی کھڑکائی مرزا صاحب نے آواز دی کہ کون کہا میں گنہگار ہوں مرزا صاحب مکان سے باہر نکلے
سوداگر بچے کو دیکھا کہا تم کیوں آئے کہیں چلے کیوں نہ گئے سوداگر بچے نے کہا کہ اے بھائی میں احسان فراموش اور
محسن کش نہیں ہوں ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ کوتوال پہونچ گئے کہا کہ شب کو وزیر کے مکان میں کون چوری
کرنے گیا تھا مرزا صاحب نے کہا کہ ہم گئے تھے کوتوال نے کہا کہ چلئے کہا چلو سوداگر بچے نے کہا کہ چوری میں نے کی تھی
انہوں نے میری ضمانت کی تھی چور میں ہوں اور ضامن یہ ہیں مرزا صاحب نے بگڑ کے کوتوال سے کہا کہ آپ کی عقل کہاں
گئی ہے یہ کل کا لونڈا ہے کیا چوری کرے گا چوری کرنے والوں کے بڑے دل گردے ہوتے ہیں ہم وزیر کے گھر میں چوری کو گئے
تھے بہت سا مال ہاتھ بھی نہ لگا اتنے میں پکڑے گئے کوتوال حیران تھا کہ کسے چور سمجھوں کسے ضامن جانوں کہا آپ دونوں
صاحب چلئے بادشاہ روبرو آپ ہی پہچان لے گا مرزا نے کہا بادشاہ کیا پہچانے گا اس غریب بے گناہ کو ناحق جانے یہ کس ہے
بیچارہ حق دوستی ادا کرنے کو زبردستی مجرم بنا جاتا ہے کوتوال نے دونوں کو حراست میں لیا اور سامنے بادشاہ
کے لاکر پیش کر دیا اور عرض کی کہ حضور دونوں کہتے ہیں کہ ہم چور ہیں اب کسے ضامن سمجھیں کسے چور بادشاہ نے کہا ہمیں
معلوم ہے کوتوال سے سوداگر بچے کو بتایا کہ اسے پکڑ لو یہ چور ہے اور یہ مرزا ضامن ہیں چور نہیں مرزا نے کہا اے بادشاہ
عادل اگر آج تو نے اسے قتل کیا تو عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائے گا اس لئے کہ یہ بے گناہ ہے بادشاہ نے کہا کہ
بس حق دوستی ادا کرنے کا وقت گذر گیا اب یہ توپ پر باندھ کے اڑا دیا جائے گا اے کوتوال لے جاؤ اس کو اور توپ
کے منہ پر باندھ دو ہم بھی آتے ہیں تماشا اس کی موت کا دیکھیں گے کہ مرتے وقت بھی ایسے مجرم کو کچھ ندامت اپنے فعل
سے ہوتی ہے یا نہیں کوتوال سوداگر بچے کو گرفتار کئے ہوئے میدان میں لایا سامنے توپ کے باندھ دیا اس وقت
مرزا صاحب نے اینٹیں اور پتھر لالا کے سامنے توپ کے جمع کرنا شروع کئے ایک چبوترہ باندھ دیا اتنے میں سواری
بادشاہ کی آئی مرزا صاحب جلدی سے اچک کے چبوترے پر کھڑے ہو گئے کہ شاید بادشاہ کہتے ہی حکم دیں تو میں

میں اسی کے ساتھ اڑ جاؤں لوگوں نے منع کیا کہ تم سامنے نہ کھڑے ہو کہا اس میں بھی کچھ کسی کا اجارہ ہے کیا ہم اپنی جان
کے مالک بھی نہیں ہیں بادشاہ تو دوسروں کی جان کا مالک ہے محمود شاہ نے یہ سب تماشہ بھی آنکھوں سے دیکھا کہ مرزا
اب تک مرنے پہ آمادہ ہے یہ ضرور اپنی جان دیدے گا اب جلادوں نے اگر ان مہتاب روشن کر کے توپ کے منہ پر مسلط کیا
اس وقت جلاد نے حکم طلب کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اڑا دے مجرم کو جلاد نے عرض کی کہ یہ مرزا بھی اپنی جان پر کھیلے
ہوئے ہیں بادشاہ نے کہا اسے بھی اڑا دو اسوقت جلاد نے سوداگر بچے سے کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے تو سنتا ہوں اس نے کہ
وقت آخر تیرا ہے سوداگر بچے نے کہا کہ کوئی حسرت میرے دل میں نہیں ہے لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ میں توپ پر پشت
کی طرف سے باندھ دیا جاؤں جلاد نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ اپنی حسرت بیان کرتا ہے بادشاہ نے کہا کچھ
مضائقہ ہے اس کی پشت توپ کے منہ کی طرف کردو جلادوں نے آکر سوداگر بچہ کو کھولا اور پشت اس کی توپ کے منہ
کی طرف کردی کہا اور کچھ حسرت ہے کہا اتنا اور عرض کردو بادشاہ سے کہ ایک نقابدار سبز پوش میرا دوست ہے شاید وہ
کسی سے خبر پاکر میرے دیکھنے کو آئے تو کچھ دیر اس کے انتظار کا امیدوار ہوں جس وقت وہ نقابدار آجائے اسوقت
جنھوں حکم موت دیں بادشاہ نے اس عرض کو بھی قبول کیا لیکن سوداگر بچے کی پہلے نظر مرزا صاحب پر پڑی دیکھا کہ سامنے
توپ کے مرزا نے بہت سے کنکر پتھر جمع کر کے چبوترہ بنایا ہے اس پہ چبوترے پر آپ تن تنہا کھڑے ہیں سوداگر بچہ
نے تڑپ کے کہا کہ عزیز یہ کیا حرکت ہے کہا تیرے مرنے سے میری جان بچ جائے گی مرزا نے کہا کہ تسکین ہو جائے گی سنتا
ہے کہ فلاں شخص مرگیا وہ مرگیا تو ہم بھی مرگئے زندہ رہے کونسا کون اٹھائے سوداگر بچے نے کہا کہ بھائی تمھاری
جوان ہے بیاہی لڑکی بیوی ہے ان کی کون خبر لے گا مرزا صاحب نے کہا کہ جو شکم مادر میں خبر لیتا ہے آغوش لحد میں خبر لیتا
ہے میں کیا اس سے بڑھ کے خبر لینے والا ہوں اب جہاں تم وہاں ہم تم ابھی بچہ ہو ناتجربہ کار ہو راستہ عدم سے پر خطر
مقام کا در پیش ہے ہم تمکو تنہا نہ لیں گے سوداگر بچے نے دیکھا کہ یہ ٹلنے والے نہیں ہیں میرا اصرار بیکار ہے اب اس نے
سوا کی طرف نظر کی دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار چلا آتا ہے اس نے آتے آتے قریب میدان کے
ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور ایک ٹکڑا رسی کا اس کے ہاتھ میں تھا جلدی سے ایک سرا اس کا درخت میں باندھا
اور دوسرے سرے میں پھندا لگا کر اپنے گلے میں پہن لیا اور وقت کا منتظر ہو لیا کہ ادھر توپ پر بتی دی جائے ادھر
میں جھٹکا ماروں اور کام اپنا تمام کروں یہ بھی محمود شاہ نے دیکھا اب جلاد صرف حکم سوم کا منتظر ہے لیکن بادشاہ
تیسرا حکم نافذ نہیں کرتا وزیر برابر بادشاہ کے کھڑا تھا بادشاہ نے وزیر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے وزیر جانتے
ہو کہ یہ نقابدار کون ہے وزیر نے عرض کی کہ میں آگاہ نہیں بادشاہ نے کہا یہ وہی دختر نیک اختر آپ کی ہے جس کو ہمارے
عقد سے انکار تھا اور آج اس سوداگر بچے کی محبت میں جان دینے کو آئی ہے اور گلے میں پھانسی لگا کے کھڑی ہوئی ہے
بس اسی منہ پر تم اسے عصمت دار اور عبادت گذار کہتے تھے وزیر تھرانے لگا اور عرض کی کہ کیونکر عرض کروں کہ یہ
میری دختر ہے اور نقابدار بنی ہوئی اس مقام پر کھڑی ہے آجتک تو وہ کسی عزیز کے یہاں بھی سوار ہو کے نہیں گئی
سو نرسے میں بلکہ ہاں اپنے باغ میں بیٹھک کو سے پری سوار ہو کے پھرتی ہے ہوادار پر بھی پیدل بھی بادشاہ نے
کہا کہ جاؤ تم اور نقاب کسی حیلے سے ہٹا کے دیکھ آؤ لیکن لٹے اس طرح بے پردہ کرنا کہ اور کوئی دیکھے نہ اس پر کوئی
بدعت کرتا اس کا اختیار تمہیں نہیں ہے بلکہ میرے ہے وزیر نے عرض کی کہ جبتک غلام ابھی جاتا ہوں اور ابھی آتا ہے یہ کہکر وزیر
مرکب کو اپنے بڑھا کر اس درخت کے نیچے آیا جہاں نقابدار کھڑا تھا قریب پہونچ کے وزیر نے پوچھا کہ اے نقابدار تو کون
ہے جواب ملا کہ بندہ خدا وزیر نے کہا کہ بندہ خدا تو سبھی ہیں تیرے ماں باپ تجھے کیا کہکے پکارتے ہیں کہا نور نظر لخت جگر
کہا اور لوگ کیا کہتے ہیں کہا جسکا جو درجہ ہوتا ہے وہ اسی کے موافق پکارتا ہے آخر وزیر نے جھلا کے نقاب منہ سے کھینچ
لی دیکھا تو وہی آفتاب حسن ہے وزیر نے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی بس تیوری اس کے بدل گئے اور کہا کہ بس باوا جان اسوقت

بہتر یہی ہے کہ آپ میرے پاس سے چلے جائیے میں کوئی دم کی مہمان ہوں ادھر آواز توپ کی ہوئی اُدھر پھندا کھینچا اگر میں
تنگ خاندان نکلی تو قصہ پاک ہوا اچھا ہو تم اب میرے چپ رہو مرنے کے بعد آپ کسی کو تسلے میں ثبوت دیجئے گا کہ یہ راز فاش
ہو کہ بادشاہ کی بیٹی کی لغت تھی وزیر نے یہ جو دیکھا اور چپکا ہو رہا ہوا بادشاہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی جو کچھ زبان جاہ
نے ارشاد کیا بہت بجا و درست ہے میں اس شخص دیدہ کو افسانہ جانتا تھا اور اچھا ہوا کہ حضور نے اس سے عقد نہ کیا تھا اب
مجھے معلوم ہوا کہ یہی سبب تھا جو وہ عقد سے انکار کرتی تھی یہ سنکے بادشاہ نے وزیر سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کا حال دریافت
کر لاؤ خوش نصیب اس کے جس کو خدا ایسی پاک دامن دختر عنایت کرے وزیر میں اس واقعہ سے خوب آگاہ ہوں
دختر تمہاری اس سوداگر بچے پر عاشق ضرور ہے اور سوداگر بچہ بھی اس پر عاشق ہے لیکن دونوں میں پاک محبت ہے اب تو وقت
تک ایک نے دوسرے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا یہ سوداگر بچہ تمہاری دختر کو روز قرآن پڑھانے جاتا تھا میں پیادہ بنا ہوا
جاسوسی کر رہا تھا میں نے اس کو کوٹھے سے اترتے دیکھکر گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اس نے سبب کو چور بتایا اور
راز محبت کو چھپایا مجھ سے رات بھر کی مہلت مانگی میں نے اجازت نہ دی اس نے اپنے باپ کی ضمانت چاہی وہ بھی ضامن
ہوا آخر یہ جو میرزا صاحب کھڑے ہیں یہ اس کے دوست ہیں انہوں نے ضمانت کی میں نے چھوڑ دیا کہ مجھے یہ فکر تھی کہ چور
یہ جو مہلت طلب کرتا ہے تو اب کہاں جائے گا یہ اسی مکان پر پہنچا میں ساتھ ساتھ تھا لیکن چھپا ہوا اس نے تمہاری دختر
کو جگایا مگر ہاتھ نہیں لگایا اور اس سے رخصت ہوا جب اُسے اس کے مرنے کا یقین ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر تو نے
اپنی جان میری خاطر پر نثار کی تو میں اپنی عصمت تجھ پر نثار کرتی ہوں جو تیرے دل میں حوصلہ ہو پورا کر لے اس نے
انکار کیا اور چلا آیا اے وزیر شکر خدا کرتا ہوں کہ میرے عہد حکومت میں اور میرے ملک میں اس وقت ایسے پاک
دامن اور نیک خصال مرد و عورت موجود ہیں اب تم اپنی دختر کو لیجا کے سامان شادی کا کرو اور سوداگر بچے کو میں لیے
جاتا ہوں اور سامان شادی کا کرتا ہوں وہ تمہاری دختر اور یہ آج سے میرا بیٹا ہے یہ کہکر بادشاہ قریب آیا اور اس لڑکے
اس سوداگر بچے کو لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ابھی قتل کا سامان تھا ابھی رہائی کا حکم ہو گیا سوداگر بچے کو تو چپ سے منہ
سے کھول دیا بادشاہ نے جوش محبت میں سوداگر بچے کو گلے سے لگایا اور تخت پر اپنے پاس بٹھایا جس پر لوگ [illegible]
تھے اب بادشاہ میرزا کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ بس تم تو میں قتل کرنے پر آمادہ تھے آؤ تلوار مارو میرزا نے عرض
کی کہ کیا مجال غلام کی بیشک اس وقت تک میرا یہی قصد تھا کہ اب تو میں جان نثار اور بندہ بے دام ہوں بادشاہ نے فرمایا
کہ دوست میں نے آج دیکھا اے میرزا اس سوداگر بچے جیسا مرد دیکھا اور شہزادی سے زیادہ نیک عورت نہ تجھ
جیسا کہ یار وفادار میں نے تم کو اپنی تمام فوج کا سردار کیا میرزا کے لئے اسی وقت خلعت آیا جس وقت یہ خبر سوداگر بچے
کے ماں باپ کو پہونچی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائیں یا تو وہ بھی آمادہ مرگ بیٹھے تھے کہ اب کوئی دم میں توپ
کی آواز آیا چاہتی ہے اب یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ نے تمہارے فرزند کو اپنا بیٹا کیا اور وزیر کی دختر کے ساتھ شادی ہونے
والی ہے تم حاضر دولت پر حاضر ہوا ہزاروں دعائیں دینے لگا بادشاہ کو بڑی دھوم سے دونوں کی شادی
ہوئی اُن کو اپنی نیک نیتی کا یہ پھل ملا کہ زندگی بھر کے واسطے رنج مفارقت جاتا رہا ایک دوسرے کے وصل سے
شاد کام ہوا جس طرح ان کے دن پھرے اسی طرح سب سننے والوں کے دن پھریں جب یہ کہانی تمام ہوئی تو ملکہ کی
نیند اُڑ گئی کہا اے شیدہ تجھے تو غضب کی کہانیاں یاد ہیں مجھے جو کچھ تیری مالک دیتی ہے میں اس سے چوگنا دونگی
تو میرے پاس رہا کر بڑھیا نے کہا واری مجھے عذر کیا ہے میں تو قدر دان ڈھونڈتی ہوں اب ملکہ کی یہ حالت ہوگئی کہ دن
رات دل ہی دل میں نیند نہیں آتی بڑھیا نے عرض کی کہ کیا نیند نہیں آتی ملکہ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ بیان کیا اُس کی تصویر میری
آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے کہ بادشاہ ہو تو ایسا ہو اور مرد ہو تو ایسا ہو عورت نیک خصلت ہو تو ایسی ہو اور یار وفادار
ہو تو ایسا ہو جیسے وہ میرزا تھے بڑھیا نے کہا کہ ابھی آپ نے سنا ہی کیا ہے ابھی ایسی کہانیاں سناؤں گی کہ یاد کیجئے گا میری

کہانی کا اثر یہی ہے کہ نیند اُڑ جاتی ہے میں نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے کہ جب نیند اُڑ جائے تو وہ دوا کھا لینے سے فوراً نیند آجاتی
ہے ملکہ نے کہا کہ وہ دوا کیا ہے بڑھیا نے عرض کی کہ وہ کوہ مرستان کی خاک ہے جو شخص اس کی چٹکی پھانک لے خوب نیند بھر کے
سوے ملکہ نے کہا کہ کوہ مرستان کہاں ہے بڑھیا نے عرض کی کہ صبح کو میں بہت سی خاک منگا دون گی تھوڑی سی تو اسوقت
بھی میرے پاس موجود ہے آپ اسے نوش کیجیے اگر نیند نہ آئے تو میرا ذمہ میں تو بسبب پیرانہ سالی کے اکثر اس خاک کو
کھایا کرتی ہوں خوش ذائقہ بھی ہے قوت دار بھی اور نیند لانے میں تو اکسیر کا حکم رکھتی ہے یہ کہکر ایک پڑیا نکالی اور اس میں
سے ایک چٹکی ملکہ کو چٹائی اور تھوڑی تھوڑی سب انیسون جلیسون کو دی جس نے چاٹی اس نے تعریف کی واقع میں
بہت شیرین اور نہایت عمدہ ہے اور دم بھر میں سب پر غنودگی چھا گئی دراصل یہ دارو بیہوشی تھی کہ سب بیہوش
ہوگئے بس طیفور نے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ ملکہ کا باندھ کر پشت پر لگایا اور قنات پاک کرکے
سے نکلا کہیں گتے کی چال چلا کہیں سانپ کے روش زمین پر پڑے پڑے یہاں تک کہ جب دور نکل گیا تو جانب لشکر اسلام
روانہ ہوا وہاں خواجہ خضران کو پیچھے خیال آیا کہ عیار صاحبقران کا آیا ہوا تھا تیور اس کے بُرے تھے ایسا نہو کہ ملکہ
کو لیجائے اور وہاں پہونچتے ہی کسی کے ساتھ عقد ہو جائے تو فرامرز اپنی جان ہی دیدے گا بس انھوں نے ایک عورت کو
بھیجا کہ جاکے خبر تو لا کہ ملکہ کے یہاں کیا ہو رہا ہے وہ عورت اسوقت پہونچی کہ طیفور خاک کوہ مرستان کی تعریف کرکے
سب کو چکھا رہا تھا اس نے آکر سب کیفیت خواجہ سے بیان کی کہ ایک بڑھیا کہانی کہنے والی کہیں سے آئی ہے اس نے ایسی
کہانی کہی کہ ملکہ کی نیند اُڑ گئی اس نے کوہ مرستان کی خاک سب کو چٹائی ہے اور کہا ہے کہ اس سے خوب نیند آتی ہے یہ سنکے خواجہ
فکر میں گئے کہ یہ کوہ مرستان کی خاک کیسی ایسا نہو اس میں کچھ فریب ہو لشکر سے آگے دروازہ منڈی کا بند کیا اور روان
آپہنچے میں ملکہ کے گئے یہاں عجب ماجرا دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہے ملکہ غائب ہے مسہری خالی پڑی ہے قنات چاک
ہے انھوں نے پیرے کو دیکھا تو پہچانا کہ طیفور کا پیرا ہے بس انھوں نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا اگر یہ لشکر میں ہو گیا
تو پھر کچھ نہ بنے گا بس اُسی وقت یہ قریب کے راستے سے پئے شاطری مارتے ہوے چلے اور یہ کوشش کی کہ میں کسی طرح
منزل اول پر طیفور سے پہلے پہونچ جاؤں راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت خضران اُس چال سے گئے ہیں جس رفتار
سے عمرو خانہ کعبہ سے ڈھائی دن میں آئے تھے راستے میں ایک چوکی پڑتی ہے مسافر اسی جگہ قیام کرتے ہیں اور دم
لیتے ہیں اس چوکی پر ایک مرد باخدا رہتا ہے کہ نام اُس کا فہیم عابد ہے جو گذرتا ہے اسی طرف سے گذرتا ہے خضران بصورت
مرد مسافر پہونچے دیکھا کہ فہیم عابد بیٹھا ہوا ہے خضران نے کہا کہ کوئی اور مسافر تو اس طرف سے نہیں گیا ہے فہیم عابد نے
کہا کہ بہت دیر سے کوئی راہگیر نہیں دکھائی دیا اور نہ رات کو اس طرف سے لوگ آتے جاتے ہیں بلکہ جب تک صاحب
جادو اور مصاحب جادو زندہ تھے اُسوقت تک تو ایک ہی آتا جاتا نہ تھا تو اکثر لوگ آتے جاتے ہیں جب سے جلکے مرے ہیں
ساحرون ہی کے ڈر سے یہاں بود و باش اپنی اختیار کی تھی خضران نے تھوڑی دیر رک کے حقہ مانگا فہیم عابد نے حقہ
لا کے رکھا خضران نے کہا تم آگ نکالو میں چلم بھرے دیتا ہوں فہیم عابد چقماق سے آگ نکالنے لگا اور خواجہ خضران
نے چلم خالی تمباکو میں بہت سی دارو بیہوشی ملا دی کہ جیسے ہی اتنا ہوا جب حقہ تیار کرکے رکھا گیا خضران نے کہا
کہ رات کا وقت ہے اور ابھی مجھے دور جانا ہے حقہ سلگاؤ کہ دو گھونٹ میں بھی پی لوں فہیم عابد نے آگ کو دھونک کے دم
لگایا اور منہ سے دھواں نکالا اور فہیم عابد بیہوش ہو کے گرے خواجہ نے آئینہ دیکھ کر صورت اپنی فہیم عابد کی ایسی
بنائی اور فہیم عابد کو اُٹھا کے حجرے میں ڈال دیا قضائے کار اتفاقات روزگار طیفور بادیہ گرد پشتارہ بدوش پئے شاطری
مارتا ہوا چلا آتا ہے اور دل میں خوش ہے کہ اب اسے لے کر صاحبقران کے پاس پہونچا اور عقد پڑھا لیا کہ امیر عہد کر چکے ہیں
نہایت خوش ہے اسی خوشی میں اس کو پاخانہ معلوم ہوا اب یہ پریشان ہوا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں ذہن میں یہ آئی
کہ چل کر فہیم عابد سے پانی لینا چاہیے یہ خیال کرکے چوکی پر آیا دیکھا تو فہیم عابد بیٹھے ہوے ہیں حقہ پینے لگا ہوا ہے عابد

نے کہا کہ حقہ پیتے جاؤ طیفور نے کہا کہ تھوڑا سا پانی دو میں رفع حاجت کو جاؤں گا فہیم عابد تلی نے جلدی سے ایک ٹین کے لوٹے
میں پانی بھر کے دیدیا اب طیفور پشتارہ ساتھ لئے جاتا ہے تو کچھ نازیبا سا معلوم ہوتا ہے کہ معشوق کا پشتارہ اور پاخانہ میں جائے
ساتھ آداب عشق کے خلاف سمجھکر پشتارہ زمین پر رکھدیا اور عابد سے کہا کہ اسے دیکھتے رہنا فہیم عابد نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں
تم جاؤ طیفور تو جنگل کو چلا گیا اور یہاں خضران نے جلدی سے پشتارہ کھول کر ملکہ کو پشتارے سے نکال کر زنبیل میں ڈال لیا
اور فہیم عابد کو کوٹھری سے نکال کر پشتارے میں باندھ کے رکھدیا اور آپ اسی طرح حقہ لگا کے بیٹھ رہے طیفور پاخانے سے فرصت
کرکے آیا جلدی سے پشتارہ دوش پر لگایا اور چلتا ہوا خضران نے فہیم عابد کی کل کٹھری کر لی جو کچھ اس خیمہ کے حجرے
میں رکھا تھا اٹھا کر زنبیل میں رکھا اور جانب لشکر روانہ ہوے ملکہ کو تو اسی طرح اس کے پلنگ پر لٹا دیا اور آپ اپنے حجرے میں
چلے گئے جب صبح کو آنکھ ملکہ کی کھلی تو پوچھا تھا کہ بڑھیا کہاں ہے خواصوں نے عرض کی کہ ملکہ کیا کہیں کوہستان کی خاک کا
ایسا اثر تھا کہ ہم میں سے کسی کو بھی ہوش نہ رہا معلوم ہوتا ہے وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے کو چلی گئی خیر شام تک آہی جائے گی
ملکہ نے کہا اگر نہ آئے گی تو میں بلوا بھیجوں گی وہ بیچاری تو بتا ہی گئی ہے کیا کہوں میں بھی ایسی غافل ہوئی کہ ہوش ہی نہ رہا جان
تو یہ رنگ ہیں کسی پر ثبوت بھی نہیں ہوا کہ کیا گذری لیکن اب حال طیفور کا سنئے کہ جس وقت طیفور پشتارہ بدوش
خدمت میں صاحبقران والیشان کے پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ وعدے کے موافق میرا عقد کر دیجئے فرمایا ان
اگر ملکہ رضامند ہوگی تو مجھے کچھ عذر و انکار نہ ہوگا میں تجھ سے وعدہ کر چکا ہوں ملکہ کو ہوشیار کر میں پوچھ لوں طیفور نے پشتارہ
کھولا اب جو نظر پڑی ہے تو ڈیڑھ بالشت کا ڈاڑھا کھچڑی بال ایک مرد بدصورت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسی سے ہی ٹھہری
بلاؤ کسی کو اسی کے ساتھ اس کا عقد پڑھ دو طیفور حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے میں کس محنت و مشقت کے ساتھ ملکہ کو لایا شاید
کیا ملکہ کوئی بلا ہے ادھر ہوا لگتے ہی فہیم عابد کو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک بارگاہ آسمان جاہ میں پایا کہا کیا اچھا خواب میں
دیکھ رہا ہوں واہ رے تیری قدرت کہاں میں کہاں یہ بارگاہ صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے بیان کر فہیم عابد
نے کہا کہ میں چوکی پر رہتا ہوں مسافروں کی خدمت کرتا ہوں فہیم عابد میرا نام ہے آپ کیوں پوچھتے ہیں فرمایا کہ تم کیونکر یہاں
آگئے اس نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں مجھے کون لے آیا طیفور نے کہا کہ کمینے تجھے تو پانی کا دیا تھا فہیم عابد نے
عرض کی کہ میں نے تو لوٹا دیا تھا کچھ نہیں دیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اسی منہ پر تو عمرو کی جانشینی کا دعوی
کرتا ہے کیونکر تیرے ہونٹوں پہ پیاز کٹ گئی اور مجھے خبر نہ ہوئی بلاؤ قاضی کو کہ پڑھ دے عقد اسی کے ساتھ طیفور نے عرض کی کہ یا
صاحبقران جس وقت میں چوکی پر پہونچا ہوں تو مجھے پاخانہ ایسا معلوم ہوا کہ ضبط نہ کر سکا تو میں نے اسی فہیم عابد سے لوٹا مانگا
اور پشتارہ اسی کی نگہبانی میں دیدیا تھا جتنی دیر میں میں پاخانہ پھر کے آیا اتنے عرصہ میں نہیں معلوم کیا ہوا صاحبقران نے
طیفور پر بہت لعنت ملامت کی اور اس کے بعد فہیم عابد کو کچھ دے کر رخصت کر دیا یہ بھی حیران تھا کہ میں کس عالم میں
تھا یہ واقعہ کیا گذرا طیفور نے کہا یا امیر درویش کے کمال کی بہت بہت سنی ہے یہ درویش کا کمال تھا جس نے مجھے
دھوکا دیا خراب جاتا ہوں کان لیجئے کہ کہیں نہ چھوڑوں گا لیکن جس وقت میں ملکہ کو لے کے آؤں اسی وقت عقد میرا
کر دیجئے گا فرمایا کہ جب میں وعدہ کر چکا ہوں تو مجھے عذر ہی کیا ہے تم کہیں ملکہ کو تو لاؤ طیفور دوبارہ جانب لشکر درویش
روانہ ہوا ہرکارے درویش کے لگے ہوئے تھے یہ تمام خبر ہرکاروں نے جاکر درویش سے بیان کی خضران بہت ہنسے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طیفور جھلایا ہوا پھر آتا ہے جب یہاں خواجہ خضران نے ایک بڑھیا حبشن کو زنبیل سے نکالا کہ ملک زنگبار
کی لوٹ میں اسے پکڑ کے زنبیل میں رکھ لیا تھا عمرو تلی کے وقت سے یہ زنبیل میں تھی خواجہ نے اس کو زنبیل سے
نکالا اور فرمایا کہ تو نے کبھی اپنی صورت بھی دیکھی ہے اس نے عرض کی کہ عہد شباب میں میں نے اپنی شکل دیکھی تھی اس وقت
سے آئینہ ہی نصیب نہ ہوا کہ اپنی شکل دیکھ سکتی خواجہ نے اس کی حالت پر عبرت کی اور آئینہ نکال کر اس کو دکھایا تو جس
کو اپنی صورت سے متنفر تھا خواجہ نے اس کے بعد سب سامان کچھ ابرو کی اس کو دکھلائی اور فرمایا کہ اگر تمہاری صورت

ایسی ہو جائے تو تم بہت خوش ہوگی جبش اس تصویر کو دیکھ کر بیتاب ہو گئی کہنے لگی کہ مصور نے تو ایسی صورت بنائی نہین تم
کیونکر بنا دو گے فرمایا ہو بہو بنا دین گے اور اسی وقت رنگ و روغن عیاری لگا کر چوکا دانتون کا درست کر کے جب اُسے
بالکل ملکہ کی صورت بنا لیا تو پھر آئینہ دکھایا جبش صورت اپنی دیکھ کے نہایت خوش ہوئی خواجہ نے کہا کہ تیری شادی
ایک جوان حسین کے ساتھ ٹھہرا دین گے تو زبان سے کچھ نہ کہنا قاضی پوچھے تو ہنکارا بھر دینا جبش نہایت خوش ہوئی
اب خواجہ نے ملکہ کے خیمہ مین آکر مزاج پرسی کی خواصون کو ہٹا دیا کچھ دیر راز کی باتین کرتا رہا جب تخلیہ ہو گیا تو خواجہ
نے عطر کی روئی سنگھا کر ملکہ کو تو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور جبش کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر لٹا دیا خواصون
کو بلا لیا اور کہا کہ ملکہ کے سر مین درد تھا مین نے دوا سنگھا دی جس سے نیند آگئی ہے اب خبردار پیار نہ کرنا ہم بھی جاتے ہین۔
اپنے لشکر مین آکر سو رہا بیدارون نے فرصت پائی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آکے مصروف آرام ہوئے خواجہ آکر اپنی
مسند پر بیٹھ رہے یہان طیفور جو آیا تو دیکھا اس نے کہ آج تو بالکل سناٹا ہے پس اس نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کے سرنگ
لگانا شروع کر دی دم بھر مین دہن نقب کا مسہری کے نیچے جا کے توڑا اور نکل کے جو دیکھا تو سناٹا پایا بس جلدی سے
لپٹا کر جبش کا ہاتھ منہ کے اسی دہن نقب کے ذریعہ سے نکال لایا آکر لشکر مین پہونچا اپنے خیمہ ہی مین پشتارہ رکھا
خیمہ کو بھی رات مین خوب آراستہ کیا مسہری بچھی دل مین نہایت خوش ہے کہ اب وصل حاصل ہوگا جبش کو پشتارے
سے نکال کر مسہری پر لٹا دیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر مین ملکہ کو لے آیا فرمایا
کہاں ہے کہا میرے خیمہ مین ہے فرمایا چلو مین چلتا ہون ساتھ ساتھ طیفور کے خیمہ مین تشریف لائے یہان ہوا لگنے سے آنکھ
جو اس جبش کی کھلی تو اپنے کو عجیب مقام جنت نشان مین پایا خوشبو پھولون کی چلی آتی ہے مسہری پر ہار لپٹے ہوئے ہین
پھولون کی پنکھڑیون کا بچھونا ہے خیمہ مثل خوابگاہ سلاطین کے آراستہ ہے یہ دل مین نہایت خوش ہوئی صاحبقران نے دیکھا
ارشاد فرمایا اے طیفور ملا قاضی کو عقد کر لے اور اس عورت سے پوچھا کہ تجھے عقد اپنا اس میرے پیارے کے ساتھ منظور ہے
اس نے کس خوشی سے ہنکارا بھر دیا طیفور خوشی خوشی گیا اور قاضی کو بلا لایا صاحبقران نے طیفور کے ساتھ عقد کر دیا
فیصلہ کار اسی وقت اس جبش کو چھینک آئی تڑاق سے چوکا دانتون کا منہ باہر آپڑا تو طیفور پریشان ہوا کہ یہ کیا
ہوا دانت جو اٹھا کر دیکھے تو مصنوعی بنے ہوئے دانت تھے اب تو طیفور نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ روغن عیاری جا بجا
سے چھوٹ گیا کہین سے تو چہرے کی سیاہی جھلکنے لگی اور کہین روغن کی سپیدی باقی رہ گئی طیفور نے کہا کہ ارے تو
کون ہے یہ تو ابلق رنگ ہو گیا جبش ہاتھ کے پنجے کو دوڑی طیفور وہی بیٹھا اس نے کہا یا صاحبقران آپ تو گواہ ہین کہ آپکے
سامنے عقد ہوا ہے کس چاہ سے لایا تھا اور اب یہ مجھے بھاگتی ہے ایسے کہا کہ تجکو اس کے ساتھ نباہنا ہوگا ارے یہ تو کیسے
لے آیا طیفور نے کہا کہ یا امیر اس بلا کو نکلوائیے صاحبقران ہنس رہے ہین طیفور رہا کتنا بھڑکتا ہے اور یہ جبش پیچھے پیچھے دوڑتی
پھرتی ہے آخر طیفور نے شرمندگی کے مارے پیٹ کے ایک ہاتھ مار دیا کہ وہ بیچاری جان بحق تسلیم ہو گئی اب تو صاحبقران
کو طیش آیا فرمایا کہ بس اسی منہ پر خضران سے باتنے عیاری کا دعوی کرتا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے خبردار اب
میرے سامنے نہ آنا طیفور شرمندگی مین خیمہ سے نکل گیا اور کہا کہ یا امیر یہ فدوی کا کوئی کرشمہ کہ دو مرتبہ مین بڑی
محنت و مشقت سے ملکہ کو لایا اور دونون دفعہ ملکہ غائب ہو گئی اب اگر اس فقیہ سے بدلہ نہ لیا تو نام اپنا طیفور نہ رکھا ہوگا
یہ کہکر طیفور تو اسی وقت وہان سے نکل کر روانہ ہوا یہان جو ہرکارے خواجہ کے گئے ہوئے تھے انھون نے ساری
کیفیت جا کے خضران سے بیان کی خضران بہت ہنسے اور کہا کہ اگر ایسے ہی ایسے ہو کر بیرون دھوکا دیجائین تو بڑی بات ہے

چند کلمہ داستان بردوان شاہ پدر ملکہ سیمان تاج ابرو کے بیان کئے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان آہون سے شب غم کی سحر کی نہین جاتی ‖ اشکون سے قیامت کی رسائی نہین جاتی

کس دل کا ہے کیا حال خبر لی نہیں جاتی
لے لیتے ہیں جو چیز تو پھیری نہیں جاتی
ہمکو بھی ہنسا کر کبھی غیرون کو رلاؤ
سیدھی تو کوئی بات کبھی کی نہیں جاتی
رہتا ہے تصور کبھی تصویر تمھاری
بیتابئ دل تم سے جو دیکھی نہیں جاتی
یہ بیخبری قہر ستم ہے یہ تغافل
جو دل میں شکایت تھی وہ اب کی نہیں جاتی
کیون مجھسے خفا ہوگئے کیون پھیر لین آنکھیں
بیشک یہ کمال اپنی تعلی نہیں جاتی

شرمائے چلے جاتے ہو شوخی نہیں جاتی
بوسہ جو نہیں دیتے تو بوسے کی طلب پر
ان کی بھی زبان پر ہو یہ شوخی نہیں جاتی
ہر دم ہے مرا دھیان تری یاد تری دید
تنہا تو شب ہجر بسر کی نہیں جاتی
کیون چھیڑتے ہو جب یہ کہا ہنسکے وہ بولے
پھر چاہنے والون کی خبر لی نہیں جاتی
سنتے ہیں شرارت تری شرمائی ادا پر
آتی ہے طبیعت تو وہ پھیری نہیں جاتی

دل دے کے جو مانگا تو نگہ پھیر کے بولے
منہ پھیر کے گالی بھی کوئی دی نہیں جاتی
آتے ہیں ندیلی ابرو پہ نگہ ہوتی ہے ترچھی
آنکھون میں چمکتی ہے جو بجلی نہیں جاتی
اٹھ جاؤ کہ بیٹھے ہوے ہاتھ اٹھاؤ
معشوق کی طینت میں ہے شوخی نہیں جاتی
دیکھا جو انھیں شکر خدا کرنے لگے ہم
پھر کہدے مری آنکھ سے شوخی نہیں جاتی
کرتے ہیں حسینون سے بہت عشق کے دعوے

راوی بیان کرتا ہے کہ جب اجلال شاہ نے بردوان شاہ کو لکھی کہ اے برادر تم نے اپنی دختر کو ہمارے پاس بھیجا تھا لیکن اُس دختر نے یہ حرکت کی کہ قبل ہمارے پاس آنے کے وہ درویش امیر تتاری کی جاکے مرید ہوئی پیالہ پیا اور اب درویش ہی کے یہان ہے صاحبقران نے اس کے لینے کے واسطے ایک سردار کو بھیجا تھا درویش کے ایک چیلے نے اُسے بھی زیر کرکے مطیع کر لیا اور ملکہ کو لا کھلاتے ہیں وہ یہین آئی لہذا ہم تمھین اطلاع دیتے ہین کہ وہ تمھاری دختر ہے تم جو مناسب جانو وہ اُس کے حق مین کرو اگر ملکہ رضامند ہوتی تو صاحبقران قیامت برپا کر دیتے مگر چونکہ ملکہ خود اُسی درویش کی رضامند ہے اس سے مجبوری ہے جب نامہ اس مضمون کا لیجا کے قاصد نے بردوان شاہ کو دیا پہلے تو بردوان شاہ سمجھا کہ خیریت نامہ ہوگا جب اُس نامہ کو اس شر و فساد سے مملو دیکھا اس کو نہایت غصہ آیا بیٹا اسکا پہلوان زبردست ہے کہ نام اُس کا طماس تیغزن ہے اس نے طماس سے کہا کہ اگر تمکو غیرت و حمیت ہے تو جاکر فقیر کو سزاے معقول دے اور اپنی بہن کو اُس سے چھین لا کہ اُس نے اطاعت درویش کی اختیار کر لی ہے یہ سنکے طماس طیش کھاتا ہوا اُٹھا اور ایک لاکھ جوان صف شکن اپنے ہمراہ لے کر جانب کوہ روانہ ہوا وہان درویش بالے کو دیکھتے تھے کہ جانب ہوا سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا درویش نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور خبر لے کر آئے عرض کی کہ اے مرد با خدا ملکہ سیمان رخ ابرو کا بھائی اپنی بہن کے لینے کو آتا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو تھوڑی ہی دیر مین دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گردے ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے طماس تیغزن پیدا ہوا اور اس نے آکر خیمہ برپا کیا اور وہان سے تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا عین وقت ملنے درویش کے پہونچا کہا کہ او فقیر چہ تو نے کیا حرکت کی کہ شاہزادی کو اپنا مرید کیا یہ جعلسازی اپنی عوام الناس تک رہنے دے اس کی سزاے سخت تجھکو دیجائے گی اور بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر درویش نے کہا کہ بابا فقیر پر کیون غصہ کرتے ہو فقیر کسی کو بلانے نہیں جاتا ہے جو کوئی اپنی خوش اعتقادی سے آکر فقیر کا پیالہ پیتا ہے اُس کا پاس فقیر کو بھی ہو جاتا ہے اگر بہن تمھاری جانے پر رضامند ہو بخوشی اُس کو لے جاؤ مین مانع نہیں اور اگر وہ بخوشی نہ جائے گی تو بجبر ہم اُسے جانے نہ دین گے طماس نے کہا کہ مین ضرور ملکہ سے پوچھون گا درویش نے فرامرز سے اشارہ کیا کہ تم ساتھ جاؤ فرامرز طماس کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ملکہ کے خیمے کے دروازے پر آیا طماس سے کہا کہ آپ پکار کے اپنی بہن کو یہین سے پوچھ لیجئے اگر وہ رضامندی ظاہر کرے آپ لیجائیے طماس نے آواز دی ملکہ اپنے بھائی کی آواز سنکے کسی قدر خائف ہوئی جواب میں دیر کی فرامرز نے آواز دی کہ اے ملکہ بھائی تمھارے لینے کو تمھارے آئے ہیں درویش نے ارشاد کیا ہے کہ اگر ملکہ راضی ہو تو اُس کو لے جاؤ لہذا اگر تمھین اپنے بھائی کا ساتھ دینا ہے تو چلی جاؤ ورنہ اپنی زبان سے کہدو کہ تمھین کیا منظور ہے جس وقت یہ آواز ملکہ کے کان مین پہونچی دل اس کا مضبوط ہوا کہ فرامرز ساتھ ہے اب یہ تجھیر جبر نہ کرنے پائے گا بس اس نے جواب دیا کہ اے برادر مطلق مقدار

میری جانب سے والد ماجد کی خدمت میں تسلیم عرض کیجیے گا اور کہہ دیجیے گا کہ مجھے فقیری اچھی معلوم ہوتی ہے لہذا میں تو نہ جاؤں گی
اگر والد ماجد یا آپ یا اور کوئی عزیز مجھ سے ملنا چاہے تو یہیں آکے مل لے اور مجھے جانا منظور نہیں ہے میں نے دنیا داری کو
ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے یہ سنکر اسفندیار نے جبراً اسکے لے جانے کا قصد کیا فرامرز نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ملکہ رضامند
ہوتی تو مضائقہ نہ تھا اب ہم آپ کو خیمہ میں نہ جانے دیں گے اگر آپ کو اپنے دست و بازو پر بھروسہ یا فوج پر گھمنڈ ہے تو
جا کر طبل جنگ بجواؤ جس کو خدا غلبہ دے وہ ملکہ کو اپنے قبضہ میں کرے یہ کلمہ طماس کے اور بھی خلاف گذرا کہ میری
بہن اور مجھ کو اختیار حاصل نہیں ہے اسی وقت پلٹا اور آتے ہی اس نے طبل جنگ بجوا دیا یہاں فرامرز نے بھی نقارہ فتح
بجوایا دونوں طرف تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں فوجیں وعدہ گاہ
مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئیں درویش بھی تخت پر سوار ہو کر تماشہ دیکھنے کو آئے طماس تیغزن غصہ میں بھرا ہوا
میدان میں آیا اور پکارا کہ او فقیر بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لئے اسوقت ہزبر شیر دل نے فرامرز سے کہا کہ اگر اجازت
ہو تو میں جا کر اس سے سامنا کروں فرامرز نے کہا کہ تم مقابلہ نہ کرو یہ حق میرا ہے یہ کہکر مرکب کو بڑھایا اور سامنے تخت درویش
کے آکر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا درویش نے کہا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے فرامرز سلام رخصت کر کے میدان
میں آیا اور طماس تیغزن سے سامنا کیا طماس تیغزن نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے پر لگا بند بندھنے اور کھلنے
لگے اسی حالت میں فرامرز نے نیزہ طماس کو اپنے نیزے میں پیسنے کے جھٹکا مارا صاف نیزہ ہاتھ سے طماس کے نکل گیا
بس نیزہ نکلتے ہی دنیا نگاہوں میں طماس کے تیرہ و تار ہو گئی تلوار کمر سے کھینچ کے سر پر پڑا فرامرز نے وار رد کرنا
شروع کئے اسی حالت میں فرامرز نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا مارا طماس نے سر نیچے کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی
کہ مرکب طماس کا مرکب آتشبازی ہو گیا چرخ مارنے لگا طماس نے زین خالی کیا اور تلوار کھینچ کر جھپٹا کہ اس کے
مرکب کو بھی بے کر ڈالوں لیکن فرامرز ارادہ اس کا فاسد دیکھکر مرکب سے کود پڑا طماس نے پھر تلوار ماری فرامرز
نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لوں طماس نے تلوار ہاتھ سے پھینک کے گریبان میں
ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دن بھر کی کشتی میں فرامرز نے طماس تیغزن کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا
کہ کیا کہتا ہے اطاعت درویش میں طماس نے درویش کو برا بھلا کہا فرامرز نے باندھ کے عیار کے حوالے کر دیا اور نقارہ فتح
بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور طماس کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے میں بھجوا دیا ملکہ کو خبر ہوئی کہ بھائی میرا اسیر ہوا اس نے
سجدہ شکر کیا کہ اگر طماس غالب آتا تو مجھے چھین کے لے جاتا اور بہت ظلم کرتا لیکن فوج طماس کی پلٹ کر جانب شہر بردوان
روانہ ہوئی بردوان شاہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ فرزند میرا جنگ سر کر کے مع ملکہ آتا ہو گا اتنے میں لشکر کے سپاہی روتے
پیٹتے پہونچے بردوان شاہ نے کہا کہ کیا ہوا کیا فرزند میرا مارا گیا انہوں نے کہا کہ فقیر کے دو چیلے ایسے زبردست ہیں کہ ان سے
عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے فرزند آپ کا دن بھر کی کشتی میں زیر ہو گیا ابھی تک قتل تو نہیں ہوا لیکن قید ہو گئے بردوان شاہ
کو نہایت غصہ آیا بس یہ اپنے مقام سے اٹھا اور ایک مکان تھا میں آیا جہاں ایک بڑا آئینہ لگا ہوا تھا پوشش پڑی ہوئی تھی
بردوان شاہ نے پوشش آئینہ کی دور کر کے آئینہ پر نظر کی اور منہ کی بھاپ دے کر پوشش ڈال دی بعد چند ساعت کے کڑاکا
ہوا اور ایک لکہ ابر آکے شق ہوا اس میں سے ایک ساحرہ تخت پر سوار نمودار ہوئی دو مصاحبین اس کے ساتھ تھیں آتے
ہی پکاری کہ اے بردوان شاہ اسوقت مجھے تم نے کیوں یاد کیا ہے بردوان شاہ نے کہا کہ اے سمالک جادو تمہاری
دوستی و محبت کس دن کے کام آئے گی ایک فقیر پیدا ہوا ہے کہ وہ ہر ایک کو مرید اپنا بناتا پھرتا ہے نوبت بایں جا رسید کہ پہلے
اس نے صاحبزادی کو ایسا پیالہ پلایا کہ وہ اسی کا دم بھرنے لگیں بعد اس کے فرزند میرا اپنی بہن کے لینے کو گیا وہ نہ
آئی الٹا اس کا قلب فقیر نے پلٹ دیا اور بعد اس کے فرزند سے میرے لڑائی ہوئی وہ بھی اسیر ہو گیا میں چاہتا ہوں
کہ فقیر کے ہاتھ سے میرے دختر و فرزند دونوں کو رہا کر دو اور اس فقیر کو ایسی سزا دو کہ آئندہ وہ ایسی حرکات سے باز آئے

پہنچے سماک جادو ولرزنگی اور کہا کہ اے بردوان شاہ تو اس خبر کی حقیقت سے آگاہ نہین ہی کہ یہ کون جا رہی ہی عمرو ثالث
کیا رہی اس نے فقیر بنکر بیتون کو اپنا بنایا اور مصاحب جادو کو مارا اس کا خاندان ہمارے خاندان کا قاتل ہی پہلے بڑے بڑے
ساحر تھے وہ اسی کے خاندان والون نے مارے ساحر ششم سا شخص کہ جو خداوند ساحران تھا اس نے دریا مین پناہ
لی عمرو اول کے ہاتھ سے وہان بھی پناہ نملی عمرو نے دریا مین گھس کے اسے گرفتار کیا اور بیرون دریا لا کے مار ڈالا
اور آج تک جو مین نے روپوشی اختیار کی تھی اور تمہارے پاس کا رہنا ترک کر دیا تھا اس کا سبب یہی تھا کہ مجھے اپنے علم
سے معلوم ہو گیا تھا کہ قاتل میرا اس مقام پر آیا چاہتا ہی تم نے وہ فرمائش کی ہی اور ایسے کام کو کہا ہی کہ جس مین جان جوکھم ہی
بردوان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو جب یہ تم جانتی ہو کہ قاتل ہمارا یہی شخص ہی اور ہیشہ اس کا دھوکا دیتا ہی پھر اس کے
اوپر غلبہ حاصل نہین ہو سکتا تو اس سے سر میدان کیون نہ مقابلہ کر دیا ایسے وقت مین کیون نہ حملہ کرو جب وہ غافل ہو
سماک جادو نے کہا کہ تم نے وہ بات کہی جو عقل کے موافق ہی لیکن تقدیر عقل کے خلاف ہی ہوا کرتی ہی مگر اب سوا اس کے چارہ
کیا ہی مین بھی یہ سمجھتی ہون کہ جب مرنا اسی طرح ہی تو اپنا حوصلہ کیون نہ نکال لین تم اسی مقام پر ٹھہرو مین ابھی جاتی ہون
اور اسے گرفتار کر کے لاتی ہون اور تمہارے سامنے اس کے کباب لگا کے کھاتی ہون یہ کہکر ایک تیلی ہاتھی دانت کی جھولی
سے نکالی اور چند دانے ماش کے پڑھکر اس پر مارے تیلی کو بولی ہون کر کیا حکم ہوتا ہی سماک جادو نے کہا کہ اگر اس وقت
مین جاؤن اور خضران کی گرفتاری کی فکر کرون تو کامیاب ہون گی تیلی نے کہا ہان اسوقت وہ غافل ہی ایسے مقام پر
نہین ہی کہ گرفتار نہو سکے بعد اس کے پوچھا کہ ملکہ کس مقام پر قید ہی اور کیون نہین آئی کہا کہ ملکہ فرامرز پر عاشق ہی اور
فرامرز مرید ہی درویش کا یہ سنکر خضران کے فریب مین پھنسا ہوا ہی یہ سنکے اس نے عشق جادو اور عتیق جادو سے
کہا کہ تم تو ملکہ کو لینے جاؤ اور بادشاہ کے فرزند کو قید سے چھڑاؤ اور مین جاتی ہون خضران کو گرفتار کر کے لاتی ہون
یہ سنکے عشق جادو اور عتیق جادو دونون کڑک کر اڑین اور جانب لشکر درویش روانہ ہوئین اور سماک جادو نے
اور صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی اور اڑ کر جانب لشکر درویش بتلاش درویش روانہ ہوئی لیکن اب

دو کلمہ داستان درویش امیر شاہی اور ملکہ سیمان کج ابرو اور طہماس تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

ماہ رو دلبر ہوا ہی آکر ہمنشین آج
خانقاہ و شیخ ہی ساقی ترا میخانہ آج
کس کا یہ رتبہ ہی اے ساقی زہے میرا نصیب
مین جسے جانا ہون جنس حسن کا بیعانہ آج

غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج
وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون دیر مین
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
لے لیا بوسہ پلٹ کر تیغ ابرو کا منہ پھیر

آ رہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
کیا وہ بت آیا ہی یان اے راہب بتخانہ آج
تیغ ہر مجائے کہ گھٹ جائے مجھے مطلب نہین
کام آئی اپنے آخر ہمت مردانہ آج

راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ سیمان کج ابرو نے فرامرز سے کہا کہ مجھے اب اندیشہ پیدا ہو گیا ہی کہ تم میرے بھائی کو قید سے
رہا کر دو ورنہ باپ میرا ایک ایسی بلا بھیجے گا کہ رہنا دشوار ہو جائے گی فرامرز نے کہا کہ کیا اور کوئی پہلوان زبردست اسکے
یہان ہی ملکہ نے کہا کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اس کا سماک جادو ہی اگر وہ آئی تو قیامت برپا کرے گی فرامرز نے کہا کہ
ساحرہ ہمارے مرشد کا کیا کر سکتی ہی وہ باکمال ہین کہ مصاحب جادو سے ساحر کو پکڑ لیا اور بلندی پر سے جھٹکا ہی مین نے
اپنے ہاتھ سے اس کو چور رنگ ہوائی کیا اگر یہ ساحرہ بھی آئے گی تو ہاتھ سے درویش کے سزا پائے گی ہان مجھے یہ خیال
بیشک ہی کہ جب تک میرا تمہارا نکاح ہو جائے گا اس وقت تک ایسی ہی آفتین آتی رہینگی جب یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ ملکہ
امانت دوسرے کی ہو گئی اسوقت پھر اس کے ناموس کو پہنچنے کا کوئی قصد نہ کرے گا ملکہ نے کہا کہ پیر و مرشد سے جا کر
عرض کرو اگر ایک امر ہونا ہی تو ہو جائے دیر مین قباحت ہی فرامرز نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر ملکہ کے خیمہ سے

لشکر درویش کی جانب روانہ ہوا راستے میں ہزبر شیر دل سے ملاقات ہوئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ آپ کہاں جاتے ہیں
فرامرز نے راز اپنا ہزبر سے بیان کیا ہزبر شیر دل نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور اگر ایسا نہ کیجیے گا تو ملکہ کے چھن جانے
کا خوف ہے خصوصاً لشکر اسلام کے ہاتھ سے کہ وہاں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ ہے نہیں معلوم کیا بھید ہے کہ اسوقت
تک کوئی سردار نہیں آیا آپ کس کس سے مقابلہ کیجیے گا کس کس کو جواب دیجیے گا ابھی روز اولاد صاحبقران سے کوئی بھی
مقابلہ آ گیا اس دن سوا زیر ہو کر مطیع ہو جانے کے چارہ نہ ہوگا اور اگر عقد ہو گیا تو اہل اسلام ملکہ کو ناموس غیر سمجھ کر ادعا
نہ کریں گے یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں خدمت میں درویش امیر شاہی کے آئے اور مدعائے دل اظہار کیا درویش سوچے
کہ اس پر طیفور عیار صاحبقران بھی عاشق ہے ایک مرتبہ تو وہ سندی گیا ہوا اور دوسری مرتبہ جشن کو ملکہ بھگا لے گیا
جس پر صاحبقران نے ناراض ہو کے نکال دیا یہ سب خبریں درویش کو ہرکاروں نے پہونچا دی تھیں اس وجہ سے ان کو ادھر بھی
تامل تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ ملکہ تو فرامرز پر خود عاشق ہو چکی ہے دوسرے کو قبول نہ کرے گی اور اگر قبول نہ کرے گی تو
عقد کیونکر جائز ہوگا صاحبقران بھی اگر عقد کریں گے تو فرامرز ہی کے ساتھ کیونکہ عقد کے بارے میں جبر درست نہیں یہ سوچکر
اٹھ کھڑے ہوئے اور فرامرز سے کہا کہ چلو میں ابھی عقد تمہارا ملکہ کے ساتھ کر دوں یہ فرما کر فرامرز کے ساتھ ہو لئے فرامرز
خواجہ کو لئے ہوئے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ سلام کو اٹھی درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا ملکہ نیچی گردن جھکا لی درویش نے
کہا کہ عقد تمہارا فرامرز کے ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ نے رضامندی ظاہر کی درویش نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور دعویدار پیدا
ہو جائے اگر تمہاری خوشی ہو تو عقد پڑھا جائے یعنے جس کے ساتھ تمہیں منظور ہو اسی کے ساتھ عقد تمہارا کر دیا جائے ملکہ نے
کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ نہ پوچھئے اگر میں دوسرے کی راضی ہوتی تو ان کے ساتھ کیوں چلی آتی اب خواجہ نے صیغہ جاری کرنے
کا قصد کیا تھا کہ بجلی چمکی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں یہاں عقد کے سامان تھے اور وہاں سماک جادو تاک میں تھی کہ خواجہ
کو منڈھی کے باہر پاؤں تو لے جاؤں جس وقت تک خواجہ منڈھی میں تھے کئی مرتبہ سماک جادو سحر غائب کئے ہوئے
نزدیک منڈھی کے آئی لیکن جب اندر جانے کا قصد کیا تو لوٹے سو کوں نے روکا کیونکہ خواجہ اس کے آنے سے بے خبر تھے اور
بے اجازت کیا مجال ہے کسی کی کہ اندر منڈھی کے قدم رکھ سکے لیکن جب خواجہ منڈھی سے نکل چلے ہیں تو سماک جادو کئی
مرتبہ قصد کر کے رہ گئی لیکن بسبب خوف کے اس کی جرات نہ ہوئی کہ خدا جانے کیا افتاد پیش آئے آخر اس نے جان پر کھیل
کر یہ سحر پھونکا یہاں خواجہ حالت غفلت میں تھے گلیم بھی نہ اوڑھ سکے پنجہ خواجہ کو اٹھا کے بلند ہوا لوگوں نے کہا کہ لو وہ برکت
جاتی ہے فرامرز پکارا کہ کہاں آپ تشریف لئے جاتے ہیں درویش نے کہا کہ اپنے خدا سے ملنے کو آسمان پر جاتے ہیں پریشان
نہ ہو اگر حکم ہوا تو ہم پھر واپس آئیں گے یہ کہتے کہتے نظروں سے غائب ہو گئے ساتھ ہی دوسرا پنجہ جا کر زندان خانے میں گرا
اور طہماس تیغزن کو لے کر روانہ ہو گیا اور تیسرا پنجہ فرامرز کو لے گیا اب تو درویش کے لشکر میں غوغا ہوا لوگ شور
کرنے لگے کہ پیر و مرشد ہیں کس پر چھوڑے جاتے ہیں ہم کس کے ہو کے رہیں گے یہ تو غل مچاتے رہ گئے اور پنجے لئے ہوئے
ان کو بلند ہو گئے وہاں بردوان شاہ انتظار میں بیٹھا تھا کہ سماک جادو اور عتیق جادو اور عتیق جادو پہنچیں
عتیق جادو نے تو طہماس تیغزن کو سامنے بردوان شاہ کے لے جا کے ڈال دیا دیکھا بردوان شاہ نے کہ فرزند امیر
غل و زنجیر ہے اس کو کمال رنج ہوا کہ میرا فرزند اور اس حالت سے اور عتیق جادو نے فرامرز کو پیش کیا اور کہا کہ اس
شخص کا نکاح ملکہ کے ساتھ ہونے ہی کو تھا اور یہ آپ کا فرزند ہے ہوا تھا اور سماک جادو نے خضران کو
لیجا کے سامنے بردوان شاہ کے ستون سے باندھ دیا بردوان شاہ نے کہا کہ ملکہ خضران کے علیحدہ صورت اس کی نہیں
ملتی ہے یہ خضران کیوں کہتی ہو ملکہ نے کہا کہ یہ ہیئت بدلے ہوئے ہے آپ صورت اصلی اس کی دیکھیں گے بردوان
شاہ نے کہا کہ ضرور دیکھوں گا بس سماک جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا منہ پر خضران کے مارا تمام رنگ و روغن چھلک
اتر گیا صورت اصلی نکل آئی اب دیکھا تو وہی زیرا سی آنکھیں چمک رہی ہیں پچکے گال پھولے ہوئے ہیں تاگا سی گردن

نکلے تاک پوری ہیئت وہی پائی جو حلیہ عمرو کا مشہور تھا اولاد عمرو اول میں اسعد عمرو سے مشابہ اب کوئی
نہیں جسقدر خضران ہوا اور اسی جھینپنے کے ساتھ خواجہ کو ہوش بھی آگیا جس وقت خواجہ ہوشیار ہوئے تو ملک الموت
کو سر پر پایا دل میں خیال کیا کہ بہت پھنسے مگر خیر اب تو جو کچھ ہو بادشاہ نے آہنگروں کو بلوا کے قید دور کرائی اور اپنے
فرزند کو سینے سے لگایا طلسماس تیغ زن تلوار کھینچکر فرامرز کی طرف چلا کہ قتل کر ڈالوں سماک جادو نے منع کیا
اور کہا کہ جلدی نکرو اب یہ میرے قابو میں آگئے قتل کے کہاں جاسکتے ہیں چونکہ مددگار ان لوگوں کے زمین و آسمان
سے پیدا ہوتے ہیں لہذا پہلے مجھے انتظام کر لینے دو بعد اس کے قتل کرنا باغ کا میں بندوبست کرتی ہوں کہ یہاں کوئی
آنے جانے نپائے بیرون باغ کا انتظام تم کرو کہ کوئی غیر ملک کا آدمی نہ آنے پائے پر وہاں شاہ مع پسر باہر آیا اور فوج کو
طلب کر کے گرد باغ کے حصار کر لیا کہ کوئی آنے جانے نہ پائے وہاں سماک جادو نے یہ انتظام کیا کہ کچھ اسم تعریف پڑھ کر
ایک کیل لوہے کی زمین میں گاڑ دی جس سے تمام زمین آہنی ہوگئی تاکہ نقب کے ذریعہ سے بھی کوئی عیار اندر باغ کے
نہ آسکے اور بالائے باغ ابر سحر قائم کیا کہ کوئی پرندہ تک اڑ کے نہ آسکتا تھا اور گرد باغ کے حصار آتش قائم کر دیا تمام دیواریں
باغ کی آتشی معلوم ہوتی تھیں اور عشق جادو اور عتیق جادو سے کہا کہ ان دونوں کی حفاظت کرو آج طبیعت
میری سست ہے کل صبح کو ان کے کباب لگاؤں گی اور کھاؤں گی کہ انہوں نے بہت دل جلایا ہے خصوصا اس عمرو
ثالث نے کہ ہزاروں ساحروں کو مارا ہے اور یہ دوسرا جو ہے چیلا اس کا یہ فربہ بہت ہے اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوگا
بادشاہ سے کہدیا کہ کسی کبابی کو بھیجدے خضران نے ہرچند واویلا کی مگر سماک جادو نے ایک سماعت نہ کی اور کہا
کہ تو بڑا مکار ہے میں تیرے مکر و فریب سے خوب آگاہ ہو چکی ہوں یہ تو انتظار صبح میں بیٹھی تھی اور فرامرز حیران ہے کہ
مرشد کی تو صورت ہی اور ہے اور نام بھی نیا سنا جاتا ہے یہ ماجرا کیا ہے لیکن کچھ بھی ہو یہ عیار ہوں یا مکار ہمارے تو پیر و مرشد
ہیں کہ انہیں کی بدولت ہم اس مرتبہ کو پہونچے مگر اب

دو کلمہ داستان طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران کے بیان کئے جاتے ہیں

ساقی ساقی پیارے ساقی
بات یہی ہے مانے اگر تو
ہم کی یہی تھی اصل چہیتی
احسان تیرا احسان ہوگا

غم میں نہ رکھ تو کچھ بھی باقی
سچ تو یہی ہے جانے اگر تو
قلب کی جان اور جان کی جان
رندوں کا دل شادان ہوگا

جام پلا بھر بھر کے رکے
کچھ بھی شراب مے کے نہیں ہے
لا کے پلا دے کر تو نہ خست
اب تو مری آئی ہے باری

ہو وہیں جسمیں سے سبکو اپنے
لعنت شراب انکے کہیں ہے
ہوئے گا جو کچھ ہوگی قسمت
دیکھ کسر رہ جائے نہ باقی

راوی بیان کرتا ہے کہ جب طیفور نے خضران کے ہاتھ سے دو مرتبہ زک اٹھائی اور صاحبقران کے روبرو اس کو
ذلت حاصل ہوئی تو اس نے یہ فکر نکال دیا کہ اسی شہر تو دعویدار بانانے عیاری ہوتا ہے جب ایک فقیر نے دو مرتبہ
تجھے دھوکہ دیدیا تو عیار سے تیرا کیا بس چلے گا اگر تو بانانے عیاری کا مالک بھی ہوتا تو یقین ہے کہ سب تبرکات عمرو کے
چھینو لیتا ہمارا اعیار ہو گئے اور ایسا غافل جا نکلا میری بارگاہ سے اور اب منہ نہ دکھانا جب تک کوئی کارنمایاں نہ
کر لینا اور فقیر سے عوض اس کا نہ لے لینا اور اب بانانے عیاری بھی تجھے یوں نہ ملیں گے کہ میں سفارش کر کے خاقان
سے منگوا دوں بدیع الملک تو میری خاطر سے منزوی بھیجدیں گے لیکن تو اس قابل نہیں کہ ان باتوں کا حامل ہو اگر تجھے
جانشینی خضران کا دعویٰ ہے اور شاہ عیاران ہونے کی خواہش ہے تو جا اور خانہ کعبہ میں طلب عیاری تبرکات اپنے
بزرگوں کے خضران سے حاصل کر صاحبقران کو غصہ میں دیکھکر طیفور کو نہایت کوفت ہوئی کہ میں نے کیسی کیسی کوششیں
کیں اور پیر ملک کے لانے میں کامیابی حاصل نہوئی بس یہ بارگاہ سے نکل کر جانب جنگل روانہ ہوا دور و نزدیک پریشان و
سرگردان رہا کبھی تو خیال کیا کہ درویش کو زک دے لوں تو خانہ کعبہ جاؤں کبھی یہ خیال آیا کہ درویش دھوکہ نہ کھائیگا

اس لیے کہ اُسے الہام ہوتا ہے جبتک تبرکات عمرو کے ہاتھ نہ آئیں گے لہذا بہتر یہ ہے کہ پہلے چل کر خضران پر عیاری
کروں اگر کامیابی حاصل ہو تو انہیں تبرکات کے ذریعے سے درویش کو دھوکہ دوں یہ سوچ کر ایک جانب بارادہ سفر خانہ نعیم
چل کھڑا ہوا جاتے جاتے اس کو پیاس معلوم ہوئی اور اس نے وہاں کسی مقام پر نشان چشمہ و چاہ کا نہ پایا یہ حیران و سرگردان
پھر ہی رہا تھا کہ دیکھا اس نے کہ ایک مقام پر جھونپڑا بنا ہوا ہے اور اس میں سے اللہ ہو کی آواز چلی آتی ہے طیفور قریب
اُس منڈھی کے آیا دیکھا کہ ایک مرد درویش بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن کے سوروں کی کر رہے ہیں طیفور سامنے جا کے
کھڑا ہوا کہ یہ مرد باخدا ہیں کیا عجب ہے کہ ان کے باعث کچھ مطلب برآری ہو جب درویش تلاوت قرآن سے فارغ ہوئے
تو آنکھ اٹھا کر طیفور کی طرف دیکھا اور مسکرائے طیفور نے کہا کہ آپ کیا مسکرائے درویش نے فرمایا کہ تو جس کی فکر میں
دور جاتا ہے وہ دور نہیں ہے طیفور نے کہا کہ جب یہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں کس واسطے جاتا ہوں اور کہاں جاتا ہوں
تو یہ بھی بیان فرما دیجیے کہ مطلب میرا حاصل ہوگا یا ناکام ہی رہوں گا درویش نے کہا کہ کعبہ کا سفر اور دغا بازی کا ارادہ
تم کو شایان نہیں خدا پر بھروسہ رکھو اور جانب شہر بردوان جاؤ مطلب تمہارا حاصل ہوگا اور یہ شیشی لیتے جاؤ جس
اسیر سحر کو دو قطرے اس عرق کے پلا دو گے وہ قید سحر سے رہا ہو جائے گا اور تجھ سے ایسی عیاری بن پڑے گی کہ لوگ
تمہیں مان جائیں گے اور میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ بہت جلد تم شاہ عیاران ہونے والے ہو طیفور نے قدم
چومے اور شیشی عرق باطل السحر کی لے کر کسوت عیاری میں رکھی اور جانب شہر بردوان روانہ ہو گیا بعد طے مراحل و
قطع منازل اُسی روز شام کے وقت شہر بردوان میں پہونچا جس روز سماک جادو خضران کو اسیر کر کے لائی تھی
اور اس نے یہ کہا تھا کہ کل میں اس کے کباب لگا کے کھاؤں گی اور بردوان شاہ سے کہا تھا کہ کوئی کبابی بھیجد یجئے
طیفور حسب اتفاق کچھ سیخیں ہاتھ میں لیے ہوئے اور کبابی بنے ہوئے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا انہوں نے
کہ ایک کبابی دوکان لگائے بیٹھا ہے اور کباب بن رہے ہیں یہ جا کر دوکان پر کھڑے ہو رہے پوچھا اُس نے کہ تم کون ہو
جواب دیا کہ نام میرا روشن کبابی ہے شہر مصاحبیہ کا رہنے والا ہوں ستایا ہوا خدا پرستوں کا کہ انہوں نے آ کے
مصاحب جادو کو مارا میں تباہ ہو کر یہاں آیا ہوں سنتے ہی اُس کبابی نے کہا کہ اگر تم میرے شاگرد ہو تو میں اپنے بادشاہ کے یہاں
تمہارا بھی کچھ معین کراؤں گا روشن کبابی نے کہا کہ کہو تو تمہارے شاگرد کے شاگرد بنجاؤں یہیں دو پیسے پیدا کر کے پیٹ
پالنا ہے اُستاد بننا منظور نہیں ہے سالم کبابی نے کہا کہ آؤ تم میرے مہمان ہو جب تک تمہارا کوئی سلسلہ نکلے میری دوکان پر
کام کرو فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہے یہ کہکر دوکان پر چڑھ گئے آگ دھونکنے لگے اب ان کو یہ فکر ہے کہ اسے بیہوش کر کے کہیں
پھینکدوں اور اس کی شکل بن کے بادشاہ تک رسائی پیدا کروں قضائے کار ہنوز یہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے
پائے تھے کہ بادشاہی پیادہ آیا اور اُس نے سالم کبابی کو فرمان سنایا کہ تمہیں بادشاہ نے یاد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایک
کبابی اور اپنے ساتھ لیتے آنا کہ کام زیادہ ہے سالم کبابی نے کہا کہ لو میاں روشن جلدی تمہارا نصیب جاگا چلو روشن
نے جلدی سے مصالحہ اور سیخیں اور چھریاں اٹھالیں اور سالم کبابی کے ساتھ ہوئے سالم کبابی ان کو ساتھ لیے
ہوئے ہمراہ پیادہ کے خدمت میں بردوان شاہ کے پہونچا سلام کیا بردوان شاہ نے نئے آدمی کو اس کے ساتھ دیکھکر
پوچھا کہ یہ کون ہے سالم کبابی نے کہا کہ یہ میرا شاگرد ہے بادشاہ نے کہا کہ نیا شاگرد دیکھا ہے سالم کبابی نے عرض کی
کہ حضور بہت پرانا شاگرد ہے اور خوب کباب لگاتا ہے میں نے اس کو مصاحب جادو کے پاس نوکر رکھا دیا تھا چونکہ مصاحب جادو
کو خدا پرستوں نے مارا یہ تباہ ہو کر پھر یہاں آیا میں نے اس کو اپنی دوکان پر بٹھا دیا تھا کہ حضور کے یہاں سے طلب
ہوئی اور یہ حکم پہونچا کہ ایک کبابی کو اور ساتھ لیتا آنا یہ میرا بھیجا ہوا تھا میں اسی کو لیتا آیا بادشاہ نے کہا کہ تم کو آدمی کے گوشت
کے کباب لگانا ہوں گے سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ آج نئی فرمائش ہے روشن کبابی نے عرض کی کہ حضور آدمی کا گوشت تو تمام
گوشتوں سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس کے کباب لگانا دشوار نہیں ہیں ہم تو بگلے کے کباب اور طوطے کے کباب لگاتے ہیں جیسے

گوشت کڑوے ہوتے ہیں اور بو کرواہٹ نہیں رہتی یہاں صاحب جادو کو بہت شوق تھا وہ آدمی کے گوشت کے
کباب بہت کھاتے تھے سالم کبابی پہلے تو حیران ہوا تھا کہ اس نے کبھی انسان کے گوشت کے کباب لگائے نہ تھے
روشن کبابی نے جو کہا کہ انسان کے کباب لگانا آسان ہیں اس کو تسکین ہوئی کہ یہ جانتا ہوگا ادھر روشن کبابی کو
شک گذرا کہ انسان کے کباب کیسے بردوان شاہ نے کہا کہ ہماری مہمان ملکہ سماک جادو نے تمکو باغ میں طلب کیا ہے
وہاں دو آدمیوں کے کباب لگانا منظور ہیں تم جاؤ اور ان کی خوشی کرو مگر کباب نہایت لذیذ ہوں روشن کبابی نے
عرض کی کہ حضور وہ بہت خوش ہوں گی آپ بھیجدیں اسوقت عشق جادو موجود تھی بردوان شاہ نے ان
دونوں کو عشق جادو کے سپرد کر دیا عشق جادو ان دونوں کو لے کر راہی حصار آتش کے قریب آئی اور کچھ اسم
پڑھ کر اس نے ترنج مارا کہ وہ آتش بجھی اور دروازہ نمودار ہوا عشق جادو ان دونوں کو لئے اندر اس حصار
کے داخل ہوئی اور سامنے ملکہ سماک جادو کے پہونچی دیکھا طیفور نے کہ واہ واہ یہاں تو اور ہی سامان ہے یہاں خضران
ایک ستون سے بندھے ہوئے ہیں اور ایک ستون سے فرامرز ثانی درویش امیر شاہی کا بالکا بندھا ہوا ہے ابھی تک
طیفور کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ درویش امیر شاہی یہی خضران بنے ہوئے تھے ملکہ نے ان دونوں کبابیوں سے
کہا کہ ان دونوں کے کباب لگاؤ سالم کبابی نے روشن کبابی کی طرف دیکھا روشن کبابی قریب خضران کے گئے
اور گوشت ٹٹولنا شروع کیا اب خضران نے فلک کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے رب بے نیاز مجھے اس موت سے
نجات دے کہ میرے کباب لگائے جائیں سماک جادو نے کہا کہ او مکار تیرے ہاتھ سے بہت سے ساحر مارے گئے اور
مجھے بھی تیرا ہی اندیشہ تھا کہ میں جان اپنی چھپائے گنبد ہوا میں رہتی تھی لیکن تو نے درویش امیر شاہی بن کر سیکڑوں کو
دھوکہ دیا صاحب جادو کو مارا بردوان شاہ کی دختر کہاں اور تیرا لڑکا کہاں اس کے ساتھ ملکہ کا نکاح کئے دیتا تھا ساری
وحشیں لے برفتح میرے ہی نامہ اعمال میں لکھدی تھی ورنہ میں تو تجھ سے ایسی خائف تھی کہ کبھی کو اپنا قاتل جانتی تھی خضران
نے کہا کہ ملکہ مجکو معلوم ہوا کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہیں اگر مجھے چھوڑ دیجیے تو میں زندگی بھر سرتابی نہ کروں گا آپ کی
اطاعت سے کام رکھوں گا ملکہ نے کہا کہ ایسے ضرے تو کسی اور کو دے تو اپنی بدنصیبی اور میری خوش نصیبی سے میرے
ہاتھ آگیا ورنہ تیرا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا ہاں جلد اسے ذبح کرو اور کباب اس کے لگاؤ سالم کبابی تھرا کے اٹھا
خضران کا چہرہ خون خشک ہوگیا اور اب انہیں اپنی زندگی سے یاس ہوگئی ادھر روشن کبابی یعنی طیفور بھی گھبرائے
کہ اگر یہ ذبح ہو گئے تو کچھ نہ ہوا بس انہوں نے کہا کہ اے ملکہ آفاق ایک عرض ہے اسے سن لیجیے پھر حضور کا جو حکم ہوگا میں
بجالانے میں مطلق عذر و انکار نہ ہوگا سماک جادو نے کہا کہ بیان کر روشن کبابی نے عرض کی کہ میں سالم انسان
کے کباب لگاتا ہوں اگر فرمایئے تو ان دونوں کو اسی طرح بھوندوں یہ معلوم ہو کہ زندہ موجود ہیں اور جہاں سے چاہیے
تراش کے نوش کیجیے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ ہم کس کے کباب کھا رہے ہیں اور اگر ذبح کر کے گوشت کا قیمہ بنا ڈالا تو
صورت بگڑ جائے گی یہ سنکے سماک جادو نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اگر ایسے کباب تو لگائے گا تو میں بہت کچھ انعام
دوں گی سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ تو بڑا کامل معلوم ہوتا ہے بس روشن کبابی نے کوئلے سلگائے جب آگ روشن ہو گئی
تو انہوں نے کہا کہ پہلے کس کے کباب لگاؤں سماک جادو نے کہا اسی موٹے دبلے کے کباب پہلے لگاؤ اگر مجھے پسند
ہوں گے تو مسلم کباب دوسرے کے بھی لگا دینا نہیں تو اس کا قیمہ بنا کے ٹکیہ کے کباب ہوں گے یہ سنکے روشن کبابی
نے کچھ مصالحہ نکالا اور سالم کبابی کی طرف دیکھ کے کہا کہ دیکھیے استاد یہ میرا ایجاد کیا ہوا نسخہ ہے کہ میں کوئلوں پر مصالحہ
چھڑک دیتا ہوں اب اس کا اثر تمام جسم میں پھیل جائے گا جہاں سے کاٹیے گا گوشت میں مصالحہ کا اثر پایئے گا یہ کہکر انہوں نے
مٹھی بھر کے داروے بیہوشی آگ پر چھڑک دی اور پنکھے سے دھونکنا شروع کیا دھواں پھیلتے ہی تڑاق تڑاق چھینکیں
آنا شروع ہو گئیں سماک جادو اور عشق جادو اور سالم کبابی اور خضران اور فرامرز کے سب

بیہوش ہوئے چونکہ یہ پہلے سے اپنے دماغ پر فتیلہ رفع بیہوشی چڑھائے ہوئے تھا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اب انھوں نے
جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر خضران کو ہوشیار
کیا خضران کی آنکھ جو کھلی تو عمرو ثانی کو دیکھا جلدی سے سلام کیا اور عرض کی کہ یا واجان عجب وقت نازک میں آپ نے
خبر لی ہے ہمارا تو خاتمہ ہی ہو چکا تھا جواب دیا کہ ہاں بیٹا میں نے ایک خواب پریشان دیکھا کہ تم مبتلائے بلا ہو اور کوئی بچانے
والا نہیں ہے اُس وقت میں نے بدیع الملک سے اسم اعظم پڑھوا کر پانی شیشے میں رکھ لیا تھا کہ مبادا تم اسیر سحر ہو تو تمھاری
رہا کرنے میں دقت نہ ہونے پائے لو یہ دو قطرے پی لو تاکہ تم پر سے اثر سحر برطرف ہو جائے خضران نے جلدی سے
منہ کھول دیا طیفور نے درویش کی دی ہوئی شیشی کے دو قطرے حلق میں خضران کے ٹپکا دیے اُسی وقت بندش
سحر رفع ہوئی خضران نے کہا کہ یا واجان جلد اس بلا نہ گھر سے نکالیے ایسا نہ ہو یہ ہوشیار ہو جائے تو آپ بھی گرفتار ہو جائینگے
عمرو ثانی نے کہا کہ ٹھہرو جلدی نہ کرو یہ ہوشیار قیامت تک نہ ہوگی پہلے اپنے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الملک کا پیام
سن لو کہا جلد بیان کیجیے آقا میرا خیریت سے ہے تو عمرو ثانی یعنی طیفور نے کہا کہ ہاں خیریت سے ہیں انھوں نے فرمایا ہے
کہ ہمیں سب خبریں پہونچیں کہ عیار عادل کیوان شکوہ تم سے بانہائے عیاری طلب کرکے جمع ہوا بانہائے عیاری اُس کو نہ دینا بلکہ
تم اپنے پاس بھی ان تبرکات کو نہ رکھو شاید تم سے تلف ہو جائیں بلکہ ہمارے پاس بھیجدو ہم جسے مناسب جانیں گے اُسی کو
دیں گے لہذا بانہائے عیاری میرے سپرد کرو کہ میں لے کر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جاؤں اُس کے بعد تم ان جادوگرنیوں کو
قتل کرنا کہ موت ان کی تمہارے ہی ہاتھ سے لکھی ہے اور میں نے اب قتل سے توبہ کی ہے چونکہ ایسے مقام پر رہتا ہوں جہاں
مچھر اور مکھی کا مارنا بھی جائز نہیں لہذا میں اپنے ہاتھ اس خون نجس سے نہ بھروں گا یہ سنکے خضران نے جلدی سے
دیو جامہ زنبیل گلیم بادو مہرے جال الیاسی کمند آصفی کاسہ سفاسندی داؤدی بارگاہ دانیالی زنبیل وغیرہ جسقدر تبرکات
ان کے پاس تھے سب دیدیے اور کہا کہ یہ لے کر آپ چلیے اور میں بھی اب صاحبقران ثانی سے اجازت لے کر بہت جلد
آؤں گا کہ یہاں رہ کر میرا کلیجہ پک گیا ہے عیاروں نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے یہ سنکے طیفور نے کہا خدا حافظ اور
گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا خضران نے خنجر کھینچ کے پہلے تو سماک جادو کو ذبح کیا بعد اس کے عتیق جادو اور عمیق
جادو کو بھی قتل کیا بس مرتے ہی ان دونوں کے وہ حصار آتش گل ہو گیا ابر کے ٹکڑے روئی ہو کر گر پڑے زمین
میں زلزلہ پیدا ہوا اور وہ ٹکٹکیں جن کو سماک جادو نے گاڑی تھیں اکھڑ گئیں قیامت برپا ہوئی شور گیر و دار بلند ہوا آخر
آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ مرا نام من سماک جادو ، عمیق جادو و عتیق جادو بود جس مردیم و جان دادیم و بطلب
خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہے تو فرامرز کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ لاشیں تینوں جادوگرنیوں کی ذبح کی ہوئی پڑی ہیں
اور خواجہ خضر خون آلودہ لیے ہوئے کھڑے ہیں فرامرز سمجھا کہ یہ انھیں نے کوئی کمال دکھایا خضران نے کہا کہ اے فرامرز
اب ہوشیار ہو جاؤ کہ سامنا تلوار کا ہونے والا ہے دیکھو گرد فوج معلوم ہوتی ہے اُدھر بردوان شاہ مرنے سے سماک جادو
کے باخبر ہوا اس نے حکم دیا فوج کو کہ ماملوان دونوں کو خبردار بچ کے جانے نہ پائیں فوج داخل باغ ہوئی خضران نے
بحکم عیاری کھینچا اب نہ گلیم ہے کہ اوڑھ کر غائب ہو جائیں نہ زنبیل ہے کہ فرامرز کو زنبیل میں ڈال کر جان بچائیں ادھر سے وہ
اُدھر فرامرز نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا بردوان شاہ فوج کو للکار رہا ہے کہ ماملوان دونوں کو غضب کیا انھوں نے
سماک جادو ایسے معین و مددگار کو مار ڈالا یہاں کی تو یہ حالت ہے اور طیفور نے مرتے ہی ان جادوگرنیوں کے جواہرات
لیا بادمہرے پاؤں میں باندھے اور اڑ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور آن واحد میں پہونچ گیا یہاں صاحبقران
دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے ہرکاروں نے آکر خبر دی تھی کہ تمام لشکر درویش کا جانب شہر بردوان جا رہا ہے سنا ہے کہ
کوئی ساحرہ شہر بردوان سے آئی تھی اور وہ درویش کو اٹھا لے گئی تھی اُس نے درویش کو قتل کیا ہے یا قید رکھا ہے تمام
مریدان درویش کے جانوں پر کھیلے ہوئے ہیں اور حق حق کا شور کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اتنے میں طیفور سامنے

صاحبقران کے پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ حضور جلد سوار ہو کر جانب شہر بردوان روانہ ہوں ورنہ بہت سے
مسلمان قتل ہو جاوینگے اور خواجہ کو بھی زندہ نہ پائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کون طیفور نے عرض کی
کہ خضران فرمایا امیر نے خضران یہاں کہاں وہ تو جانب خانہ کعبہ چلا گیا تھا طیفور نے عرض کی اب تو شہر بردوان
میں ہیں خضران دراصل درویش امیر شامی بنے ہوئے تھے اب حال کھلگیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تو میرے سامنے
کیوں آیا تو نے کونسا کار نمایاں کیا جو مجھے صورت دکھائی طیفور نے عرض کی کہ حضور کو وہاں پہونچ کر معلوم ہو جائیگا
لیے اب جلد سوار ہوجیے مجھسے آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہو وہیں دریافت کر لیجئیگا یہاں کچھ نہ پوچھیے کہ دیر ہوگی امیر نے
اسی وقت مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب شہر بردوان روانہ ہوئے طیفور نے گوشہ زین تھام لیا اور
یہ بھی جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا بعد چلنے صاحبقران کے اجلال روشن طالع کو خبر ہوئی یہ بھی فوراً مع لشکر جانب
شہر بردوان روانہ ہوگیا اور چالیس ہزار سوار خاص امیر کی اردلی کے جو طلسم ابلق سے ساتھ آئے تھے اور ہر وقت
ساتھ رہتے تھے ان کے ابلق گھوڑے اور ابلق پوشاکیں تھیں یہ بھی جانب شہر بردوان روانہ ہوگئے دو چار کوس کا
تو فاصلہ ہی تھا گھنٹہ بھر میں صاحبقران پہونچگئے دیکھا امیر نے کہ چاروں جانب سے ہجوم لشکر ہے بیچ میں خضران اور
فرامرز گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں بس امیر نے میان سے تلوار کھینچی اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ تمام شہر ہلگیا اور کفار پر گرے
قتل کرنا شروع کیا ساتھ ہی گرد اڑی ایک جانب سے اجلال روشن طالع اور دوسری جانب سے لشکر درویش پہونچا
یہ دونوں فوجیں بھی شریک جنگ ہوئیں اور فوج بردوان پر حملہ کیا فوج اپنی طرف مصروف ہوئی خضران اور
فرامرز سے دوا نہوا برطرف ہوا خضران حضرت آتشبازی مارتے ہوئے فرامرز کو ساتھ لیے ہوئے ایک جانب
چل کھڑے ہوئے اتنے میں پھر گرد اڑی اور چالیس ہزار ابلق سوار ابلق پوش بھی آگے گھستے ہیں تو انہوں نے
صفوں کو توڑ دیا پروں کو شکستہ کر دیا صاحبقران عالیشان مرکب کو تیز کرکے بردوان شاہ کی طرف چلے بردوان شاہ
چلایا کہ بدلو اس غار بدبخت کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ اس مقام پر بھی آفت برپا کی ساحروں کو مارا نام
سامری و جمشید کے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن فوج بردوان کے جی چھوٹے ہوئے ہیں قدم نہیں جمتے غازیان
اسلام لا تخف ولا تحزن کہا سہیں ہر طرف صدائے تکبیر و بزن بلند ہے کوندا برق شمشیر کا نہایت زور شور سے ہے
بہاری بارش سوتوں کی بھورہی ہے دریائے خون جوش مار رہا ہے آب شمشیر تا گلو پہونچا ہوا ہے کہا امیر یا توقیر اسی دریائے
خون کو پھیلتے ہوئے قریب تخت بردوان شاہ پہونچے بردوان شاہ نے تلوار ماری صاحبقران نے ایک ہاتھ سے
کلائی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنار بند پکڑ کے بزور کیا ہاتھ بلند کر لیا لوگ لپٹے بادشاہ کے بچانے کو دوڑے
جس نے کہ دوڑا اپنی جان کھائی صاحبقران نے بردوان شاہ کو بجائے سپر سامنے پر رکھ دیا بردوان شاہ نے آواز امان بلند کی
فرمایا امیر نے کہ امان بشرط ایمان کہا قبول ہے صاحبقران نے زمین پر پٹخ دیا غازیان اسلام نے قتل کیا سے ہاتھ
روکا امیر یا توقیر بارگاہ میں پہنچے بردوان شاہ حاضر ہوا اجلال روشن طالع و خضران اور فرامرز سب
ایک جا جمع ہوئے پوچھا صاحبقران نے کہ یہ لڑائی کس سبب سے ہوئی مفصل کیفیت بردوان شاہ نے بیان کی
اسی وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران اب ملک کو اس کے باپ کے سپرد کرو کہ وہ دین اسلام اختیار کر چکا ہے
خضران نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوا اب امیر نے پوچھا کہ تم تو خوب درویش بنے تھے لیکن حال کھلگیا اپنی کیفیت
بیان کرو خضران نے عرض کی کہ اے امیر میں آ رہا تھا کہ بردوان شاہ کے یہاں ساحر بھی ہیں ورنہ ایک دم بھی
مشکل ہی سے باہر نکلتا ہیں فرامرز تا ملک کے ساتھ یہ کوگیا تھا کہ پکڑا گیا اور مجھکو اٹھانے کی ساک جادو نے
امیر نے کہ اب ہمارے لانے کا حکم دیا خدا معلوم کس طرح والدہ ماجدہ کہاں کہاں سے پہونچ گئے اور ساک جادو کو مار کے مجھے رہا
کیا بدیع الملک نے آپ کا مزاج تو اچھا ہے میں نے خیرہ عافیت کہدی تھی امیر نے فرمایا کہ چلے تعجب ہے عمرو نے

سے ملاقات نہین کی خضران نے عرض کی کہ وہ صرف دو کامون کے واسطے تشریف لائے تھے ایک تو میری رہائی
منظور تھی اور دوسرے شاہزادہ بدیع الملک کو یہان کی خبر تھی آپکے عیار کے زیادہ تر معلوم ہوئین انھون نے
باسنانے عیاری منگا بھیجے کہ ہم جسے مناسب جانین گے اُسے دینگے مین نے تمام باسنانے عیاری بھیجدئے امیر نے
فرمایا کہ تم نے تو میرے عیار سے وعدہ کیا تھا کہ مین بروقت جانے کے باسنانے عیاری تجھے دونگا اور اس نے
گلیم تو تم سے شرط مین جیت لی تھی اب امانت تمہارے پاس تھی خضران نے کہا کہ میری جان و مال کے مختار بدیع
الملک مین اُن سے کس طرح عذر کر سکتا تھا اُسوقت طیفور آگے بڑھا اور کہا کہ حق بحقدار رسید دیکھئے
وہ گلیم یہ ہے اور دیو جامہ یہ ہے اور کمند یہ ہے جال یہ ہے زنبیل یہ ہے بادسبے یہ ہین پیسہ مہرہ یہ ہے یہ کہکر سب چیزین
سامنے خضران کے پھیلا دین اب تو خضران کے ہوش اُڑے طیفور نے کہا کہ گستاخی معاف آپ نے دو دفعہ مجھے
ایسی دی تھین کہ کہین کا نہ رکھا تھا امیر نے مجھکو بارگاہ سے نکالدیا تھا اگر مین اتنی بڑی عیاری نکرتا اور آپ کو دھوکا نہ دیتا
تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہین رہا تھا گستاخی معاف ہو آپ سے باپ ہین کے باسنانے عیاری لےلئے اب یہ باسنانے
حاضر ہین خضران نے کہا کہ اب یہ باسنانے تمہین کو مبارک ہون ہم نے آج سے عیاری ترک کی ہمین اس بات کا رنج
نہین ہے کہ تم نے ایسی عیاری کی بلکہ شکر ہے خدا کا کہ بعد ہمارے تمام اولاد عمرو ہین سے روشن کرنے والے
تمہین ہو صاحبقران اس عیاری کا حال سنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے خضران اگر دستے ہو تو ایک
جلسہ کیا جائے اور اس جلسے مین تم اپنے ہاتھ سے طیفور کو باسنانے دے کر اسے اپنا قائممقام کرو خضران نے عرض
کی کہ مجھے کیا عذر ہے بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور دعوت اس خادم کی قبول فرماوین اور اسی جلسۂ دعوت مین
یہ دستار بندی ہو جائے امیر نے قبول فرمایا بردوان شاہ صاحبقران کو لے کر داخل شہر ہوا پہلے ہی نظر صاحبقران
کی ایک مندر پر پڑی وہین باگ مرکب کی روک لی اور بردوان شاہ کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تمہارے
شہر مین بتخانے باقی ہین جلد اسے کھدوا ڈالو اسی وقت مزدور گئے اور دم بھر مین اُس مندر کو کھود کے گرا دیا اور آگے
روانہ ہوئے اتنے ہی عرصہ مین بردوان شاہ نے ایسا انتظام کیا کہ جس قدر مندر شہر مین تھے سب منہدم ہوگئے پھر کوئی
مندر امیر کو راستے مین ایسا نہ ملا جو منہدم نہو صاحبقران کو ایوان شاہی مین متمکن ہوئے بردوان شاہ نے جشن
ہفت روزہ معین کیا اس جشن کی تعریف احاطہ تحریر سے باہر ہے تمام شہر آئین بند ہوا گلی گلی چراغان تھا ایوان شاہی
مین تمام شب ناچ رہتا تھا لوگ رات بھر جاگتے تھے دن بھر سوتے تھے ایک رات گذرنے کے بعد صاحبقران کو خیال
آیا کہ اس جلسہ مین تمام ارکین سلطنت اور سرداران اسلام کا شریک ہونا ضرور ہے لہذا دو روز کے لئے جلسہ ملتوی کیا
جائے مین اپنے لشکر کو مع بادشاہ اسلام بلالون بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور بلا بھیجین صاحبقران نے یہان سے
اجلال وحشی جانباز کو روانہ کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام سے عرض کرو اجلال حسب الحکم صاحبقران جانب لشکر روانہ
ہوا اور پیغام امیر کا بادشاہ اسلام کو سنایا بادشاہ اسلام نے غازیان دیندار کو پہلے روانہ کیا آخر مین خود بھی کوچ کرکے طرف
شہر بردوان کے چلے یہان خضران نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز اب حال میرا تم پر ظاہر ہوگیا کہ مین عیار صاحبقران
ہون لہذا تمکو چاہئے کہ بجائے میرے اب اطاعت صاحبقران کرو اور اُن کی فرمانبرداری کو واجب جانو فرامرز نے
عرض کی کہ مین تو آپ ہی کو اپنا ولی نعمت جانتا ہون مجھے آپ ہی نے خاک سے پاک کیا فرمایا کہ تم میرے مطیع ہو اور مین
صاحبقران کا فرمانبردار ہون جب بھی نتیجہ ایک ہی نکلا غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے گرد اڑی اور آمد
سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوگئی تمام دن لشکر صاحبقران آیا کیا بردوان شاہ پیشوائی مین دوڑتے دوڑتے
پریشان ہوگیا اور تمام صحرائے بردوان آدمیون سے مملو ہوگیا دوسرے روز صبح کو بادشاہ اسلام کی آمد کا شور ہوا
یہان سے تمام سردار مع صاحبقران عالیشان برائے استقبال روانہ ہوئے اور پیشوائی کرکے لائے بردوان شاہ

کی جتنی محفلیں دل میں قائل ہوا کہ یہ لوگ بڑے صاحب جاہ و جلال ہیں اب جلسے پھر سے شروع ہوا ساتویں روز تک یہ حالت رہی کہ دن عید رات شب برات تھی ساتویں روز خواجہ خضران نے طیفور سے کہا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ اور ہم بھی گائیں گے طیفور نے یہ غزل شروع کی

غزل

یاد اس کو کبھی پھر مری الفت نہیں لائی
یار آ چکے پیچھے تو طبیعت نہیں آئی
ہم آ تو گئے کیوں نہیں غیرت نہیں آئی
رنج و الم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
سب ہی لئے زہر ہوئی گردش گردون
پھر دل مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤں کا چلا ہی
یا داور شرارت دم رخصت نہیں آئی
جب لے ہی رہے ہم شب وعدہ میں دم شکر
آپ کہتے ہیں کیوں مجھ کو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آگئے صبح شب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و حشمت
میخانے میں مے پینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوئی عشق میں جیسی مری تقدیر
کہتی ہی قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو تو ہو جائے کہیں حشر کا دھوکا
ان یاد کا ان کی شکایت نہیں آئی
ہچکی بھی تو مجھ کو دم رحلت نہیں آئی
کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں جو بیٹھے
اک پھول سے بھی بوئے محبت نہیں آئی
شب اس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جوبن کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں جو کسے
یوں چھیڑ میں ظالم کوئی قسمت نہیں آئی
وہ جلد ہی جو دے کے مرے دل کو تسلی
وہ حشر میں آئے ہیں قیامت نہیں آئی

طیفور ایسا اپنا گایا کہ محفل کو بھا دیا بعد اس کے صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ تم بھی کچھ گاؤ خضران نے عرض کی کہ بیشک آج گاؤں گا اور یہ آخری گانا ہے سب کو سنا ہوں سے بعد اس کے پھر کہاں اور راگ ناچنا کہاں یہ کہہ کر خضران برابر طیفور کے آ بیٹھے طیفور نے طنبورہ کی آس دی اور خضران نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل سلسلے میں اپنی ہی شوخیوں کی پیچان
بجلی بکلی باتیں جو کرتا ہے اٹھلایا ہوا
رندوں کی کچھ فکر ہو واعظ کے فرشتوں کو خبر
آپ کے دل کا کوئی مضمون ہی پایا ہوا
کوہ بے ناسفتہ سے کس طرح دوں تشبیہ دل
گیسوئے پیچاں میں جو دل ہے کہیں الجھایا ہوا
مجھ سے بڑھ کر کون ہے دلدادۂ حسن وفا
ایسی صورت کا ہوں اپنی آپ سے للچایا ہوا
اے اسیر شوق مجھ کو کس طرح لائے راہ پہ
آج ہے تیری کمر کی طرح بل کھایا ہوا
موسم گل جوش پر ہے ان دنوں آیا ہوا
یہ جو بیٹھا ہو مرے پہلو میں شرمایا ہوا
ایک دن اس شوخ نے دیدی کہیں جو مشتعل
میکدے سے ہر برس چاروں طرف چھایا ہوا
ہو وہ ہی باعث شادابی گلزار خلد
سو جگہ تیری نظر سے جب ہی برمایا ہوا
نعمت اپنے درد الفت کی مجھے کرتے نصیب
تم سے زاید کس کو احساں تم جتایا ہوا
میں بے استقلال دل کی اور بہت ہے گمی
جب بکتا ہی نہیں میں اس کا سمجھایا ہوا
پھر بھی میرا غنچہ خاطر نہ مرجھایا ہوا
میں اسی کے نشۂ الفت میں ہوں مست خراب
صرف اتنی بات پر دشمن ہے اترایا ہوا
میرے دل میں آتے ہی ہے بن گیا ہے اضطراب
ایک لہرا میری چشم تر کا برسایا ہوا
اس کے مقدوں کے سلجھنے کی تمنا ہے فضول
ہم تو ہیں جو خستہ جاں کا پہلے سے کھایا ہوا
غیر ممکن ہے حسینوں پہ نہ اٹھ جائے نظر
دیکھ کر کر وہ دل دشمن کو پھنسایا ہوا
وہ قد شمشاد جو تھا غیرت سرو چمن ..

خضران ایسے لہے گائے کہ جہاں بند ہو گیا در و دیوار سے سروں کی آواز چلی آتی تھی جو عضو تھا ایک مرقع خیال تھا کہ دل سے ہوتا نہ تھا جب یہ جلسہ برخاست ہوا تو صرف سرداران اور عیار باقی رہے لیکن بادشاہ اسلام تشریف فرمائے صاحبقران بھی بیٹھے تھے بادشاہ نے خضران کو حکم دیا کہ طیفور کو کرسی پر بٹھاؤ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ میری رائے میں یہ رسم جانشینی بارگاہ سلیمانی میں مجمع کے ادا ہو تو بہتر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جو آپ کی رائے تھا اب تمام جلسہ وہاں سے اٹھ کے بارگاہ سلیمانی میں آیا سرداران اپنے اپنے تختوں پر بیٹھے اور عیار تختہائے سرین پر بیٹھے جب صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران جب اپنی جگہ تم طیفور کو بٹھاؤ گے تو تم کہاں رہو گے خضران نے عرض کی کہ اب تو مجھے آزادی عنایت فرمائیے میں خانہ کعبہ چلا جاؤں فرمایا صاحبقران نے کہ بعد مرحلہ طلسم زلزلہ کے چلے جانا ابھی میں اجازت نہ دوں گا اس وقت بادشاہ اسلام نے خضران کے لئے اپنی پشت پر جگہ دی اور مرو حبشانی کا کام خواجہ کے سپرد کیا خواجہ نے طیفور کے سر پر عمرو ادلی کی کلاہ پہنائی اور اس کے بعد دیو جامہ پہنایا گلیم

باندھ دی زنبیل زیر بغل آویزان کر دی پاؤن مین پاد مہرے منہ مین سپید مہرہ دے کر ایک ہاتھ مین جال الیاسی
دوش پر کمند آسمانی ڈالی دوسرے ہاتھ مین ہتھوڑا حضرت داؤد کا ان تبرکات سے طیفور کو مزین کر کے کرسی پر
بٹھا دیا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی انھین نذر دلواؤن اسلیئے کہ انھون نے بہت بڑا کام
کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ بات اور ہے ہر فن مین بھی ترقی چاہتے ہین لیکن اس سے کسی کی عزت کے درپے تھوڑی
ہو جاتے ہین تم ان کے بزرگ ہوے ہان اور عیارون سے نذر دلواؤ اسوقت سب سے پہلے قران ثالث نے ایک
نذر دی بعد اس کے برق ثالث اور سعید ثالث اور سنجر ثالث اور گلباد ثالث اور کلباد ثالث جسقدر
نامی عیار تھے پہلے نذرین دے گئے آخر مین اور عیار بھی نذرین گذرانتے تھے لوگون نے مبارکباد دی اور پھر سے جشن
شروع ہوا یہ جشن عیارون کی جانب سے تھا انواع و اقسام کے تماشے کل کل ہو رہے تھے اور بارگاہ شاہی مین
صحبت رقص و سرود برپا تھی جب اس جشن سے بھی فراغ حاصل ہو گیا تو صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ
دربند صاحبیہ مین ہمارے تمہارے شرکت تھی اور دربند صاحبیہ کو تمہین نے فتح کیا خضران نے عرض کی کہ اگر
حاکم مرحلہ کو مارنے سے یہ فتح دربند ہو گیا تو تمام ساحرون کو یہین لوگ قتل کرتے ہین کم ایسے ساحر ہون گے جو آپ کے
ہاتھ سے قتل ہوے ہون اور بہت ایسے ہون گے جن کو ہم نے مارا ہے پھر وہ سب سلطنتین عنایت کیجیے تو ہمین عنایت
ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ مین جو کام تم نے ہو گا وہ ہمارا ہی ترقی فتح ہے اور نام بادشاہ کا ہوتا ہے اور
جو کام ہم سے علیحدہ ہو کے کرو گے وہ تمہارا سمجھا جائے گا لہذا ان مرحلون پر حاکم مقرر کرنے کا تمکو اختیار دیا جاتا ہے خضران
نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر یہ رائے حضور کی ہے کہ مین وہان کا حاکم مقرر کرون تو میرے نزدیک فرامرز ثانی کو حاکم
مقرر فرمایئے کہ یہ اولاد رستم مین سے ہے اور پہلوان زبردست ہے فرمایا کہ مین ابھی لکھے دیتا ہون اس لشکر کے
وقت فرامرز موجود نہ تھا صاحبقران نے لکھکر خضران کو دیدیا اور فرمایا کہ ہم نے خراج بھی معاف کیا اس کو اپنی
سلطنت مین ہر طرح کا اختیار ہے خضران نے اس سند کو لیا اور خیمہ فرامرز مین آئے سند فرامرز کے ہاتھ مین دیا جسوقت
فرامرز مضمون سے آگاہ ہوا تو اس کا دل شگفتہ ہوا عرض کی کہ مجھے جس قدر عزت و حرمت دی ہے آپ نے دی ہے مین
کسی کو نہین جانتا مگر ایسا ہو کر اس عنایت صاحبقران سے بے موقع دیتا ہے خضران نے کہا کہ استاد یا وان کا ہم
بھی ہے جتنا مالک کا ملازم پر ہوتا ہے فرامرز نے عرض کی کہ اس سے کون انکار کر سکتا ہے اور جو انکار کرے وہ نمک حرام ہے مجھے
یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تالیف قلب آخر مین زخم دل ہو جائے خضران نے کہا کھل کے بیان کرو فرامرز نے کہا کہ ایسا نہو
کہ صاحبقران ملکہ کا عقد اپنے عیار کے ساتھ کر دین خضران نے کہا کہ وہ مالک ہین اب میرا دخل کچھ نہین اسوقت
تک ایک پردہ تھا اگر عقد تمہارے ساتھ ہو جاتا ہو جاتا لیکن اب مین ایسا نہین کر سکتا فرامرز نے عرض کی کہ حضور
سمجھ سکتے ہین کہ یہ عزت کا معاملہ ہے اور سپاہی جان کو عزت پر سے قربان کرتے ہین خضران نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر اسے
فرامرز کیا تم صاحبقران سے لڑ کے سر بر ہو سکتے ہو فرامرز نے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری کہ قصد مقابلہ بھی کرون
گو مین نے مقابلہ نہین کیا لیکن ان کے افسانے سن چکا ہون عالم مین کون ان سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ غریب کا غصہ اس کی جان پر ہے سنکے خضران کو بھی ایک سکوت سا ہو گیا کہ معاملہ بہت ہی نازک ہے دیکھیے
ہوتا کیا ہے لاکھ لاکھ خضران چاہتا ہے کہ صاحبقران سے سفارش کرون لیکن یہ خیال ہوتا ہے کہ ان پیر و تون سے
امید رکھنا بیکار ہے ان کے عیار سے ایک عیاری بن پڑی خدا نے بنا دی ہے اس وقت جا بیجا اس کا چرچا ہوا ہے اور
یہ بھی ہو چکا ہے کہ صاحبقران اس سے عقد کر دینے کا وعدہ بھی کر چکے ہین لیکن خضران کا دل ملکہ کی طرف سے
مضبوط ہے کہ وہ فرامرز پر مائل ہو چکی ہے یقین تو ہے کہ نہ میرے کی جان کی تو یہ حالت ہے ابھی تک خیمہ خضران کا لشکر
صاحبقران سے علیحدہ ہے اور فوج بھی الگ ہے جو لوگ مرید ہین وہ اسی طرح مرید ہین گو کہ ان پر یہ حال ظاہر ہو گیا

ہو کہ دراصل یہ درویش نہیں بلکہ عیار ہیں لیکن ان لوگون کو خیال ہو کہ ہم تو کامل کے مریدین درویش ہیں ہوا یا
غیر درویش ہیں لیکن اب حال ظہور کا سنکے کہ یہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ سب شرف
تو حضور کی بدولت حاصل ہو چکے کہ شاہ عیاران کا خطاب پایا عمرو کا قائم مقام کہلایا لیکن ابھی تک داغ فراق
ملکہ سمان پیچ ابرو دل سے دور نہوا قبعہ کو سرور نہوا فرمایا صاحبقران نے کہ میں اپنے وعدے کو بھولا نہیں
ہون بس اسی وقت قران ثالث سے فرمایا کہ جاکر بردوان شاہ سے کہدو کہ عیار میرا جس کو میں اپنا بھائی سمجھتا
ہون تمہاری دختر پر عاشق ہو لہذا میری خوشی یہ ہو کہ تم عقد اس کا اس کے ساتھ کر دو جس وقت قران ثالث یہ پیام
صاحبقران عالی مقام کا لے ہوے بردوان شاہ کی بارگاہ میں پہونچے اور بردوان شاہ سے بیان کیا تو
اس نے کہا کہ اب مجھے ملکہ پر کوئی اختیار نہیں ہو وہ خود عاقلہ بالغہ ہو میں جبر نہیں کر سکتا حضور کو اختیار ہو مجھے
یقین ہو کہ وہ انکار کرے گی اور حضور کو یقین آئے نہ آئے لہذا میں اس کو خضران کے لشکر میں بھیجے دیتا ہون
اگر کسی قدر ملکہ پر اختیار ہو تو انہیں کو کہ وہ دادی اور پیر اس کے ہو چکے ہیں علاوہ اس کے خضران کے بیان کا
آپ کو یقین ہوگا ورنہ خود حضور ملکہ سے دریافت فرمالیں یہ جواب تو بردوان شاہ نے صاحبقران کو دیا اور
اسی وقت ملکہ کو سوار کرکے خضران کے لشکر میں بھجوا دیا کیونکہ بردوان شاہ کہہ چکا تھا کہ اب یہ مقدمہ نازک
ہوگیا ہو میں اپنی جان کیون عذاب میں ڈالون ملکہ فرامرز کی عاشق ہو فرامرز اولاد رستم سے ہو اور پہلوان
زبردست ہو یہ پھر بھی عیار کہلائے گا اور وہ سردار علاوہ اس کے ابتدا اسی سے ہوئی ہو اس نے تو اپنی جان
بچائی اور وہان ملکہ جو لشکر خضران میں پہونچی اور خضران کو معلوم ہوا انہون نے لشکر سے علیحدہ دریا
کنارے خیمہ برپا کرکے ملکہ کو اتروایا اور فرمایا کہ اے ملکہ تمہیں تمہارے باپ نے بھیجا ہے یا خود سے آئی ہو ملکہ نے
کہا کہ میں مصیبت میں مبتلا ہون کیا عرض کرون صاحبقران نے اپنے عیار کے ساتھ پیام بھیجا تھا یا صاحبقران
کی ہیبت باپ کو بھی ناگوار گذری یہ سبب لیے امیر جواب صاف دینا تو خلاف ادب سمجھا گیا انہون نے یہ جواب
دیدیا ہو کہ ملکہ کا اختیار خضران کو ہو مجھے نہیں ہو اور مجکو سوار کرکے یہان بھیجدیا جواب آپ جو میرے حق میں
بہتر جانیں وہ کریں یہ کہکر رونے لگی خضران نے کہا کہ اے ملکہ رونے سے کچھ فائدہ نہیں اسوقت کہا ایک
پردہ تھا صاحبقران نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہو اب بظاہر میں سرتابی نہیں کر سکتا ہون اگرچہ واللہ یہ
کہ یہ فعل صاحبقران کا میرے بھی خلاف ہو لیکن میں ان سے بگڑ کے کیا بنا سکتا ہون وہ مرتبہ عیاری ان کا تم کو
دے گیا ہوتا اگر میں نے حفاظت نہ کی ہوتی آخر اس نے تبرکات بھی بزرگون کے عیاری کرکے چھین لیے اب میں
بوڑھا ہوا عقل باقی نہیں جوان ہو میں نے بمشکل تمہیں جان کے جان بچائی چند دن میں میں تو جانب خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
پھر روز یہی اسباب عیاری سے کام لے لیکن ان کے بعد کوئی اور آئے گا جس طرح یہ آئے انہون نے یہ اسباب
لیا اسی طرح کوئی ایسا بھی کرے گا ان سے جائے گا پھر تو اب ہم بالکل بے اختیار ہوگئے اگر ان سے بگڑے
تو مشکل پڑ جائے گی بہت ذلت اٹھانا پڑے گی یہ لوگ ابھی تک جھکے ہوئے ہیں وہ سر چھین لیں گے لیکن تم کیون
روتی ہو خدا نے اس مقدمہ میں سب کو آزاد کیا ہو اگر تم کو منظور نہیں ہو انکار کرو ملکہ نے کہا کہ خیر پھر جو کچھ ہمارے
دل میں ہو کرینگے دیکھو ہی بیٹھے گا کہ کیا ہوتا ہو خضران وہان سے فرامرز کے خیمہ میں آئے اور فرامرز سے کہا
کہ جاکے ملکہ سے مل آؤ وہ وہاں سے ہو فرامرز وہان سے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ کو روتے ہوے پایا اس کا بھی دل
بھر آیا کہا اے ملکہ رونے سے کیا حاصل ہو ملکہ نے کہا کہ اب سوا موت کے چارہ نہیں ہو اس لئے کہ خلاف صاحبقران
کا انجام برا ہو اور موافقت صاحبقران دشمن دوستی ہو اب وہ موقع ہو کہ مثل سابق کے تمہارے ساتھ
نکل چلیں نہ کسی بہانے سے ٹال سکتے ہیں دیکھئے کیا ہوتا ہو ... اگر تم زبان ... مردانہ مرد ہو تو ہم کہ منزل امتحان

سوزد ، فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ ع | اب بھی ہے موت محبت میں شکیب اے یارب | پیام اگر شنفی ہے تو ہو ہمارے بعد
لیکن وہاں کی حالت سنیے کہ صاحبقران نے جس وقت قران ثالث کو بردوان شاہ پاس بھیجا تھا تو طیفور
سے کہدیا تھا کہ جا تو اپنے خیمہ کو آراستہ کر میں چاہتا ہوں آج ہی تیرا عقد ملکہ سے کرکے تیسرے چوتھے دن یہاں سے کوچ
کر دوں کہ دیر ہوا مقصد صاحبقران کو اعتماد و بھروسہ تھا بردوان شاہ پر جس وقت مہتر قران ثالث نے جواب
بردوان شاہ کا صاحبقران کیوان جاہ سے بیان کیا تو امیر نے فرمایا کہ اے قران کچھ قباحت نہیں ہے خضران
کیا مجھے انکار کرے گا جاؤ ابھی خضران سے کہدینا کہ ہمارے عیار سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس سے شادی ملکہ کی کیجئے
تم خوب جانتے ہو جو سلسلہ تمہارے خاندان اور ہمارے خاندان کا چلا آتا ہے کہ چولی دامن کا ساتھ ہے اکثر شادیاں ایسی ہوئی
ہیں کہ ایک بہن کی شادی سردار اور دوسری کی عیار سے ہوئی ہے بادشاہزادیاں کیا شاہزادیاں نہیں ہیں جو عیاروں کو
منسوب ہوئی ہیں ملکہ جادو فرمانروائے شہر مطلیا اور دیا برق جادو بہانجی دامہ جادو کی کہ دونوں عمرو اول
کو منسوب ہوئیں ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شادیاں ہوئی ہیں لہذا تم کو چاہیے کہ ملکہ کو رضامند کرکے بعید و قران
ثالث یہ پیام امیر کا لئے ہوئے خضران کے پاس آئے جس وقت خضران کو خبر آمد مہتر قران معلوم ہوئی تو یہ
پریشان ہوئے کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا پیام آیا ہے اتنے میں قران سامنے خواجہ کے پہونچے خضران نے اپنے پاس
بٹھایا اور پوچھا کہ کیوں آئے ہو مطلب تمہارا کیا ہے قران ثالث نے پیام امیر کا خضران سے بیان کیا خضران یہ سنکے
خوش ہوئے سوا اس کے اور کچھ جواب نہیں ہے کہ میں حکم کے خلاف تھوڑی کر سکتا ہوں لیکن ملکہ بغیر آپ کے تشریف لائے
نہ جاویگی کوئی عزت تو اس کی ہو قران یہ جواب لے کر خدمت صاحبقران میں آئے اور امیر کو آگاہ کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے عیار کی خوشی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے میں آپ چلونگا یہ فرما کر صاحبقران سوار ہوئے اور
صرف طیفور کو ساتھ لیا اور جانب خیمہ ملکہ سماں عرج ابرو روانہ ہوئے وہاں خواجہ نے جلدی سے جاکر ملکہ کو امیر کے
ارادہ سے آگاہ کیا اور ملکہ سے فرمایا کہ جو کچھ نہیں کہنا ہو رو برو ئے صاحبقران کہہ لینا گو میرا اختیار نہیں لیکن مجھ
بھی گوارا نہیں کہ تم فرامرز سے کنارہ کرو فرامرز خواجہ کو دیکھکر علیحدہ ہٹ گیا تھا خضران نے ملکہ کی طرف دیکھے
کہ لو وہ وقت استقلال و پامردی آپہونچا اب ملکہ صاحبقران نے میرے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ملکہ کو بعید و اب عزت
فرامرز کی تمہارے ہاتھ ہے ملکہ نے عرض کی کہ عزت پہ سے جان قربان ہے جس کے ہوگئے اسی کے ہوگئے کہیں بار بار زبان
بدل جاتی ہے اور فرض کیجیے زبان بدل بھی دی جائے تو دل کیونکر بدل سکتا ہے آپ مطلق رہیں صرف اتنا کہلا بھیجیے کہ ملکہ
آپ کی فرمایش سے شاید چلی آئے میری خوشی تو اس نے گوارا نہ کی جبر کرنا اچھا نہیں خواجہ تو پہلے ہی یہ جواب مہتر قران
ثالث کو دے چکے تھے بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جو بات اس کے دل میں تھی وہی میرے دل میں بھی تھی یہ فرماکر
خضران تو باہر چلے آئے اور فرامرز نے کہا کہ ملکہ اور کچھ دیر ہے تم ہمیں دیکھ لو ہم تمہیں دیکھ لیں اس کے بعد خدا جانے
زمانہ کیا دکھائے ادھر خضران آمد صاحبقران عالیشان کی خبر سنکر برائے استقبال روانہ ہوا اور امیر کو پیشوائی
کرکے لئے ہوئے خیمہ ملکہ کے قریب آیا ملکہ اس کمرے میں تھی جو سر دربار تھا اور صدر اس نے پہلے سے صاحبقران
کے واسطے خالی کر دیا تھا امیر آکر رونق افروز ہوئے طیفور بھی ساتھ ہے اس وقت دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے
کو دیکھ رہے تھے جس وقت خبر آمد صاحبقران پہونچی تو فرامرز نے ملکہ سے کہا کہ اب مجھے جانے دو میں امیر کو سلام
کر دوں شاید صاحبقران کو میرے حال پر کچھ رحم آئے یہ کہکر ملکہ کے پہلو سے اٹھا اور دوسرے دروازے سے
آکر امیر با توقیر کو مجرا کیا دیکھا امیر نے کہ چہرہ فرامرز کا اترا ہوا ہے ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں آنکھیں روئی ہوئی معلوم
ہوتی ہیں صاحبقران نے اس کی صورت نہیں دیکھی نگی گردن جھکالی لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ اے عادل اگر ملکہ
اسے ملی تو جو حالت اس وقت اس کی ہے وہی حالت میرے عیار کی ہوگی پھر اس کا ملال بہتر یا طیفور کا رنج بہتر وہ

پچپن کا ساتھی ہی کیا کیا وفاداریاں اُس نے تمھارے ساتھ کی ہیں ہمدردی اُسی کی زیبا ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ سوا
مسلمان ہونے کے کوئی خصوصیت اس کو حاصل نہیں ہے بس آواز دی امیر نے کہ اے ملکہ ہم تمھارے لینے کو آئے ہیں
اور سواری بھی ساتھ میں ہے سوار ہوا ور چلو اگر کچھ عذر ہو تو بیان کر دو ملکہ کا رنگ اُڑ گیا جواب دیا کہ اس کنیز پر
اسقدر التفات کہ حضور نے تکلیف فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے کے قابل کہاں سے زبان لاؤں اور عذر مجھے کیا
ہو سکتا ہے جب آپ کی کنیز ہوں تو آپ مالک ہیں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیں اگر چار بھی ہو تو سرتابی نہیں صاحبقران
نے فرمایا کہ سکھپال لے جاؤ اور ملکہ کو سوار کرو کہاریاں لیے سکھپال کے بڑھے ہوئے ساتھ ساتھ سوار کرنے کو
چلیں خود ملکہ محبوب سیمتن بہن اس کی اور معشوقہ صاحبقران کی اپنی بہن کے سوار کرنے کو اور لینے کو آئی تھی ادھر
تو سکھپال لا کے لگا دیا گیا ادھر ملکہ محبوب سیمتن نے آواز دی کہ کیوں بہن آتی ہو یا میں ہی آؤں اور تمھیں گود میں اٹھاؤں
ملکہ نے کہا کہ بس تمھارا اتنا تکلیف اٹھانا بھی بہت ہے کہ اب تم صاحبقران کی بی بی ہوا ور میں ایک عیار کے قابل
سمجھی گئی ہوں اگر حکومت صاحبقران کی ہوگی تو جانبے ہوگی یا پاجون پہ ہوگی میں اپنے نفس کی آپ مختار ہوں
لے اب تم تماشہ دیکھو کہ ہم کہاں جاتے ہیں خیر اچھا ہوا کہ وقت آخر تم کو دیکھ تو لیا بکتے ہوئے دریا کی طرف بڑھی
یہ دیکھ کر محبوب سیمتن نے کہا کہ یا امیر دوڑیئے ورنہ پھر ملکہ کو نہ پایئے گا صاحبقران سمجھے کہ یہ بھاگی ہے تو بھاگ کے کہاں
جائے گی اسوقت جیرا چاہا نہیں جو خواستہ ہے وہ ڈھونڈھ کے لے ہی آئے گا جواب دیا کہ جاتی ہے تو جانے دو بس
یہ سنکے ملکہ بیتاب ہو کے سکھپال سے باہر نکل آئی اور ہائے میری بہن کہکے چلائی خضران دوڑ پڑے کہ کیا معاملہ ہے
صاحبقران بھی پردہ ہٹا کر اُس طرف آ گئے ساتھ صاحبقران کے طیفور اور فرامرز بھی نکل آئے سبحان اللہ
ابرو نے کنارے دریا کے پہونچ کے آواز دی کہ جو ہمارا عاشق صادق ہو وہ آئے ہمیں اپنی عصمت و عزت جان سے
زیادہ عزیز ہے یہ کہکر دریا میں پھاند پڑی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ملاحوں کو جلد نکالو اس کو ڈوبنے نپائے طیفور تو
ملاحوں کو تلاش کرنے لگا اور فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ عاشق صادق تو امتحان کے وقت معلوم ہوتا ہے لو ہم آتے ہیں
ہمارا انتظار کرو اگر تم نے ہماری محبت میں اپنی حسن و جوانی کو خاک میں ملایا تو ہم تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہیں یہ کہتے
ہی دوڑ کے فرامرز بھی دریا میں کود پڑا ملکہ پہلا غوطہ کھا کے ابھری فرامرز نے جلدی سے بال پکڑ لئے اور چاہا کہ پیر کے
نکال لے چلوں لیکن چاروں طرف سے موجیں آ گئیں اور پانی میں ناند پڑی دونوں اس طرح پانی میں بیٹھ کر پھر نہ ابھرے
خضران کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے امیر نے فرمایا کہ اے خضران تم کو تو اسقدر رنج ہوا چاہیے ان دونوں میں تمھارا
خون شامل تھا خضران نے کہا کہ اے عادل کیوان شکوہ میں تمھارے خاندان کی بیدردی سے خوب آگاہ ہوں
مجھے تمھارے بزرگوں کی بیمروتیاں خوب یاد ہیں اگر ہیں یہ نتارہ ملکہ کی شادی اپنے عیار کے ساتھ نکرو تو ہم بھی سمجھتے
کہ یہ میرے عیار سے جلتا ہے اب آنکھوں سے دیکھ لیا جو عاشق صادق تھا اُس نے ملکہ کے ساتھ اپنی جان بھی دیدی
اگر طیفور بھی عشق صادق رکھتا تھا تو کیوں نہ ملکہ کے ساتھ ڈوب مرا خیر تمھیں ملکہ کے حال پر زندگی بھر افسوس تو رہے گا
اے عادل کیوان شکوہ اپنے دل پر ہاتھ رکھنا چاہیے اگر اپنی معشوقہ کو کوئی ظالم چھین کے دوسرے کے حوالے کردے
تو اسوقت انسان مرنا پسند جانے گا مگر اس امر کو خوشی کبھی گوارا نکرے گا ان باتوں پر دل صاحبقران کا لرز گیا فرمایا
کہ اے خضران اگر یہ دونوں زندہ ہاتھ آ گئے تو بخدا میں اب ہرگز طیفور کی خواہش پوری نہونے دوں گا ملکہ
ملکہ کا عقد فرامرز ہی کے ساتھ کر دوں گا خضران جلا ہوا تو تھا ہی کہا کہ خدا سے دعا کرو اگر اُس کو تمھاری خاطر
منظور ہوگی تو وہ پھر زندہ کر دے گا ورنہ اب تک تو وہ دونوں لقمۂ دہان نہنگ ہو گئے ہوں گے یا مچھلیوں نے
گوشت ان کا تقسیم کر لیا ہوگا شاید ہڈیاں تہ دریا میں ملجائیں تو ملجائیں۔ خبر بہروان شاہ کو پہونچی کہ ملکہ ڈوب گئی
اور شادی اپنی عیار صاحبقران کے ساتھ گوارا نکی بہروان شاہ نے گریبان چاک کیا لباس سیاہ پہنا تمام شہر

بیہوش ہوا ادھر خضران نے بیہوشی اختیار کی امیر کو بھی سخت ملال ہوا فرمانے لگے کہ اگر میں ایسا جانتا تو
طیفور سے ہرگز اقرار نہ کرتا بلکہ اس ارادہ سے باز رکھتا طیفور کو صدمہ بھی ہوا اور ملکہ کی جانب سے نفرت سی
پیدا ہوئی کہ ہم اس پر مرتے تھے اور یہ خبر نہ تھی کہ یہ دوسرے پر شیدا ہے غرض اسی روز عجب طرح کا ماتم دریا کنارے
برپا رہا اب امیر نے خضران سے فرمایا کہ جہازوں کا انتظام کرو کہ ہم شہر حسن آگین میں جانے کا قصد رکھتے ہیں
خضران نے کہا کہ بہتر تو یہ ہے کہ اب مجھے خانہ کعبہ جانے کی اجازت دیجئے کہ ملال میرا برطرف ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اے خضران جو میں کہہ چکا وہ کہہ چکا کہ بعد طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کے تمکو جانے دونگا ابھی ہرگز نہیں خضران
نے کہا کہ خیر آپ مالک ہیں بغیر آپ کی اجازت کے میں جا نہیں سکتا لیکن اب اس مہم کے کام اپنے جس سے لیجئے جو
جس کا منصب ہے وہ اس کام کو انجام دے میں تو اب کوتوال معزول کی طرح ہوں جو کچھ کہنا ہو وہ طیفور سے کہئے
اسوقت بردوان شاہ نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت تک خدا نے بات رکھی اور آپ کو ہر مرحلے پر فتحیاب کیا اب
شہر حسن آگین کے ارادہ سے باز رہئے وہاں جانے سے کچھ حاصل نہیں ہے اول تو اس دریا کو عبور کرنا غیر ممکن ہے
دوسرے یہ کہ اگر آپ شہر حسن آگین میں پہونچ بھی گئے تو بہت پریشان ہوجیے گا یہ تمام ملک طلسمات و نیرنجات سے مملو
ہے حکیم اسرار الحکمت نے ایک ایک ذرہ میں یہاں کے طلسم باندھا ہوا دنی سا امر یہ ہے کہ اگر آپ تمام مرحلوں کو طے کر کے
پہونچ بھی گئے تو وہاں کے عورت مرد اسقدر حسین ہیں کہ جس قدر لوگ آپ کے ہمراہ ہیں سب عالم بیخودی میں آجائینگے
جو جس عورت پر عاشق ہوجائے گا وہ اسی کا ہو کے رہ جائے گا اور یہی حالت آپ کی بھی ہوگی وہ عورتیں اس قابل
نہیں ہیں کہ ان کو آپ کہیں لے جاسکیں فرمایا کیا سبب کہا اسے میں نہیں جانتا لیکن اتنا معلوم ہے کہ نہ وہاں کے مرد
کہیں جاسکتے ہیں نہ وہاں کی عورتیں جاسکتی ہیں وہاں کی عورتیں وہیں کے مردوں کے قابل اور مرد وہاں کے وہیں
کی عورتوں کے لائق ہیں اور کہیں نہ مرد جاسکتے ہیں نہ عورتیں اور جن لوگوں کو ان سے وابستگی ہوگی وہ بھی ساتھ
آپ کا چھوڑ کر وہیں کے ہو رہیں گے فرمایا مجھے کچھ پروا نہیں میں تنہا جاؤنگا بردوان شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن
بادشاہ اسلام نے عرض کی کہ یا امیر اگر مناسب جانئے تو اس بارہ میں خواجہ زادوں کی صلاح بھی لے لیجئے صاحبقران
نے فرمایا کہ خوشی آپ کی اسوقت بدری اشرفیوں کی اور کشتیاں خلعت کی منگوا کے رکھی گئیں اور خواجہ زادے
طلب ہوئے جس وقت پیام خواجہ زادوں کو پہونچا یہ اسی وقت درباری لباس زیب جسم کر کے حاضر ہوئے
بادشاہ اسلام نے ان کو نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے علم سے دریافت کیجئے کہ
شہر حسن آگین کا سفر صاحبقران کے واسطے کیسا ہے پس خواجہ زادوں نے اپنے قاعدے کے موافق سوا گز
زمین لیپ کے کچھ اسماء متبرکہ زبان پر جاری کئے اور زائچہ کھینچا بارہ برج ساتوں ستارے نظر میں رکھکر احکام
استخراج کئے اور عرض کی کہ لشکر پر فراق صعب معلوم ہوتا ہے مناسب تو یہ ہے کہ دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ
کی طرف تشریف لے جایئے اور اگر آپ کے خلاف کیجئے گا تو زحمت اٹھایئے گا ثمرہ نیک نہ پایئے گا لشکر پر ضرور تباہی
آئے گی بادشاہ نے خواجہ زادوں کو تو خلعت وغیرہ دے کر رخصت کیا اور صاحبقران سے فرمایا کہ اب روز سعد
تاریخ نیک دیکھکر دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ کی طرف تشریف لے چلئے فرمایا صاحبقران نے کہ آپ باتوں سے
خواجہ زادوں کی ڈر گئے قسم بہ ایمان خود کہ میں ضرور شہر حسن آگین میں جاؤنگا خواجہ زادے مجھکو ڈراتے ہیں
اگر شہر حسن آگین میں اپنا عمل نہ بٹھایا تو نام اپنا عادل گیلان لنگوہ بنایا ایک سوئی سی شکل ہے کہ اگر رنگریز ایسا ہی
ہوتا تو اپنی داڑھی نہ رنگ لیتا غیب کا حال سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا اگر میں اس مقام سے خوف کھا کر چلا جاؤں
تو اس راستہ کو خس و خاشاک سے کون پاک کرے گا بادشاہ اسلام نے جو سنا ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہی منظور
تھا تو آپ نے زائچہ کیوں دکھلایا آپ کے بزرگ خواجہ زادوں کے کہے پر چلتے ہیں ان کے احکام بہت صحیح ہوتے

دین فرمایا کہ اگر صبح بھی ہو تو میں اس ارادے سے باز نہ رہوں گا میں ایسی باتوں سے وسوسہ دل میں نہیں لاتا جو منظور خدا ہے وہ
ہوگا صاحبقران کے یہ تیور دیکھکر سب خاموش ہو گئے اور طیفور تلاش میں جہازوں اور کشتیوں کے روانہ ہوا وہاں
حسین بیشر قبا نے پہلے ہی حکم بھیجدیا تھا کہ خبردار لشکر حریف کو جہازوں پر جگہ نہ دینا جہاز رانوں نے جہازوں کو پہلے
ہی اس ساحل سے ہٹا دیا تھا طیفور نے بعد دریافت حال عرض کی کہ یا صاحبقران دور دور میں پھرا آیا لیکن جہاز کا
پتہ نہ پایا اب جو حکم ہو وہ کیا جائے فرمایا کہ جہاز تیار کئے جائیں طیفور اسی وقت روانہ ہوا نجاروں کو فراہم کیا اور جنگل
سے مناسب درخت تجویز کر کے ان کی لکڑیاں کاٹیں اور جمع کیں نجاروں نے جہاز بنانا شروع کئے مہینے ڈیڑھ مہینے کے
عرصہ میں چند جہاز اور چند کشتیاں بن کے تیار ہوئیں اور دریا میں ڈال گئیں صاحبقران کنارے دریا کے تشریف
لائے اپنے سامنے جہاز دریا میں ڈلوائے اور فرمایا کہ کل صبح کو ہم اُس پار جائیں گے بردوان شاہ نے عرض کی کہ
یا صاحبقران صرف جہازوں کی مجبوری نہ تھی کہ حضور کو منع کیا تھا بلکہ یہ دریا بھی دریائے فتنہ و فساد ہے اس سے عبور
کرنا ان جہازوں کا دشوار ہے آئندہ حضور کو اختیار ہے فرمایا میں ضرور جاؤں گا بردوان شاہ خاموش ہو رہا جب رات
گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران نے چلنے کا قصد کیا رفیقان جان نثار ہمراہی کے لئے کمربستہ ہوئے ہنوز صاحبقران
بادشاہ اسلام سے رخصت بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ملاحوں نے آکر عرض کی کہ صبح کو ایک جہاز کا پتہ بھی نہ ملا کہ وہ کشتیاں
اور جہاز کیا ہو گئے یہ سنکے امیر پریشان ہوئے اور فرمایا کہ اگر اقبال میرا یاور ہے تو ضرور دریا کے اُس پار پہونچوں گا میں
اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا یہ فرما کر اپنے مرکب طلب کیا طیفور سمجھ گیا کہ اب صاحبقران باز نہ رہیں گے بس
یہ قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ غلام انتظام کرتا ہے حضور ابھی عجلت نہ فرمائیں یہ تو معلوم ہوئے کہ یہ جہاز کیا ہوئے اور
کون جہازوں کو لوٹ گیا بادشاہ اسلام نے بھی روکا صاحبقران بخاطر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن طیفور
سے ارشاد کیا کہ ایک مہینے کی مہلت میں تجھے دیتا ہوں اگر اندر ایک ماہ کے تم نے کوئی انتظام کیا تو خیر ورنہ میں
گھوڑے کا زیر بند کاٹ کے دریا میں ڈالدوں گا یا تو اُس پار پہونچ گیا یا غرق ہو کر اپنی بھی جان دی طیفور نے عرض
کی کہ ڈیڑھ مہینے کی مہلت دیجئے اور سرداروں نے بھی اصرار کیا صاحبقران نے منظور فرمایا اور اپنے ارادہ کو
ڈیڑھ مہینے کے واسطے ملتوی فرمایا لیکن طیفور نے پھر جلدی جلدی کشتیاں تیار کرائیں اور دو کشتیاں دریا میں ڈلوائیں
اور ایک پہرہ لداری کنارے دریا کے بٹھا کے آپ نگران ہوا جب دو پہر رات گذری تو دیکھا طیفور نے کہ دریا متلاطم
ہوا اور ایک نہنگ مہیب نظر آیا نہنگ قریب کشتیوں کے آیا اور دم ماری کہ کشتی کا ایک ایک تختہ الگ ہو گیا بعد
اس کے دوسری کشتی کو بھی دُم مار کے غرق کر دیا اور تہ میں پانی کی چلا گیا یہ کرشمہ دیکھکر طیفور خاموش ہو رہا اور
صبح کو خدمت صاحبقران میں حاضر ہو کر رات کی سرگذشت بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ اُس نہنگ کو گرفتار
کرو طیفور نے عرض کی کہ آج کچھ تیر انداز عنایت ہوں وہ نگرانی کرتے رہیں میں ایک کشتی اور تیار کرا کے دریا میں
ڈلواتا ہوں جس وقت نہنگ نمودار ہو اور کشتی غرق کرنے کے ارادہ سے قریب کشتی کے آئے اسی وقت تیرباران
کیا جائے صاحبقران نے قبیل بن مقبول کو بارہ ہزار ناوک اندازوں سے ساحل پر متعین فرمایا اور طیفور نے
ایک کشتی اور بنا کے دریا میں ڈالی اور ناوک انداز کنارے پر جمع ہوئے تیروں کو چلۂ کمان میں پیوستہ کر کے
تاک لگائی جب دو پہر رات گذری تو دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کر کشتی کی طرف چلا بہت ناوک
اندازوں نے تیر سر کئے جتنے ناوک قریب اُس نہنگ کے گئے وہ جل کے خاک ہو گئے نہنگ نے برابر کشتی کے
آکر دم ماری کہ کشتی پاش پاش ہو گئی نہنگ کشتی کو تباہ کر کے پھر تہ میں چلا گیا جب صبح کو قبیل بن مقبول اور مقبل
وفادار نے آکر تمام کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وہ نہنگ ساحر ہے آج
شب کو میں آپ کشتی پر سوار ہو کے جاؤں گا یا تو میں نے نہنگ کو مارا یا نہنگ نے کشتی کے ساتھ مجھکو بھی غرق کیا

طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران وعدہ کے خلاف ہوا آپ ڈیڑھ مہینے کی مہلت مجھے دے چکے ہیں اس عرصہ
میں اگر میں راستہ صاف نہ کر دوں تو پھر حضور کو اختیار ہوا اور قبل اس کے میں آپ کو جانے نہ دوں گا صاحبقران
خاموش ہو رہے اب طیفور نے نجاروں سے کہا کہ جسطرح ہوسکے آج شام تک ایک ڈونگیا اور تیار کرو نجاروں نے
ایک ڈونگی تیار کی اور کچھ پتر لوہے کے جڑ کے اسے مضبوط کیا طیفور نے ڈونگی دریا میں ڈلوا دی اور آپ اس
ڈونگی میں بیٹھ کر دور میں لگا کر پانی کی طرف دیکھنا شروع کیا یہ خبر صاحبقران با اقبال کو پہونچی کہ آج آپکا عیار
خود ناؤ پر سوار ہوکے برائے گرفتاری ننگ گیا ہے یہ سنتے امیر با توقیر بیتاب ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا خیمہ بھی کنارے
دریا کے برپا ہو ہم بھی رات وہیں بسر کریں گے اگر عیار میرا غرق ہوا تو قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ دریا میں کود کر
اس ننگ حرامزادے کو ماروں گا یہ فرما کر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کنارے دریا کے تشریف
لائے فراشوں نے آکر خیمہ استادہ کیا امیر کنارے دریا کے بیٹھ کر جانب دریا دیکھنے لگے صاحبقران کے تشریف
لاتے ہی تمام سرداران لشکر اسلام دریا کنارے آگئے کہ اگر امیر دریا میں کودے تو ہم بھی امیر کا ساتھ دیں گے
طیفور تو دریا کی طرف دیکھنے میں محو تھا اس کا دھیان کسی اور جانب نہ تھا کہ یہ صاحبقران کے آنے سے باخبر ہوا لیکن امیر نے
خود آواز دی کہ اے طیفور با دیدہ گرد دیکھوں تو کس شیر دل کا بیٹا ہے واللہ کہ اگر تجھ پر کوئی آفت آئی تو میں بھی آمادہ بیٹھا
ہوں ساتھ ہی دریا میں پھاندوں گا طیفور نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال ہے تو آج ننگ کو بغیر گرفتار کئے میں کب
چھوڑتا ہوں جب وقت سفینہ آیا تو دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ننگ پانی پر اُبھر کے کشتی کی طرف چلا طیفور نے آہستہ آہستہ
جال الیاسی کو کھولنا شروع کیا جیسے ہی ننگ قریب کشتی کے آیا طیفور نے جال مارا کہ گردن ننگ کی جال کے حلقہ میں پھنسی
ننگ نے اُف کی کہ شعلہ دہن سے نکلا لیکن یہ جال اس آتش سحر سے کب جلنے والا تھا ننگ تڑپا کہ جال کو توڑ کے نکل جاوں
جتنا ننگ تڑپا حلقے اور پیوست ہوتے چلے گئے طیفور نے جال سے معجزہ طلب کیا جال بڑھنا شروع ہوا طیفور کشتی کو
اپنی کنارے پر لے آیا اور سرا جال کا صاحبقران کے ہاتھ میں دیدیا کہ اب آپ جانیے میں نے گرفتار کر دیا آپ نکال لیجیے
صاحبقران نے کھینچنا شروع کیا آخر ننگ کو باہر پانی کے کھینچ لائے لشکر میں نہایت خوشی ہوئی صاحبقران ننگ
کو لئے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور پانی پر اسم اعظم دم کرکے چھینٹا پانی کا ننگ پر مارا ننگ تڑپ کے
ہیئت اصلی پر آیا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہے اس نے سحر کرنے کا قصد کیا بسبب برکت بارگاہ سلیمانی کے سحر یاد نہ آیا
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ حال اپنا بیان کر اس نے عرض کی کہ نام میرا ننگ جادو ہے میں ملازم ہوں
مواج دریا بر جادو کا میرے گرفتار ہو جانے پر آپ مطمئن نہ ہوں آج میں گرفتار ہوا کل دوسرا ننگ پیدا ہوگا وہ
جہازوں اور کشتیوں کو غرق کردے گا تاوقتیکہ مواج جادو گرفتار نہ ہوگا اس سلسلہ کا قطع ہونا ناممکن ہے اس لئے
کہ وہ ایسے مقام پر رہتا ہے جہاں جانے کا راستہ ہی نہیں ہے نہ مواج جادو کبھی پانی پر اُبھرتا ہے کہ وہ گرفتار ہو صاحبقران
کو اس کی بات کا یقین نہ آیا فرمایا اسے قید رکھو اور آج پھر کشتی دریا میں ڈالو طیفور نے ننگ جادو کو اُٹھا کر زنبیل
میں ڈال لیا اور جانب دریا روانہ ہوا جب شام ہوئی تو پھر طیفور کشتی پر سوار ہوکے چلا کنارے سے ہٹ کے صاحبقران
عالیشان مع فوج دریا موج موجود تھے دو پہر رات گئی اُسی طرح دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ایک ننگ پیدا ہوا اور
کشتی کی طرف چلا طیفور تو پہلے سے ہوشیار تھا جیسے ہی ننگ قریب کشتی کے آیا اور چاہا اس نے کہ دم مار کے کشتی
کو اُلٹ دوں طیفور نے حلقہ کمند آمنائے باصفا کا مارا اور کھینچ کے داخل زنبیل کر لیا اور کشتی کو کنارے لا کے کشتی
سے اُترا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ان دونوں کو اپنے ہی پاس قید رکھو صبح کو دیوان ان کا سجا
جائیگا یہ فرما کر خوابگاہ میں تشریف لے گئے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے طیفور
سے کہا کہ دونوں کو نکالو تمام سردار جمع تھے بادشاہ اسلام تخت طاؤس پر جلوہ افروز تھے طیفور نے دونوں کو

زنبیل سے نکالا اور پہرہ عیاروں کا معین ہوا کہ یہ بھاگ کے نہ نکل جائیں پہلا ساحر تو ہیئت اصلی پر تھا لیکن دوسرا
ابھی تک بشکل ننگ تھا صاحبقران نے اسم اعظم اس پر بھی دم کیا رنگ و روغن سحر اُڑ گیا اور ننگ انسان
ہوگیا اس نے سحر کرنے کا قصد کیا سحر یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ یہاں ساحری کام نہ دے گی حال اپنا بیان کر اُس وقت
ننگ جادو والے نے کہا کہ اے برادر خوف نکرو جو سچ سچ ہو بیان کرو پہلے تو ہمیں گرفتار ہوکر آئے ہیں تم تو بیچارے
بعد گرفتار ہوئے ہو اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ میں ملازم مواج جادو کا ہوں فرمایا تو کس واسطے آیا تھا اُس نے
کہا کہ ہم لوگ اسی کام پر معین ہیں کہ اگر کوئی کشتی یا جہاز ادھر سے ادھر جائے تو اُسے غرق کردیں صدہا کشتیاں ہم نے
غرق کردیں آج نہیں معلوم کیونکر گرفتار ہوگئے ہیں خود اپنی گرفتاری پر حیرت ہے لیکن ہم دو بھائیوں کے گرفتار ہونے
سے انتظام میں خلل نہیں پڑ سکتا ہے چالیس ہزار ساحر اسی کام پر معین ہیں اگر آپ ایک روز گرفتار کریں تو سینکڑوں
برسوں گذر جائیں گے اُسوقت ننگ جادو نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور کو میرے کہنے کا یقین آیا یا نہیں
اب مناسب یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک کو رہا کر دیجیے اور جو کچھ مواج جادو سے کہلا بھیجنا ہو کہلا بھیجیے جبتک
مواج جادو راہ راست پر نہ آئے گا اُسوقت تک آپ دریا عبور کرکے اس پار سے اُس پار نہیں جاسکتے ایک کو
اپنے اطمینان کے واسطے قید رکھیے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم دونوں میں سے جسے کہو رہا کر دوں ننگ
جادو نے کہا کہ اس کو رہا کر دیجیے امیر نے دیجیے صاحبقران نے خرچنگ جادو کو رہا کر دیا اور فرمایا کہ جا کر
مواج جادو سے کہدینا کہ یا تو ہمیں اس پار جانے دے متعرض نہ ہو یا برسر مقابلہ آ کیا دریا میں چھپا بیٹھا ہے خرچنگ جادو
سلام رخصت کر کے بجا لا کے روانہ ہوا جاتے ہی دریا میں کود پڑا اور غائب ہوگیا یہاں صاحبقران تو انتظار میں
بیٹھے اور ننگ جادو طیفور کی قید سخت میں ہے کہ بھاگ نہ جائے لیکن حال خرچنگ جادو کا سنیے کہ یہ جو چلا تو سیدھا
مواج جادو کے سامنے پہونچا اور حال اپنے گرفتار ہونے کا صاحبقران کے سامنے جانے کا بیان کیا بعد اس کے
پیام امیر کا سنایا کہ صاحبقران فرماتے ہیں یا تو مجھے جانے دے متعرض نہ ہو یا برسر مقابلہ آ اس کی بات تو پھر مواج جادو
کو شبہہ ہوا کہ شاید یہ صاحبقران سے مل گیا ہے ایسا نہو کہ اگر میں امیر سے صلح کر لوں تو وہ کوئی فتنہ و فساد برپا کرے
بس مواج جادو نے اسیوقت خرچنگ جادو کو قید کر لیا اور خاموشی اختیار کی کوئی جواب امیر کے پیام کا نہ بھیجا یہاں
صاحبقران نے تین روز خرچنگ جادو کا انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو صاحبقران نے ننگ جادو کو بلایا اور
ارشاد فرمایا کہ خرچنگ جادو تو واپس نہیں آیا ننگ جادو نے عرض کی کہ یا تو وہ قید کر لیا گیا ہوگا یا مار ڈالا گیا
ہوگا ورنہ ضرور واپس آتا یا صاحبقران وہ مکار آدمی نہیں ہے فرمایا کہ اب کیا انتظام کیا جائے ننگ جادو نے
عرض کی کہ یا صاحبقران مواج جادو تک رسائی کسی کی ممکن نہیں اب آپ اگر مجھے جانے بھی دیں
تو میں نہ جاؤں اس لیے کہ خرچنگ جادو کے واپس نہ آنے سے مجھے شک پیدا ہوگیا ہے کہ ایسا نہو مواج جادو
مجھے بھی بدگمانی پیش آئے ہاں اتنا میں کر سکتا ہوں کہ اگر آپ مجھکو چھوڑ دیں تو جس شخص کو ارشاد کیجیے میں مواج جادو
تک پہونچا دوں امیر نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو ساتھ اس کو چھوڑے اور یہ چھڑا کے بھاگ جانا چاہے تو جانے نہ
اور وہاں پہونچ کے مواج جادو سے جواب پیام لائے یا مواج کو اسیر کر کے لے آئے یہ سنکے خضران سنائی
کرسی سے اُٹھنے کا قصد کیا کہ طیفور اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ کام سوا اس غلام کے اور کسی کا
نہیں ہے فرمایا امیر نے کہ جاؤ اور مواج جادو سے پیام کا جواب لے کے آؤ طیفور نے کمر میں ننگ جادو کے سرا
کمند آ سنا کے باندھا کا لپیٹ دیا اور کمند کو ہاتھ میں لیے ہوئے کنارے دریا کے آیا ننگ جادو دریا میں کودا ساتھ
ہی طیفور بھی دریا میں پھاند پڑا ننگ جادو نے صورت نہنگ کی پیدا کی اور تہ آب کی طرف متوجہ ہوا طیفور
بھی اُسی کے ساتھ کھنچتا ہوا چلا کسی مقام پر ننگ نے دم ماری کہ یہ کمان کا عذاب ساتھ لگا ہوا ہے اسے لیجانا اچھا نہیں

لیکن یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی آخر چار و ناچار ننگ جادو کو لیجانا پڑا طیفور کے ہاتھ میں سرا کمند کا ہے اور دوسرے
ہاتھ سے دور میں لگائے ہوئے سیر پانی کی دیکھتا چلا جاتا ہے عجب عجب طرح کے جانور پانی میں نظر آئے یہانتک کہ جلتے
جلتے کچھ ابر سرخ و سبز و زرد و زنگاری معلوم ہوئے ننگ جادو طیفور کو کھینچے ہوئے انہیں بادلوں کے سایے سے گذرتا
ہوا ایک مکان میں پہونچا دیکھا طیفور نے کہ اب نہ دریا ہے نہ پانی ہے بلکہ راہ دریا سے آگئے ہیں اور لباس تک تر نہیں
ہے اندر اس مکان کے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرجوگی وضع ہے فقیرانہ تکلفات سے لباس اس کا مزین ہے اور گرد
پیش امرا اراکین دولت جمع ہیں ننگ جادو نے چپکے سے کہا کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اب یہ رسی میری کمر سے
کھول لیجیے طیفور نے سرا کمند کا کھول لیا ننگ جادو نے طیفور کو سامنے موالج جادو کے پیش کیا اور کہا کہ
یہ وہ شخص ہے جس نے آپ کے دو ملازموں کو پکڑ لیا تھا اب آپ کو اختیار ہے یہانتک پہونچا دینا میرا کام تھا ادھر تو یہ
کہکے ننگ جادو بلند ہوا ادھر طیفور نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے موالج جادو نے ننگ جادو سے
کہا کہ تو نے اس کو اسیر کیوں نہ رکھا ننگ جادو نے کہا کہ میں نے تو آپ کے سامنے پیش ہی کر دیا تھا اسیر کرنا میرے
اختیار کی بات نہ تھی فقرہ سے تو میں اپنی جان بچا کے اور لے کے آیا موالج جادو نے کہا کہ تلاش کرو دیکھو تو
کہاں گیا ہے ساحروں نے ہر طرف ڈھونڈھنا شروع کیا یہ گلیم اوڑھے ہوئے وہیں کھڑے ہے مگر کسی کو پتہ نہ لگا طیفور نے
زیادہ ٹھہرنے کا موقع نہ پایا اس مکان سے نکل کر جانب صحرا روانہ ہوا طیفور کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ کہاں تو میں دریا میں
بہا جاتا تھا اور کہاں اس مکان میں آکے پہونچا اب نہ وہ عالم آب ہے نہ طوفان ہے وہی زمین و آسمان ہے وہی جگہ ہے غرضکہ پھر
سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہے جاتے جاتے دور پر دو گنبد سپید نظر آئے طیفور اس طرف روانہ ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کونسا مقام ہے
اور یہ گنبد یہاں کیسے بنے ہوئے ہیں غرضکہ جاتے جاتے جس وقت طیفور قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک چار دیواری
ہے کہ ہر گوشہ پر اس کے ایک گنبد سپید بنا ہوا ہے اور ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہے دونوں پٹ اس کے کھلے ہوئے
ہیں نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان طیفور بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوا اور سیر کرتا ہوا چلا وہ تو سیر باغ میں مصروف ہوا ادھر ان
صدف جادو دختر موالج جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے گانا سن رہی ہے عورتیں جمع ہیں محفل کا
ہنگامہ برپا ہے اتنے میں ایک سانولی سی عورت بھرے اٹھ کر رفع احتیاج کے واسطے نکلی اور ایک گوشہ باغ کی طرف چلی جیسے
ہی ان کے قریب سے نکلی طیفور نے ہاتھ بڑھایا وہ جھجکی طیفور نے جھٹ سے ہاتھ مار دیا وہ عورت گر کے بیہوش ہو گئی
طیفور نے لباس اس کا اتار کے آپ پہنا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی اسی عورت کی سی بنائی اور اس عیاری
کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ کے پھینک دیا اور پرے سے پتے سمیٹ کے رکھ دیئے ایک ڈھیر پتوں کا معلوم ہونے لگا اور آپ اس کی
صورت بنے ہوئے داخل قصر ہوئے صدف جادو نے کہا کہ اری کیتکی تو کہاں گئی تھی میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تو کام
کے وقت غائب ہو جایا کرتی ہے کیتکی کا نام سنکے طیفور سمجھ گئے کہ جس عورت کو میں نے بیہوش کیا ہے اس کا یہی نام
تھا طیفور نے کہا کہ اے ملکہ سے۔ غم ہستا دنگ باغبان ہے۔ وہ محلے میں چار آشیاں ہے۔ کیا کہوں اگر آپ کے حکم
پر چلتی ہوں تو خداوند سامری ناراض ہوتے ہیں اور خداوند کے کہنے پر عمل کرتی ہوں تو آپ ناراض ہوتی ہیں اب یہ
بتائیے کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں صدف جادو نے کہا کہ اے ہے تو تو بالکل خبطی یا یہ تراق پٹاق ہو گئی اور اسقدر
جھوٹ بولنے لگی کیا خداوند سامری نے تجھسے یہ کہدیا ہے کہ مالکہ کے کہنے پر عمل نہ کیا کر کیتکی نے کہا کہ چند دن سے خداوند
کی مجھپر مہربانی ہے جس وقت وہ یاد فرماتے ہیں تو مجھے جانا واجب ہو جاتا ہے اسوقت بیشک میں حضور کا خیال نہیں کرتی ہوں
صدف جادو نے کہا او جھوٹی تو خداوند پر تہمت لیتی ہے بھلا خداوند کو تجھسے کیا کام درپیش رہتا ہے جو وہ تجھے بلاتے ہیں
کیتکی نے کہا کہ طبیعت ان کی اگر آپ کو یقین نہیں آتا نہ سہی صدف جادو کو غصہ آیا کوڑا پکڑ کے اٹھی آپ نے گلیم
اوڑھ لی اور غائب ہوگئے اب تو صدف جادو حیران ہوئی کہ کیتکی کہاں چلی گئی تھوڑی دیر پکارا کیتکی کمبخت مری نہیں

رہی ہر ہاتھ مین ایک گلاب کا پھول لئے ہوئے ہر اب تو سب کو یقین ہو گیا کہ بیشک اس مین کرامت پیدا ہو گئی یہ خدمت خداوند کا اثر ہی ملکہ نے بھی اپنی خطا کیتکی سے بخشوائی کہ تم ناراض ہو نا خداوند سے میری شکایت نکر دینا یہ کہکر ہاتھ پکڑے ہوئے لائی برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور پوچھا کہ کیا باتین تمکو خداوند کی صحبت مین آئین اور خداوند تمکو کس نظر سے دیکھتے ہین کیتکی نے کہا کہ اب زور خدا پرستون کا بہت ہو گیا ہر تو خداوند اپنا نائب واسطے استیصال کے بھیجنے والے ہین مجھے ارشاد فرمایا ہر کہ مین تیرے پیٹ مین نور قدرت اتارونگا اُس سے خداوندزادہ پیدا ہوگا اور وہ اس قدیم دین کو مٹائیگا جسدن سے خداوند کی خدمت مین آئی ہون اُس دن سے مجھ مین یہ قدرت پیدا ہو گئی ہر کہ چاہون پری بنجاؤن چاہون چڑیل کے لباس مین نظر آؤن چاہون دکھائی دون چاہون نہ دکھائی دون چاہون سے غائب ہو جاؤن مجھے اپنی صورت کے بدلنے کا اختیار ہر اور کہا آپ یہ سمجھتی ہین کہ مین خداوند کے سامنے ایسی ہی صورت سے بیٹھی رہتی ہون ایسی صورت کو کون پوچھتا ہر ملکہ نے کہا کہ پھر خداوند کے پسند کے قابل کونسی صورت ہر اُسے بھی ظاہر کرو کیتکی نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اب جو صدرت جادو نے دیکھا تو چہرہ ضو دے رہا ہر کیتکی تو اور ہی چیز ہو گئی ہر بعد اُس کے کیتکی نے کہا کہ آپ کو خوب معلوم ہر کہ گانا میرا اچھا نہ تھا اور شوق مجھے گانے کا بہت تھا مین نے ایک روز خداوند سے اپنی حسرت بیان کی خداوند نے ہاتھ اپنا میرے گلے پر پھیر دیا اُسوقت سے تو نور کا گلا ہو گیا ہر کہ مین آپ اپنے گانے کی عاشق ہو گئی ہون اب صدرت جادو نے کہا کہ ہمین بھی گانا اپنا سناؤ کیتکی نے کہا کہ ایسا نہو خداوند کے خلاف حکم کرنے سے مورد عتاب ہون مین ذرا پوچھ آؤن تو ابھی آتی ہون یہ کہکر پھر گئی اور اب جو نمودار ہوئی تو بھاری جوڑا پہنے ہوئے زیور مرصع کا سے آراستہ صورت مثل چاند کے صدرت جادو کی یہ حالت ہوئی کہ گرد پھرنے لگی اور کہا کہ اب آپ اپنا نام بھی بدل ڈالیے اسوقت تم میری کنیز نہین اب مین تمھاری کنیز ہون کہ تم خداوند کی خدمت مین آچکی ہو کیتکی نے کہا کہ مجھے خداوند نے بت صدر رنگ کا خطاب دیا ہر ملکہ ہاتھ بت صدر رنگ کا پکڑے ہوئے مسند پر آئی بیٹھی تمام اہل محل محو ہین ہر ایک کو سکتہ کوئی کہتی ہر کہ قسمت تو دیکھو کہ کیا سے کیا ہو گئی کوئی کہتی کہ خدمت سے عظمت ہر نہ یہ خداوند پہ شیدا ہوتی اور نہ خداوند اسے سرفراز کرتے لیکن بت صدر رنگ نے کہا کہ خیر مین تمکو گانا تو سنا دون ورنہ تم سمجھو گی کہ یہ ناز کرتی ہر صدرت جادو نے کہا کہ جو خوشی آپ کی مین تو اب ایسی گستاخی آپ کے ساتھ نہین کر سکتی بت صدر رنگ نے وہین بیٹھے بیٹھے بغیر ساز کے ایک غزل لگا کے گانا شروع کی جسکو سنکر تمام اہل محل دنگ ہو گئے کسے ہوش و حواس رہا یہ تھی غزل ہی غزل

غزل بتان شوخ ہر ادا ل کھائے دیتے ہین
ہم آج دونون کا جھگڑا چکائے دیتے ہین
یہ شوق دید سے کہتی ہین شوخیان انکی
کہ دیکھ دیکھکے وہ مسکرائے دیتے ہین
ہوا خیال تو ان کو برا ہوا کہ بھلا
اگر آج دل انھین بے آزمائے دیتے ہین
نگاہ ناز کا خنجر نہ تھا سے ناہم اب تک
کچھ ایسا ہی ہر کہ ان کو ہٹائے دیتے ہین
اگرچہ کہنے کے قابل نہین ہر راز دل
کہ وہ یہ رسم ہی اب سے اٹھائے دیتے ہین
یہی جواب مجھے ہیکے قاصد سے
ہم آج راہ میری آنکھین بچھائے دیتے ہین

غضب خدا کا ہر کعبہ کو ڈھائے دیتے ہین
لہو یہ رونے کے چہرے سکھائے دیتے ہین
کہ درمیان سے پردہ اٹھائے دیتے ہین
عدو مین بھی ہر گمان کیا مرے تپ کا
بجا وہ کہکے مرا دل بڑھائے دیتے ہین
ہمین یہ لطف ہم جب کہ بیجا بی ہو
ہم ان کی آنکھ مین سرمہ لگائے دیتے ہین
اثر تو آنے دے اے سوز عشق الونین
جو پوچھتے ہو تو ہم بھی بتائے دیتے ہین
رگ گلو کو ہمارے بتاتے ہین زنار
وہ خط حرف تمنا مٹائے دیتے ہین
ہمکتے ہین کہ پسینہ جبین یہ کیسا ہر

عذاب جان ہر تو دل کو گنوائے دیتے ہین
ہم آگ ایسی لگی کو لگائے دیتے ہین
لگا ہوا ہی ہے کیا میری رونی صورت مین
یہ لوگ رنگ جو پھیر دبائے دیتے ہین
خدا پہ چھوڑا ہر انجام عشق کو ہم نے
انھین بھی حد سے زیادہ بڑھائے دیتے ہین
مریض عشق کو کیونکر یقین مرگ نہو
کسی دن آگ ادھر بھی لگائے دیتے ہین
ہمارے پھول اُٹھانا یہ بار خاطر ہین
ہنسی ہنسی مین وہ کافر ہلائے دیتے ہین
سنا کہ چھپکے وہ جاتیکو ہین دیئے گھر
وہ ڈوب مرنے کو غیرت دلائے دیتے ہین

مزا جدان یہ بنا باہی ربط الفت نے
کہا ہی منہ سے تو ہم کر کے دکھائے دیتے ہین
زبد میرا دشت وفا مین تھا آرزو کی جس
جو دل مین آپکے ہی ہم بتائے دیتے ہین
زبان دی انھین کیا آج تیغ قاتل نے
بجھے چراغ کو پھر ہم جلائے دیتے ہین
گلے کو کاٹتے ہین ہم اب آپ دیکھئے سیر
کہ جتنے زخم ہین سب مسکرائے دیتے ہین

جس وقت صحبت رقص و سرود ختم ہوئی تو ملکہ صدف جادو نے کہا کہ اب تم ہر وقت ہمارے پاس رہا کرو سوا ان اوقات کے جب کہ تم خدمت خداوندی مین جاتی ہو یہ کہکر اپنے برابر مسہری پر بٹھایا اور سو گئی لیکن طیفور جاگتا رہا لیٹے لیٹے خیال مین آیا کہ ایسا نہو مواج جادو مجھے میرا حال دریافت کرے اور آکر گرفتار کر لیجائے یہ خیال آتے ہی پہلے تو رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی صدف جادو کی بنائی بعد اُس کے صدف جادو کو اپنی صورت بنا کے پھر لیٹ رہے تھا کہ وہان مواج جادو کو جب کسی طرح طیفور کا پتہ نہ ملا تو یہ اپنی پرستش گاہ مین آیا اور ایک تصویر جو ہری پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور پکارا کہ اے خداوند دو خیشہ وہ دزد مکار جو یہان آیا تھا کہان گیا تصویر گویا ہوئی کہ تیری دختر کے باغ مین وہ پہونچگیا اور اُس کو فریب دیکر ایک عورت بنا ہوا اُسی کے پہلو مین لیٹا ہی بس یہ سنتے ہی اس کے ہوش اُڑ گئے اور اسی وقت یہ باغ ملکہ صدف جادو کی جانب روانہ ہوا کہ ایسا نہو یہ فریب دیکر ملکہ کو مار ڈالے جسوقت باغ مین پہونچا تو دیکھا واقع مین ایک مسہری پر ملکہ کے ساتھ دوسری عورت بھی لیٹی ہوئی ہی لیکن جو کچھ تصویر نے خبر دی تھی ایک بات اُس کے خلاف ہی وہ یہ کہ تصویر نے کہا تھا کہ داہنی جانب ملکہ ہی اور بائین جانب عیار ہی یہان اُس کے خلاف ہی کہ داہنی جانب عیار اور بائین جانب ملکہ ہی مواج نے خیال کیا کہ مین بھول گیا ہون جلدی سے ملکہ نقلی کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تمھارے پہلو مین جو لیٹا ہی یہ عیار ہی طیفور کی جو آنکھ کھلی اور مواج کو دیکھا دل مین خدا کا شکر کیا کہ اگر مین ہیئت نہ تبدیل کر چکا ہوتا تو ابھی گرفتار ہو جاتا مواج سے کہا کہ مین تو اسے عورت سمجھے ہوئے تھی آپ کی بدولت جان بچ گئی ورنہ یہ مجھے زندہ نہ چھوڑتا مواج نے جلدی سے رسن سحر مین صدف جادو کو طیفور سمجھ کے باندھا زبان پر سنگ سوزن کر دیا اور لئے ہوئے اپنے مقام پر آیا طیفور صدف جادو بنا ہوا ساتھ ساتھ آیا کہ اب مین آپکے پاس سے جدا نہونگی زمانہ بہت نازک ہی یہ موئے عیار یہانتک بھی پہونچگئے سنا ہی کہ ان کے مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین اب تنہا رہنے مین جان کا خوف ہی مواج نے کہا اے نور نظر نہ گھبرا مین اسے قتل کئے ڈالتا ہون یہ کہکر اس نے خنجر نکالا اور صدف جادو کی طرف بڑھا صدف جادو بھی ہوشیار ہو گئی ہی حسرت سے باپ کی طرف دیکھ رہی ہی کہ بابا تو یہ مجھے اسقدر چاہتا تھا اب ذبح کرنے پر آمادہ ہی مجھے کونسا قصور ہوا ہی مگر زبان پر سنگ سوزن ہی کچھ بول نہین سکتی ہی طیفور کہہ رہا ہی کہ اسے جلدی ذبح کیجیے ایسا نہو یہ چھوٹ جائے مواج نے کہا کہ مین نے اسیر سحر کر لیا ہی اب یہ بچ کے کہان جا سکتا ہی یہ کہکر صدف جادو کو ذبح کر ڈالا بس اس کے ذبح ہوتے ہی قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی صدائے دارو گیر آنے لگی بیرون نے شور کیا کہ کشتی ہرا نام من صدف جادو بود حیف مردیم و جانداد یم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا مواج جادو نے کہ صدف جادو ذبح کی ہوئی پڑی ہی اس نے سر پیٹ لیا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا مین نے اپنی دختر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالا یہ تو سر پیٹنے لگا اور طیفور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا ہر چند ساحرون نے تلاش کیا مگر کہین نہ پایا آخر مواج جادو نے صدف جادو کی ارتھی نہایت دھوم سے اٹھائی اور لیکر مرگھٹ کی جانب روانہ ہوا آپ گلیم اوڑھے ہوئے سب سیر دیکھا کئے جب دیکھا کہ ارتھی اٹھائی گئی اور سب روتے پیٹتے جانب مرگھٹ روانہ ہوئے تو انھون نے گلیم اتاری اور صورت اپنی ایک برہمن کی بنا کے یہ بھی جانب مرگھٹ روانہ ہوگئے اور جو بانس وہان جلانے پھونکنے کے واسطے جمع تھے اُن مین مل کے کھڑے ہو رہے ارتھی لا کے رکھی گئی اور گرد اُس کے لکڑیان لگا کر آگ دی گئی مواج جادو کو سب اس کے عزیز و رفیق گھیرے کھڑے تھے اور رو رہے تھے مواج جادو بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا دل مین کہہ رہا تھا کہ یہ وہی واقعہ ہوا جو رستم کو پیش آیا تھا

مگر اُس نے بھی اپنے فرزند سہراب کو ذبح کر ڈالا تھا لیکن اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے دیکھنا یہی ہے کہ دشمن سے قصاص
لینا چاہیے یہ تو بہ تن باستقام بنا ہوا اکڑا تھا اور ادھر پاندون نے رال اور گمی لکڑیون پر چھڑک کے آگ دیدی یہ بیان
ہو چکا ہے کہ علیفور بھی انہین پاندون مین شریک ہو کر ہمراہ رال اور گمی کے کئی سیر بیہوشی چھڑک دی تھی آگ دیتے ہی
جو دھوان پھیلا اور ہوا نے چار جانب وہین کو منتشر کیا تو جس قدر لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے سب کے سب
بیہوش ہوئے سوا علیفور کے جس قدر ساحر مع مواج جادو یہان موجود تھے سب بیہوش پڑے تھے چونکہ علیفور نے
پہلے سے یہ انتظام کر لیا تھا کہ فتیلہ رفع بیہوشی دماغ پر چڑھا لیا تھا اس سبب سے یہ محفوظ رہا جب اس نے جلدی سے آکے
مواج جادو کی زبان پر نکلہ سوزن کیا اور رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی مواج جادو کی بنائی اور
رانی بہر ہون پر رفع بیہوشی سب کو سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ کیسی ہوا چلی کہ سب کو سلا دیا جب ہر ایک ہوشیار
ہو لیا تو مواج نقلی نے کہا کہ اب یہ مقام پرخطر ہو گیا مین یہان سے ہٹ کے حریف کے مقابلے پر جانا بہتر سمجھتا ہون ان لوگون
نے کہا کہ آپ ہمارے افسر اور مالک ہین جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین مواج نقلی نے کہا کہ کشتیان لاؤ اور چل کر ساحل پر
اترو مین پہلے تو صاحبقران سے نامہ و پیام کرونگا اگر انھون نے نصیحت میری قبول کی فہو المراد ورنہ جنگ ہوگی ملازمون
نے کشتیان حاضر کین کل فوج ساحران سوار ہوئی ایک کشتی پر مواج جادو اور گرداب جادو بیٹھے اور چلے اب
وہان کا حال سنیے کہ دو سرادون پر صاحبقران عالیشان انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ دریا سے
کشتیان نمودار ہوئین اور ساحل پر پہونچے کشتیون سے فوج ساحران اتری خیمہ برپا کیے ہرکارے برائے دریافت
حال روانہ ہوئے اور آکر عرض کی **نظم** + الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ۔ گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا ۔ یہ لشکر نامی دریا مواج دریا نشین جادو کا ہے اور بعزم مقابلہ آیا ہے فرمایا کچھ میرے عیار کی بھی خبر ہے
ہرکارون نے عرض کی کہ عیار کا تو کچھ ذکر بھی نہین سنا وہان مواج نقلی نے خیمہ مین جا کر ایک نامہ بنام صاحبقران
عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اسے سرگروہ خدا پرستان آپ نے اپنے عیار کو ہماری آزار رسانی کے واسطے
بھیجا تھا مگر خداوند سامری و جمشید نے ہمین اس کی شر سے بچایا ہم نے اُسکو گرفتار کرکے مار ڈالا معلوم ہوتا ہے کہ آپ
انھین عیارون کے زور پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین سر میدان مقابلہ کیجیے تو حال معلوم ہو مین اسی واسطے دریا
سے باہر آیا ہون یا تو آپ پلٹ جائیے اور اگر یہ منظور نہو تو پہلے مجھ سے مل لیجیے بشرطیکہ آپ کو یہان آنے مین خوف نہو
ورنہ مین خود آؤن یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر جانب بارگاہ صاحبقران عالیشان روانہ کیا یہان ہرکارون نے
امیر کو خبر دی کہ نامہ وار آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نامہ وار آیا نامہ ہاتھ مین صاحبقران کے دیا امیر نے نامہ
پڑھ کر گریبان چاک کیا اور ہائے علیفور کا نعرہ مارا کہ بارگاہ تھرا گئی خضران کو بھی علیفور کے شباب پر افسوس ہوا
عیارون مین غوغا ہوا مہتر خندق نقب زن نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر اجازت ہو تو مین اپنے اُستاد کے خون کا
بدلہ مواج جادو سے لون فرمایا صاحبقران نے کہ ابھی صبر کرو لیکن جس وقت نظر امیر کی اس مضمون پر پڑی کہ اگر
آپ کو خوف ہو تو لکھیے یا مین خود آؤن اسیوقت تلوار ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور غصہ سے ریش کے بال کھڑے
ہو گئے فرمایا نامہ وار سے کہ جا کر کہدے کہ امیر آتے ہین سرداران حیران تھے کہ یہ عزم امیر نے کس غرض سے کیا ہے تمام سردار
تلوار ٹیک ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے امیر نے منع فرمایا اور تنہا جانب خیمہ مواج دریا نشین
جادو روانہ ہوئے ادھر تو سرداران اسلام مین ہلچل تھی کہ امیر غصہ مین تنہا گئے ہین دیکھیے کیا نتیجہ ہو مثل عیارون
کے ساحر بھی مکار ہوتے ہین ایسا نہو کوئی پیچ پڑے ادھر ساحرون مین غوغا ہوا کہ صاحبقران زمان کشندۂ ساحران
تشریف لاتے ہین مواج دریا نشین جادو کو جو خبر ہوئی کہ صاحبقران آتے ہین یہ گرداب جادو کو اپنے ساتھ لیے
ہوئے برائے استقبال آیا اور نہایت عزت کے ساتھ امیر کو اپنے خیمہ مین لایا دنگل پر بٹھلایا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے

مجھے کس واسطے بلایا ہے مواج نے کہا کہ اب ارادہ آپ کا کیا ہے فرمایا جو پہلے تھا مواج نے کہا کہ سب کی کشتی حیات طوفانی ہو گی ایک بھی دریا کے اُس پار نہ جا سکے گا فرمایا مرنا منظور ہے لیکن بے نیل مقصود واپس جانا منظور ہے اُسوقت مواج نقلی نے کہا کہ اچھا آپ اپنے عیار کی سوگواری سے فرصت کیجیے اُس کے بعد دیکھا جائے گا اور اب میں خود حاضر ہوں گا صاحبقران وہاں سے اُٹھ کر اپنے لشکر میں تشریف لائے جو کچھ گذری تھی سب بادشاہ اسلام کے سامنے بیان کی اور سیہ پوشی اختیار کی تمام عیار سیہ پوش ہوئے تین روز طیفور کا ماتم برپا رہا چوتھے روز بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں جلوہ افروز تھے صاحبقران عالیشان دنگل نادعنبر پر تکیہ کئے تھے کہ چوبدار نے عرض کی کہ مواج جادو چند جادوؤں سے حاضر ہے فرمایا بلالو مواج نقلی مع گرداب جادو اور دیگر افسران فوج کے اندر بارگاہ سلیمانی کے آیا امیر نے ان سب کے بیٹھنے کے لئے کرسیاں بچھوا دیں یہ سب بیٹھ گئے اُسوقت مواج نے کہا کہ آپ کو اپنے عیار کا بہت رنج ہوا میا تو آپکا خون شریک نہ تھا صرف سا تھ کا کھیلا ہوا تھا اُس پر آپ کو کس قدر رنج ہوا اور آپکے عیار نے تو میری دختر نیک اختر ملکہ صدرت جادو کو مار کر میرا گھر بے چراغ کیا یا امیر انصاف شرط ہے صاحبقران نے فرمایا میں تجھ سے بحث نہیں کرتا کہ تو نے اُسے کیوں مارا لیکن تو میرے صدمہ و غم پر بھی اعتراض نہیں کر سکتا جس کا دوست یا عزیز مرتا ہے اُسے رنج ضرور ہوتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اگر میں نے طیفور کا اتنا غم کیا تو تو نے کیا اپنی دختر کا غم نہ کیا ہوگا مواج نے کہا کہ یا امیر دروازوں پر پہرہ قائم کرائیے تاکہ نہ کوئی اندر آ سکے اور نہ باہر جا سکے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے مواج نقلی نے عرض کی کہ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ابھی نہیں بعد کو عرض کروں گا صاحبقران نے مہمان نوازی کی راہ سے پہرے قائم کرا دئیے اُسوقت طیفور نے کھڑے ہو کر منہ پر اپنے ہاتھ پھیرا اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بداند لشناسد منم شاہ عیاران سحر اور دین طیفور سامراد دیگر دائے ساحران دریا آگاہ ہو کہ میں نے مواج جادو کو گرفتار کر لیا اور میرے پاس قید ہے تم سب میری مٹھی میں تھے اگر چاہتا تو اُسی وقت قتل کر ڈالتا مگر دعائیں دو حضرت صاحبقران عالیشان کو جن کے خوف سے میں نے تمہارے خون سے ہاتھ نہیں بھرا کہ ان کا یہ حکم نہیں ہے کہ کسی ساحر کو قتل کرو جبتک اُسے دعوت اسلام نہ دے لو اور وہ انکار نہ کرے یہ سنکے ساحروں کے ہوش اُڑ گئے اور امیر نے طیفور کو پہچانا قریب تھا شادی مرگ ہو جائیں خندق نقب زن دوڑ کے قدموں سے لپٹا قران ثالث نے ہاتھ چومے حضران تصویر حیرت بن گئے کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ساحروں نے کہا کہ اے شاہ عیاران اگر آپ نے مواج جادو کو قتل نہیں کیا تو کیا کیا وہ کہاں ہے طیفور نے زنبیل سے نکال کر سامنے ڈال دیا اور کہا کہ یہ ہے پہچانو اپنے افسر کو سب ساحروں نے پہچانا امیر نے حکم دیا کہ باندھ دو اس کو ستون بارگاہ سے طیفور نے اس کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پھکڑ زبان سے کھینچ لیا مواج نے آنکھ کھول کر دیکھا حیرت میں آیا کہ یا تو میں مرگھٹ میں کھڑا ہوا اپنی دختر کی لاش جلوا رہا تھا یا اس مقام پر ہوں یہ خواب ہے یا بیداری شاید خواب ہی ہو گا بیداری کی یہ باتیں نہیں ہیں یہ سوچ کے اس نے آنکھیں بند کر لیں تب طیفور نے کہا کہ ہوشیار رہو یہ خواب نہیں بلکہ عین بیداری ہے اُسوقت مواج نے آنکھیں کھول دیں صاحبقران نے فرمایا کہ سحر کیوں نہیں کرتا مواج نے کہا کہ سحر مجھکو یاد نہیں ورنہ ایک سحر میں سب کو خاک سیاہ کر دیتا فرمایا امیر نے کہ اے مواج جادو تو اتنا بڑا ساحر اور عیار میرا ایک حرف سحر سے واقف نہیں کر دیکھ قدرت رب غفور کو کہ اس نے ایک چیونٹی کو فیل پر غالب کر کے دکھا دیا یہ نتیجہ حق پرستی کا ہے کہاں ہیں تیرے سامری جمشید اُسوقت کمک کو نہیں آتے کہ تجھے دشمنوں کے ہاتھ سے نہیں بچاتے اور دیکھ ہمارے خدا کی قدرت کو کہ تجھ سا ایسا ساحر ہمارا کچھ نہیں کر سکتا اگر آنکھیں رکھتا ہو اور عقل سے کام لے تو پہچان مذہب حق کو اور دیکھ اسما الہی کی برکت کو کہ اس بارگاہ میں تو سحر بھول گیا زندگی بھر کی محنت اس وقت میں کام نہیں آتی اس کلام نصیحت نظام نے زنگ کفر دل سے مواج جادو کے دھو ڈالا بلکہ تمام ساحر بدل مطیع اسلام ہوئے مواج جادو نے امیر کا توقیر سے عرض کی کہ واقع میں دین آپ کا برحق ہے میں بدل مطیع اسلام ہوتا ہوں لیکن ابھی سے توبہ کروں گا

اس لیے کہ آگے بڑھکر سخت ساحرون سے مقابلہ پڑیگا صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایسا اور ساحرون نے
بھی کیا ہے اُسوقت صاحبقران عالیشان طیفور کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مرد عزیز تونے جو مجھے
چند روز پریشان کرکے اپنے حال سے آگاہ کیا تو اس سے کیا حاصل تھا طیفور نے ہنس کے عرض کی کہ یا امیر ایک تو مجھے یہ
دیکھنا تھا کہ آپ کو مجھ سے کس قدر محبت ہے دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ مجھے چین جی ہوگیا اب اگر عالم غربت میں بھی موت آئے گی
اور کوئی تجہیز کرنے والا نہ بھی ہوگا تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے امیر ہنسے اور فرمایا کہ تو میرا امتحان لیتا تھا طیفور نے کہا کہ امتحان
لے چکا یا امیر بغیر امتحان ماننا ٹھیک نہیں اب میری وفاداری بڑھ گئی کہ آپ کی محبت کا بھی یقین پیدا ہوگیا الحاصل بعد
اس تمام گفتگو کے مواج جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو کیا منظور ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تمہارا بار بار پوچھنا
بیکار ہے میں شہر حسن آگین میں ضرور جاؤنگا مواج جادو نے عرض کی کہ اگر یہ قصد ہے تو کل تشریف لے چلیے گا آج میں کشتیون
اور جہازون کا بندوبست کرون جو اختیار ہے امیر نے فرمایا بہتر مواج جادو صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے
لشکر کی جانب روانہ ہوا جس وقت لشکر میں پہونچا تو تمام فوج کو جمع کیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ میں نے تو اطاعت
دین اسلام اختیار کی جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ اقرار کرے اور جسے منظور نہو وہ میرے لشکر سے علیحدہ ہوجائے
یہ سنکے سب نے ہم آواز ہوکر کہا کہ ہم آپ سے علیحدہ ہوکر کہاں جائینگے جو آپ کا دین وہ ہمارا دین جو آپ کی رائے وہ
ہماری رائے اُسوقت مواج دریانشین جادو نے حکم دیا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کرو دوسرے روز صبح کو بہت سے جہاز اور
سو کشتیان جمع ہوگئیں مواج دریانشین خدمت میں صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہاز اور کشتیان
تیار ہیں صاحبقران عالیشان نے پہلے تو چند سردارون کو مع پیش خیمہ کے روانہ کیا جب وہ سب اُس پار پہونچے
تو یہان سے امیر با توقیر اور بادشاہ لشکر اسلام باجاہ و حشم سوار ہوکر اس پار آئے اتنی دیر میں یہان سردارون
نے بارگاہ استادہ کر رکھی تھی صاحبقران جاتے ہی داخل بارگاہ ہوئے اب یہان سے لشکر اترنا شروع ہوا الغرض
میں لشکر اس پار سے اس پار پہونچ گیا خیمے خرگاہیں برپا ہوئیں تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا بعد دو تین روز کے صاحبقران
نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ حاکم اس صحرا کا کون ہے مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یہ مقام نہایت سخت ہے
اس کو نمونہ بیابان کج و پیچ کا تصور فرمائیے جو اس صحرا میں آگیا اُس کا بچ کے جانا غیر ممکن ہے ساحرہان کے بلانے
بیمروان آفت جان ہیں حاکم صحرا شعلہ افگن جادو ہے اور ایک ساحر اُس کا ملازم ہے کہ نام اُس کا عنقاے
زمین کن ہے وہ بھی بلا کا ساحر ہے یہان تو فکر چارہ سازی ہونی ہے مواج جادو نے عرض کی ہے کہ صحرا میں سے لشکر کو لیکے
لے جانا اچھا نہیں ہے اس لیے کہ مثل بیابان کج و پیچ کے جس وقت لشکر اندر بیابان کے پہونچے گا تو بیابان میں آگ
لگجائے گی اور سب جل کے مرجائینگے لیکن اب حال شعلہ افگن جادو کا سنیے کہ جسوقت اُسکو خبر پہونچی کہ مواج جادو
نے اطاعت اسلام اختیار کی اور لشکر صاحبقران کا بیابان خار میں آگیا ہے یہ سنکے شعلہ افگن ہنسا اور کہا کہ اگر امیر یہان
آئے ہیں تو بہت پریشان ہونگے لیکن مواج کا شریک ہوجانا اچھا نہیں ہے اے عنقاے زمین کن جا اور کسی طرح
قابو پانا تو مواج کو اسیر کر لانا ورنہ صاحبقران سے دوبدو مقابلہ کرنا پڑیگا اور علاوہ مواج کے بھی جسقدر سرداران
اسلام مع صاحبقران عالیمقام ہاتھ آئیں ان سب کو گرفتار کر لانا یہ سنکے عنقاے زمین کن جانب بیابان خار روانہ
ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا اس بیابان میں ایک مقبرہ بنا
ہوا ہے کہ نہایت پرانا ہے عنقاے زمین کن نے اس مقبرہ کو اپنی جاے قیام معین کیا اور مقبرہ میں جاکے بیٹھ رہا
جب رات ہوئی تو اس نے اُسی مقبرے سے نقب لگائی اور سرنقب کا بیابان خار میں چھوڑا اور وہان سے پلٹ کر
لشکر میں آیا دیکھا کہ بازار لشکر کے کھلے ہیں لوگ سودا خرید رہے ہیں یہ فقیر بنا ہوا بھیک مانگتا ہوا گھر مظفر غازی
کی پشت پر جاکے بیٹھ رہا اور صدا کرنا شروع کیا حسب اتفاق اُس طرف سے مظفر غازی چلے آتے تھے انھون نے

جو دیکھا کہ ایک شخص بیمار پڑا کراہ رہا ہے پوچھا تو کون ہے کہا فقیر ہون طناب خیمہ مین الجھ کے گر پڑا چوٹ آئی اس سے کراہ رہا
ہون مظفر غازی وہان سے اپنے خیمہ مین آئے اور سو رہے جب دو پہر رات گئی تو عنقاے زمین کن اپنے مقام سے
اٹھا اور قنات چاک کرکے اس نے جھانکنا شروع کیا دیکھا کہ وہ ایک بار بیدار اونگھ رہے ہین ایک شمع کافوری جل رہی
روشن ہے بس اس نے پروانے بیہوشی کے اڑائے پروانے آکر شمع پر گرے اور جلے دھوان ان کا منتشر ہوا جو لوگ
اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہو گئے عنقاے زمین کن اندر بارگاہ کے آیا کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ناک
کے لے گیا جس وقت مظفر غازی نے اوپر کی سانس کھینچی عنقاے زمین کن نے تمام بیہوشی پھونک دی اور چادر حیائی
مین پشتارہ باندھ کر چل نکلا جس وقت مقبرہ مین پہونچا جہن نقب کا وا کیا اور اتر کر دہن نقب سے بیابان جنار کی اول
وہان کچھ لوگ موجود تھے پشتارہ ان کے سپرد کیا اور آپ آکے مقبرے مین بیٹھ رہا یہان صبح جو ہوئی بیدارون کو ہوش
آیا تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے آئے بیان کیا کہ شاہزادہ مظفر غازی شب کو بستر پر
سے غائب ہو گئے امیر نے خضران کو بھیجا خضران نے آکر دیکھا تو بیہوشی کا اثر لگا ہوا پایا صاحبقران سے عرض کی کہ
یہ کام کسی عیار کا ہے مواج دریا نشین نے عرض کی کہ یا امیر یا صاحبقران یہ وہی عیار ہے جس کا مین نے ذکر کیا تھا
صاحبقران نے طیفور سے ارشاد کیا کہ تم کس خواب غفلت مین ہو تلاش کرو اس شخص کو جو مظفر غازی کو لے گیا طیفور
نے عیارون پر تاکید کی کہ ہوشیاری سے پہرہ دیا کرو اور دشمن کی فکر کرو کہ کس طرف سے آتا ہے اور سردارون کو چرا کر
لیجاتا ہے لیکن جب شام ہوئی تو عنقاے زمین کن آیا اور آج اس نے شاہزادہ عارف بن معروف کے خیمہ کا رخ کیا
ایک درخت پشت خیمہ کی طرف واقع تھا اس درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع کی دو پہر رات گئے سر نقب کا پلنگ
کے نیچے توڑا اور وہان سے کھانے بیہوشی پھینکے ان کی خوشبو سے بار بیدار بیہوش ہو گئے اس نے نکالکر پشتارہ عارف
بن معروف کا باندھا اور چلتا ہوا یہان صبح کو لشکر عارف بن معروف مین غل ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج عارف
بن معروف کو بھی کوئی لے گیا تیسرے روز صبح کو داراب ثانی کے لشکر مین بڑا غل ہوا یعنی شاہزادہ بلقیس بن
منصور کو بھی کوئی لے گیا اب تو امیر نے طیفور پر نہایت سختی کی اور فرمایا کہ یا تو زنبیل و خنجر خضران کے حوالے کر یا اس کا پتہ
لگا کہ شب کو کون آتا ہے اور سردارون کو چرا لیجاتا ہے طیفور نے خیال کیا کہ ہو نہ ہو اس فقیر کا کام ہے سادہ ہے بس آج طیفور نے شام
سے فقیر کی تاک لگائی جب لشکر مین دورہ کرکے آیا مقبرہ مین جاکے فقیر کو بھی دیکھ لیا بعد پہر ڈھلے کے جو فقیر کو دیکھا تو
نہ پایا بس طیفور نے سمجھ لیا کہ یہ فعل اسی کا ہے طیفور مقبرہ مین بیٹھ رہا تین پہر رات گذری ہوگی کہ دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص
سیہ پوش پشتارہ بدوش چلا آتا ہے بس طیفور ایک گوشہ مین چھپ رہا اور تماشہ دیکھنے لگا کہ یہان آکے کیا کرتا ہے عنقاے
زمین کن آج شاہزادہ رفیع الجنت کو چرا کے لایا تھا اس نے آتے ہی دہن نقب سے تختہ ہٹایا اور جیسے ہی نقب کے
اندر طیفور نے دوڑ کر حلقے کمند کے ساتون گلے مین عنقا کے ڈالے طیفور نے عنقا کو باہر کھینچ لیا اور
مشکین باندھ مہین پشتارہ کو کھولا اور شاہزادہ رفیع الجنت کو ہوشیار کیا رفیع الجنت کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو خیمے سے دور پایا
سر پر طیفور کو دیکھا فرمایا اے طیفور یہ کیا حرکت تھی کیا تو دشمن کا شریک ہو گیا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار مین نے
دشمن سے آپ کو چھینا ہے دشمن آپ کا یہ ہے یہ کہکر عنقاے زمین کن کی طرف اشارہ کیا رفیع الجنت نہایت خوش ہوئے
اور عنقاے زمین کن کو گرفتار کئے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے لائے امیر نے فرمایا کہ باندھ دو اسے
ستون سے اور پوچھو اس سے حالات طیفور نے عنقاے زمین کن کو باندھ دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کا فرستادہ ہے
عنقاے زمین کن نے کہا کہ اب تو مین گرفتار ہی ہو گیا اصل یہ ہے کہ مین گرفتاری مواج دریا نشین کی فکر مین آیا تھا مگر قابو نہ پایا
مین عیار ہون شعلہ افگن جادو مالک بیابان جنار کا اس نے مجھے گرفتاری مواج دریا نشین کو بھیجا تھا اور کہہ دیا تھا کہ علاوہ
مواج کے بھی جو سرداران اسلام گرفتار ہون ان کو بھی بھیجدینا مین حکم اپنے مالک کا بجا لایا صاحبقران اس کی استمالت

سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب کیا ارادہ ہے عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ اب میں کیا ارادہ کروں فرمایا
صاحبقران نے کہ اگر تجھے رہا کر دیا جائے تو کیا کرے عنقائے زمین کن نے کہا کہ اگر آپ رہا کر دیں تو آپ کی اطاعت
کروں اور اگر میرا مالک مجھے رہا کر دے تو پھر آپ کی گرفتاری کی کوشش کروں اس لئے کہ اسوقت میرا فرض منصبی یہی ہے اور اگر
آپ نے رہا کیا تو پھر آپ سے دغا کرنا شیوہ شرافت نہیں ہے صاحبقران نے طیفور سے فرمایا کہ کھول دو اسکو طیفور نے
عنقائے زمین کن کو رہا کر دیا اسوقت عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر شعلہ افگن جادو کو اسوقت بہت خوف ہو گا
مواج دریا نشین کے دل میں جو راز ہے میں اس سے باخبر نہیں کہ کیا ہے اور کیوں شعلہ افگن کو مواج کی شرکت کا
خوف ہے اب اسے حضور دریافت فرمائیں صاحبقران مواج کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا کہ بیان کرو مواج جادو
نے عرض کی کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ میں اسوقت تک اس فکر میں تھا کہ آپ کو مع لشکر اسی بیابان چار میں پکڑا دوں گا اور
مجبوری میں مطیع اسلام ہو گیا تھا لیکن اب میں صدق دل سے آپ کا مطیع ہوتا ہوں اس بنا پر کہ خدا آپ کا غیب سے
سامان فیروزی آپکے لئے اور سامان بربادی ساحران کفار کے واسطے پیدا کرتا ہے اور جس بات کا شعلہ افگن جادو کو
خوف ہے وہ یہ ہے کہ سوائے چار طلسم بند ہے اور محافظ صحرا دیو شریر ہے اور مسکن دیو کا گنبد اسود ہے گنبد ہرے چار کی طرف واقع
ہے پاس دیو شریر کے ایک قفس ہے اس میں ایک طائر ہے جس وقت فوج دشمن اندر بیابان چار کے داخل ہوتی ہے تو دیو
آتا ہے اور طائر کو رہا کر دیتا ہے وہ طائر پنکھ مارتا ہے اور بیابان آگ لگ کر سب جل کے خاک ہو گئے اگر وہ دیو مطیع ہو یا مارا جائے
اور وہ طائر ہاتھ آئے تو بیابان چار سے راستہ آگے بڑھنے کا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے مواج اب میں تیرے
ایمان کا کیونکر یقین کروں مواج نے عرض کی کہ اگر اب بھی میں اپنی زبان سے اقرار کروں تو آپ کو کیونکر معلوم ہوتا تھا وہ
اس کے اسی عنقائے زمین کن سے پوچھ لیجئے کہ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر واقع میں
جو کچھ اس نے بیان کیا سچ ہے صاحبقران نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ مجھے اس بیابان کی طرف لے چل میں
اس دیو سے مقابلہ کروں گا مواج جادو نے کہا کہ تشریف لے چلئے صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا اور سوار
ہو کر مواج جادو اور عنقائے زمین کن کو ساتھ لے کر کوہ اسود کی جانب روانہ ہوئے طیفور نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو
یہ دونوں مل کر کوئی فریب کریں یہ بھی قلم اور ہمراہ کر ساتھ ہو لیا غضب تو جانب کوہ اسود چلتے ہیں لیکن حال شعلہ افگن
جادو کا سنئے کہ بعد روانہ کرنے عنقائے زمین کن کے ایک سردار دور گرفتار ہو کر آیا اس نے سب کو جانب شہر
حسن آگین روانہ کر دیا جس روز اسے معلوم ہوا کہ عنقائے زمین کن گرفتار ہو کر مطیع اسلام ہو گیا اب اسے تردد
ہوا کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے بعد اس کے خبر پہنچی کہ صاحبقران کو لیکر مواج جادو اور عنقائے زمین کن جانب کوہ
اسود روانہ ہوئے ہیں بس اس مکار نے سامنے اپنے قلعہ کے ایک باغ سحر تیار کیا کہ حال اس کا بروقت پہنچے
صاحبقران کے معلوم ہو گا اور آپ قلعہ میں نہایت اطمینان سے بیٹھکر سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا ادھر صاحبقران
عالیشان ہمراہ مواج جادو کے راستہ طے کر کے قریب گنبد اسود کے پہنچے پنجرہ طائر کا دروازہ گنبد پہ آویزاں تھا
اور دیو موجود نہ تھا مواج جادو نے جلدی سے دوڑ کر پنجرہ اتار لیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ چلئے ہنوز
صاحبقران وہاں سے پھرے نہ تھے کہ صحرا کی جانب سے دیو نمودار ہوا مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ دیو آہنی بدن ہے اس پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا نہ ہر ہتھیار کارگر ہوتا ہے نہ مرتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پھر دیو اسے آتے
دیو نے ہو کے دیکھا کہ پنجرا طائر کا مواج جادو کے ہاتھ میں ہے بس اس نے دہن سے زنبیل دی طائر دیو کی آواز سنکے
چمکا اور دہن سے طائر کے شعلہ پیدا ہوا اور جسم میں مواج جادو کے آگ لگ گئی مواج جادو نے پنجرہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور روح پڑھنے لگا لیکن آگ کسی طرح فرو نہ ہوئی صاحبقران نے جو یہ حالت مواج جادو کی دیکھی
اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آئے اور دم کیا مواج بیہوش ہو کے گرا تمام بدن میں آبلے پڑ گئے مگر آتش فرو ہو گئی

ورنہ جل کے خاک ہو جاتا اُدھر دیو شریر قریب آ پہونچا اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو یہان کیون آیا صاحبقران نے بڑھکر
للکارا کہ او ملعون مین تیری سرکوبی اور بیابان جنار کے مٹانے کو آیا ہون منم سلیمان حق پژوہ عادل کیوان شکوہ دیو شریر
نے کہا کہ تو آہو بچہ ہے خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا منم دیو شریر یہ کہکر اس نے گرز مارا صاحبقران نے کلۂ گردن مین
ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ زمین پر آ رہا بس امیر نے دونون شاخین دیو کی پکڑ لین زور ہونے لگے دیو چاہتا تھا
کہ صاحبقران کو شاخون پر اٹھالون اور صاحبقران لنگر تارے کئے ہوئے تھے دیر تک زور ہوتے رہے آخر دیو تھکا اور
گردن ڈالدی بس امیر نے دونون پاؤن شاخون مین اڑا کر شاخون کو ایسا بل دے کر جھٹکا مارا تو دھڑ سے سر جدا کر پھینکدیا
لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہو گئی لیکن اب جو نظر کرتے ہین تو پنجرا غائب عقاب زرین کن بیچارے نے عرض کی یا صاحبقران
پنجرا طائر کا نہین معلوم کیا ہوا صاحبقران حیران ہوئے مواج جادو کو ہوشیار کیا مواج جادو بسبب تکلیف کے
بیحواس تھا امیر نے فرمایا کہ اے مواج دیو کو تو مین نے مارا لیکن پنجرا غائب ہو گیا مواج جادو نے عرض کی یا صاحبقران
یہ بات میری سمجھ مین بھی نہین آتی خیر لشکر مین تشریف لے چلیے میری حالت اچھی نہین ہے اگر مین اچھا ہو گیا تو کوئی فکر کرونگا
اور دریافت کرونگا کہ پنجرا کیا ہوا صاحبقران مواج اور عقاب کو لئے ہوئے چلے جس وقت داخل بارگاہ ہوئے تو دیکھا کہ
دربار آراستہ ہے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ کیا کیفیت گذری امیر نے سارا واقعہ بیان کیا اسوقت خضران نے عرض کی کہ
یا صاحبقران مرہم پر اسم اعظم دم کرکے اس کے زخمون پر لگایئے تو مواج جادو اچھا ہوگا صاحبقران نے جراح کو
بلایا جو مرہم جراحون نے مواج جادو کے آبلون پر رکھنے کے لئے تجویز کیا صاحبقران نے اُس مرہم پر اسم اعظم دم کرکے
پٹیان چڑھوا دین اُسیوقت سے ٹھنڈک پڑ گئی دو روز مین مواج دریا نشین بالکل اچھا ہو گیا امیر نے پوچھا کہ اے مواج جادو
پنجرے کا حال نہ معلوم ہوا کہ کون لے گیا اور اب کس طرح ہاتھ آئیگا کیونکہ مجھے جانا ضرور ہے اور راستہ بیابان جنار ہی کی
طرف سے ہے مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران ہم آپ کے ساتھ جانبازی کے لئے موجود ہین لیکن یہ عرض
کئے دیتے ہین کہ ہمارے کئے سے کچھ نہ ہوگا آپ نے دیکھا کہ جس وقت طائر چہکارا اُسی وقت میرے جسم مین آگ لگ گئی
یہی حالت سب کی ہوگی آگے حضور کو اختیار ہے فرمایا کچھ ہو مین ضرور جاؤنگا اور مین یہ نہین چاہتا کہ میرے ساتھ کوئی
اور بھی اپنے کو ہلاکت مین ڈالے سرداران اسلام نے کہا کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے اسوقت تک آپ کے دامن
دولت کو نہ چھوڑین گے یہ کہکر سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور صاحبقران کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئے اور جادوون
نے بھی عرض کی کہ یا صاحبقران پہلے ہمین اجازت دیجیے کہ ہم جانین آپ پر نثار کرین اُس کے بعد آپ کو اختیار ہے امیر نے
فرمایا کہ مین دیدہ و دانستہ کسی کو جلنے کے واسطے نہ جانے دونگا اگر تم لوگون کو امید فتح ہوتی تو مضائقہ نہ تھا مین صاحب
اسم اعظم ہون میرا ہی جانا مناسب ہے یہ فرما کر سب کو روک دیا اور تن تنہا چلنے کا قصد کیا اسوقت طیفور نے عرض کی کہ
یا صاحبقران اگر وہ طائر مل جائے تو بیابان سر ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ مواج جادو کی زبانی سنا تو
ایسا ہی ہے بس طیفور نے زنبیل سے پنجرا نکال کے سامنے رکھدیا اور مواج دریا نشین سے کہا کہ پہچانو یہ وہی طائر ہے
اور کوئی ہے مواج جادو حیران ہوا کہ یہ اس کے پاس کہان سے آیا کہا بیشک طائر تو وہی ہے مگر تم کو کیونکر ہاتھ لگا اسوقت
طیفور نے کہا کہ اے مواج جس وقت تمنے پنجرا ہاتھ سے پھینکا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہو یہ دیو پنجرا اٹھا لے
مین نے اسے اٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو تو ساتھ میرے نہین گیا تھا طیفور نے کہا
کیا امیر مین پوشیدہ طور پر آپکے ساتھ تھا اس غرض سے کہ مواج جادو اور عقاب زرین کن دونون تازہ
مسلم تھے ایسا نہو یہ دغا کرین امیر نے طیفور کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور مواج جادو سے ارشاد کیا کہ اب جس کا
جی چاہے وہ ساتھ چلے بیابان سے عقاب زرین کن بیچارہ اور مواج دریا نشین اور گرداب جادو اور ابرق
جادو صاحبقران کے ساتھ ہوئے اور کل لشکر کو تیاری کا حکم ملا اسیوقت فوج تیار ہو کر ہمراہ ہوئی اور راستہ

بیابان خار کا لیا آگے آگے مواج جادو اور ابرق جادو تھے پیچھے کل لشکر تھا جس وقت قریب بیابان خار کے پہنچے تو مواج جادو نے انگلی میں نشتر دے کر خون نکالا اور اس طائر کو چٹایا اور کہا کہ اے طائر جلا دے اس بیابان کو بس یہ سنتے ہی طائر چہکارا مواج دریا نشین نے پنجرا کھول دیا طائر اڑ کر بلند ہوا اور چہکا اس کے چہچہانے سے طائر کے شرارے پیدا ہوئے اور چمک چمک کر گرنے لگے جس درخت پر شرارہ گرا اس میں آگ لگ گئی اور ہاتھ درخت آتشبازی کے جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہو گیا طائران ہوا نے شور کیا اور جل جل کے گرنے لگے بڑی دیر تک تمام صحرا جلا کیا اور اسقدر دھواں پھیلا کہ روز روشن شب تاریک ہو گیا جب تمام صحرا جل چکا تو ہوا چلی اور دھواں منتشر ہوا اب جو دیکھا تو میدان صاف ہو گیا تھا جنگل نہ کولا نہ راکھ کسی چیز کا پتہ نہیں اب صاحبقران آگے روانہ ہوئے جب وہ میدان ختم ہوا تو چار دیواری باغ کی نمودار ہوئی مواج دریا نشین نے کہا کہ یہ باغ تو نیا ہے اس سے پہلے تو یہ باغ نہ تھا اب صاحبقران اب قیام فرمائیے پہلے حال اس باغ کا دریافت ہونا چاہیے بعد کو چلنے کا قصد کیجیے گا امیر نے قیام فرمایا اور ہرکاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا دوسرے روز زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ جہاں تک ہم گئے دیوار حائل ملی خدا جانے کتنے دور تک یہ دیوار ہے سوا دروازہ کے آگے بڑھنے کا راستہ نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے جانا ضرور ہے ابرق جادو نے کہا اے مواج جادو اگر شعلہ افگن جادو ساحر ہے تو ہم بھی ساحر ہیں ہم نے بھی بارہ برس تک چاہ بابل میں چلہ کھینچا ہے کیا نس نہیں کھو دی ہے سوا اس کے کہ اس کا امکان ہے اور ہمارا امکان نہیں ہے لیکن بروقت مقابلہ معلوم ہو گا یا امیر آپ کوس رحلت بجوائیے کل صبح کو یا تو ہم نے اس باغ کو تاراج کر کے راستہ پیدا کر لیا اور یا حق نمک سے ادا ہوئے صاحبقران نے ان دونوں ساحروں کے اصرار سے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں تو نقارہ ورزی بجا کیا اور بہرود بشر تیار ہو کر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے راستہ نکلتا ہے یا نہیں

دو کلمہ داستان شوکت نشان حالات صاحبقران شاہزادہ طیمور شیر پیکر کے بیان کیے جاتے ہیں

بخدا تو وہ نبی ہے کہ ترے پاس نبی
کام آتا ہے ترا نام دم جان طلبی
آئیں گے روز جزا بہر شفاعت طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہ خوبان بھی ہے تو خلق میں باشاہ امم
صورت آئینہ سکندر نہیں ہوتا ہمہم
دیکھتے یوسف اگر حسن کو تیرے عالم
میں جمیل بکمال تو عجب حسن اتم
الله الله چہ جمال است بدین بوالعجبی

تیری والا نسبی کا ہے جہان میں شہرا
ذات اقدس ہے تری فخر دو عالم شاہا
افضل و اشرف آفاق ہے تو ہی بخدا
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہیں خلق میں کوئی محروم
لب سے لب میں ہوا تشنہ لطف عام
رطب و یابس میں ہے اک برتر و کرم تیرا عام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرہ آفاق بہ شیرین رطبی

باعث عالم ایجاد ہوا تیرا نور
کہ پڑھتے ہیں سبھی تیرا لولاک کا ور

حق تعالے کو ہے کیسی تری خاطر منظور	ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ایک ہی پیک تھا بہشتون کی بھی کر لی گلگشت	چرخ اخضر کے بھی طے جلد ہوے ساتون دشت
طرفۃ العین مین کی عرش معلی کی بھی گشت	شب معراج عروجی زتو افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچہ کو پہونچے نہین فردوس ارم	کہ وہ ہے کعبہ صفت قبلۂ اہل عالم
قدسیون سے نہین کمتا بھی ترا رتبہ مین کم	نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

لطف جان بخش کو جو ہو تری آب حیات	چاہیے لطف کے پیاسون کو یہی آب حیات
نہین ہمکو جو دین خضر نبی آب حیات	ایہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

مورد لطف خداوند دو عالم پرور	تجھسے بڑھکر نہین اے شافع روز محشر
دیکھ لے اک نگہ مہر سے تو ادھر	چشم رحمت بکشا سوے غریبان بنگر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بخدا مشکل جلالا اس کا بھی ہے تو مطلوب	تو ہی درد دل یاس کا معالج ہے خوب
چارہ جوئی کا ہے اک تری بہتر اسلوب	یا طبیب الغفرانت شفار بقلوب

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان ظفر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور شہر پرور مع فوج فراوان اور لشکر گران صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ سے بگڑ کر جدا ہوا تو پہلے اس نے سرداران صاحبقران کو قید سے رہا کیا اور سب کے شانون پر مہر آزادی ثبت کر کے بھیجدیا تھا جب یہ امیر نے ناراض ہوکر ان سب کو نکال دیا تھا اور تلاش مین شاہزادہ طیمور کے روانہ ہوئے تھے لیکن اول حال طیمور کا سنیئے کہ یہ جب چلے تو ان کو ملک خاور کا شوق پیدا ہوا برہوت رعد آواز سے ارشاد کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک خاور کے روانہ ہو کہ یہ ہمارے آبائی ملک ہین پہلے ان ممالک کا انتظام کرنا چاہیے اور اس کے بعد اگر ظلمات تک قبضہ کیا تو نام اپنا طیمور شہر پرور رہا برہوت رعد آواز پیش خیمہ لے کر جانب ملک خاور روانہ ہوا بعد روانہ ہونے برہوت رعد آواز کے طیمور نے خورشید زرین قبا اپنے پرورش کنندہ کو جانب شہر زرینہ روانہ کیا اور فرمایا کہ اب آپ اپنے ملک مین چلکر قیام کیجیے ہم انشاءاللہ جب ظلمات تک عمل بٹھا لین گے اسوقت آکر آپ سے ملین گے خورشید زرین کمر دعا دیتا ہوا طیمور سے رخصت ہوکر جانب شہر زرینہ روانہ ہوتا ہے اور یہان شاہزادہ طیمور صید و شکار مین دل بہلاتا ہوا پندرہ روز کی رہروی مین داخل ملک خاور ہوا پہلے قبرستان مین تشریف لائے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور عمرو بن رستم کی قبر پر فاتحہ پڑھکر بہت روئے بعد اس کے قبر گیتی افروز و خورشید خاوری و رابعہ اطلس پوش ان سب کی قبرون پر فاتحہ پڑھتے ہوئے دار الامارت شاہی مین تشریف لائے جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ بیٹا ایرج نوجوان کا پوتا قاسم عالیشان کا نہایت جاہ وحشم سے آیا ہے تو لوگ مشتاق دیدار ہوکر حاضر ہونے نذرین گذرنے لگین طیمور نے حالات شہر دریافت کیے تو لوگون نے عرض کی جس وقت سے ارژنگ بن زمرد اور چترنگ بن زمرد اس مقام پر آئے اور اس ملک کو خراب کر گئے اسوقت سے یہ ملک ویران ہی ہوتا چلا

گیا بہت لوگ بخوف جان فرار ہو گئے جو رہ گئے انھوں نے اپنا کوئی حاکم معین نہیں کیا کہ اگر یہ ملک کسی کے نامزد ہوگا تو
جو کافر خروج کرے گا وہ پھر اس ملک کی تاراجی کو ضرور آئے گا اب نہ یہاں فوج ہے نہ سپاہ نہ لشکر ہے نہ نشان نہ پھریرا یہاں ہیں
ہم لوگ گروہ گروہ ہو گئے ہیں آپس میں بیٹھ کے مقدمات فیصل کر لیا کرتے ہیں طیمور نے کہا افسوس یہ اُس شخص کا ملک
ہے جس کے نام سے زمین کانپتی تھی آسمان تھراتا تھا آج وہ کس بیکسی سے زیر زمین سو رہا ہے الغرض چندے شنگ شو تدر روح
تقسیم کرنے کے اُن لوگوں سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو ہم تمہاری حفاظت کے واسطے دو لاکھ آدمیوں کا لشکر اور
اپنا ایک رفیق خاص انتظام ملک کے واسطے چھوڑے جاتے ہیں یہ فرما کر شنگ بن طوفان دریا موج کو دو لاکھ
سوار و پیدل سے یہاں کے انتظام کے لئے چھوڑا اور قبروں پر فاتحہ خوان اور مجاور معین کیے آراستگی مقابر کا انتظام
کر کے یہاں سے کوچ کیا اور جانب قلعہ آفتاب نار روانہ ہوئے اس ملک کی حالت کچھ اُس سے زیادہ خراب ہائی مالک
ہیں ملکوت شاہ لاولد مر چکا تھا اسی بنا پر یہاں بھی کوئی حاکم معین نہ تھا بلکہ جمہوری انتظام تھا طیمور نے یہاں
بھی ڈیڑھ لاکھ آدمی چھوڑے اور ایک شخص کو اپنی جانب سے حاکم معین کر کے آپ جانب زرین آباد روانہ ہوا یہاں
کہ جسقدر ملک طیمور کے آبائی تھے اُن سب پر قبضہ حاصل کیا اور اپنی جانب سے حاکم معین کیے گو کہ لشکر طیمور کے ساتھ
بہت تھا لیکن بعد تقسیم ہونے کے آخر ایک لاکھ آدمی باقی رہ گئے اور بہروت رعد آواز رفیقوں میں رہ گیا
کہ یہی دارو غہ بارگاہ بھی اور افسر لشکر بھی ہے چونکہ متواتر سفروں سے کسل بڑھ گیا تھا لہذا طیمور نے نواح
زرنجاباد میں قیام کیا اور فرمایا کہ دو ایک روز ٹھہر کر اب پردہ ظلمات کی راہ لوں گا اور نئے نئے ملک پیدا کروں گا
اگرچہ سکندر ظلمات سے بے نیل مرام واپس آیا لیکن میں انشاء اللہ چاشنی آبحیات ضرور چکھونگا بہروت رعد آوا
نے عرض کی کہ اب صاحبقران زمانہ میں جو ارادہ کیجئے گا وہ خدا پورا کرے گا یہ تو سیر صحرا میں مصروف ہیں اور
کسل برطرف کر رہے ہیں لیکن اول

دوکلمہ داستان خروج ضحاک خودپسند بادشاہ شہر ضحاکیہ کے بیان ہوتے ہیں غزل

اجل علاج دل بیقرار ہو جائے — جو اپنی طرح لحد میں فشار ہو جائے
کبھی تو دیکھ لو چشم ادا سے عاشق کو — کوئی تو تیر کلیجے کے پار ہو جائے
مٹے ہوے ہیں ازل سے تری نگاہوں پر — ادھر بھی اک نگہ لطف چشم یار ہو جائے
رنگین وہ دست حنائی جو میرے سینے پر — ہرے ہوں زخم جگر اک بہار ہو جائے
ترانہ میکے رندوں کو خانقاہ میں شیخ — کبھی جو دختر رز سے دوچار ہو جائے
گلوں کے کان پہ بیٹھی ہوں نہ او بلبل — چمن میں نغمہ سرا تو ہزار ہو جائے
یقین ہے بیچوے ساون نہ اپنے جلسے میں — وہ گل کے کاسیدن جو بار ہو جائے
جو دیکھ لوں انہیں ہی تیرے ساتھ دشمن کو — یقین ہے سر پہ مرے جن سوار ہو جائے
لگے شگفتے ہوں مٹی مری پس مردن — کرشمے تیری گلی کا غبار ہو جائے
نیر آپ سا یہ ہے سبزہ گار دو دن — یہ بیحجاب ہوں یا وہ خوار ہو جائے

واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ ضحاک شاہ ایک بادشاہ ہے کہ نہایت ظالم ہوا اور تمام رعایا کے سے لیتا تھا
عاشق ہر تصویر تھا اس کے پاس ہر لے دکھاتا ہوا اور رو رو کے اپنی حسرت بیان کیا کرتا ہو کہ یا خداوند اگر بچے
زمانے میں آپ ہوتے تو میں عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے آپ کو ہرگز نجانے دیتا اور جن بیدرد و بیدردوں نے

آپ پر ظلم کیے ہیں اگر اُن کو پاتا تو سزا پہونچاتا اسی ولولہ میں ایک دن اس نے مہتر نسیم بادپا سے عیار طرار
سے کہا کہ اگر تو کسی خداپرست کو لاوے تو میں تجھے بہت کچھ انعام دوں گا اور اس خداپرست کو قتل کرکے اپنے
دل کی بھڑاس نکالوں گا مجھے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس قسم کے بندے ہیں جنھوں نے خداوند پر ظلم کیے اور خداوند نے
بھی اُن پر اپنا عذاب نازل نہ کیا یہ سنکے نسیم بادپا نے عرض کی کہ اے شہریار جن لوگوں نے کہ بڑے خداوند کو
آزار پہونچائے تھے اُن میں سے تو اب کوئی بھی باقی نہیں ہے سب خانہ کعبہ گئے اور زمانہ اتنا ہوا کہ نہیں معلوم اب
وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں ہاں اولاد اُن کی بعض مقامات پر موجود ہیں اور مثل اپنے بزرگوں کے یہ لوگ بھی سرکش
ہوگئے ہیں بندگان خداوند کو آزار پہونچاتے پھرتے ہیں سنا ہے کہ اب زمانہ صاحبقران چہارم کا ہے اور وہ جانب
طلسم زلزلہ تشریف لے گئے ہیں مگر ہنوز رستے میں ہیں اگر حکم ہو تو انھیں میں سے جس کو پاؤں اُسے لے آؤں
ہر چند کہ اُن لوگوں کے ساتھ عمرو کی اولاد موجود ہے اُن پر قابو پانا سخت دشوار ہے لیکن خیر دیکھا جائے گا ضحاک
شاہ خودپسند نے کہا کہ تو جا اور جس طرح ہوسکے کسی نہ کسی کو گرفتار کر لا یہ سنکے مہتر نسیم بادپا نے چلنے کی تیاری
کی لیکن دو وزیر ہیں ضحاک کے کہ نام ایک کا عقیل سرکش تھا اور دوسرے کا ضمیر اختر شناس ہے ضمیر نے عرض
کی کہ اے بادشاہ اس وقت تک بزرگوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ جس نے ان خداپرستوں کو چھیڑا گویا بھڑ کے چھتے کو
چھیڑا پھر جان ومال عزت وآبرو سب کا بچانا دشوار ہو جاتا ہے لہذا مناسب نہیں ہے کہ آپ بیٹھے بٹھائے ایک عذاب اپنی
جان کو لگائیے سنا گیا ہے کہ جب نوشیرواں کے بیٹے خداپرستوں کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگے ہیں اور اگر ملک
باختر میں پناہ گزیں ہوئے ہیں تو صاحبقران اول نے بقا سے کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم ہرمز و فرامرز کو میرے سپرد
کرو تو میں چلا جاؤں مجھے تمہارے ملک ومال سے تعرض نہیں ہے خداوند نے نہ مانا اور آمادہ جنگ ہوئے نتیجہ یہ ہوا
کہ خداوند کو بھی مثل ہرمز و فرامرز کے بھاگنا پڑا اور خداوند نے بھی جہان جاکے پناہ لی وہ ملک بھی ویران ہوا آپ کو
اپنی حالت لاکر فوج پر چند سرداروں پر گھمنڈ ہے خداوند کے یہاں کیسے کیسے زبردست بندے جمع تھے مگر خداپرستوں
کے ہاتھ سے مارے گئے زیر ہوکر مطیع ہوئے آپ ارادے سے باز رہیے ورنہ پچھتائیے گا یہ سنکے ضحاک شاہ
خودپسند نے کہا کہ اے ضمیر اختر شناس ایمان ہے جان قربان ہے اگر خداپرست یہاں آئیں گے اور ہم تمام خداوند
ے کر اُن سے لڑیں گے تو کیا خداوند ہماری امداد نہ کریں گے اگر ہم نے ایک خداپرست کو بھی مارا تو عاقبت بخیر
ہو گئی انجام درست ہوگیا اور اگر مارے گئے تو خدمت خداوند میں پہونچیں گے وزیر تو خاموش ہو رہا اور مہتر نسیم
بادپا نمائے عیاری تن پر آراستہ کر کے پائے شاطری مارتا ہوا بتلاش خداپرستان جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا
شہر ضحاکیہ سے راستہ طلسم زلزلہ کا شہر زرنگار آباد سے ہو کے پڑتا تھا جس وقت مہتر نسیم بادپا صحرائے زرنگار آباد میں
پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک لشکر جمع ہے خیمہ بہ خیمہ پڑا ہے بس یہ رنگ دیکھ کر اس نے رنگ وروغن عیاری لگاکر صورت
اپنی مثل ایک پیرمرد کی بنائی سپید داڑھی ناف تک لٹکتی ہوئی ایک بردی کندھے میں پڑا ہوا اس ہیئت سے یہ عیار
سکار لشکر کی طرف چلا یہاں شاہزادہ تیمور شیر پرور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے تھے چندہ وسولہ رفیق
ہمراہ تھے مہتر شاہور شیردل بھی موجود تھا تیمور اس تالاب کو دیکھ دیکھ کر کہتا تھا کہ نہیں معلوم یہ تالاب کس کا
بنوایا ہوا ہے وہ کونسا ایسا نفیس طبع تھا جس نے اس تکلف کا تالاب بنوایا ہے کہ تمام سیڑھیاں سنگ مرمر کی ہیں اور
کنارے تالاب کے جو عمارت بنی ہوئی ہے اس پر پچہ کاری کی ہوئی ہے کسی وقت میں مالک تالاب کنارے اس کے
بیٹھتا ہوگا اور آج مالک اس کا زیر زمین سوتا ہے تالاب ہمہ تن چشم پر آب ہو اپنے مالک کو نگاہ حسرت سے دیکھتا ہے مگر
نہیں پاتا ہے افسوس دنیا بھی عجب مقام عبرت ہے چند روزہ زندگی کے واسطے انسان کیا کچھ نہیں کرتا ہے لیکن مال دنیا سے
کچھ کام نہیں آتا ہے بقول شاعر ع ۔ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے ۔ اے شاہور اگر کوئی مرد

مسدود ہوتا تو اُس سے دریافت کرتے کہ یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے سے ایک مرد پیر باریش
سپید وعصا از نمودار ہوا طیمور نے کہا کہ اسے بلالو یہ مرد فقیر ضرور جانتا ہوگا اس لئے کہ مسن ہے شاہور قریب آیا اور کہا
کہ شاہ جی اس طرف آئیے ہمارے آقا آپ کو بلاتے ہیں فقیر نے کہا کہ بابا بادشاہوں کو فقیروں سے کیا کام ہے شاہور نے کہا
کہ کچھ تو کام ہے جو تمہیں بلایا ہے فقیر نے کہا کہ اچھا بابا تیری خوشی یہ کہتا ہوا قریب آیا اور پکارا کہ یا واللہ شاگردان شاہور نے
ہنس کے کہا کہ مدد اللہ درویش نے ہنس کے کہا کہ تم بھی کسی مرشد کے بالکے ہو چکے ہو طیمور نے کہا کہ شاہ صاحب
آپ کا نام کیا ہے اور مسکن کہاں ہے درویش نے کہا کہ بابا مجھ کو مردان شاہ کہتے ہیں اور مسکن کو پوچھو سے فقیروں کا کیا کوچ
اور کیا مقام جگہ پائی جس جا ہو رہے آج اس صحرا میں کل اس دشت میں کبھی کسی پہاڑ پر رات گذار دی کبھی کسی گاؤن
میں کبھی کسی شہر میں غرض کہ تو پھیری رہتی ہے طیمور نے کہا سن آپ کا کیا ہوگا درویش نے کہا بابا کوئی تین سو برس کا سن ہوگا
دو چولے بدل چکا ہوں اور اب پھر چولا بدلنے والا ہوں اس لئے کہ یہ چولا پرانا ہو گیا ہے طیمور نے کہا کہ اس تمام عمر میں اس
صحرا کے کتنے پھیرے ہوئے فقیر نے کہا کہ پچاس پچاس برس بعد ایک ایک پھیرا اس طرف کا ہو چکا ہے یہ چوتھا پھیرا ہے طیمور
نے کہا کہ پہلے پھیرے میں آپ نے یہاں کیا دیکھا تھا درویش نے کہا کہ بابا یہ مقام صحرا نہ تھا بلکہ نہایت آباد تھا اور یہ تالاب
وسط شہر میں واقع تھا اور یہاں کے فرمانروا سلیم شاہ نے بنوایا تھا اب سلیم شاہ کی قبر کا بھی پتہ نہیں ہے بیک
گردش چرخ نیلوفری نہ شہر نہ در پا ماند نے نادری دوسرے پھیرے میں یہاں کسی اور فرمانروا کی عملداری تھی اس کا نام
مجھے یاد نہیں تیسرے پھیرے میں مسلمانوں کا دور دورہ تھا چوتھا پھیرا آپ کے سامنے ہوا ہے طیمور نے کہا کہ آج ہمارے
ہی یہاں قیام کرو درویش نے کہا کہ حضور اپنے نام نامی واسم گرامی و خاندان سے آگاہ فرمائیں تاکہ آپ کا نام بھی میں اپنے
دل پر نقش کروں طیمور نے کہا کہ مجھ کو طیمور شیر پرور بن ایرج بن قاسم بن عالم شاہ بن امیر حمزہ اول کہتے
ہیں میرے بزرگوں کی تلوار سے عالم کانپتا تھا درویش نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے اور آپ کے تیور بھی ویسے ہی ہیں
دل میں کہا کہ یہ اچھا شکار ہاتھ لگا لیکن ہمارا اس کا نہایت چالاک ہے دیکھیے ہوائس کے ہوتے ہماری چل بھی جائے یہ سوچ کے
خاموش ہو رہا طیمور نے اس کو اپنے خیمہ میں جگہ دی اتنے میں شام ہو گئی دار وغہ ارباب نشاط حاضر ہوا اور عرض کی کہ
کچھ شغل منظور ہو تو طائفے حاضر ہوں فرمایا کہ نہیں آج کچھ طبیعت کسل مند ہے داروغہ ارباب نشاط تو سلام کر کے چلا گیا
طیمور درویش سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا اتنے میں دسترخوان بچھایا گیا شاہور نے درویش کے ہاتھ دھلوائے انواع
واقسام کے طعام لذیذ دسترخوان پر چنے گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ کھانا کھاؤ درویش نے عرض کی کہ بابا میں تو ترک
لذات کر چکا ہوں مجھے اس نعمت سے کیا کام ہے طیمور نے کہا کہ دعوت کے کھانے کا حساب پیش پروردگار دینا نہیں ہوتا
ہے درویش نے طیمور کے اصرار سے کھایا جب ہاتھ منہ دھو کے فراغت ہوئی تو اور کچھ ادھر ادھر کی باتیں رہیں جب
کوئی پہر رات گئی رفقا سلام کر کے رخصت ہوگئے طیمور نے درویش سے کہا کہ جائے میرے ہی خیمہ میں سو رہیے
درویش نے کہا کہ بابا مجھے تو یہ تالاب بہت پسند ہے میں اسی کے کنارے رات بسر کروں گا کچھ کوڑا کرکٹ
جھونکے آگ روشن کروں گا طیمور نے کہا کہ اے شاہور کچھ لکڑیاں بھجوا دو اور جو سامان درویش قبول کرے
وہ اُس کے لئے فراہم کر دو شاہور نے پوچھا کہ کوئی راوٹی استادہ کرا دی جائے یا قلندری درویش نے کہا کہ بابا قلندر
کو قلندری سے کیا کام ہے ہمارا خیمہ آسمان اور فرش زمین ہے بس تھوڑی سی لکڑیاں بھیجو جو رات بھر جلنے کو کافی ہوں
صبح کو یہاں سے کوچ ہوگا کل شام خدا جانے کس جنگل میں ہو شاہور نے کچھ لکڑیاں بھجوا دیں مردان شاہ نے ہوا کا
رخ دیکھ کر کنارے تالاب کے آسن جمایا اور لکڑیاں سلگا کے تاپنے لگا گرد خیمہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کے چوکی پہرہ
قائم ہوگئے آوازیں بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہوئیں تین پہر رات شاہور اسی مقام پر موجود رہا جب
پہر رات باقی رہی تو شاہور نے پہرے والوں سے کہا کہ تم ہوشیار رہو یہ جنگل کا واسطہ ہے میں بادشاہ کی خبر لینے

جاتا ہون کر وہان کی کیا حالت ہے پہرہ درست ہے یا نہیں پہرہ برداروں نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین آپ اطمینان رکھیے
شاہور نے خیمہ سے نکلکر دیکھا تو فقیر بدستور یاد الٰہی حق اللہ کر رہا ہے بس شاہور مطمئن ہوکر جانب باغ حسین کجکلاہ
روانہ ہوا یہان دیکھا تو شاگردان شاہور جمع ہین دور شراب کا چل رہا ہے شاگردون نے جو استاد کو دیکھا بلا کے
بٹھالیا اور جام شراب الصالحین حاضر کیا شاہور بھی بیٹھ گیا کہ خیر کچھ کسل ہی برطرف ہوگا پہر رات کی ہوشیاری
اور چاہیے یہ بیٹھکر جام پینے لگا اتنے مین وقت نماز صبح کا آگیا اس نے وضو کیا کہ نماز بھی پڑھ لون تو چل کر شاہزادے کو
جگاؤن یہ تو ادھر دعا مین مصروف ہوئے لیکن مہتر نسیم باد پا جو فقیر بنا ہوا تھا شاہور کے جاتے ہی اس نے آگ پر
داروے بیہوشی چھڑکنا شروع کی اور ہوا سے دھوان اس کا منتشر ہوا جس قدر پہرے والے تھے ان کے دماغ مین
ایسی خوشبو پہونچی کہ درود پڑھنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ نہین معلوم کس پاک روح کا ادھر گذر ہوا ہے جو ایسی
خوشبو چلی آتی ہے انھون نے اور اوپر کی سانس لے لے کے سونگھنا شروع کیا دم بھر مین سب کے سب بیہوش ہوگئے
اب یہ مکار اپنے مقام سے اٹھا اور قریب مسہری طیمور کے آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہوا ہے بس اس نے جلدی سے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے پشت پر لگایا ڈھائی گرہ عیاری کی سینے پر لگا کے خنجر برہنہ کمر مین رکھا
اور یہان سے تالاب کی طرف سے نکلکر سوچا کہ اگر سیدھا اپنے ملک کی راہ لیتا ہون تو شاہور پیچھا کرے گا مجھے پکڑ کے
مار ڈالے گا اس سے چال کرنا چاہیے بس اگر اس کو مشرق کی طرف جانا تھا تو یہ مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا اور کچھ
دور جاکے وہان سے جنوب کی طرف روانہ ہوا کوئی کوس بھر تک ادھر بھی چلا گیا بعد اس کے جانب شمال چل کھڑا
ہوا جب ادھر بھی کوس ڈیڑھ کوس نکل آیا تو ایک دریا چھوٹا سا ملا دریا کو پھاند کے اس طرف آیا اور اب یہان سے
اس نے شہر ختا کا رخ کیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جلدی جلدی روانہ ہوگیا یہان شاہور نے جو نماز سے فراغت
کی تو جلدی سے خیمہ شاہزادہ طیمور کے قریب آیا دیکھا کہ جس قدر پہرہ دار ہین سب بیہوش پڑے ہوئے ہین
شاہور نے آواز دی جب بھی یہ لوگ نہ چونکے اب شاہور نے تالاب کی طرف دیکھا تو فقیر کو بھی نہ پایا تو اسے وحشت
ہوئی جلدی سے خیمہ مین آیا دیکھا تو طیمور فرش خواب پر نہین ہے بس اس نے سر پیٹ لیا کہ غضب ہوا یہ فقیر فقیر نہ تھا
بلکہ عیار تھا خیال جو کیا تو پیترہ بھی لگا ہوا پایا بس اس نے جلدی جلدی جو لوگ بیہوش تھے ان کو ہوشیار کیا اور کہا کہ
مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون تم جاکے بادشاہ سے عرض کردینا کہ تا وقتیکہ کوئی خبر شاہزادہ کی نہ ملے آپ اسی جگہ
قیام فرمائیے گا یہان سے کہین نہ جائیے گا یہ کہکر اس نے بھی باندھے عیاری تن پر آراستہ کیے اور نشان قدم دیکھتا
ہوا روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت تک تو وہ نشان محسوس ہوئے پھر دیکھا تو آگے کوئی نشان نہین اب تو
شاہور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن چارون طرف تلاش کرنا شروع کیا کہ کہین چھپ تو نہین گیا ہے اسی طرح دوڑتے دوڑتے
پھر ایک جگہ سے نشان قدم معلوم ہوئے شاہور نے اس طرف کی راہ لی کچھ دور جاکر پھر نشان معدوم ہوگئے اب
شاہور اور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن کیا یہ مربیرے کے لشکر ہی مین چلا آیا ہے پھر ادھر ادھر دوڑ کے نشان قدم تلاش
کرنے لگا کچھ دور جاکے جانب شمال پھر نشان قدم محسوس ہوئے پھر شاہور چل کھڑا ہوا جاتے جاتے جس وقت کنارے
دریا کے پہونچا تو پھر نشان معدوم ہوگئے اب شاہور نے ہرچند ادھر ادھر دوڑ کے نشان تلاش کیے مگر کہین نشان نہ پایا آخر
مجبور ہوکے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا فکر کرون بیٹھے بیٹھے خیال مین آیا کہ دریا کے اس پار چل کے بھی
دیکھنا چاہیے جب دریا کو پھر کے اس پار آیا تو دیکھا کہ پھر نشان پا معلوم ہوتے ہین اب شاہور بھی نہایت تیزی سے مانند باد
صرصر کے تعاقب مین نسیم باد پا کے روانہ ہوا ادھر بادشاہ جو خواب سے بیدار ہوا تو لشکر مین غوغا پایا پوچھا کیا ہوا لوگون
نے عرض کی کہ شاہزادہ کو کوئی چرا لے گیا شاہور شیر دل تلاش مین گئے ہوئے ہین اور کہہ گئے ہین کہ آپ یہین قیام پذیر
رہین جبتک مین واپس نہ آؤن یا کوئی خبر شاہزادے کی نہ معلوم ہو حسین کجکلاہ نہایت پریشان ہوا لیکن بر وقت

رعد آواز کی رائے کے موافق جا کر شہر زرنگار آباد مین قیام کیا اور بموجب رعد آواز نے ہر کارون کو چار جانب روانہ کیا اور آپ چند ہزار آدمی اپنے ساتھ لے کر اُسی تالاب کے کنارے قیام پذیر رہا اب ان لوگون کو تو انتظار مین چھوڑا جاتا ہے یہان سے

چند کلمہ داستان مہتر نسیم باد پا عیار ضحاک کے بیان ہوتے ہین

غزل برآغاز داستان

کس طرح حسرتون کو نکالون مین اے خدا
حسرت بھری نگاہ کوئی دل لگی نہ ہو
پھر پھیر کے دیکھنے کی ادا لوٹ لے گئی
شوخی بھی کوٹ کوٹ کے جس مین بھری نہ ہو
ساقی نے آنکھ دل کی طرف سے جو پھیر لی
اے دل ذلیل تیری کہین خودسری نہ ہو
ہم سخت جان ہین اس کو ہین پر لگ گئے
سنگ گشتہ دلبر آج مصیبت پڑی نہ ہو
ہونے دو پہلے جل کے دل محتسب کباب
فانوس دل مین شمع تجلی جلی نہ ہو
رہ رہ کے گدگدائی ہے دل مین کوئی خلش
پیرے لباس تن مین تری بو بسی نہ ہو
شمشاد آنسوؤن سے جسے سینچتے ہو تم
اے جذب دل جو تیری طرف سے کمی نہ ہو
وہ چاہتے ہین خانۂ دل مین کوئی نہ ہو
دل کی تڑپ کے ساتھ جگر کو ہوا اضطراب
شرمائی آنکھون مین نگہ دلبری نہ ہو
آپ ذلیل ہین کہ اثر کچھ نہ کر سکین
اس شیشے مین کہین مے حسرت بھری نہ ہو
عاشق حضور کا ہون یہ کیون پوچھنے لگا
تیغ نگہ جو سان پہ اب تک چڑھی نہ ہو
ممکن نہین کہ سیر ہو مال و متاع سے
اے رند و چشم بادہ کشی کی ابھی نہ ہو
کیون تنگ ہو گئی کہ آ نہین سکتی کسی طرف
یہ دل لگی کسی نگہ شوخ کی نہ ہو
ہم پر یہ ظلم ہر قسم خون عجب
شاخ نہال غم ہو کہین یہ ہری نہ ہو
آتے ہی بن پڑے انھین تاخیر بھی نہ ہو
ممکن نہین کہ دل نہ بھر آئے حضور کا
ان دوستون سے حق مین مرے دشمنی نہ ہو
وہ بھی بلا کوئی دلبر و دلدار و دلفریب
اے آنسوؤ تمھاری کہین اب ہنسی نہ ہو
تاج کی ضد سے تو نے جو آفت مچائی ہے
سازش فلک کے ساتھ کہین آپ کی نہ ہو
رو رو کے میری آنکھون سے آنسو نکلتے ہین
جب تک کہ آدمی کی طبیعت غنی نہ ہو
سو سال جینے مین نہین آ خدا ہے دود آہ
میری نظر کسی کی نظر سے لڑی نہ ہو
کیون رنج میرے سینے مین حق ہے تقویت
جوشش بہار مین بھی اگر میکشی نہ ہو

راوی بیان کرتا ہے کہ مہتر نسیم باد پا نہایت احتیاط کے ساتھ پشتارہ شاہزادہ طیمور کا لئے ہوئے تیسرے روز اپنے شہر مین پہونچا ضحاک شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ بارگاہ سے مہتر نسیم نمودار ہوا اور پشتارہ لا کر سامنے بادشاہ کے رکھدیا اور کھڑے ہو کر بیان کیا کہ حضور کے اقبال سے اُس شخص کو لایا ہون جو نسل رستم نامدار سے ہے عاشق شاہزادی ... ہے لیکن پہلے اسے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے اُس کے بعد مین ہوشیار کرون اُس سے پوچھیے ضحاک شاہ نے خوش ہو کے آہنگرون کو بلایا اور شاہزادہ کو اسیر غل و زنجیر کر کے سامنے اپنے طلب کیا نسیم باد پا نے شاہزادہ کو ہوشیار کیا طیمور کی آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دربار مین پایا اور اسیر غل و زنجیر دیکھا سمجھا کہ مین خواب عجب دیکھ رہا ہون مہتر نسیم نے کہا کہ اے جوان یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے آگاہ ہو کہ یہ تو دربار مین ضحاک خود پسند کے ہے اور مین نسیم باد پا عیار ہون فقط بنگ نے تجھے گرفتار کر کے لایا ہون بڑے دعوے تیرے عیارون کو بھی تھے لیکن مجھے پہچان نہ سکا خیر اب وقت تیرا تمام آپہونچا جو کچھ کہنا ہو بادشاہ سے کہہ لے یہ سنکے طیمور کو افسوس ہوا کہ مین نے بڑا دھوکا کھایا خیر اب تو آپ نے جو کچھ قسمت دکھلائے گی وہ ہوگا ضحاک شاہ نے کہا کہ حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور تو نے بندگان خداوند لقا کے ساتھ کیا کیا طیمور نے کہا کہ مین تو لقا کے زمانے مین نہ تھا لیکن افسانے اُس مردود کے سنے ہین میرے بزرگون نے لقا کو خوب خوب ٹھیک بنایا تھا میرے جد نامدار شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم نے دختر لقا سے عقد کیا اور راتے شبخون مار کے لقا کو بدحواس کر دیا ملک فرخ ملک لقا کی جان سے چھوڑی آخر گرفتار کر کے لقا کو تیرباران کر دیا اور مین نے اپنے زمانے مین سابق ملعون بہادر لقا کو دیکھا دو سردار جو سابق کے لشکر مین سرہر آور دہ تھے دونون کو مین زیر کر لایا اور اپنا مطیع کیا یہ سنکر ضحاک خود پسند کو غصہ آیا اور کہا کہ تو قابل اس کے ہے کہ تجھے بھی قتل کیا جائے جلاد

نسیم گردیا اس کو لے جا کل میں اسے قتل کروں گا یہ سنکے ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ مجھے اس شخص کے حسن و جمال پر بھی رحم نہیں آتا ارے یہ وہ لوگ ہیں جن پر خداوند بھی رعایت کرتے رہے اور کبھی غضب اپنا نازل نہ کیا انتہا یہ ہے کہ خود دنیا سے چلے گئے لیکن ان لوگوں کا قتل گوارا نہ کیا تو دیکھتا ہے کہ ایسے حسین کہیں دنیا میں پیدا ہوتے ہیں اور ساتھ حسن کے شجاعت عدالت سخاوت سبھی وصف تو ہیں یہ سنکے ضحاک کا دل بھی پسیج گیا کہا کہ پھر اے وزیر خوش تدبیر کیا کرنا چاہیے اس کا رہا کر دینا بھی اچھا نہیں اور اگر قید رکھتا ہوں تو کوئی مددگار اس کا پیدا ہوگا اور رہا کر لیجائے گا نسیم گردیا نے کہا کہ اگر یہ قید رہا تو واقع میں رہا ہو جائے گا اس کا عیار عمرو کا پوتا ہے جب وہ آتا ہی ہوگا اسوقت ضمیر اختر شناس نے کہا کہ اے ضحاک شاہ آپ کے ملک میں جو دریائے کابل ہے آج کل اُسکی یہ حالت ہے کہ دن کو تو وہ بہا کرتا ہے اور رات کو بسبب سردی کے جم کے برف ہو جاتا ہے لہذا کل کچھ دن رہے اس قیدی کو ایک ناؤ پر سوار کر کے دریا میں بہا دیجیے جس وقت یہ بہ کے بیچ دریا میں پہونچ جائے گا اتنے عرصہ میں شام ہو جائے گی اور دریا جم جائے گا رات بھر کی سردی اس کے ہلاک کر ڈالنے کو کافی ہے یہ رائے ضحاک نے پسند کی اور طیمور کو داروغہ زندان کے سپرد کیا جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ سوار ہو کر کنارے دریائے کابل کے آیا اور لوگ طیمور کو بھی لائے اور کشتی پر بٹھا دیا اور بہا دیا کشتی بہتی ہوئی چلی طیمور نے کہا او ملعون نامرد معلوم ہوا کہ تو انتہا کا بزدل ہے ارے لطف تو یہ تھا کہ دو لاکھ آدمیوں کا محاصرہ کرا دیا ہوتا اور قید میری کاٹ دی ہوتی اسوقت اگر کوئی مجھے گرفتار کر لیتا تو میں اُسے برا آفرین کرتا اگر افسوس ہے تو یہی ہے کہ جس طرح جی چاہتا تھا اُس طرح موت نہ آئی لطف یہ تھا کہ چار طرف سیکڑوں لاشیں ہوتیں بیچ میں ہماری لاش بھی ہوتی اور اس موت سے مزا کہ برف میں اینٹھ کے رہ گئے قابل عبرت ہے مگر خیر جو مرضی معبود ہمارے مقدر میں یہی تھا کہ ایسی جگہ مریں کہ نہ گور و کفن نصیب ہو نہ کوئی عزیز قریب پاس ہو یہ کہتے ہی رہ گئے کشتی بہ کے خدا جانے کہاں سے کہاں پہونچ گئی دیکھنے والوں کو بھی طیمور کی حسن و جوانی کا نہایت افسوس ہوا بادشاہ تو پلٹ کے ایوان شاہی میں آیا اور اس خوشی میں کہ بہت بڑے شخص کو میں نے دربابرد کیا جشن خوشی منعقد کیا اور اپنے عیار کو خلعت پُر زر دے کر مرغ زریں بنا دیا کہ تو نے بڑا کام کیا لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر دل کا سنیئے کہ یہ کبھی جانب فلک دیکھتا ہے کبھی جانب تحت سوا پانی کے کچھ نظر نہیں آتا کشتی ہوا کے زور میں بہتی ہوئی چلی جاتی ہے اب جوں جوں آفتاب قریب غروب آتا جاتا ہے سردی بڑھتی جاتی ہے پانی کی روانی میں فرق آتا جاتا ہے طیمور کی مایوسی بڑھتی جاتی ہے اپنے حال پر خود افسوس کرتا ہے کہ ہم ایسا بدنصیب بشر بھی کوئی نہ ہوگا زندگی بھر باپ کا ورثہ پایا کہ کس جاہ و تجمل سے زندگی بسر کی لیکن آخر وقت ماں کا ورثہ ملا کہ کوئی دوست دشمن نظر نہیں آتا ان کو اسی عالم بیکسی میں مرا کی موت آئی یعنی دریا کی ان کو درندے کھا گئے ہیں نہنگ اور سونس کھا لیں گے یہ تصور کر کے رونے لگا لیکن سا جان اقبال کا خدا نگہبان ہوتا ہے بقول شاعر ہندی کے دوہا

رکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے | بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے

ایکایک جانب شمال سے ابر اٹھا اور ہوا بدلی کشتی جو سامنے بہتی چلی جاتی تھی پانی کنارے کی طرف بہتی چلی آئی واحد میں وہ ٹکڑا ابر کا ہوا کے ساتھ نکلا چلا گیا اور کشتی آکر کنارے لگ گئی گویا وہ کشتی کا بادبان تھا اور ہوا بامراد تھی طیمور جلدی سے ساحل پر اتر پڑا اور جانب صحرا روانہ ہوا شام تو ہو ہی گئی تھی بھوک کے مارے طیمور کی حالت بُری تھی پاؤں میں بیڑیاں وغیرہ تھیں کشتی پر بٹھاتے وقت دشمنوں نے زیور آہن اتار لیا تھا صرف ہتکڑیاں چھوڑی تھیں طیمور نے ہتکڑیاں توڑ کے پھینک دیں اور بہ ایں بیچی کا کر ایک درخت کے سایہ میں قرار لیا اب وہ وقت آگیا کہ دیکھے آسمان پر زورق ماہتاب نمودار ہوئی اور کہکشاں نے بادبان کھولا کشتی ماہ مشرق سے نمودار ہوئی جانب مغرب چلی اتنے ہی عرصہ میں بعض سردی ہوئی کہ دریا میں موجیں اٹھنا موقوف ہوگیا اور آب رواں کی سطح معلوم ہونے لگا اور طیمور سے سردی

تحمل نہو سکا بس اس دالمن روزگار نے جلدی سے چند پتھر بڑے بڑے لاکر جمع کیے اور اُن پر زور کرنا شروع
کیا جب پسینہ آگیا بیٹھ رہا جب پھر سردی معلوم ہونے لگی پھر پتھروں پر زور کرنے لگا کبھی تو پتھر اٹھاکر دور پھینکدیتا
تھا اور پھر دوڑ دوڑ کر اٹھالاتا تھا اور کبھی ڈنڈ کرنے لگتا تھا کبھی کوئی پتھر اس زور سے پھینکا کہ بیچ دریا میں جاکے گرا
کبھی کسی درخت کو اکھاڑ کے پھینک دیا اسی حالت میں شب بسر کردی جب صبح ہوئی تو آفتاب عالمتاب نے افق
مشرق سے سر نکالا اور اوس دھواں بنکر اڑی پانی پگھل پگھل کے بہا وہ پتھر برطرف ہوئی طیمور نے ایک سمت کی
راہ لی لیکن یہ صحرا بہت بڑا تھا کوسوں شہریار پیادہ پا نکل گیا مگر بوے انسان نہ پائی بلکہ اکثر مقامات پر جانور بھی نظر
نہ آتے تھے گھاس تک برف سے جل گئی تھی کسی کسی مقام پر کچھ درخت دکھائی دیجاتے تھے اسی طرح طیمور شیر پرور
تمام دن سرگرداں و حیران رہا نہ کسی بستی تک پہونچا نہ کوئی گاؤں نظر آیا آخر پھر ایک درخت کے نیچے تھک کے بیٹھ گیا
راستے میں جنگلی سیب اور ناشپاتیاں کچھ توڑلی تھیں انھیں کو کھایا اور تیمم سے فریضہ ظہر و مغرب کو ادا کیا شام ہوتے
ہی پھر اسی سردی کا سامنا ہوا یہ رات بھی طیمور نے اسی طرح ڈنڈ پیل پیل کے اور پتھر اچھال اچھال کے کاٹی صبح کو پھر
ایک جانب چل کھڑا ہوا آج کا دن بھی اسی طرح سرگردانی و حیرانی میں گذر گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں سے کوسوں تک
بوے انسان نہیں ہے اور انسان ایسے مقام پر کیونکر رہ سکتا ہے جہاں دن کو گرمی اور رات کو اس قیامت کی سردی ہو
طیمور وہاں پھرتا رہا شام کو پھر کسی مقام پر روز اول کی طرح بسر کی اسی حالت میں پورے چار روز طیمور کو گذرے
آج نویں دن قریب شام طیمور پھر اسی دریا کے کنارے پہونچا اگرچہ یہ مقام وہ نہ تھا جہاں طیمور دریا سے نکلا تھا
لیکن دریا وہی تھا طیمور حسرت سے دیکھ رہا تھا کہ کدھر جاؤں پھر شام ہوا جاتی ہے اور کنارے دریا کے اور سردی
ہوگی لیکن خیال جو کیا تو پاٹ اس مقام پر دریا کا کم ہے اور اس پار دریا کے دور سے ایک شہر سا معلوم ہوتا ہے کچھ نشانات
مکانوں کے پائے جاتے ہیں اور ایک بہت بڑی چار دیواری نہایت بلند کھنچی ہوئی ہے اور دروازہ پر جو گنبد ہے اسکا
کلس چمک رہا ہے طیمور غور سے اُس طرف دیکھنے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ ادھر بستی معلوم ہوتی ہے لیکن اُس پار جاؤں
تو کیونکر جاؤں نہ تو کوئی کشتی ہے نہ پل ہے نہ دریا اس قدر ہے کہ پیر کے نکل جاؤں یہ اسی سوچ میں تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایک مور پنکھی نہایت تیزی کے ساتھ بہتی چلی آتی ہے طیمور اُس کشتی کو دیکھکر کنارے دریا کے آگیا کہ دیکھا چاہیے
اس کشتی پر کون سوار ہے اور کدھر جاتا ہے لیکن واضح رہے ناظرین کو کہ یہ کشتی ملکہ منیر روشن تن دختر ضحاک
شاہ کی ہے مطلب اس کا بیان سے قریب ہے یہ کشتی پر سوار ہوکر سیر دریا کو نکلی تھی اس طرف بھی آگئی دیکھا اس نے
کہ ایک مرد نوجوان نہایت حسین کنارے دریا کے مایوسی کے ساتھ کھڑا ہوا کشتی کی جانب دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ساحل مغرب پر ماہتاب غروب ہوا جاتا ہے ملکہ کا دل بیس گیا ماتحتوں سے کہا کہ کشتی ہماری کنارے پر لے چلو دیکھیں
یہ کون شخص ہے وزیر زادی نے عرض کی کہ اے ملکہ اس صحرا میں سوا مجرمان بادشاہ کے اور کوئی نہیں رہتا ہے اور
یہ وہ وادی ہے جہاں رہنا بشر کا کام نہیں جن لوگوں کو سزائے موت دینا ہوتی ہے اور قتل اُن کا منظور نہیں ہوتا ہے وہ
اس وادی میں چھوڑ دیے جاتے ہیں کوئی ہوگا آپ اُدھر نہ جائیے ملکہ نے کہا کہ میں تو ضرور جاؤں گی باپ میرا
ظالم ہے مگر میں رحمدل ہوں مجھے نہیں دیکھا جاتا کہ کسی غریب پر ظلم ہو اور تو دیکھتی ہے کہ ایسے حسین مرد کہیں
پیدا ہوتے ہیں یہ اس لائق تھا کہ اس صحرا میں چھوڑ دیا جاتا اس سے تو دل کی ویرانی کے بسانے کا مزا تھا جسطرح
میں نے اور اکثر مجرموں کو رہا کر دیا ہے اسی طرح میں اسے بھی رہا کروں گی ماتحتوں نے عرض کی کہ اے ملکہ دن بھی کم
رہ گیا ہے ایسا نہو کہ پہونچتے وقت ساحل تک نہ پہونچ پائیں اور شام ہو جائے تو پانی جم جائے گا کشتی نکل نسکے گی اپنی جان
کے لالے پڑ جائیں گے ملکہ نے فرمایا کچھ نہیں یوں نہ ہوں میں اسے نکالوں گی ضرور ماتحتیں تابع فرمان تھیں اب کیا
کرسکتی تھیں جلدی جلدی کشتی کو کھیتی ہوئی کنارے پر لائیں پاس سے جو ملکہ دیکھتی ہے تو اور بھی بیخود ہوگئی کہا

اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر طیمور نے کہا کہ انسان ہون اور کیا بیان کرون قول مشہور ہے کہ پیری مین جوانی کا بیان
مفلسی مین تونگری کا بیان بیکار ہے ہم تو مرد فقیر صحرانشین ہین ملکہ نے کہا کہ خیر یہ بات تو آپ کے چہرے سے ظاہر ہے کہ آپ کہین
کے رئیس ہین لیکن اب زیادہ باتون مین ہم بھی آپ کی طرح مبتلائے بلا ہون گے شام ہوا چاہتی ہے برف گرا چاہتی ہے آپ
کشتی پر بیٹھکر چلیے مکان پر پہونچکے اطمینان سے آپ کا حال دریافت کرین گے طیمور نے کہا کہ اے نازنین خدا تیرا بھلا کرے کہ
مجھ پر رحم آیا تیرے شہر مین تو کوئی رحمدل مجھے نظر نہ آیا یہ فرماکر کشتی پر بیٹھ گئے ملکہ نے آنچل کی آڑ کر لی کنکھیون سے دیکھتی
جاتی تھی وزیر زادی سمجھ گئی کہ یہ عاشق ہے خدا خیر کرے ملکہ نے ملاحون سے کہا کہ تمکو انعام دون گی جلد کشتی کو دوسرے
ساحل پر لے چلو اور اگر شام سے پیشتر تم نے کشتی نہ پہونچا دی تو سزائے سخت دون گی ملاحون نے کشتی کو کھینا شروع
کیا بازو شل ہو گئے مگر بہت جلد کشتی کنارے پر لاکے لگا دی کشتی مہر ساحل مغرب پر پہونچ کے غرق ہونے پائی تھی کہ یہ
کشتی ساحل مراد پر پہونچ گئی ملکہ نے ایک توڑا ملاحون کو انعام مین دیا اور وہان سے سواری لی تھی ملکہ مرکب پر سوار ہوئی
نقاب چہرہ پر ڈال لی ایک مرکب پر وزیر زادی سوار ہوئی ایک مرکب جو ملکہ کی سواری سے زائد ساتھ رہا کرتا تھا اس پر
شاہزادہ طیمور سوار ہوئے اور اب یہ تینون سوار مرکبون کو اڑاتے ہوئے چلے دیکھا طیمور نے کہ ایک چار دیواری نہایت
بلند ہے اور دروازہ اس کا کھلا ہوا ہے ملکہ دروازے سے داخل باغ ہوئی یہان خواصون نے سب سامان درست کر رکھا
تھا ملکہ جیسے ہی آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی شاہزادہ کو بٹھلایا خواصون نے سامان میخواری مہیا کیا لیکن سب کی سب آپس مین سرگوشیان
کر رہی تھین کہ یہ جوان کون ہے لیکن پاس ادب سے لب نہ ہلا سکتی تھین ادھر ملکہ بار بار شاہزادے کی طرف دیکھتی تھی دل مین
پسی جاتی تھی وزیر زادی نے جام بھرکر شاہزادے کے پیش کیا ملکہ نے جام طیمور کے آگے بڑھا دیا طیمور نے کہا کہ اے
ملکہ شراب ابھی تو نہین ہے اسے پیکر انسان ہوش مین نہین رہتا بقول شاعر ~ ان انکھڑیون مین اگر نشہ شراب آیا
سلام جھک کے کرون گا جو پھر حجاب آیا۔ اسوقت تک تو تم مجھ سے شرم کے ساتھ باتین کر رہی ہو مجھے تمہارا لحاظ ہے کہ مین
تمہارا مہمان ہون جس وقت دونون بیخود ہو گئے اسوقت یہ امتیاز نہ رہے گا اور ہوش مین آنے کے بعد دونون کو پشیمانی
ہوگی ملکہ نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین اور شرارت اپنے کردار پر خفیف ہوئی اسیوقت کشتیان شراب کی اٹھوا دین اور کہا کہ
چونکہ سردی زیادہ ہے چاے لاؤ اسیوقت چاے تیار ہونے لگی وزیر زادی نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ کا چہرہ پکار رہا ہے
کہ آپ کسی ملک کے فرمانروا ہین لیکن صاف طور پر بغیر آپکے بیان کئے ہوے معلوم نہین ہو سکتا کہ آپ کون ہین اپنے
نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے طیمور نے کہا کہ اے وزیر زادی مین گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا چھوٹا
فرزند ہون نام میرا طیمور شیر پرور ہے ملکہ نے کہا کہ شیر پرور کا مطلب مین نہین سمجھی طیمور نے اپنی پرورش پلنے کی تمام
کیفیت ملکہ کے روبرو بیان کی ملکہ شان خلاق عالم پر تعجب کرنے لگی وزیر زادی نے کہا کہ سنا ہے کہ ایرج نوجوان شاہزادہ
خاور سپاہ لعل ختختان خونریز خاوری ملک قاسم کے فرزند تھے فرمایا ہان اور پردادا میرے ملکشاہ نوجوان
تھے وزیر زادی تو انگشت بدندان ہوئی کہ یہ سب دشتستان خداوندگا ہین لیکن ملکہ نے کہا کہ اب اپنے یہان آنیکی
کیفیت بیان کیجیے طیمور نے کہا کہ اے ملکہ مین صحرائے زرنگار مین قیام پذیر تھا فوج سے علیحدہ مین نے خیمہ اپنا برپا کرایا
تھا کہ مجھکو صحرائیت زیادہ پسند ہے ضحاک شاہ کا عیار گیا اور مجھکو گرفتار کر لایا ضحاک عجب بزدل اور نالائق ہے کہ اس نے
مجھکو کشتی پر بٹھلاکے دریا مین بہا دیا مگر میرا خدا میری حمایت پر تھا کہ کشتی کنارے پر آگئی ہوا پلٹ گئی مین کشتی سے اترکر
صحرا کی طرف روانہ ہوا دو روز سے اس صحرا مین سرگردان تھا آج قسمت کی خوبی سے تمہاری کشتی آنکلی اور تم رحم کھا کے
مجھے لے آئین وزیر زادی نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا ضحاک شاہ کو برا نہ کہیے اس لیے کہ وہ ملکہ کے والد ماجد ہین
اور آپ ملکہ کے ممنون احسان ہین طیمور نے کہا کہ جیسا ہو گا ویسا کہا جائے گا اس کی نالائقی اس کے ساتھ ہے اور
ملکہ کی نیکی ملکہ کے ساتھ ہے خیر اگر زندہ ہون تو دیکھا جائے گا اتنے مین چاے آئی ملکہ نے اسی طرح چاے پیش کی شاہزادے

نے جانے نوش فرمائی جب دور ختم ہوا تو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ ہمارے جانے کا وقت آگیا وزیرزادی نے
کہا کہ ملکہ دیر ہو گئی جلد تشریف لے چلیے بادشاہ بغیر آپ کے خاصہ نوش نہیں فرماتے ہیں شاہزادہ نے کہا کہ ملکہ کہاں جاؤ گی
ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میں دن بھر باغ میں رہتی ہوں اور رات کو اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہوں کہ وہ بغیر میرے
کھانا نہیں کھاتے فرمایا کہ میں تو نہ جانے دوں گا یہاں جو میرا اکیلے جی گھبرائے گا تو کیا کروں گا ملکہ نے کہا کہ میں وزیرزادی
کو چھوڑے جاتی ہوں آپ اس سے چوسر وغیرہ میں دل بہلائیے گا شاہزادہ نے کہا کہ اسی کو نہ اپنے بدلے بھیجدو تم
میرے پاس بیٹھو ملکہ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے بس اب دیر نہ کیجیے ایسا نہ ہو والد ماجد گھبرا کے چلے آئیں تو غضب ہو جائیگا
ان کا قاعدہ ہے کہ جب مجھ کو جانے میں دیر ہوتی ہے تو اکثر چلے آتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ چلو اچھا ہے اگر وہ یہاں آگیا تو آج ہی
فیصلہ ہو جائے گا ملکہ نے کہا کیا خوب ہم تو تمہارے ساتھ یہ سلوک کریں تم ہمارے ہی باپ سے دشمنی کرو فرمایا اے ملکہ
میں دشمنی نہ کروں گا بلکہ یہ کہتا سمجھاؤنگا کہ بغیر وہاں جائے تم رہ نہیں سکتیں ملکہ نے کہا کہ تمہیں اپنے دین و مذہب
کا واسطہ اس بارے میں اصرار نہ کرو ورنہ تمہاری جان جائے گی میری رسوائی ہوگی فرمایا خیر تمہاری خاطر ہے صرف
تمہاری ہی رسوائی کو ڈرتا ہوں ورنہ میری جان تو سوائے خدا کے کوئی لے نہیں سکتا ہے یہ فرما کر مسہری پر لیٹ
رہے تو دن کے تھکے اور جاگے تھے سو گئے ملکہ سوار ہو کے جانب ایوان شاہی روانہ ہوئی جس وقت سامنے ضحاک
شاہ کے پہونچی سلام کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ اے نور نظر آج تم نے بہت دیر لگائی میں آدمی کو خیر و عافیت
کے لیے روانہ ہی کرنے والا تھا ملکہ نے کہا کہ کیا عرض کروں میں آج دن کو سوئی نہیں شب کو بھی اچھی طرح نیند نہ آئی
تھی جاگی ہوئی تھی شام کو طبیعت سست ہو جانے سے لیٹ رہی لیٹتے ہی سو گئی اگر وزیرزادی نہ جگاتی تو یقین ہے
کہ اب بھی میں ہوشیار نہ ہوتی بادشاہ نے دسترخوان بچھوایا ملکہ تو شاہزادے کے ساتھ کھانا کھا چکی تھی کچھ تھوڑا سا بادشاہ کا
ساتھ دینے کو اس نے ہاتھ کھینچا بادشاہ نے کہا کہ اسوقت تم نے کچھ کھایا بھی نہیں ملکہ نے کہا کہ جی ہاں اشتہا ہی نہیں ہے
بادشاہ نے کہا کہ پھر تم نے کیوں تکلیف کی کھا لیا ہوتا ملکہ نے کہا کہ حضور تو میرا انتظار کریں اور میں حاضر ہو کے بھی شریک
نہ کروں بلکہ کھا لیتی یوں یہ کیونکر ہو سکتا تھا القصہ ملکہ نے شب کو تو وہیں آرام کیا لیکن آرام کہاں نیند نہ آئی اور تڑپ
تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو اٹھتے ہی باغ کی جانب روانہ ہوئی ہنوز شاہزادہ بیدار نہ ہونے پایا تھا کہ یہ پہونچ گئی ادھر شاہزادہ
بیدار ہوا منہ ہاتھ دھویا حمام کیا لباس بدلا دن بھر ملکہ کے ساتھ سیر میں مصروف رہا شام کو ملکہ حسب معمول پھر چلی
طیمور کے خلاف گذرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں تو نہ جانے دوں گا ملکہ نے کہا کیا غضب کرتے ہو میرے باپ کو اگر معلوم
ہو گیا تمہاری جان نہ بچے گی وہ سات لاکھ کی فوج کا مالک ہے فرمایا کہ میں سات کروڑ سے بھی نہیں ڈرتا ہوں ملکہ نے
کہا کہ اچھا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج شب کو میں کسی بہانے سے چلی آؤں گی وہاں نہ رہوں گی شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ روانہ ہو گئی اور جاتے ہی درد سر کا بہانہ کر کے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں باغ چلی جاؤں آج
درد سر بہت ہے یہاں جی گھبراتا ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ ملکہ اسیوقت سوار ہو کے باغ میں چلی آئی طیمور نہایت خوش
ہوا جب دو تین روز اسی طرح گذرے ایک روز طیمور نے کہا کہ اے ملکہ میرا عیار میری تلاش میں شہر میں پھرتا ہوگا اگر
تم کہو تو میں جا کے اسے ڈھونڈھ لاؤں ملکہ نے کہا کہ تم کو شہر بھر جان گیا ہے اگر کسی نے بادشاہ سے اطلاع کر دی تو
غضب ہو جائے گا وہ تمہارے ساتھ میرے لہو کا پیاسا ہو جائے گا فرمایا کہ میں شہر کی طرف نہیں جاؤں گا بلکہ صحرا میں
اسے ڈھونڈھوں گا ملکہ نے مجبوری خاموشی اختیار کی شاہزادہ اسیوقت مرکب پر سوار ہو کے جانب کہسار روانہ ہوا
دور دور نکل گیا لیکن راستے سے نابلد راستہ بھول گیا پلٹتے وقت کہیں سے کہیں نکل گیا شام ہو گئی آخر ایک درخت
کے نیچے ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا حسب معمول اسوقت بادشاہ کی جانب سے حفاظت باغ کے لیے بیس پچیس
سواروں سے جا رہا تھا طیمور نے جو دیکھا کہ کچھ سوار جا رہے ہیں اور ملکہ کی زبانی بھی سنا تھا کہ شام کو میرے باغ کی حفاظت

کے لئے فوج شاہی آتی ہے خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ اُسی طرف جاتے ہوں بس طیمور بھی انھیں لوگوں کے پیچھے پیچھے چل کھڑا
ہوا یہ لوگ باغ کے قریب جا کر چاروں طرف پھیل گئے اور بیژن سو سواروں سے دروازہ باغ پر قیام پذیر ہوا راستہ
رُک گیا اب انھوں نے خیال کیا کہ رسائی باغ تک بغیر لڑے بڑے دشوار ہے اُدھر ملکہ پریشان ہو رہی تھی کہ وہ ظالم اسوقت
تک نہ آیا خدا جانے اپنے عیار کے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا یا کسی آفت میں مبتلا ہو گیا کیا سبب ہے کہ اسوقت تک واپس نہیں
آیا اتنے میں رات ہو گئی اور پہرہ دینے والی فوج بھی آ گئی اب تو ملکہ دیوانہ وار پھرنے لگی کہ خدا کرے وہ چلا ہی گیا ہو اسلئے
کہ اب اگر آئے گا تو مارا جائے گا یہاں ملکہ تو ہولیں کھا رہی تھی اور وہاں طیمور نے بھرا سے نکل کر باغ کا رخ کیا بیژن تیغزن
کی نظر پڑی اس نے للکارا کہ کون باغ کی طرف جاتا ہے جواب دیا کہ باغ کا مالک اور تیرا ملک الموت بیژن نے کہا کہ کیوں
شامتیں آئی ہیں تو کون ہے نام اپنا بتا فرمایا نہیں جانتا نام طیمور شیر ہے ور بس یہ سنتے ہی بیژن نے کہا کہ ارے مارو اسکو
یہ تو وہی ہے جسے بادشاہ نے دریا میں بہا دیا تھا یہ یہاں کہاں سے آ گیا لوگ گھوڑے کڑکا کے گرد آ گئے تلواریں کھینچ لیں ادھر
شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور حملہ کیا زیر دیوار باغ غوغا ہوا صدائے گیر و بزن بلند ہوئی ملکہ بام قصر پر چڑھ گئی کہ دیکھوں
تو بیرون باغ یہ شور و غل کیسا ہے اب جو دیکھتی ہے تو طیمور اکیلا سیکڑوں سے لڑ رہا ہے جس پر تلوار ماری اس کے دو ٹکڑے
ہوئے بس یہ بیتاب ہو گئی وزیرزادی سے کہا غضب ہو گیا اب اس کی جان مفت گئی کہاں سے تو ہم چلکے لائے تھے
اور اس نے یہاں مفت میں اپنی جان دی ملکہ تو گھبرا رہی ہے کہ کیا کروں لیکن وزیرزادی نے کہا کہ اے ملکہ پریشان
نہ ہو جیسے اتنے سپاہی اس شیردل کا کچھ کر نہیں سکتے ہیں دیکھے جایئے یہ دم بھر میں سب کو شکار کرے گا ملکہ نے کہا کہ ایک
سو را جا بیجا ر نہیں ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو ہے کس کس سے لڑے گا اور کسے کسے قتل کرے گا وہاں
بیژن نے جو دیکھا کہ اس نے تو اکیلے سب کو دم لیا ہے جس پر ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہو گئے بیژن تیغزن
للکارا کہ او سرکش تو جانے بد معلوم ہوتا ہے میں نے چاہا تھا کہ میں بھی ہاتھ نہ اٹھاؤں مگر معلوم ہو گیا کہ تو سوا میرے کسی کے
ہاتھ سے مارا نہ جائے گا خیر اب جب بہادری کی اب تجھے زندہ رہنے کی کوشش کرنا بیکار ہے بلکہ گرفتار کرنے کا خیال بھی عبث
ہے تو زندہ نہ ہاتھ آئے گا خیر تیرا سر کاٹ کے بادشاہ کو نذر دوں گا کہ اُس نے اسی واسطے مجھکو بلایا تھا یہ کہکر تلوار کھینچ کے سر
شاہزادہ طیمور کے لگائی طیمور نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو اک تشنہ آبدار کا مارا تو تلوار سر پر بجلی کی طرح زمین میں
ڈوب کے نکل بیژن تیغزن مع مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا لاش اس کی پھڑکنے لگی لوگ لاش اٹھا کر بھاگے وزیرزادی
نے آواز دی کہ بس ہو چکا اب یہاں آئیے ملکہ ہولیں کھا رہی ہیں شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ نے اُسوقت تصدق اتروا لیا اور
کہا کہ تم نے بہا کیا اب راز فاش ہو جائے گا فرمایا کہ پھر کیا ہو گا ایک دن مرنا ضرور ہے اگر قضا اسی بہانے آ گئی ہے تو یہی سہی یہاں کی
تو یہ حالت ہے اور اب اُدھر کی سنیے کہ لوگ لاش بیژن کی اٹھائے ہوئے شور و غل کرتے ہوئے دروازہ بادشاہ پر آئے
ضحاک شاہ آواز فریاد و بکا سنکے محل سے باہر نکل آیا اور کہا کہ ارے کیا ہوا تم لوگ کیوں شور کر رہے ہو ان لوگوں
نے عرض کی کہ اے شہریار جس شخص کو آپ نے دریا میں بہا دیا تھا وہ ملکہ کے باغ کی طرف جا رہا تھا نگہبانان باغ نے تو کا لڑائی
ہوئی سردار ہمارا بیژن تیغزن اس کے ہاتھ سے مارا گیا ضحاک خود پسند تعجب میں آیا کہ کیا ماجرا ہے وزیر سے کہا کہ یہ
خدا پرست مر کے بھوت بھی ہو جاتے ہیں منجم اختر شناس نے کہا کہ خداوند نے بھی اکثر ان لوگوں پر اپنا غضب نازل کیا جنہ
میں پھنکوا یا جلوا دیا مگر یہ لوگ تو مرتے ہی نہیں ہیں ہم نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ ہم کا مچتا ہے ان لوگوں کو نہ چھیڑئے آپ نے
نہ مانا نسیم گردپا نے کہا کہ دیکھیے میں جاتا ہوں اور ابھی خبر لاتا ہوں یہ کہکر نسیم گردپا جانب باغ ملکہ منیر روشن
تن روانہ ہوا وہاں شاہزادہ مسند پر بیٹھا تھا ملکہ پہلو میں تھی وزیرزادی سامنے دست بستہ حاضر تھی خوش ہو رہا تھا کہ نسیم
گردپا صورت مالن کی بنا ہوا داخل باغ ہوا ڈالی پھولوں کی ہاتھ میں یہاں دیکھتا ہے تو ادا ہا ملکہ کے پہلو میں طیمور
بیٹھا ہوا ہے اس نے جا کر سامنے ڈالی لگائی ملکہ نے کہا تو کون ہے عرض کی کہ وہ جو آپ کے گھر کی مالن ہے وہ بیمار ہو گئی ہے میں

اُس کی جو حوریں تھیں انہوں نے سنا تھا کہ یہاں ناچ ہو رہا ہے جلسہ ہی میں حسب قاعدہ ڈالی لگانے کو حاضر ہوئی ملکہ نے اُسے انعام
دلوا دیا یہ وہاں سے خدمت میں بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ آپ کی صاحبزادی پہلو میں عاشق کے بیٹھی ہیں صحبت راگ
رنگ کی ہے گستاخی معاف ہو سچ سچ کہنا ہمارا کام تھا ہم نے عرض کر دیا آگے حضور کو اختیار ہے یہ سنکے رنگ چہرہ ضحاک کا
متغیر ہو گیا کہا کہ جاؤ دونوں کو گرفتار کر لاؤ نسیم گردپا نے عرض کی کہ ملکہ تو جس وقت یہاں آئے اُسے آپ گرفتار
کر لیجیئے گا اور تیمور کو میں گرفتار کیے لاتا ہوں مگر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اگر تو سچا ہے تو اب ملکہ نہ آئے گی
نسیم بادپا نے کہا کہ اگر نہ آئے گی تو پھر میں گرفتار کر لاؤں گا غرض رات کو تا صبح حسب قاعدہ انتظار کیا جب ملکہ
نہ آئی تو ضحاک نے نسیم بادپا عیار سے کہا کہ اب تو جا اور دونوں کو گرفتار کر لا جب تک وہ دونوں اسیر ہو کے
نہ آئینگے میں محل میں نہ جاؤں گا بادشاہ نے اہل دربار کو تو رخصت کر دیا آپ تنہا بیٹھا رہا اور نسیم گردپا جانب باغ
ملکہ روانہ ہوا جس وقت قریب باغ پہونچا کمند مار کر دیوار باغ پر پہونچا اور باغ میں اتر کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو رہا
حسب اتفاق ایک عورت پیشاب کرنے کی غرض سے آئی نسیم دبے پاؤں اُس کے پیچھے پیچھے چلا وہ بیچاری پیشاب
کرنے کو بیٹھی اُس نے پشت کی جانب سے ناک مروڑ کے بیہوش کر دیا اور کسی گوشہ میں ڈال کر اوپر سے خشک پتے سمیٹ
کے ڈال دیئے اور آپ اسی عورت کی شکل بنکر آیا خواصوں میں مل کے کھڑا ہو رہا جب یہاں صحبت برخاست ہوئی ملکہ اپنی
خوابگاہ میں گئی اور تیمور اپنی خوابگاہ میں آیا حسب اتفاق جس خواص کی شکل بنا ہوا نسیم بادپا کھڑا تھا اُسی کی
پکار ہوئی یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا اور ملکہ کو پنکھا جھلنے لگا دو عورتیں چپی کرنے لگیں پس اس نے پنکھے پر عطر بیہوشی ملکے
جھلنا شروع کیا دو تین جھونکوں میں یہ سب بیہوش ہو گئے پس اس نے ملکہ کا پشتارا باندھا اور وہاں سے چل کھڑا
ہوا ملکہ کو تو لاکر بادشاہ کے سامنے ڈال دیا اور آپ وہاں سے پھر باغ میں آیا ملکہ کی صورت بن کر تیمور کی خوابگاہ
میں آیا یہاں جو عورتیں باری پہ تھیں وہ ملکہ کی صورت دیکھکر ٹل گئیں کہ معشوق کا عاشق پاس آنا دلیل اس کی ہے کہ
تخلیہ ہونا چاہیے سب ہٹ گئیں بلکہ اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہیں یہاں نسیم گردپا نے اطمینان سے تیمور کو بیہوش کیا
اور پشتارہ باندھ کے چل نکلا صبح سے پہلے پہونچ گیا اور پشتارہ سامنے ضحاک شاہ کے ڈال دیا ضحاک شاہ نے پھر اور
دونوں کو اسیر غل و زنجیر کرا کے ہوشیار کیا اور پہلے اپنی دختر سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اُس نے عرض کی کہ بابا جان
اصل تو یہ ہے کہ میں مسلمان ہو چکی اب میں آپکے کام کی نہیں ہوں یا تو مجھے اس شخص کے ساتھ کر دیجیے ورنہ دونوں کو
قتل کر ڈالیے اور اگر اسے آپ نے قتل کیا اور مجھے رہنے دیا تو مجھ سے بڑھکر آپ کا کوئی دشمن نہ ہوگا آگے اختیار ہے ضحاک
شاہ دختر کی باتوں پر ششدر رہ گیا کہ ہماری پارۂ جگر اور ہمارے دشمن پر دم دیتی ہے ہمارے سامنے اس طرح کی گفتگو کرتی
ہے اس نے کہا کہ مجھے یہی منظور ہے کہ اسی کے ساتھ تجھے بھی قتل کروں ایسی ننگ خاندان کا زندہ رہنا اچھا نہیں ہے
نسیم گردپا ان دونوں کو لے جا کے قید کر دو اور کل صبح کو میں انہیں قتل کروں گا نسیم گردپا نے ایک پھول سنگھا کر
ان دونوں کو پھر بیہوش کیا اور جانب زندان روانہ ہوا لیکن اب ا

دو کلمہ داستان شاہو شیر دل کے بیان ہوتے ہیں

اب عشق ہوا ہے مہرباں پھر
سینے میں خلش سی ہو رہی ہے
پھر ہے وہی جوشش جوانی
پھر ہوویں جگر کباب ہوگا
پھر چشم ہے خونفشاں و خونخوار

بیتاب ہے جان ناتواں پھر
پھر ہو چکا ہے اب پیام الم کا
پھر بھا گئی اپنی زندگی
پھر چاہینگے ہم کسی حسین کو
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار

پھر دل کو تپش سی ہو رہی ہے
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر دور شراب ناب ہوگا
پھر پھاڑینگے جیب و آستین کو
پھر ناوک درد دل فگن ہے

پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر کوچہ یار کی ہوس ہے
ہنڈیا میں اُبال پھر ہے آیا

پھر بھائی ہے دل کو سیر صحرا
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے
پھر نکو منتر کچھ ہے سوجھی

پھر جی میں خیال ہے کسی کا
پھر عشق کا لطف دل کو بھایا
پھر خبر ہی نہیں ہے جان و جی کی

کر یہ تعاقب میں تسیم کر دیا کے چلا تھا آتے آتے شہر مثالیہ پہونچا جہان تک بھی زمین گیلی وہان تک تو پیر کے نشان
بخوبی ملے اور جہان سے پختہ سڑکین آگئین وہان سے نشان پا نہ ملے لیکن اتنا پتہ چل گیا کہ شاہزادہ اسی شہر میں ہے بس
شاہور شیر دل نے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور لوگون سے نام شہر کا اور مذہب بادشاہ کا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ بادشاہ یہان کا بقا پرست ہے اور نہایت متعصب ہے اُس نے کسی خدا پرست کو بلا کر پہلے تو دریا میں بہا دیا تھا وہان سے
اُس کی دختر نکال لے گئی اب بادشاہ نے دونون کو گرفتار کر کے حکم قتل دیا ہے جو آج ڈھنڈورا پٹا ہے کل صبح کو وہ دونون
قتل ہون گے اب یہ سوچا کہ دفعتاً رسائی مشکل ہے شہر سے قریب ایک کوہ واقع تھا شاہور نے کوہ پر جا کے تصویر بقا
نکالی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی بقا کی بنائی وہی داڑھی وہی چشم و ابرو لیکن قد اس کا چھوٹا
تھا قد نہ بڑھا سکا اس لیے کہ بقا کا قد پچیس ارنج کا تھا اور شاہور کا قد کوئی دس بارہ گز کا تھا صورت بقا کی وہی
شخص بن سکتا ہے جو اتنا ہی قد رکھتا ہو یا معجزہ سے قد بڑھا سکتا ہو جیسے عمرو اول نے اکثر یہ عیاری کی ہے کہ معجزہ طلب کر کے
قد اپنا دراز کر لیا تھا الحاصل جب شاہور صورت بقا کی بن چکا تو پہاڑ کی گھاٹیون میں جا بجا دیکھا اژدر دہن
شیر چہرہ فیل چہرہ کرگدن وغیرہ جا بجا سے گھیر لائے کوہ پر آپ بیٹھا اور جو آئندہ و روندہ اس طرف سے
گذرا اُس کو آواز دی کہ اے بندہ من آگاہ باش کہ منم خداوند زمرد شاہ باختری جن لوگون نے دیکھا اُنھون نے شہر
میں جا کر اور لوگون کو اطلاع کی کہ ایک شخص اس وضع اور اس قطع کا ہے اور وہ منم خداوند کے نعرے کرتا ہے لوگ مشتاق
ہو کے چلے اُن میں بعض ایسے بھی تھے کہ صورت بقا کی پہچانتے تھے تصویر دیکھی ہوئی تھی اور مقرب بادشاہ بھی تھا اُنھون نے
صورت پہچانی اور جا کر بادشاہ سے اطلاع کی کہ نصیب آپ کے جاگے قسمت بیدار ہوئی خداوند نے دوبارہ آپ کے ملک
سے خروج کیا ہے بالاے کوہ تشریف فرما ہیں چل کر خداوند کو لے آیئے بس یہ سنتے ہی ضحاک شاہ مع اراکین دولت
جانب کوہ روانہ ہوا یہان آ کے جو دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ پہاڑ کی گھاٹیون میں سے اژدر و نہنگ پلنگ و فیل و
کرگدن وغیرہ جابجا کھڑے ہیں اور بالاے کوہ خداوند کھڑے ہیں بس یہ دیکھتے ہی ضحاک شاہ سجدہ کو جھکا
اور گڑگڑا کے کہنے لگا کہ یا خداوند آپ تو عالم بالا کی سیر کو تشریف لے گئے تھے یہان کب تشریف لائے بقائے
نقلی نے کہا کہ تیری خوش اعتقادی مجھے لے آئی ورنہ میں تو اپنے بندون سے ایسا تنگ آیا تھا کہ یہان سے چلا گیا
اس زمانے میں تو نے خداوند کو بہت یاد کیا خداوند کو تیرے حال پر رحم آیا میں اس غرض سے آیا ہون کہ تیری مراد دل
بر لاؤن اگر تجھے خدا پرستون سے قصاص لینا ہے تو تو خروج کر میں تیرے ساتھ ہون بس یہ سنتے ہی ضحاک خوش ہو گیا اور
کہنے لگا کہ یا خداوند میں نے ایرج کے فرزند کو تو اسیر کر لیا ہے لیکن ایک بڑی مصیبت ہے کہ دختر میری اُس پر عاشق
ہو گئی ہے اُس کے پیچھے اپنی جان بھی دے دیتی ہے آپ کسی طرح دل اُس کا طیمور کی طرف سے پھیر دیجیے بقا نے ہنس کے
کہا کہ ہمین نے اُس کو سمجھا دیا ہے اُس کا دل پھیرین آئے بیوقوف ضحاک اتنا تو نہین سمجھتا کہ ہم بندون کی خاطر سے
ہم نے دنیا کو ترک کر کے ملک عدم میں رہنا اختیار کیا اُن کو تو مٹانا چاہتا ہے ارے اگر ان کا مٹانا منظور ہوتا تو کیا ہم نہین
مٹا سکتے تھے ہم نے ان بندون کو تمام عالم سے بہتر پیدا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہمین بھی نہین ملتے اور تیمور کو تو نہین
جانتا کہ اُس کے خون میں نور خداوندی شریک ہے باپ اس کا نواسۂ قدرت تھا خاص تو کچھ سمندرت ملکۂ گیتی افروز
کے بطن سے پیدا ہوا تھا خداوند نے اپنی بیٹیون کو تو ان بندون پر فریفتہ کر دیا تیری دختر کی کیا حقیقت ہے بہتر
یہ ہے کہ اپنی دختر کو اُسی کے سپرد کر دیکھ ایک صفت ادنیٰ سی ہمارے خاص بندون میں یہ ہے کہ کسی نامحرم عورت کو جھک

اُس سے نکاح ہونے ہاتھ نہین لگانے دیتی تیری دختر بھی ابھی تک جیسی تھی ویسی ہوگی طیمور نے اسے اچھوتی رکھا
ہوگا مین اسی نصیحت کے واسطے آیا ہون ہان دل طیمور کا تیری طرف پھیر دون گا کہ وہ تیری اطاعت کرے گا اُس کے بعد
تو خروج کرنا یہ ایسا زور آور ہے کہ صاحبقران تک سے مقابلہ کرے گا اور کسی کی تو کیا حقیقت ہے کہ اس سے سامنا
کر سکے اس کے آجانے سے تیری سلطنت کو زور ہوگا اُسوقت نسیم گرد پا نے عرض کی کہ یا خداوند یہ تو بتائیے
کہ قد آپ کا کیون مختصر ہوگیا یہ سنکے لقا نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ او بندۂ بد اعتقاد خداوند جتنا چاہین
قد کو بڑھا لین اور جتنا چاہین گھٹا لین تجھے رموز قدرت مین کیا دخل ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہین نسیم گرد پا
خاموش ہو رہا اور ضحاک نے گڑگڑا کے کہا کہ خداوند نے سرافراز کیا ہے تو شہر مین تشریف لے چلیے کہ آپ کے
قدمون کی برکت سے میرا شہر سرسبز و شاداب ہوگا لقا نے کہا کہ چل جو تیری خوشی ضحاک شاہ نے تخت رواں
طلب کیا جسوقت تخت آیا تو لقا تخت پر سوار ہوا سب مع بادشاہ پیادہ پا تخت کے ہمراہ ہوئے شہر مین دھوم
مچ گئی کہ خداوند نے دوبارا خروج فرمایا ہے اب ملک ضحاکیہ ہم پایہ ملک باختر ہوگیا بلکہ باختر سے بہتر ہوگیا کہ وہ پہلا خروج
خداوند کا تھا جو ملک باختر سے ہوا تھا اور یہ دوسرا خروج ہے لوگ مشتاق لقا ہو ہو کے چلے جس وقت سواری
شہر مین پہونچی ہے تو دو رویہ لوگ کھڑے تھے اور سجدے کر رہے تھے دعائین مانگ رہے تھے کوئی کہتا تھا یا خداوند میرا
باپ مر گیا ہے اُس نے اپنا مال نہین بتایا وہ تونگر تھا اور مین محتاج ہون مجھے اُس کے مال کا نشان بتا دیجیے کوئی کہتا
تھا کہ میرے لڑکے کو زندہ کر دیجیے مین آپ سے بہت دوست رکھتا تھا لقا سب کو تسلی دیتا ہوا چلا جاتا تھا اس صورت
سے ایوان شاہی مین داخل ہوا اب لقا تو آکر تخت پر بیٹھا اور ضحاک شاہ نیچے کھڑے ہو کر رمہ جنبانی کرنے لگا
سب مؤدب ہو کے بیٹھے لقا نے کہا کہ اُس قیدی کو اپنی دختر سمیت منگاؤ مین اُس کا دل تمھاری طرف سے پھرا ہوا ہے
تو رجوع کر دون گا ضحاک نے حکم دیا کہ لاؤ قیدیون کو داروغہ زندان چلا ملکہ مہر روشن تن اور شاہزادہ طیمور
کی قید حاضر کی ان دونون حسرت زدون نے جانا کہ ہمین قتل کرنے کو بلایا ہے طیمور نے ملکہ سے کہا کہ تم اپنی جان کیون
دیتی ہو میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار مین تجھے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا کے لائی تھی نہ مین تجھے
لاتی نہ تو اس عذاب مین مبتلا ہوتا خدا نے تو تجھے بچا دیا تھا اب تو میرے باعث سے گرفتار بلا ہوا ہے پھر کہ مین
اپنی جان بچاؤن اور تم کو قتل ہو جانے دون یہ بات مروت و محبت سے دور ہے الحاصل جب دونون عاشق و معشوق
دربار بادشاہ مین پہونچے اور نظر طیمور کی لقا پر پڑی لاحول کہہ کے منہ پھیر لیا ضحاک کو تو غصہ آیا لیکن لقا
ہنسنے لگا اور کہا اے بندۂ من تو نے خداوند کو شیطان بنا دیا کہ صورت دیکھکر تو لاحول پڑھتا ہے شرط کہ ابھی تجھے
غارت کر دون طیمور نے کہا کہ او ملعون کیا اب ہے تیری تو وہی ہے کہ دادا صاحب کے خوف سے ملکون ملکون بھاگتا پھرا
تو لو دا تیرے پرستار ہو دے دیکھو تیرے پرستار ضحاک نے بچو عیار سے منگوا کر قتل کا حکم دیا ہے یہی شان مردی و
مردانگی ہے جو سات لاکھ کی فوج کا مالک ہو کے ایک نفس سے اس کو ایسا خوف ہوا کہ عیار کے ذریعے سے اسے اسیر کرایا
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سردار اس کے یہان لائق مقابلہ نہ تھا یہ کلمے سنکے سرداران کے تیور بدل ہوئے کہنے لگے کہ اسے
بادشاہ اسے رہا کر دے ہم سے یہ طعنے نہین سنے جاتے ضحاک شاہ نے کہا کہ اگر اسے رہا کر دون گا تو پھر یہ گرفتار نہ ہو سکے گا
طیمور نے کہا کہ اگر تجھکو ہوس مقابلہ ہے تو پہلے مجھ سے آنکھ ہی لڑا کے دیکھ لو ابھی معلوم ہو جائے گا ایک پہلوان نے آنکھ سے
آنکھ ملائی نام اُس کا پہلوان فیل کش تھا نہایت زبردست سردار تھا جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی تیورا کے گرا اور بیہوش
ہوگیا یہ دیکھکر ضحاک کے اوسان جاتے رہے کہ واقع مین اگر یہ رہا ہوا تو اس سے کون مقابلہ کر سکے گا جس کی آنکھ
تلوار کا کام کرتی ہے اُس کی تلوار کون اُٹھا سکتا ہے لیکن لقا نے کہا کہ اے بندۂ من مین نے تجھکو وہ زور و طاقت
عطا کی ہے کہ کیا تاب ہے کسی کی کہ تم سے مقابلہ کر سکے مگر اب تجھکو چاہیے کہ پہچان اپنے خداوند کو اور جو مجھ مین کہون

اُسے قبول کرو یہی تیرے حق میں بہتر ہوگا طیمور نے کہا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو مرنے پر بھوت
ہوگیا ہے میں بھوت سے نہیں ڈرتا ہوں مثل مشہور ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے اُسوقت بقا نے قلمدوات
طلب کیا فوراً قرطاس و قلم دوات حاضر ہوئی بقا نے کہا کہ اے ضحاک دیکھ میں ابھی اس کو تیرا مطیع بنائے
دیتا ہوں تو تماشہ میری قدرت کا دیکھ یہ کہکر سب کی طرف سے آڑ کر کے لکھا کہ اے شہریار میں بقا نہیں ہوں بلکہ
آپ کا غلام شاہور ہوں جو کچھ میں لکھتا ہوں اُسے قبول کیجیے کہ مناسب وقت یہی ہے آپ سجدہ سے انکار کیجیے گا
اور قتل خداپرستان کا عہد ضحاک سے لے لیجیے گا اور بظاہر اس کی اطاعت کر لیجیے یہ لکھکر دیدیا اور کہا کہ اے
بندۂ من دیکھ اے تیرا دادا اور پردادا اور سکڑدادا وہاں سب میرے پاس تھے اور جو میں کہتا تھا وہ کرتے
تھے اب تو مجھ سے روگردانی نکر اور اس نوشتہ کو دیکھ کہ یہ نوشتۂ قدرت ہے اور یہ نوشتۂ قسمت جان طیمور
نے جو دیکھا بے اختیار ہنسی آگئی کہا کہ بہتر مجھے قبول ہے اہل دربار حیران ہوگئے کہ ایسے وحشی کو خداوند نے ایک
آنکھ میں رام کرلیا یہ سوا خداوند کے دوسرے کا کام نہ تھا ضحاک نے تو قدم لیے کہ واہ خداوند اسی سے
تجھے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہیں بقا نے کہا کہ اے طیمور ملکہ کو میں نے تجھے دیا اب تجکو چاہیے کہ ضحاک
کی اطاعت کر یہ تیرا بزرگ ہے طیمور نے کہا مجھے کوئی عذر نہیں ہے سوا اس کے کہ میں تجھے سجدہ نہ کروں گا اور کسی
خداپرست کو قتل نہونے دوں گا بقا نے کہا کہ یہ تو میرے خاندان کا دستور ہے ہمنے بھی حمزہ اور اولاد حمزہ سے
سجدہ معاف کیا بلاؤ آہنگروں کو کہ قید کاٹ دیں بس یہ سنتے ہی طیمور نے قید کو توڑ کے پھینک دیا ملکہ کی قید بھی
دور ہوئی بقا نے کہا کہ جاؤ ملکہ کو لے کے باغ میں چلے جاؤ طیمور تو اُسیوقت ہنستا ہوا باغ کی جانب روانہ ہوگیا ملکہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے طیمور سے پوچھا کہ آپ یا تو بُرا بھلا کہتے تھے یا اطاعت کرلی یہ کیا معاملہ ہے فرمایا کہدوں گا
جب باغ میں پہونچے تو انیسیں جلیسیں ملکہ کی یا تو رو رہی تھیں کہ اب کچھ دیر میں خبر آتی ہوگی کہ ملکہ قتل ہوگئی یا حیرت
میں آگئیں اور خوش ہو کے دوڑیں بلا گردان ہوئیں کہ ملکہ کیونکر رہا ہوئیں شاہزادہ کو دیکھا اور بھی تعجب ہوا کہ اِنکی
جان کیونکر بچی شاہزادہ نے ملکہ سے بیان کیا کہ یہ جو بقا بنا ہوا ہے یہ میرا عیار ہے اب تم اطمینان رکھو ملکہ تعجب میں
آگئی اور دل آرا وزیرزادی کو اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ کیسا عیار ہے کہ خداوند بن گیا اور کوئی اسے پہچان نسکا
اب یہ دونوں تو یہاں مصروف عیش و عشرت ہیں اور وہاں لوگوں نے روپیہ اشرفیاں جواہر حسب حیثیت نذر کرنا
شروع کیا سامنے تخت بقا کے انبار ہوگیا جب لوگ نذریں گذران چکے تو بقا نے ضحاک شاہ سے کہا کہ اب
تم خروج کی تیاری کرو اور ہم جاتے ہیں جس وقت تمہارا لشکر تیار ہو جائے گا اُسوقت ہم آجائیں گے بہشتوں کا
انتظام فرعون شاہ اور زبرجد شاہ کے سپرد کرنا ہے اور یہ جو کچھ نذرانہ ہمارے بندوں نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے
اس سب کو ہمنے قبول کیا اسے فلاں دامن کوہ میں امانت رکھوا دو خبردار اس میں سے ایک حبہ تلف نہونے پائے
کہ یہ حق اُن فرشتگان مقرب کا ہے جو ہماری خدمت کیا کرتے ہیں ضحاک شاہ نے سب اسباب دامن کوہ میں رکھوا دیا
بقا اُٹھ کر جانب صحرا روانہ ہوگیا جسوقت تنہائی میں پہونچا تو اس نے جاکر بڑا سا گڑھا ایک درخت کے نیچے کھودا اور
سب مال و اسباب لاکے اُسی گڑھے میں دفن کر دیا اور نشان قائم کر کے آپ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہاں تو
خروج کی تیاری ہونے لگی فوجیں تیار ہوئیں قواعد لی جانے لگی وردیاں نئی نئی بننے لگیں اور وہاں شاہزادہ
باغ میں ملکہ کے ساتھ عیش میں مصروف تھا ناچ ہو رہا تھا عاشق و معشوق پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جوان
شاہور صورت ایک کلاونت بنکے ہو پہونچا زیر دیوار باغ بیٹھکر ملعون نے گانا شروع کیا آواز جو شاہور کی
کان میں طیمور کے پہونچی بیچین ہو کے ایک کنیز سے کہا کہ دیکھ تو دیوار باغ کے نیچے یہ کون گا رہا ہے اسے بلا لا ملکہ نے
کہا کہ یہ تمہیں کیا ہوا ہے یا تو پہرے کی تاکید کرتے تھے یا محرم کو اندر بلائے لیتے ہو فرمایا تم نہیں جانتی ہو اس سے بہتر

کیسا یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا کیا ہو گیا ہے تم کو جیتے ہو خدا کے لئے الگ ہٹ کے بیٹھو طیمور نے کہا کہ اے ملکہ ساحتہ
کہاں کے ذات بوجھتی ہو ملکہ نے کہا میں کاہے کو ایسا جانتی تھی دل آرا نے کہا کہ ملکہ آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں خاندان
عمرو میں کون ایسا ہے جو گانا نہیں جانتا اور اولاد عمرو کو اولاد صاحبقران اپنا عزیز سمجھتی ہے یہ ان کا عیار ہے جیسے
بھائی لیتے ہیں کہاری باہر باغ کے آئی اور کہا کہ چلو تم کو ہمارے ولی نعمت نے یاد کیا ہے جواب دیا کہ میں نہ جاؤں گا
کہاری نے آکے اسی طرح کہدیا اسوقت شاہزادے نے کہا کہ بہت بڑا کام کیا ہے اسی پر یہ ناز کرتا ہے اے دل آرا
تو جا اور بلا لا دل آرا نے کہا میں بچاؤں گی میں سن چکی ہوں کہ یہ عیار نہایت شریر ہوتے ہیں مجھے ستائیں گے طیمور
نے کہا کہ اطمینان رکھو سوا زبانی شرارت کے وہ تجھے ہاتھ نہ لگائے گا دل آرا گئی جس نظر سے شاہور کی دل آرا
پر پڑی بیچین ہو گیا دل آرا نے کہا کہ چلو ملکہ یاد کرتی ہیں انعام دیں گی شاہور نے کہا کہ اگر ملکہ تمہیں انعام میں دیدیں
تو کیا مضائقہ ہے دل آرا نے کہا چہ خوش درست ہے شاہور نے کہا کیا تم کسی کا بھی ہو دل آرا نے کہا میں اچھی ہوں یا
بری اپنے واسطے ہوں شاہور نے کہا کوئی اپنے واسطے نہیں ہوتا ہے دنیا کا دستور ہے کہ عورت مرد کے لئے اور مرد
عورت کے لئے دل آرا عاجز آکے کہنے لگی کہ اسی واسطے میں نہیں آتی تھی تو آتا ہے تو آ میں تو جاتی ہوں یہ کہکر
بگڑ کے چلی شاہور اٹھا کہ جاتی کہاں ہو ٹھہرو تو سہی دل آرا بھاگی اور شاہور پیچھے دوڑا دل آرا بھاگ کے ملکہ
کے پیچھے جا چھپی شاہور نے پہنچتے ہی ملکہ کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ عورت میرے چٹکی لے کے بھاگی ہے میں بھی
اس کے چٹکی لوں گا ملکہ نے کہا کیوں دل آرا یہ کیا حرکت تھی یا تو جاتی نہ تھی گئی تو یہ شرارت کی تجھے غیر مردوں
سے شرم بھی نہ آئی دل آرا نے کھسیانی ہو کر کہا کہ ملکہ اتنے میں جس نے اس کے چٹکی لی ہو خدا بچائے ایسے مردوں
سے جو دل سے ایسی تہمتیں کرتے ہیں میں ایسا بھی نہ جانتی تھی شاہور نے اپنے داہنے گال میں چٹکی لے کے
ملکہ کو دکھا کر کہا کہ دیکھیے یہ نشان ہیں یا اس زور سے اس نے چٹکی لی ملکہ نے کہا سچ تو کہتا ہے تو بڑی شوخ دیدہ ہے طیمور
نے کہا اے شاہور یہ وہی مثل ہوئی کہ چوسے ہی گال لال تھا بس زیادہ نہ ستا اور اب کچھ گانا سنا شاہور نے کہا کہ بندہ
کوئی گویا نہیں ہے آپ نے یہ نہ پوچھا کہ تجھ پر کیا گذری گانے کی فرمائش کر بیٹھے طیمور نے کہا جو گذر گئی اس کا ذکر
بیکار ہے آئندہ کی فکر چاہیے شاہور نے بیٹھ کر یہ غزل شروع کی غزل

اجل بھی تو مجھکو دم رحلت نہیں آئی
کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں نہ بیٹھے
اک پھول سے بھی بوے محبت نہیں آئی
جب اس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جو منہ کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں جو آئے
یوں پھیر میں ظالم کوئی قسمت نہیں آئی
وہ چاہیے جو دے کے مجھے دل کو تسلی
وہ قہر ہو آئے ہیں قیامت نہیں آئی

مارا ہمیں پہلے تو محبت نہیں آئی
پھر آنکھ نہ لڑے کیوں مجھے غیرت نہیں آئی
اندوہ و الم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
سب ہی ملے نہ ہوئی گردش گردوں
پھر دل مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ ہے اداؤں کا ہے جلوہ بھی
یا داد شرارت دم رخصت نہیں آئی
سب لے ہی رہے ہم تب وہ ہم شکل

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہیں آئی
اب کہتے ہیں کیوں تجھکو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آگئے ہیں صبح شب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
سینہ میں مرے جینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوا دل عشق میں جیسی مری تقدیر
کچھ تھی قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو نہ ہو جائے کہیں حشر کا دھوکا
ان یا دکھا ان کی شکایت نہیں آئی

اسی طرح دو چار غزلیں شاہور نے مزے سے گائیں دل آرا بھی پاس پس کی لنکھیوں سے دیکھ دیکھ کے مسکراتی تھی
ملکہ نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ تجھے کیا انعام دوں جو کچھ دوں وہ کم ہے شاہور نے عرض کی کہ جو کچھ دیجیے
وہ بہت ہے اس شہریار کے تصدق میں سب کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے میں نے خداوند بن کے بہت کچھ پیدا
کر لیا ہے وہاں اکیلے جی گھبرائے گا تنہائی کے بہلاوے کی ضرورت ہے ملکہ سمجھ گئی کہا خیر دیکھا جائے گا اطمینان رکھو

شاہور نے سلام کیا دل آرا نے کہا یہ کیا سمہ تھا ملکہ نے کہا کہ وقت آئے گا تو کھل جائے گا دوسرے روز
شاہور نے کہا کہ مین ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہون طیمور نے کہا کہ اے شاہور نسیم گردیا نہایت ہوشیار
عیار ہے ایسا نہو کہ اُس پر تمھارے آنے کا حال کھلجائے تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا شاہور نے کہا اے شہریار
اس نے بڑا دھوکہ دیا ہے جبتک مین اسے زک نہ دے لون گا مجھے قرار نہ آئے گا فرمایا تمھین اختیار ہے مگر ذرا ہوشیاری
سے کام لینا عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیے یہ کہکر شاہور نے باغ سے نکلکر صورت اپنی بدلی اور شہر کا راستہ لیا چاندنی
چوک اور چوپڑ کا بازار بہانے وغیرہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک کوچہ کی طرف سے گذر ہوا اس طرف سے یہ جاتا تھا
اور اُس طرف سے ہمیشہ نسیم گردیا آتا تھا نسیم نے جو ایک نئے آدمی کو دیکھا پوچھا تو کون ہے شاہور نے کہا کہ مسافر
ہون بس نسیم سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ شاہور ہے کہا ارے پکڑ لو اسے یہ عیار ہے چند شاگرد نسیم کے ہمراہ تھے کمندیں لیکے
دوڑے شاہور نے نیمچہ عیاری کرتے کھینچا اور لڑنا شروع کیا جس کو جست کرکے نیمچہ مارا اُسے خاک پر گرا دیا جب
زیادہ شور وغل ہوا اور لوگ بہت سے دوڑ پڑے تو شاہور جست کرکے ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچ گیا ساتھ
ہی نسیم گردیا نے بھی جست کی اور یہ بھی بالاے بام پہونچا آواز دی کہاں جاتا ہے مین آپہونچا شاہور اس کوٹھے سے
اُس کوٹھے پر اُس کوٹھے سے اس کوٹھے پر اسی طرح جست وخیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ ساتھ نسیم گردیا بھی
چلا آتا ہے ایک مقام پر دیکھا شاہور نے کہ زیر دیوار ایک گڑھا ہے لیکن چوڑی بہت ہے اور سوا پھاندنے کے کوئی چارا
بھی نہ تھا کہ نسیم تعاقب مین چلا ہی آتا تھا بس شاہور نے آنکھیں بند کرکے جو جست کی تو کنارے پر گرا نسیم گردیا
نے بھی جست کی ہنوز یہ زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ شاہور نے پیچھے سے دھکا دیا نسیم جھکا جھکنے کی وجہ سے کنارے
نہ پہونچ سکا بیچ ہی مین گر پڑا غوطہ کھایا شاہور ایک گلی سے ہوکے روانہ ہوگیا اور جاتے جاتے ایک حمام کے دروازے
پر پہونچا حمامی سے کہا مین نہاؤن گا حمامی نے کہا کہ آئیے تشریف لائیے شاہور اندر حمام کے گیا اور وہان دیکھا کہ حمامی
ایک ہی ہے کہا کہ کوئی کیسہ کرنے والا بھی ہے حمامی نے کہا کہ مین تو بیٹ سے ہے لیکن اسوقت کوئی نہین ہے شاہور نے
کپڑے اتارے اور کہا کہ بیسن لا حمامی کیسہ لے کے آیا شاہور نے ناک حمامی کی پکڑ کے مروڑ دی یہ غریب تو بیہوش ہو
شاہور نے اُسے کسی گوشہ مین چھپا کے کپڑے وغیرہ اس پر ڈالدئے اور آپ حمامی کی شکل بن کر دروازے پر آکے
بیٹھ رہا کہ مردا ہے گا تو گورستان ہی مین آئے گا وہان نسیم گردیا غوطے کھاتے کھاتے بمشکل گڑھیا سے نکلا اتنے مین
دو ایک شاگرد بھی آگئے نسیم گردیا نے کہا کہ خیر اگر آیا ہے تو بچکر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گا یہ کہتا ہوا کیچڑ مین لت پت
حمام کی تلاش مین چلا یہاں سے قریب یہی حمام تھا جہاں پہلے ہی شاہور حمامی بنا بیٹھا تھا نسیم گردیا اسی حمام مین آیا کپڑے
اتارے حمام مین داخل ہوا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ جا کے مکان سے کپڑے لے آ ادھر حمامی نے بیسن لا کے
سر مین منہ مین تمام جسم مین ملدیا اور آپ حمام سے نکلا اُسی شاگرد کے پیچھے پیچھے مکان نسیم گردیا کی جانب روانہ ہوا راستے
مین صورت اپنی بدل ڈالی پہلے شاگرد اصلی نسیم کا مکان پر پہونچا اور پکارا کہ استانی جی استاد کے کپڑے دیجیے
جو دوائی کی نہایت بدمزاج تھی بولی کہ آخر کپڑے کیوں مانگے ہین رات کو مواکہاں رہا ہے اس لئے ہین کہ کپڑوں کی نگہبانی
کرین اور وہ اپنا منہ کالا کرنے کو کہین اور جائے اس نے کہا کہ استاد حمام مین ہین اور مجھے نہین معلوم وہ اندر سے
بولی کہ جا دور ہو کپڑے نہین ملین گے یہ تو دلگا رہا کیا شاہور کو موقع ملا بڑھ کے عرض کی کہ مجھے بھیجئے وہ ایک کلوار کی
بیٹی پر مرتے ہین وہین رات بھر رہے ہون گے کہا بیٹا تو سچ کہتا ہے اور یہ موا معلوم ہوتا ہے کہ کتا ہے کہ نہین بتاتا ہے مین
ان کے سب کپڑے دیے دیتی ہون تو لے جا اور اُن سے کہنا کہ اب خبردار میرے گھر پر نہ آنا جہاں تیرا جی چاہے
وہان رہ مین بادشاہ کو عرضی دے کر آدمی تنخواہ دے لون گی آدمی تنخواہ جانے اور تو جانے چاہے اپنی خالہ کو دے
جاے آپ صرف کرے یہ کہکر پورا صندوق کپڑوں کا لاکے دیدیا پہلا شاگرد تو بگڑ کے پہلے ہی چلا گیا تھا کہ جا کر استاد سے

کہون گا کہ اُستانی کپڑے نہین دیتین شاہور کو موقع ملا یہان سے کپڑون کا صندوق لے کر باغ ملکہ کی جانب روانہ
ہوا وہان سر اور منھ مین نسیم کے جو بیسن ملا تھا وہ نورا تھا تھوڑی دیر مین جو نسیم نے سر ملنا شروع کیا
جتنے بال تھے سب ہاتھون مین الجھ کے گرے پلکین بھوین سب گر گئین چار ابرو کا صفایا ہوگیا اب تو اُس نے کہا کہ بلاؤ
حجامی کو یہ اُس نے کیا غضب کیا شاگرد اُس کے حجامی کو تلاش کرنے لگے اِدھر حجامی کو ہوش آیا یہ جو گوشہ حمام سے باہر آیا
تو شاگردان نسیم گردپا نے پکڑ کے مارنا شروع کیا کہ کیون بے یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے اُستاد کے سر مین
بیسن کی جگہ نورا لگا دیا حجامی فریاد کرتا تھا اور یہ ظالم سنتے نہ تھے اُسے پیٹے جاتے تھے نسیم گردپا نے کہا کہ اُسے
میرے سامنے لاؤ جسوقت حجامی سامنے آیا تو نسیم گردپا نے پوچھا کہ بتا یہ بیسن تو نے کیسا ملا تھا حجامی نے
کانون پر ہاتھ دھرے کہ حاشا مین آگاہ نہین مین نے تو نہ ایسا بیسن ملا وہ کوئی اور ہوگا ایک شخص
نہلانے کو آیا تھا اُس نے میری ناک دبا دی پھر مجھے ہوش نہین اسوقت ہوشیار ہوا تو یہ لوگ مجھے مارنے لگے
نسیم گردپا نے کہا کہ ہو نہو یہ شاہور ہی ہو سوا اُس کے یہ دوسرے کا کام نہین پھر شاگردون سے کہا کہ خیر
جانے دو جو شاگرد کپڑے لینے گیا تھا اُس نے آکر کہا کہ استانی جی خفا ہوتی ہین کپڑے نہین دیتین نسیم گردپا نے
ایک شاگرد کے گھر سے کپڑے منگا کر پہنے اور وہان سے گھر مین آیا بیوی نے جو دیکھا کہ چار ابرو کا صفایا ہے
صورت نہ پہچانی لکڑی لے کے دوڑی کہ موئے نکل تو کون ہے جو میرے گھر مین گھس آیا نسیم گردپا نے کہا
کہ ارے مین ہون اس نے آتے ہی دو تین لکڑیان چکھائین جب نسیم گردپا نے اپنی آواز پہچنوائی تو اس نے
کہا کہ بجڑوے یہ کیا شکل بنا کے آیا ہے نکل میرے گھر سے نسیم گردپا نے کہا کہ ارے کیون شور کرتی ہے میری
مصیبت تو سن کہ شاہور عیار نے پہلے تو مجھے گرمابہ مین گرا لیا بعد اُس کے حجامی بن کے میرے سر مین نورا ملا
جس سے بال گر گئے تھے کپڑے نہ ملنے مین ایک شاگرد کے کپڑے پہن کے آیا ہون بی بی نے کہا کہ مین تو سب
کپڑے بھیج چکی ہون تیرے شاگرد نے کہا کہ وہ کلوار کی بیٹی کے یہان ہے نسیم نے کہا کہ ارے معلوم ہوتا ہے
کہ وہی میرا شاگرد بن کے آیا اور اپنی استادی ختم کر گیا درزی کو بلوا کے کپڑے اسی وقت سلوا کر پہنے اور دربار
روانہ ہوا کہ وقت دربار کا تھا لیکن کسی قدر دیر ہوگئی بادشاہ کے سامنے جو گیا اور ضحاک شاہ نے یہ
صورت اُس کی دیکھی کہا کہ یہ کیا ہوا نسیم گردپا نے کہا کہ عیار ظیمور نے میری شکل بنائی بادشاہ نے کہا کہ
جا نکل جا میرے گھر سے جس وقت اُس سے بدلا لے لینا تو صورت دکھانا ورنہ شکل نہ دکھانا یہ تو دربار سے
نکالا گیا اور وہان شاہور صندوق کپڑون کا لئے ہوئے باغ مین پہونچا اُسوقت شاہزادہ اور شاہزادی
دونون کھانا کھانے بیٹھے تھے شاہور نے صندوق لیجا کے سامنے رکھ دیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے
ایسی زک دی ہے کہ وہ دونون کو تو یاد کرے گا اور سارا واقعہ بیان کیا دونون خوب ہنسے اور کہا کہ تم اچھے
وقت آگئے آؤ کھانا کھاؤ شاہور کھانا کھانے بیٹھ گیا جب کھانا کھا پی کے فراغت ہوئی تو خیال آیا کہ اے شاہور تو
تو اتنی بڑی زک دے کے آیا ہے نسیم گردپا ضرور تیری تلاش مین آئے گا اب اس مقام پر زیادہ قیام کرنا
اچھا نہین ہے اتنے مین کچھ ہرکارے جو ملکہ کی جانب سے معین تھے انھون نے آکے خبر دی کہ نسیم عیار
بادشاہ سے قول کر کے چلا ہے کہ مین شاہور شیر دل کا سر لیئے جاتا ہون بس یہ سنتے ہی شاہور نے ظیمور
سے کہا کہ یا تو وہ ملعون میرا ہی سر لیجائے گا اور یا مین اُسی کا سر لاؤن گا یہ کہکر باغ سے نکلا شہر کی جانب روانہ
ہوا اُدھر سے نسیم عیار شاہور کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے لیکن اول حال شاہور کا سنیئے کہ اس کے خیال
آیا کہ لطف تو یہ ہے کہ یہ مجھکو سارے زمانے مین ڈھونڈھتا پھرے اور تو چلکر اسی کے گھر مین قیام کر اس کے ذہن مین
کہ جب مین کپڑے چرانے گیا تھا تو کلوار کی دختر کے ساتھ نسیم کا عشق بیان کر آیا تھا اب کسی کلوار کی دختر کو تلاش

کرنا چاہیے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک سانولی سی عورت ماتھے پر ٹیکا سفید ورق کا دیا ہوا مانگ میں سیندور
بھرا ہوا سوپیاں ہاتھوں میں پہنے ہوئے عجب نشیلی ادا سے دیکھ رہی ہے شاہور نے کہا اسکو لینا چاہیے یہ تصور کرکے
شام ہو چکی تھی کتے کی چال چل کے اس کی دوکان میں جو تا ہوا کوٹھری میں گھس گیا کلوارن دوڑ دوڑ کرتی
ہوئی دوڑی چلی رہی کوٹھری میں پہونچی آپ جھٹ سے لگے گھرنے تھے کلوارن کی ناک میں مسل دی وہ تو بیہوش ہوئی
یہ جلدی سے پشتارہ اسکا چادر عیاری میں باندھا اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی نسیم عیار کی بنائی اور پشتارہ
دوش پر لگا کے جانب مکان نسیم گرد یار روانہ ہوئے گھر میں آتے ہی پشتارہ کونے میں رکھ دیا بی بی نے کہا کہ تم تو دشمن کو
مرنے گئے تھے کیسا رہے یہ کون گٹھا سا لائے اور اتنی جلدی لے آئے کہ ابھی گئے تھے اور ابھی آ گئے شاہور نے
کہا کہ بی بی اسے نہ کھولنا اس میں ایک راز ہے میں اب دشمن کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر مکان سے نکلکر چلے ادھر وجہ کو
نسیم کی یہ شبہ ہوا کہ کہیں یہ بڈھا واقعی کلوارن کے مکان پر جاتا ہو اس کے یہاں ایک مرد ضعیف رہتا تھا کہ نام اسکا
محمدو تھا اس سے کہا کہ اے محمدو جا کے دیکھ تو آ کہ یہ بڈھا کہاں گیا ہے یہاں محمدو لٹھیا پکڑ کے چلے دیکھا شاہور
نے کہ بڈھا میرے پیچھے آتا ہے یہ بڈھے کو دیکھکر عام راستہ چھوڑ کے سناٹے کی طرف چلے اور ایک دیوار کے پاکھے میں چھپ کے
کھڑے ہو لئے بڈھا دوڑتا ہوا آیا کہ دیکھوں یہ کہاں گیا ہے کہیں کسی مکان میں نہ گھس جائے تو پھر معلوم بھی نہ ہوگا بیچارہ
جلدی جلدی دوڑا کہ اس کو بی بی کا بھی خوف لگا ہوا تھا جیسے ہی دیوار کے پاکھے پاس پہونچا آپ نے جناب بیہوشی مارا کہ
بڈھا بیہوش ہو کے گرا آپ نے اس کے کپڑے اتار کے پہنے اور محمدو کو برہنہ کر کے ڈال دیا اور وہاں سے محمدو کی شکل
بنکر اندر مکان کے آئے بی بی نے کہا دیکھ آئے کہا ہاں دیکھ آئے ذرا اس گٹھری کو تو کھولو تمہاری تو دید شنید ہوئی ہے
یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم | آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم | وہ کلوارن جس کا تمہیں شبہ تھا اس گٹھری میں بندھی ہوئی ہے سنا تھا
کہ اس پر شاہور بھی عاشق ہو گیا ہے اسے خیال ہوا کہ ایسا نہو وہ اسے بھگا لیجائے تو تمہارا شوہر تمہارے خوف کے مارے اسکو
گٹھری بنا کے رکھ گیا ہے اور اب دشمن کی تلاش میں گیا ہے یہ سنکے اسکو غصہ آیا گٹھری کے پاس آئی گٹھری کو کھول ڈالا اور کلوارن
کو نکالا ہوا لگتے ہی کلوارن کو ہوش آیا حیران تھی کہ یہ میں کہاں نسیم کی بی بی نے کہا کہ حرامزادی شکل تو نے ہمارا گھر تاکا
ہے تو دیکھ ہم تیری کیا گت بناتے ہیں یہ کہکر جوتیاں مارنا شروع کیا خوب پیٹا اور کوٹھری میں بند کر دیا میاں محمدو نے اور
گٹھے پر نمک مرچیں چھڑکیں جس سے یہ آگ بگولا ہو گئی لیکن نسیم کا حال سنیے کہ یہ جو تلاش میں شاہور کی روانہ ہوا اتفاقاً
چلے باغ میں پہونچا شاہور نے وہاں اپنی صورت پر ایک خواص کو ملکے بنکے چھوڑ دیا تھا وہ خواص بیچاری پیشاب
کی غرض سے جا رہی تھی نسیم راستے میں بیٹھے کمند کے بچھا کے بیٹھ گیا جیسے ہی وہ اس طرف سے گذری اس نے جھٹکے
کمند کے کھینچ لئے اور پکڑ کے اس کا سر کاٹا اور سر لئے ہوئے خدمت میں بادشاہ کی خوشی خوشی روانہ ہوا راستے میں ہاتھ
خون سے آلودہ ہو گئے ایک کنوئیں پر بیٹھ کے ہاتھ دھوئے اب جو سر اٹھایا اور پانی اس سر پر ٹپکا تو رنگ و روغن
چھوٹا اسکو شبہ ہوا تو اس نے سارا سر دھو ڈالا اب دیکھا تو ایک حبشن کا سر ہے اس نے سر تو وہیں پٹکا اور دل میں پشیمان ہوا
کہ اے نسیم بڑا دھوکا کھایا اب یہ وہاں سے اور طرف تلاش کرتا ہوا چلا بیابان تک تمام زمانے میں تلاش کرکے تھک گیا تو گھر کی راہ
لی کہ خیر آج نکلا تو نہ سہی کل دیکھا جائیگا آخر یہ بھاگ کے میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں لیکن گھر میں جو آیا ہے تو واہ واہ یہاں کے
اور ہی رنگ ڈھنگ دیکھے کہ بی بی غصہ میں جوتی لیے بیٹھی ہیں نسیم نے کہا کہ ہو تم غصہ میں کیوں بیٹھی ہو بی بی نے کہا کہ کیسا اپنی ماں کو لا کے
اور کلوارن کو نکال کے سامنے کیا نسیم حیران ہوا کہ یہ کہاں سے آگئی یہ قسمیں کھانے لگا کہ میں واقف نہیں کہ اسے کون
لایا بی بی نے کہا ہاں موذی کاٹے آپ ہی تو بچی باندھ کے یہاں رکھ گیا تھا اب کہتا ہے کہ میں واقف نہیں اسے محمدو کیا
دیکھتے ہو مار و مردے کو اس نے مجھے جلا جلا کے خاک کر دیا محمدو نے گھٹلا اتارا ادھر بی بی تو اسکے بھی مار پیٹ
ہونے لگی محمدو کا جو ہاتھ پڑتا تھا نسیم کی چندیا ہل جاتی تھی دل میں کہتا تھا کہ پشت میں بڑی خوشی ہے یہاں ابھی کیا ہے

ہو رہی تھی کہ وہاں محمد واصل کی آنکھ کھل اپنے کو برہنہ پایا ننگ کے بھاگے بڑبڑاتے جاتے تھے کہ اس چھوکرے کے
ہاتھوں میں ذلیل ہوا اتنے میں نسیم کی تو میں آ گئی اور میرا یہ حال ہوتا یہ اُسی طرح ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے گھر میں
چلا آیا میاں دیکھا تو ایک شخص میری صورت کا اور کھڑا ہے اُدھر نسیم اور اُس کی بی بی نے دیکھا کہا ارے یہ دونوں محمد و
ہیں یہ کیا ماجرا ہے بس نسیم سمجھ گیا کہ یہ جو ننگا آیا ہے یہ محمد واصل ہے اور یہ جو پہلے کھڑا ہو تھا ان لگا رہا تھا یہ شاہور ہے بس
نسیم نے تلوار کھینچی اور کہا کہ او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میری بی بی کو بہکایا میرے گھر کے اندر چلا آیا اب
میں تجھے کب چھوڑتا ہوں شاہور نے بھی غور کیا اور کچھ عیاری کرتے کھینچ کے آواز دی کہ دیکھ عیاری اس کا نام ہے
تو دھوکا دے کے طیمور کے پکڑ لانے پر اتنا فخر کرتا تھا میں نے تیری کیا گت بنائی ہے اب ان دونوں میں کچھ چلنے
لگا بی بی نسیم کی بھاگ کر گوشہ مکان سے تماشہ لڑائی کا دیکھنے لگی ان دونوں میں کچھ چل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
بجلیاں کوند رہی ہیں نگاہ نہ ٹھہرتی تھی جب اس نے ہاتھ مارا وہ بانسوں اڑ گیا جب اُس نے ہاتھ مارا یہ اڑ گیا اسی وقت دل
میں شاہور نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ ہو جائے اور اور لوگ بھی آ جائیں تو پھر نکلنا دشوار ہوگا اب کام اس مردود کا
تمام کرنا چاہیے یہ سوچ کے شاہور نے جھپٹ کے سر کی تاکے جو کر کے ہاتھ مارا نسیم کے دو ٹکڑے ہوئے لاش
پھڑکنے لگی بس شاہور نے جلدی سے سر نسیم کا کاٹا اور دیوار مکان کی پھاند کر بھاگا اُدھر کو اس پیچ سر پہ پاؤں
رکھ کے بھاگی کہ میں نے مفت میں جوتیاں کھائیں یہ وہی مثل ہے کہ گھوڑے لڑیں اور موچی کا زین ٹوٹے
بیچ غریب نے کیا کیا تھا یہ تو اپنی دوکان کی طرف روانہ ہو گئی اور میاں بی بی نسیم کی لاش کے ٹکڑے جمع کر کے
رونے لگی میاں محمد و بھی کھڑے بسور رہے تھے لیکن شاہور کی خیر دل میں کہ رات کا وقت تھا مکان کے
اندر کی لڑائی تھی ابھی یہ خبر مشتہر نہ ہونے پائی تھی بس اس نے مکان سے باہر آ کے صورت اپنی نسیم کی بنائی
اور سر نسیم کو اپنی صورت بنا کر ہاتھ میں لیا اور پائے شاطری اٹھا ہوا جانب بارگاہ ضحاک شاہ ذو پسند روانہ
ہوا وہاں دربار برخاست ہونے ہی کو تھا کہ نسیم پہونچ گیا اور سر لیجا کر سامنے بادشاہ کے پھینکدیا اور کہا کہ
بہت بڑا کام کیا ہے انعام دلوائیے بادشاہ نہایت خوش ہوا بہت سا زر و جواہر منگا کر اپنے عیار کو دیا نسیم نے
کہا کہ میں رات بھر کا تھکا ہوا ہوں بڑی مشکل سے میں نے اسے مارا ہے دو پہر اس سے کچھ چلتا رہا اب مجھے
اجازت ہو تو جا کر آرام کروں ضحاک شاہ نے کہا کہ جاؤ تو سلام کر کے اور رخصت کے چلتے ہوئے یہاں تھوڑی
دیر میں بی بی نسیم عیار کی روتی پیٹتی بھرے دربار میں پہونچی اور کہنے لگی کہ دہائی ہے بادشاہ کی میں لٹ گئی
کہیں کی نہ رہی شاہور عیار نے مکان میں گھس کے میرے شوہر کو مار ڈالا آپ ہی سے داد چاہتی ہوں یہ کسکی
لاش بے سر سامنے بادشاہ کے ڈالدی ضحاک حیران ہوا کہا کہ تیرا شوہر تو ابھی اپنے دشمن کا سر لے کر آیا تھا
یہ سر اُس کا موجود ہے اور میں نے تیرے شوہر کو بہت کچھ انعام دیا وہ لے کر ابھی ابھی گیا ہے یہ تو سب کچھ دیکھ ہی
چکی تھی اس نے کہا کہ آپ اسے پانی سے دھلوائیے یہی سر میرے شوہر کا ہے اور وہ جو میرے شوہر کی صورت
بنا ہوا آیا تھا یہی شاہور تھا اُس نے جرم بھی کیا اور لے گیا آپ سے انعام بھی لے گیا ضحاک شاہ نے اس کٹے
ہوئے سر کو جو پانی سے دھلوایا تو واقع میں وہ سر نسیم کا پایا اسے نہایت افسوس ہوا کہا اچھا خیر تو لیجا کر
لاش اس کی دفن کر دیکھا جائے گا یہ تو روتی پیٹتی لاش اپنے شوہر کی لے کے مکان میں آئی سامان کر کے جنازہ
اس کا اٹھایا اور وہاں شاہور مال و زر لیے ہوئے خدمت میں شاہزادہ طیمور شیر ہو ر کے پہونچا طیمور نے
کہا شیر یا بچہ شاہور نے کہا کہ خادم آپ کے ہمیشہ شیر ہی رہتے ہیں مارا میں نے اُس مکار کو اور اپنی صورت
بنا کر سر اس کا بادشاہ کو نذر دیا اور یہ انعام اُس سے لایا ہوں یہ کہکر اشرفیاں جواہر دکھایا طیمور نے
آفرین کی اور ملکہ بہت ہنسی حکمن اب

دو کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان سے کیے جاتے ہیں مخمس

اُس گلی کے آگے بت خانہ برہمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
کوئے جانان دیکھ پائے گل گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

اشک میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
دوست طاعت کیوں شکل دشمن چھوڑ دے
کس طرح سر کٹ کے بلبل تیغ آہن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر کے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
خود نمائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ نہیں پروائے مال و دولت عالم نہیں
یادگار اُس کا بھی اُس رشک پری سے کم نہیں
لے رہے ہیں خواہان نقد جان سے بھی کب ہم نہیں
خاتم جم ہو جو اپنے پاس سے لے غم نہیں
پریشانی کا جو چھلا ہر سو رہ رہن چھوڑ دے

دہمیان ہے میں تجھے زلف پریشان کے سبب
پیش چشم اندھیر میں گردون گردان کے سبب
داغ تو کھاتا ہے عشق روئے جانان کے سبب
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجران کے سبب
بس دل ناداں خیال روئے روشن چھوڑ دے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں کر اب خوف خدا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر تو کر ذرا
دام سے تن اور تن سے دام ہو جائے رہا
کرکے جس کی مجھ کو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعتاً ہو جائے سب گلشن لت بیت الحزن
خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن
بھول جائے ہمصفیروں کی ابھی سب انجمن
ہاتھ میں اس گل کے گر دیکھے چھری مرغ چمن
ہر نشیمن اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جا اُس کے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت بھی ہو دیکھ لے
اور اترے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
گردن ایسی اس بت میکش کی گر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے
شیخ کو شب میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے
کوئی شل یا تو شل سر کوئی گردش میں ہے
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش میں ہے
اے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

لب وہ جوہر دار ورون سے بچانون سے جو ہو
نا سور تجھائیں اُس میں بے نشانوں سے جو ہو
کام تیروں سے نہ نکلا ان کمانوں سے جو ہو
پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو
عشق کو وہ معرکہ گر جی آہن چھوڑ دے

اس سے تم اطمینان رکھو رہا شعلہ افگن جادو کا مقابلہ اُس سے بھی مجھے انکار نہیں ہے بہ اینکہ مارا جاؤں گا جب بھی
انجام بخیر ہے کہ حق کی طرف ہوں اور فتحیاب ہونے کی تو مجھے امید نہیں ابریق جادو نے کہا کہ اگر ہم نہیں تو پھر شعلہ
افگن جادو کو بھی زندہ نہ سمجھنا اسے مواج دریا نشین ہم نے گھاس نہیں کھودی ہے دھوپ میں بال نہیں سپید کیے
ہیں ہم نے بھی علم سحر پر ریاض کیا ہے غرضکہ بعد اس صلاح و مشورہ کے دونوں ساحر اپنے اپنے حجرہ سحر میں داخل
ہوئے اور سحر تیار کرنے میں مصروف ہوئے اُدھر کوس رحلت بجا کیا جب صبح ہوئی تو مواج دریا نشین اپنے حجرہ
سے نکلا اور ابریق جادو اپنے حجرے سے باہر آیا یہ دونوں ساحر سنگ واژدر سحر پر سوار ہوئے پشت پر ان کے
فوجیں جانوران سحر پر سوار جھولیاں سحر کی لگائے ہوئے سامنے دروازہ باغ کے پہونچے ادھر صاحبقران
عالیشان مع سرداران اسلام مرکب پر سوار ہو کے تماشہ دیکھنے کی غرض سے تشریف لائے اور علیحدہ کھڑے
ہوئے لیکن ابریق جادو اور مواج دریا نشین جس وقت قریب دروازہ باغ کے پہونچے تو مواج جادو نے کہا کہ
اے برادر اب سحر اور تماشہ میرے سحر کا دیکھو یہ کہکر ایک پتلہ کاغذ کا کرکے زمین پر پھینکا اور چند دانے ماش کے
پڑھکر اُس پتلے پر مارے پتلہ ہیئت انسانی میں آیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہے مواج دریا نشین نے
کہا کہ جا اس باغ کی سیر کرکے آ اور مجھے حال بیان کر کہ مالک اس باغ کا کون ہے یہ سنکے پتلہ دروازہ باغ میں داخل
ہوا ادھر تو پتلہ داخل باغ ہوا اُدھر طائروں نے شور کیا کہ یہ اجنبی بیگانہ کہاں سے آگیا اسے نکالو بس اس
آواز کے اثر سے تمام درختوں کی ڈالیاں خود بخود زمین تک جھکیں اور کنکر پتھر تک لپٹ کے بیرون باغ پھینکدئے
ایک ڈالی نخل بار سیاہ کے اُس پتلے سے بھی لپٹ گئی اور پتلے کو باہر باغ کے پھینکدیا پتلا مثل مردہ کے زمین پر
گر کے پڑا رہا اُس وقت مواج دریا نشین نے پھر چند دانے ماش کے مارے پھر پتلے میں حرکت پیدا ہوئی اس نے
پھر حکم دیا کہ جا باغ میں اور دو چار پھول توڑ کے لا پتلہ پھر اندر باغ کے گیا پھر طائروں نے شور کیا کہ یہ بے غیرت
دوبارہ آیا نکالے جانے پر بھی اس کو شرم نہ آئی اب اسے بیشک ختم کردو پتلے نے جاتے ہی ایک پھول توڑ ہی
لیا پھول ٹوٹتے ہی شاخ درخت سے ایک شرارہ پیدا ہوا اور پتلے پر گرا کے اُس کو جلا کے خاک کردیا بس مواج
جادو نے سمجھ لیا کہ جو کچھ تاثیر ہے وہ ان طائروں کی آواز میں ہے بس اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پر
کچھ سیندور کے دھبے ہوئے تھے مواج نے خون اپنی پیشانی کا نشتر دے کے نکالا اور ناریل کو خون سے رنگین
کرکے کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ ناریل شق ہوا اور اُس میں سے دھواں اُٹھکر تمام باغ پر چھا گیا یہ معلوم
ہوتا تھا کہ ایک ابر غلیظ ہے کہ چھایا ہوا ہے طائر اس ابر کو دیکھکر گھبرائے مانند قفس کے باغ میں بند ہوگئے جدھر اُڑ کے
جاتے تھے ابر سے راستہ مسدود پاتے تھے ادھر مواج دریا نشین نے سحر کو زور دیا ابر گرجا اور بارش برف ہونے
لگی طائر درختوں کی آڑ پکڑنے لگے لیکن عجب الٹی تاثیر اس برف میں تھی کہ جو ٹکڑا برف کا جس درخت پر گرا اُس میں
آگ لگ گئی اور مانند درخت چنار کے جلنے لگا تمام باغ باغ آتشبازی ہوگیا درخت دھڑ دھڑ جل رہے تھے جو
طائر جس درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا وہ وہیں جل کے خاک ہوگیا تھوڑے عرصہ میں تمام باغ جل گیا اور ایک
میدان نظر آنے لگا اب اس نے دوسرا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی جس سے تمام ابر منتشر ہوگیا اور راکھ بھی جلی ہوئی
درختوں کی اُڑ گئی اب میدان بالکل صاف ہوگیا اور قلعہ شعلہ افگن جادو کا نظر آنے لگا ابریق جادو نے
مواج کی نہایت تعریف کی اور صاحبقران نے بھی خلعت عنایت فرمایا اور آگے چلنے کا حکم دیا مواج جادو نے
عرض کی کہ حضور یہ تو ایک معمولی سحر شعلہ افگن جادو کا تھا جس وقت وہ فوج لے کر مقابلہ پر آئے گا اُس وقت دقت
پڑے گی ابریق جادو نے کہا کہ میں تم سے وعدہ کرچکا ہوں کہ مقابلہ کرنا شعلہ افگن جادو سے میرا کام ہے اگر اس نے
سحر پر ریاض کیا ہے تو ہم نے بھی برسوں جانفشانی کی ہے خیر دیکھا جائے گا اگر ہم نہیں ہیں تو وہ بھی نہیں ہے الحاصل

فوج صاحبقران آگے روانہ ہوئی اور ابریق جادو ہراول لشکر بن کر آگے روانہ ہوا سب سے پہلے اس نے
سامنے قلعہ کے نشان نصب کر کے فوج اپنی اتاری یہ خبر شعلہ افگن جادو کو ہوئی کہ باغ تاراج ہو گیا اور لشکر صاحبقران
زیر قلعہ آگیا ہے پس اس نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی قلعہ سے باہر نکلے اسیوقت سات ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت
روزگار ریچھ گرگ شیر کرگدن اژدر نہنگ وغیرہ پر سوار قلعہ سے باہر آئے اور خیمے برپا کئے آخر میں شعلہ افگن جادو
قلعہ سے باہر آیا سر پر اس کے ایک لکۂ ابر سرخ رنگ سایہ فگن تھا جس وقت یہ میدان میں پہونچا ہے تو وہی ابر بصورت
خیمہ بن گیا شعلہ افگن جادو داخل خیمہ ہوا اور اس نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسیوقت نقارہ زریں پر چوب لگی اور
آواز نقارہ کی گرگی خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی امیر نے بھی فرمایا کہ وہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ساحران لشکر فریقین سحر جگانے میں
مصروف ہوئے میدان میں ہر طرف آگیاریاں روشن تھیں بخور گگل لوبان رائی سرسوں کالے دانے وغیرہ کا
دھواں ہو رہا تھا تمام صحرا دھواں دھار تھا آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند تھیں تمام رات عجب ہنگامہ رہا صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آراستہ ہو کر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال جسوقت نقیب نسب دے کر ہٹ گئے تو شعلہ افگن جادو نے ایک ساحر سے اشارہ کیا وہ اپنا گرگ سحر
پر سوار کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر لشکر ابریق جادو سے ایک ساحر نکلا اور سامنے اُس ساحر کے پہونچا
دونوں میں کئی سحر کی ردو بدل رہی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا اس ابر نے آکر ابریق جادو
کے ملازم پر عکس ڈالا یہ غریب جل کے خاک ہو گیا بعد اس کے جتنے ساحر مقابلے کو گئے اُن سب کا بھی یہی انجام ہوا
اُسوقت صواعق دریانشین نے کہا کہ اسے یاد رہے یہ سحر شعلہ افگن کا وہ ہے جس کے نام پر اُس نے اپنا نام رکھا اس کا
رد ہونا بہت دشوار ہے ابریق جادو نے کہا کہ مجھے بھی اس سحر کے زور کو آزمانا تھا کہ کہاں تک اور کسقدر ہے اب دیکھو
یہ سحر نہیں یا ہے نہیں، لیکن ابریق جادو نے کچھ پھل روئی کے نکالے اور اُن کو اپنے خون سے رنگین کر کے کچھ
اسم سحر دم کر کے چند دانے اس کے پڑھ کر مارے وہ پھل روئی کے اُڑ کر بلند ہوئے اور بالائے ابر سرخ رنگ
قائم ہو کر برسنے لگے لیکن جس قدر پانی برسا اس کی یہ حالت ہوئی جیسے توے پر بوند پڑی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو
نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا کہ یہ ابر بلند ہو کر اس ابر سے مل گیا فوراً دامن ابر میں آگ لگ گئی اور ابریق جادو
کا ابر سحر جل کر خاک ہو گیا اُسوقت ابریق جادو نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور شعلہ افگن جادو ہنسا
پس ابریق جادو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر عرض کی کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوتا ہے امیدوار ہوں کہ لاش
میری دفن کر کے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجے گا اور آپ میرے اسلام کے شاہد رہیے گا فرمایا صاحبقران نے
کہ اے ابریق جادو اگر تمکو یقین مرگ ہے تو اس کے مقابلہ کو نہ جاؤ ابریق جادو نے عرض کی کہ یہ نہیں ہو سکتا
میں ضرور جاؤں گا اس لئے کہ شعلہ افگن جادو کا مارے جانا بغیر اس صورت کے آسان نہیں ہے یہ کہکر اس نے
خاک اٹھا کر دونوں بازوؤں پر ملی اور کچھ اسم سحر دم کیا کہ پر پروانہ پیدا ہوئے پس ابریق جادو اُڑ کر بلند ہوا
اور قریب اُس ابر سرخ رنگ کے پہونچا اس نے کوئی اسم سحر پڑھا اور خنجر سے گلا اپنا کاٹ کر لاش اپنی اُس
ابر پر گرائی پس ابر کی یہ حالت ہوئی کہ پھٹ کر ایک شعلہ جوالہ بنا اور شعلہ افگن جادو کی طرف چلا شعلہ افگن
جادو نے دستک دی کہ ایک پریزاد شیشہ لیے ہوئے پیدا ہوئی شعلہ افگن جادو نے شیشہ اُس کے ہاتھ سے
لے کے آب سحر نکالا اور چھینٹا مارا وہ شعلہ اور بھڑکا اب اس نے گھبرا کر تھیلی سحر کی کھینچ ماری تمام آلات سحر الٹ کر
شعلہ افگن جادو پر گرے یہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ اس نے سب پلٹے ہوئے سحر مٹا دیے لیکن ابر جو ردو کے نہ رکا
اور کڑک کے سر پر شعلہ افگن جادو کے گرا شعلہ افگن جادو جلنے لگا اُسوقت اس نے اُف کی کہ شعلہ اس کے

وہیں سے لشکر مانند تیر شہاب کے لشکر ابریق جادو پر گرا کہ بارہ سو ساحر جل کے خاک ہوگئے ادھر وہ شعلہ سحر
شعلہ افگن جادو کو جلا کر لشکر پر شعلہ افگن جادو کے گرا ساحر بھاگنے لگے لیکن شعلہ سحر نے ایک کو نہ چھوڑا
سب کو جلا کے خاک کردیا صاحبقران عالیشان قریب لاش ابریق جادو کے تشریف لائے اور بہت روئے
لاش کو دفن کرایا مقبرہ بنے کا حکم دیا ایک شب و روز بسبب صدمہ کے کھانا نہیں تناول فرمایا اور تین روز
ماتم بپا رہا اور ایک تعزیت نامہ تحریر کرکے ابریق جادو کے فرزند کو روانہ فرمایا اور خلعت تعزیت بھیجا بعد اسکے
میدان صاف تھا اب کوئی روک ٹوک باقی نہ تھی صاحبقران عالیشان نے کوچ فرمایا اور طرف شہر حسن آگین کے
روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمہ داستان ظفرنشان شاہزادہ طیمور شیردل کے بیان ہوسنے میں غزل برآغاز داستان

دل جو ٹوٹا تو ایک آنسو سر مژگان نکلا
کس مصیبت سے مرا دم شب ہجران نکلا
دیکھیے چھپ نہ سکا سوز محبت دل میں
جب کبھی میں طرف شہ خموشان نکلا
قتل پر اپنے ستمگر کو ابھارا میں نے
رات اس گھر سے جو نکلا وہ پریشان نکلا

صبح محشر کا ستارا شب ہجران نکلا
دور نے جب ورق الٹا کسی مجموعہ کا
شعلہ فانوس کے پردے میں بھی عریان نکلا
شیشیاں جب تیرے دیوانے کی کھولی گئیں
بارہا کوچۂ قاتل سے غزلخوان نکلا
کی جو اجزائے دل اہل جنون کی تشریح

روح رگ رگ سے کھنچی دل سے جو ارمان نکلا
پردۂ خاک سے ہر ذرہ پریشان نکلا
گوشۂ عبرت میں غم انگیز صدائیں آئیں
خوبرویان جہاں میں اک وحشت پنہان نکلا
کل خدا جانے کہ بیمار کی حالت کیا تھی
ایک اک ذرہ سے اک ایک بیابان نکلا

سنا چاہیے اے ہمدم راستان کہ باغ آدم پر سیر داستان راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ طیمور
شیر دل روباغ ملکہ منیر روشن تن میں رونق افروز ہیں اور شاہپور بھی حاضر ہے ملکہ بھی خوش ہے چونکہ شاہپور نسیم
گرد پا کو مار کے آیا ہے اور بادشاہ کو دھوکے دے کے رہت پھر انعام بھی حاصل کرلیا ہے تو طیمور نے ہرکاروں کو روانہ
کیا ہو کہ مبادا بادشاہ کچھ برہم ہو کے بے صواب کرے اور راز کھل جائے کہ یہی عیار زمرد شاہ بن کے بھی گیا تھا
ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوگئے ہیں اور یہاں ضحاک خودپسند کا اپنے عیار کے مرنے کا نہایت رنج
ہوا ضمیر اختر شناس سے کہا کہ ذرا تم قواعد علم نجوم سے دریافت تو کرو کہ یہ عیار مرا کہاں گیا ہوا اور خداوند جو خوبیج
کا حکم دے گئے ہیں تو کب تک واپس آئیں گے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے پیش نظر کرکے جو غور کیا
تو کہا اے بادشاہ خداوند جیسے کوئی مرکے بھی زندہ ہوا ہو خداوند بن کے بھی یہی گیا راستہ آیا تھا اور ہم سب کو بہکا گیا
مجھے جب ہی شبہہ ہوا تھا کہ خداوند کا قد تو بہت اونچا تھا یہ قد کیونکر کم ہوگیا اب معلوم ہوگیا کہ وہ خداوند نہ تھے
بلکہ یہ عیار تھا یہ سنکے ضحاک شاہ نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس نے بڑا غضب کیا کہ مجھے گھس بازی کرائی
اور دختر کو میری دشمن کے سپرد کرا دیا عمر بھر کے واسطے مجھے چھوڑا دیا خیر کہاں جائے گا بچ میرے ہاتھ سے گو بہادر
ہے اور زبردست ہے لیکن اکیلا ہی تو ہے کس کس سے مقابلہ کرے گا مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو دو کی دوا چار
اے عنقائے شیر شکار تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر جا اور باغ کو گھیر لے کہ طیمور نکل کے جانے نپائے میں
اور کمک تیرے لیے روانہ کروں گا اسیوقت عنقائے شیر شکار چالیس ہزار سوار وہاں سے جانب باغ روانہ ہوا
بعد اس کے ضحاک خودپسند نے حکم دیا کہ ہماری کل فوج تیار ہو ہم بھی واسطے گرفتاری حریف کے جائیں گے یہاں
لشکر تیار ہونے لگا ادھر ہرکاروں نے جاکر سب کیفیت بیان کی کہ وزیر نے علم نجوم کے ذریعے سے تمام راز عیاں
کردیے بادشاہ نے چالیس ہزار سوار وہاں سے عنقائے شیر شکار کو برائے گرفتاری شاہزادہ روانہ کیا ہے

یہ سنتے ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ خدا کے واسطے جلدی یہاں سے نکل چلو ورنہ آفت آیا چاہتی ہے تم
اکیلے کس کس سے مقابلہ کرو گے مثل مشہور ہے کہ سو را چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے اگر فوج آگئی تو پھر نہ جا سکو گے
طیمور نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ میں وہ شخص ہوں کہ تن تنہا دو کروڑ کی فوج کو تہ و بالا کر دوں آج چالیس ہزار کے
خوف سے بھاگ جاؤں یہ شیوہ مردانگی کے خلاف ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے لے کے نکل چلو ورنہ میری عزت کا بچنا
دشوار ہے تم کو نہیں معلوم کہ میرے خواستگار اور بھی ہیں لیکن میں نے تجھ پر اپنی عزت اور جان دونوں نثار
کیں اور کسی طرف رخ نہیں کیا عجب میں بے وارث ہو جاؤں گی تو عزت میری کیونکر بچے گی فرمایا اے ملکہ نیت
درست چاہیے حفاظت کرنے والا تو خدا ہے یوں اپنی کوئی حفاظت نہیں کر سکتا ہے خدا کو یاد کرو اس میں شک نہیں
کہ میں یکہ و تنہا کس کس کو قتل کروں گا مگر اے ملکہ میرے خاندان میں ایسا ہوا نہیں ہے کہ کوئی کسی عورت کو لے کے
بھاگا ہو ملکہ نے تو رونا شروع کیا سر کے بال کھول دیے اور طیمور نے مرکب طلب کیا اور اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کر کے زین فرس کو جلوہ دیا اور سوار ہو کر پشت مرکب پر باغ سے باہر قدم نکالا اور شاہ پور نے حقہ ہائے
آتش بازی درست کر کے دیوار باغ پر قیام کیا اور جانب شہر ختاکیہ دیکھنے لگا وزیر نادی نے ملکہ سے عرض کی
کہ ہائے اس جاہل مزاج نے کیا غضب کیا اگر یہ چاہتا تو صاف نکلا چلا جاتا مگر اس نے جہالت کو کام میں لیا اے ملکہ
اب فوج نمودار ہوئی ہے اگر یہ شہر سے نکل گیا ہوتا تو گرد قدم بھی ہاتھ نہ آتی یہاں تو طیمور انتظار لشکر میں کھڑا ہے
اور وہاں بر بہوت رعد آواز نے خواب دیکھا کہ شاہزادہ طیمور دریائے خون میں غرق ہو رہا ہے بیتاب ہو کر بہوت
کی آنکھ کھلی گھبرایا ہوا خدمت میں بادشاہ کی آیا اور خواب اپنا بیان کیا حسین جگلاد نے کہا کہ اے پہلوان
زمان دریافت کرو کہ شاہزادہ کہاں گیا ہے کس ملک میں ہے تو چل کر اس کی امداد کریں بر بہوت رعد آواز نے عرض
کی کہ میں نے ہرکاروں سے چاروں سمتیں اس شہر کی دریافت کرائیں معلوم ہوا کہ تین جانب ملک اہل اسلام
کے ہیں اور ایک جانب ملک ختاکیہ ہے ضحاک خود پسند وہاں کا بادشاہ لقا پرست ہے میری رائے میں دوستوں
کے ملک میں جانا فضول ہے اگر وہاں شاہزادہ ہو بھی تو کیا اندیشہ ہے ہاں اگر حریف کے ملک میں ہوں گے تو
خوف ہر طرح کا ہے میری رائے میں شہر ختاکیہ کی طرف تشریف لے چلیے جس وقت یہ رائے قرار پا چکی تو بر بہوت
رعد آواز مع لشکر کوچ کر کے جانب شہر ختاکیہ روانہ ہوا اب حال طیمور کا سنیے کہ یہ انتظار میں لشکر کے مسلح
کھڑا ہوا تھا کہ جانب شہر ختاکیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پھریرے نشانوں کے ہوا میں لہراتے ہوئے
نظر آئے جس وقت قریب ہو چکے دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے چالیس ہزار علمائے زنگاری نشانہ
چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے آگے آگے عنقائے شیر شکار بدست شہر کا لباس پہنے ہوئے گردن مست
پر سوار نمودار ہوا ہیبت اس کی دیکھ کر گھوڑے بد مزاج ہوئے تھے اس نے آتے ہی حکم دیا کہ گھیر لو باغ کو
ایسا نہ ہو کہ دشمن فرار ہو جائے یہ سنتے شاہزادہ طیمور شیر پیکر نے آواز دی کہ اے پہلوان ادھر آ کہ میں
تیرے انتظار میں کھڑا ہوں اگر چاہتا تو اب تک تیری سرحد سے بھی نکل جاتا مگر ع آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
وین منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے یہ آواز سنتے عنقائے شیر شکار کے ہوش اڑ گئے کہ اللہ رے
تیری جرأت کہ باوجود آگاہ ہو جانے کے جگہ نہ چھوڑی اور قدم نہ ہٹایا بس اس نے کہا کہ اے جوان میں نے
ایسا بہادر آج تک نہیں دیکھا تیرا مثل و نظیر نہیں ہے مگر میں حکم بادشاہ سے مجبور ہوں یہ کہہ کے مرکب کو
چمکا کے سامنے آیا اور پکارا کہ اے جوان وار کر طیمور نے کہا کہ میں تجربہ کیا وار کروں پہلے تو اپنا حوصلہ
نکال لے اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنتے عنقائے شیر شکار نے تلوار ماری طیمور
نے وار اس کا سپر پر لیا تلوار دو انگل سپر کو کاٹ گئی طیمور نے تھک دی کہ تلوار عنقائے شیر شکار کی

ٹوٹ گئی اُس نے قبضہ ہاتھ سے پھینکدیا طیمور نے کہا کہ دوسری تلوار منگاؤ عنقاے شیر شکار نے دوسری
تلوار کھینچی اور طیمور سے کہا کہ میں ایک ضرب لگا چکا اب تمہاری ضرب کا مشتاق ہوں طیمور نے تلوار ماری
عنقاے شیر شکار نے سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا بھلا ضرب طیمور کے سامنے سپر کی کیا حقیقت ہے
مانند قرص پنیر کے ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے اور تلوار زین میں ڈوب کے نکل گئی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوئے بس مرتے ہی عنقاے شیر شکار کے ایک شور ہوا کہ مارلو اسے جلنے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ
ہمیں بے سردار کا کر دیا یہ شور کرتے ہوئے چالیس ہزار سوار دوڑے اور آکے طیمور کو چاروں طرف سے گھیر لیا
طیمور بھی تلوار کھینچ کے جا پڑا اور بقا پرستوں کو قتل کرنا شروع کیا جس طرف کا رخ کیا صفیں پامال کر دیں مورچے
توڑ دیے لشکر کو درہم و برہم کر دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلہ گوسفند میں ایک شیر گرسنہ آپڑا ہے جس مقام پر طیمور گھوم جاتا تھا
اور مجمع زیادہ ہوتا تھا تو شاہپور صفحے آتشبازی کی بوچھار کر دیتا تھا بھیڑ چھنٹ جاتی تھی ادھر ملکہ سقف قصر
سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی تھی مگر ہولینی کاری کی دہلی جاتی تھی لیکن طیمور شیر پیکر جو ور نے کسی کو تلوار سے مارا
کسی کو لگا وہ بے مار اسپ سے الگ چار ہو گئے وہ بے حس و حرکت ہو گیا اسی ہنگامہ میں گرد اڑی اور دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے ترکیب قوی بازو اور سرخاب قوی ہیکل دونوں سپہ سالار سفاک پہونچے اور انہوں نے
طیمور کو للکارا طیمور نے جواب دیا کہ اے نامردو تم کو شرم نہیں آتی ہے کہ ایک یکہ و تنہا کے مقابلے میں دو لاکھ
کا لشکر لے کے آئے ہو اگر دعواے جرأت و بہادری ہے تو خود سامنے آؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ سن کے ترکیب
قوی بازو نے گینڈے کو جیت کے طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور صفوں کو توڑتا پروں کو مسمار
کرتا ہوا سامنے ترکیب قوی بازو کے پہونچ گیا ترکیب قوی بازو نے اژدہشت سنگ کا وار
کیا طیمور نے اس سپر سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب سرخاب
قوی ہیکل نے فوج کو للکارا کہ اسے نیزوں پہ دھر لو یہ شیر ایک سے شکار نہ ہوگا نیزہ بازوں نے نیزے
جھکائے اور طیمور کی طرف رخ کیا اس شیر بیشہ شجاعت نے نیزوں کے نیستان میں گھس کے حملے کرنا شروع کیا
جس پر ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن ملکہ نے دیکھا کہ اب طیمور کی خیر نہیں معلوم ہوتی ہے ایسا
کمان تک لڑے گا بس اس نے بال سر کے کھول دیے اور بلک بلک کے دعائیں کرنے لگی کہ اے کس بیکسان
والے وادرس غریبان اگر تو قادر مطلق اور خالق ہے تو اسوقت طیمور کو ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا اگر یہ شہید
مارا گیا تو اس ہجوم میں لاش کا بھی پتہ نہ ملے گا اور میں تازہ مسلمان ہوں میرے لیے بھی خرابی ہوگی ہنوز یہ
دردہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے آتے
آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے برہوت رعد آواز بارہ ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا اسے بات
میں اس کو خبر لگی تھی کہ طیمور سے تلوار چل رہی ہے بس یہ بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے کر گھوڑے سرپٹ
دوڑاتا ہوا آپہونچا دیکھا اس نے کہ آقا میرا لاکھوں میں گھرا ہوا تنہا جنگ کر رہا ہے وہ کیفیت پڑا ہے کہ لاکھوں
لاشیں زمین پر پڑی ہیں لیکن طیمور کو مطلق حواس نہیں ہے بس برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ باش اے
کافران بے حیا خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ میں آپہونچا سنو برہوت رعد آواز اس کے نعرے سے تمام جنگل
ہل گیا اور دل سینوں میں تڑپ گئے ملکہ یا تو دعا میں مصروف تھی یا اچھل پڑی دل آرا وزیرزادی نے
عرض کی کہ اے ملکہ آفاق شکر خدا بجا لے کہ رفیق شاہزادے کا بارہ ہزار سوار سے براے مدد آپہونچا یقین ہے
کہ عقب میں اور لشکر بھی آتا ہوگا خیر ایک سے دو تو ہوئے ملکہ نے دیکھا کہ واقعی میں برہوت رعد آواز کے
حملوں سے فوج صحابہ پراگندہ ہو گئی یہ تازہ دم آیا تھا برس رہا ہے ایک تو اس کے نعرے نے دل ہلا دیے

دوسرے اس کی ضرب کا لنگر کس سے سنبھل سکتا ہے ادھر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ دو سپہ سالار جو آپ نے بھیجے
تھے ان میں سے ایک مارا گیا اور ایک باقی ہے لیکن حریف کے لئے لگ آگئی ضحاک شاہ نے کہا کہ کتنے لوگ
ہوں گے مخبروں نے عرض کی کہ کوئی بارہ ہزار جوان ہوں گے لیکن ان میں کا ایک ایک سو سو پہ بھاری ہے ضحاک
شاہ نے کہا کہ اتنا لشکر میرا کیا کر سکتا ہے میں سات لاکھ کی فوج کا افسر ہوں لاؤ تخت رواں ہمارا یہ حکم پاتے ہی ملازمین
نے تخت رواں حاضر کیا ضحاک خود پسند تخت پر بیٹھ کے جانب باغ روانہ ہوا کوئی اڑھائی لاکھ فوج تو پہلے
ہی جا چکی تھی باقی ماندہ فوج ہمراہ بادشاہ کے جانب حرب گاہ روانہ ہوئی ساڑھے چار لاکھ کا لاؤ لشکر گھوڑوں
کی ٹاپوں سے زمین تھرا رہی تھی یہ بھی آ کر اپنی فوج کا شریک ہوا اور اس نے شور کرنا شروع کیا کہ مار لو اس
سرکش کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ ایک افسر فوج کو میرے مارا اب یہ زندہ بچ کے جانے نہ پائے
طیمور ادھر برہوت رعد آواز تو کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا رہے ہیں مگر ملکہ کی یہ حالت ہے
کہ دبلی جاتی ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے چہرہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے حسین کجکلاہ اٹھاسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا دیکھا
حسین کجکلاہ نے کہ برہوت رعد آواز اور طیمور شیر بیدر ور سات لاکھ کی فوج میں گھرے ہوئے
ہیں بارہ ہزار سوار برہوت رعد آواز کے ایک جانب لڑ رہے ہیں ہرچند کوشش کر رہے ہیں کہ
ہم کسی طرح اپنے آقا تک پہونچ جائیں مگر ممکن نہیں کہاں بارہ ہزار کہاں سات لاکھ جب ریلا ہوتا ہے تو قدم جمانا دشوار
ہو جاتا ہے حسین کجکلاہ بھی اٹھاسی ہزار سے آ کر ان بارہ ہزار سواروں کا شریک ہوا اب ادھر بھی ایک لاکھ
سوار کی جمعیت ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اگرچہ یہ لوگ طیمور تک نہ پہونچ سکے لیکن اپنی فوج کو
دیکھ کر دل طیمور کا پہاڑ ہو گیا بس اس نے مرکب کو رانوں میں دابا اور فوجوں کو مسمار کرتا ہوا تخت ضحاک شاہ
کی طرف چلا ضحاک کے پہلو میں دو سردار کھڑے تھے کہ نام ایک کا سعید مغربی اور دوسرے کا مسعود
مغربی تھا اس نے ان دونوں سے کہا کہ جا کر اس جوان کو روکو یہ میری طرف بڑھتا چلا آتا ہے ان دونوں
نے باہم مشورہ کر لیا کہ اس سے تنہا مقابلہ کرنا اچھا نہیں جو لاکھوں میں اس طرح بڑھا ہوا لڑ رہا ہے ہم تنہا مقابلہ
کر کے اس کا کیا بنا لیں گے اسے دو طرف سے گھیر کے برابر وار کرو یہ مشورہ کر کے یہ دونوں بزدل اس
شیر بیشہ شجاعت کی طرف چلے ادھر طیمور باگ اٹھائے چلا ہی آتا تھا جیسے ہی سامنا ہوا سعید مغربی داہنی
جانب آ گیا اور مسعود مغربی بائیں جانب دونوں نے برابر سے تلوار ماری بس طیمور نے ایک وار
پشت شمشیر پر اور دوسرا سپر پر روک کے ہاتھ کو گردش دی تو ایک ہی وار میں دونوں کے سر اڑ گئے
گھوڑے لاشوں کو لٹکائے لے کے بھاگے ادھر طیمور نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالا میدان طلب اب جو
اس نے مرکب کو رانوں میں مسلا تو سپر صفوں کو توڑتا ہوا تخت بادشاہ کے قریب پہونچ گیا ادھر برہوت
رعد آواز قریب علمدار لشکر کے پہونچا نام علمدار لشکر کا خورشید زرین علم تھا بہت بڑا پہلوان تھا
اس نے تلوار ماری برہوت نے ایسی جھنکی ماری کہ تلوار پنجہ سمیت قلم ہو کے دور گری برہوت
رعد آواز نے دوسرا ہاتھ مارا کہ علم سرنگوں ہوا ادھر طیمور قریب تخت ضحاک کے پہونچ گیا ضحاک
نے تلوار ماری طیمور نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو
سر سے بلند کر لیا طوطیل بالا بلند نے دوڑ کر تلوار مارنے کا قصد کیا طیمور نے ضحاک کو بجائے سپر کے
سامنے کر دیا طوطیل نے ہاتھ روکا ضحاک نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ضحاک نے
قبول کیا طیمور نے ضحاک کو چھوڑ دیا ادھر ضحاک نے اپنے لشکر کو منع کیا ادھر طیمور نے اپنی فوج کو روکا

جنگ موقوف ہوئی طیمور ضحاک کو ساتھ لئے ہوئے پہلے تو باغ مین آیا ملکہ بسبب شرم کے سامنے نہ آئی ضحاک نے کہا کہ اے طیمور ملکہ تو اب ہماری ہو ہی چکی لیکن بہتر ہے کہ عقد ہو جائے طیمور نے کہا کہ ہم لوگ جبتک عقد نہیں ہو لیتا ہے عورت کو اپنے اوپر حرام جانتے ہین اسوقت تک آپ کی دختر جیسی تھی ویسی ہی ہے آپ کسیطرح کا شک اپنے دل مین نہ لائین خدانے ہمین اتنا صبر و ضبط دیا ہے کہ اگر زندگی بھر ساتھ رہے اور عقد نہو تو ہاتھ نہ لگائینگے پہلے ضحاک کو یقین نہ تھا لیکن اب یقین آگیا کہ بیشک یہ لوگ اسی آن بان کے ہین مین نے ایسے شخص کے قتل کا ارادہ کیا تھا جو یکتائے زمانہ ہے حسن و جمال مین عدیم المثال ہے زور و جرات مین یگانہ رستم زمانہ ہے خوشا نصیب اس دختر کے کہ اس کو ایسا شوہر ملا اور خوشا نصیب میرے کہ مجھے ایسا داماد ملا یا تو ضحاک دشمن جانی تھا یا طیمور کے نام کا شیفتہ ہوگیا کہا اے فرزند مین اب جاتا ہون ملکہ کو بھیجتا ہے وہ آکر دختر کو سوار کرلیجائے گی مین شادی کا سامان کرتا ہون تم اسی باغ مین قیام کرو طیمور نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے ضحاک اسیوقت سوار ہوکے مع لشکر شہر مین آیا بتخانون کے انہدام کا حکم دیا تصویر لقا کے گلے مین جوتیون کا ہار ڈالا ناک کاٹ کے وہ تصویر دروازہ شہر پناہ کے برابر نصب کرادی کہ ہر آئندہ و روندہ دیکھے کہ یہ کیسا خر ناشخص ہے کہ اس کی کیا گت بنائی گئی اور یہ کچھ نہ کر سکا تاکہ لوگ اس کی جانب سے بد اعتقاد ہوکر دین برحق کی جانب مائل ہون اور بعد اس کے مسجدون کی بنا ڈالی اور سامان شادی مین مصروف ہوا اُدھر ملکہ کی ماں سوار ہوکے باغ مین آئی اور دختر کو لیجا کے دلہن بنایا طیمور کو طلب کیا طیمور دولہا بن کے گیا ملکہ کے ساتھ عقد ہوا شاہزادہ وصل سے ملکہ منیر روشن تن کے کامیاب ہوا بطن سے اس کے لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اس کا بعد کے دفتر مین آئے گا لیکن اب یہان سے

دو کلمہ داستان شمعون آدمخوار کے بیان سے کئے جاتے ہین

کھولیو ساقی منہ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ ہے تجھکو
آہ فلک انداز کسی کی
آدمخوارون سے ہے جو اڑائی
منظور ہے مجھکو جو کہ سناتی
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمار نشۂ دل ہے
بادہ سرشک و چشم پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیچارشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہے تجھکو
شور عمل ہے بانگ تظلم
جان پر اپنے اب تو بن آئی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہائے وبال جان ہے جینا
ہائے ہے مستانہ نالہ
سینے تری اب آن بنی ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال ہے مرے بیخبری کیون
جب ہوش آواز کسی کی
صور شکن ہے بانگ تظلم
شمعون کی سنائی تجھکو کہانی
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند کسل ہے
جنبش دم ہے زہرۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہے
دل شکنی ہے جان شکنی ہے

کہ یہ بادشاہ شہر ستنا ہے شہاب شمعر و اس کا بیٹا ہے کئی سال گذرے کہ جب شہرۂ حسن ملکہ منیر روشن تن کا ہوا ہے تو اس نے ضحاک شاہ سے خواہش کی تھی کہ اے برادر یکان برابر عقد اپنی دختر نیک اختر کا میرے فرزند کے سوا کسی کے ساتھ نکرنا ضحاک نے مصلحت وقت جان کر اقرار کر لیا تھا لیکن دل اس کا نہ چاہتا تھا کہ ایسی نازنین کو ایک زنگی آدمخوار کے حوالے کر دون قضائے کار اس زمانے مین شمعون آدمخوار کو پھر خیال آیا کہ اب وہ دختر جوان ہو گئی ہوگی اور فرزند بھی میرا ہوشیار ہے پھر آج کے کام کو کل پر انتظار رکھنا خلاف عقل ہے اور شادی مین ہوس کہنے سے دونون کی جوانی برباد ہوگی تمناؤن کا خون ہوگا یہ سوچ کے اس نے ایک خط قلم

تحریر کیا اور ایک سردار کو وہ نامہ دیا کہ نام اس کا گرگین گراز دندان تھا اور دس ہزار سوار ساتھ کر کے
طرف شہر ضحاکیہ کے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور وصل عروس سے کامیاب ہو چکا تھا
طیمون جوش پر تھین دربار کے وقت تو طیمور ضحاک شاہ کے پاس آیا کرتا تھا اس کے علاوہ ایک دم ملکہ کو
اپنے پاس سے جدا نہونے دیتے تھے اور طیمور کا دل بھی دل آرا وزیرزادی سے الجھا ہوا تھا ایک روز
طیمور بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار شمعون زنگی کا آیا ہے یہ سنتے ہی ضحاک مثل بید کے
کانپنے لگا اور پریشان ہو گیا طیمور نے کہا کہ اسوقت آپ کی کیا حالت ہے ضحاک نے ٹال دیا اور گرگین
گراز دندان کو بلا لیا گرگین آیا سلام کیا ضحاک نے دنگل بیٹھنے کو دیا گرگین بیٹھ گیا اور نامہ
ہاتھ میں ضحاک شاہ کے دیا ضحاک شاہ نامہ کو دیکھکر طیمور کو دیدیا طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے برادر میں اس جوان کے ہاتھ کنار اپنے فرزند کی بھیجا ہوں تم اپنی دختر کو اس پہلوان کے ہمراہ
کر دو کہ اب وہ جوان ہو چکی ہو گی اور اگر دیر کرو گے تو مجکو وہیں موجود پاؤ گے اسوقت ملکہ عزت سے آئیگی
اور اسوقت تم کو ذلت ہو گی بس یہ مضمون دیکھکر دنیا آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گئی نامہ کو چاڑ کے پھینک دیا
اور نامہ بر سے کہا کہ جا کر اس بے حیا سے کہدینا کہ ملکہ کی شادی ہو گئی خبردار اب ملکہ کا نام نہ لینا ورنہ زبان
گدی سے کھینچ لونگا نہیں جانتا کہ ملکہ جاے ناموس میں داخل ہو چکی ہے گرگین نے جو دیکھا کہ نامہ اس
جوان نے پھاڑ ڈالا اور بادشاہ کی شان میں ناشایستہ کلام کہے بس اس نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ تیری
زبان گدی سے کھینچنے کے قابل ہے تو واقف نہیں کہ میں کون ہوں میرے بادشاہ کی شان میں میرے
سامنے اس طرح کے کلمات کہتا ہے یہ کہتا ہوا اٹھا اور طیمور پر تلوار ماری طیمور نے بیٹھے بیٹھے سپر دی
کہ تلوار اچٹ پڑی بس کلائی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے ایسا تھپڑ مارا کہ کلہ گرگین پھٹ گیا بھیجے پر صدمہ ہوا
گرگین تڑپ کے مر گیا طیمور نے ٹانگ پکڑ کے لاش اس کی باہر پھینک دی اور اس کے ہمراہیوں سے کہا
کہ لیجاؤ لاش اس مردود کی اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں اگر اس طرف آئے گا تو سزا
پائے گا ملکہ اب ہمارا ناموس ہو چکی ہے خبرداران خیالات کو دل میں نہ لانا وہ لوگ تو لاش گرگین کی
لے کر طرف ملک شہابیہ کے روانہ ہوئے اور یہاں طیمور جو آکے بیٹھا تو ضحاک نے کہا کہ اے فرزند
میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم اس پہلوان سے تو غضب کیا تم نے کہ اسے مار ڈالا اب ملک پر آفت آئے گی
اور سب کی جان نہ بچے گی شمعون آدمخوار بلائے بیدرمان ہے میں سمجھا تھا کہ تم عاقل ہو کسی بہانہ سے
ٹالو گے تم نے مفت جان عذاب میں ڈالی اور ایک بلا اپنے پیچھے لگائی طیمور نے کہا کہ اگر شمعون
بلا ہے تو میں بلاکش ہوں آپ اطمینان رکھیے میں کس طرح ایسے سخت الفاظ برداشت کر سکتا جو اس بیہودہ
نے تحریر کئے تھے بر موت رعد آواز نے کہا کہ اے بادشاہ آپ ابھی تک اس شہزادے کے زور و طاقت
سے کماحقہ آگاہ نہیں ہیں یہ وہ تہمتن وصف شکن ہے جس نے بڑے بڑے پہلوان کو مانند برگ کاہ کے سات
روز کی کشتی میں باندھ لیا اور میں وہ شخص ہوں جس نے دیووں کو پست کیا ہے آپ اسے آنے تو دیجیے
دیکھیے گا کہ ہوتا کیا ہے ضحاک خاموش ہو رہا اب ان کو تو انتظار میں شمعون کے دمخوار کے چھوڑا جاتا ہے لیکن

چند کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہیں

نقاب ڈال کے سوئے چمن جو تو نکلے	تو دل میں چمن رنگ گلوں کی آئے	کہ نہیں جو کبھی وہ نہ رو برو آئے

یہ لطف کم ہے قریب رگ گلو آئے
اثر ہو نالۂ فرقت میں اتنا کا گر
بسا ہوا ہے جو دل میں اسی کی بو آئے
پڑے ہیں اس لئے خلوت میں ابرو زیر پل
وہ میرے پھول جو سونگھے وفا کی بو آئے
شب فراق کچھ ایسی دعا میں ہو تاثیر
خدا کے گھر سے بھی ہو کے آرزو آئے
بہار میں ہے کہ رنگ پی کے ہم میکش
ادھر تم آؤ جدھر سے وفا کی بو آئے

کسی کی بزم اک امید گاہ عالم ہے
یہ جانتے ہیں بیتاب ہو کے تو آئے
خدا کرے کہ لبیں بعد ذبح مثل حنا
کہ میرے لب پہ نہ مطلب کی گفتگو آئے
یہ کیا کہ چھپ کے رہے دل میں پنہاں ہیں
بلاؤں موت کو گھبرا کے اور تو آئے
ہمارے خون سے کر اہتمام تیغ اے قاتل
آئے جو صحن چمن سے کنار جو آئے
وہ چپکے بیٹھے ہیں اک جام بھر کے دو تو تنہا

کہ جگ گئے وہ نئی لے کے آرزو آئے
اٹھا کے خاک ہماری اگر کوئی سونگھے
جو ہو کے پاؤں نکسائی کے مرا لہو آئے
ہما سے ہے پس مردن بھی تنگ الفت کا
مزا تو جب ہے کہ روبرو آئے
بتوں کا وصل نہ کعبہ میں بھی نصیب ہوا
خدا وہ مل کہ محبت کی جس سے بو آئے
پھرو نہ گور غریبان میں ڈھونڈتے مری قبر
نہیں ذرا سی تو کچھ لب پہ گفتگو آئے

سے بیاں بشنو اے ہمدم راستان وکہ باز آمدم بر سر داستان۔ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان طے منازل وقطع منازل کرتے ہوئے سرحد ملک حسین سبز قبا میں پہونچے اور یہ خبر حسین سبز قبا کو ہوئی کہ امیر المومنین نے کل مراحل طے کئے کل داخلہ امیر کا اس ملک میں ہے یہ سنکے حسین سبز قبا نے کہا کچھ پروا نہیں وہ مرحلے مثل اس کے تھے جیسے ٹٹی لگا دی جاتی ہے یہی ہمکے چلے آنا کونسا مشکل کام تھا یہاں آکر امیر بہت پریشان ہونگے وہ ابھی یہاں کے اسرار سے آگاہ نہیں ہیں آنے دو کل ہم بھی تماشہ آمد مسلمانان کا دیکھیں گے یہ کہکر اس نے حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارے واسطے جائے بلند پر نصب کیا جائے ملازمین یہ حکم پاکے بیرون شہر آئے ایک قلعہ کہنہ منہدم کر دیا گیا تھا وہ ایک ٹیکرا سا ہو گیا تھا لوگوں نے خیمہ سبز اس ٹیکرے پر نصب کیا دوسرے روز صبح کو حسین سبز قبا مع اراکین دولت آکر خیمہ میں بیٹھا طلوع آفتاب ہوتے ہی جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا کہ زمین وآسمان ایک ہو گئے

ز سم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد وآسمان گشت ہشت ۔

زیر آسمان ایک آسمان خاک نمودار تھا یکایک ہوا نے گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے اسی علم نشان اسی ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھریروں پر علموں کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور ایک پل گردن تک آلات بارگاہ کا ساتھ لئے ہوئے نمودار ہوا ہرکاروں نے آکر حسین سبز قبا سے عرض کی کہ یہ ہراول لشکر صاحبقران داروغہ بارگاہ جبریل عادی ہے بغیر خیمے کے آیا ہے اس کی تیسری پشت رفاقت خاندان صاحبقران میں ہے اور کچھ قرابت بھی ہے ادھر جبریل عادی نے جائے مناسب تجویز کرکے خیمہ برپا کیا بعد اس کے دوسرے گرد اڑی اور لشکر طلحہ بن لندھور پہونچا آدا اس لشکر کی دیکھکر حسین سبز قبا سمجھا کہ شاید صاحبقران تشریف لے آئے لیکن ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ لشکر بادشاہ ہندوستان طلحہ بن لندھور کا ہے مالک لشکر طرف طلسم زلزلہ کے اسیر ہو گیا ہے طلحہ کا خیمہ جانب یمین برپا ہوا بعد پھر گرد اڑی اور لشکر مملوک بن مالک پہونچا اور جانب یمین خیمہ برپا کیا ہرکاروں نے حسین سبز قبا کو خبر دی کہ یہ لشکر سردار میسرہ فوج کا ہے بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر صاحبقران اوسطے یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا اور زلازل میں زلزلے آکر خیمہ برپا کیا اسی طرح تمام دن آمد لگی رہی شام ہو گئی حسین سبز قبا نے ہرکاروں سے پوچھا کہ لشکر آ گیا اور صاحبقران ابھی تک نہیں آئے ہرکاروں نے عرض کی کہ ابھی یہ حصہ لشکر آیا ہے اور تین حصہ لشکر باقی ہے یہ سنکے حسین سبز قبا کے ہوش اڑ گئے سوار ہو کے اپنے شہر میں آیا آرام کیا دوسرے دن صبح سے جا کے پھر اسی بارگاہ میں بیٹھا اور

جانب صحرا دیکھنا شروع کیا یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے رنگ
پھریروں کے سبز تھے حسین سبز قبا نے پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ رفیع البخت
صاحبقران سابق کے فرزند دلبند کا لشکر ہے جس نے طلسم نور آگین کو توڑ کر اپنے نانا کے خون کا بدلہ لیا ہے
لشکر بھی خیمہ زن ہوا شمشن گرد سپہ سالار نے خیمہ جائے مناسب پر نصب کرایا شان اس بارگاہ کی دیکھ کر
حسین سبز قبا کو تعجب ہوا کہ ایسی ایسی بارگاہیں بھی ہوتی ہیں بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر سہراب
بن رستم ثانی کا پہونچا اور بارگاہ یاقوت نگار بمقابل لشکر رفیع البخت برپا ہوئی بعد اس کے پھر گرد اڑی
اور لشکر شاہزادہ محتشم بن ہاشم کا پہونچا پھر گرد اڑی اور لشکر بلقیس بن قہور دیو پہونچا پھر گرد اڑی
اور لشکر داراب ثانی کا پہونچا ہر گھڑی ایک ایک کا تانتا تھا یہاں تک کہ شام کو آمد لشکر موقوف ہوئی تیسری
صبح کو پھر حسین سبز قبا بارگاہ میں آکر بیٹھا اور تماشہ آمد لشکر کا دیکھنے لگا خلاصہ یہ کہ سات شبانہ روز تک
برابر لشکر آیا کیا ساتویں روز تمام سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام
کی نہایت جلوس کے ساتھ نمودار ہوئی آگے آگے تخت بادشاہ کے صاحبقران مرکب پری پیکر پر سوار
تھے اور تمام سردار پیادہ پا گھیرے ہوئے تھے شان و شوکت بادشاہ اسلام دیکھ کر حسین سبز قبا کو حیرت
ہو گیا اس کو اپنے ہی حشم و خدم پر ناز تھا شوکت بادشاہ اسلام دیکھ کر حسین سبز قبا کی آنکھیں کھل گئیں یہ
پلٹ کے اپنی بارگاہ میں آیا ادھر صاحبقران عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا
تو ہوشمند دانا وزیر حسین سبز قبا نے عرض کی کہ حضور کو کچھ خیال ہے کل وہ روز ہے کہ شاہزادی کی
سالگرہ ہے اس روز شب کو تمام شہر کی عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوتی ہیں اور ملکہ نوازہ کھیلتی ہیں اور
لشکر حریف آپکا تو لہذا کیا انتظام کیا جائے اور یہ رسم کیونکر ادا ہو اسوقت حسین سبز قبا نے سکوت
کیا دوسرا وزیر کہ نام اس کا دانشمند تھا اس نے عرض کی کہ حضور ایک نامہ صاحبقران کو اس مضمون
کا تحریر کریں کہ دریا کے کنارے سے آپ لشکر اپنا ایک روز کے واسطے ہٹا لیں کہ ہم رسم سالگرہ موافق
دستور ادا کر لیں بعد اس کے تو ہمارے آپ کے جنگ ہونا منظور ہے اگر آپ کی ہماری لڑائی ہے تو بات ہی اتنی
کی ہے کوئی عداوت کسی وقت کی نہیں ہے جس وقت یہ نامہ امیر کو پہونچے گا تو وہ ایسے بامروت ہیں کہ فورا
لشکر اپنا ہٹا لیں گے ہوشمند وزیر نے بھی اس رائے کو پسند کیا بس اسیوقت حسین سبز قبا نے نامہ
تحریر کیا اور دانشمند سے کہا کہ تو ہی جا کہ مزاج صاحبقران سے آگاہ اور ان لوگوں کے آئین سے
واقف ہے دانشمند نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے غرضکہ حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور وزیر کو نامہ
دے کر طرف صاحبقران عالیشان کے روانہ کیا یہاں امیر با توقیر بارگاہ میں رونق افروز ہیں تمام
سرداران اپنے منصب کے موافق کرسیوں و دنگلوں پر جمع ہیں امیر کا ارادہ یہی ہے کہ نامہ طرف حسین
سبز قبا کے روانہ کریں کہ ایک مرتبہ ہرکارہ نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حسین سبز قبا آتا ہے یہ سنکر
صاحبقران عالیشان نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا اور ایک کرسی زرنگار دانشمند
وزیر کے واسطے بچھوا دی دانشمند آکر کرسی پر بیٹھا صاحبقران کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ نامہ
پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا جواب میں تحریر فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم دوسرے کی عزت کو عزت
نہ جانیں کیا مجال ہے کسی کی کہ کنارے دریا کے ٹھہر جائے اور اسیوقت طیفور کی جانب دیکھ کے ارشاد فرمایا

کہ جا کر ہماری طرف سے کہدو کہ کل لشکر دریا کے کنارے سے کوس بھر کے فاصلے پر مقیم ہو کنارے دریا کے
بغیر حکم ثانی کوئی جانے کا قصد نہ کرے طیفور اسیوقت حکم لے کر روانہ ہوا اور اہل لشکر کو آگاہ کیا کہ خبردار
کوئی اس مقام پر قیام نکرے جو یہان ٹہرے گا وہ سزا پائے گا اسیوقت خیمے اکھڑنے لگے لوگ اپنا اپنا اسباب
اٹھا کر دوسری جانب روانہ ہوگئے امیر نے اتنی دیر وزیر کو جانے نہین دیا جسوقت طیفور بادیہ گرد دیکھ
بھال کے واپس آیا اسوقت امیر نے دانشمند کو خلعت دے کر رخصت فرمایا دانشمند وزیر دریا کو دیکھتا ہوا
اپنے بادشاہ کی خدمت مین پہونچا جواب نامہ کا دیا اور زبانی شہادت دی کہ مین دیکھتا چلا آتا ہون کہ اب
کنارے دریا کے ایک متنفس بھی نہین ہے جب صاحبقران نے سب کو ہٹوا دیا اسوقت مجھے آنے دیا
اور امیر سے بہتر خلیق شاید کہ زمانے مین کوئی ہوگا مجھ ناچیز کے استقبال کو شاہان ہفت ملک آئے اور
بیٹھنے کو کرسی زرنگار عنایت فرمائی ایسے شخص کی غلامی شاہی پر فوق رکھتی ہے حسین سبز قبا بھی نہایت
خوش ہوا اور کہا کہ اگر وہ ایسے نہوتے تو عالم عالم کو کس طرح مسخر فرماتے اب اس نے محل مین حکم بھیجدیا کہ
شاہزادی حسب دستور شام کو دریا مین جا کر نوازہ چھوڑے ہم نے انتظام کر دیا ہے کسی طرح کا خطرہ نہین ہے
یا تو ملکہ بھی ہوئی تھی کہ دیکھیے اس سال یہ رسم کیونکر ادا ہوتی ہے یا خوش ہو گئی اسیوقت بجرون کی تیاری
کو حکم پہونچے کنارے دریا کے دور تک چراغان کا انتظام کیا گیا شہر مین غل ہوگیا کہ ملکہ حسب دستور
نوازہ چھوڑینگی آج کی رات تمام شہر مین سوا مردون کے ایک عورت بھی نہین رہجاتی ہے سب ملکہ کی سلامتی
منانے کو جاتی ہین اور دریا پر تمام شہر کی عورتین جمع ہوتی ہین الحاصل جب شام ہوئی تو تمام شہر کی عورتین
چوکیین جلائے ہوئے تھال ہاتھون پر لئے ہوئے جانب دریا روانہ ہوئین جو صاحب استطاعت تھین
ان کی ناوین اور بجرے تیار تھے بجرون پر سامان رقص و تماشا تھا دریا کنارے سے دور دورویہ مشعلیان روشن تھین
پانی مین آگ لگی ہوئی تھی مچھلیان تڑپ تڑپ کے پانی پر ابھرتی تھین اور پھر تہ پہ چلی جاتی تھین بڑے بڑے
جانور کوسون بھاگ کے نکل گئے تھے دریا کے کنارے پرستان معلوم ہوتا تھا شہر حسن آگین کی نازنینین
سب ایک وقت مین ایک جگہ جمع تھین ان مین کی بری بھی ایسون سے اچھی تھین اور جو حسین تھین ان کے
نظارہ جمال کی تاب لانا بھی تعجب سے خالی نہین ہے برس دن کے بعد یہ سب ایک جگہ جمع ہوتی ہین بہت سی
عورتین ایسی ہین کہ ان مین یون تو رسم و راہ نہین لیکن آج کے دن ایک دوسرے سے ملتی ہے تمام شہر کو
اس روز کا اشتیاق رہتا ہے ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہے جو آئی ہے پہلے ملکہ کی سلامتی کا بیڑا چھوڑتی ہے اور
دعا مانگتی ہے پھر آپس مین ملاقاتین ہوتی ہین چونکہ ابھی ملکہ کے آنے کا وقت نہین ہے بجرا شام سے تیار
کھڑا ہے اور ناچ ہو رہا ہے عام اجازت ہے کہ جس کا جی چاہے وہ آکر ناچ دیکھے وہان شہزادی کو شادی اسکی
دلہن بنا رہی ہے سہیلیان گرد جمگھٹ کئے ہوئے بلائین لے رہی ہین لیکن یہان کا حال سنیے کہ طیفور
بادیہ گرد بالا روی کو لئے پھرتے پھرتے اس طرف بھی آنکلا یہ عالم کنارے دریا کے دیکھکے کی سی
حالت ہوگئی اور وہان سے الٹے پاؤن پھرا اب وہ وقت ہے کہ امیر نے سویرے سے دربار برخاست کر دیا
ہے آرامگاہ کی طرف چلے جاتے ہین کہ طیفور پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہو کیا خبر لائے طیفور نے
عرض کی کہ تنہائی مین کہنے کی بات ہے امیر اس کو ساتھ لئے ہوئے اپنے خیمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ
بیان کر طیفور نے عرض کی کہ ایک قصور ہو گیا ہے پہلے اسے عفو فرماتے ہو تو پھر بیان کرون گا فرمایا کہ معاف
کیا بیان کر طیفور نے عرض کی کہ یا امیر جیسی تعریف یہان کے حسن کی سنی تھی اس سے بڑھکے پایا آج مین
بالا روی کے واسطے گیا تھا راستہ بھول کر دریا کی طرف نکل گیا آپ کو تو اطلاع ہو ہی چکی ہے کہ ملکہ کی سالگرہ

ہے تمام شہر کی عورتیں دریا کنارے جمع ہیں چراغان ہو رہا ہے بجرے مثل عروس شب اول کے آراستہ اُن پر
طائفے رقص کر رہے ہیں عورتیں بے حجابی کے ساتھ آپس میں چہلیں کر رہی ہیں یا صاحبقران جس کے
بچہ وہ پر لگا دو بڑی جی چین ہوگیا یہ عالم کبھی نگاہوں سے نہ گذرا تھا نہ کسی نے دیکھا ہوگا صاحبقران کو بھی
یہ سنکے اشتیاق پیدا ہوا فرمایا کہ اے طیفور اسوقت تو نے شوق پیدا کر دیا مگر مناسب نہیں ہے اس لئے
کہ میں حسین سبز قبا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کنارے دریا کے کوئی نہ آئے گا نہ کہ میں خود جاؤں طیفور
نے عرض کی کہ آپ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ کوئی نہ آئے گا یہ وعدہ نہیں کیا ہے کہ میں بھی نہ آؤں گا صاحبقران
نے فرمایا کہ اے طیفور یہ اوچھی بات ہے طیفور نے کہا کہ اچھا دور سے تماشہ دیکھئے فرمایا کہ ہاں اس کا
مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر کسی نے پہچان لیا تو سخت خفت ہوگی طیفور خاموش ہو رہا لیکن بیقرار رہا امیر مسہری
پر لیٹے ادھر ادھر دیر تک کروٹیں بدلا کئے مگر نیند نہ آئی فرمایا اے طیفور کوئی ایسی تدبیر نکال کہ مجھے
کوئی پہچان نہ سکے طیفور نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے میں رنگ و روغن عیاری ملکر حسین ایسی نازنین بنا دوں
کہ وہ عورتیں خود تم سے لپٹیں اور چپٹیں صاحبقران یہ سنکے پسینے میں غرق ہوگئے فرمایا لاحول ولا قوہ
عورت بنکے چلوں طیفور نے کہا پھر اس میں قباحت کیا ہے عورت بنکے عورت ہی پاس تو جائیگا
عورت بنکے مرد پاس جانا عیب ہے کہ وہ شاید چھیڑے ستائے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور
یہ داغ ایک بزرگ کی بدولت لگ چکا ہے جس کا طعنہ آجتک دیا جاتا ہے میں اکثر تواریخ روشن دل میں اپنے
بزرگوں کے حالات دیکھا کرتا ہوں جس طرح اسوقت تو مجھے بہکا رہا ہے اسی طرح تیرے دادا عمرو اول نے
شاہزادہ عمرو بن رستم کو شیشے میں اتارا تھا اور ڈومنی بناکے اُن کی معشوقہ کی صحبت میں لے گئے
تھے اُس روز سے وہ بنائی عمرو بن رستم کی ہوئی کہ آجتک لوگ طعنہ دیتے ہیں اور عمرو بن رستم
نے غیرت میں آکر اسی روز سے سپہگری ترک کر دی طیفور نے کہا کہ اے شہریار یہ واقعہ مفصل بیان
کیجے صاحبقران نے فرمایا کہ ایک طولانی قصہ ہے رات زیادہ گذر جائے گی طیفور نے کہا کہ مثل مشہور ہے
کہ رات اپنی اسوقت اور کام ہی کیا ہے آپ کو نیند بھی نہیں آتی ہے اور ان باتوں سے فائدہ حاصل ہوگا
اکثر دادا صاحب کے ذکر سے مجھے فائدہ پہونچا ہے اکثر عیاریاں میں نے انہیں کے تذکروں سے پیدا کی ہیں
اور کامیاب ہوا ہوں صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ اے طیفور جب سلطان صاحبقران حلقہ در
گوش گردن کشان ذوالقرنین ثانی سلیمان عہد جناب امیر حمزہ صاحبقران میرے جد اعلیٰ نے ملک
باختر پر چڑھائی کی ہے اور نصف ممالک پر قبضہ کر لیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ ناموس بہت ہیں اور
مقابلہ ساحروں اور پہلوانوں سے ہے فتح و شکست کی خبر نہیں ایسا نہو کہ کوئی لڑائی بگڑے اور ناموس پر
تباہی آئے لہذا ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار ہونا چاہیے کہ ناموس کو اُس قلعہ میں جگہ دی جائے اور چند سرداران
زبردست برائے حفاظت ناموس مقرر کئے جائیں یہ رائے سب نے پسند کی نقشہ نویسوں نے نقشے
بنا بناکے پیش کیے صاحبقران نے ایک نقشہ کچھ ترمیم کرکے پسند فرمایا پھر یہ تجویز ہوئی کہ اس قلعہ کو
کون تیار کرائے چونکہ اس کام میں عمرو بن رستم کو زیادہ دخل تھا وہ عمارت بنوانے میں زیادہ مہارت
رکھتے تھے لہذا سب کی رائے سے یہ کام انہیں کے سپرد کیا گیا عمرو بن رستم بھی ہمارے رشتے کے دادا
تھے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم جو ہمارے حقیقی دادا تھے یہ اُن کے چچیرے بھائی تھے اور دونوں
بھائیوں میں اس قدر محبت تھی کہ دنیا میں ایسی محبتیں بھی کم ہوتی ہیں الحاصل ہزارہا مزدور لگا دیے
گئے کہ قلعہ جلد تیار ہو عمرو بن رستم دن بھر قلعے بنوانے میں مصروف رہتے تھے اور دن بھر کے تھکے

ماندے شام کو مثل مزدوروں کے خیمہ میں آکر بیہوش سو رہتے تھے یہاں لشکر لقا سے برابر جنگ
ہو رہی تھی جب لقا کے بہت سے سرداران نامی اسیر ہوئے بعض مطیع ہو گئے اور بعض مارے
گئے تو لقا نے ایک نامہ فریطاکوک عقرب چشم کو تحریر کرکے برائے مدد بلایا فریطاکوک بہت
زبردست پہلوان تھا جس وقت اُسے نامہ لقا کا پہونچا تو فریطاکوک عقرب چشم نے اپنی دختر کو محافہ
میں سوار کرکے ساتھ لیا کہ عقد اس کا یاقوت شاہ بن زمرد شاہ سے کروں گا چنانچہ فریطاکوک
عقرب چشم اُسی راستے سے آیا جس طرف عمرو بن رستم تعمیر قلعہ میں مصروف تھے بطوع [?] فریطاکوک
کی گذری لقا کو خبر ہوئی لقا نے تمام سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ آئے اور فریطاکوک عقرب چشم
کو استقبال کرکے لے گئے فریطاکوک اُن لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا سواری ملکہ کی پیچھے رہ گئی
محافہ کے پردے جو بند کئے ہوئے تھے ملکہ صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی آتی تھی اُسے کیا خبر کہ اس صحرا میں قلعہ تعمیر
ہو رہا ہے اتفاقاً نظر عمرو بن رستم کی دختر فریطاکوک عقرب چشم پر پڑی ایک ہی نگاہ میں دل قابو
سے جاتا رہا جبتک ملکہ کی نظر صحرا میں رستم پر نہیں پڑی تھی اطمینان کے ساتھ صحرا کی سیر کرتی چلی جاتی تھی پس
جیسے ہی ایک مقام پر ٹھہر کر کہاروں نے محافہ رکھا اور ملکہ کی نگاہ بھی عمرو بن رستم پر پڑی اس نے جھپک کے منہ
اپنا پردے میں کر لیا اور جالی سے پردے کی دیکھا عمرو بن رستم بھی انتہا کے حسین تھے جہانتک سامنا رہا
ملکہ پردے سے جھانکتی اس ایک نگاہ نے دونوں کو گھائل کیا ادھر تو ملکہ غمگین ہوئی ادھر عمرو بن رستم
نے بمشکل دن گذارا شام ہوتے ہی جو خیمہ میں آکے چارپائی پر پڑتے ہیں تو تین روز عجب حال رہا تعمیر قلعہ
وغیرہ موقوف ہو گئی اور علاج ہونے لگا مگر وہی حالت ہوئی کہ ــــ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
دن بدن لاغری و ناتوانی افزوں ہوتی جاتی تھی کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا ادھر ان کی یہ حالت تھی ادھر
فریطاکوک نے آتے ہی اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا اور مقابلے کرنا شروع کئے اکثر نامی [?] سردار لشکر
صاحبقران کے زخمی کئے امیر دن بھر میدان جنگ میں رہتے تھے شام کو عمرو بن رستم کی خبر لیتے تھے لیکن
ان کی حالت یوماً فیوماً بدتر ہی ہوتی چلی جاتی تھی طبیعت حیران تھی کہ کیا کریں کیا نہ کریں وہ تو مرض عشق تھا
دوا اُس کی سوا شربت دیدار کے اور تھی ہی نہیں صحت کس طرح حاصل ہوتی آخر تمہارے دادا عمرو
نے بیچارا کہا حمزہ اگر میں تمہارے پوتے کو اچھا کر دوں تو مجھے کیا دو گے صاحبقران نے فرمایا جو طبیبوں کا
حق ہے وہ تم کو ملجائے گا عمرو نے کہا کہ میں ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس لوں گا اگر تم کہو تو علاج شروع کروں
صاحبقران کو عمرو بن رستم کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے فرمایا مجھے قبول ہے عمرو نے کہا کہ بس اب
آج سے علاج اور طبابت دونوں باتیں موقوف کرو آج کے تیسرے دن ہماری دوا کے اثر کو آکر دیکھنا
لیکن مجھے روپیہ کے صاحبقران نے یہ بھی منظور کیا اُسوقت تمہارے دادا عمرو بن رستم کے خیمہ میں
آئے چہرہ لوٹا عورت دیکھا اور مسکرائے عمرو بن رستم کے منہ پر ہنسی کا نام بھی نہ تھا عمرو نے
اُسوقت ایک قصہ عشق کا شروع کیا اور جب قصہ رنگ پر آیا تو خاموش ہو رہے عمرو بن رستم نے کہا
کہ پھر آگے کیا ہوا عمرو نے کہا کچھ ہوگا پرائے ذکر سے کیا فائدہ کچھ اپنی بیتی کہو سنو عمرو بن رستم نے
کہا کہ خواجہ خدا کے واسطے بیان کیجیے اسوقت آپ کی باتوں میں میرا جی بہل گیا عمرو نے تاڑ لیا کہ یہ
کسی پر عاشق ہوئے ہیں عمرو نے پھر تھوڑا سا بیان کیا اور کہا کہ اب میں جاتا ہوں صاحبقران سے
جتنی دیر کی اجازت لے کر آیا تھا وہ وقت گذر گیا عمرو بن رستم نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں آپ کو
نجانے دوں گا دادا صاحب سے کہلائے بھیجتا ہوں عمرو نے کہا کہ میں تھوڑی دیر میں پھر آؤں گا اور

بیان کروں گا یہ فقرہ دے کے چلدیے اور پھر نہ آئے عمرو بن رستم کو اس قصہ کا خیال جو رہا تو یاد میں
ملکہ کے پھر کچھ ہوئی اسی قدر وحشت میں کمی رہی دوسرے روز عمرو پھر گئے عمرو بن رستم نے شکایت
کی کہ آپ خوب وعدہ کر گئے تھے عمرو نے بہانہ کر دیا کہ تمہارے دادا نے نہ آنے دیا خیر آج بقیہ قصہ کا
سنو یہ کہکر پھر بیان کرنا شروع کیا اسی طرح دو تین روز میں بالکل بے تکلف ہوگئے اور عمرو بن رستم
کو اپنے سے بے تکلف کر لیا اور پوچھا کہ اے عمرو بن رستم میں سمجھ تو گیا کہ تم کسی پر عاشق ہو اب مجھ سے
چھپانا بیکار ہے یہ یاد رکھو کہ بغیر ہمارے مراد پوری ہونا مشکل ہے صاف صاف بیان کردو تمہارے باپ نے
شرم کی جب تمہاری ماں سے عشق ہوا تھا تو ملکشاہ بھی اسی طرح تڑپتے تھے پھر میں نے کتنا پا لیا تو کام
چلا اور تمہارے دادا تو ہمارے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہیں ان کی کتنا پے میں عمر گذر گئی عمرو بن رستم
پہلے تو شرمائے آخر سمجھ گئے کہ بغیر ان کی کمک کے مطلب حاصل نہ ہوگا عمرو نے ایسا شیشہ میں اتارا اور
اس طرح کے فقرے دیے کہ عمرو بن رستم نے سارا واقعہ بیان کر دیا اسوقت عمرو نے بہت تسلی وتشفی
دی اور کہا کہ گھبراتے کیوں ہو میں آج ہی جاتا ہوں اور وہاں کی خبر لاتا ہوں اگر وہ بھی تمہیں دیکھ چکی ہے
تو کچھ مشکل نہیں ہے ورنہ پہلے دقت ہوگی جب سامنا ہوجائے گا تو وہ خود بھی تم پر مائل ہوجائے گی
جو کچھ دقت ہے اسیوقت تک ہے جب تک تمہیں اس نے دیکھا نہیں ہے یہ سنکے عمرو بن رستم نے کہا کہ یقین
تو ہے کہ اس نے بھی مجھے دیکھ ہی لیا ہوگا اس لئے کہ وہ صحرا کی سیر میں محو تھی جب اس نے میری طرف
دیکھا ہے تو اسوقت پردہ کیا ہے غرضکہ عمرو خیمے سے نکلکر جانب لشکر بقا روانہ ہوئے یہ کہکر صاحبقران
خاموش ہو رہے طیفور نے کہا کہ پھر کیا ہوا آپ نے کہا کہ تم زیادہ جگنے کی عادت نہیں ہے اب کسی وقت
بیان کر دونگا طیفور نے منتیں کیں کہ اس عشق کا پورا واقعہ بیان کردیجیے صاحبقران پھر بیان کرنے لگے
کہ الحاصل عمرو لیئے تمہارے دادا جانب لشکر بقا روانہ ہوئے تمام لشکر میں پھرے کہیں پتہ نہ لگا آخر میں
معلوم ہوا کہ ابھی ملکہ ملک ساحل میں نہیں ہے بلکہ دریا پار خیمہ ملکہ کا ہے اور تھوڑی سی فوج حفاظت کے لئے
بیٹھی ہے جس وقت عقد ملکہ کا یاقوت شاہ کے ساتھ ہوئیگا تو ملکہ ایک ہی مرتبہ جائے گی اور بہشت
ہفت میں داخل کر دی جائے گی یہ سنکے عمرو کو وحشت ہوئی کہ اگر کہیں یہ دوسرے کے بس میں چلی گئی
تو برا ہوگا اچھا ہو گا کسی صورت سے ملکہ تک پہونچنا چاہیے یہ سوچ کے خواجہ کنارے دریا کے آئے دیکھا
کہ دو ڈومنیں کھڑی ہوئی ہیں اور ایک ناؤ ملاح لئے چلا آتا ہے بس انہوں نے جلدی سے رنگ و
روغن عیاری چہرہ پہ مل کے اپنی صورت بھی ایک ڈومنی کی ایسی بنائی اور ان ڈومنیوں میں جا کے
باتیں کرنے لگے انہوں نے کہا کہ بہن تم کون ہو کہاں رہتی ہو جواب دیا کہ میں خدمت خداوند میں گایا بجایا
کرتی ہوں اندنوں مجھے ہول دل کی بیماری ہو گئی تھی تو خداوند سے رخصت لے کے چلی آئی تھی آج دل
بہلانے اسی طرف چلی آئی تم کون ہو ان دونوں نے کہا کہ ہم دونوں آپس میں بہنیں ہیں نام ہمارے
سیارہ او رستارہ ہیں ہم ملکہ ناہید سیمتاج دختر فریطاکوک عقرب چشم کے ملازم ہیں یہ وقت
نوکری کا ہے خیمہ ملکہ کا اس پار ہے خیر اسوقت تو ہم مجبور ہیں پھر کسی وقت آنا تو ہم تمہارا گانا سنیں گے اپنا
گانا تمہیں سنائیں گے انہوں نے کہا کہ اگر تمہارا کچھ ہرج نہ ہو تو بہن میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گانے بجانے سے کچھ واسطہ
نہیں ہے سنا ہے کہ ملکہ تمہاری نہایت حسین ہے ذرا ہم بھی دیکھ لیتے انہوں نے کہا کہ بہن چلو ہمارا کیا حرج ہے
خواجہ ان دونوں ڈومنیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر اس پار اترے محلدار نے اطلاع کی کہ ڈومنیں
حاضر ہیں ملکہ نے بلا لیا خواجہ بھی ان ڈومنیوں کے ساتھ اندر پہونچے سلام کرکے بیٹھ گئے دیکھا تو ملکہ کا

رنگ زرد چہرہ متغیر بال پریشان عجب حال سے ہیں کہ تن بدن کا ہوش نہیں ہی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بھی
دل دادہ ہی اُن ڈومنیوں نے ساز ملا کے گانا شروع کیا خواجہ نے دیکھا کہ جہان کوئی بھلا بھلا عاشقانہ
شعر آگیا ملکہ بے چین ہو گئی سنتے سنتے حسرت انگیز اشعار پر ملکہ کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے آپ چپکے چپکے تماشہ
دیکھا کئے جب یہ ڈومنیاں گا چکین تو ملکہ نے پوچھا کہ یہ جو لائی اور جو تمھارے ساتھ بیٹھی ہی یہ کون
صورت ہی انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ خداوند کے بیان گانے بجانے ہی ہماری برادری کی ہین
حضور کی مشتاق جمال تھین مین اپنے ساتھ لے آئی ملکہ نے کہا تمھارا کیا نام ہی خواجہ نے کہا جی مجکو سورستی
کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ ذرا ہم بھی تمھارا گانا سنین تم تو خداوند کے جلسے کی گانے والی ہو ہمین کاہے کو
سناؤ گی کہا کہ مین جیسی خداوند کی لونڈی ویسی آپ کی آپ بھی تو خداوند کی ہونے والی ہین ملکہ اس
سخن پر بد مزاج سی ہوئی مگر زبان سے کیا کہہ سکتی تھی خواجہ نے انداز کر لیا کہ یہ نام یاقوت شاہ سے نفرت
بھی کرتی ہی خواجہ تو ڈومنی بنے ہوئے سامنے جا بیٹھے اور ایک عاشقانہ غزل شروع کی پھر خواجہ کا گانا اور
کسی رند مزاج شاعر کے جلے بھنے اشعار ہر شعر پر ملکہ کی یہ حالت ہوئی کہ بیخود ہو ہو گئی وہ جو ڈومنیان
خواجہ کو لے کے ساتھ لے گئی تھین وہ سکتے مین تھین ایسا گانا انھون نے کبھی کاہے کو سنا تھا ملکہ بہت خوش
ہوئی اور ایک مالا موتیوں کا گلے سے اتار کے سورستی کو دیا اور کہا کہ کل پھر آنا سورستی نے سلام کیا
اور ہمراہ انھین ڈومنیوں کے سوار ہو کر گھر کی راہ لی راستے مین مالا توڑ کے موتی بانٹ دیے اُن
ڈومنیوں نے لینے سے انکار کیا آپ نے اصل موتی تو تھیلی مین رکھ لئے جھوٹے موتی بانٹ دیے اور اُن کو
یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ موتی بند کر کے رکھ چھوڑنا بار بار دیکھنے سے آبداری جاتی رہتی ہی یہ شاہزادی کے گلے
کے موتی ہین انھون نے خوش ہو کے کہا کہ ہمین تمھاری بدولت آج یہ انعام ملا ورنہ ہمین تو سوا اشرفی
روپیہ کے کوئی شے کبھی انعام مین نہین ملی یہ تمھارا کمال اور تمھاری قسمت تمھاری بدولت ہمارا بھی
فائدہ ہوا کل پھر آنا ملکہ تم سے بہت خوش ہوئین الحاصل خواجہ وہان سے رخصت ہو کر عمرو بن رستم کے
پاس آئے اور ساری کیفیت اپنے جانے کی بیان کی عمرو بن رستم یا تو کروٹ مشکل سے بدلتے تھے یا
اُٹھ بیٹھے اور خواجہ سے کہا کہ ہمین گیا اگر آپ جا کے ملکہ کو دیکھ آئے اگر ہماری آنکھون سے دیکھتے تو شاید
ہمین بھی کچھ تسکین ہوتی خواجہ نے کہا کہ پھر کیا مشکل ہی کل تم بھی چلے چلو مگر یون جانا ممکن نہین ہی جب
صورت بدل لین لیچلون اُس صورت سے چلو عمرو بن رستم نے کہا کس طرح خواجہ نے کہا کہ ڈومنی بن کے چلنا
ہوگا اُسوقت عمرو بن رستم کو غیرت آئی اور کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا اگر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عمرو بن رستم
ڈومنی بن کے گئے تھے تو مین کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگا خواجہ نے ایسا فقرہ دیا کہ عمرو بن رستم
راضی ہو گئے طیفور بیچ مین بول اُٹھا کہ اُس فقرے کو بھی تو بیان کیجیے یہ سنکے عادل کیوان شکوہ مسکرائے
اور فرمایا کہ خواجہ نے کہا کہ تم کیا اپنے دادا سے بڑھ کے ہو مین اُن کو بھی صورت بدل کے لیجا چکا ہون عمرو
بن رستم عشق مین مبہوت ہو رہے تھے یہ نہ پوچھا کہ دادا صاحب کیا عورت بن کے گئے تھے اگر وہ گئے
بھی تھے تو مرد کے بھیس مین اپنی اصل صورت مصلحت سے بدل ڈالی ہوگی دوسرے دن عمرو نے عمرو
بن رستم کو ڈومنی بننے پر آمادہ کر کے بالکل راضی کر لیا اور رنگ و روغن عیاری ملکر صورت اُن کی ڈومنی کی
بنائی اور کبت ساز پہنایا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا خواجہ اُسی صورت پر بنے جس صورت سے ایکدن
پیشتر ہو آئے تھے اور عمرو بن رستم کو اپنے ساتھ لے کے جانب ملکہ روانہ ہوئے جس طرح انھون نے
عمرو بن رستم کو فقرہ دیا اسی طرح تو تجھے فقرہ دیتا ہی مگر مین تیری باتون مین آکر اپنی عزت نہین ڈبوؤنگا

مرد ہو کر چوڑیاں ؛ ہنیوں کا طیفور نے کہا کہ اچھا یہ آپ کو اختیار ہے جب جائیے جائیے نہ جائیے گھر عمرو
بن رستم کا واقعہ تو پورا بیان کر دیجئے کہ وہاں پہونچ کے کیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ گئے اور ملکہ کو
لے آئے طیفور نے کہا کہ اس طرح مشرح و بسط کے ساتھ بیان کیجئے صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے
ناحق تجھ سے بیان کیا تو نے بکواتے بکواتے بھیجا خالی کر دیا خیر سن خواجہ عمرو بن رستم کو اسی ہیئت سے
اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے تو انہیں سیارہ اور ستارہ ڈومنیوں کے گھر پہ پہونچے وہ دونوں نہایت
اچھی طرح پیش آئیں کہ ان کی وجہ سے نفع ہوا تھا حالانکہ ظاہری نفع تھا باطنًا ان کو کچھ بھی نہ ملا تھا مال تو
انہیں کے قبضہ میں رہا تھا ڈومنیوں نے پوچھا کہ آج یہ جوان عورت کون تمہارے ساتھ ہے عمرو نے
کہا کہ میری بیٹی ہے آج اس نے ضد کی کہ میں بھی ملکہ کی خدمت میں چلوں گی یہ سنکے وہ دونوں غمگین
کہ یہ تو رفتہ رفتہ سارے کنبہ کو ملکہ کے یہاں داخل کر دے گی اس کا نتیجہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مگر
مجبور تھیں اگر ساتھ نہ لیجائیں تو یہ خوف تھا کہ اس نے ایک ہی دن میں ملکہ کے دل پر سکہ جما لیا ہے ایسا
نہو یہ اور کسی ذریعہ سے پہونچ کے شکایت کر دے تو پھر ملکہ کا عتاب آئے گا ہم ضرور ہی نکال دیے
جائیں گے مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست خیر اچھا جو کچھ ہوا وہ ہوا وقت تو ان کی حاضری کا
تھا ہی ادھر ملکہ نے سواریاں بھیجیں تو وہ ان کے لینے کو بھیجدی تھی یہاں سے خواجہ مع عمرو بن رستم ان
دونوں ڈومنیوں کے ساتھ ناؤ پر سوار ہو کے اس پار اترے اور وہاں سے خدمت میں ملکہ کی
پہونچے سلام کیا ملکہ نے جو آج پھر ایک نئی عورت کو ساتھ دیکھا استفسار کیا کہ یہ کون ہے خواجہ نے ملکہ
سے بھی یہی کہا کہ یہ لونڈی کی دختر ہے اور عمرو بن رستم کی طرف دیکھ کے کہا کہ ہائیں تم نے ملکہ کو سلام نہ کیا
بھلا یہ سلام کیا کرتے لو میں دل میں کٹے جاتے تھے کہ میں اس ہیئت سے کیوں آیا مگر اچھا تو آپ ہنسنے خاموش
بیٹھے سب لگے کہا کہ شرم اس کے مزاج میں بہت ہے خواجہ نے کہا کہ حضور ہم لوگوں کا ہیجانی کا پیشہ
مردوں سے تو شرم کرتے نہیں نہ کہ عورتوں سے اور پھر وہ بھی آپ ایسی بے حیا ہیوں سے ابھی کو کہا ہے
کہ جب نے کی شرم اس کے پہلے کرم ملکہ نے کہا کہ خیر کچھ گاؤ اور یہ گانا جانتی ہو تو اسے بھی گواؤ خواجہ
نے کہا کہ مجرا یہ خوب بجاتی ہے اور طبلے کی تو اسے ایسی ایسی شکلیں یاد ہیں کہ مجھے بھی یاد نہیں مگر وہ مجھے اچھا
ناچتی ہے مگر اس پر تو شرم بہت پڑی ہے یہ شرم نہیں بدنصیبی ہے غرضکہ جو جو کچھ جی چاہا خواجہ نے کہا ان کو چپکے
سننے کے سوا کچھ بن نہ پڑی دل میں کہتے تھے کہ میری کیا شامت تھی کہ میں اس صورت سے آیا اب اگر
بولتا ہوں تو راز فاش ہوتا ہے بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے خیر اچھو جو ہو سو ہو ع سر کہ نہ بہ تیغ شمشیر جیب
ہر چہ آید بر سر من بانصیب • چپکے ہی بیٹھے سب دم نہیں مارا خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

زلف شبگوں ہے کہیں مشک ختن سے بہتر | روے رنگین ہے ترا یاسمن سے بہتر
اس مہِ یوسف ہی کہے ہیں کے سیکڑوں دل | چاہ کنعان بھی نہیں چاہ ذقن سے بہتر
کھلے ہر تن پہ دکھلاتے ہیں گل زخم بہار | کوچۂ قاتل گلگشت چمن سے بہتر
یہ نزاکت ہے نہ بو ہے نہ یہ رنگت ہے | غنچۂ گل نہیں ہاں اس کے دہن سے بہتر
سحر رخ شب گیسوی جانان اور سواد | حلبی آئینہ ہے مشک ختن سے بہتر
ہوں میں وحشی مجھے عریانی کرتی ہے حجاب | دامن دشت کی جا در ہے کفن سے بہتر
دُرِ دندان کے مضامین ہیں جواہر سے | ہر اک بیت مری لعل عدن سے بہتر
وزد کا غم ہے نہ رہزن کا وہاں کھٹکا ہے | منزل گور غریباں ہے وطن سے بہتر

اس کے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
بزم گل میں بھی جسے دیکھیے لب بستہ ہو
جتنے مسک ہیں وہ دنیا پہ مرے جلتے ہیں
دفن کر دو تن پر داغ ہمارا اے مہربان
اسے پہنے ہوئے جلتے ہیں قد کے آگے
سر جھکائے ہوئے کس ناز سے یہ چلتی ہے
ہے وہاں عکس ترقی ہے یہاں روز بروز
جام ہاتھوں میں ہیں یا شاخوں پہ گل پھولے ہیں
مجھے سنگ سے پاس وہ گر ہو بولا ..

شاہد گل کی سجاوٹ ہے دلہن سے بہتر
کوئی مجمع نہیں احباب سخن سے بہتر
ان کے نزدیک کوئی شے نہیں زن سے بہتر
ہمکو یہ پھولوں کی چادر ہے کفن سے بہتر
کوئی جامہ نہیں دنیا میں کفن سے بہتر
ہے ستمگر تری تلوار دلہن سے بہتر
ماہ نو بھی تو نہیں داغ کہن سے بہتر
آج ساقی تری محفل ہے چمن سے بہتر
زمزمے ہیں تیرے مرغان چمن سے بہتر

اسی طرح خواجہ الیسی ایسی غزلیں گانے کہ ملکہ کو رلا رلا دیا جب ملکہ کو اپنی طرف بہت متوجہ پایا تو ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ قربان جاؤں مجھے کچھ تنہائی میں عرض کرنا ہے ملکہ نے کہا کہ بیان کرو یہ فرما کر تخلیہ کا حکم دیدیا جس قدر انیسیں جلیسیں مصاحبیں خواصیں وغیرہ تھیں سب کو حکم ہوا کہ باہر جاؤ جب ہم بلائیں تو آنا خبردار بے بلائے کوئی اندر نہ آئے سیارہ اور ستارہ بھی نکالدی گئیں دل میں کہتی تھیں کہ یہ بلا کہاں سے آئی کہ اس نے تو ملکہ کو اپنا ہی کر لیا غرض جسوقت تخلیہ ہو گیا سوائے سورستی اور ان کی بیٹی کے کوئی باقی نہ رہا تو ملکہ سے عرض کی کہ قربان جاؤں ایک زمانے میں مجھے علم نجوم و رمل وغیرہ سے اسقدر شوق ہوا تھا کہ میں نے گانا بجانا تک چھوڑ دیا تھا جب مصیبت پڑی تو گھر کا کام تھا اسوجہ سے پھر کرنے لگی ورنہ اصل میں میں نے علم نجوم میں کمال حاصل کیا تھا کل جو میں حاضر حضور ہوئی تو چہرہ کو دیکھکر شک ہوا میں نے اپنے علم سے جو دریافت کیا تو کیا کہوں خلاف ادب ہے اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں ملکہ کو اشتیاق تھا کہ دیکھیے یہ کیا بیان کرتی ہے فرمایا کہ جو تمہارے علم میں ہوا ہے بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی کسی کا شیدا ہوتا ہے اور اس کے خیال میں محو ہو کر اپنے تن بدن سے بیخبر ہو جاتا ہے وہ حالت حضور کی ہے اگر میرا بیان سچا ہو تو کہدیجیے مجھے تعویذ بھی لکھنا آتا ہے غرض تعلق و تسخیر سب کچھ جانتی ہوں ملکہ غیرت تو تھی ہی اتنی بھی چوٹ کی کہ قبول دی فرمایا کہ میں یہ سمجھتی ہوں جوان ہوگا کسی نہ کسی طرف اسباب میلان خاطر ضرور ہوگا ایسے حکم میں کیا بتا سکتی ہوں کچھ تفصیل وار بیان کرو اسوقت سورستی نے عرض کی کہ اگر میں نے مفصل بیان کر دیا تو انعام ملے گا ملکہ نے فرمایا کہ جو مانگے گی وہ دوں گی اچھو خواجہ نے یوں بیان دینا شروع کیے کہ جنگل تھا ادھر سے سواری آپ کی جاتی تھی اور کسی مقام پر عمارت وغیرہ کی بنیاد پڑ رہی ہے وہاں کسی شخص کو آپ نے دیکھا ہے اسوقت سے طبیعت آپ کی بے چین رہتی ہے اتنا سنتے ہی یا تو ملکہ لیٹی ہوئی تھی یا اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ تم نے ایسا سچ بیان کیا جیسے تم دیکھ رہی تھیں سورستی نے کہا کہ ہم لوگوں کے سامنے سب نکتے ہیں جس کا حال چاہیں دریافت کر لیں اب مجھے چھپانا بیکار ہے اے ملکہ آفاق اگر ارشاد ہو تو میں تعویذ بھی دوں اور ایسا تعویذ دوں کہ جیسے تو خیال اس شخص کا دلسے جاتا رہے اور کہیے وہ خود یہاں آ جائے ملکہ نے کہا کہ اے سورستی کیا کہوں میں اس شخص کی دختر ہوں جس کے نام سے پہلوانان زمانہ تھراتے ہیں اور یہ کیفیت ہے کہ ایک مزدوروں کے جمعدار پر میری طبیعت آئی تم سچ کہتی ہو سواری میری چلی آتی تھی اور ایک شخص نوجوان کھڑا ہوا کچھ عمارت بنوا رہا تھا اس نے مجھے دیکھا میری نظر اس پر پڑی اسوقت سے روح بے چین تڑپی جاتی ہے کہ اڑ کر پہنچ جاؤں اور یہاں میرے قتل کا

ستانا ہوا ہی باپ میرا اس لیے لایا ہی کہ یاقوت شاہ کے ساتھ میری شادی ہو اور مین اُس
حرامزادے سے نفرت کرتی ہون میری قسمت خدا اُسی مردود رون کے مجدار سے وابستہ کر دے تو
اچھا ہی یہ کہکر رونے لگی اور یہ شعر پڑھا کہ ؎ یہ کہکر مرگئی بلبل قفس مین ۔ نہو بندہ کسی بندہ کے بس مین
اس کی یہ حالت دیکھکر عمرو بن رستم قریب تھا کہ لپٹ جائین لیکن ضبط کیا اُسوقت سورستی نے کہا کہ
اے ملکہ اگر بیان سچی ہوئی تو ضرور ہی کہ شادی تمہاری اُسی خداوندزادے کے ساتھ ہوگی جس سے
تمھین نفرت ہی ملکہ نے فرمایا کہ پھر کہان جاؤن میری تو وہ مثل ہی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اسوقت
سورستی نے کہا کہ اے ملکہ اگر وہ شخص جس پر تم عاشق ہو کچھ صاحب قوت ہو اور لقا سے مقابلہ کی طاقت
رکھتا ہو تو تم اُس کے پاس چلنے مین تامل تو نہ کروگی ملکہ نے کہا کہ اے سورستی اگر وہ لقا سے مقابلہ بھی نہ کرسکتا
ہو لیکن یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ جو حالت میری اُس کے فراق مین ہی اُسی طرح اُسے بھی میرا خیال ہی
تو مجھے اُس کا ساتھ بدل وجان منظور ہی خواہ اس مین جان جائے یا رہے جب عمرو نے ملکہ کے دل کا
حال اچھی طرح دریافت کر لیا تو کہا کہ اے ملکہ آفاق مبارک ہو کہ جس پر آپ عاشق ہوئی ہین وہ مزدور کا
بیٹا نہین ہی بلکہ بیٹا ہی رستم زمان علمشاہ نوجوان کا اور پوتا ہی امیر حمزہ صاحبقران کا جس کی تلوار کا
سکہ عالم مین بیٹھا ہوا ہی تم تو ایک پہلوان کی دختر ہو حمزہ کے بیٹون پوتون پر تو لقا کی بیٹیان عاشق
ہوئین اور نکل گئین اس اس طرح ملکہ کو اُبھارا کہ ملکہ آمادہ ہو گئی اب خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ جو تمہاری
حالت اُس نوجوان کے فراق مین ہی اس سے بدتر اُس کی حالت ہی اور نام اس نوجوان کا عمرو بن رستم ہی
مین دراصل عمرو عیار ہون اور اُسی کے واسطے مین نے اپنی یہ صورت بنائی اور آپ کو ترکش پہونچایا
اور جس کو مین نے اپنی دختر بتایا تھا یہ وہی شاہزادہ ہی تمہارے ملنے کے اشتیاق مین اس نے یہ
لباس پہنا۔ کیا اور میرے ساتھ یہان تک آیا ہی اب تو ملکہ کب دھک ہوگئی عمرو نے اُٹھکر عمرو بن رستم
کے منھ پر ہاتھ پھیرا صورت اصل ظاہر ہوئی جلدی جلدی تمام زیور اُتار کپڑے زنانے جو اوپر سے
پہنا دیے تھے اُتار ڈالے تو ملکہ نے پہچانا اور کہا کہ بیشک اسی جوان کو مین نے دیکھا تھا مگر اے شہریار
مجھے تو آپ کے ساتھ چلنے مین کوئی عذر وانکار نہین ہی لیکن آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ جب سے میرا باپ
اس مقام پر آیا اور اُس نے آپ کے لشکر سے مقابلہ شروع کیا اتنی سردار زخمی کیے ہین جس وقت
وہ میرے حال سے باخبر ہوگا تو لشکر اسلام سے ایسی تلوار چلے گی کہ زمین پر دریائے خون رواں ہوگا
جو شخص فریباکوک عقرب چشم سے طاقت مقابلہ رکھتا ہو وہ مجھے لے چلنے کا قصد کرے اسوقت عمرو
بن رستم نے کہا کہ اے ملکہ دربار لقا مین قرش سے بڑھکر زبردست سردار کوئی نہین جب قرش کو
صاحبقران نے زیر کر لیا تو فریباکوک کی کیا حقیقت ہی یہ بھی ایک نہ ایک دن اسیر ہو جائے گا ابھی
تک دادا صاحب یا والد ماجد سے مقابلہ کی نوبت نہین آئی ہی ورنہ فریباکوک بھی لشکر اسلام مین ہوتا
تم ہمارے ساتھ چلو اطمینان رکھو کیا مجال ہی کسی کی جو تمھین ہم سے چھین سکے اُسوقت ملکہ نے دروازہ
خیمہ پر آکے سیارہ اور ستارہ دونون ڈومنیون کو رخصت کر دیا اور دوسرا بجرا تیار ہونے کا حکم دیا
اور فرمایا کہ ہم سیر دریا کرین گے بعد روانہ ہونے ڈومنیون کے ملکہ بھی مع عمرو بن رستم اور خواجہ عمرو
بجرے پر سوار ہوکے اُس پار اُترے خواجہ ملکہ کو لیے ہوئے اُسی قلعہ نیم تعمیر مین آئے اور وہان سے ملکہ
کو عمرو بن رستم کے ساتھ لشکر کے جانب خیمہ ملک قاسم روانہ ہوئے شاہزادہ خاور سپاہ آرام
کر رہے تھے عمرو نے سیارہ سے کہا کہ جگا دے اُس نے عرض کی کہ میری مجال نہین ہی کہ مین جگاؤن

آپ مزاج سے شاہزادے کے آگاہ ہین عمرو نے آپ جاکے قاسم کو جگایا اور کہا کہ بیٹے کیا کرتے ہین
بھائی صاحب آپ کے فریطاکوک کی دختر پر عاشق ہوئے تھے اُسے بھگا کے قلعہ مین لائے ہین قلعہ تیاتا
ہے کسی سردار کو سواری ساتھ کرکے بھیجیے اور بھاوج کو بلوا لو ایسا نہو یہ خبر مشہور ہو اور لشکر لقا جاکے
گھیر لے پھر ملکہ کا نکال کے لانا دشوار ہوگا قاسم نے اُسیوقت مظفر بن ضیغم خون آشام کو دس ہزار
سوار سے روانہ کیا کہ جاکر قلعے سے بھائی صاحبہ کو لے آؤ مظفر بن ضیغم خون آشام روانہ ہوا وہان
وہ دونون ڈومنیان جو ملکہ کی خدمت سے واپس ہوئین تو آپس مین کہتی ہوئی چلین کہ نہین معلوم
یہ عورت کُٹنی ہے یا ساحرہ ہے کہ دو دن مین ملکہ کو اپنا کر لیا ہم برسون کے نوکر اور دودھ کی مکھی کی طرح
الگ نکال کے پھینک دیے گئے اور مزا تو یہ ہے کہ اُس نے پہلے ہمین کو فریب دیا کہ ہم اُسے ملکہ تک لے گئے
ورنہ ملکہ تک رسائی بھی محال تھی اگر اونچ نیچ پڑی تو ناک چوٹی ہماری پہلے کاٹی جائے گی اس سے بہتر یہ
ہے کہ اپنی بریت کرنی چاہیے آج ملکہ کے والد ماجد سے اطلاع کر دین یہ سوچتی ہوئی دونون کی دونون
خدمت مین فریطاکوک عقرب چشم کے پہونچین اور کہا کہ جان کی امان پائین تو کچھ عرض کرین فریطاکوک
نے کہا بیان کرو تمھاری جان ہم کو بخشی یہ سنکے اُن دونون نے کہا کہ چند دنون سے صاحبزادی کی
طبیعت کا رنگ بدلا ہوا ہے اور ایک نئی عورت وہان گئی ہے اُس سے کچھ پوشیدہ باتین ہوا کرتی ہین یہ
ہمین نہین معلوم کہ کیا باتین ہوتی ہین لہذا ہم نے ازراہ خیرخواہی حضور کو مطلع کر دیا اب اگر کچھ اونچ نیچ
پڑے تو ہمارے سر الزام نہ آئے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے اُسیوقت ایک عورت کو بھیجا کہ
جاکے ملکہ سے کہدو کہ تم دریا کے اس پار خیمہ اپنا برپا کر دو کیونکہ اگر ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم کو دیکھین تو دقت
ہوتی ہے تم تک پہونچنے مین عرصہ ہوتا ہے وہ عورت حسب الحکم ناؤ پر سوار ہوکے پیام فریطاکوک کا
ملکہ سے کہنے کو گئی جب ملکہ کے خیمہ مین پہونچی اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نہین ہین پوچھا کہان گئین
خواصون نے بیان کیا کہ بجرے پر سوار ہوکے سیر دریا کو گئین ہین بجرہ تو پلٹ آیا لیکن ملکہ پلٹ کے نہین
آئین ماجھیون کا بیان ہے کہ دو اجنبی آدمی تھے ملکہ انھین کے ساتھ بجرے سے اُتر کر صحرا کی طرف چلی گئین
بس یہ سنکے اس نے چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اس چھوکری نے غضب کیا جس کا ایسا باپ ہو اُس نے
خاندان کی ناک اسطرح کٹوا دی وہان سے روتی پیٹتی آئی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ صاحبزادی کا
پتہ نہین کہ کہان گئین بس یہ سنکے فریطاکوک بسبب شرم و حیا کے غرق عرق ہوگیا اپنے عیار کو بلا کے حکم
دیا کہ جا اور خبر لا کہ ملکہ کہان گئی عیار روانہ ہوا اب صبح کا وقت عیار فریطاکوک عقرب چشم لشکر اسلام میں
آیا اور گشت لگاکے پلٹا تھا کہ دیکھا اس نے کہ جانب صحرا سے مظفر بن ضیغم خون آشام ایک محافہ اپنی حفاظت
و حراست مین لیے ہوئے لشکر اسلام کی طرف جا رہا ہے اس نے کسی عیار اہل اسلام کی شکل بنکر ہمراہیان مظفر
سے پوچھا کہ یہ کس ملکہ کی سواری ہے انھون نے سادگی کے ساتھ دوست سمجھ کے بیان کر دیا کہ فریطاکوک عقرب چشم
کی دختر ہے اور شاہزادہ عمرو بن رستم کی معشوقہ ہے بس یہ سنتے ہی عیار وہان سے سر پر پاؤن رکھکے بھاگا اور
آکر فریطاکوک عقرب چشم سے بیان کیا کہ عمرو بن رستم ملکہ کو بھگا لے گیا ہے اور خالو قدرت ضیغم خون آشام
کا بیٹا محافہ ملکہ کا اپنی حفاظت مین لیے جاتا ہے ابھی ملکہ لشکر اسلام تک پہونچی نہین ہے بس یہ سنتے ہی فریطاکوک
عقرب چشم نے اسلحہ طلب کیا اور ایک رفیق اس کا تنومند و زورآور کہ نام اُس کا ضیغم تیغ زن تھا یہ مسلح
بیٹھا ہوا تھا فریطاکوک نے اُس سے کہا کہ تو جاکر مظفر سے ملکہ کو چھین لا اور مین بھی آتا ہون فریطاکوک
عقرب چشم تو جسم پر ہتھیار سجنے لگا اور ضیغم تیغ زن اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوگیا ادھر

مظفر بن ضیغم خون آشام ملکہ کا محافہ لیے چلے آتے ہیں دس ہزار سوار محافہ کو گھیرے ہوئے ہیں ملکہ بھی
دل میں خوش ہے کہ اب صاحبقران کی پوت بہو کہلاؤں گی اگر وہاں رہتی تو ایک کافر کی جورو
کہلاتی خدا کا شکر ہے کہ اس نے عزیت خصال سے مجھے بچایا اور جسے میں چاہتی تھی اسے پایا یہ خوشی خوشی محافہ
سے جھانکتی تاکتی ہوئی کہ اب لشکر اسلام کتنی دور ہے چلی آتی تھی کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور ضیغم
تیغ زن مانند باد صرصر کے پہونچا اور اس نے نعرہ کیا کہ اے پسر خالو قدرت بڑے شرم کی بات ہے کہ باپ تیرا
خالو قدرت کہلاتا ہے اس رشتہ سے تو یاقوت شاہ کا چچا ہوا اور اسی کی منگیتر کو ایک عیار زادہ لئے ہوئے
لیے لیے جاتا ہے تو نے نام خاندان کا ڈبو دیا جب عزیزان خداوند ایسا کریں گے تو دوسروں کو کیا دین خیال
ہونے لگا بس خیر اسی میں ہے کہ محافہ ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ بزور شمشیر میں چھین لوں گا اسوقت مظفر بن ضیغم
خون آشام نے کہا کہ او خدا نا شناس یہ کس ملت و مذہب میں روا ہے کہ بجبر کسی کی شادی کر دی جائے
خدا نے ہر شخص کو آزادی دی ہے عورت ہو یا مرد جس کی راضی ہو اس کے ساتھ عقد کرے ملکہ جس کی مشتاق
تھی اس کے پاس چلی آئی اور اب یہ شاہزادہ خاور سیاہ لال خفتان خونریز خاوری کی بیاہی ہو چکی ہے
او مردار اگر کوئی دوسری نیت سے دیکھے تو آنکھیں نکال لی جائیں اور تو جو بت لقا کا طعنہ دیتا ہے تو میرا اسلام
اختیار کرنا پرستاران لقا کے واسطے نصیحت ہے کہ وہ سب بھی اس مذہب برحق کی طرف راغب ہوں اور
دل میں سمجھیں کہ اگر لقا لائق پرستش ہوتا تو عزیز اس کے اسے کیوں چھوڑ دیتے بہتر ہے کہ تو بھی مذہب اسلام
اختیار کر اور لقا پر لعنت کر کہ بندہ ہو کر معبود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دیکھ لینا کہ ایک روز تیرا آقا فریطاکوک
عقرب چشم بھی زیر ہو کر مثل ملک قہرتش بن سوکمانی طوفانی کے اطاعت اختیار کرے گا یہ بھروسہ نہ کرنا کہ
فریطاکوک کے ہاتھ سے اسی پچاسی سردار زخمی ہو چکے ہیں ابھی رستم زمان علمشاہ نوجوان بانو صاحبقران
سے سامنا نہیں ہوا ہے ورنہ فریطاکوک کو میدان سے پلٹ کے جانا نصیب نہ ہوتا یہ سنکے ضیغم تیغ زن نہایت
برہم ہوا اور اس نے تلوار کھینچ کر مظفر پر حملہ کیا کہ تو نہ مانے گا بغیر جنگ تجھے فیصلہ نہ ہوگا مظفر بن ضیغم خون آشام
نے وار اس کا رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ ضیغم تیغ زن زخمی ہو کر جھومنے لگا مظفر اگر دوسرا ہاتھ مار دیتا تو کام
ضیغم تیغ زن کا تمام ہو جاتا مظفر نے اس حرکت کو شان مردی و مردانگی کے خلاف جانا ہنوز ضیغم تیغ زن سنبھلنے
پایا تھا اور مظفر ملکہ کو لیے کے لشکر کی طرف نہیں جانے پایا تھا کہ دوسری گرد اڑی اور خود فریطاکوک
عقرب چشم یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اپنے سردار کو غرق خون دیکھکر اس نے نعرہ کیا کہ او
مظفر کہاں جاتا ہے خبردار کہ میں آ پہونچا فریطاکوک کی آمد دیکھکر ملکہ کے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے اور اس کو
یقین ہو گیا کہ اب میرا لشکر اسلام میں پہونچنا غیر ممکن ہے اس کے ہاتھ سے مظفر بچ نہیں سکتا یہ تو سہم گئی وہاں
مظفر نے کہا کہ او فریطاکوک عقرب چشم میں مثل لقا کے نہیں ہوں میں سپہگری کو خداوندی سے بہتر جانتا
ہوں اور کوئی کام دوسروں کے گھمنڈ پر نہیں کرتا ہوں اگر تیرے بازوؤں میں طاقت ہے تو ملکہ کو مجھ سے چھین
جب تک میرے دم میں دم ہے اسوقت تک تو ملکہ کو ہرگز نہ دوں گا فریطاکوک نے کہا کہ میں بھی عاجز نہیں
ہوں اور اب مجھے تیرا وہ پاس نہیں ہے جو پہلے تھا اس لیے کہ پہلے میں تجھے خداوند سمجھکر بہت عزت کی نظر سے
تجھے دیکھتا تھا اب تو خداوندی سے منحرف ہو گیا تو پھر بھی تیری اطاعت واجب نہیں رہی یہ کہکے فریطاکوک
عقرب چشم نے تلوار کھینچ لی ادھر مظفر نے تلوار کھینچ لی مظفر نے کئی وار بچائے مگر فریطاکوک نے سب وار رد
کر کے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام زخمی ہو گیا فریطاکوک نے محافہ کے قریب آ کے
دختر سے کچھ باتیں کرنا چاہا ملکہ نے بسبب شرم کے باپ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہاں شاہزادہ خاور سیاہ کو

خبر ہوگئی کہ رفیق آپ کا فریطاکوک کے ہاتھ سے زخمی ہوگیا اور وہ اپنی دختر کو لئے جاتا ہے یہ سنتے ہی
قاسم کو تاب نہ رہی جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوئے بیابان فریطاکوک عقرب چشم مجاز کو ساتھ
لے کر چند ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ بیٹھ آفتاب مشرق دین پروری
شہسوار لال پوش خاوری۔ خبردار او فریطاکوک عقرب چشم کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا یہ دختر
تیری اب ہماری عزت ہے فریطاکوک عقرب چشم نے پلٹ کے دیکھا اور کہا کہ اتنی میدانداریاں ہوئیں
ان میں تو نے نکل کے سامنا نہ کیا تجھے تو حسرت صاحبقران اور علمشاہ نوجوان کے مقابلہ کی ہے اور کوئی
سردار نظر میں نہیں سماتا مگر آج تک نہ تیرا باپ ہی میرے مقابلہ کو نکلا نہ دادا تجھ سے میں کیا مقابلہ کروں قاسم
نے کہا کہ تو مجھے کیا سمجھتا ہے فریطاکوک نے کہا کہ بچہ جانتا ہوں قاسم نے کہا کہ میں وہ بچہ ہوں کہ میں نے
سات برس کے سن میں ترک توسن ملیطاقی کو بارگاہ ہرمز و فرامرز میں گھس کر مارا طلسم افراسیاب
کو فتح کیا میں تیری حقیقت کب سمجھتا ہوں لا ضرب بہادری کی فریطاکوک عقرب چشم نے تلوار ماری
قاسم نے چاہا بند دست پر ہاتھ ڈالدوں لیکن قد فریطاکوک کا بہت بڑا تھا ہاتھ قاسم کا کلائی تک
نہ پہونچا تھا کہ تیغہ سر پر آگیا اور نانا و ابرو اُتر گیا قاسم نے جلدی سے داستانہ مارا تیغہ تو جیب کر نکل گیا لیکن
قاسم پر غشی طاری ہوگئی کہ زخم گہرا تھا لیکن بعد قاسم کے چلنے کے اس خبر کو سنکر رستم زمان علمشاہ
نوجوان بھی چل کھڑے ہوئے تھے اسوقت پہونچے کہ قاسم زخمی ہوچکے تھے ببر نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شتہ
فیل زور کہ بدبخت مرزوق افگندہ شور۔ خبردار اے فریطاکوک عقرب چشم میں آپہونچا فریطاکوک
نے کہا کہ تجھی کی محبت سے آج تک نہیں مقابلہ پر آمادہ کیا اتنی میدانداریوں میں کسی دن سامنا نہ کیا علمشاہ
رومی نے کہا کہ اے فریطاکوک اگر تجھے میرے مقابلہ کی تمنا تھی مجھے پکارا ہوتا یہ خلاف ہے کہ اور لوگوں کو
تجھ سے تقاضے مقابلہ تھی میں ان کو نہ جانے دیتا اور کیا یہ میدان نہیں ہے جہاں مقابلہ ہوگیا وہی میدان
جنگ ہے آ اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے تیغہ نیام میں کرکے گرز سنبھالا اور
کہا کہ میں نے تیری ضرب گرز کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا میں بھی مشتاق ہوں یہ کہکر اس نے لینے
چندہ سو من کے گرز کو سر پیچ و خم دے کر سر علمشاہ رومی پر وار کیا علمشاہ نے سپر بلند کی چونکہ علمشاہ
اسوقت جلدی میں لپکتے مرکب پر سوار ہوکے دوڑے تھے ادھر تو کلہ گرز سے سنانے کی صدا پیدا
ہوئی ادھر مرکب چراغ پا ہوا اب علمشاہ گرز کو روکیں یا مرکب کو سنبھالیں سپر تو سپر پر تھی گرز سر مرکب پر آیا
کہ مرکب کا سر پاش پاش ہوگیا مرکب نے چرخ مارا علمشاہ نے زین خالی کیا اور دو گز لات ماری ادھر
فریطاکوک نے مرکب سے کود کر تیغہ مارا کہ سر علمشاہ کا زخمی ہوا اب علمشاہ نے بھی تلوار ماری کہ
فریطاکوک بھی زخمی ہوگیا اب یہ حالت ہے کہ جب فریطاکوک تلوار مارتا ہے علمشاہ سپر بھی نہیں بلند کرتے
ہیں اور سینہ پر وار روکتے ہیں یہ دیکھتے ہی فریطاکوک کو بھی غیرت آئی جب علمشاہ نے وار کیا تو
فریطاکوک نے بھی سپر نہ بلند کی اس نے بھی گہرا زخم کھایا دونوں اسقدر زخمی ہوئے کہ زمین پر گھٹنے ٹیک دیے
اور خنجر کھینچ لئے تلوار زمین پر ٹیک دیں ادھر یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ عمرو بن ستم فریطاکوک
کی دختر کو لے آئے تھے یہ ساری بلا اسی عشق کی تھی فریطاکوک کو خبر ہوگئی وہ آکر سد راہ ہوا مظفر بن جعفر
خون آشام کو زخمی کیا قاسم گھبرائے ہوئے پہونچے وہ بھی زخمی ہوئے اب علمشاہ سے تلوار چل رہی ہے
دونوں زخمی ہیں بس یہ سنتے ہی جلدی سے صاحبقران مرکب پر سوار ہوکر دوڑے آکے دیکھا تو واقع
میں دونوں اسقدر زخمی ہیں کہ جھوم رہے ہیں نہ علمشاہ کا وار فریطاکوک روکتا ہے نہ فریطاکوک کا

وار علمشاہ رو گئے ہیں بس یہ دیکھ کر صاحبقران بیتاب ہو گئے کہ ادھر تو نہ نظر ہوا ادھر بھی رستم لشکر لیتا
ہو جو مارا گیا داغ دے جائیگا صاحبقران نے پہونچتے ہی آواز دی کہ یہ کیا جہالت ہے اور کس لئے کی
جنگ ہو لیس اب لڑائی موقوف کرو جب اچھے ہو لینا تو لڑ لینا لیکن ان دونوں میں اسی طرح ہجوم ہجوم کر کھا
چلتی رہی اوری ہی ایک سرے بھی ساعت نہ کی بس امیر نے جاتے ہی ایک ہاتھ سے ہاتھ علمشاہ کا اور دوسرے
ہاتھ سے ہاتھ فریطاکوک عقرب چشم کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے دلاورو بس فریطاکوک عقرب چشم سے کہا
کہ یا امیر افسوس ہے کہ آپ سے حسرت مقابلہ باقی رہ گئی اور اب اسوقت نہ مجھے روکیے نہ رستم کو بلکہ
اس کے فیصلہ ہو جانے دیجیے اب مجھے اپنی زندگی منظور نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے فرزند لیے ہوئے میری
عزت پر حرف آیا یا مجھے ملکہ کو شکست ... امیر نے فرمایا کہ اے فریطاکوک عقرب چشم یہ کیا جہالت
ہے خدا نے مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے خلق کیا ہے ... پھر کسی کی بیٹی کسی کا
بیٹا کیا تم نے ذلیل سمجھتے ہو جو بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو میرا فرزند تمہاری دامادی کے لائق نہیں ہے فریطاکوک
عقرب چشم نے کہا کہ اگر وہ داماد ہوتے تو میرا افتخار تھا اسوقت آپ کی وہ عزت ہے اے صاحبقران جہان
کہلاتے ہیں اور میں ایک پہلوان زبردست کے لقب سے مشہور ہوں لیکن یہ طریقہ بہت برا ہوا کہ عمرو
بن رستم ملکہ کو پوشیدہ طور پر لے کر بھاگے اور علاوہ اس کے ملکہ خداوندزادے کے ساتھ شامل چلی
تھی صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک عمرو بن رستم نے برا کیا اور یہ عذر کہ ملکہ یاقوت شاہ کی منکوحہ تھی
بے فائدہ ہے اس لئے کہ جب ملکہ اس کے ساتھ رضامند نہ تھی تو ملکہ کی شادی اس سے کرنا ملکہ پر ظلم کرنا تھا
اگر تم ملکہ کے قتل پر آمادہ نہ ہوتے تو میں اسیوقت ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دیتا مگر اب ملکہ کو میں اپنے ساتھ
لے جاؤنگا جیسی تمہاری دختر ویسی میری دختر تم ہر طرح کا اطمینان رکھو اب عمرو بن رستم صورت بھی
ملکہ کی نہ دیکھنے پائے گا جسوقت تک میرے تمہارے فیصلہ نہ ہوے گا اور میں مرہم سلیمانی تمہارے
واسطے بھیجتا ہوں تم ایک روز میں اچھے ہو جاؤ گے یہ اشفاق و اخلاق صاحبقران دیکھ کر فریطاکوک
نے گردن جھکالی اور کہا کہ مجھے آپ کی بات کا یقین ہے لیکن افسوس کہ لقا کی طرف سے ہماری کمک کو
ابتک کوئی نہ آیا یہ کہکر اسی حالت زخمداری میں پلٹ کے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہو گیا اور صاحبقران
عالیشان محافہ ملکہ کا اور فرزند زخمی کو ساتھ لیے ہوئے بیٹے ملکہ کو خورشید خاوری کے حوالے کیا اور کہا
کہ یہ امانت غیر ہے خبردار کسی مرد کا اس کا سامنا نہونے پائے جب تک عقد نہووے اور مرہم سلیمانی منگوا کر
علمشاہ کے زخموں میں ٹانکے دلوائے لیکن علمشاہ نے کہا کہ پہلے فریطاکوک عقرب چشم کے واسطے مرہم
بھیجدیجیے اس کے بعد میں اپنے زخموں کا علاج کروں گا امیر نے عمرو کے ہاتھ مرہم سلیمانی روانہ کیا
بیان علمشاہ اس انکار میں بیٹھے ہیں کہ فریطاکوک کے زخموں میں مرہم لگا لیا جائے اور عمرو پھر کے
آلیں تو میں بھی مرہم لگاؤں وہاں فریطاکوک عقرب چشم اپنی بارگاہ میں پہونچا اور اس امر کی خبر
مشہور ہوئی تو سرداران لشکر لقا عیادت کو آئے اور لقا خود سوار ہو کے آیا اس لئے کہ فریطاکوک
عقرب چشم کو طرف بھی بھی دیکھا تھا ہمراہ لقا بہت سے سردار آئے بارگاہ فریطاکوک عقرب چشم
کی بھر گئی اسوقت لقا نے کہا کہ تم لوگ بدکار عورتوں کو لے کے خداوندزادے کی نظر کو آتے ہو
وہ بھاگ جاتی ہیں اور خداوند کو بدنام کرتی ہیں اگر دختر تمہاری خراب تھی تو اسے لے کے تم کیوں آئے
بس یہ سنکے فریطاکوک کو تاب ضبط نہ رہی چونکہ فریطاکوک عقرب چشم نہایت غیرت دار اور عقلمند تھا
اس نے زندگی کو رسوائی کے ساتھ ہیچ جانا تھے میں خواہ ہو بیٹھا اور کہا اے فریطاکوک عقرب چشم

صاحبقران نے مرہم سلیمانی تمھارے واسطے بھیجا تو اور شاہزادہ علمشاہ نے زخمون مین پٹیان نہین
بندھوائی ہین جب تک تم یہ مرہم نہ لگاوگے اُسوقت تک علمشاہ بھی مرہم نہ لگائین گے زخم اسی طرح
ہوا کھا رہے ہین یہ سنکے فریطاکوک نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خواجہ ہمارا سلام آخر علمشاہ کو بھی کہدینا
اور صاحبقران سے بھی تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ اب ہمارے آپکے روز قیامت ملاقات ہوگی لیکن
اتنا خیال رہے کہ یا تو ملکہ کو قتل کر ڈالیے گا اور یا اُس صورت سے عقد کر دیجیے گا جس طرح ان باپ اولاد
کا عقد کرتے ہین ہم تو اب دنیا سے جاتے ہین آپ نے اگر اپنی زبان سے اُس کو دفن کیا ہو تو اب ہمارے
مقام پر آپ ہین اور خواجہ آپ میرے کہنے کے شاہد رہیے گا مین نے لاکھ لاکھ لعنت کی ایسے خداوند پر جس کے
یہان انصاف نہین اور بدل دین اسلام قبول کیا بیشک مذہب اسلام برحق ہے یہ کہکر اُس نے خنجر مارلیا
عمرو ہائین ہائین کرتے رہے لیکن فریطاکوک ایسا تو تھا نہین کہ عمرو اُس کا ہاتھ روک سکتے خنجر سینے
کے پار ہوگیا فریطاکوک ایک تو یونہی زخمون مین چور نوبت بجان ہو رہا تھا اسپر اپنے ہاتھ سے خودکشی کرلی
دم بھر مین پھڑک کے مرگیا لقا کو بھی صدمہ ہوا لیکن یہ ملعون پکارا کہ اے بندگان من مین اس بندے
کو اب بھی اس سے زیادہ تر شہزور کرکے پیدا کرونگا یہ کہکر لقا نے لاش فریطاکوک عقرب چشم کی ایک
چشمہ مین ڈلوادی اور دوسری روایت یہ ہے کہ عمرو یہ حال دیکھ کے واپس ہوئے اور آکے سارا حال امیر سے
بیان کیا صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور امیر نے خود لاش فریطاکوک عقرب چشم اٹھوا کے دفن
کرادی اور دو شب و روز کھانا نہین کھایا بعد اُس کے عقد ملکہ کا عمرو بن رستم کے ساتھ کر تو دیا مگر وہ خوشی
جو صاحبقران کی تھی وہ تو مرنے سے فریطاکوک عقرب چشم کے مٹ چلی تھی تاہم موافق وصیت فریطاکوک
مثل اپنی دختر کے دختر فریطاکوک عقرب چشم پر شفقت فرماتے تھے اُس دن سے یہ بدنامی کا داغ عمرو
بن رستم کے نام سے زندگی میں نہ گیا اور عمرو بن رستم نے بھی اُس روز سے سپہگری ترک کر دی کہ مین
ہاتھون مین چوڑیان پہن لین اب ان سے تلوار کیا اٹھاؤن اگر مین میدان مین کسی کے مقابلہ کو نکلا اور اُس نے
طعنہ دیا تو مرجانے کی جگہ ہوگی اے طیفور تو مجھے مثل عمرو بن رستم کے نہ سمجھ اگرچہ عمرو بن رستم بھی میرے
دادا ہوتے تھے لیکن مین نسل سے شاہزادہ خاور سیاہ کی ہون جو اس ننگ و عار کو کبھی گوارا نہ کرتے
بلکہ وہ بدیع الزمان کو اس بات کا طعنہ دیا کرتے تھے کہ تم وہی ہو کہ گوہر ملک کے ساتھ قفس مین چھپکر
چار باغ گئے تھے یہ بچپنے کے جھگڑے تھے قاسم نے ایسا کبھی نہین کیا اُسوقت طیفور نے عرض کی کہ
یا صاحبقران اگر عورت بن کے جانا آپ کی شان مردانگی وجرأت کے خلاف ہو تو مین آپ کو ایک جوگی کی
صورت بنائے دیتا ہون اور خود آپ کا بالکا بنتا ہون اس ہیئت سے چلکے تماشہ دیکھیے کچھ سوچ کے
امیر نے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین تب بس طیفور بادیہ گرد اُسیوقت امیر کو تیجرفی تہمد بندھوائی
شنقہ پر بھبوت ملا بڑی بڑی جٹین لگا کر خوب زیور پہنایا اور آپ بھی جوگی بچہ بن کر امیر کے ساتھ ہوا اور صاحبقران
کو لے کر چل کھڑا ہوا پہلے تو دور سے تمام ساحل کی سیر دکھائی بعد اس کے امیر سے کہا کہ ان عورتون مین تو
بغیر عورت بنے ہوئے جانا ممکن نہین اب ان سے علحدہ کسی مقام پر ٹھہریے امیر نے کہا ایسے مقام پر ٹھہرو
جدھر ملکہ کے آنے کی امید ہو اس لیے کہ مین نے ملکہ کے حسن کی بہت تعریف سنی ہے جب یہان کی عام صورتین
ایسی ہین تو جو یہان کے لوگون مین حسین سمجھے جاتے ہین وہ کیسے ہون گے طیفور نے کہا کہ یہان سے
قریب ایک مزار ہے کسی درویش کا میلہ کی حد سے الگ بھی ہے اور یقین ہے کہ ملکہ جائے متبرک سمجھکر اُس مزار
پر ضرور آئے گی ابھی کو آپ ذکر نا چاہیے صاحبقران نے فرمایا کہ جو تیری رائے طیفور امیر با توقیر کو ساتھ لیے

بہت دور سے سیر دکھاتا ہوا مزار پر درویش مہربان شاہ کے روانہ ہوا امیر میلے کی سیر دیکھتے چلے جاتے ہیں
کہ جو عورت ہے حسن و جمال میں عدیم المثال ہے اور سوا جوانوں کے کوئی سن رسیدہ نہیں معلوم ہوتی نہ کوئی
بدصورت دکھائی دیتی ہے سب کی سب آپس میں چہلیں کر رہی ہیں کوئی کسی مقام پر نہا رہی ہے کوئی شال ہاتھ
میں لئے ہوئے پھول دریا میں بہا رہی ہے غرضکہ عجب طرح کی چہل پہل تھی نظر کرتی تھی سیر جن نہائی تھی
پھول کوئی بہا کے جاتی تھی | لوٹتے ایک ناک نے اس طرح لکھے | جیسے غرق آسمان میں ہوں تارے
نکلی دریا سے جو پری تمثال | راز پنہاں ہوا زبان حال | صاحبقران سیر کرتے ہوئے مزار
مہربان شاہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک عمارت سنگ مرمر کی کنارے دریا کے واقع ہے زیر گنبد مزار مہربان شاہ
کا ہے اور مزار کے لوح لگی ہوئی ہے لوح پر نام مہربان شاہ کا کندہ ہے صاحبقران نے مزار پر فاتحہ پڑھا طیفور نے
کہا اب آپ بیٹھے دیکھیے تو میں کیا سامان کرتا ہوں لیکن جو کچھ اس سامان میں صرف ہوگا وہ آپ کو دینا پڑیگا
امیر نے فرمایا میں دونگا بس اسوقت طیفور نے زنبیل سے شیشہ آلات نکالے اور سقف میں آویزان
کئے دیواروں میں نصب کئے فرش نہایت پرتکلف بچھایا اور اس فرش پر ایک مسند پائی بچھا دی
اس پر صاحبقران کو بٹھا دیا اور فرشی جھاڑ مردنگ بھی لگا کر قرینے سے روشن کر دیے اس کے بعد بہت
سے گجرے پھولوں کے مرکنول کی شاخ میں لپیٹ دیے اور ایک گجرا امیر کے گلے میں ڈالدیا ایک آپ
نے لیا اور عطر کے قرابے کے قرابے لنڈھا دیے اور کئی قرابے توڑ کے دریا میں بہا دیے اور کچھ طبق
نہایت پرتکلف بنا کے میوہ دیے اس مقبرہ کو ایسا سجا کہ عروس شب اول کا حجلہ بھی اسقدر آراستہ نہوگا
اور ایسی خوشبو نکلی کہ جب ہوا اس طرف سے ہوکے گذری دامن میں اپنے نسیم نے لے کر لی تو جہانتک پہونچی
بسا دیا ہوا بھی اسی طرف کی تھی جدھر میلا تھا اور پانی کا بہاؤ بھی اسی جانب تھا یہ وہ وقت تھا کہ ملکہ اپنے
بجرے پر سوار جھیل کی سیر کرتی ملکہ کے سامنے بیٹھی ہے وزیرزادی ہمراہ بیٹھی ہوئی ہے باقی خواصیں اور
کنیزیں بھی ساتھ ہیں اور بہانا نہیں بجرہ ملکہ کا دھارا الٹا ہوا چلا اس لئے کہ ملکہ ہر سال مزار
مہربان شاہ پر بھی آتی ہے اور کچھ چڑھاتی ہے بجاور اس مزار کا کوئی نہیں ہے جو کچھ ملکہ چڑھاتی ہے وہ صبح کو
جو پہلے پہونچا اسی کی قسمت کا ہوگیا اب اس طرف سے تو بجرا ملکہ کا جا رہا ہے اور اس طرف سے طیفور کے
بہائے ہوئے طبق بہتے چلے آتے ہیں ہوا جب آتی ہے مشام جان کو معطر کر دیتی ہے اور جتنا بجرا آگے بڑھتا
جاتا ہے اسی قدر خوشبو بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے ملکہ حیران ہے وزیرزادی سے کہا کہ آج یہ کیا ماجرا ہے مزار
درویش کی طرف سے تو ایسی خوشبو آ رہی ہے کہ کبھی نہ آتی تھی اور یہ طبق کس نے بہائے ہیں وزیرزادی
نے ہنس کے کہا کہ کسی چاہنے والے نے بہائے ہوں گے آج تو آپ کی سلامتی منانے کا دن ہے یہاں تک
کہ اب مزار مہربان شاہ کا نظر آنے لگا دیکھا ملکہ نے کہ ساری عمارت جگر جگر کر رہی ہے اور بھی تعجب ہوا
وزیرزادی سے کہا کہ ارے دیکھو تو سہی اس مقبرہ کو کس نے آراستہ کیا ہے ہانجیوں نے بجرہ کو اور آگے
بڑھایا ادھر صاحبقران جو کہ بیٹھے ہوئے مالا جپ رہے تھے کہ ایک مرتبہ سامنے سے بجرا ملکہ کا نمودار ہوا
طیفور نے کہا کہ آپ کی کشش ملکہ کو یہیں کھینچ کے لائے گی اور اچھا ہے کہ یہاں تنہائی ہے ملکہ سے باتوں کا
موقع بھی ملے گا اول تو یقین ہے کہ ملکہ خود بھی اس مزار کی زیارت کو منہ ورآئیگی علاوہ اس کے ہم نے
سامان ایسا کیا ہے کہ پیام ہمارا پہونچگیا ہوگا ہے وہ عطر جو ہزاروں روپیہ کا ہم نے لٹا دیا ہے کل
خوشبو ملکہ کو بے چین کرے ادھر بیچیدگی جسوقت بجرا نمودار ہوا اور آراستگی بجرے کی دیکھی تو طیفور
نے اسے کہدیا کہ لیجیے مبارک ہو اس بجرے پر سوا ملکہ کے اور کوئی نہیں ہے کہتے کہتے میں بجرا قریب آیا

دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے اور ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش دزد گوش مرصع پوش دریائے جواہر میں
غوطہ مارے دلہن بنی ہوئی لباس سرخ زیب جسم مسند زرنگار پر بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے چہرہ استقدر
روشن اور صاف ہے کہ جوت پڑتی ہے نگاہ قائم نہیں ہوتی ہے ادھر ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ آج تو
اس مقبرے میں ایک جوگی بھی نظر آتا ہے مگر ہے تو خوبصورت اس نے اس سن میں خدا جانے کیوں یہ
جوگ اختیار کیا ادھر وزیرزادی نے غور کرکے کہا کہ ایک لڑکا بھی تو ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے اس مقبرے
میں جانا اور کچھ چڑھانا ضرور ہے یہ غیر مردوا بیٹھا ہے وزیرزادی نے کہا کہ یہ جوگی ہے جوگیوں سے کون پردہ
کرتا ہے آپ چلئے انھوں نے بجرا ساحل تک پہونچایا ملکہ بجرے سے اتر کر مقبرہ میں داخل ہوئی پہلے تو قبر
مہربان شاہ پر کچھ شیرینی کچھ نقد چڑھایا بعد اس کے پلٹتے وقت جوگی سے کہا کہ آپ یہاں کیسے آئے
ہیں اور اس مقبرے کو کس نے آراستہ کیا ہے جوگی نے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہو اس لڑکے سے پوچھو میں اسوقت
نہیں معلوم کس خیال میں ہوں طیفور جو لڑکا بنا ہوا تھا بولا کہ اے شاہزادی ہم فقیروں کی پھیری ہر طرف
ہی آنکلے لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے کہ ٹکٹکی باندھے ہوئے صاحبقران کی طرف دیکھے جاتی ہے اور صاحبقران
بھی ملکہ کو دیکھ رہے ہیں اور وزیرزادی سے اور طیفور سے باتیں ہو رہی ہیں اسوقت شاہزادی نے
ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے دل افروز ان لوگوں سے زیادہ باتیں کرنا فضول ہے اسلئے کہ
یہ لوگ پنکھیرو ہوتے ہیں کہ آج یہاں کل وہاں بقول حسن سہ مسافرت کوئی بھی کرتا ہے پیت مثل سچ ہے جوگی ہوے
کس کے میت ۔ اسوقت صاحبقران بھی متاثر ہوے اور طیفور سمجھ گیا کہ ملکہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے
امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ بھلا فقیروں اور بادشاہوں کے دوستی کہیں نبھ سکتی ہے کہاں میں کہاں آپ بقول شاعر

کہو کس کو کرے اور کسی پری پیکر کے یارانہ	ارے ایسی کہاں شاہانہ مری صورت فقیرانہ
کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی	محبت میں بھی یکساں ہیں جسکی جب بن آئی

اسوقت وزیرزادی نے یہ شعر پڑھا پہلے تو کچھ اشاروں کنایوں میں
باتیں ہوتی رہیں جب ملکہ نے نام پوچھا تو طیفور نے کہا کہ اے ملکہ تم کس خیال میں ہو یہ صاحبقران
عالیشان ہیں جوگی نہیں ہیں اور میں ان کا عیار ہوں طیفور بادپیگر میرا نام ہے ایک مدت سے تمہارے
حسن کا شہرہ سنتا تھا ظاہر بظاہر آنا خلاف مصلحت تھا اسواسطے یہ بھیس اختیار کیا اور تمہارے ہی شوق دیدار
میں اس مقام پر آکے قیام کیا اور یہ ساری آراستگی تمہارے ہی واسطے کی گئی تھی ورنہ یہ سامان فقیروں
کے پاس کہاں یہ شاہ ایسے ہیں کہ جسے چاہیں شاہ بنادیں چونکہ یہ تاج بخش ہیں اس بناپر تاجداری سے کنارے ہیں
یہ سنکے ملکہ کچھ شرمائی مگر دل میں خوش بھی ہوئی کہ خیر جو شخص پسند آیا وہ مجھ سے بہتر ہے کمتر نہیں ہے ملکہ نے
کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ یہ صاحبقران ہیں طیفور نے کہا کہ میں صورت اصلی امیر کی دکھلائے دیتا ہوں
یہ کہکر منھ صاحبقران کا دھلایا اور اپنا منھ بھی دھویا اور وہ لباس اتارکر جو لباس صاحبقران کا تھا وہ
پہنایا اب جو ملکہ نے حسن و جمال امیر کو دیکھا تو اور بھی شیدا ہو گئی ایک آہ سرد بھر کے یہ شعر پڑھا

جفا شعار تجھکو دیا ہے دل میں نے	تمہارا دوست ہوں ایسا کہ اپنا دشمن ہوں

افسوس کہ دشمن جان پر
دل آیا آپ تو ہمارے ملک کو تباہ کرنے آئے ہیں اور ہم آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں ہائے یہ دل بھی
کیا بُری چیز ہے اسوقت امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ فکر نہ کرو کہ میں تمہارا یا تمہارے باپ کا دشمن ہوں یا
خواہش ملک گیری میں اس طرف آیا ہوں بلکہ میرا ارادہ زلزلہ پر جانا ہے اور راستہ طلسم کا یہی ہے اگر تمہارے
باپ نے مجھے راستہ دیدیا تو خیر ورنہ ضرور جنگ ہوگی یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ مجھے آپ کے
حسن و شباب پر افسوس آتا ہے اگر آتشی کا [illegible] ہوگا اور اگر لڑائی ٹھہری تو اچھا نہ ہوگا یا امیر یہ وہ مقام

نہیں ہے جیسے کوئی نخ لگ گئے اور تین مرحلون کو توڑ کر آپ اس مقام تک آئے ہین وہ ایک کھیل تھا اصل مین تین
قلعہ ہین جو اس ملک کی حفاظت کے لیے حکیم عانی نے تیار کیے ہین ایک قلعہ آبی ہے کہ مالک وہان کا غو غماک
رعد آواز ہے اور دوسرا قلعہ یاقوت نگار ہے اُس کا حاکم محیط آدم خوار ہے اور تیسرا قلعہ زمرد نگار ہے اُس کا قلعدار
پیران سج ابرو ہے یہ مقام نہایت سخت ہین یہان ان مرحلون کو کوئی طے کر سکتا ہے ورنہ یہ ممکن ہے کہ مین آپ کے ساتھ
چلی چلون کیونکہ یہان کی عورت دوسرے مقام پر نہین سکتی اور اس شہر سے باہر قدم نکالا اور نظرون سے
غائب ہو گئی پھر پتہ نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان لہذا مین سمجھائے دیتی ہون کہ جہانتک ہوسکے بگاڑ نہ ڈالیے گا
کہ پھر کچھ نہ بن پڑے گی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ خیر دیکھا جائے گا لیکن یہ فراق کا زمانہ بہت سختی سے گذریگا
لہذا کوئی نشانی اپنی دیجیے ملکہ نے ایک انگوٹھی اور ایک تصویر اپنی صاحبقران کو دی امیر نے تصویر کو گلے مین
پہن لیا اور انگوٹھی ہاتھ مین پہن لی اور اپنی انگوٹھی ملکہ کو پہنائی اور اپنی تصویر ملکہ کو دی بعد اس کے ملکہ نے
کہا کہ اب رات کم رہ گئی ہے آپ بھی اپنے لشکر کی راہ لیجیے اور مین بھی جاتی ہون ایسا نہو میری تلاش مین کوئی
آجائے اور یہ راز فاش ہو جائے صاحبقران نے ایک آہ بھر کے یہ شعر پڑھا حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۔ غرضکہ اُدھر تو ملکہ حسرت سے امیر کی طرف دیکھتی ہوئی اپنے بجرے پر سوار
ہو کے روانہ ہوئی اور ادھر طیفور نے جلدی جلدی سب اسباب اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور صاحبقران کو پھر
راستے سے لشکر مین لایا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے صبح ہونے سے کچھ پہلے امیر اپنی بارگاہ مین پہونچ گئے یہان صبح ہوتے ہی
ملکہ سوار ہو کے اپنے دیوان مین آئی اور میلا دیہیم و برہم ہو گیا جب دوسرا دن ہوا تو حسین سبز قبا نے
وزیر دانشمند سے حکم کیا کہ جاؤ صاحبقران سے شکریہ ادا کرنا اور ہماری طرف سے کہنا کہ مین نے آپ کو اس
کمسنی مین بیحد خلیق پایا ایسا کسی کو نہین دیکھا لہذا بہت چاہتا ہون کہ یا تو آپ تشریف لائیے یا مجھے اپنے یہان
آنے کی اجازت دیجیے کہ مجھے چند باتین آپ سے کہنا ہین وزیر دانشمند خدمت مین صاحبقران کی روانہ ہوا
یہان امیر کو خبر پہونچی کہ پھر وزیر حسین سبز قبا کا آتا ہے فرمایا آنے دو اور کرسی اس وزیر کے لیے بچھوائی جب
دانشمند حاضر ہوا مودب ہو کے سلام کیا امیر نے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کی
کہ بادشاہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یا تو آپ تشریف لائیے اور اگر آپ کو آنے مین تامل ہو کسی
مصلحت سے تو مین خود حاضر ہون مجھے چند باتین آپ سے کرنا ہین فرمایا اے دانشمند میری جانب سے کہدینا
کہ مین تمھارے ملک پر حریفانہ طریقے سے آیا ہون اور تم مجھسے دوستانہ برتاؤ کرتے ہو یہ اچھا نہین کہ اسوقت
تو دوستانہ برتاؤ ہون اور دوسرے وقت ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہے لہذا میرے نزدیک یہ برتاؤ
ابھی مناسب نہین معلوم ہوتا جبتک میرے تمھارے فیصلہ نہو جائے وزیر نے عرض کی کہ یا صاحبقران
تاوقتیکہ بالمواجہ باتین نہون کی فیصلہ کیونکر ہوسکتا ہے بذریعہ پیغام کب تک رہے گا اس مین طول ہوگا
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر یہی ہے تو بہتر ملنے کی یہ صورت معلوم ہوتی ہے کہ بیچ مین ایک خیمہ نصب کیا جائے
اس طرف سے ہم جائین اور اُس طرف سے بادشاہ کو اپنے لاؤ اسی خیمہ مین ملاقات ہو اور باتین ہون بلکہ
خیمہ مین نصب کرائے دیتا ہون وزیر نے عرض کی کہ یہ راے نہایت مناسب ہے چلتے وقت صاحبقران
نے پھر اس کو خلعت سے سرفراز فرمایا وزیر دانشمند صاحبقران کی تعریفین کرتا ہوا اُدھر روانہ ہوا ادھر
امیر نے نصف راستے پر خیمہ نصب ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک تخت بچھایا جائے اور ایک دنگل
اُسیوقت جنرل عادی سامان ہمراہ لے کر روانہ ہوئے وہان وزیر دانشمند نے بادشاہ سے تمام
واقعات گذشتہ بیان کیے اور یہ کہا کہ صاحبقران نے درمیان راہ مین خیمہ نصب کرایا ہے اور فرمایا ہے کہ

پنجہ ہم بڑھین اور کچھ حسین سبز قبا راستے مین ملاقات ہو اور وہین خیمہ مین بیٹھ کے باتین ہو جائین
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ امیر نہایت دانا معلوم ہوتے ہین اب ان کو تو اس انتظار مین چھوڑا جا
ہے کہ خیمہ تیار ہو تو جائین لیکن بیان ہے

چند کلمہ داستان تہمتن زور آور یعنی شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان کیے جاتے ہین اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خواور دیگر سرداران لشکر اسلام کا گذارش ہوتا ہے غزل

بزم مین ہم جو پری اُن کی نظر دیکھین گے
زندگی ہے تو ہم اک دسپو مر دیکھین گے
اُسکے دل مین نہ لپٹینگے اگر اپنی جگہ
کوئی پھولا جو وہ گلشن مین شجر دیکھینگے
آبرو خاک مین ملجائیگی اے ابر بہار
ہم کسی غنچہ کی مٹھی مین جو زر دیکھین گے
ہم کبھی کوچۂ الفت مین نہ رکھین گے قدم
اپنی آہون مین اگر کچھ بھی اثر دیکھین گے
نقص مجھ مین جو کوئی ہو تو یہ اُن کا کمال
تیری آمد جو ہم اے رشک قمر دیکھین گے
اپنے ملنے کا یہی رنگ رہا واللہ
جب تری شکل ہم اے رشک قمر دیکھینگے
ضعف بڑھکر ہمین اُن دو سے رہیگا طلب
مجھے گریان جو ہم اے شمع سحر دیکھین گے
جو تمہارے لب رنگین سے محبت ہی کو
ہر جگہ عشق حقیقی کا اثر دیکھین گے
شعر رنگین ہین وہ مری وصل کی گستاخی سے
ہم نہین ملنے کے ایک نظر دیکھین گے

اپنے نالون کا پھر اُسوقت اثر دیکھینگے
ہون گے وہ جا کے دل تیر نظر سے زخمی
پھر شکایت نہو ہم بھی کوئی گھر دیکھین گے
قہر ڈھائینگی یہ دزدیدہ نگاہین اُن کی
جوش تھا مرے دیدۂ تر دیکھین گے
جو بہر سو ہو وہ اوروں کو بھی کھو دیتا ہے
کچھ بھی اس راہ مین گر خوف و خطر دیکھینگے
چونک اُٹھتے ہین وہ آہون سے گران ہو جو کون
پھول جائین گے اگر داغ جگر دیکھین گے
راہ پر پھول وہ اور قبر کی ہوئی منزل
سب شتابینگے جسے اہل ہنر دیکھین گے
اپنے سینے سے لگا لین گے وہ سر تیغ
یاد ہین دیکھینگے ہم ہاتو کر دیکھین گے
جانینگے سینۂ پر داغ کسی عاشق کا
وہ نہ بھولے سے بھی برگ گل تر دیکھینگے
ہم یہ جانین گے کہ دولت سے ہین سیل
چار آنکھین نہ کرین گے نہ ادھر دیکھینگے
قتل ہونے کا ہمین شوق بڑھا ہی ایسا

پانون اپنا رہ الفت مین بھی دھر دیکھینگے
وہ جو ہر بار ادھر او ادھر دیکھین گے
تن پر داغ ہا سا آتشین یاد آئیگا
دل چرا لین گے جو وہ اک نظر دیکھینگے
صاف جانینگے کہ ہر بال کسی مسک کا
ہوش گم ہونگے جو اُس قد کی کمر دیکھینگے
اُن سے ہم وصل کے اُسوقت چھڑانے دیکھینگے
گریبان تیرا ہم اے بادہ کو دیکھینگے
سگ داغ جنون نذر کرین گے بڑھ کر
الحذر ہم یہ قیامت کا سفر دیکھین گے
داغ پر داغ پڑین گے دل غمدیدہ مین
ایکدن ہم یہ محبت کا ثمر دیکھین گے
یاد آجائے گا فرقت کی شبون کا رونا
ہم سیہ بخت جو دنیا مین سحر دیکھین گے
نظر آئے گا بتون مین بھی خدا کا جلوہ
جب تڑپتے ہوئے دل اور جگر دیکھین گے
حشر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے تم کو
پاس جب دیکھینگے ہم اُن کی کمر دیکھینگے

ہے بزم مین سخن طوطی خوش نوا
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم تو قلعہ سنگین حصار مین رونق افروز ہین اور یلغار دیوانہ حاضر رہتا ہے ایک روز چند دیوانون نے آکر خبر دی کہ یہان سے قریب شہر کافوریہ ہے اور بعضے اس کو شہر شہابیہ بھی کہتے ہین شمعون آدمخوار وہان کا حاکم ہے اب اُن آدمخوارون نے بہت سر اُٹھایا ہے وہ اپنے ملک سے نکلتے ہین اور جہان کہین اُن کو جو شخص ملجاتا ہے اُسے پکڑ کے لے جاتے ہین اور بھون کے کھا جاتے ہین یہ سنکے یلغار دیوانہ نے کہا کہ مین آدمخوار کو اس ناشایستہ حرکت کی سزا دونگا یا تو مین نے اسے اور کہ بندگان خدا کو اس ظلم و ستم سے بچایا اور یا خود بھی لقمہ دہان آدمخواران ہوا یہ سنکے صاحبقران اولوالعزم

سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ تم اس جگہ قیام کرو میں جاؤنگا اور اس آدمخوار کو سزائے معقول دونگا
یہ فرما کر شاہزادہ سکندر رستم خو اٹھ کھڑے ہوئے سکندر کے ساتھ تمام سرداران اسلام اٹھ کھڑے ہوئے
اور کہا کہ ہم بھی چلیں گے یہاں خالی بیٹھے ہوئے کیا کریں نہ جنگ ہے نہ کوئی اور شغل ہے سکندر نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے یہ تمام سرداران اسلام مرکبوں پر سوار ہوئے سکندر نے دیوانہ بلغ سے فرمایا کہ زبانی
ہرکاروں کی معلوم ہوا ہے کہ شہر شاہیہ یہاں سے قریب ہے اگر بادشاہ انجم حصار کی جانب سے تمہارے ملک
پر چڑھائی ہو تو ہمیں اطلاع کرنا ہم فوراً تمہاری مدد کو آئیں گے یہ فرما کر صرف ایک دیوانے کو براے رہبری
ساتھ لیا اور شکار کھیلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے جانب شہر شاہیہ روانہ ہوئے اب حال شہر شاہیہ کا سنیئے
شمعون آدمخوار انتظار میں جواب نامہ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا اس نے کہ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہیں اور
ایک لاش ساتھ ہے پوچھا کہ کیا ہوا انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد صاحبقران سے ملک ضحاکیہ میں
آیا ہوا ہے جب ضحاک خودپسند سے لڑائیاں رہیں آخر ضحاک نے اطاعت اس کی اختیار کی اسی کے
ساتھ ملکہ کی شادی کر دی جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ضحاک خودپسند مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بہت
ڈرا اور نامہ طیمور کو دکھایا طیمور نے نامہ کو چاک کر ڈالا اور نامہ دار کو مار ڈالا بس یہ سنتے ہی شمعون
آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اس نے عقاب آدمخوار کو ایک لاکھ فوج کا حاکم کر کے حکم دیا کہ جا کر اس
طفل سرکش کو اسیر کر لا اور شہر ضحاکیہ کو تاراج کر دے عقاب آدمخوار لاکھ جوانان آدمخوار اپنے ساتھ
لے کر جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا یہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور کا دل گھبرایا ضحاک شاہ سے کہا کہ
میں واسطے شکار کے جاتا ہوں اگر کوئی آدمخوار آپ کے یہاں یورش کرے تو مجھے اطلاع دیجیے گا میں
فوراً اس کے سرکوبے کے حاضر ہوں گا ضحاک نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے شاہزادہ طیمور شیر پرور سامان
شکار اپنے ساتھ لے کر جانب صحرا روانہ ہوئے جس روز طیمور واسطے شکار کے صحرا کی جانب روانہ ہوئے
اس کے دوسرے ہی دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار سپہ سالار لشکر آدمخواران آج
ایک لاکھ آدمخواروں کی جمعیت سے آتا ہے یہ سنتے ضحاک تھرا گیا اور کہا کہ کسی کو واسطے اطلاع کے طیمور
شیر پرور پاس روانہ کرو یہ سنکے افسران فوج نے عرض کی کہ یوں تو حضور کا اختیار ہے لیکن اگر ایسا کیجیے گا
تو طیمور اپنے دل میں کہیں گے کہ شہر ضحاکیہ کے رہنے والے بڑے بزدل ہیں ہم جاں نثار کس دن کے
واسطے ہیں ابھی دو ایک میدان ہمیں لڑنے دیجیے اگر جنگ سر نہ ہوگی تو اطلاع دیجیے گا اور عجب
نہیں ہے کہ دو ہی ایک دن میں وہ خود تشریف لے آئیں اس لیے کہ آدمخواروں سے بگاڑ کا باعث
وہی ہوئے ہیں ان کو معلوم ہے کہ آدمخواروں سے مقابلہ کی نوبت ضرور آئے گی ضحاک خودپسند
خاموش ہو رہا مندویل چوب گردان سپہ سالار تھا اس نے فوج کو شہر کے باہر لا کے خیمہ برپا کیا
تھوڑا سا دن ہوگا کہ مندویل سامنے اپنے خیمے کے ٹہل رہا ہے سیر صحرا میں مصروف ہے کہ یکایک از
پردۂ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین
پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ
سوار کا نمودار ہوئے پھریرے علموں کے سیاہ تھے ہر پھریرے پر بخط سرخ تعریف بتوں کی تحریر تھی اور
سب کے آگے سب کے ایک گبر سیہ فام بوم سیرت دیو صورت کریہ منظر کرگدن سا جو سوار پشت پر
ایک لاکھ آدمخوار ناخون بڑھے ہوئے گینڈوں پر سوار نمودار ہوئے آمد اس فوج کی دیکھ کر لشکر
ضحاک خودپسند کے زہرے آب ہو گئے جی چھوٹ گئے عقاب آدمخوار نے مقابلہ میں خیمہ برپا کیا اور

مندویل چوب گردان پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو جاکر اپنے بادشاہ کو سمجھا کر اُس طفل
کو باندھ کے بھیجدے اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ہمارے حوالے کر تو تیرے حق مین بہتر ہو ورنہ ایکدن
مین شہر کو تاراج کردونگا جسوقت یہ پیام عقاب آدمخوار کا مندویل کو پہونچا اس نے جواب مین
کہلا بھیجا کہ کیون تیری شامت آئی ہے اگر جان اپنی تجھے عزیز ہے تو پلٹ جا ملکہ اب ملک غیر ہو چکی تو پرائے
ناموس کو طلب کرتا ہے یہ کس ملت و مذہب مین جائز ہے اب ایسا ہے وہ کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا قسمت
تیری اچھی تھی کہ وہ شیر یہان موجود نہین ہے جس نے نامہ دار کو اسکی بدزبانی کے عوض مین سزا سے
موت دی تھی ورنہ تیرا بھی یہی انجام ہوتا لیکن اگر تو مقابلہ کریگا تو ضرور اُس شیر بیشۂ شجاعت کے
ہاتھ سے زک اُٹھائیگا اور جبتک وہ شہریار نہین ہے ہم سب تلوار اُس کے جانباز لو موجود ہین
یہ جواب سنکر عقاب آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اسی برہمی کی حالت مین اس نے طبل جنگ بجوا دیا
یہان مندویل چوب گردان نے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون
مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو عقاب آدمخوار ایک لاکھ
سوارون سے میدان مین آکر صف آرا ہوا اس طرف سے مندویل چوب گردان اپنی فوج کو لے کر
پہونچا اور صفین باندھ کے کھڑا ہوا دونون جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو
صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھالا میدان کو
مثل آئینہ کے صاف کردیا جسوقت میدان تیار ہوچکا اور نقیب نقابت کرچکے تو عقاب آدمخوار میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے قہرمان تبرزن نکلا عقاب آدمخوار سے سامنا کیا عقاب
آدمخوار قہرمان کو دیکھکر ہنسا اور کہا کہ تو مجھ سے کیا مقابلہ کریگا جا کے جنگل کی لکڑیان کاٹ یہ تبر تیرا
مجھ پر اثر نہ کریگا یہ کہکر تلوار ماری قہرمان نے وار اُس کا سپر پر روک کے تبر مارا عقاب آدمخوار
نے تبر کو تلوار سے قلم کرکے دوسرا وار کیا کہ یہ بیچارہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوا بعد اس کے اقمر تبرزن نکلا
یہ بھی مارا گیا تین پہر کی میدانداری مین تیرہ سردار جان سے مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور جو مارے گئے
اُن کو آدمخوارون نے اُسیوقت سب کے سامنے نوچ نوچ کے کھالیا آخر مندویل چوب گردان نے
خود عزم مقابلہ کیا اور مرکب کو چمکا کر سامنے عقاب آدمخوار کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی
مندویل نے نیزہ عقاب کے ہاتھ سے ببرکت اسلام ہوائی کیا بس تھا ہون مین اُس کے دنیا
تیرہ و تار ہو گئی تلوار کھینچ لی اور مندویل چوب گردان پر وار کیا مندویل نے سپر بلند کی لیکن تیغہ
لنگر دار تھا سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر بیٹھا عقاب نے جھٹکا مارا تیغہ تا دوابروا اتر آیا مندویل نے داستانہ
مارا تیغہ کو جھٹکا سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی عقاب آدمخوار چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ
مار کر کام اس کا بھی تمام کردون اور بھون کے کھا جاؤن کہ تمام فوج دوڑ پڑی اُس طرف سے آدمخوار
آپڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی فوج ختا کیہ نے کسی طرح مندویل کو بچا لیا اور اپنے سردار زخمی کو لیکر لڑتے
ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور آدمخواران کو پسپا کرتے ہوئے تا لب خندق آئے فوج ختا کیہ بھاگ کر قلعہ
مین پناہ گزین ہوئی عقاب آدمخوار نے اپنی فوج کو منع کیا اور کہا کہ آج کے کھانے کا سامان تو ہو گیا
بہت سی لاشین ہین انہین کھاؤ صبح کو دیکھا جائے گا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جا سکتے
تو سہی جو پہر بھر کے اندر مین نے قلعہ خالی نہ کرا لیا یہ کہکر اس نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا فوج اتر پڑی اور
آدمخوارون نے خوب لاشین بھون بھون کے کھائین جب کھانے پینے سے فراغت ہو چکی تو عقاب آدمخوار

نے طبل جنگ بجوا دیا اور خیمہ میں جا کے سو رہا لیکن ضحاک خود پسند نہایت خائف ہوا قریب تھا کہ شہر
چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرے لیکن ضمیر اختر شناس نے چند سواروں کو تلاش میں شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے روانہ کیا اور آراستگی قلعہ کا حکم دیا لوگ طیمور کی تلاش میں روانہ ہوئے یہاں قلعہ والوں نے قلعہ کو
خوب آراستہ کیا توپیں چڑھا دی گئیں ماننے کا مثوالا گندھک کا بولا بارود کے ہانڈے تیل کا کڑاہ سب
چیزیں درست کر رکھیں جب صبح ہوئی تو عقاب آدمخوار اپنے کرگدن مست پر سوار ہوا اور کوئی پانچسو آدمخوار
اپنے ہمراہ لے کر قلعہ کی راہ لی ادھر رستم قلعہ والوں نے فیل بند دروازے پر سے دوربین لگا کے دیکھنا
شروع کیا جب اندازہ کر لیا کہ یہ لوگ زد پر آ گئے ہیں تو گولہ اندازوں کو حکم دیا توپخانہ رعد آواز نوازش
میں آیا اور قلعہ پر سے توپیں چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ زمین کو زلزلہ پیدا ہو گیا تمام صحرا دھواں دھار ہو گیا
جتنے آدمخوار تھے سب مارے گئے پانچسو لاشیں میدان میں ڈھیر ہو گئیں ایک بھی پلٹ کے نہ جا سکا اور
نہ آگے بڑھ سکا لیکن عقاب آدمخوار کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ گولوں کو روکتا ہوا بر لب خندق جا
پہونچا جب اہل قلعہ نے اپنے علم میں ایک ایک ذرہ بیابان کا اڑا دیا تو ہاتھ روکا اور دیکھنے لگے ہوا نے
تھوڑی دیر میں دھواں منتشر کر دیا اب جو دیکھا تو عقاب آدمخوار بر لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے
بس انہوں نے ماننے کا مثوالا گندھک کا بولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب حربے بھی لیے لیکن عقاب
آدمخوار نے ان کو بھی رد کیا اور گرز پکڑ کر دروازہ قلعہ کی طرف بڑھا اب تو اہل قلعہ مصروف دعا ہوئے
ضحاک شاہ نے چور دروازے سے ملکہ کو لے کے نکل جانے کا قصد کیا لیکن فوج آدمخواراں نے قلعہ کے
چار جانب محاصرہ کر لیا ملکہ نے بیتاب ہو کے بال سر کے کھول لیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکساں و
اے داد رس غریباں اب اس وقت مشکل میں سوا تیرے جان و آبرو کا بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا ہے ہنوز
ورد زبان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا عقاب آدمخوار بھی ٹھہر گیا کہ
انتظار کر لینا چاہیے جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرم صاحبقران دوراں یعنی شاہزادہ طیمور
شیر پرور پیدا ہوا اسے رات ہی کو خبر ملی کہ آدمخواروں نے یورش کیا ہے پشت پر چند رفیق ساتھ تھے اور یہ
شکار آرائیوں پر ہمراہ تھا اہل قلعہ نے تو طیمور کو دیکھتے ہی نقارہ شادمانی بجائے اور دروازہ قلعہ کا
کھول دیا اور طیمور نے نعرہ کیا کہ او آدمخوار بدکردار کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آپہنچا
عقاب آدمخوار پلٹا اور کہا کہ مجھے بھی تیری ہی زیادہ تلاش تھی طیمور نے آ کر عقاب کا سامنا کیا
عقاب آدمخوار نے نیزہ مارا طیمور نے چند طعنوں میں نیزہ ہاتھ سے عقاب آدمخوار کے ہوائی کیا اسنے
جھلا کر تلوار ماری طیمور نے پھینکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی دوسرے ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور دہنا ہاتھ کمر زنجیر
کے بند میں ڈال کر جو زور کیا تو عقاب آدمخوار کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں طیفور خرد
پرور کے حوالے کیا اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کر کے داخل خیمہ ہوئے رات آرام سے بسر کی صبح کو عقاب کو
طلب کیا داروغہ زندان نے عقاب کو حاضر کیا طیمور نے فرمایا کہ میں نے تجھے کس طرح زیر کیا عقاب نے کہا
جس طرح صیاد زاغ و زغن کے پر باندھ دیتے ہیں اس طرح آپ نے میری مشکیں باندھیں فرمایا کیا کہتا ہے مذہب
کے بارے میں عقاب نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جب میں زیر ہو گیا تو مجھے اطاعت میں کب انکار ہو سکتا ہے
جو آپ کا مذہب وہ میرا مذہب شاہزادے نے قید اس کی دور کرا دی اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا عقاب
آدمخوار مثل طوطے کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور طیمور سے اجازت لے کر اپنے لشکر میں آیا اپنے عیاروں سے
کہا کہ میں نے خوف جان سے اطاعت اختیار کر لی ہے اگر تو کسی طرح اس نوجوان کو اسیر کر لے تو میں اسے بادشاہ

کی خدمت مین لے چلون ورنہ جس وقت اسے معلوم ہوجائے گا کہ مین بدل مطیع نہین ہوا ہون تو یہ زندہ
نہ چھوڑے گا مہتر فریب عیار نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین مین آج ہی شب کو اُسے اسیر کر لاؤن گا یہ کہکر
اس نے صورت اپنی ایک گھسیارے کی سی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھکر جانب لشکر طیمور شیر پرور
روانہ ہوا جس سوار نے دام پوچھے اسقدر زیادہ بیان کیے کہ اُس نے دام بھی نہ لگائے مہتر فریب
گٹھا گھاس کا لیے ہوئے سارے لشکر مین پھرا کیا جب بارگاہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کے قریب پہونچا تو
گٹھا سر سے اُتار کے ایک مقام پر بیٹھ گیا شام تو ہو ہی چلی تھی وہ گٹھے کو رکھا ہوا پشت بارگاہ کی طرف آیا
اور اُسی گٹھے کی آڑ مین بیٹھ رہا لوگ اس طرف سے آئے گئے کسی نے کچھ خیال نہ کیا جب زلف لیلائے
شب کمر تک پہونچی اور شاہزادہ نے آرام فرمایا تو یہ مکار نزدیک خیمہ کے آیا پشت خیمہ چاک کیکے پروانے
بیہوشی کے اُڑائے وہ شمع پر آ آ کر جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو بیدار باری پر تھے وہ بیہوش ہوئے
بس مہتر فریب اندر بارگاہ کے آیا نیچہ بیہوشی ہاتھ پر چڑھایا قریب دماغ کے لایا جب طیمور نے اوپر کی ہنس
کھینچی اس نے تمام بیہوشی دماغ مین پھونک دی شاہزادہ بیہوش ہوگیا اُسوقت مہتر فریب نے چادر
عیاری کمر سے کھول کر پشتارہ باندھا اور سے نکلا کہین کتے کی چال کہین سانپ کی چال چلتا ہوا پہریدارون
کی نگاہون سے بچتا ہوا صاف نکلا چلا گیا وہان عقاب آدمخوار نے کوچ کی تیاری چپکے چپکے کر رکھی تھی اور
آپ انتظار مین بیٹھا ہوا تھا پہر رات باقی ہوگی کہ مہتر فریب پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے
عقاب آدمخوار کے ڈالدیا یہ ملعون نہایت خوش ہوا اور اُسی عالم بیہوشی مین جلدی جلدی ہتکڑیان
بیڑیان ڈالدین دوہری قید مین جکڑ کے عرابے پر ڈالا اور کوچ کرکے طرف شہر شہابیہ کے روانہ ہوا یہان
صبح کو جو لوگ بیدار ہوئے تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے ہوئے خدمت مین ضحاک خودپسند کے
پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ شب کو بستر خواب پر سے غایب ہوگیا ضحاک خودپسند نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ غضب ہوا یہ فعل سوا عقاب آدمخوار کے دوسرے کا نہین ہے دریافت کرو لشکر مین ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار کچھ رات رہے سے کوچ کرکے مع لشکر فرار ہوگیا اب تو سب کو یقین ہوگیا
ضحاک نے ضمیر اختر شناس کو طلب کیا اور کہا کہ تم علم نجوم مین کمال رکھتے ہو بتاؤ تو کہ رہائی شاہزادہ
کی کس کے ہاتھ سے ہے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے نظر مین رکھکر جو غور کیا تو معلوم ہوا
کہ رہائی طیمور کی ایسے شخص کے ہاتھ سے ہے جو بیان نہین ہے بادشاہ سے بیان کیا کہ آپ پریشان نہون شاہزادہ
بہت جلد رہا ہوجائے گا اور آپ سے بہت جلد آکر خیر و عافیت کے ساتھ ملے گا ضحاک خودپسند تو
خاموش ہو رہا لیکن حال شاہور شیر دل کا سنیے کہ جب اسے طیمور کے غائب ہوجانے کی خبر معلوم
ہوئی تو اس نے خیمہ مین آکر دیکھا پیرا عیار کا پہچانا نشان قدم دیکھتا ہوا تعاقب مین روانہ ہوا دیکھا کہ
جہان لشکر عقاب آدمخوار کا اُترا ہوا تھا اسی مقام تک پیرے کے نشان ہین اُس کے بعد ایک شخص کے
نشان پا نہین بلکہ کل لشکر کے نشان قدم ہین یہ سمجھ گیا کہ یہ ملعون بدل مسلمان نہوا تھا جواب نے دغا کی
عیار سے چوروالیا اور خود بھاگ گیا خیر کہان جائے گا یہ دل سے باتین کرکے تعاقب عقاب آدمخوار
مین روانہ ہوا لیکن اول حال عقاب آدمخوار کا سنیے کہ یہ بھاگا بھاگ خدمت مین اپنے بادشاہ
شمعون زنگی کے پہونچا اور قید طیمور شیر پرور کی پیش کی شمعون آدمخوار سمجھا کہ میرا سردار اسے
زیر کرکے لایا ہے کہا ہوشیار کرو جب طیمور شیر پرور کو ہوشیار کیا طیمور نے اپنے کو ایک نئے مقام پر دیکھا
نئے لوگ جمع پائے سمجھا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کرلی شمعون نے کہا کہ اے شخص یہ

یہ خواب نہین ہین بیداری ہو ہوشیار ہو اور دیکھ کہ تو کس حال مین ہو اور مآل تیرا اس سے بدتر
ہوا چاہتا ہے بس اسی منہ پر تو نے دعوائے زور و طاقت کیا تھا اور ہمارے فرزند کی شمشیر کو اپنے
قبضہ مین کیا تھا کہ میرے سردار نے تجھے کس ذلت و خواری سے اسیر کیا یہ سنکے طیمور چونکا اور دلمین
سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ عقاب آدمخوار نے بدل اسلام قبول نہین کیا تھا اور یہی مجھے اسیر کرکے لایا ہے
فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی تیرا سردار مجھے کیا زیر کرے گا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے عیار کے ذریعہ
سے مجھے گرفتار کرایا ہے مین نے سر میدان اسے زیر کیا تھا اور اس نے دین اسلام قبول کرکے میرے
ہاتھ سے امان پائی تھی بعد اس کے مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور مین یہان کس طرح آگیا یہ سنکے شمعون
آدمخوار اپنے سردار کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تو نے اسے کیونکر اسیر کیا عقاب آدمخوار نے
کہا کہ واقع مین یہ سچ کہتا ہے مین تو کیا ہون عالم مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا مین وہ پہلوان
ہون کہ دو دو تین تین روز لڑا کیا ہون اور اس کو سنا ہے کہ نو نو دن تک مقابلہ کرتا ہے اور مجھے اسنے
آن واحد مین اسیر کرلیا تھا یہ سنکے شمعون آدمخوار کے ہوش اُڑ گئے اور اس نے کہا کہ چارچی سے
کہو چارچ دے کہ کل ہم اسے قتل کرکے گوشت اس کا تقسیم کرینگے اسے تبرک سمجھنا چاہیے جس کو
گوشت اس خداپرست کا کھانا منظور ہو وہ آئے اور طیمور کو زندانخانے مین بھجوا دیا چارچی نے چارچ
دیا دوسرے روز صبح کو شمعون آدمخوار مع فوج بیشمار میدان مین آیا اپنے سامنے ایک طشت
منگوایا اور جلاد سے کہا کہ اس طشت مین خون اور گوشت اس کا جمع کر قصاب بھی آکے جمع ہوئے
اور جلاد سرخ لباس پہنکر تیغ بکف کھڑا ہوا اور سردار وغیرہ زندان نے قید طیمور کی یہان پہونچائی
مہتر شاہور شیردل اُسوقت پہونچا کہ گرد تماشائی جمع تھے اور طیمور زیر تیغ بیٹھا تھا شاہور نے
افسوس کیا کہ مین ایسے وقت پہونچا کہ اپنے آقا کو بچا بھی نہین سکتا خیر دیکھا جائیگا اس نے گوپن
ہاتھ مین لی اور تماشائیون کے غول مین صورت بدل کے کھڑا ہو رہا جسوقت شمعون آدمخوار نے
حکم قتل دیا اور جلاد تیغ کھینچکر سر پر طیمور کے آیا تو طیمور نے فلک کی طرف دیکھا اور جلاد نے تلوار اٹھائی
چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے کہ شاہور نے پتھر مارا سر پر جلاد کے پڑا مغز سر پاش پاش ہوگیا جلاد پھڑک کے
زمین پر گرا اور مرگیا ایک غل ہوا کہ یہ کون ہے تماشا شاہور اس غول سے نکلکر دوسرے غول مین کھڑا ہو رہا
شمعون نے دوسرے جلاد کو حکم دیا یہ خنجر کھینچکر سر پر آیا پیترا بدلا چاہتا تھا کہ ہاتھ مارکے کام اس کا
تمام کرون کہ شاہور نے پھر پتھر مارا یہ پتھر کلائی پہ جلاد کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھٹ پڑی لیکن اسکی خبر
مہتر فریب نے دیکھ لیا آواز دی کہ کہان جاتا ہے مین نے دیکھ لیا یہ کہکر اس نے نیمچہ عیاری کھینچا اور شاہور
پر آپڑا ادھر شاہور نے نیمچہ کھینچا دونون مین چلنے ہونے لگے لوگ ادھر متوجہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ
ہے ادھر شمعون کو یہ انتظار ہے کہ یہ اسیر ہولے تو قتل کا حکم دون ایسا نہو کوئی اور پوشیدہ ہو اور
پتھر مارکے جلاد کا کام تمام کرے قضائے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ سکندر رستم خونخوار شہر بابل
کی طرف چلے آتے تھے دیکھا کہ ہجوم ہے آئندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ بیان کیا آج کوئی میلا ہے یا عرس ہے
معلوم ہوا کہ ایک خداپرست گرفتار ہوکے آیا ہے وہ قتل کیا جائے گا اور گوشت اُس کا تبرک سمجھ کر
ریشہ ریشہ تمام آدمخوار کھینگے سنتا ہے کہ وہ نہایت زبردست ہے کوئی اُس سے مقابلہ مین سربر نہو
آخر عیار نے اُسے بیہوش کرکے گرفتار کیا یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آیا کہا کہ مدد اُس کی واجب ہے ایک تو
یہ کہ خداپرست ہے دوسرے بہادر بھی ہے نہین معلوم وہ کون شخص ہے سکندر نے باگ گھوڑے کی لی

ساتھ ہی سکندر کے اور سرداران اسلام بھی دوڑ پڑے اور نعرہ کر کے بجنگ شمعون آدمخوار
پر گرے آدمخوار حیران تھے کہ یہ لوگ کہان سے آپڑے انھون نے بھی تلوارین کھینچین اور لڑنے لگے
طیمور نے جو نعرہ سکندری کی آواز سنی قید کو توڑ ڈالا ایک سوار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ یہ تو نکلا
جاتا ہے طیمور نے وار اس کا خالی دے کر ہتکڑی کھینچ ماری کہ سر اس کا مینا چشم بار بکر گرا شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے اس کا مرکب اپنی زیر ران کیا اور تلوار اس کی چھین کر لڑنے لگے شمعون آدمخوار
نے کہا کہ مار کر اس کو جانے نہ پائے تمام فوج ان سردارون پر یورش کر کے چلی دیکھا طیمور نے کہ فوج
بہت ہے اور سرداران اسلام بغیر فوج کے آئے ہین کہان تک قتل کرینگے لڑائی کا سر ہونا بہت دشوار
ہے پس انھون نے جو مرکب کو رانون مین مسلا تو تخت شمعون آدمخوار کی طرف چلے ادھر عقاب
آدمخوار نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے ترکون کی طرح مجھے باندھ لیا تھا اس سے الجھنے مین سوا ذلت
کے اور کچھ حاصل نہوگا پس اس نے شاہزادہ سکندر کو تو کا سکندر رستم خو نے بڑھ کے آواز دی
عقاب تم آدمخوار نے تلوار ماری سکندر نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوے ادھر شہاب شمعرو نے شہنشاہ صف شکن پر ارہ پشت نہنگ مارا
شہنشاہ صف شکن نے ارہ کو قلم کیا اور ہاتھ ایسا مارا کہ شہاب آدمخوار کے دو ٹکڑے ہوے
اسی طرح سرداران اسلام نے بڑے بڑے موذیون کو مارا ادھر طیمور شیر پرور قریب تخت شمعون
کے پہونچے شمعون نے ساطور مارا طیمور نے مرکب کو دبایا اور زیر بغل پہونچ کے ہاتھ پکڑ لیا دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو شمعون آدمخوار کو سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے
شناخت پروردگار کی یا نہین شمعون نے کہا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ پونے دو سو خداوندون کو
چھوڑ کر ایک کی اطاعت و بندگی اختیار کرون پس طیمور شیر پرور نے اس کو اچھال دیا اور گرتے وقت
چورنگ ہوائی کیا جتنے یہ بڑے بڑے آدمخوار تھے وہ سب سرداران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے
جن کو راستہ مل گیا وہ بھاگ کھڑے ہوے جو گر گئے تھے انھون نے صوت امان بلند کی طیمور نے
فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے بدل و جان قبول کیا غازیان اسلام نے ہاتھ روکا اور ایوان شاہی
مین آکر تمام سردار طیمور سے بغلگیر ہوے اور پوچھا کہ آپ یہان کیونکر گرفتار ہوکے آئے طیمور نے
تمام سرگذشت بیان کی جب لوگون نے صاحبقران کی خیر خیریت دریافت کی تو طیمور نے کوئی جواب
نہین دیا اور چہرہ پر کبیدگی سی پیدا ہوئی بعد اس کے روساء شہر و حوالی شہر آنے لگے نذرین گذرنے
لگین طیمور نے ایک ایک کا حال پوچھنا شروع کیا ایک شخص نے آکر نذر دکھائی کہ نام اس کا قوہاک
باطن تھا طیمور نے حال اس کا پوچھا اس نے نام تو بیان کیا لیکن جب پتہ سکونت کا پوچھا تو چپ ہوگیا اور
رونے لگا اسوقت طیمور نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہے کا قوہاک باطن نے عرض کی کہ کسی وقت
میرا باپ اس مقام کا حاکم تھا آج اسی کا بیٹا مثل رعایا کے آپ کے سامنے کھڑا ہے طیمور نے کہا کہ تیرے
باپ کا ملک کیونکر ضائع ہوا اس نے عرض کی کہ انھین آدمخوارون نے یورش کی پہلے یہ جنگل اور پہاڑون
مین رہتے تھے اور میرے ملک سے لوگون کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے اور کھاتے تھے آخر فغفور تاجدار
میرے باپ نے فوج کشی کی لیکن شکست کھائی مین صغیر السن تھا سنا ہے کہ فغفور تاجدار کو بھی گرفتار
کیا اور ملک پر قبضہ کر لیا مجکو اور میری مان کو چند نمک حلال لے کے نکل گئے تھے مین نے انھین لوگون
کی نگہداشت مین پرورش پائی حضور کی فتحیابی کی خبر سنکے برائے نذر حاضر ہوا کہ ہر شخص کو اپنے وطن کی

محبت ہوتی ہے اتنا امیدوار ہوں کہ مجھ میری کفالت کی جائے تاکہ آپ کی رعایا میں میں بھی شامل ہو کر
زندگی عافیت کے ساتھ بسر کروں طیمور نے فرمایا کہ کوئی صورت تصدیق کی ہے کہ تمھارا حقدار سلطنت
ہونا ثابت ہو کافور صاف باطن نے عرض کی کہ میں حق تو اپنا ظاہر بھی نہیں کرتا ہوں صرف گوشۂ
عافیت چاہتا ہوں لیکن وہ لوگ جو بہت معمر ہیں وہ تصدیق کر سکتے ہیں کہ میں اسی فغفور تاجدار
کا بیٹا ہوں جو قبل آدمخواروں کے اس ملک کا بادشاہ اور فرمانروا تھا فرمایا ان لوگوں کو بلاؤ کافور
پاک باطن ان لوگوں کو لے آیا ان میں ایک وزیر فغفور تھا کہ نہایت سن رسیدہ تھا اس نے عرض
کی کہ حضور کو یہ سلطنت مبارک چونکہ میں رازدار سلطنت تھا اگر کوئی راز سلطنت آپ کے سامنے
بیان کر دوں تو آپ یقین کریں گے کہ بیشک یہ وزیر تھا اور میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ یہ لڑکا
ہمارے بادشاہ سابق کا فرزند ہے فرمایا کوئی راز بیان کرو اسوقت اس پیر دانا نے عرض کی کہ ای شہریار
متصل اس شہر کے ایک باغ ہے کہ وہاں پانچ درخت شمشاد کے برابر برابر لگے ہوئے ہیں ان پانچوں
درختوں کو کٹوا کر اگر زمین کھودی جائے تو پانچ صندوق نکلیں گے ایک میں اسلحہ ہے ایک میں آلات
حرب ہیں ایک میں جواہر بیش بہا ہیں دو میں اشرفیاں ہیں آپ ان درختوں کو جڑ سے کھدوا کر دیکھیں
اگر یہ چیزیں برآمد ہوں تو میری بات کا یقین مانیے گا ورنہ سراسر غلط جانیے گا طیمور نے اس پیر مرد
اور کافور صاف باطن کو ساتھ لیا اور چند بیلدار اور تبردار لے کر اس باغ میں تشریف لائے
دیکھا کہ واقع میں پانچ درخت شمشاد کے لگے ہوئے ہیں اور انہیں کٹوا ڈالا اور کھدوایا تو پیر مرد کے
کہنے کے موافق پانچوں صندوق برآمد ہوئے اور کھولا تو جو چیزیں بیان کی تھیں وہ نکلیں طیمور
ان صندوقوں کو بار کرا کے ساتھ اپنے آئے اور کافور شاہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا دیا اور اپنے
ہاتھ سے تاج پہنا کر پیر مرد سے کہا کہ اسے سلطنت اور تجھے وزارت مبارک ہم کچھ بخشش میں تاج گیر
نہیں ہیں کافور شاہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اور پیر مرد بھی حیرت میں آگیا کہ ایسے لوگ
بھی ہوتے ہیں جو ملک کے ملک بخشتے ہیں غرضکہ طیمور نے دونوں صندوق اسلحہ اور آلات
حرب کے تو لے لیے اور کوئی شے نہیں لی چونکہ یہ سب لوگ لامذہب تھے ان کو ہدایت کر کے دین
اسلام کی طرف مائل کیا مسجدوں کی بنا ڈالی اور اپنی بارگاہ شہر سے علحدہ بپا کرائی اور ضحاک
حق پسند کو نامہ لکھا کہ میں اس مقام پر ہوں الحمد للہ کہ میں نے آدمخواروں سے ملک شمامیہ کو
پاک کیا اور کافور شاہ کو حاکم کیا آپ ہمارے رفیق قدیم برہوت رعد آواز کو مع لشکر روانہ
کیجیے نامہ دار تو اس طرف روانہ ہوا اور یہاں طیمور نے سکندر رستم خو سے کہا کہ آپ صاحبقران
اوسط ہیں جس مقام پر صاحبقران نہوں وہاں آپ قائم مقام صاحبقران ہیں سکندر نے کہا کہ
اے طیمور جس مقام پر تم نہو وہاں میں صاحبقران اوسط ہوں ورنہ تم صاحبقران اول اور
میں صاحبقران اوسط ہوں اس بارگاہ میں اسوقت قائم مقام صاحبقران سوا تمہارے
دوسرا نہیں ہو سکتا نہ یہ حق کسی کو حاصل ہے کہ تمہارے سامنے نام صاحبقرانی لے اس وقت
سہراب ثانی نے کہا کہ اے طیمور یہ تو بتاؤ کہ تم نسل صاحبقران سے کس طرح علحدہ ہوے طیمور
نے کہا کہ اس کا سبب نہ پوچھو اگرچہ صاحبقران اسی نسل سے ہیں جس نسل سے میں ہوں لیکن کچھ
ننھیالی اثر بھی ہونا ضرور تھا وہی ظاہر ہوا یہ کلمہ درست راجیوں نے جو سنا تو کان کھڑے کیے کیونکہ انا
صاحبقران کے شاہزادہ نورالدہر ہوتے ہیں سہراب نے طیمور سے کہا کہ اس میں شک نہیں

لیکن مفصل بیان کرو طیمور نے کہا کہ بعد فتح شہر غلطانیہ جب امیر قریب شہر حسن آگین کے پہونچے تو ایک ساحر
ہبر ہوت جادو نام امیر کا شریک ہوا اُس کے ناموں کے ملک پر ایک بلا آئی ہوئی تھی صاحبقران ابریق
جادو کی مدد کو روانہ ہوے میں بھی ہمراہ تھا وہان پہونچکے معلوم ہوا کہ ایک دیو ہے کہ ساحر زبردست ہے
کسی کا سحر اُس پر کارگر نہیں ہوتا ہے اور ایک گرز اُس نے رکھوا دیا ہے کہ جو اس گرز کو اٹھالے وہ مجھسے مقابلہ
کرے جب صاحبقران اُس گرز کے پاس پہونچے تو گرز پر نام سام بن نریمان کا دیکھا امیر کو حیرت ہوئی
کہ یہ گرز تو بدیع الملک کے پاس تھا اور صاحبقران اول سے صاحبقران ثانی اور صاحبقران
ثانی سے بدیع الملک تک پہونچا تھا یہان کیونکر آگیا میں نے اُس گرز کے اٹھانے کا قصد کیا صاحبقران
نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ گرز سوا صاحبقران وقت کے دوسرے سے نہ اُٹھے گا یہ سنکے میں خاموش
ہو رہا امیر نے گرز کو اُٹھاکر رکھدیا بعد اُس کے میں نے امیر سے اجازت لے کر زور کیا تو گرز اٹھا لیا اور جس
دیو کا وہ گرز تھا اُسے بھی مارا معلوم ہوا کہ یہ گرز وہی ہے جس کا شبہ تھا اور دیو ساحران بیابان کاج ولج
میں سے تھا اور بہوت میں یہ گرز اس کے ہاتھ آگیا تھا اور یہ گرز کو لے آیا تھا اُسوقت سے صاحبقران نے
وہ گرز مجھسے نہیں لیا اور کشیدہ خاطر رہے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ صاحبقرانی میرا بہت کم ہے اور
بعد میرے سوا تمہارے کوئی صاحبقران نہو گا پھر میں نے صاحبقران کی وہ نگاہ اپنے سے نہ پائی جو اسکے
قبل تھی مجکو کمال رنج ہوا اور میں امیر سے علحدہ ہو گیا اور بہت سے ملکوں کو میں نے آباد کیا اب جو
صاحبقران کی رعایت سے میری رفاقت کرتا ہو وہ الگ رہے اور جس کو خاص طور سے محبت و الفت ہو وہ
میرے ساتھ رہے یہ سنکے سرداران دست راست تو خاموش بیٹھے رہے لیکن سرداران دست چپ
نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں طلحہ بن لندھورا اور وحید الملک اور گردن بن بہرام وغیرہ موقع
ڈھونڈھنے لگے کہ کسی صورت سے ان سے علحدہ ہونا چاہیے اور طیمور نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ امیر فتح طلسم
زلزلہ کی غرض سے آتے ہیں اگر خدا نے مدد کی تو میں پہلے ہی اس طلسم کا خاتمہ کر دونگا یہ لشکر طیمور تو اپنے
رفیق کے انتظار میں ٹھہرا ہے لیکن

دو کلمہ داستان زلزلۂ قاف سلیمان سلطان حق پژوہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہیں غزل آغاز کلام

ہے عجب افسانۂ بلبل چمن میں کیوں نہیں — ذکر میرا یار تیری انجمن میں کیوں نہیں
اسقدر قربت لبوں سے ہے تعجب کی جگہ — آب حیوان یار کے چاہ ذقن میں کیوں نہیں
بارہا اُن کے لب شیریں سے کہیں بوسے لئے — پھر حلاوت قند کی میرے دہن میں کیوں نہیں
عمر تو ساری ہوئی رنگین مزاجی میں بسر — پھر میری دوستو صحن چمن میں کیوں نہیں
ایک مدت سے یہ ڈوبا ہے اسی کی چاہ میں — دل ہمارا یار کے چاہ ذقن میں کیوں نہیں
ہمسری کا اس کو دعویٰ ہے اگر بیجا ہے سب — اُن کی زلفوں کی سی بو مشک ختن میں کیوں نہیں
سامنے جلتے ہیں پروانے نہیں پروا اُسے — بوے الفت دوستو شمع لگن میں کیوں نہیں
گو میں دیوانہ ہوں پر کیوں بھاگتے ہیں مجھسے لوگ — بو محبت کی مرے اہل وطن میں کیوں نہیں
جامۂ ہستی ہمارا نوبہ تو ہے آج تک — ایک دو پیوند اس رخت کہن میں کیوں نہیں

سادگی کیون ہوگئی ہو وضع قاتل مین شریک — بانکپن کی بات نکلے بانکپن مین کیون نہین
پیستا ہو گر ہین تو پیس ہی ڈالے کہین — آسیا کی طرز اس چرخ کہن مین کیون نہین
اپنے جیتے جی تو مین پہنا کیا عمدہ لباس — بو تکلف کی رہے دو گز کفن مین کیون نہین
یار کی آنکھون کی سی شوخی بھی ہو وحشت بھی ہو — اسقدر شرم وحیا اہل ہرن مین کیون نہین
دیکھتے ہین جسکو اچھا سب ستاتے ہین اُسے — ہو تعجب قدر کامل اہل فن مین کیون نہین
ہر جوان سے بیوفائی کرتی ہو دنیاے دون — پاس پھر رسم وفا اس پیرزن مین کیون نہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ وزیر دانشمند بادشاہ شہر حسن آگین کا صاحبقران سے رخصت ہوکے گیا اور حسین سبز قبا سے بیان کیا کہ امیر یا تو قیر نے بیچ مین خیمہ نصب کرایا ہو اور فرمایا کہ کل ہمارے تمہارے اسی خیمہ مین باتین ہون گی ہم تنہا آئین گے تم کو اختیار ہو چاہے تنہا آؤ یا کسی اور کو ساتھ لیتے آؤ حسین سبز قبا نے کہا کہ اگر صاحبقران تنہا آئین گے تو مین بھی تنہا جاؤن گا جب دوسرا دن ہوا تو اس طرف سے صاحبقران زمان چلے سرداران اسلام نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تنہا جاؤن گا کوئی میرے ساتھ نہ چلے اسوقت اور سردار تو ٹھہر گئے لیکن قبل اس کے کہ امیر اُسے منع کرین طیفور نے عرض کی کہ خادم ضرور ساتھ چلے گا چونکہ یہ عیار ہو اور ایک خدمتی کا ساتھ ہونا ہمراہی مین داخل نہین ہو صاحبقران صرف طیفور کو ساتھ لے کر روانہ ہوے اُس طرف سے حسین سبز قبا تنہا چلا تمام اراکین دولت کو روک دیا صرف وزیر دانشمند کی ہمراہی بادشاہ نے بھی منظور کی اس طرف سے صاحبقران پہونچے اُدھر سے حسین قبا آیا ملاقات ہوئی امیر ہاتھ حسین سبز قبا کا پکڑے ہوے داخل بارگاہ ہوے حسین سبز قبا نے چاہا کہ امیر ہی تخت پر رونق افروز ہون لیکن صاحبقران نے منظور نہ کیا فرمایا کہ مین دنگل نشین ہون تخت نشین نہین ہون یہ فرما کر صاحبقران نے حسین سبز قبا کو تخت پر جگہ دی اور آپ دنگل پر رونق افروز ہوے عیار پشت پر کھڑے ہوکر رومال جھلنے لگا وزیر گوشہ تخت پر مودب ہوکے بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ یا صاحبقران مجھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے اولوالعزم ہین اور نہایت خلیق ہین بڑے بڑے ملک آپ نے فتح کیے طلسم توڑنے خداوندان شاہ دیے لیکن یہ مقام نہایت سخت ہو یہان سے گذرنا آپ کا مخالفت کے ساتھ غیر ممکن ہو جن مرحلون کو آپ نے توڑا یہ کوئی چیز نہ تھے حالانکہ آپ کو اُن کے فتح کرنے مین بھی جو وقت پڑی ہوگی اُنہین آپ ہی جانتے ہون گے دوسرا نہین سمجھ سکتا لیکن یہ یاد رہے کہ اب آپ قدم آگے نہین بڑھا سکتے چونکہ آپ نوجوان اور خلیق ہین مجھے آپ کے حسن شباب پر رحم آتا ہو مین نہین چاہتا کہ مثل اور لوگون کے آپ کا مقبرہ بھی یہین بنے اور آپ نے میرے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا کہ میری خواہش کے موافق ملک کی آلگر مین خلل اندازی نہین کی اور لشکر کو اپنے دریا کے قریب سے ہٹا لیا لہذا اس کی عوض مین مین آپ کو راستہ دیے دیتا ہون آپ طلسم زلزلہ کو اسی طرف سے تشریف لے جائین اتنی خوشی آپ ہی کی سہی لیکن مجھ سے مقابلہ کا قصد نہ فرمائیے ورنہ بہت پشیمان ہوجیے گا اور آپ کچھ کر نہین سکتے اگر آپ کو دعوے زور وجرأت پر ہو تو میرے تین سردارون مین سے آپ ایک کو بھی زیر نہ کر سکین گے اور اگر اسم اعظم کا بھروسہ ہو تو یہان سحر وساحری کا معاملہ نہین ہو جسے آپ اسم اعظم کے ذریعے سے مٹا سکین میرے تین قلعے اور تین قلعدار ایسے ہین کہ قلعدارون کا مارنا یا گرفتار کرنا اور قلعون کو قبضہ مین لانا ممکن نہین ہو یا امیر اب آپ سے مین مجملاً اس ملک کے بیان کیے دیتا ہون اس غرض سے کہ آپ اپنے ارادے سے

سے باز رہیں اصل میں یہ ملک حکیم اسرار الحکمت نے آباد کیا تھا اور حسینان عالم کو تلاش کر کے
اُن سے اس سرزمین کو آباد کیا اور انتظام حفاظت ملک کا فہیم عاملی کے سپرد کیا جو اُن کے شاگرد رشید
تھے اور سجادہ نشین اپنا حکیم اشراق الحکمت کو معین کر کے دنیا سے رحلت کر گئے فہیم عاملی نے
تین قلعے بنوائے ایک قلعہ یاقوت نگار ہے اور حاکم وہاں کا محیط آدمخوار ہے دوسرا قلعہ زمرد نگار ہے اس کا
ناظم پیران پیچ ابرو ہے تیسرے قلعہ کو قلعہ آہنی کہتے ہیں اس قلعہ کا مالک غوغائے رعد آواز ہے یہ وقت
مقابلہ ان لوگوں کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اگر حکم دیدوں تو ایک غوغائے رعد آواز آپ کے لشکر کے
واسطے کافی ہے یہ تو انتظام ظاہری تھا اور انتظام باطنی یہ ہے کہ اگر یہاں کی کسی عورت کو کوئی شخص بھگائے جانا
چاہے تو شہر کے ناکے باہر نکلتے ہی وہ عورت غائب ہو جاتی ہے اگر یقین نہ ہو تو امتحان کر لیجیے بعد ان تمام
انتظامات کے فہیم عاملی ہم سب سے ملکر جانب پردہ قاف روانہ ہو گئے اور وہاں پہونچکے انتقال کیا
چلتے وقت ایک شاخ نرگس کے درخت کی دے گئے تھے کہ وہ آجتک ہری ہے باوصفیکہ کبھی اُس پر پانی کا
چھینٹا بھی نہیں دیا گیا پھول بھی اُسی طرح کھلا ہوا ہے اور ڈالی بھی سرسبز ہے ہم سب اُسی کی پرستش کرتے ہیں
اور حکیم اشراق چونکہ جانشین حکیم اسرار الحکمت کے تھے انھوں نے گرد حصار نہ کر کے وہ حصار قائم
کیا تھا جسے توڑ کے آپ اس مقام تک پہونچے گو کہ حکیم اشراق الحکمت کا مارڈالنا بھی امر آسان نہ تھا لیکن
انھوں نے اپنے غرور میں اپنی جان دی نہ وہ آپ تک آتے نہ مارے جاتے آپ کا مارنا حکیم اشراق الحکمت
تک ناممکن تھا غیر ہر چہ گذشت گذشت یہ تمام جھگڑے اسواسطے بیان کیے کہ آپ اپنے حسن و شباب پر رحم
کر کے اس ارادہ سے باز آئیں اور میں راستہ دیدوں آپ طلسم زار کو چلے جائیں ملکہ دوستانہ طریق سے
جب تک جائیں میری دعوت قبول کریں اور اس ملک میں قیام پذیر رہیں اگر یہاں کے حسینوں کا اشتیاق
ہو تو میں چند عورتیں مانند شہرے انتخاب کر کے آپ کی خدمت کے واسطے دیدوں انھیں آپ اپنی کنیزیں
لائیں لیکن اگر کسی عورت کو ساتھ لیجانا چاہیے تو یہ امر ناممکن ہے نہ میں کسی کو بھیج سکتا ہوں نہ آپ لیجا سکتے
ہیں اور اس گل نرگس کی سیر بھی میں آپ کو دکھا دوں جس کی ہم پرستش کرتا ہوں یہ سنکر بادشاہ خاموش
ہوا اور صاحبقران دل میں سمجھ کر سیر چلے جانا بغیر اس کے کہ یہ ملک اسلام آباد ہو دب جانیکی ذلیل
ہے علاوہ اس کے ملکہ کا وصل بھی میسر نہ ہوگا فرمایا کہ آپ چونکہ مرد بزرگ ہیں اور میں آپ کے سامنے نوعمر
اور کمسن ہوں مجھے تمام باتیں آپ کی قبول ہیں بشرطیکہ دو باتیں آپ میری بھی منظور کریں کہا بیان کیجیے
فرمایا کہ میں نہ ملک گیری کی ہوس رکھتا ہوں نہ جاہ و ثروت دنیا کو کچھ خیال میں لاتا ہوں میرے نزدیک
یہ سب فانی ہیں اور ہیچ ہیں مجھے دولت عقبیٰ کی خواہش ہے اور صرف قربۃً الی اللہ مذہب برحق پھیلانے میں
سرگرم رہتا ہوں لہذا چند کلمے نصیحت کے گوش ہوش سے سنیے وہ یہ ہیں کہ پرستش اُس کی چاہیے
جس نے پیدا کیا ہے سوا اُس کے یہ حق دوسرے کا نہیں ہے اور اپنی بنائی ہوئی چیز یا کسی دوسرے کی بنائی
ہوئی شے کی پرستش کرنا صنعت پرستش میں داخل ہے اور اس سے کیا حاصل لہذا آپ کو چاہیے کہ
دین اسلام اختیار کیجیے اور وہ نرگس کی شاخ کیا چیز ہے جس کی پرستش آپ کیا کرتے ہیں ایسے ایسے عجائبات
حکما نے بہت سے بنا ڈالے ہیں یہ وہی شاخ ہے جسے فہیم عاملی نے بنایا ہے اور دوسری خواہش میری یہ ہے
کہ اپنی دختر کے ساتھ مجھے قبول کیجیے بلکہ پہلے اس شرط کو منظور کیجیے لیکن شرط اول کا پورا ہونا
ضروری ہے بغیر اس کے میں اپنے ارادہ سے باز نہ رہوں گا جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ سب صحیح ہے مگر

بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم	دگرگون میشود احوال عالم	وہ تو قادر مطلق ایسا ہے کہ دن کو رات

اور رات کو دن کرتا ہے آپ کے تین قلعہ آپ کی نظر مین بہت کچھ ہین لیکن اُس کی نظر مین کچھ نہین رہ جو
آن واحد مین رات کو دن اور دن کو رات کر دیتا ہے جن مرحلون کو مین نے مدد پروردگار سے شکستہ
کیا اُن کے ٹوٹنے کی کس کو امید تھی اور آپ کو یہ خیال کب ہوگا کہ یہ مرحلے شکستہ ہو جائین گے وہ جس
بات کو آپ اس وقت بخوشی منظور کر رہے ہین اگر پہلے ہی منظور کر لیتے تو اس کی نوبت بھی نہ آتی مجھے طلسم
زلزلہ پر جانا تھا چلا جاتا اب تو مین بغیر اسلام کا جھنڈا اس سرزمین پر گاڑے ہوے ہرگز قدم آگے نہ بڑھاؤنگا
یہ سنکے حسین سبز قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فساد منظور ہے خیر مین نے از راہ نیکی سمجھایا مگر
آپ نے نہ مانا پا ایراب اسی سرزمین پر مزار آپ کا بنے گا ایک غوغاے رعد آواز جو پہلے قلعہ پر ہے
وہی آپ کو مار ڈالے گا یہ کہکر حسین سبز قبا اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران بھی یہ فرماتے ہوے
اٹھ کھڑے ہوے کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین نے اگر انشاء اللہ تعالیٰ اس نرگس کے پھول کو تلوون سے نہ ملا
تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا یہ فرما کر امیر با توقیر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اور حسین سبز قبا
اپنے شہر کی طرف چلا گیا راستے مین طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین یہ مقام دشوار گذار
معلوم ہوتا ہے مین نے جہان تک دریافت کیا ہے یہان بادشاہ ملک حسن آگین کا سچ ہے فرمایا مین بھروسہ ذات
باریتعالےٰ کا رکھتا ہون مجھے کچھ پروا نہین ہے مین اگر ملک گیری کی ہوس مین آیا ہوتا تو انجام کو سوچتا کہ
ایسے ملک پر ہاتھ نہ ڈالون جان جانے کا امر متصور ہو جبکہ مین بخیال اللہ آیا ہون تو مجھے کیا پرواہ
اگر فتح پائی تو غازی ہوے مارے گئے تو شہید یہ فرماتے ہوے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی بادشاہ خاموش ہو رہے
وہان حسین سبز قبا نے غوغاے رعد آواز کو حکمنامہ بھیجا کہ تم طبل جنگ بجوا کر صاحبقران
سے مقابلہ کرو لیکن سردارون کو قتل نہ کرنا بلکہ اسیر کر لینا اس لیے کہ مین چاہتا ہون یہ لوگ خوف زدہ
ہوکے چلے جائین مارے نہ جائین غوغاے رعد آواز کو جس وقت یہ حکمنامہ بادشاہ کا پہونچا تو اس نے
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی چنانچہ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی جو کانے
لشکر اسلام کے خبر وحشت اثر لے کے پہرے اور خدمت مین بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کے عرض
کی کہ لشکر مخالف مین کوس حربی بجا ہے اور فوج قلعہ آبی نے بیرون قلعہ خیمہ برپا کیا ہے امیر با توقیر نے
ارشاد کیا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادر اپنے اپنے
حربون کو صیقل کرنے لگے اسی حالت مین رات گذری صبح نمودار ہوئی اہل اسلام مین شور اذان
بلند ہوا اور نرگس پرستون نے اپنی رسم مذہب کے موافق عبادت سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان
کارزار کا کیا اس طرف سے بادشاہ اسلام سوار ہوکے جانب میدان کارزار روانہ ہوے صاحبقران
عالیشان ہمراہ تخت بادشاہ تھے جس وقت میدان مین پہونچے تو تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین
قائم ہوا اور امیر چالیس قدم صفوف لشکر سے آگے بڑھکر برتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے اور سردار
لشکر اپنے منصب کے موافق دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے پھر پھریرا علم اژدہا پیکر کا
کھولا گیا ہوا جو آکر پھریرے مین بھری تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی دیکھا کہ اُس طرف
سے غوغاے رعد آواز ایک کرگدن مست پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اس نے بھی میدان مین آکر اپنے
لشکر کے پرے جمائے اور خود برتبہ سرداری کھڑا ہوا پوشاکین فوج کی اودی تھین او ایک ایک پھول

نرگس کا ہر وردی کے سینے پر بنا ہوا تھا اور پھریرے بھی نشانوں کے اودے تھے اور علم بشکل گل نرگس
تھے جب دونوں جانب کی صفیں آراستہ ہو چکیں تو غوغاے رعدآواز میدان میں آیا اور پکارا کہ
اے گروہ خدا پرستان جو اپنی زندگی سے عاجز ہو وہ میرے مقابلے کو آئے پس یہ کلمہ سنتے ہی زلازل
بن زلزلہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور مرکب
سے اتر کر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا بادشاہ نے جام کلہ عزیمت عنایت فرمایا اور کہا کہ جاؤ
حافظ حقیقی نگہبان ہے زلزال بن زلازل بن زلزلہ جام بیکر سلام رخصت کرکے بار دگر مرکب پر سوار
ہوا اور سامنے غوغاے رعدآواز کے آیا غوغاے رعدآواز نے کہا کہ تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ
کو آیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں زلزال نے کہا کہ اتنا سنا ہے کہ تو چیختا خوب ہے ایک ہمارا سردار
ہمنشین بھی ایسا ہی تھا کہ اس کے نعرے سے بھی جانوران صحرائی بھاگتے تھے اور لوگ بدحواس ہو جاتے
تھے میرے اس کے اکثر مقابلہ ہوا ہے میں ان چیزوں کا عادی ہوں اسوقت غوغاے رعدآواز
ہنسا اور کہنے لگا کہ خیر ابھی تجھے میرا حال معلوم نہیں ہے پہلے اپنا وار کر زلزال نے کہا کہ کیا تو نہیں
واقف آئین اہل اسلام سے کہ ہم لوگ حریف پر سبقت نہیں کرتے ہیں اگر خدا تیری ضرب سے بچائیگا
تو دیکھا جائے گا یہ سنکے غوغاے رعدآواز نے نیزہ سنبھالا اور گردش دے کر سینہ زلزال پر وار
کیا زلزال نے ترچھے ہو کر نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا تھا اور ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ غوغاے رعدآواز کا ٹوٹ گیا
بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہوئی غوغاے رعدآواز نے شرمندہ ہو کے ایک
چیخ ماری کہ تمام میدان کانپ گیا گھوڑے بدمزاج ہونے لگے اور زلزال بن زلازل کی یہ حالت
ہوئی کہ ایسے تیورائے اور بیہوش ہو کے مرکب سے گر پڑے غوغاے رعدآواز نے اپنے مرکب
سے کود کر اس کی مشکیں باندھیں اور ملازمین کے سپرد کیا لوگ زلزال کو مسلسل و مطوق کر کے جانب
زندان روانہ ہوئے اور یہاں غوغاے رعدآواز نے پھر مبارز طلب کیا اب کے اس کے مقابلہ کو
تہمتن گرد رفیق شاہزادہ رفیع النجبت نکلا بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے غوغاے رعدآواز
کے پہونچا اور کہا کہ لا حربہ اپنا غوغاے رعدآواز نے کہا کہ کیا تو میرے حربے سے آگاہ نہیں ہے میرا حربہ
میری آواز ہے جس کا اثر تو دیکھ چکا تہمتن گرد نے کہا کہ پھر کیوں نہیں چیختا یہ سنکے غوغاے رعدآواز نے
چیخ ماری تہمتن گرد نے کانوں میں انگلیاں دے لیں جب یہ چیخ چکا تو دوڑ کر تلوار ماری غوغاے
رعدآواز سپر بھی بلند نہ کرنے پایا تھا کہ تلوار سر پر پہونچ گئی اور خود بیضی خود کو تو کاٹنے کا تھا لیکن
سر پر پہونچتے تلوار رک گئی تہمتن گرد نے جھٹکا مارا تلوار پھنسی ہوئی تھی ٹوٹ گئی بس تہمتن گرد نے دوسری
تلوار کھینچ لی اور وار کرنے چلا غوغاے رعدآواز نے چیخ ماری یہ گھبرا کر سامنے آگیا اور ہوش و حواس
جاتے رہے غوغاے رعدآواز نے اسے بھی اسیر کر کے زندانخانے میں بھیجدیا اور پھر مبارز طلب
کیا اگرچہ جوانان اسلام دیکھ رہے تھے کہ نہ حربہ اسیر تاثیر کرتا ہے نہ اس کی آواز سننے کی تاب رہتی ہے
ایک چیخ میں آدمی بیہوش ہو جاتا ہے اس کے مقابلہ کو جانا دہان گور میں جانا ہے لیکن ایک سلسلہ بندھا
ہوا تھا کہ ایک گرفتار ہوا اور دوسرا پہونچا دوسرا اسیر ہوا تیسرا جا پہونچا غوغاے رعدآواز خود
حیرت میں تھا کہ یہ کس قبیلے کے لوگ ہیں کہ مرنے اور قید ہونے سے ڈرتے ہی نہیں غوغاے رعدآواز
نے شام تک پنتیس سردار اسیر کیے اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر باتوقیر کمال
حیران نہایت پریشان میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور سکوت کے عالم میں بیٹھے

رہے جب وقت برخاست کا آگیا اٹھ کر تمام سرداران صاحبقران نامدار اپنی اپنی خوابگاہ کی جانب
روانہ ہوئے وہاں غوغاے رعد آواز نے بھی طبل جنگ بجوا دیا تھا اس طرف بھی نقارہ رزمی بجا کیا
تمام رات دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی رہیں صبح کو دونوں طرف کی فوجیں وعدہ گاہ مصاف
میں پہونچکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب تنابت کرکے ہٹ چکے تھے
کہ غوغاے رعد آواز میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ
کرکے پکارا کہ اے لشکر اسلام دیکھا تم نے کہ کل تمہارے سردار کس بے بسی سے اسیر ہوے لہذا تمکو
چاہیے کہ ساتھ صاحبقران کا چھوڑ دو اور جان بچا ہو چلے جاؤ ورنہ یہی انجام تمہارا بھی ہوگا یہ سنکے
سرداران اسلام نے دست بقبضہ ہوکر جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تجھ ایسے بہت سے گبر
پیدا ہوئے اور ناپید ہو گئے اور لشکر اسلام پر اس سے زیادہ آفتیں آچکیں اور دور بھی ہو چکیں
کسی نہ کسی روز تو بھی مارا جائے گا لیکن ابھی یہ نہیں معلوم ہے کہ قضا تیری کس کے ہاتھ سے آئیگی جو لوگ
آج تیری قید میں ہیں کل رہا ہو جائینگے غوغاے رعد آواز نے ایک قہقہہ مارا اور پکارا کہ ع۔
این خیال است ومحال است وجنون میں مثل دیگران نہیں ہوں میں اس خداوند بینا کو مانتا ہوں جس نے
جسے دیکھا بھی ہوگا میرے خداوند نے میری موت لکھی ہی نہیں کی ہے غیر ان باتوں سے کچھ حاصل
نہیں ہے جس کو مقابلے کے واسطے آنا ہو وہ آئے یہ سنکے برجیس بن اکوان پسر خواندہ آصف ابن
طلامت نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر گردن جھکائی اور اجازت خواہ
میدان کار زار ہوا تمام اہل اسلام اس لڑکے سے محبت رکھتے ہیں کہ بہت کمسن اور نہایت حسین ہے
اور بیٹا اسی بڑے شخص کا ہے جو خداوند زلاق کہلاتا تھا اور اس نے دین اسلام بچپنے سے اختیار کیا باپ کا
شریک ہوا جسوقت اس نے اجازت چاہی تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے برجیس تم قصد لڑنے کا
نہ کرو اس لیے کہ تمہاری ماں تمہارے فراق میں روتے روتے مرجائے گی کہ اُس کا سوا تمہارے کوئی
سہارا نہیں ہے اسوقت برجیس نے عرض کی کہ ظل اللہ آپ کا سایہ عاطفت ہر شخص کے واسطے کافی ہے
حضور کے عہد حکومت میں کوئی لاوارث نہیں ہے اور اب تو میں دائرۂ اسلام میں آچکا ہوں آئین اسلام
کا پابند ہوں مجھ سے جہاد ساقط نہیں ہے اور اب اُس شخص کا بیٹا کہلاتا ہوں جس کی تلوار عالم میں مشہور
ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ میدان میں نکلکر بے لڑے واپس جاؤں بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر اجازت جنگ
مرحمت فرمائی اور جام عنایت کیا برجیس بن اکوان جام پی کے جانب میدان روانہ ہوا جسوقت
سامنے غوغاے رعد آواز کے پہونچا تو غوغاے رعد آواز نے کہا کہ اے نوجوان تو تو ابھی
جنگ وجدال کے قابل نہیں ہے تجھپر ہاتھ اٹھاتے مجھے شرم آتی ہے برجیس بن اکوان نے کہا کہ اے
شخص شاید تو مجھ سے آگاہ نہیں ہے میں بیٹا خداوند زلاق کا ہوں باپ میرا خداوند کہلاتا تھا اور میں نے
بندگی کو بہتر جانا ہے اور میں اپنے کو عبد خدا شمار کرتا ہوں باپ میرا جس قدر قوت رکھتا تھا عالم جانتا ہے
لیکن چونکہ باطل پر تھا مارا گیا میں حق پر ہوں میرے لیے ہمیشہ فتح ہے کہ مارا گیا تو شہید اور زندہ رہا تو غازی
میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو بھی اس دین مبین کو اختیار کر جس میں دنیا و آخرت دونوں ہیں اس
تاوانہ پہ اپنی نازاں نہو جس سے تو سرداروں کو بیہوش کر دیا کرتا ہے میرے باپ کے طلسم میں ایسے
ایسے نہیں معلوم کتنے کرشمے تھے لیکن مدد خدا سے وہ سب کرشمے مٹ گئے اور ایک نیلی اکوان
تاجدار سے شخص کو سوا بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی میرے باپ نے روح اپنی نو پیکروں میں تقسیم کی تھی

کہ آئندہ بھی مار ڈالے جائیں گے تو بھی مین مر نہین سکتا اور پیکر سنم کو لیجا کے طلسم باطن مین پوشیدہ کیا
تھا لیکن انہین صاحبقران رابع نے طلسم اسرار باطنی کو توڑا اور وہان جا کے **اکوان** تاجدار کو
مارا اور سامنے **اکوان** تاجدار کے بادشاہ طلسم باطن بھی مارا گیا جس روز یہ پتہ مل گیا کہ تو طلسم بند ہو
یا سحر بند ہو اسی روز تیری اجل کا پیام آگیا تو ان خدا پرستون پر غالب نہین ہو سکتا کہ حق ان کا شریک
ہے یہ سنکے **غوغاے رعد آواز** نے کہا کہ مین نے تو تجھپر ترس کھایا تھا کہ تو بچہ ہے تجھے کیا قتل کرون
تو مجھے نصیحت کرنے لگا معلوم ہوا کہ تیری قسمت مین بھی گرفتاری ہے لے **برجیس بن اکوان** تو ننگ
خاندان نکلا کہ ایک خداوند کا بیٹا ہو کر تو نے مجاورزادگان مکہ کی اطاعت اختیار کی اپنی عزت کو خاک
مین ملایا مین ایسا نہین ہون خراب آیا ہے تو حوصلہ اپنا نکال لے پھر تو تیری قسمت مین بھی گرفتاری لکھی
ہوئی ہے اور اگر بادشاہ مجھے حکم گرفتاری نہ دیتا بلکہ حکم قتل دیتا تو جتنے سردارون کو مین نے اسیر
کیا ہے یہ قتل ہو چکے ہوتے اتنا امید رہائی ہے گو موہوم ہے آئندہ کوئی امید نہوتی **برجیس بن اکوان**
نے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا کی ہے اور دلیل فتح مسلمانون کی ہے کہ تو نے ان کو قتل نہین کیا معلوم ہوتا ہے
کہ عمرین ان کی دراز ہین وہ ابھی نہین مرینگے تیرے ہاتھ سے قتل ہونگے بلکہ تو مارا جائیگا اور وہ
رہائی پائینگے **غوغاے رعد آواز** نے برہم ہو کے نیزہ مارا **برجیس بن اکوان** کو **انجم
طلعت** نے مثل فرزندون کے تربیت کیا ہے اس نے جلدی سے نیزے کو نیزے پر لیا
ردو بدل ہونے لگے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ **برجیس** نے نیزہ ہاتھ سے **غوغاے رعد آواز**
کے نکال دیا **غوغاے رعد آواز** نے خفیف ہو کر ایک چیخ ماری کہ تمام میدان ہلگیا اور **برجیس
بن اکوان** پر غشی طاری ہوئی **غوغاے رعد آواز** نے اسیر کرکے زندانخانے کی جانب بھجوا دیا
اس کے اسیر ہوتے ہی شاہزادہ **آصف انجم طلعت** کو جوش آگیا آواز دی کہ او ملعون سوا
بچپنے کے تجھے کچھ بھی آتا ہے اس لڑکے کے ہاتھ سے نیزہ نہ نکال سکا اسی ہنر پر دعواے سپہگری ہے
یہ کہتے ہوے بغیر اجازت بادشاہ سامنے **غوغاے رعد آواز** کے پہونچے **غوغاے رعد آواز**
نے کہا کہ تم تو اس طرح دوڑے آئے جیسے یہ تمہارا ہی لڑکا تھا فرمایا بیشک ہمارا ہی فرزند ہے ہمین نے
اس کو تربیت کیا اور ہمین نے پرورش کیا بس لاچار اپنا کہ زمانہ میری آنکھون مین تاریک ہو رہا ہے
یہ سنکے **غوغاے رعد آواز** نے گرز اٹھایا اور پکارا کہ تم لوگون سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے
لو اسے کہ یہ طمانچہ ملک الموت ہے یہ کہکر اس نے ضرب گرز کی لگائی **آصف انجم طلعت** نے
مردانہ وار اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز جو گرز پر پڑا اتنا ہوا آتش گرد بلند ہوا **غوغاے
رعد آواز** نے زدم وبست گردم کا نعرہ کیا عیار **آصف انجم طلعت** کا چلا تھا کہ خبر اپنے آقا
کی لون وہان **آصف انجم طلعت** اس کی ضرب کو کب ملنے والے تھے تتق گرد سے نکلا پکارے
کہ ملعون گرا ز دی و کرا بست کردی حریف تیرا [illegible] تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن
جہ شادی از ول فراموش کن [illegible] یہ کہکر اپنا گرز گران [illegible] بیلو پر یہ کو ونیادہ ہو
سن کی ضرب کو سر پر چرخ دیا اور مرکب [illegible] تو عیار [illegible] تتق گرد بلند ہوا
طبقہ زمین کا شق ہو گیا تڑاقے کی آواز فلک [illegible] شعلہ فلک کو لگا [illegible] **غوغاے رعد آواز**
کی کمر ٹوٹ گئی ملعون نے بھی زدم وبست گردم کا نعرہ کیا تھوڑی دیر کے بعد **غوغاے رعد آواز**
گرد سے باہر آیا تو پیادہ وہ پاتا ہے **آصف انجم طلعت** بھی اسے پیادہ دیکھ کر پیادہ ہو گئے اور بڑھے

جیسے ہی قریب پہونچے اور دست وگریبان ہونے کا قصد کیا غوغاے رعد آواز نے ایسی
تیغ ماری کہ یہ بھی لہرا کر گرے پس غوغاے رعد آواز نے ان کو بھی اسیر کرکے بھیجا بعد ان کے
شہنشاہ گوہر کلاہ نکلے انھون نے بھی آتے ہی اس کو گرد برد کر دیا آخر یہ بھی گرفتار ہوئے آج
بھی غوغاے رعد آواز نے تیس چالیس سردارون کو اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجا کر میدان
سے پھر گیا آج اہل اسلام پہلے دن سے زیادہ مغموم ہوے کہ بہت سے عزیزان صاحبقران اسیر ہوگئے
تھے اور وہان غوغاے رعد آواز نے جا کر سب سردارون کو زندان مین بھیجا اور آپ مصروف
عیش ونشاط ہوا اور طبل جنگ اس نے نہین بجوایا یہان صاحبقران عالیشان نے منادی کر دی
کہ خبردار اب اس سے مقابلہ کا کوئی قصد نہ کرے مین خود مقابلہ کرون گا طیفور نے دیکھا کہ اگر
صاحبقران نے مقابلہ کیا تو یہ بھی ضرور اسیر ہو جائین گے کسی طرح امیر کو ہاتھ سے اس کے بچانا چاہیے
پس اس نے صورت تبدیل کی اور قطورہ زربفتی و پاتابہ سقرلاتی وکسوت نیلی سے آراستہ ہوکر
جانب قلعہ آبی روانہ ہوا جب راستہ طے ہو گیا اور طیفور بادیہ گرد قریب قلعہ آبی کے پہونچا دیکھا کہ
لب ساحل قلعہ ہذا اور زیر قلعہ فوج اتری ہوئی ہے پس طیفور نے رنگ وروغن عیاری چہرے پر ملکر
صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کنارے دریا کے بیٹھ کر اکتارا بجا بجا کے گانا شروع کر دیا جو لوگ
قریب تھے وہ گانے کی آواز سنکر سمٹ آئے دو چار جو یہان سے واپس گئے انھون نے اور
لوگون کو مطلع کیا کہ ایک جوگی آیا ہے کیا خوب گاتا ہے اور لشکر کے بیشتر سے مشتاق ہوکے آئے اور گانا
سننے لگے شدہ شدہ یہ خبر غوغاے رعد آواز کو پہونچی کہ آپ یہان کیا بیٹھے گانا سن رہے ہین
ایک جوگی آیا ہے کہ اگر اس کا گانا سن لیجیے گا تو سب کو بھول جائیے گا کیا الاپ رہا ہے غوغاے رعد آواز
نے کہا کہ جا کر اسے ہمارے پاس لے آؤ لوگون نے آکر طیفور سے کہا کہ جوگی صاحب آپ کو مالک
قلعہ بلاتے ہین جوگی نے جواب دیا کہ مین کسی کا نوکر نہین ہون اگر اس زمین پر بیٹھنا تمھین شاق ہے تو مین کسی اور
جنگل کی راہ لون گا یہ کہکر بوریا بدھنا سنبھالا لوگ ہاتھ جوڑنے لگے کہ آپ کہین نہ جائیے جو لوگ پیام
غوغاے رعد آواز کا لے کر آئے تھے وہ پلٹ گئے اور جا کے غوغاے رعد آواز سے کہا
کہ جوگی صاحب نہین آتے آپ خود تشریف لے چلیے اور ان سے کہیے تو شاید آئین چونکہ غوغاے رعد آواز
کو بڑا اشتیاق اور کچھ غصہ بھی تھا کہ ہمارے بلانے سے نہ آیا اگر اب آنے سے انکار کرے تو سزا دون یہ
سوچ کے یہ اپنے مقام سے اٹھا اور جوگی کے پاس آکر کہا کہ گرو جی تمھارا کیا نام ہے کہا کہ مجکو جوگی چونچال
کہتے ہین غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک روز کے لیے میری دعوت قبول کیجیے
جوگی نے کہا کہ بچہ کیون فقیرون سے محبت بڑھاتا ہے جا تو امیر ہے امیرون کی صحبت کر اور نہین جوگی ہو
غوغاے رعد آواز نے اصرار کیا بمشکل آپ نے منظور کیا اور ساتھ غوغاے رعد آواز کے
جانب قلعہ روانہ ہوے ایک ایک مقام کو اچنبھے پن سے پوچھتے جاتے تھے غوغاے رعد آواز بتاتا
جاتا تھا کہ یہ زندان خانہ ہے وہ سلح خانہ وہ اصطبل ہے اس طرح سمجھاتا بجھاتا اپنی بارگاہ مین لایا اور قریب
اپنے بٹھایا دیکھا طیفور نے بارگاہ خوب آراستہ ہے لوگ جمع ہین ناچ ہو رہا ہے لیکن جن لوگون نے طیفور
کا گانا سن لیا تھا انھین کسی کا گانا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا غوغاے رعد آواز کا دل الجھتا تھا جلدی
سے مجرائی طائفہ کو برخاست کر کے غوغاے رعد آواز نے جوگی چونچال سے کہا کہ یہ گانا تو لہو و لعب
کا تھا اب آپ کوئی بھجن یا کوئی معرفت سنائیے کہ دنیا و عاقبت دونون بنین جوگی نے اکتارا چھیڑا

عذر نہیں لیکن خیال یہ تھا کہ شاید آپ اپنے ساتھ کھلانے میں پرہیز کریں جوگی چنچال نے کہا کہ بابا
سب بندے خدا کے برابر ہیں یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی دولتمند ہے اور کوئی گدا یہ ہے غرض غوغاے
رعد آواز نے ساتھ جوگی کے حلوا کھایا جوگی نے کئی لقمہ تک سرکاری ملا کے غوغاے رعد آواز
کو دیئے لیکن اس بلانوش پر کوئی اثر بیہوشی نہ ہوتا تھا نہ ہوا جب کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو
غوغاے رعد آواز رخصت ہو کے اپنی خوابگاہ کی جانب روانہ ہو گیا قاعدہ اس کا یہ تھا کہ قلعہ
میں جا کے سوتا تھا اور لشکر بیرون قلعہ اترا ہوا تھا گشت طلایہ کے سواروں کا پہرہ تھا یہاں جوگی
صاحب نے کنارہ دریا کا چھوڑا زبانی غوغاے رعد آواز کے سب سن چکے تھے کہ قیدی فلاں
مقام پر ہیں بس انہوں نے لباس خسروی تن پر آراستہ کر کے درختوں کی آڑ آڑ نگاہوں سے
نگہبانوں کی بچتے ہوئے پشت زندان کی طرف پہنچ گئے اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع
کر دی چند قدم کا تو فاصلہ تھا ہی جلدی سے وہیں نقب کا اندر زندان کے توڑا اور زمین سے نکل
سرداران اسلام کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے سرداران اسلام نے جس وقت طیفور کو پہچانا جلدی
جلدی قیدیں توڑیں اور کہا کہ ہم تنہا بھی تو نہیں ان پر حیف ہے کیوں چلیں سب کے سب
نعرے کر کر کے زندان کے باہر آئے گھوڑے کھول کھول کے ان پر سواری لی اور جو سپاہی
ہتھیار سرھانے رکھے سو رہے تھے ان کے ہتھیار لے کر قتل شروع کر دیا لشکر میں غوغا ہو گیا کہ
ارے قیدی رہا ہو گئے خبردار جانے نہ پائیں بھلا یہ شیر کس کے روکے رکتے ہیں تلوار برسانا
شروع کی قریب اسی بہادر سرداروں کے تھے جن میں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ
تھا ادھر تو تلوار چل رہی تھی ادھر طیفور نے خیموں پر حقہاے آتشبازی مارنا شروع کیے یہ
خیمہ جلنے لگا اس خیمہ میں آگ لگ گئی کنارا ادھر تو قتل ہو رہے تھے ادھر جیتے جی دوزخ کی
آگ میں جل رہے تھے بہت سے دریا کے اندر پھاند پڑے اور ڈوب کے مر گئے جوانان
اسلام لشکر کو پامال کرتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور طیفور بھی صدہا خیموں خرگاہوں کو
جلا کے نکلا چلا آیا صبح کو سرداران اسلام لشکر اسلام میں داخل ہو گئے جب یہ خبر امیر با توقیر کو
ہوئی کہ طیفور نے جا کر تمام سرداروں کو رہا کر لیا صاحبقران نہایت خوش ہوئے بارگاہ میں
تشریف لائے سرداروں سے ملاقات ہوئی طیفور کو بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا طیفور
نے عرض کی کہ یا صاحبقران کیا عرض کروں غوغاے رعد آواز نہیں معلوم کون بلا ہے جن
نبات مثقال بیہوشی اس کو کھلا دی کم بخت پر کوئی اثر نہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہی اس کی دوا ہے
کہ موت کے منہ میں آ کے نکل گیا زہر بھی کیا اور کوئی تاثیر نہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا
جب تک قضا اس کی نہیں ہے اس وقت تک تو کچھ نہیں ہو سکتا اور جب وقت اجل کا آ جائے گا
تو مہلت بھی نہ لینے دے گا اب وہاں کا حال سنیے کہ جب غوغاے رعد آواز خواب مرگ سے
بیدار ہوا اور قلعہ سے نکل کر لشکر میں آیا تو عجب تماشا دیکھا کہ سیکڑوں خیمے جلے پڑے ہیں بہت سی
لاشیں میدان میں پڑی ہیں کوئی لاش اٹھا رہا ہے اور ہاے بھائی کے نعرے کر رہا ہے کوئی کہتا ہے
کہ میرا بیٹا مارا گیا کوئی باپ کے لیے فریاد و بکا کر رہا ہے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ ارے
کیا ہوا لوگوں نے عرض کی کہ وہ جوگی جو رات کو آیا تھا وہ در اصل صاحبقران کا عیار تھا اس نے
قیدیوں کو رہا کیا قیدی ایسے سرکش تھے کہ قیدیں توڑ توڑ کے نکلے ہمارے ہی ہتھیار چھینے ہمارے ہی

گھوڑے لیے اور جن کو قتل کیا اَسّی بیاسی آدمی دو لاکھ جوانون سے نذر کرکے لاشین گراتے
ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور اُس عیار مکار نے خیمون مین آگ لگانا شروع کر دی ہم لوگ
مصروف جنگ تھے آگ کون بجھاتا اور بہت سامان بھی تلف ہوگیا کیا غضب کے لوگ تھے کہ قتل
بھی کیا مال بھی لوٹا اور نکل بھی گئے بس یہ حالت دیکھکر غوغاے رعد آواز کو نہایت غصہ آیا
اور اس نے ایک نامہ صاحبقران کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے اس وقت تک حکم بادشاہ
سے رعایت کی کہ آپ کے سردارون کو گرفتار کیا قتل نہین کیا اور آپ کے سردارون نے رہا ہوکے
میرے لشکر کے کئی ہزار آدمیون کو جان سے مارا لہذا آئندہ سے جو میرے مقابلے کو نکلے وہ آمادہ
مرگ ہوکے نکلے اب مجھسے رعایت کی امید نہ کیجے گا جب یہ نامہ صاحبقران کو پہونچا اور اسکے
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے جواب مین تحریر فرمایا کہ اے غوغاے رعد آواز جب لڑائی ٹھہری
تو پھر رعایت کیسی اگر زندگی ان لوگون کی نہوتی تو تیرے ہاتھ سے مارے جاتے چونکہ حیات ان کی
منجانب خدا باقی تھی یہ تیرے ذہن مین نہ آیا کہ تو انہین قتل کرتا اور اب تو قتل کا ارادہ کرکے دیکھلے
جن کی زندگی ہے وہ ہرگز قتل نہون گے اور جن کی مدت عمر پوری ہوچکی ہے وہ مارے جائینگے یہ جواب
دیکھکے غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہوا اور اس نے کہا کہ دیکھتا ہون ان خدا پرستون کا کیا
حال کرتا ہون اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
یہ خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی
لیکن لشکر اسلام مین ایک ہراس تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے نہ حربہ اثر کرتا ہے نہ اس کی آواز
کا کوئی متحمل ہوتا ہے دیکھا چاہیے کہ کس کس کی اجل اس ظالم کے ہاتھ سے آتی ہے وہان غوغاے
رعد آواز نے دوسرا نامہ حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
ہم نے حکم جہان پناہ سے لشکر چرہند کے سردارون کو قتل نہین کیا بلکہ قید رکھا اُن لوگون نے
ہمارے ساتھ مطلق رعایت نہ کی مصروف رہا ہوے تو مال لوٹا لوگون کو قتل کیا چھاؤنی مین آگ
لگا دی اور نکلے چلے گئے لہذا آیا تو ہمین حکم جنگ نہ دیجے یا پورا اختیار دیجیے کہ ہم چاہین دشمن کو قتل
کرین چاہین قید رکھین جب یہ نامہ حسین سبز قبا کو پہونچا اور حسین سبز قبا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ اے سپہ سالار تجھے اختیار ہے لیکن جسوقت یہ نامہ آیا ہے تو ملکہ
حسین گلگون پوش اپنے باپ کے پاس موجود تھی اس نے یہ بھی سنا کہ صاحبقران نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہ بھی سنا کہ غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہے اب اس نے قتل
پر کمر باندھی ہے بس یہ نہایت پریشان ہوئی اور اپنے مقام پر آکے وزیرزادی سے بیان کیا اس نے
عرض کی کہ ملکہ اگر آپ حکم دیجیے تو مین جاؤن اور صاحبقران کو سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھون
ملکہ نے کہا کہ تو ضرور جا میرے سر کی قسم دینا اور صاحبقران سے کہنا کہ آپ قصد مقابلہ نفرمائیے گا
وزیرزادی نے نقاب چہرے پر ڈالی اور ایک نوشتہ ملکہ کا لے کر کمر مین رکھا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوگئی یہان امیر باتوقیر دربار برخاست کیے ہوے اپنی
آرامگاہ کی طرف تشریف لیے جاتے تھے کہ دیکھا ایک نقابدار سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے نقابدار نے جو
صاحبقران کو دیکھا سلام کیا امیر نے فرمایا تو کون ہے نقابدار نے عرض کی کہ مین قاصد ہون ایک
شخص کا جو آپ کو مزار مہربان شاہ پر ملا تھا یہ سنکے صاحبقران نہایت خوش ہوے بجد سے

کر ملکہ کا پیامی ہو اپنے ساتھ تکیہ میں لائے وزیرزادی نے نقاب چہرے سے دور کی اور نامہ ملکہ
کا پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا اور دوسرے پرچے پر جواب تحریر کیا کہ اے زینت آغوش تمنا خدا کو
یاد کرو اگر حیات میری باقی ہے تو غوغائے رعد آواز کی کیا حقیقت ہے ملک الموت بھی کچھ نہیں کر سکتے
اور اگر قضا آئی تو کوئی روک نہیں سکتا اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے
اور اب مقابلہ نکروں زمانہ کیا کہیگا تم خدا پر شاکر رہو وزیرزادی نے ہر چند سمجھایا مگر امیر نے
نہ مانا اور خلعت دے کر وزیرزادی کو رخصت کیا طیفور نے کہا کہ میں پہونچا دوں وزیرزادی نے
صاحبقران سے عرض کی کہ اسے منع کیجیے یہ وقت پریشانی کا ہے ہنسی خوشی کا نہیں ہے امیر نے طیفور
کو منع کیا وزیرزادی مرکب کو اڑاتی ہوئی جانب ایوان ملکہ روانہ ہوئی اور جواب نامہ صاحبقران
کا پیش کیا جب ملکہ مضمون سے آگاہ ہوئی نہایت صدمہ ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ تو اس حال پر ملال
میں مبتلا ہے اور وہاں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخ درخت پر زمزمہ سرائی
ہوئے دونوں طرف کے لشکری خواب سے بیدار ہوئے اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت
کو ادا کر کے آلات حرب و ضرب سے درست ہو کر وعدہ گاہ مصاف میں آئے اور صفیں آراستہ
کر کے کھڑے ہوئے آج غوغائے رعد آواز نہایت برہم میدان میں آیا ہے اور وقت کا منتظر
ہے اس طرف سے سواری بادشاہ کی نہایت عظم و شان سے میدان میں پہونچی صاحبقران
پایہ تخت پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ تھے اور سردار چار طرف سے گھیرے ہوئے تھے میدان میں
پہونچکر تخت بادشاہ کا قلب میں قائم ہوا امیر بہ شبیہ صاحبقرانی چالیس قدم صف سے آگے بڑھکے
کھڑے ہوئے پھریرا علم اژدہا پیکر کا سر پر کھلا آوازہ صاحبقران علم سے پیدا ہوئی بس یہ دیکھکر
غوغائے رعد آواز نے یوں ہانک کا لیا اور میدان میں آکر پکارا کہ یا امیر آئیے اور ہنر جنگ
دکھائیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں تیری خدمتگذاری کو موجود ہوں طیفور نے جلدی سے
کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ کوئی نہ نکلے صاحبقران مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی
کے آئے مجرا کیا علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا باجے بجنے لگے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور صاحبقران
سے گلے ملکے امیر کو رخصت کیا امیر بار دگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے غوغائے رعد آواز کے
آئے غوغائے رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کیا سمجھ کر اور کس شے کے بھروسے پر
مقابلہ کو آئے ہیں فرمایا خدا کے بھروسے پر غوغائے رعد آواز نے کہا کہ دیکھوں آپ کا خدا آپ کو
کس طرح بچا لیتا ہے یہ کلمہ کفر امیر کو ناگوار گذرا فرمایا او ملعون تو کیا جھک مارتا ہے بیہودہ بکتا ہے دوہا
جاکو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے ۔ بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے ۔ جو تجھ سے ہو سکے
کمی نکر غوغائے رعد آواز نے چیخ ماری امیر نے اسم اعظم کو ورد کیا لیکن کچھ نہیں ہوا اس لیے
کہ یہ سحر نہیں جو رد ہو جاتا امیر آواز اس کی سنکر لہرائے اور اسی حالت میں نعرہ کیا کہ تمام صحرا
ہلگیا پرند درختوں سے اڑے گھوڑے بد مزاج ہوئے اور گردن غوغائے رعد آواز کا
ڈر گئے پیچھے ہٹا لیکن اثر پورا پہونچا تھا نعرہ کرتے ہی صاحبقران بیہوش ہو گئے بس غوغائے
رعد آواز تلوار کھینچکر چلا کہ سر امیر کا کاٹ لوں کہ کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا اور امیر کو لے گیا

لیکن اب

چند کلمہ داستان غریق دریائے محبت ملکہ بردوان و فرامرز ثانی کے بیان ہوتے ہین

ساقیا جلد آب پر آگئی
آج تو دن ہے بادہ خوار کا
ہین حسینان شہر کے بھی جاو

چال مستانہ چل رہی ہے صبا
گرشت گل سے ہین شاخ شجر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار
زلف سنبل ہین روغن گل ہے
جیسے افزون آتش گل ہے
چشمک برق ہے یہی ہر بار
ایسے موسم مین ساقی ہر دو
بلبل طبع چہچہانے لگے
ہو تصدق حسین وارد باغ
مست کیجئے شراب سے جو دو
ساقیا لا شراب دیر نہ کر
وہ دکھاؤن گل سخن کی بہار

ساعت جشن بادہ خوار کی
یہی موسم ہے تیری باری کا
قمری کے نشانہ ہین عندلیب نا
موج صہبا ہے صاف پیچ ہوا
شاخ اتفاقی نہین ہر بار شجر
کا مشاطہ کر رہی ہے بہار
شانہ کش بال و پر بلبل ہے
نغمہ انگیز شور بلبل ہے
کر سڑا لا گون بہین ہے ہوا
کس لئے دیر کر رہا ہے تو
فکر رنگینیان دکھانے لگے
بسکہ موسم ہے شگفتہ دماغ
اک ذرا لے شتاب ہونے دو
مست کر دے شراب رنگ
شوخ و رنگین سناؤن وہ اشعار

دلکو لبھا رہی ہے موتی جھیل
دیکھ تندی سے سرک پھولون کی
چند وعدہ ہین طبیعت دار
دل لبھاتا ہے سبزہ شاداب
رنگ لائی ہے زور فصل بہار
لب گل پر ہے قمری کی لالی
اب سوسن پہ کیا گئی ہے روزی
مستقل آسا چمن دیکھے ہین
کرم ابر رحمت حق ہے
دے کوئی جلد ساغر لبریز
نغمہ سنجو چلو چلی جائے
ناظم داستان سرائی ہے
پھر تو جادو بیانیان سنتا
پھر ارنگ طبع موزون دیکھ
غنچۂ گل تو وجد مین آئین

آگئے ہے ہر آب بنے تا دل
کیا ہوا ہے مشفق مین ہے
چار سو نالہ کش ہین عاشق زار
جو مستانہ ہے رنگ مست سحاب
گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہین خار
چشم نرگس عنب ہے متوالی
نگہت ہے ہوا ہے سوختگی
نکہت گل سے کیا لطف ہین
جلوۂ شان قدرت حق ہے
پھر وہ موبا دہ مضامین خیز
سن لو اب نغمون کو جو جی چاہے
ابکی کچھ کچھ طبیعت آئی ہے
نشہ مین لن ترانیان سنتا
پھر حال ہو سب مضمون دیکھ
غنچہ لب کے ہوش اڑ جائین

ناظرین تمکنہ ہین پر واضح و لائح ہو کہ قبل اس کے اسپ مولف ہیچمدان نے اس جلد مین بیان تک تحریر کیا ہے کہ خضران پسر عمرو ثالث نے جب فرامرز ثانی کو کہ نسل رستم سے تھا آئین دین اور فنون سپہگری بصد جد و کوشش سکھائے اور وہ زور و قوت مین مثل رستم پیلتن اور فنون سپہگری مین شہرۂ آفاق ہوا اور اکثر کارہائے نمایان اُس سے ظہور مین آئے ہمراہ اُس کو لے کر بجمعیت مردم سپاہ جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا اور فرامرز ثانی ملکہ گلگون پیرہن پر عاشق ہوا اور ملکہ بھی اُس پر بہزار دل مائل و شیفتہ ہوئی یہانتک کہ اُس کے پاس چلی آئی چونکہ طیفور گرد عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ملکہ مذکورہ بالا پر قبل سے فریفتہ تھا اور کئی مرتبہ ملکہ مسطورہ کو بعیاری و مکاری بیہوش کرکے پشتارہ مین باندھ کے لے آیا تھا اور اثنائے راہ مین خضران فرزند خواجہ عمرو ثالث نے بعیاری اُس سے پشتارہ چھین لیا تھا طیفور گرد بفراق ملکہ مذکورہ مین بہت بیقرار تھا شب و روز اُس کو اسی کا تصور تھا اور نہایت اُس کے وصل کا اشتیاق تھا غرض صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار وفادار کے حال سے باخبر ہو کے صدمہ و غم اُس کا گوارہ نکر کے ایک روز چاہا کہ عقد طیفور گرد عیار کا ساتھ ملکہ گلگون پیرہن کے کر دیا جائے تاکہ طیفور اپنی مراد کو پہنچے رنج و غم اُس کے دل سے دور ہو وصل معشوق میسر ہو غنچۂ دل شگفتہ ہو یہ چاہ کے اپنے افسران کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین مع مختصر جلوس ہمراہ لے کر جائین اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے جلد سے لشکر مین لے آئین تاکہ آج ہی عقد طیفور گرد عیار کا ساتھ ملکہ کے کر دیا جائے ملازمان مذکور حسب الحکم روانہ

ہوئے چونکہ قریب لشکر ایک طرف خیمہ ملکہ مذکورہ اور فرامرز ثانی کا تھا جلد تر ملازمون نے درخیمہ ملکہ پر پہونچکر کہا اے ملکہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہے محافہ زرین بہر سواری ہمارے ساتھ ارسال کیا ہے جلوس بھی بقدر ضرورت بھیجا ہے شکر کرو کہ قسمت نے تمھاری یاوری کی اور بخت نے مددگاری کی کہ اب عقد تمھارا ساتھ طیفور گرد پا عیار زمانہ اور بیمثل روزگار سے کر دیا جائے گا کیونکہ طیفور تمھاری زنجیر الفت مین اسیر ہے اور تمھارے بحر مواج محبت مین غوطہ زن ہر شب و روز تمھارے ہی تصور مین اشکبار رہتا ہے اور تم سے ملنے کی ازحد آرزو رکھتا ہے یہ روز سعید کسی کو میسر ہوتا ہے بڑی بڑی شاہزادیان نامی و نامور طیفور گرد پا کے حالات سے بذریعہ اخبار واقف ہوکر آرزوے دید اور تمنائے وصل رکھتی ہین مگر اُن کی تمنا بر نہین آتی ہے خوشا تقدیر تمھاری کہ اب تم زوجہ طیفور ہوگی اور فخر کروگی فرامرز ثانی ایک پہلوان قوی ہیکل کی محبت سے دست بردار ہو کیونکہ جو عزت و وقار زوجہ ہونے طیفور گرد پا مین ہے وہ دوستی و اتحاد فرامرز مین نہین ہے لہذا چاہیے کہ کہنے پر عمل کرو اور موافق حکم صاحبقران عالیشان فی الفور محافہ مین سوار ہو ملکہ مذکورہ نے تقریر ان لوگون کی بخوبی سنکے آبدیدہ ہوگئی یہ شعر زبان پر جاری کیا ۔ وہ مجھے ہم سے جس کو پیار کرین ۔ جبر کیونکر یہ اختیار کرین ۔ بعد اس کے خود بخود کہنے لگی کہ اے ملکہ فرامرز ایسا جوان مرد و قوی ہیکل نامی و نامور تجھپر فریفتہ ہے اور تو بھی اُس پر بدل و جان شیفتہ ہے تیری محبت سے بعید ہے کہ اپنے محبوب کو چھوڑکر محافہ مین سوار ہوکر لشکر صاحبقران مین جاکر عقد طیفور گرد پا مین آوے ایک پیادہ ہے گو کہ صاحبقران کا عیار ہے مگر پھر بھی لائق میری قدر و منزلت کے نہین ہے تو شاہزادی ہے وہ ادنی عیار ہے ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ سوائے اس کے تو خلق خدا مین رسوا و بدنام ہوگی کہنے والے زن و مرد کہین گے کہ ملکہ نے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی سے محبت و الفت کی اور حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے طیفور ایک عیار کے ساتھ اپنا عقد کیا فرامرز ثانی پر کچھ بھی توجہ نہ کی ذرا بھی محبت کرنے کا خیال کیا نہ اُس کے عاشق ہونے کا دل مین تصور کیا نہایت بیوقوفی اور بے عقلی کی حالانکہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین لیکن ایسی بھی نادان و نافہم عقل کی دشمن ذلت پسند نہین ہوتی ہین اپنے امور نیک و بد مین فکر و غور کرکے حتی الامکان نیک تدبیر و نیک کام کرتی ہین کہ لوگ اُن کی عقل و فہم و تدبیر پہ آفرین کرتے ہین اور تعریف اُن کی ہر ایک بزم و محفل مین کرتے ہین اور اُنکی عصمت و پاکدامنی اور صداقت قول و فعل پر تحسین کرتے ہین پس اے ملکہ اگر تو حکم بادشاہ سے اپنے عاشق زار فرامرز نامدار سے روگردان ہوکر محافہ مین سوار ہوکر چلی جائے گی اور عقد تیرا ساتھ طیفور گرد پا کے ہوجائے گا تو یقینی اہل دنیا تجکو بھی برا کہین گے علاوہ اس کے تیرا دل اس بات کو قبول و منظور نہین کرتا ہے کہ فرامرز ایسے عاشق و جوان خوش رو و قوی ہیکل و پہلوان عدیم المثال سے ترک محبت و الفت کرے اور روگردان ہوکر رسوائے خلق ہو لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ اس دنیائے فانی مین نام کر جا ذلت و رسوائی اپنی گوارا نکر باعزت و حرمت جان شیرین اپنی دیدے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ۔ وہ مجھے جسکو دل سے پیار کرین ۔ جبر کیونکر یہ اختیار کرین ۔ یہ کہکے بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار اشکبار ہوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگی اور آمادہ مرگ ہوئی اس اثناء مین فرامرز ثانی کہ خیمہ اُس کا بھی پاس خیمہ ملکہ کے متصل تھا آیا اور سبب گریہ و زاری و نالہ و بیقراری دریافت کیا ملکہ نے کہا اسوقت حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے چند آدمی ایک محافہ زرین مع

جلوس میرے پلنگ کو آئے ہیں در خیمہ پر موجود ہیں کہتے ہیں کہ اے ملکہ محافہ میں سوار ہو کر چلو اب عقد
تمہارا اسامہ طیفور کر دیا عیار کے ہوگا اس خبر کے سننے سے مجھکو بہرحال رنج ہے میں نہیں چاہتی ہوں
کہ بجز تمہارے پہلو کے اور کسی کے پہلو میں بیٹھوں سوا اس کے شرط محبت و الفت بھی یہی ہے کہ
جس سے محبت کی بس اُسی سے الفت تا حیات کی تمہاری جدائی مجھکو ناگوار ہے دل نہیں چاہتا کہ حکم
بادشاہ پر عمل کروں فرامرز ثانی نے جواب دیا اے ملکہ تم ہرگز نہ جاؤ مجھکو بھی منظور نہیں کہ تم سے
مفارقت ہو اگر جدائی ہوگی تو تاب فرقت نہ لاکر جلد ہلاک ہو جاؤں گا یہ کہکے خاموش ہوا ملکہ نے
تقریر فرامرز ثانی کی سنکے تھوڑی دیر اسی عالم گریہ وزاری میں غور و فکر انجام کار میں کرکے آہ
دلسوز و شرربار دل [illegible] سے کھینچی ارادہ چلنے کا کیا فرامرز ثانی نے پوچھا اے ملکہ کہاں جاتی ہو
اُس نے جواب دیا بضرورت جانب لب دریا جاتی ہوں مطمئن رہو کہ محافہ میں سوار ہو کے [illegible]
فرامرز ثانی خوش ہوا چونکہ خیمہ ملکہ کا کنارے دریا تھا پردہ خیمہ کا اٹھا کر روبرو اپنے کسی کو نہ پا کر
چند قدم سامنے کرکے لب دریا گئی دیکھا کہ وہ دریاے ناپیدا کنار بحر زخار آفت زا شور افزا ایسا ہے کہ
ہر موج اُس کی بلند ہو کر سوے فلک جاتی ہے اور وہ متلاطم آب ہے کہ پناہ بخدا وہ جوش و خروش اُس کا
کہ عیاذاً باللہ بات اُس کا حد سے افزوں تھا گویا دہان جہاز گرداب تھا مثل بخت سیاہ پانی اُس کا
تیرہ و تار تھا ایسا وہ بحر زخار تھا کہ بمصداق نظم اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان اُٹھا ہے تھا جسے عیان

نظر آتا نہیں تھا کہ سوں پاٹ	اگھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ	ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز	کس قدر وہ مہیب دریا تھا	ساتھ بیٹھے کے دل اچھلتا تھا
کس کے دست قلم میں یہ طاقت	لکھے اُس بحر کی جو ہیبت	وہ محیط کنارنا پیدا دیکھکر

زہرہ آب ہوتا تھا | دیکھتے ہی اس بحر پر خوف و خطر کو پہلے تو خائف ہوئی پھر اپنی زندگی سے
بیزار ہو کر چادر آب کو کفن اور آب دریا آب غسل اور جس جگہ دریا میں پانی گھومتا تھا در حقیقت تھا
اُس کو بصورت قبر تصور کرکے جان دینا اپنا زندگی سے بہتر جان کر ارادہ دریا میں کودنے کا کیا اس
عرصہ میں فرامرز ثانی بھی گھبرا کر متردد ہو کر لب دریا آیا ملکہ نے فرامرز ثانی سے کہا ہم تو اب غرق
دریاے فنا ہوتے ہیں جان اپنی دیتے ہیں پاس الفت و محبت کے کرنے کا کرتے ہیں کوچہ الفت
میں ثابت قدم ہیں جگہ نہیں چھوڑتے ہیں نام الفت کا نہیں ڈبوتے ہیں دنیا سے پر حسرت و ارمان
جاتے ہیں ہم ایسا بھی ناشاد و نامراد کوئی دنیا میں کم ہوا ہوگا مجھ بھی نخل جوانی میں پھل نہ آیا لطف
جوانی و زندگی نہ پایا افسوس ہمارے پھول نہ کھلے غنچہ آرزو شگفتہ نہ ہوا باغ زندگانی کی بہار نہ دیکھی
عین جوانی و عنفوان شباب میں موت آئی اور اس طرح سے قضا آئی کہ بصدمہ و غم و الم خود جان
دیتی ہوں دنیا سے جاتی ہوں اب ہم سے اور تم سے ملاقات روز حشر ہوگی دیکھو خبردار میرے بعد
میرے غم میں بہت گریہ وزاری نکرنا جان اپنی نکھونا دل اپنا احباب میں اور سیر و شکار میں بہلانا
میری وصیت پر عمل کرنا ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا صاحب اصلا میرے جان دینے کا حتی الامکان
غم نہ کرنا ہر وقت میرا تصور نکرنا مجھکو یاد کرکے نالہ و فغان نکرنا ہاں کبھی کبھی اگر ہم تم کو یاد آجائیں تو
ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ سے ہم کو شاد کرنا روح ہماری خوش ہوگی خیال کرو یہ دنیا گذرگاہ ہے کسی کو
یہاں قیام مدام نہیں ہے جو پیدا ہوا وہ ایک روز نابود ہوا بقولے ✿ جاے دنیا سراے فانی ہے
سور و مرگ نوجوانی ہے ✿ کسکو آئی نہیں جہان میں اجل ✿ ہوا آسیب مرگ کا نہ خلل ہر گل جو رنگ تھا اپنے فرق پ

تان و آج ہین فاتحہ کو وہ محتاج + عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے + نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے + گردش چرخ
سے ہلاک ہوگئے + استخوان تک بھی اُن کے خاک ہوئے + جان دیدین جو اپنی ہم اب دم
ہم نہ رونا ہمارے سر کی قسم + دل کو ہم صحبتون مین بہلانا + لب دریا کبھی چلے آنا + فرامرز
ثانی تقریر ملکہ کی سنکے بے اختیار رونے لگا کثرت غم سے حال غیر ہوا دنیا اس تقریر کے سننے سے
آنکھون مین تیرہ و تاریک ہوئی غش سا آنے لگا اور یہی عالم گریہ وزاری مین چاہا تھا کہ ملکہ کو جان
دینے سے منع ہو اور بڑھکر ہاتھ اُس کا پکڑکے کھینچ کر خیمہ مین لے آئے اور غرق دریا ہونے دے لیکن
جو مقدر مین ہوتا ہے اُس کا ظہور ضرور ہوتا ہے انسان مجبور و لاچار ہوجاتا ہے اگرچہ کیسا ہی دولتمند
و زور آور ہو فرامرز ثانی بھی تحریر پیشانی سے ایسا لاچار ہوا کہ آگے نہ بڑھ سکا اور ہاتھ ملکہ کا
پکڑکر خیمہ مین لا نہ سکا بلکہ ملکہ کو زبان سے بھی منع جان دینے کا اُسوقت نہوا کثرت گریہ وزاری اور
فرط صدمہ و غم سے بات بھی کر نہ سکا اسی اثنا مین ملکہ نے اشکبار ہوکر افسوس اپنے نوجوان
مرنے کا اور جان دینے کا کرکے دریا مین اپنے تئین ڈال دیا جسوقت ملکہ نے اپنے تئین دریا مین
گرا دیا اور اُس نے آب دریا مین غوطہ کھایا تو دریا کی چشم حباب اُس کے جان دینے پر پھوٹ پھوٹ
کے رویا دست امواج نے بلند ہوکر اُس کا ماتم کیا اکثر موجون نے اُس کی ناشاد و نامراد جان دینے
پر نظر کرکے سر اپنا ساحل پر بار بار پٹکا دریا مین اس صدمہ سے زیادہ جوش و خروش ہوا ہنوز ملکہ
نے اپنے تئین دریا مین گرایا تھا اور غوطہ کھایا تھا کہ فرامرز ثانی نے دیکھا دل مین کہا غضب ہوا جو
ملکہ نے کہا تھا وہی کیا افسوس ہزار افسوس ملکہ نے میری محبت اور خیال رسوائی مین جان اپنی
دیدی مین دیکھتا ہی رہا کچھ بھی کر نہ سکا دو قدم بڑھکر ہاتھ بھی اُس کا پکڑ نہ سکا باوجود کثرت و
قوت و طاقت و زور کے اپنی جگہ سے پانون آگے بڑھا نہ سکا گویا زنجیرین پانون مین پڑگئین یہ باتین
اپنے دل مین کر رہا تھا کہ ملکہ پانی سے اُبھری جمال جہان آرا اُس کا نظر آیا فرامرز ثانی نے آگے
بڑھکر کہا اے ملکہ اگر تمنے اپنی جان دیدی تو مین بھی اب زندہ نہ رہونگا تمھارے ساتھ ہی جان
دیدونگا شرط وفا یہ نہین ہے کہ معشوق یون جان دیدے اور عاشق زار زندہ رہے تم سے جدا
ہوکر دنیا مین بسر کرے بعد تمھارے اس دنیائے دنی پر خاک ہے مین بھی عاشق باوفا ہون بیوفا نہین
تمھاری جدائی مین زندگی تلخ گزرے گی اہل دنیا مجھکو بیوفا کہین گے بس مین بھی آتا ہون تمھارے
ہمراہ ہی جانب ملک عدم جاتا ہون تنہا تم کو ہرگز نہ جانے دونگا ہمراہ تمھارے سوئے ملک بقا
چلونگا بعد تمھارے زندہ رہکر کیا حاصل ہوگا بجز رنج و غم خوشی و مسرت خواب مین بھی نظر نہ آئیگی
یہ کہکر فی الفور اپنے تئین بھی پاس ملکہ کے دریا مین گرا دیا اُسوقت جو لوگ وہان موجود تھے
اُنھون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق دونون ہم آغوش ہوکر غوطے کھا کر ایک دو بار اُبھر کر دریا
مین غائب ہوگئے وہ مردم یہ حال غم افزا دیکھکر غمگین ہوئے فی الفور دیگر آدمیون سے یہ خبر پہلوانون
کی جو ملازمین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ محافظ ہمراہ اپنے لائے تھے یہ خبر سنکے حیران ہو
اُسیوقت وہان سے روانہ ہوکر روبروئے بادشاہ موصوف گئے اور تمام حال غرق ہونے ملکہ اور
فرامرز ثانی کا جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ نے افسوس کیا بعدہ حکم دیا کہ جال ڈالے جائین غرق
دریا نکالے جائین شاید زندہ نکل آئین حکم بادشاہ ممدوح سے ماہی گیرون نے تا دیر برابر جال
ڈالے لیکن وہ غریق دریا جال مین نہ آئے نشان بھی اُن کا دریا مین نہ ملا آخر کار مجبور و لاچار ہوکر

کنار دریا سے سب ماہی گیر چلے آئے اور روبروے بادشاہ عرض کی حضور ہم نے بہت کوشش
وجستجو کی ان کے نکالنے مین لیکن ان کا پتہ بھی نہ لگا نہین معلوم کیا واقعہ ہوا اسقدر جلد
غرق ہوگئے اور بیٹھ گئے جاے حیرت ہو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ تقریر ماہی گیران
کی سنکے فرامرز ثانی اور ملکہ کے غرق ہوجانے سے غمگین ہوئے اور فرمایا کیا عاشق صادق تھے
کہ ایک نے دوسرے کی مفارقت گوارا نہ کی دونون نے اپنی جان یکے بعد دیگرے دیدی کیا
معلوم نہ تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوگا ورنہ موقوف ہر سواری ملکہ روانہ نہ کیا جاتا اور ملکہ کو طلب
نہ کیا جاتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کیا تدبیر ہوسکتی ہی یہ ارشاد کرکے خاموش ہوئے طیفور گردیا
نے جو یہ سانحہ جانگزا سنا کہ ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا سخت غمگین ہوا آثار ملال و حزن چہرے
سے نمایان ہوئے اشک آنکھون سے ظاہر ہوئے آہ سرد دل پردرد سے کھینچی کہا ہای معشوقہ کے غرق
دریا ہوجانے سے اسقدر غمگین ہوا کہ اپنی جان بھی کثرت رنج و ملال و اشکباری سے دینے لگا
اکثر سرداران لشکر و عیاران سپاہ یون سمجھانے لگے کہ اے خواجہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب
صدمہ و غم نکرو ورنہ باعث ہلاکت ہوگا اسی طور سے بادشاہ ممدوح نے بھی سمجھایا سب کے سمجھانے
سے فی الجملہ خواجہ کے صدمہ و بیقراری و اشکباری مین کمی ہوئی الحاصل لشکر صاحبقران ہوے
مین تو اکثر مردم کو فرامرز ثانی اور ملکہ کے دریا مین ڈوب کر ہلاک ہونے کا ملال ہو خصوصاً طیفور
گردیا اور خضران فرزند عمرو ثالث کو ملکہ اور فرامرز ثانی کے دریا برد ہونے کا رنج و ملال ہی
ان کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال دیگر تحریر کیا جاتا ہی خضران بن عمرو دستہ
صاحبقران سے ایک طرف چلا گیا واضح ہو کہ خداوند عالم عالمیان جس کو چاہتا ہی اپنی قدرت
کاملہ سے بچاتا ہی کوئی اس کو ضرر ہرگز پہونچا نہین سکتا نہ آگ جلا سکتی ہی نہ پانی ڈبو سکتا ہی بمصداق

این نظم

اسی کے لیے ہی ہمیشہ ثبات — اسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات — بلاشک وہی ہی علیم و خبیر

عیان اس پہ ہر حال مافی الضمیر — کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا — نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بہے — وہ چاہے تو قطرے مین دریا بہے — وہ چاہے تو ہوا آسمان ہر حباب
وہ چاہے تو ذرہ سے بنے آفتاب — وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے — وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے
کرے حکم تبدیل صورت اگر — تو ہر جل بنے پھول قطرہ گہر — اسی کے ہی محکوم ہر ایک شے
وہی سب کا معبود و خلاق ہی — وہی جان و تن کا نگہبان ہی — وہی ہر بشر کا مددگار ہی

لاریب و شک وہ معبود مطلق ایسا ہی قادر ہی اور مسبب الاسباب ہی اپنے بندون کے واسطے
ایک نہ ایک سبب ایسا پیدا کرتا ہی کہ جو حق مین بندون کے بہتر و مناسب ہوتا ہی چنانچہ جسوقت
ملکہ اور فرامرز ثانی نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا دریاے رحمت عنایت الہی جوش مین آیا اور
ان بندون کو غرق دریا ہونے سے یون بچایا اور یہ سبب ان کی جانبری کا پیدا کیا کہ عمان جادو جو
بصورت نہنگ دریا مین چلا آتا تھا اس کے دل مین محبت ملکہ اور فرامرز کی پیدا ہوئی عمان جادو
نے ان دونون زن و مرد کو دریا مین ڈوبتے ہوئے دیکھکر رحم کھاکر بعد لعنت اپنے دہن مین
لے لیا بعدہ دریا سے نکلکر اپنے مسکن پر آیا دونون کو بارہ دری مین لٹا کر واسطے کسی کام
کے چلا گیا یہ عاشق و معشوق تھوڑی دیر تک بیہوش پڑے رہے جب ہوش آیا اپنے تئین
ایک بارہ دری کہنہ و ویران مین پایا ملکہ نے آنکھین کھولکر کہا شکر ہی خداوند عالم عالمیان کا

کہ بعد مرگ مجکو موافق میرے رتبہ اور مرتبہ کے یہ قصر میرے رہنے کو عطا کیا ہر چند کہ مین خوش اعمال
نتھی بمثل عابدون اور زاہدون کے عبادت خدا نہ کرتی تھی شب و روز امور دنیا مین بسر
کرتی تھی مگر اُس کا فضل شامل حال ہوا اُس نے اپنی رحمت سے یہ قصر واسطے رہنے کے مرحمت
کیا سوا اس فضل و کرم کے یہ احسان کیا کہ جس شخص سے مجکو محبت قلبی تھی اُسی کی صورت ایک
شخص کو میرا مونس تنہائی کیا یہ کہکر مردون مین اپنے تئین شمار کرکے آنکھین بند کرلین اسی طرح
فرامرز ثانی نے بھی اپنے تئین مردہ جان کر اور اُس بارہ دری کو بعد مرگ اپنا مسکن تصور
کرکے آنکھین بخوبی وا کرکے چار سمت دیکھکر پہلو مین اپنے اپنی معشوقہ و محبوبہ کو پاکر خوش ہوکر
باواز نحیف کہا الحمد للہ والمنہ کہ بعد مرگ بھی خداوند عالم نے میری راحت و خوشی کا سامان
اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دیا یہ باغ و بارہ دری واسطے رہنے کے دیا اور جو ذیہ بصورت
معشوق مونس تنہائی کی کیا اُس کا فضل و کرم و احسان ہے نہ چاہا اُس نے کہ فرامرز میرا بندہ
اپنی معشوقہ کے فراق مین بعد مرگ ملول و غمگین ہو یہ تقریر کرکے یقینی اپنے تئین مردہ جان کر
آنکھین بند کرلین ہنوز دونون عاشق و معشوق مذکورہ نے غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھول کر
جدا جدا تقریر کرکے پھر آنکھین بند کی تھین کہ ناگاہ عمان جادو بارہ دری مین قریب ترملکہ و
فرامرز ثانی کے آیا اُس کے صدائے قدم سے گھبرا کر دونون نے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو
ایک شخص سیہ فام طویل القامت مہیب صورت کو اپنی بالین پر پایا خائف ہوکر خیال کیا کہ
شاید یہی ہمارا قابض ارواح ہے بعد قبض روح نہین معلوم اب کس واسطے ہمارے سرہانے آیا
ہے کیا دوبارہ بھی قبض روح کرے گا ہر چند کہ سوا ایک مرتبہ کے بار دیگر کسی شخص کی قبض روح
کی نہین جاتی ہے لیکن یہ ملک الموت ہم اموات کے سرہانے جو آئے ہین کوئی نہ کوئی وجہ اسکا
آنے کے سبب نہین یہ خیال کرکے بہ تصور جان کندنی و ایذائے قبض روح خوف سے کانپنے لگے
اور ارادہ کیا کہ اٹھکر بھاگین اس قابض ارواح سے اب جان اپنی بچائین ہنوز فرامرز و ملکہ نے
کثرت خوف سے ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا تھا کہ عمان جادو نے بالفت و محبت کہا کیون تم مجھ سے
ڈرتے ہو مین تمہارا دشمن نہین ہون بلکہ دوست ہون ملکہ نے جواب دیا ہم تو مردہ ہین یہان
پڑے ہین تم ہمارے پاس کیون آئے ہو کیا کام ہے تمہاری تقریر سے معلوم ہوا کہ تم ہمارے دوست
ہو ہم تو قبل اس کے تم کو اپنا قابض روح جانتے تھے عمان جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ تم دونون
زندہ ہو اپنے تئین ہرگز مردہ شمار نہ کرو مین تم کو دریا سے یہان لایا ہون مین بھی انسان ہون اب
تم دونون اٹھو یہ سنکر فرامرز ثانی اور ملکہ دونون شکر خدائے دوجہان کرکے اٹھے اور عمان جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھا تم اپنا نام بتاؤ اور ہمارے یہاں آنیکا سبب ظاہر کرو اُس نے جواب دیا مین
نام کیا بتاؤن ایک آفت رسیدہ ہون تمہارے یہان سے آنے کا سبب یہ ہوا کہ مین دریا کی راہ
سے آتا تھا نہنگ کی صورت بنا ہوا کیونکہ ساحر ہون بزور سحر چرند و پرند و مرغان آبی و جانوران
دریا کی صورت بن سکتا ہون تم دونون کو دریا مین غوطہ کھاتے دیکھکر میرے دل مین رحم آیا اور
ایسی تم دونون کی نسبت دل مین پیدا ہوئی کہ فی الفور مین نے تم کو اٹھا لیا غرق دریا نہونے دیا
پھر دریا سے تم کو یہان لاکر لٹا دیا چونکہ گرسنہ تھا باغ مین واسطے اکل و شرب کے گیا تھا بعد اکل و شرب
یہان جو آیا تم کو ہوشیار پایا دل خوش ہوا تم اپنے حالات سے اطلاع دو کہ کیونکر دریا مین گرے تھے

فرامرز ثانی نے تمام حال اپنا اور ملکہ کا مع نام ابتدا سے تا انتہا بیان کر کے کہا سبب ہمارے دریا
مین گرنے کا یہ ہوا کہ پہلے انھین ملکہ ہماری معشوقہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اُن کو ڈوبتے دیکھکر
مجھ عاشق نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا خدا تمھارا بھلا کرے کہ تم نے ہم دونون کو ڈوبنے
نہ دیا دریا سے نکال کر یہان لے آئے بڑا احسان کیا عمان جادو نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ ملکہ نے مرنا
اپنا گوارا کیا اور تمنے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا تھا تمام حالات تو تم نے بیان کیے مگر یہی
نہین ظاہر کیا فرامرز نے کل حال اپنے عاشق ہونے کا ملکہ پر اور طیفور گردیا عیار صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا بھی عشق ملکہ سے ہونا پھر پے در پے عیاریان کرنا آخر بادشاہ ممدوح کا
واسطے سواری ملکہ کے محافہ ہمراہ اپنے ملازمون کے روانہ کرنا ملکہ کو یہ ثابت ہونا کہ شاہ موصوف
نے مجھکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ اسی عیار مذکور کے ساتھ میرا عقد کر دے پس ان ملکہ کو حکم بادشاہ پر
عمل کرنا منظور نہوا دریا مین اپنے تئین گرا دیا مین نے بھی بعد اُن کے زندہ رہنا گوارا نکر کے اپنے
تئین دریا مین ڈال دیا تھا عمان جادو نے کہا اب مجھکو کیفیت بالکل معلوم ہوئی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
اب تم دونون یہان رہو بےخوف و خطر شب و روز آرزوے دل برلایا کرو فرامرز نے جواب دیا
ہم لوگ مسلمان ہین جب تک عقد و نکاح نہین کرتے ہین وصل سے باز رہتے ہین ابھی ممکن نہین
کہ ہم اپنی حسرت دلی برلا سکین عمان جادو نے کہا کہ خیر اس کی بھی تدبیر کی جائے گی عقد تمھارا ساتھ
ملکہ کے ہو جائے گا ایک مسلمان نکاح پڑھنے والے کو مین لے آؤن گا اور چند اہل اسلام بھی محض واسطے
تمھاری راحت رسانی کے لے آؤن گا خاطر جمع رکھو سیر اس باغ خزان رسیدہ کی دل اگر گھبرایا کرے
تو کیا کرو اور اس بارہ دری مین آرام کیا کرو تاکید کہتا ہون کہ اس باغ خزان رسیدہ سے نکلکر
باہر نجانا حالانکہ تھوڑے میرے ملازم جانثار و خیر خواہ نمک حلال در باغ پر موجود ہین مگر تم کبھی
باغ سے باہر جانے کا ارادہ نکرنا مبادا دشمنون سے ضرر پہنچے فرامرز ثانی نے جواب دیا وہ کون
دشمن ہین جو مجھکو ضرر پہونچائین گے عمان جادو نے کہا کہ اب یہ حال نہ پوچھو مین بھی اپنے دشمنون سے
ڈرتا ہون چاہتا ہون کہ تم بھی انھین میرے دشمنون سے پوشیدہ رہو تاکہ ان سے تمکو ضرر نہ
پہونچے فرامرز ثانی نے پوچھا دشمن تمھارے کون ہین نام ان کے کیا ہین کہان رہتے ہین ظاہر کرو
اور اپنا نام بھی بتاؤ تاکہ کل حال تمھارا ابھی ہم پر منکشف ہو جائے عمان جادو نے کہا پہلے مین کہہ چکا
ہون کہ مین ایک آفت رسیدہ ہون میرے نام و نشان کے پوچھنے سے کیا فائدہ اور میرے
دشمنون کے نام دریافت کرنے سے کیا نفع اس حال کو مجھسے دریافت نکرو باعث میرے ملال تازہ
کا ہوگا اگر پوچھتے ہو تو بس اسقدر بتلائے دیتا ہون بمقتضاے این مضمون سے غمگین ہون بے دیار ہون صدمہ کشیدہ
ہون • جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون • فرامرز نے کہا تم کو بیان کرنے مین کیا تامل ہے
کیون اپنا مفصل حال مجھسے بیان نہین کرتے کیا مجھکو اپنا دشمن جانتے ہو اگر دشمن نہین جانتے
تو پھر کیون اپنے حالات سے آگاہ نہین کرتے شاید کوئی کام مفید مطلب تمھارے ہم سے ہو سکے
اور تمھارے دشمنون کو ہم قتل کر سکین تم کو قید رنج سے چھڑا سکین تم نے ہمپر احسان کیا ہے عوض
احسان ہم بھی تم سے سلوک نیک کرین تمھارے دشمنون کو تہ تیغ کرین عمان جادو نے کہا میرے
دشمنون کو تم کیا قتل کر سکو گے ان کا قتل کرنا بہت دشوار ہے بلکہ تم سے ناممکن ہے ہان تمھارے
اصرار کرنے سے اپنا حال مفصل بیان کرتا ہون ذرا بگوش دل سنو واضح ہو کہ نام میرا عمان جادو

ہر مین بادشاہ شہر عافیہ ہون پہلے ساحر نہ تھا اب مین نے سحر سیکھا ہے لپنے قلعہ مین رہتا تھا عدل اور
انصاف کرتا تھا رعایا مجھسے خوش تھی سپاہ بھی میری مجھسے شاد تھی سرفروشی اور جان نثاری پر
ہر وقت موجود تھی جلدہ و لاکھ سپاہ تھی افسران سپاہ بھی چیدہ روزگار با درو نامدار تھے میرے
عدل سے سب ادنی اعلے شہر کے خوش تھے شہر نہایت آباد تھا دربار مین میرے سیکڑون سرداران
سپاہ و رفیق مصاحب وغیرہ اہل دربار حاضر رہتے تھے اکثر سلاطین مجھسے ڈرتے تھے کبھی مجھسے
بغاوت نکرتے تھے قصد جنگ وجدال بھی نکرتے تھے مین اپنی جگہ پر یعنی لپنے قلعہ کا حکمران تھا
بارہا دل مین کہتا تھا کہ تو ایسا بادشاہ ہے کہ اکثر سلاطین تجھسے خائف رہتے ہین اور کبھی تجھسے
آمادہ شر و فساد نہین ہوتے ہین کیا تیرا اقبال ہے اور کیا رعب و داب و سطوت و صولت ہے غرضکہ
اپنے دل مین بیشتر ایسا ہی خیال کیا کرتا تھا اور بہزار راحت و آرام بسر کرتا تھا اور اپنے دین آبائی
یعنی خداوندون کی پرستش کرتا تھا رعایا بھی میری موافق میرے مذہب کے ملت رکھتی تھی ناگاہ
دیو اسلم کہ زبردست ساحر تھا بجمعیت سپاہ میرے قلعہ پر چڑھ آیا مین بھی اُس سے حتی الامکان
میدان مین جنگ آزما ہوا تھوڑے زمانہ تک جنگ وجدال ہوا کی فوج بہت قتل ہوئی آخر کار
دیو اسلم نے سحر کیا مین دفع سحر کر نہ سکا کہ ساحر نہ تھا مسحور بہ سحر ہوکر مجبور و لاچار ہوکر لڑنے سے
عاجز ہوا ہنگام جنگ اہل لشکر میرے دست و پا بستہ ہوجاتے تھے اپنے حریفون کے ہاتھ سے قتل ہوتے
تھے اور جب اہل لشکر زود گاہ سپاہ پر آتے تھے لپنے دست و پا اپنے قابو مین نہ پاتے تھے
اسی طرح مین بھی وقت جنگ میدان مین مسحور بہ سحر ہوکر دست و پا نہ ہلا سکتا تھا اور جب جنگاہ سے
پھر کر آتا تھا دست و پا اپنے قابو مین پاتا تھا جب سپاہ میری بہت قتل ہوگئی اور تھوڑی فوج باقی
رہ گئی مین تاب مقابلہ نہ لاکر مع چند سواران خیرخواہ و نمک حلال کے ہنگام شب اپنے قلعہ سے
گریزان ہوا اور ساحرون سے سحر سیکھا بعد سیکھنے سحر کے پھر فوج جمع کرکے اپنے قلعہ پر بجمعیت لشکر
آیا کہ دیو اسلم کو قلعہ سے نکالدون یا اُس کو قتل کرون اور اپنے شہر پر بدستور قدیم قابض و
متصرف ہون جب خبر میرے آنے کی دیو اسلم کو معلوم ہوئی تو دلیرانہ قلعہ سے بجمعیت سپاہ
واسطے میرے مقابلے کے نکلا میدان مین صف آرا ہوا چند روز تک خوب لڑائی ہوئی آخر دیو اسلم
کو شکست ہوا کیونکہ جب وہ سحر کرتا تھا مین رد سحر کرتا تھا آخر کار ایک روز ہنگام جنگ مین نے دیو
اسلم کو سر میدان اسیر کرکے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا یکایک ایک پارہ ابر سوئے فلک
نظر آیا پھر اُس سے صدائے برق و رعد ظاہر ہوئی بعدہ وہ ابر شق ہوا ایک تخت اُس ابر سے ظاہر
ہوا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ اُس پر بیٹھی تھی سیاہ رنگ مہیب صورت نیولی
اسباب سحر کی لپنے دوش پر رکھے ہوئے تھی اور بجائے زیورہائے تکلف رنگ سنگ اور [illegible]
پہنے ہوئے ہے ہنوز مین اور میرے اہل لشکر اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور قتل کرنے دیو اسلم
سے ہاتھ روکا تھا کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے بہت زور سے یون نعرہ کیا کہ او غلام جادو آگاہ ہو کہ مین
پہونچی ارے غضب کیا تو نے کہ میرے آشنا کو اسیر کیا اور ارادہ اُس کے قتل کا کیا حالانکہ
[illegible] دست مین زندہ و سلامت رہوے یہ نعرہ کرکے مثل برق جہندہ زمین پر آئی اور مجھ
بے خبری دیو اسلم کو اُٹھالے گئی بعد تھوڑی دیر کے تخت پر دیو اسلم کو بٹھا کر مع سپاہ و جمعیت
میدان جنگ مین آئی مین بھی روبرو اُس کے صف آرائے سپاہ ہوا بعد صف آرائی ہر دو سپاہ

ساحرہ جو دیو اسلم کو بچہ بن کر اٹھا لے گئی تھی اور معشوقہ دیو اسلم تھی اور نام اُس کا ازلال
جادو تھا بعد قہر و غضب میدان جنگ مین آئی اس طرح سے کہ بالائے تخت سحر سوار تھی اسباب
سحر سے لیے ہوئے تھے آنکھین زرد چہرہ سیاہ رخ سے آثار غیظ و غضب آشکار نظر قہر و غضب مجھپر
اور میری سپاہ پر ڈالتی ہوئی غرضکہ آتے ہی اُس ساحرہ نے آواز بلند بقہر و غضب پکار کر کہا
اے عمان نابکار بدخواہ و بداندیش میرے آشنا دیو اسلم کا تو ہوا ہے اُس کو تو نے قتل ہی کر ڈالا
تھا اگر مین تھوڑی دیر کے بعد آتی پس اب مین تجکو کب زندہ چھوڑتی ہون جلد آ مجھسے مقابلہ کر مین نے
سنا ہے کہ تو نے سحر بھی سیکھا ہے ذرا میدان جنگ مین آکر مجھپر سحر کر مین بھی تو دیکھون کہ تو کیسا ساحر ہے
اور کیسے کیسے سحر تو نے یاد کیے ہین اے فرامرز ثانی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے مین لشکر سے
نکلا روبرو اُس کے جاکر پکارا کہ او ساحرہ تجکو شرم نہین آتی ہے کہ مردون سے سر میدان جنگ لڑنیکو
آئی ہے دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے لڑنے کے بھیج اور میں جو تیرے آشنا دیو اسلم کا دشمن نہین
ہوا ہون اُس نے میرا ملک و مال چھین لیا ہے واسطے لینے اپنے ملک و مال کے جنگ و جدال
کرتا ہون چاہتا ہون کہ ملک و مال میرا پھر مجکو ملجائے لہذا تجکو لازم ہے کہ دیو اسلم کو ہمراہ اپنے
لے کر میرے قلعہ سے چل جا بہتر یہی ہے کہ جنگ سے باز آ ہزارون آدمیون کا کشت و خون لڑائی
مین ہوگا طرفین کے ہزارہا مردان سپاہ کام آئینگے خونریزی بہت ہوگی جنگ سے صلح بہتر
ہوتی ہے اگر یہ تقریر میری تجکو منظور ہو تو میدان جنگ سے چل جا دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے
جنگ کے روانہ کر ساحرہ مذکورہ نے گفتگو میری سنکے بعد طیش اس طرح جواب دیا کہ او عمان
کیا بیہودہ بکتا ہے ہرگز مین اور کسی کو میدان جنگ مین نہ بھیجون گی خود میدان جنگ سے بغیر لڑائی
کیے نہ جاؤن گی اب تجسے اس بارہ مین تقریر نکر آ اور جنگ ہو سحر مجھ پر کر اے فرامرز ثانی پہلوان
لاثانی یہ کلام اُس ساحرہ کا سنکے مین نے اُس پر سحر کیا ایک گولہ سحر اُس پر دم کرکے مارا اُس نے قریب
گولے کے آتے ہی کارد سحر سے گولے کے دو ٹکڑے کیے اس طرح رد سحر کرکے اُس نے کارد سحر مجھ پر
لگائی ہرچند سپر سحر سے مین نے اپنے تئین بچایا مگر وہ کارد میرے شانے کو زخمی کرکے نکل گئی اس عالم
خونخواری مین پھر مین نے دلیرانہ تاریخ سحر خون چشانی اپنا کارد سے اُس پر چلا کر سامری و جمشید کو
پکار کر اُس پر مارا ہرچند اُس نے رد سحر کرنا چاہا مگر وہ تاریخ اُس کے پاؤن اور تخت سحر پہ پڑا تخت
ٹوٹا پاؤن اُس کا جو زخمی ہوا تخت سے بالائے زمین گری مین آگے بڑھا چاہا کہ کام اُس ساحرہ کا تمام
کرون دیو اسلم یہ حال دیکھتے ہی مع سپاہ حملہ آور ہوا پہلے اپنی معشوقہ ازلال جادو کو اٹھا کر
بارگاہ مین بھجوا دیا پھر مجھسے لڑنے لگا افسران سپاہ میرے بھی مجکو نرغہ اعدا مین دیکھ کر بے تحمل ہو کر
مع تمامی سپاہ حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار ہونے لگے بہادران جانبین نعرے رعد آسا کرنے لگے برق شمشیر چمک چمک کر
بہادرون کے حریفون پر گرنے لگی تیرانداز تیر لگانے لگے نیزہ باز نیزون سے اپنے دشمنون کو ہلاک
کرنے لگے پہلوانان نامی گرز ہائے گرانبار سے نعرے کرکے اپنے حریفون پر آگرے اور ضرب ہائے
گرز سے اُن کو پیوند خاک کرنے لگے صدائے آہ و نالہ مجروحان بلند ہوئی غبار گھوڑون کی کثرت
سے بکثرت بلند ہوا غرضکہ خوب جنگ مغلوبہ ہونے لگی مین نے قریب دیو اسلم کے جاکر نعرہ کرکے
تیغ پر سحر دم کرکے اُس پر لگایا تیغ چلتا دھوان پیدا ہوا وہ اُس دود مین پنہان ہوا بعد گھڑی

دیکھے وہ دھوان دور ہوا اب جو سب نے دیکھا تو دیو اسلم مسحور بے حرکت ہو گیا ہی مدہوش و بیہوش
ہو گیا ہو میں نے بجلدی تمام چاہا تھا کہ سر اوسکا تیغ آبدار سے کاٹ لون ناگاہ وہ تخت ازلال جادو کا
پہونچی وہ بیٹھا ہوا تخت سحر پر سوار ہو کر آئی اور زمین سے سوئے فلک بلند ہو کے مجھ پر ایسا سحر کیا کہ
دست و پا میرے بیکار ہو گئے حس و حرکت باقی نہ رہی آرزوے دل بر نہ آئی دیو اسلم کو قتل کرنے سے
مجبور و لاچار ہو کر زمین پر گر ہو گیا اسی حالت میں ازلال جادو نے چند ناش میرے لشکر کی طرف سحر
دم کر کے مارے یا تو سب تم گر پڑے تھے یا سب کے پانون اُٹھ گئے بے اختیار جگہ سے بھاگے جسوقت
مردان سپاہ میرے بھاگے مردان سپاہ جو دیو اسلم کے تھے اُنھون نے حکم ازلال جادو سے تعاقب
اُن کا کر کے اُن کو قتل کرنا شروع کیا ہزارون کو قتل کیا اور جو بھاگ کر دور نکل گئے وہ جانبر ہوئے
جسوقت تمام سپاہ میری میدان جنگ سے بزور سحر ساحرہ مذکورہ بھاگ گئی ازلال جادو نے
بلندی سحر پر سے زمین پر آکر مجھکو گرفتار کیا پھر مجھکو مع دیو اسلم و تمامی سپاہ کے میدان جنگ سے
قلعہ میں لے گئی اور دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر قریب تخت کے بٹھا کر مجھکو اپنے سامنے طلب کیا
ملازم اوس کے مجھکو طوق و زنجیر میں گرفتار کیے ہوے سوزن میری زبان میں دی ہوئی کشان کشان
روبرو دیو اسلم و ازلال جادو کے لے گئے اسوقت ازلال جادو نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا
کیون عمان اب بھی سر فساد و کینہ ہو گا پھر میرے اس محبوب و آشنا سے صادق سے جنگ آزما
ہوگا یہ سنکے میں نے سر جھکا لیا بےبسی سے اور اپنی عجز حالت اسیری پر نظر کر کے آنکھون میں اشک بھر لایا
ساحرہ مذکورہ نے رحم کھا کر کہا اے عمان میں تجھکو قتل کراتی سر تیرا در قلعہ پر آویزان کراتی مگر رحم کھا کر
تجھکو چھوڑے دیتی ہون خبردار اب کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہان سے اتنی دور نکل جا کہ اب
میں تجھکو نہ دیکھون اگر اب کہین تجھے دیکھ لون گی تو یاد رکھ کہ ضرور قتل کر دون گی یہ کہکر مجھکو رہا کر دیا ہی
سحر بھی مجھ پر سے دفع کر دیا حالانکہ میں بعد رہائی و سوزن زبان سے دور کرنے کے سحر دفع کر سکتا تھا ب
بالاحمل بعد رہا ہونے کے میں تن تنہا غمگین و حزین وہان سے چلا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے
جو مردان سپاہ قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ مجھکو ملے میں نے اُن سے بھاگنے کی شکایت کی اُنھون
نے کہا اے حاکم و آقا ہمارے نہیں معلوم کیا ہوا کہ اُٹھتے اُٹھتے پانون ہمارے جگہ سے اُٹھ گئے اب
آپ فرمایئے کہ آپ کا اس حال میں ادھر آنا کیونکر ہوا میں نے تمام حال اپنا جو گذرا تھا مفصل بیان کیا بعدہٗ
میں نے سب سے کہا اگر تمہارا دل چاہے تو میری ہمراہی اختیار کرو جہان میں جاؤن میرے ہمراہ
چلو اُن سب میں سے تھوڑے سوارون خیرخواہ و نمک حلال نے مجھ سے عرض کیا ہمین آپکی ہمراہی
بدل و جان منظور ہے کیونکہ ہم نے ایک مدت تک آپ کا نمک کھایا ہے ایسے وقت بد میں ہم ترک رفاقت
نکرینگے ہرگز آپ سے جدا نہونگے جہان آپ جایئے گا ہمراہ رکاب رہینگے یہ سنکے دل میرا اونسے
خوش ہوا پھر اُن کو ہمراہ لیکر جانب ویرانہ اس طرف آیا دیکھا میں نے کہ باغ و بارہ دری ویرانے میں
ہی ہر چند کہ باغ خزان رسیدہ ہی اور بارہ دری بھی بے مرمت و مسکن بوم و شوم ہی لیکن میں نے
واسطے اپنی سکونت کے اختیار کیا اُن ملازمان چند در چند کو در باغ پر معین کیا ہی اندر باغ کے آنے
نہین دیتا ہون دروازہ باغ کا بند رکھتا ہون ملازمون سے بتاکید اکید کہدیا ہی کہ اگر کوئی پوچھے
کہ تم کس کے ملازم ہو اور اس باغ میں کون رہتا ہی تو ہرگز نہ بتانا اب باغ میں عمان جادو رہتا ہی
اور ہم اُس کے ملازم ہین اے فامرزانی جب روز سے میں اس باغ خزان دیدہ میں آیا ہون اسی

بارہ دری میں ہنگام شب آکر سو رہتا ہوں اور صبح کو یہاں سے بخوف ازلال جادو چلا جاتا ہوں
اُسی دریا میں یعنی جس دریا سے میں تمکو نکال کر یہاں لایا ہوں بزور سحر بصورت نہنگ رہتا ہوں
ہنگام شب زینہ جال کر خائف و ترساں یہاں آکر کچھ اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر سو رہتا ہوں
جان اپنی ازلال جادو سے بچاتا ہوں دن کو پوشیدہ دریا میں رہتا ہوں اس خوف سے کہ مبادا
ازلال جادو مجھے دیکھ نہ لے ورنہ وہ مجکو قتل کرے گا کیونکہ کہہ چکا ہے کہ ابکی مرتبہ اگر تجکو کہیں دیکھونگی
تو ضرور قتل کرونگی مفصل حال میرا یہی تھا جو کہ میں نے تمہارے اصرار کرنے سے بیان کیا ہے اب
میں تم کو یہاں لایا ہوں بخوشی و خوش دلی یہاں قیام پذیر ہو تا وقتیکہ میں قید رنج و تشویش سے رہا
ہوں اور ازلال جادو و اوما سلطون کے شر و فساد سے بےخوف و خطر ہوں تم مع اپنی محبوبہ کے بکام
و عیش و عشرت یہاں رہو شب و روز آتش نے دلی بر لاؤ وصل سے دل شاد کرو یہ کہکر آبدیدہ ہو کر
خاموش ہوا فرامرز ثانی نے تمام حال اُس کا سنکے افسوس کرکے کہا اے تم نے ہمپر احسان کیا ہے ہم
دونوں کو دریا سے نکالا ہے پھر اس کا عوض اگر ہم سے ہوسکے گا تو ہم بھی کرینگے اگر خداوند عالم
چاہے گا اور اے عمان جادو ہم مسلمان ہیں بغیر عقد کیے ہوئے کسی عورت سے ہم بستر ہو نہیں سکتے
کیونکہ خلاف شرع ہے اور باعث گناہ کبیرہ ہے عمان جادو نے کہا اب معلوم ہوا کہ تم دونوں مسلمان
ہو بغیر عقد و نکاح کیے عورت سے نزدیکی نہیں کرتے پھر اس کی بھی تدبیر کی جائیگی دو ایک روز میں
کسی ایسے مسلمان کو جو صیغہ نکاح پڑھ سکتا ہو کسی تدبیر سے یہاں لے آؤنگا ہم تم دونوں کا عقد
و نکاح کرا دونگا یہ کہکر کچھ میوہ تر و خشک لاکر روبرو رکھکر کہا کہ اسے نوش کرو اور باغ میں جو
چشمہ ہے اس سے پانی نکالکر پیو فرامرز نے وہ میوہ ہمراہ ملکہ کے کھایا پانی چشمہ سے پیا عمان جادو
نے بھی علیحدہ آب و طعام سے سیرابی و سیری حاصل کی جب زمانہ شب کا آیا سو رہا جب صبح ہوئی فرامرز
ثانی اور ملکہ کو آب و طعام سے سیر و سیراب کرکے دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا فرامرز ثانی نے ملکہ سے
کہا کہ عمان جادو کہاں چلا گیا دیکایک نظر سے غائب ہو گیا وہ نہ ہوا پہلے کہ عمان جادو نے کہا تھا کہ دن کو
میں بخوف ازلال جادو بصورت نہنگ دریا میں رہتا ہوں یقین ہے کہ دریا میں جا کر پوشیدہ ہوا
ہو یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ چلو باغ کی سیر کریں بعد ازاں بارہ دری کے تمام درجوں کی بغور سیر کرینگے دل اپنا
بہلائینگے ملکہ نے منظور کیا دونوں عاشق و معشوق اٹھے بارہ دری سے باغ میں گئے دیکھا کہ باغ
خزان رسیدہ ہے آتش گل سرد ہو گئی ہے جو گل کہ مثل عارض محبوب سرخ و شاداب تھے وہ پژمردہ
ہو گئے ہیں غنچے سوکھے ہوئے ہیں مثل دل ہائے ناامیدان کے سنبل لب جو سے آب با موئے
پریشان استادہ تو ہیں مگر پژمردہ گرد و غبار سے بال اٹے ہوئے اگر قمریاں آتی بھی ہیں اور سرو پر
بیٹھتی بھی ہیں تو بجائے خوشی و خوش الحانی کے آوازیں فریاد و نالہ کی بلند کرتی ہیں بعد ازاں جاتی ہیں
اسی طرح بلبلیں شاخ گل پر آکر بیٹھتی ہیں اور سرسبز و شاداب نہ پاکر عوض نغمہ سرائی نالہ و نوحہ کرتی
ہیں اپنی زبان میں فصل بہار کی تمنا کرتی ہیں اور شکایت موسم خزان کرتی ہیں اور ہر ایک گل و غنچہ
خشکیدہ و پژمردہ پر نظر کرکے بے اختیار باہم نالہ کرتی ہیں پھر فریاد کرتی ہوئی اڑ جاتی ہیں سوائے قمری
و بلبل اور جو طائران خوش الحان ہیں وہ بھی باغ پر بہار جان کر اندرون باغ آتے ہیں اشجار میوہ دار
و درختان گل مثل نرگس و شبو و گلاب و چنبیلی و بیلا و لالہ عباسی و نافرمان وغیرہ پر بیٹھتے ہیں اور اشجار
و میوہ و گل کو سرسبز و شاداب نہ پاکر اپنی زبان میں فریاد کنان اڑ جاتے ہیں باغ میں خاک اڑتی ہے

نرگس پژمردہ و خوشیدہ بنظر حیرت و حسرت جا انقلاب زمانہ ہر طرف نظر کر رہی ہی لالہ بادل داغدار
بحالت پژمردگی باغ مین ہی اس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و خرابی باغ سے داغ بدل
ہو کر پژمردہ و خشک ہو گیا ہی نسرین و نسترن بھی خزان دیدہ ہین گل شبو بھی دست خزان سے
سر سبز نہین ہی کثرت غم سے بیزار ہی اسی طرح ہر ایک درخت گل خزان رسیدہ ہی اشجار میوہ دار مانند
انار و سیب و بہی وغیرہ بھی بے برگ و بار ہین ثمر بھی کوئی ان مین نہین رہا و خزان سے سوکھے
ہوئے کھڑے ہین گویا فریاد ظلم خزان کر رہے ہین اور فصل بہار کو یاد کر رہے ہین ان کی جنبش سے
صاف یہ ظاہر ہوتا ہی کہ محتاج آب ہین اپنی صاحب باغ کو راست و چپ دیکھتے ہین وہ نظر نہین آتا ہی
کہ آب رسانی سے ان کو سر سبز و شاداب کرے اور درختان گل کے تازہ و تر کرنے مین کوشش و
سعی کرے دیواران باغ کی شق ہین بعض دیوارین یون خمیدہ ہین کہ قریب ہی گر پڑین ان کی خمیدگی
وشق ہونے سے ظاہر ہوتا ہی کہ صاحب باغ کی جدائی کے الم مین جگر ان کا شق ہو گیا ہی اور بافرقت
سے مالک باغ کے ایسی صدمہ کش ہوئی ہین کہ خمیدہ ہو گئی ہین دروازہ باغ مثل دل بستہ غمزدہ
جا بجا سے شکستہ ہو صاحب باغ کے غم سے شکستہ دلی اس کی بھی ظاہر ہی ملکہ اور فرامرز نے باغ
مین جا کر سیر باغ کی کہنے باہم کہا افسوس یہ باغ خزان رسیدہ ہی نہین معلوم کس اجرت سے کسنے
اس کو بنایا ہوگا درخت گل چمن در چمن لگائے ہون گے اشجار میوہ دار بچھائے ہون گے آج
گردش فلک سے مالک باغ باغ مین نہین ہی خدا معلوم زندہ ہی یا سوے ملک عدم گیا اس کے
نہونے سے یہ باغ کس قدر ویران و خزان رسیدہ ہو گیا ہی جاے عبرت و مقام افسوس ہی یہ کہکر
لب چشمہ شیر مین دونون عاشق و معشوق گئے دیکھا کہ پانی اس کا اُبل رہا ہی بیقراری آب ہویدا
ہی جانتا ہی کہ اپنے مالک و بنا کردہ کو ایک نظر دیکھون تا بیقراری زائل ہو مگر وہ اسکو دکھائی نہین دیتا
ہی غرض فرامرز ثانی اور ملکہ دونون باغ کو دیکھکر تا سمت کنار بارہ دری مین آئے یہ جانتے تھے
کہ سیر باغ سے کچھ دل شگفتہ ہوگا مگر سیر باغ خزان رسیدہ سے دل اور پژمردہ ہوا عوض شگفتگی دل رنج
بربادی باغ ہوا جب دونون عاشق و معشوق مذکور الصدر بارہ دری مین گئے باہم یون تقریر کی
کہ اب اس بارہ دری کے اندر چل کر اس کی سیر کرین آج اسی طور سے دن بسر کرین کیونکہ دل گھبراتا ہی
اس ویرانے مین آبادی سے آ کر طبیعت بہت پریشان ہی آخر دونون باتفاق راسے بارہ دری کے
درجون مین جانے لگے اور تعمیر و قطع پر اس کی نظر کرنے لگے غور سے جو دیکھا تو معلوم و ظاہر ہوا کہ
صاحب باغ نے اس بارہ دری کو عنوان شایستہ سے خوش قطع زر کثیر صرف کر کے بنوایا ہوگا اور اسکی
گلکاری و نقش و نگار مین بکثرت زر سرخ و سفید معمارون اور نقاشون کو دیا ہوگا کیونکہ نقش و نگار
باقی ہین اور چھت پردے نفیس و رنگین موجود ہین مگر شکستہ ہین ظاہرا ان کی شکستگی سے ثابت ہوتا
تھا کہ صاحب بارہ دری کے غم مین جگر ان کا چاک چاک ہو گیا ہی شیشہ آلات جو مثل جھاڑ اور کنول
وغیرہ کے ان درجون مین نظر آتے ہین وہ بھی گرد و غبار آلودہ و شکستہ اکثر کنولون مین شمعدان سے
موی و کافوری دیکھین کچھ جلی ہوئی آنسوؤن کے بہے ہوے ان کے دیکھنے سے صاف روشن ہوا
کہ یہ شیشہ آلات اپنے مالک کے غم مین دل شکستہ ہین اور یہ شمعین اپنے صاحب بزم کی جدائی مین
ایسا روئی ہین کہ آنسوؤن کے جاری ہونے ہین فرش پر جو نظر کی معلوم ہوا کہ فرش نفیس و تحفہ ہی
مگر بوسیدہ ہی بکثرت غبار روش پہ پڑا ہوا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس فرش نے مفارقت مین لپیٹے

مالک و مکین کے اس درجہ صدمہ کیا ہو کہ بہ تن خاک ہو گیا ہو یا الم جدائی صاحب بارہ دری مین خاک بسر ہوا ہو الحاصل ملکہ اور فرامرز ثانی دونون تا شام سیر باغ و بارہ دری کیا کئے ہنگام شام اپنے مقام استراحت پر آئے ملکہ نے فرامرز سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و شہریار یا کسی وزیر و امیر نے بنوائی تھی جس زمانہ مین یہ باغ و بارہ دری تیار کی گئی ہوگی اور صاحب باغ مع اپنے متعلقین کے یہان مقیم و ساکن ہوا کیا زیب و زینت ہوگی افسوس ہزار افسوس مکان تو اب تک بحالت خرابی موجود ہو لیکن مکین کا حال معلوم نہین کہ اوس پر کیا گذری آیا زندہ ہو یا مر گیا اگر زندہ ہو تو کہان ہو اوس کا نام و نشان بھی نہین شاید برباد و تباہ ہو گیا ہو یا کسی بلا مین مبتلا ہو گیا ہو ورنہ اپنے اس باغ کی ضرور خبر لیتا ہم کو تقدیر یہان لائی یہ مقام عبرت افزا دکھایا دیکھیے آیندہ کیا پیش آنیوالا ہو بدی قسمت سے انسان مجبور و لاچار ہو جائے دم زدن نہین فرامرز ثانی نے کہا اے ملکہ واقع مین بقول تمھارے یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و وزیر کی تعمیر کردہ معلوم ہوتی ہو یہ باقی رہگئی اور وہ شاہ و وزیر نہ رہے یہی کارخانہ جہان ہو مکان برائے چندے رہ جاتے ہین اور صاحب مکان فنا ہو جاتے ہین دنیا ایک سرائے فانی ہو کسی کو یہان قیام نہین ہر ایک آمادہ فنا و حیات سفر ہو بقول ایک شاعر کے کیا خوب اوس نے اپنا مخمس مین بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا کی غفلت کی مذمت مین قلم فرسائی کی ہو۔ مخمس

سرائے دنیا ہی خوف کی جا ہر ایک کو خوف دم بدم ہی
مسافرانہ کے ہو اگر مقام فردوس ہی یہ ارم ہی
نہ اب سکندر یہان نہ دارا نہ ہی فریدون یہان نہ جم ہی
سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہی استادہ دست بستہ وہ رخصت ہر ایک دم ہی

اسی طور سے شاعر مذکور نے بہت کچھ کہا ہو تمھارے سامنے کہان تک اوس کا کلام پڑھون وہ بھی جو کچھ اوس نے اس مخمس مین نظم کیا ہو سچ ہو دنیا گذرگاہ ہو حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین اس مین کوئی ہو امیر ہو یا فقیر ہو یا بادشاہ ہو ایک دن سب کو مرنا ضرور ہو اور اس دنیائے فانی سے جانب عدم جانا ضرور ہو کسی کو بقا نہین بجز خداوند عالم و عالمیان کے جب یہ اخبار و کلام خدا سے ثابت و یقین ہو چکا کہ مرنا ایک روز لابد ہو تو پھر چند روزہ حیات کو امور خیر مین صرف کرنا چاہیے اور خواب غفلت مین نہ رہنا چاہیے نہین معلوم کس وقت اجل آجائے جہان تک ممکن ہو عبادت و ذکر الٰہی مین اپنی زندگی بسر کرے رہنے کے واسطے برائے بسر زمانہ حیات کوئی مختصر مکان بنالے قصر رفیع اور باغ بہشت نظیر نہ بنائے جو زر و مال قصر و باغ مین صرف کرنا مقصود ہو وہ راہ خدا مین دے کا عاقبت بخیر ہو اے ملکہ یہ بارہ دری اور باغ تو کیا ہو بڑے بڑے قصر شاہان اولو العزم اور باغہائے عدیم النظیر بعد رحلت ان شاہون کے منہدم و شکستہ و خراب و برباد ہو گئے جیسے اس بارہ دری مین جانورون نے اپنے آشیانے بنالئے ہین اسی طرح شاہی اکثر عمارتون مین جو اب باقی ہین بوم شوم نے آشیانے بنالئے ہین زاغ و زغن وغیرہ بھی ان عمارتون پر بیٹھتے ہین اکثر طائر سوائے بوم کے بھی ان قصرون مین آشیانے بنا کر رہتے ہین مکڑیون نے جالا تنا ہو خاک اڑتی ہین

اُجڑ رہی ہو شب کو اندھیرا رہتا ہو مقام عبرت ہو کہ جن محلون مین شاہ و شہریار و وزیر رہتے تھے اور
اُن کے اہل و عیال و عزیز و اقارب ساکن تھے اب وہ ویران و خراب ہین کوئی ایسا نہین کہ
اُن مین ایک ایک چراغ روشن کر دے یا جاروب کشی سے اُن قصور کی زینت فی الجملہ کرے یا
مرمت اُن کی کرے دیکھو افراسیاب کیسا بادشاہ اولو العزم تھا بعد اُس کے مرنے کے اُس کے
مقبرہ کی یہ حالت ہوگئی جیسا کہ ایک شاعر نے نظم کیا ہی — پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب ॥ اسی طرح مکانات شاہی کا یہی حال ہو خلاصہ یہ کہ دنیا گذرگاہ ہو مکین
و مکان دونون ایک دن فانی ہونے والے ہین خزان و بہار سب کے واسطے لازم ہو اس مین انسان
ہو یا مکان ہو یا باغ ہو یا اور کوئی شے ہو اس باغ کی بہار کا اور اس بارہ دری کی آبادی کا زمانہ
گذر گیا اب موسم خزان کا آیا ہو ہمیشہ زمانہ کسی کا یکسان نہین رہتا ہو کبھی بہار کبھی خزان کبھی
راحت گاہ مصیبت کبھی صحت کبھی علالت گاہ خوشی گاہ ملال اہل دنیا اور موجودات دنیا کا یہی
حال ہو ذرا غور کرو تمھارے اور ہمارے واسطے اس دنیا مین کیا ہوا ایک طرح سے زندگی ابتک
بسر نہین ہوئی اگر صدمے اٹھائے تو خوشی بھی ہوئی اب وہ زمانہ آیا ہو کہ دریا سے جانبر ہو کر اس
شکستہ و ویران بارہ دری مین ہم اور تم بیٹھے ہین شکر ہو خدا کا جو اُس نے بہتر جانا وہ کیا اور جو
اب اُس کو مناسب ہوگا تمھارے اور ہمارے حق مین کرے گا اگر وہ دن راحت و آرام سے
سونے اور کھانے پینے کے عیش کے دن باقی نہ رہے تو یہ دن بھی باقی نہ رہین گے خداوند عالم
مسبب الاسباب ہو جب وہ کسی پر رحم کرتا ہو اسباب راحت واسطے اُس کے فراہم ہو جاتے
ہین دشمن اُس کے دوست ہو جاتے ہین کنارہ نیکی پیش آتے ہین جیسا کہ عمان جادوگر بدمذہب
تھے اور بہت بد دستی پیش آیا ہو دریا سے نکال کر یہان لایا ہو یہ کارسازی اور قدرت نمائی
و حفاظت اپنے بندون کی اُسی معبود حقیقی کی ہو ورنہ ایسے دریاے قہار مین خود گرنا اور پھر زندہ
رہنا مشکل بلکہ ناممکن تھا اگر وہ اس طرح سے نہ بچاتا تو ہم تم زندہ نہ بچتے خورش جانوران آبی
ہو جاتے اُس کا فضل شریک حال ہونا چاہیے سب کام بگڑے بن جاتے ہین اور اگر اس کی سطوت
ہوتی ہو تو بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہین وہ قادر ہو اُس سے امید بہبودی رکھنا چاہیے بقول شاعر —
اسے فضل کرتے نہین لگتی بار ॥ نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار ॥ مجکو ذات خدا سے امید قوی ہو کہ
وہ اپنی قدرت کاملہ سے یہان بھی ہمارے واسطے کوئی سبب راحت پیدا کرے گا ملکہ نے کہا تم سچ
کہتے ہو ذات خداوند عالم مسبب الاسباب ہو ضرور کوئی سبب آرام و راحت اپنی قدرت کاملہ سے
ہویدا کرے گا اور اس ویرانہ سے آبادی مین پہونچائے گا ابھی دونون عاشق و معشوق باہم
باتین کر رہے تھے کہ عمان جادو آیا بزور سحر اُس نے روشنی کی میوہ تر و خشک دونون کے
روبرو رکھا بعد کو پوچھا کہ تم گھبرائے تو نہین طبیعت اس ویرانہ مین پریشان تو نہین ہوئی فرامرز
ثانی نے جواب دیا دل کو ہم نے آج سیر باغ و بارہ دری مین بہلایا کیونکہ اس باغ ویرانہ مین
بغیر تمھارے دل گھبراتا تھا اُس نے کہا تم سچ کہتے ہو جہاں تک ممکن ہو اپنے دل کو بہلا کر خوش و
خرم رہا کرو مین بخوف انزال جادو تمھارے پاس نہین رہ سکتا مجبور ہون ورنہ تم کو اکیلا یہان
نہ چھوڑ جاتا اب میرا ارادہ ہو کہ نکاح تم دونون کا کر دون کل اگر ممکن ہوا تو کسی نکاح پڑھنے والے کو
یہان لے آؤن گا کیونکہ مین نے تم دونون کو بجائے اپنے فرزند و دختر کے تصور کیا ہو تم بھی

مجھ سے بہ بدی پیش نہ آتا اگر نیکی کرتا ممکن نہ تو بھی لگا میرے ساتھ نیکی کرتا فرامرز تانی نے جواب دیا اب میں بھی بجائے
پدر آپ کو سمجھوں گا یہی آپ سے کرتا تو بیا انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو قتل کر کے تخت حکومت
پر آپ کو بٹھاؤں گا عمان جادو یہ سنکے خوش ہوا بعدہ کہنے لگا اے فرزند اگر تیری کوشش و تدبیر سے
میں اپنے ملک پر قابض و متصرف ہوں گا تو اقرار کرتا ہوں کہ تمہارا دین بھی اختیار کروں گا دین آبائی
ترک کروں گا مگر اے فرزند میرے دشمنوں کو ہلاک کرنا بہت مشکل ہے تم بیسا دہ ہو تم بتا کیونکر میرے
اعدا کو قتل کرو گے میں بیادہ تھا و سپاہ بھی بہت رکھتا تھا ہنگام جنگ دشمنوں کو اپنے بال سوز کر سکا
خود ہی اسیر ہو گیا بارہ حیات باقی تھا از لال جادو نے رحم کھا کر یہ شرط کیا اب اس طرف کبھی
آنے کا قصد نہ کرنا مجھے قید سے رہا کیا فرامرز تانی نے جواب دیا اے پدر بزرگوار خدا وہ ہے کہ قادر ہے
او بر تمام اشیاء کے ہم کو اس سے امید قوی ہے کہ وہ ہماری اعانت کرے گا ہم کو تمہارے اعدا پر
فتحیاب کرے گا اگر تنہا ہم سے یہ کام سرانجام نہ پاسکے گا تو اور کوئی تدبیر اس کام میں حکم خدا سے میں
وارد ہوگا بہر صورت انشاء اللہ تعالیٰ در مقصود وا ہو جائے گا آپ اس مقدمہ میں چہرہ دونوں جیسے اپنے
حصول مطلب میں مایوس و نا امید ہرگز نہ ہوجئے عمان جادو یہ سنکے بہت شادمان ہوا بعد اس کے تب
ملکہ و فرامرز تانی خود بھی سیر و سیراب ہوئے بعدہ تا دیر پاس بیٹھا باہم راز و نیاز بعد نزاکت یہ کہکر غائب
ہو گیا کہ اب تم دونوں آرام کرو ہم بھی جاتے ہیں نیند آتی ہے بعد جانے عمان جادو کے ملکہ و فرامرز
تانی بھی آرام پذیر ہوئے ہنگام صبح بعد طلوع آفتاب عمان جادو نے یکایک ظاہر ہو کر بدستور میوہ
جات و مشک وغیرہ سامنے رکھا اور کہا کہ تم دونوں اس میوہ جات لذیذ و خوشگوار کو کھاؤ اب میں
جاتا ہوں لشکر سحر سے بصورت طائر پرواز کر گیا بعد چند ساعت کے دو اہل اسلام کو لایا بصورت
بدل خود بھی ان کے ساتھ آیا دروازہ باغ کا کھلا وہ دونوں اہل اسلام و اہل علم اندر باغ کے
آئے جب ملکہ پس پردہ بیٹھی عمان جادو دروازہ باغ کا بند کر کے ہمراہ ان دونوں اہل علم کو
لے کر بارہ دری میں گیا پھر ان سے کہا کہ اس جوان کو میں نے اپنا فرزند کیا ہے اور جس عورت سے
اس کا عقد مطلوب ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے کہ بجائے میری دختر کے ہے اس پردہ کے پیچھے ہے
لہذا آپ صاحبوں کو مناسب ہے کہ موافق اپنے مذہب کے ان کا صیغہ نکاح پڑھیے انہوں نے بعد ایجاب
و قبول صیغہ نکاح ان کا پڑھ دیا عمان جادو وغیرہ نے کہا اے فرزند مبارک ہو کہ اب
عقد تمہارا اتنا رہی محبوبہ سے ہو گیا فرامرز تانی نے شادمان ہو کے عمان جادو اور ان اہل علم کو
جنہوں نے صیغہ نکاح پڑھا تھا سلام کیا ان علما نے بھی کہا خدا مبارک کرے بعد ہو جانے عقد کے
عمان جادو نے نذر و خلعت و نقل ان کو دے کر رخصت کیا بعدہ دروازہ باغ بند
کر کے ملاقات کہا اے ملکہ تم کو بھی مبارک ہو اب بعیش و عشرت تم دونوں زندگی اپنی بسر کرو
میں جاتا ہوں ہنگام شب آؤں گا یہ کہکے بزور سحر ایک طائر خوش رنگ بنکر اڑ گیا یہاں فرامرز
تانی نے خلوت پاکر بصد خوشی و رغبت تمام ملکہ سے مدعائے دلی حاصل کیا بعد ایک مدت کے
در آرزو و مستجاب ہوا از حد خوشی ہوئی عمان جادو کا احسانمند ہوا بعد نزدیکی آب گرم سے
دونوں نے غسل کیا پھر نماز شکریہ ادا کی اتنی دیر میں عروس لیلائے شب نے چہرہ اپنا دکھایا اور آفتاب
عالمتاب چھپکے مغرب جا کر پنہان ہوا ہنوز زیادہ شب نہ گذری تھی کہ عمان جادو آیا دونوں [illegible]
شوہر نے باادب سلام کیا اس نے دعائے طول عمر و ازدیاد دولت و جاہ دے کر کہا اے فرزند

اب تو مراد دلی تمھاری بر آئی فرامرز نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا عمان جادو نے انواع و اقسام
کے میوے اور طعام ہاے لذیذ جو لایا تھا پیش کیا ہر ایک نے سیر ہو کر کھایا اور جو دیکھی طعام لذیذ
سے سیر ہو کر آب شیرین کو سرد سے سیراب ہوے تھوڑی دیر توقف کرکے بدستور رخصت ہو کر نظر
سے غائب ہو گیا یہ دونوں نوشاہ و نوعروس یکی باہم لیٹ کر سو رہے اسی طور سے چند روز
گذرے ایک دن فرامرز ثانی نے عمان جادو سے کہا کہ ہمارا اب دل چاہتا ہے کہ ہم سوے
صحرا واسطے شکار آہو کے جائیں اگر آپ کی اجازت ہو تو سمت صحرا جا کر غزالان دشت کا شکار
کریں اُس نے کہا اے فرزند شکار آہو کے واسطے جاؤ لیکن میرے ملازم جو چالیس سوار [illegible]
ہیں انکو اپنے ساتھ لے جاؤ مگر خبردار جانب جنوب نہ جانا کیونکہ اُسی جانب مہ اشوم اب
حاکم وہاں کا وہی ہے [illegible] سلم ہے مبادا تم اُس طرف جاؤ اور وہ تمھیں بھی [illegible]
آئے فرامرز نے کہا اے پدر میں اقرار کرتا ہوں کہ حتی الامکان اُس طرف نہ جاؤں گا عمان جادو
نے اجازت دی فرامرز ثانی ہمراہ عمان جادو کے دو باغ سے باہر آیا عمان نے اپنے لشکر کے
سواروں سے کہا کہ آج تم سب اس جوان کے ہمراہ سوے دشت جاؤ جب یہ شکار آہو کھیل چکیں
تو انھیں کے ہمراہ یہاں چلے آنا خبردار خلاف میرے حکم کے نہ کرنا سب سواروں نے دست بستہ
عرض کیا اے بادشاہ ہمارے جو حکم ہوا ہے وہی عمل میں لائیں گے یہ عرض کرکے سب مسلح داخل
ہوے فرامرز ثانی بھی ایک مرکب پر سوار ہوا پھر جانب شمال مع ان سواروں کے روانہ ہوا
اس طرف عمان جادو نے دروازہ باغ کا بند کر لیا فرامرز ثانی بعد قطع راہ دور و دراز شاداں و
فرحاں ایک ایسے سبزہ زار فرحت آثار میں پہونچا کہ اس صحرا میں غزالان دشت بکثرت تھے اور
ہوا اُس صحرا کی دل کو فرحت دیتی تھی سبزہ شاداب کوسوں تک نظر آتا تھا گویا فرش مخمل سبز
بچھا تھا دل میں بے اختیار یہی آتا تھا کہ اس فرش زمردین پر آرام کیجیے کیونکہ وہ سبزہ صحرا ایسا تھا
کہ بمقتضاے نظم + سوے اُس سبزہ پر اگر بیمار + تندرستی کے ساتھ ہو بیدار + وہ اُس فرش سبزہ پر اگر لیٹے
ہو کے اکدم میں زندہ اٹھ بیٹھے + فرامرز ثانی نے اُس صحراے سبزہ زار و پر بہار کی سیر کرکے خوش ہو کر
کہا کیا اچھا یہ صحراے سبزہ زار ہے ہوا یہاں کی مرغوب دل ہے ان سواروں نے عرض کیا حضور [illegible]
یہ صحرا عجب صحرا ہے اس صحرا کی سیر بہتر از سیر باغ و گلشن ہے ہنوز سواران ہمراہی عرض کر رہے تھے
کہ ناگاہ دور سے ایک غول آہوان شوخ چشم کا نظر آیا اسطرح کہ وہ بعد شوق اس سبزہ شاداب
کو چر رہے تھے فرامرز ثانی نے اُن کو دیکھتے ہی مرکب اپنا آگے بڑھایا سب سوار بھی تیر و کمان لئے
ہوے آہستہ آہستہ عقب فرامرز چلے جب سب قریب اُن آہوؤں کے پہونچے وہ آہو اُن کو
دیکھ کر خوفناک ہو کر جست کناں بھاگے سواروں نے تاک تاک کر اُن پر تیر لگانے کسی کا تیر کارگر
نہوا فرامرز ثانی نے جو ایک آہو کے تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کے پٹھے پر لگا وہ زخمی ہو کر کھنچتا ہوا
جانب جنوب بھاگا فرامرز نے اُس آہو کی طرف گھوڑا ڈالا سب سوار بھی ہمراہ ہوے مگر وہ جست و خیز
کرتا ہوا کوسوں چلا گیا فرامرز ثانی نے بھی اُس کے تعاقب سے ہاتھ
نہ اُٹھایا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ آہوے تیر خوردہ سمت جنوب [illegible] میں جو صحرا تھا اُس صحرا میں پہونچا
حسب اتفاق اُس وقت دیو سلیم پسر دیو اسلم کہ جو لعل بے ازلال جادو کے تھا مع اپنے
رفقا کے صحرا میں شکار کھیل رہا تھا جب وہ سامنے اُس کے بھاگتا ہوا گیا اُس نے بہت خوش ہو کر

اُس کو ایسا تیر لگا کہ وہ صدمۂ زخم کاری سے بالاے خاک گرا دیو سلیم نے دوڑ کر اُس آہو کو پکڑا
بعدہ ارادہ کیا کہ اس آہو کو بیابان سے اپنے باپ کے پاس لیجاؤن اس اثنا مین فرامرز ثانی
بھی وہان پہونچا دیکھا کہ میرے آہوے تیر خوردہ کو ایک شخص دیو خصال عفریت صورت لیجانے پر
آمادہ ہے یہ دیکھکر غصہ آیا غضبناک ہو کر کہا کہ او دیو سیرت اس میرے آہوے تیر خوردہ کو کہان
لیجاتا ہے گا یہ آہو میرے حوالے کر دیکھ تیر میرا اس آہو کے پیچھے پر لگا ہے دیو سلیم نے چین بجبین ہو کے
جواب دیا او بیہودہ وقت اس آہو کا مین نے شکار کیا ہے ذرا آنکھین کھول کر دیکھ یہ تیر مین نے اس کے گو پر
مارا ہے زخمی ہو کر جب یہ آہو گرا ہے تب مین نے اسے پایا ہے مین ہرگز اپنے شکار کئے ہوے آہو کو
تجھے نہ دون گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار مین مزہ تجھ سے لون گا اُس نے کہا کہ تو کیا
مجھسے میرا شکار لے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو بیابان سے چلا جا ورنہ تیرا بھی شکار کر کے روبرو اپنے
والد کے لے جاؤن گا وہ گوشت آدم زاد برغبت کھاتے ہین یہ سنکے فرامرز ثانی کو زیادہ تر غصہ
آیا آخر بعد گفتگوے سخت و درشت نوبت لڑائی کی پہونچی پہلے اُس پسر دیو نے نعرہ کر کے وار
شمشیر بقوت تمام لگائی فرامرز نے ضرب اُس کی خالی دے کر تلوار اُس پر بڑھکر لگائی اُس نے بھی
خالی دے کر وار کیا فرامرز ثانی نے دلیرانہ پھر اُس کے وار کو خالی دے کر نعرۂ شیرانہ کر کے گھوڑے
کو بڑھا کر عالم غصہ مین ایسی تلوار اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے مانند خیار تر کے ہو کر بالاے
زمین گرا اُس پسر دیو کے زمین پر گرنے سے زمین تھرائی غبار بلند ہوا رفقاے دیو سلیم یہ حال بد
اُس کا دیکھکر ایسے خائف ہوے کہ فرامرز ثانی سے مقابلہ کر نہ سکے لاشہ فرزند دیو سلیم کا اُٹھا کر
نالان و گریان با حال پریشان سمت قلعہ عانیہ روانہ ہوے ادھر فرامرز ثانی اُس آہو کے
زخمی کو ذبح کر کے شکار بند مین اُسے باندہ کر تنہا وہان سے اپنے باغ مسکونہ کی طرف روانہ
ہوے کیونکہ سواران ہمراہی تعاقب آہو مین پیچھے رہ گئے تھے ہنوز فرامرز ثانی نے تھوڑی راہ طے
کی تھی کہ سامنے سے ایک جماعت سوداگرون کی نالان و گریان با حال پریشان نظر آئی جب
وہ قریب سب آئے تو فرامرز ثانی نے مرکب کو روک کے اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو
اس قدر کیون روتے ہو پریشان حال اس درجہ کس وجہ سے ہو بعض بعض تم مین سے زخمی
ہین اس کا کیا سبب ہے اور نام تمھارے کیا ہین تمام حال اپنا صاف صاف بیان کرو ان تاجرون
مین سے جو زیادہ نالہ و فغان کرتا تھا اُس نے بعد نالۂ و آہ عرض کیا کہ مین سوداگر ہون نام میرا
خواجہ اشکبار ہے فرامرز یہ سنکے مسکرایا دل مین کہا کہ واہ کیا اچھا نام ہے بعد مسکرانے کے دریافت
کیا کہ وجہ تسمیہ کیا ہے اُس نے کہا زمانہ طفلی مین کہ شیر خوار تھا مین نے والدین سے سنا ہے کہ بہت روتا تھا
اسی وجہ سے والدین نے نام میرا خواجہ اشکبار رکھا ہے پھر فرامرز نے دوسرے تاجر سے کہ وہ بھی
از حد نالہ کنان تھا اسی طرح اُس سے پوچھا اُس نے ظاہر کیا کہ مین تاجر ہون ملک شام کا رہنے والا
ہون نام میرا خواجہ بہار ہے فرامرز ثانی نے وجہ تسمیہ پوچھی اُس نے بیان کیا میری ولادت
موسم بہار مین ہوئی تھی اس وجہ سے والدین نے اسم میرا خواجہ بہار رکھا ہے اور یہ سب میرے
ہمراہی تاجر ہین صرف چند غلام ہمارے ساتھ ہین وہ بھی زخمی ہین سوا ان کے جو غلام جانباز تھے
وہ سب قتل ہوے وجہ ہمارے اسقدر نالہ و فریادی یہ ہے کہ ہم سب تاجر اپنے اپنے وطن سے
مال و اسباب گران بہا و تحفہ و نایاب ہمراہ لے کر اس طرف واسطے تجارت کے آئے تھے وہ کوہ

سربلند جو ایک دامن صحرا مین ہی جب ہم سب قریب اُس کے آئے درۂ کوہ سے ہزارہا قزاقون نے
مسلح لشکر ہمین روکا اور مال ہمارا جو بہت بیش قیمت تھا لوٹنا چاہا ہمارے بھی ہمراہ قریب ہزار
غلامون کے تھے اور ہم سب ہتھیار بند تھے دلیرانہ اُن سے یون ہم سخن ہوے کہ اگر ہمارے
مال و اسباب کو ہاتھ لگاؤ گے تو اچھا نہو گا ہم بھی کچھ بزدل نہین ہین تلوار چلے گی بہت کشت و
خون ہوگا اِس صحرا کی زمین کو تمہارے خون سے رنگین کر دین گے حتی الامکان یہ مال و اسباب
و جواہر بیش قیمت کہ کروڑہا روپیہ کا ہی تم کو ہرگز نہ دین گے یہ سُنکے اُن قزاقون کے افسر نے جملہ
قزاقون کو حکم دیا کہ تمام مال و اسباب مع اونٹ ان کے لوٹ لو اگر آمادہ جنگ ہون تو ان کو
قتل کر ڈالو جو حکم اپنے مالک کا پاکر سب قزاقون نے چار طرف سے ہمین گھیر لیا پہلے ہم نے عاجزی
و خوشامد کی کہ شاید عاجزی سے مطلب اپنا حاصل ہو مگر خوشامد و عاجزی سے کچھ فائدہ نہوا
بعد ہُو ہم بھی آمادہ جنگ ہوئے لڑائی ہونے لگی تیر و نیزہ سے قزاق لڑنے لگے قریب دوپہر تک
لڑائی ہوئی آٹھ نو سو غلام ہمارے قتل ہوئے اور باقی اکثر زخمی ہوئے ہم سب کو جو اس وقت موجود
ہین اسیر کیا جب ہم نے نالہ و فریاد کی تو رحم کھا کر ہتھیار ہمارے لیکر قزاقون کے افسر نے ہمارے
ہمین چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم سب نالان و گریان ہین خبردار تم اُس طرف نجانا ورنہ وہ قزاق
سنگدل تم کو بھی لوٹ لین گے گھوڑا تمہارا اور جو کچھ مال و اسباب تمہارے پاس پوشیدہ
ہوگا وہ بھی بزور ظلم تم سے لے لین گے اگر آمادہ جنگ ہوگے تو وہ تم کو بھی قتل کرین گے
فرامرز ثانی نے تمام تقریر تاجر مذکور سے سُنکے نہایت افسوس کرکے اُس سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین
گریہ و زاری نکرو میرے ہمراہ چلو اُن قزاقون سے سب مال و اسباب تمہارا تم کو دلوا دونگا
خواجہ بہار نے عرض کیا کہ آپ تنہا ہین وہ قزاق ہزارہا ہین اُن سے کیا مقابلہ کیجیے گا ان کسطرح
فتحیاب ہوجیے گا اب مال و متاع ہمارے اُن سے نہ ملین گے چور اور قزاق مال و اسباب لیکر
کبھی نہین واپس دیتے ہین یہ خیال خام آپ کا ہی فرامرز ثانی نے کہا اے خواجہ بہار ہمارے
ہمراہ چلنے سے کیون انکار کرتے ہو خدا قادر ہی اگر وہ چاہے گا تو کل مال و اسباب تمہارا ملجائیگا
یہ سُنکے خواجہ مذکور خوش ہو کر اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے یارو اِس جوان بہادر
کے ساتھ چلو شاید ہمارا اور تمہارا اسباب اِس جوان کی کوشش سے ملجائے سب سوداگرون نے
کہا بہتر ہم آپ کے ہمراہ چلنے کو موجود ہین یہ تقریر کرکے وہ سب مع خواجہ بہار اور فرامرز نامدار
کے ہمراہ ہوئے بعد قطع راہ دراز اِسی دامن صحرا مین روبروے کوہ پہنچے دیکھا کہ ہزارہا گھوڑے
قزاقون کے صحرا مین کھڑے ہین قزاق کچھ درۂ کوہ مین ہین کچھ بالاے کوہ ہین جو افسر اُن قزاقون کا
ہی وہ بالاے کوہ کرسی زرین پر دلیرانہ بیٹھا ہوا ہی دلیری و شجاعت اُس کے چہرے سے آشکار
ہی جوان قوی ہیکل و قوی بازو ہی وہ بھی بالاے کوہ سے اِسی طرف دیکھ رہا ہی فرامرز ثانی
نے قریب کوہ جاکر آواز بلند کہا اے افسر قزاقان غضب کیا کہ ان تاجرون کو لوٹ لیا اور
ان کے غلامون کو قتل کیا ناحق خون بے گناہون کا کیا اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ سب مال و
اسباب جو اِن کا لوٹ لیا واپس دو ورنہ خود آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سُنکے وہ افسر قزاقان
سنگدل کوہ سے اُترکر صحرا مین آیا فرامرز ثانی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے جوان کیا تو دیوانہ
ہی جو ان تاجرون کی حمایت کرنے آیا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہ گھوڑا اور جو کچھ مال و متاع تیرے

پاس ہو وہ بیان جو دہی رکھدے اور جس صحرا کی طرف سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا زیادہ بیہودہ
باتیں نکر ورنہ ابھی حکم دونگا چند قزاق آکر تجکو قتل کرکے تیرا بھی مال و اسباب سب لے لینگے
فرامرز ثانی نے برہم ہوکر جواب دیا کیا مجال کسی قزاق نابکار کی جو میرے گھوڑے اور اسباب
موجودہ کو مجھسے لے اور مجھے قتل کر سکے مین دیوانہ نہین ہون مرد عاقل و فرزانہ ہون اگر
تو دعوے مردی و شجاعت رکھتا ہی تو مجھسے تنہا مقابلہ کرکے میرا گھوڑا اور لباس و سلاح جنگ لیلے
اور اگر بزدل و نامرد ہی تو میرے سامنے سے دور ہو اپنے قزاقون کو بھیج کہ وہ مجھسے چھین لین افسر
قزاقان مذکور نے تقریر فرامرز کی سنکے بقہر و غضب جواب دیا او جوان بدزبان آگاہ ہوکر مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ صدہا لڑائیان لڑا ہون بڑے بڑے پہلوانون اور دلیرون کو مین نے
قتل و زیر کیا ہی ہزارون بہادر زیر کردہ میرے اسوقت میرے ہمراہ ہین میرے حلقہ بگوش
ہین تیس ہزار جملہ قزاق میرے محکوم ہین ان مین ایک ایک بہادر و دلیر چیدہ روزگار نامور کار
ہی پس تو مجھ ایسے بہادر کو بزدل کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جام عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی اجل تیری
کشان کشان تجکو یہان لائی ہی نام میرا قہور راہزن مشہور جہان ہی سب خرد و کلان میری
بہادری و شجاعت و راہزنی سے خوب آگاہ ہین جس کا مال و اسباب میرے حکم سے میرے
ہمراہیون نے لوٹا ہی آجتک کبھی کسی کو واپس نہین دیا ہی اور جو اس صحرا مین آیا ہی وہ بغیر لٹے
یا قتل ہوے نہین گیا ہی آج جو تو یہان سے بمددگاری ان تاجرون کا بنکر آیا ہی اور مجھسے مقابلہ
کرنے کی آرزو رکھتا ہی یقین ہی کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا مال و اسباب اور گھوڑا تیرا مع سلاح
جنگ تیرے سب لے لیے جاوینگے مجھسے مقابلہ کرکے جیتنے کا جان اپنی دیدہ و دانستہ گنوائیگا
کیونکہ مین وہ شیر بیشۂ شجاعت ہون کہ ہنگام مقابلہ دشمن کو اپنے بغیر ہلاک کیے ہرگز نہین چھوڑتا
ہر چند بسبب راہزنی کے راہزن مشہور عام ہون مگر اپنے اس کوہ و صحرا کا حاکم و بادشاہ ہون
کوئی بادشاہ بھی مجھسے بوجہ میری شجاعت و جمعیت ہم پہونچانے کے برسر مقابلہ نہین آیا ہی ایک
ڈرتا ہی بھلا تو کیا مجھسے لڑیگا اور کیا مال و اسباب ان تاجرون کا مجھسے واپس لیگا مگر
بعوض بخواہش مال و اسباب اپنی جان دیگا اسوقت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب
بھی مین تیری جوانی و خوبی دست و پا و صورت پر ترس کھاکر تجھسے کہتا ہون کہ یہان سے چلا جا
ورنہ ابھی تیرے خون سے زمین رنگین ہو جائیگی فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے
قہور راہزن تم نے اتنی دیر تک جو حال اپنی شجاعت و بہادری کا بیان کیا اور اس قدر
کلمات کبر و غرور زبان پر جاری کیے اُس سے کیا حاصل اگر تجکو دعوے شجاعت ہی تو مجھکو جوہر شمشیر دکھا
جس فن مین تجکو خوب کمال حاصل ہو اُسی فن مین مجھسے مقابلہ کر ہم بھی تو دیکھین کہ تم کیسے بہادر
ہو لاف زنی مردون کا کام نہین ہی یہ سنکے قہور راہزن نے مرکب پر درست بیٹھکر نیزہ کو
تان کر نیزہ اپنی مشت مین سنبھالا اور مرکب کو کاوے پر ڈال کر پکارا خبردار اے جوان
اپنے قالب و جگر سے کہ اجل تیری قریب ہی ادھر فرامرز ثانی نے بھی نیزے کو اپنے ہاتھ مین
لیا اور دیکھتا رہا جب سنان نیزہ اس کی نزدیک سینہ آنے لگی فرامرز ثانی نے اپنے نیزے
کی سنان پر اُس کے نیزہ کی سنان کو یون روکا کہ خود ہمراہیان قہور راہزن بے اختیار ہوکر
یا بہادر کی تعریف کرنے لگے شور و غل صدائے تحسین و آفرین کا دیان دشمنان سے بلند ہوا کہیون

نے بھی تعریف کی اور دعاے نصرت کی پھر فرامرز ثانی نے اُس پر نیزے کا وار کیا اُس نے
بھی بجد وکد دکا پھر قہور نے نیزہ سینہ کو تاک کر نہایت چالاکی و قوت سے لگایا فرامرز ثانی
نے بسہولت تمام اس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اب تو اکثر قزاق باہم آہستہ کہنے لگے
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہے حریف زبردست معلوم ہوتا ہے ہمارے مالک و آقا سے نیزہ دستی
کے ساتھ لڑ رہا ہے ایسے وقت میں دل چاہتا ہے کہ سب یکبارگی حملہ کرکے چار طرف سے گھیر کر اسکو
قتل کریں مبادا یہ حریف ہمارے آقا پر غالب آئے بعض قزاقوں نے جواب دیا کیا بیہودہ
خیال کرتے ہو ہمارا آقا و مالک کیا کم ہے جو ہم اس کو قتل کریں انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے
نزدیک تو ہماری رائے مناسب ہے یہ کہکر قزاقان خونریز آگے بڑھے قہور نے منع کیا اور کہا کہ یہ بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ ایک جوان سے صدہا ہزارہا آدمی لڑیں تم سب ٹھہرو مجھی کو لڑنے دو ناچار قزاق
حکم سے اپنے مالک کے صف آرا ہو کر ٹھہر گئے فرامرز ثانی نے دو وار اُس کے روک کر کہا کہ اے بہادر
اب اپنے نیزہ مت ہوشیار رہنا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا قہور یہ سنکے مسکرایا بعدہ جواب دیا
اے بہادر میں ہوشیار ہوں وار کر ہاتھ سے نیزے کا نکلنا ممکن نہیں یہ سنکے فرامرز ثانی نے نیزہ
کو نکان دے کر خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو بڑھا کر لگایا اُس نے بمشکل نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان
پر روکا دم فرامرز ثانی نے اس طرح اپنے نیزے کو کس دیا اور زور کیا کہ سنان نیزہ اُس کے ہاتھ
سے نکلکر مثل تیر شہاب یا مانند جگنو کے چمکتی ہوئی دور جا گری قہور متحیر ہوا نیز دریاے انفعال
میں غرق ہو گیا تاجروں نے شور تحسین و آفرین بلند کیا جملہ قزاق یہ رنگ جنگ دیکھکر دنگ ہو گئے
ہر ایک حیرت سے تصویر گل ہو گیا قہور نے بعد ایک لمحے کے پکار کر کہا اے جوان سنان جو میرے
نیزے سے نکل گئی وجہ اُس کی یہ تھی کہ یہ نیزہ کہنہ و بوسیدہ ایک مدت مدید کا ہے میرے زور بازو میں
کمی نہیں ہے یہ کہکر غصہ میں آکر ڈانڈ نیزہ مذکور کی بند غضب آگے بڑھکر سر فرامرز ثانی پر بقوت
تمام تر لگائی فرامرز نے ڈانڈ کو اُس کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈ اس کے نیزے
کی درمیان سے دو ٹکڑے ہو گئی قہور قزاق نے منفعل ہو کر وہ ڈانڈ شکستہ زمین پر ڈال کر بغضب
غضب شمشیر آبدار نیام سے کھینچ کر مرکب کو آگے بڑھا کر یوں پکارا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ بیہودہ ہیچ آمد
ہو کہ بس ہوں کا قصہ ایک دم میں فیصلہ کرتی ہے خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اس شمشیر آبدار کی ضرب
سے جانبر نہ ہوگا کیونکہ یہ شمشیر حریف کو راستہ سیدھا ملک عدم کا بتاتی ہے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا
اے بہادر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ضرب شمشیر کا میں ہوشیار ہوں اللہ ہمارا نگہبان ہے وہی
بچانے والا ہے قہور قزاق نے بقوت تمام سر پر فرامرز کے تلوار لگائی ادھر اس بہادر نے بائیں
ہاتھ میں بعجلت تمام شمشیر و سپر لے کے اُس کی تلوار کی باڑھ سپر پر روکی جب تلوار قریب سر آئی فرامرز
ثانی نے آگے بڑھکر بائیں جانب آکر داہنا ہاتھ اپنا کلائی پر بسرعت تمام ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر
تلوار اُس کے ہاتھ سے چھین لی تاجروں نے بہت خوش ہو کر پھر شور تحسین و آفرین بلند کیا وہ جو
بیس ہزار قزاق جو صف آرا موجود تھے اور جنگ دیکھ رہے تھے یہ حال جدال دیکھکر باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان عجب پر قوت و پر فن ہے کہ ہمارے آقا سے بھی قوت و فن سپہگری میں زیادہ ہے انجام جنگ
برا معلوم ہوتا ہے کبھی اس طرح ہمارے آقا کسی بہادر سے ہنگام جنگ منفعل و خجل نہ ہوئے تھے ہم
مجبور ہیں ہم کو حکم نہیں دیتے ہیں ورنہ ابھی اس جوان چالاک دست کو شمشیر و خنجر سے پارہ پارہ

کر ڈالین ہنوز قزاقان مذکور یہ تقریر باہم کر رہے تھے اور قہور کے ہاتھ سے تلوار جو فرامرز نے چھین لی
تھی شرمگین تھا سر جھکائے تھا بعد ایک لمحہ کے غصہ مین آکر مرکب کو کسی قدر بڑھا کر زنجیر کمر فرامرز مین
ہاتھ ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر زمین پر اسطرح پٹکے کہ سرمہ سا ہو جائے مگر فرامرز ثانی کو
ذرا بھی جنبش نہوئی جب وہ زور کر کے تھک گیا فرامرز ثانی نے مسکرا کر بعجلت اُس کی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر بسہولت بزور کر کے اُس کو موافق قاعدہ سپاہ دران پشت فرس سے اٹھا کر چرخ دیکر
آہستہ زمین پر گرا کر جلد گھوڑے سے اتر کر اُس کے سینہ پر بیٹھا اور بعض راویون نے یون کہا ہے کہ
جب فرامرز نے اُس کو پشت فرس سے اُٹھا کر سر سے بلند کر کے گردش دینے کے چاہا کہ بالاے
خاک پٹکے اُس وقت قہور نے کہا اے جوان الامان فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام
وایمان اُس نے بصدق دل کہا مجھے بدل وجان منظور وقبول ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے نہایت
خوش ہو کر اُس کو آہستہ زمین پر رکھ دیا تاجرون نے بہت تعریف کی قہور قزاق زیر ہو کر خادمانہ
قدم فرامرز پر گرا اس بہادر نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ اُس کو تعلیم وتلقین
کیا اُس نے بصدق دل کلمہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا پھر فرامرز ثانی کو در کوہ مین بعزت و
حرمت لے گیا جلسہ صدر پر بٹھایا بعدہٗ بنہایت تکلف سے دعوت وضیافت کی اور اپنے تمامی
ہمراہیان قزاق پیشہ کو کہ جملہ تیس ہزار تھے مسلمان کیا پھر بحکم فرامرز ثانی خواجہ بہادر اور خواجہ
اشکبار وغیرہ تاجرون کا جس قدر مال واسباب لوٹا تھا وہ ان کے حوالے کیا وہ سب تاجر اپنا
مال واسباب پا کر فرامرز ثانی کے حق مین دعاے خیر کرنے لگے اور رخصت ہو کر جہان اُن کو جانا
منظور تھا چلے گئے بعض بعض راویون نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ تاجران مذکور جملہ مال واسباب
اپنا پا کر قیام پذیر رہے جب قہور قزاق نے چند روز تک بخوبی تمام دعوت ضیافت فرامرز کی اُس
صحراے سبزہ زار مین کی اور دولت دین بھی برہنمائی فرامرز ثانی پائی اُسوقت بہت شادمان
ہو کر پوچھا اے بہادر تیرا نام کیا ہے اور مسکن تیرا کہان ہے فرامرز نے اپنا نام بتا کر کہا کہ بالفعل مسکن
میرا باغ عمان جادو ہے اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون اور اپنے مسکن کی طرف جاتا ہون مجھکو
یہان زمانہ زیادہ گذرا واسطے شکار آہو کے باغ سے نکلا تھا اتفاق سے آہو کے عقب مین سرحد
شہر غابیہ مین پہونچا وہان دیو اسلم کا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس آہو کی بابت اُس سے ایسی تکرار
ہوئی کہ نوبت جنگ پہونچی آخر اُس کو تہ تیغ کر کے اپنے مسکن کی جستجو مین چلا تھا کہ یہ تاجر راہ مین گریان
ونالان ملے ان کے حال پر ہم کو رحم آیا کہ ہم ان کے اسباب ومال کے دلانے کے واسطے ادھر آئے
یہان کئی روز گذر گئے لہذا اب ہم کو رخصت کرو تم یہین رہو لیکن خبردار اب قزاقی نکرنا دل آزاری
مردمان خوب نہین خلاف شرع ہے اور گناہ ہے اُس نے تمام تقریر سنکے دست بستہ عرض کی کہ جب
پیشہ قزاقی کو آپ نے منع کیا تو اب کس واسطے یہان سکونت اختیار کرون مین بھی آپ کے ہمراہ
چلونگا تا بعد از آپ ایسے محسن وجان بخش وبہادر کے قدم سے جدا نہونگا فرامرز ثانی نے
خوش ہو کر کہا خیر تم کو اختیار ہے قہور نے اُسی وقت حکم دیا کہ سامان سفر درست کیا جائے جملہ مال
واسباب جو فراہم کیا ہے وہ اونٹون پر صندوقون مین رکھکر بار کیا جائے کل ہم ساتھ اپنے محسن و
آقا کے یہان سے کوچ کرینگے جملہ قزاق یہ تقریر اُس کی سنکے کاربند ہوئے دوسرے روز ہنگام سحر
جب آفتاب مشرق سے برآمد ہوا فرامرز ثانی مرکب پر سوار ہوا قہور وغیرہ بھی جملہ قزاق کہ جو

سوار ہوئے قطار مال واسباب اونٹون کی ہمراہ ولی تاجران مذکور بھی ہمراہ ہوئے فرامرز اس جمعیت سے سوے باغ عمان جادو روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اوراب

دو کلمہ داستان گل گلزار موجد عیاری و مکاری سر برندہ گردن کشان وقتل کنندہ ساحران قلعہ گیر جنگ رونق افزائے فریب اور رنگ یعنی خضران فرزندارجمند خواجہ عمروے ثالث کے بیان کیے جاتے ہین

ذوق صہبائے سخن طرفہ مزا دیتا ہی
رنگ گلزار ... سے کس طرح چمکا دیتا ہی
شوخ وطرار ہی کس طرح کا پہلو مین یہ دل
زلف کا جال دکھا کر سر شام وصلت
لطف دوست بھی کچھ بڑھکے ہی مین یجان
رہبری کوچۂ الفت کی بہت مشکل ہی
خاک ہونے پہ بھی سرکش کی زبان بند نہین
کیون مین احسان لون مرا یسے کینہ کا اعلا
شمع و مین ہے یہ طرفہ صفت ہی کہ مجھے
زلف جانان مین کا سُنا ہی کیا ہوتا مسم
آتش شوق بھڑک اٹھتی ہی کچھ او منہیر

ایسے لب کو لب پیمانہ بنا دیتا ہی
آج دیکھون مرا ساقی مجھے کیا دیتا ہی
طرفہ عیار یہ ان دم بھر مین دکھا دیتا ہی
لوٹے ہاتھون سے وہ عیار اڑا دیتا ہی
منھ بنا لینا ترا مجھکو مزا دیتا ہے
یہی رستہ ہی جہان خضر دغا دیتا ہی
لب پیمانہ سے ساقی کو دعا دیتا ہی
کیا فلک مجکو مقدر سے سوا دیتا ہی
خندہ اکثر تا ہی کبھی گاہ جلا دیتا ہی
دل مجھے ایسے بکھیڑون مین پھنسا دیتا ہی
اپنے دامن کی جو وہ مجکو ہوا دیتا ہی

قبل اس کے لکھا گیا ہی کہ خضران بعد دریا برد ہونے اور غرق بلا ہو ہونے ملکہ اور فرامرز ثانی کے کثرت غم سے لشکر مین قیام پذیر نہو کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہوکر بارادہ زیارت حج کعبہ نالان گریان روانہ ہوا تھا بعد قطع منازل وطے مراحل ایکروز خضران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اے خضران تو جو سوے کعبہ جاتا ہی وہان قبلہ و کعبہ تیرے والد بزرگوار موجود ہین جب وہ مجھسے یہ سنین گے کہ جلہ بانے عیاری کے ایک عیار عیاری کرکے لیگیا تو وہ کیا فرماوینگے غالبا یہی ارشاد کرین گے کہ او ناشدنی تو یہان سب بانے عیاری کے گنوا کر آیا ہی غیرت وشرمندگی سے مر نہ گیا اُسوقت اے خضران تجکو نہایت خجالت وندامت حاصل ہوگی لہذا مصلحت وقت یہی ہی کہ ابھی ارادہ بیت اللہ کے جانے کا نکرا و کسی جانب قدم فرسا ہو خداوند عالم کریم و رحیم ہی عجب نہین کہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب خوشی پیدا کر دے یہ خیال کرکے ارادہ خانۂ کعبہ جانے کا دل سے دور کرکے رنگ وروغن لگا کر ایک مرد پیر فقیر کی صورت بن کر لباس فقیرانہ زیب تن کرکے یا حق یا معبود یا ہو آواز بلند کہتا ہوا خدا کے واسطے اپنی بہبودی کے دعا کرتا ہوا دشت وکوہ کی سیر دیکھتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا ایک روز قریب ایک ویرانے کے کہ قبرستان اور صحرا تھا جا پہونچا دور سے دیکھا کہ بہت سے درخت مولسری اور املی وغیرہ کے ہین اور اکثر نشان قبور پائے جاتے ہین اور کچھ آدمی بھی بیٹھے ہوے دکھائی دیتے

ہین حضر ان نے اپنے دل مین کہا کہ اس صحرا مین قبور مردم کا ہونا ایک مقام عجب ہی ذرا آگے بڑھکر
دیکھنا چاہیے اور ان لوگون سے پوچھنا چاہیے کہ تم کون ہو اور یہان کیون بیٹھے ہو یہ تجویز کرکے آگے بڑھا
جب قریب اُس قبرستان کے پہونچا دیکھا کہ چالیس فقرا ہین ولیبادہ پوست آہو دحصیر پر لباس
فقیرانہ پہنے ہوے بیٹھے ہین پیشانیون پر ان کے نشان سجدہ ہین ہاتھون مین تسبیح ہین پوشاک
سب کی رنگین گیروی وغیرہ ہی درمیان مین ان فقرا کے ایک مرد درویش باریش دراز وسفید
پوست آہو کا جامہ پہنے دستار سبز سر پر رکھے تسبیح بدست سرنگون بیٹھا ہی رنگ اُس کا سرخ ہی
اور موے سر بھی اُس کے مائل بسرخی ہین لبون کو اُس کے حرکت ہی دانہاے تسبیح گردش مین
ہین درختان مولسری و تمر ہندی وغیرہ جو ہین گنجان ہین وہ ان پر سایہ فگن ہین قریب تر ان
فقرا کے چند درخت مولسری کے اور ہین ان کے سایہ مین ایک کاتہ کا کٹہرا ہی درمیان کٹہرے کے
ایک قبر کلان ہی اُس پر چادر برنگ سبز پڑی ہی بالاے چادر پھولون کی چادر کہ تازہ و خوشبودار
ہین پڑی ہی اور کشتی مین بالین قبر اگر سنگ رکھا ہی دھوان بلند ہو رہا ہی قبرستان وسیع ہی ہزارہا
قبور ہین پختہ و خام مگر کسی قبر پر نہ چادر ہی نہ گل ہی صرف بیکسی و یاس ہر ایک قبر سے ہویدا ہی مقام
عبرت ہی ساکنان قبور قبرون مین ایسے غافل سوے ہین کہ ہوشیار نہین ہوتے ہین اجل کے
مارے ہوے پڑے ہین گویا منتظر رہگذرون سے یہ ہین کہ ہم پہ ثواب سورۂ فاتحہ دیتے جاؤ اب
ہم محتاج عمل خیر کے ہین گوشۂ قبر مین بے حس و حرکت پڑے ہین انتظار مین روز حشر کے کہ دیکھیے کب
روز حشر آتا ہی اور ہم قبور سے نکلکر صحراے محشر مین جاتے ہین اور بعد حساب اپنے مکانات و
مساکن مین جو خدا نے ہمارے واسطے مقرر و معین کیے قیام پذیر ہوتے ہین اکثر قبور پر خس و
خاشاک ہی خاک اُڑ رہی ہی حضر ان ہین عمر دسنے بعد دیکھنے قبور مذکورہ اور افسوس کرنے کے پھر
اُن فقرا کی طرف بڑھکر جو دیکھا تو معلوم ہوا اور سنا کہ ایک مطرب روبرو اُس فقیر صاحب ستار
سبز کے بیٹھا ہوا ہی اور کچھ مثل ڈھولک کے بجا رہا ہی اور یہ اشعار گا رہا ہی + اشعار

نکال اے شاہ خوبان اب کوئی تدبیر وصلت کی	کہ دل کی بیقراری نے مثل مہر غارت کی
نہین منکر شہادت گر نہین دیتے رسالت کی	نبی کی پشت پر خالق نے خود مہر نبوت کی
سوے گردوں تماشا کر سر حباب بھر کتے ہین	روانی دیکھتے ہین ہم ترے دریاے قدرت کی

فقرا سن سنکے حالت وجد مین ہین اکثر یا حق یاہو کہہ رہے ہین بعض فقرا مطالب اشعار مندرجہ بالا
سمجھکر جھوم رہے ہین وہ درویش جو درمیان مین بیٹھا ہی اور سب کا مرشد معلوم ہوتا ہی اُسکی آنکھون
سے آنسو جاری ہین جھوم رہا ہی حالت وجد مین ہی گاہ پکار کر یا حق کہتا ہی کبھی یا معبود یا داتا کہتا
ہی کبھی کہتا ہی کہ اب تو زمانہ میری پیری کا ہی اے مالک مجھے طلب کر جس کا منتظر ہون اے بیچ تو
جانتا ہی کہ امانت دار ہون کب تک امانت لیے ہوشیار رہون اب اپنے جوار رحمت مین بلا فقیر کو دنیاے
فانی سے اُٹھا میرے مرشد کی خدمت مین بعد مرگ مجھے پہونچا اُن کے دید کا کمال شوق ہی اور تیری
لقا کا بدرجہ کمال اشتیاق ہی امید میری بر لا کہ تو ہی بر آرندۂ حاجات جملہ مخلوقات ہی حضر ان
اُن فقرا کو دیکھتا ہوا اور تقریر درویشان سنتا ہوا قریب تر اُن سب کے پہونچا پانوون کی آہٹ
سے اُس مرشد درویشان و دیگر فقرا نے سر اپنے اونچے کیے اور بہ نظر حیرت دیکھنے لگے
وہ حال وقال موقوف ہوا مطرب خاموش ہوا اُس درویش سرخ مو و سرخ چہرہ نے کہ دعا کر رہا تھا

خضران نے دیکھا کہ ایک درویش با ریش دراز و سفید جامہ پارسائی و فقیری در بر دستار فقیری بر سر
سامنے سے آ موجود ہوئے بہ خوش ہوا دل میں کہنے لگا کہ الحمد للہ جس کا میں منتظر تھا وہ آ پہونچا وا دلی
برآئی خدا نے دعا میری مستجاب کی خضران نے کہا داتا یا داتا اُس فقیر نے کہا بابا عاشق آؤ آؤ آؤ
یہ کہکر اپنی جگہ سے نیم قد برائے تعظیم اٹھا ہرچند کہ خضران نے کہا کہ داتا کیوں اس خاکسار کی تعظیم
و تکریم کرتے ہو مگر اس نے نہ مانا اور جواب دیا بابا میں تجھے اپنے علم سے جانتا ہوں کہ تو بڑا خوش نصیب ہے
اور دنیا و عقبیٰ کا فرزند ہو کر تو اس لباس میں پھرتا ہے پاس اپنے اُسی چبوترے پر بالائے فرش
پوست شیر بٹھا لیا پھر پوچھا کہاں سے آنا ہوا کہاں جانے کا ارادہ ہے خضران نے جواب دیا کہ داتا
جہاں سے سب آئے ہیں میں بھی آیا ہوں اور جہاں سب جانے والے ہیں ایک روز میں بھی
جاؤں گا البتہ راستہ چلنے والے کا دیکھ رہا ہوں چند روز میں ضرور جاؤں گا یہاں رہ کر کیا کروں گا
یہ مقام رہنے کا نہیں ہے یہ تو ایک سرا ہے فقیر کا مکان اصل دور ہے جلد خدا وہاں تک بخیریت پہونچائے
درمیان راہ میں کوئی خرابی نہو اُس درویش نے تقریر اس کی سنکر کہا بابا سچ کہتے ہو تم بھی فقرا کی
بولی ٹھولی سے رمز و کنایہ سے خوب آگاہ ہو خضران نے پوچھا شاہ صاحب آپ کا اسم شریف کیا
ہے اور یہ مزار کس کا ہے آپ کب سے یہاں گوشہ نشین ہیں اس صحرائے بے آب و گیاہ و قبرستان میں
کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے اُس درویش سرخ مو نے مسکرا کر جواب دیا بابا یہ کیا کہا معبود رازق العباد
ہے رزاق مطلق ہے روزی رسان ہے انسان کا مرتبہ تو بڑا ہے رزاق مطلق کیڑوں کو بھی اپنے رحم و
کرم سے روزی پہونچاتا ہے کیا سنا نہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ع آسیا کہتی ہے ہر صبح با واز بلند
رزق سے سیر تا ہے پر رزاق میں کچھ ہے اسی جگہ معبود حقیقی ہر قسم کی نعمتیں عطا فرماتا ہے ہم سب سیر و سیراب
ہوتے ہیں جو کوئی بھی اس طرف سے گذرتا ہے اُس کو بھی ہم اپنا مہمان کرتے ہیں جو کچھ ممکن ہوتا ہے اُسکے
آگے اکل و شرب سے رکھدیتے ہیں آج تمہاری بھی فقیر مہمانی کرے گا جو ما حضر ہے کھلائے گا یا جس
شے کی تم کو خواہش ہوگی وہی طعام لذیذ و نفیس کھلائے گا پانی شیریں و سرد پلائے گا فضل خدا
سے سب کچھ اس صحرا میں فقیر کو ممکن ہے ابھی تم کو تعجب ہوگا جب دیکھو گے تو کہو گے کہ یہ فقیر سچ
کہتا ہے اب تم کو معلوم ہو کہ نام میرا مرجان سرخ مو ہے سب مجکو مرجان شاہ کہتے ہیں اور یہ نام
میرا سو جہت میرے والدین نے رکھا ہے کہ چہرہ میرا اور مو تن سرخ ہیں اور یہ مزار جو سامنے ہے
میرے مرشد و ہادی عبد اللہ شاہ کا ہے اور یہ چالیس فقرا میرے مرید ہیں ان میں ہر ایک موحد و
خدا پرست و عبادت گذار ہے ایک مدت دراز و عرصہ مدید سے بحکم اپنے مرشد مرحوم و مذکور کے
یہاں بیٹھا ہوں اور وہ بھی برسوں اسی جگہ بیٹھے رہے تھے اور جو لباس میں پہنے ہوں یہی پوشاک
وہ بھی پہنے تھا اور انھوں نے یہ خرقہ و جامہ اپنے مرشد سے پایا تھا آگے کا حال معلوم نہیں کہ انھوں
نے یہ جامہ کس سے حاصل کیا تھا ہمارے مرشد نے مجکو قریب مرگ یہ جامہ و دستار دیکر مسند نشین
کرکے تاکید کہا تھا کہ اس جامہ و دستار کو لے اور پہن اور اسی جگہ بیٹھ خبردار یہاں سے کہیں
نجانا میرے مرقد کے قریب رہنا جب کوئی اس جامہ کا لینے والا اس طرف سے گذرے اُس کو یہ
جامہ حوالے کر دینا یہ جامہ تیرے پاس امانت ہے خاص تیرا نہیں ہے میں نے پوچھا تھا کہ اس جامہ
پوستین کا لینے والا کون ہے مرشد نے جواب دیا تھا کہ یہ جامہ پوستین جس کے تن پر ٹھیک اور درست
ہو وہی اس جامہ کا لینے والا ہے بجز اُس کے کسی آدمی کے تئیں یہ جامہ ہرگز نہ آئے گا اور بڑی

پہچان ایک یہ ہے کہ جس کے تن مین یہ جامہ آ جائے گا وہ بصورت درویش یہان آئے گا اور یادرکھ
کہ اُسی روز تو بھی اس دنیا سے رحلت کرے گا جب وہ آگے بڑھے گا مالک اس جامہ کا تجکو اپنے ہاتھ سے
غسل وکفن دے گا اور ہماری قبر کے پاس تجکو دفن کرے گا بس یہ وصیت ونصیحت کرکے مرشد
موصوف نے رحلت کی حسب وصیت ان کی مین نے اُن کو غسل وکفن دے کر بعد گریہ و
زاری دفن کیا بعدہٗ وہ پوستین مین نے پہن لیا دستار اپنے سرپر رکھی فاتحہ خوانی مرشد کی اُسی روز
سے کیا کرتا ہون مجاور بنا ہوا یہان بیٹھا ہون شب کو شمع دن کو پھولون کی چادر چڑھاتا ہون جو کوئی
اس طرف سے گذرتا ہے اُسے مہمان کرکے جامۂ عطیہ امانت مرشد پہناتا ہون کسی کے ٹھیک اور درست
تن پر نہین آتا ہم آج تجکو بھی وہی جامہ پہناؤن گا پہلے تمہاری دعوت وضیافت کرلون یہ کہکے اُسی
جامۂ پوستین کی جیب مین ہاتھ ڈالا اور کہا اے جامۂ پوستین مرشد اسوقت ایک فقیر صورت
بندۂ خداپرست ہمارا مہمان ہوا ہے طعام چاہیے۔ رنگ رنگ ولذیذ وخوشبودار وآب صاف وسرد خوشگوار
درکار ہے ابھی دستیاب ہو خضران بن عمرو نے دیکھا کہ قابین اور پلیٹین سفیدے اور پلاؤ اور سنجن
کی گرماگرم اُس جیب سے برابر نکلنے لگین مرجان سرخ مو بار بار اشتہائے مطلوب جیب جامۂ مذکور
سے نکال نکال کے رکھنے لگا کباب بالائی شیرینی ہر قسم کی نان خستہ و مرغن وچرب لائق غذائے
شاہان تمام اشیاء واغذیہ وصراحی آب سرد و دسترخوان نکال کر بالائے دسترخوان رکھین پھر
آفتابہ اٹھاکر ہاتھ دھلائے بعدہٗ کہا بسم اللہ کھانا کھاؤ یہ تو طعام موجود ہے اب جس چیز کی خواہش ہو
وہ بھی فقیر جیب سے نکال کر پیش کرے خضران نے کہا اب ضرورت کچھ نہین ہے سب کچھ تو موجود
ہوا اور اس دسترخوان پر وہ نعمتین ہین کہ شاہون کے بھی دسترخوان پر ایسی ہی نعمتین بمشکل
طعام موجود ہوتی ہون گی ظاہر مین یہ کہا مگر دل مین کہا یہ پوستین عجب کرامت کی پوستین ہے گویا زنبیل
قبلہ وکعبہ ہمارے والد کی ہے جو اوصاف اُس مین تھے وہی اوصاف اس مین پائے جاتے ہین
یہ دل مین باتین کرکے اصرار کرنے سے اُس درویش سرخ مو کے خضران نے طعام کھانا شروع کیا
مرجان سرخ مو اور وہ چالیس فقرا بھی شریک طعام ہوے جب سب سیراب وسیر بخوبی ہو چکے
تو ہر ایک نے آب گرم سے ہاتھ دھویا درویش مرجان سرخ مو نے پھر وہ دسترخوان اور قابین
وغیرہ جو کچھ اُس جیب سے باہر نکالی تھین پھر اسی جامۂ پوستین کی جیب مین داخل کردین غائب
ہو گئین خضران متحیر ہو کر دیکھنے لگا اُس فقیر نے کہا بابا کیا نظر حیرت سے دیکھتا ہے یہ جامۂ پوستین
ہمارے مرشد کا عجب کرامت رکھتا ہے ابھی تو نے کیا دیکھا ہے جو جو کہ اشیاء اس مین ہین اور جو جو چیزین
حسب الطلب نکل سکتی ہین اور پھر غائب ہو جا سکتی ہین یہ کہکر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کر
پہلے اپنے چالیس مریدون سے کہا کہ تم سب یکے بعد دیگرے اس جامے کو پہنو جس کے تن پر یہ
جامہ درست ہو وہ اس جامے کو ہم سے لے کہ فقیر اب دنیا سے جانے والا ہے ان چالیسون
مریدون نے یکے بعد دیگرے وہ جامہ بخواہش تمام پہنا لیکن کسی کے تن پر ٹھیک اور درست نہوا
آخرکار جب سب اُس کے پہننے سے عاجز و مجبور ہوے خضران بن عمرو سے مخاطب ہو کر کہا بابا
اب تو اس جامہ کو پہن خضران نے جو اُس کو بسم اللہ زبان پر جاری کرکے پہنا ٹھیک و درست
ہوا اُن چالیس فقرا کو رشک ہوا سب نے دل مین افسوس کیا مرجان سرخ مو نے کہا کہ اے
خضران بن عمرو مبارک ہو کہ یہ جامہ خاص تمہارے واسطے مرشد نے ہمارے ہم کو دیا تھا اور ہم کو

بطور امانت اپنے پاس رکھتے تھے آج امانت تم کو موافق حکم مرشد دیتا ہون اس جامے کو لو اس کو
ہمیشہ اپنے گلے مین رکھنا اس کی جیب سے جو کچھ طلب کروگے تم کو فی الفور ملیگا تم عیار ابن خواجہ
عمرو ہو تمہارے جامہ پوستین بہت کام آئے گا اس جامے کی جیب مین اول تو بہت سے باسنے
عیاری کے ہین ازانجملہ ایک منڈھی ہے دیکھو ابھی ہم تم کو دکھاتے ہین یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈال کر
کہا اے جامہ پوستین رشکی منڈھی درکار ہے فی الفور ہاتھ مین آگئی وہ بصورت ایک چھتری کے
تھی مرجان سرخ مو نے ایک لوح بشکل ایک لکڑی کے نکالکر جیب سے درمیان مین اس منڈھی
کے رکھی اور پھر اسمار اس لوح سے وردزبان کیے فوراً وہ دراز ہونے لگی یہانتک کہ وہ سب فقرا
اس کے درمیان مین آگئے مرجان سرخ مو نے کہا اے خضران یہ منڈھی جس قدر چاہو دراز
ہوسکتی ہے اور جب چاہو بلند ہوکر جہان کا ارادہ کرو پہونچا دے سکتی ہے اور جہان چاہو تو اتار دیسکتی
ہے بشرطیکہ یہ لوح جو اس کے درمیان مین ہے اس کے اسمار کو کہ صدہا ہین وردزبان کروگے جس مطلب
کے واسطے جو اسم اس مین منقش ہے جب پڑھوگے وہ مطلب حاصل ہوگا اس مین اگر بیٹھوگے تو
ہر آفت بلاسے محفوظ رہوگے کسی ساحر کا سحر تیرا اثر نہ کرے گا جو کوئی واسطے تمہاری گرفتاری کے
اس منڈھی کے اندر آجائے گا وہ فی الفور گرفتار ہو کر لٹک جائے گا سوا اس کے کوئی درندہ وگزندہ
اس کے اندر آنہین سکتا ہے یہ بھی کرامت کی منڈھی ہے یہ کہکر اس لوح مذکور سے کچھ دیکھکر اسما پڑھے
وہ منڈھی جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی شاہ صاحب موصوف نے پھر اس منڈھی کو داخل جیب جامہ
پوستین کرکے ایک گلیم اسی جیب سے نکالی اور کہا اے خضران دیکھو یہ گلیم بھی کرامت کی ہے
جب اس کو اوڑھ لوگے کوئی تم کو دیکھ نہ سکے گا نہ دریافت کرسکے گا کہ کہان ہے یہ کہکر وہ گلیم بھی پھر
داخل جیب کرکے جامہ پوستین مذکور خضران بن عمرو کے حوالے کرکے کہا کہ اس کو ابھی پہن لو
جب خضران دوبارہ اس جامہ پوستین کو پہن چکا تو مرجان شاہ نے اپنے بازو سے ایک اکا
کہ اس پر بہت حق نقش اور طلسم کندہ تھے کھول کر کہا دیکھو اے خضران یہ اکا ضحاک
بادشاہ نے اپنے عہد حکومت مین ہزارہا عالمون اور عاملون کو جمع کرکے بے حد و انتہا زر سرخ وسفید
خرچ کرکے اور عاملون کو دے کے تیار کرایا تھا خاصیت اس کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو اس پر
جن وانس سے جنگ مین و دیگر مقامات غالب آنہین سکتا ہے بلکہ صاحب اکا سے جو کوئی لڑے گا
وہ زیر ہوگا پس یہ اکا بھی لو اور اپنے بازو پر باندھو کہ تمہارے بہت کام آئیگا ہرگز اس کو اپنے
بازو سے بے ضرورت جدا نہ کرنا اس کی حفاظت و نگہبانی کرلینا اب تحفہ ہے ضحاک شاہ نے اسکو
تیار کراکر اپنے خزانے مین رکھا تھا جب اس نے انتقال کیا تو فریدون وغیرہ بادشاہون کے
قبضہ مین آیا اسی طرح یکے بعد دیگرے قبضہ مین آتا رہا یہانتک کہ ہمارے مرشد کو کسی طور
سے دستیاب ہوا تھا جو اس وقت تم تک پہونچا ہے یہ عجیب بیش بہا تحفہ ہے اس کی جس قدر تعریف
کی جائے کم ہے خضران نے وہ اکا بھی لے کر اپنے قبضہ مین کیا اسی وقت اپنے بازو پر باندھ لیا
مرجان شاہ نے بعد دینے اکے کے کہا کہ اے خضران بن عمرو اب مین تم کو اپنا وصی و
جانشین کرتا ہون اور ان چالیسون مریدون کو تمہارے حوالے کرتا ہون ان سے سلوک نیک
کرنا پھر ان مریدون سے کہا خبردار خضران میرے وصی و جانشین کی اطاعت کرنا جو یہ حکم
کرین اس پر عمل کرنا خلاف ان کی راے کے کوئی کام نہ کرنا سب مریدون نے عرض کیا آپ کے حکم کی

تعمیل کرینگے جب مرجان شاہ لپنے مریدون سے اقرار لے چکا اور سب اشیاء امانت خضران کو دے چکا اور اپنا وصی و جانشین بھی کرچکا اٹھ کر نہایا غسل کیا جامہ پاک و خوشبو لگا دو رکعت نماز شکر امانت رسانی و آرزوے دلی استجابت دعا بجالا کر خضران سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے جانشین من آگاہ کہ اب وقت وفات ہمارا آپہونچا ہے کوئی دم کا مہمان ہون جسوقت مرجاؤن اپنے ہاتھ سے غسل میت دینا پھر کفن دے کر نماز جنازہ ہمراہ ان سب مریدون کے پڑھکر برابر مرشد کے مزار کے قبر کھدوا کر مجھے اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا اور حتی الامکان اسی جگہ رہنا ورنہ تمکو اختیار ہے میرے مریدون مین سے کسی کو اپنا جانشین کر کے بضرورت چلے جانا دیکھو ضرور میری وصیت پر عمل کرنا یہ کہکے زمین پر دراز ہوا یعنی لیٹ گیا پھر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا تھوڑی دیر مین بحکم خدا مرگیا خضران نے حسب وصیت اُس کے اُس کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر قبر مین اُس کے مرشد کے برابر اُسے دفن کیا بعد ایام تعزیت وغیرہ و فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانے فقیرون کے خضران نے اُن چالیسون مریدون سے ایک مرید کو زیادہ لائق پا کر اُس کو اپنا جانشین کر کے کہا تو اس جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نہ جانا تاوقتیکہ ہم یہان نہ آئین اور اسی جگہ مسکن گزین رہنا ان دونون مزارون کی جاروب کشی و مجاور رہنا ہمیشہ عبادت خدا مین بسر کرنا لہو و لعب مین گرفتار نہونا یہ تاکید کر کے وہان سے سب اشیاے عطیہ مرجان مع خم درویش لے کر ایکطرف جانب روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے ہنگام ضرورت اس کا حال لکھا جائیگا لیکن اب

حال ان ملازمون کا جو لاشہ دیو سلیم کا شکارگاہ سے اٹھا کر نالان و گریان سمت دیو اسلم و قلعہ عمانیہ روانہ ہوے تھے تحریر کیا جاتا ہے

چپ نہ بیٹھا رہ کئے سے یہ کہا مان اپنا — سینہ دے میں پیلو تو پیکان اپنا
تیرے قربان نکال آج تو ارمان اپنا — رکھدیا کھینچ کے کیوں خنجر بران اپنا
باغبان تو نے بیشمار گلستان اپنا — تجھے مجنون کو مبارک ہو بیابان اپنا
گھر لیے جاتا ہے بلبل کو قفس مین صیاد — دیکھتی جاتی ہے مڑ مڑ کے گلستان اپنا
حشر مین بھی ہون جو دور چلے جو ساقی — میزبان ہم ہین اور کوئی ہو مہمان اپنا
پھیر دے پھیر دے تلوار گلے پر قاتل — سہل مشکل ہو تری کام ہو آسان اپنا
داغ دل کا جو کھلا سیر کے لئیے مجھ سے — حشر مین جائینگے ہم لیکے گلستان اپنا

جب وہ ملازم لاشہ اُس دیو سلیم کا اٹھائے نالان و گریان با دل دردناک در قلعہ عمانیہ پہونچے دیو اسلم اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار اُس کے دربار مین موجود تھے کہ شور گریہ و فغان سنکے دیو اسلم نے گھبرا کر کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہے اور قلعہ مین ملازمون نے جا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ لاشہ دیو سلیم کا لوگ لے کر آئے ہین یہ دیکھکر وہ بھی نالان دربار مین پلٹ گئے دیو اسلم نے پوچھا کہ خیر ہے انھون نے عرض کیا کہ حضور جو کچھ حال ہے وہ ابھی ظاہر ہوجائیگا جانے دیجیے کہ ہم اپنی زبان سے کیا کہین کہ کیا دیکھکر آئے ہین ہنوز وہ ملازم یہ عرض کررہے تھے کہ وہ لوگ جو لاشہ دیو سلیم لیکر آئے تھے

سر و دُبالاشہ دیو سلیم کا نالان و گریان لائے دیو اسلم لاشۂ خون آلود اپنے فرزند دلبند کا دیکھکر
بے اختیار نالان ہوکر تخت حکومت پر اشکبار ہوکر بہت حال اپنا غم فرزند مین ابتر کرکے پوچھنے لگا
میرے فرزند کو کس نے قتل کیا ہی وہ کون ایسا قوی و بہادر دشمن تھا کہ جس نے میرے فرزند کو قتل
کر ڈالا مجھ مابدولت سے بھی نہ ڈرا ان ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم حسب الحکم ہمراہ
شاہزادے کے صحرائے سبزہ زار مین گئے تھے شاہزادہ دو چار روز بعد خوشی صحرا مین شکار آہو و نخچیر
مین مشغول رہا تھا ناگاہ ایک آہوے تیر خوردہ افتان و خیزان دوڑتے ہمارے شاہزادے کے
روبرو آیا شاہزادے نے بخوشی و بعجلت تیر لگا کر اُس کو شکار کیا جب وہ زمین پر گرا قریب اُسکے
جا کر ارادہ اُس کے کباب یا خام کھانے کا کیا تھا کہ سامنے سے ایک جوان خوش رو بنی آدم سے
مرکب کو اپنے اُڑاتا ہوا قریب آیا پھر اُس نے اُس سے للکار کر پوچھا کہ اس آہو کو کس نے شکار
کیا ہے اس کو تو مین نے تیر لگایا تھا یہ شکار ہمارا ہے خیر جس نے اس کو شکار کیا ہے مین بھی اُس کا
شکار کرون گا بتاؤ وہ کون خیرہ سر ہے ہمارے بادشاہزادے نے برہم ہوکر فرمایا کہ ہم نے اسکو
شکار کیا ہے کیون مطلب تمہارا کیا ہے اُس جوان تندخو نے کہا کہ اس آہو کو ہمارے حوالے کرو کہ یہ
آہو ہمارا شکار ہے ہمارے شاہزادے نے آہوے مذکور کے دینے سے انکار کیا وہ جوان بجنگ آمادہ
جنگ ہوا بعد حجت و تکرار بسیار کے شاہزادہ وہ لڑائی پر مستعد ہوا ہر چند ہم سب نے عرض کیا حضور
تامل کرین اس جوان بدخو سے مقابلہ نکرین ہم جان نثار موجود ہین ابھی اس کو قتل کرین گے
لیکن شاہزادے نے ہم کو منع کر کے روک کر خود اُس سے مقابلہ کیا پھر جنگ ہوئی آخر کار اس جوان
نے بضرب شمشیر آبدار ہمارے شاہزادے کو قتل کیا تب ہم سب نے اُس پر حملہ کیا اُس نے ہمکو بھی
کیا کسی طرح وہ قتل نہو سکا آخر کار وہ جوان اُس آہو کو لیکر ایک طرف صحرا مین چلا گیا ہم لاشہ
شاہزادے کا اُٹھا کر یہان لے آئے ہین دیو اسلم نے پوچھا اُس جوان کا نام کیا ہے کہان رہتا ہے
ان ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم اُس کے نام و جاے سکونت سے آگاہ نہین ہین
اُس کی صورت سے ماہر ہین وہ جوان قوی ہیکل تھا نہایت قوی بازو و خوش رو مرکب پر سوار
تھا مسلح و مکمل تھا دیو اسلم یہ سنکر کہنے لگا کہ اے نامردو تم سے ایک جوان کو قتل نہ کیا گیا نہ
اُسے گھیر کر روکا گیا نہ مابدولت کو خبر کی سب نے عرض کیا حضور وہ جوان بلاے درمان تھا
ہر چند چاہا کہ اُس کو قتل کرین لیکن وہ قتل نہو سکا نہ گرفتار ہوسکا نہ ہم اُس کو گھیر سکے نہ خبر اُسکے
آنے کی حضور کو پہونچا سکے وہ بہت جلد آہو کو لے کر صحرا سے چلا گیا ہم مجبور ہو گئے دیو اسلم
یہ سنکے پہلے تو بہت رویا بعد ازان اسمے تعویذ حلقہ دستک دی کہ ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوا
اُس نے بزبان فصیح پکار کر کہا کہ اے دیو اس وقت تم نے مجکو کیون طلب کیا ہے مطلب تمہارا کیا
ہے بیان کرو دیو اسلم نے ایک رقعہ حسب المطلب جلد اپنے ہاتھ سے لکھکر اُس طائر سحر کو دیا اور کہا
کہ اس رقعہ کو ازلال جادو کو دے آؤ وہ طائر سحر اُس رقعہ کو اپنی منقار مین لے کر ایک جانب
پرواز کنان چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک لکۂ ابر سرخ آسمان پر نمودار ہوا جب وہ درمیان
سے شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تخت اُس ابر سے باہر آیا اُس تخت سحر پر ازلال جادو بیٹھا
ہے ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحرہ اپنے تخت سحر کو پہنچا کر کے دربار مین لائی پہلے
اُس نے جلد اہل دربار کو نالان و گریان دیکھکر سبب فریاد و فغان نہایت حیران ہوکر پوچھا کہ

جوش گریہ میں اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخر اُس نے دیو اسلم سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل اور گریۂ و
بکا کیسا ہے سب کے سب رو رہے ہیں تم بھی نالان ہو جلد بیان کرو کہ سبب اس رونے پیٹنے کا کیا ہے اور
تم نے مجھکو طائر سحر کے ذریعہ سے رقعہ لکھکر کیون بلایا ہے دیو اسلم نے سر پیٹ کر کہا کہ ایصاحب
غضب ہوا تمہارا فرزند قتل ہوگیا دیکھو یہ لاشہ اُس کا پڑا ہے ازلال جادو نے جو اپنے فرزند کے
لاشہ پر نظر کی کثرت غم سے اس قدر روئی پیٹی کہ قریب ہلاکت ہو گئی غش آگیا جب اُس کو غش
سے افاقہ ہوا پوچھا کہ میرے پارۂ جگر کو کس نے مار ڈالا وہ کون بے درد تھا جس نے اس پر ہاتھ
اٹھایا اور وہ کون ایسا شجاع و بہادر تھا کہ جس نے میرے قوی ہیکل پسر کو قتل کیا دیو اسلم نے
کہا اے صاحب مین نے اس کے ہمراہیون سے کہ اس کے ہمراہ شکار پر گئے تھے دریافت کیا تھا
کسی نے اُس کے قاتل کا نام اور اُس کا مسکن نہین بتایا مجبور ہو کر آپکو طلب کیا کہ تم بذریعہ
سحر اُس کے قاتل کو دریافت کرو تاکہ اُس سے انتقام لیا جائے اور نیز بالفعل اپنے قلب افگار
کو تسکین ہو یہ سنکے ازلال جادو نے ایک اپنی شاگرد ساحرہ کو کہ نام اُس کا شریر جادو تھا
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی اُس سے کہا اسوقت میرے ہوش و حواس درست نہین ہین
تو بذریعہ سحر میرے فرزند کے قاتل کو دریافت کر اُس نے عرض کیا کہ اے استانی اس وقت
میرے بھی حواس باختہ ہین آپکے فرزند کا لاشہ پڑا ہوا دیکھ رہی ہون ہوش و حواس
میرے بھی کثرت غم و الم سے بجا نہین ہین ازلال جادو نے اسوقت ضبط گریہ کر کے ماش کا
آٹا نکال کر اُس کو آب چاہ جمشیدی سے گوندھ کر اپنے ہاتھ سے ایک پتلہ بنایا پھر اُس پر کچھ
اسمائے سحر پڑھ پڑھکر دم کرتی رہی اور خون اپنی پیشانی کا کارد سے اُس پر ڈالا اور منہ مین
اُس کے ٹپکاتی رہی بعد دیر کے وہ پتلہ بڑا ہو کر سحر کے زور سے گویا ہوا کہ اے ملکہ ازلال جادو
تمہارا کیا مطلب ہے بیان کرو ازلال جادو نے کہا کہ پتلۂ سحر سامری مین چاہتی ہون کہ تمام حال
از ابتدا تا انتہا میرے فرزند کے قاتل کا بیان کر کہ وہ کون ہے کیا اُس کا نام ہے کہان رہتا ہے کیون اسکو
یہان کمہ لایا ہے شاید عمان جادو نے میری عدم موجودگی مین سحر سے صورت اپنی بدلکر میرے
پارۂ جگر کو مارا ہے اُس کا حال بھی بیان کر اُس پتلۂ سحر نے ایک لمحہ تامل کر کے کہا کہ اے ملکہ ازلال جادو
آگاہ ہو کہ قاتل تمہارے فرزند دلبند کا راہ دور و دراز سے آیا ہے عمان جادو اُسے لایا ہے وہ نسل
رستم پیلتن سے ہے جوان نہایت قوی بازو و قوی ہیکل یکتائی و ناموری ہے وہ داخل لشکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ شاہ و بردوان کی دختر پر عاشق تھا دختر شاہ مذکور بھی اُس پر بدل و جان
مائل تھی وہ بھی اہل اسلام تھا اور گو کہ بچہ علیحدہ و لشکر سے جدا خیمہ زن تھی اور عاشق بھی اُس کا اُس کے نزدیک
مقیم خیمہ تھا چونکہ عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا کہ نام اُس کا طیفور کردیا ہے وہ بھی دختر
شاہ و بردوان پر مائل تھا ایک روز بادشاہ لشکر سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار کے عشق سے آگاہ
ہو کر حکم دیا کہ ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کو محافہ مین سوار کر کے ہمارے لشکر مین لے آؤ ہم اپنے عیار
کا عقد آج ہی اُس سے کر دینگے یہ حکم پاکر چند ملازم محافہ لے کر اُس کے لینے کو گئے اُس عزت دار
ملکہ نے لشکر مین جانا اور طیفور کردہ عیار سے اپنا عقد ہونا گوارا نہ کر کے فی الفور اپنے تئین دریا
مین ڈال دیا تھا اسی وقت اُس کے عاشق صادق فرامرز ثانی نے بھی ملکہ مذکورہ کو غرق آب دریا
ہوتے دیکھکر اپنا زندہ رہنا گوارا نہ کر کے خود بھی دریا مین جا غوطہ زن ہوا ہنوز دونون عاشق و معشوق

ڈوب رہے تھے کہ عمان جادو بصورت نہنگ وہان پہونچا اور ان دونون کو لے کر اپنے باغ
مین لایا وہان ان کا عقد اُس نے کر دیا اور راحت سے رکھا ایک روز فرامرز ثانی واسطے
شکار کے صحرا مین گیا تھا ایک آہو کے اُس نے تیر مارا تھا وہ آہو بے تیر خوردہ بھاگتا ہوا اُس جگہ
آیا تھا جس جگہ تمھارا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس نے اُس آہو کو تیر مار کر شکار کیا تھا کہ اتنی دیر مین
فرامرز بھی جو تعقب آہو مرکب کو جولان کیے ہوئے آتا تھا اُس نے اپنے آہو کو دیکھکر تمھارے
فرزند سے اُس آہو کے لیے بحث وتکرار کرکے انکار کیا وہ بیچارہ ہانک کہ لڑائی ہوئی اور ہنگام جنگ
اُسی بہادر نے تمھارے دلبر کو قتل کیا ہے اب وہ بجمعیت دس ہزار مردم ایک صحرا سے جانب
باغ عمان جادو آتا ہے باغ عمان جادو کا یہان سے جانب شمال ہے فلان ویرانہ وصحرا مین واقع
ہے عمان جادو اپنے باغ مین موجود ہے یہ کہکر خاموش ہوکر خودبخود جلکر خاک ہوکر غائب ہوگیا
ملکہ ازلال جادو نے پتلہ سحر سے تمام حال اپنے فرزند کے قاتل کا سنکے از حد برہم ہوکے
ارادہ کیا کہ خود جاکر اُسے اسیر یا قتل کرے ناگاہ شیر جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ استانی
جی صاحبہ آپ ایسے حالت رنج وغم مین اپنے فرزند کا لاشہ بے دفن وکفن چھوڑکر کہان جایے گا مین بھی
جاتی ہون اور آپ کے فرزند کے قاتل کو عمان جادو کے باغ سے اسیر کرکے لیے آتی ہون ازلال
جادو نے اجازت دی جسوقت ساحرہ مذکورہ تخت سحر پر سوار ہوکے چلنے لگی صمصام تیغزن
نامی ایک سردار سپاہ نے دست بستہ دیو اسلم اور ازلال جادو سے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو
تو مین بھی مع اپنی کل جمعیت سپاہ کے ہمراہ شیر جادو جاؤن کیونکہ پتلہ سحر سامری نے بیان کیا ہے کہ
ہمراہ قاتل دیو حلیم کے جمعیت کثیر ہے پس تنہا شیر جادو کا جانا مناسب نہین ہے ازلال جادو
و دیو اسلم نے بھی صمصام کے حکم دیا کہ اچھا تو بھی ساتھ شیر جادو کے جا اور میرے فرزند کے قاتل کو
اسیر کرکے لے آ پھر شیر جادو سے کہا کہ عمان جادو کو بھی گرفتار کرلانا وہی بانی فساد ہے اگر وہ نابکار
فرامرز نامدار کو دریا سے اپنے باغ مین نہ لاتا تو میرا فرزند کیون مارا جاتا شیر جادو یہ سنکے تخت
سحر پر سوار ہوکر اسباب سحر کی جھولی دوش پہ رکھکے سب کو وہان نالان چھوڑکر روانہ ہوئی اور
صمصام تیغزن کہ افسر دس ہزار سواران زرہ پوش کا ہے وہ بھی اپنی سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر
مرکب دوڑکا پہ سوار ہوکر گرد وغبار ہوا شیر جادو تخت سحر پر روے ہوا جاتی تھی اور یہ سردار
شور شعار بالائے زمین جاتا تھا بعد قطع راہ شیر جادو وصمصام تیغزن وغیرہ درباغ عمان
جادو پہ پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے شیر جادو نے کچھ اندیشہ کرکے اندر باغ کے جانا مناسب نجان کر
صمصام تیغزن سے کہا ایک سوار کو حکم دو کہ دروازے پر جاکر عمان جادو کو پکارے صمصام
تیغزن نے سوار کو حکم دیا اُس نے جاکر عمان جادو کو آواز دی اور کہا کہ یہان آ عمان اسوقت
باغ مین ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کے پاس بیٹھا تھا وہ غمگین وملول تھی [illegible] رہی تھی کہ چند
روز سے شوہر ہمارا نہین آیا وہ شکار کو گیا تھا نہین معلوم کیا ہوا ہے اب تک یہان نہین آیا عمان
جادو سمجھا رہا تھا کہ اے دختر گریہ وزاری نکر شوہر تیرا شکار آہو کو گیا ہے اب آتا ہوگا تا وہ اسی اثنا
مین سنا کہ کوئی دروازے پر پکارتا ہے [illegible] فرامرز شکار سے آگیا بے اختیار اٹھکر دروازہ باغ
کا کھولا دیکھا کہ شیر جادو اور دس ہزار سوار باغ کو گھیرے ہوئے ہین یہ حال دیکھکر سمجھا کہ ازلال
جادو نے ان سب کو میری گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہے شاید کسی سے حال میرا معلوم ہوگیا ہے تو

عمان جادو تو اپنی جان بچانے کی فکر مین تھا کہ اُس سوار نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا اور چند
سوار بھی بایمائے صمصام تیغ زن برائے گرفتاری عمان جادو آگے بڑھے اُس نے سحر
کیا کہ وہ چند سوار پابگل ہوئے شیر گیر جادو نے یہ دیکھکر للکار کر کہا کہ او عمان بیٹے تو سحر مجکو یاد
نہ تھا اب تو نے سحر بھی یاد کیا ہے ہمارے روبرو سحر کرتا ہے یہ بھی دن مجکو نصیب ہوا او ظالم غضب کیا
تو نے کہ فرامرز کو یہان لاکر اُس کے ہاتھ سے شاہزادہ دیو سلیم کو قتل کرا دیا اب تو بھی قتل کیا
جائے گا چل مجکو ازلال جادو نے طلب کیا ہے اگر بخوشی چلے گا تو خیر ورنہ تجکو اسیر کر کے لیجاؤنگی
یا سر تیرا کاٹ کر برائے نذر ملکہ ازلال جادو یہان سے ارسال کرونگی عمان جادو نے
ہر چند عذر کیا کہ مین ان باتون سے آگاہ نہین لیکن شیر گیر جادو نے نہ مانا آخر کار باہم کچھ لڑائی بھی
کی ہوئی شیر گیر جادو غالب آئی عمان جادو کو اسیر کر لیا پھر ارادہ کیا کہ اس کو قتل کیجیے ہنوز
اسیر کیا تھا اور قتل کرنے کا ارادہ تھا کہ از پردہ بیابان گردی برخاست گردید تیرہ و تار ملک
کشیدہ شیر گیر جادو وغیرہ جملہ مرد و زن جانب غبار دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کہ یہ غبار کسبب
ہے بعضے اشخاص خیال کرنے لگے کہ آندھی آئی ہے اکثر نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ آمد فوج کی علامت
ہے ابھی جملہ سواران سپاہ متحیر ہو کر سوے غبار دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ دست ہواے تند نے
چالاکی و تیزی سے دامن غبار کو پارہ پارہ کیا سب نے دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان خوش رو
و قوی بازو شور شعار مرد میدان کارزار مرکب دورکابہ پر سوار پہلو مین اُس کے دو. ایک جوان
بہادر و دلاور وہ بھی مرکب پر سوار پس پشت بیس ہزار سواران نیزہ دار کہ ہر ایک ان مین سے جوان
چیدہ روزگار ہے گھوڑے دوڑاتے ہوے سب چلے آتے ہین شیر گیر جادو آمد لشکر دیکھتے ہی
حیران ہوئی بعد دریافت اُس کو معلوم ہوا کہ یہی جوان خوش رو فرامرز ثانی ہے اسی نے دیو سلیم
کو شکارگاہ مین قتل کیا ہے یہ حال معلوم کر کے ہنوز شیر گیر جادو سوے لشکر نگران تھی کہ فرامرز
ثانی نے قریب تر آ کے عمان جادو کو اسیر دست اعدا دیکھکر برہم ہو کر نعرہ کیا کہ اے گروہ اعدا
دین کیون تم نے بے خطا عمان جادو کو اسیر کیا ہے بہتر و مناسب یہی ہے کہ ابھی اس کو رہا کر کے
ہمارے حوالے کرو ورنہ مین تم سب کو تہ تیغ کرونگا صمصام تیغ زن نے بایمائے شیر گیر جادو آگے
بڑھ کر جواب دیا کہ اے جوان ظلم پسند والے قاتل دیو سلیم ارجمند عمان جادو کو رہا کرنا کیسا
ہم تجکو بھی قتل و اسیر کرینگے اس وقت تیرے ہی آنے کا انتظار تھا خوب ہوا کہ تو وقت پر آ گیا اجل
تیری یہان تجکو کشان کشان لے آئی فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار کیا بکتا ہے تو مجھے کیا
اسیر و قتل کرے گا اگر دعوے بہادری رکھتا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر صمصام تیغ زن نے برہم ہو کے
اپنے مرکب کو کاوے پر ڈال کر فنون جنگ و نیزہ بازی دکھا کر نیزہ سینہ بے کینہ فرامرز پر لگایا
اس بہادر نے اپنے نیزے کی سنان پر اُس کے نیزے کی سنان کو روکا دیکھنے والون نے دیکھا کہ
دو مار سیاہ زبانین نکالے ہوے باہم لپٹے ہوے ہین دہن سے لوگے شرارے نکل رہے ہین
یہ دیکھکر جملہ دوست و دشمن تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے اس جوان خوش رو نے وار روکا
ہے ابھی سب شور تحسین و آفرین بلند کر رہے تھے اور ملکہ یعنی دختر بردوان شاہ کان جادو
کے گرفتار ہونے اور فوج کے آنے سے اور اپنے شوہر کی آواز سنتے بارہ دری سے باغ
مین آکر ایک بلندی سے لڑائی دیکھ رہی تھی اور واسطے فتح و نصرت اپنے شوہر کے خدا سے دعا

کر رہی تھی کہ ادھر فرامرز نے پکار کر کہا کہ اے بہادر ہوشیار ہو جا کہ اگلی مرتبہ مین وار کرتا ہون
اُس نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون فرامرز نے نیزہ اُس کے پہلو پر لگایا اُس نے بھی بعنوان شائستہ
روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک باہم ردوبدل ہوئی آخر کار فرامرز نے ایک بند نادر باندہ کر سنان
نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اسوقت ایک
شور وغل ہوا کہ صمصام ایسے بہادر کے ہاتھ سے سنان نیزہ جنگ مین نکل گئی صمصام تیغ زن
سنان نیزہ کے نکل جانے سے نہایت خجل و شرمندہ ہوا عرق انفعال مین ایک نیزہ غرق ہو گیا بعد
ایک لحظہ کے ڈانڈ نیزے کی غصہ مین آکر سر فرامرز پر لگائی ادھر فرامرز نے اپنے نیزے پر اس طرح سے
روکی کہ ڈانڈا اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی صمصام نے شرمندہ ہو کر ڈانڈ شکستہ کو
خاک پر ڈال کر تیغ خارا شگاف نیام سے کھینچ کر حملہ کیا اور حریف کو اپنی زد پر پا کر سر پر وار کیا
ادھر فرامرز نے اُس کے تیغ تیز کو بالائے سپر روکا پھر خود اُس پر تلوار لگائی اُس نے بھی بکوشش
تمام ضرب شمشیر کی روکی یون تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی بعد فرامرز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ سردار
بہادر ہے اس کو قتل کرنا نہ چاہیے زندہ اسیر یا زیر کرکے اپنا مطیع کرنا چاہیے یہ خیال کرکے اثنائے
جنگ مین جب اُس نے تیغ لگانی چاہی اس نے بازو پر تیغ کی نظر کرکے مرکب کو اُس کے پہلو مین
لے جا کر کلائی پر اُس کی ہاتھ ڈال کر زور کرکے تیغ زبردستی اُس کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام
تیغ زن کو غصہ آیا فی الفور زنجیر کمر فرامرز مین ہاتھ ڈال کر زور کیے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر
زمین پر یون پٹکے کہ پیوند خاک ہو جائے لیکن فرامرز کو ذرا جنبش بھی نہوئی جب وہ زور کرکے
عرق عرق ہو گیا فرامرز نے اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈال کر ایسا جھٹکا دیا کہ تسمہ رکاب کا ٹوٹا
پھر زور کرکے پشت فرس سے اُس کو اٹھا کر سر سے بلند کرکے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکے اسوقت
صمصام تیغ زن نے کہا امان چاہتا ہون فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام اور
ایمان اُس نے عرض کیا مجھے منظور ہے فرامرز نے خوش ہو کر اُسے آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا اُس نے زیر
ہو کر کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہو کے اپنے لشکر کے سوارون کو پکار کر
کہا کہ یارو مین تو اس بہادر سے مردانہ قوت وجرات مین عاجز ہو کر مسلمان ہوا تم سب کو اگر میری ہمراہی
بخوشی منظور ہو تم بھی دین اسلام قبول کرو ورنہ تم کو اختیار ہے راوی ناقل ہے کہ یہ تقریر اپنے افسر کی
سنکے جملہ سواران سپاہ نے کہا کہ اے سردار ہمارے جو دین تم نے قبول کیا وہی مذہب
ہم نے بھی اختیار کیا ہم آپ کی ہمراہی سے ہرگز جدا نہونگے یہ سنکے صمصام تیغ زن نے
ارادہ کیا تھا کہ سب کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے ناگاہ شریرہ جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھکر
غضبناک ہو کر کہا کہ او صمصام تیغ زن تو بھی دشمن کا شریک ہو گیا خیر دیکھ تو سہی تیرا کیا حال
کرتی ہون اور تیری سپاہ کا کیا نقشہ کرتی ہون مین شریرہ جادو ہون اور کوئی ساحرہ نہین ابھی
تم سب اہل اسلام کو سزا دیتی ہون یہ کہکے اپنی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور کچھ روئی
کے گالے نکال کر روئی کے گالون پر پانی اُس شیشہ سے لیکر چھڑکا اور کچھ الفاظ سحر پڑھ کر دم کیے
پھر وہ روئی کے گالے سوے فلک اچھالے وہ بلند ہو کے باہم مل گئے ابر سیاہ کی صورت
بنگرا اور وہ رنگ محیط ہو گئے برسنے لگے جب کسی پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پتھر کا ہو گیا
تھوڑی دیر مین جملہ سواران لشکر صمصام تیغ زن و تمامی سواران نامور راہزن پتھر کے

ہو گئے یہانتک کہ ملکہ دختر بردوان شاہ بھی جو باغ مین کھڑی تھی وہ بھی آب ابر سے تر ہو کر تیمر
کی ہو گئی شہر یر جادو نے صرف فرام زنتانی اور عمان جادو اور تہور راہزن اور صمصام
تیغ زن کو پتھر کا نہیں کیا بزور سحر ان کو گرفتار کر لیا سیمان جادو کی زبان مین سوزن دے کر
چارون اشخاص نامبردہ بالا کو اپنے تخت سحر پر ڈال کر سوے قلعہ عانیہ روانہ ہوئی اثناے راہ
مین شکل وصورت فرام زنتانی پر نظر کر کے اور انکی قوت کا خیال کر کے دل مین کہنے لگی کہ یہ
جوان قابل اس کے ہے کہ اس کو اپنے پہلو مین بٹھائے اس کے وصل سے لطف زندگی اٹھائے
اس سے دل لگائے یہ باتین دل مین کر کے بدل وجان فرام زنتانی پر شیفتہ و مائل ہوئی پھر
ارادہ کیا تھا کہ اپنے دلدادہ کو قید سحر سے رہا کر دون مگر خوف ازلال جادو سے رہا نکیا
دل مین کہا کہ خیر اسوقت تو روبروے ازلال جادو کے چل آئندہ دیکھا جائے گا یہ خیال کر کے
شہر یر جادو شادان و فرحان بعد قطع راہ روبروے دیو اسلم و ازلال جادو گئی اور کہا
مین نے ان کو گرفتار کر لیا اور سب کو اپنے سحر سے پتھر کا کر دیا ہے ازلال جادو نے پوچھا صمصام
تیغ زن کو کیون اسیر کیا اس نے تمام حال اس کا جو گذرا تھا بیان کیا دیو اسلم و ازلال جادو اشخاص
مرقوم الصدر کی گرفتاری سے فی الجملہ خوش ہوے بعد خوشی ازلال جادو نے حکم کیا کہ ابھی جلاد حاضر
ہو ان چارون کو تہ تیغ کرے ان کے خون سے زمین کو رنگین کرے حسب الحکم جلاد حاضر ہوا ارادہ قتل
کرنے کا کیا اسوقت شہر یر جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ اے استانی جی ابھی فی الحال ان کا قتل کرنا کیا
ضرور ہے کیونکہ لاشہ ابھی شاہزادہ دیو سلیم کا پڑا ہوا ہے اس کے اٹھانے کی فکر کی جائے بعد کو ان کو بھی
تہ تیغ کرائیے گا یہ تو میرے قید سحر مین ہین اب کہان جا سکتے ہین بعد فراغ ایام عزا ان دشمنون کو جلد
اطلاع دلائے شہر کو جمع کر کے ان کے روبرو ان کو جلاد کے حوالے کیجیے گا تاکہ پھر کوئی شخص
ارادہ سرکشی و دشمنی نکرے ازلال جادو نے کہا کہ اے لڑکی تجھے اختیار ہے ان کو زندان مین
لے جا کر قید کر حفاظت ونگہبانی ان کی تو ہی کرنا داروغہ زندان کی نگہبانی ان کے واسطے کافی خیال
کرنا مبادا یہ چارون دشمن قید سے رہا ہو جائینگے تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا سوا اس کے یہ قید
سے رہا ہو کر ضرور فتنہ و فساد برپا کرینگے شہر یر جادو نے عرض کیا کہ یہ تابعدار و مطیع آپ کے
حکم پر عمل کرے گی یہ عرض کر کے اسیرون کو جانب زندان لے گئی ایک قید خانہ تیرہ و تاریک
مین بقید سخت ہر ایک کو اسیر کیا داروغہ زندان سے تاکید کی کہ خبردار ان اسیرون کی خوب حفاظت
کرنا ان کی نگہبانی سے غافل نہونا اس نے کہا کہ اے شہر یر جادو میں ہزار آدمیون کی جمعیت سے انکی
شب و روز حفاظت کرونگا گرد زندان چوکی پہرا ہے کیا مجال کسی کی جو در زندان تک آئے
اور ان کو زندان سے لے جائے یا یہ اسیر کسی تدبیر سے زندان سے نکل جا سکین شہر یر جادو
نے کہا ہان خوب حفاظت کرنا اور مین بھی وقتاً فوقتاً آیا کرونگی ان کی نگہداشت رکھونگی یہ کہکے
وہان سے دربار مین آئی بیان عجیب ہنگامہ برپا تھا لاشہ دیو سلیم کا اٹھایا جاتا تھا جملہ اہل دربار
خصوصاً دیو اسلم اور ازلال جادو کا غیر حال تھا جب لاشہ اٹھ گیا اور موافق مذہب ملت خود
ازلال جادو وغیرہ نے دفن کیا بعد دفن سب نالان و گریان واپس آئے اس روز سے دیو اسلم
نہایت غمگین وملول رہتا تھا ازلال جادو بھی اپنے پسر کے غم مین مبتلا رہتی تھی ان کو حال غم والم
مین چھوڑا جاتا ہے اور اب

حال خواجہ خضران بن خواجہ عمرو ثالث کا رقم کیا جاتا ہی

قتل کر ڈال مجھے دیر تو جلاد نہ کر	نیم جان چھوڑ کے مٹی مری برباد نہ کر
بزم عشرت میں مجھے یاد نہ کر یاد نہ کر	رو نہ جائے گا عدو اس کو تو ناشاد نہ کر
مر مٹوں کو نہ مٹا دیکھ تو بیداد نہ کر	درد مندان محبت پہ یہ بیداد نہ کر
ہائے وہ میل وفائیں وہ رفاقت میری	یوں فراموش تو او بانی بیداد نہ کر
کنج تنہائی میں گذرے گی جوانی کی بہار	قفس ہجر میں صیاد ستم ایجاد نہ کر
درد فرقت سے ہوں بیکل تو بلا سے تیری	تو ہے وصل اثر اغیار کو تو شاد نہ کر

کہ جب قبرستان مذکور سے درویش مرجان سبز مو کو دفن کر کے خضران بن عمرو ثالث پاپیادہ بصورت درویش آگے بڑھا تھوڑی راہ طے کر کے دل میں کہا کہ اے خضران عبث صعوبت پیادہ روی اختیار کرتا ہی خداوند عالم نے درویش مرجان سبز مو سے عجب عجب اشیائے کرامت نشان دلوائی ہیں ان میں سے ایک مندلی بھی ہی پس اُسی مندلی میں آرام تمام بیٹھکر بصورت مبدل یہان چل آفتاب کی حرارت اور تکلیف پیادہ روی اور درندون اور گزندون کی ضرر رسانی سے محفوظ رہ علاوہ اس کے اگر یاں صورت کہیں عیاری کرنا منظور ہو تو بہتر یہ خیال کر کے ایک جگہ صحرا میں زیر درخت سایہ دار ٹھہر کر جیب میں ہاتھ ڈال کر کہا اے جیب جامۂ درویش مرجان سبز مو اسوقت مجکو مندلی درکار ہی یہ کہنا تھا کہ فوراً وہ مندلی ہاتھ میں آگئی خضران بن عمرو نے اس کو کھول کر بموافق ضرورت حکم دیا وہ مندلی حسب الحکم دراز ہو گئی پھر درمیان میں اُس کے ایک چوکی کہ جس پر فرش نفیس تھا اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر رکھی اور ستون اور رسیان اُس کی درست کر کے رنگ و روغن عیاری اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر صورت اپنی اس طرح تبدیل کی کہ چہرے پر اپنے ایسا روغن لگایا کہ جو مانند آفتاب کے ضو فگن تھا اور داڑھی ایسی لانبی کہ جو تا بناف طول میں تھی اور مثل شمع مردے کی تھی پھر پوشاک بھی سفید روغن دار ایسی زیب تن کی کہ جس کی چمک سے آنکھیں خیرگی قبول کریں جب اس شکل و لباس سے مزین ہو چکا درمیان مندلی مذکور کے چوکی پر بیٹھا اور کہا اے مندلی درویش مرجان سبز مو بحکم درویش بلند ہو کر اس طرف مجھے لے چل وہ مندلی بلند ہو کر اُسی طرف مثل ستارۂ سیارہ کے روانہ ہوئی لیکن راوی معتبر نے اس جگہ یون لکھا ہی کہ خضران بن عمرو نے چوکی پر بیٹھکر وہ تختی جو درمیان میں مندلی کے لگی ہوئی تھی جس پر وہ اسم جو مخصوص مندلی کے بلند کرنے اور روان کرنے کا تھا ورد زبان کیا فی الفور مندلی بلند ہو کر جانب باغ عمان جادو کہ اُسی طرف اشارہ کیا تھا مانند غبارہ یا سیارہ کے چلی خضران بن عمرو تو باین صورت مرقوم سوئے باغ عمان جادو جاتا ہی اس کو تو راہ میں چھوڑیے اور اب

دو کلمہ داستان شمر جادو شاگردہ ملکہ ازلال جادو کے سنیے

ہے عیسیٰ کوئی اعجاز دکھانے جاؤ	کشتہ ناز کو ٹھوکر سے جلانے جاؤ
اک نظر تم کو ذرا دیکھ لو مرنے کے بعد	چلتے چلتے تو کوئی تیر لگاتے جاؤ

اُف بھی جو منہ سے نکالوں تو گنہگار بنوں دیکھو ہاں شوق سے تم تیر چلاتے جاؤ
شیوۂ عشق رہ و رسم محبت یہ بھی روٹھے سو بار اگر یار مناتے جاؤ
بیخودی میں کبھی ساقی سے کہا تھا ارنی ہاں ابھی اور ہے رکھے اور پلاتے جاؤ
آنکھیں مشتاق ہیں وہ تلوے انھیں ملنے دو راہ میں اسکی تم آنکھوں کو بچھاتے جاؤ

کہ یہ ساحرہ کمسن اور حسینہ ہے اکثر شب و روز زندان مین در زندان والے کے جاتی ہے قیدیان بد قوم اسلام
کو دیکھتی ہے خصوصاً فرامرز ثانی کو دیکھ دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کرتی ہے دل مین کہتی تھی کہ افسوس
یہ جوان جسپر میرا دل آیا ہے اس زندان مین اسیر ہے تاریکی زندان سے گھبراتا ہے کیا کرون کہ اس کو اس
زندان سے رہا کرون ازلال جادو اپنی استانی سے ڈرتی ہون وہ بلائے بے درمان ہے سحر و ساحری
مین کامل ہے اُس سے اپنی جان کا بچانا نہایت مشکل ہے تربیچ ملتی ہے کہ فرامرز سے آہستہ کہتی ہے کہ
کیون جی اگر تم کو اس زندان سے کوئی رہا کرے تو اُسکے کہنے پر عمل کروگے اُسکے پہلو مین بیٹھوگے
اپنے وصل سے اُسے شاد کام کروگے فرامرز ثانی اُس کی تقریر کو سمجھکر منہ اُس کی طرف سے پھیر لیتا ہے
کچھ جواب نہین دیتا ہے یہ مایوس و مجبور ہوکر زندان سے چلی آتی ہے اپنے مکان مین آکر فرش خواب پر
گرکر تصور فرامرز مین تنہا کرتی ہے بیشتر آبدیدہ ہوکر کہتی ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ آرزوے دل بر آئے
دل بیتاب کو قرار آئے زندگی بلطف و آرام بسر ہو دیکھنے والون کو رشک ہو عدو کو ملال ہو دوستونکو
میرے خوشی ہو ایک روز وقت سحر شریر جادو اپنے مکان سے تخت سحر پر سوار ہوکر روبرو
ازلال جادو کے گئی پہلے جھک کر سلام کیا پھر مودب روبرو اُس کے بیٹھی ازلال جادو نے
چہرہ اُس کا متغیر پاکر پوچھا کہ اور شریر جادو مزاج تیرا کیسا ہے چہرہ تیرا اترا ہوا ہے آثار ملال تیرے رخ سے
ہویدا ہین آنکھین سرخ ہین اُس نے عرض کیا سبب اس کا یہ ہے کہ جب سے حضور نے ان چارون اسیرونکو
میرے حوالے کیا ہے اور نگہبانی کے باب مین تاکید ہے مین شب و روز گرد زندان خود جاجاکر حفاظت
کرتی ہون بہت کم سوتی ہون غذا بخوبی ہضم نہین ہوتی ہے طبیعت اسی وجہ سے بے لطف رہتی ہے
ازلال جادو نے کہا کہ اے شریر جادو گرد زندان تو صد ساحر دم نگہبانی کرتے ہین داروغہ زندان
بھی حفاظت کرتا ہے تو اسقدر کیون اپنے تئین حفاظت اسیران مین ہلاک کرتی ہے شب و روز مین دو چار
بار تھوڑی دیر کے واسطے جانب زندان چلے جایا کر اسیرون کو زندان مین پابزنجیر دیکھکر چلی آیا کر تھوڑے
ہی دنون ان اسیرون کی نگہبانی و حفاظت اور کرنا چاہیے پھر تو مین ان کو قتل کرونگی ذرا ایام جشن
فرزند سے دوری ہوا اور زمانہ غم و الم پسر مقتول ختم ہو تو سامنے اپنے ان کو قتل کراؤنگی شریر
جادو نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا مجھے کیا عذر ہے لیکن ایک عرض میری ہے اگر حضور منظور کرین تو یہ
خادمہ عرض کرے ازلال جادو نے کہا بیان کر اُس نے کہا کہ اے ملکہ آپ مثل مادر مہربان میرے
حال پر مہربان ہین ذرا توجہ سے سنیے کہ جب واسطے دیکھنے اسیرون کے سوے زندان جاتی ہون تو
اسیرون کو زندان مین نالان و گریان پاتی ہون خصوصاً وہ جوان جسنے صمصام تیغزن کو زیر کرکے
مسلمان کیا ہے وہ از حد روتا ہے اپنی نوجوانی مین قتل ہونے سے اور کہتا ہے کہ اگر جان میری بچ جائے
اور قتل نکیا جاؤن تو ملکہ ازلال جادو کی اطاعت کرون اُن کے دشمنون سے دلیرانہ لڑون جس
ملک پر وہ فوج کشی کرین اور مجکو افسر کرکے روانہ کرین اُس ملک کو بزور تیغ لے لون وہان کے
بادشاہ کو قتل کرون بس میرے نزدیک مناسب ہے کہ اس نوجوان کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ مین

اُس کو آپ کی خدمت مین لیکر آؤن آپ اُس کی خونریزی سے درگذر کیجیے اس کی جان بخشی کا حکم دیجیے وہ حضور کے اس احسان ولطف وعنایت سے مطیع وفرمانبردار ہوکر ایسے ایسے کار ہائے نمایان کرے گا کہ حضور کو عالم ومالک کئی اقلیمون کا کر دے گا ازلال جادو نے شریر جادو سے جو تقریر مذکور سنی تھوڑی دیر تک فکر کرکے کہا کہ او گیسو بریدہ و آوارہ او چھوکری تو مجکو فریب دیتی ہی میری شاگرد ہوکر مجکو سبق مکر دیتی ہی دام فریب مین مجکو لاتی ہی مین جہاندیدہ ہون صاحب عقل وفہم ہون سمجھتی ہون جو تیرا ارادہ ہی اگر کہے تو بیان کر دون اُس نے عذر کر کہا حضور بیان فرمائین کہ میرا کیا قصد آپ نے کیا خیال کیا ہی ازلال جادو نے کہا او آوارہ تو اُس جوان پر عاشق ہوئی ہی اور چاہتی ہی کہ مجھے فریب دے کر اُسے رہا کرکے اپنے پہلو مین بٹھائے اُس سے تمنائے دلی برلائے شب و روز اُس کے ساتھ عیش وعشرت کرے میرے فرزند کے قاتل سے ہمکنار ہو مجکو غم ہو تو خوشی وشادمانی حاصل کرے شریر جادو نے کانپ کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تو میرا ارادہ نہین ہی آپ عبث مجھپر یہ بھی تہمت عشق رکھتی ہین ازلال جادو نے نہایت برہم ہوکر کہا دور ہو او گیسو بریدہ میرے سامنے سے مجھے جھوٹا جانتی ہی دیکھ تو سہی اس گستاخی وفریب دہی کی کیسی سزا دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے شریر جادو اُس کے قہر وغضب کی تاب نہ لاکر وہان سے بصد رنج وغم کانپتی ہوئی اٹھکر سیدھی جانب زندان روانہ ہوئی جب قریب زندان پہونچی یہ سوچ کر پہلے جلد نگہبانان زندان پر ایسا سحر کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے پھر اندر زندان کے گئی فرامرز ثانی اور صمصام تیغزن اور عمان جادو اور قہور راہزن کو قید سے رہا کیا عمان جادو کی زبان سے سوزن کو دور کرکے کہا کہ کل تک تو مین تمھاری دوست ایسی نہ تھی لیکن اسوقت سے دوست صادق تمھاری ہون جان وایمان بھی اپنا تم سے عزیز نہین رکھتی ہون خصوصًا اے فرامرز ثانی تمھاری محبت مین اب اپنی جان دینا عالم شباب مین دست ازلال جادو سے قتل ہونا گوارہ کرتی ہون تم کو اس زندان سے رہا کرکے جہان سے لائی تھی وہان پہونچائے دیتی ہون مین نے جو تم کو اسیر کیا ہی یہ خطا میری بحل کرو فرامرز ثانی یہ تقریر اُس کی سنکے خوش ہوا دل مین کہنے لگا کیا شان وقدرت خدا ہی کہ جب وہ چاہتا ہی دشمن کو دوست کر دیتا ہی تکلیف کو سہل براحت کر دیتا ہی قید سے رہا کرا دیتا ہی واقعی خداوند عالم قادر وتوانا ہی اور قابل تعریف ہی بقول مصنف لیاقت کے ہی کامل وہ یکتا خدا نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا

وہ یکتا ہی ذات خدائے غفور
خدائے ملک مالک روح ہی
سفید وسیہ روز وشب مہر وماہ
تو فصل خزان مین ہویدا بہار

کرم ہی اُسی کا سبب سے دور
وہی باعث رفعت آسمان
یہ مصنوع ہین او وہ صانع الہ

وہ قدوس ہی اور سبحان ہی
اُسی نے بنایا ہی عالم جہان
اگر رنگ قدرت کرے آشکار

یہ حمد وثنائے خدا فرامرز ثانی نے کرکے شریر جادو سے کہا کہ ہم نے تمھاری خطا معاف کی بیشک تم ہماری دشمن تھین اب ہم کو یقین ہوا کہ تم ہماری دوست ہو اپنی جان کے جانے کا اندیشہ نکرو خداوند عالم حافظ حقیقی ہی کیا مجال ازلال جادو کی جو وہ تمکو قتل کرسکے اگر خدا تم کو بچائے گا تو وہ ہرگز تم کو قتل وہلاک نکرسکے گی میری زندگی مین کیا تاب اُس ساحرہ کی جو تمہین ضرر پہونچاسکے قوت مین مین دیو اسلم وغیرہ سے کم نہین ہون الا سحر نہین جانتا ہون شریر جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے فی الجملہ خوش ہوکر جلد ترنج ورحر ایک تخت سحر تیار کیا اور اُس تخت سحر پر بعجلت تمام چارون اشخاص نامبردہ بالا کو بٹھاکر خود بھی بالائے تخت مذکور سوار ہوکر

بعد مجالت جانب باغ عمان جادو روانہ ہوئی جب در باغ پر پہونچی سب کو تخت سحر سے اتار کر جھولی سے کچھ گالے روئی کے اور ایک شیشہ پر آب نکال کر اُس شیشے سے اُن روئی کے گالون پر تھوڑا پانی چھڑک کر اسماے سحر ورد زبان کرکے اُن پر پھونکا فوراً وہ روئی کے گالے بلند ہو کر بصورت ابر سیاہ باہم ملکے برسنے لگے بارش ہو چلی جس پتھر کی تصویر پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سحر سے گرا اُس تصویر سے پہلے دھوان نکلا بعدہٗ وہ بحالت اصلی جاندار ہوگئے یہانتک کہ جس قدر سواران قزاق و سواران لشکر صمصام تیغزن پتھر کے ہوگئے تھے سب بحالت اصلی ہوگئے اور ملکہ یعنی دختر شاہ پردوان جو اندرون باغ پتھر کی ہو گئی تھی وہ بھی بحالت اصلی ہوئی جب سب اپنی حالت اصلی پر آگئے شریر جادو نے وہ ابر سحر اپنا موقوف کیا بارش موقوف ہوئی ابر نابود ہوا فرامرز ثانی ہر ایک سے ملا پھر اندر باغ کے گیا ملکہ سے بھی بعد خوشی ملا اور تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ بعد اظہار غم خوش ہوئی عمان جادو نے بھی باغ مین جا کر ملکہ کو پیار کیا اور کہا کہ اے دختر ہم سب تو مبتلاے بلا ہوگئے تھے مگر اب نجات پائی ہے واقعی تمہارا دین اچھا ہے خدا تمہارا حالت سختی مین مدد کرتا ہے یہ کہکر فرامرز سے کہا کہ اے فرزند اب تجھے اپنے دین مین لاؤ کلمہ پڑھاؤ مسلمان کرو فرامرز ثانی نے خوش ہو کر عمان جادو کو کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا شریر جادو بھی اندر باغ کے آئی وہ بھی مطیع دین اسلام ہوئی مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے سے باین سبب فی الحال اُس نے انکار کیا کہ ابھی مجکو ازلال جادو سے اطمینان نہین ہے وہ دشمن جان ہے اُس سے حتی الامکان ہر گروہ ساحری ترسان رہنا ضرور ہے الحاصل باغ عمان مین گویا بہار تازہ آئی فرامرز ثانی اور عمان اور ملکہ شریر جادو کا گذر ہوا لشکر بیرون باغ فروکش ہوا قہور راہزن و صمصام تیغزن نے خیام و بارگاہ استادہ کرائی ہر ایک سوار تماما اپنے مرکب سے اترکر خیمے مین آرام طلب ہوا صحرا مین آبادی ہوئی جنگل مین بہار آئی ساعت بھر مین آئی ویرانہ آباد ہوا چالیس ہزار سوارون کا لشکر خیمہ زن ہوا دور تک خیام و بارگاہ ہیں استادہ نظر آنے لگین گھوڑے سوارون کے بمقام مناسب باندھے گئے سامان تیاری طعام لشکر مین ہونے لگا اکثر سواران لشکر بلاے سحر سے نجات وخلاصی پاکر خوش ہو کر انواع واقسام کے باجے بجا کر گانے لگے کوئی سوار دف کوئی دہل اور بانسی بجا کر گانے لگا باغ مین بھی فرش بچھایا گیا بارگاہ برپا کی گئی مسند زرین بچھائی گئی بالاے مسند فرامرز و ملکہ بیٹھے عمان بادشاہ شہر خانیہ نے کہا اے فرزند آج روز خوشی و انبساط کا ہے چاہتا ہون کہ مسرت ظاہر کرون بزم عیش و عشرت آراستہ کرون کیونکہ خدا نے ہمکو قید سے رہا کیا ہے اپنی قدرت کاملہ سے زندان تاریک سے خلاصی دی ہے فرامرز نے جواب دیا آپ کو اختیار ہے آج کا دن تو خوشی کا بیشک ہے عمان مذکور نے اسی وقت ایک مطرب خوش آواز کو طلب کیا وہ حسب الطلب حاضر ہو کر روبروے عمان بادشاہ و فرامرز و ملکہ بعد چند ترانے رقص کرنے کے یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی صدا ہاے ہر ساز بلند ہوئی غزل

وہ شوخ جو آج روبرو ہے ۔ سب پوری ہماری آرزو ہے
بلبل کی طرح جو تار گلشن ہو ۔ بس گل کی تیاؤ آرزو ہے
دنیا کا نہین ہے غم ذرا بھی ۔ جبتک کہ ہمارے پاس تو ہے
کیا شیخ تمام پی گیا ہے ۔ خالی جو پڑا ہوا سبو ہے

دنیا سے نہین ذرا تعلق ۔ بس یہ کہ تمہاری آرزو ہے
دنیا مین وظیفہ یہی ہے ۔ مشہور جہاں مین ایک تو ہے
رہتا ہوں جو رات دن بیتاب ۔ کسکی مرے دلکو آرزو ہے
دشمن سے پر صفائی ہوگئی ہے ۔ کیسے جو خفا وہ ماہرو ہے

اعجاز یہ کہنا اُس پری کا
کیا وصل کی تجکو آرزو ہے

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے خوش ہو کر اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خصوصاً عمان بادشاہ کثرت خوشی سے اشعار مرقومہ سنکے آواز بلند تعریف کرنے لگا اور زر و جواہر انعام مین دینے لگا جب مطربہ نے غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا کر ختم کی عمان نے کہا کہ اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ وہ مطربہ باداو ناز حسب الحکم یہ غزل گانے لگی غزل

ہم پایہ کوے یار کے خلد برین نہین
وہ آسمان نہین ہے وہان وہ زمین نہین

جیسا جفا شعار تو کوئی حسین نہین
دنیا مین اور بھی ہین اکیلے تمہین نہین

سو کر لگا نہ مرتبہ حرمان نصیب پر
پہ سر تون کا ڈھیر ہے ظالم زمین نہین

تلوے کی تاب لانے کے قابل نہین فلک
وحشت کے واسطے مرے کافی زمین نہین

مجھ سے نحیف و زار تک آنا بعید ہے
چشم اجل کچھ ایسی تو باریک بین نہین

بالاے بام جلوہ نما ہے وہ رشک بدر
کہتا ہے کون آج کی شب چودھوین نہین

تنگ آ گئے ہین جور سے گردون کی دیکھنا
اک روز آسمان ہی سنیچر کہین نہین

سمجھانا میرا حضرت دل یاد ہی رہے
بزم سخن مین چلکے چلن کہین نہین

جبین جبین کے نور آ ہی باہر نقاب سے
پردہ نشین کا حسن تو پردہ نشین نہین

اُجڑا ہوا ہے دل مرا مین کوچہ گرد ہون
میرا کہین مکان نہین اس کا کہین نہین

غصہ مین ان کو چھیڑ دیا کیا غضب کیا
سوجھی بہا سبہی تجھے چین جبین نہین

یہان تک اشعار مطربہ نے گا کر غزل کو تمام کیا وامرا اور ملکہ دختر ہر دو ان شاہ و عمان شاہ و شریر جادو اشعار غزل سنکے خوش ہوے مطربہ کو انعام کثیر دیا گیا بعدہ مطربہ دیگر طلب کی گئی وہ بھی مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آکے رقص و نغمہ کرنے لگی جملہ اہل بزم ناچ گانا اُس کا دیکھنے اور سننے لگے باغ مین تو بزم عشرت آراستہ ہے ہر ایک عیش و عشرت مین ہے گو فلک دون چرخ نیلوفری کب کسی کو راحت و عیش و آرام مین دیکھ سکتا ہے ہمیشہ درپے آزار رہتا ہے بزم عشرت کو آراستہ رہنا اسکو گوارہ نہین ہوتا ہے بربادی و خرابی کی ہمیشہ فکر کرتا ہے یہان تک یہ محفل عیش گردون کو ناگوار ہوئی چنانچہ باعث مٹنے بزم عشرت کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب شریر جادو سامنے سے ازلال جادو کے اٹھکر غصہ مین بھری ہوئی سوے زندان گئی اور وہان سب اسیرون کو رہا کرکے [illegible] عمان شاہ لائی اور وہ پھر تک ازلال جادو کے روبرو نہ آئی ازلال جادو نے متردد ہو کر اپنی دوسری شاگرد ساحرہ مسماۃ اشتر جادو کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ اوچھو کری ذرا جاکے دیکھ تو کہ شریر جادو کہان ہے بڑی دیر سے میرے روبرو نہین آئی شاید اپنے گھر مین ہوگی یا سوے زندان گئی ہوگی حفاظت اسیران مین مصروف ہوگی اُسے میرے پاس بلا لا مین قبل اس کے اُس پر خفا ہوئی تھی اشتر جادو حسب الحکم اسی وقت تلاش شریر جادو مین گئی پہلے مکان پر جاکر دیکھا اُسے نہ پایا وہان سے پھر سوے زندان گئی دیکھا در زندان وا ہے داروغہ زندان مع صدہا نگہبانان زندان کے بیہوش پڑا ہے یہ حال دیکھکر گھبرائی بعجلت تمام روبرو ازلال جادو کے آئی عرض کیا حضور شریر جادو کا کہین پتہ نہین ہے نہ تو وہ شوخ چشم اپنے مکان مین ہے نہ اہل زندان کی حفاظت مین سرگرم ہے در زندان کھلا ہوا ہے داروغہ زندان مع سپاہ نگہبانون کے بیہوش پڑا ہوا ہے زندان مین کوئی اسیر

نہین ہی یہ خادمہ خود دیکھکر ابھی آئی ہی ازلال جادو یہ سنکے سمجھ گئی کہ وہی گیسو بریدہ مجھسے برہم ہوکر
زندان سے اسیرون کو کسی طرف لیگئی ہی غالبا سوے باغ عمان جادو گئی ہوگی یہ سمجھکر بنہایت
برہم ہوکر کلمات سخت و درشت و ناگفتہ بحق شیر جادو کے بارے مین اپنی زبان پر جاری کرکے بعد عجلت
تخت سحر پر سوار ہوکر انتر جادو کو بھی ہمراہ لیکر سوے باغ عمان شاہ بعد غیظ و غضب روانہ
ہوئی بعد قطع راہ جب قریب باغ مذکور کے پہونچی دیکھا کہ ایک لشکر کثیر بیرون باغ پڑا ہی خیام و بارگاہ
دور تک استادہ ہین لشکر مین اکثر سوار خوش ہوکر گا رہے ہین اندر باغ کے بھی ایک بارگاہ ایستادہ
ہی پردے بارگاہ کے اٹھے ہوے ہین کچھ زن و مرد بیٹھے ہوے ہین ایک زن نازنین گا رہی ہی
اہل بزم بگوش دل گانا اُس کا سن رہے ہین یہ حال دیکھکر سمجھ گئی کہ شیر جادو ان اسیرون کو
رہا کرکے یہان لائی ہی ان اسیرون نے اپنی رہائی کی خوشی مین جشن کیا ہی یہ سمجھکر زیادہ تر آتش غضب
اُس کی شعلہ ور ہوئی چہرہ قہر و غضب سے سرخ ہوگیا کثرت غضب سے تاب ضبط نہ لاکر انتر جادو سے
کہنے لگی او چھوکری تو یہین ٹھہر مین جاکر ابھی سب کو جلا کر خاک مین ملائے دیتی ہون اور شیر جادو
گیسو بریدہ کو پکڑ کر لیے آتی ہون انتر جادو نے دست بستہ عرض کی استانی جی آپ کیون اتنی
زحمت و تکلیف گوارا کرین مجھی کو حکم دین کہ ابھی جاکر سب کو ایک ادنی سحر مین اسیر کرلون شیر جادو
کو گرفتار کرلون آپ دور سے تماشہ دیکھین کہ کس عنوان سے آپ کے دشمنون کو قید سحر مین مبتلا
کرتی ہون حضور نے جو مجھے سحر سکھایا ہی آخر کس روز کے واسطے سکھایا ہی میری موجودگی مین
آپ کا دشمنون سے لڑنا مجھے منظور نہین ہی آپ کا حق تعلیم و تربیت مجھ پر بہت ہی آج کچھ تو حق شاگردی
ادا کرنے دیجیے آپ کو میرے سر کی قسم میری عرض کو قبول کیجیے ازلال جادو انتر جادو
کے اس طرح عرض کرنے سے خوش ہوکر کہنے لگی او چھوکری اگر یہی تیری خوشی ہی تو جا فقط شیر جادو
کو اسیر کرلا اور سب کو آتش سحر سے جلا دے یا دریاے سحر مین ڈبو دے نام و نشان کسی کا باقی
نرکھ کسی کو زندہ نہ چھوڑ مین یہان سے تیری سحر و ساحری دیکھتی ہون تیری خوشامد کرنے سے مجبور ہوکر
اسی جگہ توقف کرتی ہون دیکھون تو آج کس طرح تو سحر کرتی ہی انتر جادو نے عرض کیا حضور یہین
سے ملاحظہ فرمائین میرے سحر کا تماشہ دیکھین یہ عرض کرکے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر آواز بلند پکاری
کہ او شیر جادو مین نے تجھے دیکھا خوب بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی ارے غضب کیا تو نے کہ اپنی
استانی سے منحرف ہوئی اُن کے دشمنون کی دوست ہوئی خوب تو نے حق استادی ادا کیا جو کرنا
تھا وہ کیا تجکو شرم و حیا نہ آئی محبت مین اسیرون کی بیتاب چلی آئی کچھ خیال رسوائی و بدنامی نکیا
اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری آپہونچی مین تیرے حال پر رحم کرون کی حکم استانی جی کا بجا لاؤن گی
شیر جادو نے گفتگوے انتر جادو سنکے بدحواس ہوکر عمان بادشاہ و فرامرز ثانی سے
کہا کہ لو صاحب جواب مین رخصت ہوتی ہون پیام اجل میرا آپہونچا زندگی میری دشوار ہی ہمراہ
انتر جادو کے ازلال جادو بھی ضرور آئی ہوگی وہ ایک بلاے بے درمان ہی سحر مین اسکے
مین مقابلے کر نہین سکتی ہون یہ ایک ادنی ہی اُنکی تعلیم یافتہ ہون لہذا یقین ہی کہ اُس کے ہاتھ سے قتل ہون گی
اس نوجوانی مین دنیا سے سوے ملک عدم جاؤن گی افسوس کہ جو میری آرزو تھی بر نہ آئی پر ارمان
دنیا سے چلی مگر جاے شکر ہی کہ کوچہ محبت مین ثابت قدم رہی الفت مین جان جاتی ذرا بھول جائیے تو
کبھی کبھی یاد ضرور کیجیے گا یہ جان نثار اب قتل ہونے جاتی ہی آپ سب صاحب بھی ہوشیار ہو جائیے

فکر اپنی جان بچانے کی کیجیے آمادۂ جنگ ہو جائیے حالانکہ آپ سب صاحب اُس ساحرۂ نامی سے تو کیا
مقابلہ کیجیے گا سحر سے آپ لوگ آگاہ نہیں ہیں فقط میں اس بزم میں ساحرہ ہوں انتر جادو سے تو
مقابلہ کر سکتی ہوں مگر استانی سے ڈرتی ہوں اُس پر غالب نہ آؤں گی یہ کہکر جلد تر طاؤس سحر پر سوار ہوکر
باغ سے بلند ہوکر روبرو انتر جادو کے گئی ادھر فرامرز ثانی و عمان نے بزم عیش کو موقوف
رکھکر باغ سے باہر آکر افسران فوج کو حکم کمربندی کا دیا حسب الحکم جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبوں پر سوار
ہوے فرامرز ثانی اور عمان بادشاہ شہر عمانیہ بھی مرکبوں پر بیٹھے پھر میدان میں صف آرا ہوکے
ارادہ کیا کہ جب ازلال جادو یہاں آئے گی اُسے نشانہ تیر کرینگے بالاے زمین تو مردان
جنگ جو صف آرا ہیں اُدھر بالاے ہوا شریر جادو نے سامنے انتر جادو جاکر کہا کہ او بد زبان و
بیہودہ گفتار جو کچھ میں نے کیا وہ خوب کیا تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے اگر تجھکو خیر خواہی ہے اپنی استانی
کے دعوے سحر و ساحری ہو تو کوتاہی نکر میں بھی تجھسے سحر میں کچھ کم نہیں ہوں بلکہ زیادہ ہوں
تیری بھی یہ مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے او مجھے اسیر کرکے لیجائے یہ تقریر شریر جادو کی سُنکے
انتر جادو کو نہایت غصہ آیا فی الفور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکال کر اسماے سحر اُس پر دم کرکے
نام سامری لے کر سینہ شریر جادو پر مارا ادھر شریر جادو نے کارد سحر سے اُس گولے کے دو
ٹکڑے کرکے وہی کارد سحر اپنے خون پیشانی سے تر کرکے انتر جادو کی طرف پھینکی اُس نے ہر چند
سپر ہاے سحر سے اُس کارد کو روکنا چاہا لیکن کارد مذکور اُن سپر ہاے سحر کو کاٹ کر انتر جادو کے
سینہ پر کینہ پر اس طرح پڑی کہ پشت سے گذر گئی وہ تڑپتی ہوئی خاک پر گری بعد ایک لمحہ کے ہلاک
ہو گئی اُس کے مرنے سے گونہ تاریکی ہوئی پھر اُس کے سحر کے نام سے یوں پکارے افسوس
مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم کہ نام من انتر جادو بود جب وہ تاریکی دفع ہوئی پھر
اُس کے سحر کے ایک جانب نالان و گریان چلے گئے ازلال جادو نے تمام حال جنگ دیکھکر
انتر جادو کے قتل ہو جانے کا از حد افسوس کرکے کہا کہ اس چھوکری کی قضا ہی آئی تھی جب ہی تو
خوشامد اور ہر کی قسم دے کر مجھسے اجازت لے کر لڑنے کو گئی تھی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب میں انتر جادو
اور اپنے فرزند کے خون ناحق کا عوض ان باغیوں سے لیتی ہوں یہ کہکر بزور سحر اژدر مہیب و کلان
بنکر شعلہ ہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی ہوا کے درختوں کو جلاتی ہوئی مثل بلاے بے درمان
کے منہ کھولے ہوئے سب فرامرز ثانی و عمان و شریر جادو وغیرہ بایں خیال چلی کہ
سب کو اپنے نفس گرم و شعلہ ہاے آتش سوزان تحت جلا دیجیے یا کشش نفس سے جملہ دشمنوں کو
نگل جائیے شریر جادو اُس کو آتے ہوئے دیکھکر خوف سے بے اختیار بھاگ کر پاس فرامرز ثانی
وغیرہ کے آئی اور کہا دیکھو وہ بلاے بے درمان آتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے بظاہر تو یہ بلاے بد اب
کسی کو زندہ نچھوڑے گی فرامرز نے جواب دیا کہ اے شریر جادو ہاے خوف و اندیشہ نہیں کیونکہ
اگر دشمن قوی ہے تو نگہبان جان ہمارا دشمن سے قوی تر زیادہ ہے دیکھو ہم اُس سے دعا کرتے ہیں اگر
اُس کو منظور ہوگا تو وہ ہمیں کسی طور سے اس ساحرہ کی شر سے بچائے گا اور اگر [illegible] ہی کو
منظور ہوگا تو دعا ہماری قبول نہوگی یہ ساحرہ ہمکو مبتلا بلاے تازہ کرے گی یہ کہکے فرامرز ثانی
و عمان و صمصام تیغ زن و تہور راہزن وغیرہ برجوع قلب سوے فلک ہاتھ اُٹھا کر
اس طرح بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں دعا کرنے لگے کہ اے خالق کون و مکان واے معبود

انس وجان لے قاضی الحاجات واے مجیب الدعوات اے برآرندہ حاجات واماندگان و
اے مددگار عاجزان واسطہ تجکو اپنے بندگان برگزیدہ کا ہمکو اس ساحرہ کے شر سے بچا جلد تر ہمکو
ساحل مراد پر پہونچا غرق دریاے فنا فی الحال نکر اس آفت عظیم و بلاے جان ستان سے کشت
حیات ہماری پامال نکر تو ہمپر قادر ہے ہماری حالت مجبوری تجپر ظاہر ہے اس وقت بیکسی میں
کوئی ہمارا مونس و مددگار نہیں ہے تیرا ہی سہارا ہے تو ہی ہماری مدد کر اگر تیری مصلحت ہو تو اس بلا
کو ہم سے دفع کر دے شاہد شادمانی دکھا اے حافظ حقیقی جانیں ہماری کسی صورت سے بچا
ورطہ الم سے نجات دے اس بلاے بد سے امان دے ذات تیری کارساز ہے تو ہی بیشک
غریب نواز ہے ہر ایک بندے کو تجھی پر ناز ہے تو ہی حاجت روا ہے اہل عالم ہے تو ہی ناخداے کشتی
بنی آدم ہے بیکسوں کا معین و ناصر ہے لاریب تو ہی ایسا توانا و قادر ہے کہ بمصداق قطعہ

رہ کشتی نجات طوفان سے | دو نبی کو بچا کے طوفان سے | کر دیا وصل آدم و حوا

حافظ نوح ہے بلا میں رہا
کر دیا اس پہ آگ کو گلزار
شاخ پژمردہ سبز ہو اسدم
زندہ مچھلی میں رکھا یونس کو

خضر کا تو ہے راہ میں حافظ
مصلحت میں ہے تیری دخل کسے
تیری جس دم ہو بارش افضال
اے خدا ہمکو بھی بلطف و عطا

رہا یوسف کا چاہ میں حافظ
غرق کر دے تو دم میں ہے عجب
شجر خشک باسے ہو نہال
ہمکو بھی اس بلا سے بچا

آگ میں ہو گیا خلیل بہار
چلے تیری اگر ہواے کرم
غم نہیں اس کو جو کہ مونس ہو
کسی اپنے بندے کو اسوقت

ہماری نصرت کے واسطے بھیج تاکہ وہ ہماری مدد کرے تیرے حکم سے ہم کو اس ساحرہ کی شر سے بچالے
یا اس کو آکر قتل کرے ہنوز فرامرز وغیرہ دعا کر رہے تھے دست دعا بلند تھے جانب فلک دیکھ رہے
تھے ازلال جادو بصورت اژدر شعلہ فشان چلی آتی تھی کہ ناگاہ سوے فلک ایک غبارہ پرضو
پایا ایک ستارہ درخشان دن کو دکھائی دیا ہر ایک یہ امر عجیب و غریب مشاہدہ کرکے متحیر ہو کر بغور
اسے دیکھنے لگا سب کی اس طرف نظر کرنے سے ازلال جادو بھی جو بصورت اژدر منہ
کھولے شعلہاے آتشیں دہن سے نکالتی ہوئی آتی تھی سوے فلک دیکھنے لگی یکایک صاحب
غبارہ مذکور نے بلندی سے فرامرز وغیرہ کو دست بدعا دیکھکر اژدر مسطور کو ان کی طرف آتے
دیکھکر اس غبارہ نما کو سوے پستی لاکر نعرہ کیا کہ او اژدر مہیب کہاں آتا ہے خبردار ہماری بے اجازت
خاص بندوں کو کیونکر ضرر پہونچایا چاہتا ہے ہوشیار کہ اپنی آتش قہر و غضب سے تجکو جلا کر خاک کر دوں
گا کیا تو ہم کو نہیں جانتا کہ ہم کون ہیں ہمارے خوف سے بھی مطلع ہے ازلال جادو کہ بشکل اژدر
وہاں آئی تھی اس نعرے کے سنتے ہی تھم گئی سب نے دیکھا کہ ایک منڈکی میں کہ پرضو مانند ستارہ
کے ہے ایک مرد ضیا بار باریش دراز لباس سفید و چغہ اپنے بشان و شوکت بیٹھا ہے اگرچہ اسکے
چہرہ تابان پر اچھی طرح نظر نہیں ٹھہر سکتی ہے نظر خیرہ کی کرتی ہے وہ بلندی سے اترتا ہوا سوے زمین چلا آتا ہے
اور پکار پکار کر کہتا ہے منم درویش آفتاب صورت جب وہ بر روے زمین آیا اپنے جامہ
پشمینہ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک آئینہ مسمیٰ آئینہ حیرت نکال کر عکس اس کا اس اژدر پر
ڈالا عکس کے پڑتے ہی سحر دور ہوا ازلال جادو بصورت اصلی سب کو نظر آئی گھبرائی ہوئی
مانند بید کے کانپتی ہوئی حواس باختہ سحر بھولی ہوئی خداوند آفتاب صورت نے منڈکی سے
نکل کر بضرب شمشیر آبدار اسے قتل کیا بعض راویوں نے یوں بھی کہا ہے کہ اس صاحب غبارہ
پرضو نے بالاے زمین آکر آئینہ حیرت کا عکس اس پر ڈال کر صورت اصلی پر اس کو لاکر ناگاہ تشنے

سحر عکس آئنہ سے کرکے فرامرز وغیرہ سے کہا کیا کھڑے دیکھ رہے ہو اس ساحرہ اپنی دشمن جان کو قتل کرو کچھ خوف نکرو اب اس کو سحر یاد نہیں ہے فرامرز نے حسب الحکم تلوار سے ازلال جادو کو قتل کیا غرض بہر طور جب ازلال جادو قتل ہوئی اور تڑپ کر مرگئی اُس کے مرنے سے تاریکی محیط ہوئی آندھی سیاہ آئی کچھ برف باری اور سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا اُس کے سحر کے بیرون نے اُس کے نام سے آواز دی کہ مارا مجھ کو نام میرا ازلال جادو تھا یہ آواز دے کر نالان ایک طرف چلے گئے اُسوقت سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ از حد سن رسیدہ کریہہ منظر نہایت بدصورت زمین پر دو ٹکڑے پڑی ہے لباس اُس کا یہ ہے کہ لنگا پہنے ہے کرتہ نیلگون بر مین ہے بال سفید سر پر برائے نام ہین دو دانت مثل گراز کے دراز دہن سے نکلے ہوئے آنکھین چھوٹی چھوٹی نہایت زرد ہر ایک نے اُس کی صورت بد کو دیکھکر کہا کہ یہ ساحرہ کیا بدصورت تھی شمشیر جادو نے کہا کہ اصلی صورت اس کی یہی تھی بزور سحر اپنے تئین جوان بنائے رکھتی تھی خوب ہوا کہ یہ قتل ہوئی اس کے ضرر و شر سے میری اور سب صاحبون کی جانین بچگئین درویش آفتاب صورت نے بیان آکر عجب کار نمایان کیا کہ دیکھنے سے حیرت ہوئی ان کی قدمبوسی سے شرف حاصل کرنا چاہیے یہ کہکے آگے بڑی پھر شرف قدمبوسی حاصل کیا اسی طرح فرامرز و عمان بادشاہ وغیرہ نے شرف دست بوسی و قدمبوسی حاصل کرکے عرض کیا اس باغ مین تشریف لائیے قدم رنجہ فرمایئے چندے قیام فرمایئے تاکہ ہم آپ کی خدمت سے شرفیاب ہون خداوند آفتاب صورت نے عرض قبول کرکے اُس سندلی اور آئینہ کو ایک دم مین غائب کرکے باغ مین جاکر قیام کیا عمان شاہ وغیرہ نے از حد تکلف سے دعوت و ضیافت کی خدمت گذاری بہت کی پھر ساحرہ مذکور کے قتل ہونے کی خوشی مین جشن کا حکم دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی سامنے درویش آفتاب صورت کے ارباب نشاط مع سازندون کے حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اور ارباب نشاط سے ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

غزل

آپ کو کیا جو پھرے کوئی بیابانون مین	آپ آرام سے سویا کرین شبستانون مین
مسجد و کعبہ مین پرستش نہ صنم خانون مین	بت پرستون مین نہ ہم اہین نہ مسلمانون مین
ہم سے پوچھے کوئی انداز پریزادون کے	ہم ہا گھرتے ہین ہر وقت پریخانون مین
جان و دل لے کے دیا بوسۂ رخسار تو کیا	یہ بھی احسان ہے کوئی ترا احسانون مین
بلبلون کو ہے تری بزم کی زینت کا خیال	پھول لالا کے لگا جاتی ہین گلدانون مین
سب سمجھتا ہون رقیبون کے کنائے دل مین	مجکو نادان نہ سمجھے کوئی اُجب نون مین
گھر سے پڑ جاتے ہین ناسور ہمارے دل مین	ایسا کچھ زہر بھرا ہے تری مژگانون مین
کچھ نہین ضبط نہین عشق مین مجنون کی طرح	کیون ترے کوچے سے جانے لگے ویرانون مین
سنا ذ عشق کو کہتے ہین برا واعظ و شیخ	آگیا ہے خلل ان دونون کے ایمانون مین
دیکھ تو مجلس رندان مین بجانا واعظ	قدر کچھ بھی تو نہو گی تری میخانون مین
اور ہے کون جو آکر مرے دل مین رہتا	اک تصور ہے فقط آپ کا مہمانون مین
وہ بلا نوش ہین ساقی کہ اگر منہ سے لگے	ایک قطرہ بھی نہ چھوڑین ترے پیمانون مین
ہم سے کیا نوک کی لین خار مغیلان احسن	ہم قدم دیکھے رکھتے ہین بیابانون مین

اہل بزم سننے لگے خصوصاً درویش آفتاب صورت اور عمان بادشاہ و فرامرز ثانی وغیرہ
بگوش دل سامع ہوئے مطربہ مذکورہ انعام مین زر و جواہر پانے لگی دو پہر رات سے زیادہ بزم
عشرت آراستہ رہی بعد ازان بزم عشرت برخاست ہوئی ہر ایک اپنے اپنے فرش خواب پر جاکر آرام پذیر
ہوا فرامرز ثانی بھی جاکر فرش خواب پر لیٹا ہنوز خواب اُس کو آیا نہ تھا کہ درویش آفتاب
صورت نے سب کو سوتا دیکھکر فرامرز ثانی کے پاس جاکر کہا کہ تونے مجھکو پہچانا یا نہین اُس نے
کہا مین نے تو آپ کو نہین پہچانا اسوقت مسکراکر جواب دیا کہ مین خضران بن عمرو ہون فرزند
آگاہ ہو کہ جب ملکہ نے اور تونے اسپر مجھے مین دریا مین ڈال دیا تھا مین تیرے صدمہ جدائی مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہو کر بارادہ حج بیت روانہ ہوا تھا اثنائے
راہ مین دل مین آیا تھا کہ خانہ کعبہ مین ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو ثانی موجود ہین جب اُن کو معلوم
ہوگا کہ مجھسے عیار بعیاری جملہ اسباب عیاری لے گیا تو وہ ناراض ہو کر ایسے کلمات فرمائینگے کہ
جن سے مجھکو بہت ندامت حاصل ہوگی لہذا عزم خانہ کعبہ موقوف کرکے کسی کوہ پر جاکر جان اپنی دیدون
چنانچہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوکے صحرانورد ہوا تھا کہ ویرانہ مین ایک قبرستان مین گذر ہوا مالک
قبرستان درویش مرجان سرخ مو تھا اُس سے بہت سی اشیائے کرامت آثار مجکو دستیاب ہوئی
ہین از انجملہ مندری اور آئینہ حیرت ہے جس کو تونے دیکھا ہے اُس کے اثر عکس سے ساحرہ سحر پول کی
اور بصورت اصلی ہوگئی پھر قتل کی گئی خداوند عالم نے میرے حال پر رحم کیا شکر ہے خدا کا کہ مین نے
یہان آکر تجکو اور ملکہ کو زندہ و سلامت پایا اب مطلقاً میرے حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا تم سے اپنا
حال کہدیا ہے فرامرز سنکے خوش ہوا خضران بن عمرو نے اُس کو گلے سے لگایا بزرگانہ پیار کیا
پھر پوچھا کہ تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ کیونکر دریائے لنگر یہان آئے فرامرز ثانی نے تمام حال
عمان کے لانے کا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حسب الحکم درویش
آفتاب صورت و فرامرز ثانی لشکر نے مع عمان شاہ اُس جگہ سے سوے قلعہ عاذیہ بارادہ
جنگ کوچ کیا جب لشکر قریب پہونچا دیو اسلم بھی مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلا دیکھنے والون
نے دیکھا کہ وہ اپنے فرزند اور اپنی زوجہ ازلال جادو کے قتل ہونے سے بدرجہ کمال غمگین تھا
اپنی زندگی سے بیزار تھا عمان و فرامرز ثانی کو مع لشکر کثیر دیکھکر اسی حالت غم مین تاب ضبط
نہ لاکر اپنے لشکر مین طبل جنگی بجنے کا حکم دیا جب صدائے طبل جنگی سپاہ دیو اسلم مین بلند ہوئی
ہر اسے جو برلے خبر مین تھے انہون نے روبرو سے فرامرز ثانی آکر عرض کیا کہ اے پہلوان
دوران اسوقت دیو اسلم نے اپنی سپاہ مین نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے
کہ صبح کو مع فوج میدان مصاف مین آکر آتش فتنہ بلند کرے باقی خیریت ہے فرامرز ثانی نے
حسب رائے درویش آفتاب صورت حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر ظفر اثر مین کوس حربی
بشارت لزدی بجایا جاے ہنگام سحر جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ملازمون نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی یعنی نقارہ جنگی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام صبح ادھر
سے فرامرز ثانی ہمراہ عمان و درویش آفتاب صورت مع تمامی سپاہ جانب جنگاہ روانہ
ہوا اُس طرف سے دیو اسلم بھی ساٹھ ہزار سپاہ کی جمعیت سے میدان رزم مین آیا بعد درستی
میدان جنگ دونون جانب سے صف آرائی سپاہ ہوئی میمنہ میسرہ قلب و کمین کا ہر ایک

سپاہ کا جوانان پر جگر سے آراستہ کیا گیا جب صف آرائی بخوبی ہو چکی دیو اسلم وار شمشاد لیکر
میدان جنگ میں آیا اور پکارا اے فرامرز ثانی اے قاتل فرزند من غمگین جلد میرے مقابلے
کو آ مجھ سے مقابلہ کر یا تو تجھے قتل کریا میں تجکو ہلاک کروں کیا فائدہ کہ لشکر جانبین سے سرداران
سپاہ جو بہادر نامور ہیں نکلکر جنگ آزما ہوں فرامرز ثانی نے صدائے دیو اسلم سنکے جانب
درویش آفتاب صورت دیکھا اُس نے قریب اپنے بلا کر آہستہ کہا کہ اے فرزند میں نے
درویش مرجان سرخ موسے ایک اکتا ایسا ہی پایا ہے کہ وہ جس کے بازو پر بندھا ہو کوئی اسپر
غالب نہو لہذا میں تیرے بازو پر وہی اکتا باندھ دوں تاکہ دیو تجپر غالب نہ آئے فرامرز نے
عرض کیا کہ اس وقت آپ میرے بازو پر وہ اکتا نہ باندھیے بغیر اُسکے باندھے میرے زور
بازو اور اپنی تعلیم فنون سپہ گری کا اثر دیکھیے کہ کیونکر اس دیو سے لڑتا ہوں درویش آفتاب
صورت نقلی نے بہت خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند اگر تیری یہی خوشی ہے تو خیر بسم اللہ برائے
مقابلہ دشمن جا خداوند عالم کے حفظ و حراست میں تجکو دیا اے فرزند حتی الامکان وار ضرب
شمشاد سے اپنے تئیں بچانا روکنے کا ارادہ نکرنا فرامرز ثانی بعد حصول اجازت جنگ میدان
کارزار میں آیا سامنے دیو اسلم کے مرکب روک کر ٹھہرا پہر طالب ضرب ہوا دیو مذکور نے
فرامرز ثانی کو دیکھا یاد کیا کہ یہی میرے فرزند دیو سلیم اور میری زوجہ ازلال جادو کا
قاتل ہے اسی نے میرے دل کو دردمند کیا ہے یہی باعث بیزاری زندگی ہے یہ باتیں یاد کرکے کبیدہ
ہو کر وار شمشاد کہ از حد گران اور طویل تھی اپنے دونوں ہاتھوں میں محکم پکڑ کر بالائے سر گردش
دے کر سر پر فرامرز ثانی کے لگائی اِدھر فرامرز نے وار وار شمشاد کا خالی دے کر مرکب کو بعجلت
آگے بڑھا کر شمشیر آبدار علم کرکے اس طرح اُس خیرہ سر کی کمر پر لگائی کہ وہ اجل رسیدہ مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر یوں گرا کہ زمین کانپی غبار بلند ہوا گویا ایک کوہ کوچک دو ٹکڑے
ہو کر بالائے زمین گرا لشکر اسلام میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا مردان سپاہ دیو اسلم دیکھتے
ہی دنگ ہو گئے ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ ایک بنی آدم نے ایسے دیو قوی الجثہ کو ایک ہی وار میں
کس خوبی سے دو ٹکڑے کیا بعد حیران و متعجب ہونے کے افسران فوج دیو اسلم نے مردان سپاہ
سے مخاطب ہو کر کہا یارو اس جوان نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہے ہم نے ایک مدت تک اپنے
بادشاہ مقتول کا نمک کھایا ہے مقتضائے بہادری و نمک خواری یہ ہے کہ اس جوان کو قتل کرو
زندہ واپس کو جانے نہ دو سب نے کہا ہم تابع حکم ہیں افسران سپاہ فوج کو ہمراہ لے کر آگے بڑھے
فرامرز ثانی کو چاروں طرف گھیرنا چاہا ادھر سے بھی حکم درویش آفتاب صورت سے قہور
راہزن و صمصام تیغ زن جملہ سپاہ کو ساتھ لے کر بعجلت تمام گھوڑے دوڑا کر آگے وارد
ہوئے جب دونوں لشکر مانند دو دریائے مواج و قہار کے باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی برق
شمشیر چمکنے لگی بہادران سپاہ رعد آسا نعرے کرنے لگے بارش خون دلاوران مجروح و مقتول
زمین پر بہنے لگی عرصہ جنگ خون بہادران میدان جنگ سے رنگین ہونے لگا فرامرز ثانی
دلیرانہ ایسا لڑا کہ فوج عدو پسپا ہو کر امان طلب ہوئی فرامرز نے تلوار کو نیام میں رکھکر مردان
سپاہ دشمن کو پناہ دی اُسوقت جملہ افسران سپاہ دیو اسلم خدمت فرامرز ثانی میں آئے
اور عرض کیا کہ اب حضور کے ہم تابع فرمان ہیں چاہتے ہیں کہ آپ قلعہ میں تشریف لے چلیں فرامرز ثانی

بابیلے درویش **آفتاب صورت** مع اپنے افسران سپاہ و **عمان** بادشاہ وغیرہ کے داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی عمارتین عمدہ و نفیس ہین الا مردمان شہر حق پرست معدوم ہوتے ہین غرضکہ **فرامرز ثانی** شہر کو دیکھتا ہوا دربار مین پہونچا سرداران لشکر دلیر اسلام نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت حکومت پر اب جلوس فرما دین ہمان کی بادشاہت کرین **فرامرز** نے تخت نشینی سے انکار کیا اسوقت درویش **آفتاب صورت** نے **عمان** کو اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا دیا تاج شاہی بالاے سر رکھدیا پھر حکم دیا کہ جملہ امرا وزرا و سرداران سپاہ **عمان** بادشاہ سابق شہر کالیہ کو نذرین دین بدستور قدیم اس کو اپنا بادشاہ جانین اس کے تابع حکم رہین حسب الحکم درویش موصوف جملہ اہل دربار و سرداران تہور شعار نے موافق قاعدہ نذرین دین درویش مذکور ایک کرسی پر بیٹھے **فرامرز ثانی** قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا **قہور راہزن** و **صمصام تیغزن** وغیرہ جملہ سرداران سپاہ بعد نذرین دینے کے حسب الحکم علی قدر مراتب کرسی و دنگل پر بیٹھے جب سب اہل دربار علے قدر مراتب دربار مین بیٹھ چکے تو **عمان** بادشاہ نے پہلے ہر ایک اہل دربار کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا پھر **فرامرز ثانی** سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے فرزند تم نے مجھپر بہت احسان کیا کہ میرے شہر پر مجکو قابض و متصرف کرا دیا میرے دشمنونکو قتل کیا اس احسان کی عوض کیا سلوک نیک کرون کہ جس سے بار احسان عظیم سے سبکدوش ہون **فرامرز** نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمکو احتیاج زر و مال و ملک کی نہین ہے اگر عوض ہماری نیکی کا منظور ہو تو دین اسلام اختیار کرو اور اپنے جملہ مردمان شہر کو مسلمان کرا کے آئین خدا پرستی اختیار کر کے مذہب باطل سے کنارہ کش ہو خداوند عالم و عالمیان کو اپنا معبود حقیقی جان اُس کو سجدہ کر کہ وہی قابل سجدہ ہے **عمان** بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند مین تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا اب از سر نو روبروے اہل دربار مسلمان ہوتا ہون یہ کہکے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہوا پھر اُسکے حکم سے جملہ اہل دربار بلکہ تمامی مردمان شہر مسلمان ہوے مساجد کی بنا ہونے لگی آواز اذان آنے لگی لوگ پابند نماز ہوے عبادت خدا کرنے لگے دیر منہدم کر دیے گئے مردمان شہر اپنے بادشاہ سابق کے از سر نو بادشاہ ہونے سے بہت خوش ہوے شہر مین رونق و زینت دوچند ہوئی **عمان** بادشاہ نے حکم جشن فتحیابی و سامان دعوت و ضیافت دیا ملازم کاربند ہوے بزم عشرت آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط آنے لگے دعوت و ضیافت **فرامرز ثانی** و درویش **آفتاب صورت** و ملکہ دختر بر**دوان شاہ** و جملہ سرداران سپاہ و مردم سپاہ کی بعد فتح ہونے لگی بزم عشرت مین روبروے **عمان** و **فرامرز ثانی** و درویش موصوف نازنینان خوبرو و خوش گلو رقص و نغمہ کرنے لگین زر و جواہر انعام مین پانے لگین ازانجملہ ایک مطربۂ نازنین و خوبرو نے یہ غزل حسب فرمائش **عمان شاہ** گانا شروع کی

غزل

اب ان کی یہ ہم سے گفتگو ہے ہر لحظہ زبان پہ تو ہی تو ہے	کیون تم کو ہماری آرزو ہے تصویر تمھاری روبرو ہے	اچھی یہ مرنے کی گفتگو ہے تیری ہی شکل ہوبہو ہے

ہم بزم تو حسین جو کوئی آجائے ابھی جو ہو بہانہ خنجر ہو الگ نیام سے کیون	دیکھا یہ جام ہے سبو ہے ہم سنتے ہین موت حیلہ جو ہے [illegible] کو فسا گلو ہے	اشکون سے ہر لہو کی لکیر ہے ساقی جو ہو تو شریک محفل ترچھین سکو گے اسکو کیونکر	پانی نہین آنکھ مین لہو ہے بھر بادۂ سرخ بھی لہو ہے موتی کی گرہ مین آبرو ہے

رو کے بیٹھے ہاتھ کو شہ وصل | منتظر وہ بہت ہی تند خوئی

اہل بزم عشرت اشعار عاشقانہ غزل سن سن کے خوش ہو کر تعریف کرنے لگے مطربہ مذکورہ کو انعام ملنے لگا الحاصل سات شبانہ روز رنگ بزم عیش و عشرت آراستہ رہی ارباب نشاط رقص و نغمہ کیا کیے دعوت و ضیافت بصد تکلف ہوئی بعد کو اختتام جشن ہوا اور درویش آفتاب صورت کی رائے سے فرامرز ثانی نے عمان شاہ سے کہا کہ اب جشن ختم ہوا دعوت و ضیافت بھی ہماری ہو چکی ہمکو رخصت کرو کیونکہ یہاں زیادہ قیام کرنا ہمیں منظور نہیں ہے سوئے لشکر صاحبقران یہاں سے جانا مطلوب ہے لشکر صاحبقران جانب طلسم تزلزل گیا ہے وہاں ہمکو بھی جانا ضرور ہے عمان شاہ نے کہا اگر خوشی تمہاری یہی ہے تو خیر ہم بھی ہمراہ چلیں گے یہ کہکے ارکان دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ سامان سفر مہیا کیا جائے اور اسباب جنگ فراہم ہو مگر بہت جلد تاخیر نہو کیونکہ ہمکو ہمراہ فرامرز ثانی کے یہاں سے جانا مطلوب ہے اعیان دولت نے حسب الحکم سامان سفر مہیا کیا درستی اسباب جنگ کی بھی کی جب سامان سفر حسب دلخواہ فراہم ہو گیا تو عمان شاہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی ریحان خوش تدبیر کو بجائے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر جملہ اعلے و ادنا کو حکم اسکی اطاعت و فرمانبرداری کا دے کر تاج شاہی اسکے سر پر مستعار رکھ کر ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب فرامرز ثانی ہوا سپاہ فرامرز کہ جملہ چالیس ہزار تھی سب فوج کی تعداد ایک لاکھ ہوئی درویش آفتاب صورت فرامرز ثانی و قہقہہ راہزن و صمصام تیغ زن وغیرہ سرداران سپاہ و عمان شاہ کی فوج مذکور ہمراہ لے کر ملکہ کو بھی ساتھ لے کر بعد گزر دو شبانہ سے سوئے لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا حال اس کا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائے گا

یہاں سے اب وکلاء داستان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے تحریر کیے جاتے ہیں

عبث دل کو شور ہر گھڑی ہے روئے جانان کا
نہ لائے سر پہ کچھ آفت خیال اس آفت جان کا

خدایا دور رکھنا مجھسے سایہ ایسے انسان کا
نہیں ہے پاس مطلق جسکو اپنے عہد و پیمان کا

وہ بہر فاتحہ آئے کیا سامان جسم انسان کا
چمک اٹھا ستارہ قسمت گور غریبان کا

شب فرقت شتا جانے قیامت ڈھائیگی کیا کیا
سحر سے دل کو دھڑکا ہو رہا ہے شام ہجران کا

گمان اہل زمین کو ہوگا خورشید قیامت کا
اگر سر کا کبھی پھاہا ہٹا ہے داغ ہجران کا

ترا اپنا آئینہ دیکھو بناؤ زلف پیچان کو
نہیں کھاتا ہے جو حال مجھ حیران پریشان کا

مجھ رنجگے مجھو نیکے کبھی ہم دختر رز کو
بلا سے زاہدا ہمیں مزہ رہو دین و ایمان کا

نگاہ ناز یہ کس کی ہوئی ہے پار سینے سے
مزا دیتا ہے رہ رہ کر کھٹکنا نوک پیکان کا

قدر انداز تم کیسے ہو میرے سامنے آؤ
لگاؤ تاک کر دل پر نشانہ تیر مژگان کا

بلا کو جرم کیا اپنی ستاؤ یون نہ صلواتین
خدا کا خوف لازم ہے دکھاؤ دل نہ مہمان کا

نہیں ہے دور سے خالی مری صحرا نوردی بھی
دکھا دیتا ہے دل کو تو تماشا سیر بیابان کا

کہ ان کو چونکہ اثنائے جنگ و مقابلہ غوغائے رعد آواز مین گرا اُٹھائے گیا تھا جب وہ پنجہ
زمین سے بلند ہوا اول تو صاحبقران موصوف بیہوش تھے متوحش ہوا سے زیادہ بیہوش
و مدہوش ہوگئے کچھ بھی خبر نہین رہی اپنے حال سے مطلق آگاہی نرہی غرضکہ وہ پنجہ صاحبقران
کو لیے ہوئے پردہ قاف مین درمیان قصر فیروزہ نگار مرصع کار کے کہ دیوؤن نے واسطے
جناب سلیمان کے بنایا تھا اُس کی تعریف خوبی کیا بیان ہوسکتی ہے سامنے سلیمان صاحبقران
ابن صاحبقران اعظم کے کہ اُسی قصر مین تشریف رکھتے تھے جا کر ڈالدیا سلیمان صاحبقران
نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو پہچان کر متحیر ہو کر پوچھا کہ اے دیو افغان انکو
تو کہان پا گیا کیون ان کو اُٹھا لایا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے ایک مرتبہ اس تابعدار
و فرمانبردار سے فرمایا تھا کہ ہمارے آبا و اجداد کی نسل و ذریت اگر کسی کو کہین پانا یا اسکو بتلائے
بلا دیکھنا تو فوراً اسے ہمارے پاس لے آنا یاد فرمایئے حضور پہچان بھی اپنے آبا و اجداد کی نسل کی
بھی یہ بتائی تھی کہ گیسوان خلیلی ہون گے خال سبز چہرے پر ہوگا اسی طرح دیگر پہچان بھی بتائی تھی
چونکہ آج حضور نے بضرورت تابعدار کو سوئے پردہ دُنیا بھیجا تھا اور یہ فدوی اُدھر سے واپس
آتا تھا راہ مین دیکھا کہ دو طرف فوجین بکثرت جمع ہین میدان جنگ مین صف آرا ہین عرصہ معاف
مین ایک جوان سے یہ مقابل ہوئے اُس نے آواز بلند کرکے ان پر گرز گرایا۔ لگا یہ بیہوش
ہوئے اُس نے ارادہ قتل کرنے کا کیا مین نے فوراً پنجہ بن کر ان کو اُٹھا لیا وہان سے حضور کے
پاس لے آیا سلیمان صاحبقران پردہ قاف نے تقریر دیو مذکور کی سنکے متبسم ہوکے اُسے
انعام دے کر فرمایا کہ اچھا کیا تو نے کہ ان کو ہمارے پاس لے آیا ہم تجھسے خوش ہوئے دیو افغان
تو انعام لے کر وہان سے اپنے مقام مسکن پر گیا سلیمان صاحبقران نے اعزہ و اقارب سے
جو پریان تھین نیز دیگر پریون کو بلا کر اُن سے کہا کہ ان کو معرکہ جنگ سے دیو افغان اُٹھا لایا ہے
یہ بیہوش ہین ان کو بتدابیر جلد ہوشیار کرو مین یہان سے محض اس خیال سے جاتا ہون کہ ہمارے
سامنے اگر یہ غشی سے ہوشیار ہون گے تو شاید ان کو کچھ ندامت ہوگی یہ کہکے وہان سے ہٹ گئے
اُن پریون نے تدبیرین دفع غشی و بیہوشی کی کرنا شروع کین کوئی پری اپنے دست نازک سے
تلوے سہلانے لگی کوئی رومال بازو پر زور سے کس کر باندھنے لگی کوئی پنکھے سے ہوا دینے لگی
کوئی لخلخہ حسن عطر آمیز سنگھانے لگی کوئی گلہائے خوشبو پردہ قاف کے لا کر گلدستہ بنا کر سنگھانے
لگی کوئی بازو پر ہاتھ رکھکر دعائین پڑھنے لگی کوئی عرق گلاب و کیوڑے کے منھ پر بار بار چھینٹے دینے
لگی کوئی اپنے دستی رومال سے پسینہ جبین کا پونچھنے لگی کوئی پری انواع و اقسام کے نسخے واسطے دفع
بیہوشی کے تیار کرکے قریب مسند صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھنے لگی کسی پری
نے بند قبا کھولے کسی نے زرہ و بکتر تن سے دور کرنے کی فکر کی کسی نے کسی پری سے کہا جلد آب
سرد لاؤ ان کا منھ دھلاؤ پاؤن بھی ان کے ٹھنڈے پانی سے دھوؤ تاکہ ہوش آئے بیہوشی دفع ہو
کوئی پری گھبرا کر دست نازک سوئے فلک اُٹھا کر واسطے دفع بیہوشی کے خدا سے دعا کرنے لگی
کوئی نسخے کہین سے لا کر انھین بلا کر سنگھانے لگی باین خیال کہ اگر یہ بیہوشی بوجہ آسیب کے ہو
تو آسیب دیو وغیرہ دور ہو جائے آنکھین کھولین ہوش آجائے کوئی پری بواسطہ جناب سلیمان
خدا کی درگاہ مین واسطے دفع بیہوشی کے ملتجی ہوئی غرضکہ اُن پریون نے صدہا تدبیرین کین کہ

بیہوشی دفع ہو کسی طرح ہوش آئے اُسوقت بہت سی پریان نادر الحسن وجمال صاحبقران
موصوف کے گرد قریب تر تھین اُن کے گل عارض کی خوشبو اور اُن کے گیسوان معنبر کی نکہت
اور پسینہ تن کی دل آرام بوے خوش اور اُن کے لباس معطر کی بو باس ہزارون طرح کے
لخلخون سے بہتر و افضل تھی بیہوش تو کیا ہو اگر مردہ صد سالہ کے بھی مشام مین خوشبو ہاے
مرقوم بالصدر کا گذر ہو تو وہ بھی حکم خدا سے دوبارہ زندہ ہو جائے جب پریون نے تدابیر
مذکور کین اور گرد بیٹھین اور سر صاحبقران اپنے زانو پر رکھکر اپنے گیسو کی بو سنگھائی اور چند
قطرے عرق کے اُن کے گل عارض سے رُخ صاحبقران پر ٹپکے غشی دور ہونے لگی ہوش
آنے لگا اُس پری نے اسی حالت مین زانو اپنا سر صاحبقران سے بچہ خیال کر کے علیحدہ کیا
اس اثنا مین صاحبقران کو ہوش آیا آنکھین کھولکر قصر فیروزہ نگار اور پریون کو دیکھکر کہا
کہ الحمد للہ والمنہ کہ پروردگار عالم نے اپنی رحمت و بخشش سے بعد مرگ مجکو یہ قصر فیروزہ نگار
عطا فرمایا ہو اور اسقدر حورین مجھے دی ہین یہ اُس کی رحمت ہو اعمال تو میرے ایسے اچھے تھے
کہ جن پر مجکو بھروسہ اپنی بخشش کا ہوتا لیکن اللہ نے میرے حال پر رحم کیا غو نماے رعد
آواز کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہی جنت مین خدا نے داخل کیا اب یہان مدام براحت و آرام
بسر ہوگی وصل حوران جنان نصیب میوۂ باغ بہشت کھانے کو حلہ ہاے جنت پہننے کو آب
چشمہ کوثر پینے کو سایہ طوبیٰ راحت رسانی دل کو قصر ارم رہنے کو ملا ہو یقین ہو کہ ہمسایہ مین میرے
سب اہل جنت ہون گے جناب صاحبقران اولی بھی ضرور یہین کسی قصر مین تشریف فرما
ہون گے آرزو ہے دلی بر آئے اگر ان سے ملاقات ہو جائے اُن کی قدمبوسی ضروری وہ بھی
جناب مجکو دیکھکر خوش ہون گے ہماری جناب جدہ مکرمہ ملکہ جہان پری و قریشیہ سلطان
بھی یہین کسی قصر مین ہون گی ابھی ان کو میرے یہان آنے کی شاید خبر نہین ہو اگر خبر ہوتی تو وہ
جناب خوش ہو کر خواہ یہان تشریف لاتین یا مجکو اپنے پاس بلاتین امید ہو کہ ان جناب کا کوئی
ملک یا حور میری خبر ضرور کرے گا جب وہ حالات دریافت کرین گی تمام حالات جو گذرے ہین
بیان کر دون گا بعد عرض کرون گا کہ دنیا سے کار و تھا مسافرانہ زندگی بسر کرتا تھا ہمیشہ اسی
سراے آخرت کا خیال رہتا تھا دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ گیا جنگ و جدال پیشتر کفار سے
درپیش رہتی تھی لشکر کشی بالا مشترکین پر کرنا پڑتی تھی شب و روز فکر و اندیشہ و تدبیر مین بسر ہوتی
تھی کوئی دم راحت سے زندگی نہ گذرتی تھی باوجود دولت و مال جاہ و حشم کے بے فکری حاصل
نہ تھی مقام شکر ہو کہ اجل آئی دنیا سے دوری ہوئی امور دنیا سے چھوٹ گیا اب کچھ فکر نہین ہو
یہان چین سے سوئین گے حورون سے ہمکنار ہون گے غلمان خادم ہین وہ حکم خدا سے ہماری
خدمت کرین گے یہان تمام اسباب راحت موجود ہین کسی بات کی تکلیف نہین ہو کیونکہ جنت
جاے راحت ہو مقام تکلیف نہین ہو اسی طرح سے بہت سی باتین کر کے اپنے تئین مردہ جان کے
آنکھین بند کر لین پریون نے جو تمام گفتگو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی سنی بعضی
تو مسکرائین اکثر متردد ہوئین کچھ پریان گھبرا کر خدمت سلیمان صاحبقران مین گئین اور
عرض کیا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین وہان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ غشی
سے ہوشیار ہو کر شاید اپنے تئین مردہ جان کر عجب عجب باتین کر رہے ہین وہ باتین اگر آپ سنتے

تو بہت بہتر ہے اگر مناسب ہو تو اسی حال میں تشریف لے چلیے اُن سے ہم سخن ہو کر فرمایئے کہ یہ کیا
باتیں کرتے ہو تم زندہ ہو صاحبقران قاف یعنی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اچھا تم چلو
ہم بھی آتے ہیں ادھر پریوں نے صاحبقران عادل کیوان شکوہ سے عرض کیا کہ حضور
آنکھیں کھولیں فرش سے اٹھیں مسند زریں پاکر سی زریں پر بیٹھیں اچھی طرح اپنے ہوش و حواس
آئیں اپنے تئیں مردہ تصور نہ فرمائیں دشمن حضور کے مردہ نہیں ہیں بفضل خدا ابھی حضور زندہ
ہیں یہ مقام جنت نہیں ہے یہ پردۂ قاف ہے ہم کو حوریں نہ جانیے ہم سب پریاں ہیں اس قصر کو قصر جنان
نہ خیال فرمایئے یہ قصر فیروزہ نگار ہے جس کو دیووں نے برائے جناب سلیمان علیہ السلام
بنایا تھا آپ کو پردۂ قاف میں جنات دیو افغان مقابلہ غو غاے رعد آواز سے اٹھا کر لایا ہے
صاحبقران عادل کیوان شکوہ نے پریوں کی گفتگو سنکے اچھی طرح آنکھیں کھول کر دیکھا تو
واقع میں اپنے تئیں پردۂ قاف میں پاکر دیپریوں کو بیٹھے دیکھا متحیر ہو کر فرش سے اٹھ بیٹھے اتنی دیر
میں سلیمان صاحبقران آئے اُن کو پہچان کر سلام کیا انھوں نے جواب سلام دے کر حال
دریافت کیا جواب دیا شکر خدا کا کہ زندہ ہوں اپنے تئیں پردۂ قاف میں پاتا ہوں قبل اس کے
اپنے لشکر میں شاہ غو غاے رعد آواز سے مقابلہ کر رہا تھا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ بڑ
ہو کر دیو افغان تم کو بنکر اٹھا لایا ہے اب کچھ اور خیال نہ کرو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ الحمد للہ اسی حیلے سے آپ سے ملاقات ہوئی ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صاحبقران اعظم والد
سلیمان صاحبقران تشریف لائے ہمراہ اُن کے سلیمان کوچک بھی تھے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اٹھ کر با ادب سلام کیا اُن جنابوں نے فرمایا اے فرزند ہم نے تمہارے یہاں
آنے کی خبر سنی تمہارے دیکھنے کو آئے اسی طرح سلیمان کوچک نے کہا کہ ہم بھی اطلاع تمہارے
آنے کی پاکر اشتیاق دید میں یہاں آئے صاحبقران اعظم نے بزرگانہ پیار سے گلے لگا کر اپنے
سینے سے لگایا شفقت بزرگانہ سے مزاج پوچھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ فضل خدا آپ کی برکت دعا سے اچھا ہوں یہ باتیں جب ہو چکیں صاحبقران اعظم و سلیمان
کوچک و سلیمان صاحبقران نے واسطے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے میوہ تر و
تازۂ قاف و طعام لذیذ طلب کیا خدام نے حکم تعمیل کی پھر سب نے ایک جا میوہ و طعام کھایا بعد
اکل و شرب واسطے خوشی خاطر و شگفتگی مزاج صاحبقران پریوں کو حکم دیا کہ سامنے ان کے رقص و
نغمہ کریں پریوں نے حسب الحکم ناچنا گانا شروع کیا وہ اُن کی آوازیں وہ صورتیں بے عدیل و بے مثال
اُن کی لاجواب وہ اُن کا ناز و ادا و عشوہ ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ پریوں کے رقص و نغمہ سے از حد خوش ہوئے بعدہ سلطان صاحبقران کے
کہنے سے جا بجا پردۂ قاف کی سیر کی عجائب و غرائب اشیا نظر آئیں ایک روز بہنگام سیر اس قبرستان کی
کی طرف گذر ہوا جس قبرستان میں قبور ملکہ آسمان پری و ملکہ قریشیہ سلطان و دیگر بزرگوں
کی تھیں سلیمان صاحبقران نے ہر ایک قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
دنیا سے چلے گئے گوشۂ قبر میں محو خواب میں ہیں کہ ہوشیار ہی نہیں ہوتے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے آبدیدہ ہو کر ہر ایک اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اس کا ہدیہ ثواب اُن کی
روح کو دے کر کہا کہ ہم بھی مسافرانہ اس سرا میں ہیں بعد چندے کے آپ سے آکر ملیں گے آپ صاحبوں کی

جدائی دشوار ہی بغیر بزرگون کے زندگی خردون کی بے لطف ہو دل یہی چاہتا ہی کہ آپ صاحبون
سے جلد تر ملحق ہو جاؤن یہ کہکر اشکبار اٹھکر مزار جناب سلیمان علیہ السلام پر جاکر باادب بیٹھکر
ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ اُن جناب کو دیا پھر وہان سے ہمراہ سلیمان صاحبقران وغیرہ قصر
فیروزہ نگار مین آئے متردد و متفکر بیٹھے سلیمان صاحبقران نے سبب تردد پوچھا اظہار کیا
کہ اسوقت ہمکو اپنے لشکر کا خیال آیا ہی نہین معلوم بعد ہمارے یہان آنے کے اہل لشکر پر کیا گذری
غوغلے رعدآواز سے سخت اندیشہ ہی وہ نابکار ہمارے لشکر کے اکثر سردارون کو ہنگام
جنگ اپنے نعرے سے بیہوش کرکے گرفتار کرکے لیجا چکا ہی کوئی حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہی سمجھ
مین نہین آتا ہی کہ کیا معاملہ ہی ہم نے بھی اُس سے مقابلہ کیا تھا اُس نے گرز گران مارا تھا ہر چند کہ گرز
ہمکو بھی نہین پڑا تھا فقط اُس کی جھرپ اور ہوا لگی تھی اور اُس نے نعرہ کیا تھا گھوڑا ہمارا ہلاک ہوا تھا
ہم بیہوش ہوے تھے اس اثنا مین آپسے معلوم ہوا کہ دیو افغان پنجہ شکر مین اُٹھا لایا دیکھیے
انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غوغلے رعدآواز کشتہ ہوتا ہی یا نہین بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
قتل نہو سکیگا کیونکہ اُس پر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور اُس کی صداے نعرہ کو سنکے کوئی باحواس
نہین رہتا ہی خدا معلوم اس مین کیا اسرار ہی کس سے دریافت کرین سلیمان صاحبقران نے
کہا کہ ہم ابھی شمس جنی کو کہ عامل ہی طلب کرتے ہین اُس سے بابت غوغلے رعدآواز کے
پوچھتے ہین وہ بزور اپنے علم کے جو کچھ اسرار ہوگا بیان کریگا یہ کہکے ایک دیو کو واسطے اُس کے
بلالانے کے روانہ کیا وہ دیو گیا بعد چند ساعت کے شمس جنی کو اپنے ہمراہ لایا اُس نے آکر
سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو باادب سلام کیا سلیمان
صاحبقران نے اُس کو ذی عزت جانکر بحرمت و عزت نزدیک اپنے بٹھایا اُس نے بعد تھوڑی
دیر کے عرض کیا اسوقت حضور نے مجھکو کیون طلب فرمایا اس کمترین سے کیا کام لینا منظور ہی سلیمان
صاحبقران نے تمام حال غوغلے رعدآواز کے طریقۂ جنگ کا بیان کرکے پوچھا کہ غوغلے
رعدآواز پر کیا وجہ ہی کہ کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور وہ اپنے نعرے سے ہنگام جنگ حریف
کو اپنے بیہوش کر دیتا ہی اس مین کیا اسرار ہی شمس جنی نے بقاعدہ رمل زائچہ کھینچکر تا دیر فکر
کرکے عرض کیا کہ حضور مجھکو اپنے علم و قاعدہ کی رو سے ایسا کچھ ثابت ہوتا ہی کہ غوغاے رعد
آواز طلسم بند ہی زیادہ اس بارے مین کہہ نہین سکتا کہ وہ کیونکر مارا جائیگا اور کس نے اس کو
طلسم بند کیا ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے شمس جنی ہم چاہتے ہین کہ تمام حال
مفصل طور سے غوغاے رعدآواز کا معلوم ہو اور یہ بھی دریافت ہو کہ وہ نابکار کیونکر قتل
ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دل ہمارا حاصل ہو اُس نے عرض کیا اگر حضور کو مفصل حالات
غوغاے رعدآواز سے آگاہی منظور ہی تو حور جنی جو عامل زبردست و کامل روزگار ہین اور
ہزار برس سے انھون نے امور دنیا کو ترک کرکے ایک حجرے مین رہنا اور [illegible] عبادت خدا
کرنا اختیار کیا ہی اُنکے پاس چلیے اور اُن سے بابت غوغاے رعدآواز کے سوال کیجیے
وہ جواب شافی حسب دلخواہ حضور دینگے مگر اُن جناب تک پہونچنا حضور کا دشوار ہی حالانکہ
آپ مالک و حاکم پردۂ قاف کے ہین اور قوت و شجاعت مین لاجواب ہین مگر بہت دشوار ہی کہ اُن
جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان صاحبقران نے پوچھا کہ حور جنی تک کس وجہ سے ہم نہین

جاسکتے اُس نے کہا کہ ایک دیو مسمی دیو سرکش اثنائے راہ میں ہے بقوت زور بازو اُس نے ملک
اپنے قبضہ و تصرف میں کر لیا ہے کئی لاکھ دیو اُس کے تابع فرمان ہیں دیو سرکش اُس ملک کی بادشاہت
کرتا ہے وہ کسی کو اپنے ملک میں بلکہ اپنے ملک کی سرحد پر بھی نہیں آنے دیتا ہے اُس کے خوف سے کوئی دیو اور
جن اُس طرف سے گذر نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ از حد قوی ہے اُس سے کوئی لڑ نہیں سکتا ہے اُسکی ضرب
کو روک نہیں سکتا ہے نہ قوت میں اُس سے کوئی برابری کر سکتا ہے جورجنی جو عامل زبردست ہیں
وہ اُسی کے ملک کی سرحد میں زمین متاہل کے بیٹھے وہ ملک جورجنی کے بزرگوں کے قبضہ میں تھا
جورجنی نے دنیا کو ترک کر کے شوق کمال خوانی میں کچھ ملک و مال کے اوپر توجہ نہیں کی دیو سرکش
نے وہ ملک بقوت بازو اپنے قبضہ میں ایک مدت دراز سے کر لیا ہے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے حال قوت دیو سرکش سنکے کہا کہ ہم اُس دیو نابکار سے مقابلہ کر کے اُس کو
تہ تیغ کریں گے اور راہ کو پاک و صاف کر کے جورجنی تک جائیں گے سلیمان صاحبقران
نے جواب دیا آپ اسقدر کیوں تکلیف گوارہ کریں ہم تو موجود ہیں اُس دیو سے سمجھ لیں گے
جلد لشکر لے کر اُس کے ملک کی طرف روانہ ہوں گے اُس سے مقابلہ و مجادلہ کر کے قتل کریں گے
آپ یہاں سیر کریں بآرام و راحت رہیں تھوڑی مدت میں یہ مہم سر ہو جاے گی پھر جورجنی تک
چلیے گا اُن سے ملک غوغائے رعد آواز کے قتل ہونے کا سبب دریافت کیجیے گا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ یہ کام ہمارا ہے ہمیں کو بضرورت شدید پاس جورجنی کے جانا
منظور ہے لہذا ہمیں کو مناسب ہے کہ ہمیں دیو سرکش سے مقابلہ کر کے اُس کو پیوند خاک کریں آپ کو
لازم ہے کہ اس بارے میں اصرار نکریں ہماری قوت و شجاعت ہنگام مقابلہ دیو سرکش ملاحظہ کریں
کہ ہم کیونکر اُس سے لڑتے ہیں اگر خدانخواستہ ہم اُس کے ہاتھ سے قتل یا مجروح شدید ہوں گے تو
اُس وقت آپ اُس سے جنگ کیجیے گا سلیمان صاحبقران نے اس مقدمہ میں زیادہ تقریر کرنا
مناسب نہ جان کر سکوت اختیار کیا بعدہ حکم تیاری لشکر دیا سامان سفر و جنگ ہونے لگا جب
حسب دلخواہ سامان جنگ فراہم و مہیا ہو چکا سلیمان صاحبقران صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر کئی لاکھ دیووں کی جمعیت سے بعد کروفر سے ملک دیو سرکش
کو روانہ ہوے اثنائے راہ میں سیر عجائب و غرائب اشیا کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کو دکھلاتے ہوے کوچ و مقام کرتے ہوے ایک روز سرحد ملک دیو سرکش پر پہونچے تو ایک
سبزہ زار میں لشکر کے قیام کا حکم دیا خیام و بارگاہیں برپا اور ایستادہ ہونے لگیں دیووں نے جلد
جلد لشکر کے اترنے کا سامان کیا جب خیام و بارگاہیں ایستادہ و برپا ہو چکیں تو سلیمان صاحبقران
تخت سے اتر کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر داخل بارگاہ فلک فرسا ہوے
لشکر بھی اترا یہ خبر دیو سرکش کو پہونچی وہ نابکار اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ معلوم ہے کہ یہ کون اہل ہے
لشکر لے کر ادھر آیا ہے کیا اُس کو ہماری قوت و شجاعت سے خبر نہیں ہے اُن رفقا نے دست بستہ عرض کیا
کہ اے بادشاہ ہمارے ہم نے سنا ہے کہ سلیمان صاحبقران جو بادشاہ و مالک پردہ قاف کے
ہیں اور شجاع و بہادر ہیں وہی لشکر لے کر بارادہ جنگ ادھر آئے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ بنی آدم سے
ایک شخص جس کو لوگ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہیں کسی طرح سے پردہ قاف
میں آیا ہے اُس کی بھی بہادری و شجاعت کا شہرہ ہے اور یہ دونوں صاحبقران مذکور عزیزان قریب

ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان ملک سے این دیو سرکش نے کہا کہ کوئی آیا ہو مین کسی سے
نہین ڈرتا ہون دیکھنا ہنگام جنگ ہر ایک کو ایک ایک ضرب مین پیوند خاک کر دون گا لشکر کو تباہ و
برباد کر دون گا صحرا لاشون سے بھر دون گا کسی کو اُن کے لشکر سے زندہ نہ چھوڑون گا اگر تمام ساکنان
پردہ قاف بھی مجھ سے لڑین گے تو بھی مجھ پر فتیاب نہ ہون گے رفقا نے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین یہان
تو دیو سرکش عالم غیظ و غضب مین سر دربار بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا بک رہا ہے چہرے سے
آثار قہر و غضب آشکار ہین لیکن اب حال سلیمان صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لشکر
فروکش ہوا سلیمان صاحبقران نے ایک نامہ اس مضمون کا دیو سرکش کو لکھا کہ او دیو
سرکش تجکو معلوم ہو کہ ہم اس طرف محض واسطے فتح حورجنی عامل کامل کے آئے ہین لہذا ہمارا
سد راہ ہو کر ہم سے آمادہ شر و فساد نہ ہونا اور دیکھتے ہی اس نامہ کے اطاعت ہماری اختیار کرنا ورنہ
انجام سرکشی تیرے حق مین برا ہوگا جب نامہ اس مضمون کا تیار ہو چکا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس
نامہ کو پاس دیو سرکش کے لے جاؤ وہ دیو نامہ لے کر روانہ ہوا دیو سرکش کو خبر ہوئی کہ نامہ لے کر
ایک دیو آتا ہے اُس نے حکم دیا کہ اُس کو آنے دو قاصد کو نہ روکو جسوقت وہ دیو نامہ لئے ہوئے
روبرو دیو سرکش کے پہونچا اُس نے نامہ طلب کیا دیو نے موافق قاعدہ نامہ اُس کو دیا اُس نے
مضمون نامہ پر نظر کر کے نہایت برہم ہو کے پشت نامہ پر یہ جواب تحریر کرا دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مین تمہاری اطاعت ہرگز نہ کرون گا حورجنی تک ہرگز تم کو جانے نہ دون گا اگر
میری سرحد مین قدم رکھنے کا ارادہ کرو گے تو پچھتاؤ گے تمکو اور تمہارے تمام لشکر کو قتل کرون گا
کیا تم مجھ سے آگاہ نہین ہو کہ نام میرا دیو سرکش ہے سرکشان دہر مجھ سے پناہ مانگتے ہین یہ عبارت
جب لکھ چکا دیو نامہ بر کو دے کر رخصت کیا اور جواب الجواب کا منتظر ہوا دیو مذکور نے جوابنامہ کا سلیمان
صاحبقران کو دیا سلیمان صاحبقران دیکھتے ہی اُس کی تحریر کو بدرجہ کمال غصہ آیا اُسیوقت
اُس کی تحریر کا یہ جواب لکھا کہ او دیو سرکش ہوشیار ہو جا اگر روکنا اور ہم سے لڑنا منظور رہو تو
ہمارے مقابلہ پر آ ہم ضرور حورجنی تک جائین گے تیرے ڈرانے سے ہم شیر بیشہ جرات ہرگز نہ ڈرینگے
یہ عبارت اُس کے جواب نامہ مین لکھ کر بدست دیو دیگر نامہ روانہ کیا اُس نے نامہ کو دیکھتے ہی نہایت
غضبناک ہو کر پشت نامہ پر لکھا کہ مین مع اپنی سپاہ کے آتا ہون تم سے مقابلہ کرون گا ہنگام جنگ
تم کو قتل کرون گا یہ جواب لکھ کر دیو کو نامہ دے کر کہا کہ لیجا دیو تو نامہ لے کر خدمت سلیمان
صاحبقران مین آیا نامہ دیا سلیمان صاحبقران نے مضمون جواب سے اطلاع پائی اُدھر
دیو سرکش تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے روانہ ہو کر بمقابلہ سلیمان صاحبقران مقیم ہو کر
اپنے ملازمون سے گویا ہوا کہ ابھی ہمارے لشکر مین نقارہ جنگ پر چوب لگاؤ صبح کو ہم میدان جنگ
مین جا کر سلیمان صاحبقران وغیرہ کو قتل کرین گے دیوون نے اُس کے حکم پر عمل کیا جب
صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی اور دیوون نے خدمت سلیمان صاحبقران مین حاضر ہو کر
زمین ادب کو لب عبودیت سے چوم کر عرض کیا کہ اے سلیمان صاحبقران پردہ قاف دیو سرکش
نابکار آمادہ مصاف ہوا اسوقت اُس نے بمقابلہ حضور نقارہ جنگ اپنے لشکر ہزیمت اثر مین بجوایا ہے
ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آ کر آتش فتنہ و فساد بلند کرے باقی خیر جو
ہے سلیمان صاحبقران نے یہ خبر سن کے فرمایا کہ عمدہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی

کوس حربی بجایا جائے اگر وہ نابکار آمادۂ کارزار ہو تو ہم بھی اُس سے مستعد جنگ ہیں اُن دیوؤں نے
نقارہ نواز دیوؤں سے حکم صاحبقران پردۂ قاف صاف صاف بیان کیا انھوں نے بسم اللہ کہکر
کوس حربی بجایا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے اپنے اپنے حربے کو
بخوبی درست کیا جب صبح ہوئی اُس طرف سے دیو سرکش تین لاکھ دیوان خونخوار و بیدین کی جمعیت
سے بصد کبر و غرور میدان جنگ میں آیا اس طرف سے سلیمان صاحبقران بہمراہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سوے نبردگاہ بہزار عز و جاہ کئی لاکھ دیوؤں کے ساتھ خراماں خراماں گئے
جب بمقابلہ دیو سرکش پہونچے اپنے تخت کو روکا دیو سرکش کو بنظر تند و تیز دیکھا اُس نے بھی سلیمان
صاحبقران کو بنظر قہر دیکھا پھر دونوں جانب سے درستی میدان کارزار ہوئی بعدہ طرفین سے صف آرائی
ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ درست کیا گیا سلیمان صاحبقران بصد
صاحبقرانی چالیس قدم آگے لشکر کے ہمراہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے بالاے مرکب
پردۂ قاف ایستادہ ہوے اُسوقت دیو سرکش وارشمشاد ہاتھ میں لے کر بصد غرور میدان جنگ
میں آکر بصداے بلند و مہیب پکارا کہ اے سلیمان صاحبقران کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو یا خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو سلیمان صاحبقران نے ارادہ اُس سے
مقابلہ کرنے کا کیا تھا مرکب کو آگے بڑھایا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُنھیں روک
کر کہا کہ آپ توقف کریں اس دیو کے مقابلے کے واسطے ہمیں جانے دیں ہر چند سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ آپ نہ جائیے ہمیں لڑنے کے واسطے جانے دیجیے صاحبقران نے نہ مانا آخر کار مجبور ہوکر سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ اچھا آپ ہی اس نابکار سے جنگ آزما ہوجیے جوہر شمشیر آبدار دکھائیے ہم مشتاق
دیدن ہیں اپنی جنگ دکھلائیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار ہوکر مسلح و مکمل ہوکر
روبرو دیو سرکش کے گئے اُس نے ان کو دیکھکر قہقہہ مارکر کہا کہ اے آدم زاد ضعیف البنیاد تو مجھسے لڑنے
آیا ہے کیا تجکو اپنی جان عزیز نہیں ہے زندگی سے بیزار ہوا ہے جو مجھ ایسے دیو قوی سے لڑنے کو آیا ہے مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہے کہ تجھے کیا ماروں تیرے خون سے زمین کو کیا رنگین کروں سوا اس کے کہ تجھسے لڑنا باعث
اپنی بدنامی کا ہے کیونکہ تو ایک نحیف و ناتوان آدم زاد ہے جا کسی دیو قوی بازو کو میرے مقابلے کیواسطے
بھیج تو مجھسے کیا لڑے گا میری ضرب کیا سہے گا ہواے وارشمشاد سے وقت جنگ اُڑ جائے گا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او دیو مغرور متکبر کیا بیہودہ بکتا ہے
بس اب ایسی تقریر نہ کرنا ورنہ زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لونگا او نابکار تو مجکو نظر حقارت سے دیکھتا
ہے میرے حال پر رحم کرتا ہے یعنی آدم کو ضعیف و ناتوان جانتا ہے اپنے قوت بازو پر ناز کرتا ہے دیکھنا وقت
حرب و ضرب کس طرح تجھ سے لڑتا ہوں اور کیونکر تجکو تہ تیغ کرتا ہوں کہ تو بھی وقت امتحان دیکھتا ہے
دیکھنے والوں کو حیرت ہو جائے او ناہنجار پروردگار عالم نے مجکو اپنی قدرت کاملہ سے وہ زور عطا کیا ہے کہ دیو
اور جن بھی مجھسے لڑ نہیں سکتے طاقت میں ہمسری کر نہیں سکتے تو مجھسے کیا لڑے گا ایک دم میں میرے
ہاتھ سے مارا جائے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام قبول کرکے میری اور سلیمان
صاحبقران کی اطاعت کر تو جنگ جانے دے اُس نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او آدم زاد تو
ایک لقمہ نرم و لذیذ ہے اسوقت تجکو ہلاک کرکے کھاؤں گا تیرے [illegible] کروں گا تو اپنی قوت
دکھا دے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آخر کار تو میرے ہاتھ سے جانبر نہوگا صاحبقران موصوف نے

جواب دیا کہ او نابکار ہم اہل اسلام ہین یہ ہمارا شعار نہین کہ پہلے حریف پر وار کرین جب ہمارا پروردگار
تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت ہم بھی تجھ پر ضرب لگائین گے دیو نے جواب دیا تا ثابت ہو کہ تیری
اجل ہی آگئی ہے مین نے تو بہت چاہا کہ تجھ ایسے ضعیف و نحیف سے نہ لڑون تجھے ہلاک نکرون لیکن تو
نہین مانتا خبردار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آئی ہے یہ کہکر دار شمشاد کو پکڑ کر دونون ہاتھون
سے گردش دے کر بالاے سر صاحبقران ممدوح لگائی اس طرف صاحبقران موصوف نے تلوار
علم کر کے اسقدر توقف کیا کہ دار شمشاد قریب آگئے اُس کے نزدیک آتے ہی ایسی قوت سے اُس پر
تلوار لگائی کہ وہ دار شمشاد مانند خیار تر دو نیم ہو کر بالاے زمین گری اُس کے گرنے سے زمین مین
ایک غار ہو گیا میدان جنگ تھرایا غبار عظیم بلند ہوا دیو سرکش کو حیرت ہوئی صاحبقران پردہ قاف
نے بڑھ کر بہت تعریف کر کے کہا کہ آپ نے کس خوبی سے دار شمشاد کو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ہے واقع
عجب کار نمایان کیا ہے ایسے گرانبار و طویل دار شمشاد کو ایک ضرب شمشیر سے دو نیم کرنا آپ ہی کا کام ہے کسی
دیو سے ممکن نہین ہنوز سلیمان صاحبقران تعریف کر رہے تھے کہ دیو سرکش نے اُس دار شمشاد
کو جو اُس کے ہاتھ مین تھا نادم و متحیر ہو کر زمین پر ڈال کر اور پشت نہنگ نہایت گران سنگ کو اٹھا کر
خبردار خبردار کہکر بقوت تمام کمر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پر لگایا صاحبقران موصوف
نے یہ وار خالی دے کر حریف کو اپنی زد پر پا کر ایسی تلوار اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ دیو ناپاک دو ٹکڑے
ہو کر بالاے خاک گرا وہ زمین پر کیا گرا گویا دو ٹکڑے ایک کوہ کے زمین پر گرے عرصہ نبرد اُس کے گرنے
سے ہل گیا گاو زمین کو صدمہ پہونچا غبار بلند ہوا دیوون نے لشکر سلیمان صاحبقران کے شور
تحسین و آفرین بلند کیا سلیمان صاحبقران نے از حد تعریف شجاعت و بہادری و فن سپہ گری
کر کے کہا کہ آپ نے کیا وار کیا ہے کہ ایک پہاڑ کو ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا ہے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے کہا کہ یہ فقط آپ کی حسن نظر ہے ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیو لشکر دیو سرکش
کے اپنے بادشاہ و آقا کو مقتول دیکھکر تاب تحمل نہ لا کر یکبارگی صاحبقران ممدوح پر حملہ ور ہوے باہم
اس امر مین اتفاق کیا کہ قاتل دیو سرکش کو گھیر کر ضرور قتل کرو زندہ اس کو جانے نہ دو ادہر سے بھی
حکم سلیمان صاحبقران سے تین لاکھ دیوون کے روکنے کو آگے بڑھے جب دو لشکر باہم ملے طوفان
عظیم برپا ہوا ایسی لڑائی ہونے لگی جب چماق دار شمشاد و پشت نہنگ و تیر و چلنے لگے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس جنگ مغلوبہ مین شمشیر آبدار سے ہزارہا دیو
زخمی اور قتل کیے آخرکار دیو سپاہ دیو سرکش کے تاب ثبات قدم و تحمل جنگ نہ لا کر پسپا ہو کر طالب
امان ہوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُن کو امان دی وہ سب دیو مطیع و فرمانبردار
ہو کر مسلمان ہوے جب لڑائی فتح ہوئی اور دیو سرکش مارا گیا کوئی سد راہ نہ رہا تو سلیمان صاحبقران
نے وہان سے سوے حورجنی کوچ کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لیا بعد قطع راہ
دور و دراز در حجرہ حورجنی تک پہونچے دیکھا کہ در حجرہ بند ہے حورجنی اندر حجرے کے ذکر خدا کر رہا ہے
سلیمان صاحبقران نے چند دیوون سے کہا کہ حورجنی سے ہمارے یہان آنے کی خبر کر دو اُن سے
کہو کہ دروازہ حجرے کا وا کرین ہم واسطے ملاقات اور ملنے کے لیے آئے ہین تھوڑی دیر سے ہم کھڑے
ہوے ہین بسبب ذکر خدا مین مصروف ہونے اُن دیوون نے حکم کی تعمیل کی حورجنی نے دروازہ حجرہ کو
وا کیا اندر حجرے کے بلایا اور واسطے تعظیم کے اپنے فرش سے اٹھا اور سلام کیا پیروہین سلیمان

صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بٹھا کر بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری دریافت
کیا سلیمان صاحبقران نے قبل ظاہر کرنے اپنے آنے کے سبب گئے سراپائے جورجنی عامل کامل
پر اور اُس کے حجرہ مسکونہ پہ نظر کی معلوم ہوا کہ جورجنی ایک مرد بزرگ نہایت سن رسیدہ با ریش دراز
و سفید نحیف و لاغر ہی با وجود کبیر سنی کے چہرے پر نور ہی پیشانی پہ نشان سجدہ ہی علامت کثرت سجدہ
و عبادت خدا کی ہی سر پر عمامہ ہی بر مین پوشاک پاک و صاف ہی دست حق پرست مین تسبیح ہی آنکھین
محو نظارہ قدرت پروردگار مین سینہ گنجینہ علم و کمال ہی کثرت لاغری سے رگین شکم و پشت و دیگر
اعضا کی ظاہر ہین ہمہ تن پوست استخوان ہی کثرت رکوع سے پشت دوتا ہی بوجہ کبیر سنی کے گوژہ پشت
ہی حجرے مین مال دنیا سے بجز فرش حصیر کچھ نہین ہی وسعت مین وہ حجرہ کم ہی چندان کشادہ و وسیع
نہین ہی کہنہ و بوسیدہ ہی اُس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ نہایت کہنہ ہی تعمیر اُس کی مدت درازکی ہی
نہین معلوم کس زمانہ کا بنا ہوا ہی اور کس نے بنایا ہی جا بجا سے شکستہ و بے مرمت ہی گویا بصورت قبر ہی
مگر تنگ و تاریک نہین ہی روشنی ہی کھانے اور پینے کی قسم سے کوئی شئے وہان نہین ہی نہ کوئی ظرف
کسی قسم کا ہی پھر سلیمان صاحبقران نے جواب دیا کہ اے جورجنی باعث ہمارے یہان آنے کا ایک
امر ضروری ہی وہ یہ ہی کہ کچھ آپ سے دریافت کرنا ہی منظور ہی جورجنی نے کہا پوچھو جو کچھ پوچھنا ہو اگر ہم کو
معلوم ہوگا تو بتا دین گے سلیمان صاحبقران نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی طرف
اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہمارے عزیز قریب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین پردہ دنیا پر آپ ہی
صاحبقران ہین یہ بضرورت مع اپنے لشکر کے برائے فتح طلسم زلزلہ جاتے تھے اثنائے راہ طلسم مذکور
مین ان کو چار قلعے نظر آئے اُن قلعون سے گذرنے کا ارادہ کیا قلعہ اول کا حاکم حسین سبز قبا
ہی سد راہ ہوا کسی طرح راہ دینے پر راضی نہوا آخر کار نوبت بجنگ پہونچی غو غلے رعد آواز سے
مقابلہ ہوا جو بہادر و دلاور ہی اُس سے جا کر ہم نبرد ہوا اُس نے نعرہ کیا بمجرد نعرہ کرنے کے حریف اُس کا
بیہوش ہو گیا اُس نے اُسے اسیر کر لیا اسی طرح بکثرت بہادرون کو ہنگام جنگ و مقابلہ اُس نے اسیر
کیا ان کے عیار وفادار طیفور گرد ولنے بعیاری سرداران سپاہ و اسیر شدہ کو رہا کیا آخر کار خود انہون
نے اُس نابکار سے مقابلہ کیا اُس نے وار گرز گرانبار کا کیا لکھو ژان کا ہلاک ہوا یہ بھی اُس کے نعرے
سے قریب بہ غشی ہوئے تھے دیو افغان ان کو بچہ بنکر اٹھا لایا ہی بس کیا اسرار ہی کہ غو غلے رعد آواز
کی صدا سے حریف اُس کا بیہوش ہو جاتا ہی اور وہ نابکار قتل ہو نہین سکتا ہی کیا تدبیر کی جائے کہ اُسپر
یہ فتحیاب ہون اور دیگر حاکمان قلعہ جات مذکور پر فتحمند ہو کر سوئے طلسم زلزلہ جائین آپ اپنے علم اور
کمال سے مفصل حالات ارشاد کرین تاکہ اُس کی کوئی تدبیر کی جائے بلکہ خود ہی آپ تدبیر فتحیابی بھی
قلعجات مندرجہ بالا ارشاد کر کے ہم کو قید فکر و تردد سے رہا کرین جورجنی عامل زبردست نے تمام حال
سنکے اپنے علم و کمال کے ذریعے سے تادیر فکر کر کے جواب دیا کہ اے صاحبقران پردہ قاف آپ کو معلوم
ہو زمانہ بعید و دراز گذرا ہی کہ پردہ دنیا پر ایک شخص عامل کامل مسمی فہیم عامل تھا اُس نے واسطے اظہار
علم و کمال و حکمت اپنے کے و نیز بقائے نام اپنے کے بزور اپنے علم و کمال و حکمت و دانائی کے نقشے
راہ طلسم زلزلہ مین چار قلعے بنائے اور آباد کئے تھے اور ہر ایک قلعہ کا ایک ایک حاکم مقرر کیا تھا اور
ایک ایک شخص ہر قلعہ مین طلسم بند کیا تھا بلکہ ہر ایک قلعہ طلسم بند کیا تھا تاکہ کوئی شاہ و شہریار ان قلعون کو
بزور شمشیر فتح نہ کر سکے جو کوئی بادشاہ ان قلعون کو لینا چاہے یا راہ قلعجات سے گذرنا چاہے ہرگز نہ لے سکے

نہ گذر کر سکے اور ہنگام جنگ دست اشخاص طلسم بند سے اسیر و قید ہوا اور کوئی سرکش اُن پر فتحیاب ہو
اگر لاکھوں مردم حملہ در ہوں تو بھی وہ قلعہ فتح نہ کر سکیں خود قتل و قید ہو جائیں غرض بعد تیار کرنے
قلعوں مذکور کے لوح طلسمی بھی ان قلعوں کی بنائی تھی از حد کوشش و ریاضت و حکمت اُس کے
بنانے میں کی تھی بعد تیار کرنے قلعوں اور لوح طلسمی کے اُس کو اپنے علم کے ذریعے سے یہ بھی واضح ہوا
تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص اولاد و نسل صاحبقران اولی سے برائے فتح طلسم زلزلہ
جاے گا اثنائے راہ میں ان قلعوں کو بھی فتح کرے گا لہذا حفاظت لوح طلسمی اُس کو واجب و لازم
ہوئی بعد فکر بسیار پوشیدگی لوح طلسمی کے سوچکر اُس نے بزور عمل خوانی چند پریوں اور کچھ جنوں کو تسخیر
کر کے اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اکثر پریوں اور جنوں کے پاس بیٹھتا تھا اپنی بزم میں بارہا اُن کو جگہ دیتا
تھا پریوں کی اور جنوں کی ہم نشینی سے خوش ہوتا تھا لطف زندگی اُٹھاتا تھا ان پریوں سے ایک
خضران سبز پوش پری تھی اور دیگر بہت سی اور بھی تھیں چنانچہ خضران سبز پوش پری اب تک
بقید حیات ہے از حد ضعیف ہو گئی ہے اس پری سے فہیم عامل از حد مانوس تھا غرضکہ عامل مذکور بعد مطیع
کرنے پریوں اور جنوں کے بفکر پوشیدگی لوح طلسمی سرحد پر کوہ قاف میں آیا یہاں آکر اُس نے بعد فکر
و تردد و بزور علم و حکمت ایک قلعہ وسیع و محکم مسمی بہ طلسم شمشیر جنبان بنایا در قلعہ پر دو تلواریں قائم
کیں وہ اب تک شب و روز ہر لحظہ و ساعت جنبان رہتی ہیں جو کوئی دیو یا جن یا بنی آدم سایہ دیوار طلسم
شمشیر جنبان میں اگر سہواً بھی چلا جاتا ہے یا حد طلسم مذکور میں قدم رکھتا ہے تو وہ دو تلواریں جو در قلعہ پر آویزان
و جنبان ہیں فی الفور در قلعہ سے جدا ہو کر مانند دو برق اُن کے اوپر اُس کے گرتی ہیں اور خرمن حیات
کو اُس کے جلا کر خاک کر دیتی ہیں اور پھر بدستور در قلعہ میں آویزان ہو کر جنبان ہوتی ہیں القصہ بعد تیار کرنے
طلسم مذکور کے حاکم و بادشاہ اُس طلسم کا برق جادو کو کیا اور اُسی کے نام پر طلسم مذکور کو باندھا
قواعد و مرحلات طلسم مانند دیگر طلسموں کے اس میں بھی قائم کئے اور اندر اُس طلسم کے ایک مقبرہ بھی
بنوایا جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا زندگی سے ناامید ہوا حاکم و بادشاہ طلسم مذکور کو بلا کر کہا کہ
میں اب جانبر نہوں گا دنیا سے سوے عدم جاؤں گا اس بیماری سے نہ بچوں گا لہذا قبل از مرگ
ہم نے تجھکو اسواسطے بلایا ہے کہ چند وصیتیں تجھ سے کر دیں اور پابندی اُن وصیتوں کا تجھکو کر دیں تجھے بھی
لازم ہے کہ ہماری وصیتوں پر عمل کرنا خلاف اُن کے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتائے گا جان سے جائیگا
اس بادشاہ طلسم شمشیر جنبان نے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا ہے مجھے اس طلسم کا بادشاہ کیا ہے
جو وصیت کیجیے گا اُس پر عمل کروں گا جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ قدم نہ رکھوں گا آپ
ارشاد فرمائیں وہ نصائح اور وصیتیں کیا ہیں فہیم عامل نے کہا اول وصیت یہ ہے کہ ہمیشہ اس طلسم
سے خبردار و ہوشیار رہنا امور و قواعد طلسمی میں زیادتی و کمی نہ کرنا کبھی اس طلسم کی نگرانی سے غفلت
نہ کرنا دوم یہ وصیت ہے کہ کبھی کسی بنی آدم کو اپنے پاس نہ آنے دینا نہ اُس کو اپنی محفل میں جگہ دینا باعث
فتح اس طلسم کا کوئی بنی آدم سے ہو گا یہاں آئے اور تجھکو قتل کر کے اس طلسم کو توڑے اور مرحلات
طلسم درہم و برہم کرے لہذا اپنی حفاظت بنی آدم سے بہت کرنا جان اپنی طلسم کشا سے بچانا بنی آدم سے
کبھی بے خوف و خطر نہ ہونا اگر اس طرف کوئی بنی آدم جائے خبردار اُسے اسیر کر کے بیرون طلسم لیجا کر
تہ تیغ کرنا زندہ نہ چھوڑنا سوم یہ وصیت ہے کہ جب میں مر جاؤں یہ لوح طلسمی میرے پہلو میں میری قبر میں
رکھدینا اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اور قبر میری اندر مقبرے کے جو کہ ہم نے اندر طلسم کے بنوایا ہے

اور بشرکت خضران پری و دیگر جنون کے غسل و کفن دے کر یہیں دفن کرنا حال لوح طلسمی کا خضران
پری اور دیگر جنون سے بھی جن کو ہم نے اپنا مطیع کیا ہے نہ کہنا اس راز کو اپنے ہی دل میں رکھنا۔ چہارم وصیت
یہ ہے کہ ہر ایک ہفتہ کو اگر خضران پری تن تنہا پریوں سمیت میری قبر پر واسطے فاتحہ خوانی کے آئیں تو ان کو
نہ روکنا بلکہ ہمراہ ان کے تا قبر خود بھی جایا کرنا جب وہ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر قبر سے میری اٹھیں انھیں
کے ہمراہ بیرون طلسم جانا پھر در قلعہ بند کر دینا کیونکہ [illegible] شمشیر جنبان ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور کسی کے
سپرد نہ کرنا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ جو کوئی تیرے ہمراہ اندر طلسم مذکور کے جائے گا اس پر کوئی آفت
نہ آئے گی ہلاکت سے محفوظ رہے گا کیونکہ ہم نے انتظام و قاعدہ اس طلسم کا اسی عنوان مذکور سے رکھا ہے
تاکہ ثواب سورۂ فاتحہ سے محروم نہ رہیں اور خاص ہمراہ تیرے دوست عزیز ہمارے مرقد پر آیا کریں اور
ہماری قبر پر سورۂ فاتحہ پڑھا کریں یہ بھی ایک راز ہے خبردار کسی سے نہ کہنا ورنہ باعث خرابی و بربادی
ہوگا نہ تو زندہ رہے گا نہ طلسم رہے گا یہ کہکر شاہ طلسم مذکور کو رخصت کیا تھا پھر چند روز زندہ رہکر مر گیا
تھا بادشاہ طلسم مذکور نے بشرکت خضران پری اور ان جنون اہل اسلام کے جنکو فہیم عال نے
مطیع اپنا کیا تھا غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھوا کر موافق وصیت اندر طلسم شمشیر جنبان کے جو
مقبرہ تھا اسی مقبرے میں لحد کھدوا کر اسے دفن کیا تھا اے صاحبقران پردۂ قاف ابتک وہ طلسم
بدستور ہے اور بادشاہ اس کا بھی موجود ہے اگر ان قلعجات کا فتح کرنا مقصود ہے جو کہ اثنائے راہ طلسم
زلزلہ میں واقع ہیں تو وہ لوح طلسمی جو فہیم عال نے حسب وصیت اپنی قبر میں رکھوائی ہے اس کو حاصل
کرنا چاہیے بغیر اس کے دستیاب ہونے کے وہ قلعجات کہ طلسم بند ہیں اور غوغائے رعد آواز [illegible]
بھی کہ طلسم بند ہیں ہرگز فتح اور قتل نہوں گے یہ تمام حال ہم نے بیان کر دیا ہے تدبیر حصول لوح طلسمی
میں آپ کوشش کیجیے یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے اس کے علم و زہد قناعت و
عبادت کی ثنا کر کے کہا آپ نے احسان کیا کہ اس راز سے آگاہ کیا اگر آپ نہ بتاتے تو کبھی ان باتوں
سے اطلاع نہوتی خداوند عالم آپ کو پردۂ قاف میں ہمیشہ زندہ رکھے کہ ذات والا صفات آپ کی
باعث برکت و افادت ساکنان پردۂ قاف ہے یہ کہکر پوچھا کہ اس حجرے میں آپ کی بسر کیونکر ہوتی ہے
بظاہر تو کچھ سامان و اسباب راحت دنیا یہاں موجود نہیں ہے اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہے کوئی
خادم و خدمتگار بھی آپ کا یہاں معلوم نہیں ہوتا ذو جنی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مسافر کو اسباب و سامان دنیا کی کیا حاجت ہے سرائے دنیا جائے راحت و آرام
نہیں ہے یہ تو اہل عقل کے نزدیک ایک قید خانہ ہے جو عاقل و دانا ہے وہ اس زندان میں مثل قیدی
کے ہے بعد اختتام مدت حبس جسطرح قیدی قید سے رہا ہو جاتا ہے اسی طرح انسان بھی بعد ختم زمانہ حیات
مر جاتا ہے چند روز دار دنیا میں رہتا ہے رہنے کی یہ جگہ نہیں ہے مکان ہمیشہ رہنے کا آخرت ہے ذرا خیال کرو
کیسے کیسے انبیا و اولیائے خدا و شاہان عالی ہمت صاحب ملک و دولت علما و حکما و اہل فن جو وحید عصر
و یکتائے روزگار تھے دنیا میں آئے لیکن اب کہاں ہیں ہاں زیر زمین پنہاں ہیں خواب اجل میں ایسے سو رہے ہیں کہ
ہوشیار نہیں ہوتے ہم بھی ان رفتگان سے ملحق ہونے والے ہیں اس سرائے دنیا سے سوئے عدم
جانے والے ہیں متردد و غمگین ہیں کہ سفر دور و دراز درپیش ہے زاد راہ کچھ بھی پاس نہیں ہے بلکہ
تہی دست ہیں سوائے بار گناہ کے اعمال خیر بالکل پاس نہیں ہیں دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے خدا اپنی
رحمت شامل حال کرے اور اکل و شرب کے باب میں جو کہا کیا نہیں جانتے کہ خداوند عالم رازق العباد

ہو بلکہ کل مخلوق کا اپنی ضامن رزق ہو اُس نے وعدہ رزق دینے کا کیا ہو ہر طور سب کو رزق پہونچاتا
ہو ہم گنہگار سراپا خطا کار پیر زمین گیر کو بھی اپنی قدرت کاملہ سے روزی دیتا ہو صبح و شام طعام لذیذ و
خوش ذائقہ بھیجدیتا ہو پانی سے بھی محروم نہین رکھتا ہو اچھی طرح ہم سیر و سیراب ہوتے ہین یہان سے
نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو بلاتے ہین نہ کوئی یہان آتا ہو صدہا برس کے بعد آج آپ صاحبون کا ادھر
آنا ہوا ہو دروازہ حجرے کا ہم بند رکھتے ہین کبھی اگر ضرورت ہوتی ہو یا دل گھبراتا ہو تو کھولتے ہین یہان
خادم و خدمتگاری کیا ضرورت ہو کوئی کام ہمین درپیش نہین ہوتا ہو صرف بیٹھے رہتے ہین اچھی طرح
عبادت خدا بھی نہین کرسکتے ہین پروردگار عالم کے بندۂ خاطی ہین اُس کی رحمت پر نازان ہین
پھر کہکے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ
حضرات نے ہم ایسے خاکسار کو اپنی تشریف آوری سے سرافراز کیا ہو ہم فقیر ہین مال دنیا سے کچھ پاس
نہین رکھتے ہین مگر شرمندہ نادم و خجل ہین کچھ نذر زر و جواہر نہین کرسکتے ہین نہ حسب دلخواہ سامان
دعوت و ضیافت کرسکتے ہین نہ اس لائق ہین کہ خدمتگذاری سے شرفیاب ہون مگر دل چاہتا ہو کہ
یہان کچھ آپ حضرات تناول فرمائین تاکہ باعث ہمارے فخر و افتخار کا ہو کہ ایک شخص نے رعایا سے
شاہان اولوالعزم کے سامنے ایسا ماحضر رکھا کہ جو ان کے لائق کھانے کے نہ تھا لیکن شاہان ممدوح نے
ازراہ نوازش و الطاف بخاطر اُس مرد غریب و محتاج کے اسی ماحضر کو تناول کیا اور عزت کیا سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جورجنی کو برنجیدہ خاطر کرنا گوارا نکرکے
کہا کہ جو آپ کی خوشی ہو وہ ہمکو بدل منظور ہو جورجنی نے شادمان ہو کر آہستہ کچھ پڑھا کسی نے نہ سنا کہ
کیا پڑھا بعد ایک لمحے کے کہا لاؤ جلد لاؤ دیر نکرو سلیمان صاحبقران بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک مشام
مین بوے طعام خوش ایسی آئی کہ دماغ معطر ہو گیا متحیر ہو کر جانب صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ دیکھا اس اثنا مین جورجنی نے اٹھکر گوشۂ حجرہ مین جا کر چند خوان پر از طعام رنگا رنگ و لطف
و نادر و نایاب و خوشبو مع چند صراحیان کہ آب سرد کی تھین لا کر روبرو رکھکر دستر خوان نفیس بچھا کر موافق
قاعدہ قابین اور پلیٹین اور تشتریان کہ جو پر از طعام گرما گرم و لطیف تھین اُس پر رکھین بعدہٗ ابریق
و آفتابہ نقرئی لا کر ہاتھ دھلا کر بعجز و انکسار کہا کہ اس نان خشک موجودہ کو تناول کیجیے اس فقیر و محتاج
کی دعوت قبول فرمائیے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا
کہ آپ کے فرمانے سے ہمین اکل و شرب مین کچھ عذر نہین ہو لیکن آپ بھی ہمارے ساتھ شریک طعام ہون
جورجنی نے عذر و انکار مناسب نہ جان کر کہا خیر ہم بھی شریک طعام ہون گے ارشاد آپ کا بجا لاینگے
حالانکہ یہ غذا مین نہین کھاتا اور یہ وقت بھی میری طعام خوری کا نہین ہو بسم اللہ نوش فرمائیے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ
کھانا شروع کیا جورجنی بھی ہمراہ با ادب کھانے لگا وہ طعام رنگا رنگ و شیرین و نمکین ایسا خوش ذائقہ
و لذیذ و خوشبو و گرما گرم ظروف جواہرات مثل الماس و یاقوت و زبرجد وغیرہ مین تھا کہ سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے باوجود حکومت و ثروت و دولت
کے اپنی عمر مین کبھی نہ کھایا تھا کیونکہ وہ طعام بفرمائش جورجنی موکلون کا لایا ہوا تھا اور وہ پانی جو
صراحیون مین بھرا ہوا تھا وہ ایسا سرد و شیرین تھا کہ جان شیرین اُس پر نثار تھی اور در اصل شہد سے
بھی شیرین تر تھا گویا آب حیات تھا برف سے زیادہ سرد تھا اور ساغر آب زبرجد و یاقوت بیش بہا

کے تھے جب تینوں اشخاص اُس طعام و آب سے سیر و سیراب ہو چکے دسترخوان بڑھایا گیا ہر ایک نے
حسب قاعدہ ہاتھ دھویا رومال سے ہاتھ پاک و صاف کیا اس اثنا میں وہ خوان طعام مع ظروف
آب و طعام دفعتاً نظر سے غائب ہو گئے موکل اُن کو اٹھا لیگئے بعد کو تورجنی عامل زبردست نے پھر
کچھ آہستہ پڑھا اور کہا کہ اب میوہ ہائے لذیذ و مقوی خشک و تر بہتر سے بہتر جا کر جلد لاؤ حسب الحکم
موکل فرمانبردار جا کر ظروف جواہر نگار بلکہ ظروف جواہر میں نہایت حسن و خوبی سے میوہ ہائے طلب
کردہ رکھکر لے آئے اور ایک کشتی نقرئی و طلائی میں وہ ظروف پر میوہ رکھکر کشتی پوش زرین اُس پر ڈالکر
روبرو تورجنی کے آہستہ سے رکھدیے تورجنی نے وہ کشتی پر از میوہ سامنے سلیمان صاحبقران
و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھکر کہا کہ اب کچھ یہ میوہ تر و خشک بھی کھائیے سلیمان
صاحبقران اور صاحبقران نے تورجنی کے اصرار کرنے سے کچھ میوہ تر و خشک بھی کھایا بعد کو آب
سرد سے ہاتھ دھوکر کہا کہ بیشک آپ عامل زبردست ہیں موکل آپ کے تابع فرمان ہیں اس دیار
میں صاحب اختیار ہیں حکومت موکلوں پر رکھتے ہیں آپ بظاہر نادار ہیں لیکن بادشاہت کرتے ہیں
بلکہ شاہوں سے زیادہ آپ حکمران ہیں ہماری خوشی اب یہ ہے کہ آپ اس ملک کی بادشاہت کریں اپنے
جد و آبا کے ملک پر قابض و متصرف ہوں تخت حکمرانی پر جلوس کیجیے قدم اس حجرہ تنگ سے باہر
نکالیے کیونکہ ہم نے دیو سرکش کو جو اس ملک پر قابض و متصرف ہو گیا تھا ہنگام جنگ قتل کیا ہے
ملک کو بیدینوں سے پاک و صاف کر دیا اس کوہستان کو اسلام آباد کیا ہے وجہ قتل کرنے دیو سرکش
کی یہ ہوئی کہ ہم کو ان ضرورتوں کی وجہ سے آپ کے پاس آنا منظور ہوا دیو سرکش نے ہمیں روکا آمادہ شر و فساد
ہوا آخر اس کو ہنگام جنگ قتل کیا جو دیو بیدین تھے ان کو مسلمان کیا ہے راستہ پاک و صاف ہے
اب کوئی دیو و جن بیدین اس ملک میں نہیں ہے آپ بھی خداپرست ہیں اب ساکنان شہر بھی خداپرست
ہوئے ہیں اب کسی کی طرف سے خیال شر و فساد کا نہ کیجیے ہمارے کہنے پر عمل کیجیے تورجنی نے جواب دیا
خداوند عالم آپ کو جزائے نیک دے آپ نے اس ملک کو اسلام آباد کیا بیدین سرکشوں کو علی الخصوص
دیو سرکش کو قتل کیا مجھے اس کے قتل ہونے کی خوشی ہوئی کہ بیدین بد آئین و سرکش و مغرور تھا
اب اس ملک کو بھی میری آرزو ہے کہ اپنے قبضہ میں رکھیے یہاں کی بھی حکومت کیجیے مجھکو حکمرانی سے
اس ملک کی معذور رکھیے کیونکہ میں پیر ہوں فقیر ہوں حکومت مجھسے نہ ہو سکے گی سوا اس کے خداوند
عالم نے واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے عبادت سے باز رہوں گا حکومت ملک کی کرنے میں عبادت بھی
نہ ہو سکے گی حالانکہ جو عبادت کرنا چاہیے وہ ہو نہیں سکتی ذکر مال و دولت و ملک سے کیا مطلب ہے یہ حجرہ
مجھکو بہتر حکومت ملک سے ہے کہ ایک گوشہ عافیت ہے زیادہ چند روزہ اسی حجرے میں بسر ہو جائے گی خداوند
عالم آپ صاحبوں کا بھلا کرے کہ اس ملک کو اسلام آباد کیا دیو سرکش بیدین کو تہ تیغ کیا یہ کہکر
خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے بعد تھوڑی دیر کے رخصت چاہی تورجنی نے دعائے ترقی
عمر و دولت و حکومت و اقبال دے کر کہا خیر بسم اللہ سدھارو اللہ آپ صاحبوں کو مع الخیر رکھے مدام
آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور جملہ مطالب دینی و دنیوی شرعیہ بر لائے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد رخصت ہونے کے اٹھکر بیرون حجرہ
آکر تخت پر سوار ہوئے دیووں اور پریزادوں نے تخت اٹھایا ادھر حجرہ خود بخود تورجنی کا
بند ہو گیا پریزاد اور دیو تخت کو بلند کر کے سوئے شہر فیروزہ نگار روانہ ہوئے لشکر پریزاد اور دیو

عقب سواری چلا بعد قطع راہ سلیمان صاحبقران وصاحبقران پردۂ دنیا در قصر فیروزہ نگار پر پہونچے دیوؤن نے تخت اتارا سلیمان صاحبقران وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ تخت سے اتر کر بصد خوشی داخل قصر مذکور ہوے پریان حاضر خدمت ہوئین خدمت گذاری مین مصروف ہوئین سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے کہا مبارک ہو کہ حال کہا حقہ جو ہے مجکو تم سے معلوم ہوگیا اب کسی تدبیر سے لوح طلسمی حاصل کیجیے تاکہ غوغاے رعدآواز وغیرہ اُس لوح کی ہدایت سے قتل ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ ہم سے لوح طلسمی فہیم عامل کی قبر سے نکالی جاے گی کیونکہ شرعاً قبر کا کھودنا ممنوع ہے سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اگر اس طور سے آپ کو حصول کے بارے مین انکار ہے تو اپنے عیار کو اپنے لشکر سے یہان طلب کیجیے وہ عیاری و مکاری سے لوح طلسمی جا کر کسی عنوان سے لے آئیگا یہ راے سلطان کیوان شکوہ نے پسند کر کے کہا کہ کسی دیو کو بطلب خواجہ طیفور گردیار روانہ کرنا چاہیے سلیمان صاحبقران نے اسی وقت ایک دیو کو بلا کر شکل و صورت خواجہ کی خوب بتا کر فرمایا کہ ایسی صورت کا جو کوئی شخص لشکر اہل اسلام مین ہو اُسے جا کر اٹھا لا اُس نے پوچھا لشکر اہل اسلام کہان ہے فرمایا اُثناے راہ طلسم نزل مین چار قلعے واقع ہوے ہین دو بروے قلعۂ اول لشکر اہل اسلام پڑا ہے اگر حسب اتفاق جس صورت و شکل کا آدمی ہم نے تجھ سے کہا ہے بتایا ہے لشکر اسلام مین نہ ملے تو جس جگہ اسی صورت کا انسان دیکھنا اُسے یہان لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا ورنہ تجکو سزاے سخت دیجاے گی دیو مذکور حسب الحکم روانہ ہوا اس کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہان سے

دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ کے بیان کیے جاتے ہین

تمہارے حسن پر برپا قیامت ہونے والی ہے
وہ کہتے ہین کسی سے ہمکو الفت ہونیوالی ہے
ہمارا ذکر پھر آنے لگا ہے اُن کی صحبت مین
ہمین ملیگا وہ سے پر کہا شک آجکل کسکو
مری بالین سے اُٹھ بیٹھو کہ وقت نزع ہے میرا
بنا ہاں جو دلہن کرہ سجا کر آج ساقی نے
پھر اُن کے ذکر سے ہونے لگی وابستگی مجکو
ہمارے سامنے کر لاکھ حرف حور اے واعظ
پڑ جائی ہو جو تم نے رسم غیرون سے تو اچھا ہے
نسیم اب ایسے جیسے کہتے ہین پھر تو جاتا کے

یہی صورت ہے جو پھر اور صورت ہونیوالی ہے
ہماری بھی تمہاری ہی سی حالت ہونیوالی ہے
سنا ہے ہم پر اُن کی پھر عنایت ہونیوالی ہے
کہ آخر ایک دن ظالم قیامت ہونیوالی ہے
یہان تو عمر اب میری حالت ہونیوالی ہے
پہ کس میخوار کی یارب ضیافت ہونیوالی ہے
کدورت مٹ چکی اب محبت ہونیوالی ہے
کہین یارون کی ڈانواڈول نیت ہونیوالی ہے
ہماری بھی کہین صاحب سلامت ہونیوالی ہے
لیے سہرے مگر حضرت کو وحشت ہونیوالی ہے

کہ جب یہ صاحبقران کو اٹھا لے گیا حسین سبز قبا کو بہت خوشی ہوئی اور بادشاہ و دیگر لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نہایت صدمہ ہوا سپاہ کفار بصد خوشی حکم حسین سبز قبا سے مع غوغاے رعدآواز میدان جنگ سے فرودگاہ پہ گئے اُدھر بادشاہ و لشکر اہل اسلام

جنگاہ سے مع لشکر غمگین قیام گاہ سپاہ پر آئے تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوے جملہ سرداران
سپاہ و تمامی سواران لشکر بھی اپنے اپنے خیموں سے اترکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین جاکر ملول و حزین
بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اسی حالت حزن و ملال مین اپنے لشکر کے رمالون کو طلب کرکے
اُن سے پوچھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو میدان جنگ سے کون لے گیا اب اُن سے
کب ملاقات ہوگی انھون نے زائچہ کرکے اشکال پر نظر کرکے جواب دیا کہ اے ظل اللہ ہمکو بقاعدہ علم
رمل ایسا ثابت ہوتا ہے کہ صاحبقران کو کوئی اُن کا دوست اٹھالے گیا ہے قریب ہفتہ عشرہ کے عجب
نہین کہ وہ یہان تشریف لائین بادشاہ لشکر اسلام نے یہ مژدہ اُس سے سنکے اُن کو خلعت دیکر
رخصت کیا فی الجملہ قلب کو اطمینان ہوا اُدھر حسین سبز قبا نے میدان جنگ سے جاکر اپنے عیار مسمی
سبک رو کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ ہمارے محسن و مالک فہیم رمال نے ایک روز ہم سے تخلیہ مین
کہا تھا کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے اس طرف
سے ہوے طلسم زلزلہ جائے گا اُس سے خوف کرنا اور اُس کے عیار سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہی
دونون تباہ و برباد کنندان قلعون کے ہون گے حتی الامکان اُن کو قتل کرنا پہلوانان
لشکر سے اُن سے مقابلہ کرانا لشکر کو اُن کے یا تو اپنی سرزمین قلعہ سے ہٹا دینا یا سب کو قتل کرنا غرض
نامبردگان سے غافل و بیخوف نہ رہنا لہذا صاحبقران کو تو بجا اٹھالے گیا شاید فہیم رمال نے اُن کو
بقہر و غضب اپنے پاس کسی ذریعے سے طلب کرالیا ہے اُن کو وہ سزائے مناسب دین گے اُن کی تو
شر و ضرر رسانی سے ہم بیخوف ہوے اب اُن کا عیار اور اُن کا لشکر یہان ہے اُس کے دفع کرنے کی تدبیر
ہونا چاہیے یہ کہکے ایک نامہ لکھوا کر عیار سبک رو کو دے کر کہا کہ ابھی اس نامہ کو پاس بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے لیجا اور جواب اس کا لے آ عیار سبک رو نامے کو لے کر مانند نامہ برون کے نامہ دستار
مین رکھکے پچاس ساٹھ عیارون کو ہمراہ لے کر بصورت اصل قلعے سے جانب لشکر اہل اسلام روانہ
ہوا عیاران لشکر اہل اسلام نے یہ خبر بادشاہ لشکر سے جاکر بیان کی کہ اسوقت مہتر سبک رو عیار
بادشاہ حسین سبز قبا کا نامہ اپنے بادشاہ کا لیے ہوے اس طرف مع تھوڑے عیارون کے ساتھ آتا ہے
بادشاہ موصوف نے یہ خبر سنکے حکم دیا کہ خواجہ طیفور گردیا چند عیارون کے جاکر استقبال اُس کا کرکے
اُسے یہان لے آئین دشمن سے بھی خلق و مروت پیش آنا چاہیے اسوقت وہ براے نامہ بری آتا ہے
خواجہ طیفور گردیا حسب الحکم اسیوقت بہت سے عیارون کو ہمراہ لے کر اُس کے لینے کو روانہ ہوے
اثناے راہ مین اُس سے ملے پوچھا اسوقت کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ اے خواجہ طیفور گردیا ہمارے
بادشاہ نے ہمین ایک نامہ دیا ہے فرمایا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دے آؤ مین حسب الحکم نامہ لیکر
آیا ہون خواجہ نے کہا اچھا چلو حکم اپنے بادشاہ کا بجالاؤ ہم تمہارے لینے کے واسطے یہان آئے تھے
اُس نے کہا کہ تم نے میری عزت افزائی کی کہ تکلیف گوارہ کی یہ باتین باہم کرتے ہوے دونون داخل
لشکر ہوے مہتر سبک رو اجازت حاصل کرکے دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گیا پہلے بادب
سلام کیا پھر جملہ اہل دربار کی طرف بنظر حیرت دیکھکر دل مین کہا کہ ان اہل اسلام نے کیا اوج حاصل
کیا ہے کیا کیا سرداران سپاہ نامی و نامور مین کیا دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہے ہنوز مہتر سبک رو
جانب اہل دربار دیکھ رہا تھا کہ بادشاہ ممدوح نے موافق اُس کی لیاقت کے زمرہ عیاران مین اشارہ
بیٹھنے کا کیا وہ سلام کرکے جو کرسی برابر خواجہ طیفور گردیا کے بیٹھنے کی رکھی تھی اُس پر بیٹھ گیا پھر موافق

قاعدہ ساقی نے بحکم بادشاہ موصوف لے سے جام پر از بادہ گلگون دیا اُس نے وہ جام دست ساقی
سے لے کر شراب پی جب دماغ اُس کا حرارت بادۂ ناب سے گرم ہوا یعنے نشہ ہوا پکارا سنم نامہ دار
حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ بادشاہ ممدوح نے نامہ اُس سے طلب کیا اُس نے نامہ دیا
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے میر منشی کے حوالے کرکے ارشاد کیا کہ اسکو باآواز بلند پڑھو تاکہ سب
اہل دربار سنیں اُس نے لفافہ کو چاک کرکے عبارت نامہ کو باآواز بلند پڑھا مضمون نامہ خلاصہ یہ تھا
کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام آگاہ ہو کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طرف آکر بہت
بر سر فساد و جنگ ہوے اور انھون نے ارادہ ہمین قتل کرنے کا کیا فہیم عاقل نے اُن پر عتاب
کرکے اپنی برق غضب سے اُن کو جلا دیا آپ بھی اُن کے قہر و غضب سے ڈریئے بہتر یہ ہے کہ آٹھ روز
کی مدت مین ہماری سرزمین قلعہ سے مع اپنے لشکر کے چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو بہت پچھتایئے گا ہم
غوغاے رعد آواز کو روانہ کرکے آپ کے لشکر کو تباہ و برباد و فنا کر ڈالین گے آپ کو بھی
زندہ نہ رکھین گے اطلاعاً دیدی گئی ہے بادشاہ ممدوح نے اُس نامہ کی پشت پر یہ جواب تحریر کرایا کہ
اے حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ نامہ تمھارا بدست سبک رو عیار ہمین پہونچا مضمون نامہ
سے آگاہی ہوئی موافق تمھارے کہنے کے ہم جہان تک ہو سکے گا جلد یہان سے چلے جائین گے مگر
آٹھ روز کی مدت مین ہمارا یہان سے جانا ناممکن ہے ہمکو انتظار صاحبقران کے آنے کا ہے یہ عبارت
لکھوا کر مہتر سبک رو کو نامہ دے کر خلعت بھی دیا وہ خلعت سے سرافراز ہو کر اپنے بادشاہ کی طرف
ہمراہ اپنے شاگردون کے روانہ ہوا تھا راہ مین دیکھا کہ نرگس رفیق ملکہ حسین گلگون قبا
دختر حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ لباس رنگین پہنے ہوے خرامان خرامان چلی آتی ہے اپنے حسن و
جمال پر مغرور ہو کر نازو ادا سے چلتی ہے کبھی تیز جاتی ہے سبزے کی سیر کرتی ہے کبھی آہستہ آہستہ چلتی ہے مہتر
سبک رو نے اُسے پہچان کر پوچھا کہ اے نرگس اسوقت کہان کا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ کیا کہون
اسوقت بارادۂ گرفتاری خواجہ طیفور گرد پا نکلی ہون اُس نے بہت صدمے ہماری ملکہ کی وزیر زادی
کو دیے ہین ملکہ عالم بھی اُس سے ناخوش ہین والد ملکہ عالم کو بھی اُس عیار چالاک و پرفن سے خوف و
خطر ہے مہتر سبک رو نے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ فی الحال تمھاری ملکہ کس طرح مزاج اُن کا بحال ہے خوش
و خرم صحت سے ہین یا نہین نرگس نے مہتر سبک رو کو علحدہ لے جا کر تنہائی مین آہستہ کہا کہ اے
سبک رو آگاہ ہو کہ جس وقت سے پنجہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو مقابلہ غوغاے
رعد آواز سے اُٹھا لے گیا ہے اُن کا عجب حال ہے گویا دیوانی ہو گئی ہین اکثر اشعار عاشقانہ پڑھتی
ہین کبھی اشعار اشتیاق ملاقات کے مضمون اپنی زبان پر جاری کرتی ہین کبھی خود بخود آبدیدہ ہوتی
ہین کبھی فرش خواب پر خاموش غمگین و حزین بیٹھی رہتی ہین کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتی ہین کبھی
کچھ خیال کرکے ہنستی ہین معلوم ہوتا ہے کہ عشق مین صاحبقران موصوف کے اور اُن کی جدائی مین
ملکہ کا یہ حال ہے اگر چندے یہی حال رہا تو ہلاک ہو جائین گی کیونکہ آب و طعام مین اُن کے کمی ہے اکثر اوقات
کچھ بھی غذا نہین کھاتی ہین کبھی سب کے کہنے سے برائے نام کھا لیتی ہین اے مہتر سبک رو عیار
مین نے یہ حال ملکہ کا تم سے کہا ہے تم خبردار کسی سے نہ کہنا مہتر سبک رو نے کہا اچھا مین کسی سے نہ کہونگا
اب تم یہان سے ملکہ کے پاس جاؤ تم بھلا کیا طیفور گرد پا کو پکڑ لاؤ گی تم عیاری کیا جانو اُس نے کہا کہ
واہ تمہنے بھی عجب بات کہی طیفور کی تو کیا حقیقت ہے مین اپنے حسن دلفریب کو دکھا کر جس کو کہو لے

اپنے دام مکر مین اسیر کرلون ہفتر سبک رو نے ہنس کر کہا ہمین یقین ہوا کہ تم بڑی عیارہ ہو تو جاؤ
اب آگے نجاؤ یہ کہکر ہمراہ اُس کو لے کر قلعہ مین گیا نرگس تو خدمت ملکہ مین گئی ہفتر سبک رو نے
سامنے اپنے بادشاہ کے جاکر جواب نامہ دیا اُس نے پڑھکر کہا کہ اب بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو
صاحبقران نہ ملین گے اُن کو عبث اُن کے آنے کا انتظار ہے خیر ہم آٹھ روز تک اُن سے خبردار ہونگے
بعدہٗ غوغائے رعد آواز کے ہاتھ سے بادشاہ وغیرہ جملہ اہل اسلام کو قتل کرائینگے یہ کہکے
خاموش ہوا ہفتر سبک رو نے خدمت بادشاہ سے اپنے خیمہ مین آکر اپنے شاگردون سے کچھ باتین کرکے
اُن کو کچھ سمجھاکے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو تیس چالیس شاگرد اُس کے ہمراہ ہوے ہفتر سبک رو
اُن کو ایک باغ کہنہ و بے مرمت مین کہ قلعہ سے نزدیک تھا لے گیا پھر رنگ و روغن عیاری لگاکر
کسی کو بصورت ملکہ یعنی بشکل دختر حسین سبز قبا بنایا پوشاک شاہزادیون کی سی پہنائی کسی عیار کو
بصورت فتانہ بہار آرا یعنی وزیرزادی ملکہ حسین گلگون قبا کی شکل پر بنایا اکثر عیارون کو ملکہ
کی سہیلیون کی صورت پر بنایا بہت سے عیارون کو بشکل و صورت کنیزون کے بنایا خود بھی ایک
زن خوبرو کی صورت بن کر چند کنیزون نقلی کو ہمراہ اپنے لے کر ایک لالٹین روشن کرکے انھین
کنیزون سے ایک کنیز کو دے کر کہا آگے چل وہ کنیز لالٹین لئے ہوے آگے آگے ہنگام شب چلی
ہفتر سبک رو لالٹین کی روشنی مین چند کنیزون نقلی کے ساتھ جانب لشکر اہل اسلام خرامان
چلا بعد قطع راہ قریب لشکر کے پہونچا مردمان لشکر سے پوچھا کہ خیمہ طیفور گردیا کہان ہے انھون
نے بتا دیا زن مذکور واندر خیمے کے گئی دیکھا کہ طیفور گردیا بیٹھا ہے کوئی اُس کے پاس نہین ہے تنہائی
وقت کچھ فکر کر رہا ہے زن مذکورہ نقلی نے پہلے سلام کیا بعدہٗ کہا کہ کیا آپ ہی کا نام طیفور گردیا ہے خواجہ نے
کہا کہ ہان سب مجھی کو طیفور گردیا کہتے ہین تم کون ہو کہان سے آئی ہو مجھ سے تمہارا مطلب کیا ہے
اُس نے کہا کہ مین فرستادہ ملکہ حسین گلگون قبا ہون مجکو اُنھون نے اسوقت بلایا ہے کچھ کہنا ضرور
ہے کیا تم مجھے نہین جانتے ہو میرا نام نرگس ہے رفقائے ملکہ معدودے سے ہون خواجہ طیفور گردیا نے
پوچھا ملکہ کہان ہین اُس نے بیان کیا قلعہ سے پوشیدہ طور سے باہر آکر قریب قلعہ جو باغ ویران و کہنہ
ہے اُس مین آئی ہین ہمراہ اپنے اپنی وزیرزادی فتانہ بہار آرا کو بھی مع چند کنیزون کے لائی ہین
دیر سے اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین چونکہ طیفور گردیا عاشق فتانہ بہار آرا ہے نام اپنی معشوقہ
کا سنتے ہی بے اختیار اُٹھ کے چلنے پر آمادہ ہوا دل مین کہا کہ اے طیفور چلو ملکہ کے پاس نہین معلوم کیون
اُس نے بلایا ہے وہان جاکر سبب بلانے کا ملکہ سے پوچھون گا علاوہ اس کے اپنی محبوبہ و معشوقہ دلربا
فتانہ بہار آرا کو بھی دیکھون گا اُس سے ہم سخن ہون گا اظہار اشتیاق وصل بایماے اشارہ کرونگا
یہ دل مین باتین کرکے تنہا نرگس نقلی مذکورہ کے ہمراہ جانب باغ چلا کسی اور سردار کو اپنے جانے
سے آگاہ نہ کیا نہ کسی نے پوچھا کہ اے طیفور گردیا کہان جاتے ہو غرض بغیر کسی سے اپنے جانے کی
باب مین کہنے کے طیفور گردیا جلد جلد ہمراہ اُس زن مذکورہ کے چلا بعد قطع راہ طیفور گردیا باغ
مین پہونچا دیکھا کہ بارہ دری باغ مین فرش نفیس مختصر بچھا ہے مسند پر ملکہ حسین گلگون قبا مع زیورون
بیٹھی ہے قریب اُس کے فتانہ بہار آرا بھی بیٹھی ہے چند کنیزین مورچھل ہاتھون مین لئے پس پشت
ملکہ ایستادہ ہین روشنی بھی مختصر مانند کنول اور فانوس کے ہے طیفور گردیا دیکھتے ہی اپنی معشوقہ
کو خوش ہوتا گویا بیخود ہوگیا کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا دیکھیے حضور وہ طیفور گردیا آئے آپ ان کا

انتظار کر رہی تھیں نرگس جاکر انھیں لے آئی یہ سنکے ملکہ نے جانب طیفور گردیا دیکھا ادھر خواجہ
طیفور گردیا بڑھکر انکے روبرو گئے ملکہ کو ملکہ اصلی جانکر سلام کیا اُس نے اشارہ بیٹھنے کا کیا
یہ روبرو نے ملکہ بیٹھ گئے بعد ایک لمحہ کے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت اس باغ ویران مین آپنے
مجھے کیون طلب کیا ہے اور آپ ایسے باغ مین کہ جو ویران ہے کیون آکر تشریف فرما ہوئی مین ملکہ نے
کوکچھ جواب نہ دیا لیکن فتانہ بہار آرا نے بناز وادا و بعشوہ وغمزہ جواب دیا او طیفور مین تو
تجھسے کبھی بات نہ کرتی لیکن بمجبوری کلام کرتی ہون آگاہ ہو کہ جسوقت سے صاحبقران ان کو
غوغائے رعد آواز کے مقابلے سے نیچا دکھلایا ہے ان کو سخت صدمہ ہی خواب خور گویا ترک
ہوگیا ہم کو تو تمام حال سے انکے اور صاحبقران کی الفت سے بخوبی آگاہی ہے اسوقت شب مین
اپنے والد و دیگر اغیار سے پوشیدہ ہوکر یہان آئی مین تم کو اس واسطے بلایا ہے کہ حال صاحبقران
تم سے دریافت کرین کہ ان کو کون لے گیا کب تک یہان آئین گے طیفور گردیا نے ہنوز کچھ جواب
نہ دیا تھا معشوقہ روبرو تھی بناز انداز باتین کر رہی تھی اُس کی طرف بصد شوق نگران تھا تو خیال
محبوب تھا کہ یکایک چار طرف سے تیس چالیس حلقہ ہائے کمند اس کی گردن مین پڑے ایسی حالت
مین کیا بچ سکتا تھا اسیر حلقہ کمند ہوگیا مہتر سبک رو نے نعرہ کیا کہ منم مہتر سبک رو او نابکار
تجکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا دیکھ اپنی عیاری کر کے تجھے گرفتار کرلیا یہ کہکے سب اپنے شاگردونکو
ہمراہ لے کر طیفور گردیا کو اسیر کئے ہوئے باغ سے نکلکر جلد جانب قلعہ بصد خوشی روانہ ہوا کسی عیار
و سردار وغیرہ کو حال گرفتاری طیفور سے آگاہی نہونی کہ اُس کی رہائی مین کوشش کرتا غرضکہ بعد
قطع راہ مہتر سبک رو سامنے حسین سبز قبا کے گیا بعد سلام عرض کیا کہ چونکہ حضور کو اس عیار
کے شر و فساد سے اندیشہ تھا مین نے عیاری کرکے ابھی اس کو اسیر کیا ہے حسین سبز قبا اپنے عیار
کی عیاری اور طیفور کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا اسی وقت خلعت و انعام کثیر اپنے عیار کو دیکر
کہا کہ آج کی شب تو طیفور کو اپنی حفاظت مین رکھو صبح کو اس کو قتل کردونگا دل کو اطمینان ہوجائیگا
خوف بربادی قلعہ ہر عیار انہین دونون سے تھا صاحبقران کو تو یہ لے گیا اس کو تو اسیر کر لایا تو نے
کارنمایان کیا مہتر سبک رو نے خلعت و انعام پاکر طیفور کو گلستان لے جاکر زندان مین قید کیا
غل و زنجیر و طوق مین خوب جکڑ دیا در زندان بند کرکے خود مع اپنے شاگردون کے گرد زندان بیٹھکر
حفاظت و نگہبانی مین مصروف ہوا جب صبح ہوئی حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ مین یہ منادی کرائی
کہ اسوقت عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جو دشمن قوی تھا قتل کیا جائیگا جس کو
دیکھنا ہو وہ آکر دیکھے تمام ساکنان قلعہ کو اطلاع ہوئی ہر طرف سے خاص و عام گروہ گروہ چلے
لشکر اہل اسلام مین بھی خبر دارون نے خبر دی کہ طیفور گردیا کسی طور سے گرفتار ہوگیا ہے اسوقت
قتل کیا جائیگا اگر اندر قلعہ کے در قلعہ بند ہے غوغائے رعد آواز مع فوج کثیر در قلعہ پر موجود ہی
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ خبر سنکے حکم عیارون اور سردارون کو دیا کہ طیفور گردیا کو دست
اعداء سے چھڑا لاؤ وہ قتل نہونے پائے حسب الحکم اس طرف عیار واسطے عیاری کے اور سردار مع
لشکر مع سپاہ واسطے جنگ و جدال کے بعجلت کمال مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر سوئے قلعہ روانہ
ہوئے مہتر سبک رو حسب الحکم اپنے بادشاہ کے طیفور کو زندان سے لے گیا شاہ مذکور نے جلاد
کو طلب کرکے حکم قتل کرنے کا دیا اُس جلاد سنگدل نے بازو طیفور کا پکڑا اور مقام قتل مین گلستان

گلستان لے گیا حسب دستور چبوترہ ریگ کا بنایا اُس چبوترے پر طیفور گردپا کو بٹھا کر گردن پر کوئلہ
سے خط کھینچا تیغ آبدار نیام سے نکالکر پکارا اے طیفور گردپا اب کوئی دم مین رشتہ حیات تمھارا
منقطع ہوجائیگا جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لو جو کہنا ہو کہہ لو حسرت و آرزو اپنے دل کی نکال لو یہ وقت
آخری ہے اسے غنیمت جانو پھر تمھارے سر و گردن مین جدائی ہوجائیگی طیفور گردپا نے جواب دیا
کہ اے جلاد مجکو آب و طعام کی خواہش نہین کثرت غم سے سیر ہون اور آب اشک سے سیراب ہون
ہان اسوقت آخر مین دل چاہتا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دیکھتا اُن سے رخصت
ہوتا اُس جلاد نے جواب دیا کہ اول تو صاحبقران یہان نہین ہین مجھے اُن کو اُٹھا لیگیا ہے اور اگر وہ یہان
موجود بھی ہوتے تو یہ آرزو تیری بر نہ آتی یہ کہکے جلاد منتظر حکم ثانی کا ہوا طیفور گردپا نے اپنے تئین
زیر سایہ تیغ جلاد دیکھکر سر اپنا سوے فلک کرکے برجوع قلب خداوند عالم سے اس طرح مناجات
ودعا کرنی شروع کی .

مناجات

روح پاک رسول کا صدقہ
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
شرم عصیان سے آب آب ہون مین
گرد عصیان سے پاک دامن کر
تو وہ کر جو کہ تیرے شایان ہے
مین گدا ہون گدا نواز ہے تو
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس
روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے
خلوت دل مین یاد غیر نہو
نام تیرا مری زبان ہووے

اے خطا پوش اے کریم عطا
بیکسی بتول کا صدقہ
نام آمرزگار ہے تیرا
غرق دریاے اضطراب ہون مین
مجھسے تو جو ہوئی زبونکاری
کس لیے تو رحیم و رحمان ہے
گو سراپا گنہگار ہون مین
تا کہ باقی رہے شمار نفس
مے الفت سے تیری مست رہون
نہ رہے کچھ مراد غیر تو
قبر کی ہے بہت کڑی منزل

اے غفور اے سحاب لطف و سخا
روسیہ ہون گنہگار ہون مین
عفو کرنا شعار ہے تیرا
آب رحمت سے دھو دل ابتر
وہ تو لائق تھی میرے اے باری
مین ہون بیچارہ چارہ ساز ہے تو
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
تیری الفت کا دل مین داغ رہے
بلبل گلشن الست رہون
روح قالب سے جب روان ہووے
سہل کردیجو مری مشکل

مجکو رسوا نہ حشر مین کیجو
پردہ اے پردہ پوش رکھیو

اے خداے عزوجل اے خالق ارض و سما و اے حافظ و نگہبان مین اسوقت قتل ہوا چاہتا ہون اس
نوجوانی مین سوے عدم آباد جایا چاہتا ہون بجز تیرے یہان کوئی میرا مونس و یاور نہین ہے تو اپنی
قدرت کاملہ سے مجھے دست اعدا سے بچا ابھی دنیا سے جانے کو دل میرا نہین چاہتا ہے باغ عالم مین
مجھے رہنے دے سن و سال بھی ابھی میرا کچھ نہین ہے نوجوان ہون منزل ضعیفی تک نہین پہونچا ہون
اپنے اہل و عیال و عزیز و اقارب و احباب سے دور ہون علی الخصوص صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ اور بادشاہ لشکر اسلام و جملہ لشکر اہل اسلام سے جدا ہون اُن کے دیکھنے کا ازحد
شوق ہے کچھ مرگ سے ڈرتا ہون موت سے بیزار ہون صورت اجل ابھی نہ دکھا ملک الموت کو ابھی
واسطے میری قبض روح کے نہ حکم دے اُس کی صورت ہیبت ناک ابھی نہ دکھا اس بری موت سے
مجھے بچا کیونکہ اگر اسوقت قتل ہونگا یہ کفار میرے لاشے کو صحرا مین ڈالدینگے درندے مجھ مقتول بیچارے
کا گوشت کھا جائینگے بعضے پرندے ہڈیان بھی میری چباکر کھا جائینگے نہ غسل کوئی دیگا نہ
کفن نہ گور نہ قبر سونے کو میسر ہوگا پروردگارا تو ہی صانع ہے اپنی قدرت کاملہ سے مجکو بھی پیدا کیا ہے یہ
گوشت و پوست و استخوان میرے تیری حکمت و قدرت سے پیدا ہوے ہین والدین نے بڑی محنت

وشفقت سے پرورش کیا ہے ناز و نعم سے پالا ہے اب گلشن شباب کی مین نے سیر کی ہے زمانہ طفلی گذرا
ہے مین عنفوان جوانی مین فی الحال قدم رکھا ہے چاہتا ہون کہ ابھی باغ پر بہار حیات کی سیر کرون اور
گلہاے مراد اس دنیا مین پاؤن نخل آرزو میرا بارور ہو درخت تمنا میرا سرسبز ہو تخم حسرت
پھولے پھلے دوست میرے شادان ہون عدو میرے در حسد و رشک سے نالان ہون دنیا مین
کار خیر کرون تیری عبادت و بندگی مین شب و روز بسر کرون ورد زبان تیرا ہی نام رہے ہر دم تیرا ہی
خیال رہے تجھی کو یاد کرون تجھی کو سجدہ کرون بغیر تیرے کسی کو اپنا معبود حقیقی نہ جانون تیرے ہی
احکام پر عمل کرون دین اسلام کے فروغ و ترقی مین کوشش کرون کفار کو ہدایت کرون اگر وہ
دین اسلام اختیار کرین تو فہو المراد ورنہ ان کو قتل کرون دنیا مین کارہاے نمایان کرون امور خیر
کے کرنے پر کمر ہمت محکم باندھون غربا و مساکین سے سلوک نیک کرون تشنہ و گرسنہ لوگون کو سیر و
سیراب کیا کرون زنبیل ہمت سے زر کثیر نکال نکال کر تیری راہ مین صرف کرون کبھی حج بیت اللہ کرون
گاہ فقرا و غربا کی حاجت براری چاہتا ہون زاد آخرت کچھ تو مہیا کر لون ابھی تو تہی دست ہون اعمال خیر
سے نامہ عمل میرا سادہ ہے کچھ بھی نیکیان میری کرام الکاتبین نے نہین لکھی ہین ایسی صورت مین
سفر ملک عدم کرنا مجھے منظور نہین ہے تو مسبب الاسباب و بے نیاز ہے مجکو تیری قدرت و خالقی پر ناز
ہے اسی وجہ سے ایسی تقریر کر رہا ہون تیرے فضل و کرم پر مجکو بھروسا ہے تیری ہی قدرت کاملہ کا
قائل ہون توہی نے اپنی قدرت سے یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین زندہ رکھا پھر ان کو جس شکم
ماہی سے نجات دی توہی نے حضرت یوسف کو چاہ تاریک مین ہلاکت سے بچایا پھر ان کو ملک مصر
تک پہونچایا جب وہ جناب قید ہوے توہی نے اپنی قدرت سے انھین زندان سے رہا کرا کے
عزیز مصر کیا توہی نے آتش سوزان جناب ابراہیم خلیل اللہ پر گلزار و سرد کر دی توہی نے
اپنے بندون کو ہر بلا و آفت سے اکثر بچایا ہے مشکلین اپنے بندون کی آسان کر دی ہین جس نے
تجھ سے مدد چاہی ہے اس کی تو نے فی الفور اعانت کی ہے جس نے مشکل سخت و دشوار مین تجکو پکارا
ہے اس کی تو نے اپنی قدرت سے مشکلکشائی کی ہے مین بھی ایک بندۂ عاصی و خاطی نافرمان تیرا ہون
اسوقت بدین تجھ سے طالب مدد ہون رہائی اپنی چاہتا ہون اپنی قدرت سے سامان خلاصی پیدا
کر کوئی سبب اے مسبب الاسباب ایسا پیدا کر کہ جان میری بچ جائے قتل نہون خون میرا اس
رنگ کے چبوترے پر نہ گرے خنجر جلاد میرے حلق نازک سے نہ لگے یہ نابکار جلاد و جفاشعار ہی ہلاک
ہو جائے تیری برق غضب سے یہ ستمگار جل کر خاک ہو جائے نام و نشان اس کا باقی نہ رہے
اس نے میرے دل کو دکھایا ہے زیر تیغ بٹھایا ہے تو دیکھتا ہے کہ تیغ کف آمادہ قتل کھڑا ہے منتظر حکم زبانی
ہے خلقت کا ہجوم ہے ہزارون کفار میرے قتل ہونے کا تماشہ دیکھنے آئے ہین کیسے سب ناکارہ خوش
ہو رہے ہین کلمات دل شکن زبانون پر جاری کر رہے ہین مجکو سخت دہشت کہ رہے ہین یقین
اس امر کا ان کو ہے کہ مین قتل ضرور ہونگا تجکو اور تیری قدرت کو یہ بیدین بھولے ہوے ہین یہی
جانتے ہین کہ اب اس کو کوئی بچا نہین سکتا پس اے قادر و توانا قدرت اپنی دکھا دے مجکو
قتل ہونے سے بچا لے کفار کو حیرت ہو جائے کشت شادمانی پر ان کے اوس پڑ جائے خوشی انکی
مبدل بغم ہو جائے نخل آرزو ہین ان کے پھل نہ لائے حسین سبز قبا بادشاہ ہر حیلہ قلعہ جعد
حسرت و افسوس مین اسیر ہو جائے یہ سبک رو عیار نابکار رنگ تیری قدرت کا دیکھا جنگ

ہو جائے اس طرح سے میری رہائی ہو جائے ہنوز خواجہ طیفور گردپا بگریہ وزاری درگاہ جناب
باری میں برجوع قلب دعا کر رہے تھے اور حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ وہ حکم دے چکا تھا میرا حکم
واسطے قتل کرنے کے نہیں دیا تھا جلاد منتظر حکم ثالث تھا کفار کا بے حد ہجوم تھا لشکر اہل اسلام ہمراہ
سرداران عالی مقام قریب در قلعہ آ چکا تھا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دلیرانہ در قلعہ کو توڑ کر اندر قلعے
کے گھس جائیں گے خواجہ طیفور گردپا کو قتل سے بچائیں گے غوغائے رعد آواز نابکار
سے بھی کچھ اندیشہ نہ کریں گے کہاں تک وہ نابکار چیخے گا کس کس کو اپنے نعرے سے بیہوش کرے گا
آخر ناہنجار چیختے چیختے تھک جائے گا آواز بیٹھ جائے گی ہم میں سے ہزارہا بہادر دلیرانہ در قلعہ کو بضرب
گرزگران توڑ کر داخل قلعہ ہو کر خواجہ کو زیر تیغ سے اٹھا لیں گے جلاد کو بعوض خواجہ کے قتل
کریں گے اگر مردان سپاہ حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ ہمیں روکیں گے تو ان سے دلیرانہ لڑ کے
سب کو تہ تیغ کر کے در آرزو قلعہ میں جا کر داخل کریں گے عیاران بھی جب قدرت وہ سب جان
دینے اور مرنے پر آمادہ ہو رہے تھے سب نے کھینچ لئے تھے کمندیں اٹھالی تھیں ارادہ یہ تھا کہ اچھل کر
دیوار قلعہ تک جا کر حلقہائے کمند دیوار قلعہ پر پھینک کر بذریعہ کمند قلعہ کے اندر جس طرح ہو سکے گا
ضرور جائیں گے ہم اپنی زندگی میں خواجہ کو قتل ہونے نہ دیں گے کہ ناگاہ سوئے فلک سے ایک
پنجہ مثل برق جہندہ اس طور سے گرا کہ جلاد کا نشان بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا اور خواجہ طیفور
گردپا کو چبوترہ سنگیں سے سلاسل وغیرہ جدا کر کے اٹھا لے گیا پھر سوئے فلک جا کر سب کی نظر
سے غائب ہو گیا اس سے ایک شور عظیم اہل قلعہ سے بلند ہوا از مثل صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کے طیفور گردپا کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا جلاد نہیں معلوم کیا ہوا جب یہ شور عظیم
بلند ہوا اور پنجہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور خواجہ کو لیجاتے بھی دیکھا تو جملہ سردار و عیار و سواران سپاہ
قریب در قلعہ سے پلٹ آئے کیونکہ ایسی حالت میں اندر قلعے کے جانا بے سود تھا جب سب
فرودگاہ سپاہ پر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اکثر سرداروں اور عیاروں سے معلوم ہوا کہ خواجہ
کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا بادشاہ موصوف نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ طیفور گردپا قتل ہونے سے تو محفوظ
رہا امید واثق ہے کہ بعد چندے وہ اور صاحبقران پھر ہم سے آکر ملیں گے یہاں لشکر اسلام میں
ہر ایک خاص و عام انتظار تشریف آوری صاحبقران میں ہے اور متردد و متفکر ہے ادھر حسین سبز قبا
نامہ روانہ کر کے اطلاع دے چکا ہے کہ آٹھ روز میں تم یہاں سے سب چلے جاؤ ورنہ ہم دست
غوغائے رعد آواز سے تم سب کو قتل کرائیں گے مگر اب حال کفار قلعہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
پنجہ خواجہ کو اٹھا لے گیا جملہ کفار موجودہ کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اکثر کو صدمہ عظیم ہوا کہ طیفور
قتل نہ ہوا تماشہ اس کے قتل کا ہم نے نہ دیکھا غرض افسوس کناں وہ جملہ کفار جو تماشہ دیکھنے قتل
خواجہ ممدوح کا آئے تھے متحیر و ناخوش و غمگین اپنے اپنے مکان کی طرف گئے حسین سبز قبا بادشاہ حاکم
قلعہ نے جو یہ خبر سنی پہلے تو متحیر ہوا بعد ازاں کہنے لگا کہ فہیم عالم نے اپنی برق قہر و غضب سے
کام طیفور کا بھی تمام کیا اگرچہ ہم نے صاحبقران و طیفور گردپا کو تہ تیغ نہ کیا تو ہمارے سرپرست
و معین و مالک فہیم عالم نے ان کو سزائے مقتول دیدی اپنی برق قہر و غضب سے جلا دیا یا
ان کو اپنے پاس بلا کے قید کیا عوض لشکر کشی و جنگ و جدال کا ان دونوں دشمنوں کو خوب
مل گیا ہمارا مطلب اس طرح بھی نکلا انہیں دونوں دشمنوں کی خبر جو فہیم عالم نے دی تھی

انھین سے خوف وخطر تھا اب کچھ کسی سے خوف واندیشہ نہین ہی روے زمین پر اب کوئی بہادر
ایسا نہین ہی کہ ان قلعون کو فتح کر سکے ہم کو اسوقت سے اطمینان کامل ہو گیا کہ دشمن ہمارے
زیر ہو روے زمین سے اٹھ گئے اس کا ہمین جشن کرنا ضرور ہی کیونکہ اب دل ہمارا شادمان ہوا ہی
خوشی ظاہر کرنا مناسب وقت ہی اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین واقعی اب کسی سے
کچھ خوف نہین ہی جو دو دشمن تھے وہ شکار پنجۂ برق مثال ہو گئے اندیشہ وخوف دل سے دور
ہوا خوشی اس کی ضرور کرنا چاہیے حسین سبز قبا نے اہل دربار کو بھی موافق اپنی راے کے
پاکر حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جائے سامان خوشی وسرور مہیا ہو ارباب نشاط حاضر ہون
حسب الحکم ملازم کاربند ہوے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی حسین سبز قبا
مع اپنے جملہ اہل دربار وغوغاے سرود ونغمہ آواز کے بعد تکلف بزم عشرت مین آکر بیٹھا ساقیان
سیمین ساق حسب الحکم بادشاہ مذکور کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ وساغر بناز وانداز لیکر
حاضر بزم عشرت ہوئین پھر بادۂ ناب شیشون سے ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کر شاہ مذکور وجملہ
اہل محفل کو دینے لگین ہر ایک بادہ پرست شراب پینے لگا جب سب اہل بزم بعد خوشی شراب
پی چکے ساقیان گلرخ کشتیان شراب کی اٹھا کر بزم عیش سے چلی گئین بعد جانے ساقیان گل اندام
کے عین حالت نشہ مین حسین سبز قبا نے حکم دیا کہ ارباب نشاط کوئی نازنین خوب رو خوش گلو
حاضر بزم عشرت ہو کر روبرو ہمارے رقص ونغمہ کرے بموجب حکم ایک نازنین مہ جبین سراپا ناز نہایت
خوش آواز بصد ناز وانداز ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین اسطرح آئی کہ اس کی رفتار
سے دل دیکھنے والون کے بس گئے مانند حنا پا مثل سبزہ پامال ہو گئے جوانان اہل جلسۂ عیش نے
اس کے رخ زیبا پر نظر کرکے ہزار دل وجان عاشق وفریفتہ ہوکے بے اختیار آہ کی دل سینون
مین مضطر وبیقرار ہو گئے سب اس کے عاشق زار ہو گئے خواہش وصل دل مین پیدا ہوئی آنکھونکو
اس کی دید مد نظر ہوئی ہر ایک اس کے برق حسن سے سکتے مین تھا خود نہال منظر مذکورہ تب
بادشاہ مذکور بھی اس کی شمع حسن غریب پر فریفتہ ہو گیا بے اختیار اس کو دیکھنے لگا اس نازنین
نے بادشاہ مندرجہ بالا کو بہزار ناز وانداز سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے سب کو
اپنی طرف متوجہ پاکر ناچنا شروع کیا اہل بزم بغور دیکھنے لگے اور بجاے خود تعریف اس کے
رقص کی کرنے لگے حسین سبز قبا بھی اس کے رقص کو پسند کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ نازنین
کیا خوب ناچتی ہی اپنے فن مین کامل ہی وہ نازنین تا دیر رقص کرکے دلون کو اہل محفل کے ہنگام
رقص ہی پامال کرکے حسب فرمایش بادشاہ حسین سبز قبا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی اہل بزم
اس کی طرف متوجہ ہوے

غزل

نکالی ہی ورے درد جگر کے دل کی لگی اچھی — کیا کرتا ہی تڑپنے مین یہ مہینا گذری اچھی
ہوا مشہور مین سارے جہان مین ان کی الفت سے — حسینون کی بدولت میری شہرت ہو گئی اچھی
جفا وظلم سے اب ناک مین دم آگیا میرا — سزا عشق حسینان کی تجھے ایدل ملی اچھی
عدو کا بھول کر وہ گھر مرے گھر مین چلے آئے — شب تاریک مین تقدیر چمکی ہی مری اچھی
دل ناشاد کا میرے ملے پھول آنکھون مین — وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنس کر کیا مہندی لگی اچھی
زمانے کے حسینون سے تمھارا حسن اچھا ہی — جہان کے دلبرون سے بھی تمھاری دلبری اچھی

یہ ہی بے مثل دنیا مین وہ یکتا ہی زمانے مین — ہمارا رنج اچھا ہی تمھاری ہی خوشی اچھی
جو بازو پر تمھارے ہی وہی ہی نورتن اچھا — گلے مین جو تمھارے ہو وہی چمپا کلی اچھی
اندھیری رات ہو برسات ہو ساون ہو ولے ہو — گھٹا ہو باغ ہو سب کچھ ہو جب ہی میکشی اچھی
عدو کے سامنے ہم کو وون سے یون ملتے ہو کیون اکثر — ہمارے دل کی تم نے قدر کی ہی واہ جی اچھی
سدا یہ مرقد مجنون سے اب دن رات آتی ہی — حسینون کا نہ عشق اچھا نہ ان کی عاشقی اچھی
ملاتے ہی نظر لیجاتے ہو پہلو سے دل میرا — یہ تم نے سیکھی ہی ادائے جان ستان دلبری اچھی
تمہین ہنستے ہو تم نے ہی چرایا ہی اُسے جھٹ سے — بس اب دیدو ہمارا دل نہین یہ دل لگی اچھی
بری باتین سکھا کر تمکو یہ بدخو بنا مین گے — مجھے تو نہین ہی دشمنون کی دوستی اچھی
بہت برہم ہوئے جب چھیڑ کر مین نے کہا اغلب — پری بیشک ہو اچھی اور تم سے ہی پری اچھی

اہل جلسہ اشعار مندرجہ غزل سن سن کے بہت خوش ہونے لگے اہل فہم دل مین تعریف کرنے لگے نازنین خوش گلو نے اس حسن سے ہر ایک شعر کو گایا کہ حسین سبز قبا بھی وجد مین آ کر جھومنے لگا بے اختیار تعریف کرنے لگا جب غزل مندرجہ مطربہ مذکورہ نے تمام کی شاہ مذکور نے انعام کثیر اُسے دے کر رخصت کیا پھر دوسری مطربہ کو طلب کیا وہ بھی مثل مطربہ اول کے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم بخوشی و برغبت گانا اُس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے حسین سبز قبا تو مع اپنے ارکان دولت و اہل دربار کے بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہی گانا نازنینون کا سن رہا ہی سات روز کا اس نے جشن کیا ہی اس کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب

دو کلمہ داستان اُس بچہ کے جو طیفور گردیا کو اُٹھا کر لے گیا ہی بیان کیے جاتے ہین

تڑپتے لوٹتے اک عمر فرقت مین کٹی میری — بھلا یہ بھی کوئی ہی زندگی مین زندگی میری
کبھی تم بس نے ندانی اور نہ ہوئے بے سخن میری — بھلا وہ کب نکالیگا تمنائے دلی میری
پلانا جام مے دشمن کو اور بیٹھے سامنے میرے — یہ کیفیت رہی تو ہوگی اکدن آپ کی میری
لیا اک گل کا دل اور داغ حسرت دیکے لاکھون — غضب ہی بیکسی ہوتی آپ کی ہی ہمدمی میری
ہوا گل دوست ظالم آج دشمن ہی مرا بیٹھا — نہ دو دن بھی نبھائی واہ تو نے دوستی میری
بھلا دشمن بچے تم اور بجلی اُس کی محبت ہی — بجا ہی مین برا سچ ہی بہت صحبت بری میری
ہوا دل اب تو ٹھنڈا آپ کا دشمن کی بن آئی — لبون پر سینے سے دم آیا ہوئی حالت بری میری
وہ بزم غیر مین بے پردہ کس شوخی سے بیٹھے تھے — قیامت سے بچے اٹھ بیٹھے جو صورت دیکھ لی میری
مرا لیکن کوئی ٹھٹا ہوا دیتا ہی دامن کی — فدا اے ہوش اس پر ہی یہ اچھی بیخودی میری

جب وہ بچہ طیفور گردیا کو اٹھا کر بلند ہوا تو خواجہ طیفور گردیا سوچ ہوا سے بیہوش ہو گئے بچہ مذکور خواجہ کو لیے ہوئے بعد قطع راہ پردہ قاف مین روبروے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پہونچا جاتے ہی خواجہ کو سامنے ڈالدیا سلیمان صاحبقران نے پوچھا

کہ خواجہ کو کہان سے لایا ہی اُس دیو نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تابعدار حسب الحکم یہان سے
سوے طلسم زلزلہ گیا تھا اُسکے راہ مین چار قلعے مجکو نظر آئے قلعۂ اول کے سامنے لشکر اہل اسلام
کو فروکش دیکھا پہلے اُسی لشکر مین مین نے خواجہ کی جستجو کی جب نہ پایا تو متردد ہوا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ اندر قلعہ کے ہزارہا آدمیون کا ایک جگہ مجمع ہی یہ خواجہ طوق و زنجیر مین گرفتار زیر تیغ جلاد بیٹھے
تھے سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے کچھ کہہ رہے تھے چہرہ ان کا متغیر ہو اشک آنکھون مین وہین جلاد قتل
کیا ہی چاہتا ہی یہ دیکھتے ہی مین جھپٹ کر ان کو اُٹھا لایا ہون کا اُسوقت بہت تھا جلاد کو کھا گیا اُس کے
کھانے سے عجب لذت زبان پر آئی کیونکہ گوشت نمکین تھا پھر یہ فدوی خواجہ کو لئے ہوے یہان آیا
سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اُس دیو کی باتین سنکے بہت
ہنسے پھر اُس سے کہا کہ اب کبھی کسی انسان کو نہ کھانا خصوص اہل اسلام کو اُس نے عرض کیا کہ فدوی
اب حکم حضور کی تعمیل کرے گا یہ کہکے چلا گیا چونکہ خواجہ بیہوش تھے سلیمان صاحبقران اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے پریون نے ایسی تدبیرین کین کہ خواجہ کو ہوش
آیا آنکھین کھولین سامنے صاحبقران اور سلیمان صاحبقران اور چند پریون کو پایا نہایت
خوش ہوکر اُٹھ بیٹھا ادب سے سلام کیا پھر گھبراکر پوچھا کہ اے صاحبقران ذی وقار یہان مجھے
کون لایا مین تو زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا یہ کہکے تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا اور حسین سبز قبا
کے نامہ بھیجنے کا مفصل بیان کیا صاحبقران نے کہا کہ ہمکو بھی ایک دیو یہان اُٹھا لایا تھا ہم نے
بضرورت دیو کو روانہ کیے تمکو بھی وہان سے بلوالیا الحمد للہ کہ دیو ایسے وقت پر پہونچا کہ تمکو جلاد نے
زیر تیغ ہی بٹھایا تھا قتل نہین کیا تھا کہ دیو تمھین لے آیا خواجہ نے عرض کیا کہ اس خاکسار سے کیا کام
لینا منظور خاطر عالی ہی کس واسطے آپ نے مجھے بذریعہ دیو طلب کیا ہی ارشاد ہو صاحبقران نے
تمام حال دیو سرکش سمت اُڑنے کا اور شمس جنی سے غوغاے رعد آواز کے قتل ہونے کا
اور حور جنی عامل کے پاس جانے کا اور جو کچھ اُس نے بیان کیا تھا وہ سب کہکے ارشاد کیا کہ اے
خواجہ تم کسی تدبیر سے اندر طلسم شمشیر جنبان کے جاکر بیلچے قبر فہیم عامل سے لوح طلسمی لے آؤ
تاکہ ہدایت لوح طلسمی سے غوغاے رعد آواز وغیرہ اشخاص [illegible] کو ہم یہان سے جاکر
قتل کرین چارون قلعون کو فتح کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہی مگر طلسم شمشیر
جنبان مین کیونکر جا سکتا ہون راہ سے ناواقف ہون کوئی راہبر نہین ہی اور خضران پری کے
مسکن سے بھی ناآشنا ہون سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ ہم ایسی کوئی فکر کرینگے
کہ تمکو خضران پری تک پہونچا دینگے یہ کہکے اکثر پریون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا کہ
تمکو خضران پری سے آگاہی ہی کہ وہ کہان رہتی ہی پردۂ قاف مین کہان اُس کا مکان ہی اُس سے
تمکو رسم و راہ بھی ہی یا نہین ان پریون مین سے ایک پری نے عرض کیا کہ اے صاحبقران پردۂ
قاف مین خضران پری کو جانتی ہون اُس کی جاے سکونت سے بھی آگاہ ہون مجھسے اُس سے
رسم و راہ بھی ہی مگر وہ بہت دور ہی جوالی پردۂ قاف مین رہتی ہی سلیمان صاحبقران نے
اُس پری سے فرمایا کہ تم خواجہ کو اپنے ہمراہ خضران پری کے پاس لیجاؤ ان کو اُس پری تک
پہونچا دو اور جو کچھ خواجہ تم سے کہین اُس پر عمل کرو اُس پری نے منظور کیا ایک روز خواجہ طیفور
گرد پانے عیاری سو چکر شکل اپنی بعینہ پری کی سی بنائی بقول بعض راویون کے رنگ و روغن سے

اور بعض راویون نے بیان کیا ہے کہ بمجرد صورت اپنی پری کی بنائی ہے تو جب خواجہ موصوف
بشکل پری بنے وہ پری کہ نام اُس کا الگن پری تھا خواجہ کو تخت پر بٹھا کر تخت کو بلند کر کے سوے
خضران پری روانہ ہوے اثنائے راہ مین خواجہ پردہ قاف کے عجائبات و غرائب اشیار
دیکھتے ہوے بصورت پری بنی ہوئی جاتے تھے اور الگن پری سے کہتے جاتے تھے کہ تم مجکو جب
خضران پری کے سامنے لے جانا اور وہ پوچھے تو یہ کہنا وہ کہتی جاتی تھی کہ اے جو کچھ آپ نے
کہا ہے ایسا ہی کرونگی غرضکہ بعد قطع راہ دور و دراز الگن پری خضران پری کے مکان پر
پہونچی تخت اپنا اُتارا دیکھا کہ خضران پری اپنے مکان مین بیٹھی ہوئی ہے چند پریان بھی اُس کے
قریب بیٹھی ہین کچھ باتین کر رہی ہین الگن پری نے قریب اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے پہچان
بہت خوش ہو کے پوچھا کہ اے الگن پری بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آج ادھر تمھارا آنا ہوا
مزاج تمھارا کیسا ہے یا تخت تمھارے آنے کا کیا ہے فقط ہم سے ملنے کو آئی ہو یا کوئی کام ہم سے درپیش
ہے اُس نے کہا کہ اے خضران پری آپ کو مین نے ایک زمانہ دراز سے نہین دیکھا تھا اپنے ذوق
آپ سے ملنے کا ارادہ تھا آج فقط آپ سے ملنے کو آئی ہون کوئی کام سوائے ملاقات نہین ہے
خضران پری نے خوش ہو کر قریب اپنے بٹھا کر پوچھا کہ یہ پری تمھارے ساتھ جو آئی ہے یہ تمھاری
کوئی عزیزہ ہے یا غیر ہے نام اس کا کیا ہے مینے کبھی اس پری کو نہین دیکھا ہے اُس نے کہا کہ یہ پری میرے
عزیزون سے ہے نام اس کا حسین خوش گلو پری ہے واقع آپ نے کبھی اس کو نہین دیکھا ہے یہ
ماشاء اللہ خوب ناچتی ہے اور گاتی ہے تو ایسا ہے کہ پردہ قاف مین مثل اس کے کوئی پری نہ گاتی ہوگی
آواز اس کی ایسی اچھی ہے کہ تعریف ہو نہین سکتی خضران پری نے بہت مشتاق ہو کر کہا کہ اے
الگن پری اس سے کہو کہ ہمارے سامنے بھی رقص و نغمہ کرے ہم کو شوق گانا سننے کا تم جانتی ہو
ہمیشہ سے ہے کبھی ہم بھی جوان تھے عالم جوانی مین ایسا گاتے تھے کہ جن و دیو تو کیا مرغان ہوا اور
ماہیان دریا بھی ہماری آواز دلکش اور ہمارے گانے کو سنکر پرواز و حرکت سے باز رہتے تھے ہم کو
بھی اپنے گانے کا اور خوش آواز ہونے کا خیال تھا بلکہ غرور تھا اب ہم ضعیف ہوے وہ آواز نہین
رہی مگر کبھی کبھی اب تک کچھ بجاے خود گاتے ہین اور گانا سنتے ہین گو وہ زمانہ شباب نہ رہا مگر شوق
گانا گانے اور گانا سننے کا اب تک ہے لہذا حسین خوش گلو پری کے گانے کی آرزو ہے اور گانا
سننے کے مشتاق ہین الگن پری نے کہا کہ اے حسین خوش گلو پری ہماری بہن خضران پری
تمھارے گانا سننے کی بہت مشتاق ہین ان کے سامنے اسوقت کچھ گاؤ اور رقص اپنا انہین دکھاؤ
ناچنے گانے مین یہان نہ شرماؤ حسین خوش گلو پری نے بعد عذر خرابی آواز کے اصرار الگن
پری سے مجبور ہو کر روبرو خضران پری کے ایستادہ ہو کر ایسا رقص کیا کہ دیکھنے والے حیران
ہوے خصوصاً خضران پری دنگ ہو گئی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی حسین خوش گلو
پری نے خضران پری وغیرہ کو متوجہ پا کر یہ غزل حسب فرمایش الگن پری شروع کی غزل

پھول کیا کرتے ہین گل کھلتے گلستانون مین	تخت کھلتا ہین جو پر جاتین ترے کانون مین
دل سے تیار ہو جان سے تیار رہو	حکم آتا ہے یہ لکھا ہوا فرمانون مین
تھک گئے اب تری تعریف کے لکھنے والے	رکھدیے سب نے قلم آج قلمدانون مین
میکشی چھوڑ کے اب اس پہ قناعت کر لی	کیفیت ملتی ہے انگور کے دو دانون مین

دل مین چبھو جائین تو برسون مین خلش جاتی ہی
ہائے افسوس کہ اس دل نے نہ پایا جسکو
لے گیا لوٹ کے ایمان ہمارا ظالم
نہ وفا کا ہی سلیقہ نہ جفا کی ہی تمیز
بیٹھ رہ صبر سے تو ایکجگہ اے مجنون
اپنے مطلب کی تو مین بات سمجھ لیتا ہون
بیشک آغوش مین لینے سے خطاوار ہین یہ
تیرے بیمار کو صحت سے نہ مطلب نہ غرض
خلش نوک مژہ لذت پیکان خدنگ
بزم عشاق مین وہ شوخ نہ آئے گا دلبر

خوب لوگین تیرے تیرون کی ہین پیکانون مین
تیرے مداحون مین دشمن کے ثناخوانون مین
کون کہتا ہی وہ ظالم ہی مسلمانون مین
چشم بد دور ابھی آپ ہین نادانون مین
خاک اڑاتا ہی عبث نجد کے بیابانون مین
وہ سمجھتے ہین تو سمجھین مجھے دیوانون مین
تیر دو اور لگا دیجیے ان شانون مین
نہ دواخانون مین جاتا نہ شفاخانون مین
سب بھرے ہین دل صد چاک کے ارمانون مین
جو آ جینے کی کس طرح سے انسانون مین

حضران پری اور دیگر پریان اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے اور ناچنا حسین خوش آواز پری کا دیکھ کے دنگ تھین سب کی سب تصویر گل ہو گئی تھین ایسی محو و بیخود و متحیر تھین کیونکہ حسین خوش آواز پری ایسا ناچتی گاتی تہی کہ بمصداق نظم

نور کی اک ہوائی سی کہ چھٹی
آفت جان وہ تان اونچی پلٹ
دل پہ لگتا آکے تیر چپس
ان سرون کی نشست جو سن پائے
نغمہ سنجان باغ وہ سر دیکھ
ہوگئے ریشہ ساز کو چہ بار

لکھدی تھی لوح دل پہ وہ تحریر
دل پہ نشتر زن ایک اک فقرا
گت سے تھی رنگ جو رکی تھی ستم
ولتے سے جہان کے دل اچھلے
پھاند ہوگیا پہ رنگ تب
بند ہے گئے تار آنسوؤن کے تار

ان کیا لی تھک کی جب بلی
نقش تب سان ہوا ہر اک تصویر
سر لگاتی تہی جب وہ ماہ منیر
کھنچتے قانون سے زیادہ نغمہ
سنکے اس گل کا زمزمہ آہنگ
اہل محفل کو ہوگیا سکتہ

حسینہ خوش گلو پری نے جب ناچ گا کر غزل مندرجہ کو بھی تمام کرکے توقف کیا تو حضران پری وغیرہ کو جب سکتہ اور بیخودی سے افاقہ ہوا تو اس درست ہوئے تو ہر ایک نے تعریف کی پھر حضران پری نے حسین خوش گلو پری سے مخاطب ہوکے کہا کہ واقعی تمہارا مثل و نظیر زیر چرخ ناچنے گانے مین نہین دیکھا تو بتاؤ کہ تم نے کس استاد سے سیکھا ہی اس سن و سال مین یہ کمال اللہ تم کو نظر بد سے بچائے زندہ سلامت رکھے تم نے اسوقت دل میرا بہت خوش کیا ایسا گانا سنایا کہ مین نے کبھی نہ سنا تھا ایسا رقص کیا کہ کبھی ایسا نہ دیکھا تھا حسین خوش گلو پری نے سر جھکا کر کہا کہ مین نے اکثر پریون سے ناچ گانا سیکھا ہی بہت سی باتین اپنی طبیعت سے ایجاد کی ہین محنت و مشقت حصول علم موسیقی مین بہت کی ہی شام و صبح بلکہ تمامی روز و شب رقص و نغمہ مین برسون مین نے بسر کئے ہین مگر ابھی کچھ بھی نہین جانتی ہون محض مبتدی ہون آپ کا حسن سماعت ہی کہ میرے گانے کو آپ پسند کرتی ہین ازراہ قدردانی رقص و نغمے کی تعریف کرتی ہین حضران پری نے جواب دیا کہ واقعی تمہین لائق تعریف ہو اس سن مین یہ کمال بہم پہونچا سننے والون کو حیرت ہوتی ہی ناچ دیکھنے والون کو تعجب ہوتا ہی ہنگام رقص برق کی طرح کوندجاتی ہو سچ تو یہ ہی کہ ناچنے کے وقت دلہائے اہل محفل ماتند سبزہ پامال کرتی ہو ایک روز ہم تمہارا گانا پھر سنین گے آج کے تیسرے روز ہمارے مخدوم فہیم عالی کا عرس ہی ان کے مرقد پر ہم جاسینگے تم کو بھی اپنے ساتھ لے جائینگے وہان تمہارا

کھانا سنیں گے روح ہمارے مخدوم و موصوف کی تمہارے رقص و نغمہ کرنے سے بہت خوش ہوگی
اگر ممکن ہو تو دو چار روز یہاں رہو الگن پری بھی رہیں جب خوش ہو جائے گا تو چلا جانا حسین
خوش گلو پری نے کہا مجھے کچھ عذر نہیں ہے اگر الگن پری یہاں رہیں گی تو میں بھی رہوں گی
الگن پری نے جواب دیا کہ میں اپنی بہن کی خلاف مرضی یہاں سے نہ جاؤں گی خضران پری
یہ سنکے خوش ہوئی الحاصل تیسرے روز خضران پری الگن پری و حسین خوش گلو پری
و دیگر پریوں کو ہمراہ لے کر تخت پر سوار ہو کر سوے قلعہ یعنی طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئی
جب نزدیک قلعہ مذکور پہونچی تخت سے اتر کر ایک رقعہ لکھکر ایک دیو کو دیا کہ اس رقعہ کو وہ سنتے
جو چشمہ ہے اس میں ڈالدے دیو نے حکم کی تعمیل کی ہنوز دیر نہوئی تھی کہ سامنے سے برق جادو حاکم
و بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تخت جواہر پر سوار تاج شاہی بر سر قبلے فرمانروائی در بر یکہ و تنہا نمودار ہوا
جب قریب آیا خضران پری سے کہا کہ رقعہ تمہارا ہمکو پہونچا تھا معلوم ہوا تھا کہ آج روز عرس فہیم عاملی
ہے آؤ ہمارے ساتھ داخل قلعہ ہو اور بعضے راویوں نے بیان کیا ہے کہ قبل سے پہونچ جانے کے خضران
پری نے رقعہ لکھکر دیو کو دیا اور اس سے کہا کہ چشمہ نیلگون میں اس کو ڈال آ دیو نے حکم کی تعمیل کی
پھر خضران پری ہمراہ سب پریوں مذکورہ کے مع حسین خوش گلو پری تخت پر سوار ہو کر پہونچے
طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئیں جب قریب دروازہ طلسم شمشیر جنبان پر پہونچیں حاکم و بادشاہ طلسم
شمشیر جنبان کو خبر ہوئی وہ مانند بجلی کے تیز تر بسرعت تمام تخت جواہر پر سوار تاج شاہی بر سر پوشاک شاہانہ
در بر یکہ و تنہا آیا خضران پری نے پوچھا کہ اے برق جادو مزاج تمہارا کیسا ہے اس نے کہا کہ تمہاری
دعا سے اچھا ہوں رقعہ تمہارا پہونچا تھا دیر سے میں تمہارا منتظر تھا یہ کہکے ہمراہی پریوں پر نظر کرکے کچھ
متردد ہوئے پوچھا کہ آج تمہارے ساتھ یہ کون پری ہے کبھی تم ان کو اپنے ہمراہ نہیں لائی تھیں آج انکے
یہاں لانے کا کیا سبب ہے خضران پری نے جواب دیا کہ یہ پری ہماری الگن پری کی عزیز ہے چونکہ
آج روز عرس فہیم عاملی ہے الگن پری بھی بشرکت عرس یہاں آئی ہیں اور اس پری کو بھی اپنے ساتھ
لائی ہیں کچھ تم تردد نہ کرو میں یہاں کسی غیر کو کبھی نہ لاؤنگی تمہاری دوست ہوں دشمن نہیں ہوں برق
جادو یہ سنکے مطمئن ہوا تردد دل سے دور ہوا کچھ اندیشہ دل میں نہ رہا بےخوف ہو کر نیچے تخت سے
اتر کر جانب دروازہ طلسم شمشیر جنبان دیکھکر انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ
تلواریں جو دروازے پر لٹکی ہوئی جنبان تھیں دفعتاً وہ ٹھہر گئیں حرکت سے باز رہیں دروازہ کھل گیا برق
جادو خضران پری وغیرہ کو ہمراہ لے کر اندر اس قلعے کے گیا پھر سوے در قلعہ دیکھکر اشارہ کیا
وہ تلواریں پھر بدستور ہلنے لگیں اور دروازہ قلعہ بند ہو گیا حسین خوش گلو پری نے اندر
قلعے کے جا کے اکثر عجائب و غرائب کی سیر کی اگر ان کو بتفصیل بیان کیا جاے تو نہایت طول ہو گا خلاصہ
یہ کہ بہت ہی عجائب و غرائب اشیا کا مشاہدہ کیا ان کے دیکھنے سے نہایت حیرت ہوئی قلعہ کو دیکھا
تو نہایت وسیع پایا ایک جانب کو ایک مقبرہ نظر آیا نہایت پختہ و خوش قطع دروازہ اس کا مقفل تھا
برق جادو نے اس دروازے پر جا کے قفل کو بنظر تند دیکھا فی الفور وہ قفل وا ہوا دروازہ
مقبرے کا کھل گیا خضران پری ہمراہ الگن پری وغیرہ کے اندر اس مقبرے کے گئی قبر فہیم
عاملی کے پاس بیٹھکر بے اختیار اشکبار ہوئی وغیرہ پریاں بھی آبدیدہ ہوئیں برق جادو بھی محزون ہوا
حسین خوش گلو پری نے اندر مقبرے کے جا کر چار طرف نظر کرکے معلوم کیا کہ مقبرہ وسیع ہے

عمارت پختہ اور منقش شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ اسباب ضروری سے اچھی طرح آراستہ ہے جھاڑوں اور
کنولوں میں شمعیں مومی و کافوری چڑھی ہوئی ہیں آئینے کلاں طلائی کار نہایت ظرافت بقاعدہ مناسب دیوار
مقبرہ سے ملحق آویزاں ہیں وہ آئینے ایسے صاف و شفاف ہیں کہ اگر ان کو آئینہ سکندر بھی دیکھتا تو حیران
ہوتا علاوہ آئینہ ہائے مذکور کے چند قطعات و آیات بخط نسخ و نستعلیق خوشنویسان نامی کے ہاتھوں کے
لکھے ہوئے انجام مرگ و بے ثباتی عالم و خالیان کے مضمون کے تختوں میں زیر آئینہ نہایت خوبی
کے ساتھ دیوارہائے مقبرہ مذکور میں آویزاں ہیں درمیان عمرہ قبر پختہ فہیم عالی کی اگر گرد اس کے
نقرئی کٹہرہ ہے قبر پر چادر کمخواب سبز کی پڑی ہے بالائے چادر مذکور چادر گل پڑی ہے سرہانے قبر ایک کشتی نقرئی
رکھی ہے اور اگرسوز نقرئی مع مورچھل اس میں رکھا ہے اگرسوز آتش غم فہیم عالی میں دود آہ دل سوزان
ظاہر کر رہا ہے فرش مقبرہ سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کا ہے علاوہ فرش سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کے
جابجا قالین اونی نہایت بیش قیمت بچھے ہیں غرضکہ مقبرہ مذکور میں جملہ اشیائے ضروری سے زیب و
زینت دیکھی خضران پری نے سامان عرس کا حکم دیا پریوں نے ضروری سامان مہیا کیا چادر گل
تر و تازہ بالائے قبر چڑھائی گئی اگر اگرسوز میں مگر رسلگایا گیا طعام ہائے لذیذ و خوش ذائقہ کی تیاری
برائے فاتحہ خوانی صاحب قبر مذکور ہونے لگی پریاں سہ وقت کا ہوئیں خضران پری نے بعد فراغ
بعض کار موجود سب پریوں کو یک جا بٹھایا برق جادو بھی ایک جانب بیٹھا اس وقت خضران
پری نے حسین خوش آواز پری سے کہا کہ حسب وعدہ اس وقت تو مزار فہیم عالی کے
روبرو معرفت الٰہی میں گاؤ یا کوئی غزل عاشقانہ گا کر روح کو ان مرحوم کی خوش کر دو آج ان کا عرس ہے
یہ دنیا میں عامل کامل تھے افسوس کہ آج زیر خاک سو رہے ہیں ہم ان کو روتے ہیں زندگی میں یہاں
پیر و مرشد تھے آج یہ عمل خیر کے دوسروں سے محتاج و خواہاں ہیں حسین خوش گلو پری نے
حسب فرمائش خضران پری پہلے تو غزلیں وغیرہ معرفت خدا میں خوب گائیں اور خوب رقص کیا
ہر ایک حالت وجد میں جھومنے لگا کہ حق بار بار زبان پر جاری کرنے لگا خصوصاً خضران پری کو تو
گویا حال آگیا بے خود ہو گئی برق جادو بھی علحدہ بیٹھا ہوا تھا دیکھا کیا مگر تماشا کیا بعد تھوڑی دیر کے
خضران پری سے رخصت ہو کر کہنے لگا آج تو تم شام تک یہیں رہو گی ہنگام شام جاؤ گی آپ نے
کہا کہ ہاں حسب دستور قدیم آج شب کو میں یہاں سے جاؤں گی یہ سنکے برق جادو چلا گیا بعد تھوڑی

یہ غزل خوش گلو گانے لگی۔ غزل

فصل بہار آئی ہر دیوانہ چمن ہوا	گل کی طرح سے چاک مرا پیرہن ہوا
بستر پہ ہوں مگر کوئی پاتا نہیں مجھے	اس درجہ تیرے ہجر میں لاغر بدن ہوا
دل آپ کے فراق میں محزون ہے مدام	سینہ ہمارا حسرت بیت الحزن ہوا
مثل حباب آیا نظر آسمان مجھے	دریا جو میرے آنسوؤں کا موجزن ہوا
بیکس ہوں گا کوئی بھی مجھ سا جہان میں	بعد فنا نصیب نہ گور و کفن ہوا
مرقد میں حشر تک مری آنکھیں کھلی رہیں	دیدار کا خیال جو زیر کفن ہوا
رویا جو ہجر میں تو ہوئے داغ دل ہرے	بارش کی فصل آئی ہر تازہ چمن ہوا
پالے تھے ہم عزیز و اقربا کے اس قدر	غربت میں بھی نہ ہم کو خیال وطن ہوا
اٹھا جو دل سے آہ شرربار جسم میں	جل کر تباہ گنبد چرخ کہن ہوا

بر مین مرے جو بیٹھ گیا کل وہ شمع رو — جل گیا خجل رقیب سیہ انجمن ہوا
دیتے نہیں جواب جو میرے سوال کا — ثابت تمہارا اشکل کہ عیب دہن ہوا
گیسو جو اُس نے ڈالدیے رخ پہ بزم مین — غل ہو گیا جہان مین کہ سورج گہن ہوا
لائق جو جو دل لیا کسی خجل نشیب سے جیسے — سمجھا جسے رفیق وہی راہزن ہوا

حضران پری بالکن پری و دیگر پریان جو اُس جلسے مین موجود تھین وہ اشعار غزل مندرجہ بن سنکے اور رقص دیکھکر بہت خوش ہو کر بار بار بے اختیار تعریف کرنے لگین بعد تمام کرنے غزل کے حسین خوش گلو نے کہا مین آپ کا فرمانا بجا لاچکی اب چاہتی ہون کہ آپ کچھ گائین خضران پری نے پہلے تو اپنے سن رسیدہ ہونے کا عذر کیا پھر اصرار کرنے سے یہ غزل اُس نے شروع کی غزل

روح کو چین ہجوم غم دلبر مین نہین — صاحب خانہ کو آرام بھرے گھر مین نہین
مجکو امید ہے مشکل مری آسان ہوگی — جو رکاوٹ ترے دل مین ہے وہ خنجر مین نہین
اے غم عشق نہ جا تا رے دل سے باہر — ایسی مہمان کی توقیر کسی گھر مین نہین
اُس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہے سیہ تر ہو — یہ وہ گردش ہے کہ جو میرے مقدر مین نہین
تجھسے بیداد کرو تو بھی غنیمت جانون — تیرے امید کسی طرح کی محشر مین نہین
آپ کے لطف وعنایت کا بھروسا کیا ہے — ایک گھڑی بھر مین اگر ہے تو گھڑی بھر مین نہین
لکھے جاتے ہین شیدائی گیسو سارے — کونسا نام ہے جو آپ کے دفتر مین نہین
سخت جانون سے جو منہ پھیر لیا ہے قاتل — عرق شرم تو آب دم خنجر مین نہین
مین نے کیا جلنے کیون سجدہ کیا ہے اُسکو — جانتا ہون کہ خدا اور ہے پتھر مین نہین
غیر کے منہ سے جتاتا ہے عبث تو اے داغ — اُس کی تقدیر مین ہے جو ترے مقدر مین نہین

اہل بزم اشعار سننے لگے اور متوجہ ہو کر جانب خضران پری کو دیکھنے لگے تو مرقد فہیم عالی کی طرف دیکھ دیکھکے روتی جاتی تھی اور اشعار غزل بھی ایسی تھی کہ پریان اُس کے گانے کی تعریف کرتی تھین جب خضران پری نے غزل کو تمام کیا حسین خوش گلو پری نے بھی اُس کی ثنا کی پھر ایک پری خضران پری سے کہکے گانے لگی اس اثنا مین حسین خوش گلو پری اٹھی خضران پری نے پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا بضرورت جاتی ہون ابھی آتی ہون یہ کہکے باہر مقبرے کے جاکے ایک درخت کی آڑ مین بیٹھکر بعجلت تمام نقب لگانی شروع کی تھوڑی دیر مین خواجہ طیفور کر دیا نقب لگاتے ہوے پہلوے قبر فہیم عالی تک پہونچے اُس جگہ فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا کہ تحت قبر فہیم عالی مین ایک چھوٹا صندوقچہ مانند قلمدان کے رکھا ہے خواجہ نے اُسے اٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر بعجلت نقب سے باہر آکر وہین نقب کو بند کرکے دست و پاے گرد و غبار و خاک کو دور کرکے خرامان خرامان اندر مقبرے کے جاکر پاس الکن پری کے بیٹھے خضران پری نے خیال کیا کہ حسین خوش گلو واسطے دفع بول و براز کے گئی تھی یہ خیال کرکے خاموش رہی قریب شام سورہ فاتحہ فہیم عالی کی روح کو بخشا پھر ایک نے ہاتھ قبر پر رکھکر سورہ فاتحہ پڑھا پھر روشنی کرکے اغذیہ انواع و اقسام پر بھی سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھکر ہدیہ ثواب اُس کی روح کو بخشا وہ طعام مستحق لوگون کو دیدیا گیا اتنے مین برق جادو آیا خضران پری وغیرہ سب پریان اٹھین باہر مقبرے کے آئین برق جادو نے [illegible] آہستہ پڑھا دروازہ مقبرے کا بند ہو گیا وہ قفل جو کھلا تھا پھر بدستور حلقۂ زنجیر مین جاکر آویزان ہوا برق جادو

نے ہمراہ خضران پری کے قریب در قلعہ آکر کچھ اسمائے سحر آہستہ زبان پر جاری کیے دروازہ قلعہ کا
کھل گیا وہ تلواریں جنبش سے باز رہیں جب خضران پری وغیرہ سب باہر قلعے کے چلے گئیں اور
برق جادو نے پھر سوے در قلعہ اشارہ کیا وہ خود بخود بدستور سابق بند ہوگیا وہ تلواریں بھی اسی طرح
چلنے لگیں برق جادو خضران سے رخصت ہوکر نظر سے غائب ہوگیا خضران پری سے الگن
پری بھی خواہان رخصت ہوئی اُس نے اجازت جانے کی دی الگن پری تخت پر حسین خوش گلو
پری کو بٹھاکر سوے قصر فیروز و نگار روانہ ہوئی ادھر خضران پری مع اپنی ہمراہی پریوں کے لیے
ستان کی طرف تخت پر بیٹھکر گئی الگن پری بعد قطع راہ در قصر فیروزہ نگار پر آکر تخت سے اتری اور
حسین خوش گلو پری بھی ہمراہ اُس کے تخت سے اتری پھر دونوں داخل قصر فیروز و نگار ہوئیں
دیکھا کہ سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بیٹھے ہیں باہم کچھ باتیں
کر رہے ہیں یکایک الگن پری نے اور خواجہ طیفور گر دیلنے جو بصورت پری بنے ہوئے تھے
باادب سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ لوح طلسمی لائے خواجہ نے بصورت اصلی ہوکر
عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے اور اعانت خدا سے لوح طلسمی لے آیا صاحبقران ممدوح نے بہت
خوش ہوکر لوح کو طلب کیا خواجہ نے زنبیل سے نکال کر وہ صندوقچہ کو جلسہ پیش کیا صاحبقران
نے جب اُس کو کھلوایا اندر اُس کے لوح کو پایا کہ مانند قمر کے پر ضو تھی اور جو طلسم نقوش اُس پر کندہ
تھے وہ بخوبی پڑھے نہ جاتے تھے بعد غور کرنے بسیار کے گوشہ لوح مذکور پر یہ عبارت نظر آئی کہ اگر خدا
فضل کرے اور لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو تو اُس کو چاہیے کہ چشمۂ ماہیان میں اس اسم اعظم
الٰہی کو پڑھکر غوطہ دے تاکہ لوح کام دے اور جملہ طلسم و نقوش و اسمائے الٰہی اسے نظر آئیں اور
لوح طلسمی طلسم کشا کو بابت طلسم کشائی و فتح برج چہار قلعہ کے ہدایت کرے لیکن یہ کام خود کرے صاحبقران
موصوف عبارت لوح پر نظر کرکے سلطان صاحبقران سے گویا ہوئے کہ یہ لوح ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ
چشمۂ ماہیان میں لوح طلسمی کو غوطہ دو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ لیکن یہ چشمۂ ماہیان تک جانے
کچھ دشوار امر نہیں ہے پھر خواجہ طیفور گر دیلنے کی اس کارنمایان کی بہت تعریف کی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی ازراہ قدردانی ستائش کی خواجہ نے کہا کہ اس تعریف و ثنا سے مجھکو کیا فائدہ ہوا لنگ
و روغن و لباس کے مہیا کرنے میں میرا زر کثیر صرف ہوا ہے صاحبقران نے وعدہ دینے زر کثیر کا کیا سلیمان
صاحبقران نے خواجہ کو زر و جواہر مست کیا خواجہ نے لے کر نذر زنبیل کیا بعد صاحبقران نے پوچھا
کہ چشمۂ ماہیان یہاں سے کب جائیے گا جواب دیا کہ اے خواجہ کل وقت سحر جاؤں گا مگر ضرورت راہبر کی ہے
سلیمان صاحبقران نے فرمایا ہم حسب دلخواہ فکر کریں گے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی
سلیمان صاحبقران نے ایک جن کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ ابھی ان کو چشمۂ ماہیان پر پہونچا دے
اُس نے عرض کیا کہ بسر و چشم یہ التماس کرکے ایک تخت پر صاحبقران ممدوح کو بٹھاکر خود بھی پس پشت
اُن کے بیٹھکر تخت کو بلند کرکے سوے چشمہ مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ کنارے چشمہ مذکور کے پہونچا تخت
کنارے چشمے کے اتارا صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چشمہ ماہیان نہایت صاف ہے پانی اُس کا آب گہر
سے بہتر ہے مچھلیاں صدہا رنگ کی اُس میں دکھائی دیتی ہیں پانی اُس کا یوں رواں ہے کہ جیسے عمر رواں اور
شیرین اس درجہ ہے کہ جیسے جان شیرین ہے مثل خالص اور سرد ہے مانند برف کے اور سفید ہے مثل گہر یا شیر
کے طائران رنگا رنگ کنارے اُس کے بیٹھے ہیں مصروف خوش الحانی ہیں سیر دریائے قدرت پروردگار

دیکھو رہے ہیں اپنی زبان میں حمد و ثناے خالق بحر و بر کر رہے ہیں درختان میوہ دار اکثر کنارے اُس چشمے
کے ہیں مگر پھل اور پھول اُن کے عجیب و غریب نہ کبھی دیکھے نہ سنے ہنوز صاحبقران سیر چشمہ ماہیان
کر رہے تھے کہ اُس جن نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہان توقف نہ فرمائیں یہ جگہ ٹھہرنے کی نہیں ہے
مقام پرخطر ہے اندیشہ ضرر کا ہے جلد یہان سے تشریف لے چلیے صاحبقران نے سبب خوف و خطر اُس
جن سے دریافت نہ کیے لوح طلسمی مذکورہ کے گوشہ پر جو اسم اعظم الٰہی کندہ تھا اُس کو موافق ہدایت
لوح زبان پر جاری کرکے لوح کو چشمہ ماہیان میں ڈال کر ڈبویا پھر جو اُس پر نظر کی تمام اسم اعظم الٰہی اور
نقوش و طلسم نظر آنے لگے اور نظر اُس پر قائم ہونے لگی اور کسی قدر تیرگی بھی اُس کی دور ہوئی بعد
دھونے لوح کے صاحبقران تخت پر سوار ہوئے وہ جن بھی بعجلت تخت پر پس پشت صاحبقران
بیٹھا پھر تخت کو بلند کرکے وہان سے سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوا بعد طے ہونے راہ کے در قصر
فیروزہ نگار پر تخت کو اُتارا صاحبقران تخت سے اُتر کر داخل قصر مذکور ہوئے سلیمان صاحبقران
نے پوچھا کہ لوح کو چشمہ ماہیان میں دھویا صاحبقران نے کہا کہ ہان لوح کو چشمہ ماہیان میں غوطہ دیدیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اب لوح کو دیکھیے کہ وہ کیا حکم دیتی ہے صاحبقران موصوف نے بعد
کہنے بسم اللہ کے لوح کو اُٹھا کر بہ نیت فتح طلسم دیکھا اُس میں یہ عبارت نظر آئی اور لوح نے اس طرح
ہدایت کی کہ اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسم شمشیر جنبان دستیاب ہو تو پہلے طلسم کشا کو مناسب
ہے کہ در قلعہ پہنچے دروازہ پر طلسم شمشیر جنبان کے جائے دیوار قلعہ سے ہٹ کے یہ اسم الٰہی بآئین تعداد و ترکیب باوضو پڑھے پھر
قدرت خدا کا تماشہ دیکھے اور شمشیر نیلگون سے جو ساحر سامنے آئے اُسے قتل کرے صاحبقران نے رہنمائی لوح سے
آگاہ ہو کر اطلاع دی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مناسب یہی ہے کہ ہدایت لوح پر عمل کیجئے صاحبقران اسی وقت رکیب پر سوار
ہو کے تنہا سوے طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئے عقب میں اُن کے خواجہ اور سلیمان صاحبقران بھی
بجمعیت دیو و جن گئے جب صاحبقران روبروے دروازہ طلسم شمشیر جنبان پہنچے دیکھا کہ در قلعہ پر
دو تلوارین آویزان ہیں جو مثل برق چمک چمک کر جنبان ہیں قلعہ محکم ہے در قلعہ پر کوئی ساحر و غیر ساحر
نہین ہے سناٹا ہے در قلعہ بند ہے یہ دیکھکر موافق ہدایت لوح کے وہی اسم اعظم الٰہی موافق تعداد و ترکیب
باوضو پڑھا بعد پڑھنے کے دیکھا کہ در قلعہ کو حرکت ہوئی بلکہ دیوارہاے قلعہ تھرائین تھوڑا قفا ایسا ہوا اور
ایسی صداے مہیب آئی کہ وہ صحرا تھرا گیا زمین دشت کانپنے لگی پردہاے گوش گویا کہ پھٹ گئے تاریکی پیدا
ہوئی اُس تاریکی میں شور و غل و فریاد و نالہ پیدا ہوا دھوان بھی در و دیوار سے ظاہر ہوا بعد تھوڑی دیر کے دروازہ
قلعہ کا کھل گیا وہ دونون تلوارین در قلعہ سے جدا ہو کر قبضہ میں طلسم کشاے موصوف کے آگئین
صاحبقران نے وہ تلوارین کہ خود بخود در قلعہ سے جدا ہو کر ہاتھ مین آگئی تھین اپنے قبضے میں کرکے
بکیفیت تمام پھر لوح کو دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا بہت جلد داخل قلعہ ہو دیر کرو گے تو خرابی
واقع ہوگی پھر قلعے میں جانا دشوار ہوگا طلسم کشا نے اپنے تئین حسب ہدایت لوح حسب الفور اُسی شور و
تاریکی میں داخل قلعہ کیا ہنوز صاحبقران حسب ہدایت لوح داخل قلعہ ہونے تھے کہ دفعتاً برق جلوہ
کو اطلاع ہوئی وہ بصد غیظ و غضب برق آسا کڑکتا ہوا تخت سحر پر سوار ہوکے بجمعیت ساحران آیا دیکھا
اُس نے کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہے دونون تلوارین قبضہ طلسم کشا میں ہیں لوح طلسمی گلے میں صاحبقران
کے پڑی ہے طلسم کشا داخل قلعہ ہو گیا ہے یہ حال دیکھکر بصد قہر و غضب پکارا کہ او طلسم کشا و برباد کنندہ
طلسم شمشیر جنبان او قاتل ساحران او دشمن جان ما تو کس طرح لوح طلسمی پا گیا حال لوح سے تو بخبر ہے

کسی کو خبر نہ تھی لوح تو فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان نے واسطے حفاظت کے اپنے مرقد میں پوشیدہ
کی تھی اور عمرو و قیرانی بخیال حفاظت لوح طلسمی اندر قلعہ طلسمی کے بنوایا تھا تاکہ کوئی اندر قلعے کے داخل
نہ ہو سکے اور گوشۂ قبر سے لوح کو نہ لے سکے باوجود اس درجہ حفاظت لوح طلسمی کے تجھکو کس طرح لوح
طلسمی حاصل ہو گئی مجھ ایسا بیدار مغز و ہوشیار مدام حفاظت لوح طلسمی میں شب و روز سرگرم رہتا تھا
بجز خضران پری وغیرہ کے اور کسی کو حسب ہدایت فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان اس قلعہ میں
نہ آنے دیتا تھا اور ان کا بھی نگران رہتا تھا ان سے بھی بالکل اطمینان نہ تھا بڑے عجب ہوا کہ لوح
طلسمی تجھ کو ہاتھ آگئی یقین ہے کہ خضران پری کے ہمراہ تیرا یہاں آنا ہوا یا تیرے عیار کا گذر ہوا ورنہ
عجب ہے فہیم عالی یہ لوح طلسمی مرقد بانی طلسم سے کوئی نہ کوئی لے گیا نہیں معلوم حال لوح سے کس نے
آگاہ کر دیا کون ایسا دشمن ماہر لوح طلسمی تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب بھی یہ وہ طلسم نہیں ہے کہ
باسانی فتح ہو جائے یاد رکھ قیامت برپا کروں گا حتی الامکان اس طلسم کو فتح نہونے دوں گا مرحلات
طلسم سے گذر تیرا دشوار ہوگا یہ لوح طلسمی تیرے قبضے سے نکل جائیگی اسیر ہو جائے گا بعد تجھکو قتل
کروں گا یہ کہکے خوف ہمکس لوح سے قریب نہ آیا ساحران طلسم کو ہوشیار و آگاہ کرکے ذروۂ الال
نامناسب سمجھکر چلا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد جانے برق جادو حاکم قلعہ کے
لوح کو دیکھا موافق ہدایت لوح آگے جانب مرحلہ اول روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اگرچہ
بیچمدان مؤلف گلستان باختر جلد سوم مفصل حالات فتح مرحلات طلسم شمشیر جنبان و کیفیت جنگ و
جدال ساحران و حال اکثر مقامات سخت گذار و تدابیر برق جادو حاکم قلعہ مذکور اس جگہ تحریر کرے
تو نہ حد طول ہوگا اور یہ جلد سوم گلستان باختر مانند ایک جلد طلسم ہوش ربا کے ہو جائے گی اور جو
مطالب کہ لکھنا منظور ہیں وہ تحریر سے رہ جائیں گے لہذا طول دینا مناسب نجان کر مفصل حالات کو
ترک کرکے یوں خلاصہ لکھتا ہے کہ طلسم کشا نے حسب ہدایت لوح طلسمی آگے مرحلۂ اول پر جا کر بعد
جنگ و جدال بسیار گلنار جادو مالک مرحلہ اول کو حسب ہدایت لوح طلسمی تہ تیغ کیا پھر حسب ہدایت
لوح جانب مرحلہ دوم روانہ ہوا راہ میں صعوبت بہت اٹھا کر مرحلہ دوم پر جا کر توقف کیا فریب جادو
مالک مرحلہ دوم بھی دام مکر و فریب میں طلسم کشا کو پھنسانا چاہا اور لوح طلسمی چھین لینا چاہا یہ جابجا
لوح کو جو دیکھا اس نے ہدایت کی حسب ہدایت لوح گرفتار دام مکر فریب جادو نہوا آخر کار بہنگام جنگ
تدبیر موافق ہدایت لوح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اس کو بھی بمشکل قتل کیا بعد فتح کرنے
مرحلہ دوم کے قیام پذیر نہو کر حسب ہدایت لوح سمت مرحلہ سوم قدم بڑھایا راہ میں اکثر عجائب و
غرائب لطف کے دیکھیں دو ہاتھ سبب نائل ہوا کہیں صحرائے پر خار تھا کہیں باغ میں اشجار و اثمار و
گل عجیب و غریب دیکھے کہ دفعتاً پھلتے اور پھولتے تھے اور خشک ہو جاتے تھے کا سر سبز و شاداب
ہوکر بار ور ہوتے تھے کہیں گلشن سیر کنان حسینان شوخ چشم و رنگین لباس کو دیکھا ان کی صحبت میں گذر
ہوا انہوں نے بناز و انداز اپنے اوپر مائل کرکے لوح کے چھین لینے کا قصد کیا لیکن بخیال اسیری لوح کو
دیکھکر دشمن جان ان کو جان کر موافق ہدایت لوح قتل کیا غرضکہ اسی طرح سے راہ طے کرکے جملہ آفات و
شرور شیطان سے بچا مرحلہ سوم پر پہونچا حاکم مرحلہ سوم کا نہال جادو تھا اس نے بہت باغ سبز فریب
اپنے سحر کا دکھایا لیکن طلسم کشا کو خدا نے اس کے بھی شر و ضرر رسانی سے بچایا لوح طلسمی کام آئی اس نے
ہر ایک مقام سخت پر ہدایت کی اس کی ہدایت سے اور فضل خدا سے مبتلائے بلا نہوا انجام کار وہ سحر

مقابلہ مع فوج ساحران آیا بعد جنگ بسیار حسب ہدایت لوح اُس نابکار ساحر کو بھی راہی دار البوار
کیا نہال جادو حاکم مرحلہ سوم جنگ مین بھولا نہ پھلا آخر اُس پر خزان آئی لوح طلسمی کے عکس سے
بے بس ہو گیا خوف سے لہو اُس کا خشک ہو گیا سحر بھول گیا بھاگ بھی نہ سکا اسی اثنا مین پھل تیغ کا
کھا کر ذائقہ موت اُس نے چکھا کشت حیات اُس کی ایک دم مین پامال ہو گئی اُس کے مرنے سے بھی بہت
تاریکی ہوئی آخر کار وہ تاریکی رفع ہوئی پھر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے کہ افسوس مین
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا نہال جادو تھا مالک مرحلہ سوم طلسم شمشیر جنبان تھا یہ آواز دے کر پری اُس
سحر کے لاشے کو اٹھا کر برق جادو کے پاس نالہ کنان لے گئے شاہ طلسم اُس کے لاشے کو دیکھکر
نہایت غمگین ہوا تھا حالانکہ لاشہ گلنار جادو و فریب جادو کا بھی اسی طور سے اُس کے پاس پہونچا
تھا صدمہ ہوا تھا مگر نہال جادو کہ برادر زادہ تھا اُس کے قتل ہونے کا از حد صدمہ ہوا اور اسی
صدمے مین اپنی نانی نیرنگ جادو کو بذریعہ نامہ طلب کر کے لاشہ نہال جادو کا اُسے دکھا کر تمام
حال بربادی طلسم اُس سے بیان کر کے کہا کہ اے نانی دست طلسم کشا سے پے در پے صدمات
مجھکو پہونچے ہین اب صرف مرحلہ چہارم اس طلسم کا کہ مالک مرحلہ چہارم آپ ہین باقی رہا ہے بعد آپ کے
مرحلے کے طلسم کشا میری جانب آئے گا اُس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ اُس کو ہدایت کرتی رہتی ہے مین
اُس پر غالب نہو سکونگا یقین ہے کہ طلسم کشا مجھکو بھی حسب ہدایت لوح طلسمی اُس شمشیر نیلگون سے کہ جو در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھی اور اب طلسم کشا کے قبضے مین ہے قتل کرے نام و نشان
اس طلسم کا باقی نرکھے گا صرف مقبرہ فہیم عاملی کا باقی رہے گا پس جہان تک آپ سے ہو سکے ایسی تدبیر
کیجئے گا کہ طلسم کشا سے لوح کو چھین لیجیے اور اس کو اسیر کر لیجیے طلسم کشا اب آپ کے مرحلے کی طرف
آئے گا بہتر اُس دشمن سے ہوشیار رہیے گا مین تو قلعہ مین پوشیدہ رہتا ہون خوف طلسم کشا سے باہر نہین
نکلتا ہون دن میرے فی زمانہ نہایت نحس ہین کتاب سامری مین دیکھ چکا ہون خلاف حکم میں کر نہین
سکتا ہون نجومی اور کاہن بھی منع کرتے ہین کہ چالیس روز تک سامنا طلسم کشا سے کرنا ورنہ تو قتل
ہو جائے گا بس اسی کہنے کے واسطے آپ کو طلب کیا تھا اُس ساحرہ ضعیفہ رشک ماہیان زمرد رنگ و
آفات جہان دست وادی اور نانی افراسیاب مالک طلسم ہوشربا نے کہا کہ او برق جادو
او چھوکرے کیون اس قدر بیتاب و بے قرار ہے اپنی زندگی سے کیون ناامید و مایوس ہوا ابھی تو مین زندہ
ہون کیا مجال و طاقت کہ میری حیات مین طلسم کشا تجھکو کچھ ضرر پہونچا سکے تو بے خوف و خطر جیسی خوشی ہے رہ
مین سمجھ لونگی ذرا طلسم کشا میرے مرحلے پر آئے تو دیکھون کیا طلسم کشا ہے یہ تقریر مختصر مین کر کے
برق جادو کو تشفی و تسلی دے کے تخت پر سوار ہو کے چلی گئی تھی ادھر صاحبقران سلطان گیہان
شکوہ حسب ہدایت لوح طلسمی بعد قتل کرنے نہال جادو مرقومہ بالا کے جانب مرحلہ چہارم روانہ
ہوئے تھے بعد قطع راہ سخت و صعب اور دیکھنے اشیائے عجائب و غرائب کے ایک باغ پر بہار کے
قریب پہونچے تھے وہ باغ از حد پر بہار تھا دروازہ اُس کا کھلا دیکھکر خوشبو گلہائے رنگارنگ کی سونگھ کر
اور اُس باغ مین ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کم سن و رنگین لباس مزین بزیور جواہر نگار کو مع حلقہ
نازنینان مین خرامان اور سیر کنان دیکھکر بے اختیار اُس کے حسن دلفریب پر مائل ہو کے در باغ پر پہونچے
تھے پھر حسب المطلب بعض بعض نازنینون کے اندر اُس باغ پر بہار کے گئے تھے وہ نازنین بھی
بارہ دری مین جا کر مسند پر بناز و انداز بیٹھی تھی گرد اُس کے بعض نازنینان شوخ و شنگ بھی بیٹھی تھین

صاحبقران بھی قریب مسند کے جا کر بیٹھے تھے مگر اُس کے عشق میں ہوش و حواس درست نہ تھے
عقل سالم نہ تھی کچھ بھی طلسم کشائی کا خیال نہ تھا دوست و دشمن میں تمیز نہ تھی اُس کی الفت میں
مبہوت تھے ایسے وقت میں صاحبقران نے پوچھا تھا کہ اے دلربا نام تیرا کیا ہے اُس نے تو کثرت
حسن و فرط غرور سے و نیز شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا تھا نام اپنا نہ بتایا تھا لیکن ایک اُس کی ہمجنس نے
بیان کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو کہ نام ان کا ملکہ خوشتر جواہر پوش ہے یہ دختر نیک اختر
ہیں سکندر شاہ والی ملک ختن کی ایک روز یہ اپنے باغ میں مصروف سیر تھیں کہ ایک پنجہ گرا اور
ان کو یہاں اٹھا لایا یہ بیہوش ہو گئی تھیں جب ان کو ہوش آیا انہوں نے دیکھا کہ ایک جن نوجوان
ان کے پاس بیٹھا ہے یہ اُس کو دیکھ کر ڈریں اُس نے کہا کہ مجھ سے خائف نہ ہو میں تمہارا عاشق ہوں تم کو
اٹھا لایا ہوں نام میرا مانوس جن ہے اُس روز سے یہ ملکہ اسی باغ میں رہتی ہیں ہم سب ان کی خادمہ
ہیں مانوس جن ہنگام شب آتا ہے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا جاتا ہے آپ کا ادھر آنا ہوا ملکہ کو دیکھ کر آپ کا
عشق میں عجیب حال ہوا ہے آپ کو بلا لیا اب آپ آرام سے یہاں تشریف رکھیں جب وہ
جن یہاں آئے گا آپ کہیں پوشیدہ ہو جائیے گا ورنہ وہ آپ کو دیکھ کر غضبناک ہو کر بر سر جنگ
ہوگا شاید آپ کے دشمنوں کو ضرر پہونچائے گا صاحبقران نے جواب دیا کہ میں تو ہرگز اُس جن
سے ڈر کر پوشیدہ نہ ہوں گا میں ہوشیار ہوں گا اگر وہ آمادۂ شر ہوگا تو اُسے قتل کروں گا وہ
نازنین یہ تقریر سنکے مسکرائی پھر اُس نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا کہ اسوقت کچھ رقص و نغمہ کرو
سامان میکشی بھی کرو کشتی شراب ناب کی طلب کرو حسب الحکم اسیوقت ایک کنیز نوجوان و چالاک
کشتی شراب کی لائی مع شیشہ و ساغر بلورین کے پھر اپنے نازنین مذکورہ بالا انہیں پری جبینوں
میں سے ایک نے رقص و نغمہ کرنا شروع کیا تھا دیر وہ نازنین اشعار غزل عاشقانہ گاتی رہی ہنگام
شام چند نازنینوں نے طلسم کشا سے بدون سے عرض کیا تھا کہ اب ناچ گانا موقوف ہوا وقت شب
گاہ آیا ہے تن سے اتاریئے یہ پوشاک شب خوابی پہنئے یہ اسلحہ بھی تن سے دور کیجئے یہ وقت
آرام کا ہے چلیے مسہری پر آرام کیجیئے ملکہ بھی سویرے سے آرام کرتی ہیں ہم ان کو لے کر مسہری پر
سلانے کو لاتے ہیں یہ کہہ کے خود تلوار کمر سے کھولنے لگیں کوئی زرہ اتارنے کی فکر کرنے لگی تھی ایک
چالاک نازنین نے لوح طلسمی گلے سے اتار لی تھی لوح آتا۔ لیتے ہی اُس نازنین مسند نشین نے مسکرا کر
کچھ اسما وغیرہ آہستہ پڑھ کر سوئے صاحبقران پھونکا تھا زمین نے پکڑ لیا تھا دست و پائے طلسم کشا
بیحس و حرکت ہو گئے تھے اُس نازنین مسند نشین نے بصورت اصلی ہو کر نعرہ کیا تھا کہ منم نیرنگ
جادو دیکھا طلسم کشا یوں دام مکر میں گرفتار کرتے ہیں جب یہ نعرہ سنا تھا اسوقت صاحبقران کو
ہوش آیا تھا وہ بیخودی و غفلت جو اُس کے عشق میں تھی وہ دور ہوئی تھی سخت صدمہ اپنی گرفتاری
کا ہوا تھا وہ ساحرہ اور چند ساحر بہت خوش ہوئے تھے پھر صاحبقران کو طوق و زنجیر میں گرفتار
کر کے سحر اپنا دور کر کے نیرنگ جادو نے زندان میں بھیجدیا تھا وہ باغ سحر کا تھا جو بعد گرفتاری
طلسم کشا نابود ہو گیا تھا اصلی مکان رہ گیا تھا شب بھر ساحروں نے حکم نیرنگ جادو سے گرد
زندان بخوبی نگہبانی کی تھی ہنگام سحر نیرنگ جادو نے طلسم کشا کو زندان سے طلب کر کے ایک
ساحر موسوم آتشبار جادو سے کہا تھا کہ طلسم کشا کو تخت سحر پر ڈال کر اپنے سحر میں طلسم کشا کو مبتلا
کر کے برق جادو کے پاس لے جاؤ اور یہ لوح طلسمی بھی لیتا جا برق جادو کو دینا اور میری

جانب سے کمند پناکر او چھوکے اسی طلسم کشا سے مجھکو خوف جان تھا مین نے اس کو اسیر کیا لوح طلسمی
اس سے لے لی اب اس اسیر کا مجھکو اختیار ہے چاہے قتل کرو خواہ قید کرو آتشبار جادو حسب الحکم
نیرنگ جادو لوح طلسمی کو لے کر رومال مین لپیٹ کر طلسم کشا کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر
پر ڈال کے خود بھی اسی تخت پر سوار ہوکے تخت سحر کو بلند کیے بعد خوشی سوئے برق جادو
حاکم طلسم ششدر جنبان روانہ ہوا تھا قبل اس کے لکھا گیا ہے کہ عقب صاحبقران سلیمان صاحبقران
مع سپاہ اور خواجہ طیفور گردیا چلے تھے جو مرحلہ سر ہوتا گیا تھا راستہ کھلتا گیا تھا سلیمان صاحبقران
وغیرہ بھی آگے روانہ ہوئے تھے مرحلہ سر ہو [illegible] پر پہونچکر خواجہ نے شب بسر کی تھی صبح کو تنہا بصورت ابدال
آگے روانہ ہوئے تھے راہ مین تھے ایک درخت کے بصورت درویش بیٹھے تھے پانی اور حقہ چلم سامنے
رکھا تھا انگیٹھی مین آگ [illegible] لکڑی اس مین دبی تھی درویش مذکور سوئے فلک دیکھ دیکھکر
[illegible] درویش مذکور نے دیکھا تھا کہ ایک ساحر
تخت [illegible] بیٹھا ہوا اسی کو تخت پر دست بستہ ہوئے جاتا ہے درویش نے پکار کر کہا تھا کہ اے جانے والے
ٹھہر جا کہاں جاتا ہے ساعت بد ہے کام تیرا بگڑ جائے گا دشمن تیرے راہ مین تجھکو مار ڈالین گے آتشبار
جادو نے ٹھہرایا تھا تخت روک کر درویش کو دیکھا بلندی سے اتر کر سامنے درویش کے آیا تھا اور
درویش سے پوچھا تھا کہ اے درویش نام تیرا کیا ہے تو نے ایسا مجھے ڈرایا کہ مین آگے نہ گیا تیرے
کہنے سے ٹھہر گیا مجھے راہ مین کون مار ڈالے گا درویش نے کہا میرا نام تو نہین جانتا مین ایک مدت
سے یہان بیٹھتا ہون ہزارون ساکنان طلسم اپنے امور مشکل مین مجھسے رجوع کرتے ہین یہان تک
شاہ جی کہ خود برق جادو مالک اس طلسم کا اکثر میرے پاس آتا ہے قبل تیرے آنے کے بھی آیا تھا
بابت طلسم کشا کے اس نے مجھسے سوال کیا تھا مین نے کہدیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا لوح
طلسمی اس سے چھین لی جائے گی ایک ساحر طلسم کشا کو اسیر کرکے تیرے پاس لائے گا بس جو مین نے
کہا تھا وہی ہوا تو اسوقت طلسم کشا کو برق جادو پاس لئے جاتا تھا مجھے دریافت ہوا کہ راہ مین
مار ڈالا جائیگا عیار [illegible] طلسم کشا تجھے قتل کرے گا اسوجہ سے کلمہ خیر میری زبان سے نکلا کہ یہ ساعت
تیرے [illegible] بہت بد ہے ٹھہر جا بعد ایک ساعت کے جا تو قتل سے بچ جائے گا آتشبار جادو نے کہا
کہ اے درویش تو نے بڑا احسان کیا کہ مجھکو میری ساعت بد سے آگاہ کیا جان میری بچائی یہ کہکر آتشبار
جادو درویش مذکور کی انگیٹھی کے پاس بیٹھا تھا انگیٹھی سے دھوان نکل رہا تھا لکڑی سلگ رہی تھی
وہ دھوان ساحر مذکور کے جو دماغ مین پہونچا تھا سر کو گردش ہوئی تھی درویش احسان شاہ
سے اس نے کہا تھا شاہ جی اسوقت نہین معلوم کیا سبب ہے کہ سر کو گردش ہے درویش نے جواب دیا تھا
کہ بابا یہ فصل گرمائی ہے دوپہر تو آتا ہے اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہے ذرا [illegible] پانی موجود ہے ہاتھ منھ
دھو ڈال ساحر مذکور اٹھا تھا ارادہ ٹہلنے کا کیا تھا کہ بے اختیار بیہوش ہو کر گرا تھا درویش مذکور نے
نعرہ کیا تھا کہ منم خواجہ طیفور گردیا او نابکار بے آقائے نامدار کو گرفتار کیے ہوئے لئے جاتا تھا
لے گذر [illegible] کہ از دست من زندہ و سلامت بیرون [illegible] یہ کہکے فی الفور [illegible] آبدار سے قتل کرنا چاہا
پہلے آتشبار جادو کی زبان مین سوزن دے کر اس کو ہوشیار کرکے کلمات تحت اس کو کہکے ہدایت
دین اسلام کی اس نے گردن ہلائی یعنی اشارہ کیا کہ مین مسلمان ہونگا خواجہ نے برہم ہو کر تیغ سے لنگے
دو ٹکڑے کر دیئے تھے ساحر مذکور دو نیم ہو کر تڑپ کر مر گیا تھا اس کے مرنے سے تاریکی ہوئی تھی بیرون

نے اُس کے نام سے آواز بلند کہا تھا کہ قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا پھر تاریکی دفع ہوئی
تھی سحر اُس کا صاحبقران پر سے دفع ہوا تھا ہوشیار ہوکر ایک صحرا مین اپنے تئین زنجیر وطوق مین
گرفتار خاک پر پڑا ہوا پایا تھا سامنے ایک ساحر کو دو نیم دیکھا تھا اور ایک درویش کو روبرو اپنے
پایا تھا اُس فقیر نے پہلے کچھ باتین بنا کر پھر اپنے تئین ظاہر کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو
کہ یہ فرمانبردار طیفور زیر دیا ہے یہ ساحر مقتول تحت سحر پر ڈالے ہوئے آپ کو لئے ہوا جاتا تھا مین نے
اس کو روک کر بعیاری قتل کیا ہے دیکھیے یہ لوح طلسمی ہے اسے اپنے گلے مین ڈال لیجیے اور یہ تینون تلوارین مین
ان کو اپنے قبضہ مین رکھیے مین سوہن زن لیتا ہون زنجیر وطوق کو آپ کے جسم سے دور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ کام سے کردی از دست دشمن مارا رہا کردی اب ضرورت سوہن کی نہین جب
وقت رہائی ہوتا ہے ہمارے نزدیک طوق وسلاسل کی کچھ حقیقت نہین ہوتی ہے یہ فرما کر جوش شجاعت مین زور
کرکے طوق وسلاسل وغیرہ اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا تھا پھر لوح طلسمی کو اُٹھا کر
اپنے گلے مین ڈالا تھا تینون تلوارین یعنے ایک وہ تلوار جو خاص اپنی تھی اور دو وہ تلوارین کہ جو در طلسم
شمشیر جنبان پر آویزان وجنبان تھین اور بہدایت لوح دستیاب ہوئی تھین کمر سے لگائی تھین خواجہ
نے حال گرفتاری پوچھا تھا صاحبقران نے تمام حال اپنے باغ مین جانے کا اور ایک نازنین پر مائل
ہونے کا اور اپنی گرفتاری کا بیان کیا تھا اتنی دیر مین سلیمان صاحبقران مع لشکر ایوان اُس جگہ آگئے
تھے اُنھون نے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے اُن سے بھی تمام حال اپنی اسیری کا بیان کیا تھا
لشکر اُسی جگہ اترا تھا نیرنگ جادو ملکہ دربند چہارم کو بذریعہ ساحران قتل ہونے آتشبار جادو کی خبر
ہوئی تھی اُس کو رہائی طلسم کشا کا رنج ہوا تھا برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان کو بھی یہ خبر پہونچی کہ
کہ نیرنگ جادو نے بمکر وفریب بصورت نازنین مہجبین طلسم کشا کو اسیر کیا تھا لوح طلسمی اُس سے
چھین لی تھی وہ تلوارین جو در طلسم شمشیر جنبان پر لٹکتی تھین وہ کمر طلسم کشا سے کھول لی تھین بلکہ خاص
شمشیر طلسم کشا کی تھی وہ بھی لے لی گئی تھی اور جملہ اشیاے مذکور مع طلسم کشا ہمراہ آتشبار جادو دادم کو
روانہ کی تھین اثناء راہ مین عیار طلسم کشا نے بعیاری ومکاری فقیر بنکر آتشبار جادو کو قتل کرکے
طلسم کشا کو رہا کیا پھر لوح طلسمی اُس کو ملگئی ہے یہ خبر سنکے شاہ مذکور کو نہایت صدمہ ہوا تھا اپنے اہل
دربار سے کہا تھا کہ نانی صاحبہ نے تو کار نمایان کیا تھا مگر بدی مقدمہ سے اپنے کام بن کے بگڑ گیا دیکھیے
اب کیا ہوتا ہے اہل دربار نے اُس سے عرض کیا تھا کہ بادشاہ ذیجاہ مترود نہون آپ کی نانی صاحبہ پھر
طلسم کشا کو کسی عنوان دیگر سے اسیر کرلینگی برق جادو کو اہل دربار کی اس تقریر سے گونہ اطمینان ہوا
تھا اس طرف صاحبقران نے کچھ دیر توقف کرکے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تھا لوح مذکور نے یہ ہدایت کی
تھی کہ اے طلسم کشا اگر بعد اسیری بفضل خدا سے رہائی ہو تو لازم ہے کہ اس جگہ سے ہوتے جنوب روانہ
ہو کہ مرحلہ چہارم اسی جانب ہے آپ ہوشیار رہنا کسی ساحر وساحرہ کے دام مکر وفریب مین نہ آنا ورنہ پھر
قبضہ دست ساحران مین ہو جانے کا اندیشہ ہے صاحبقران حسب ہدایت لوح مذکور جانب جنوب
اُسی وقت سب سے رخصت ہو کر گئے وتنہا روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ مرحلہ چہارم پر پہونچے تھے
نیرنگ جادو مع جمعیت ساحران واسطے مقابلے کے آئی تھی ساحرون کو اُس نے حکم دیا تھا کہ ہر چہار
طرف سے گھیر کر طلسم کشا کو ترسول اور تبنول وغیرہ حربون سے زخمی کرکے ہلاک کرو ساحرون نے کہ
بتعداد چار ہزار تھے یکبارگی حملہ کیا تھا ترسول اور تبنول سے وار کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی حالت مین

طلسم کشا نے لوح پر نظر کی تھی لوح نے یہ ہدایت کی تھی کہ اے طلسم کشا اے قاتل ساحران ان ساحرون
کی جمعیت سے نہ گھبرا تو وہ تلوار جس کا قبضہ سنہری ہے اور وہ قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے تجکو دستیاب ہوئی
ہے اسی تلوار کو کمر سے کھینچ ان ساحرون کو و نیز نیرنگ جادو کو قتل کر اور عکس لوح بار بار ساحرون پر
ڈال تاکہ یہ جنگ فتح ہو صاحبقران ممدوح ہنوز حکم لوح سے آگاہ ہوئے تھے کہ جملہ ساحران نابکار
غل و شور کرتے ہوئے سحر کی سواریون پر سوار ترسول اور پھسول وغیرہ حربے جادو کے ہاتھون مین
لئے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوئے سامری و جمشید کے اسما زبان پر جاری کرتے ہوئے
قریب تر آگئے تھے حربے مذکور چہار سمت سے لگنے لگے تھے نیرنگ جادو تخت سحر پر سوار دور سے
پکار پکار کر ساحرون سے کہہ رہی تھی کہ ہان بہادرو حق نمک ادا کرو جانبازی و سرفروشی کرکے طلسم کشا
کو قتل کرو یا ہجوم کرکے طلسم کشا کی گردن سے لوح طلسمی اتار کرکے آؤ مین خلعت و انعام کثیر دون گی
شاہ طلسم بھی تم سے خوش ہوکر تم سب کو خلعت و انعام بہت دے گا تم سب چہار ہزار ہو طلسم کشا تنہا ہے
ایک شخص کا گھیر کر قتل کرنا یا اسیر کرنا کچھ مشکل نہین ہے دیکھو خلاف میرے حکم کے عمل کرنا طلسم کشا سے
خائف و ترسان ہوکر پسپا ہونا ہمت نہ ہارنا ساحران نابکار نیرنگ جادو کے حکم سے بڑھ بڑھ کر
وار کرتے تھے صاحبقران حسب ہدایت لوح شمشیر مذکورہ بالا کو جس کا قبضہ سنہری تھا کمر سے کھینچکر نعرہ
کوہ شگاف کرکے ان ساحرون کو دلیرانہ قتل کرنے لگے تھے اور بار بار ان ساحرون پر عکس لوح
طلسمی ڈالتے جاتے تھے داہنے ہاتھ مین وہی تلوار تھی بائین ہاتھ مین لوح طلسمی تھی تلوار سے قتل
کرتے تھے لوح کا عکس ساحرون پر ڈالتے تھے ساحران نابکار شمشیر آبدار سے قتل ہوتے جاتے
تھے جو ساحر خوف طلسم کشا سے ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے اسما سحر زبان پر جاری کرنا چاہتے تھے
عکس لوح سے وہ بھی بھول جاتے تھے اجسام مین ان کے عکس لوح سے ایک سوزش و گرمی شدید پیدا
ہوتی تھی جس کی وجہ سے معذور و مجبور ہوکر آہ و نالہ کرتے تھے صاحبقران ان ساحرون تک پہونچکر بضرب
شمشیر آبدار انہین قتل کرتے تھے جب ہزار ڈیڑھ ہزار ساحران نابکار لڑائی مین قتل ہوئے زمین
ان کے خون نجس سے رنگین ہوئی تاریکی ان کے مرنے سے پیدا ہوئی جابجا لاشون کے انبار
کشتون کے ڈھیر میدان کارزار مین ہوئے باقی ماندہ ساحران نابکار ہمت ہار کے پس پا ہونے لگے
تھے صاحبقران دلیرانہ نعرے کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے ہرچند نیرنگ جادو پکار پکار کر
کہتی تھی کہ اے ساحرو کیا غضب کرتے ہو کیسے نامرد ہو کہ ایک شخص کے خوف سے پیچھے ہٹے آتے ہو
بڑھ کر نہین لڑتے ہو طلسم کشا کو قتل نہین کرتے ہو اگر وہ تم سے قتل نہین ہو سکتا ہے تو لوح طلسمی ہی
اس سے چھین لو لیکن اس جنگ مین کوئی ساحر آواز نیرنگ جادو نہ سنتا تھا نہ اس کے کہنے پر
کوئی عمل کرتا تھا کیونکہ خوف جان سے پیچھے ہٹتے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ قریب تخت سحر نیرنگ جادو کے پہونچے تھے
وہ ساحرہ گھبرائی تھی خوف جان سے اس نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا تھا اسما سحر ورد زبان کرنگو
تھی ارادہ تھا کہ غرق زمین ہوکر دست طلسم کشا سے جان اپنی بچائے اسی اثنا مین صاحبقران
نے لوح طلسمی پر نظر کی تھی لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا جلد تر اپنے تئین نیرنگ
جادو تک پہونچا اور یہ اسم الہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کرکے
نیرنگ جادو پر لگا کہ اسی تلوار سے یہ ساحرہ قتل ہوگی اگر اس کے قتل کرنے مین تامل کرے گا اور

یہ ساحرہ اس میدان جنگ سے بھاگ جائیگی تو پھر اس ساحرہ کا بچنا مشکل ہوگا جبتک یہ
ساحرہ قتل نہوگی دربند اس کا فتح نہوگا صاحبقران نے مضمون عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر جنگ
ریشما پر کیسے جلد تر اپنے تئیں نزدیک اُس کے پہونچایا تھا ہنوز ساحرہ مذکور نے جو منتر پڑھا تھا غرق زمین
پر وہ سحر مشغول تھی کہ وہیں اسم اعظم الہی پڑھکر تلوار پر دم کرکے اُس خیرہ سر کے سر پر نعرہ کرکے لگائی تھی
اُس نے تلوار کے پڑتے ہی آہ کی تھی تلوار اُس کو دو ٹکڑے تول میں کرکے ایک وجب زمین پر اتر آئی
تھی وہ ساحرہ دو نیم ہو کر خاک پر گری تھی تھوڑی دیر تڑپ کر ہلاک ہوگئی تھی اُسکے مرنے سے جنگ ساحران
نابکار جو باقی ماندہ تھے میدان جنگ سے بے انتہا بھاگ گئے تھے تاریکی عظیم محیط عالم ہوئی تھی ابر
نمودار ہوا تھا بجلی چمکی تھی صدائے رعد آئی تھی سنگ باری و برف باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے
وہ تاریکی دفع ہوئی تھی اُس کے سر کے بیرون نے اُس کے لاشے سے آواز بلند یوں پکارا تھا کہ افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ہمیں مارا اسکو طلسم کشا نے کہ نام میرا نیرنگ جادو تھا
ہوس دل بر نہ آئی دست طلسم کشا سے اجل آئی یہ آواز دے کے پیر اُس کے ہو گئے نالان و گریان ایک
ایک جانب روانہ ہوئے تھے اور ہنگام جنگ و قتل نیرنگ جادو برق جادو اُس کی مدد کو
بخوف جان نہ آیا تھا غرض کہ بعد مرنے نیرنگ جادو کے ایک بونڈلا ایسا جانب صحرا سے آیا کہ اس کو شعلے
میں لاشہ نیرنگ جادو کا لپٹ کر زمین سے بلند ہوا تھا یہ وہ بونڈلا لاشہ نیرنگ جادو کا جانب
برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان لے گیا تھا شاہ طلسم مذکور متردد و متفکر محزون و غمگین بیٹھا ہوا
تھا کہ یکایک روبرو اُس کے اُس بونڈلے نے لاشہ اُس کا وہیں سے ڈالدیا تھا برق جادو لاشہ اپنی
نانی کا دیکھکر بہت رویا تھا بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے سر دربار کہا تھا کہ اب ہمارا
مثل نانی کے کوئی معین و مددگار نرہا چار دن میں چلے بنے چاروں دربند ہمارے طلسم کے فتح ہوگئے
اب طلسم کشا ہماری جانب آئے گا حسب ہدایت لوح اُسی شمشیر سے کہ جو اُس کے قبضہ میں ہے اور جسکی
ضرب سے ہماری اجل ہے وہی تلوار ہم پر لگائے گا ہمیں قتل کرے گا ہمیں یقین حاصل ہوگیا کہ اب ہم زندہ
نرہینگے ضرور قتل ہو جائینگے یہ طلسم ٹوٹ جائیگا نام و نشان اس طلسم کا باقی نرہے گا ہاں صرف
مقبرہ فہیم عالی کا کہ اصل عمارت ہے باقی رہے گا یہ کہکے بہت اشکبار ہوا اہل دربار بھی اُس کے رونے
سے آبدیدہ ہوئے تھے بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے اپنی نانی کا لاشہ موافق اپنے ملت
و مذہب کے شاہانہ جلوس سے اُٹھا کر آگ میں جلا دیا تھا بعد اس کے اپنے دربار میں آکر ساحران
نامی و نامور اور وزرا کے جو ذی عزت ساحر تھے اُن سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ ہر چند کتاب سامری
سے پایا گیا ہے اور نجومیوں اور کاہنوں نے اپنے علم کے قاعدے سے حکم لگایا ہے کہ چالیس دن نہایت
سخت ہیں سامنا طلسم کشا کا ان دنوں میں کرنا اچھا نہیں ہے لیکن میں خلاف کتاب سامری و احکام
نجومیان طلسم کشا سے حتی الامکان مقابلہ کروں گا تم سب بھی بہمہ معین رہنا جان نثاری میں سرمو فرق
کرنا حق نمک ہمارا ادا کرنا ہماری رفاقت و اعانت سے دست بردار نہونا اس وقت میں ہمارا
ساتھ نہ چھوڑنا سب ساحران ذی عزت و نامی و نامور نے دست بستہ قسم سامری و جمشید کی کھا کر
عرض کیا تھا کہ ہم سب سرفروشی و جانبازی کو حاضر ہیں ہم نے برسوں نمک شاہ کھایا ہے اس وقت
میں حضور کی رفاقت سے دست بردار نہوں گے جانیں اپنی دینگے طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ
کرینگے حتی الامکان اُس کو روکینگے جہاں تک ہوسکے گا اُسے اسیر کرینگے حضور تک نہ آنے دینگے

خصوصاً آفات جادو و عیب جادو و اسرار جادو نے و اژدر جادو و عقرب جادو و
بلائے جادو وغیرہ ساحران نامی نے عرض کیا تھا اے بادشاہ ہمارے اگرچہ روز دربند طلسم کشا
نے ہدایت لوح طلسمی سے فتح کرلئے ہیں تو کیا اندیشہ ہے حضور اپنی حیات سے ناامید نہوں ابھی ہماری موجودگی میں
خود بنفس نفیس طلسم کشا سے مقابلہ نکریں ہم جانباز و سرفروش کس دن کے واسطے ہیں پہلے ہماری جانبازی و
سرفروشی حضور دیکھ لیں ہمیں واسطے روکنے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے طلسم کشا کے یکے بعد دیگرے روانہ فرمائیں
جب ہم سب دست طلسم کشا سے کام آئیں اُسوقت میں حضور کو اختیار ہے طلسم کشا سے لڑنے کا برق جادو
نے ساحران نامی کی تقریر مذکور سنکے آفرین اُن کی خیر خواہی پر کرکے کہا تھا کہ اچھا ابھی ہم مقابلہ طلسم کشا سے
خود نکریں گے تم میں سے کسی کو اُس کے روکنے کے واسطے روانہ کریں گے جو کوئی تم میں سے طلسم کشا کو اسیر
کرے گا ہم اُسے مالا مال کر دینگے وہ خلعت و انعام دیں گے کہ کسی بادشاہ نے اپنے معزز ملازم کو بھی
نہ دیا ہوگا یہ سنکے جملہ ساحران نامی بامید حصول خلعت و انعام کثیر خوش ہوئے علی الخصوص آفات جادو
نے بطمع حصول مال و دولت دست بستہ عرض کیا کہ یہ نمکخوار قدیم امیدوار ہے کہ پہلے سب کے یہ خیرخواہ
مع جمعیت سپاہ واسطے روکنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کے روانہ کیا جائے ابھی وہ مرحلہ چہارم پر ہوگا
اس طرف آپ نے قدم نہ بڑھایا ہوگا شاہ طلسم نے اُس کی عرض قبول کی تھی اُسی وقت اُس کو اجازت
جانے کی دی تھی آفات جادو چھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے سامان جنگ کرکے اژدر آتشین پر سوار
ہوکے فوج مذکور کو اپنے ہمراہ لے کر جانب طلسم کشا روانہ ہوا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بہدایت لوح طلسمی نیرنگ جادو وغیرہ ہزارہا ساحروں کو قتل کرکے باقی ماندہ ساحروں کو بھگا کرکے
مظفر و منصور ہوکے شکر خدا کرکے توقف پذیر ہوئے تھے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ جب تک نیرنگ
جادو زندہ تھی بیان کیا عمارتیں نظر آتی تھیں اب خاک اُڑ رہی ہے کف دست میدان ہو گیا جا بجا کچھ ٹیلے دکھائی
دیتے ہیں وہ آبادی وہ مکانات کیا ہوئے دفعتاً نام و نشان اُن کا نہ رہا کارخانہ سحر بھی عجب حیرت افزا ہے
یقیناً سب عمارتیں اور باغ پُر بہار وغیرہ سحر سے نیرنگ جادو کے ہویدا تھے اُسی ساحرہ کے مرنے
سے سب کی نمود تھی اب میدان میں لاشے ساحروں کے پڑے ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے کہ
یکایک سلیمان صاحبقران مع لشکر دیوان و طیفور گردبار راہ پاکر اُس جگہ آگئے تھے صاحبقران
سے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے تمام حال جنگ و قتل نیرنگ جادو و مفصل بیان کیا تھا
سلیمان صاحبقران طیفور گردبار مژدۂ فتح سنکے خوش ہوکر اُسی جگہ مع لشکر فروکش ہوئے تھے خیمے بارگاہیں
اُسی جگہ استادہ ہوگئی تھیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ داخل بارگاہ ہوئے تھے دو آخر روز اور
شب اُسی جگہ بسر کی تھی دیوں نے وہ لاشے ساحروں کے صحرا میں پاکر سلیمان صاحبقران سے پوشیدہ
خوب مزے سے کھائے تھے نہایت خوش ہوئے تھے جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی تھی بعد ادائے نماز سحر
صاحبقران ممدوح لوح دیکھکر حسب ہدایت لوح مرکب پر سوار ہوکر لشکر کو چھوڑ کر تنہا آگے روانہ ہوئے
تھے ہنوز تھوڑی دور راستہ طے کی تھی کہ سامنے سے بڑے ہوا چند ٹکڑے ابر سیاہ و سرخ پیدا ہوئے تھے اُن
ابر کے ٹکڑوں میں برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی یکایک وہ ٹکڑے ابر شق ہوئے تھے طلسم کشا نے
موصوف نے دیکھا تھا کہ ساحران نابکار سیہ رو سیہ دل تخت و طاؤس و بط و عقاب و ہنس آتشین
وغیرہ سحر کی سواریوں پر سوار چلے آتے ہیں جھولیاں جھولیاں مال سحر سے بھری ہوئی اُن کے دوش پر ہیں ہاتھوں میں
کثیف ہاتھوں میں مرتبانیاں کانسے کی پہنے ہیں ٹوپیاں مارگین وغیرہ لباس نجس و کثیف کی بالائے سر ہیں

ہاتھون پر اُن کے فقط سیندور کا ہی جو تمغے ہین یعنے مرزائی نہین پہنے ہین اُن کے بازوؤن پر نشان کنوچندن
ہین ہاتھون مین ترسول اور نیسول وغیرہ حربے لیئے ہین سامری و جمشید کے نام اُن کی زبانون پر جاری
ہین جمعیت اُن کی چھ ہزار ہی اکثر تختہاے سحر پر اُڑالہ خیام و بارگاہ ہی آگے آگے اُن ساحرون کے
ایک ساحر اژدر آتشین پر سوار ہی نہایت بدصورت و ترش رو سیہ چہرہ ہی لباس اُس کا بہ نسبت
سب ساحرون کے اچھا ہی ہنوز صاحبقران اُن ساحرون کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک وہ ساحر جو
اژدر آتشین سحر پر سوار تھا بلندی سے بلاے زمین آیا اُس کے ساتھ تمام ساحران نابکار بھی زمین پر اُترے
پھر اُس ساحر اژدر سوار کے حکم سے خیام و بارگاہین صحرا مین استادہ ہوئین تکلتین لشکر اُس کا فروکش ہوا تھا
بعد تھوڑی دیر کے وہ ساحر اژدر آتشین پر جو سوار تھا اُس نے آگے بڑھکر پکار کر کہا تھا کہ اے طلسم کشا
بس اب آگے قدم نہ بڑھانا مین فرستادہ بادشاہ طلسم ہون واسطے تمہارے قتل کرنے کے آیا ہون
تم نے طبل جنگ بجوا کر لڑ دن گا اگر تم کو اپنی جان عزیز ہی تو لوح طلسمی میرے حوالے کردو یہان سے
زندہ و سلامت چلے جاؤ مین اقرار کرتا ہون کہ تم کو اسیر نکرون گا اگر خلاف میرے کہنے کے عمل کروگے
تو بہ بدی پیش آؤن گا مین کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہون نام میرا آفات جادو ہی ہزار ہا آفتین
برپا کرون گا حتی الامکان تم کو اسیر کرون گا شاہ طلسم کے پاس لیجاؤن گا وہ تم کو ضرور قتل کرے گا
صاحبقران موصوف نے جواب دیا تھا کہ او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین خوف
جان سے ہرگز لوح طلسمی نہ دین گے اگر تجھ کو دعواے سحر و ساحری ہی تو مقابلہ کرکے مردانہ وار ہم سے
لوح طلسمی لے لے ہمین اسیر کرلے او نابکار بد اندیش ظاہر ثابت ہوتا ہی کہ اجل تیری تجکو یہان تک کشان
کشان لائی ہی جس طرح ہم نے گلنار جادو و نہال جادو و فریب جادو و نیرنگ جادو وغیرہ
ساحرون کو تہ تیغ کیا ہی تجکو بھی قتل کرین گے وہ شمشیر آبدار ہمارے قبضہ مین ہی کہ جس سے تمام ساحران
طلسم شمشیر جنبان ڈرتے ہین موت اُن کی اُسی تیغ سے ہی دوسری تلوار وہ ہمارے قبضہ و اختیار مین
ہی کہ جس سے تیرا بادشاہ برق جادو قتل ہوگا لوح طلسمی واسطے ہدایت کے ہی تو ہمین کیا اسیر و
قتل کرے گا خود ہی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا آفات جادو نے یہ تقریر طلسم کشا کی سنکے برہم ہوکے
تاب ضبط نہ لاکر اپنے لشکر مین اُس وقت طبل جنگ بجوایا تھا صداے نفیر سحر و طبل سحر کی بلند ہوئی تھی
چونکہ اُس جگہ سے لشکر سلیمان صاحبقران کا قریب تر بلکہ سامنے فروکش تھا ارشاد صاحبقران
موصوف سے طیفور گردہانے بھی سلیمان صاحبقران کے لشکر مین کوس حربی بجوایا تھا اُس روز
شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہوئی تھی ساحرون نے اگیاری کی تھی گوگل اور لوبان سلگایا
تھا سحر خوانی مین مصروف ہوئے تھے بھینٹ سور وغیرہ چوپاؤن کے دیے تھے پیر سحر کے موجود ہوئے
تھے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی تھی اس طرف سے صاحبقران فتاح طلسم شمشیر جنبان
نماز صبح سے فارغ ہوکر مسلح و مکمل ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح کو ملاحظہ کرکے سوے میدان جنگ ہمراہ
لشکر کے روانہ ہوئے تھے اُس طرف سے آفات جادو بکر و فر میدان جنگ مین آیا تھا اژدر آتشین
اپنا صف لشکر سے نکال کر ایک سحر اُس نے زبان پر جاری کرکے ایک ترنج پہ دم کرکے سوے صحرا
پھینکا تھا وہ دور جا کر پھٹا تھا دھوان اور شعلے اُس مین سے پیدا ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے اُس
دھوئین سے ایک سوار شمشیر بکف پیدا ہوکر روبروے آفات جادو کے آیا تھا اور گویا ہوا تھا کہ اے
آفات جادو آج تو نے مجھے بعد مدت مدید کیون طلب کیا ہی کیا کار دشوار درپیش ہی کس دشمن قوی

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہوا اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار سحر سامری اسوقت میں نے تجھکو
اسواسطے طلب کیا ہے کہ وہ سوار جو کھڑا ہوا اُس سے تجھکو لڑواؤں تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤں
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو میری بجنسہ مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر لہو اپنی
پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر پیالہ میں لے کر کہا اے اُس نے منہ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون
اُس کے دہن میں ڈالدیا تھا دیکھنے والوں نے دیکھا تھا کہ کیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ
تھا یاد فعتاً بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہوگیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑوں کے بڑھ گیا جب درازی
اُس کو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کرکے روبرو طلسم کشا کے آکے مرکب کو روک کر پکارکر
کہا تھا کہ اے جوان تلوار مجھپر لگا میں نے پھر تیری تلوار اپنے سر پر روکونگا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر
ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے میں وار کرونگا
تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی میں رہے گا ایک ضرب میں دو ٹکڑے ہوجائے گا بہتر یہ ہے کہ پہلے تو تیغ
یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز مجھپر لگا کے وار کرلے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہوگا نہ تیرا مرکب سالم
ہوگا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہونگے
تجھپر بھی وار کرینگے اُس سوار نے آخرکار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے
حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی
چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اسی حالت میں حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر
لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھوان ہوگیا تھا نام و نشان اُس کا باقی نہ رہا تھا سحر آفات جادو
کے زور سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اسطرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی
اپنے سحر سے شیر سحر گاہ اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران
کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو
عاجز ہوکر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے اس طرح اس سے مقابلہ کرنا بیکار تر ہے یہ ہے کہ اور کوئی فکر
و تدبیر کرنا کہ مدعائے دل تیرا بر آئے در آرزو تجکو دستیاب ہو یہ سمجھ کر اُس ساحر مکار نے قریب شام
نے و نفیر سحر و نقارہ بازگشت شکر بجا کر صاحبقران ممدوح سے پکارکر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی
تجھ سے لڑنا نادانی ہے میں پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھ سے کوئی ساحر سر بر نہوگا لہذا میں اب نہ
مقابلہ کرونگا اپنے گھر جاؤنگا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھسے مقابلہ کرکے
نہ دونگا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہے سحر کوئی کارگر نہیں ہوتا ہے ہر ایک سحر میرا باطل ہوجاتا ہے مجکو
سر میدان جنگ ندامت حاصل ہوئی ہے یہ کہکر اسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر میدان
جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر میں بیٹے سلیمان صاحبقران
کے لشکر میں میدان جنگ سے آکر بارگاہ میں آرام پذیر ہوئے تھے لشکر بھی فروکش ہوا تھا شب اس
جگہ براحت بسر کرکے ہنگام نماز سحر پڑھکر دعائے فتح و ظفر خدا سے برجوع قلب کرکے مسلح ہوکے
مرکب پر سوار ہوئے لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کے بلکہ طیفور گردیا کو بھی اسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو
گلے میں ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دو پہر کے قریب ایک
گلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہاں ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے
سے رومال سے پاک کیا تھا ہوا لگنے سے راحت دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی یکایک آواز آنے کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہوکر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گردیا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہے وسیدم آہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ دیکھو کہ روح
تن سے نکل جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہے کہ یار ہے نہ مددگار ہے تنہائی ہے تنہا ہوں کوئی
دوست و شفیق پاس نہیں ہے نہیں معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہاں ہیں قبل
میرے آنے کے وہ اسی طرف کو آئے تھے میں راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیر خواہی میں ادھر آیا تھا
زیادہ تیز رہروی سے جگر میں درد پیدا ہوگیا ہے یقین ہے کہ اس درد شدید سے جانبر ہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر میں وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہولیتا عفو خطا و قصور اپنی کرا لیتا اور کچھ وصیتیں اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہے اُف اُف روح پر درد کی شدت
سے صدمہ سخت ہے کس قیامت کا درد ہے کوئی یہاں معالج بھی نہیں ہے صاحبقران ممدوح نے طیفور گردیا کو
مانند مرغ بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھکر اور اس کی تقریر سنکر بیتاب و بیقرار ہوکے جلد تر اس کے
سرہانے جاکے مرکب سے اُتر کر پوچھا تھا کہ اے طیفور گردیا کیا حال ہے کیسا مزاج ہے اُس نے آنکھیں
کھول کر چہرے پر نظر کرکے کہا شکر ہے امید و حسرت دل بر آئی آپ تشریف لائے اس آخری وقت میں
میں نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کروں
درد جگر میں دورہ کر ایسا شدید اُٹھتا ہے کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہے اگر تھوڑی دیر یہی درد اسی شدت
سے رہے گا تو روح تن سے نکل جائے گی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گردیا یہاں تمہارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہاں نہیں ہے نہ کوئی دوا یہاں ممکن ہو سکتی ہے سخت
مجبوری ہے گھبراؤ نہیں خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دے گا غالباً یہ درد ریاحی ہے طیفور گردیا
نے عرض کیا تھا اگر یہاں کوئی طبیب و دوا نہیں ہے تو جانبری مشکل ہے بیشک مر جاؤں گا میری خطائیں
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہے صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہوکر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نہ کرو ہم کو صدمہ ہوتا ہے ہم مجبور ہیں کیا کریں کہ درد تمہارے جگر کا دفع ہو جائے
کو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گردیا نے عرض کیا تھا کہ میں نے سنا ہے اسمائے الہٰی اور دعاؤں
میں بڑی برکت و اثر ہے آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہے بیشتر اُس پر نقوش اور اسمائے الہٰی اور دعائیں
کندہ ہوں گی ذرا اپنے گلے سے اتار کر مجھ کو تھوڑی دیر کے واسطے دیجیے کہ اُسے میں اپنے گلے میں
ڈال لوں بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لوں عجب نہیں ہے کہ بہ برکت اسمائے الہٰی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہو جائے صاحبقران نے اسی عالم اضطراب و بیتابی میں لوح طلسمی اپنے گلے سے اتار کر اپنے
ہاتھ میں لے کر ارادہ طیفور گردیا کے ہاتھ میں دینے کا کیا تھا کہ دفعتاً دل میں خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوکر ادھر آئے تھے طیفور گردیا کو لشکر میں
چھوڑ آئے تھے قبل تمہارے یہاں آنے کے طیفور گردیا کس راہ سے یہاں آگیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کرکے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گردیا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ میں دیجیے تاکہ میں اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لوں پھر درد اُٹھا چاہتا
ہے کھٹک شروع ہوگئی ہے صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہوں یہ فرما کر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ
یہ طیفور گردیا عیار تمہارا نہیں ہے یہ آفات جادو ہے بصورت طیفور گردیا سحر کے زور سے بنکر

ہو رد جگر ظاہر کرتا ہو اور مجکو فریب دے کر لوح طلسمی تجھسے لینا چاہتا ہو ہرگز اس کو لوح نہ دے ورنہ اسیر ہوجائے گا تیری خوش اقبالی اور عنایت الٰہی تھی کہ ایسے اپنے یار وفادار کو ایسی حالت مین دیکھکر وقت دینے لوح کے لوح کے دیکھنے کا تونے خیال کیا خیر ہوئی اب مجکو لازم ہو کہ اس اسم کو جو گوشہ لوح پر ہو تین مرتبہ پڑھکر شمشیر طلائی قبضہ پر دم کرکے تلوار مذکور اس پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ صاحبقران نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے وہی اسم اعظم الٰہی تین دفعہ پڑھکر اُسی تلوار پر دم کرکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ بڑھایا تھا کہ طیفور گردیا نے تڑپ کر اور وہ اشتہ کر بھاگنے کا کیا تھا دم صاحبقران نے بصد عجلت تلوار علم کرکے طیفور گردیا نقل کی گردن پر لگائی تھی تلوار کے پڑتے ہی سر و تن مین اُس کے جدائی ہو گئی تھی اور ببرکت اُس اسم اعظم الٰہی کے آگ اُس کے جسم مین لگ گئی تھی مثل شمع کافوری لاشہ اُس کا جلتا تھا تھوڑی دیر وہ لاشہ اُس کا جل کر خاک ہوگیا تھا اُس ساحر کے اس طرح مرنے سے تاریکی ہوئی تھی ابر آیا تھا سنگ باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا تھا پیرون نے اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارا تھا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا آفات جادو تھا ہنوز ساحر مذکور کے پیرون نے صدا دی تھی کہ اُن اشجار سایہ دار پر جو پرندے صد ہا بیٹھے ہوئے تھے اُن کی آزمین بیٹھے تھے وہ دراصل پرندے نہ تھے سب ساحر تھے حکم آفات جادو سے وہ بصورت پرند بنکر اشجار پر پوشیدہ ہوکر بیٹھے تھے یکبارگی تاب ضبط نہ لاکر اپنے سردار کی حالت مذکور دیکھکر زمین پر گرکے بصورت اصل ہوکر ترسول اور نیپسول وغیرہ حربے لیکر صاحبقران پر مارنے لگے تھے اور ہر چہار سمت سے گھیر لیا تھا اسی حالت مین صاحبقران نے جلد تر مرکب پر سوار ہوکر اُسی تلوار سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب کچھ ساحر قتل ہوئے لاشے اُن کے زمین پر تڑپے ساحران صحیح وسالم اُن ساحران مقتول کی لاشون کو دیکھکر یہ خیال کرکے کہ ہم بھی اسی طرح قتل ہوجائین گے بے اختیار اُس جگہ سے بزور سحر بھاگے تھے کوئی غرق زمین ہوگیا تھا کوئی پرندہ بنکر بھاگا تھا صد ہا تخت سحر پر سوار ہوکر زمین سے بلند ہوکر ایک طرف بھاگے تھے کوئی ساحر باقی نہ رہا تھا صاحبقران فتحیاب ہوئے تھے شکر خدا کیا تھا اتنی دیر مین لشکر آگیا تھا سلیمان صاحبقران وطیفور گردیک نے پوچھا تھا کہ یہ لاشے کیسے پڑے ہین صاحبقران نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فہم و دانائی صاحبقران کی تعریف کی تھی طیفور نے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے نہایت عقل سے کام کیا ایسے وقت مین آپنے لوح کو دیکھا پھر طیفور نے کہا خوب ہوا کہ آفات جادو آپکے ہاتھ سے مارا گیا اُس نابکار نے میری صورت بنکر لوح کو آپ سے لینا چاہا تھا میرا بدخواہ تھا کہ مبتلائے درد جگر میری صورت بنکر ہوا تھا خدا کا شکر ہے کہ میرے درد جگر ہوا اُس کی اس تقریر پہ سلیمان صاحبقران وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ مسکرائے تھے پھر اُسی جگہ لشکر اُترا تھا بارگاہ خام ایستادہ و برپا ہوئے تھے صاحبقران ممدوح داخل بارگاہ فلک فرسا ہوکر راحت پذیر ہوئے تھے اور وہ ساحران نابکار جو ہنگام جنگ بھاگے تھے مضطر و پریشان نالان و گریان اُسوقت روبروئے شاہ طلسم پہونچے تھے کہ وہ دربار مین بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار ساحران نامور و نامدار حاضر دربار تھے برق جادو نے اُن کو دیکھتے ہی اپنے دل مین کہا تھا کہ آفات جادو پر ضرور کوئی آفت آئی اس انتظار مین اُن سبھوں نے بادب سلام کرکے فریاد کی تھی برق جادو بادشاہ طلسم مذکور نے پوچھا تھا کیا ہوا کیون فریاد کرتے ہو اُنھون نے تمام حال جنگ وقتل آفات جادو جو صاف صاف وصحیح تھا بیان کیا تھا شاہ مذکور کو آفات

جادو کے قتل ہونے کا کو نہ رنج ہوا تھا پھر اُن ساحرون سے برہم ہوکر کہا تھا کہ اے نامردو دور ہو
میرے سامنے سے اپنے سردار کو قتل کرا کے میدان جنگ سے بھاگ کر روتے ہوئے بیان کئے ہو
وہ ساحر روبروئے شاہ مذکور سے چلے گئے تھے پھر بادشاہ طلسم نے اژدر جادو و عقرب جادو
و اسرار جادو و عقاد جادو و مہیب جادو و ہلال جادو و نیر جادو وغیرہ ساحران
نامی و نامور کو یکے بعد دیگرے بجمعیت فوج ساحران برائے قتل و اسیری طلسم کشا روانہ کیا تھا ہر ایک
ساحر مثل آفات جادو کے میدان جنگ سے دست طلسم کشائے ممدوح سے مارا گیا تھا شاہ طلسم
کو ہر ایک نامبردہ ساحر کے قتل ہونے کا صدمہ ہوا تھا آخر کار خود شاہ طلسم نے ارادہ طلسم کشا سے
مقابلہ کرنے کا کرکے فرد دلیری و شجاعت سے پوشیدہ و گریزان ہوتا گوارا نکرکے حکم دیا تھا کہ سامان
جنگ مہیا کرو اثالہ بارگاہ کا سوئے طلسم کشا قبل سے روانہ کرو دو و چار جو ساحران نامی تھے انہون
حسب الحکم سامان جنگ کیا تھا برق جادو بعد درستی و مہیا ہونے سامان جنگ کے قلعہ باطن
سے نکل کر فوج کثیر ہمراہ لے کر بصد کروفر بجاہ و شوکت و حشم برائے گرفتاری و جنگ طلسم کشا
کے روانہ ہوا تھا بادشاہ طلسم کا لڑنا اور اُس کی تدبیرین رہ گئے اور اسیر کرنے طلسم کشا کی تہہ کی
تھین اور ہوا اُس کے قیامت کے تھے طلسم کشا بوجہ پاس ہونے لوح کے اُس کے شر و مکر و سحر سے بچا لیا
لوح طلسمی ہدایت کرتی رہی آخر ایک روز برق جادو غضبناک ہوکر میدان جنگ مین آکر طلسم کشا
سے مقابل ہوا تھا بعد جنگ عظیم و بسیار کشت و خون کے برق جادو از حد غضبناک ہوکر
برق بنکر طلسم کشا پر گرا تھا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی اُس کے گلے سے اتار کر لے جاے لیکن عکس لوح
سے گرتے ہی سحر بھول گیا تھا اور بصورت اصلی ہوکر قریب طلسم کشا گرا تھا اسی صورت مین طلسم کشا
نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا تھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا اگر خدا فضل و کرم اپنا
شامل حال کرے اور شاہ طلسم عاجز و غضبناک ہوکر برق بنکر تجھ پر گرے اور عکس لوح سے سحر اُس وقت
خاص مین بھول جائے تجکو لازم ہے کہ بسرعت تمام یہ اسم اعظم الٰہی جو وسط لوح مین کندہ ہے سات مرتبہ
پڑھکر اُس تیغ پر جو نیلگون ہے اور جس کا قبضہ یاقوت سرخ و جواہر نگار رنگا رنگ کا ہے اور تونے در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان سے پائی ہے سر برق جادو پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اسی شمشیر کے لگنے سے شاہ
طلسم کی قضا ہے اور کسی تلوار و دیگر حربون سے یہ ہرگز قتل نہوگا اور اگر یکبار سامنے سے تیرے چلا جائیگا
تو پھر مشکل سے قتل ہوگا ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا لہذا تاخیر نکر جلد وار کر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح
طلسمی وہی شمشیر نیام سے کھینچکر اسی اسم اعظم الٰہی کو سات مرتبہ پڑھکر شمشیر پر دم کرکے بعجلت تمام
مرکب کو بڑھا کر اُس کے قریب تر جاکر نعرہ کرکے تلوار اُس کے سر پر لگائی ہر چند کہ شاہ طلسم نے لیکے
ہنگام مین سحر کرکے زمین مین غرق ہوکر جان اپنی بچانا چاہا تھا اور بزور سحر پہلے چند سپرین برائے
حفاظت سر و جان بالائے فرق پیدا ہوئی تھین لیکن طلسم کشائے موصوف نے دوبارہ عکس لوح کا
ڈال کر تلوار لگائی جونہی تلوار سر پر پڑی شاہ طلسم نے آہ کی تھی اور کہا تھا کہ خیر میں دانہ مارا گیا
حوصلہ اپنے دل کا لڑائی مین نکال چکا تھا تلوار جو سر پر پڑی تھی سر کو کاٹ کر گلے مین اور گلے سے سینہ
مین اور سینے سے کمر تک کرکے گذر کر زمین تک پہونچی تھی اس طرح دو ٹکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر
لاشہ شاہ طلسم زمین پر تڑپا تھا بعدہ روح اُس کی سوئے دوزخ روانہ ہوئی تھی اُس کے مرنے سے
از حد تاریکی محیط عالم ہوئی تھی روئے آفتاب عالمتاب نہان ہوگیا تھا آندھی شدید نہایت زور سے

سیاہ آگئی تھی زمانہ تیرہ و تاریک و پرغبار ہوگیا تھا بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ کر مانند خس و خاشاک
کے کوسوں اُڑ گئے تھے ابر سیہ محیط ہوا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سنگ باری و برف باری
ہوتی تھی ساحران سپاہ شاہ طلسم کو حیرت عظیم و صدمہ جانکاہ تھا زمین کو حرکت تھی سناٹا غضب کا
تھا دیر تک یہی حالت رہی تھی بعدہ مطلع صاف ہوا تھا چہرہ آفتاب نظر آیا تھا شاہ طلسم کے سحر
کے بیرون نے شاہ طلسم کے نام سے یوں بآواز بلند پکارا تھا کہ افسوس ہزار افسوس حوصلہ دل کا تو
جنگ میں نکلا لیکن جان نہ بچی دلیرانہ اور مردانہ قتل ہوئے ہم دنیا سے سوئے عدم گئے قتل کیا ہم کو
طلسم کشا نے کہ نام ہمارا برق جادو تھا ہم بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تھے وہی تلوار ہم پر چل گئی جو
فہیم عالی نے خاص ہمارے قتل ہونے کے لئے بنائی تھی اور در قلعہ پر لگائی تھی ہمارے قتل
ہونے سے طلسم ٹوٹ گیا تباہ و برباد ہوگیا نام و نشان بھی نہ رہا یہ آواز سحر کے دے کر نالان اور
گریان ایک جانب چلے گئے تھے ہیران جادو جو ساحر نامی قتل ہونے سے باقی رہا تھا اُس نے
اپنے بادشاہ کو قتل ہونے دیکھ کر اور تقریر سحر کے بیرون کی سنکے ازحد غمگین ہو کر جملہ ساحروں سے
کہا تھا کہ وہ چھ ہزار رہتے تھے کہ لطف زندگی باقی نہ رہا بادشاہ طلسم مارا گیا طلسم ٹوٹ گیا ہماری رائے
یہی ہے کہ ہمارے ساتھ ہو کر طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر جاؤ حق نمک شاہ طلسم ادا ہو جائے سبھوں نے
کہا تھا کہ طلسم کشا سے لڑنا بیکار ہے اُس پر فتحیاب ہونا دشوار ہے ہاں لڑ بھڑ کر مر جانے کے لئے ہم موجود
ہیں یہ سنکے ہیران جادو سب کو لے کر بڑھا اور یکبارگی حملہ طلسم کشا پر کیا تھا ترسول اور پھول
وغیرہ حربے لگنے شروع ہوگئے تھے ادھر بادشاہ سلیمان صاحبقران دیو بیٹھے تھے لیکن
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے منع کیا تھا کہ انسان سے دیووں کا لڑنا خلاف انصاف
ہے میں خود ان ساحروں سے بہ ہدایت لوح لڑوں گا یہ کہکر وہی تلوار علم کی تھی جس کا قبضہ سنہری
تھا اور سوائے بادشاہ طلسم کے جملہ ساحروں کے واسطے اور غوغائے رعد آواز قلعدار قلعہ
اول و ہیران تیغ ابرو قلعدار قلعہ دوم و محیط رویین تن قلعدار قلعہ سوم کہ یہ بھی طلسم بند
تھے قتل کے واسطے فہیم عالی نے تیار رکھی تھی اور ساحروں پر عکس لوح کا ڈال ڈال کر تلوار سے
ان کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب بہت ساحر قتل ہوگئے تھے پسپا ہونے لگے تھے ارادہ بھاگنے کا کیا تھا
اسی حالت میں ہیران جادو نے مجبور ہو کر امان طلب کی تھی طلسم کشا نے موصوف نے فرمایا
تھا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی اُس نے قبول کیا تھا طلسم کشا نے ہاتھ جنگ سے
روکا تھا ہیران جادو نے آگے بڑھکر بعد سلام سر اپنا قدم طلسم کشا پر رکھدیا تھا اور عرض کیا تھا
کہ بعد عفو کرنے میری خطا کے کہ آپ سے لڑا تھا اپنے دین میں مجھے لائیے صاحبقران نے خوش
ہو کر کلمہ طیبہ اُس کو پڑھا کر مسلمان کر کے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے تیری تقصیر
معاف کی وہ بہت خوش ہوا تھا پھر جملہ باقی ماندہ ساحروں کو اُس نے حسب الحکم طلسم کشا کلمہ پڑھا کر
مسلمان کیا تھا پھر صاحبقران کو اُس کوٹھی میں جس میں خزانہ و مال و اسباب طلسمی نایاب و
نفیس و نادر تھا لے گیا تھا وہ سب زر و جواہر مال و اسباب صاحبقران نے اپنے قبضہ میں کیا
تھا بعدہ ہیران جادو کو وہاں حاکم کر کے خلعت و انعام اُسے دیا تھا حالانکہ بعد قتل ہونے شاہ طلسم
کے جو عمارتیں اور اشجار سحر سے نمود تھیں وہ نابود ہو گئی تھیں مگر کچھ مکان پختہ و خام اور تعمیر
فہیم عالی باقی تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا کوسوں تک میدان تھا سلیمان صاحبقران اُس

کف دست میدان کو دیکھکر نمود بے بود سحر کو یکبارگی بے نام و نشان دیکھکر متحیر ہوکر بہ نظر حیرت
و عبرت چارطرف دیکھ رہے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی ہمراہ سلیمان
صاحبقران اُس میدان کو دیکھکر اشعار عبرت آمیز اپنی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی کہتے تھے
فاعتبروا یا اولی الابصار قبل تھوڑی دیر کے یہاں کیا اور ہی آبادی اور رونق و زیب و زینت
تھی اسوقت یہاں خاک اُڑ رہی ہے جہاں تک نظر ہوتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے غرضکہ بعد بہت
افسوس کرنے اور بنظر عبرت دیکھنے کے اُسی جگہ اُس روز خیام اور بارگاہیں ایستادہ و برپا کرکے
صاحبقران موصوف قیام پذیر ہوئے تھے سلیمان صاحبقران و طیفور گردباد و ہزبر
جادو نے مبارکباد فتح طلسم کی دی تھی بلکہ ہزبر جادو نے نذر فتح کی بھی دی تھی اُس روز
علم صاحبقران سے وہاں جشن فتح طلسم ہوا تھا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ ہمراہ سلیمان صاحبقران کے جملہ مال و اسباب لے کر ہزبر جادو سے
رخصت ہوکر خرم و خندان بالشکر دیوان و ہمراہی طیفور گردباد سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ
ہوئے تھے اور بعد قطع راہ داخل قصر فیروزہ نگار ہوئے تھے جب صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طلسم شش جہات کو فتح کرکے قصر فیروزہ نگار میں آئے صاحبقران اعظم
و سلیمان کوچک کو خبر ہوئی یہ دونوں بھی قصر فیروزہ نگار میں آئے صاحبقران واسطے تعظیم
کے اُٹھے ادب سے سلام کیا جب سب بیٹھے صاحبقران اعظم نے تہنیت فتح طلسم شش جہات
دے کر قوت و ہمت کی تعریف کی اسی طرح سلیمان کوچک نے بھی مبارکباد دی بعد تھوڑی
دیر کے دونوں صاحب موصوف بعد ازاں رخصت ہوئے اُس کے دوسرے روز صاحبقران
اعظم نے اپنے فرزند دلبند سلیمان صاحبقران سے خلوت میں فرمایا کہ دختر سلیمان کوچک
مسماۃ جواہر پری اب بخوبی جوان ہوئی ہے قابل عقد ہے فی الحال اتفاق سے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا یہاں آنا ہوا ہے قوت و شجاعت و ہمت و مردانگی و لیاقت میں مثل
اپنے آبا و اجداد کے ہے لہذا ہماری رائے ہے کہ عقد سلطان کیوان شکوہ کا جواہر پری
کے ساتھ اگر ہوجائے تو اچھا ہے آپس کا معاملہ ہے سلیمان صاحبقران نے عرض کیا کہ رائے آپ کی
بہت خوب ہے میں پسند کرتا ہوں مگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو اس امر پر راضی کرنا بھی
ضروری ہے آج کی شب اس بارہ میں ان سے پوچھا جائے گا چنانچہ ہنگام شب تخلیہ میں کہ صرف وہاں
طیفور گردباد تھا سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے بزرگانہ مسکرا کر فرمایا
کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ یہاں تمہارا آپس میں نزدیک کے عزیزوں میں ایک شہزادی سے عقد کردیں
تاکہ نسل سے تمہاری فرزند و دختر دنیا میں ہوں ترقی نسل ہو دل کو ہمارے خوشی ہو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بلحاظ شرم جواب نہ دیا شرم سے سر جھکالیا سلیمان صاحبقران
نے سمجھ لیا کہ سکوت ان کا بمنزلہ اقرار کے ہے یہ سمجھکر خوش ہوکر کہا مبارک ہو کہ ہم تمہارا عقد دختر
سلیمان کوچک جواہر پری سے کرینگے طیفور گردباد نے ادب سے کہا کہ کیا میں عقد سے
محروم رہونگا میرا عقد جواہر پری کی وزیرزادی سے ہوگا کیا میری نسل کی ترقی منظور نہیں ہے
خلاف قاعدہ قدیم سمجھئے گا سلیمان صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ اے خواجہ مطمئن رہو تمہارا
عقد بھی وزیرزادی ملکہ جواہر پری مسماۃ اسرار پری سے کیا جائے گا مگر اس شادی میں ...

تم کو صرف کرنا ہوگا زنبیل سے لاکھون روپیہ نکالتا ہون گے شادی دھوم سے ہوگی والدین اسرار
پری کی یہی خواہش ہے کہ دھوم سے شادی ہو لاکھون کرورون روپیہ کا جانبین سے خرچ ہو خواجہ
طیفور گردیا نے جواب دیا کہ ہماری زنبیل مین دو کوڑیان بھی نہین ہین خاک اڑ رہی ہے نہین معلوم
کس طرح ہماری بسر اوقات ہوتی ہے زنبیل کا نام ہی نام ہے اس مین کچھ بھی نہین ہے آپ ملاحظہ کرلین
مین لاکھون روپیہ شادی کے واسطے کہان سے لاؤن خود قرضدار ہون مہاجن مجھ سے اپنے روپیہ
کا تقاضا کرتے ہین مین ان سے ہمیشہ وعدہ کرتا ہون کبھی ان سے پوشیدہ ہوتا ہون پس آپ ہی
اپنے پاس سے یا جس طرح مناسب ہو عقد میرا کیجیے گا مین محتاج ہون بلکہ فاقہ کش ہون چار روپیہ کا
پیادہ ہون کچھ آمدنی نہین رکھتا ہون **سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان**
کیوان شکوہ طیفور گردیا کی تقریر سنکے ہنسے دیر تک خواجہ کو چھیڑا کیے وہ شب اسی گفتگو مین
بخوشی و مسرت بسر ہوئی دوسرے روز سے دونون طرف شادی کا سامان ہونے لگا قصہ مختصر
کہ نہایت تکلف اور شاہانہ طور سے عقد **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** کا ساتھ
جواہر پری دختر **سلیمان کوچک** سے ہوا اور مہر کرورہا زر سرخ کا مع ملک و مال قرار پایا
اور عقد خواجہ طیفور گردیا کا اسرار پری وزیرزادی ملکہ **جواہر پری** کے ساتھ ہوا اس کے
مہر مین بڑی حجت و تکرار و گفتگو ہوئی دلہن والون کی طرف سے کہا گیا کہ سات کرور کا مہر مقرر کیا جائے
خواجہ نے منظور نہ کیا پھر چھ کرور کے مہر کو کہا خواجہ نے محتاجی اپنی ظاہر کی پھر پانچ کرور کے مہر کی
خواہش کی خواجہ نے جواب دیا کہ اس قدر مہر مجھ سے نہ دیا جائے گا یہان تک نوبت پہنچی کہ ایک لاکھ روپیہ
تک کے مہر کی نوبت پہونچی خواجہ نے کہا کہ مین نادار ہون لاکھ روپیہ کہان سے لاؤن ہان لاکھ کی
اگر ضرورت ہوگی تو کسی چوڑی بنانے والے سے مانگ کر دیدون گا اہل محفل اس تقریر پر ہنسے
آخر کار جسقدر رقم مہر کو کہا گیا خواجہ انکار ہی کرتے گئے اور یہی ہر دفعہ کہا کہ مین تہی دست ہون کبھی
دو کوڑیان بھی میرے پاس نہین ہین کہ انہین کوڑیون کو مہر مین دون انجام کار بعد بہت ہنسی
اور دل لگی کے **صاحبقران** نے زر مہر اپنی طرف سے دینا منظور کیا بلکہ دیدیا عقد خواجہ کا ہو گیا بعد
ہونے دونون عقدون کے **صاحبقران** اپنی زوجہ **جواہر پری** سے ہنگام شب ہم بستر ہوئے
اور خواجہ طیفور گردیا نے اپنی زوجہ سے نزدیکی کی قدرت پروردگار سے دونون بیبیان حاملہ
ہوگئین **جواہر پری** کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے جو لڑکا پیدا ہوگا نام اس کا صفدر
صف شکن پریزاد ہوگا اور جو لڑکا ہم صورت خواجہ **طیفور گردیا** بطن اسرار پری سے
ہوگا نام اس کا **سیفور بن طیفور سبک رو** ہوگا کہ ہو مثل خواجہ **عمرو** کے نامور ہوگا اور **صفدر**
صف شکن پریزاد بھی از حد شجاع و بہادر ہوگا بمقام مناسب ان دونون کا حال لکھا جائیگا
اور ان سے کارہاے نمایان ہونگے الحاصل بعد گذرنے شب زفاف کے صبح کو **صاحبقران**
سلطان کیوان شکوہ نے **سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم** و
سلیمان کوچک سے بادب کہا کہ ہم کو اب رخصت کیجیے لشکر ہمارا بمقابلہ **عوغاے رعد آواز**
براہ زبانی **طیفور گردیا** کے معلوم ہوا ہے کہ **حسین سبز قبا** بادشاہ مالک ہر چہار قلعہ نے ایک نامہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو بعد ہمارے یہان آنے کے اس مضمون کا لکھا تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام
آپ ہماری سرزمین سے تھوڑی مدت مین چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو ہم **عوغاے رعد آواز**

کو روانہ کرکے تمام لشکر کو آپ کے درہم وبرہم کرا دینگے غوغاے رعد آواز آپ کے
لشکر کے نامور سرداروں کو تہ تیغ کرکے لشکریوں کو مار کر بھگا دیگا آپ کو بھی قتل یا اسیر کریگا
چنانچہ ہم کو یہاں آئے ہوئے آج نوان روز ہی غالباً آج لشکر ہمارا مبتلاے آفت ہوگا بغیر ہمارے
یہاں جانے کے بہت کشت وخون ہوگا بلکہ تمام لشکر ہمارا تباہ وبرباد وقتل ہو جائیگا کیونکہ
غوغاے رعد آواز طلسم بند ہی اُس کے نعرے سے حریف بیہوش ہو جاتا ہی اسی حالت مین
وہ اسیر یا قتل کرتا ہی سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک
نے ایسی حالت مین روکنا مناسب نجان کر بمجبوری کہا کہ اچھا جاؤ خدا حافظ ونگہبان تمھارا رہے
یہ کہکے چند دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اُن سے کہا کہ ایک تخت نفیس نقرئی یا طلائی
مرصع کار لاؤ انھون نے حکم کی تعمیل کی ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور گردیا اپنی اپنی زوجہ سے جاکر رخصت ہوئے اُن سے اقرار پھر آنے کا کرکے اسی تخت پر
سوار ہوئے خواجہ عقب پشت صاحبقران بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و
خواجہ طیفور گردیا نے صاحبقران اعظم و سلیمان صاحبقران و سلیمان کوچک
کو بادب سلام کیا سب نے بعد دعاے درازی عمر وترقی جاہ ومراتب حشم وخدم کے سلطان
کیوان شکوہ سے کہا کہ تمھارے ساتھ چلین تم کو تمھارے لشکر تک پہونچا دین صاحبقران نے
جواب دیا کہ آپ حضرات کیون تکلیف گوارا کرین فقط آپ صاحبون کی دعا میرے حق مین کافی ہی خداوند
عالم حافظ ونگہبان ہی اُس نے کہان کہان نہین مجھکو اپنی قدرت سے شر دشمنان سے بچایا ہی اب بھی
باقی ماندہ دشمنون کے شر سے بچائیگا اُس سے امید قوی ہی یہ تقریر سنکے سبھون نے کہا کہ اچھا
جو تمھاری خوشی یہ کہکر دیوون سے بتاکید اکید کہا کہ خبردار ان کو ان کے لشکر مین صحیح سالم پہونچا کر
رسیدان سے خیر وعافیت سے پہونچنے کی لے کر یہان آنا ورنہ تمکو سخت سزا دی جائیگی دیوون
نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سب موافق حکم عمل کرینگے یہ عرض کرکے انھون نے تخت اپنے
دوش پر اٹھا کر رکھا بعدہٗ زمین سے بلند ہوکر سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے ان کو تو راہ
مین بالفعل چھوڑا جاتا ہی لیکن اب

دو کلمہ داستان حسین سبز قبا بادشاہ و مالک ہر چہار قلعہ و لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کب تک تری جدائی کے صدمے سہا کروں	مر جاؤں زہر کھا کے نہ اے جان تو کیا کروں
تلوار کھینچ کے دکھلا دے بانکپن	قربان جاؤں جان کو تجھ پر فدا کروں
تیور چڑھے ہیں ہاتھ میں خنجر کھنچا ہوا	ایسے میں خاص امر کی کیا التجا کروں
کہتے ہیں وہ مجھ کو شوق سے اس میں بھی ہے بھلا	میں ان کی جان و مال کو ہنسا دعا کروں
اے دل عدو کی بزم میں ہرگز نہ جاؤں گا	ظالم میں روز تیر کمان تک کہا کروں
آنسو ہیں تیرے ہجر میں - ان کا یہ حکم ہے	مقصود ہے کہ خون جگر میں پیا کروں
دامن کے پرزے یوں ہی اڑیں گے بہار میں	کیا فائدہ جو روز میں بخیہ سیا کروں

متوالے ساقی ہیں تری آنکھوں پہ جوں نثار ۔۔۔ پیمانے بھر کے دیجو جب تک پیا کروں
وہ اور ہوں گے دوست سے جو دشمنی کریں ۔۔۔ میں تو عدو کے ساتھ بھی یار و وفا کروں

الغرض حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ نے سات روز تک جشن عظیم اس خوشی کا کیا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و طیفور گرد یا عیار کہ یکے بعد دیگرے سے پنجے انتقال لے گئے جن دشمنوں سے خوف جان و ملک و مال تھا وہ بالائے زمین نہ رہے کسی آفت میں مبتلا ہو گئے بعد ختم ہونے ایام جشن و تعداد مہلت کے جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ دی گئی تھی حسین سبز قبا نے نویں روز علی الصباح برہم ہو کر غوغائے رعد آواز کو بلا کر اس سے کہا کہ اے غوغائے رعد آواز یہ اہل اسلام نہایت سرکش ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ تاکید سے کہا تھا کہ آٹھ روز کی مہلت دیجاتی ہے آپ آٹھ روز میں ہماری سرزمین قلعہ سے مع لشکر اپنے کے چلے جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا لیکن آج تک کہ نواں روز ہے وہ ہماری سرزمین سے نہیں گئے ہیں ہمارے کہنے پر انھوں نے عمل نہیں کیا ہے از راہ کبر و نخوت سرکشی کی ہے لہذا ہم تجکو حکم دیتے ہیں کہ ابھی تو مع اپنی فوج کے میدان جنگ میں جا کر ان اہل اسلام کا صفایا کر دے کسی کو زندہ نہ چھوڑ جو کوئی تیرے سامنے آئے اُسے قتل کر طبل یورش بجا کر یکبارگی حملہ کر فردا فردا اہل اسلام سے مقابلہ کر اُس نے عرض کیا کہ فدوی ابھی جاتا ہے حکم حضور بجا لاتا ہے یہ کہکے اسیوقت اپنے قلعہ سرخ میں آکر تیاری فوج کا حکم دیا حسب الحکم جلد جلد چالیس ہزار سوار مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہوئے غوغائے رعد آواز بھی مسلح ہو کر اپنے گینڈے پر زین بند سوار ہو کر قلعہ سے نکلکر میدان جنگ میں آکر باآواز بلند کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام والے سرداران لشکر اہل اسلام آگاہ و خبردار ہو کہ تمکو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے آٹھ روز کی مہلت دے کر فرمایا تھا کہ آٹھ روز میں ہماری سرحد سے چلے جاؤ تم نے اُن کے حکم پر عمل نہ کیا آج نواں روز ہے لہذا ہم حکم بادشاہ سے طبل یورش بجوا کر برائے جنگ آئے ہیں تم کو قتل کریں گے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے بس تم سب ہوشیار ہو جاؤ مسلح و مکمل ہو جاؤ قتل ہونے اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ زندگی سے اب اپنی ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ ساغر عمر تمہارا لبریز ہو گیا ہے اجل تمہاری تمہارے قریب آگئی ہے تم نے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے اب سر تمہارے تمہارے اجسام سے جدا ہوں گے زمین عرصۂ جنگ تمہارے خون سے رنگین ہوگی میرے نعرے سے تم کو غفلت مرگ آئے گی ضرب گرز میری سرحد ملک عدم تک تم کو پہنچا دیگی نام و نشان تمہارا باقی نہ رہے گا مال و اسباب تمہارا لوٹ لیا جائے گا نہ علم لشکر رہے گا نہ علمدار رہے گا نہ تخت حکومت رہے گا نہ تمہارا بادشاہ زندہ رہے گا نہ کوئی سردار سپاہ اب حیات اپنی دنیا میں کر سکے گا نہ کوئی سوار و پیادہ جانبر ہوگا آج تمہارا لشکر اس سرزمین سے جانب ملک عدم کوچ کریگا اسباب سفر درست کر لو سیر و سیراب ہو کر مرکبوں پر سوار ہو لو کفن پہن لو ایک دوسرے سے رخصت ہو لو کہ وقت اجل کے آنے میں نہیں ہے آمادہ قضا ہو جاؤ جانا تم کو دور ہے ذرا ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ ہم کو آگاہ نہ کیا غفلت میں دھوکے سے ہمیں قتل کیا مردانہ وار ہم سے مقابلہ و مجادلہ غوغائے رعد آواز نے نہ کیا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل یورش بجوایا جاوے بموجب حکم اُس نابکار کے اُس کے ملازموں نے اسیوقت طبل یورش بجایا صدائے طبل یورش بلند ہوئی ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر کو ارادہ غوغائے رعد آواز سے اطلاع

ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بھی حکم کرنا بندی کا دیا چند سردار و سوار بعد عجلت مسلح ہوکر گھوڑوں پر سوار
ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی مع دو وشمگر اپنے تخت پر سوار ہوئے جلد تر بارگاہ سے برآمد ہوئے
نقارہ پر چوب پڑی سواری بادشاہ لشکر اسلام آگے بڑھی نقیبوں نے صدائے دور باش با ادب باش
دینا شروع کی تمام لشکر ظفر اثر ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف ہوا ابھی سواری بادشاہ جنگاہ تک نہ پہونچی تھی
کہ غوغائے رعد آواز برہم ہوکر بلکہ اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر چالیس ہزار سواروں کو لئے
ہمراہ بے کر دلیرانہ حملہ آور ہوا لشکر اہل اسلام پر گرا اور اپنے نعرے سے اہل اسلام کو مدہوش و غافل کرکے
بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کرنے لگا سواران ہمراہی اس کے بہ نیزہ و شمشیر لڑنے لگے اہل اسلام بھی
وار کرنے لگے اہل اسلام بھی دلیرانہ لڑتے تھے قتل ہونے لگے غوغائے رعد آواز کے ہاتھ سے
اہل اسلام زیادہ تر قتل و مجروح ہونے لگے عرصہ جنگ میں لاش پر لاش گرنے لگی جابجا لاشوں سے
ڈھیر کشتوں کے انبار ہونے لگے زمین میدان جنگ خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہونے لگی بلا ایک
جوئے خون زمین پر جاری ہونے لگی سر زمین پر ڈھیر ہونے لگے مجروح زمین پر تڑپنے لگے نعرہ اسے فریاد
و نالہ مجروحان سے طاقت سے بلند ہوئی گھوڑوں کی گشت سے غبار ایسا اڑا کہ روئے آفتاب نظر سے
پنہاں ہونے لگا اس جنگ عظیم میں اہل اسلام دست غوغائے رعد آواز سے بہت قتل ہوئے
ہزاروں زخمی ہوئے آخر اہل اسلام غوغائے رعد آواز سے عاجز ہوئے کیونکہ اس نابکار پر کوئی
حربہ کسی کا کارگر نہیں ہوتا تھا وہ سب کو بچا جاتا اور بڑھ کر قتل کرتا تھا اسی حالت میں بادشاہ لشکر اہل اسلام
نے رنگ جنگ اچھا نہ دیکھ کر دست دعا سوئے فلک بلند کرکے تاج اپنے سر کا اپنے ہاتھوں پر رکھکر
یوں دعا کی کہ ۔ نظم ۔

اے قادر ذوالجلال از بہر قبول | اے داغ جگر بلا ز اولاد رسول | از دست عدوے خود بتنگم مدام
حیرانم و ناچارم و مغموم و ملول

ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام بہ خشوع قلب دعا کر رہے تھے اشک
آنکھوں میں تھے اکثر سرداران سپاہ آمین مکرر کہہ رہے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی غوغائے رعد
آواز نعرے کرکے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کر رہا تھا کہ یکایک تیر دعائے بادشاہ لشکر اہل اسلام
ہدف مراد تک پہونچا اور مسبب الاسباب نے سبب بہبودی اہل اسلام پیدا کیا یعنی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جو پردہ قاف سے چلے تھے دیوان کا تخت اڑتے اڑتے نزدیک لشکر اہل
اسلام لائے صاحبقران موصوف نے بلندی سے غوغائے رعد آواز کو اپنے لشکر پر حملہ آور
دیکھکر اور اپنے لشکر کو اس کے ہاتھ سے عاجز پاکر بادشاہ لشکر اسلام کو بھی مصروف دعا دیکھکر برہم ہوکر
وہیں سے اس طرح نعرہ کیا کہ او غوغائے رعد آواز مغرور و سرکش و بد اندیش باش باش کہ ہم
رسیدیم دست خود را نگہدار از جنگ آزما شو یہ نعرہ صاحبقران سنکے غوغائے رعد آواز
نے لڑائی سے ہاتھ روک کر سر اپنا سوئے فلک بلند کیا دیکھا کہ ایک تخت طلائی مرصع و جواہر کار پر
صاحبقران گیتی ستان فرمان بیٹھے ہیں پیچھے ان کے خواجہ طیفور گرد بیٹھے ہیں دو تخت اڑتے
ہوئے اسی طرف لاتے ہیں یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل میں کہنے لگا کہ ان دونوں کو تو جن اٹھائے لئے گئے
تھے امید ان کے آنے کی نہ تھی جائے تعجب ہے کہ پھر یہ دونوں دشمن جان و ایمان زندہ سلامت
یہاں آتے ہیں یہ خیال کرکے پھر قصد اپنے کا کیا گینڈا اپنا آگے بڑھایا صاحبقران موصوف نے ہم
بلندی سے فرمایا کہ او غوغائے رعد آواز او ناسمجھ ہاتھ اپنا جنگ سے نہیں روکتا لڑائی سے

باز نہین آتا یاد کر آٹھ روز قبل اس کے ہے تجھ سے اسی جگہ مقابلہ ہوا تھا مین مقابلہ وجنگ مین
تجھ کو اٹھا لے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ و سلامت یہانتک آ گئے ہین شرط انصاف یہی اور
دھرم بہادری کا بھی یہی تھا کہ پھر ہم سے مقابلہ کرے کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین کرتا
ہی کیسا بہادر ہی نامردون کی سی حرکت کرتا ہی تجھے شرم بھی نہین آتی ہی کہ اپنی حرکت کو چھوڑ کر دوسرون
سے جنگ آزما ہوتا ہی **غوغاے رعد آواز** یہ تقریر **صاحبقران** کی سنکے بجاے خود کہنے لگا کہ
واقعی **صاحبقران** سچ کہتے ہین وہ یہان آ گئے ہین انسے رزم ناسب ہی یہ باتین دل مین کرکے اپنے گینڈے
کو روکا بلکہ جنگ سے باز رہا اہل اسلام نعرہ امیر سنکے ازحد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ **صاحبقران** نہین آئے گویا مراد دل برآئی ابھی اسکا رمین کہ اہل اسلام
خوش ہورہے تھے **غوغاے رعد آوا** نے جنگ سے باز رہا تھا لشکری بھی اس کے حکم سے
باز جنگ سے رکے ہوئے تھے کہ امیر بالتوقیر بالاے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت علیحدہ دی
صاحبقران زمین پر رکھا پھر انھون نے کہا ہم کو اپنے خیریت سے پہنچنے کی رسید یا رقعہ دستی دیجیے
صاحبقران نے تخت سے اتر کر دیوون کو اپنے مہری رسید اپنے پہنچنے کی لشکر مین لکھدی دیو
وہ رسید و تخت لیکر سوے قاف روانہ ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ
بعد خوشی **صاحبقران** سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام
دے کر خیریت مزاج دریافت کی طیفور گردپا سے جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش
ہوا یہ تمام حال **حسین سبز قبا** نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو جو دو دشمن ہمارے
اس لشکر مین تھے جن کو ٹھنے لے گئے تھے پھر وہی دونون عدم سے جان آ گئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک
آئے کہان تھے ان کو تھا کر لے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گو یا دنیا سے گئے مگر پھر داخل
لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان لے آئی ہی **غوغاے رعد آوا** نکے ہاتھ سے **صاحبقران**
کسی طرح جانبر نہون گے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے
تو اب ضرور قتل ہون گے اجل ان کی یہان لے آئی ہی رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ
دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آ گئے ہین یہ معاملہ قضا ہی جہان جس کی قضا
ہو وہین پہونچکر اس کی اجل آتی ہی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ **غوغاے رعد آواز**
نے بڑھ کر پکار کر کہا کہ اے **صاحبقران** جو کچھ آپ نے فرمایا اسے مین نے تسلیم کیا واقعی اثناء
مقابلہ سے تجھ آپ کو اٹھا لے گیا تھا ہم کو امید آپ کے آنے کی نہ تھی خیر اب آپ آ گئے ہین مین طبل
بازگشت بجوا کر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجوا کر صبح کو آپ سے مقابلہ کرون گا شرط انصاف یہی ہی
اسوقت آپ بھی دور سے آتے ہین اور دن بھی زیادہ آ گیا ہی اس وجہ سے اسوقت لڑائی موقوف
کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مین مع اپنے
لشکر کے گیا اہل اسلام جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آئے **صاحبقران** نے دیکھا کہ میدان جنگ مین
کئی ہزار اہل اسلام گویا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے
ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصہ جنگ دیکھکر اہل اسلام کے قتل ہوجانیکا
رنج و افسوس کر کے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھائے جائین موافق شریعت
ابراہیمی ان کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جاے لازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح غوغاے رعدآوا نے بھی اپنے لشکر کے مقتول سواروں کو حرب گاہ سے اٹھوا کر
موافق اپنی ملت کے انھیں دفن کیا اس طرف غوغاے رعدآوا اپنے قلعہ داخل ہوکر
آرام پذیر ہوئے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اتر کر اپنے اپنے
خیمہ میں گیا سواران سپاہ بھی مرکبوں سے اتر کر داخل خیام ہوئے جو مجروح تھے حکم صاحبقران
سے علاج ان کا ہونے لگا چونکہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر
مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبا نے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوئے
ہیں یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق و مائل صاحبقران تھی اسی عالم خوشی میں واسطے اظہار
کرنے اپنی محبت و خوشی کے ایک محبت نامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت طرف صاحبقران کو تحریر
کیا بعد آداب و القاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو پنجہ اٹھا لے گیا تھا مجھکو نہایت
رنج و ملال تھا ہر وقت آپ کا خیال بندھا ہوا اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ایک قسم کی
الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو ہم نے اپنے اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونوں جانب سے چاہ
ہوتی ہے اب جو آپ مع الخیر داخل لشکر ہوئے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
پنجہ کون تھا اور کس کے پاس لے گیا تھا کہاں آپ اتنے دنوں تک رہے کس کے ہم نشین ہوئے
کس کے پہلو میں بیٹھے کس کی بزم میں رونق افروز رہے کس کو یہاں سے جاکر سرافراز کیا کیا کوئی نئی
محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال ظاہر نہوا ہمیں تو آپ نے یاد بھی نہیں کیا
اب آپ آگئے ہیں دیکھیے کب یہاں قدم رنجہ کرتے ہیں ادھر بھی توجہ اب دیکھیے کس روز ہوتی
ہے زیادہ کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم و خیرخواہ ہمراز کو دیکر
کہا کہ اس نامہ کو صاحبقران کے پاس لے جانا تنہائی میں انھیں کو دینا ہماری طرف سے مبارکباد
تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامہ کے تجھ سے دریافت کریں کہ یہ
نامہ کس کا ہے تو کہہ دینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہیں حسین سبز قبا بادشاہ
چار قلعہ کی وہ سمجھ جائیں گے پھر جو جواب وہ نامہ کا دیں اسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر ہونے
پائے اس کا بہت خیال رکھنا اس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے تابعدار
اسی طور سے حکم کی تعمیل کرے گا یہ عرض کر کے وہاں سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے
بارگاہ صاحبقران دریافت کر کے بہت ہوشیاری سے در بارگاہ تک آکے ستا تا بارگاہ میں
باکے اندر بار نامہ کے گیا دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہیں کسی فکر میں ہیں ملازم مذکور نے
باادب سلام کر کے وہ نامہ دیا صاحبقران نامہ لے کر لفافہ کو چاک کر کے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ میں تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوئے ہیں
اسوقت کچھ امور مرجوعہ ضروریہ میں فکر مند ہیں جواب حرف بحرف نہیں تحریر کر سکتے ہیں الا جواب
تمہارے نامہ کا دیں گے ہمیں تمہارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اس ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا
صاحبقران نے بطریق انعام اسے زر و جواہر دیا وہ خوش ہوکر سلام کر کے جلد بارگاہ سے نکل کر
جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ میں پہونچا نامہ دے کر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ
جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی چہرے پہ کمال نمود ہوئی آثار خوشی رخ سے ہویدا ہوئی رنج و ملال دل سے

دور ہوا ییان تو باغ مین اپنے ملکہ حسین گلگون قبا خوش و مسرور بیٹھی ہوئی تھی گرد بجلیلین بیٹھی تھین چلبلین آپس مین ہوری تھین وہان قلعہ مین اُسی وقت مہتر سبک رو نے حسین سبز قبا اپنے بادشاہ کو تنہا بیٹھا ہوا دیکھکر خلیہ پاکر بعد سلام کرنے کے عرض کیا کہ فدوی اسوقت کچھ عرض کیا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہ اے مہتر سبک رو بیان کر واُس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بجا وہ ایک روز فدوی نے زبانی نرگس رفیق ملکہ گلگون قبا کی سنا ہے کہ ملکہ صاحبقران پر مائل ہین اُن کے عشق مین مبتلا ہین جس روز سے کہ اُن کو اُٹھا لے گیا ہے اُن کو ایسا صدمہ ہے کہ ہنسنا بولنا چھوڑ دیا ہے بلکہ آب و غذا مین بھی بہت کمی ہے چہرہ اُداس ہے اشک آنکھون مین ہین رنگ چہرہ ز عالم مفارقت صاحبقران سے زرد ہو گیا ہے کیونکہ جب وہ لشکر مین تھے اُن کو کسی طور سے دیکھکر دل کو خوش رکھتی تھین جس وقت سے وہ لشکر مین نہین ہین اُن کو اُٹھا لے گیا اُسوقت سے ملول و حزین ہین اے بادشاہ عالی جاہ یہ حال حضور سے فدوی نے بیان کر دیا ہے اس بارے مین جو مناسب ہو وہ حضور کرین یہ عرض کر کے مہتر سبک رو تو اپنے خیمے مین چلا گیا حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ نے برہم ہو کر اُسی وقت اپنی دختر کو طلب کیا ملازمان شاہی ہر باغ پر آئے اور عرض کیا اے ملکۂ عالم چلیے آپ کے والد نے آپ کو یاد کیا ہے ملکہ مذکورہ بعد خوشی بیٹھی تھی اپنے باپ کے طلب کرنے سے متردد ہو کر فی الفور محافے مین سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئی سامنے اپنے باپ کے جا کر جھک کے سلام کیا شاہ حصار قلعہ یعنے حسین سبز قبا نے اپنی دختر کے چہرے پر بغور نظر کی مطلق آثار رنج و غم چہرے پر نہ پا کر کچھ خیال کر کے کہا اے دختر ہم نے فقط دیکھنے کو تمہین بلایا تھا اب تم قلعہ مین رہا کرو آج باغ مین نہ رہا کرو کیونکہ بیشتر اوقات تمہارے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ نے کہا کہ اب مین موافق آپکی ارشاد کے قلعہ مین رہون گی باغ مین نہ رہون گی ملکہ تو اب قلعہ مین ہے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین ہین لیکن اب دو کلمہ داستان غوغا سے رعد آواز کے بیان کیے جاتے ہین کہ وہ نابکار بیدرد ون ہ میدان کارزار سے طبل بازگشت بجا کر اپنے قلعہ سرخ مین آیا بعد تھوڑی دیر کے اس نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے کل ہم سر میدان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے ہنگام جنگ قتل کرینگے ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا جب صدا اسکے طبل جنگ بلند ہوئی جو ہرکارے لشکر اہل اسلام کے برائے خبر رسانی مقرر وہین تھے انھون نے بخوبی خبر سے آگاہی حاصل کر کے جلد تر جا کر خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین بہ جگہ حسب قاعدہ باادب تمام یعنی اوصاف و ثنا و دعا ذکر کر کے خبر طبل جنگ بجوانے غوغا سے رعد آواز کی بیان کرنے لگے کہ بمصداق نظم

وان قطب معدلت کہ سپہر ہست مدار
جز سمت در گہش نکند عقل اختیار
وانرا کہ از حدیقۂ لطف گل شگفت
ہر دم بآستین کرم بستر و غبار
بفشار بلے حرم کہ بیشی از تو کس ندید
در مرغزار ملک بدین فربہی شکار
پیش از طلوع کوکب عدل تو آسمان

آن بحر مکرمت کہ ز امداد فیض تو
ہموارہ گرد مرکز حکمت بود مدار
آنرا کہ در تربیت تو عزیز کرد
دوران روزگار ز بیار رہتا و خوار
آنکس کہ یکدم از پی عصیان تست ہم
بر انجق زمانہ بدین چلبی سوار
گیتی بہ نزد جود تو خاک بیشہ بے ملک
ہرگز نبین ملطف نشاخت از بیاد

داخل طریق نعمت تو ہست روزگار
چون مشتبہ بود جہت کعبۂ نجات
اجرام آسمان نتوانند کرد خوار
اے ملکے کہ رائے تو از رسے ملک دین
تا تیغ صور لشکر غنی ز محنت گار
بگشائے دست عزم کہ کس را دنوفتاد
خورشید پیش لے تو نفد بست گنج عیار
در سلک دہر بود شبہ ہمسر گہر

در باغ ملک بود کہ وہمسر خیبر
بار وزگار خطبۂ اقبال تو خواند
کس را درون پردۂ تقدیر نیست بار
جاہ تو ہمچو دولت فردوس بشندوال

زان لحظہ باز کار جہان را نظام یافت
ممکن نبود عرصہ شود ردہ را قرار
دوران دولت تو کہ نظم جہان ہست
عمر تو ہمچو مدت افلاک بے شمار

کاندر پناہ جاہ تو آمد بہ زینہار
از برائے نظم ممالک درین جہان
باد اچو نظم من ابد الدہر پایدار

اسوقت غوغاے رعد آواز
بانی فساد و بد اندیش نے اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس عدوے قوی کا یہ ہے کہ صبح کو آکے
میدان جنگ میں شعلہ آتش جنگ بلند کرے باقی خیریت ہے صاحبقران موصوف نے خبر نوافت
طبل جنگ سنکے توکل بخدا کر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجایا جاے نقارہ جنگی
پر چوب لگائی جائے ذات خدا سے امید قوی ہے کہ وہ ہم کو اوپر غوغاے رعد آواز کے غالب
کرے گا اُن ہرکاروں نے نقارخانے میں جا کر حکم صاحبقران سے نقارچیوں کو آگاہ کیا انھوں نے
حسب قاعدہ قدیم چوب اٹھا کر بسم اللہ تا آخر زبان پر جاری کر کے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ
بلند ہو کر کوسوں تک گئی اہل لشکر جلیے واد نے صداے نقارۂ حربی سنکے آگاہ ہوگئے کہ صبح کو بھیر
غوغاے رعد آواز سے مقابلہ صاحبقران ہوگا یہ سمجھ کر اُسیوقت سے درستی آلات حرب
و ضرب میں مصروف و مشغول ہوئے بہادران لشکر اپنی تلواروں پر صیقل کرنے لگے تیرانداز تیر و کمان
حسب دلخواہ تیار و درست کر کے ترکشوں میں بھرنے لگے کمانیں جو ناقص ہوگئی تھیں اُن کو بھی درست
کرنے لگے نیزہ دار اپنے نیزوں کو دیکھنے بھالنے میں مصروف ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار و سوار
و پیادہ سامان جنگ و جدال کرنے لگا جانب غوغاے رعد آواز بھی سامان لڑائی کا ہونے لگا
بہادروں نے اگرچہ وقت شب تھا خواب و راحت و آرام سے دست بردار ہو کر درستی آلات
حرب و ضرب میں بیداری اختیار کی اُس شب کو بھی حسب قاعدہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بارگاہ
فلک فرسا سے برآمد ہو کر دربار دربار میں تشریف لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوئے جملہ
سرداران دست یمین و یسار و اہل دربار بعد تعظیم و تکریم بقاعدہ آداب و تسلیم بجا لاسے پھر
اپنے اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ پر علے قدر مراتب بیٹھے اس اثنا میں صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بھی اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہو کر دربار میں تشریف لاسے طیفور کر دیا
بھی ہمراہ رکاب تھا ہر ایک سردار واسطے تعظیم صاحبقران مدوح کے سرو قد اپنے دنگل
اور کرسی وغیرہ سے اٹھا یہاں تک کہ خود بادشاہ لشکر نے بھی [illegible] تخت سے اٹھکر تعظیم کی پھر
ہر ایک سردار سپاہ و دست راستی و چپ نے باادب صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران جواب
سلام دے کر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور کر دیا بھی اپنی جگہ پر بالاے کرسی جا بیٹھے
بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کی جانب نظر کر کے دست حنائی
صاحبقران کے ملاحظہ کر کے متبسم ہوئے بر لطف فرمایا کہ آج تو رنگ خوشی و شادی سر دست آپکے
دست حنائی سے ہویدا ہے کنار رنگ دست حنائی ہے کہ پنجۂ مرجان بھی اس رنگ شوخ سے شرمگین ہے
شوخی حناے دست شاہد ہے کہ فی الحال کوئی خوشی و عشرت حاصل ہوئی ہے پوشیدہ طور سے کوئی شادی
و عقد کیا گیا ہے مگر چھپانے سے کوئی امر چھپ نہیں سکتا ہے یہ تو دست حنائی کے لباس بھی آپ کا
گواہی شادی دیتا ہے عطر عروس و سہاگ سے معطر ہے عرق تن سے بھی بو سے ہم آغوشی عروس نو
آتی ہے پس یہ عقد امبارک و ہمایون کرے اگرچہ ہماری شرکت اس شادی میں نہوئی اور ہمیں آگاہی

ہوئی صاحبقران نے سر جھکا کر بادب عرض کیا کہ ارشاد آپ کا بجا ہے خوشی تو ضرور ہوئی ہے اور شاید
شادی نے رخ انور اپنا دکھایا ہے ظہور بلا خوشی ہوا ہے لیکن اسوقت بوجوہ مفصل عرض کرنا اس کا مناسب
نہیں ہے بعد اس کے عرض کیا جائے گا پھر بادشاہ ذیشان نے پوچھا کہ اسوقت تین تلواریں آپ کی زیب کمر
ہیں ان میں سے دو تلواریں ایسی ہیں کہ ان کے قبضوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تلواریں نئے الحال
دستیاب ہوئی ہیں اور ایک لوح بھی آپ کے گلے میں ہے یہ سب اشیا کہاں سے اور کیونکر ملی ہوئیں
صاحبقران نے عرض کیا کہ حال ان تلواروں کا اور اس لوح کا بھی یک قلم آپ پر ظاہر ہو جائے گا
بالفعل عرض نہیں کر سکتا بادشاہ ذیشان یہ تقریر صاحبقران کی سنکے خاموش ہوئے پھر اہل دربار سے
جو بادشاہ اور شاہزادے معزز و مکرم و ذیجاہ تھے انھوں نے بھی بعنوان شائستہ صاحبقران
کو مبارکباد خانہ آبادی کی دی صاحبقران مسکرائے پر رعب و آداب بادشاہ لشکر اسلام سے
کسی نے کچھ تقریر نہ کی سب اسطرح باادب خاموش بیٹھے رہے اسی طرح بخشی اور برابر والے و دیگر
عیاران لشکر نے بھی خواجہ طیفور رگر دیا کے دست خالی پر نظر کرکے کہا مبارک ہو سردست کوئی
شادی ظہور میں آئی خواجہ نے کہا کہ ان اس شادی میں محتاج ہو گیا جو کچھ زر و جواہر وغیرہ میری زنبیل
میں تھا وہ سب اسی شادی میں صرف ہو گیا بلکہ لاکھوں روپیہ کا قرضدار ہو گیا ہوں ہر قسم سے کچھ نہیں رہا
زنبیل میری خالی ہو گئی خاک اڑنے لگی ایک کوڑی بھی زنبیل میں باقی نہ رہی اس شادی میں تباہ برباد
ہو گیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شادی باعث حسرت و بربادی ہوئی مجھے اس شادی کی خوشی نہ ہوئی بلکہ رنج ہوا
اب فکر یہ ہے کہ جو روپیہ شادی میں صرف ہو گیا وہ تو ہو گیا قرضداروں کو زر قرضہ کیونکر دوں گا ان
اگر آپ لوگ میرے قرضہ کی ادائگی چاہتے ہیں گے اور عالے قدر مراتب مجھے دیں گے بطریق شربت پلائی
کے تو البتہ وہ سات آٹھ لاکھ روپیہ ادا ہو جائے گا یہ تقریر خواجہ کی سنکے وہ لوگ بہت مسکرائے اکثر
ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ آپ اپنے قرضداروں کی طرف سے تردد نہ کیجئے انشاء اللہ قرضہ ادا ہو جائے گا
ہم سب کوئی فکر کریں گے خواجہ ان کی تقریر سنکے چیں بجبیں ہو کے کہنے لگے کہ تم سب کی عجب باتیں ہیں
کہتے ہو کہ ادائے قرضہ کی فکر کی جائے گی نہیں معلوم کب کی جائے گی فی الحال تو مہاجن چاہتے روپیہ
قرض لے کر شادی میں صرف کیا ہے وہ تقاضے شدید کرتے ہیں عدالت مجاز میں نالش کرکے کہتے ہیں
میرے گرفتار کرنے اور قید کرانے کی تدبیریں کر رہے ہیں جو کچھ فکر و تدبیر تمہیں کرنا ہو ابھی کرو روپیہ
ایک جگہ جمع کر دو میں وہ سب روپیہ ابھی قرض کی ادائی میں دیدوں آبرو و عزت اپنی ان مہاجنوں
سے بچاؤں شاگردوں وغیرہ نے خواجہ کی تقریر کو قبول کرکے کچھ کچھ روپیہ سب نے جمع کیا جو جمع
کے ہونے کیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کرکے اپنے پاس جمع کرکے کہا کہ اب کسی روز ان
مہاجنوں کو یہ روپیہ جا کر دیدوں گا وہ سب خواجہ کی باتوں پر ہنسے اور سمجھ گئے کہ ہم ہمیشہ ان کی
ایسی ہی باتیں سنا کئے القصہ وہ شب انھیں باتوں میں اور طبل جنگ بجنے میں قریب نصف
کے گذری بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سپاہ دربار سے اٹھ کر
اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے طیفور رگر دیا اپنے خیمے میں
جا کر راحت پذیر ہوا جب وہ نصف شب بھی گذر کر سحر ہوئی سفیدہ سحری آسمان پہ نمودار ہوا سیاہی
شب دور ہونے لگی موذن اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی مرغان خوش الحان
بھی آثار سحر فلک پر دیکھ کے چہچہانے لگے اپنی زبان میں حمد و ثنائے خالق ارض و سما کرنے لگے سپاہ

اور ستارے پنہان ہونے لگے روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی ماہتاب کے چہرے پر اداسی ظاہر ہوئی
یعنی نوری رخ اُس کے چہرے سے پیدا ہوئی رنگ فلک بدلنے لگا تاریکی مبدل بہ روشنی ہونے لگی
عابد و زاہد و عبادت گذار پابند نماز پنجگانہ حکم خالق یگانہ سے برائے ادائے نماز سوتے اپنے بستر
خواب سے جلد جلد اٹھے طہارت و وضو کرکے جانمازوں پر رو بقبلہ کھڑے ہوکر بعد اذان و اقامت
تکبیرۃ الاحرام کرکے قرأت سورہ فاتحہ وغیرہ سوروں میں برجوع قلب مصروف و مشغول ہوئے
رکوع و سجود و خشوع و خضوع کرکے پھر ایستادہ ہوکے رکعت دوم بھی بطریق رکعت اول پڑھکر قنوت پڑھنے
سے فارغ ہوکے پھر رکوع و سجود بجالا کر تشہد پڑھکر سلام پڑھے معینہ و مقررہ پر نماز کو ختم و تمام کرکے
اوراد و وظائف میں مصروف ہوئے اکثر تسبیحات اربعہ پڑھنے لگے لشکر اہل اسلام میں جملہ اہل اسلام
بیک سمیر ہنگام سحر بیدار ہوگئے بعد وضو آمادہ ادائے نماز ہوگئے اس اثنا میں **صاحبقران**
سلطان کیوان شکوہ بھی بیدار ہوکر باوضو اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران
فوج اسلام نے بادب تمام سلام کیا **صاحبقران** ممدوح نے جواب سلام دیا پھر موذن نے
اذان بخوش الحانی دی بعدہ ایک مرد دیندار نے اقامت کہی بعدہٗ آراستہ ہوئیں نماز بجماعت
ہوئی جملہ اہل لشکر نے نماز سحر بجماعت پڑھی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی برجوع قلب فریضہ سحری
ادا کیا پھر خالق کونین سے دست بدعا ہوئے مطالب دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی علی الخصوص
واسطے فتح و ظفر کے خداوند عالم و عالمیان سے دعا کی اسی طرح **صاحبقران** و جملہ اہل اسلام نے
جو اسوقت وہان موجود تھے اپنی اپنی اجرائے حاجات اخروی و دنیوی کے لئے خدا سے دعا کی بعد
ادائے نماز سحر **صاحبقران** نے حکم دیا کہ سب مسلح ہوں حسب الحکم جملہ اہل اسلام زرہ دوش
و چار آئنہ در بر ہوکر مسلح ہوئے **صاحبقران** موصوف بھی بعد اداء وظیفہ مسلح ہوکر منتظر
تشریف آوری بادشاہ لشکر در دولت ہمراہی جملہ سرداران لشکر ٹھہرے یکایک پردہ بارگاہ اٹھا
سب نے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام عالی مقام تاج شاہی برسر قبلہ فرمانروائی در بر بصد
سطوت و صولت و شان و شوکت بالائے تخت بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے کمانیان نوجوان و خوبصورت رنگین
لباس تخت اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے تادر دولت کرین کمانچہ و ردیان نفیس و نوبانات کی پہنے
ہوئے موجود تھے انہوں نے کمانیوں سے تخت زرین مذکور کو لے کر اپنے دوش پر رکھا نقیبوں نے
باواز بلند پکار کر کہا کہ ظل اللہ دین پناہ کی عمر و دولت و اقبال ترقی پذیر ہو دشمن مقہور ہو روبرو
بادشاہ نے نظر اٹھائی **صاحبقران** وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے موافق قاعدہ بادب سلام کیا شاہ
ممدوح نے بایما و اشارہ سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا **صاحبقران** ذیشان پہلے اپنے مرکب
پر سوار ہوئے پھر جملہ سرداران سپاہ اپنے اپنے مرکب پر بسم اللہ کہکر سوار ہوئے بعد ازان جملہ سواران
لشکر گھوڑوں پر سوار ہوئے نقاروں پر چوب پڑی نقیبوں نے صدائے دورباش بلند کی سواری
بادشاہ بکروفر ہمراہی تمام لشکر جانب عرصہ کارزار خرامان خرامان روانہ ہوئی اُسوقت سواری
بادشاہ کا سوئے حربگاہ کا باین کروفر جانا آفتاب عالمتاب کا جانب مشرق سے کچھ کچھ ظاہر ہونا تاروں
کا پنہان ہونا نسیم سحری کا چلنا سبزہ ہائے زمین سبز و شاداب کا لہلہانا طائران خوش الحان کا نغمے کرنا بلبلوں کا
چہکنا پپیہے کا بولنا کوئل کا کوکو کرنا گل خودرو کا میدان میں شگفتہ ہونا وہ ان کی بہار وہ اوس کی تراوت
وہ سہانا وقت وہ غول غول گروہ گروہ خیل خیل فوج فوج ذیل بادب قاعدہ اہل لشکر کا جانا وہ درمیان

حلقہ برداران سپاہ کے تخت بادشاہ ممدوح کا ہونا قابل دید تھا جب اس طرح سواری مثل باد بہاری کے میدان جنگ میں پہونچی حکم بادشاہ سے مصری پہونہ بادشاہ دین پناہ جنگاہ میں پہونچے تھے کہ سامنے دو رقلعہ سرخ کھلا سب نے دیکھا کہ غوغاے رعد آواز مسلح و مکمل بصد غرور و نخوت گردن پر سوار آگے آگے پس پشت اُس کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار نمایاں ہوا بعد قطع راہ میدان جنگ میں بمقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اُسوقت حکم سے غوغاے رعد آواز و صاحبقران ذیجاہ سے آواز کے بیلچہ بردار و تبردار دونوں لشکروں سے باہر نکلے اُنھوں نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا جھاڑ جھنڈی کو عرصہ کارزار سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا بعد دونوں سمت سپاہ سے مشکین پر آب اپنے دوش پر رکھے ہوئے میدان جنگ میں آئے اُنھوں نے اسقدر آب زمین پر چھڑکا کہ زمین عرصہ مصاف سرد و تر ہوگئی گرد و غبار دور ہوا بیلچہ بردار اور سقے میدان سے چلے گئے اور دونوں لشکروں میں صف آرائی ظہور میں آئی میمنہ میسرہ ساقہ کمین گاہ قلب و جناح ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا قلب لشکر میں مانند دل بادشاہ لشکر اسلام کا قیام ہوا صاحبقران بعہدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایہ علم کہ یوسف مصری علمدار لشکر نے کھولا تھا کھڑے ہوئے علم مذکور کے کھلتے ہی آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی پھریرے سے اُس کے بوئے عنبر و مشک کی آنے لگی تمام عرصہ نبرد خوشبو سے معطر ہوگیا میدان کارزار بوے خوش سے بس گیا سواے علم مذکور اور بھی علمداروں نے اپنے اپنے لشکر کے علموں کو جلوہ دیا جملہ علمہاے لشکر اہل اسلام وا ہوکر سربلند ہوئے پھریرے ہوا سے حرکت میں آنے لگے جنگی بلنے ہر ایک گروہ اور ہر ایک غول میں سپاہ کے بجنے لگے جب شور و غوغا باجوں کا موقوف ہوا دونوں لشکروں سے نقیبان خوش آواز و سخن گسترنکل کر میدان میں آکر جوانان سپاہ کو لڑنے پر اس طرح آمادہ کرنے لگے کہ بمصداق نظم

اے نامورو وہ نام کرنا — رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا

تم سب ہو بہادر و دلاور — دنیا میں نہیں تمہارا ہمسر

دیکھو آج عرصہ کارزار میں حریفوں سے سامنا ہے اپنی اور اپنے جد و آبا کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا دلیرانہ آگے ہی قدم بڑھانا پیچھے قدم نہ ہٹانا سر میدان عزت و آبرو کھونا بہادروں میں ذلیل و رسوا نہ ہونا بہاے امید حیات چند روزہ عرصہ جنگ سے بخوف قتل راہ فرار اختیار نہ کرنا دنیا بے ثبات ہے اہل دنیا یہی جانیں اجل سے کسی کو گریز نہیں ہے مرنا ایک روز ضرور ہے خواہ حضر ہو یا سفر ہو کہیں ہو کوئی قضا سے بچ نہیں سکتا دست قضا سے گریز ممکن نہیں غور تو کرو تمہارے آبا و اجداد جو نامی و نامور شجاع و بہادر تھے وہ آج کہاں ہیں کچھ بھی اُن کے نام و نشان ہیں دنیا سے سوئے عدم چلے گئے زیر خاک نہاں ہوگئے اب تم اُن کو اپنی زندگی میں دیکھ بھی نہیں سکتے وہ اب تمکو نظر آ نہیں سکتے اجل کے مارے ہوئے گوشہ ہاے لحد میں پڑے سورہے ہیں ایسے غافل ہیں کہ اگر اُن کو پکاریں تو وہ جواب نہ دیں خواب غفلت سے ہوشیار نہوں مثل اُن کے تم کو بھی مرنا ہے دنیا سے سوئے عدم جانا ہے مناسب ہے کہ انسان دنیا میں ایسے ایسے کارہاے نمایاں کرجاے کہ بعد مرگ اہل دنیا اُسے بہ نیکی یاد کریں پس تم سب بھی بہادر و دلاور ہو مثل اپنے جد و آبا کے شجاع و بہادر ہو آج وہ بہادری اپنی سب کو میدان کارزار میں دکھانا کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوجاے اخبار میں اہل اخبار تمہاری بہادریاں درج کریں شہرہ تمہاری دلاوری کا دور دور ہوجاے دنیا میں شجاع و بہادر مشہور ہو جاؤ اپنے دشمنوں سے منہ نہ پھیرنا دلیرانہ شیرانہ

لڑنا دیکھو آج روز امتحان جرأت و ہمت ہے یہ زمین میدان جنگ ایک کسوٹی ہے مرد و نامرد کی پہچان
کی لہذا ثابت قدمی اختیار کرنا خیال رہے کہ میدان رزم سے قدم ہٹنے نہ پائے ورنہ آبرو جاتی رہیگی
مردوں میں شمار تمہارا نہوگا بزدل و نمک حرام کہلاؤ گے اگر اپنے آقا و خداوند نعمت کی رفاقت و
نصرت سے ہاتھ اٹھاؤ گے آبرو گئے پھر آبرو نہیں ملتی ہے سست پائی زیب نہیں ہوتی ہے لازم ہے تم کو دلیرانہ
لڑنا جرأت و شجاعت اپنی دکھانا بڑھ بڑھکر دشمنوں کو تلوار رکھنا شیرانہ نعرے کرنا زخمی کرنا خود بھی زخمی
ہوکر بہادروں میں سرخ رو ہونا اگر نصیب دشمنان دست حریف سے قتل بھی ہو جاؤگے تو شہید نیک
دنیا میں بہادر کہلاؤ گے اہل دنیا ہر ایک انجمن و بزم میں تمہاری بہادری بیان کرینگے اور اگر دشمنوں پر
اپنے فتحیاب ہوئے تو علاوہ آبرو و عزت کے اپنے مالک و آقا سے خلعت و انعام کثیر پاؤ گے عہدے
تمہارے بڑھینگے اہل دنیا تم کو بہادر کہینگے غرضکہ ثبات قدمی جنگاہ میں ہمہ تن تمہاری خوب
ہے اور جنگاہ سے بھاگنا معیوب ہے ہمارے نزدیک حیات چند روزہ کے واسطے خوف قتل سے
طریق فرار پسند کرنا کہ کنگ اختیار ہے بر رسولان بلاغ باشد و بس، یہ کہکے نقیب اور کمیت وسط
میدان جنگ سے علحدہ ہوئے بلکہ میدان جنگ سے چلے گئے اُسوقت کا سننا تھا وہ جملہ جوانوں کا
خاموش ہوکر بگوش دل تقریر نقیبان سنکے جوش شجاعت میں آنا اکثر بہادروں کا نیاموں کو توڑ کر
پھینک دینا تلواروں کو علم کرکے ارادہ کرنا کہ دلاورانہ صف لشکر عدو پر حملہ کرکے اعدا کو درہم و
برہم کر دیں بلکہ سب کو تہ تیغ کریں دلیری اپنی دکھائیں بڑھ بڑھکر تلواریں لگائیں دشمنوں کو دو نیم
کرکے مرکبوں سے گرائیں اپنی شجاعت دکھائیں جد و آبا کے نام روشن کریں معرکہ جنگ میں سرخ رو
ہوں زخمی ہوکر خون میں نہائیں معرض امتحان میں آئیں ابھی دونوں لشکروں سے کوئی بہادر
میدان جنگ میں نہ نکلا تھا ہر ایک دلاور ارادہ صف لشکر سے نکلنے اور لڑنے کا کر رہا تھا مرنے کو
جنگاہ میں زندگی پر ترجیح دے رہا تھا کہ یکایک غوغاے رعد آواز اپنے کرگدن کو پھیر کر میدان
مصاف میں آکر آواز بلند پکارا کہ اے صاحبقران آ مجھ سے مقابلہ کر واسطے روز تو ہنگام جنگ تم کو
پنجہ اٹھانے کیا تھا میرے دست سے بچگئے قتل نہوئے آج ضرور قتل کروں گا بس تاخیر نکر و جلد آکر
مجھ سے معروف جدال ہو تم نے کل وعدہ مجھ سے لڑنے کا کیا تھا آج اُس وعدے کو ایفا کرو یہ کہکے
خاموش ہوا ادھر صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا روبروے بادشاہ آکر اجازت جنگ طلب کی
بادشاہ نے فرمایا جاؤ الله خدا کیا امیر با توقیر نے اجازت جنگ حاصل کرکے رخ اپنا سوے دلیر
کیا اُسوقت علموں کو علمداروں نے از سر نو جنبش دیا لشکر اہل اسلام میں جنگی باجے بجنے بادشاہ
لشکر و جملہ سرداران نامور براے فتح صاحبقران دل سے دست بدعا ہوئے صاحبقران نے
اثناے راہ میں اُسی لوح طلسمی پر جو فہیم عالی سے دستیاب ہوئی تھی یہ عبارت نظر کی کہ غوغاے
رعد آواز سے کیونکر لڑنا چاہیے اور کیونکر اُس کو قتل کرنا چاہیے لوح نے ہدایت کی کہ اے
صاحبقران یہ اسم الٰہی جو گوشہ لوح پر ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اور اپنے دم کرلو برکت اس
اسم اعظم الٰہی کے غوغاے رعد آواز کے نعرہ و صداے تم بیہوش نہوگے اور اسی اسم اعظم
باری کو تین مرتبہ اپنی شمشیر سنہری قبضہ پر پڑھکر پھونک لو ہنگام ضرب عدو دو ٹکڑے ہوجائیگا یہ علم
لوح سے پاکر تعمیل ہدایت لوح کرکے جلد مرکب کو جولان کرکے روبرو غوغاے رعد آواز کے
جاکر مرکب کو روکا طیفور کر دیا عقب صاحبقران کھڑا ہوا غوغاے رعد آواز نے صاحبقران

سے کہا کہ میرے نزدیک مناسب ہے کہ آج اپنے دل کا حوصلہ نکال لو جو ضرب لگانا منظور ہو مجھ پر لگالو حسرت ضرب لگانے کی دنیا سے نہ لے جاؤ میرے ہاتھ سے جانبری دشوار ہے ضرب سے میری زندہ نہ ہوگے صاحبقران نے جواب دیا اے غوغائے رعد آواز یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہیں ہے کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب لگائیں تو کوئی ضرب لگا اگر خدا نے تیری ضرب گرز یا تلوار سے ہمیں بچایا تو ہم بھی تجھ پر ضرب شمشیر لگائیں گے یہ سنکے اُس نے موافق قاعدہ و دستور اپنے کے پہلے نعرہ کیا صاحبقران کو اُس کے نعرہ کرنے سے بہ برکت اسم اعظم الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بیہوشی و غفلت نہ ہوئی بعد نعرہ کرنے کے غوغائے رعد آواز نے اپنے گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ادھر صاحبقران نے اُس کی ضرب گرز کو اپنے گرز پر روکا اور گرز غوغائے رعد آواز بالائے گرز صاحبقران جو پڑا وہ عظیم و مہیب صدا پیدا ہوئی کہ بنا و بنیاد سننے والوں کے گوش گویا کر ہوگئے پردہ گوش پھٹ گئے زمین تہ بالائے پاؤں مرکب کے گھٹنوں تک زمین میں غرق ہوگئے غبار عظیم بلند ہوا اُس غبار میں صاحبقران پنہاں ہوگئے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران سپاہ وغیرہ اہل اسلام کو سخت تردد ہوا ادھر غوغائے رعد آواز نے ضرب گرز لگا کر اپنے دل میں یقین جان کر کہ صاحبقران ہلاک ہوگئے ہوں گے استخوان اُن کے ریزہ ریزہ ہوگئے ہوں گے بلکہ پیوند خاک ہوگئے ہوں گے مرکب بھی اُن کا مر گیا ہوگا راکب و مرکب کا نام و نشان بھی نہ رہا ہوگا آواز بلند پکار کر کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام والے سرداران سپاہ اسلام واسطے طیفور گرد یار اندر اس غبار کے دیکھو تو کہ صاحبقران کا کیا حال ہوا ڈھونڈھو کوئی استخوان اُن کا ملتا بھی ہے یا نہیں آج میں نے وہ ضرب گرز لگائی ہے کہ قبل اس کے کبھی کسی پر اس زور سے ضرب گرز نہ لگائی تھی یقین ہے کہ وہ مع مرکب نیست و نابود بلکہ پیوند خاک ہوگئے ہوں گے ذرا اُن کی آکر خبر لو لاش اُن کی تم کو ہرگز نہ ملے گی کہ تم اُن کو دفن کرو میرے گرز گران نے اُن کو زمین میں ایسا دفن کیا ہے کہ مع سامان کے اُن کو خاک میں ملا دیا ہے اب تم کو اُن کے دفن کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے تم کو اُن کی دلاوری پر بہت ناز تھا اُن کا غرور پست ہوگیا میری ضرب گرز سے وہ خاک کے پیوند ہوگئے غربال سے چھانو گے تو ریزہ ہائے استخوان بھی اُن کے نہ پاؤ گے یہ کلمات غوغائے رعد آواز کے سنکے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام از حد متردد ہوئے اکثر سواران لشکر آبدیدہ ہوئے سب نے ارادہ کیا کہ آگے بڑھکر حال صاحبقران مشاہدہ کریں لیکن سب کے پہلے طیفور گرد یار نے چابک بیداد آب زنبیل سے جلد تر نکال کر پانی اس قدر چھڑکا کہ وہ گرد و غبار دفع ہوا دیکھا کہ صاحبقران زندہ و سلامت ہیں گرز ہاتھ میں مانند ستون کے قائم ہیں گرد و غبار سے چہرہ و گیسو پر خاک ہے کسی قدر چہرہ متغیر ہے عرق آگیا ہے آنکھیں بند ہیں مرکب گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا ہے سرتن پسینے میں تر ہے تھرا رہا ہے قریب ہے کہ گر پڑے یہ حال دیکھکر خواجہ طیفور گرد یار کو اس امر کی خوشی حاصل ہوئی کہ صاحبقران سے اُنہوں نے الفور پانی کے چند چھینٹے چہرہ پر دیئے اور عرض کیا یا صاحبقران ہوشیار ہو جیئے حریف آپ کو ضرب گرز لگا کر کلمات غرور آمیز و نامناسب کہہ رہا ہے صاحبقران نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ جملہ سرداران سپاہ مع بادشاہ لشکر وہاں آگئے ہیں سب نے مزاج پرسی کی اسے باتوقیر نے جواب دیا بفضل خدا سے اچھا ہوں سب کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی اطمینان ہوا پھر سب بدستور صفوں میں داخل ہوئے بادشاہ لشکر قلب لشکر میں آئے ادھر صاحبقران نے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے وہاں سے

نکلا وہ گویا ایک طبقہ خاک سے کہ نکلا اُسوقت غوغاے رعد آواز صاحبقران کو زندہ دیکھکر
نہایت متحیر و متفکر ہوا دریاے حیرت میں غوطہ زن ہوا ابھی غوغاے رعد آواز غرق دریاے
حیرت تھا کہ صاحبقران نے اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ او نابکار ضرب گرز لگا کر اپنے خیال خام میں
کیا سمجھکر لاف و گزاف کرتا تھا کلمات بیہودہ زبان پہ جاری کرتا تھا خوش ہو کر بالیدہ ہوا تھا اب ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پہ آتی ہے تلوار کا وار کرتا ہوں وار تیرا رد کر کے اب تجھپر وار کرتا ہوں کہ بمصداق
شعر۔ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ، ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ اب بھی وحدانیت خدا
کا قائل ہو دین اسلام اختیار کر اپنے دین باطل کو ترک کر اُس نے جواب دیا اے صاحبقران مجکو
نہایت حیرت ہے کہ تم میرے نعرے سے بیہوش نہوئے اور میری ضرب گرز سے ہلاک نہوئے رشتہ حیات
تمہارا شاید مضبوط تھا ورنہ میرے نعرے سے ممکن نہیں کہ حریف بیہوش نہو جائے اور میری ضرب
گرز سے پیوند خاک نہو جائے خیر جانے عجب ہے کہ تم جانبر ہوئے اب تم بھی جو چاہے مجھ پر حربہ لگاؤ مجکو
ہدایت نکرو میں تمہارا دین قبول نکروں گا ۔ لیکن بے خوف و خطر کھڑا رہا بایں خیال کہ مجھ پر تو کوئی حربہ
کارگر بھی نہو گا نہ مجھے کسی طرح کا ضرر پہونچے گا کیونکہ طلسم بند ہوں نہ حریف کو میرے سلاح طلسم شمشیر خپان
اور وہ شمشیر بران جو خاص واسطے قتل ساحروں اور اختتام طلسم بند کے حکیم کاملی نے تیار کی ہے
دستیاب ہوگی نہ میں قتل ہوں گا ادھر صاحبقران نے تقریر اُس کی سنکے اُس کے دین اسلام نہ
قبول کرنے سے برہم ہو کر نعرہ کوہ شگاف کرکے وہی شمشیر تیز جس کا قبضہ سنہری تھا صاحب ہدایت
لوح میان سے کھینچکر اور وہی اسم اعظم الٰہی جو لوح نے پڑھنے کی ہدایت کی تھی ورد زبان کر کے شمشیر
پر دم کر کے مرکب کو آگے بڑھا کر سر پر غوغاے رعد آواز کے لگائی اُس نے احتیاطاً سپر کو اٹھا کر
سر کی پناہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا گویا سپر کو کاٹ کر اُس کے سر پہ آئی سر سے گذر کر مع گردن سینہ بھی گذر کر
سینے میں ذرا دم سے کر شکم و کمر کو کاٹ کر گردن پر آئی پھر اُس کو مثل راکب کے دو ٹکڑے کر کے مانند
جسد و زمین پر آئی راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر مانند کوہ بالاے خاک گرے امیر با توقیر نے نعرہ تکبیر
بلند کیا اہل اسلام کو معلوم ہو گیا کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز کو قتل کیا سب کو از حد
خوشی حاصل ہوئی شور تحسین و آفرین بلند ہو کر قصر فلک اول تک پہونچا سواران سپاہ غوغاے رعد
آواز جب تو اپنے حاکم و مالک غوغاے رعد آواز کے قتل ہونے سے متحیر ہوئے پھر برہم ہو کر سب
کیا ری کہ صاحبقران پر حملہ کا ارادہ کیا کہ صاحبقران کو قتل کیجیے اور صاحبقران بھی ان کے اس طرف
آنے سے ہوشیار ہوئے ان سواروں نے گھوڑے دوڑا کر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیر لیا نیزہ و شمشیر
و تیر و تبر لگانے لگے بادشاہ و لشکر اہل اسلام نے یہ رنگ جنگ دیکھکر اشارہ کیا فوراً جملہ سرداران سپاہ ظفر
مردان لشکر کو ہمراہ لے کر گھوڑے اٹھا کر ان سواروں پر حملہ ور ہوئے جب دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی برق شمشیر میدان جنگ میں چمکنے لگی طرفین کے لشکری کام آنے لگے سروں میں جدائی ہونے لگی کشتوں
کے پشتے لاشوں کے انبار جا بجا ہونے لگے زخمی سوار رکیبوں سے گر کر زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپ
تڑپ کر نالہ و فریاد کرنے لگے صاحبقران موصوف بھی اس جنگ مغلوبہ میں بضرب شمشیر آبدار ان سواران
نابکار کو قتل کرنے لگے ایسی شمشیر زنی کی کہ سواران سپاہ غوغاے رعد آواز تاب ثبات قدمی
نہ لا کر میدان جنگ سے بے اختیار طرف قلعہ دوم سبز تاج کے کہ مالک اس قلعہ کا بیران تاج ابرو ہی
بھاگے اہل اسلام نے کچھ اُن کا تعاقب کیا بعدہٗ تمام خیمہ و خرگاہ غوغاے رعد آواز لوٹ لیا یہ حال

حسین سبز قبا نے کہ بادشاہ ہر چہار قلعہ جو اپنے قلعے پر سے دیکھکر نہایت متحیر و متعجب ہو کر بجائے خود کہتا
کہ یہ کیا واقعہ درپیش آیا غوغائے رعدآواز تو طلسم بند تھا یہ کیونکر قتل ہو گیا ہائے یہ کیا غضب ہوا
کچھ سمجھ میں نہیں آتا عقل اس جگہ حیران ہے غوغائے رعدآواز کی موت تو بجز اُس شمشیر کے جو در قلعہ
شمشیر جنبان پر لٹکتی ہے اور کسی حربے سے تھی نہیں وہ طلسم کیا ٹوٹ گیا لوح طلسمی کیا صاحبقران کے
ہاتھ آگئی کیا وہ تلوار بھی صاحبقران کو دستیاب ہو گئی جو غوغائے رعدآواز آج میدان جنگ
میں قتل ہو گیا یہ باتیں شاہ مذکور بالائے قلعہ کرسی زرنگار پر بیٹھا ہوا کر رہا تھا کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بعد قتل کرنے غوغائے رعدآواز کے اور بھگانے اُن سواران نابکار کے یکبارگی
مع تمامی اپنی سپاہ کے داخل قلعہ اول سرخ ہوئے قلعہ مذکور پر اپنا قبضہ کیا تمامی سے سجدہ شکر پروردگار
عالم کیا پھر بعد مسرت و جشن قلعہ میں قیام کیا مال و زر جو قلعہ میں تھا وہ ہاتھ آیا لشکر اہل اسلام فروکش
ہوا سب کو خوشی ہوئی جملہ اہل لشکر شادمان ہوئے صاحبقران موصوف تو داخل قلعہ مذکور ہیں
مگر اب حال اُن سواران فراری کا لکھا جاتا ہے کہ جو میدان جنگ سے بھاگے تھے وہ ایسے بدحواس اور
مضطر و پریشان ہو کر بھاگے کہ اپنے قلعہ سرخ میں بھی خوف صاحبقران و اہل اسلام کے نہ گئے افتان
و خیزان باحال پریشان قلعہ دوم سبز نگار پر پہنچے قلعدار سبز نگار اپنے قلعے میں بآرام و راحت کرسی
زر و جواہر نگار پر شاہانہ بیٹھا تھا رفقا اُس کے یمین و یسار اُس کے بیٹھے ہوئے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار
سے عرض کر رہے تھے آج صاحبقران نے جو غوغائے رعدآواز سے مقابلہ کیا ہے یقین ہے کہ آج
غوغائے رعدآواز اُن کو بضرب گرز ہلاک کرے بعد ازاں اُن کے لشکر کو پراگندہ و تباہ کرے
اُس سے صاحبقران باوجود شجاع و بہادر ہونے کے کیا ذکر فتحیاب ہوں گے حضور تھوڑی دیر میں خبر
سُن لیں گے کہ صاحبقران دست غوغائے رعدآواز سے مارے گئے ہیران کج ابرو
قلعدار و پہلوان زبردست مسکرا کر جواب اُن کو دے رہا تھا کہ تم سچ کہتے ہو غوغائے رعدآواز
صاحبقران سے قتل و زیر نہ ہوگا اس میں ایک راز ہے بلکہ صاحبقران پر کیا موقوف ہے وہ کسی سے
قتل نہ ہوگا مثل اُس کے ہم بھی ہیں کہ ہمارے اوپر تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر و گرز وغیرہ کوئی حربہ کسی قسم کا
کارگر ہو ہی نہیں سکتا ہے ہم وہ بہادر ہیں کہ ہم سے کوئی دنیا میں لڑ ہی نہیں سکتا ہے ہاں وہی ہم سے مقابلہ
و مجادلہ کرے گا جو اجل رسیدہ ہوگا رفقا خوشامدانہ عرض کر رہے تھے واقعی حضور ایسے ہی شجاع و بہادر
ہیں کہ روے زمین پر کوئی ہمسر حضور کا نہیں ہے دنیا میں کوئی جری و بہادر حضور سے لڑ نہیں سکتا ہے کوئی
صاحب حضور سے تیرہ و گرز ضرب سے بچ کر زندہ رہ نہیں سکتا ہے شجاعت و بہادری میں مثل و نظیر حضور کا زیر فلک
بالائے زمین کوئی نہیں ہے ہیران کج ابرو تقریر اپنے رفقا کی سنکے خوش ہو رہا تھا کہ یکایک کان میں
صدائے شور نالہ و فریاد آئی گھبرا کر اپنے رفقا وغیرہ ملازموں سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ شور نالہ و فریاد
کیسا ہے حسب الحکم اکثر خادم و خدمتگار گئے بعد ایک لمحے کے واپس آکر عرض کرنے لگے اے حضور فیض گنجور
اسوقت پچیس تیس ہزار سواران لشکر غوغائے رعدآواز نہایت مضطر و بدحواس نالان و گریان
باحال پریشان اکثر زخمدار مجروح نیزہ و تیغ آبدار در قلعہ پر آئے ہیں اُن سے معلوم ہوا کہ اسوقت
غوغائے رعدآواز دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہنگام مقابلہ و مجادلہ
عرصہ جنگ میں مارا گیا لاش اُس کا جنگاہ میں پڑا ہے قلعہ اول سرخ چھوٹ گیا ہے سب فریادی حضور کے
پاس آئے ہیں ہیران کج ابرو یہ خبر سنتے ہی پہلے تو دنگ ہو گیا حیرت و غم سے چہرے کا رنگ زرد

ہوا بحر موّاج حیرت و افسوس مین غوطہ زن ہوا اور اس خبر بیجا سے سکتہ سا ہوگیا لیکن پھر کچھ خیال
کرکے اُن ملازمون پر غصہ کرکے بولا کہ اے بدخواہو نمک حرامو کیا بیہودہ بکتے ہو فال بد اپنی زبان
سے نکالتے ہو تمھارے دریافت کرنے اور سمجھنے مین فرق ہوا ہے کوئی اور واقعہ ہے غوغاے رعد
آواز مارا گیا ہوگا اُسے دنیا مین کون قتل کرسکتا ہے اُس پر کسی کا حربہ کارگر ہو ہی نہین سکتا ہے ہرگز ہرگز
وہ قتل نہوا ہوگا جاؤ دور ہو میرے سامنے سے تم سب نالایق و بیہودہ گو و بدخواہ ہو وہ ملازم تو قہر و
غضب بران نج ابروے تھراتے ہوئے سامنے سے ہٹ گئے لیکن بران نج ابرو نے
بواسطے دریافت کرنے خبر صحیح کے اپنے دیگر ملازمون سے کہا کہ اُن سوارون کو جو در قلعہ پر آئے ہین
اُن سب کو تو یہان نہ لاؤ ہان اُن مین سے چند سوارون کو ہمارے روبرو بلالاؤ ملازم گئے اور اُن
سوارون مین سے چند سوارون کو اپنے ہمراہ لے کر سامنے بران نج ابرو کے لے گئے سواران
مذکور نے قلعدار دوم قلعہ سبزنگار بران نج ابرو کو بادب تمام سلام کیا اُس نے اُن سے پوچھا
کہ تم سب یہان کیون نالہ کنان آئے ہو باعث تمھارے نالہ و فغان کا کیا ہے اُنھون نے دست بستہ
عرض کیا حضور آج ہمارے مالک و آقا غوغاے رعد آواز و صاحبقران سے مقابلہ ہوا اثناے
ہنگام جنگ ہمارے آقا نے نعرہ کرکے بہت زور سے گرز سر صاحبقران پر مارا کہ وہ گرد و غبار
مین نہان ہوگئے ہمارے آقا کو یقین ہوا کہ صاحبقران ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہوگئے
یہ یقین کرکے وہ خوش ہوکر کلمات دل شکن اہل اسلام اپنی زبان پر لائے ہنوز تھوڑی دیر گذری
تھی کہ صاحبقران نے اُس گرد و غبار سے زندہ ظاہر ہوکر بعد گفتگوے بسیار ایسی تلوار ہمارے
آقا کے سر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے گینڈا سنین نہین گردن اُن کا بھی جس پر وہ
سوار تھے دو ٹکڑے ہوا راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگے ہم سب یہ واقعہ جانگزا اور
سانحہ مصیبت افزا دیکھ کر تاب ضبط نہ لاکر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے چاہا کہ عوض خون آقاے
نامدار غوغاے رعد آواز کا اُن سے لین اُن کو تہ تیغ کرین ہنوز ہم سب حملہ آور ہوئے تھے
گھوڑے اٹھائے تھے کہ ناگاہ حکم بادشاہ و لشکر اسلام سے جملہ سواران لشکر اسلام بھی بڑھے جب
ہم و ملے تلوار چلنے لگی بہت دلیرانہ صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہم مین سے کئی ہزارون قتل ہوئے
جنگ مغلوبہ خوب ہوئی آخرکار وہ سب لاکھون تھے ہم تھوڑے تھے تاب جنگ و پیکار نہ لاکر میدان
جنگ سے بھاگ کر حضور کے پاس فریاد کنان آئے ہین لاشہ ہمارے آقا کا ابھی تک میدان رزم مین
پڑا ہے ہم اُن کے لاشے تک بھی نہ جا سکے لاشہ اُن کا اٹھا نہ سکے بران نج ابرو یہ خبر حیرت اثر
سنکے بہت حیران و پریشان خاطر ہوکر دنگ ہوگیا ہمہ تن تصویر حیرت و تصویر گل ہوگیا دیر تک
اُس کو سکتہ سا رہا اُس کے رفقا بھی جو اُس کے پاس بیٹھے تھے اُن کے چہرون سے بھی رنگ اڑگیا
ہر ایک کا چہرہ فق ہوگیا غم سے جسم مین خون خشک ہوگیا صورت تصویر بےحس و حرکت و خاموش
ہوگئے دریاے حسرت و الم مین غوطہ زن ہوئے بران نج ابرو نے بعد حیرت و صدمہ بسیار
اُن سوارون سے کہا کہ تم سب جا کر ہماری فرودگاہ لشکر پر مقیم ہو ہین حال قتل غوغاے رعد
آواز معلوم ہوا خیر دیکھا جائے گا انتقام خون غوغاے رعد آواز صاحبقران سے لیا جائیگا
وہ سوار سب نکلے قلعے سے نکلکر بیرون قلعہ آکر فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے بران نج ابرو نے
اپنے رفقا سے مخاطب ہوکر کہا کہ جاے حیرت و مقام تعجب ہے کہ غوغاے رعد آواز سے صاحبقران

سے مارا گیا صاحبقران کو وہ اشیا رکمان سے دستیاب ہوئین کہ جس سے غوغاے رعدآواز کی قضا تھی اُن اشیا تک تو صاحبقران کا پہونچنا اور اُن کا ہاتھ آنا کسی طرح ذہن وعقل مین نہین آتا ہے وہان تک تو کسی جن اور دیو کا بھی گذر نہین ہو سکتا ہے لیکن بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ فی زمانہ غوغاے رعدآواز خداوندگل نرگس سے بداعتقاد ہو گیا ہوگا اسی وجہ سے خداوندگل نرگس نے برہم ہو کر صاحبقران کو اُس پر مسلط کیا انھون نے اُس کو قتل کیا بجز اس احتمال کے اور کوئی بات ذہن مین نہین آتی ہے رفقا نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ احتمال قریب القیاس ہے ورنہ غوغاے رعدآواز قتل ہوتا پیران کج ابرو نے کہا کہ مین خداوندگل نرگس سے کبھی بداعتقاد نہین ہوا اب تک مجکو اعتقاد ہے مین انھین کی پرستش کرتا ہون مجھ سے خداوندگل نرگس خوش ہون گے مین معتوب خداوندی نہ ہونگا پس اس وجہ سے ہی کوئی مجکو قتل کر نہین سکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے وقت سحر ہم میدان کارزار مین صاحبقران سے مقابلہ ومجادلہ کر کے انتقام خون غوغاے رعدآواز ان سے لین گے سر میدان اُن کو اس طرح قتل کرین گے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُن کے حال زار پر نالان وگریان ہون گے دیکھنے والون کو بھی حیرت ہوگی ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجوایا صداے کوس حربی بلند ہوئی لشکری پیران کج ابرو کے صداے طبل جنگی سنکے آگاہ ہوے کہ کل صبح کو لڑائی ہوگی ہمارے آقا ومالک صاحبقران سے جنگ آزما ہون گے ہم لشکریان صاحبقران سے وقت ضرورت لڑین گے لہذا سامان جنگ وجدال کرنا چاہیے یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے ادھر پیران کج ابرو قلعدار قلعہ دوم سبزنگار نے تو طبل جنگ بجوایا ہے صداے طبل جنگی بلند ہے لیکن اب حال ہرکاران لشکر اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جو ہرکارے بامر جاسوس وخبر رسانی بصورت مبدل در قلعہ دوم پر موجود تھے انھون نے تمام حال بچشم خود مشاہدہ کر کے طبل جنگ بجتے دیکھکے بعجلت اپنے لشکر کی راہ لی بعد قطع راہ خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جا کر موافق قاعدہ بعد ادب دست بستہ ہون دعا دیا اور صفات شجاعت وجوانمردی صاحبقران اپنی زبان پر لا کر خبر نواخت طبل جنگ بیان کی کہ بمقتضاے این

نظم

بہ پیدا عالم غیب است راے انور تو
ز بزم تو چو معطر شود مشام جہان
بہر طرف کہ رود درایت مظفر تو
اگرچہ خصم تو دعواے سلطنت سازد
بود مسخر دوران چرخ واختر تو

بسر فرازی از ان پایہ سرگذشت گیرد
فلک عرق کند از شرم بوسے گوہر تو
بماند دشمن دجال صورت در گل
زمانہ فتح نماید بہ بخت وافسر تو
بعون عصمت حق دولت جہان باد ا

توئی کہ ملک تفاخر کند بگوہر تو
ہماے سایہ تواند فگند بر سر تو
ہمیشہ نصرت تائید پیش رو آید
با خرز ساعقہ گرز گاو پیکر تو
ہمیشہ تار دل اندر جہان کون فساد
کہ چرخ از بن دندان شود مسخر تو

حضور کی عمر دراز ہو سواران لشکری غوغاے رعدآواز میدان جنگ سے چاک کر در قلعہ دوم سبزنگار پر گئے تھے نالہ وفریاد اُن کی سنکے قلعدار قلعہ دوم سبزنگار مسمی پیران کج ابرو پہلوان قوی ہیکل نے اُن کو طلب کر کے اُن سے حال پوچھا تھا انھون نے تمام حال قتل غوغاے رعدآواز وجنگ مغلوبہ کا بیان کیا تھا قلعدار دوم مذکور نے بعد حیرت وافسوس بسیار آخرکار برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ وقت سحر اپنے قلعے سے مع اپنی سپاہ کے میدان رزم مین آکر ملازمان حضور سے ہم نبرد ہو باقی جو مرضی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی کوس جنگی بجایا جاے

ہم کو بہران کج ابروے کچھ خوف نہین ہی کیونکہ اگر وہ قوی ہی تو نگہبان ہمارا اسسے قوی تر ہی
بمصداق این مصرع ۔ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ۔ انشاء اللہ تعالی مثل غوغاے
رعد آواز کے بہران کج ابرو کو بھی قتل کرینگے یہ فرماکر خاموش ہوئے ان ہرکارون نے
نقارہ نوازون سے جاکر حکم صاحبقران بیان کیا انہون نے موافق قاعدہ چوب اٹھاکر بسم اللہ تا آخر
زبان پر جاری کرکے نقارے پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی پھر تو دیگر نقارچیون نے بھی دیگر نقارے بجاے
صداے نقارہ ہاے رزمی تا گنبد فلک گئی اہل لشکر لڑنے اول صداے نقارہ ہاے رزمی سنکے باخبر ہوئے
کہ صبح کو پھر میدان جنگ مین لڑائی ہوگی تلوار چلے گی یہ خیال کرکے سب صغار وکبار سردار و سوار تیاری جنگ
مین مصروف ہوئے جانبین مین تو نقارہ جنگی بجا دونون طرف تیاری جنگ خوب ہو رہی ہی لیکن اب
حال حسین سبز قبا بادشاہ چہار قلعہ کا لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے اس نے بالاے قلعہ سے غوغاے
رعد آواز کو قتل ہوتے دیکھا ہی نہایت متردد و متفکر و حیران ہی بار بار زانو پر ہاتھ مارتا ہی اور کہتا ہی کہ
ہاے یہ کیا غضب ہوا غوغاے رعد آواز کس طرح قتل ہوگیا یہ تو طلسم بند تھا اس پر تو کوئی حربہ
اثر ہی نکرتا تھا اس کے قتل کرنے کی تلوار فہیم عاملی نے دور جاکر ایسی جگہ رکھی تھی کہ وہان کبھی انسان
کا گذر ہی نہو اور اگر گذر بھی کسی طرح سے ہو تو دستیاب نہو سکے جب تک لوح طلسمی اس کو نہ ملے اور
لوح ہدایت نکرے اور لوح طلسمی ایسی جگہ پوشیدہ کی تھی کہ وہان کسی کو گمان لوح کے ہونے کا کبھی نہو
اور وہان تک کبھی کسی کا گذر نہو سواے چند زن و مرد کے کہ وہ دشمن نہین ہین دوست ہین کیا
صاحبقران بمقام لوح طلسمی تک پہونچکے طلسم شمشیر جنبان کو فتح کرلیا وہ دونون تلوارین ہاتھ لگین
جو غوغاے رعد آواز ضمین ایک تلوار سے وہ بھی ہوگیا یا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہوئی قتل
غوغاے رعد آواز کا یہ حال کیونکر دریافت ہو کس سے پوچھون یہ باتین تنہائی مین خود ہی کرتا
تھا اور متاسف ہوتا تھا اپنی جان کے بھی جانے کا اندیشہ تھا اسی حالت مین اس کو خیال
آیا کہ لاشہ غوغاے رعد آواز کا میدان جنگ مین پڑا ہی سوا اس کے لاشے کے اور بھی لاشے
صدہا سواران مقتول کے مقتل مین پڑے ہین مین بادشاہ چہار قلعہ ہون صاحب اقتدار و اختیار
ہون میری زندگی مین لاشہاے مذکور کا مقتل سے نہ اٹھنا باعث ننگ و بدنامی ہی لہذا مناسب ہی کہ
اپنے ملازمون کو حکم لاشون کے اٹھانے کا دون ظاہر و حیرت مین نہ رہون جو کچھ ہونے والا
ہوگا اس کا علم ہو گا یہ خیالات کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش غوغاے رعد آواز و دیگر
ہمارے مذہب و ملت والون کا جو آج قتل ہوئے ہین جاکر اٹھا لاؤ دیر نہ لگاؤ ملازم اسی وقت گئے
لاشے میدان جنگ سے اٹھالائے پھر موافق ملت بادشاہ چہار قلعہ ان کو دفن کیا صاحبقران
نے بھی اپنے ملازمون کو روانہ کرکے اپنے لشکر کے جو سوار قتل ہوئے تھے ان کو موافق شریعت
ابراہیمی دفن کرایا بعد ازین حکم صاحبقران سے بیرون قلعہ سرخ میدان وسیع مین بارگاہ بین اور
خیام استادہ و برپا ہوئے لشکر فروکش دکاہ و سپاہ پر فروکش ہوا ہنگام شام بادشاہ لشکر اہل اسلام و
اکثر سرداران لشکر کی راے سے اس فتحیابی کا جشن ہوا بزم عشرت مین نازنینان خوبرو و خوش
روبروے بادشاہ و لشکر موصوف و صاحبقران نیز و جملہ سرداران سپاہ کے رقص و نغمہ
کرنے لگین ایک مطربہ خوش آواز نے یہ غزل گائی ۔ غزل

وہ نور حسن شمع جو پر تو فگن ہوا ۔ پروانہ جمال دل انجمن ہوا
[illegible] تنگ نہ مجکو یار کا [illegible] دہن ہوا

انتخابات ہی کی فکر مین مین کم سخن ہوا
ہر دم کو تیری چشم سے ہر دم مین بیخودی
آتے ہی فصل گل مجھے دیوانہ پن ہوا
پھولی نہیں سمانی ہر بلبل چمن مین آج
جس کا پسینہ عطر گل یاسمن ہوا
قرب خدا رہیگا قیامت مین سرخرو

زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھین ملا کے مست غزال ختن ہوا
کیون چتونون مین یار اڑانے لگا مجھے
رونق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا
اس بت کی اک جھلک نظر آئی تو دیکھنا
بس دل سے جو فداے امام زمن ہوا
مشکور خاص و عام جو اپنا سخن ہوا

وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
صحرا ہمین ہوا قیس جو وحشت کا جوش ہو
کیا صحبت رقیب مین پھر جو چلن ہوا
مین جان نثار اس بت خوش پیرہن کا ہون
واعظ کے پکارے مین برہمن ہوا
اے مہدوی یہ اتفاق ہی کا فیض ہے

اہل بزم خوش ہوکر بجاے خود اُس نازنین خوش گلوی گانے کی تعریف کرنے لگے دو پہر رات تک بزم عشرت آراستہ رہی بعدہٗ بزم مذکور سے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ تمامی سرداران سپاہ اسلام اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر داخل ہوئے اکثر قلعے مین رہے جب وہ شب بسر ہوکر سحر ہوئی تمامہ اہل لشکر نے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر بخضوع و خشوع ادا کی اور واسطے اپنی حاجات کے خداے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بعد ادا ے فریضۂ سحری برجوع قلب واسطے فتحیابی کے پروردگار عالم سے دعا کی پھر صاحبقران نے حکم تیاری سپاہ و کمربندی کا دیا ہر ایک سردار و سوار مسلح و مکمل ہونے لگا صاحبقران بھی مسلح ہوئے اتنی دیر مین بادشاہ لشکر اسلام برآمد ہوئے صاحبقران و تمامی سرداران لشکر نے باادب سلام کیا بعد ازین حکم شاہ موصوف سے سب اعلےٰ ادنی مرکبون پر سوار ہوکر گروہ گروہ خیل خیل باادب ہمراہ سواری بادشاہ بجاہ چلے سواری بادشاہ لشکر اسلام اُسوقت قابل دید تھی الحاصل جب سواری بادشاہ نبردگاہ مین پہونچی سب شہر سے انتظار آنے بیران کج ابرو کا کرنے لگے یکایک سامنے سے غبار بلند ہوا جب دامن غبار دست نسیم سحر نے چاک کیا سب نے دیکھا کہ بیران کج ابرو ترش رو قوی ہیکل نہایت قوی بازو جوان زبردست ہر مسلح و مکمل گینڈے پر سوار ہے نیزہ طویل اُس کے ہاتھ مین ہے چہرے سے بانکپن اور شجاعت ظاہر ہے کمر مین تیغ خارا شگاف ہے زرہ چار آئینہ خود جلم وغیرہ لباس و اجہات جنگ سے آراستہ ہے ساتھ ساتھ اُس کے اعلیٰ پر ایک گرز گاؤسر طویل و نہایت گران ہے پس پشت اُس کے چالیس پچاس ہزار سواران آزمودہ کار ہین اس شان و شوکت و صولت سے دیرانہ و شیرانہ بخندان پیشانی آتا ہے صاحبقران موصوف و دیگر سرداران لشکر اہل سلام نے بیران کج ابرو پر نظر کرکے کہا کہ یہ جوان و پہلوان کیا اچھا ہے عجب خوشی و مسرت ہو جو یہ دلاور دین اسلام قبول کرکے داخل لشکر اہل اسلام ہو الغرض جملہ صغار و کبار آمد بیران کج ابرو دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد راہ طے کرکے میدان جنگ مین آپہونچا گینڈے کو روک کر شہرا خور سے جانب لشکر اہل اسلام دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا ان اہل اسلام نے بہت اپنا عروج و فروغ کیا ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام کا لشکر کثیر و عظیم ہے سرداران سپاہ بھی کیا چیدہ چیدہ و منتخب ہین بظاہر دلاور و بہادر بھی معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب منحرف خدا و ندگی نرگس ہین بعد دیکھنے لشکر اسلام کے حکم دیا کہ میدان جنگ کی درستی کیجائے پھر حکم بیلدار جھاڑو کاندھون پر رکھے وردیان مرزائیان رنگی بانات کی پہنے ہوئے دھوتیان بارکین وغیرہ پارچہ خشن کی باندھے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکلے لشکر اہل اسلام سے حکم صاحبقران سے بہشتی برادر چند در چند وردیان زرق برق پہنے ہوئے

بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکل کر جانب میدان رزم گئے بیلدارون اور بیلچہ
بردارون نے زمین ناہموار کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر جھاڑوون سے کھود کر میدان
رزم سے دور کیا بلکہ خار و خس کو میدان کارزار مین رہنے نہ دیا صورت آئنہ صاف و پاک و برابر
میدان جنگ کو کر دیا نشیب و فراز مطلق نہ رہا جب اس صورت سے درستی میدان کارزار ہو چکی
بیلدار و بیلچہ بردار جنگاہ سے ہٹ گئے فوراً دونون لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے
ہوئے بہت سے نکلے انھون نے میدان جنگ مین آکر چھڑکاؤ کیا مانند ابر باران کے زمین کو
تر کیا گرد و غبار کو دور کیا ایسا سرد تر کیا کہ میدان رزم سے ہوائے سرد آنے لگی محرور مزاجون
کو وہ ہوائے سرد و خنک اچھی معلوم ہونے لگی جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے میدان جنگ
سے اپنے اپنے لشکر مین داخل ہو کر پس پشت لشکر ہوئے اسی اثنا مین حکم جہان پناہ اور
وحکم صاحبقران سے دونون سمت صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ
حسب دلخواہ ہر ایک لشکر کا درست ہوا جوانان پیلتن وصف شکن یمین و یسار لشکر مقرر کئے
گئے افسران سپاہ و سرداران ذیجاہ جو بڑے بہادر نامی و نامور تھے دو لشکرون کے
یمین و یسار ایستادہ کھڑے ہو گئے اور قلب لشکر مین مانند دل کے بادشاہ لشکر اسلام اکثر سرداران
نامور کے حلقے مین مانند ماہ انور کے ستارون مین جلوہ گر تھے اسی طرح ساقہ و کمین گاہ قلب و جناح
ہر ایک سپاہ کا جوانان آزمودہ کار و سرداران تہور شعار سے آراستہ کیا گیا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ چالیس قدم آگے اپنے لشکر کے بعدہ سپہ سالاری کھڑے ہوئے
یوسف مصری نے علم کا پھریرا کھولا زیر سایہ علم صاحبقران بالائے مرکب بفر و شان ایستادہ
ہوئے علم مذکور سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے لگی پھریرے سے ایسی خوشبو
تمام میدان رزم مین نکل کر پھیلی کہ سب میدان جنگ معطر ہو گیا وہ خوشبو جو کہ علم مندرجہ بالا
سے نکلتی تھی بہتر از بوئے مشک و عنبر تھی دماغ ہر ایک سردار و سوار کا خوشبو سے کہ معطر و معنبر ہو گیا
ہر ایک اہل اسلام ورد درود پڑھتا تھا اور عالم وجد مین تھا دماغ ہر ایک کا خوشبو سے بسا ہوا تھا اسی طرح
بکثرت علم لشکر سربلند ہوئے پھریرے ان کے کھلے علمداران لشکر علمون کو جلوہ دینے لگے سرداران
سپاہ اپنی اپنی فوج و سپاہ کے متصل ایستادہ ہوئے جنگی باجے ہر غول و ہر گروہ لشکر مین بجنے لگے
لشکری ان باجون کی صدائے دلپسند کو سنکے گویا مست ہو کر جھومنے لگے اسی اثنا مین دونون
لشکرون سے نقیبان خوش آواز اور کیت نکل کر وسط میدان مصاف مین آکر اپنے اپنے لشکر کے
جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح باواز بلند ان کو آمادہ جنگ و کارزار کرنے لگے بے ثباتی عالم
و عالمیان مین اشعار عبرت آمیز سنانے لگے حال گذشتگان سے ان کو موت یاد دلانے لگے کہ
اے جوانان نامدار و سرداران تہور شعار اے دلیران جنگجو والے بہادران خونخوار اے شیران
دشت وغا والے صف شکنان عرصۂ ہیجا آگاہ ہو ذرا بگوش ہوش ہماری تقریر سنو کہ تمہارے
مطلب کی ہے جملہ جوانان لشکر ان کی طرف متوجہ ہوئے شور باجون کا موقوف ہوا نقیب اور کیت
پکار کر کہنے لگے سنو اے جوانو اور غور کرو کہ یہ دنیا عالم اسباب و فانی ہے اور اہل دنیا بھی فانی ہین
ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ ہم اور تم اس دنیا سے سوئے عدم مثل اپنے آبا و اجداد کے چلے
جائین گے اہل دنیا کی نظر سے نہان ہو جائین گے زیر خاک جا کر مقیم ہون گے کیڑے زمین کے

ہمارے اور تمہارے گوشت و پوست کو کھا لینگے بلکہ ہڈیان بھی باقی نرہینگی وہ بھی خاک ہوکر
خاک مین ملجائینگی نام و نشان باقی نرہیگا جس طرح ہمارے اور تمہارے آبا و اجداد دنیا مین نرہے
ہم تم بھی ایک روز اس سرائے عالم مین نرہینگے جس طرح وہ خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سوائے
دو گز کفن کے کچھ اپنے ساتھ نہ لیگئے مثل اُنکے ہم بھی کچھ اپنے ساتھ دنیا سے سوائے اعمال
نیک و بد نہ لیجائینگے دنیا مین خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ چلے جائینگے اسباب دنیا سے کچھ
بھی ساتھ نہ لیجائینگے سب اسباب دنیا جسکو بڑی فکر و کوشش سے اپنے راحت و آرام
کے واسطے فراہم کیا ہے یہین چھوڑ جائینگے زر و جواہر باغ مکان اثاث البیت ملک و مال سب
اسی دار فانی مین چھوڑ جائینگے احبا و دشمن و عزیز و اقارب وہ سب مال و اسباب اپنے
قبضے مین کرینگے روح کو اُس مال و متاع کی جدائی اور احباب و عزیزان سے مفارقت کا سخت
رنج و ملال ہوگا غرضکہ ہنگام مرگ کچھ مال و اسباب کام نہ آئیگا مرگ سے نہ بچا سکیگا اگر قلعہ مضبوط
و مستحکم مین بھی جاکر چھپینگے تو وہان بھی دست اجل پہونچیگا ملک الموت کا وہان بھی گذر ہوگا
قبض روح ہو جائیگی ہم پر اور تم پر کیا موقوف ہے خیال تو کرو اگلے زمانے والے اب کہان ہین رستم
پیلتن اور سہراب و بہرام و اسفندیار و فرامرز و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانان نامی و
نامور اور شاہون مین سکندر و دارا و کیکاؤس و ضحاک و فریدون و کیخسرو اور
افراسیاب و گشتاسپ شاہ والی ایران و توران اسوقت کہان ہین وہ ملک و مال و
خزانہ اُنکا کہان ہے کس کے قبضے مین ہے اُنکے ساتھ کچھ بھی بجز کفن و اعمال نیک و بد گیا ہے
افسوس ہزار افسوس کشتگان مذکور اجل سے مجبور و لاچار ہوکر سوئے عدم چلے گئے کچھ بھی تو
اُنکے مال و خزانہ و ملک و زور بازو کام نہ آیا کسی نے اُنکو قضا سے نہ بچایا آخرکار وہ سب نامی
و نامدار مرکر زیر زمین پنہان ہوئے گوشہ قبر مین جاکر سو رہے ابتک وہ سب خاک مین دبے ہوئے
ہین ہزار من مٹی اوپر اُنکے پڑی ہے وہ اپنی زندگی مین ذرا سا بھی غبار اپنے تن پر آنا گوارا نکرتے
تھے گرد و غبار کو اپنے اوپر پڑنے ندیتے تھے یا اب وہی سب ہزارون من خاک مین دبے ہین
اکثر اُن مین سے ایسے ہین کہ اُنکی قبرون کا نشان بھی نہین ہے بعض بعض ایسے ہین کہ اُنکی قبرونکا
نشان اب تک باقی ہے مقبرے اُنکے شکستہ و خراب و ویران ہین کوئی اُنکی قبرون پر چراغ بتی
و روشنی کرنے والا فاتحہ پڑھنے والا نہین یا ذکر کے رونے والا نہین ہے کیا خوب کسی شاعر نے یہ شعر
کہا ہے نہایت عبرت آمیز ہے شعر۔ پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت * بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب *
واقعی یہی حال اُنکے مقابر و مقبرون کا ہے مقام عبرت و جائے افسوس ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جب وہ
نامور نرہے تو ہم بھی نرہینگے جز ذات خدا کسی کو بقا نہین ہے سب کو ایک دن فنا ہے بمصداق آیۂ وافی
ہدایہ کل من علیہا فان کے دیکھو کشتگان مذکور اب نہین ہین مگر انھون نے جو کارہائے نمایان دنیا
مین کئے ہین اسوجہ سے وہ گویا اب تک زندہ ہین ذکر اُنکا زبان زد خلائق ہے اہل دنیا اُنکی سخاوت
و شجاعت و عدالت وغیرہ امور نیک کو اپنے دل سے محو نہین کرتے ہین اکثر صحبتون مین بزمون مین
کشتگان کو بذکر اُنکے افعال کے یاد کیا کرتے ہین حاتم کو بوجہ سخاوت کے رستم و سہراب
و اسفندیار و فرامرز وغیرہ پہلوانون کو بسبب شجاعت کے نوشیروان وغیرہ شاہون کو بوجہ
اُنکی عدالت کے پس آج وہ روز ہے کہ سامنا تم سے تمہارے حریفون کا ہے روز امتحان جرات و

شجاعت ہو یہ میدان جنگ گویا ایک معیار ہو ہر ایک سردار و سوار کی شجاعت و بزدلی اس میدان
مین ظاہر ہو جائے گی کچھ دیر اب نہین ہو وقت جنگ و جدال قریب ہو صفین ہر دو سپاہ کی آراستہ
ہین تلوار چلنے ہی کو ہو گھوڑے گھوڑے کا دل کھلنے پر ہو لہذا تم کو لازم و مناسب ہو کہ تم بھی مانند گذشتگان
مذکور کے آج اس جنگ مین ایسے کارہاے نمایان کرو کہ صفحۂ عالم پر باقی رہے مانند رستم و زال
و سام و سہراب پہلوانان نامی و نامور کے تمہاری بھی جنگ و جدال یادگار رہے بلکہ تمہارے
تکو بھی اہل دنیا مانند رستم پیلتن وغیرہ کے یاد کرین تمہاری بھی شجاعت کا ذکر کرین دنیا سے جاؤ
تو عمل نیک کرکے جاؤ یہ نیکی اپنے عمل مین لکھوا کر جاؤ دنیا سے خالی ہاتھ جاؤ نیکیان ساتھ لیئے
لیتے جاؤ ان نیکیون مین سے ایک نیکی یہ بھی ہو کہ حق نمک خواری اپنے بادشاہ کا آج ادا کرو دلیرانہ
دشمنون سے لڑو برسر ہو کر تلوار اور نیزہ و گرز و تبر اپنے حریفون کو لگاؤ نعرے شیرانہ کرو حتی الامکان
لڑائی مین قدم اپنے آگے بڑھاؤ تاکہ جلد اپنے حریفون کو قتل کرو خون اعدا سے زمین معرکۂ
جنگ کو رنگین کرو زخم سنان و تیر و شمشیر خوش ہو کر تنون پر کھاؤ قدم ہنگام جنگ پیچھے نہ ہٹاؤ رتبہ
اپنا بہادرون مین نہ گھٹاؤ مرد میدان بنو ہرزہ ہو کر نامرد و بزدل نہ کہلاؤ پھر گیت اپنی سپاہ کے جوانون
کی طرف متوجہ ہو کر یون باواز بلند کہنے لگے کہ اے جوانان خنجر گذار و اے دلیران نامی و نامدار خبردار
ہو کہ یہ دنیا مقام گذرگاہ ہو یہان ہمیشہ کسی کو قیام نہین ہو خیال کرو کہ فہیم عاقل اسوقت کہان ہین
دنیا سے چلے گئے جہان وہ گئے تم سب کو بھی وہین جانا ہو دیکھو غوغاے رعدآواز کیسا زبردست
پہلوان تھا کہ مثل اس کا کم کوئی روے زمین پر ہوگا وہ بھی تم اپنی بداعتقادی سے قتل ہو گیا اگر خداوند
کی نرگس سے بداعتقاد نہوتا تو قتل نہوتا تم سب بھی خداوند مذکور سے منحرف نہونا باوجودیکہ غوغاے
رعدآواز قتل ہو گیا وہ نہ رہا لیکن شہرہ اس کی شجاعت کا دنیا مین رہگیا اسوقت سامنا اہل اسلام کا
ہو تم کو لازم ہو کہ دلیرانہ اپنے ان دشمنان جان و ایمان سے لڑو لڑائی مین کوتاہی نکرنا دشمنون سے
نڈرنا پیران کج ابرو اقیا بہادر تمہارا افسر و سردار تمہارے ہمراہ ہو کہ جس سے کوئی دنیا مین مقابلہ
و مجادلہ کرنے مین غالب نہین ہو سکتا ایسے بہادر و شجاع کی افسری و ہمراہی مین ثبات قدم اختیار
کرکے ہنگام جنگ دلیرانہ لڑنا قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا مرد میدان کارزار ہو جاؤ توپون کی طرح
برق شمشیر چمکتے دیکھکر ڈرا اور خوفناک ہو کر نہ بھاگنا نامرد و بزدل مشہور نہونا آبرو اپنی سر میدان
جنگ سامنے بہادرون کے نہ دینا ذلیل و رسواے خلق نہونا اپنے خداوند کو ناراض نکرنا ہم نے تمکو سمجھا دیا ہی
آئندہ تم کو اختیار ہی یہ کہکر نقیب گیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ صفوف لشکر پہ اک سناٹا تھا ہر ایک بگوش دل تقریر نقیبان خوش گو کی سنکے آمادہ جنگ
تھا دنیا کو بے ثبات یقین کرکے ہر ایک نے ناموری کا ارادہ کیا چاہا تھا کہ صف لشکر سے نکلکر پہلے ہین
اپنے حریفون سے ایسا مقابلہ و مجادلہ کرین کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے بے اختیار سب تحسین
و آفرین کرین نام ہمارے دفتر شجاعان روزگار مین لکھ لین لیکن ہنوز صف لشکر سے کوئی بہادر مرکب کو
مہمیز کرکے نکلا نہ تھا کہ پیران کج ابرو نے گینڈے کو اپنے بڑھاکر وسط میدان کارزار مین آکر گینڈے
کو روک سوے لشکر اہل اسلام نگاہ تند و تیز سے دیکھکر باواز بلند مانند فیل کے چنگھاڑ کر کہا کہ اے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ خاص کر تمہین میرے سامنے آؤ مجھسے مقابلہ کرو کسی اور کو
میرے مقابلے کے واسطے نہ بھیجو مین تمہین سے مقابلہ کرون گا تمنے غوغاے رعدآواز کو نہین معلوم

کس عنوان وتدبیر سے قتل کیا ہو اُس کے خون کا عوض تجھ سے لون گا بیشک تم کو قتل نکرون گا جبتک
خوشی حاصل نہو گی دل کو میرے قرار نہو گا غم غوغاے رعد آواز دل سے دور نہو گا قلب کو
سرور حاصل نہو گا آج نیزہ و سرتیز تمہارے خون قلب و جگر سے رنگین کرون گا صاحبقران
موصوف حریف مذکور کے طلب کرنے سے خود ہی مرکب کو بڑھا کر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام
جا کر طالب اذن جنگ ہوئے ہنوز بادشاہ موصوف نے اجازت جنگ ندی تھی کہ مملوک بن
مالک سہراب بن لندھور یوسف مصری وغیرہ سرداران نامی و نامور نے عرض کیا کہ
اے صاحبقران عالیجاہ آپ تامل فرمائین ہم مین سے کسی کو واسطے مجادلہ و مقابلہ کے روانہ
فرمائین تماشہ ہماری لڑائی کا دیکھین کہ ہم کس طرح بہران کج ابرو سے لڑتے ہین ہم کو آرزو ہی
کہ اس بے دین سے جنگ آزما ہون بعد ہمارے آپ کو اختیار ہی اس نا ہنجار سے واسطے مقابلے
کے جانے کا صاحبقران نے جواب دیا تم سے سنا ہو گا کہ بہران کج ابرو نے خاص ہمین کو واسطے
مقابلے کے طلب کیا ہی وہ اور کسی سردار لشکر سے نہ لڑے گا اور ہم سے بھی یہ نہین ہو سکتا کہ حریف
ہم کو طلب کرے اور ہم اُس سے مقابلہ نکرین لہذا تم سب ہمین کو جانے دو یہ سنکے سرداران مذکور
لاجواب و خاموش رہے اسی حالت مین بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کو اجازت جنگ
دے کر فرمایا جائیے آپ کو خدا و رسول کے حوالے کیا انشاء اللہ مدد خداوند عالم سے دشمن پر فتحیاب
ہو جیے گا صاحبقران نے اجازت حاصل کر کے مرکب پر و دست بجنگ لوح طلسم شمشیر جنبان کو
بہ نیت دیکھا کہ بہران کج ابرو سے کیونکر لڑون کہ یہ نابکار طلسم بند ہی اس کے قتل کرنے کی
تدبیر کیا ہی لوح طلسمی مذکور نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کر لیا اپنے ذہن مین رکھا
بعدہ مرکب کو جولان کیا سامنے حریف مذکور رخ کیا اسوقت لشکر کے طبلون کو علمدارون نے جلوہ دیا جنگی
باجے ہر طرف ہر سپہ مین بجانے گئے شور باجون کا تا فلک پہونچا اتنی دیر مین صاحبقران روبرو
بہران کج ابرو کے جا کر مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوئے حریف مندرجہ بالا نے صاحبقران
کے سراپا پر نظر کر کے پوچھا کہ تمہین صاحبقران قاتل غوغاے رعد آواز ہو تمہین نے یہان
آکر شعلہ نار فتنہ و فساد کو بلند کیا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ ہان مین ہی ایک بندہ حقیر خالق
کون و مکان کا ہون سب مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی غوغاے رعد آواز کو
قتل کیا ہی اگر خدا نے چاہا تو اسوقت تجھ کو بھی قتل کرون گا لیکن تجھ ایسے جوان کو خاک و خون مین بھرنا
دل کو ناگوار ہی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے تو پھر تجھ کو قتل نکرون تیرے خون سے زمین کو رنگین
نکرون اُس نے برہم ہو کر جواب دیا تجھ کو ہدایت دین اسلام نکرو مین ہرگز سواے خداوند گل نرگس
کے کسی کو سجدہ نکرون گا مذہب کے باب مین تقریر عبث نکرو یہ جاے جنگ ہی نہ مقام ہدایت جو ہوس
تمہارے دل مین ہو نکالو جس حربے سے لڑنے کا قصد ہو اُس حربے سے مجھے اٹھو ضرب گرز لگاؤ یا
نیزہ لگاؤ یا تلوار لگاؤ صاحبقران نے جواب دیا ہم اہل اسلام مین ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ لڑنے مین
حریف پر سبقت کرین پہلے حریف کی ضرب کو روک لیتے ہین یا خالی دیتے ہین بعدہ ہم وار کرتے ہین
پس پہلے تو ہی کوئی وار کر جب خدا ہمارا تیری ضرب سے بچا لے گا اسوقت ہم بھی وار کرین گے یہ
سنکے بہران کج ابرو نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمہاری تمہارے نزدیک آگئی ہی خیر ہوشیار و خبردار
ہو جاؤ یہ کہکر اُس نے نیزے کو سنبھال کر بقوت تمام مشت مین محکم پکڑ کر گھینٹے کو بطور مرکب کے

کھوے پر ڈالا ادھر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح و دو اسم اعظم الٰہی جو گوشہ لوح پر دیکھا تھا
اُسے چند مرتبہ ورد زبان کرکے اسی شمشیر سنہری قبضہ کو نیام سے کھینچا اُس پر دم کیا اتنے میں ہیران
کج ابرو نے نیزہ بازی دکھا کر نیزہ لگان اور گردش دیتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا نیزہ قلب
کو تاک کر چالاکی سے نیزہ سینے پر لگایا ادھر امیر با توقیر نے بفن سپہ گری پھرتی سے مرکب کو بڑھا کر
ایسی تلوار لگائی کہ نیزہ اُس کا درمیان سے مانند خیار تر قلم ہو گیا دیکھنے والون نے خصوصاً اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خاص کر ہیران کج ابرو اپنے نیزہ کے قلم ہونے
سے ایسا غمگین و خجل ہوا کہ سراپا عرق ندامت و خجالت مین تر ہو گیا بلکہ ایک نیزہ عرق انفعال مین
غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک غرق دریاے حیرت و ندامت رہا بعد ازان نیزہ قلم شدہ کو خاک پر ڈال کر
برہم ہو کر اعوان سے گرز گاؤسر کو جو نہایت گرانبار تھا رستم پہلتن بھی اُس کو اگر اٹھاتا تو نہ اٹھ سکتا
بسہولت اٹھا کر بعد قہر و غضب نعرہ کیا کہ اے صاحبقران اب اس ضرب گرز گران سے جانبر نہو گے
ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ گرز مثل قضا کے تمھارے سر پر آتا ہے وہ بلاے مبرم کہ ٹالے سے نہین ٹلتی ہے یہ
وہ گرز ہے کہ گرز سام بن نریمان سے بھی گران تر ہے اگر اس گرز کو سر کوہ پر لگاؤن تو وہ بھی ریزہ
ریزہ ہو جائے انسان کی تو کیا مجال کہ اس گرز گران کو روک لے یا اس کی ضرب شدید سے جانبر ہو دیو
اور جن بھی ہیبت اس گرز کی ضرب سے بچ نہین سکتا ہنگام ضرب گرز قلعہ گردون ہل جاتا ہے گاؤ زمین
دہل جاتی ہے تا دیر تھراتی ہے بجز میرے کوئی پہلوان دنیا مین ایسا نہین کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دیسکے
بلکہ گردش دینا تو کجا اعوان سے بھی کوئی قوی بازو اٹھا نہین سکتا ہے سوا میرے کسی مین ایسی طاقت
و قوت نہین کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دے کر سر دشمن پر لگائے یہ تقریر مین نے اسواسطے کی ہے کہ
تم کو اس گرز کی گرانی سے اور میرے قوت بازو سے بخوبی آگاہی ہو جائے تاکہ ہوشیار و خبردار ہو جاؤ
یہ عذر نہو کہ ہم کو اطلاع نہ دی صاحبقران نے اُس کی تقریر غرور آمیز سنکے دل مین کہا کہ اس نابکار
نے بہت اپنے زور بازو کی ثنا کی ہے اور اپنے گرز کی گرانی ظاہر کی ہے اتنا غرور کیا ہے اس کو ایسا ذلیل
کرنا چاہیے کہ یہ نابکار خجل و نادم ہو کر سر جھکا لے اور عرق ندامت سے سراپا تر ہو جائے مردان
ہر دو لشکر کی نظر سے گر جائے سر میدان ذلیل ہو جائے یہ خیال کرکے خاموش رہے اس اثنا مین
اُس نابکار نے وہی گرز گاؤسر اٹھا کر پھر کہا ہوشیار و خبردار باش صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا
ہم ہوشیار ہین ضرب گرز اچھی طرح لگانا جو کہا ہے وہی کرنا خلاف اپنے قول کے عمل نکرنا ہمارے سر کو ریزہ
ریزہ کر دینا اُس نے برہم ہو کر جواب دیا مردان عالم کبھی جھوٹ و خلاف نہین کہتے ہین جو کہتے ہین
وہی کر دکھاتے ہین یہ کہکے گرز کو گردش دے کر گھوڑے کو آگے بڑھا کے بخداوند گل نرگس کلکر سر
صاحبقران پر دو دستی ضرب گرز لگائی ادھر امیر با توقیر نے بعجلت تمام اپنے مرکب کو حریف کے
پہلو سے جیب کی طرف بڑھا یا وار کو خالی دیا گرز دو تو اس زور سے زمین پر گرا کہ اُس کے گرنے سے زمین
تھرائی گرز زمین مین در آیا ایک غار زمین مین ہو گیا گرد و غبار اٹھا ہیران کج ابرو نے خوش ہو کر
پکار کر کہا زود و بست گردم حریف خود را اے اہل اسلام دیکھا تم نے کہ مین نے کس بہادری
و شجاعت سے سر میدان صاحبقران کو بضرب گرز گران پیوند خاک کیا ہے کہین صاحبقران کا
نام و نشان بھی رہا زمین مین سما گئے تن و سر کے غرق زمین ہو گئے پیوند خاک ہو گئے آخر ضرب گرز
سے جانبر نہو سکے دیکھو جو مین نے کہا تھا وہی کیا صاحبقران کو ہلاک کیا عوض خون قوغلے

رعد آواز نے یہ دن کو میرے خوشی حاصل ہوئی روح کو آرام ملا ساری صاحبقران کی صاحبقرانی
خاک میں ملگئی جن کی شجاعت پر تم کو ناز تھا وہ مثل قارون زمین میں دھنس گئے اب اگر تم کو حوصلہ
جنگ ہو تو آؤ مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ میرے تلخے کے سامنے سے بھاگ جاؤ اب کبھی ادھر آنے کا خیال
بھی نکرنا ہنوز بہران کج ابرو بیہودہ بک رہا تھا گرد و غبار بلند تھا کہ صاحبقران نے پالاکی سے
بڑھ کر کلائی اُس کی مروڑ کر ہاتھ سے اُس کے گرز چھین لیا پھر نعرہ کیا کہ او نابکار پرغرور گرز دی
وکرا پست کردی منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھ بہادر ایسے ہوتے ہیں کہ تجھ ایسے
حریف زبردست سے گرز گران چھین لیتے ہیں او بدین بیہودہ گو تجھکو اپنی اسی قوت و طاقت پر
ناز تھا سر میدان گرز چھنوادیا حال تیری قوت کا سب پر ظاہر ہوگیا واقعی تجھ ایسا کوئی قوی پہلوان
دنیا میں نہوگا تو نے عجب کار نمایاں کیا جو کچھ تو نے کہا تھا وہی کیا مردان ہر دو لشکر تیرے ثنا خوان
ہیں تو سب کی نظر میں کھب گیا ہر ایک قوت و زور بازو کا قائل ہوگیا خوب تو نے عوض خون غول کے
رعد آواز لیا واہ وا کیا کہنا کیا جوانمردی دلاوری و شجاعت تو نے دکھائی ہے یہ لڑائی تیری
اہل دنیا کو یاد رہے گی حسین سبز قبا تیرا بادشاہ اس کار نمایاں پر تیرے نظر کرکے تجھکو خلعت اور
انعام دے گا مرتبہ تیرا زیادہ کرے گا او بدین تو نے ہنگام ضرب گرز لگانے کے اپنے خداوندگار نرگس
کو پکارا تھا اُس سے اعانت و مدد چاہی تھی اس نے بہت خوب تیری مدد و اعانت کی تیری طرف کچھ بھی
اُس نے نظر توجہ نہ کی ہاں گل دیگر شگفتہ ہوا جو تو نے چاہا تھا وہ نہوا گل آرزو تیرا نہ کھلا شاخ تمنا
تیری ہری بھری نہوئی مطلق پھلی نہ پھولی دیکھنے والوں کو حیرت ہوگئی یقین ہے تجکو بھی حیرت ہوئی ہوگی کیا
جلد تر تیرے نخل غرور پر خزان آئی باغ حسرت تیرا شاداب ہوا چمن امید تیرا صرف خزان ہوا گلشن
تمنا تیرا باد سموم خزان سے کیا جلد تر پژمردہ ہوگیا کچھ بھی بہار باقی نرہی او خداوندگار نرگس پرست
کیا متحیر آنکھیں ہو گئے ہیں ذرا ادھر دیکھ ہماری طرف نظر کر ذرا پہچان تو یہی گرز گاؤسر تیرا ہے جو ہمارے دست
قوی میں نظر آتا ہے گرز اور کسی کا ہے جواب دے کیوں خاموش ہے کیوں گھور رہا ہے آنکھیں تو تیری بڑی بڑی
ہیں کیا مانند گل نرگس تیری آنکھوں میں روشنی نہیں ہے بہران کج ابرو نے از حد منفعل و شرمندہ
ہوکر جواب دیا اے صاحبقران میں نے تو اپنی دانست میں تمھارے ہی سر پر گرز مارا تھا نہیں معلوم
تم کس طرح ضرب گرز سے محفوظ رہے اور ہنگام ضرب گرز گرد و غبار بلند ہوا تھا اس گرد و غبار میں میں نے
تم کو نہیں دیکھا اسوجہ سے میں نے کہا کہ صاحبقران کو میں نے ہلاک کیا اور اسی کثرت غبار میں
تم نے حالت غفلت و ناواقفی میں میرے ہاتھ سے کہ مضبوط گرز کو میں نہ پکڑے تھا تم نے میرے ہاتھ سے
لے لیا مجھے تمھارا خیال بھی نہوا میں سمجھا تھا کہ میرے لشکر کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے گرز اس خیال سے
لیتا ہے کہ اب اس گرز کو دیتے کیوں اپنے ہاتھ میں رکھیے کہ دشمن کا کام تمام ہوچکا ہے میں نے بھی خیال
کیا کہ سردار لشکر میرا سچ کہتا ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہیے بس باین وجہ و خیال میں نے گرز اپنے
ہاتھ سے چھوڑ دیا ورنہ دیدہ و دانستہ کوئی پہلوان اپنے حریف سے گرز چھنوا دیتا ہے افسوس کرتا ہوں
میں کہ غفلت و نادانی سے یہ خفت و ندامت مجھے حاصل ہوئی ہے اگر آگاہ ہوجاتا کہ تم میرے ہاتھ سے
گرز چھینتے ہو تو کبھی نہ چھوڑتا روح میری میرے تن کو چھوڑ دیتی مگر میں اس گرز کو نہ چھوڑتا اور تم مجکو
کاذب خیال کرتے ہو حالانکہ میں اپنے قول میں صادق ہوں واقعی مثل میرے گرز کے کسی کا گرز
ایسا بھاری نہ تھا نہ اب ہے نہ ہوگا اور جسقدر مجھ میں قوت ہے ایسی طاقت رستم پہلتن میں بھی نہوگی

اتفاقاً دھوکے سے یہ واقعہ ہوا جو تم مجکو نشانہ تیر ملامت کرو منصف ہو تو انصاف کرو کہ یون بھی کوئی
پہلوان اپنے حریف کو سر میدان جنگ گرز لیے ہاتھ سے دیدیتا ہو کہ مجھ ایسا شجیع و بہادر و قوی
بازو گرز کو تم اپنے حریف کو جان بوجھ کر دیدیتا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا خیر اگر دھوکے سے
تو نے گرز کو اپنے ہاتھ سے ہمین دیدیا ہو تو یہ گرز پھر ہم تجکو دیتے ہین تو پھر ہم پر ضرب گرز لگا لیکن ہم
آگاہ کیے دیتے ہین کہ ہم تیرے ہاتھ سے گرز پھر چھین لین گے ذرا ہوشیار و خبردار رہنا گرز کو مضبوط
پکڑے رہنا لاکھ ہم چھینین پر گرز نہ چھوڑنا اوس نے کہا ہان اب تم نے آگاہ کر دیا ہے دھوکا نہ کھاؤن گا کیا
تم ابکی مرتبہ کیونکر جانبر ہوسکتے ہو اور گرز میرے ہاتھ سے چھین لیتے ہو یہ تقریر بیران کج ابرو کی سنکے
صاحبقران نے بے اختیار مسکرا کر گرز اوس کے حوالے کر کے کہا ہان اے رشک رستم و اسفندیار
پھر اس گرز گران کا وار کر جو ارادہ ابکی دفعہ بقوت تمام تر ضرب گرز لگانا حتی الامکان میرے مار ڈالنے
مین کوتاہی نکرنا اور اگر مین گرز تیرے ہاتھ سے چھینون تو نہ چھوڑنا اوس نے کہا کہ اب ایسا ہی کرونگا یہ
کہکر گرز کو اپنے گرد و سر گردش دے کر پھر سر صاحبقران پر لگایا ابکی مرتبہ صاحبقران نے بجز سپہ گری
بچابت تمام گھوڑا اپنا حریف مذکور کے آگے کسی قدر بڑھا کے گرز کے اوپر نظر کی جب گرز قریب سر آیا جست
سر مشت بیران مذکور پر ہاتھ اپنا ڈالکر زور کر کے بکوشش و قوت بازو پھر اوس کے ہاتھ سے گرز چھین لیا
اسوقت بیران کج ابرو نے غضبناک ہو کر لپک کر ہاتھ اپنا جانب کمر صاحبقران بڑھایا تھا
اور ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران کی کمر کے کی زنجیرین ہاتھ ڈال کر پشت فرس سے اٹھاکر خاک پر پٹک کر
ہلاک کیجیے کہ صاحبقران اوس کے ارادے سے آگاہ ہو کر اوس کے گرز کو بالائے خاک ڈال کر
نے العفو وہی شمشیر آبدار جس کا قبضہ سنہری تھا اور جس پر قبل اس کے حسب ہدایت لوح طلسمی
اسم اعظم الہی پڑھ کر دم کیا تھا میان سے کھینچکر چالاکی سے اس طرح اوس کی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گھوڑے سے گرا وہ کیا گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران
نے نعرہ تکبیر کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا سب اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو نہایت
صدمہ ہوا دیکھتے ہی اس حال کے سواران لشکر بیران کج ابرو تاب ضبط نہ لاکر برہم ہو کر
صاحبقران پر حملہ ور ہوئے ادھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سپاہ اہل اسلام بڑھی جب
دونون فوجین ملگئین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی صاحبقران بھی آن سواران بیدین کو تہ تیغ
کرنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہونے لگے برق شمشیر چمکنے لگی
بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے زخمیون کے خون کی بارش زمین پر ہونے لگی زمین خون
مجروحان و مقتولان سے رنگین ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے گرد و غبار پیدا ہوا حسین سنجر نما
بادشاہ ہر ہیار قلعہ نے اپنے خاص قلعے پر سے قتل ہونا بیران کج ابرو کا اور جنگ اس کی دیکھی
یہ جنگ بھی دیکھکر متحیر ہو کر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا آج دست صاحبقران
سے بیران کج ابرو بھی مارا گیا ہنوز بادشاہ مذکور بالائے قلعہ سے لڑائی دیکھکر افسوس کرکے
متحیر و متردد ہو رہا تھا اپنے وزیر دانشمند سے کہہ رہا تھا کہ کچھ یہ راز سمجھ مین نہین آتا کہ صاحبقران
نے غوغا سے رعد آواز و بیران کج ابرو کو بعد دیگرے کس تدبیر سے قتل کیا یہ پہلوانان
نامی تو کسی کے ہاتھ سے قتل نہو سکتے تھے کہ سواران لشکر بیران کج ابرو تاب جنگ و پیکار نہ لاکر
بے اختیار خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر لاشہ بیران کج ابرو کا بھی نہ اٹھاکر بطرح مضطر و بدحواس

ہو کر بھاگے کہ اپنے قلعہ سبز نگار پر بھی نہ گئے سیدھے افغان و خیزان در قلعہ سوم زر نگار کی طرف جس کا قلعدار مسمی بجیطار و مین تن تھا گریزان ہوئے صاحبقران بفتح و ظفر جا کھڑا ہوئی اہل اسلام نے تمام خیمہ و خرگاہ بیران بیج ابرو کا لوٹ لیا اور ان سواران بے دین کا کچھ دور تک تعاقب کیا پھر ہمراہ صاحبقران ذیشان شادی کنان داخل قلعہ دوم سبز نگار ہوئے یہ قلعہ بھی ہاتھ آیا مال و اسباب جو کچھ قلعے مین تھا اس پر قابض و متصرف ہوئے از حد سب کو خوشی حاصل ہوئی عنایت و امانت خدا سے فتح کفار پر حاصل ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فتحیاب ہو کر قلعہ دوم سبز نگار مین داخل ہو کر سجدہ شکر خداوند عالم کیا بعدہ حکم دیا کہ جو اہل لشکر ہنگام جنگ کام آئے ہین ان کو غسل و کفن دے کر دفن کروا اور جو اہل اسلام زخمی ہوئے ہین ان کا علاج کیا جائے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر اترا بادشاہ لشکر اہل اسلام و نیز دیگر سرداران سپاہ کی رائے سے بزم عشرت آراستہ ہوئی جشن فتحیابی قلعہ دوم کا ہونے لگا نازنینان خوش رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے محفل عیش و عشرت مین حاضر ہو کر اندر قلعے کے روبروئے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران سپاہ نیکنام کے رقص و نغمہ کرنے لگین اہل بزم خوش و خرم ہو کر گانا ان کا سننے لگے از انجملہ ایک نازنین خوش رو خوش گلو نے بزم عشرت مین روبروئے اہل بزم یہ غزل شروع کی با لحان خوش گانے لگی اہل جلسہ عشرت سننے لگے۔

غزل

رشک اس کو اگر ملا ہوتا
مین نہ جاتا اگر تو کیا ہوتا
رنج بے حد سے نہین جاتے
ایک دل اور بھی دیا ہوتا
رنج ہوتا اگر نہ تم شکر
مجھ سے اتنا تو کہہ دیا ہوتا
اے ستم گر اگر کیا پیدا
مجھے دشمن بنا دیا ہوتا
وہ کسی سے نہ آشنا ہوگا۔

غیر دو دن مین مر گیا ہوتا
چلے اہل ہو گئے آپ کہ مین
مجھے یارب اٹھا لیا ہوتا
خلق مین کیا تری کمی ہوتی
عشق ہوتا تو بے مزا ہوتا
غم اٹھانے کو گھر بنایا تھا
تو مجھے بے وفا کیا ہوتا
تجھ سے پھر دہن تلخ ہوتا کم
مجھ سے ہوتا تو آشنا ہوتا
عاشق زار مر گیا ہوتا

بزم دشمن مین کیون ذلیل ہوا
اتنا انصاف تو کیا ہوتا
ایک جاتا تو دوسرا رہتا
مجھے پیدا اگر کیا ہوتا
آن پہ مائل کیا غضب کیا ہے
تو مجھے اپنا غم دیا ہوتا
دیکھنا شوق مین یہ کہتا ہون
کر کے بند آنکھ پی لیا ہوتا
بزم دشمن مین تو نے بات نہ کی

نازنین مندرجہ بالا نے غزل مندرجہ اس خوبی سے بہزار عشوہ و ناز و ادا گائی کہ اکثر اہل بزم نے بجائے خود اس کی تعریف کی نازنین کو انعام دیا گیا وہ انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے چلی گئی پھر اور ایک مطربہ حاضر بزم عیش ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اور یون فتح کی مبارکباد دینے لگی۔

قطعہ

صاحبقران و شاہ زمان و بلند جاہ
روشن ہے جہان مین ترا نام حشر تک
ہر روز روز عید ہو ہر شب شب برات

حضر رہ ہدایت و ذی رتبہ دین پناہ
جب تک ہون زیب چرخ شب و روز مہر و ماہ
دشمن ہون پائمال ترے شاہ خیر خواہ

قلعہ دوم مین تو جشن فتحیابی قلعہ و خوشی قتل بیران بیج ابرو ہو رہی ہے ہر ہر شخص بادۂ عشرت سے سرشار ہے درد دل سے غم رفو کار ہے جس طرف دیکھیے صدائے نوشا نوش ہر طرف ہے ساز عیش سے ہر کوئی مدہوش ہے

لیکن اب دو کلمہ داستان ان سواران فراری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جو بعد قتل ہونے بہران کج ابرو کے میدان جنگ مین اہل اسلام سے ڈر کر سوے قلعہ سوم بھاگ
تھے وہ جملہ سواران نابکار فریاد کنان افتان و خیزان در قلعہ سوم پر پہونچے محیط رومین تن
قلعدار قلعہ سوم زر نگار بالاے کرسی زر نگار حلقۂ رفقا مین خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا دور ساغر
مے ناب جاری تھا ساقی گلپیرہن محیط رومین تن وغیرہ کو جام بلورین مین شراب ناب بھر بھر کے
دے رہا تھا محیط رومین تن وغیرہ سب بے دین مشغول میخواری تھے بعض اس کے رفقا
مین سے اس سے باادب عرض کر رہے تھے کہ آج بہران کج ابرو نے مقابلہ و مجادلہ صاحبقران
سے کیا ہوگا سنا ہو کہ بہران کج ابرو نے میدان رزم مین دلیرانہ مقابلہ کیا ہو بعد نیزہ بازی کے
دو مرتبہ ضرب گرز بقوت تمام اپنے حریف پر لگائی ذکار نمایان کیا ہو محیط رومین تن عالم میخواری
مین اس طرح جواب دے رہا تھا کہ بہران کج ابرو پہلوان زبردست ہو نہایت قوی بازو ہو بدولت
کا عزیز قریب ہو جنگ آزمودہ ہو ہر چند ہو اس پر کوئی فتیاب ہو محال ہو وہ صاحبقران اور ان کے
تمامی لشکر کو قتل و تباہ و برباد کر دے گا کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا مابدولت کو جنگ کرنے کی اب
ضرورت نہوگی کہ یکایک کان مین صداے فریاد و فغان آئی محیط رومین تن نے متردد ہو کر چند
اپنے ملازمان ادنی سے کہا جلد جا کر دریافت کرو کہ یہ شور و نالہ و فریاد ہمارے در قلعہ پر کیسا ہو ہماری
حکومت مین کس نے بے خوف و خطر ہو کر کس غریب پر ظلم کیا ہو کیا ہمارا اس ظالم و جفا کار کو خوف
نہین ہو کیا وہ ستمگار آگاہ نہین ہو کہ مالک و قلعدار اس سرزمین و اس قلعہ کا محیط رومین تن ایسا
فرمانروا جادل و شجاع و بہادر ہو کہ جو اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہو قسم ہو خداوند کی کہ جس
کی جس ظالم نے ان بیکسون پر ظلم و ستم کیا ہو ایسی اس کو سزاے سخت دونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا
ملازمان مذکور حسب الحکم محیط رومین تن اسی وقت دروازۂ قلعہ پر گئے دیکھا کہ ہزارہا سواران
لشکر بہران کج ابرو گریان و نالان ہین اکثر ان مین زخمی ہین یہ حال دیکھ کر ان سے پوچھا کہ سبب
تمہارے نالہ و فریاد و فغان کا کیا ہو بیان کرو ہمارے آقا و مالک نے ہمین روانہ کر کے تمہارا حال
سننے کے منتظر ہین انھون نے بعد گریہ و بکا تمام حال قتل بہران کج ابرو کا بیان کر کے کہا
ہماری جانب سے بعد ادب محیط رومین تن سے عرض کرنا کہ اب ہم کو کیا حکم ہو حاضر ہون یا کہین
چلے جائین وہ ملازم یہ حال پر از ملال سنکے اندر قلعے کے جا کر روبروے محیط رومین تن استادہ ہو کر
دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے خداوند نعمت ہم حسب الحکم حضور براے دریافت خبر گئے تھے جو کچھ
ہم نے وہان دیکھا ہو اور سنا ہو اسے ہم فدوی کیا عرض کرین ہم فدویون سے عرض نہین کیا جاتا کہ خبر غم و
الم ہو ہم گوارا نہین چاہتے کہ خبر مذکور بیان کر کے حضور کو غمگین کرین اس عالم میخواری و عیش و عشرت
مین خبر غم بیان کرین محیط رومین تن نے متردد ہو کر پوچھا کہ وہ کونسی خبر غم اثر ہو کہ جس کو تم بیان
نہین کرتے ہو اور یقین جانتے ہو کہ اس خبر کے سننے سے مجھ کو رنج ہوگا انھون نے عرض کیا کہ حضور وہ ایسی
ہی ایک خبر ہو کہ فدویون سے بیان نہین کی جاتی محیط رومین تن نے برہم ہو کے کہا کہ تم ہمارے

غمگین ہونے کا خیال نکرو جلد بیان کرو کہ تردد مت ہو ان ملازموں نے جو کچھ ان سواروں سے سنا
تھا حرف بحرف بیان کیا محیط روئین تن خبر قتل پیران کج ابرو سنتے ہی بے اختیار اشکبار ہوا
کثرت غم سے بیقرار ہوا وہ شراب اوس کو جام زہر سے بھی بدتر ہو گئی ساغر مے کو ہاتھ سے پھینکدیا رفقا
نے بھی اوس کے بیخواری سے ہاتھ اٹھا کر اشکباری شروع کی وہ بزم عیش بزم غم ہو گئی تھوڑی دیر تک
محیط روئین تن نے گریہ و بکا کر کے اپنے رفقا سے مخاطب ہو کے کہا کہ جائے تعجب اور مقام
حیرت ہے کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز اور پیران کج ابرو کو قتل کیا نہیں معلوم
باعث قتل نامبردگان کا کیا ہے شاید خداوند گل نرگس کا عتاب ہے کہ دست اہل اسلام سے اپنے بندوں کو
قتل کروا رہے ہیں اہل اسلام سے خوش ہیں اپنی خاص پرستش کرنے والوں سے ناراض ہیں حالانکہ
اہل اسلام اون کو برا کہتے ہیں ان کی خداوندی کے قائل نہیں ہیں رفقا نے عرض کیا کہ حضور ہمکو ایسا
ثابت ہوتا ہے کہ اس میں کچھ اسرار ہے جو ہم پر اور آپ پر ابھی آشکار نہیں ہے بھلا کب ہو سکتا ہے کہ خداوند
اپنے بندوں کو دست اہل اسلام سے قتل کرائیں گے اپنے دشمنوں سے نیکی کریں گے دوستوں سے
دشمنی کرینگے ہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے شاید یہی وجہ قتل غوغاے رعد آواز و پیران
کج ابرو کی ہوئی ہو کہ ان دونوں نے فی زمانہ ان کی پرستش موقوف کر دی ہوگی یا ان سے منحرف
ہوگئے ہوں گے یا بد اعتقاد ہوگئے ہوں گے اور کسی خداوند کی طرف متوجہ ہوئے ہوں گے یا اور
کوئی سبب ہوا ہوگا کہ جس کو ہم بیان کر نہیں سکتے جیسا کہ قبل اس کے ہم نے عرض کیا ہے کہ اس میں کوئی
راز مخفی ہے محیط روئین تن نے جواب دیا کہ غوغاے رعد آواز و پیران کج ابرو تو خداوند سے
منحرف نہ تھے ہمکو خوب معلوم ہے ہاں ایک اندیشہ ہے اور اوس کا خیال ہے عجب نہیں کہ جو ہمکو خیال اسوقت
ہوا ہے وہی امر ہوا ہو لیکن یہ سمجھ ذہن میں نہیں آتا کہ اوس کا انتقام صاحبقران نے کیونکر لیا ہوگا
وہاں تک رسائی کیونکر ہوئی ہوگی وہاں تو انسان کا گذر ممکن نہیں اور بالفرض و محال گذر بھی کسی
تدبیر سے ہوا ہو اور دروازے تک پہونچے بھی ہوں تو اندر دروازے کے کیونکر داخل ہوئے
کیونکہ غیر تو درون دروازہ مکان معلومہ میں جا نہیں سکتا اگر جانے کا ارادہ کرے تو شمشیر سے
ایک آن میں قتل ہو جائے تاوقتیکہ ایسی کوئی شے اوس کو دستیاب نہو کہ وہ دروازہ معلومہ مکان
کے اندر جانے کی تدبیر نہ بتلاے اور وہ شے کسی کو معلوم نہیں بجز مخصوص اشخاص کے وہ اشخاص
ایسے معتبر و معتمد ہیں اور ایسے امین راز ہیں کہ انھوں نے ہرگز افشاے راز نہ کیا ہوگا پس ایسی صورت
میں تقاضاے عقل یہی ہے کہ وہ شے دستیاب نہوئی ہوگی کہ جس کے دستیاب ہونے سے ایک
ایسی طلسم کہ جس کے باعث سے بربادی و قتل و تباہی قلعداران و بندگان خداوند
گل نرگس کی ظہور میں آوے رفقاے مذکور نے عرض کیا کہ حضور یہ تقریر تو ہم نہ سمجھے عجب پیچیدہ و پوشیدہ
تقریر حضور نے کی ہے امیدوار ہیں کہ اس تقریر کو مفصل طور سے ارشاد کریں تاکہ ہم بھی سمجھیں
محیط روئین تن نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ ہمیں جانتے ہیں یا دو چار اشخاص اس راز
سے آگاہ تھے یہ راز کہنے کا نہیں ہے مبادا دشمنوں کو اس راز سے آگاہی ہو جائے انھوں نے
عرض کیا کہ یہاں تو کوئی اہل اسلام و بدخواہ نہیں ہے ہمیں سب نمکخوار و جان نثار رفقاے حضور ہیں
محیط روئین تن نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ خردمندوں نے کہا ہے کہ
دیوار ہم گوش دارد لہذا ہم سے دریافت نکرو ہم اس راز مخفی کو جلی نکرینگے ہرگز بیان

ذکر ین گے اپنے ہی دل مین رکھین گے ہنوز محیط رو مین تن تقریر کر رہا تھا کہ فرمان حسین سبز قبا
بادشاہ ہر چہار قلعہ حسب الطلب آیا محیط رو مین تن اسی وقت بادشاہ مذکور کے پاس گیا دیکھا
کہ بادشاہ کے چہرے پر آثار رنج و ملال و تردد مین تنہا بیٹھا ہوا ہے کوئی پاس نہین ہے سر جھکائے
ہوئے ہے جب اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا محیط رو مین تن نے باادب سلام کیا بادشاہ مذکور نے
اشارہ قریب اپنے بالائی کرسی بیٹھنے کا کیا محیط رو مین تن قریب تخت حکومت بادشاہ کرسی
زرنگار پر بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ اے محیط رو مین تن سنا تم نے کہ غوغاے
رعد آواز و بیران تیغ ابرو قلعہ داران اول و دوم قلعہ دست صاحبقران سے یکے بعد
دیگرے قتل ہوئے سخت حیرت ہوئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے فقط تمھارا اور ہمارا قلعہ باقی ہے صرف
ہم اور تم زندہ ہین بعد تمھارے اور ہمارے اہل اسلام ان دونون قلعون پر قابض و متصرف
ہو جائین گے ہم نے اسوقت تم کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ تم سے رائے لین اس بارے مین کہ
اب کیا کرنا چاہیے ان اہل اسلام سے کس طرح پیش آنا چاہیے تمھارا کیا ارادہ ہے اور واقعہ کیسا
حیرت افزا ہے کہ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ جو قلعہ دار صاحبقران سے مقابلہ کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے غوغاے
رعد آواز و بیران تیغ ابرو یکے بعد دیگرے دست صاحبقران سے قتل ہو گئے تم اس
راز سے آگاہ ہو کہ یہ دونون بغیر اُس تلوار کے کہ جو نہیم عاقل نے در قلعہ شمشیر جنبان پر جا کر اُس
تلوار کے کہ جو خاص واسطے قتل شاہ طلسم برق جادو کے ڈھالی گئی کسی اور تلوار سے کب قتل ہو سکتے
تھے کیا وہی تلوار صاحبقران کو دستیاب ہو گئی ہے اُن کے قبضے مین آگئی ہے مقتضاے عقل تو یہ
نہین ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کیونکہ وہان تک جانا ان کا غیر ممکن ہے پھر کیا سبب ہوا ہے کہ یہ دونون
غوغاے رعد آواز و بیران تیغ ابرو قتل ہو گئے محیط رو مین تن نے باادب جواب
دیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ مین بھی اسی فکر و تردد مین ہون ہر چند اس بارے مین مین نے بہت فکر
کی مگر کچھ بھی سمجھ مین نہین آیا اگر بعد فکر بسیار ذہن نشین ہوا تو یہ ہوا کہ فی الحال کسی سبب سے خداوند
لال نرگس ناراض ہو گئے تھے اس وجہ سے غوغاے رعد آواز و بیران تیغ ابرو کو انھون نے
دست صاحبقران سے قتل کرا ڈالا ہے میرا ارادہ ہے کہ آج کی شب خداوندی کی پرستش کر کے کہو نگا
کہ اب عتاب فرمائیے اہل اسلام پر غالب کیجیے یقین ہے کہ عرض میری قبول کرین پھر مین طبل جنگ
بجوا کر ہنگام سحر صاحبقران سے مقابلہ کر کے ان کو قتل کرونگا انتقام خون غوغاے رعد
آواز و بیران تیغ ابرو سر میدان لونگا پھر لشکر کو ان کے قتل و تباہ و برباد کر کے دونون
قلعون کو از سر نو اپنے اور حضور کے قبضے مین کرونگا حسین سبز قبا نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمھاری
رائے ہم پسند کرتے ہین خیر اب جاؤ لاشے بیران تیغ ابرو کا مع لاشے ان سوارون کے جو ہمارے
لشکر کے قتل ہوئے اٹھاؤ اور پھر طبل جنگ اپنے نام پر بجوا کر صبح کو صاحبقران سے لڑو ان کو قتل
کرو رنج و غم ہمارے دل سے دور کرو محیط رو مین تن حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت رخصت
ہو کر اپنے خیمے مین آیا ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ بیران تیغ ابرو کا میدان جنگ سے اٹھاؤ اور
اپنے لشکر کے سواران مقتول کو بھی عرصہ جنگ سے اٹھاؤ ملازم فی الفور گئے محیط رو مین تن
کے حکم کی تعمیل کر آئے محیط رو مین تن نے اپنے خداوندی کی پرستش کر کے بہت عذر و معذرت اور
اعانت چاہ کر سر شام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ دمدمہ جہان ستان لشکر مین کوس حربی بجایا جائے وقت سحر

ہم صاحبقران سے عرصۂ جنگ میں مقابلہ کرینگے ایک دم مین بضرب گرز گران اُنکو پیوند خاک کرینگے وہ ہم سے کیا لڑ سکتے ہین اور ہمین کیا قتل کرسکتے ہین اول تو ہم روئین تن ہین ہم پر کوئی حربہ اثر کرہی نہین سکتا ہی دوسرے ایک سبب اور بھی ہی کہ اُس سبب سے کوئی حربۂ جنگ ہم پر اثر نکریگا ہم سب کو قتل کرینگے کوئی ہمین قتل نکر سکیگا ملازمون نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ عرض کرکے اُنھون نے نقارہ نوازون سے جاکر کہا حکم محیط روئین تن ہی کہ طبل جنگی بجایا جائے کیونکہ صبح کو ارادہ صاحبقران سے لڑنے کا ہی نقارہ نوازون نے حکم کی تعمیل کی اسی وقت نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی ہرکارے جو بار جاسوسی و خبر رسانی لشکر اسلام کے متعین مقرر تھے وہ تمام حال دریافت کرکے صدائے طبل رزمی سنکے جلد تر اپنے آقا و مالک یعنی صاحبقران کی خدمت مین گئے شرائط عبودیت و قواعد فدویانہ بجا لا کر اس طرح ثنا و صفت و دعا اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواختن طبل جنگی عرض کرنے لگے کہ بصداق این۔

نظم

تمردی ہیچ کس از تیغ بقصد استیصال
بہ تیغ کرخ بازبان تیغ اشند
نبودہ اور اخبر با گلوے خصم وصال
زمین ہیشہ اعدا بہ تیغ لنگانی
ز انقلاب امور و تغیر احوال
بہ بردہ مرکب تو دست زصبا و ربود

مثال ساحت میدان بسطح فلک
کند زبانہ تیغت زبان گردون لال
جہان بعہد تو ہرگز خراب چون گردد
پس آنکہ کہ نفشانی و روز رزم ہنال
جہان ز ذات تو خالی مباد گرچہ توئی
بہ بیشہ حشمت تو راہ ہر جنوب و شمال

زہے سپاہ ترا ہمیشہ ز فتح و ظفر
نمونۂ سر چوگان قست شکل ہلال
ز نادتیغ تو چندین ہزار ہمہ فتح
بو تو بہ رسم دہاقین روی بروز قتال
ہمیشہ تا ز جہان نیست مطلب خالی
بذات خویش جہانی بگیر و با دحلال

اسوقت یہ شگوفہ از سرکار عالی وقار در قلعہ سوم زرنگار رنگ بصورت مبدل برائے جاسوسی گئے تھے قلعہ دار قلعہ سوم زرنگار یعنی محیط روئین تن نے بعد غم و الم کرنے بہران کج ابرو کے اپنے نام پر طبل جنگ اپنے لشکر مین بجایا ہی ارادہ اس بد نہاد کا یہ ہی کہ ہنگام سحر بجمعیت اپنی سپاہ کے میدان جنگ مین آکر بدخواہان حضور سے جنگ آزما ہو سوا اسکے یہ معلوم ہوا ہی کہ حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ غوغائے رعد آواز و بہران کج ابرو کے قتل ہونے سے نہایت محزون و متردد ہی باقی خیریت ہی صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ بمدد و ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے فتح و ظفر شکست و ہزیمت خدا کی مصلحت سے ہوگی جو کچھ اُس کو منظور ہوگا وہ ہوگا انسان کو بالکل اپنے امور کے انصرام مین اختیار نہین ہی دل مین کہا کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے مجھکو لوح طلسمی عطا کرادی ہی مین نے ساحرونکو قتل کیا غوغائے رعد آواز و بہران کج ابرو وغیرہ کو تہ تیغ کیا اب انشاء اللہ محیط روئین تن کو بھی شمشیر آبدار سے قتل کرونگا ہرکارے حسب الحکم نقارخانے مین گئے نقارچیون سے حکم صاحبقران بیان کیا اُنھون نے اُسی وقت چوب اُٹھا کر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صدائے نقارۂ جنگی لشکر اسلام مین بھی بلند ہوئی دونون طرف تیاری جنگ و جدال خوب ہونے لگی جوانان شمشیر زن اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے نیزہ باز اپنے نیزون کو دیکھ بھال کر ترکشون مین بھرنے لگے تیر انداز اپنے تیرون کو درست کرنے لگے کمانون کو حسب دلخواہ تیار کرنے لگے پہلوانان مست شکن اپنے اپنے گرزہائے گاؤ سری طرف نظر کرکے نشۂ صہبائے شجاعت مین جھوم جھوم کے باہم کہنے لگے کہ انشاء اللہ کل یہ گرز گران ہمارے ہین اور سرہائے اعدا ہین نہایت شوق جنگ ہکہین بلند ہی سحر ہو میدان جنگ مین جائین زور بازو اپنا پے در پے ضرب گرز لگا کر بہادران لشکر کو دکھائین

لشکر محیط روئین تن ہیں جو سوار بزدل و ناتجربہ کار جنگ سے ناآشنا تھے اُن کو سخت تردد تھا کہ
جب سے نقارۂ جنگی بجا تھا خوف جان سے دل اُن کے دھڑک رہے تھے چہرہ زرد تھا حواس باختہ تھے
جس جس جگہ چند بزدل بیٹھے ہوئے تھے باہم کہتے تھے کہ یا الٰہی غضب ہوا آج طبل جنگی بجایا گیا سامان جنگ
ہو رہا ہے کل صبح کو میدان جنگ میں لڑائی ہوگی ہم کو بھی مسلح ہو کر میدان جنگ میں جانا پڑے گا کیونکہ چہرہ
اپنا بھی سواروں میں لکھا ہے ایک مدت سے ملازم ہیں برسوں سے محیط روئین تن و حسین
سبز قبا کے نوکر ہیں جنگاہ میں برق شمشیر چمکے گی کشت و خون بہت ہوگا ہر ایک سوار اپنے حریف کو
تہ تیغ کرے گا اگر جنگ مغلوبہ ہوئی تو اور غضب ہوا دونوں لشکر باہم لڑ جائیں گے اضطراب و بدحواسی میں
اُس وقت جو کوئی کسی کے سامنے آئے گا وہ اُس کو اپنا دشمن جان کر تیغ و تبر و گرز و تیر لگا کر قتل کرے گا
خواہ وہ اُس کا دشمن ہو یا دوست ہو ہم نے آج تک کوئی لڑائی نہیں دیکھی نہ شریک جنگ ہوئے نہ کسی کو
قتل کیا نہ کسی کے ہاتھ سے کوئی زخم کھایا جب سے یہاں نوکری ہوئی چہرہ سواروں میں لکھا گیا راحت و
آرام سے شب و روز زندگی بسر کی کوئی لڑائی حسین سبز قبا و محیط روئین تن کی کسی دشمن سے
اپنے کبھی نہیں ہوئی آج یہ آفت تازہ اور بلائے ناگہانی درپیش ہوئی کہ طبل جنگ بجایا گیا ہے لڑائی میں
خوف جان ضرور ہے اگر ہم کسی دشمن کی ضرب سے قتل ہوئے تو آہ اپنی جان سے گئے جوانی ہماری
خاک میں ملی اگر میدان جنگ سے بھاگے تو سر میدان ذلت حاصل ہوگی اگر ہم نہ قتل نہ بھاگے
فقط صف لشکر میں کھڑے ہوئے اور ہمارے سامنے کشت و خون ہوا تو بھی ہم سے خونریزی دیکھی نہ جائیگی
خون ہمارا ہلکا ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب کسی مرغ یا کبوتر کو کسی نے ہمارے سامنے ذبح کیا ہے اور اُس کے
گلے سے خون نکلا ہے اور وہ زمین پر تڑپا ہے تو دیکھتے ہی اُس مرغ بسمل کو ہمیں غش ایسا آیا ہے کہ قریب مرگ
ہو گئے ہیں دانت بیٹھ گئے ہیں آنکھیں پتھرا گئی ہیں عزیز و اقارب و احباب ہماری ردی حالت پر نظر
کر کے رونے پیٹنے لگے ہیں نالہ و فریاد کرنے لگے ہیں سامان خرید کفن و تیاری قبر کا کرنے لگے ہیں جب
بڑی مشکل اور بڑی دیر میں ہم کو تدبیر کلی سے ہوش آیا ہے تو سب عزیز و اقارب و احبا کو خوشی حاصل
ہوئی ہے ہمارے والدین نے خدا اُن کو داخل جنت کرے ہمیں بڑے ناز و نعم سے پالا ہے کیونکہ اول تو
الفت پدری و مادری دوسرے وہ صاحب مال و دولت تھے نوکر چاکر اندیا بہت تھے اسپ و فیل
کی اصطبل خانہ اور فیلخانہ میں تھے مگر کبھی ہم خوف سے سوار نہ ہوتے تھے اگر کبھی والد ہمارے یا عزیزان
دیگر ہم کو گھوڑے کی پشت پر بٹھا دیتے تھے باوجود اس کے کہ ہم نوجوان تھے لیکن خوف سے بے اختیار
رونے لگتے تھے بلکہ چیخنے لگتے تھے اس اندیشے سے کہ کہیں گر نہ پڑیں چوٹ نہ لگے یا گرنے میں پامال ہم ہو
نہ جائیں لوگ دوڑ کر ہم کو گھوڑے سے اتار لیتے تھے آنسو ہمارے پونچھتے تھے بالفت و شفقت پیش
آتے تھے علی الخصوص والدین از حد ہمیں الطاف کرتے تھے اُس روز ضرور صدقہ ہم پر سے اتارا جاتا
تھا اور فیل کے اوپر سوار ہونا تو کجا کبھی ہاتھی کے سامنے بھی مارے ڈر کے نہ جاتے تھے ایسے
خائف اور بودے تھے کہ گھر سے باہر بھی نہ نکلتے تھے عورتوں میں شب و روز رہا کرتے تھے محل تھا
اور ہم تھے اگر بروز عید فطر یا بروز عید الضحیٰ والدہ وغیرہ بزرگوں کے کہنے سے عیدگاہ تک جاتے تھے
تو بڑا اہتمام کیا جاتا تھا چند ملازم چار سے راست و چپ اور پشت و روبرو ہوتے تھے درمیان میں ہم لنگے
اپنے والد کے ساتھ ہاتھ اُن کا پکڑے ہوئے نہایت ڈرتے ہوئے جاتے تھے راہ میں اگر گھوڑا یا
ہاتھی یا اونٹ یا بگھی کہیں مل جاتی تھی تو نہایت خائف و ترساں ہو کر چیخ کر اپنے باپ سے لپٹ جاتے تھے

وہ اب سے دور تسلی و تشفی دے کر پیار کرتے تھے فی الفور ہمیں اپنی آغوش میں اٹھا لیتے تھے سینے و جگر
سے لپٹا لیتے تھے اور پھر اثنائے راہ سے ہمیں گھر میں لے آتے تھے عیدگاہ تک نہ لے جاتے تھے ہم جس
بات پر ہٹ کرتے تھے جس چیز کے لینے کی ضد کرتے تھے والدین ہمارے موافق ہماری خوشی کے عمل
کرتے تھے کبھی انھوں نے ہمارے اوپر غصہ نہیں کیا نظر تند و تیز سے بھی نہیں دیکھا پھولوں کی چھڑی بھی
کبھی ہمارے تن نازک و ناتوان پر نہیں لگائی جب انھوں نے انتقال کیا وہ مال و دولت والدین ہم نے
اپنی نادانی سے تھوڑی مدت میں صرف کر ڈالا بلائے نکبت نے صورت نازیبا اپنی دکھائی چونکہ زمانہ حیات
والدین میں عقد ہمارا بڑی دھوم سے ہو چکا تھا بعد رحلت والدین ہم صاحب اولاد ہوئے تھے اہل و عیال
کی فاقہ کشی دیکھی نہ گئی مجبور و لاچار ہو کر ملازمت اختیار کی محیط روئین تن و حسین سبز قبا بادشاہ
ہر چہار قلعہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست نوکری کی دی حسن تقدیر سے چہرہ سواروں میں لکھا گیا
گھوڑا سواری کو مع آلات حرب و ضرب ملا جب سے اب تک ماہ بماہ زر تنخواہ وصول کر کے ہم مع اہل و عیال
عشرت سے بسر کرتے تھے زمانہ حیات تکلیف سے بسر ہوتا تھا اب یہاں سامان یہ ہے کہ طبل جنگ
بج چکا ہے تیاری جنگ ہو رہی ہے کل صبح کو قیامت کا سامنا ہے حریفوں سے مقابلہ ہے ہمیں اب تک تلوار کا لگانا
نیزہ سے دشمن کو قتل کرنا اچھی طرح گھوڑے پر بیٹھنا کچھ بھی معلوم نہیں ہے یہ ہتھیار فقط دکھلانے کے واسطے
حکم حاکم سے ہم نے اپنے تن پر آراستہ کیے ہیں والا ہمیں مطلق فنون سپہ گری سے آگاہی نہیں ہے پس ہمارا
جنگاہ میں جانا بیکار ہے ہم سے لڑا بھڑا ہرگز نہ جاوے گا نہ ہم قتل و زخمی ہونے کے ہوں گے مقام غور و انصاف
ہے کہ جب ہم نے اپنے تن نازک پر پھولوں کی چھڑی کبھی نہیں کھائی ہے تو زخم تیغ و تیر و نیزہ و گرز وغیرہ ہم اپنے
اس تن پروردہ و ناز و نعمت پر کیونکر کھائیں گے اور کیونکر متحمل ایذائے زخم کے ہوں گے ایک ہی ضرب دشمن
سے گھوڑے سے گر پڑیں گے مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپیں گے خاک پر ایڑیاں رگڑیں گے کوئی نابکار ایسی حالت
میں ہماری خبر نہ لے گا گھوڑوں کے سموں کے نیچے آ جائیں گے پامال سم اسپاں ہو جائیں گے کسی نامعقول کو
ہمارا خیال بھی نہ ہوگا نہ ملال ہوگا بیوی پیاری ہماری بیوہ ہو جاوے گی بچے یتیم ہو جائیں گے گور و
کفن بھی نصیب نہ ہوگا لاشہ میدان جنگ میں پڑا رہے گا شب کو درندے گزندے آ کر گوشت ہمارا
مزے سے برغبت کھائیں گے بلکہ ہڈیاں بھی چبا لیں گے ہمارے لاشے کا نام و نشان بھی نہ رکھیں گے
اہل و عیال ہمارے غم و الم میں ہمارے روتے روتے مر جائیں گے کوئی ان کو تسلی و تشفی بھی نہ دے گا نہ کوئی
ان کی خبر لے گا ایسی نوکری سے ہم باز آئے کہ جس نوکری میں جان جاوے اہل و عیال تباہ و برباد و غمگین
ہو کر مر جائیں صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم نے نوکری واسطے جان دینے اور سر اپنا تیغ دشمن سے کٹانے کے
واسطے نہیں کی ہے فقط اپنی تن پروری و شکم پروری اور اہل و عیال کی بسر اوقات کے واسطے کی ہے جان
عزیز ایسی شے ہے کہ ہرگز نہ دی جاوے گی کوئی ہمیں برا کہے یا بھلا کہے اگر کوئی بزدل و نامرد کہے گا تو کہے ہم
اس کے کہنے سے نامرد نہ ہو جائیں گے ہمارے کئی لڑکے لڑکیاں موجود ہیں اور بیوی حاملہ بھی ہے ہم نامرد
کیونکر ہونے لگے اب رہا بزدل ہونا یہ اعتراض بھی کہنے والوں کا بیجا و درست نہیں یہ محض عقلمندی ہے کہ انسان
اپنی جان کی حفاظت کرے اپنے تئیں مرنے سے بچائے جہاں لڑائی ہوتی ہو وہاں سے نکل جاوے جان اپنی
ایسے مقام خوفناک پر ٹھہر کر نہ دے دیدہ و دانستہ باعث اپنے مرگ کا نہ ہو اگر معترض اور بدگو اس قول کو
ہمارے کہ مدلل ہے اور صحیح ہے تسلیم نہ کرے تو بکے جس قدر اس کا دل چاہے برا کہے چاہے بزدل کہے چاہے
نامرد کہے ہم تو کیا ہیں برا کہنے والے بڑے بڑوں کو برا کہتے ہیں لوگ بادشاہوں کو امیروں کو اولیاء کو

برا کہتے ہیں ان کے برا کہنے سے وہ برے ہو نہیں جاتے ہیں بیت دیکھیے اگر آدمی نیکوں کو برا کہتے ہیں
ذرا تاریکی شب محیط عالم ہو جائے تو لشکر محیط روئین تن سے نکل اپنے گھر کا راستہ لیں اپنے اہل و عیال
میں جا کر شب بسر کریں یہیں سے بے خوف و خطر سو رہیں صبح کو رزق دینے والا رزاق ہو جائے گا یہاں کی
نوکری سے دست بردار ہوئے کہیں کسی کی نوکری کر لیں گے اگر نوکری نہ ملے گی تو بھیک مانگیں گے ہر طور
اپنی زندگی بسر کریں گے لیکن یہاں اپنی جان نہ دیں گے قربان ایسی نوکری کے کہ جس نوکری میں جان جائے
اہل و عیال تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں ہمارے ماں باپ نے اس روز کے واسطے ہمیں نہیں پالا تھا کہ میدان
جنگ میں دشمنوں کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اعضا ہو کر جان جائے جان کا دینا دشمنوں
سے لڑ کر زخمی ہونا یہ عقلمندی نہیں ہے ہمیں جہالت ہو لیسے ہم جاہل نہیں ہیں کہ جو اپنے نفع و ضرر کو نہ سمجھیں
یہ باتیں کر کے خاموش ہوئے جب ہنگام شب آیا تاریکی محیط عالم ہوئی وہ سب نامرد و بزدل باتفاق رائے
اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے گھروں کی طرف چلے اکثر جوانان لشکر نے جو ان سے پوچھا کہ اس وقت گھبرائے
ہوئے کہاں جاتے ہو خیر تو ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں جان کی خیر ہو بضرورت جاتے ہیں ابھی آتے
ہیں یہ کہتے ہوئے سیدھے اپنے گھروں کو چلے گئے اکثر سواران لشکر امید و بیم میں تھے اکثر کہتے تھے کہ دیکھیے
کل فتح ہوتی ہے یا شکست وہ سواران نابکار جو لشکر غوغائے رعد آواز و بیران رنج ابرو کی سپاہ
سے تھے وہ باہم یہ عہد کیے تھے کہ جب تک محیط روئین تن قتل نہ ہوگا ہنگامہ میں رہیں گے جس وقت
محیط روئین تن دست صاحبقران سے مانند غوغائے رعد آواز و بیران رنج ابرو کے
قتل ہوگا اسی وقت میدان جنگ سے گریزاں ہوں گے ایک دم بھی پھر وہاں قیام نہ کریں گے اور جو سوار
شور شعار تھے وہ تیاری جنگ میں مصروف تھے ارادہ ان کا لڑنے مرنے کا تھا غرضکہ دونوں لشکروں میں
شب بھر خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ بمصداق

نظم

جب ہوا جلوہ گر آسمان

رہا کم سیاہی شب کا نشان ۔ ہوئی روشنی آسمان پر عیان
لگے ہونے آنکھوں سے آ کر نہان ۔ موذن اذان [illegible]
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ۔ لگی چلنے جب دم نسیم سحر
لگے بولنے ہر طرف جانور ۔ مسجد لئے طاعت بے نیاز
اٹھے بستروں سے برائے نماز

صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالی مقام و تمام مردمان
لشکر بھی برائے طاعت داور خواب غفلت سے ہوشیار ہو کر اپنے اپنے بستر سے اٹھے بعد وضو آمادہ طاعت
باری تعالی ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں بعد اذان و اقامت تکبیر تحریمۃ الاحرام کہی گئی نماز بجماعت ہونے
لگی جب اتمام نماز و وظیفہ و دعائے فتح و ظفر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کمر بندی کا حکم
دیا جملہ اہل اسلام حسب الحکم صاحبقران نیکنام جلد جلد مسلح و مکمل ہونے لگے تھوڑی دیر میں سب مسلح
ہوئے صاحبقران نے بھی اپنے تن پر آلات حرب و ضرب زرہ بکتر آراستہ کیے پھر صاحبقران
ذیجاہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران سپاہ نے بادب سلام کیا امیر باتوقیر نے جواب سلام
دے کر ان سب کو ہمراہ لے کر دربارگاہ بادشاہ عالی جاہ پر جا کر توقف کیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا
بادشاہ موصوف بالائے تخت زرین اس طرح نظر آئے کہ تاج بر سر قبائے شاہی در بر کہاریان نوجوان
نوجوان حسین و خوش رو اپنے دوش پہ تخت زرین اٹھائے ہوئے نقیبانے باواز بلند کہا ظل اللہ برآمد ہو
سبھوں نے سوئے دربارگاہ نظر کی پھر نقیبان نے پکار کر کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ ممدوح نے
دیکھا کہ صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے حسب قاعدہ بادب تمام سلام کیا بادشاہ ممدوح نے
حسب دستور سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران و جملہ سرداران لشکر [illegible]

سوار ہوئے تمام لشکری بھی اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوٹ پڑی حسب دستور سواری بادشاہ
بجاہ وحشم و بشان و شوکت و تجمل مع تمام جلوس لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم روان ہوئی اس وقت
روانی لشکر اہل اسلام کی قابل دید تھی جب سواری بادشاہ ممدوح مانند باد بہاری کے میدان جنگ
مین آئی ہنوز سواری بادشاہ ممدوح جنگاہ مین پہونچی ہی تھی کہ اُس طرف سے محیط رومین تن ساٹھ ہزار
سوارون کی جمعیت سے کرگدن پر سوار بعد کبر وغرور و چین بجبین میدان جنگ مین آیا تب لشکر
صاحبقران پر نظر کر کے حیران ہوا تا دیر بنظر تند وتیز دیکھا کیا پھر دونون طرف سے بیلدار و بیلچہ بردار
موافق قاعدہ واسطے درستی میدان جنگ کے نکلے انھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر خس و خاشاک
دور کر کے پست و بلند و ناہموار زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے آب پاشی سے میدان رزم کو
سرد کیا گرد و غبار کو دفع کیا بعدہ دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا جوانان پر جگر سے مزین و آراستہ کیا گیا ایسے ہنگام مین لشکر اہل اسلام کی طرف سے نقباے
خوش تقریر اور محیط رومین تن کی سپاہ سے کرکیت واسطے آمادہ جنگ کرنے جوانان لشکر کے نکلے
وسط میدان جنگ مین ٹھہر کر اول نقباے مذکور نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کر آواز بلند
کہا کہ اے بہادران بے مثال و اے دلاوران ذی کمال آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے نامی
و نامور تھے اخبار سے ثابت ہوتا ہی کہ سپہگری مین وہ یکتاے روزگار اور شجاعت و ہمت مین وحید دہر تھے
یکہ و تنہا میدان جنگ مین ہزارون اعدا سے با حواس ہو کر ثبات قدمی اختیار کر کے شیرانہ تیغ
تیغ آبدار سے اپنے دشمنون کو قتل کرتے تھے اُن کی برق شمشیر خرمن جمعیت اعدا کو جلا کر خاک کر دیتی
تھی میمنہ میسرہ فوج دشمن کا حملہ شیرانہ کر کے درہم و برہم کر دیتے تھے اعدا اُن کی ہمت سے بھاگتے
تھے صف شکن و تیغ زن مشہور تھے اکیلے ہزارون دشمنون سے لڑ کر اُن کو میدان مصاف سے
بھگا دیتے تھے ہجوم اعدا سے گھبراتے نہ تھے شیرانہ نعرے کرتے تھے بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون سے لڑتے
تھے اگر دست اعدا سے زخمی ہوتے تھے تو پھر اُن کو غصہ زیادہ آتا تھا حالت زخمداری مین کچھ خیال
اپنے زخمی ہونے کا نہ کر کے یون دشمنون پر حملہ ور ہوتے تھے کہ جیسے شیر گرسنہ گلہ گوسفندان پر حملہ
کرے اگرچہ وہ دنیا مین نرہے لیکن شجاعت اُن کی اب تک زبان زد خلائق ہی ایسے ایسے کارہاے نمایان
لڑائیون مین وہ کر گئے ہین کہ اہل دنیا کو اب تک یاد ہین اخبارون مین حال شجاعت اُن کا درج ہی
تم سب بھی انھین کے فرزند ہو انھین کے خون و جگر ہو شجاعت و بہادری مین مانند انھین کے ہو ورثہ
مین شجاعت بھی آئی ہی لہذا تم کو بھی لازم ہی کہ مثل اپنے جد و آبا کے جنگاہ مین شجاعت اپنی ظاہر کر دکھاو
آج سامنا کفار سے ہی لشکر محیط رومین تن میدان مین صف آرا ہی ہر ایک سوار لشکر کفار کا تم سے
آمادہ جنگ و کارزار ہی جان دینے اور مرنے پر تیار ہی ہر ایک ان مین تمھارا دشمن جان ہی تم بھی ان کو
تاک رکھو ہنگام جنگ ٹوک ٹوک کر شیرانہ نعرے کر کے ان بیدینون کو تہ تیغ کرنا جمعیت کفار کو پراگندہ
کر دینا ثبات قدمی اختیار کرنا بڑھ بڑھ کر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا نہ کرنا روبرو
بہادرون کے ذلیل و بے عزت نہونا اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا مانند اپنے
بزرگون کے مقابلہ و مجادلہ کرنا اپنے آبا و اجداد کا سر میدان نام روشن کرنا تم سب اہل اسلام ہو
کافرون سے لڑائی ہی حق و باطل کا سامنا ہی ذرا حمیت دین اسلام کا خیال رکھنا عزت و آبرو کا دھیان
رہے کافرون سے مغلوب نہونا فروغ دین اسلام مین نہایت کوشش کرنا لڑائی مین ہمت نہ ہارنا

دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہو نہ رہیگا آخر ایک روز ضرور مرنا ہی دنیا
سے سب سے عدم جانا ہی مناسب یہی ہو کہ بے خوف و خطر دشمنون سے لڑو اگر اعدا کو قتل کیا تو مثل
آبا و اجداد اپنے کے تم بھی شجاع و بہادر مشہور عالم ہوگے نامی و نامور ہوگے خلعت و انعام پاؤگے
عہدے تمھارے بڑھینگے بہادرون مین محسوب ہوگے اور اگر ہنگام جنگ دست دشمنان سے
قتل ہو جاؤگے تو بھی تمھارے حق مین بہتر ہوگا غازی و جوانمرد کہلاؤگے آخرت مین اجر ان کا فزون
سے لڑنے کا پاؤگے اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر اجل تمھاری نہین آئی ہو تو کسی دشمن سے لڑائی مین
قتل نہوگے قضا تمھاری خود تمھاری حافظ رہے گی تیغ و تبر و نیزہ و گرز دشمنان بے دین سے
ہلاک نہوگے اور اگر وقت اجل آگیا ہو تو کسی طرح جانبر نہوگے اگر بخوف جان میدان جنگ سے
گریزان بھی ہوگے تو بھی اجل تمھاری سد راہ ہوگی بخوبی بھاگ نہ سکوگے کہ قضا زنجیر پا ہو جائیگی
کسی دشمن کی ضرب تیغ وغیرہ سے ضرور قتل ہو جاؤگے زندہ نہ رہوگے پس ایسی حالت مین بھاگنا
اور ہنگام جنگ دشمنون سے پسپا ہونا نہایت نادانی ہو کبھی عقلمند و دلاور میدان جنگ سے نہین
سرکتے سر کٹ جاتا ہو مگر پانون جنگگاہ سے نہین ہٹاتے تم بھی نادان نہین ہو عاقل و دانا ہو اپنے
نیک و بد امور پر نظر کرو بھاگنے پر لڑنے کو ترجیح دو ہمارے اس قول پر ضرور عمل کرو کل دشمنان
بے دین سے دلیرانہ لڑو ان سب کو وقت مقابلہ قتل کر دیون جوہر اپنی تیغ شجاعت کے دکھاؤ
کہ بمصداق نظم مؤلف

سپر ہاتھ مین ہو نہ وقت مصاف
بجائے سپر رو کو سینہ بوار
ہر اک ضرب شمشیر ایسی تو ہو
کہین سر شمشیر رجا مرحب

علم کر کے شمشیر الماس رنگ
کہ دیتے ہین تم سے ہم جان نثار
دلیرانہ آگے بڑھا کر قدم
کہ اک وار مین دشمن جان ہو دو

بنا سون کو توڑ دو ہنگام جنگ
کرے وار جب دشمن نابکار
علمدار لشکر سے چھینو علم
کرو اس طرح دشمنون سے وغا

لشکر کفار کے شکست پہنچانیکے جوانون سے متوجہ ہو کر اس طرح آواز بلند
ان سے کہنے لگا اے جوانان شمشیر زن والے لشکریان غیطروس تن آگاہ ہو کر آج سامنا
اہل اسلام کا ہے یہ وہ لوگ ہین کہ تمھارے دشمن جان و ایمان ہین ان کو قتل کرنا لازم ہی کیونکہ نہایت
سرکش ہین اپنے دین کا فروغ چاہتے ہین اور دین دنیا سے مٹانا چاہتے ہین ہمارے نزدیک ان کا
قتل کرنا ضرور ہی یہ لوگ تمھارے خداوندگی پرستش نہین کرتے ان کو برا کہتے ہین سوا اس کے آمادہ
شر و فساد پر ہین تم بھی ان کو ہنگام جنگ زندہ نہ چھوڑنا ان کی خونریزی مین کوشش کرنا حتے الامکان
ان مین سے کسی کا نام و نشان نہ رکھنا اس سرزمین سے ان کو زندہ جانے نہ دینا انھون نے یہان آکر بے
وجہ یہ صدمہ و رنج دیا ہی غوغائے رعد آواز و ہیران کے ابرو کو کہ جو پہلوانان بے مثل و
نظیر تھے انھین قتل کیا ہی آج تم ان کے خون کا ان سے انتقام لینا ہنگام رزم دلیرانہ ان کو قتل کرنا
خداوند تم سے خوش ہونگے غیطروس تن اور حسین سرقبا بادشاہ ہمارے اور تمھارے
ہین وہ بھی تم سے رضامند ہو کر خلعت و انعام دینگے دیکھو دنیا بے ثبات ہی اور اہل دنیا فانی ہین
حیات چند روزہ کے واسطے دنیا مین پیدا ہوئے ہو ایک دن تم کو مرنا ضرور ہی جس طرح کہ آبا و اجداد
تمھارے دنیا مین نہین رہے یاد رکھو کہ تم بھی نہ رہوگے اجل کو اپنے سے دور نہ سمجھو کہ بمصداق این شعر

اجل ملک سے ہوکے تاک ہر کسی پہ ہی | بہوش باش کہ عالم روا روی پہ ہی | زمانہ ایک حال پر نہین رہتا ہی نہ

انسان ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہی پس مناسب ہی کہ حیات چند روزہ مین وہ کام دنیا مین انسان کرجائے

کہ بعد مرنے کے اہل دنیا اُس کو یاد کرین مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہے کہ آج تم بھی اس میدان جنگ مین ان مسلمانون سے ایسا لڑو کہ لڑائی تمھاری یادگار رہے یہ کہکر گزگیت اور نقیب وسط میدان جنگ سے علحدہ ہوئے اُسوقت دونون لشکرون کے جوان بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا پر نظر کرکے گزگیت اور نقبا کی تقریر سنکے ایسے آمادۂ جنگ ہوئے کہ مرگ کو بہتر از حیات جاننے لگے جویاے نام ہوئے جوش شجاعت سے بے اختیار اپنے حریفون پر ارادہ حملہ کرنے کا کیا قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے صفون سے نکلنے کا ارادہ کیا کہ ناگاہ سب کے پہلے محیط روئین تن نے جوش شجاعت مین اپنا گردن بڑھاکر وسط میدان جنگ مین آکر اہل اسلام کی طرف دیکھکر باواز بلند کہا کہ اے اہل اسلام تم سب مین وہ کون ہے کہ جس کا نام صاحبقران زمانہ ہو غولۂ رعد آواز و ہیران تج ابرو کا قاتل ہے چاہتا ہون کہ وہی میرے مقابلے کو آئے مجھے جنگ آزما ہو یہ تقریر اُس کی سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سے اذن جنگ حاصل کرکے لوح طلسمی کو بہ این نیت دیکھنے لگے کہ محیط روئین تن سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کیا جائے اور یہ ناہنجار کیونکر قتل ہوگا تدبیر اس کے قتل کرنے کی کیا ہے لوح طلسمی نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرکے مرکب اپنا بڑھایا جب روبرو حریف مذکور کے پہنچے مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان جس کو تونے طلب کیا تھا وہ مین ہی ہون سب لوگ مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی غولۂ رعد آواز و ہیران تج ابرو کو قتل کیا ہے اسوقت تجکو بھی مین اگر چاہا خداوند عالم نے تو قتل کرونگا میری شمشیر آبدار خونریز کفار ہے صدہا بلکہ ہزارہا کافران قوی بازو کو مین نے قتل کیا ہے شجاعت میری مشہور عالم ہے محیط روئین تن نے بعد غور و تکبر جواب مین یہ اشعار رجز اپنی زبان پر لاکر اپنی شجاعت و بہادری ظاہر کی

نظم مولف

نہین میرا ثانی کوئی پُر جگر
سمجھتا ہون شیر ژیان کو غزال
نہین ہو مرا قول کذب و غلات
لگاؤن اگر ضرب گرز گران
تو ہوجون لتے پشۂ ناتوان
لڑے مجھسے میدان مین گر کوئی دیو
مرے تن پہ ہرگز نہ ہوگا اثر
نہین کوئی ایسا پرے سے نہین
بھلا تم کروگے مجھے قتل کیا

اگر نعرہ زن ہون مین وقت ستیز
بہنگام حرب و جدال و قتال
کسی سے نہین بند مین جنگ مین
عدو کا نہ باقی رہے پھر نشان
ہوئے سرکشان جہان مجھسے پست
گریزان ہو سنتے ہی میرا غریو
یلِ نامور صفدر و صف شکن
جو مجھکو کرے قتل از روئے کین

مین ہون وہ جوان یلِ نامور
تو لے شیر بھی ڈرکے راہ گریز
مری تیغ بران ہے خارا شگاف
درآتا ہے نیزہ مرا سنگ مین
مقابل ہو گر مجھسے پیل دمان
کئی بار لشکر کو دی ہے شکست
لگے عدو گرچہ تیغ و تبر
محیط دلاور ہون مین روئین تن
بیان لائق ہے خود تمھاری قضا

مین وہ بہادر ہون کہ دلیران روئے زمین مجھ سے زیر دست

ہین میرے نزدیک مثل پشتون کے پیلان مست ہین میری ضرب گرز گران کی پناہ نہین میری نظر مین یہ بھی ہے تمھاری سپاہ نہین ایک حملے مین سب کو بھگا دونگا تم کو قتل کرکے جو کہتا ہون لوگون کو دکھادونگا دنیا مین میرا مثل و نظیر نہین ہے مجھکو جنگ مین ضرورت شمشیر نہین ہے علاوہ ضرب گرز گران کے ضرب مشت میری برلے ہلاک عدو کافی ہے نعرۂ شیرانہ میرا سر میدان جنگ پیراے پرواز مرغ روح عدو وافی ہے جس کو نظر تم سے دیکھون وہ کثرت خوف سے ہلاک ہو جائے نہین کے خرمن تن پر برق شمشیر میری گرے وہ جل کر خاک ہو جائے تم پہلے شاید میرے خوف سے

گوشۂ قبر مین پنہان ہوا ہی قائل میرے زور و قوت بازو کا ایک جہان ہوا ہی دلیران عالم میرے
حلقہ بگوش ہین میرے مطیع دلیران صاحب عقل و ہوش ہین مین بھی مانند اسفندیار کے روئین تن ہون
مشہور جہان صفدر وصف شکن ہون ہین وہ بہادر ہون کہ قدم بڑھا کر کبھی پیچھے نہین ہٹاتا مین وہ
کوہ گران ہون کہ کوئی حریف مجکو پشت کر گردن سے نہین اٹھاتا وہ مجھ سے آمادۂ جنگ ہو جو شخص
اپنی زندگی سے تنگ ہو تلوار میری حریف کو راستہ ملک عدم کا بتاتی ہی ضرب گرز گران میری دشمن کو
خاک مین ملاتی ہی خنجر میرا تشنۂ خون دشمن ہی خوف ضرب سنان نیزہ میرے سے نیلگون چرخ کہن ہی
فنون سپہگری مین طاق ہون شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق ہون سوائے حسین سبز قبا
بادشاہ ذیجاہ اکثر سلاطین جہان مجھسے خائف و ترسان ہین سرکشان دنیا میرے قہر و غضب سے
لرزان ہین دم جنگ جیون کو مجھ سے جان بچانا دشوار ہو اگر اس سے میدان مصاف مین وارزار
ہو مرد میدان نبرد ہون قلعہ دار قلعۂ زرد ہون شیر بیشۂ شجاعت ہون نہنگ دریائے شہامت ہون
فرمانروائے اقلیم بہادری ہون شہنشاہ کشور دلاوری ہون جرات مین منتخب روزگار ہون مرد میدان
کارزار ہون محیط روئین تن ہون شجاع و صفدر وصف شکن ہون میری ضرب گرز سے جانبر
ہونا محال ہی قوت میری از رشک طاقت رستم و زال ہی محیط روئین تن تا دیر تقریر کر کے
خاموش ہوا جبکہ اس نے اپنی تعریف کی صاحبقران نے جیبی آئینہ دارہ اپنی نیت لوح کو دیکھا
کہ محیط روئین تن کو کیونکر قتل کرنا چاہیے لوح طلسمی سے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران
نے اسے یاد رکھا جب محیط روئین تن اپنی قوت و شجاعت کی ثنا کر چکا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او مغرور متکبر بے حد تو نے اپنی شجاعت کی ثنا کی قول
تیرا غلط ہی آگاہ ہو کہ بے مثل و نظیر ذات خدا ہی عبث تجکو اپنی شجاعت پر ناز ہوا ور دعوے یکتائی
ہی تجھ ایسے بہت سے بہادر خدا نے پیدا کئے ہین مانند اسفندیار کے وہ بھی روئین تن تھا
اب بھی تجھسے زیادہ قوی دنیا مین موجود ہین خداوند عالم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی
او یاوہ گو تیرے نعرے سے شیر ژیان کیا بھاگے گا تو ایسا قوی نہین ہی کہ شیر ژیان کو غزال سمجھے
اور شمشیر تیری ہنگام ضرب سنگ کو کاٹ ڈالے اور نیزہ تیرا سنگ مین گیا در آئے گا ضرب گرز
سے اور درو کوہ کیا فیل مست کو ہلاک کرے گا تنہا لشکر کو شکست دینا دشوار تر ہی ہمین یقین
نہین کہ تو نے دم جنگ لشکرون کو شکست دی ہوگی یہ بھی قول تیرا صحیح نہین معلوم ہوتا کہ تیرے
نعرے سے دیو بھاگ گیا ہو اب تیرے نعرے سے دیو بھاگ جائے تو کیا ہوا پہ تیرا نعرہ کیا ہی اور
یہ قول تیرا کہ مین روئین تن ہون مجھ پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ بھی غلط ہی جس طرح اسفندیار
ہلاک کیا گیا ہی تو بھی اسی طور یا اور عنوان سے قتل ہو سکتا ہی دیکھنا کہ ہم تجکو کیونکر قتل کرتے ہین
ہم تیری تمام تقریر کا کیا جواب دین کہ تقریر کو ہماری طول ہوگا مختصر و خلاصہ جواب تیرے تمام دعوون
یہ ہی کہ تو کاذب ہی اور نالائق ہی کہ تعریف اپنی خود ہی بے انتہا کرتا ہی بسبب روئین تن ہونے پر غرور
کرتا ہی دیکھ یہ نخل غرور بارور نہوگا بلکہ باعث تیری ندامت و پستی کا ہوگا دنیا سرائے فانی ہی ہمیشہ
یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا اگرچہ تو روئین تن ہی لیکن جس وقت اجل تیری آئے گی تو بھی نہ رہیگا
ایک دم مین قتل ہو جائے گا روئین تن ہونا تیرا تجکو قضا سے نہ بچائے گا او کاذب اگر تو نے
دعوے شجاعت کیا ہی تو دلاوری بھی ظاہر کر شجاعت و قوت اپنی دکھا کوئی وار کر تلوار یا ضرب

گرز لگاؤ یا نیزے سے جنگ آزما ہو ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت کس قدر ہے اور ماہر فنون جنگ ہے یا نہیں
ہر دعوی بے دلیل اچھا نہیں ہوتا ہے ایک عاقل راست گو جانتا ہے کہ دعوی با دلیل خوب ہے بس جو جو
تو نے قبل اس کے دعوے کیے ہیں ان کو بدلائل صحیح ثابت کرو ورنہ مردان ہر دو سپاہ تجھ کو یاوہ گو
اور کاذب تصور کریں گے محیط روئین تن نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے لیکن
مصلحت وقت یہ ہے کہ تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو پہلے وار کرو شمشیر و نیزہ و گرز لگا لو تنگئ جنگ
سے کر دنیا سے نہ جاؤ دیکھو میں سپر سر پر لیے ہوں بقوت تمام ضرب شمشیر لگاؤ یا گرز لگاؤ یا نیزے کا
وار کرو یا تیر لگاؤ بعد تمہارے وار کرنے کے میں ایک ہی ضرب میں کام تمہارا تمام کروں گا صاحبقران
نے فرمایا ہم اہل اسلام کا یہ دستور نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی حربہ جنگ کا لگائیں لڑائی میں سبقت
کریں جب تیری ضرب گرز یا نیزے سے خدا ہمارا ہم کو بچالے گا اسوقت ہم بھی تلوار لگائیں گے محیط
روئین تن نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمہاری آ گئی خیر اگر تمہاری خواہش یہی ہے تو ہوشیار ہو جاؤ
قلب و جگر و سینے کو اپنے بچاؤ اگر ضرب نیزہ تجھ سے نہ سکے تو روکو صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم
خبردار ہیں اللہ ہمارا حافظ و نگہبان ہے تو ضرب نیزہ لگانے میں کوتاہی نکر خوب دیکھ بھال کر نیزہ لگا مگر اپنے
نیزے سے بھی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ قلم ہو جائے سر دست ندامت اس کی تجھ میں تجھکو حاصل ہو
محیط روئین تن یہ سنکے بولا کہ نیزہ میرا آج تک کسی نے قلم نہیں کیا تم اس نیزہ اجل کو کیا قلم کرو گے
یہ کہکر نیزے کو اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینے پر لگایا ادھر
صاحبقران نے اپنی تلوار کو علم کر کے مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر ایسی چالاکی سے شمشیر لگائی
کہ نیزہ درمیان سے ماننے کے قلم ہو گیا نصف نیزہ مع سنان کٹ کر زمین پر گرا محیط روئین تن
کو حیرت ہوئی ندامت سے ہمہ تن پسینے سے تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق ندامت میں غرق ہو گیا اہل اسلام نے
شور تحسین و آفرین بلند کیا بعد ایک لمحے کے محیط روئین تن نے برہم ہو کر وہ آدھا نیزے کی گردن کو
بڑھا کر سر صاحبقران پر لگائی ادھر امیر با توقیر نے وار اس کا خالی دیکر مسکرا کر کہا کہ اے محیط
روئین تن خداوند عالم نے تیرے نیزے سے ہمارا قلب و جگر بچایا جو تو نے کہا تھا وہ نہوا نیزہ ہی تیرے
تیرے غرور سے قلم ہو گیا اب اور کوئی وار کر بہادری و شجاعت اپنی دکھا اپنے دعوؤں کا خیال کر قول
کو اپنے یاد کر محیط روئین تن یہ کلمات طعن آمیز سنکے از حد غضبناک ہو کے گرز نہایت گران اٹھا کر
دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر گردش دیکر اپنے خداوند گل زرگس کو پکار کر بقوت تمام ضرب گرز
سر صاحبقران پر لگائی اس طرف امیر با توقیر نے تلوار نیام میں رکھکر مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر
گرز پر نظر کر کے دوسرا ہاتھ اچھا برابر مشت محیط روئین تن پہ بچا کر نعرہ کر کے بزور قوت بازو دو
کر کے گرز اس کے ہاتھ سے چھین لیا اسوقت اہل اسلام نے فرط خوشی سے بکثرت شور تحسین و آفرین
بلند کیا مردان لشکر کفار کو حیرت ہوئی خصوصا حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کہ اپنے قلعہ پر
سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا نیزہ قلم ہونے اور گرز چھین جانے سے نہایت متحیر و رنجیدہ ہوا اور محیط روئین
تن سے بھی ہوش و حواس بحیرت سے بجا نرہے گھبرا گیا سودا نشہ بادہ غرور اتر گیا خجالت سے سر
جھکا کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس اگر ضرب میرے اس گرز کی سر صاحبقران پر پڑ جاتی تو یہ ندامت
حاصل نہوتی حوصلہ میرے دل کا نکلا تھا افسوس نہ کر صاحبقران نے تقریر اس کی سنکے کہا کہ اے
محیط روئین تن ہر چند کہ کوئی عاقل حربہ اپنے دشمن سے چھین کر پھر اس کو نہیں دیتا مگر ہم تجھکو

دینے میں نے یہ گرز ایک مرتبہ پھر بقوت تمام ضرب لگا و صلہ اپنے دل کا نکال لے میں منظور یہ ہو کہ تجکو
اس میدان جنگ میں اچھی طرح ذلیل و نادم کرکے قتل کریں یہ فرما کر اُس کو گرز دیدیا اُس نے گرز لیکر
دوبارہ گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ایک مرتبہ امیر با توقیر نے وار اُس کا خالی دیا
محیط روئین تن گران گرز سے جبکہ اسی حالت میں بجالت تمام صاحبقران نے پھر گرز مذکور کو
اُس کی کلائی مروڑ کر چھین لیا بعدہ خاک پر ڈال کر جلد اپنا زنجیر کر محیط روئین تن میں ڈال کر نعرہ
کرکے جھٹکا دیا کہ رکابیں اُس کے قدموں سے جدا ہوئیں پھر زور کرکے پشت فرس سے اُس کو تا سینہ اٹھایا
زور دوم میں برابر سر کے اونچا کیا تیسرے زور میں سر سے بلند کرکے گردش دے کر خاک پر زور سے
پٹکا محیط نے ارادہ اُٹھنے کا کیا صاحبقران نے مرکب سے اتر کر اُس کے سینۂ پر کینہ پر قدم رکھکر
پوچھا کہ حالا در شناخت پروردگار عالم و عالمیان چہ میگوئی اُس بے دین و بد انجام نے جواب دیا کہ بجز
خداوند گل نرگس کے اور کسی کو سجدہ نکروں گا یا صاحبقران نا شناسے خدا کو اپنا خدا بناؤں گا ایسے
وقت میں اپنے خداوند سے منحرف ہونگا اپنے دین آبائی سے بیزار ہونگا یہ کلام اُس بد انجام کا سنکے
امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا لئے الفور وہی تلوار جس کا قبضہ سنہری تھا نیام سے کھینچکر وہی اسم اعظم
الٰہی جو لوح طلسمی میں دیکھکر یاد کر لیا تھا سات مرتبہ ورد زبان کرکے تلوار پر دم کرکے اس طرح اوپر
گردن کے ضرب شمشیر لگائی کہ گردن اُس کی اُس کے تن سے جدا ہو گئی اسی وقت میں صاحبقران
نے نعرہ تکبیر کیا جملہ اہل اسلام کو معلوم ہو گیا کہ امیر کشور گیر نے محیط روئین تن کو قتل کیا یکبارگی
اہل اسلام نے شور مرحبا و جزاک اللہ و تحسین مرحبا کا کیا سب کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مگر سواران
لشکر محیط روئین تن کو رنج ہوا سکے بالخصوص حسین سبز قبا کو قتل محیط روئین تن کا صدمہ
ہوا اتنا دیر سر بزانو رہا دریائے حیرت میں غرق رہا بعدہ سر زانوے اٹھا کر اپنے وزیر دانشمند سے کہا
بڑے تعجب ہے کہ شمشیر صاحبقران سے محیط روئین تن قتل ہو گیا کیسی تلوار تھی کہ روئین تن پر
بھی کارگر ہوئی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اے بادشاہ میں بھی متحیر ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا غضب
ہوا تینوں پہلوان جو طلسم بند تھے وہ یوں قتل ہوئے وزیر مذکور اگرچہ مسمی دانشمند تھا اسم بامسمی
تھا لیکن اس راز سے آگاہ نہ تھا کہ ببرکت اسمائے الٰہی کے جو لوح طلسمی پر نظر آئے تھے اور لوح مذکور
نے انہیں اسمائے الٰہی کے پڑھنے کی ہدایت کی تھی تلوار غوغاے رعد آواز و بہران تیغ ابرو
و محیط روئین تن پر کارگر ہوئی تھی ورنہ اشخاص مذکور طلسم بند تھے کبھی قتل نہوتے خصوصا محیط
روئین تن تلوار سے قتل نہوتا الحاصل شاہ و وزیر مذکور العصر تو بالائے قلعہ سبز نگار دریائے حیرت
میں غرق رہے ادھر لاشہ محیط روئین تن کا بعد جدا ہونے سر کے زمین پر تڑپا سواران لشکر
محیط روئین تن نے جو اپنے مالک و افسر محیط روئین تن پر نظر کی ایسا خوف و ہیبت صاحبقران
و اہل اسلام کا اُن پر غالب ہوا کہ بغیر ترس بے اختیار جنگگاہ سے سوئے قلعہ چہارم سبز نگار بھاگے سب
لشکر اہل اسلام نے خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ تمام اسباب اُن کا لوٹ لیا اور تھوڑی دور تک اُن کا
تعاقب کیا آخر کار بحکم صاحبقران سے ہمراہ رکاب امیر تعاقب سواران مذکور کا ترک کرکے داخل قلعہ
سوم ہوئے قلعہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں کیا تمام مال و اسباب قلعہ پر قبضہ کیا ہر ایک دیندار از حد
خوش ہوا خصوصا اس فتحیابی سے بادشاہ صاحبقران موصوف از حد شادمان ہوئے سجدہ شکر
پروردگار کیا اہل لشکر اسلام فرودگاہ و سپاہ پر مقیم ہوئے حکم بادشاہ لشکر اسلام ورلے صاحبقران

عالی مقام سے سامان جشن فتحیابی ہونے لگا بزم عیش آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط حاضر ہوئے بادشاہ اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ سرداران نیکنام زینت افزائے بزم عشرت ہوئے نازنینان خوش گلو وخوب رو حسب الحکم بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح مع اپنے سازندوں کے حاضر محفل عشرت ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگیں ہر ایک اعلیٰ وادنیٰ تا ارتبۂ الاالاس جشن سے خوش ہوتا جملہ اہل بزم بصد خوشی رقص ونغمۂ نازنینان خوبرو دیکھنے سننے لگے اُن نازنینان خوب رو میں سے ایک مطربہ خوبصورت وخوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

ہر وقت عشق کی گفتگو ہے — آنکھوں کو تیغ تمہاری خو ہے
وہ دل کی تلاش پڑی ہوئی ہے — کس کھوئے ہوئے کی آرزو ہے
حیران بنا کھڑا ہے کوئی — آئینہ تمہارے روبرو ہے
یہ گنبد آسمان بھی رند — ہم خانۂ دہر کا سبو ہے
کیونکر نہ مجھے چاہیں [illegible] — اب تو ہمیں اپنی جستجو ہے
ہم ہوگئے وہیں جہاں وہ ہوگا — ساقی سے ہماری [illegible] ہے
قاتل دیکھے تو میں دکھاؤں — یہ دل ہے یہ خون آرزو ہے
مشتاق ہما ہیں کان اے جان — ہم سنتے ہیں یار خوش گلو ہے
اس بزم کا دیکھو تو تماشہ — مشہور کہ ہجوم آرزو ہے
کیوں نہ مجھے حور کی تمنا — کیا ہے زیادہ خوبرو ہے
دل کو تو کرے پسند ناوک — مجھ کے لیے [illegible] ہے
ملنے کی نہیں لئے ہے سر بزم — یہ آنکھ تری وہ جنگجو ہے
کہتے ہیں وہ [illegible] — الجھی ہوئی تیری گفتگو ہے
دل کشتۂ تیغ کا تماشا جو نازک — یہ لوگ میں بھی [illegible] ہے
کس طرح رگ [illegible] گی — اے یار اسی کے پاس تو ہے

تمامی اہل بزم استماع مسند رجہ غزل بگوش سننے لگے امیران فن شعر و سخن جو وہاں موجود تھے وہ اکثر اشعار کی بجائے خود تعریف کرنے لگے جوانان اہل بزم مطربہ مذکورہ کی خوش گلوئی کے ثناخوان ہوئے جب مطربہ مذکورہ نے غزل تمام کی حکم امیر یا توقیر سے اسے انعام کثیر دیا گیا وہ انعام لے کر بزم سے باہر گئی بعدہٗ حسب الحکم اور ایک مطربہ حسین نہایت حسین وکم سن مطربہ خوش گلو مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوکر روبروے اہل بزم رقص ونغمہ کرنے لگی اہل بزم عشرت بخوشی وخرمی ناچ گانا اس کا دیکھا سنا کیے جب نصف شب سے زیادہ گذری بزم عشرت برخاست وموقوف ہوئی بادشاہ وصاحبقران وجملہ شاہ وشاہزادگان وتمامی سرداران سپاہ بزم عشرت سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ وخیمے میں جاکر راحت پذیر ہوئے جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز صبح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ فکر وغور کرکے ایک نامہ بعد لکھوانے القاب اور آداب شاہانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے بادشاہ ذی جاہ عالی منزلت والا ہمت عنایت وامداد خداوند عالم وعالمیان سے ہمنے تینوں قلعے فتح کئے غوغائے رعد آواز ودلیران تیغ ابرو ومحیط روگین حق کو تیغ کیا قلعوں پر اپنا قبضہ کیا اب آپ کو کیا منظور ہے سر میدان ہم سے مقابلہ ومجادلہ کیجیے گا یا قلعہ بند ہوجیے گا ہم آپ کو بزرگ اپنا جان کر چاہتے ہیں کہ آپ راہ حق اختیار کریں راہ باطل کو چھوڑیں طریق ضلالت سے روگرداں ہوں اب خداوندگل نرگس کی پرستش نکریں باغ پر بہار دین اسلام کی سیر کریں کہ دین حق یہی ہے بہتر اس دین سے کوئی دین نہیں ہے جائے عجب ہے کہ آپ ایسا عاقل وفہیدہ ایک شاخ گل نرگس کو سرسبز وشاداب دیکھکر اس کو خداوند بصدق ویقین جانکر سجدہ کرے اور یہ خیال نکرے کہ شاخ گل نرگس لائق سجدہ نہیں ہے اور یہ ڈالی نرگس کے پھول کی خدا نہیں ہے مانند دیگر شاخہائے گل کے ہے ہاں لائق سجدہ اور خالق برحق اور معبود مطلق یقین جاننے کہ وہ باغبان عالم کون ومکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین وآسمان مہر وماہ درخشاں شجر حجر برگ وبار گل وغنچہ وشاخ چرند وپرند انسان وحیوان دیو وجن وپری وحور وغلمان و

ملائکہ وغیرہ کو پیدا کیا ہی اور قابل ثنائے لا تعد وہ رب لایزال ہی کہ جس نے اپنی حکمت بالغہ سے ہزارہا گلہائے رنگین و شجر و غنچہ ہائے رنگ برنگ کو گلستان عالم میں ہویدا کیا ہی کہ بمصداق این نظم

ثنا کے ہی قابل وہ یکتا خدا — نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا
وہ قدوس ہی اور سبحان ہی — خدائے ملک مالک روح ہی
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ — یہ مصنوع ہیں اور صانع اله
وہ رزاق ہی ذات رب قدیر — کہ قبل از ولادت کیا خلق شیر
اسیکے لیے ہی ہمیشہ ثبات — اسیکے ہی قبضے میں موت و حیات
کیا جو ارادہ وہ فورا ہوا — نہیں ایسا قادر کوئی دوسرا
ستاروں سے کی زینت آسمان — بشر سے مزین زمین جہان
کسی شے کی اسکو نہیں احتیاج — وہ جب ہے سب اسکے ہی محتاج
وہ جبار ہی اور قہار ہی — وہ غفار ہی اور ستار ہی
وہ ہی مرتفع اسکا قصر جلال — کہ ہی نارسا مرغ وہم و خیال
نہیں چشم و گوش اسکے یہ ہی عجب — یہ بینا ہی وہ اور سنتا ہی سب
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا — نہاں جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
یہ کیا تاب بے عکس حکم اله — کرین مہر و مہ قطع اک ذرہ راہ
اگر حکم ہے اسکے پروانہ آئے — یہ کیا تاب بے شمع اسکو جلائے
اگر رنگ قدرت کرے آشکار — تو فصل خزان میں ہو پیدا بہار
سر خار رشک رگ گل سے بنے — دھواں آ جبل کا سنبل بنے
نہاں ہین جز و مین گر جگہ گل کو دے — تو اک غنچہ سی میں گلشن کہلے
وہ چاہے تو گلشن کو گلخن کرے — وہ چاہے تو گلخن کو گلشن کرے
وہ چاہے تو معمول عامل بنے — وہ ناقص کو چاہے تو کامل بنے

وہ یکتا ہی ذات خدا کی قسم — کہ ہو سب سے نزدیک رب ودود
وہ ہی باعث رفعت آسمان — اسی نے بنایا ہی سارا جہان
بشر بن گیا جس سے ایک قطرہ مگر — کیا صورت پاک سے جلوہ گر
وہی ہی باعث فضل و احسان وجود — کیا اس نے کون و مکان کو نمود
بلا شک وہی ہی علیم و خبیر — عیاں اس پہ ہی حال ما فی الضمیر
کیا اپنی قدرت سے ہر شے پذیر — عیان ظلمت شب سے نور سحر
وہی اس کو بخشتا منصب ہے — اسیکے ہین مملوک شاہ و گدا
وہ قادر بھی ہی اور توانا بھی ہی — وہ عالم بھی ہی اور دانا بھی ہی
محب بھی وہی اور محبوب ہی — ہی طالب وہی اور مطلوب ہی
ملکے کل جہان و مجال سلاک — رہے تا ابد مبتدا سے خبر
عیان ہی ہر یک یہ صنع ذوالجلال — نمونہ تھا اس کا نہ کوئی مثال
نہ بے حکم خلاق دشت و جبل — کہ جاتا ہی دریا سے ساحر سے جبل
کھلیں گل جو بے حکم پروردگار — تو ہوں شاخ پر بار مانند خار
وہ کرلے بہم وہ اگر لطف و قہر — تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
شگفتہ ہو اک رنگ سے بوستان — کہ ہو غیرت افزائے باغ جنان
کہے گل کو گر جزو سے آشکار — تو اک گل سے پیدا ہوں گلشن ہزار
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے — وہ چاہے تو قطروں میں دریا سمے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب — وہ چاہے تو ہو آسمان در حجاب
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے — وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے

کیونکہ وہ قادر ہی ہر شے پہ ہر رنگ گل میں قدرت اس کی آشکار ہی اور غنچہ و گل و شاخ و ثمر سے صنعت اس کی اظہار ہی شاخ گل نرگس بھی اسی کی مخلوق ہے ہی پس معبود کو چھوڑ ایک مخلوق کی پرستش کرنا اس کو سجدہ کرنا کفر و بے دینی ہی مناسب و لازم ہی کہ ترک پرستش شاخ گل نرگس کیجیے گل نرگس کی طرف بہ نظر خداوندی نہ دیکھیے اس شاخ میں شان خداوندی نہ پیدا کیجیے گمراہ نہ ہوجیے راہ راست پر آئیے اعتقاد اپنا درست کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے اسی کو سجدہ کیجیے رستگار ہوجیے بندگان نیک خداوند عالم میں داخل ہوجیے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہی نہیں معلوم کس وقت اجل آجائے تو دنیا سے باسلام و ایمان جائیے سلاطین زمانہ سابق ملک و خزانہ و مال و اسباب سب دنیا میں چھوڑ گئے بجز اعمال و کفن کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے گئے سکندر ایسا بادشاہ ذی جاہ دنیا سے خالی ہاتھ گیا بمصداق این شعر ع فنا کے بعد کچھ سامان نہ ملک و مال تھے ہمراہ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے ایمان و اعتقاد و اعمال نیک و بد ہر بشر کے ساتھ جاتے ہیں ملک و مال وغیرہ کچھ ساتھ نہیں جاتا ہی عاقل کو لازم ہی کہ دل چند ع کہ ساتھ چھوڑنے والا ہے اس کی طرف توجہ نہ کرے اپنے عقائد دینی کی طرف نظر کرے اس کی درستی میں شب و روز سعی کرے تا کہ انجام بخیر ہو روز حشر داخل جنت ہو

آپ بھی اپنے عقائد مذکور درست کیجیے مذہب باطل کو ترک کیجیے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوجیے خداوند
گل نرگس کی پرستش سے انحراف اختیار کیجیے جنگ سے صلح بہتر ہوتی ہے آئندہ آپ کو اختیار ہے جواب اس
نامے کا جلد ارسال کیجیے تاکہ موافق جواب نامہ عمل کیا جائے یعنی اگر آپ دین اسلام اختیار کریں تو فہوالمراد
ورنہ سامان جنگ کیا جائے جب نامہ بایں مضمون میر منشی لکھ چکا سرنامے میں نامہ رکھکر مزین بمہر صاحبقران
کیا گیا حسب قاعدہ سرنامہ بھی درست کیا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے سر دربار موافق
قاعدہ قدیم ایک چوکی نقرئی مرصع کار پر نامہ اور جام شربت اپنے ملازموں سے رکھوا کر باواز بلند فرمایا کہ
اے سرداران لشکر اسلام و اے دلیران سپاہ اہل اسلام خیر انجام تم سب میں کون ایسا بہادر ہے کہ یہ جام
شربت پیے اور اس نامے کو حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار تک پہونچا کر جواب اس نامے کا لائے
ہنوز صاحبقران نے بابت نامہ بری ارشاد کیا تھا کہ یکایک اپنے دل سے ملوک بن مالک
نے اٹھکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں نامے لے جاؤں صاحبقران نے فرمایا تم کو اختیار ہے ملوک بن
مالک نے وہ جام شربت نوش کر کے بیڑہ پان کا کھایا اور اس نامے کو باحترام اپنی کلاہ زریں میں رکھکر
بالائے سر رکھا بعد میں دربار سے باہر جا کر اپنے لشکر سے ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار منتخب کر کے مرکب
پر سوار ہوگئے ان کو اپنے ساتھ لے کر سوئے قلعہ سبز نگار مرکب کو جولان کیا ہنوز دلاور مذکور قلعہ
مذکور تک نہ پہونچا تھا کہ مخبر سبک پا نے اپنے پادشاہ حسین سبز قبا سے جا کر ملوک بن مالک
کے نامے لے آنے کی خبر بیان کی شاہ مذکور نے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو انواع و اقسام کی زینتوں
سے مزین کیا جائے اور نامہ دار کو نہ روکا جائے بلکہ اس کے استقبال کے واسطے اپنے وزیر دانشمند
و اکثر امرائے نامی کو بجمعیت سپاہ کثیر روانہ کیا وزیر و امرائے مذکور نے ہمراہی سپاہ کثیر قلعے سے باہر جاکر
ملوک بن مالک کا استقبال کیا بعدہ اسکو بعد عزت و حرمت داخل قلعہ کیا جب ملوک
بن مالک داخل قلعہ ہوا ہر طرف بہ سیر نگران ہوا شہر کو پاکیزہ و آباد دیکھا مرد و زن کو نہایت
حسین و خوبرو پایا شہر میں عمارات پختہ و نفیس بکثرت نظر آئیں سوا اس کے شہر کو انواع و اقسام کی
زینت و آرائش سے آراستہ دیکھا مگر جملہ ساکنان قلعہ مذکور کو بے دین و بد اعتقاد پایا کہیں مسلمان و
خدا پرست نہ دیکھا غرضکہ دلاور موصوف شہر کی سیر کرتا ہوا دربار حسین سبز قبا میں پہونچا دربار کو نہایت
آراستہ پایا انواع و اقسام کی زینتوں سے مزین دیکھا سرداران سپاہ و امرا اور رفقا کا مجمع دربار میں دیکھا
ہر ایک کو بقدر مراتب و نقرئی کرسی سبز وغیرہ پر باادب بیٹھے دیکھا اور صدر دربار میں بالائے تخت زریں
حسین سبز قبا کو تاج جواہر نگار بر سر و قبائے شاہی در بر کیے ہوئے بیٹھا ہوا پایا جب ملوک
بن مالک قریب شاہ مذکور پہونچا بادشاہ نے بھی نامہ دار کو شاہزادہ و ذی عزت جان کر بیچ تخت
سے اٹھکر استقبال کیا یا کرنا چاہا اور نظر اٹھا کر دیکھا نامہ دار ممدوح نے موافق دستور سلام بطرز اہل اسلام
کیا شاہ مذکور نے قریب اپنے بالائے صندلی زریں و جواہر نگار ارشاد بیٹھنے کا کیا نامہ دار اسی صندلی پر
بیٹھا اسی وقت شاہ مذکور نے ایک ساقی کو کہ وہ خدا پرست تھا طلب کیا کشتی شراب کی مع شیشہ و
ساغر لے کر حاضر دربار ہوا بمجرد ایما بادشاہ ساقی نے جام بلوریں شراب ناب سے بھر کر ملوک
بن مالک کو دیا اس نے اس کو مسلمان پاکر جام اس کے ہاتھ سے لے کر شراب پی لی جب نشہ شراب
ہوا اور دماغ بادۂ تند و تیز سے گرم ہوا پکارا کہ میں نامہ دار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
شاہ مذکور نے نامہ طلب کیا ملوک بن مالک نے شاہ مذکور سے احترام نامہ مذکور کا اگرچہ بیباک

قاعدہ و دستور ہے انھیں شرائط پر شاہ مذکور سے عمل کرا کر کلاہ زرین سے نامہ نکال کر حسین سبز قبا
کو دیا اُس نے نامے کو باحترام لے کر میر منشی کے حوالے کیا اُس نے سرنامے کو چاک کر کے نامہ نکال بہ
حکم بادشاہ سے باواز بلند پڑھا حسین سبز قبا نے تمام و کمال عبارت نامہ حرف بحرف سنکے اپنے
وزیر دانشمند سے بمقدمہ جواب نامہ مشورہ کر کے میر منشی کو حکم دیا کہ بعد القاب و آداب مناسب
کے یہ عبارت جواب میں اس نامے کے بالاے پشت نامہ مذکور تحریر کرو کہ یا صاحبقران عالی مقام
نامہ آپ کا ہمیں پہونچا مضمون نامہ سے کما حقہ ہم کو آگاہی ہوئی جو آپ نے ہم کو ہدایت دین اسلام
کی کی ہے ہمیں مسلمان ہونے میں سوا اس کے اور کوئی عذر نہیں ہے کہ حکیم عالی جو عامل زبردست
تھے جنھوں نے اپنے علم و حکمت و زور عمل خوانی سے یہ چاروں قلعے مع تین قلعدار کہ جن کو آپ نے
کسی تدبیر سے قتل کیا ہے اور ہم کو اب تک ان کے قتل ہونے کی حیرت ہے بنائے تھے اور ایک شاخ
گل نرگس اسی قلعے میں بالاے طاق رکھ گئے تھے اور یہ کہہ گئے تھے کہ یہی تمھارے خداوند ہیں
انھیں خداوند گل نرگس کی پرستش کیا کرنا متفقت ہم خداوند گل نرگس کو سجدہ کرتے ہیں اس دلیل
قوی اُن کو خداوند اپنا جانتے ہیں کہ حکیم عالی کو یہاں سے جانب قاف گئے ہوئے ایک زمانہ بعید
گذرا ہے اور وہ شاخ گل نرگس اب تک اسی طور سے سرسبز ہے ذرا بھی خشک و پژمردہ نہیں ہوئی ہے
نہ وہ گل نرگس سوکھا ہے اُسی طرح سے اب تک تروتازہ ہے اور شاخ بھی ہری ہے اگر ہم کو اسرار گل و
شاخ مذکور کے سرسبز و تازہ رہنے کا معلوم ہو جائے یا شاخ مذکور مع گل خشک ہو جائے تو بیشک
ہم خداوند گل نرگس کو اپنا خداوند نہ جانیں اور آپ کی ہدایت پر عمل کریں اگر آپ اس باب مذکورہ
بالا میں کوشش کر کے اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس سے آگاہ کر دیں تو پھر ہم بے عذر و انکار مع
اپنے تمامی ساکنان شہر کے مسلمان ہو جائیں ہم کو آپ سے لڑنا اور قلعہ بند ہونا منظور نہیں ہے فقط
مسلمان ہونے میں یہی عذر ہے کہ کیا وجہ ہے چار برسوں سے شاخ مذکور اُسی طور سے سبز و شاداب ہے
اس میں کیا بھید ہے جب جواب نامہ بعبارت مندرجہ میر منشی لکھ چکا لفافے میں وہی نامہ مع جواب
رکھکر مہر کر کے سرنامہ حسب قاعدہ درست کر کے شاہ کو دیا بادشاہ مذکور نے وہ نامہ ملوک
بن مالک کو دیا پھر کشتی خلعت فاخرہ کی کہ لائق بادشاہوں کے وہ خلعت تھا طلب کر کے
ملوک بن مالک کو دیا نامہ بر خلعت سے مخلع ہو کر رخصت ہو کر ہمراہ اپنی سپاہ کے خدمت
صاحبقران میں آیا نامہ مذکور دے کر تمام حال جو دیکھا سنا تھا بیان کیا بعدہ نیچے دنگل پر بیٹھا
صاحبقران نے جواب نامہ کی عبارت پر نظر کر کے کچھ نہ فرمایا جب دربار برخاست ہوا امیر نامور
اپنی بارگاہ میں گئے طیفور گرد پا بھی ہمراہ تھا صاحبقران نے اپنے عیار طرار طیفور گرد پا
سے تخلیے میں فرمایا کہ اے یار وفادار کوئی ایسی تدبیر کر کہ اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا ظاہر ہو
تاکہ حسین سبز قبا مسلمان ہو اور تمامی اہل قلعہ بھی اُس کے دین اسلام اختیار کریں ترقی
دین اسلام ہو خواجہ طیفور گرد پا نے عرض کیا اگر آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائیں شاید اس سے کچھ
حال سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو امیر نامور نے لوح طلسمی مذکور پر نظر کی اُس کو مثل
سابق روشن پایا طیفور نے عرض کیا کہ میں اس بارے میں کوشش کروں گا چنانچہ اسی روز
سے طیفور گرد پا نے نہایت ضعیف لوگوں سے جا کر یہ دریافت کیا کہ کچھ تم کو سبب ہرا رہنے
شاخ گل نرگس کا معلوم ہے سب نے تو بیان کیا کہ ہم کو آگاہی نہیں ہے لیکن ایک دو پیر زمین گیر از حد ضعیف

ہمہ تن پوست و استخوان مسمی حجاج شامی نے کہا کہ میں رہنے والا شام کا ہوں عنوان شباب میں
اپنے وطن سے یہاں آیا تھا اُسی زمانے میں مجھسے اور فہیم عاملی سے رسم و راہ ہو گئی تھی کہ اکثر میں
اُس کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھسے بلطف پیش آتا تھا عامل کامل علم و حکمت و عمل خوانی میں وحید روزگار
تھا پہلے اُسی نے واسطے اپنے علم و حکمت ظاہر کرنے کے اور نام اپنا باقی رکھنے کے یہ چاروں قلعے
زر لا تعد صرف کر کے بعد فکر و کوشش بنوائے تھے تین قلعدار اور ایک بادشاہ چوتھے قلعے کا مقرر
کیا تھا اور قلعوں کو آباد کیا تھا پھر وہ یہاں سے آٹھ سات کوس کے فاصلے پر ایک صحرا ہے وہاں گیا تھا
اور ایک باغ مسمی باغ طائران وہاں اُس نے بنایا تھا جب وہ باغ تیار ہوا تھا اُس طرف سے جو کوئی
گذرتا تھا کوئی ایسا سبب ہوتا تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتا تھا مجھکو اس حال کے دریافت کرنے کا اشتیاق ہوا
ایک روز میں دور تر اُس باغ سے ایک بلندی پر جا کر ٹھہرا تھوڑی دیر میں ایک مسافر اُس طرف سے
گذرا جب وہ حد باغ طائران میں آیا دیکھا میں نے کہ فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر
بیٹھے اُن میں سے جو طائر سبز تھا اور سب طائروں سے بڑا تھا اُسی طائر نے اُس مسافر اجل رسیدہ
سے آنکھ ملائی یا آواز دردناک افسوس کیا اُس طائر کے یہ صدا دیتے ہی وہ مسافر بیچارہ غریب الوطن
آوارہ وفی الفور گھل کر پانی ہو گیا وہ طائر سبز رنگ باغ میں چلے گئے میں یہ حال عجیب و غریب بچشم خود
دیکھکر حیران و پریشان خاطر افتاں و خیزاں اپنے مکان میں آیا پھر سُنا گیا کہ فہیم عاملی جانب پردۂ
قاف گیا ہے اُس زمانے سے اب تک وہ یہاں نہیں آیا نہیں معلوم وہ زندہ ہے یا مر گیا اس قدر حال مجکو
معلوم ہے سوا میرے اُس زمانے کا اور کوئی نہیں ہے کہ جس کو اس قدر بھی حال معلوم ہو خواجہ طیفور
گردپا نے اُس مرد شامی سے تمام حال جو سنا تھا وہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہو کر بیان کیا
امیر با توقیر نے اُس کو اپنے پاس طلب کر کے پوچھا کہ اے حجاج شامی تمہارا کیا مذہب ہے اور تمنے
کیا بیان آگے دیکھا تھا ہم سے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر یہ فدوی اہل اسلام سے
ہے بعد اس کے جو کچھ حال طیفور گردپا سے بیان کیا تھا وہی حال صاحبقران سے بھی بیان
کر کے کہا کہ افسوس فہیم عاملی نہیں معلوم ہمسے جدا ہو کر کہاں گیا اب زندہ ہے کہ مر گیا یہ کہکر پوچھا کہ
آپ نے مجکو کیوں طلب فرمایا تھا اور حال فہیم عاملی کا کیوں مجھسے پوچھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ
فہیم عاملی تو پردۂ قاف میں جا کر مر گیا پردۂ قاف میں اُس کا بنایا ہوا طلسم ہے ہمنے بعنایت الٰہی و بہدایت
لوح طلسم فتح کیا یہاں آکر تین قلعداروں کو بھی بہدایت لوح طلسم قتل کیا قلعوں کو اپنے قبضے میں
میں کیا ہے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو ہمنے ہدایت دین اسلام کی تھی اُس نے اس شرط پر
دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کیا ہے کہ فہیم عاملی جو ایک شاخ گل نرگس طاق پر رکھ گیا ہے وہ سرسبز
اب تک کیوں ہے اسی وجہ سے خداوند گل نرگس کی ہم پرستش کرتے ہیں اگر شاخ مذکور کے سرسبز رہنے
کا اسرار ہم پر آشکار ہو جائے یا وہ شاخ سوکھ جائے تو ہم بے عذر دین اسلام اختیار کر لیں بس اگر تم کو کچھ
حال سرسبز ہونے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو تو بیان کرو اور جو کچھ تمنے کہا وہ تو ہمنے سنا مرد شامی
نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر یقیناً تو میں عرض کر نہیں سکتا لیکن احتمالاً کہتا ہوں کہ عجب نہیں کہ بنائے
باغ طائران باعث سرسبزی شاخ گل نرگس ہو لیکن وہاں تک جانا ممکن ہے کوئی سرحد باغ میں قدم
رکھکر زندہ رہ نہیں سکتا ہے جیسا کہ قبل اس کے میں نے بیان کیا ہے کہ ایک طائر سبز افسوس [illegible]
[illegible]

یہاں تک نہیں آیا ہے اب راستہ بند ہے کوئی اُدھر نہیں جاتا ہے ایک صحرا ہے سبب اُس باغ کے پاس
ہو گیا ہے وہ راہ نہایت پرخوف و خطر ہے ضروری اُس راہ میں جان کے جانے کا خوف ہے یہ حال
بیان کرکے خاموش ہوا صاحبقران نے اُس کو زر و جواہر بعوض اظہار کرنے پتہ باغ طائران سبز
فہیم عاملی کے دے کر رخصت کیا وہ مرد پیر شامی دعائے خیر دے کر چلا گیا بعد جانے اُس مرد شامی
کے ہنگام شب صاحبقران نے لوح طلسم شمشیر جنبان کو کہ مائل بہ سیاہی ہو گئی تھی آب طاہر سے
دھو کر صحرا میں ایک خیمہ استادہ کرا کر بہ رجوع قلب خداوند عالم سے اس امر میں دعا کی کہ یہ لوح طلسمی
روشن ہو جائے اور حال سے سرسبز و شاداب رہنے شاخ گل نرگس کی خبر دے چونکہ ذات خدا ارحم الراحمین
ہے دعائے صاحبقران مقبول ہوئی لوح طلسمی روشن ہوئی صبح کو صاحبقران نے جو لوح کو دیکھا تو
روشن پایا سجدہ شکر خدا کیا بعدہ بہ نیت تدبیر خشک ہو جانے اُس شاخ گل نرگس کے جو فہیم عاملی نے
قلعہ سبز نگار میں بالائے طاق رکھی تھی لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے فاتح طلسم شمشیر
جنبان آگاہ ہو کہ باعث ہمیشہ سرسبز رہنے اُس شاخ گل نرگس کا یہ ہے کہ فہیم عاملی نے بزور اپنے عمل کے
چند جنوں کو بلباس طائران سبز بنا کر چھوڑ دیا ہے اور اُسی باغ میں اُن کو مقرر کیا ہے اُن میں سے ایک
طائر سبز کلان ہے جب کوئی شخص حدود میں باغ مذکور میں قدم رکھتا ہے وہ طائر مع دیگر طائروں کے بالائے
دیوار باغ آتا ہے اور اُس شخص کو دیکھ کر آواز بلند کہتا ہے افسوس افسوس افسوس جب وہ یہ کہکر خاموش
ہوتا ہے وہ شخص پانی ہو کر بہ جاتا ہے نام اُس طائر سبز کلان کا غراب جنی ہے وہ اسی کام پر مقرر ہے تاوقتیکہ
وہ طائر کلان ہلاک نہو وہ شاخ گل نرگس خشک نہوگی اور تدبیر اُس کے ہلاک کرنے کی یہ ہے کہ یہاں سے
سوئے باغ مذکور تنہا جاؤ اور حد باغ مندرجہ بالا میں قدم رکھو وہ جملہ طائران سبز فی الفور دیوار باغ پر
آ بیٹھیں گے اُسوقت کہو کہ اے غراب جنی آگاہ ہو کہ فہیم عاملی مر گیا اُس کا بنایا ہوا طلسم شمشیر جنبان
بہدایت لوح طلسمی ٹوٹ گیا برق جادو حاکم طلسم شمشیر جنبان قتل ہوا تینوں قلعے یعنی قلعہ سرخ
نگار اور قلعہ زر نگار اور قلعہ یاقوت نگار بھی فتح ہو گئے قلعہ داران یعنی غوغائے رعد آواز و
بہزان تیغ ابرو و محیط رو بجن تن جو طلسم بند تھے وہ بھی بہدایت لوح طلسمی قتل ہو گئے اب
صرف قلعہ سبز نگار باقی ہے وہ فتح نہیں ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ قریب وہ بھی فتح ہو جائے گا وہ شاخ گل
نرگس جو فہیم عاملی نے بالائے طاق قلعہ سبز نگار میں رکھی ہے وہ بھی خشک ہو جائے گی تیری اجل آئیگی
دیکھ یہ لوح طلسم شمشیر جنبان ہمارے گلے میں ہے یہ کہکر لوح کو دکھانا وہ طائر سبز کلان نہایت غمگین ہو کر
آواز بلند و دردناک افسوس کرے گا اُسوقت تجکو لازم ہے کہ یہ اسم اعظم الہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہے تین مرتبہ
پڑھکر تیر پر دم کرکے اُس کے حلق کے اندر لگانا اگر اُس کی منقار کھولنے اور افسوس کرنے کی مدت میں
تیر تمہارا اُس کے حلق میں پہونچکر پشت سر سے اُس کے نکل گیا تو مراد دلی تمہاری حاصل ہوگی اور اگر تم
دیر تیر لگانے میں کرو گے تو تم بھی مانند دیگر اشخاص کے پانی ہو کر بہ جاؤ گے مجھ بھی لوح طلسمی تمہاری حفاظت
نہ کرے گی لہٰذا لازم ہے کہ جلدی تیر کے لگانے میں کرنا اور حتی الامکان اُس جا تیر تاک کر لگانا کہ تیر خطا
نہ کرے ورنہ باعث تمہاری ہلاکت کا ہوگا اور اب مجھ سے امید ہدایت نہ رکھنا صاحبقران موصوف
ہدایت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر اُس اسم اعظم الہی کو یاد کرکے رو بروئے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور
تمام حال اپنا بجنسہ اُٹھا لے جانے کا پردہ قاف میں پہونچنے کا وہاں حور جنی سے ملنے کا اور لوح کے
حاصل کرنے کا پھر طلسم شمشیر جنبان کے فتح کرنے کا بعدہٗ اپنے عقد کا حال تمام و کمال بیان کرکے عرض

کیا اب ہمکو لوح طلسمی نے جو ہدایت کی اُس پر عمل کرنا ضرور ہے تاکہ وہ شاخ گل نرگس خشک ہو جائے
عقاب جبلی مارا جائے یہ مرحلہ بھی سر ہو جائے حسین سبز قبا موافق اپنے اقرار کے مسلمان ہو جائے
لہذا ہم آپ سے اسوقت رخصت ہوتے ہیں جانب باغ طائران سبز جاتے ہیں اگر دو تین روز کی مدت میں
ہم وہاں سے یہاں آجائیں تو فہو المراد ورنہ سمجھ جائیے گا کہ صاحبقران نے براہ عدم اختیار کی دنیائے فانی
سے جانب عالم جاودانی کوچ کیا ہمارے غم و الم میں حال اپنا ابتر نہ فرمائیے گا صبر کیجیے گا یہاں سے مع لشکر
کسی جانب تشریف لے جائیے گا یہاں قیام نہ کیجیے گا گاہ گاہ ثواب سورۂ فاتحہ بخش کر ہماری روح کو شاد کیجیے گا
ہمکو اپنے دل سے نہ بھلائیے گا اگر کوئی دیو یا جن پردۂ قاف سے یہاں آجائے تو اُس سے حال ہمارے
انتقال کا کہہ دیجیے گا تاکہ وہ خبر ہماری رحلت کی پردۂ قاف میں جا کر صاحبقران اعظم و سلیمان
صاحبقران و سلیمان کوچک و دو ایک بی بی ہماری زوجہ منکوحہ سے کہہ دے وہاں بھی سب کو حال
انتقال ہمارا معلوم ہو جائے اور بعد ہمارے انتقال کے ہمارے دفن و کفن کی فکر نہ فرمائیے گا حد باغ طائران
سبز میں نہ جائیے گا ورنہ خدا نخواستہ آپ بھی مثل ہمارے ہلاک ہو جائیے گا لاشہ ہمارا زیر دیوار باغ طائران
سبز سے دستیاب نہ ہوگا ہم پانی ہو کر بہ جائیں گے استخوان بھی باقی نہ رہیں گے ایسی صورت میں صبر کیجیے گا
ارادہ تنہا یا مع لشکر جانب باغ طائران سبز جانے کا نہ کیجیے گا یہ مرحلہ نہایت سخت ہے خداوند عالم فتحیاب
کرے بادشاہ موصوف نے تقریر صاحبقران سنکے متردد و محزون ہوکے فرمایا کہ اگر یہ ایسا مرحلہ سخت و
صعب ہے کہ جان کے جانے کا خوف ہے تو نہ جائیے حفاظت جان ضرور ہے آپ کی ذات سے جملہ امور کا انصرام
و انتظام ہے اور بہت مردان لشکر اعلیٰ و ادنیٰ آپ ہی کے دم سے وابستہ ہیں بغیر آپ کے یہ جمعیت
درہم و برہم ہو جائے گی صاحبقران نے عرض کیا کہ حافظ جان بشر خداوند عالم ہے سفر میں ہو یا حضر میں
بلکہ ہر ایک مخلوق کا وہی نگہبان ہے جب تک اجل نہیں آتی ہے کوئی کسی کو ہلاک کر نہیں سکتا ہے جس وقت
قضا آجاتی ہے اگرچہ قلعہ مستحکم میں بھی کوئی ہو زندہ رہ نہیں سکتا ہے بس اگر ہماری اجل آئی ہے تو یہاں بھی
بیٹھنے سے اور وہاں بھی جانے سے کسی طرح جانبر نہوں گے اور اگر حیات ہماری باقی ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ
یہاں سے حد باغ طائران سبز میں جا کر حسب ہدایت لوح طلسمی عقاب جبلی کو ہلاک کر کے مع الخیر یہاں
پھر چلے آئیں گے آپ کچھ تردد نہ فرمائیں ہمارے جانے سے متردد و محزون نہوں دعا فرمائیں بادشاہ ممدوح
نے فرمایا کہ اگر ارادہ آپ کا مصمم جانے کا ہے تو ہم بھی مع لشکر ساتھ چلیں گے تنہا آپ کا جانا اچھا نہیں ہمیں
ایسے حال میں تنہا آپ کو جانا گوارا نہیں ہے امیر باتوقیر نے عرض کیا کہ ہمکو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہے کہ
یہاں سے جانب باغ طائران سبز تنہا جاؤ لشکر کو اپنے ہمراہ نہ لو پس خلاف حکم لوح طلسمی ہم کیونکر عمل
کر سکتے ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران نیک انجام گفتگوئے صاحبقران عالی مقام سنکے
مجبوری خاموش رہے صاحبقران موصوف سب سرداران سے بھی رخصت ہو کر مرکب پر سوار
ہو کر لوح طلسمی کو اپنے گلے میں ڈال کر بسم اللہ اور آیۂ نصر من اللہ زبان پر جاری کر کے سوئے باغ طائران
سبز چلے خواجہ طیفور رکابدار ہمراہ رکاب ہوئے ہرچند صاحبقران نے منع کیا کہ ہمارے ساتھ نہ چلو یہ
مقدمہ طلسمی ثابت ہوتا ہے لوح نے تنہا جانے کا حکم دیا ہے لیکن خواجہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ یہ فدوی
و جاں نثار و خیر خواہ اکیلا ہرگز آپ کو جانے نہ دے گا خود بھی ہمراہ رکاب چلے گا صاحبقران نے
لاچار و مجبور ہو کر فرمایا اچھا ہمارے ساتھ نہ چلو پیچھے پیچھے ہمارے آنا اور جو کچھ ہم پر گذرے اسے بیان کر
بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سے کہہ دینا یہ فرما کر صاحبقران روانہ ہوئے خواجہ طیفور رکابدار بھی پیچھے

پیچھے پیچھے اپنے آقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز صاحبقران نزدیک اُس باغ کے پہونچے
دیکھا کہ صحرائے مہیب ہے اُس کی جانب دیکھنے سے ایک طرح کا خوف پیدا ہوتا ہے سناٹا ایسا ہے کہ دل کو
وحشت ہوتی ہے بلکہ زہرہ آب ہوتا ہے ہر خار دشت ہر قدم پر مانند نشتر کے نظر آتا ہے اول تو میدان ہے
اگر کچھ درخت کلان بھی ہیں تو وہ آپس میں گنجان ہیں جسوقت وہ ہوائے تند سے حرکت میں آتے
ہیں اور اُن کے پتے جنبان ہوتے ہیں اور صدا اُن سے پیدا ہوتی ہے وہ ایسی آواز مہیب ہوتی ہے
کہ پناہ بذات خدا اگر رستم پیلتن بھی سنے تو خوف سے ہلاک ہو جائے سوا اس کے صاحبقران
نے دیکھا کہ صحرا میں ہوائے تند سے جابجا گرد و غبار بلند ہو رہا ہے غبار اُٹھ اُٹھ کر سوئے فلک جاتا ہے
گویا وہ صحرا ایسا مہیب و وحشتناک ہے کہ غبار بھی اُس سرزمین وحشت سے سوئے فلک گریزان ہے
کوسوں تک نہ چاہ ہے نہ چشمہ ہے نہ کوئی پرندہ ہے الا اکثر چارپائے مانند شیر وغیرہ درندوں کے نظر آتے ہیں
صاحبقران موصوف دشت مذکور کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ طیفور گرد پا نے قریب
آکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار اگر مناسب ہو تو آپ آگے نہ جائیے یہ صحرا نہایت پر خوف و خطر ہے واسطے
اس کے کہ میں نے اکثر صحرا دیکھے ہیں مگر ایسا مہیب و پر خطر صحرا کوئی نہیں دیکھا صاحبقران نے
جواب دیا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ صحرا بقول تمہارے پر خوف و خطر ہے لیکن یہیں جانا ضرور ہے اول تو
ہمکو ترقی دین اسلام کی منظور ہے سو جب اس صحرائے جان ستان میں قدم رکھا ہے تاکہ باغ کی
سرحد تک میں جا کر موافق ہدایت لوح کاربند ہوں یہ مرحلہ سر کریں سنگ کی نرگس خشک ہو جائے
حسین سبز قبا مع اپنے ساکنان شہر کے کلمہ طیبہ پڑھکر داخل دین اسلام میں آئے دوسرے
ہم کو اہل جہان بہادر و شجاع جانتے ہیں اگر خوف جان سے اس جگہ سے آگے نہ جائیں تو اہل دنیا
ہمیں کیا کہینگے ہم خود بھی یہاں سے بے نیل مرام سوئے لشکر جانا خلاف ہمت جانتے ہیں پس
اب تم اسی جگہ قیام پذیر ہو ہم یہاں سے آگے جاتے ہیں وہ سامنے دیوار باغ نظر آتی ہے تم ہمکو دیکھتے
رہنا اگر خدا نخواستہ ہم سرحد باغ میں پہونچکر ہلاک ہو جائیں تو ہمارے پاس نہ آنا اس جگہ سے
سوئے لشکر اسلام چلے جانا اور تمام حال جو دیکھنا وہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ سے
کہدینا ہم نے تم کو مکرر تاکید فہمائش کی ہے یہ فرما کر مرکب اپنا آگے بڑھایا پھر کمان کیانی دوش سے
لے کر ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی جسکو کہ لوح پر دیکھکر یاد کر لیا تھا تین مرتبہ زبان پر
بجائے قلب جاری کر کے تیر کو چلہ کمان میں رکھکر تھوڑی راہ طے کر کے سرحد زمین باغ طائران سبز
میں قدم رکھا فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر بیٹھے صاحبقران نے طائروں کو
دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ اے غراب حبشی آگاہ ہو کہ ہم طلسم کشائے طلسم شمشیر جنبان دیکھے لوح طلسمی
پیرسکے جو ہمکو لاکہ فہیم عامل نے پردہ قاف میں جا کر اندرون طلسم شمشیر جنبان قبر میں اپنی لوح
طلسمی کو پوشیدہ کیا تھا لیکن عنایت خدا سے ہمارے ہاتھ آگئی ہم نے طلسم شمشیر جنبان فتح کیا
برق جلد و بادشاہ طلسم مذکور کو قتل کیا پھر پردہ قاف سے یہاں آکر غوغائے رعد آواز
و بیران رنج ابر و محیط روئین تن کو حسب ہدایت لوح کے قتل کیا ہر چند کہ وہ طلسم بند
تھے مگر اسی لوح کی ہدایت سے ببرکت اسمائے الٰہی اُن کو بھی قتل کیا اب یہاں ہم آئے ہیں تجکو
بھی مسخر کرینگے فہیم عامل دنیا سے جا چکا ہے تجکو بھی اسی کے پاس روانہ کرینگے بہت دنوں
تو نے زندگی کی اب اجل تیری آگئی ہے ہوشیار ہو جا ہم تجکو قید زندگی سے آزاد کرنے کو یہاں آئے

آگئے ہین یہ سنکے اُن مین سے جو طائر سبز رنگ سب طائرون سے بڑا تھا اُس نے جانب امیر باتوقیر
پہ نظر تند و تیز دیکھکر منقار اپنی وا کرکے کہا افسوس افسوس افسوس ابھی وہ طائر منقار کھولے صدائے
افسوس دے رہا تھا کہ صاحبقران نے بسم اللہ کہکر کمان کو کھینچکر حلق اُس کا تاک کر تیر مارا قدرت
پروردگار عالم سے وہ تیر مین اُسکے حلق مین لگا اور اُس کی پشت سر سے نکل گیا طائر مذکور نشانہ
تیر مذکور ہوکر دیوار باغ سے بالائے زمین گرکر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ طائران
سبز جو دیوار باغ پر بیٹھے تھے وہ زمین پر لوٹ کر بصورت جن ہوکر روبروئے صاحبقران آکر بادب
سلام کرکے یون ملتمس ہوئے کہ اے امیر عالی مقام آپ نے ہم پر از حد احسان کیا کہ قید سے رہا
کیا ایک زمانہ بعید گذرا کہ فہیم عامل نے اپنے عمل کے زور سے ہم کو اور اس غراب جنی جس کو آپنے
تیر مارکر ابھی ہلاک کیا ہے اور لاشہ اُس کا یہ پڑا ہے اس باغ مین قید و معین کیا تھا ہم سب بصورت
طائران سبز رہتے تھے تاکہ شاخ گل نرگس جو فہیم عامل نے بزور عمل تیار کی تھی سرسبز رہے اب
غراب جنی آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ہم سب اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس بھی اب
تر و تازہ نہ رہی ہوگی خشک ہوگئی ہوگی خداوند عالم ہماری رہائی کی جزا آپ کو دے دنیا مین
تا زندہ ایم بندہ ایم یہ کہکر پہلے صاحبقران پر گرے امیر باتوقیر نے اُن کے سر اٹھاکر اپنے سینے سے
لگائے اتنی دیر مین طیفور گرد پا جو دور سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا قریب آیا اپنے آقا کی ثنا کہنے لگا
بعدہٗ غور کرکے جو اُس نے دیکھا تو اُس صحرا کی صورت ہی اور ہوگئی وہ وحشت اُس کی باقی نہ رہی
صاحبقران نے ان جنون سے فرمایا کہ تم قبل ہمارے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے
پاس جاؤ ہم بھی وہان آتے ہین اور تمام حال فہیم عامل کے قید کرنے کا اُس شاہ سے بیان کرکے
کہنا کہ عامل مذکور نے ہمکو عمل کے زور سے باغ طائران مین اسواسطے اسیر کیا تھا کہ شاخ گل نرگس
سرسبز رہے کیونکہ وہ عمل جو فہیم عامل نے پڑھکر ہمکو بصورت طائران سبز بنایا تھا وہ خاص ایسا ہی
عمل تھا کہ جبتک شاخ گل نرگس ہری رہے اب غراب جنی تیر صاحبقران سے ہلاک ہوگیا
اور ہم اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس جو بالائے طاق اس قلعے مین عامل مذکور نے
رکھی تھی ہری نہ رہی ہوگی اُن جنون نے عرض کیا کہ حسب الحکم حضور ہم ابھی جاتے ہین اور جو کچھ
آپ نے ارشاد فرمایا ہے اُسے بجالاتے ہین کیونکہ آپ ہمارے محسن ہین آپنے ہمین قید سے رہا
کیا ہے یہ کہکر وہ چند جن نظر سے غائب ہوکر سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے بعد اُن کے جانے کے
امیر باتوقیر نے اُس باغ طائران مین جاکر سیر کی دیکھا کہ تمام باغ خشک ہوگیا ہے گل و غنچہ و ثمر و نہال
و نخل سب سوکھکر کانٹا ہوگئے ہین پہلے سرسبز و شاداب تھے غراب جنی کے قتل ہوتے ہی
باغ پر خزان آگئی پہلے دروازہ بند تھا غراب جنی کے مارے جانے سے باغ کا دروازہ بھی
کھل گیا صورت صحرا بھی بدل گئی ہے صاحبقران نے اس باغ طائران کو چار جانب سے دیکھکر
تھوڑی دیر وہان سیر کر طیفور گرد پا سے فرمایا کہ مقدمہ عمل بھی عجیب و غریب ہے تم نے دور سے
دیکھا ہوگا کہ قبل قتل ہونے غراب جنی یہ باغ کیسا ہرا بھرا تھا دیوار باغ سے جو درخت بلند تھے
وہ کیسے ہرے سرسبز و شاداب دکھائی دیتے تھے پھول کھلے رنگا رنگ کیسی اس باغ سے آتی تھی
جس سے دماغ معطر ہوتا تھا اب یہ باغ ویسا ہے کہ خاک اُڑ رہی ہے کوئی درخت چھوٹا بڑا ہرا نہین ہے
سب خشک ہوگئے ہین طیفور نے عرض کیا کہ واقعی پہلے یہ باغ شاداب تھا اب خشک ہوگیا ہے

بہار کا زمانہ گیا اب دو رخزان کا وقت آگیا ہے آپ نے یہ عجب کار نمایان کیا ہے اپنی جان شیرین کا کچھ
خیال نکر کے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تھا خداوند عالم نے آپ کی مدد کی جان آپ کی بچائی تیر جو
آپ نے طائر سبز کی منقار کے اندر حلق میں لگایا تھا اُس نے خطا نہ کی صد شکر خداوند عالم کہ یہ مرحلہ بھی
سر ہوگیا یہ ہمت و حوصلہ و جرأت آپ کی تھی ورنہ کوئی شخص ایسے مقام خوف و خطر میں قدم نہ رکھتا
کہ یہان جان کے جانے کا یقینی خیال تھا بلکہ آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ لوح طلسمی نے بھی ہدایت
کی تھی کہ طائر سبز کلان کو اسم اعظم الہٰی تیر پر دم کرکے لگانا اگر تیر طائر کے لگا تو خیر ورنہ پانی ہوکر بہ جاؤ گے
الحمدللہ کہ تیر کارگر ہوا یہ مرحلہ سر ہوا جان آپ کی بچی وہ شاخ گل نرگس خشک ہوگئی ہوگی کیونکہ حیات
غواب جنی تک اُس کی تازگی موقوف تھی عمل فہیم عالی یہی تھا محض اسی واسطے کیا تھا کہ جبتک
غواب جنی زندہ ہے اور بصورت طائر سبز رنگ ہے شاخ گل نرگس بھی سرسبز و ہری رہے
صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور کر دیا جو کچھ تم نے بابت اس باغ و طائر کے کہا سچ کہا
فہیم عالی نے اپنے عمل کے زور سے شاخ گل نرگس اتنی مدت دراز تک ہرا رکھ کر ہزاروں
بندگان خدا کو گمراہ کیا باوجود اس کے کہ وہ خود مسلمان تھا نہیں معلوم اُس نے پھر کیون یہ امور
خلاف کیے شاید شیطان نے اُس کو اغوا کرکے گمراہ کیا تھا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہو گی ہم اس سے
آگاہ نہیں ہیں یہ فرماکر اس باغ خزان رسیدہ سے باہر تشریف لاکر مرکب پر سوار ہو کر طیفور کو دیا
کو ہمراہ لے کر جانب قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے اثناء راہ میں جو لوح کو دیکھا سراسر اُس کو تاریک و بے نور
پایا سمجھے کہ اب لوح بیکار ہوگئی ہے جن امور کی ہدایت کے واسطے تیار کی گئی ہے وہ سب امور ہو چکے
اس وجہ سے لوح بھی تاریک ہوگئی اب یہ ہدایت کسی امر میں نہ کرے گی یہ سمجھ کر بعد خوشی و مسرت
مرکب کو جولان کرکے سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے صاحبقران تو مع اپنے عیاروں کے سوئے
قلعہ سبز نگار جاتے ہیں مگر اب

دو کلمہ داستان اُن جنون سے کہ مع دیگر حالات بیان کیے جاتے ہیں

شکل ہیں دیکھ جمال کے پہچانتے نہیں — نا آشنا بے ہیں ہمیں جانتے نہیں
ہم بھی کبھی تھے آپ کے منظور جناب — اب آپ ہم کو جانتے پہچانتے نہیں
حاضر ہیں وار نے کو میرے دل و جگر — کیون تیغ ناز شوق سے تم تانتے نہیں
بدلا نہ ہیں شتاب ہوئے دوسرے ضرور — پھر کیا خطا کہ بات مری مانتے نہیں
سب عہد بھولے دوستی وہ دن نہ رہ سکی — اپنے پرانے قول وہ گردانتے نہیں
دل دے کے ہم نے آپ کو دشمن بنایا — ان ہاں بجا ہے آپ ہمیں جانتے نہیں

جب وہ جن حسب الحکم امیر با توقیر دربار میں حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے پہونچے دیکھا
کہ وہ بادشاہ بالائے تخت حکومت بیٹھا ہے جملہ اہل دربار بمین و یسار علے قدر مراتب ڈانگل کرسی
وغیرہ پر با ادب بیٹھے ہیں دربار نہایت آراستہ ہے ہنوز وہ جن بصورت انسان خوش رو با لباس
نفیس و پاکیزہ دربار میں داخل ہوئے تھے کہ بادشاہ مذکور کو سلام بھی نہ کیا تھا کہ شاہ قلعہ سبز نگار
نے ان کو دیکھ کر برہم ہو کر [illegible]

ہمارے کیون آئے ہو کیا مطلب ہے کسی کے فرستادہ ہو یا خود اپنی کوئی حاجت ہے کہ بیان کیجے
ہو صاف صاف بیان کرو ورنہ تم کو سزاے سخت دیجائیگی کہ دربار مین ہم ایسے بادشاہ کے
بے طلب و بے اجازت چلے آئے ہو کچھ ہمارا تم نے خوف بھی نہ کیا نہایت دلیری کی انھون نے
بعد سلام کرنے کے عرض کیا اے بادشاہ آگاہ ہو کہ ہم دراصل جن ہین فہیم عالی نے ایک عمل
اس طرح کا پڑھا تھا کہ ہم سب کو بصورت طائران سبز بغرض سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کے بناکر
باغ طائران مین چھوڑ دیا تھا گویا قید کیا تھا اور وہ شاخ گل نرگس آپ کے قلعے مین بالاے طاق
رکھدی تھی جس کو آپ اپنا خداوند شاخ گل نرگس جانکر سجدہ کرتے تھے اور اب بھی آپ اسی شاخ
کو اپنا خداوند جانتے ہین فہیم عالی نے اس عمل کے کرنے سے آپ کو اور ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ
کیا تھا نہین معلوم اس باب مین اس کی کیا مصلحت تھی کہ ایک دین باطل پیدا جاری کرکے بندگان خدا کو
گمراہ کرکے مرگیا اب مقام شکر کا ہے پہلے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پردۂ قاف
مین جاکر لوح طلسمی قبر سے فہیم مانی کے کیسی تدبیر سے حاصل کرکے طلسم شمشیر جنبان کو فتح کیا بادشاہ
طلسم مذکور کو کہ نام اُس کا برق جادو تھا قتل کیا پھر پردۂ قاف سے یہان آکر ہدایت لوح
طلسمی غوغاے رعد آواز و ہیران کج ابرو و محیطار و مین تن کو قتل و ہلاک کیا کہ یہ پہ
پہلوانان نامی طلسم بند تھے بغیر ہدایت لوح طلسمی قتل نہ ہوسکتے تھے اب صاحبقران ممدوح نے
وہ باغ جس کو فہیم عالی نے بزور عمل سرسبز و شاداب ہمیشہ کیلیے کیا تھا اور ہم سب جنون کو بصورت
طائران سبز بناکر باغ مذکور مین قید کیا تھا اُسے لوح طلسمی کی ہدایت سے خشک کردیا عقاب جنی
کو جس کو کہ پہرا افسر کیا تھا اُسے قتل کیا ہے لاشہ اُس کا ابھی تک درباغ مذکور پڑا ہے باغ خشک
ہوگیا ہے رنگ دگرگون ہوگیا ہے ملاحظہ فرمائیے وہ شاخ گل نرگس بھی خشک ہوگئی ہوگی ہم حسب الحکم
صاحبقران واسطے اطلاع حال مذکور کے آپ کے پاس آئے ہین وہ جناب بھی تشریف لاتے
ہین غالبا تھوڑی دیر مین اب دربار مین داخل ہون گے حسین سبز قبا نے تمام حال ان جنون
سے سنکے متحیر و خوش ہوگئے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ حسب الحکم کرسیون پر بیٹھے شاہ مذکور نے
اسی وقت اُس شاخ گل نرگس کو جو دیکھا تو اُسے خشک پایا از حد خوش ہوکر صاحبقران کے کارہاے
نمایان پر بجاے خود تحسین و آفرین کرکے حکم دیا کہ دربار ہمارا مع تمامی شہر انواع و اقسام کی زینتون
سے ایک دو ساعت مین آراستہ ہو تاخیر نہو حسب الحکم بادشاہ دربار اور شہر بہت جلد جلد ہر قسم
کی زینتون سے ایسا مردم نے آراستہ کیا کہ شاید کسی بادشاہ سابق نے اپنے عہد حکومت مین
اپنے دربار کو اس طرح آراستہ کیا ہوگا اور اس طرح اپنے شہر کو بھی زینتون سے رونق دی ہوگی
جب دربار و شہر بخوبی تمام آراستہ ہوچکا شاہ مذکور منتظر تشریف لانے صاحبقران موصوف
کا ہوا بلکہ جلد اپنے ارکین دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ جلد بجمعیت تمامی ہمارے لشکر کے
سے باغ طائران سبز جاؤ غالبا وہ اثناء راہ مین تم کو ملین گے اُن کا استقبال باحترام و تعظیم و
تکریم کرکے یہان اُن کو لاؤ انھون نے عجب کار نمایان کیا ہے ہم سب کو فہیم عالی نے شاخ گل نرگس
طاق پر رکھکر گمراہ کیا تھا صاحبقران نے اپنی تدبیر و شجاعت سے اُس شاخ گل کو خشک کردیا ہے جو
اسرار اس شاخ مذکور کا تھا وہ ہم پر ظاہر کردیا ہے نہایت ہم پر احسان کیا ہے گمراہی سے بچایا ہے
راہ راست کی ہدایت کی ہے ایک مدت دراز سے ہم غرق بحر ضلالت تھے آج اُن کی بدولت اپنی

گمراہی سے آگاہی ہوئی ہے فہیم عالی نے ہم سے عجب بدسلوکی کی تھی ایک شاخ گل نرگس کی پرستش کرائی تھی آج روز نہایت خوشی کا ہے کہ ظاہر ہو جانے اسرار شادابی گل نرگس کا جشن کریں کے سامان جشن کے مہیا کیے جائیں گے ارباب نشاط طلب کیے جائیں گے ارکان دولت و اعیان مملکت وغیرہ تقریر بادشاہ سنکے اُسیوقت مع جملہ مردان سپاہ کے کہ تخمیناً اسی ہزار کے تھے جانب باغ طائران سبز روانہ ہوئے اثنائے راہ میں دیکھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار فرحان و شادان تشریف لاتے ہیں ہمراہ رکاب خواجہ طیفور گرد بار ہیں ارکان دولت وغیرہ نے اُن جناب کو دیکھتے ہی باادب سلام کرکے عرض کیا کہ ہم سب کو ہمارے بادشاہ نے واسطے استقبال حضور کے روانہ کیا ہے ہم سب محض برائے استقبال جناب آئے ہیں بادشاہ ہمارا منتظر تشریف آوری جناب ہے صاحبقران یہ کلمات اُن سے سنکے خوش ہوئے پھر اُن سب کے ہمراہ جانب قلعہ سبز نگار چلے چونکہ اسوقت چند ہرکارے لشکر اہل اسلام اُس جگہ واسطے بالادوی کے و نیز خبر کے آئے تھے انھوں نے تمام حال دیکھے اور بچشم یقین سنکے شکر خدا کیا بعدہٗ صاحبقران موصوف کو باادب تمام سلام کرکے اپنے لشکر کی طرف بعد خوشی و خرمی کے روانہ ہوئے لشکر میں پہونچتے ہی خدمت بادشاہ لشکر اہل اسلام میں جاکر سرِ دربار اس طرح اوصاف حمیدہ و ثنا و دعاے شاہ موصوف حسب دستور قدیم بجا لاکر خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحبقران موصوف عرض کی کہ بمصداق این نظم

کو گر دراز صولت آتش امان دہد
دست چرخ واختر بخت تو نوجوان
گنجش حکم تو بہ سایۂ چتر آشیان دہد
اعجاز موسوی بنمود ہر کجا کے
اقبال در کفت چو تو صاحب جہان دہد
ہر کو چو تیغ با تو زبان آوری کند
تا روز بوسہ بر قدم پاسبان دہد
در عہد چون تو شاہی که فضلهٔ سحاب
گاه از شہاب سوزن و گه ریسمان دہا

ہر جا که رایت از در تدبیر واشود
آن بہ که پیر نوبت خود با جوان دہد
ہر آتشے که بر سر جوے کشند راست
چوبے نحیب ولد بدست سنان دہد
در رزم رستمی تو و در بزم حاتمے
قدرت چو آب او بزبان سنان دہد
پوشیدہ زہرہ جامۂ زربفت مشتری
دستور چرخ رایت دریا و کان دہد
بادا چنانکه کسوت عمر تراقصا

ای خسروی که حفظ تو ہنگام اہتمام
تقریر بر وسادہ عکسش مکان دہد
فرماے سلطنت آنرا بود بحق
چون نبع تو چگونہ قرار جہان دہد
صد ہزار زین جہان گذر و تا زمام ملک
گردون ترا عنان قدح ہر آن دہد
در گرد بارگاہ تو کیوان شب اطاق
سنگی خرقہ ایست کہ طیلسان دہد
تا آسمان چو کسوت شب را رفو کند
کسر طراز مملکت جاودان دہد

اُسوقت عنایت خدا و کرم کبریاے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب باغ طائران سبز سے فرحان و شادان مع خواجہ طیفور گرد بار حضرت باغ طائران سبز کو فتح کرکے اس سمت تشریف لاتے تھے کہ اخبار اسلام سے حسب الحکم حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار اعیان مملکت اُس کے استقبال اُن کا کرکے بعزت و حرمت و احترام قلعہ سبز نگار کو لے گئے ہیں لہذا مبارک ہو کہ صاحبقران ذیشان بخیر و عافیت تشریف لائے ہیں اور حسین سبز قبا نے اپنے دربار و شہر کو انواع و اقسام کی زینتوں سے آراستہ کیا ہے سنا ہے کہ وہ شاخ گل نرگس جو کہ فہیم عالی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار میں رکھی تھی خشک ہو گئی ہے غالباً اب شاہ قلعہ سبز نگار موافق اقرار مطیع و فرمانبردار ہو کر دین اسلام اختیار کرے گا بادشاہ لشکر اہل اسلام خبر مندرجہ بالا ہرکاروں سے سنکے از حد شادمان ہوئے تمامی سرداران لشکر بھی بہت خوش ہوئے اُن ہرکاروں کو انعام کثیر دیا گیا اس خبر فرحت اثر سے جملہ اہل لشکر بھی شادمان ہوئے سپاہ اہل اسلام میں تو صاحبقران کے مع الخیر آنے کی سب کو نہایت خوشی ہے ہر ایک شادان ہے نذر و نیاز ہو رہی ہیں

اب حال صاحبقران و دربار حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کا لکھا جاتا ہی

جھکائے سر کھڑا ہون وار تیرا کیون نہین ہوتا
تیرے قربان قاتل سے یہ قضا کیون نہین ہوتا

اگر ہونا نہین ہی وصل اُس گل کا تو موت آئے
جو کچھ تقدیر کا لکھا ہی پورا کیون نہین ہوتا

غضب ہی بھولے پن سے نقش پر میری وہ کہتے ہین
کہو اب وصل کا جیسے تقاضا کیون نہین ہوتا

کوئی جا کر بت پردہ نشین سے پوچھدے اتنا
جو پردہ ہی تو پھر غیرون سے پردا کیون نہین ہوتا

نہین ہی مبتلا تیرا تو پھر بتلائیے مجھکو
مرا دل پھر کسی صورت پہ شیدا کیون نہین ہوتا

یہ باعث ہی کہ وہ وعدہ شکن ہرگز نہ آئے گا
مجھے یارون کے کہنے کا بھروسا کیون نہین ہوتا

ادبدلے نفس بالغ ہی اُس قاتل کا مقتل مین
وگرنہ رقص بسمل کا تماشا کیون نہین ہوتا

شناور بحر الفت کے لب گور آ نکلتے ہین
یہ ساری باتین جھوٹی ہین کنارا کیون نہین ہوتا

ہمارے ان کے یہ اک راز ہی پوچھو ذرا یارو
وہ اچھا کیون نہین کرتے ہین اچھا کیون نہین ہوتا

کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہمراہ وزیر و دانشمند و امرائے نامدار و جملہ اہل دربار کے داخل قلعہ سبز نگار ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہی جا بجا سامان خوشی و سرور ہی ہر ایک دوکان و مکان وغیرہ شہر کا طرح طرح کی زینتون سے مزین کیا گیا ہی صاحبقران شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار حسین سبز قبا مین پہونچے دربار کو بھی از حد آراستہ پایا حسین سبز قبا صاحبقران کو دیکھتے ہی کسی قدر اپنے تخت حکومت سے اٹھا پھر اپنے تخت کے برابر جو دنگل پر زر نہایت نادر و نفیس بچھوایا تھا اُسی دنگل پر بٹھایا خواجہ طیفور کو بھی موافق اپنے عہدے کے دربار مین جاگزین ہوئے جملہ اہل دربار بھی علے قدر مراتب دنگل کرسی میز وغیرہ پر بیٹھے حسین سبز قبا نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر بعد مزاج پرسی کہا کہ آپ نے کارہائے نمایان کیے ہمین آگاہی ہوئی ان جنون سے جو ہمارے دربار مین بیٹھے ہین اور آپ نے ان کو قید سے گویا رہا کیا ہی تمام حال ہمنے سنا ہی آپ کی ہمت و دلاوری و شجاعت کی تعریف ہو نہین سکتی زبان آپ کی ثنا مین قاصر ہی نہایت سلوک نیک آپ نے کیا کہ ہم کو ہدایت دین اسلام کی کر کے دین باطل سے منحرف کیا ہم کو ثابت ہو گیا کہ جو دین و آئین ہمارا ہی وہ باطل ہی آپ کا دین حق ہی شاخ گل نرگس خشک ہو گئی اسرار سرسبزی شاخ گل نرگس ہمپر ظاہر ہو گیا اب ہم کو دولت دین اسلام سے مالا مال کیجیے کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے واقع مین دین اسلام دین حق ہی آج تک ہم سب گمراہ تھے جمشیر عاملی کے کہنے اور گمراہ کرنے سے شاخ گل نرگس کی پرستش کرتے تھے اُسی کو اپنا خدا جانتے تھے اُسی کو سجدہ کرتے تھے اب اُس کے خشک ہو جانے سے یقین کامل ہوا کہ شاخ گل نرگس ایک شاخ ہی لائق خداوندی نہین ہی صاحبقران موصوف نے تقریر حسین سبز قبا سے نہایت خوش ہو کے کلمہ طیبہ تعلیم و تلقین کیا شاہ مذکور کلمہ طیبہ بصدق دل زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوا پھر جملہ اپنے دربار اور اہل شہر و اہل و عیال کو مسلمان کیا بعد حکم صاحبقران سے مساجد کی بنا جا بجا ہونے لگی دین اسلام کے آئین پر اعلیٰ ادنیٰ عمل کرنے لگے حسین سبز قبا نے اپنے راہ راست پر آنے کا جشن کیا بزم عشرت بعنوان احسن از حد تکلفات سے اور انواع و اقسام کی آرایشون سے آراستہ کی گئی اس بزم جشن مین حسین سبز قبا

نے بادشاہ و لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اسلام کو بھی شریک کیا مطیع بادشاہ و لشکر اہل اسلام ہوا
سامان دعوت و ضیافت صاحبقران و بادشاہ و لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر اسلام وغیرہ اہل لشکر کا
نہایت عنوان شائستہ سے کیا گیا بزم عیش و عشرت و جشن میں ساقیان گلپیرہن و گلبدن حسب الحکم
حسین سبز قبا کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ ہاے بلورین لیکر حاضر ہوئے جملہ اہل بزم عشرت کو
جام پر از مے صہباے گلگون دینے لگے ہر ایک مے ناب خوش ہو کر پینے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ بیان مراد
شراب سے عرق مفرح قلب ہے کہ خوشرنگ و خوشبو دار مقوی قلب و دماغ و جگر ہے اور یہی جملہ اہل اسلام
ہر ایک بزم عیش و عشرت میں نوش کرتے ہیں نہ یہ شراب مشہور کہ جس کا پینا شرعاً ناجائز ہے پس اگر کہیں
اس جلد میں اہل اسلام کی بادہ خواری کا ذکر آجائے تو خاص بادہ خواری کا خیال نہ کیا جانے بلکہ اسی
عرق مقوی قلب و دماغ کا ذہن ناظرین کے نکتہ بین میں خیال ہے الحاصل جب سب اہل بزم عشرت
شراب مذکورہ بالا کے دو دو چار چار جام پی چکے اور دماغ بادۂ ناب مذکور سے گرم ہوا ساقیان سیمین
ساق کشتیان شراب ناب کی اٹھاکر بزم عیش سے لے گئے بعدہٗ نازنینان ماہرو و نہایت خوش گلو
یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہو کر ناچنے گانے لگیں اہل بزم بصد خوشی
ناچ اور گانا ان کا دیکھنے سننے لگے محلسرا میں جب سے دختر حسین سبز قبا نے خبر تشریف آوری
صاحبقران سنی ہے اور حال فتحیابی مرحلہ باغ طائران سبز سنا ہے نہایت شادمان ہے کلمہ طیبہ بھی اپنے
باپ کے حکم سے اپنی زبان پر جاری کر چکی ہے اسی طرح وزیرزادی اس کی دختر وزیر دانشمند مسماۃ
فتانہ بہار آرا و جملہ لونڈیاں اور عورتیں بھی مسلمان ہو چکی ہیں سب کو از حد خوشی ہے خصوصاً ملکہ
حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو بدرجہ کمال مسرت ہے اپنی وزیرزادی
سے خلوت میں اکثر کہتی ہے کہ ہماری مراد دلی بر آئی اس قلعے میں صاحبقران تشریف لائے لڑائی موقوف
ہوئی ہمارے والد نے مع ہم سب کے دین اسلام اختیار کر لیا جشن اسی خوشی کا ہو رہا ہے سامان دعوت و
ضیافت کیا جاتا ہے شکر ہے خدا کا ہم سب بدولت صاحبقران مسلمان ہوئے مذہب باطل کو ترک کیا اور
مذہب اسلام کہ دین حق ہے اسے اختیار کیا ہے ہم کو بھی محلسرا میں ظہور خوشی کرنا ضرور ہے تو سامان آراستگی
بزم عشرت کر نازنینان خوبرو کو طلب کر تاکہ ہم بھی زینت آراے بزم عشرت ہو کر ناچ اور گانا نازنینوں کا
دیکھیں اور سنیں وہ عرض کرتی ہے اے ملکہ مبارک ہو کہ اب شادی آپ کی صاحبقران سے ہوگی
والد آپ کے یقین ہے کہ صاحبقران ہی سے آپ کو منسوب کریں گے جلد داغ اشتیاق وصل نکلے گا تمناے
دل بر آئے گی ایام فراق گئے زمانہ وصل قریب آیا میں حسب الحکم حضور سامان بزم عیش و عشرت کرتی ہوں
آپ بھی محلسرا میں خوشی اسی عنوان سے ظاہر کیجئے مگر اے ملکہ عالم بعد ہونے عقد کے مجھ کو نہ بھول جائیگا
کا وعدہ تو یاد فرمائیے گا ملکہ نے کچھ شرمگین اور کچھ خوش ہو کر جواب دیا او بیوقوف یہ کیا کہتی ہے ہم تجھ کو نہ
بھولیں گے بلکہ اپنے ہی پاس رکھیں گے تو گھبراتی نہیں خدا وہ دن تو دکھائے ہم نے سنا ہے کہ جس شاہزادی
کے ساتھ صاحبقران کا عقد ہوا ہے اس شاہزادی کی وزیرزادی کا نکاح ان کے یار وفادار نامی و
نامدار خواجہ طیفور گرد باد عیار سے کیا جاتا ہے شاہزادی اور وزیرزادی دونوں ایک ہی جگہ رہتی ہیں
فتانہ بہار آرا نے تیوری چڑھاکر سر جھکا کر کچھ شرماکر عرض کیا کہ اے ملکہ اس طرح سے مجھ کو حضور کا ساتھ
منظور نہیں ہے خدا نکرے کہ ساتھ میرا اس طرح سے ہو چار روپیہ کے پیادے لنگوٹے عیار مکار سے میرا
عقد ہو حالانکہ وہ عیار جلاے روزگار مجھ پر بدل نثار ہے میرا عاشق ہے مگر اے ملکہ مجھ کو عیار کا ساتھ منظور نہوگا

یہ ذلت گوارا نہو گی آپ کی وزیر زادی ہوکر ایک عیار سے منسوب ہوں باعث میری ذلت و رسوائی کا ہو ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ مجھکو اپنے عقد کے بارے میں کیا اختیار ہو جو ہم نے قبل اس کے کیا ہو دیکھ ہی لینا اُس کا ظہور ہوگا اگر خدا نے چاہا ورنہ بغیر اللہ کے چاہے کوئی کار نیک نہیں ہوتا ہو یہ کہکر ملکہ موصوفہ خوش ہوکر خاموش ہوئی وزیر زادی مذکورہ نے سامان جشن کیا بزم عشرت مجلسرائی آراستہ کرائی نازنینان خوبرو کو طلب کیا ملکہ مذکورہ وغیرہ انہی کی ہمراز و ہم جلیس عورتیں بزم عشرت میں بیٹھیں نازنین رقص کرکے گانے لگیں اُن میں سے ایک نازنین خوش آواز نے یہ غزل شروع کی

غزل

اے دل مجھے اُس کی آرزو ہی
اُن کے مرے آج وعدہ ہی
خلوت میں ذرا تو چلکے سُن لے
ہان حور بھی یون تو خوب رو ہی
اظہار وفا یہ سچ کیسا
اب اُن کو وفا کی جستجو ہے
انصاف تیرے ستم کا او بت
اس عشق میں خاک آبرو ہی

وہ لاکھ میں ایک تندخو ہی
اُس بت کو لگا ہی حال گریہ
مطلب ہی کی تیرے گفتگو ہی
جب کام کا یہ نہیں تمھارے
کیا یہ بھی شکایت عدو ہی
کیا جلوہ کو مہر و ماہ دیکھوں
محشر میں خدا کے روبرو ہی
کیا سجدہ کرین بتون کی صورت

ہنگامہ حشر روبرو ہے
یارب ترے ہاتھ آبرو ہے
تیرا سا کسان جہان تو ہے
پھر کس لیے دل کی آرزو ہی
دل کو مرے خاک میں ملا کر
آنکھوں میں مری پسند تو ہی
شامت ہی مری جو دل لگاؤن
ہر وقت ہمارے روبرو ہی

اے رشک گل وعدہ دے جا کر
ملنے کی جو اُس کے آرزو ہی

ملکہ حسین گلگون قبا اور فتانہ بہار آرا وغیرہ جسقدر عورتیں اُس بزم میں بیٹھی تھیں سب اشعار غزل سننے لگیں بجائے خود مضمون اشعار سمجھکر تعریف کرنے لگیں خصوصا ملکہ اور وزیر زادی مذکورہ چند شعر اس غزل کے اپنے حسب حال و دل پسند سنکے بہت خوش ہوکر مطربہ کو انعام دینے لگیں وہ مطربہ بھی انعام کثیر پاکر بناز و ادا نہایت خوبی سے قاعدہ و اصول سے رقص کرنے لگی ایک ایک شعر غزل کو کئی کئی مرتبہ بتا بتا کے روبرو ملکہ کے گانے لگی یہانتک کہ اشعار تمام غزل کے گا کر غزل اُس نے تمام کی بعدہٗ اُس نے ملکہ کو عاشق طبیعت پاکر غزلیں عاشقانہ گانی شروع کیں ملکہ وغیرہ سب اشعار غزل عاشقانہ سننے لگے مجلسرا میں تو بزم عشرت آراستہ ہی جیسا کہ حال بزم عشرت تحریر کیا گیا ہو مگر اب کیفیت بزم جشن جو حسین سبز قبا نے آراستہ کرائی ہو تحریر کی جاتی ہو کہ درمیان بزم عشرت کے اکثر نازنینان خوش رو نے رقص و نغمہ کیا انعام کثیر پایا اہل محفل کو خوش کیا ازانجملہ ایک مطربہ خوبرو و ازحد خوش گلو نہایت حسین مہ جبین کم سن نوجوانی کے دن کہ جب کا حسن و جمال مشہور دور دور تھا ہزاروں خاص و عام اُس کے اوپر عاشق تھے وہ جا جو مغرور حسن عشاق کش کسی اپنے عاشق پر توجہ نکرتی تھی کسی طالب وصل کی آرزو بر نہ لاتی تھی سب کو اپنے فراق میں مبتلائے درد و بیقراری رکھتی تھی بلکہ اپنا جمال جہان آرا بھی اپنے عشاق کو نہ دکھاتی تھی حسب الحکم حسین سبز قبا مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہوکر بعد درست ہونے سازوں کے واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی جوانان اہل بزم کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی اکثر جوانان بزم عیش بھی اُس پری چہرہ کو بغور دیکھکر دل دینے پر آمادہ ہوگئے بعضے جوانان عاشق خو اُس کی صورت زیبا دیکھکر گویا از خود رفتہ ہوگئے مو جمال ہوکر سکتہ سا اُن کو ہو گیا کچھ اہل بزم چہرہ روشن اُس کا دیکھکر باہم آہستہ یہ کہنے لگے کہ یہ مطربہ کس قدر حسین ہو کیا خوب اس کا جمال ہو آنکھیں مانند چشم غزال کے ہیں پیشانی مانند ماہ تابندہ کے ہو عارض مثل گل تر

کے ہیں مژگان عجب برچھیان ہیں یا تیر دلدوز ہیں ابروے خمدار خنجر بران براے قتل عاشقان بکھنچے
ہوئے ہیں دہن مانند غنچہ تنگ کے ہر بلکہ غنچے سے بھی تنگ تر ہر گویا نظر سے معقود ہر گردن صورت
صراحی بلورین ہر شانے بازو بھرے بھرے ہیں کلائی عجب کلائی ہر کہ بغیر ان کے دستیاب ہونے کے
عشاق کو نہ کل آئی پنجۂ مرجان سے بہتر اس گل کے دست حنائی ہیں عشاق کے خون سے شاید اس
قاتل نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہیں اگر سر دست یہ دست حنائی کسی دلدادہ کے ہاتھ آئین تو عشاق
سرفراز ہو جائیں روح کو اُن کی راحت ہو دل آرام بلے سینہ وہ گنجینۂ حسن ہر کہ جس کو دیکھکر عابد بھی
دست ہوس بڑھائے تاب نہ آئے جوش شباب سینے سے نمود ہر یہ دو قمقمے بلورین ہیں یا دو ڈبیان
معجون مسی کی ہیں یا یہ دو سرکش ہیں کمر اس نازنین کی ایسی باریک ہر کہ بغور دیکھنے سے کچھ ثابت ہوتی ہر
پاؤن وہ پاؤن ہیں کہ دل عشاق کے پامال کرنے میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں مانند سبزے کے پامال کیا کرتے
ہیں چال اس کی قیامت ہر کبک دری اس کی رفتار سے محجوب ہر خوشا مقدر اُس کا جس سے یہ نازنین
ہم آغوش ہو اہل بزم تو اس مہ جبین کو دیکھ سب کے سب تھے اور باہم آہستہ اُس کے حسن و جمال کی تعریف
کر رہے تھے اور وہ بھی اہل بزم کو دزدیدہ نظروں سے بناز و ادا دیکھ رہی تھی کہ سازندون نے اُس کے
جلد جلد ساز موافق اپنی طبع کے اور خواہش دل کے درست کیے وہ نازنین واسطے رقص کرنے کے
کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ پری رو ناچنے لگی اہل بزم تھی اور لگا اُس کا بغور دیکھنے لگے
تا دیر وہ مطربہ ایسی ناچی کہ جوانان اہل بزم کے دلون کو اُس نے مانند حنا یا مثل سبزے کے پامال کر دیا
ہر ایک خوش ہوا سب نے تعریف اُس کے ناچنے کی بجائے خود کی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے
روبرو بادشاہ و لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام وغیرہ یہ غزل بخوش الحانی شروع کی غزل

دو دن کی بہار رہی نمود ہر	بلبل کی صدا یہ جا بجا سو ہر	دل میں ہر بسی ہوئی محبت	اب ورد زبان کی یہی تو ہر
سرخی نہیں نشہ کی یہ نابود	آنکھون میں چمک رہا لہو ہر	کرتے ہیں نگاہ ہون میں جاتین	کیا طرز ہر کیا ہی گفتگو ہر
میں کون ہون کیا ہو مری ہستی	اغیار کی اب تو آبرو ہر	دل میں ہے اوجب پہ ہوش	تم تیرا ہو تیری آرزو ہر
امید وفا کی بیوفا سے	کیونکر ہو وہ شوخ تند خو ہر	آنسو کی طرح گرا نظر سے	کیا ابر کی خاک آبرو ہر

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سنکے تعریف اشعار و ستائش مطربہ کی اُس حسن و خوبی سے گانے کی بجا خود
کرنے لگے جب اُس مطربہ نے غزل تمام کی حسین سبز قبا نے اُس کو انعام کثیر دیا وہ انعام لے کر رخصت
ہو گئی پھر اور ایک نازنین خوب رو مطربہ خوش گلو بزم عیش میں حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم
تماشا اُس کا سننے لگے اور دیکھنے لگے اسی طرح چار روز و شب نازنینان خوب رو رقص و نغمہ کیا کیے پانچویں
روز بھی بدستور بزم آراستہ تھی نازنینان مہ جبین رقص و نغمہ کر رہی تھیں کہ حسین سبز قبا نے
صاحبقران سے کہا کہ آپ نے ہم کو دولت دین اسلام عطا کی ہر ہم آپ کے سلوک نیک کا کیا عوض کریں
زر و مال کی آپ کو احتیاج نہیں کچھ آپ ملک و مال دوسرون کو دیتے ہیں الا ایک نور نظر پارۂ جگر کہ جسکو
ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہیں نذر کرتے ہیں امید کہ قبول کیجیے یہ کہکر جانب وزیر دانشمند اشارہ کیا
چونکہ حسین سبز قبا نے قبل اس کے اپنے مشیر سبک رو سے حال عشق صاحبقران اور اپنی دختر
کا سنا تھا وزیر مذکور سے تنہائی میں کہہ رکھا تھا کہ جس وقت ہم اشارہ کریں فی الفور ترنج خوشبو سینۂ
صاحبقران پر مارنا وزیر دانشمند نے حسب الحکم و تاکید اپنے بادشاہ کے بمجرد اشارہ کرنے کے ترنج
خوشبو سینۂ صاحبقران پر لگایا جملہ اہل دربار سمجھ گئے کہ ترنج خوشبو سینہ پر مارنا ایک رسم و قاعدہ

بادشاہان ہے کہ جس شخص کو اپنی دامادی میں قبول کرتے ہیں سر بزم اُس کے سینے پر ترنج خوشبو لگانے کا
حکم دیتے ہیں پس حسین سبز قبا نے بھی شاید صاحبقران کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہے اسی وجہ سے
دانشمند وزیر نے سینہ صاحبقران پر ترنج خوشبو اسوقت لگایا ہے یہ سمجھ کے سب شادمان ہوئے امیر
باتوقیر نے بھی خوش ہو کر سر اپنا جھکا لیا دانشمند وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران عالیشان
مبارک ہو کہ ہمارے بادشاہ نے آپ کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہے صاحبقران نے مسکرا کر خاموشی اختیار
کی کچھ جواب نہ دیا خاموشی سے صاف ظاہر ہو گیا کہ منظور ہے خواجہ طیفور گردیا یہ رنگ خوشی و شادی دیکھکر
پہلے تو خوش ہوئے بعدہ جانب وزیر دانشمند دیکھنے لگے چونکہ وزیر مذکور کو یہ قاعدہ معلوم ہو چکا تھا کہ
جس شاہزادی سے صاحبقران اپنا عقد کرتے ہیں اُس شاہزادی کی وزیرزادی صاحبقران کے عیار
سے منسوب ہوتی ہے پس بنابرین قاعدہ مقرر دانشمند نے دوسرا ترنج خوشبو سینہ طیفور گردیا پر لگایا
خواجہ بھی بہت خوش ہوئے دل میں خیال کیا کہ عنایت خداوند عالم سے امید دلی میری بھی بر آئی آب
قتانہ بہار آرا دختر وزیر دانشمند سے ہمارا عقد ہوگا وصل محبوبہ مذکورہ حاصل ہوگا خواجہ یہ خیال
کرکے از حد خوش ہوئے اُس وقت جو نازنین خوبرو رقص و نغمہ کر رہی تھی اُس نے مبارکبادی کا نغمہ شروع
کی تمام اہل بزم بعد خوشی سننے لگے نازنین کو بار بار انعام کثیر ملنے لگا حسین سبز قبا نے زمانہ جشن مذکور
میں نجومیوں اور رمالوں کو طلب کر کے اُن سے پوچھا کہ اس ماہ میں کونسی تاریخ اور دن اور وقت واسطے
عقد و نکاح کے سعد و مبارک ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے قاعدے کے موافق عرض کرینگے پہلے
نجومیوں نے ستاروں کی نحوست اور سعادت پر نظر کر کے اور رمالوں نے زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر ڈالکر
فکر و غور کر کے متفق الرائے ہو کر عرض کیا کہ اے بادشاہ جمجاہ سکندر حشم جمشید قدم ہمکو ہمارے علم اور
قاعدے سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ پرسوں کی تاریخ سعد ہے کیونکہ ماہ و مہر ایک برج میں یکجا ہوں گے
قران السعدین ہے اور روز جمعہ ہے دن بھی مبارک و نیک ہے لہذا وقت شب بساعت نیک اگر عقد و نکاح
ہو تو خوب ہے مدام زن و شوہر میں دوستی و الفت و انس و محبت از حد رہے گی اور کبھی نا اتفاقی و دشمنی
باہم نہوگی حسین سبز قبا نے ان کی تقریر سنکے بہت خوش ہو کے انکو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا
جب روز جمعہ آیا موافق کہنے نجومیوں اور رمالوں کے سر بزم علما کو طلب کیا گیا عقد و نکاح صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا کے پانس کروڑ زر سرخ
وغیرہ پر بعد ایجاب و قبول کے ہوا اور عقد خواجہ طیفور گردیا کا ساتھ قتانہ بہار آرا کے ہوا مگر در باب زیادتی
مہر کے خواجہ طیفور گردیا نے انکار کیا تا دیر مقدمہ مہر میں گفتگو ہوئی خواجہ نے اپنی ناداری ظاہر کی آخر کار
صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ زر نقد ادا مہر ہم تم کو دینگے تم اسی زر کثیر کو ادائے مہر میں دینا
خواجہ نے عرض کیا کہ اگر آپ دینے میں سہو فرمائیں تو میں غریب و محتاج کیا کروں گا ادائے مہر کیونکر کروں گا
لہذا اسیوقت زر مہر مرحمت ہو تاکہ دل کو میرے اطمینان ہو جائے امیر باتوقیر نے ہنسکر زر کثیر مہر معین
خواجہ کو دلوا دیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر لے کر اپنی زنبیل میں رکھکر کہا کہ داداجان اس روپے کو
بہت حفاظت سے رکھیے گا کوئی روپیہ اس میں سے کم نہونے پائے بلکہ کوئی روپیہ گھٹنے بھی نہ پائے ورنہ
میرا نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ جو زر کثیر ہمنے تم کو دیا تھا وہ کیا کیا خواجہ نے عرض کی
کہ وہ روپیہ موجود ہے دیدیا جائے گا ابھی جلدی کیا ہے اہل بزم گفتگوئے خواجہ پر ہنسے صاحبقران
بھی مسکرائے حسین سبز قبا بھی بے اختیار متبسم ہوا دانشمند وزیر بھی خواجہ کی تقریر سے محظوظ ہوا

مستکر ایا ناظرین پر واضح ہو کہ مؤلف و مصنف گلستان باختر نے بخیال طول تحریر دیگر رسومات شادی کے سامان کو مثل مانجا و ساچق و حنابندی وغیرہ کے ترک کیا ہے فقط حال عقد صاحبقران و خواجہ طیفور گردپا خلاصہ طور سے تحریر کیا ہے الحاصل جب عقد و نکاح شاہانہ طور سے صاحبقران کا ہو چکا اور نازنینان خوبرو نے سر بزم مبارکباد گا کے زر کثیر انعام میں پایا جب شب عقد نصف سے کچھ گذری تو امیر با توقیر و خواجہ طیفور گردپا بزم شادی سے حسب الطلب محلسرا میں گئے امیر با توقیر بعد رسوم نسوان اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا کے پاس گئے اور خواجہ اپنی زوجہ فتانہ بہار آرا کے نزدیک گئے جب دونوں عاشق و معشوق یکجا ہوئے وصل سے شادکام ہوئے مراد دلی بر آئی صبح کو صاحبقران و خواجہ داخل حمام ہوئے غسل کیا لباس پاکیزہ زیب تن کیا اس روز رسم چوتھی کی بھی شاہانہ طور سے ہوئی فقرا و غربا کو اس شادی میں دونوں طرف سے زر کثیر دیا گیا ملازموں کو حسب قدر مراتب انعام اور جوڑے دیے گئے خلاصہ یہ کہ دونوں جانب اس شادی میں لاتعد و بے انتہا روپیہ صرف ہوا اور نہایت حسن و تکلف اور دھوم سے بطور شاہانہ ہر ایک رسم شادی کی کی گئی چوتھے روز حسین سبز قبا نے صاحبقران سے کہا کہ اب یہ شہر و تخت و تاج آپ کا ہے یہ بھی ہم نے اسوقت دیدیا صاحبقران نے کہا کہ اس ملک و تاج و تخت کی ہمیں احتیاج نہیں ہے یہ تاج و تخت شاہی آپ کا آپ کو مبارک ہو حسین سبز قبا نے صاحبقران کی اس سیر چشمی پر بجائے خود ثنا کی اور بزم عشرت و عیش موقوف کی بدستور اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کیں بعد چند روز کے صاحبقران نے حسین سبز قبا سے کہا کہ اب آپ ہم کو رخصت فرمائیں ہمیں یہاں سے جانب طلسم زلزلہ جانا ہے اس طلسم کو بھی اگر خدا نے چاہا تو فتح کریں گے اب تک تو طلسم مذکور تک پہنچ گئے ہوتے اگر ان قلعہ سرخ و زرد اور یاقوت رنگ پر جنگ و جدال واقع نہ ہوتی حسین سبز قبا نے کہا معلوم ہو کہ نام اس شہر کا شہر حسن آگین ہے یہاں کے زن و مرد نہایت خوبصورت شرمگین و باحیا ہوتے ہیں خصوصاً عورتیں یہاں کی بہت صاحب عصمت و عفت و باحیا ہوتی ہیں اپنے شہر سے کہیں دور جانا گوارا نہیں کرتی ہیں میری دختر نیک اختر بھی یہاں سے سوئے طلسم زلزلہ جانا قبول نہ کرے گی لہذا اپنے عزم کو موقوف سمجھیے سوا اس کے دل کو گوارا نہیں کہ آپ سے جدائی ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو اجازت جانے کی دیں دیدہ و دانستہ جانب طلسم زلزلہ رخصت جانے کی دیں چندے یہاں قیام پذیر ہو جیے ہم بھی یہاں سے سامان سفر کر کے آپ کے ساتھ سوئے طلسم زلزلہ مع اپنی سپاہ کے چلیں گے صاحبقران نے بادشاہ مذکور کے کہنے سے مجبور ہو کر برائے چندے قلعہ سبز نگار میں قیام کیا ہے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا

اب دو کلمہ داستان دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان و درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و عراق حسن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

ہوا نہ تو جو کبھی وصل گل میں زندانی	وہ خاک جانے مرا حال درد پنہانی
مجھے نصیب ہے قسمت سے زمزمہ خوانی	اگر قفس میں ہے مجھے حسرت و پریشانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی

تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

خوشی عروج پہ کرتا ہے سخت نادانی
نہ دیکھ چشم حقارت سے مرغ بستانی
ہوا مین پھر کے نہ ہو محو زمزمہ خوانی
کہ جانتا نہین آزاد حال زندانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

نہ پوچھ حال دل زار مرغ بستانی
رہون قفس مین نہ کیون صرف مرثیہ خوانی
نہین ہے قابل اظہار درد پنہانی
نہ دیدہ گل ہے نہ آب و ہوائے بستانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

مین اس چمن مین ہون وہ نامراد زندانی
فضائے باغ کہان اور کہان خوش الحانی
کہ بال بال ہے وابستہ پریشانی
شمار ہے مجھے سوز آہ پنہانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

جب جانسوز بن مہتر قران نذر کردہ شاہ مردان دنیا سے جانب ملک عدم جانے لگا تب تو اُس کی زوجہ شکوفہ حاملہ تھی زمانہ وضع حمل مین تھوڑی مدت باقی تھی جانسوز عیار نامدار نے اپنی زندگی سے مایوس ہوکر ایک پرچہ پرچہ اپنے ہاتھ سے لکھکر اپنی زوجہ مذکورہ کو دے کر کہا تھا کہ اس پرچہ قرطاس کو مانند تعویذ کے اپنے بازو پر باندھ لو اگر تمھارے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ جب سمجھدار و ہوشیار ہو تو اُس کو یہ پرچہ قرطاس دیدینا اور اگر دختر پیدا ہو تو اُسے یہ کاغذ نہ دینا میرے اس کہنے کا خیال رکھنا اب مجکو امید حیات نہین ہے عجب نہین کہ دو چار روز مین دنیا سے جانب ملک بقا روانہ ہون بعد میرے تم زیادہ تر میرے غم والم مین نالہ و فغان نکرنا گذشتگان کو یاد کرکے صبر اختیار کرنا خواہ لشکر صاحبقران مین داخل ہوکر زندگی اپنی بسر کرنا یا جہان تمھارا دل چاہے وہان سکونت اختیار کرنا اگر فضل و عنایت خدا سے تمھارے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اُس کی پرورش اور تعلیم علم مین حتی الامکان کوشش کرنا جاہل اُسے نرہنے دینا معلم کے حوالے کردینا تاکہ وہ پڑھ لکھکر لیاقت حاصل کرے اور اپنے عقائد مذہبی سے آگاہ و ماہر ہو خبردار اس وصیت پر میری ضرور عمل کرنا زوجہ جانسوز نے باشکباری و فغان جواب دیا تھا کہ خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ تم دنیا مین نہو اور مین تمھاری وصیت پر عمل کرون تم سے پہلے اگر مین دنیا سے سوئے ملک عدم چلی جاؤن تو میرے حق مین اچھا ہے پروردگار عالم تم کو زندہ و سلامت رکھے جانسوز نے کہا تھا کہ بظاہر میرا جانبر ہونا دشوار ہے اجل میری قریب آئی ہے آثار رفتنی ہویدا ہین ہمیشہ دنیا مین کون رہا ہے ایک روز سب کو مرنا ضرور ہے جب خاصان خدا دنیا مین نرہے تو پھر کون رہ سکتا ہے بہت ایسا ہوا ہے کہ شوہرون نے انتقال کیا ہے اور ازواج اُن کی زندہ رہی ہین جو حکم خدا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے تم بھی ہمارے غم مین صبر اختیار کرنا پہلے ہم تسے دنیا سے جاتے ہین یہ دنیا ایک سرا ہے اس سرا مین اتنی ہی مدت ہمارا قیام منظور خالق خاص و عام تھا اب بظاہر یہان مقیم رہنے کا نہین ہے جو اس کی خوشی بشر کو لازم ہے کہ رضائے خدا پر راضی رہے تم بھی رضاء الٰہی پر راضی رہو اشکبار و بیقرار میرے غم مین ابھی سے نہو کہ زندہ ہون بعد مرگ رو لینا مگر نہ اسقدر کہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہو یہ وصیتین کہکے دو چار دن

کے بعد جانسوز بن مہتر قران مرگیا تھا زوجہ نے اُس کی بعد اُس کی تجہیز و تکفین کے کثرت غم
سے لشکر اہل اسلام مین رہنا قبول کرکے دوسری لشکر اسلام اختیار کی تھی بعد دو چار ماہ کے اُس کے بطن
سے لڑکا پیدا ہوا تھا صورت و شکل مین بعینہ اپنے باپ کے تھا زوجہ جانسوز عیار نے نام اُس طفل کا
دلسوز رکھا تھا جب وہ فرزند پرورش مادر سے پانچ چھ سال کا ہوا اُس کی مادر نے موافق وصیت
اپنے شوہر مرحوم کے اُس کو معلم کے سپرد کردیا تھا معلم نے دلسوز کو بدلسوزی چار پانچ برس کی
مدت مین پڑھا اور لکھوا کر اس قابل کردیا تھا کہ لکھنے اور خط پڑھنے کی لیاقت اُسے حاصل ہوگئی تھی
ایک روز مادر دلسوز کو وصیت اپنے شوہر جانسوز بن قران کی یہ یاد آئی کہ قبل مرگ اُس نے
ایک رقعہ لکھکر دیا تھا اور کہا تھا کہ اس قرطاس کو اپنے بازو پر بطور تعویذ کے باندھ لو جب لڑکا تمھارے
شکم سے پیدا ہوکر دس گیارہ برس کا ہو اور کچھ پڑھنے اور لکھنے مین لئے لیاقت حاصل ہو تو یہ رقعہ ہمارا
لکھا ہوا اُسے دکھا دینا اور کہدینا کہ اے فرزند جو کچھ تمھارے باپ نے اس پرچہ قرطاس پر تمین لکھا ہی
لازم ہی کہ اُس پر عمل کرو پس بمجرد یاد آنے وصیت مذکور کے زوجہ جانسوز بن مہتر قران نے وہ
تعویذ اپنے بازو سے کھول کر اپنے فرزند کو دے کر کہا اے نور نظر پارۂ جگر دیکھو اس پرچہ کاغذ کو ہنگام
قرب رحلت تمھارے باپ مرحوم و مغفور نے اپنے ہاتھ سے لکھکر ہمین دے کر کہا تھا کہ جب ہمارا
فرزند ہوشیار ہو اور سن اُس کا دس گیارہ برس کا ہو تو یہ پرچہ کاغذ اُسے دے کر کہدینا کہ جو کچھ اس
کاغذ پر لکھا ہی اُس پر عمل کرو اب چونکہ بفضل خدا سے تمھارا سن گیارہ سال کا ہوا ہی اور مجکو بھی اب
تمھارے باپ کی وصیت یاد آئی ہی اس پرچے کو دیکھو اور جو کچھ اس مین لکھا ہی اُس پر عمل کرو دلسوز
نے وہ کاغذ اپنی والدہ سے لیکر اُسے جو پڑھا تو اُس مین بعد دعائے درازی حیات کے لکھا تھا کہ اے
فرزند دلبند آگاہ ہو کہ ہم بھی عیار تھے اور ہمارے والد بھی نامی و نامور عیار تھے نام اُن کا مشہور
جہان ہی خاص و عام اُن کو مہتر قران کہتے تھے وہ نظر کردۂ شاہ مردان تھے بعد نظر کردہ ہونے کے
وہ کبھی گرفتار نہین ہوئے ہان جب اجل اُن کی آئی اُسوقت اسیر پنجۂ قضا ہوئے تھے کبھی اُنھون نے
صورت بنکر عیاری نہین کی تھی ہمیشہ بصورت مرد عیاری کرتے تھے اور دلیرانہ سامنے دشمن
کے جاتے تھے اور بضرب بندۂ گران کام دشمن کا تمام کرتے تھے ذیجاہ و ذی وقار تھے شہر حبش کے
فرمانروا کے دلبند تھے تمکو بھی لازم ہی کہ پیشہ عیاری اختیار کرنا کسی سکھانے سے مکر و فریب یاد کرنا تم پوتے
ہو مہتر قران نظر کردۂ شاہ مردان کے اپنے باپ دادا کی طرح فن عیاری مین نام برآوردہ ہونا
ہمارا اور اپنے دادا کا نام دنیا مین روشن کرنا ہمنے بہ سون لشکر صاحبقران مین رہکر ہزارہا عیاریان
کی تمین خلعت و انعام پایا تھا نامور ہوئے تھے تم بھی مانند ہمارے اور اپنے دادا کے نامور ہونا
عیاری و مکاری مین بے مثل و نظیر ہونا خبردار اے فرزند خلاف اس تحریر کے عمل نہ کرنا فرزند وہی
فرزند ہی جو اپنے باپ دادا کے خصائل و عادات و حرکات اختیار کرے وہ پسر لائق نہین جو خلاف
اپنے آبا و اجداد کے افعال کرے اگر تم ہمارے خلف الصدق ہو تو ہماری تحریر پر عمل کروگے زیادہ
والدعا دلسوز نے جو یہ عبارت مرقومہ اُس پرچہ قرطاس مین لکھی ہوئی دیکھی اور اُسی عبارت
کو حرف بحرف پڑھا اپنی مادر سے جو کچھ اُس کاغذ پر لکھا ہوا تھا بیان کیا اُس نے آبدیدہ ہوکے اپنے شوہر
کو یاد کرکے کہا کہ اے فرزند باپ تمھارا قبل تمھاری ولادت کے کچھ زر و جواہر مجکو دے کر مرگیا تھا سو
آجتک اُسی روپیے سے مین نے اپنی زندگی بسر کی اور تمین بھی پالا پڑھایا لکھوایا اب ماشاءاللہ تم

قریب حد جوانی پہونچے ہو حصول زر کی فکر کرو وہ روپیہ ہو چکا ہے جو تمہارے باپ نے مجھے دیا تھا اب تم
اپنے پدر مرحوم کی تحریر پر عمل کر کے زر و مال بقوت بازو سے خود پیدا کرو تا کہ تمہاری اور میری زندگی
بآرام بسر ہو میں نے تم کو نہایت محنت و مشقت سے پالا ہے کمار ہے اپنے تئیں اور تمہیں بچایا ہے آبادی
شہر کو چھوڑ کر ویرانے میں جائے امن پا کر سکونت اختیار کی ہے دلسوز نے کہا کہ اے مادر گرامی آپ نے
اب یہ رقعہ مجھے دیا اگر قبل اس کے آپ مجھکو یہ تحریر دکھا دیتیں تو اب تک میں نے بہت کچھ زر و مال پیدا
کیا ہوتا خیر اب بھی حصول مال و زندگی فکر کی جائے گی اور اس تحریر پر اپنے والد مرحوم کے عمل کیا جائیگا
مگر بالفعل کچھ روپے کی ضرورت ہے سفر میں روپیہ تھوڑا ہو یا بہت ہو ضرور ہونا چاہیے ارادہ میرا یہاں سے
دور تک جانے کا ہے کچھ مال دنیا سے پاس اپنے ضرور ہونا چاہیے کہ وقت ضرورت کام آوے مادر
دلسوز نے پانچ روپے اُسے دے کر کہا کہ اے فرزند بس مال دنیا سے یہی روپیہ میرے پاس ہیں
ان کو تم لے لو اپنے پاس رکھو حق تعالے رازق العباد ہے کسی نہ کسی طور سے مجھے بھی رزق دے گا محنت
مزدوری سے میری بسر ہو جائے گی دلسوز نے وہ پانچ روپے اپنی ماں سے لے کر کہا کہ آپ کا مجھے
خیال رہے گا انشاء اللہ کہیں نہ کہیں سے مال و دولت حاصل کرکے یہاں آکر وہ دولت و مال آپکو
دے جاؤنگا آرام آپ اپنی زندگی بسر کیجیے گا اطمینان رکھیے خدا مسبب الاسباب ہے چندے زمانہ
تکلیف ہے پھر انشاء اللہ زمانہ راحت و آرام آئے گا یہ تکلیف و عسرت دور ہو جائے گی یہ کہکر لباس
اپنے تن پر آراستہ کرکے والدہ سے رخصت ہو کر اُس کو اپنی جدائی میں گریاں چھوڑ کر دلیرانہ ایک جانب
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ایک بھیڑیا چلا آتا ہے اور بھیڑیے نے بھی
دلسوز کو دیکھ کر نرم و فربہ غذا اپنی جان کر جانب دلسوز رخ کیا اس طرف دلسوز نے دل میں اپنے
خیال کیا کہ اس بھیڑیے سے اپنی جان بچانا چاہیے کوئی فکر و تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے جانبر ہوں شکار
پنجہ گرگ نہوں ہر چند کہ اس وقت ہاتھ میں کوئی حربہ کسی قسم کا نہیں ہے مگر خدا نے عقل تو دی ہے عقل
سے کوئی فکر ایسی کرنا چاہیے کہ جس سے جان بچے یہ خیال کر کے دیکھا کہ قریب ایک درخت صحرائی نہایت
کلاں ہے تنہ اُس درخت کا ایسا ہے کہ اگر دو تین آدمی دست بدست ہو کر اُس درخت کی جڑ کو آغوش
میں لینا چاہیں تو اُس درخت کی جڑ آغوش میں نہ آسکے بس اُس درخت کو دیکھتے ہی جلد قدم بڑھا کر پیچھے
اُس کے پہونچا اتنی دیر میں وہ گرگ بھی اپنے جنگل سے بار بار زمین پر خط دیتا ہوا قریب آگیا دلسوز
اُس درخت کی جڑ میں چھپا جب وہ گرگ اُس کی طرف آیا یہ گھوم کر دوسری طرف گیا اسی طرح تا دیر اُس
گرگ سے اپنی جان بچاتا رہا اور بہ رجوع قلب خدا سے واسطے اپنی جانبری کے دعا کرتا رہا مشہور ہے کہ
جب کوئی بدل رجوع جانب خدا ہو کر دعا کرتا ہے تو دعا اُس کی مستجاب ہوتی ہے دلسوز کی بھی اسی حالت
میں دعا مستجاب ہوئی زندگی باقی تھی سبب جانبری پیدا ہوا یعنی حسب اتفاق ایک سوار سامنے سے
ظاہر ہوا اُس سوار نے جو دور سے دیکھا کہ ایک لڑکے کو ایک گرگ نے گھیرا ہے دل میں اُس کے رحم آیا
فی الفور اسپ کو کوڑا مارا وہ ضرب تازیانہ سے تیز رو ہوا سوار نے جلد قریب اُس درخت کے
آکر نعرہ کیا کہ او گرگ دور ہو کیا غضب کرتا ہے ایک طفل کو شکار کیا چاہتا ہے خبردار اس طفل کو ہلاک نکرنا
میں آپہونچا میرے ہاتھ سے بچ نہ سکے گا اور دلسوز سے پکار کر کہا کہ اے طفل نہ گھبرانا میں آپہونچا
اب یہ گرگ تجھے ضرر نہ پہونچا سکیگا دلسوز نے خدا سے سوار کے کچھ سوچ کر جانب سوار نگاہ کی
کے کیا تیر تلوار رکھتے ہو گرد اُس درخت کی جڑ کے پھرتا ہے اس اثنا میں وہ سوار نیزہ بدست عنقریب

تو گیا اُسی دم اُس نعرے سے گرگ مذکور خائف ہو کر جانب صحرا بھاگا اور دلسوز نے اُس سوار سے مخاطب
ہو کر چلا کر غمگین ہو کر کہا کہ اے سوار بیہودہ کردار اسے غضب کیا تو نے کہ گرگ زردار کو نعرہ کر کے
بھگا دیا میرا نقصان کیا سوار مذکور نے متحیر و متعجب ہو کر جواب دیا کہ اے طفل کیا عوض احسان دنیا میں
بدی و شکایت ہی ہے میں نے تو رحم کھا کر گرگ سے تیری جان بچائی عوض احسانمند ہونے کے تو مجھے
شاکی ہے یہ تو بتا کہ تیرا کیا نقصان ہوا ہمارے نزدیک تیرا فائدہ ہوا کہ جان تیری پنجۂ گرگ خونخوار
سے بچ گئی از سر نو گویا تیری زندگی ہوئی دلسوز نے کہا کہ نقصان جو میرا ہوا وہ ظاہر ہے اگر تو بینا ہے تو
دیکھ لے یہ چار روپیہ پڑے ہیں ہر گردش میں ایک روپیہ مجکو یہ گرگ زردار اپنے دہن سے نکال کر
دیتا تھا ابھی چار ہی روپے چار گردشوں میں گرگ نے مجھے دیے تھے کہ تو نے آ کر اُسے بھگا دیا
افسوس ہزار افسوس کہ سو دو سو روپیہ بھی تو نے مجھے اس گرگ زردار سے لینے نہ دیے آج وہ
تمام زر و روپیہ اپنے شکم میں بھرے ہوئے چلا گیا سوار نے کہا اے لڑکے اسقدر جھوٹ بولتا ہے ایسی بات
کہتا ہے کہ جس کو عقل قبول نہیں کرتی اے کہیں گرگ بھی روپیہ اگلتا ہے کیا اُسکے پیٹ میں روپے
بھرے ہوئے ہوتے ہیں دلسوز نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او جوان نادان یہ گرگ اسی طرح کا ہے
دلیل صداقت میرے قول کی ظاہری دیکھ یہ چاروں روپے پڑے ہیں کیا ممکن نہیں ہے کہ خداوند
عالم اپنی قدرت سے گرگ ایسا پیدا کرے کہ جو دہن سے زر اُگلے اور اُس کے پیٹ میں روپے بھرے
ہوں ہر روز وہ زر اگلتا ہو ہر روز روپے شکم میں پیدا ہوتے ہوں سوار مذکور نے تقریر طفل مذکور
کی سنکے روپے زمین پر پڑے ہوئے دیکھکر دل میں کہا کہ یہ لڑکا تقریر تو ایسی کرتا ہے کہ جس کو عقل
قبول کرتی ہے بیشک خدا میں ایسی ہی قدرت ہے بلکہ اس سے زیادہ تر قدرت رکھتا ہے وہ جو چاہے کرے
یہ باتیں دل میں کر کے اُس لڑکے سے کہا کہ ہمارے طفل جو کچھ ہوا وہ ہوا میں اس حال سے آگاہ نہ تھا اب تو
گرگ کو میں نے بھگا دیا دلسوز نے کہا کہ اے سوار اب بھی اگر تو چاہے تو یہ گرگ پلٹ آئے ہر گردش میں
تیرے سامنے ایک روپیہ منہ سے نکال کر مجھے دے سوار نے پوچھا کہ گرگ کے پلٹ آنیکی کیا تدبیر ہے تو
بیان کر دلسوز نے کہا کہ تو اپنے مرکب سے اتر کر پیادہ جا کر دیکھو ابھی وہ گرگ سامنے بھاگا ہوا جاتا ہے
آواز بلند اُس سے کہو کہ اے گرگ زردار ادھر آ وہ لڑکا تجھے بلاتا ہے جب چند مرتبہ اس طرح سے تم آواز
کہو گے اور اپنی ناواقفی ظاہر کرو گے اور اُس سے معذرت کرو گے یقین ہے وہ گرگ پلٹ آئے گا
گرگ اس قسم کا ہے کہ آدم خوار مثل اور گرگ کے نہیں ہے اگرچہ بظاہر درندہ ہے لیکن کسی بشر کا گوشت نہیں کھاتا
ہے لڑکوں سے کھیلتا ہے روپے دیتا ہے سوار مذکور گفتگوے دلسوز سے فی الفور اپنے مرکب سے اتر کر گھوڑے کو
وہیں چھوڑ کر صرف تازیانہ بدست جانب گرگ آواز بلند یہ کہتا ہوا چلا کہ اے گرگ زردار میں تیرے
حال سے آگاہ نہ تھا اب پلٹ آ خطا میری معاف کر میں نے تجکو بھگا دیا واقعی بُرا کیا مگر وہ گرگ صحرائی
بعذر سوار مذکور کب سنتا تھا اُس کے بلانے سے کب آسکتا تھا بلکہ سوار مذکور کو اپنی سمت آتے دیکھکر متوجہ
ایک جھاڑی کی طرف ہوا اُسوقت سوار مذکور کو حرص حصول زر دامنگیر ہوئی دل میں کہنے لگا کہ اب یہ
گرگ زردار جھاڑی میں جاتا ہے ہم بھی مانند اُس لڑکے کے گرد جھاڑی کے ساتھ اس گرگ کے پھرو
پھریں اور ہر گردش میں اس جھاڑی کے یہ گرگ ہم کو ایک روپیہ اپنے دہن سے اگل کر دیگا اسوقت
سے شام تک کئی گردشوں میں زر کثیر ہاتھ آ جائے گا پھر خیال کرنے لگا کہ یہ زحمت کیوں گوارا کرو اس
گرگ کو کسی تدبیر سے اسیر کر کے اپنے گھر لے چلو تو اپنے گھر میں درخت کلان نیب کا ہے اُس درخت کے

گرد ساتھ اس گرگ کے اگر روز گردش کیا کروگے تو ہر روز زر کثیر اس گرگ زر دار سے ملا کرے گا
اب نوکری رسالے کی چھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کر لینا اور اگر یہ گرگ اسیر نہو سکے تو اس کو تلوار وغیرہ
سے مار ڈالو پیٹ مین اس کے جس قدر روپیہ ہو وے لو اور خوشی لیکر گھر اپنے چلے چلو زر کثیر اس تدبیر
سے ہاتھ آئیگا اپنے اہل و عیال کے حوائج مین صرف کرنا یہ خیال محال کر کے جانب گرگ مذکور چلا
گرگ جھاڑی مین چلا گیا سوار مذکور گرد جھاڑی کے پھرنے لگا اور گرگ کی اپنے ساتھ پھرنے کی آرزو
کرنے لگا تا کہ مثل اُس طفل کے مجکو بھی یہ گرگ زر دار ایک روپیہ ہر گردش مین دے جب چند مرتبہ گرد
اُس جھاڑی کے پھرا گویا اُس جھاڑی اور گرگ کے صدقے و قربان ہوا اور وہ گرگ جھاڑی سے نکلکر
ساتھ اس کے گردش کنان نہوا تو سوار مذکور کو غصہ آیا پکار کر کہا کہ او گرگ نابکار زر دار میرے ساتھ
کیون اس جھاڑی کے گرد نہین پھرتا مجکو کیون نہین مثل اُس لڑکے کے زر دیتا مین تو جوان ہون خوب
گردش کرتا ہون چند گردشین کر بھی چکا ہون تو دیکھ بھی چکا ہی کیا وجہ ہی کہ مجکو ہر گردش مین زر نہین
دیتا ہی کیا تو مجھے بوجہ وہان سے بھگا دینے کے ناراض و ناخوش ہی اگر رنجیدہ ہی تو مین تجھسے طالب عفو
تقصیر ہون خطا میری معاف کر اب جھاڑی سے نکل ساتھ میرے اس جھاڑی کے گرد گردش کر ورنہ
مجکو مار ڈالونگا خنجر سے شکم تیرا چاک کر کے تمام روپیہ جو تیرے پیٹ مین بھرا ہوا ہی نکال لونگا جان
تیری مفت جائیگی بہتر یہی ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر جھاڑی سے نکلکر ساتھ میرے گردش کر ہر گردش
مین ایک روپیہ مجکو بھی دے گرگ مذکور کب اُس سوار کی تقریر سنتا تھا اندر جھاڑی کے چھپا رہا اور
مانند لڑکے کے غصہ مین بھوکا کیا سوار تو حرص حصول زر مین پاس جھاڑی کے کھڑا ہوا تھا گرگ جھاڑی
مین پوشیدہ تھا ادھر دلسوز نے موقع سوار کے گھوڑا لے جانے کا پاکر جلد اُس عربی و تیز رو کی پشت پر
سوار ہوکر ایک گھونسا مارا اور دو چار مرتبہ پاؤن سے ٹھکرایا وہ گھوڑا اپنے سوار پشت کی موافق اراده
ایک طرف بسرعت و شتابی چلا چونکہ میدان وسیع تھا دور سے سوار مذکور نے دیکھا کہ وہی لڑکا میرے
عربی گھوڑے پر سوار ہی اور گھوڑے کو دوڑائے ہوئے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی غضبناک ہوکر چلایا
کہ او لڑکے کیا غضب کرتا ہی گھوڑا میرا کیون لیے جاتا ہی ٹھہر جا کہ مین آتا ہون دلسوز نے جواب دیا کہ او
سوار نادان و بیوقوف آگاہ ہو کہ منم دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان
یہ پہلی عیاری تھی جو مین نے کی ہی کیا فریب تجکو دیا ہی اور گھوڑا تیرا لیا ہی اب اس گھوڑے سے صبر کر مجکو یہ اب
کبھی ندونگا تو مجھے اب پا نہین سکتا اگر آئے گا تو کیا پائیگا گرد سمند بھی تو مجھے نملیگی گھوڑا لیکر مین
جانسوز ایسے عیار طرار تجربہ گذار کا فرزند ہون جو مجھسے لیتا ہون پھر نہین دیتا ہون اور یہ پہلے بھی مجھے
کہا گیا ہی کہ یہ پہلی عیاری مین نے کی ہی بھلا پہلی عیاری مین جو مال و دولت وغیرہ ہاتھ آئے اُسے دیدینا
ایسا ہی کہ جیسے مشہور ہی عوام مین کہ بوہنی کے وقت نیت کا ہونا ہے یا وہ ازبلند لیکر گھوڑے کو جولان کرتا ہوا
ایک سمت روانہ ہوا سوار کلیجہ اپنا اپنے ہاتھون سے پکڑے ہوئے نالان و گریان پیچھے پیچھے بہت دوڑا
آخر کار تھک گیا طاقت دوڑنے کی نرہی عرق مین سراپا تر ہوگیا مجبور و لاچار ہوکر آہستہ آہستہ نشان سم
مرکب دیکھتا ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او لڑکے اس سن مین تو تیری یہ چالاکی و ہوشیاری و مکر و فریب ہی آگے
جوان ہوکر تو نہین معلوم تو کیا قیامت برپا کرے گا جب ایسے زیرک کو تو نے فریب دیا اور مین بھی تیرے
فریب مین آگیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر مین بھی رسالے کا سوار ہون جہان تو جائے گا مین بھی پہنچکر
وہان پہونچونگا گھوڑا لینے ضرور ہے کہ تجھے قتل کرونگا کہ تو نے مجکو اپنے دام فریب مین پھنسایا ہی

قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ بغیر گھوڑا لیے نجاؤن گا رسالے مین جاکر رسالہ دار و دیگر جوانان
رسالہ کو کیا منہ دکھاؤن گا بڑی ذلت و رسوائی ہوگی سب رسالے کے سوار مجھے ہنسینگے رسالہ دار صاحب
بہادر مجکو بیوقوف و نالائق جان کر چہرہ میرا فرد سواران رسالہ سے کاٹ دین گے نوکری سے برطرف
ہوجاؤن گا روزگار رہتا رہے گا پھر ایسی نوکری نملے گی اہل و عیال میرے میری نوکری کی برطرفی سے
مبتلاے عسرت ہوکر ہلاک ہوجائینگے مین بھی کثرت فاقہ کشی سے مر جاؤن گا یہ تقریر کرتا ہوا سوار تو پیچھے چلا
آگاہ حال اس کا آئندہ لکھا جائے گا اگر اب حال دلسوز بن جانسوز کا لکھا جاتا ہے کہ یہ طفل بلاے
روزگار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا صحرا کو طے کرتا ہوا قریب شام ایک آبادی مین پہونچا دیکھا کہ چند مسافر
اسباب مسافرت سر و پشت پر اپنے رکھے ہوئے بہکتے ہوئے باہم چلے آتے ہین کہ شکر کا مقام ہے منزل
تمام ہوئی وہ سرا سامنے ہے آج اس سرا مین قیام کرین گے صبح کو پھر یہان سے روانہ ہون گے دلسوز
نے اُن کی تقریر سنکے کہا کہ اے مسافرو ہم بھی مسافر ہین دور سے آتے ہین چلو تمھارے ساتھ ہم بھی
سرا مین مقیم ہون گے اُنھون نے جواب دیا کہ اے طفل خوش خو تو نے اس سن و سال مین سفر اختیار
کیا اور سفر بھی تنہا کیا کیا ایسی مصیبت تجھ پر پڑی کہ اس ایام طفلی مین صعوبت سفر اختیار کی ہے دلسوز
نے جواب دیا کہ میرا قصہ طول و طویل ہے سرا مین چلو اگر مزاج میرا درست ہوگا تو بتفصیل بیان کرون گا
اسوقت تو صعوبت راہ و دوری راہ سے حواس خمسہ میرے درست نہین ہین وہ مسافر طفل مذکور کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل سرا ہوے بھٹیاریان اور بھٹیارے دوڑے ہر ایک کہنے لگا کہ اے
مسافرو آؤ ہمارے یہان قیام پذیر ہو ہر طرح کی تم کو راحت ملے گی دلسوز نے اُن بھٹیاریون کیطرف
نظر کی دیکھا کہ ایک بھٹیاری خوبصورت نوجوان کنگھی کیے ہوئے پٹیان بنائے ہوئے تیل سر مین
ڈالے ہوئے رنگین دوپٹہ اوڑھے ہوئے لہنگا کرتی بھی نفیس و رنگین پہنے ہوئے لنگا گوٹا اب سونے کا
پہنے ہوئے سر سے پاؤن تک طلائی و نقرئی اسباب و زیور مین لدی ہوئی ہے جملہ زیور تخمیناً دو تین ہزار
روپے کا ہے زیور مذکور پر نظر کرتے ہی دلسوز نے اپنے دل مین کہا کہ اس بھٹیاری نے مسافرون کی
آمدنی سے اسقدر پیدا کیا ہے کہ یہ زیور بناکر پہنا ہے پس اب لازم ہے اسی بھٹیاری کے یہان اترو اور
شب بھر یہان قیام پذیر ہوکر صبح کو یہان سے کسی طرف روانہ ہونا یہ تجویز کرکے اس بھٹیاری کے ساتھ
ہو لیا اور اس کے مکان پر مرکب سے اتر کر قیام پذیر ہوا بھٹیاری نے جلد چارپائی بچھاکر فرش مثل غالیچہ
پلنگ پر بچھاکر کہا کہ اے صاحبزادے اس پلنگ پر راحت پذیر ہو دلسوز بیٹھا بعدہ بھٹیاری مذکور
سے کہا کہ تو یہ روپیہ اصطبل دانہ واسطے ہمارے گھوڑے کے لے آؤ اور جو مناسب ہو وہ پکاؤ مگر یہ
خیال رہے کہ گھوڑا ہمارا بھوکا نہ رہنے پائے ورنہ ہمارا نقصان ہوگا بھٹیاری نے ایک روپیہ لیکر
لے لیا اور یہ وہ نہ سمجھی کہ گھوڑے کے بھوکا رہنے سے کیا نقصان ہوگا بعد ایک روپیہ دینے کے
دلسوز نے پوچھا بی بھٹیاری تمھارا نام کیا ہے اُس نے کہا کہ نام میرا پیاری ہے یہ سنکے دلسوز نے کہا
کہ ہمارا گھوڑا بمقام مناسب باندھ دو اور جلد گھوڑے کا دانہ منگواؤ اور اس کو دیدو مکرر کہتا ہون
کہ گھوڑے کو بھوکا نرکھنا ہم بھی گرسنہ ہین ہمارے بھی کھانے کا جلد سامان کرو منزل کے تھکے ہوئے
تمھاری سرا مین آئے ہین اس نے کہا کہ میان صاحبزادے جو کچھ تم نے کہا ہے مین وہی کرون گی ابھی
پیاری بھٹیاری یہ کہہ رہی تھی کہ وہ مسافر بھی جو ہمراہ دلسوز کے سرا مین آئے تھے پیاری بھٹیاری
کے یہان آئے اسباب اپنا اتار کے بیٹھے اتنی دیر مین پیاری کا شوہر آیا اُس کو پیاری نے وہ ایک روپیہ

اور جو کچھ مسافروں سے ملا تھا تمام و کمال روپیہ پیسہ دے کر کہا کہ آرد وغیرہ اشیا خرید لاؤ اور واسطے
گھوڑے کے دانہ بھی لانا وہ گیا بعد تھوڑی دیر کے دانہ وغیرہ جملہ اشیاء مطلوب و آرد و گوشت بازار
سے خرید کر لایا لیکن دانہ کم لایا گھوڑے کی خوراک سے دانہ بہت کم تھا پھر اس نے جملہ اشیا اپنی زوجہ کو
دے کر چنے بھگو کر توبڑے میں رکھکر وہ دانہ گھوڑے کو دیدیا جب گھوڑا دانہ کھا چکا پانی بھی اسے
پلا دیا دلسوز بیٹھا ہوا دیکھا کیا ادھر بھٹیاری مذکورہ نے جلد جلد واسطے سب مسافروں کے طعام
تیار کیا پھر ہر ایک کو دیا دلسوز نے کھانا کھایا بعدہ سیر و سیراب ہو کر پانی سے ہاتھ دھو کر ان مسافروں
سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہاں جاؤ گے کس غرض سے تم نے سفر کیا ہے انہوں نے تباہی و پریشان
حالی ظاہر کر کے کہا کہ ہم واسطے نوکری کرنے کے اپنے شہر سے بہزار دشواری محنت و مزدوری کرتے
ہوئے راہ میں سکتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں ارادہ ہے کہ راجہ اقبال بہادر کی خدمت میں
جا کر درخواست ملازمت گذرانیں یہ سنکے دلسوز نے خیال کیا کہ سب مسافر غریب و محتاج ہیں ان کے
پاس مال دنیا سے روپیہ اشرفی نہو گا یہ خیال کر کے چارپائی پر راحت پذیر ہوا اور قبل صبح کے بیدار
ہو کر سب کو خواب غفلت میں پا کر وہ چار روپے جو اس کے پاس تھے اپنے گھوڑے کی لید میں اٹکا کر
رکھدیے پھر اپنے بستر پر آکر لیٹ رہا جب صبح ہوئی سب مسافر بیدار ہوئے یہ بھی اپنے بستر سے اٹھا
وضو کر کے دو رکعت نماز صبح بجا لایا اتنی دیر میں پیاری بھٹیاری بھی جاگی دلسوز نے اس سے کہا کہ اے
پیاری بھٹیاری ذرا گھوڑے کی لید کو دیکھو جو کچھ اس لید میں ہو وہ لے آؤ بھٹیاری نے جواب دیا
کہ میاں مسافر گھوڑے کی لید میں کیا ہوگا سوا لید کے کچھ بھی نہو گا صبح کے وقت عبث میرے ہاتھ
لید میں آلودہ کراتے ہو تمکو اس سے کیا فائدہ ہے دلسوز نے جواب دیا اٹھکر دیکھو تو ممکن نہیں کہ
لید میں ہمارے مرکب بے مثل و نظیر کے کچھ نہو یہ وہ گھوڑا نہیں ہے کہ جو دانہ کھائے اور لید میں
اس کی مال دنیا سے نہو بھٹیاری یہ سنکے اسی گھوڑے کی لید کو جو دیکھا تو اس میں سے چار روپے پائے
متحیر ہو کر وہ روپے لیے ہوئے دلسوز کے پاس آئی اور کہا کہ صاحبزادے تمہارے گھوڑے کی لید
میں یہ چار روپے میں نے پائے ہیں انہیں لے لو دلسوز نے وہ روپے لے کر برہم ہو کر کہا کہ کیوں بی
بھٹیاری میں نے تجھے تاکید کیا تھا کہ ہمارے گھوڑے کو دانہ کم نہ دینا مگر تو نے دانہ کم دیا ہمارا نقصان کیا
یہ گھوڑا نایاب زمانہ ہے جسقدر اس کو دانہ زیادہ دیا جاتا ہے اسی قدر اس کی لید میں زیادہ روپے صبح کو
نکلتے ہیں افسوس ہزار افسوس تو نے غضب کیا ہمارے گھوڑے کو بھوکا رکھا اس نے بھی چار ہی روپے
دیے یہ کہکر محزون ہو کر سر بزانو ہو کر بیٹھا بھٹیاری مذکورہ والنے اپنے خود خیال کیا کہ ایسا گھوڑا کبھی
نہ دیکھا نہ سنا تھا آج دیکھنے میں آیا ہے یہ تو عجب نایاب گھوڑا ہے اکسیر اس کے قدم کی خاک ہے اگر یہ گھوڑا
اس ڈھنگ سے مکر و فریب و التجا ہاتھ آجائے تو کیا اچھا ہو دنیا میں مثل میرے کوئی نہ بے محنت و مشقت
روپیہ حاصل کر سکے کیمیاگری میرے آگے کچھ بھی حقیقت نہ رہے دو چار مہینے کی مدت میں مالا مال
ہو جاؤں سوداگروں اور مہاجنوں کی دولت سے بھی سوا مالدار ہو جاؤں یہ خیال کر کے اٹھی اور
دلسوز کے پاس آکر دست بستہ کہنے لگی کہ اے صاحبزادے ذرا تنہائی میں چلو مجھے کچھ کہنا ہے
دلسوز اپنے بستر سے اٹھکر بمقام خلوت گیا اس بھٹیاری نے ہاتھ جوڑ کر سر اپنا پاے دلسوز پر رکھکر
بعاجزی بسیار کہا کہ اے صاحبزادے اگر یہ گھوڑا فروخت کرو تو مجکو دیدو میں اس کو اپنے پاس
رکھوں گی دلسوز نے جواب دیا کہ اول تو یہ گھوڑا بے مثل و نایاب ہے میں اس کو نہ بیچوں گا پھر ایسا

گھوڑا لیجئے گا میرے دادا کا یہ گھوڑا ہے انہوں نے سفر کیا تھا گذران کا ایک جزیرے میں ہوا تھا
وہاں یہ گھوڑا اُن کو خوبی مقدر سے ملا تھا زر کثیر انہوں نے قیمت دے کر اس کو خرید کیا تھا بعد
میرے دادا کے یہ گھوڑا ہمارے والد کے پاس رہا بعد ان کی رحلت کے یہ گھوڑا ہمارے قبضے میں
آیا کہ ہم اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں کبھی اس کو بھوکا نہیں رکھتے ہیں جب سے یہ
گھوڑا ہاتھ آیا ہے سنا ہے کہ ہمارے دادا اور باپ نے کسی کی نوکری نہیں کی نہ کوئی پیشہ اختیار کیا اسی
گھوڑے کو دانہ زیادہ دیتے یہ گھوڑا ہر صبح چالیس پچاس روپے لید میں اپنے شکم سے نکال کر دیتا رہا
بعد ان کے ہم کو بھی اسی طرح اس گھوڑے نے ہر روز چالیس پچاس روپے دیے ہیں آج تمہارے دانہ
کم دینے کے سبب سے چالیس پچاس روپے کا نقصان ہوا اور اگر ہم اس گھوڑے کو بالفرض بیچنا بھی
چاہیں تو دنیا میں کون اس کو خرید سکتا ہے قیمت کثیر اس کی کوئی دے نہیں سکتا ہے تم بچاری اس کو
کیا مول لے سکو گی اُس نے کہا میاں صاحبزادے میں تو ایک غریب بھٹیاری ہوں مسافروں کی
خدمتگذار ہوں زیادہ مال و دولت نہیں رکھتی ہوں لیکن زیور جو سونے چاندی کا پہنے ہوں تخمیناً
ڈھائی تین ہزار روپے کا ہے اگر بعوض اس گھوڑے کے اس زیور کو قبول کرو تو حاضر ہے زیادہ میری
اوقات نہیں ہے دلسوز نے جواب دیا کہ تمہاری عاجزی کرنے سے اس زیور کو اس اقرار پر ہم قبول
کر لیں گے کہ ایک سال تک یہ گھوڑا تمہارے پاس رہے گا بعد گذرنے ایک برس کے پھر ہم اگر لینے
اس گھوڑے کو آئیں گے تو لیں گے پیاری بھٹیاری نے اپنے دل میں کہا کہ زیور اپنا دے کر لے لے
ایک ہی سال کے اس گھوڑے لینے تو بعد ایک سال کے جب یہ آئے گا تو ہم سے یہ گھوڑا کب
لے جائے گا اسوقت مصلحت یہی ہے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے اسی کو قبول کر دو یہ باتیں اپنے دل میں کہہ کے کہا کہ
میں اقرار کرتی ہوں کہ بعد ایک سال کے یہ گھوڑا دوں گی دلسوز نے کہا کہ دیکھو اس اقرار کے
خلاف عمل نہ کرنا اُس نے کہا کبھی خلاف اقرار نہ کروں گی یہ کہہ کے کڑے اور کنگن بالیاں بجلیاں ہیکل
طوق ہار ربا جھپے دھتیاں زنجیر پیڑے چھاگل انگوٹھیاں چھلے چوڑیاں . لکے ستھے پاکوں کے گچھے
وغیرہ تمام زیور اپنا اتار کر دلسوز کے حوالے کیا شخص مذکور نے وہ جملہ زیور نقرہ طلا اُس سے لیکر اپنے
قبضے میں کیا پھر کچھ طعام لذیذ اُس بھٹیاری نے پیش کش کر کے کہا کہ اس طعام لذیذ و خوشگوار کو کھا کر
اگر ارادہ جانے کا ہو تو جانا ورنہ سرا میں مقیم رہنا ہنوز دلسوز وہ طعام لذیذ کھا رہا تھا کہ شوہر اُس
بھٹیاری کا بیرون سرا سے آیا اُس نے اپنی زوجہ کو بے زیور دیکھ کر گھبرا کر پوچھا کہ کیوں ری تو نے زیور
اپنا کیا کیا اُس نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ تجھ کو دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہمارا زیور تھا جو چاہا
وہ کیا ہمیں نے اپنی کمائی سے بنوایا تھا کچھ تو نے ہمیں نہیں بنوا دیا تھا جو زیور کو پوچھتا ہے کیا کیا تو تو ہم
بچارا برائے نام ہے ہم ہزاروں مسافروں کی خدمت کر کے شب کو ان کے پہلو میں سو کے تکلیف
اٹھا کے زیور بنایا تھا تو ہی کہہ اس زیور میں کوئی انگوٹھی چھلا تیری کمائی کا بھی بنوایا ہوا تھا جو اسوقت
مجھ سے اس زیور کو اس طرح پوچھتا ہے شوہر اُس کا جواب معقول پا کر خاموش ہو رہا دلسوز نے جلد وہ طعام
خوش ذائقہ کھا کر دل میں کہا کہ اب اس سرا میں ٹھہرنا اچھا نہیں یہاں سے جلد روانہ ہونا چاہیے
مبادا وہ شوہر کہ جس کا یہ گھوڑا ہے ہم کو تلاش کرتا ہوا یہاں آ جائے یا یہ بھٹیاری اپنا زیور کسی کی
راہ سے پھیر لیوے تو اچھا نہ ہو گا یہ خیال کر کے بعد کھانا کھانے کے سرا سے نکل کر پیادہ ایک سمت
روانہ ہوا اور بھٹیاری نے بطمع زر کثیر دس سیر چنے لا کر اس گھوڑے کو کھلائے اور پانی بھی

کئی مرتبہ اُس کے سامنے رکھی گئی گھوڑا زیادہ دانہ کھانے سے بیمار ہوگیا دست اُس کو آنے لگے بیچاری
بیشاری متردد ہوئی لید میں گھوڑے کی کوڑی بھی نہ دیکھکر بلکہ اُس کو قریب ہلاکت پاکر بنہایت غمگین
اور افسوس کنان ہوئی اپنے زیور طلا و نقرہ کے اس طرح برباد و تلف ہونے کا صدمہ کرنے لگی ادہر یہان
تو بیشاری مذکورہ مبتلائے صدمہ و غم ہے گھوڑا بیمار ہے قریب ہلاکت ہے زمین پر پڑا ہوا ہے برابر دست
اُس کو آرہے ہین کوئی علاج کرنے والا اُس کا نہین ہے بیچاری بیشاری اپنے زیور کے جانے کے غم مین
مبتلا ہے مگر اب حال جانسوز عیار کے فرزند کا لکھا جاتا ہے کہ دلسوز سرا سے نکل کر ایک طرف روانہ ہوا تھا
بعد قطع راہ دور و دراز قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار اور میدان فرحت افزا میں پہونچا وہان دیکھا
ایک لشکر کثیر کے اُترنے کا سامان ہو رہا ہے بارگاہین اور خیام برپا اور ایستادہ ہو رہے ہین سرداران
لشکر اور سواران سپاہ کچھ مرکبون پر بیٹھے ہین کچھ گھوڑون سے اُتر کر ٹہل رہے ہین اُن مین ایک جوان
نہایت خوش رو و قوی بازو ہے اُس کے چہرے سے آثار شجاعت و بہادری ظاہر ہین اور ایک گنبد
جواہر کار طلائی مانند سکھپال یا مثل منڈھی کے ہے اُس گنبد طلائی جواہر کار مین شیشہ آلات نہایت گران
قیمت بطرز احسن و بعنوان خوب موقع و محل پر آویزان ہین شعاع آفتاب جو اُس پر پڑتی ہے تو وہ گنبد
طلائی جواہر کار مانند آفتاب کے منور ہو رہا ہے نظر اُس گنبد پر اسی طرح نہین ٹہرتی ہے جس طرح کوئی
آفتاب کو بخوبی دیکھ نہین سکتا ہے اُسی طرح کوئی اُس گنبد طلائی جواہر کار کو بھی دیکھ نہین سکتا ہے نظر
خیرگی کرتی ہے کیونکہ اول تو وہ گنبد طلائی ہے اُس پر ایسے جواہرات بیش قیمت مانند لعل و یاقوت و عقیق و
زبرجد و پکھراج وغیرہ کے نصب ہین کہ ان کی چمک سے اُس گنبد طلائی کو بخوبی دیکھنا ممکن نہین ہے سوا
اس کے کہ جو اُس گنبد کے اندر شیشہ آلات لگا ہے اُن کی بھی ضو اور چمک از حد ہے درمیان مین اُس
گنبد کے ایک درویش لباس نادر و نفیس و پر ضو شاہانہ پہنے ہوئے موتیون کے مالے گلے مین ڈالے
ہوئے بالائے سر کلاہ درویشی بصورت تاج جواہر نگار رکھے ہوئے بیٹھا ہے اُس گنبد کو چند کہار دوش پر
اپنے اٹھائے ہوئے ایستادہ ہین درویش موصوف ریش سفید و دراز رکھتا ہے چہرہ اُس کا مانند آفتاب
کے تابان ہے ہاتھ کی انگلیون مین اس کے انگوشیان جواہرات بیش بہا کی ہین وہ درویش بھی جانب
سبزۂ شاداب دیکھ رہا ہے دلسوز بن جانسوز نے اُس لشکر اور اس جوان رشک رستم پیلتن اور اُس
درویش کو دیکھکر ایک سوار لشکر سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے اور یہ جوان خوش رو قوی بازو کون ہے اس
نام کیا ہے اور نام اس درویش کا کہ جو اس گنبد طلائی مین بیٹھا ہوا ہے کیا ہے اور یہ لشکر کہان سے یہان آیا
ہے اور کہان جائے گا اُس سوار نے کہا کہ یہ لشکر دراصل فرامرز ثانی کا ہے اور بادشاہ اس لشکر کا عمان
شاہ ہے دیکھو وہ عمان شاہ بالائے تخت زرین تاج بر سر رکھے فرمانروائی در بر کئے بشوکت شان
بیٹھا ہوا ہے جس کے تخت کو چند کہار عمدہ و نفیس وردیان پہنے ہوئے اٹھائے ہین اور وہ جوان
خوش رو قوی بازو فرامرز ثانی ہے شجاع و بہادر ایسا ہے کہ یکہ روزگار ہے دراصل سپہ سالار اور
بادشاہ لشکر یہی جوان ہے اور نام اس درویش گنبد نشین کا درویش آفتاب صورت ہے وجہ تسمیہ
یہ ہے کہ ان کا چہرہ پر ضو ایسا ہے کہ کوئی اچھی طرح ان کی صورت پر نظر نہین کر سکتا ہے اور لشکر شہر ثانیہ
سے یہان تک آیا ہے اب فروکش ہوگا کل یہان سے جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ روانہ ہوگا سنتا ہے کہ لشکر صاحبقران موصوف کا جانب طلسم زلزلہ جاتا ہے ہنوز اثنائے راہ مین ہے
یہ کہکر اُس سوار نے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے کہان سے یہان آیا ہے اب کہان جانے کا ارادہ ہے

دلسوز نے جواب دیا کہ نام میرا اطرار ہے دور و دراز سے یہان آیا ہون غریب و مسکین و یتیم اور
فاقہ کش ہون کہین جانے کا ارادہ نہین ہے بلاے عُسرت مین مبتلا ہون دام مصیبت مین پھنسا ہوا
چاہتا ہون کہ ان درویش گنبد نشین تک جاؤن کچھ اپنا حال تباہ و خراب سے اطلاع دے کر خواہان
اعانت ہون شاید یہ درویش باکمال میرے حال پر مہربان ہو کر اس عُسرت مین میرے دستگیر ہون
ابھی فرزند جانسوز اس سوار سے ہم سخن تھا کہ یکم درویش گنبد نشین کہارون نے وہ گنبد طلائی
جواہرکار اپنے کاندھون سے اتار کر بالاے زمین رکھا سوار مذکور نے دلسوز پر رحم کہا کر کہا کہ اے
لڑکے اگر تجکو عرض حال کرنا منظور ہے تو جا یہ وقت خوب ہے کہارون نے گنبد طلائی دوش سے اتار کر
بالاے زمین رکھدیا ہے درویش آفتاب صورت گنبد مین ابھی بیٹھے ہوئے ہین میر سبزہ زار پہونچے
ہین تھوڑی دیر مین داخل بارگاہ ہون گے بارگاہ ان کی استادہ ہو چکی ہے دلسوز یہ سنکے سامنے
درویش موصوف کے گیا باادب جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے سراپاے طفل مذکور پر نظر
کر کے پوچھا کہ او لڑکے کیا چاہتا ہے مضطر و بدحواس و پریشان کیون ہے نام تیرا کیا ہے دلسوز نے
سر جھکا کر کہا کہ نام میرا اطرار ہے مبتلاے دام عسرت ہون غریب و یتیم ہون تنہا ہون چاہتا ہون کہ
آپکے مریدون مین داخل ہو کر آپ کے ہمراہ رہون شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون اور فیض
کرامات جناب سے مین بھی کامیاب ہون اسیوقت آپ سے بیعت کرون دلسوز نے جو درد آواز
سے پر درد ناک تقریر کی درویش موصوف کو اُس کے حال پر رحم آگیا اُس کی عرض کو قبول کر کے کہا
کہ تو ہمارے لشکر مین ہمارے ساتھ رہا کر دلسوز نے ہاتھ اپنا واسطے بیعت کے بڑھایا اور درویش
نے ہاتھ اپنا دست دلسوز پر مارا دلسوز نے وہ انگوٹھی جواہر کی جو سب انگوٹھیون سے بہتر اور
قیمت مین برتر تھی اس طور سے انگشت درویش آفتاب صورت سے اتار لی کہ درویش موصوف
کو مطلق خبر نہوئی جب دلسوز بیعت کر چکا شاہ صاحب نے خوش ہو کر کہا کہ اے مرید مین اب
عسرت تیری دور ہو جائے گی ہم تجکو تربیت و تعلیم دقائق و غوامض علوم فقیری کرین گے ہمارے
برکات فیوض سے محروم نرہے گا جا اُس خیمے مین جو ہماری بارگاہ کے قریب ایستادہ ہے یہ کہکر اشارہ
اُس خیمے کی طرف کیا دلسوز سلام کر کے اس خیمے کی طرف چند قدم جا کر درویش ممدوح کی نظر بچا کر
لشکر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوا درویش موصوف بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اُس گنبد طلائی
جواہرکار سے نکلکر ہمراہ فرامرز ثانی کے داخل بارگاہ ہوا احسان شاہ بھی اپنے تخت زرین سے
اتر کر اپنی بارگاہ مین ہمراہ سرداران سپاہ کے گیا پھر ہر سرداران لشکر اپنے اپنے بارگاہ خیمے مین داخل
ہوئے جملہ سوار بھی مرکبون سے اتر کر مرکبون کو سائیسون کے حوالے کر کے خیام مین گئے سلاح جنگ
تن سے دور کر کے اپنے اپنے بستر آرام پر جا پڑے ہوئے درویش آفتاب صورت نے داخل بارگاہ ہو کر
ہنگام شام برائے نماز مغرب وضو کرنا چاہا وقت وضو کرنے کے ایک انگشت اپنی انگشتری الماس
سے خالی دیکھکر متحیر ہو کر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوئے بعد دیر کے خیال کیا کہ وہی لڑکا جو آج میرا
مرید ہوا ہے وہی وقت بیعت کرنے کے میری انگلی سے انگوٹھی اتار لے گیا ہے غضب کا چالاک و ہوشیار
و عیار لڑکا ہے کہ مجھ ایسے عیار نامدار کے ہاتھ سے انگوٹھی اس طرح اتار لے گیا کہ مجھکو خبر بھی نہوئی یہ
خیال کر کے حکم دیا کہ اُس لڑکے کو ہمارے روبرو لاؤ جس نے ہم سے بیعت کی تھی ملازمون نے
ہر چند تلاش اُس کی کی لیکن کہین لشکر مین اُس کو نپایا آخرکار درویش ممدوح نے مجبور ہو کر ان ملازمون

عرض کیا کہ ہمنے ہر چند حسب الحکم تمام لشکر مین اُس طفل کی تلاش کی مگر وہ لڑکا نہ ملا لعین لشکر سے چلا گیا
درویش موصوف نے یہ سُنکے اپنے دل مین کہا کہ اس سن و سال مین تو یہ لڑکا ایسا چالاک و دزد کامل ہے
جوان ہوگا تو قیامت ہی برپا کریگا عیارون مکارون کے کان کاٹیگا نہین معلوم یہ لڑکا کس کا تھا
کہان سے آیا تھا اور اب کہان گیا یہ باتین دل مین کرکے درویش موصوف نے بعد وضو نماز مغرب مین
پڑھی شب بلشکر اُسی جگہ فروکش رہا صبح کو حکم عمان شاہ سے صمصام تیغزن دس ہزار سوارون کی
جمعیت سے اثاله بارگاہ و خیام کا لیکر آگے روانہ ہوا بعد جانے صمصام تیغزن کے درویش آفتاب
صورت و فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ مع جملہ مردان سپاہ کے روانہ ہوے دلسوز جو لشکر
عمان شاہ سے لشکر آگے روانہ ہوا تھا اثناء راہ مین زمانہ شب کا آگیا تاریکی شب سے اور خستگی مسافت
راہ سے آگے جانا مناسب نجان کر نیچے ایک درخت کے وہ تمام زیور طلا و نقرہ و جواہر اسے لایا تھا دفن
کرکے اُسی درخت پر جاکر بیٹھا کیونکہ خوف تھا درندون اور گزندون سے بہت بعد جب صبح کاذب
نمایان ہوئی جلد درخت سے اترکر قریب چشمہ جاکر وضو کرکے نماز صبح پڑھکر جو کچھ اُس کے پاس طعام تھا
اُسے تناول کرکے اُسی چشمہ سے سیراب ہوکے زیر درخت آکے وہ زیور زمین سے نکال کر ارادہ
آگے جانے کا کیا تھا کہ دور سے آثار آمد لشکر ظاہر ہوئے گرد و غبار بلند دیکھا جب اُس غبار کو دست
باد تند نے پارہ پارہ کیا دیکھا کہ ایک سردار دس ہزار سوارون کی جمعیت سے اثاله بارگاہ و خیام کا
لیے آتا ہے دیکھتے ہی اُس لشکر کے دلسوز اُس جگہ سے بعد شتابی آگے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
شہر مین داخل ہوا مردمان شہر سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے بادشاہ یہان کا کون ہے کیا مذہب رکھتا ہے
اُنھون نے کہا کہ اے لڑکے کیا تو تازہ وارد ہے اس نے جواب دیا کہ ہان اسیوقت اس شہر مین داخل
ہوا ہون اسی وجہ سے ناواقف ہون اُنھون نے کہا آگاہ ہو کہ نام اس شہر کا خراقیہ ہے حاکم یہان کا
عراق آہن کلاہ ہے نہایت شجاع و بہادر ہے فنون سپہ گری پہلوانی سے خوب ماہر ہے مذہب اُس کا
بلکہ تمامی اہل شہر کا لات پرست ہے تین لاکھ سپاہ ہمارے بادشاہ کی آزمودہ کار ہے حالانکہ اکثر سرداران
سپاہ ہین لیکن دو سردار مسمیان پیران بر سوار و اسفندیار روئین تن ایسے نامی و نامور و
بہادر شجاع ہین کہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہین دلسوز نے پوچھا کہ لشکر کا و تمہارے شاہ کا
مکان ہے یہان سے کتنی دور ہے اُنھون نے کہا کہ یہان سے نزدیک ہے وہ سامنے قلعہ سربفلک کشیدہ ہے
اس قلعے مین کچھ لشکر ہے کچھ بیرون قلعہ خیام و بارگاہ مین فروکش ہے ایک سردار سپاہ مع سپاہ قلعے مین
رہتا ہے اور ایک سردار بیرون قلعہ مع لشکر قیام پذیر رہتا ہے بادشاہ ہمارا مکانات شاہی سے ایک
مکان مین رونق افزا ہے دلسوز تمام حال دریافت کرکے طرف اُسی قلعے کے روانہ ہوا بعد قطع راہ
در قلعہ مذکور تک پہونچا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم ہے بیرون قلعہ دور تک خیام استادہ ہین درمیان
خیام ایک بارگاہ ہے در بارگاہ پر ایک سردار شور رفتار بالاے کرسی زرنگار بیٹھا ہے یمین و یسار اسکے
بہت سرداران لشکر ماتحت اُس افسر کے چوبی کرسیون پر بیٹھے ہین سواران سپاہ بھی اکثر اُس کی گرد
ایستادہ ہین دلسوز نے آگے بڑھکر قریب اُس سردار کرسی زرین نشین کے جاکر با ادب سلام کیا اُس نے
پوچھا کہ او لڑکے کہان سے آیا ہے کیا تیرا مطلب ہے دلسوز نے جواب دیا کہ مین ایک یتیم و مبتلاے دام غربت
ہون تازہ وارد ہون اپنے شہر سے خوبی اس شہر کی اور یہان کے بادشاہ کی سنکے آیا ہون آپ کبھی
خیرخواہ ہون چاہتا ہون کہ آپ تک سنون یہ قلعہ قبضہ دیگران مین نجاے اسفندیار کج کلاہ نے پوچھا کہ

سے لڑکے کیا تو دیوانہ ہوا جو ایسی باتیں کرتا ہے بھلا مجھے کون قتل کر سکتا ہے اور یہ قلعہ کون لے سکتا ہے
اگر تو ہمارا خیر خواہ ہے تو کوئی خیر خواہی کر دعویٰ با دلیل اچھا ہوتا ہے دلسوز نے کہا کہ جو میں نے دعویٰ
خیر خواہی کیا ہے خلاف نہیں کیا ہے دلیل دعوے یہ ہے کہ میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ ایک بادشاہ مع لاکھ
سواروں کی جمعیت سے ادھر آتا ہے اوس کے لشکر کا ایک سردار اتالہ اوس کی بارگاہ و خیام کا لیکر دس ہزار
سواروں کی جمعیت سے آگے آگے اپنے بادشاہ کے ادھر آتا ہے عجب نہیں کہ دو تین ساعت میں
وہ سردار لشکر داخل شہر ہو کر اس قلعے پر قبضہ کرے اور آپ کو ہنگام جنگ قتل کرے یا دشاہ کو بھی
تمہارے قتل یا اسیر کرے کیونکہ وہ سردار شجیع و آزمودہ کار ہے اسفندیار بحکلاہ نے یہ خبر سنکے
کہا کہ اے پسر اگر یہ خبر صحیح ہوئی جو تونے دی ہے تو کیا سزا اس کی دلسوز نے عرض کیا کہ آپ کو سزا
دینے کا اختیار ہے جو چاہیے گا سزا سخت دیجیے گا اسفندیار بحکلاہ طفل مذکور کو صادق القول
جان کر اسی وقت اپنے لشکر سے چیدہ و منتخب دس ہزار سواران جنگی و آزمودہ کار اپنے ہمراہ لے کر
مرکب دونکا پیکر مسلح ہو کر سوار ہوا اور دلسوز ساتھ لے کر جانب لشکر عمان شاہ ولایت روانہ ہوا بعد
قطع راہ دراز کے صحرا میں پہونچکر دیکھا کہ واقعی ایک سردار شورشعار پیش خیمہ عمان شاہ کا اتالہ مع
دس ہزار سواروں کی جمعیت سے لیے ہوئے آتا ہے دیکھتے ہی دلسوز سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے
لڑکے واقعی تونے جو خبر دی تھی سچ دی تھی میں تجھکو انعام کثیر دونگا کیونکہ اگر تو خبر نہ دیتا تو واقعی
غفلت میں یہ لشکر مع لشکر عمان شاہ قلعے میں داخل ہو جاتا اور باعث خرابی شہر کا ہوتا بیشک تو ہمارا
اور ہمارے بادشاہ کا خیر خواہ ہے یہ کہکر آگے بڑھکر نعرہ شیرانہ کرکے پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہے
تیرا کیا نام ہے اور ادھر آنے کا ارادہ کیا ہے مطلب کیا ہے آیا واسطے ملک گیری کے تیرا بادشاہ آتا ہے یا اور
کسی وجہ سے صمصام تیغزن نے جواب دیا کہ اے مغرور نام میرا صمصام تیغزن ہے ایک سردار
ہوں سرداران سپاہ شاہ عمان ذیوقار سے پیش خیمہ بادشاہ موصوف میرے ہمراہ ہے بادشاہ ہمارا
عقب میں ہمارے مع لشکر کثیر و سرداران بے نظیر آتا ہے ارادہ ہے کہ اس طرف سے جانب لشکر
صاحبقران ابن سلطان کیوان شکوہ کے جائے سنا ہے کہ لشکر صاحبقران موصوف اثنائے راہ
طلسم نوڈلہ میں فروکش ہے اسفندیار بحکلاہ نے جواب دیا کہ خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا ادھر سے
تجھکو اور تیرے بادشاہ کو ادھر جانے کی نسبت بہتر یہی ہے کہ اس طرف سے ارادہ جانے کا نکرو ورنہ
پچھتاؤ گے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے صمصام تیغزن نے برہم ہو کر نعرہ غیر آسا کرکے جواب دیا کہ
او نابکار تجھے کیا ہو گیا ہے اور کیا قتل کرے گا تیری حقیقت کیا ہے میں اپنے بادشاہ کے حکم سے
اسی طرف سے جاؤنگا اگر تو سد راہ ہوگا تو پچھتائے گا میں بھی تجھسے پرخاش یا جنگ کا نہیں رکھتا ہوں
ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اگر ارادہ جنگ ہوگا تو تجھسے مقابلہ و مجادلہ کرونگا اپنی تیغ آبدار سے
تجھکو قتل کرونگا اسفندیار بحکلاہ نے تقریر صمصام تیغزن کی سنکے ازحد غضبناک ہو کے مرکب
اپنا آگے بڑھا کر کہا کہ او سرکش اگر دعوی بہادری ہے تو مجھ سے مقابلہ کر دیکھوں تو مجھے قتل کرتا ہے یا
میں تجھکو قتل کرتا ہوں صمصام تیغزن دلیرانہ اوس کے سامنے آیا اسفندیار بحکلاہ نے فن نیزہ بازی
دکھا کر گھوڑے کو اپنے کاوے پہ ڈال کر حریف کو اپنے منظر قہر دیکھ کر سینہ تاک کر نیزہ سر تیز بقوت تمام
بالائے سینہ صمصام تیغزن لگایا ادھر اس بہادر نے بفن نیزہ بازی نہایت چالاکی و خوبی سے سنان
نیزہ اوس کی اپنی سنان نیزہ پر روکی دو سنانوں کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں نو

دیکھنے والون کو گویا یہ ثابت ہوا کہ دو مار سیاہ یا دو اژدر زبانین اپنی نکالے ہوئے باہم منھ سے منھ
ملائے ہوئے شعلہ فشان ہین اسفندیار رجگلاہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ حریف میرا فن نیزہ بازی
سے خوب ماہر ہو وار میرے نیزے کا نہایت خوبی سے اُس نے روکا ہو اگر فن نیزہ بازی سے ماہر بخوبی
نہوتا تو میری ضرب نیزہ روک نہ سکتا ابھی سر دار سپاہ مذکور اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی حریف
انعا فاکر رہا تھا اہل لشکر ہر دو جانب بھی تعریف صمصام تیغزن کی کر رہے تھے کہ صمصام تیغزن
نے بھی نیزے کا وار کیا اُس نے بھی اُسی طرح ضرب نیزہ بالائے سنان نیزہ روکی جوانان منصف مزاج
نے اُس کی بھی بجائے خود ثنا کی اسی طرح بعد چند طعن ہائے نیزہ کے صمصام تیغزن نے ایک جند
تا دربا ندھ کر سنان نیزہ نیزۂ اسفندیار رجگلاہ سے لڑا دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور
جا کر گری اُسوقت سواران لشکر صمصام تیغزن نے شور تحسین و آفرین کیا لشکریان اسفندیار
رجگلاہ کو حیرت ہوئی بلکہ خود اسفندیار رجگلاہ دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا تا دیر خجالت اور
ندامت سے سر جھکائے رہا گویا ایک نیزہ دریائے خجالت مین غرق ہو گیا سر میدان جنگ ذلیل ہوا
بعد دیر کے سر اُٹھا کر پکارا کہ او صمصام تیغزن آگاہ ہو کہ سنان نیزہ میرے نیزے سے بوجہ قوت
کے نہین نکل گئی ہو اہل دنیا جانتے ہین کہ مین نہایت قوی بازو ہون قوت و توانائی مین میرے
کسی طرح کی نہین ہو ہان خطا چوب نیزہ کی ہو کہ کہنہ و بوسیدہ ہو گئی تھی اس سبب سے سنان نیزہ
نکل گئی ہو غرض جو ہونا تھا وہ ہوا یہ کہکر بقہر و غضب ڈانڈ نیزے کی مرکب کو بڑھا کر سر صمصام تیغزن
پر لگائی ادھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس عنوان سے روکی
کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی دو ٹکڑے ہو گئی گویا شکست حاصل ہوئی اسفندیار نے منفعل ہو کر چوب
شکستہ مذکور زمین پر ڈال کر قبضہ شمشیر آبدار پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
حال بازی تیغ بازی راست بازی تیغ آبدار کی لڑائی خوب ہوتی ہو جھگڑا یہ ایک دم مین بیچ پیچ و حریفون
کے پرکلے کر دیتی ہو ہان خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آئی ہو یہ تیغ میری گویا
تیغ اجل ہو اسی تیغ تیز سے صدہا پہلوانون اور دلاورون کو مین نے قتل کیا ہو بہت سے بہادرون کا
اس نے خون بہایا ہو زبان کو اس کی مدت سے خون دلاوران کے چاٹنے سے لذت حاصل ہوتی ہو
اسوقت یہ تیغ خونریز تیرا بھی خون بہائے گی راستہ ملک عدم کا رہنما ہو کر تجھے بتائے گی یہ کہکر تیغ بران
نیام سے نکال کر علم کی صمصام تیغزن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او مغرور و خود پسند کیون اسقدر
زور کرتا ہو اپنے منھ سے اپنی تعریف کرتا ہو حال تیری قوت و سپہگری کا کھل گیا ہو کیا خوب تو نے
نیزہ بازی مین کمال حاصل کیا ہو اسی طرح تیغزنی مین بھی تو ماہر ہو گا اگر تلوار علم کی ہو تو جوہر تیغ بازی
بھی دکھا دیر کیون کرتا ہو ضرب شمشیر کا خداوند عالم حافظ و نگہبان ہو اگر اُس کی مصلحت ہوگی تو وہ
ہم کو تیرے شر سے بچائے گا تو ہمکو ہرگز قتل نکر سکے گا جو اُس کو منظور ہو گا اُس کا ظہور ہو گا اسفندیار رجگلا
کہ لات پرست تھا نام خدا سنتے ہی غضبناک ہو کر مرکب کو بڑھا کر حملہ آور ہوا جب اُسکو تلوار کی زد پر دیکھکر
تیغ بالائے سر لگائی ادھر صمصام تیغزن نے سپر اُٹھائی چاہا کہ سپر سے حفاظت اپنے سر کی کرے
اتفاقاً مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ اُس کا کج ہوا تیغ آبدار گرانبار سر پر ایسی پڑی کہ خود چیر کر آئی
صمصام نے اُسی حالت مین مرکب کو سنبھال کر دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گئی لیکن چادر خون
کی سر سے جو نکلی ہمہ تن خون مین نہا گیا صمصام کو زخمی ہو کر از حد غصہ آیا مشہور ہو کہ جب شیر زخمی

ہوتا ہے تو اسے پھر غضب کا غیظ آتا ہے چونکہ صمصام بھی شیر بیشۂ جنگ تھا خالت عقدۂ وزخمداری میں رو وہاں سے
زخم سر کو باندھ کر شمشیر آبدار کھینچا اُس کے بھی سر پر کھینکر لگائی کہ شعر وضرب بے زدی ضرب میں نوش گن
ہم شادی اور دل فراموش گن ۔ اسفندیار کجکلاہ نے گرز کو سپر اپنے چہرہ و سر کی پناہ کیا لیکن شمشیر آبدار
صمصام تیغ زن اُس کی سپر کو کاٹ کر دو انگل اُس کے سر میں در آئی ابھی آگے نہ بڑھی تھی کہ اُسنے
بھی واستادانہ ادا تلوار سے نکل گئی زخم اوچھا سا آیا خون تھوڑا سا سر کے زخم سے بہا صمصام تیغ زن
ضرب شمشیر لگا کر بوجہ زیادہ خون نکلنے کے کثرت ضعف سے آنکھیں بند کرنے لگا اُس کو غش سا آنے لگا
لجام فرس ہاتھ سے چھٹنے لگی رکابوں سے قدم جدا ہونے لگے گھوڑے سے بالائے زین گرنے لگا
اسی حالت میں سواران لشکر صمصام تیغ زن تاب ضبط نہ لاسکے ارادہ کیا کہ آگے بڑھ کر اپنے سردار کو
لشکر میں لے آئیں چارۂ زخم سر کریں ادھر اسفندیار کجکلاہ نے مرکب کو اپنے بڑھا کر چاہا کہ شمشیر آبدار
سے سر صمصام تیغ زن کا جدا کیجیے سواران سپاہ صمصام تیغ زن نے ارادۂ اسفندیار کجکلاہ سے آگاہ ہو کر
اثاثہ بارگاہ و خیام کا چھوڑ کر اُس کی حفاظت کا ایسے وقت میں چنداں خیال نہ کر کے یکبارگی حملہ کیا اور اسفندیار
کے ضرب سے بعد جنگ اپنے سردار کو بچایا اُدھر سے بھی اس صورت میں جملہ سواران لشکر اسفندیار کجکلاہ
بڑھے جب دونوں لشکر باہم مل گئے تو ایسا چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی کشتوں کے پشتے لاشوں کے
انبار جا بجا میدان میں ہونے لگے بہادران ہر دو لشکر نعرے کر کے دلیرانہ لڑنے لگے اسفندیار کجکلاہ نے
میں جنگ مغلوبہ میں فکر و غور کر کے دیکھا کہ اثاثہ بارگاہ و خیام کا جس جگہ ہے وہاں کوئی اُس کا محافظ نہیں
دل میں کہا کہ سواران سپاہ صمصام تیغ زن تو ذرا بڑھ کر اپنے سردار کو بچا لے گئے ہیں اور اس وقت
جنگ میں مصروف ہیں تو اثاثہ بارگاہ کا لے لے اُسی پر اپنا قبضہ کرلے کہ تو نام پیدا کر یہاں سے اثاثہ
بارگاہ کا لے کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں جا بادشاہ تجھکو خلعت و انعام دے گا تجھ سے بہت خوش
ہوگا شہرہ تیری شجاعت کا دور دور ہوگا یہ دل میں خیال کر کے تین چار ہزار سواروں کو اپنے ہمراہ لیکر
جانب پیش خیمہ عمان شاہ جا کر اثاثہ بارگاہ کا اپنے قبضے میں کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام نے
تر ڈالی ہے اُدھر و کالات پرست بھی جنگ سے دست بردار ہوئے کافروں سے اہل اسلام علیحدہ
ہوئے اثاثہ بارگاہ و خیام کا نہ دیکھ کر ملول ہوئے پھر اُسوقت باہم مشورہ کیا کہ اسفندیار سے اثاثہ بارگاہ
کا چھین لینا چاہیے اس کو یہاں سے نہ لے جانے دیجیے اسفندیار کجکلاہ نے سواران سپاہ صمصام
تیغ زن کو آمادۂ جنگ پا کر اُسیوقت وہاں سے اثاثہ لے کر کوچ کیا اکثر سواران سپاہ صمصام تیغ زن
نے چاہا کہ تعاقب کر کے دوبارہ اثاثہ چھین لیں لیکن بعض بعض سواروں نے کہا کہ اثاثہ بارگاہ و خیام کا ہاتھ آنا
دشوار ہے حالت ہمارے سردار صمصام تیغ زن کی یہی زخم کاری ہے ابھی نہیں معلوم مصلحت وقت ہمارے
نزدیک یہ ہے کہ اس واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ عمان شاہ کو کریں اثاثہ بارگاہ کا کہاں جائے گا فرامرز
ثانی سپہ سالار وہ بہادر ہے کہ اس کے پہنچتے ہی شہر خواقیہ کو تباہ و برباد کر دے گا ملک مال خراقی
آہن کلاہ کا مع اپنے اثاثہ بارگاہ کے اپنے قبضے میں کرے گا پس ہمارے نزدیک سد راہ ہونا اور لڑنا
اسفندیار کجکلاہ سے اسوقت خوب نہیں ہے چونکہ صمصام تیغ زن زخمی ہو چکا تھا جوانان لشکر بھی کچھ
زخمی ہونے کو تھے دل بجھ گئے اسوجہ سے سب نے اُن کی رائے پسند کی پھر بذریعہ چند
سواروں کے اس واقعہ کی خبر فرامرز ثانی و عمان شاہ و درویش آفتاب صورت کو دی اور
صمصام تیغ زن کے علاج میں کوشش کی اسی جگہ قیام بھی کیا اپنے لشکر کے جوانان مقتول کو دفن

دفن کیا جب بذریعہ سواران لشکر فرامرز ثانی و عمان شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ اسفندیار کجکلاہ سردار
سپاہ عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ آمادہ پیکار ہوا بعد جنگ و جدال صمصام تیغ زن سے لگیا
ہے اور صمصام کو اس نے زخمی کیا ہے نہایت غضب آیا لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ فروکش ہو بعد اترنے لشکر کے
موافق رائے نور ویش آفتاب صورت فرامرز ثانی عمان شاہ نے بادشاہ شہر عزاقیہ کو بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تجھ منتہ سردار سپاہ مسمی اسفندیار کجکلاہ نے ہمارے
لشکر کے ایک سردار مسمی صمصام تیغ زن کو زخمی کرکے اور خود بھی اس کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بین
جنگ مغلوبیہ میں قابو پاکر اٹھالہ ہمارے بارگاہ کو اٹھا لے گیا ہے لہذا بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے اس سردار
بدکردار کو سزا دو اور اٹھالہ بارگاہ و خیام کا اسی سردار کے ہاتھ بھیجدو اور اپنے دین باطل سے انحراف
کرکے خالق کون و مکان کو سجدہ کرو بجاے اپنی ہو رہے شہر کی اسی میں بھلا ہے ورنہ طبل جنگ بجوا کر
ہمسے مقابلہ و مجادلہ کرو اور بعد جواب ہمارے نامے کا فی الفور ارسال کرو جب نامہ بایں مضمون تیار
ہوچکا سرنامے پر رکھکر سرنامے کو مہر شاہی سے مزین کیا بعد اس نامہ مذکور قہور قزاق کو دے کر کہا کہ
اس نامے کو پاس عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ کے لیجاؤ اور اس کا جواب اس سے لاؤ
قہور قزاق کہ نہ ایک سردار سپاہ ہے حسب الحکم عمان شاہ و فرامرز ثانی کے نامے کو لیکر
ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار کے جانب شہر عزاقیہ روانہ ہوا اس کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب
حال اسفندیار کجکلاہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ سردار بعد جنگ بسیار اٹھالہ بارگاہ و خیام عمان شاہ کا
لیکے کمال خوشی و خرمی مع اپنی ہمراہی سپاہ کے داخل شہر ہوا یہ خبر عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر
عزاقیہ کو ہوئی اس نے بہت خوش ہوکر اسفندیار کجکلاہ کو طلب کرکے بعد تحسین و آفرین خلعت و
انعام اسے دیا اور کہا اے بہادر تونے خوب کیا کہ اہل اسلام کا پیشخیمہ لوٹ لایا ہمارے شہر کی طرف
صمصام تیغ زن لاتا تھا چھین لیا کار نمایاں کیا اسفندیار کجکلاہ خلعت و انعام پاکر نہایت خوش ہو
پھر دربار بادشاہ سے خلع بخلعت ہوکر اپنے خیمے میں گیا دلسوز کو طلب کرکے اس کی خیرخواہی خبر رسانی
کی تعریف کرکے زر و جواہر اسے دیکر کہا کہ اے لڑکے تو اب ہمارے خیمے کے برابر رہا کر دلسوز
زر و جواہر پاکر خوش ہوا اور ایک خیمے میں برابر خیمہ اسفندیار رہنے لگا ایک روز شہر عزاقیہ میں یہ
خبر مشہور ہوئی کہ ایک سردار لشکر عمان شاہ ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے نامہ لئے بادشاہ
کا لیکر آتا ہے جب یہ سردار مذکور سرحد عزاقیہ پر پہونچا بادشاہ شہر عزاقیہ نے حکم دیا کہ جو سردار نامہ
لیکر آیا ہے اسکو لے آؤ قہور قزاق ہمراہ اکثر ارکان بادشاہ شہر عزاقیہ کے داخل شہر ہوا شہر
کی شان آبادی دیکھ کر و بازار کی صفائی و پاکیزگی بازار شہر کی ملاحظہ کرتا دل میں دیکھ کر عجائبات شہر
[illegible] خاطر مشتاق ہو کر گیا غرضکہ قہور قزاق سیر شہر عزاقیہ کی کرتا ہوا دربار میں بادشاہ شہر عزاقیہ
کے پہنچا دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہے ارکان دولت و سرداران سپاہ وغیرہ امراے دربار بیٹھے ہیں
عزاق آہن کلاہ بسطوت و صولت تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے قباے شاہی پہنے ہوئے بالاے
تخت بیٹھا ہوا ہے وزرا حاضر ہیں قہور نے بادشاہ کے داخل دربار ہوکر کے بطریق اہل اسلام سلام کیا
کسی نے جواب سلام کا نہ دیا بلکہ بادشاہ مذکور چیں بجبیں ہوا بطور اشارہ بیٹھنے کو کہا قہور قزاق قریب
تخت بادشاہ بالمقابل کرسی زریں پر بیٹھ گیا بادشاہ مذکور چیں بجبیں ہوچکا تھا ساقی کو بھی نہ طلب کیا
قہور سے نامہ طلب کیا اس نے حسب قاعدہ لشکر اسلام نامہ دیا بادشاہ نے نامے کو [illegible] کرکے

حوالے کیا اُس نے سرنامہ چاک کرکے نامہ نکال کر باوازِ عبارت نامہ پڑھی جب غراق آہن کلاہ
تمام و کمال عبارت نامہ سن چکا برہم ہوکر میر منشی سے مخاطب ہوکر کہا پشت نامہ پر لکھدے کہ ہمکو
دین اسلام قبول کرنا اور اپنا لہ تمہارے بارگاہ کا دینا منظور نہیں ہے ہاں ہمکو تمسے جنگ منظور ہے اگر
ہمارے سرداران سپاہ نے تمہارا اہل بارگاہ کا چھین لیا تو خوب کیا کیونکہ مسلمان ہو اہل اسلام سے ہمکو
عداوت قدیمی ہے میر منشی نے جو کچھ بادشاہ نے کہا وہ پشت نامہ پر لکھدیا پھر نامہ مذکور کو لفافے
میں رکھکر سرنامہ درست کرکے ایلچی بادشاہ خود قمہور کے حوالے کیا یہ سردار نامدار جواب نامہ
لیکر بادشاہ سے رخصت ہوکر دربار سے اٹھکر اپنے لشکر میں جاکر بلا توقف مرکب پر سوار ہوکر اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں
طبل جنگ بجایا جائے ہم ان اہل اسلام سے مقابلہ و مجادلہ کرینگے یہ لوگ خدا پرست ہیں ان کی
خونریزی ہمیں منظور ہے ملازموں نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے طبل جنگی بجوایا صدائے طبل جنگی بلند
ہوئی اور اکثر راویوں نے یوں بھی بیان کیا ہے کہ جب قمہور دربار سے جواب نامہ لیکر چلا گیا شاہ
غراقیہ نے اپنے سرداران سپاہ مانند اسفندیار کجکلاہ و پیران پیر سوار وغیرہ کو بجمعیت تین لاکھ
سواران آزمودہ کار کے مع سامان جنگ سوئے لشکرگاہ عمان شاہ روانہ کیا قمہور صف شکن
جواب نامہ لیکر اپنے لشکر میں داخل ہوا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کرکے وہ نامہ دیا عمان شاہ
و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت نے نامہ مذکور کا جواب میر منشی سے پڑھواکر سنا معلوم ہوا کہ
شاہ غراقیہ کو جنگ منظور ہے ہنوز قمہور صف شکن اپنے لشکر میں داخل ہوا تھا کہ سرداران مذکور
تین لاکھ سواروں کی جمعیت سے آکر بارگاہ و خیام صحرائے سبزہ زار میں ایستادہ کرا کر فروکش ہوئے
اور مقابل لشکر عمان شاہ قیام پذیر ہوئے دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران بھی ہمراہ اسفندیار
کجکلاہ تھا شب کو اس نے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں اے دلسوز تو اہل اسلام
سے ہے جانتے عجب ہے کہ ہمراہ کافروں کے ہے ان کی خیرخواہی میں سرگرم ہے تجکو لازم ہے کہ اس لشکر کفار
سے نکلکر جلد حضور میں درویش آفتاب صورت کے جا اور عذر خواہ ہوکر اپنا نام اصلی اور اپنے جد
کا نام اُن سے بیان کر کیونکہ دراصل وہ خضر ان فرزند خواجہ عمرو کے ہیں عیار نامدار ہیں
وہ تجکو پیشہ عیاری خوب تعلیم کرینگے یہ فرماکر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہوئے دلسوز یہ خواب
دیکھکر بیدار ہوا جو مردان سپاہ اسوقت بیدار تھے اُن سے پوچھا رات کسقدر گذری ہوگی انہوں نے
کہا ابھی نصف شب بھی نہیں گذری ہے دلسوز یہ سنکے لشکر سے نکلا دل میں خیال کرنے لگا
کہ کیا تحفے واسطے درویش آفتاب صورت کے جاؤں کہ جن تحفوں سے وہ خوش ہوں بعد فکر
بسیار ذہن میں آیا کہ بیان سے پہلے شاطری مارتا ہوا محلسرائے غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ
تک اپنے تئیں پہونچا وہاں پہونچکر تحائف کے باب میں فکر کرتا یہ خیال کرکے اسیوقت تاریکی شب میں
بسرعت تمام سوئے محلسرا غراق آہن کلاہ روانہ ہوا جب متصل محلسرا مذکور کے پہونچا نگہبانوں کو
غافل دیکھکر کمند جو اُس نے سبب ہونجانی کی اسفندیار کجکلاہ کی چرائی تھی دیوار محلسرا پر پھینک کر بذریعہ
حلقہ کمند دیوار محلسرا پر جاکر اندر محلسرا کے گیا دیکھا کہ غراق شاہ اپنے فرش خواب پر غافل ہے خنجر
جیسے ہی تلوار اسکی اور تاج اُس کا علحدہ قریب اُس کے رکھا ہوا ہے محلسرا میں بھی سب عورتیں سو رہی
ہیں دلسوز نے سب کو غافل خواب میں دیکھکر خنجر و تاج شاہی جواہر دوشنے کر پھر بذریعہ کمند دیوار

محلسرا سے اتر کر سوئے لشکر عمان شاہ روانہ ہوا حال اس کے پہونچنے کا آئندہ لکھا جائے گا مگر اب
حال اُس سوار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جس کا مرکب دلسوز نے فریب دے کر لے لیا تھا اور سرا میں کی بیاری
بھٹیاری کے ہاتھ ایک سال کی مدت پر فروخت کیا تھا جب دلسوز اس کے مرکب پر سوار ہو کر مرکب
کو جولان کر کے اُس کی نظر سے غائب و نہان ہوا سوار مذکور تلاش میں دوڑا دوڑا گیا چند روز تک
سرگردان رہا آخر کار تلاش کنان اُسی سرا میں آیا جس سرا میں بیاری بھٹیاری تھی دیکھا کہ گھوڑا
سرا میں موجود تو ہی مگر بیمار ہی سوار نے اُس بھٹیاری سے کہا کہ یہ تو گھوڑا میرا ہی تو نے کیونکر پایا تیرے
ہاتھ کس طرح آیا اُس نے اشکبار ہو کر کہا میاں کیا کہوں میں لٹ گئی تباہ ہو گئی کبھی ایسے دام فریب میں
نہ پھنسی تھی جیسا کہ اب پھنسی ہوں سوار مذکور نے پوچھا کہ کچھ بیان تو کر کیونکر لٹ گئیں تباہ ہو گئیں
اُس نے کہا کہ میاں ایک روز سر شام چند مسافر اس سرا میں آئے ان میں ایک لڑکا بھی تھا وہ لڑکا دس
گیارہ برس کا ہوگا اسی گھوڑے پر سوار تھا میرے یہاں آکر ٹھہرا مجھکو ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس
روپے میں ہمارے واسطے کھانا بھی پکاؤ اور گھوڑے کا دانہ بھی لاؤ مگر اسقدر گھوڑے کو دانہ دینا کہ گھوڑا
بھوکا نہ رہے میں نے اپنے شوہر سے دانہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا منگوایا گھوڑے کو ہنگام شام دانہ دیا اور اُس
لڑکے کو کھانا پکا کر کھلایا صبح کو اُس لڑکے نے مجھسے کہا کہ جاؤ اس گھوڑے کی لید میں دیکھو جو کچھ ہووے لے آؤ
میں گئی گھوڑے کی لید میں جو دیکھا تو چار روپے پائے دو روپے میں اُس لڑکے نے لوٹا کر کے اپنے
کاروبار میں مصروف ہوئی اُس نے افسوس کر کے کہا کہ بی بھٹیاری تمنے ہمارا نقصان کیا ضرور دانہ اُس
گھوڑے کو کم دیا اگر پیٹ بھر کے اس کو دانہ دیتیں تو چالیس پچاس روپے اس کی لید میں نکلتے میں نے
پوچھا کہ یہ گھوڑا کہاں سے تمہیں ملا اُس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بزرگوں کے ورثہ میں پایا ہی یہ گھوڑا
نایاب ہی مجھے طمع زر ہوئی میں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اُس نے بعد تقریر بسیار کے کہا کہ خیر
تمہارے ہاتھ واسطے ایک سال کے فروخت کروں گا قیمت میں اس گھوڑے کی میں نے اپنا تمام اسباب
زیور طلائی و نقرئی جو ڈھائی تین ہزار روپے کا تھا اُسے دیدیا وہ گھوڑا یہاں چھوڑ کر زیور مذکور لے کر چلا گیا
میں نے اس گھوڑے کو دانہ بہت کھلایا یہ بیمار ہو گیا دیکھو اب اس کو دست آتے ہیں اب سے کھڑا نہیں
ہوا جاتا ہر وقت پڑا رہتا ہی حالت اس کی خراب ہی دیکھوں زندہ رہتا ہی یا نہیں میں نے تو اُس لڑکے
کے کہنے کے موافق اس کو زیادہ دانہ اس وجہ سے دیا تھا کہ پچاس چالیس روپے مجھکو اس کی لید سے
نکلیں گے لیکن آج تک اس کی لید میں سے ایک کوڑی بھی نہیں نکلی ہی کیا لڑکے نے مجھے فریب دیا ہی
مجھے لوٹ کر گیا ہی تمام زیور میرا لے گیا ہی اب تم اپنا حال کہو سوار نے تمام حال اپنا ابتدا سے تا انتہا بیان
کر کے کہا کہ مجھے بھی اُسی طفل نے فریب دیا ہی سوار مذکور ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ گھوڑا خاک پر تڑپنے لگا
تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا سوار اور بھٹیاری کو صدمہ و رنج ہوا گھوڑے کو تو چماروں کے حوالے
کیا لیکن بیاری بھٹیاری خود بھی کثرت غم زیادہ سے رونے پیٹنے لگی سوار نے کہا کہ اس رونے سے
کیا فائدہ ہوگا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ اُس لڑکے کی جستجو میں کوشش کرو جہاں وہ ملجائے اُس سے
روپیہ یا زیور اپنا طلب کرو اور میں تو اُس کو تلوار سے قتل کروں گا زندہ نہ چھوڑوں گا بیاری
بھٹیاری کو سوار کی رائے پسند آئی اُسی وقت اُس سوار کے ساتھ دلسوز کی تلاش میں گلی کوچہ کوچہ
محلہ محلہ تلاش کرتی ہوئی کوچ اور مقام کرتی ہوئی لشکر عمان میں آئی سوداگران لشکر سے پوچھنے لگی
کہ اس لشکر میں کوئی لڑکا اس سن و قد و قامت و اس صورت کا تو نہیں آیا ہی سواروں نے جواب دیا

کہ یہان ایک لڑکا آیا تو شاہ نے اُس کو درویش آفتاب صورت کی خدمت مین جانے کو کہا تھا وہ
وہ لڑکا اُن کی خدمت مین حاضر ہوا تھا پھر لشکر سے چلا گیا تم درویش موصوف کے روبرو جا کر
اُن سے دریافت کرو شاید اُن کو کچھ حال اُس طفل شوخ و شریر کا معلوم ہو سوار اور بھٹیاری دونون
درویش آفتاب صورت کے سامنے گئے اور جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے پوچھا کہ تم
کہان سے آئے ہو تمہارا کیا مطلب ہے سوار اور بھٹیاری نے رو رو کر جو کچھ اُس لڑکے نے اُن کے ساتھ
فریب کیا تھا سب مفصل بیان کیا پھر پوچھا کہ فرمایئے وہ لڑکا آفت روزگار کہان ہے درویش نے
مسکرا کر جواب دیا کہ اُس لڑکے نے مجھ جہاندیدہ کو بھی فریب دیا ہے میرے ہاتھ سے ایک انگشتری
الماس کی نہایت بیش قیمت اُتار لے گیا ہے اب نہین معلوم وہ کہان ہے مجھکو بھی اُس کی تلاش ہے تم
دونون کیون روتے ہو اور اُس کی تلاش مین کیون پھرتے ہو اُس کا ہاتھ آنا دشوار ہے وہ لڑکا بلاے
روزگار ہے اپنے گھر جاؤ اپنے کاروبار مین مصروف ہو دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے درویش
ذی کمال ہمکو تو اُس لڑکے نے تباہ و برباد کر دیا ہے اب ہم کہان جائین جبتک زندہ ہین اُس کی تلاش
کرین گے جہان وہ ہمین مل جائے گا ضرور اُس کو مار ڈالین گے درویش موصوف نے اُن دونون
کے حال زار پر رحم کر کے سوار کو تو ایک گھوڑا اپنے لشکر سے دلوا دیا اور بھٹیاری کو کچھ
زر سرخ و سفید دلوا دیے دونون درویش موصوف کو دعاے خیر دے کر اپنے اپنے مکان کی طرف
روانہ ہوئے جس روز سوار اور بھٹیاری کو درویش آفتاب صورت نے اسپ و زر دے کر
رخصت کیا تھا اُسی روز وقت شام دلسوز نے داخل لشکر عثمان شاہ ہو کر روبروے درویش
موصوف جا کر باادب سلام کر کے دست بستہ عرض کیا کہ مین نے جو تقصیر و خطا کی ہے اُسے بحل فرمایئے
یہ انگوٹھی آپ کی موجود ہے مجکو آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہی ہوئی ہے عالم خواب مین مجھے
ایک مرد بزرگ نے آپ کی تمام کیفیت بیان فرما کر ہدایت بھی کی ہے اور مین واسطے آپ کے دیکھنے
بھی لایا ہون یہ کہکے وہ شمشیر و تاج جواہر دوز بطور نذر دیا درویش ممدوح نے نذر حضور قبول کر کے
پوچھا کہ تو نے خواب مین کیا دیکھا تھا اور تجھے مرد بزرگ نے کیا بیان کیا تھا صاف صاف بیان کر
اور اپنے حال سے آگاہ کر دلسوز نے جو کچھ خواب مین دیکھا تھا اور مرد بزرگ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ
تمام و کمال بیان کر کے عرض کیا کہ دراصل نام میرا دلسوز ہے مین فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا
آپ تو ان سے آگاہ ہون گے درویش موصوف نے تمام حال اُس کا سنکے بہت خوش ہو کے اُسکو
اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ اے دلسوز جو انگوٹھی تو نے ہمارے ہاتھ سے اُتار لی تھی وہ ہم نے بخوشی تجھکو
دیدی تجکو لازم ہے کہ جو کچھ اسباب و مال و زر تیرے پاس ہے وہ سب جا کر اپنی مادر کو دے آ پھر ہمارے پاس
آ ہم تجکو موافق فرمانے اُس بزرگ کے تعلیم و تربیت کرین گے عیاریان تجھے بتائین گے اگر خدا چاہے گا
تو ثانی مہتر قران کے تو بھی دنیا مین نامی و نامور عیار ہو جائے گا دلسوز تقریر درویش موصوف
سنکے خوش ہوا بعدہ موافق اُن کے ارشاد کے اپنی والدہ کی خدمت مین جا کر جو کچھ اُس کے پاس
مال دنیا سے زر و جواہر تھا اپنی والدہ کو دے کر تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُن سے بیان کر کے شب کو
قیام کیا صبح کو اپنی مادر سے رخصت ہو کر بعد قطع راہ پھر خدمت درویش آفتاب صورت مین آ کر
باادب سلام کیا درویش نے خوش ہو کر فرمایا کہ اے دلسوز تو ہماری بارگاہ کے برابر خیمہ مین رہا کر
اکثر اوقات ہمارے پاس آیا کر ہم تجکو طریق عیاری و مکاری سے آگاہ کیا کرین گے تربیت و تعلیم دین گے

تیری کوشش کرین گے مگر یہ کسی سے نہ بیان کرنا کہ یہ خضران بن خواجہ عمرو ہین اسمین ایک مصلحت ہی
اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہی مین بسر و چشم بجالاؤن گا خلاف حکم نکرون گا درویش موصوف
اُسی روز سے اُس کو طریقے عیاری و مکاری کے بتلانے لگے لیکن خلوت مین تاکہ راز افشا نہو دلسوز
بھی ذہین و عاقل تھا توجہ تمام طریقے عیارون کے حاصل کرنے لگا ہنوز چند روز دلسوز کو شاگردی
خواجہ خضران مین گذرے تھے کہ درویش آفتاب صورت نقل تے ایک روز ہنگام صبح عمان
شاہ و فرامرز ثانی سے کہا کہ عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ نے بعد جواب نامہ اپنے سرداران
سپاہ کو بجمعیت تین لاکھ سواران جرار سے برائے جنگ و جدال تو روانہ کیا ہی اور وہ آکر ہمارے
مقابلے مین فروکش ہوئے ہین مگر ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ہم چند
روز سے بیکار اس جگہ مقیم ہین نہ یہ لات و منات پرست طبل جنگ بجواتے ہین کہ جاو کہ و مقابلہ کرنے مین
نہ ہم اُن کے روبرو سے بغیر مقابلہ و مجادلہ و صلح و آشتی جا سکتے ہین جانا ہمکو جانب طلسم زلزلہ ضرور ہی
اسی ارادے سے یہانتک آئے ہین عمان شاہ و فرامرز ثانی نے باادب جواب دیا کہ باعث طبل جنگ
نہ بجوانے کا کوئی ہوگا ابھی تک جو طبل رزمی نہین بجوایا ہی کوئی اسمین مصلحت ہوگی ابھی فرامرز ثانی
عمان شاہ درویش موصوف سے ہم سخن تھے کہ ناگاہ عزاق آہن کلاہ ہمراہی ارکان دولت
و جمعیت سپاہ قریب اپنی سپاہ کے آیا اسفندیار کجکلاہ و بیران بر سوار وغیرہ سرداران سپاہ
نے جاکر اُس کا استقبال کیا جب شاہ مذکور لشکر مین داخل ہوا بارگاہ فلک فرسا مین جاکر بالائے
تخت زرین بیٹھکر بیران بر سوار و اسفندیار کجکلاہ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمنے طبل جنگ بجوایا ہی
یا نہین انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم لشکر وارون کو حضور کی تشریف آوری کا انتظار تھا و نیز ہمکو
حکم بھی طبل جنگ بجوانے کا نہین دیا گیا تھا اس سبب سے ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی شاہ
مذکور نے کہا کہ خیر اگر طبل جنگ تمنے نہین بجوایا ہی تو اب ملازمان ابد دولت کو کہ جو نقارہ نواز ہین حکم
دیا جاوے کہ وہ نقارۂ جنگی پر چوب لگائین سرداران مذکور نے بذریعہ ملازمان نقارہ نوازون کو حکم
بادشاہ سے آگاہی دی انھون نے حسب الحکم اپنے بادشاہ کے کوس رزمی پر چوب لگائی صدائے
نقارۂ جنگی بلند ہوئی لشکریان عزاق آہن کلاہ آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجایا گیا ہی کل ہنگام سحر ان اہل اسلام سے لڑائی ہوگی میدان جنگ مین تلوار چلے گی کشت
و خون ہوگا بس ہمین آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا چاہیے ادھر تو لشکریان عزاق آہن کلاہ درستی
آلات حرب و ضرب مین مشغول ہوئے اُدھر دلسوز کہ واسطے بالادوی کے آیا تھا صدائے نقارۂ
جنگی سنکے بسرعت تمام سر دربار روبروئے جاندار و فرمانروائے لشکر اہل اسلام یعنی عمان شاہ
ذیجاہ کے جاکر حسب دستور پایہ تخت کو بوسہ دے کر مراسم عبودیت شاہی بجالاکر بعد ادب شاہ
و جاہ بادشاہ موصوف اس طرح زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کرنے لگا کہ نظم

اے خسروی کہ در صف ہیجا تر خرد
در چشم باشد و دل باز آشیان شاد
و ستت سر مخالف دین را سپار داد
خود تو داغ بر دل دریا و کان شاد
جز سر مرہ اجل نبرد جسم کی دہر

ہشتاسے پیلی جنگی و شیر زبان شاد
چشم منفتہ صورت قہرت بخواب دید
زان باد کہ عدو سر گرز گران نہاد
طبع جہان اگرچہ پر از شور فتنہ بود
در چشم دشمن تو چو کستان نہاد

از اتقام عدل تو با صحت خویش یک
سر چون عدوت بر سر نواز ان نہاد
جا و تو اسپ بر سر مرد و سپہر تاخت
عدل تو باز عادت امن و امان نہاد
تیر تو مصحف است کہ پیش از زرہ کمان

تقدیر مژدهٔ ظفرش در دہان نہاد	تا در قبول عقل نیاید کہ آدمی	دل بر بقاے مملکت جاودان نہاد
جاوید زی کہ نوبت ملک ترا قضا	در وجہ دفع فتنۂ آخر زمان نہاد	

اسوقت غزاق آہن کلاہ نے ہمراہی ارکان دولت و اعیان مملکت وجمعیت سپاہ کے آکر داخل
لشکر ہوکر طبل جنگ بجوایا ہے اراد و اُس بداندیش کا یہ ہے کہ کل ہنگام میدان جنگ مین مع تمامی سپاہ
آکر نائرہ آتش فتنہ و جنگ بلند کرے باقی خیریت ہے عمان شاہ نے جانب دلسوز دیکھکر اور تقریر
اُس کی بگوش دل سنکے پہلے تو دل مین یہ کہا کہ یہ لڑکا چند روز سے آکر ہمارے لشکر مین داخل ہوا ہے
ہنوز زمانہ زیادہ نہین ہوا ہے مگر کس قدر ہمارا خیر خواہ ہوا اور کس درجہ چالاک و ہوشیار خرد مند ہے
ابھی سے تو یہ طفل ایسا طرار ہے جوان ہوکر رشک عیاران ہوگا بعدہ دلسوز سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہدو
نقارہ نوازون سے کہ بعنایت ایزدی اور بامید مدد الٰہی چوب نقارہ بندی پر لگاوین دلسوز نے فوراً
دربار سے جاکر حکم عمان شاہ کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے بعد زبان پر جاری کرنے بسم اللہ الٰی آخرہ
کے چوب نقارہ ارزنی پر لگانے کو کہا صداے کوس جنگی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے
نقارۂ جنگی سنکے سمجھ گئے کہ کل وقت سحر غزاق آہن کلاہ مع سپاہ میدان جنگ مین آئے گا آج
اور اُس کے لشکرا ردن سے مقابلہ و مجادلہ ہوگا یہ سمجھکر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے
دونون طرف کبر و مسلمان تیاری جنگ و درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوئے
جب وہ دن گذر کر شب بھی بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ شاہ انجم خوف مقابلہ شاہ خاور سے مع سپاہ
کواکب کے پنہان ہوا اور سفیدۂ سحر صادق فلک پر عیان ہوا طیور اپنے آشیانون سے نکل کر اپنی
زبان مین حمد خدا و ذکر الٰہی کرنے لگے اور موذن مسجدون مین اذان دینے لگے لشکریان غزاق آہن کلاہ
گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے نسیم سحری چلنے لگی شگفتہ گلشن مین ہر ایک گل ہونے لگی بلبلین چہچہے کرنے لگین
شاخ گل پر نغمہ سرا ہونے لگین بادشاہ ذیشان و عالیجاہ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش
آفتاب صورت و تمامی اہل لشکر عمان شاہ بیدار ہوکر وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کرکے آمادہ
تیاری جنگ ہوے جملہ اہل لشکر مسلح ہوکر آمادۂ جنگ و جدال ہوئے یک بیک عمان شاہ اپنی
بارگاہ سے مثل مہر برآمد ہوا اہل لشکر نے باادب سلام کیا شاہ مذکور نے حسب قاعدہ شاہان سلام
لے کر اشارہ سوے میدان رزم چلنے کا کیا جملہ سواران سپاہ مرکبون پر سوار ہوئے فرامرز ثانی
پہلوان لاثانی و قہور صف شکن قزاق بھی مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے اس اثنا مین
درویش آفتاب صورت بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے اپنی گنبد طلائی و نقرئی مین جس مین
جواہرات و شیشہ آلات اور آئینے حلبی کی آرایش سے ضیا و روشنی عکس آفتاب عالمتاب سے
فزون ترتھی داخل ہوکر بیٹھے فرامرز ثانی و قہور وغیرہ نے باادب سلام کیا کہارون نے وہ گنبد
طلائی جواہر کار اپنے دوش پر اٹھایا سواری عمان شاہ سوے جانب جنگاہ مثل بادبہاری
بڑھی جملہ اعلےٰ و ادنیٰ ہمراہ سواری حسب قاعدہ بصد ادب چلے درویش آفتاب صورت
بھی براے دید جنگ و جدال سوے میدان رزم و قتال چلے ہنوز عمان شاہ عالیجاہ عرصۂ جنگ
مین پہونچا ہی تھا کہ اُس جانب سے غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزالیہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار
سوارون کی جمعیت سے بصد کرّ و فر میدان مصاف مین آیا بنظر تند و تیز جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر
دل مین کہنے لگا کہ ان اہل اسلام کے بہت جمعیت بہم پہونچائی ہے تو بھی جوان سب کو قتل نہ کرون

اس طرف بھی عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے غراق آہن کلاہ
اور اُس کے اہل لشکر پر نظر کی خصوصًا فرامرز ثانی نے غراق آہن کلاہ اور اُس کے سرداران
سپاہ کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہ بادشاہ بھی جری و بہادر معلوم ہوتا ہے اور سرداران لشکر بھی اسکے
شجاع و بہادر و دلاور ثابت ہوتے ہین کیا خوشی و شادمانی حاصل ہو جو یہ بادشاہ مع اپنی تمامی فوج
و اہل شہر کے مسلمان ہو ہنوز فرامرز ثانی اپنے حریفون کو دیکھکر تمنا اُن کے مسلمان ہونے کی کر رہا
تھا کہ یکایک دونون بادشاہون کے حکم سے جانبین کے لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے
اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے نکلے وسط میدان جنگ مین آکر انھون نے حجاڑی جھنڈی خس و خاشاک
سنگ و کلوخ دور کر کے پست و بلند زمین کو ہموار کیا عرصۂ جنگ کو صورت آئینہ صاف کیا جب اس طرح
میدان رزم صاف اور درست ہو چکا بیلدار و بیلچہ بردار میدان کارزار سے ہٹ گئے سقے مشکین پُر آب
دوش پر رکھے ہوئے دونون طرف سے نکلے انھون نے پانی چھڑک کر عرصۂ کارزار کو سرد کر دیا غبار
دور ہوا گرد برطرف ہوئی بعد آب پاشی کے سقے بھی عرصۂ مصاف سے علٰحدہ ہوئے دونون طرف
صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ
ہوا قلب ہر لشکر مین بادشاہان لشکر قرار گزین ہوئے گرد اُن کے امراو وزرا پہلوانان قوی بازو و
جوانان جنگجو مقرر معین کیے گئے بعد ازین دونون لشکرون سے نقارے خوش آواز اور کرنیت تکلکر
وسط میدان کارزار مین آئے انھون نے جوانان لشکر کو اس طرح آمادہ جنگ کیا کہ اُن سے مخاطب
ہو کر آواز بلند کہا کہ اے جوانان رشک رستم پیلتن والے دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ فی الحال رستم
و اسفندیار روئین تن و گیو و بیژن و سام و زال و سہراب و گشتاد و گستہم و برزو و قوی بازو
خودستا و افراسیاب گرز بر و سکندر و دارا و کیقباد و کیکاؤس و سکندر و فریدون و نوشیروان
عادل ملک کسریٰ و جمشید و ضحاک یاران شاہان جہان و پہلوانان دوران کہان ہین ان مین سے
کسی کا بھی کچھ نشان ہے قبرین تک اُن سب کی ظاہر نہین کی اس دنیاے فانی سے نامورانِ نامبردگان
چلے گئے خاک مین مل گئے ہزارون من مٹی مین دب گئے زمین کے کیڑون نے اُن کا گوشت پوست
کھا لیا ہڈیان بھی اُن کی باقی نہین مگر دنیا مین انھون نے جو کارہاے نمایان کیے اور جو نیکیان کی ہین
اُن کے افعال نیک و بد کے سبب سے ابتک اہل دنیا اُن کو یاد کرتے ہین ذکر اُن کا زبان پر لاتے ہین
ہرچند اُن کو دنیا سے گئے ہوئے صدہا برس ہوئے ہین لیکن افعال نیک کرنے سے گویا وہ ابتک
زندہ ہین اہل جہان ذکر اُن کی شجاعت و بہادری و دلاوری و دلیری و جرأت کا اکثر باہم بیٹھکر
کرتے ہین تعریف و ثنا و صفت اُن کی زبان پر لاتے ہین وہ تو دنیا مین نہ رہے لیکن نام اُن کا رہ گیا
بقول شخصے کہ شعر ۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ۔ اسی طرح
شاہان مندرجہ بالا دنیا مین نہ رہے لیکن اُن کا عدل و انصاف ایسا تھا کہ ابتک مردمان دہر اُن کی
تعریف کرتے ہین اور جو گذشتگان سے بد افعال ہین اُن کے بھی بدی افعال کو لوگ یاد کرکے تواریخ
و اخبار مین اُن کی برائیان لکھی ہوئی دیکھکر انھین بُرا کہتے ہین بہ بدی اُن کو یاد کرتے ہین پس لازم
ہے کہ حیات چندروزہ مین انسان دنیا مین ایسے افعال نیک کرے کہ بعد اُس کے اہل دنیا اُس کو
بہ نیکنامی یاد کرین اور ایسے امور بد اس سراے فانیہ مین نہ کرے کہ بعد اُس کے مرنے کے لوگ اُس کو
بہ بدی یاد کرین یہ تقریر ہے تمھارے سامنے اسواسطے کی ہے کہ آج سامنا اور برابر حریفون سے ہے

دیکھو دلیرانہ اپنے دشمنوں سے بڑھ بڑھکر لڑنا شجاعت و بہادری اپنی دکھانا اپنے آبا و اجداد کا نام
سر میدان روشن کرنا تیغ و خنجر و شمشیر و تیر و گرز بڑھ بڑھکر اپنے اعدا پر لگانا ثبات قدمی اس میدان
رزم میں اختیار کرنا یہ خیال رہے کہ اگر سر بھی کٹ جاے مگر قدم عرصۂ جنگ سے نہ ہٹے اگر ایسی بہادری
کروگے تو مانند پہلوانان گذشتگان کے تم بھی دنیا میں مشہور ہوگے اہل دنیا تمکو بہ نیکنامی یاد کرینگے
تواریخ و اخبار میں تمہاری شجاعت مورخ و اخبار نویس تحریر کرینگے شہرۂ شجاعت تمہارا دور دور
ہوگا حاکم و آقا و بادشاہ بھی تمہارا تم سے خوش ہوگا نمک حلال و خیرخواہ و جان نثار کہلاؤگے اور
اگر میدان جنگ سے ہنگام رزم قدم ہٹاؤگے خوف جان سے بھاگوگے تو اہل جہان تمکو نامرد و بزدل
کہینگے نمک حرام مشہور ہوگے اپنے بادشاہ کو ایسے وقت میں رنجیدہ کروگے اسکی حمایت و مدد
رفاقت سے ہاتھ اٹھاؤگے تو اس نخل بدی کا پھل شیرین نہوگا تمکو بھی اہل دنیا اچھا نہ کہینگے
خواہ زندہ رہوگے یا مر جاؤگے تیر نشانہ ملامت ایسی صورت میں ضرور ہوگے دیکھو اسوقت مقابلہ
اہل اسلام و لات پرستوں کا ہے عداوت مذہبی بھی ہے ابھی سے اپنے اپنے حریف کو تاک لو آمادہ مارڈالنے
اور خود قتل ہو جانے پر ہو جاؤ خبردار اے بہادرو جنگ سے منہ نہ پھیرنا دشمنوں سے پسپا نہونا مرد
میدان نبرد ہوکے نامرد و بزدل مشہور دنیا نہونا آبرو بھاگنے میں گھٹ جائے گی پھر موت ہاتھ آئیگی
اگر ثبات قدمی اختیار کروگے دلیرانہ لڑوگے اور قضا تمہاری نہیں ہے تو یاد رکھو کہ ہرگز کسی حریف کے
ہاتھ سے قتل نہوگے اور اگر اجل تمہاری آئی ہے تو بھاگنے سے ہرگز جانبر نہوگے ضرور کسی حریف
کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے ہمنے تمکو بطور نصیحت تاکید کی ہے ماننے نہ ماننے کا تمہیں اختیار ہے ہمارا
کام یہی تھا کہ تمکو نیک و بد امور سے آگاہ کر دیں بقول کسی کے ع ۔ بر رسولان بلاغ باشد و بس
نقیبا او رکیت نے جو بہادران میدان جنگ کے روبرو اس طرح تقریر کی ہر ایک نے بگوش ہوش
سنی اگرچہ لاکھوں جوانوں کا مجمع تھا مگر سب خاموش تھے جب نقیبا او رکیت چپ ہوئے دیکھنے والوں
نے دیکھا کہ ہر ایک نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوکر جھومنے لگا قبضۂ شمشیر کو چومنے لگا ارادہ کرنے لگا
کہ سب سے پہلے ہمیں صف لشکر سے نکلکر لشکر دشمن پر حملہ آور ہوں اس طرح دلیرانہ لڑیں کہ سب کو
حیرت ہو جائے اور وہ کارہاے نمایاں کریں کہ اہل دنیا کارزار رستم و سہراب و اسفندیار وغیرہ
پہلوانوں کا بھول جائیں باوجود عزم مصمم مذکور کے ہنوز کوئی جوان صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ
اسفندیار کجکلاہ نے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے مرکب دوڑایا اپنا صف لشکر
سے نکالا اسوقت لشکر غراق آہن کلاہ میں شادیانے بجے علمداروں نے علموں کو جنبش دیا
غراق آہن کلاہ کے نزدیک جو ارکان دولت کھڑے تھے ان سے شاہ مذکور نے کہا کہ دیکھو
سردار نامور ہمارے لشکر کا صف لشکر سے نکل کر برائے مقابلہ مسلمانان کے گیا ہے گویا ملک الموت
واسطے قبض روح اہل اسلام کے گیا ہے جو کوئی اسکے سامنے آئیگا یہ اسکو ایک ہی ضرب میں
دو کرے گا یہی ایک سردار ہمارا سرکشان اہل اسلام کو کافی ہے چن چن کر دلیران اہل اسلام
کو تہ تیغ کرے گا اعیان دولت نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں واقعی اسفندیار کجکلاہ اپنے
وقت کا اسفندیار روئین تن ہے صرف فرق یہ ہے کہ یہ روئین تن نہیں ہے بادشاہ مذکور بھی اہل دربار
کی گفتگو سے خوش ہوا سردار مذکور نے وسط میدان جنگ میں جاکر مرکب کو روک کر جانب لشکر
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھکر دل میں خیال کیا کہ پہلے ان اہل اسلام پر فنون سپہگری ظاہر کرنا

چاہیے اپنی قوت و کمال سے ماہر کرنا چاہیے بعدہٗ اپنا نام اور اپنی شجاعت زبان سے ظاہر کرکے مبارزطلب
کرنا چاہیے تاکہ اہل اسلام پر تیرا رعب غالب ہو یہ خیال کرکے نیزہ اٹھاکر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ
ہلانے لگا کمالات نیزہ بازی دکھانے لگا اہل اسلام بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگے خصوصاً فرامرز ثانی
اُس کی جانب متوجہ ہوا بجائے خود اُس کی صورت و قوت و نیزہ بازی کی ثنا کرنے لگا جب اسفندیار
ججلاہ ہنر نیزہ بازی دکھا چکا سراپا عرق میں تر ہو چکا نیزہ زمین پر گاڑ کر مرکب کو روک کر اس طرح اپنی
مدح و ثنا کرنے لگا

نظم مولف

میں ہوں وہ بہادر میان جہان
کہ کرتا ہوں شیر ژیان کا شکار
اگر مجھسے لشکر ہو گرم ستیز
کروں اُس کو چو رنگ آن میں
دکھانا جو قوت کا منظور ہو
شکستہ کروں اُس کا ہر استخوان
دلیرانہ روشن کیا نام کو
جسے زندگی اپنی دشوار ہو

نہیں میرے مانند کوئی جوان
لڑ جائے میدان جو ہوں تیغ زن
کروں اُس کو دم میں تہ تیغ تیز
اٹھاؤں جو میدان میں گرزگران
اٹھاؤں میں اک ہاتھ سے فیل کو
وہی ہوں میں سردار جنگی سپاہ
کیا میں نے مجروح صمصام کو

شجاعت ہے سب پر مری آشکار
میں ہوں غیرت رستم پیلتن
مقابل ہو کر دیو میدان میں
کہے کوہ بھی الامان الامان
لڑے مجھسے کشتی جو کوئی جوان
کہ جوئے گا جبین کر بارگاہ
وہی مجھسے سرگرم پیکار ہو

اے اہل اسلام آگاہ ہو کہ میرا ہی نام اسفندیار ججلاہ ہے دل ہے
میرے جنگی سپاہ ہے تم سب میں جس کو سوئے عدم جانا منظور ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ و مجادلہ کرے یا
مثل صمصام تیغ زن میری شمشیر آبدار سے مجروح ہو اور اگر تم میں سے کوئی جوان بوجہ خوف جان
کے روبرو میرے آکر مقابلہ و مجادلہ نکرے تو میں ہی یکہ و تنہا تمہارے لشکر پر حملہ آور ہوں تم سب کو
تہ تیغ کروں یہ کہکر خاموش ہو کر انتظار اپنے حریف کے آنے کا کرنے لگا لشکر اہل اسلام سے اول
قہور صف شکن قزاق نے اپنا مرکب نکال کے فرامرز ثانی سے اجازت جنگ چاہی فرامرز ثانی
نے اُس کو اذن جنگ نہ دے کر کہا کہ اے بہادر یہ سردار لشکر نہایت زبردست ہے اسی نے صمصام
تیغ زن کو زخمی کیا ہے تم اس بے دین سے لڑنے نہ جاؤ ہم اس سے جنگ آزما ہوں گے سنکر
اس کے اشعار رجز کس درجہ مبالغہ آمیز ہیں قہور صف شکن فرامرز ثانی کے روکنے سے مجبور ہو کر
داخل صف لشکر ہوا فرامرز ثانی دلیرانہ صف لشکر سے نکل کر عمان شاہ سے کہ اس کو بضرورت
بادشاہ اپنے لشکر کا کیا ہے اجازت رزم لے کر پاس درویش آفتاب صورت کے جاکر طالب اذن
مصافحت ہوا درویش موصوف نے سرگوشی کہا کہ اے فرامرز ثانی یہ سردار مسمیٰ اسفندیار ججلاہ
نہایت زبردست و بہادر و شجاع ہے مبادا تم کو کچھ اس بے دین سے ضرر پہونچے لہذا وہ آکہ جو درویشی
مرجان سرخ موسے ہمیں دستیاب ہوا ہے اور اُس کی خاصیت یہ ہے کہ جس کے بازو پر باندھ دیا جائے
وہ کسی سے زیر و مغلوب نہیں ہوتا ہے اور برکت اسمائے الٰہی و نقوش اکہ مذکور غالب ہی ہوتا ہے
اسوقت وہی اکہ جیب جامہ درویش مرجان سرخ موسے نکال کر تمہارے بازو پر باندھے دیتا
ہوں یہ کہکر جیب جامہ مذکو میں ہاتھ ڈالا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ نے مجکو فنون سپہ گری
سکھلائے ہیں تربیت و تعلیم کی ہے خدا اسوقت میرے قوت بازو اور جنگ میری ملاحظہ فرمائیے اکہ
مذکور میرے بازو پر نہ باندھیے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر اُس اکہ کے میں اس سردار سپاہ سے مقابلہ
کروں گا اور بمدد الٰہی و نیز برکت دعائے جناب سے اس بے دین سے مغلوب نہوں گا بلکہ اُس پر غالب ہوں گا

ارادہ ہے کہ ہنگام جنگ اس سردار تہور شعار کو بشرط قبول دین اسلام قتل نہ کرونگا درویش
آفتاب صورت نے تقریر فرامرز ثانی سے مجبور ہوکر بغیر اسکے باندھنے کے اجازت جنگ وحبب دی
فرامرز ثانی نے سرگوشی میں سب باتیں کرکے کسی کو اپنی تقریر نہ سنا کے اجازت جنگ لے کر مرکب کو
سوئے حریف جولان کیا اور شہر اشوب دلیرانہ و بے پروائی سے جاکر مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان مغرور
ومتکبر اب کیا انتظار ہے کوئی حربہ جنگ اٹھا ور کر بہت تونے اپنی شجاعت اپنی ہی زبان سے ظاہر کی ہے
ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت و شجاعت کس قدر ہے اسفندیار نے سراپائے فرامرز ثانی پر نظر
کرکے جوان قوی بازو و خوش رو دیکھکر پوچھا کہ اے جوان کیستی و چہ نام داری تیری جوانی پر مجھے
رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان قوی بے دریافت نام ونشان میرے ہاتھ سے قتل ہوجائے اس بہادر
نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ نام میرا فرامرز ثانی ہے نسل رستم پیلتن سے ہوں اور سپہ سالار لشکر عمان
شاہ کا ہوں اکثر شجاعان جہان و پہلوانان دوران کو میں نے بزور بازو کے تحت زیر کیا ہے اور بہت سے
سرکشوں کو تہ تیغ کیا ہے تو تیرے حال پر عبث رحم کھاتا ہے وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال اس نے جواب دیا
کہ میری ضرب سے کوئی حریف میرا سالم نہیں رہتا اور جانبر نہیں ہوتا ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ تو ہی پہلے مجھپر
وار کر فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب نہیں لگاتے ہیں
پہلے وار اس کا روک لیتے ہیں بعدہ اس پر ضرب نیزہ یا ضرب شمشیر لگاتے ہیں اسفندیار کجکلاہ نے کہا
خیر اگر تیرا یہی دستور ہے تو ثابت ہوا کہ اجل تیری آگئی ہے ہوشیار و خبردار ہوجا یہ کہکر نیزہ زمین سے
اکھاڑ کر مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ گردش دے کر سینۂ بے کینہ فرامرز ثانی کو تاک کر حریف کو نیزے
کی زد پر پاکر وار کیا ادھر فرامرز ثانی نے اس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر اس حسن وخوبی سے
روکا کہ جملہ اہل اسلام خوش ہوگئے بلکہ جملہ اہل لشکر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ بھی بجائے خود
شاکر ہونے لگے عراق شاہ بھی اپنے دل میں تعریف کرنے لگا درویش آفتاب صورت چونکہ بغور
دیکھ رہے تھے ضرب نیزہ روکنے سے اپنے گنبد طلائی مذکور میں بے اختیار خوش ہوکر اچھل پڑے اور
بے اختیار پکار اٹھے کہ اے فرامرز ثانی کیا عنوان شایستہ سے تونے ضرب نیزہ حریف روکی ہے
ماشاءاللہ خدا تمکو نظر بد سے بچائے اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بوقت روکنے ضرب نیزہ مذکور کے
دو سنانوں کے باہم ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدروں کے دہن سے شعلہائے
خفیف ظاہر ہوگئے اسفندیار کجکلاہ بھی فرامرز کے وار روکنے سے حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ یہ
جوان فن نیزہ بازی میں شاید کامل ہے ورنہ میری ضرب نیزہ اس عنوان سے نہ روکتا ابھی حریف
بیدین مذکور الصدر اپنے دل میں اسی کمال اپنے حریف کا خیال کررہا تھا کہ فرامرز ثانی نے بھی اپنے
نیزے کو گردش دے کر اس کے پہلو پر نیزہ لگایا اس نے بھی دلیرانہ نیزے پر نیزہ روکا اسی طرح چند طعنہائے
نیزہ کی باہم رد وبدل ہوئی آخرکار ایک بند نادر باندھکر فرامرز ثانی نے سنان نیزہ اس کے ہاتھ سے
نکال دیا لشکر اہل اسلام میں شور تحسین وآفرین ہوا درویش آفتاب صورت کو بدرجہ کمال خوشی
ہوئی نہایت تعریف فرامرز ثانی کی کی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کو از حد حیرت ہوکر صدمہ
بے انتہا ہوا اور اس کے تمامی مردان سپاہ کو ایسا تعجب ہوا کہ سب کو حیرت سے سکتہ سا ہوگیا اسفندیار
کجکلاہ سنان نیزے کی نکلجانے سے سخت نادم وخجل ہوکر تھوڑی دیر سر جھکائے رہا بعدہ از حد برہم ہوکر
مرکب کو آگے بڑھاکر نہایت سرعت وچالاکی سے گھوڑے کو اپنے مرکب حریف سے ملاکر زنجیر کمر

فرامرز ثانی بھی ہاتھ ڈال کر زور کرکے یہ چاہنے لگا کہ حریف کو پشت فرس سے اٹھا کر سر سے بلند کرکے
اس طرح بالائے خاک پٹکے کہ پیوند خاک ہو جائے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائیں فرامرز ثانی نے
ایسی حالت میں مسکرا کر اُس سے کہا کہ اے اسفندیار کجکلاہ اسوقت میرے ہاتھ میں نیزہ سر تیز ہے اگر
چاہوں تو بضرب نیزہ تجھے ہلاک کر سکتا ہوں اسوقت تیرا مار ڈالنا بہت ہی سہل ہے مگر مار ڈالنا تیرا اس طرح
منظور نہیں ہے اگر تو آمادہ زور آوری و کشتی ہے تو پھر ہم اسمیں بھی تجھسے بند نہیں ہیں دیکھو نیزے کو لیے ہاتھ
سے رکھے دیتے ہیں تجھے ہلاک نہیں کرتے ہیں تیرے بازو میں جس قدر قوت و زور ہو اُس قدر زور کر آپنی
دانست میں کی مگر مجکو پشت فرس سے اٹھا لے یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑ کر اپنا ہاتھ بھی اُس کی زنجیر کمر میں ڈال دیا
دونوں بہادر جانبین سے خوب زور کرنے لگے یہانتک کہ گھوڑے اُن کے زور آوری کے متحمل نہوکر زبانیں
دہن سے نکال کر زمین پر بیٹھنے لگے ایسی حالت میں دلسوز و دیگر لات پرستوں نے قریب اُن کے جاکر کہا
کہ اے جوانان بے نظیر و اے پہلوانان کشتی گیر اگر ارادہ تمہارا کشتی لڑنے کا ہے تو فرس سے اتر کر بالائے زمین
کشتی لڑو باہم زور آزما ہو دیکھو یہ گھوڑے بے چارے بے زبان تمہاری زور آوری سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں
کیوں ان بیچاروں کے خون ناحق میں مبتلا ہوتے ہو یہ سنکے دونوں بہادر فرسوں سے اتر کر دامن عبا و قبا کو گردان کر
تماشہ بدل کر کشتی بہ تیز دستی لڑنے لگے اُسوقت عمان شاہ و درویش آفتاب صورت و عراق
آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ نے خیال کیا کہ یہ کشتی بہ دو پہر میں نہوگی غالباً دو تین روز میں ان دونوں
میں سے کوئی مغلوب ہوگا لہذا اسی طرح صف آرا رہنا خوب نہیں ہے یہ خیال کرکے دونوں بادشاہوں نے
حکم دیا کہ اس میدان رزم میں فرش و دنگل و کرسیاں وغیرہ جلد تر بچھائی جائیں اور خیام و بارگاہیں بھی
ایستادہ کی جائیں حسب الحکم دونوں بادشاہوں کے ملازموں نے جلد تر اپنے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل
کی اُسوقت دونوں بادشاہ اور درویش آفتاب صورت و تمامی اہل اسلام و کفار جملہ سوار اپنے اپنے
مرکب سے اتر اتر کر گھوڑوں کو سائیسوں کے حوالے کرکے مسلح سلائے قدر مراتب بیٹھے بادشاہان مذکور بارگاہوں
میں بالائے تخت زرین بیٹھے پردے بارگاہوں کے اٹھوا دیے درویش آفتاب صورت بھی ایک
کرسی زرین پر قریب تخت عمان شاہ بیٹھے دلسوز بیرپشت ٹھہرا منصور صف شکن بھی بموافق
اپنے مرتبہ کے ایک کرسی پر اپنے خیمے میں بیٹھا صمصام تیغزن اگرچہ زخمی تھا مگر وہ بھی اشتیاق دیدہ کشتی میں
ایک کرسی پر اپنے خیمے میں بیٹھا پردے خیمے کے اٹھا دیے سواران ہر دو لشکر بھی اکثر بالائے فرش اکثر
زمین پر شوق سے بیٹھے غرضکہ جملہ اہل اسلام و کفار بطریق مذکور بیٹھکر بغور کشتی دیکھنے لگے اسفندیار کجکلاہ
زبر دستی کرتا چاہتا تھا فرامرز ثانی بقوت بازو اُس کو دستی کرنے سے باز رکھتا تھا اور جب کوئی داؤں فرامرز
ثانی کرتا تھا تو اسفندیار کجکلاہ اُس کا توڑ کرتا تھا غرضکہ دونوں پہلوان قوی و توانا تھے اور نہایت
ہوشیار و دانا تھے کوئی کسی کے داؤں پر نہ چڑھتا تھا ہر ایک داؤں سے بچا تھا منعت مزاج ناظرین کشتی
میں دونوں بہادروں کی ہر طرح پر تعریف و ثنا کرنے لگے جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا اور
آثار شام نمایاں ہونے لگی اسفندیار کجکلاہ نے سامنے فرامرز ثانی پر ہاتھ رکھکر کشتی لڑنے سے اُسے روک کر
کہا کہ اے بہادر روز واسطے محنت و مشقت کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے لہذا ہم تم کل صبح
پھر زور آزما ہوں گے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے دلاور حالانکہ اب آفتاب نہاں ہوگیا ہے
زمانہ شب آگیا ہے مگر بادشاہوں کے نزدیک کثرت روشنی سے شب کو دن کی شکل کر دینا کچھ دشوار نہیں
ہے یہ تاریکی دفع ہو جائے گی اور جو بہادر ہوتے ہیں وہ بغیر حریف کو زیر کیے نہیں ہٹتے ہیں یا خود زیر ہو جاتے

ہین بغیر معاملہ یکسو ہوئے جنگاہ سے قدم نہین ہٹاتے ہین ہان اگر تمھارے اعضا مین درد پیدا ہوگیا ہو
اور کشتی سے باز رہنے کو دل چاہتا ہو تو وہ بات دوسری ہے اسفندیار رجکلاہ نے جواب دیا کہ میری
قوت مین ابھی مطلق فرق نہین آیا ہے نہ اعضا میرے دردمند ہین اگر تم بغیر معاملہ یکسو کیے یہان سے نہ
جاؤگے تو مین بھی اب نجاؤن گا ورنہ نزدیک تمھارے اور بقول تمھارے زمرۂ بہادران سے شمار
نہ کیا جاؤن گا یہ کہکر اسنے بادشاہ کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا فوراً اُس نے حکم دیا کہ جھاڑ بیٹھک کے اور
کنول اور فانوس اور بخشانے اسقدر روشن کیے جائین کہ یہ شب گویا روز روشن ہو جائے حسب الحکم
ملازمون نے جلد حکم شاہ کی تعمیل کی اس طرف عمان شاہ نے بھی اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا
دیا انھون نے بھی سامان روشنی کرنے کا فی الفور کیا غرضکہ دونون شاہون کے حکم سے دونون جانب
اسقدر روشنی کی گئی کہ وہ شب تاریک گویا مبدل بہ روز روشن ہوگئی پھر کٹورے شیر خالص کے
اور کاسے دونون طرف سے آگئے دونون بہادرون نے بعوض غذائے نان و گوشت و برنج وغیرہ
وہ شیر گاؤ کاسے مین بھر بھر کر نوش کیا جب دونون دلاور سیر و سیراب خوب ہو چکے کٹورے اور کاسے
دور کرکے پھر بدستور روز گذشتہ باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے اس روشنی مین جملہ ناظرین اہل اسلام اور
کفار کشتی دیکھنے لگے جب وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو بعد ادائے نماز اور بدستور مرقوم سیر و سیراب
ہونے کے پھر کشتی ہونے لگی داؤن پیچ دونون طرف سے دسپے ہونے لگے ماہران فن کشتی نے
غور سے جو دیکھا تو دونون بہادرون مین سے کسی مین کمی قوت مین نہ دیکھی کہان تک مفصل حال اس
کشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ برابر تین روز اور تین شب کشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب و مغلوب
نہوا بعدہٗ اسفندیار رجکلاہ نے فرامرز ثانی سے کہا کہ اے بہادر تین روز اور تین شبین مین نے کشتی
لڑا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار رہو جاؤ فرامرز ثانی نے بشیرین زبانی
کہا کہ اے دلاور ہم خبردار ہین تم زور کرو اُس نے دونون ہاتھ اپنے دونون شانون پر فرامرز ثانی
کے رکھکر سر اپنا سینہ فرامرز سے ملاکر بقوت تمام زور کرکے ریلنا شروع کیا فرامرز ثانی تیس قدم تک
پسپا ہوا پھر اسفندیار رجکلاہ نے جھٹکا اس طور سے دیا کہ ایک گھٹنا فرامرز ثانی کا زمین سے آشنا ہوا
جب زور آخری سے بھی اسفندیار غالب نہوا تھک کے کہنے لگا کہ اے بہادر مین تمام قوت اپنی صرف
کر چکا دم میرا آگیا اب تمکو اختیار ہے فرامرز ثانی نے کہا کہ اب ہم بھی زور کرتے ہین تم بھی خبردار ہو جاؤ
اُس نے کہا کہ مین ہوشیار ہون فرامرز ثانی نے مانند اسفندیار رجکلاہ کے جو زور کیا تو ساٹھ قدم
تک حریف کو پسپا کرکے زور سے جو جھٹکا دیا تو دونون پاؤن اُس کے زمین سے آشنا ہوئے اسی
حالت مین اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کرکے زمین سے گھٹنون تک اُسے اٹھایا بعدہٗ زور دوم
مین سینے تک زور سوم مین سر سے بلند کرکے چرخ دے کر پوچھا کہ حالا در شناختن خالق کون ومکان چہ میگوئی
اُس نے طالب امان ہو کر کہا مجکو یقین کامل ہوگیا کہ دین اسلام دین حق ہے مجھے مسلمان کرو مین نے اس
تین روز و شب مین لات و منات سے بدل اعانت چاہی مگر کسی نے میری مدد کی یہان تک کہ تمنے
مجھے اس طور سے زیر کیا معلوم ہوگیا کہ تمھارا دین برحق ہے اور تمھارا خدا خالق ہے کہ اُس نے تمکو ایسے
پہلوان زبردست پر غالب کیا لات و منات کچھ بھی نہین فقط پتھر کی سورتین ہین فرامرز ثانی نے
از حد خوش ہو کر اُس کو کلمہ تعلیم کیا وہ صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فرامرز ثانی نے اُسے
آہستہ زمین پر رکھدیا وہ اس طور سے زیر ہو کر قدم فرامرز کی طرف بڑھا فرامرز نے سر اُس کا اپنے سینے سے

لگایا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا درویش آفتاب صورت نے کثرت خوشی سے اٹھکر
فرامرز ثانی کو مانند فرزند اپنے کے پیار کیا زر و جواہر اُس کے سر پر سے نثار کیا اور بہت تعریف اُس کی
قوت و شجاعت کی کی عمان شاہ و قہور صف شکن و صمصام تیغ زن و جملہ اہل اسلام از حد شادمان
ہوئے بار بار شور تحسین و آفرین کا بلند کیا غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزاقیہ اپنے سردار سپاہ کے زیر
ہونے سے اور مسلمان ہو جانے سے بہت محزون و رنجیدہ ہوا اور تمامی اُس کے ملازم اعلیٰ ادنیٰ بھی غمگین
ہوئے ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ کو یہ حیرت ہوئی کہ اسفندیار رنجکلاہ ایسے پہلوان زبردست کو فرامرز ثانی نے
زیر کرکے مسلمان کر لیا ہے دیکھیے آئندہ کیا ہوتا ہے فرامرز ثانی نہایت قوی بازو ہے کفار کو تو صدمہ بیحد ہوا
لیکن اسفندیار رنجکلاہ نے زیر ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرکے اپنے ماتحت سواران سپاہ
سے مخاطب ہو کر و نیز شاہ غزاقیہ سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ اے بادشاہ ذیجاہ شہر غزاقیہ میں نے تو فرامرز
ثانی سے زیر ہو کر دین اسلام اختیار کیا ہے آپ کو بھی لازم ہے کہ اس بہادر سے ارادہ جنگ نہ کیجیے دین
اسلام کہ دین حق ہے اختیار کیجیے آپ کے حق میں بہتر ہوگا پھر اپنے سواران سپاہ سے مخاطب ہو کر اسی طور
سے کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا عمان شاہ بفتح و فیروزی جنگاہ سے سر فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بصد خوشی و خرمی جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچکر ہر ایک مرکب سواری
سے اُتر کر سلاح جنگ تن سے دور کرکے داخل بارگاہ و خیمہ و خرگاہ ہوا اس طرف غزاق آہن کلاہ
بھی نہایت حزین و غمگین مع تمامی اپنی سپاہ کے جنگاہ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوا جب فرودگاہ سپاہ پر
پہونچا تخت سے اُتر کر بارگاہ میں داخل ہو کر جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ کو طلب کیا جب سب حاضر ہو کر
حسب قدر و مراتب بیٹھے بادشاہ مذکور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ آج بادولت کو اسفندیار کے زیر ہو کر مسلمان ہونے کا
نہایت سخت صدمہ ہوا ہے ہنوز ارکان دولت سے کوئی کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ بہران پیر سوار نے
اپنے ونگل سے اٹھکر باادب تمام عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اگر اسفندیار رنجکلاہ فرامرز ثانی سے
کشتی میں زیر ہو گیا تو حضور کچھ رنج نہ کریں بنام اس ننگ خوار کے طبل جنگ بجوائیں میں ہنگام مقابلہ فرامرز ثانی
کو بضرب شمشیر آبدار دو نیم کروں گا حضور کے اس رنج کو مبدل بہ سرور و خوشی کروں گا اسفندیار رنجکلاہ
تین روز و شب کشتی لڑکر زور آخری کرکے ایسا ہمت ہار گیا تھا کہ اُس نے فرامرز کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر
زور کرکے اسکو بھی اُس کا نہ اُٹھایا یہ ننگ خوار قدیم مانند اُس کے کم ہمت نہیں ہے حضور ملاحظہ کریں گے کہ ہنگام
مقابلہ و مجادلہ فرامرز ثانی کو کس طرح تیغ بازی کرکے ہلاک کرتا ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو اُس کے
ہلاک ہونے کا صدمہ ہوا اور مجکو افسوس ذرا بھی نہ ہوگا بلکہ خوشی بے حد ہوگی اُس کو ہلاک کرکے اُس کے
لشکر کو قتل و تباہ کرکے تمام مال و اسباب لوٹ کر حضور کو خوشنود کروں گا عوض زیر کرنے اسفندیار رنجکلاہ
کا اس طور سے لوں گا کسی کو ان اہل اسلام سے زندہ نہ چھوڑوں گا مگر اسفندیار رنجکلاہ کو قتل نہ کرونگا بلکہ فہمایش
دین آبائی اختیار کرنے کی کروں گا اگر اُس نے میرے کہنے پر عمل کیا تو اُس کو حضور کی خدمت میں لے آؤں گا
ورنہ اُس کو بھی تہ تیغ کروں گا حضور میری شجاعت سے خوب آگاہ ہیں کیا کیا میں نے کارہائے نمایاں کیے
ہیں فرامرز ثانی اور مردان سپاہ عمان شاہ میرے آگے کیا چیز ہیں ان کا قتل کرنا کچھ دشوار نہیں ہے بعد
قتل کرنے فرامرز کے شمشیر خون آشام علم کرکے جب اہل اسلام پر حملہ کروں گا تو سب مانند گوسفندان
جنگاہ سے بھاگیں گے اُسوقت مثل اہل اسلام کے ان کو ذبح کروں گا زمین پر خون ان کا بہاؤں گا
غزاق آہن کلاہ گفتگوے بہران پیر سوار سردار سپاہ جرار سنکے عین صدمہ و ملال میں خوش ہوا

آثار خوشی اُس کے چہرے سے عیان ہوے اسی صورت سے ارکان دولت و اعیان مملکت نے بھی عرض کیا
کہ اے بادشاہ ذیجاہ بہران بر سوار واقعی مرد میدان کارزار ہی غالبًا جو کچھ اس نے عرض کیا ہی بہادر
ایسا ہی کرے گا آج اہل اسلام کو خوشی حاصل ہوئی ہی کل حضور کو مسرت بیحد حاصل ہوگی سر فرامرز ثانی
طشت میں روبروے حضور رکھا ہوگا بلکہ سر ہاے عمان شاہ و قہور صف شکن و درویش آفتاب
صورت وغیرہ سامنے حضور کے نیزون پر علم ہون گے اسفندیار کجکلاہ سردار سپاہ حضور اسوقت
اہل اسلام میں ہی کل بعد قتل فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوگا یہ
یقین ہی کہ اسفندیار کجکلاہ نے بصدق دل دین اسلام اختیار نہیں کیا ہی وہ ایک مرد جہاندیدہ کار آزمودہ ہی
بخوف جان اُس نے طوطے کی طرح واسطے اپنی جان بچانے کے زیر ہو کر کلمہ پڑھ لیا ہی دل سے وہ لات و منات
کا اعتقاد رکھتا ہوگا عجب نہیں کہ وہ قابو پا کر آج کی شب سر فرامرز ثانی شمشیر آبدار سے قلم کر کے براے نذر
حضور لائے کیونکہ وہ مرد سردار وہم عیار ہی بارہا ہم چاکرون نے اُس کا امتحان کیا ہی اُس کا فعل خالی
مکاری و عیاری و کذب سے نہیں پایا ہی پس حضور فیض گنجور مطلق صدمہ و ملال نکرین اگر وہ زیر ہوگیا تو
ہوگیا یون ہوتا ہی کہ دو شخص لڑتے ہین ایک غالب ہوتا ہی دوسرا مغلوب ہوتا ہی ایک اُس کے مغلوب
ہونے سے حضور کے لشکر مین کیا کمی ہوگئی اول تو بہران بر سوار دوسرے اکثر سردار لشکر حضور مین موجود
ہین ہر ایک جان نثار شور شعار شمشیر زن شیر افگن ہی خصوصًا بہران بر سوار سب سردارون مین بے مثل و
لاجواب ہی اسوقت ہم کہتے ہین کہ اسفندیار کجکلاہ سے بہران بر سوار بدرجہا شجاع و بہادر و قوی
ہی ہماری یہ رائے ہی کہ حضور بنام بہران بر سوار طبل جنگ بیدرنگ بجوا دین کل اس کی لڑائی کا تماشا
دیکھین جسقدر آج حضور کو صدمہ ہوا ہی اُس سے ہزار حصہ زیادہ خوش ہونگے کیونکہ بہران بر سوار صادق القول
ہی جو اس نے ابھی عرض کیا ہی ضرور ہی کہ وہی کرے گا اس مین فرق نہوگا ہان آفت ارضی و سماوی سے ہم
آگاہ نہین ہین کیونکہ بیشتر سنا اور دیکھا کہ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہین جو حیرت انگیز ہوتے ہین جیسا کہ بعض
عقرب زہر دار ایسے ہوتے ہین کہ ان کے ڈنک مارنے سے مار سیاہ کہ جو نہایت زہر دار ہوتے ہین مانند
کباب کے ہو کر بہہ جاتے ہین چھوٹے جانور بڑے جانورون پر غالب آجاتے ہین فتح و شکست کی خبر نہین
جب کے جو مقدر مین ہوتا ہی اُس کا ظہور ہوتا ہی ظاہر دیکھکر انسان نیک و بد جان سکتا ہی حال باطنی سے
خبر نہین رکھتا ہی اگر پشہ یا چیونٹی فیل مست کو مار ڈالے تو یہ تقدیری بات ہی بظاہر ہاتھی بڑا ہی اور وہ حقیر
سو یہی ہی اُس کو اس سے کیا مناسبت ہی اسی طرح خیال کرنا چاہیے کہ اسفندیار کجکلاہ فرامرز ثانی سے
تن و توش وغیرہ مین کم نہ تھا بلکہ فرامرز ثانی سے قوی الجثہ تھا ہی مقدر سے آج اپنے حریف سے زیر
ہوگیا ہی چونکہ اقبال و ادبار سے کسی کی کوئی واقف و آگاہ نہین ہی یہ موقوف بخوبی و بدی مقدر ہی
غواق شاہ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہارے کہنے کو بدل و جان پسند کرتے ہین اور بہران بر سوار کی شجاعت
و بہادری پر نظر کر کے اُس کی التماس کو بھی منظور کرتے ہین یہ کہکر اسیوقت اپنے ملازمون سے کہا کہ
کہدو نقارچیون سے کہ ہمارے لشکر مین بنام بہران بر سوار طبل جنگ و نقارہ رزمی پر چوب
لگائین ملازمون نے اپنے بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے حسب الحکم بادشاہ
چوب نقارہ رزمی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی جملہ اہل لشکر کا صداے نقارہ جنگی سنکے
آگاہ ہوئے کہ کل پھر میدان رزم مین لڑائی ہوگی ایک مرتبہ نقارہ جنگی بنام بہران بر سوار بجایا گیا ہی
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی بظاہر کوکب اقبال اہل اسلام کا اوج پر ہی اور ہم لوگون کا ستارہ اقبال

پستی اختیار کیے ہوئے ہے دلیل ہماری اس فہم و فراست کی یہ ہے کہ اسفندیار کجکلاہ بظاہر فرامرز ثانی
سے قوی میں زیادہ تھا یقین تھا کہ سردار سپاہ ہمارا سپہ سالار اہل اسلام پر فتحیاب ہوگا لیکن بوجہ
بد اقبالی بادشاہ کے خلاف و برعکس سمجھنے ہمارے کے ہوا غرض جو ہوا وہ ہوا ہم سب فرمانبردار ہیں جو ہیں
کیا اختیار ہے جو حکم بادشاہ ہے ہیں اس پر عمل کرنا منظور ہے اب جو کچھ ہوگا اسے دیکھیں گے بالفعل تو حکم شاہ
سے تیاری جنگ میں معروف ہوتے ہیں یہ دل میں خیالات کرکے تیاری جنگ میں معروف ہوکے
اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے تھا۔ تو نقارہ جنگی بجنے سے تیاری جنگ میں معروف
ہوئے ہیں لیکن دلسوز بن جانسوز عیار طرار کہ پاس پردۂ بارگاہ غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ
کے بصورت خدمتگار رکھتا تھا واسطے دریافت کرنے خبر کے آیا تھا تمام تقریر بادشاہ مذکور و بہران
پرسوار و ارکان دولت وحد اسے نقارۂ جنگی بگوش خود سنکے جلد تر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
بعد قطع راہ اُسوقت بارگاہ عمان شاہ میں پہونچا کہ دربار آراستہ تھا فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ
و جمہور صف شکن و صمصام تیغزن وغیرہ عالی قدر مراتب دلکون پہنچے ہوئے تھے شاہ موصوف
بالائے تخت زرین بعد خوشی بیٹھا تھا تعریف شجاعت و دلاوری فرامرز ثانی کی کر رہا تھا کہ دلسوز
بن جانسوز نے حسب دستور مراسم عبودیت و فدویت بجا لاکر پایہ تخت شاہی کو بوسہ دے کر ثنا و دعا کے
بادشاہ موصوف اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کی کہ۔

نظم

شاہا اساس ملک بتو استوار باد
ایوان عروس ملک ترا در کنار باد
گر در ممالک تو پریشانی اعدو
در رو فیس اگر زجود تو باشد جنار باد
صیت تو تا بسیط زمین زیب بے کند
جانش ہمیشہ خستہ تیر خسار باد
بازیکہ بر سر ظلمت وارد آشیان
تا خسرو ارات فلک را مدار باد
گردون تیز حملہ کہ تندی ازو برند
از خوبی ہمیشہ چو دار القرار باد
وقتے کہ جنبش سپہ فتنہ بود
بر فرق خصم گوہر تیغت نثار باد
از وفر اسامی و القاب بندگانت
حفظت ہمیشہ بر سر این ہفت و چار باد

عمر تو ایکہ دور فلک را مدار باد
ہر گل کہ راحتے بدل آرد نسیم او
در زلف لعبتان خطا و تتار باد
تا زل ترین منازل قدر تو چرخ شد
برابلق زمانہ بسرعت سوار باد
وان اژدہا کہ ہر دم او کم بود جحیم
ہموارہ گرگ سان سپہر شکار باد
وز نعل مرکب تو کہ خاک نصرت ست
در پیش قہر تو چو زمین بردبار باد
تا زہرہ عدو چو زمرد برون جہد
حفظ تو پیش دولت و ملت حصار باد
در مغز فتنہ خنجر چون گندنات را
اول ورق سپہر دوم روزگار باد

ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بلند بود
در چشم دشمن تو نکہت چو خار باد
در عہد تو بنفشہ حزین ستویش نے
عالی ترین مراتب خصم تو دار باد
آنکس کہ جز بیاد تو نوشد ئے نشاط
پیش زبان تیغ تو در زینہار باد
بر مرکز مراد تو کان قطب دولت ست
در گوش آسمان ز نصرت گوشوار باد
دار الممالکت کہ مقر سعادت ست
در دست تو بہر کہ رخ چو نگار باد
جائیکہ جلوہ گاہ عروس ظفر بود
تا تیغ صور خاصیت تو کشتہ باد
تا ہفت چرخ بر سر این چار عنصر ست

بعض اہل دربار نے کہا کہ بیش باد۔ دلسوز بن جانسوز نے بعد ثنا
و دعا کے تمام تقریر غراق آہن کلاہ آبدیدہ ہوکر اور اظہار صدمہ اُس کا اور گفتگوے بہران پرسوار
و تقریر ارکان دولت حرف بحرف بیان کرکے عرض کیا کہ غراق آہن کلاہ نے بہران پرسوار
کے کہنے سے اور ارکان دولت کی رائے سے بنام بہران پرسوار طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس کا
یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان جنگ میں مع اپنی تمامی سپاہ کے آکر معرکہ آرائے نبرد ہو بانی خبر شاہ موصوف
نے تقریر اُس کی بگوش مفصل سماعت کرکے فرمایا کہ خدا وند ہمارے لشکر ظفر اثر میں بھی طبل جنگی دمکارہ زنی

پر چوب لگائی جلیئے ہمکو ذات خداے امید قوی ہی کہ جس طرح آج اُس نے ہمکو فتحیاب و خندان کیا ہے
اسی طرح کل بھی اپنے لطف و کرم سے شادان و فرحان کرے گا اور امید دلی ہماری بر لائے گا کہ ہم اہل اسلام
ہین اور کفار کو صدمہ ہوگا جیسا کہ ہوا ہی اور تو نے ظاہر کیا ہی دلسوزین جانسوزنے حسب الحکم بادشاہ
موصوف نقارہ خانے میں جا کر نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ بیان کیا اُنھون نے بعد بسم اللہ و آیہ
نصر من اللہ و فتح قریب اپنی زبان پر جاری کر کے چوب اُٹھا کر نقارہ پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی
اہل لشکر آگاہ ہو کر تیاری جنگ میں مصروف ہوئے اُس طرف بھی لات پرست درستی آلات حرب و
ضرب میں مصروف تھے یعنی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر خواقیہ بعد نقارہ جنگی بجوانے کے اور دربار
برخاست کرنے کے روبروے لات و منات گیا اُن کی پرستش کر کے یون ملتجی ہوا کہ اے
لات و منات کل صبح کو اہل اسلام سے پھر مقابلہ و مجادلہ ہی سردار سپاہ میرا کہ نام پیران پیر سوار
فرامرز ثانی سے مقابلہ کرے گا چاہتا ہون کہ سردار سپاہ مذکور فرامرز ثانی پر غالب ہو اُس کو قتل
کرے اور اُس کے لشکر کو تباہ و برباد کر دے مجکو فتحیابی اور اہل اسلام کو شکست فاش حاصل ہو بلکہ جملہ
لشکریان عمان شاہ نیست و نابود و ہلاک ہو جائین تاکہ میرے دل کی خوشی حاصل ہو اور اگر یہ مراد میری
حاصل نہوئی اور مسلمان پھر فتحیاب ہوئے یعنے پیران پیر سوار بھی مثل اسفندیار کجکلاہ کے
فرامرز ثانی سے زیر ہوگیا یا دست نامبردہ سے قتل ہوگیا تو مین تمھاری پرستش سے دست بردار ہو کر
خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کرون گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤن گا تمسے بد اعتقاد ہو جاؤن گا پس
امیدوار ہون کہ میرے حال پر رحم کر کے میری مدد کیجیے گا تمنائے دلی میری بر لایئے گا اسی طور سے تمام
شب پیش لات و منات بعجز و انکسار واسطے طلب حاجت اپنی کے دست بستہ التجا کیا کیا جب صبح ہوئی
لباس شاہی پہنکر تاج سر پر رکھکر بارگاہ سے برآمد ہوا ارکین دولت نے جو دربارگاہ پر حاضر تھے بادب
سلام کیا شاہ مذکور نے تخت زرین پر سوار ہو کر سب کو حکم سوار ہو کر سوئے میدان جنگ چلنے کا دیا
حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری تخت بادشاہ مذکور کو کہارون
نے اُٹھایا عراق آہن کلاہ ساتھ تین لاکھ سوارون وغیرہ کی جمعیت سے مع پیران پیر سوار
جانب جنگاہ چلا بعد قطع راہ میدان مصاف میں پہونچا انتظار آنے عمان شاہ کی سپاہ کا کرنے لگا ابھی
تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا کہ عمان شاہ مع فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و ضمضام تیغزن
بجروح و جمہور صف شکن و درویش آفتاب صورت بجمعیت تین لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار
وارد میدان کارزار ہوا اُسوقت حسب دستور قدیم درستی میدان جنگ کی ہوئی سقے پانی چھڑک کر
میدان جنگ کے گرد و غبار کو دور کر کے میدان سے علحدہ ہوئے بعد صف آرائی موافق قاعدہ
نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے ہر دو جوانان سپاہ کو بے ثباتی دنیا و اہل دنیا
سے آگاہ کر کے تعریف اُن کے آبا و اجداد کی شجاعت کی کر کے اُن کو آمادہ جنگ کیا اول پیران پیر سوار
صف لشکر سے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کر کے بعد نخوت و غرور نکلا وسط میدان جنگ مین
آکر ٹھہر کر جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر چین بجبین ہو کر نیزہ اُٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر پکارا کہ اے اہل اسلام
آگاہ ہو کہ نام میرا پیران پیر سوار ہی شجاعان جہان سے بہتر و افضل ہون جملہ سرکشان جہان مجھسے
ڈرتے ہین ہزارہا پہلوانون کو مین نے زیر کیا ہی صدہا بہادرون کو ہنگام جنگ قتل کیا ہی بیشتر تنہا لشکرون
کو شکست دی ہی شیران صحرا کو مانند سگ بازاری کے ٹکرا کر مار ڈالا ہی اکثر فیلان مست کو ضرب شمشیر سے

مین نے ہلاک کیا ہی بارہا مین نے اپنے گُرزِ گران سے دو قلعہ کو توڑ کر قلعون مین داخل ہو کر اہل قلعہ کو
قتل کیا ہی سلاطین جہان مانند رستم پیلتن مجھسے بھی ڈرتے ہین ضرب گُرز میری سر کوہ کو ریزہ ریزہ کرتی ہی
نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تیغ میرا خارا شگاف ہی ہزارون بہادرون کو مین نے ایک ضرب تیغ سے
دو کیا ہی دیو و جن کی ہنگام جنگ مجھے اصل و حقیقت نہین جانتا ہون پیل مست کو برابر پشہ کے شمار کرتا ہون
مجھکو مثل اسفندیار کجکلاہ خیال نکرنا مین وہ ہون کہ فنون سپہ گری و شجاعت و ہمت مین وحید عصر ہون
قوت و طاقت و جوانمردی مین یکتاے روزگار ہون میرے نعرہ کوہ شگاف سے کوہ دشت و صحرا تھراتے
ہین درندے اور دیو و جن خائف و ترسان ہو کر بھاگ جاتے ہین زیر فلک و بالاے زمین کوئی شجاع و
بہادر ایسا نہین ہی کہ جس سے ڈرتا ہون مجھی سے سب خائف ہین کوئی مجھسے لڑ نہین سکتا اور کوئی مجھپر
غالب ہو نہین سکتا افسوس کرتا ہون کہ اس زمانے مین رستم پیلتن و اسفندیار روئین تن نہین ہین
ورنہ ان سے مقابلہ کرکے ان کو زیر کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار و حلقہ بگوش کرتا تم لوگ بھلا مجھسے کیا لڑوگے
میرے ایک حملے کے متحمل نہوگے اس بات پر تم سب کو تمھاری اجل لے کر آئی ہی یہان سے زندہ تم سب کا
جانا دشوار و ناممکن ہی مین تم سب کو تہ تیغ کرون گا آج ہی تمھارا خاتمہ کرون گا پہلے فرامرز ثانی کو تہ تیغ کرون
پھر تمسے سمجھون گا اسوقت فرامرز ثانی کہان ہی لشکر مین ہی یا میرے خوف سے کہین چلا گیا ہی اگر لشکر مین ہو تو
لڑنے واسطے میرے مقابلے کے بھیجو اگر وہ خائف ہو کر سامنے میرے نہ آئے تو مین خود آؤن یہ کہکر خاموش ہو کر
انتظار کرنے لگا تقریر پیران پیر سوار کی جب ختم ہوئی اسفندیار کجکلاہ نے برہم ہو کر صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا
کیا بلکہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اسوقت فرامرز ثانی نے اسے روک کر کہا کہ اے بہادر کیا تمنے نہین سنا
کہ پیران پیر سوار واسطے مقابلہ و مجادلے کے مجھے طلب کرتا ہی اور یہ قاعدہ ہی اہل اسلام کا ہی کہ حریف
میدان جنگ مین جس کو واسطے مقابلے کے طلب کرتا ہی وہی اس سے جا کر مقابلہ کرتا ہی بس تم توقف کرو ہم
جا کر پیران پیر سوار سے مقابلہ کرتے ہین یہ کہکے عمان شاہ سے اجازت جنگ حاصل کرکے درویش
آفتاب صورت کی خدمت مین گیا اُن سے بھی طالب اذن جنگ ہوا درویش موصوف نے سرگوشی مین
کہا کہ اے فرامرز ثانی حالانکہ شجاعت و ہمت و قوت مین تیرے کچھ شک نہین ہی مگر ابھی تین روز اور
تین شب برابر تو کشتی لڑتا رہا ہی اعضا تیرے خستہ و دردمند ہون گے ایسی حالت مین پیران پیر سوار
سے کہ یہ سردار اسفندیار کجکلاہ سے بھی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہی لڑنے کو جاتا ہی میری راے یہ ہی کہ ایسے
وقت مین وہ اکہ کہ جس کا ذکر مین نے کیا تھا اپنے بازو پر باندھ کر جنگ کی طرف جا تاکہ حریف تیرا تجھے زیر
نکر سکے اس نے جواب دیا آپ کچھ تردد نفرماوین اگر خدا نے چاہا تو بغیر اکہ بازو پر باندھنے کے مثل اسفندیار
کجکلاہ کے پیران پیر سوار کو بھی زیر کرون گا اگر اکہ باندھ کر حریف سے مقابلہ کیا تو کیا میرے نزدیک خلاف
شجاعت ہی یہ اکہ تو ایسی جگہ بازو پر میرے باندھیے گا کہ جہان ضرورت شدید اکہ باندھنے کی ہوگی مثلاً جسدن
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے لڑون گا اسوقت یہ اکہ باندھ دیجیے گا کیونکہ صاحبقران
وہ ہین کہ وہ کسی حریف سے زیر نہین ہوتے ہین بلکہ شجاعون کو قوت ید اللّٰہی سے زیر کرتے ہین لہٰذا
یہان اکہ باندھنے کی ضرورت نہین ہی بعوض اکہ باندھنے کے میرے حق مین دعا کیجیے کہ آپکی برکت دعا سے
خداوند عالم مجھکو اس حریف پر بھی غالب کرے درویش موصوف تقریر فرامرز ثانی کی سنکے لاجواب ہو کر
خاموش رہے فرامرز ثانی مرکب کو جولان کرکے شادان و خندان سوے حریف مذکور گیا جب اُس کے
قریب پہونچا مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوا چونکہ یہ جنگ طویل ہی اگر بتفصیل لکھی جائے تو خیال ناظرین

کے ناخوش ہونے کا ہی اور ناظرین بھی وہ ناظرین دقائق جو مختصر پسند ہیں لہذا اس جنگ کو بطرز اختصار و
خلاصہ تحریر کرنا منظور ہے جب فرامرز ثانی پیران ہبر سوار سے خواہان ضرب ہوا اس نے نیزہ مارا اس
بہادر نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا اس نے بھی وار نیزے کا روکا اسی طرح بعد چند
طعنہائے نیزے کی فرامرز ثانی نے سنان نیزہ ایک بند نادر باندھ کر اس کے ہاتھ سے نکال دی اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین کیا کفار کو رنج ہوا خصوصاً غراق آہن کلاہ کو بہت صدمہ ہوا پیران ہبر سوار
نے منفعل ہو کر ڈانڈ نیزے کی اٹھا کر سر فرامرز ثانی پر لگائی فرامرز نے اپنے نیزے کے اوپر اسلوب سے اسے روکا
کہ چوب نیزہ پیران ہبر سوار شکستہ ہو گئی پھر شور تحسین آفرین ہوا غراق آہن کلاہ کو پھر صدمہ ہوا آخر
پیران ہبر سوار نے بعد جنگ تیر و گرز گران کے تیغہ آبدار و گراں بار نیام سے کھینچ کر از حد غضبناک ہو کر مرکب کو
بڑھا کر خبردار خبردار کہکر بتمامی قوت سر فرامرز ثانی پر لگایا ادھر اس بہادر نے شمشیر و سپر بائیں ہاتھ
میں لیکر بازو پر اس کے تیغے کے نظر کی جب تیغہ اس کا قریب سر آیا فرامرز نے چالاکی سے بسرعت تمام
اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال کر کلائی مروڑ کر تیغہ اس کے ہاتھ سے زبردستی چھین لیا اس نے جھلا کر زنجیر
میں ہاتھ ڈال کر زور کرکے چاہا کہ پشت زین سے اٹھا کر زمین پر پٹک دیجے لیکن فرامرز ثانی پشت زین
سے جدا نہو سکا آخرکار اکثر مردم کے کہنے سے مرکبوں سے اتر کر دامن جامہ و قبا گردان کر باہم لپٹ کر
کشتی لڑنے لگے اسوقت دونوں بادشاہوں کے حکم سے بارگاہیں اور خیمے برپا و استادہ کیے گئے فرش
بچھایا گیا تخت و کرسی و میز وغیرہ بچھائی گئی پھر جملہ اعلی ادنی سواریوں سے اتر کر بقدر مراتب بیٹھے
کشتی دیکھنے لگے بعد تین روز اور تین شبوں کے جس طرح فرامرز ثانی نے اسفندیار کجکلاہ کو زیر کیا تھا
اسی طرح پیران ہبر سوار کو بھی زیر کیا اور کمر پکڑ کر مسلمان کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین کیا
غراق آہن کلاہ کو سخت صدمہ ہوا فرامرز ثانی نے پیران ہبر سوار کو زیر کرکے دائرہ دین اسلام میں
لا کر غراق آہن کلاہ سے مخاطب ہو کر آواز بلند کہا کہ اے بادشاہ شہر غراقیہ میں نے بعنایت الٰہی و بامداد
رب کارساز تمہارے دونوں سردار نامی و ناموروں کو سر میدان جنگ زیر کرکے مسلمان کیا اب اور
کسی سردار قوی بازو کو واسطے ہمارے مقابلے کے روانہ کرو یا خود ہی آکر مقابلہ کرو ابھی ایک پہر روز
صرف آیا ہے تین پہر دن باقی ہے یہ روز جنگ و جدال میں بسر ہونا چاہیے اور اگر جنگ منظور نہو تو صلح کیجیے
دین اسلام اختیار کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچان کر اسی کو سجدہ کیجیے لات و منات کی پرستش سے ہاتھ
اٹھا لیجیے کہ یہ دین لاطائل و باطل ہے دین اسلام دین حق ہے خیال کرو کہ شجر و حجر گل و خار مہر و ماہ و زمین و آسمان
انسان و حیوان وغیرہ سب مخلوقات خداوند عالم سے ہیں پتھر بھی مخلوق خدا ہے سنگ تراشوں
نے پتھر کو تراش کر تصویریں بنائی ہیں وہ کچھ قدرت نہیں رکھتی ہیں چاہیے تعجب تمہاری عقل و فہم
سے کہ سنگ تراشوں کی تصویریں بنائی ہوئی کو تم اپنا خداوند جان کر ان کو سجدہ کرتے ہو واہ کیا تمہارے
خداوند ہیں کہ بنائے ہوئے سنگ تراشوں کے ہیں جن میں کچھ قدرت نہیں لائق سجدہ و پرستش وہ
خالق کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و ما فیہا کو پیدا کیا ہے نہ پتھر کی مورتیں
دیکھو ہم نے اپنے معبود حقیقی سے واسطے فتحیابی کے دعا کی تھی اس نے ہماری دعا قبول کی تمہارے لشکر
کے دونوں سرداروں کو بمدد خداوند عالم ہم نے زیر کیا تم نے بھی اپنے خداوندوں سے اعانت چاہی ہوگی
انھوں نے کچھ تمہاری مدد نکی غراق آہن کلاہ نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی بہکتے ہو ناسزا
نہیں ہے حالانکہ سرداران سپاہ موجود ہیں ہم بھی شجاعان جہان سے ہیں لشکر کثیر رکھتے ہیں جو ہم سمجھ گئے

کہ دین اسلام دین حق ہی اور تمہارا خدا برحق ہی لہذا ہمکو یقین کہ تمہادین کرو شل ہمارے سرداران
سپاہ کے ہمکو بھی مسلمان کرو فرامرز تاتی نے بدرجہا شادمان ہوکر انہے کلمہ طیبہ پڑھایا وہ بصدق دل
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کیونکہ شاہ مذکور نے قبل مقابلہ کرنے بہران پیر سوار کے وقت التجا کرنے سے
روبرو تھا ویر لات و منات کہا تھا کہ اگر نہ سے خداوند میری . دونہ تجھے گا اور بہران پیر سوار زیر ہو جائیگا
تو مین مسلمان ہو جاؤنگا غرضکہ غزاق آہن کلاہ جب مسلمان ہوا عمان شاہ و درویش آفتاب
صورت وغیرہ جملہ اہل لشکر اسلام کو اسلام لانے سے شاہ مذکور کے خوشی حاصل ہوئی عمان شاہ
غزاق آہن کلاہ سے برادر دینی اپنا جان کر اور ہم رتبہ اپنا سمجھ کر گلے ملا درویش آفتاب صورت
سے غزاق آہن کلاہ فقیر کامل و خدا رسیدہ جان کر ملا پھر جملہ سواران سپاہ کو اپنے مسلمان کرکے
عمان شاہ اور فرامرز تاتی وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر بعد خوشی اپنے لشکر مین سے چلا بعد قطع راہ
داخل شہر ہوا عمان شاہ و فرامرز تاتی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے دیکھا کہ شہر غزاقیہ نہایت
وسیع ہی عمارات تختہ سنگین پختہ و صاف بازار مین نادر خوش قطع و نفیس ہر کوچہ شہر پاک و پاکیزہ دو
آبادیاں سیر شہر کی کرکے دل خوش ہوا جب راستے ہوئی غزاق شاہ اپنے دربار مین عمان شاہ و فرامرز
تاتی وغیرہ چیدہ چیدہ اشخاص کو لے گیا اول عمان شاہ سے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ
رونق افزا ہو جیے عمان شاہ نے انکار کیا پھر فرامرز تاتی سے کہا کہ آپ اس تخت پر جلوس کرین
فرامرز تاتی نے کہا کہ ہمین تخت و تاج کی احتیاج نہیں ہی یہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک ہمین ترقی
دین اسلام منظور ہی یہی درکار ہی کہ ترقی دین اسلام ہو مذاہب باطل سے مردمان تارک ہون معبود
حقیقی کو پہچانین یہ کہکر غزاق آہن کلاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھادیا عمان شاہ برابر اُس کے
تخت زرین پر بیٹھا جملہ اہل دربار کے ہے قدر مراتب بیٹھے درویش آفتاب صورت و فرامرز تاتی
و صمصام تیغ زن و قہور صف شکن و بہران پیر سوار و اسفندیار کجکلاہ کرسیون اور دنگون پر
بیٹھے شاہ شہر غزاقیہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت نہایت خوبی و تکلف سے کیا جائے اور بزم
عشرت بھی آراستہ کی جائے کہ آج ہمنے برہنمائی فرامرز تاتی راہ راست دیکھی پہلے باطل پرست تھے
اب حق پرست ہوئے ہین اسکی خوشی کرنا ضرور ہی ملازمون نے حکم کی تعمیل کی علاوہ سامان دعوت و
ضیافت کے بزم عشرت آراستہ ہوئی ارباب نشاط حاضر بزم ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگین اہل بزم بصد خوشی
دیکھنے سننے لگے عین بزم عشرت مین بحکم غزاق آہن کلاہ ساقیان گل پیرہن کشتیان شراب ناب
یعنی عرق مقوی قلب و دماغ و خوشبو بہتر از مشک و از عنبر مع ساغرہائے بلورین و شیشہ ہائے
پُر از عرق مذکور لے کر حاضر ہوئے بناز و انداز ساغرہائے بلورین مین وہ شراب ہر ایک اہل بزم کو پلانے
لگے جب ہر ایک شخص دو دو جام صہبائے مذکور پی چکا ساقیان خورشید رو کشتیان مئے ناب کی اٹھا کر
بزم عشرت سے چلے گئے اہل بزم بعد مے خواری پھر نازنینان خوب رو کی طرف متوجہ ہوئے گانا اُن کا
سننے لگے اسی طرح چھ روز دعوت و جشن کو گذرے تھے کہ غزاق آہن کلاہ کے حکم سے انہین چھ روز
کے درمیان مین جملہ ساکنان شہر غزاقیہ مسلمان ہوئے تھے بتون کو اپنے گھرون سے دور کیا تھا
بتخانے منہدم کرکے مساجد کی بنا ڈالی تھی جا بجا آواز اذان آنے لگی تھی مردمان شہر پابند صوم و صلوٰۃ
ہوئے کہ ساتوین روز بزم جشن مین ایک مطربہ خوش گلو خوب رو یہ غزل گا رہی تھی غزل

حاضر یہ جام یہ سبو ہی | ذرا نہ پاس کے آگر وضو ہی
اک داغ سا سا ہی جگر مین | اک خون شدہ دل کی آرزو ہی

قسمت سے یہ کون آگیا ہے	آج اپنی یہ کس سے گفتگو ہے	بگڑی بگڑی سی ہی طبیعت	اکھڑی اکھڑی سی گفتگو ہے
جسے تو کچھ عشق میں نہ ہوگا	ایسا ہی جو پاس آبرو ہے	تصویر میں اس کی کیا دھرا ہے	جو کچھ ہے سو اسے خیال تو ہے
ارمان ترے پٹنے بھٹکتے ہیں	دم توسلی دل میں آرزو ہے	مجھ سے بھی تو مدعا پوچھ	میرے بھی تو دل میں آرزو ہے
تلوار کا تیری پیٹ بھر جائے	اتنا تجھ میں کہاں لہو ہے	میں ہوں ملنے میں رشک تم	وہ میں خلوت ہے اور عدو ہے
عالم میں پتا نہیں تمھارا	عالم کو تمھاری جستجو ہے	تجھ سا کوئی اور ہے فدائی	تم سا کوئی اور خوبرو ہے
	مشتاق ہر عزیز اب بھی آج ہے	جن کو کہ محبت عدو ہے	

اہل بزم بگوش ہوش سن رہے تھے بجائے خود تعریف خوش گوئی مطربہ و اشعار غزل مندرجہ کر رہے تھے نازنین بھی نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کر رہی تھی کہ ناگاہ ایک ناقہ سوار معزز لباس فاخرہ پہنے ہوئے مندیل وزارت سر پر رکھے ہوئے در دولت بادشاہ شہر غزاقیہ پر آیا ناقے سے اُترکر اجازت حاصل کرکے بزم عشرت میں گیا اُس کے آنے سے نازنین مذکورہ نے رقص و نغمہ موقوف کیا بزم عشرت سے انعام لے کر چلی گئی جب وہ وزیر داخل محفل عیش ہوا حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کرکے اشارہ پاکر موافق اپنی عزت کے بیٹھا شاہ غزاقیہ نے اُس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے کہاں سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے یہاں کس غرض سے آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ یہ کمترین وزیر ہے شاہ ماہر نقش یمن کا شہر نقش یمن سے یہاں آیا ہے نام اس خاکسار کا روشن رائے ہے ایک نامہ اپنے بادشاہ کا لے کر آیا ہوں سنا ہے کہ اس دیار میں ایک درویش نیک خو خلیق وبے آزردہ صاحب کمال عدیم المثال خدا رسیدہ عابد و پارسا متقی و پرہیزگار بندہ برگزیدہ پروردگار صاحب کرامات ہمراہ عمان شاہ والی شہر عمان ضرغام زمانی پہلوان لاثانی شہر غزاقیہ نو اسلام آباد میں تشریف لائے ہیں اُن کو ایک نامہ بطور رقعہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے لکھکر میرے ہاتھ روانہ کیا ہے میں ایک نامہ دار ہوں چاہتا ہوں کہ درویش موصوف کی خدمت عالی میں جاکر وہ نامہ اُن جناب کو دوں اور جواب حاصل کرکے اپنے بادشاہ عالی جاہ کی خدمت میں جاؤں شاہ غزاقیہ نے کہا کہ اے وزیر روشن رائے تم جن صاحب کمالات کی تلاش ہو دیکھو وہ سامنے تشریف فرما ہیں واقعی بقول تمھارے یہ درویش نہایت نیک و صاحب کمال ہیں ان کی زبان میں اثر ہے وزیر نے اٹھکر بادب سلام کرکے عرض کیا کہ جائے شکر ہے بعد بہت جستجو کے مدعا ہاتھ آیا میں نے آپ کو پایا اب امید ہے کہ مراد دلی بر آئے گی جس واسطے میں نے اتنی مسافت بعیدہ اٹھائی ہے وہ کام سر انجام پائے گا آپ کے سبب سے مدعائے دلی بر آئے گا درویش موصوف نے اپنی ریش دراز و سفید پر ہاتھ رکھکر آواز نحیف پوچھا کہ اے وزیر خوش تدبیر قبل نامہ دینے کے یہ تو بیان کر کہ تیرا بادشاہ کس امر کی مجھسے اعانت چاہتا ہے آیا خواستگار دعا ہے یا اولاد کی حاجت رکھتا ہے حالانکہ اس فقیر کو آگاہی ہے جس واسطے تو آیا ہے مگر بیان کر فضل خدا سے ہم لاچار نہیں ہیں اُس نے عرض کیا کہ واقعی آپ درویش کامل ہیں شہرہ آپ کا دور دور ہے ہمارے بادشاہ نے بھی اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور کمالات عجیب و غریب آپ کے سنے ہیں پس آپ سے اظہار حاجت کیا ضرور ہے آپ تو خود ہی اُس حاجت سے ماہر و آگاہ ہو چکے ہیں درویش موصوف نے مسکرا کر ارشاد کیا اس میں تو شک نہیں کہ مجھکو سب حال سے تیرے سننے کے آگاہی ہے مگر نامہ بادشاہ کا نہ لینا اور اُسے نہ دیکھنا یہ بھی خلاف ادب ہے یہ سنکے وزیر مذکور نے نامہ دیا درویش موصوف نے نامے کو دیکھکر عبارت نامہ پڑھکر کہا کہ ہاں وہی لکھا ہے جس سے

مجھے آگاہی ہو چکی ہے عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی و صمصام تیغزن و تہور
صف شکن نے عرض کیا کہ ہم سب چاہتے ہیں کہ آپ عبارت اس نامہ کی ہمیں آگاہ فرمائیں یا
مضمون نامہ سے اطلاع دیں درویش ممدوح نے وہ نامہ عمان شاہ کو دے کر کہا کہ دیکھ لو جو کچھ
اس میں لکھا ہے عمان شاہ نے وہ نامہ لے کر پڑھوایا بعد القاب و آداب کے یہ عبارت اس نامہ میں
لکھی تھی کہ اے درویش صاحب کمال والے شاہ عدیم المثال چند ماہ سے مجکو صدمہ و ملال ہے اور سبب
رنج و غم یہ ہے کہ میرے شہر کی حد میں ایک کوہ واقع ہے نام اُس کا کوہ صندلین ہے اور اُس پر کسی زمانے کا
ایک قلعہ بنا ہوا ہے رنگ قلعہ صندلی ہے اسوجہ سے اُس کوہ کو بھی خاص و عام کوہ صندلین کہتے ہیں قبل
چند ماہ میں اپنے شہر میں بآرام و راحت بخوشی و خرمی و بعدل و داد زندگی اپنی بسر کرتا تھا رعایا مجھسے
بہت خوش تھی کوئی بادشاہ بقصد ملک گیری و جنگ و جدال مجھسے آکر مقابل ہوتا تھا بلکہ میرے خوف سے
رنج بھی کبھی میرے شہر کی طرف نکرتا تھا کیونکہ میں تین لاکھ سواران آزمودہ کار اور ایک سردار سپاہ لاجواب و
یکتاے روزگار رشک رستم پیلتن شجاع و صف شکن رکھتا تھا نام اُس سردار تہور شعار کا صارف تیغزن
تھا یکایک ایک دیو مثل بلاے ناگہانی میرے شہر میں آکر بالاے کوہ صندلین قیام پذیر ہوا وہ کہیں سے
ایک نقارہ کلان لایا تھا ایک روز اُس نے اُس نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ مذکور سے جملہ
نقارے میرے لشکر کے اور تمام ڈھول اور تلنگے چاک چاک ہو گئے ہر ایک نقارہ دہل لشکر صداے
نقارہ مذکور سے شق ہو گیا ہر ایک پھٹ گیا اس واقعہ حیرت افزا سے جو مجکو آگاہی ہوئی کیا کہوں کیسا
غصہ مجکو آیا کہ حد اُس کے اظہار نہیں کی جا سکتی اسی عالم غصہ و غضب میں میں نے حکم کیا کہ جلد سب
فوج ہماری مسلح ہو حسب الحکم تین لاکھ سواران آزمودہ کار مسلح ہوئے میں مع سامان جنگ تمامی
لشکر اپنا اپنے ساتھ لے کر زیر کوہ صندلین پہونچا دیکھا کہ وہ دیو سیاہ بیٹھا ہے نقارہ بھی رکھا ہے یہ دیکھکے
مجکو بدرجہ کمال غصہ آیا تیر اندازوں کو حکم دیا کہ زیر کوہ یا کسی بلندی پر سے اس دیو کو نشانہ تیر کرو پس لشکر
تیر اندازوں نے میرے حکم کی تعمیل کی مگر کوئی تیر اُس دیو تک نہ پہونچا آخرکار سردار سپاہ میرا مسمی
صارف تیغزن نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکال کر آواز بلند کہا کہ او دیو نابکار و ناہنجار اگر مرد ہے تو
کوہ سے اتر کے میرے سامنے آ مردانہ وار مجھسے مقابلہ کر کیا بالاے کوہ بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا ہے دیو مذکور زیر کوہ
مجمع کثیر سپاہ دیکھکر اور مجکو بھی بالاے تخت زرین مشاہدہ کر کے دل میں اپنے یہ خیال کر کے کہ اسی
بادشاہ کو سزا دینی چاہیے جو اسقدر فوج میرے قتل کرنے کے واسطے لایا ہے اور تیر اندازوں کو حکم دیا ہے کہ جو
تیر لگیں اپنی جگہ سے بعد جنبش تھا اور مجکو بالاے تخت زرین سے لے گیا میں بیہوش ہو گیا جب مجکو
ہوش آیا اُس دیو نے مجھسے کہا کہ میں نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو مجھپر غضبناک ہو کر یہ فوج لایا ہے شرط
کر ابھی مجکو کھا جاؤں میں نے کہا کہ ہاں مجھسے نادانی ہوئی اب ایسی حرکت نہو گی دیو نے مجھے بالاے
کوہ سے زیر کوہ پہونچا دیا میں تو جانبر ہو کے مع تمامی فوج اپنی کے اپنے شہر میں چلا آیا اور فکر میں رہا
لیکن بعد چند روز کے ایک روز میری دختر نے کہ نام اُس کا ملکہ روشن آراے جہان ہے حمام میں نہا کر
بالاے بام جا کر ارادہ اپنے بالوں کے سکھانے کا کیا تھا اور کنیزیں وغیرہ عورتیں بہت سی حاضر خدمت تھیں
کہ ناگاہ وہی دیو سیاہ آکر میری دختر مذکورہ کو دیکھکر عاشق بنکر اٹھا لے گیا یہ خبر مجکو جو ملی الفت فرزندی
و نیز کثرت غیرت و حیا و شرم سے تاب تحمل نہ لاکر پھر مع اپنی تمامی فوج کے زیر کوہ مذکور پھر گیا بایں ارادہ
کہ ابکی مرتبہ دیو سیاہ اُٹھا کر لے جائے گا اور کھا لے گا صدمہ و رنج و ذلت سے مجھے نجات و فرصت ہو گی

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس دیو نے غضبناک ہوکر ایک نیر نکال کر بجائی مین اور سب لشکر میرا بیہوش ہو گیا
وہ دیو مجکو اٹھا لے گیا ارادہ میرے کھانے کا کیا کہ یکایک مجھے ہوش آیا دیکھا کہ دختر میری بیٹھی ہے روروکر
اُس دیو سے کہہ رہی ہے کہ اے دیو والے تجہہ کو مجھ سے دعوئے الفت رکھتا ہے اور میرے سامنے میرے والد
کو کھاتا ہے دیو کہہ رہا ہے کہ ایک مرتبہ مین نے تمھارے باپ کو اس اقرار سے چھوڑ دیا تھا کہ اب کبھی ادھر بہ نیت
ارادہ آنے کا نہ کرنا اس نے خلاف اقرار کیا ہے اس وجہ سے اس کو کھاتا ہون کیونکہ دشمن میری جان کا ہے یہ سنکر
دختر نے جواب دیا تھا کہ اگر تم ہمکو چاہتے ہو اور ہم سے محبت رکھتے ہو تو ہمارے والد کو چھوڑ دو زیر کوہ پہونچا دو
ورنہ مجکو رنج عظیم ہوگا مین ابھی اس کوہ سے سر ٹکرا کر اپنی جان دیدون گی دیو نے یہ تقریر میری
دختر کی سنکے پھر مجکو زیر کوہ پہونچا دیا اُس روز سے اب تک مین اپنی دختر کی جدائی مین نالان وگریان
ہون باوجودیکہ بادشاہ اپنے شہر کا ہون جملہ سامان عیش وراحت کے موجود و مہیا ہین مگر فراق دختر کے
غم سے زندگی تلخ ہو رہی ہے چاہتا ہون کہ جلد ہلاک ہو جاؤن یا اپنی دختر مذکورہ کو پاؤن چونکہ اس زمانے مین
سنا گیا اور اخبار سے معلوم ہوا کہ آپ ایسے درویش صاحب کمال سحر ہمراہ بادشاہ شہر عمانیہ کے طرف
قدم رنجہ کیا ہے اور آپ کی برکت دعا سے فرامرز ثانی نے اسفندیار جگلاہ و پیران پیر سوار کو
زیر کرکے مسلمان کیا ہے اور عزاق آہن کلاہ نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہے اپنی تمامی رعایا کو بھی
مسلمان کیا ہے اسوجہ سے باُمید حاجت روائی خود یہ نامہ آپ کی خدمت عالی مین بدست وزیر اعظم
اپنے کے روانہ کیا ہے امیدوار ہون کہ برائے اپنے معبود حقیقی کے میرے حال زار پر رحم کرکے یہان
تشریف لاکر مجھے قید غم سے رہا کیجیے یا تعویذ کے ذریعہ سے مجھے میری دختر سے ملا دیجیے اور شہر دیو سے آزاد
بھی مطلق کر دیجیے گا تو مین بھی مثل عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ کے دین اسلام اختیار کرون گا
دین آبائی جو بت پرستی ہے اُس سے تارک ہو نگا تا زندگی آپ کا احسان مند رہون گا زیادہ کیا لکھون جب
نامہ مذکور بایں عبارت مندرجہ بالا پڑھا گیا جملہ اہل بزم متحیر ہو گئے ماحضر فرامرز ثانی و عمان شاہ
وغیرہ نے پوچھا کہ اس نامے کے جواب مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین درویش آفتاب صورت نے
اپنا ہاتھ اپنی ریش درازو سفید پر پھیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ شاہ ماہر فرمانروائے شہر تقشبین کی
حاجت برآئے گی چونکہ اُس نے بعد اتمام نامہ لکھا ہے اور اقرار مسلمان ہونے کا کیا ہے لہذا ہم یہان سے
اُس کے شہر مین جا کر بعون الٰہی اُس کی دختر کو اُس سے ملا دین گے یہ کام کچھ ایسا دشوار نہین ہے یہ تقریر
جامع کمالات ہے پس اے عمان شاہ اب جلد تر یہان سے سوئے شہر تقشبین روانہ ہو کار خیر مین تعجیل
کرنا کیا خوب ہے یہ سنکے وزیر روشن رائے ازحد خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے عمان شاہ
نے موافق ارشاد درویش موصوف حکم سامان سفر اور کوچ کا دیا عزاق آہن کلاہ نے فرامرز ثانی
و عمان شاہ سے کہا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلون گا یہ کہکر حکم دیا کہ کل ہمارے شہر کے جملہ عمائد
ہمارے دربار مین آئین و نیز جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہون حسب الحکم سب عمائد شہر و اہل دربار
مین حاضر ہوکر حسب قدر مراتب بیٹھے شاہ عزاقیہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی عاقل کو سب اہل دربار کے سامنے
اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر تاج حکومت اُس کے سر پر رکھکر جملہ حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا
کہ اے ایہا الناس آگاہ ہو کہ بالفعل ہمکو ہمراہ عمان شاہ جانب شہر تقشبین جانا منظور ہے لہذا برائے
چندے بجائے اپنے وزیر اعظم و دستور معظم کو بجائے اپنے حکومت یعنی تخت حکومت پر بٹھا دیا ہے تم سب کو لازم
ومناسب ہے کہ بجائے ہمارے اس وزیر کو جان کر اسکی فرمانبرداری واطاعت کرنا خلاف اس کے کوئی امر

کرنا ورنہ ہم شہر نقش بین سے آکر سزا سخت دینگے اہل دربار و جملہ عائد شہر نے عرض کیا کہ ہم حضور
کے حکم کی تعمیل کرینگے بادشاہ مذکور اپنے سامنے اہل دربار و عائد شہر سے وزیر مذکور کو نذرین
تخت نشینی کی دلوا کر ہر ایک کو حسب قدر مراتب خلعت و انعام دلوا کر تمام ساکنان شہر کو وزیر کا فرمانبردار
کرا کر پچاس ہزار فوج واسطے انتظام شہر کے چھوڑ کر سامان سفر مہیا کر کے تین لاکھ سواران آزمودہ کار
اپنے ہمراہ لے کر ساتھ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ کے ہو کر اپنے شہر
سے سوئے شہر نقش بین چلا درویش آفتاب صورت کے ہمراہ کابینہ وزیر روشن رائے و دلسوز
بن جانسوز بن عنتر قران ہوا اب چھ لاکھ سواروں کا لشکر مع سرداران سپاہ یعنی صمصام
تیغ زن و قہور صف شکن و بہرام ببر سوار و اسفندیار کج کلاہ و دو بادشاہ عمان شاہ اور
غراق آہن کلاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت ہوا فرامرز ثانی بعہدہ سپہ سالاری ہمراہ لشکر
مندرجہ بالا ہوا درویش موصوف باین جمعیت سپاہ گران شادان و فرحان سوئے شہر نقش بین روانہ
ہوئے اثنائے راہ میں سیر کرتے ہوئے کوہ و دشت و صحرا کی بہار و کیفیت دیکھتے ہوئے جابجا شہر و آبادی
کی سیر کرتے ہوئے کوچ و مقام کرتے ہوئے قریب شہر نقش بین کے پہونچے وزیر روشن رائے نے
اپنے بادشاہ کو درویش آفتاب صورت کے آنے کی اطلاع دی وہ بصد خوشی اپنے ارکان دولت
و اعیان مملکت کے ساتھ مع تین لاکھ سواروں کے واسطے استقبال درویش موصوف کے آیا اثنائے راہ
میں ملا بہت شادمان ہوا عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی سے بھی ملا بعدہ درویش
موصوف وغیرہ کا استقبال کر کے اپنے شہر میں بصد عزت و حرمت و تعظیم و تکریم لے گیا اپنے مکانات
وسیع و آراستہ میں فروکش کیا سامان دعوت و ضیافت کا کیا دعوت و ضیافت درویش موصوف و
شاہان موصوف و سرداران سپاہ مذکور وغیرہ کی نہایت حسن و خوبی و تکلف سے ہونے لگی بعد چند
روز کے شاہ ماہر والی شہر نقش بین نے درویش آفتاب صورت سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو
آپ اُس کوہ کو ملاحظہ کر کے کوئی فکر ایسی کریں کہ وہ دیو ہلاک ہو دختر میری مجھے مل جائے رنج و غم دل سے
دور ہو جائے آپ کے برکت قدم سے مراد دلی میری بر آئے درویش نے ارادہ جانب کوہ جانے کا کیا
تھا سواری طلب کی تھی فکر و غور کر کے کچھ تیاری کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ دلسوز جو اُس جگہ موجود تھا اُس نے
با ادب عرض کیا کہ آپ ابھی وہاں نہ جائیں تکلیف نہ اٹھائیں مجکو اجازت جانے کی دیں پہلے میں وہاں
جا کر دیکھ آؤں جو دیکھنا اور دریافت کرنا منظور ہو لئے دیکھ آؤں اور دریافت کر آؤں پھر آپ وہاں
تشریف لے جائیے گا درویش موصوف نے متحیر ہو کے کہا کہ او بچہ کرے تو وہاں جا کر کیا کارنمایاں کرے گا
مثل مشہور ہے کہ آدمی ہو کے پیر شدی چند روز سے تو ہماری خدمت میں رہتا ہے ابھی تجکو کیا ایسا فیض ہم سے
حاصل ہوا ہے جو ایسے کارنمایاں کرنے کا ارادہ کیا ہے اسے وہ دیو سیاہ تجکو پکڑ کر کھا جائے گا مفت
جان تیری جائے گی مدعا دلی تیرا بر نہ آئے گا تاوقتیکہ ہم وہاں نہ جائیں گے گوہر مطلب ہاتھ نہ آئے گا
ہم ابھی نہیں تو تو ہی جو تیرا وہاں کام جانے کا نہیں ہے بعد دو چار برس کے ہماری خدمت میں رہنے سے
اور ہماری تربیت و تعلیم کی وجہ سے لائق ایسے کارہائے نمایاں کے ہوگا ابھی تو اس دیو کی صورت دیکھ کر
ڈر کر مر جائے گا تیری جان جائے گی ہکو صدمہ ہوگا دلسوز نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت
جانے کی تو دیں دیکھیے گا کہ میں وہاں جا کر کیا آفت برپا کرتا ہوں کیونکر اُس نابکار کو اسیر کرتا ہوں شاہ
ماہر یہ تقریر دلسوز کی سنکے حیران ہوا دل میں اپنے کہنے لگا کہ اس درویش کے مرید اور مرید بھی کیسے کہ

طفل اُن کی یہ حالت ہی کہ دیو سیاہ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرکے زیر کوہ جانے کی اجازت حاصل کرتے ہیں کیا یہ درویش کامل ہیں اور کیا تعلیم اس طفل کو کیا ہی ابھی شاہ ماہر اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش نے دلسوز کے اصرار سے بمجبوری اجازت جانے کی دی اور کہا کہ تو جا ہم بھی بعد تیرے زیر کوہ آئیں گے دلسوز یہ سنکے وہاں سے سوئے کوہ تتار روانہ ہوا چونکہ اب اس کے پاس کسوت عیاری اور سامان عیاری و اشیائے ضروری عیاری مہیا و موجود ہو چکے ہیں جاتے جاتے صحرا میں ایک جھاڑی میں بیٹھکر رنگ و روغن نکال کر آئینہ روبرو اپنے رکھکر صورت اپنی ایک مُنی کی لڑکی کی بنائی اور لہنگا گلابی اطلس کا پہنکر دوپٹہ رنگین ململ کا اوڑھ کر کنگھی چوٹی کرکے انگوٹھیاں چھلے ہاتھ کی انگلیوں میں پہنکر خوب اچھی طرح بن ٹھن کر بالکل صورت و شکل مُنی کی سی بنا کر لباس بھی منقول پہنکر ڈھولک لیکر زیر کوہ بجا کر یہ غزل ذیل کی آواز سے گانے لگا

غزل

خبر نامہ بر نے آج لا کر مجکو دی اچھی
ملے گا جلد تیرا یار قسمت ہو تری اچھی

ہوں کے ہجر میں رونا تڑپنا جان و دل کھونا
مقدر میں یہ میرے بات کاتب نے لکھی اچھی

دل ناشاد کا میرے لہو لعل کے ہاتھوں میں
وہ کہتے ہیں یہ ہنس ہنسکر کیا مہندی لگی اچھی

جمال یار کو جب چاہتے ہیں دیکھ لیتے ہیں
ہماری آنکھ میں دی ہی خدا نے روشنی اچھی

گل خلد بریں سے خار وحشت کے بہتر ہیں
فضا میں باغ جنت سے مدینے کی گلی اچھی

ملیں گے بیت جنت میں مجھے ہر بیت کے بدلے
لکھی ہی نعت احمد میں نے میری شاعری اچھی

ریاض ظاہری میں نور یاں کی پائی جاتی ہی
جہاں تک ہو سکے لے برق طاعات نبی اچھی

مُنی نقلی ڈھولک تال سُر سے بجا کر ناچتی جاتی تھی اور اشعار غزل مندرجہ بالا گاتی جاتی تھی چونکہ آواز دلسوز کی اس درجہ اچھی تھی کہ پرند و چرند صحرا کے مست و مبہوت ہوگئے تھے دیو سیاہ نے بالائے کوہ سے جو صدائے دلسوز سنی بے اختیار ہو کہنے لگا کہ اے ملکہ کوئی عورت اس خوبی سے گا رہی ہی کہ دل کو میرے اُس کی آواز بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی میں ابھی جا کر اُس کو اٹھالئے لاتا ہوں اس کو بھی تمہارے پاس رکھوں گا وہ گایا کرے گی میں بھی خوش ہونگا تمہارا بھی دل بہلے گا ملکہ نے کہا تمہیں اختیار ہی دیو اُسیوقت بالائے کوہ سے بچہ بنکر آ منی مذکورہ نے اپنی اماں خالہ کو پکارنا شروع کیا دیو اُس کو کوہ پر لے گیا جب اُس کو ہوش آیا دیو کو دیکھکر وہ منی نقلی کہنے لگی کہ اے دیو یا تو مجکو میری اماں خالہ کے پاس پہونچا دے ورنہ مجھے کھالے دیو نے کہا کہ او منی میں تجکو ہرگز نہ کھاؤں گا اطمینان کر کہ تجکو جب میرا دل چاہے گا زیر کوہ پہونچا دوں گا اسوقت میرے اور ملکہ کے سامنے اُسی طرح سے گا جس طرح تو زیر کوہ گا رہی تھی ہم تجکو انعام دیں گے منی نے بہت سی باتیں بنا کر دیو کے کہنے سے ڈھولک بجا کر یہ غزل شروع کی

غزل

اے شیخ بھرا ہوا سبو ہی
پڑھتا مجھے نماز اگر وضو ہی

اس موت کے ہاتھوں بچ پا ہی
مرتا ہوں کہ تیری آرزو ہی

کھاتے ہیں قسم مجھے کے مصحف
آئینہ جہاں کے روبرو ہی

ہو وصل و وصال دو لوں کا لطف
تعجب ہی ترا مرا گلو ہی

مشکل ہے مرے کہ ہجر ہے قاتل
بسمل نما مجھے سر خسرو ہی

مشہور ہوں گی یاسمن کی زیبا
تیرے ہی بسینے کی سی بو ہی

مانا کہ عدو کی آبرو ہی
تم تم ہو شرف عدو عدو ہی

ہر گل سے ملا کے گال دیکھو
ان دونوں میں کون خوبرو ہی

سینے کو تمہارے دیکھتا ہوں
تمنے بھی سوالے منو ہی

اپنا ہی پتہ نہیں ہی مجکو
کس برتے یہ انکی آرزو ہی

ابھرے ہوئے سینے سے دبا دو
دل میں مرے درد آرزو ہی

دامن سے نہیں چھٹے گا قاتل
کچھ اور نہیں مرا لہو ہی

گردش میں ہے چشم مست حیرت	کیا اس کو بھی تیری جستجو ہے	دشنام تو بات بات پر ہے	یہ آپ کی طرز گفتگو ہے

دیو خوش ہو کر بے اختیار اسکو اچکنے لگا اور کہنے لگا کہ دو مُنی واہ واہ کیا خوب گاتی ہے ہاں ہاں یہی شعر پھر گا
کیا مضمون اس کا اچھا ہے مجھے بہت پسند ہے غرض وہی شعر غزل جو وہ کہتا تھا بار بار گاتی تھی دیو سیاہ
بے تکان اچکتا تھا واہیات طور سے ہاتھ مٹکاتا تھا ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر آتا تھا کبھی اچھلتا تھا
گاہ خوش ہو کر نعرہ کرتا تھا بار بار مُنی کی تعریف کرتا تھا غرضکہ تا دیر مُنی گایا کی اور دیو ناچا کیا جب مُنی نے
غزل کے تمام اشعار گا کر غزل کو تمام کیا دیو نے بھی ناچنا موقوف کیا ملکہ اُس کے نچنے اور اُچکنے سے
بہت ہنسی دیو نے ملکہ سے کہا کہ دیکھو اے ملکہ کیا اچھی گانے والی تمہارے خوش ہونے کے واسطے
میں لے آیا ہوں تمکو کس قدر چاہتا ہوں تمہاری خوشی مجھکو مدنظر ہے مگر تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو میرے وصل
سے انکار کرتی ہو جبسے تمکو یہاں لایا ہوں آجتک سے میری آرزو نہیں نکالی ہے مجھے ہاتھ بھی نہیں لگانے
دیا یہ تمہاری جفا اور یہ میری وفا ہے خیر تمکو چاہتا ہوں تمہاری صورت ہی دیکھکر تمہارا گانا ہی سنکر دل کو
اپنے خوش کر لیتا ہوں جبر تم پر نہیں کرتا ہوں تمکو لازم ہے کہ اپنے ایسے عاشق پر کہ جو تمہاری خوشی کا
خواہان ہے اور طرح طرح کے میوے نفیس ونایاب وشیرین تمہارے واسطے دور دور سے لا کر تمہیں کھلاتا ہے
اُس کے حال پر رحم کرو کبھی کبھی اُس کی بھی خوشی کیا کرو اپنے وصل سے شاد کام کیا کرو ملکہ نے چین بجبین
ہو کر بناز وادا جواب دیا کہ او بد زبان دور ہو کیا بیہودہ باتیں بکتا ہے امر محال کا خواہان ہے دیو اور انسان
سے وصل ہو نہیں سکتا دیو ملکہ کی ان باتوں پر گویا مر گیا حسرت سے ملکہ کی طرف دیکھکر رہ گیا بالاے
کوہ تو مُنی گاتی دیو ناچا خوش ہوا ملکہ ہنسی مُنی کو دیو نے میوہ دیا ہے وہ کھا رہی ہے باتیں بنا رہی ہے مگر اب
حال درویش **آفتاب صورت** و **فرامرز ثانی** و شاہ ماہر بادشاہ شہر نقش برعم کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جلنے
دلسوز کے جب دیر ہوئی درویش موصوف نے گھبرا کر ماہر شاہ سے کہا لشکر کو حکم دو کہ مسلح ہو ہم سب
کوہ جاویں گے تدبیر گرفتاری دیو نابکار کریں گے حسب الحکم شاہ جملہ سوار مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہوئے
عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی مسلح ہو کر آمادہ چلنے پر ہوئے تمامی سرداران سپاہ بھی مسلح ہو گئے
فرامرز ثانی بھی مسلح ہوا درویش **آفتاب صورت** نے اپنی جیب جامہ سے درویش مرجان سرخ مو
سے منڈی نکالی اُسے حکم دیا کہ بحکم درویش مرجان سرخ مو اے منڈی سو گز کی طول میں ہو جا وہ منڈی
ویسی ہی ہو گئی درویش نے اُس منڈی میں بیٹھکر پھر یہ کہا کہ اے منڈی ہمکو سوئے کوہ سندلین لے چل وہ
منڈی بلند ہوئی جو لوگ ناواقف تھے وہ یہ کرامت درویش کی دیکھکر حیران ہوئے خصوصا ماہر شاہ اور
اُس کا وزیر دونوں حیران ہوئے غرض سواری درویش **آفتاب صورت** بروئے ہوا چلی لاکھ سواران
آزمودہ کار مع تین بادشاہوں اور تمامی سرداروں کے ہمراہ ہوئے فرامرز ثانی بھی ساتھ ساتھ چلا جب
اس شان و شوکت سے درویش موصوف سامنے کوہ سندلین کے پہونچے ٹھہر گئے اور سب کو زیر کوہ ٹھہرا کر
سوئے کوہ دیکھنے لگے فرامرز ثانی بھی بالاے کوہ مذکور دیکھنے لگا یکایک وہ دیو سیاہ سامنے آیا فرامرز
ثانی نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس دیو کو للکار کر زیر کوہ بلا کر کشتی لڑکر زیر کروں یا بضرب گرز
گران یا بضرب شمشیر آبدار قتل کروں درویش **آفتاب صورت** نے منع کیا لیکن فرامرز ثانی نے نمانا
آخر فرامرز ثانی نے بڑھ کر نعرہ کیا کہ او دیو سیاہ اگر مرد ہے تو نیچے کوہ سے آ کر مجھسے مقابلہ کر اس دیو نے نعرہ
اس بہادر کا سنکے زیر کوہ دیکھا تو لاکھ سواروں کا مجمع دیکھا اور فرامرز ثانی کو سب کے آگے گرز بدست
دیکھا از حد غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ دیکھو اے ملکہ تمہارے واسطے یہ لوگ کیسے گرز زیر کوہ کھڑے ہیں ایکی مرتبہ

مین سب کا خاتمہ کیے دیتا ہون کسی کو زندہ نچھوڑون گا جتنے سوار اور آدمی ہین سب کو ہلاک کرون گا
خصوصًا اس جوان قوی ہیکل موٹے تازے کو ابھی کھاؤن گا اس کا گوشت نہایت نمکین ہوگا یہ کہکر دیو نے
نفیر نکال کر زور سے اُس نے بجائی صدائے نفیر کی جو زیر کوہ آئی سوائے درویش آفتاب صورت
کے کہ اُس نے اپنے کانون مین روئی بکثرت رکھ لی تھی پہلے ہی انتظام نفیر کی آواز گوش مین نہ پہونچنے کا
کر لیا تھا سب کے سب مرکبون سے دم دم بیہوش ہوکر بالائے خاک گرے عمان شاہ و عراق
آرین کلاہ و شاہ ماہر و جملہ سرداران سپاہ و فرامرز ثانی بھی تخت ہائے زرین اور مرکبون سے بروے
زمین گرے بالائے کوہ سوائے دلسوز کے کہ اُس نے بھی روئی اپنے کانون مین خوب رکھ لی تھی سب
بیہوش ہوئے یعنی ملکہ روشن آرائے جہان اور دیو بھی بیہوش ہوگیا لیکن بیہوش ہونے وقت
ایک تختی ایک ہاتھ سے جیب سے نکال کر عکس اس کا اپنے اوپر ڈالا اُس بیہوشی مین ہوشیار رہو گیا دیکھا
تو ملکہ بیہوش پڑی ہے اور دلسوز بھی آنکھین بند کیے ہوئے بصورت تمنی پڑا ہے اور زیر کوہ سب اعلی ادنی
خاک پر بیہوش پڑے ہوئے ہین یہ رنگ دیکھکر دیو مذکور بالائے کوہ سے زیر کوہ آیا اور فرامرز ثانی کو
بالائے کوہ لے گیا پھر اُس تختی کو نکال کر ملکہ مذکورہ اور تمنی پر عکس ڈال کر دونون کو ہوشیار کیا بعدہٗ
ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ مین جاتا ہون تب اور پہرے آؤن تو اس آدمزادے کے کباب کھاؤن تمنی نے
کہا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی بکری لیتے آنا ہم بھی اُس کے کباب کرکے کھائین گے کیونکہ ہم کباب
آدمزادے کے نہین کھاتے ہین اور یہ ملکہ بھی نہین کھاتی ہین دیو نے کہا کہ مین تم دونون کے واسطے ایک
بکری بھی لیتا آؤن گا یہ کہکر وہ دیو سیاہ مسمی قران دیو کوہ سے ایک جانب روانہ ہوا اب ان پر ملکہ
روشن آرائے جہان نے فرامرز کی جانب بنظر الفت دیکھکر آہ سرد کی تمنی تقل سمجھ گئی کہ ملکہ اس
جوان پر عاشق ہوئی تمنی مذکور نے پوچھا کہ اے ملکہ سچ کہو اس وقت آپ کے آہ سرد کرنے کا کیا باعث ہوا
ملکہ نے کہا کہ اس جوان رعنا کے حال پر بہت رحم آیا کہ ابھی تو یہ بیہوش پڑا ہے تھوڑی دیر مین قران دیو
اس کے کباب کھائے گا اس بیچارے کی جان جائے گی اسی وجہ سے مجھے آہ کی تمنی نے عرض کیا کہ اگر یہ
جوان جانبر ہو دیو قران کے ہاتھ سے ہلاک نہو تو کیا انعام دیجیے گا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تجھکو بہت
انعام دون گی مالامال کردون گی مگر تو عورت بلکہ چھوکری ہے اس جوان کو ایسے دیو زبردست سے کیونکر
بچائے گی کیا حکمت و تدبیر کرے گی اُس نے عرض کیا کہ مین تو کوئی ایسی فکر کرون گی کہ جس سے جان اس
جوان کی بچ جائے گی صدمہ اس کے ہلاک ہونے کا آپ کو نہوگا بلکہ بہت خوشی ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ
مجھے تیری بات کا یقین نہین ہے بھلا تو کیونکر اس جوان کو ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچا سکتی ہے دیوانی ہے تمنی
نے عرض کیا کہ مین اس جوان کو دست دیو قران سے ضرور بچا لون گی بلکہ آپ کو بھی اس دیو کے
ہاتھ سے چھوڑا دون گی آپ کو آپ کے والدین سے ملا دون گی دیو کو قتل یا اسیر کرون گی مجھکو دیوانی
سمجھنے تمنی نہ خیال کیجیے مین عیار ہون نام میرا دلسوز ہے تمنی کی صورت بنکر یہان تک بتدبیر آیا ہون اب
انشاء اللہ تعالی آپ کو دست ظلم دیو سے نجات حاصل ہوگی ذرا دیو نابکار یہان آنے تو مگر یہ راز
دیو سے نہ کہدیجیے گا ذرا خیال رکھیے گا مین اب تک اس نابکار کو مار ڈالتا فقط اسوجہ سے نہین قتل کیا
کہ حال اس نقارہ و نفیر و تختی کا اس سے دریافت کرنا منظور تھا مجھے تو دیو قران نہ بیان کرے گا
لیکن آپ اُس سے دریافت کیجیے گا تو وہ کہدے گا ملکہ مذکور نے حال سے تمنی کے آگاہ ہوکر اُس کی
تقریر سنکے بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے دلسوز کیونکر اس دیو سے دریافت کرون کہ وہ مجھسے صاف صاف

کہے دلسوز نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دیو قران آپ سے الفت رکھتا ہے اگر آپ واسطے
تھوڑی دیر کے اُس کے پاس بیٹھکر الفت اپنی اُس پر ظاہر کرکے یہ پوچھیے گا کہ یہ نقارہ و نفیر و تختی تجکو
کہاں سے ملی ہے تیرے ہاتھ کیونکر آئی ہے اور تو ہی ان دونوں کو بجا سکتا ہے یا اور بھی کوئی ان کو بجا سکتا
ہے اور جو تاثیر و اثر تیرے بجانے سے نقارہ و نفیر کے ظاہر ہوتے ہیں اگر کوئی اور ان دونوں کو بجائے
تو بھی ایسی ہی تاثیر ظاہر ہوگی یا نہ ملکہ نے کہا کہ اچھا جس طرح تمنے بتایا ہے اسی طرح اُس سے پوچھوں گی
ابھی ملکہ و دلسوز سے ہم سخن تھی کہ قران دیو نمک مرچ آتش اور ایک بکری لے کر آیا مشی نے خوش ہوکر
کہا کہ ہاں اس بکری کے کباب ملکہ اور ہم کھائیں گے تم اس جوان کے کباب کھانا مجکو ایسے مزے کے
کباب تیار کرنا آتے ہیں کہ اگر میرے ہاتھ کے تیار کیے ہوئے کباب کھاؤ گے تو بہت خوش ہوگے کبھی
اس لذت و ذائقے کے کباب نہ کھائے ہوں گے دیو نے کہا کہ اچھا تو ہی کباب تیار کر مشی نے بکری اور نمک
مرچ آتش اُس سے لے کر علحدہ جاکر بکری ذبح کرکے گوشت کے چار حصے کرکے ایک حصے کے کباب بغیر
بیہوشی آمیز تیار کیے اور تین حصہ گوشت کے کباب میں بکثرت بیہوشی ملا کر تیار کیے اور دبیر و ملکہ مذکورہ
اور اُس دیو کے سامنے لائی جس حصہ گوشت میں بیہوشی نہیں ملائی تھی اُس گوشت کے کباب ملکہ کے
روبرو رکھے ملکہ نے اُس میں سے کچھ کباب کھائے مشی نقل نے بھی کچھ کباب کھائے دیو نے کہا کہ او مشی
تو نے ہمارے واسطے کباب تیار نہیں کیے مشی نے عرض کیا کہ ذرا نمک مرچ پیس لوں تو ابھی تیار کرتی
ہوں دیو نے کہا کہ میں گوشت اس آدم زاد کا کاٹتا ہوں جلد نمک مرچ لا مشی نے کہا کہ ابھی گوشت اس
آدم زاد کا نہ کاٹو مجھے نمک مرچ پیس لینے دو ورنہ اتنی دیر میں سڑ جائے گا بد مزہ و خراب ہو جائے گا کیونکہ
گوشت آدم زاد کا نرم و نازک ہوتا ہے جلد سڑ جاتا ہے یہ سنکے دیو نے گوشت کے کاٹنے سے ہاتھ روکا مشی
تو نمک مرچ پیسنے لگی ادھر ملکہ نے دیو مذکور کے قریب تر جاکر ہاتھ اپنا اُس کے شاخ سر اور بازو پر رکھکر
مسکرا کر پوچھا ذرا یہ تو بتا کہ یہ نقارہ اور یہ نفیر اور یہ تختی تجکو کہاں سے دستیاب ہوئی ہے تیرے ہی بجانے
سے ان میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ نقارے سے پھٹ جاتے ہیں اور آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں یا دوسروں
کے بجانے سے بھی یہی تاثیر پیدا ہوگی دیو مذکور کہ ملکہ کے اوپر عاشق تھا اور ملکہ اُس سے علحدہ رہتی تھی
کبھی اُس کے قریب نہ بیٹھتی تھی آج جو ملکہ اُس کے قریب تر بیٹھی اور دست نازک اپنا اُس کی شاخ
سر و بازو پر رکھا دیو بہت خوش ہوا دل میں سمجھا کہ اب ملکہ بھی مجھسے الفت کرنے لگی ہے مدعائے دلی ہے
بر آئے گا عجب نہیں کہ آج ہی وصل اسکا میسر ہو یہ سمجھکر دیو نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ یہ راز بتانے کا
نہیں ہے مگر تجسے بیان کرتا ہوں کہ جب آصف بن برخیا نے جمیع حکما و اہل علم کو جمع کرکے محلات طلسم
بنائے اور لوح بھی اُن کی تیار کیں بعد ازاں اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ طلسم ایک روز لٹ جائیگا
کیونکہ جب لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو جائے گی طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے طلسم کو
بھی فتح کرے گا نام و نشان طلسم باقی نہ رہے گا پس کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اگر طلسم کشا لوح طلسمی کو
پا جائے تو بھی طلسم کو فتح نہ کر سکے اور ساکنان طلسم یا بادشاہ طلسم اُس کو ایک لحہ میں اسیر کرکے اُسے
قتل کر ڈالے یہ خیال کرکے پھر انھوں نے حکما اور اہل علم کو جمع کرکے کہا کہ کچھ اشیا بزور حکمت و علم
ایسی تیار کرو کہ جو نایاب زمانہ ہوں کسی نے ویسی اشیا نہ بنائی ہوں بلکہ کسی حکیم نے بھی نہ تیار
کی ہوں اور وہ اشیا ایسی ہوں کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسمی بھی ملجائے اور اُس کے گلے میں بھی
لوح طلسمی ہو تب بھی وہ گرفتار ہو جائے اور جو نقارہ کلاں یا تخر دائی کے لشکر کے ساتھ ہوں

وہ بھی سالم نہیں اور سب مردان لشکر ایک آن میں بیہوش ہو جائیں بادشاہ طلسم یا کوئی ساکنان طلسم سے بذریعہ ان اشیاء کے
طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا کو چشم زدن میں بے نوبت و نقارہ کے اسیر کرلے حکما نے متفق الرائے ہو کر نہایت محنت و
جانکاہی سے یہ نقارہ جو تمھارے سامنے رکھا ہے اور نام اس کا نقارۂ سنگین ہے تیار کیا خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی اس
نقارے کو بجائے جہانتک اسکی آواز جائیگی جسقدر نقارے اور ڈھول و تاشے وغیرہ ہونگے وہ سب دفعتہً پھٹ جائینگے
بعد اس نقارہ تیار کرنے کے حکما و علما نے از حد کوشش و محنت سے یہ نفیر تیار کی ہے تاثیر اس کی آواز
کی تم نے دیکھی کہ زیر کوہ اب تک چھ لاکھ سوار بیہوش پڑے ہیں تا وقتیکہ یہ تختی ان کے نتھنوں سے
مس نہ کی جائے یا عکس اس کا ان پر نہ ڈالا جائے گا اسوقت تک ان کو ہوش نہ آئے گا مگر اس
تیاری میں ایک نقص بھی باقی رہا وہ یہ ہے کہ جو شخص اس نفیر کو بجاتا ہے وہ بھی بیہوش ہو جاتا ہے اگرچہ
تھوڑی ہی دیر کے واسطے بیہوش ہو غرضکہ جب یہ دونوں اشیاء نادر زمانہ حکما تیار کر چکے تو آصف
بن برخیا کو دیں وہ بہت خوش ہوئے حکما کی بہت تعریف کرکے یہی دو تین اشیاء نادر روزگار ایک
دیو کے ہاتھ انھوں نے پاس اپنے بادشاہ طلسم کے یعنی جب طلسم کو آصف بن برخیا نے حکما کو
جمع کرکے زر و جواہر بے انتہا خرچ کرکے تیار کرایا تھا اس طلسم کا جس کو بادشاہ بنایا تھا اور مقرر کیا تھا
اس کے پاس بھیجی تین اشیاء یعنی نقارہ و نفیر و تختی بھیجی چونکہ میں خدمت آصف بن برخیا میں اکثر
جایا کرتا تھا ان اشیاء کے حال سے مجکو آگاہی تھی اتفاق سے وہی دیو مجکو راہ میں ملا تھا میں نے
اس سے پوچھا تھا کہ کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ یہ چند اشیاء لیے جاتا ہوں شاہ طلسم کو دینے جاتا ہوں
میں نے اس اشیاء کو دیکھکر پہچان کر اس دیو کو مار ڈالا اس سے یہ اشیاء لے کر پردۂ قاف سے
بیابان آکر سکونت پذیر ہوا تھا کہ تمکو دیکھا اور تیرا عاشق و شیدا ہو کر تمھیں اٹھا لایا آج تمکو اپنے
حال پر مہربان پاتا ہوں امید کرتا ہوں کہ اب تمھارے وصل سے شادکام ہونگا یہ تقریر دیو کی ملکہ اور
نقلی منی نے بخوبی سنی بعد گفتگو کرنے کے دیو نے کہا کہ او منی ارے ابھی تک تو نے تک بھی نہیں بھیجا
اس نے عرض کیا کہ حاضر کرتی ہوں فی الفور منی مذکورہ وہ کباب گوسفند از حد بیہوشی آمیز لے کر
پاس دیو مذکور کے آئی اور کہا کہ لیجیے یہ کباب گوسفند کھائیے دیکھیے کیا لذیذ و خوش ذائقہ ہیں ملکہ بھی
کھا چکی ہیں میں بھی کھا چکی ہوں بعد ان کبابوں کے کھانے کے اس آدم زاد کے کباب کھانا تک
ہیچ ہے موجود ہی دیو نے وہ کباب سب یکبارگی اپنے منہ میں رکھ لیے ایسے چٹپٹے تھے کہ دیو قران
کھاتے ہی لذت سے خوش ہو کے کہنے لگا کہ اے منی کیا خوب تو نے کباب تیار کیے ہیں مگر کھاتے ہی
گرمی معلوم ہوئی سر گھوما جاتا ہے منی نے عرض کیا کہ ان کبابوں کی یہی تاثیر ہے ذرا اٹھ کر غسل کر دل کو
بہلائیے ہوا کھائیے دیو اٹھا وہ کیا اٹھا گویا جان سے اٹھا ایسی [illegible] ہوئی کہ بے اختیار مانند
کوہ کے بالائے کوہ گرا دلسوز نے نعرہ کیا کہ منم دلسوز زن جانسوز زن مہتر قران ہاں او قران دیو
نابکار یوں عیاری کرکے تجھ ایسے دیو زبردست کو میں نے بیہوش کیا ملکہ روشن آرائے جہان
دلسوز کے اس کار نمایاں پر حیران ہوگئے بہت خوش ہوئی تعریف بہت کی دلسوز نے جلد وہ
نفیر و تختی لے کر اپنے قبضے میں کی اور ایک بتاشا سفوف بیہوشی کا بنا کر اس کے دماغ پر رکھدیا تاکہ
ہوش نہ آئے ابھی دلسوز نے دیو کو بیہوش کرکے ارادہ فرامرز ثانی کے ہوشیار کرنے کا کیا تھا
بلکہ عکس اس تختی کا اس پر ڈالا تھا اس کو ہوش آنے لگا تھا کہ یکایک درویش آفتاب صورت
اپنی مسند ہی میں بیٹھے ہوئے بالائے کوہ آئے دیکھا کہ فرامرز ثانی ہوشیار ہو کر اٹھا ہے دیو بیہوش

پڑا ہوا ہی ملکہ مذکورہ بیٹھی ہی جب تک ملکہ مذکورہ آنکھ پوشیدہ ہو فرامرز ثانی نے اُسے دیکھ لیا دیکھتے ہی
عاشق ہوا اتنی دیر مین درویش موصوف نے دیکھ بھال کر دلسوز کی طرف نظر کی دلسوز نے کہا کہ
آپ نے یہان تشریف لانے کی زحمت کیون گوارہ کی مین سب کام کر چکا نقارہ و نفیر کی کیفیت و حقیقت
معلوم کر چکا تختی کی بھی تاثیر دریافت کر چکا دیو قران کو بھی سفوف بیہوشی آمیز کباب کھلا کر بیہوش
کر چکا فرامرز ثانی کو شر دیو سے بچا چکا لیجیے یہ نقارہ ہی نام اس کا سنگین ہی اور یہ نفیر ہی اور یہ تختی وہ ہی
کہ جس کے عکس ڈالنے اور مس کرنے سے ہر ایک بعد سننے صداے نفیر کے اور بیہوش ہونے کے ہوشیار
ہوتا ہی اس کے بعد جو کچھ ان اشیا کی بابت دیو سے سنا تھا بیان کیا درویش آفتاب صورت
نے دلسوز کے سراپا پر نظر کر کے اُس کے اس کار نمایان کے کرنے پر تحسین و آفرین کر کے نقارہ و نفیر
کو اُس سے لے کے داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کیا اور تختی کو لے کے اور دیو قران کو
کہ بیہوش تھا مندھی پر ڈال کر ملکہ روشن آراے جہان اور فرامرز ثانی و دلسوز کو مندھی
مین داخل کر کے جو کچھ مال و اسباب دیو قران کا بالاے کوہ مندلین تھا اُس کو بھی نذر جیب جامہ
درویش مرجان سرخ مو کر کے مندھی سے کہا کہ اے مندھی بحکم درویش مرجان سرخ مو ہم
سب کو یہان سے نیچے اس کوہ کے پہونچا دے مندھی وہان سے زیر کوہ سب کو لے کر آئی درویش
موصوف نے فرامرز ثانی اور دلسوز کو مندھی سے باہر کر کے اُس تختی کا عکس ماہر شاہ والی حاکم
شہر نقش مین پر ڈالا اُس کو ہوش آیا درویش نے کہا کہ اے شاہ شہر نقش مین دیکھو یہی تمہاری دختر
ہی اس سے ملو اور اس کو محافہ وغیرہ مین بٹھاؤ اور دیکھو یہ دیو وہی ہی کہ جس کے ہاتھ سے تم عاجز
ہوئے تھے یا نہین شاہ موصوف اپنی دختر کو دیکھتے ہی از حد شادمان ہو کر اُس سے ملا دوڑ کر اُس کو
اپنے سینے سے لگایا وہ اپنے پدر سے لپٹ کر رونے لگی بعد گریہ و زاری شاہ موصوف نے اپنی دختر
کی پردہ داری کی فکر و تدبیر کی پردے مین اُسے محافے کے بٹھایا پھر قدم درویش موصوف کو چوم کر
گویا ہوا کہ اے درویش باکمال واقعی آپ کا مثل و نظیر نہین ہی آپ نے اپنی کرامت و کمال سے
میری حاجت و آرزو کے بر لانے مین خوب سعی کی تا زندہ ایم بندہ ایم درویش موصوف نے کہا کہ
جو تم نے اقرار کیا تھا اُس کا بھی تمہین کچھ خیال ہی اُس نے کہا کہ ہان یاد ہی آپ مجھکو ہدایت و تلقین کلمہ
کیجیے درویش ممدوح نے اُس کو کلمہ طیبہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا فرامرز ثانی
اور درویش موصوف اُس کے مسلمان ہونے سے شادمان ہوئے پھر درویش موصوف نے عکس
اُسی تختی کا ہر ایک اعلی ادنی پر ڈال کر ہوشیار کیا سب کو ہوش آیا بعد دریافت حال ہر ایک نے
درویش موصوف کی بہت تعریف کی اکثر نے ہاتھ چومے ہزارون سوار قدمبوس ہوئے غزاق
آہن کلاہ بادشاہ شہر خاقیہ و عمان شاہ نے بھی کہ ابھی تک یہ دونون بادشاہ بھی حال درویش
آفتاب صورت سے ماہر و آگاہ نہین ہین بہت کچھ ثنا و تعریف درویش کے کمال کی کی درویش
نے بعد ہوشیار کرنے جملہ بیہوشون کے دیو کے اسیر کرنے کا سامان کیا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ
آپ اس کو اسیر نہ کرین بلکہ ہوشیار کرین درویش موصوف نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی اگر یہ ہوشیار
ہوگا تو بدشمنی پیش آئے گا اور چلا جائے گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ کیا مجال اس دیو کی کہ اب
کسی کو کچھ ضرر پہونچا سکے اور میرے سامنے سے کہین جا سکے درویش ممدوح نے عکس اُس تختی کا تو
اُس دیو پر نہ ڈالا تختی مذکورہ کو داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کر کے چاہا بیہوشی کا

اُس کے دماغ سے دور کرکے فتیلہ دفع بیہوشی اُس کو سنگھایا دیو کو ہوش آیا اپنے تئین زیر کو پایا
حیران ہوا فرامرز ثانی نے اُس سے کہا کہ او قران دیو آگاہ ہو کہ نقارہ وفغفور و لوح تجھسے لیکر
ملکہ روشن آرائے جہان اپنے والدین سے ملی تجکو بیہوش کیا تھا اب ہوشیار کیا ہی اگر تو اطاعت
ہماری کرے گا تو زر و انعام پاوے گا تجھے لازم ہی کہ ہمارے ہمراہ رہ گوشت تجکو واسطے کھانے کے
اسقدر دیا جاوے گا کہ تو سیر ہو جاوے گا قران دیو نے فرامرز ثانی کو کلمات درشت کہکے ارادہ
جانے کا کیا اسوقت فرامرز نے سب کے سامنے بعد غضب اُس کو پکڑ کر زمین پر گرا کے سر اُس کا
دھڑ سے کھینچ لیا جملہ اہل لشکر و سرداران سپاہ و بادشاہ یہ قوت و طاقت و شجاعت فرامرز ثانی
کی دیکھکر حیران و شادمان ہوئے خصوصًا درویش آفتاب صورت نے بہت خوش ہو کر اُسکے
زور بازو کی ثنا کی ماہر شاہ نے بھی تعریف کی اور اُس کو ہر طرح لیاقت و شرافت میں اچھا پایا یہ خیال
واسطے اپنی دامادی کے پسند کیا کہ اس نے میری دختر کو بلا سے کوہ جا کر دیکھا ہوگا بہتر و مناسب
یہی ہی کہ اسی جوان سے اپنی دختر کو منسوب کر دون ایسا جوان پھر بہر دامادی نہ ملے گا یہ خیال کر کے
خاموش رہا پھر وہان سے بعد ہزار خوشی اپنی دختر اور درویش آفتاب صورت پر زر و جواہر نثار
کرتا ہوا مع اپنی تمامی سپاہ کے اپنے شہر مین آیا ملکہ روشن آرائے جہان محافہ زرین سے اتر کر
داخل محلسرا ہوئی جملہ عورات محلسرا اُس کے دیکھنے اور آنے سے از حد شادمان ہوئین خصوصًا مادر ملکہ
مذکورہ اپنی دختر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی ملکہ نے اپنی مادر کو باادب سلام کیا اُس نے اس کو اپنے
سینے سے لگا کر گریہ و بکا کیا دیگر عورات بھی ملکہ موصوفہ سے ملکر روئین بعد گریہ و بکا کے اور ملنے کے
سامان خوشی و جشن ہوا محلسرا مین ملکہ کے آنے سے گویا عید ہوئی ملکہ پر سے ہزارہا روپیہ اشرفیان
جواہرات تصدق کیا گیا غربا و محتاجون کو دیا گیا غرضکہ وہ تصدق پاکر امیر کبیر ہو گئے بادشاہ شہر نقش دین
نے اپنے دربار مین آکر عمان شاہ اور درویش آفتاب صورت کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ اب اس
تخت حکومت پر آپ دونون شاہون مین سے کوئی صاحب جلوس کرین مجکو اپنا فرمانبردار جانین
عمان شاہ نے اُس کے تخت حکومت پر بیٹھنے اور حکمران ہونے سے عذر و انکار کیا درویش
آفتاب صورت نے کہا کہ مین ایک درویش ہون مجکو تخت نشینی سے کیا غرض یہ تخت و تاج تمہارا
تمکو مبارک ہو یہ کہکے ماہر شاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھا دیا پھر خود بھی برابر تخت ماہر شاہ کے
بالائے کرسی بیٹھے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ بھی برابر تخت ماہر شاہ کے حسب مراتب زرین
پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی بلحاظ قدر مراتب دنگلون پر رونق افزا ہوئے خصوصًا فرامرز ثانی
برابر تخت ماہر شاہ کے زرین دنگل پر بیٹھا شاہ شہر نقش دین نے پہلے اپنے اہل دربار کو پھر تمامی
ساکنان شہر کو حکم دیا کہ جملہ ادنی اعلی لقا پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرین کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہون
حکم بادشاہ موصوف سے جملہ اعلی ادنی مسلمان ہوئے مساجد کی بنا ہونے لگی شہر نقش دین مین
آواز اذان موذن اکثر جگہ بلند ہونے لگی مردان شہر پابند نماز پنجگانہ ہوئے پھر حکم سے بادشاہ کے
اہل شہر نے خوشی ملکہ کے آنے کی کی شہر نقش دین اس خوشی مین ایسا آراستہ کیا گیا کہ رشک نگار
خانہ چین و ماچین ہوگیا بادشاہ شہر نے بھی سات روز برابر شب و روز جشن کیا صدہا نازنینان خوبرو
و خوش گلو نے حاضر بزم عشرت ہو کر سماں باندھا ملکہ کے آنے کی دہی غزلین بھی عاشقانہ گائین اہل بزم
خوش ہوئے اور دعوت و ضیافت بھی درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ

و فرامرز ثانی و قہور صف شکن و صمصام تیغ زن و ہیران ہر سوار و اسفندیار کجکلاہ و
صارف تیغ زن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ نامی و نامور کی بخشش و خوبی نہایت تکلف سے ہونے لگی
اور بزم عیش و عشرت میں اکثر اوقات ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی یعنی عرق مقوی
اعضا و خوشبودار شیشوں میں مع ساغرہاے بلوریں لاکر اہل بزم عشرت کو پلانے لگے اہل بزم بصد
خوشی و مسرت باین طور میخواری کرنے لگے اختتام زمانہ جشن مذکور میں ماہر شاہ فرمانرواے شہر نقش بین
نے عقد اپنی دختر نیک اختر کا شاہانہ سامان و جلوس سے ساتھ فرامرز ثانی کے کر دیا جہیز میں علاوہ مال و
اسباب و زر و جواہر کے شہر نقش بین بھی دیدیا بعد عقد و نکاح طالب و مطلوب یکجا ہوئے فرامرز ثانی
نے وصل ملکہ روشن آراے جہان حاصل کیا مراد دلی برآئی اسی طرح بعیش و عشرت وصل چند روز
گذرے ایک روز درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی نے ماہر شاہ والی شہر نقش بین سے
کہا کہ اب ہم کو اجازت جانے کی دیجیے یہاں ہمیں زمانہ زیادہ گذرا ہمیں جانا جانب طلسم زلزلہ ضرور ہے اخبار
سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اسی طرف رواں ہے شاہ موصوف نے
بمجبوری کہا چندے یہاں اور قیام کیجیے سامان سفر دور و دراز مہیا ہو جائے تو پھر یہاں سے روانہ
ہوجیے ہم بھی ہمراہ چلیں گے فرامرز ثانی و درویش موصوف نے چندے اور قیام کیا جب سامان سفر
حسب دلخواہ مہیا و فراہم ہو چکا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی کے بازو پر وہی اکہ جو
درویش مرجان سرخ موسے ہاتھ آیا تھا اور جس کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بازو پر وہ اکہ باندھ دیا جائے
وہ بھی کسی سے زیر نہو جیب جامہ درویش مرجان سرخ موسے نکال کر باندھا اور اس کے چہرے پر
نقاب سبز ڈالی بعدہ قہور صف شکن و صمصام تیغ زن و اسفندیار کجکلاہ و صارف
تیغ زن ان چاروں سرداران نامی و نامور کو بھی نقاب دار سبز بنا کر رفیق فرامرز ثانی ان کو قرار دیا
اور علمدار لشکر قبلہ سپاہ گران ہیران ہر سوار کو کیا علم سبز و طویل اس کو دیا سوا اس کے اور بھی چند
علمدار سپاہ مقرر کر کے ان کو بھی علم دیے علاوہ اس کے بہت سامان جنگ و جلوس مہیا و فراہم کر کے
ماہر شاہ سے رخصت چاہی وہ بھی ہمراہ چلنے پر آمادہ ہوا درویش موصوف و فرامرز ثانی نے کہا کہ
آپ ہمراہ ہمارے نہ چلیے تکلیف سفر نہ اٹھائیے واسطے انتظام شہر کے یہیں تشریف رکھیے فرامرز کے کہنے
سے ماہر شاہ نے ہمراہ چلنا اپنا موقوف رکھا مگر تین لاکھ سوار اور ایک سردار سپاہ مسمی صارف تیغ زن
کو ہمراہ کیا فرامرز ثانی ہنگام سفر داخل محلسرا ہوکر اپنی زوجہ ملکہ روشن آراے جہان سے رخصت
ہونے گیا ہر چند اس نے کہا کہ ابھی یہاں سے نجاؤ مجھے تنہا نہ چھوڑو یا اپنے ہمراہ مجکو بھی لیتے چلو مگر فرامرز
ثانی نے نمانا کہا کہ اے ملکہ ہم واسطے چند مدت کے جاتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو جلد وہاں سے آکر تجھے لیجے
اس سفر میں تمکو ہمراہ لے جانا مصلحت نہیں ہے اس تقریر فرامرز سے ملکہ آبدیدہ ہوئی فرامرز ثانی اس کو
سمجھا کر اقرار پھر آنے کا کر کے بمشکل اجازت جانے کی لے کر محلسرا سے باہر آیا پھر اپنے خسر ماہر شاہ سے بھی
رخصت ہوا ماہر شاہ ہنگام رخصت آبدیدہ ہوا بعدہ درویش آفتاب صورت سے بھی رخصت ہوا
اس اثنا میں نقارہ کوچ پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی سب خرد و کلاں آگاہ ہوئے کہ
اب یہاں سے لشکر کا کوچ ہے فوراً اسب سوار و سردار سپاہ مسلح ہوئے عمان شاہ دغاق آہن کلاہ
بادشاہ شہر دغاقیہ بھی آمادہ سفر ہوئے پوشاک پہنکر تاج شاہی سروں پر رکھکر تختہاے زریں پر بیٹھے
کہاروں نے اپنے کاندھوں پر تخت اٹھاے درویش آفتاب صورت بھی اپنے اسی گنبد طلائی

جواہر نگار مین کہ جو بہزار زیب و زینت آراستہ تھا وہی لباس پرمنوز یب تن کر کے بیٹھے کہاروں نے اُس گنبد طلائی کو اپنے دوش پر اُٹھایا فرامرز ثانی نے نقاب سبز رخ و قہور صف شکن و صمصام تیغزن و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن بھی نقابداران سبز ور نقائے فرامرز ثانی ارکب پر سوار ہوئے جملہ سواران سپاہ بھی کہ نو لاکھ تھے بسرعت تمام مرکبون پر سوار ہوئے غرضکہ یہ لشکر کثیر جب آمادہ سفر ہوا درویش آفتاب صورت اس شان و شوکت و جلوس و نوبت و نقارہ طبل و علم سے جانب کوکب انجم حصار روانہ ہوئے کہ آگے آگے ایک فیل مست و بلند پر نشان و پیچھے اُن کے صدہا فیلان مست کہ جن کی جھولین زرین اور ہودے نقرئی و طلائی تھے فیلبان وردیان زرق برق پہنے ہوئے قطار در قطار عقب مین اُن کے اشتر لمبی ہزار زین جمار نوبت و نقارہ ہائے کلان کی آواز شتنائی صدا علمہائے رنگ برنگ علمداران لشکر لیے ہوئے پھر رہے اُن کے ہوا سے اُٹھتے ہوئے پھران پر سوار علمدار خاص سپاہ تہور شعار علم سبز کلان لیے ہوئے مرکب پر اور بقیہ شیر پر سوار پھر رہے پر اُس کے حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی تحریر اسی طرح ہر ایک علم پر بھی حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ رقم کی ہوئی ہزاروں جھنڈے اور پھریرے پر دار یہ بھی قطار در قطار نو لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار مرکبون پر سوار رہروی مین برابر دو دو سوار تہور شعار نیزے ہاتھوں مین لیے ہوئے سنانین نیزون کی جھلکتی ہوئی ہر ایک گروہ و غول کے ساتھ ایک ایک سردار و علمدار علم لیے ہوئے پھریرا علم کا کھولے ہوئے پھر رہے ہوا سے اُڑتے ہوئے سقے برابر راہ مین پانی چھڑکتے ہوئے گرد و غبار راہ دور کرتے ہوئے نقیبان خوش آواز چوبدار و عصابردار بولتے ہوئے اسطرح آوازین لگاتے ہوئے کہ شعر ہمیشہ ہو ترقی حشمت و اقبال و ملک | سواری بہر شاہ ذرہ پرور صورت کا و صدائے دور باش دیتے ہوئے درویش آفتاب صورت اپنے گنبد طلائی مین بیٹھے ہوئے ماہی مراتب ساتھ ڈنکے پر چوب لگتی ہوئی علمدار و سرداران سپاہ باادب روان با دستہائے شہر و دیار ہمراہ درویش موصوف اپنے جاہ و جلال و شوکت و اقبال و جلوس بے حد و انتہا پر نظر کرتے ہوئے بار بار مسکراتے ہوئے ریش دراز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نیم وہی آنکھون سے یمین و یسار دیکھتے ہوئے گنبد طلائی مین بیٹھے ہوئے روان اُس جانب انجم حصار جاتے ہین حال اس کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ اب

دو کلمہ داستان سارق بن بقا برادر لقا مثل ابلیس مردود بارگاہ خدا و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و درویش آفتاب صورت کے بیان کیے جاتے ہین

پیا ساتھا باد و تند و تیز | تعاقب مین دشمن کے جاؤن شتاب
کیا عزم اسی سمت سارق اب | بغیر اُس کے مانے نہ آئے گا صبر

کہ اب آگیا وقت جنگ و ستیز | نہ دم بھر بھی ٹھہرون کہین زینہار
لقا کا خلف اسکو کہتے ہین سب | وہین جاؤن گا وہ جہان جائے گا

تیرے ہاتھ سے کرین پاؤن شراب | روانہ ہوون مین سمت انجم حصار
خدائی کا کرتا ہو دعویٰ وہ جب | مرے ہاتھ سے کب امان پائے گا

بپے وہ حالات کب تحریر قلم | مرے ہاتھ مین ہے تیغ [illegible] علم

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو بتازگی الفاظ و عبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب ساریق بن لقا خداوند مشرکین و کفار بے حیا بعد جنگ و جدال خوف قتل سے اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ڈر سے گلستان باختر سے مضطر و حیران با خاطر پریشان مع جمعیت فوج جانب انجم حصار گریزان ہوا اثنا اثنا رراہ مین خوف صاحبقران سے آرام و راحت و پناہ کی جگہ نپاکر کہین چند نے بھی قیام نکر کے سوئے انجم حصار بدل بیقرار بعد صعوبت راہ بسیار جاکر ایک روز قریب شام نزدیک انجم حصار کے پہونچا خستگی و مسافت راہ سے عاجز ہوکر وہین قیام کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ خداوند ساریق بن لقا برائے طلب پناہ بھاگ کر اس طرف آئے ہین سنا ہے کہ مضطر و پریشان ہین کچھ فوج بھی اُن کے ہمراہ ہے یہ خبر سنکے کوکب انجم حصاری مع اپنے رفقا و اُمرا وغیرہ کے واسطے استقبال کے آیا خداوند نابکار مذکور سے ملکر بعد عزت و حرمت و تکریم و تعظیم انجم حصار مین لے گیا بعنوان شائستہ سامان دعوت و ضیافت کیا بعدہٗ سبب ادہر آنیکا دریافت کیا ساریق بن لقا نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ہاتھ سے جتنے صدمے ہمارے بخت اُٹھائے ہین آخر بیان تک آگئے ہین کوکب انجم حصاری نے متحیر ہوکے تمام حالات سنکے کہا جائے عجب ہے کہ آپ نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اُسکے مردان سپاہ کو تقدیر کرکے تباہ و برباد و ہلاک کیون نکیا وہان سے یہان تک اس حال خراب سے کیون آئے ہنوز ساریق نے کچھ جواب ندیا تھا کہ اُس کے وزیر اور شیطان بارگاہ سخنگان بن سخنگان نے جواب دیا کہ خداوند رحم دل ہین جفا و ظلم و جور صاحبقران و اہل اسلام اٹھاتے ہین بوجہ رحم دلی کے اُن کو تباہ و غارت نہین کرتے ہین ذلت و رسوائی اپنی گوارا کرتے ہین یہی سبب ہے کہ آج تک اُن کو نیست و نابود نہین کیا ہے کہتے ہین کہ ان لوگون کو کیا برباد و تباہ کرون یہ جاہل ہین میرے رتبہ شناس نہین ہین جب جہالت سے باز آئین گے مجکو پہچانین گے فی الحال یہ آپکے پاس طالب پناہ ہوکر آئے ہین آپ کو مناسب ہے کہ ان کی مدد و اعانت فرمائیے پناہ دیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ہاتھ سے اور دیگر اہل اسلام کے شر و فساد سے ان کو بچائیے کوکب انجم حصاری نے گفتگوئے سخنگان سنکے ساریق بن لقا کو اپنا مہمان کیا دعوت و ضیافت خداوند مردود مذکور کی ہونے لگی چونکہ کوکب انجم حصاری کہ ایک بادشاہ ہے حوالی و قرب طلسم زلزلہ مین اور حاکم انجم حصار کا ہے ماتحت و فرمانبردار ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کا ہے اور ہود سرمست پوتا ساحر مشرش کا ہے سوچ کے کوکب انجم حصاری نے ایک نامہ بطور عرضداشت کے اس مضمون کا لکھا کہ فی الحال خداوند ساریق بن لقا گلستان باختر سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عاجز و شکست کھاکر مضطر و پریشان خاطر ہوکر بھاگ کر انجم حصار مین آئے ہین مین نے اُن کو مہمان کیا ہے ساتھ اُن کے اُن کا وزیر و شیطان بارگاہ سخنگان ہے اور کچھ سپاہ ہے اگر ارشاد ہو اور مناسب ہو تو مین اُن کو پناہ دون اور اگر حکم پناہ دینے کا ہو تو اُن کو پناہ ندے کر انجم حصار سے باہر کردون امیدوار جواب کا ہون جب نامہ بعد القاب و آداب بمضمون مندرجہ بالا لکھ چکا سرنامہ درست کرکے نامے کو اندر لفافے کے رکھکر مقیم جادو کو دیا کہ جو ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کے حکم سے انجم حصار مین رہتا ہے اور خدمت اُسکی کے متعلق یہ ہے کہ جب نامہ بھیجنے یا کچھ عرض و دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اُسی ساحر کے ہاتھ نامہ روانہ کیا جاتا ہے وہ ساحر جاکر نامہ یا پیغام ہود سرمست کو پہونچا دیتا

اور جواب بھی گاہ گاہ لا دیتا ہے فی الحال بھی بدستور مرقوم نامہ اُسی ساحر کو دیا گیا وہ نامہ لیکر گیا بعد چند ساعت کے در قلعہ طلسم زلزلہ پر پہونچا نامہ مذکور کو بذریعہ دیگر ساحران نامی کے خدمت ہوشربا میں پہونچایا شاہ طلسم مذکور نے نامہ مذکور پڑھکر کہا کہ کہدو مقیم جادو سے کہ وہ کوکب انجم حصاری سے کہدے کہ بقدر مرتبہ وہ بنے سارق بن بقا کے ہم سمجھکر جواب بھیجینگے بالفعل اُن کو مہمان رکھو کیونکہ وہ خداوند ہیں گلستان باختر سے یہاں تک آئے ہیں جو ساحر نامہ مقیم جادو سے لے گئے تھے انھوں نے مقیم جادو سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ آکر ظاہر کیا مقیم جادو نے انجم حصار میں آکر تخلیہ میں کوکب انجم حصاری سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ بیان کیا کوکب انجم حصاری نے منتظر جواب نامہ مذکور ہوکر سارق بن بقا کو مہمان رکھا ہے حال اس کا آئندہ بمقام مناسب لکھا جائے گا مگر

اب حال زلزلہ قاف ثانی سلیمان مردم ربا سپے ورنگ شیر بیشہ جنگ شکستہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ کا بیان کیا جاتا ہے

میں گمان کیا کیا مجھے اُس شوخ پُرفن کی طرف
آگئی فصل بہاری دوڑے ہیں اے جنون
جب نہ پایا بعد میرے کوئی مجھسا باوفا
گلشن آفاق میں وہ سوختہ قسمت ہوں میں
بزم دنیا میں نہ ہو گا کوئی مجھسا سلیم گل
پاس ہے دونوں کا مجھ وحشی کو راہ عشق میں
گشتہ رخسار رہتا دوگل پژمردہ بعد مرگ
سینہ پُر داغ تا کانا وکب دلدوز سے
کوئی دیکھے مجھکو تیری آرسی کا دیکھنا
چودھویں شب بام پر تم سو رہے ہو بے نقاب
شاعری کا ہے تنزل کہہ دلا آصف کہاں

رک رہا کیوں آتے آتے میرے مدفن کی طرف
پاؤں صحرا کی طرف اور ہاتھ دامن کی طرف
کیسی گھبرا کے دوڑی میرے مدفن کی طرف
آتے آتے رک رہی بلبل نشیمن کی طرف
دوست کی نظروں سے دیکھا ہے دشمن کی طرف
آنکھ زیر ہرو کی جانب دل ہے رہزن کی طرف
خاک بھی لیکر نہ آئے میرے مدفن کی طرف
راہ پائی ابھی نکالی میرے گلشن کی طرف
ٹکٹکی سی لگ گئی ہر رخنے روزن کی طرف
چاند کو دیکھے کوئی یا روئے روشن کی طرف
اہل جوہر کی توجہ کیا ہوا اس فن کی طرف

کہ بعد فتح کرنے کے قلعہ سبز نگار میں شب و روز براحت و آرام چندے بسر کیے اور وصل ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا فرمانروائے قلعہ سبز نگار موصوف شہر حسن آگین سے شاد کام ہوکے ایک روز اپنے خسر حسین سبز قبا سے کہا کہ اب ہمکو رخصت دیجیے اجازت یہاں سے جانے کی دیجیے یہاں زیادہ توقف خوب نہیں ہے ہمیں تعاقب میں سارق بن بقا خداوند مردمان گمراہ میں جانا ہے گلستان باختر سے ہم یہاں تک اُس کے تعاقب میں آگئے ہیں اخبار سے دریافت ہوا ہے کہ وہ نابکار گلستان باختر سے بھاگ کر جانب انجم حصار گیا ہے ہم اس کے تعاقب میں

اُس نابکار کے جانا ضرور ہی جبتک ہم اُس کو مسلمان یا قتل نہ کرلین گے اور اُس کی خدائی روئے زمین
سے نہ مٹالین گے ہرگز ہمکو راحت و آرام حاصل نہوگا بادشاہ قلعہ سبز نگار معروف بہ شہر حسن آگین
نے بمجبوری اجازت جانے کی دی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنی زوجہ شکوہمند ملکہ
حسین گلگون قبا سے کہ نصیحت ایسی کی ہی بعد گفتگوئے بسیار بمشکل رخصت ہو کر اقرار پھر آنے کا
کر کے محلسرا سے باہر تشریف لاکر حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا یہان سے سوئے انجم حصار روانہ کیا جائے
کل ہم بھی یہان سے یا آج ہی روانہ ہون گے حسب الحکم اسیوقت سہراب بن لندھور انالہ و
بارگاہ و خیمہ و خرگاہ کا ہمراہ لے کر چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے جانب انجم حصار روانہ ہوا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اُس کے جانے کے بعد مع اپنے تمامی سرداران سپاہ و
بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ مردان لشکر اسلام کے بصد شوکت و شان بجمعیت سپاہ گران سمت
انجم حصار روانہ ہوئے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار اور اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا
کو وہین چھوڑا اپنے ہمراہ نہ لیا اثناء راہ مین سیر شہر و کوہ و دشت و بیابان کرتے ہوئے رنگ قدرت
و شان خداوند عالم و عالمیان کا مشاہدہ کرتے ہوئے جابجا کوچ و مقام کرتے ہوئے ایک روز ایک ایسے
سبزہ زار فرحت افزا مین پہنچے اُس صحراے سبزہ زار کی بہار دیکھکر فرمایا کہ ایسے صحراے سبزہ زار مین
کہ انجم حصار سے قریب ہی بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جائین حسب الحکم نقارہ سلیمانی پر چوب لگائی
گئی صداے نقارہ سلیمانی بلند ہوئی مشہور ہی کہ آواز نقارہ سلیمانی چودہ کوس تک جاتی ہی ادھر
جملہ مردان سپاہ صداے نقارہ سلیمانی سنکے سمجھ گئے کہ یہ نقارہ اسوقت بیت آگاہی قیام بجایا گیا ہی
یہ سمجھکر سب ٹھہر گئے ملازمون نے جلد جلد بارگاہین اور خیام اُسی صحراے سبزہ زار پر بہار مین دور تک
ایستادہ و برپا کیے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام و تمامی سواران
سپاہ تخت اور مرکبون سے اُترکر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کر کے راحت و
آرام پذیر ہوئے اُدھر سنیے انجم حصار مین ساریق بن بقا بعزت پاس کوکب انجم حصاری کے
بیٹھا ہوا تھا تشنگان بھی موجود تھا ساقی خوب رو شفق شراب تاب کی لایا تھا شیشہ کے ساغر بلورین
مین مے گلگون بھر کے جام مذکور ساریق بن بقا کو دیا تھا اُس کے ہاتھ مین ساغر مے تھا ارادہ مے خواری کا
کیا تھا کہ یکایک صداے نقارہ سلیمانی آئی زمین انجم حصار تھرائی ساریق بن بقا آواز نقارہ مذکور
سنکے ایسا ڈرا اور کانپا کہ ہاتھ سے اُس کے جام مے بالاے فرش گرا رنگ چہرہ ساریق بن بقا کا خوف
سے اُڑ گیا گھبرا کر یمین و یسار دیکھنے لگا ارادہ اُٹھکر بھاگنے کا کیا مگر دست و پاے کے تھرانے اور کانپنے سے
بھاگ نہ سکا کوکب انجم حصاری نے پوچھا کہ اے خداوند اسوقت مزاج کیسا ہی کیا حال ہی یہ لرزہ
تمامی تن مین کیون ہو گیا ہی تب لرزہ آگئی ہی اور جام شراب ہاتھ سے کیون گر گیا ہی یا خود برہم ہو کر ساغر
شراب فرش پر پھینک دیا تو گیا شراب ناقص ہی غصے آپ شراب سے ہین یا اور کوئی وجہ ہی مفصل
بیان فرمائیے ساریق بن بقا نے تو سبب خوف صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے کہ قرار ہا
تھا تحمل جیسے کانپ رہا تھا بولا نہ گیا جواب نہ دے سکا مگر تشنگان نے عرض کیا کہ حضور مجھے سب اس
ساغر کے گرنے کا سننے مین خوب آگاہ ہو گیا ہون اسوقت مزاج خداوند درست نہین ہی حواس
ٹھیک بجا نہین ہین یہ شراب جو ساغر بلورین مین تھی یہ کچھ ایسی تھی بری نہ تھی غصہ بھی اسوقت
خداوند کو نہین ہوا کانپنا ان کا غصے سے ہو نہ تب لرزہ آگئی ہی صاف صاف یہ ہی کہ نقارہ سلیمانی

جو لشکر صاحبقران مین ہی اُس کی آواز اُنھون نے ابھی ابھی کیا سنی ہی گویا کوس رحلت کی صدا سنی ہی صاحبقران قریب انجم حصار کیا آگئے گویا واسطے قبض روح خداوند کے ملک الموت آگئے ہین کوکب انجم حصاری نے کہا کہ اے خداوند مجھ تردد و خوف نہجیے اگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مجھکے ہاتھ سے آپ کو صدمہ و رنج پہونچا ہی یہان آگئے ہین تو کیا اندیشہ ہی سامان جنگ یہان موجود ہی علاوہ سپاہ کثیر کے تین نقابدار طلسمی موجود ہین مست کی جانب سے میرے اختیار مین ہین کہ ان کا اگر لاکھون سوار دنیا کی مقابلہ کرین تو بھی ان کو کوئی قتل نہین کرسکتا ہی وہ سب کو اسیر کرسکتے ہین قبل اس کے چار نقابدار تھے ایک نقابدار آپ کو معلوم ہی کہ کام آگیا ہی مجھے جواب کا انتظار ہی مین نے آپ کی تشریف لانے کی خبر بادشاہ طلسم زرند کو کی تھی نامہ روانہ کیا تھا ابھی تک جواب نامہ نہین آیا ہی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جواب ابتک جواب نامہ نہین آیا اب مین پھر نامہ روانہ کرتا ہون جو حکم ہوگا اُس پر عمل کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے شہنشاہ ساحران جہان ایک نامہ بطریق عرضداشت قبل اس کے خدمت حضور مین ارسال کرچکا ہون اب دوسرا نامہ ارسال کرتا ہون امیدوار جواب کا ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جن کے خوف سے ساریق بن لقا گلستان باختر سے بھاگ کر یہان آئے تھے وہ آج مع فوج کثیر آگئے ہین صحرائے سبزہ زار مین مقیم ہین ایسی حالت مین مجھے کیا حکم ہوتا ہی خداوند ساریق بن لقا کو پناہ دے کر ان کے دشمن جان صاحبقران مذکور کے مقابلے سے ارادہ جنگ کرون یا نہین جب نامہ باین مضمون لکھ چکا لفافے مین رکھکر سرنامہ درست کرکے بدست مقیم جادو کے ہاتھ نامہ مذکور روانہ کیا اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ایک نامہ کوکب انجم حصاری کے واسطے بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے شاہ انجم حصار خبردار ہو کہ ساریق بن لقا نابکار بدترین روزگار دعوی خدائی کرتا ہی مردم کو گمراہ کرتا ہی فی الحال ہمارے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگتا ہوا تمھارے پاس آیا ہی طالب پناہ ہوا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ ساریق بن لقا کو ہمارے حوالے کردو یا پناہ اُس کو نہ دو اُس کی مدد و اعانت نہ کرو آمادہ جنگ و جدال ہمسے نہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ طبل جنگ بجوا کر ہمسے مقابلہ کرو جب نامہ باین مضمون لکھا گیا لفافے مین رکھکر سرنامہ لکھکر مہر سے مزین کرکے حسب قاعدہ لشکر اہل اسلام مین سر دربار بالائے چوکی زرین رکھا گیا اور جام شربت بھی ساتھ ہی اُسکے رکھکر امیر یا توقیر نے باواز بلند فرمایا کہ اے بہادران نامدار و اے سرداران تہور شعار تم سب مین کون ایسا جری و دلاور ہی کہ جو اس جام کے شربت کو پی کر یہ نامہ کوکب انجم حصاری کو پہونچا کر جواب اس کا لیکر آئے ہنوز صاحبقران نے یہ فرمایا تھا کہ مملوک بن مالک نے اپنے دل سے اُٹھکر عرض کیا کہ مین حکم کی تعمیل کرونگا یہ کہکر اُس جام کو اُٹھا کر شربت پی کر بیڑہ پان کا کھا کر نامہ کو اپنی کلاہ زرین مین بالائے سر رکھکر دربار سے باہر آکر اپنی سپاہ سے بیس ہزار جوانان آزمودہ کار و سواران تہور شعار چیدہ کرکے اُن کو اپنے ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہوکر بایں شان و شوکت جانب انجم حصار سیر کنان روانہ ہوا اُسی وقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے برائے دریافت خبر خواجہ طیفور گرد پا بھی بصورت سپاہی جانب انجم حصار بعجلت روانہ ہوکے قبل پہونچنے مملوک بن مالک کے داخل دربار کوکب انجم حصاری ہوئے دیکھا کہ دربار آراستہ ہی کوکب انجم حصاری

جلد سوم

بالاے تخت حکومت بیٹھا ہے ساریق بن بقا بھی بعزت تمام بیٹھا ہوا ہے سخنگان بھی موجود ہے ارکان
دولت حاضر دربار ہین ابھی خواجہ طیفور داخل بارگاہ و دربار کوکب انجم حصاری ہوے تھے
بصورت خدمتگار کھڑے تھے کہ یکایک کوکب انجم حصاری کو مملوک بن مالک کے آنے کی
اور نامہ صاحبقران لانے کی خبر ہوئی فی الفور اُنھون نے اپنے اہل دربار امراے نامدار و ارکان دولت
ذی وقار کو بجمعیت چالیس ہزار سوارون کے واسطے استقبال نامہ دار ممدوح کے روانہ کیا
اُنھون نے جلد تر جاکر مملوک بن مالک کا استقبال کیا پھر اُس کو بعزت و حرمت دربار مین للاے
مملوک بن مالک نے دربار و اہل دربار پر نظر کرکے بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا الا خواجہ طیفور نے آہستہ کہ کسی نے گفتار سے نہ سنا جواب سلام دیا کوکب انجم حصاری
نے مملوک بن مالک کو ذی عزت و لیاقت جان کر قریب اپنے تخت کے کرسی زرین پر اشارہ
بیٹھنے کا کیا نامہ دار موصوف کرسی مذکور پر بیٹھا سخنگان نے کہا کہ ابھی تو آپ کے یہان قدم مبارک
آئے ہین نامہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے کر آئے ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس
دربار مین کون کون آتا ہے آثار اچھے پائے نہین جاتے ہین کوکب انجم حصاری نے بنظر تند و تیز
جانب سخنگان دیکھکر کہا کہ اے سخنگان کیا کہتے ہو اُس نے کہا کہ اے بادشاہ جو کچھ مین نے کہا
سچ کہا ہے مین جہان دیدہ و آزمودہ کار ہون ایسے امور کا مجھے تجربہ ہو چکا ہے اسی وجہ سے مین نے
کہا ہے کہ آثار اچھے نظر نہین آتے ہین ساریق بن بقا نے کہا کہ اس کی باتون پر کچھ خیال نکرنا چاہیے
یہ سلطان درگاہ ما بدولت ہے بیشتر ایسی ہی باتین کرتا ہے کوکب انجم حصاری نے گفتگوے ساریق
بن بقا سنکے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لایا بادشاہ کے حکم سے شراب
ساغر بلورین مین روبروے نامہ دار موصوف لے گیا نامہ دار نے مے خواری سے عذر کیا کوکب انجم حصاری
نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے کہا کہ نامہ حسب دستور شرائط دیا جائیگا شاہ مذکور نے شرائط
کو دریافت کیا مملوک بن مالک نے جواب دیا کہ اول تو واسطے تعظیم نامہ کے اٹھکر چند قدم بڑھکر
نامہ لیجیے بعد اس نامے پر کشتیان زر و جواہر کی نثار کیجیے عزت اس نامے کی یہ چاہیے کہ سر پر رکھیے پھر اسکو
پڑھوا کر مضمون نامہ سے مطلع ہوجیے یہی شرائط ہین ملک جی بھیجے ہین ان سے دریافت کیجیے کہ یہی شرائط
اس نامے کے لینے کے ہین یا نہین شاہ مذکور نے رخ اپنا جانب سخنگان کیا اُس نے عرض کیا کہ بیشک و
شبہہ یہی شرائط صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے نامہ لینے کے ہین مگر نامہ لینے والون کو اختیار ہے
خواہ اعزاز نامہ کرین یا نکرین نامہ لین یا نہ لین چونکہ کوکب انجم حصاری کو نامہ لینا منظور تھا لہذا
سخنگان کی بیہودہ و شرآمیز تقریر پسند نکرکے کشتیان زر و جواہر کی طلب کین ملازمون نے فی الفور حاضر
کین پھر شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ صاحبقران کی سرو قد اٹھکر دو چار قدم بڑھکر نامہ طلب کیا
نامہ دار نے حسب قاعدہ نامہ دیا پھر اُس نامے پر کشتیان زر و جواہر کی نثار کی گئین دربار مین زر و جواہر
جابجا گرا خدمتگارون نے ارادہ اُس کے اٹھانے کا کیا ہی تھا کہ خواجہ طیفور گردیا نے فی الفور زنبیل
سے جال الیاسی نکال کر بعجلت تمام جال اُس زر و جواہر پر مارا تمام زر و جواہر جو نامے پر نثار کیا گیا تھا
اور کچھ پگڑیان خدمتگارون کی جو واسطے لینے زر و جواہر کے جھکے تھے اور بہت سی مٹی بھی جہان زر و جواہر
پڑا تھا سب جال مین آگیا خواجہ نے جلد نذر زنبیل کیا خدمتگاران مذکور ننگے ہوگئے نہایت حیران و
پریشان ہوئے ہاتھ بڑھا کر رہ گئے زر و جواہر سے کچھ بھی نپایا بلکہ گرمے اپنے اپنے سر کی پگڑیان کھوئین

سخت نادم و پشیمان ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ملک جی یعنی سخنگان یہ واقعہ دیکھکر کھڑے ہوگئے خدمتگارون
سے کہا کہ اے نالائقو کیون حیران پریشان ہو دور ہو شکر کرو کہ بلا سر سے ٹل گئی پگڑیون ہی کے سر سے
جلنے سے خیر گذری تمکو خبر نہین ہے کہ ہمارے جناب مستطاب معلی القاب صاحب قبطورہ در تنگ قلعہ گیر
بے جنگ سر برندہ ساحران وریش تراشندہ کافران خواجہ طیفور گردیا تشریف لائے ہین دربار مین
انھون نے قدم رنجہ کیا ہے یہ زر و جواہر جو نثار بالائے نامہ کیا گیا تھا انھین کا حق تھا تمنے بطمع حصول زر
کیون ہاتھ بڑھایا تھا تمھارے ہاتھ بڑھانے کی سر دست تمکو سزا ملگئی پگڑیان تمھارے سر سے اترگئین
نذر زنبیل ہوگئین یہ کہکر خواجہ سے مخاطب ہوکر بعجز و انکسار کہا کہ آپ نے یہان قدم رنجہ کیا ہے تو میرے
حال پر رحم فرمائیے گا مجکو اپنا فرمانبردار سمجھیے گا اگر حکم ہو تو کچھ زر و جواہر مین راہ خرچ کے واسطے نذر کرون
خواجہ طیفور گردیا سخنگان کو بنظر تند و تیز دیکھکر جلد تر دربار سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے
بعد قطع راہ خدمت صاحبقران مین جاکر جو کچھ دربار کوکب انجم حصاری مین دیکھا اور سنا تھا
عرض کیا صاحبقران موصوف سنکے خاموش رہے خواجہ تو بعد بیان کرنے حالات دربار کوکب
انجم حصاری کے بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے مین گئے اس طرف کوکب انجم حصاری نے نامہ
صاحبقران ممدوح میر منشی کو دیا اس نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکال کر بآواز بلند پڑھا شاہ مذکور
عبارت نامہ مذکور حرف بحرف سنکے متردد ہوا کہ اس نامے کا جواب کیا دیا جائے ہنوز اسی فکر مین تھا
کہ مقیم جادو طلسم زلزلہ سے آیا اس نے جواب نامہ دیا کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ
پر جو نظر کی یہ لکھا ہوا پایا کہ اے کوکب انجم حصاری اگر خداوند ساریق بن لقا طالب پناہ ہوکر آئے
ہین تو ان کو پناہ دو اور دشمنون کے شر سے ان کو بچاؤ جو کوئی ان کا دشمن ہو اسے قتل کرو اگر
صاحبقران آئے ہین اور آمادۂ جنگ ہین تو مقابلہ کرو نقیدارون سے ان کو مع ان کے مردمان
سپاہ کے اسیر کراؤ کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ خود پڑھکر اسیوقت ملوک
بن مالک کو خلعت فاخرہ دیکر میر منشی سے کہا کہ پشت نامہ پر جواب نامہ مین یہ عبارت لکھدے
کہ ہمکو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری منظور نہین ہے اور دین اسلام اختیار کرنا منظور نہین ہے خداوند
ساریق بن لقا یہان اگر طالب پناہ ہوئے ہین خلاف مروت ہے کہ ہم ان کو پناہ نہ دین اور آپکے
حوالے ان کو کردین ہان مقابلہ کرنا منظور ہے میر منشی نے حسب الحکم یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کردی
پھر سرنامے کو درست کرکے نامہ سر لفافے مین رکھکر بادشاہ کو دیا اس نے ملوک بن مالک کے
حوالے کیا سردار نامدار و تہور شعار موصوف جواب نامہ لیکر دربار سے نکلکر بیرون دربار آیا مرکب
پر سوار ہوکے مع اپنے ہمراہی سوارون کے اپنے لشکر مین آیا مرکب سے اترکر روبروئے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جاکر سر دربار جواب نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا امیر
کشورگیر نے وہ نامہ میر منشی کے حوالے کیا اس نے سر دربار با آواز بلند پڑھا صاحبقران موصوف نے
عبارت جواب نامہ سنکے برہم ہوکے فرمایا کہ کوکب انجم حصاری نے ہمارے حکم سے سرکشی کی خیر
دیکھا جائیگا ابھی صاحبقران یہ فرما رہے تھے کہ کوکب انجم حصاری نے سر شام حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بمجرد حکم ملازمون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی صدائے نقارۂ رزمی
بلند ہوئی کفار خبردار ہوئے سامان جنگ و جدال ہونے لگا ہرکارے جو لشکر اہل اسلام کے برابر
دریافت خبر وہان موجود تھے صدائے نقارہ جنگی سنکے بخوبی خبر دریافت کرکے وہان سے بعجلت

اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین آئے اور بعد ثنا و دعاے بادشاہ اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگ ظاہر کرنے لگے کہ بمصداق این نظم

ایا شہے کہ ہیبت پگاہ بخشش وجود
زبان خنجر تو شرح کارزار دہد
بجفت تخت حسودت چنانکہ بیداری
سہیل را ستم ہیبت جوار دہد
در آن زمان کہ بپا داشت چشم خصم ترا
ز ہیبت قامت افلاک را حصار دہد
سپہر ملک عطا داد کردگار ترا
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار دہد
عدوت مثل تو انگر شود کہ خنجر بیہ
برات وارث مہلت مدار دہد
لگان و در بچو سرمایہ بسیار دہد
حمایت تو شب تیرہ را اگر خواہد
زمانہ روز و شبش کوکب کنار دہد
ترا چو دشمن تا کس فرو نیارد سر
قضا بسیل سنان سرمہ غبار دہد
سنان بیخ گزجوے فتح آب خورد
بجاے خویش بود ہرچہ کردہ دہد
اگر نبات اہل مسند شود یزدان
بروز معرکہ آثار ذوالفقار دہد
تو پایدار بمان زانکہ جاے اندازی
سپہر خرقہ در انداز د از طرب چو بضرب
ز زخم خنجر خورشید زینہار دہد
سنان زخم تو از چرخ سر کشیدہ چنانکہ
ہمین بود کہ نیابت بروزگار دہد
سیاہ بے عدوت ہم آن بود آن وز
بوقت حملہ سر بد سگال بار دہد
عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ
ز حفظ خویش ترا حصن استوار دہد
ہمیشہ تا کہ درین چرخ بد معاملہ را
کہ کردگار ترا عمر پایدار دہد

اسوقت کوکب انجم حصاری نے اپنے لشکر مین معین و مددگار ساریق بن بقا ہوکر طبل جنگی بجوایا بارادہ اس بداندیش کا یہ ذکر ہنگام تو میدان مصاف مین آکر جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے خبر نواخت طبل جنگی سیاہ روسیاہ کوکب انجم حصاری مین سنکے جناب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نظر کی صاحبقران موصوف نے بایماے بادشاہ موصوف حکم دیا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی و نقارہ سلیمانی پر چوب لگائی جاے ان ہرکارون نے نقارہ نوازون کو حکم صاحبقران جاکر سنایا انھون نے موافق قاعدہ قدیم خواجہ طیفور کو دیا کو چند اشرفیان نذر دے کر چوب نقارہ جنگی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی مردان سپاہ اسلام آگاہ ہوکر تیاری آلات جنگ مین مصروف ہوئے جب دونون طرف طبل و نقارہ جنگی بجایا گیا یہ خبر ملکہ ہلال ابرو دختر نیک اختر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن بقا کے یہان آئے ہین کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا کو پناہ دے کر اسکے معین و مددگار ہوکر طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران کے بھی لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجایا گیا ہے دونون طرف تیاری و سامان جنگ ہو رہا ہے صبح کو میدان جنگ مین مقابلہ ہوگا کشت و خون بہت ہوگا یہ خبر سنکے ملکہ ہلال ابرو بہت گھبرائی نہایت پریشان خاطر ہوئی کیونکہ یہ صاحبقران موصوف پر مائل ہو چکی تھی اور صاحبقران بھی اس پر عاشق ہو چکے تھے حال عشق و الفت ملکہ و صاحبقران قبل اس کے لکھا گیا ہے غرضکہ ہنگام شب ملکہ مذکور نے اسی حالت اضطراب مین اپنے کوکا مسمی خورشید زرین قبا سے کہ ملکہ مذکورہ کا رازدار تھی بلاکر کہا کہ اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خدمت مین جاکر تنہائی مین ان سے التماس کر کہ ملکہ ہلال ابرو نے آپ کو بلایا ہے تھوڑی دیر کے واسطے جسطرح ممکن ہو پوشیدہ طور سے تشریف لائیے خورشید زرین قبا نے کہا کہ مجھے خدمت صاحبقران مین جانا اور جو کچھ تمنے کہا ہے ان سے کہدینا اور ان کو بلا لانا تو کچھ دشوار نہین ہے مگر انجم حصار مین ان کا بلانا اچھا نہین ہے مبادا دشمنو کو آگاہی ہو جاے تو باعث تمہاری بدنامی کا ہوگا اور صاحبقران کے حق مین بھی اچھا نہو گا میری لئے

یہ ہی کہ بیرون انجم حصار جو تمہارا باغ ہے اسوقت تم اپنے باغ مین جاؤ مین وہین اُن کو ہمراہ لیکر
آؤن گا ملکہ مذکورہ کو یہ صلاح اپنے کوکا کی پسند آئی اُسی وقت سوار ہو کر چند کنیزین جو ہمراز
تھین فقط انھین کو ہمراہ لے کر سمت اپنے باغ کے گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے خورشید زرین قبا
پوشیدہ طور سے انجم حصار سے نکلکر جانب لشکر اہل اسلام روانہ ہوا اس طرف لشکر اسلام مین نقارہ شب
پر چوب پڑتے ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار لشکر دربار سے اٹھکر
اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین گیا صاحبقران بھی اپنی بارگاہ فلک فرسا مین آئے خواجہ طیفور گردیا
بھی ہمراہ امیر باتوقیر آئے ہنوز امیر کشورگیر اپنی بارگاہ مین داخل ہو کر بیٹھے تھے کہ خورشید زرین قبا
نے داخل بارگاہ ہو کر باادب سلام کیا صاحبقران موصوف نے اُس کو پہچان کر اشارہ بیٹھنے کا
کیا خورشید زرین قبا سلام کر کے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا امیر باتوقیر نے پوچھا کہ اے خورشید
زرین قبا اسوقت تمہارے آنے سے دل خوش ہوا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہے زمانہ دراز ہوا کہ مجھے
اُن کو نہین دیکھا ہے مشتاق اُن کی دید کے ہین اور یہ بتاؤ کہ اسوقت تم اس تاریکی شب مین
کیون آئے ہو اُس نے عرض کیا کہ جب سے آپ اس سرزمین مین تشریف لائے ہین اور ملکہ نے
خبر آپ کے تشریف لانے کی سنی ہے متردد بہت ہین مگر جسوقت سے کہ طبل جنگ جانبین
سے بجایا گیا ہے اُسوقت سے نہایت متردد ہین مجکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہے کہ ساتھ اپنے صاحبقران
ذی وقار کو لے آؤ ہمین کچھ ان سے باتین کرنا منظور ہین اور مشتاق دید بھی ہین بس اگر مناسب ہو
تو میرے ہمراہ چلئے صاحبقران گفتگوے خورشید زرین قبا سنکے بہت خوش ہوئے چونکہ محبوب
نے طلب کیا تھا اور شوق دید بھی بہت تھا فی الفور اُٹھکر خواجہ طیفور گردیا کو ہمراہ لے کر ساتھ
خورشید زرین قبا کے چلے بعد قطع راہ خورشید زرین قبا اسی باغ مین صاحبقران کو لے گیا
امیر باتوقیر نے داخل باغ ہو کر دیکھا کہ ملکہ ہلال ابرو صحن باغ مین بالاے چبوترہ سنگ مرمر مسند زرین پر
بیٹھی ہے سرور جنگ نواز اور حضور جنگ نواز دونون مصاحبین ملکہ موصوفہ کی ہین کہ ان مین ایک تو
خواجہ طیفور گردیا پر مائل ہے اور دوسری مصاحب ملکہ خواجہ خضر ابن عمرو ثالث پر عاشق ہے
اور چند کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑی ہین مختصر روشنی ہے کچھ کنول اور فانوسین شمعدانے
مومی و کافوری روشن ہین باغ پر بہار ہے ملکہ ہلال ابرو و دیگر نازنینان گرد کے وہان موجود ہونے
سے زیادہ تر رونق و بہار باغ پر ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھتے ہی ملکہ موصوفہ
کو از حد خوش ہوئے سرور جنگ نواز خواجہ طیفور گردیا کو دیکھتے ہی شادمان ہو کر مسند زرین
سے اٹھی صاحبقران اُس کے برابر بیٹھے ماہ و مہر یا گل و بلبل ایک جا ہوئے اسوقت طالب و
مطلوب کا ایک مسند پر بیٹھنا وہ ملکہ کا شکوہ و شکایت دوری کرنا کبھی اظہار شوق دید کرنا صاحبقران
کا عذر عدم فرصتی کرنا گاہ شوق دیدار کا اظہار کرنا کیا تحریر کیا جاے کہ خیال طول عبارت کا ہے خلاصہ
یہ کہ بعد شکوہ و شکایت دوری و اظہار شوق دید ملکہ نے صاحبقران سے کہا کہ جسوقت سے میرے
والد نے طبل جنگ بجوایا ہے مجکو نہایت تردد و فکر ہے دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہے غالب
نقابداران طلسمی سے مقابلہ ہوگا وہ نقابدار ایسے ہین کہ اُن کو دیکھتے ہی حریف بیخود ہو جاتا ہے
خیال جنگ نہین رہتا ہے اسی حالت مین وہ نقابدار طلسمی اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہین خدا
اُن کے شر سے آپ کو بچاے جہان تک ممکن ہو اُن نقابدارون سے مقابلہ نہ کیجیے گا اُن کے سامنے

آپ کی شجاعت کچھ بھی کام نہ آئے گی افسوس اتنک ہمارے بھائی دو دو شریک خورشید زرین قبا نے کچھ فکر ان نقابداروں کی بربادی کی نہ کی اگر یہ نقابدار ہلاک ہوگئے ہوتے تو آج مجکو کیوں تردد وانتشار ہوتا صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر وہ نقابدار طلسمی ہیں اور اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہیں مگر ان سے ڈرنا عبث ہی خداوند عالم و عالمیان حافظ و نگہبان ہی بقول کہ مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست۔ جو ہمارے مقدر میں کاتب تقدیر نے لکھا ہی اس کا ظہور ہوگا تمنے ازراہ الفت کہا ہی لیکن بغیر مقابلہ اب کیا چارہ ہی طرفین سے طبل و نقارہ جنگی بج چکا ہی سامان جنگ دونوں لشکروں میں ہو رہا ہی ایک پہر شب آچکی ہی تین پہر شب باقی ہی صبح کو جو ہونا ہوگا اس کا ظہور ہوگا تم کچھ تردد و فکر و پریشان خاطر نہو اللہ مسبب الاسباب ہی وہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب فتحیابی پیدا کر دے گا یہ نقابدار طلسمی کیا ہیں اگر خدا چاہے تو امر دشوار تر آسان ہو جائے غرض اسی طور سے تادیر باتیں باہم ہوئیں گفتگوئے راز و نیاز طالب و مطلوب میں دو ساعت تک رہیں پھر صحبت میخواری ہوئی کنیزیں کشتی شراب یعنی وہی عرق مقوی قلب و دل لے آئیں صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ملکہ کو جام مے مذکور دیا ملکہ نے جام لے کر شراب مذکور پی پھر خود شراب سے ساغر لبریز کر کے صاحبقران کو جام دیا صاحبقران نے بھی جلوئے مندرجہ بالا لیکر بعد خوشی یہ کہکر شراب پی کہ شعر

گر یار نے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجے	زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں

ایک طرف تو امیر باتوقیر ملکہ سے ہم سخن تھے دوسری طرف اسی طور خسرو جنگ نواز خواجہ طیفور کر دیا سے شکوہ و شکایت کر رہی تھی باہم باتیں راز و نیاز کی ہو رہی تھیں جب صاحبقران میخواری سے فارغ ہوئے حضور جنگ نواز نے دست بستہ پوچھا کہ خواجہ خضران بن عمرو ثالث آپ کے ساتھ نہیں آئے کیا سبب ہوا صاحبقران نے کہا کہ خضران ہمسے ناراض ہوکر جانب خانۂ کعبہ چلا گیا حضور جنگ نواز کو یہ سنکے ملال و صدمہ ہوا کیونکہ وہ خضران پر مائل ہوئی تھی اپنے محبوب کو نہ دیکھکر اور خبر اس کی بسمت خانۂ کعبہ جانے کی سنکے غمگین ہوئی خضران بن عمرو کا تصور کر کے آبدیدہ ہوکے خاموش بیٹھی رہی امیر باتوقیر قریب نصف شب کے ملکہ سے رخصت ہوکے اپنے لشکر کی طرف ہمراہ طیفور کر دیا کے روانہ ہوئے اور ملکہ ہلال ابرو ہمراہ اپنی مصاحبوں اور کنیزوں کے سوئے انجم حصار گئی اور خورشید زرین قبا بھی سمت انجم حصار گیا وہ بیمار باغ کی باقی نہ رہی صاحبقران بعد قطع راہ ہمراہ اپنے عیار و فادار کے داخل بارگاہ ہوئے بجز اشخاص مخصوص اور عورتوں مخصوص مذکورہ کے کوئی اس حال سے ماہر نہوا جب وہ نصف شب بھی بسر ہوکے وہ وقت آیا کہ آثار سحر بالائے فلک ظاہر ہوئے سفیدۂ صبح گردوں پر عیاں ہوا مرغان سحر اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکلکر نغمہ سرا ہونے لگے اپنی زبان میں حمد خدا کرنے لگے بلبلیں نغمہ سرا ہوئیں موذنوں نے مساجد میں بانگ اللہ اکبر بلند کی سیاہی شب کا فور ہونے لگی فلک سے دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم بڑھنے لگی تارے پنہان ہونے لگے ماہتاب کے منہ پر اداسی چھائی انجمن ماہ پر بلائے بربادی و بے رونقی آئی عبادت گذار و طاعت گذار برائے ادائے نماز سحری اپنے اپنے بستروں سے بیدار ہوکے اٹھے خصوصاً صاحبقران عالی مقام و بادشاہ لشکر اسلام و جملہ مردان سپاہ اسلام خواب غفلت سے ہوشیار ہوکے واسطے پڑھنے نماز سحر کے بستروں سے اٹھکے بعد وضو و طہارت نماز بجماعت پڑھی بعد اتمام نماز سحر و اوراد و وظیفہ ہر ایک دیندار نے دعائے بہبودی کونین واسطے اپنے اور

سادات و مومنین کرکے یہی درگاہ خدا مین التجا کی کہ خداوندا اگر تیری مصلحت ہو تو ہمین شتاب
ان کفار پر فتحیاب کر ورنہ جو تیری مصلحت ہم نقابداران طلسمی سے کیا لڑین گے کیونکہ وہ طلسم بند
ہین تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمین اُن پر غالب کرے گا تو غالب ہون گے ورنہ ہم اُن نقابدارون پر
غالب ہونگے غالبا مغلوب ہون گے تھوڑی دیر مین یہان سے میدان جنگ مین جائینگے
امیدوار ہین کہ تو ہمکو عرصۂ جنگ مین ثابت قدم رکھنا دلیران جہان سے محجوب و شرمسار نہ کرنا
خوف نقابداران سے ہمکو پسپا ہونے دینا عرصۂ جنگ سے ہمین گریزان ہونے دینا وہ ہمت و
جرأت و شجاعت اپنے لطف و کرم سے ہمین عطا کرنا کہ اگر سر بھی کٹ جاے تو بھی قدم اپنا جنگاہ سے
نہ ہٹے یہ دعائین جملہ اہل و دیندار کرکے سجدہ شکر کرکے مصلون سے اُٹھے صاحبقران کشورستان
نے حکم کمربندی و آراستگی سلاح جنگ دیا سب نے بعجلت تمام حکم کی تعمیل کی بادشاہ و لشکر اہل اسلام
و صاحبقران عالی مقام سوار ہوئے جملہ سرداران سپاہ و سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار
ہوے سواری بادشاہ ذیجاہ موصوف بجزم و حشم و شان و شوکت سوئے جنگاہ روانہ ہوئی
جملہ سردار و سوار ہمراہ رکاب ہوئے جب سواری کشل بادبہاری جنگاہ مین پہونچی انتظار
کوکب انجم حصاری کے آنے کا کیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ کوکب انجم حصاری بھی مع سپاہ
کثیر اور نہین نقابداران طلسمی کے بکر و فر وہ کارزار مین آیا پہلے حسب قاعدہ قدیم درستی میدان
معاف ہوئی پھر دونون طرف سے صف آرائی لشکر ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان جنگی و قوی بازو سے آراستہ کیا گیا بعد ازین دونون لشکرون سے
نقیبان خوش آواز اور کرکیت نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہو کر جوانان ہر دو سپاہ
سے مخاطب ہو کر اس طرح اُن کو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ باواز بلند گویا ہوئے اے جوانان
رشک رستم و اسفندیار و اے دلاوران بے مثل روزگار آگاہ و خبردار ہو کہ دنیا اور اہل دنیا
دونون فانی ہین ثبات کسی کو نہین ہے جو پیدا ہوا ہے اُس کو ایک روز مرنا بھی ضروری ہے خواہ کمین
صحرا مین ہو دریا مین ہو یا بالاے کوہ ہو یا شہر مین ہو یا سفر مین ہو یا قلعہ مستحکم مین ہو یا جنگاہ مین ہو
طفل ہو یا جوان ہو یا ضعیف ہو بہر نہج ملک الموت سے ہنگام مرگ نہ بچے گا لاکھ تدبیرین دفع مرگ کی
کرے کا کچھ فائدہ نہو گا وقت قضا کا ہرگز نہ ٹلے گا کسی تدبیر سے موت سے جانبر نہوگا خیال کرو کہ رستم
پیلتن و صف شکن کیسے قوت و طاقت رکھتا تھا سوا اُس کے صدہا پہلوانان قوی بازو کیسے کیسے قوی
اس دنیا مین تھے جب اُن کا جام عمر بادۂ زندگی سے لبریز ہوا اس سے خانۂ عالم سے چلے گئے ایک دم
بھی نہ ٹھہر سکے اسی طرح شاہان اولوالعزم صاحب تخت و تاج و سپاہ و خزانہ فراوان مانند سکندر و
دارا و ضحاک و جمشید و کیقباد و افراسیاب کیخسرو وغیرہ وغیرہ وقت مقررہ اجل کے اس
دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے سب ملک و مال چھوڑ کر خالی ہاتھ چلے گئے بجز کفن یا اعمال
نیک و بد کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے ہر چند اُن کے ملازم بڑے بڑے طبیب و حکیم تھے اور خزانہ دوا
اُن کے قبضے مین تھا مگر نہ علاج کر سکے وہ زندہ رہ سکے نہ زر خزانہ سے وہ جانبر ہو سکے کسی سے کچھ
تدبیر نہو سکی سب دیکھتے رہے وہ سوئے عدم چلے گئے زیر خاک جا کر مقیم ہوئے جن کو ذرا سے بھی
گرد و غبار کا اپنے لباس و تن پر پڑنا ناگوار تھا وہ ہزارون من مٹی مین دب گئے زیر زمین کیڑون نے
اُن کا گوشت و پوست کھا لیا استخوان بھی باقی نہ رہے نشان اُن کی قبور کا بھی نہین ہے اگر کسی بادشاہ

گذشتہ کا کہیں مقبرہ بھی ہے تو عبرت افزا ہے شکستہ و بوسیدہ ہے درون مقبرہ و بالائے مقبرہ پرندون
نے اپنے آشیانے بنائے ہین خس و خاشاک و گرد و غبار بکثرت ہے کوئی ایسا دلسوز نہین کہ اُنکی
قبر پر شمع روشن کرے اگر شمع لگائے چادر گل چڑھائے جاروب کشی سے خس و خاشاک دور کرے
مقبرے کی مرمت کرے غرضکہ وہ مقبرہ شاہ بزبان حال اہل دنیا سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ فاعتبروا
یا اولی الابصار دیس عاقلون کو چاہیے کہ اس دنیائے فانی مین حیات چند نفس کی کچھ فکر بقا
بذلت و رسوائی نکرین بلکہ کسی حال مین بھی تدبیر بقائے حیات نکرین راضی برضائے الٰہی رہین
حافظ حیات ہر مخلوق خود اُس کی موت کرتی ہے جب تک اُس کی زندگی ہے حافظ ہے اے جوانان
شور شعار و اے دلیران نامدار تمکو اپنی زندگی کی تدبیر بذلت و رسوائی نکرنا چاہیے کیونکہ اس
تدبیر سے کچھ نفع و فائدہ نہوگا اگر اجل تمھاری آئی ہے تو بھاگنے کی تدبیر سے بھی نہ بچوگے ضرور
قتل ہو جاؤ گے اور اگر تمھاری حیات باقی ہے تو کوئی تمکو قتل کر نہین سکتا ہے نہ انسان نہ دیو نہ جن
نہ ساحر نہ یہ نقابداران طلسمی جو اسوقت تمھارے سامنے موجود ہین کیونکہ قضا تمھاری خود ایک
تعویذ حفاظت واسطے تمھارے ہے ایسی حالت مین مقتضائے عقل و ہمت و شجاعت یہ ہے کہ دلیرانہ
کفار سے بڑھ بڑھ کر لڑو زخم سنان و تیر و شمشیر و خنجر دشمنون پر لگاؤ و پیچھے قدم نہ ہٹاؤ یہ میدان کارزار
جائے امتحان بہادران ہے یہ تو تقاضائے دیندار کی تقریر بیان کی گئی اب لشکر کفار کے کلیتون کی گفتگو تحریر
کی جاتی ہے کہ وہ نابکار اپنے جوانان سپاہ سے متوجہ ہوکر بآواز بلند یون کہنے لگے کہ اے دلیران
میدان وفا و اے بہادران عرصہ وغا دیکھو آج سامنا تمسے اہل اسلام کا ہے یہ وہ لوگ ہین کہ تمکو اور
تمھارے خداوندون کو بُرا کہتے ہین بدزبان و سرکش انتہا کے ہین راہ دور و دراز سے یہان
لڑنے کو آئے ہین تمھاری خونریزی پر آمادہ ہین تمھارے بادشاہ کی بدخواہی چاہتے ہین کہ اس کو
قابو پاکر قتل کرین انجم حصار پر اپنا قبضہ کرین ساکنان انجم حصار کو اپنے دین مین لائین سب کو
کلمہ پڑھاکر مسلمان کرین مساجد کی بنا ڈالین اس شہر کو اسلام آباد کرین خلاصہ یہ کہ اہل اسلام
تمھارے اور تمھارے بادشاہ کے سخت دشمن جان و ایمان ہین ہنگام مقابلہ و جنگ خبردار
ان کے حال پر رحم نکرے ان کو تہ تیغ کرنا ان کی خونریزی مین کمی نکرنا ان دشمنون کا مار ڈالنا بہت
و مناسب ہے ان سے وقت کارزار روگردانی نکرنا بڑھ بڑھ کر تلوارین لگانا نعرہ شیرانہ کرنا ان کے
خون سے زمین عرصہ جنگ رنگین کرنا زخمی کو بھی زندہ خاک پر تڑپتا نہ چھوڑنا ایک ہاتھ ایسا کمر پر
لگا دینا کہ ہلاک ہو جائے دنیا سے جلد سوئے عدم چلے حتی الامکان ان سب اہل اسلام سے
ایک بھی زندہ نہ رہنے پائے وقت جنگ مغلوبہ کوئی مسلمان بھاگ کر جانے نہ پائے سب کو دلیرانہ
و شیرانہ گھیر کر قتل کرنا ان کے خوف سے قدم پیچھے نہ ہٹانا عزت و آبرو اپنی سر میدان جنگ نہ گنوانا
مطلق ان سے خوف نکرنا کیونکہ اول تو معین تمھارا بادشاہ تمھارا کوکب انجم حصاری ہے اور
یہ تین نقابداران طلسمی ہین کہ جو کسی کے ہاتھ سے قتل ہو نہین سکتے کوئی ان کو تلوار و نیزہ و تیر و خنجر
وغیرہ لگا نہین سکتا ہے ان کو خاک و خون مین ملا نہین سکتا ہے یہی لاکھون کو اسیر کر سکتے ہین سوا
ان کے ہمود سرمست جادو مالک و بادشاہ طلسم زلزلہ تمھاری حمایت و اعانت کو موجود ہے لہذا
قوی دل ہوکر ان مسلمانون سے لڑنا خبردار خبردار تم سب ہمارے کہنے پر ضرور عمل کرنا خلاف
ہمارے کہنے کے نکرنا ورنہ تمھارے حق مین بُرا ہوگا جان بھی جائے گی ایمان بھی جائے گا قباد او

گرد کیت اپنی اپنی تقریر کر کے جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کر کے میدان مصاف سے ہٹ گئے
اُسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ صفوں پر سنّاٹا آگیا ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کیا کہ واقع میں
نقیسر اور گرد کیت سچ کہتے ہیں آج نام کرنے کا دن ہے یہ میدان جنگ جائے امتحان ہے شجاعت و جوانمردی
اپنی دکھانا چاہیے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا چاہیے اگرچہ قتل بھی ہو جائیں لیکن معرکہ جنگ
سے قدم نہ سرکائیں یہ خیال کر کے ہزاروں بہادروں نے تلواریں علم کر کے نیاموں کو توڑ کر پھینک دیا
صدہا دلاوروں نے واسطے اظہار شجاعت و ہمت و بیخوف ہونے سینے کے سپروں کو پھینک دیا
زرہیں تن سے دور کیں باریک لباس پہنے رہے اور گویا ہوئے کہ آج اسی لباس باریک کو پہنکر
لڑیں گے بڑھ کر تلواریں ماریں گے سینوں پر بجائے سپر تلواریں روکیں گے اکثر نے ارادہ کیا کہ
پہلے ہم صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ میں جائیں مبارز کو طلب کریں ہنر جنگ اس کو دکھا کر
قتل کریں سر میدان جنگ نام کریں دیکھنے والے تحسین و آفرین کریں ہنوز کوئی دلاوران مذکور
سے صفوف لشکر سے نہ نکلا تھا فقط ارادہ ہی کیا تھا کہ لشکر کوکب اخترِ حصاری سے نقابدار
جرار القار مرکب کو جولان کر کے وسط میدان کارزار میں آیا سب نے دیکھا کہ اس کے پاس تلوار
ہے نہ نیزہ ہے نہ تیر و کمان ہے نہ خنجر ہے کوئی حربہ آلات حرب و ضرب سے نہیں ہے ابھی سب اہل اسلام
نقابدار مذکور کو دیکھ رہے تھے کہ اس نے آواز بلند کہا اے گروہ اہل اسلام تم میں سے جس کو
حوصلہ جنگ ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا صاحبقران نے اپنے لشکر کی داہنی طرف
دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکال کر روبروئے صاحبقران
ممدوح آکر طالب اذن جنگ ہوا صاحبقران نے اس کو اجازت جنگ دی وہ دلاور مرکب
جولان کر کے سوئے نقابدار مذکور گیا جب روبرو اس کے پہونچا مرکب کو روک کر نقابدار
مذکور سے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے تو نے مجھ سے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ میرے روبرو آیا شاید اپنی
زندگی و راحت و آرام و آزادی سے بیزار ہے جو تو نے ایسا ارادہ کیا ہے سہراب نے جواب دیا
او نقابدار آگاہ ہو کہ نام میرا سہراب ہے فرزند دلبند لندھور کا ہوں شجاعان روزگار سے
ہوں تیری تو کیا حقیقت ہے کسی سے ہنگام جنگ نہیں ڈرتا ہوں زندگی و حیات گو سب کو عزیز ہے
مگر مجھکو دین اسلام کی ترقی چاہنے میں اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہو کر مرتبہ شہادت پانے میں عزیز
نہیں ہے اب توقف نکر کوئی وار کر اس نے جواب دیا کہ میرے پاس تلوار و تیر و نیزہ نہیں ہے کہ
جس سے تجھپر وار کروں پہلے تو میری صورت پر نظر کر بعدہٗ جلاد و تجھپر ضرب شمشیر لگنے لگا یہ کہکر
نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر کہنے لگا کہ مصرع ع اے جوان بنگر مرا تا کہ نشناسی مرا - سہراب
بن لندھور نے جو اس کے رخ زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی اس پر شیفتہ و فریفتہ ہو گیا اظہار عشق
کرنے لگا طالب وصل زن خوب رو مضطر ہونے لگا بیقراری و بیتابی دل بیان کرنے لگا اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا از خود رفتہ ہو گیا کچھ خیال جنگ و جدال نہ رہا دو دست دشمن کی تیز تر ہی
دونوں ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر گویا ہوا کہ مجھکو شوق ہم آغوشی از حد ہے نقابدار نے جواب دیا
اے سہراب ابھی تو آمادہ جنگ تھا میرے قتل کرنے کو آیا تھا سلاح تن پر آراستہ کر کے
بقصد جدال میرے سامنے آیا تھا ابھی تو مجھسے اظہار محبت و الفت کرتا ہے معلوم ہوا کہ تو کاذب ہے
اور سزائے کاذب میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس کو اسیر کروں یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈال کر [illegible]

طلب کر کے اُس کو طوق و سلاسل میں اسیر کیا سہراب نے بخوشی و خرمی اپنے تئیں اسیر کرا دیا اور ہنگام
اسیری یہ کہا کہ خوشا مقدر میرا کہ تجھ ایسا محبوب دلجو مجھے اپنے اس دست ناز کس سے اسیر کیے لیتا ہی
معلوم ہوتا ہی کہ تو مجکو اپنے ہاتھ سے اسیر کرتا ہی جب نقاب دار حور لقا سہراب بن لند صور کو غل و
زنجیر میں اسیر کر چکا پکارا کہ اس قیدی کو لے جا کر زندان میں اسیر کرو ملازمان کوکب انجم حصاری
فی الفور آئے اور سہراب بن لند صور کو سوئے زندان لے گئے اہل اسلام کو اسیری سہراب
بن لند صور سے نہایت صدمہ ہوا خصوصاً صاحبقران و بادشاہ اہل اسلام کو رنج و غم زیادہ ہوا
اُس طرف کفار خوش ہوئے خصوصاً کوکب انجم حصاری اور ساریق بن بقا بہت خوش
ہوئے بعد خوش ہونے کے ساریق بن بقا نے سختگان سے مسکرا کر کہا دیکھا تو نے کہ ہمنے
چپکے چپکے کیا تقدیر معقول کی کہ بغیر شمشیر و خنجر و تیر لگائے اور بغیر لڑائی ہوئے اہل اسلام خود
اپنے تئیں بخوشی اسیر کرائے دیتے ہیں مثل سہراب کے یہ تمام اہل اسلام اسیر ہو جائیں گے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی قید ہو جائیں گے جب یہ کل
اہل اسلام قید ہو جائیں گے اُسوقت ہم ایسی تقدیر کریں گے کہ سب قتل ہو جائیں گے ملک جی
یعنی سختگان نے عرض کیا کہ خداوند تقدیر تو آپنے خوب کی ہی مگر لیکن یہ دیکھیے کہ پیشتر ایسا ہو چکا ہی کہ
آپ تقدیر کرکے تقدیر پلٹ بھی دیتے ہیں اور خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہی فتح مبدل بہ شکست ہو جاتی ہی
مگر دل میں کہا کہ یہ نابکار کیا تقدیر کرے گا خود اس کی تقدیر گردش میں ہی گلستان باختر سے
یہاں تک بھاگتا ہوا آیا ہی بدی مقدر نے در بدر کی ٹھوکریں کھلوائی ہیں کوہ بکوہ پھرایا ہی کوہ و دشت
دشت صحرا صحرا قدم فرسا کیا ہی عبث اپنی خداوندی مانند دال کے بگھارتا ہی اس کی تقریر خود دال
ہی کہ یہ کاذب ہی کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا ہی ناحق اپنے تئیں خداوند کہلاتا ہی بندوں کو گمراہ کرتا ہی
ابھی کفار خوش ہو رہے تھے اور سختگان اپنے دل میں تقریر مندرجہ بالا کر رہا تھا کہ یکایک
نقابدار حور لقا نے پھر مبارز طلب کیا امیر با توقیر نے پھر سوئے یمین دیکھا فوراً یوسف مکرانی
صف لشکر سے نکلا اذن جنگ امیر با توقیر سے حاصل کرکے جانب نقاب دار مذکور گیا بعد گفتگوے
دریافت نام و نشان و اظہار رسم و شجاعت حریف نقاب دار مذکور نقاب اپنے چہرے سے اُٹھا کر
کہنے لگا کہ اوی یوسف مکرانی دیکھو مجکو شاید کہ پہچانو مجکو یوسف مکرانی نے جو اس کی صورت پر
نظر کی دیکھتے ہی بدل و جان خریدار اُس کا ہو گیا ہوش و حواس درست نہ رہے اُس سے اظہار عشق
کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ اگر تم ہماری عاشقی کا دعوی کرتے ہو تو آؤ ہم تمکو اسیر کریں تمہارا
امتحان کریں دیکھیں کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو یا نہیں یوسف مکرانی نے جواب دیا کہ ہم
سچے عاشق ہیں واسطے امتحان دینے کے موجود ہیں نقابدار مذکور نے زنجیر و طوق بیڑیاں ہتکڑیاں
طلب کرکے اس کو اسیر کر دیا پھر مردم کو طلب کرکے کہا کہ لے جاؤ اس کو بھی جہاں سہراب
بن لند صور کو اسیر کیا ہی اس کو بھی قید کرو وہ ملازم فی الفور لے گئے پاس سہراب بن لند صور
کے اس کو بھی قید کیا پھر نقابدار نے مبارز طلب کیا مملوک بن مالک صف لشکر سے نکل کر
اجازت رزم لیکے گھوڑے کو دوڑا کر طرف اُس نقابدار کے گیا نقاب دار نے نام دریافت
کرکے نقاب اُٹھا کر کہا کہ ذرا دیکھو تو سہی تو مجکو بھی پہچانتا ہی جو لڑنے کو مجھسے آیا ہی مملوک
اُس کے رخ پر نظر کرتے ہی بیخود و بیحواس ہو گیا اُس کی عاشقی کا دم بھرنے لگا اظہار محبت و

الفت کرنے لگا نقاب دار نے کہا کہ تمہارے قول کا ہمکو یقین کیونکر ہو مملوک نے کہا کہ میری
الفت و محبت کا امتحان کر لو اگر کہو تو آگ مین کود پڑون اگر حکم کرو تو دریا مین اپنے تئین گرا دون
اگر تمہارا فرمان ہو تو اپنی تلوار سے اپنے گلے کو کاٹون غرضکہ جو کہو وہ حکم بجا لاؤن مجھے کچھ عذر
نہین ہی نقاب دار نے کہا کہ اچھا ہم تمکو گرفتار کرتے ہین آگے آؤ مملوک قریب گیا اُس نے
بدستور قوم اس بہادر کو بھی زیور آہنی سے آراستہ کرکے ملازمون کے حوالے کیا وہ اس دلاور
کو بھی لے گئے اسی زندان مین اسے بھی قید کیا کفار ہر مرتبہ اسیری سردار سپاہ لشکر اہل اسلام سے
از حد شادان ہوتے تھے باجے خوشی کے بجاتے تھے باہم کہتے تھے کہ یہی نقابدار اسی طرح سے
چند مدت مین ان سب اہل اسلام کو اسیر کریگا ساریق بن بقا بھی کہ سامنے لشکر اہل اسلام کے
پالکی تخت زرین سوار تھا اور پہلو مین اُس کے سختگان حجرے پر بیٹھا ہوا تھا ہر مرتبہ کہتا تھا کہ
اے شیطان درگاہ من دیدی چہ خوش تقدیر کردہ ام سختگان جواب دیتا تھا کہ تقدیر تو
معقول کی ہی مگر ثبات اس تقدیر کو ہونا چاہیے اور یہ ناممکن ہی کیونکہ زمانہ ایک رنگ پر نہین رہتا ہی
دگرگون ہو جاتا ہی مین نے بارہا دیکھا ہی کہ جب اہل اسلام پر کوئی سختی ہوتی ہی اور وہ قتل ہوتے ہین
یا اسیر ہوتے ہین تو منجانب خدا و از طرف غیب اُن کی مدد ہوتی ہی کوئی نہ کوئی اُن کا معین و مددگار اگر
اُن کو اس بلا سے بچاتا ہی پس کیا عجب ہی کہ اب بھی صاحبقران اور اُن کے سرداران سپاہ
پر وقت تنگ ہی کوئی اُن کا مددگار بحکم خدا سے میان آئے اور اس نقاب دار کے شر سے اہل اسلام
کو بچائے ساریق بن بقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ من آگاہ ہو کہ ایسی مین نے تقدیر
مضبوط کی ہی بودی نہین کی ہی اس تقدیر کو ثبات حاصل ہوگا اُس نے کہا کہ مجھے یقین نہین کیونکہ
مصرع ۔ چشم ہا بسیار ازین خواب پریشان دیدہ اند ۔ ابھی سختگان ساریق بن بقا سے ہم سخن تھا
کہ نقاب دار نے پھر اپنا حریف طلب کیا جانب یسار سے ایک سردار مسمی تہمتن کوہی صف لشکر
سے نکل کر صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوا امیر کشورگیر نے اُس کو اجازت جنگ دی
وہ دلاور گھوڑا جولان کرتا ہوا سوئے نقاب دار مذکور روانہ ہوا جس وقت روبروئے نقابدار
پہونچا القا کیا وہی شکل اُس کی دیکھتے ہی مثل سہراب بن لندھور و یوسف کرانی و
مملوک بن مالک کے فریفتہ نقاب دار مذکور ہو کر جنگ سے باز رہ کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا
الفت اپنی ظاہر کرنے لگا نقاب دار مذکور نے نقاب اپنے رخ پر ڈال کر دست و پا مین اُس کے
بیڑیان ہتکڑیان گلے مین طوق خاردار ڈال کر سلاسل مین گرفتار کرکے بدستور قوم ملازمون کے
حوالے کیا وہ اس دلاور کو زندان مین لے گئے اسی طرح صمصام فیل زور و ایوب سالم
مصری و ابوسہیل مصری و حمید دمشقی و معالی ہمدانی و ضیغم عراقی و اعظم
عظیم الجثہ و بہمن زاد یونانی سرداران سپاہ اہل اسلام کو دیر رو تنہا اسیر کیا جب بارہ
سرداران نامی و نامور کو اسیر کر چکا بوجہ حرارت آفتاب و خستگی کے میدان جنگ سے لشکر کوکب
انجم حصاری مین چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار سرخ پوش مسمی نقابدار گل رخسار
کہ نام صحیح اس کا یہی ہی لشکر سے نکل کر مرکب کو جولان کرکے وسط میدان معارک مین ٹھہر کر سوئے
لشکر اہل اسلام دیکھ کر پکارا کہ اے گروہ اہل اسلام تم سب مین جس کو دعوے شجاعت و دلاوری
ہو وہ مجھ سے آکر مقابل ہو مین اس میدان مین نہین آیا ہون گویا موسم بہار آیا ہی اور فصل بہار

مین اکثر دوم کو وحشت و دیوانگی و از خود رفتگی سے صحرا نوردی و جامہ دری اچھی معلوم ہوتی ہے
لہذا تم سب مین جس کو میرے گلبدن یار کی بہار دیکھنی منظور ہو وہ آئے دیر نہ لگائے کہ پھر
ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا یہ کہکے خاموش ہوا اہل اسلام اس نقاب دار دوم سرخ پوش کی گفتگو
سنکے باوجود اسیر ہوجانے بارہ سردار ان لشکر کے خائف و ترسان نہوکر اسیری و قتل سے
خوفناک نہوکر جادۂ جان نثاری و شجاعت و دلاوری پر قدم ہمگر دیدہ و دانستہ اسیری
منظور و قبول کیے آمادہ صفوف لشکر سے نکلنے اور مقابلہ کرنے پر ہوئے مگر سب سے پہلے افتخار
چینی سردار زبردست و نامور نے جانب میسرۂ لشکر سے سمند اپنا نکالا پھر صاحبقران سے
رخصت عرصہ کارزار کی بعد شوق جنگ سوئے نقاب دار سرخ پوش روانہ ہوا بعد قطع راہ
روبرو اُس کے جاکر مرکب کو روک کر شمر انقاب دار مذکور نے پوچھا کہ اے جوان تنومند و
قوی بازو نام تیرا کیا ہے بہت تیز و تند میری طرف آیا ہے آلات حرب و ضرب بھی اپنے تن پر آراستہ
کیے ہے زرہ و بکتر و چار آئینہ سے مردانہ مزین ہے یہ سب آلات حرب و ضرب و سلاح جنگ آیا
کس واسطے تونے اپنے تن پر آراستہ کیے ہیں۔ بہادر مذکور نے جواب دیا کہ او نقاب دار گلرخسار
سرخ پوش آگاہ ہو کہ نام میرا افتخار چینی ہے ان وہ بہادر و دلاور ہون کہ اقلیم چین مین مجھ سا
کوئی بہادر نہ تھا نہ اب ہے مین نے ہزارہا دلاورون کو سر میدان جنگ ضرب ہاے گرز و نیزہ و شمشیر سے
ہلاک کیا ہے شہرون مین شہرہ میری شجاعت کا ہے کوئی دنیا مین دلاورون سے ایسا نہین ہے کہ میری
بہادری سے آگاہ نہو اگر تو جادہ ہے تو ضرور تونے بھی میری دلاوری سنی ہوگی یا اخبار مین میری
شجاعت کے حالات دیکھے ہونگے کہ ان آلات حرب و ضرب سے تجھے قتل کرونگا ہرچند کہ تو
سرخ پوش ہے مگر تجھکو بضرب گرز گران ہمہ تن خون سے رنگین کرونگا نام و نشان تیرا دنیا مین
نہ رکھونگا تیرا نام گلرخسار ہے بہار گلشن مدعا ہے تجھے شمشیر آبدار میری دکھلائے گی رنگین چمن شباب
مین تیرے خزان آئے گی او گلرخسار تیری بہار گل رخسار اب باقی نرہے گی خلش خار قضا سے
تجکو اذیت ہوگی موسم بہار حیات تیرا آخر ہوا زمانہ خزان مرگ تیرا قریب آگیا آمادہ سفر عدم ہوجا
کہ اب گل حیات تیرا خزان دیدہ ہوا چاہتا ہے اور یہ زرہ و خود و چار آئینہ و بکتر مین اسواسطے اپنے
تن پر آراستہ کیے ہون کہ ضرب شمشیر دشمن سے اعضا میرے محفوظ رہین تلوار کارگر نہو نقاب دار
سرخ پوش نے جواب دیا کہ تونے بڑا عزم کیا ہے تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو شجاعان جہان سے
ہے میرے جیسی ہستی کو برباد کردینے کا ارادہ کرتا ہے خیر پھر مجکو قتل کرنا پہلے میری صورت پر نظر کرکے
مجکو پہچان تو لے یہ کہکے اُس نے اپنے رخ سے نقاب اٹھائی افتخار چینی نے اس کے رخ زیبا پر نظر
کرتے ہی عزم جنگ و جدال فسخ کیا اُسکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر نقش و نگار چینی بھول گیا از خود رفتہ
ہوکر محو جمال رعنے نقاب دار ایسا ہوا کہ گویا تصویر حیرت بن گیا پھر دیوانہ ہوکر جوش وحشت سے
صحرا نوردی کا ارادہ کرکے آلات حرب و ضرب اپنے تن سے دور کرکے جیب و گریبان چاک
کرنے لگا لباس کے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرکے یہ شعر اپنی زبان پر لایا کہ شعر تن کی عریانی
سے بہتر نہین دنیا مین لباس ٭ یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہین سیدھا الٹا ٭ اسی حالت دیوانگی مین
اظہار عشق کرکے روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی بکھ جال کرکے اپنے ہاتھون سے سر اپنا پیٹتا تھا موئے سر
نوچتا تھا آخر کار مرکب سے اتر کر لباس اپنا زیادہ تر پارہ کرکے بعد عزم صحرا نوردی جوش جنون مین

احتشام غازی۔ ہلال تیغ زن۔ رافع فیل زور دکھنی۔ تہمورز فراخ پیشانی۔ فرخ خشمگین۔
کمال تیرانداز۔ حران عراقی۔ خالد زلمباری۔ مبارک خنجر گذار۔ رشید ہمدانی نعرہ زن
شہزادہ منصور رومی۔ ہنوز نقاب دار سرخ پوش نے شہزادہ منصور رومی کو نقاب اپنی اٹھا کے
صورت اپنی دکھا کے دیوانہ اُس کو کر کے سلاسل میں گرفتار کر کے سوے زندان روانہ کیا تھا اور
ارادہ کیا تھا کہ پھر مبارز طلب کرے کہ یکایک ایک غبار عظیم جانب جنوب سے ایسا بلند ہوا کہ مردان
ہر دو لشکر اُس غبار عظیم کو دیکھتے ہی متردد ہوئے نقاب دار سرخ پوش بھی جانب غبار دیکھنے لگا۔
دل میں کہنے لگا کہ یہ غبار عجیب غبار ہے ایسا غبار کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ
آثار آندھی آنے کے ہیں تو بھی ذہن قبول نہیں کرتا کہ ایسا غبار آندھی کا نہیں ہوتا ہے بظاہر یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آمد سپاہ کثیر ہے یہ خیال کر کے مبارز طلب کرنے سے باز رہ کر سوئے غبار دیکھنے میں مصروف ہوا
مردان ہر دو سپاہ بھی متوجہ جانب غبار مذکور ہوئے ہر ایک موافق اپنی فہم کے دوسرے سے
کہنے لگا کہ کیا آندھی زور شور سے آتی ہے اُس نے جواب دیا کہ کہیں سے کوئی شاہ و شہریار بجمعیت فوج
بسیار ادھر آتا ہے ساریق بن بقا بھی سمت غبار دیکھ کر سختگان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے
شیطان درگاہ من حالا یہ تقدیر تو کر دو ام میدانی اُس نے جواب دیا واہ واہ خود آپ نے تو یہی
تقدیر کی ہے اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تقدیر کی ہے مجھے کیا علم لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تقدیر
بری کی ہے کہ جس سے آپ کی تقدیر کچھ رنگ خرابی دکھائے گی یا قتل کرائے گی یا یہاں سے بھگائیگی
ابھی سختگان ساریق بن بقا سے ہم سخن تھا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ
لشکر اہل اسلام و تمامی مردان لشکر اہل اسلام جانب اسی غبار عظیم کے دیکھ رہے تھے ادھر نقاب دار
سرخ پوش مسمی گلرخسار سمت غبار جنگ سے دست بردار ہو کر دیکھ رہا تھا کوکب انجم حصاری
و ساریق بن بقا و سختگان وغیرہ بھی سب متحیر ہو کے طرف غبار عظیم مذکور جو سمت جنوب سے
اٹھا تھا نگران تھے کہ یکایک دست باد تند و تیز سے دامن غبار چاک ہوا کفار و اہل اسلام
نے دیکھا کہ آمد جلوس و لشکر گران ہے پھر ہر ایک گروہ مسلمان متفکر ہوا کہ یہ لشکر عظیم کس کا ہے جانب لشکر
کون ہے اور یہ لشکر اس طرف کیوں آتا ہے کوئی معین و مددگار کوکب انجم حصاری کا آیا ہے یا کوئی
نامہربک صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا آیا ہے غرضکہ سب اسی فکر و تردد میں تھے کہ
سامنے سے ایک فیل کلان جس کی جھول نہایت زرین تھی پیدا ہوا اُس پر نشان شیر تھا بعد اس کے دو
دو ہاتھیوں کی قطار آگے پیچھے سب کی جھولیں زرین اور ہودے نقرئی و طلائی فیل بان نوجوان
پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے وردیاں زرق برق پہنے ہوئے کج ہنگ ہاتھوں میں لیے ہوئے
آنے لگے سو ہاتھی اسی طور سے گذر گئے بعد اُس کے قطار در قطار اونٹ آنے لگے اونٹوں پر بھی
عمدہ و نفیس و پر زرکاری عماریں اُن کی شتربان اُن پر لباس معقول پہنے ہوئے بیٹھے تھے کئی ہزار
اونٹ بھی اسی طرح کے گذرے بعد ازاں نوبت و نقارے کی بعد آئی شتر نوبت شہنا کو دم بدم پھونکتے ہوئے
نہایت خوبی سے بجاتے ہوئے نقارچی نقار خانوں میں بیٹھے ہوئے نقاروں کو بجاتے ہوئے گذرے
بعد ازاں جھنڈی بردار اور برچھے بردار بیشمار برچھیاں و جھنڈیاں رنگ برنگ و زرین ہاتھوں میں
لیے ہوئے گذرے پھر دو دو سواران جنگی مسلح و مکمل مرکبوں پر سوار آنے لگے ہر رسالہ و گروہ کے
ساتھ سردار و علم بردار علم کو جلوہ دیتے ہوئے شان و شکوہ دکھاتے ہوئے میدان گذرے و دو رسالہ دار تابی

کہ نہیں معلوم ہمکو کس نے اسیر کیا ہم کیونکر اسیر ہوگئے یہان ہمکو کون لایا کس نے ہمکو قید کیا
ہم تو اپنے لشکر سے نکل کر نقاب داروں سے لڑنے کو گئے تھے پھر نہیں معلوم کیا ہوا اس زندان مین
آکر بعد دو چار ساعت کے ہمکو ہوشیاری اور اپنے حال سے آگاہی ہوئی سرداران گرفتار شدہ
تو زندان مین متحیر ہوکر باہم گفتگوئے حیرت آمیز اسیری کرتے ہین زندان مین مبتلائے طوق وسلاسل
ہین مگر اب حال دربار بادشاہ لشکر اسلام بیان کیا جاتا ہے کہ جب دربار آراستہ ہوا بادشاہ لشکر اہل اسلام
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ نہیں معلوم یہ دونون نقاب دار کیسے بلائے روزگار تھے کہ انکی
صورتین دیکھتے ہی سینتالیس سرداران لشکر اسلام نے بغیر جنگ وجدال دست نقاب داران سے
اپنے تئین اسیر کرا دیا اور بعد خوشی اسیر ہوکے سوئے زندان چلے گئے صاحبقران نے باادب تمام
جواب دیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون نقاب دار طلسمی ہین اسی وجہ سے سرداران اسیر شدہ
صورت اُن کی دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگئے ورنہ وہ سب شجاع وبہادر ایسے ہین کہ وحید عصر ہین اور
وحید روزگار ہین ایک ایک اُن مین ہزارون سوارون سے میدان جنگ مین زد شکستی ہے ہزارون کو
شکست دے سکتا ہے بعد ذکر نقاب داران وسرداران مذکور کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے خواجہ طیفور گردولیے سے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا لشکر درویش آفتاب صورت مین جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ فقیر کون ہے کہان سے آیا ہے ایسے شان وشوکت وجاہ وحشمت سے اس طرف آیا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے
خواجہ طیفور اسی وقت رنگ وروغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر درویش مذکور روانہ ہوئے
بعد قطع راہ داخل لشکر ہوکر دربار مین گئے دیکھا کہ درمیان مین بارگاہ فلک فرسا وہ بادشاہ ذی وقار
برابر دو تختون زرین پر بیٹھے ہین اور چار پانچ نقاب داران سبزپوش مسند ہائے نفیس دنگلون پر بصد
صولت وشوکت جلوہ گر ہین اور اکثر سرداران سپاہ بھی دنگلون پر بیٹھے ہین درویش مذکور اُسی لبے
گنبد طلائی مین بہ نخوت رعب وصولت بیٹھے ہین حاضرین دربار باادب تمام حاضر دربار ہین دربار شاہانہ ہے
کوئی ادب ورعب سے درویش موصوف کے بات نہین کرتا ہے سب باادب خاموش بیٹھے ہین ابھی طیفور
گردولیا داخل دربار مذکور ہوکر بصورت مبدل دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُس درویش نے ایک نقاب دار سے
متوجہ ہوکے کہا کہ آج ہم ہنگام شام یہان آئے ورنہ آج ہی ان دونون جانبان ہر دو لشکر وسپاہ
کا فیصلہ بعنوان احسن کر دیتے خیر آیندہ دیکھا جائے گا اُس نقاب دار سبزپوش نے عرض کیا کہ آپ کیا
فرماتے ہین جب تک آپ فیصلہ نفرمائین گے یہ دونون شاہ وشہریار باہم جنگ وجدال سے باز نہ آئینگے
شکست وخون مردان سپاہ ہوا کرے گا ہزارہا بندگان خدا کی جانین تلف ہون گی یہ گفتگو نقاب دار
مذکور کرکے خاموش ہوا خواجہ طیفور گردولیے یہ تقریر نقاب دار سنکے کچھ اپنے مطلب کی بات
نہ سنکے بارگاہ درویش سے باہر نکل کر اہل لشکر سے بصورت فقیر وسائل پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے کہان
آیا ہے صاحب لشکر کون ہے کیا اُس کا نام ہے مین ایک سائل محتاج ہون دور سے بامید حاجت روائی
آیا ہون سواران لشکر نے جواب دیا کہ اے سائل آگاہ ہو کہ دراصل یہ لشکر درویش آفتاب صورت
کا ہے شہر عراقیہ سے یہان آیا ہے اگر تو حاجتمند ہے تو دن کو یہان آنا تجھکو زر وجواہر موافق تیری حاجت
کے ملجائے گا سائل مذکور لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین
بصورت اصلی آیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ گئے تھے کیا دریافت کیا خواجہ نے جو کچھ دربار
درویش مین دیکھا سنا تھا سب بیان کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان کچھ معلوم نہوا کہ یہ درویش

دراصل کون ہے صاحبقران سنکے خاموش رہے کوکب انجم حصاری جو بعد خوشی و خرمی میدان
جنگ سے گیا تھا بعد قطع رہ اپنے دربار مین جاکر بالاے تخت زرین بیٹھا اہل دربار حاضر دربار ہوئے
بقدر مراتب کرسیون و دکانون پر بیٹھے ساریق بن بقا بھی مع سنگان دربار کوکب انجم
حصاری مین بعزت تمام تخت پر بیٹھا بیٹھے کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا سے
مخاطب ہوکر کہا کہ خداوند دیکھا آپ نے نقاب دارون نے آج ہی سینتالیس سرداران سپاہ صاحبقران
کو اسیر کیا ہے چند روز مین یہی نقاب دار خاتمہ لشکر صاحبقران کا کر دینگے بلکہ صاحبقران کو بھی مع کل
سرداران اسیر شدہ کے اسیر کرینگے بادشاہ لشکر اہل اسلام بالتو خوف نقاب داران طلسمی سے
شب تاریک مین پوشیدہ طور سے میدان سے بھاگ جائینگے یا وہ بھی ہاتھ نقاب دارون کے اسیر ہونگے
ہمارا ارادہ ہے کہ پہلے جملہ سردارون اور صاحبقران اور بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اسیر کرالین اور
اہل لشکر کو اسیر و تباہ کرادین پھر سب اسیرون کو آپ کے روبرو قتل کرائین آپ کو شادمان و فرحان کرین
ساریق بن بقا نے شکار جواب دیا کہ اس اسیری سرداران سپاہ اہل اسلام کے باعث درحقیقت
ہم اہل زمین نے یہ تقدیر کی ہے نقاب داران طلسمی ان سب اہل اسلام کو اسیر کرلین کوکب انجم حصاری
نے خلاف طبع ساریق بن بقا جواب نہ پایا بعد تھوڑی دیر کے کوکب انجم حصاری نے اہل دربار
سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج ہم نے درویش باکمال نہیں معلوم کہان سے یہان آیا ہے بظاہر صاحب کمال
معلوم ہوتا ہے نہایت شوکت و شان و جاہ و حشمت سے آیا ہے کہ فقراے ایک اس کے خصوصاً ان
فقیرون سے جو صاحب […] ہون جسوقت سے یہ درویش یہان آیا ہے مجھکو فکر ہے کہ اس کے حال
سے بخوبی آگاہی ہوجائے کسی تدبیر کی جائے کہ تمام حال اور نام و نسب اس فقیر کا معلوم ہوجائے
بعض اہل دربار نے بادب عرض کیا کہ ہم نمک خوارون کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ کسی شخص کو
واسطے دریافت کرنے حال درویش مشار الیہ کے حضور روانہ فرمائیں تاکہ تمام حال درویش سے
حضور کو آگاہی ہوجائے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ راے تمہاری ہم پسند کرتے ہیں مگر کس
شخص کو ہم یہان سے واسطے دریافت حال کے روانہ کرین کون ایسا ہے کہ یہان سے جاکر درویش
سے ہمسخن ہوکر کل حال دریافت کرکے ہمسے آکر بیان کرے اہل دربار نے عرض کیا ہماری راے
یہ ہے کہ سنگان کو حضور روانہ فرمائیں ساریق بن بقا نے کہا کہ اہل دربار کی راے خوب ہے سنگان
جاکر درویش سے ملکر تمام حال دریافت کرآئے گا اس کام کے لائق یہی ہے کوکب انجم حصاری
نے سنگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون ملک کیا تم پاس درویش نووارد کے جاؤگے حالات
اون کے دریافت کرآؤگے اس نے عرض کیا کہ مجھے جانے مین تو کچھ عذر نہیں ہے لیکن خالی ہاتھ اس
درویش کے پاس نہ جاؤنگا کیونکہ درویش مذکور صاحب کمال و ذی قدر و ذی اقتدار ہے حضور نے
کل جاہ و حشم اس کا ملاحظہ کیا ہوگا کس شان و شوکت سے آیا ہے علاوہ جلوس سواری و دیگر سامان
شاہانہ کے […] سواران مسلح اور دو بادشاہان ذی وقار اور پانچ چار نقاب دار پابند تابعدار
و فرمانبردار اس کے جلو مین تھے لہذا ایسے درویش کے پاس تہیدست جانا مجھے ناپسند ہے اگرچہ
شایان نذر […] ہمراہ فرمائیے تو البتہ مین اس درویش سے جاکر ملون
اور جو بیان […] نذر پیش کرون تاکہ اس کی نظر مین سماؤن اور وہ مجھسے مخاطب
ہوکے ہمسخن ہو اور مین اس سے حالات اس کے دریافت کرون ساریق بن بقا نے تقریر

ترک کر دے تھوڑی دیر تک اپنی حرکت بد سے باز رہ زبان کو بدکلامی سے نگہ رکھ اسی
سخنگان اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش موصوف نے اُس کے چہرے کو متغیر دیکھ کر
دست و پا میں رعشہ خوف سے پا کر کہا کہ خائف نہو حواس اپنے درست کر کے جو کچھ ہم پوچھتے ہیں
اُس کا جواب دے سخنگان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کمترین کو خاص و عام ملک جی بھی
کہتے ہیں نام میرا سخنگان ہے بیٹا سخنگان کا ہوں سخنگان پسر سخنگ کا تھا سخنگ فرزند
تختیارک کا تھا خداوند سارق بن بقا کا وزیر با تدبیر عقل با شیطان بارگاہ و یا مونس و ہمدم
یار رفیق صادق جو کچھ سمجھیے وہ میں ہوں بجز ہوں آبا و اجداد میرے اسی عہدۂ جلیل پر فائز تھے
افسوس صد افسوس اسوقت یاد آگیا خواجہ عمرو اول کا اس جہان میں برا ہو منہ اُس کا
کالا ہو یعنی آخرت میں جہنم میں جائے آتش جہنم میں مدام جلے کبھی وہاں سے نہ نکالا جائے سخت
عذاب اُس پر کیا جائے اُس نے ہمارے ایک بزرگ کو آبا و اجداد سے حوالا کر صلصال بن
دال بن دیو بن تھا بہ جادو کو کھلا دیا وہ حضور صاحبقران اول کا عیار تھا اکثر عیاران
لشکر اسلام سے جھگڑا اور خداوندوں کو صدمات پہونچے ہیں عمرو نے ٹوڑی خداوند لقا کی
تراشی تھی ہمارے آبا و اجداد سے بزرگوں کو جو تمام نگالی تھیں مال و زیور لوٹا تھا تباہ و برباد
کیا تھا بیشتر ذلتیں دی تھیں حال میں حضران عیار نابکار پسر خواجہ عمرو ثالث نے گلستان باختر
ہمارے خداوند سارق بن بقا سے چھڑا لیا ہے وہاں سے بھاگ کر خداوند یہاں آئے ہیں میں بھی
انہیں کے ساتھ آیا ہوں حضران نالائق کا میں بھی شاکی ہوں اُس نے بھی مجھکو بارہا ذلیل کیا ہے
اسوقت آپ کی خدمت عالی میں واسطے آپ کی قدمبوسی و دریافت حال حضور کے آیا ہوں
چاہتا ہوں کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں اپنے حسب و نسب سے اطلاع دیں
کرامات و کمالات تو آپ سے ظاہر و آشکار ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ مرشد کا آپ کے نام کیا ہے
آپ کس خاندان فقرا سے ہیں کس مرشد صاحب کمال کے آپ جانشین ہیں وطن آپ کا کہاں ہے
یہاں کس ارادے سے تشریف لائے ہیں یہ جاہ و اقتدار یہ شان و شوکت و حشم کیونکر آپ کو
حاصل ہوئی ہے فقرا کو تو دنیا سے کنارہ کش ہونا چاہیے ہے آپ نے کس غرض سے اپنی اس درجہ
شان و شوکت پیدا کی ہے اس خدم و حشم و فوج کثیر کے حاصل و فراہم کرنے سے کیا مدعا ہے ارشاد
فرمائیے بہت مشتاق ہوں اپنے حالات سے آگاہ فرمائیے درویش آفتاب صورت نے تقریر
سخنگان کی سنکے از حد برہم ہوکے غصے کو ضبط کر کے پوچھا کہ ملک جی یہ تو بتاؤ کہ عیاران لشکر اسلام
کی خصوصاً اولاد خواجہ عمرو کی کچھ پہچان شناخت بھی تمکو ہے یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ شناخت
اولاد خواجہ عمرو و عیار نابکار کی یہ ہے کہ آنکھ میں تل سبز ہوتا ہے دیکھنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ عیار
مکار ہے درویش آفتاب صورت نے سخنگان سے آنکھ ملا کر آنکھ اپنی پھیر کر چشم کو گردش
دے کر تل اپنی آنکھ کا اسے دکھایا سخنگان سبز تل آنکھ میں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ حضران
بن عمرو ثالث عیار ربلے روزگار زندہ وہی ہے جس نے ایک نقاب دار طلسمی کو مارا ہے خداوند
سارق بن بقا کو ایسا عاجز و پریشان کیا ہے کہ وہ بھاگ کر یہاں آگئے ہیں مجکو اس کے ہاتھ سے
بہت سے صدمے پہونچے ہیں جو شان انہوں نے میرے سر پر لگائی ہیں بیشتر ذلیل و رسوا کیا ہے
عیاریاں کر کے لوٹا ہے تباہ و برباد کیا ہے جب سمجھ گئے کہ یہ حضران عیار ہے اپنے دل میں کہنے لگا کہ

اے سخنگان غضب کیا تونے کہ سرور بار خواجہ عمرو کو اور ان جناب یعنی خضران بن عمرو کو
نادانستہ تونے برا اور سخت و سست کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کیونکر خضران سے جان تیری بچتی ہے
یہاں سے دیکھیے تو زندہ روبروے خداوند ساریق بن لقا جاتا بھی ہے یا نہیں تقریر تو ابھی تمام
یہاں کی ہے کہ اگر خضران بن عمرو تیرا بھی حلوا گھوٹ کر خداوند ساریق بن لقا اور کوکب کو چھپا ساری
کو بطریق تحفہ روانہ کرکے کھلا دے تو کچھ عجب نہیں ہے ہائے تونے اپنی عادت بد سے یہاں بھی
کنارہ نہ کیا باز نہ آیا بہت برا کیا زبان اپنی تونے نزدیکی کیا ضرور تھا کہ خواجہ عمرو اور خضران
تونے برائی یاد کیا یہ باتیں اپنے دل میں کرکے سبزدل آنکھ میں خضران بن عمرو کے دیکھتے
خوف سے مرگیا دم نکل گیا لہو خشک ہوگیا رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا سناٹا سا ہوگیا بلکہ سکتہ ہوگیا
بعدہٗ دل میں خیال کرنے لگا کہ اے سخنگان جو کچھ تونے کہا وہ تو کہا اب کوئی تدبیر ایسی کر کہ جان
بچی خضران بن عمرو سے بچ جائے تو یہاں سے زندہ و سلامت دربار میں کوکب کو چھپا ساری
کے جائے یہ خیال کرکے تدبیر سوا اس کے نہ سوجھا کہ خواجہ عمرو کی اور خضران بن عمرو کی تعریف
کرے جس قدر ان کو برا کہا ہے اس سے زیادہ ان کی ثنا و صفت کرے شاید اس تدبیر سے جان بری ہو
یہ خیال کرکے دست بستہ تھرا کر کہنے لگا کہ حضور لامع النور سے یہ فدوی اب آگاہ ہوگیا خود بدولت
جو حضور کے رخ زیبا پر نظر کی پہچان گیا کہ آپ ذیجاہ وہ عالی مرتبہ ہیں مثل و نظیر اپنا دنیا میں نہیں
رکھتے ہیں وحید عصر ہیں چیدۂ روزگار ہیں آپ کے کمالات سب پر ظاہر و آشکار ہیں کس کو آپ کے
کمالات میں کلام ہے آپ دنیا میں وہ ہیں کہ ثانی اپنا نہیں رکھتے ہیں شہرہ آپ کی خوبی و کمالات کا
مشہور دور و نزدیک ہے آپ کے جد و آبا بھی اپنے اپنے زمانے میں یکتا و بے مثل و بے نظیر تھے سب
وحید عصر و بے عدیل زمانہ تھے خدا ان کو داخل جنان کرے اور جو زندہ ہوں خدا ان کی عمر
میں ترقی کرے میرے آبا و اجداد آپ کے بندگوں سے فیضیاب ہوئے ہیں یہ فدوی بھی حضور
سے فیضیاب ہوا ہے بیشتر بندہ خدمتگذاری کی ہے سر اطاعت جھکایا ہے غیظ و غضب حضور سر و چشم
قبول و منظور کیا ہے آج تک نشانات فرمانبرداری موجود ہیں یہ سر میرا شاہد ہے داغ گواہ ہے
یہ فدوی بھی ایک خدام حضور سے ہے حضور آگاہ ہیں درویش آفتاب صورت نے سخنگان کی
گفتگو سنکے کچھ مسکرا کے بعدہٗ برہم ہو کر کہا کہ اس مردود زنگی کا لباس اتار کر پرانی نعلینوں سے
خوب مار و سزائے معقول دو بعدہٗ ایک لنگوٹی بندھوا کر ہاتھی سے دربار سے دور کرکے چھچھری پر
سوار کرکے ہمارے لشکر سے نکال دو ملازموں نے فی الفور اس کی پگڑی اور اچکن وغیرہ تمامی
لباس اتار کر لنگوٹی بندھوا کر جوتوں سے مارنا شروع کیا سخنگان نالہ و فریاد کرنے لگا ہاتھ جوڑ کر
کہنے لگا خطا میری معاف فرمائی جائے میں اپنی سزا کو پہنچ گیا دماغ جوتیوں سے درد کرنے لگا
جابجا سر سے خون نکلنے لگا بخوبی علاج درد سر ہوگیا سر ہلکا ہوگیا اب زیادہ علاج کی ضرورت نہیں
رہی بدستور سابق فیضیاب ہوچکا عطیہ سرکار دولتمدار سے بہرہ مند ہوچکا دیکھیے سربلندی حاصل
ہوگئی سر اونچا ہوگیا دماغ جوتیوں کی ضرب سے سن ہوگیا برداشت ضرب نعلین کی اب نہیں ہے
رحم فرمائیے لللہ رحم فرمائیے اس غلام بلکہ غلام بلکہ احتلام کو آزاد کیجیے درویش آفتاب صورت
و جملہ اہل دربار ملک جی یعنی سخنگان کی گفتگو بے اختیار مسکرائے درویش موصوف نے اپنے
ملازموں سے ایما و اشارہ کیا کہ بس اب نہ مارو یہاں سے اس کو نکال دو انھوں نے حسب الحکم

بے عزتی سے اُس کو دربار سے نکال کر خچر پر سوار کر کے لشکر سے نکال دیا اُس کے جانے
کے وقت درویش موصوف نے اُس سے کہا کہ خبردار ہمارے راز کو افشا نہ کرنا سوائے قوامز
اس کے کوئی تقریر درویش موصوف و ملک جی کی بخوبی نہ سمجھا کہ درویش موصوف نے کیا کہا
اور ملک جی نے کیا تقریر کی الحاصل ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے سر کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے
ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے اپنے خچر کو دوڑاتے ہوئے جلدی جلدی بھاگتے
ہوئے سمت شمال کو روانہ ہوئے ادھر درویش موصوف الصدر نہ گرفتار کرائے سزائے سخت دین
[illegible] دربار کوکب انجم حصاری پہونچے بادشاہ انجم حصاری کو خبرداروں نے خبر دی کہ
ملک جی بذلت و خواری آگئے ہیں کوکب انجم حصاری اس خبر کے سننے سے متردد ہوا اور
فوراً [illegible] بیٹھا ہوا تھا اہل دربار تمام دربار میں حاضر تھے سارِیق بن نقابی بیٹھا ہوا تھا
کہ ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے سر کو سہلاتے ہوئے اشک آنکھوں میں
بھرے ہوئے دربار میں آئے اہل دربار سنگان کو اس حالت سے دیکھتے ہی بعضے ہنس پڑے
بعضے متحیر ہوئے سارِیق بن نقابی نے سر اپنا جھکا لیا حال خراب اُس کا دیکھا نہ گیا کوکب انجم
حصاری [illegible] از حد متحیر ہو کے پوچھا کہ اے سنگان یہ کیا تمہارا حال ہے کس نے تمہارے کپڑے
اتار لیے کیا واقعہ گزرا کیوں آہ آہ کرتے ہو کس نے تمہارا یہ حال کیا کیا خبر لائے کیا حالات
درویش دریافت کر آئے بیان کرو ملک جی یعنی سنگان نے اپنے سر کو جھکا کر کہا کہ دیکھیے یہ حال
میرے سر کا [illegible] درویش کے ملازموں نے حکم درویش سے میرے سر پر لگائی ہیں کہ میرے
سر کی یہ صورت ہو گئی ہے خون جا بجا سے جاری ہے سر بہت سوج گیا ہے درد بہت ہو رہا ہے کپڑے
تمام درویش کے حکم سے ملازموں نے اتار لیے اور یہ لنگوٹی باندھ کر مجھے اپنے دربار سے نکلوا دیا
ناحق وہاں [illegible] میں بیان [illegible] گیا اگر یہ جانتا کہ درویش مجھ سے اس طرح پر بدسلوکی سے پیش آئے گا تو ہرگز
نہ جاتا افسوس ہزار افسوس میری بڑی بے عزتی ہوئی حالات درویش کیا عرض کروں کہہ نہیں سکتا
ہوں اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ درویش ہمارے اور آپ کے دشمنوں سے ہے اس کا یہاں آنا
اچھا نہ ہوا مجھکو یقین ہے کہ اب انجم حصار تباہ و برباد ہو جائے گا عملداری اہل اسلام کی یہاں بھی
ہو جائے گی کوئی بغیر دین اسلام قبول کیے یہاں زندہ نہ رہے گا سب قتل ہو جائیں گے آپ بھی
قتل یا اسیر ہو جائیں گے یہ شہر اسلام آباد ہو جائے گا ہزار افسوس خداوندی یہاں راحت و
آرام سے نہ رہیں گے نہیں معلوم ان کا کیا حال ہوگا اس درویش نے یہاں آکر پہلے کیسی بانتصاف
کیا ہے آئندہ دیکھیے کیا کرتا ہے ہائے جو یہاں آتا ہے ہمارا اور خداوند سارِیق بن نقابی کا دشمن ہی آتا ہے
یہ کہکے اشکبار ہوا کوکب انجم حصاری نے تمام حال سنگان سے سنکے از حد غضبناک ہو کے کہا کہ
اس درویش سرکش بدکردار کی قضا آئی ہے اجل اس کی اُس کو یہاں لائی اپنے جاہ و حشم و خدم و سپاہ
پر بہت مغرور ہے یا دولت سے ایسا انسانیت سے دور ہے کہ ظلم و جفاکاری اختیار کی ہے ناحق و
بے سبب سنگان کو زد و کوب کرا کر ذلیل و رسوا کیا ہے تو یہی جو اس کو بھی سزائے سخت نہ دوں
اس کو بھی رسوائے خلق کر کے نہ قتل کروں پہلے اسی درویش سے مقابلہ و مجادلہ کروں گا بعدہٗ
صاحبقران سے جنگ آزما ہوں گا یہ تقریر کر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں نقارہ جنگی پر چوب
لگائی جائے صبح کو اس درویش بدکردار بدافعال سے سمجھوں گا [illegible] دار سرخ پوش اس کو

اسقدر رہا سے کہنے سے سر منڈوائے گا کہ اپنا سر پیٹتے پیٹتے ہلاک ہو جائے گا یہ تقریر غصے کے عالم میں
کرکے خاموش ہوا ملازموں نے حسب الحکم چوب نقارۂ جنگی پر لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند
ہوئی اہل لشکر کوکب انجم حصاری صدائے طبل رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح کو لڑائی ہوگی
میدان جنگ میں جانا ہوگا دشمنوں سے سامنا ہوگا تلوار چلیگی کشت و خون ہوگا زمین عرصۂ جنگ
خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہوگی خنجر جنگ منظور ہے جابجا کشتوں کے ڈھیر لاشوں سے انبار
ہونگے برق شمشیر چمکیگی گھٹا ڈھالوں کی اٹھیگی بہادر رعد آسا نعرہ زن ہونگے زمین پر
بارش خون بہادران ہوگی میدان کارزار میں جوئے خون رواں ہوگی لہذا درستی آلات
حرب و ضرب کرنا چاہیے لشکری تو تیاری جنگ میں معروف ہوئے دلسوز کہ بصورت مبدل
بارگاہ کوکب انجم حصاری میں واسطے دریافت کرنے خبر کے گیا تھا تمام تقریر سنگان و گفتگو
کوکب انجم حصاری کی سنکے بارگاہ کوکب انجم حصاری سے نکل کر صدائے نقارۂ جنگی سنتا ہوا اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر میں پہونچا سامنے درویش آفتاب صورت کے
جا کر با ادب تمام جو کہ سنگان نے کوکب انجم حصاری سے کہا تھا اور جو جو شاہ انجم حصاری نے
عالم غصہ میں بیہودہ بکا تھا وہ سب حرف بحرف بیان کرکے عرض کیا کہ شاہ انجم حصاری نے
نہایت برہم ہو کر اپنے لشکر میں نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اس کا یہ ہے کہ صبح کو مع سپاہ تیرو
نقاب داران طلسمی میدان جنگ میں آکے خاص آپ سے آمادۂ جنگ ہو باقی خیریت ہے درویش
آفتاب صورت نے تمام حال بزبانی دلسوز بن جانسوز بن مسترقرآن سنکے از حد غضبناک
ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجایا جائے یہ حکم دے کے نقارۂ سنگین کو جیب
جامہ درویش مرجان سرخ موسے تنہائی میں نکال کر نقارہ نوازوں کو دیا گیا کہ آج اس
نقارے پر چوب لگائی جائے حسب الحکم نقارہ نوازوں نے پہلے نقارۂ سنگین پر چوب لگائی
صدا اس نقارۂ کلان کی لشکر کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
تک گئی جسقدر کہ نقارے اور طبل وغیرہ سپاہ کوکب انجم حصاری میں تھے سب پھٹ گئے
گویا ہیبت آواز نقارۂ سنگین سے جگر نقاروں اور طبل وغیرہ کے پھٹ گئے نقارہ نواز یہ
واقعہ عجیب و غریب دیکھکر نہایت حیران ہوئے بعد حیرانی بسیار اسکے یہ خبر حیرت افزا کوکب انجم
حصاری کو کی وہ بھی اس خبر حیرت فزا سے متعجب ہوا اسی طرح لشکر صاحبقران میں بھی
صدائے نقارۂ سنگین سے سوائے نقارۂ سکندری اور نقارۂ سلیمانی کے تمام نقارے
پھٹ گئے اور نقارۂ سکندری و نقارۂ سلیمانی کی آوازیں بہت کم رہ گئیں درویش
آفتاب صورت کی سپاہ میں بکل جسقدر طبل و نقارے تھے وہ بھی آواز نقارۂ سنگین
سے پھٹ گئے کیونکہ اس نقارے کی صدا کی یہی تاثیر ہے حال اس نقارے کا قبل اس کے
لکھا گیا ہے غرضکہ جب لشکر کوکب انجم حصاری و سپاہ درویش آفتاب صورت میں نقارۂ جنگی
بجائے گئے اور صدائے جنگ آن گلہ بلند ہوئی ہرکارے لشکر صاحبقران کشور گیر کے خبر نواخت
نقارۂ جنگی ہر دو سپاہ مذکورہ کے رخصت تمام دربار در بار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں جا کر
بعد ادب اس طرح دعا و ثنا کے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی زبان پر لا کر خبر نواخت نقارۂ
جنگی بیان کرنے لگے قطعہ

خسروا گر کین تو بر آسمان سازد مقام — مشتری بہرام گردد زہرہ کیوانی کند

ساکنان ربع مسکون را کہ منقاد تو اند — مہر تو در ہر مکان چون روح حیوانی کند

ہر مبارز روز ہیجا تیغ مہ تونی تو دید — پیکرش با پرنیان خود و خفتانی کند

تیغ تو ابر یست خون افشان کہ بر چرخ بلا — ہر زمان در کشور خصم تو طوفانی کند

بر درت خورشید گر جبہت سندوقت کرے — جبہتش را خاک درگاہ تو نورانی کند

خصم شیطان سیرت تو گر کند با تو خلاف — آن خلاف الحق از و وسواس شیطانی کند

تیر بر جست از کمان فتح چون گردد جدا — سوئے بر اعداے اعداے تو پیکانی کند

تا وجود عقل کامل جہل را نقصان دہد — تا بقاے عدل شامل فتنہ را فانی کند

باش باقی در جہان بانی ز عدل شاملت — تا ز فتنہ رستہ تو دین را نگہبانی کند

قبل اس کے ملک تجامہ یعنی سنگھان ملکہ کوکب انجم حصاری سے دربار درویش آفتاب صورت
مین چند کشتیان زر وجواہر کی لے کر گیا تھا وہان اُس نے درویش مذکور سے کچھ ایسی گفتگو کی کہ
درویش مذکور نے کپڑے اُس کے اتروا کے لنگوٹی بند ہوا کر بہت پٹوا کر اپنے دربار سے
اُس کو نکلوا دیا اُس نے جا کر کوکب انجم حصاری سے رو رو کر شکایت کی شاہ انجم حصاری
نے غضبناک ہو کر درویش مذکور کے لڑنے کے ارادے سے نقارۂ جنگی بجوایا ہے درویش مسطور
کی سپاہ مین بھی ایک نقارہ ایسا بجایا گیا ہے کہ جس کی آواز سے جملہ نقارے اور ڈہل وغیرہ جو
اپنے کمال سے منتہے ہوئے لشکر انجم حصاری و سپاہ درویش کے پھٹ گئے ہین اور
سپاہ ظفر اثر حضور کے بھی نقارے اور ڈہل پھٹ گئے ہین فقط نقارہ سکندری اور نقارۂ سلیمانی
سالم ہین باقی خیریت ہے بادشاہ و لشکر اہل اسلام نے تمام اخبار مذکور ہرکارون کی زبانی سنکے
ہوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھا امیر کشور گیر نے نقارون کے پھٹ جانے
سے حیران ہوکے حکم دیا کہ نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جاے کل لشکر ہمارا میدان جنگ
مین صف آرا ہوگا اگر کسیے کوئی دونون لشکرون مین سے خواہان رزم وپیکار ہوگا تو اس سے
لڑین گے ورنہ میدان جنگ مین صف آرا ہو کر دیکھین گے کہ شاہ انجم حصاری درویش
آفتاب صورت سے کیونکر مقابلہ ومجادلہ کرتا ہے اور درویش مذکور کیونکر کوکب انجم حصاری
سے لڑتا ہے یہ فرما کر خاموش ہوئے ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ سکندری ونقارہ سلیمانی بجایا
دونون نقارون سے صدا بھد بھد پیدا ہوئی بادشاہ و لشکر اہل اسلام وصاحبقران حیران
ہوئے کہ یہ تو وہ نقارے تھے کہ جو بے مثل وبے نظیر تھے جنکی آواز چونسٹھ کوس تک
جاتی تھی آج ان نقارون کو کیا ہوا ہے کہ ان سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے پرانے
ٹوٹے ہوئے نقارون سے صدا اٹھا ہے سبب ان نقارون کی بدی آواز کا اسی نقارۂ
سپاہ درویش کی صدا ہے جو بجایا گیا تھا جیسا کہ ہرکارون سے معلوم ہوا ہے امیر با توقیر تو دربار
مین بیٹھے ہوئے ہین ذکر نقارۂ سپاہ درویش کا کر رہے ہین فرما رہے ہین کہ غضب کا نقارہ
ہے درویش اس کو کہان سے لایا ہے کیونکر اس کے ہاتھ یہ نایاب نقارہ آیا ہے مگر اہل اسلام
نقارۂ جنگی بجنے سے خبردار ہوکر درستی آلات حرب وضرب مین مصروف ہوئے ہین اور

اسی طرح سے لشکر درویش و عمان شاہ و کوکب انجم حصاری میں بھی سامان جنگ
ہو رہا ہے ہر ایک لشکری ہر سہ لشکر کا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کر رہا ہے مگر اب حال
دلسوز بن جانسوز کا بیان کیا جاتا ہے چونکہ اس عیار نے ایک مرد درویش نقاب صورت
سے یہ سنا تھا کہ خواجہ طیفور گردپا نے بصورت خواجہ عمرو بنکر ہمسے تمام بانے عیاری کے اور خنجر
بھی لے لی ہے عیاری کی ہے دل میں اس کے آیا کہ تو بھی عیاری کر کے عوض اپنے استاد کا
طیفور گردپا سے لے چنانچہ اسی شب کو کہ جب شب میں ملک جی یعنی منجگان کو ملازموں نے
حکم درویش موصوف سے جو تیان لگائی تھیں لنگوٹی بند ہوا کر دربار سے نکال دیا تھا و تینوں
لشکروں میں طبل جنگ بجا تھا نقارے تینوں لشکروں کے نقارہ سنگین کی صدا سے بیٹھ گئے تھے
رنگ و روغن عیاری لگا کر بصورت نامہ دار بن کر ایک رقعہ لے کر اپنے لشکر سے جانب
لشکر اہل اسلام چلا چونکہ خواجہ طیفور گردپا کو پہچان چکا تھا وہیں گیا دیکھا کہ خواجہ موصوف
بصورت اصلی چلے جاتے ہیں اس نے پاس جا کر با ادب سلام کیا خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ
اے طفل نیک خو تیرا کیا نام کیا مطلب ہے اس نے کہا کہ نام مہر الطرار ہے ایک رقعہ لے کر
آیا ہوں جسے اس کا جواب ابھی دیجیے یہ کہکر رقعہ نکال کر خواجہ طیفور گردپا کو دیا خواجہ
نے پوچھا کہ یہ رقعہ کس کا ہے کہاں سے لایا ہے طفل مذکور نے جواب دیا کہ آپ اس رقعہ کو
پڑھیے خود حال معلوم ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ اس تاریکی شب میں یہ رقعہ یہاں کیونکر پڑھا جائیگا
ہمراہ میرے میرے لشکر میں چل وہاں روشنی میں اس رقعہ کو پڑھ کر جواب اس رقعہ کا دونگا
طرار نے کہا کہ اپنے لشکر میں مجھکو کیوں لیجاتے اتنی تاخیر جواب رقعہ میں کیوں کیجیے اسی جگہ
کیوں نہ پڑھ لیجیے یہ کہکر ایک فتیلہ عیاری بیہوشی آمیز اپنے کسوت عیاری سے نکال کر اسکو
روشن کر کے چہرہ خواجہ طیفور گردپا کے برابر لے گیا اور کہا کہ اس فتیلے کی روشنی میں یہ رقعہ
پڑھ لیجیے صاحب ایستادہ رقعہ سے آگاہ ہو کر جو مناسب ہو جواب رقعہ دیجیے چونکہ وہ رقعہ
تہ بتہ تھا خواجہ طیفور گردپا اس کو کھولنے لگے اتنی دیر میں دود بیہوشی جو دماغ میں پہونچا
سر کو گردش ہوئی بے اختیار تیورا کر زمین پر گرکے بیہوش ہوئے وہ رقعہ پاس خواجہ کے
پڑا رہا دلسوز نے نعرہ کر کے کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا کی اتار لی اور وہ خنجر جو خواجہ عمرو
اولی کے وقت سے ورثے میں ان کی اولاد کو ملتا رہا ہے وہ خنجر آبدار کمر سے خواجہ طیفور گردپا
کے نکال لیا بعد اُسکے چند گھاسے دافع غشی جو سفوف بیہوشی سے ہو سوراخ ہاے بینی خواجہ
طیفور کے برابر اسواسطے ڈالدے تا کہ خواجہ کو ان گھاسوں کی بو سے ہوش آجائے پھر اس جگہ
سے بعد شتابی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب اپنے لشکر میں پہونچا روبروے درویش
نقلی جا کر تھیلے میں وہ کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا اور وہ خنجر خواجہ عمرو اولی کا پیش
کر کے عرض کیا کہ میں نے خواجہ طیفور گردپا پر عیاری کر کے یہ کلاہ اور خنجر لے لیا ہے اب ان
دونوں کو آپ اپنے پاس رکھیے درویش موصوف دلسوز کی اس عیاری کرنے سے بہت
خوش ہوئے گلے سے لگایا بعد اُسکے خنجر و کلاہ کو لے کر داخل جیب جامہ درویش مرجان
سرخ ہو گیا اس طرف خواجہ طیفور گردپا کو ہوش آیا خنجر و کلاہ کو نہ پاکر بہت متردد ہوکر اس
رقعے کو لے کر لشکر میں اپنے جا کر پڑھا اس میں لکھا تھا کہ اے خواجہ طیفور گردپا آپ کو معلوم

کہ نام میرا دلسوز ہے فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا ہمراہی درویش آفتاب صورت
مین نے اختیار کی ہے واسطے آگاہ کرنے کے دیگر اشیاء بزرگان کو تبرکا اپنے پاس رکھنے کے لیے
عیاری کر کے مین نے کلاہ و خنجر آپ سے لیا ہے اطلاعا یہ رقعہ لکھا گیا ہے آپ کچھ تردد و فکر
نہ فرمائیے گا خنجر و کلاہ مذکور کسی غیر کے پاس نہین گیا ہے میرے پاس ہے یہ نشانیان اور تبرکات
بزرگان اب میرے پاس رہے گا خواجہ طیفور گردیا نے رقعہ کو پڑھکر دل مین کہا کہ یہ چھوکرا
اس سن و سال مین نہایت چالاک عیاری کرنے مین مشاق ہے تعجب ایسے عیار پر اس نے عیاری
کی مجکو دھوکا دیا میرا مال لے گیا جوان ہوکر بلاے بے درمان ہوگا عیاری کرنے مین نامی و
نامور ہوگا خیر اس طفل سے کیا بدی پیش آؤن روح جانسوز کو کیا صدمہ پہونچاؤن مہتر
قران کی روح کو کیا ملول کرون ورنہ اس طفل بے ادب کو اس عیاری کرنے کی سزاے سخت
دیتا یہ باتین اپنے دل مین کر کے زنبیل سے اور ایک کلاہ نکال کر بالاے سر رکھی بعد ازان اپنے
خیمے مین داخل ہوکر راحت پذیر ہوا جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی آثار سحر فلک پر عیان ہوئے
طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل کر چہچہے کرتے ہوئے بلبلین نغمہ سرا ہوئین ہر طیور
اپنی زبان مین حمد خدا و ذکر خدا کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی اہل اسلام دیندار براے طاعت خالق
لیل و نہار اپنے بسترون سے بیدار ہوکر اٹھے خصوصا بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
عالی مقام و جملہ سرداران و سواران لشکر اسلام و درویش آفتاب صورت و عمان شاہ
و عزاق آہن کلاہ و فرامرز ثانی وغیرہ تمامی اہل لشکر عمان شاہ بادشاہ شہر عمانیہ نے
بعد وضو کرنے کے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی بعد ادا و وظیفہ سے فارغ ہوکر دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے بتضرع و زاری خالق باری سے براے فتحیابی و دیگر حاجات
کی براری کے لیے دعا کی بعدہ ادھر حکم صاحبقران کشورستان سے جملہ اہل لشکر مسلح و مکمل
ہوئے ادھر حکم عمان شاہ و فرمان درویش آفتاب صورت سے تمام اہل سپاہ مسلح ہوئے اور
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام مع اپنے تمامی سرداران موجودہ کے اور
تمامی سواران لشکر کے سوار ہوکر مرکبون کو جولان کر کے سوے میدان کارزار روانہ ہوئے
بعد قطع راہ میدان جنگ مین پہونچکر انتظار آنے کوکب انجم حصاری و عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت کا کرنے لگے یکایک غبار بلند ہوا ایک جانب سے عمان شاہ و درویش
موصوف مع اپنی تمامی سپاہ و نقاب دارون کے بصد کر و فر و ہزار شوکت و حشم و خدم پیدا
ہوکے عرصہ کارزار مین آ گئے ایک سمت سے کوکب انجم حصاری مع نقاب داران عالی نسبی
سارتق بن بقا و سنگان و تمامی اپنی سپاہ کے میدان مصاف مین آ گیا تینون سمت سے لشکر
مذکور ٹھہرے پھر تینون لشکرون سے حکم سے تینون بادشاہان مسطور کے بیلدار و سقے بردار
براے درستی میدان کارزار نکل کر درمیان عرصہ جنگ کے آ کر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر خس و
خاشاک کو دور کر کے زمین ناہموار کو ہموار و ملائم کرنے لگے جب بخوبی عرصہ جنگ کی درستی
کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے سقون نے تینون لشکرون سے نکل کر پانی چھڑکا
گرد و غبار دفع کیا بعد اس کے صف آرائی ہوئی پھر تینون لشکرون سے حسب دستور قدیم
نقیبان ورکیب نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہوکے اپنے اپنے لشکر کے جوانون سے

مخاطب ہوئے پہلے نقبا سے ہر دو لشکر اسلام نے پکار کر کہا کہ اے جوانان دیندار و اے
سپاہیان نامی و نامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونوں فانی ہیں مخلوقات خداوند عالم و
عالمیان سے کسی کو بقا نہیں ہے سوائے ذات خدا کے کہ فقط اسی کو بقا ہے ہمیشہ سے ہے وہ اور
ہمیشہ رہے گا باقی سب کو ایک روز فنا ہے کوئی باقی نہ رہے گا ایک روز ایسا آئیگا کہ ہر کوئی دنیا سے
سوئے عدم جائے گا اس میں کوئی ہو خواہ انسان ہو یا حیوان یا شجر یا حجر یا زمین یا آسمان یا
دیو یا جن یا پری وغیرہ ہو سب کو مرنا ضرور ہے ایسی صورت میں عاقل و دانا کو لازم و مناسب
ہے کہ اپنی حیات چند روزہ میں کچھ ایسے کار نمایاں دنیا میں کرے کہ بعد مرنے کے اہل دنیا بہ نیکی یاد
کریں ہر ایک بزم و جلسے میں ذکر کریں ثنا و تعریف کے سوا ایک بھی برائی بیان نہ کریں غور کرو کہ
اسوقت پہلوانان نامی و نامور مانند رستم پیلتن و سہراب و اسفندیار روئین تن کے
کہاں ہیں اور شاہان زمانہ گذشتہ اسوقت کہاں موجود ہیں افراسیاب و سکندر و فریدون
و نوشیروان ملک عادل کسریٰ وغیرہ زیر خاک نشان ہیں مگر انھوں نے جو اپنی زندگی میں
عدل و انصاف کیا ہے اس وجہ سے ان کو اب تک اہل دنیا بہ نیکی یاد کرتے ہیں تعریف ان کی
کرتے ہیں گو وہ بادشاہان نامی مر گئے ہیں مگر نیکیاں کرنے سے اور اہل دنیا کے ثنا کرنے سے گویا
وہ اب تک زندہ ہیں اسی طرح پہلوانان مذکور الصدر و دیگر پہلوانان گذشتگان نے اس دار فانی
میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں کیے اور ایسی ایسی دلاوری و بہادری سر میدان جنگ انھوں نے
کی ہے کہ بعد ان کے مرنے کے بھی ساکنان جہان ان کو اکثر یاد کیا کرتے ہیں خصوصاً جو لوگ مرد
میدان نبرد ہیں وہ بیشتر ان کو یاد کرتے ہیں تم سب بھی دلاور و بہادر مرد میدان جنگ ہو
بحر شجاعت کے نہنگ ہو آبا و اجداد بھی تمہارے شجاع و دلیر تھے شہرۂ آفاق تھے چاہیے کہ آج
شجاعت و جوانمردی اپنی دکھاؤ اپنے جد و آبا کے نام سر میدان جنگ از سر نو روشن کرو و برہم لشکر
اپنے حریفوں سے لڑو نعرے شیر آسا کرو میدان جنگ میں ثبات قدمی اختیار کرو جہاں تک ممکن ہو
وقت مقابلہ و جنگ قدم اپنے آگے ہی بڑھاؤ دشمنوں کو شمشیر و نیزہ و خنجر و تیر و گرز گرانبار وغیرہ
آلات حرب و ضرب سے قتل کرو مانند شجاعان گذشتگان تم بھی کارہائے نمایاں سر میدان کرو
تا بعد تمہارے تمکو بھی مانند رستم و اسفندیار وغیرہ کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کریں گے زندگی میں بھی
عزت و توقیر حاصل ہوگی بہادران عالم میں محسوب ہوگے دیکھو کہ آج حسن اتفاق سے تین لشکر
تین طرف صف آرا ہیں بادشاہان ہر سہ لشکر مستعد جنگ و جدال ہیں یہ صحرائے سبزہ زار تمام
فوجوں کی کثرت سے مملو ہے جہاں تک کہ پیک نظر جاتا ہے سیاہ ہی سیاہ نظر آتی ہے گاو زمین بار ان
لشکرہائے کثیر کا نہیں اٹھا سکتی ہے کبھی تم ایسی فوجیں میدان کارزار میں جمع ہوئی ہونگی غالباً
آج لڑائی بھی ان تینوں لشکروں میں ایسی ہوگی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی ہنگام جنگ
معلوم ہووے گا ایسے جلسے کی کہ حیا ذ باللہ یادگار رہے لڑائی ہوگی اخبار نویس اپنے اخبار میں اس جنگ عظیم
کو خوب لکھیں گے مورخ بھی درج کریں گے ہر ایک بادشاہ و لشکری چاہے گا کہ ہم فتحیاب ہوں
پس ایسی جنگ عظیم میں تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ ایسی دلیری و بہادری سے لڑو کہ تا قیامت
تمہاری ہمت و شجاعت و کارزار اہل جہان کو یاد رہے اہل دنیا تمہاری شجاعت کی تعریف کریں
اگر برعکس ہمت و شجاعت کرو گے تو اپنے حق میں برا کرو گے دنیا میں بدنام ہوگے نامرد و بزدل

کہلاؤگے القصہ دشمنون کے بھاگنے کی حالت مین مارے جاؤگے جب نقبائے ہر دو لشکر
اپنے اپنے لشکر کے جوانون کو اپنی تقریر مسطورے سے آمادۂ جنگ و معاونت کرچکے تو کیت اپنے
جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے کہ ای جوانان زنگ بیژن و گیو و اے
بہادران شکست دہندۂ جمعیت دیو تمہارے سامنے تمہارے دشمنان آدمزاد کی کیا حقیقت
ہے بہادران انجم حصاری مشہور جہان ہو شہرہ تمہاری شجاعت کا مشرق سے تا مغرب جنوب
سے تا شمال ہے تمہارے آبا و اجداد بھی بڑے بڑے بہادر تھے غیرت رستم و اسفندیار روئین تن
تھے میدان جنگ مین وہ ایسی بہادری و دلیری سے بارہا لڑے تھے کہ آج تک ان کی شجاعت
زبان زد اہل دنیا ہے کیا کیا کارہاے نمایان انہون نے کیے ہین کہ رستم پیلتن سے بھی وہ کارہا
نمایان نہو سکتے انہین کے تم فرزند ہو مثل ان کے شجاع و صف شکن ہو تمہاری دلاوری و بہادری
مین کس کو کلام ہے فرد شجاعان جہان مین اول تمہارے ہی نام ہین تم وہ بہادر ہو کہ تمہارا مثل و
نظیر روے زمین پر نہین ہے دیکھو آج مین لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہین مردان سپاہ
اہل اسلام آمادۂ جنگ مین لڑنے پر تیار مستعد کارزار ہین چاہتے ہین کہ دلیرانہ زنجیر انجم حصار
پر اپنا قبضہ کرین سر میدان جنگ شجاعت اپنی ظاہر کرین تمکو لازم و مناسب ہے کہ اہل اسلام سے
تم اس طرح لڑو کہ شکست فاش کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہون تمکو فتح حاصل ہو مال و
اسباب و خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ اسباب بے حد تمہارے ہاتھ آئے مال غنیمت سے غنی ہوجاؤ
حق نمک کو کب انجم حصاری اپنے بادشاہ ذیجاہ سے ادا ہوجاؤ تمنے برسون اپنے شاہ کا نمک
کھایا ہے آج روز نمکخوارگی کے ادا کرنے کا ہے دیکھو میدان جنگ سے پیچھے قدم نہ ہٹنے پاے ہنگام جنگ
حرف شجاعت پر نہ آنے پاے بھاگنا تو کجا خیال بھی بھاگنے کا دل مین نہ آئے ایسی ثبات قدمی
میدان کارزار مین اختیار کرو تمکو ہنگام جنگ و مقابلہ اپنے حریفون سے منہ نہ پھیرنا ہرگز پسپا نہ ہونا
سرمۂ کارزار لاکھون جوانان جنگ جو کے روبرو بے آبرو و ذلیل نہونا آیندہ تمکو اختیار ہے ہمنے
راہ نیک و بد سے تمکو آگاہ کر دیا ہے یہ کہکے کیت خاموش ہوکر درمیان لشکر سے علیحدہ ہو گئے
نقبائے مذکور بھی وسط میدان جنگ سے چلے گئے اسوقت تینون لشکرون کی صفونپر دیکھنے والون
نے جو نظر کی ثابت ہوا کہ ہر ایک سوار و سردار سپاہ لڑنے اور جان دینے پر آمادہ و تیار ہے کیونکہ
اکثر جوانون نے نقبا کی تقریر دلپذیر سے تلوارین نیامون سے نکال کر نیامون کو توڑ ڈالا بعضے
بہادران دہندانے اس خیال سے کہ آج شجاعت اپنی دکھا کر ڈھیر ہوکر مرجائین کفن پہن لیے
عزیز و احباب سے رخصت ہونے لگے باہم خطا و قصور عفو کرانے لگے کفار کی سپاہ مین نقیبون
کی گفتگو سے ایک جوش پیدا ہوا ہر ایک جوان نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تلوارون کے
قبضون پر ہاتھ ڈالے نیزہ دارون نے نیزون کو سنبھالا پہلوانون نے اعدائون کی طرف نظر
کرکے گرزہاے گران کے اٹھانے کے واسطے ہاتھ بڑھائے نقاب داران طلسمی مذکور نے بھی
اپنے مرکبون کو صف لشکر سے نکلنے کا قصد کیا ابھی ہر ایک کافر و دہندانہ جنگی سوار و سردار
نے صف لشکر سے بارادۂ جنگ نکلنا چاہا تھا کوئی صف سے باہر نہ نکلا تھا کہ یکایک سب سے
پہلے حشام رستم انجم حصاری بیٹے کہ پہلوان از حد زبردست و شجاع و بہادر و آزمودہ کار تھا
جوش شجاعت سے بیتاب و تحمل تاخیر جنگ نہ کرکے مرکب اپنا شیرانہ صف لشکر سے نکالا بعدہ روبرو

کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار کے جاکر اجازت جنگ، چاہی شاہ مذکور نے کہا کہ اے
احتشام رستم انجم حصاری سب جانتے ہیں کہ میں تجکو مانند اپنی جان کے عزیز رکھتا ہوں اور
ذات تیری زینت لشکر ہی جس سے میری سپاہ کی رونق ہی تو ہی سپہ سالار فوج ہی تو ہی فی زمانہ
شجاعت میں یکتا ہی ہمتا تیرا اس سرزمین پر بلکہ دیگر شہروں میں کوئی پہلوان نہیں ہی لقب تیرا
رستم انجم حصاری ہی تجکو اجازت جنگ نہ دونگا مبادا کسی حریف کے ہاتھ سے زخمی ہو علاوہ
اس کے تیرے میدان جنگ میں جانے کی اور حریف سے لڑنے کی فی الحال کیا ضرورت ہی ان
نقاب دار طلسمی سے ایک نقاب دار صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار میں جائے گا وہ کل
روز گذشتہ اہل اسلام کو نقاب اٹھاکر صورت اپنی دکھاکر دیوانہ و شیفتہ و فریفتہ اپنے حسن پر
کرکے اسیر کرے گا تجکو لازم ہی کہ صف لشکر میں جاکر قیام پذیر ہوکر نقاب داران طلسمی کی جنگ
و کاروبار دیکھ ہاں وقت ضرورت شدید تو بھی صف لشکر سے نکل کر حریفوں سے لڑنا اپنی
شجاعت دکھانا اہل اسلام کو تہ تیغ کرنا اسوقت تیرے لڑنے کی ضرورت نہیں ہی ایک نقابدار
طلسمی ان دونوں لشکروں کے جملہ سرداروں اور سواروں کو کافی ہی سب کو اسیر کرے گا
اہل اسلام سے قید خانوں کو بھر دے گا تنہا فتح کرے گا کوئی اُس پر کامیاب نہوگا احتشام
رستم انجم حصاری نے باادب عرض کیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی مگر اب تو یہ نقابدار
قدیم صف لشکر سے نکل چکا ہی ہوا ان ہر دو لشکر مجکو صف لشکر سے نکلتے دیکھ چکے ہیں شجاعت
و بہادری سے میری خاص و عام واقف ہیں رستم انجم حصاری کے لقب سے مشہور جہان
ہوں اگر ایسی صورت میں بغیر حریفوں سے لڑے صف لشکر میں جاؤں گا تو باعث میری ذلت
و بدنامی کا ہوگا ہر دو اہل لشکر موجودہ بلکہ جملہ اہل جہان از دفتر شجاعان دہر سے نام میرا
نکال ڈالینگے اور فرد اسماء بزدلان و نامردان میں اسم میرا درج کر دینگے اس ایک عمر
میں جو نام و آبرو و عزت بوجہ ہمت و شجاعت پیدا کیا ہی وہ مٹ جائے گا جلیل ہوکر ذلیل ہوجاؤں گا
رسوائے خلق ہوکر شمشیر غم سے ہلاک ہوجاؤں گا زندہ نہ رہوں گا لہذا امیدوار ہوں کہ حضور اذن
جنگ دیں تو وسط میدان جنگ میں جاکر درویش آفتاب صورت کو یا اس کے سرداران
سپاہ کو تہ تیغ کروں میں نے نمک سرکار ایک مدت دراز سے کھایا ہی کچھ حق نمکخواری ادا کروں
دو چار ہی سرداران سپاہ درویش مذکور کو قتل کروں بعدہٗ صف لشکر میں چلا جاؤں گا
بعد میرے لڑنے کے کسی نقاب دار طلسمی کو واسطے اسیری اہل اسلام کے روانہ فرمایئے گا
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار احتشام رستم انجم حصاری کی تقریر سے مجبور ہوکر
کہا کہ خیر تیری خوشی مجھے منظور ہی جا صرف ایک ہی اپنے حریف کو لشکر درویش آفتاب صورت
سے قتل کرکے چلا آ و داخل صف لشکر ہو جا احتشام مذکور اذن جنگ پاکر خوش ہوکر مرکب رہوار
کو جولان کرکے وسط میدان مصاف میں آکر گھوڑے کو روک کر سامنے لشکر درویش
آفتاب صورت رخ اپنا کرکے بآواز بلند پکارا کہ اے درویش جفاکار ستم شعار بد افعال و
بد کردار مغرور و سرکش و بد اطوار کہاں ہی تو جلد لشکر سے نکل کر میرے سامنے آ اگر مرد ہی تو
جوہر شمشیر و فنون جنگ دکھا یا اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے مقابلے کے جلد بھیج آج تجھے
تیرے سرداران سپاہ سے لڑنا منظور ہی تو نے یہاں آکر بڑا ستم کیا ہی ملک بھی چھپا رہے پر

ظلم کیا ہو لباس اُس بے قصور کا اُتروا کر اپنے روبرو اپنے ملازمون سے خوب زد و کوب کرایا
ہو ہمارے بادشاہ عالی جاہ و خداوند سارق بن لقا کے قلوب کو صدمہ پہونچا۔ ہوا ہے تو سہی
ہو عوض ستم مذکور کا مجھسے نہ لون شجاع و بہادر ہون سپہ سالار کوکب انجم حصاری ہون نام
میرا احتشام ہو لقب میرا مشہور خاص و عام رستم انجم حصاری ہو زمانہ سابق مین رستم پہلتن
پہلوان صف شکن تھا اس زمانے مین رستم انجم حصاری میرا لقب بوجہ شجاعت مشہور ہوا ہو
جو میری شجاعت و جوانمردی و بہادری و ہمت سے واقف ہو وہ تو واقف ہوا اور جو آگاہ
نہین ہو وہ اب ماہر و آگاہ ہو کہ مین وہ بہادر یکتاے زمانہ ہون کہ سرکشان جہان مجھسے پست
و زیر ہین وہ کون بہادر ہو جو میرے نام سے مانند صاحب عجبار نہ نہین کانپتا ہو اور زیر فلک
وہ کون دلاور ہو جو مجھسے نہین ڈرتا ہو صدہا پہلوانان نامی و ناموران زیر کر دو میرے حلقہ بگوش
ہین بارہا عرصہ جنگ مین ہنگام جنگ مغلوبہ تنہا مین نے لشکر حریف کے میمنہ کو میسرہ پر حملہ آور
ہو کے الٹ دیا ہو کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگا کر زمین عرصہ جنگ کو خون جوانان سپاہ
سے گلرنگ کر دیا ہو بارہا تنہا لشکرون کو شکست دی ہو اگر کوئی اجل رسیدہ بہادران نامی
سے مجھسے لڑا ہو تو ایک ہی ضرب مین مین نے کام اُس کا تمام کیا ہو کیونکہ شیر بیشہ جنگ ہون
نہنگ بحر شجاعت کا ہون فیل مست کو پشہ جانتا ہون دیو کی کیا مجال جو مجھسے لڑسکے جن کی
کیا جان جو مجھسے مقابلہ کرے اگر نعرہ کرون تو زمین عرصہ جنگ تھرائے بہادران نامی کو
خوف سے غش آجائے اگر ضرب گرز گرانبار سر کوہ پر لگاؤن تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائے نیزہ
سر تیز میرا سینہ کوہ مین دہنسا ہو تیغ آبدار میری حریف کو اگرچہ کیسا ہی زبردست ہو چورنگ
کرتی ہو مجکو اپنے قوت بازو پر گھمنڈ ہو اگر چاہون تو فیل مست کو پانون ہاتھ سے اٹھالون اگر
للکارون تو شیر نر کو مانند بازاری کتے کے بھگا دون لشکر حریف کی صفون کو چیونٹیون کی
قطار شمار کرتا ہون وقت کارزار جوانان جنگجو کو خاک و خون مین بھرتا ہون پس جس کو
زندگی اپنی دشوار ہو اور حیات سے اپنی بیزار ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے جوہر میری تیغ شمشیر
شجاعت کے دیکھے زیادہ تعریف اپنی اپنے منہ سے خوب نہین ہو اسوجہسے مین اپنی شجاعت
و قوت کا زیادہ اظہار کرنا مناسب نہین جانتا یہ کہکے خاموش ہوا درویش آفتاب صورت
نے تقریر اس پہلوان زبردست کی سنکے برہم ہوکے واسطے مقابلہ کرنے کے ارادہ نشست سے
نکلنے کا کیا اُسوقت فرامرز ثانی نے باادب کہا کہ آپ کیون تکلیف گوارا فرماتے مین لڑنے
اس حریف سے کیون جاتے مجکو اجازت دیجیے مین جاکر اس یاوہ گو سے مقابلہ کرون
سارا غرور اس کا خاک مین ملا دون گو یہ پہلوان نہایت زبردست ہو لیکن میرے قوت بازو
کے آگے پست ہو اس کی کیا حقیقت ہو اگر حکم ہو تو اس کو مع راکب و مرکب چورنگ کرون اگر
ارشاد ہو تو زیر کرکے اسیر کرون بھلا میرے موجود ہوتے آپ اس ادنی سے کیا مقابلہ کیجیے گا
یہ آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہو ہرچند کہ بیہودہ گو نے اون ہی سے خواہش اپنی ظاہر کی تھی
کہ آپ سے جنگ آزما ہو مگر پھر بھی اس نے کہا ہو کہ اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو حضرت درویش آفتاب صورت کا تغیر فرامرز ثانی سے کم ہوا کہا اچھا
تم ہی اس مغرور سے جاکر مقابلہ و مجادلہ کرو اس کی بابت تمکو اختیار ہو کہ چاہے اس کو قتل کرو

چاہیے اس کو اسیر کرو فرامرز ثانی نے اجازت جنگ درویش موصوف سے لیکر عمان شاہ
سے بھی اجازت جنگ حاصل کر کے مرکب اپنا صف لشکر سے دلیرانہ نکالا پھر گھوڑے کو جولان
کرکے روبرو کے خشام رستم انجم حصاری آکر سمند کو روک کر طالب ضرب نیزہ و شمشیر ہوا
اُس نے سراپاے فرامرز ثانی پر نظر کر کے پوچھا کہ اے نقاب دار چہرہ تو تیرا نقاب مین نہان ہی
شناخت تیری ہو نہین سکتی ہی لیکن اپنے نام سے آگاہ کرتا کہ بے دریافت نام تو میرے ہاتھ سے قتل ہو
فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے خشام دریافت نام سے کیا فائدہ اسقدر کافی ہی کہ تیرا حریف
ہون یہ میدان جنگ ہی تقریر کا مقام نہین ہی یہ جاے جنگ ہی وار کر نام بہادران زبان تیغ
تیز سے ظاہر ہو جائے گا خشام نے یہ سنکے کہا کہ خیر کسی وجہ سے اگر تجکو اپنے اظہار نام مین تامل ہی
تو نہ بتا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے نیزہ و شمشیر و تبر و تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے وار
کرلے میری ضرب سے جانبر نہو گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام مین حریف سے
جنگ مین سبقت نہین کرتے ہین طریقہ ہمارا یہ نہین ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین جب خداوند کریم
ہمکو تیری ضرب سے بچالے گا اسوقت ہم بھی تجپر وار کرینگے خشام نے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی
ہی تو خبردار و ہوشیار ہو جا یہ کہکے نیزے کو دیکھ بھال کے مشت مین محکم پکڑ کر مرکب کو کاوے پر
ڈال کر نیزۂ سر تیز کو گردش دے کر حریف کو نیزے کی زد پر پاکر نیزہ سینۂ فرامرز ثانی پہ لگایا
اس طرف اس بہادر نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پہ روکا خشام کو تعجب ہوا
دیکھنے والون نے بے اختیار کہا کہ کیا اچھے طور سے ضرب نیزہ روکی ہی چوب دو سنانیں باہم مین
آن کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئین گویا دو اژدرون نے شعلے اپنے دہنون سے
نکالے بعد ضرب مذکور رہ گئے فرامرز ثانی نے بھی سینہ پر کینہ اُس کا تاک کر نیزہ لگایا اُسنے
بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسی طرح تا دیر جنگ نیزے سے ہوئی
دیکھنے والون منصف طبع نے دونون بہادرون کی تعریف کی خصوصًا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے نقاب دار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی کی بجاے خود بہت ثنا کی اور فرمایا کہ یہ
نقاب دار سبز پوش نیزہ بازی مین کامل ہی آخر کار فرامرز ثانی نے ایک بند نادر نیزے کا باندھ کر
خشام سے کہا ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی سر میدان تیری
نیزہ بازی پر حرف آجائے گا تجکو ندامت حاصل ہوگی اُس نے مسکرا کر غصے مین کہا کہ آج تک تو
کسی حریف نے میری سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نہین نکالا ہی بڑے بڑے نامی و نامور نیزہ دارون
سے مین نے مقابلہ کیا ہی بھلا تو کیا میری سنان نیزہ کو چوب نیزے سے نکال دے گا فرامرز ثانی نے
یہ تقریر اُس کی سنکے اس طرح نیزے کو کج دیا کہ بے اختیار سنان نیزہ چوب نیزۂ خشام سے مثل
تیر شہاب چمکتی ہوئی نکل کر دور جا کر گری اُسوقت منصف طبع جوانان لشکریون نے شور تحسین و
آفرین بلند کیا خصوصًا درویش آفتاب صورت و صاحبقران موصوف نے بہت خوش ہو کر
تعریف کی خشام رستم انجم حصاری سنان نیزہ کے نکل جانے سے متحیر ہو کے سرنگون ہوا
تا دیر غرق دریاے ندامت و خجالت رہا حتی پسینے مین تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین
غرق ہو گیا بعد ازان سر اُٹھا کے کہنے لگا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت مین خلل کچھ
نہین ہی نہایت قوی بازو ہون پھر میرا قصور نہین ہی اور فن نیزہ بازی مین میرے نقص و خرابی

بھی نہیں ہی ہان خرابی اس چوب نیزہ کی ہر کر کتنہ ہو گئی تھی اسی وجہ سے سنان نیزہ ہنگام جنگ
نکل گئی اسی سنان نیزہ کے نکل جانے سے اپنے دل مین زیادہ خفا دان ہو تا اپنے قوت بازو
پر ناز نکرنا مجھے کمزور نہ خیال کرنا ابھی ابھی اس سنان نیزہ کے نکال لینے کا عوض تجھسے لیتا ہون
تجھے ہلاک کرتا ہون ہوشیار ہو جا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے جوان ہماری اور تیری قوت
وکمال نیزہ بازی کو جوانان ہر دو لشکر کے دیکھ لیا ہی اگر بقول تیرے تیری قوت مین کمی نہین ہی
تو اب اپنی قوت ظاہر کر کوئی وار کر ہم ہوشیار و خبردار ہین حشام نے غضبناک ہوکر وہی چوب نیزہ
دو دستی مرکب کو بڑھا کر سر پہ بقوت تمام لگائی ادھر فرامرز ثانی نے اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اُس کی
نیزے کی ڈانڈ کو اس عنوان سے روکا کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی جملہ اہل اسلام
نے خوش ہوکر شور تحسین و آفرین بلند کیا کوکب انجم حصاری کو سخت صدمہ ہوا حشام نے وہ
چوب شکستہ زمین پر ڈال کر تبر ہاتھ مین لے کر کہا کہ اے جوان خبردار و ہوشیار کہ میری ضرب تبر
سے تیرا جانبر ہونا دشوار ہی اکثر بہادرون کو مین نے بضرب تبر قتل و ہلاک کیا ہی ضرب تبر میری
بہر دشمن باعث اجل ہوئی ہی کوئی حریف میرا ضرب مذکور سے جانبر ہو نہین سکتا نقاب دار
ممدوح نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہین اس حربے سے بھی تیرے خدا ہمین بچائے گا
حشام رستم انجم حصاری نے حسب قاعدہ بالا سے کر فرامرز ثانی پر تبر مارا ادھر اس بہادر نے
چالاکی و ہوشیاری سے ضرب تبر کو خالی دے کر مرکب کو اپنے بڑھا کر پہلوے حریف مذکور مین جا کر
بچالاکی تمام زنجیر کمر حریف مذکور مین ہاتھ اپنا ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا لیجے ہر چند اُسنے
چاہا کہ دستہ اپنا زنجیر کمر فرامرز مین ڈال کر خود بھی زور کرکے پشت سمند سے اپنے حریف کو جدا کرکے
بالاے خاک پھینکے لیکن نقاب دار نے اتنی مہلت اُس کو نہ دی کہ وہ تمناے دل اپنی بر لائے زنجیر کمر
مین ہاتھ ڈالتے ہی بعجلت تمام زور کرکے ایسا جھٹکا دیا کہ قدم اُس کے رکابون سے جدا ہوگئے پھر بلند ہوئے
اسی حالت مین حشام گھبرا گیا نقاب دار نے زور کرکے اُس کو مع مرکب زمین سے اٹھا کر سر سے بلند
کرکے اس طرح سے گردش دی کہ بالکل قدم اُس کے رکابون سے جدا ہوگئے مرکب اُس کا بالاے
خاک گرا بعد ازان حشام کو بھی گردش دے کر بالاے زمین زور سے پٹکا چونکہ حشام تنومند و
قوی ہیکل جوان تھا زمین پہ گرتے ہی ارادہ اُس نے اٹھنے کا کیا اُسوقت دلسوز بن جالسوز
قریب نقاب دار مذکور پہنچا اُسکے دامن کو پکڑ کر اسکا بڑا ہی اتنا میں دی دیکھ کر تو کر کریا فرامرز نے بھی
وقت اسیری حشام مرکب سے اُتر کر اعانت دلسوز کی حشام رستم انجم حصاری مجبور ہو کے
اسیر ہو گیا درویش آفتاب صورت و جملہ مردان لشکر خاقان شاہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی بجاے خود قوت و بہادری نقاب دار مذکور کی ثنا کی
بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران سپاہ اہل اسلام نے قوت و ہمت و شجاعت نقاب دار مسطور
پر نظر کرکے اپنے دل مین کہا کہ یہ نقاب دار بھی بہادران عالم سے ہی کوکب انجم حصاری کو اپنے
سپہ سالار کے اسیر ہو جانے کا ایسا صدمہ و ملال ہوا کہ آبدیدہ ہو کر از حد حیرت و تعجب کرکے دل مین
کہنے لگا کہ میرا سپہ سالار اور اس نقاب دار کے ہاتھ سے اسقدر جلد اسیر ہو جائے حیرت کی جا ہی
کوئی اس مین اسرار ہی شاید یہ درویش عامل ہی بزور عمل یا تعویذ نقاب دار سبز پوش کو حشام رستم
انجم حصاری پہ غالب کیا ہی ورنہ یہ حشام کسی سے اسیر ہوتا یہ خیال سراسر خام کرکے نقاب پوش

حور القا سے مخاطب ہو کر کہا کہ جاؤ اس نقاب دار سبز پوش کو جس نے حشام کو اسیر کیا ہے
گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم ابھی اس نقاب دار کو قتل کر کے اپنے دل خوش کریں
ہنوز کوکب انجم حصاری عالم حیرت میں اسیری حشام میں نقاب دار حور القا سے ہم سخن تھے
اور نقابدار حور القا نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ فرامرز ثانی نے حشام کو اپنے لشکر میں
اسیر کر کے روانہ کیا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرا کے
کہا کہ اے نقاب دار باشہامت ماشاء اللہ کس قوت و شجاعت سے تم نے اپنے حریف کو اسیر کیا ہے نقابدار
نے اس کو باادب سلام کیا اسی اثنا میں نقاب دار حور القا صف لشکر سے نکل کر جانب وسط
میدان جنگ چلا ادھر درویش نے نقاب دار سبز پوش کو جنگاہ سے اپنے پاس بلا لیا اور کچھ
اس سے آہستہ کہا اس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے اس پر عمل کیا جاوے گا ابھی
اس کا انتظام کیا جائے گا یہ کہکے نقاب دار مذکور نے موافق حکم درویش آفتاب صورت
انتظام کیا اتنی دیر میں نقابدار حور القا نے وسط میدان جنگ میں آکر مرکب کو روک کر
باواز بلند کہا کہ اے درویش نقابدار سبز پوش کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کر یا اور
کسی سردار سپاہ کو بھیج کہ وہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے یا تو خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو درویش
آفتاب صورت نے باواز بلند جواب دیا کہ اے نقاب دار حور القا نقابدار سبز پوش وغیرہ
کے بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے ہم آتے ہیں تجھ سے مقابلہ کریں گے یا آج تو ہی نہیں یا ہم ہی کو تو
مانند دیگر سرداران سپاہ کے اسیر کرے گا اس درویش نے برسوں اپنے مرشد کی خدمت
کی ہے فیض طلب ہوا ہے آج اپنے کمال و کرامت کو دکھاوے گا اس فقیر کو تو نے طلب کیا اپنے
حق میں اچھا نہ کیا یہ کہکے جس بارے میں نقاب دار سبز پوش سے کہا تھا اس کا انتظام بخوبی کر کے جلد تر
امور مطلوب سے فارغ ہو کے کہاروں سے کہا کہ سواری ہماری سوئے جنگاہ بڑھاؤ کہار وہ گنبد
طلائی و جواہر کار اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے سوئے نبردگاہ چلے جملہ جوانان ہر دو لشکر نے دیکھا
اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی ملاحظہ کیا کہ درویش موصوف اپنے لشکر سے
برائے مقابلہ نقاب دار حور القا نکلا ہے ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ فقیر بھلا کیا مقابلہ و مجادلہ کرے گا
دیدہ و دانستہ اپنے تئیں اسیر کرا دے گا صورت زیبا نقاب دار حور القا کی دیکھکر مانند دیگر سرداران
لشکر صاحبقران کے بے خود و از خود رفتہ ہو کر عاشق و فریفتہ نقاب دار حور القا پر ہو کر اسیر ہو جائیگا
اکثر جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش موصوف کی سواری اور اس کو عزم جنگ و
پیکار پر آتے دیکھکر بہت ہنستے ہوئے باہم کہنے لگے کہ درویش کیا دیوانہ ہے جو نقابدار سے برائے مقابلہ
آیا ہے اول تو اس کو فنون جنگ سے کیا آگاہی ہوگی کیونکہ فقیر ہے سوا عبادت کے اس نے اپنی
زندگی اور کسی فن کے حاصل کرنے میں بسر نہ کی ہوگی دوسرے یہ کہ بالفرض و محال اگر اس کو
فنون جنگ میں کچھ دخل ہے تو بمقابلہ نقابدار حور القا اس کی کیا حقیقت ہے صورت دیکھتے ہی
نقابدار مذکور کی از خود رفتہ ہو جاوے گا دم عاشقی کا بھرنے لگے گا نقابدار حور القا مانند سرداران
سپاہ صاحبقران کے اس کو بھی اسیر کر کے ملازموں کے حوالے کر دے گا وہ زندان میں بیچارگی
بند کر دیں گے ساری فقیری بھول جائے گا بعض بعض جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری
درویش آفتاب صورت کو بقصد جنگ آتے ہوئے دیکھکر دوسرے پیرایہ سے کہتے تھے کہ

اس فقیر کو اجل نے گھیرا ہے اپنے ہاتھوں موت کے منھ میں چلا ہے بھلا اسکی کیا مجال و طاقت ہے کہ
یہ نقابدار جورالقا سے برہو سکے بعض بعض جو سمجھدار تھے ان کا قول تھا کہ بھائی یہ نہ کہو ہر فرد کے
سوسیں سمجھ تو اس فقیر کو ضرور ہی ہو بیوں ہمت کر کے اس کے سامنے چلا ہے ورنہ دیکھو ہر سہ لشکر
میں سے کسی کا اتنا دل نہیں ہے کہ اس نقابدار سے مقابلہ کر سکے یہ فقیر بہت کامل و اکمل ہے عجب نہیں
کہ اپنے کمال سے کوئی ایسی صورت پیدا کرے کہ نقابدار خود ہی وارفتہ ہو جاوے ادھر لشکر اسلام
میں صاحبقران ذیشان کو حیرت و تعجب نے گھیر اتھا بار بار سرداران لشکر سے فرما رہے تھے کہ
خداوند کریم اس درویش کو نقابدار کے ہاتھ سے بچائے اس سے مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہے
کہ صورت دیکھتے ہی آدمی آپ سے گذر جاتا ہے اور عشق نقابدار میں خود بخود اپنے تئیں گرفتار
کروا دیتا ہے علاوہ درویش صاحب اسکے سامنے جا کر کیا کر لیں گے اپنا سا منھ لیکر پھر آئینگے ہماری
تقریری کے ڈھکوسلے بھول جائیں گے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ کہنا آپکا بجا و درست ہے
لیکن یہ شخص کچھ بہت خدارسیدہ اور کامل معلوم ہوتا ہے دیکھا نہ آپ نے کہ اس کے نقارے
کی آواز سے ہولناک نقارہائے سلیمانی کے ہر دو لشکر کے نقارے بیٹھ گئے پھر ایسے شخص سے
نقابدار کو گرفت کر لینا کیا دور ہے ادھر تو یہ باتیں تھیں ادھر درویش آفتاب صورت مقابلے
میں نقابدار جورالقا کے جا کے ٹھہرے نقابدار نے جو صورت درویش آفتاب صورت کی دیکھی
تو اپنے دل میں یہ خیال کرکے کہ اس بوڑھے کی شامت آئی ہے جو میرے مقابلے میں آیا ہے نہایت
زور سے قہقہہ لگایا اور بولا او بوڑھے درویش تجھکو تو چاہیے تھا کہ کسی کونے میں بیٹھ کر یاد خدا کرتا
دنیا کے لوگوں سے کم ملتا جلتا یہ کیا کہ بادشاہ بنکر اور فوج لے کر شہر بہ شہر پھرتا ہے لوگوں کے
خون ناحق سے مفت ہاتھ بھرتا ہے دیکھ اسوقت تجھکو وہ سزا دکھاؤنگی کہ عمر بھر یاد رہے پھر تو کسی کے
منھ نہ چڑھے تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنے دربار میں ہمارے ملک جی کی یہ گت بنوائی اب تجھے
تجھسے اس کا بدلا لینا ہے ہوشیار ہو جا میں کوئی تلوار و تبر و گرز و خنجر نہیں رکھتی ہوں صرف تیغ ابرو
سے کام لیتی ہوں لیکن میرا مارا کبھی پانی نہیں مانگتا ہے سیدھا ملک عدم کو سدھارتا ہے درویش
آفتاب صورت نے کہا کہ وہ کوئی اور ہی ہوتے ہوں گے جو تیری صورت دیکھکر ہوش و حواس
کھو دیتے ہیں آبرو ڈبو دیتے ہیں ہم نے ایسے ایسے کھیل بہت سے کھیلے ہیں برسوں یہ پاپڑ بیلے ہیں
دنیا کے حسین آنکھوں سے گذر رہے ہیں ہم کہیں تیرے دام میں آنے والے ہیں تجھ ایسے نہیں معلوم
کتنے ہمارے دیکھے بھالے ہیں ابھی گویہی میدان ہے ہر دو لشکر نگران ہیں آج تجھے اپنی حقیقت
معلوم ہو جائے گی ساری شیخی کرکری ہو جائے گی تو جو اپنی صورت و شکل پر بہت بھولا ہے یا کلمہ
میں مٹ جائے گی دم بھر کی مہلت نہ پائے گی صیاد اجل تیری گھات میں لگا ہے وقت تیرا پورا ہوگیا
ہے اب تک جو جو کار بد تو نے کیے ہوں ان کی خدا سے معافی مانگ لے پھر مہلت نہیں ملے گی دل کی
دل ہی میں رہے گی نقابدار جورالقا کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور اُس نے چاہا کہ یہ کہکر برین نظر برین
نظر شاید کہ بشناسی مرا نقاب اٹھائے ادھر درویش آفتاب صورت نے زیر لب ہے قرآن دیو
والی نفیر نکالی کر اور منھ اپنا نیچے رکھکر جو بجائی تو مع نقابداران تینوں لشکر بیہوش ہو گئے اسوقت
درویش آفتاب صورت نے بڑھکر نقابدار جورالقا کی مع دو سو سے کچھ زیادہ کے گردن
کاٹ ڈالی بعد جو کہ کفار بیہوش تھے ان کی لاشیں وغیرہ سے گر جو مال تھا سب خزانہ سرکاری میں

داخل کیا اور بعد اُس کے عکس تجلی کا ڈال کر ہر ایک کو ہوش میں لایا مردمان ہر سہ لشکر کو جب
ہوش آیا تو عجب سانحہ ہوش ربا یہ جانا اپنی آنکھوں کے سامنے نقابداروں کے لاشے پڑے تھے
درویش آفتاب صورت سامنے کھڑے تھے کوکب انجم حصاری کے تو اوسان جاتے رہے
حواس باختہ ہوئے زانو پر ہاتھ مار کر بے ساختہ پکار اُٹھا کہ ہائے یہ کیا ستم ہوا کسنے ان نقابداروں کو
مارا ارے یہ تو قتل ہونا جانتے ہی نہ تھے کیونکر اجل آگئی کیا قیامت برپا ہوئی ادھر ہر دو لشکر کے
مردمان لشکر حیران تھے کہ یہ کیا تماشہ ہوا کہ آن کی آن میں ان نقابداروں کا خاتمہ ہو گیا ہم لوگوں
نے کچھ دیکھا بھی نہیں خدا جانے اس درویش نے کیا جادو کیا کہ ہم لوگوں کو مطلق ہوش نہ رہا
واقعی یہ درویش صاحب کمال ہے اس سے سربرہو کس کی مجال ہے یہ ضرور کوکب انجم حصاری کو
شکست فاش دے گا اسکو بھاگتے راستہ نہ ملے گا جب شاہ انجم حصار کے ہوش و حواس ٹھکانے ہوئے
تو ساریق بن لقا سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ درویش کوئی بڑا جادوگر ہے جس نے میرے نقابدار دیکھا
جنکا دنیا میں مثل و نظیر نہ تھا اس طرح خاتمہ کر دیا کہ گویا نام و نشان ہی نہ تھا میری عقل کچھ کام نہیں
کرتی کہ یہ کیا طلسمات تھا بختگان تو چوتڑوں پر ہاتھ رکھکر تادھنا تادھنا ناچنے لگا اور ساریق سے بولا
صلواۃ بر محمد و بر آل محمد میں نہ کہتا تھا کہ یہ درویش صاحب بڑے حضرت ہیں ابھی انھوں نے ہزاروں
ساحروں کی مقتل میں تیغ چلا دی ہے ان کے آگے بھلا نقابداروں کی کیا حقیقت تھی اور میری تو
چندیا اب تک ان کی ضرب دست مبارک کا دم بھر رہی ہے جہاں ان کے قدم جاویں وہ شہر
اسلام آباد ہو گیا سمجھو بس خیریت اسی میں ہے کہ جلد یہاں سے بھاگیے ورنہ کوئی دم میں یہ فوج دریا موج
ہم سب کا قیمہ بنا ڈالے گی میں تو پہلے ہی سمجھا تھا کہ آپ کی تقدیر الٹ جاویگی آپ بھی مثل اپنے
باپ دادا کے بودی ہی تقدیر ہمیشہ کیا کرتے ہیں کبھی کوئی مضبوط تقدیر نہ کی جو ایک جگہ آرام سے
بیٹھنا نصیب ہوتا در در پھرنا قسمت میں لکھا ہے وہ بھی جب تک کہ مقدر سیدھا ہے ورنہ ایک نہ ایک روز اسی
درویش کے ہاتھوں اپنی موت ہے ساریق بن لقا بختگان سے یہ کلمات سنکے گھبرایا اور بولا حالا
چہ تقدیر کنم ملک جی بولے کہ تقدیر فرار ورنہ جان ما و شما در دست اجل است شاہ انجم حصار خریدم
است این را گذاشتہ راہ گریز اختیار کنید ساریق بولا ارے یہ تو بتا کہ یہ درویش کون ہے کہ جسکو
دیکھکر میرے تن بدن میں رعشہ پڑا جاتا ہے دل کانپ اُٹھتا ہے خدا جانے یہ کون بلا ہے بختگان
نے کہا للہ ابھی میرے منہ سے کچھ نہ کہلوائیے خاموشی کے ساتھ تماشہ دیکھے جائیے یہ وہ شخص ہے
جسکے نام سے گور کافران تھراتی ہے اسکے سامنے سب خداوندوں کو بھی موت آتی ہے دنیا میں کون ہے
جو اس سے مقابلہ کر سکے آپ نے تقدیر تو خوب کی کہ لئے نقابداروں ہی کی اجل آگئی ہم تو سمجھے
تھے کہ یہ دونوں یہاں آرام کرینگے مگر قسمت ہی خراب ہے ادھر کوکب انجم حصاری نے دیکھا
کہ درویش ہمارے دونوں نقابداروں کو قتل کر کے صاف نکل جانا چاہتا ہے تو اُسنے اکثر تیرہ
اپنے مردمان لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ تک رہے ہو بڑھکر اس درویش سگ خصلت کو گرفتار کرکے
اڑا دو اس نے میرے دل میں ناسور کر دیے ہیں خبردار یہ صحیح و سلامت لشکر تک پھر کر
نہ جانے پائے یہ سنکر اہل لشکر تلواریں میان سے کھینچکر جانب درویش آفتاب صورت بڑھے
ادھر سے جہان شاہ نے بھی اہل لشکر کو اشارہ کیا پھر کیا تھا دونوں فوجیں آپس میں گتھ پٹ
ہو گئیں لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی فرامرز ثانی نے بڑھکر وہ تلوار برسائی کہ جوانان انجم حصار

کی آنکھوں میں اندھیاری چھائی ایک برق شرربار تھی کہ ادھر آئی ادھر نکل جاتی تھی لوگوں کو نظر آتی تھی میدان میں کشتوں کے پشتے لاشوں کا انبار تھا کوئی دو تو کوئی چار تھا ایک پر ایک گرا تھا خون کا دریا جوش زن تھا گیر و بزن کی صدا سے گنبد گردون ہلا جاتا تھا لشکر پر لشکر بلا جاتا تھا نقاب دار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی وہ تلوار کے جوہر دکھائے کہ صاحبقران تک عش عش کرنے لگے ہو تھا اس کا ہیچ خوان تھا آن ہزار دانا میں یہ ایک جوان تھا جس طرف رخ کرتا تھا پرے کے پرے صاف نظر آتے تھے جو منہ پر چڑھتے تھے منہ کی کھاتے تھے دلسوز بن جانسوز نے بھی اس جنگ میں عجب کارنمایاں کیا کہ ہزاروں کو قلابہ نفتی سے پھونک دیا جس نے ذرا بھی سر اٹھایا اس نے وہیں آتش کو نیچا دکھایا مرتے ہوے گے ایک اور خنجر رسید کیا جب وہ مر گیا تو اس کی کمر ٹٹولی جو کچھ نقد و جنس مال دنیا سے پایا وہ اپنی گرہ میں رکھا ہزاروں کے کپڑے اتار کے خاک میں دبا دیا لاکھوں کو موت کے ساغر سے متوالا کر دیا جب کوکب انجم حصاری نے دیکھا کہ اب وقت تنگ ہے طبل آسایش کے بجنے کا حکم دیا اہل لشکر نے تلواروں کو میان میں کیا اپنا اپنا رخ جانب خیمہ و خرگاہ پھیر دیا میدان صاف نظر آیا جب درویش آفتاب صورت نے یہ رنگ دیکھا تو فرامرز ثانی کو بھی آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور زرہ و جواہر لٹاتا گراتا ہوا لشکر میں لایا ہر ایک نے دست درویش پر بوسہ دیا کہ آپ نے کیا کارنمایاں کیا مرشد نے ایک مرتبہ ریش سفید پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب کل صاحبقران ان دیوؤں کے لشکر سے مقابلہ ہوگا ان میں ایک ایک چیدہ روزگار ہے جو ہے وہ لاجواب ہے سراپا انتخاب ہے ذرا خوب سمجھ کر ان لوگوں سے مقابلہ کرنا یہ وہ ہیں جن کا دنیا میں مثل و نظیر نہیں ہے ان کے نام سے بہادران جہان تھراتے ہیں ان کے نعروں سے زمین و آسمان ہل جاتے ہیں فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ درکار ہے کل دیکھیے گا میں کس طرح ان سے لڑتا ہوں اور کیا کرتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو ایک ایک کو حضور کے سامنے حاضر کروں گا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دلسوز بن جانسوز نے حاضر بارگاہ ہو کر مجرا پڑھے مجرا عرض کر کے خدمت میں درویش کے وہ نقد و جنس جو کفاروں کے مردوں سے دستیاب ہوا تھا حاضر کیا درویش آفتاب صورت نے گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں تو نے خوب خوب اپنی کارگذاری دکھلائی دلسوز نے کہا یہ سب حضور کا صدقہ ہے ورنہ یہ بندہ کیا ہے اب یہاں تک سب خوش و خرم نظر آتے ہیں شادیانے خوشی کے بج رہے ہیں عیش و عشرت کا ہنگامہ ہے اور لشکر صاحبقران میں ہر ایک کی زبان پر یہ تذکرہ ہے کہ نہیں معلوم یہ درویش کون ہے اور دیکھیے کل جیسے اس سے کیسی بنتی ہے ان دونوں کو تو اسی حالت میں رکھا جاتا ہے پھر ان کی داستان اپنے موقع پر بیان ہوگی۔

اب دو کلمہ داستان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اثر ور در شہزادہ طیمور شیر بچہ و رہے معرض بیان میں آتے ہیں صاحبقران سلیمان کا کوہ قاف میں ان کو بلانا اور سر گستان قاف کا ان کے ہاتھ سے زیر ہو کر حلقہ غلامی کا ان میں پہننا ساقی نامہ ملوت

چھلکا دے آج تو ساقی کہ فصل گل پھر آئی ہے پرستان کی پری ہے وہ جو شیشہ میں بند اسکو	ہوا ہے دختر رز پھر مرے دل میں سمائی ہے مرے دل کو اڑا لے جا نستان کیا اسکی جا کہ ہے

کرون مین سیر کوہ قاف پی کر ساغر گلگون — نئی وحشت یہ ان روزون مرے دل مین سمائی ہے
مین اک مدت کا بیکس ہون ہے میری جان دختر رز — ہے ماہن مین تو اُس کا وصل تھا ہجر مین جدائی ہے
یہ وہ چسکا ہے اے ساقی کہ اس سودا سے الفت مین — برائی مین بھلائی ہے بھلائی مین برائی ہے
مری خاطر سے اتنو پی بھی لے اک جام او زاہد — ارے کمبخت یہ کالی گھٹا گردون پہ چھائی ہے
بہت دن ہو گئے صحرا نوردی سے ہون تنگ آیا — خدا نے اب کوئی صورت بھلائی کی دکھائی ہے

صحرا نوردان بادیہ حیرانی و پریشانی رہروان شاہ راہ سخندانی اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ شہزادہ طیمور شیر پرور جو صاحبقران سے رنجیدہ ہو کر ایکطرف کو نکل گئے تھے بعد طے مراحل و منازل شہر منجاکیہ مین پہونچے اور ایک سبزہ زار مین ہوائے خنک و مقام راحت افزا دیکھکر قیام کیا ہے اشارہ انیس شہزادے جو مصاحبین خاص مین داخل ہین ہمراہ ہین ایک آہو شکار کرکے کباب بنانے لگے ہین سب مل کر کھاتے ہین آپس مین چہلین ہو رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے متعلق باتین ہو رہی ہین کہ ارادہ ان کا طرف طلسم زلزلہ جانے کا ہے ایسا سنا جاتا ہے کہ آجکل شہر انجم صفا مین کوکب انجم صفا ہی سے ہم نبرد ہین ایسے کہ ان کے بہت سے سردارون کو اسیر کر لیا ہے ایک نقابدار زمرد پوش ہے اس مین خدا جانے کیا سحر ہے کہ جو کوئی اُس کی صورت دیکھ لیتا ہے شیفتہ و فریفتہ ہو کر خود اپنے تئین گرفتار کرا دیتا ہے اور سب کی بیان کرنے والے کہتا کہ کوئی درویش ہے جسکی آفتاب صورت اپنے لشکر کشی کی ہے دو بادشاہ اور ایک پہلوان سپہ سالار لشکر رکھتا ہے بڑون بڑون کو اس نے نیچا دکھایا ہے قران دیو ایسے زبردست کو مار کر ماہر شاہ والی شہر نقش بین کی دختر کو اُس سے ملایا ہے اور اس شہر کو اسلام آباد کیا ہے نولاکھ کا لشکر اُس کے ہمراہ ہے اور ہر ایک اُن مین رستم وقت ہے اور عجیب لشکر و سپاہ ہے شہزادہ طیمور شیر پرور نے یہ سنکر ایک آہ سرد بھری اور کہا افسوس ہم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ناراض ہو کر لشکر سے دور چلے آئے ورنہ ایسے وقت مین اُن لوگون کی مدد کرنا چاہیے تھی خیر دیکھا جاوے گا اب میرا ارادہ ہے کہ قبل پہونچنے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے طلسم زلزلہ کو چل کر توڑنا چاہیے تاکہ صاحبقران کو بھی معلوم ہو کہ ہان یہ بھی کوئی شخص ہے ادھر تو یہ باتین ہو رہی ہین اودھر سلیمان صاحبقران کوہ قاف ایک روز تخت بارگاہ پر بیٹھے ہین امرا و روسا بارگاہ جمع ہین کہ کچھ دیو آستان عالی پر حاضر ہو کر باریابی کے اجازت خواہ ہوے جب سلیمان صاحبقران نے اجازت دی تو انھون نے روبرو آکر اور مجراگاہ سے مجرا عرض کرکے بعد دعا و ثنا کے یہ عرض کیا کہ فی الحال باشندگان طلسم سکندری نے بہت سر اٹھایا ہے ان دشمنان دین نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اُس پہ مسلط ہو کر تمام دیوان نومسلم کو قتل و غارت کرین لہذا ہم براے خبر حاضر خدمت ہوے ہین کہ حضور اُس طرف کسی سردار کو اُن کی سرکوبی کو روانہ فرمائین ورنہ آیندہ پھر بہت مشکل پڑ جائے گی سلیمان صاحبقران نے اہل بارگاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کسی سردار کو ادھر روانہ کیا جائے اور اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے کہ یہ دیوان قاف و وزیر و زبیر بہت سر اٹھاتے چاہتے ہین اور طلسم سکندری کی فتح معلوم نہین کس کے ہاتھ سے ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضور شمس جنی کو جو نجومی کامل ہے طلب فرمائین اور اس سے استفسار فرمائین جس کے نام پر اُس کی فتح ہو اُس کو طلب کیا جائے تاکہ یہ مشکل آسان ہو صاحبقران سلیمان نے حسب مشورہ شمس جنی کو طلب کیا اور سب حال اُس سے بیان کرکے فرمایا کہ تم اپنے قاعدہ نجوم سے ذرا یہ تو بتاؤ کہ طلسم سکندری

فاتح کون ہی اور کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹیگا اور کس طرح فتح ہوگا اُس نے بعد تحقیق بسیار نہایت
ادب سے عرض کیا کہ میرا نجوم تو یہ بتلاتا ہی کہ اگر شہزادہ طیمور شیر پرور اس طرف جاوے گا مظفر و
فتحیاب ہوگا گرفتار اُس کے ہاتھ سے تہ تیغ ہونگے سوائے اِس کے ایسا بھی ثابت ہوتا ہی کہ زر و جواہر
اور وہ اشیاے نادر زمانہ وہان سے اُسے دستیاب ہونگی جس پر ایک عالم کو رشک آئیگا۔
تمام دشمن بیدین اُس سے زیر ہوکر مطیع اسلام ہونگے اور سرکشان قاف اپنی سرکشی سے باز آئینگے
جو اطاعت اُسکی نکریگا وہ قتل ہوگا حضور اُنکو پروہ دنیلے بلاکر اُس طرف روانہ فرمائیں انشاءاللہ
جو کچھ مین عرض کر رہا ہون حضور آنکھون سے ملاحظہ فرمالینگے سلیمان صاحبقران یہ مژدہ سُنکر
بہت خوش ہوے شمس جنی کو خلعت فاخرہ دیا گیا بعدہٗ انھین دیوؤن کو جو خبر لائے تھے فرمایا کہ
اب تم جاؤ وہ سلام کرکے چلے گئے سلیمان ثانی نے شمس جنی سے بعد خلعت دینے کے یہ بھی پوچھا
کہ اب تم اپنے قاعدہ رمل سے یہ بھی بتلاؤ کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور فی الحال کہان ہی کس سرزمین
پر ہی اور کس کار مین مشغول ہی اور ہماری طلبی پر وہ آئیگا بھی یا نہین اُس نے موافق طریقہ رمل
زائچہ کھینچکا اشکال پر نظر کرکے خوش و مسرور ہوکر عرض کیا کہ حضور میرے قاعدہ نجوم سے ایسا ظاہر
ہوتا ہی کہ شاہزادہ موصوف مع جمیع شاہزادگان وغیرہ جانب شمال ایک صحراے سبزہ زار مین
شکار کھیل رہا ہی قبل اِس کے جو آہو کو شکار کیا تھا اُس آہو کے کچھ آدمی کباب تیار کر رہے ہین اور
صحراے مذکور سرزمین ضحاکیہ مین ہی ضحاک شاہ وہان کا حاکم ہی اور شہزادہ ذیجاہ کو اُسنے اپنے یہان
نہایت عزت و احترام سے مہمان کیا ہی اگر حضور طلب فرمائینگے تو وہ بہ تمامی تمام بسر و چشم حاضر خدمت
ہوکر کار مفوضہ انجام کو پہونچائیگا سلیمان صاحبقران نے یہ تقریر شمس جنی سے سُنکر شادمان ہوکر
اُسیوقت چند دیوؤن کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی تم مع تخت زرین جانب سرزمین ضحاکیہ روانہ ہو وہان
ایک صحراے سبزہ زار مین شاہزادہ طیمور شیر پرور شکار کھیل رہے ہین ہماری جانب سے اُنکو
بہت بہت دعاے ترقی عمر و دولت کے بعد باادب کہنا کہ آپ کو سلیمان صاحبقران نے بضرورت
شدید بلایا ہی اگر وہ شہزادہ ذیجاہ آمادہ یہان آنے پر ہو تو بحفاظت تمام تخت پر بٹھاکر ہمارے پاس
لے آنا ورنہ جو کچھ وہ تمسے کہے ہمسے آکر بیان کرنا وہ دیو حسب الحکم سلیمان صاحبقران
اُسیوقت ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر اُٹھا کر سمت شہر ضحاکیہ روانہ ہوے بعد قطع
راہ دور و دراز اُسی صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور بہزار خوشی
و رغبت ہمراہی اکثر شاہزادگان وغیرہ شکار آہوان شوخ چشم مین مصروف ہی صحراے سبزہ زار
ایسا ہی کہ جہانتک ہمیک نظر جا سکتی ہی زمین پر فرش سبزہ شاداب کا ہی بالکل سبزہ کا فرش ہی اُس
سبزہ کے دیکھنے سے آنکھون مین تازگی و شگفتگی دل کو فرحت حاصل ہوتی ہی مردہ دلون کے واسطے
وہان کی ہواے سرد گویا عیسی نفس ہی کوسون تک سبزہ لہلہاتا ہی گل خودرو جابجا شگفتہ ہی
بہار اپنی دکھا رہے ہین انواع و اقسام کے رنگ برنگی پھول کھلے ہوے اُن رنگینی و بوے
خوش سے قدرت پروردگار عالم آشکار ہی عجب اُس صحرا کی بہار ہی دیوانگان محبت کے لیے
تو گویا وہ زمین رشک ارم ہی کہین گل گریبان چاک کہین نرگس چشم پر نم ہی وحشت زدگان کوے
الفت کا اگر اُس صحرا مین گذر ہو جائے تو بجاے جیب و گریبان کے دل و جگر کے ٹکڑے اڑاوین
نعرہ ہاے عاشقانہ سے زمین سر پر اٹھاوین شور زنجیر سے حشر برپا ہو قیامت کے سچ پوچھو تو

اُس بچارے کی شامت آئے طائران صحرا بالحان خوش چہچہے کر رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کا دم بھر رہے ہین زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے دنیا والو اُس کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ اس صحرا کو رشک صد گلزار بنایا ہی خدا اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہی یہان خزان و بہار یکسان ہی سبزہ فرش و آسمان سائبان ہی یہ وہ سرزمین ہی جس کی ہوا میں بوے مشک چین ہی دیکھو تازہ و انداز سے آہستہ آہستہ چل رہی ہی گویا کنار سبزہ مین پھل رہی ہی سبزہ شاداب لہلہا کر زبان حال سے سناتا ہی ہر ایک کے دل کو لبھا رہا ہی کہ ذرا سنبھل کر قدم رکھنا کہین کانٹون مین نہ اُلجھنا دامن سمیٹے رہو ورنہ دست جنون کے ہاتھون پھر زے اڑتے پھرین گے ڈھونڈھنے سے بھی جیب و دامان نہ ملین گے ایکطرف آہوان صحرائی شوخ چشم گروہ گروہ جا بجا چکارا سے دوڑ دوڑ کر تمام اُس سبزہ شاداب کو چر رہے ہین دیکھنے والون کے دل قدمون سے مل رہے ہین اُن کی مست آنکھین دیکھکر چشم محبوب یاد آتی ہی ہر ادا سے مستانہ دل کو برماتی ہی وہ اُن کا کسی کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر چوکڑیان بھرتا وہ شوخی و طراری سے پھلانگین مارتا وہ ذرا سی آہٹ پر چوکنا ہو کر ادھر اُدھر نظر کرنا وہ سبزہ شاداب کو اپنے لب نازک سے مس کرنا اور وہ سبزہ بھی وہ سبزہ تھا کہ

سبزہ ایسا تھا قلب فرسودہ	مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ	سوے اُس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو پیدا	تھی ہوا اُس کی یا دم عیسیٰ	روح آتی تھی جسم مین گویا
سبزہ ہر سو جو لہلہاتا تھا	شان اللہ کی دکھاتا تھا	دیوؤن نے صحرائے مذکور مین

شاہزادہ طیمور شیر پرور کو شکار آہو مین مصروف دیکھا اور بخوبی پہچان کر اور اپنا اطمینان کر کے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہو نہو یہی وہ شاہزادہ ہی جسکی طلبی کے لئے سلیمان صاحبقران نے ہمکو بھیجا ہی یہ کہکر ہر دو دیو ہوا سے نیچے اتر کر ہمراہیان شہزادہ مذکور مین سے ایک ہمراہی سے یون پوچھنے لگے کہ کیون بھئی یہ کون سرزمین ہی اور یہان کا کون بادشاہ ہی یہ شاہزادے کون کون ہین اور وہ جو سب مین خوبصورت اور شکل و صورت سے کوئی بڑا ذی قدر و صاحب جلال و شان معلوم ہوتا ہی کون ہی اور اس صحرائے سبزہ زار مین یہ سب صرف براے شکار ہی آگئے ہین یا اور بھی کوئی کام درپیش ہی اُس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی نو وارد ہی اچھا سُن یہ جو سب مین سردار معلوم ہوتا ہی یہ صاحبقران ہین صاحبقران بن صاحبقران رستم شکوہ وا ژدر در شہزادہ طیمور شیر پرور ہی جس کی تیغ شمشیر سے بڑے بڑے دشمن ڈرتے ہین انکے نام سے پہلوان جہان کانپتے ہین یہ وہ صاحب رتبہ و شان ہی کہ جو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے مقابلے مین گوے سبقت لے گیا اور کل بارگاہ نشینان لشکر و صاحبقران کو کچھ کرتے نہ بن پڑا اور آخر مین ان سے رنجیدہ ہو کر اس طرف چلا آیا اور یہ سب جو اس کے ساتھ ہین یہ سب رفیق خاص با اختصاص ہین ایک ایک ان مین ہزارون پر بھاری ہی رستم ان کے سامنے ایک ادنیٰ مردم بازاری ہی یہ سرزمین شہر مینا کیسہ ہی بادشاہ یہان کا ہمارے شہزادے کا مطیع ہی اُنے بڑی دھوم سے کہانی کی ہی یہان یہ براے تفریح طبع شکار کو تشریف لایا ہی وہ دیو یہ سنکر بہت خوش ہوے کہ بفضل خداے منزل پر پہنچے بعدہ روبروے شہزادہ طیمور شیر پرور جا کر بعد ادب خادمانہ سلام کیا اور یون دعا و ثناے شاہی بجا لائے۔

الٰہی در جہان باشی باقبال	جوان بخت و جوانی دولت جوان سال

شہزادہ کی عمر دراز ہو اقبال روز افزون ترقی پر رہے دوست شاد دشمن برباد ہون شہزادہ موصوف

نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو اور تمہارا کیا مطلب ہی انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذیجاہ ہم
پردۂ قاف سے حسب الحکم سلیمان صاحبقران پردۂ قاف حاضر خدمت حضور ہوے ہین سلیمان
صاحبقران نے حضور کو یاد فرمایا ہی یہ تخت زرین جواہرنگار براے سواری حضور عالی اقبال کیا ہی بضرورت
شدید آپ کو طلب کیا ہی اگر مناسب طبع عالی ہو تو جانب پردۂ قاف تشریف لیچلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے
سرزمین کوہ قاف کو مشرف فرمایئے ہم خادمون کی اسپر پرلیجئے ورنہ جو حکم ہو ہم فدویان و فرمانبردار عمل
مین لائین کیونکہ سلیمان صاحبقران نے ہمکو یہی حکم دیا ہی کہ اگر شہزادہ صاحب بخوشی تشریف لائین تو اپنے
ہمراہ لانا ورنہ واپس چلے آنا شاہزادہ طیمور شیرپرور نے گفتگو ان دیوون کی سنکے اور نام سلیمان
کے بابا کی استماع کرکے مسکراکر فرمایا کہ سلیمان صاحبقران پردۂ قاف ہمارے بزرگ و استاد ہین اکثر فنون جنگ
انھون نے ہمکو سکھائے ہین ہمنے اُن سے بہت سے فیض پائے ہین ہمارے بزرگ ہین ہمپر بزرگانہ شفیق ہین
اور مانند اپنے فرزند کے سمجھتے ہین ہم اُن کے ارشاد کے موافق عمل کرینگے تمہارے ہمراہ سوے پردۂ قاف
چلینگے اور جو کچھ وہ ارشاد فرماوینگے اُسکی تعمیل کو اپنا فخر جانینگے کبھی اُنکے حکم سے سرتابی نکرینگے
یہ کہکر اور شکار آہوان سبزہ زار سے دست بردار ہوکر سب مردان لشکر کو جمع کرکے اذرکل حال طلبی
سلیمان صاحبقران کہکر یون ارشاد فرمایا کہ ہم بضرورت شدید تھوڑے دنون کے لیے عازم قاف ہین
تم ہمارے بعد برہو دررعدآواز سپہ سالار لشکر کو بجاے ہمارے سمجھتے رہنا اُسکے کسی حکم کی تعمیل مین قصور
نکرنا ہم انشاءاللہ بہت جلد وہان سے لوٹ کر پھرتے ملینگے یہ کہکر برہو دررعدآواز کو تمام لشکر کا حاکم و مختار
کیا اور بعد اُسکے ضحاک شاہ والی قلعہ ضحاکیہ سے سب حال بیان کرکے اجازت خواہ ہوے ضحاک شاہ
نہایت ادب و عاجزی سے یون عرض پیرا ہوا کہ مجھے آپ کے تشریف رکھنے سے جو خوشی حاصل تھی وہ
احاطۂ بیان سے باہر ہی مین آپکی خدمت کو اپنا باعث فخر سمجھتا ہون اور کبھی رخصت نہ کرتا میرا تو قصد
یہ تھا کہ حضور کو تخت سلطنت پر بٹھاکر مثل [illegible] وہان خود خدمت عالی مین کمربستہ رہون کہین جانے نہ دون
نہ کہ کوہ قاف کا سفر اللہ اکبر خدا جانے کہ پھر بھی یہ قدم آنکھون سے لگانے کو ملینگے یا نہین مگر مجبوری
یہ ہی کہ آپ یہ بھی کہہ چکے ہین کہ وہ ہمارے بزرگ و استاد ہین پھر بھلا میری کیا مجال ہی کہ روک سکون
اچھا رخصت ہو جایئے خداوند کریم پھر بخیریت ہمکو یہ صورت زیبا دکھلائے اور آپ کو مدارج عالیہ پر پہونچائے
شہزادہ طیمور شیرپرور ضحاک شاہ سے رخصت ہوکر شہزادۂ سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار عالیوقار
و شاہزادہ رفیع انجمنت وغیرہ اٹھارہ ایکس شہزادگان اولاد اسد نظرکردۂ امیر عرب وغیرہ سے
جو اسوقت ہمراہ رکاب فیض انتساب تھے اور آہوان صحرا کا شکار کھیل رہے تھے مل کر اور مسکرا کر یون
گویا ہوے کہ تم سب سے اب ہم رخصت ہوکر سوے کوہ قاف جاتے ہین سلیمان صاحبقران کوہ قاف
نے ہمکو طلب کیا ہی دیکھیے وہان سے یہان ہمارا کب تک آنا ہو اور کیا کیا معاملات روبکار رہتے ہین
اسلیے ہماری آپ لوگون سے یہ خواہش ہی کہ اگر آپ سب صاحب مناسب سمجھین تو بہتر ہے چند سے
آپ سب صاحب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین تشریف لیجائین اُن کے ساتھ لشکر
مین رہین جب ہم یہان آئینگے پھر آپ سب صاحبون کو اپنے پاس بلالینگے آپ سب صاحب بہم
چلے آئینگے مجھکو آپ حضرات کی جدائی شاق ہی ایک منٹ کا جدا ہونا برا معلوم ہوتا ہی مگر کیا کرون مجبوری
و معذوری کیونکہ وہان میرے ساتھ کوئی نہین جا سکتا ہی ورنہ اپنے ہمراہ آپ سب کو بھی کوہ قاف
لیتا چلتا اسوقت مناسب حال یہی ہی کہ چونکہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ انجم حصار مین زرخیز

اور شاہ انجم حصاری سے معاملہ جنگ درپیش ہے علاوہ اسکے ایک اور لشکر بھی موجود ہے اسلیے میرے خیال مین
یہ بہتر ہوگا کہ اسوقت آپ سب صاحب جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہاتھ بٹائیے جنگ کے جوہر
دکھائیے تاکہ کفاران جہان کا کام تمام ہو دنیا مین آپ کا نام ہو آپ سب صاحب نسل امیر سے ہین جو نظر کردہ
امیر عرب تھے آپ کے بزرگون نے ہزارہا شہر اسلام آباد کیے ہین کروڑہا کفار کو تہ تیغ کیا ہے بڑے بڑے
سرآوردگان جہان کو مارا ہے اسد جن کرب غازی دلاور کی نقل مشہور ہے کہ خورسنی مین وہ وہ کارہائے
نمایان کیے ہین کہ بڑون بڑون کے چھکے چھڑا دیے ہین بس آپ سب کو بھی یہ چاہیے کہ اسوقت صاحبقران پر
ایسا احسان کیجیے کہ وہ بھی مان جائین ہر ایک سے آپ کی مدح و ثنا فرمائین یہی وقت ہے کہ آپ
اُن کو اپنا ممنون کر سکین اُن پر احسان دھر سکین ایسے ہی وقت کے عقلمند جویا رہتے ہین ایسے ہی وقتون
لینے اور بیگانے اپنے جانتے ہین اگر مجھے یہ ضرورت نہ درپیش آجاتی تو اسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی مدد کرکے عالم کو دکھا دیتا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین یون تخم الفت کو مزرع دلین
بوتے ہین مگر کیا کرون مجبور و معذور ہون سلیمان صاحبقران کا حکم بھی ٹال نہین سکتا ہون اگر زندہ رہا
تو پھر بھی غالباً طلسم زلزلہ مین میری آپ کی ملاقات ہوگی کیونکہ ارادہ صاحبقران کا اُس طرف
جانے کا ہے لہذا ہم بھی کوہ قاف سے وہین واپس آئینگے اور اگر وہان جانے کو دل نہ چاہتا ہو یا آپ
لوگون کی یہ رائے اور مصلحت ہو تو بعد راحت و آرام قلعہ ضحاکیہ مین رہیے یہان آپ کو کسی قسم کی تکلیف
ہونے نہ پائیگی ہر قسم کا سامان راحت ہر وقت موجود رہے گا سیر و شکار سے دل بہلائیے گا انشاءاللہ
یہ زمانہ فرقت بات کہتے کٹ جائے گا پھر ہم آپ ایک جا ہونگے سامان عیش مہیا ہونگے سچ جانیے کہ مین آپ
سب کو اپنا قوت بازو جانتا ہون اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی مجھے فراموش نکرینگے لیکن التماس یہ
ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے میرا کچھ ذکر نہ آنے پائے بلکہ اگر وہ آپ سے دریافت
بھی فرمائین تو کہدیجیے گا کہ ہمین کچھ حال اُس کا نہین معلوم اور دیکھیے صاحبقران کو اپنا بزرگ جان کر
کبھی اُن کے کسی حکم مین سرتابی نہ کیجیے گا خدا اُن کو زندہ و سلامت رکھے وہ اسوقت ہمارے سردار
ہین ہم ہرطرح سے اُن کے خادم و تابعدار ہین شاہزادگان موصوف الصدر نے باتفاق رائے عرض کیا
کہ جب آپ یہان سے پردہ قاف تشریف لیے جاتے ہین تو یہان ہمارا رہنا اچھا نہین بغیر آپ کے
دل گھبرائے گا ایک ایک منٹ ایک ایک سال نظر آئے گا ہم سب تو آپ ہی کے دامن دولت سے
وابستہ ہین جب تک زندہ ہین بندہ ہین اس سے انسب یہی ہے کہ ہم سب سلطان کیوان شکوہ کے
لشکر مین جاکر داخل ہون تا وقتیکہ آپ کوہ قاف سے یہان تشریف لائین ہم سب صاحبقران ہی کے لشکر
مین رہین وہان دل بہل جائے گا زمانہ فرقت کسی نہ کسی طرح گذر جائے گا امید ہے کہ وہان قلوب ہمارے
مانند گل شگفتہ رہین گے شہزادہ طیمور رخش پرور نے ارشاد کیا اچھا جو آپ سب صاحبون کی خوشی مجکو
بہرحال سب کی خوشی منظور ہے یہ کہکر ادھر ایک سے شہزادہ رخصت ہوکر بشرط حیات مستعار و زندگی
تابکدار وعدہ پھر دہ قاف سے آنے کا کرکے اور ہر ایک سے گلے ملکے اور اپنا کہا سنا بخشوا کے اُس تخت
زرین و جواہر نگار پر بیٹھے جو تخت زرین دیو پردہ قاف سے لائے تھے اُسوقت بر ہو در عدا آواز رخصت
ہوکر جانب ضحاکیہ مع مردان سپاہ روانہ ہوا پس شاہزادگان موصوف بھی ضحاک شاہ والی شہر ضحاکیہ سے رخصت
ہوکر اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوکر سامان سفر مہیا کیے سوے انجم حصار روانہ ہوے دیکھیے کب تک یہ لشکر صاحبقران
مین پہونچتے ہین حال ان شاہزادگان بلند اقبال حسب موقع پر بیان کیا جائیگا بعد جانے بر ہو در عدا آواز سپاہ لا لشکر

طیمور شیر پرور و جملہ شاہزادگان موصوف کے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے دیوون سے کہا کہ تخت اٹھا کر سوئے پردہ قاف چلو حسب الحکم انھون نے تخت اٹھا کر اپنے کاندھون پر رکھا بجز زمین سے بلند ہو کر سوئے پردۂ قاف روانہ ہوے دیکھیے یہ شاہزادۂ عالی جاہ کب تک پردۂ قاف میں پہونچتا ہی اور وہان جا کر کیا کیا کار ہاے نمایان کرتا ہی اور کب وہان سے سوے قلعہ سحاکیہ آتا ہی

اب دو کلمہ داستان درویش آفتاب صورت و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و کوکب انجم حصاری و ساریق بن بقا و حائل بن شمائل بن کامل خان پیدین و مرتد و جنگ جو کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مؤلف

ساقی مجھ دے بہار اسا غر سیم
کہ مضمون بیان شاؤن مین
مسلم اور کافرون کے لگہ ہون

نشہ کا ہو بھی دار آخر
گرم بازار اب فنا کا ہو
سب تلے سامنے برابر ہون

پھول پی کر شراب پاؤن مین
جان کی دشمنون کا سودا ہو

راویان عدیم المثال و محرران حالات جنگ وجدال اس داستان بے عدیل کو یون بیان کرتے ہین کہ جب درویش آفتاب صورت بعد ہلاک کرنے تینون نقاب داران طلسمی کے و اسیر ہو جانے حشام رستم انجم حصاری سپہ سالار کوکب انجم حصاری کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر پہونچا بعد ادا ے نماز مغرب کے بصد خوشی و مسرت اپنی بارگاہ مین مع شاہان ہمراہی و نقابداران سبزپوش وغیرہ معززین کے بیٹھا اسوقت بادشاہ لشکر عمان شاہ نے کہا کہ آج روز خوشی و مسرت و انبساط ظاہر کرنے کا ہی جلسۂ عشرت آراستہ کرنے کا ہی کیونکہ حشام رستم انجم حصاری ایسے پہلوان زبردست کو نقابدار زمرد پوش بہادر نے سر میدان جنگ دلیرانہ جنگ کر کے اسیر کیا ہی اور ہر سہ نقابداران کو آپ نے اپنے حسن و تدبیر و کمال سے نیست و نابود کیا ہی اُن کے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچایا ہی کمال اپنا ظاہر کیا ہی فتح عظیم حاصل ہوئی ہی نقابداران طلسمی وہ نقابدار بلاے روزگار تھے کہ ان کا قتل کرنا اور ہلاک کرنا دشوار بلکہ ناممکن تھا کوئی اُن کو قتل و ہلاک کر ہی نہین سکتا تھا ہمارے سامنے انھون نے پینتالیس سرداران نامی و نامور لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و عاشق اپنا کر کے بیخود و خودرفتہ کر کے اسیر کیا تھا آج بھی وہ ہمارے لشکر کے سردارون کو اُسی طور سے اسیر کرتے مگر آپ نے کیا کار نمایان کیا عجب کمال اپنا ظاہر کیا کہ اُن کو بیہوش کر کے عجب خوبی سے ہلاک کیا بلکہ ہر سہ مردان سپاہ کو بیہوش کیا آپ جس کو چاہتے قتل کرتے آج تک ایسا کمال کسی درویش خدا رسیدہ نے نہین دکھایا نہ ہمنے کبھی دیکھا آپ کے اس اظہار کمال و کار نمایان کی جسقدر تعریف کی جائے وہ کم ہی درویش آفتاب صورت اپنی تعریف سنکر مسکرا اُٹھے پھر عمان شاہ نے ایماے درویش موصوف سے حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا نازنینان خوش گلو کے بھی بلانے کو فرمایا ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نازنینان مہ جبین خوش گلو حاضر ہوئین ان میں سے ایک نازنین خوب رو خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہو کر روبروے عمان شاہ و عراق آہنین کلاہ بادشاہ شہر خزاقیہ و درویش آفتاب صورت و نقابداران سبزپوش وغیرہ

اہل دربار کے بعد درست ہونے سازندون کے بناز و انداز ایستادہ ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ نازنین بعد خوبی رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھنے لگے بجائے خود اہر سے رقص کی ثنا کرنے لگے جب وہ خوب رو نیلج چکی یہ غزل گانے لگی اہل محفل کے دونکو رجھانے کو غزل

کیون اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہے میرے دامن سے
استخوان شکل شمع جلتے ہیں
پیچ کھایا ہے ہم نے ناگن سے

کیا وہ تنگ آ گئی میرے شیون سے
نزد الفت جو کھیلتے ہون میں
سود کا ہر ہے سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہے

آنسو سوزش سے عشق کی ایمان
ہار جاتا ہون یار پرفن سے
دل ہم زلف مین لٹکتا ہے
کم نہین زخم دل کو روزن سے

چاک دل کی کمان دوا اختر
اس کا بخیہ نہوگا سوزن سے

اہل بزم عشرت بخوشی سننے لگے بجائے خود اُس کی خوش گوئی و اشعار غزل کی ثنا کرنے لگے اور درویش موصوف بھی اشعار غزل سنکے خوش ہوئے نازنین غزل مندرجہ تمام و کمال گا کر انعام کثیر لے کر بزم سے چلی گئی بعد اُس کے جانے کے بعد دیگرے نازنینان خوش گلو مع اپنے سازندون حاضر بزم عشرت ہوکر رقص و نغمہ اپنے سے اہل بزم کو خوش کرتی رہین تمام شب بزم عشرت آراستہ رہی صبح کو جلسۂ عشرت برخاست ہوا درویش موصوف و شاہان ممدوح وغیرہ جملہ اہل لشکر نے بعد وضو نماز سحری پڑھی بعد ادائے نماز سحر درویش موصوف کے ایماسے عمان شاہ نے ہشام رستم انجم حصاری گلا سیر تار و پیرو لیبیجہ سردار طلب کرکے ہدایت دین اسلام کی اُس نے عرض کیا کہ واقعی دین اسلام دین اچھا ہے مین کسی سے کبھی زیر نہوا تھا ہنگام مقابل نقابدار سبز پوش مین نے اپنے خداوند سے اعانت چاہی لیکن خداوند نے مدد نکی نقابدار سبز پوش کے خدا نے ایسی مدد نقابدار سبز پوش کی کہ اُس نے دلیرانہ مجکو مع مرکب اٹھالیا پھر کب سے جدا کرکے مجکو گردش دے کر زمین پر پٹکا آخر مین اسیر کیا گیا ثابت ہوا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہے لہذا مجکو مسلمان کیجیے عمان شاہ نے اشارہ کیا افسر نقابداران سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے اُس کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوکر قدم نقابدار موصوف کی طرف جھکا نقابدار نے سراُس کا اپنے سینے سے لگا کر خلعت سرفرازی بعد رہائی اُس کو دیا پھر قریب اپنے دنگل کے اُس کو ایک دنگل پر بٹھایا اُس کے مسلمان ہونے سے عمان شاہ و درویش موصوف وجملہ نقابداران سبز پوش وغیرہ خوش ہوئے بعد مسلمان ہونے ہشام مذکور کے بمشورہ عمان شاہ درویش موصوف نے ایک نامہ بایں مضمون و عبارت میر منشی سے لکھوایا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آپ نے سر میدان جنگ میرے کمالات کو ملاحظہ کیا کہ کس طرح مین نے نقابداران طلسمی وغیرہ کو بیہوش و بدہوش کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا بعدہٗ کمال دیگر اپنا دکھایا کہ ایک دم مین سب کو ہوشیار کر دیا اگر چاہتا مین تو حالت بیہوشی مین اور ون کو بھی قتل و ہلاک کرتا مگر مین نے بجز نقابدار ون کے کسی کو قتل نہین کیا سب کو ہوشیار کر دیا آپ کو مناسب ہو کہ مجھسے آمادۂ جنگ نہوجیے جنگ سے بہتر صلح ہوتی ہے میرے پاس تشریف لایئے طالب صلح ہو جیے ارادۂ جنگ سے باز آیئے بیشتر ایسا ہوا ہے کہ شاہان جہان و سرداران سپاہ گران واسطے ملاقات فقرا کے گئے ہین اگر آپ بھی میرے پاس بلا اشتباہ صلح چلے آیئے گا تو بجز خلاف شان نہوگا جواب اس نامے کا روانہ فرمایئے گا جب نامہ میر منشی تحریر کر چکا لفافے مین رکھکر سرنامہ لکھکر بمہر مزین

گیا درویش موصوف نے وہ نامہ فرامرز ثانی کو دے کر کہا کہ اسے بہادر یہ نامہ لیجا کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دے کر جواب نامے سے آؤ وہ دلاور مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہو کر نامہ بطریق نامہ بران لے کر ساٹھ ہزار سے زیادہ سواران چیدہ و آزمودہ کار کو ہمراہ اپنے لے کر بصد شان و شوکت سوے دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام روانہ ہوا ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو برائے خبر رسانی معین تھے وہ بعد دریافت کرنے خبر کے اور دیکھنے روانگی نامہ بر مذکور کے بعجلت اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ اسوقت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں پہونچے کہ دربار آراستہ تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنے دنگل شوکت پر شاہانہ بیٹھے ہوئے تھے یمین و یسار دنگلوں پر صدہا سرداران نامی و نامور ومست شکن بھی بیٹھے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام بالائے تخت حکومت رونق فزا تھے پہلے ہرکاروں مذکور نے حسب قاعدہ پایۂ تخت شاہی کا بوسہ باادب لیا اور پھر مراسم فرمانبرداری جو کہ شرائط فدویت و خادمیت بجا لائے بعدہ دست بستہ اسی طرح ثنا و دعاے بادشاہ موصوف زبان پر لا کر خبر آمد نقابدار سبز پوش عرض کرنے لگے کہ بمصداق این

ایلچی کہ بر زدید با ممدّ تو　　برد ز معرکہ دندان پیل و کام نہنگ
ز بہر نقل جلال تو بستہ انداد رنگ　　مثال بزم تو پرداخت نقشبند ازل
چنان بدور تو کار زمانہ منتظم است　　کہ بہست از سر زین بار شدہ بپشت پلنگ
کہ آمدست پدید از میان آب و رنگ　　دران زمان کہ اجل دشمنان جان ترا
چنان موافقت افتد سلاح را کہ کند　　زہ گوزن زبان در دہان تیر خدنگ
بنقل دل شدگان تیغ بران کمان بجنگ　　قیامت ست تیغ تو در ممالک عدم
ہمیشہ تا بنجات نمرود شہان کس　　بسوے عالم و سارے بیا ورد زنگ
بسوزنے کہ ز آتش گذرد ز نے بہم　　برات نخشش تو بر وجود عالم دو

کوئی کہ گوشہ رو بین برین وان بلند
ہنوز ناز دہ نقش وجود را نیرنگ
اگرچہ آتش و آب ست مجرت چہ عجب
شود مخالفت آمال و دشمنان بجنگ
کند سنان تو بازی بجان خصم چنانکہ
عجیب ست گرز تو در بلاد فرنگ
تن عدوے تو تا رنگ ابا شد و باد
معاش دشمنت از نقد قامی گر تنگ

اسوقت درویش آفتاب صورت نے نامہ بدست اس اکبر نقابداران سبز کے جس نے حسام رستم انجم حصاری کو مرکب سے اٹھا کر زمین پر پٹک کر اسیر کیا تھا روانہ کیا ہے وہی نقابدار سبز پوش ساٹھ ہزار سے زیادہ سواروں کی جمعیت سے بطور نامہ داری آتا ہے جوان نہایت زبردست و قوی بازو ہے یہ عرض کر کے ہرکارے تو بارگاہ سے باہر گئے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے جانب امیر ہا تو قیر دیکھا گویا اشارہ کیا کہ آپ آراستگی دربار کا حکم عطا کریں صاحبقران ذیشان نے حسب ایماے بادشاہ موصوف ملازموں سے فرمایا کہ بہت جلد یہ دربار نہایت حسن و خوبی سے آراستہ کرو اور ایک دنگل نفیس روبروے بادشاہ ذیجاہ دربار میں بچھا دو تاکہ نامہ دار یہاں آ کر اسی دنگل پر بیٹھے نقابدار سبز پوش جو نامے لیے آتا ہے جوان زبردست اور نہایت معقول و ذی عزت و حرمت ہے افسر نقابداران سبز پوش ہے یہ فرما کر شاہان ہفت ملک کو واسطے اس کی عزت افزائی کے برائے استقبال روانہ کیا اس طرف ملازموں نے بعجلت تمام دربار کو ایسا آراستہ کیا کہ شاہان گذشتگان سے کسی کا دربار ایسا آراستہ نہوا ہوگا ہنوز دربار آراستہ ہو چکا تھا کہ ہمراہ شاہان ہفت ملک کہ انہوں نے اگلے راہ میں استقبال اس کا کیا تھا فرامرز ثانی قریب دربار آیا پھر مرکب سے اتر کر سواران ہمراہی کو میدان وسیع میں چھوڑ کر تنہا ساتھ شاہان ہفت ملک کے داخل دربار ہوا دیکھا کہ دربار نہایت آراستہ ہے انواع و اقسام کی زینتوں سے پیراستہ ہے صدہا

سرداران سپاہ قوی بازو دنگلوں پر دلیرانہ و شیرانہ بیٹھے ہوئے ہیں گرد صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بہادران عالم کا مجمع ہو رہا ہے ولیپار تمامی سردار باادب بیٹھے ہوئے ہیں صاحبقران
مانند ضیغم دنگل شوکت پر رونق افزا ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین و جواہر نگار پر بصد
رعب و سطوت تشریف فرما ہیں ندیم و رفقا و حکما وغیرہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہیں علی قدر مراتب
بیٹھے ہوئے ہیں نقابدار موصوف دربار کی آراستگی و اہل دربار پر نظر کر کے دنگ ہو گیا بعدہٗ بادشاہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو سلام کیا بادشاہ موصوف نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا نقابدار موصوف اسی دنگل پر جو خاص اس کے واسطے بچھوایا گیا تھا بیٹھا صاحبقران کشورستان
نے باشارہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ساقیان خوب رو کو طلب کیا حسب الطلب کشتیان شراب
گلنار یعنی عرق مقوی اعضا و مفرح قلب کی مع شیشہ و ساغرہائے بلورین لے کر دربار میں حاضر
ہوئے پھر حسب قاعدہ سلام کر کے بایمائے صاحبقران کشورستان عرق مقوی و خوشبوے مذکور
شیشے سے ساغر بلورین میں بھر کر ایک ایک ساقی نے نقابدار سبزپوش نامہ دار مذکور کو دیا اس نے وہ
عرق مقوی اعضائے رئیسہ پیا پھر ساقی مذکور نے جام پُر از عرق مسطور دیا پھر نقابدار نے جام لیکر
عرق پیا اسی طرح سے تین چار جام اس عرق کے پیے پھر ساقیان گلفام نے جملہ اہل دربار کو وہی
عرق ساغر و جام میں بھر بھر کر دیا ہر ایک نے بعد خوشی و رغبت اس عرق کو نوش کیا جب سب
اہل دربار سے گلنار مذکور پی چکے ساقیان گلرخسار کشتیان بادہ گلنار کی مع شیشہ و ساغر دربار سے
لے گئے بعد تھوڑی دیر کے نقابدار سبزپوش کو نشہ ہوا دماغ بادہ تند سے گرم ہوا ایکبارگی متہم
نامہ دار درویش آفتاب صورت صاحبقران عالی مقام نے بایمائے بادشاہ لشکر اہل اسلام
نامہ طلب کیا اس نے حسب دستور نامہ دیا صاحبقران نے نامہ میر منشی کے حوالے کیا اس نے
لفافے کو چاک کر کے نامہ نکال کر آواز بلند پڑھا سب نے سنا صاحبقران نے تمام و کمال عبارت
نامہ کو سننے بعد فکر و غور فرمایا کہ واقعی درویش آفتاب صورت نے نفیر بجا کر سب کو بیہوش
کر کے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا کار نیک کیا اہل اسلام کو ان کی شر سے بچایا ہم ممنون منت
ہوئے مگر نفیر و نقارہ سنگین سے ہمیں کچھ خوف نہیں ہے اور اشیائے مذکور کے پاس ہونے سے ہم
درویش مذکور کو صاحب کمال نہیں خیال کرتے ہیں اور صلح اچھی ہے مگر ہم درویش آفتاب صورت
کے پاس بغرض صلح جانا ننگ و عار جان کر مطلب جنگ ہوا ہم مقابلہ کریں گے درویش مذکور
کو اختیار ہے کہ نفیر مذکور دم دے کر سب کو بیہوش کرے یا نعرے مردانہ و دلیرانہ سے ڈرے پھر فرمایا
میر منشی سے کہا کہ اسی نامے کی پشت پر صرف اسی قدر لکھ دے کہ ہم کو مقابلہ و مجادلہ منظور ہے
تمہارے پاس برائے صلح آنا گوارا نہیں ہے کہ باعث ہماری کسر شان کا ہو حسب الحکم میر منشی
نے یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کی پھر وہ نامہ لفافے میں رکھ کر نقابدار موصوف کے حوالے
کیا گیا نقابدار مذکور نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر یہ عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیں نقارہ
سنگین اور نفیر یہ دونوں بجائے نہیں جائیں گے یہ عرض کر کے خاموش ہوا امیر با توقیر نے
ملازموں سے کشتی خلعت فاخرہ منگوائی انہوں نے جلد حاضر کی صاحبقران نے وہ خلعت فاخرہ
نقابدار کو دیا اس نے لے کر اہل دربار سے ایک شخص کو دیدیا قبول نہ کیا پھر رخصت ہو کر دربار
سے باہر جا کر مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے تمامی سواران جنگی کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد

قطع راہ اپنے لشکر مین داخل ہوکر روبروے درویش موصوف جاکر جواب نامہ دیا اور تمام حال دربار
و خلق صاحبقران اور تقریر صاحبقران کا اظہار کیا درویش مذکور نے جواب نامہ پر نگاہ کرکے
کہا کہ صاحبقران نے ہمارے پاس آنے سے انکار کرکے ارادہ لڑنے کا کیا ہے تو یہ فقیر بھی عنایت
خداوند سے عاجز نہین ہے یہان بھی سامان جنگ بخوبی موجود ہے انجام جنگ جو ہوگا وہ سب دیکھ لینگے
یہ کہکے حکم دیا کہ نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے مگر نقارۂ سنگین نہ بجایا جائے کل صبح کو میدان جنگ
مین صاحبقران سے مجادلہ و مقاتلہ بعنایت الٰہی کیا جائے کہ قوت بازوے صاحبقران بھی جانی
جائے ہمکو بہت اپنی قوت بازو پر ناز ہے دیکھین ہنگام جنگ کشتی کیونکر لڑتے ہین اگر عاجز ہو جاینگے تو یہ فقیر
اپنا نام دفتر فقرا سے کاٹ کے نکال ڈالیگا یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم اسیوقت
نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبررسانی مقرر تھے انہون نے
صداے نقارۂ رزمی سنکے فی الفور روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام جاکر شرائط عبودیت و پابوسی
بجا لاکر ثنا و دعاے شہنشاہی بجا لاکر دست بستہ عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ نقابدار سبزپوش
جب یہان سے جواب نامہ لیکر گیا درویش آفتاب صورت نے عبارت جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ امیر با توقیر یہان تشریف نہ لاے جو باعث صلح ہوتے جنگ پر آمادہ ہوے فقیر بھی لڑنے
اور مقابلہ کرنے مین ماندہ و عاجز نہین ہے وقت مقابلہ امیر کو مشکل پڑے گی یہ کہکر حکم طبل رزمی بجانیکا
دیا نقارہ نوازون نے چوب نقارۂ جنگی پر لگائی مگر نقارۂ سنگین نہین بجایا کیونکہ درویش آفتاب
صورت نے منع کر دیا تھا کہ نقارۂ سنگین پر چوب نہ لگائی جائے اسوقت اُس کے لشکر مین طبل و
نقارۂ جنگی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر حضور سے جنگ آزما ہو
باقی خیریت ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خبر نواخت نقارۂ جنگی ہرکارون سے سنکے
یہ ارشاد کیا کہ درویش آفتاب صورت مرد معقول ہے ہمارے مقابلے مین اُس نے نقارۂ سنگین
نہین بجوایا بہتر ہے ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارۂ جنگی پر چوب لگین ہرکارون نے ہمراہی
خواجہ طیفور کر دیا جاکر نقارہ نوازون سے حکم امیر با توقیر بیان کیا انہون نے حسب قاعدۂ قدیم
چند اشرفیان خواجہ طیفور کے حضور کر دیا کو نذر دے کر بسم اللہ کہکر چوب نقارے پر لگائی صداے نقارۂ جنگی
بلند ہوئی ہرکارون نے سپاہ کوکب انجم حصاری کے آواز طبل و نقارۂ جنگی دونون لشکرون مین
بلند پاکر فی الفور اپنے بادشاہ کوکب انجم حصاری کے دربار مین جاکر حسب دستور مراسم عبودیت
بجا لاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ جب درویش آفتاب صورت نے نامہ
بدست نقابدار سبزپوش پاس صاحبقران کے ارسال کیا تھا صاحبقران نے جواب نامہ منظوری
جنگ دیا تھا اب درویش نے اپنے لشکر مین نقارۂ جنگی بجوایا ہے صاحبقران نے بھی خبر نواخت
طبل جنگی سنکے اپنے بھی لشکر مین نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا ہے دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ
رزمی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہے کہ ہنگام صبح ناموس صاحبقران سے جنگ آزما ہو اور یہ
بھی ہمین دریافت ہوا ہے کہ حشام رستم انجم حصاری درویش و عمان شاہ کی ہدایت سے مسلمان
ہو گیا ہے درویش نے اُسے خلعت دیا ہے اب وہ اُس کے دربار مین دنگل پر بیٹھتا ہے باقی خیریت ہے
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار مذکور کے مسلمان ہو جانے سے منہ بسور کے ہرکارون
سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے ہرچند کہ ابھی شہنشاہ ساحران حاکم طلسم ہزار

نے ہمارے نامہ کا جواب نہیں ارسال کیا ہے مگر ایسی حالت مین کہ دونون اہل اسلام کے لشکرون مین
نقارہ جنگی بجوایا گیا ہے ہمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ نقارہ جنگی بجوا کر صبح کو مع جمعیت سپاہ میدان
کارزار مین جائین اگر درویش و صاحبقران بھی آمادہ جنگ ہون تو ان سے مقابلہ و محاربہ
کرین ورنہ صف آرا ہو کر تماشہ لڑائی کا دیکھین اہل اسلام باہم جنگ و جدال کرکے قتل ہون ہم
خوش ہون ہرکارون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے اسیوقت جاکر لشکر مین طبل جنگ بجوایا صدائے
نقارہ تینون لشکرون مین بلند ہوئی مردان ہر سہ سپاہ و جوانان ہر سہ لشکر صدائے نقارہ و دہل
جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیر انداز تیرون کو
حسب دلخواہ درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین ان کو موافق طبع
درست کرنے لگے مرد میدان جو سردار و سوار تھے وہ باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کس کو فتح
کس کو شکست ہوتی ہے ہم تو یہی ارادہ کیے ہین کہ ہنگام جنگ مغلوبہ دلیرانہ لڑین گے حتی الامکان
بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون کو قتل کرین گے قدم اپنا میدان جنگ سے نہ ہٹائین گے اگرچہ سر بھی تن سے
قلم ہو جائے کیونکہ اول تو ہمکو شوق جنگ ہے دوسرے ہمنے مدت مدید اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہے
اداے حق نمک خواری بھی ضرور ہے آبا و اجداد ہمارے بہادر و دلیر مشہور جہان تھے ہم بھی تو کچھ سر میدان
جنگ نام کرین ہنر جنگ دکھائین بہادرون مین سرخرو ہون زخم نیزہ و شمشیر کھائین اور جو سوار بزدل
نامرد تھے حال ان کا یہ تھا کہ جب وقت سے نقارہ جنگی بجایا گیا تھا صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی تھی
دل ان کے دہل گئے تھے خوف قتل سے مضطر و پریشان خاطر تھے چہرون پر اداسی چھائی ہوئی تھی
حواس خمسہ بجا نہ تھے گھبرائے ہوئے ادھر سے ادھر چلتے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے آہستہ باہم کہتے
تھے کہ لشکر سے کسی تدبیر سے نکل چلو یہان نہ ٹھہرو نوکری ہمنے واسطے جان دینے کے نہین کی تھی
اگر لشکر مین رہ گئے تو صبح کو مسلح ہو کر میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے لڑنا ہوگا اگر دشمنون کے
ہاتھون سے زخمی یا قتل ہوئے تو غضب ہو جائیگا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے
یہ کہتے ہوئے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے جو بہادر و دلیر تھے وہ رہ گئے تمام رات انھون نے
تیاری آلات حرب و ضرب و شوق جنگ مین بسر کی یہان تک کہ سپیدہ صبح افق فلک پر عیان ہوا تاریکی
شب دور ہونے لگی روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے رخ ماہ پر اداسی چھائی نسیم سحر
چلنے لگی طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل نکل بولنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے
گلشنون مین نسیم سحری سے غنچے گل ہونے لگے پھول کھلنے لگے بلبلین چہکنے اور نغمہ سرا ہونے لگین
موذن مسجدون مین اذان دینے لگے ہر طرف سے صداے اللہ اکبر آنے لگی کسی سمت سے آواز
گھنٹے اور ناقوس کی بلند ہوئی دیندار نمازگذار براے اطاعت پروردگار عالم و عالمیان بیدار ہو کر
اپنے فرش خواب سے اٹھے بعد وضو واسطے اداے نماز صبح کے رو بقبلہ ایستادہ ہوئے بعد اذان و
اقامت نیت نماز صبح کرکے تکبیرۃ الاحرام کہکے تلاوت و قرات سورۂ حمد و دیگر سورون مین مصروف
بخشوع و خضوع ہوئے پھر رکوع و سجود بجا لاکر کھڑے ہوکر دوسری رکعت بھی مثل رکعت اول پڑھکر
قنوت بھی سوے فلک ہاتھ اٹھاکے بہ رجوع قلب پڑھ کر رکوع مین جاکر ذکر رکوع کرکے و سجدون مین
تواضع حاصل کرکے باطمینان بیٹھکر تشہد پڑھکر سلام پھیر کر نماز کو تمام کیا بعد ازان اوراد و وظیفہ
[illegible] [illegible] کو ادا کیا صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سردار و سواران

لشکر نے بھی بیدار ہو کے بعد وضو نماز صبح پڑھی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت
کے بھی لشکر میں ہر ایک دیندار نے فریضہ سحری کو ادا کیا پھر دونوں لشکروں کے بادشاہوں نے
مردان سپاہ کو حکم کمربندی و مسلح ہونے کا دیا جملہ دیندار دونوں لشکروں کے جلد جلد مسلح ہوے
اس طرف سے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ ہمراہ درویش آفتاب صورت زین و سیار تختہائے
جواہر نگار پر سوار و نقابداران سبز پوش جلو میں بیس پشت نو لاکھ سواران جنگجو مرکبوں پر سوار آزمودہ کار
مع طبل و علم و نوبت و نقارہ و نشان شوکت و شان میدان کارزار میں آئے اُس جانب سے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالیمقام
و جمعیت سپاہ و لشکر بعد خدم و حشم عرصۂ جنگ میں تشریف لائے اخر حصارے کوکب انجم حصاری
بھی مع سارق بن بقا و سنگستان و تمامی فوج اپنی کے بکر و فر لیگا پر آیا جب تینوں لشکرہائے
مذکور میدان مصاف میں آگئے وہ صحراے سبزہ زار کثرت سپاہ بے قیاس سے پامال و مملو ہو گیا
جہاں تک یک نظر جا سکتا تھا تینوں طرف فوجیں ہی فوجیں دکھائی دیتی تھیں بجز خیمہ و بارگاہ و سواران
جنگی و طبل و علم و نشان ہاے سپاہ کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا بوجہ کثرت فوجہاے بے شمار سمندان
سواران سپاہ سے بکثرت غبار بلند تھا گاؤ زمین بوجہ کثرت مردان ہر سہ لشکر سے دبی جاتی تھی
زیر فلک ایسے لشکر عظیم میدان مصاف میں مقابل کبھی نہوے ہوں گے الحاصل جب تینوں لشکر
مذکور وارد میدان نبرد ہوے حسب دستور ہر ایک لشکر سے بیلدار و بیلچہ بردار حکم سے ہر ایک
بادشاہ لشکر کے براے درستی میدان جنگ نکلے انھوں نے جھاڑی جھنڈی خار و خس
میدان کارزار سے دور کر کے پست و بلند زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے ہر سہ سپاہ سے
باہر آکے میدان جنگ درست کردہ بیلچہ برداران پر بخوبی پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دور کیا
جب سقے اور بیلچہ بردار و بیلدار بعد درستی میدان کارزار عقب ہر سہ لشکر چلے گئے ہر ایک لشکر
حسب دلخواہ تخت آرا ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمین کا ہر ایک سپاہ کا جوانان
آزمودہ کار و بہادران نامدار سے آراستہ کیا گیا تب ہر سہ لشکرہاے مذکور میں بادشاہ ہر سہ
لشکر مانند دل کے جاگزین ہوئے علمے لشکر ہر سہ سپاہ علمداران لشکر نے بلند کیے پھر ہر سہ
علموں کے کھلے جنگی باجے ہر ایک لشکر میں بجے جوانان ہر سہ لشکر انی باجوں کی آواز و علموں
و دلپذیر سے عالم وجد میں جھومنے لگے شوق و اشتیاق کارزار میں قبضہاے شمشیر چومنے لگے
مست و مبہوت ہو کر آمادۂ ستیز ہوے بعد شور باجوں کا موقوف ہوا تھا اور کرکیت بھی
حسب قاعدہ قدیم تینوں لشکروں سے نکل کر وسط میدان کارزار میں آکر ٹھہرے اول تھا سے
خوش آواز نے اپنے سینچ جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کر باواز بلند یوں کہنا شروع کیا اور
اس طور سے ان کو آمادۂ جنگ کیا کہ اے جوانان وسپہ وفا والے دلاوران میدان کارزار
ہماری طرف متوجہ ہو کر تقریر ہماری کہ مفید تمھارے ہے بگوش دل سنو اور عمل کرو آگاہ و خبردار
ہو کہ دنیا ایک سراے فانی ہے مورد آفات ناگہانی ہے اہل دنیا بھی فانی ہیں سدا زمانہ مقیم ہیں
سفر و در دور پیش ہے قیام مدام کی امید نہیں بلکہ یقین نہیں حالات گذشتگان پیش نظر ہیں ہر وقت
و ہر ساعت خوف سفر ملک عدم ہے نقد دو زمانہ حیات سے بیخبر ہیں کہ نہیں معلوم کس وقت
اجل آجائے اور اس سراے دہر سے کوچ ہو جائے خاصان خدا نے حیات مستعار کا کچھ اعتبار

کرکے اجل کو اپنے نزدیک جان کے زوال دنیا کی جانب سے منہ پھیر کے یاد الٰہی میں اپنی زندگی
چند روزہ بسر کی ہی جب وہ دنیا سے گئے ہیں تو اپنے نامۂ اعمال میں عبادت اور نیکیاں
کرام الکاتبین سے لکھوا کر گئے ہیں اہل جہان آج تک اُن کے نیک اعمال کرنے کو یاد کرکے اُنکی
ثنا کرتے ہیں اور اہل جنان اُن کو جانتے ہیں خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ اعمال نیک واسطے اہل دنیا
کے خوب ہیں اس میں کوئی عمل نیک ہو خواہ عبادت خدا ہو یا محتاجوں اور مسکینوں اور غریبوں
کے ساتھ نیکی کرنا ہو یا پیاسوں اور بھوکوں کو سیر و سیراب کرتا ہو یا عریانے عریاں تن کو لباس
دینا ہو یا اہل حاجت کی حاجت شرعیہ بر لاتا ہو یا اپنے آقا کے سینہ سپر ہوتا ہو دشمنوں سے لڑتے
بچاتا ہو ذرا غور کرو تمہارے بادشاہ نے تمسے کیسا سلوک نیک کیا ہی ایک زمانہ دراز سے
تمہاری تنخواہ معین کی ہی بیشتر خلعت و انعام تمکو دیا ہی زر خزانہ تمہارے واسطے وا کیا ہی راحت و
آرام سے تمہیں رکھا ہی خاص اسی روز کے واسطے کہ میدان جنگ میں اپنے بادشاہ کے دشمنوں
سے دلیرانہ لڑو دشمنوں سے اپنے بادشاہ کو بچاؤ حق نمک گزاری ادا کرو تم بھی نیکی اپنے مالک و آقا
سے کرو اسوقت اُس کی رفاقت سے منہ نہ موڑو جان کے خوف سے ارادہ بھاگنے کا نکرو بیوفائی
اور نمک حرامی شعار اپنا نکرو یہ عمل بد ہی اپنے فرد عمل میں کرام الکاتبین سے نہ لکھواؤ دنیا
میں ذلیل و رسوا نہو وہ کام کرو کہ رستگار رہو دنیا میں آقا و مالک و بادشاہ تمہارا تمسے شادمان
دیکھنے والے اور سننے والے بھی تمہاری ثبات قدمی و کارزار کی تعریف و ثنا کریں بہادران
عالم میں محسوب ہو مردان عالم میں شامل ہو دلاوروں میں سرخرو ہو مرد میدان نبرد ہو
شجاعت اپنی دکھاؤ دلیرانہ اپنے حریفوں اور اپنے بادشاہ کے دشمنوں سے بہ تیر و نیزہ و
شمشیر و گرز و خدنگ و خنجر آبدار پیکار کرو اپنے آبا و اجداد کے نام سر میدان جنگ دشمن کو
بڑھ بڑھکر دشمنوں سے سرگرم کارزار ہو نعرے شیر کی مانند کرو برق تیغ سے خرمن حیات
حریفان کو باقی نہ رکھو ثبات قدمی اختیار کرو یہ جاے امتحان ہی مرد و نامرد کی میدان جنگ
ہی میں تمیز کی جاتی ہی اسوقت لاکھوں جوانوں کا یہاں مجمع ہی ان کے سامنے ایسے ایسے کارہاے
نمایاں کرو کہ حاسدوں کو رشک ہو مانند رستم و پیلتن و گیو و بیژن و سہراب و زال و
سام و نریمان و اسفندیار و رویین تن وغیرہ کے جنگ و جدال کرو مرنا ایک روز ضرور ہی
پھر قتل ہونے کا خیال نکرو جان کے خوف سے پیچھا بھی نہو دشمنوں کے سامنے سے بھاگنا
یا پسپا ہونا مردوں کو ننگ و عار ہی جو بہادر و شجاع ہیں وہ ہرگز زنہار دشمنان و انبوہ
بد اندیشان سے خائف و ترسان نہو کر عزت و آبرو کا اپنی اور اپنے آبا و اجداد کا خیال کرکے
قتل ہو جاتے ہیں مگر پیچھے قدم نہیں ہٹاتے ہیں زندگی بذلت سے مر جانا بہ دلاوری اچھا
جانتے ہیں اگر لاکھوں بہادروں کے سامنے سے بھاگکر ذلیل سر میدان ہو کر زندہ رہے
بھی تو کیا ایسی زندگی پر خاک ہی جب عزت و آبرو نرہی تو لطف حیات نرہا اور اگر بھاگتے وقت
دست دشمنان سے قتل ہو گئے تو جان بھی گئی اور عزت و آبرو بھی گئی بس اے بہادران
وقت مصاف تم اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا دلیرانہ اپنے حریفوں سے لڑنا ارادہ بھاگنے کا
نکرنا یہ کہکر نقیبان لشکر اہل اسلام خاموش ہوئے کیفیت جوش لشکر کوکب انجم شماری
سنکے تھے وہ اپنے لشکر کے جوانوں سے مخاطب ہو کر پکارے کہ اے جوانان جنگجو ذرا غور کرو

آج روز نہایت خوشی کا ہے اس واسطے کہ دلیران عالم مشتاق رہتے ہین خوبی تقدیر سے آج تین لشکر
میدان جنگ مین صف آرا ہین گفتگو مناسب ہے مگر بعد خوشی ان اہل اسلام سے دلیرانہ لڑنا معرکہ جنگ
مین سرخرو ہونا پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا مگر نہ یہ کہکر گیت اور نقیبان اپنے اپنے لشکر مین داخل ہوے
اسوقت جوانان ہر سہ لشکر ایسے آمادہ جنگ ہوے کہ از فرط شجاعت وہمت سب ہر ایک جوان لڑنے
اور قتل ہو جانے پر آمادہ ہو گیا اکثر دلیرون نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا ہنوز کوئی جوان
لشکر کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے نہ نکلا تھا کہ لشکر
نعمان شاہ سے نقابدار سبزپوش نکلا یعنی فرامرز ثانی کہ وہی اگرچہ اس کے بازو پر بندھا ہوا ہے جو
خضر ان ابن عمرو کو درویش مرجان سرخ موسے مع جامہ وغیرہ ہاتھ آیا تھا اور خاصیت و تاثیر اس
اکے منقش کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو وہ کبھی کسی اپنے حریف سے زیر نہو اور قوت مین کمی
اس کی نہو غرضکہ جب نقابدار نعمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ سے رخصت ہوکر
صف لشکر سے نکلکر وسط میدان جنگ مین آیا مرکب کو روک کر سوے لشکر بادشاہ و لشکر اہل اسلام
رخ اپنا کرکے باواز بلند یون گویا ہوا کہ اے صاحبقران عالی مقام مین چاہتا ہون کہ آپ ہی سے
مجادلہ و مقابلہ کرون آپ کے لشکر کے سردارون سے جنگ آزما نہون جنگ کو طول ندون اگر آپ پر
فتحیاب ہوا تو گویا کل آپ کے لشکر پر ظفریاب ہوا سب کو زیر کیا لہذا آپ ہی صف شکن و تیغزن جملہ
سرداران لشکر سے زیادہ تر ہین آپ ہی میرے روبرو بہر مقابلہ و مجادلہ تشریف لائیے کسی سردار سپاہ
کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ نہ فرمائیے کہ مین بجز آپ کے کسی سے جنگ آزما نہونگا کیونکہ مجھکو
آپ ہی سے اشتیاق جنگ ہے شہرہ آپ کی شجاعت و قوت و فنون سپہگری کا سنا ہے اسوقت قوت
آپ کی دیکھنا منظور خاطر ہے یہ کہکے خاموش ہوا اسوقت علماے لشکر جلوہ گر ہوے صاحبقران نے
اپنے دل مین کہا کہ یہ نقابدار بہادران روزگار سے ہے سچ کہتا ہے کہ جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ
ہے مرد دانا و معقول ہے یہ باتین دل مین اپنے کرکے زیر علم اشرف آپ کے روبرو بادشاہ و لشکر جاکر
اجازت جنگ حاصل کرکے دلیرانہ مرکب کو سوے نقابدار مذکور جولان کیا جب قریب نقابدار
سبزپوش پہونچے گھوڑے کو روک کر فرمایا کہ اے نقابدار سبزپوش حسب الطلب تمہارے ہم ہی
واسطے مقابلے کے آئے ہین مشتاق تمہاری ضرب نیزہ و شمشیر و گرز کے ہین لہذا وار کرو فنون جنگ
ہمپر آشکار کرو نقابدار مذکور گفتگو سے صاحبقران کے نیزہ اٹھاکے مرکب کو اپنے کاوے پر
ڈال کر نیزے کو گردش دے کے خم نیزہ بازی تادیر دکھلائے عرق مین سراپا تر ہوگئے نیزہ بازان
کامل سے تعریف و ثنا اپنی نیزہ بازی کی کرائے پکارا کہ اے صاحبقران ہوشیار ہو جائیے کہ
اب مین وار کرتا ہون یہ کہکر نیزے کو گردش دے کر بچالاکی تمام پہلوے صاحبقران عالی مقام پر ضرب
نیزہ لگائی ادھر صاحبقران نے اس کی سنان نیزہ کو بعنوان شایستہ اپنی سنان نیزہ پر روکا دو
سنانون کے ملنے سے اور باہم رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوگئین گویا دو اژدرون نے اپنے دہانون
سے شعلہاے آتش نکالے دیکھنے والون نے تعریف نقابدار کے نیزہ لگانے کی اور صاحبقران کے
نیزہ روکنے کی بہت کی پھر صاحبقران نے نیزے کا وار اسکے سینے پر کیا اس نے بھی اس خوبی سے روکا
کہ دیکھنے والون کا تو کیا ذکر خود صاحبقران خوش ہوگئے دل مین کہنے لگے کہ یہ طرز نیزہ بازی تو
ہمارے بیان کا ہے ہوا ہما سے اور کہین یہ طریق نیزہ بازی نہین پایا جاتا عجب ہے کہ اس نقابدار سبزپوش کا

طریقہ نیزہ بازی مثل ہمارے اور ہمارے اہل لشکر کے ہی نہیں معلوم کہ یہ جوان کون ہی نقاب اسکے
چہرے پر ہی شناخت ہو نہیں سکتی ہی ابھی صاحبقران اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے اور منصف طبع
ثناے نقابدار مذکور کر رہے تھے درویش آفتاب صورت بھی قریب نقابدار سبز پوش اپنے گنبد
طلائی میں بیٹھے ہوے نقابدار ممدوح کی تعریف کر رہے تھے دل اُس کا بڑھا رہے تھے نقابدار بھی
ہر ایک کے تعریف کرنے سے خوش ہوکر نہایت حسن وخوبی سے لڑ رہا تھا چالاکی و ہوشیاری سے
وار کرتا تھا اور روکتا ہی تھا جو نیزہ بازی جو سیکھا تھا اپنے استاد سے اُس کو ظاہر کر رہا تھا دوست
دشمن سب تعریف کر رہے تھے کہ نقابدار سبز پوش نے وار نیزہ صاحبقران کا روک کر خود بھی
وار نیزے کا کیا صاحبقران نے پھر روکا اسی طرح ڈیڑھ دو سو طعن اسے نیزہ کی باہم رد وبدل ہوئی
دیکھنے والوں نے متحیر ہوکر دونوں بہادروں کو فن نیزہ بازی میں کامل و اکمل پاکر بے حد تعریف
کی خصوصاً صاحبقران نے خود اپنے دل میں تعریف نیزہ بازی نقابدار مذکور کی بہت کی آخرکار
صاحبقران نے مسکرا کر نقابدار مذکور سے ارشاد کیا کہ اے نقابدار سبز پوش اب کی مرتبہ اپنی سنان
نیزہ سے بہت ہوشیار رہنا سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نکلنے نہ دینا نقابدار نے جواب دیا کہ آپ وار کریں
میں ہوشیار ہوں حتی الامکان سنان نیزہ اپنی چوب نیزہ سے نکلنے نہ دونگا صاحبقران نے یہ تقریر
اُس کی سنکے وہ بند نیزہ جو مخصوص واسطے صاحبقران کے تھا اور اُس سے کوئی سردار آگاہ نہ تھا
وار نیزے کا کرکے باندھا اور ایسا کس بقوت بازو سے توڑ دیا کہ سنان نیزہ چوب نیزہ نقابدار مذکور
سے نکلکر مثل تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ جوانان ہر دو لشکر نے بجاے خود صاحبقران
کی تعریف کی نقابدار مذکور سنان نیزہ کے نکل جانے سے شرمندہ و منفعل ہوا کثرت شرمندگی سے
عرق میں تر ہوگیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال میں غرق ہوگیا سر جھکا لیا درویش آفتاب صورت کو
و نیز اُس لشکر کے مردان سپاہ کو رنج ہوا بعد ایک لمحہ کے نقابدار سبز پوش نے سر اپنا اٹھا کر غضبناک
ہوکر مرکب کو بڑھا کر وہی چوب بے سنان بقوت تمام سر صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے
ضرب چوب نیزہ حریف کو اس عنوان سے روکا کہ چوب نیزہ نقابدار درمیان سے ٹوٹ گئی نقابدار
سبز پوش نے وہ چوب شکستہ نیزہ اپنے ہاتھ سے خاک پر ڈال کر اپنے پہرے گرز گرانبار اٹھا کر
کہا کہ اے صاحبقران عالی مقام اب ہوشیار ہو جائیے گرز گران سر اٹھائیے میری ضرب گرز کو
روکیے شجاعان جہان سے میری ضرب گرز رک نہیں سکتی ہی جس حریف پر میں نے اس گرز گرانبار
کا وار کیا ہی اُس کو تہ خاک جانا نصیب ہوا ہی پیوند خاک کر دیا ہی استخوان تک اُس کے سالم نہیں
رہے ہیں راکب و مرکب دونوں راہی ملک عدم ہوے ہیں بہت سے پہلوانوں اور سرداران
نامی و نامور کو اسی گرز سے میں نے پیوند خاک کر دیا ہی میری ضرب گرز سے حریف میرا جانبر
ہو نہیں سکتا ہی اطلاعاً آپ سے کہا ہی صاحبقران نے مسکرا کر گرز گاؤ سر نہایت گرانبار اٹھا کر
فرمایا کہ اے بہادر تیری بہادری و قوت و ہمت میں کلام نہیں ہی اور تیری لیاقت میں بھی
شک و شبہ نہیں ہم خبردار و ہوشیار ہیں خداوند عالم تیری ضرب گرز سے بھی ہمیں بچالیگا ناخیر کر
ضرب گرز لگا کہ ہم مشتاق ضرب گرز ہیں دیکھیں کس قوت سے ضرب گرز تو لگاتا ہی نقابدار نے
دونوں ہاتھوں سے گرز کو محکم پکڑکر مرکب کو بڑھا کر گرز کو بالاے سر گردش دے کر بقوت تمام
بالاے سر صاحبقران ضرب گرز لگائی ادھر صاحبقران نے دلیرانہ اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا۔

ایک تڑاقا عظیم ہوا آواز مہیب و بلند پیدا ہوئی گویا دو فیل مست باہم جنگ آزما ہوئے مگر دو فولادین
بعید غضب ہوئی دیکھنے والوں کے دل سینوں میں تھرا گئے اکثر جوانان لشکر تھرا کر مرکبوں سے
گر پڑے زمین بھی کانپی غبار بلند ہوا دونوں دلیران مذکور غبار میں نہان ہوئے نقابدار سبزپوش
نے ضرب گرز لگا کر خوش ہو کر پکار کر کہا کہ زدم و پست کردم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
را اے خواجہ طیفور گرد یا خبر لو صاحبقران کی دیکھو کیا حال ہے خواجہ مذکور نے چھاگل پانی سے
بھری ہوئی لیکر اس غبار میں جا کر دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھیں بند ہیں گرز دونوں ہاتھوں میں مثل میل
فولادی بلند کیے ہوئے ہیں پیشانی پر عرق آگیا ہے مرکب قریب سموں تک غرق زمین ہو گیا ہے زندہ
و سالم ہیں یہ دیکھکر خوش ہو کر چھاگل سے پانی لے کر چھینٹا منہ پر صاحبقران کے دیا پھر پانی سے
گرد و غبار کو دور کیا صاحبقران نے آنکھیں کھولیں خواجہ نے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے فرمایا الحمد للہ
اچھا ہوں زندہ و سلامت ہوں کچھ تردد نکرو لیکن ضرب گرز گرانبار کے روکنے سے کچھ گرانی
مرفق و بازوؤں پر ہوئی ہے یہ فرما کر اپنے مرکب کو مہمیز کر کے زمین سے نکالا گھوڑا بقوت تمام گویا ایک طعمہ
لے کر زمین سے نکلا پھر گرد و غبار بلند ہوا بعد دفع ہونے اُس غبار کے اور ہٹ جانے خواجہ طیفور گرد
کے صاحبقران نے نقابدار سبزپوش سے مخاطب ہو کر فرمایا شعر تو ضربے زدی ضرب جان نوش کن
ہمشادی از دل فراموش کن وہ ارشاد کر کے اپنے گرز گرانبار کو گرد سر چرخ دے کر مرکب کو آگے
بڑھا کر خبردار و ہوشیار لیکر ضرب گرز بالائے سر نقابدار سبزپوش بقوت تمام لگائی اس طرف نقابدار
نے چالاکی و دلاوری سے اپنے گرز زیر ضرب گرز صاحبقران روکی ہنگام ضرب مذکور بہ نسبت
ضرب گرز نقابدار مذکور زیادہ تڑاقا ہوا اور صدائے مہیب بلند ہوئی گھوڑے بھڑکے اکثر سواران
لشکر کفار خاک پر گرے جوانان جنگی کے دل ہل گئے جگر تھرائے میدان جنگ ہل گیا بہت سے بزدلوں
جو سپاہ کفار میں تھے غش آگیا تھا۔ زیادہ بلند ہوا یہ حال دیکھکر درویش آفتاب صورت کو
تاب صبر باقی نہ رہی دلسوز سے کہا کہ جلد جا کر دیکھ تو سہی کہ نقابدار سبزپوش کا کیا حال ہے دلسوز بھی
چھاگل پانی سے بھر کر ہمراہ لیے ہوئے گرد اس غبار کے اندر گیا پانی چھڑک کر غبار کو دور کر کے دیکھا کہ
نقابدار کی آنکھیں بند ہیں دل دردمند ہے گرز گران بار ہاتھوں میں بلند ہے دم تو سینے میں ہے گھوڑا
تا کمر زمین میں غرق ہو کر مر گیا ہے کمر اس کی ٹوٹ گئی ہے بوجہ غرق ہو جانے زمین کے بالائے خاک گرا نہیں
ہے نقابدار باوجود اس کے کہ آنکھیں بند کیے ہے اور سراپا عرق میں تر ہے مگر زندہ ہے یہ حال دیکھکر
فی الفور پانی چلو میں لے کر منہ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا دیا ہوش نہ آیا پھر دوبارہ پانی کا چھینٹا دیا
نقابدار نے ہوشیار ہو کے آنکھیں کھولیں دلسوز نے پوچھا کہ کیا حال ہے مزاج کیسا ہے اس نے جواب دیا
کہ الحمد للہ اچھا ہوں مگر ضرب گرز گرانبار صاحبقران سے میری کلائیوں اور بازوؤں کو سخت صدمہ
پہونچا دلسوز نے کہا کہ درویش آفتاب صورت متردد ہیں مرکب سے اتر کر دوسرے مرکب پر
سوار ہو جئے دیکھیے مرکب آپ کا ہلاک ہو گیا ہے اعدا خوش ہو رہے ہیں احباب کو آپ کے تردد
نہایت ہے یہ سنکے نقابدار سبزپوش نے اپنے مرکب پر نظر کر کے غضبناک نہایت ہو کے مرکب مردہ سے
اتر کے ارادہ کرنے مرکب صاحبقران کا کیا ادھر صاحبقران نے اپنے گھوڑے سے جلد
اتر کر اُسے روکا اُس نے برہم ہو کے زنجیر کمر صاحبقران میں ہاتھ ڈالدیا صاحبقران نے بھی
دامن عبا و قبا کو گردان کر اُس کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کرنا شروع کیا دونوں جانب سے

خوب زور ہونے لگے کشتی پست کر ہونے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ دونون طرف سے ہونے لگے دستی
زبردستی ہر ایک ہنگام کشتی کرنے کا قصد کرنے لگا کوئی ارادہ نکال کا کرنے لگا کوئی اکھیڑ لگانے کی
فکر مین ہوا غرض ہر ایک دونون بہادرون مذکور سے اپنے اپنے داؤن کی فکر کرنے لگا کشتی پر زور دستی
ہونے لگی جملہ جوانان ہر سہ سپاہ بنظر رغبت کشتی دیکھنے لگے اسوقت دونون لشکرون کے ہرکارون
و نقبا وغیرہ نے باواز بلند کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ کشتی ان بہادرون کی ایسی ویسی کشتی نہین ہے
کہ دو چار گھڑی مین ہو جاوے ان مین سے ایک غالب و مغلوب جلدی سے ہو جاوے یہ کشتی خدا جانے
کئی روز و شب ہوگی کہان تک تم سب مرکبون پر سوار رہوگے اور صعت آزار ہوگے لہذا بہتر و
مناسب یہ ہے کہ مرکبون اور دیگر سواریون سے اتر اتر کر خیمہ و بارگاہ ایستادہ کر کے تخت و کرسی و فرش
پر بیٹھکر باآرام و راحت سیر اس کشتی کی کرو بنظر غور کشتی دیکھو تا کہ لطف کشتی دیکھنے کا باآرام و بخوبی حاصل
ہو بادشاہان ہر سہ سپاہ نے تقریر ہرکارون وغیرہ کی سنکے خیال کیا کہ یہ ہرکارے وغیرہ سچ کہتے ہین
یہ کشتی چند روز تک ہوگی اس طرح سے کب تک بالاے تخت بیٹھے ہوے کشتی دیکھین گے یہ خیال کر کے
ہر ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ قریب قریب مقام کشتی کے خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا جلد تر ہون چیل
سردار و سوار مرکبون سے اتر کر حسب قدر مراتب کرسیون اور فرش پر بیٹھکر براحت و آرام یہ کشتی
دیکھین کیونکہ یہ دونون جوان نامی و نامور ہین کشتی ان کی قابل [illegible] و یادگار ہے ایسی کشتی کبھی کسی نے
نہ دیکھی ہوگی ایسے جوان و پہلوان زبردست و قوی بازو و قوی ہیکل نامی و نامور و جہد عصر و چیدہ
روزگار باہم کبھی کشتی نہ لڑے ہونگے ان کی کشتی جو دیکھے گا وہ دیکھنے کا پھر ایسی کشتی زیر فلک شاید
ہووے غرض یہ حکم شاہان لشکر کے ملازمون نے جلد جلد سامان کیا بارگاہین اونچے قریب جاے کشتی
کے دور تک بکثرت ایستادہ و برپا کر کے تخت زرین اور کرسیان زرین و چاندی اور فرش نفیس
و فرش نفیس بمقام و جاے مناسب بچھایا پردے خیمون اور بارگاہون کے اٹھا دیے جب یہ انتظام
ملازمون مذکور نے کیا ہر ایک بادشاہ لشکر جرار مردان سپاہ اعلی و ادنی کے اپنی اپنی سواریون
اور مرکب سے اتر کر سائیسون کو مرکب حوالے کر کے ہر ایک حسب قدر مراتب کرسی اور فرش پر بیٹھا
بادشاہان لشکر بالاے تخت زرین بیٹھے درویش آفتاب صورت بھی عنقریب مقام کشتی بتوجہ
اپنے اسی گنبد طلائی مین بیٹھے اور بقول راوی دیگر بالاے کرسی زرین بیٹھے اور بآواز اوستا تعریف
و ثناے نقابدار بمقام مناسب کشتی کرنے لگے دل اس کا بڑھانے لگے وہ بھی تعریف و شکر سے
جھک جھک کر تیزی و چالاکی سے کشتی لڑنے لگا اب سب اعلی و ادنی بمقامات تعریف دونون
بہادرون کی تعریف و ثنا کرنے لگے باآرام تمام سب بیٹھے ہوے کشتی دیکھنے لگے یہان تک کہ
زمانہ شام کا آگیا آفتاب جانب مغرب جا کر نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی وقت شام
نقابدار سبزپوش نے ہاتھ اپنے شانہ و بازوے صاحبقران پر رکھکر کشتی لڑنے سے روک کر کہا
کہ اے صاحبقران عالی مقام ملاحظہ فرمایئے کہ آفتاب نہان ہو گیا تاریکی شب نمود ہوئی ہر یہ
ظاہر ہے کہ دن واسطے محنت و مشقت و کار کرنے کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے
لہذا اگر مناسب ہو تو جا کر اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہو جیے صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑیے مجھکو نے
صرف آپ کے راحت و آرام کی غرض سے کہا ہے یہ خیال نہ فرمایئے گا کہ نقابدار سبزپوش کشتی
لڑتے لڑتے تھک گیا ہے دم اس کا اکھڑ گیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ بہادران عالم بغیر غالب و

مغلوب ہوے کشتی موقوف نہین کرتے ہین اور تاریکی شب کا دفع کرنا نزدیک شاہون کے
مشکل نہین ہی ممکن ہی کہ اسقدر روشنی کردی جاے کہ اس میدان جنگ مین کثرت روشنی
سے تاریکی شب معدوم ہوجائے اب رہا کلام اکل و شرب کے بارے مین اس بارے مین
بھی یہ ہوسکتا ہی کہ بعوض نان خورش شیر تازہ و خالص پر اکتفا کی جاوے نقابدار سبزپوش نے
جواب دیا کہ بہتر ہی مجکو رات کو بھی لڑنے مین کچھ عذر و تامل نہین ہی یہ کہنے کے واسطے روشنی
کرنے کے کہا درویش آفتاب صورت کے حکم سے اسطرف ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام
کے فرمان سے ملازمون نے سامان روشنی کرنے کا کیا پشمک کے جھاڑ چند در چند بمقام کشتی
لاکر رکھدیے کنولون مین شمعلے ہوی وکافوری چڑھادین پھر روشن کردین سوا ان کے
ہزارہا دو ہزار کنول اور فانوسین اور لاکھون مشعلین اور پنجشاخے جس جگہ جو مناسب روشنی تھا
روشن کیا کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے لشکر مین روشنی کرائی کثرت روشنی سے میدان
جنگ مین سیاہی شب کا اثر بھی نرہا جب اس طرح روشنی ہوچکی کٹورے شیر خالص سے بھرے ہوے
چند در چند ملازم مع کاسہ سی و جام بلورین لیے کہ دونون جانب لشکر سے آئے بہادران کشتی گیر
مذکور نے شیر گاو کاسون مین بھروا کر ہر ایک کاسہ دہن سے لگا کر شیر مذکور پیا جب کاسہ
خالی ہوا پھر ملازمون نے کاسہ شیر سے بھر دیا پھر دونون بہادرون نے کاسہ دہن سے لگا کر
شیر نوش کیا اسی طرح سے کئی کاسے شیر کے پیکر ہر ایک سیر و سیراب ہوکر پھر کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوا ملازم کٹورے اور کاسے اٹھا کر لے گئے دلاوران موصوف بعد ادا ے نماز مغرب بدستور
روز گذشتہ کشتی لڑنے لگے جملہ اعلی و ادنی صغار و کبار بنظر غور کشتی دیکھنے لگے ماہران فن کشتی
بمقام تعریف کشتی ثنا کرنے لگے یہان تک کہ وہ شب تمام ہوئی دونون دلاور برابر کشتی لڑا کیے
کسی کے زور مین کمی نہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا صبح کو بھی بعد ادا ے نماز صبح اور شیر نوش کے
سیر و سیراب ہونے کے پھر کشتی لڑنے لگے کہان تک بتفصیل حال اس کشتی کا تحریر کیا جاے خلاصہ
یہ کہ آٹھ روز اور آٹھ راتین برابر کشتی ہوئی دونون مین سے کوئی غالب و مغلوب نہوا نہ کسی کے
زور و قوت مین کمی پائی گئی اکثر دیکھنے والے حیران ہوے کہ یہ عجب پہلوانان قوی بازو ہین کہ آٹھ
روز و شب سے کشتی لڑ رہے ہین ابھی تک ان مین سے کوئی زیر نہین ہوا نہ کسی کی قوت مین
کمی ہوئی برابر بدستور روز اول اب تک کشتی لڑ رہے ہین یہ تو دیو اور جن سے بھی کچھ قوت و
زور مین بڑھ گئے این خبر صاحبقران تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہی ہین اس نقابدار سبزپوش کی
قوت پر تعجب ہی کہ اس کی اب تک قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اسی طرح صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی اپنے دل مین خیال کیا کہ جاے حیرت اور مقام تعجب ہی کہ اب تک یہ
نقابدار سبزپوش بطور روز اول سے کشتی لڑ رہا ہی آٹھ روز اور آٹھ شبین گذر کر یہ نوان روز ہی
ابھی تک اس کی قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اور انداز اس کی جنگ نیزہ و گرز و کشتی کا بعینہ
ہمارے ہی بیان کا ہی شاید یہ شاہزادہ طیمور شیر پرور ہو کہ وہ بھی ہمیشہ آکر اسی طرح سے کشتی
لڑا تا تھا مگر حیرت یہ ہی کہ وہ نقابدار سرخ پوش تھا اور یہ نقابدار سبزپوش ہی اگر طیمور شیر پرور ہوتا
تو اس کی نقاب سرخ ہوتی کبھی نقاب سبز نہوتی دیکھا چاہیے کہ آخر یہ کون ہی طیمور شیر پرور ہی
یا کوئی اور ہی کسی طرح مغلوب ہوتا ہی نہین ہی کسی طرح اس کی قوت مین کمی ہوتی ہی نہین ہے یہ

انسان ہی یا جن ہی یا کوئی اور ہی یہ خیال کرتے ہی ہنگام کشتی لڑنے کے صاحبقران نے اُس کے
نقاب پر ہاتھ ڈال کر نقاب کو چہرے سے اٹھا کر پہچان کر کہا کہ اے فرامرز ثانی تم مجھ سے کشتی
لڑتے ہو تم تو دریا میں ہمراہ ملکہ گرگ غرق دریائے موج ہو گئے تھے کیونکر دریا سے بکنار سلامتی
پہونچے اور یہ تو بتاؤ کہ اسقدر زور و قوت تمنے کہاں سے پائی کیا بعد مرنے کے پھر زندہ ہو کر
خدا سے اسقدر قوت طلب کر کے دنیا میں مجھ سے مقابلے کو آئے ہو یہ قوت و زور آخر تمکو کیونکر حاصل
ہوا ہی جائے حیرت ہی اور مقام عجب ہی ہنوز نقابدار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی نے صاحبقران کو کچھ
جواب نہ دیا تھا فقط ارادہ جواب دینے کا کیا تھا کہ یکایک از جانب ہوا گردے برخاست گردی تیرہ و
سرگرد با جہان رسیدہ در میان گرد و غبار تیرہ جلوہ برق عیان مردمان ہر سہ سپاہ طرف اُس گرد و غبار
عظیم کے دیکھکر طرح طرح کے خیالات کرنے لگے اکثر مردمان سپاہ کہنے لگے کہ اس طرف سے بڑے زور سے
سیاہ آندھی آتی ہی برق بھی چمکتی ہوئی دمبدم نظر آتی ہی ایسی آندھی کبھی کم آئی ہوگی یہ خیام اور
بارگاہیں آندھی میں اڑ جائینگی بعض بعض سواروں نے کہا کہ خیال تمہارا غلط ہی یہ آندھی نہیں ہی
ابر سیاہ اس جانب سے آتا ہی بجلی بھی چمکتی ہی اگر یہ ابر سیاہ محیط ہو کر برسنے لگا تو خوب ہی بارش ہوگی
یہ خیام و بارگاہ اس ابر دربار سے اس صحرا میں حباب آسا نظر آئینگے ہزاروں آدمی طغیانی
آب سے بہ جائینگے ہوشیار ہو جاؤ ابھی سے فکر ایسی کرو کہ بارش باران سے مضرت نہ پہونچے اکثر
مردم سپاہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو یہ آثار آمد سپاہ کثیر کے ہیں غالبا کوئی بادشاہ بجمیعت فوج کثیر ادھر
آتا ہی نہیں معلوم وہ جرار اور ہمارے بادشاہ کا دوست ہی یا دشمن ہی اگر دوست ہی تو فہو المراد
اور اگر دشمن ہی تو یاد رکھو کہ آج اس صحرا میں ایسی لڑائی ہوگی کہ کسی نے کم دیکھی ہوگی کشت و خون
از حد ہوگا لاشوں کے انبار کشتوں کے ڈھیر اس صحرا میں جا بجا ہو جائینگے بلکہ یہ صحرائے سبزہ زار
خون کشتگان و مجروحان سے لالہ زار ہو جائیگا دریائے خون اس صحرائے سبزہ زار میں رواں
ہوگا اسوقت تین لشکر ہائے عظیم یہاں موجود ہیں چوتھا لشکر عظیم یہ آتا ہی سخت تلوار چلے گی جنگ
مغلوبہ غضب کی ہوگی لاکھوں مردان لشکر کام آجائینگے ہزارہا مجروح ہونگے زمین پر تڑپ کر
نالہ و فریاد کرینگے صدہا بلکہ ہزارہا مردان سپاہ کشمکش میں دب کر مرکبوں سے گرکے مانند
سبزہ صحرا پامال سم اسپاں ہو جائینگے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے مقتضائے عقل یہی
ہی کہ ہوشیار ہو جاؤ جلد جلد اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو تلواریں علم کر لو نیزے ہاتھوں میں سنبھال لو
گرز گران سر اٹھا لو دیکھو پھر مہلت اتنی نہ ملیگی کہ مرکبوں پر سوار ہو کر آلات حرب و ضرب سے اپنے
دشمنوں کو قتل کر سکو اکثر نے ان کو جواب دیا کہ تمکو عقل خاک بھی نہیں ہی محض بیوقوف ہو جوانان
لشکر کو ڈراتے ہو آپ بھی ڈرتے ہو دوسروں کو بھی ڈراتے ہو بزدلوں کی سی باتیں کرتے ہو
قبل از وقوع واقعہ جوانان جنگجو کو قتل و زخمی ہو جانے کی خبر دیتے ہو تم تو درویش خدا رسیدہ بھی
نہیں ہو نہ کوئی اولیاء ہو نہ منجم نہ رمال نہ کاہن ہو کہ تمہارے قول کا اعتبار کیا جاوے تمہیں
ایسے لوگ مردان جنگجو کو بھی میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے نہیں دیتے ہیں جو کوئی آتا ہی
آئے کیا اندیشہ ہی مرنا ایک روز ضرور ہی اگر آندھی آتی ہی تو آئے اور اگر ابر آتا ہی تو وہ بھی آئے
پانی برسے اگر لشکر آتا ہی تو آئے جو کوئی ہم سے لڑے گا ہم اس کے دشمنوں سے آمادہ جنگ ہونگے
حتی الامکان دلیرانہ لڑینگے زندگی ہوگی تو زندہ رہینگے اگر اجل نزدیک آئی ہی تو قتل ہو جائینگے

گھبراہٹ عبث ہی یہ اضطراب و خوف بیکار ہی جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا جانب گرد و غبار
دیکھتے ہوا ادھر متوجہ ہو دیکھو صاحبقران ذیشان اپنے حریف سے کچھ ہم سخن ہو رہے تھے پہلے کشتی
کر رہے تھے اب کشتی موقوف ہی نہیں معلوم کیا سبب ہی ہم اور تم تو دور ہیں اگر قریب ہوتے تو
مفصل حال موقوف ہونے کشتی کا معلوم ہوتا ابھی مردان ہر دو سپاہ یہ تقریر کر رہے تھے اکثر جانب
گرد و غبار مذکور دیکھ رہے تھے کہ صاحبقران و فرامرز ثانی بھی دونوں بہادر سوئے غبار
دیکھنے لگے ناگاہ دامن غبار دست باد تند سے صد چاک ہوا دیکھا کہ دس ہزار فیلان کوہ پیکر و بلند
قامت چلے آتے ہیں آگے سب ہاتھیون کے جو فیل کلان ہی اُس پر بھی نشان ہی ایک جوان زرہ پوش
مسلح نشان لئے ہوئے بالائے پشت فیل بیٹھا ہی رنگ نشان کے پھریرے کا سیاہ ہی علامت و
نشان فوج کفار کے کنے کا ہی اُس ہاتھی کے خرطوم میں دو تیغے جنگلے دوطرفہ دھار نہایت آبدار
ہی بندھے ہیں پیچھے اُس ہاتھی کے پچاس ہزار فیلان بلند ہیں ہر ایک ہاتھی پر ایک پہلوان زبردست
مسلح بیٹھا ہوا ہی اور مثل فیل اول کے جیسے نشان ہی ہر ایک ہاتھی کی سونڈ میں دو تیغے طویل
دوطرفہ دھاردار بہت آبدار بندھے ہوئے ہیں جسوقت کوئی فیل اپنی سونڈ کو حرکت دیتا ہی وہ
تیغے مانند بجلی کے چمکتے ہیں پچاس ہزار ہاتھی ہیں سو ہزار تیغے ہیں ان سو ہزار تیغون کی چمک پناہ
بذات خدا ایکبارگی سو ہزار بجلیون کا چمکنا معاذاللہ تمام صحرائے سبزہ زار روشن ہو جاتا ہی پیچھے
اُن سب ہاتھیون کے ایک لاکھ سواران جنگی ہیں حاکم سپاہ مذکور ایک فیل مست پر سوار زرہ پوش
اُس کے سر پر ہی جوان از حد قوی ہیکل دیو پیکر ہی اُس ہاتھی کی بھی سونڈ میں دو تیغے بندھے
ہوئے ہیں مستک پر ہاتھی کی ایک پہلوان دیو پیکر بدصورت ترش رو مہیب صورت مسلح بیٹھا
ہی گرز گران اُس کے ہاتھ میں ہی وہ جملہ فیل اور تمام سواران لشکر گھوڑے دوڑاتے ہوئے
فیلبان فیلون کو بانگ سے ہولتے ہوئے بعجلت آتے ہیں یہ حال دیکھکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ اور فرامرز ثانی متردد ہوکر زمین سے اُٹھے ملازمون سے مرکبون کا
طلب کیا صاحبقران نے اپنے لشکر کے جملہ سردارون اور سوارون کو حکم دیا کہ جلد مرکبون پر
سوار ہو نہیں معلوم یہ کون بد اندیش ادھر آتا ہی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت
قزاق آہن کلاہ و کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے جملہ مردان سپاہ کو حکم مرکبون پر
سوار ہونے کا دیا اور خود بھی تخت پر سے اُترکر مرکب پر ہر ایک بادشاہ نے سوار ہونے کا
ارادہ کیا ہنوز صاحبقران اور فرامرز ثانی اور کچھ سرداران سپاہ اور سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام مرکبون پہ سوار ہوئے تھے اور باقی جملہ سردار و سوار فکر سواری اسپ میں تھے
کہ یکایک وہ تمام فیل صحرا میں آہی گئے اُن کے آنے سے وہ صحرائے سبزہ زار گویا جنگل ہی ہو گیا
گویا تمام صحرا ہاتھیون سے بھر گیا بعد آنے ہاتھیون کے صاحب لشکر یعنی حمائل بن شمائل بن
جمائل کہ بھتیجا تالند صور بن سعدان کا ہی ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے حسب الاتفاق
اُس طرف آیا جس جانب لشکر کوکب انجم حصاری کا تھا کوکب انجم حصاری متفکر و پریشان
خاطر ہوکر سارنیق بن بقا سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو کیا ہوتا ہی نہیں معلوم یہ لشکر اس کروفر سے
کس کا آیا ہی سارنیق بن بقا جواب میں اُس کے کہہ رہا تھا کہ اسوقت کیسی تقدیر تازہ کی ہی کہ ان
گھبراتا ہی خبر تمام حال منکشف ہو جائے گا یکایک حمائل خان نے قریب آکر سارنیق بن بقا کو

پہچان کر بادب سلام کرکے کوکب انجم حصاری سے پوچھا کہ یہ دونوں لشکر اس صحرا میں کس کس کے
فروکش ہیں اور یہ لشکر کس کا ہے اس نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ یہ لشکر تو صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کا ہے اور وہ لشکر عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت
کا ہے یہ دونوں لشکر اہل اسلام کے ہیں جب سے یہ دونوں لشکر اس سرزمین پر آئے ہیں کیا کہوں
کہ کیسے کیسے صدمات میرے قلب کو پہنچے ہیں اور جو لشکر میرا ہے اس وقت نقابدار سبزپوش اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ باتیں ہو لیکن کشتی موقوف ہوئی قبل اس کے آٹھ
روز و شب نامبردگان سے برابر کشتی ہوتی تھی تھا اب آگئے ہیں مردان لشکر کچھ مرکبوں پر سوار
ہوچکے ہیں لاکھوں ابھی تک سوار ہونے کی فکر میں ہیں اپنے مرکبوں کو سائیسوں سے طلب کر رہے
ہیں کہ جلد لاؤ دیکھیے سائیس مرکبوں کو لیے ہوئے چلے گئے ہیں شور و ہنگامہ ہو رہا ہے یقین ہے کہ ان
اہل اسلام کا صبح ہی ارادہ ہے کہ آپ سے بھی مقابلہ و مجادلہ کریں حمائل خان نے یہ تقریر
کوکب انجم حصاری کی سنکے از حد برہم ہوکے حکم سب فیلبانوں کو دیا کہ وہ بولی بولیں کہ جس
بولی کے بولنے سے ہاتھی سمجھ جاتے ہیں کہ ہمارے سینہ خرطوم ہلانے کو کہتے ہیں اور پیٹے ہلانے کا حکم
دیتے ہیں فیلبانوں نے حسب الحکم اپنے آقا و مالک کے حکم سے وہی بولی جنگی قواعدی بولی کہ جو
ہاتھیوں کو سکھائی گئی تھی تمام ہاتھی اس بولی کے سنتے ہی سمجھ گئے کہ ہمیں اسوقت سونڈ ہلانے اور
پیٹے ہلانے کو ہمارے فیلبان کہتے ہیں فی الفور وہ قواعددان ہاتھی سونڈیں ہلانے لگے
اسوقت حمائل خان بن شاکل بن حمائل خان نے سب فیلبانوں کو حکم دیا کہ یکبارگی
سب ہاتھی ان دونوں لشکروں اہل اسلام کی طرف کہ اس صحرا میں پھیلے ہوئے ہیں بڑھاؤ دونوں
لشکروں کے مردان کو ان ہاتھیوں کے پیروں سے قتل و پامال کراؤ اور تم بھی بہ تیر و نیزہ و شمشیر
اہل اسلام کو قتل کرو جو اہل اسلام تمہارے قریب تمہارے تیر یا نیزہ یا شمشیر کی زد پر آجائے اُسے
دلیرانہ قتل کرو ان کے قتل کرنے سے منہ نہ موڑو کیونکہ ان اہل اسلام نے ہمارے بزرگوں کو قتل
کیا ہے اور مسلمان کیا ہے اور یہاں آکر خداوند سارق کو گمراہ ارادہ ان کے قتل کرنے کا کیا ہے
کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصاری کو بھی گمراہ بنا دو تباہ کہ انجم حصار کا قصد کیا ہے
سخت صدمے پہونچائے ہیں یہ لوگ خداپرست ہیں ہمکو ان سے عداوت قلبی مذہبی ہے ہمکو ان سے
انتقام لینا منظور ہے ہرگز یہ لوگ قابل رحم نہیں ہیں ہمارے ستاروں کے دشمن جان و ایمان ہیں
فی الحال خداوند سارق بن لقا کے قتل کرنے پر موجود ہیں فیلبانوں نے حکم سے حمائل خان
بے دین و بدآئین کے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جانب و سپاہ درویش آفتاب صورت کی طرف
کر کے صحرا میں مردان سپاہ پھیلے ہوئے تھے ہاتھی بڑھا کے ایسی بولی جنگی بولی کہ وہ سب ہاتھی
دوڑتے ہوئے سوئے مردان ہر دو لشکر اہل اسلام متفرق طور سے بڑے خرطوم اپنی ہر ایک
ہاتھی ہلاتا ہوا اپنے یمین و یسار خرطوم کے بندے ہوئے پیروں سے ضرب حریفانہ طور سے لگاتا ہوا
بڑھتا یہ حال دیکھکر اکثر سرداران سپاہ و صدہا سواران جنگی جو اسوقت مرکبوں پر سوار ہوچکے
تھے بغرض بچانے صاحبقران کے اور قتل کرنے فیلبانان مذکورہ کے سمت صاحبقران مرکبوں کو جولان
کر کے روانہ ہوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب
صورت و عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و نقابداران سبزپوش وغیرہ صدہا مردان لشکر اہل اسلام

جلد جلد مرکبون پر اور تخت زرین و گنبد طلائی مین سوار ہوے اور لاکھون سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام فکر سواری مین مصروف ہوے سواریان طلب کین شور و غل
ہوا کہ جلد سواریان لاؤ بعجلت تمام لے سائیس گھوڑے لاؤ یہ جنگی قواعددان ہاتھی ادھر بقصد جنگ و
قتل کرنے کے چلے آتے ہین سائیسان چالاک و تیز رو مرکبون کو دوڑا کے چلے بادشاہ تخت زرین
پر سوار ہوے مردان لشکر بھی مرکبون پر سوار ہونے لگے اس اثنا مین وہ سب ہاتھی نزدیک تر
آ ہی گئے صحرا مین جہان جہان اہل اسلام کے پھیل گئے مردان لشکر کو ان سونڈون دو طرفہ دھاردار
سے یمین و یسار خرطوم مین ملا کر قتل کرنے لگے سرداران سپاہ اور سواران جنگی ان ہاتھیون کے
سونڈون سے زخمی و قتل ہونے لگے صاحبقران اور فرامرز ثانی و سرداران سپاہ لشکر اہل اسلام
بصد چالاکی و ہوشیاری و خبرداری ان ہاتھیون کے سونڈون کی ضرب سے بچ بچا کر ان کے پاؤن
بضرب شمشیر آبدار قلم کرنے لگے اکثر ہاتھی زخمی ہو کر گرنے لگے فیلبان ان کے بھی ہاتھیون کے
پاؤن قلم ہونے سے زمین پر گر کے بنیزہ و تیغ لڑنے لگے دست حریفان سے زخمی و قتل ہونے
لگے اور اہل اسلام کو ہنگام جنگ ہلاک کرنے لگے ادھر تو صاحبقران وغیرہ لڑ رہے ہین ہزارہا
مردان سپاہ قتل و زخمی ہو رہے ہین ہاتھی بڑھے ہوا رہے ہین اکثر ہاتھی قتل ہو چکے ہین بعد ہاتھی
تیر و نیزہ سے زخمی ہین چنگھاڑ رہے ہین غبار عظیم بلند ہے شور و غل اسقدر بلند ہے کہ پناہ بذات خدا
زخمی سواران لشکر گھوڑون سے گر رہے ہین مانند مرغ بسمل تڑپ رہے ہین صدہا سواران مقتول
زیر پاے فیلان سنہرے بالا بزر سے ہین پامال ہو رہے ہین ہاتھی سونڈین ہلا رہے ہین بیچ ساتھ
جب حرکت مین ہین چمک ان کی ایسی ہے گویا بجلیان چمک رہی ہین تمام صحرا جہان تک اہل اسلام
ہین یہی حال ہے کہ بجلیان سونڈون کی دمبدم ہر طرف چمکتی ہین دلاوران لشکر نعرے کر رہے ہین قدم
جمائے ہین حتی الامکان ہاتھیون کی پشت کی طرف جا کے شمشیر آبدار سے ان کے پاؤن قلم کرتے
ہین ہاتھی گرتا ہے زمین پر چلاتا ہو کر چنگھاڑتا ہے فیلبان بہ تیغ و نیزہ حملہ آور ہوتا ہے اہل اسلام قابو
پا کر اس کو بھی قتل و زخمی کرتے ہین لیکن جس طرف صحرا مین بادشاہ لشکر اسلام ہین ادھر وہ مردان
سپاہ و سواران لشکر بھی جو مرکبون پر سوار ہین اور ان مین صدہا سوار نہین ہوے ہین ہزارون سوار
مرکبون پر سوار ہو چکے ہین بادشاہ بھی تخت پر بیٹھے ہین کہار تخت کو اٹھائے ہین بکثرت فیلان مذکور
فیلبان ادھر سے گئے ہین پیادہ جو سوار ہین وہ بہت مضطر و پریشان ہین ہاتھی اس طرف
مردان سپاہ کو زیادہ تر قتل و ہلاک کر رہے ہین آگے بھی بڑھتے جاتے ہین ان مین سے کوئی قتل
زخمی نہین ہوتا ہے اہل اسلام جو اس طرف ہین بمجبوری پسپا ہو رہے ہین ہزارہا سوار سونڈون کی ضرب
سے دو نیم بلکہ چور نگ ہو کر خاک پر پڑے ہین مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپ رہے ہین وہ سبزہ زار
خون بہادران سے گلنار ہو رہا ہے جو سردار و سوار بچے ہین وہ دلاوری و چالاکی سے قابو پا کر ان
ہاتھیون کے پاؤن قلم کرنے کی کوشش کر رہے ہین مگر پیادہ و سوار تاب ان ہاتھیون کے سونڈون کی
ضرب کی نہ لا کر دمبدم پسپا ہوتے جاتے ہین اور جس سمت لشکر عیان شاہ ہے اس جانب بھی
فیلان جنگی ہین گرم ہین درو جیش آفتاب صورت بھی اپنے گنبد طلائی سے تیر اور حقے
آتشبازی ان فیلون پر مار رہے ہین ادھر بھی ایک شگفہ عظیم ہے سیکڑون سواران سپاہ کام
آ چکے ہین بہت زخمی ہین فیلون کے سونڈون کی ضرب سے کوئی سوار و پیادہ دفع نہین سکتا ہے

سامنے آجاتا ہی دو ٹکڑے ہو جاتا ہی دمبدم ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر کشتوں کے انبار صحرائے
سبزہ زار میں ہوتے جاتے ہیں فیلوں نے آفت عظیم برپا کی ہر زخمی خاک پر پڑے ہیں چلا رہے ہیں
کوئی ایسے ہنگامے میں ان کی خبر نہیں لیتا ہی ایسی حالت میں حمائل خان نے بالائے ہودج
فیل کلان سے غور کرکے دیکھا کہ جس طرف بادشاہ لشکر اہل اسلام ہیں اُس جانب تو بکثرت فیل
ہیں اور فیلبان فیلوں کو بڑھاتے ہوے چلے جاتے ہیں اور بادشاہ موصوف پیچھے ہٹتے ہوے
چلے جاتے ہیں اُس طرف کشت و خون زیادہ ہوا ہی اور جس طرف صاحبقران اور فرامرز ثانی
ہیں اُس سمت مجمع مردان سپاہ زیادہ ہی ہرچند کہ بہت سے قتل و زخمی ہوے ہیں مگر قدم جمائے
ہوے لڑ رہے ہیں اکثر فیل بھی زخمی شدہ و پابریدہ زمین پر پڑے ہیں چنگھاڑ رہے ہیں اور جس
طرف عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ ہیں اُس طرف بھی فیل کم ہیں مردان سپاہ
کا بہت مجمع ہی ہرچند خونریزی زیادہ ہوئی ہی مگر مردان سپاہ بھاگے نہیں ہیں یہ رنگ جنگ
فیلان قواعد دان و مردان سپاہ دیکھکر غضبناک ہوکر ایک لاکھ اپنے ہمراہی سواروں کو ساتھ
اپنے لے کر جس جانب امیر با توقیر لڑ رہے تھے اُسی طرف حملہ آور ہوا ساتھ ساتھ اُس کے
سالمیق بن بقا سمی مع سنجنگان بسواری تخت زرین و خجرہ حمائل خان کے کہنے سے چلا
کوکب انجم حصاری بھی تاب تحمل نہ لاکر مع تمامی اپنی سپاہ لشکر جانب عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت حملہ کنان ہوا جب یہ دونوں لشکر دونوں لشکر اہل اسلام سے متصل پہونچے جوانان لشکر
حمائل خان و مردان سپاہ کوکب انجم حصاری تلواریں نیاموں سے کھینچکر نیزوں کو
ہاتھوں میں لیے گرز ہاے گران بار پہلوانان نابکار اٹھا کر اہل اسلام کو قتل کرنے لگے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی مومن و گبر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی نیزہ دار نیزے لگانے لگے
پہلوانان ہر چہار سپاہ گرز گران سے اپنے حریفوں کو پیوند خاک کرنے لگے اب بہ نسبت قتل
کشت و خون زیادہ ہونے لگا شور بزن و بگیر ہونے لگا کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار صحرائے
سبزہ زار میں جابجا زیادہ ہونے لگے جوے خون زور سے صحرا میں رواں ہونے لگی تلوار چلنے لگی
جابجا برق خنجر بلند ہوے کمانیں کڑکنے لگیں تیر چلنے لگے جوانان لشکر نشانہ تیر ہونے لگے ابر سیاہ
دھالوں کا اٹھا برق تیغ ہر طرف چمکنے لگی مینہ خون بہادران کا زخموں اور تلواروں سے زمین پر
برسنے لگا سر سرداروں کے مانند اولوں کے تن سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے جوے خون میں
حباب آسا تیرنے لگے لاشے سواروں کے مانند ماہیان کلان کے اُس جوے خون دلاوران
میں ثابت ہونے لگے آثار بارش اور سیل خون میدان جنگ میں نظر آنے لگے کیونکہ ایسی جنگ
عظیم عہد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ میں کبھی نہوئی تھی نہ ایسا کشت و خون ہوا تھا نہ
چار لشکر ہاے عظیم و کثیر میدان جنگ میں جمع ہوے تھے نہ چار ایسے لشکروں میں جنگ مغلوبہ
ہوئی تھی نہ کوئی بادشاہ و شہریار کے پاس ہزار ایسے جنگی و قواعد دان فیلوں کو ساتھ اپنے لیکر
میدان جنگ میں آیا تھا یہ جنگ زیر فلک ایسی ہوئی کہ چشم فلک نے کم ایسی لڑائی دیکھی ہوگی
بلکہ شاید نہ دیکھی ہوگی کیونکہ اُس صحرائے سبزہ زار میں ہر جگہ ہر گروہ ہر غول میں درمیان کفار
اور اہل اسلام سے یوں لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک سردار کا سر شاہ و ایک سوار کی تلوار تھی
کسی جوان کا جنہ کسی جری کا نیزہ کسی کا جگر کسی تیر انداز کا تیر کسی کا پہلو کسی کا خنجر کسی پہلوان کا سر

کسی قوی بازو کا گرز گران تھا کوئی جوان زخمہائے کاری سے خون میں سراپا تر کسی سوار کا شمشیر
آبدار حریف سے دوپارہ سر کوئی نعرہ زن کوئی دلیر زخموں سے مبتلائے محن کوئی جوان زخمہائے
کاری سے خاک پر پیچان کوئی حریف بیدین شادان و خندان کسی کا زخم کاری کسی بہادر دیندار
کا خنجر آبدار سے وہ بنا کسی بیدین نے کسی جوان دیندار کو للکارا کسی خدا پرست نے کسی لقاپرست
کا سر تن سے اڑایا کوئی جری خون میں نہائے ہوئے کوئی بہادر دست حریف سے زخم کھائے
ہوئے کوئی جوان کسی غول میں نعرہ زن کوئی جری کسی گروہ میں خستہ تن گھوڑے بے سوار
ہوا میں رواں دواں کہیں لاشے مقتولوں کے پامال سم اسپان اکثر مجروحان طالب آب
بعض بعض جوان کثرت جراحت سے دردمند غرض کہ ہر غول و ہر گروہ میں بلکہ ہر جگہ اس صحرائے
سبزہ زار میں یہی حال تھا ہر جگہ کفار و دیندار سرگرم کارزار تھے جوش شجاعت سے لڑنے پر
تیار تھے کثرت شمشیر زنی سے صدہا بہادروں کے ہاتھوں میں قبضہ ہائے شمشیر آبدار پیوست
ہو گئے تھے پنجہ دست و انگشت ہائے دست پر ورم آ گیا تھا مٹھی سے قبضے تلواروں کے جدا
ہوتے تھے کلائیاں اور بازو تھک گئے تھے قتل کرتے کرتے حریفوں کو عاجز آ گئے تھے دشمن
بڑھتے ہی چلے آتے تھے صحرا میں بیشمار انبار کفار و دیندار کے کشتوں کے نمودار تھے ہر سو ڈھیر
لاشوں کے دکھائی دیتے تھے ہر چند کہ صاحبقران نے صدہا کفار کو بضرب تیغ آبدار قتل کیا تھا
مگر کفار کم ہوتے تھے فرامرز ثانی بھی دلیرانہ لڑ رہا تھا کہ نرتہ تیغ تیز کر رہا تھا لاشے کفار کے خاک پر
تڑپتے تھے وہ بہادروں کو پامال سم اسپ کرتا تھا بڑھ بڑھ کر نعرہ کرکے لڑتا تھا حریفوں کے
سر و تن میں جدائی کرتا تھا نقابداران سبز پوش یعنی صمصام تیغزن و تہمورث صف شکن بیران
سوار و اسفندیار کجکلاہ و صارم تیغزن بھی قریب فرامرز ثانی کے دلیرانہ لڑ رہے تھے کشتوں کے
لگے لاشوں کے انبار لگا رہے تھے بڑھ بڑھ کر تلواریں مار رہے تھے ایک سمت کوکب انجم حصاری
لشکر عمان شاہ و درویش آفتاب صورت پر حملہ کرتا تھا بہادران مردان کارزار و دلاوران
دیندار کوکب انجم حصاری کے جوانان نابکار سے لڑ رہے تھے بازار اجل گرم تھا سودا
جنس جان کا ہو رہا تھا ہر جگہ اس لشکر میں بھی سر و تن کے ڈھیر تھے کفار و دیندار قتل کیے
ہوئے پڑے تھے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی اسی ہنگامہ گیر و دار میں لڑ رہے تھے
درویش آفتاب صورت بھی جس حریف کو پاتے تھے اسے کو زندہ نہ چھوڑتے تھے دلسوز بھی
ہمراہ ان کے تھا وہ بھی پیچھے سے لڑ رہا تھا کفار کو قتل و زخمی کرتا تھا اپنے تئیں بچاتا تھا چالاکی و
ہوشیاری سے لڑتا تھا فیلان جنگی کے قریب بھی نہ جاتا تھا اس طرف تو اس طور سے لڑائی ہو رہی تھی
جیسا کہ لکھا گیا ہے مگر اب حال اس سمت کا رقم کیا جاتا ہے کہ جس سمت بادشاہ لشکر اہل اسلام جنگ آزما
ہیں ادھر فیلان تواعد دان نذکہ کو فیلبان زیادہ لے گئے سوا فیلوں کے کفاران بر دو لشکر
سے سواران نابکار نہیں ہیں ہاں فیلبان بقاپرست مسلح ہاتھیوں کی مستک پر بیٹھے ہیں تیر وہ
بے پیر اہل اسلام کو لگا رہے ہیں ہاتھی بپھرے پھر رہے ہیں ہزار ہا اہل اسلام ہاتھیوں کی ضرب سے
قتل کیے جاتے ہیں بہت سے دیندار زخمی ہوئے ہیں اہل اسلام ہٹے جاتے ہیں فیلبان ہاتھیوں کو
بڑھائے جاتے ہیں اگر جوش شجاعت سے تھوڑے بہادر آگے قدم بڑھا کے ان ہاتھیوں سے
قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں ان کی خرطوم تک بھی شمشیر و نیزہ ملے جانے نہیں پاتے ہیں کہ ان

ہاتھیون کی پٹون کی ضرب سے دو نیم ہوجاتے ہین لاچاری و مجبوری سے ٹھہر نہین سکتے ہین جوانان
لشکر اسلام پسپا ہوتے جاتے ہین اکثر سرداران سپاہ گرد تخت بادشاہ موصوف ہین وہ لڑتے بھی
جاتے ہین اور بادشاہ کو بھی تیر فیلبانان نابکار و فیلان کوہ وقار اور اُن کے پٹون کی ضرب سے
بچانے کی ہمت ایسی حالت مین بادشاہ موصوف نے پسپا ہو کر اُن ہاتھیون سے جانبر ہونا مشکل
جان کر ہزارون جوانون کو زمین پر کشتہ دیکھکر اُن ہاتھیون کے قتل کرنے پر قادر نہو کر دست دعا
بدرگاہ کبریا اٹھا کر برجوع قلب یون دعا کرنا شروع کیا کہ اے خالق برق و سحاب و اے مسبب الاسباب
اے معین واماندگان و اے مددگار عاجزان اے قاضی الحاجات و اے رب مخلوقات تو حاضر و
ناظر ہے اسوقت ہم سب اہل اسلام جس حال مین ہین تجھپر ظاہر ہے واسطہ تجھکو اپنے عزت و جلال کا اور
واسطہ تجھکو اپنی ہی قدرت کاملہ کا واسطہ پروردگارا تجھکو حضرت ابراہیم ملقب بہ خلیل اللہ کا اسوقت
ہم سب اہل اسلام کو ان کافرون کے شر سے بچا کوئی سبب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا پیدا کر کہ ہم
سب مسلمان ان کفار پر فتحیاب ہون یہ جنگی قواعددان ہاتھی قتل و دور ہو جائین ابھی بادشاہ
لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہو کر دعا کر رہے تھے اکثر اہل اسلام مکرر آمین آمین کہہ رہے تھے اور خود بھی
جانبری و فتح کے طالب تھے کہ یکایک ایک جانب صحرا سے کچھ غبار بلند ہوا اُس ہنگامہ و خوف
ہلاکت مین کچھ سواران لشکر نے سمت غبار دیکھا جب دست باد تند سے دامن غبار پارہ پارہ
ہوا دیکھا کہ انیس بیس جوانان خوب رو و قوی بازو مسلح مرکبون پر سوار گھوڑون کو دوڑاتے
ہوے بسرعت ادھر آتے ہین چہرون سے اُن کے آثار شجاعت و بہادری آشکار ہین ثابت ہوتا ہی
کہ شاہزادگان ذی وقار ہین ابھی سواران مذکور دیکھ رہے تھے کہ ان جوانان شہور شعار شاہزادگان
نامی و نامور نے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو دیکھکر خوب پہچان کر ایسی حالت مجبوری مین مبتلا کر
بے اختیار ہر ایک نے نعرہ کر کے اُن فیلان جنگی و قواعددان کے پس پشت جا کے سب نے
تلوارین نیامون سے کھینچ کر فیلون کے پاؤن قلم کرنا شروع کیے جس ہاتھی کے پاؤن پر ضرب لا ور
نے بقوت بازو شمشیر آبدار کا وار کیا اُس کا پاؤن مثل خیار ترک گیا ان انیس بہادرون نے پہلی
ہی ضرب مین انیس ہاتھیون کے پاؤن قلم کیے وہ ہاتھی با ہیبت خاک پر گرے فیلبانون کو بھی
ان سب نے تیغ کیا فیلان با ہیبت مذکور چنگھاڑتے زمین پر لوٹنے لگے یہ سب بہادر آگے بڑھے اکثر اُنہون
نے خرطوم کو بچا لائی شمشیر آبدار سے قلم کیا اکثر کے پاؤن بطریق فیلان اول قلم کیے فیلبان اُن کے
ہاتھیون سے کود کر مقابل ہوے ہنگام جنگ اُن کو تہ تیغ کیا یہ حال دیکھکر بادشاہ و لشکر اہل اسلام
خوش ہوے اُن سب شاہزادون کو پہچان کر کہا کہ ان مین کچھ شاہزادے خاندان اردست ماتی
ہین اور کچھ دست پہی ہین اور نسل اسد بن کرب نظر کردہ امیر عرب وغیرہ سے ہین یہ دیکھکر
دل مین کہا کہ چار انیر دعا ہدف مراد پر پہنچا دعا ہماری مستجاب ہوئی خداوند عالم نے ان
شاہزادون کو ہماری مدد کے واسطے ایسے وقت سخت و مشکل مین بھیجا یہ باتین دل مین کر کے
غور کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی دیر مین اُن شاہزادون نے بہت سے ہاتھیون کے پاؤن اور سونڈین
قلم کین اُن فیلبانون کو قتل کیا ہے اب فیلبان جو زندہ ہین وہ اس طرف اپنے ہاتھی نہین بڑھاتے ہین
فیلون کو روکے ہوے ہین مگر وہ رک نہین سکتے ہین جن ہاتھیون کی سونڈین شاہزادگان موصوف
نے قلم کی تھین وہ کثرت درد و زخم کاری سے اس درد سے چنگھاڑ کرتے بے اختیار ایک سمت صحرا کے

بھاگے جاتے ہیں ہمراہ اُن کے ساتھ ساتھ اور بھی ہاتھی جو زخمی نہیں ہیں بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں
ہر چند فیلبان اُن ہاتھیوں کو روکتے ہیں مگر وہ نہیں رکتے ہیں یہ حالت اُن فیلون کی دیکھکر بادشاہ
موصوف نے تیراندازون کو حکم دیا کہ اب تو یہ فیل آگے نہیں رکتے ہیں ان کو تیر مارو تاکہ یہ بھی
ہاتھی زخمی ہو کر انہیں ہاتھیوں کی طرف بھاگیں تیراندازون نے حکم کی تعمیل کی مینہ تیرون کا اُن
ہاتھیوں پر برسا دیا جس ہاتھی کے دو چار بھی تیر لگے وہ زخمی ہو کر منہ پھیر کر چنگھاڑتا ہوا جس طرف کہ
ہاتھی بھاگے ہوئے گئے اُسی طرف وہ بھی بھاگا اسی طرح سے تیراندازون سے اس جانب سے
تیر لگا کر ہاتھیوں کو زخمی کر کے منہ اُن کا سوے ہوا جد مر لشکر اسلام نہ تھا پھیر دیا اُس طرف
شاہزادگان مذکور نے پس پشت سے ہاتھیوں کے پاؤن فیلان جنگی کے قلم کیے اور سونڈین انکی
بجالائی روبرو اُن کے آگے قلم کیں تھوڑی دیر میں صدہا ہاتھی اسی طرح سے قتل و زخمی ہوئے
اور بھاگنا شروع کیا آخر کار سب ہاتھی باقی ماندہ بھی مثل باران تیر کے منہ کر بھاگے میدان ہاتھیوں
سے اس طرف خالی ہو گیا کوئی ہاتھی نہ رہا بادشاہ نے شکر خداوند عالم کا کیا پھر وہان سے بادشاہ
مع سپاہ جانب صاحبقران کہ جہان جنگ عظیم ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی ہاتھی پہنچ چکے تھے
مردمان لشکر کو قتل کر رہے تھے روانہ ہوئے اثناے راہ میں اُن شاہزادون سے ملے شاہزادگان
ممدوح نے بعد ادب سلام کیا بادشاہ نے خوش ہو کے جواب سلام دیا بعدہٗ فرمایا کہ اس وقت آپ
سب صاحبون نے یہان آکر فیلان جنگی سے جان بچائی ہزارون کو یہ ہاتھی قتل و ہلاک کر چکے
تھے ہم سب باقی تھے تھوڑی دیر میں ہم سب کو بھی اپنے پیرون کی ضرب سے قتل کرتے ہم میں سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب صاحبقران کی طرف یہان سے چلنا ضرور ہے ہم تو بیتاب ہو کے یہان تک
آئے تھے یہ فرما کے ہمراہ ان شاہزادگان موصوف کے چلے بعد قطع راہ اُس جگہ پہنچے جہان تلوار
چل رہی تھی اور ہاتھی فوج اہل اسلام کو قتل و پامال کر رہے تھے شاہزادگان موصوف بھی
مع بادشاہ لشکر اہل اسلام بجمعیت سپاہ شریک جنگ ہوئے اسی اثناء میں مقبول بن مقبل
دس ہزار تیرانداز ون کی جمعیت سے آکر شریک جنگ ہوا اس کے حکم سے تیراندازون نے یکبارگی
دس ہزار تیر ان فیلان جنگی اور کفار پر لگائے صدہا کفار تیر کھا کر ہلاک ہوئے ہزارون کا فران ناپاک
زخمی ہوئے فیلان مذکور بھی زخمی ہو کر چنگھاڑے شاہزادگان موصوف نے اُن ہاتھیوں کو
بھی ہنگام جنگ زخمی کیا اکثر ہاتھیوں کی پشت پر جا کر پاؤن اُن کے قلم کیے اکثر ہاتھیوں کی سونڈین
مانند خیار کے تلوارون سے کاٹین فیلان کو دیکر زمین پر گرکے چنگھاڑنے خرطوم بریدہ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے بھاگے اب رنگ لڑائی کا بدل گیا یا تو قبل اس کے کفار نابکار بڑھتے آتے تھے
اہل اسلام قتل ہو رہے تھے یا اب اہل اسلام نے فیلان جنگی کے بھاگنے اور قتل ہونے سے
خوش ہو کر دلیرانہ حملہ کیا کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا لقا پرست و سارق بن لقا پرست پسپا
ہونے لگے مقبول بن مقبل نے مع اپنے ماتحت دس ہزار تیراندازون کے پھر بارِ دو نون لشکر دن
کفار پر مینہ تیرون کا برسانا شروع کیا کافران نابکار نشانہ ہائے تیر ہو کر راہی دار البوار ہونے
لگے سواران و سرداران سپاہ ہر دو لشکر اہل اسلام نے اُن فیلان تواعد دان کے اکثر قتل
ہونے اور بکثرت میدان جنگ سے بھاگ جانے کے سبب سے فی الجملہ مطمئن اور شادمان ہو کر
اُن کے خوف سے اور اُن کے شر سے نجات پا کر دلیرانہ بڑھ بڑھ کر کافرون کو قتل کرنا شروع کیا

عیاران لشکر اہل اسلام نے ہاتھی فیلان جنگی پربان اور گھوڑون نے آتشبازی کے مارنا شروع کیے
شاہزادگان یعنے سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار عالی وقار و شاہزادہ رفیع البخت
وغیرہ مع بولکا شاہزادہ طیمور شیر پرور کی ہمراہی سے ادھر گئے تھے انھون نے بھی پے درپے
حملہ دلیرانہ و شیرانہ کیے چین چگل کے سردارون اور پہلوانون کو قتل کرنا شروع کیا نعرے
کرکے کافرون کو تیغ آبدار کرنا اختیار کیا جس طرف وہ بہادر گئے کفار کو پسپا کر دیا لاشون کے
انبار لگا دیے کشتون کے پشتے کر دیے شجاعت و بہادری دکھائی بعض بعض ان مین سے زخمی بھی
ہوے مگر حالت زخمہاے خفیف مین بھی بدستور سابق لڑتے رہے جنگ سے ہاتھ نہ روکا فوج زنانی
و نقابداران سبز پوش و سواران سپاہ عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی میدان جنگ مین
ثابت قدم ہوکر نہایت دلاوری سے لڑنے لگے کفار کو بہ تیر و نیزہ و شمشیر و گرز قتل کرنے لگے
لاش پر لاش کافران نابکار کی گرنے لگے اسی اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کفار کو شیرانہ بضرب شمشیر آبدار قتل کرتے اور نعرہ ہاے کوہ شگاف کرتے ہوے کفار کو پسپا
کرتے ہوے قریب تخت ساریق بن لقا پہنچے وہ گمراہ کنندہ مردان صاحبقران کو اپنے قریب
دیکھکر بہت مضطر و پریشان ہوکر سختگان سے گھبراکر کہنے لگا کہ اے شیطان درگاہ من حالا چہ
تقدیر کنم اُس نے کہا کہ اب تقدیر گریز کیجیے صاحبقران بہت قریب آپ کے لڑتے بھڑتے آگئے
ہین تلوار ہاتھ مین علم کیے ہوے ہے رنگین زرہ سے آثار قہر و غضب بجبروت آشکار ہین ساریق
بن لقا نے سختگان کی راے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تھا قصد فرار میدان مصاف سے کیا تھا
کہ یکایک صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیا ساریق بن لقا دہل گیا بلکہ کانپنے لگے بدحواس ہوگیا
گھبراکر یمین و یسار اپنے معین و مددگارون کی طرف دیکھنے لگا رنگ چہرے کا خوف سے اڑ گیا
کثرت مردان سپاہ سے راہ گریز نہ پاکر مجبور ہوگیا بھاگ نہ سکا صاحبقران نے عنقریب اُسکے
پہونچکر ہاتھ اپنا اُس کی زنجیر کمر مین ڈال کر نعرہ بھر کے تخت زرین سے اسے اٹھالیا خواجہ طیفور
گرد یا کہ ہمراہ صاحبقران تھے انھون نے بڑھکر زنجیر کمر سختگان مین ہاتھ ڈال کر تخت پر سے
اُس کو اٹھا لیا اور صاحبقران نے ساریق بن لقا کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور خواجہ طیفور
نے بھی سختگان کو اپنے سر سے بلند کیا دونون نابکارون کا گویا دم نکل گیا سمجھے کہ پنجہ ہاے
شیران مین آگئے اب زندگی دشوار ہے ضرور قتل کیے جائینگے کسی طرح جانبر نہونگے ابھی
نابکاران مذکور زندگی سے اپنی مایوس و ناامید تھے کہ صاحبقران نے ساریق بن لقا کو چرخ
دے کر زمین پر آہستہ پٹکا خواجہ حباب بیہوشی مار کر اُس کو بیہوش کرکے اُس ہنگامہ گیر و دار مین
ایک ہاتھ سے بعجلت نذر زنبیل کیا ہمراہی طور سے سختگان کو بھی بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا
صاحبقران موصوف لڑتے ہوے آگے بڑھے جس طرف حمائل خان بن شمائل بن جدائل
خان اپنے فیل بلند پر بیٹھا ہوا لڑ رہا تھا تیر جگر دوز کمان مین رکھکر لشکر اہل اسلام کو تاک تاک کر مار رہا
تھا اور اپنے سرداران سپاہ و سواران لشکر کو ترغیب جنگ اس طرح دے رہا تھا کہ اے
بہادران عرصہ کارزار ہان دلیرانہ ایسا لڑو کہ لشکر اسلام کو شکست فاش دو مسلمانون کو
میدان جنگ سے بھگا دو ان خداے ستون پر فتحیاب ہو مین تمکو انعام کثیر ایسا دونگا کہ تمھارے
حوصلے و تمنا سے زیادہ ہوگا زر سفید و سرخ سے ڈھالین تمھاری بھر دونگا علاوہ اس کے

خلعت زرین دونگا اس لڑائی کو مردانہ و دلیرانہ فتح کرو جہاں تک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل
کرکے میدان جنگ سے اُن کو بھگا دو خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب انکا لوٹ لو جتنے لوٹ کا
اسباب و مال تمکو دیا اے بہادرو جان اپنی لڑائی میں لڑا دو دیکھو صاحبقران وہ لڑتے ہوئے
اسی طرف آتے ہیں دلیرانہ ان پر حملہ کرو تم سب گھیر کر ان کو قتل کر ڈالو جب تک یہ قتل نہونگے
فوج اہل اسلام کو شکست نہوگی یہ لڑائی فتح نہوگی سرداران سپاہ اور سواران رو سیاہ
اُس کے لالچ دینے سے سوے صاحبقران موصوف سخت حملہ کرکے بڑھے اور اُس ہنگامہ میں
صاحبقران نے یہ تقریر حمائل خان بے دین کی سنی سخت غصہ آیا اُسی جگہ بہت سے کافروں
قتل کرکے قریب اُس کے فیل کے اپنے تئیں پہونچا کر اپنے مرکب کو اُس کے ہودہ فیل تک اُچھال
اڑایا کہ مرکب نے دونوں پانوں اپنے سر فیل پر رکھدیے فیلبان نے ارادہ تلوار لگانے کا کیا
فی الفور صاحبقران نے ایسی شمشیر آبدار ایسی لگائی کہ وہ فیلبان دو ہوکر خاک پر گرا بلکہ سر فیل
بھی زخمی ہوا لیکن مرکب کے جست کرنے سے اور فیلبان پر تلوار لگنے سے خود سر صاحبقران
سرے ہٹ گیا تھا اسی حالت میں حمائل خان نے تلوار سر صاحبقران پر لگائی تلوار
سر پر پڑی دو انگل سر میں در آئی تھی کہ صاحبقران نے دستانہ مارا تلوار اُس کی سر سے
نکل گئی صاحبقران زخمی ہوکر مع مرکب بالاے زمین گئے مگر گھوڑے سے نہیں گرے
مرکب پر سوار رہے ایسی صورت میں جلد صاحبقران نے رومال سے زخم سر کو باندھ کر ایسی
تلوار پاے فیل پر لگائی کہ پانوں اُس کا مانند خیار تر کے قلم ہوا ہاتھی سنبھل نہ سکا پانوں کے
کٹ جانے سے زمین پر گرا صاحبقران نے ارادہ اُس کی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھانے کا
کیا تھا کہ حمائل خان نے پھر تلوار لگائی صاحبقران نے تلوار اُس کی بند دست پر ہاتھ ڈالکر
چھین لی پھر اُس کی کمر کی زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور وہ سے راوی نے صحیح لکھا ہے یوں
کہا ہے کہ جب صاحبقران نے ساریق بن بقا کو اُس کے تخت پر سے اُٹھا کر اپنے سر سے
ایک ہاتھ پر بلند کیا ساریق بن بقا بہت گھبرایا از حد غمگین ہوا زندگی سے اپنے نا امید ہوکر
چلایا کہ یارو مدد کرو میری دست صاحبقران سے مجھے بچاؤ اور اے حمائل خان اس وقت
تم میری حمایت کرو اس بندۂ بے ادب نے مجھے اُٹھا لیا ہے جلد اس کے ہاتھ سے مجھے چھڑا دو
چونکہ نزدیک حمائل کے ساریق بن بقا تھا حمائل خان نے اپنے خداوند کی تقریر سنکے غرور
کرکے کہا کہ اے صاحبقران غضب کیا تم نے کہ خداوند کے ساتھ ایسی بے ادبی کی کچھ خیال اُسکے
قہر و غضب کا نہ کیا دیکھو تو اس بے ادبی و گستاخی کرنے کی کیسی سزا دیتا ہوں یہ کہکر فیلبان سے
اُدھر ہاتھی اپنا بڑھوایا ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان میں رکھکر سینہ صاحبقران کو تاک کر ارادہ
تیر لگانے کا کیا ادھر صاحبقران نے ساریق بن بقا کو سپر قرار دے کر اُس پر تیر کا روکنا چاہا
حمائل خان تیر لگانے سے باز رہا کیونکہ اپنے ہاتھ سے اپنے خداوند کے بجائی پر تیر کا لگانا مناسب
نہ جان کر تیر نہ لگایا صاحبقران نے چالاکی و ہوشیاری سے اس کے فیل کے پانوں کو قلم کیا
ہاتھی اُس کا منہ کے بل گرا فیلبان نے سنبھل کر قصد تلوار لگانے کا کیا صاحبقران نے مہلت
اُس کو تلوار لگانے کی نہ دے کر داہنے ہاتھ سے ایسی تلوار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوا پھر
حمائل خان کی طرف کہ وہ نابکار بھی سنبھل کر بیٹھا تھا توجہ کرکے کہا کہ اے حمائل خان تم اپنے او

اور خداوند کے بھائی کو بچاؤ اُن کی حمایت کرو اور اپنی بھی خیر چاہو فکر اپنی جانبری کی کرو یہ سنکے
اُس نے شمشیر آبدار نکالی صاحبقران نے ساریق بن بقا کے اوپر اُس کی تلوار کو روکنا چاہا
بجائے سپر ساریق بن بقا کو اپنے سر کی پناہ کیا حامل خان نے تلوار لگانے سے ہاتھ روکا ادھر
صاحبقران نے بائیں ہاتھ میں تلوار کو بھی لے کر دہنے ہاتھ سے جھپٹ کر اُس کے بند دست پر ہاتھ
ڈال کر تلوار اُس کے ہاتھ سے کلائی مروڑ کر چھین کر بالائے زین ڈال کر کمر کی زنجیر میں اُس کے
ہاتھ ڈال کر نعرہ کر کے اُس کو پشت فیل سے اٹھا لیا پھر ساریق بن بقا کو چرخ دے کر زمین پر پٹکا
خواجہ طیفور گردپا نے جلد اُس کو حلقہائے کمند میں اسیر کر کے ایک عیار کے حوالے کیا اُس نے لیجا کر
قید کیا بعدہ خواجہ نے سختگان کو قتل نکر کے چرخ سے اُس کو اٹھا کر اپنے ہاتھ پر بلند کیا
قرامرز ثانی نے سپہ سالار حامل خان کو تلوار اُس کی چھین کر پشت فرس سے زنجیر کمر میں ہاتھ
ڈال کر اٹھا لیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کوکب انجم حصاری کو بھی اسی طور سے اٹھایا
اسی طرح جملہ شاہزادگان موصوف نے ایک ایک سردار سپاہ کفار کو اٹھا لیا اس اثنا میں
صاحبقران و سکندر رستم خو نے ساریق بن بقا و کوکب انجم حصاری کو بالائے سر چرخ
دے کر ارادہ زمین پر پٹک دینے کا کیا اُس وقت وہ دونوں امان طلب ہوئے مردمان سپاہ
ہر دو لشکر کفار نے بھی اپنے بادشاہوں کو دست اعدا پر بلند دیکھکر بیدل ہو کر امان چاہی اور
چار دریں ہائیں ہزاروں گرفتار جنگگاہ سے بھاگ گئے جب شور الامان بلند ہوا اور کوکب
انجم حصاری اور حامل خان نے بھی امان چاہی سکندر رستم خو اور صاحبقران نے فرمایا کہ
امان بشرط قبول دین اسلام دی جائے گی حامل خان نے تو کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے
اُس کو زمین پر پٹکا عیاروں نے حلقہائے کمند اُس پر مار کر اسیر کیا داخل زندان کیا لیکن کوکب
انجم حصاری نے کہا کہ اس وقت ہمکو چھوڑ دیجئے ہم کل یا آج ہی ہنگام شب دربار بادشاہ
لشکر اہل اسلام میں آکر جواب اس کا دیں گے سکندر رستم خو نے صاحبقران سے اجازت
رہائی لے کر اُس کو چھوڑ دیا بالائے زین بٹھا دیا اُس نے مرکب پر سوار ہو کر صاحبقران سے کہا
کہ ہمارے خداوند ساریق اور سختگان کو بھی رہا کر دیجئے آج شب کو ہم مع خداوند ساریق
کے آپکے پاس آکر جو کچھ آپ فرمائیں گے اُسے بجا لائیں گے صاحبقران نے عیاروں سے
ساریق کو طلب کر کے کہا کہ اس وقت ہم تجھکو کوکب انجم حصاری کے کہنے سے رہا کرتے ہیں
خبردار سرکشی نکرنا ضرور کوکب انجم حصاری کے ساتھ دربار بادشاہ اہل اسلام میں آنا اور اگر تو
نہ آئے گا اور بھاگ جائے گا ہم بھی مانند تیری قضا کے وہیں پہونچیں گے اُس نے
کہا کہ ہم نہ بھاگیں گے صاحبقران نے اُسے رہا کر دیا اُس نے رہا ہو کر سہنے سختگان دیکھکر
کہا کہ اس کو بھی رہا کر دیجئے میرا باتوقیر ہے اُس کو بھی چھوڑ دیا خواجہ نے اُسکو امیر کشورگیر کے
ارشاد سے رہا کیا اور کہا کہ اگر تو وقت شب ہمراہ کوکب انجم حصاری و ساریق بن بقا
کے نہ آئے گا تو ضرور آج کی شب تجھکو مار ڈالوں گا اُس نے اقرار آنے کا کیا اس عرصے میں جو
کفار نے امان چاہی صاحبقران نے آواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین و ایمان دیجائیگی
انھوں نے کہا کہ جو ہمارے ہر دو بادشاہ منظور کریں گے اُس کو ہم بھی منظور و قبول کریں گے
یہ سنکے صاحبقران نے نقارۂ امان بجوایا پھر ایک اہل اسلام نے اُن سے ہاتھ روکا کفار اہل اسلام سے

جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی کوکب انجم حصاری مع سارق بن بقا و خنگان و سپاہ
باقی ماندہ خود و نیز سپاہ حمائل خان کی کہ جو قتل ہونے سے باقی رہی بجانب انجم حصار کے قریب شام روانہ ہوا
ادھر شاہزادگان موصوف و فرامرز تتاری نے جن سرداروں کو مرکبون سے اتار کر اپنے پیادہ کیا تھا ان کو
پیچ دیا وہ طالب امان ہوئے ان سے بھی سب نے کہا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کروگے تو تم کو امان
دیجائے گی انھوں نے دین اسلام کے اختیار کرنے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا فرامرز تتاری اور ان
ستر ہ اٹھارہ شاہزادون نے ان سرداروں کو خاک پر پٹک کر قتل و ہلاک کیا بعد اس کے فرامرز تتاری
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میں اپنے لشکر میں جاتا ہون امیر با توقیر نے کہا اے فرامرز تتاری
آج کی شب ضرور ہمارے پاس آنا تجھسے کچھ باتیں کرنا اور پوچھنا منظور ہیں اس نے آنے کا اقرار کیا مع
اپنی سپاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و غواق آہن کلاہ اپنے فرودگاہ لشکر
لشکر پر گیا۔ ادھر صاحبقران مظفر و منصور ہوکر ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سمت لشکرگاہ مع تمامی
سپاہ روانہ ہوئے جب بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ ہوئے اور صاحبقران بھی داخل
بارگاہ ہوچکے تو ملازمون کو طلب فرما کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے آج کی جنگ عظیم میں جسقدر سوار کام
آئے ہیں اُن دیندار و فاداران و مجاہد کو موافق شریعت ابراہیمی اچھے طور سے دفن کرو اور تعداد
اُن کی بیان کرو ملازم حسب الحکم گئے اور جنگاہ سے لاشون کو اٹھا کر ایک خندق عمیق دور تک کھدوا کر غسل و
کفن سب کو دے کر نماز میت پڑھ کر اسی غار عمیق میں سب کو دفن کیا تو وہ گنج شہیدان بنایا اسی طرح حکم
عمان شاہ و غواق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت و فرامرز تتاری سے ملازمون نے اپنے
لشکر کے سواران مقتول کو دفن کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ اہل اسلام نے اپنے
لشکر کے کشتون کو دفن کیا ہے بمجرد سننے خبر مذکور کے اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ طریقہ اہل اسلام
اچھا ہے میت اور کشتون کو میدان جنگ میں پڑا نہیں رہنے دیتے ہیں غسل و کفن دے کر دفن
کر دیتے ہیں لہذا تو بھی اپنے اور حمائل خان کی فوج کے کشتون کو دفن کرا دے کیونکہ وہ بھی
بقا پرست و سارق پرست تھے یہ خیال کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ موافق ہمارے مذہب کے
ہمارے لشکر کے اور حمائل خان کی سپاہ کے کشتون کو بہت جلد دفن کرو اور تعداد کشتون کی بیان
کرو ملازم کاربند ہوئے کفار کے لاشون کو موافق اپنی ملت کے دفن کیا بعدہ کوکب
انجم حصاری کے روبرو جا کر عرض کیا کہ حضور کے اور حمائل خان کے لشکرون کے ملازم و سوار
سب ساڑھے تین لاکھ سے کچھ کم قتل ہوئے کوکب انجم حصاری نے یہ سنکے افسوس کیا اسی طور
سے ملازمان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد دفن کرنے کشتون مذکور کے خدمت
صاحبقران میں جا کر عرض کیا کہ حضور کے لشکر ظفر اثر کے جملہ سوار ایک لاکھ سے کچھ زیادہ قتل
ہوئے اور بہت سے زخمی ہیں تعداد زخمیون کی چالیس ہزار سے زیادہ ہے امیر با توقیر نے بہت
افسوس کرکے فرمایا کہ وہ دیندار تو راہ خدا میں لڑکر سوئے جنان گئے خدا وند عالم ہمارا بھی انجام
بخیر کرے دنیا سے ہمکو بھی با اسلام و ایمان جب اس کی مرضی ہو اٹھائے اور رستگار کرے پھر فرمایا کہ
جو سوار و سردار و سپاہ ہمارے لشکر کے زخمی ہوئے ہیں ان کا علاج کیا جائے پنبان مرہم کی ان کے
زخمون پر چڑھائی جائیں ملازمون نے حکم کی تعمیل کی عمان شاہ و غواق آہن کلاہ و درویش
موصوف کے ملازمون نے بھی بعد دفن کرنے کشتون کے جا کر عمان شاہ سے دست بستہ عرض کیا

کہ ہمنے حضور کے حکم پر عمل کیا جملہ لشکر حضور کے کشتون کو دفن کیا عمان شاہ نے تعداد اُن کی پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار سوار قتل ہوئے ہیں اور پچاس ہزار سوار و سردار زخمی ہوئے ہیں ایات درویش موصوف سے عمان شاہ نے حکم دیا کہ عمدہ جراح حاضر ہون زخمیون کا علاج کریں ملازم رسید ہوئے جراح حاضر ہوئے زخمیون کا علاج ہونے لگا بعد دفن ہو جانے کشتون کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار کیا جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ حاضر دربار ہوئے صاحبقران بھی کہ ایک پاس شب گذری تھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار بادشاہ مین گئے پہلے بادب بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی داراب بن داراب شہریار کو سلام کیا بادشاہ نے بھی جواب سلام دے کر نیم قد اٹھ کر تعظیم بوجہ مراتب صاحبقران کے کی جملہ اہل دربار نے سروقد اٹھکر تعظیم صاحبقران کی کی بعدہ صاحبقران اپنے دنگل پر شوکت پر بیٹھے پھر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ آج کی جنگ عظیم مین ہمارے لشکر کے ایک لاکھ سوارون سے زیادہ قتل ہوئے اور چالیس ہزار سوار و سردار لشکر زخمی ہوئے شکر ہے خدا کا کہ فتح حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ سنکے نہایت افسوس کیا اور فتح ہونے کی خوشی ظاہر کی ابھی بادشاہ خاموش ہوئے تھے کہ شاہزادگان سکندر رستم خو و شاہزادہ رفیع البخت وغیرہ دربار بادشاہ مین آئے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام بطریق اہل اسلام دیا پھر اُن کو دیکھکر بہت خوش ہوکر قریب اپنے دنگلون پر بیٹھایا و بسیار تعریف شجاعت و بہادری کی تعریف کرکے فرمایا کہ آج آپ صاحبون نے یہان آکر کار ہائے نمایان کیے لڑائی کو گویا فتح کیا فیلان جنگی کے پامال کرنے سے اور قتل کرنے سے اہل اسلام کو بچایا بعدہ بہت کافرون کو تہ تیغ کیا بادشاہ انجم حصاری و سرداران سپاہ ہر دو لشکر کفار کو ہنگام جنگ کیونکر تخت سے اٹھالیا شجاعت و بہادری اپنی ظاہر کی ہمکو خوش کیا سکندر رستم خو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ نے ہماری تعریف شجاعت کرکے ہماری عزت زیادہ کی ورنہ ہمنے تو کچھ ایسا کار نمایان نہین کیا ہان شریک جنگ ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام نے پوچھا کہ آج آپ سب صاحب کہان سے یہان آئے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مفصل حال اپنا بیان کیجیے تھوڑی دیر سے انھون نے عرض کیا کہ جب ہم لشکر سے جدا ہوئے ایک ساحر نابکار نے بزور سحر ہم سبکو اسیر کیا تھا پھر وہ ساحر ہمکو جانب طلسم زلزلہ لاتا تھا ارادہ اُس کا یہ تھا کہ شاہ طلسم مذکور سے اجازت حاصل کرکے قتل کرے یا طلسم زلزلہ مین ہمین قید کرے جب یہ خبر ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری کو ہوئی اُس نے ہم سب پر رحم کرکے اپنے کوکا خورشید زرین قبا کو کہ وہ عیار بھی تھا واسطے ہماری رہائی کے روانہ کیا اُس نے اُس ساحر نابکار پر عیاری کرکے آتے بیہوش کرکے ہمکو قید سے رہا کیا اور کہا کہ تم لوگون کے حال سے مجھی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے آگاہ ہوکر مجکو واسطے تمہاری رہائی کے بھیجا تھا مین نے یہان آکر عیاری کرکے اس ساحر نابکار کو بیہوش کیا اب اُس کو مار ڈالون گا تمکو مین نے رہا کیا ہے اب جہان تمہارا دل چاہے وہان جاؤ پھر سنکے ہم سب وہان سے چلے اثنائے راہ مین سنا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کی قید آدم خوارون مین آئی ہے یہ سنکے ہمنے تعجیل جاکے دلیرانہ اُن آدمخوارون سے مقابلہ کرکے اُن کو قتل کیا سیکرون کو

بھگا دیا آخر سردار آدمخواران کہ ہمارے ہمراہ آیا ہی اُس نے ہماری اطاعت اختیار کی شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو قید سے رہا کیا اپنے قلعہ سنگین حصار مین لے گیا اُس قلعے پر قبضہ کیا وہان کے
بادشاہ سابق کو کہ ضحاک شاہ تھا اور اسیر تھا اُس کو مسلمان کرکے پھر اُس کے تئین تخت پر بٹھایا
پھر ہم ہمراہی مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے رہے ایک روز صحرائے سبزہ زار مین شکار آہو ہمراہ
طیمور شیر پرور کے ہم سب کھیل رہے تھے دو چار ہرن شکار کیے تھے کباب اُن کے تیار کر رہے
کھا رہے تھے کہ یکایک چند دیو ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر رکھے ہوے آئے انھون نے
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ہم پردہ قاف سے آئے ہین برسواری
حضور یہ تخت زرین و جواہر کار لائے ہین سلیمان صاحبقران نے آپ کو یاد کیا ہی ایک کار
ضروری آپ سے درپیش ہی اسی واسطے آپ کو بلایا ہی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے تقریر ان دیوون کی
سنکے ہم سبھون کے باب مین کہا کہ اگر تمھارا دل چاہے تو قلعہ سنگاکیہ مین رہو وقتیکہ ہم پردہ قاف
سے یہان آئین اور اگر دل چاہے تو لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جاکر داخل ہو
ہمنے قلعہ سنگاکیہ مین رہنا قبول نکرکے کہا کہ ہم خدمت صاحبقران مین جائینگے انھون نے
کہا کہ بہتر ہی پھر انھون نے اپنے ایک سردار سپاہ کو اپنے کل لشکر کا مالک و مختار کیا اور اُس سے
اور ہم سبھون سے رخصت ہوکر تخت زرین مذکور پر بیٹھے دیوون نے تخت اٹھاکر اپنے دوش پر
رکھا پھر وہ زمین سے بلند ہوکر سیدھے پردہ قاف گئے ہم سب اس طرف آئے الحمد للہ کہ ایسے
وقت یہان آکر پہونچے شریک جنگ ہوے ہمنے بطور اختصار تمام حال اپنا عرض کیا بموجب آپکی
ارشاد کے اپنی تقریر کو طول نہین دیا صاحبقران کو اُن کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ طیمور
شیر پرور جانب پردہ قاف پاس سلیمان صاحبقران کے گیا ہی بعد اس آگاہی کے صاحبقران
نے فرمایا کہ آپ صاحبون کا حال معلوم ہوا تمام کیفیت سے آگاہی ہوئی یہان آپ سب صاحبون کے
آنے سے دل کو ہمارے بہت خوشی حاصل ہوئی کیونکہ زینت لشکر اہل اسلام کی آپ ہی صاحبون
سے ہی یہان تو صاحبقران موصوف شاہزادگان نسل اولاد اسد بن کرب غازی سے ہمسخن
ہین لیکن اب حال فرامرز ثانی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب یہ بہادر میدان جنگ سے اپنے لشکر مین گیا
اور سواران مقتول دفن ہوچکے اور اکل و شرب سے بھی فراغت حاصل ہوچکی اُسوقت اُس نے
درویش آفتاب صورت سے کہا کہ صاحبقران نے مجکو آج کی شب اپنے پاس آنے کو فرمایا تھا
مین نے اُن سے آنے کا وعدہ کیا ہی اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤن حال تو میرا اُن پر ظاہر ہوگیا
ہی ہنگام کشتی وہ میرے رخ سے نقاب اٹھاکر مجھے پہچان چکے ہین پھر جو کچھ انھون نے مجھسے باتین
کہین وہ بھی آپ سن چکے ہین درویش موصوف نے گفتگو سے فرامرز ثانی سنکے کہا اگر صاحبقران
نے تمھین بلایا ہی اور تمنے اُن سے وعدہ آنے کا کیا ہی تو جاؤ کچھ اندیشہ نہین ہی یہ سنکے فرامرز ثانی
نے کچھ آہستہ سرگوشی مین پوچھا درویش موصوف نے بھی سرگوشی مین جواب اسکا دیا عمان شاہ
ہفراقی آہن کلاہ و سرداران سپاہ وغیرہ کو نہ معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی نے کیا پوچھا اور
درویش موصوف نے کیا جواب دیا غرض فرامرز ثانی درویش ممدوح سے اجازت لیکر پوشاک
نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہوکر کچھ سوارون کو ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا
ہرکارون نے خبر آمد فرامرز ثانی سے صاحبقران کو آگاہ کیا صاحبقران نے اکثر سرداران لشکر

وشاہان ملک کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُنھوں نے جاکر اُس کا استقبال کیا پھر اُسکو
بعزت وحرمت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے فرامرز ثانی نے دربار مین آکر بطریق
اہل اسلام بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح کو سلام کیا امیر باتوقیر نے بعزت وحرمت
اُس کو دنگل پر موافق اُس کی عزت ورتبے کے بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران موصوف
نے فرامرز ثانی سے یہ پوچھا کہ تم تو بعد گرنے ملکہ کے دریا مین گرکے ڈوب گئے تھے ساتھ ہی ملکہ
کے تمنے بھی اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا ہر چند ہمنے ماہی گیرون سے جال دریا مین ڈلوائے
لیکن تمھارا اور ملکہ کا کچھ بھی پتہ نہ لگا تھا ہکو سخت تشویش تھا اور ملکہ کا صدمہ ہوا تھا آخر مجبور ہوکر صبر اختیار
کیا تھا اور دل مین اپنے یہ کہا تھا کہ اگر ہکو یہ معلوم ہو جاتا کہ اگر ہم عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا
کرین گے تو ملکہ اور تم دونون اپنے تئین دریا مین ڈالدوگے تو ہم ہرگز محافہ واسطے سواری
ملکہ کے نہ بھیجتے اور نہ عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دینا کے قرار دیتے خیر شکر ہو خدا کا کہ تمکو ہمنے
دیکھا دل کو خوشی حاصل ہوئی یہ تو بتلاؤ کہ دریا سے کیونکر جانبر ہوے بعد ازان یہ لشکر کثیر کس طور
سے جمع کیا اور یہ درویش آفتاب صورت کون بزرگ ہین ان کے بھی حالات سے اطلاع دو
اور یہان تم ہمراہ درویش موصوف کے کس غرض سے آئے تھے مفصل تمام حالات بیان کرو
تاکہ جملہ حالات سے آگاہی ہو تردد رفع ہو فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ جب آپ نے عقد ملکہ کا
ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کا ارادہ کیا اپنے عیار کا رنج وملال گوارہ نکیا اور محافہ واسطے سواری
ملکہ کے مع جلوس مختصر ہمراہ اپنے ملازمون کے بھیجا اور ملکہ کو انھین ملازمون سے یہ معلوم ہوا
کہ صاحبقران نے اسواسطے طلب کیا ہے کہ عقد ونکاح میرا ساتھ خواجہ طیفور کے کر دین یہ امر ملکہ کے
ایسا خلاف طبع ہوا کہ سخت اُس کو صدمہ ہوا بے اختیار آبدیدہ ہوئی چونکہ ملکہ مذکورہ کو مجھسے
بدرجہ کمال محبت والفت تھی اور خواجہ کے ساتھ اُس کو اپنا عقد ہونا کسی طرح منظور نہ تھا اسوجہ
سے وہ محافے مین سوار نہوئی مجھسے کہا کہ اسوقت صاحبقران کشورگیر نے واسطے میری سواری
کے محافہ بھیجا ہے اور ان ملازمون سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عقد میرا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا
جائے گا لہذا مجکو اپنا عقد ونکاح ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کا کسی طرح منظور نہین ہے مجکو تجھسے الفت ہے
اگر اس لشکر مین رہون گی تو ضرور صاحبقران عقد میرا ساتھ خواجہ کے کر دینگے اُس کے
جواب مین مین نے کہا تھا کہ تمکو اپنے عقد کے بارے مین اختیار ہے جس کے ساتھ مناسب جانو
اُس کے ساتھ کرو تپر جبر نہ کیا جائے گا محافہ صاحبقران ذیشان نے بھیجا ہے چلی جاؤ تعمیل حکم کرو
اُن کے روبرو جاکر جو عذر بابت اپنے عقد کے منظور ہو وہ کرنا اُس نے مجھے جواب دیا تھا کہ مجھے
محافے مین سوار ہوکر لشکر صاحبقران مین جانا کسی طرح منظور نہین ہے باعث میری بے آبروئی کا
ہوگا اور یہان بھی رہنا مجھے قبول نہین ہے بلکہ اس حالت خوف تلف عفت وعصمت مین اپنا
زندہ رہنا گوارہ نہین ہے لہذا اگر ہم اپنی جان دین تو ہماری مفارقت اور صدمہ مرگ مین تم
غمگین نہونا دل کو اپنے بہلا لینا مین نے اُس سے یہ کلمات سنکے آبدیدہ ہوکے کہا تھا کہ اے ملکہ
یہ کیا کہتی ہو مین بھی تمھارے بعد زندہ نہونگا جان اپنی دیدونگا اُس نے جواب دیا تھا کہ
خبردار ایسا قصد کرنا میرے بعد اور کسی زن خوب رو سے النفعا کرکے زندگی اپنی بآرام وراحت
بسر کرنا کبھی کبھی مجکو بھی یاد کرلینا ثواب سورہ فاتحہ سے ہماری روح کو محروم نہ رکھنا یہ کہکر روتی ہوئی

اٹھی تھی مین نے پوچھا تھا کہ اے ملکہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا تھا کہ ذرا دریا کے کنارے تک
جاتی ہون دل گھبراتا ہی وقت گرمی کا ہی کنارے دریا جا کر ہوا سرد سے میرے دل کو فرحت
ہوگی یہ سنکے مین خاموش رہا اُسی جگہ بیٹھا رہا ملکہ مذکورہ نے کنارے دریا کے جا کر اپنے تئین دریا
مین گرا دیا ابھی ملکہ نے ایک غوطہ ہی پانی مین کھایا تھا کہ مین بھی بعد اُس کے جانے کے متردد ہو کر
کنارہ دریا گیا اور ملکہ کو آب دریا مین غوطے کھاتے دیکھکر مین نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا
اُس کے بعد زندہ رہنا گوارہ نہ کیا مردمان لشکر کنارہ دریا سے دیکھ رہے تھے مین ساتھ
ملکہ کے پانی مین غوطے کھا رہا تھا دفعتاً یہ معلوم ہوا کہ مجکو کوئی جانور آ کے نگل گیا بعد دو ساعت
کے مین نے اپنے تئین ایک باغ ویران مین اندر بارہ دری کہنہ و شکستہ کے پایا تھا آنکھین
کھول کر اپنے پہلو مین ملکہ کو بھی دیکھا تھا مین نے اپنے تئین مردون مین شمار کر کے پھر آنکھین بند
کر کے کہا تھا شکر ہی خدا کا کہ بعد مرنے کے مجھ ایسے گنہگار سراپا خطاکار کو خدا نے اپنی رحمت کاملہ
سے یہ باغ و بارہ دری میرے رہنے کو عطا فرمائی اور چونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ مجکو ملکہ سے
الفت قلبی ہی اور اُسکی مفارقت گوارہ نکر کے مین نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا اسی وجہ سے
اللہ نے میرے حال پر رحم کر کے ایک حور کسی بصورت و شکل ملکہ مجھے عنایت کی ہی وہ میرے
پہلو مین بیٹھی ہی تاکہ مین خوش رہون صدمہ ملکہ کی جدائی کا میرے دل سے دور ہو ابھی مین تقریر
مذکور کر کے خاموش ہوا تھا کہ ملکہ مذکورہ نے بھی غش سے ہوشیار ہو کر آنکھین کھول کر مثل میرے
بارہ دری اور باغ پر اور مجھ پر نظر کر کے اُس نے بھی اپنے تئین مردہ شمار کر کے یہ کہا تھا کہ الحمد للہ بعد
ہمارے مرنے کے خدا نے ہم پر رحم کیا یہ بارہ دری و باغ ہمین رہنے کو دیا ہی اور جس شخص سے دنیا مین
ہمکو الفت تھی اُسی شخص کی ہمصورت ایک فرشتے کو ہمارے پاس لا دیا ہی تاکہ بعد مرگ دل
خوش رہے اسی قسم کی بہت سی باتین ملکہ اپنی زبان پر جاری کر رہی تھی کہ یکایک ایک شخص
بارہ دری مین نظر آیا اُس نے قریب آ کے کہا کہ تم دونون اپنے تئین مردہ نہ خیال کرو میرے خوف سے
نہ کانپو مین تمہارا دشمن نہین ہون مجھے ملک الموت نہ خیال کرو آنکھین کیون بند کر لی ہین کھولو اللہ کی قسم مین
تمہارا دوست ہون تم دونون دریا مین ڈوب رہے تھے مین اُدھر سے ادھر آتا تھا تمکو ڈوبتے
دیکھکر میرے دل مین رحم آیا چونکہ بصورت نہنگ تھا تمکو نگل گیا تھا اب یہان آ کر تمکو اُگل کر مین
واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا ابھی آیا ہون نام میرا عمان جادو ہی مین انسان ہون مجھسے
خائف و ترسان نہو یہ باتین ہم دونون نے اُس شخص کی سنکے آنکھین کھولین اُس کو اپنے حال پر مہربان
پا کر اُٹھ بیٹھے اُس نے کچھ میوہ تر و خشک کھلایا اس باغ کی سیر کرائی پھر ہم دونون باغ
سے بارہ دری مین گئے جا کر بیٹھے اپنے تئین زندہ سمجھ کر خوش ہوے پھر عمان جادو کا شکر ادا کیا
ہنگام شب وہ نظر سے غائب ہو گیا صبح کو پھر ظاہر ہوا ہمکو میوہ تر و خشک دے کر کہا کہ اس میوے کو
کھاؤ باغ مین جا کر چشمے سے پانی پیو باغ کی سیر کرو مین جاتا ہون شام تک آؤن گا یہ کہکر وہ نظر سے
غائب ہو گیا جب زمانہ شب کا آیا حسب وعدہ عمان جادو آیا ہم دونون کے واسطے میوہ تر و خشک
لایا ہم دونون کو دیا اسی طرح چند روز گذرے شب کو وہ آتا تھا اور دن کو چلا جاتا تھا ایک روز
مین نے اُس سے پوچھا کہ تم دن کو کہان جاتے ہو اور شب کو بھی اگر آتے ہو تو بھی تھوڑی دیر ہمارے
پاس روشنی مین بیٹھے ہو پھر نظر سے غائب ہو جاتے ہو اس کا کیا باعث ہی مفصل بیان کرو پہلے تو

اُسنے بیان کرنے سے عذر و انکار کیا جب مین نے اصرار کیا تو اُس نے عہد و اقرار لے کر آبدیدہ ہو کر اسطرح
اپنا حال بیان کیا کہ در اصل مین بادشاہ شہر عمانہ کا تھا اپنے شہر کا بادشاہ تھا عدل و انصاف
کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی صدمہ و رنج نہ تھا یکایک میرے شہر مین ایک دیو مسمی دیو اسلم
کا ظہور ہوا وہ دیو سحر بھی جانتا تھا مین اُس زمانے مین سحر کرنے سے واقف نہ تھا کوئی سحر مجھکو یاد نہ تھا
مین نے شور و غوغاے رعایا سے اُس دیو کو اپنے شہر سے دفع کرنا چاہا تمام اپنی سپاہ لے کر اُس کے
دفع و قتل کرنے کے واسطے گیا وہ بھی مجھسے آمادہ جنگ ہوا ہنگام جنگ و جدال اُس نے مجھپر
اور میرے تمام لشکر پر سحر کیا پھر مجھکو گرفتار کر کے خود بالاے تخت حکومت بیٹھکر فوج کو میری اپنا
مطیع بجبر کرکے اُن پر سے سحر کو دفع کیا پھر مجھسے کہا کہ اگر تو اس شہر سے چلا جاوے اور پھر یہان نہ آئے
مجھسے نہ لڑے تو مین تجھکو چھوڑ دون مین نے اقرار کیا کہ تجھسے کبھی نہ لڑونگا اس شہر سے چلا جاؤنگا
اُسنے مجھے چھوڑ دیا مین نے جا کر ساحرون سے سحر سیکھا جب چند در چند سحر یاد کر چکا تو پھر فوج جمع کرکے
حکومت و سلطنت کے لالچ سے اپنے عہد پر وفا نکر کے اُس سے آمادہ جنگ ہوا وہ دیو بھی قلعہ سے
نکل کر مع سپاہ میرے مقابلے پر آیا اُس نے مجھپر سحر کیا مین نے اُس کے سحر کو دفع کرکے اُس پر سحر کیا
تا دیر یونہین لڑائی سحر کی رہی آخر کار مین اُس پر سحر و ساحری مین غالب آیا اُس کو اسیر کیا داخل قلعہ
ہو کر تخت پر بیٹھا فوج و رعایا میری میرے دوبارہ تخت پر بیٹھنے سے خوش ہوئی مین نے اُس دیو کے
قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ معشوقہ اُس دیو کی ازلال جادو کہ جو سحر و ساحری مین یگانہ آفاق تھی
اور دیو اسلم کو چاہتی تھی اور سحر بھی اُسی نے دیو اسلم کو کچھ سکھلائے تھے مانند بلاے بد آئی اور
مجھپر غضبناک ہو کر اُس دیو کو اٹھا لے گئی پھر آ کر مجھسے لڑی آخر وہ ساحرہ سحر مین مجھپر غالب آئی
مجھکو اُس نے پکڑ کر اپنے سحر مین گرفتار کیا زبان مین میری سوزن لگا دی پھر میدان جنگ سے
قلعے مین جا کر دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر مجھکو طلب کرکے کہا کہ او عمان جادو دل تو
یہی چاہتا ہے کہ تجھکو قتل کرون لیکن پھر رحم بھی مجھپر آتا ہے کہ تیرے قتل سے باز آؤن اگر تو ابکی مرتبہ
مجھسے یہ اقرار کرے کہ اب کبھی اپنی صورت نہ دکھاؤنگا اور نہ کبھی پھر اے جنگ ادھر آؤنگا تو
مین تجھکو چھوڑ دون مین نے جان کے خوف سے پھر اقرار کیا کہ اب تم کبھی مجھے نہ دیکھنا اُس نے کہا
کہ اگر اب کہین تجھکو دیکھ لونگی تو ضرور قتل کرونگی یہ کہکر اُس نے مجھکو چھوڑ دیا تھا اُس زمانے سے
مین آوارہ و پریشان خاطر ہو کر بھاگ کر ادھر آیا تھا اس باغ و بارہ دری کو صحرا مین دیکھکر رہنا
یہان اختیار کیا تھا چنانچہ اب تک یہین شب کو رہتا ہون صبح کو یہان سے اسی دریا مین چلا جاتا
ہون بصورت نہنگ سحر سے بنکر دریا مین صبح سے شام تک رہتا ہون شام کو تاریکی مین یہان آکر
کچھ اکل و شرب کرکے سو رہتا ہون جس زمانے مین مین یہان آیا تھا تھوڑے سوار میرے لشکر
کے جو نمک حلال تھے وہ بھی میرے ساتھ یہان تک آگئے تھے آجتک وہ سب اسی باغ کے
دروازے کے سامنے میدان مین فروکش ہین تنخواہ اُن کی ماہ بماہ دیتا ہون وہ سب سوار
اسی ویرانے مین فروکش ہین مجھکو ازلال جادو سے اسقدر خوف ہے کہ دن کو بصورت اصلی کبھی
نہین رہتا ہون بلکہ یہان سے بھی بھاگ جاتا ہون خبردار تم اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا مبادا
ازلال جادو میرے حال سے آگاہ ہو جاوے یہان آکر مجھکو قتل کرے یہ کہکر وہ خاموش ہو کر
بے اختیار اشکبار ہوا تھا مین نے اُس کے حال پر بہت افسوس کرکے کہا تھا کہ اے عمان جادو

تمنے ہمپر احسان کیا ہی اگر خدانے چاہا تو ہم بھی بعوض اس تمہارے احسان کے تمکو تمہارے
تخت حکومت پر بٹھا دینگے اُس نے خوش ہوکر پوچھا تھا کہ یہ عورت تمہاری کون ہی مین نے
بیان کیا تھا کہ یہ ملکہ ہین دختر بادشاہ ہین انکو مجھسے محبت ہی لیکن ابھی کچھ واسطہ قربت و
نزدیکی نہین ہی اُس نے وجہ اسکی بھی پوچھی تھی مینے بیان کیا تھا کہ ہم اہل اسلام ہین تا وقتیکہ عورت سے
عقد و نکاح نہین ہوتے نزدیکی اُس سے نہین کرتے ہین یہ سنکے اُس نے ملکہ کو اپنی دختر ظاہر کیا اور
مجھے اپنا فرزند کہا تھا پھر ایک روز دو نکاح پڑھنے والون کو لے آیا عقد و نکاح ہمارا ساتھ ملکہ کے
کر دیا ہم اُس روز سے بپابند عیش و عشرت اُسی باغ و بارہ دری مین رہا کرتے تھے ایک روز مین نے
عمان جادو سے کہا کہ بہت دل چاہتا ہی کہ واسطے شکار آہو کے صحرا مین جاوین اگر تمہاری اجازت
ہو تو شکار کھیل کر جلد واپس چلے آوین اُس نے کہا تھا اچھا جاؤ مگر ایک سمت نہ جانا یعنی جانب
شہر عمانیہ نجانا ورنہ اُس دیو یا اُسکی آشنا ازلال جادو سے تمہین صدمہ پہونچیگا تم اُن سے
مقابلہ کر نہین سکتے ہو اول تو وہ دیو ہی دوسرے ساحرہ ہی سوا اس کے اُسکی آشنا ساحرہ مذکورہ
بالا سے بے درمان ہی مین نے کہا تھا کہ مین شہر عمانیہ کی طرف نجاؤنگا اُس نے میرے ساتھ اُنہین
اپنے ملازم سوارون کو کہ تعداد مین تخمینا چار سو پانچسو ہونگے ہمراہ کر دیا تھا غرض مین ہمراہ اُن سوارون کے
جانب صحراے سبزہ زار گیا اور صحرا مین شکار آہو کھیلا تھا بعد شکار کھیلنے کے ارادہ اپنے مسکن
کی طرف جانے کا کیا تھا بلکہ اُسی باغ کی طرف روانہ ہوا تھا مگر راہ بھول کر شہر عمانیہ کی طرف نکل گیا
تھا نہین خوب یاد آیا ایک ہرن پر شکار گاہ مین تیر مارا تھا وہ زخمی ہوکر بھاگا اُس کے تعاقب
مین جانب شہر عمانیہ روانہ ہوا تھا حوالی شہر عمانیہ مین ایک صحراے سبزہ زار تھا وہ آہوے
تیر خوردہ اُسی صحرا مین بھاگتا ہوا گیا وہان دیو اسلم کا فرزند دیو سلیم شکار آہو کھیل رہا تھا اُسنے
اُس آہوے تیر خوردہ کو دیکھکر تیر لگا کر زمین پر گرا کر ارادہ لیجانے کا کیا تھا کہ ناگہان مین بھی
پہونچا تھا دیو سلیم سے بابت اُسی آہو کے پہلے حجت و تکرار ہوئی تھی آخر کار نوبت لڑائی کی پہونچی
تھی ہنگام جنگ مین نے اُسکو قتل کیا تھا اُس آہو کو اپنے قبضے مین کیا تھا اس اثناے مین
میرے ہمراہی سوار بھی میری تلاش مین وہان آگئے تھے اُن سے معلوم ہوا تھا کہ یہ صحرا حوالی
شہر عمانیہ ہی مین وہان سے سوے باغ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا تھا اور دیو سلیم مقتول کو
اُسکے ہمراہی و ملازم نالان و گریان اٹھا کر سوے قلعہ عمانیہ لے گئے تھے ہنوز تھوڑی راہ مین نے
ہمراہی سواران مذکور طے کی تھی کہ چند سوداگر سامنے سے نالان و گریان بحال پریشان آئے
مین نے اُن سے سبب نالہ و فغان دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ہم سوداگر ہین اپنے شہر سے
مال و اسباب بکثرت لاکھون روپیہ کا واسطے تجارت کے یہان لائے تھے قافلہ ہمارا اسی جا مین
زیر کوہ سے گذرا بالاے کوہ پچاس چالیس ہزار قزاق مسلح رہتے ہین اُن کے حالات سے ہمکو
آگاہی نہ تھی اُن کے افسر نے حکم دیا کہ اس قافلے کو لوٹ لو جملہ قزاق ہنگام شب ہمارے قافلے
پر گرے بہت سے آدمی ہمارے قافلے کے اُن سے لڑکر قتل ہوے باقی ماندہ ہم سب کو اسیر کیا
مال و اسباب ہمارا تمام و کمال لوٹ لیا آج صبح کو افسر قزاقان نے ہمارے حال پر رحم کرکے
چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم نالان ہین کہ تہیدست ہوگئے ہین ہمراہی سب مارے گئے ہین
مین نے اُن پر رحم کرکے کہا کہ ہمکو اُن قزاقون کے پاس لے چلو ہم تمہارا تمام مال و اسباب

اُن سے دلوا دین گے اور اگر وہ نہ دین گے تو اُن کو قتل کرین گے اُن کو پہلے تو ہمارے قول کا
یقین نہ آیا مگر بعدہٗ وہ ہمکو اسی صحرا مین روبرو لے گئے وہان جا کر ہمنے دیکھا کہ بالائے کوہ
قلعہ ہے اُس مین ہزارہا قزاق ہین اہل قافلہ صحرا مین قتل کیے ہوے پڑے ہین یہ دیکھتے ہی
ہمنے نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اے قزاقو غضب کیا تمنے کہ ان بیچارے تاجرون کو لوٹ لیا ہمراہیون کو
ان کے قتل کیا اب بہتر و مناسب یہی ہے کہ مال و اسباب جو تمنے ان کا لوٹا ہے اُن کو واپس دو
ورنہ ہم تمکو قتل کرین گے یہ سنکے افسر قزاق کہ نام اُس کا قہور قزاق تھا تمام قزاقون کو لیے
ہمراہ کے زیر کوہ آیا لڑائی ہوئی ہمنے جنگ کو فتح کیا قہور کو زیر کیا وہ مطیع ہمارا ہو کر مع جملہ
پچاس چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا ہمکو مع تاجرون کے بالائے کوہ لے گیا بعد دعوت
و ضیافت کے تمام مال و اسباب جو لوٹا تھا تاجرون کے حوالے کیا وہ ہمکو دعائین دیتے ہوے
ایکطرف روانہ ہوے قہور قزاق نے بخیر قزاقی ہماری ہدایت سے موقوف کر کے ہمکو اپنا
مہمان کیا اے صاحبقران حال مقام یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جب ہم اور ملکہ دونون دریا مین
گر کے غائب ہو گئے تھے انھین ایام مین خواجہ خضران بن عمرو ہمارے اور ملکہ کے دریا مین غرق
ہو جانے سے نہایت مغموم و ملول ہوے تھے اور چونکہ آپ باعث ہمارے اور ملکہ کے دریا مین
گرنے کے ہوے تھے اسی وجہ سے خواجہ خضران بن عمرو آپ سے کشیدہ خاطر ہو کر آپ سے رخصت
ہو کر گریان و نالان جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے تھے اثنائے راہ مین انھون نے خیال کیا تھا
کہ جب ہم خانہ کعبہ جائین گے تو خواجہ عمرو زنبیل و دامانے عیاری و اسباب عیاری نہ دیکھکر
پوچھین گے کہ زنبیل وغیرہ اسباب عیاری تونے کیا کیا اسوقت اگر سچ سچ کہا جائے گا کہ خواجہ طیفور
گرد ملکہ نے آپ کی صورت رنگ و روغن سے بن کر عیاری کر کے تمام اپنے عیاری کے مع زنبیل ہمسے
لے لیے تو وہ نالائق اور بیہودہ کہینگے بہت ناخوش ہون گے لہذا خانہ کعبہ کی طرف نجا اور کسی سمت
چل یہ خیال کر کے ایک صحرا مین بعد قطع راہ بسیار پہونچے تھے بالائے کوہ جا کر ارادہ کوہ پر سے اپنے
گرا دینے کا کیا تھا اپنی جان کے دینے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ غفلت مین ایک بزرگ نے اُن کو
ہدایت کی کہ اے خضران بن عمرو کیون اپنی جان دیتا ہے یہان سے فلان جانب جا وہان
تجکو ایک فقیر سے ایسی اشیاء نادر و نایاب ملینگی کہ جو بہتر زنبیل وغیرہ سے ہونگی خواجہ خضران
بن عمرو اُس غفلت سے ہوشیار ہوکے کوہ سے اترے موافق ارشاد اُس بزرگ کے ایک سمت
روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین کہ قبرستان بھی تھا پہونچے تھے وہان ایک
درویش کامل روشن ضمیر خدا پرست مع چالیس اپنے مریدون کے اپنے مرشد کی قبر پر بیٹھا تھا خواجہ
خضران موصوف نے قریب اُس کے جا کے اُسے سلام کیا تھا اُس نے جواب سلام دے کر
کہا تھا کہ بابا آؤ بیٹھو مین تو تمہارے انتظار مین تھا مرشد کی امانتین رکھتا ہون جس کو انھون نے
کہا ہے کہ اُسی کو وہ امانتین دے کر یہ درویش شکر خدا بجا لائے گا یہ کہکر خواجہ خضران ممدوح کو
اپنے پاس بٹھایا اپنا مہمان کیا بعد چند روز کے تمام اپنے مریدون کو قریب اپنے بلا کے درویش
مرجان سرخ پوش نے کہا کہ دیکھو یہ جامہ ہمارے مرشد کا ہے وہ بڑے صاحب کمال تھے قریب
اپنی مرگ کے یہ جامہ ہمکو دے کر کہا تھا کہ بالفعل تو اس جامے کو تو پہن جب کوئی ایسا شخص تیرے
پاس آئے کہ جس کے تن مین یہ جامہ درست اور ٹھیک ہو اُسی کو دیدینا چنانچہ بعد اُن کے جو کوئی

شخص میرے پاس اس ویرانے میں آیا میں نے حسب وصیت مرشد یہ جامہ پہنایا کسی کے تن پر درست
و ٹھیک نہوا آج یہ بندۂ خدا کہ میں اس کے حالات سے خوب آگاہ ہوں آیا ہے اس کو بھی حسب دستور قدیم
یہ جامہ پہناؤں گا چاہتا ہوں کہ پہلے اس شخص سے تم سب باری باری اس جامے کو پہنو شاید تمہارے
تن پر ٹھیک اور درست ہو یہ کہکے ہر ایک اپنے مرید کو وہ جامہ پہنایا کسی مرید کے تن پر ٹھیک اور درست
نہوا سب مرید اپنی بری قسمت سے افسوس کناں ہوئے بعد ان مریدوں کے درویش مرجان سرخ مو
نے وہ جامہ اپنے مرشد کا خواجہ خضران بن عمرو کو پہنایا بالطاف خدا وہ اُن کے تن پر درست اور
ٹھیک ہوا درویش موصوف نے مسکرا کر کہا کہ بابا مبارک ہو کہ یہ جامہ تیرے تن پر درست ہوا اس
جامہ درویش کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا یہ وہ دولت ہے کہ شاہان ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں ہے یہ
جامہ میرے مرشد کا ہے انہوں نے اپنے مرشد سے پایا تھا اسی طرح سے ہمتا و تم تک اس جامے کی
یہی صورت رہی کہ ایک نے دوسرے کو دیا ہے یہاں تک کہ مجھ سے تم تک پہونچا ہے خاص تمہارے ہی
واسطے یہ جامہ قطع ہوا تھا شکر خدا کا کہ ایسی بے مثل شے دستیاب ہوئی ہے خواجہ موصوف نے
پوچھا تھا کہ اے درویش مرجان سرخ مو تم نے اس جامے کے اوصاف تو از حد بیان کیے ہیں لیکن
میری سمجھ میں نہ آیا کہ باعث اس قدر اس کی تعریف کا کیا ہے درویش موصوف نے کہا کہ بابا اس جامے
کی جو کچھ میں نے تعریف کی ہے زیادہ نہیں کی ہے بلکہ کم کی ہے فقیر خدا پرست ہے جھوٹ نہیں بولتا ہے
دروغگوئی گناہ کبیرہ ہے ذرا یہ جامہ اتار کر مجھکو دے تو ابھی اس کی خوبی تجھ پر ظاہر کروں خواجہ نے وہ
جامہ اتار کر اُس درویش کو دیا اُس نے پہن کر اسی جامے کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پہلے ایک اکہ
نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ وہ اکہ ہے کہ اگر کوئی اپنے بازو پر باندھ کر اپنے حریف سے لڑے گا تو بھی
زیر نہوگا اور اگر خدا چاہے تو اُس پر غالب ہوگا اور اگر مصلحت خدا سے غالب نہوگا تو زیر بھی نہو
پھر ایک منڈھی نکالی اور کہا کہ دیکھو یہ وہ منڈھی ہے کہ اگر اس کو حکم کروں تو دو چار ہزار آدمی کے
بیٹھنے کی اس میں گنجائش ہو جائے جب حکم کروں یہ بلند ہو کر جہاں چاہوں یہ منڈھی مجھے پہنچائے
سوا اس کے اگر کوئی اس منڈھی میں بیٹھے اُس پر سحر کسی ساحر کا اثر نکرے ہر بلا و آفت سے محفوظ
رہے اسی طرح سے صدہا اشیاے نادر اس جامے کی جیب سے نکال کر دکھا سکتا ہوں تم بھی جس
شے کی نیت سے اس جامے کی جیب میں ہاتھ ڈالوگے وہی چیز تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی
اور جو کچھ اس جامے کی جیب میں رکھوگے غائب ہو جائے گی وقت ضرورت اگر اسی رکھی ہوئی شے
کو نکالنا چاہوگے تو پھر ہاتھ میں آ جائے گی کہاں تک اس کی اشیاے نادر تمکو نکال کر دکھاؤں
اور اس کی تعریف کروں یہ کہکر وہ جامہ اتار کر پھر خواجہ خضران کو دے دیا تھا خواجہ خضران
اُس درویش کے مرنے کے بعد ان چالیسوں مریدوں میں سے ایک مرید کو اُن سب مریدوں کا
افسر کر کے رنگ و روغن عیاری سے صورت اپنی تبدیل کر کے اُسی منڈھی میں بیٹھکر زمین سے
بلند ہو کر اس ویرانے سے چلے تھے میں نے جو دیو سلیم کو قتل کیا تھا اور رفقائے اس کے لاشے کو
لے کر سوئے قلعہ [illegible] روانہ ہوئے تھے جب وہ قلعے میں پہونچے تو اس کے باپ نے یعنی دیو اسلم
نے اپنے فرزند کے لاشے کو دیکھکر بہت گریہ و زاری کر کے پوچھا تھا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے
رفقائے دیو سلیم مذکور نے کہا تھا کہ ایک جوان فرامرز ثانی آیا تھا اُس نے آپ کے فرزند کو
قتل کیا ہے یہ سنکے دیو اسلم نالہ کناں ہوا ابھی دیو اسلم رو رہا تھا نالہ و فریاد کر رہا تھا لاشہ دیو سلیم کا

پڑا تھا کہ ازلال جادو آئی اُس نے جو اپنے فرزند کو کشتہ دیکھا بہت روئی بعدہٗ لاشہ فرزند کو
کہ ازلال جادو کے شکستے تھا دفن کرکے یا جلا کے یا دریا میں بہا کے ازلال جادو نے اپنے
سحر کے زور سے دریافت کیا کہ عمان جادو فلان صحرا میں جو باغ ہے اُس میں ہے اور قاتل دیو سلیم
کو وہی دریا سے لایا ہے یہ حال دریافت کرکے اُس نے ایک سردار مسمی صمصام تیغ زن کو چند ہزار
سواروں کی جمعیت سے مع ایک شاگرد ساحرہ اپنی کے روانہ کیا اُس نے جاکر باغ کا محاصرہ کیا
اُس ساحرہ نے عمان جادو کے باغ کو دیکھکر عمان جادو کو کلمات درشت کہے عمان جادو نے
باغ سے نکلکر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا سحر و ساحری میں چند اُس سے کمتر تھا ادھر تو عمان جادو یعنی
بادشاہ شہر عمانیہ اُس ساحرہ سے لڑ رہا تھا اور ملکہ یعنی میری زوجہ باغ میں پریشان و مضطرب تھی کہ
میں قہور راہزن کے ساتھ چالیس ہزار قزاقوں کی جمعیت سے مع مال و اسباب کثیرہ کوہ مذکور سے
عین وقت جنگ پر پہونچا صمصام تیغ زن نے مجھے مقابلہ کیا میں نے ہنگام جنگ اُسے زیر کیا بعد
اُس کو مسلمان کرکے چھوڑ دیا تمام مردان سپاہ بھی اُس کے مسلمان ہوئے اس عرصے میں اتفاقاً
وہ ساحرہ سحر میں عمان جادو پر غالب آئی اُس کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے سوزن اُس کی زبان میں
دے کے اُس نے ہمکو اور صمصام تیغ زن اور قہور تیغ زن کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے اسیر کیا مع
ملکہ اور تمامی مردان سپاہ کو اپنے سحر سے پتھر کرکے ہم چاروں اشخاص مذکور کو تخت سحر پر ڈالکر
سحر سے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دیو سلیم و ازلال جادو کے پاس جاکر تمام حال جنگ
بیان کرکے ہم چاروں کو دکھا کر کہا کہ میں ان کو گرفتار کر لائی ہوں اور ساٹھ ہزار سواروں کو اپنے
سحر سے پتھر کا کر آئی ہوں ازلال جادو نے اُس سے خوش ہو کر کہا کہ تونے کار نمایان کیا اب میں
ان چاروں کو قتل کرتی ہوں چونکہ وہ ساحرہ اثنائے راہ میں مجھپر مائل ہو چکی تھی کہنے لگی کہ ابھی
ان کو قتل نہ کیجے بعد ایام عزا کے شاہزادہ دیو سلیمان کو قتل کیجیے گا ازلال جادو نے اس کے
کہنے کو پسند کرکے کہا کہ ان چاروں مجرموں کو زندان میں لے جا کر قید کر علاوہ داروغہ زندان کے
تو بھی ان قیدیوں کی نگہبانی کرتا تاوقتیکہ میں ان کو قتل کروں وہ ساحرہ حسب الحکم ازلال جادو
اپنی اُستانی کے زندان میں لے گئی تھی پابزنجیر سب کو کیا اکثر زندان میں آیا کرتی تھی طالب وصل
ہوتی تھی میں اُس کے وصل سے انکار کرتا تھا جب وہ زمانہ عزا کے دیو سلیم گذر گیا ازلال جادو
نے اسی ساحرہ سے کہا کہ اب ان چاروں قیدیوں کو زندان سے لے آ تاکہ ان کو قتل کروں اپنے
فرزند کے قاتلوں اور دشمنوں کو تیغ کروں اُس نے بوجہ میری الفت کے اشخاص مذکور کو
زندان سے لانے میں تامل کیا ازلال جادو نے اُس کو کلمات ناز یبا و بیہودہ کہے اُس کو سخت ملال
ہوا اسی عالم [illegible] میں سوے زندان چلی داروغہ و جملہ نگہبانوں پر پوشیدہ ہو کر ایسا سحر کیا کہ
وہ سب بیہوش ہو گئے پھر وہ ساحرہ زندان میں آئی ہم سب سے کہا کہ پہلے تو میں تمہاری دشمن
تھی تمکو اسیر کرکے لائی تھی اب تمہاری دوست ہوں اور تمہاری شریک ہوں ازلال جادو
کی دشمن جان ہوں اس زندان سے نکلو چلو میں تمکو تمہارے باغ میں پہونچا دوں یہ کہکر زنجیر
صمصام تیغ زن و قہور و یوسف فلکیں کے تن سے دور کرکے ہم چاروں کو قید سے رہا کرکے
بہت عذر و معذرت کرکے ہنگام شب تاریک تخت سحر پر بٹھا کر اسی باغ کے پاس جا کر تخت سحر کو اپنے
اتارا ہم اور وہ ساحرہ وغیرہ تخت سحر سے اترے ساحرہ مذکورہ نے ان ساٹھ ہزار سواروں کو

ملکہ کے اوپر سے اپنا سحر دفع کیا سب بدستور صورت اصلی پر آگئے پھر ہم اور عمان جادو
اور وہ ساحرہ داخل باغ ہوئے ملکہ سے ملے یہ خبر ازلال جادو کو پہونچی کہ میری شاگردہ
نے ان قیدیوں کو رہا کیا اور خود ان کی شریک ہو گئی غضبناک ہوئی ہنگام سحر تخت سحر پر سوار
ہو کر ایک ساحرہ اپنی شاگردہ کو اور دیو اسلم کو لیکر مع تمامی سپاہ کے قریب باغ آئی پہلے اس کی شاگردہ
ساحرہ مستی در باغ پر آکر پکار کر کہا کہ اے عمان جادو ہوشیار ہو جا کہ میں آ پہونچی یہ تقریر اس
ساحرہ کی سنکے ہم اور عمان جادو اور وہ ساحرہ باغ سے نکلے پہلے اسی ساحرہ نے جو ہمراہ ملکہ
ہوئی تھی اس ساحرہ سے سحر و ساحری میں مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار اس ساحرہ کو اس ساحرہ
نے ہلاک کیا عمان جادو اور ہم سب خوش ہوئے ازلال جادو جو دور سے بالائے تخت سحر
بلندی ہوا پر لڑائی دیکھ رہی تھی اپنی شاگردہ کو مقتول ہوتے دیکھکر غضبناک ہو کر بزور سحر اژدر
آتشین بنکر ہم سب کی طرف چلی تھی اسوقت ہم سب نے دعا کی یکایک دیکھا کہ بروے ہوا
ایک درویش ایک مندھی میں بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے انہوں نے نعرہ بلندی پر سے کیا کہ اے ساحرہ
کیا کرتی ہے ذرا ادھر میری طرف نظر کر ساحرہ کہ بصورت اژدر تھی اس درویش کی آواز سنکے
ٹھہری اتنے میں وہ درویش بلندی سے بروے زمین آگئے فی الفور انہوں نے اپنی جیب سے
ایک آئینہ نکال کر ازلال جادو کو دکھایا وہ ساحرہ آئینے کے معائنہ سے بصورت اصلی ہو کر
بیہوش ہو گئی اسی حالت میں وہ درویش بصورت خواجہ خضران بن عمرو ہو کے مندھی سے
نکل کر اس ساحرہ کو قتل کیا پھر بعد جنگ دیو اسلم کو بھی انہے قتل کر کے فتحیاب ہو کے قلعہ عجائب
میں جاکے عمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا بعد چند مدت کے قلعہ عجائب سے ہمراہی عمان شاہ
و تین لاکھ سواران جنگی کے جانب طلسم زلزلہ کوچ کیا خواجہ خضران اور ملکہ کو بھی ہمراہ لیا
خواجہ خضران بن عمرو نے نام اپنا درویش آفتاب صورت مشہور کیا بجز میرے سب سے
اپنے تئیں پوشیدہ رکھا سوا میرے ابتک کوئی میرے لشکر میں یہ نہیں جانتا کہ درویش آفتاب
صورت دراصل خواجہ خضران بن عمرو ہیں غرضکہ جب ہم روانہ ہوئے قلعہ عجائب سے اثنائے
راہ میں صمصام تیغزن کو زخمی کرکے اسفندیار کجکلاہ جنکہ سردار سپاہ عراق ہیں کلاہ
بادشاہ شہر عراقیہ کا اتار لیا تھا بارگاہ کو چھین لیا تھا جب یہ خبر ہمکو ہوئی لڑائی عظیم ہوئی آخرکار
اسفندیار کجکلاہ اور بہران بہر سوار دونوں سرداران سپاہ کو اس کے بیٹے بقوت بازو زیر کیا وہ
مذکور اب تک ساتھ ہمراہ ہیں پھر عراق شاہ بھی مسلمان ہو کر ساتھ ہمراہ تین لاکھ سواروں کی جمعیت
سے ہوا اثنائے راہ میں ایک نامہ سوار فرستادہ شاہ نقش بین بادشاہ شہر نقش بین سے ملاقات ہوئی
اسنے نامہ دیا جب وہ نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ شاہ نقش بین نے درویش آفتاب صورت کو نامہ
لکھا ہوا اور بہت التماس لکھا تھا اسواسطے طلب کیا ہے کہ اس کے شہر میں جو پہاڑ ہے اس پر ایک اژدہا کلاں
آکر مسکن گزیں ہوا ہے وہ ہر روز ساکنان شہر کو اذیت پہونچاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نامہ لانا ہی وزیر اعظم
بادشاہ شہر نقش بین کا ہے اور بادشاہ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اسے اژدہائے آتش فشاں میرے شہر سے دفع
ہو جائے گا تو میں بصدق دل مع اپنی رعایا کے مسلمان ہو جاؤنگا جب یہ حالات تحریر نامہ و زبانی
وزیر مذکور کے معلوم ہوئے درویش نے اقرار آنے کا کیا پھر ہمراہ اس وزیر کے درویش
مع ملکہ مع سپاہ مذکورہ اور سرداران مسطور کے اسی شہر کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہونچکر اس

اژدہے کو مین نے ہلاک کیا بادشاہ تقشش بین حسب وعدہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہوا چند روز
کے بعد وہان سے کوچ اس طرف کیا شاہ مذکور نے ایک سردار اپنا مسمی صارف تیغزن مع تین لاکھ
سوارون کے ہمارے ساتھ کیا وہان سے ہم سب یہان آئے آپ سے مین نے مقابلہ کیا بہنگام کشتی
آپ نے نقاب میرے چہرے سے اٹھا کر مجکو پہچان لیا مین نے آپ سے مقابلہ بوجہ کہنے خواجہ خضران
بن عمرو کے کیا تھا اور وہ اکہ جو درویش مرجان سرخ مجھے دستیاب ہوا تھا وہ اپنے بازو پر باندہ لیا تھا
بلکہ خود خواجہ خضران بن عمرو نے میرے بازو پر باین خیال باندہ دیا تھا کہ آپ سے کبھی زیر نہون
اور قوت مین کمی نہو چنانچہ ایسا ہی ہوا مین نے تمام حال بطور خلاصہ اور بطرز اختصار عرض کیا
صاحبقران علم نے تمام حالات سنکے فرمایا کہ خیر خواجہ خضران بن عمرو کو وہ جامہ درویش مرجان
سرخ ہوا ایسا ملکیا کہ جو مثل زنبیل خواجہ طیفور کردیلے کے ہوا ورنہ تو خواجہ خضران بن عمرو کو اپنا
عمو اور بزرگ جانتے ہین اگر وہ ہے تھا وہ نا خوش ہین تو ہم جا کر ان کو منا لیے گئے ہین یہ فرما کر مرکب کو
طلب کیا ملازم مرکب دربارگاہ پر لاے صاحبقران دربار سے لشکر مع اکثر شاہان ملک وغیرہ کے جانب
لشکر عمان شاہ روانہ ہوے دلسوز نے یہ خبر درویش آفتاب صورت کو دی کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ اس طرف واسطے آپ کی دیکھے و نیز آپ سے ملنے کو آتے ہین ارادہ ان کا یہی کہ آپ سے
ملکر آپ کو اپنے لشکر مین بعزت و حرمت لیجائین یہ خبر سنکے خواجہ خضران بن عمرو بصورت اصلی ہوکر
مع عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غرابیہ و دیران پیر سوار و اسفندیار رجگاہ و
کھور تیغزن و صمصام صف شکن و صارف تیغزن وغیرہ جملہ نامی و نامور و ذی عزت
سردارون اور بادشاہون کو اپنے ہمراہ لیکر براے استقبال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
یہ کہکر روانہ ہوا کہ اگر صاحبقران موصوف پاس اس فقیر کے تشریف لاتے ہین تو ہم بھی ان کے
استقبال کے واسطے جاتے ہین اثناے راہ درمیان دونون لشکرون کے جسوقت پہونچے
صاحبقران کا استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ اے عمو نامدار ہم آپ کے لینے کو
آئے ہین جو آپ نے چاہا تھا وہی ہے گیا آپ کے پاس خود آئے آپ ہمارے ساتھ ہمارے لشکر مین
چلیے نادانستہ بابت ملکہ اور قرار زمانی کے جو ہے وقوع مین آیا ہے اوس صدمہ و ملال سے درگذر کیجیے
خواجہ خضران نے بھی تقریر بانکساری کی پھر صاحبقران خواجہ خضران بن عمرو وغیرہ کو یعنی
ان کے ہمراہیون کو مع خواجہ خضران کے اپنے لشکر مین لاکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ خضران
نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا بعد مین صاحبقران نے بعزت تمام قریب تر اپنے خواجہ خضران
بن عمرو کو بٹھایا اور ان کے ہمراہیون کو لائق قدر مراتب دربار مین بٹھایا ہر ایک اہل دربار خواجہ
خضران بن عمرو کے دربار مین آنے سے خوش ہوا خواجہ طیفور کردیلے نے بزرگ اپنا جانکر خواجہ
خضران بن عمرو کو سلام کیا بعدہٗ عذر خواہ ہوا ہنوز خواجہ خضران بن عمرو موصوف دربار
بادشاہ لشکر اہل اسلام مین ہمراہ صاحبقران ممدوح کے آکر بیٹھے ہی تھے کہ یکایک چند ہرکارے جو کہ
براے خبر رسانی معین و مقرر تھے انھون نے دربار مین آکر روبرو بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام بعد دعا کے دست بستہ بصد ادب عرض کیا کہ اسوقت کوکب بہ حصاری
حسب وعدہ مع ساریق بن [illegible] سنگان اور ان اٹھالیس سرداران سپاہ کے جنکو نقابدار
طلسمی نے میدان جنگ مین صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ کرکے اسیر کرکے داخل زندان کیا تھا

اس طرف آتا ہی باقی خیریت ہے یہ خبر ہرکارون سے سنکے پایہ باے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام نے چند بادشاہان ملک و سرداران سپاہ کو فی الفور واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا شاہان ملک وغیرہ نے جاکر استقبال کوکب انجم حصاری کا کیا پھر اُس کو اپنے ہمراہ بعزت و حرمت بارگاہ بادشاہ موصوف یعنی دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لاے کوکب انجم حصاری نے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران موصوف کو سلام کیا صاحبقران نے اُس کے آنے سے دل میں خیال کیا کہ کوکب انجم حصاری نے ایفاے وعدہ کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے قریب اپنے اُسے بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ بعزت و حرمت بیٹھا ساریق بن بقا نے بھی سلام کیا کیونکہ سنگکان نے ساریق کو سمجھا دیا تھا کہ لشکر اہل اسلام مین جاکر دربار مین داخل ہوکر غرور نکرنا مصلحت وقت ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کرنا اور جو کچھ صاحبقران کہین اُسے منظور کرنا کچھ عذر و انکار نکرنا آئندہ دیکھا جائیگا پس موافق رائے سنگکان کے ساریق بن بقا نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا اور بقول راوی دیگر سلام کسی کو نہین کیا غرض بہر طور اشارہ بادشاہ موصوف سے ساریق بن بقا موافق اپنے رتبے کے بیٹھا سنگکان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ مین تو بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کا خیرخواہ ہون خواجہ طیفور کر دیا خواجہ خضران بن عمرو کا زبانبردار ہون بدل مسلمان ہون خواجہ طیفور و خواجہ خضران وغیرہ اُس کی ان باتون پر منہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کی طرف سے پھیر کر مسکراے بجاے خود کہا کہ یہ نابکار دروغ گو ہے صاحبقران نے بالاے بادشاہ اُس کے بھی بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ سلام بار دگر کرکے موافق اپنے مرتبے کے بیٹھا پھر وہ اتالیسون سردار لشکر صاحبقران کے بادب بادشاہ و صاحبقران سلام کرکے اشارہ بیٹھنے کا پاکے دربار بھی اپنے اپنے درجہ پر ہر ایک سردار مذکور بیٹھا صاحبقران کو اُن سردارون کے رہا ہوکر آنے سے خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سب خوش ہوے اُسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ حمائل خان کو زندان سے ہمارے روبرو لاؤ ملازم فی الفور جاکر اُس کو دربار مین لاے اُس نے اہل دربار پر نظر کی صاحبقران نے اُس کی جانب نظر کرکے حکم دیا کہ جلد حمائل خان کے تن سے سلاسل وغیرہ کو دور کرو قید سے رہا کرو حمائل خان کو طوق و سلاسل مین گرفتار رہنے دیکھا نہین جاتا اسوقت ہمکو لندھور بن سعدان کا خیال آیا ہے حمائل خان کو لندھور سے قرابت قریبہ ہے ہمکو منظور نہین کہ روح لندھور بن سعدان حمائل خان کی اسیری سے ملول ہو ملازمون نے فوراً اُس کو قید سے رہا کیا اُس نے سلام کیا صاحبقران نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بھی بعزت و حرمت دربار مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کوکب انجم حصاری و حمائل خان و سنگکان و ساریق بن بقا سے مخاطب ہوکے ان کو اس طرح ہدایت کی راہ راست دکھائی اور یکتائی و قدرت و صنعت و ہمیشگی و رزاقی و معبودی پروردگار عالم ظاہر کی کہ اے کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار و اے حمائل خان سنور شعار و اے ساریق بن بقا و اے سنگکان آگاہ ہوکہ لائق حمد و ثنا وہ ذات خدا ہے سزاوار حمد پروردگار ہی ہے اور قابل سجدہ بھی خالق کون و مکان ہے بجز اُس کے کوئی لائق سجدہ نہین ہے سجدہ معبودی کے قابل وہی خداے لایزال ہے کہ جسکو کبھی زوال نہین ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اُس کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے وہ حادث نہین ہے طفلی اور جوانی و ضعیفی جسطرح کہ واسطے

ہم ہین بندون مین وہ درود بیجان

خداوند عالم و عالمیان عادل ہی ظالم نہین ہی عدل و انصاف کرتا ہی ظلم کسی پہ نہین کرتا ہی جو خدا کو عادل نجانے وہ دوزخی ہی اور گمراہ ہی الغرض وہ جھوٹ اور خلاف نہین کرتا ہی کسی پر ظلم و ستم نہین کرتا ہی کفر و کافری سے کسی کی راضی نہین ہی ذات اُس کی مدام ظلم سے پاک ہی اور ظلم کرنے والون پر لعنت اُس کی ہمیشہ نازل ہوا کرتی ہی اور اپنے افعال کرانا چاہتا ہی نہ بری باتین جیسے کرتا ہی نہ کسی اپنی مخلوق سے افعال بد کراتا ہی نہ کسی کو وہ گمراہ کرتا ہی مخلوقات خدا کو اپنے افعال کے کرنے پر مجبوری نہین ہی اُسنے اپنی مخلوقات کو بلکہ قدر اتم انسان و حیوان کو عقل و فہم و شعور و سمجھ دی ہی اور واسطے ہدایت کرنے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بقولے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبرون کو دنیا مین بھیجا ہی کہ وہ انسان و جن وغیرہ کو ہدایت کرین راہ راست دکھائین جیسا کہ اس نظم سے ظاہر ہی کہ۔ نظم۔

اور عادل ہی وہ کرے انصاف	کام اس کا نہین ہی جھوٹ خلاف	نہ کسی ذات پر ستم وہ کرے
نہین راضی وہ کفر و کافر سے	ظلم سے پاک ذات ہی وہ مدام	کرے لعنت وہ ظالمون پہ تمام
نہ رہیگا یہ ہماری اس کی جاہ	نہ کسی کو کبھی کرے گمراہ	اپنے فعلون پہ ہم نہین مجبور
[illegible] اور بیٹھے کا پہ کے شعور	سمجھ اور عقل پہلے ہمکو دی	بھیجا پیغمبرون کو پھر [illegible]
کہ دکھلا دین وہ راہ دین سب کا	یاد ہر دم کیا کرین رب کو	اصول دین پانچ ہین پہلے توحید

یعنی خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننا۔ دوسرے خدا کو عادل جاننا تیسری اصل نبوت ہی یعنی اپنے پیغمبر کو پیغمبر برحق جاننا اور اسکی امر و نہی پر عمل کرنا اور جملہ پیغمبران سلف کو بھی پیغمبران برحق اور معصوم جاننا اور مذہب حق میں چوتھی اصل دین کی امامت ہی یعنی اپنے پیغمبر کے بعد اُن کی اولاد کو کہ بارہ امام ہین اُن کو اپنے پیغمبر دین کا وصی برحق اور جانشین مطلق جاننا اور اُن کو مثل اپنے پیغمبر کے معصوم یقینا جاننا اور بامر خدا منجانب نبی کے اُن کے احکام پر عمل کرنا ہی پانچوین اصل معاد یعنی قیامت ہی اس روز پروردگار عالم جملہ اپنی مخلوق کو اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کرے گا اور وہ روز سب کے اعمال نیک و بد کی جزا و سزا کا ہی میزان عدل مین اعمال نیک و بد اسی روز تولے جائینگے جن کے اعمال اچھے ہین وہ حکم خدا سے داخل جنت ہون گے اور جن کے اعمال بد ہین وہ داخل نار دوزخ ہون گے وہ روز پرسش اعمال کا ہوگا لہذا آپ صاحبون کو لازم و مناسب ہی کہ اپنے معبود حقیقی اور نبی پیغمبر و آل پیغمبر کو جانیے امر و نہی خدا و رسول پر عمل کیجیے تاکہ رستگار رہیے راہ باطل سے روگردان ہوجیے راہ حق پر قدم رکھیے دین حق کہ دین اسلام ہی اختیار کیجیے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کیجیے تاکہ انجام بخیر ہو اور آخر کار چند روز یہان ہر ایک کا قیام ہی ہمیشہ تو وہین رہنا ہی اس دنیا مین خاص کر انس و جن اسواسطے پیدا کیے گئے ہین کہ وہ عبادت کرین اور خدا کو پہچانین اور خدا وہی ہی کہ جس نے بغیر ستونون کے اسقدر وسیع بلند آسمان پیدا کیا ہی دیکھیے کوئی جسم بغیر چوب کے ایستادہ نہین ہوتا ہی اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر چوب خیمہ فلک کو ایستادہ کیا ہی اور یہ جو دکھائی دیتا ہی سوا اس آسمان کے چھ آسمان اور خدا نے پیدا کیے ہین ایک آسمان سے دوسرا آسمان ایسا بڑا ہی کہ جیسے دانہ خردل بحر اسے وسیع مین ہو ایک آسمان کو خدا نے کواکب سے زینت دی ہی آٹھوان عرش ہی جسکو عرش الہی اور عرش اعظم کہتے ہین وہ ایسا عظیم ہی کہ کوئی اُس کی عظمت کا حصہ کیا بیان کر سکتا ہی عرش کے ساٹھ ہزار قائمے ہین ہر قائمہ ایسی وسعت رکھتا ہی کہ یہ کون و مکان اگر ساٹھ ہزار درجہ وسیع ہو جائین تو بھی اُس مین سما جائین چنانچہ علامت

عرش مین لکھا ہی کہ ایک فرشتہ ہی نام اُس کا دردائیل ہی خداوند عالم نے اُس کو ساٹھ ہزار پر عطا فرمائے ہین
ہر ایک پر اُس کا اتنا بڑا ہی کہ اگر وہ چاہے تو دنیا کو اپنے ایک پر سے ڈھانک لے ایک روز اُس نے اپنے
دل مین خیال کیا کہ مجھسے کوئی فرشتہ زیادہ پر و بال مثل میرے نرکھتا ہوگا خدا نے مجکو ساٹھ ہزار پر عطا
فرمائے ہین کسی روز عظمت عرش کو دریافت کرون اور ابتدا و انتہائے عرش معظم کو معلوم کرون چونکہ
خدا عالم و دانا و داننده و راز نہان ہی دردائیل کے ارادے سے آگاہ ہوا فی الفور اُس کو ساٹھ ہزار حصہ
زیادہ پر عطا فرما کر حکم دیا کہ تو اڑ کر عظمت عرش کو دریافت کر فرشتہ مذکور اپنی جگہ سے اڑا ساٹھ ہزار سال
تک اڑا ایک قائمہ عرش سے دوسرے قائمہ عرش تک نہ پہونچا آخر کار تھک کر عذر خواہ ہوا اپنی خستگی و
ماندگی سے اُڑنے سے عاجز رہا ایک قائمہ عرش کی بھی عظمت دریافت نہ کر سکا اُس پر عتاب الٰہی ہوا پر و بال
اُس کے نوچ کر زمین پر ڈال دیا گیا بعد ایک مدت دراز کے اُس کی گریہ و زاری پر خدا نے رحم کیا فرزند
رسول خدا کے تن اطہر سے تن اپنا اُسنے آکر مس کیا امام حسین علیہ السلام کے طفیل سے پھر خدا نے اُس کو
پر و بال عطا فرمائے وہ شادان و فرحان سوے فلک گیا اس تقریر سے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ عظمت عرش خدا
ایسی ہی کہ کوئی اُس کی انتہا نہین جان سکتا ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے عرش اطلس و کرسی و سماوات
اور اس عالم دنیا کے سیزده ہزار عالم پیدا کیے ہین کہ ایک عالم کے لوگون کو دوسرے عالم کے لوگون اور
دوسرے عالم سے آگاہی نہین ہی وہی خالق کون و مکان و ہیزده ہزار عالم لائق سجدہ ہی وہی معبود حقیقی
ہی وہی رزاق مطلق ہی انس و جن و حیوانات چرند و پرند و کل اپنی مخلوقات کو رزق عطا فرماتا ہی وہی بر آرندہ
حاجات ہی وہی مجیب الدعوات ہی وہی قاضی الحاجات ہی اُسی نے تمام اپنی مخلوقات کو بطفیل اپنے حبیب
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیدا کیا ہی اگر خدا اُن کو نہ پیدا کرتا تو پھر کسی اپنی مخلوق کو
ہویدا نہ کرتا اُس کے ذرہ ذرہ سے ظاہر و آشکار ہی اگر انسان غور و فکر کرے اور ذرا بھی تامل سے دیکھے
تو اُس کی خدائی اور معبودی اور قدرت و صناعی اُس پر ظاہر و آشکار ہو جائے آفتاب و ماہتاب کو اُسی نے
واسطے انتظام عالم کے پیدا کیا ہی شب و روز کو اُن کی روشنی سے منور کیا ہی ستارون اور سیارون کو خلق
کر کے آسمانون کو اُن سے زینت دی ہی ستارے اسقدر سماوات پر پیدا کیے ہین کہ اُن کی تعداد کا علم
اُسی کو ہی یا وہ جس کو چاہے آگاہ کر دے ماہتاب کو آسمان اول پر اُس نے جگہ دی ہی آفتاب عالمتاب
کو چوتھے آسمان پر اُس نے جگہ دی ہی رخ آفتاب کا بجانب خود نہین ہی پشت آفتاب جانب دنیا ہی اسپر
اسقدر تمازت و حرارت اُس کی زمین تک ہی کہ اہل دنیا تاب تمازت و حرارت آفتاب لا نہین سکتے ہین
اگر رخ آفتاب کا جانب دنیا ہوتا تو زمین اور دنیا مانند دانے کے بریان ہو جاتی کوئی زندہ نہ رہتا
نہ زمین اس طرح رہتی نہ کوئی فرد بشر حیات رہتا آفتاب کو خدا نے زمین سے بہت بڑا پیدا کیا ہی وسعت
دنیا کی آفتاب کے آگے کچھ بھی نہین ہی مثلاً یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آفتاب کو بمنزلہ ایک صحراے
لق و دق ناپیدا کنار کے خیال کرنا چاہیے اور تمام دنیا کو بمنزلہ دانہ خردل کے تصور کرنا چاہیے ماہتاب
آفتاب سے چھوٹا ہی خدا نے اپنی قدرت سے چند کو سے چھوٹا کم پیدا کیا ہی باوجود اس کے ماہتاب بھی
دنیا سے چھوٹا نہین ہی بڑا ہی ہی ایک آسمان دوسرے آسمان سے پانچ سو برس کی راہ شہسوار کی ہی آسمان
اول بھی زمین سے پانچ سو برس کی راہ ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مابین زمین و آسمان کئی کرہ
قائم کیے ہین اول کرہ ہوا ہی بعدہ کرہ آتش ہی پھر کرہ آب ہی ایک دریا مشرق سے مغرب تک رواں ہی
کوئی قطرہ اس کا زمین پر بے حکم خدا نہین گرتا ہی زمین پر خداوند عالم و عالمیان نے اپنی قدرت کاملہ سے

انس و جن و وحوش و طیور کوہ و دشت و دریا شجر و حجر گل و ثمر سبزہ شاداب ہر قسم کے پھول ہر قسم کی
جنس و غلہ ہر ایک طرح کا میوہ شیرین و ترش کھٹا میٹھا گرم و سرد و معتدل و تمامی اشیاے ضروری حوائج
اہل عالم کو درکار ہین پیدا کیے ہین پھولون کو غور کرکے دیکھنا چاہیے کہ کیسے کیسے رنگ برنگ کے پھول
خدا نے گلشن دنیا مین پیدا کیے ہین کہ اُن کی تازگی و رنگ و بو وہ ہی کہ جس سے شان قدرت و صنعت خدا
آشکار ہی کوئی دنیا مین ایسا بھی ہی کہ مانند گلہاے باغ کے کوئی پھول بنا سکے اور رنگ سکے اور بو اُس مین
پیدا کر سکے اور تر و تازہ کر سکے کسی مین اتنی قدرت نہین بجز باغبان جہان کے کہ اُسنے عجب پھول خوشبودار
رنگ برنگ کے پیدا کیے ہین کہ جن کے سونگھنے سے دماغ معطر ہوتا ہی دل کو فرحت ہوتی ہی طبیعت
خوش ہوتی ہی قدرت خدا اُن کی رنگ و لطافت و بو سے ظاہر ہوتی ہی غنچون کو اُس نے پہلے سربستہ
خلق کیا پھر نسیم سحر سے اُن کو شگفتہ کرایا بلبل کو گل پر شیفتہ کیا وہ حسن و خوبی گل کو دی کہ بلبل
ہزار جان سے گل پر عاشق ہوئی سرو کو وہ راست قامت خلق کیا ہی کہ اُس کی قامت دلجو اور رعنائی
پر قمری شیفتہ و فریفتہ ہی دم عاشقی کے بھرتی ہی نرگس کو اہل نظر اگر دیکھین تو روشن ہو جاے کہ
خداوند عالم بے شک و شبہ قادر و توانا ہی نرگس کے پھول بعینہ چشم کی صورت خلق کیے ہین گلشن مین نرگس
تماشاے قدرت الٰہی ہی ہر طرف نگران صنعت کبریائی ہی لالہ نعمان کو عجب رنگین خلق کیا ہی زیب گلشن
اسکا بھی رنگ ہی داغدار ہونا اس کا خالی از سبب نہین شاید لالہ عشق الٰہی مین داغدار ہی نسرین و
نسترن چمبا جوہی سوسن نافرمان گل اشرفی سورج مکھی داؤدی گل عباسی گل جعفری گل صد برگ
وغیرہ ہر رنگ پھول جداگانہ رنگ و بو و لطافت رکھتا ہی نظر غور کرنے سے ان گلون پر قدرت پروردگار
آشکار ہوتی ہی جو گل ہی وہ نادر و نایاب و بے مثل و نظیر ہی جو غنچہ ہی وہ لاجواب ہی مظہر قدرت و صنعت
صانع ازل ہی انسان اگر بچشم غور و فکر دیکھے تو اُس پر ثابت ہو کہ سراپا مین کیا کیا عضو ہین کہ ہر ایک
عضو سے انسان بہرہ مند و فائدہ مند ہی سر کو دیکھیے کہ خداوند عالم نے محل عقل اُس کو کیا ہی حفاظت
دماغ و زینت سر کے واسطے بال پیدا کر دیے ہین ذرا بھی دماغ مین اگر خلل کسی وجہ سے ہو جاتا ہی تو
حواس خمسہ درست نہین رہتے ہین بدحواس ہو کر دیوانہ ہو جاتا ہی تمیز نیک و بد امر مین نہین کر سکتا ہی
عقل مین فتور پیدا ہو جاتا ہی خرابی دماغ سے انسان گویا حیوان بلکہ حیوان سے بدتر ہوتا ہی آنکھین
و نعمت عظمیٰ ہین کہ اگر پروردگار اپنی مہربانی عنایت سے انسان کو نہ دیتا تو انسان کوئی شے دیکھ سکتا
نہ کوئی کار کر سکتا نہ اچھی شے اور بری چیز مین تمیز کر سکتا مانند دیوار بے حس و حرکت ہوتا بے آنکھ
کی روشنی کے بخوبی کہین جا نہ سکتا آنکھون مین خدا نے نور عطا فرمایا ہی نور کو ساتھ پردون مین رکھا
ہی مردمک کے درمیان مین ایک تل ہی کہ جس مین نور ہی اُس نور اور چشم کی کیا حفاظت کی ہی کہ پلکین
پیدا کی ہین تاکہ دفعۃً کوئی شے ہواے اڑکر آنکھ مین نہ جاے آنکھ اور بصارت کو ضرر نہ پہونچاے
پلکین و رگ لبین گوش اگر خدا نہ دیتا تو بھی انسان بیکار رہتا کچھ سن نہ سکتا تھا کاروبار دنیا کا اچھی طرح
انصرام نہ کر سکتا بینی اگر نہوتی تو تمیز بوے خوش و بد مین کبھی انسان نکر سکتا اگر زبان خدا نہ دیتا تو
انسان کلام نہ کر سکتا ناتندیون کے ہوتا ذکر خدا بھی نہ کر سکتا انواع و اقسام کی باتین بھی کرنا ممکن
نہوتین تمیز لذت ہاے طعام نمکین و شیرین و ذائقہ ماکولات کی نہوتی اگر دانت نہوتے تو لطف غذا
وغیرہ کے کھانے کا کچھ میسر نہوتا اور کلام کرنے مین بھی کلام ہوتا اچھے طور سے الفاظ بھی نکال
نہ سکتا اسی طرح اگر عارض نہوتے تو چہرے کی رونق و زیبائی و خوبی نہوتی حسن دلفریب چہرے سے

پیدا ہوتا اگر گردن ہوتی تو بھی ایک صورت جسم انسان میں خرابی کی ظاہر ہوتی جو شنائی ہوتی
علاوہ اس کے حلق سے جو لقمہ شکم میں جاتا ہو وہ بغیر گردن اور نرخرے کے کیونکر جاتا اور آب و طعام معدہ میں
کیونکر پہونچ سکتا بیشک خداوند عالم نے ایک پہلو میں دل کو کہ جو بادشاہ اعضا اور اشرف اعضاے انسانی
ہی جگہ دی ہو اگر دل ہوتا تو کسی شے کی خواہش ہوتی انسان جو کچھ چاہتا ہو وہ خود نہیں چاہتا ہو بلکہ
اُس کا دل خواہش کرتا ہو تن ہر فرد بشر میں دل ایک گھوڑی یا دخانکا دوسرے پہلو میں جگر جو کہ رئیس بھی
اعضاے رئیسہ سے ہو اگر اس کو خدا تن انسان میں خلق نکرتا تو غذا کے ہضم میں فتور ہوتا بلکہ ہضم ہو سکتی
سوا اس کے اور بھی فوائد اس سے ہیں کہا تک شرح اعضا اور خوبی ایسے اعضا کا بیان کیا جاسے جو
عضو ہو وہ خالی از فائدہ و رسانی نہیں ہو دست و پا عجب نعمت ایسے عمدہ ہیں اگر ہاتھ ہوتے تو کاروبار
دنیا انسان نکر سکتا اگر پاؤں ہوتے تو راہ روی سے باز رہتا اگر عقل ہوتی تو بھی انسان بیکار رہتا غرضکہ
انسان سراپا میں جسقدر اپنے عضو رکھتا ہو سب اعضاے انسانی ظاہر کرنے والے عطا و جود و انعام
خدا کے ہیں اور صنعت و قدرت خداوند کون و مکان کے منظر ہیں اسی طرح ہر ایک شے سے صنعت و قدرت
پروردگار ہویدا و آشکار ہو درختوں کو دیکھو اُن کے پتوں پر نظر کرو کیسے کیسے سرسبز و شاداب و نرم و
نازک انواع و اقسام کی صورت و شکل و قطع کے ہیں رنگین پتوں کی کیسی باریک ہیں کہ جن کے
دیکھنے سے قدرت خدا ظاہر ہوتی ہو جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہو۔ مطلع برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ درختوں کو بھی خدا نے اپنے جود و عطا سے محروم نہیں رکھا ہو
ہر قسم کے گل و ثمر اشجار کو عطا فرمائے ہیں اُس کے فضل و کرم و بخشش و عطا سے وہ بھی شامل ہیں
باغ دنیا میں پھولے پھلے ہیں ہواے یا دالٰہی میں عالم وجد میں جھومتے ہیں چرند و پرند پر نظر کرو تو بھی
قدرت معبود حقیقی ظاہر ہوتی ہو کیسے کیسے چرند و پرند انواع و اقسام رنگ برنگ مختلف آواز و صدا
و شکل و صورت کے پیدا کیے ہیں فتبارک اللہ احسن الخالقین سربلندی کوہ و درازی و طوالت کوہاے
مختلف سنگ اگر نظر کی جاے تو بھی قدرت خالق ارض و سما ظاہر ہو جاے پہاڑوں کے ہونے سے
بڑے بڑے فوائد متصور ہیں زمین پانی پر بچھائی گئی ہو پہاڑ ہر طرف سے دبائے ہوے ہیں سوا اسکے
پہاڑوں سے پانی لعل بدخشانی وغیرہ اشیاے نفیس و بکار آمد پیدا ہوتی ہیں دریا خلق نے بہر احتیاج
بندگان ہر ایک شہر و دیار میں بلکہ صحرا و دشت میں جاری کیے ہیں اُس کے فیض انعام سے اور اسکے
چشمہ لطف و کرم سے اور اُس کے بحر مواج جود و انعام سے کوئی مخلوقات سے محروم نہیں ہو پانی کی
ہر ذی حیات بلکہ نباتات کو بھی احتیاج ہو باعث حیات انسان و حیوان و نباتات وغیرہ پانی ہو جیسا کہ
مشہور ہو کل شئ حیّ من الماء اس میں شک نہیں کہ کل چیزوں کی حیات پانی سے ہو اگر ابر حکم خدا
سے نبرسے تو اجناس کی پیدایش ہو اہل عالم کی پرورش کیونکر ہو ابر و ہوا برق و رعد آفتاب و ماہتاب
وغیرہ سب تابع حکم خدا ہیں جسوقت جو اُس کا حکم ہوتا ہو اُسے بجا لاتے ہیں جس کام پر معین ہیں اسی
کام میں سرگرم رہتے ہیں کیا مجال کہ خلاف حکم خدا کریں مہر و ماہ کے روز و شب طلوع و غروب پر نظر
کرو ماہ کے عروج پر غور و فکر کرو کیسے تابع حکم خدا ہیں روز و شب فرمانبرداری خدا میں بسر کرتے ہیں
یہ تقریر صاحبقران سے ہدایت آمیز حائل نحاسان و کوکب انجم حصاری و سنگان و ساریق
بن بغا سے مخاطب ہو کر ہر ایک نے بگوش ہوش سنی بعد تقریر مذکورہ کے صاحبقران نے فغفور
ساریق بن بغا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ساریق بن بغا تم جو دعوی خدائی کرتے ہو اور

بندگان خدا کو گمراہ کر کے اپنے تئین سجدہ کراتے ہو تم مین کچھ قدرت ہی تم بھی پانی برسا سکتے ہو اجناس کو مانند
پروردگار عالم کے پیدا کر سکتے ہو تمنے کوئی آسمان پیدا کیا ہی کوئی طبقہ زمین تمنے بھی ہو پیدا کیا ہی آفتاب و
ماہتاب و ستارے اور سیارے بتاؤ تمنے بھی پیدا کیے ہین ہی کوئی دریا کوئی پہاڑ تمنے بھی پیدا کیا ہی اگر
ان مین سے کچھ پیدا کیا ہی تو وہ کہان ہی مہر و ماہ کی مانند تمنے بھی آفتاب و ماہتاب پیدا کیے ہین کوہ و دشت
و اشجار و بحر و جود دریا و اثمار و گل و غنچہ و حیوان و انسان و چرند و پرند وغیرہ تمنے بھی پیدا کیے ہین اگر
پیدا کیے ہون تو دکھاؤ تم مین بھی کچھ قدرت ہی تمھارا بنایا ہوا آسمان کہان ہی پیدا کی ہوئی تمھاری زمین
کس جگہ ہی خداوند عالم تو ہیژدہ ہزار عالم کی مخلوقات کو رزق پہونچاتا ہی اپنی مخلوقات کو روز و شب
سیر و سیراب کرتا ہی تم بھی کسی کو رزق پہونچا سکتے ہو خداوند عالم عالم ہی تم بھی راز دل سے کسی کے آگاہ ہو
وشر کے واسطے ہمیشہ بقا ہی تمکو بھی حصول بقا ہی اگر کہو کہ ہان تو ہم ہرگز یقین نکرینگے کاذب و دروغ گو
جانینگے جیسے تمھارے آبا و اجداد مر گئے ہین اسی طرح تم بھی ایک روز مر جاؤگے بقا اسوقت کہان ہی
زمرد شاہ باختری کا کچھ بھی نشان ہی تمیا میتام خبیثہ سراقہ کیا ہوئے لات و منات و ہبل وغیرہ عوج الجبال
کہان ہین سب نیست و نابود ہوگئے کیسے وہ مردود خدائی کا دعوی کرتے تھے کہ باقی نرہے فنا ہوگئے
فنا ہو جانا واسطے مخلوق کے ہی شان خدا سے حدوث بعید ہی تم دعوی خدائی کرتے ہو اور ایسے عاجز ہو
گلستان باختر سے خائف و ترسان ہوکر یہان تک بھاگتے ہوئے آئے ہو یہان بھی تمکو شکست حاصل ہوئی
ہمنے تمکو تخت سے بقوت بازو اٹھالیا ہی تم اٹھ آئے ہو طالب امان ہوئے ہو اسی اپنی عاجزی پر
دعوی خدائی کرتے ہو توبہ کرو بندہ خدا سے دوچار ہوکر دعوی خدائی کرتے ہو بندون کو خدا سے
گمراہ کرتے ہو بہت برا کرتے ہو خدا سے ہمسری کرتے ہو گناہ کبیرہ و صغیرہ کرتے ہو کھاتے ہو اور پیتے ہو
سوتے ہو جاگتے ہو بول و براز کرتے ہو چلتے ہو پھرتے ہو اور اعضا رکھتے ہو جو باتین کہ ذات خدا و صفات
خدا کے لائق نہین ہین وہ تم مین موجود ہین کیون مثل شیطان مردم کو گمراہ کرتے ہو دعوی خدائی کرتے ہو
اپنے تئین عبث سجدہ کراتے ہو قہر و غضب و عذاب آتش جہنم سے ڈرو توبہ و استغفار کر لو اپنے تئین ایک
ادنی دیگر بندگان خدا سے جانو بہتری اسی مین اور جانبری تمھاری اسی صورت مین ہی کہ کلمہ طیبہ زبان پر
جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا دنیا و دین مین
تمھارے واسطے بہت خرابی ہوگی دیکھو بہت پچتاؤگے اب بھی راہ راست پر آؤ دعوی خدائی نکرو
ہمسری خدا کی نکرو راہ مستقیم اختیار کرو یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جسطرح اکثر مردود نابکار
دنیا مین دعوی خدائی کرکے جہنم مین بعد مرگ گئے تم بھی مثل ان کے ایک روز اس دار فانی سے سوے
عدم جاؤگے نار دوزخ مین جلوگے عذاب شدید مین گرفتار ہوگے دیکھو فرعون ہامان شداد و نمرود
وغیرہ کہان ہین مانند ان کے تم بھی دنیا مین نرہوگے مال و دولت دنیا کوئی چیز نہین ہی سب کچھ فانی ہی
حکومت ملک بھی مدام نہین ہی ایک دن تم بھی مانند شاہان گذشتگان خالی ہاتھ دنیا سے چلے جاؤگے سوا
اعمال کے نیک ہون یا بد ہون کچھ اپنے ساتھ نلے جاؤگے تمھارے پاس اعمال نیک کہان ہین جز
اعمال بد کے اور ایسے بد اعمال کہ بناء بذات خدا تم اپنے تئین بندہ خدا ہو کر خدا کہلواتے ہو تمکو واجب
لازم ہی کہ اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرو نہ یہ کہ خود اپنے تئین سجدہ کراتے ہو یہ فعل جو کہ باعث ناخوشی خدا
ہی خدا جانے کہ تمنے کیا سمجھ کے اختیار کیا ہی کیا ہمیشہ زندہ رہوگے کیا ہمیشہ بادشاہت و حکومت کیا کروگے
ہرگز نہین کسی کے واسطے زندگی مدام نہین نہ کسی بادشاہ کی حکومت کو ثبات ہی نہ ملک و مال و دولت

ہمیشہ کسی کے قبضے مین رہی ہی نہ رہے گی اس حیات چند روزہ کے واسطے کیون فکر و تدبر ایسی کی ہی کہ
جس سے مردود خدا ہوگئے ہو اب بھی اگر توبہ کرو تو توبہ تمھاری بکار آمد ہو جاے گی کیونکہ ابھی تک
در توبہ کھلا ہی حق تعالی ارحم الراحمین ہی تمھاری توبہ قبول کرے گا گناہ کبیرہ و صغیرہ تمھاسے اگر اسکی
مصلحت ہوگی تو عفو بھی فرمائے گا عجز و انکساری گریہ و زاری ہنگام دعا و حاجت خوب ہی حق تعالی کو
عاجزی پسند ہی کسی کا غرور رائی کو پسند نہین ہی سزا وار غرور بجز اُس کے کوئی نہین ہی عبث چند نفس
کی زندگی مین ایسے عزم پر کمر باندھی ہی کہ جس سے خداے کون و مکان خشمناک ہو بہتر و لازم ہی کہ اب
باقی حیات اپنی عبادت و اطاعت و فرمانبرداری پروردگار عالم و عالمیان مین بسر کرو جاہ و حشم و مال و
دولت دنیا پر توجہ نکرو دولت رستگاری عقبیٰ کی چاہو ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد مرگ رستگار ہو
داخل جنت ہو سیر باغ بہشت کرو خدا نے بہشت و دوزخ واسطے نیک و بد اپنے بندون کے خلق
کیا ہی تمنے تو کوئی چمن بھی اپنی قدرت سے نہین بنایا ہی نہ کوئی مکان مانند مکانات دوزخ کے تمنے بنایا
ہی کچھ بھی تم مین قدرت ہی ذرا بھی تمنے اپنی قدرت کبھی ظاہر کی ہی کوئی بھی ایسا کام کیا ہی کہ جس سے
کوئی تمکو خداوند کہے محض عاجز و ماندہ ہوکر بالکل بے قدرت و قوت و طاقت ہوکر تمنے دعوی خدائی
کیا ہی ایسا ابلیس نے تمکو بہکایا ہی کہ تم ابلیس سے بھی بڑھکر بندگان خدا کو بہکاتے ہو اتنی زندگی تمنے
بندگان خدا کے گمراہ کرنے مین اور خود گمراہ ہو جانے مین بسر کی سخت نادانی و بیوقوفی کی کچھ بھی تمنے
خیال مرگ و آخرت کا نہین کیا سگ دنیا ہوکر طالب دنیا رہے دنیا مین بھی بخوبی آرام و راحت
بسر نکی اچھے طور سے دنیا بھی تمھارے ہاتھ نہ آئی اطمینان تمکو حاصل نہوا راحت سے بیٹھکر تمنے
دعوی خدائی نہ کیا ہارے ہاتھ سے دربدر بھاگے یہان تک کہ گلستان باختر سے بھاگ کر انجم حصار
مین آکر کوکب انجم حصاری سے جو اسوقت سامنے بیٹھے ہین اُن سے تم طالب پناہ ہوے انہون نے
رحم کھاکر تمکو پناہ دی کیسے تم خدا ہو۔ ہو رہے ہوکر بھاگتے پھرتے ہو طالب پناہ ہوتے ہو اگر کچھ قدرت
رکھتے ہوتے تو نہ بھاگتے نہ طالب پناہ ہوتے واہ واہ کیا خداوند گمراہ کنندہ ہو ایسی بے قدرتی و
عاجزی پر دعوی خدائی کرتے ہو تمکو شرم نہین آتی ہی بڑی ذلت کی بات ہی باز آؤ افعال بد سے
خصوصًا دعوی خداوندی سے اپنے معبود حقیقی کو جانو اور پہچانو اُسی کو سجدہ کرو کہ وہ لائق سجدہ ہی
سوا اُس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہی یہ ہدایت کرکے خاموش ہوے سارق بن لقا
نے سر اپنا جھکا لیا خجالت سے کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب انجم حصاری بادشاہ شہر انجم حصار کے صیقل
ہدایت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا خواہش نور ایمان کا
ظہور ہوا اب قائل صاحبقران سے گویا ہوا کہ واقعی آپنے بجا درست فرمایا ایسی رہنمائی و ہدایت
کی کہ میرے دل پر موثر ہوئی بیشک وہی خدا لائق پرستش و سجدہ ہی کہ جو بقول آپ کے خالق کونین
ہی سوا اُس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہی افسوس اتنی زندگی مین نے اپنی ناخداشناسی اور
باطل پرستی مین بسر کی جاے شکر ہی کہ اسوقت آپ کی ہدایت سے مین راہ راست پر آیا راہ خدا مجکو
معلوم ہوئی مذہب حق بیشک دین اسلام ہی بڑا احسان کیا آپ نے کہ مجکو راہ خدا دکھائی ظلمت کفر
سے مجھے نکالا جلوہ نور ایمان کی طرف مائل کیا چاہتا ہون کہ اب آپ مجکو مسلمان کیجیے یہ سنکے
صاحبقران نے ازحد شادمان ہوکے کلمہ شہادتین اُسے تعلیم کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا اُس کے دین اسلام اختیار کرنے سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ اہل دربار خوش

ہوے بعد مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری کے حمائل خان نے بھی صاحبقران سے عرض کیا
کہ مجکو بھی دولت اسلام و ایمان عطا فرمایئے صاحبقران موصوف نے خوش ہوکر اسکو بھی کلمہ پڑھاکر
مسلمان کیا پھر ساریق بن بقا کی جانب سے سنگان نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام جاے خوشی و شادمانی ہے اور مقام فخر و افتخار کا ہے کہ آپ کی ہدایت شہائی
سے یہ خداوند بھی نہ جو خود دعوی خداوندی کرتے تھے اور اپنے تئین سجدہ کراتے تھے معبود دوجہان
کے سجدہ کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہین اور بندون مین خدا کے اپنے تئین بھی شامل کرنا چاہتے ہین
دعوی خداوندی سے باز رہکر توبہ و استغفار کرکے مابقی حیات اپنی خداشناسی و عبادت الہی مین
بسر کرنا چاہتے ہین کبھی کوئی خداوند کسی کی رہنمائی و ہدایت سے مسلمان نہوا تھا مگر یہ خداوند ہوقت
آپ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کرنے پر آمادہ ہین ان کو کلمہ طیبہ پڑھاکے مسلمان کیجیے اور مین تو
بباطن ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے مسلمان تھا بظاہر ان خداوندگو خداوند کہدیتا تھا خلوت مین
نمازین پڑھتا تھا خالق کون و مکان معبود انس و جان کو برجوع قلب سجدہ کیا کرتا تھا ان خداوندکی
ہمراہی مین اپنا دین اسلام ظاہر نہ کرتا تھا دین و دنیا دونون کی طرف مائل و متوجہ تھا اگر آپ کو یا
اور کسی صاحب کو اس دربار دربار و فیض آثار مین میرے قول کا یقین نہو تو وہ سنین یہ تقریر
کرکے باواز بلند کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اہل دربار اُس کی باتون پر مسکراے اور اس کے
مسلمان ہونے سے خوش ہوے خصوصا صاحبقران کشورستان شادمان ہوے خواجہ طیفور
گرد باہی مسکراے بعدہٗ خوش ہوے صاحبقران نے نہایت خوش ہوکر از حد شادمان ہوکر
ساریق بن بقا کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا اہل دربار اور بادشاہ عالی وقار جملہ صغار و کبار
بہت خوش و خرم ہوے ہر ایک نے اپنے دل مین کہا کہ مقام شکر خدا ہے کہ ساریق بن بقا جو
دعوی خدائی کرتا تھا اسوقت وہ ہدایت صاحبقران سے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوگیا غرضکہ جملہ
اہل دربار تو اشخاص مندرجہ بالا کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوے اور سب کو یہ یقین ہوگیا
کہ چارون اشخاص نامبردہ مسلمان ہوے لیکن خضران بن عمرو ثانی نے جو چہرہ ہاے نامبردگان
پر بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ پیشانی کوکب انجم حصاری نور ایمان سے نورانی ہے اور حمائل خان
اور سنگان و ساریق بن بقا کی پیشانیان روشن نہین ہین تاریکی کفر سے تیرہ ہین جب خواجہ
موصوف کو پیشانیون کے دیکھنے سے ثابت ہوگیا کہ کوکب مسلمان ہوا ہے اور تینون اشخاص
مذکور مسلمان نہین ہوے ہین تب گوش صاحبقران مین کہا کہ ساریق بن بقا و سنگان
اور حمائل خان مسلمان بصدق دل نہین ہوے ہین ان کی پیشانیان [illegible] نور ایمان سے
روشن نہین ہین ہان کوکب انجم حصاری بصدق دل مسلمان ہوا ہے اس کی پیشانی نورانی البتہ ہے
صاحبقران نے بھی سرگوشی مین جواب دیا کہ اے بھائی نامدار آپ خبردار رہین کہ عمل شرع شریف
ظاہر امر پر ہے باطن سے تعلق نہین ہے اسوقت تو ان لوگون نے ہماری ہدایت سے کلمہ پڑھا ہے ہمکو لازم
ہے کہ ہم ان کو مسلمان جانین اگرچہ انھون نے بصدق دل کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری نہ کیا ہو ظاہر پر
عمل کرنا ضروری ہے اب اس مین شک و شبہ نہ کرنا چاہیے اگر یہ لوگ مسلمان نہین ہوے ہین اور ہی
کفر اپنا ظاہر کرینگے یا ہم سے بدشمنی پیش آئینگے تو اسوقت دیکھا جاے گا یہ بچکر ہمارے ہاتھ سے
کہان جائینگے انشاءاللہ ایسی صورت مین ہم ان کو قتل کرینگے بالفعل تو ہم ان کو اپنا دوست

اور مسلمان جانتے ہیں خواجہ خضران یہ سنکے خاموش رہے اسی اثنا مین وقت دربار کے
برخاست کا آیا بادشاہ و لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا کوکب انجم حصاری بادشاہ ہوش
وصاحبقران ممدوح سے رخصت ہوکر مع ساریق بن بقا و سخنگان کو حمائل خان اپنی
دولت سرائی طرف بخوشی روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے در دولت پر پہونچا حمائل خان وساریق
بن بقا و سخنگان کو ایک مکان شاہی مین کہ بہت آراستہ تھا داخل کرکے خود اپنی محلسرا مین گیا
اپنی زوجہ اور اپنی دختر سے تمام حال اپنے مسلمان ہونے کا اور تمام حال حمائل خان و ساریق بن بقا و
سخنگان کے دین اسلام اختیار کرنے کا اور صاحبقران کے ہدایت کرنے کا مفصل بیان کیا بعدہٗ اپنی دختر
مسمی ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اور اپنی زوجہ وغیرہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جملہ عورتین محلسرا کی کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوئین ملکہ ناہید ہلال ابرو کہ قبل سے دین اسلام اختیار کرچکی تھی بظاہر بقا و ساریق درست
تھی اپنے پدر کے سامنے بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکر بعد خوشی کہنے لگی کہ جب سے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے یہان آئے اور قربان ہوئین میں نے بقا اور ساریق بن بقا اور
تیتا ہیتا دم حبشیہ وغیرہ سبب سے خداوندون کی طرف متوجہ ہوکر یہ نیت کی تھی کہ اگر لڑائی موقوف
ہوجائے اور جان آپ کی دشمنون سے بچ جائے تو طعام لذیذ و لطیف تیار کرکے نذر دے کر غربا و مساکین
و گرسنگان کو کھلاؤن گی مگر کسی خداوند نے اعانت و مدد نہ کی تمنائے دلی میری برنہ آئی یہانتک کہ لقا بدان
طلسی بھی ہلاک ہوے جب مین نے مسلمانون کے خدا سے حاجت مذکور کے باب مین مدد چاہی تو حاجت
میری برآئی جان آپ کی دست دشمنان سے بچی لڑائی موقوف ہوئی ملک و مال عزت و آبرو میری بچی
بچی لہذا کل ایفائے عہد کرون گی طعام ہائے خوش ذائقہ پکواکر بطہارت تمام تیار کرکے نذر خدا اہل اسلام کو
کھلواؤن گی اہل اسلام مین سب سے بہتر و افضل لشکر بادشاہ اہل اسلام مین سوا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا و خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے نہیں ہے بس کل آپ ان کو ذریعہ
اپنے وزیر مسمی جلیسا کے یہان بلاکر نذر خدائے دوجہان محلسرا مین کھلوائیے گا مین بخوبی کھانے کا انتظام
کرون گی دعوت اہل اسلام موصوف مین تکلف کا خیال رکھون گی کوکب انجم حصاری اپنے دل مین
سمجھا کہ دختر میری صاحبقران سے الفت رکھتی ہے ان کا بلانا اس کو مقصود ہے چونکہ خود بھی اپنے
دل میں یہ ارادہ کرچکا تھا کہ عقد اپنی دختر کا ساتھ صاحبقران کے کرون گا اسوقت تقریر اپنی دختر کی سنکر
خیال کیا کہ صاحبقران کا محلسرا مین آنا کوئی قباحت نہیں ہے اگر میری دختر کا سامنا بھی ہوجائے گا کوئی
کچھ مضائقہ نہیں ہے انھین کے ساتھ تو اپنی دختر کا عقد کرون گا یہ باتین اپنے دل مین کرکے ہنسکر اپنی
دختر مذکور سے کہا کہ اچھا تمہارے کہنے کے موافق عمل کیا جائے گا تم طعام ہائے لذیذ و خوش ذائقہ کل صبح کو
پکوانا ہم اپنے وزیر کو روانہ کرکے صاحبقران وغیرہ کو یہان طلب کرین گے تم انھین کو کھانا کھلوانا ایسا سنکے
ملکہ مذکور اور حضور جناب نواز زادہ سرور جنگ نواز کہ ہر دونون معشوقہ خواجہ طیفور کردیا اور
خضران بن عمرو ثانی کی تھین اپنے اپنے دل مین خوش ہوئین کوکب انجم حصاری فرش خوابگاہ پر
جاکر راحت و آرام پذیر ہوا ملکہ ناہید ہلال ابرو نے بہت خوش ہوکر اپنی رفقا ہمرہ سے مخاطب ہوکر
آہستہ کہا کہ خدا نے یہ دن دکھایا عجب نہیں کہ تمہاری مراد دل جلد برآئے انھون نے سنکر عرض کیا
کہ ہماری مراد دلی اسیوقت برآئے گی جب آپ کی تمنائے دلی برآئے گی اسی قسم کی باتین کرتی رہین اور اسیوقت
سے انتظام تیاری طعام کا ہونے لگا عورات محلسرا زینت محلسرا مین اسی وقت سے مصروف ہوئین محلسرا کی

سامان تیاری طعام نذر و آراستگی مجلسرا میں بدرجہ کمال کوشش ہو رہی ہے مگر اب حال سارلیق بن لقا و
حمائل خان و سخنگان کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ ہر سہ کس بلکہ تاکس داخل مکان ہو کر ایک جا بیٹھے سخنگان
نے سارلیق بن لقا سے کہا کہ اے خداوند آج آپ نے میری رائے پر عمل کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ
طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر جان اپنی آپ نے بچائی ورنہ صاحبقران کے ہاتھ سے آپ جانبر نہوتے نہ میں بچتا
میں نے بھی ان کے خوش کرنے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا اس میں کیا قباحت ہوئی بہت سی اچھی بری
باتیں شب و روز میں زبان پر جاری ہوتی ہیں ازانجملہ ایک کلمہ بھی زبان پر جاری کیا اس سے کچھ دین میں
خلل نہیں آیا ظاہر کا فعل اور ہوتا ہے اور باطنی فعل اور ہوتا ہے آج مصلحت وقت یہی تھی کہ ظاہرا کلمہ پڑھ لیا
عزت و جان اپنی بچائی آئندہ دیکھا جائے گا صاحبقران سے سمجھ لیا جائے گا اہل دربار بادشاہ و لشکر
اہل اسلام بھی کیا نادان ہیں اور صاحبقران بھی کیا سادہ لوح ہیں کہ ہمارے ان خداوند کے کلمہ پڑھنے
سے خوش ہو گئے دل میں سب سمجھے کہ در اصل خداوند مسلمان ہو گئے یہ خیال کسی نے نہ کیا کہ بھلا خداوند
اور مسلمان ہوں گے حمائل خان نے ہنس کر سخنگان سے کہا کہ ملک ہی نے بھی فقط اپنی جان بچانے کو
کلمہ اپنی زبان پر جاری کر لیا ہے ظاہرا مسلمان ہوئے ہیں باطن ہم اپنے دین آبائی پر ہیں بیشک بقول
تمہارے آج مصلحت یہی تھی کہ کلمہ پڑھ کر جان اپنی صاحبقران وغیرہ سے بچائیے آئندہ دیکھا جائے گا
جب اپنا قابو ہوگا اس کا انتقام لے لیا جائے گا سارلیق بن لقا حمائل خان اور سخنگان کی گفتگو سنکے
مسکرایا پھر گویا ہوا کہ ہنے تو سخنگان کی رائے پر عمل کیا اسی کی رائے کے موافق تدبیر بھی کی ہے آئندہ
تدبیر تازہ حسب دلخواہ کی جائے گی فی الحال مصلحت ایسی ہی تھی تدبیر کی گئی ہے حمائل خان نے عرض کیا کہ
درست و بجا ارشاد ہوا یہ کہکے حمائل خان وغیرہ کہ مہمان کوکب انجم حصاری تھے بعد اکل و شرب
راحت پذیر فرش خواب ہوئے جب صبح ہوئی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے حمام میں جا کر غسل کیا بعد غسل کے
طہارت پوشاک نفیس نہایت نادر و کمیاب شاہزادیوں جلیل القدر کی پہنی عورات نے مانند عروس
شب اول زیور جواہرات و حنا و سنگھار و حنا مہندی سے آراستہ کیا اسوقت ملکہ موصوفہ کا وہ حسن و
جمال دلفریب تھا کہ اگر عابد و زاہد بھی دیکھ لیتے تو اس کے مصحف رخ کی دید میں محو ہوتے جانماز کو سلام کرتے
صورت اسی کی دیکھا کرتے ادھر تو ملکہ موصوفہ کو عورتوں رازداروں نے مثل عروس ہر ایک زینت و زیب
سے آراستہ کیا ادھر دیگر عورتوں نے فرش و آراستگی مجلسرا کا بخوبی تمام انتظام کیا حالانکہ شب ہی سے
انتظام ہو رہا تھا ابھی صبح کو بھی مجلسرا کی خوب زینت انواع و اقسام کی زینتوں سے کی گئی باورچیوں نے
حکم ملکہ موصوفہ سے ایسی ایسی غذائیں نفیس و لطیف تیار کیں کہ جو بادشاہوں کے کھانے کے لائق
تھیں وہ طعامہائے لذیذ و نفیس و لطیف و خوشبو و مرغن ظروف نقرئی وغیرہ میں نکال کر ایک مقام
پاکیزہ پر رکھے گئے نقرئی کشتی میں قریب طعامہائے رنگارنگ مذکور اگر سوز کہ جس میں انواع و اقسام
اشیائے خوشبو دار کے بخار بلند تھے رکھی گئی جب یہ سب سامان و انتظام ہو چکا کوکب انجم حصاری
نے اپنے وزیر اعظم مسمی جلیپا کو کہ زیرک و خیر خواہ تھا طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت خدمت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ میں جا کر با ادب میری جانب سے عرض کر کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر
نیک اختر اس تازہ مسلمان نے کچھ طعام نذر خدا الطہارت اپنے لازموں سے تیار کرایا ہے بایں سبب
کہ اس نے عہد و اقرار خداوند عالم سے کیا تھا کہ اگر جنگ موقوف ہو جائے گی تو میں قدر خداداد دین
اشخاص پابند نماز کو کھانا کھلاؤں گی پس مراد اس کی بر آئی ہے آپ سے بہتر اور خواجہ طلینود گرد پا او

خواجہ خضران بن عمرو ثانی سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے لہذا تکلیف فرماکر محلسرا میں مع ہر دو
خواجہ موصوف میں تشریف لاکر تناول طعام سے مجھ کو ممنون فرمائیے باعث میری اور میری دختر کی عزت افزائی
کا ہوگا وزیر مذکور حسب الحکم اپنے بادشاہ کے مرکب پر سوار ہوکر تھوڑے سوار و پیادے اپنے ہمراہ لیکر
جانب بارگاہ صاحبقران روانہ ہوا ادھر کوکب انجم حصاری نے اپنے شہر میں منادی کرا دی کہ جو
کوئی ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار نکرے گا قتل کیا جائے گا جملہ ساکنان شہر نے حکم شاہ سے
دین اسلام قبول کیا ہر جا و ہر طرف کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے بتکدے منہدم ہوگئے مساجد کی بنا ہوئی ادھر
وزیر مذکور خدمت صاحبقران میں آیا جو کچھ کوکب انجم حصاری نے کہدیا تھا باادب عرض کیا
صاحبقران سمجھ گئے کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو نے طعام کے بہانے سے بلایا ہے مطلب اس کا
مجھ کو دیکھنے اور کلام کرنے کا ہے اور خواجہ طیفور گردیا اور خواجہ خضران کو اسواسطے بلایا ہے کہ ان کی
محبوب و معشوقوں نے اس سے کہا ہوگا کہ ان کو بھی بلائیے ہم بھی ان کو دیکھیں مشتاق دیکھنے اور ہم سخن
ہونے کی ہیں غرضکہ بعد آگاہ ہونے کے خوش ہوکر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے ہم چلنے کو
موجود ہیں یہ فرماکر مرکب کو طلب کیا ملازم مرکب لائے صاحبقران بہ شان نفیس ابلق گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ خضران بن عمرو و خواجہ طیفور گردیا کو ہمراہ لیکے بقصد شادمانی ساتھ وزیر مذکور کے
سوئے محلسرائے کوکب انجم حصاری روانہ ہوئے جب یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ
صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہیں فوراً مع اپنے ارکان دولت کے واسطے استقبال صاحبقران
کے آیا اثنائے راہ میں استقبال کرکے بعد تعظیم و تکریم محلسرا میں لے گیا چونکہ پردہ ہو چکا تھا صاحبقران
مع خضران و طیفور و کوکب انجم حصاری کے داخل محلسرا ہوئے دیکھا کہ محلسرا انواع و اقسام کی
زینتوں سے آراستہ ہے شاہانہ سامان ہے ایک درجے میں محلسرا کے اندرون پردہ ملکہ ناہید ہلال ابرو و
سرو جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہم جلیسان ملکہ وغیرہ ہیں سامنے اس درجے کے جو مقابل اس کے
دوسرا درجہ ہے اس میں طعام رنگا رنگ ظروف میں زیر چادر زرنگار رکھا ہوا ہے اگر سوز میں لوبان وغیرہ اشیاء
خوشبو کا بخار بلند ہو رہا ہے ایک مقام صدر پر چند دلنگ کرسیاں نقرئی و چوبی رکھی ہیں ابھی صاحبقران
آراستگی محلسرا کو بخواست خود تعریف کر رہے تھے ملکہ موصوفہ دید کے مشتاق تھے کہ کوکب انجم حصاری
نے بالائے کرسی زرین صاحبقران کو بٹھایا اور عرض کیا کہ اگر دل چاہے تو دلنگ پر کہ وہ بھی موجود ہے بیٹھیے
پھر خواجہ خضران بن عمرو ثانی و خواجہ طیفور گردیا کو بھی عقب صاحبقران بالائے کرسی ہائے چوبی پر
بٹھایا پھر ملازم خود بدون سے مخاطب ہوکے کہا کہ جناب معلی القاب صاحبقران کشورستان تشریف
لائے ہیں لہذا اسوقت بضرورت جاتا ہوں طعام پیش کرو لوازم حسب قاعدہ شاہانہ دسترخوان بچھا کر طعام
نذر صاحبقران وغیرہ کو بعنوان شائستہ کھلاؤ یہ کہکر صاحبقران سے بھی اجازت لیکر حیلہ ضرورت
کرکے اس جگہ سے چلا گیا بعد اس کے جانے کے اکثر عورتیں بھی بہ بہانہ و حیلہ ہٹ گئیں صرف ملکہ موصوفہ
اور وہ عورتیں جو رازدار تھیں رہ گئیں اسوقت ملکہ ناہید ہلال ابرو نے صاحبقران سے کہا کہ
میں نے آپ کو یہاں تشریف لانے کی تکلیف دی ہے جب بلایا ہے تو آپ آئے ہیں ورنہ یہاں آنے کی آپ کو
کیا ضرورت تھی ہم پر توجہ آپ کی ظاہر ہے خیر یہ خوبی اپنے مقدر کی ہے کسی سے کیا گلہ اور شکوہ اس کھانے پر
نذر رجب کر نوش فرمائیے خواجہ طیفور گردیا اور خواجہ خضران کو بھی شریک طعام نہ کیجیے میری امید
بر آئی جنگ و جدال موقوف ہوئی ہمارے والد مع تمامی اپنی رعایا کے مسلمان ہوئے اس محلسرا میں بھی

جلد عورتین مسلمان ہوئین انکے یہان قدم آئے خدانے یہ دن دکھایا اس روز کی ایک مدت سے آرزو تھی
اگرچہ پیر و مادر و پدر کے تھی آپ کا تشریف لانا ہو یہی عہد کیا تھا کہ جب حسب دلخواہ مراد بر آئے گی اُسوقت
نذر دلواکر کھانا کھلاؤنگی پس موافق عہد و اقرار بجوا ایفاے عہد بنا ہے صاحبقران نے جواب دیا شکایت
تمھاری بجا ہے مگر مجبوری کم فرصتی و امور مرجوعہ واقعی تم تک ہمارا آنا کم ہوا ہر چند کہ بیقراری دل نے راحت
آرام سے نہین رکھا دوری مین تمھاری ہمنے راحت سے بسر نہین کی ہر وقت تمھارا ہی خیال رہا لیکن
بخیال افشاے راز و آبرو بڑی صبر و تحمل کیا اب خدانے ایام مفارقت و جدائی دور کیے ہین یہ کہکر اُس
طعام پر نذر دی بعد و کچھ کھانا علیحدہ رکھا ہوا دیکھکر صاحبقران نے پوچھا کہ یہ طعام علیحدہ کیسا رکھا ہے کیا
اسپر بھی کسی کی نذر ہوگی ملکہ نے مسکراکر کہا کہ یہ کھانا بی ترتی بھرتی کی نذر کا ہے تاکہ جو مراد دلی ہو وہ جلد
بر آئے صاحبقران نے مسکراکر پوچھا کہ بی ترتی بھرتی کون ہین اُن کے حال سے آگاہ کرو ملکہ نے
مسکراکر جواب دیا کہ آپ فقط اتنا ہی سمجھ لین کہ ہم عورتین ہنگام خواہش مراد و تمناے دلی یہ نیت
کرتے ہین کہ اگر یہ کام ہمارا یا یہ مراد ہماری جلدی سے بر آئے گی تو ہم بی ترتی بھرتی کی نذر دلائین گے
بیشتر سنا ہے کہ اس نسبت سے لوگون کی یعنی عورتون کی مرادین بر آتی ہین حالانکہ حاجت روا خداوند عالم و عالمیان
ہے کوئی کیا کسی کی حاجت بر لائے گا مگر یہ طریقہ نسوان ہے عورتین ناقص العقل مشہور ہین جہالت ان کا
شعار معروف ہے مگر سب عورتین ایسی نہین ہین یہ طعام بی ترتی بھرتی کی نذر کا علیحدہ اپنے ہاتھ سے
نہین رکھا ہے یہ اور عورتون نے رکھا ہے اور انھون نے بی ترتی بھرتی سے اپنی مراد دلی کے بر آنے کی
التجا کی ہے وہ سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہین جو میری ہم جلیس ہین یہ کام انہین کا ہے صاحبقران
ملکہ موصوفہ کی باتون پر بار بار مسکرائے خواجہ طیفور اور خواجہ خضران بن عمرو اپنی اپنی محبوبہ و معشوقہ
کا نام و ذکر سنکے خوش ہوے اس اثناے مین پھر ملکہ نے کہا کہ اب کیا تامل ہے بسم اللہ ما حضر موجود ہے
نوش کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ اکیلے تو ہم یہ کھانا ہرگز نہ کھائین گے تا وقتیکہ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤ
ملکہ نے عذر کیا صاحبقران نے عذر اُس کا منظور نہ کیے کہا اے ملکہ اب شرم و حجاب و خوف و خطر عبث ہے
یہان دشمنون سے کون ہے نہ کوئی شخص یہان ایسا ہے کہ اُس کے لحاظ سے ہمارے ساتھ کھانا کھانے کا نہین عذر
ہے تمھاری والدہ وغیرہ بھی یہان سے کچھ خیال کرکے چلی گئی ہین کوئی بزرگون سے یہان موجود نہین ہے
پھر اب کس کا لحاظ مانع ہے پردے سے باہر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ سرور جنگ نواز و حضور
جنگ نواز کو بھی ہمراہ لیتی آؤ ورنہ خواجہ طیفور گردیار و خواجہ خضران بن عمرو نامدار بھی کھانا
کھانے سے غالبًا انکار کرین گے خدانے یہ دن دکھایا کہ اسطرح ہمارا یہان آنا ہوا پوشیدہ طور سے ملنے کا
زمانہ گیا ملکہ موصوفہ تقریر امیر کشور گیر سنکے خاموش رہی اُسوقت حضور جنگ نواز و سرور جنگ نواز
وغیرہ دیگر عورتون رازدار نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور مناسب یہی ہے کہ اسوقت صاحبقران کے ساتھ
بیٹھکر آپ بھی غذا نوش فرمائین خاطر صاحبقران منظور ہے گو آپ شرمگین بہت ہین شرم و حیا زیور ہے مگر مصلحت
وقت یہی ہے کہ عذر و انکار نہ کیجیے شرم و حیا و غیرت کا خیال و عذر نہ کیجیے پردے سے نکلیے جمال
جہان آرا اپنا اپنے مشتاق دید کو دکھائیے آپ ان کے چہرۂ زیبا کو دیکھیے خوش و مسرور ہوجیے خدا کا
شکر کیجیے کہ ایام مفارقت دور ہوگئے زمانہ وصل آگیا اب دن عید رات شب برات کی طرح بسر کیجیے عنقریب
عقد و نکاح آپ کا صاحبقران سے ہوجائے گا آپ کے والد ماجد کو قرینہ قیاس اور شاید کسی کے
اطلاع دینے سے حال آپکے عشق و الفت کا معلوم ہوگیا ہے اسی وجہ سے وہ یہان سے ہٹ گئے ہین یہان

وکیلہ ضرورت کار کے سے چلے گئے یہان پر رعنا قد و فہیم جبین محبوبہ دان و نافہم نہین ہین وہ
آپ کے والد تھا آپ کو فقط ہم چند عورتون کے یہان چھوڑ کر چلے نہ جانے ملکہ موصوفہ نے آہستہ جواب دیا
کہ تمھاری تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمکو اپنے چاہنے والون کے وصل کی خوشی ہے اپنے چاہنے والونکے
پہلو مین بیٹھنا چاہتی ہو ان کو دیکھنا دکھانا اپنے تئین نہین منظور ہے در پردہ شوق دیدنہین انھین کا ہے مجکو
عبث مژدۂ وصل دیتی ہو انھون نے عرض کیا کہ جب آپ سے صاحبقران کو وصل حصول ہوگا حضور کے
طفیل سے ہم بھی اپنی مراد کو پہونچین گے ملکہ نے حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز کی تقریر مندرجۂ بالا
سے بظاہر مجبور بباطن خواستگار ہمنشینی صاحبقران کیہو کر کہا کہ خیر تمھاری خوشی تمکو منظور ہے یہ کہکر پردہ سے
اسطرح باہر آئی کہ جیسے ابر سے ماہ درخشان اور ہم جلیسین اُس کی مانند ستارہ ہاے روشن تھے اُس
پری روکو جو ہزار زیب و زینت آراستہ کی گئی تھی صاحبقران نے دیکھا ایسے محو جمال ہوے کہ گویا ہمہ تن
تصویر حیرت ہوگئے اسی طور سے خواجہ طیفور گردپا اور خضران بن عمرو ثانی اپنی اپنی معشوقہ کو دیکھکر
اُس کی زیب و زینت و حسن پر نظر کرکے بیخود ہوے شوق و اشتیاق وصل نے اجازت دی کہ اب
دیر کیا ہے اغیار سے مکان خالی ہے مگر بوجہ خیال فعل حرام بجبر و صبر ہر ایک نے اپنے تئین دست درازی
و ہم آغوشی سے باز رکھا خلاف شریعت آگے قدم نہ رکھا لیکن اُن کے دیکھنے سے ہر ایک نہایت خوش ہوا
پھر بعد گفتگوے شکوہ و شکایت بسیار ہر ایک عاشق نے اپنی معشوقہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھکر بصد
خوشی وہ کھانا تناول کیا بعد ازان کنیزین آفتابہ و سلفچی لائین ہر ایک نے ہاتھ دھویا بعد ازان دیر ہر ایک نے
اپنی اپنی محبوبہ سے آہستہ آہستہ باتین راز و نیاز کی کین پھر برسم متعارف بیڑہ پان کھاکر ہر ایک
اپنی اپنی محبوبہ سے رخصت ہوکر بیرون محلسرا گیا صاحبقران نے بمقام دربار کوکب انجم حصاری
پہونچکر دیکھا کہ کوکب انجم حصاری مع اپنے ارکان دولت کے دربار مین بیٹھا ہے ہنوز صاحبقران نے
دربار مین قدم رکھا ہی تھا اور سلام بطریق اہل اسلام کیا ہی تھا کہ کوکب انجم حصاری دیکھتے ہی
صاحبقران کو جواب سلام دے کر تخت سے براے تعظیم سروقد اٹھا پھر عرض کیا کہ آپ نے قدم رنجہ
کرکے مجکو سرفراز کیا دنیا مین سربلندی و عزت مجکو حاصل ہوئی یہ کہکے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ
جلوس فرمائین صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ تخت و تاج تمھارا تمکو مبارک ہو ہمین تخت نشینی کی خواہش
نہین ہے تمنے دین اسلام اختیار کیا ہے اس کی خوشی ہمکو تخت نشینی سے بڑھ کر ہوئی یہ فرماکر جو دنگل برابر
تخت زرین کے کوکب انجم حصاری نے بصد تکلف بچھوا رکھا تھا اُسی دنگل پر صاحبقران کوکب
انجم حصاری کو تخت پر بٹھاکر بیٹھے پھر سب ارکان دولت و حمائل خان و ستمگان وغیرہ بھی اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر صاحبقران نے دنگل مذکور پر بیٹھکر کچھ باتین کرکے وقت رخصت سرگوشی مین
کوکب انجم حصاری سے کہا کہ تمھاری دختر نیک اختر نے تو طعام نذر ہمکو کھلایا تمنے دین اسلام لاکر ہماری
کچھ دعوت و ضیافت معقول نہین کی کوکب انجم حصاری نے یہ تقریر صاحبقران کی سنکر سرگوشی مین
جواب دیا کہ یہ کمترین و ناچیز آپ کی کیا نذر کرے کوئی شے لائق نذر آپ کے نہین رکھتا ہے الا ارشاد آپ کا
یہ خاکسار سمجھا ہے انشاء اللہ حسب تمنا آپ کے یہ خاکسار وہ شے جو اپنی جان سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہے
اُس کو جلد تر نذر کرے گا دعوت و ضیافت بھی آپ کی ہوگی جو آپ چاہتے ہین اگر خدا نے چاہا تو حسب دلخواہ
آپ کے اُس کا سامان کیا جائے گا تامل و تاخیر نہ کی جائے گی اطمینان رکھیے صاحبقران کشورستان
گفتگوے کوکب انجم حصاری سنکے خوش ہوے پھر رخصت ہوکر خواجہ طیفور و خواجہ خضران بن عمرو کو

اپنے ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین آ گئے دوسرے روز پھر کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیر جلیل کو
خلوت مین طلب کر کے اُس سے کچھ باتین بابت عقد و شادی اپنی دختر کے کر کے بہر آگاہی و اطلاع
ظاہری خدمت صاحبقران مین روانہ کیا صاحبقران کو جو اُسکے آنے کی ہرکارون سے خبر معلوم ہوئی
چند سردارون کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُن سرداران لشکر نے جا کر اُس کا استقبال
کیا بعد اُس کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی دارا بن داراب یمین زرفشان لائے اُس نے بادشاہ
و صاحبقران کو باادب سلام کیا پھر باشارہ بادشاہ ممدوح دربار مین موافق اپنی عزت کے بیٹھا
صاحبقران نے بایماے بادشاہ سبب آنے کا پوچھا اُس نے بخندان پیشانی باادب عرض کیا کہ یہ کمترین
مژدہ شادی لے کر آیا ہے مبارک ہو کہ آپ کو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے بہر دامادی تجویز کیا ہے ارادہ
ہمارے بادشاہ کا یہ ہے کہ بہت جلد شادی مذکور کرے مجکو واسطے اطلاع و آگاہی کے آپکی خدمت عالی
مین بھیجا ہے لہذا آپ بھی سامان شادی سے غافل نرہین ہمارا بادشاہ بھی سامان شادی مین مصروف ہے
اپنے ملازمون کو حکم دیدیا ہے کہ جملہ اسباب و سامان شادی نہایت حسن و خوبی سے مہیا و فراہم کیا جائے
خیرخواہ دولت انتظام شادی مین سرگرم ہین در خزانہ سلطانی وا ہے بیشمار زر سامان شادی مذکور مین
صرف ہو رہا ہے عنقریب یہ رسم بانجام ہونے والی ہے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ جملہ اہل دربار یہ خوشخبری
عقد و نکاح و شادی سنکے از حد شادمان ہوے اُسی عالم خوشی مین حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے وزیر
مذکور کو خلعت فاخرہ دیا گیا وزیر مذکور متخلع بخلعت فاخرہ ہو کر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا بعدہ
جو کچھ اُس نے کہا تھا اور جو کچھ دربار بادشاہ مین دیکھا تھا تمام و کمال اپنے بادشاہ سے عرض کیا کوکب
انجم حصاری نے وزیر مذکور سے کہا کہ جلد اپنی حسن تدبیر سے اس شادی کا ایسا سامان و انتظام کر
کہ شاہان روزگار و سلاطین ذی وقار سے کسی نے دیکھا ہو اور میرا بھی یہی ارادہ ہے کہ یہ شادی ایسی کرون کہ
کسی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی ایسی دھوم سے نکی ہوگی اور نہ کوئی شاہان روزگار سے کبھی
کرے گا کیونکہ مین بجز ایک دختر کے کوئی دوسری دختر و فرزند نہین رکھتا نہ اب امید ولادت اولاد ہے
یہ زر چند خزانے کا اسی شادی مین صرف کرنا مقصود ہے بلکہ فکر زر دیگر ہے عمال سے بذریعہ پروانہ جات
زر کثیر طلب کیا جائے گا غالبا علاقون سے زر کثیر آ جائے گا وہ بھی اسی شادی مین صرف کر دیا
جائے گا زمانہ میری جوانی کا گذر گیا وقت پیری آگیا ہے امید ترقی حیات نہین ہے نہین معلوم کہ سال آئندہ
تک یا ماہ آئندہ تک زندہ رہون یا نرہون لہذا حوصلہ اپنے دل کا نکالون گا موافق اپنی لیاقت و
مرتبے کے یہ شادی کرون گا دیکھنے اور سننے والون کو حیرت و تعجب ہوگا خصوصا سلاطین جہان کو رشک
حسد ہوگا مجکو معلوم ہے کہ پندرہ خزانے مین سب روپیہ صرف کرون گا زر خزانہاے مذکور سے
ایک حبہ بھی ایک خرمہرہ بھی باقی نرکھون گا تمام و کمال زر مذکور اسی شادی مین صرف کر دونگا دیکھون
کہ تو کیسا انتظام کرتا ہے وزیر مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین گے جیسا انتظام یہ خیرخواہ
اب دلخواہ حضور کرے گا کوکب انجم حصاری نے کہا کہ ہان اے وزیر خوش تدبیر انتظام کرنا تیرا کام ہے
جسقدر روپے کی ضرورت ہو ہمارے خزانہاے عامرہ سے لے یہ فرما کر موافق خواہش و طلب وزیر مذکور
کئی کرور روپیہ بالفعل خزانون سے دیدیے گئے وزیر مذکور وغیرہ دیگر ارکان دولت سامان و انتظام
شادی مین مصروف ہوے بادشاہ مذکور بھی بنفس نفیس خود ظروف اسباب و سامان فراہم
کرنے مین سرگرم ہوا اُدھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی جانب حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے

سرداران سپاہ و شاہان ہفت ملک و دیگر اشخاص نے فراہمی اسباب شادی کا سامان بہت جلد کرنا شروع کیا بعد چند روز کے کوکب انجم حصاری کی جانب سے مانجھا اس تزک اور دھوم سے آیا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوئی سننے والون کو تعجب ہوا بلکہ فلک پیر سامان جلوس وصدائے نوبت و نقارہ و دہل و شور جلاجل و بوق و شہنا وغیرہ و کثرت جلوس سپاہ کثیر و زیادتی فیل و شتر قطار در قطار و دیگر جلوس بجہ و نقرئی جواہر کار چوکے و ابریق نقرئی و طلائی و کثرت سواری زنان مانند ہزار در ہزار قفس و سکھپال و محافہ زرین دیکھکر حیران ہوا اور چنگ کر چشم غور و تعجب نگران ہوا گاؤ زمین بھی کثرت اسپ و فیل و شتر و مردم جلوس سے بیقرار و بچین ہوئی باجون کی آوازے گوش انسان وحیوان گویا کر ہوگئے شور مختلف و انواع و اقسام کے باجون کا گنبد فلک پہونچا کہان تک مفصل حال جلوس و نوبت و نقارہ و خوش انتظامی اس رسم مذکور کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ ایسا مانجھا ایسی دھوم اور ایسے جلوس اور ایسے انتظام اور ایسے ہزار ہا باجون کے شور و غل سے کسی شاہان گذشتہ و موجودہ نے نہ بھیجا ہوگا اور ایسا زر و جواہر نثار نہوا ہوگا غربا و مساکین کو لٹوا رسم مذکور کسی نے شاہون سے کبھی ایسا زر کثیر خیرات نہ کیا ہوگا اور جس خوبی وحسن انتظام سے یہ مانجھا بھیجا گیا ایسا کبھی کسی بادشاہ نے اور نہ کسی وزرا وغیرہ ارکان دولت و اعیان مملکت نے انتظام نہ کیا ہوگا جب ایسے تزک اور دھوم سے مانجھا لشکر اہل اسلام مین پہونچا اور درون کیا ذکر خود بادشاہ لشکر اہل اسلام سامان و جلوس و کثرت سپاہ وغیرہ پر نظر کرکے حیران ہوے اور آہستہ شاہان ہفت ملک وغیرہ سے فرمایا کہ ہکو اس تزک سے مانجھا آنے کی امید نہ تھی بلکہ خیال بھی نہ تھا کوکب انجم حصاری بادشاہ عالی ہمت و حوصلہ ہے خیر ادھر سے بھی رسم ساچق وغیرہ اور برات بھی اس مانجھے کے جلوس و سامان و تزک سے بدرجہا بہتر کی جائے گی اس تزک سے برات جائے گی کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے گی بلکہ خود کوکب انجم حصاری کی بجائے خود متقر ہوگا کہ جس دھوم سے اور تزک سے اُس جانب سے یعنی صاحبقران کی طرف سے رسوم شادی کی ہوئی ہمسے بہ نسبت اُن کے مانجھا نہ بھیجا گیا شاہان ہفت ملک وغیرہ سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے جیسا فرمایا ہے انشاء اللہ ویسا ہی ہوگا بلکہ اُس سے بہتر اور زیادہ سامان ہوگا ابھی یہ باتین تھین کہ سواریان بعد مانجھا آنے کے بارگاہون اور خیام مین اترنے لگین بعد اترنے سواریون عورتون کے نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو و بر و اُن عورتون کے رقص و نغمہ کرنے لگی غزلین وغیرہ گانے لگین ازانجملہ ایک مطربہ خوبرو و خوش گلو نے یہ غزل روبروے زنان مذکور شروع کی۔

غزل

مین اگر رنگ لب [illegible]ان دیکھون — پھر نہ تجکو بھی اے لعل بدخشان دیکھون
گرۂ آمین رخ قاتل پہ لٹک کر گیسو — ذبح کے وقت بھی اُس رخ تابان دیکھون
چشم محبوب پہ عاشق تو ہوا ہون لیکن — کیا دکھائے مجھے یہ گنبد گردان دیکھون
حشر پر وعدۂ دیدار وہ بت رکھتا ہی — یا خدا جلد رخ مہر درخشان دیکھون
چشم جانان کا لیے ناز اشارہ ہی یہی — کیون مین الفت سے ہوے عاشق گریان دیکھون
وہ پری غیرت گل تم ہو مرے سامنے ہے — بزم مین اُسکے نہ مین رشک سلیمان دیکھون
یاد آئے مرے رونے پہ کسی کا ہنسنا — گل کو مین گریۂ شبنم پہ جو خندان دیکھون
دل مین مردہ نہون ارمان پہ جگر کتا ہی — اپنے پہلو مین نہ مین گنج شہیدان دیکھون

زنان مذکور اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہونے لگین اکثر عورتین اسکو جواہرات و اشرفیان انعام مین

دینے لگین یہان تک کہ جب تک اُس مطربہ نے تمام و کمال اشعار مندرجہ غزل بالحان خوش گا لیے اسقدر
جواہر و زر اُس کو عورتون نے خوش ہوکر انعام مین دیا کہ وہ مالامال ہو گئی اُس سے اور اُس کی ہمراہی
عورتون ساز بجانے والیون سے بھی وہ زر و جواہر اٹھ نہ سکا آخرکار بہزار تدبیر وہ تمام زر و جواہر لے کر
بزم عشرت سے علحدہ گئی بعد اُس کے جانے کے اور ایک مطربہ خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح
ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین جہان جہان وہ عورتین جو ہمراہ مانجھے کے آئی تھین روبرو اُن کے نازنینان حوروش
رقص و نغمہ کرنے لگین وہ عورتین گانا اُس کا سنتے تھے ناچنا اُن کا مشاہدہ کرکے شادمان ہوکے زر کثیر انعام
مین دینے لگین خصوصاً وہ زن خوبرو حورشتہ کی بہن ملکہ ناہید ہلال ابرو کی تھی سب عورتون سے
زیادہ تر انعام دینے لگی تا دیر یہ راگ رنگ رہا صدائے سازہائے رنگارنگ بلند رہی گرخان خوش گلو
باکہین آخرکار صاحبقران سلطان کشورستان کو بارگاہ مین بعد پردہ ہونے کے طلب کیا خواہر مذکور ملکہ
ناہید ہلال ابرو نے اپنے ہاتھ سے حسب دستور کلائی مین صاحبقران کی کنگنا باندھا پوشاک زرین
و جواہر کار برنگ زرد و بسنتی زیور رنگ کی ملتہ ہار بدھی وغیرہ کے پہنایا دیگر رسوم بھی ہوئی اُسوقت اُس جگہ
ایک مطربہ نے مبارکباد گانا شروع کی وہ نازنین اس حسن و خوبی سے مبارکباد گائی کہ سب عورتین
سننے والیان خوش ہوئین بہت انعام اُس کو دیا بعد کنگنا باندھنے اور مانجھا پہنانے کے اور رسوم
ادا کرنے کے وہ سب عورتین تخت روان مین اور محافون مین سوار ہونے لگین جب سب عورتین سوار ہوچکین
جس تزک اور جلوس سے مانجھا وہ لے کر آئی تھین اُسی جلوس سے واپس گئین کوکب انجم حصاری کی
زوجہ نے اپنی دختر کو ازحد خوشی سے مانجھے بٹھایا کنگنا اُس کی کلائی مین باندھا گیا پوشاک متعارف زرد رنگ
شاہانہ اُسے پہنائی گئی محلسرا مین بھی نازنینان خوبرو و خوش گلو در زوجہ کوکب انجم حصاری و ملکہ
ناہید ہلال ابرو کے رقص و نغمہ کرنے لگین ناچ گانا ہونے لگا شور مبارکباد کا تا گنبد فلک پہونچا محلسرا
مہمان عورتون سے ملو تھی بلکہ کئی مکانات شاہی جو نہایت وسیع تھے زن و مرد سے بھرے تھے علاوہ
اس کے صدہا بارگاہین اور خیام ایستادہ تھے اُن مین مہمان فروکش تھے دعوت و ضیافت و مہمانداری
نہایت خوبی سے سب کی ہونے لگی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر یہ شادی و مراسم شادی بہ تفصیل و طوالت
سے تحریر کیے جائین تو بہت طول ہوگا لہذا اختصار پسند طبع ناظرین کے خیال سے خلاصہ و مختصر حال شادی
و عقد رقم کیا جاتا ہے کہ بعد رسم مانجھے کے و دیگر رسوم طرفین دولہا دلہن والون کے برات ایسے جلوس
و سامان سے خانہ عروس کی طرف روانہ ہوئی کہ دیکھنے والون اور منصف مزاجون نے باہم کہا کہ بہ نسبت
جلوس و تزک اس برات کے جلوس و تزک مانجھے کا کچھ بھی نہ تھا جب ایسے جلوس سے صاحبقران
مع جملہ سرداران سپاہ و بادشاہ داران و داراب سرزمین ذرہ قریب تر خانہ عروس کے پہونچے
کوکب انجم حصاری جلوس وغیرہ پر نظر کرکے خود متعجب ہوا کہ مین نے مانجھا ایسے سامان و جلوس سے
نہین بھیجا تھا جیسے سامان و جلوس و خدم و حشم و تزک و شان و شوکت سے یہ برات آئی غرض کہ
جو مکانات شادی قبل سے آراستہ فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے پیراستہ کیے گئے تھے انھین مین براتی
فروکش ہوئے بزم عشرت مین بھی اکثر سرداران سپاہ و سلاطین و شاہزادگان و شاہان ہفت کشور
علے قدر مراتب و تمکین کرسیون زرین پر قریب مسند صاحبقران بیٹھے نازنینان خوبرو سامنے صاحبقران
کے رقص و نغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم شادی ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے اُن مین سے ایک طرحدار
حسین و جمیل و خوش آواز نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردہ غل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکلتا تو کیا ہوتا

عبث اے دوستو ماتم میں میرے آج روتے ہو
سوئے ملک عدم بالفرض کل جاتا تو کیا ہوتا

مزہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

ہوا بوسہ کیوں تجھے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھنک کر ... میرا یار یہ بولا
کہا او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم سننے لگے عاشق طبع اشعار عاشقانہ مسند رجستہ کے خوش ہو کر بجائے خود تعریف خوش گلوئی مطربہ و
ثنائے اشعار کرنے لگے مطربہ مذکورہ تا دیر رقص و نغمہ کیا کی بعد ہٹ کے بعد دیگرے نازنینان مہ جبین ہمراہ
اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہو کے ناچنے گانے لگین اہل محفل جلنے لگے آخر کار بعد رسمات وقبول
اہل علم نے بزم عشرت میں بساعت نیک و سعید صیغہ عقد صاحبقران پڑھا بعد عقد و نکاح ہو جانے کے
نازنینان مذکور مبارکباد گانے لگین ارباب انعام کثیر لینے لگین بعد اختتام جلسہ عشرت و عقد و نکاح
حسب المطلب صاحبقران داخل محلسرا ہوئے رسوم عورتون نے شادی کے ادا کیے پھر
صاحبقران نے ملکہ مذکورہ کو اٹھا کر محافہ زرین میں سوار کیا کوکب انجم حصاری نے بطریق جہیز
اسقدر زر و جواہر و اسباب مال و متاع دیا کہ تفصیل اُس کی ہو نہیں سکتی کیونکہ برات رخصت ہوئی
مکانات انجم حصاری سے ایک مکان نہایت آراستہ میں برات اتری یعنی صاحبقران نے ملکہ
ناہید ہلال ابرو کو محافہ زرین سے اُسی مکان میں اتارا جب وہ روز بسر ہوا ہنگام شب صاحبقران
نے پاس ملکہ ناہید ہلال ابرو کے جا کر مدعائے دل حاصل کیا تمنائے حسرت طالب و مطلوب بر آئی
غنچہ ہائے قلوب شگفتہ ہوئے اور راوی دیگر نے یون بیان کیا ہی کہ عقد و نکاح صاحبقران کا ساتھ
ملکہ ناہید ہلال ابرو کے برسم و قاعدہ ملک عرب ہوا نہ بقاعدہ و رسوم ہندوستان ہوا جیسا کہ
لکھا گیا ہی غرض بہر طور عقد و نکاح ہوا بعد عقد ہونے صاحبقران کے سرور چنگ نواز سے عقد
خواجہ خضران کا ہوا اور حضور چنگ نواز سے خواجہ طیفور گردیا کا عقد ہوا یہ دونوں بھی اپنی اپنی
محبوبہ و زوجہ سے ہم بستر ہوئے صبح کو صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بن عمرو
ثانی داخل حمام ہوئے بعد غسل کرنے کے پوشاکین نفیس وغیرہ پہنکر حمام سے باہر آئے صاحبقران
و ہر دو خواجہ مذکور دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں گئے صاحبقران بعد سلام کرنے کے اپنے دنگل
شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بھی بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کر کے کرسیون پر
بیٹھے اس اثنائے میں کوکب انجم حصاری کو صاحبقران نے دیکھ کر اب اپنا خسر اور بزرگ تصور
کر کے سلام کیا اُس نے دعائے طول عمر و ترقی اقبال دے کر کہا اب تو میری یہ خوشی ہی کہ میرے تخت
حکومت پر تم بیٹھو اور حکمران ہو مین نے بخوشی تمام ملک و مال و خزانہ وغیرہ بھی دیا صاحبقران نے
تخت نشینی سے انکار کیا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ایک ساحر مسمیٰ معین جادو ساکنان طلسم زلزل
سے ہی حسب اتفاق وہ کسی ضرورت سے سوئے انجم حصار آیا تھا یا فرستادہ بادشاہ طلسم زلزل تب
برائے دریافت خبر انجم حصار میں آیا تھا اُس نے سب کی نظر سے پوشیدہ ہو کر تمام حالات اپنی آنکھ
سے دیکھے خصوصاً مسلمان ہو کر کوکب انجم حصاری کا صاحبقران کو بلانا امیر کشور گیر کا محلسرا میں
جا کر ہمراہ ملکہ کے کھانا کھانا پھر شاہ انجم حصاری کا اپنے وزیر کو دوبارہ خدمت صاحبقران میں
بھیجنا پھر اپنی دختر کا عقد کرنا صاحبقران سے اور برائے تخت نشینی و فرمانبرداری صاحبقران سے کہنا

اور ان کو تخت نشینی سے انکار کرنا بعدہٗ سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب تحریر
کیا جائے گا الحاصل ابھی صاحبقران کشورستان و ہر دو خواجہ مذکور دربار میں بیٹھے تھے دربار آراستہ
تھا فرامرز ثانی بھی دنگل پر بیٹھا ہوا تھا اکثر شاہ و شہریار اہل دربار سے صاحبقران سے یہ کہہ رہے تھے
کہ مبارک ہو آپ کا عقد و نکاح دختر کوکب انجم حصاری سے ہوگا صاحبقران جواب میں اُن کے کچھ کہنا
چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا فی الفور واسطے دریافت حال کے ہرکارے روانہ
ہوئے بعد دو ساعت کے ہرکاروں نے روبروے بادشاہ لشکر اہل سلام و صاحبقران عالیمقام
حاضر ہو کر بعد ادب یہ عرض کیا کہ اسوقت ایک سوداگر مسمی طماس رومی مال و اسباب کثیر و
بیش بہا انواع و اقسام کا لے کر برائے تجارت ہمراہ قافلے کے ادھر آیا ہے یہاں سے آگے قافلہ
اُس کا اترا ہے باقی خیریت ہے اور یہ بھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ تاجر مذکور اپنے ملک و شہر
سے روانہ ہو کر اکثر شہروں میں مال و اسباب اپنا فروخت کرتا ہوا اور خریدتا ہوا خانہ کعبہ گیا تھا
وہاں سے اس طرف آیا ہے صاحبقران نے اپنے بادشاہ سے یہ خیال کر کے تاجر مذکور سے حال
صاحبقران ثانی و صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک و جملہ شاہزادوں کا کہ وہ سب
خانہ کعبہ اور حوالی خانہ کعبہ میں ہیں دریافت ہوگا و نیز مال و اسباب تجارتی بھی اُس کا خرید کرنا
مطلوب ہے ہرکاروں سے فرمایا کہ اُس تاجر کو مع تمامی مال و اسباب اُس کے جہاں سے روبرو لاؤ
ابھی جا کر اُس کو بلا لاؤ ہرکارے روانہ ہوے بعد قطع راہ تاجر مذکور جس جگہ اترا تھا پہونچے اُس
سوداگر سے کہا کہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہے تمام مال و اسباب
تم اپنا ہمراہ اپنے لے چلو غالباً کل مال و اسباب تمہارا بشرط پسند صاحبقران لے لیں گے سوداگر
مذکور ہرکاروں سے تقریر اُن کی سنکے اُسیوقت وہاں سے مع تمامی مال و اسباب و غلام و کنیزوں
و شتروں کے چند در چند کشتیوں میں تحائف نفیس و نادر مانند جواہرات وغیرہ کے برائے نذر
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام رکھکر کشتی پوش نفیس ہر ایک کشتی پر ڈال کر اپنے
غلاموں وغیرہ کے سروں پر اُن کشتیوں کو رکھکر اُس جگہ سے روانہ ہو کر قریب بارگاہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام آ کر فروکش ہوا پھر وہ کشتیاں اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ہرکاروں کے تنہا در بارگاہ پر پہونچا
بعد حصول اجازت اندر بارگاہ کے گیا بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بطریق اہل اسلام
اُس دیندار نے سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر باشارہ بادشاہ اشارہ بیٹھنے کا کیا تاجر مذکور موافق
اپنی عزت کے ایک کرسی پر روبروے بادشاہ و صاحبقران وہ کشتیاں تحائف کی نذر دے کر بیٹھا بادشاہ و
صاحبقران نے نذر اُس کی قبول کی بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے کس
شہر سے یہاں آئے ہو مال و اسباب تجارتی تمہارے پاس کس کس قسم کا ہے فہرست قیمت مال و اسباب تم
اپنے ساتھ لائے ہو یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ اسم اس خاکسار ذرہ بیمقدار کا طماس ہے چونکہ روم وطن ہے
اسوجہ سے خاص و عام اس بخت کو طماس رومی کہتے ہیں اپنے وطن سے مال و اسباب تجارتی لیکر اونٹوں پر
بار کر کے بہت سے ملازموں اور غلاموں کو اپنے ہمراہ لے کے ساتھ قافلہ تاجروں کے بغرض تجارت سوے
شہر طوفانیہ پہلے گیا تھا وہاں کے بادشاہ و حاکم کا نام طوفان ازرق چشم ہے جب اُس کی عملداری میں پہونچا
اور اسکو قافلہ تاجروں کے آنے کی خبر معلوم ہوئی فی الفور اُس نے طلب کیا فدوی اور دیگر تاجروں نے
روبرو اُس کے جا کر بعد ادب و قاعدہ سلام کر کے نذر میں دیں کشتیاں مال و اسباب نادر و نفیس کی

پیشکش لیکن اُس نے نذر قبول کرکے پوچھا کہ تم سب تاجر کہاں سے آئے ہو مذہب تمھارا کیا ہی ہم سب نے
تمام تبار عرض کیا کہ ہمارا دین اسلام ہی ہم سب تاجر مسلمان ہیں یہ سنکے وہ بادشاہ نہایت برہم ہوا اور خشمگین
ہوکر کہنے لگا کہ اے تاجرو آگاہ ہو کہ بدولت دشمن جان اہل اسلام ہیں دیگر خداوندوں کی پرستش
کرتے ہیں خونریزی اہل اسلام مباح جانتے ہیں لشکر بے حد وبے شمار واسطے قتل و خونریزی اہل اسلام
کے خصوصاً بادشاہ لشکر اہل اسلام دارا ابن داراب سیمین زرہ و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اور انکے سرداران سپاہ و جملہ سواران لشکر کے فراہم کیا ہی اور بکثرت سرداران سپاہ و رشک رستم و
سہراب و فرامرز و گیو و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانوں کے جمع کیے ہیں سامان جنگ سب کیا ہی
اور کرتے ہیں عنقریب ہمارا ارادہ ہی کہ یہاں سے ہم جمعیت سپاہ بے شمار و کثیر و تمامی سرداران سپاہ
بے نظیر برائے مجادلہ و مقابلہ بادشاہ و صاحبقران موصوفین روانہ ہوں اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ
لشکر اُن کا جانب اعظم حصار و طلسم زلزلہ فروکش ہی انھوں نے ہمارے آبا و اجداد کو بے خطا و قصور قتل
کیا ہی خون اُن بے گناہوں کا بہایا ہی اُن کے لشکریوں نے مال و اسباب لوٹا ہی ہمارے بزرگ اور عزیزدار
عورتوں کو اسیر کیا ہی اُن بے گناہوں کے خون ناحق کا ہمیں اُن سے انتقام لینا ہی اسیوجہ سے ہمنے لشکر
بے حد و بے شمار اور سرداران سپاہ وحید عصر و یکتائے روزگار ایک مدت دراز میں جمع کیے ہیں
صاحبقران کو سنا ہی کہ اپنی قوت و شجاعت پر بہت ناز و غرور ہی اور اپنے سرداران سپاہ اور کثرت
مردان لشکر پر نہایت نخوت و تکبر ہی تو سہی جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ اُن کو اور اُن کے تمامی مردان
لشکر کو تہ تیغ نکروں اور اُن سب کے خون سے زمین عرصہ جنگ کو رنگین نکروں انھوں نے اپنا شعار
یہ کیا ہی کہ فوج کثیر اور کچھ سردار قوی بازو فراہم کرکے دارا ابن داراب سیمین زرہ کو برائے نام اپنے
لشکر کا بادشاہ کرکے ہر طرف لشکر کشی کرنا اختیار کیا ہی جو سلاطین روزگار اہل اسلام نہیں ہیں اُن سے جاکر
وہ مقابلہ و مجادلہ کرتے ہیں خونریزی بندگان خداوندان مباح جانتے ہیں اگر اُن سے شکست کھاکر یا خائف
و ترساں ہوکر بادشاہان غیر اہل اسلام نے دین اسلام قبول و اختیار کرلیا اور کلمہ پڑھکر جادہ دین اسلام
پر قدم رکھا تو اُن کو وہ قتل نہیں کرتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں اور جس بادشاہ و غیر بادشاہ نے دین اسلام
کے اختیار کرنے سے انکار کیا ہی اُن کو انھوں نے قتل و تباہ و برباد کردیا ہی چنانچہ بہت سے ملک و شہر
انھوں نے اسلام آباد اسی طرح سے کیے ہیں ہمارے آبا و اجداد کو بھی انھوں نے چاہا تھا کہ دین اسلام
اختیار کریں لیکن انھوں نے اپنا دین آبائی ترک نکیا اس خطا پر اُن کو اُن کے آبا و اجداد نے قتل کیا ہی
اور یہ بھی نقل اپنے آبا و اجداد کے غیر مذہب والوں کو قتل و ہلاک کیا کرتے ہیں خونخوار طریقہ و شعار اپنا
خونریزی غیر مذہب اختیار کیا ہی یہ فعل اُن کا اچھا نہیں ہی انجام اس کا اُن کے حق میں اچھا نہوگا تم سب
اگر زندہ رہوگے تو سن لینا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد کی خونریزی کا کیسا اُن سے انتقام لیا چونکہ تم سب تاجر ہو
اور ہمارے شہر میں واسطے تجارت کے آئے ہو باین خیال ہم تم سب کو قتل نہیں کرتے ہیں اگرچہ تم بھی
مسلمان ہو لہذا ہم تم کو حکم دیتے ہیں کہ دو تین روز کی مدت میں ہمارے شہر اور ہمارے قلمرو سے نکل جاؤ
صورت تمہاری اپنی ہمیں نہ دکھاؤ کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی صورت دیکھنے سے نہایت غصہ آتا ہی اور بغیر قتل کیے
اطمینان نہیں آتا ہی اگر تم سب خلاف ہمارے حکم کے عمل کروگے تو یہ سمجھ لو کہ یہاں سے زندہ نجاؤگے تمام
مال و اسباب بھی تمھارا لوٹ لیا جائیگا تم سب کو تہ تیغ آبدار کیا جائیگا اے صاحبقران کشورگیر یہ
تقریر اُس بادشاہ بے دین و بے ایمان کی ہم سب سنکے خوف سے کانپنے لگے بخوف جان و مال کچھ جواب

اُسکو نہ دے سکے بجز اسکے کچھ نہ کہہ سکے کہ اے بادشاہ عالی جاہ ہم ہرگز خلاف حکم حضور نکرینگے آج ہی یہان سے
کوچ کرینگے یہ کہکے اُس بیدین و بے ایمان کے دربار سے باہر آکر ایکدم بھی توقف نکرکے اسباب و مال و
متاع ہم سب نے اونٹون پر بار کرکے اُس شہر سے کوچ کیا اثنائے راہ مین شہر کی سیر کی شہر کو نہایت آباد
پایا لیکن کسی مسلمان کو وہان نہین دیکھا جملہ زن و مرد کو کافر ہی پایا اتفاقاً قافلہ ہمارا اُس طرف سے گذرا
جس طرف اُس بادشاہ نابکار کا لشکر فروکش تھا کمترین نے بچشم خود دیکھا کہ لشکر اُس کا واقعی بہت بڑا ہے
مردمان سپاہ بے حد و بے شمار نظر آئے منزلون تک خیام و بارگاہین ایستادہ دیکھین چند سرداران پہلو
کو بھی دیکھا کہ وہ دیو صورت و عفریت پیکر تھے اُن کے دیکھنے سے دل کو ایک اضطراب ہوا وہان سے
بعجلت تمام بخوف جان و مال روانہ ہوے منزل پر بھی پہونچکر شب کو قیام نکیا تھوڑی دیر توقف کرکے
پھر کوچ کیا شب و روز برابر رہروی کرکے کئی روز مین اُس کی عملداری سے نکلے پھر ایک جگہہ کئی روز تک
مقام کیا وہان کے بادشاہ نے کچھ مال و اسباب ہمسے خرید کیا پھر ہم وہان سے ہمراہ قافلہ کے جانب خانہ کعبہ
کے گئے حج سے مشرف ہوے مال و اسباب بھی بہت بدست حجاج وغیرہ فروخت کیا اور بہت مال و اسباب
تجارتی وہان سے خرید بھی کیا صاحبقران ثانی کی خدمت عالی مین بھی ہم گئے تھے فضل خدا سے وہ
مع الخیر ہین اور تمامی رفقا و سرداران سپاہ و جملہ شاہزادگان ہمراہی اُن کے وہ بھی مع الخیر ہین اُن جناب
نے بھی ہمسے اور ہمارے ساتھ والے تاجرون سے بہت مال و اسباب خرید کیا تھا اور بلطف و مدارا ہمسے
پیش آئے تھے پھر ہم سب وہان سے بارادہ تجارت اس طرف روانہ ہوے حوالی خانہ کعبہ کے قریب
شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کی خدمت عالی مین حسب الطلب ہم سب کا جانا ہوا دیکھا کہ
صاحبقران موصوف مع اپنے جملہ سرداران سپاہ و شاہزادگان عالی مقام و خواجہ عمرو ثانی کے زندہ
و سلامت ہین لیکن وہان غلہ و اجناس کی قلت ہے گرانی غلہ زیادہ ہے ہر ایک برنا و پیر اعلیٰ و ادنیٰ مبتلاے
بلاے گرانی غلہ ہے ہر چند کہ آبادی زیادہ ہے اور غلہ بھی پیدا ہوتا ہے گر ارزان فروخت نہین ہوتا ہے حاکم
اُس سرزمین کا اگرچہ اہل اسلام سے ہے لیکن کچھ توجہ حال رعایا پر نہین کرتا ہے بابت ارزانی غلہ و اجناس
کے کوشش بلیغ نہین کرتا ہے اسیوجہ سے ہر ایک شخص وہان پریشان حال دکھائی دیا الغرض جب ہم
صاحبقران ثالث کے روبرو گئے بادب تمام ہم سب نے سلام کیا اُن جناب نے ازراہ بندہ پروری
و ذرہ نوازی و عزت افزائی ہم سب کو قریب اپنے بٹھایا بعدہ سامان دعوت و ضیافت ہم سب کا اُن کے
ملازمون نے اُن کے اشارہ سے کیا کئی روز تک اُن جناب نے ہم سب کو اپنا مہمان کیا اغذیہ لطیف
و آب سرد سے ہمکو اور ہمارے ہمراہیون کو سیر و سیراب کیا باوجود گرانی غلہ کے کچھ بھی خیال صرف زر کثیر
کا نکیا بعد کئی روز کے ہمسے پوچھا کہ تمہارے پاس مال و اسباب تجارتی کیا کیا ہے ہمین دکھاؤ ہم سب نے
بعد چند در چند تحائف کے مہینے کے جملہ مال و اسباب بیش بہا و بیش قیمت ہر قسم کا پیش کیا اُن جناب نے
اور اُن کے رفقا نے مال و اسباب مذکور سے جو کچھ پسند ہوا وہ ہمسے خرید کیا قیمت مال و اسباب ہم سب کو
دی بعد ازان ہمین آمادہ سفر پاکر پوچھا کہ اب تم سب کا ارادہ کس طرف جانے کا ہے اس کمترین نے
اور ہمراہیان کمترین نے دست بستہ التماس کیا کہ ہم سب کا ارادہ جانب انجم حصار جانے کا ہے سنا ہے
کہ اسی طرف لشکر صاحبقران رابع یعنی سلطان کیوان شکوہ کا فروکش ہے اُن جناب کے لشکر مین
اثنائے راہ مین مال و اسباب بیچتے اور خریدتے ہوے ضرور جائینگے ہمکو امید قوی ہے کہ تمام مال و
اسباب ہمارا اور ہمارے ہمراہی تاجرون کا وہ جناب معلی القاب عالی ہمت والا منزلت شجاع و بہادر

وعجیب الطرفین شرافت مآب عالی جناب خرید کرلینگے نفع کثیر ہوگا یہ سنکے اُن جناب نے ارشاد کیا
کہ اگر قصد مصمم تم سب کا بجانب لشکرگاہ صاحبقران رابع ہو تو ایک نامہ ہمارا لیتے جاؤ اُن کو دینا
اور جو کچھ تم نے یہان کا حال دیکھا ہو زبانی بھی کہدینا یہ فرماکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر اس حقیر کو دیا
یہ نحیف نامہ لے کر اُن جناب سے رخصت ہوکر مال و اسباب اشتروں پر بار کرکے وہان سے اسطرف
روانہ ہوا اثنائے راہ میں جابجا مال و اسباب فروخت کرتا ہوا اور بانواع و اقسام کا مال و اسباب
خرید کرتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا راہ دور و دراز طے کرتا ہوا اس سرزمین پر آیا ہی تھا کہ حسب الطلب
حضور حاضر دربار ہوا یہ کہکے وہ نامہ اور فرد اسلئے مال و اسباب مع قیمت لکھی ہوئی پیش کی
صاحبقران کشورستان نے نامہ و فرد مال مذکور کو تاجر مذکور سے لیکر نامے کو حوالے میرمنشی کے
کرکے ارشاد کیا کہ اس نامے کو وا کرکے بآواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار عبارت نامہ ہذا سے آگاہ
ہوں میر منشی مذکور نے نامے کو لفافے سے نکال کر بآواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد القاب و آداب کے
عبارت و مضمون جانب صاحبقران ثالث سے بعد دعا و سلام کے صاحبقران رابع سلطان
کیوان شکوہ کو لکھا تھا کہ ہم یہان بعنایت خالق کون و مکان بصحت و عافیت ہیں مشتاق تمہارے
دیکھنے کے ہیں اور تمام رفقا و شاہزادگان و سرداران بھی سپاہ ہمارے مع الخیر ہیں سب کی جانب سے
درجہ بدرجہ بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمام شاہزادوں اور سرداران سپاہ کو تسلیم و سلام دعا
پہونچے خصوصاً شاہزادہ ایرج نوجوان و شاہزادہ نورالدہر و شاہزادہ عین الزمان و
شاہزادہ نورالزمان کی طرف سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ شاہزادوں
و سرداروں کو درجہ بدرجہ تسلیم و سلام و دعا پہونچے اس نامے کے دیکھتے ہی اگر ممکن ہو تو اپنے تئین
ہم تک پہونچاؤ کہ اشتیاق دید بہت ہی ہے بعد اس عبارت کے یہ عبارت جانب خواجہ عمر و ثانی خواجہ خضران
کو تحریر تھی کہ اے فرزند دلبند ہمنے تمکو یہان سے محض اسواسطے لشکر صاحبقران رابع میں روانہ کیا تھا
کہ طیفور گردپا کو طریقہ فن عیاری تعلیم کردو تمنے وہان جاکر نہایت دیر لگائی لہذا بمجرد دیکھنے ہماری اس
تحریر کے وہان سے روانہ ہوکر اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ تمہیں تاکیداً تمکو لکھا گیا ہے زیادہ دعا اور ہماری طرف
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ اہل دربار کو بلحاظ قدر مراتب و مناسب تسلیم و سلام و
دعا پہونچے جب نامہ مذکور تمام و کمال میرمنشی پڑھ چکا خاموش ہوا پھر وہ نامہ حوالے صاحبقران کیا اسوقت
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ شاہزادگان و تمامی سرداران سپاہ نے آہستہ آہستہ
برخلاف صاحبقران ثانی و شاہزادگان مرقومہ کے سلام کا جواب دیا پھر ہر ایک نے ان سب کو
یاد کرکے افسوس کنان ہوکر کہا کہ خداوند عالم جلد تر وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی خانہ کعبہ کی طرف
روانہ ہوکر اُن سے ملیں اُن کی مفارقت میں زندگی بے لطف گذرتی ہے جب تمامی شاہزادگان و جملہ
سرداران لشکر تقریر اپنی ختم و تمام کرکے خاموش ہوئے خواجہ خضران نے صاحبقران سے عرض کیا
کہ میں کل یہان سے جانب خانہ کعبہ ضرور روانہ ہونگا کیونکہ والد ماجد نے مجکو تاکیداً تحریر کیا ہے کہ دیکھتے
ہماری تحریر کے وہان سے روانہ ہو اگر یہان تاخیر کرونگا تو باعث اُن کی ناخوشی و ناراضی کا ہوگا لہذا
میں آپ سے رخصت ابھی سے ہوتا ہوں پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمامی اہل دربار سے عزم اپنا
بیان کرکے کہا کہ ہم آپ سب صاحبوں سے رخصت ہوتے ہیں اگر عمداً یا سہواً ہمسے کوئی خطا آپ کی بابت ہوئی ہو
تو اسے معاف فرمائیے گا کیونکہ گناہ و خطا سے بندگان عظیم ہے خطا و گناہ تو خدا کا ایسا ہی کہ وہ اپنی رحمت سے

بخشدے گا مگر خطائے بندگان جب تک خدا اُن کو راضی نہ کرے گا یا وہ خود راضی ہو کر عفو نہ کریگے صورت
نجات ظہور مین نہ آئے گی خواجہ کے جواب مین ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ نے کہا کہ اے خواجہ یہ آپ کیا کہتے ہین کہ آپ نے
کوئی خطا و قصور ہمارا نہین کیا ہے اگر شاید کوئی گناہ کیا بھی ہو تو اُسے ہمنے عفو کیا لیکن جدائی آپ کی
شاق ہے دل نہین چاہتا کہ آپ ہم سے جدا ہون مگر مجبوری ہے روک بھی نہین سکتے ہین آپ عزم خانۂ کعبہ
کر چکے ہین ایسے مقام متبرک کی حرکت سے آپ کو باز رکھنا بھی گناہ ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے تقریر خضران بن عمر وثانی سنکے اُسیوقت ایک نامہ میرمنشی سے بعد القاب و آداب بزرگانہ کے
اس مضمون کا لکھوایا کہ نامہ کرامت شمامہ ہمین آپ کا پہونچا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی ہمارا دل بھی
آپ کے پاس آنے کے واسطے بیقرار ہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح کرنے طلسم زلزلہ کے آپ کی خدمت مین ہم
آئین گے اور دس خزانے واسطے آپکے اور صاحبقران ثانی کے صرف و خرچ امور ضروری کے لیے
بدست خواجہ خضران روانہ کیے جاتے ہین امید کہ خزانہاے مندرجہ کو اپنے صرف مین لائیے گا اور
صاحبقران ثانی کو بھی پانچ خزانے ان خزانون مین سے برائے صرف و خرچ امور ضروری کے دیجیے گا
اور ہماری جانب سے اُن جناب کو تسلیم کہیے گا فقط زیادہ تسلیم بعد اسکے جملہ شاہزادون اور سردارون
کی طرف سے نام بنام تسلیم و آداب تحریر کیا اور بموجب ارشاد بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بھی سلام درج کیا
پھر نامہ لفافے مین رکھکر سرنامہ درست کرکے مہر اپنی اُس پر ثبت کرکے خواجہ خضران بن عمر وثانی
کے حوالے کرکے کہا کہ یہ نامہ صاحبقران ثالث کو دیجیے گا اور دس خزانے اپنے ہمراہ لیتے جائیے گا
وہ بھی اُن جناب کو دیجیے گا اور یہان کے حالات زبانی بھی کہدیجیے گا ہر چند کہ آپ کا جانا ناگوارا ہے لیکن
مجبوری ہم آپ کو رخصت کرتے ہین خواجہ خضران نے کہا کہ مین تن تنہا دس خزانے کیونکر اپنے ساتھ لیجاؤنگا
راہ مین لوٹ لیا جاؤنگا بلکہ قتل ہو جاؤن گا راہزن خزانے لے لین گے مجکو قتل کر ڈالین گے صاحبقران
نے فرمایا آپ اپنے اس جامے کی جیب مین ان خزانون کو رکھ لیجیے یہ جیب آپکے اس جامے کی زنبیل
کی مانند ہے بھلا راہزن اس جیب جامے سے خزانے کیا لے سکین گے اور آپکو وہ کیا قتل کر سکین گے
آپ وہ شاہ عیاران ہین کہ خود اُنکو لوٹ کر اُنھین کو قتل کیجیے گا تنہا آپ لاکھون دشمنون کو بیہوش
و مدہوش کر دیجیے گا خواجہ نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر اب یہ جامہ مجھے اپنے پاس رکھنا منظور نہین
ہے یہ کہکے دلسوز کو پاس اپنے بلا کر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کے اور نقارہ سنگین روبروے صاحبقران
رکھکر کہا کہ یہ اشیاے نادر زمانہ اب آپ اپنے پاس رکھیے مین بخوشی خاطر آپکو دیتا ہون صاحبقران نے
فرمایا کہ نے کو توڑ ڈالیے کہ یہ شے مردون کے لائق نہین ہے نامردون کے واسطے خوب ہے کہ اسکو بجا کر
اپنے حریفون کو بیہوش کرکے قتل کر ڈالین ہم مرد میدان نبرد ہین خداوند عالم نے ہمکو ہمت و شجاعت
و دلاوری و قوت بازو عطا کی ہے ہمین ایسی شے کی احتیاج نہین ہے ہان یہ نقارہ سنگین واسطے زینت
لشکر و نقار خانہ لشکر کے خوب ہے یہ فرماکر وہ نے جو دیو قران سے دستیاب ہوئی تھی توڑ ڈالی اور نقارہ
سنگین کو حکم دیا کہ اسکو نقار خانے مین جا کر رکھین بہنگام ضرورت اس نقارہ پر چوب لگانیکا حکم دیا جائیگا
کہ حریف کے لشکر کے تمام نقارے اور دہل وغیرہ پھٹ جائین گے ایک شوکت لشکر اہل اسلام کی اس
نقارے سے بھی ظاہر ہوگی ملازم حسب الحکم اُس نقارے کو اٹھا کر نقار خانۂ لشکر مین رکھ آئے خواجہ
خضران بن عمر وثانی نے اُس جامہ و شمشیر مرجان سرخ مو کو اپنے ہاتھ مین لیکر دلسوز بن
جانسوز بن مہتر قران سے کہا کہ او چھوکرے تونے ہماری خدمت و اطاعت بہت کی ہے اور ہمارا

شاگرد بھی ہوا ہے خیر کیا یاد کرے گا کہ ہمارے اُستاد نے کیا شے نایاب زمانہ ہمکو دی تھی بس اس جامے کو
پہن اگر تیرے تن پر درست ہوگا تو میں تجھے دیدونگا دلسوز نے بصد خوشی وتمنا وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو بسم اللہ کہکر جو پہنا تو ببرکت بسم اللہ وہ جامہ اُس کے تن پر بھی درست اور ٹھیک ہوا خواجہ
خضران موصوف نے کہا کہ اے دلسوز خوشا مقدر تیرا کہ یہ جامہ نایاب روزگار کہ جسکی جیب
رشک زنبیل ہے اور تمامی دنیا کی اشیا ہنگام حاجت وضرورت وطلب اس جامے کی جیب سے نکلتی
ہیں تیرے تن پر درست ہوا جسوقت ضرورت کسی شے کی ہو بہ نیت اُس چیز کے اس جامے کی
جیب میں ہاتھ ڈال کر یہ کہنا کہ اے جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو مجکو فلان شے کی ضرورت ہے
بحکم درویش مرجان سرخ مو سے جلد دے فوراً وہ شے جس کو طلب کیا ہے ہاتھ میں آجائے گی خبردار
اس جامے کو بحفاظت تمام رکھنا اس کو اپنے تن سے جدا نہ کرنا اس کی جیب میں مندمی بھی ہے جو کہ
تو نے دیکھی ہے اُس کے اوصاف بھی تجھے معلوم ہیں شادمان ہو کہ میں نے تجھ کو زنبیل خواجہ عمرو
اولی گویا دیدی ہے دلسوز نے خوش ہو کر عرض کیا کہ بیشک آپ نے وہ نایاب شے مجکو عطا فرمائی ہے
کہ اس کا مثل ونظیر بجز زنبیل اور کوئی نہیں ہے اس عطیے سے میری عزت افزائی فرمائی میں بھی تاحیات
اپنی آپ کے نام کو دنیا میں روشن کرونگا اور اس جامے کو کہ بہتر از خلعت فاخرہ ہے کبھی اپنے تن سے
جدا نکرونگا خواجہ خضران نے دلسوز کی تقریر سے خوش ہو کر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ میں تو حضور کی خدمت عالی سے سوے خانہ کعبہ جاتا ہوں اس اپنے شاگرد کو کہ نہایت چالاک
وہوشیار وبلاے بے درمان عیار ہے حضور کے حوالے کیے جاتا ہوں یہ آپ کی خدمت میں رہے گا مجھے
امید ہے کہ یہ کارہاے نمایان کرے گا عیار نامی ونامور ہوگا اپنے اب وجد کے ناموں کو روشن کرے گا
ہمارا بھی اس سے نام روشن ہوگا یہ لڑکا فرزند جانسوز بن مہتر قران کا ہے آفت روزگار بلاے
بے درمان ہے اس کے آفت روزگار وعیار بلاے روزگار ہونے کی تصدیق میں یہ عیاری اس کی ہے
ملاحظہ ہو یہ کہکر خنجر خواجہ عمرو اولی اور ایک کلاہ نکال کر خواجہ طیفور گردیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ
کیوں طیفور گردیا تم اس کلاہ اور اس خنجر کو بھی پہچانتے ہو یا نہیں یہ تمہاری کلاہ ہے اور یہ وہ خنجر ہے
کہ جو خواجہ عمرو اولی کا تھا اور تم تک پہونچا تھا تمہاری کمر میں ہر وقت لگا رہتا تھا اس چھوکرے
نے ایک شب تمہارے سرہانے فتیلہ بیہوشی روشن کرکے تمکو بیہوش کرکے تمہاری یہ کلاہ اس نے اتار لی
تھی اور یہ خنجر تمہاری کمر سے اس نے لے لیا تھا پھر تمہاری سوراخ بینی کے پاس چند پھول رفع
بیہوشی کے ڈال کر تمہارے ہوشیار ہو جانے کی تدبیر کرکے چلا گیا تھا مجکو یہ کلاہ اور یہ خنجر اسی نے دیا تھا
آج تمہارے سامنے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ اہل دربار کے روبرو
میں اس کو یہ کلاہ اور یہ خنجر دیتا ہوں تمکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا اس کمسن لڑکے میرے شاگرد
نے تمکو چت پٹ کر دیا تمہیں عیاری ایسی کی کہ تم اس کے دام فریب میں آگئے شب تاریک میں نامہ
پڑھنے کی تمہیں فکر تھی اس نے فتیلہ آغشتہ سفوف بیہوشی مانند شمع کے روشن کیا اس کی روشنی
میں تم اس نامے کو دیکھنے لگے ہنوز تم نے اچھی طرح اُس نامے کو نہ دیکھا تھا کہ دود فتیلہ بیہوشی تمہارے
دماغ تک پہونچا تھا تم بیہوش ہوے تھے اس نے تمہاری یہ کلاہ اور یہ خنجر تمہارا لے لیا تھا یہ کہکر
وہ کلاہ اپنے ہاتھ سے سر پر دلسوز کے پہنا دی اور خنجر اُس کی کمر میں لگا دیا بعد اس کے پھر بادشاہ
لشکر اہل اسلام سے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ اس کلاہ اور اس خنجر کو اور حال اسکی عیاری کا سنا

مجکو یقین ہی کہ یہ چھوکرا جوان ہو کر عیار بے نظیر ہو گا مین نے اس کو فن عیاری خوب تعلیم کیا ہی خود بھی یہ عقلمند ہی اپنی طبیعت سے ایک بات ہر ایک کار مین پیدا کرتا ہی رگ رگ مین اس کی چالاکی و عیاری مانند خون کے بھری ہوئی ہی مکر و فریب کرنے اور دھوکے دینے مین یہ مشاق ہی رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرنے مین مہارت کامل رکھتا ہی نقارہ سنگین اور نے جو توڑ ڈالے گئی اسی نے عیاری کرکے دیو قران سے لی تھی اُس زمانے مین یہ دو روز کا میرا شاگرد تھا دیو مہیب صورت سے نوڑا دیو نے اپنے تئین گرفتار کرا دیا وہ اس کو پہاڑ پر لے گیا اس نے بالاے کوہ جا کر دیو مذکور پر عیاری کی کہ اُس کو بیہوش کرکے لے اور نقارہ مذکور اُس سے اس نے لیا تھا اور ملکہ روشن آراجہان کو اُس کے قید و شر سے اس نے بچایا تھا سوا اس کے اس نے اکثر کارہاے نمایان کیے ہین چند مرتبہ مجکو اس کی عیاری و چالاکی پر حیرت ہوئی ہی بڑا ہوشیار و چالاک ہی خداوند عالم اس کو نظر بد سے بچاے اس سن و سال مین آفت روزگار ہی طیفور گردباے عیاری مکاری مین زیادہ تر ہی ابھی تو اس کا یہ حال ہی آئندہ یہ طفل شاہ عیاران مشہور ہو گا مانند میرے اور خواجہ عمرو ثانی کے نامی و نامور ہو گا لشکر حضور کے تمام عیارون سے بڑھکر عیار ہو گا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دلسوز پر نظر کرکے تقریر خواجہ خضران سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ اس لڑکے کی تمنے ایسی تعریف کی ہی کہ ہمین حیرت ہوئی اگر بقول تمھارے یہ طفل ایسا ہوشیار فن عیاری مین ہی تو ہم اس کا رتبہ روز بروز بڑھائینگے عیارون مین اس کو ممتاز و سرفراز کرینگے اپنا عیار اس کو شمار کرینگے بیشتر اس کو خلعت و انعام دیا کرینگے یہ فرما کے بادشاہ موصوف خاموش ہوے خواجہ طیفور گردپا کو ملال و رنج ہوا دل مین اپنے یہ خیال کیا کہ خواجہ خضران نے سر دربار مجکو ذلیل کیا میری ٹوپی اور میرا خنجر دلسوز کو دیدیا اور تمام حال اس لڑکے کی عیاری کرنے کا سب کے سامنے بیان کیا جامہ درویش مرجان سرخ مو مجھے نہ دیا اس اپنے چندروزہ شاگرد کو دیدیا اس جامۂ نایاب کا مین مستحق تھا مجکو یہ جامہ پہننا زیب تھا نہ اس طفل کو بھلا اُس چھوکرے کی بھی یہ حقیقت تھی کہ جامہ درویش مذکور خواجہ خضران نے اس کو دیدیا اور ہمسر میرا اس کو بنایا معلوم ہوا کہ ان کو مجسے ملال ابتک ہی مین نے جو عیاری کرکے بانے عیاری کے مع زنبیل ان سے لے لیے مین اسی کا ان کو اب تک ملال مجسے ہی یہ خیال کرکے سر جھکا کر خاموشی اختیار کی خواجہ خضران کو کچھ جواب نہ دیا اسی اثناے مین فرامرز ثانی نے خواجہ خضران سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ خانہ کعبہ جانے کا ہی تو مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے گا مین ہرگز آپ سے جدا نہونگا خواجہ خضران نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی تم ہمارے ساتھ جاکر پریشان ہوگے بہتر و مناسب یہ ہی کہ لشکر صاحبقران مین رہو آرام و راحت زندگی اپنی بسر کرو سلسلہ خط و کتابت کا رہے گا بذریعہ خطوط خیر و عافیت ہماری تمکو معلوم ہوتی رہے گی اور ہمکو بھی تمھارے حال سے آگاہی رہے گی فرامرز ثانی نے کہا کہ مین یہان نہ رہونگا آپکے ہمراہ ضرور چلونگا خواجہ نے مجبور ہوکر کہا کہ اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو زوجہ کو بھی اپنی اپنے ہمراہ لو یہان اُس کو نہ چھوڑ جانا ہم بھی اسی وقت سے سامان سفر درست کرتے ہین یہ کہکر دربار سے اٹھکر باہر گئے اور سامان سفر کے مہیا کرنے مین سرگرم ہوے دربار مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد بیرون بارگاہ جانے خواجہ خضران کے وہ فرد اسباب و مال جو طہماس تاجر نے دی تھی اُسے ملاحظہ کرکے قیمت تمامی اسباب و مال کی فرد مذکور مین دیکھکر اپنے ملازمون سے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ خواجہ طہماسپ کو ہمارے خزانے سے

لے کر دیدوا اور تمام مال و اسباب موافق اس فرد کے طہماسپ رومی سے لے کر مال خانے مین داخل
کرو ملازمون نے فی الفور پانچ لاکھ روپیہ تاجر مذکور کو لاکر دیدیا پھر طہماسپ نے تمام مال و اسباب
اپنے غلامون وغیرہ سے منگوا کر اُن ملازمون کے حوالے کیا اُنھون نے مال خانے مین داخل کیا
صاحبقران نے چندروز تک تاجر مذکور کو اپنا مہمان رکھا بعد کا حسب التماس اُسکی اُسے رخصت کیا
ہنگام رخصت اُس کو خلعت اور کچھ روپیہ بطریق انعام عطا فرمایا وہ دعائین بہبودی دنیا و آخرت
کی دے کے رخصت ہوا اور فرامرز ثانی اور اُس کی زوجہ اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لے کر ارادہ چلنے کا
کیا اُسوقت صاحبقران نے دس خزانے روپیے کے چھکڑون پر بار کرا کر چالیس ہزار سوارون کو
ہمراہ اُن خزانون کے واسطے حفاظت کے کیا خواجہ مذکور نامہ مسطورا ور نامبردہ گان کو ہمراہ اپنے
لے کر مع خزانہاے مندرجہ بالا بجمعیت چالیس ہزار سواران جنگی و مسلح سمت خانہ کعبہ روانہ
ہوے صاحبقران و اکثر سرداران سپاہ وغیرہ ہمراہ اُن کے تھوڑی دور تک گئے بعد ازان
اُن سے رخصت ہو کر لشکر مین آئے مگر محزون اُدہر خواجہ خضران مع فرامرز ثانی وغیرہ کے
جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اپنی ہم جلیس سرور جنگ نواز زوجہ خواجہ
خضران بن عمرو کے جانے کا رنج ہوا ابھی صاحبقران وغیرہ سرداران سپاہ خواجہ خضران
و فرامرز ثانی و زوجہ فرامرز ثانی و زوجہ خضران بن عمرو کو تھوڑی دور پہونچا کر آئے تھے اور اُن سے خوب
مل کر اُن کو گریان و آبدیدہ ہنگام وداع پا کر خود بھی آبدیدہ ہو کر محزون و ملول اُن کی جدائی مین
بارگاہ فلک فرسا مین بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ لشکر اہل اسلام رونق افزاے تخت
حکومت تھے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر آ کر بیٹھے تھے سرداران دست راست جانب راست
صاحبقران بیٹھے تھے اور سرداران دست چپ طرف دست چپ بیٹھے ہوے تھے کوکب
انجم حصاری و ساریق بن بقا و بختگان و حمائل خان یہ سب بھی بیٹھے ہوے تھے مگر سب
خاموش کیونکہ صدمہ مفارقت خواجہ خضران بن عمرو و فرامرز ثانی مین صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر و خود بادشاہ لشکر اہل اسلام ملول و حزین تھے ہر ایک کے چہرے سے حزن و ملال آشکار تھا
دلسوزین جانسوزین صاحبقران بھی جب سے خواجہ خضران کو تھوڑی دور پہونچا کر آیا تھا
اُن کی جدائی مین بہت اشکبار تھا ہرچند دربار بادشاہ پانچہزار پانچ سو پچیس سردارون اور
بہادرون سے بھرا ہوا تھا لیکن سناٹا تھا اکثر سردار سر جھکاے ہوے آبدیدہ و محزون بیٹھے تھے
بعض بعض سرداران کی مفارقت مین آہ سرد دل پر درد سے کر رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
دارا بن داراب سیمین زرہ نے صاحبقران عالی مقام سے مخاطب ہو کر فرمایا آج خضران
بن عمرو ثانی اور فرامرز ثانی کی جدائی کا صدمہ ایسا ہے کہ غنچہ خاطر اپنا شگفتہ نہین ہوتا ہے صاحبقران
نے عرض کیا کہ آپ نے بجا فرمایا ہمارا بھی اُن کی مفارقت مین یہی حال ہے مگر وہ سوے خانہ کعبہ
گئے ہین ارادہ اُن کا حج کا بھی ہے گام فرساے راہ خیر ہوے ہین چندان اُن کی جدائی کا ملال نہ چاہیے
خداوند عالم اُن کو مع الخیر خانہ کعبہ تک پہونچاے اور حج سے مشرف کرے اب دعاے خیر اُن کے
واسطے کرنا ضرور ہے کیونکہ سفر دور و دراز اُنھون نے اختیار کیا ہے راہ مین ہر طرح کا خوف و خطر ہے ہرچند
ہمراہ اُن کے اور خزانہاے فرستادہ کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار مسلح و مکمل مع ایک
سردار کے ساتھ کر دیے ہین مگر پھر بھی اندیشہ ہے اثناے راہ مین دشت و کوہ و دریا مین صعوبت سفر

مشہور ہی یہ زمانہ فصل گرما کا ہی راہ مین بعض بعض مقامون پر پانی نایاب وکمیاب ہی دن کو لون
چلتی ہی حرارت آفتاب بڑھی ہوئی ہی راستے مین اکثر مقام وصحرا ایسے ملتے ہین کہ کوسون تک
سایہ کا نام بھی نہین کوئی درخت منزلون تک نظر نہین آتا ہی بجز سایۂ آفتاب کے اُن منازل مین
سایۂ شجر کا نظر بھی نہین آتا ہی اسی وجہ سے بخوف ہلاکت وحفظ جان اہل قافلہ شب کو راہ چلتے ہین
اور دن کو مقام کرتے ہین خصوصًا قبل دوپہر سے، پہروی موقوف کرتے ہین باوجود اس حفاظت
جان وآرام جان کے پھر بھی اہل قافلہ صعوبت سفر دورودراز سے علیل وخستہ وماندہ ہوجاتے
ہین اکثر اہل قافلہ تاب سختی راہ وصعوبت سفر نہ لاکر مرجاتے ہین خانہ کعبہ تک جانا اُن کو میسر
نہین ہوتا ہی جن کی اجل آگئی ہی اُن کو خانہ کعبہ کے حج سے مشرف ہونا ممکن نہین ہوتا ہی راہ ہی مین
ہلاک ہوجاتے ہین اور جن لوگون کی زندگی ہوتی ہی وہ صعوبت سفر اُٹھاکر خانہ کعبہ تک پہونچ
جاتے ہین حج سے مشرف ہوتے ہین خداوند عالم سے دعا کرنا چاہیے کہ خواجہ خضر ان و فرامرز
ثانی وغیرہ کو صعوبت سفر سے مضرت نہ پہونچے مع الخیر تا خانہ کعبہ پہونچین یہ عرض کرکے خاموش
ہوے اہل دربار سے اکثر نے بجاے خود اُن کے واسطے دعا کی بادشاہ موصوف نے بھی ان کی
خیریت خدا سے چاہی اس اثنا مین ساریق بن بقا نے سحنگان کی راے سے صاحبقران
کشورستان سے کہا کہ فی زمانہ ہمارا دل گھبرا گیا ہی سیر وشکار کی طرف دل مائل ہی صحراے سبزہ زار
کی ہوا کھانے کی خواہش ہی اگر آپ اجازت جانے کی دین تو ہم چندروز کے واسطے سوے سبزہ زار
جائین سیر صحراے سبزہ زار بھی کرین شکار بھی کھیلین اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرین قبل اسکے ارادہ
ہمنے شکار کھیلنے کا کیا تھا مگر بخیال آپ کے ناخوش ہونے اور بے اجازت جانے کے نہ گئے اب
آپ سے اجازت طلب ہین صاحبقران نے گفتگوے ساریق بن بقا سنکے کچھ فکر کرکے جواب دیا
کہ اگر تفریح طبع منظور ہی اور شکار آہو کھیلنا مطلوب ہی تو جاؤ مگر راہ گریز اختیار نکرنا اور کوئی فتنہ و
فساد برپا نکرنا ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا سحنگان نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب
آپ کو ایسے خیالات نکرنا چاہیین کیونکہ خداوند نے اب دین اسلام اختیار کیا ہی کلمۂ طیبہ زبان پر
جاری کیا ہی مسلمان ہوے ہین مین بھی کلمہ پڑھ چکا ہون فرمانبردار آپ کا ہو چکا ہون آپ اطمینان رکھین
صاحبقران نے فرمایا کہ اے سحنگان ہمنے احتیاطًا کہا ہی اور اطلاعًا کہا ہی یہ فرماکر اپنے لشکر کے کچھ
سوارون کو حکم دیا کہ ہمراہ ساریق بن بقا جاؤ حسب الحکم سواران لشکر مسلح ہوکر مرکبون پر
سوار ہوے ساریق بن بقا اور سحنگان دربار سے اُٹھکر بیرون بارگاہ آکر سامان شکار
آہو کرکے ہمراہ اُن سوارون کے خود بھی سوار ہوکر جانب صحراے سبزہ زار دونون نامبردہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ دورودراز ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے کہ جس مین
کوسون تک سبزہ وسبز وشاداب تھا فرش سبزہ شاداب زمین پر بچھا ہوا تھا ہواے سرد فرحت افزا
اُس صحرا کی غنچۂ دل کو شگفتہ کرتی تھی غزالان خوش چشم وشوخ وچالاک بکثرت تھے جا بجا غول و
گروہ اُن کے نظر آتے تھے نہرین بھی بہتی ہوئی نظر آئی تھین ساریق بن بقا اور سحنگان اس
صحراے سبزہ زار کو دیکھکر ہمراہیون سے گویا ہوے کہ یہ صحراے سبزہ زار خوب ہی اسی صحرا مین
شکار آہو کھیلین گے اب آگے یہان سے نجائین گے یہین خیام ایستادہ کرو بارگاہین برپا کرو
خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی ساریق بن بقا اور سحنگان مع اپنے ہمراہیون کے شکار آہو

مین معروف ہوے تھوڑی دیر مین دو آہوون کو شکار کیا ساریق بن لقانے ملازمون کو
حکم دیا کہ ایک آہو کے کباب تیار کرو اُنھون نے کباب آہوے مذکور کے تیار کیے اُسوقت
ساریق بن لقا اور سختگان دونون بارگاہ مین سواریون سے اُتر کر بیٹھے پردے بارگاہ کے
اُٹھا دیے ملازمون نے کباب آہو قاب مین اور بلٹون مین رکھکر پیش کیے پھر اُس کے حکم سے جلو
ہمراہی واسطے شکار کرنے آہوان شوخ چشم کے اُس صحرا مین متفرق ہوے جس طرف غول
آہوون کا دیکھا اُسی طرف روان ہوے دوش سے کمانین لے کر ترکش سے تیر لے کر کمانین
جوڑ کر آہوون کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے جو آہو تیر سے زخمی ہوا اُس کے تعاقب مین گھوڑے
دوڑا کر جانے لگے کچھ خدام پاس ساریق بن لقا کے رہ گئے ساریق بن لقانے کباب آہوے
شکار کردہ پر نظر کرکے کچھ خیال اپنے زمانہ گذشتہ کا کرکے آبدیدہ ہو کر آہ کی سختگان نے پوچھا کہ
اسوقت باعث آہ و بکا کا کیا ہے یہ صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہے سبزہ لہلہا رہا ہے ہواے سرد چل رہی ہے
ابر سیاہ آیا ہے عجب نہین کہ ترشح ہو کباب آہو آپ کے روبرو رکھے ہین کشتی شراب کی طلب کیجیے
بعد میخواری یہ کباب آہو کھائیے شادمان ہوجیے یہ ہواے سبزہ زار جائے فرحت و سرور ہے نہ جاے
آہ و بکا ہے چاہتا ہون کہ سبب آہ و بکا سے آگاہ کیجیے ساریق بن لقانے زیادہ تر اشکبار ہو کے
کہا کہ اے سختگان اسوقت ہمکو اپنا وہ زمانہ یاد آیا کہ ہزارہا مردم ہمارے تابع فرمان تھے ہمکو اپنا
خداوند جانتے تھے جو ہم حکم کرتے تھے وہ بسر و چشم بجالاتے تھے ہمکو سجدہ کرتے تھے افسوس ہزار
افسوس وہ جاہ و حشم وہ لشکر کثیر وہ رعب و داب وہ حکم و وقار تمام از دست صاحبقران
سے تباہ و برباد و ذلیل و رسوا ہوے گلستان باختر سے بھاگ کر یہان تک آئے تھے یہان بھی
راحت نہ پائی بلکہ وہ ذلت اُٹھائی کہ کبھی نہ اُٹھائی تھی خداوند ہوکے بظاہر مسلمان ہونا پڑا اسر تیری
تدبیر و راے سے ہمنے جان اپنی دست صاحبقران سے بچائی اور فرمانبردار صاحبقران ہوگئے اسی
خیال سے ہم اشکبار ہوے اور ان کباب آہو کے کھانے سے ہاتھ روکا دل اس غم سے خود ہی کباب ہوگیا
سختگان نے عرض کیا اے خداوند اب خیال زمانہ گذشتہ کا کرنا بیکار ہے صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے دل کو اپنے
بہلائیے فکر و تدبیر سے غافل نہ رہیے اس وقت بد کو جس طرح ممکن ہو کاٹیے مین بھی فکر و تدبیر سے غافل
نہونگا اگر زیادہ رنج و صدمہ کیجیے گا تو ہلاک ہوجائیے گا آپ کا رنج و غم کرنا بجا ہے افسوس ہزار افسوس
کہ اب ایسا زمانہ آیا کہ آپ کو اجازت شکار صاحبقران سے لینے کی ضرورت ہوئی خداوند ہوکے تابع حکم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہوگئے آزادی نہ رہی گویا قید ہوگئے کہین آپ بے اجازت صاحبقران
کہین جا نہین سکتے واقعی لطف زندگی باقی نہ رہا وہ اوج وہ وقار و جاہ و حشم آپ کا باقی نہ رہا لیکن غنیمت
جانیے کہ جانبری دست صاحبقران سے ہوئی اگر بظاہر میری راے سے آپ مسلمان نہوتے مثل
طوطے کے کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرتے تو قتل ہوجاتے سر و تن مین جدائی ہوجاتی آپ کے خون سے
زمین رنگین ہوتی شمشیر آبدار صاحبقران کی ہوتی اور آپ کا گلا ہوتا اب تک نام و نشان آپ کا باقی نہ رہتا
آپ نے میری راے پر عمل کیا بہت ہی اچھا کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ بظاہر کلمہ زبان پر جاری کرلیا
اب میری یہ راے ہے کہ صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے اظہار ملال نفرمائیے ایسا نہو کہ افشاے راز ہوجاوے
صاحبقران کو خبر ہوجائے تو غضب ہو گھبرائیے نہین صبر کیجیے مثل مشہور ہے کہ دیر آید درست آید
آیندہ دیکھا جائے گا کوئی تدبیر کی جائیگی حتی الامکان صاحبقران سے دشمنی کی باز نہ آؤن گا

کسی نہ کسی بلا مین اپنی تدبیر سے مبتلا کر دے گا آپ کو اُن کی اطاعت سے بچاؤن گا بالفعل صبر و شکیبائی
اختیار کیجیے وہ زمانہ خداوندی اپنا یاد نہ کیجیے خیال کیجیے کہ ہمیشہ کسی کی ایک طرح پر نہین گذری ہی
جس کو عروج ہوا ہی اُسے زوال بھی ہوا ہی ہمیشہ زمانہ بہار کا نہین رہتا ہی خزان کا بھی دور ہوتا ہی
بڑے بڑے سلاطین روزگار گردش فلک کج رفتار سے تباہ و برباد و قتل ہوگئے نہ تخت و تاج رہا
نہ ملک و مال رہا نہ طبل و علم رہا نہ لشکر رہا نہ وہ رہے بسا عجب ہی کہ آپ صبر و تحمل نہین کرتے ہین دیکھیے
آیندہ کیا ہوتا ہی کوئی نہ کوئی تدبیر یہ حقیر کرے گا کوئی نہ کوئی صورت آئینہ تدبیر مین پیدا ہوگی ساریق نے
جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ من صبر و تحمل مجھسے نہین ہوسکتا ہی اپنی ذلت و رسوائی ایسی ہوئی
ہی کہ بیان نہین ہوسکتی افسوس مین اور صاحبقران کی اطاعت اور شکار آہو کی اُن سے اجازت
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر باواز بلند رونے لگا سخنگان بھی بارگاہ سے باہر آکر اُسے سمجھانے لگا اور خود بھی
اُس کے رونے سے رونے لگا نالہ و فغان کرنے لگا ان دونون کو تو صحرا مین مشغول نالہ و فغان
چھوڑا جاتا ہی اور اب حال معین جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ ساحر مذکور فرستادہ شہنشاہ ساحران
یعنی ہود سرمست حاکم طلسم زلزلہ جو براے دریافت خبر کوکب انجم حصاری و حال صاحبقران
طلسم زلزلے آیا تھا اور اُس نے پوشیدہ ہوکر تمام حال مسلمان ہوئے کوکب انجم حصاری و تمامی
رعایا کا اور کیفیت شادی و عقد صاحبقران کی دیکھی تھی بعدہ پوشیدہ ہوکر تخت سحر پر سوار ہوکر
جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا جیسا کہ قبل اس سے لکھا گیا ہی ہنوز طلسم زلزلہ تک نہ پہونچا تھا کہ اثنائے
راہ مین وہ صحراے سبزہ زار مین صداے نالہ و فغان سنکے متردد ہوکے دل مین کہنے لگا کہ دریافت
کرنا چاہیے یہ کون اشخاص مصیبت زدہ ہین کہ اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہین یہ باتین اپنے دل مین
کرکے بزور سحر صورت اپنی دہقانی کی بنا کر اُن خدام و سواران جنگی کے پاس آیا جو ہمراہ ساریق
بن بقا آئے تھے پھر اُن سے پوچھا کہ یہ دونون کون مبتلاے رنج و محن ہین جو رو رہے ہین خدام و
سواران مذکور نے کہا تم نہین جانتے کہ یہ کون ہین اُس نے کہا کہ اگر مین آگاہ ہوتا تو تم سے کیون دریافت
کرتا مین تو ایک مرد دہقانی ہون ابھی اس طرف سے میرا گذر ہوا ہی اس صحراے سبزہ زار مین تم سب کا
مجمع دیکھا ہی ان دونون اشخاص کو نالہ کنان مشاہدہ کیا ہی خدام اور سوارون سے دو چار آدمیون
نے اُس سے کہا آگاہ ہو کہ یہ دونون شخص جو رو رہے ہین ان مین ایک تو ساریق بن بقا ہی جو خداوند
اپنے تئین جانتا ہی اور دوسرا اُس کا وزیر سخنگان ہی دہقانی نقلی نے پوچھا یہ تو بیان کرو کہ یہ کیون
اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہین کیا زبردست مصیبت پڑی ہی کس درد جانستان مین مبتلا ہین
کس بات کا ان کو غم ہی کیا سبب ان کے نالہ و بکا کا ہی اُن سوارون اور خادمون نے جواب دیا
کہ ہمین ان کے رونے کا سبب معلوم نہین ہی ہان اتنا ہم یہ جانتے ہین کہ اس صحراے سبزہ زار مین
یہ دونون واسطے شکار آہو کے آئے تھے ہم سب ان کے ساتھ آئے ہین تھوڑی دیر گذری ہی کہ دو
آہو شکار کیے تھے اُن مین سے ایک آہو کے کباب تیار کرکے اُن کے روبرو لے گئے تھے انھون نے
کباب تو نہ کھائے نہین معلوم کیا خیال کرکے بارگاہ سے نکل کر نالہ و فغان کرنے لگے اگر تم کو سبب
نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو ان کے پاس جاکر پوچھو یہ تم سے بیان کرین گے دہقان مذکور نے پاس
ساریق بن بقا کے جاکر سخنگان سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اور یہ تمھارے پاس جو رو رہے
ہین نالہ و فغان کر رہے ہین ان کا کیا نام ہی اور سبب نالہ و فغان کیا ہی سخنگان نے جواب دیا کہ

تجکو ہمارے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب و غرض ہی اور سبب نالۂ و فغان پوچھنے سے کیا مدعا ہی
ہم اور یہ کوئی نام رکھتے ہین تجھے کیون بتائین اور جس صدمۂ و غم مین مبتلا ہین تجھسے کیون بیان کرین
ہمکو تجھسے یہ امید نہین کہ ہم دونون دردرسیدہ کا تو کوئی علاج کرے گا مرد دہقانی نے جواب دیا کہ
اظہار نام و سبب نالۂ و فغان مین تمھین عبث تامل ہی اپنے حال سے آگاہ کرو اپنے نام کو مجھسے پوشیدہ
نہ کرو شاید تمھارے دفع رنج و غم کی کوئی فکر و تدبیر مجھسے ہو سکے درد دل کے بیان کرنے مین کیا قباحت
متصور ہی آدمی آدمی ہی سے اپنا رنج و غم ظاہر کرتا ہی سخنگان نے کہا کہ ہمین اندیشہ افشاے راز کا ہی
اسوجہ سے اظہار رنج و غم مین تامل کیا گیا خیر اگر تجکو سبب نالۂ و فغان دریافت کرنا ہی تو چل بارگاہ مین
بیٹھ ہمارا اور ان کا وہ قصہ پر ملال و طولانی ہی کہ مفصل نہ ہم بیان کر سکتے ہین نہ تو سن سکتا ہی ہان
بطور اختصار و خلاصہ بیان کرینگے مگر یہ تو بتا دے کہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تاکہ ہمین بھی تو معلوم ہو
کہ تو ہمارے دوستون سے ہی یا دشمنون سے اُس نے کہا کہ مین بھی اپنا نام تمھین بتا دونگا پہلے
تم تو اپنے حالات سے آگاہ کرو سخنگان سارق بن بقا کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا وہ مرد دہقانی
یعنی معین جادو بھی اُن کے ہمراہ آکر بارگاہ مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے سخنگان نے اُس سے
کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ خداوند سارق بن بقا ہین ان کی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین ان کے
بزرگ بھی خداوند تھے دعوی خداوندی کرتے تھے قبل اس کے یہ گلستان باختر مین تخت حکومت
پر رونق افزا تھے جاہ و حشم ان کا بہت تھا فوج و لشکر و طبل و علم تخت و تاج کے یہ مالک تھے
خداوند مشہور تھے اور اب بھی یہ خداوند اپنے تئین جانتے ہین صاحب عزت و وقار ہین ایک
زمانہ ایسا آیا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہے کہ وہ مسلمان ہین اور صاحب زور و قوت
و اقبال و لشکر کثیر ہین اُن کے لشکر کے بادشاہ کا نام داراب سیمین زرہ ہی بوجہ عداوت
مذہب و ملت کے ان پر لشکر کشی کی تھی گلستان باختر مین جنگ عظیم ہوئی تھی ایک زمانہ تک لڑائی ہوئی
تھی کشت و خون بہت ہوا تمام مردان سپاہ طرفین کے بہت کام آئے تھے آخرکار بخیال خونریزی
بندگان یہ وہان سے روانہ ہوے جنگ و جدال صاحبقران سے کرنا مناسب نجان کر اسطرف
روانہ ہوے انھون نے ان کا تعاقب کیا انھون نے اُن کا برا نہ چاہا اُن کے برباد و تباہ و غارت
کرنے کی فکر کی اُن کے ظلم و جور کا تحمل کیا یہان بھی آکر اُن کے ہاتھ سے ان کو راحت نملی کوکب
انجم حصاری کے یہان یہ مقیم ہوے تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع لشکر گران ان کے تعاقب مین یہان بھی آگئے کوکب انجم حصاری نے اُنکی اعانت
کی صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کیا گئی لڑائیان ہوئین کشت و خون بہت ہوا اس اثناے مین ایک
درویش آفتاب صورت نولاکھ سوارون کی جمعیت سے اور چند نقاب داران سبزپوش مع دو
بادشاہون کے آیا بعد دریافت ہمکو معلوم ہوا کہ وہ خضران بن عمرو ثانی ہی اور خداپرست ہی پہلے
اُس کے سردار نے ایک سردار سپاہ مسمی حشام رستم انجم حصاری کو ہنگام جنگ کشتی لڑکر زیر کیا
پھر اُس درویش یعنی خضران بن عمرو ثانی نے ایک نفیر بجاکر مردان ہر سہ سپاہ کو بیہوش کر کے
نقابداران طلسمی یعنی نقابدار حور لقا و نقابدار گلرخسار سرخ پوش وغیرہ کو گٹھاؤن مین ڈالکر لیتے
ہوے تیل مین جلا دیا پھر اُس کا ایک سردار سپاہ بلکہ سپہ سالار مسمی قرامرز ثانی صاحبقران سے جنگ آزما
ہوا سات روز کے بعد آٹھوین روز صاحبقران نے عین کشتی لڑنے مین اُس کے رخ پر سے نقاب کو

دور کیا معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی ہی پہلے کچھ باہم باتین ہوئین پھر کشتی موقوف ہوئی اسی اثناے مین
حمائل خان کہ لقا پرست تھا ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا اُس کے ساتھ پچاس ہزار جنگی
ہاتھی تھے وہ صاحبقران کے لشکر پر اور خضر ان کی سپاہ پر آ پڑا اور ہوے کوکب انجم حصاری بھی
اُس کا شریک ہوا جنگ مغلوبہ ایسی ہوئی کہ شاید کبھی نہوئی ہوگی صبح سے قریب شام تک لڑائی
ہوئی تینون لشکرون کے چھ ساتھ لاکھ مردان سپاہ کام آئے تمام صحراے حرب گاہ کشتون سے
بھر گیا ہاتھیون نے ہزارہا مردان سپاہ کو قتل و پامال کیا انجام جنگ یہ ہوا کہ اہل اسلام کی فتح ہوئی
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان کے لشکر کو شکست حاصل ہوئی صاحبقران وغیرہ نے
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان وغیرہ کو پکڑ لیا ان کو بھی تخت زرین سے اُتار لیا انھون نے
دم نہ مارا خاموش رہے مگر اُن کے تباہ کرنے کی نہ کی اب یہ اپنے حال پر نظر کر کے گریان ہین صاحبقران
دختر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کر کے اور خود اُس کو بھی مسلمان کر کے عیش و عشرت مین ہین
عقد اپنا دختر کوکب انجم حصاری سے کر چکے ہین تمام رعایاے انجم حصار مسلمان ہو چکی ہی اور
صاحبقران کو خوشی حاصل ہی ان کو رنج و ملال ہی مین ان کا وزیر ہون تمام میر سخنگان ہی ان کا ہمدم و
خیر خواہ ہون صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بدخواہ ہون چاہتا ہون کہ ہم دونون کی طرح
وہ بھی کسی رنج و غم مین مبتلا ہون جس طرح ہم رو رہے ہین وہ بھی روئین خلاصہ حال تمام و کمال
سنے تھے کہا یا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو حسب وعدہ اپنا نام بتاؤ ہمارے درد دل کا علاج
کرو اُس دہقانی نے تھکے سکوت اختیار کیا تھوڑی دیر تک کچھ اپنے دل مین سوچا کیا بعدہ سامنے
مین بقا اور سخنگان کی نظر سے غائب ہو گیا ملک جی کو حیرت ہوئی سارے تعلق مین یقا بھی دریاے حیرت
مین غوطہ زن ہوا اُن خدام اور سوارون کو بھی نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کیا اُس سے سخنگان نے
گفتگو کی اور وہ کس طرف چلا گیا جاتے ہوے بھی نہ معلوم ہوا سب کو حیرت ہوئی سواران مذکور و خدام
مسطور شکار کھیلنا آہو کا بھول گئے خود شکار پنجہ شہباز حیرت ہوے ان سب کو تو مبتلاے فکر حیرت
چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال معین جادو نابکار کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب اس نے تمام حال سخنگان
سے سنا دل مین اپنے خیال کیا کہ اہل اسلام نہایت سرکش ہین یہان آ کر کوکب انجم حصاری وغیرہ
کو انھون نے مسلمان کیا اُس کی لڑکی سے اپنا عقد صاحبقران نے کیا بہت خوشی و شادمانی ظاہر کی
کوکب انجم حصاری ماتحت ہمارے بادشاہ کا تھا اُس کو اپنا فرمانبردار کیا ہی اپنے دین مین اُس کو لا کر
دین آبائی اُس کا اُس سے ترک کرا دیا ان سے بھی کچھ انتقام اس کا لینا چاہیے ان مسلمانون نے
ہمارے شہنشاہ کے ماتحت بادشاہ کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہی ان کے بھی بادشاہ لشکر
کے ساتھ کچھ بدی پیش آنا چاہیے یہ خیال کرتا ہوا بھیر سوے لشکر اہل اسلام و جانب انجم حصار گیا
جب انجم حصار کی حد مین پہونچا وقت شب کا تھا چند سرداران لشکر اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام
و صاحبقران کے عقد کی شب جاگے تھے اس شب غافل سو رہے تھے گرد لشکر اہل اسلام و گرد
بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و گرد بارگاہ صاحبقران عالی مقام یوسف کمانی دس ہزار سوار کی
جمعیت سے طلایہ پھر رہا تھا صدا اے خبردار باش و ہوشیار باش سواران ہمراہی اُس کے دے رہے
تھے مشعلین اور مشعلچے وغیرہ بکثرت روشن تھے خواجہ طیفور گرد بارگاہ صاحبقران مین موجود تھے
حفاظت اُن کی کر رہے تھے کبھی بارگاہ سے باہر آتے تھے کبھی اندر بارگاہ کے جا کر دیکھ لیتے تھے سواران

طلایہ گرد لشکر پھر رہے تھے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کی بارگاہ کے گرد بھی سواران مذکور پھرتے تھے خیام
سرداران سپاہ کے بھی چار طرف گردش کر رہے تھے معین جادو نے آگے بڑھکر بارگاہ بادشاہ و لشکر
اہل اسلام کو عقل و فہم سے و نیز بزور سحر دریافت کرکے قریب بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام آکے بلندی
سے ایسا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی وہ سواران طلایہ اُس ہوائے سرد سے آرام طلب ہوئے ہر ایک نے
آنکھیں بند کین خواب غالب ہوا کسی کو حواس و ہوش بجا نہ رہا سب غافل ہوگئے معین جادو اُن سب کو
اپنے سحر مین مبتلا کرکے پردہ بارگاہ کا اُٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سو رہے ہیں
بارگاہ مین روشنی شمع شمعین موی و کافوری روشن ہین شیشہ آلات وغیرہ سے بارگاہ خوب آراستہ ہے
بعد دیکھنے زینت بارگاہ کے قریب بادشاہ موصوف جا کر جو تدبیر اس نے سوچی تھی وہی تدبیر کی بعدازان
بارگاہ سے باہر آکر سوے انجم حصار روانہ ہوا شب کو جانب طلسم زلزلہ جانا مناسب نہ جان کر انجم حصار
مین شب بسر کرکے وقت صبح صادق انجم حصار سے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اُسی صحراے
سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ ساریق بن بقا و سخنگان وغیرہ صحرا مین ہنگام سحر مصروف شکار ہین یہ
رنگ دیکھتے ہی بلندی سے بالاے زمین آیا سخنگان و ساریق نے دیکھا کہ ایک شخص ایک باز کو اپنے
ہاتھ پر بٹھائے آتا ہے جب وہ قریب آیا سخنگان نے اُس سے پوچھا کیا تم بھی شکار پرند کھیلو گے اُس نے
جواب دیا کہ مین شکار کھیل آیا سخنگان نے کہا کہ یہ باز ہمین دو تھوڑی دیر ہم اس باز سے طائرون کو شکار کرین
اُس نے ہنسکر کہا کہ اس باز کے لینے سے باز آؤ یہ باز ایسا نہین ہے کہ ہم تمکو دیدین اور تم اس باز سے شکار
کھیلو سخنگان نے وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ سبب دریافت نکرو بس اسی قدر سمجھ لو کہ یہ باز قابل شکار
طائران نہین ہے ساریق بن بقا نے کہا کہ اے شخص کچھ حال اس باز کا بیان کر کہ یہ باز کیسا ہے اُس نے
کہا کہ تمہارے اصرار کرنے سے بیان کرتا ہون یہان سے بارگاہ مین چلو تخلیے مین بیان کرونگا ساریق
بن بقا اور سخنگان اسکو ہمراہ اپنے بارگاہ مین لاکر بیٹھے تنہائی مین اُس نے کہا آگاہ ہو جیے کہ یہ باز
دراصل نہین ہے یہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہے مین ساحر ہون نام میرا معین جادو ہے حاکم طلسم زلزلہ
نے مجکو واسطے دریافت کرنے حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران کے ادھر بھیجا تھا مین نے
یہان آکر تمام حال سے آگاہ ہو کر چاہا کہ خالی ہاتھ نہ جاؤن کوئی تحفہ اپنے بادشاہ کے واسطے یہان سے
لے جاؤن بس مجکو لشکر اسلام مین سے یہی تحفہ پسند آیا اب اس تحفے کو روبرو اپنے بادشاہ و حاکم کے
لے جاؤنگا تمام حال جو دیکھا ہے اور سنا ہے وہ بیان کرونگا یقین ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ اس تحفے کی
نذر کو قبول کرکے مجھے انعام دے گا مجھسے بہت خوش ہوگا پھر اس باز کے قتل کرنے سے نہ باز آئیگا
ضرور اس کو قتل کرے گا کیونکہ اُس کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہے علاوہ اس کے اس باز کے
ہلاک کرنے سے منظور لشکر اہل اسلام کا پراگندہ کرنا بھی ہوگا صاحبقران بھی غمگین و ملول ہو کر
یہان سے کسی طرف چلے جائینگے بکثرت صدمہ و رنج سے ہلاک ہو جائینگے ساریق بن بقا و
سخنگان نے بہت خوش ہوکے کہا کہ ہمکو بھی اپنے شہنشاہ کے پاس لے چلو ہم اُن کے دیکھنے اور
اُن سے ملنے کے بہت مشتاق ہین سوا اس کے اگر ہم دونون اُن تک پہونچ جائینگے تو دست ظلم
صاحبقران سے امان پائینگے تمہارے احسانمند ہونگے اُس نے جواب دیا کہ آپ صاحبون کو
وہان لیجانا اچھا نہین ہے مبادا شہنشاہ ناراض ہون سخنگان نے کہا کہ اے معین جادو
یہ کیا کہتے ہو بھلا ان کے اور ہمارے وہان جانے سے بادشاہ طلسم تمسے ناخوش ہونگے ہرگز نہین

بلکہ بہت تجسے خوش ہونگے انعام کثیر دینگے ہم تمہاری تعریف اُن سے کرینگے خلعت و انعام کثیر تمکو
دلوائینگے خداوند بھی تجسے خوش ہونگے تمہاری بہبودی چاہینگے معین جادو نے سخنگان و
ساریق بن بقا کے کہنے سے چند دانے ماش کے نکال کر اسنے سحر اُن پر دم کرکے ان دونون پر
مارے فی الفور وہ لوٹ کر بصورت زاغ سیاہ ہوگئے معین جادو نے اُن دونون زاغون کو بالائے
ہر دو دوش خود بٹھا کر سحر سے بلند ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر سوارون وغیرہ کو چھوڑکر سوے طلسم زلزلہ
روانہ ہوا سواران ہمراہی ساریق بن بقا نے ہرچند کہ شور و غل کیا اور تعاقب اُس کا کیا مگر کچھ فائدہ
نہوا وہ دفعتاً زمین سے بلند ہوکر غائب ہوگیا اسی حالت مین سواران مذکور و خدام وغیرہ مجبور ولاچار
ہوکر صحرائے سبزہ زار سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا
بالفعل حال لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ جب معین جادو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز
بنا کرلے گیا اور وہ شب گذر کر سحر ہوئی تمامی اہل لشکر ہنگام سحر براے اداے نماز صبح بیدار ہوے
اور وہ سوار طلایہ بھی ہوشیار ہوے کیونکہ معین جادو نے ایسا سحر اُن پر کیا تھا کہ جس سحر کا اثر فقط
شب تک رہا کیونکہ مدت بقاے سحر مذکور شب ہی تک تھی صبح کے ہوتے ہی وہ بھی ہوش مین آئے
ہر ایک نے بعد طہارت وضو نماز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا صاحبقران نے بیدار ہوکے قصداداے
فریضۂ سحری کیا جب ہر ایک شخص اعلیٰ ادنیٰ نماز سحر پڑھ چکا اور صاحبقران بھی نماز صبح کو پڑھ چکے
حسب دستور جملہ سرداران لشکر دربارگاہ صاحبقران عالی مقام پر آئے اس اثناے مین
صاحبقران بھی بارگاہ سے برآمد ہوے ہر ایک سردار و سوار نے بادب سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دے کر سب سردارون کو ہمراہ اپنے لے کر دربارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام پر
جاکر توقف کیا دیر تک انتظار برآمد ہونے بادشاہ ممدوح کا کرکے متردد ہوکے سرداران سپاہ سے
فرمایا آج کیا باعث ہے کہ اب تک بادشاہ ذیجاہ بارگاہ سے برآمد نہین ہوے وقت برآمد ہونے کا
گذر گیا اکثر سردارون نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین کبھی ایسا نہین ہوا کہ اتنی دیر برآمد
ہونے مین ظل اللہ کے ہوئی ہو مقام تردد ہے خدا خیر کرے اگر مناسب ہو تو بارگاہ مین جاکر دیکھا
جائے صاحبقران نے کہا کہ ہان ہماری بھی یہی راے ہے یہ کہکر خود داخل بارگاہ ہوے اکثر
سردار و عیار بھی بارگاہ مین گئے وہان عجب واقعہ غم افزا و حیرت فزا نظر آیا کہ دل ہر ایک کا کثرت
رنج و ملال سے بیتاب و بیقرار ہوا کہ تن انند مرغ بسمل تڑپنے لگا بے اختیار ہر ایک متحیر ہوکر
رونے لگا شور نالہ و فغان بلند ہوا سواران لشکر اہل اسلام نے متردد ہوکر پوچھا کہ یہ شور و فغان
کیون ہے سبب نالہ کیا ہے خیریت تو ہے ہرکارون عیارون نے روکر کہا کہ غضب ہوا ہم ابھی بارگاہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام کے اندر سے باہر آئے ہین بچشم خود دیکھ آئے ہین کسی دشمن نے سر اُن کا شمشیر
آبدار سے کاٹ کر اُن کے سینے پر رکھ دیا ہے پوشاک ظل اللہ و فرش سہری تمام خون سے تر ہے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ قریب صبح بعد نصف شب کے کسی دشمن نے بارگاہ مین داخل ہوکر یہ ظلم عظیم کیا ہے حالت خواب
غفلت مین بادشاہ عالیجاہ کو قتل کیا ہے کیا ہی نامرد تھا وہ نابکار جس نے یہ ستم کیا ہے اگر مرد ہوتا
تو حالت بیداری میں مقابلہ و مجادلہ کرتا سواران لشکر یہ خبر غم اثر عیارون سے سنکے بے اختیار
رونے لگے نالہ و فغان کرنے لگے تمام لشکر مین جب یہ خبر پھیلی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کسی نے
قتل کیا تو وہ شور نالہ و فغان بلند ہوا کہ تا فلک پہونچا کسی نے اس غم مین گریبان اپنا چاک کیا کسی نے

سر پر اپنے خاک اڑائی کوئی کثرت گریہ سے زمین پر غش کھا کر گرا کسی کو اس خبر کے سننے سے سکتا سا
ہو گیا کوئی فریاد کرنے لگا کوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا کسی نے خنجر بران اپنی کمر سے کھینچکر
کہا یارو اب زندگی کا لطف باقی نرہا بادشاہ ہمارا قتل ہو گیا اُن کے غم مین ہم بھی اپنے تئین ہلاک
کرتے ہین بعد اُن کے زندگی خوب نہین یہ کہکر ارادہ خودکشی کا کیا جو سوار وغیرہ اُس کے قریب
کھڑے تھے اور دوسرے تھے انھون نے دوڑکر اُس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور کہا کہ اے برادر
خودکشی اچھی نہین ہے کیا غضب کرتے ہو اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرتے ہو حالانکہ صدمہ قتل
بادشاہ موصوف بہت ہے مگر ذرا دریافت اچھی طرح تو کرو کہ درحقیقت بادشاہ قتل ہوے ہین یا
نہین کوئی سردار سپاہ نالہ و آہ کرتا تھا کوئی سردار اس غم مین سر اپنا بے کلاہ کرتا تھا کوئی یہ خبر
جان گسل سنکے بے اختیار رونے لگا کوئی سوار جان اپنی اس غم جانکاہ مین کھونے لگا کوئی فریاد
کرنے لگا کوئی اس صدمے مین جان سے گذرنے لگا کوئی اشکبار ہوا کسی کا دل اس واقعے سے بیزار
ہوا کوئی سردار سپاہ کثرت گریہ سے زمین پر گر کے بسمل ہوا کوئی جوان خنجر غم سے گھایل ہوا کسی نے
اس ماتم مین اپنے سر پر خاک ڈالی کسی نے از راہ الم سے واسطے ہلاک کرنے اپنے کے میان سے
تلوار نکالی کوئی آہ سرد بھر کے پکارا کہ افسوس ہزار افسوس بادشاہ ہمارا گیا کوئی اشکبار ہوکر کہنے لگا
حیف شاہ ذیجاہ ہمارا مارا گیا تھا اہل ہفت ملک بے اختیار رونے لگے کثرت گریہ و بکا سے جانین
کھونے لگے عیاران لشکر اہل اسلام کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے زمین پر گر کے غش کر گئے
دیکھنے والون نے خیال کیا کہ یہ تاب صدمہ و غم نہ لاکر مر گئے کسی نے کہا کہ افسوس بڑا غضب ہوا
کوئی بولا قتل ہونا بادشاہ کا اس عنوان سے عجب ہوا کوئی سردار اس غم مین محزون ہوا کسی کی آنکھون سے
اس غم مین بجائے اشک روان خون ہوا کسی نے آہ کر کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو ساریق
و چنگان نے قتل کیا ہو وہی دونون حیلہ شکار کھیلنے کا کر کے لشکر سے گئے تھے کسی نے اشکبار
ہو کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو حمایل خان نے قتل کیا ہو کیونکہ یہ نابکار لشکر مین موجود ہے
دل سے مسلمان نہوا ہوگا عداوت اس کے دل مین ہوگی صاحبقران سے تو بس نہ چلا ان کو تو
خوف سے قتل کر نہ سکا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل کر ڈالا لشکر سے اسواسطے نہین گیا تا کہ قتل کرنا
ثابت نہو کسی نے رو کر اُسے جواب دیا کہ یہ کام حمایل خان کا بظاہر معلوم نہین ہوتا ہے اور کوئی
بداندیش کا یہ کام ہے بڑی دلیری اُس نے کی کہ بارگاہ مین جاکر بادشاہ کے سر کو جدا کیا ہزارون
سواران لشکر طلایہ لشکر کر رہے تھے اُن سے نہ ڈرا افسوس کسی نے اُس کو بارگاہ مین جاتے ہوے
نہ دیکھا کوئی دلیر آبدیدہ ہو کے کہنے لگا افسوس بادشاہ ہمارا آج ایسا فرش خواب پر لیٹا کہ زندہ نہ اٹھا
کوئی چوب خیمے سے سر اپنا ٹکرا کر کہنے لگا کاش قاتل ہمارے بادشاہ کا عوض ہمارے بادشاہ کے ہمکو قتل کر
سر ہمارا ہمارے تن سے جدا کرتا کوئی جوان دانا اشکبار ہو کر دوسرے جوان سے مخاطب ہو کر یون
گویا ہوا کہ ہماری سمجھ مین یہ نہین آتا ہے کہ قاتل نے سر تن سے جدا کر کے سینے پر کیون رکھدیا ہے اس کا
کیا باعث ہے کوئی دیندار زار زار رو کر کہتا تھا کہ آج کا دن بھی کیا نامبارک ہے کہ ہم اپنے بادشاہ سے
جدا ہو گئے بیدار ہوتے ہی غم شاہ ذیجاہ مین رونے کوئی بے اختیار روتا تھا کوئی دامن آنسوؤن سے
بھگوتا تھا جملہ سرداران لشکر نے کثرت گریہ سے ایسی فریاد و فغان کی کہ حالت ہر ایک کی ابتر ہوئی
صاحبقران نے بھی صدمہ قتل بادشاہ موصوف مین روتے روتے رومال آنسوؤن سے تر کیے اسقدر

روئے کہ حالت قریب بہ غشی پہونچی کثرت گریہ و بکا سے لشکرگاہ ماتم سرا ہوئی جملہ اعلیٰ و ادنیٰ صغیر و کبیر برنا و پیر فریاد و فغان و نالہ و آہ کنان ہوئے ہر ایک کی نظر مین اس غم سے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آخر کار بعد گریہ و زاری بیحد و بسیار کے حسب اتفاق رائے اکثر سرداران سپاہ و صاحبقران عالیجاہ سامان دفن و کفن ہونے لگا اُسوقت بعض بعض عقلا نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عرض کی کہ ابھی لاش بادشاہ نہ اٹھوائیے سامان دفن و کفن نہ کیجیے کیونکہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہین قتل نہین ہوئے ہین ذرا خواجہ زادون کو طلب فرمائیے اُن سے پوچھیے وہ بزرجمہر کے فرزند ہین علم رمل وغیرہ سے خوب آگاہ ہین وہ اگر موافق اپنے قاعدہ و اور علم کے کہین کہ بادشاہ لشکر موصوف ضرور قتل ہو گئے تو اُسوقت میت اٹھانے کا سامان کیجیے تا وقتیکہ وہ نہ کہین ہرگز میت بادشاہ نہ اٹھائیے ہمین کچھ اس مین اسرار پایا جاتا ہے شک و شبہہ بھی ہوتا ہے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر کا نہین ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر در اصل لاشہ بادشاہ کا ہوتا تو قاتل بادشاہ کا سر تن سے جدا کر کے لے جاتا بالائے سینہ نہ رکھ جاتا یہ کارخانہ سحر ثابت ہوتا ہے صاحبقران نے اُن عقلا کی تقریر سنکے فی الفور خواجہ بہران و خواجہ خورشید پسران حکیم بزرجمہر کو طلب کیا جب وہ تشریف لائے بعد سلام انھون نے پوچھا کہ اسوقت ہنگام غم و الم مین آپنے ہمین کیون طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ صاحبون کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ آپ سے بمقدمہ حیات و ممات بادشاہ لشکر اہل اسلام دریافت کرنا منظور ہے لہذا آپ دونون صاحب موافق اپنے قاعدہ علم رمل وغیرہ کے دریافت کیجیے کہ بادشاہ لشکر اسلام زندہ ہین یا نہین اور اگر زندہ ہین تو کہان ہین اور کب تک وہ لشکر مین تشریف لائینگے اور یہ بھی اپنے علم کے قاعدے سے بتلائیے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ہے یا اور کسی شخص کا ہے خواجہ زادون نے بعد غسل و وضو آیۂ قرآنی و دعاے حصول حاجت برجوع قلب پڑھکر قرعہ ڈالا اُن کی اشکال پر نظر کر کے زائچہ کیا پھر اشکال پر بخوبی تمام نظر کر کے خوش ہو کر کہا یا صاحبقران کشورستان ہمکو ہمارے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بفضل خدا زندہ ہین خانہ حیات اُن کا اس کا شاہد ہے کہ وہ ضرور زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین خدا چاہے گا تو ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ وہ آپ سے ملینگے آپ اُن سے ملیگا بعدہ وہ پھر اس لشکر مین آئینگے اور یہ جو آپ نے سوال کیا ہے کہ یہ لاشہ بادشاہ کا ہے یا اور کسی کا ہے اس بارہ خاص مین ہمکو ہمارے علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہرگز یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین ہے بالا اُن کا ہم شبیہ ہے پس آپکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام حیات ہین اور یہ لاشہ کسی اور شخص کا ہے صاحبقران خواجہ زادون سے یہ مژدہ جانفزا سنکے فی الجملہ شادان ہوئے جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ و شاہزادگان عالیجاہ و تمامی مردان لشکر اس خوشخبری سے شادان ہوئے وہ رنج و غم و صدمہ و الم و نالہ و فغان فی الجملہ دل سے ہر ایک کے دور ہوا خواجہ زادون کے حکم مذکور لگانے سے قلب کو حاصل سرور ہوا صاحبقران نے کشتیان خلعتہاے فاخرہ کی طلب کر کے خواجہ زادون کے پیش کین پھر ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو آب گرم سے خوب مل ملکر شاید اگر رنگ و روغن سے صورت تبدیل کی ہے تو صاف اس تدبیر سے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائیگا ملازمون نے حکم صاحبقران کی تعمیل کی مگر صورت لاشہ مذکور بدستور رہی کچھ بھی فرق نہوا اُس وقت صاحبقران نے خواجہ زادون سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آپ صاحبون نے تو یہ حکم لگایا تھا کہ یہ

لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین کسی اور شخص کا ہی حالانکہ چاہیے ملازمون نے آب گرم تیز سے لاشہ
مذکور کو دھویا نہلایا مگر کچھ بھی فرق نہ ثابت ہوا خواجہ زادون نے جواب دیا ہم اب بھی کہتے ہین کہ یہ
لاشہ بادشاہ موصوف کا نہین ہی اگر آپ نے اس لاشے کو آب گرم سے نہلایا اور کچھ فرق ثابت نہوا
تو جائے اعتراض نہین ہی کیونکہ یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ رنگ و روغن عیاری سے بنانے والے نے
نہین بنایا ہی کہ جو آب گرم کے دھونے سے رنگ و روغن دور ہو جائے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائے
بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ بعد و سحر یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ بنایا ہی خداوند عالم نے آپ کو صاحب اسم اعظم
کیا ہی لہذا باوضو تشریف سے پانی پر اسم اعظم الہی پڑھکر دم کرکے وہی پانی چہرہ و پیکر لاشہ ہم شبیہ
بادشاہ پر چھڑکیے ببرکت اسم اعظم الہی سحر دفع ہو جائے گا صورت اصلی ہویدا ہوگی صاحبقران
کشورستان نے بموافق ارشاد خواجہ زادون کے عمل کیا تو صورت مدعا آئینۂ ظہور مین آئی یعنی
وہ صورت و شکل پانی کے چھڑکتے ہی بدل گئی غور کرکے جو دیکھا گیا ثابت ہوا کہ ایک مرد کوہی کا لاشہ
ہی لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام نہین ہی صاحبقران اور جملہ اعلیٰ ادنیٰ ظاہر ہونے سے لاشہ
مرد کوہی کے بعد خوش ہوے وہ جو کسی قدر شک و شبہ در دل تھا وہ بھی دفع ہوا ہر ایک کے
چہرے پر آثار خوشی ظاہر ہوے خصوصاً صاحبقران کے چہرے پر آثار خوشی پیدا ہوے اسوقت
صاحبقران نے حکم دیا کہ اس لاشہ مرد کوہی کو دفن کر دو بمجرد حکم ملازمون نے لاشہ مذکور کو غسل
کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا بعد اس کے صاحبقران نے خواجہ زادون کے علم و فضل
کمال کی بہت تعریف کرکے ان سے بعد خوش ہوکے دوبارہ ان کو خلعتہاے فاخرہ دے کر رخصت
کیا بعد رخصت کرنے خواجہ زادون کے جملہ سرداران سپاہ سے فرمایا الحمد للہ واللہ یہ تو یقین کامل
ہو گیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ کا لاشہ ایک مرد کوہی کا تھا جسکو دفن کرا دیا اور یہ بھی بارشاد
خواجہ زادگان یقین ہوا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین پس
قبضۂ دشمن مین ہونا بادشاہ موصوف کا چندان جای غسل نہین ہی ایسا بارہا ہوا ہی ہمارے
بزرگون پر ایسے واقعات گذرے ہین اگر خدا نے چاہا تو وہ زمانہ بھی آئے گا کہ ہم تم ان سے ملینگے
جو زمانہ ان کی مفارقت کا ہی وہ بیکار لازم ہی کہ زمانہ فرقت بادشاہ لشکر اہل اسلام زیادہ تر صدمہ
رنج و ملال نہ بسر کیا جائے ان کی تلاش و جستجو کی جائے اور ان کے دشمن کو دریافت کیا جائے
تاکہ اس سے انتقام لیا جائے سب نے عرض کیا کہ آپ نے بجا و درست فرمایا ہی یوہین عمل کرنا چاہیے
ہنوز سرداران سپاہ صاحبقران کشورستان سے ہم سخن ہوکر خاموش ہوے تھے کہ وہ خدام و
سواران جنگی اور بیلچے میر شکار باز دار وغیرہ جو ہمراہ ساریق بن بقا و سختگان کے سوے ہواے
سبزہ زار پہلے شکار گئے تھے نہایت حیران و پریشان روبروے صاحبقران آئے سب نے
باادب سلام کیا صاحبقران نے ان سے پوچھا کہ ساریق بن بقا و سختگان کہان ہین تم ان کو کہان
چھوڑ آئے ان کے ہمراہ کیون نہ آئے انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ان کا حال عجیب و
غریب تر جو واقعہ گذرا ہی اور دیکھا ہی وہ حیرت افزا ہی صاحبقران نے فرمایا بیان کرو انھون نے
عرض کیا کہ ہم سب لشکر از حضور حسب الحکم ہمراہ ساریق بن بقا و سختگان کے سوے ہواے سبزہ زار
گئے تھے جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے تابردگان کے ہمراہ شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین ہم خادمون
دو آہو تیر سے شکار کیے ساریق نے کہا کہ ایک آہو کے کباب تیار کیے جائین ملازمون نے اسکے کہنے پر

عمل کیا جب کباب مذکور ظروف مین رکھکر اُس کے روبرو بارگاہ مین لے گئے تھوڑی دیر تک وہ اُن کبابا
آہو کو دیکھا کیا پھر کچھ باتین سختگان سے کر کے بارگاہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار مین آ واز بلند سے گا
سختگان تھے سمجھانے لگا ہم سوار شکار آہو مین مصروف تھے اُس کے نالہ و فغان کرنے سے متردد ہو کر قریب
اُس کے آئے تاکہ سبب نالہ و فغان دریافت کرین ابھی ہم سوارون نے وجہ نالہ و فغان دریافت نکی تھی
کہ ایک دہقانی آیا اُس نے ہمسے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین جو اس طرح سے نالہ و فغان کر رہے ہین
ہمنے اُس سے کہا کہ ایک ان مین ساریق بن بقا ہے دوسرا شخص ان مین سختگان نامی ہے پھر اُس نے
پوچھا یہ دونون کیون رونے ہین ہمنے جواب دیا سبب گریہ و زاری ہمین معلوم نہین تم خود اُن سے پوچھو
اُس نے اُن کے پاس جا کر پوچھا کہ تم دونون کیون اسطرح بیقراری سے نالہ و فریاد کرتے ہو کیا تیر مصیبت
کے ہو کس بلا مین مبتلا ہوے ہو مفصل بیان کرو اُسوقت ساریق نے تو کچھ نہ کہا مگر سختگان نے اُس سے
کہا کہ اے شخص ہم دونون کسی سبب سے روتے ہین تجھے کیا تو ہمسے کیون سبب نالہ و آہ دریافت کرتا ہی
جہان تجھے جانا مطلوب ہو وہان جا اُس نے دریافت کرنے مین اصرار کیا سختگان اُس دہقانی کو مع
ساریق کے بارگاہ مین لے گیا وہان رو رو کر اُس سے تمام حال ساریق بن بقا کا بیان کیا پھر وہ
دہقانی بیٹھے بیٹھے نظر سے غائب و نہان ہو گیا ہم سب کو تعجب ہوا دوسرے روز ہنگام صحرا اور ایک
شخص اسی صحرا مین آیا وہ اپنے ہاتھ پر ایک باز بٹھلائے ہوے تھا سختگان نے اُس شخص سے پوچھا کہ
کیا تم بھی پرندون کا شکار کھیلوگے اُس نے جواب دیا مین بڑا شکار کھیل آیا اب شکار نہ کھیلونگا سختگان
نے کہا کہ یہ باز اپنا ہمکو دو تاکہ ہم اس باز سے پرندون کا شکار کھیلین اُس نے کہا کہ اس باز کے لینے
سے باز آؤ ساریق نے سبب دریافت کیا اُس نے کہا کہ یہ باز لائق شکار نہین ہے ساریق نے پوچھا
کہ کیا وجہ ہے جو باز قابل شکار نہین ہے اُس نے جواب دیا کہ اس کا سبب دریافت نکرو جب بہت اُس سے
اصرار کیا تو اُس نے کہا کہ چلو بارگاہ مین وہان تمسے بیان کرونگا اُسوقت سختگان اور ساریق بن بقا
اُس نووارد شخص کو اپنے ہمراہ لے کر بارگاہ مین گئے ہم سب تو بارگاہ سے باہر تھے نہین معلوم اُس شخص نے
آہستہ آہستہ کیا کہا دوسرے ہمنے جو دیکھا تو سختگان اور ساریق کو شادان و خندان پایا پھر باہم کچھ چپکے
چپکے باتین ہوئین ہمنے اُن باتون کو نہین سُنا بعد ہمنے دیکھا کہ اسی شخص نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ ساریق
اور سختگان دونون زاغ سیاہ ہو گئے پھر وہ شخص دونون زاغہاے مذکور کو لیے دونون شانون پر
بٹھا کر بارگاہ سے نکلکر دفعتاً غائب ہو گیا ہر چند ہمنے اُس کی جستجو کی اور شور و غل کیا مگر وہ نہ ملا مجبور و لاچار
ہو کر ہم سب وہان سے چلے بعد قطع راہ ابھی حضور کے روبرو آئے ہین سلاح جنگ بھی تن سے دور
نہین کیے ہین صاحبقران نے اُن سوارون وغیرہ سے تمام حال سُنکے اُن سے کہا کہ اب تم لشکر مین
داخل ہو سلاح جنگ تن سے دور کرو کمربندی کی اب تکلیف نہ اُٹھاؤ خیام مین راحت پذیر ہو سواران
مذکور وغیرہ سلام کر کے داخل لشکر ہو کر خیام مین راحت پذیر ہوے صاحبقران نے جلہ سرداران سپاہ
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان سوارون وغیرہ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ساحر بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو بارگاہ سے باز بنا کر لے گیا تھا پھر اُس نے ساریق بن بقا و سختگان کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے
بنا کر اپنے شانون پر بٹھا کر اپنی منزل مقصود کی راہ لی سب کی نظرون سے نہان ہو گیا اب ہمکو ضرور
فکر و جستجو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی کرنا ضروری ہی اور اس شخص کا بھی مقام قیام اور نام دریافت
کرنا لازم ہوا ان سوارون کے آنے سے اور بیان کرنے سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ ضرور کوئی ساحر یا

کوئی دشمن بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اور ساریق بن لقا اور ستمگان کو لے گیا ہی سبھون نے عرض کیا
کہ آپ کا فرمانا صحیح ہی یہ کام ضرور کسی ساحر نابکار کا ہی نہین معلوم وہ نابکار کہان رہتا ہی کس سمت گیا ہی
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خدا چاہے گا تو سب حال معلوم ہو جائے گا بالفعل یہان کوئی ایسا
نہین ہی کہ اُس سے پوچھین اور وہ صحیح طور سے تمام حال بیان کر دے کوکب انجم حصاری نے عرض کیا
تھوڑا زمانہ گذرا ہی بلکہ قبل آپ کے یہان تشریف لانے کے انجم حصار مین ایک مرد دیندار و ابرار و
متقی و پرہیزگار مسلمان مسمّی حکیم سالوک درویش سیرت تشریف رکھتے تھے شب و روز عبادت خدا
مین مصروف رہتے تھے بیشتر ساکنان انجم حصاری اپنے امور دشوار و مشکل مین عاجز آ کر اُن سے
سوال کرتے تھے وہ جواب شافی دیتے تھے اگر کوئی گم ہو جاتا تھا اور لوگ اُن سے گم شدہ کو پوچھتے
تھے تو وہ بوجہ عبادت و ریاضت کرنے کے بتا دیتے تھے کہ گم شدہ فلان جانب گیا ہی افسوس اب
حال اُن کا معلوم نہین کہ وہ کہان ہین انجم حصار سے کہین نکلے گئے ہین اگر وہ جناب یہان ہوتے
تو حال بادشاہ لشکر اہل اسلام کا اُن سے دریافت کرتے صاحبقران نے تقریر کوکب انجم حصاری
کی سنکے تا دیر کچھ فکر کرکے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و صمصام تیغزن و تہور صف شکن و
بیران ہیر سوار و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن و حشام رستم انجم حصاری سے مخاطب ہوکے
فرمایا کہ خواجہ خضر ان جو بصورت درویش آفتاب صورت تھے وہ تو ہمسے خانہ کعبہ کے سامنے
فراموش ثانی ہی گیا یہان بادشاہ لشکر اہل اسلام کا جو واقعہ ہوا وہ آپ صاحبون پر ظاہر ہی اُس کے
بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی ہم بوجہ ہونے لشکر مین بادشاہ موصوف کے نہایت پریشان خاطر
ہین ارادہ ہی کہ لشکر سے اپنے علحدہ ہوکر لشکر کو اپنے اسی جگہ بالفعل چھوڑ کر کسی طرف بہر جستجو بادشاہ
موصوف جائین سوا اس کے فی زمانہ اب کسی سے مقابلہ و مجادلہ بھی نہین ہی لہذا آپ سب صاحبون سے
کہا جاتا ہی کہ اگر مناسب ہو تو لیے اپنے اپنے سرداروں کو لیکر ساتھ اپنی سپاہ کے اپنے اپنے شہر مین جا کر حکمران
ہوجیے یہان کیون تکلیف گوارا فرمائیے ہم بخوشی خاطر آپ صاحبون کو رخصت کرنا چاہتے ہین لہذا
آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کیجیے یہ تقریر صاحبقران کی سنکے جملہ نامبردگان نے
باادب عرض کیا کہ ہمارا تو یہی ارادہ تھا کہ آپ کے لشکر مین تاحیات داخل رہین مگر آپ کے ارشاد سے
مجبور ہوکر آپ کی خوشی پر عمل کرنا ضرور ہوا یہ عرض کرکے عمان شاہ نے لیے ملازمون اور لشکر کے
سوارون کو حکم دیا کہ سامان سفر درست کرکے آج ہی یہان سے سوے شہر عمانیہ روانہ ہو
عزاق آہن کلاہ نے اپنے ملازمون سے کہا ملازمان ہر دو بادشاہان مذکور نے سامان سفر
فی الفور درست کیا عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہوکر مع اپنے
اپنے سرداران سپاہ و اور لیے اپنے لشکر کے اپنے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے بعد جانے دونون
بادشاہون کے صارف تیغزن سپہ سالار لشکر بادشاہ نقش بھی مع اپنی سپاہ کے سوے
شہر نقش مین روانہ ہوا بعد جانے صارف تیغزن کے حمائل خان نے صاحبقران سے عرض کیا
اگر ارشاد ہو تو مین بھی جاؤن اپنے شہر کا بندوبست کرون اہل شہر کو مسلمان کرون بتخانے منہدم
کراؤن مسجدین بناؤن اہل شہر کو عقائد دین سے آگاہ کرون صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم بھی جاؤ
حمائل خان خوش ہوکر سامان سفر درست کرکے کوکب انجم حصاری و صاحبقران سے رخصت
ہوکر اپنے شہر کی طرف مع باقی ماندہ اپنی سپاہ کے روانہ ہوا حشام رستم انجم حصاری نے صاحبقران

دست بستہ عرض کیا کہ یہ وہی سردار سپاہ کوکب انجم حصاری ہے جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ و کشتی
فوامرز ثانی سے زیر ہوکر داخل لشکر فوامرز ثانی ہوا تھا فوامرز ثانی تو سوے خانہ کعبہ گئے بادشاہ ہمارا
بھی مانند ہمارے مسلمان ہوا ہے اب ہم بھی بدستور قدیم رفاقت اپنے بادشاہ کی اختیار کریں گے
صاحبقران نے سوے کوکب انجم حصاری دیکھا اُس نے کہا کہ اگر حشام بدستور قدیم ہمارا نمکخوار
ہونا چاہتا ہے تو مجھے بھی کچھ عذر نہیں ہے حشام رستم انجم حصاری اپنے دنگل سے اٹھکر سوے قدم
کوکب انجم حصاری جھکا اُس نے خوش ہوکر سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا پھر اُس کو اپنے لشکر میں
داخل کیا اسی طرح ہر ایک سردار و بادشاہ لشکر صاحبقران سے جو تازہ مسلمان ہوکے داخل لشکر ہوا تھا
وہ بھی جلو صاحبقران سے مع اپنی سپاہ کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا فقط خاص سپاہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی رہ گئی اور خاص خاص سرداران سپاہ صاحبقران موصوف لشکر میں
رہ گئے جنکی تعداد پانچ ہزار پانچ سو پچیس ہے جب وہ روز گذر کر زمانہ شب کا آیا اور شب بھی بسر
ہوکے صبح ہوئی بعد نماز صبح صاحبقران نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ سامان شکار آمادہ کریں ہمارا دل
بہت پریشان ہے چند روز تک صحراے سبزہ زار میں جاکر شکار کھیل کر دل اپنا بہلائیں گے صدمہ
فراق بادشاہ و اہل اسلام میں سیر و شکار سے کمی ہوگی جب ملازموں نے درستی سامان شکار خوب کیا
صاحبقران مع چند سرداروں سے رخصت ہوکر سوے صحراے سبزہ زار واسطے شکار آمادہ ہوکے ہمراہی
خواجہ طیفور کر دیا و مختصر سواروں وغیرہ کے روانہ ہوے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
معین جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب ساحر مذکور صحراے سبزہ زار سے ساریق بن بقا و ستمگان کو زور
سحر نما خاص سپاہ بنکر دوش پر اپنے بٹھا کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم
زلزلہ پر پہونچکر اندرون حد طلسم مذکور جانے کا ارادہ کیا تھا کہ مالک اول سرحد طلسم مذکور نے
اس کو روک کر پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ پر باز کیسا بیٹھا ہے اور تیرے شانے پر ایک [illegible] زاغ سیاہ
کیسے بیٹھے ہیں در اصل یہ طائر نہیں ہیں بشر ہیں اگر ساحر ہے تو ہم بھی ساحر ہیں تجھ سے ہزار حصہ
زیادہ بہتر دنیا ساحری میں ہیں بلکہ ایسے ساحر زیر دست ہیں کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ نے ہمکو مالک مرحلۂ
اول کیا ہے تجھسے تو ہم آگاہ ہیں اور تیری آمد و رفت کی مخالفت نہیں کرتے ہیں اغیار کو ہم بغیر حکم
شہنشاہ ساحروں کے ہرگز نجانے دیں گے کیونکہ زمانۂ بقا اس طلسم کا کم ہے اور فتاح اس طلسم کا
ایک اہل اسلام ہے پس یہ باز بھی در اصل بشر ہے اور اہل اسلام ہے اگر یہی فتاح طلسم زلزلہ ہوا اور
ہم تجھکو لیجانے کی اجازت دیدیں تو عتاب شہنشاہ میں مبتلا ہوں گے معین جادو نے کہا کہ
میں شہنشاہ کا خیر خواہ ہوں بدخواہ نہیں ہوں جو طلسم کشا کو داخل طلسم کروں اور یہ طلسم کشا
نہیں ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام ہے نام اس کا دارابن داراب ہے یہیں نذر رہ ہے اور یہ دونوں زاغ
سیاہ اہل اسلام سے نہیں ہیں ان میں ایک ساریق بن بقا ہے اور دوسرا عاریق کا وزیر
ستمگان ہے یہ تحفہ نادر واسطے نذر شہنشاہ کے لئے جاتا ہوں مالک مرحلۂ اول نے ترش رو
ہوکر جواب دیا کہ ان طائروں میں کوئی کسی صورت کیوں نہو خواہ بقا پرست ہو یا مسلمان ہو ہم کسی کو
جانے نہ دیں گے تا وقتیکہ حکم شہنشاہ سے حاصل نہ کر لیں گے تم توقف کرو ہم اپنے شہنشاہ کو تمہارے
آنے اور رہنے کی اطلاع دیں گے جو کچھ حکم ہوگا اس پر عمل کریں گے معین جادو مجبور ہوکر ٹھہرا
مالک مرحلۂ اول نے ایک عریضہ بخدمت [illegible] معین جادو اس مضمون کا لکھا کہ آج خلاف عادت [illegible]

طلسم معین جادو دشمن آدمیون کو بصورت طائران سحر سے بناکر لایا ہی سرحد طلسم مین قدم رکھنا چاہتا ہی
خداوندی کو اندیشہ طلسم کشا کا ہی ونیز خوف عتاب حضور ہی اگر حکم ہو تو معین جادو کو اپنے مرحلے سے راہ
دین ورنہ اُس کو اپنے مرحلے مین قدم بھی نرکھنے دین جب عریضہ اس مضمون کا تحریر کر چکا کچھ اسمائے سحر
پڑھکر دستک دی فی الفور ایک طائر خوشرنگ سامنے سے اُڑتا ہوا آیا اُس نے قریب آکر بزبان فصیح
پوچھا کہ کیون مجکو طلب کیا ہی کیا کام ہی بیان کرو مالک مرحلہ اول نے وہ عریضہ اُسے دکھا کر کہا کہ یہ
عریضہ خدمت شہنشاہ ساحران مین لے جا اور جواب اگر شہنشاہ اس عریضے کا کچھ دین تو آئے مجھ تک
پہونچا فقط اسی کام کے واسطے تجھے طلب کیا ہی اُس نے کہا کہ یہ تو کوئی کار مشکل نہین ہی مجھے خیال تھا
کہ کوئی امر عظیم کے واسطے تم نے مجھے بلایا ہی یہ کہکر وہ عریضہ اپنی منقار مین دبا کر مانند باز تیز پرواز کے
اُڑکر سوے شہنشاہ طلسم زلزلہ گیا ہو و سرمست پوتا ساحر ششش کا کہ مالک وحاکم طلسم زلزلہ ہی اور
دعوی خداوندی بھی کرتا ہی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُس طائر سحر نے جاکر وہ عریضہ آغوش
شہنشاہ طلسم مذکور مین ڈالدیا ہو و سرمست نے اُس عریضے کو اُٹھا کر اُس کی عبارت کو پڑھکر طائر سحر
مذکور سے کہا کہ تو جا جواب اس عریضے کا روانہ کیا جائے گا طائر مذکور مالک دربند اول کو حکم
ہو و سرمست سے آگاہ کرکے ایک سمت چلا گیا بیان شہنشاہ ہو و سرمست نے اپنے طلسم کے
جملہ مرحلات ومقامات پر پروانجات مالکان وحاکمان مرحلات و دربند وغیرہ کو بذریعہ ساحران
روانہ کرکے اُن کو آگاہ کیا کہ معین جادو ہمارے فرستادہ و ملازم قدیم کو نزدیک اپنے آنے دینا
جب مالک مرحلہ اول طلسم مذکور حکم شہنشاہ دستور سے آگاہ ہوا معین جادو کو اجازت جانے کی دی
معین جادو باز و زاغان مذکور الصدر کو لیے ہوے مرحلات ومقامات صعب وسخت طلسم
زلزلہ سے گذر کر اُسوقت دربار شہنشاہ ساحران ہو و سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ مین
پہونچا کہ دربار اُس کا آراستہ تھا جملہ ساحران نامی ونامور اُس کے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب
بیٹھے ہوے تھے علاوہ رفقا وساحران نامی ونامور کے حکیم جالوس ساکن و حاکم شہر جالوسیہ
کہ عاقل وفہیم تھا ہو و سرمست جادو نے اُس کو اپنا وزیر کیا تھا وہ بھی اُسوقت بعہدہ
وزارت حاضر دربار تھا جالوس مرید باطن ودشمن مسلمانان ودین اسلام ہی اور سالوس اُس کا
بھائی یہ دین اسلام کی رغبت رکھتا ہی جالوس کی طرح بد اعتقاد و نابکار بھی نہین ہی طبیعت اس کی
مائل بہ فساد و خونریزی و دشمنی اہل اسلام نہین ہی غرضکہ معین جادو نے روبروے ہو و سرمست
جادو جاکر بعد ادب سلام کیا اُس نے اُس باز و زاغان سیاہ پر نظر کرکے پوچھا کہ انہین کیون
لایا ہی اُس نے عرض کیا کہ یہ باز واسطے نذر حضور کے لایا ہون یہ کہکر اُس باز کو نذر کے طریق سے
پیش کیا ہو و سرمست نے کہا کہ اس کو بحالت اصلی لا اور سبب اس کے لانے کا بیان کر اور
جس واسطے ہمنے تجکو روانہ کیا اُسے بھی بیان کر ساحر مذکور نے عرض کیا کہ حسب الحکم شہنشاہ
کے یہ نمک خوار قدیم واسطے دریافت حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ وہ دریافت احوال جنگ وجدال کے گیا تھا جب انجم حصار مین پہونچا تو بعوض
جنگ وجدال کے سامان خوشی وشادی وہان نظر آیا ناچ راگ رنگ بزم عشرت ہی باجا نوبت
و نقارہ شادی کو بجتے ہوے دیکھا نازنینان خوبرو کو بجشن خود رقص و نغمہ کرتے ہوے دیکھا
جملہ ساکنان انجم حصار کو مسلمان و خداپرست پایا کوکب انجم حصاری و دختر کوکب انجم حصاری

وجملہ زنان محلسرا و تمامی زن و مرد کو مسلمان و فرمانبردار بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
دیکھا بعدہٗ عقد صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید جلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری شاہانہ سامان و
جلوس سے ہوتے دیکھا اسے شہنشاہ دیکھا وہ بیخبر خواہ جملہ اہل اسلام کو شادی و عقد مذکور مین
شادان و خندان دیکھکر اور لشکر صاحبقران کو مانند دریاے ناپیدا کنار مشاہدہ کرکے ناخوش
ہوا اور بہ مقتضاے طبع اپنی سے تحمل عشرت و خوشی اہل اسلام کا نکرکے قدوسی نے چاہا کہ ایسی کوئی تدبیر
کرنا چاہیے کہ یہ اہل اسلام نالہ و فریاد کرین جسقدر عقد صاحبقران و ملکہ ناہید جلال ابرو مین
شادان و خندان ہوے ہین اس سے زیادہ تر گریہ و بکا و نالہ و فغان کرین اہل لشکر پریشان
و متفرق ہوجائین جمع جملہ مردمان سپاہ کا منتشر ہوجائے انجم حصار سے لشکر مع صاحبقران
کے بیدل و پریشان ہوکر کہین چلا جائے نام و نشان سپاہ سبھی قیاس باقی نہ رہے غرضکہ بعد
فکر بسیار اس نکوکار نے بوجہ عداوت قلبی کے کہ اہل اسلام سے رکھتا ہے تجویز کیا کہ اگر بادشاہ
لشکر اہل اسلام لشکر مین نرہے گا تو یہ لشکر تباہ و پریشان ہوجائیگا یہ خیال کرکے بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو بزور سحر باز بناکر لے آیا ہون تاکہ اہل اسلام اس کی جستجو مین صحرا صحرا کوہ کوہ دشت
دشت دریا دریا شہر شہر آوارہ و سرگردان و نالہ کنان ہون دشمنان شہنشاہ شادمان ہون
اپنے اس بادشاہ کی جدائی مین عداوت شہنشاہ سے باز رہین یہ عرض کرکے سحر اپنا دفع کرکے
باز مذکور کو بصورت اصلی بنایا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بصورت اصلی ہوکر بہت متحیر ہوکر
اپنی بارگاہ مین اپنے تئین نپاکر از حد حیران ہوکر پہلے تو یہ خیال کیا کہ خواب پریشان دیکھ رہا
ہون پھر خواب پریشان کا خیال نکرکے یقیناً بیدار اپنے تئین جانکر بادشاہ طلسم زلزلہ اور
اس کے اہل دربار کی طرف توجہ کی دیکھا کہ بادشاہ ایسا سیاہ رو سیاہ زنگ مہیب صورت دیو پیکر
بالاے تخت زرین بیٹھا ہے کہ بمصداق مضمون این اشعار

رکھے فرق پر اپنے زرین کلاہ
کرے لُکے رُخ کی طرف گر نگاہ
سیہ قلب و بدصورت و تیرہ رو
ترش رو و بدصورت و بدمزاج
تو ڈر جائے بس دن کو دیو سیاہ
نہایت ہی بدشکل اک روسیاہ
بصد کبر بیٹھے ہوئے سر پہ تاج
قوی ہیکل و ساحر تند خو

دربار مین اس کے ہزارون ساحران نامی و گرامی کو علی قدر مراتب
و مناصب کرسیون و چوکیون وغیرہ پر بیٹھے دیکھا دربار ساحران نامدار سے بھرا ہوا پایا ہر ایک ساحر
ان مین سامری وقت بظاہر نظر آیا ابھی بادشاہ موصوف جانب شاہ طلسم مذکور و ساحران کیطرف
دیکھ رہے تھے کہ ہود سرمست نے چین بجبین ہوکر پوچھا کہ تمنے ہمکو سجدہ و سلام کیون نکیا کیا ہمکو
لائق سجدہ و سلام تمنے نجانا یا از راہ غرور تمنے ہمین سلام نکیا شاہ موصوف نے دلیرانہ جواب دیا
کہ او نامرد و بیدین و ظالم و ناانصاف تو عبث سلام و سجدہ نکرنے کی شکایت کرتا ہے اہل عزت و
شاہان ذی وقار تجھ ایسے بیدین و نامرد و ظلم پسند کو سلام کرنا اچھا نہین جانتے ہین اگر ہمنے سلام
نکیا تو کیا قباحت ہوئی تجھ ایسے نابکار کو سلام کرنا باعث ننگ و عار ہے خداوند عالم نے ہمکو رتبہ شاہی
و تخت نشینی کا دیا ہے سیکڑون شاہ و شہریار و عزت دار خود ہمکو باادب سلام کرتے ہین ہرگز تو خود بیدم
لائق سجدہ و نہین ہے ہان قابل پرستش و عبادت ذات خالق کونین ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے
جملہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے کیونکر تجھکو کوئی مرد عاقل و دانا سجدہ کرے کہ تو قابل سجدہ و نہین ہے اوصاف
خدا تجھ مین نہین ہین تو ایک بندہ گنہگار خدا ہے مانند شیطان کے لوگون کو بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے اور

حکومت و سلطنت پر اپنے غرور کرتا ہی نامردی و ظلم پسندی تیرا شعار ہی ظلم و خود پسندی و غرور کسی کا
خدا کو پسند نہین ہی ان باتون سے باز آ عدل و انصاف و خدا شناسی اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کر جادۂ حق پر قدم رکھ دین اسلام اختیار کر ہود سرمست گفتگوے بادشاہ لشکر اہل اسلام سنکے ازحد
برہم ہوا عالم غضب مین کہنے لگا کہ تم اہل اسلام نہایت بدزبان و دلیر ہو لائق قتل ہو تم ایسے شہنشاہ
و خداوند سے بے ادبانہ ایسی تقریر کرتے ہو خیر دیکھو تمسے اور تمہارے مردمان لشکر سے کس طرح
پیش آتا ہون معین جادو نے اچھا کیا کہ تمکو یہان لے آیا یہ کہکر جلاد کو طلب کیا بموجب حکم جلاد تیغ بکف
حاضر ہوا بعد سلام کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ نے کیون مجکو طلب کیا ہی کس گنہگار کی
خونریزی منظور ہی بازو پہ قوت تیغ آبدار رکھتا ہون دل مین تامل کوئی رحم نہین رکھتا ہون تابع حکم
شہنشاہ ہون ہود سرمست نے کہا کہ ہمنے تجکو اسوقت اسواسطے طلب کیا ہی کہ تجھسے اس مرد
مسلمان و زبان دراز و سرکش کو تہ تیغ کرا دین ابھی تیغ آبدار سے سر اس کا جدا کر جلاد مذکور نے
بازو بادشاہ موصوف کا پکڑا تیغ اٹھائی ارادہ قتل کرنے کا کیا اسیوقت حکم جالوس وزیر کہ دین اسلام
کی طرف سے ایک مدت سے دشمنی مائل تھا ہود سرمست سے گویا ہوا کہ اے شہنشاہ دیکھا خلاف
قاعدہ طلسم عمل کرنا اچھا نہین ہی خون اس اہل اسلام کا اگر زمین طلسم پر گرے گا تو ضرور یہ طلسم
ویران و برباد و شکست و تباہ و خراب ہو جائے گا بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ خون کسی اہل اسلام
کا سرحد مین طلسم کے گرانا باعث بربادی طلسم ہوتا ہی علاوہ اس کے یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر کسی
مجرم مسلمان کو قتل کرنا منظور ہو تو بیرون طلسم اسے قتل کرین پس میری راے یہ ہی کہ موافق
احکام بانیان طلسم کے شہنشاہ عمل کرین ہود سرمست نے جلاد کو قتل کرنے بادشاہ سے منع کرکے
اپنے وزیر مذکور سے پوچھا کہ اگر سرزمین طلسم پر بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کیا جائے تو بیرون طلسم
کس جگہ خونریزی اس بدزبان کی کی جائے اُس نے بعد فکر عرض کیا میری راے یہ ہی کہ بیرون طلسم
حضور اسرار اختر شناس رہتا ہی وہ مطیع و فرمانبردار شہنشاہ ہی اُسی کے پاس بادشاہ و لشکر اہل اسلام
کو اسیر کرکے روانہ فرمایے اور حکمنامہ اس مضمون کا اسے روانہ کیجے کہ سر اس کا تن سے جدا کرکے
لاشہ ان کا دفن کردے چونکہ حیات و زندگی بادشاہ و لشکر اہل اسلام کی باقی تھی قدرت خدا سے
ہود سرمست کو راے اپنے وزیر جالوس کی پسند آئی فی الفور ایک حکمنامہ موافق مضمون مشکرہ
وزیر کے لکھا گیا بعد نامہ مہر ہود سرمست سے درست ہوا بعد شہنشاہ طلسم مذکور نے چند ساحران
معتمد و خیرخواہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم سب بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو قید سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر
ڈال کر پاس اسرار اختر شناس منجم کے لیجاؤ اور یہ حکمنامہ بھی اُس کو دے کر کہہ دینا کہ تمکو شہنشاہ
نے تاکیداً زبانی بھی یہ حکم دیا ہی کہ موافق مضمون اس نامے کے کاربند ہو اگر یہ کام تمسے انجام پائے گا
تو ہم تمسے بہت خوش ہونگے ساحران مذکور حسب الحکم حکمنامہ مذکور لے کر بادشاہ موصوف کو
اپنے سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر ڈال کر خود بھی سحر کی سواریون پر مانند عقاب و طاؤس سحر و اژدر سحر
کے سوار ہوکر بعجلت تمام بجانب مکان اسرار اختر شناس منجم کے روانہ ہوے حال ان کا آئندہ
لکھا جائے گا لیکن بعد جانے ساحران مذکور کے پھر حال ہود سرمست کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب شہنشاہ
طلسم زلزلہ بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو ہمراہ ساحرون کے پاس منجم مذکور کے روانہ کرچکا معین جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ اب یہ بتا کہ یہ دو زاغ سیاہ جن کو اپنے شانون پر بٹھا کر لایا ہی یہ کون ہین

ان کے حال سے آگاہ کرا اور سبب ان کے لانے کا بھی ظاہر کرا اور ان کو بھی بحالت اصلی لا معین
جادو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ دونوں زاغ سیاہ مردان نامی و نامور ہیں ان میں ایک تو
ساریق بن بقا ہے جو اپنے تئیں خداوند جان کر مردمان سے اپنے تئیں سجدہ کراتا ہے اور ایک ان میں
اس کا وزیر ہے نام اس کا سخنگان ہے شہنشاہ کو یاد ہوگا کوکب انجم حصاری نے دو تین عریضوں میں
حال ان کے آنے کا اور جنگ و جدال کا تحریر کیا تھا یہ دونوں ایک صحرائے سبزہ زار میں شکار
کھیل رہے تھے صید آہو میں مصروف تھے ناگاہ انہوں نے مجکو دیکھکر بعد عاجزی پاس اپنے بلا کر
کہا کہ ہم دونوں کو اشتیاق حضوری و باریابی شہنشاہ ساحران مالک و حاکم طلسم زلزلہ کا از حد ہے
لہذا تم ہمکو ان کی خدمت عالی میں لے چلو ہر چند میں نے ان سے عذر کیا لیکن انہوں نے عذر میرا
نہ مانا آخر ان کے اصرار اور عاجزی سے کہنے کے بزور سحر زاغہائے سیاہ بنا کر یہاں لایا ہوں یہ
کہکر ان پہ سے سحر اپنا دفع کیا دونوں نے بصورت اصلی ہو کر شاہ طلسم و اہل دربار کو دیکھا
معین جادو نے کہا کہ اے سخنگان و اے ساریق آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ روبرو تمہارے
بالائے تخت زرین رونق افزائے دربار ہیں مقام ادب ہے سلام کرو سخنگان و ساریق بن بقا
نے معین جادو کے کہنے سے ہو دمرست جادو کو سلام کیا اس نے باشارہ سلام لیکر اشارہ
بیٹھنے کا کیا ساریق بن بقا بالائے کرسی زرین اور سخنگان ایک کرسی چوبی پر عقب ساریق بیٹھا
بعد تھوڑی دیر کے سخنگان نے مدح و ثنائے شاہ طلسم زلزلہ بعنوان شائستہ کر کے دست بستہ
عرض کیا کہ ایک مدت دراز سے شہنشاہ کی خدمت میں آنے کی آرزو تھی نہایت اشتیاق تھا کہ
حضور کی خدمت میں باریاب ہوں گلستان باختر سے انجم حصار تک ہمکو شوق حضوری حضور لایا تھا
اب خوش قسمتی سے معین جادو کی اعانت سے ہمارا روبروئے حضور آنا ہوا مدعائے دلی بر آیا
صاحبقران و مردم لشکر صاحبقران سے جان بھی پیاری اور ان خداوندگی بھی جاہ و حشم
و خدم و سطوت و صولت و خوبی دربار شہنشاہ کی سنی تھی یہاں آکر بچشم خود دیکھی ہو دمرست جادو
نے کہا کہ اے ساریق بن بقا تم دعوئی خدائی کرتے ہو اور صاحبقران اور اس کے مردان سپاہ سے
عاجز ہو کیسے خداوند ہو کہ گلستان باختر سے بھاگتے ہوئے صاحبقران کے خوف سے منفعل و
پریشان ہو کر ہماری سرحد میں آئے ہو طالب پناہ ہوئے ہو تم تو وے خداوند ہو جیسے بہت خدا
ہو ہم بھی خداوندی کا دعویٰ کرتے ہیں ساکنان طلسم زلزلہ ہمیں اپنا خداوند جانتے ہیں اگر تم بھی
اپنا ہمیں خداوند جان کر ہمیں سجدہ کرو تو حق میں تمہارے بہتر ہوگا تمکو پناہ دیجائیگی اور عزت و حرمت
تمہاری کی جائیگی ورنہ مثل بادشاہ و لشکر اہل اسلام کے تمکو اور تمہارے وزیر کو ہم قتل کرا دینگے
دو خداوندوں کا ایک جا ہونا اچھا نہیں ہے ساریق بن بقا نے شاہ طلسم مذکور کو کچھ جواب نہ دیکر
نظر سوئے سخنگان دیکھا اس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ والا جاہ بابت سجدہ کرنے کے اپنے
خداوند نعمت فرماتے ہیں پر آپ کی دیگر امور میں متابعت کریں گے حضور غور فرمائیں یہ بھی خداوند
ہیں جو خود مردمان سے سجدہ کراتے ہیں وہ دوسرے کو کیونکر سجدہ کر سکتا ہے خداوند خداوند کو سجدہ نہیں
کر سکتا ہو دمرست نے جواب دیا کہ اے سخنگان آگاہ ہو کہ ہمکو سب خبر ہے کیا یہ جانتا ہے کہ ہم نہیں
جانتے ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ تو نے اور تیرے خداوند نے اطاعت صاحبقران اختیار کر کے کلمہ
پڑھا ہے تیرے خداوند دعویٰ خداوندی کرکے مسلمان ہو چکے ہیں یہاں پر دعویٰ خداوندی کرتے

ہمارے تئین سجدہ کرنے سے انھین انکار ہے معلوم ہوا کہ تو بھی مکار ہے اور تیرا خداوند بھی مکار ہے
دروغگوئی و فریب تم دونون کا شعار ہے سخنگان نے تھرا کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ ارشاد حضور
نسبت ہم دونون کے کلمہ پڑھنے کے بجا و درست ہے مگر بصدق کلمہ اپنی زبانون پہ جاری نہین کیا تھا
محض واسطے اپنی جانین بچانے کے زبان پر کلمہ جاری کر لیا تھا اور خداوند نے اس جبر پہ بھی جبر
کیا تھا پس ایسی اطاعت و مسلمانی باعث زوال رتبہ خداوندی ہو نہین سکتی ہے ہود سرمست
نے برہم ہو کر جواب دیا کہ اگر تم دونون سجدہ نکروگے تو ابھی قتل کیے جاوگے تم دونون کو بھی
ابھی امراء اختر شناس کے پاس بھیجدین گے جس طرح کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بھیجنے برائے قتل
ان کے پاس بھیجا ہے سارریق بن بقا اور سخنگان اس گفتگو سے شاہ طلسم زلزلہ کے بخوف قتل
کانپنے لگے سارریق بن بقا نے سوے سخنگان دیکھکر بایماے چشم و ابرو اشارے سے کہا کہ
او شیطان درگاہ مین کیا مجھکو قتل ہی کرا دے گا جان میری بچانے کی فکر و تدبیر نہ کرے گا کیا خود بھی
قتل ہو جائے گا مجھکو بھی قتل کرائے گا جلد کوئی فکر و تدبیر ایسی کر کہ تو بھی اپنی جان بچا اور مجھکو بھی
قتل ہونے سے بچا سخنگان نے اس کے اشارے سے مطلب دلی اس کا سمجھکر دست بستہ بعد
عجز و انکساری شاہ طلسم سے عرض کیا **شعر** کچھ عرض حال ہی گوش کن ۔ اگر خوش نہ آید فراموش کن
ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ کیا کہتا ہے سخنگان نے عرض کیا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرنے مین اب اگر عذر ہے تو یہ ہے کہ صاحبقران اور جملہ ان کے سرداران
سپاہ اور تمامی مردان لشکر ابھی زندہ ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی ابھی تک موجود ہین ہر چند کہ
حضور نے ان کو واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہے لیکن ابھی تک وہ بھی قتل نہین ہوے ہین
نہین معلوم قتل ہون یا نہون کیونکہ واسطے اہل اسلام کے غیب سے ایک نہ ایک صورت جانبری
و بہبودی کی پیدا ہوتی ہے دشمن ان کے دوست ان کے ہو جاتے ہین جانین ان کی بچ جاتی ہین
قتل نہین ہوتے ہین بیشتر جانبر ہو جاتے ہین پس عجب نہین کہ بادشاہ موصوف بھی قتل ہونے سے
بچ جاوین جب سب دشمنان خداوند سارریق بن بقا شکست و نابود ہو جائینگے اور کوئی دشمنان
مذکور سے زندہ نرہیگا آپ سب کو تباہ و قتل کر ڈالینگے اسوقت ہمارے خداوند اپنے زبردست
خداوند آپ کو جانکر ضرور سجدہ آپ کو کرینگے یہی شرط بابت سجدہ کرنے کے ہے آئندہ آپ شہنشاہ
زبردست ہین اور ہم کم قوت و مجبور و لاچار آفت رسیدہ ہین بامید اعانت و تباہ در دولت
حضور تک آئے ہین اختیار ہے چاہے ہم دونون کو قتل کرین چاہین اس التماس کو ہماری قبول فرمائین
یہ سر ہمارے حاضر ہین ان کو تیغ آبدار سے کاٹ لین جو مناسب ہو عمل مین لائین یہ کہکر سخنگان
سر اپنا آگے ہود سرمست کے جھکا کر دست بستہ عرض کیا کہ پہلے حضور اس فدوی کے سر کو تن سے
جدا کرین بعدہ خداوند سارریق بن بقا کے بارے مین جو مناسب ہو کرین یہ کہکے رونے لگا ہوے
اشک آنکھون سے بہانے لگا بے اختیار سر دربار نالہ و فغان کرنے لگا ہود سرمست جادو
بنظر غور اس کی طرف دیکھنے لگا آخر کار ایسی عجز و انکساری سے تقریر سخنگان نے کی اور اسقدر
گریہ و بکا کیا کہ ہود سرمست کو اس کے حال پر رحم آگیا غصہ فرو ہوا بلطف کہا کہ اے سخنگان
گریہ و زاری موقوف کر دے عرض تیری قبول کی ذرا ایفاے شرط کا خیال ہے تمھارے خداوند
سارریق بن بقا کو بقول تیرے ایفاے شرط مذکور کرنا ہوگا ہمارے نزدیک صاحبقران او ان کے

تمام مردان سپاہ کو اسیر و قتل کرنا کچھ مشکل نہین ہی بلکہ ایک ادنی ہمارا ملازم اس کام کو سرانجام
کر سکتا ہو اہل اسلام ساحر نہین ہین ایک ساحران سب کے واسطے کافی ہی وہ سب کو اپنے سحر مین
مبتلا کرکے ہلاک کرواے گا تمھارے اور تمھارے خداوند کے دشمنون سے کسی کو زندہ نچھوڑیگا
بلکہ کوکب انجم حصاری کو بھی سزا دینا مقصود ہی کہ وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہوکے مطیع
صاحبقران کا ہوگیا ہی کہ مسلمان ہوکر اس نے اپنی دختر کو ان کے ساتھ منسوب کر دیا ہی بالفعل
تم اور تمھارے خداوند ہمارے طلسم مین قیام پذیر ہون آئندہ اس مقدمہ خاص مین دیکھا جائے گا
جلدی اس کام مین کیا ضرور ہی یہ کوئی کام دشوار و مشکل نہین ہی واسطے اس کام کے فکر و تدبیر
ابھی سے کرنا کیا ضرور جب ہم ارادہ کرینگے ایک ساحر کو روانہ کرینگے سب تمھارے دشمنون کو نیست و
نابود کرا دینگے سخنگان یہ سنکے بہت خوش ہوکے پایہ تخت کو چوم کر دعائین دینے لگا شاہ طلسم
اس سے خوش ہوا ہمراہیان دونون کو حکم دیا کہ معین جادو کے ہمراہ جاؤ ہمارے طلسم مین بآرام و
راحت رہو آب و طعام و دعوت و ضیافت سے سیر و سیراب ہو یہ سنکے معین جادو کو خلعت دیکر
کہا کہ ان دونون کو ہمارے مکانات سے ایک مکان مین مقیم کرو ساحر مذکور نے اپنی کارگذاری کے
سے خلعت سے سرفراز ہوکر سخنگان اور ساریق کو اپنے ہمراہ دربار سے لیجا کر حسب الحکم شاہ طلسم
ایک مکان مین ان کو جگہ رہنے کی دی سامان و اسباب ضروری فراہم کر دیے گئے دونون نابکار
و مردود مذکور بآرام و راحت مکان مذکور مین رہنے لگے آب و طعام و دعوت و ضیافت سے سیراب و
سیر ہونے لگے غرض معین جادو و سخنگان و ساریق بن بقا کو دربار سے بحکم شاہ طلسم لیگیا ناظرین
واضح ہو کہ سخنگان نے تو غضب ہی کیا تھا در باب قتل ہونے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کے ایسی تقریر
کی تھی کہ جس سے یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ کہین شاہ طلسم زلزلہ خود وہان جاکر اپنے سامنے اسرار
اختر شناس سے بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کرائے مگر رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت
بادشاہ طلسم زلزلہ نے سخنگان کی اس تقریر پر کچھ توجہ نہ کی ورنہ غضب ہوتا یہان تو ہو دست
جادو دربار مین بالائے تخت حکومت بیٹھا ہوا ہی جالوس وزیر حاضر دربار ہی سخنگان و ساریق
بن بقا دونون نابکار رونا نجار بآرام و راحت طلسم زلزلہ مین ہین مگر اب حال ان ساحرون کا بیان
کیا جاتا ہی کہ جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ہمراہ لیکر سوے مکان اسرار
اختر شناس منجم کے روانہ ہوے تھے وہ ساحران نابکار بادشاہ موصوف کو اپنے سحر مین مبتلا
کیے ہوے ان کو تخت سحر پر اڑائے ہوے خود مختلف سواریون پر سحر کی سوار سیر دشت و کوہ طلسم
دیکھتے ہوے بعد خوشی و خورمی قطع راہ کرتے ہوے بیرون طلسم مکان پر اسرار اختر شناس منجم کے
پہونچے بلندی سے بروے زمین آکے اسرار اختر شناس کو پکارا وہ اپنے مکان سے باہر آیا دیکھا کہ
چند ساحران نابکار دروازے پر کھڑے ہین ایک تخت پر ایک جوان خوش رو تاج شاہی سر پر رکھے ہوے
لباس شاہی پہنے ہوے محزون و غمگین بے حس و حرکت پڑا ہی چہرے سے اس کے باوجود آثار غم و الم کے
رعب و داب شاہی آشکار ہی ہنوز اسرار اختر شناس جانب بادشاہ موصوف دیکھ رہا تھا دل مین
حیران و متردد تھا کہ یہ جوان خوشرو کون ہی اور یہ چند ساحر آج کیون آئے ہین اور یہ بھی خیال کرتا تھا
کہ شاید یہ وہ نوجوان تو نہین ہی کہ جس سے عقد میری دختر کا ہوگا ناگاہ ایک ساحر نے خط نامہ بادشاہ
طلسم زلزلہ اس کو دیا اور سب ساحرون نے اسے سلام کیا ہر چند زبانی شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی

اسرار اختر شناس سے کہا منجم مذکور نے تقریر ان کی سنکے عبارت حکم نامہ مذکور کو پڑھکر کہا کہ ہمین بجا آوری
حکم شہنشاہ مین کیا عذر رہی ہم ان کے تابع فرمان ہین تم یہان توقف کرو ہم اس مجرم شہنشاہ کو ابھی
قتل کرتے ہین مگر زیر آسمان خونریزی اہل اسلام اچھی نہین ہی باعث خرابی وتباہی وبربادی عالم کی
وعالم جس کے حکم سے قتل کیا جائے ہوتی ہی لہذا اس جوان کو ہمارے گھر مین لے چلو زیر سقف
اس کو قتل کرین گے تاکہ ہم بھی اور شہنشاہ بھی تباہی وبربادی سے محفوظ رہین یہ کہکر اپنے گھر مین
گیا اپنی دختر مسماۃ سفینہ سے کہا کہ اے دختر پس پردہ بیٹھ کہ چند ساحر ایک جوان مجرم کو ہمارے
پاس برائے قتل لائے ہین ہم حکم بادشاہ ظلم نژاد سے اس جوان کو قتل کرین گے دختر اسکی
حکم پدر سے پس پردہ جا کر بیٹھی منجم مذکور نے ان ساحرون سے کہا کہ اب اس جوان کو اٹھا کر گھر مین
لے آؤ وہ حسب الحکم منجم مذکور بادشاہ کو اس کے گھر مین زیر سقف مکان لے گئے منجم مذکور نے
ساحرون سے کہا کہ اب تم اس جوان پر سے سحر کو دور کرو واطمینان رکھو یہ جوان مجھ سے بھاگ کر
جا نسکے گا انہون نے سحر اپنا بادشاہ موصوف پر سے رفع کیا دست وپا سے شاہ موصوف حس و
حرکت مین آئے پھر منجم مذکور نے ان ساحرون سے کہا کہ تم سب مکان سے باہر چلے جاؤ خونریزی
اس جوان مجرم کی نہ دیکھو اگر دیکھو گے تو سحر بھول جاؤ گے دیوانے ہو جاؤ گے وہ ساحر جملہ
گفتگوے منجم مذکور کو سچ جان کر کہنے لگے کہ آپ نے خوب کیا کہ ہمکو اس امر سے آگاہ کر دیا ہمکو یقین
ہو گیا کہ آپ ہمارے شہنشاہ ذیجاہ کے خیرخواہ ہین اور ہمارے بھی دوست ہین خرابی وبربادی ہماری
نہین چاہتے ہین اسی وجہ سے تو شہنشاہ نے جالوس اپنے وزیر خوش تدبیر کی راے سے اس
جوان مجرم کو آپ کے پاس واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہی یہ کہکے مکان سے باہر گئے سفینہ دختر
نے اپنے پدر کو اپنے پاس بلا کر جوان موصوف کو دیکھکر پوچھا کہ اے پدر ذی وقار کیا اس جوان کو
آپ حکم شاہ ظالم سے قتل کیجیے گا خون اس بے گناہ کا زمین پر بہائیے گا اس نوجوان کے خون مین
گرفتار رہیے گا کچھ روز بازپرس کا خیال نہ کیجیے گا خوف خدا سے نہ ڈریے گا خونریزی اس کی روا
رکھیے گا رحم اس نوجوان غریب پر نہ کیجیے گا اسرار اختر شناس نے تقریر اپنی دختر کی سنکے دل مین
کہا کہ یقینًا دختر میری اس جوان خوش رو پر مائل ہوئی ہی جب ہی تو ایسی تقریر کرتی ہی یہ باتین اپنے
دل مین کر کے آہستہ اس کو جواب دیا اے دختر آگاہ ہو کہ ایک روز ہمنے تیرے عقد کے مقدمے مین
زائچہ کھینچا تھا بذریعہ علم رمل ونجوم ہمکو ثابت ہوا تھا کہ ایک جوان خوش رو کہ وہ بادشاہ ہوگا اسکے
ساتھ تیرا عقد ہوگا چنانچہ ظہور اس زائچے کے حکم کا اب ہوا اطمینان تمام رکھیے ہم اس جوان کو قتل
نکرین گے کیا تجھکو روز حشر کا خیال نہین ہی دختر مذکور گفتگو اپنے والد کی سنکے مسکرا کر دل مین خوش
ہوئی ادھر اسرار اختر شناس منجم نے شمشیر آبدار نیام سے نکالی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اسکو
تلوار برہنہ لئے ہوئے دیکھکر سمجھے تو پروردگار عالم سے بر صدق قلب دعا کی بعدہ دل مین کہا کہ
اگر یہ شخص برائے قتل ہمارے قریب آئے گا تو دیکھا جائے گا سحر ہمارے سر سے دفع ہو گیا ہی دست
وپا قابو مین ہین کچھ دیر تک ہم جوان ہین طاقت وقوت مین اس سے زیادہ تر ہین تلوار اس کی
ہاتھ سے چھین لین گے اگر یہ شخص مسلمان نہین ہی تو اس کو ہدایت کرین گے ابھی بادشاہ موصوف
یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے کہ منجم مذکور قریب آیا با ادب سلام کر کے کہنے لگا آپ بخوف و
خطر تشریف رکھین یہ تلوار ہمنے واسطے آپ کے قتل کرنے کے نہین کھینچی ہی کیا مجال ہماری کہ

ہم آپ کو تہ تیغ کریں آپ کے مراتب سے ایسی آگاہی ہے یہ کہکر ایک مرد پیر کو کہ وہ کافر تھا اور
ایک مدت سے بیمار تھا صاحب فراش تھا تنہا زیر دیوار مکان ایک شکستہ و بوسیدہ چہار دیواری
میں رہتا تھا اُس مرد پیر بیدین کو منجم مذکور نے جا کر قتل کیا سر اُس کا تن سے جدا کیا پھر اُس کو کفن میں
میت کر کے اُن کشان دیوار شکستہ کی طرف لے اپنے مکان میں لا کر بادشاہ موصوف کو اپنے مکان کے
تہ خانے میں پوشیدہ کر کے اُن ساحروں کو پھر اپنے مکان میں بلا کر اُن سے کہا کہ دیکھو مجرم شہنشاہ
کو میں نے اس شمشیر آبدار و خون چکان سے قتل کیا ہے اب تم سب میت اس مجرم کی بیرون مکان لے چلو
ساحر مذکور وہ میت ایک تختہ پر رکھکر باہر مکان کے لے گئے چونکہ میت مذکور کفن سے لپٹی ہوئی تھی
پہچان نہ سکے کہ یہ میت کس کی ہے اور نہ اس لاشے کی انہیں ضرورت دیکھنے کی تھی کہ جو کفن کو چیر کے
ہٹا کر صورت دیکھتے کیونکہ منجم مذکور کو اپنا اور اپنے بادشاہ کا خیر خواہ پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھے غرضکہ
لاشہ مذکور کفن سے لپٹا ہوا باہر مکان کے رکھا گیا منجم مذکور نے گورکن کو طلب کر کے قبر ایک جگہ اس
کھدوا کے اس لاشہ مذکور کو روبرو ان ساحروں کے قبر میں دفن کیا پھر بدستور قبر بنا دی اس کے
بعد منجم مذکور نے ایک عریضہ بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا
کہ اے شہنشاہ ذیجاہ حسب الحکم حضور کے میں نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو روبرو ساحران حامل
عریضہ ہذا کے قتل کر کے دفن کر دیا اب جو حکم ہوئے بجا لاؤں کیونکہ تابع حکم حضور ہوں غرض عریضہ
بایں مضمون لکھ چکا ملفوف کر کے سرنامہ عریضہ درست کر کے ساحران مذکور کے حوالے کر کے کہا کہ اب
تم سب جاؤ یہ عریضہ ہمارا شہنشاہ کو دے دینا اور یہ کہہ دینا کہ ہمارے روبرو اسرار اختر شناس نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو تیغ آبدار سے قتل کر کے کفن دے کر قبر میں دفن کر دیا ساحران نابکار عریضہ مذکور
لیکر مثل سحر کی سواریوں پر سوار ہو کے زمین سے بلند ہو کے سوئے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ
ہوئے بعد قطع راہ خدمت شاہ طلسم میں جا کر وہ عریضہ منجم مذکور شاہ طلسم کو دے کر جو کچھ اسرار
اختر شناس منجم نے کہہ دیا تھا لفظ بلفظ حرف بحرف عرض کیا شاہ طلسم زلزلہ نے اُس عریضے کو پڑھ کر
مضمون سے اُس کے آگاہ ہو کر خوش ہو کر کہا کہ سنگکان اور ساریق بن بقا کو ہمارے روبرو جلد
حاضر کرو ساحران نابکار بعجلت تمام گئے دونوں نامبردگان سے جا کر کہا کہ چلو تم کو شہنشاہ ساحران
نے یاد کیا ہے سنگکان و ساریق بن بقا ہمراہ ان ساحروں کے دربار میں آئے دونوں نے
بادشاہ طلسم زلزلہ کو سلام کیا شاہ طلسم نے اشارہ بیٹھنے کا کیا ساریق و سنگکان حسب الحکم
علی قدر مراتب بیٹھے شاہ طلسم زلزلہ نے وہ عریضہ اسرار اختر شناس منجم سنگکان کو دیا اور کہا کہ
اس عریضے کو پڑھ کر ساریق بن بقا کو سنا اُس نے وہ عریضہ آواز بلند پڑھ کر ساریق کو سنا دیا
شہنشاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے سنگکان و اے ساریق بن بقا دیکھتے ہو کہ ہمارے حکم سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہو گئے بلکہ دفن بھی ہو گئے لشکر صاحبقران تو بغیر بادشاہ کا ہو گیا
آئندہ صاحبقران اور ان کے تمامی مردان سپاہ کی بھی خبر لی جائے گی ان سب کو بھی
قتل کریں گے ساریق بن بقا عبارت عریضہ و تقریر شاہ طلسم سنکے بہت خوش ہوا سنگکان
بھی بظاہر شادمان ہوا لیکن اس بدذات نے اپنے دل میں کہا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا قتل
ہو جانا خلاف عقل ہے ہرگز ہرگز وہ قتل نہ ہوئے ہوں گے کسی طرح سے زندہ بچ گئے ہوں گے لیکن
اس وقت یہ کہنا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہونگے قتل نہ ہوئے ہونگے لازم و مناسب نہیں ہے

مبادا بادشاہ طلسم زلزلہ باین خیال ناخوش و غضبناک ہو کہ ہمکو سختگان دروغگو جانتا ہی
پس مصلحت وقت یہی ہی کہ خاموش رہنا چاہیے یہ باتین دل مین کرکے خاموش بیٹھا رہا جب
شاہ طلسم زلزلہ نے دربار برخاست کیا سختگان و ساریق بھی دربار سے اپنے مکان مسکونہ
مین گئے سختگان نے داخل مکان مذکور ہو کر ساریق بن بقا سے کہا مجھے یقین نہین ہی کہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوے ہون کیونکہ اہل اسلام خصوصًا سرداران لشکر اہل اسلام تو
قتل ہوتے ہی نہین ہان زخمی و اسیر ہوجاتے ہین پھر صحت پاتے ہین اور رہا ہو جاتے ہین ایک
نہ ایک سبب ایسا پیدا ہوتا ہی کہ وہ جانبر ہی ہوتے ہین سر و تن مین جدائی نہین ہوتی ہی شاید
اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ اپنی قضا سے مجبور ہو کے سوے عدم گئے اور بادشاہ اسلام کا اس قدر
جلد قتل ہو جانا خلاف قیاس و عقل ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او شیطان درگاہ من
خاموش رہ یہان ایسی باتین نہ کر دیوار ہم گوش دارد مبادا پس دیوار کوئی سنتا ہو اور
یہ طلسم زلزلہ ہی ساحران نابکار کی کثرت ہی اگر کوئی ساحر بزور سحر صورت اپنی تبدیل کرکے یہان
موجود ہو اور تیری باتین سنکے شہنشاہ ساحران سے جاکر کہدے تو کیا ہو یقینًا باعث غضب و قہر
شہنشاہ ساحران ہی ایسا نہو کہ تو قتل کیا جائے اور ساتھ تیرے میری بھی بربادی و خرابی ہو
یا تجھکو اور ہمکو بادشاہ طلسم زلزلہ ناراض ہو کر نکال دے یا حوالے صاحبقران کے کر دے
تو کیسی خرابی و پریشان خاطری ہو تجھکو اس فکر و اندیشے سے اب کیا غرض ہی اگر بادشاہ لشکر
اہل اسلام قتل ہوے یا قتل نہین ہوے ہین زندہ ہین تو ہمارا اور تیرا ایمان کیا کر سکتے ہین یہ
جاے محفوظ ہی ان کا یہان گذر ہو نہین سکتا لہذا اب آرام و راحت و اطمینان سے بیٹھ اور
ہمین بھی آرام و راحت سے یہان رہنے دے بعد مدت کے اس جاے محفوظ مین اپنا آنا ہوا
ہی یہان کسی دشمن کا گذر ہو نہین سکتا ہی جبتک یہ طلسم باقی ہی کوئی ہمکو اور تجھکو ضرر پہونچا نہین سکتا
ہی ذرا خیال تو کر کہ تونے کیسی برجستہ تقدیر کی ہی کیا مقام محفوظ واسطے رہنے کے پایا ہی سختگان
نے جواب دیا کہ آپ کا قدم یہان آیا ہی ضرور ہی کہ بعد چندے آپ کے نحوست قدم سے یہ طلسم
ٹوٹ جائے گا دیکھو ہی [illegible] تباہ و برباد ہو جائے گا یہان سے بھی بھاگنا ضرور پڑے گا
دشمن آپ کے یہان بھی ایک روز ضرور آجائین گے اس مقام محفوظ مین بھی آپ آرام و
راحت سے نہ رہ سکین گے جو تقدیر آپ نے کی ہی وہ پلٹ جائے گی اس تقدیر کو ثبات کہ
نہو گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ صاحب اسم اعظم ہین لشکر ان کا بدستور قائم
موجود ہی سرداران سپاہ ان کے تمام و کمال ابھی لشکر مین ہین مجکو اندیشہ قوی ہی کہ یہان
بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہو گا آپ کے ساتھ مجھے بھی بھاگنا ہو گا جس طرح گلستان باختر
سے بھاگتے ہوے یہان تک آئے ہین یہان سے بھی ایک روز کسی طرف بھاگنا ہو گا بشرطیکہ
ہاتھ سے صاحبقران و خواجہ طیفور وغیرہ کے قتل نہوے اور اگر دشمنون کے ہاتھ آگئے
تو اب کی مرتبہ جانبری دشوار ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او بد اندیش و بدخواہ من
بس خاموش رہ رفاقت تیری اور دوستی تیری دشمن آثار ہی جب تقریر کرتا ہی بری ہی باتین
اپنی زبان پر جاری کرتا ہی خیال بھی کرتا ہی بدولت کو قتل ہونے سے گریز کرتا ہی زبان
تیری رکتی ہی نہین سختگان ساریق بن بقا کے کہنے سے خاموش ہو کر بیٹھا رہا ان دونون کی

تو طلسم زلزلہ مین پہونچ جاتا ہی حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا جائیگا مگر اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ بواسطے شکار کے اپنے لشکر سے روانہ ہوے تھے
بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار فرحت افزای
کوسون تک فرش مخمل سبز کا گویا زمین پر بچھا ہوا ہی سبزہ شاداب نہایت نرم و نازک تر و تازہ
ایسا ہی کہ بے اختیار اس سبزہ شاداب پر لیٹنے کو دل چاہتا ہی مخمل سبز کے فرش سے بھی وہ سبزہ
بہتر معلوم ہوتا ہی دیکھنے سے اس کے آنکھون کو خنکی دل کو تازگی و شگفتگی حاصل ہوتی ہی ہر چند
کہ صحراے سبزہ زار ہی لیکن کثرت گلہاے رنگا رنگ سے رشک گلزار ہی ایسے انواع و اقسام
کے رنگا رنگ کے پھول شگفتہ ہین کہ ان سے قدرت پروردگار صنعت کردگار ہویدا و آشکار ہی اس
سبزہ شاداب پر کوڑیالے کی عجب بہار اس کی تماشا کیا رقم ہو کہ بمصداق این شعر کوڑیالے کے
وصف کیا ہون بیان ۔ غیرت زلف یار پریشان ۔ بیلین گون کی اس سبزہ شاداب و نرم و نازک
پر ایسی نظر آتی ہین کہ بمقتضاے مضمون این شعر بیل بوٹے یہ تماشا ہی ہین ۔ دامن دشت پر زری ہی چکن
ہواے سرد و فرحت افزا ایسی اس سبزہ زار کی تھی کہ اگر بیمار بھی وہان کی ہوا کھائے تو جلد شفا
پائے اس سبزہ زار مین آہوے شوخ چشم بہت سے ہر طرف گروہ گروہ نظر آتے تھے کہ شعر
مثل اطفال حور وحش ہر سو ۔ مست تھے جست و خیز مین آہو ۔ صاحبقران اس صحراے
سبزہ زار اور آہوان شوخ چشم کو بکثرت دیکھکر خوش ہوے ملازمون سے فرمایا کہ اسی صحرا مین بمقام
مناسب خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرو اسی صحرا مین شکار کھیلین گے اس صحراے بہتر کوئی صحرا واسطے
شکار کھیلنے کے نہوگا خدام نے حسب الحکم ایک جگہ بارگاہ برپا کی قریب بارگاہ خیام ایستادہ کیے
صاحبقران نے مع اپنے ہمراہیون کے ان آہوان چالاک و شوخ کی طرف گھوڑے دوڑائے
ہر ایک نے کمان دوش سے ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر قریب آہوون کے پہونچکر
ان کو تاک تاک کر تیر لگانے صاحبقران نے ایک آہوے چالاک کے پیچھے پر تیر لگایا نشانے پر
ہوتا آہو زخمی و تیر خوردہ ہوکر ایک جانب جست کرتا ہوا بھاگا ہمراہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا تعاقب مین اس آہو کے چلے ہمراہیون نے بھی تعاقب
آہوے مذکور مین مرکبون کو جولان کیا وہ غزال جست و خیز کرتا ہوا راہ دور و دراز تک گیا سب
ہمراہی تو تھک کر پیچھے رہ گئے مگر صاحبقران موصوف نے تعاقب آہوے مذکور سے ہاتھ
نہ اٹھایا خواجہ طیفور بھی گوشۂ زین پوش پکڑے ہوے بلے خاطری مارتے ہوے ہمراہ سواری
صاحبقران چلے جاتے تھے آخر کار وہ آہو جست و خیز کرکے تھک گیا زخم کاری تیر سے
درد مند ہوکر نیچے ایک پہاڑی کے بالاے زمین گرا صاحبقران نے بعجلت پہونچکر اس آہوے
خستہ و ماندہ کو کہ زمین پر تڑپ رہا تھا گھوڑے سے اتر کر ذبح کیا خواجہ طیفور سے کہا دل چاہتا ہی کہ
اسی جگہ اس آہو کے کباب بنے کھائین لطف شکار آہو اٹھائین خواجہ معروف تیاری کباب آہو
ہوے ہنوز کباب آہوے تیار نہوے تھے صاحبقران سیر صحراے سبزہ کر رہے تھے ناگاہ
بالاے کوہ یعنی پہاڑی پر نظر کی دیکھا کہ پہاڑی پر ایک مرد دیندار بیٹھا ہوا عبادت پروردگار
کر رہا ہی ادہر جانب صاحبقران نگران ہو امیر با توقیر نے آواز بلند کہا کہ السلام علیک اے
بندہ عبادت گذار پروردگار عالم و عالمیان کیا اچھا یہ مقام واسطے عبادت و طاعت خداے کے ہی۔

خوشا مقدر تمہارا کہ اہل دنیا سے کنارہ کش ہو کر ایسی اچھی جگہ پر عبادت الٰہی کرتے ہو ہم بھی تمہارے پاس آئے ہیں اس مرد بزرگ و دیندار نے جواب سلام دے کر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تشریف لائیے میں آپ کی تشریف آوری کا منتظر تھا آج صبح سے مجھکو آپ کا انتظار تھا الحمد للہ والمنہ کہ آپ تشریف لائے آپکے پہاڑی پر مجھکو سرفراز کیجیے خوشا قسمت میری کہ آپ نے مجھے اپنی تشریف آوری سے ممتاز کیا باعث میری عزت افزائی کا ہوا صاحبقران اس مرد پیر روشن ضمیر کے نام سے کر پکارنے سے دل میں خیال کرنے لگے کہ ضرور یہ مرد خدا رسیدہ صاحب کشف و کرامت ہے عبادت خدا اور تارک دنیا سے یہ شرف اس کو حاصل ہوا ہے کہ روشن ضمیر ہو گیا ہے اول تو تم نے اس کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تھی اب یہ مرد پیر بھی تمہیں بلاتا ہے لازم ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس پہاڑی کی راہ کو طے کر کے اس کے پاس چلو کباب آ ہوا بھی تیار بھی نہیں ہوئے ہیں جب تک کباب تیار ہوں اس عابد سے کچھ باتیں کریں یہ خیال کر کے خواجہ طیفور کو دیا سے کہا کہ اے خواجہ ہم اس پہاڑی پر جاتے ہیں تم کباب تیار کر دو یہ فرما کر پہاڑی پر قدم رکھا راہ طے کرنا شروع کیا بعد قطع راہ اس مرد پیر کے پاس پہنچے وہ مصلے پر سے اٹھا سرو قد تعظیم کے عرض کیا کہ اس درویش کو یہی حصیر ممکن ہے اور کوئی فرش نفیس موجود نہیں ہے کہ آپ کو اس فرش پاکیزہ و نفیس پر بٹھاؤں مرتبہ آپ کا بڑا ہے لیکن بمجبوری یہی بوریہ و حصیر پر بٹھانا چاہتا ہوں اگر خلاف طبع عالی نہو تو بسم اللہ ہم نشین اس فقیر ذی دار کے ہوجیے صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ فرش حصیر بہتر ہے تخت شاہی سے یہ فرما کر اس حصیر پر قدم رکھا مرد پیر نے اپنی جگہ پر صاحبقران کو بٹھایا خود روبرو باادب بیٹھا بعد مزاج پوچھا صاحبقران نے فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا زندہ ہوں مگر چونکہ دنیا دار محن ہے اس سبب سے صدمات بھی گذرتے ہیں فی زمانہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کوئی بد اندیش و بدخواہ فرش خواب پر سے اٹھا کر لے گیا ہے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں زندہ ہیں یا نہیں ان کی مفارقت میں دل کو پریشانی ہے شب و روز صدمے میں بسر ہوتی ہے ہم اس صحرائے سبزہ زار میں کچھ برائے شکار نہیں آئے ہیں بلکہ سیر سبزہ زار سے کچھ دفع صدمہ و رنج مطلوب خاطر ہے دیکھیے کب تک اس صدمے میں ہم مبتلا رہتے ہیں اس مرد پیر نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ صدمہ آپ کا مبدل بخوشی ہو جائے گا گھبرائیے نہیں خداوند کریم بندہ نواز و مسبب الاسباب ہے اگر آپ کو بادشاہ لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو اس کی تدبیر کی جائے گی آپ شاہ موصوف کے حال سے آگاہ ہو جائے گا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے خوش ہو کر پوچھا پہلے تو یہ فرمائیے کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے قبل اس کے آپ کہاں فروکش تھے یہاں کس زمانے سے قیام پذیر ہیں بسر اوقات کی کیا صورت ہے بعدہ یہ ارشاد ہو کہ کس طرح ہم بادشاہ لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونگے آپ کیا تدبیر کیجیے گا کہ جس سے ہم بادشاہ موصوف کو دیکھ سکیں گے اور ان کے حال سے آگاہ ہونگے اس مرد پیر نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آگاہ ہو جیے کہ نام میرا سالوک ہے خاص و عام مجھکو سالوک درویش کہتے ہیں قبل اس کے میں انجم حصار میں رہتا تھا وہیں پہ عبادت پروردگار عالم کرتا تھا چند سال سے انجم حصار سے باین خیال کہ وہاں جنگ و جدال ہوگی آپ سارے یقین بقا کے تعاقب میں تشریف لائیں گے بعدہ اس صحرا میں قدم رنجہ فرمائیں گے اس پہاڑی پر آ کر بیٹھا ہوں شب و روز براحت و آرام بسر کرتا ہوں رزاق مطلق تنق رساں ہے نعمتہائے گوناگون

اس صحرائے سبزہ وزار میں مجھے دیتا ہی زبان اُس کی شکر گذاری میں قاصر ہی وہ ایسا رازق العباد ہی کہ
علاوہ انس و جن و وحش و طیور کے دہن سنگ میں بھی رزق پہونچاتا ہی چنانچہ بقول شعر - آسیا کہتی ہی
ہر صبح بآواز بلند ، رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے - مجکو کچھ فکر آب و طعام کے لانے کی نہیں ہوتی
ہی اس پہاڑی پر اس راحت سے زندگی خداوند عالم میری بسر کرتا ہی اور بے منت خلق نعمتیں
طرح طرح کی دیتا ہی کہ شکر جسکا مجھ سے اپنے رب کا ادا ہو نہیں سکتا ہی ہر چند کہ یہ پہاڑی مسکن مار و
عقرب ہی اور یہ صحرا مسکن وحوش و درندگان کا ہی لیکن وہ حافظ حقیقی کہ ذات خدا ہی ہر ایک دشمن کے
شر سے مجھے بچاتا ہی کوئی درندوں گزندوں سے میرے قریب بھی نہیں آتا ہی در اصل میں ایک بندہ
گنہگار اُس کا ہوں وہ ارحم الراحمین ہی میرے حال پر رحم فرماتا ہی بلکہ جملہ اپنی مخلوق پر رحم و کرم کرتا ہی کوئی
مخلوقات خدا سے ایسا نہیں ہی کہ اُس کے خوان احسان کی نعمتوں سے محروم ہو علی قدر مراتب ہر ایک
کو رزق دیتا ہی ہر ایک کا حاجت روا ہی ہر ایک کا حافظ و نگہبان ہی مجھ سے اُس کی فرمانبرداری جو بھی
نہیں ہو سکتی عبادت و یاد خدا جیسی کرنا چاہیے لیکن نہیں ہی باوجود اس کے کہ جس طرح عبادت
کرنی چاہیے اُس کے ہزاروں حصوں میں سے ایک حصہ بھی عبادت میں نے نہیں کی ہی لیکن اس
پروردگار عالم نے میرے نخل عبادت کا پھل مجھے عطا کیا ہی دل میرا روشن کر دیا ہی آپ محزون و ملول
نہوں خدا چاہے گا تو پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملیگی جو زمانہ اُن سے مفارقت کا ہی بس
وہی ہی پھر انشاء اللہ آپ اُن سے ملیے گا وہ آپ سے ملیں گے رنج دوری دور ہو جائے گا اور یہ جو
آپ نے ارشاد کیا ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کیونکر دکھائیے گا تدبیر اُس کی یہ ہی کہ ایک ساحر معزز
مسمی بحرین جادو ہمارا دوست قدیم ہی ہر چند کہ وہ کافر ہی اور ہم اہل اسلام ہیں مگر وہ ہم سے
بدوستی پیش آتا ہی اور ہم بھی اُس سے دوستانہ برتاؤ رکھتے ہیں گاہ گاہ ہم اُس سے ملنے کو جاتے ہیں
کبھی کبھی وہ بھی ہمارے پاس آتا ہی ہم بھی اُس سے بلطف پیش آتے ہیں اُس کے پاس ایک آئینہ ہی
نام اُس کا آئینہ حیرت ہی واقعی وہ آئینہ عجیب و غریب و حیرت افزا آئینہ ہی نہیں معلوم کس مرد کامل
نے اُسے بنایا ہی یا کسی ساحر نے بزور سحر اُس کو تیار کیا ہی یا کسی عامل زبردست نے بزور عمل
کے اُسکو بنایا ہی اُس کے حالات سے حیرت ہوتی ہی اسی وجہ سے اُس آئینہ کو آئینہ حیرت کہتے ہیں یا
وہ آئینہ آئینہ طلسمی ہی حکمائے اُسکو اپنی حکمت و علم سے تیار کیا ہی خاصیت اُس آئینے کی ایک یہ ہی کہ
اگر کوئی شخص کسی کو دیکھنا چاہے اور اُس سے باتیں کرنا چاہے اگرچہ وہ مشرق میں ہو اور دیکھنے والا
مغرب میں ہو تو بھی اُس آئینے میں اُسکو معائنہ کر سکتا ہی اور باتیں بھی اُس سے کر سکتا ہی وہ اُس آئینہ
میں بعد نظر آنے کے ہمکلام بھی ہو سکتا ہی اور جس بات کو اُس سے پوچھو وہ جواب دے سکتا ہی سوا
اس کے یہ بھی اُس آئینے میں معلوم ہو سکتا ہی کہ جس کو دریافت کرنا ہو اُس نیت سے اُس آئینے
میں دیکھے اور یہ کہے کہ اے آئینہ حیرت مثلاً زید کس جگہ ہی پس اُس آئینے میں حال زید کا معلوم
ہو جائے گا اگر زید کوہ کے زیر ہی تو بالائے کوہ نظر آئے گا اور دریا میں ہی تو دریا میں دکھائی دیگا
اور اگر دشت یا مکان یا درخت پہ ہی تو جہاں وہ ہی وہ جگہ آئینے میں نظر آئے گی اگر زندہ ہی تو زندہ
نظر آئے گا اگر مر گیا ہی تو مردہ دکھائی دے گا آئینہ مذکور اُس کے آبا و اجداد سے پیچھے بعد دیگرے
وراثت میں اُس تک پہونچا ہی اپنے قلمرو کا حاکم ہی دریا دشت اور تھوڑی سی آبادی کا مالک ہی اپنے
مقبوضہ بحر و بر کا گویا بادشاہ ہی ہزار ڈیڑھ ہزار ساحر اُس کے مطیع و فرمانبردار ہیں وہ بھی ساحر زبردست ہی

اُس گنبج کے پاس ہونے سے نام اُس کا دنیا مین مشہور و روشن سب پر ہی کہ بحرین جادو صاحب
آئینہ حیرت ہی فی زمانہ اُس کی عملداری مین ایک خوشی اور ایک میلہ بھی ہونے والا ہی اُس میلہ اور
خوشی کے ہونے سے اُس نے ہمین قبل اس کے آگاہ کر کے بلایا ہی پندرہ روز اُس خوشی و جشن کے
ہونے مین باقی ہین یہان سے بحرین جادو بہت دور ہی آٹھ روز کا راستہ ہی اگرچہ وہ با کوئی طلسم
لیکن بغیر اُس کی اجازت کے اور بے اُس کے طلب کرنے کے کوئی اُس تک جا نہین سکتا ہی درمیان
مین دو دریا حائل ہین وہ دونون دریا ملے ہوئے ہین نہایت پر خوف و خطر ہین بہت زور شور سے
بہتے ہین کیا مجال کسی غیر کی یا کسی دشمن کی جو اُن دریاؤن سے عبور کر سکے اور بغیر اذن اُس کی
عملداری مذکور مین قدم رکھ سکے اگر کوئی بغیر اجازت اُن دریاؤن سے عبور کرنا چاہے یا اُس کی سرحد مین
قدم رکھے تو فی الفور غرق دریا ہو جائے اور زمین پر قدم رکھے تو گرفتار ہو جائے مین تمکو اپنے ہمراہ وہان
لے چلونگا بحرین جادو سے ظاہر کرونگا کہ یہ ہمارے دوست ہین آپ سے ملنے کو آئے ہین اور نیز
ایک اپنے معشوق بانکے اپنے دوست صادق سے جدا ہوگئے ہین اُس کی جدائی مین مضطر و بیقرار
ومغموم و حزین ہین کثرت رنج مفارقت سے دیوانہ وار باتین کرتے ہین جس وقت تک حواس خمسہ درست
ہوتے ہین اپنے معشوق دلدادہ کو دیکھنا چاہتے ہین اُس کے دیکھنے اور حال اُس کا دریافت کرنے کے
بہت مشتاق ہین کیونکہ ان کا معشوق خوبرو ایک مدت سے مفقود الخبر ہی نہین معلوم کہان ہی زندہ
ہی یا مر گیا ہی جب مین اس طرح اُس سے کہونگا اور سفارش آپ کی کرونگا تو یقین ہی کہ وہ میری خاطر
سے آپ کو اجازت دے گا کہ جائیے اُس آئینے مین اپنے معشوق کو معائنہ کیجیے اگر باتین کرنا مقصود
ہون تو باتین بھی کر لیجیے آپ اُس آئینے تک جا کے پردہ آئینے پر سے بہ نیت دیکھنے بادشاہ و لشکر
اہل اسلام کے اور اُن سے باتین کرنے کے اُٹھائیے گا اُس آئینے مین وہ ظاہر ہونگے اُن کو دیکھ بھی
لیجیے گا اور اُن سے باتین بھی کر لیجیے گا مگر یہان سے اس طور سے چلیے گا کہ لباس کثیف پہن لیجیے گا
اُس کو بھی پارہ پارہ کیجیے گا موے سر پریشان کر لیجیے گا سر پر گرد و غبار و خاک ڈال لیجیے گا
دیوانون کی صورت و نشان بنا لیجیے گا یہ لباس جو اسوقت شاہانہ اپنے جسم مین پہنے ہین اُسے اُتار ڈالیے
اگر خدا نے چاہا تو اس تدبیر و صورت سے آپ بادشاہ و لشکر اہل اسلام کو دیکھ لیجیے گا اور اُن سے باتین
بھی کر لیجیے گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تمام تقریر مرد دیندار و عابد پیر سالوک
صحرانشین کی سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ آپ یہان سے بحرین جادو کی طرف کب چلیے گا اُس نے
جواب دیا کہ آج تو آپ یہین قیام فرمائین دن آخر ہو چکا ہی کل ہنگام سحر یہان سے میرے ہمراہ وہان
چلیے گا صاحبقران نے شادمان ہوکے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہمارے ہمراہ یہان سے چلنے مین ہوگی
مگر ہم ممنون منت آپکے ہونگے اُس نے کہا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہین کار خیر مین تکلیف کا خیال
کرنا نہ چاہیے خوشا مقدر روز بے نصیب میرے کہ میری کوشش و تدبیر سے کار مذکور انجام پا جائے اور
دعا حسب دلخواہ آپ کے ہاتھ آئے میری آبرو اس کارگذاری سے بڑھے کونین مین بہبودی حاصل
ہو ابھی سالوک صحرانشین درویش خو صاحبقران موصوف سے ہمکلام تھا کہ خواجہ طیفور
کردیا نے کباب آہو کے مذکور تیار کر کے زنبیل سے ظروف نکال کے اُن مین وہ کباب رکھکر
پیارے ہی پر جا کر روبرو صاحبقران رکھے امیر با توقیر نے سالوک صحرانشین سے فرمایا کہ یہ
کباب آہو موجود ہین ہمارے ساتھ کھائیے اُس نے کہا کہ کباب آہو آپ ہی تناول فرمائین یہ وقت

میرے کھانے کا بھی نہین ہو جسوقت میرے کھانا کھانے کا وقت آئے گا غیب سے کھانا میرے
واسطے آجائے گا جب صاحبقران نے اصرار کیا اُس نے بخاطر صاحبقران دو چار کباب آہو ہمراہ
صاحبقران کھا کر ہاتھ کھینچا پھر ہاتھ منھ دھو کر یاد خدا و ذکر الٰہی مین مصروف ہوا ہنوز صاحبقران
کباب آہو تناول کر رہے تھے کہ سواران ہمراہی تلاش صاحبقران مین وہان آئے خواجہ طیفور گردیا
نے اُن سے بآواز بلند پہاڑی پر سے کہا کہ اے سواران لشکر ادھر آؤ صاحبقران ذیجاہ اس
پہاڑی پر تشریف فرما ہین سواران مذکور بالاے پہاڑی آگئے اس اثنا مین وقت غروب
آفتاب آیا سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و جملہ سواران مذکور نے نماز مغرب پڑھی
بعد اکل و شرب کے سب نے اسی جگہ شب بسر کی صبح کو سالوک و صاحبقران وغیرہ نے نماز صبح
پڑھکر ارادہ جانب بحر پنہ مسکن بحر مین جادو کے کیا صاحبقران و سالوک و خواجہ طیفور گردیا
پہاڑی سے اُترے صاحبقران نے سالوک کو ایک سوار کے مرکب پر سوار کیا پھر خود اپنے گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ طیفور گردیا کو ساتھ لے کر جملہ سوارون کو وہین چھوڑ کر اُن سے کہا کہ دس پندرہ روز تک
تم یہان ہمارا انتظار کرنا اگر ہم یہان آئے تو خیر ورنہ تم سب لشکر اسلام مین چلے جانا سرداران لشکر سے
کہدینا کہ صاحبقران جستجوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و نیز براے مہم فتح طلسم زلزلہ گئے ہین تم سب بدستور
و باطمینان خاطر مقیم رہو یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے اثناے راہ مین صاحبقران نے موافق کہنے
سالوک کے لباس اپنا تبدیل کیا پوشاک سیلی اور جل بجاے چاک چاک زیب تن کی موے سر کو
پریشان کیا دیوانون کی سی صورت بنائی بعدہ سوار ہوکر مع اپنے ہمراہیون کے آگے روانہ ہوے
اثناے راہ مین سیر دشت و کوہ و دریا کرتے ہوے جابجا مقام کرتے ہوے بعد کئی روز کے ایک روز
وقت دوپہر کنارے ایک ایسے دریاے مہیب و پر خوف و خطر کے پہونچے کہ اُس کی ہر ایک موج
طوفان خیز تھی بلکہ ہر موج اُس کی قیامت نشان تھی وہ تلاطم آب تھا کہ الحذر وہ مہیب دریا کہ الحفیظ
کوسون تک پاٹ اُس کا تھا جل اُس سے بھرا ہوا تھا گھاٹ اُس کا گویا قصاب کا گھاٹ تھا دیکھکر اُسکو
زہرہ آب ہوتا تھا وہ زور شور سے بہنا پانی کا وہ تلاطم آب وہ مینڈہون کا اچھلنا کہ ساتھ اُن کے دل
سینون مین خوف سے اچھلتے تھے مثل بخت سیاہ پانی اُس کا تیرہ و تار تھا مثل مکر کی طرح سے
تہ دار تھا آب تیغ اجل سے بھی زیادہ پانی اُس کا تھا لب ساحل اُس کا بشر کا تشنہ خون تھا دہن کو
گویا ہر حلقہ گرداب تھا ہر ایک چادر اُس کی ہر قطعہ کفن بشر آشکار تھی طول اُس دریاے ناپید اکنار کا
مانند طول امل عاصی و گنہگار تھا عرض مثل دامن عدم تھا ہر ایک ادنی موج اُس کی شور انگیز تھی
ہر ایک تموج حباب اُس کا طوفان خیز تھا مرغابی و بط کو بھی اُس دریاے پر خطر سے ایسا خوف تھا کہ
اُس دریا مین جانا اور پیرنا تو کجا خوف سے کنارے پر اُس کے نہ آتے تھے سواے بط و مرغابی کے
کوئی چرند و پرند بھی خوف شور بحر مذکور سے قریب ساحل بھی نہ آتا تھا دور ہی سے دیکھکر بھاگتا تھا
دریاے کنارہ اختیار کرتا تھا پیاسا رہنا ہر جانور اور ہر حیوان قبول کرتا تھا بلکہ شدت عطش سے
مرجانا گوارہ کرتا تھا اور کنارے جا کر پانی اُس دریا کا پینا پسند نہ کرتا تھا و مہم اُس دریا مین بڑے
بڑے نہنگ گھڑیال اور اژدہان کلان اچھلتی تھین اُن کے طول و عرض کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی
خوف سے زہرہ آب ہوتا تھا کشتی و جہاز بوجہ اُس کے زور و شور سے بہنے کے دریا مین ٹھہر نہ سکتا تھا
بلکہ آ بھی نہ سکتا تھا کوئی تاجر بھی جہاز اپنا اُس دریا کی راہ سے نہ لاتا تھا خوف غرق ہو جانے کا تھا

صاحبقران نے بغور تمام اس دریا کو دیکھکر پوچھا کہ یہ دریا عجب دریا ہی ایسا دریا کبھی ہمنے نہ دیکھا تھا
نام اس دریا کا کیا ہی سالوک صحرانشین درویش خو نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے صاحبقران
دریاے بحرین یہی ہی دو دریا مل کر بہتے ہین یہ دریا بھی عملداری مین بحرین جادو کے ہی کیا مجال کسی کی
کہ بغیر اجازت بحرین جادو کے اس دریا سے عبور کر سکے اگر بے اجازت اس دریا مین قدم بھی رکھے
فوراً غرق بحر فنا ہو جائے طعمۂ نہنگ و ماہیان ہو جائے یہ جو آپ گھڑیال اور مگر اور ماہیان کلان اس
دریا مین دیکھتے ہین یہ سب ساحر ہین واسطے حفاظت و نگہبانی کے دریا مین رہتے ہین بحرین جادو نے
ان کو بہر حفاظت مقرر کیا ہی تا کہ کوئی بغیر ہماری اجازت کے اس دریا سے عبور نہ کرنے پاے اور اگر کوئی
دشمن دریا مین قدم رکھے تو یہی سب ساحر اسے ہلاک کرین اور پانی اس دریا سے سحر کا اسے ایک دم مین
غرق کر مارے ہر چند کہ بحرین جادو کوئی بڑا بادشاہ و حاکم نہین ہی لیکن بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین نامی
نامور ہی عاقل و ہوشیار و منتظم بہت ہی تھوڑی سی حکومت پر اس نے یہ انتظام کیا ہی ہم اور آپ اسی
دریا سے عبور کرین گے صاحبقران نے کہا کہ اس دریا مین تو کوئی جہاز وغیرہ نہین ہی کیا انتظار جانے کے
آنے کا کیجیے گا چندے یہان توقف ہوگا سالوک نے کہا کہ نہین ابھی ایک کشتی کلان آئے گی ہم کو
اور آپ کو اس کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچائے گی بحرین جادو کو ہمارے آنے کی خبر
ہو جائے گی وہ کشتی ہمارے واسطے روانہ کرے گا یہ کہکر کنارہ دریا بیٹھکر سالوک صحرانشین
درویش خو آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا خواجہ طیفور گرد دیا بنظر غور اس دریاے شور افزا کو دیکھکر
صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ یہ عجب دریا ہے پر خوف و خطر ہی ایسا دریاے مہیب ہم نے
کبھی نہین دیکھا ہی خواجہ مذکور کیونکر اس دریا کو مہیب و پر خوف و خطر نہ کہتے کہ دریا بھی وہ دریا ہی کہ ایسا
تھا کہ بمصداق مضامین این نظم

نظر آتا نہین تھا کوسون پاٹ | گھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز | ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان | کل اُس سے تھا چشمہ ستان

ابھی خواجہ اس دریا کو دیکھ رہے تھے اور صاحبقران سے ہم سخن
تھے صاحبقران جواب مین ارشاد کر رہے تھے کہ واقعی یہ دریا عجب و غریب و مہیب ہی کہ سالوک
صحرانشین پڑھ چکا بعدہ ایک ٹھیکری پر کچھ لکھ کر دریا مین اس ٹھیکری کو ڈالنا چاہا یکایک ایک نہنگ
پیدا ہوا کنارے دریا کے آیا اور منہ کھولا اس نے کہ لا سالوک نے وہ ٹھیکری اس کے منہ مین ڈال کر
کہا کہ جلد جا کر ہمارے آنے کی اطلاع کر دو وہ نہنگ پھر دریا مین غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ
طیفور وغیرہ نے دیکھا کہ ایک کشتی کلان اس طرف چلی آتی ہی بالاے کشتی ایک شخص ساحر وضع بیٹھا ہوا
ہی کشتی خود بخود چلی آتی ہی وہ شخص کھیتا بھی نہین ہی فقط بیٹھا ہوا ہی خواجہ طیفور کہ وہ کشتی اس طرح آتے
دیکھکر حیران ہوے یکایک وہ کشتی کنارے پر آکر ٹھہر گئی اس ساحر نے سلام کر کے کہا کہ اے سالوک
صحرانشین آپ کے تشریف لانے کی خبر نہنگ جادو نے ہمارے حاکم بحرین جادو کو دی تھی اور
آپ کی دستخطی ٹھیکری ان کو دکھائی تھی انھون نے خوش ہو کر مجکو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد تر کشتی کنارہ
دریا کے لے جا کر سالوک اور ان کے ہمراہیون کو کشتی پر سوار کر کے کنارہ دریا سے لے آئین چنانچہ میں
کشتی لایا ہون سوار ہو جیے بحرین جادو آپ کے منتظر ہین یہ زور و شور دریا سے آپ کے ہمراہی خائف
ہون آپ کے تشریف لانے سے تلاطم آب مین کمی ہو جائے گی سالوک صحرانشین کہنے لگے ساحر
مذکور سنکے خوش ہوا صاحبقران سے کہا ہوا تشریف لایے اس کشتی پر سوار ہو جیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ ہمراہ سالوک و خواجہ طیفور گردیا کے بالائے کشتی بیٹھے کشتی مذکور پر بیٹھتے ہی وہ زور و
شور تلاطم آب باقی نہ رہا کشتی مذکور خود بخود جانب بحرین جادو روانہ ہوئی اثنائے راہ میں جا بجا
نہنگ و ماہیان دریا نے سر اپنے پانی سے نکال کر سالوک کو دیکھکر بزبان فصیح سلام کرکے کہا کہ آپ کے
تشریف لانے کی خبر جب ہمارے مالک بحرین جادو کو ہوئی تو ہم سب کو اطلاع دیدی کہ سالوک ہمارے دوست
صادق واسطے ہماری ملاقات کے ہمارے پاس آتے ہیں خبردار کچھ مزاحم اُن سے ہونا پس آپ
اور آپ کے ہمراہی بخوف و خطر دریا سے عبور کریں سوا آپ کے اور کس کی مجال تھی کہ ہماری یہاں
موجودگی میں دریا سے عبور کر سکتا یہ کہکر وہ نہنگ وغیرہ جانوران آبی کہ وہ سب ساحر تھے دریا
میں غائب ہو گئے خواجہ طیفور گردیا متحیر ہو کر جانب صاحبقران دیکھنے لگے اور دل میں اپنے
کہنے لگے کہ عجب انتظام بحرین جادو نے کیا ہے خواجہ مذکور بحر حیرت میں غوطہ زن ہی تھے کہ کشتی
دوسرے کنارے پر پہونچکر خود بخود ٹھہر گئی سالوک صحرا نشین و صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ و خواجہ طیفور گردیا مع اُس ساحر کے کشتی سے اتر کر کنارے دریا کے گئے ہنوز کنارہ دریا پر قدم
رکھا تھا کہ بہت سے ساحران نامی واسطے استقبال سالوک کے آئے انھوں نے بعد سلام و ستایش
عرض کیا کہ ہم حسب الحکم بحرین جادو واسطے استقبال حضور کے آئے ہیں تشریف لے چلیے بحرین
جادو آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہیں منتظر آپ کے ہیں یہ کہکر تخت سحر پر بیٹھنے کے واسطے
عرض کیا سالوک نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ مرکب ہیں ہم مرکبوں پر سوار ہو کر چلیں گے تخت سحر
پر بیٹھکر نہ چلیں گے انھوں نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے سالوک و صاحبقران عالیشان گھوڑوں پر
سوار ہوئے خواجہ طیفور گردیا ہمراہ رکاب امیر پا تو تیز ہوئے تمامی ساحران نامی بھی مانند خدام کے
ساتھ چلے اثنائے راہ میں غرائب و عجائب اشیا کی سیر کرتے ہوئے دولتسرائے بحرین جادو تک
پہونچے اُسوقت وہ اپنے مکان سے برائے استقبال سالوک باہر آیا بعد سلام بڑی گرمجوشی سے ملا
خیر و عافیت مزاج دریافت کی سالوک نے کہا کہ مع الخیر ہوں پھر سالوک نے اُس کی خیر و عافیت
استفسار کی اُس نے بھی بیان کیا کہ بہمہ وجوہ اچھا ہوں کوئی فکر و تردد و غم نہیں ہے کسی درد و
بیماری کی شکایت ہے ہاں ایک تمھارا خیال بیشتر رہا کرتا تھا اسوقت تمھارے یہاں آنے سے ایسی
طبیعت خوش ہوئی ہے کہ اگر دولت و ملک و مال بھی ملتا تو ایسی دل کو خوشی حاصل نہوتی جیسا تمھارے
آنے سے دل خوش ہوا ہے یہ باتیں کرتا ہوا ساتھ ساتھ سالوک و صاحبقران کے اپنی نشستگاہ
پر پہونچا تخت حکومت پر قدم رکھکر سالوک و صاحبقران عالی مقام کو بالائے کرسی ہائے زرین
بٹھایا خواجہ کو ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب سب بیٹھے اور ساحران نامی بھی اُس کے
دربار مقرر میں علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت بحرین جادو نے بخندہ پیشانی سالوک سے پوچھا
کہ تمھارا آنا کئی زمانہ قبل بزمانہ ایام خوشی اور میلہ جو ہوا ہے خیر تو ہے کبھی ان ایام میں تم یہاں نہیں
آتے تھے اور جب آتے تھے تنہا آتے تھے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لاتے تھے ابکی مرتبہ تم اپنے ساتھ
ان دو صاحبوں کو بھی لائے ہو پہلے ان کی تعریف بیان کرو اور سبب ان کے ہمراہ آنے کا
اظہار کرو تاکہ ہمکو بھی معلوم ہو سالوک صحرا نشین نے جانب صاحبقران اشارہ کرکے کہا کہ یہ
ہمارے ایک دوست ہیں نامی و نامور ہیں اہل عزت سے ہیں مرد معقول و شریف و لائق ہیں چونکہ
جوان ہیں طبیعت ان کی مائل بعیش و عشرت و عیاشی ہے قبل اس کے ان کا ایک معشوق خود رو تھا

اور خوش رو ایسا تھا کہ مثل اُس کے کوئی محبوب اُن کی نظر مین کہین نہ تھا اور وہ خوش گلو بھی بہت تھا
اُس کے وصل سے یہ شب و روز بعیش و راحت زندگی اپنی بسر کرتے تھے کوئی رنج و غم اُن کو نہ تھا نہ کوئی
اُن کو صدمہ تھا یہ دوست ہمارے اپنے محبوب خوبصورت ہی کو دیکھا کرتے تھے اُس کے نازبردار
تھے کبھی اُس کو اپنے پاس سے جدا نکرتے تھے نہ خود اُس سے جدا ہوتے تھے بجز وصلت کے فراق کا
زمانہ کبھی نہ آیا تھا صدمہ جدائی معشوق سے دل ان کا آشنا نہ تھا دیو شب فراق دلربا نے کبھی اُن کو
منہ اپنا نہ دکھایا تھا اپنی خوبی مقدر پر اُن کو ناز تھا بیشتر یہ اپنے ہم نشینون سے کہا کرتے تھے کہ عشاق
کو اکثر شکایت محبوبان خوبرو کے فراق کی ہوتی ہی کوئی عاشق اپنی محبوب کی جدائی مین آہ سرد کرتا ہی
کوئی دلدادہ اپنے یار مہرو کے ہجر مین فریاد کرتا ہی کوئی اسیر زنجیر زلف دلربا اپنے گلرو کے فراق مین نالہ کرتا ہی
کوئی شیفتہ محبوب خوش چشم کی فرقت مین روتا ہی جوے اشک آنکھون سے بہاتا ہی کوئی فریفتہ گیسوے
عنبرین یار سرو قامت کے فراق مین سودائی ہو جاتا ہی سر و پا کا اُسے ہوش نہین رہتا ہی کوئی عاشق
اپنی شاہد لیلی وش کے ہجر مین مجنون وار مضطر و بیقرار گریبان چاک سر پر خاک ڈالتا ہوا سوے
صحرا نکلجاتا ہی جنگلون مین پھرتا ہی آہ و فغان کرتا ہی رہروی سے تلوے خار صحرا سے فگار کرتا ہی آبلہ پا
اُس کے حال زار پر پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین چرند و پرند صحرا کے اُس کی حالت پر نظر کر کے رحم و
افسوس کرتے ہین شبنم اُن کے حال زار پر روتی ہی دن کو صحرا نوردی مین جدھر وہ نالہ کنان جاتے
ہین گرد باد اٹھکر اُن کو دیکھتے ہین اکثر عشاق دشت پیمائی مین ہلاک ہو جاتے ہین دامن دشت سے
کفن بھی اُن کو نہین ملتا ہی ہان میت عریان پر اُن کی باد تند چادر گرد ڈالدیتی ہی کانٹے دشت وحشت اثر
کے میت اُس کی اٹھاتے ہین شبنم اُن کو غسل دیتی ہی غبار اُن کے اجسام کو نہان کر دیتا ہی گویا اُن کو
زیر خاک دفن کر دیتا ہی کوئی عاشق دلتنگ دور افتادہ کوچہ یار ستادہ مین سایہ دیوار دلربا مین تڑپ تڑپ کر
جان کھوتا ہی فلک پیر تا در دلدار اُس کے جانے کا روادار نہین ہوتا ہی کوئی عاشق زار دریار تک
اگر پہونچا بھی تو بزم دلربا سے بے اعتنائی مین جاتا اُس کو نصیب نہین ہوتا ہی آستانہ دریار پر سر ٹکرا کر یا
زیر سایۂ دیوار یار تڑپ کر مرتا ہی اغیار کو خوشی حاصل ہوتی ہی ایک ہم ہین کہ خوبی مقدر سے معشوق ہمارا
ہمارے روبرو ہی ہر وقت وصل اُس سے نصیب رہتا ہی کبھی خواب مین بھی روے ہجر و فرقت و مفارقت
و جدائی محبوب نہین دیکھا ہی نہ امید ہی کہ کبھی مبتلاے درد فراق دلربا ہون گے رفقا اُن کے اُن سے
عرض کرتے تھے کہ واقعی آپ بڑے خوش نصیب ہین کہ معشوق آپ کا آپ کے روبرو ہی غرور و تکبر
ان کا ان کے آگے آیا فلک نے سنگ تفرقہ درمیان عاشق و معشوق ڈالا یعنی اتفاقاً وہی معشوق
ان سے ایسا جدا ہو گیا ہی کہ مفقود الخبر ہی دیکھیے ان کی صورت کو اور سراپا پر ان کے نظر کیجیے اُنکی
جدائی مین ان کی یہ حالت ہو گئی ہی کہ دیوانہ وار لباس ان کا ہی بہ ہیئت ع گریبان پرزے پرزے
ٹکڑے ٹکڑے جیب و دامان ہی۔ شب و روز نالہ و فریاد و بکا کرتے ہین اکثر سوے ویرانہ نکلجاتے
ہین چرپاؤن سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہین کہ کہو تمنے کہین ہمارے محبوب خوش رو کو تو نہین دیکھا
ہی کبھی باد صبا سے کہتے ہین کہ اے باد صبا جان کہین میرا محبوب ہو وہان جا کر میرے حال سے
اُس کو آگاہ کر دے کبھی یہ روتے ہین کبھی یہ ہنستے ہین کبھی از خود رفتہ ہو جاتے ہین کبھی فی الجملہ
ہوش و حواس مین آجاتے ہین اسوقت جو تمھارے روبرو بیٹھے ہین فی الجملہ حواس و ہوش ان کے
بجا ہین یہ ایک روز مفارقت محبوب مین اپنی جان دینے پر آمادہ ہوے تھے مین نے تمھاری

دوستی کے بھروسے پر ان سے وعدہ کرلیا ہی کہ ہم تمکو تمھارے معشوق کو اپنے ایک دوست کے پاس لے جاکر آئینے میں دکھا دیں گے تم اُس سے باتیں کرلینا یہ بھی دریافت کرلینا کہ تو کس سرزمین پر ہی کس مکان میں ہی اور کس حال میں ہی اور اپنے حال ظاہر و باطن سے اُس کو آگاہ کرنا یہ میری تقریر مذکور سے خوش ہوے جان دینے سے باز رہے اب میں ان کو مع ان کے ایک خادم کے کہ جو پس پشت ان کے بیٹھا ہی تمھارے پاس لایا ہوں تمکو امید تمھاری دوستی و الطاف و محبت سے یہ ہی کہ میری خاطر سے ان کے حال زار پر رحم کھا کر مجھپر یہ احسان کرو کہ آئینہ حیرت تمکان کو جانے دو اُس آئینے میں جاکر یہ اپنے محبوب کو معائنہ کریں کچھ اُس سے باتیں کرلیں اپنے حال زار سے اُس کو اطلاع دیں یہی دوست میرے اور ان کی حاجت باعث میرے خلاف عادت فی زمانہ یہاں آنے کی ہوئی ہی لہذا تم اگر مناسب سمجھو تو ان کی حاجت بر لاؤ مجھپر احسان کرو ورنہ جو مناسب ہو وہ کہو سحرین جادو نے تمام تقریر سالوک اپنے دوست کی سنکے صاحبقران کے سراپا پر ظاہری نظر کرکے نہ بزور سحر دریافت حال کرکے مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم ہمارے دوست صادق ہو اور یہ تمھارے دوست ہیں تو پھر میں کیا عذر کر سکتا ہوں ان کو اجازت آئینہ حیرت تک جانے کی دی جائے گی یہ اس آئینے میں اپنے محبوب کو معائنہ کرلیں گے بالفعل تو آپ رہیں اور توقف کریں ہمارے مہمان ہوں طعام دعوت و ضیافت کھائیں ہمارے قلمرو میں جو اشیاے عجائب و غرائب ہیں ان کی سیر کریں بعد ازاں ان کو مراد بھی ان کے ہاتھ آجائے گا وہ آئینہ موجود ہی اپنے محبوب مفقود الخبر کے حال سے کما حقہ آگاہ ہو جائیں گے عشق معشوقان خوبرو سے عقلا کو بچنا چاہیے کبھی اس منزل پر خوف میں قدم رکھنا چاہیے یہ وہ وادی پرخطر ہی کہ جس میں صدہا آفات ہیں یہ وہ دریاے تیار موج افزا ہی کہ اس سے کنارہ کش ہی ہونا چاہیے جس نے اس دریا میں قدم رکھا اور آشناے بحر مذکور ہوا وہ غرق قلزم بلاہاے رنج والم ہوا آخر کار قدم فرساے منزل ملک عدم ہوا یہ وہ مرض لاعلاج ہی کہ جس کے علاج سے حکما و اطبا عاجز ہیں اس کی کوئی دوا ہی نہیں ہی بجز دواے شربت وصل محبوب کے کہاں تک عشق موشان میں جو رسوائیاں اور ذلتیں اور بدنامیاں اور خرابیاں ہوتی ہیں بیان کی جائیں یہ کوچہ بہت برا ہی جیسا کہ بمصداق ان اشعار

عشق ایسی بری بلا ہی آہ -	کرتا ہی ذی شعوروں کو وہ تباہ	ہوے دیوانے اس میں دانشمند
سیکڑوں اس میں ہوگئے دلبند	سیکڑوں اس میں ہوگئے مجنون	عاقل و ذی فنون ہوے مفتون
پر نہ اس نے کسی کا پاس کیا	ان غموں پر بھی دل کو داغ دیا	

یہ تقریر کرکے چند ساعت بیٹھکر اپنے ملازموں سے کہا کہ ان صاحبقران کو اپنے ہمراہ ہمارے اس مکان میں جس میں جملہ راحت و آرام کے اسباب مہیا و فراہم ہیں اور طرح طرح کے آئینوں سے آراستہ ہی لے جاؤ اور ان کی فرمانبرداری خدمت میں سرگرم رہو یہ کہکر اپنے تخت حکومت سے اٹھا سالوک سحر انشین و صاحبقران عالی مقام و خواجہ طیفور گردیا و غیرہ بھی اٹھے ملازمان مذکور حسب الحکم سحرین جادو اُس مکان کی طرف سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور کو باادب اپنے ہمراہ لے چلے سحرین جادو کچھ سوچ کر خود بھی اپنے دوست سالوک کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ اُس مکان میں پہونچا سالوک وغیرہ سے کہا کہ اس مکان میں آپ سب صاحب قیام پذیر ہوں کسی طرح کی تکلیف نہوگی یہ چند میرے ملازم حاضر خدمت رہیں گے یہ کہکر ہمراہ اپنے اہل دربار کے اپنے در دولت کی طرف

روانہ ہوا جب دیر دولتسرا پر پہونچا اہل دربار سلام کرکے رخصت ہوے بحرین جادو داخل
دولتسرا ہوا یہان صاحبقران عالی جاہ نے مکان مذکور مین داخل ہوکر ملاحظہ کیا کہ مکان
عالیشان ہر شاہی مکانات سے ہر شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ جملہ اسباب ضروری و داشتنی
راحت و آرام سے بخوبی آراستہ ہر بادشاہون کی بود و باش کے قابل ہر غرض مکان کو دیکھکر
ہمراہ سالوک صحرا النشین فروکش ہوے وقت شام بحرین جادو نے چند خوان طعام لذیذ و خوش ذائقہ
وغیرہ میوہ تر و خشک ہمراہ اپنے ملازمون کے ارسال کیا سالوک و صاحبقران و خواجہ نے صرف میوہ
کھایا اُس طعام کو ملازمون کو دیدیا وہ بہت خوش ہوے اسی طور سے دو چار روز گذرے ایک روز
حسب دستور بحرین جادو اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ سالوک صاحبقران و خواجہ طیفور کو ہمراہ
لیکر دربار بحرین جادو مین گیا سلام اُس کو کیا وہ دیکھتے ہی برلے تعظیم اٹھا پھر اپنے برابر بالائے
کرسی ہائے زرین سالوک و صاحبقران کو بٹھایا خواجہ بھی علاوہ ایک کرسی پر بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے سالوک نے بحرین جادو سے کہا کہ ہمین یہان آئے کئی روز ہوے یہ دوست ہمارے
اپنی معشوقہ کے دیکھنے اور اُس سے ہم کلام ہونے کے بہت مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو آپ یہ جاکر
اُس آئینے مین اپنی معشوقہ کا معائنہ کرین تاکہ ہوش و حواس ان کے بجا ہون وحشت و دیوانگی و
غم و الم فی الجملہ دور ہو بحرین جادو نے کہا کہ اچھا آج ہی یہ اپنی معشوق کو دیکھ لین اُس سے باتین
کرلین مگر تنہا جائین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جائین جسوقت قریب آئینہ حیرت کے پہونچین پوشش
آئینۂ مذکور سے اس نیت سے اٹھائین کہ معشوق ہمارا اے آئینہ حیرت ہمکو نظر آئے ہمسے ہمکلام ہو
بعدہ آئینہ مین دیکھین مطلوب ان کا آئینے مین نظر آئے گا اور ہمکلام ہوگا جو کچھ اُس سے یہ سوال
کرینگے وہ جواب دیگا لیکن ان کو لازم ہر کہ اُس آئینے کو ہاتھ نہ لگائین کچھ آئینے سے ہٹ کر
ہم سخن ہون بیتابی و بیقراری مین آئینے مین معشوق کو دیکھکر کہین آئینے سے لپٹ نہ جائین ورنہ
باعث خرابی و ضرر ہوگا ہمنے اطلاعاً کہدیا ہر اور پھر وہ آئینہ بھی ناقص ہو جائیگا یعنی ٹوٹ کر صفت
اُس کی نہ رہے گی کہ پھر کوئی کسی نیت سے کچھ اُس مین دیکھ سکے آپ بھی ان سے تاکید کہدیجیے کیونکہ
دماغ ان کا صحیح ابھی ٹھیک نہین ہر مبادا یہ دیکھتے ہی اپنے معشوق کو آئینے سے لپٹ جائین سالوک
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکے کہا کہ سنا تم نے جو کچھ بحرین جادو ہمارے دوست نے کہا ہے
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے سنا جو کچھ انھون نے کہا ہر ہم آئینے سے دور رہینگے بحرین جادو
نے گفتگوے دوست سالوک موصوف سنکے چند اپنے ملازمون سے کہا کہ ہمارے دوست کے
دوست کو گنبد آئینۂ حیرت مین لے جاؤ خادمانہ ساتھ جاؤ تم اندر گنبد کے نجانا اگر محافظان گنبد حیرت
اندر گنبد کے جانے نہ دین تو کہدینا کہ یہ بحکم و باجازت بحرین جادو آئے ہین ان کو نہ روکو اندر گنبد
کے پاس آئینۂ حیرت کے جانے دو ملازمان مذکور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر جانب گنبد حیرت
چلے سالوک دربار مین بیٹھا رہا صاحبقران ہمراہ انھین ملازمون کے ایک جانب چلے جاتے تھے
اثنائے راہ مین آبادی و مکانات و مرد و زن اور بازار کو دیکھتے ہوے جاتے تھے جملہ مرد و زن بیدین و
بدآئین نظر آتے تھے بازارین مردم سے بھری ہوئین دوکان دار دو طرفہ دوکانون پر بیٹھے ہوے
ہر قسم کی اشیا رکھی ہوئین خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے تھے خریدارون کا ہجوم تھا گذرنا بازارون
سے مشکل تھا محلات پختہ و خام بکثرت نظر آتے تھے لیکن مردان بازاری صاحبقران کو دیکھکر

باہم کہتے تھے کہ یہ شخص تازہ وارد معلوم ہوتا ہے ساکنان بحرِ جن سے نہین ہے نہین معلوم کہان سے
یہان آیا ہے صاحبقران تقریرین ان کی سنتے ہوے چلے جاتے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے جب راہ دور
قطع ہوئی عنقریب گنبد آئینۂ حیرت کے پہونچے اُن ملازمون نے عرض کیا کہ دیکھیے یہی گنبد آئینۂ حیرت ہے
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک چار دیواری پختہ ہے دروازہ کلان اُس احاطے کا ہے اُس دروازے پر
چند ساحر بیٹھے ہوے ہین اتنے دربانون کے تپائیون پر بیٹھے ہین جب صاحبقران ہمراہ اُن ملازمون کے
اندر اُس احاطہ پختہ کے جانے لگے اُن دربانون نے روکا ملازمان ہمراہی مذکور نے اُن سے کہا کہ
ان کو نہ روکو ہمارے حاکم بحرِ جن جادو نے ان کو گنبد آئینۂ حیرت کے دیکھنے کو بھیجا ہے ہمکو ان کے ہمراہ
کیا ہے وہ دربان یہ سنکر کہنے لگے کہ اگر ہمارے حاکم کا حکم یہی ہے تو اچھا ان کو لے جاؤ ملازمان مسطور
صاحبقران کو اندر اُس احاطۂ پختہ کے لے گئے امیر با توقیر نے جا کر اندر اُس احاطے کے دیکھا کہ احاطہ
عرض و طول مین خوشنما و وسیع زیادہ ہے درمیان مین اُس کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے مگر مربع ہے
اُس چبوترے پر ایک گنبد کلان ہے اور بہت خوشنما و نقش و نگارین ہے کلس اُس کا طلائی ہے اُس
گنبد کے اندر جانے کا بھی ایک دروازہ ہے در گنبد مذکور سے کچھ ہٹ کر بہت سے لوگ بیٹھے ہوے
دف و دائرہ بجا رہے ہین کچھ اُن مین سے بھجن گا رہے ہین اکثر لوگ با دب بیٹھے ہوے سن رہے
ہین وہ گانے والے پھول ہار بدھی وغیرہ گلے مین ڈالے ہین گھنگرو چند ان کے نشان ان کی
پیشانی اور بازوون پر ہین قشقہ سیندور کا بھی پیشانی پر ہے گرد اُس گنبد کے انواع و اقسام کے
پھولون کے چمن ہین ہر ایک چمن خوبصورت و خوش قطع ہے کوئی چمن گلاب کا ہے کوئی چمن نسترن کا
ہے کوئی نسرین کا چمن ہے لالے کا چمن کسی طرف بہار اپنی دکھا رہا ہے کوئی چمن داؤدی کا ہے
کوئی چمن گل صد برگ کا ہے غرضکہ کثرت طرح طرح کے گلون کے چمن ہین ہر ایک چمن تر و تازہ ہے مرغان
خوش الحان کا ہجوم ہے ہر ایک طائر چہچہہ کر رہا ہے احاطہ گلہاے رنگارنگ و خوشبو سے بسا ہوا ہے خوشبو
پھولون کی اسقدر ہے کہ دماغ معطر ہوتا ہے القصہ صاحبقران موصوف سیر چمنہاے مذکور کرتے
جونہی قریب اُس گنبد کے پہونچے وہ لوگ جو وہان بیٹھے تھے اور جو گا رہے تھے اور جو بجا رہے
تھے سب کے سب صاحبقران کو دیکھ کر برہم ہو کر کہنے لگے خبردار اندر گنبد آئینۂ حیرت کے نجانا بلکہ چبوترے
پر بھی قدم نہ رکھنا تم کو کسی نے روکا نہین یہان تم کیونکر چلے آئے بتاؤ تو تم کون ہو کہان سے آئے
ہو تم تو ساکنان بحرِ جن سے نہین ہو تمہارے پوشاک یہان کے ساکنون کی سی نہین ہنوز صاحبقران
نے جواب ان کے سوالات کا نہ دیا تھا کہ ان ملازمون نے بڑھکر اُن سب سے کہا کہ خبردار خاموش رہو
کچھ ان سے حجت و تکرار نہ کرو ان کو اندر گنبد کے جانے دو یہ ہمارے اور تمہارے حاکم بحرِ جن جادو
کے دوست ہین راہ دور و دراز سے واسطے دیکھنے آئینۂ حیرت کے آئے ہین انکا معشوق
مفقود الخبر ہو گیا ہے اُس کا حال انھین دریافت کرنا اور اُسے دیکھنا منظور ہے بحرِ جن جادو نے انکے
ہمراہ ہمین بھیجا ہے ہم سب سے تاکیداً کہا ہے کہ خبردار ان کو نہ روکنا اندر گنبد آئینۂ حیرت کے جانے دینا اگر تم
سنو تا بس اگر تم ان کو روکوگے تو عتاب حاکم تم پر ہوگا یہ سنکے وہ سب بدین مجبور ہو کر کہنے لگے کہ اگر حکم
حاکم ان کے باب مین یہی ہے تو خیر ان کو اب ہم نہ روکین گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اُس چبوترہ سنگ مرمر پر گئے پھر آگے بڑھ کے اکیلے دروازے کی راہ سے اندر اُس گنبد کے گئے
دیکھا کہ وہ گنبد اندر سے بہت وسیع ہے تصویرین طرح طرح کی آویزان ہین اندر سے بھی گنبد منقش ہے

شیشہ آلات بھی حسب ضرورت ہر ایک زینت و زیبائی سے آراستہ ہین پھول ہار اُس آئینے پر
بکثرت چڑھے ہوے ہین گرد اُس آئینہ حیرت کے کہ طولاً بقد آدم ہی تصویرین بہت سی عکسی و خیالی
شیشون مین تختیون مین جا بجا دیوارون پر آویزان ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے
چار جانب گنبد کے اندر سیر کی بعدہٗ قریب اُس آئینے کے جاکر دل مین کہا کہ اے آئینہ حیرت
مین چاہتا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام دارا بن داراب سیمین زرہ کو دیکھون اُن سے ہم کلام
ہون یہ نیت مذکور کرکے پوشش آئینے پر سے دور کرکے اندر آئینے کے دیکھا بمجرد دیکھنے آئینہ مذکور
کے تصویر بادشاہ لشکر اہل اسلام کی آئینے مین ظاہر ہوئی صاحبقران نے اُن کو دیکھکر بہت خوش
ہوکر بادب سلام کرکے پوچھا کہ آپ کا مزاج کیسا ہے آپ کس سرزمین پر ہین کس کے مکان مین تشریف
رکھتے ہین اسیر ہین یا رہا ہین راحت سے ہین یا تکلیف مین ہین مفصل حال اپنا ارشاد فرمایئے تاکہ
ہمارے تئین معلوم ہو بادشاہ موصوف نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا کہ اے صاحبقران
ذیشان مفصل حال ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنی بارگاہ مین ہنگام شب حسب دستور آرام پذیر تھے آخر شب
ایک ساحر مسمی معین جادو فرستادہ ہوسرمست بادشاہ طلسم زلزلہ برائے دریافت خبر
انجم حصار مین آیا تھا بعد دریافت خبر سوے طلسم زلزلہ جاتا تھا اثنائے راہ مین ساریق بن لقا
و سنگان کو ایک صحرا مین اُس نے نالہ کنان دیکھکر بلندی سے بالائے زمین آکر بصورت مبدل
پاس ساریق و سنگان کے جاکر سبب نالہ و فغان اُس نے دریافت کیا تھا اُس سے یعنی سنگان
نے بہت شکایت و ایذا رسانی ہم سبھی کی اور جفا و تعدی آپ کی اُس سے بیان کی تھی اور یہ بھی
بیان کیا تھا کہ صاحبقران نے مع اپنے لشکر کے یہان آکر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہے
اہل شہر کو بھی مسلمان کیا ہے ہمکو دغا سے اسیر اپنا کرکے تابع و فرمان بردار اپنا کیا ہے اسی وجہ سے ہم نالہ
و فریاد کرتے ہین کہ اب کہان جائین سوا اس کے اور کچھ باتین ایسی کہین کہ اُس ساحر نے ہماری
بارگاہ مین آکر جاے ہم شبیہ ایک شخص کو سحر سے بنا کر سر اُس کا تن سے جدا کرکے اُس کے سینے پر
رکھکر اور ہمکو بزور سحر بصورت باز بنا کر لے آیا پھر اسی صحرا مین پاس سنگان و ساریق کے بصورت اصلی جاکر
اُن سے کہا کہ دیکھو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بنا کر اپنے ہاتھ پر بٹھا کر لے آیا ہون
اب تو تم خوش ہوے اگر تم سے مین سبب نالہ و فغان دریافت نہ کرتا اور تم مجھسے یہ ایسی باتین کہ
جس سے مجھے غیظ و غضب آیا تھا نہ بیان کرتے تو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور اپنے سحر کے باز
بنا کر نہ لے آتا اب اس باز کو نذر بادشاہ طلسم زلزلہ کو دونگا جو کچھ مین نے دیکھا ہے اور جو کچھ مین نے
تم سے سنا ہے سب اپنے بادشاہ سے بیان کرونگا یقین ہے کہ وہ تمام مردان لشکر اہل اسلام کو برہم ہوکے
قتل و تباہ و برباد کریگا سنگان اور ساریق نے اُس سے کہا کہ ہمکو بھی اپنے ساتھ طلسم زلزلہ مین
روبرو بادشاہ طلسم زلزلہ کے لے چلو پہلے تو اُس نے عذر کیا پھر اُن کے اصرار سے ساحر مذکور
اُن دونون کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے بنا کر دونون شانون پر اپنے بٹھا کر سوے طلسم زلزلہ روانہ
ہوا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا تھا حاکمان دربند نے اُسے روکا تھا آخر بعد حصول
اجازت اپنے بادشاہ مذکور کے اجازت جانے کی دی تھی معین جادو ہمکو روبروے بادشاہ طلسم
لے گیا تھا وہان ہم پر سے سحر دفع کیا تھا اور تمام حال جو دیکھا اور اُس نے سنا تھا بیان کیا تھا
بادشاہ طلسم زلزلہ نے کچھ باتین ہم سے کیکے بہت برہم ہوکے ہمارے قتل کا حکم دیا تھا جلاد بیداد

چند باعث موجود ہوا تھا اس اثنا میں بادشاہ طلسم زلزلہ کے وزیر نے کہ نام اُس کا جالوس
بادشاہ زلزلہ کو چاہیے قتل کرنے سے اسوقت باز رکھا گیا تھا کہ بیرون طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو کہ یہ مسلمان ہیں قتل کرانا بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اسرار اختر شناس منجم کے پاس جو بیرون
طلسم زلزلہ رہتا ہے اور مطیع بادشاہ ذیجاہ ہے ان کو روانہ کر دیجیے وہ سر ان کا کاٹ کر حضور کے
پاس بھیج دے گا یا بعد قتل کرنے کے ہر ایک کو ایک چادر میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دے گا
بادشاہ طلسم کو رائے اپنے وزیر کی پسند آئی فوراً ہمکو ہمراہ چند ساحروں کے بیرون طلسم زلزلہ
پاس اُسی منجم کے بھیج دیا تھا چونکہ وہ مرد مسلمان تھا اور دختر اُس کی ہمیں دیکھکر ہم پر مائل ہوکر
اپنے باپ سے شفاعت خواہ ہوئی تھی اسوجہ سے منجم مذکور نے ہمکو تو ایک اپنے مکان کے
تہ خانے میں چھپا دیا تھا اور اپنے ہمسایہ سے ایک مرگ بیدین کو قتل کرکے چادر میں لپیٹ کے
روبرو انھیں ساحروں کے قبر میں دفن کر دیا تھا وہ ساحر یہ سب حال دیکھکر چلے گئے تھے
اس روز سے براحت و آرام مکان میں اسرار اختر شناس منجم کے ہیں مکان منجم مذکور بیرون
طلسم زلزلہ ہے آپ صدمہ و غم نہ کیجیے گا ہم مع الخیر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ سے ملیں گے اور
اے صاحبقران وہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ ہمنے طلسم زلزلہ میں جاکر دیکھا ہے کہ یہ طلسم بہت بڑا ہے
اور نہایت سخت ہے دربند بھی اس کے ازحد دشوار گذار ہیں بندوبست و انتظام بھی خوب ہے لہذا اگر
مناسب ہو تو فتح طلسم مذکور سے باز آئیے سارق بن لقا کے قتل سے دست بردار ہوجیے اپنی جان کا
خیال کیجیے صاحبقران نے تمام تقریر بادشاہ کی سنکے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو میں اپنے
تئیں آپ تک پہونچاؤں گا اور طلسم زلزلہ کو ضرور فتح کروں گا سارق نابکار کو تہ تیغ کروں گا بشرطیکہ
وہ دوبارہ بھی بصدق مسلمان نہوا اور اگر مسلمان بدل ہوجائے گا تو اُسے قتل نہ کروں گا یہ کہکر
خاموش ہوے پوشش آئینے پر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا کہ تصویر بادشاہ موصوف آئینے میں سے
غائب ہوگئی اسیر با توقیر نے بابت لوح طلسمی بھی کچھ حال دریافت نکرکے پردہ آئینے پر ڈالدیا پھر
اُس گنبد سے بصد خوشی نکل کر انہیں ملازموں کے ہمراہ راہ قطع کرکے دربار میں آئے سالوک
و بحرین جادو نے دیکھا کہ آثار خوشی و انبساط چہرے سے ہویدا ہیں یہ رنگ دیکھکر سالوک بحرین جادو
نے پوچھا کہ کیجیے آپ نے آئینے میں اپنے معشوق کو دیکھا صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ ہاں ہمنے
اپنے محبوب کو آئینے میں دیکھا اور اُس سے مستفیض بھی ہوے دل خوش ہوگیا آرزوے دلی بر آئی
بیتابی و بیقراری دور ہوئی آپ صاحبوں کی عنایت سے ہم اپنے مطلب کو پہونچے سالوک سحر آگین
نے بحرین جادو سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے آپ کو معلوم ہے کہ مسکن ہمارا یہاں سے کسقدر
دور ہے چند روز میں رہروی میں بسر ہونگے بعد ازاں مقام قیام پر پہونچیں گے علاوہ اس کے
آپ سے ملنا مقصود تھا اور اپنے آئینہ دوست کا مطلب تھا وہ دونوں کام ہوچکے ہیں بحرین جادو
نے کہا کہ اے مہربان من ابھی ایک روز یہاں اور تشریف رکھیے بعد ازاں یہاں سے جائیے گا
ابھی ہم آپ کو رخصت نہ کریں گے کیونکہ ناز خداوند کا بابت کے جولا بہنے کا عنقریب ہے اور بعد
اس خوشی کا جلسہ بھی عنقریب ہے بعد جلسہ ہونے کے آپ یہاں سے جائیے گا ابھی سالوک نے
جواب نہ دیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بے اختیار ہوکے بحرین جادو سے پوچھا کہ
اسوقت کیوں بے محل و موقع آپنے بابت جشن کے کیا تھا صاف صاف بیان کیجیے

آپ کے ہنسنے سے تردد ہوا صاحبقران نے جواب دیا کہ سبب ہمارے اسوقت ہنسنے کا آپ کا
سخن ہوا آپ نے جو خداوند کا پاپلٹ کہا ہمکو بے اختیار ہنسی آئی کیونکہ یہ عجب خداوند ہیں کہ
جنکو پاپلٹ کہتے ہیں ہمنے بہت سے مکار و نابکار خداوند سنے ہیں ازانجملہ زمرد شاہ باختری
لقاسے بے بقا اور مینک مینک دم جیشہ سرا کا جھڑا بچھڑا وغیرہ لیکن خداوند کا پاپلٹ
آج ہی سنا ہے کیا خداوند ہیں جن کا یہ نام ہے تعجب ہی جادو یہ تقریر صاحبقران کی سنکے عصمت کلاہ فرنگ
چہرے سے آثار غیظ و غضب ظاہر ہوئے لیکن بمشکل غصے کو ضبط کرکے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ
مسلمان ہیں از راہ طعن و تشنیع آپ نے یہ تقریر کی ہے اور ہمارے خداوند کے نام نامی کو سنکے آپ
ہنسے ہیں کیا کہوں مجھے صرف یہ خیال مجبور کیے ہوئے ہے کہ اول تو آپ ہمارے دوستکے دوست
ہیں دوسرے یہ کہ آپ ہمارے مہمان ہیں غریب الوطن ہیں ورنہ ہم غصے کو ضبط نہ کرتے عالم غصہ میں
جو کچھ ہم سے امور سزاوار سرزد ہوتے وہ کم تھے قبل اس کے کوئی ہمارے خداوند پر نہ ہنسا تھا اور نہ
ایسے کلمات طعن آمیز کسی نے ہمارے روبرو کہے تھے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہے کہ ایک
جوگی صاحب یہاں آئے تھے ان کے آنے کے بعد یہ خداوند ظاہر ہوئے تھے ہمارے آبا و اجداد
یکے بعد دیگرے انھیں خداوند کی پرستش کرتے گئے یہاں تک کہ وہ مرگئے اب ہم ان کی پرستش
کرتے ہیں اور تمامی ساکنان بحرینہ خداوند کا پاپلٹ کی پرستش کرتے ہیں حکومت بحرینہ بھی بارہ
تیرہ سو برس سے ہمارے خاندان میں چلی آئی ہے آبا و اجداد ہمارے اس سرزمین بحرینہ پر قابض و
متصرف ہوتے آئے ہیں یہاں تک کہ بعد ان کے یہاں کی حکومت اب ہم کرتے ہیں تمام ساکن
اس سرزمین کے ہمارے تابع حکم ہیں ہمکو اپنا حاکم جانتے ہیں خداوند بعد سو برس کے یا قریب سو برس
کے چولا اپنا بدلتے ہیں بارہ تیرہ سو برس کی مدت میں بارہ تیرہ چولے خداوند ہمارے بدل چکے ہیں
جب چولا ان کا کمزور اور پرانا ہو جاتا ہے تو قوی اور نیا چولا بدلتے ہیں فی زمانہ بھی ملازم اور اکثر پوجاری
لوگ جوسے ندی جو ہمارے قلمرو میں ہے اس کے کنارے پر مقیم ہیں جو مردہ بہتا ہوا ندی میں
آتا ہے اسے نکال کر دیکھتے ہیں اگر کوئی مردہ خوبصورت و حسین کسی نوجوان مرد کا ان کو ملیگا
تو وہ بصد خوشی اسکو لاکر خداوند کے حوالے کر دینگے وہ اس نوجوان کے گھٹ میں اترینگے
اپنا چولا چھوڑ دینگے وہ پرانا چولا ہمارے ملازم اور پوجاری جسد ادنی اعلی یہاں کے بعد
خوشی و شادمانی کنارے اسی ندی کے لے جائینگے لکڑیاں جمع کرکے اس کو جلائینگے
جب وہ چولا خداوند کا خاک ہو جائیگا تو تمام یہاں کے ساکن ذرا ذرا سی خاک اس چولے
کی بطور پرشاد جس کو تبرک کہتے ہیں وہاں سے لے آئینگے اس کو بحفاظت تمام رکھینگے
کیونکہ وہ خاک بہتر اکسیر سے ہوگی جو مریض ہوگا اس کے تن پر مل جائے گی صحت و شفا اسے
حاصل ہو جائے گی ابھی تک یقیناً کوئی مردہ خوبصورت جوان مرد کا ہاتھ نہیں آیا ہے ورنہ
پوجاری لوگ وغیرہ اسے بہزار خوشی و شادمانی لے آتے خداوند کے حوالے کر دیتے خداوند
اپنے گنبد کا پاپلٹ میں ان لوگوں کے آنے کے منتظر ہوں گے ہم سب خداوند کے آرام و
راحت کا خیال رکھتے ہیں طعام ہائے لذیذ و نفیس نمکین و شیریں انھیں پہنچاتے رہتے
ہیں گنبد کے روشن دان کلاں سے ان کو دیتے ہیں وہ ہدیہ و نذر یہاں کے ساکنوں کی
قبول کرتے ہیں ہر روز صبح و شام مٹھائی پوری کچوری میوہ ہائے تر و خشک و طعام ہائے لذیذ

ولنفیس وغیرہ کا ہدیہ ہر روز خداوند کو دیا جاتا ہے وہ کسی کے ہدیے کو واپس نہیں کرتے قبول ہی کر لیتے ہیں صاحبقران عالی مقام نے پھر ہنسکر جواب دیا کہ معلوم ہوا کہ آپ کے خداوند بڑے مکار اور گمراہ کنندۂ مردمان ہیں بہت سے آدمیون کو گمراہ کر چکے ہیں خصوصاً آپ کو اور آپ کے آبا و اجداد کو اس نے گمراہ کیا ہے اپنے تئین اسی جوگی نے خداوند ظاہر کر کے سب سے سجدہ کرایا ہے جائے عجب ہے کہ آپ کے آبا و اجداد نے اس کے دام فریب میں آکر اس کو اپنا خداوند مانا تھا اور اب آپ اسکو اپنا خداوند جانتے ہیں ہر چند کہ صاحب عقل و فہم ہیں مگر اس جوگی کے دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں اگر یہ حجت و دلیل پیش کیجیے کہ اگر وہ خداوند نہیں ہیں تو جوانا کیونکر بدلتا ہے صورت اس کی یہ ہے کہ یہ ایک طرح کا علم و قاعدہ ہے کہ اس کے ذریعے سے روح اپنی دوسرے کے جسم میں لے جاتے ہیں یہ روح کا دوسرے کے جسم میں لے جانا ایک شعبدہ اور ایک علم و قاعدہ ہے جو کوئی اس علم و قاعدے کو اور عمل کرے وہی اپنی روح کو جسم مردہ میں لے جا سکتا ہے آپکو لازم ہے کہ ایسے گمراہ کنندہ کو اپنا خداوند نہ جانیے اس کو سجدہ نہ کیجیے لائق سجدہ وہ معبود حقیقی ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان انس و جن و حیوان شجر و حجر وغیرہ کل اشیا کو پیدا کیا ہے وہ مجسم نہیں رکھتا ہے وہ کسی شے میں سماتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ دیکھنے میں آتا ہے نہ کوئی اس کو دیکھ سکتا ہے نہ وہ رنگ ہے نہ وہ بو ہے نہ اس کو تغیر ہے جیسا کہ ہمیشہ سے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور ہمیشہ ایک ہی طور سے رہے گا اسکو ہمیشہ بقا ہے فنا نہیں ہے اے بحرین جادو آگاہ ہو کہ ہم صاحبقران اپنے زمانے کے ہیں خاص و عام ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہیں ہمنے ہدایت دین اسلام پر کمر باندھی ہے جو لوگ خداشناس نہیں ہیں ہم ان کو ہدایت کرتے ہیں راہ راست دکھلاتے ہیں آپ کو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے خالق زمین و آسمان و ما فیہا کو یقینی اپنا معبود جان کر سجدہ کیجیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جیے مذہب باطل کو ترک کیجیے تاکہ رستگار ہو جیے ظلمت کفر سے نکلیے جس کو آپ خداوند کا پلے سکتے ہیں اس کی پرستش سے باز آئیے بہت آپ شراب میخانۂ کفر سے پی چکے اب بادۂ عرفان خالق کون و مکان اپنے ساقی ازلی سے بصد آرزو و تمنا طلب کیجیے کہ بتقاضائے نظم

پلا دوست تو پیمانۂ عرفان خدا
وہ مے خضر کی ہو جو خضر راہ
وہ مے جس کا پینا ہو شرعاً حلال
وہ جام جسکا ہو عارف کا داب
وہ مے جس سے ہو پاک تر دامنی
رہے مجکو پینے سے سلسلہ خو

پلا مجھکو ساقی وہ جام ...
وہ مے جس کی تجلی سے کنعان ہو
وہ مے آب رحمت ہو جسکا زلال
وہ مے جس سے ہو رشک جنت کا گل
وہ مے جس سے آسان ہو جانکنی
ہے صورت ... نظر

ندا ہے تو اے ساقی ...
ہو دے اپنا ...
وہ مے جسکی ہو قدر بیئو کی تک
وہ مے جسکو کاشی کی ہو آرزو
وہ مے جسکی کشتی ہو نوح نجات
وہ مے جسکا شیشہ ہو رنگ پری

عطا کیجیے جلد اک جام مے
وہ مے جسکے ... ساغر خوش
وہ مے جو کہ ہو آب کوثر سے پاک
وہ مے جسکا ہو جرعہ ہر جرم پوش
وہ مے جو کہ ہو رشک آب حیات
وہ مے جو کہ ہر عیب سے ہو بری

اس سے عرفان خدا کے پینے سے آپ رستگار ہونگے

بندہ آپ کو اختیار ہے بحرین جادو نے تمام تقریر صاحبقران کی سنکے کہا معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہیں اپنے دین کی ہمکو بھی ہدایت کرتے ہیں کیونکر ہم اپنے آبائی دین کو ترک کر سکتے ہیں ہاں اگر کوئی خرابی کی صورت ظاہر ہو تو البتہ اپنے دین کو ہم ترک کر سکتے ہیں پھر سالوک سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوست صادق میں آپ سے جانے عجب اور مقام شکایت ہے کہ آپ ایسے شخص کو کہ جو ہمارے خداوند کو ہمارے روبرو برا کہے اپنے ساتھ لیکر آئے ہیں ہم مجبور ہیں کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اور آپ کے دوست ہیں ورنہ

شعبدہ باز اور مکار اور گمراہ کنندہ ہمارے خداوند کو کہیے کہ ان سے انتقام لیا جاتا سالوک نے سنکر
جھنجھلاکر جواب دیا ہم نہ جانتے تھے کہ یہاں ان کو لاکر مذہبی گفتگو ایسی ہوگی کہ جس سے آپ کو ملال ہوگا
خیر جو ہونا تھا وہ ہوا آپ کی شکایت بجا ہے اب باہم زیادہ حجت وتکرار نہ کیجیے ہماری راے تو یہ ہے کہ
دو باتوں میں اس جھگڑے کو طے کیجیے آپ کے نزدیک خداوند کا یاپلٹ لائق پرستش ہے اور
صاحبقران کہتے ہیں کہ خداوند کا یاپلٹ ایک شعبدہ باز مکار گمراہ کنندہ ہے کوئی جوگی ہے کہ وہ اپنے
علم وقاعدے سے روح اپنی جسم میت میں لے جاتا ہے جولا بدلا کرتا ہے پس اگر کسی فکر وتدبیر سے اس
جوگی کی شعبدہ بازی آپ کو دکھا دیں یا کوئی ایسی تدبیر وفکر کریں کہ جس سے آپ اس کو لائق
خداوندی نہ جانیں تو آپ دین اسلام اختیار کریں اور اگر صاحبقران خداوند کا یاپلٹ کی شعبدہ
بازی ومکاری وفریب دہی آپ پر ثابت نکر سکیں تو خود خداوند کا یاپلٹ کی پرستش کریں یہی شرط
نمایاں ہو جائے بحرین جادو نے بے اختیار کہا کہ اے دوست صادق میں تمہاری راے پسند
کرتا ہوں اگر یہ ہمارے خداوند کی شعبدہ بازی وفریب دہی ومکاری ہم پر ظاہر وثابت کر دیں گے
تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ خود بھی دین اسلام اختیار کریں گے اور تمامی اپنی رعایا کو بھی مسلمان کریں گے
اور اگر یہ خداوند مذکور کی فریب دہی ومکاری ثابت نکر سکیں تو ان سے بھی اقرار کرا لیجیے کہ یہ بھی
دین اسلام کو ترک کر کے ہمارے خداوند کی پرستش کریں جالوک سحرانگیز نے یہ تقریر
بحرین جادو کی سنکے جانب صاحبقران دیکھا صاحبقران نے سمت خواجہ طیفور کے دیکھا یا نظر کر کے پوچھا
کہ کیوں خواجہ اس بارے میں کچھ فکر وتدبیر ہے ہو سکتی ہم اقرار کر لیں خواجہ نے عرض کیا کہ آپ
بلاتامل اقرار وعہد کر لیں یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے انشاء اللہ تعالی جلد اس کام کا سرانجام
حسب دلخواہ کروں گا خداوند کا یاپلٹ کی اصل وحقیقت سے بحرین جادو کو آگاہ کر دوں گا
صاحبقران نے گفتگوے خواجہ مذکور سنکے روبروے سالوک کے بحرین جادو سے اقرار کیا کہ
اگر آپ کے خداوند کی فریب دہی آپ پر ہم ثابت نکر سکیں گے تو دین اسلام ترک کر کے خداوند یاپلٹ
کی پرستش اختیار کریں گے بحرین جادو نے کہا اچھا اس کام کا انتظار کب تک ہے صاحبقران
نے براے خواجہ طیفور ارشاد کیا کہ ایک ہفتے عشرے کے درمیان میں اس راز کا ظہور ہو جائے گا یہ امر
مخفی آپ پر جلی ہو جائے گا غرض صاحبقران نے اقرار کیا تھا کہ خواجہ طیفور نے صاحبقران سے عرض
کیا کہ میں واسطے ایک کار ضروری کے جاتا ہوں اگر دیر ہو تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے گا یہ تقریر سرگوشی
میں کر کے اور بظاہر اجازت براے سیر جانے کی لے کے دربار سے اٹھ کر ایک جانب بصورت
مبدل روانہ ہوے اثناے راہ میں آیندہ ورندہ سے دریافت کیا کہ وہ ندی کہاں ہے جس ندی
پر ملازمان بحرین جادو اور پوجاری وغیرہ چند روز سے واسطے لیجانے ہوے خداوند کا یاپلٹ کی
لاش کے پہنچے ہیں انہوں نے ندی کا نشان بتایا اور کہا کہ وہ ندی چھوٹی ہے اگر اس طرف سیدھے
چلے جاؤگے تو اسی ندی کے کنارے پہنچ جاؤگے خواجہ طیفور اوسی سمت روانہ ہوے
بعد قطع راہ کنارے اس چھوٹی ندی کے پہنچے دیکھا کہ بہت سے ملازمان بحرین جادو اور اکثر
پوجاری لوگ کنارے دریا کے بیٹھے ہیں بعضے تو غل مچا کر کچھ گا رہے ہیں اکثر کچھ باہم باتیں کر رہے
ہیں بعض بعض خداوند کا یاپلٹ کے ہونے کی بات کر رہے ہیں کہ ابھی تک کوئی جولا لائق خداوند
کے دستیاب نہیں ہوا ہے دیکھیے کب ہاتھ آتا ہے زمانہ خداوند کے جولا بدلنے کا قریب آگیا ہے ابھی وہ

وہیں یہ باتیں کر رہے تھے کہ دو مردے تکیوں پر رکھے ہوے بہتے نظر آئے ملازمان بحرین جادو
پوجاری وغیرہ اُن کو دیکھکر خوش ہوے ان میں سے دو چار دریا میں کود پڑے اُن دونون مردون کو
مع تکیون کے کنارے پر لائے پوجاریون نے تکیون سے مردون کو کھول کر کپڑا اُن کے منہ سے
ہٹا کر دیکھا دیکھتے ہی کہا کہ ان میں ایک عورت بڑھیا ہی اور ایک مرد نہایت ضعیف ہی خداوند کے چولا
بدلنے کے لائق نہیں ہی ہم چاہتے ہیں کہ کسی نوجوان نہایت خوبصورت مرد کا تازہ مردہ ہاتھ آئے
تاکہ اس مردہ تازہ کے چھونے میں خداوند کا پلٹ سائیں چولا اپنا بدلیں خوشی وشادمانی ہم سب کو
حاصل ہو بعد اس خوشی کا حسب دستور قدیم ہو خواجہ طیفور گردیا بصورت ملازمان بحرین جادو
رنگ وروغن سے بن کر تمام تقریر اُن پوجاریون کی اُن کے قریب بیٹھکے بخوبی سنکے کچھ سوچکے
وہان سے جس طرف جانا منظور تھا اُسی سمت روانہ ہوے بعد قطع راہ دور کنارے اُسی چھوٹی ندی
کے بیٹھکر زنبیل سے کچھ بانس اور نیا کپڑا اور پھونس وغیرہ جو چیزیں مطلوب تھیں نکال کر اس صحرا
میں کہ گرد و پیش کوئی نہیں تھا کشتی تیار کی پھر زنبیل سے معجزہ طلب کرکے بصورت ایک نوجوان
مرد نہایت خوش رو کے بنے بعدہ مہندی لپنے ہاتھون میں مل کر سہرا پھولون کا اپنے سر پر باندھکر
و دو جامہ دولھے سا پاپہنے کر کشتی پر لیٹ کر مردہ بنکر کشتی کو حسب دستور ہر طرح کی زینت مروجہ سے
مزین کر کے یہ لٹکے ندی میں ڈالدی۔ درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزاء دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا۔ ہرچند کہ خواجہ عمرو اولی موت اور دریا اور نقادارے ڈرتے تھے دریائے
علمدار رہتے تھے دریا سے کنارہ کیا کرتے تھے دریا میں بخوف غرق قدم نہ رکھتے تھے لیکن خواجہ طیفور
گردیا نے کہ اُن کی نسل سے ہیں کچھ خوف پانی سے نہ کیا اپنے مرجانے کا بھی اندیشہ نہ کیا نہایت بہادری
و دلاوری سے کشتی پر لیٹ کر کفن پوش ہو کر پانی میں بہتے ہوے مع کشتی چلے جب وہ کشتی اُس جگہ
پہنچی ہوئی پہونچی جس جگہ ملازمان بحرین جادو و پوجاری وغیرہ جن کا ذکر کیا گیا ہی بیٹھے ہوے تھے
بعد دم اُن میں بعض لوگون نے اُس کشتی کو دیکھکر خوش ہو کر کہا کہ دیکھو ایک کشتی مع مردہ بہتی ہوئی
آتی ہے دست دیکھنے کے بعد چند کس اُن میں سے دریا میں اُترے اور کشتی ملاحی پیر کر اُس کشتی تک
پہونچا اُسے کنارے پر لائے خواجہ مذکور نے اُسوقت اپنی سانس کو روک لیا پس ایسا دم کیا کہ
گویا مردہ ہو گئے پوجاریون وغیرہ نے کفن کو دور کر کے میت کو جو دیکھا از حد خوش ہوے اور باہم
کہنے لگے کہ یہ نوجوان خوبصورت لڑکا شاید بن بیاہا مرا ہی اس کے ماں باپ یا دیگر عزیزون نے
اس کے سر پر سہرا باندھ دیا ہی مہندی لگا دی ہی ارمان اپنا دولہ بنانے کا جو تھا بعد اس کے مرنے کے
اسے دولہ بنا کر دیکھ لیا ہی یہ جوان ایسا خوبصورت ہی کہ لاکھون جوانون میں ایک ہی نہیں معلوم
یہ پھول کس بوستان کا ہی فصل بہار میں خزان سے دوچار ہوا ہی اس نوجوانی میں افسوس
اس نے انتقال کیا ہی اس کے غم میں والدین اس کے زندہ نرہینگے جس کا ایسا فرزند نوجوان
مر جائے بلا شبہ وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہی غرضکہ ایسی ہی تقریر تا دیر کر کے بہت افسوس کر کے باہم خوش
ہو کے کہا کہ اب کی مرتبہ ایسا چولا خداوند کے بدلنے کے لیے ہاتھ آیا ہی کہ کبھی ایسا چولا خداوند کا پلٹ
کو ملکن نہوا تھا عجب یہ جوان خوبرو ہی تازہ مرا ہی بدن ابھی تک اس کا گرم ہی تن اس کا بوسیدہ
مطلق نہیں ہوا ہی ابھی خوبی تک رہے ایسا مردہ دستیاب ہوا ہی یہ باتیں کر کے اُن ملازمون نے
بحرین جادو کے جلد ایک نامہ بیانی ساکنان جزیرہ کو اطلاع دی ہر ایک بصد خوشی کنارے دریائے مذکور

آیا سامان اٹھانے کا کیا گیا غرضکہ بنہایت جلوس سے مردہ مذکور اٹھایا گیا ساکنان بحرینہ بعد شادمانی
باجے بجاتے ہوئے گاتے ہوئے در دولت بحرین جادو پر آئے صورت مردہ مذکور کی بحرین جادو
کو دکھا کر پوجاریون نے عرض کیا کہ دیکھیے ایکی مرتبہ اس چولے مین خداوند ساہین کے یہی شکل
خداوندی ہوگی بحرین جادو نے دیکھکر کہا کہ ایکی مرتبہ کیا اچھا جوان مردہ خوبصورت دستیاب
ہوا ہے خیر لے جاؤ معلوم ہوا کہ ایکی مرتبہ خداوندی یہی صورت ہوگی پوجاری وغیرہ بحرین جادو
سے فی الفور اسی طرح گاتے بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹے بجاتے ہوئے شور وغل کرتے
ہوئے نعش کو کاندھون پر رکھے ہوئے برابر گنبد قیام خداوندکا پلٹ کے پہونچے اُسوقت جب
پوجاریون نے پکار کر کہا کہ اے خداوندکا پلٹ آپ کے چولا تبدیل کرنے کا زمانہ آگیا ہے یہ
تازہ و نوجوان و خوش رو مردہ ہے اُسدم دیکھنے والون نے دیکھا کہ اس گنبد کے روشندان کلان
وکشادہ کے برابر دو ہاتھ بلند ہوئے پوجاریون نے نعش پر سے میت جوان خوش رو مذکور کی
اسی روشندان مین سے دیدی بعد ازان سب خرد و کلان اسی جگہ ٹھہرے رہے خداوند نابکار
مذکور نے میت مذکور روشندان سے اندر گنبد کے لاکر بالائے زمین رکھکر سراپائے مردہ مذکور پر نظر
کرکے بہت خوش ہوکے کچھ پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے اُس کے دہن سے ایک سیاہ بھونرا
نکلا نکلتے ہی اُس بھونرے کے تن بے جان اُسی کا زمین پر گرا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی جانب
دہن میت مرقوم الصدر چلی فی الفور خواجہ طیفور گردپا اغذ بیچے اور کہا کہ او نابکار بھونرے
کدھر آتا ہے دور ہو کیا مجھ کو زندہ مین سمائے گا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی پھر اسی کے دہن کی طرف
واسطے سمانے کے چلی خواجہ طیفور گردپا نے فی الفور خداوند مذکور کے منہ کو بند کرکے ایک بندر کا
مردہ جلد زنبیل مین سے نکالا قبل اس عیاری کرنے کے خواجہ نے راہ مین بندر کا مردہ پڑا ہوا
دیکھکر جو زنبیل مین رکھ لیا تھا اسوقت اسی مردے کو نکال کر اُس بھونرے سے کہا کہ او روح
خداوندنا نابکار و ناہنجار اس بندر مین سما جا ورنہ تجکو اس گنبد سے نکل کر جانے نہ دونگا بہتر یہی ہے
کہ اس بندر مین حلول کر وہ بھونرا یعنی روح جو خداوندکا پلٹ کی بصورت بھونرے کے دہن سے
نکلی تھی مجبوری ولاچاری اُس بندر کے منہ مین جاکر تمامی اعضا مین اُس کے پھیل گئی مانند
خون کے رگ رگ مین دوڑ گئی وہ بندر زندہ ہوکے اٹھ بیٹھا خواجہ نے ایک زنجیر آہنی محکم
زنبیل سے نکال کر بندر کو اس زنجیر سے باندھا پھر ایک میخ آہنی نکال کر درون گنبد زمین پر
گاڑ کر زنجیر کو اُس میخ مین باندھا بعد ازان اُس تن بے جان وضیعت والا کو روشندان
گنبد سے باہر کردیا پوجاری وغیرہ نے بہزار خوشی اس تن بے جان کو ہاتھون ہاتھ لے کر کفن
یعنی نئے کپڑے سے حسب قاعدہ لپیٹ کر بدستور نعش پر رکھکر اسی جلوس و سامان و تزک
و جمعیت سے بعد خوشی گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوئے طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئے بحرین جادو
بھی ہمراہ ہوا اُسوقت کوئی ساکنان بحرینہ سے ایسا نہ تھا کہ ہمراہ نہو لاکھون مردم کا مجمع تھا
گھنٹے و سیدم بجاتے تھے بعضے ناقوس بجاتے تھے اکثر مردم جھانجھ وغیرہ بجاتے تھے طرح طرح کے
باجے بجتے جاتے تھے ہر ایک خوش تھا گویا روز عید تھا ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا
مبارک ہو کہ خداوندکا پلٹ نے چولا بدلا الحاصل تمام اعلیٰ ادنیٰ بعد خوشی ہمراہ تھے جب سب
کنارے دریا کے پہونچے موافق اپنے ملت و مذہب کے لکڑیان جمع کرکے وہ مردہ اُن لکڑیون پر

رکھکر آگ لکڑیوں میں لگا دی گئی ساتھ لکڑیوں کے مردہ مذکور بھی جلنے لگا شعلۂ آتش بلند ہونے لگا
اُسوقت بھی وہ لوگ گانے بجانے لگے شادمانی و خوشی ظاہر کرنے لگے جب مردہ مذکور تمام و کمال
جل کر خاک ہوگیا ہر ایک ادنی اعلی نے اُس کی خاک کو اپنی آنکھوں اور پیشانی پر لگایا پھر تھوڑی
تھوڑی خاک ہر ایک نے اٹھا کر یا جیسا ظرف شیشہ یا چینی یا کاغذ میں رکھ لی بحرین جادو نے
بھی تھوڑی سی خاک واسطے دفع مرض کے اٹھالی پھر سب وہاں سے بصد خوشی اپنے
گھر گئے ہنگام شب خاص اُن لوگوں نے جن کا ذکر ہوا اندر گنبد قیام خداوند کا پلٹ کے دربان اور نوچاری
وغیرہ کے اُس بزم عیش و عشرت میں اور کوئی نہیں گیا وہی مخصوص تھوڑے آدمی محفل عشرت
میں بیٹھے رہے سامنے در گنبد مذکور کے نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کیں خداوند مذکور اندر گنبد
کے بیٹھے ہوئے سنا کیے اسی طرح کئی روز تک بزم عشرت روبروے گنبد خداوند کا پلٹ آراستہ
رہی بعد چند روز کے موقوف ہوئی پھر سب کو تقرری روز خوشی یعنی دن میلے کے مقرر کرنے کا
خیال ہوا ہنوز دن میلے کا مقرر نہوا تھا کہ ایک روز صاحبقران سے بحرین جادو نے کہا کہ
کچھ آپ کو اپنے وعدے کا بھی خیال ہے ابھی تک آپنے خداوند کی شعبدہ بازی و مکاری اور
فریب دہی پھر ثابت نہیں کی ہے زمانہ آپ کے وعدے کا گذر رہا ہے چونکہ خواجہ طیفور گرد پا کئی روز
سے گنبد میں بیٹھے ہوئے تھے صاحبقران کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے اسوجہ سے
صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ نے ضرور عیاری کی ہے خداوند کا پلٹ کو الٹ پلٹ دیا ہے یا اُن کو
گرفتار کیا ہے پہ نہ کچھ خداوند سے بحرین جادو وغیرہ کے خواجہ نے یہاں سے جا کر سلوک کیا
ہے یہ سمجھکر صاحبقران نے جواب دیا کہ چال مکاری و فریب دہی و تمام حقیقت آپکے خداوند
کی آئینہ حیرت سے ثابت ہو جائیگی ذرا چل کر آئینے میں معائنہ کیجیے بحرین جادو ہمراہ اپنے
دوست سالوک اور صاحبقران کو لیکر اسی روز گنبد آئینہ حیرت میں گیا حاجب جادو
دربان در گنبد مذکور نے کہ ساحر معزز تھے سلام کیا بعد کہ جسقدر مردم ادنی اعلی اندرون احاطہ
گنبد آئینۂ حیرت تھے سبنے باادب بحرین جادو کو سلام کیا بحرین جادو نے داخل گنبد مذکور کے
ہوکے صاحبقران کے کہنے سے یہ نیت کی کہ اے آئینۂ حیرت فی الحال جو شکل و صورت خداوند
کا پلٹ کی ہے وہ ظاہر ہو اور جو کوئی گنبد قیام خداوند میں ہو وہ بھی ظاہر ہو بعد اس نیت
کرنے کے پرستش آئینے کی سے دو کی بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک مرد نوجوان
خوبصورت بندر زنجیر میں بندھا ہوا لئے موجود ہوا یعنی آئینے میں آیا صاحبقران زمان سلطان
کیوان شکوہ اُس بندر کو ایک خوبرو جوان مرد کے قبضے میں بستہ زنجیر دیکھکر بے اختیار ہنسے
سالوک کو نہایت تعجب ہوا بحرین جادو دریاے حیرت میں غوطہ زن ہوا دل میں کہنے لگا کہ یہ
بندر کیسا ہے کیا واقعی ہی مجکو آئینے میں عوض خداوند کے ایک بندر ایک مرد نوجوان کے ہاتھ
میں زنجیر میں بندھا ہوا دکھائی دیتا ہے کیا اسی مرتبہ خداوند کا پلٹ بندر بن گئے ہیں قسمت میں
اور چوپے میں بندے معاف رہیں ابھی بحرین جادو متحیر تھا سوچ رہا تھا مذکور بنظر حیرت
دیکھ رہا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باربار مسکرا رہے تھے سالوک صحرانشین
درویش خود بھی بچشم حیرت آئینۂ حیرت میں نگران تھا حاجب جادو بھی پاس کھڑا ہوا بندر کو
آئینے میں معائنہ کر رہا تھا کہ یکایک اُس بندر نے نہایت عاجزی سے دانت اپنے نکال کر

کتے کی طرح دُم ہلا کر بحرین جادو کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اپنی عاجزی و اسیری کو دانت
نکال کر دُم ہلا کر ظاہر کرنے لگا بحرین جادو نے بندر سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے اور یہ شخص کون
ہے اُس بندر نے کہ دراصل روح اُس جوگی کی کہ جس نے خداوند کا یہ پلٹ اپنے کو بنایا اور ظاہر کیا
تا مردہ بندر کے جسم مین سما گئی تھی بزبان فصیح کہا کہ اے بحرین جادو اے حاکم و مالک بحرین
آگاہ ہو کہ تمہارے آباؤ اجداد کے عہد مین ہم مرد مردہ کے اجسام مین بارہ تیرہ سو برس سے
جاتے رہے چولا اپنا بدلتے رہے وہ سب ہماری پرستش باعتقاد تمام کرتے رہے تعظیم و تکریم
ہماری کیا کیے اپنا خداوند ہمین جانا کیے زمانہ مقررہ مین مرد مردہ کو واسطے ہمارے چولا بدلنے کے
اپنے ملازمون کے ہاتھ ہمارے گنبد قیام مین بھیجا کیے ہم آرام و راحت اپنے گنبد مین رہے
اکل و شرب سے لطف اٹھایا کیے دعوی خدائی و خداوندی کیا کیے تمہارے عہد مین ہم اس
بلا مین مبتلا ہو گئے بندر ہو گئے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو فی الحال تمنے اور سب نے اس شخص کو
جو ہمین زنجیر مین گرفتار کیے ہوے ہے مردہ سمجھ کر بھیجا تھا حالانکہ یہ دشمن عزت و جان ہمارا زندہ تھا
مردہ نہ تھا اس نے ہمین ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ ہمین بندر کے جسم مین سمانا پڑا افسوس ہے تمنے
غفلت کی اتنی پر تمنے مردے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہین لیا کہ یہ دراصل مردہ ہے یا زندہ ہے
پس تم سب باعث ہماری بے عزتی کے ہوے ہم اس حال کو پہونچ گئے غضب کیا تم سب نے
کہ ایسے مرد مکار عیار کو مردہ خیال کر کے ہمارے گنبد مین بھیجا اُس کے گنبد مین گھسنے سے ہماری
یہ صورت ہو گئی اب ہماری اس مرد بدخواہ سے رہائی کی فکر کرو اس بارے مین تاخیر و غفلت
نہ کرو ورنہ ہم ہلاک ہو جائینگے اس سرزمین سے بلکہ دنیا سے چلے جائینگے تم سب سے
ناخوش ہو کر جائینگے یہ کہکر وہ بندر اور وہ مرد نوجوان آتکنے مین نظر سے غائب ہو گئے
بحرین جادو تمام تقریر بندر کی سنکے تمام حال سے آگاہ ہو کے ملول ہوا سر جھکائے ہوے وہان سے
اپنے دربار مین آیا سالوک صحرانشین درویش خو اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بھی شادان و خندان ہمراہ بحرین جادو کے اُس کے دربار مین آئے بحرین جادو نے اپنے
اہل دربار کو جمع کر کے سالوک صحرانشین و صاحبقران کو بعزت و حرمت بٹھا کے اپنے
ملازمون کو حکم دیا کہ جلد جا کر گنبد قیام خداوند کا یہ پلٹ مین داخل ہو کر اُس شخص کو جو اُس
گنبد مین ہے مع بندر کے ہمارے روبرو لاؤ خدام گئے بعد تھوڑی دیر کے اُس نوجوان مرد
خوش رو کو مع بوزنہ مذکور کے اُسوقت روبرو بحرین جادو کے لائے کہ سالوک صحرانشین
درویش خو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و اکثر ساحران نامی و نامور و حاجب جادو
دربار مین بیٹھے تھے جملہ اشخاص مذکور نے دیکھا کہ ایک نوجوان و شکیل مرد ایک بندر کو زنجیر مین
باندھے ہوے ہمراہ ملازمان بحرین جادو کے آیا ہے ابھی تک بجانب میمون مذکور دیکھ رہے تھے
اور وہ نظر یاس سے جانب بحرین جادو دیکھ رہا تھا گاہ عاجزی سے سر جھکا کر دانت نکال کر
دُم ہلاتا تھا کبھی دامن قبا بحرین جادو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اشارہ کرتا تھا کہ اس ظالم کے
ہاتھ سے مجھکو چھوڑا دیجیے اور بندر کے چولے سے مجھے یعنی میری روح کو کسی انسان کے مردے
مین جانے دیجیے جلد کسی مردے کو میرے سامنے لائیے یا کسی سے منگوائیے بحرین جادو نے
اُس کے حرکات و اشارات دیکھکر یہ فہم ہو کر پوچھا کہ سچ کہہ تو دراصل کون ہے اگر سچ کہیگا تو خیر

ورنہ ہم بہت برے طور سے تجھ سے پیش آئیں گے بندر نے مجبور ہو کر سر جھکا کر زبان فصیح کہا کہ اے
بحرین جادو سچ تو یہ ہے کہ میں جوگی ہوں تمہارے آبا و اجداد گذشتگان کے زمانے میں اس سرزمین
پر آیا تھا یہ سرزمین مجھکو اچھی معلوم ہوئی تھی یہاں میں نے سکونت اختیار کی تھی جب سن میرا زیادہ ہوا
بذریعہ ایک عمل کے کہ میں کسب کرتا ہوں اور جانتا ہوں ایک روز کنارے دریا کے جا کر بیٹھا تھا کہ
ایک مردہ بہتا ہوا ایک جوان کا میں نے آتے دیکھا فوراً دریا میں کود پڑا اور بذریعہ عمل مذکور کے
اُس مردے کے جسم میں اپنی روح کو لے گیا تھا چولا اپنا پرانا میں نے چھوڑ دیا تھا وہ میرا چولا تو
دریا میں بہہ گیا تھا میں نوجوان ہو کر دریا سے نکلا تھا دیکھنے والوں نے حیران ہو کر مجھ سے پوچھا تھا کہ
تم کون ہو میں نے اپنے تئیں خداوند کا پلٹ ظاہر کیا تھا یہ خبر آپ کے بزرگان سلف جو اُس زمانے میں
یہاں کے حاکم تھے اُن کو پہونچی تھی وہ بھی متحیر ہو کر کنارۂ دریا آئے تھے اور میرے حالات سے
آگاہ ہو کر میرے معتقد ہو کر خداوند مجھکو خیال کرنے لگے تھے اور یہ گنبد جو اب تک موجود ہے انہوں نے
میری خواہش سے واسطے میرے رہنے کے بنوا دیا تھا آب و طعام اپنی سرکار سے واسطے میرے
روانہ کیا کرتے تھے میں بآرام تمام گنبد میں رہا کرتا تھا جس کو کچھ مجھ سے پوچھنا ہوتا تھا وہ روشندان
گنبد مذکور کے پاس آ کر آواز بلند مجھ سے پوچھتا تھا میں اُس کو جواب دیتا تھا موافق میرے حکم کے وہ
کاربند ہوتا تھا اسی طرح جملہ امور میرے حکم سے یہاں کے باشندے کرتے تھے جس بات کو میں منع
کرتا تھا اسکو کوئی نہ کرتا تھا اُس زمانے سے اب تک میں نے اکثر چولے بدلے ہیں مجھے اس سرزمین
پر آئے ہوئے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہے ابکی مرتبہ ایسا مردہ واسطے میرے چولا بدلنے کے
یہاں کے باشندے لائے کہ وہ دراصل زندہ تھا اور اسوقت تک زندہ موجود ہے تمہارے
روبرو کھڑا ہے زنجیر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے مجھے گرفتار کیے ہوئے ہے لیکن اس ظالم سے مجبور ہو گیا اس نے
میری روح کو پرانے چولے میں بھی جانے نہ دیا ایک بندر مردہ اپنے پاس سے نکال کر مجھے بجبر و ظلم کہا
کہ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو اس مردہ بندر کے جسم میں سما جا اے بحرین جادو مجبوری تو بڑی بلا ہے اگر اسکے
کہنے پر عمل نہ کرتا تو کیا کرتا لاچار ہو کر مردہ بندر کے جسم میں ہو گیا ہوں جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو اب
تم سے امیدوار ہوں کہ جلد کوئی مردہ انسان کا کہیں سے منگواؤ کہ میں بزور اپنے عمل قدیم کے اپنی
روح اُس مردے کے تن میں لے جاؤں بندر کے چولے کو چھوڑ دوں راز میرا افشا ہو گیا بڑی ذلت
اور رسوائی میری ہوئی آئندہ خیال رکھنا خوب دیکھ بھال کر مردے کو واسطے میرے چولا بدلنے کے
اپنے ملازموں کے ہاتھ گنبد میں بھیجا کرنا اور اس مرد جفاکار و ظالم عیار و مکار کو سزا سخت دیجیے
کہ اس نے میرا راز فاش کیا ہے مجھے بندر بنا کر زنجیر میں باندھ کر گنبد سے یہاں لے آیا ہے بحرین جادو
نے از حد برہم ہو کر کہا کہ او جوگی نابکار و مکار تو نے اپنے عمل سے شعبدہ کا یہ پلٹ کا ڈھنگ کر ہمارے
آبا و اجداد اور یہاں کے تمام باشندوں کو گمراہ کیا اپنے تئیں خداوند کا پلٹ ظاہر کیا اپنے تئیں
سب سے سجدہ کرایا اعلیٰ ادنیٰ کو بہکایا بیدین و بدآئین کیا بڑا غضب کیا بعد بارہ تیرہ سو برس کے
آج کا حشر تیرے حال سے ہمیں آگاہی ہوئی اب بھی تو چاہتا ہے کہ بزور اپنے عمل کے روح اپنی
کسی تن بیجان انسان میں لے جائے اور پھر گنبد میں جا کر بیٹھے خداوندی کرے لوگوں کو
گمراہ کرے راز تیرا افشا ہو گیا اب کوئی بھی تجھے خداوند اپنا نہ جانے گا نہ کوئی تجھے سجدہ کرے گا وہ ہوا
جو تیری بندگی ہوئی تھی وہ گئی دیدہ و دانستہ اب تیری پرستش کوئی نہ کرے گا بلکہ یہاں سے نکلنے کا

کبھی کوئی شخص روادار نہوگا اگر تو یہان رہے گا تو لوگ تجھسے بہ بدی پیش آئینگے یقیناً تجھے
مار ڈالینگے تیرے حال پر مطلق رحم نہ کرینگے آب و طعام بھی تجھے ندینگے بہتر ہی کہ اب تو
یہان سے کہین چلا جا بندر نے بنہایت عاجزی کہکے کہا کہ حسب الحکم حضور مین یہان نرہونگا کہین
چلا جاؤنگا لیکن اسقدر میرے حال پر رحم کیا جائے کہ کوئی مردہ انسان کا ابھی کہین سے تلاش
کرکے منگایا جائے تاکہ بزور عمل مین اپنی روح کو اُس مردے کے تن بیجان مین لیجا کر یہان سے
چلا جاؤن اگر بصورت بندر کے یہان سے کہین جاؤنگا تو جو مجھے دیکھیگا وہ ڈھیلا لکڑی
ڈنڈا مجھے مارے گا کہین بیٹھنے نہ دیگا دھکا دیگا زندگی میری بے لطف گذریگی بحرین جادو
نے پوچھا کہ تو اب بھی اپنی روح کو تن مُردہ مین لے جا سکتا ہے ہمین بھی اپنا کرتب عمل کا دکھا سکتا ہی
بندر نے کہا کہ ہان کوئی مردہ منگوالیجے پھر تماشہ دیکھیے بحرین جادو نے اپنے ملازمون سے کہا کہ
اگر کوئی مردہ کہین کسی کا دستیاب ہو تو جلد لے آؤ ملازم واسطے جستجو کے گئے ہر چند مردہ انسان
کی تلاش کی لیکن نہ ملا آخر کار مجبور ہو کر پھرے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک کبوتر مرا ہوا پڑا ہی ملازمون
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مردہ انسان کا دستیاب نہوا تو کبوتر مردہ ہی کو لے چلنا چاہیے خالی
نہ جانا چاہیے جوگی جی کا کایہ پلٹ ہونے کا تماشہ دیکھ لینا چاہیے کہ کس طرح وہ اپنے عمل سے تن مردہ
مین بزور عمل اپنی روح کو لیجاتے ہین یہ تماشہ قابل دید ہی یہ خیال کرکے اس مردہ کبوتر کو اٹھا کر روبرو
بحرین جادو کے لا کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور ہمنے مردہ انسان کا کہین نہین پایا ہر چند تلاش کیا
مگر کہین دستیاب نہوا مجبور ہو کر یہ کبوتر کا مردہ لے آئے ہین بحرین جادو نے کہا کہ ہمکو مطلب سیر و تماشہ
دیکھنے سے ہو کوئی مردہ کیسا ہی ہو انسان ہو یا جانور کا مردہ ہو یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کبوتر مردہ
کو روبرو بندر کے رکھدو انھون نے حکم کی تعمیل کی بحرین جادو نے بندر سے کہا کہ بالفعل تو
اس کبوتر کے تن بے جان مین تو اپنی روح کو لے جا عمل کایہ پلٹ کا ہمین دکھا آئندہ دیکھا جائے گا
بندر نے کچھ الفاظ واہیات آہستہ آہستہ کہ کسی نے نہین سنے اپنی زبان پر جاری کیے بعدہٗ
سب نے دیکھا کہ بصورت بھونرے کے ایک پرندہ اُس کے دہن سے نکل دہن کبوتر مردہ مین
چلا گیا بندر مردہ ہو گیا کبوتر زندہ ہو گیا اُسوقت تمام اہل دربار خصوصاً بحرین جادو وغیرہ بنہایت
حیران ہوے جوگی مذکور نے روح اپنی مردہ کبوتر مین لے جا کر بحرین جادو اور اُس نوجوان خوش
خوش رو سے مخاطب ہو کر بزبان فصیح غضبناک ہو کر کہا کہ اے بحرین جادو و اے ظالم اظلم
تم دونون آگاہ ہو کہ اسوقت تو مین جاتا ہون آئندہ قابو پا کر تم دونون سے سمجھونگا حتی الامکان
تمکو زندہ نچھوڑونگا تمنے مجکو کلمات سخت و درشت سر دربار کہے ہین ذلیل کیا ہی اور اس نوجوان
نابکار نے مجھپر بڑا ظلم کیا ہی یہ کہکر پر تول کر بحرین جادو کو کلمات نامناسب کہکر اڑا اُس وقت
بحرین جادو نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ جوگی نابکار ہمین
کلمات سخت کہکر اور ہمسے بہ بدی پیش آنے کی ہمین اطلاع دیکر جاتا ہی اس کو جانے ندیجیے اگر
ممکن ہو تو ہلاک کیجیے حالانکہ ہم ساحر نامی ہین بزور سحر ابھی اس کو ہلاک کر سکتے ہین لیکن باین خیال
اپنے ہاتھ سے اس کی ہلاکت نہین چاہتے ہین کہ ایک مدت تک ہمنے لاعلمی مین اس کو خداوند
جان کر سجدہ کیا ہی اور صدہا برس تک ہمارے آبا و اجداد نے اس کی پرستش کی ہی پس جس کو
خداوند جانا ہو اور سجدہ کیا ہو اُسے قتل و ہلاک کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ سے کہنے لگے بحرین جادو کے شادمان ہوکے دوش سے کمان اور ترکش سے
تیر نکال کر چلہ کمان میں رکھکر کبوتر مذکور کو دیکھا کہ وہ زمین سے بلند ہو کر ایک جانب اڑ کے جانیکا
کرتا تھا کہ اسی حالت میں صاحبقران نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ کبوتر تیر میں چھد کر قریب
دربار کے نیچے زمین پر گر کر تڑپنے لگا آخر بعد ایک لحظہ کے تڑپ تڑپ کر مر گیا روح اس بدن
گمراہ کنندہ کی سوئے جہنم روانہ ہوئی اس کے مرنے سے سب خوش ہوئے خصوصًا صاحبقران
بلند طالع کیوان شکوہ و سالوک صحرا نشین درویش خو و بحرین جادو بہت شادمان
ہوئے صاحبقران و سالوک نے خدا کا شکر کیا دل میں کہا کہ عجب نابکار گمراہ کنندہ دنیا سے
ہو گیا ابھی صاحبقران و سالوک شکر پروردگار عالم کر رہے تھے کہ بحرین جادو نے
اس نوجوان خوبرو مرد کی طرف نظر کر کے پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تو کون ہے کہاں رہتا ہے
نام تیرا کیا ہے تو نے کس حکمت و تدبیر سے جوگی جی کو بندر مردہ کے تن میں اترنے اور مارنے کو کہا تھا
بیان کر جوان مذکور نے بحرین جادو سے پوچھا کہ کیا آپ مجھکو نہیں جانتے ہیں بحرین جادو نے
جواب دیا کہ بیشک میں تجھ سے آگاہ نہیں ہوں جوان خوبرو مسطور نے صاحبقران کی جانب
مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ آپ مجھ سے آگاہ ہیں یا نہیں صاحبقران نے بعقل و فہم سمجھ کر جواب دیا
کہ ہاں ہم اے ماہر ہیں تمہیں خوب جانتے ہیں جوان مذکور نے پوچھا کہ اگر آپ مجھے جانتے ہیں تو بتائیے
میرا کیا نام ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ نام تمہارا خواجہ طیفور گردیا ہے تم ہمارے برادر و عیار ہو
ہر چند کہ اسوقت صورت تمہاری اور ہے لیکن تمہیں ہمارے عیار وفادار ہوئے اس جوان
خوش رو نے مسکرا کر عرض کیا کہ آپ نے مجھے خوب پہچانا میں ہی طیفور گردیا ہوں یہ عرض
کر کے بصورت اصلی ہو کر بحرین جادو و صاحبقران کو سلام کیا ہر ایک نے تعریف و ثنا کی
خصوصًا بحرین جادو و سالوک و صاحبقران نے بہت اس کی عیاری کی ثنا کی بعد ازاں باشارہ
بحرین جادو بالائے کرسی خواجہ طیفور گردیا نے بیٹھکر تمام حال اپنی عیاری کا اول سے تا انتہا
مفصل بیان کیا ہر ایک نے بہت ثنا کی جب خواجہ طیفور گردیا حال اپنی عیاری کا بیان کر کے
خاموش ہوئے سالوک سحر انشین درویش خو نے اور صاحبقران نے بحرین جادو سے
کہا کہ کہئے آپ پر حال خداوندگار یہ پلٹ کا کما حقہ ظاہر ہو گیا یا نہیں اگر ظاہر ہو گیا ہے تو اب اپنے
شرط میں کیا تامل ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ واقعی تمام حال خداوندگار یہ پلٹ کا ہم پر حالی اور
ثابت ہو گیا کہ وہ جوگی تھا اس نے ہمیں گمراہ کیا تھا آپ صاحبوں کے یہاں آنے سے اور اے
صاحبقران آپ کی ہدایت سے ہم راہ راست پر آئے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا ظلمت کفر سے نکلے اور
مسلمان ہونے میں ہمیں اب کوئی عذر نہیں ہے الا ہمکو آگاہی یہ ہے کہ آپ فتاح طلسم زلزلہ ہیں زمانہ فتح
طلسم زلزلہ کا قریب آگیا ہے ہمیں یہ منظور ہے کہ آپ کی اس بارے میں شرکت کریں لڑائیوں میں
آپ کے ہمراہ رہیں آپ کے دشمنوں سے مقابلہ و مجادلہ کریں دشمنوں کی شر سے آپ کو بچائیں
اگر اسوقت کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان ہو جائیں گے تو سحر بھول جائیں گے پھر آپ کے دشمنوں ساحروں سے
مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکیں گے آپ نے ہمیں ہدایت دین اسلام کر کے احسان عظیم کیا ہے پھر ہم کچھ بھی
عوض آپ کے اس احسان کا نہ کر سکیں گے پس اگر مناسب ہو تو بالفعل ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان
نہ کیجیے ہاں بعد فتح طلسم زلزلہ اگر زندہ رہے تو ہم کلمہ پڑھ کر ضرور مسلمان ہونگے بالفعل ہم مطیع دین اسلام

ہوتے ہیں اور تمامی اپنی رعایا کو جو غیر ساحر ہیں حکم مسلمان ہونے کا دیتے ہیں اُن کو آپ کلمہ پڑھا کر مسلمان
کیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے بحرین جادو تم سچ کہتے ہو ہم تمہاری رسم
کو پسند کرتے ہیں اچھا فی الحال تم مطیع دین اسلام ہو مگر اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم دو بجائے
ہم یہاں سے طرف اپنے لشکر کے جائیں تجھے رخصت ہوں ہمیں یہاں آئے ہوئے زمانہ زیادہ ہوا ہے
بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران مطیع دین اسلام ہوکے اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم
دیا حسب الحکم جملہ مرد و زن غیر ساحر صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھ کر صدق دل سے
مسلمان ہوئے عقائد دین و ایمان سے بہدایت صاحبقران آگاہ ہوئے مساجد کی بنانے میں
سرگرم ہوئے اپنے قدیم معبدوں کو منہدم کیا جب تمامی رعایا مسلمان ہو چکی بحرین جادو نے صاحبقران
سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آئینۂ حیرت کو کہ تحفہ عجیب و غریب ہے قبول کیجیے آپ نے اس سے
اس سے عجیب عجیب امور دریافت ہونگے خصوصاً حال لوح طلسم زلزلہ کا معلوم ہوگا کہ کس جگہ ہے
کس ساحر کے قبضے میں ہے حالانکہ بعد معلوم ہونے کے بھی لوح طلسم زلزلے کا حاصل کرنا نہایت دشوار
ہوگا ساحران نامی سے اکثر مقاموں پر جنگ عظیم ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا کیونکہ طلسم زلزلہ
چھوٹا سا طلسم نہیں ہے بہت بڑا طلسم ہے لاکھوں ساحران نامی وغیر نامی اس طلسم میں ہیں دربند
بھی از حد سخت گذار ہیں مالکان دربند بھی بلائے بے درمان آفت روزگار اپنے وقت کے سامری و
جمشید ہیں یہ تمام حالات شنیدہ ظاہر کیے ہیں اور لوح طلسمی کے بارے میں تو مجھ کو بھی معلوم
نہیں ہے کہ وہ کہاں رکھی گئی ہے صاحبقران نے سنکر کہا کہ اگر طلسم زلزلہ بہت بڑا طلسم ہے اور
ساحران نامی وغیر نامی اس طلسم میں لاکھوں ہیں تو ہوں مجھ کو اندیشہ نہیں ہے خداوند عالم حافظ
حقیقی ہے وہ ہمیں ان کی شر سے بچائے گا وہ ناکارہ ہمیں قتل نہ کر سکیں گے اگر دشمن ہمارے قوی
ہیں تو نگہبان ہمارا قوی تر ہے اسی مضمون کو ایک شاعر نے بھی نظم کیا ہے ع دشمن اگر قوی است
نگہبان قوی تر است۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے واسطے ہمارے ایسے اسباب مہیا کر دیگا
کہ وہ اسباب باعث ہماری بہبودی کے ہونگے دربند سخت گذار سے گذر جائیں گے مالکان
دربند جو سامری وقت و جمشید روزگار۔ بقول تمہارے ہیں وہ بھی ہمیں روک ٹوک نہ سکیں گے
اگر سدراہ ہونگے تو ہمارے ہاتھ سے قتل ہونگے اور بابت آئینۂ حیرت کے جو تم نے کہا ہے کہ اس
آئینے کو بہر دریافت لوح طلسمی پاس رکھو۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اسے کو بھی تمہاری ہم پسند کرتے ہیں
الا بسلسلہ اس آئینے کا امتحان اس صورت سے کیا جائے کہ گنبد آئینۂ حیرت سے آئینۂ حیرت کو
اٹھا کر دوسری جگہ رکھا جائے بعد ازیں بہ نیت دریافت کسی شخص یا کسی شے کے آئینے میں دیکھا جائے
اگر بدستور سابق آئینۂ مذکور میں وہی شخص یا وہی شے جس کے دیکھنے کی نیت کی جائے نظر آئے تو
البتہ آئینۂ حیرت عجب آئینہ ہے ضرور ہم اس کو اپنے ساتھ رکھیں گے اس تحفے بے بہا کو قبول
کریں گے اور اگر دوسری جگہ آئینۂ مذکور کے رکھنے سے صورت مدعائے دلی ظاہر نہ ہو تو آئینہ مذکور
قابل توڑ ڈالنے کے ہوگا اور صاف یہ روشن ہو جائے گا کہ جس نے اس آئینے کو بنا کر گنبد کے
درمیان رکھا ہے اس نے خاص گنبد مذکور ہی میں آئینۂ مذکور کے واسطے تاثیر دریافت حال
مخصوص کی ہے بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران آئینۂ حیرت کو دوسری جگہ رکھوا کر خود
صاحبقران قریب آئینہ جا کر کہا کہ اے آئینۂ حیرت ہم سالوک سحر افشین کے حال سے آگاہ ہونا

جانتے ہیں کہ وہ اسوقت کہاں ہیں کس کار میں مصروف ہیں یہ نیت پردہ آئینے پر سے اٹھا کر
دیکھا آئینے میں کچھ نظر نہ آیا اسوقت صاحبقران نے حاجب جادو دربان گنبد آئینہ حیرت کو طلب
کرکے فرمایا کہ اے حاجب جادو اس آئینے کو اٹھا کر پھر اسی گنبد میں رکھ اور اس کی دربانی کر لیکن اُسنے
عرض کیا کہ اس آئینے کی قلعی آپ پر کھل گئی ہے آپ کی نظر سے یہ آئینہ گر گیا ہے میں ایک مدت تک دربانی
اس آئینے اور گنبد کی کر چکا ہوں اب یہ دل چاہتا ہے کہ آپ کے در دولت کی دربانی کروں ہمراہ
رکاب آپ کے رہوں یا عبادت خدا میں زندگی اپنی بسر کروں اپنے دل کے آئینے کو نور ایمان
سے روشن کروں لہذا امیدوار ہوں کہ اس آئینے کو کسی دیگر شخص کے حوالے کیجیے یا جو مناسب
ہو وہ کیجیے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے بہت زندگی میری کفر کی حالت میں گذری ہے اب جو کچھ زندگی
باقی رہی عبادت الٰہی و خداپرستی میں بسر کروں صاحبقران نے اُس سے خوش ہو کر کلمہ طیبہ
اس کو پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا گناہوں سے اپنے تائب ہوا صاحبقران
نے آئینۂ حیرت کو بکار آمد جان کر توڑ ڈالا پھر گنبد آئینۂ حیرت اور گنبد تمام خداوند کا یہ پلٹ کو
منہدم کراکر حکم کیا کہ ان دونوں مقامات پر مساجد بنائی جائیں حسب الحکم مسجدوں کی بنا ڈالی گئی
بعد اس کے صاحبقران نے بحرین جادو سے فرمایا کہ اب ہمیں رخصت کرو اُسنے عرض کیا کہ آج آپ
توقف فرمائیں یہاں قیام کیجیے کل یہاں سے تشریف لے جائیے گا یہ مرہون منت بھی آپ کے ہمراہ
چلے گا صاحبقران نے اُس کے کہنے سے اُس روز بھی وہاں قیام کیا دوسرے روز ہنگام سحر
بعد پڑھنے نماز صبح کے صاحبقران نے ارادہ چلنے کا کیا بحرین جادو بجائے خود حاجب جادو
کو مالک و حاکم جزیرہ کا کرکے رعایا کو مطیع و فرمانبردار اُس کا کرکے سامان سفر و جنگ فراہم و مہیا کرکے
ڈیڑھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا یعنی تمام لشکر ساحروں کا بزور سحر
اس طرح چلا کہ ہر ایک ساحر طائر سحر کی سواری پر سوار ہوا کوئی عقاب سحر پر کوئی ساحر اژدر سحر پر
کوئی ساحر طاؤس سحر پر سوار ہوا اسی طرح ہر ایک ساحر مختلف سحر کے درندوں اور پرندوں پر سوار
ہوئے بحرین جادو تخت سحر پر سوار ہوا پھر سب ساحروں کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بلند ہو کر
ابر میں غائب ہو کر سوئے لشکر صاحبقران چلا ادھر بالو قمر سالوک صحرانشین و خواجہ طیفور کردیا
کو ہمراہ لے کر مرکب پہ سوار ہو کر تخت سحر پہ ساتھ بحرین جادو کے بہ لشکر جانا پسند کرکے وہاں سے الگ
روانہ ہوئے اثنائے راہ میں منزل بمنزل قیام کوچ کرتے ہوئے دشت و کوہ و دریا کی سیر کرتے
ہوئے دریائے بحرین سے عبور کرکے قطع منازل کرکے ایک روز قریب فرودگاہ لشکر اہل اسلام پہنچے
ہرکاروں نے لشکر اہل اسلام کے خبر تشریف آوری صاحبقران سرداران لشکر اہل اسلام کو دی
پھر وہ سنتے خبر تشریف آوری صاحبقران کے شاہان ہفت ملک و صدہا سرداران سپاہ و براسے
استقبال صاحبقران مرکبوں پر سوار ہو کر بعد خوشی روانہ ہوئے اثنائے راہ میں استقبال
صاحبقران سے سرفرازی و شادمانی حاصل کرکے صاحبقران کو بہزار خوشی و تعظیم و تکریم لشکر میں
لائے صاحبقران موصوف داخل لشکر ہو کر مرکب سے اُتر کر بارگاہ فلک فرسا میں داخل ہوئے
سالوک بھی مرکب سے اُترا خواجہ طیفور بھی ہمراہ صاحبقران بارگاہ میں پہنچے بحرین جادو بھی
مع اپنے لشکر کے بلندی سے بالائے زمین آیا کثرت مردان لشکر اہل اسلام پر نظر کرکے خوش ہوا
پھر خیام و بارگاہ ایستادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا تمام ساحر بھی سحر کی سواریوں سے اُتر کر داخل

خدام ہوے جملہ مردمان اہل لشکر صاحبقران کے آنے سے خوشی ہوئی لشکر اہل سلام میں صاحبقران
کیا داخل ہوے گویا بہار باغ میں آگئی ہر ایک لشکری و سپاہی و سردار ورئیس شادمان ہوا صداے
نقارہ ہاے کلان بلند ہوئی ہنگام شام بعد نماز مغرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنی
بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار میں جاکر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر و شاہان
ہفت ملک نے حاضر دربار ہوکر باادب سلام کیا بعد ازان ہر ایک سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا
سالوک صحرانشین و بحرین جادو و کوکب انجم حصاری و خواجہ طیفور گردیا نبی دربار میں آئے
علی قدر مراتب دربار میں بیٹھے شاہان ہفت ملک و دیگر سرداران لشکر اہل سلام نے بعد مزاج پرسی
عرض کیا کہ جب سے آپ لشکر سے واسطے شکار کے تشریف لے گئے باوجود راحت و آرام کے ہم سب نے
پریشان خاطری سے زندگی بسر کی اندیشہ و تردد میں شب و روز گذارے چند روز کا زمانہ گذرا ہے کہ جو
سواران سپاہ و خدام آپ کے ہمراہ سمت شکارگاہ گئے تھے وہ آگئے تھے اُن سے صرف یہ معلوم
ہوا تھا کہ آپ ہمراہ سالوک صحرانشین درویش خجستہ کے سمت بحرینہ براے دریافت حال بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے گئے ہیں یہ خبر سواران مذکور سے سنکے فی الجملہ اطمینان ہوا تھا اب آپ جو تشریف
لائے تو ہمارے قلوب کثرت خوشی سے شگفتہ ہوگئے تردد و اندیشہ دفع ہوا صاحبقران
کشورستان نے فرمایا کہ ہاں ہم ہمراہ سالوک دیندار عابد و پرہیزگار کے گئے کہ وہ ہمارے ہمراہ آگئے
ہیں اور یہ دربار میں بیٹھے ہیں سب سے بحرینہ گئے تھے شاہان ہفت ملک نے پوچھا کہ فرمایئے کچھ حال
بادشاہ لشکر اہل اسلام سے آگاہی ہوئی یا نہیں امیر باتوقیر نے تمام حال جو کچھ بحرینہ میں گذرا تھا
مفصل بیان کیا شاہان ہفت ملک اور ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام تمام حال سنکے شادمان ہوا
ہر ایک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ موصوف مع الخیر ہیں بادشاہ انجم حصار نے صاحبقران سے دریافت
کیا کہ کچھ حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی آپ کو کسی سے معلوم ہوا کہ وہ کہان زوبانیان طلسم نے اُسکو
کس جگہ بحفاظت رکھا ہے امیر کشورستان نے فرمایا کہ ہمکو تو کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم
نہیں ہوا ہے اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان کیجیے تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جاے کوکب انجم حصاری
نے کہا کہ ہمکو حال لوح طلسم زلزلہ سے مطلق آگاہی و خبر نہیں ہے جب سے ہم و سرمست بادشاہ
طلسم زلزلہ کی اطاعت و ماتحتی اختیار کی تھی شاہ طلسم مذکور نے خوش ہوکر ہماری دختر نیک اختر کو
اپنی دختر تصور کرکے وہی چند نقابداران طلسمی جن کو خضران بن عمرو ثانی نے آپ کے روبرو
نیست و نابود کیا ہے حوالے کیے تھے دختر میری ان نقابداران طلسمی کی حاکمہ تھی نقابداران مذکور
میری دختر کے فرمانبردار تھے سواے اُن نقابداروں کے اور کوئی شے طلسمی ہمارے یا ہماری دختر
کے حوالے شاہ طلسم نے نہیں کی تھی صاحبقران نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ
اے بحرین جادو ہر چند کہ قبل اس کے تم سے پوچھتے ہوے حالات طلسم زلزلہ کے بیان کرچکے ہو
اور بابت لوح طلسمی کے بھی کہہ چکے ہو کہ جاے لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہیں ہے لیکن کچھ بھی
بابت لوح طلسمی کبھی کسی سے کچھ تمنے سنا ہو اگر سنا ہو تو بیان کرو تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جاے
اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ سال گذشتہ اس کمترین نے ایک میلہ کیا تھا اس میلے میں میں نے
اکثر سلاطین و حکام دربند و شاہان قلعہ کو طلب کیا تھا از انجملہ ہود سرمست جادو بادشاہ
طلسم زلزلہ کو بھی بذریعہ نامہ بلایا تھا وہ بادشاہ متکبر و مغرور خود تو نہیں آیا تھا مگر اُس نے بھیجی

اپنے اپنے وزیر اعظم و دستور معظم حکیم جالوس ساکن شہر جالوسیہ کو میلے مین بڑے سامان و جلوس و
شان و شوکت سے بھیجا تھا وہ بعد کروفر سپاہ کثیر ساحران بحرینہ کے میلے مین آیا تھا بہت بڑا
میلہ ہوا تھا تمام صحرا تا کنار بحرینہ مردمان تماشائی سے بھرا ہوا تھا کثرت ساحران و سوداگران سے
صحراے مذکور مین راہ چلنے کی بھی جگہ نہ تھی اگر تمام حال میلے کا عرض کرون تو میری تقریر کو بہت
طول ہوگا خلاصہ یہ کہ ایسا بڑا میلہ ہوا تھا کہ شاید اب کہین کسی جگہ مثال اُس میلے کے نہو اُس میلے مین
بہت سے حاکمان قلعہ و دربند و شاہ کوہ و دشت و دریا بھی بڑے بڑے جلوس و سامان سے آئے تھے
اور علی قدر مراتب فوج و لشکر بھی اپنے ساتھ لائے تھے از انجملہ حکیم جالوس مذکور بھی سب سے
زیادہ تر جلوس و سامان سے آیا تھا مین نے اُس کو بعزت و حرمت مہمان اپنا کیا تھا دعوت و ضیافت
و خاطرداری سب سے زیادہ مین نے حکیم جالوس کی کی تھی وہ بہت خوش ہوا تھا مین نے اُس سے
تخلیے مین یہ دریافت کیا تھا کہ تمھارا بادشاہ فی زمانہ کس شغل مین ہے اور طلسم زلزلہ کا کیا حال ہے بدستور
سابق ہے یا کچھ آثار شکست طلسم زلزلہ پیدا ہوے ہین کیونکہ حساب کی رو سے زمانہ بقاے طلسم زلزلہ
اب بہت کم باقی رہا ہے اور لوح طلسم مذکور ابھی تک تمھارے بادشاہ کے قبضے مین ہے یا نہین اور اگر لوح
طلسمی قبضۂ شاہ موصوف مین ہے تو جاے محفوظ مین ہے یا نہین کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ پیدا ہونیوالا
ہے اُس نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ ہرچند زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا اور فتح ہونے کا قریب آگیا ہے
مگر اے بحرین جادو طلسم زلزلہ وہ طلسم ہے کہ جس کا فتح کرنا نہایت دشوار ہے دربند ایسے ایسے سخت و
دشوار گذار ہین کہ طلسم کشا کے فرشتے بھی ان دربندون سے اور مرحلون سے گذر نہین سکتے ہین
ایک ایک دربند ایک ایک مرحلہ ادنی سا ایسا دربند اور مرحلہ ہے گویا ایک مختصر طلسم ہے بند و بست و
انتظام اسقدر ہر ایک دربند پر ہے کہ اگر مفصل بیان کرون تو تمکو حیرت ہو جاے اور ایسے ایسے
ساحران نامی و نامور وحید عصر و یکتاے روزگار جابری وقت جمشید روزگار حاکم و مالک جانب
بادشاہ طلسم زلزلہ سے مرحلون اور دربندون کے ہین جو بلاے روزگار ہین سحر و جادوگری مین یگانۂ
آفاق ہین فریب و مکاری و عیاری مین بے عدیل و نظیر ہین اُن کے سحر سے ساحر نامی بھی جانبر
نہین ہو سکتا ہے بادشاہ طلسم زلزلہ بھی نہایت عاقل و ہوشیار ہے بھلا اُس کے اختیارات اور سحر کا
کیا حال اظہار کیا جاے اُس کی جانب سے مین نے ایسے ایسے سامان گرفتاری طلسم کشا کیے ہین کہ
اُن کو زبان پر بخیال افشاے راز لا نہین سکتا اور لوح کو ایسے مقام محفوظ مین مین نے اپنے حسن تدبیر
سے رکھا ہے کہ وہان تک کسی کا گذر ہو نہین سکتا کوئی وہان تک جا نہین سکتا کوئی مقام لوح طلسمی
تک طلسم کشا کو پہونچا نہین سکتا مجکو اپنے ایک عزیز سے اندیشہ تھا اُس کو بھی مین نے از راہ خیرخواہی
اپنے بادشاہ کے ایسی جگہ قید کرا دیا ہے کہ وہان تک کوئی فرد بشر جا نہین سکتا دیوانہ اُس کو رہا نہین
کر سکتا مین نے اُس سے پوچھا تھا کہ کس اپنے عزیز کو تمنے کس وجہ سے اور کس خیال سے قید کیا ہے
اُس نے پہلے اظہار کرنے سے تامل کیا تھا آخر میرے اصرار سے مجھے دوست اپنا جان کر بد خواہ
تصور نہ کرکے اسقدر بیان کیا تھا کہ ہمارا برادر خورد جو حقیقی بھائی ہے اور نام اُس کا حکیم سالوس ہے
نہایت عاقل و فہیم و دانا ہے علم رمل و نجوم وغیرہ علوم مین مہارت کامل رکھتا ہے مین جب بضرورت
کار اپنے شہر جالوسیہ مین جاتا تھا اپنے اہل و عیال مین چندے بسر کرتا تھا اکثر اوقات حالات طلسم
زلزلہ اور لوح طلسم زلزلہ و نیز حال بر حالات طلسم زلزلہ جس جس مقام اور جگہ کا انتظام کیے طلسم زلزلہ

سے اپنے گھر جاتا تھا اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی سالوس سے بیان کرتا تھا وہ بگوش دل
سنا کرتا تھا اور اکثر باتیں وہ بھی مجھ سے پوچھا کرتا تھا میں اُس کو اپنا بھائی اور امین راز جان کر بتا دیا
کرتا تھا مجھ اُس سے کچھ خوف افشائے راز اور اندیشہ دشمنی بادشاہ طلسم زلزلہ نہ تھا ایک زمانہ ایسا
آیا کہ برادر مذکور میرا مائل بدین اسلام ہونے لگا میں نے بخیال دوراندیشی اُس کو بارہا سمجھایا کہ
اے برادر بجان برابر تمہارے اطوار و طرز تقریر سے ایسا پایا جاتا ہے کہ تمکو رغبت طرف دین اسلام
کے ہے لہذا اپنے دین آبائی کو ویرانہ جانو دین اسلام کی طرف مائل نہو اُس نے یہ جواب دیا تھا کہ اے
برادر مکرم یہ فقط آپ کا خیال ہی ہے میں اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہوں ہرگز رغبت مجکو دین اسلام
کی طرف نہیں ہے لیکن مجکو اُس کے کہنے کا یقین نہوا بجائے خود خیال کیا کہ اکثر راز طلسم زلزلہ کے
میں نے اس کے سامنے بیان کیے ہیں اور خود بھی بعض بعض حالات طلسم سے بذریعہ اپنے علوم
کے آگاہ ہو سکتا ہے اگر طلسم کشا تک یہ پہونچ جائے گا یا خود طلسم کشا اس کے پاس لے اپنے تئین
پہونچائے گا اور رازہائے طلسم زلزلہ علی الخصوص حال لوح طلسمی اس سے دریافت کرے گا
اور یہ بوجہ راغب ہونے جانب دین اسلام کے بتا دے گا تو غضب ہو جائے گا یہ خیال کر کے میں
اپنے بھائی کو گرفتار کر کے جالوسیے روبرو شہنشاہ طلسم زلزلہ کے لے گیا تھا اور تمام اسکے
بھائی کا حال ظاہر کیا تھا شہنشاہ ساحران نے مجھ سے بہت خوش ہو کر بہت بڑا خیرخواہ اپنا مجکو
جان کر مجھ سے پوچھا تھا کہ اے جالوس تیرے بھائی کے بارے میں کیا تدبیر کی جائے میں نے
عرض کیا تھا کہ شہنشاہ اس کو کہیں قید کریں یا کسی اپنے معتمد و معتبر ملازم کے حوالے کریں کہ وہ
اس کو لے جا کر کہیں ایسی جگہ قید رکھے کہ کوئی اس تک جا نہ سکے نہ اس کو کوئی بہادر دلیرانہ رہا
کر سکے شاہ طلسم نے مجکو میری بہت سی تعریف میری خیرخواہی کی کر کے جانب اہل دربار دیکھا
تھا اُسوقت ابر باران جادو کہ اُس کو بھی ایک وزیر شہنشاہ سمجھنا چاہیے حاضر دربار تھا
اُس سے کہا کہ اے ابر باران جادو حکیم سالوس کہ بھائی حکیم جالوس ہمارے وزیر کا ہے
اور یہ راغب جانب دین اسلام بھی ہے اور کچھ رازہائے طلسم زلزلہ سے آگاہ بھی ہے اس سے
اندیشہ دشمنی ہے لہذا اس کو لیجیے ہولناک میں لے جا کر اپنے تخت سحر میں اسطرح
اسیر کرے کہ فتاح طلسم اس کو کسی فکر و تدبیر سے رہا کر نہ سکے ابر باران جادو نے عرض کیا تھا کہ
حسب الحکم شہنشاہ اس بدخواہ حضور کو ایسی جگہ قید کروں گا کہ وہ مقام پر خوف و خطر ہوگا اور اسے
اپنے سحر میں مبتلا کروں گا کہ کوئی ساحر میرے سحر کو دفع نہ کر سکے علاوہ قید سحر کے حکمت حکما کی بھی
اپنے سحر میں شرکت کروں گا اور خود مع اپنے چیلوں کے اس کی نگہبانی کروں گا کیا مجال کسی کی کہ
میری زندگی میں کوئی اس کو رہا کر سکے شہنشاہ ساحران نے خوش ہو کر اسے خلعت و انعام
کثیر دیا تھا وہ میرے برادر کو واسطے قید کرنے کے لے چلا اُسوقت میں نے کچھ خیال کر کے
ابر باران جادو سے کہا کہ چند ساعت میرے بھائی کے قید کرنے میں تامل کر شہنشاہ
ساحران نے سبب پوچھا تھا میں نے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اس میرے برادر کے چار شخص
رفیق و ہمدم و ہمراز ہیں شاید ان سے اس نے وہ راز جو کہ یہ جانتا ہے بیان کیے ہوں اور وہ طلسم
سے وہی رازہائے طلسم زلزلہ جو متعلق لوح طلسمی و مرحلات وغیرہ کے ہیں بیان کر دیں تو بھی
باعث و سبب خرابی و بربادی اس طلسم کا ہوگا پس میں ان کو بھی جا کر گرفتار کر لاؤں تاکہ

اسی رازدان کے ساتھ وہ بھی قید کیے جائیں شہنشاہ موصوف نے میری دوراندیشی و عقل و
فہم و فراست پر غور کر کے خیرخواہ طلسم زلزلہ و نیز اپنا خیرخواہ یقینی جان کے سر دربار میری بہت
تعریف کی بعد خلعت فاخرہ مجھے دیا میں نے خلعت سے سرفراز ہو کر سوے جالوسیہ جا کر چار
رفقاے ہمراہ اور خود اپنے کو اپنے سحر میں اسیر کیا تھا بموجب داخل دربار شہنشاہ ہو کر ان
چاروں اشخاص رفقاے ہمراہ کو بھی حوالے ابرباران جادو کے کر دیا تھا وہ اسی وقت پانچوں
آدمیوں کو دربار سے واسطے قید کرنے کے لے گیا تھا چنانچہ جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی
کیا تھا میرے بھائی کو مع اُن چاروں رفقا اُس کے بقید شدید سحر و شرکت حکمت و تدبیر
حکما اسیر کیا تھا اے بحرین جادو آگاہ ہو کر وہ پانچوں اشخاص مذکور اب تک قید میں ابرباران
جادو و اُن کا نگہبان ہے لوح طلسمی ایسی جگہ رکھی گئی ہے کہ دستیاب ہونا وہاں سے بسا مشکل و
بسا دشوار ہے طلسم کشا اگر ظاہر ہوگا تو بھی کیا کر سکتا ہے جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا
کوئی اُسے مقام پوشیدہ کی لوح طلسم زلزلہ تک نہ پہونچ سکے گا اور وہ لوح مذکور پا نہ سکے گا تو
فتح طلسم زلزلہ کیونکر ہوگی میں نے اُس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ ابرباران جادو نے تمہارے
بھائی وغیرہ کو کہاں قید کیا ہے جالوس نے بتلانے میں تامل کیا تھا اور یہ پوچھا کہ تم کیوں دریافت
کرتے ہو میں نے جواب دیا تھا کہ یوں ہی پوچھتا ہوں تمہارا اور تمہارے بادشاہ کا خیرخواہ
ہوں بدخواہ نہیں ہوں دل چاہے بتاؤ نہ دل چاہے تو نہ بتاؤ اس راز کو مجھ سے چھپاؤ مجھ کو اپنا
دشمن جان کر اخفا کرو میری اس تقریر سے حکیم موصوف نے بخیال میرے ملول ہونے کے
اور بسبب مجھے اپنا دوست جاننے کے مقام قید اپنے بھائی کا بتا دیا تھا پھر وہ بعد ختم جلسے کے
مجھ سے رخصت ہو کر چلا گیا تھا چونکہ ابرباران جادو میرا دوست قدیم ہے اب تک واسطے
اُس سے ملنے کے جایا کرتا ہوں اے صاحبقران عالی جاہ میں حالات طلسم زلزلہ سے بس
اسی قدر جانتا ہوں مقام لوح طلسمی سے مجھے آگاہی نہیں ہے اگر سالوس رہا ہو تو شاید
اُس سے حال لوح طلسمی کا معلوم ہو اور اُس کے سبب شراکت سے لوح مذکور دستیاب ہو
ورنہ لوح طلسم زلزلے کا دستیاب ہونا ممکن نہیں ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پوچھا
کہ تم ہم کو مقام زندان حکیم سالوس وغیرہ لیجا سکتے ہو اور وہ زندان یہاں سے کتنی دور ہے بحرین جادو
نے عرض کیا کہ یہ کمترین آپ کو جاے زندان حکیم سالوس تک لیجا سکتا ہے مقام زندان حکیم سالوس
یہاں سے آٹھ سات منزل کے فاصلے پر ہے چنداں دورتر نہیں ہے وہاں تک آپ کو لیجانا تو آسان ہے مگر
رہائی حکیم سالوس کی دشوار ہے کیونکہ حکیم صاحب موصوف اسیر سحر ابرباران جادو ہیں سحر مذکور کا
دفع کرنا میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ سحر اُس کا نہایت زبردست و سخت ہے الا مکر و فریب و حیلہ و عیاری
شاید درکار ہے آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم ہمارا معین و
مددگار اس کار خیر میں ہوگا ہمیں اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ وہ کوئی ایسا سبب پیدا کرے گا
کہ جس سے ابرباران جادو مغلوب ہو جائے گا خداوند عالم ہم کو اُس پر غالب کرے گا ہم بفضل تعالیٰ
حکیم سالوس کو زندان سے رہا کرائیں گے اُس کے رفقا کو بھی قید سے چھڑائیں گے کوئی تدبیر حکمت
وہ قادر و توانا مجھ سے یا ہمارے خیرخواہوں سے کسی عنوان سے ایسی کرائے گا کہ جو بکار آمد ہوگی یہ
ارشاد کر کے خاموش ہوئے بعدہٗ دربار برخاست کیا ہر ایک اہل دربار و سرداران تہور شعار و شاہان

ذی وقار سے اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے سالوک صحرا نشین و بحرین جادو بھی اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گئے اور ہر ایک اپنے کار ہائے ضروری میں مشغول ہوا

رہائی حکیم سالوس وغیرہ کی و نیز ذکر ابر باران جادو و بحرین جادو و خواجہ طیفور کر دیا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا۔ مخمس

اے زن دنیا کے مفتون ہونے والے ہوشیار
اے مسافر زاد عقبیٰ کھونے والے ہوشیار
دیکھ اے کشت ضلالت بونے والے ہوشیار
بے خبر دشت فنا کے سونے والے ہوشیار
چونکہ اب ترک اجل کرنے کو ہے انتشار

پھینکدے دامن سے گل بس ہو چکا سیر چمن
ہوش میں آ ترک کر دے الفت اولاد و زن
بج چکا ہنگام عشرت آ گیا وقت کہن
کھول آنکھیں بے خبر کر فکر گور و کفن
تا کجا غفلت بس اب تجویز کر جائے مزار

کچھ بتا تو دولت دنیا پہ کیوں مغرور ہے
چند روزہ رتبۂ اعلیٰ پہ کیوں مغرور ہے
حشمت و اجلال نازیبا پہ کیوں مغرور ہے
فرش نرم و مخمل و دیبا پہ کیوں مغرور ہے
حال کھل جائے گا جسم قبر میں ہوگا فشار

دیکھ فرش مخمل و دیبا نہیں ہے دائمی
یاد رکھ جاہ و حشم تیرا نہیں ہے دائمی
گر تصور عشرت دنیا نہیں ہے دائمی
اس سرا میں بے خبر رہنا نہیں ہے دائمی
ایک ساعت میں گذر جائیگا یہ ہی رہگذار

کور باطن کی طرح کا تو بنا ہے دیدہ ور
سلطنت بیٹھا ہوا ہے دیبا ن ہے تیرا کدھر
ہے سفر تیز دیکھ کر لے جمع کچھ زاد سفر
وائے ہو غفلت پہ تیری کچھ نہیں تجھکو خبر
رشتۂ خام نفس کو جانتا ہے استوار

دم نکلنے کی اذیت کا تصور چاہیے
چاہنے والوں سے فرقت کا تصور چاہیے
بے خبر وقت مصیبت کا تصور چاہیے
گوشۂ تاریک تربت کا تصور چاہیے
مست خواب عیش دنیا ہے بہت نا پائدار

دل ترا ہو جائے گا درد وغم سے چاک چاک
نفس سے دنیا میں جن کو جانتا ہے صاف و پاک
وہ نہ آئیں گے نظر جن سے نہایت تھا تپاک
ایکدن ان نرگسی آنکھوں میں بھر جائے گی خاک
خواب ہو جائے گا ذکر سرو قد دنبالہ دار

صحبت وعظ و نصیحت کی نہیں ہے تجھکو خو
مان لے اس بات کو سمجھائے عاقل تجھکو جو
یہ بھلا کیسی غضب کی بات ہے کچھ دیکھ تو
بے تجابانی جہان کے ذکر پہ برہم نہ ہو
یاد رکھ اک حال پر اسکو نہیں دم بھر قرار

ساحران جادو رقم و کاتبان عالی ہمم اس داستان بے نظیر و دلپذیر کو اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد تشریف لانے بحر نیسے چند روز تک اپنے لشکر

ظفر اثر مین رہکر ایک روز سر دربار ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم یہان سے جانب مقام زندان
حکیم سالوس براے رہائی حکیم صاحب موصوف روانہ ہونگے لہذا اے بحرین جادو سامان سفر
درست کر لینا اور اشیاے ضروری فراہم کر لینا ہمارے ہمراہ چلکے مقام زندان حکیم صاحب ممدوح ہمین
دکھا دینا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام نے عرض کیا کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب جناب چلین گے فکر رہائی
حکیم صاحب موصوف کرین گے ابر باران جادو اگر سامنے آیا تو اوس سے بہ تیغ و تیر و خدنگ
لڑین گے اوس کو مع اوس کے اہل لشکر کے قتل کرین گے بشرطیکہ وہ دلیرانہ مقابلہ کرے سحر کرے
اور اگر سحر بھی کرے گا تو خیر ہم سب جان نثار و سرفروش ہین مرنے سے ڈرتے نہین ہین پیدا واسطے
چند روزہ حیات کے ہوے ہین ہمیشہ دنیا مین رہنا نہین ہے ایک روز مرنا ضرور ہے ابر باران جادو
پیشتر تیرون کا برسا کر حوصلہ جنگ نکال کر اوس کے سحر سے بے قابو ہو کر مر جائین گے دنیا مین نام کر جائینگے
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ صاحبون کے بہادر و دلاور ہونے مین کچھ شک نہین لیکن
وہان آپ صاحبون کا جانا عبث ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ ایسی جگہ قیام پذیر رہیے ہمارے ساتھ
چلنے کا ارادہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات ہم وہان سے اس طرف جلد آئین گے وہان توقف
نہ کرین گے اور رہا کر کے حکیم سالوس کے اس طرف آئین گے اور اگر قضا نے یہان تک آنے کی
مہلت نہ دی تو مجبوری ہے پھر جو آپ صاحبون کو مناسب ہو وہ کیجیے گا الا ثواب سورہ فاتحہ سے ہمین
محروم نہ کیجیے گا گاہ گاہ یاد کر لیجیے گا بھول نہ جائیے گا بحرین جادو سے سنا ہے کہ ابر باران جادو سحر مین
کامل ہے اور اوس کا ایسا ہے کہ کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا ہے اوس کو اپنے سحر پہ ناز و غرور ہے غالب
اوس سے بھی سامنا ہوگا اکثر سرداران نے عرض کیا کہ ایسی صورت مین تو ہم سرفروشون کا بھی
ہمراہ رکاب چلنا بہتر معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ خلاف بہادری ہے کہ ایک ساحر ملازم
شاہ طلسم زلزلہ کے خوف سے اور نیز اوس سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ہم تمام اپنا لشکر یہان سے
لے جائین گے ہم تو تنہا مع خواجہ طیفور گردپا کے واسطے رہائی حکیم سالوس کے یہان سے جاتے
مگر مقام زندان حکیم صاحب موصوف ہم نہین جانتے ہین لہذا بحرین جادو کو بغرض اس ضرورت کے
ساتھ لیے جاتے ہین کہ وہ جاے زندان حکیم صاحب ممدوح جانتا ہے ہمین وہان تک لے جائے گا ورنہ
ہم بحرین جادو کو بھی ہمراہ نہ لے جاتے خداوند عالم کی مدد و اعانت پر بھروسہ کر کے تنہا مع خواجہ
کے جاتے پس آپ صاحبون کا وہان چلنا مناسب نہین ہے یہ فرما کر خاموش ہوے سرداران
سپاہ نے ہمراہ رکاب چلنے کے بارے مین پھر کچھ تقریر نہ کی بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ خاکسار
آج ہی سے سامان وہان کے چلنے کا کرے گا اور جو کچھ تدبیر سوچا ہے وہان جا کر کہے گا یہ عرض
کر کے خاموش ہو کر اسی وقت سے درستی سامان جنگ مین معروف ہوا اور اسباب سحر و ساحری
احتیاطا فراہم کرنے مین مشغول ہوا جب وہ روز و شب بسر ہوے وہ زمانہ آیا کہ شاہ انجم سپاہ خوف
آمد شاہ خاور سے جانب غرب جا کر پوشیدہ ہونے لگا اور انجمن انجم بے رونق ہونے لگی شاہ
انجم سپاہ کے چہرے پر خال نمودار ہوے خطوط شعاعی شاہ خاور سے آثار اداسی ظاہر ہونے لگی سپیدی
صبح افق سے عیان ہونے لگی رنگ چہرہ فق ہو گیا سپیدی سحر دمبدم زیادہ ہونے لگی سلطان شب
دور ہونے لگی کوکب تابان نہان ہونے لگے آثار سحر فلک پر نمایان ہونے لگے نسیم سحر چلنے لگی چمنے
لیلی شب کے اٹھنے لگے مرغان خوش الحان چہچہے کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین طیور اپنی زبان مین ذکر خدا

کرنے لگے جھونکے باد سحر کے چلنے لگے خیمہ لیلی شب کا اٹھنے لگا فرش نور سحر زمین پر بچھنے لگا آثار
روشنی سحر بڑھنے لگی تاریکی شب گھٹنے لگی موذن مساجد مین بانگ اللہ اکبر بلند کرنے لگے دیندار و
نمازگذار و عباد خواب غفلت سے بیدار ہوکے فکر ادائے نماز سحر کرنے لگے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ وجملہ سرداران حق پژوہ وتمامی اہل لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوکے فکر ادائے
نماز سحری کرنے لگے بسترون سے اٹھے ہر ایکنے بعد وضو کرنے کے سجادہ بچھایا صاحبقران
موصوف اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سردارون اور سوارون نے بصد ادب سلام کیا
صاحبقران عالی مقام جواب سلام دے کر اپنے سجادۂ عبادت پر تشریف لائے موذن نے آواز
بلند وخوش الحانی اذان کہی دیندار و نمازگذارون نے عقب امیر کشورگیر صفین آراستہ کین
بعد اقامت صاحبقران نے ایستادہ ہوکر بعد نیت ادائے نماز سحر تکبیرۃ الاحرام کہی بعد ہر ایک نے
بہ نیت ادائے نماز صبح تکبیر باواز بلند کہی نماز بجماعت ہونے لگی ہر ایک دیندار جو قریب تر ایستادہ
صفوف مین تھا وہ قرات سورہ ہائے قرانی بگوش حق نیوش سننے لگا بعد ختم ہر دو سورہ رکعت اول
ہمراہ پیش نماز یعنی صاحبقران موصوف کے ہر ایکنے رکوع کیا بعد ازان سب سجود بجا لائے پھر
ساتھ اپنے پیش نماز کے سب اٹھے صاحبقران نے مثل رکعت اول کے رکعت ثانی مین بھی دو سورہ
فرقان کی بلحن خوش آوازی تلاوت کی پھر قنوت پڑھ کر رکوع کیا ہر ایک دیندار نے بھی بتابعت اپنے
پیش نماز صدق دل کی بعد ذکر رکوع سب ہمراہ صاحبقران سجدے مین گئے برجوع قلب ذکر سجدہ
کرکے سجدے سے سر اٹھاکے استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہکے دوسرا سجدہ کیا پھر ذکر دوسرے سجدہ کا
بھی کرکے سب نمازی درست ہوکر بیٹھے ہمراہ صاحبقران کے ہر ایک نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر کر
نماز کو ختم کیا بعدہ ہر ایک دیندار وظائف مین مصروف ہوا خصوصًا صاحبقران واکثر سرداران
لشکر اہل اسلام وظائف مین مشغول ہوئے بعد وظائف صاحبقران عالی مقام وجملہ مردان لشکر
اہل اسلام نے دست دعا سوئے فلک بلند کیے حاجت ہائے دنیا و آخرت کی برآری خالق کون و
مکان سے چاہی صاحبقران نے واسطے رہائی حکیم سالوس کے بھی برجوع قلب خداوند عالم و
عالمیان سے دعا کی بعد دعا سجدۂ شکر کیا اسی طرح ہر ایک نے بعد دعا کرنے کے سجدۂ شکر خدا کیا
پھر سبنے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا صاحبقران عالی مقام نے بعد سجدۂ شکر مصلے سے اٹھکر اپنی
بارگاہ مین جاکر مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا حسب الحکم سمند تیز قدم کو خدام نے کر زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر لائے اس اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مشرق بارگاہ
سے مانند آفتاب تابان نمایان ہوئے پھر بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب پر سوار ہوئے بعد سوار
ہونے امیر کشورگیر کے شاہان ہفت ملک وجملہ سرداران لشکر اہل اسلام بھی مرکبون اور تختون پر
بیٹھے ہر ایک سردار وسپاہ وشاہ وبادشاہ اپنی اپنی سواری پر سوار ہوا بہت سے سواران جنگی
بھی گھوڑون پر جلد جلد سوار ہوئے بحرین جادو بھی مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی سپاہ کے
مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوا خواجہ طیفور گر دیانے چند عیارون کو شیرینی سفوف بیہوشی آمیز
کھلا کر بیہوش کرکے ان کو نذر زنبیل یہ کہکے کیا کہ ان عیارون سے کوئی کام نہ لیا جاسکے ان کو راحت
و آرام رکھا جائے اور بقول بعض بعض راویون کے خواجہ موصوف نے چند عیارون کو اپنے ہمراہ
لیا ان کو بیہوش کرکے نذر زنبیل نہین کیا غرض بہر طور خواجہ نے چند عیارون کو اپنے ساتھ لیا

سواری صاحبقران مثل باد بہاری سوے صحرا روان ہوئی جملہ ہمراہیان مذکور ہزار ادب واسطے
پہونچانے دو تین منازل تک صاحبقران کے ہمراہ ہوے بحرین جادو خادمانہ براے رہنمائی راہ
جانب زندان حکیم سالوس وغیرہ کے آگے آگے روانہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حلقہ
شاہان ہفت ملک وتمامی سرداران لشکر اہل اسلام مین سیر دشت وکوہ آبادی کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہانتک کہ آخر روز ایک صحراے سبزہ زار مین کہ جس مین چرند وپرند کثرت سے تھے خصوصا
غزالان شوخ چشم بے شمار تھے ہر طرف گروہ گروہ غول غول جست وخیز کرتے ہوے اور سبزہ شاداب
چرتے ہوے نظر آتے تھے اور طیور ہزار در ہزار مختلف اقسام وانواع گونہ گون رنگ وصورت کے کہ
جو مانند عنادل خوش آواز وخوش الحان تھے دکھائی دیتے تھے گروہ گروہ چہچہے کرتے ہوے ایکطرف
سے دوسری طرف جاتے تھے صحرائی اشجار میوہ دار پر شگفتہ خاطر ہوکر بیٹھتے تھے درختان میوہ دار
انواع واقسام کے بے حد تھے کئی نہرین بھی اُس صحراے سبزہ زار مین فاصلے فاصلے سے روان تھین
پانی اُن کا برف سے زیادہ سرد اور مانند عسل مصفی کے شیرین تھا صفائی آب انہار سے آب گوہر بھی
محجوب وشرمندہ تھا سبزہ شاداب وزمرد غیرت دہ مخمل سبز تھا ہواے صحراے مذکور سرد وفرحت افزا
بلکہ مسیحاے بیماران وافسردہ دلان تھی صاحبقران نے اُس صحرا کو بہت پسند کرکے شاہان ہفت ملک
واکثر سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا دل چاہتا ہے کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر
ہوکر اسوقت سے شام تک شکار آہوان شوخ چشم وشکار طیور کرین یہان سے آگے نہ جائین ایک
منزل راہ ہی طے کی ہے اسی وادی سبزہ زار مین شب بسر کرین کوکب انجم حصاری وشاہان
ہفت ملک وسرداران نامی ونامور نے عرض کیا کہ واقعی یہ صحرا قابل سیر وشکار ہے بہتر ومناسب
یہی ہے کہ یہین قیام پذیر ہوجیے آگے یہان سے تشریف نہ لیجایئے ایسا مقام راحت وسیر وشکار چھوڑ کر
بڑھنا بھی اختیار نہ کیجیے ہم سب کو بھی یہ صحراے سبزہ زار مرغوب الطبع ہے واسطے شکار کھیلنے کے خوب ہے
کبھی ایسا وادی سرسبز وشاداب مملو آہوان وطیور سے ہمنے نہ دیکھا تھا صاحبقران نے تقریر آنکی
سنکے حکم دیا کہ بحرین جادو سے کہدو کہ اب آگے نہ جائین یہین قیام کرین خیام وبارگاہین ایستادہ کرائین
ملازمون نے بحرین جادو وغیرہ کو حکم صاحبقران کشور ستان سے آگاہ کیا سب حسب الحکم ٹھہر گئے
بعدہ کنارہ نہر بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے لگے امیر بالوقیر کثرت شوق صید افگنی سے دم بھر بھی
مرکب سے اترکر راحت پذیر نہوکر ساتھ اکثر سرداروں کے شکار آہو مین مصروف ہوے اکثر سرداران
شور شعار صید افگنی طیور پر مائل ہوے کمانین دوش سے لیکر ترکشون سے تیر نکال نکال کر چلہ کمان
مین جوڑ جوڑ کر غزالان دشت وطیور کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے چرند وپرند کا شکار کھیلنے لگے تا شام
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وصدہا سرداران لشکر اہل اسلام نے بہت سے آہوان شوخ چشم
وہزارہا طیور کو شکار کیا جب تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی سب ہمراہ صاحبقران کے مقام قیام پر
آکر داخل خیام ہوے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوے ملازم حسب الحکم
صاحبقران کباب آہوان شکار کردہ وطیور مذبوح کے کباب تیار کرنے لگے صاحبقران وتمامی
سرداران ہمراہی صاحبقران نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے خیمے مین بالاے
فرش استراحت راحت پذیر ہوا اکثر ملازمون نے سامان روشنی کا کیا وہ جنگل فیض قدم وقیام
صاحبقران سے آباد ورشک گلستان ہوگیا کیونکہ صدہا جوانان کج کلاہ وہان مجمع تھا جلوے حیرت تھی

کہ دشت مین فصل بہار آئی تھی صحرا کے دن پھرے تھے کثرت روشنی سے وہ صحرا وادی ایمن نور ضیا
مین گویا ہوگیا تھا غرضکہ بعد تیاری کباب آہو وطیور صاحبقران وجملہ شاہان وسرداران ہمراہی نے
بصد خوشی بعد میخواری یعنی وہی عرق مقوی داغ وقلب دو دو ساغر پی کر بارگاہ مین بیٹھکر ہمراہ
صاحبقران کے کباب مذکور کھائے سب نہایت شادمان ہوئے بعد ازان اکل وشرب آب وطعام
سے فراغت حاصل کر کے چند ساعت تک بارگاہ مین بیٹھکر حکم صاحبقران سے ہر ایک بارگاہ مذکور
سے باہر جا کر اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر راحت پذیر
ہوئے خواجہ طیفور گرد با دربارگاہ پر برائے حفاظت ونگہبانی بیٹھے یوسف کمرانی ہمراہ دس ہزار سوار کے
گرد بارگاہ وخیام گردش کرنے لگا نگہبانی وحفاظت مین مصروف ہوا سوار آواز ہائے خبردار وہوشیار
باش کی دینے لگے درندون اور گزندون وغیرہ سے اہل بارگاہ وخیام کو بچانے لگے جب وہ شب بسر
ہو کے سحر ہوئی صاحبقران وجملہ شاہ وشہریار وسرداران شورشعار اپنے اپنے بستر دان سے بیدار
ہو کر برائے ادائے فریضۂ سحری اُٹھے بعد وضو کرنے کے عقب صاحبقران سب نے نماز سحر ادا کی
پھر سب مصروف وظیفہ خوانی ہوئے بعد دعا سب نے سجدۂ شکر برجوع قلب کیے پس از نماز بجماعت
ہر ایک دیندار بارگاہ مین ہمراہ صاحبقران عالیشان جا کر ناشتا پھر ہمراہ امیر با توقیر جملہ نامورون نے
طعام لذیذ تناول کیا بعد اکل وشرب اُس صحرا سے پیش خیمہ لشکر صاحبقران بحرین جادو وغیرہ
حسب الحکم امیر با توقیر لیکر آگے روانہ ہوئے ادھر صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے تمامی شاہ وشہریار
وسرداران سپاہ وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہوئے ہمراہ رکاب امیر کشورگیر اُس صحرائے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جو دشت وجبل ملے اُن کو دیکھتے ہوئے عجائب وغرائب اشیا کا
مشاہدہ کرتے ہوئے آخر روز قریب ایک پہاڑی کے پہونچے چونکہ ایک منزل سے بھی کچھ زیادہ راہ
طے کر چکے تھے حکم صاحبقران سے سب نے درمیان بیابان قیام کیا ہر ایک سردار سپاہ وشاہ
وشہریار اپنے اپنے خیمہ وبارگاہ مین فروکش ہو کر راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین آرام پذیر
ہوئے جب وہ روز وشب گذر کر صبح نمایان ہوئی بعد ادائے نماز سحر واکل وشرب پھر سب ہمراہی
ہمراہ رکاب امیر با توقیر اُس بیابان سے آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ منزل ہفت قریب شام کنارے
ایک دریائے شورافزا کے پہونچے دیکھا کہ آب دریا نہایت زور وشور سے روان ہے ہر ایک موج
اُس کی سوئے فلک بلند ہوتی تھی تلاطم آب ہے کہ الحذر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
اُس دریا کی سیر کنارے سے کر کے بحرین جادو واکثر سرداران سپاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ دریا
بھی عجب دریائے مہیب وپرخوف وخطر ہے کس قدر زور وشور سے بہتا ہے پاٹ بھی اس دریا کا ایسا
ہے کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہے بہتر ومناسب یہ ہے کہ آج اسی دریا کے کنارے بارگاہ وخیام
ایستادہ وبرپا کیے جائین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ واقعی یہ دریائے مواج نہایت
مہیب دریا ہے یہ عرض کر کے ملازمون سے بارگاہ وخیام ایستادہ کرا کے جملہ شاہ وشہریار وسرداران
نامدار مع صاحبقران ذی وقار وغیرہ گھوڑون سے اُتر کر داخل خیام وبارگاہ ہوئے بعد
اکل وشرب تا دیر بارگاہ صاحبقران مین جملہ شاہ وشہریار وسرداران ذی وقار علی قدر مراتب
بیٹھکر حکم صاحبقران سے بارگاہ مذکور سے اُٹھکر ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین اور خیمے مین جا کر خستگی
راہ سے فرش خواب پر آرام پذیر ہوا جب صبح ہوئی سب نے ہمراہ امیر کشورستان نماز سحر پڑھی

بعد ازان اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کے صاحبقران نے وہان سے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا
جلد شاہ و شہریار و سرداران سپاہ نے بھی قصد ہمراہی کیا امیر باتوقیر نے اُن سے بلطف و الطاف فرمایا
کہ اب آپ سب صاحب یہان سے اپنے لشکر مین جائین ہمارے ساتھ نہ جائین تین منزلون تک ہمارے
ساتھ آئے آگے ہمراہ ہمارے چلنا اچھا نہین ہے لشکر ہمارا عنقریب انجم حصار پڑا ہے مبادا کوئی دشمن فوج
لے کر بارادہ جنگ آئے مردان لشکر کو قتل کرے پس آپ صاحبون کا لشکر مین ہونا ضرور ہے زیادہ تر
خوف ہوذ سرمست جادو بادشاہ و حاکم طلسم زلزلے کا ہے سب نے عرض کیا ہرچند کہ دل ہمارے
یہ گوارا نہین کرتے کہ آپ سے جدا ہو کر لشکر مین جائین مگر آپ کے حکم سے مجبور ہین صاحبقران نے
ارشاد کیا کہ اگر خداوند عالم نے چاہا تو ہم بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے جلد لشکر مین آئین گے چند روز
بضرورت آپ سب صاحبون سے جدا رہین گے ہماری خوشی یہی ہے کہ آپ یہان سے لشکر مین جائیے
الفت و خیر خواہی و بہادری آپ صاحبون کی ہم پر ظاہر ہے یہ فرما کر جلد شاہ و شہریار و تمامی سرداران
شور شعار وغیرہ کو رخصت کیا سب بمجبوری و لاچاری وہان سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے
امیر باتوقیر کشتی پر سوار ہوے خواجہ طیفور کو بھی بالاے کشتی بٹھا کے کشتیبان کشتی کو جانب کنارہ دیگر
لے چلا بحرین جادو بھی مع خیمہ و خرگاہ ساتھ دو ڈیڑھ ہزار ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوا ساحران
ہمراہی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہو کے ہمراہ بحرین جادو زمین سے بلند ہو کے عجائب
و غرائب سحر کے دکھلاتے ہوے چلے بعد دو پہر کے کشتیبان نے صاحبقران کو دوسرے کنارے پر
دریاے مذکور کے پہونچایا امیر باتوقیر کشتی سے اُتر کر خواجہ کو ہمراہ لے کر کشتیبان کو زر کثیر دے کر
آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار عنقریب شام ایک دشت پر خوف مین پہونچے بحرین جادو
مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بلندی سے بروے زمین آیا بارگاہ و خیام ایستادہ کراے پھر اُسی
دشت مین سب نے قیام کیا اسی طرح نو دس منزلین طے کین شاہ و شہریار و سرداران سپاہ
جو صاحبقران سے رخصت ہو کر روانہ ہوے تھے وہ سب مع الخیر لشکر اہل اسلام مین پہونچے
مردان سپاہ اُن کے آنے سے خوش ہوے بعد نو دس منازل طے کرنے کے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بحرین جادو سے پوچھا کہ اب یہان سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہے اُس نے عرض کیا کہ یہان سے قریب ہے کل دوپہر تک یا قبل دوپہر مقام زندان حکیم
سالوس تک پہونچ جائین گے امیر باتوقیر نے تقریر بحرین جادو کی سنکے خوش ہو کے فرمایا کہ الحمدللہ
کہ منزل مقصد کے قریب پہونچ گئے ہین کیا خوشی حاصل ہوگی جس وقت حکیم صاحب سالوس
کو قید سے رہا کرین گے یہ فرما کر اُس منزل پر قیام کیا جب وہ شب بسر ہو کے کو ہوئی صاحبقران
وہان سے مع خواجہ و بحرین جادو وغیرہ آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب وقت دوپہر ایک
ایسے صحراے ہولناک و وحشت انگیز و پر ہول و خوف و خطر مین پہونچے کہ اگر رستم پیلتن بھی
اُس صحراے ہولناک مین قدم رکھتا تو خوف سے زہرہ آب ہو جاتا ہرچند کہ دشت اور کچھار مسکن
شیر ہے لیکن وہ صحرا ایسا تھا کہ شیر نر بھی خوف و خطر سے اُس دشت مین کبھی نہ آتا تھا ہوا گرم و
سموم آلود چلتی تھی گرد باد اٹھ اٹھ کر زمین سے اُس طرف کے آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار
اس طرف نہ آؤ اگر زندگی اپنی تم کو درکار ہے تو پلٹ جاؤ یہ صحرا صحراے جان ستان ہے اگر اس صحرا
مین قدم رکھو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے یہ جانے پر خوف و خطر ہے متاع جان تلف ہو جانے کا ڈر ہے

ہوا بھی یہان سے دب کر بعد خوف گذرتی ہی دیکھو اس صحرائے خوفناک ہو کر غبار سوے فلک جاتا ہی کوئی
درندہ و گزندہ کا بھی یہان گذر نہین انسان کی تو کیا مجال ہی دیو اور جن بھی مقام زندان حکیم سالوس
سے گذر کر نہین سکتے ہین شیاطین بھی یہان سے بھاگتے ہین صاحبقران نے دشت مذکور مین پہونچکر
صحرائے مہیب و ہولناک مسطور پر نظر کرکے بحرین جادو سے پوچھا کہ یہان سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہی اور باعث اس صحرا کے زیادہ تر خوف انگیز ہونے کا کیا ہی بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام وہ صحرا یہی ہی جس مین حکیم سالوس قید ہی ملاحظہ فرمائیے وہ سامنے ایک میل
کے فاصلے پر ایک تالاب ہی درمیان تالاب ایک میل فولادی نصب ہی بالائے تالاب ابر سحر محیط ہی
آثار سحر آب تالاب و ابر محیط سے ظاہر ہین یہی سحر ابر باران جادو کا ہی وہ بھی کہین اس صحرا مین ضرور
بالضرور برائے نگہبانی و حفاظت موجود ہوگیا وہ سحر ابر باران جادو کا ہے کہ بجز ابر باران جادو
کے کوئی ساحر دفع کر نہین سکتا اور زیر ابر سحر کوئی انس و جن بھی جا نہین سکتا ہی اور اس تالاب
کے اندر کوئی قدم بھی نہین رکھ سکتا ہی کیونکہ یہ تالاب و میخ و مربع محض ابر باران جادو نے
اپنے ہی سحر سے نہین بنایا ہی اس مین شرکت حکما کی بھی ہی نیچے اس تالاب کے زندان ہی جس مین حکیم
سالوس اور اُس کے رفقا قید ہین سبب اس صحرا کے مہیب و وحشتناک ہونے کا یہ ہی کہ مقام
زندان حکیم موصوف سحر بند ہی اب آگے یہان سے تشریف نہ لے جائیے خصوصا زیر سایہ ابر سحر نجائیے
ورنہ ابر باران جادو کو خبر ہو جائیگی وہ فی الفور سامنے آجائیگا ہم سب کو دیکھکر برہم ہوگا جو نوبت
پیش آئے گی عجب نہین کہ جنگ پر مائل ہو اپنے سحر سے ہم سب کو ہلاک کرے آپ صاحب اسم اعظم ہین
آپ پر تو وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے سحر اُس کا اثر پذیر نہوگا الا ہم سب پر سحر اُس کا کارگر ہوگا
جنگ عظیم ہوگی ہمراہی ساحر میرے سب مارے جائینگے مین بھی اُس پر غالب نہونگا اگرچہ تا دیر
اُس سے سحر مین مقابلہ کرونگا کیونکہ اسباب سحر ہمراہ لایا ہون سامان جنگ درست کرکے یہان
آیا ہون مگر کیا ضرور ہی کہ جنگ و جدال ہو یہ صحرا ساحرون کے لاشون سے بھر جائے کشت و خون ہو
صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو کے کہنے کے موافق جو بفاصلہ قریب ایک میل اُس
میدان صحرا مین دیکھا تو عجب عنوان ابر سحر دیکھا کہ تالاب پختہ و میخ مین پانی بھرا ہوا ہی پانی بستہ ہی
روان نہین ہی آب تالاب بستہ و دمبدم کبھی دھوان گاہ شعلہ ہائے آتش نکل کر بلند ہوکر سوے
فلک جاتے ہین جو ابر کہ بالائے تالاب محیط ہی اُس مین برق کی چمک دمبدم ہی بار بار صدائے رعد
اُس ابر سے ایسی آتی ہی کہ پناہ بذات خدا وہ مہیب و بلند آواز ہی کہ ساحران ہمراہی کے زہرے
آب ہوے جاتے ہین دل سینون مین دھڑک رہے ہین اعضا خوف سے کانپ رہے ہین سب کے
چہرے کا اُڑا ہی ہرچند کہ زندہ ہین لیکن خوف جان سے گویا مردے ہین کبھی اُس ابر سے
انگارے برستے ہین گاہ سنگ باری ہوتی ہی کبھی برف باری ہوتی ہی گاہ ابر سے برق ہویدا ہوتی
ہی کڑک ایسی ہوتی ہی کہ وہ تمامی صحرا تھرا جاتا ہی شیر و پلنگ و گرگ و طیور خوف سے دور دور
بھاگ جاتے ہین شیران دشت کے زہرے آب ہو جاتے ہین اکثر ساحران لشکر بحرین جادو کثرت
خوف سے زمین پر گر پڑتے ہین بعض بیہوش ہو جاتے ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے جانب
تالاب و ابر سحر دیکھکر بحرین جادو سے کہا کہ اگر تمھاری رائے پر عمل کرکے ہم یہان سے جانب
تالاب نجائین اور اسی جگہ ٹھہرے رہین تو کیا فائدہ ہوگا رہائی حکیم صاحب کی کیونکر ہوگی ہم تو

اعانت خدا پر بھروسہ کرکے آگے جائین گے تالاب کے کنارے تک بھی نہین پہونچائین گے بلکہ
تالاب مین بھی قدم رکھین گے جب ابر باران جادو کو خبر ہو جائے گی اور وہ نابکار تمہارے سامنے
آئے گا تو دیکھا جائے گا اگر اسکو بھی اس تحریر پا ز بالہم صاحب اسم اعظم الٰہی ہین مجکو برکت وتاثیر واثر
اسم اعظم الٰہی پر تکیہ وبھروسہ ہے آگے اسم اعظم الٰہی کے سحر کی کیا حقیقت ہے سامنے حق کے باطل کی
کیا وقعت ہے اے بحرین جادو تم نہین جانتے کہ ہم شیر بیشۂ شجاعت وجرأت مین ابر باران جادو
تو کیا ہے ایک ساحر ہے ہم شجاعان نامی ست نہین ڈرتے مین یہ فرماکر آگے قدم بڑھایا بحرین جادو کچھ خیال
کرکے فی الفور دست بستہ قدم صاحبقران پر گر کر یون ملتمس ہوا کہ اے صاحبقران کشورستان
آپکے شجاع وبہادر ہونے مین کلام نہین ہے اور یہ بھی مجھے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو آپ پر
ہرگز ہرگز غالب نہوگا بلکہ مغلوب ہی ہوگا کیونکہ آپ صاحب اسم اعظم الٰہی ہین مگر آپکے آگے جانے سے
اور زیر ابر سحر تشریف لے جانے سے انجام اچھا نہوگا جنگ عظیم ہوگی ابر باران جادو غضبناک ہوکر
سامنے آجائیگا اپنے ابر سحر سے آگ برساکر میرے تمامی لشکر کے ساحرون کو ہلاک کریگا مجھے بھی
لڑیگا میرے ہلاک کرنے مین کوشش کریگا ہر چند کہ مین اس سے لڑ سکتا ہون مگر اس پر غالب
نہو سکونگا اس کے اس سحر کو دفع نہ کر سکونگا یہ تالاب خشک نہوگا یہ ابر سحر دفع نہوگا رسائی میل فولادی
تک نہو سکے گی گذر زندان حکیم صاحب موصوف تک نہوگا دُر مدعا دستیاب نہوگا یہان تک آنے کا
کوئی نتیجہ اور کوئی فائدہ نہوگا بلکہ ضرر ونقصان یہ ہوگا کہ ہمارا لشکر قتل ہو جائیگا سوا اس کے
ہنگام جنگ ومقابلہ ابر باران جادو آپکے روبرو نہ آئیگا آگاہ ہو جائیگا کہ آپ طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ونیز صاحب اسم اعظم ہین ہان دور سے مقابلہ ومجادلہ کریگا آخر عاجز ہوکر بھاگ جائیگا
شاہ طلسم زلزلہ کو آپکے آنے کی خبر دیگا وہ بمدد وکمک ساحران نامی ونامور کو مع فوج کثیر
ساحران ادھر روانہ کریگا وہ یہان آکر آفت برپا کرینگے کسی طرح آپکو تالاب تک جانے نہ دینگے
اگر آپ دلیرانہ ببرکت اسم اعظم الٰہی تالاب تک چلے بھی جائیگا اور کسی ساحر کے روکے نہ رکیگا تو بھی
کچھ فائدہ نہوگا جسوقت آپ تالاب مین قدم رکھیگا مانند اولے کے گھل جائیگا کیونکہ پانی اس تالاب کا
دراصل پانی نہین ہے ایسا تیزاب ہے کہ فولاد کو بھی ایک دم مین پانی کر دیتا ہے پس ایسی حالت مین
دشمن آپکے ہلاک ہو جائینگے اور اگر کشتی پر سوار ہوکر تالاب مین جائیگا تو کشتی بھی اسی تیزاب
سے گل جائیگی آپکو بھی خدا نخواستہ نقصان پہونچیگا علاوہ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ اگر آپ اس جگہ
سے زیر سایہ ابر سحر تشریف لے جائیگا تو ضرور ابر باران جادو کو آپکے آنے کی اطلاع ہو جائیگی
فی الفور وہ نمایان ہوگا پہلے تو ابر سحر سے قیامت برپا کریگا آخر بوجہ اسم اعظم الٰہی کے آپ پر قابو
نپاکر سحر سے غرق زمین ہوکر حکیم سالوس کو زندان سے کہین اور لے جائیگا یہان نہ رہنے دیگا اور یہ بھی
نہین معلوم کہان لے جائے اور کس جگہ قید کرے ابھی تک حکیم موصوف اسی زندان مین قید ہین یہ
ہمکو معلوم ہے لہذا خیر الناس کو قبول کیجئے آگے یہان سے نہ جائیے جو کچھ مین عرض کرون اس پر
عمل کیجئے یہان شجاعت وبہادری سے کام نہ نکلے گا کیونکہ دلاوری وجرأت غلو سے کام بگڑ جائیگا
در آرزو واثق نہ کرے گا یعنی رہائی حکیم صاحب موصوف کی نہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے اس کی عاجزی وانکساری پر نظر کرکے تمام تقریر اسکی سنکے ارشاد کیا کہ اے بحرین جادو
سر اپنا قدم سے اٹھاؤ بیان کرو کہ پھر رہائی صاحب ممدوح کی کیونکر ہوگی اس نے قدم اسیر یا توقیر

سے سر اٹھاکر عرض کیا کہ اگر حضور میری راے پر عمل کرین گے تو امید قوی ہی کہ ضرور حکیم ساتوس کے
زندان سے آپ رہا کر سکین گے اور ہم سب بھی مع الخیر رہین گے لیکن کسی قدر تو ہین آپ کی ضرور
بظاہر ہوگی یعنی مین آپ کو ایک خیمے مین طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھاؤن گا بعدہ دام مکر مین
صاحبقران نے مسکراکر فرمایا کہ کیا اگر تھوڑی دیر کے واسطے ہم پابزنجیر ہوکر بیٹھین گے تو رہائی
حکیم صاحب کی ہو جاے گی تمھارے دام مکر مین ابر باران جادو پھنس جاے گا اُس نے عرض کیا
مین امید کرتا ہون کہ اس تدبیر سے ضرور مدعاے دلی حضور بر آئے گا امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ
اچھا اس شرط سے ہمین اپنی اسیری بھی منظور ہی کہ پہلے تم آب تالاب کا تیزاب ہونا ہمپر ثابت کردو
اُس نے عرض کیا کہ ضرور آب تالاب کا تیزاب ہونا آپ پر ظاہر کردون گا بلکہ آپ خود اپنی آنکھ سے
دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم موافق اپنے قول کے عمل کروگے تو ہم بھی براے چندے نفس
تمھاری خاطر سے اور براے رہائی حکیم صاحب موصوف اسیری اپنی گوارا کرلین گے بحرین جادو
نے یہ سنکے پہلے ایک خیمہ کلان کہ جس مین دو ہزار آدمی بیٹھ سکین استادہ کرایا اور گرد اُس کے حصار
سحر کیا اُس خیمے مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور خواجہ طیفور گردیا اور چند اپنے لشکر کے
ساحرون کو بٹھاکر کہا کہ اس خیمۂ حفاظت سے باہر نہ نکلیے گا پردے خیمے کے اٹھا دیے جاتے ہین جو کچھ
درپیش واقعہ ہواُسے دیکھیے گا پھر سب ساحرون سے کہا کہ تم مین سے بھی کوئی اس خیمۂ حفاظت
سے جب تک ہم نہ کہین باہر نہ نکلے ورنہ ہلاک ہو جاے گا بعد نصب کرنے خیمۂ حفاظت کے اور اُن سب کے
درمیان خیمہ بٹھانے کے صاحبقران کو پابزنجیر کیا پھر خواجہ طیفور گردیا سے کہا کہ ہمین چند آدمی ایسے
چاہیے ہین کہ جو واجب القتل ہون اور ایک کشتی درکار ہی خواجہ موصوف نے اپنی زنبیل سے
چند قیدی اور ایک ملاح کہ وہ سب واجب القتل تھے نکالے سب نے دیکھا کہ وہ قیدیان
زنبیل خواجہ طیفور گردیا صرف پوست و استخوان ہین لباس اُن کے تن پر نہین ہی صرف لنگوٹیان
باندھے ہین ہاتھون مین اُن کے چھ چھ ماشہ کی گرگی ڈلی ہی ناخن اُن کے مانند انگشت دست کوبک
کے بڑھے ہوے ہین اسی طرح موے سر و ریش بعد و انتہا زیادہ ہین مٹی اور گرد و غبار مین سراپا
آلودہ ہین ٹوکریان مٹی اٹھانے کی اُن کے ہاتھون مین ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین
کثرت گرسنگی و لاغری سے شکم ہر ایک کا پشت سے ملا ہوا ہی دست و پا مانند نے کے خشک و لاغر
ہین بحرین جادو نے ان سب کے سراپا پر نظر کرکے اُن کے حال پر اپنے دل مین افسوس کرکے
پوچھا کہ تم زنبیل مین کب سے قید ہو وہان کیا کام کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ ہم پانچ برس سے
زنبیل مین قید تھے آج خوبی تقدیر سے زنبیل سے نکلے ہین ہولے دنیا کیا ہی در زنبیل مین سخت
مصیبت مین مبتلا تھے محنت مزدوری کرتے تھے ٹوکری مین مٹی بھر کر سر پر رکھکر بس پھیرتے جو
ایک مدت مدید سے تیار ہو رہا ہی ڈالا کرتے تھے ایک گرگی ڈلی چھ ماشے کی ٹوکری ہمین ملا کرتی
تھی دیکھیے ابھی تک ایک ایک گرگی ڈلی ہمارے ہاتھ مین ہی دو سب ہاتھون مین ٹوکری ہی سراپا
ہم سب کا مٹی سے آلودہ ہی کھانا زنبیل مین نہین ملتا تھا صرف مٹھی مٹھی بھر چنے ہر ایک کو ملتے
تھے پہلے ہم سب بہت فربہ تھے بھوکے رہتے رہتے اسقدر دبلے ہوگئے ہین کہ اٹھنا اور بیٹھنا
بھی دشوار ہی یہ کہکے وہ رونے لگے اُسوقت اشارۂ خواجہ طیفور گردیا سے بحرین جادو نے
اُن سے کہا کہ اگر تم ہمارا ایک کام کرو تو ہم ابھی تمکو قید سے رہا کرادین جہان تمھارا دل چاہے

وہاں پہنچتے ہی اُن کے تن لاغر میں قوت آ گئی جسم میں گویا ہر ایک کے جان تازہ آئی خوش ہو کر
عرض کرنے لگے کہ جو حکم ہوا ہے بجا لائیں مگر آپ ایفائے وعدہ بھی کیجیے کا قید سے چھڑا دیجیے گا خلاف
وعدہ نہ کیجیے گا خواجہ طیفور گردباد نے کہا ہم بہت ڈرتے ہیں ایسا نہو کہ پھر برہم ہو کر ہم سب کو زنبیل میں
ڈال دیں بحرین جادو نے کہا کہ تم سب اطمینان رکھو اب زنبیل میں نہ ڈالے جاؤ گے بشرطیکہ
جو ہم کہیں وہ کام کرو انھوں نے پوچھا کہ وہ کام کیا ہے بیان کیجیے بحرین جادو نے کہا کہ یہ کشتی
اٹھا کر تم سب یہاں سے اُس تالاب کے کنارے تک لے جاؤ پھر تالاب میں کشتی ڈال کر بالائے
کشتی بیٹھو اور جو تم سب میں ملاح ہو وہ کشتی کو کھیے کر اُس میل فولادی تک لے جائے بعد اس کے
اگر تم سب تالاب سے پھر ہم تک آؤ گے تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے قید سے آزاد کرائیں گے تم اپنے اپنے
وطن چلے جانا اپنے اہل و عیال سے ملنا انھوں نے جانب اُس تالاب مذکور دیکھ کر باہم کہا کہ بھائیو
ہرچند کہ مقام خوف و خطر ہے مگر ایسے کام کے بجا لانے پر رہائی منحصر ہے چلو کشتی اٹھاؤ تاکہ تالاب میں کشتی
کو ڈال کر اُس پر سوار ہو کر میل فولادی تک جا کر یہاں واپس آ کر قید سے رہائی پائیں اگر زندہ
وہاں سے پلٹ کر نہ بھی آئیں گے تو بھی اچھا ہے قید ہستی سے چھوٹ جائیں گے یہ تقریر باہم کر کے
ہو گئی ہر ایک نے خواجہ کو دی کر کی ڈال کھالی پھر سب نے وہ کشتی بصد مشکل اٹھائی بعد ازاں
اُس کشتی کو وہ سب کنارے تالاب تک لے جا کر اور زمین کو آب تالاب میں ڈال کر خود بھی اس پر سوار
ہوئے پھر ملاح اُس کشتی کو کھیتا ہوا جانب میل فولادی لے چلا صاحبقران و بحرین جادو و
خواجہ طیفور گردباد وغیرہ سب نے دیکھا کہ ہنوز ملاح مذکور بانس سے کھے کر کشتی کو دو چار قدم بھی سوئے
میل فولادی مذکور نہ لے گیا تھا کہ دفعتاً آب تالاب میں تلاطم ہوا موجیں بلند ہوئیں دھواں اور
شعلے اور شرارے بہ نسبت قبل آب تالاب سے زیادہ تر نکلنے لگے ابر سے انگارے اور سنگ
پارہ برف فزون تر برسنے لگے کڑک اور چمک برق کی زیادہ تر ہونے لگی ابر جو بالائے تالاب
محیط تھا آناً فاناً محیط صحرا ہونے لگا دمبدم پھیلنے لگا رعد کی آواز دمبدم ایسی آنے لگی کہ بجنسہ
صاحبقران سب کے قلب و جگر تھرانے لگے ساحران لشکر بحرین جادو خوف سے کانپنے لگے
بحرین جادو بھی ایسا متردد ہوا کہ رنگ رخ اُس کا اڑ گیا چہرہ متغیر ہو گیا لیکن صحرا میں بیرون خیمہ
حفاظت کمتر ابر اس اثنا میں اُس ابر سے مانند اولوں کے آگ کے انگارے اور سنگ گران
اسقدر برسنے لگے کہ تمام وہ صحرا سنگ و انگشت سے پٹ گیا روئے زمین صحرا آتش و سنگ سے گلگون
تک نہاں ہو گیا ادھر تو ابر مذکور سے آتش و سنگ برابر برس رہے تھے سوائے صاحبقران
کشورستان خیمۂ حفاظت میں سب ڈر رہے تھے قضا کا سامنا تھا جان بچنے کے لالے پڑے تھے
کسی کو امید جانبری نہ تھی ہوائے تند و تیز جو چل رہی تھی بڑے بڑے اشجار صحرائی مذکور جڑ سے
اکھڑ اکھڑ کر اُس باد تند سے مانند خس و خاشاک اڑ اڑ کر دور دور جا گرتے تھے آفت برپا تھی
ایک دوسرے سے کثرت خوف سے لپٹا جاتا تھا کسی کے حواس بجا نہ تھے گریہ [illegible]
نکلتا تھا آواز بھی تو مشکل سے نکلتی تھی تاریکی دمبدم بڑھتی چلی جاتی تھی ادھر تالاب میں اُس کشتی کو
صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کہ جیسے ہی ملاح کشتی کو تالاب میں ڈال کر سب کو سوار کر کے سوئے
میل فولادی چلا پانی میں تالاب کے تلاطم عظیم پیدا ہوا موجیں بلند ہونے لگیں شعلے ہزار در ہزار
آب تالاب سے نکل کر سوئے فلک جانے لگے کشتی مانند رانگے کے آتش ہو کر آب تالاب میں

پگھلنے لگی نصف ساعت بھی نہ گذری تھی کہ وہ کشتی مع اُن سب قیدیون اور ملاح کے پگھل کر تیزاب
مین مل گئی نیست و نابود ہوگئی استخوان تک بھی اُن قیدیون کے گھل گئے سب بحر جہان
سے پار ہوگئے حباب آسا زندگی آب تالاب مین مل گئی آب زندگانی سے ہاتھ دھو کر وہ قیدی ذلیل
بحر فنا مین مانند اولون کے گھل گھل کر غائب ہوگئے ایسے غرق دریاے فنا ہوے کہ پھر نہ اُبھرے
آشناے شاہد مرگ ہوگئے قید ہستی سے ایک دم مین چھٹ گئے زندان زندگی سے آزاد ہوگئے اس
کشتی کا ست اہل کشتی تحل پڑا نہ پایتوے بھجر۔ نہ کشتی رہی وہ نہ قیدی بسبب ستم سحر کے سب لے ایسے
ابھی صاحبقران جانب تالاب دیکھکر متحیر تھے دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ عجب تالاب و آب تالاب ہے
کہ کشتی کو مع چند قیدیون کے ایک دم مین گھلا دیا واقعی بحرین جادو نے لکھا تھا وہی ہوا آب
تالاب خفیف پانی نہین ہے بلکہ تیزاب ہے اور ابرباران جادو بڑا ساحر ہے سحر و ساحری مین کامل ہے
خدا اس کے شر سے سب کو بچائے بحرین جادو نے بڑی خیر خواہی کی تمکو آب تالاب مین جلنے نہ دیا
اگر تم جاتے تو جو قیدیون کا حال ہوا وہی تمھارا بھی حال ہوتا یکایک برق کی کڑک اسقدر ہوئی
کہ تمام وہ صحرا تھرا گیا ابر کڑک کے ہوتے ہی شق ہوا بحرین جادو نے دیکھا کہ ابرباران جادو
بعد غیظ و غضب بالاے تخت سحر بیٹھا ہوا ہے پس پشت اُس کے پانچ سو سواران سحر کمیون پر
سوار ہین آنکھین ابرباران جادو کی غصے سے سرخ ہین بلکہ روے سیاہ بھی اُس کا آتش قہر و
غضب سے سرخ ہے کف دہن مین ہے بلندی سے سوے پستی آرہا ہے ہنوز بحرین جادو وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ابرباران جادو خیمہ حفاظت کے پاس آکر آواز آدمیون کی باتون کی
سنکے متردد ہوکے دل مین کہنے لگا کہ اے ابرباران جادو جلنے عجب اور مقام حیرت ہے کہ تیرے
سحر سے اس خیمے کے آدمیون کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بلکہ خیمہ تک بھی آتش سحر تیری سے نہ جلا تو نے تو
اپنے سحر سے ایسے آگ کے انگارے اور بڑے بڑے پتھر مانند آسیا کے برسائے کہ پہاڑ تمام پتھر سے
کوہستان بن گیا ہے اور آگ کے انگارون سے ایسا کوہ آتش فشان نمایان ہے کہ جس نے تمام اشجار صحرا
جلا کر خاک کر دیے ہین اور ہواے سحر ایسی چلائی ہے کہ اگر اس صحرا مین کوئی پہاڑ بھی ہو تو وہ بھی اُڑ جاتا
مگر یہ خیمہ بدستور ایستادہ ہے اور گرا نہین نہ ہواے سحر سے اڑا نہ اہل خیمہ سے کوئی ہلاک ہوا دیکھو تو
کیا سبب ہے یہ کس کا خیمہ ہے کون اس مین ہے یہ باتین کرتا ہوا پاس خیمے کے بروے زمین آیا سواران بھی
اُس کے بروے زمین آکر اُس کے اشارے سے ایک جانب ٹھہرے پھر غور کرکے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ گرد خیمہ تو سنگ و آتش سحر کا اثر پایا جاتا ہے مگر بالاے خیمہ کچھ اثر انگارہاے آتش سحر و سنگہاے
سحر کا مطلق نہین ہے ابھی ابرباران جادو قریب خیمہ حفاظت حیران و متردد کھڑا تھا کہ یکایک نظر اُسکی
بحرین جادو پر پڑی دیکھتے ہی پہچان کر کہا کہ اے بحرین جادو غضب کیا تم نے کہ اس صحرا مین بغیر ہماری
آگاہی کے قدم رکھا ہے تمسے یہ امید نہ تھی ہم تو تمکو اپنا دوست جانتے تھے مگر اب ثابت ہوگیا کہ تم ہمارے
اور ہمارے بادشاہ و شہنشاہ و خداوند کے دشمن جان ہو بربادی طلسم زلزلہ چاہتے ہو حکیم سالوس کو جو
ہماری قید مین ہے اُسے رہا کرنے آئے ہو طلسم کشا سے ملے ہو چونکہ زمانہ طلسم کشائی کا قریب ہے اسوجہ سے
براے فتح طلسم تمکو لوح طلسمی کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے دیکھو جو کہ اس راز سے ہمنے تمکو آگاہ کر دیا ہے کہ
حکیم سالوس ہماری قید مین ہے اور وہ مقام لوح طلسمی سے آگاہ ہے ہرچند کہ اب جس جگہ لوح طلسمی ہے
وہان تازہ بند و بست ہوگیا ہے انسان کی تو کیا مجال ہے جن اور دیو کا بھی وہان گذر نہین ہوسکتا ہے

حکیم سالوس اگر رہا بھی ہو جاتا تو لوح طلسم زلزلہ تک نہ خود جا سکتا نہ کسی کو اُس کا نشان بخوبی بتا سکتا ::
طلسم کشا لوح مذکور کو پا سکتا پس ثابت ہو گیا کہ تم محض براے رہائی حکیم صاحب موصوف یہاں آئے تھے
تدبیر تو اچھی کی تھی کہ کشتی پر چند آدمیون کو سوار کرکے تالاب مین سوے کیل فولادی بھیجا تھا لیکن تدبیر
تمھاری کچھ بن نہ پڑی معلوم ہوا تمھارا بیڑا آیا اہل کشتی کی حکیم سالوس تک رسائی نہ ہو سکی وہ سب ہمارے
سحر سے ہلاک ہو گئے عبث تم نے چند آدمیون کو ہمارے سحر و تمھارے سے ہلاک کرایا خود تالاب مین دلیرانہ قدم
رکھا ہوتا ہمارے سحر کو دفع کیا ہوتا یا ہم سے مقابلہ کیا ہوتا میل فولادی پر زور آزمائی کی ہوتی خیر سنئے بخلاف
جادہ دوستی تھا اُس جادے پر قدم رکھا ہے بعد تم ہمارے عدو ہوے تو اب ہم سے بھی امید دوستی کی رکھو
خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ ہم سحر کرتے ہین تم دفع کرو کیا قریب خیمہ کھڑے ہو ہمارے روبرو آؤ اسباب سحر سے
کارد یا ترنج یا نارنج یا گولا فولادی وغیرہ ہاتھ مین لیے اُٹھاؤ اگر اسباب سحر سے کچھ پاس نہو تو ہم سے لو اس لئے سحر
دم کرکے نارنج ترنج کوئی تو پھر لگاؤ اپنی سحر و ساحری ہمین بھی دکھاؤ سر میدان ہم سے مقابلہ کرو دیکھین تو
ہم بھی کہ کیسے کیسے سحر تمھین یاد ہین نام تو تمھارا بحرین جادو ہے ذرا روانی بحر سحر بھی دکھاؤ ہم سے لڑو تو سہی
دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے ہمین بھی کوئی ایسا ویسا ساحر سمجھا ہے کہ اپنے بحر سحر مین ڈبو دوگے ہم وہ ساحر نہین
ہین کہ جو تمھارے ورطہ سحر مین پھنس جائین ساحل دریاے مرگ تک پہونچ جائین لاکھ تم بھی ساحر زبردست
ہو مگر ہمارے سحر کو کیا دفع کر سکتے ہو تمھاری یہ مجال نہین کہ تم ہمارے اس سحر کو دفع کر سکو اگر کچھ دعوی ہے
تو سامنا کرو کیا خاموش کھڑے ہو دشمنی کے ارادے سے آئے ہو تو عداوت روبرو کرو پوشیدہ جو فوج
ساحران ساتھ لے کر آئے تھے وہ فوج کہان چھپائی ہے اس سبب سے ہمین تھوڑی سپاہ معلوم ہوتی ہے اُن
ساحرون کو خیمے سے نکال کر ہم سے لڑو دیکھو ہم اکیلے ہین کوئی دوسرا ساحر ہمارا معین و مددگار نہین ہے
یہ سوار ہمارے سحر کے پتلے ہین دراصل یہ ساحر نہین ہین تم اپنے تمامی ساحرون کی جمعیت سے ہم سے لڑو
جو کوئی سحر سخت تیار کیا ہو وہ سحر پھر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو آخر تو ہمارے ہاتھ سے جانبر نہوگے
اس صحراے زندہ نہ جاؤ گے اسی دشمنی کے عوض مین ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گے دنیا سے آرزوے
حصول لوح طلسم زلزلہ و رہائی حکیم سالوس اپنے دل مین لیکر جاؤ گے ہم تمھین دیر سے کھڑے ہین مہلت
حوصلہ دل نکالنے کی دے رہے ہین تامل کیا ہے آؤ دو جنگ ہو جاؤ سامنے آؤ سحر کرو اگر ہم پہلے سحر
کرین گے تو پچھتاؤ گے مبتلاے سحر سخت ہو جاؤ گے پھر دفع سحر تم نہ کر سکو گے حسرت سحر کرنے کی دل مین
رہ جائے گی جان تمھاری جائے گی ہم کو تم سے یہ امید ہرگز نہ تھی کہ تم اپنے لشکر ساحران کو لیکر پھر جاؤ گے
دوست قدیم ہو کر ہم سے دشمنی کرو گے سچ ہے ہمین سے نادانی ہوئی کہ تمھین ہمیشہ تم کو اپنا دوست تصور کیا
تمھاری دوستی پر اعتبار کیا کیونکہ بقول شاعر مصرع وفا کا لاکھ جہان مین کرے قرار کوئی ہو کرے کسی کی نہ الفت
کا اعتبار کوئی . آج سے اعتبار تمھاری دوستی کا نہ رہا دشمنی تمھاری ثابت ہو گئی اگر ہم غافل ہو ہوشیار
نگہبان وغیرہ ارزنگان حکیم سالوس نہوتے اور اس جگہ موجود نہوتے تو غضب ہی ہو جاتا نہین معلوم
تم کیا کیا مکر و تدبیرین کیے تھے کسی نہ کسی طور سے حکیم سالوس کو یہان سے رہا کرکے لیجاتے ہو معتوب
شہنشاہ ساحران کرتے دنیا مین ذلیل و رسوا کرتے حکیم سالوس سے دریافت کرکے لوح طلسم زلزلہ
تک طلسم کشا کو لے کر جاتے بعد حصول لوح شریک طلسم کشا ہو کر طلسم زلزلہ کی بربادی و تباہی
کرتے خیر ہوئی کہ ہم یہان موجود تھے ہین تمھارے یہان آنے کا بھی خیال نہ تھا نہ تھے دشمنی کا
اندیشہ تھا افسوس ہزار افسوس ہم ملت و ہم مذہب ہو کر ہم سے دعوی دوستی کرکے تم نے

خصومت کی نتیجہ اس عداوت کا اب یہ ہوگا کہ تمھین قتل کرکے سر تمھارا تن سے جدا کرینگے پاس شاہ
طلسم زلزلہ کے ہمرے جائینگے تمام حال دشمنی کا اس شہنشاہ ساحران سے بیان کرینگے وہ
بھی غالبًا ایسا غضبناک ہوگا کہ بڑے نامی ساحرون سے کسی ساحر کو موسے بحرینہ زوالہ کہکے بحرینہ
کو بحر سحر مین غرق کردے گا کوئی اہل بحرینہ سے زندہ نہ چھوٹے گا اب بحرین جادو آگاہ ہوکہ
تمنے جو بیج دشمنی کی بوئی ہی فوج اپنے ساحرون کی بے کر ادھر آئے ہو سمجھ لو کہ خود اپنے پاؤن سے
اپنے جائے مرگ پر آئے ہو یا قضا تمھاری خود تمکو کشان کشان یہان تک لائی ہے یہ تمام تقریر
ابر باران جادو نے عالم غصہ مین کہکے کارد سحر اٹھاکے کہا کہ اے بحرین جادو اب بھی جو سحر
کرنا ہو وہ کرو مقابلہ ومجادلہ سحر وساحری مین ہمسے کرلو ورنہ یاد رکھو اور یقین جانو کہ اس کارد سحر
سے ہم تمھین ہلاک کرینگے بحرین جادو نے مسکرا کر جواب دیا ع - انچہ از دوست میرسد نیکوست
اچھا بہتر و مناسب یہی ہے کہ دوست کو کارد سے ذبح کیجیے کارد سحر کا وار کیجیے صاحب بڑے آپ عقلمند
ہین خوب پہچانا کہ ہم برسر دشمنی وعداوت ادھر آئے ہین حکیم سالوس کی رہائی کی غرض سے
اس صحرا مین وارد ہوئے ہین واہ وا نیکی برباد گنہ لازم سچ کہا ہے کسی نے کہ نادان ونافہم کی
دوستی مین ضرر ہوتا ہے یہ تو نہ پوچھا کہ بعد ایک مدت کے کیون آئے مزاج کیسا تھا نہ یہ خیال کیا کہ
بحرین جادو دوست قدیم ہمارا بے سبب وبے وجہ یہان نہ آیا ہوگا ذرا دریافت تو کرین کہ
کیون آیا ہے کیا کام اس کو ہمسے درپیش ہے اگر خیال کیا بھی تو بدخیال کیا دوست کو اپنا دشمن تصور کیا
بلکہ یقینًا اپنا دشمن جان کر آمادہ جنگ ہوئے وہ کلمات اپنی زبان پر جاری کیے کہ جو دل شکن سے تھے
اور صدمہ رسان تھے ہمکو تمسے اے ابر باران جادو یہ امید نہ تھی خوب تمنے حق دوستی ادا کیا
بے سمجھے ہمکو اپنا دشمن جان سمجھکر کلمات نامناسب اپنی زبان پر جاری کرکے کارد سحر اٹھائی ارادہ
ہمارے ہلاک کرنے کا کیا ہمکو رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے کیا غرض لوح طلسم زلزلہ کے حاصل
کرنے کی فکر سے کیا مطلب شہنشاہ ساحران یعنی مالک وحاکم طلسم زلزلہ سے دشمنی کرنے کی کیا وجہ
برباد دی طلسم زلزلہ سے ہمین کیا غرض یہ ہم تمھارے اور شاہ طلسم زلزلہ کے دوست وخیرخواہ ہین
یا دوست جانی وہان ہین بوجہ ہم ملت وہم مذہب ہونے کے تمھے اور تمھارے شہنشاہ سے
ہمکو پیش آئینگے یا بدمعنی تمسا کوئی شخص دنیا مین دشمن فہم وعقل و بدنفس ہوگا ایسی قدر اپنے
دوست کی کون کرے گا جیسی عزت وتوقیر تمنے ہماری کی ع - این کار از تو آید و مردان چنین کنند
ہمنے تو محض تمھاری دوستی وخیرخواہی سے کتب مین زمانہ آخر طلسم زلزلہ کا حال دیکھا طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے ادھر راہ دور ودراز سے آنا گوارہ کیا ہنوز ہمنے طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا
تحفہ بھی پیش نہ کیا تھا کہ تمنے ہمکو اپنا دشمن جان کر ارادہ ہمارے قتل کا کیا اگر یہ کہو کہ اپنے آنے سے
ہمین آگاہ کیون نہ کیا جواب اس کا یہ ہے کہ ہمکو ابھی مرتبہ یہی منظور ہوا کہ چند آدمی ایک کشتی پر سوار
کرکے اس تالاب مین بھیجین اس عنوان سے اپنے آنے کی اطلاع تمکو دین علاوہ اس کے ہمکو امتحان
دوستی لینا منظور تھا انھین وجوہ سے ہمنے اپنے آنے کی بذریعہ نامہ اطلاع نہین دی کیا معلوم تھا
کہ تم ہمسے اس طرح پیش آؤگے خیر جو کچھ تمنے ہماری نسبت خیال کیا اور جو کچھ زبان سے کہا بہت
خوب کیا یہی مناسب تھا مگر ہمکو اس امتحان سے حال دوستی ظاہری تمھارا معلوم ہوگیا ہم سمجھ گئے
کہ تم ہمارے دشمن جان ہو دوست نہین ہو تمنے بڑی نادانی کی کہ تم اپنے دشمن سے یہ دوستی کی

کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے تمھارے پاس لائے آیندہ کسی طور سے تم سے دوستی کرینگے
دشمن ہی تمکو تصور کیا جائے گا ہمنے تو طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو بہزار دشواری و محنت و کوشش
باین خیال اسیر کیا تھا کہ یہ تحفہ لاجواب تمھاری نذر کرینگے تم خوش ہوکر اپنے بادشاہ کے پاس
لیجاوگے وہ تمکو اپنا بہت خیرخواہ جانکر خلعت و انعام کثیر دیگا تمھارا احسانمند ہوگا طلسم زلزلہ
فتح ہونے سے محفوظ رہیگا طلسم کشا کو قتل کرلے گا لیکن تمنے بوجہ بدنفسی و نافہمی کے ہماری
دوستی و محنت و کوشش پر نظر نہ کرکے دشمن اپنا تصور کیا خیر اب ہم جاتے ہیں طلسم کشاے طلسم زلزلہ
کو بھی لیے جاتے ہیں بحرینہ میں پہونچکر چھوڑ دینگے قید سے رہا کر دینگے تم سے ترک ملاقات و دوستی
کرینگے یہ کہکے اپنے ساحران ہمراہی سے کہا کہ اے خیرخواہو سامان یہاں سے چلنے کا کرو خیمہ وغیرہ
اسباب کو اٹھاکر تخت سحر پر رکھو طلسم کشا کو جس طرح یہاں لائے تھے انھیں طرح لے چلو ابرباران جادو نے
یہ تقریر بحرین جادو کی سنکے بہت نادم و منفعل ہوکے بہت عذر نافہمی و غلط خیالی اپنی کا کرکے کہا کہ
اے دوست صادق ہمیں ان ہماری بے اعتنائی و بدزبانی کی خطا کو عفو کرو ہمیں اس حال سے
آگاہی نہ تھی غصے میں کچھ خیال تمھاری دوستی کا نرہا بے اختیار کلمات خلاف شان تمھارے ہمنے
اپنی زبان پر جاری کیے سخت صدمہ تمکو پہونچایا جو خیال تمھاری نسبت نہ کرنا تھا وہ کیا سخت نادانی
و بیوقوفی کی اپنی نافہمی سے نادم و منفعل ہوے اب رنج و ملال دل سے دور کرو آؤ ہمسے
گلے ملجاؤ ہمسے رنجیدہ ہوکر نجاؤ تم بھی ہمکو جو کچھ چاہو کہو سزا ہماری نافہمی کی اور بدنفسی کی ہمکو دو ہم
نہایت تم سے نادم ہوے افسوس ہمنے عالم غصہ میں تمکو کلمات سخت کہے تم ایسے دوست کو اپنا دشمن
خیال کیا واقعی تم ایسا دوست کون ہمارا دنیا میں ہوگا کہ جو ایسا خیرخواہ ہوکر طلسم کشاے طلسم زلزلہ
کو بعد فکر و کوشش واسطے ہمارے بہبودی و ناموری کے اسیر کرکے ہمارے پاس لے کر آئے
اے بحرین جادو تمنے ہمپر بڑا احسان کیا ہے ایسی دوستی ہمارے ساتھ کی ہے کہ کوئی دوست
اپنے دوست سے دنیا میں نکرے جو تمنے اسیری طلسم کشاے طلسم زلزلہ کی خبر خوش ایسی سنائی ہے
کہ خوشی و خرمی سے ہمارا غنچۂ دل شگفتہ و باغ باغ ہوگیا ہے اس تمھاری نیکی کرنے سے شہنشاہ
ساحران جہان یعنی بادشاہ طلسم زلزلہ ہمسے ایسا شادمان ہوگا کہ جو کچھ وہ ہمیں انعام میں نہ دے
وہ کم ہے اگر تمامی اپنے طلسم کا ہمیں مختار کار کردے تو عجب نہیں اے دوست صادق میں تمنے
عجب کار نمایان کیا ہے کہ کوئی ساحر بہ دلیری و بہادری ایسا کام نہیں کرسکتا یہ کہکر درمیان خیمہ
حفاظت نظر کرکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سلاسل میں اسیر دیکھکر از حد شادمان
ہوکر نہایت گرمجوشی سے ہاتھ بحرین جادو کا پکڑکر کہا کہ اے حبیب وافق ہمسے اب تو رنجیدہ نہیں ہو
ہمنے اسقدر تمسے بدزبانی کیا ہے کہو تمنے ہماری تقصیر عفو کردی یا نہیں بحرین جادو نے پہلے اپنے
دل میں کہا کہ صد شکر کہ یہ نابکار تمھارے دام فریب میں آگیا تمہیں اپنا دوست سمجھا اب یہ نابکار
کہاں بچکر جاسکتا ہے یہ میرے دام فریب میں کیا آیا ہے گویا اسکی اجل آئی ہے بعدہ مسکراکر کہا کہ
اے مہربان ابرباران جادو خیر تمھارے عذر کرنے سے ہمارے دل سے رنج و ملال دور ہوگیا
یہ کہکے جلد تر ایک بارگاہ برپا کرا کر فرش و کرسی و مسہری وغیرہ اسباب ضروری راحت و آرام
سے آراستہ کرا کر ابرباران جادو کو اسی بارگاہ میں لاکر بٹھایا پھر خود بھی برابر اس کے بیٹھا
ابرباران جادو نے کہا کہ اے دوست ہم شکریہ تمھارا ادا نہیں کرسکتے نہ حسب دلخواہ تمھاری

خاطر و دعوت وضیافت بیان کر سکتے ہیں مگر حتی الامکان دعوت تمہاری کی جائے گی چند روز تک تمکو یہاں قیام پذیر ہونا پڑے گا بعدہٗ ہم تم ساتھ ساتھ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بحالت اسیری خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں لے چلیں گے بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمیں تمہارے ساتھ چلنے میں تو کچھ عذر نہیں ہے الا ہم چاہتے ہیں کہ ایکمرتبہ ہم تمہاری دعوت وضیافت کریں جس طرح تمنے ہدیہ و تحفہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا قبول کیا ہے اُسی طرح دعوت وضیافت بھی منظور و قبول کر و ہمکو خوش و مسرور کرو حالانکہ یہ امر خلاف قاعدہ ہے کہ ہم ہی تمہارے پاس آئیں ہم ہی تمہاری دعوت وضیافت کریں مگر خوشی ہماری اسی میں ہے کہ دعوت وضیافت بالفعل ہماری منظور وقبول کرو ابر باران جادو نے کہا کہ اے مخلص خالص تمنے ایسا ہمیں خوش کیا ہے کہ اس خوشی میں ہمیں تمہاری خوشی منظور ہے بحرین جادو نے یہ سنکے خوش ہو کر اُس کے پاس سے بحیلہ فکر تیاری طعامہائے دعوت وضیافت وغیرہ اُٹھ کر خیمۂ حفاظت میں کہ بارگاہ سے کچھ دور تھا جا کر صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ نے ملاحظہ کیا میں نے ابر باران جادو کو کیونکر دام فریب میں لپنے پھنسایا ہے غرض کرکے خواجہ طیفور کر دیا ہے بہت خوش ہیں کہا خواجہ نے اقرار کرکے کہا کہ ہاں ممکن ہے تم ابر باران جادو کے پاس جاؤ ہم درستی تمہارے کام کی حسب دلخواہ کرتے ہیں بحرین جادو نے خواجہ طیفور کر دیا ہے کچھ کہہ سنکے اپنے ملازمونکو تم تیاری طعامہائے لذیذ دے کے خیمۂ حفاظت سے نکل کر پاس ابر باران جادو کے جا کر کہا کہ اے دوست خالص ہمیں اگرچہ تمہاری دعوت وضیافت قبول کر کے ہمیں خوش کیا ہے تو ہم بھی دوسرا ہدیہ ایسا تمہیں دیکے خوش کریں گے کہ تم کثرت خوشی سے لپنے جامے میں نہ سما سکوگے وہ ہدیہ خاص ہم تمہارے واسطے لائے ہیں عجب نایاب ہدیہ ہے کہ جس کے دیکھنے سے بہت خوش ہوگا ابر باران جادو نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کیا ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ بعد اکل و شرب و میخواری وہ ہدیہ مرغوب دل تمہارے آگے آئے گا اُس کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ خود ہی اُس ہدیے کو دیکھو لوگے اور مسرور ہوگے کہ ہاں یہ ہدیہ دلپسند ہے ابر باران جادو یہ سنکے خاموش ہوا بحرین جادو نے اُن نازنینوں میں سے جو کہ ہمراہ دلشکر آئی تھیں ایک نازنین سیمتن خوش گلو کو طلب کیا وہ خوبرو حسب الطلب مع اپنے سازندوں کے بارگاہ میں آئی باران جادو و بحرین جادو کو بادب و ناز و انداز سلام کر کے کھڑی ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ مطربہ ناچنے لگی ابر باران جادو و بحرین جادو رقص اُس کا دیکھنے لگے جب وہ نازنین رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی۔ غزل

ہوئی بیتاب جب [illegible] سے
تو ان کو [illegible] ملنا ہیں سے
جہاں پر [illegible] گذشتہ تمہارے سے
اشتعال [illegible] ہیں سے
اگر وہ بت [illegible] دلخادے
کہاں [illegible] دل کا [illegible] سے

نہیں مطلب ہمیں دنیا و دین سے
وہ بجلی کی چمک ہے کیوں نہ چمکیں
قیامت سر اُٹھائے گی وہیں سے
تری فرقت میں لے ظالم یہ ہے حال
نہ سنبھلے دین و ایمان اہل دین سے
چمک جاتی نہیں دردسنان کی

تلاش عاشق صادق اگر ہے
مشابہ چہرہ آہ آتشیں سے
عذاب گور سے ہو جان ثابت
ڈھکی رہتی ہیں آنکھیں آستین سے
برا ہو اس ہجوم بیخودی کا
ہوئی الفت جو اک پردہ نشین سے

[illegible] جانے [illegible] آتشگر جو دیس اور آجاتیں ہمیں سے

باران جادو کہ عاشق مزاج تھا بعض بعض اشعار غزل مندرجہ کو پسند کر کے تعریف کرنے لگا نازنین مذکورہ اشعار غزل بعد ناز و ادا بتا بتلا کے گانے لگی ہر دو ساحران بزم اُس کے رقص و نغمے سے

خوش ہونے لگے اس اثنائے مین طعام دعوت تیار ہوا ملازمون نے اجازت حاصل کرکے دسترخوان
حسب قاعدہ بچھاکر طعام لذیذ نفیس و لطیف ظروف مین لاکر بالائے دسترخوان رکھا پھر باران
جادو و بحرین جادو آفتابے مین ہاتھ دھوکر باہم طعامہائے مذکور تناول کرنے لگے خدام آب سرد
پلانے لگے جب دونون اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو چکے پھر آفتابے مین ہاتھ دھوکر بیٹھے اسوقت
بحرین جادو نے کشتی شراب کی طلب کی ملازم فی الفور کشتی شراب ناب لے کر حاضر ہوئے ایک ساقی
گلبدن شیشہ مے سے ساغر بلورین مین شراب تند بھر بھر کر ابر باران جادو و بحرین جادو کو جام
مے ناب دینے لگا دونون ساحران مذکور بصد خوشی شراب پینے لگے بعد میخواری باران جادو نے
بحرین جادو سے کہا کہ اے مخلص خالص مین اب تو ہم تم آب و طعام سے بھی سیر و سیراب ہو چکے
میخواری سے بھی لطف اٹھا چکے آفتاب بھی غروب ہوا مگر وہ ہدیہ ابھی تک تم نے نہین دیا ہم اُس
تحفے کے بہت مشتاق ہین جاؤ جلد اُسے لاؤ ہمین دکھاؤ بحرین جادو نے کہا کہ جاتا ہون اس تحفۂ بے مثل
و بے نظیر کو تمہارے سامنے لاتا ہون یہ کہکے بارگاہ سے اٹھ کر اپنی خیمۂ حفاظت مین گیا خواجہ
طیفور کو دیا اتنی دیر مین بصورت زن حسین و حور لقا بن چکے تھے زیور جواہر نگار طلائی و نقرہ
سے تا پا مع لباس رنگین و نفیس قیمتی پہن چکے تھے دلسوز بن جانسوز بن صاحبقران و دیگر
عیاران کو جن کو زنبیل مین ڈال کر لائے تھے نکال چکے تھے طبلے ستار کلی منجیرے وغیرہ ضروری
سازان کو دے چکے تھے مستعد بیٹھے ہوئے تھے بحرین جادو دیکھتے ہی نازنین مذکورہ کو ستعجب ہوکر
صاحبقران وغیرہ سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ نازنین کہان سے آئی ہے خواجہ طیفور کردیا کہان ہین
صاحبقران نے بھی باشارہ جواب دیا کہ یہی نازنین جس کو تم دیکھ رہے ہو خواجہ طیفور کردیا ہین
بحرین جادو نے اپنے دل مین کہا کہ خواجہ بھی عیار بلائے روزگار ہین ایسی زن جمیلہ و حور
صورت بنے ہین کہ مین نے نہ جانا تھا باقی بجائے خود رکھے کہا کہ اے نازنین مہ جبین روبروئے
باران جادو چل رقص و سرود کر ایسا کمال اپنا دکھا کہ وہ آرزو تیرے ہاتھ آئے نازنین نے
جواب دیا کہ دیکھنا کیسا اپنا ہنر و کمال دکھاتی ہون کہ تم کو حیرت ہو جائے مدعائے دلی بر آئے
یہ کہکے مع اپنے سازندون کے اٹھی ہمراہ بحرین جادو کے ایسی رفتار معشوقانہ سے راہ طے کرنے لگی
کہ دیکھنے والون کے قلوب مانند حنا پامال سبزۂ شاداب بن گئے اکثر نا واقف حسن و جمال پر
نظر کرکے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگے بعد قطع راہ بارگاہ مین روبروئے باران جادو پہونچی
حسن و جمال اپنا بناز و ادا و عشوہ و غمزہ دکھا کر شرم و حیا سے ابر باران جادو کی طرف سے روگردان
ہوئی ابر باران جادو اس کی صورت کو دیکھتے ہی بہزار دل اسیر شیفتہ ہو گیا اشتیاق وصل
دل مین پیدا ہوا بحرین جادو نے پوچھا کہ کیون مہربان یہ ہدیہ مرغوب طبع ہوا یا نہین اُس نے
آہستہ جواب دیا کہ اے دوست واقعی کیا تحفہ بے بدل تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ اس کی تعریف
نہین ہو سکتی یہ ایسی نازنین خوب رو روئے زمین پر نہو گی حسن مین بے نظیر و جمال مین لاثانی رفتار مین
غیرت رفتار طاؤس طناز ہے واقعی نازنین نکلی مذکورہ ایسی ہی تھی کہ بمصداق مضامین اشعار ہذا۔ اشعار

تھا مثل کمتی نہیں وہ دنیا میں	سیکڑوں کی لگی تھے سنا میں	تو بصورت جو تھی جا وہ مین	چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
اسکے عارض سے گل کھایا داغ	لالہوں کی ہے خون بیابان	اس تجارت سے تھا جہاں بلبل	ایک عالم کی وہ بنی قاتل
آنکھ نرگس سے سبب لڑاتی تھی	پانون یاس کو اسی رنگواتی تھی	باغ مین غم سے ہوتی تھی وہ ہم	شرم سے ہوتا تھا تعجب عالم

شجر باغ نوجوانی تھی | رہ گلزار کامرانی تھی
صفت شعلہ تھی سراپا نور | شمع قامت تھی بجلی طور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش | زلف دام بلائے تھی ہر قدم
تھی نظارین سخن خرمن ہوش | تیر مژگان بلا سے ہم آغوش

جوش پر تھی بہار حسن شباب | گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
تھی جبین آفتاب صبح بلور | موئے سر مشک دود شعلہ طور
شوخی چشم تھی عیان تھی جو | سحر کرتی تھی چشم پر فن سے

جب ابر باران جادو نے نظر سحر خیز ڈالکر اور نازنین مذکورہ کو دیکھکر اُس پر عاشق و فریفتہ ہوکر تعریف اُس کے حسن و جمال و خوبی کی بحرین جادو سے کرکے اُس کی دوستی کا مشتاق ہوکے اظہار اپنے مائل ہونے کا کیا بحرین جادو نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ یہ تحفہ بھی تمہارے دل کو مرغوب و پسند ہوا ابر باران جادو نے کہا کہ اے محب صادق یہ تحفہ تو تم نے ہمیں ایسا دیا ہے کہ ہمکو بہت خوش کیا ہم تمہارے ممنون احسان ہوے دوست ہو تو تم ایسا ہو ہدیہ ہو تو ایسا مرغوب طبع ہو اب چاہتا ہوں کہ یہ دلربا میری طرف رخ کرکے رقص و نغمہ کرے جمال بھی اپنا ہمیں دکھائی جائے رقص و نغمہ بھی کرتی جائے اسوقت صورت مرغ بسمل دل اپنا بیتاب ہے اس کے ناز و انداز و ادا نے ہمیں مارا ہے بحرین جادو نے نازنین نقل سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا حالانکہ ناز و انداز شوخی و شرارت و شرم و حیا و ظلم و جفا و جور و بے اعتنائی طریقہ خوبرویان ہے علی الخصوص تیرا اشعار ہے لیکن انتہا ہر شے کی ہوتی ہے کب زیادہ ناز و ادا و شرم و حیا شوخی و شرارت نہ کر ہمارے دوست خالص ابر باران جادو تیرے رقص و نغمے کے مشتاق ہیں علاوہ اس کے طالب دیدار بھی ہیں اس طرف رخ انور اپنا کر اچھی طرح حسن و جمال اپنا ہمارے محب خالص کو دکھا گانا اپنا سنا رقص اپنا دکھا اس طرح رقص و نغمہ کر کہ ہمارے دوست کو پسند آئے دل ان کا خوش ہو جائے اگر یہ شادمان ہوے تو پھر باعث تیری بہبودی کا ہوگا عزت و آبرو تیری بڑھیگی دولت بے انتہا تجکو ملیگی ان کی خوشی پر تجھے عمل کرنا ضرور ہے یہ ہمارے دوست ہیں ان کی خوشی گویا ہماری خوشی ہے نازنین مذکورہ نے بحرین جادو کے کہنے سے بصد شرم و حیا و ناز و ادا جانب ابر باران جادو رخ اپنا کیا سازندوں نے ابر باران جادو سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ اے خداوند نعمت ذرا اس گل رخسار بوستان خوبی و سرو حدیقہ محبوبی کو نظر بد سے نہ دیکھیے کہیں پسند نہ کیجیے گا یہ دُر ناسفتہ ہماری تونگری کا سہارا ہے وہ گوہر ہے کہ لاجواب ہے دنیا میں یہ نازنین انتخاب ہے ہم لوگ اس کے دعاگو اور خیرخواہ ہیں اسی کے سبب سے روٹی پیٹ بھر کر کھاتے ہیں خلعت و انعام و زر تونگروں سے پاتے ہیں عاشقوں کی خواہش سے ہمیشہ بچاتے رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں مطلع

نگاہ بد سے اور مکر و دغا سے | خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ابر باران جادو گفتگوے سازندہ نازنین مذکورہ سنکے مسکرایا سازندوں کو کچھ جواب نہ دیا سازندوں نے حسب ایما نازنین مذکورہ سازوں کو حسب دلخواہ درست کیا کیونکہ ہر ایک سازندہ ایسا تھا کہ بمصداق ان اشعار ہے۔ اشعار

نور کا پتلا ہر ایک سازندہ | سحر کار ایک اک نوازندہ
وہ کلک بانین کی وہ طبلے کی تھاپ | اور وہ سارنگیوں کے سُر کی الاپ

جب سازندے سازوں کو درست کرکے سازندہ و ساز بجانے لگے نازنین مذکورہ نے ہاتھ کھینچے برائے رقص اٹھائے سازندوں نے بھی سروں میں اُس کا ساتھ دیا غرض اس عنوان و حسن و خوبی سے وہ نازنین رقص کرنے لگی کہ بمصداق مضامین اشعار

ٹھمکنے میں اگر اٹھایا ہاتھ | سازنے بھی دیا سروں میں ساتھ
ٹھوکروں سے جگر کیا پامال | دہن انتہا ہے پیغند و مال | پایا توڑا تو کر دیا بسمل

پچھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
کیا دم رقص شانہ باکا تھا
کچھ نہ تھی اُس کو حاجت مشعل

شانہ تھا اُس پری کا آفت ہوش
طرز طاؤس بوستان کا تھا
بر اِس چپ مشعلون کا یون یا مذاب

سر سے پانک تھی وہ گلابی پوش
دونون عارض تھے غیرت مشعل
جیسے کھویے پری پہ پروانہ

ابر باران جادو بصد خوشی ور غبت رقص نازنین مذکورہ دیکھکر بار بار تعریف کرنے لگا نازنین مسطورہ نے حالت رقص مین یہ غزل شروع کی ۔ غزل

دیکھتا پھر وہ نہ بھولے سے اٹھا کر آئنہ
موت کی صورت نظر آتی جو مجبر جانباز کو
شاید اُس کم سن کو میرے دل کا بھید معلوم ہوا
میری آنکھون مین نظر آتا تھا وہ کافر ضرور
یہ مرا مطلب نہین ہر شب کو تے دشمن کے گھر
تیری صورت کے تصدق پر تجھ سے نثار
تیرے جلوے کے مقابل کس کا جلتا ہی چراغ
طرفہ حیرت ہو شمارے عکس عارض سے تجھے
سنگ در کو دیکھ لیتا ہون جہین جاتا ہون مین
عشق تیرے رخ کا عالم سر کوی بیٹھا ہون مین
تیری زینت سے نہایت رشک ہوتا ہی مجھے
دیکھتا ہون اپنی ہی آنکھ اُس کا جلوہ دیکھکر
نازکی تیری عیان ہی تیرے خواب ناز سے
ہی بگیا اندھیر وہ جلوہ سے وہ خورشید نہین
طور پر دیکھا تھا جلوہ اُس کا موسیٰ نے کلیم

گر بنا تا میری خاطر سے سکندر آئنہ
صاف یہ روشن ہو کہ ہی قاتل کا خنجر آئنہ
سیکڑون ٹکڑے کیے اُس نے پٹک کر آئنہ
ہاتھ سے میرے نہ چھوٹا زندگی بھر آئنہ
اپنی صورت تو ذرا دیکھو اٹھا کر آئنہ
جام جم کیا ہی مرے دل کو سکندر آئنہ
ہو نہین سکتا مرے دل کے برابر آئنہ
تو نظر آتا ہو آئینے کے اندر آئنہ
ہو گیا رفتار سے اُس بت کے پتھر آئنہ
دیکھئے اب تو نظر آتا ہو گھر گھر آئنہ
دل مین سکھ لیتا ہی عکس روے انور آئنہ
رکھتا ہون سینے مین دل سینے سے باہر آئنہ
عکس آئینہ ہی تو اور تیرا بستر آئنہ
بن گیا ہو میری قسمت کا ہرا اختر آئنہ
آنکھ رکھتا ہو تو ہو جاتا ہی پتھر آئنہ

ابر باران جادو و سحرین جادو دونون اشعار غزل بہی سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو تہا نگ کے بلند داد دی کرنے لگی ساحران مذکور اُس کے پر تاثیر گانے سے عالم وجد مین جو بیٹھے بارگاہ سے سر ٹکرانے لگے گاہ آہ کبھی واہ لب پر لانے لگے اسوقت نازنین کے رقص نغمے سے ایک سمان بندھ گیا کیونکہ در حقیقت رقص و نغمہ اُن کا ایسا ہی تھا کہ بمصداق مضامین این اشعار

دیکھکر اُس کے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہی
حور کو ایسی وہ ٹھسک بھائے
وجد کرنے لگا ہر ادا
سننے والون کے سینے پہ ہاتھ
دھاڑی گنتے تھے لے کی امان
جس کو تیوری بدل کے بتلایا
ہائے سبزہ دلون کو روند گئی

ساکن خلد کہتے تھے باہم
ناچ اُس گل کا لاکھ آرا سے پری
دامن پھر دل مسک جائے
نازسے منھ پہ رکھے الٹا ہاتھ
دم بھر کا تھا ہر ادا کے ساتھ
کب وہ مست ادا بتاتی تھی بھاؤ
وہین تیورا کے اُس کو غش آیا
ناچنے والون کا ہوا توڑا

بزم انسان مین حور رقصان ہی
پر وہ چتون کہان سے لائے پری
ناچی اس طرح گت وہ با وقت
گائی وہ کا فر اس ادا کے ساتھ
جب وہ لیتی تھی کوئی پوری تان
حسن کے جلس کا بتاتی تھی بھاؤ
برق آسا نظر مین کوند گئی
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا

الغرض حالت رقص و نغمہ مین نازنین نے اشعار غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا کر ختم کیے

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون مست و مدہوش ہوگئے کچھ دین و دنیا کا ہوش نرہا سطر چہ یہ حال اہل انجمن کا دیکھکر ٹھہر گئی بعد تھوڑی دیر کے ساحران مذکور کے ہوش و حواس درست و بجا ہوئے ابر باران جادو نے از حد تعریف کرکے کہا کہ اے جان من اسوقت رقص و نغمے تیرا باز رہنا میرے دل کو شاق ہے چاہتا ہون کہ دوسری غزل عاشقانہ گا تجکو انعام کثیر دونگا سازندون نے عرض کی کہ اے جہان پناہ ہم زر کثیر و جواہر بیش قیمت شاہون اور شہر یارون سے جب پاتے ہین اسوقت کمال اپنا دکھاتے ہین اور دلربائے خوش آواز بھی اسی ہنگام مین کمال علم موسیقی اپنا دکھاتی ہے جب حسب دلخواہ انعام باقی ہے وعدہ وعید سے ہم لوگ مطمئن و خوش نہین ہوتے ہین اسوقت وہ کمال و ہنر ہم سب نے اس بزم مین دکھایا ہے کہ اگر کسی شاہ و شہر یار یا کسی اہل فن یا قدر دان کے سامنے یون رقص و نغمہ کرتے تو وہ مالامال کر دیتا زر و جواہر سے ہمارے دہنون اور ہمارے سازون کو بھر دیتا ناقدرون کے آگے رقص و نغمہ کرنا میشہ ہے ابر باران جادو نے تقریر سازندون کی سنکے فی الفور لانے لگے سے وہ موتیون کا ہار کہ جس کی قیمت کی انتہا نہین تھی اتار کر اپنے ہاتھ سے نازنین کو دے کر کہا کہ اے مہ جبین بالفعل تو یہ انعام لے بعدہ اور انعام تجھے دونگا نقد دل کے دینے مین بھی عذر و انکار نکرونگا جو کچھ تو مانگے گی دونگا مگر ایک غزل اور بناز و ادا اسی خوش آوازی سے گا کہ مجھے سنا نازنین نے مسکرا کر وہ ہار موتیون کا اس کے ہاتھ سے لیکر اپنی کمر تک لاکر غائب کر دیا بعدہ غزل اس نے شروع کی غزل

لگا کر دل بت پردہ نشین سے
جلایا ہم نے آتش کو نشین سے
موئے پر بھی نہ نکلی حسرت دید
ملایا آسمان ہم نے زمین سے
نہ پہونچے ہائے جب باب اثر تک
کہین ہان تو کہے ظالم نہین سے
مگر وہ جو لیتے ہین دم نزع
صدا رونے کی آتی ہے کہین سے
جب انگڑائی مین دونون ہاتھ اٹھائے
فلک جھک جھک کے ملتا ہے زمین سے
وہ دروانسے نکلکر آپ سے جانین

ہوا گم دیدۂ اہل یقین سے
کھو گیا کچھ تنہائی مین دیکھا
قیامت تک دل اندوہگین سے
اگر دیکھین تری بخشش خرامی
کمند آہ بس ہوئے وہین سے
نگاہ ناز نے جس دل کو تاکا
ستاتا ہون نگاہ واپسین سے
کسی دن مہربان ہو جائے ہم پر
دو ر بہشت گیا ہوتا کمین سے
پس مردن ہماری بات رکھ لو
کوئی دل دینے آیا ہے کہین سے

شب غم مین چراغ داغ ہجران
پر پوچھین کے کسی خلوت نشین سے
غبار دل نہین وہ دہقان مین
قدم اٹھ اٹھ کے لین فتنے زمین سے
نکل آئے گا پہلو وصل کا بھی
نشانہ اڑ گیا اس کا وہین سے
دل غمگین خدا جانے کہان ہے
ذرا کہدو نگاہ خشمگین سے
وہ سرکش تم ہو کوچے مین تمہارے
اٹھا لو پھول دست نازنین سے
جگر تم بھول جاتے ہو خدا کو
گلے مل کر بت ناز آفرین سے

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون بگوش دل سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے حالت رقص مین گانے لگی یہانتک کہ بحرین جادو بہت خوش ہو کر مبہوت ہوگیا گاہ وجد مین جھومنے لگا مگر ابر باران جادو کا تو عجب حال ہوگیا بار بار بے اختیار ہر شعر کو سنکے بعد تعریف کے قلب و جگر پر ہاتھ رکھکر کہتا تھا کہ اے نازنین اف اف تو نے مارڈالا دل و جگر تو نے حالت رقص و نغمہ مین اپنے تیر ہائے ناز و ادا سے ایسے زخمی کر دیے کہ جن کا مندمل ہونا ممکن نہین تیرا ایک کتا دنیا مین بے مثل و نظیر ہے نہ مانند تیرے کوئی خوب رو ہے نہ مثل تیرے کوئی مطربہ خوش گلو ہے خوش آوازی

بلبل بھی تیرے آگے ہیچ ہے کیا پاکیزہ تیرا گلا ہے کیا اچھی تان لیتی ہے کیا بانکی تیری چتون ہے تو نے
حالت رقص میں میرے دل کو مانند سبزہ روند ڈالا اس صورت و حسن زیبا پر یہ آواز و کمالات
علم موسیقی میرے نے تجھی میں پائے ہیں تو ہی مجمع خوبی و کمال ہے دراصل تیرا ثانی کمالات علم موسیقی
و حسن و جمال میں کوئی نہو گا کبھی اپنے دل میں کہتا تھا کہ اے ابر باران جادو تو بھی کیا خوش تقدیر
ہے کہ گھر بیٹھے ایسا معشوق خوب رو و خوش جمال عدیم المثال بذریعہ دوست بحرین جادو دستیاب
ہوا اگر اپنی خوبی مقدر پر فخر و افتخار کروں تو بجا ہے اور جسقدر بحرین جادو کی دوستی و محبت قلبی کا
شکر کروں وہ کم ہے حیف تیری نادانی پر کہ تو نے اپنے ایسے دوست کو اپنے خیالات بد اور بدباطنی
سے کلمات نامناسب کہے تھے اگر بجائے بحرین جادو اور کوئی ہوتا تو وہ کبھی تجھسے صاف دل
نہوتا دوست ہوکر دشمن جان تیرا ہو جاتا بلکہ حتی الامکان تجکو اسیوقت مار ڈالتا نام و نشان تیرا رکھتا
پیوند خاک کر دیتا واقعی بحرین جادو دوست صادق ہے میری ایسی بدباطنی پر بھی اُس نے
چنداں توجہ نکی اور صرف کچھ عذر کرنے سے دل اُس کا مجھسے صاف ہوگیا گرد ملال اُس کے
آئینہ دل سے دور ہوگئی کوئی دوست دنیا میں کسی کا ایسا بھی ہوگا جو دوستی ایسے اپنے دوست کو
راہ دور و دراز سے لا کر دے خیر میں بھی عوض ان ہدایا کا کروں گا بالفعل تو اس نازنین سے وصل
سے آج کی شب شاد کام ہوں کل یا بعد دو تین روز کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو
اسی طور سے پابزنجیر تحت سحر ڈال کر روبرو اپنے بادشاہ ہوش مست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کے پاس لے جاؤں گا کیونکہ میں نے زندان میں حکیم سالوس کے بھی حفاظت و نگہبانی کی
اور طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بھی میں نے اسیر کیا امید قوی ہے کہ میری اس تقریر کے سننے سے
شاہ طلسم زلزلہ جو کچھ انعام کثیر مجھے نہ دے وہ کم ہے عجب نہیں کہ تمامی اپنے طلسم کا اختیار سپید
سیہ کا مجھی کو دیدے کبھی چہرۂ نازنین مذکورہ پر نظر کرکے اشارے سے کہتا تھا کہ اے جان من
جلد اپنے اس عاشق زار سے آکر لپٹ جا تاب دوری نہیں ہے دل پہلو میں بیقرار ہے آرزوئے
ہم آغوشی ہے نازنین مندرجۂ بالا بھی ایما و اشارہ وجواب دیتی تھی کہ او دیو صورت کریہ منظر کیا محال
خیال کی آرزو کرتا ہے ایسے خیالات سے باز آ میرے آرزوئے وصل کا سودا اپنے سر سے دور کر
مجھ ایسی پریرو سے تو عفریت شکل ہم بستر ہو ہرگز یہ امید نہ بر آئیگی اس آرزو میں تیری جان
جائے گی شوق وصل میرا باعث تیری ہلاکت کا ہوگا او ساحر سیہ فام و بدشکل تجھے شرم نہیں آتی
ہے کہ مجھ ایسی حور شمائل کا طالب وصل ہے کیا دیوانہ ہوا ہے اپنے ہوش و حواس میں آ اپنے
سراپا پر نظر کرکے میری آرزو کر بارہا جوانان قوی بازو میری صورت پر مائل ہوکر میرے ہاتھ سے
سوئے عدم گئے ہیں آج تجکو بھی اس دار فنا سے روانہ سوئے ملک فنا کر دونگی تو بھی مانند
انھیں جوانوں کے میرے وصل کی حسرت میں نالاں سوئے عدم جائے گا اور بارکسی کو بھی میرا
وصل میسر ہوا ہے تجھے کب ہوگا ابر باران جادو گفتگوئے نازنین و جوابات باشارہ سمجھ کر بے اختیار
یوں پکار اٹھتا تھا شعر ہم تو ہیں طالب شادی وصل کے خوش کر دیا قتل جو چاہو کرو
کبھی کسی شعر غزل مندرجہ کے مضمون کو پسند کرکے کہتا تھا کہ اس شعر کو مکرر گاؤ کیا خوب کہا ہے
میرے دل کو مرغوب ہے نازنین اسی شعر کو کئی مرتبہ بعنوان دیگر بتا بتا کے گاتی تھی ساحر کور
بہت خوش ہوتا تھا کبھی عالم وجد میں اپنے سر کو چوب بارگاہ سے ٹکراتا تھا آہ آہ کرتا تھا کبھی

بے اختیار رقص کرتا تھا غرضکہ جبتک نازنین مذکور اشعار غزل گایا کی اور ناچا کی ابر باران جادو
کی یہی حالت رہی جب نازنین مذکورہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ بالا گاکر غزل کو تمام کیا ابر باران
جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دوست مجھے اب مجکو نیند کا غلبہ ہے پہر رات
سے زیادہ گذر چکی ہے دل چاہتا ہے کہ سو رہون مگر اکیلے نہین اس نازنین کے ساتھ لہذا مین تو
جاکر مسہری پر لیٹتا ہون تم اس نازنین کو میرے پاس بھیجدینا کیونکہ مجکو اس کے وصل کا ازحد
اشتیاق ہے صبر نہین ہوسکتا ہے مجبوری سے بے حجابانہ تمسے کہا ہے میرے کہنے سے یہ نازنین میرے
ساتھ مسہری پر نہ چلے گی الا تمہارے کہنے سے یہ معشوقہ میرے نزدیک آئے گی آرزوے دل
میری برآنیکی بعد بھیجنے اس نازنین کے تم اس بارگاہ سے چلے جانا اپنے خیمے مین آرام پذیر
ہونا یہان تخلیہ کر دینا بلکہ تاکید اکید کردینا کہ کوئی اس بارگاہ مین قدم نرکھے سازندے بھی یہان سے
چلے جائین ہم عاشق و معشوق مین راز و نیاز کی باتین ہونگی چھیڑ چھاڑ ہوگی عجب لطف و مزے کی
گفتگو ہوگی اس طرف ناز اس طرف نیاز بھی ہوگا پس یہ سب باتین کوئی نہ دیکھے نہ سنے ہرچند کہ یہ
باتین تمسے کہنا بدتہذیبی و بے حجابی پر دال ہین لیکن مجکو اپنا سچا دوست جان کر ان کامون کے
کرنے کو بھی کہا ہے بحرین جادو نے مسکراکر آہستہ جواب دیا کہ خیر کہا یاد کر رکھے ہم یہ سب کام بھی
کرین گے ہم ایسا دوست کوئی دنیا مین نپاؤگے جاؤ مسہری پر آرام پذیر ہو ہم تمہارے کہنے سے
اس نازنین کو سمجھا کر تمہارے پاس بھیجدینگے ابر باران جادو یہ سنکے بہت بہت دعائین دوستی
بحرین جادو کا متشکر ہوکے مسند زرین سے اٹھکر مسہری پر جاکر لیٹ رہا ازینسو بحرین جادو نے نازنین
مذکورہ سے مخاطب ہوکر آہستہ کہا کہ اے دلربائے خوش آواز آگاہ ہوکہ ابر باران جادو تجھپر
فریفتہ ہوا ہے تیرے وصل کا طالب ہے ساحر نامی و نامور ہے شاہ طلسم زلزلہ کا گویا ایک وزیر خوش تدبیر
یہی ہے ذی عزت و ذی لیاقت ہے کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہے اگر اسکی خوشی پر تو عمل کرے گی تو
حق مین تیرے اچھا ہوگا مال دنیا سے تجکو یہ مالامال کردے گا باعث ہماری بھی خوشی کا ہوگا لہذا
اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے اس کے پاس چلی جانا نازنین مذکورہ نے پہلے تو بظاہر ناز و ادا
جانے سے انکار کیا بعدہٗ بحرین جادو کے کہنے سے زیادہ انکار نکر کے خاموش ہوئی لیکن
سازندون نے اس امر سے آگاہ ہوکر شور و غل کیا اور کہا کہ اے بحرین جادو تم آگاہ ہوکہ دلربا
خوش آواز ابھی ناکتخدا ہے نزدیکی مرد سے ناآشنا ہے یہی باعث ہمارے حصول دولت و مال کی ہے ہم ہرگز
اس کو پاس ابر باران جادو کے نجانے دینگے بحرین جادو نے بظاہر چین بجبین ہوکے کہا کہ
تمکو اس بارے مین کیا دخل ہے بس زیادہ شور و غل نکرو دور ہو یہان سے چلے جاؤ سازندے تو
خائف ہوکر بظاہر شور و غل کرکے خاموش ہوئے لیکن بائی جی ضعیفہ جو ہمراہ دلربائے خوش آواز
کے آئی تھی اور جس نے دلربا کو بظاہر اپنی نوچی قرار دیا تھا اس نے آزردہ خاطر ہوکر کہا کہ
اے بحرین جادو بابت دلربائے خوش آواز جو بات آپنے تجویز کی ہے مجھے منظور نہین ہے بہتر و
مناسب یہ ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہیے مجکو مع دلربا رخصت کیجیے ظلم و جفا ہمپر نہ کیجیے ورنہ
ہم فریاد و فغان کرینگے حتی الامکان فساد عظیم بھی کرینگے ہم سب اپنی جانین دیدینگے
مگر جو آپ چاہتے ہین ہرگز اس بات کو گوارہ نکرینگے ہرچند کہ پیشہ ہمارا بُرا ہے مگر بے عزتی
گوارہ نہین ہے جبر و ظلم خوب نہین ہے ہم کو اپنی دلربا کو یہان واسطے ناچنے گانے کے لائے تھے نہ اس

کسی بدکام کے واسطے لائے تھے یہ طریقہ ہمارا نہیں ہی بجز مجرے کے ہم دلربائے خوش آواز کو کسی
شاہ و شہریار کے پاس نہیں لے جاتے ہیں یہاں بھی اس کو خاص واسطے مجرے کے لائے تھے نہ
اور کسی کام کے واسطے اگر جلو یہاں آنا منظور ہوتا تو آپ سے کبھی اس باب خاص میں کلام نہ کرتے
اس دلربا کے فی زمانہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں عاشق و مائل موجود ہیں ہر ایک طالب اس کے وصل کا
روز ہزارہا روپے کا لالچ دیتا ہی شاہ و شہریار بھی خواہان وصل ہیں ملک و مال دیتے ہیں مگر ہمکو
ملک و مال و دولت اس طور سے لینا منظور نہیں ہی بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمارے
دوست ابر باران جادو بھی دلربائے خوش آواز پر فریفتہ ہیں زر و جواہر کثیر دینے کو کہتے ہیں
اگر تمہاری خوشی و مرضی نہیں ہی تو ہم تم پر جبر و ظلم بھی نہیں کرتے ہیں تمہیں دلربائے خوش آواز
کا اختیار ہی مگر بائی جی اس امر میں تو کچھ مضائقہ نہیں ہی کہ تھوڑی دیر کے واسطے دلربا کو پاس
ابر باران جادو کے محض اس غرض سے کہ اُس کے پاس جا کر بیٹھے اور کچھ باتیں کر کے چلی آئے
بھیجدو اور ہم سے اس کے عوض میں زر و جواہر کثیر لو اُس نے کہا کہ ہاں اس قسم کا مضائقہ نہیں ہی لیکن
اور کوئی بات بزور اس سے نہ کی جائے بحرین جادو نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو دوست
ہمارے ابر باران جادو ہمارے کہنے سے اور منع کر دینے سے دلربا کو ہاتھ بھی نہ لگائیں گے
دور ہی سے اُس سے باتیں کریں گے صورت اُس کی دیکھیں گے دل اپنا خوش کریں گے بائی جی نے
کہا کہ اگر آپ کے دوست موافق آپ کی اس تقریر کے عمل کریں تو میں دلربا کو بھیجدوں یا خود بھی
اُس کے ساتھ جاؤں بحرین جادو نے جواب دیا کہ تمہارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہی
فقط دلربا ہی کو بھیجدو تھوڑی دیر میں پھر وہ تمہارے پاس چلی آئے گی ہم تمسے خوش ہونگے
مال و دولت بھی تمکو کثیر دینگے بائی جی اقرار مذکور پر راضی ہوئی بحرین جادو سے سازندوں
اور بائی جی نے جو اسقدر تقریر کی سبب اس کا یہ تھا کہ ابر باران جادو ساحر زبردست تھا
اور ہوشیار و خبردار تھا مبادا حسب المطلب اُس کے اگر دلربائے خوش آواز کو بھیجدیا جاتا تو
اُس کو اندیشہ و شک پیدا ہوتا اور بزور سحر حال دلربا کو دریافت کر لیتا چنانچہ جب تمام تقریر
سازندوں کی اور بائی جی کی ابر باران جادو نے مسہری پر جا کر سنی اُس کو یقین کامل ہو گیا
کہ بحرین جادو ہمارا دوست ہی بات دلربا کے سازندوں اور بائی جی سے تقریر بغرض اجرائے
مطلب کر رہا ہی سوا اس کے اور کچھ اُس کے خیال میں نہ آیا کچھ اندیشہ و تردد اس نے نہ کیا
خوف اپنی جان کے جانے کا اور اندیشہ حکیم سالوس کے رہا ہو جانے کا مطلق نہ کیا الحاصل
بحرین جادو نے دلربا کو پاس ابر باران جادو کے تنہا بھیجدیا اور خود مع بائی جی نقلی اور
سازندوں نقلی کے بارگاہ سے اُٹھکر اُس خیمے میں جس میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
وغیرہ سب بیٹھے ہوئے تھے گیا اور سرگوشی میں تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا کہ میں نے
تو دام مکر خوب پھیلایا ہی اب خواجہ طیفور کو روانہ کر دیجیے دیکھیے کیا کار نمایاں کرتے ہیں اُس کو سفوف
بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرتے ہیں یا خنجر سے اُس کا کام تمام کرتے ہیں صاحبقران نے جواب دیا
کہ فی الحال خواجہ اُس کو بیہوش ہی کریں گے بشرطیکہ وہ حال خواجہ سے آگاہ نہو ورنہ اندیشہ ہی
خواجہ کے اسیر ہو جانے کا خیال ہی کیونکہ ساحر زبردست ہی اگر اُس نے بزور سحر دریافت حال کیا
تو برا ہوگا یہ تمام تدبیر ہماری بے سود ہو جائے گی بحرین جادو نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر میں

جو کچھ ہوگا وہ آپ پر ظاہر ہی ہو جائے گا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھا اُدھر نازنین نکلی یعنی خواجب
طیفور گردیا بصد ناز وادا ڈرتی ہوئی ہر ایک قدم پر جھجکتی ہوئی جابجا ٹھہرتی ہوئی کنکھیوں نظروں سے
دیکھتی بھالتی ہوئی ابر باران جادو کے قریب جا کر زیر مسہری ایستادہ ہوئی ساحر مذکور نے ہرچند
بصد عاجزی و خوشامد بالائے مسہری بلایا نازنین مذکور نے انکار کیا آخر بعد گفتگوے عاجزی
کے ابر باران جادو عاجز ہو کر نازنین مذکور پر قابو نہ پا کر دل مین خیال کرنے لگا کہ اے ابر باران
جادو اس نازنین کو شراب پلا کر اپنا مدعاے دلی حاصل کر جس وقت اس کو نشۂ شراب ہوگا
اُسوقت جو تو کہے گا یہ نازنین وہی کرے گی بے محابانہ مسہری پر قدم رکھے گی عالم نشے مین خود
تجھسے لپٹ جائیگی اُس حالت مین بصد شوق و رغبت اس سے ہم بستر ہونا بغیر اس تدبیر
کے یہ نازنین تیرے کہنے پر عمل نکریگی وصل اس کا تجھکو میسر نہوگا یہ خیال کرکے مسہری
سے اُتر کر ہاتھ نازنین کا گرمجوشی سے پکڑ کر عاجزی و خوشامد کرکے بٹھایا خود بھی زیر مسہری بیٹھا
دست درازی کرنے لگا جانب سینۂ نازنین کبھی ہاتھ بڑھانے لگا کبھی اُسکو اپنی آغوش کیطرف
بصد اُلفت کھینچنے لگا نازنین مذکورہ اپنے تئین بچانے لگی چین بجبین ہو کر کہنے لگی کہ دیکھو بچھلے منصو
ذرا اپنے ہوش و حواس مین آؤ یہ اشتابائی یہ دست درازی مجھے پسند نہین ہے مین ان باتون کی
عادی نہین ہون یہ کہکے بصد غمزہ و ناز کے یہ کہنے لگی نظم

بولی غمزہ جتاکے وہ خوش خو
لپٹے جاتا ہے مجھے نہین بھاتا
اتنا بدذات مین نہ جانتی تھی

ابن مین کیا خوب ہوش مین آتو
ابھی چکا پڑا ہوا تھا کون
یہ تری گھات مین نہ جانتی تھی

گفتگو کیجیے الگ سے ذرا
کسکو سکتا تھا مر رہا تھا کون
ابر باران جادو نے یہ جواب دیا نظم

جب سے صورت کو تیری دیکھا ہے
یا مری جان تجھ پہ ہی غش ہے
پاؤن پر گر پڑا وہ یہ کہکر
تھا مرے دل کا اور ہی عالم
اسلیے چھیڑ چھاڑ کرتا تھا

کیا کہون دل کا اور کیسا ہے
پوست اور گوشت تیری نذر کیا
تھرتھرانا تو لے دلبر
ضبط بالکل نہ کرسکا اے ماہ
جان و دل کر چکا تھا دونون فدا

مین ہون بس اپنے حال سے باہر
جامۂ عشق تن پہ مین نے سیا
حرکت مجھسے جو ہوئی اسدم
بات کرنے کی پائی کوئی نہ راہ

یہ کہکے کشتی شراب سے شیشۂ ساغر اٹھا کر شراب گلرنگ جام بلورین مین بھر کر تسنیم دے کر کہنے لگا کہ اے نازنین یہ جام محبت ہے
ہمارے ہاتھ سے لے اسقدر تو ہماری بات مان لے اُس گلرخسار نے بناز و ادا جواب دیا
کہ یہ شراب واہیات مین نہین پیتی تم ہی ایسی شراب پیو مین وہ شراب ناب پیتی ہون کہ جس کا
ایک قطرہ مست و مدہوش کر دیتا ہے ساحر مذکور نے پوچھا کہ وہ شراب کیسی ہوتی ہے کہان ملتی ہے
اگر معلوم ہو جائے تو مین ابھی جا کر تیرے واسطے لاؤن یا کسی سے منگواؤن نازنین نے مسکرا کر
اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر اشارے سے کہا کہ دیکھو ہم ایسی شراب خالص پیتے ہین ابر باران جادو
نے دیکھا کہ اُس نازنین کے بالاے سینہ درمیان دو جامہاے بلورین یا دو گیندون نور کے
یا دو معجون ہستی کی ڈبیون کے بیچ مین ایک قلم شراب آتش رنگ کی رکھی ہے رنگ یاقوت احمر
اُس کے رنگ سے شرماتا ہے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ وہ پان جو اُس نازک بدن نے کھایا ہے ایک
لکیر سرخی کی سینے پر نمودار ہے ابر باران جادو کے اُس قلم شراب یاقوت رنگ کو سینۂ محبوب پر
دیکھکر بہزار عاجزی و خوشامد کہا کہ اے نازنین اس قلم شراب سے ذرا سی شراب مجھے بھی اپنے

دنیا مجھسے دنیا میں بھی دیکھوں یہ شراب کیسا نشہ کرتی ہے میں نے بارہا شاہ طلسم زلزلک کے مجلس نے
کی شراب پی ہے اکثر شاہ طلسم زلزلک کے پینے کی شراب بھی پی ہے کہ جس کا مثل و نظیر نہیں ہے نازنین نے
جواب دیا کہ اس شراب سے بہتر دنیا میں کوئی شراب نہوگی مانند اس شراب کے کسی شراب میں خوشبو
اور مزہ اور نشہ نہوگا یہ شراب شاہوں کو بھی میسر نہیں ہے ایک شاہان جہان سے بمشکل گذرا ہے اسکو بھی
ایسی شراب ممکن نہوگی ہوگی یہ قلم شراب نشاط نیمچی ہے اس شراب کے نشے میں عجب عجب سیر چمن و
گلشن میخوار کرتا ہے ابر باران جادو نے کہا کہ واقعی یہ شراب ایسی ہی ہوگی کیونکہ قلم شراب تمہاری
سینے سے مس ہے تو جو اس کی تعریف کرو وہ کم ہے بیشک اس شراب ناب میں نشہ زیادہ ہوگا خوشبو
بھی ہوگی اسوقت تمہارے ہاتھ سے یہ شراب ہمارے پینے میں بھی آئے گی کیفیت اس شراب کے
پینے سے زیادہ تر ثابت ہوگی آج رتبہ میرا جمشید بادشاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا اگر تم اپنے ہاتھ
سے یہ شراب مجھے دوگی تو وہ جام بلورین رشک جام جم ہو جائے گا میں اپنی خوبی مقدر پر جتنا فخر
کروں وہ کم ہے اب تاب ضبط نہیں ہے شوق اس میخواری کا بے حد ہے جلد یہ شراب مجھے پلاؤ خود بھی
پیو نازنین مذکورہ نے اس کے کہنے سے وہ قلم شراب اپنے سینے کے جوبن کو دکھا کر بالائے سینہ
سے نکالی پھر جام بلورین اٹھا کر تھوڑی سی شراب اس میں سے بھر کر جام دست نازک پر رکھکر
منھ پھیر کر کہا کہ لو تمہاری خاطر سے ہم اپنے ہاتھ سے تمہیں جام دیتے ہیں ساحر مذکور نے وہ
جام دست ساقی گلفام مذکورہ سے لے کر بے دغدغہ انجام دہن سے لگا کر شراب پی بعدہ کہا کہ
اے نازنین چاہتا ہوں کہ ایک جام اور اسی مے ناب کا مجھے دے نازنین مذکورہ نے اسے
بہت سی شراب جام بلورین میں انڈیل کر اسکو جام دے دیا اس نے وہ جام بھی بصد خوشی
لے کر میخواری کا لطف پیدا اٹھایا چونکہ وہ شراب سفوف بیہوشی آمیز تھی اور زیادہ تعداد سے
ابر باران جادو نے پی تھی حلق سے اترتے ہی اس نے نشہ کیا تب وہ حواس اس کے کانپے
دماغ اس کا اس بادۂ ناب سے گرم ہوگیا تاثیر سفوف بیہوشی نے دکھائی آنکھیں سرخ نظر آئیں
اسی حالت نشہ میں بے اختیار اٹھا اس نے سوئے نازنین بڑھنا چاہا کہ اپنی آغوش میں لیکر
مدعائے دل حاصل کرے نازنین نے اس کے ارادے سے آگاہ ہو کر اس جگہ سے اٹھکر بظاہر
ارادہ بیرون بارگاہ جانے کا کیا ابر باران جادو فی الفور اپنی جگہ سے اٹھ کر چاہتا تھا کہ ہاتھ
نازنین مذکورہ کا پکڑے کہ یکایک اس کے سر کو ایسی گردش ہوئی کہ وہ چکر کھا کر بالائے فرش
گر گرتے ہی بیہوش ہوگیا اسوقت نازنین مذکورہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور کر دیا ابے نابکار
تو مجھکو نازنین سمجھے ہوئے تھا میرے وصل کا طالب تھا تو ویسا ہی ہمیں زبردست ساحر تھا بڑا
عاقل و ہوشیار تھا مجھکو نہ پہچان سکا آخر میرے دام مکر و فریب میں گرفتار ہوا تجھ کو بھی ہوشیاری
تیری تیرے بکار آمد نہوئی او نا ہنجار تو نے عجب تدبیر و حکمت سے طلسم سالوس وغیرہ کو قید کیا ہے
دیکھ تو سہی کہ تجھے کس طرح پیش آتا ہوں یہ نعرہ کر کے نکلے کی مانند سوزن زبان میں اس کے
دے کر بعجلت تمام تذلیل کیا بعدہ تجلا شیشے جو وہاں تھے ہو دیکھین اس سب کو بھی اٹھا اٹھا کر
داخل زنبیل کیا اور صورت اپنی حالت اصلی پر لا کر پوشاک بھی تبدیل کرکے خیمہ بارگاہ سے نکلکر
تیز با پن خرامان خواجہ مسکراتے ہوئے جانب خیمۂ خلافت مذکور چلے یہاں صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع دیگر ہزار ساحروں کے بحر میں جادو کی رعب سے پابزنجیر بیٹھے ہوئے تھے

بحرین جادو باادب روبرو بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ خواجہ کو گئے ہوئے دیر ہوئی نہیں معلوم ابر باران
جادو کو بیہوش کیا یا نہیں مجھکو اندیشہ ہے کیونکہ وہ نابکار نہایت ہوشیار ہے اگر اس نے منصوبہ دریافت
کیا تو ہماری تدبیر میری ضائع و برباد ہو جائیگی صاحبقران موصوف فرماتے تھے کہ خواجہ
طیفور گرد یانی زمانہ عیاری و مکاری و فریب وری میں بے مثل ہیں وہ کسی نہ کسی عنوان سے
اس نابکار کو ضرور بیہوش کرینگے بحرین جادو عرض کرتا تھا کہ آپ بجا فرماتے ہیں مگر ابر باران
جادو بھی بلائے بے درمان ہے عقل کا پتلہ ہے زہے اعتقال و فہیم ہے مجھکو سخت اندیشہ ہے خواجہ تنہا گئے
ہیں کسی عیار کو بھی اپنے ساتھ بضرورت عیاری نہیں لے گئے ہیں باعث تردد ہے کیلئے ایسے ساحر
زبردست پر کیا عیاری کرینگے کوئی عیار بھی ہمراہ انکے ان کا معین نہیں ہے دلسوز وغیرہ
عیاروں نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو کیا خیالات کرتے ہو خواجہ طیفور گرد یگانۂ آفات دوسرے
عیار کی ایسی جگہ درکار نہیں ہے اگر ابر باران جادو بلائے بے درمان ہے تو وہ بھی آفت روزگار
ہیں بڑی بڑی انہوں نے عیاریان کی ہیں اس ساحر نابکار کی انکے آگے کیا حقیقت ہے تم کچھ
اندیشہ و فکر و تردد نکرو وہ ضرور اس کو بیہوش کرکے یہاں آئینگے تم ابھی خواجہ کی عیاریوں
سے چندان آگاہ نہیں ہو انکے کمالات سے بخوبی ماہر نہیں ہو اگر تھوڑی دیر گذری ہے تو کچھ جائے
فکر و اندیشہ نہیں ہے کہ یکایک سامنے سے خواجہ طیفور گرد آگئے صاحبقران نے پوچھا کہو
خواجہ شیر بیشہ ابر باران جادو کو بیہوش کیا یا خالی ہاتھ وہاں سے چلے آئے اپنی عیاری یکے
خواجہ نے قریب آکر عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے میں نے اس کو اپنے دام مکر میں گرفتار کرکے
بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا ہے بھلا میں شیر بیشہ عیاری و مکاری ہوکر بزدلی کر سکتا ہوں خالی ہاتھ
لے کو ہر مراد آسکتا ہوں یہ سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو وجملہ
عیاران ہمراہی و تمامی ساحران لشکر بحرین جادو نہایت خوش ہوئے اندیشہ و تردد دل سے
دور ہوا ہر ایک بہت مسرور ہوا چہروں پر آثار خوشی ظاہر ہوئے بحرین جادو وغیرہ نے
خواجہ کی بہت تعریف کی صاحبقران نے زنجیر اپنے پانوں سے حالت خوشی میں دور کرکے
خواجہ سے کہا کہ ابھی ابر باران جادو کو زنبیل سے نکالو ستون خیمے سے مضبوط اسے باندھو
تاکہ اس کو ہدایت کریں خواجہ نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر میری تو رائے یہ ہے کہ اس ساحر
نابکار کو ہدایت نکیجے مجھے یہ حکم دیجیے کہ زنبیل سے نکال کر قتل کر ڈالوں تاکہ سحر اس کا جو طرف
ہوا ہے جو بالائے تالاب محیط ہے دفع ہو آب تالاب خشک ہو صورت طلسمی حکیم سالوس وغیرہ جلد
ظہور میں آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے رائے خواجہ کی پسند نکرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہدایت دین اسلام کرنا ضرور ہے شاید یہ ساحر زبردست ہماری ہدایت سے مسلمان ہو جائے
دین اسلام ہو تو اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے خواجہ نے حسب الحکم ابر باران جادو کو
زنبیل سے نکال کر رسن سے چوب خیمہ میں مستحکم باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر اسے ہوشیار
کیا اس نے ہوشیار ہوکر اپنے تئیں چوب خیمہ سے بندھے ہوئے دیکھا اور ان میں اپنے سوزن ہا
سخت برہم و غضبناک ہوکر بہ نظر تند و تیز صاحبقران و بحرین جادو کو دیکھکر بہت دست و پا
اپنے ہلائے مگر چونکہ دست و پا اس کے نہایت مضبوط رسن مستحکم سے چوب خیمہ میں بندھے ہوئے
تھے رہا ہو نہ سکا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے آخر عاجز ہوکر سوئے بحرین جادو وغیرہ دیکھنے لگا

اُسوقت صاحبقران نے ایک پرچۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی کہ اے ابرباران جادو
آگاہ ہوکر زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے ہم طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہیں دیکھ کس طور
سے ہمارے عیار و فاداروں نے تجکو بمکر و فریب بیہوش کرکے اسیر کیا ہے اگر تو مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو تو ہم تجکو رہا کرین تیری خونریزی سے باز آئیں رتبہ و مرتبہ تیرا زیادہ کرین اپنے
رفقا میں تجھے داخل کرین اگر مسلمان ہونے سے اور ہماری اطاعت سے انکار و سرکشی کرے گا
تو ابھی سر تیرا تیغ براں سے کاٹا جائے گا بعد لکھنے اس عبارت کے پرچہ قرطاس مذکور خواجہ
نے اُسے دکھایا اور کہا کہ اے ابرباران جادو گو یہ قلم و دوات بھی موجود ہے مگر تو اشارے
سے اس تحریر کا جواب دے اُسنے ایما و اشارہ عبارت مذکور پڑھکر جواب دیا کہ اے صاحبقران
میں نے تو سنا تھا کہ آپ شجاعان روزگار سے ہیں لیکن اسوقت ثابت ہوگیا کہ بڑے بزدل ہیں
باوجود بحرین جادو ایسے ساحر زبردست کے موجود ہونے کے اور ڈیڑھ ہزار جمعیت ساحران و
چند عیاروں کے آپ مجھسے اسقدر خائف و ترساں ہیں کہ میرے ہاتھ بھی پس پشت بند ہوا ہے
ہیں زبان میں سوزن کلان دیدیا ہے نہ تو میں ہاتھ سے کچھ لکھ سکتا ہوں نہ زبان سے جواب دے سکتا ہوں
اگر آپ واقعی شجاع و بہادر ہیں تو مجھے رہا کر دیجیے بعد اُسکے اس تحریر کا جواب لیجیے صاحبقران
نے اُس کی ایما و اشارے کی تقریر سے آگاہ ہوکر خواجہ سے کہا کہ اس ساحر کے دست و پا کھولدو
سوزن بھی اس کی زبان سے نکال لو ہم شیر بیشۂ شجاعت ہیں خدا ہمارا معین و مددگار ہے یہ ساحر
اگر بعد رہائی دشمنی بھی کرے گا تو ہمیں ضرر نہ پہونچا سکے گا اس کو ہماری بہادری و شجاعت
میں کلام ہے اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہے دیکھیں رہا ہوکر کیا کرتا ہے اور کس طرح ہمسے بدشمنی
پیش آتا ہے خواجہ طیفور گردیا اور بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اس کو اپنا
دشمن سخت جانیے ہرگز یہ مسلمان نہوگا نہ مطیع دین اسلام ہوگا نہ اطاعت آپ کی اختیار کرے گا
بلکہ یقین کامل ہے کہ بدشمنی پیش آئے گا ہنوز صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابرباران
جادو نے جانب بحرین جادو دیکھکر بایما و اشارہ کہا کہ اے بحرین جادو مجھے تجکو یہ امید
نہ تھی افسوس تونے مجھے دغا کی بہادری و دلاوری سے تونے مجھے گرفتار نہ کیا بمکر و فریب مجھے
اسیر کیا کچھ تو حق دوستی اسوقت ادا کر و دشمنی تو کرچکے ہو کچھ دوستی بھی کرو مجھے رہا کرادو پھر
جو تجھے کہنا ہے وہ صاحبقران سے کہونگا بحرین جادو نے تو اُسے پھر اُس کی تقریر کا جواب
نہ دیا مگر صاحبقران نے پھر خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اس کو ابھی رہا کر دو کچھ اندیشہ کسی طرح کا
نہ کرو یہ سچ کہتا ہے کہ شجاعان جہان سے یہ بعید ہے کہ بمکر و فریب کسی حریف کو گرفتار کرین خواجہ
نے مجبور ہوکر ہاتھ اور پاؤں اُس کے رسن سے کھولنا شروع کیے بحرین جادو نے متردد ہوکر
اسباب سحر پر ہاتھ بڑھایا اپنے ہمراہی ساحروں سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ نارنج و ترنج گولے
فولادی وغیرہ اسباب سحر اپنے ہاتھوں میں اٹھالو اسلئے سحر جلد پڑھکر اسباب سحر پر دم کرلو
ابرباران جادو بہ خفیہ بھی غالبا آمادہ جنگ ہوگا ابھی بحرین جادو اپنے لشکر کے ساحروں سے
ہم سخن تھا اور خود بھی گولہ فولادی اٹھاکر مستعد جنگ ہوا تھا کہ ابرباران جادو قید سے
رہا ہوگیا اسوقت اُس نے اپنے ہاتھ سے اور بقول راوی دیگر صاحبقران نے اپنے ہاتھ
سے اُس کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور فرمایا کہ اے ابرباران جادو کہو اب کیا کہتا ہے

وہ زبان کو اپنے دہن میں لے جا کر اور چوس کر اسماے سحر زبان پر جاری کر کے مشعل پر کالہ
آتش سوے فلک جا کر بعد غیظ و غضب کڑک کر مانند برق جندہ و بلندی سے بالاے سر
صاحبقران گرا بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحروں کی آنکھوں میں خیرگی ہوئی اسی حالت میں
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے مطلق خائف نہو کر بعجلت تمام اسم اعظم الٰہی ورد زبان
کر کے خیمۂ حفاظت سے باہر قدم نکالے بحق مذکور پر پھونکا فی الفور ببرکت اسم اعظم وہ مشعل [?]
ابر باران جادو بصورت اصلی ہو کر سحر بھول کر سامنے بالاے زمین گرا اسوقت امیر کشورگیر
نے نعرہ کوہ شگاف کر کے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس طرح اس ناری پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر
بالاے خاک تڑپنے لگا بحرین جادو وغیرہ نے بہت تعریف شجاعت و ہمت صاحبقران ممدوح
کر کے عرض کیا کہ کیا جلد ہی آپ نے اس دشمن پر تلوار لگائی کہ گر کے سنبھل کر بھاگ بھی نہ سکا ابھی
مدت آپ نے ہلدی کہ سنبھل کر گریزاں ہوتا اسی طرح خواجہ موصوف نے تمامی دیگر ساحروں کو حیرت
ہوئی کہ ایسے ساحر زبردست کو کس خوبی سے صاحبقران نے تہ تیغ کیا ابھی سب تعریف امیر باتوقیر
کر رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ اسیوقت ابر باران جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا دنیا سے سوے
جہنم گیا اس کے مرتے ہی وہ ابر جو بالاے تالاب محیط تھا دفع ہو گیا پانی بھی اس تالاب کا اسطرح
خشک ہو گیا کہ گویا کبھی اس جگہ پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا اندرون تالاب خاک اڑنے لگی ابھی
درمیان تالاب جو میل فولادی تھا وہ بدستور نصب رہا اسکو کچھ تغیر نہوا راوی ناقل ہے کہ بعد
مرنے ساحر زبردست مذکور کے اسقدر ہواے تند و تیز چلی و ایسی آندھی سیاہ زور و شور سے آئی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک کے کوسوں اڑ گئے سوا اس کے ابر سیاہ بالاے
فلک پیدا ہوا اس ابر میں برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوئی پھر سنگ باری و برف
باری ہونے لگی تاریکی محیط صحرا ہوئی وہ روز کو وقت صبح صادق کا تھا کثرت تاریکی سے مانند
شب تاریک کے ہو گیا تا دیر علامت مرگ ساحر مذکور کی اسی طرح رہی بعد کو وہ ابر و سنگ باری
و برف باری و تاریکی دور ہوئی مطلع صاف ہوا اسوقت ساحر مقتول کے پیروں نے اسی کے
نام سے یوں پکار کر بعد انے دردناک کہا کہ افسوس مردیم و قتل شدیم و بمطلب خود نرسیدیم
نام ما ابر باران جادو بود بعد نالہ کنان ایک سمت چلے گئے اس اثنا میں آفتاب
عالمتاب جانب مشرق سے نمایاں ہوا سب نے دیکھا کہ وہ تالاب خشک ہو گیا ہے ابر جو بالاے
تالاب محیط تھا وہ دفع ہو گیا ہے تالاب میں خاک اڑ رہی ہے لاشہ منحوس ابر باران جادو
خاک پر پڑا ہوا ہے یہ حال دیکھکر بحرین جادو نے از حد خوش ہو کر صاحبقران سے عرض کیا
کہ اسوقت عجلت کرنے کا ہے اسوقت ہو کے نہیں میری رائے ہے کہ بلا تامل حکیم سالوس وغیرہ کو
زندان سے رہا کر لیجیے دیر نہ کیجیے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو کے مرنے کی حکیم جالوس
وزیر اعظم بادشاہ طلسم زرافہ کو و نیز شاہ طلسم مذکور کو خبر ہوئی وہاں سے فوراً ساحران نامی
و لشکر مع لشکر ساحران یہاں آ جائیں گے رہائی حکیم سالوس کے مانع ہو کر آمادہ فتنہ و فساد
ہونگے یا خود حکیم جالوس بعد خبر قتل ابر باران جادو سے آگاہ ہو کر یہاں
آئے گا ضرور آمادہ جنگ و جدال ہو گا رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے آپ کو باز رکھے گا لہذا
مصلحت وقت یہ ہے کہ بعجلت تمام تدبیر رہائی حکیم صاحب موصوف القدر کیجیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ نے پوچھا کہ فکر و تدبیر رہائی حکیم سالوس کیا ہی اُس نے عرض کیا کہ مین نے
قبل اسکے بھی یہ عرض کیا تھا اب بھی جو کچھ معلوم ہی وہ عرض کرتا ہون سنا ہی کہ زیر سیل
فولادی ایک زندان تاریک ہی اسی زندان مین حکیم سالوس مع اپنے رفقا کے اسیر ہی پس
آپ کو مناسب ہی کہ جو سیل فولادی درمیان اس تالاب کے نظر آتا ہی اُس کو بقوت بازو ایک
ٹھوکر مین گرا دیجیے ایک دہنہ نقب پیدا ہوگا اُس نقب مین جائیے گا اس زندان حکیم سالوس تک
پہونچ جائیے گا یہ کام آپ ہی سے متعلق ہے مین اس کام کو نہین کرسکتا نہ سوا آپ کے اور کوئی
شخص ساحر وغیرہ ساحر کرسکتا ہی کیونکہ آپ ہی طلسم کشا ہین الغرض بابت دریافت لوح طلسمی
رہائی حکیم صاحب ممدوح مین کوشش کر رہے ہین صاحبقران نے تدبیر رہائی حکیم سالوس
سے آگاہ ہوکر بے تامل آگے بڑھ کر درمیان مین تالاب مذکور کے جا کر سیل فولادی مذکور پر
ہاتھ رکھکر اور اس کو محکم پکڑ کر جو ایک دھکا دیکر زور کیا تو آتا فاتا مین اس جگہ سے اکھاڑ کر دور پھینک دیا
بحرین جادو نے قوت صاحبقران پر نظر کرکے شادمان و حیران ہوکے بہت تعریف کی
اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بمجرد اکھڑنے اس سیل فولادی کے ایک تتق گرد و غبار زمین
سے بلند ہوا گویا تمام وہ صحرا گرد و غبار سے گویا تاریک ہوگیا بعد برطرف ہونے گرد و غبار کے
غور کرکے جو سب نے دیکھا تو ایک دہنہ نقب کی مانند پیدا ہوا اُس دم بحرین جادو نے عرض کیا
کہ اے امیر با توقیر یہ دہن نقب گویا ایک دروازہ زندان ہی آپ شجاع و بہادر ہین دلیرانہ اس
دہنہ نقب مین اپنے تئین گرا دیجیے زندان مین پہونچ جائیے گا وہان حکیم سالوس وغیرہ سے
ملیے گا جلد ان کو رہا کرکے یہان تشریف لائیے گا دیر نہ لگائیے گا ورنہ باعث تردد و انتشار
ہوگا یہ خیر خواہ اسی جگہ حاضر رہے گا اگر حکیم جالوس یا اور کوئی ساحر نامی و نامور فرستادہ حکیم
جالوس بادشاہ طلسم زلزل کا بھیجا ہوا یہان آئے گا تو مین اُسے حتی الامکان روکون گا تالاب
اور دہنہ نقب تک جانے نہ دونگا اگرچہ ہنگام جنگ سحر و ساحری زخمی بھی ہونگا لیکن کسی
دشمن کو قدم آگے بڑھانے نہ دونگا وقتیکہ آپ حکیم سالوس کو ہمراہ لیکر یہان تشریف نہ لائیے گا
صاحبقران نے موافق کہنے بحرین جادو کے عمل کرنا چاہا اسوقت خواجہ طیفور گرد پا عیار باوفا
نے عرض کیا کہ یہ فدوی آپ کو اس دہنہ نقب مین اکیلا جانے نہ دے گا خود بھی ساتھ چلے گا صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ تمہارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمکو جانے دو تم ہمارے
ساتھ چلنے پر خواجہ نے اصرار کیا تو کچھ جواب نہ دیا مگر جسوقت امیر با توقیر بسم اللہ کہکر اس دہنہ نقب مین
کود پڑے بعد ایک لمحہ کے خواجہ نے خود بھی اپنے تئین دہنہ نقب مذکور مین گرا دیا اسوقت دونون
اشخاص موصوفین غلطان و پیچان چلے جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے دونون کے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے
اول صاحبقران نے زمین پر پہونچکر جو دیکھا تو سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا کیونکہ وہ زندان ایسا
تیرہ و تاریک تھا کہ اگر اسکو مثلاً قبر تصور کیجیے تو بجا ہی کہ اس سے بھی زیادہ تاریک تھا یا اس زندان کو پردۂ
ظلمات سے تشبیہ دیجیے یا اس قید خانہ تاریک کی تاریکی کو سیاہی دل کافر سے مثال دیجیے یا
سلیمانی حجاب دیا ہی سے نسبت دیجیے تو درست ہی بعد تھوڑی دیر کے جب آنکھ اس ہوا کی خوگر ہوکے
جو دیکھا تو صاحبقران کو معلوم ہوا کہ تہہ خانہ نہایت مستحکم و پختہ ہی اندر اس کے کئی درجے ہین
ہر ایک درجہ وسیع ہی عرض اسکا بھی بہت وسیع ہی ابھی صاحبقران موصوف تہہ خانے کو دیکھ رہے تھے

کہ خواجہ طیفور گویا ہی عقب صاحبقران پہونچے جب امیر با توقیر آگے روانہ ہوے خواجہ بھی
پیچھے پیچھے ہو چلے بعد قطع راہ تیرہ و تاریک صاحبقران نے دیکھا کہ ایک درجے مین چار شخص نہایت
ناتوان و لاغر لباس کثیف برنگ خاک پہنے ہوے سر جھکاے ہوے بیٹھے ہین سراپا طوق و سلاسل
مین گرفتار ہین اُن کے مقابل مین جو دوسرا درجہ ہو اُس مین ایک مرد نحیف الجثہ چادر اوڑھے
ہوے سو رہا ہی خواب ایسا اُس پر غالب ہی کہ گویا بیہوش و مدہوش پڑا ہوا ہی وہ شخص بھی
مسلسل و مطوق ہی بمجرد دیکھنے قیدیان مذکور کے صاحبقران نے اپنے دل مین شکر خدا کیا
اور کہا کہ ظاہرا یہ چار شخص رفقاے حکیم سالوس ہین اور وہ جو شخص سو رہا ہی غالبا حکیم سالوس
ہی یہ باتین دل مین کرکے آگے بڑھے جب قریب ان قیدیون کے پہونچے پاؤن کی آہٹ سے
اُن چارون نے سر اپنے زانوے غم سے اٹھا کر دیکھا ان مین سے ایک شخص نے صاحبقران
کو دیکھکر باواز نحیف کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بعد کو اپنے اُن ہم نشینون سے مخاطب ہو کر کہا
کہ بھائیو تم سب ہمارے اسلام و ایمان کے شاہد رہنا یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا
اُن تینون قیدیون نے پوچھا کہ آج کیا باعث ہی کہ تم ایسے کلمات حسرت آیات اپنی زبان پر جاری
کرتے ہو اُس نے باواز ضعیف جواب دیا کہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ آج اُس نے ہمکو قید مصیبت
و تکلیف سے رہا کیا ہمارے حال پر رحم کیا تم بھی سجدہ شکر خدا کرو کہ اس زندان ستم مین
غالبا ملک الموت کا گذر ہوا ہی سوا اُن کے یہان کون آسکتا ہی کس مین اتنی قوت و طاقت ہی
کہ یہان قدم رکھ سکے کوئی دوست تو ہمارا یہان آنہین سکتا ہی جو یہان آکر رہا کرے
حکیم صاحب سے ایک روز سنا تھا کہ اس زندان مین طلسم کشاے طلسم زلزلہ آئے گا وہی ہمکو
رہا کرے گا گو ہمنے حکیم صاحب سے یہ خوشخبری سنی تھی مگر نہین معلوم کب طلسم کشا یہان آئے گا
ہمارے نزدیک تو گذر بھی طلسم کشا کا نہوگا خیر جو کچھ ہوگا وہ کسی وقت و زمانے مین ہوگا
بالفعل تو اس زندان مین قابض ارواح کا گذر ہوا ہی عجب نہین کہ ہماری ہی قبض روح کو آئے
ہون یا ہم مین سے کسی ایک کی قبض روح کے واسطے یہان ملک الموت نے قدم رنجہ کیا ہی تم سب بھی
دیکھ لو وہ آدم آتے ہین بس ہم بھی خوش ہین تم سب بھی خوش ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری
کر لو اپنے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کر لو اعتقادات پر اپنے ثابت قدم رہو شکر خدا کرو کہ
یہان بعد چند ماہ کی قید کے ملک الموت تشریف لائے اب قید ہستی سے رہا ہو جائین گے
اور جو مصائب اٹھاتے تھے وہ اٹھ چکے آئندہ اس زندان کے مصائب سے فرصت و فراغت
حاصل ہو جائے گی یہ کہکر وہ شخص خاموش ہوا ہمنشین تینون قیدی اُس کے کہنے سے بغور
دیکھکر کہنے لگے کہ اے برادر تمنے سچ کہا تھا واقعی کوئی صاحب اسی طرف چلے آتے ہین نہین معلوم
کون ہین یا تو بقول تمہارے ملک الموت ہین یا کوئی جن ہین یا کوئی فرد بشر ہین مگر بقول تمہارے
یہ تو وہ زندان ہی کہ اس زندان مین بجز ہم اسیرون کے کوئی قدم رکھتا ہی نہین نہ کوئی اس زندان
مین آسکتا ہی کیونکہ محافظ اس زندان کا جانب حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ سے ابر باران جادو
ہی جس نے ہمین قید کیا ہی وہ ایسا زبردست ساحر ہی کہ اُس کے سحر کو کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا
بھلا طلسم کشا بغیر اُس کے قتل کیے یہان کب آسکتا ہی اور ساحر مذکور کا قتل کرنا کوئی کار سہل
نہین ہی بہت دشوار ہی ہان اگر ہمارے مقدر مین رہائی ہو تو بقول حکیم صاحب اس زندان سے

ایک روز رہا ہونگے ورنہ اسی قید خانے مین مر جائینگے کسی کو خبر بھی ہمارے مرنے کی
نہوگی نہ کوئی ہمارے غم مین غمگین ہوگا بلکہ جب ہمارے دشمنون کو ہمارے مرنے کی آگاہی ہوگی
تو وہ خوش ہونگے ہنوز وہ چارون قیدی باہم آواز نحیف وضعیف یہ باتین کررہے تھے
اور کلمۂ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کررہے تھے کہ صاحبقران نے اُن کے قریب تر
جاکے اُن پر سلام کیا انھون نے خائف ہوکر جواب سلام دیا صاحبقران نے ان سے پوچھا
کہ تم کب سے یہان اسیر ہو اور تم مین حکیم سالوس کون ہے انھون نے جواب دیا کہ پہلے آپ
یہ فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہین ایسے زندان تیرہ و تاریک مین کیون آئے ہین یہان آنے سے
کیا مطلب ہے یہ زندان تو محض ہم قیدیون کے رہنے کی جگہ ہے ہم سب اس محبس تیرہ و تاریک مین
کیا ہین گویا زندہ درگور ہین خداوند عالم اب کسی کو اس قید خانے مین نہ لائے آپ کا یہان آنا تعجب ہے
آپ کیا جان سے ہین بنی آدم سے ہین یا فرشتون سے ہین اگر آپ ملک الموت ہین تو بسم اللہ قبض
ارواح کیجیے ہمکو قید ہستی سے رہا کرکے زندان تکلیف سے آزاد کیجیے ہر ایک فرد بشر کو اپنے مرنے کا
ملال ہوتا ہے ہم ایسے قیدی ہین کہ ہمین اپنے مرجانے کی خوشی ہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ان کی تقریر سنکے اُن کے حال پر بہت افسوس کرکے فرمایا آگاہ ہو کہ ہم نہ تو جن ہین نہ
ملائکہ ہین بنی آدم ہین واسطے تم سب کی رہائی کے یہان آئے ہین خاص و عام ہمکو صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین اگر خداوند عالم
نے چاہا تو ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرین گے حکیم سالوس سے لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کرنا بھی مطلوب ہے
ان چارون اشخاص نے خوش ہوکر کہا کہ الحمد للہ کہ جو حکیم صاحب نے ہمسے کہا تھا اُس کا ظہور ہوا
ایک روز حکیم صاحب نے اسی زندان مین ہمسے کہا تھا کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کا نزدیک آگیا ہے
غالبا اس زندان مین طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا گذر ہوگا یہ فرماکر بہت سی گولیان ادویات کی
ہمین دے کر خدا سے انھون نے دعا کی تھی کہ ہمیں اسوقت تک خواب کو غالب کر کہ جب تک طلسم کشا
اس زندان مین قدم رکھے جب وہ ہمین جگائے جب ہی ہم بیدار ہون پس اُن کی دعا کو حق تعالی
نے مستجاب کیا ہے اُس روز سے وہ اب تک سو رہے ہین دیکھیے اس درجے مین آرام فرما رہے ہین
وہ گولیان عطیہ حکیم صاحب موصوف ہم چارون شخص موافق تعداد کے روز کھالیتے تھے
ان کی تاثیر سے نہ تو ہمکو بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس ابھی تک تھوڑی گولیان ہم سب کے پاس
موجود ہین قاعدہ ہے کہ قیدیون کو بھی آب و طعام دیتے ہین لیکن ہم سب ایسے قیدی ہین کہ
جب سے قید ہوئے ہین آج تک آب و طعام کی ہمنے شکل و صورت بھی نہین دیکھی ہے نہ ہوا کا بیان
کیا ذکر ہے آج تک صرف بقدرت خداے زندہ ہین آپنے ہم سب پر احسان کیا کہ ہماری رہائی
کے واسطے یہان آئے مگر ہمکو حیرت ہے کہ ابر باران جادو جو نگہبان ہمارا تھا اُس نے آپکو
نہین روکا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے عنایت و مدد خداے ابر باران جادو کو تیغ
کیا ہے ہمراہ اُس کا دور ہو گیا ہے یہ سنکے رفیقان حکیم صاحب ممدوح خوش ہوے صاحبقران کے
حق مین دست بدعا ہوے بصد مشکل برائے تعظیم اُٹھکر عرض کرنے لگے کہ اس فرش خاک پر
اگر مناسب ہو اور طاقت شان والا ہو تو تشریف رکھیے اور ہماری اس بے ادبی کو معاف
فرمائیے کہ پہلے ہمنے آپکی تعظیم و تکریم نہ کی کیونکہ ہم آپ سے ناواقف تھے صاحبقران نے

اُن کو نہایت نحیف و زار لائق کھڑے ہونے کے نہ دیکھکر فرمایا کہ آپ سب صاحب اب ہماری
تعظیم نکرین بیٹھ جائین پاؤن آپکے کانپ رہے ہین اندیشہ قوی گر پڑنے کا ہے ہم کو اتنی فرصت
نہین ہو کہ آپ کے پاس بیٹھین ہمکو حکیم صاحب کو بیدار کر کے اس زندان سے مع آپ سب کے
جلد بیرون قید خانہ جانا منظور ہو مبادا شاہ طلسم زلزلہ کو ابر باران جادو کے قتل ہو جانیکی
خبر ہو جائے اور وہ فوج ساحران اس طرف روانہ کرے تو آپ سب صاحبون کی رہائی مین مشکل و
دشواری ہوگی یہ سنکے وہ چارون شخص بحر اکر مشکل تمام بیٹھ گئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
دوسرے درجے کی طرف بڑھے جب اُس درجے مین پہونچے دیکھا کہ زیر چادر حکیم صاحب موصوف
سوتے ہین مگر ایسے نحیف و ناتوان ہین کہ بجز چادر کے یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ نیچے چادر کے کوئی شخص
بھی ہے صاحبقران نے بالین سر حکیم صاحب بیٹھکر آہستہ آہستہ دو چار مرتبہ پکارا کہ حکیم صاحب
خواب سے بیدار ہو جیسے [illegible] شگفتگی ہوئی زبان زبانی آگیا جب آواز صاحبقران گوش حکیم صاحب
مین پہونچی خواب غفلت سے بیدار ہو کے بمشکل اٹھے اور چہرہ صاحبقران پر نظر کرکے بغور دیکھا
صاحبقران نے موافق قاعدہ اہل اسلام سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ
کیا آپ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین قاتل طلسم زلزلہ آپ ہی ہین امیر با توقیر نے
فرمایا کہ ہان یہ بندہ ذلیل رب جلیل مین ہی ہون میرا ہی نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہے
یہ سنکے حکیم سالوس نے خوش ہو کر کہا کہ مرحبا بارک اللہ آپنے بڑے عزم سے کمر باندھی ہے طلسم زلزلہ
کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے مین اپنے علم رمل وغیرہ علوم سے دریافت ہوا ہے کہ آپ ہی برباد کنندہ
طلسم زلزلہ اور حاصل کنندہ لوح طلسم زلزلہ ہین ہماری رہائی کی بابت آپ نے کوشش کی خداوند کریم اس
کار خیر کی آپکو کونین مین جزا دے ہمکو جو کچھ بمقدمہ لوح طلسم زلزلہ معلوم ہوا ہے آپکو آگاہ کر دینگے
اور بربادی طلسم زلزلہ مین ہم آپکی شرکت بھی کرینگے ہم پہلے بھی پوشیدہ طور سے مسلمان تھے اور
اب ظاہر طور سے مسلمان ہین یہ کہکے کلمہ شہادت اپنی زبان پر جاری کیا امیر صاحبقران کی جرات
و شجاعت کی تعریف کی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ مین تو ایک ادنیٰ بندہ خدا ہون قابل تعریف و ثنا
نہین ہون یہ کہکے فرمایا کہ اب یہان سے بیرون زندان مع رفقا کے جلد تشریف لے چلیے تاخیر نفرمائیے
حکیم صاحب موصوف بمجرد سننے اس کلام کے بمشکل تمام کثرت ضعف و نقاہت سے اٹھے اپنی
[illegible] خواجہ [illegible] گردیا آگے آگے اٹھون نے بازو حکیم صاحب موصوف کا پکڑا پھر اُن سے نکلے
[illegible] کو بھی ہمراہ لیا بعد کو اس جگہ سے بعد مشکل و تدبیر حکیم صاحب وغیرہ کو خواجہ و صاحبقران
باہر لائے بحری جادو منتظر تھا دیر جو ہوئی تھی متردد تھا دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک صاحبقران
مع حکیم صاحب وغیرہ کے نہین آئے اندیشہ ہے کہ ابر باران جادو مارا گیا ہے اگر اس کے قتل
ہونے کی خبر شاہ طلسم زلزلہ یا حکیم جالوس کو ہو گئی تو غضب ہو جائے گا ساحران نامی کو مع ساحران
وغیرہ ساحران شاہ طلسم زلزلہ روانہ کرے گا وہ یہان آکر رہائی حکیم سالوس ہرگز نہ چاہین گے جنگ عظیم
[illegible] ہوگی [illegible] معلوم ایسی صورت مین انجام کیا ہو ہنوز یہ خیالات کر رہا تھا کہ صاحبقران موصوف
و خواجہ [illegible] حکیم سالوس وغیرہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر بہت خوش ہو کر برائے استقبال
صاحبقران موصوف و حکیم سالوس وغیرہ آگے بڑھا بعد قطع راہ استقبال کرکے اپنی زیر
حفاظت مین لایا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و حکیم سالوس وغیرہ علیٰ قدر مراتب بیٹھے

بحرین جادو نے بھی حکم صاحبقران سے بیٹھکر بعد ایک لحظے کے عرض کیا کہ بمقام شکر و جائے خوشی
و خرمی ہے کہ آپ نے اس کار سخت و مشکل پر جو کمر ہمت باندھی تھی انجام اسکا اچھا ہوا جو آرزوے دلی
تھی بر آئی جناب حکیم صاحب وغیرہ کی رہائی ہوئی ابر بہاران جادو قتل ہوا لیکن اب یہ خوف ہے کہ
اگر شاہ طلسم زلزلہ کو خبر قتل ابر بہاران جادو پہونچے گی تو خشمناک ہوکر بیابان ساحران نامی کو
مع سپاہ کثیر روانہ کرے گا حکیم صاحب موصوف نے جواب دیا کہ بہتر ہے دیکھو شاہ طلسم زلزلہ سے
نہ ڈرو اب وہ ہمکو کسی ساحر سے اسیر نہیں کرا سکتا ہمکو تو ہمارے بھائی حکیم جالوس نے حالت غفلت
میں اسیر کیا تھا اب اس کی کیا مجال کہ ہمیں اسیر کر سکے کیونکہ اب ہم ہوشیار رہیں گے اسیطرح صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر خبر قتل ابر بہاران جادو حکیم جالوس پادشاہ طلسم زلزلہ کو فی الحال ہو جائے گی تو
کیا اندیشہ ہے خداوند عالم معین و مددگار ہے یہ فرماکر حسب رائے بحرین جادو وغیرہ صاحبقران
نے اس جگہ سے کوچ کرنے کا عزم کیا سب ہمراہی چلنے پر آمادہ ہوئے حکیم صاحب موصوف
سے کہا گیا کہ اب آپ بھی یہاں سے سوے لشکر اہل اسلام چلیے اپنے شہر نجائیے ہمارا ہمراہ آپ کے
بھائی آپ سے بہتر پیش آئیں حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان
بالفعل تو ہمیں شہر جالوسیہ جانا ضرور ہے کیونکہ اپنے اہل و عیال سے ملنا ہے اور تمامی مردمان شہر
جالوسیہ کو مسلمان کرنا بھی مقصود ہے سوا اس کے اور بھی کچھ فکریں اور تدبیریں بابت حصول
لوح طلسمی کرنا منظور ہیں لہذا آپ اپنے لشکر میں جائیے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات مستعار
بعد انصرام امور مرجوعہ آپ کے لشکر میں ضرور آئیں گے جہاں تک ممکن ہوگا جلد آئیں گے
ہمارے آنے کا انتظار کیجیے گا بغیر ہمارے آنے کوئی فکر و تدبیر حصول لوح طلسمی وغیرہ نہ کیجیے گا
ہم آکر داخل لشکر اہل اسلام ہوکر تدابیر حصول لوح طلسمی و نشان لوح طلسم زلزلہ بتائیں گے
آپ نے جیسے نیکی کی ہے ہم بھی ویسی نیکی پیش آئیں گے بربادی و شکستگی و تباہی طلسم زلزلہ میں
شریک آپ کے ہونگے تدابیر فتح طلسم مذکور بھی بتائیں گے ہماری شرکت آپ کے بہت مفید ہوگی
یہ کہکر خاموش ہوئے اسوقت صاحبقران نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپ کے ارشاد کے موافق
عمل کیا جائے گا بغیر آپ کی رائے کے کوئی کام بابت فتح طلسم زلزلہ نہ کیا جائے گا مگر جہاں تک
ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا تاخیر نفرمائیے گا حکیم صاحب موصوف نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی
بہت جلد ہم آئیں گے صاحبقران نے تقریر حکیم صاحب موصوف سنکے مطمئن ہوکے بوجہ اشتہاے
طعام کے خاصہ طلب کیا ملازموں نے حسب قاعدہ دسترخوان پر انواع و اقسام کے طعام لذیذ اور
خوش ذائقہ ظروف میں لاکر رکھے پھر صاحبقران کشورستان نے حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب
کو بھی شریک طعام کیا بعد اکل و شرب سامان سفر تو ہو ہی چکا تھا اس صحرا سے کوچ کیا حکیم صاحب
و رفقاے حکیم صاحب بھی بسواری اشتر و اسپ ہمراہ صاحبقران وہاں سے چلے اثناے راہ
میں دوراہا ملا حکیم صاحب اپنے شہر کی جانب مع اپنے رفقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ اپنے
شہر میں داخل ہوے سب مردمان شہر کو ان کے آنے کی از حد خوشی ہوئی اکابر شہر نے ان کا
استقبال کیا بعدہ ان کو بعزت تمام تا در دولت لائے حکیم صاحب اپنی محلسرا پر پہونچکر سواری
سے اترکر داخل محلسرا ہوے اپنے اہل و عیال سے ملے تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا
اہل و عیال وغیرہ جملہ عورتیں محلسرا کی شاد و خرم ہوئیں اسی طرح جملہ ساکنان شہر شادمان ہوئے

اُن کے آنے سے شہر میں دوبارہ رونق ہوئی تمام رعایا نے سامان عیش و عشرت کا کیا شہر میں
چراغان ہوا نوبت و نقارے اس خوشی میں جا بجا بجنے لگے کئی روز تک اہل شہر نے خوشی کی
ایک روز حکیم سالوس نے تخت حکومت پر جلوس کر کے جملہ اہل دربار کو جمع کر کے حکم دیا کہ سب
ساکنان شہر خدا پرست ہوں دین اسلام اختیار کریں حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ نے حکم حکیم صاحب
کی تعمیل کی مساجد کی بنا ڈالی گئی معبد قدیم آبائی اپنے اہل شہر نے منہدم کرائے بعد اسلام آباد
ہونے شہر مذکور کے حکیم صاحب موصوف اُن تدابیر میں مصروف ہوئے جو تدبیریں اُن کو کرنا
منظور تھیں اور جو مفید مطلب صاحبقران کشورستان کے تھیں حکیم صاحب تو مصروف تدبیر
حسب دلخواہ ہیں ان کو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے آئندہ حال ان کا بیان کیا جائے گا مگر اب
حال صاحبقران کشورستان کا لکھا جاتا ہے کہ جب حکیم صاحب موصوف اثنائے راہ سے
رخصت ہو کر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوئے تھے صاحبقران اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف مع
بحرین جادو و خواجہ طیفور گردباد وغیرہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ بعد اپنے لشکر کے قریب پہنچے
لشکر کے ہرکاروں نے خبر تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آگاہ ہو کر
بعد عجلت اپنے لشکر میں جا کر شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر فیروزی اثر کو خبر تشریف آوری
امیر با توقیر دی تاکہ سرداران سپاہ و جملہ شاہ و شہریار و کوکب انجم حصاری خبر مذکور سنکے شادمان
ہو کے فی الفور مع سپاہ گران بہزار خوشی و خرمی برائے استقبال صاحبقران ذی وقار روانہ
ہوئے بعد قطع راہ استقبال کر کے لشکر فیروزی اثر میں لائے امیر با توقیر داخل بارگاہ ہوئے
دوسرے روز صاحبقران نے دربار کیا تمامی سرداران لشکر و جملہ شاہ و شہریار و کوکب
انجم حصاری حاضر دربار ہوئے ہر ایک علیٰ قدر مراتب بیٹھا امیر با توقیر اپنے دنگل شوکت
پر رونق افزا ہوئے کوکب انجم حصاری وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے با ادب پوچھا ارشاد
ہو کہ حکیم سالوس برادر حکیم جالوس کو آپ نے رہا کیا یا نہیں اور آپ نے نشان فتح طلسم
زلزلہ آپ کو بتایا یا نہیں ہم سب امیدوار ہیں کہ یہاں سے جا کر جو امور پیش آئے ہوں اُن کو بطور
اختصار بیان فرمائیے تاکہ ہم سب خیرخواہوں کو خوشی حاصل ہو امیر با توقیر نے جو کچھ حالات
گذرے تھے بیان کیے ابر باران جادو کا قتل کرنا حکیم سالوس وغیرہ کا رہا کرنا پھر ان کا اپنے
شہر جانا پھر اقرار لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اور اس شہر میں جانے کا اظہار کیا ہر ایک نے سنکے خوش
ہو کر تعریف ہمت و شجاعت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہت کی بعد اس کے امیر با توقیر
نے دریافت کیا کہ بعد ہمارے جانے کے یہاں تو کوئی واقعہ کسی طرح کا نہیں ہوا خیر و عافیت
سے ہمارا لشکر یہاں فرو کش رہا سب نے عرض کیا کہ فضل خدا شامل حال رہا کوئی واقعہ درپیش
نہیں ہوا امیر با توقیر بھی یہ خوشخبری سنکے شکر خدا کر کے خوش ہوئے بعد ازاں اپنے لشکر میں شب و روز
براحت و آرام بسر کرنے لگے اور انتظار تشریف لانے حکیم سالوس کا کرنے لگے اُن کو تو انتظار
حکیم صاحب موصوف میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ و حکیم سالوس
کا بیان کیا جاتا ہے کہ جن دنوں میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ہمراہ بحرین جادو
کے جا کر صحرائے ہولناک میں ابر باران جادو کو قتل کیا تھا اور حکیم سالوس کو قید خانے سے
رہا کیا تھا حکیم جالوس دستور معظم بحکم شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ کے اپنے مکان

مسکونہ مین کہ اندر طلسم زلزلہ کے واقع ہی داخل ہوا تھا چونکہ حکیم جالوس مرد عاقل و انجام بین
و کارگذار و خیرخواہ حاکم طلسم زلزلہ کا ہی بعد اسیر کرنے اپنے برادر حکیم سالوس کے اس نے
بجائے خود خیال کیا تھا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے ہر وقت اپنے بھائی کی اسیری اور
ابرباران جادو کی خیریت دریافت ہوتی رہے تا باعث اطمینان خاطر اندیشہ ناک ہو کر یہ
خیال کرکے اس نے ایک گلدستہ اپنے سحر سے حیات ابرباران جادو و محافظ و نگہبان حکیم
سالوس کا بناکر اپنی خوابگاہ مین روبرو اپنے رکھا تھا صبح و شام اور جس وقت چاہتا تھا اُسکو
دیکھ لیا کرتا تھا اُس گلدستے کی تر و تازگی و شادابی پر نظر کرکے سمجھ جاتا تھا کہ ابرباران جادو
بقید حیات ہی اور بھائی میرا اُس کی حفاظت و حراست مین اسیر زندان ہی غرضکہ یہ تر و تازگی و شگفتگی
گلدستہ مذکور باعث اطمینان خاطر و شگفتگی غنچہ دل ہوا کرتی تھی اور بجائے خود حکیم جالوس اپنی
عقل و فہم پر فخر و ناز سے یہ خیال کیا کرتا تھا کہ مین نے خیرخواہی مین اپنے بادشاہ کی اپنے بھائی کو کہ رازدار
لوح طلسمی تھا مقید کر لیا ہی اور حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ابرباران جادو نے اُس کو ایک ایسے صحرائے
وحشت ناک و ہولناک مین ایسی محکم سحر سے قید کیا ہی کہ کوئی شخص میرے بھائی کو رہا نہین کر سکتا ہی
بلکہ تالاب مین بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ بھی آب تالاب مین نہین جا سکتا ہی
ابرباران جادو ایسا زبردست ساحر اُس کی حفاظت صبح و شام ہر وقت و ہر ساعت کر رہا ہی سحر
اُس کا ایسا ہی کہ کوئی ساحر زبردست بھی اُس کے سحر کو دفع نہین کر سکتا ہی بلکہ کوئی اُس صحرا مین
بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی نہ کسی کو سوائے میرے اور شہنشاہ کے مقام قیدخانہ حکیم سالوس
سے آگاہی ہی پس جب تک بھائی میرا کہ رازدار لوح طلسم زلزلہ ہی رہا نہوگا یہ طلسم کبھی فتح نہ ہوگا
اور لوح طلسمی بھی ایسی جگہ رکھی ہی کہ وہان کی پہونچنا دشوار تر ہی بلکہ ناممکن ہی اگر طلسم کشائے
طلسم زلزلہ بھی پیدا ہوگا تو کیا کرے گا جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا اور لوح طلسم زلزلہ
دستیاب نہوگی تو اس طلسم زلزلہ کو کیونکر فتح کرے گا الحاصل حسب قاعدہ و دستور حکیم جالوس
نے اپنے مکان مین داخل ہوکر اپنی خوابگاہ مین جاکر گلدستہ مذکور پر نظر کی دیکھا وہ گلدستہ پژمردہ
و خشک ہوگیا ہی بلکہ جل گیا ہی یہ رنگ گلدستہ دیکھتے ہی رنگ رخ اڑ گیا دل کو یقین کامل ہوگیا کہ
ابرباران جادو مارا گیا ہی گلدستہ اُس کی حیات کا جل گیا ہی اسی وقت بیتاب و بیقرار ہو کے از حد
متردد ہو کے اپنے سحر سے یہ بھی دریافت کیا کہ بھائی میرا زندان مین اسیر ہی یا نہین معلوم ہوا کہ
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس صحرا مین جاکر ابرباران جادو کو تیغ آبدار سے قتل
کرکے حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا ہی حکیم سالوس اپنے شہر مین رہا ہو کر گیا ہی صاحبقران
فتح طلسم کشائے زلزلہ سے نشان لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اقرار کیا ہی ابھی تک نشان لوح
مذکور نہین بتایا ہی جب یہ حال تمام و کمال تحقیق ہونے کا نقش بر لکھدیا اور حکیم جالوس نے اُس کاغذ کو
اٹھا کر حرف بحرف پڑھا نہایت صدمہ و تردد ہوا اپنے برادر کی رہائی سے متحیر ہو کے صدمۂ بیحد اٹھا
کرکے اسی وقت حواس باختہ و پریشان خاطر خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین گیا اور تمام حال جو اپنے
پتلے سحری کی تحریر سے معلوم ہوا تھا شاہ طلسم زلزلہ سے عرض کیا ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ
نے غصے مین حکیم جالوس سے کہا کہ اے دستور معظم مین بڑا غضب ہوا کہ سالہا سال مقام زندان
حکیم سالوس تک ہوگی نہین معلوم کس نے اُس کو نشان زندان مذکور بتایا اور اُس نے ابرباران جادو

کو نہیں معلوم کیونکر قتل کر کے تمھارے بھائی حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا اب وہ طلسم کشا کو
نشان لوح طلسمی بتائے گا طلسم کشا بعد حصول لوح طلسمی حسب ہدایت لوح مذکور ہمارے اس طلسم کو فتح
کرنا شروع کرے گا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر حضور اطمینان رکھیں یہ نمک پروردہ و خیر خواہ
کوئی ایسی معقول تدبیر کرے گا کہ جس سے تردد شہنشاہ فلک بارگاہ دفع ہو جائے گا یہ عرض کر کے
اجازت اپنے شہر کے جانے کی حاصل کر کے اسی وقت اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں
سوچا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اپنے بھائی حکیم سالوس پر غالب ہوں بعد فکر بسیار ایک تدبیر ایسی
ذہن میں آئی کہ خود ہی اپنی عقل و فہم و فراست پر نازاں ہو کر شاداں ہوا غرضکہ بعد قطع راہ شہر جالوسیہ
میں پہونچکر دیکھا کہ مردان شہر نے جابجا مساجد بنانا شروع کی ہیں اکثر ساکنان شہر کو نماز پڑھتے اور اذان
کہتے ہوئے دیکھا سمجھا کہ برادر سالوس نے ساکنان شہر کو مسلمان کیا ہے یہ سمجھکر زیادہ تر اپنے بھائی کا
دشمن ہوا لیکن غصے کو ضبط کر کے دارالامارت شاہی میں آیا دیکھا کہ حکیم سالوس بعد ادائے نماز مغرب
مصلے پر بیٹھا ہوا اوراد و وظائف میں مصروف ہے جب وہ اوراد و وظائف سے فارغ ہوا روبرو اُسکے
جاکر باادب سلام کیا اور کہا کہ خوشا حال اے برادر ذیجاہ و ذی وقار کہ آپ عبادت پروردگار عالم
کرتے ہیں حکیم سالوس نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ اے برادر فی الحال یہاں آنے کا کیا سبب ہوا
کیا اب پھر ہماری گرفتاری کے واسطے آئے ہو ایک مرتبہ تو غفلت میں ہمیں اسیر کر کے داخل زندان
بلا کر چکے ہو حکیم جالوس نے بعد عجز و انکسار نادم و منفعل ہو کے کہا کہ اے برادر عالی وقار واقعی
میں خطاکار و گنہگار ہوں مجھسے حرکت نالائق و نامناسب ظہور میں آئی قابل سزا و نفرین ہوں محض
برائے خوشنودی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ کے میں نے آپ کو بے خطا
و قصور حالت غفلت میں اسیر کیا تھا سخت نادانی و بیوقوفی کی تھی واسطے حصول دنیا کے ظلم و جفا
آپ پر کی تھی اُس کی ندامت اب تک ہے چاہتا ہوں کہ حال میرا گوش دل سے سنکے دریغ نہ جان کے
میری خطا کو عفو فرمایئے حکیم سالوس نے استفسار حال کیا حکیم جالوس نے اسطرح اظہار کیا کہ
پرسوں ہنگام شب میں نے بعد آنے دربار شاہ طلسم زلزلہ سے اپنے مکان مسکونہ میں طعام تناول
کیا تھا آب سرد و شیریں پیا تھا بعد اکل و شرب خواب مجھپر غالب ہوا تھا فرش خواب پر جاکر دراز
ہوا تھا عالم خواب میں میں نے دیکھا تھا کہ ایک میدان نہایت وسیع میں میرا گذر ہوا ہے بکثرت
مردم اُس میدان میں جمع ہیں کہ اُن کا شمار نہیں ہو سکتا ہے ہر ایک شخص اپنے حال میں مبتلا ہے میں بھی
انہیں لوگوں میں جاکر کھڑے ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا یکایک ایک طرف جو دیکھا تو ایک باغ پربہار
ایسا نظر آیا کہ جس کی تعریف میں میری زبان قاصر ہے اُس باغ کے گلوں کی بہار اور رنگ و بو و تازگی
و شگفتگی کی تعریف نہیں ہو سکتی ہے ایسے خوشبودار وہ پھول انواع و اقسام کے تھے کہ جنکی خوشبو سے
دماغ میرا معطر ہوا جاتا تھا اشجار میوہ دار بھی خوشنما اُس باغ میں قرینے سے بکثرت تھے ثمر اُن اشجار
کے ایسے لطیف و نازک و شیریں تھے کہ دیکھنے سے اُن کے ذائقہ زبان پر آتا تھا لب منہ ہوتے
جاتے تھے دروازہ اُس باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا اندر اُس باغ کے قصر ہائے رفیع مد و
یاقوت و زبرجد وغیرہ جواہرات کے نظر آتے تھے عورتیں بھی اُس باغ میں جلوہ نما لباس نفیس
و پاکیزہ ایسی حسین و جمال دکھائی دیتی تھیں کہ جن کا حسن و جمال رشک مہ و خورشید تھا
مانند اُن عورتوں کبھی میں نے دنیا میں کسی عورت کو صاحب حسن و جمال نہیں دیکھا تھا

ورتوں کے حسن و جمال سے خیر کسی عورت کو دنیا میں حسین نہیں پایا اُن کے لباس و صورت
یاد شام نازک کیا ثنا ہو سکتی ہے زبان عاجز ہے نگاہ اُن کی دید سے خیرہ ہوتی تھی وہ نور و ضیا اُنکے
رون سے ہویدا تھا کہ آفتاب و ماہتاب میں بھی وہ نور و ضیا نہیں ہوا جو اس باغ کی جانب سے
تی تھی وہ غنچہ دل کو شگفتہ کرتی تھی مسیحا نفس تھی تن بیجان میں جان آجاتی تھی بائین طرف جو
ین نے دیکھا تو عجب آتش سوزان کو شعلہ ور پایا شعلے اُس آگ کے دمبدم بلند ہوتے تھے وہ آتش
سوزان بھی ایک احاطے میں کہ جو از حد وسیع تھا دور سے دکھائی دیتی تھی اُس احاطے میں بھی
ک دروازہ کلان تھا وہ کھلا ہوا تھا اندر اُس کے مکانات دکھائی دیتے تھے ہر ایک مکان آگ
کا سا نیا یہ بڑے بڑے اُن مکانات میں غور کر کے دیکھنے سے نظر آتے تھے جو لوگ اُن مکانات
ین دکھائی دیتے تھے اکثر اُن میں جو تن آگ سے کے تھے بہت سے مانند کوئلے کے جلے ہوئے
دکھائی دیتے تھے با وجود ایسی حالت کے وہ لوگ بآواز بلند فریاد و نالہ کرتے تھے نہایت
دردناک آواز سے کہتے تھے کہ ہائے آگ ہمیں جلائے دیتی ہے قلب و جگر و اعضا ہمارے مانند
ہیزم خشک کے جلا کر خاک کیے دیتی ہے ہم متحمل اس عذاب نار کے نہیں ہو سکتے ہیں توبہ اپنے
گناہوں سے کرتے ہیں خداوندا ہمارے گناہوں کو عفو کر جب وہ اس طرح نالہ و فریاد و فغان
کرکے اشکبار ہوتے تھے تو کچھ لوگ کہ نہایت ہیبت ناک و مہیب صورت تھے وہ اُن کو گرز ہائے
آتش سے مارتے تھے سر اُن اہل نار کے ضرب گرز سے پارہ پارہ ہوتے تھے اور پھر بدستور
ہو جاتے تھے پھر وہ لوگ اُن آگ کے مکانوں میں نالہ و فریاد کرتے تھے موکلان عقوبت بھی اُنکو
ہائے آتش سے صدمہ پہونچا کر طرح طرح سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ اب تمہارا نالہ و فریاد کرنا اور
کرنا عبث ہے تم نے دنیا میں سخت گناہ کیے ہیں بے توبہ کیے مرے ہو تم نے اپنی زندگی بت پرستی
ین بسر کی ہے تم نے اپنے معبود حقیقی کو نہیں جانا نہ اُس کو پہچانا نہ اُس کے حکم پر عمل کیا نہ روزہ رکھا
نہ نماز پڑھی نہ اُس کو اپنا خالق جان کر سجدہ کیا نہ دین اسلام اختیار کیا نہ امر و نہی پر عمل کیا خلاف
حکم خدا و رسول دنیا میں کام کیے یہ انھین کا بدلا ہے اور بد فعلی کی تمکو سزا دیجاتی ہے اگر
جب دنیا میں عمل نیک اور خیر کرتے دین اسلام کہ دین حق ہے اُسے اختیار کرتے غیر خدا کی پرستش
نکرتے تو آج اس عذاب الیم میں مبتلا نہوتے ان مکانات آتش میں مسکن گزین نہوتے اُس باغ پر بہار
کے مکانات میں بآرام و راحت و عیش و عشرت ہمیشہ قیام پذیر ہوتے بس جیسے تم نے اعمال دنیا
میں کیے ہیں ویسی ہی اب تمکو سزا دیجاتی ہے اُن اہل نار سے اکثر مردم ایسے بھی تھے کہ اُن کے
گردن سے ماران سیاہ و بڑے بڑے لپٹے ہوئے تھے اور اُنکو کاٹ رہے تھے وہ لوگ اول تو
عذاب نار کی اذیت سے اور دوسرے اُن سانپوں کے کاٹنے سے سخت نالہ کنان تھے ہر چند اُن کو
دفع کرنا چاہتے تھے مگر وہ کسی طرح دفع نہوتے تھے اگر بھاگتے تھے تو بھاگ بھی نہ سکتے تھے
ک اُن کو کچھ نہ ملتی تھی … اُس نار میں ایسے بھی دکھائی دیتے تھے کہ اُن کے بڑے
بڑے بچھو سیاہ لپٹے ہوئے تھے وہ بھی بصد درد فریاد کنان تھے ہوا جو اُس طرف سے آتی تھی
دل و جگر جلاتی تھی میں نے اُس آتش سوزان کو اور اہل نار کو مبتلائے عذاب دیکھ کر خوف سے
تعجب کر کے ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ سے پوچھا کہ یہ باغ جو دور سے نظر آتا ہے اس کا کیا نام ہے
اور یہ احاطہ جس میں دروازہ کلان لگا ہوا اور درمیان میں اس کے بے شمار مکانات ہیں اُن میں

مردم مبتلائے عذاب نار دکھائی دیتے ہیں اس کا نام کیا ہے اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے
حکیم جالوس آگاہ ہو کہ یہ باغ باغ بہشت ہے اس باغ میں وہی لوگ داخل ہوئے جو خدا پرست
ہیں خصوصاً اہل اسلام اور اہل اسلام بھی وہ جو نیکوکار ہیں نہ بدکار اور اس احاطے پر آتش کو
جو تو دیکھ رہا ہے اس کا نام جہنم ہے اس میں وہی لوگ ہیں جو گنہگار ہیں اور بے دین و ایمان
ہیں فاسق و فاجر ہیں نہایت بداعمال ہیں میں نے اُن بزرگ سے کہا کہ اس عذاب نار سے میں
بہت ڈرتا ہوں خوف سے کانپ رہا ہوں حالانکہ دور ہوں عجب جہنم کی آگ ہے کہ اُس آگ کی گرمی
مجھ تک پہونچتی ہے اعضا میرے جلے جاتے ہیں اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس
تم بھی بددین و بدآئین بعد مرنے کے مثل اہل نار کے آگ میں ڈالدیے جاؤگے مانند انھیں
لوگوں کے جلوگے نالہ و فریاد کروگے تمہارے بھی تن درسان مجھکو یقین ہے ہوگا ان عذاب جہنم
اسی طور سے تمکو بھی گرز ہائے آتش جہنم سے اذیت رسان ہونگے تم بھی انھیں لوگوں کی طرح
نار جہنم میں جلوگے کیونکہ بددین و بدآئین ہو اعمال تمہارے نہایت بد ہیں اے برادر عالی قدر
میں نے بیتاب و بیزار و اشکبار ہوکے اُس مرد بزرگ سے پوچھا کہ کوئی ایسی بھی تدبیر ہے کہ مبتلائے
عذاب نار نہوں باغ جنت میں جاؤں اُس مرد نیک خو نے جواب دیا کہ ہاں اگر تو دین اسلام اختیار
کرے اور اپنے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرے اور خداوند عالم کو مانند اہل اسلام کے سجدہ
کرے حکم خدا اور رسول پر عمل کرے تو عجب نہیں کہ خالق زمین و آسمان اپنے فضل و کرم سے تیرے
جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ کو عفو کرکے تجھے رستگار کرے اس باغ میں داخل کرے قصر جنت تجھے
رہنے کو عطا فرمائے یہ عورتیں حسین و خوبرو کہ سب حوریں ہیں ان میں سے ایک پاکیزہ حور تجھکو
بھی ملیں آب و طعام جنت و میوہ درختان جنت تجھکو بھی میسر ہو کیونکہ خداوند عالم رحمان و رحیم
اور ہر ایک شے پر قادر ہے اور توانا ہے اُس کے جود و احسان و فضل و کرم سے ناامید نہونا چاہیے
بقول ع اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار نہ ہوئیے اُس سے امیدوار ۔ میں نے اُس مرد
ہدایت شعار سے دریافت کیا کہ مسلمان کیونکر ہوتے ہیں کس کے پاس جاؤں کس سے کہوں
کہ مجھے بھی مسلمان کرے اور دعاے توبہ بتلاے آئین خداپرستی تعلیم و تلقین کرے عقائد دین
سے آگاہ کرے طریقہ ادائے صوم و صلوٰۃ مجھے سکھائے تاکہ خدا میرے حال پر بھی رحم کرکے اپنی
رحمت سے میرے تمامی گناہوں کو بخش دے مجھ اہل نار کو اہل جنت کرے اُس مرد دیندار نے
مجھسے کہا کہ اگر رستگار ہونا چاہتا ہے تو اپنے بھائی حکیم سالوس کے پاس شہر مالوسیہ میں جا کے
اُن سے اپنی خطا عفو کرا بعد اُن کے رفقا سے عفو تقصیر چاہ پھر اپنے بھائی سے کہہ کہ وہ تجھکو
مسلمان کرکے عقائد دین اسلام تعلیم کرے طریقہ نماز و روزے کے بجالانے کا تجھے سکھائے تجھسے
صاف باطن ہوکے جو تُو نے اُس کی خطا کی ہے اُس سے درگذر کرے رفقا بھی اُس کے تیرے حال پر
رحم کرکے جو تُو نے اُن کے ساتھ دشمنی کی ہے اُس گناہ کو معاف کریں اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ
دنیا اور اہل دنیا دونوں فانی ہیں سب کو ایک دن فنا ہے بجز ذات خداوند عالم و عالمیان و خالق
زمین و آسمان کسی کو بقا نہیں ہے ایک روز سب کو مرنا ہے نہ کوئی دنیا میں ہمیشہ رہا ہے اور نہ رہے گا
جس طرح تیرے جد و آبا مرگئے ہیں ایک روز تو بھی مرجائے گا خالی ہاتھ دنیا سے سوے عدم جائیگا
مال و دولت و ملک و مال کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا اِن مال دنیا سے اگر تیرے مقدور میں ہو تو

نہیں پائے گا فقط اعمال خواہ نیک ہوں یا اعمال بد ہوں وہ تیرے ساتھ رہیں گے سوائے اعمال
کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے گا زن و فرزند دوست دشمن کوئی ہنگام مرگ تیری ہمراہی نہ کرے گا سب
تجھ سے جدا ہو جائیں گے مال و دولت و ملک جو تیرا ہو وہ بھی وقت مرگ تیرے کام نہ آئے گا شاہ
طلسم زلزلہ جس کا تو بہت خیر خواہ ہے وہ بھی وقت اجل موت سے تجھے نہ بچا سکے گا پس لازم ہے کہ مال
دنیا پر تو مت جا مگر دولت عقبیٰ پر نظر کر مال دنیا فانی ہے دولت عقبیٰ کو زوال نہیں ہے ملازمت شاہ طلسم
ترک کر اُس کی وزارت سے دست بردار ہو گوشہ نشینی اختیار کر حیات باقی ماندہ کو اپنی یاد خدا اور بجا آوری
احکام احکم الحاکمین میں بسر کر مانند اپنے برادر حکیم سالوس کے زندگی اپنی عبادت خدا میں آخر کر تارک
مال دنیا ہو قناعت اختیار کر ہنوز وہ مرد بزرگ مجھکو ہدایت کر رہے تھے کہ ناگاہ شعلہ وری آتش جہنم سے
آنکھ میری کھل گئی دیکھا تو اپنے فرش خواب پر لیٹا ہوں نہ وہ صحرا و میدان ہے نہ وہ مجمع ہے نہ وہ باغ ہے
نہ وہ جہنم ہے پس اے برادر عالی جاہ وہ باقی ماندہ شب میں نے بیقراری میں بسر کی دل میں سوچا کیا
اس خواب کو ایک خیال تصور کروں یا رویائے صادقہ جانوں کہ اُن بزرگ کی ہدایت پر عمل کروں بعد فکر
بسیار دل نے یہی کہا کہ راحت دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے فکر راحت و آرام عقبیٰ کر جب صبح ہوئی حوائج
ضروری سے فراغت کر کے وقت دربار روبروئے شاہ طلسم زلزلہ جا کر میں نے اپنی ملازمت سے استعفا
دیا ہر چند کہ شاہ مذکور نے سبب ترک ملازمت مجھسے دریافت کیا لیکن میں نے صحیح طور سے اسکو جواب
نہ دے کر صرف یہی کہا کہ اب مجھسے ملازمت حضور کی ہو نہیں سکتی ہے یہ عرض کر کے دربار شاہ طلسم زلزلہ
سے روانہ ہو کر ابھی آپ کے پاس آیا ہوں چاہتا ہوں کہ اپنے رفقا کو طلب کیجیے خود بھی معاف
کیجیے اور اُن سے بھی خطا میری عفو کرا دیجیے بعد ازاں مجھکو مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام سے آگاہ
فرمائیے چونکہ حکیم سالوس ایک مرد دیندار و خدا پرست و نیک خو و سادہ لوح ہے اپنے بھائی کی تقریر
سنکے اُس کے خواب کو سچا اور اُس کو کاذب تصور نہ کر کے فی الفور اُٹھکر اُس سے بغلگیر ہوا فرط الفت
سے اُس کو سینے سے لگا کر پاس اپنے بٹھا کر کہا کہ اے برادر شکر ہے خدا کا کہ تمکو عالم خواب میں ایک
مرد بزرگ نے ایسی ہدایت کی اور بہشت و دوزخ کی تمنے ایسی سیر کی کہ زنگ کفر سے آئینۂ دل
تمہارا دور ہوا تمکو خیال آخرت کا ہوا دنیائے دوں پر توجہ نہ کی راہ کفر سے روگردان
ہوئے جادۂ دین حق کے جویاں ہوئے عذاب جہنم سے ڈرے شوق دخول جنت دل میں پیدا کیا
ہمکو نہایت خوش کیا جو کچھ تمنے ہمارے ساتھ دشمنی کی تھی اب ہمکو اُس کا خیال نہ رہا دل اپنا تمسے مانند
آئینہ صاف ہو گیا جو خطا و قصور تمنے کیا تھا ہمنے عفو کیا پھر اپنے رفقا کو طلب کر کے ان سے تمام حال
حکیم جالوس کے خواب دیکھنے کا اور راہ کفر سے بیزار ہونے کا دین اسلام کے طریق پر ارادہ قدم
رکھنے کا مفصل بیان کر کے کہا کہ ہمنے تو جو کچھ خطا و قصور انہوں نے کیا تھا بخوشی عفو کیا تم بھی ان سے
مدعا و مطلوب اپنے ان سے معاف کرو ان کی خطا معاف کرو اب یہ بتوفیق الٰہی تمہارے برادر دینی
ہوا چاہتے ہیں مقام شکر ہے کہ ہمارے ان برادر کو خیال دولت و نجات آخرت کا ہوا دنیا کو انہوں
نے ہیچ سمجھا سچ ہے بقول شخصے ع بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے دیکھو ان کے بیدین و بدآئین
ہونے سے انجام ان کا کیسا خراب تھا بوجہ ان کے کافر ہونے کے قلب ان کا کیسا تیرہ و سیاہ تھا
دین اسلام اور اہل اسلام سے کیسی ان کو بیزاری و نفرت تھی اب بتوفیق الٰہی کیسی رغبت ہوئی ہے کہ
راہ راست اختیار کرنے کا انہوں نے ارادہ کیا ہے مسلمان ہونے پر آمادہ ہوئے ہیں دین باطل کو

چھوڑتے ہین خداپرستی پر مائل ہوے ہین اُنھون نے عرض کیا کہ واقعی جائے حیرت ہی تمام عجب ہی
کہ دفعتاً آپکے بھائی صاحب ایسے راہ راست پر آگئے اپنے کفر و دین باطل سے کنارہ ہوے مگر
آپکے نزدیک یہ صادق القول ہین اور آپ نے خطا ان کی عفو کردی ہی تو آپکے ارشاد و حکم سے
ہمنے بھی قصور ان کا معاف کیا ان کی طرف سے دل اپنا صاف کیا گرد ملال کو اپنے آئینہ دل سے
دور کیا پھر کلمے خود اُنکے خادمانہ طور سے حکیم جالوس سے گلے ملے بعد اُسکے عرض کیا کہ آج سے
آپکے بھی ہم خادم و خیرخواہ ہین حکیم جالوس تقریر اپنے بھائی کی اور اپنے برادر کے رفقائی کی سنکے
بظاہر خوش و شادمان ہوکے کہنے لگے کہ واقعی مجکو دین اسلام اور اہل اسلام سے نفرت کلی تھی لیکن
اتفاق سے دفعتاً دل میرا خواب مذکور دیکھکر مائل خداپرستی پر ہوگیا ہی عجب مجکو بشارت ہوئی ہی ظلمت
کفر سے نکلنے کی مین نے آرزو کی ہی اور نور دین و ایمان حق کی طرف توجہ کی ہی چاہتا ہون کہ اب
تامل و تاخیر نہو جلد وہ ملے توبہ پڑھکر تائب ہون اور کلمہ شہادتین بصدق دل اپنی زبان پر جاری
کرکے مسلمان ہون اتنی عمر تو میری کفر مین بسر ہوئی باقی ماندہ حیات عبادت خدا مین گذرے پس
اے برادر عالی مرتبت مین اپنے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ سے آپکے اور آپکے رفقا کے سامنے
توبہ کرتا ہون پیش خدا میرے اس توبہ کرنے کی او تائب ہونے کی شہادت دیجئے گا بعد توبہ کرنیکے
اپنے بھائی سے کہا کہ اب آپ مجکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجیے اور اگر آپ فرمائین تو مین خود ہی کلمہ شہادتین
اپنی زبان پر جاری کرون کیونکہ کتب اہل اسلام مین کلمہ شہادتین لکھا ہوا دیکھ چکا ہون مجکو یاد ہی
حکیم سالوس نے کہا کہ اے برادر نیک شعار اگر تمکو کلمہ شہادتین سے آگاہی ہی تو بصدق دل خود
ہی اپنی زبان پر جاری کرو ہمارے کلمہ پڑھوانے کی کیا ضرورت ہی حکیم جالوس نے بے صدق دلی
زبان سے کچھ صحیح کچھ غلط آہستہ اس طرح کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا کہ حکیم سالوس اور
اُس کے رفقا نے اچھی طرح نہ سنا چونکہ حکیم سالوس مرد صاف باطن و سادہ لوح امور دین مین تھا
اس وجہ سے مکرر کلمہ پڑھوانے کی ضرورت و احتیاج نہ جان کر سمجھا کہ بیشک یہ مسلمان ہوگیا ہی کلمہ
طیبہ اپنی زبان پر جاری کرچکا ہی ظلمت کفر سے باہر آچکا ہی اور رفقا بھی حکیم سالوس کے یہ جسارت
ادا نکرسکے کہ دوبارہ آواز بلند صحیح طور سے اُس کو کلمہ شہادتین پڑھوائین اور بگوش خود سنین
الغرض حکیم جالوس بظاہر کلمہ غلط و بے معنی مانند طوطے کے اپنی زبان پر آہستہ جاری کرکے نزدیک
اپنے بھائی کے اور اس کے رفقا کے مسلمان ہوا اُسوقت حکیم سالوس نے اُسکو نہایت الفت
سے اپنے بھائی کو گلے سے لگایا پھر بہت خوشی و مسرت ظاہر کی اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان
اس خوشی کے جشن کا کرین اور دعوت و ضیافت کا بھی نہایت خوبی سے سامان کرین حسب الحکم
ملازم کاربند ہوے بزم عشرت شاہانہ آراستہ کی گئی ارباب نشاط چیدہ چیدہ طلب کیے گئے تیاری
طعام دعوت و ضیافت ہونے لگی حکم حکیم صاحب موصوف سے تمام شہر بزم عشرت مین آئے تمامی
مردان شہر کو مسلمان ہونے حکیم جالوس سے آگاہی ہوئی ہر ایک خوش ہوا حکیم سالوس بھی
اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی خوشی مین شریک بزم عشرت ہوا درمیان بزم عشرت کے بیٹھا
وہ رفقا اُس کے جو ساتھ اُس کے زندان مین قید ہوئے تھے وہ بھی جلسہ عیش و عشرت مین
آکر بیٹھے جب بزم عیش مذکور تمام دور و نزدیک شہر جالوسیہ سے مملو ہوگئی اُسوقت نازنینان
خوب رو و خوش گلو نے بعد دیکھے ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے

مبارکبادی سلطان ہوئے حکیم جالوس بہ یکدگر گانے لگین رقص کرنے لگین اہل بزم عشرت بصد خوشی و مسرت ناچ گانا ارباب نشاط کا دیکھنے سننے لگے حکیم جالوس بھی بزم مذکور مین جھکر نغمۂ نازنینان خوش آواز سننے لگا حکیم سالوس مطربان خوش گلو کو درمیان بزم عشرت کے زر و جواہر انعام مین دینے لگا ارباب نشاط انعام کثیر پا کے کمال علم موسیقی دکھلانے لگے بنہایت خوبی و حسن سے ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین بنہایت حسین نوجوان ماہر علم موسیقی نے کہ جو اُس زمانے مین مشہور جہان اور شہرۂ آفاق تھی اُس نے حسب الطلب بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکے گت ناچ کے یہ غزل شروع کی ۔ غزل

بے نشانی کا مین لے چرخ سزاوار تھا ۔ دہن یار نہ تھا مجھ کو پدیار نہ تھا
فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا ۔ جب تلک دل کو سنبھالون مین دل زار نہ تھا
جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا ۔ ڈر دیے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا
کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی ۔ اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا
بات رکھلی مری قاتل نے گنہگارون مین ۔ اس گنہ پہ مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا
جوش وحشت اسے کہتے مین کہ آتے ہی بہار ۔ ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا
صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے ۔ پھر مجھے تھے تین مجھے سروکار نہ تھا
کیا مزہ تجھکو ملا سے فلک مجھکو ستا ۔ عہد ساقی مین خوش تھا تو یہ میخوار نہ تھا
خون ناحق سے جما یا تھا غضب کا لاکھا ۔ لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا
وقت بد مین نہوا کوئی اسیر اپنا شریک ۔ یار سمجھا تھا مین جس کو وہ مرا یار نہ تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اکثر اشعار و نیز خوبی نغمہ و خوش آوازی نازنین مذکورہ کی ثنا کرنے لگے حکیم سالوس پیش لازمون سے حکم کرکے بار بار زر کثیر انعام مین اُس کو دلوانے لگا نازنین بھی کمال اپنا دکھلانے لگی ماہران علم موسیقی بے اختیار تعریف اُس کے گلے کی اور ناچ کی بجائے خود کرنے لگے اکثر اہل بزم سر اپنا دیوارے ٹکرانے لگے بیٹھے حالت وجد مین جھومنے لگے نوجوانان ماہر و جو اُس بزم عشرت مین بیٹھے ہوے تھے اُن کا یہ حال تھا کہ محو دید حسن و جمال نازنین مذکورہ تھے کچھ اُن کو دنیا و دین سے آگاہی نہ تھی اکثر حاضرین جلسہ مذکور جگر کو پکڑے ہوے آہ آہ کرتے تھے کوئی وجد مین بے اختیار واہ واہ کہتا تھا غرضکہ سمان بندھا ہوا تھا انسان کا تو کیا ذکر ہے چرند و پرند جو وہان تھے وہ بھی آواز نغمہ نازنین چابکدست سن کے مست و بیخود تھے بہنگام رقص نازنین دلربا کے اہل بزم عشرت مانند سبزہ پامال ہوے جاتے تھے جب اُس نازنین نے تمام اشعار غزل مرقومہ گاکر غزل کو تمام کیا حکیم سالوس نے بہت انعام اُسے دیا وہ نازنین قریب نصف شب کے بزم عشرت سے باہر گئی اُسوقت جلسہ برخاست ہوا حکیم سالوس نے خاصہ طلب کیا ملازمون نے حسب قاعدہ شاہانہ و شہریار دسترخوان نفیس پر طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ ظروف نقرہ و جواہرات مین لاکر رکھا پھر حکیم سالوس و حکیم جالوس و رفقاے حکیم سالوس و روساے شہر و عمائد شہر نے حسب دستور کھانا کھانا شروع کیا بعد اکل و شرب جملہ روسا و عمائد شہر جالوسیہ حسب الحکم حکیم سالوس طعام مذکور تناول کرکے رخصت ہوکر اپنے اماکن کی طرف گئے صرف رفقاے حکیم سالوس رہ گئے اُسوقت حکیم سالوس اور حکیم جالوس و رفقاے مذکور اندر بارگاہ کے مسہریون وغیرہ پر

راحت پذیر ہوے جب رفقاے مذکور الصدر اور حکیم سالوس پر خواب غالب ہوا اور بیخبر ہوکے سو گئے
تو حکیم جالوس نے اُٹھ کے اپنے حربے بلکہ دربانان بارگاہ وغیرہ کو جو وہان جاگ رہے تھے بیہوش کیا
بعدہ بآواز اوسط کہا کہ اے برادر حکیم سالوس واے تمہاری حکمت و دانائی پر کہ تم میرے دام
فریب مین آ گئے ہو جو مین نے اظہار کیا اُس کو سچ سمجھے مجھ ایسے دشمن جان ستان کو اپنا دوست اور
برادر خیر خواہ سمجھے یہ خیال نہ کیا کہ سلاطین مسلمان ہونگا دین آبائی و قدیم اپنا ترک کرونگا اہل اسلام
کے خدا کی پرستش کرونگا کلمۂ طیبہ بصدق دل اپنی زبان پر جاری کرونگا شہنشاہ ساحران
یعنی خداوند میو دسر مست جادو حاکم طلسم زلزلہ کی ملازمت کو ترک کرونگا حکومت و دولت دنیا
سے دست بردار ہونگا عاقل بے نظیر و مدبر میں ہون کہ تمکو ایک مرتبہ براے خیر خواہی و خوشنودی
بادشاہ طلسم زلزلہ قید کر چکا تھا خوبی تقدیر سے تم رہا ہو گئے تھے مجھے تمھاری رہائی نہایت ناگوار
تھی کیونکہ باعث اندیشۂ بربادی طلسم زلزلہ تھی اسوجہ سے یہان آیا تھا کہ تمھین کسی تدبیر سے ہلاک
کرون اس سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی کرتے مکر و حیلہ و فریب دشمنی کرون اگر دلیرانہ تم سے مقابلہ کرتا
تو غالبا غالب نہوتا تم عامل کامل ہو علوم رمل وغیرہ سے آگاہ تیغ سحر میرا تم پر حالت ہوشیاری مین
کارگر نہوتا یہ کہکے خنجر بران سے پہلے اپنے بھائی کا سر کاٹا پھر اُس کے چارون رفیقون کو قتل کیا
سر اُن کے تنون سے جدا کیے بعد کو بجاے خود کہا کہ اے حکیم جالوس اب کوئی سراغ لوح طلسمی
لگانے والا نشان لوح طلسم زلزلہ بتلانے والا باقی نرہا اندیشہ دشمنی برادر مقتول نہایت تردد دفع ہوگیا
اب کوئی اندیشہ نہین رہا صرف صاحبقران کی طرف سے خیال دشمنی ہے اُن کے قتل کی بھی کوئی
فکر کی جائے گی حالانکہ اب کوئی دشمنون سے لوح طلسم زلزلہ کا پتہ بتلانے والا نہین ہے جب لوح
ہی طلسم زلزلہ کی طلسم کشا کو دستیاب نہوگی تو وہ کس طرح طلسم کو فتح کریگا مگر دشمن کو حقیر جاننا اور
اس سے غافل ہونا خلاف عقل و نادانی ہے لازم و مناسب یہی ہے کہ خیر خواہی شاہ طلسم زلزلہ مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بھی قتل کرونگا اُن کی جانب سے بھی اندیشہ باقی نرکھونگا
پھر کون طلسم زلزلہ کو فتح کریگا ہمیشہ یہ طلسم قایم رہیگا میری اس تدبیر سے شاہ طلسم بہت
خوش ہوگا خلعت و انعام کے سوا جو کچھ دے وہ کم ہے جب مین اُس کے ساتھ ایسی خیر خواہی
کرونگا تو وہ بھی ضرور مجھکو اپنا سب سے زیادہ خیر خواہ جانیگا رتبہ میرا بڑھ جائیگا یہ باتین
اپنے دل مین کرکے پانچون سرون کو لے کے لاشون کو فرش خواب پر تڑپتا چھوڑ کے دربارگاہ سے
باہر آ کر تخت سحر پر سرون کو رکھکر خود بھی بالاے تخت سحر بیٹھکر زمین سے سوے فلک بلند ہو کر
ارادہ ہوے فلک جانے کا کیا اُسوقت اپنے شہر جالوسیہ پر نظر کرکے دل مین خیال کرنے لگا کہ اے
حکیم جالوس تیرے شہر کے باشندون نے تیرے برادر کے رہا ہوکے آنے کی بہت خوشی کی ہے
اور اُن کی حکم و فرمانبرداری ایسی کی ہے کہ اپنا دین آبائی ترک کرکے سبنے دین اسلام اختیار کیا ہے
یہ سب لشکریے تیرے برادر دشمن کے دوست ہین یہ بھی تو تیرے دشمن ہین لہذا ان کو بھی اس
شب تاریک مین سزا دینی چاہیے ساکنان شہر اور مکانات شہر کو تباہ و برباد و منہدم کر دینا چاہیے
اس شہر آباد کو مثل صحرا کر دینا چاہیے یہ خیال کرکے تھوڑی سی روئی کے گالے نکال کر اُن پر
شیشے سے چاہ جمشید کا پانی چھڑک کر اسماے سحر اُن پر دم کیا وہ روئی کے گالے بصورت پارہ ہاے
ابر بلند ہوکے بالاے شہر ہونے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ روئی کے گالے ابر سیاہ ہوکے گھیرا شہر

جالوسیہ ہو گئے پھر حکیم جالوس نے کچھ ایسا اشارہ جانب ابر کیا کہ اُس مین برق کی سی چمک اور
رعد کی سی آواز پیدا ہوئی بارش آتش و سنگ گران ہونے لگی مکانات شہر اور مردان شہر
جلنے لگے جس پر آتش سحر کی گری وہ مانند شمع کافوری جلنے لگا جس مکان پر آتش سحر پڑی وہ
مثل خس و خاشاک جل کر خاک ہونے لگا جس انسان او مکان پر سنگ سحر گرا وہ دب کر فنا
ہو گیا شہر مین گویا قیامت برپا ہوئی تمام شہر تباہ و برباد ہونے لگا مکانون مین دھوان بلند
ہونے لگا آتش سحر سے مکان و مکین دونون جلنے لگے شعلے ہر مکان و در و دیوار سے بلند
ہونے لگے باشندے شہر کے اس آفت آسمانی اور بلاے ناگہانی سے دوچار ہو کر اکثر ہلاک ہو گئے
لگے ہزارون شور و غل فریاد و نالہ کرنے لگے جو لوگ غافل سو رہے تھے وہ بھی اس آفت
مین مبتلا ہو گئے بیدار ہو کر اپنے جان و مال بچانے کی فکر کرنے لگے اُسوقت شہر جالوسیہ اور
باشندگان جالوسیہ کا یہ حال تھا کہ تمامی شہر مین ہر طرف مکانون مین آگ لگی تھی شعلے بلند تھے
دھوان زمین سے بلند ہو کے سوے فلک بکثرت جاتا تھا مردان شہر جل رہے تھے مال و
اسباب بھی اہل شہر کا جل رہا تھا پتھر الگ برس رہے تھے بڑے بڑے مکانات مستحکم و پختہ
گر رہے تھے ہزارہا آدمی فریاد و نالہ و فغان کر رہے تھے گویا شور حشر تھا آتش و سنگ سحر
کے برسنے سے ایک قیامت بپا تھی شہر تباہ و برباد ہو رہا تھا دمبدم برق چمکتی تھی ابر سے
صداے رعد آتی تھی تھوڑی دیر تک یہی صورت رہی آخرکار حکیم جالوس نے اپنی دانست
مین تمامی شہر اور تمامی مردان شہر کو جلا کر اپنے سحر کو خود ہی دفع کر کے عالم غصہ مین پکار کر کہا کہ
کیون اے باشندگان شہر جالوسیہ کیسا مین نے تم سے انتقام لیا تم سب میرے بھائی کے مارے
جانے سے بہت خوش ہو کر اُس کی ہدایت سے مسلمان ہوئے تھے مسجدین بنائی تھین اذان
باواز بلند کہتے تھے نمازین پڑھتے تھے خداپرستی اختیار کی تھی اپنے دین آبائی کو ترک کیا تھا
ہمارے برادر دشمن کے دوست ہوئے تھے ہمارا تمہین کچھ بھی خیال نہ رہا تھا اگر باشندگان
شہر سے کوئی زندہ ہو تو وہ سن لے اور جانے کہ مین حکیم جالوس دستور معظم حاکم طلسم زلزلہ
حکیم سالوس و رفقاے حکیم سالوس کے سرون کو تن سے جدا کر کے خدمت شاہ طلسم زلزلہ
مین لیے جاتا ہون خبردار اب اپنے دین آبائی کو اختیار کرنا خداپرستی سے باز رہنا یہ کہکر سوے
طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد جانے حکیم جالوس کے اور دفع ہونے ابر کے وہ آتش باری اور
سنگ باری موقوف ہوئی جو آگ سے مکان اور مردان شہر جل گئے تھے وہ تو خاک سیاہ ہو گئے
تھے اور جو مردم و مکان جلنے سے بچے تھے وہ بدستور رہے لاکھون آدمی جل گئے تھے ہزارہا
مکان جل کر خاک ہو گئے تھے جو لوگ زندہ رہے تھے انھون نے خدا کا شکر کیا اس حملے مین
آثار سحر فلک پر ہویدا ہوئے جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ پھر آ کے صحرا سے شہر مین داخل ہوئے
عجب حال خراب شہر کا دیکھا باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا شہر برباد و تباہ ہو گیا قابل بود و باش نہ رہا
نہین معلوم یہ بلاے آسمانی اور آفت سماوی اس شہر پر کیون آئی جن لوگون نے ہنگام موقوفی
سنگ باری و آتش باری تقریر حکیم جالوس سنی تھی انھون نے تمام حال بیان کر کے کہا کہ اس
شہر کو حکیم جالوس نے تباہ و خراب کیا ہے بعض اس خطا پر کہ اہل شہر نے حکیم سالوس کے آنے کی
قید سے چھوٹنے کی خوشی کی تھی بعدہ ان کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا تھا ہے بگوش خود

ایسی ہی تقریر حکیم جالوس کی سنی ہے یہ بھی اُس نے پکار کر کہا تھا کہ میں حکیم سالوس اور اُس کے
رفقا کے سر تن سے جدا کر کے برائے نذر حاکم طلسم زلزلہ لیے جاتا ہوں چلو دیکھیں لاشے بھی مقتولان
بے خطا کے ہیں یا وہ بھی آتش سحر حکیم جالوس سے جل کر خاک ہو گئے جس طرح کہ مردان شہر اور
مکانات شہر لاکھوں جل گئے ہیں یہ باتیں کر کے تماز حیرت کے دار العمارت شاہی و بارگاہ حکیم
سالوس کی طرف آئے دیکھا کہ لاشیں اُن کی پڑی ہیں قدرت اور حفاظت خدا سے نہیں جلی ہیں
لاشے اُن کے خون آلود دیکھ کر وہ سب بہت روئے پھر اُن سب کو غسل و کفن دے کر دفن کیا
حکیم جالوس کے باعث سے ہیں بدعملی اُن لوگوں میں سعید رومی بھی تھا لاکھوں روپے کا مال و
اسباب تجارتی برائے سوداگری لایا تھا سیکڑوں خادم و غلام اُس کے ہمراہ تھے خیمہ و بارگاہ
اُس تاجر ذیجاہ کے ساتھ خدام اُس کے لائے تھے ہنوز وہ روبروئے حکیم سالوس مال و متاع
تجارتی لے کر نہ گیا تھا کہ وقت شب حکیم جالوس نے شہر کو اپنی آتش سحر سے تباہ و برباد کیا تھا
مال و اسباب تاجر مذکور کا مع اکثر خدام و غلام جل گیا تھا کچھ مال و اسباب مع چند غلاموں کے
باقی رہ گیا تھا وہ بھی مثل اہل شہر جالوسیہ کے نالاں و گریاں تھا تباہ و برباد ہو گیا تھا اپنی بدقسمتی
پر زار زار روتا تھا باقی ماندہ اہل شہر اس طرح اُس کو سمجھاتے تھے کہ اے سعید شکر خدا کر کہ تو مع
اپنے چند غلاموں کے اور اسقدر مال و اسباب کے زندہ و باقی رہا ورنہ برحال اُن لوگوں کے
کر جو مع اپنے مال و اسباب و مکان جل گئے ہیں اور ایسے جلے ہیں کہ خاک ہو گئے ہیں دفن کرنے کے
قابل بھی نہیں رہے ہیں دیکھو اس شہر میں لاکھوں آدمیوں کی آبادی تھی اب سوا ہم دو چار آدمیوں
کے کوئی بھی شہر میں نظر آتا ہے سب جل گئے ہیں مکانات بھی جل کر خاک ہو گئے ہیں شہر ویران و
تباہ و خاک سیاہ ہو گیا ہے کسی کا مال و اسباب تمام کو بھی باقی نہیں رہا ہے ہم سب بھی محتاج و تباہ
ہو گئے ہیں تمام مال و اسباب و مکانات ہمارے جل کر خاک ہو گئے ہیں صرف وہ مکانات نہیں
جلے ہیں جن پر آگ بھیر نہیں گرے ہیں باقی سب مکانات شہر کے اور آدمی شہر کے جل کر خاک
ہو گئے ہیں کسی کا بھی کچھ نشان ہے اُن ہر طرف خاک کے ڈھیر ہیں وہی آدمی زندہ رہ گئے ہیں
جن کی حیات باقی تھی اور وہی مکان و مال و اسباب جلنے سے بچا ہے جس کا جلنا منظور خدا نہ تھا غرض
جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب فریاد و نالہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جو اسباب و مال تمہارا لاکھوں روپے
کا جل گیا ہے وہ رونے پیٹنے سے مل نہ جائے گا اور جو لونڈیاں اور غلام و خدام تمہارے جل کر ضائع
ہوئے ہیں وہ سب نالہ و فریاد کرنے سے زندہ نہ ہو جائیں گے پس صبر کرو تمہاری جان بچ گئی
اس کا شکر کرو تجارت سے پھر روپیہ حاصل ہو جائے گا مال و اسباب پھر تم کو ممکن ہو جائے گا خداوند
عالم فضل و کرم کرے گا پھر تم کو مثل سابق مالدار کر دے گا سعید تاجر سب کے سمجھانے سے فی الجملہ
نالہ و فریاد سے باز رہا لیکن اُسیوقت اُن سب سے رخصت ہو کے مع اپنے مال و اسباب تجارت
کے اور خدام و غلام باقی ماندہ کے جالوسیہ سے سوئے انجم حصار روانہ ہوا حال اس کا بمقام
مناسب لکھا جائے گا اہل شہر جالوسیہ جو زندہ بچے تھے وہ بعد رنج و غم اُسی شہر میں کاروبار
میں مصروف ہوئے زندگی اپنی بعد مدہ واندوہ بسر کرنے لگے حکیم جالوس جو اپنے شہر کو اپنے
سحر سے تباہ و برباد کر کے مع سرہائے مقتولان مذکور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُسوقت سرحد طلسم زلزلہ میں پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو نے اپنی دولتسرائے

باہر آکر دربار مین ہنگام سحر بالاے تخت حکومت جلوس کیا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار ہوے تھے
ہزار ہا ساحران نامی و نامور اہل دربار سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شہنشاہ مذکور نے
متردد ہوکر اپنی زندگی اور اپنی بقاے طلسم سے نا امید ہوکر نجومیون رمال کاہنون کو جو بڑے
بڑے نامی و کامل تھے اور ساکنان طلسم زلزلہ سے تھے طلب کیا تھا اُن سے پوچھا تھا کہ تم سب
اپنے علم سے بتاؤ کہ دن ہمارے اس زمانے مین کیسے ہین جان ہماری طلسم کشا سے بچے گی یا نہین
اور یہ طلسم ہمارا دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ٹوٹنے سے بچے گا یا نہین انھون نے
زائچہ کھینچکر قرعہ ڈالکر اشکال پر نظر کرکے بہت فکر و غور کرکے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اے شہنشاہ
اگر جان بخشی ہو تو جو ہمکو ہمارے علم سے ثابت ہوا ہے ہم صاف صاف بیان کرین حاکم طلسم زلزلہ
نے کہا تھا کہ جانین تمھاری ہمنے بخشین بے خوف و خطر صاف صاف جو کچھ تمھارے علم سے تمکو
ظاہر ہوا ہو بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ ہمکو ہمارے علوم سے ایسا ثابت
ہوتا ہی کہ فی زمانہ دن آپکے ازحد سخت ہین تین مہینے شہنشاہ پر گران ہین خوف جان و مال کے
ضائع ہونے کا ہی سوا اسکے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و تباہی اس طلسم کی دست طلسم کشا
یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہوگی جو دوست ہین شہنشاہ فلک بارگاہ کے اُن مین
سے اکثر دشمن جان و مال و طلسم حضور ہو جائینگے شریک صاحبقران ہونگے اُنکی اعانت
کرینگے آپ سے دشمنی کرینگے بربادی و تباہی طلسم چاہینگے شب و روز فکر و کوشش
ایسی کرینگے کہ یہ طلسم ٹوٹ جائے تباہ و برباد ہو جائے تمام اُن کے ظاہر نہین ہوسکتے ہین مگر
وہ رعایا و نمکخوار حضور سے ہونگے اور بعض عزیزان حضور سے بھی ہونگے لہذا اگر شہنشاہ فلک
بارگاہ ہم خیرخواہون کی عرض کو پذیرا فرماکر موافق ہمارے علوم کے احکام پر عمل کرینگے تو عجب
نہین کہ جان و مال و طلسم شر و فساد طلسم کشا سے طلسم زلزلہ سے بچ جائے ورنہ باعث خرابی و
ضرر ہوگا اہل درباری سے حضور کو ضرر و صدمہ پہونچیگا خیرخواہون نمکخوارون عزیزون ہی سے
خوف جان و تباہی طلسم کا قوی اندیشہ ہی شاہ طلسم زلزلہ نے پوچھا کہ تم اپنے علوم کے موافق
کیا حکم لگاتے ہو بیان کرو کہ ہم اُن احکام پر بخیال حفظ جان و مال و ملک عمل کرینگے انھون نے
عرض کیا کہ ہماری راے یہ ہی کہ بضرورت و بحفاظت جان تین ماہ تک آپ طلسم باطن مین تشریف رکھین
طلسم ظاہر مین کبھی نہ رہین کیونکہ دوستون اور نمکخوارون سے اندیشہ قوی دشمنی کا ہی حالانکہ حضور
پر چالیس روز ازحد سخت و گران ہین اور باقی ایام چندان گران نہین ہین مگر احتیاطاً مناسب یہ ہی
کہ تین ماہ تک طلسم باطن مین قیام پذیر رہین اگر تین ماہ مع الخیر گذر گئے تو پھر طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
و دیگر دشمنون سے کچھ اندیشہ نہوگا اور اشکال زائچہ پر نظر کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ قبل
ایک ساعت کے ایک امر عجیب و حیرت انگیز کہ ضرر دشمنان سے ہوگا درپیش ہونے والا ہی یہ عرض
کرکے خاموش ہوے تھے شاہ طلسم نے کشتیان خلعت فاخرہ کی طلب کرکے اُن نجومیون اور
رمالون کاہنون کو دی تھین علاوہ اسکے دولت و زر کثیر دیا تھا وہ انعام مذکور لیکر جانے کو
تھے کہ ملکہ چالوس رحلات و دربندہاے طلسم زلزلہ کو طے کرکے دربار شاہ طلسم مین آیا تخت سحر
سے اُترکر اُن سرون کو طشت طلا مین رکھکر اور تھوڑے کشتی مین رکھکر سامنے اپنے بادشاہ کے آکر
باادب سلام کرکے وہ طشت طلایا وہ کشتی نقرئی کہ جسپر کشتی پوش پڑا ہوا تھا بطور نذر پیش کی

شاہ طلسم نے پوچھا کہ اے دستور معظم من اس مین کیا ہی بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین
یہ کہکے کشتی پوش دور کیا بالائے طشت سے رومال علحدہ کیا غرض بہر طور شاہ طلسم نے دیکھا کہ پانچ
کٹے ہوئے سر پانچ خون مین آلودہ ہین متحیر و متردد ہوکے پوچھا کہ یہ سر کس کس کے ہین ان کو کیون
قتل کیا اگر قتل کیا تھا تو ہمارے روبرو کیون لائے ہو وزیر مذکور نے عرض کیا کہ یہ سر تو میرے بھائی کا
ہی جس کا نام حکیم سالوس حضور نے سنا تھا اور قبل اس کے مین نے اُس کو گرفتار کرکے حسب الحکم حضور
ابر باران جادو کے حوالے کیا تھا اُس نے صحرا مین جاکر ایک تالاب کے نیچے تہ خانے مین اُس کو اسیر
کیا تھا جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کسی سے نشان زندان حکیم سالوس دریافت
کرکے ابر باران جادو کو قتل کرکے اس کو رہا کیا اور یہ اپنے شہر مین گیا مجھکو یقین کامل ہوا کہ اب
یہ بھائی میرا صاحبقران کو ضرور نشان لوح طلسم زلزلے کا بتائے گا بلکہ خود وہان سے جاکے حصول
لوح مذکور مین کوشش کرے گا پس اسی خیال سے خیرخواہی حضور مین مدنظر مین نے اپنے شہر مین جاکر مکر و فریب
اس سے تقریر کرکے عذرخواہ ہوکر خیال دشمنی کا اُس کے دل سے دور کرکے عالم خواب مین اس کو اور
اس کے ان چارون رفقا کو تہ تیغ کیا پھر سر کاٹ کر برائے نذر شہنشاہ کے لے کر آیا ہون اس نمکخوار نے
حضور کی خیرخواہی کے آگے کچھ پیچ و خیال نہ برادر حقیقی کے قتل کا کیا شہنشاہ ساحران یعنی ہودہ مست جادو
حاکم طلسم زلزلے نے ازحد متحیر و متعجب ہوکے دل مین کہا حکیم چالوس سے بہتر دنیا مین میرا کوئی
خیرخواہ نہین ہی اس نے صرف میری خیرخواہی سے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا ہی یہ خیال کرکے پوچھا
کہ اس کے ان چارون رفقا کو کیون قتل کیا حکیم چالوس نے عرض کیا کہ مین نے ان کو بایں خیال
قتل کیا ہی کہ یہ چارون شخص میرے بھائی مقتول کے بڑے دوست و خیرخواہ تھے شاید اُنھین حال
لوح طلسم زلزلے کا کہدیا ہو نشان اور مقام لوح طلسم زلزلے کا ان کو بتادیا ہو اور یہ صاحبقران
سے ملجائین مقام لوح کے رکھنے کا اُن کو بتائین اور وہ کسی طور سے وہان جاکر لوح طلسم مذکور کو
حاصل کرلین تو غضب ہو جائے گا یہ طلسم حسب ہدایت لوح طلسمی فتح ہوجائے گا حالانکہ مین نے
اچھی طرح پورے طور سے مقام لوح کے رکھنے کا اپنے اس برادر مقتول سے بھی ظاہر نہین کیا تھا اور
یقیناً اُس نے اپنے ان رفقا سے بھی بیان نہ کیا ہوگا مگر مین نے احتیاطاً ان سب کو قتل کر ڈالا
تاکہ اطمینان حاصل ہو جائے نہ یہ سب زندہ رہینگے نہ مقام لوح کا صاحبقران کو معلوم ہوگا اور لوح
طلسم زلزلہ کی ایسی جگہ رکھی گئی ہی ایسی حفاظت اس کی کی گئی ہی کہ وہان تک پہونچنا دشوار ہی سوا
میرے اور حضور کے کوئی کسی کو خوبی تمام حال لوح طلسمی سے آگاہ نہین ہی کہ وہ کس جگہ ہی کہان
رکھی گئی ہی کس کے قبضے مین ہی کون اُس کا محافظ ہی شہنشاہ ساحران نے تمام تقریر حکیم چالوس
کی سنکے دریائے حیرت مین غرق ہوکے کہا کہ اے وزیر خوش فکر و تدبیر ہم تجھکو اپنا ایسا خیرخواہ
و دوراندیش نہ جانتے تھے نہ ایسی خیرخواہی کرنے کی تجھ سے امید تھی تو نے وہ کام کیا ہی کہ کسی
سنگدل اور کسی بیرحم قاتل سے بھی نہوگا اور تو نے وہ خیرخواہی ابدولت کی کی ہی کہ کوئی
نمکخوار ہمارا ہم سے ایسی خیرخواہی نہ کرے گا آج سے ہم تجھکو اپنا بہت بڑا خیرخواہ جاننے لگے فقط اس
احتمال پر ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا کہ شاید یہ لوگ مقام لوح طلسمی کے رکھنے کا طلسم کشا کو بتادین
حالانکہ تیری تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ اچھی طرح ان کو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہ تھی خیر
جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب ان سرون کو ہمارے سامنے سے دور کرو مناسب ہو وہان کے

حق مین کر کے اپنے ملازمون سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد کشتی خلعت فاخرہ کی لاؤ بمجرد حکم ملازمون نے
حاضر کی شاہ طلسم نے بعوض دور اندیشی و خیر خواہی خوش ہو کر وہ خلعت فاخرہ حکیم جالوس کو دیا
اُس نے باادب سلام کر کے بصد خوشی خلعت مذکور پہنا اہل دربار حکیم جالوس کی اس دور اندیشی و
خیر خواہی سے دنگ ہو گئے گو کہ اُس وقت دربار مین ہزارہا ساحران نامی و نامور نمکخوار و خیر خواہ
شاہ طلسم بیٹھے ہوئے تھے مگر ان مین سے کوئی ایسی تدبیر و فکر کرنے پر قادر نہ تھا اسی سبب سے
ہر ایک ساحر اپنے دل مین کہتا تھا کہ مجھ سے کبھی ایسا کام خیر خواہی مین نہو سکتا اپنے برادر حقیقی کو اپنے
ہاتھ سے نہ قتل کیا جاتا ہرگز خونریزی نہو سکتی کبھی اپنے برادر حقیقی پر تلوار نہ اٹھائی جاتی واقعی اس نے
وہ کام کیا ہے کہ مجھ سے کبھی نہو سکتا ابھی سب کو ایک عجب تھا ہر ایک ساحر دربار مین ہمہ تن تصویر
حیرت ہو گیا تھا کہ حکیم جالوس نے سر اُسے مذکور اٹھوا کر کہا کہ ان کو بیرون طلسم لے جا کر ڈال دو
یا زمین تھوڑی سے کھدوا کر ان سروں کو دفن کر دو ساحران دربار سے ایک ساحر حسبی مرہنگ
جادو نے وہ سر اٹھا کر طلسم سے باہر جا کر وزیر مذکور کے حکم پر عمل کیا بعدہٗ دربار مین آکر بیٹھا اس
اثنا مین شہنشاہ ساحران نے کچھ متردد ہو کر حکم دیا کہ کل ہمارے دربار مین جملہ ساحران با عزت
مرد و زن سب آئین جو کبھی ہمارے دربار مین نہین آئے ہین وہ سب ساحر کی آئین ہین ایک
کار ضروری کرنا منظور ہے چاہئے ہین کہ سامنے سب ساحران نامی کے خواہ درباری ہون یا غیر درباری
ہون وہ کار ضروری کیا جائے جو ساحران نامی یہان سے دور دور ہین ان کو بھی بذریعہ پروانہ
طلب کیا جائے یہ حکم لینے ملازمون کو دے کر دربار برخاست کیا اہلکارون نے حسب الحکم
شاہ طلسم زلزلہ بنام مالکان دربند طلسم زلزلہ و حاکمان کوہ و دشت و دریا وغیرہ اور سوا ان کے
جسقدر ساحران نامی و اہل عزت تھے اور جتنی ساحر و ذی مرتبہ تھین سب کو طلبی پروانے لکھ
لکھ کر مہر شاہی سے مزین کر کے بدست ساحران روانہ کیے ساحرون نے جلد جا کے وہ حکمنامے
اور پروانے ساحرون اور ساحرہ عالی مرتبہ کو دے کر زبانی بھی عرض کیا کہ حکم شہنشاہ یہ ہے کہ
کل سب ہمارے دربار دربار مین آئین ہر ایک ساحرہ اور ساحر نے زبانی حسب الحکم شہنشاہ سے
اور تیز عبارت حکمنامے سے آگاہ ہو کر بجائے خود کہا کہ نہین معلوم کیا سبب ہے کہ شہنشاہ نے بذریعہ
حکمنامہ سب ساحران معزز کو اپنے دربار مین طلب کیا ہے ہر چند ہر ایک نے فکر کی مگر کچھ سبب طلب ثابت
نہوا دوسرے روز جملہ ساحران نامی و نامور و اہل عزت ساکنان طلسم زلزلہ ہر طرف سے حسب لیاقت
و مرتبہ جاہ و حشم و تزک سے بکرّ و فر حرکی سواریون پر سوار ہو کر دربار شہنشاہ مذکور مین آ کے
علی قدر مراتب بیٹھنے لگے اہلکارون نے دربار کو بھی ایسا آراستہ کیا تھا کہ کبھی ایسا آراستہ ہوا
تھا اس اثنا مین ہزارہا ساحرون اور ساحرہ کے آنے سے دربار وسیع تمام مملو ہو گیا اُس وقت
شہنشاہ ساحران ہو دہر مست جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوا جملہ ساحر و ساحرہ واسطے تعظیم
شاہ طلسم زلزلہ کے اُٹھے پھر سرا کر کے بعد ادب سلام کیا شہنشاہ مذکور نے ہر ایک کا سلام
لے کر سب کو بنظر غور دیکھ کر تخت حکومت پر بیٹھ کر اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر و ساحرہ پھر سلام
کر کے اپنی جگہ مقررہ پر بیٹھا اُسدم شہنشاہ مذکور نے پھر اپنے اہل دربار و تمامی حاضرین دربار
پر نظر کر کے اپنی حکومت اور اپنے فرمانبردارون کو بکثرت و بے شمار مشاہدہ کر کے بجائے خود
ناز و فخر سلاطین طلسم دیگران پر کیا بعد ازان سب سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہا کہ اے [illegible]

بادولت والے ساحران نامی و ذی عزت آگاہ ہو کہ زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے
طلسم کشا اس طلسم کا پیدا ہوا ہے فکر حصول لوح طلسمی کر رہا ہے اس بار ان جادو کو قتل کر چکا ہے حکیم
ساالوس برادر حکیم جالوس ہمارے وزیر خوش تدبیر کو رہا کر چکا ہے حالانکہ فی الحال ہمارے
دستور معظم حکیم جالوس نے بخیال دور اندیشی ہماری خیرخواہی میں اپنے برادر مذکور کو مع اُسکے
رفقا کے باین اندیشہ قتل کر ڈالا ہے کہ مبادا وہ طلسم کشا کو نشان لوح طلسم زلزلہ کا بتلائے اور طلسم کشا
لوح طلسمی کو حاصل کرکے اس ہمارے طلسم کو فتح کرے ہم اپنے وزیر کی اس خیرخواہی سے بہت خوش
ہوئے اور جو کوئی تم سب میں بادولت کا خیرخواہ ہوگا اور خیرخواہی کرے گا اُس سے بھی بادولت
خوش ہو کر خلعت و انعام دیں گے یا ہماری جانب سے ہمارا وزیر اُس کو انعام کثیر دے گا مرتبہ و
رتبہ اُس کا زیادہ کرے گا کل ہمنے کاہنوں نجومیوں رمالوں کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا تھا
کہ اپنے علوم کے قواعد سے حکم لگاؤ کہ فی زمانہ دن ہمارے کیسے ہیں اُن سب نے بعد فکر و غور لینے
اپنے علم کے ذریعے سے باتفاق رائے یہی عرض کیا کہ تین ماہ سخت ہیں از انجملہ چالیس روز نہایت
ہی سخت و گران ہیں خوف جان و مال ملک ہے یہ عرض کرکے انھوں نے اپنی رائے یہ ظاہر کی تھی
کہ شہنشاہ کو ایسے زمانہ و ایام سخت میں لازم و مناسب ہے کہ طلسم باطن میں تشریف رکھیں پس
بادولت واسطے انتظام و احکام و حکومت و تدابیر کے اپنے وزیر حکیم جالوس کو کہ ہمارا نہایت
خیرخواہ و خوش تدبیر و عاقل ہے اپنا جانشین کرگئے ہیں تین مہینے تک یہ ہمارا جانشین رہے گا
بعد گذرنے زمانہ سخت مذکور کے پھر ہم طلسم باطن سے آکر اس تخت حکومت پر جلوس کریں گے
بالفعل بضرورت حفاظت جان طلسم باطن میں قیام پذیر ہوں گے مگر تم سب کے امور اور خیرخواہی
سے ہمکو اطلاع ہوتی رہے گی ہم تمہاری کارگذاری و خیرخواہی سے خوش ہو کر حکم خلعت و انعام
دینے کا کرتے رہیں گے پس تم سب کو واجب و لازم ہے کہ تین مہینے تک جس طرح تم ہمکو اپنا شہنشاہ
اور حاکم سمجھتے تھے اور سمجھتے ہو اسی طرح ہمارے اس وزیر حکیم جالوس کو بھی اپنا حاکم سمجھنا
جو کچھ یہ حکم کرے اُس کو بجا لانا خلاف اس کے حکم کے عمل نکرنا سرکشی و نافرمانی ہرگز ہرگز نکرنا ورنہ
تمہارے حق میں اچھا نہوگا باعث ہمارے قہر و غضب کا ہوگا یہ کہکر ایک تاج جواہر نگار اپنے ہاتھ سے
حکیم جالوس کے سر پر رکھکر اپنے تخت حکومت پر اُس کو بٹھا کر جملہ حاضرین دربار کو حکم دیا کہ ہمارے
روبرو اس کو اپنا حاکم جان کر نذریں علی قدر مرتبہ دو اور اقرار اپنی اپنی زبان سے اس وزیر کی
اطاعت و فرمانبرداری کا کرو غرض بموجب اس حکم کرنے کے جملہ امرا و روسا اور تمامی حاضرین دربار
نے علی قدر مراتب حکیم جالوس کو باری باری باادب تمام نذریں دیں حکیم مذکور نے خوش ہو کر ہر ایک
کی نذر قبول کرکے اُس کی نذر پر ہاتھ رکھا جب سب حاضرین دربار نذریں دے چکے ہر ایک نے
دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہمارے اور اے شہنشاہ ہمارے آپکے حکم سے ہم حکیم
جالوس کو اپنا حاکم و مالک جان کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری بدل کریں گے خلاف ان کے حکم
کے کوئی کام نکریں گے ہرگز ان کے فرمان سے سرکشی نکریں گے ان کو بھی لازم ہے کہ ہمکو اپنا اور
شہنشاہ کا خیرخواہ و فرمانبردار جان کر بہ نیکی پیش آئیں تعدی و ظلم خلاف عدالت نکریں شہنشاہ
سلامت رہیں کہ ہم سرفروش و جان نثار جب تک زندہ ہیں کیا مجال طلسم کشا و دیگر دشمنان شہنشاہ
کی کہ اس طلسم میں قدم رکھ سکیں فتح کرنا در بندوں کا تو امر محال ہے جو دو سرمست جادو بادشاہ

طلسم زلزلہ نے ہر ایک حاضرین دربار سے حکیم جالوس کو نذرین دلوا کر تقریر حسب دلخواہ اپنے
ہر ایک کی سنکے خوش ہوکے ہر ایک کو علی قدر رتبہ و مرتبہ خلعت اور ہار دینے کے ارادے
سے کشتیان ہزار در ہزار خلعت کی طلب کین پھر علی قدر مرتبہ کسی کو خلعت فاخرہ دیا کسی ساحر کو
کشتی خلعت مع دیگر انعام کے عطا کی کسی ساحرہ کو زرین ہار دیا غرضکہ اسی طرح ہزار در ہزار خلعت
کی کشتیان علی قدر مراتب ساحران حاضرین دربار مذکور کو مع دیگر انعام و جاگیر کے دی گئین
ہر ایک ساحرہ و ساحر نے خلعت و ہار پہنکر خوش ہوکر بجائے خود اپنے شہنشاہ کی قدرشناسی کی
ستائش کی اس دربار مین سارق بن بقا اور سنگان بھی تھے انھون نے بھی تمام تقریر شہنشاہ ساحران
ہوو سرمست جادو کی سنی تھی اور نذرین حکیم جالوس کو برائے خوشی شاہ طلسم گذرانی تھین
ان کو بھی خلعت اور ہار ملے تھے سنگان تمام باتین سنکے اور رنگ دربار دیکھ کے بار بار چاہتا تھا
کہ کچھ تقریر کرے مگر سارق بن بقا کے بار بار منع کرنے سے مجبور ہوکر کچھ نہ کہتا تھا چپکا بیٹھا
ہوا دیکھتا تھا اور جو کوئی کچھ تقریر کرتا تھا اسے سنتا تھا دل مین اپنے کہتا تھا کہ سارق بن بقا
کے اس طلسم مین قدم آتے ہی بھلا اب یہ طلسم آباد رہ بھی سکتا ہی یہ تو بوم کی خاصیت رکھتے
ہین جدھر جدھر ان کا گذر ہوتا ہی وہ ملک و شہر ویران و تباہ ہو جاتا ہی یہ طلسم بھی دست صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سے ان کی نحوست قدم سے تباہ و برباد ہو جائیگا لاکھ ہوو سرمست
جادو شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین جا کر اپنی جان کی حفاظت کرے گا لیکن کچھ فائدہ ہوگا ضرور
دست طلسم کشا سے قتل ہوگا یا مسلمان ہوگا یہ طلسم ضرور فتح ہوگا دوست صاحبقران کے ضرور
پیدا ہو جائینگے یہ اہل دیار جو دشمنی صاحبقران پر آمادہ ہین یہی اکثر ان کے دوست
ہو جائینگے گھر ہی سے آگ لگ جائیگی اس بندوبست و انتظام و حفاظت سے کچھ بھی نفع ہوگا
افسوس ہزار افسوس کہ ہم لوگ اور سارق بن بقا کو بعد چندے کے یہان بھی امان نہ ملے گی شیر بیشۂ
شجاعت یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا یہان بھی گذر ہوگا یا تو ان کے ہاتھ سے قتل
ہونا نصیب ہوگا یا یہان سے اور کسی طرف بھاگتا ہوگا آرام و راحت سے یہان بھی بیٹھنا نہ ملے گا
دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہی سنگان تو اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا مگر ساحران نامی و
نامور خلعت فاخرہ پہنے اور زرین ہار گلون مین ڈالے ہوے بیٹھے تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران یعنی
ہوو سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے کل سب ساحرون اور ساحرہ حاضرین دربار سے بتاکید
اکید کہا کہ خبردار خلاف ہمارے حکم کے عمل نکرنا جو کچھ ابدولت نے تمسے نسبت اطاعت و فرمانبرداری
حکیم جالوس کے اور خیرخواہی کے کہا ہی اس کے برعکس عمل نکرنا سب نے عرض کیا کہ اے خداوند
ہم نمکخوارون سے اطمینان رکھیے سوائے خیرخواہی ہوا خواہی نکرینگے اور خلاف حکم حکیم جالوس کے
قدم بھی واسطے کسی کام کے نہ اٹھائینگے شہنشاہ مذکور نے دوبارہ بھی سب سے عہد و اقرار لیکے بعد
سب کو رخصت کرکے خود بھی اسیوقت طلسم باطن مین جا کر مکین ہوا امور حکومت و سلطنت و انتظام
سب حکیم جالوس کے حوالے کیا وزیر مذکور تخت حکومت پر بیٹھکر کاروبار ملکی و مالی کرنے لگا ارکان
و رعایا سے خبرداری و ہوشیاری کی تاکید کرنے اور دیگر امور کے انصرام مین شب و روز مصروف
رہنے لگا حکیم جالوس تو تخت نشین ہوکر انتظام طلسم زلزلہ مین حسب دلخواہ سرگرم ہوا مگر اب حال
سعید سوداگر کا لکھا جاتا ہی کہ تاجر مذکور جو شہر [illegible] سے انجم حصار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ

دور و دراز بعجلت تمام انجم حصار مین پہونچا دیکھا کہ سرحد انجم حصار مین ایک لشکر بے شمار فروکش ہوا لوگون
سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی ساکنان انجم حصار نے جواب دیا کہ یہ لشکر ظفر اثر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ہی تاجر مذکور یہان فروخت اسباب و مال بحضرت لشکر مذکور چلا دو سپہر
سے صاحبقران کو معلوم ہوا کہ ایک تاجر شہر جالوسیہ سے ادھر آیا ہی بمجرد سنتے اس خبر کے صاحبقران
نے حکم دیا کہ اس سوداگر کو ہمارے روبرو لاؤ اس سے حال شہر جالوسیہ و حکیم سالوس کا معلوم ہوگا
ہرکارون نے تاجر مذکور سے جا کر کہا کہ چلو تمکو ہمارے مالک و آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے طلب کیا ہی اُس نے کنارہ لشکر خیام مین فروکش ہو کر چند کشتیون مین اسباب نفیس و نادر رکھا اور وہ کشتیان
اپنے غلامون کو دے کر اُن کو ہمراہ لے کر خدمت امیر باتوقیر مین آیا باادب سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کر کے باادب روبرو بیٹھا پھر وہ کشتیان پیشکش کین صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے اسباب جو ان کشتیون مین تھا پسند کر کے فرمایا کہ یہ سب اسباب ہمکو پسند آیا
فرد قیمت اس اسباب کی پیش کرو اُس نے فرد قیمت پیش کی صاحبقران نے موافق فرد قیمت کے زر نقد
اُسے دلوا دیا بعد ازان اُس سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی وطن تمھارا کہان ہی یہان کس شہر سے
تمھارا آنا ہوا ہمنے سُنا ہی کہ تم شہر جالوسیہ سے اس طرف آئے ہو اگر کچھ حال حکیم سالوس حاکم جالوسیہ
کا تمکو معلوم ہو تو بیان کرو ہمسے حکیم سالوس نے بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا زمانہ زیادہ گذرا ابھی تک
وہ بیان نہین آئے ہم اُن کے منتظر ہین تاجر مذکور نے نام شہر جالوسیہ کے سُنکر آہ سرد دل پر درد سے
کی بعد اشکبار ہو کے عرض کیا کہ یہ کمترین جالوسیہ سے سفر کیا ہی نام اس خاکسار کا سعید ہی
سب سعید سوداگر کہتے ہین وطن اس کمترین کا روم ہی اپنے وطن سے مال و اسباب کثیر انواع و
اقسام کے لیکر مع کئی سو غلامون اور کنیزون کے ہمراہ قافلے کے شہر جالوسیہ مین آیا تھا چند ہی روز
شہر جالوسیہ مین گذرے تھے اور کچھ اسباب تجارتی میرا اور میرے قافلے والون تاجرون کا فروخت
ہوا تھا کہ شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ و حاکم اس شہر کا جو قید ہو گیا تھا وہ مع اپنے چند رفقا
کے ادھر آتا ہی عامہ شہر اور رؤسائے شہر واسطے اُس کے استقبال کے گروہ گروہ چلے جاتے ہین یہ احقر
مذکور سنکے اپنے خیمے سے باہر آیا دیکھا کہ عامہ شہر بعد شوکت و شان برائے استقبال چلے ہین بعد تھوڑی
دیر کے پھر شور و غل ہوا مین نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ جو عامہ شہر واسطے
استقبال کے گئے تھے وہ سب استقبال کر کے اپنے بادشاہ کو شہر مین لائے ہین اُس کے آنے کی
خوشی بے حد ہی مردان شہر شادان ہین یہ سنکے پھر مین اپنے خیمے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک مرد نیک و
جلیل القدر کو رؤسائے شہر بعد عزت و حرمت لائے ہین زر و جواہر اُس مرد جلیل الشان پر نثار
کرتے ہوئے آتے ہین مین نے پوچھا کہ یہ مرد نیک جو کوئی ہین ان کا نام نامی کیا ہی اہل شہر نے
بیان کیا کہ اس مرد عالی مرتبہ کا نام نامی حکیم سالوس ہی یہی ہمارا بادشاہ ہی تھوڑے زمانے سے یہ
حاکم ہمارا اس شہر سے کہین قید کر دیا گیا تھا اُس کے برادر حقیقی نے اس کو اسیر کر لیا تھا اب وہ کسی طور
سے رہا ہو کر یہان آیا ہی یہ کیا آیا ہی گویا اس شہر ویران مین بہار تازہ آگئی یہ سنکے مین تمام حال سنکے
خاموش رہا وہ مرد بزرگ داخل دار الامارت شاہی ہوا اُس کے آنے سے تمامی شہر مین خوشی و
مسرت سے چراغان ہوا شہر آئین بند ہوا تمامی شہر مین سامان خوشی و خرمی کے ہوئے ہر خاص
بادشاہ شہر کو ایک دو روز گذرے ہوئے گذرے تھے کہ وہی بھائی اُس کا جس نے اُسکو قید کیا

زندہ رہا کاش کہ میں مانند اہل قافلہ کے ہلاک ہو جاتا یہ کہکے بے اختیار رونے لگا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ حال قتل حکیم سالوس کا سنکے محزون ہوئے نہایت افسوس کیا بعدہٗ تاجر
مذکور سے فرمایا کہ اے مرد دیندار صبر کر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب صدمہ و رنج کرنے سے کیا فائدہ
ہوگا یہ فرما کے زر کثیر اپنے خزانہ عامرہ سے اُس کو دے کر ارشاد کیا کہ اے سعید سوداگر اب اس
زر کثیر سے تجارت کر خداوند عالم تیرے حال پر رحم فرمائے گا پھر اُسی قدر مال و متاع تیرے پاس ہو جائیگا
اُس تاجر نے زر کثیر عطیہ صاحبقران پر نظر کر کے جود و سخاوت و غربا پروری پر غور کر کے خوش ہوکے
عرض کیا کہ حضور نے تو اس فدوی کو اسقدر زر کثیر عطا فرمایا ہے کہ اگر تمامی مال و اسباب اپنا جو اپنے
وطن سے لے کر چلا تھا اگر وہ ضائع و برباد نہ ہوتا اور اُس کو بنفع کثیر فروخت کرتا تو بھی اسقدر زر کثیر
مجھکو دستیاب نہ ہوتا حضور نے میرے حال پر ایسا رحم کیا کہ کوئی شاہ و شہریار بھی ایسا رحم کر کے اسقدر
زر کثیر اپنے خزانے سے عطا نہ کرتا خداوند عالم آپکے مقاصد دینی و دنیوی بر لائے مجھکو مالا مال
کر دیا غم و رنج اسباب و مال ضائع شدہ کا میرے دل سے دور کر دیا یہ عرض کر کے تاجر مذکور صاحبقران
سے رخصت ہوکر وہ تمامی زر کثیر لیے کر دعائیں دیتا ہوا اپنے مکان کو روانہ ہوا بعد قطع راہ داخل وطن
ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حکیم سالوس وغیرہ کے قتل ہونے کا بہت صدمہ کیا اور
حکیم جالوس کے ظلم و جور پر نظر کر کے ارشاد کیا کہ عجب ظلم حکیم جالوس نابکار نے کیا ہے اس مرد
دیندار حکیم سالوس پر کیا افسوس ایسے مرد با خدا کو یوں قتل کیا کہ ہمیں سننے سے بے حد صدمہ ہوا
خیر انشاء اللہ تعالیٰ حکیم جالوس سے سمجھا جائے گا انتقام خون حکیم سالوس وغیرہ اُس سے لیا
جائے گا بحرین جادو و خواجہ جلیفور گردیا و دیگر سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے بڑی ہی
کوشش و ہمت و شجاعت سے سفر دور و دراز اختیار کر کے صعوبت راہ اٹھا کے ابرباران
جادو کو جا کر قتل کیا تھا حکیم سالوس وغیرہ کو زندان سے رہا کیا تھا اُس مرد دیندار نے لوح طلسم
زلزلہ کے مقام کے بتلانے کا اقرار کیا تھا بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا افسوس ہزار افسوس حکیم
جالوس نابکار و ظالم نے اُس کو مع اُس کے رفقا کے قتل کر ڈالا سر اُن دینداروں کے اُس نے
کچھ رحم نہ کیا بھائی نے اپنے بھائی حقیقی پر ظلم روا رکھا ہم سب کو امید و خوشی اس امر کی تھی کہ حکیم
سالوس حسب اقرار بیان آئین گے جس جگہ شاہ طلسم زلزلہ نے لوح طلسمی رکھی ہے وہ ہمکو بتلائے گا
صورت حصول لوح مذکور سے آگاہ کریں گے در باب فتح طلسم زلزلہ ہم کو کوشش و شرکت کریں گے
وہ قتل ہوگئے اب حال لوح طلسم زلزلہ کا کس سے دریافت ہوگا کیونکر لوح مذکور دستیاب ہوگی
جب لوح طلسم ہی نہ ملے گی تو در بند طلسم و دیگر مقامات طلسم زلزلہ کیونکر فتح ہونگے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم مسبب الاسباب ہے کوئی ایسا سبب اور پیدا
کرے گا کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو جائے گا وہ پروردگار عالم و عالمیان ایسی کوئی صورت
پیدا کرے گا کہ لوح طلسمی دستیاب ہو جائے گی بعدہٗ اُس کی مدد و اعانت فضل و کرم سے ہم
طلسم زلزلہ کو فتح کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر طلسم زلزلہ فتح کیے راحت و آرام سے نہ بیٹھیں گے
نہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوں گے کیونکہ اولین ارادہ شاہ و لشکر اہل اسلام کی فتح مقصود
ہے دوسرے سارق بن یعقاب بے دین و گمراہ کنندہ کو قتل کرنا یا اُس کو مسلمان کرنا منظور ہے
وہ نابکار مع سرکشان کے طلسم زلزلہ میں ہے وقتیکہ ہم داخل طلسم زلزلہ ہونگے وہ طلسم زلزلہ کو

تسخیر کرنے سے سامری ناہنجار ہاتھ ڈالے گا بحرین جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا درست و بجا ہے
آپ کی ہمت و شجاعت میں شک نہیں ہے اور خدا بھی ضرور مسبب الاسباب ہے مگر فی زمانہ اب کوئی
ایسا شخص نہیں ہے کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو میں نے جو کچھ سُنا تھا اور جو کچھ مجھے معلوم
تھا وہ میں نے عرض کیا تا فی الحال کوئی تدبیر حصول لوح طلسمی کی ذہن میں نہیں آتی کس سے
پوچھیں کہ لوح طلسم زلزلہ بانیان طلسم نے کہاں رکھی ہے کس ساحر کے قبضے میں ہے وہ ساحر کہاں
ہے دریا میں ہے یا دشت میں ہے یا زیر زمین ہے غرضکہ اب لوح طلسمی کا حال معلوم ہونا دشوار ہے بلکہ ناممکن
ہے کیونکہ میرے نزدیک کوئی اب ایسا نہیں ہے کہ حال لوح طلسمی سے آگاہ ہو اور ازراہ دوستی نشان
لوح سے آگاہ کرے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو مجھکو
ذات خدا سے امید قوی ہے کہ جاری اعانت ضرور کرے گا کیونکہ اللہ حاجت روائے بندگان ہے
ہم بھی اُس کے ایک بندہ ہادی اور خواہان ترقی دین اسلام ہیں رہبر و منزل کار خیر ہیں
بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہیں بیشک خالق ارض و آسمان حاجت روائے
بندگان ہے

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کا برائے فکر لوح طلسم زلزلہ مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا مخمس

دیکھ غافل یہی گلشن پر سدا جن کی نظر
دھوپ میں کٹنے سے رہتا تھا جنہیں خوف خطر
قصر کی زینت میں جو مصروف تھے شام و سحر
اُن کو دیکھا خاک میں تھے ہوئے ادھ بے خبر
جو مکدر ہوئے جب پڑی اُن پر غبار

مٹ گیا اک آن میں ایسا سکندر کا حشم
مل گیا مٹی میں وہ سلطان سکندر کا حشم
کچھ بھی باقی نہیں گویا سکندر کا حشم
یاد تو ہو گئے جو تھے سکندر کا حشم
گوشہ تربت میں اب حیران ہے اسفندیار

آگئے کو وقت کا ان سا رہا ہے
اس سرا میں کب تلک تو زنگ دکانا ہے
ہو وہ یکسان فرش گل کا ہو کہ فرش خاک ہو
حسرت قصر و باغ و مرتع پیا رہے
کنج تربت میں بسر کرنا ہوا تا روز شمار

پاس تربت کے کوئی روتے ہوئے آئے تو
جان تو ہے سر یخ میں کہ بے ٹھوکر ایک ہو
آنسوؤں سے منہ کوئی دھوتے ہوئے آئے تو
بعد تیرے کوئی روئے یا نہ روئے ایک ہے
تیغ کی ٹھوکر زمانہ ہو یا ترا سوگوار

خاک کے بستر پہ سونا ہے نہیں اس کی خبر
روشنی جیسی نہیں ہوگا ہوا کا بھی گذر
وہ مکان ہے کہ جس میں نہیں دیا اور در
راحت دنیا پہ کیوں مغرور ہے یہ دھیان کر
جیسنا ہے ایک دن تکلیف وقت احتضار

حلق تھی جن کے نظارے کے لیے ٹوٹی ہوئی
سیکڑوں اب کہ جن کی بستیاں لٹی ہوئی
جو بنا تھے لاکھوں حسینوں پھوٹی ہوئی
دو شہر تربتی تھی جن کا کبھی لٹی ہوئی
ہو گل عبرت کا ان کے جسم پر ہیں بار

قیصر و فغفور و دارا سب جو لیتے تھے خراج
پر تکلف فرق پر رکھتا تھا ہر دم جو کہ تاج
خلق میں کشور ستانی کا رہا جن سے رواج
گر نظر ان پر کرو دیکھو خاک کے نیچے ہیں آج
جن کو تھا فخر تک سے رہنا بہت تھا ناگوار

جس بدن کا اہتمام تھا ہمیشہ بس وہ ہی ایسا مکان
جا بسر ہی پر ہے عطر و بیج اور بد گمان
تا قیامت تو نہیں دیکھے گا شکل آسمان
جو بلوائے ہیں کیڑے وہ نہیں ہونگے جدا
بار کرے گا پھر کفن ہو جائے گا جسم تار تار

ہیں بہشت گلکاریاں یہ سب در و دیوار میں
خشک ہو جائے گی پتی ہر طرف اشجار میں
زرد ہو جائے گا سبزی ہے جو گلزار میں
چار دن کے بعد آئے گی خزاں گلزار میں
ہے عبث مسرور وقت آمد فصل بہار

چونکہ بے ہستی ہو اک دم کو غفلت نہیں تجھ کو خبر
قصد توبہ کا نہیں کرتا خدا کا خوف کر
رو چکا ایک عمر اب کر جلد سامان سفر
جانتا ہی ہے کہ کس طرح گذرے ہیں ہر برس کس قدر
نشہ میں رہتا ہی کبھی اتا نہیں اب تک خمار

اکثر جہان فانی نہیں ہے کیا تجھے اس کی تمیز
آج تو خدمت کو ہیں موجود حشم اور کنیز
یہ بڑا جاہ و حشم فانی بھلا ہے کوئی چیز
کل رہا تیرے گئے تابوت میں لکڑی عزیز
فائدہ کیا ہے اگر تخت رواں پر ہو سوار

بعد مرنے کے حکومت ہے نہ ہی مال و زر
یہ زمانہ ایک دم رہتا نہیں اک حال پر
ابتدا سے ہے یہی انداز چرخ فتنہ گر
آج زندہ ہے تو ہے فرمان روا وے بے خبر
کل ترے احوال پر ہے دوسرا کوئی اشکبار

ہو تصور کر تو اس کے سوا سمجھا ہے جو
جھوٹ کتنا ہے کہ سچ ہے غور سے دیکھو تو تو
چاہیے ہے اس نصیحت سے کبھی غافل نہ ہو
ہے یہی قول حدیث اک جو ہے یہ اکبر کو
یاد رکھنا ہے یہی ایک سلاک ام کار

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو تبارک کی عبارت یوں بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سعید تاجر سے حال قتل حکیم سالوس مفصل معلوم ہوگیا بعد رنج و افسوس و صدمے اس کے دوسرے روز سر دربار جملہ سرداران سپاہ میں ارشاد کیا کہ حکیم سالوس تو قتل ہوگئے ہم ان کے آنے کے منتظر تھے خیال تھا کہ وہ یہاں آکر ہم کو نشان لوح طلسم زر نگار سے آگاہ کریں گے ہم موافق ان کی رائے کے فکر حصول لوح طلسمی کریں گے اب ان کے کہنے سے تو نا امید ہوئے کیونکہ وہ اپنے بھائی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوگئے انتظار ان کا کرنا عبث ہے کہ وہ زندہ ہی نہیں سب دنیا سے سوئے جنان کے چلے قید زندان سے رہا ہوئے تھے اب قید ہستی سے چھوٹ گئے ساتھ ہی ان کے ان کے رفقا بھی دنیا سے سوئے جنت گئے ہم اب تک ان کے یہاں آنے کے منتظر تھے اب ہمات خاص ہم خود واسطے حصول لوح طلسمی کے واسطے جائیں گے خداوند عالم معین و مددگار ہے وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب حصول لوح مذکور کا پیدا کرے گا کسی نہ کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم ہی ہو جائے گا پھر صورت حصول لوح بھی پیدا ہوگی لہذا کل ہنگام سحر ہم یہاں سے توکلت علی اللہ ایک سمت روانہ ہوں گے جس جگہ سے نشان لوح طلسمی ملے اسی صحرا میں وارد ہوں گے

یہاں

مشتاق و رو توانا ہو حاجت ہماری کبھی بر لائے گا آپ سب صاحبون کو لازم و مناسب ہی کہ جب تک ہم
یہان آگئے ہین یا جب تک ہم آپ سب صاحبون کو مع تابعی ہر دو ان لشکر طلب کرین اسی جگہ قیام پذیر
رہین ہمارے واسطے دست بدعا رہین بعد ہر نماز کے یہی دعا کرین کہ خداوند عالم یہ دو مراد ہمکو عطا کرے
یکتان لوح طلسم زلزلہ کا کسی سے معلوم ہو پھر لوح طلسمی کی دستیاب ہو بعد وہ طلسم زلزلہ فتح ہو
بایبق بن بقا یا تو مسلمان ہو یا قتل ہو یا دشاہ و لشکر اہل اسلام سے ملاقات ہو پھر وہ اس لشکر مین
ہمارے ساتھ آئین اس دعا کرنے سے عجب نہین کہ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے آرزو ہے مذکور
ہماری بر لائے ایک سال یا چھ مہینے تک ہمارا انتظار کیجیے گا اگر ہم اس مدت مین مع الخیر آئے تو خیر ورنہ
تو آپ سب صاحب سمجھ جائیے گا کہ سلطان کیوان شکوہ نے انتقال کیا اسوقت زیادہ صدمہ و
ملال نکر کے ہمکو ثواب سورۂ فاتحہ پہونچائیے گا روح کو ہماری خوش کرتے رہیے گا فاتحہ خوانی سے
غافل نہ رہیے گا اور یاد کرتے رہیے گا بھول نہ جائیے گا ہمارے انتقال اور مر جانے کے بعد آپ لوگون
کو مختار ہے کہ جہان دل چاہے وہان چلے جائیے گا جس کا جس جگہ دل چاہے وہان چلا جائے لشکر مین
رہنا ہے مناسب ہے نہ ہے کیونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے نہین معلوم یہان سے کہان جانا ہو مگر
یہی [illegible] سے رہین [illegible] ہو کر مر جائین یا کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جائین کیونکہ [illegible]
طلسم زلزلہ اور اس کا وزیر نابکار [illegible] ہمارے دشمن جان ہین ہمکو فکر حصول لوح و طلسم کشائی
ہے ان کو ہمارے ہلاک کرنے کی [illegible] فکر ہو گی ہزارون تدبیرین ایسی وہ کرین گے کہ جس سے ہم
[illegible] قتل ہو جائین اگر خداوند عالم دشمنون کے شر و فساد سے بچائے گا تو زندہ رہین گے ورنہ
دست دشمنان سے جانبر ہونا بظاہر مشکل ہے شاہان ہفت ملک و کوکب انجم حصاری و سرداران
لشکر نے متفق اللفظ ہو کر عرض کیا کہ خداوند کریم وہ دن نہ دکھلائے کہ آپ کا انتقال ہوا اور ہم سب زندہ
رہین آپکے دشمنون کے انتقال کی خبر سنین اگر آپ کا ارادہ جستجوے لوح طلسمی کے لیے جانے کا ہے
تو ہمکو بھی ہمراہ لیجیے تنہا نہ جائیے دشمنون سے دشمنی کا اندیشہ قوی ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ وہ سب صاحب
عداوت و عناد پیش آئین گے صاحبقران [illegible] نے جواب دیا کہ آپ سب صاحبون کے ہمراہ
چلنے کی ضرورت نہین ہے یہ مقدمہ طلسم ہے طلسم کشا کو چاہیے ہے کہ تنہا امور طلسم کشائی سرانجام دے
سوا اس کے نہین معلوم جستجوے لوح طلسمی مین ہم کہان کہان جائین کس کس دامن دشت و کوہ و
دریا مین اپنا گذر ہو کہان کہان جانا ہو آپ سب صاحبین ہمارے ساتھ کہان کہان جائین گے
اگر یہ کہیے کہ ہم برائے حفاظت ہمراہ چلین گے تو جواب اسکا یہ ہے کہ آپ صاحبون کی حفاظت سے
بہتر حفاظت و نگہبانی خدا ہی کی ہے وہ مالک و نگہبان ہے اسی کی حفاظت کافی و وافی ہے پس ایسی
صورت مین کیون آپ سب صاحب تکلیف و زحمت گوارا کرین ہان وقت ضرورت آپ صاحبون کو
اپنے پاس طلب کرین گے بالفعل ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہے مگر [illegible] خواجہ [illegible] کر دیا
نے عرض کیا کہ ہم ہمراہ آپ کو تنہا نہ جانے دین گے خود بھی ہمراہ رکاب چلین گے صاحبقران نے
جواب دیا کہ تمھارے بھی چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہے ہمارا تنہا ہی جانا خوب ہے ہماری تنہائی کے
خیال سے کیون تکلیف سفر [illegible] اختیار کرو [illegible] خواجہ سوسو فتنہ نے دست بستہ
عرض کیا کہ اگر حضور اپنے ہمراہ ہمکو نہ لین گے تو باعث ہماری ہلاکت کا ہو گا ہم اپنے تئین اس
بعد صورت مین ہلاک کرین گے صاحبقران [illegible] اس تقریر سے مجبور ہو کے کہا اچھا خواجہ

تم ہمارے ساتھ چلنا مگر اے بحرین جادو تم جو اپنے ساتھ ساتھ تو نہ چلنا ہے دور دور رہنا وقت
ضرورت اپنے تئیں ہم تک پہونچانا اُس نے عرض کیا کہ بہتر فدوی ایسا ہی کرے گا پھر ذاکر خاموش ہوے
بحرین جادو نے اسیوقت سے سامان ضروری کرنا شروع کیا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بعد ادائے فریضۂ سحری تسبیح اٹھا کر بوجھا استخارہ بایں نیت دیکھا کہ اے مسبب الاسباب
و اے برآرندہ حاجات اگر ہم براے جستجوے وحصول لوح طلسم زلزلہ کے یہاں سے جانب مغرب روانہ
ہوں تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا استخارہ منع آیا بعد اس کے جانب مشرق کی نیت سے دیکھا جب بھی
منع آیا اسی طرح جانب شمال جانے کو بھی استخارہ دیکھا اچھا نہ آیا جب بہ نیت جانب جنوب جانے پر دیکھا
گیا تو بہتر بلکہ واجب آیا صاحبقران نے سرداران سپاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمنے اپنے جانے کیلئے
استخارہ دیکھا تھا جانب جنوب جانے کو واجب آیا ہے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ موافق حکم خدا عمل
کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ دُر مراد آپ کے ہاتھ آئے گا یقین کامل ہے کہ نشان لوح طلسمی ملے گا بلکہ
لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی کیونکہ استخارہ بھی ایک وحی ربانی ہے صاحبقران کشورستان بہت
خوش ہوے پھر سب سے رخصت ہو کر مرکب کو طلب کیا خدام جلد تر اسپ صبا دم کو زین و لجام سے
آراستہ کر کے لائے صاحبقران موصوف بادپا پر سوار ہوے صد ہا سرداران لشکر نصرت نشان
ہفت ملک و کوکب انجم حصار کی ہمراہ رکاب ہوے صاحبقران نے اسوقت بھی ہمراہ چلنے سے
سب کو منع کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو ایک منزل تک تو ہمراہ چلنے کی اجازت دیجیے صاحبقران
نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری خوشی یہی ہے تو خیر چلو بیشک سب سرداران لشکر خوش ہو کر گھوڑوں پر سوار
ہوے سامان ضروری مثل خیام و بارگاہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا بحرین جادو مع اپنے لشکر ساحران
کے کہ ڈیڑھ ہزار تھے تخت سحر پر سوار ہو کر قبل روانہ ہونے صاحبقران کے ایک سمت روانہ
ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے سحر کی سواریوں پر مانند عقاب سحر و اژدر سحر و طاؤس سحر و شتر
سحر وغیرہ کے سوار ہو کر جھولیاں اپنی اسباب سحر سے بھرکے ترسول اور پھرسول ہاتھوں میں لیکر
عقب سواری بحرین جادو اس طرح روانہ ہوے کہ چند پارہ ابر سیاہ و سرخ میں غائب ہو کر ساتھ
ساتھ بحرین جادو کے جانب عالم و بادشاہ کے چلے اسوقت تمام اہل لشکر نے دیکھا کہ ان پارہاے
ابر سیاہ و سرخ سے دمبدم برق عیان ہوتی ہے صداے رعد آتی ہے کسی پارۂ ابر سے بارش
آب ہوتی ہے کسی پارۂ ابر سرخ سے گل سرخ و سفید برستے ہیں کسی پارۂ ابر سیاہ سے بارش مروارید
ہوتی ہے غرض جب بحرین جادو و دیگر ساحران اپنے سحر کے عجائب و غرائب دکھاتے ہوے
ایک سمت دور تر چلے گئے اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر
مرکب اپنا جانب جنوب بڑھایا خواجہ طیفور گرد پا بنائے عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہمراہ رکاب
صاحبقران کشورستان چلے شاطری مارتے ہوے بعد خوشی چلے اسوقت جملہ عیاران لشکر
اہل اسلام و تمامی سواران جامے نے بعد ادب سلام کرکے آواز بلند کہا شعر بخیر رفتنت بادا
بسلامت روی و باز آئی ۔ اکثر مردم نے کہا آمین آمین صاحبقران ذیشان اپنے لشکریان کو
دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھاتے ہوے چلے جاتے تھے عقب سواری ابھی با توقیر صد ہا سرداران
لشکر با ادب تمام خراماں خراماں آہستہ آہستہ اپنے گھوڑوں کو لیے جاتے تھے اکثر سرداران نامی
نامور ہیں ویسا صاحبقران بعد ادب روان تھے غرضکہ بایں جاہ و حشم و شوکت و شان عالی

صاحبقران عالی شان روانہ ہوئے بعد قطع راہ آبادی و بیابانہ و صحرا ملا صاحبقران کشورستان
سرداران لشکر سے یمین و یسار مخاطب ہو کر باتیں کرتے ہوئے سیر صحرائے سبزہ زار و گلہائے
رنگارنگ صحرا کرتے ہوئے چلے جاتے تھے صحرا میں جا بجا آہوان شوخ چشم نظر آتے تھے انکی جست و
خیز بھی ملاحظہ کرتے ہوئے سرداروں سے یہ ارشاد کرتے ہوئے کہ یہ آہوان شوخ چشم اس صحرا میں
نظر آتے ہیں ہر چند دل چاہتا ہے کہ ان کو شکار کریں مگر سنا ہے کہ ہنگام سفر شکار آہو کرنا اچھا نہیں ہوتا ہے
اسوجہ سے ان کو شکار کرنا مناسب نہیں جانتے ہیں ورنہ ان آہوان شوخ کو صید کرکے کباب ان کے
بعد میکشی کھاتے لطف بے حد حاصل ہوتا سرداران دست راستی و چپی عرض کرتے تھے کہ آپ
بجا فرماتے ہیں ہر چند کہ شکار کرنا غزالان دشت کا مرغوب طبع ہے اور کباب ان کے برائے گزک خوب
ہیں لیکن یہ وقت مناسب شکار نہیں ہے خداوند عالم آپ کو اس سفر جستجوئے لوح طلسم زلزلہ میں بعافیت
رکھے۔ حافظ حقیقی آپ کا نگہبان ہر حال میں ہر وقت و ہر دم رہے اور بعد حصول لوح طلسمی و فتح
طلسم زلزلہ بخیر و عافیت آپ کو لشکر ظفر اثر میں لائے غرضکہ ایسی ہی باتیں کرتے ہوئے اور حفاظت
لشکر کے باب میں سرداران لشکر سے تاکید کرتے ہوئے اور دیگر امور ضروری کے باب میں بھی
فرمائش کرتے ہوئے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار میں گذر ہوا کہ جو
نہایت پر بہار و فرحت افزا تھا اور نہریں دو تین دور دور اس صحرا میں جاری تھیں صاحبقران
نے اسی صحرا میں لب نہر پہنچ کر حکم کیا کہ اسی جگہ پر قیام ہو بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا کیے جائیں اب
آج یہاں سے آگے نہ جائیں گے کیونکہ وقت غروب آفتاب قریب ہے نماز عصر کا پڑھنا ضروری ہے بمجرد
اس حکم کے ملازم و خدام بارگاہ و خیام برپا کرنے لگے فراش درستی فرش میں مصروف ہوئے
صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے مرکبوں سے اتر کر آب نہر سے وضو کرکے بالائے فرش
اسی صحرا میں نماز عصر و ظہر پڑھی اتنی دیر میں آفتاب پوشیدہ ہوا اول وقت نماز مغرب کا آیا اسی
وضو سے صاحبقران وغیرہ نے نماز مغرب و عشا بھی پڑھی اتنی دیر میں ملازموں نے جلد جلد خیام
و بارگاہ ایستادہ و برپا کیں فراشوں نے فرش اور مسہری وغیرہ کی خیام و بارگاہ میں درستی کی
باورچیوں نے طعامہائے لذیذ و نفیس کی تیاری میں کوشش و عجلت کی جب صاحبقران کشورستان
اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر بارگاہ فلک جاہ میں تشریف لا کر دنگل پر بصد شوکت بیٹھے اور
تمامی سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب یمین و یسار صاحبقران دنگلوں پر بیٹھے پردے بارگاہ
کے اٹھا دیے گئے ملازموں نے بخوبی سامان روشنی کا کیا سیر صحرائے سبزہ زار اسی روشنی میں
سب کرنے لگے ہوائے سرد صحرا سے قلب کو فرحت ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے سرداران دست راست و دست چپ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ یہ شب بھی غنیمت ہے کہ
اس صحرائے سبزہ زار میں تمام سامان عیش و راحت مہیا و موجود ہیں ہم آپ سب صاحب
اس بارگاہ میں بیٹھے ہوئے زینت سیر صحرا کر رہے ہیں ہوائے سرد آ رہی ہے غنچہ دل شگفتہ ہو رہا ہے
کل ہم نہیں معلوم کس سرزمین پر ہونگے صرف خواجہ ہمارے ساتھ ہونگے آج کی شب کا جلسہ
کل ہم کو یاد آئے گا دل گھبرائے گا شغل ہمارے آپ سب بھی یہیں شب آئندہ یاد کریں گے
سبھوں نے عرض کیا کہ بیشک یہ شب بھی یادگار رہے گی کہ ایسے صحرائے سبزہ زار میں زیر بارگاہ براحت
و آرام آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ہوائے سرد صحرا کھا رہے ہیں دل کو فرحت حاصل ہو رہی ہے

کل ہم سب اپنے لشکر مین ہونگے آپ کی تصویر پیش نظر ہوگی اس صحرا کی ہواے سرد و سیر بحر ا
سبز و دریا و آسے کی خصوصاً آپ کا خیال ہم سب کو ہوگا اگر خلاف طبع نہو تو ہم سب آپ سے جدا نہون
ہر ایک منزل پر اسی طرح خدمت عالی مین حاضر رہین صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ہر چند کہ جدائی آپ
سب صاحبون کی دل کو ناگوار ہے اور سوہان روح ہے لیکن بمجبوری یہ مفارقت ہے کیونکہ جستجوے لوح طلسم زلزلہ
و طلسم کشائی مد نظر ہے طلسم کشا کو لازم و مناسب ہے کہ تنہا یا مع اپنے عیارون کے امور طلسم کشائی طے کرے
اپنے ہمراہ جمعیت کثیر نہ لیجائے انشاء اللہ بعد چند ماہ بشرط حیات مستعار لوح طلسم زلزلہ حاصل کرکے
طلسم زلزلہ کو بہدایت لوح طلسمی فتح کرکے سارتیق بن لقانا بکار و گمراہ کنندہ کو قتل کرکے بادشاہ
لشکر داراب بن داراے سیمین زرہ کو ڈھونڈھ کر ان کو ہمراہ لے کر مع تمامی مال و اسباب تحفہ
نایاب طلسمی و زر و جواہر طلسمی ہم پھر لشکر مین اپنے آئین گے آپ صاحبون سے ملین گے یہ تھوڑا
زمانہ مفارقت جلد بسر ہو جائے گا آپ صاحبون کا لشکر ہی مین رہنا مناسب ہے کیونکہ لشکری بغیر
آپ صاحبون کے بے دل و پریشان خاطر ہو کر متفرق ہو جائین گے سردارون نے عرض کیا کہ
ہم سب تابع حکم ہین جو آپ فرمائنگے وہی بجا لائین گے مگر آپ کی مفارقت مین پریشان خاطر رہین گے
جہانتک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا یا ہم سب کو اپنے پاس بلائیے گا صاحبقران نے ارشاد کیا
کہ انشاء اللہ یا تو ہمین بعد فتح طلسم زلزلہ اپنے لشکر مین جلد آئین گے یا بضرورت آپ سب صاحبونکو
مع تمامی لشکر طلب کرین گے جو مناسب ہوگا وہ کرین گے ابھی تو لوح طلسم زلزلہ کی جستجو ہے دیکھیے
اس کا نشان بھی کسی سے ملتا ہے یا نہین کیونکہ لوح طلسم مذکور مفقود الخبر ہے اب تک کچھ بھی حال
لوح سے آگاہی نہین ہے کہ وہ کس جگہ ہے اور کس کے قبضے مین ہے اگر خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال
کیا اور مقام لوح طلسمی سے آگاہی ہوئی تو پھر اس کا حاصل کرنا ہے یقین کامل ہے کہ بعد مشکل
دستیاب ہو غور کرنا چاہیے کہ لوح طلسمی کا حاصل کرنا کچھ آسان نہین ہے خدا ہی چاہے گا اور وہی
اس کار خیر مین ہمارا معین و مددگار رہوگا تو لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی ورنہ اس کا ہاتھ آنا
دشوار ہے کیونکہ بانیان طلسم نے جاے حفاظت مین لوح طلسمی کو رکھا ہوگا بڑا بند و بست کیا ہوگا
اور فی الحال تو حاکم طلسم زلزلہ و حکیم جالوس نے زیادہ تر حفاظت و نگہبانی لوح کی کی ہوگی کیونکہ
ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کا قریب آگیا ہے طلسم کشاے طلسم زلزلہ ظاہر
ہوا ہے اسے جستجوے لوح طلسمی ہے لیکن حفاظت و نگہبانی لوح طلسمی سے کیا ہوگا جب زمانہ طلسم مذکور
کے فتح ہونے کا عنقریب ہے تو کسی نہ کسی صورت سے لوح بھی ہاتھ آجائے گی کوئی نہ کوئی سبب
ایسا پیدا ہوگا کہ لوح طلسم زلزلہ باوجود حفاظت و نگہبانی بہین دستیاب ہو جائیگی ہنوز صاحبقران
یہ تقریر کر رہے تھے کہ طعامہاے رنگارنگ و انواع و اقسام تیار ہو گیا مقام مقررہ خورش مین کہ ایک
خیمہ وسیع تھا ملازمون نے حسب قاعدہ ظروف مین طعام نکال کر اسی خیمہ کلان مین رکھا پھر عرض کی
کہ طعام تیار ہے تناول فرمائیے صاحبقران و جملہ سردارون نے جا کر اسی خیمے مین غذاے لذیذ
تناول کی بعد اکل و شرب پانی سے ہاتھ دھو کر رومالون سے ہاتھ پاک کرکے پھر اسی بارگاہ مین
آکر اسی طور سے بیٹھے اسوقت صاحبقران کشورستان کے حکم سے چند ساقیان خوب رو
گلشیان شراب کی یعنی اسی عرق مقوی اعضا و خوشبو کی مع شیشہ و ساغر لیکر آگے صاحبقران
و جملہ سرداران لشکر کو جامہاے بلورین مین بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک بعد خوشی و رغبت وہ

عرق مانند بادہ ناب کے پینے لگا جب سب اہل بارگاہ محو مذکور بیٹھے اور دماغ اس محفل مندرجہ سے گرم ہوا شاہان ہفت ملک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اس شب ماہ اور ایسے صحرائے سبزہ زار فرحت آثار میں دل چاہتا ہے کہ بحالت نشہ وسرور رقص نازنینان خوب رو دیکھیں گانا سنیں لطف نئے صدا اٹھائیں آپ کی ہمراہی میں اسوقت جلسہ عشرت ہو پھر نہیں معلوم کتنی مدت کے بعد آپ کا لشکر میں آنا ہو یہ شب بقول حضور کے غنیمت ہے جیسا کہ شاعر نے بھی کہا ہے شعر

غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کیا جائے اگر آپ حضرات کے ساتھ ہمارے لشکر سے کچھ ارباب نشاط آئے ہوں تو انکو طلب کیا جائے خواجہ طیفور رگر دیلم نے عرض کیا کہ اس فرمانبردار کو خوب معلوم ہے کہ چند نازنینان خوب رو وخوش گو مع اپنے سازندوں کے محض اسی خیال سے کہ شاید حضور کو باسرداران لشکر کو ناچ گانا دیکھنا سننا منظور ہو تو جستجو ارباب نشاط کی نہ کیجائے ہمراہ آئی ہیں امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ ان ارباب نشاط ایک نازنین خوش آواز کو بلاؤ حسب الحکم خواجہ نے جاکر ایک نازنین سے کہ خوش رو وخوش گو تھی حکم امیر باتوقیر ظاہر کیا وہ اسیوقت مع اپنے سازندوں کے پشواز زرین ونفیس ورنگین زیب تن کرکے زیور طلا ونقرہ جواہر نگار وغیرہ سے آراستہ ہوکے حسب دلخواہ اپنی آرائش کرکے حاضر خدمت جملہ اہل بارگاہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو باادب سلام کیا سازندوں نے اپنے اپنے ساز کو درست کیا نازنین مذکور آمادہ رقص ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ خوبرو گت ناچنے لگی شاہان ہفت ملک وتمامی اہل بارگاہ وصاحبقران عالیجاہ ناچ اس مطربہ کا دیکھنے لگے شادمان ہونے لگے جب وہ گت ناچ چکی یہ غزل گانے لگی غزل

نہ پوچھو تم دل اندوہگین سے
لہو دیتا ہے قاتل آستین سے
ترپنا دیکھ کر بسمل کا ظالم
نہ چھپنے کا ستمگاری ستین سے
ٹپکتے ہیں یہ ہم دل جلوں کا
جو ہوت اور دی تو لے میں ست

ادا از ما جدا حسن لوہین سے
کمان بھکو ہوا ہے چین جبین سے
نہ سنبھلی تیغ دست نازنین سے
جگر شانے ہوئے ہیں وہ ہاں
نکل کر جا بجا شعلے زمین سے
بنا وہ تیر ہے آواز دل کو

قیامت کرکے آیا ہے کمین سے
کشیدہ ہیں وہ شاید مجھ حزین سے
قیامت ہے ہمارے خون کا داغ
وہ آنسو پونچھتے ہیں آستین سے
پھنسا گر زلف میں کیا ہر کلکے دل
ڈھلا آنسو جو چشم سرمگین سے

اہل بزم سننے اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ بالا کی بجائے تو تعریف وثنا کرنے لگے اس نازنین خوش آواز کی بھی خوش آوازی ورقص کی تعریف کرنے لگے بعد رقص ونغمہ کہنے اس مطربہ کے دیگر نازنینان خوش گو بھی یکے بعد دیگرے حاضر بزم ہوکر ناچنے اور گانے لگیں اہل بزم ان کے رقص ونغمے سے خوش ہونے لگے جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی حکم امیر باتوقیر سے نازنین مطربہ نے ابنا رقص ونغمہ موقوف کیا پھر مع اپنے سازندوں کے انعام گرانبہا پاکر اپنے خیمے میں گئی اور صاحبقران اپنی بارگاہ میں اور جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے خیمہ وبارگاہ میں جاکر فرش خواب پر آرام پذیر ہوئے جب صبح ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وجملہ سرداران لشکر وغیرہ اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہوکے بعد وضو بموجب قلب نماز صبح پڑھی پھر اوراد وظائف سے فارغ ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے ہر ایک نے اپنے مقاصد دینی ودنیوی کے واسطے دعا کی خصوصا ہر ایک نے واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ وفتح طلسم مذکور کے دعا کی

صاحبقران کشورستان نے بھی بنفس نفیس برجوع قلب حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم زلزلہ
کے لیے خدا سے دعا کی بعد دعا مین کرنے کے سب نے سجدۂ شکر کرکے ادا ے فریضۂ سحری سے فراغت
کی اسوقت حسب الحکم صاحبقران ملازمان خدمت گذار و خیر خواہ نے دسترخوان وسیع بچھایا ظروف
مین انواع واقسام کا طعام نکال کر رکھا صاحبقران وتمامی سرداران سپاہ نے ہمراہ امیر کشورگیر کے
طعام تناول کیا بعد اکل وشرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جملہ سرداران سپاہ ہمراہی سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب ہم اس مقام سے آگے روانہ ہوتے ہین آپ صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اب
مناسب ہے کہ آپ سب صاحب یہان سے سوے لشکر جائین ہمارے واسطے دست بدعا رہین یہ سنکے
ہر ایک سردار جدائی صاحبقران موصوف سے محزون وآبدیدہ ہوا پھر حسب الحکم امیر بانوقیر سب نے
ملازمون کو حکم دیا کہ بارگاہ وخیام یہان سے اٹھا کر اونٹون پر لادو یہان سے سوے لشکر اہل اسلام
چلو ملازمان مذکور کاربند ہوے صاحبقران کشورستان سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار
ہوے جملہ سرداروں سے مکرر مل کر رخصت ہوکر صرف خواجہ طیفور کو ہمراہ لیکر بھروسہ
خداوند عالم کی اعانت وحاجت روائی پر کرکے آگے روانہ ہوے بعد جانے صاحبقران کے جملہ سرداران
لشکر محزون ومضطر وگریان اس صحرا سے سبزہ زار سے اپنے لشکر مین آئے سعید سوداگر باقی ماندہ مال و
اسباب اپنا لے کر خدمت سرداران لشکر اہل اسلام مین آیا حال اپنی تباہی وبربادی کا تمام وکمال روکر
بیان کیا سرداران سپاہ نے اس کے حال پر رحم کرکے تمام مال واسباب اس کا بے ضرورت خرید کرکے
قیمت مال واسباب سے سوا زر کثیر اپنی طرف سے قربۃً الی اللہ اس کو عطا کیا تاجر مذکور لاکھون روپیہ
لے کر دعا دیتا صاحبقران وسرداران لشکر صاحبقران کی تعریف وثنا کرتا ہوا لشکر اسلام سے
اپنے وطن مالوف کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین جابجا یہ خیال کرتا تھا کہ جس قدر میرے اسباب ومال
کی آتش سحر ملکہ جالوس سے تباہی وبربادی ہوئی اس مال واسباب کی قیمت دگنے سے بھی زیادہ
صاحبقران اور ان کے سرداران لشکر نے مجھکو میرے حال پر رحم کرکے روپیہ دیدیا اب مجھے رنج وغم
تلف وضائع وبرباد ہونے اپنے مال واسباب کا نہین رہا خداوند عالم ایسے صاحبان عالیشان غریب پرور
حق پرست و دیندار کو سلامت رکھے مطالب دینی ودنیوی ان کے بر لائے الغرض تاجر مذکور ایسی ہی خیالات و
گفتگو اپنے دل سے کرتا ہوا سوے وطن کوچ اور مقام کرتا ہوا جاتا ہے اس کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہے
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا تحریر کیا جاتا ہے جب اس صحرا سے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوکر صحرا نوردی اختیار کی خواجہ طیفور کو ہمراہ رکاب ہوکر دعاے حصول طلسم دل مین خدا
سے کرتے ہوے ساتھ ہوے اثناے راہ مین سیر صحرا و تماشا ہوا کے برگ وبار عجائب پر نظر کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہان تک کہ سر شام زیر کوہ بلور جا پہنچے دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار مین ایک کوہ سربلند
واقع ہے مانند آئینے کے روشن وبے صفائی اس کی اور ضیا اس کی مثل دل مومن دیندار ہے زیر کوہ مذکور
جا بجا مین طویل وعریض وسیع اسی کوہ بلورین پر بنی ہوئی ہین اکثر ان مین مربع ہین ہر ایک بشکل جوہر کے ہین
جابجا اسی صحرا مین فاصلے سے نہرین بھی جاری ہین ہر ایک نہر پر لب نہر زیادہ ہجوم ہے ہواے سبزہ زار
پر بہار ہے سبزہ اس کا ایسا نرم ونازک وسبز وشاداب ہے کہ آنکھون کو اس کی دیکھنے سے سیری نہین
ہوتی ہے دل کی خواہش ہے کہ اسی فرش سبزہ نرم پر کہ بہتر از فرش مخمل سبز کا تماشا کر سوئیے کو یہان
تک وہ سبزہ کہ شاداب ہی نظر آتا ہے گویا فرش مخمل سبز بچھا ہوا ہے قدرت خدا سے ہر جو پہر اس کے تماشا ہے

آشکار ہوتی ہو بجا بجا اس سبزے مین گلہاے رنگا رنگ جو شگفتہ ہین اُن کی سیر قابل دید ہو و عجب
بہار اپنی دکھا رہے ہین زردی و سرخی اُن گلون خودرو کی سبزۂ تازہ مین بہار تازہ دکھاتی ہو
صحرائیت رشک گلشن معلوم ہوتی ہو کہین کوئلے کے پھولون کی بہار ہو یہین گلہاے سفید و خوشبو
کی اس سبزے پر کہین پھیلی ہوئی ہین گویا دامن صحرا پر چلمن کرزی ہوئی ہو کثرت گلہاے انواع و اقسام
سے اور اُن کی خوشبو سے تمام صحرا پر بہار و غیرت گلزار ہو دماغ اُن گلون کی خوشبو سے معطر ہوتا ہو
جب ہواے سرد آتی ہو تو گلہاے رنگا رنگ لاتی ہو بلکہ عطر مجموعہ مین بسی ہوئی آتی ہو عکس کوہ
بلورین جو اس سبزے پر پڑتا ہو گویا برق کی سی چمک پیدا ہوتی ہو یا فرش نور بنا بالاے فرش سبزہ
دوبالا پایا جاتا ہو آفتاب کی شعاع جو اُس کوہ پر پڑتی ہو ایک چمک پیدا ہوتی ہو اس چمک سے تمام صحرا
روشن و منور ہو جاتا ہو برق طور کا گویا گمان ہوتا ہو وہ کوہ بلور ایسا صاف و روشن ہو کہ بصورت آئینہ
یا مثل مکان ہو یہ روشن ہو ظاہر ہے حال باطن اس کوہ کا کثرت صفائی و ضیا سے روشن ہوتا ہو وہ کوہ
اس صحرا مین مثل عابد روشن ضمیر قیام پذیر ثابت ہوتا ہو گویا اہل دنیا سے کنارہ کیے ہوے یہ زاہد گزین
زو پراے یاد الٰہی ثابت قدم ہو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تھوڑی دیر تک کمال رغبت سے
صفا و صحراے سبزہ زار و گلہاے خودرو پر نظر کرکے گلہاے رنگا رنگ کی سیر کرکے خوشبوے
گلہاے خوشبودار کی سونگھ کے حمد و ثناے خداے لایزال و ستائش قادر متعال کی اور بے اختیار
بار بار درود پڑھ کر قدرت پروردگار بحر و بر کوہ و صحرا کی دید سے مستانہ ہو کرکے خواجہ طیفور گردپا
سے خوش ہو کر کہا کہ دیکھو اے برادر وفادار کیا اچھا صحرا ہے سبزہ زار ہے کیا جوش پر اس جگہ
فصل بہار ہے سبزہ کیا تر و تازہ و شاداب ہے کہ دیکھنے سے آنکھون مین خنکی اور دل کو فرحت ہوتی ہو
گلہاے رنگا رنگ پر ذرا غور کرو کیسے بے مثل و بےنظیر خوشبودار طرح طرح کے چھوٹے بڑے پھول ہین یہ
صحراے سبزہ زار غیرت گلشن ہے یہ کوہ بھی عجب کوہ ہے کوہ صفا اگر اس کو کہیے تو بجا ہے کیا صاف و
روشن ہے دنیا مین یہ طبقہ جنت کا معلوم ہوتا ہے گویا فردوس سے مشابہ ہے کیا اچھا پہاڑ ہے اور کیا خوب
یہ صحرا ہے اگر اس کی تعریف مین یہ شعر پڑھا جائے تو بجا ہے ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ٭ دنیا مین اس جگہ سے بہتر کوئی مقام شاید نہوگا یہ صحرا بھی نور ضیا مین
مانند وادی ایمن کے ہے قدرت و شان خدا اس کوہ و صحراے سبزہ زار سے ہویدا و آشکار ہو اسکے
عابدون زاہدون کے اس مقام سے بہتر کوئی دنیا مین مقام غالبا نہوگا عبادت خداے دوجہان
ذکر خالق کون و مکان اس جگہ اگر کوئی کرے تو مناسب ہے ہمین یہ مقام بہت پسند آیا دل چاہتا ہو
کہ اسی جگہ قیام کرین دو چار روز تو کم از کم اسی صحرا مین بسر کرین عبادت خدا و ذکر خالق دوجہان
کرین اگر فکر طلسم کشائی نہوتی تو زیادہ زمانے تک اس مقام پر قیام کرکے عبادت معبود حقیقی کرتے
اگر وہ توفیق عبادت دیتا تو پھر ہم اپنی زندگی اسی جگہ بسر کرتے یہان سے کہین نجاتے یہین شب و روز
یاد خدا کرتے وہ رازق العباد ہمین یہین اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہونچاتا جس طرح کہ اکثر دشت و
کوہ مین عابدون کو رزاق مطلق رزق پہونچاتا ہو ملائک بصورت انسان ہو کر حکم خدا سے آب و
طعام دے جاتے ہین سیر کتب سے پایا جاتا ہو کہ خاصان خدا نے بیشتر صحرا مین عبادت خدا کی ہو
اہل دنیا سے دور ہوکے یاد خدا مین مصروف ہوے ہین قدرت خدا و شان الٰہی کا انھون نے
زیادہ تر مشاہدہ صحرا نشینی سے کیا ہو جبھی تو اُن کے مراتب پیش خدا زیادہ ہین وہی خاصان درگاہ

ہین کثرت عبادت و ذکر الٰہی سے مراتب اُن کے بڑھے ہین دنیا مین عبادت خدا سے بہتر کوئی کام
نہین ہی اگر زمانہ انسان کو مہلت دے تو ذکر خدا ہی مین شب و روز مشغول رہے جن و انس
کو خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے واسطے عبادت ہی کے پیدا کیا ہی جیسا کہ خود قول خدا سے ظاہر
ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - یہ آیہ قرآن شریف مین موجود ہی خواجہ طیفور کردی نے
عرض کیا کہ اسد خیر خواہ نے اس کوہ بلور کو اور اس صحرائے سبزہ زار کو بغور دیکھا بیشک یہ کوہ و صحرا
عجب کوہ و صحرا ہی کبھی ایسا صحرا نظر سے گذرا تھا نہ ایسے کوہ بلند و صفا کو دیکھا تھا آج خوبی تقدیر سے
آپ کی ہمراہی مین اس جگہ گذر ہوا ہی واقعی یہ مقام لائق قیام ہی واسطے عبادت الٰہی بھی ہی تفریح
طبع کے واسطے بھی یہ صحرا بہت اچھا ہی یہان ہوا عیسیٰ نفس ہی اگر کوئی بیمار جان بلب بھی ہو اور
یہان کی ہوا کھائے تو جلد اچھا ہو جائے مرض دفع ہو صحت نصیب ہو بلکہ اگر مردہ صد سالہ بھی اس
صحرا کی ہوا کھائے تو کیا عجب ہی کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے اُسے زندہ کر دے کیونکہ
پروردگار عالم ہر شے پر قادر ہی اور ہر شے مین ایک یا زیادہ اثر و تاثیر عطا کر سکتا ہی اور دی ہین جیسا کہ
ادویہ اور نباتات مین بہت سی تاثیرین عطا کی ہین اگر یہان کی ہوا مین بھی مثل آب بقا کے تاثیر
اُس نے دیدی ہو تو کیا عجب ہی جب ہوائے سرد یہان کی فرحت بخش دل افسردہ ہی تو جان بخش
ہونے مین بھی اس کے کیا کلام ہی بشرطیکہ حکم خدا بھی ہو ورنہ بے حکم خدا آب حیوان بھی نفع نہین پہونچاتی
بلکہ کوئی کام نیک دنیا و مافیہا مین بے حکم خدا سرزد نہین ہوتا ہی اور بقول آپ کے یہ مقام واسطے
عبادت خدا کے خوب ہی اگر آپ کا دل چاہتا ہی تو اسی صحرا مین قیام فرمائیے دو چار روز یہان کی
ہوا کھائیے عبادت خدا کیجیے خدا سے دعا برائے حصول لوح طلسمی کیجیے کہ فتح طلسم زلزل کی التجا
کیجیے غالباً دعا آپ کی قبول ہو گی کہ آپ بھی بندگان نیک سے ہین ظاہرا دیکھیے یہ جگہ بھی واسطے دعا کے
مطالب کے ایسی ہی ہی بیشتر ایسے ہی مقامات پر رجوع قلب ہوتا ہی دعا بھی برجوع قلب کی جاتی ہی کیونکہ
دامن دشت و کوہ مین قدرت خدا اہل نظر کو نظر آتی ہی سنا ہی کہ وہی دعا جلد تر قبول ہوتی ہی جو برجوع
قلب کی جائے پس آپ بھی چند روز یہان عبادت خدا زیادہ کیجیے ذکر خدا سے زبان کو جان بھی آشنا کیجیے
برجوع قلب خدا سے دعا کیجیے قاضی الحاجات مجیب الدعوات آپ کی بھی دعا کو قبول کرے گا اپنی
درگاہ سے محروم مدعا نہ کرے گا درگاہ وسیع غنی سے آپ ایسا سائل کہ سوال نیک کرنا چاہتا ہی ضرور ہی
کہ محروم نہ پھیرے وہ تو ایسا حاجت روا ہی کہ اپنی تمامی مخلوقات کی حاجت براری کرتا ہی صاحبقران
موصوف نے تقریر خواجہ کی سنکے خوش ہو کے زیر کوہ بلور ایک چٹان وسیع و مثل چبوترہ کے برائے
عبادت و قیام پسند کر کے مرکب سے اتر کر بسم اللہ کہکر اس چبوترہ نما سنگ بلور پر قدم رکھا چونکہ
نماز ظہر و عصر راہ مین پڑھ چکے تھے اور وقت مغرب قریب آگیا تھا اسوجہ سے امیر با توقیر نے خواجہ
موصوف سے فرمایا کہ اے خواجہ جلد نہر سے پانی لا دو تاکہ ہم وضو کر کے اول وقت نماز مغرب
پڑھ لین حکم خدا بجا لائین بعد پانی کے لانے کے پھر فکر تیاری طعام کرنا خواجہ نے عرض کیا کہ نہر یہان سے
قریب تر ہی پانی لیے آتا ہون مگر تنہا آپ کو چھوڑ کر سوئے نہر جانا اچھا نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ صحرا ہی
اگرچہ صحرائے سبزہ زار و پر بہار ہی مگر پھر صحرا ہی درندون گزندون کا مسکن ہی سوا اس کے شاہ طلسم
زلزلہ و حکیم جالوس وغیرہ جملہ ساحران طلسم زلزلہ آپ کے دشمن ہین آگاہ ہو چکے ہین کہ آپ ہی
طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین مبادا مین واسطے لانے پانی کے جاؤن اور کسی دشمن سے آپ کے

دشمنون کو ضرر پہونچے لہذا میری راے یہ ہے کہ آپ منڈھی مین حضرت دانیال کی تشریف
رکھین شب کو بھی اندر منڈھی کے استراحت کرین تاکہ ہر ایک دشمن کے ضرر پہونچانے سے محفوظ رہین
یہ عرض کرکے فی الفور زنبیل مین ہاتھ ڈال کر منڈھی مذکور نکال کر اس جگہ و تیت پر استادہ کرکے کہا
اے منڈھی اسقدر طویل وعریض و وسیع ہوجا کہ تیس آدمی بخوبی لیٹ بیٹھ سکین پھر واس کہنے کے
منڈھی تیس آدمیون کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے قابل وسیع ہوگئی خواجہ نے عرض کیا کہ اب آپ
منڈھی کے اندر بیٹھیے مین پانی لینے جاتا ہون حالانکہ زنبیل سے بھی نکال سکتا ہون مگر ایسی حالت مین
کہ پانی سامنے موجود ہے زنبیل سے نکالنا صرف بیجا جانتا ہون صاحبقران یہ کلام خواجہ کا سنکے اور
کمالات وعادات خواجہ عمرو اولی جو بزرگون سے سنتے تھے یاد آگئے بعد مسکرانے کے اندر اس منڈھی
کے بیٹھے خواجہ پانی لانے کے واسطے گئے بعد ایک لمحہ کے ایک سبو مین پانی لائے پھر ایک ظرف
مسی بصورت ابریق نکال کر اس مین پانی بھر کر صاحبقران کو دیا امیر کشورگیر نے جلد وضو کرکے
رو بقبلہ مستعد براے اداے نماز مغرب ہوکے نیت اداے فریضہ مغرب کی بعدہ تلاوت کردہ
سورہ وغیرہ مین مصروف ہوے خواجہ نے بھی وضو کرکے نماز مغرب پڑھنی شروع کی جب صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور کردیا دونون نماز سے فارغ ہو چکے اسوقت خواجہ نے زنبیل سے
کنول اور فانوس اور اسکے مع شمعہاے موم کافوری نکالین بعدہ منڈھی مین جاکر بضرورت
روشنی کی پھر چند خدمتگذار اور ایک باورچی جن کو مدت سے زنبیل مین ڈال رکھا تھا نکال کر ان سے
کہا کہ اگر تم زنبیل سے اپنی رہائی چاہتے ہو تو جو کچھ ہم کہین وہ کام کرو بعد چند روز کے تمکو چھوڑ دینگے
جہان تمھارا دل چاہے چلے جانا مگر شرط یہ ہے کہ کام ہمارے حسب دلخواہ کرنا ورنہ پھر ہم تمکو زندان زنبیل
مین بند کرینگے چونکہ وہ سب نحیف ولاغر و پریشان خاطر تھے کم نظر لگنے اور تنگی و دوری زنبیل مین
رہنے سے قریب بہلاکت ہوگئے تھے کپڑے انکے بوسیدہ و شکستہ و کثیف ہوگئے تھے ذکر رہائی
زنبیل سنکے خوش ہوے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ جو کچھ حکم ہو بجا لائین خواجہ نے خدمتگارون سے
کہا کہ تم خدمتگذاری صاحبقران مین جاکر مصروف ہو باورچی سے کہا کہ مجھے ہمین تھوڑا کھانا
پکوانا منظور ہے اس نے عرض کیا کہ فدوی موجود ہے جو حکم ہو وہی طعام تیار کرون خواجہ نے آرد گندم
و برنج و گوشت وغیرہ جملہ اشیاء جو درکار تھین زنبیل سے نکال کر اسے دین وہ درستی طعام مین
مصروف ہوا خدمتگاران مذکور خدمتگذاری صاحبقران و دیگر امور مین مصروف ہوے جب
طعام نمکین و شیرین انواع و اقسام کا تیار ہو چکا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور کردیا نے
تناول کیا باقی خدمتگارون کو دیدیا باورچی نے بھی بعد مدت طعام لذیذ کھایا خدمتگارون نے
بھی ایک زمانہ دراز کے بعد ہواے دنیا و غذاے لذیذ کھائی دو پہر رات تک صاحبقران بعد
اکل و شرب عبادت خدا و ذکر الہی و دعا مین مصروف رہے جب غلبہ خواب ہوا زیر سایہ خیمہ یعنی اندر
منڈھی کے آرام پذیر ہوے خدمتگذار وغیرہ بھی سو رہے خواجہ بھی آرام پذیر ہوے تب وہ شب
گذر کر سحر ہوئی صاحبقران و خواجہ موصوف نے نماز سحر بیدار ہوکر پڑھی بعد نماز پیر خیمہ سے قلب پڑھنے
لگا ہی مقام لوح طلسمی وصول لوح مذکور دعا کی بعد ازان صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ
زیادہ زمانہ ہوا جو کہتے { ہمارے روبرو نہین نکالی ہے آج خود بخود دل گھبراتا ہے کسی رفیق کو ذی
بلانا چاہتا خواجہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ آخر روز ذی بیاؤن گا آپ کے روبرو لاؤن گا یہ سنکے تو

امیر اتو فیر خاموش رہے خواجہ نے بجبر دستور مرقوم اشیائے مطلوب دے کر یاور پہلے حکم تیاری
طعام دیا وہ درستی طعام میں مصروف ہوا صاحبقران ذکر خدا میں مصروف ہوئے یہاں تو اہبہ ہاتو فیر
مندلی میں بیٹھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہیں ان کو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال حکیم جالوس
اور اس کے اہل دربار کا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد حاکم و نائب ہونے کے حکیم جالوس مہر دونیجا سے
ہو د سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ تخت حکومت پر بیٹھکر امور سلطنت میں مصروف ہوتا تھا
اہل دربار و دیگر ساحران طلسم زلزلہ کو احکام حسب دلخواہ دیتا تھا انتظام طلسم و بند و بست میں ہمیشہ
فکر کرتا تھا جس روز صاحبقران کشورستان زیرکوہ بلور شب بسر کرکے عبادت خدا میں مصروف ہوئے
تھے اسی روز حکیم جالوس نے سر دربار تمام اہل دربار پر نظر کی دیکھا کہ صدہا ساحران نامی و نامور حاضر دربار
ہیں ساحرہ بھی بہت سی حاضر دربار ہیں سب زن و مرد علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہیں ازانجملہ
آفات جادو و کلنگ جادو و اژدر جادو و مہیب جادو و آتشباز جادو و نیرنگ جادو و کینہ
جادو و خونخوار جادو و سرہنگ جادو و معین جادو و عقرب جادو و ملکہ شہناز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و مجمر جادو بھی دربار میں موجود ہیں ملکہ شہناز جادو ساحرہ معزز عزیزداران شاہ
طلسم زلزلہ سے ہے قرابت بعیدہ رکھتی ہے نہایت سن رسیدہ ہے ہمسائے میں عقرب جادو کے اپنی طلسم
زلزلہ رہتی ہے سحر و ساحری میں شہرۂ آفاق ہے عاقلہ و فہمیدہ ہے باوجود کبیر السن ہونے کے مغرور المزاج
ہے کیونکہ ذی عزت و عالی وقار ہے شاہ طلسم زلزلہ بھی اس کو اہل عزت سے جانتا ہے اپنے بزرگوں میں
شمار کرتا ہے ملکہ بہار گل پوش اس کی نواسی ہے نہایت حسینہ و جمیلہ ہے حسن و جمال اس کا طلسم زلزلے
میں مشہور ہے کیونکہ کم سن ہے چودہ پندرہ سال سے زیادہ عمر نہیں ہے مگر سحر و ساحری میں طاق و مشتاق ہے
بڑے بڑے سخت سحر اس کو یاد ہیں سحر اس کا ہر ایک ساحر دفع نہیں کر سکتا ہے مادر اس کی مسماۃ گلشن جادو
انتقال کر چکی ہے شہناز جادو نے کہ اس کی نانی ہے بڑے ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے اپنی جان اور
روح سے زیادہ اسے عزیز رکھتی ہے از حد اس سے محبت رکھتی ہے اس کے شمع حسن کی پروانہ ہر وقت
اس کو دیکھا ہی کرتی ہے بیشتر اس کو سحر سکھاتے تھے ہمیشہ اس کے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہے تاکہ
حسن و جمال بخوبی دیکھکر کسی کی نظر نہ لگے ملکہ مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو کی بھانجی ہے ملکہ بہار
گل پوش سے سن و سال میں زیادہ ہے پچیس برس کا سن رکھتی ہے یہ بھی خوش جمال ہے مگر بہ زور رنگ
ہے سحر و ساحری میں یہ بھی کچھ کم نہیں ہے ساحران نامی سے سحر و ساحری میں چندان پایہ کمی کا نہیں
رکھتی ہے اس کی مادر ملکہ اخگر جادو مر چکی ہے ملکہ شہناز جادو اس کی خالہ ہے اس کو بھی از الاہے الفت و
محبت اس سے بھی کرتی ہے مگر ملکہ بہار سے زیادہ محبت رکھتی ہے گاہ گاہ دربار میں آتی ہے بعد چند ماہ
کے دربار میں آئی ہے ساتھ اپنے اپنی نواسی اور بھانجی مذکورہ کو بھی لائی ہے الحاصل حکیم جالوس
حاکم و نائب شاہ طلسم زلزلے تمام اہل دربار پر نظر کرکے سب سے مخاطب ہوکے آواز بلند کہا کہ اے
ساحران نامی و نامور و اے اہل دربار تم سب میں کون ساحر ہے وہ ساحر ایسا ساحر زبردست و صاحب
ہمت ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بعد جستجو اسیر کرکے ہمارے
روبرو لائے مستحق خلعت و انعام شہنشاہ ساحران ہو و سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کو اس کارنمایاں کے کرنے سے خوش کرے ہم کو بھی شاد کرے ملکہ شہنشاہ کی جان بچائے
ساکنان طلسم زلزلہ کو شر طلسم کشائے محفوظ کرے طلسم زلزلہ کو فتح ہونے سے بچائے بلکہ ساکنان

طلسم زلزلہ پر احسان کرے ہنوز تمامی ساحران اہل دربار سے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک ملکہ
بہار گل پوش جادو نے اٹھکر جواب دیا کہ وہ کار نمایان مین کرسکتی ہون صرف صاحبقران طلسم کشا
کو تلاش کرنا ہے اسیر یا قتل کرنا اس کا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک شخص غیر ساحر کو اسیر کرنا یا سر اُسکا
کاٹ لانا مشکل ہی کیا ہے اگر صاحبقران کے اسیر کرنے سے جان شہنشاہ کی بچ جائے گی و نیز یہ طلسم فتح
ہونے سے محفوظ رہے گا تو اس کام کو مین کرون گی حکیم جالوس نے اُس کے حسن و جمال بے مثال پر نظر
کرکے اور اُس کی شیرین سخنی پر غور کرکے متحیر ہوکے کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اگر تمھارے
نزدیک اسیر کرنا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کا کچھ دشوار نہین ہے تو اس کام کو انجام دو جملہ ساحران طلسم زلزلہ
پر احسان کرو اس طلسم کو لوٹنے سے بچاؤ شہنشاہ ساحران کی جان بچاؤ شہرہ آفاق حسن و جمال مین تو ہو
طلسم کشا کو اسیر یا قتل کرکے خیر خواہی شہنشاہ مین بھی نامور ہو جاؤ شہنشاہ ساحران تمھارے اس
کار نمایان سے دو رتبہ دو مرتبہ تمھارا بڑھا دین گے کہ تمامی ساحران طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا ملکہ بہار
گل پوش جادو نے کہا کہ آج ہی طلسم کشا کو اسیر کرلاؤن گی یا سر اُس کا کاٹ کرکے لاؤن گی ملکہ شہناز
جادو اس کی نانی نے بعد الفت کہا کہ اے نور چشمی اس کار کے انصرام کا اقرار نہ کر طلسم کشا کے قید
کرلانے یا اُس کا سر لانے کا دعویٰ نہ کر تجھ سے یہ کام نہ ہوسکے گا تلاش طلسم کشا مین کہان جائے گی اُسکو
کہان پائے گی کیونکر اُس کو اسیر یا قتل کرے گی نادانی و بیوقوفی نہ کر اس کام پر کمر نہ باندھ اسیری طلسم کشا
سے باز آ کیا تو نے نہین سُنا ہے کہ اُس نے ابر باران جادو ایسے زبردست ساحر کو مار ڈالا ہے تو ابھی
ناکردہ کار ہے تیرا کورا اینده ہے کبھی کسی کو تو نے اسیر و قتل نہین کیا ہے بجز اپنے مکان یا اس دربار کے
کہین نہین گئی ہے طلسم زلزلہ سے کبھی تو نے قدم نہین نکالا ہے مین نے تجھکو ناز و نعمت سے پالا ہے اپنی جان
سے زیادہ تجھکو عزیز رکھتی ہون اپنی نظر سے ایک پل بھی تیرا اوجھل ہونا گوارا نہین کرتی ہون مجھے منظور
نہین کہ تو اس کام کے واسطے طلسم زلزلہ سے شہر شہر دشت دشت کوہ کوہ پھرے طلسم کشا کی
تلاش کرے بعدہٗ اُس کو اسیر یا قتل کرے تیرے نزدیک اسیر کرنا یا قتل کرنا اُس کا مشکل نہین ہے میرے
نزدیک نہایت دشوار ہے بس ایسی باتین بیہودہ نادانی کی مکر دیوانی نہ ہو بغیر سمجھے اقرار کار مذکور
کے انصرام کا مکر اب بھی حکیم جالوس سے کہدے کہ طلسم کشا کے طلسم زلزلہ مجھ سے اسیر نہ ہوگا جب
ملکہ شہناز جادو آہستہ آہستہ ملکہ بہار گل پوش جادو سے تقریر کرکے خاموش ہوئی ملکہ بہار
جادو نے بھی چپکے چپکے اپنی نانی کو جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو مین اس کام کو کرون گی سر دربار اقرار
کرچکی ہون اپنے قول سے نہ پھرون گی آپ کی محبت و الفت ظاہر ہے آپ نے مجھکو پرورش کیا ہے بہ
رنگ مادر کے آپ ہی نے مجھے پالا ہے مادر سے زیادہ آپ مجھ سے محبت کرتی ہین کوئی گھڑی مجھکو
اپنی آنکھ سے اوجھل نہین کرتی ہین از حد الفت و محبت سے پیش آتی ہین میری بہبودی کی خواہان
رہتی ہین گو کہ آپ کے نزدیک مین نادان و بیوقوف ہون لیکن عاقلہ و ہوشیار ہون آپ نے بہت سے
سحر مجھے سکھائے ہین دیگر ساحرون سے بھی صدہا سحر مین نے سیکھے ہین بڑے بڑے ساحرون کی
میرے آگے کیا اصل و حقیقت ہے میرے سحر سے دشمن کا جانبر ہونا ممکن نہین میرے نزدیک
طلسم کشا غیر ساحر کا اسیر کرنا یا اُس کا سر لانا اے نانی جان کیا دشوار ہے آپ مجھے اس امر مین مانع
نہ ہوجیے دیکھیے تو کہ اس کام کو کتنا جلد کرتی ہون اس کام کے کرنے سے باعث شہرت و ناموری ہوگا
شہنشاہ پر احسان ہوگا وہ ہم سے اور آپ سے خوش ہوگا جان اُس کی دست طلسم کشا سے بچ جائیگی

یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا بڑا نام ہوگا کہ نواسی نے ملکہ شہناز کی کیا کارنمایاں کیا ہے آپ نے جو برسوں بڑے بڑے سخت سحر مجھے سکھائے ہیں آخر وہ کس دن کے واسطے سکھائے ہیں ذرا اپنی تعلیم و تربیت کا امتحان تو لیجیے مجھے اس کام کے انصرام کے واسطے جانے تو دیجیے طلسم کشا کے اسیر کر لانے کی اجازت تو دیجیے دیکھیے تو کہ کیا کارنمایاں کرتی ہوں شہناز جادو نے بھی چیکے کہ جواب دیا کہ اے چھوکری با وجود عاقل ہونے کے نادانی مگر طلسم کشا کی اسیری پر مُصر نہیں معلوم انجام اس کام کا کیا ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے نانی صاحبہ اب آپ اس باب میں کچھ نہ فرمایئے میں سر دربار اسیر کرنے طلسم کشا کا اقرار کر چکی ہوں اگر اب انکار کروں گی تو اہل دربار خیال کریں گے کہ ملکہ بہار گل پوش جادو طلسم کشا سے ڈر گئی علاوہ اس کے مختلف خیالات کر کے ہنسیں گے مجھ کو سر دربار ذلت ہوگی نہایت محجوب و شرمندہ ہونگی ملکہ شہناز جادو نے ہر چند سمجھایا منع کیا لیکن ملکہ بہار گل پوش جادو نے نہ مانا آخر کار ملکہ شہناز جادو مجبور ہو کے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ جالوس سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کے اسیر کر لانے کا اقرار و عہد کر کے اپنے حجرے جائے قیام طلسم کشا دریافت کر کے طاؤس سحر پر سوار ہو کر اسباب سحر کی جھولی احتیاطاً ساتھ لے کر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی اثنائے راہ میں جستجوئے طلسم کشا کرتی ہوئی بلندی سے جانب زمین دیکھتی ہوئی دشت و کوہ و دریا طے کرتی ہوئی صاحبقران کی تلاش کرتی ہوئی قریب وقت شام آخر روز پریشان و سرگردان ہو کر کوہ بلور تک پہونچی بلندی سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک مختصر سا خیمہ ایستادہ ہے نیچے اُس کے ایک مرد نوجوان خوش رو بیٹھا ہوا ہے چہرے سے اُس کے آثار شجاعت آشکار ہیں روبرو اُس کے ایک شخص نوجوان خوب رو و شوخ چشم و چالاک بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے نے میں بانجان داؤدی یہ غزل گا رہا ہے غزل

ہوئی شب خلق زلف یار زمیں سے
یہ ناوک کھائے جائیں گے زمیں سے
عبث دھوتے ہیں اشکوں سے اب آپ
چھڑا دو ستاروں کو جبیں سے
جہاں تیرے شہیدوں کا ہے مدفن
نہیں ہے گلہ شکوہ حسیں سے
نظارے کے لیے جاتی ہیں حسرت
کہ جیسے ہاتھ نکلے آستیں سے
وہیں ملجا و ماوا ہے ہمارا
نکالو ہاتھ تم بھی آستیں سے

سحر پیدا ہوئی اُس کی جبیں سے
کیا ہے قتل ناحق مجھ کو لیکن
نہ چھوٹے گا مرا خوں آستیں سے
ہمیں ہے عشق اُس بانکے حسیں کا
بگولے سرخ اُٹھتے ہیں زمیں سے
سنایا حال دل تو ہنس کے بولے
یہ ظاہر ہے نگاہ واپسیں سے
کھو چکا ہے ہمارا یہ دل زار
فلک کو رشک ہے جس سرزمیں سے
یہی ہے کیا مکان یار واقف

ادھر دیکھو نگاہ خشمگیں سے
نہ خوش ہیں صدمے کا ڈر ہے
اگر ہونا ہے کا جا ہے ہو
شکن ہٹتی نہیں جس کی جبیں سے
ہمیں غیروں کی غمازی سے کیا کام
الٰہی کا سر آیا تھا یقیں سے
بھی کائی سے یوں شمشیر قاتل
چرا لائے کہاں پایا ہے کہیں سے
دکھاتے ہیں یہ بیٹھی کو موسیٰ
قدم اٹھتا نہیں کچھ اپنے یہیں سے

وہ جوان خوش رو بیٹھا ہوا سن رہا ہے چند ندیم گارد و غیرہ کار دربار میں مصروف نہیں یہ حال دیکھ کر اور نے کی سریلی و دلکش آواز سے مست ہو کر سب بھولی بے اختیار کوہ بلور پر ٹھہر کر گوش دل اشعار عاشقانہ غزل مذکور سننے لگی چونکہ ملکہ بہار گل پوش جادو رشک مہپاران جہان ہے ہی شباب کا عالم ہے جوانی کی امنگ ہے بادۂ شباب سے مست و مدہوش ہے علاوہ حسن و جمال بیمثال کے خوش آواز بھی بہت ہے شوق گانے اور گانا سننے کا بھی زیادہ ہے ماہر علم موسیقی ہے اس وجہ سے

لطف اس کو زیادہ حاصل ہونے لگا بے اختیار اشعار سنکے مانند مست میخوار کے جھومنے لگی یہانتک حالت وجد میں سر اپنا کوہ سے ٹکرانے لگی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی جب خواجہ طیفور گردیا نے اشعار غزل تمام و کمال گا کر غزل کو تمام کیا نے کو ہاتھ سے رکھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بس یا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤن اور بجاؤن صاحبقران نے بہت تعریف کرکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ ابھی تو گانا سننے سے سیری نہین ہوئی ہے تم ایسی ہی بجاتے اور گاتے ہو کہ دل یہی چاہتا ہے کہ گئے جاؤ گانا سو قوت فکر و گوش مشتاق صدا ہے نے ہین خواجہ نے ارشاد صاحبقران سے نے اپنا کی دھن سے ملا کر یہ غزل گانا شروع کی غزل

نکلتی کس طرح ہو جان مضطر دیکھتے جاؤ
تماشے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے
مسیحا ہو تو بیمار دن کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں صاحب کے
ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں جو راہ میں لے کے تو کہدون گا میں چھپ چھپ کر
دکھاؤ گو مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہو اس کا اشارہ بھی
مجھے اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں
خدا کے واسطے ہم کو بھی ہمسر دیکھتے جاؤ

کوئی ان سے کہے منھ پھیر کر جو قتل کرتے ہیں
تڑپتا ہے جو بسمل اک نظر کر دیکھتے جاؤ

نقاب اک دن الٹ کر تم نے منھ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے لے آنکھیں جو تجھ پر ہو فدا کے
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو تو [illegible] دیکھتے جاؤ

صاحبقران تو زیر کوہ غزل مندرجہ اشعار عاشقانہ سننے لگے اور بالائے کوہ سے ملکہ بہار گل پوش جادو برغبت تمام بگوش دل سننے لگی ہر ایک عاشقانہ شعر کو پسند کرکے تعریف کرنے لگی صدائے نے سے مست و مدہوش ہونے لگی کبھی بے اختیار زبان سے واہ واہ کبھی آہ آہ کرنے لگی بعض بعض شعر عاشقانہ غزل مندرجہ بالا کو سنکے یہ حال ہو گیا کہ اپنے قلب و جگر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر بار بار آہ آہ کرکے کہنے لگی کہ او ظالم تو نے بغیر تیغ و خنجر ویسے مجھے قتل کر ڈالا کیا اچھی تیری آواز ہے کیا حسن و خوبی سے نے بجاتا ہے علم موسیقی سے بھی کس قدر ماہر ہے کہ تیری تعریف نہین ہو سکتی اور بہ درد کہا تو نے مجھے اس کوہ بلور پر آکے دیکھ لیا ہے کیا جو مائل ہو گیا ہے کیا میرا حسن و جمال تجھے بھا گیا ہے تو نے دوسری غزل ایسی گانا شروع کی ہے کہ جس کا ہر ایک شعر مجھے مخاطب ہے میری الفت میں میرے عشق میں جان مضطر تیری کیوں نکل جاتی ہے میں بار بار مجھے دیکھ رہی ہوں ہاں نسیم بہار کی طرح اس صحرائے سبزہ زار میں آئی ہوں نام بھی میرا ملکہ بہار گل پوش ہے تماشائے گل و صنوبر سبزہ زار کے رنگ کو دیکھ رہی ہوں بیشک و بے شبہہ تیرا قول سچ ہے میں جس طرف جاتی ہوں جو کوئی مجھے دیکھتا ہے مرض عشق میں مبتلا ہو کر یہی کہتا ہے کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اپنے بیمار الفت کو دیکھتی جاؤ میں کسی پر توجہ نہین کرتی ہاں اے نوجوان رفتار میری ایسی ہی ہے کہ ہر قدم پر دل مشتاق مانند سبزہ پامال ہوتے ہیں مگر تو نے میرے دل کو پامال کیا ہے تقدیر تیری اچھی ہے ہم راہ میں تجھے مل گئے سامان تیرا دیکھ لیا ہے اپنا بھی سکن مجھے بتا دینگے کیوں مفرار ہے ہم ہنگام رفتار کسی عشاق سے اشارہ نہین کرتے ہیں خود اپنی تیغ ابرو کے جوہر دیکھ لیتے ہیں اگر تیری آرزو ہے تو اچھا مجھے اپنی

تیغ ابرو کے جوہر دکھائیں گے خود تیرے قریب آئیں گے مگر تجھ ایسے خوش رو جوان خوش گلو ماہر موسیقی
کو کیا قتل کروں خود تیری زخمی تیر الفت ہو گئی ہوں میں نے تو تجھے قتل نہیں کیا ہے جھوٹ نہ بول نہ میرا
شعار قتل کرنے کا ہے نہ میں نے تجھ سے منھ پھیرا ہے تجھکو دیکھ رہی ہوں نقاب میرے چہرے پر پڑی ہے جب
تو نے خواہش دید رخ کی تھی اب نظارہ میرے حسن وجمال کا کر ان لازم و مناسب یہی ہے کہ جو خوشی و
رنج پیش آئے اُس سے انسان منھ نہ موڑے عشق والفت میں جو کچھ ہو قدم میدان محبت سے نہ ہٹائے
تقریر خلاصہ مضامین اشعار غزل مندرجہ کو اپنی طرف منسوب کرکے تا دیر کہا کی اور بالائے کوہ سے
دیکھا کی کہ چرند و پرند گرد اُس مرد نوجوان نے نواز کے مست و مدہوش بیٹھے ہوئے ہیں کچھ اُن میں
حس وحرکت بھی نہیں کرتے یہ دیکھکر دل میں خیال کرنے لگی کہ کیا اثر اس شخص کے گانے کا ہے کیا سمان
بندھا ہوا ہے کیا خوش آواز ہے کہ علاوہ بشر کے حیوان بھی اس کے گانے کو پسند کرتے ہیں
ابھی یہ باتیں بجلسے خود کر رہی تھی کہ خواجہ نے غزل تمام کرکے نے کو ہاتھ سے رکھکر باواز بلند کہا کہ اے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آج تو آپ کے حکم سے میں نے بجائی اور دو غزلیں پریشان
خاطری میں گائی ہیں لیکن اقرار کرتا ہوں کہ جب آپ کو لوح طلسم زلزلہ کا کچھ حال کسی سے معلوم ہوگا
اور لوح طلسمی آپ کے ہاتھ آئے گی اُس روز دستیابی لوح کی خوشی میں اچھی طرح سے گاؤں گا
یہ تقریر ملکہ بہار گل پوش جادو نے سنکے دل میں کہا کہ اے ملکہ بہار زہے مقدر کہ اچھی جگہ آئی
تجھکو تلاش طلسم کشا کی تھی ہر طرف نگراں تھی یہ بچانا کہ زیر کوہ طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے تو بھی عجب نادان ہے بقول
ع یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ۔ ایسے تو نے صبح سے اسوقت تک تلاش صاحبقران میں
اپنے تئیں پریشان کیا اور یہ نہ معلوم کیا کہ زیر کوہ صاحبقران موجود ہیں خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا
اب اس کوہ پر سے زیر کوہ چل اپنے دلدادہ کو بھی دیکھ اور صاحبقران کو بھی اسیر کر یہ تجویز کرکے
بالائے کوہ سے زیر کوہ آئی خواجہ طیفور گرد نے اُس کے حسن وجمال پر نظر کرکے اُس پر مائل ہوکے
بے اختیار پکار اٹھا شعر ـ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
حالانکہ ہم صحرا نشین ہیں وطن آوارہ ہیں گھر اپنا بیان کہاں ہے صحرا نورد ہیں مبتلائے دام فکر و تشویش
ہیں مگر ہم اسی صحرائے لق و دق کو اپنا گھر تصور کرتے ہیں تم نے اس صحرا میں آکر اپنا حسن وجمال غریب
دکھا کر عاشق نوازی و مہربانی کی اس عنایت و سرفرازی عاشق زار کا کیا شکر کیا جائے خوشا قسمت
کہ تم ایسا معشوق خوب رو مجھ ایسے مائل کو یوں سرفراز کرے جسقدر فخر و افتخار کیا جائے کم ہے یہ
آغوش تمنا وا کرکے اُس کی جانب بڑھے ملکہ بہار گل پوش نے بناز معشوقانہ چین بجبین ہو کر پیچھے
قدم ہٹا کر کہا کہ ذرا اپنے حواس میں رہو بیجا قدم نہ بڑھاؤ بیہودہ تقریر نکرو مجھے ایسی باتیں اچھی نہیں
معلوم ہوتیں بلکہ ایسی باتوں سے نفرت ہے دور سے گفتگو خوب ہے گفتگو بھی وہ گفتگو جو ساتھ تہذیب
کے ہو بدتمیزی مجھے ناپسند ہے یہاں آنا میرا اس وجہ سے ہوا ہے کہ کچھ حالات دریافت کرنا منظور ہیں وہ
یہ ہیں کہ اول تو یہ بیان کرو کہ تمہارا کیا نام ہے کیا تمہیں نے بجا رہے تھے اشعار غزل سے میں
گا رہے تھے پھر تجاہل عارفانہ پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں جو نیچے اس مسندی خیمہ نما کے بیٹھے ہیں
خواجہ نے جواب دیا کہ اے سرتاج محبوبان جہان و اے سر دفتر خوب رویان و بتان صاف صاف
پوچھتی ہو تو ہے کہ نام میرا خواجہ طیفور گرد ہے میں ہی نے بجا رہا تھا اشعار غزل تمہاری یاد میں گا رہا
تھا جب سے تجھکو دیکھا تھا مضطر و بیقرار تھا دل بیتاب کو پہلو میں قرار نہ تھا تمہارے پاس ہونے

دشوار تھا آج جذب الفت نے اپنا اثر دکھایا تو تو دیدار تمہارا میسر آیا یعنی تمہارے دیکھنے سے غنچہ دل افسردہ
شگفتہ ہوگیا مراد دلی بر آئی صورت زیبا تمہاری نظر آئی اگرچہ چہرہ روشن تمہارا زیر نقاب پنہاں ہے
مگر مہر آفتاب کی ضیا اس ابر نقاب سے کب پنہاں ہو سکتی ہے روشنی مہر رخ انور لامع ہے نور حسن رخ
سے صحرا روشن ہوگیا ہے تم یہاں اس صحرا میں کیا آئیں گویا گلشن میں بہار آئی اب یہ صحرا میری نظر میں
رشک گلشن ہے تمہارے فیض قدم نازک سے ہر ایک کانٹا صحرا کا غیرت گل تازہ ہوگیا ہے آؤ ذرا یہ جو سامنے
مسند ہی کے بیٹھے ہیں ہمارے مالک و آقا ہیں یہ ازراہ عزت افزائی ہیں اپنا برادر کہتے ہیں جاتا ہوں
نہ اگر سرافراز کیا ہے تو آئیے بیٹھیے آرزوے دل مائل بر آئے ملکہ بہار گل پوش خواجہ کی تقریر سحر آمیز
سے ونیز مائل ہونے سے زیر مسند ہی جاکر علحدہ صاحبقران سے بیٹھی بعدہ پوچھا کہ نام تمہارے
آقا کا ہمیں بتایا خواجہ نے کہا کہ اسم گرامی ہمارے آقا کا سلطان کیوان شکوہ ہے خاص و عام
اہل زمانہ انہیں کو صاحبقران کہتے ہیں ملکہ نے پوچھا کہ سبب ان کے یہاں آنے کا کیا ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ اے مہ جبین سچ تو یہ ہے کہ ہمارے آقا جستجوے لوح طلسم زلزلہ میں اپنے لشکر سے
یہاں تک آئے ہیں میں بھی ان کے ساتھ یہاں تک آیا ہوں اب یہاں سے تلاش لوح میں آگے روانہ
ہونگے اب تم اپنے نام نامی سے آگاہ کرو یعنی ظاہر کرو کہ گل تازہ تر کس باغ کی ہو اور سرو رعنا
کس بوستان کی ہو کہاں سے اسوقت اس صحرا میں تمہارا آنا ہوا ہے اور کس غرض سے تنہا اس
صحرا میں آنے کا اتفاق ہوا ہے محض مجھ عاشق کو سرافراز کرنا منظور تھا یا اور کوئی کام تھا جو اس صحرا میں
تن تنہا قدم رکھا ہے ملکہ بہار گل پوش نے جواب دیا آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ بہار گل پوش ہے ملکہ
شہناز جادو میری نانی ہیں جو سحر و ساحری میں یگانہ روزگار ہیں ساحرہ معزز ہیں قرابت دار
شاہ جادو طلسم زلزلہ ہیں آج مجھکو میری نانی اپنے ہمراہ دربار حکیم جالوس میں لے گئی تھیں
ہنوز جاکر دربار میں بیٹھی ہی تھیں کہ حکیم جالوس نے جملہ ساحران دربار سے مخاطب ہو کر کہا تھا
کہ تم سب میں کون ایسا زبردست ساحرہ ہے خیر خواہ شاہ طلسم زلزلہ ہے کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو
تلاش کرکے اسیر کر لائے خلعت و انعام پائے میں نے سنکر اقرار کرکے دربار سے روانہ ہو کر جستجو میں
ادھر رخ کیا تھا اسوقت سرگرداں ہو کر اس کوہ بلند پر توقف کیا تھا ناگاہ سننے میں تمہارے
گانے کی آواز سنی براے دریافت نام بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی یہاں استفسار سے ثابت
ہوگیا کہ یہی تمہارا آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہے اس حال کے
دریافت ہونے سے کمال خوشی حاصل ہوئی ہے کیونکہ جس کے واسطے میں ادھر آئی تھی اور
سرگرداں ہوئی تھی اسے میں نے پایا کوشش و جستجو میری بکار آمد ہوئی خواجہ طیفور گرد بلانے
پوچھا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تمہارے آقا کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے اسیر کرکے
روبرو حکیم جالوس حسب وعدہ لے جاؤں گی خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارے آقا کو اسیر
کرکے لے جانا تجھے آسان نہیں ہے اگر تم ساحرہ ہو تو ذرا اپنے سحر میں مبتلا کرکے ہمارے مالک و آقا کو تو جاؤ
دیکھیں کیونکر لے جاتی ہو ذرا سحر کے الفاظ ہی اپنی زبان پر جاری تو کرو یہ سنکر ملکہ بہار جادو
نے ہرچند سحر جو سیکھے تھے اور زبانی خوب یاد تھے یاد کیے مگر کوئی سحر یاد نہ آیا متعجب و متحیر ہو کے کہا
عجب ہے کہ اسوقت مجھے کوئی سحر نہیں یاد آتا ہے بلکہ کوئی لفظ بھی کسی سحر کا یاد نہیں ہے نہیں معلوم
کیا سبب ہے خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو نہیں اپنے سحر و ساحری کید

بہت بھروسہ تھا صاحبقران کشورستان کو اسیر کرنے آئی تھیں اب سحر کرکے کیون نہین اسیر کرتین
صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ تو تمھارے پاس بیٹھے ہین انہین اسیر کرکے ملیم جالوس
نابکار کے سامنے لے جاؤ ملکہ مذکورہ نے سر جھکا کر غرق دریاے حیرت ہوکر جواب دیا کہ
سمجھ مین نہین آتا کہ مجکو صدہا سحر یاد تھے اسوقت ایک سحر بھی یاد کرنے سے یاد نہین آتا شاید تم
ساحر زبردست ہو تمنے اپنے سحر مین مجھے ایسا مبتلا کیا ہو کہ سب سحر مجھے فراموش ہوگئے ہین۔
خواجہ نے ہنسکر کہا کہ کیون اے ملکہ اسوقت تمکو تو کوئی سحر یاد نہین آتا ہو کہ بزور سحر صاحبقران کو
اسیر کرسکو مجبور ہو اگر اسوقت کوئی انکو اسیر کرے تو ممکن ہو یا نہین ملکہ نے نادم ہوکر جواب دیا کہ ہان
ایسے وقت مین خود میرا اسیر ہوجانا ممکن ہو اگر ارادہ اسیری ہو تو مین کیا کرسکتی ہون خواجہ نے جواب دیا
کہ اے ملکہ میری کیا مجال کہ مین تمھارے قید کرنے کا ارادہ کرون خود تمھارے حلقہ گیسو اور زنجیر
زلف معنبر کا اسیر ہون تیر مائل و شیفتہ ہون ملکہ نے کہا کہ اگر مجکو سحر یاد بھی آتا تو بھی تمھاری وجہ سے
صاحبقران کو اسیر نکرتی کیونکہ تمھاری نے نوازی مجھے پسند آگئی ہو گانا تمھارا مجھے مرغوب ہو تمھاری
صدا نے مجکو رہروی سے باز رکھا کوہ پر مین نے جاتے جاتے توقف کیا بگوش دل تمھارا گانا
سنا واقعی تمھاری نے نوازی اور گانے کی تعریف نہین ہوسکتی تمکو کمال حاصل ہو مجکو بھی شوق گانے
اور گانا سننے کا ہو اسی سبب سے اس کوہ پر ٹہر کر مین نے تمھارا گانا سنا حال صاحبقران سے بھی
آگاہ ہوئی اگر چاہتی تو بالاے کوہ سے تمکو اور صاحبقران کو مبتلاے سحر کرکے اسیر کرلیتی چونکہ مجکو
بعد تمھارا گانا سننے کے اسیر کرنا تمھارا اور صاحبقران کا مقصود نہ تھا اسیوجہ سے بالاے کوہ سے
زیر کوہ آئی پیدا ہوا اس گانے اور گانا سننے کے شوق کا کہ اُس نے مجکو تمھارے اور صاحبقران کے
اسیر کرنے سے باز رکھا خواجہ ملکہ بہار کی گفتگو سنکے سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ خوب رو تمھاری نے نوازی
کی وجہ سے تیر مائل ہوئی ہو ورنہ دشمن کب اپنے دشمن سے باز رہتا ہو اور دوستی کرتا ہو یہ خیال
کرکے خاموش رہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ خاطر مہمان ضرور
ہو ملکہ بہار گل پوش جادو راہ دور و دراز سے یہان آئی ہین تمھاری نے نوازی کی تعریف کرتی ہین
تا ان کو شوق سننے کا بھی ہوگا خواجہ موصوف نے تقریر امیر با توقیر کو سمجھ کے شیشہ و ساغر زنبیل سے
نکال کر مستی شراب مین رکھکر و کشتی بدست خدمتگار روبرو رکھے ملکہ مذکورہ پیش کش کی بعد گانے کے
اے ملکہ اگر دل چاہے تو اپنے ہاتھ سے شغل میخواری کرو ورنہ ہم تمھیں بادہ تند جام بلورین مین دین
ہمکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہو اُس نے کہا کہ مجھے میخواری کی عادت نہین ہو ہان شوق گانا سننے کا
ہو خواجہ نے بے ہے انکار اپنے دہن سے لاکے نے نوازی شروع کی اور یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کیون سون مرت تو اے بہتن جان ہوکر
عاشق ہی ہون مگر نت ہو رہتی ہو نالہ
لٹے باتون وہ پر بسہا سر کہا کہ رہے
چین سے سوتا ہون مین زلف کے سایہ تلے
کرلی ضبط فغان سے ہوئی سوائی دل
اتنو واجب ہو وضو بھی کیا تشنے کے لیے
نقش حق شامل گردش مری تقدیر کے ہو

آئی ہو میری اجل گھر سے مہمان ہوکر
آنکھین ہندو سے لڑتا ہون مسلمان ہوکر
وقت آخر ہوئی مشکل مری آسان ہوکر
نیند بھی آئی ہو تو خواب پریشان ہوکر
کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر
آیا ہو سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر
کوئی مشکل بھی ہو آئی ہے تو آسان ہوکر

چین محشر میں بھی پایا نہ سیہ بختی سے	بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہو کر
ایک آسان ہوئی سو مشکلیں آئیں مجھ پر اور	سخت مشکل میں ہے مشکل مری آسان ہو کر
زخم میں اُس تیغ تبسم کے جو روتا ہوں کبھی	دہن زخم ہنسا دیتے ہیں خندان ہو کر
اُس سے بیزار ہے پہلو مرا خالی جو ہوا	گھر نے دیوانہ بنایا مجھے ویران ہو کر
لے کے بھی دشت نوردی کا ہے شوق ایسا کہ	خاک اڑاتی ہے مری گرد بیابان ہو کر

ملکہ بہار گل پوش جادو بصد خوشی و رغبت سننے لگی اکثر شعر خواجہ نے حسب حال و مناسب وقت
ملکہ بہار سے مخاطب ہو کر پاکان داد دی بتا بتا کے پڑھنے میں لگے تو ملکہ مذکورہ کے دل پر ایسا اثر ہونے لگا
کہ وہ عالم وجد میں جھومنے لگی بجائے خود تعریف کرنے لگی جب خواجہ نے تمام اشعار غزل مرقوم الصدر
کے نے نوازی میں گا کر غزل تمام کی صاحبقران نے بہت تعریف کی ملکہ مذکورہ بھی خواجہ کی
نے نوازی سے از حد خوش ہوئی جب زمانہ غروب آفتاب کا قریب آیا ملکہ بہار گل پوش جادو نے
خواجہ و صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب میں جاتی ہوں نانی میری ملکہ شہناز جادو میری منتظر
ہونگی بلکہ متردد ہونگی کہتی ہونگی کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش جادو نہیں آئی کیا سبب ہے وہ مجھے
زیادہ الفت کرتی ہیں عجب نہیں کہ بیتاب و بیقرار ہو کے وہ میری تلاش میں گھر سے نکلی ہوں یا مجمر جادو
کو میری جستجو کے واسطے روانہ کیا ہو زیادہ میرا یہاں بیٹھنا خوب نہیں ہے مبادا نانی صاحبہ یا مجمر جادو وغیرہ
کوئی ساحر مجھے یہاں بیٹھا ہوا دیکھ لے تو غضب ہو جائے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ تمہارا جانا
گوارا نہیں ہے مگر تمہارا عذر قوی ہے جاؤ مگر اقرار کئے جاؤ اور اگر کچھ حال لوح طلسم زلزلے کا معلوم ہو
تو بتاتی جاؤ اُس نے کہا کہ مجھکو تو کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم نہیں ہے الا ہماری نانی صاحبہ ملکہ شہناز جادو کو
کہ نہایت کبیر السن ہیں اور ساحرۂ معزز و قرابت دار شاہ طلسم ہیں اُن کو معلوم ہوگا میں اُن سے دریافت
کر کے کسی حیلے و بہانے سے ادھر آ کے کہدونگی تمکو حال لوح طلسمی سے آگاہ کر دونگی یہ کہکر مسند سے
سے نکل کر صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہو کر طاؤس سحر پر سوار ہو کر جلد تر سوے طلسم زلزلہ روانہ
ہوئی اثناے راہ میں خیال کرنے لگی کہ اسوقت دربار سحر طاؤس میں جانا کچھ ضرور نہیں ہے نانی صاحبہ
ہماری و پیارے اپنے مکان میں آئی ہونگی میری منتظر ہونگی لہذا اپنی نانی ہی کے پاس چل جسوقت
وہ پوچھینگی کہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے کیوں نہ لائی خالی ہاتھ آئی کہدونگی
کہ اُن کی بہت تلاش کی وہ نہیں ملے پھر اُن کی جستجو کرونگی اس حیلے سے اکثر ادھر آیا کرونگی اور
نے نوازی خواجہ کی سنا کرونگی اپنے دل کو خوش کرونگی صورت خواجہ طیفور کر دیا پر بھی نظر کرونگی
یہ خیالات کرتی ہوئی داخل طلسم ہو کر اپنی دولتسرا میں داخل ہوئی دیکھا کہ ملکہ شہناز جادو متردد اور
پریشان خاطر و بدحواس بیٹھی ہے مجمر جادو سے کہ رہی ہے کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش نہیں آئی
مجھکو ہر طرح کا تردد ہے حسینہ و جمیلہ و نادان ہے مبادا اُس کی عزت و عصمت میں کہیں خرابی ہو تو باعث
بدنامی ہو صاحب حسن و جمال ہے سب خواہان ہوتے ہیں خودغرض دام فریب میں مبتلا کرتے ہیں کبھی
وہ پھر کری تنہا بیرون طلسم نہیں گئی تھی آج پہلے پہل اپنی ضد سے گئی ہے میں نے لاکھ منع کیا تھا مگر
میرا کہا نہ مانا آخر اپنا ہی کہنا کیا تلاش طلسم کشا میں گئی کنیزوں میں سے بھی کسی کو ساتھ نہ لے گئی
تنہا ہی گئی مجمر جادو عرض کر رہی ہے کہ خالہ جان اگر برا نہ مانیے تو میں کہوں آپ ملکہ بہار گل پوش کو
زیادہ چاہتی ہیں الفت و محبت اُن سے زیادہ رکھتی ہیں اسی وجہ سے وہ ناز و ضد کرتی ہے آپ ناز بردار ہیں

خود ہی آپ نے اُن کی نازبرداری سے اُن کو دلیر کیا ہے گھبرایئے نہین وہ اب آتی ہونگی غائب
طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتی ہونگی راہ دور و دراز تک جستجوے طلسم کشا مین گئی ہونگی گو کہ سن اُن کا
صغیری کی عمر سے کم ہے لیکن عاقلہ و ہوشیار ہین سحر و ساحری مین آپ نے اُن کو طاق و مشاق شہرۂ آفاق
اپنی تعلیم و تربیت سے کر دیا ہے بھلا کوئی بدبین و خودغرض اُن کو اپنے دام فریب مین کیا لا سکتا ہے اگر
حکم ہو تو مین اُن کی جستجو مین جاؤن ہنوز مجمر جادو یہ تقریر کر رہی تھی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو
اپنی نانی کے روبرو آئی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر اُس کے چہرے پر نظر کی دیکھا کہ چہرہ اترا ہوا ہے
رخ پر زردی لبون پر خشکی نمایان ہے آنکھین ہر الفت مین مست ہین یہ دیکھتے ہی تردد پیدا ہوا دل مین
کہنے لگی کہ آج اس چھوکری کے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہوتے ہین بعد اس خیال کے پوچھا کہ اے
بہار کیا تلاش طلسم کشا مین گئی تھی کہین اُس کو پایا اُسکو اسیر کرکے حوالے نائب خداوند حکیم جالوس
کے کر دیا یا نہین ملکہ بہار گل پوش نے آغوش ملکہ شہناز مین سر رکھ کر عرض کیا کہ نانی جان جب سے
مین دربار نائب خداوندی سے برائے تلاش طلسم کشا گئی سرگردان و پریشان صحرا صحرا دشت دشت
کوہ کوہ دیکھتی پھرا کی کہین طلسم کشا کو نہین پایا بست خستہ و ماندہ ہو کر آئی ہون رفتہ سے از حد
تھک گئی تمازت آفتاب و صعوبت راہ سے میرا عجب حال ہو گیا ہے کچھ درد سر مین پیدا ہو گیا ہے
گرد و غبار راہ سے سراپا خاک مین آلودہ ہون دیکھیے کس قدر چہرے پر اور سر کے بالون پر گرد و غبار
ہے اگرچہ جانتی تھی کہ طلسم کشا تلاش سے ہاتھ نہ آئے گا تو ہرگز نہ جاتی اسقدر تکلیف و زحمت گوارا نکرتی مین نے
برا کیا کہ آپ کے کہنے پر عمل نہ کیا جا کر بستہ کشائی خالی ہاتھ سرگردان ہو کر یہان آئی آپ سے شرمندہ
ہوئی نائب خداوند حکیم جالوس سے بھی شرمندہ ہونگی اہل دربار نائب خداوندی سے بھی محجوب ہونگی اور
ساحران دربار نائب خداوندی سے ضرور کہین گے کہ ملکہ بہار اسیری طلسم کشا کا دعوی کرنے گئی تھی
لیکن طلسم کشا کو اسیر کرکے نہ لائی جو کہا تھا وہ نہ کیا اسی طرح حکیم جالوس بھی نانا مجھ سے کہے گا اسکے
جواب مین کیا کہونگی کہ پھر تلاش طلسم کشا کرون گی اگر آج طلسم کشا نہین ملا کسی روز تو کہین ملجائے گا
اسے گرفتار کرکے آپ کے حوالے کر دون گی یہ کہکے درد سر کی زیادہ شکایت کرنے لگی ملکہ شہناز
جادو کہ اسکو از حد چاہتی ہے اپنی جان سے بھی زیادہ اس کو عزیز رکھتی ہے تمام تقریر اُس کی سنکے
فرط محبت سے خیال بد دل سے دور کرکے سمجھی کہ یہ لڑکی جو کچھ کہتی ہے سچ کہتی ہے اس نے جستجو طلسم کشا
کی بہت کی ہوگی طلسم کشا اس کو کہین نہ ملا ہوگا آخر دشت و کوہ مین سرگردان ہو کر بے نیل مراد چلی
آئی ہے اسی سرگردانی و زحمت و صعوبت رہروی راہ دور و دراز سے رنگ رخ اس کا متغیر ہے لب
خشک ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین چہرہ مثل زعفران زرد ہو گیا ہے سر مین درد کچھ بد
اسی سبب سے پیدا ہوا ہے سراپا گرد و غبار راہ سے آلودہ ہے ابھی بیوقوف و نادان ہے گو جوان ہے مگر عشق
عاشقی سے آگاہ نہین ہے تو نے جو خیال قبل اس کے کیا تھا وہ غلط تھا یہ نادان چھوکری ہے کوچہ
عشق و الفت سے ناواقف ہے شیشہ ناموس اس کا سنگ رسوائی سے محفوظ ہے یہ سمجھکر کثرت الفت
و محبت سے سراپا کی بلائین لے کر اپنے سینے سے لگا کر پیشانی کا بوسہ لے کر بہ شفقت بزرگانہ کہا کہ
اے بہار آخر تو نے اپنی ضد کی ہار اکتنا نتا دیکھا تو نے کہ انجام کیا ہوا نصیب دشمنان رہروی
راہ دشت و بیابان و تمازت آفتاب تابان سے درد سر پیدا ہو گیا اس تکلیف و زحمت پر بھی مراد
تیرے ہاتھ نہ آیا آخر شرمندہ ہوئی اب دربار مین بھی جا کر شرمندہ ہوگی جو اپنے بزرگون کا کہنا

نہیں مانتا اُس کا یہی حال ہوتا ہے انجام نافرمانی بزرگان یہی ہوتا ہے خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب کبھی تلاش
طلسم کشا کے واسطے گیا تھا نائب خداوند حکیم جالوس سے کہہ دینا کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ مجھسے
گرفتار نہوسکے گا اُس کا کہیں نشان نہیں ملتا اُس کی تلاش بہت کی وہ کہیں نہیں ملا شاید خوف
خداوند یا نائب خداوند سے اپنے وطن کی طرف چلا گیا یا حکیم جالوس کی خبر قتل سنکے دستیابی
لوح طلسمی سے ناامید ہوکر طلسم کشائی سے دست بردار ہوکر کسی جانب چلا گیا ہے اب اُس کا ہاتھ
آنا دشوار ہے ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی سے لپٹ کر اٹھلا کر پوچھا کہ اے نانی جان
یہ تو بتلائیے کہ لوح کس کو کہتے ہیں وہ کیسی ہوتی ہے جواہرات سے کسی جواہر کی ہوتی ہے یا سونے
چاندی تانبے پیتل لوہے مٹی کی ہوتی ہے چھوٹی ہوتی ہے یا بڑی ہوتی ہے اُس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے یا
صاف ہوتی ہے اُس سے کوئی کام نکلتا ہے یا بے کام ہوتی ہے اُس کو کون بناتا ہے کیونکر بنائی جاتی ہے اُس کے
بنانے سے کیا فائدہ و مقصود ہوتا ہے اُسکو چار کہاں رکھتے ہیں اس طلسم کی لوح جو بنائی گئی ہے وہ کہاں
رکھی گئی ہے کس کے قبضے میں ہے اگر ممکن ہوتا تو میں بھی اُسے دیکھتی معلوم کرتی کہ لوح طلسمی ایسی ہوتی ہے
میں نے اپنی زندگی میں کبھی لوح طلسمی نہیں دیکھی ہے اُس کے دیکھنے کا سخت اشتیاق ہے اگر وہ لوح طلسم
کو مل جائے تو وہ اُس لوح سے کیا کسی کو قتل کرسکتا ہے لوح میں مانند تلوار کے کیا دھار اور آبداری ہوتی ہے
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا کو کس وجہ سے جستجوئے لوح ہے بھلا طلسم کشا کو لوح طلسمی مل سکتی ہے
یا نہیں اور اگر مل سکتی ہے تو کیونکر ملے گی اور جب اُسکو دستیاب ہوجائے گی تو وہ اُس لوح طلسمی سے
کیا کام لے گا اور اگر اُس کو نہ ملے گی تو بقول آپ کے وہ مجبور و لاچار ہے بس میرے نزدیک ایسی
صورت میں کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب نہیں ہوئی ہے اُس کو گرفتار کرکے قتل کرنا یا قید خانے میں
بند کرنا بیکار و فضول ہے ناحق کسی کو ستانا در پے ایذا رسانی ہونا اچھا نہیں ہے سراسر ظلم ہے عبث تلاش
طلسم کشا نائب خداوند حکیم جالوس کو ہے جبکہ اُس کے پاس لوح طلسمی نہیں ہے تو اُس سے کیا اندیشہ ہے
ایسا اندیشہ کرنا خلاف مردانگی ہے خوف کرنا ایک تن تنہا سے خلاف حکومت شان اولو العزم ہے اور خداوند
ہود سرمست جادو اور نائب خداوند حکیم جالوس کو تو بہت ناز یبا ہے کہ وہ خداوند و نائب خداوند ہیں
صاحب حکومت و اختیار ہیں اُن کو تو کسی سے نہ ڈرنا چاہیے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ خداوند طلسم باطن
میں جاکر پوشیدہ ہوئے ہیں نائب خداوند کو خوف سے طلسم کشا کی تلاش ہے اگر آپ کو ان سب حالات سے
آگاہی ہے خصوصا جہاں لوح طلسمی رکھی گئی ہے اُس جگہ سے اطلاع ہے تو بیان کیجیے تاکہ مجھکو بھی معلوم
ہوجائے ملکہ شہناز جادو نے جو نانی ملکہ بہار گل پوش جادو کی تھی سنکے خود خیال کرنے لگی کہ اس
چھوکری نے کبھی مجھسے ایسی باتیں نہیں پوچھی تھیں خصوصا حال لوح طلسمی کا کبھی اس نے مجھسے
دریافت نہیں کیا تھا آج یہ کیا سبب ہے کہ یہ لڑکی مجھسے پوچھ رہی ہے ضرور ہے کہ اس کے دریافت
کرنے سے اس کا کچھ مطلب ہے بے وجہ اور بے سبب یہ دریافت نہیں کرتی ہے اگر یہ سمجھا جائے کہ
نادانی و بیوقوفی سے پوچھتی ہے تو ایسی نادان بھی نہیں ہے چودہ پندرہ برس کا سن ہے سمجھدار ہے
عاقلہ و بالغہ ہے دنیا کی باتوں سے آگاہ ہے اگرچہ نا کتخدا ہے مگر اپنی ہم جولیوں میں بیٹھکر ان کی صحبت میں
رہ کر سب باتوں سے ماہر ہوگئی ہے بس ضرور ہے کہ دریافت حال لوح طلسمی سے اس کا کوئی مدعا ہے
عجب نہیں کہ یہ چھوکری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے ڈھونڈھنے
اور اُن کے اسیر کرنے کو گئی تھی اُن کو دیکھکر اُن پر عاشق و فریفتہ ہوئی ہو اور اُن کے کہنے سے

اس نے مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا ہو کبھی اس نے مجھے ایسی تقریر نہیں کی تھی آج اس کی
اس گفتگو سے ضرور خیال ہوتا ہے کہ یہ طلسم کشا پر مائل ہو کر آئی ہے اُس کی بہبودی کے واسطے حال لوح
طلسمی مجھسے دریافت کرتی ہے تاکہ جو کچھ مجھسے سنے وہ اُس سے جاکر بیان کرے اور وہ فکر حصول
لوح طلسمی کرے لہٰذا ملکہ شہناز جادو تو جہان دیدہ ہے نہایت سن رسیدہ ازبس بہت سے امور د
ولتنے تونے اپنی زندگی میں دیکھے ہیں صاحب عقل و فہم ہے یہ لڑکی تجھکو اپنے دام فریب میں شاید گرفتار کرنا
چاہتی ہے نادانی کے حیلے سے حال لوح طلسمی تجھسے دریافت کرنا چاہتی ہے تجھکو لازم ہے کہ فریب میں اس
چھوکری خودغرض کے نہ آ اسکو نادان نہ سمجھ یہ تجھ سے چال کرتی ہے یہ خیال کرکے برہم ہو کر اپنی آغوش
سے اُسے دور کرکے چین بجبین ہو کر قہر و غضب سے تیوری چڑھا کر او گیسو بریدہ سچ کہ کس غرض سے
حال لوح طلسمی کا مجھ سے پوچھتی ہے دریافت حال لوح طلسمی سے کیا مطلب ہے تجھکو لوح طلسم کے حال
سے کیا کام ہے تجھکو تیری اس تقریر سے اندیشہ ہے کیا کہوں کیا کیا خیالات میرے دل میں گذرتے
ہیں زبان پر ابھی اُن کا لانا مناسب نہیں جانتی ہوں مگر یقین کرتی ہوں کہ تونے دربار ناسپ خداوند
سے جاکر صحرا میں کوئی گل کھلایا ہے جب تو گھر میں آئی تھی اسیوقت تیرے چہرے پر نظر کرنے سے تیرے
دل میں کچھ خیالات ملاذ سے تھے مگر میں نے اُن خیالات کو تیری باتوں سے سچ گمان کرکے بیکار کیا تھا
اب تیری گفتگو سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ تونے ہمارے خاندانی طریقے کے خلاف کوئی فعل کیا ہے تیرے
چہرے سے ظاہر ہو رہا ہے یہ زردی رخ یہ خشکی لبوں کی یہ حلقے نرگسی آنکھوں کے سب شہادت تیری
بدچلنی کی دے رہے ہیں پس تجھکو لازم و مناسب ہے کہ اسوقت مجھسے صاف صاف کہدے کوئی
بات پوشیدہ نکر ورنہ مجھسے بُرا اور دشمن اپنا کسی کو نجاننا میری الفت و محبت کرنے پر نازان نہو میں
بدچلن کی ہرگز دوست نہیں ملکہ بہار گل پوش جادو نے عتاب و غصہ مادر سے خائف و
ترسان و لرزان ہو کر دست نازک حنائی جوڑ کر آبدیدہ ہو کر کہا کہ اے نانی جان میں نے یونہی
آپ سے حال لوح طلسمی پوچھا ہے آپ اور کچھ خیال نہ کیجیے تہمت بدچلنی کی مجھے نہ لگائیے میری زردی
رخ اور لبوں کی خشکی پر نظر کرکے خیال بد نہ کیجیے رہروی و تمازت آفتاب عالمتاب سے میرے
چہرے کی یہ حالت ہوگئی ہے واسطے اطمینان خاطر کے مجھ سے قسم لیجیے کہ میں نے کوئی فعل خلاف
آپ کے خاندان کے نہیں کیا ہے میں تو تھوڑی تلاش طلسم کشا میں گئی تھی جب وہ کہیں نہ ملا تو
چلی آئی جب سے میری مادر و پدر نے انتقال کیا آپ ہی نے میری پرورش کی اتنا بڑا کیا اور
تعلیم و تربیت میں میری آپ نے بسر کیے بھلا میں کوئی کام خلاف عزت و حرمت و عصمت کر سکتی
ہوں کیا مجھکو آپکا خوف نہ تھا جو ایسے کام پر کمر باندھتی ملکہ شہناز جادو نے اسکو طلب کرکے نہایت
غصے سے کہا کہ او ننگ خاندان تو مجھسے چھپاتی ہے صاف صاف نہیں کہتی ہے اگر اذیت سے
محفوظ رہنا چاہتی ہے تو صاف صاف بیان کردے ورنہ اسے کوڑوں کے پشت تیری فگار کردونگی
بلکہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی تیرا زندہ رہنا گوارا نکرونگی افسوس تو نے غضب کیا کیا کہوں کیا کیا ہے
مجھ ضعیفہ کی عزت کو تونے خاک میں ملا دیا ہے اگرچہ تو اپنی زبان سے اقرار نکرے مگر تیرے چہرے
سے ظاہر ہو رہا ہے ملکہ بہار گل پوش جادو نے پھر وہی کہا جو کہا تھا جب ملکہ شہناز جادو نے
دیکھا کہ کسی طرح ڈرانے غصہ کرنے سے یہ دختر صاف صاف اظہار نہیں کرتی ہے کوڑے مارنا
مناسب گمان کرکے زیادہ برہم ہو کر کہا کہ او گیسو بریدہ اگر تو سچ سچ بیان نہیں کرتی ہے اور مجھے

چھپاتی ہے تو تیرے اس پوشیدہ کرنے سے کیا ہوگا کیا میں تجھے تمام حال سے آگاہ نہیں ہو سکتی
ہو کھلے وہ گڑیاں جو ملکہ بہار گل پوش کے کھیلنے کی تھیں اُن میں سے ایک گڑیا کو اٹھا کر دست چپ
اُس کے پہلے مرور کر بنظر سحر آگین پھر اُس کو دیکھ کر کارد سے پیشانی کو اپنی زخمی کر کے خون پیشانی
جلو میں لے کر الفاظ و اسماے سحر آہستہ پڑھ کر خون مذکور پر دم کر کے وہ خون اُس گڑیا پر ڈال کر
زمین پر اُس کو رکھ کر کہا کہ اے پتلی سحر سامری تمام حال مفصل ملکہ بہار گل پوش کا بیان کر جب
سے یہ دربار نائب خداوند سے گئی تھی کس کس جگہ اس کا گذر ہوا تھا اس نے کس کس سے کلام کیا تھا
اس سے کس نے گفتگو کی تھی اور کیا تقریر کی تھی جو جو افعال نیک و بد اس سے وقوع میں آئے ہوں
بیان کر بمجرد اس کہنے کے وہ گڑیا کھڑی ہو کر بزبان فصیح اس طرح گویا ہوئی کہ اے ملکہ شہنا جادو آگاہ
ہو کہ جب ملکہ بہار گل پوش جادو تمہاری نواسی دربار نائب خداوند حکیم جالوس سے روانہ ہوئی
تا تلاش طلسم کشاے طلسم زلزلہ میں دشت و کوہ کو طے کرتی ہوئی ہر طرف دیکھتی ہوئی کوہ بلور تک پہونچی
تھی زیر کوہ بلور خواجہ طیفور کو دیا عیار روبروے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کے نے بجا رہا تھا اشعار غزل لے میں گا رہا تھا تمہاری نواسی صحرا میں زیر کوہ چند آدمیوں کو
دیکھکر براے دریافت حال کوہ بلور پر جا کر ٹھہری تھی عیار مذکور جو نے نوازی کر رہا تھا اشعار گا رہا
تھا یہ نواسی تمہاری بگوش دل اُس کا گانا سننے لگی اُس کی آواز اس کو ایسی پسند آئی اور اس کا گانا
اس کو ایسا مرغوب ہوا کہ یہ گویا مست و مدہوش ہو کر جھومنے لگی بجائے خود اُس کے گانے کی تعریف
کرنے لگی جب عیار مذکور نے غزل تمام و کمال گا کے نے نوازی موقوف کی صاحبقران مذکور نے کہا
کہ اور کوئی غزل کے اشعار عاشقانہ نے بجا کر گاؤ عیار مذکور حسب الحکم اپنے آقا کے دوسری غزل کے
اشعار نے بجا کر گانے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو پھر برغبت تمام اُس کا گانا سننے لگی اور جب
جھک کر بالاے کوہ سے زیر کوہ اُس عیار نے نواز کو دیکھنے لگی آخر کار اُس کی صورت پر نظر کر کے اُس کی
نے نوازی اور گانے پر یہ عاشق ہوئی جب عیار مذکور نے وہ دوسری غزل بھی گا کر تمام کی تو تمہاری
نواسی نے بے اختیار کوہ بلور سے اتر کر اُس عیار مکار کے روبرو جا کر پوچھا کہ تو کون ہے نام تیرا کیا ہے
اور یہ جو سامنے بیٹھے ہیں ان کا نام کیا ہے اس صحرا میں تیرے آنے کا اور یہاں قیام کرنے کا
کیا سبب ہے اُس نے اپنا نام برق بتا کر حسن و جمال پر تمہاری نواسی کے نظر کر کے مائل ہو کے عشق
اپنا ظاہر کر کے ملکہ بہار گل پوش کو پھنسایا تھا پھر نام صاحبقران کا ظاہر کر کے کہا تھا کہ یہی طلسم کشاے
طلسم زلزلہ ہیں واسطے تلاش لوح طلسمی کے یہاں تک آئے ہیں سوا اس کے اور بھی تقریر اس نے
کی تھی پھر اس نے پوچھا تھا کہ تمہارا کیا نام ہے یہاں آنا تمہارا کیونکر ہوا اس صحرا میں کس کام
کے واسطے آئی ہو تمہاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں واسطے اسیری صاحبقران
طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے دربار نائب خداوند سے یہاں تک آئی ہوں یہاں آ کر طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو میں نے دیکھا ہے عیار مذکور نے کہا تھا کہ اے ملکہ بہار کیا اب ہمارے آقا کو گرفتار
کر کے لے جاؤگی اگر ان کا اسیر کرنا تمہارے امکان میں ہو تو ان کو قید کر کے لے جاؤ اُس وقت
تمہاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ آئی تو میں اسی واسطے تھی مگر تیری نے نوازی اور گانے سے
خوش ہو کر دل اپنا تجھ کو دیا مجھے تیرے آقا کو گرفتار نہ کروں گی یہ سنکے وہ عیار اور صاحبقران دونوں
خوش ہو گئے پھر عیار مذکور نے تمہاری نواسی کے روبرو ایک اور غزل نے بجا کر گائی تھی

دل اس کا بہت خوش کیا تھا بعدہ عیار مذکور نے حال لوح طلسمی کا دریافت کیا تھا اس سحر نے یہ
بیان کیا تھا کہ مجھکو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہیں ہے لیکن میں اپنی نانی سے دریافت کرکے
یہاں آکر تمھے کہدونگی تم کو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کردونگی تم جاکر لوح مذکور کو لے آنا
یہ کہکر وہاں سے تمھارے پاس آئی تھی یہ کہکر وہ پتلی سحر خاموش ہوکر خاک پر گر پڑی گرتے ہی
اس کے دہن سے ایک اسقدر شعلہ نکلا اس شعلے سے وہ ہمہ تن جل کر خاک ہوگئی ملکہ شہناز جادو نے
تمام تقریر پتلی سحر ساحری کی سنکے بعد قہر و غضب ملکہ بہار گل پوش سے کہا کہ کیوں ری گیسو بریدہ
تو نے جا کر یہ گل کھلایا ہے. طلسم کشا کی نے نوازی پر عاشق ہوکے طلسم کشا کو اسیر کیا
وہاں سے یہاں آکر حال اپنے جانے کا اور طلسم کشا کے اسیر کرنے کا صاف صاف مجھسے بیان نہ کیا
مجھسے چھپایا اپنے عاشق ہونے کا بھی کچھ حال نہ کہا اس کو بھی مجھسے پوشیدہ کیا اور بموافق وعدہ کرنے کے
مجھسے حال لوح طلسم زلزلہ دریافت کرنا چاہا تھا میں جہاندیدہ تھی پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ بے سبب
تو حال لوح طلسمی دریافت نہیں کرتی ہے اب کہ تیرا تمام حال ظاہر ہوگیا تیری دروغگوئی و عشق و
عاشقی کی تجھکو کیا سزا دوں مارے کوڑوں کے تیری پشت کو فگار کردوں یا تجھکو اسیر کردوں یا تجھکو
ننگ خاندان کو مار ڈالوں یا تیرا تمام و کمال حال نائب خداوند سے جاکر کہدوں یہ کہکر کوڑے مارنے کا
ارادہ کیا اسوقت مجمر جادو نے درمیان میں آکر اپنی خالہ کے قدموں پر گر کر آبدیدہ ہوکر کہا کہ خالہ جان
میں قسم دیتی ہوں آپ کو خداوند ہو سرمست جادو کی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو میری بہن کو
کوڑے نہ ماریے گا یہ نازنین و گلبدن ہے برداشت کوڑوں کی اذیت کی نہوگی یقین ہے کہ مر جائیگی طائر روح
اس کا ابھی اس کے قفس تن سے نکل جائے گا میں بھی اس کے غم میں مر جاؤنگی اس کی عوض جو
چاہیے مجھے سزا دیجیے اور اس کی خطا کو معاف کیجیے یہ ابھی نادان ہے نافہمی سے یہ قصور اس سے ہوا ہے
میری اچھی خالہ اب غصہ نہ کیجیے کوڑا ہاتھ سے رکھدیجیے جو کچھ ہوا اس سے درگذر کیجیے کچھ ایسی بے عزتی
نہیں ہوئی ہے عزت و آبرو اس کی نہیں گئی ہے صرف عاشق ہوئی ہے آپ کی اس چشم نمائی سے خائف
ہوکر عشق و عاشقی سے باز آئے گی اب کبھی حال لوح طلسمی آپ سے دریافت نہ کرے گی دیکھیے یہ خود
اپنی خطا پر نادم ہے سر جھکائے ہے زار زار رو رہی ہے آنسو جاری ہیں ہچکی لگی ہے روتے روتے آنکھیں
سوج گئی ہیں آپ کے خوف سے مانند بید تھرا رہی ہے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے چہرہ اس کا کسقدر متغیر ہوگیا
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی برسوں کا بیمار ہوا اتنی دیر میں خوف سے لہو اس کا خشک ہوگیا ہے مجھے
خوف یہ ہے کہ اس کی روح آپ کے ڈر سے کہیں نکل نہ جائے بس وہ اپنی سزا کو پہنچ چکی مجھے امید ہے
اب کبھی ایسی حرکت اس سے وقوع میں نہ آئے گی اگر بار دیگر ایسی ہی حرکت اس سے سرزد ہو تو
اسے جو چاہیے گا سزا دیجیے گا پھر میں آپ سے اس کے بارے میں کچھ نہ کہوں گی دیکھیے خالہ جان
غصے کو اپنے روک لیجیے تقصیر اس کی عفو کر دیجیے ورنہ یہ نازک بدن تاب تازیانے کی نہ لا کر ابھی تڑپ کر
مر جائے گی اس کے مرنے سے میں بھی زندہ نہ رہوں گی اپنی جان دیدوں گی مجھے یقین کامل ہے کہ بعد
ہم دونوں بہنوں کے کہ آپ بھی ہم دونوں کے صدمہ و غم میں زندہ نہ رہیے گا ضرور ہلاک ہو جائیے گا
خانہ بربادی ہو جائے گی گھر تباہ و برباد ہو جائے گا کسی کا اس مکان میں نام و نشان باقی نہ رہے گا
دوستوں کو رنج ہو گا دشمن خوش ہونگے ابھی تک خبر جگ ہنسائی عالمگیر نہیں ہوئی ہے بجز میرے کسی نے
حال عشق و عاشقی ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہیں سنا ہے اگر آپ کے کوڑے لگانے سے سزائے سخت

دیکھنے سے میری ہمشیرہ مر جاوے گی تو اس کا چرچا تمام ساحران طلسم مین ہوگا یہ راز افشا ہو جائیگا
بڑی ذلت و رسوائی آپ کی ہوگی آپ اہل عزت خاندان شاہی سے ہین خداوند سے قرابت رکھتی ہین
ذرا انجام پر نظر کیجیے اس آغاز سزا دہی کا انجام یہ ہوگا ذلت و رسوائی بہت ہوگی یہ خبر پوشیدہ نرہیگی
خداوند و نائب خداوند تک بھی خبر ضرور پہونچیگی سراسر آپ کی ذلت ہوگی جب تک زندہ رہیے گا انگشت نما
ہوجیے گا ساکنان طلسم زلزلہ نظر حقارت سے آپکو دیکھین گے یہ عزت و آبرو آپ کی پھر نہ رہے گی
بہتر یہی ہے کہ اس عیب کو چھپائیے اسکی خطا پر خاک ڈالیے غیرون پر ظاہر نہ کیجیے آپنے اس کو بہ ہزار
ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے بچون سے خطا و تقصیر اکثر ہوتی جاتی ہے بزرگ بشفقت بزرگانہ معاف
کر دیتے ہین آپ بھی ان کی بزرگ ہین بے ماں باپ کی بچی ہے اس کے حال پر رحم کیجیے سوا آپ کے
بزرگ و سرپرست اس کا کوئی نہین ہے مثل اس کے مجھکو بھی آپنے پالا ہے میرے بھی والدین زندہ
نہین ہین بزرگون مین بجز آپ کے دم کے کوئی نہین ہے آپ کے اشفاق بزرگانہ کا ہم دونون شکریہ
ادا نہین کر سکتے ہین بڑے ناز و نعمت سے آپنے ہم دونون کو پرورش کیا ہے بیشتر ناز برداری کی ہے
پال پوس کر اتنا بڑا کیا ہے بڑا حق ہے آپ کا ہر چند کہ یہ غصہ آپ کا بیجا نہین ہے لیکن زیادہ غصہ بھی اچھا
نہین ہے یہ کہکے بے اختیار با آواز بلند رونے لگی جان اپنی کھونے لگی ملکہ شہناز جادو نے بجمر جادو کے
قسم دینے و نیز اس کی تمام تقریر کے انجام پر پہنچنے کے غور کیا اور بجمر جادو کی رائے کو
پسند کر کے بجائے خود اسی عالم غصہ مین یہ خیال کیا کہ بھانجی میری جو کچھ کہتی ہے سچ کہتی ہے لڑکی
ہے مثل بزرگانہ رکھنی ہے یہ سوچکر لڑکی کو نہ مارنا چاہیے گرز ہاتھ سے زمین پر ڈالکر بجمر جادو کے سر اپنے
قدم سے اٹھا کے کہا کہ او چھوکری تونے مجھکو خداوند کی قسم دی ہے اور قدم پر میرے سر رکھکر ہاتھ
جوڑکر اس گیسو بریدہ کے باب مین کو بہت مارنے کو کہا ہے خیر تیرے کہنے سے اب اس کو نہ
مارون گی الا نظر بند کرون گی گھر مین لیجے اس کو قید کرون گی تاکہ پھر یہ سحر صاحبقران
طلسم کشائے طلسم زلزلہ و رہبروے خواجہ طیفور گرد یا پر مائل ہوتی ہے نہ جا سکے یہ کہکر ہاتھ ملکہ
بہار کا پکڑ کر آہستہ آہستہ اُسکے عارض پر طمانچے لگاکر کھینچکر حجرے مین بند کیا بعد ازان کہا کہ او ننگ خاندان
واہ واہ طلسم کشا کو تونے خوب اسیر کیا خود جاکر زنجیر عشق مین اسیر ہوئی اب نائب خداوند اگر پوچھے گا
تو اس سے کیا کہون گی بجمر جادو نے عرض کیا کہ اے خالہ جان ابھی وقت شب ہے کل ہنگام سحر مین
جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ و خواجہ طیفور گرد پا کو اسیر و گرفتار
کر کے آپ کی خدمت عالی مین لے آؤن گی آپ دونون اسیرون کو لیے ہمراہ نائب خداوند کے
پاس لے جائیے گا اور کہیے گا کہ میری بھانجی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بمشکل ان کو گرفتار
کیا ہے مین ان اسیرون کو لے کر آئی ہون یہ سنکے وہ بہت خوش ہوگا آپ کا تمام طلسم مین شہرہ ہوگا
خداوند بھی آپ سے بہت خوش ہونگے عزت و توقیر آپ کی زیادہ کرین گے عجب نہین کہ علاوہ خلعت
کے مال و حکومت محلات طلسم زلزلہ آپ کو دین اور ہمیشہ ممنون منت ہون ملکہ شہناز جادو نے
جواب دیا کہ او چھوکری کیا اب تو بھی وہان جاکر کسی پر عاشق و فریفتہ ہوگی تیری بہن تو مبتلائے عشق
بہار سکار طلسم کشا ہو چکی ہے اس نے عرض کیا کہ مجھکو شوق کا نام بھی نہین ہے مثل اپنی خواہر کے
نا فہم ہون عشق و عاشقی سے مجھکو نفرت ہے اگر مین بھی مانند اپنی بہن ملکہ بہار کے صاحبقران
یا ان کے عیار یا اور کسی سے آشنائی کرون تو جو چاہیے گا سزا دیجیے گا ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ تو کیونکر

طلسم کشا کو اسیر کر لائے گی اُس کے ساتھ عیار زدو و بلائے روزگار ہی مجمر جادو نے کہا کہ اگر ہمراہ
طلسم کشا عیار ہی تو کیا اندیشہ ہی اگر عیار ہی پر عیاری ختم ہو تو مجھے کام ہی نہیں آپ کی تعلیم سے
صرف سحر و ساحری ہی میں طاق و مشتاق نہیں ہوں بلکہ اپنی طبیعت سے عیارہ و مکارہ بھی ہوں
میرے دام فریب میں پھنسکر نکلنا ممکن نہیں اگر آپ مجکو جانے کی اجازت دینگی تو یہان سے جا کر
وہ عیاری کروں کہ عیار اور طلسم کشا دونوں کو دام فریب میں مبتلا کر کے فی الفور اسیر کر لاؤں بلکہ
اُن کے گرفتار کر لانے کی تدبیر میرے ذہن میں آ گئی ہی ملکہ شہناز جادو اُس کی گفتگو سنکے خاموش
رہی جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی مجمر جادو نے پھر کہا کہ خالہ جان اگر مجکو اجازت دیجیے تو ابھی
جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے لے آؤں اُس نے اُس کے مکر کرنے سے [illegible] جب وہ بار بار [illegible] تھا جا طلسم کشائے
طلسم زلزلہ کو مع اُس کے عیار مکار کے اسیر کر لا خبردار تو مانند اُس کوہسوار ہر دفعے کسی پر
مائل ہونا اُس نے کہا کہ خالہ جان آپ اطمینان رکھیں میری طبیعت ملکہ بہار کی طبیعت سے جدا ہی
یہ کہکے جو کچھ تدبیر اُس کو کرنا منظور تھی وہ تدبیر کر کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی
بعد قطع راہ دور و دراز کے قریب کوہ بلور پہونچی بلندی سے دیکھا کہ ایک منڈھی کی مانند چھوٹا سا
خیمہ زیر کوہ استادہ ہی اندر اُس خیمے کے ایک نوجوان خوش رو جس کے رخ سے آثار شجاعت و
جرأت آشکار ہیں دلیرانہ بیٹھا ہوا اسیر سحر اُسے سبزہ زار کر رہا ہی تسبیح ہاتھ میں ہی کچھ پڑھ رہا ہی عیار
اُس کا اُس کے سامنے موجود ہی چند خدمتگار وغیرہ کاروبار میں مصروف ہیں سب کو دیکھتی ہوئی
آگے بڑھ کر بلندی سے بالائے زمین مسکراتی ہوئی آئی تخت سحر سے اتری خواجہ طیفور کر دیا ہم
دیکھتے ہی یہ کہتے ہوے اُس کی طرف دوڑے کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان
کیا مجکو اپنے بیان کرنے سے [illegible] کیا ہی کہ بے حد خوشی و خرمی حاصل ہوئی ہی جب سے تم
یہاں سے سوے طلسم زلزلہ گئی تھیں کیا کہوں کہ تمھاری جدائی میں کیسا بیتاب و بیقرار تھا
مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپتا تھا بیتابی و بیقراری و درد جدائی سے نالہ و فریاد کرتا تھا میری
گریہ و زاری پر اس صحرا کے چرند و پرند رحم کر کے قریب میرے آکے میرے حال پر وہ بھی نالاں و
گریاں تھے عجیب بے چینی سے گریہ و زاری میں شب و وقت میں نے تمھاری یاد میں بسر کی ہی شکر ہی
خدا کا کہ تم میرے پاس آ گئیں میں نے تمھیں دیکھا دل بیتاب کو قرار ہوا صد حیف جدائی دور ہوا آؤ آؤ
سینے سے لپٹ جاؤ میری آغوش میں آؤ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے دیکھا کہ ملکہ بہار
گل پوش جادو اُسی صورت سے اپنے رخ پر نقاب ڈالے وہی زیور و لباس رنگین پہنے ہوے آئی ہی
خواجہ اپنی معشوقہ کے روبرو فرط سے یہ حال بیتابی و بیقراری دل ظاہر کر رہے ہیں وہ سر جھکائے
ہوے مسکرا رہی ہی ابھی صاحبقران کشورستان جانب ساحرہ مذکورہ و خواجہ طیفور کر دیا دیکھ ہی رہے
تھے دل میں کہہ رہے تھے کہ یہ ساحرہ صادق القول ہی اس نے وعدہ کرنے کا کیا تھا حسب اقرار اپنی
ہی نہیں معلوم حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی اپنی نانی سے [illegible]فت کر کے آئی ہی یا نہیں نزدیک آ گئے
تو اس سے دریافت کیا جائے خدا کرے کہ اسی کے ذریعے سے لوح کا پتا لگ جائے کہ خواجہ موصوف
ہاتھ اس نازنین کا اپنے ہاتھ میں گرمجوشی سے پکڑے ہوے عشق اپنا ظاہر کرتے ہوے قریب
گئے اور نازنین مذکور کو اندر اُس منڈھی کے بالائے فرش نفیس بٹھایا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے
خواجہ گل سنیے مجھے بابت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے کہا تھا میں نے یہاں سے جا کر اپنی نانی صاحبہ

لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کیا تھا تب اُسوقت نے بشکل بیان کیا کہ لوح طلسم زلزلہ میرے پاس ہی
خداوند ہود سر مست جادو نے مجھے امین و خیرخواہ جان کر لوح طلسمی سپرد کی ہی مین نے کہا کہ
مین بھی دیکھون وہ لوح کیسی ہی اُنھون نے میرے ضد کرنے سے مجبور ہو کر لوح طلسمی مجھے دکھائی
پھر صندوقچے مین بند کرکے رکھدی جب وہ نائب خداوند کے دربار مین گئین مین صندوقچہ کھول کر
لوح طلسم زلزلہ لے کر یہان چلی آئی لو یہ لوح طلسمی موجود ہی تمھاری محبت مین مین نے بربادی
طلسم زلزلہ گوارا کی ہی یہ کہکر رومال سے لپٹی ہوئی ایک لوح خواجہ کے حوالے کی بعد ازان کہا کہ
ذرا میرے اس احسان کا خیال رکھنا لوح کی حفاظت کرنا میری الفت سے دست بردار نہونا
مین نے اپنی جان اور اپنے دین کا بھی کچھ خیال تمھاری الفت مین نہ کیا خداوند و نائب خداوند
بلکہ تمامی ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی بربادی طلسم کی خواہان ہوئی اپنی رسوائی کا بھی
کچھ اندیشہ نہ کیا تمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ مجھ سے ترک محبت نکرنا اس لوح طلسمی کے لے آنے
سے اور تمھین دینے سے جو کچھ قہر و عتاب و اسیری کی میرے مقدر مین ہی وہ ہوگی مین خداوند و نائب
خداوند و نیز اپنی نانی ساحرہ کے قہر و غضب مین مبتلا ہو کر قید ہونا گوارا کرون گی لیکن تمھاری محبت
سے ہاتھ نہ اٹھاؤن گی اگر اسیر نہوئی تو پھر تمھارے پاس آؤن گی ورنہ اب میرا یہان آنا نہوگا
قید خانے مین جانا نصیب ہوگا زندان مین تمھاری تصویر خیالی سے باتین کیا کرون گی جبتک تم
ہمراہ صاحبقران کے داخل طلسم ہو کر مجھے زندان سے رہا نکروگے رہا نہونگی خواجہ طیفور گردیا
نے وہ رومال دست ساحرہ سے لے کر رومال مین سے لوح کو نکال کر جو دیکھا تو وہ عجیب لوح
پُر زیب نظر آئی ایسی چمک اُسمین تھی کہ نظر اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی مانند آفتاب کے چمک
رکھتی ہی کچھ نقوش و طلسم اُس پر کندہ بھی بشکل تمام نظر آتے تھے خواجہ لوح مذکور کو دیکھکر خوش
ہوے بعد ازان وہ لوح کہا صاحبقران کو دے کر کہا کہ لیجیے دعا آپ کی قبول ہوئی لوح طلسمی
دستیاب ہوئی امیر با توقیر نے دست خواجہ سے لوح مذکور لے کر اُس پر نظر کی خوش ہو کر شکر خدا
کیا اس اثنا مین ساحرہ مذکورہ نے اپنے دل مین کہا کہ مین نے اس عیار سے کیا خوب عیاری
کی ایسا عیار بھلا رہونگا میرے دام فریب مین گرفتار ہو گیا اب تاخیر کرنا کیا ضرور ہی بلکہ ان
دونون کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے تحت سحر ان کو ڈال کر سوے طلسم زلزلہ لے چل اپنی خالا و نائب
خداوند سے سرخرو ہو طلسم زلزلہ مین نامور ہو خداوند کی جان بخشی و خیر خواہ مشہور عالم ہو یہ
باتین اپنے دل مین کر کے الفاظ سحر اپنی زبان پر جاری کرنا چاہت ہر چند جو سحر یاد تھے خوب ان کو یاد
کیا مگر کوئی سحر یاد نہ آیا ہر ایک سحر فراموش ہو گیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے گھبرا کر سخت متردد ہو کر
سر اپنا اٹھایا آنچل دوپٹے کا جو اپنے سر و روے پر ڈال کر زیر سایہ مسندی بیٹھی تھی سرکایا تردد و فکر سے
جو پسینہ آگیا تھا اپنے رومال سے اُس پسینے کو زیر نقاب چہرہ سے پونچھا نگاہ صاحبقران کی و نیز
و خواجہ طیفور گردیا نے اُس کے چہرے پر نظر کر کے متردد ہو کر دل مین خیال کیا کہ یہ ساحرہ پہلے
تو بصورت ملکہ بہار گل پوش جادو یہان آئی تھی اب اسکی صورت کچھ اور ہی ہو گئی ہی نہ
اُس کا سا اس کا چہرہ ہی نہ رنگ ہی ایک ساحرہ جوان سبزہ رنگ ہی بعد فکر بسیار عقل سے یہ دریافت
ہوا کہ یہ ساحرہ کوئی اور ساحرہ ہی بزور سحر ملکہ بہار گل پوش کی صورت بنکر واسطے گرفتاری اور
عیاری کے یہان آئی تھی مسندی حضرت دانیال کے سلسلے مین بیٹھی تھی سحر اس کا دفع ہو گیا

صورت اصلی پر آگئی اور سحر بھی بھول گئی کیونکہ یہ خاصہ سندھی مذکور کا ہے کہ تبرکات پیغمبر سے ہے بعد
معلوم ہونے حال ساحرہ مذکورہ کے خواجہ نے پوچھا کہ اے ملکہ نام نامی تمہارا کیا ہے اُس نے جواب دیا
کہ اے خواجہ جائے حیرت و مقام عجب ہے کہ تم مجھکو نہیں پہچانتے ہو میرا نام نہیں جانتے ہو ایسا جلد
مجھکو بھول گئے کل میں تمہارے پاس آئی تھی تمنے بچا کر غزلیں گائی تھیں عشق اپنا ظاہر کیا تھا
واسطے لوح طلسم کے جیسے کہا تھا آج جو لوح طلسمی ہے لیکے تمہارے پاس آئی ہوں لوح حوالے کر چکی
ہوں تو مجھکو تم پہچانتے بھی نہیں یہ خوبی زمانہ ہے اور اپنی بدقسمتی ہے افسوس ہزار افسوس میں نے
تم ایسے خود غرض و بے وفا سے الفت کرکے لوح طلسمی لاکر تمہارے حوالے کر دی میں کیا جانتی تھی
کہ تم ایسے خود غرض و بے وفا صورت ناآشنا ہو گیا میں نے نادانی و بیوقوفی کی بے سمجھے تم سے الفت
کر بیٹھی تمہاری الفت و محبت پر نظر کرکے تمہارا اعتبار کیا اپنا عاشق صادق تصور کیا حالانکہ مجکو ایسا
نکرنا چاہیے تھا بقول شاعر ؎ وفا کا لاکھ کسی سے کرے قرار کوئی + کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی
میں نے تمہاری محبت کی جو اعتبار کیا تو سزا ایسی سخت بھی آج ہی پائی کہ اب تمام زندگی کسی سے محبت نکرونگی
نہ کسی کی الفت کا اعتبار کرونگی سبب ہے تم ایک ہی روز میں مجھے بھول گئے مطلب جو نکل گیا آشنا سے
بے آشنا ہوگئے ہاں صاحب کیوں نہیں اب تو لوح طلسمی جس کے دستیاب ہونے کی آرزو تھی مجھ
ناداں و بیوقوف کے ہاتھ سے پاگئے اب کیا ہے خوف و خطر معدوم طلسم کشائی ہو طلسم زلزلہ کو
تباہ و برباد کرو و دربندوں کو فتح کرو مرحلات طلسمی کو سر کرو ساحران طلسم زلزلہ کو حسب ہدایت
لوح طلسمی قتل کرو ابتدا مجھ سے کرو کہ سب سے اپنی نانی کے سند مجھے ہے اگر لوح لاکر تمکو دیدی ہے
بڑا قصور کیا ہے ایسی کوئی خطا کرتا ہے قابل سزا سخت ہوں واجب القتل ہوں کیوں دیر لگائی ہے
قتل کرو میری خونریزی مباح و جائز ہے یہ کہکر آبدیدہ ہوئی صاحبقران اُس کی تقریر کو سنکے مسکرائے خواجہ
بے اختیار ہنسے ساحرہ مذکورہ ان کے مسکرانے ہنسنے سے زیادہ برافروختہ ہوئی اُسوقت خواجہ
طیفور گردپا نے مسکرا کر اپنی زنبیل سے ایک آئینہ نکال کر ساحرہ مذکورہ کو دے کر کہا کہ اے ملکہ
خدا اس آئینے میں اپنے چہرے کا معائنہ کرو اپنے تئیں پہچانو ہم تمکو پہچان چکے ہیں تم بھی اس آئینے
میں اپنی صورت کو دیکھو تمہیں ملکہ بہار گل پوش جادو ہو یا کوئی اور ساحرہ مذکورہ نے بعد حجت
بسیار آئینے سے کر اپنے منہ کو آئینے میں دیکھا دیکھتے ہی حیرت ہو گئی کیونکہ اپنی اصلی صورت آئینے میں
نظر آئی دل میں کہا کہ اے مجمر جادو یہ کیا واقعہ عجیب پیش آیا سحر میرا کس طرح دفع ہو گیا کس نے
دفع کیا یہاں ایسا کون ساحر زبردست تھا جس نے مجھ ایسی ساحرہ کے سحر کو اس طرح دفع کیا
کہ مجھے خبر بھی نہوئی اور راز میرا فاش ہو گیا عیاری تو کی تھی مگر بن نہ پڑی حال میرا کھل گیا علاوہ اس کے
حیرت یہ ہے کہ سحر بھول گئی شاید صاحبقران یا خواجہ ساحران زبردست ہیں کہ انہوں نے اپنے
سحر سے میرے سحر کو دفع بھی کر دیا اور میرا سحر بھی مجھے بھلا دیا بیشتر تو یہی سنا ہے کہ اہل اسلام ساحر
نہیں ہوتے ہیں وہ مسلمان ایسے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے باتیں کرنے سے سحر دفع ہو جاتا ہے اور
جو سحر یاد ہوتا ہے وہ بالکل بھول جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ خواجہ نے مجھ سے میرا نام پوچھا تھا صاحبقران
اور یہ عیار دونوں مجکو دیکھکر ہنستے تھے تو بے خبر تھی آئینہ دیکھنے سے مجھے اپنی صورت کا معائنہ ہوا
خیر راز تو افشا ہو گیا جو تدبیر کی تھی وہ بن نہ پڑی اب اپنی جان بچا کر گریزاں ہو ورنہ گرفتار
ہو جائے گی ان کو گرفتار کرنے آئی تھی خود ہی اسیر ہو جائے گی بلکہ عجب نہیں کہ تاخیر کرنے سے

یہ عیار تجکو گرفتار کرکے قتل کرے تیرے خون گلو سے اپنی شمشیر آبدار و زمین صحرا کو رنگین کرے یہ باتین
بعجلت تمام دل مین کرکے جلد اُسکو مندلی سے نکلنے کا ارادہ کیا اُسوقت خواجہ نے کہا کہ اے مندلی
حضرت دانیال پیغمبر کی یہ ساحرہ جانے نپائے اُس نے بھاگنے کا ارادہ کیا جو بولے دشمنی و اسیری
صاحبقران یہ آئی تھی اب عاجز ہوکر بھاگتی ہے اس کو اسیر کرلے بمجرد اسکے کہنے کے اُن خدمتگارون نے
دیکھا کہ یکایک وہ ساحرہ مندلی مین اس طرح تنگ ہوگئی کہ سر اُس کا نیچے پانون اُسکے اوپر ہوکر بحالت
تنگی مین جو مندلی مین بند تھی بند ہوگئی اُسوقت ساحرہ مذکورہ فریاد و عاجزی کرنے لگی خواجہ نے کہا کہ
اے ساحرہ عیارہ اب کہ تجکو تیغ سے یا خنجر بران سے قتل کرون یا تجکو نشانہ تیر کرون اگر اپنی زندگی
چاہتی ہے تو ہماری اور صاحبقران کشورستان کی اطاعت اختیار کر کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو اور اپنے نام سے آگاہ کر صاف صاف حال اپنا بیان کر تونے کسلیے عیا سے عیاری
کرنا چاہی تھی واسطے اسیر کرنے صاحبقران کشورستان میرے مالک و آقا کے آئی تھی یہ کہکر کوڑا
زنبیل سے نکال کر ارادہ مارنے کا کیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے بصد عاجزی کہا کہ اے خواجہ
مین سچ سچ تمام حال اظہار کرتی ہون اطاعت تمہاری اور صاحبقران کی اختیار کرتی ہون مطیع
دین اسلام ہوتی ہون کوڑے سے مجکو اذیت نہ دیجیے تاب تازیانہ نہ لا سکون گی ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ
نے ہاتھ اپنا روکا اُس نے بیان کیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام میرا مجمر جادو ہے بھانجی ملکہ شہناز
جادو کی ہون جب ملکہ بہار یہان سے اپنے گھر گئی میری خالہ نے اُس سے پوچھا کہ تونے طلسم کشا
کو اسیر کیون نہ کیا اُس نے جواب دیا کہ باوجود تلاش بسیار صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ
مجھے نہین ملے اسوجہ سے مین خالی ہاتھ آئی ورنہ طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آتی یہ کہکر اُس نے
حال لوح طلسمی کا اپنی نانی سے دریافت کیا تھا ہماری خالہ نے متردد ہوکر بزور سحر تمام حال اُسکے
یہان آنے کا اور عاشق ہونے کا دریافت کرکے ارادہ سزائے سخت دینے کا کیا تھا مین نے
سزائے سخت سے اُس کو بچاکر اقرار کیا تھا کہ طلسم کشا کو اسیر کرکے مین لے آؤنگی حسب وعدہ
واسطے گرفتار کرنے کے یہان آئی تھی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ سحر میرا دفع ہوگیا بصورت ملکہ
بہار سحر سے بنکر یہان آئی تھی پہنچتے ہی بصورت اصلی ہوگئی سحر بھی بھول گئی آئینہ دیکھکر مجکو اپنی
اصلی صورت ہوجانے سے آگاہی ہوئی پھر مین نے یہان سے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ
مین اس مندلی مین پھنس تنگ گئی دو رہائی دیتی ہون سب پانون خود بخود بندھ گئے چاہتی ہون کہ
مجھے چھوڑ دو اب دشمنی پیش نہ آؤنگی خواجہ نے اُسکے چہرے پر نظر کرکے صادق القول
جان کے اُس کو رہا کر دیا وہ صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر سوئے طلسم زلزلہ تخت سحر پر
سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد قطع راہ اپنے گھر مین پہونچی ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ اے
مجمر جادو تو بھی خالی ہاتھ آئی طلسم کشا کو اسیر کرکے کیون نہ لائی اُس نے کہا خالہ جان مین ہرچند
مین نے چاہا کہ طلسم کشا کو اسیر کرون لیکن اُس کو اسیر نہ کر سکی مجبور ہوکے چلی آئی ملکہ شہناز
جادو مجمر جادو پر بھی بہت غضبناک ہوئی بعدہٗ کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مانند ملکہ بہار
گلگل پوش جادو کے صاحبقران یا اُسکے عیار پر عاشق ہوئی جس طرح وہ طلسم کشا کو
اسیر کرکے نہ لائی اسی طرح تو بھی خالی ہاتھ آئی یہ کہکے عالم غصہ و غضب مین اُس کو بھی پھیر ادی
ایک سزا ضرب جادو جسلے مین ملکہ شہناز جادو کے رہتا جادو ہوارت تھی ملکہ شہناز جادو

سے رکھتے ہوئے تمام حالات ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے گوش خود سنکے فی الفور دربار
نائب خداوند حکیم جالوس میں جاکر بعد سلام دست بستہ جملہ حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے
جلانے کے اور خالی ہاتھ واپس آنے کے بیان کرکے اپنی طرف سے عرض کیا کہ اے نائب خداوند
ملکہ شہناز جادو بھی طلسم کشا سے مل گئی ہے مطیع دین اسلام ہو گئی ہے بذریعہ ملکہ بہار جادو و ملکہ
مجمر جادو کے اُس نے طلسم کشا سے ساز کیا ہے اقرار بتانے لوح طلسم زلزلہ کا کیا ہے اسیوجہ سے وہ
آپ کے دربار میں نہیں آئی نہ کچھ حال ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے جلنے کا اُس نے آکر بیان
کیا اُس نمک خوار قدیم نے از راہ خیر خواہی جو کچھ اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا ہے
اُسکو عرض کیا ہے اطلاع اُس کی سرکشی اور ارادہ دشمنی سے حضور کو دیدی ہے آئندہ حضور کو اختیار
ہے یہ کہکے خاموش ہوکر اجازت حاصل کرکے اپنی جگہ پر دربار میں جا بیٹھا حکیم جالوس نے
عقرب جادو سے تمام حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو بگوش دل سنکے
از حد غضبناک ہوکے بغیر دریافت کیے عقرب جادو کے کہنے کا یقین کرکے آفات احول چشم
جادو سے کہا کہ جلد جاکر ملکہ شہناز جادو کو یہاں اپنے ہمراہ لے آ اگر وہ یہاں آنے میں کچھ حیلہ و
حوالہ کرے اور ہمارے حکم سے سرکشی کرے تو اُس کو بذلت کشاں کشاں ہمارے روبرو لانا
کچھ پاس و لحاظ اُس کا نکرنا ہمارے حکم پر عمل کرنا ہرگز اُس سے نہ ڈرنا اگر وہ ساحرہ زبردست ہے
تو بھی تو ساحر نامی و نامور ہے سحر و ساحری میں کچھ اُس سے کم نہیں ہے مقابلہ و مجادلہ کرنا غرض جسطرح
ممکن ہو اُس کو ضرور میرے سامنے لے آنا اگر وہ سوے طلسم کشا جانے کا ارادہ کرے تو اُسے
جانے نہ دینا سد راہ ہونا مابدولت کو اطلاع دینا آفات جادو حسب الحکم نائب خداوند اسیوقت
کئی ہزار ساحروں کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہوکر سوے مکان ساحرہ مذکورہ روانہ ہوا بعد
قطع راہ مکان ملکہ شہناز جادو پر پہونچا ملکہ شہناز جادو کو جو اُس کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اپنے
محل سے باہر برآمد ہوکر پوچھا کہ اے آفات احول چشم جادو خیر تو ہے اسوقت کیوں آئے ہو اُس نے
کہا کہ آپ کو نائب خداوند نے یاد کیا ہے واسطے بلانے کے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے لہذا مناسب ہے کہ جلد
دربار میں چلیے نائب خداوند آپ کے منتظر ہیں ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ ہمیں کیوں
بلایا ہے اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس واسطے طلب کیا ہے غالباً کوئی کام ضروری ہوگا ملکہ شہناز
جادو ہمراہ آفات احول چشم جادو بعد تردد سوے دربار حکیم جالوس نائب خداوند گئی جب سامنے
اُس کے گئی سلام کرکے پوچھا کہ اے نائب خداوند اسوقت مجھکو کیوں طلب کیا ہے اُس نے غضبناک
ہوکے کہا کہ تم نے کچھ حال ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہ آکر بیان کیا اُس نے سر دربار طلسم کشا
کے اسیر کرلانے کا اقرار کیا تھا ملکہ بلکہ گرفتاری طلسم کشا سے طلسم زلزلہ روانہ ہوئی تھی اُس کو اسیر کرلائی
یا نہیں ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے نائب خداوند میری نواسی براے تلاش و اسیری صاحبقران
طلسم کشا سے طلسم زلزلہ جو گئی تھی بعد تلاش بسیار و سرگردانی و رہروی افزوں بے نیل مرام آئی طلسم کشا
اُس کو کہیں نہیں ملا اگر وہ طلسم کشا کو گرفتار کرلاتی تو وہ خود یا مع قیدی دربار میں آتی حکیم جالوس
نے بقہر و غضب کو زرا طلب کرکے کہا کہ او ضعیفہ مکارہ معلوم ہوا کہ تو اپنی نواسی سے بخشد گشتی ہے اُس کا
حال چھپاتی ہے ہمکو سب حالات سے آگاہی ہو گئی ہے ہم نائب خداوند ہیں جانب خداوند سے ملک کا
حاکم و منتظم طلسم زلزلہ ہیں امور ملکی و واقعات سے سب خبر رکھتے ہیں غافل نہیں ہیں تو جھوٹی ہے اسسن

پیرانہ سالی مین دروغ گو ہو ہے تمام حالات چھپاتی ہو سر دربار جھوٹ بولتی ہو یہ مین معلوم ہو چکا ہو کہ یہ بجی
اور نواسی تیری طلسم کشا سے مل گئی ہو تونے بھی طلسم کشا سے سازش کی ہو اُس کی شریک مخفی ہو
سے ہو گئی ہو بدخواہی خداوند پر تونے کمر باندھی ہو بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو یہ کہکے عالم غضب
مین کچھ اُس کی عزت ولیاقت و عالی مرتبہ ہونے کا خیال نکرکے انجام پر نظر کرکے حکم دیا کہ اس مکارہ
و بدخواہ خداوند پر کوڑے لگاؤ دروغگوئی و بدخواہی خداوندی ہمارے حکم سے اس کو سزا دو
بمجرد اس کہنے کے عقرب جادو وغیرہ ساحران نابکار واسطے کوڑے مارنے کے اٹھے نائب خداوند
نے پہلے اپنے ہاتھ سے ایک کوڑا اُس پر لگایا پھر عقرب جادو کے کوڑا حوالے کرکے کہا کہ مارے
کوڑوں کے پشت اس بداندیش شہنشاہ کی فگار کر سر دربار سزائے سخت دے تاکہ پھر کوئی ساحران
طلسم زلزلہ سے شریک طلسم کشا ہو کر بدخواہ خداوند نہو عقرب جادو کہ دشمن ملکہ شہناز جادو
تھا حسب الحکم نائب خداوند کوڑے مارنے لگا ملکہ شہناز جادو نالہ و فغان کرنے لگی زمین پر تڑپنے
لگی ہنوز چند کوڑے مارے تھے کہ حکیم جالوس نے اشارے سے منع کیا عقرب جادو نے ہاتھ
روکا نائب خداوند مذکور نے برہم ہو کر حکم دیا کہ اس دروغگو مکارہ ضعیفہ کو جا کے دربار سے نکال دو
اگر بار دیگر کوئی خبر اس کی بداندیشی و بدخواہی کی ہمکو پہونچے گی تو ایسی سزا دی جائے گی کہ یہ بھی
یاد کرے گی حسب الحکم بعض ساحران دربار نے اُس کو دربار سے نکال دیا اکثر ساحران دربار
نامی و نامور ملکہ شہناز جادو کے حال پر متاسف ہوتا ہو کے خود کہنے لگے کہ نائب خداوند نے
اچھا نکیا ایسی ساحرہ معزز و قرابتدار خداوند کو سر دربار کوڑا مارا اور عقرب جادو کو بھی
حکم کوڑے لگنے کا دیا سر دربار انکو ذلیل کیا بغیر دریافت حال ایسی سزائے سخت دی خلاف
عدالت یہ فعل کیا اپنے خیرخواہ کو اپنا دشمن کیا ضرور ہی کہ انجام اس کا بد ہوگا یہ باتین اپنے دلین کرکے
خاموش رہے خوف قہر و غضب نائب خداوند مذکور سے کچھ زبان پر نہ لاسکے ملکہ شہناز جادو اپنی
ذلت اور کوڑوں کی اذیت سے روتی ہوئی اپنے گھر گئی ملکہ بہار جادو و مخمور جادو کو جب تمام حال
سے آگاہی ہوئی دونون رونے لگین نائب خداوند کو کلمات سخت کہنے لگین ملکہ شہناز جادو نے کہا
کہ اے لڑکیو تمہاری ہی وجہ سے یہ ذلت میرے واسطے سر دربار ہوئی اگر تم دونون واسطے میری
طلسم کشا کے نجاتین تو یہ ذلت میرے واسطے نہوتی سر دربار کوڑے نہ کھاتی نائب خداوند حکیم جالوس
بمجرد غضبناک ہوتا کلمات سخت و ناگفتہ بہ مجکو کہتا افسوس عزت و آبرو میری باقی نرہی ارکان طلسم
زلزلہ کو صورت دکھانے کے قابل نرہی بڑی میری بے عزتی ہوئی اب اس طلسم مین نرہونگی جی چاہتا
جنگل مین جاکر چند روزہ حیات بسر کرون کہ نائب خداوند نے میری عزت ولیاقت کا کچھ خیال نہ کیا
مطلق پاس ولحاظ میرا نہ کیا مین وہ ہون کہ خود خداوند ہود سرمست جادو اپنا بزرگ جان کر میرا
پاس ولحاظ کرتا ہو تعظیم و تکریم میری کیا کرتا ہو اس نالائق و بیہودہ و ظالم نائب خداوند نے ذرا بھی
میری قدر و منزلت نہ کی ایسا مجکو ذلیل و حقیر جان کر کوڑے لگائے کہ کسی ادنیٰ کو بھی اس طرح
تعزیر نہین دیتے ہین مین نے اُس کے ظلم پر صبر کیا سر دربار آمادہ جنگ نہوئی نتیجہ اپنی جوہر
نہ دکھائے خیر دیکھا جائے گا یہ نابکار اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ظلم کرتا ہو کبھی تو کسی کے ہاتھ
سے یہ بھی ذلیل ہوگا ایسی تقریر تا دیر کرکے پہلے دریافت مدت طلسم زلزلہ کتاب سامری کھولی اور
اُسمین تھوڑی مدت بقائے طلسم مذکور کی دیکھی ڈر ہوا اس کے کچھ حالات نسبت طلسم کشا کی

شراکت کے دریافت کرکے تمام مال و اسباب اپنا لے کر مکان کو اپنے اپنے سحر سے برباد و تباہ و منہدم
کرکے چند کنیزون اور ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہوکر ابر سرخ
رنگ اپنے سحر سے پیدا کرکے اُس ابر مین غائب ہوکے سوے کوہ بلور چلی اُسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ اُس ابر سرخ رنگ سے دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صدائے رعد آتی تھی بجائے بارش آب بارش
خون تازہ ہوتی تھی یہ دیکھکر اکثر ساحران طلسم زلزلہ باہم کہنے لگے کہ یہ ابر سحر سرخ رنگ اور یہ بارش خون
تازہ علامت قہر و غضب ملکہ شہناز جادو کی ہے نائب خداوند سے ناراض و آزردہ خاطر ہوکر کہین جاتی ہے
عجب نہین کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کی طرف جاتی ہو اُس کی شریک ہوکر بربادی طلسم کی درپے ہو
اگر کہین ملکہ شہناز جادو کہ رازداران طلسم سے ہے شریک طلسم کشا ہوگئی تو غضب ہوا کیونکہ ساحرہ
زبردست ہے نامی و نامور ہے قرابت داران خداوند سے ہے اس کے سحر کی پناہ نہین اس سے ساحران
نامی کا بھی سحر و ساحری مین عاجز ہونگے نائب خداوند نے عالم غیظ و قہر و غضب مین سب کے روبرو ایسی
معزز ساحرہ کو کوڑے مارے سر دربار ذلیل کیا اچھا نہ کیا دیکھنا حکیم جالوس پچھتائے گا انجام اس
ظلم کرنے کا برا ہوگا بعض ساحرون نے جواب دیا کہ قول تمھارا سچ ہے لیکن ملکہ شہناز جادو کے
جانے کی خبر نائب خداوند سے کر دینا چاہیے مبادا وہ ہمپر بھی عتاب کرے کہ تم سب نے اسکو جاتے
ہوئے دیکھکر ہمکو اطلاع کیون نہ کی تو اُس کا جواب کیا دینگے یہ کہکر فی الفور روانہ ہوکر خدمت نائب خداوند
مین سر دربار جاکر بعد ادائے مراسم سلام دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند آگاہ ہوجیے کہ ملکہ
شہناز جادو حضور کے دربار سے کوڑے کھاکر جو اپنے گھر مین نالان و گریان گئی تھی دیر رویا کی
بعد ازان اپنے مکان کو عالم رنج و صدمہ سے غرق اپنی دہن بالکل منہدم و برباد کرکے ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لے کر مع اپنے مال و اسباب کے حضور
سے ناخوش و ناراض ہوکر ابھی سوے کوہ بلور روانہ ہوئی ہے غالبا پاس طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے
جائے گی اُس کی شریک و معین و مددگار ہوکر بربادی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی بدخواہی
و دشمنی پر کمر باندھے گی ساحرہ معزز و رازداران طلسم زلزلہ سے ہے نشان لوح طلسمی سے طلسم کشا کو
آگاہ کر دے گی اُس کی جانب سے غمخواران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے گی غالبا فتنہ و فساد برپا
کرے گی کیونکہ نہایت آزردہ ہوکر گئی ہے ابھی اثنائے راہ مین ہوگی کوہ بلور تک نہ پہونچی ہوگی ہم ملکہ
شہناز جادو کو روک نہ سکے اُس کے مقابلہ کرنے کے لائق نہ تھے وہ چاہے رفعت سے بلا
کیا کر سکتی ہے سوا اس کے ہم کو حکم اُس کے روکنے کا بھی نہ تھا اس سبب سے اُس کے سد راہ نہوکر
اُس کے جانے کی خبر خدمت حضور مین حاضر ہوکر عرض کی ہے ایسی حالت مین جو مناسب ہو حضور حکم
کرین حکیم جالوس نائب خداوند ہوشربا جادو یہ خبر ترددآمیز سنکے بہت گھبرایا ملکہ شہناز جادو
کو کوڑے لگا کر سر دربار اُس کو ذلیل کرکے دل مین پچھتایا بعد ازان اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و اے مطیعان خداوند ذوالاقتدار تم سب مین کون ایسا ساحر زبردست
و خیرخواہ خداوند ہے کہ جو جاکر ملکہ شہناز جادو کا سد راہ ہوکر اُس کو مع اُس کی بھانجی اور نواسی
ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے ہمارے روبرو لے آئے اگر وہ بخوشی نہ آئے تو اُس کو
قتل کرکے زمین کو اُس کے خون سے رنگین کرے کیونکہ وہ بارادہ بدخواہی خداوند یہان سے
گئی ہے ہم اس کارنمایان کے عوض مین خلعت و انعام کثیر دینگے مرتبہ بھی زیادہ کرینگے خداوند بھی

بہت خوش ہونگے خلعت و منصب و جاگیر دینگے اُسوقت سب کے پہلے اہل دربار سے رعد دیو سر
جادو نے اپنی جگہ سے اٹھکر باادب عرض کیا کہ اے نائب خداوند [illegible] حسب الحکم جاؤنگا اور
ملکہ شہناز جادو کو سمجھاکر روبرو حضور کے لے آئیگا اگر وہ نہ آئیگی تو اُس کو قتل کرونگا ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ہلاک کرونگا اطاعت و فرمانبرداری حضور کرونگا
ہرچند کہ ملکہ شہناز جادو عزیزداران خداوند سے ہے اور ساحرہ معزز ہے سحر و ساحری میں یگانہ روزگار
ہے مگر فدوی اپنے سحر خاص سے اُسے ہلاک کریگا جسوقت اُس کے روبرو پہنچیگا اور آواز اپنی بلند
کریگا ضرور وہ بیہوش ہوکر گر پڑیگی ایسی حالت میں اُس کو قتل کرنا کیا مشکل ہے اگر حکم ہو تو
سر بھی اُس کا کاٹ کر لیتا آؤنگا حالانکہ سر عورت کا کاٹنا اچھا نہیں ہے نائب خداوند مذکور نے خوش
ہوکر اُس کو خلعت دیکر کہا کہ تجکو ملکہ شہناز جادو کے بارے میں اختیار ہے چاہے محض اُسکو
مع ملکہ بہار جادو و ملکہ مجمر جادو کے قتل کرنا چاہئے بعد قتل کرنے کے سر بھی نامبردگان
کے کاٹ کر لیتے آؤ مگر جہانتک ممکن ہو اُس کو زندہ اسیر کرکے یا سمجھاکر میرے روبرو لانا قتل
نکرنا کیونکہ وہ عزیزداران و بزرگان خداوند سے ہے اُس کے قتل ہو جانے کا خداوند کو رنج ہوگا
رعد دیو سر جادو یہ سنکے دربار سے باہر جاکر پندرہ ہزار ساحروں کو اپنے ہمراہ لیکر ابر سیاہ سحر
اور بگولے تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران ہمراہی مذکور کو اپنے ساتھ لیکر زمین سے بزور سحر
بلند ہوکر ابر سحر میں غائب ہوکر مع سامان جنگ سمت کوہ بلور روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
آئندہ لکھا جائیگا بالفعل ساحر مذکور کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا و ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملکہ مجمر جادو مطیع دین اسلام ہوکر اطاعت و فرمانبرداری صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا اقرار کرکے زیر کوہ بلور سے اپنے گھر کی طرف گئی تو صاحبقران
کشورستان نے خواجہ طیفور کردیا سے کہا کہ اے خواجہ دشمنوں کے خوف سے مندھی میں بیٹھ
رہنا خلاف ہماری شجاعت و جرات و ہمت کے ہے اگر کوئی دیکھے تو یہی کہے کہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بہت بڑے بزدل ہیں ساحروں و دیگر دشمنان نابکار کے خوف سے
مندھی کے اندر چھپ کے بیٹھے ہیں باہر مندھی کے نہیں نکلتے ہیں یہ شجاع و بہادر نہیں ہیں بس
اب ہم مندھی کے اندر نہ بیٹھینگے تمہارے کہنے سے دو تین روز تک اسی مندھی میں ہمنے
شب بسر کی اب مندھی سے باہر نکل کر سیر و شکار کرینگے چند روز یہاں بسر کیجئے اب آگے
روانہ ہونگے خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے میں نے تو مندھی محض اسی خیال سے استادہ
کی تھی اور آپ سے عرض کیا تھا کہ اس مندھی کے اندر بیٹھ کے شب کو آرام بھی کیجئے تاکہ دشمنوں
سے آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچے بس جو میں نے خیال کیا تھا وہی ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو
کے شر و فساد سے آپ محفوظ رہے اب اگر مندھی کے اندر بیٹھنا آپ کو منظور نہیں ہے تو نہ بیٹھئے لیکن
یہ خیال کیجئے کہ پے در پے دشمنوں سے سامنا ہوگا حکم نائب خداوند حکیم جالوس سے ساحران
نابکار ادھر آئینگے دشمنان حضور کو اسیر کرنا چاہینگے صاحبقران موصوف نے بجوش شجاعت
میں فرمایا کہ ہمکو ساحروں کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ نہیں ہے خداوند عالم اپنا حافظ و نگہبان ہے
اسی کی حفاظت ہمیں کافی و وافی ہے مندھی کے اندر بیٹھا رہنا منظور نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ

ہم شیر بیشۂ شجاعت ہیں اپنے کسی دشمن سے نہیں ڈرتے ہیں اعانت خدا پر تکیہ رکھتے ہیں یہ فرما کر مسند شاہی
سے باہر آئے خواجہ طیفور کر و پلے نے پہلے منڈھی کو زنبیل میں داخل کیا بعدہٗ کچھ مٹھائی زنبیل سے نکالکر
اُن خدمتگاروں وغیرہ کو دے کر کہا کہ اس شیرینی کو کھاؤ دیکھو کیا خوش ذائقہ یہ مٹھائی ہے اُنھوں نے
خوش ہو ہو کر ذری ذری وہ مٹھائی کھائی چونکہ وہ شیرینی سفوف بیہوشی آمیز تھی کھاتے ہی
اُن کو گرمی معلوم ہوئی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ کیسی مٹھائی تھی کہ کھاتے ہی اس نے سینے میں آگ لگا دی
ہے خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ مٹھائی نہایت عمدہ ہے اگر گرمی معلوم ہوتی ہے تو اُٹھکر ٹہلو وہ سب چاہتے تھے
کہ اُٹھکر ٹہلیں کہ یکایک سر دونوں کو گردش اور پاؤں کو لغزش ہوئی تیورا کر زمین پر گر کے بیہوش ہوگئے
خواجہ نے اُن کو مع اشیائے دیگر کے جو بضرورت زنبیل سے نکالی تھیں داخل زنبیل کیا ادھر صاحبقران
کشورستان نے بقصد شکار آہو مرکب طلب کیا خواجہ نے گھوڑے کو زین ولجام سے آراستہ کر کے
حاضر کیا امیر باتوقیر مرکب پر سوار ہوئے خواجہ طیفور گردیا ہمراہ رکاب ہوئے بعد تھوڑی سی دور
جانے کے صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ہم یہاں کھڑے ہیں تم جاؤ آہوؤں کو گھیر کر ادھر لاؤ تاکہ
ہم اُن کو صید کریں خواجہ حسب الحکم برائے تلاش آہوان شوخ چشم بسرعت تمام تھوڑے سبزہ زار میں
بہت دور تک چلے گئے یہاں صاحبقران کھڑے تھے ناگاہ چند آہو ایک طرف نظر آئے
صاحبقران نے ان کی طرف گھوڑا اٹھایا جب قریب اُن کے پہونچے آہوؤں نے دیکھا صدائے
سم مرکب پا کر ارادہ بھاگنے کا کیا ادھر امیر باتوقیر نے دوش سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر
ایک آہوئے شوخ چشم کو تاک کر چلۂ کمان میں تیر کو جوڑ کر کان تک کھینچکر تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کی
ران پر پڑ کر ترازو ہوا غزال مذکور زخمی ہو کر ایک سمت لنگڑاتا ہوا حتی الامکان جست وخیز کرتا ہوا چلا
صاحبقران نے اُس کے تعاقب میں گھوڑے کو ڈالا وہ آہو بھاگتا ہوا دور تک چلا گیا یہاں تک کہ
اُس صحرائے سبزہ زار سے ایک ایسے دشت پرخار میں پہونچا کہ وہ نہایت وحشتناک تھا کوسوں تک
سبزہ و نخل کا نام و نشان بھی نہ تھا سایہ بجز سایۂ آفتاب زمین پر نہ تھا وقت جو نصف النہار کا تھا
تمازت آفتاب سے دو قدم بھی چلنا دشوار تھا تشنگی سے دہن میں زبان خشک ہوئی جاتی تھی
حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے لب خشک تھے خاک اُڑ رہی تھی ہوائے سم آلود چل رہی تھی گرمی کی فصل تھی
زمین حرارت مہر سے مانند تابۂ آہنی گرم تھی ہر ذرۂ ریگ صحرا ایک شعلۂ آتش تھا ایسی گرمی میں خواہش
آب تھی پانی کوسوں نظر نہ آتا تھا کوئی چشمہ تالاب چاہ دکھائی نہ دیتا تھا اگر تعاقب آہو میں کسی جگہ
کوئی تالاب نظر بھی آتا تھا تو وہ خشک نظر آتا تھا عجب دشت تھا کہ پانی اُس بیابان میں مانند گوہر
نایاب تھا گرد باد بار بار جا بجا اٹھکر بلند ہو رہے تھے گویا زمین اسی صورت سے تاب تیزی
آفتاب نہ لا کر بسوئے فلک برائے پناہ جاتی تھی یا وہ گرد باد زمین سے بلند ہو کر اُس دشت جانستان میں
آنے والوں کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس دشت پرخار وپرخطر میں آنے کا ارادہ نہ کرنا اگر ادھر آؤ گے
ہلاک ہوجاؤ گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باوجود تشنگی وحرارت آفتاب کے اُس دشت
پرخار وخطرناک میں عقب آہو مرکب کو جولان کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک وہ آہوئے
اجل رسیدہ نزدیک ایک جھاڑی کے پہونچا اُس جھاڑی میں بسبب تمازت آفتاب کے شیر نر چھپا ہوا
ہانپ رہا تھا گرمی سے بیتاب تھا آہوئے مذکور کو اپنی جانب آتے دیکھکر شکر روزی رسان خالق
کون ومکان کا کرکے نعرہ کرکے جھاڑی کے اندر سے نکلا اور اُس آہوئے تیرخوردہ وخستہ و ماندہ کو

جھپٹ کر طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا بعدہ وہ شیر اُس کے گلو پر منھ مار کر گوشت اُس کا کھانے لگا
ہنوز ضیغم مذکور گوشت آہو میٹھا ہوا کھا رہا تھا کہ صاحبقران سامنے اُس شیر کے پہونچے دیکھا کہ اُسی
آہوے تیر خوردہ کو شیر نے شکار کیا ہے گوشت اُس کا کھا رہا ہے دیکھتے ہی صاحبقران نے برہم ہوکر مرکب سے
اتر کر چند قدم آگے بڑھ کر نعرہ کوہ شگاف کیا اور آواز بلند کہا کہ او سگ صحرائی غضب کیا کہ
ہم ایسے شیر بیشۂ شجاعت کے صید کو تو نے شکار کیا کچھ بھی خائف و ترسان نہوا یہ دلیری تیری
باعث تیرے اجل کی ہوگی جس طرح تو نے ہمارے آہوے تیر خوردہ کو شکار کیا ہے اُسی طرح ہم بھی تیرا
شکار کریں گے اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو آ مقابل ہو ورنہ ہم خود آتے ہیں شیر مذکور بے التفات جانب
صاحبقران کیے ہوے حالت گرسنگی میں سر جھکائے ہوے گوشت آہوے مذکور کھا رہا تھا نعرہ
صاحبقران سے سر اٹھا کر ایسا توقف کے نوک گنا اور للکارنے سے از حد برہم ہوکر اپنے شکار کو چھوڑ کر
صاحبقران پر جھپٹا اور ارادہ کیا کہ ایک طمانچہ مار کر اُس شیر بیشۂ جرأت کو ہلاک کرے ادھر
صاحبقران نے خائف و ترسان نہو کر جلد بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے کلائیاں شیر کی محکم پکڑ کر
جھٹکا دے کے اس طرح خاک پر اُس کو پٹکا کہ کمر اُس کی ٹوٹ گئی اور دیگر اعضا کو بھی صدمہ سخت پہونچا
تاب درد اعضاے شکستہ کی نہ لا کر تڑپ کر مر گیا بعد ہلاک کرنے شیر نر کے صاحبقران جانب اسپ
متوجہ ہوے دیکھا کہ گھوڑا نظر نہیں آتا سخت حیرت ہوئی ہر چند صحرا میں ڈھونڈھا مگر مرکب کو نہ پایا
خیال کیا کہ غالبا براے جستجوے آب و دانہ و گیاہ دور چلا گیا ہے اُس کی تلاش کرنا باعث اپنی
ہلاکت کا ہے ایسے دشت پُر خار و جانستان میں بحالت تشنگی و حرارت آفتاب تلاش اسپ بیکار ہے
اُس سے دست بردار ہوکے براے جستجوے آب ایک جانب پا پیادہ روانہ ہوے بعد قطع راہ دراز
و صعوبت راہ و غلش بلے صحرا و تکلیف آبلہ پائی قریب ایک بلندی کے پہونچے دیکھا کہ بالاے
بلندی تین گنبد گل بہ قطع سبز بنے ہیں ایک گنبد میں ایک فقیر زار و ناتوان ہمہ تن پوست و استخوان
بیٹھا ہوا ہے زیر بدن اُس کے فرش حصیر کہنہ ہے سر اُس کا جھکا ہوا ہے آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ ذکر خدا کر رہا ہے اُسکو مطلق کسی کے آنے کی خبر نہیں ہے بلکہ دنیا سے بے خبر ہے محو ذکر الٰہی ہے کسی طرف
اُس کو توجہ نہیں ہے کسی جانب نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں ہے بجز ایک تہمد کے کوئی لباس اُس کے
تن پر نہیں ہے موے سر اُس کے جو دراز ہیں گرد و غبار میں اٹے ہوے ہیں گویا قبل مرگ خاک میں ملا ہوا ہے
مال و اسباب دنیا سے اُس کے گنبد میں کچھ نہیں ہے صرف وہی حصیر کہنہ و بوسیدہ ہے جس پر بیٹھا ہوا
ہے یا مال دنیا سے اُس کے پاس وہی تہمد ہے جو باندھے ہوے ہے صاحبقران درویش مذکور کو
دیکھکر خوش ہوے دل میں کہا الحمد للہ کہ اس صحراے پُر خار و وحشت آثار میں صورت بنی آدم نظر
آئی اس درویش کے پاس چلنا چاہیے شاید اس کے پاس پانی ہو یا یہ درویش کہیں سے پانی
کی سبیل کرے یہ تجویز کرکے قریب اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے سر اٹھا کر دیکھا منھ سے تو نہ بولا
مگر ہاتھ سے اُس نے بھی سلام کیا گویا جواب سلام دیا بعدہ پھر سر جھکا کر بدستور آہستہ کچھ پڑھنے
میں مصروف ہوا صاحبقران کشورستان نے کہا کہ اے درویش با خدا میں اسوقت بہت پیاسا
ہوں فرط تشنگی سے دل و جگر میرے جلے جاتے ہیں اگر تھوڑا سا پانی کہیں ہو تو مجھے پلاؤ اُس نے
دوسرے گنبد کی طرف اشارہ کیا یعنی باشارہ کہا کہ اُس گنبد میں جا کر پانی پی لو یہاں پانی نہیں ہے
صاحبقران اُس کے اشارہ کرنے سے سمجھ گئے دوسرے گنبد کی طرف گئے جب گنبد مذکور میں

قدم رکھا دیکھا کہ ایک سبوے گلی بنا آب سرد سے بھرا ہوا رکھا ہو بالاے سبوے گلی ایک ساغر
گلی بھی رکھا ہوا ہو اُس کٹورے کو دیکھکر گویا تن بے جان مین جان آگئی دل کو بدرجہ کمال دستیابی
آب سے خوشی حاصل ہوئی جلد تر سبوے مذکور سے ساغر مین پانی لیکر پیا تسکین قلب و جگر
ہوئی تشنگی دفع ہوئی حواس درست ہوے وہ پانی کیا تھا گویا آب حیات تھا از سرنو زندگی
ہوئی شکر خدا کیا پھر اُس گنبد سے نکل کر اُس درویش کے پاس آئے اُس نے اشارے سے
کہا کہ بیٹھ جاؤ امیر با توقیر اُس کے برابر بیٹھ گئے تا دیر اُس کے ہمنشین رہے وہ مرد تارک دنیا
ہم سخن نہوا یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو پانی تو پی چکے ہو اب نہ جانے کا سبب ہو
کیون یہان بیٹھے ہو کیا مطلب ہو جب وہ فقیر نہ بولا اور صاحبقران موصوف کو خواہش طعام
ہوئی اُس مرد با خدا سے کہا کہ ہمکو اشتہاے طعام ہو یہان کہین کچھ غذا دستیاب ہو سکتی ہو یا نہین
اُس عابد نے ہاتھ سے اشارہ تیسرے گنبد کی طرف کیا یعنی باشارہ کہا کہ جاؤ تیسرے گنبد مین
وہان تمکو آب و طعام ملے گا امیر کشورگیر اُس کے پاس سے اُٹھکر تیسرے گنبد کی جانب گئے جب
اُس گنبد مین داخل ہوے دیکھا کہ دستر خوان مشتمل بچھا ہو بالاے دستر خوان ظروف گلی مین
طعامہاے رنگارنگ گرم رکھا ہوا ہو صراحیان مع ساغر آب سرد سے بھری ہوئی رکھی ہین ایسا معلوم
ہوتا ہو کہ ابھی کوئی دستر خوان پر ظروف پر از طعام نمکین و شیرین رکھکر چلا گیا ہو گنبد خالی ہو کوئی
نہین ہو صاحبقران نے بالاے فرش نفیس قدم رکھکر ہاتھ دھوکر دستر خوان مذکور پر بیٹھکر اور
بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ و خوشبو و چرب و مرغن کھانا شروع کیا خوب سیر ہو کر کھایا
پھر آب سرد پیا بعد اکل و شرب اُٹھکر ہاتھ دھوکر شکر رزاق مطلق و روزی رسان ادا کیا گنبد مذکور سے
باہر آکر قطع راہ کرکے پھر اُسی درویش کے پاس آکر کہا کہ اے درویش مہمان نواز تیرے لطف و
عنایت سے ہم یہان آکر خوب سیر و سیراب ہوے بہت ممنون منت ہوے اب زمانہ شب آگیا ہو
اس دشت پر خوف و خطر و پر خار سے جانا مناسب نہین جانتے ہین اگر تیری اجازت ہو تو شب
اسی گنبد مین بسر کرین ہم بھی ذکر خدا کرین نماز مغرب پڑھین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرین واجب
کو ادا کرین حکم خدا کو بجا لاوین اُس نے اشارے سے کہا کہ اچھا عبادت خدا ہی کرو اور شب بھی اسی
گنبد مین پاس اس کے سونے بسر کرو صاحبقران نے بعد وضو اسی گنبد مین نماز مغرب پڑھی بعد
فراغت و اوراد جب وقت خواب آیا اسی گنبد مین استراحت کا ارادہ کیا ناگاہ ایک مرد جوان
خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوے ایک ٹوکری مٹھائی سے بھری ہوئی لایا روبرو اس درویش
کے رکھجایا صاحبقران نے اُس سے کہا کہ اے جوان خوش رو یہ درویش باکمال منھ سے
کیون نہین بولتے ہین خاموشی انھون نے کیون اختیار کی ہو اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو نام تمھارا
کیا ہو کہان رہتے ہو مکان مسکونہ تمھارا یہان سے قریب ہو یا دور ہو اُس نے مسکراکر جواب دیا
کہ تمکو ہمارا احوال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہو کوئی ہین کہین رہتے ہین اتنا ہم کہتے ہین کہ بندگان
خداے ہین یہ درویش خاموش بیشتر رہتے ہین اگر تم چندے یہان رہوگے تو کسی روز پنجشنبے
کے وقت کچھ کلام کرینگے ورنہ ہم سخن نہونگے یہ اپنا وقت دنیا کی باتون مین ضائع نہین
کرتے ہین ذکر خدا سے اُن کو سروکار ہو اگر شیر بھیڑیے و دیگر چوپائے وغیرہ درندے گزند سے
اس گنبد کے گرد آکر جمع ہون تو اُن سے ہرگز نہ ڈرنا وہ تمکو ضرر نہ پہونچا سکینگے شب بھر گرد گنبد

بیٹھے رہیں گے ہنگام سحر سب چلے جائیں گے ان درندوں گزندوں کا ایک مدت سے یہی قاعدہ
ہو شب کو جمع ہوتے ہیں دن کو چلے جاتے ہیں کسی کو ضرر نہیں پہونچاتے ہیں تمکو بھی لازم ہو کہ کسی درندے
گزندے کو نہ مارنا نہ کسی کو ستانا گنبد میں ان کے پاس شب بسر کرنا صبح کو یہان سے چلے جانا صاحبقران
کشور ستان نے جواب دیا کہ ہم عنایت خداے شیر بیشۂ شجاعت ہیں درندون سے کیا ڈرین گے وہ جوان
خوش رو یہ گفتگو سنکے چلا گیا امیر کشور گیر نے وہ شب گنبد میں بسر کی صبح کو بیدار ہوکے نماز پڑھ چکے
بیٹھے تھے کہ اس درویش نے کچھ ستانے پیش کی انھون نے برغبت کھائی اس اثنا میں آفتاب جانب
مشرق سے عیان ہوا درندے گزندے جو گرد گنبد درویش مذکور بیٹھے ہوے تھے سب چلے گئے صاحبقران
تو گنبد میں بیٹھے ہی ہیں درویش خاموش بیٹھا ہوا ہی آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہی مگر اب حال خواجہ طیفور گردیا
کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب یہ حسب ارشاد امیر با توقیر واسطے گھیر کر لانے آہوان دشت کے روانہ ہوے
دور نکل گئے کہیں کوئی آہو حسب اتفاق نہ ملا جب ادھر سے پھرے جہان صاحبقران کو چھوڑا
تھا نہ پایا بعد فکر و تردد نشان سم اسپ دیکھتے ہوے جو راہ طے کرتے ہوے اس جگہ پہونچے جس جگہ
شیر نر مرا ہوا پڑا تھا اور غزال تیر خوردہ بھی شکار کیا ہوا شیر کا پاس اس کے بالاے خاک پڑا تھا
خواجہ شیر و آہو کو خاک پر افتادہ دیکھکے سمجھے کہ یہان تک تو صاحبقران کے آنے کا پتہ لگتا ہی
جب اس جگہ سے آگے بڑھے مرکب صاحبقران کا دکھائی دیا خواجہ نے اسکو اپنے ساتھ لیا آخر
ایک جگہ پر شام ہوگئی اسی جگہ شب بسر کرکے صبح کو وہان سے آگے روانہ ہوے نشان پاے
صاحبقران دیکھتے ہوے تا گنبد درویش پہونچے وہان دیکھا کہ صاحبقران بیٹھے ہیں دیکھتے ہی
خوش ہوے قریب جاکے سلام کیا بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آپ یہان تک کیونکر تشریف لائے ہیں
آپ کو صحراے سبزہ زار میں ڈھونڈھا کیا آخر تلاش کرتا ہوا یہان آیا صاحبقران نے تمام حال جو گذرا
تھا بیان کیا پھر اس درویش سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں جاتے ہیں کہ
ایک تعویذ دیجیے اور اقرار بھی اپنے ملنے کا کیجیے کہ ہم بوقت ضرورت طلسم کشائی طلسم زلزلہ میں
آپ سے مدد امور جو مشکل و حل طلسمات میں کچھ عرض و مشورہ کرین درویش مذکور نے ایک تعویذ
دے کر ارشاد سے کہا کہ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو اس تعویذ کے باندھنے سے تمکو بہت سے
نفع ہونگے علاوہ اس کے دشمنون سے تمہاری حفاظت بھی ہوگی اور جس وقت اس تعویذ کو
آگ پر رکھوگے ہم تمسے ملیں گے صاحبقران القصہ درویش مذکور سمجھکر اس سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر ایک سمت روانہ ہوے خواجہ طیفور گردیا ہمراہ رکاب ہوے
ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی اور اب حال ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ سب جو اپنے مکان سے نائب خدا ونمک کے ظلم سے اذیت رسان ہوکر
بہت ناراض و ناخوش ہوکر روانہ ہوئی تھیں بعد قطع راہ سرحد طلسم زلزلہ سے نکل کر ایک صحراے
سبزہ زار میں پہونچیں ملکہ شہناز جادو نے بلندی سے برسر زمین آکر مجمر جادو و بہار گل پوش
جادو سے کہا کہ اب اسی صحرا میں ہم اپنی بود و باش کرین گے انھون نے کہا ہمارے نزدیک مناسب
یہ ہو کہ جانب کوہ بلور چلیے زیرا کہ کوہ بلور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
فروکش ہیں ان سے چلکے ملیے ان کی شرکت سے ان کو خوشی ہوگی وہ آپ کی قدر و منزلت
زیادہ کرین گے آپ کی شرکت سے ان کو ایک قوت حاصل ہو جائے گی آپ طلسم کشائی میں ان کی

اعانت کیجیے گا تو وہ نہایت مرد نیک و معقول ہیں آپ سے بھی بہ نیکی و احسان پیش آئیں گے
ملکہ شہناز جادو نے جواب دیا کہ تمہاری رائے اچھی ہے مگر باعث میری بے قدری و بے وقاری کا
ہے حالانکہ میں تخت نشین و فرمانروا نہیں ہوں مگر اہل عزت و قرابت داران خداوند ہود سرمست
جادو سے ہوں عالی خاندان و والا دودمان ہوں خود جا کر شریک طلسم کشا ہونا مجھے منظور نہیں ہے
میری قدر و منزلت و توقیر کے خلاف ہے کہ خود طلسم کشا کے پاس جاؤں اپنے حالات سے آگاہ
کرکے اپنے شریک ہونے کی خواہش اُس پر ظاہر کروں ہاں اگر طلسم کشا خود آ کر مجھ سے خواہش میری
شرکت کی ظاہر کرے اور بعزت و حرمت مجھ کو اپنی فرودگاہ میں لے جائے تو البتہ مجھے جانے میں عذر
نہ ہوگا بغیر اس کے ہرگز نہ جاؤں گی کیونکہ میری بے عزتی کا باعث ہے ملکہ بہار رنگ پوش جادو
و مجمر جادو نے عرض کیا کہ اگر آپ کو خود طلسم کشا پاس جانا بوجہ مذکورہ منظور نہیں ہے تو اس صحرا
میں دشمنوں سے بے خوف و خطر ہو کر قیام نہ فرمایئے کیا آپ کے ادھر آنے کی خبر حکیم جالوس کو
نہ ہوئی ہوگی وہ نابکار کیا آپ کے اس طرف آنے سے خوش ہوا ہوگا یقین کامل ہے کہ ناخوش و برہم ہو کر
ساحران نابکار کو ہم سب کی اسیری و گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہوگا وہ آتے ہوں گے لہذا اپنی
حفاظت اُن سے ضرور ہے مقتضائے عقل یہی ہے کہ دشمن سے غافل نہ ہونا چاہیے اُس سے اندیشۂ
دشمنی رکھنا چاہیے سامان جنگ مہیا کر لینا چاہیے تاکہ بروقت ضرورت دشمن سے مغلوب نہ ہوں
حتی الامکان اُس پر غالب ہی ہوں ملکہ شہناز جادو نے تا دیر فکر کرکے کہا کہ اے عزیزو اگرچہ تم
کم عمر ہو مگر بات دور اندیشی کی کرتی ہو میں صلاح تمہاری پسند کرتی ہوں واقعی دشمن سے اپنی
جان و مال کی حفاظت ضرور ہے دشمن کی دشمنی سے اندیشہ رکھنا اور دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے
بقول سعدی شیرازی رح ۔ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ اور ہمارا دشمن تو نائب خداوند
حکیم جالوس قوی ہے اُس سے تو ضروری اندیشۂ دشمنی ہے مگر میں بھی ملکہ شہناز جادو ہوں اگر
دربار میں میں نے صبر کیا اور جوہر اپنی تیغ سحر کے نہ دکھائے تو کیا اب بھی سحر خوانی میں لب نہ ہلاؤں گی
دیکھنا قیامت تو برپا کر دوں گی حکیم جالوس کو مشکل پڑے گی ایسے ایسے سحر کروں گی کہ وہ گھبرا
جائے گا مجھ سے بگاڑ کر پچھتائے گا اُس وقت مصلحت یہی تھی جو میں نے صبر کیا تھا سحر اپنی زبان پر جاری
نہ کیا تھا اب تو اُس سے عداوت ہو گئی ہے کوئی دقیقہ دشمنی کا فروگذاشت نہ کروں گی یہ کہہ کر چند ناریل
اور ترنج اسباب سحر سے لے کر الفاظ واہیات سحر زبان پر جاری کرکے اُن ناریل و ترنج پر
دم کرکے چاروں طرف زمین پر مارے وہ ناریل و ترنج زمین پر گر کے پھٹے دھواں اور شعلے پیدا ہوئے وہ
صحرائے سبزہ زار کثرت دخان سے تاریک ہو گیا بار بار دھوئیں میں شعلے ظاہر ہونے لگے تھوڑی
دیر کے بعد وہ دھواں ہوائے تند سے دور ہوا شعلے دفع ہوئے سب نے دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ مع برج و بارہ کنگورے فصیل نہایت مستحکم و مضبوط و وسیع ایسا تیار و آراستہ ہے
کہ چار دیواری اُس کی سنگین ہے اور چار دروازے اُس کے بہت بڑے بڑے آہنی ہیں
بروج و بارہ کنگورے فصیل خوشنما ہیں ہر دروازے پر ایک ایک تیلہ ایستادہ ہے کسی کے ہاتھ میں
تیر و کمان ہے کوئی تیغ بقبضہ ہے مفصل حالات اس قلعہ سحر کے ہنگام مناسب بیان کیے جائیں گے
مجملاً یہ کہ قلعہ مذکور سحر و سامان جدال سے بخوبی آراستہ نظر آیا خندق پل پختہ وغیرہ سب نے
مشاہدہ کیا ہمراہیوں نے متحیر ہو کر از حد تعریف و ثنا کی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر مسکرا کر

جواب دیا کہ تم نے ابھی کیا دیکھا ہے یہ قلعہ کیا ہے میرے سحر کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے تم اسی کو دیکھ کر
متحیر ہو کر تعریف کرنے لگے ہو آئندہ میرے سحر دیکھنا وقت ضرورت جو بڑے بڑے سخت سحر کرون گی
یہ کہکر اس قلعہ سحر سے جانب طلسم زار ذرا آگے بڑھ کر دور جا کر چار ترنج لے کر ہر ایک ترنج پر سحر دم
کر کے چار طرف ایک ایک ترنج زمین پر مارا ہر ایک ترنج پھٹا دھوان زمین سے پیدا ہو کر اٹھا
ہو کر بلند ہو کر سر بفلک کشیدہ ہوا گویا ایک قلعہ دخان ہو گیا شعلے بکثرت پیدا ہونے لگے اس جگہ
اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہمراہی کنیزون نے دیکھا کہ وہ دھوان و شعلے دفع ہو گئے تاریکی
دور ہوئی ایک چہار دیواری پختہ و منقش باغ کی نظر آئی دروازہ باغ کا مانند آغوش عاشق کے
کھلا ہوا دیکھا اس دروازے سے باغ کے اندر جو نظر کی دیکھا کہ باغ نہایت پر بہار ہے چمن گلہائے
رنگا رنگ کے ہین کوئی چمن لالۂ نعمان کا ہے کوئی نافرمان کا ہے کوئی داؤدی کوئی چنبا کوئی نسترن کی
نسرین کوئی سوسنے کا کوئی گل فرنگ کا کوئی گل اشرفی کا کوئی گل آفتاب کا کوئی کیتکی کوئی جعفری
کوئی گل ماہی کوئی گل سرخ وغیرہ وغیرہ کا ہے ہر ایک چمن وسیع و خوشنما ہے نہایت سرسبز و شاداب ہر
گملے رنگا رنگ شگفتہ ہو رہے ہیں بھی سبزوار ہین اکثر غنچے چٹک رہے ہین بلبلون و دیگر مرغان خوش الحان
کا باغ مین ہجوم ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہین کلیین نغمہ سرا ہین جوش پر فصل بہار ہے
آتش گل شعلہ ور ہے نہرین جاری ہین لب جو سرو کے اشجار خوشنما ہین قمریان اس پر بیٹھی ہین
عشق کا دم بھر رہی ہین ہر سرو مانند قد محبوب ہے اکثر نہالے طلائی اشجار میوہ دار مانند سیب
و ناشپاتی و انار و نارنگی و شریفہ و امرود وغیرہ کے ہین نہالے ان کے درست ہین باغبان وغیرہ
باغ مین موجود ہین درستی اشجار وغیرہ مین مصروف ہین باغبانان خوش رو خوش لباس بھی
نظر آتی ہین خس و خار باغ سے دور ہے درمیان صحن گلشن ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اس پر
تکیہ و قالی کا ایستادہ ہے زیر تکیہ فرش نفیس و نادر شاہانہ بچھا ہے بالائے فرش مذکور مسند ہین
ہر کرسیان نقرئی و طلائی کار بلکہ جواہر نگار با قرینے سے رکھی ہین ایک سمت بارہ دری بہ تمام
نہایت نفیس و نادر و منقش ہے قصر فریدون سے بدرجہا بہتر ہے بارہ دری کے اندر سامان
قابل دید اسباب ضروری سے آراستہ ہے شیشہ آلات چھت پر سے نہایت قیمتی نفیس و نادر
ایسے ہین کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہین دیکھے ہین دروازے بارہ دری کے کھلے ہوئے ہین
ان دروازون سے بارہ دری کے اندر کا حال روشن و آشکارا ہو رہا ہے جھاڑ ہر ایک جواہر کا ہے
کنولون مین ان کے شمعے سونی کافوری چڑھی ہوئی ہین جھاڑ بیش قیمت کے بھی نایاب جواہر
رنگا رنگ کے ہین تصویرین قرینے سے لگی ہین آئینے طلبی قد آدم نہایت خوبی سے اس مین
دکھائی دیتے ہین وہ کتنے ایسے ہین کہ اگر سکندر بھی ان کو دیکھتا تو اس کو بھی حیرت ہو جاتی مسہری
پلنگ کرسیان میز وغیرہ وغیرہ اسباب راحت و زینت سے بخوبی آراستہ ہے قصرہائے سلاطین سے
آراستگی مین بہتر و برتر ہے باغ مین ہوائے سرد چل رہی ہے نسیم سحر ہواداری کو موجود ہے اترائی ہوئی
پھر رہی ہے گلون سے بس کر جو آتی ہے دماغ کو بساتی ہے اس باغ پر بہار کو دیکھ کر گلشن ارم کا ہوتا ہے
غرضکہ کنیزون نے بیرون باغ سے سیر باغ و بارہ دری کی کرکے خوبی و آراستگی پر اس کے بغور
نظر کرکے ملکہ شہناز جادو کے سحر کی بہت تعریف کی اس نے مجمر جادو کو اپنے قریب بلا کر سرگوشی مین
ما در بچہ کہا اس نے عرض کیا کہ بہت خوب مین ایسا ہی کرون گی جو کچھ آپنے فرمایا ہے اسی پر عمل

کرون گی ذرا کوئی ساحر نابکار رفتا وہ نائب خداوند حکیم جالوس ادھر آئے تو دیکھینگے کہ اُس کو
کیسا اپنے دام فریب مین پھنساتی ہون اس جگہ دوسرے راوی نے یون بیان کیا ہے کہ قلعہ تو جیسا
قبل اس کے ذکر کیا گیا ہے ملکہ شہناز جادو نے اپنے سحر سے تیار کیا ہوا ور باغ مذکور ملکہ بہار گلپوش
جادو نے اپنے سحر سے نمودار کیا اور یہ قول وبیان راوی دیگر اصح ہے الحاصل جب باغ مذکور نمودار
ہوا بقول راوی دیگر ملکہ شہناز جادو نے سحر جادو کو اپنے ہمراہ لے کر ملکہ بہار گل پوش جادو
سے اور اس کی کنیزون سے چھٹکر قلعہ سحر مذکور کی طرف جاکر داخل قلعہ مندرجہ ہوئی ملکہ بہار گلپوش
جادو باغ مین داخل ہوئی کچھ کنیزین خدمت ملکہ مین حاضر رہین کچھ کنیزین در باغ پر بہ صورت
شجرین ملکہ بہار جادو نے داخل باغ ہوکر سحر سے اپنی صورت وشکل تبدیل کی ہنوز درستی قلعہ وباغ
نہو چکی تھی کہ رعد دیو سر جادو جس کا سر مانند سر دیو کے کلان تھا اور برائے اسیری شہناز جادو
دربار نائب خداوند سے پندرہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لے کر مع سامان جنگ وجدال روانہ ہوا تھا
اثنائے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا اسی صحرائے سبزہ زار پر بہار مین آیا بلندی سے جو اُس نے
سوے پستی نظر کی دیکھا کہ درمیان صحرا کے ایک باغ پر بہار عجب شگفتہ وشاداب ہے کہ زیر فلک
مثل اس باغ کے دوسرا باغ نہین ہوا اور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ دیکھکر متحیر ہوکر دل مین
کہنے لگا کہ اس صحرا مین کس شاہ وشہریار نے یہ قلعہ محکم اور یہ باغ پر بہار بنایا ہے ذرا ٹھہر کر دریافت
کرنا چاہیے قبل اس کے تو اس صحرا مین نہ کوئی قلعہ تھا نہ باغ تھا سوائے سبزۂ شاداب کے
کوئی گل بوٹا اور کوئی مکان نہ تھا یہ خیال کرکے بلندی سے مع اپنے ہمراہی ساحرون کے سوے
زمین آیا دیکھا کہ دو تین کنیزین قریب در باغ آبدیدہ بیٹھی درستی ادویہ مین مصروف ہین کوئی چوب
صندل سنگ صاف پر گھس رہی ہے کوئی ہاون دستے مین ادویہ کوٹ رہی ہے کوئی کچھ برگ سبز کو
عرق کوٹ کر نکال رہی ہے تھوڑا کنیزین قریب بیٹھی ہوئی آبدیدہ ہو کر باہم یہ کہ رہی ہین کہ جاری
ملکہ عالم کے سر مین ایسا درد شدید پیدا ہے کہ حالت ان کی متغیر ہوگئی ہے چہرہ اتر گیا ہے غذا کل سے
اسوقت تک کچھ نہین ہوئی ہے بہت سی تدبیرین کی گئی ہین کسی دوا وتدبیر سے درد سر رفع نہین
ہوتا جو نہین معلوم کیسا درد ہے کہ ایک حالت پر ہے کچھ کمی نہین ہوئی ہے اب یہ دوا تیار ہو رہی ہے دیکھیے
کچھ نافع ہوتی ہے یا نہین دعا کرنا چاہیے کہ ملکہ عالم اچھی ہوجاوین اس دوا سے صحت پاوین درد سر
دور ہوجائے ملکہ عالم تندرست ہوجاوین روگ دھوک ان کا ان کی جان کی سلامتی مین دور
ہوجائے غسل صحت کرین ہم سب کو انعام دین غالباً بعد اپنی صحت کے اپنے صحیح ہونے کا جشن کرینگی
بڑا سامان کرین گی بزم عشرت خوب آراستہ ہوگی کوئی اُن مین سے کہتی ہے کہ کہین وہ نیک گھڑی
ہو کہ صحت تو ہو اس صحرا مین بلکہ دور دور بیابان سے کوئی حکیم وطبیب بھی ایسا نہین ہے کہ جسکو
بلا کر اُن کا علاج کیا جائے رعد دیو سر جادو نے در باغ پر آکر گفتگو ان کنیزون کی سنکے کہا کہ ہم کو
حکمت مین دخل ہے اپنی ملکہ سے ہمارے آنے کی خبر کرو ہم ان کا علاج ایسا کرین گے کہ وہ ابھی
اچھی ہوجاوینگی اور یہ تو بتاؤ کہ تمھاری ملکہ کا کیا نام ہے انھون نے کھڑے ہوکر با ادب کہا کہ آپ
یہان توقف فرماوین ہم اپنی ملکہ سے آپ کی خبر تشریف آوری بیان کرین اپنے اسم مبارک سے
مطلع کیجیے آپ اسوقت خوب آئے امید قوی ہے کہ آپ کے علاج سے ملکہ اچھی ہوجاوینگی نام
ہماری ملکہ کا خود ملکہ عالم سے دریافت کیجیے گا ہم ادباً اُن کا نام اپنی زبان پر جاری نہین کرسکتین

فقط ملکہ عالم کہتے ہین ساحر مذکور نے کہا کہ نام ہمارا مشہور جہان ہے سب ہمکو رعد دیو سر جادو
کہتے ہین ہم مقرب بارگاہ ورفقاے خداوند ہو وسر دست جادوے ہین حکمت وطبابت مین
بھی مہارت ہے شہرہ ہمارا بہم پہنچا ہے اب ہمارا سحر کوئی دفع کر ہی نہین سکتا ہے ہماری آواز بلند
سنکے کوئی ہوشیار نہین رہ سکتا ہے ضرور بیہوش ہوکر پڑتا ہے ہم براے اسیری گرفتاری ملکہ
شناز جادو وغیرہ حسب الحکم نائب خداوند حکیم جالوس جاتے تھے اس صحرا مین یہ باغ پربہار
دیکھکر براے دریافت حال زمین پر آئے ہین یہ کہکر دریچہ سے اندر باغ کے نظر کی ہوا جو پھولون
سے بسکر آئی دماغ ساحر مذکور بھی خوشبو سے بس گیا جھوم کر کہنے لگا کہ واہ وا کیا باغ ہے خوشبو
آئی ہے کہ دماغ معطر ہوگیا ہے کنیزین اُس کی تقریر سنکے اندر باغ کے گئین ملکہ سے تمام حال بیان کیا
اُس نے حکم دیا کہ جو کوئی آیا ہے اُسے بلالو کنیزین پھر در باغ پر آئین دست بستہ کہنے لگین کہ چلیے
حضور ہماری ملکہ نے آپ کو طلب کیا ہے رعد دیو سر جادو نے لشکر کے تمام ساحرون کو باہر ہی
چھوڑکر تنہا اندر باغ کے گیا دیکھا کہ باغ مثل گلشن ارم ہے جہان تک اُس کی تعریف کیجیے کم ہے ہر طرف
ہر طرف دیکھتا ہوا چمن ہاے رنگارنگ کی سیر کرتا ہوا ہمراہ ان کنیزون کے بارہ دری مین گیا دیکھا
کہ ایک نازنین مہ جبین گلبدن سیمتن خوش رو عنبرین گیسو نہایت خوبصورت وخوش جمال
عدیم المثال مسہری پر لیٹی ہے دوشالہ از گلو تا پا اوڑھے ہوے ہے سر پر ایک رومال باندھا ہے
آہ آہ کر رہی ہے چند کنیزین حاضر ہین کوئی سر دبا رہی ہے کوئی عطر خس سنگھا رہی ہے کوئی لخلخہ
عطر مجموعہ قریب لاتی ہے عرض کرتی ہے کہ اے ملکہ اب اس لخلخے کو سونگھین شاید اس کے سونگھنے
سے درد سر دفع ہو جاے رعد دیو سر جادو اُس نازنین مبتلاے درد سر کو دیکھکر جان و دل سے مبتلا
دام عشق ہوا بے اختیار آہ سرد کی شوق وصل دل مین پیدا ہوا ایک کنیز نے کرسی زرین و
جواہر نگار قریب مسہری کے ملکہ مذکور لاکر بچھا دی بعدہ عرض کیا کہ حضور اس کرسی پر بیٹھین
رعد دیو سر جادو نے اُس کرسی پر بیٹھکر از راہ الفت بے اختیار پوچھا کہ اے ملکہ عالم مزاج
کیسا ہے نصیب دشمنان کیا شکایت ہے ہر چند کہ کنیزون سے مجھے حال ناسازی مزاج معلوم ہوا ہے
مگر تم اپنی زبان سے اظہار کرو ملکہ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا لیکن دست نازک وحنائی سے
بجانب سر وپیشانی اشارہ کیا ساحر مذکور سمجھ گیا کہ یہ پری رو شاکی درد سر ہے اس اثنا مین ایک
کنیز نے واسطے صندل وغیرہ لگانے کے رومال جو باندھا ہوا تھا سر سے دور کیا ارادہ پیشانی پر
صندل لگانے کا کیا رعد دیو سر جادو نے کنیزون سے کہا کہ مجھکو ایک طریقہ دفع درد سر کا بھی معلوم
ہے جب تک کوئی دوا تجویز کی جاے اور وہ تیار ہو آسے طریقے سے دفع درد سر کی کوشش کرتا ہون
یہ کہکر پیشانی ملکہ پر اپنا ہاتھ رکھکر آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا چونکہ پیشانی ملکہ پر عرق آگیا تھا وہ عرق
عرق گل سے خوشبو مین بہتر تھا بلکہ رشک عطر گل تھا صفائی ولطافت مین وہ قطرۂ عرق پیشانی
غیرت دُرِ آبدار تھے دست ساحر مذکور تر ہوگیا چونکہ ہاتھ اُس کا ایسے معشوق حسین ومہ جبین و
گلرخسار کی پیشانی نورانی تک خوبی تقدیر سے پہونچا تھا بعد ازان دیر تک ہاتھ رکھے رہا کچھ پڑھ پڑھ کر پھونکا
کیا ہاتھ اپنا لوح پیشانی محبوب سے خوب رو سے نہ اٹھایا بعد ازان پوچھا کہ اے ملکہ اب درد سر کیسا ہے
اُس نے کہا کہ تمہارے ہاتھ رکھنے سے اور کچھ پڑھکر دم کرنے سے درد سر مین بہت کمی ہے کونسی دعا یا کونسا
منتر تمنے ہمارے ماتھے پر ہاتھ رکھکر پڑھا کہ جس کے پڑھنے اور پھونکنے سے گویا درد سر دفع ہوگیا

نازنین مبتلائے درد سر نے جو مسکرا کر یہ تقریر کی ساحر مذکور نے بے اختیار کہا کہ اے ملکہ کچھ الفاظ واسما میں نے پڑھ کر تمہارے سر و پیشانی پر دم کیے ہیں یہ طریقہ و عمل برائے دفع درد سر مجرب ہی جانے شکر ہو کہ درد سر تمہارا بہت کم ہو گیا باقی ماندہ بھی رفع ہو جائیگا اس علاج کا مجکو انعام کیا ملیگا زر و جواہر کی تو خواہش نہیں ہے ملکہ مذکورہ نے اس کی تقریر سنکے اور مجکے خفا مسکرا کر ہار پھولوں کا اپنی گردن سے اتار کر اور چند پھول اپنی بدھی سے اس کو دے کر کہا کر لو یہ انعام بہتر از خلعت و زر و جواہر جو اس ہار کو اپنے گلے میں ڈالو پھولوں کو سونگھو تا وہ اس کے ہمارے پسینے کی خوشبو سونگھو وہ پسینہ پیشانی کا جس سے تمہارے ہاتھ تر ہوے ہیں ملال ہو سر دست عوض علاج یہ انعام دیا گیا ہے آئندہ دیکھا جائیگا ساحر مذکور نے خوش ہو کر وہ ہار لے کر اپنے گلے میں ڈالا شادی و خوشی سے پھولوں کو سونگھا ان پھولوں کو اور دست آلودہ عرق پیشانی ملکہ کو بھی جو عطر سے بہتر تھا سونگھا سونگھتے ہی دیوانہ ہو گیا آثار عشق ظاہر کرنے لگا کہ اے ملکہ اشعار

چاک دامن کیے جاتے ہے دیوانوں نے — قید خانے کیے آباد پریشانوں نے
گلشن دہر میں جو فصل بہار آئی ہے — شور عالم میں کیا جوش سے دیوانوں نے
دیکھکر کاکل مشکین تری تیرہ شب میں — دل لیے کاکل پریشان کے پریشانوں نے

یہ اشعار پڑھکر جوش دیوانگی و عشق میں از خود رفتہ ہو کر جیب و دامن و گریبان چاک کرنے لگا کہ ہم تو مدت سے تم پر فریفتہ ہیں تمہارے وصل کے خواہان ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ ہم کو کیونکر یقین ہو کہ تم ہمارے عاشق و شیدا ہو دعوی بغیر دلیل کے ہو نہیں سکتا پہلے اپنا عاشق و فرمانبردار ہونا ہم پر ثابت کرو پھر طالب وصل ہو اس نے پوچھا کہ کونسی خدمت و فرمانبرداری کروں جسکے کرنے سے عاشق صادق ہونا میرا تم پر ثابت ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے رعد دیو سر جادو آگاہ ہو کہ ہمارا دشمن نائب خداوند کیمر جالوس ہے ہمارے قتل و بے آبروئی کا درپے ہے اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو اس کا سر کاٹ کر ہمارے روبرو لے آؤ اپنے رقیب اور ہمارے دشمن کو زندہ نہ رکھو اگر اس کام کا سر انجام کر دوگے تو البتہ ہمارے عاشق سمجھے جاؤ گے اور در مراد بھی پاؤ گے رعد دیو سر جادو نے ملکہ کی یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم نائب خداوند کی تو کیا حقیقت ہے اگر کہو تو خداوند ہو دو سر مست جادو مالک طلسم زلزلہ کا سر لاؤں تمہارے حکم کو بجا لاؤں تمہاری زبانی اب یہ سنا کیمر جالوس میرا رقیب ہے وہ نابکار بھی تمہارا طالب ہے اور تمہارے وصل سے ناامید ہو کر تمہارا دشمن جان ہوا ہے ایسے نابکار کو کہ میرا اور تمہارا دشمن ہے ضرور ہلاک کروں گا میں اس کا کاٹ کر لے آؤں گا ابھی جاتا ہوں سر اس کا کاٹ کر لے آتا ہوں اول تو میں ہی اس کے قتل کرنے کے واسطے کافی ہوں دوسرے میرے ہمراہ پندرہ ہزار ساحر ہیں جو میرے مطیع و فرمانبردار ہیں تمہارے دربار غیر میں ٹھیرے ہوے ہیں ان کو ہمراہ لیکر جاتا ہوں ملکہ نے کہا کہ اچھا تمکو اختیار ہے جو مناسب ہو وہ کرو خواہ تنہا جاؤ خواہ اپنے لشکر کے ہمراہ جاؤ یہ کہکر کچھ سوچ کر کنیزوں سے کہا کہ جو ان کے ہمراہی جو ساحر ہیں باہر دربار کے ٹھیر گئے ہیں وہ بھی ہمارے لطف و مہربانی سے محروم نہ رہیں ان کو عطر اور پھول جو رکھے ہوے ہیں بکثرت دو اور کمال دلداری ملکہ نے بطرف رعد دیو سر جادو کو بھی یہ عطر اور پھول بھیجے ہیں ان کو سونگھیں ملکہ عالم کے شکر گذار ہوں کنیزوں نے حکم ملکہ کی تعمیل کی ہر ایک ساحر نے ایک ایک پھول لے کر خوشی سے سونگھ کر

مبتلاے سحر ہوکر کہا کہ ملکہ عالم نے کیا ہمین سرفراز کیا ہے اب ہم فرمانبردار و تابع حکم ہین جان نثاری کو
موجود ہین ان کے دشمن کے دشمن ہین کنیزون نے کہا کہ دشمن ان کا نائب خداوند ہے اسپ
سردار رعد دیو سر جادو کے ساتھ جاکر سر حکیم جالوس کا کاٹ کر لاؤ انھون نے کہا کہ ہمین
کیا عذر ہے سر اُس کا جاکر کاٹ لائین گے دشمن ملکہ عالم کو زندہ نرکھین گے یہ کہکر حالت دیوانگی مین
وہ بھی اشعار عاشقانہ مسحور بہ سحر ہوکر پڑھنے لگے اس اثنا مین رعد دیو سر جادو باغ سے
باہر آیا جملہ ساحران ہمراہی سے کہا کہ جلد چلو نائب خداوند حکیم جالوس دشمن ملکہ عالم کا سر کاٹ کر
لے آئین حکم ملکہ بجا لائین سب نے عرض کیا کہ چلیے اُس نابکار کو قتل کرین ہم دربار گھس کر اسکو
مع اُس کے اہل دربار کے قتل کرین یہ سُنکے رعد دیو سر جادو اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا
جملہ ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحری سواریون پر سوار ہوے پھر رعد دیو سر جادو
بصد قہر و غضب اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ سرحد طلسم مذکور
مین پہونچا ساحرون نے جلد تر جاکر حکیم جالوس سے عرض کیا کہ رعد دیو سر جادو جو براے
اسیری ملکہ شہناز جادو وغیرہ گیا تھا اس طرح آتا ہے کہ بصد خوشی و خرمی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے
حکیم جالوس یہ خبر سُنکے سمجھا کہ ملکہ شہناز جادو کو اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
کو قتل یا اسیر کرکے بصد خوشی آتا ہے یہ سمجھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا کہ سُنتے ہو رعد دیو سر
جادو آتا ہے یقین ہے کہ اُس نے جاتے ہی ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر یا قتل کیا ہوگا بصد خوشی
آتا ہے ہم اُس کو ایسا انعام دینگے کہ وہ بھی خوش ہوجائیگا اہل دربار نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند رعد دیو سر جادو ساحر زبردست ہے نامی و نامور ہے اُس کے پنجے سے ممکن نہین
کہ دشمن بیہوش نہو جائے یہ سحر خاص اُس کا ایسا ہے کہ دفعیہ اس کا امکان سے باہر ہے ابھی ساحران
اہل دربار یہ عرض کر رہے تھے نائب خداوند حکیم جالوس تخت پر بصد خوشی بیٹھا تھا کہ رعد دیو سر
جادو مع اپنے لشکر کے آیا سب نے دیکھا کہ ایک ہار پھولون کا گلے مین ڈالے ہوے ہے کچھ پھول
ہاتھ مین لیے ہے بار بار ان پھولون کو سونگھتا ہے لباس اُس کا بجاے پھٹا ہوا ہے چہرے سے آثار وحشت
و قہر و غضب ظاہر ہین ابھی تیس چالیس اہل دربار جو بیٹھے ہوے تھے وہ سب ساحر مذکور کو دیکھکر
حیران ہوے دل مین متردد تھے کہ رعد دیو سر جادو دربار مین آیا از راہ غضب سے سلام نہ کیا
نائب خداوند حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے رعد دیو سر جادو تو نے ہمین سلام نہ کیا اس کی
کیا وجہ ہے اور اسوقت تجھکو کیا ہوا ہے برہم کیون ہے ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
مجمر جادو کو اسیر کرکے لایا یا اُن کو قتل کیا یہ سُنکر ساحر مذکور نے بصد غضب جواب دیا کہ او نابکار
کیا بکتا ہے تو لائق سلام نہین ہے ملکہ نازنین ہماری محبوبہ کا تو دشمن ہے تیرا سر کاٹنے آیا ہون یہ کہکر
کانون پر ہاتھ رکھکر ارادہ چیخنے کا کیا ہنوز صدا اُس کے دہن سے نہ نکلی تھی کہ حکیم جالوس یہ حرکات
بزور علم جلد تر تخت سے اپنے تئین گرا کر پانون اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہوا اور جانب طلسم باطن
پاس خداوند ہود سرمست جادو کے چلا یہان رعد دیو سر جادو نے چیخا اس کی صدا سے جملہ
اہل دربار جو اسوقت حاضر دربار تھے بیہوش ہوگئے ہر چند ساحران اہل دربار بھی مانند حکیم
جالوس کے ارادہ بھاگنے اور غرق زمین ہونے کا کیا مگر رعد دیو سر جادو نے اتنی مہلت
ان کو نہ دی کہ وہ اسماے سحر اپنی زبان پر جاری کرین اور غرق زمین ہوکر بیہوش ہونے سے

محفوظ رہیں غرضکہ جب ساحران دربار بیہوش ہو گئے رعد دیو سر جادو و جملہ ساحران ہمراہی
اُس کے ساحران بیہوش شدہ کو قتل کرنے لگے شور و غل ہونے لگا ساکنان طلسم زلزلہ جو
اس واقعے سے باخبر ہوئے وہ حیران ہوئے دربار میں تو ایک ہنگامہ برپا ہے اہل دربار
قتل ہو رہے ہیں مگر حکیم جالوس جو سوے شاہ طلسم زلزلہ گیا تھا بعد براہ خدمت خداوند
ہو دسر مست جادو میں بدحواس و پریشان خاطر پہونچا باادب سلام کیا خداوند مذکور نے
متردد ہو کر پوچھا کہ اے نائب من خیر تو ہے کیوں گھبرایا ہوا آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ خداوند
کیا عرض کروں غضب ہوا شاہ نے کہا بیان تو کر آخر کیا ہوا اسقدر کیوں گھبرایا ہوا ہے بیان
باحال پریشان کیوں آیا ہے اُس نے تمام حال ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و ملکہ
شہناز جادو و رعد دیو سر جادو کا مفصل بیان کیا شاہ طلسم زلزلے نے کہا کہ اے حکیم جالوس
تونے برا کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو بادولت کی قرابت دار و بزرگ خاندان کو
سر دربار کوسنے لگے ذلیل کیا دوست کو دشمن کیا اب رعد دیو سر جادو جو مبتلائے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہو کر آیا ہے اہل دربار کو قتل کر رہا ہے کشت و خون ہو رہا ہے جلد اسکے
دفع کی تدبیر کر حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے خداوند کیا تدبیر کروں کیونکر سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو و رعد دیو سر جادو سے رفع کروں شاہ طلسم زلزلے نے جواب دیا کہ سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو سکھایا ہوا دبدبہ سحر ساز جادو کا ہے یہ سحر جا سکے نہ اٹھے گا حکیم جالوس نے پوچھا
کہ اے خداوند پھر کیا کیا جائے شاہ طلسم مذکور نے جواب دیا کہ یہ شیشہ جو طاق پر رکھا ہوا ہے اسکو
اُٹھا کر جلد لے جا جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہے ایک ایک قطرہ رعد دیو سر جادو اور اُس کے
لشکر کے ساحروں پر ڈال دے تاکہ سب جل جائیں قصہ پاک ہو یہ ہنگامہ موقوف ہو لیکن
خبردار اب ایسی حرکت بے جا نہ کرنا حکیم جالوس وہ شیشہ اٹھا کر جلد تر راہ طے کر کے
اپنے دربار میں آیا دیکھا کہ گویا ایک قیامت برپا ہے رعد دیو سر جادو و ساحران ہمراہی اسکے
اہل دربار بیہوش شدہ کو قتل کر رہے ہیں علامت اُن کے مرنے کی ظاہر ہو رہی ہے آندھیاں
ظلمت رنگ کی زور و شور سے آ رہی ہیں ہوائے تند چل رہی ہے تاریکی محیط عالم ہے ساحران
مقتول کے سحروں کے جو پریں ہیں وہ اُن ہی کے نام سے آوازیں دے رہے ہیں طلسم زلزلہ میں
زمین کو زلزلہ ہے سنگ باری و برف باری و آتش باری ہو رہی ہے شور و غل ہو رہا ہے ساکنان
طلسم اس واقعے سے متحیر و پریشان ہیں طلسم میں ایک تہلکہ پڑا ہے یہ حال دیکھ کر جلد
اسی شیشے سے چند قطرے آب رعد دیو سر جادو پر اس تاریکی میں ڈالے ان قطروں کے پڑتے ہی
رعد دیو سر جادو نے آہ کی پھر مثل شمع کافوری جلنے لگا اور بکنے لگا کہ او نابکار حکیم جالوس
تونے غضب کیا تاریکی میں پوشیدہ ہو کے میرا کام تمام کیا او نابکار دلیرانہ سامنے تو آتا تجھے
مقابلہ نہ کیا تھا کہ ہنگام مقابلہ سحر تیرا ثابت کرا دیتی محبوبہ ملکہ کے پاس سے جاتا اُس کے عشق کو پالا
پھر اُس کے وصل سے شاد کام ہوتا افسوس آرزوئے دلی بر نہ آئی او بزدل اپنا وار کر کے
غائب ہو گیا دلیرانہ سامنے نہ ٹھیرا اور نہ میں کیا حوصلہ اپنے دل کا نکالتا ایسی ہی تقریر کرتے
کرتے جلتے جلتے آخر کار خاک ہو گیا اس کے بھی مرنے کی علامت ظاہر ہوئی حکیم جالوس نے
رعد دیو سر جادو کے ہر ایک ساحر ہمراہی پر بھی وہ آب شیشہ چھڑکا وہ سب بھی جلنے لگے

اُن کے تنون سے شعلے نکل نکل کر دوسرے ساحروں پر جو گرے وہ بھی مانند اُن کے جلنے لگے
دربار مین اور قریب دربار عجب آفت تھی ایک آگ سی لگی ہوئی تھی ہر ایک ساحر مذکور جلتا
تھا حکیم جالوس نے عالم غصہ مین کہا تھا کہ اے نابکارو تمھاری یہی سزا ہے جیسا تم نے کیا ویسا پایا ایسی
نادانی و بیوقوفی کی کہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو مین مبتلا ہوگئے اور ہمارے اور ہمارے اہل دربار
کے قتل کرنے کو آئے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و معروف ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر کرکے نہ لائے
تو وہ اُس کے سحر مین مبتلا ہوکر اسیر دام الفت ہوگئے ہنوز نائب خداوند مذکور یہ گفتگو کر رہا تھا کہ
وہ سب نابکار بھی جل کر فریاد و آہ کرکے خاک ہوگئے جب سب ساحر مذکور جل گئے اور تاریکی و ہواے
تند و تیز دفع ہوئی مطلع صاف ہوا حکیم جالوس نے لاشے ساحران اہل دربار کے بعد تہیہ اٹھوا کے
پھنکوا دئے لاشون کے اور درستی دربار کے نائب خداوند مطمئن ہوکر بالاے تخت حکومت بیٹھا
جملہ اہل دربار وغیرہ جو اس ہنگامے کی خبر سنکے جمع ہوکے دربار مین آگئے تھے علی قدر مراتب بیٹھے جو
قابل دربار نہ تھے وہ چلے گئے حکیم جالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامدار و اے نمک خواران خداوند عالی وقار دبدبہ سحر ساز معروف
ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے خداوند سے منحرف و سرکشی کرکے
سکونت طلسم زلزلے مین اختیار کی ہے بیرون طلسم زلزلہ جاکر ہماری ایسی دشمن جان ہوئین کہ رعد
دیو سر جادو کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے قتل کرنے کے واسطے بھیجا اُس نے یہان آکر اپنے
سحر خاص سے ہمارے بیہوش کرنے کا ارادہ کیا تھا اگر ہم بعجلت غرق زمین نہو جاتے تو ضرور
اُس کے چیخنے کی آواز سُنکے ہم بھی بیہوش ہوجاتے ایسی صورت مین وہ ہمین قتل کرتا
سر ہمارا کاٹ کر حسب الطلب بموافق حکم پاس دبدبہ سحر ساز و ملکہ بہار گل پوش جادو کے
لیجاتا اگر ہم حسب فرمان خداوند شیشہ آب یا شیشہ روغن سوزان لاکے رعد دیو سر جادو وغیرہ
پر وہ آب یا روغن نہ چھڑکتے اور ان سب کو نہ جلا دیتے تو بڑا غضب ہوتا رعد دیو سر جادو طلسم
مین آفت برپا کرتا اب ہمکو بانیان مذکورہ کی طرف سے سخت اندیشہ ہے علی الخصوص دبدبہ سحر ساز
کی جانب سے اندیشہ قوی ہے وہ بہت ساحرہ زبردست ہے رازداران طلسم سے ہے بالفعل تو ہماری ہی
دشمن جان ہوئی ہے لیکن اگر کہین طلسم کشا ہوگئی تو آفت برپا کرے گی طلسم زلزلہ مین تہلکہ ڈال دےگی اثناے
لوح طلسمی سے طلسم کشا کو آگاہ کرے گی سو اس سے نصرت ہماری طلسم کشا کرے کی مہمات طلسمی
کے راز و کیفیت سے خبر دے گی طلسم کشائی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی اُس کا زندہ رہنا
اور شریک طلسم کشا ہونا اچھا نہیں ہے تاوقتیکہ وہ قتل و گرفتار نہو گی ہمین اطمینان حاصل نہوگا بعض
اہل دربار نے عرض کی کہ بیشک حضور وہ بلاے بے درمان ہے سحر و ساحری مین زبردست ہے اُس کی
ذات سے فتنے پیدا ہونگے کیونکہ وہ رازداران طلسم زلزلے سے ہے نواسی اُس کی ملکہ بہار گل پوش
جادو بھی پرکالۂ آفت ہے اس سن و سال مین علاوہ حسن و جمال کے سحر و ساحری مین ساحران نامی
سے کچھ کم نہیں ہے ملکہ مجمر جادو بھی کچھ ایسی ویسی ساحرہ نہیں وہ بھی سحر و افسون مین طاق و
مشتاق ہے دبدبہ سحر ساز جادو نے اپنی نواسی اور بھانجی کو خوب سحر سکھائے ہین ان سبکا مار ڈالا
جانا اچھا ہو اُن کے بارے مین غفلت خوب نہیں ہے اُن کی گرفتاری یا قتل واجب و لازم ہے
اگرچہ رعد دیو سر جادو وغیرہ مبتلاے سحر ہوکر سزایاب ہوے جلاکر خاک کر دیے گئے مگر ہم سب

جان نثار و نمک خوار ہو تو وہی جس کو حکم ہو جائے ملکہ دبدبہ سحر ساز وغیرہ کو اسیر کر لائے یا خود قتل
و ہلاک ہو کر حق نمک خواری سے ادا ہو جائے آج حضور نے واقعی کار نمایان کیا ہے اگر تدبیر ہلاکت
دبدبہ و سر جادو وغیرہ نہ کی جاتی تو بڑا غضب ہوتا حیران ہون کہ بہ سحر مذکور زیادہ تر آفتین
برپا کیے کشت و خون زیادہ ہوتا بڑی آفت و بلائے ناگہانی سے نجات حاصل ہوئی یہ تو بس غ
رسیدہ بود و بلائے و لے بخیر گذشت. حکیم جالوس نے اپنے حسن و تدبیر کی تعریف سے خوش ہو کر کہا
کہ اب کوئی تدبیر بحکم اسیری و گرفتاری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی کی جائے گی اُس کی جانب سے
نقصان تا ہرگز نہ کی جائے گی کیونکہ وہ دشمن سخت ہے اُس کی طرف سے ہر طرح کا اندیشہ دشمنی ہے تم
سب خیر خواہون نمک خوارون سے امید قوی جان نثاری و خیر خواہی کی ہر وقت ضرورت سے
حکم کیا جائے گا حکیم جالوس تو تدبیر گرفتاری و قتل ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ مین فکر و
غور کرتا ہے دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہے مترود زیادہ ہے بجائے خود اپنی نادانی کا معترف ہے دل مین کہتا ہے
کہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شناز جادو کو سر دربار کوڑے مارنا مناسب نہ تھا قصہ مین انجام کا
کچھ خیال نہ کیا غضب کیا ایسا فعل کوئی نادان و نافہم بھی نہ کرتا جو تو نے کیا دوست کو اپنا دشمن جان
کیا خود بربادی طلسم زلزلہ کا باعث ہوا خداوند کو بھی اس حرکت سے ناخوش کیا لیکن یہ شان طلسم
جانب سیہ دان بیان حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ خواجہ
طیفور کردیا منعطف کی جاتی ہے قبل اس کے تحریر کیا گیا ہے کہ صاحبقران موصوف درویش
گنبد نشین سے رخصت ہو کر تعویذ اُس سے لے کر اپنے بازو پر باندھ کر ہمراہ خواجہ طیفور کردیا
کے موافق بتانے اُس درویش کے ایک جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جا بجا ٹھہرتے
ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے اُس صحراے سبزہ زار مین آئے جس صحرا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز
نے قلعہ سحر تیار کیا تھا دیکھا کہ ایک باغ وسیع و پختہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے خوشبو گلہاے
رنگا رنگ کی جانب باغ سے ایسی آتی ہے کہ دماغ معطر ہوتا ہے صداے مرغان خوش الحان اندرون
باغ سے چلی آتی ہے آوازین مرغوب اور نغمے بلبل کے باغ مین ایک شور ہو رہا ہے دو کمسن کنیزین
جوان جوان گوری سانولی در باغ پر کھڑی ہوئی باہم چہلین کر رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے خواجہ طیفور کردیا سے کہا کہ اے خواجہ اس صحراے سبزہ زار مین یہ باغ پر بہار کس کا ہے
ذرا جا کر دریافت تو کرو کنیزین دروازہ باغ پر کھڑی ہین ان سے پوچھو کہ یہ باغ کس کا ہے مالک
باغ کا کیا نام ہے اگر صاحب باغ اجازت دے گا تو اس باغ کی سیر کرین گے تمازت آفتاب سے
تکلیف ہے تھوڑی دیر سائے مین بیٹھ کر سیر باغ کر کے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرین گے خواجہ نے
حسب الحکم آگے بڑھ کر در باغ پر جا کر ان کنیزون سے پوچھا کہ اے جنگل والیو بتاؤ یہ باغ کس کا ہے
صاحب باغ کا کیا نام ہے اگر اُس کی اجازت ہو تو ہم اور ہمارے آقا اس باغ کی سیر کرین تم اس وقت
کس فکر مین اور کس کی تاک مین کھڑی ہو انھون نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ او بدنما کیون بد نظر
ہو کر جنگل والیان کہتا ہے ذرا اپنی صورت تو آئینے مین دیکھ صحرائی آسیب کی شکل ہے رات کو اگر
کوئی دیکھے تو ڈر جائے تیرا اس صحرا مین اس وقت آنا دلیل ہے کہ تو کوئی بھوت پریت وغیرہ ہے
نام مالک باغ کا کیون دریافت کرتا ہے دور ہو سامنے سے دفان ہو جا جنگل کی سیر کر ہمین کیا اندیشہ
ہے یہ باغ لائق تیری سیر کے نہین ہے باغ مین تیرا کیا کام ہے گشت مین جا فوج تیرا باغ مین گذر ہو

اس باغ میں ہماری ملکہ عالم تشریف رکھتی ہیں تیری صورت و لباس و کلاہ پر نظر کرکے ہماری ملکہ
دل جاں میں کی فورا خوش آجائے کہ تیرے مالک و آقا کہاں ہیں ان کا کیا نام ہے کہاں سے آئے ہیں
خواجہ نے ہنسکر کہا مشہور ہے کہ جو جیسا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی ویسا ہی تصور کرتا ہے تمہارے
قول سے ثابت ہوا کہ کوئی قسم بھوت پریت سے ہو جب ہی آکے ... بندگی ایذا رسانی کے واسطے
کھڑی ہو میری تو صورت ایسی اچھی ہے کہ شاہزادیاں مجھے مرتی ہیں جاہتی ہیں میں تم ایسیوں
پر توجہ نہیں کرتا لاکھ تم اپنی ناز و ادا و گفتار سے مجھے اپنے اوپر مائل کرو میں بھائی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا ہوں نامی و نامور ہوں خاص و عام مجھکو
خواجہ طیفور کہا کرتے ہیں جمیع الکمالات ہوں دیکھو وہ آقا و برادر ہمارے سامنے مرکب پر سوار
ایستادہ ہیں یہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں یہی صاحبقران کشورستان ہیں وہ کنیزیں یہ کلمے
خواجہ کے سنکے قہقہہ مار کر ہنسیں پھر باہم مسکراتی ہوئی چلیں کرتی ہوئی باغ کے اندر گئیں خدمت
ملکہ بہار گل پوش جادو میں جاکر دست بستہ عرض کرنے لگیں کہ اے ملکہ عالم اسوقت ایک شخص
عجیب و غریب در باغ پر آیا ہے طویل القامت ہے آنکھیں اسکی زیرہ سی ہیں کان بڑے ہیں بیچے
اور پیچھے دم میں لگی و زیادتی ہے نہایت چست و چالاک ہے لمبی ٹوپی سر پر رکھے ہے زبان آور
اور دل لگی باز ہے اپنے آقا و برادر کے ساتھ ہے نام اپنا خواجہ طیفور ظاہر کرتا ہے اور اپنے آقا
و برادر کا نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ظاہر کرتا ہے کہتا ہے کہ میں جمیع الکمالات ہوں
نامی و نامور ہوں اور یہ پوچھا ہے کہ صاحب باغ کا کیا نام ہے اگر ملکہ باغ کی اجازت ہو تو ہمارے
آقا اور ہم باغ کی سیر کریں اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے برادر و آقا طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں یہ
جو ملکہ ہمارے سے جاکر کہدیں وہ در باغ پر ایستادہ ہیں اور اس سے آگے برادر و آقا مرکب پر سوار
در باغ سے کچھ دور کھڑے ہیں ملکہ بہار گل پوش جادو کنیزوں کی گفتگو سنکے سمجھ گئی کہ خواجہ
اور صاحبقران کشورستان کو وہ بلوے ادھر کے ہیں یہ سمجھکر فی الفور مسند زریں سے اٹھکر ہمراہ
کنیزوں کو لے کر بہاے پیشوائی صاحبقران عالیشان در باغ تک گئی دیکھا کہ واقعی خواجہ در باغ
پر ایستادہ ہیں اور صاحبقران در باغ سے کچھ فاصلے پر بالائے مرکب سوار کھڑے ہیں یہ دیکھتے ہی
آگے بڑھکر صاحبقران کو سلام کرکے عرض کیا کہ خوش قسمت کہ آپ کا ادھر آنا ہوا میری سرفرازی
کا باعث ہوا میرا باغ سیر کیجئے قدم رنجہ فرمائیے صاحبقران کشورستان اسکو دیکھتے ہی پہچان
گئے کہ یہ ملکہ بہار گل پوش جادو ہے اور خواجہ تو اسکے دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے غنچۂ دل شگفتہ
ہوگیا گویا باغ زندگی میں بہار آئی شادی و خرمی سے نہال ہوگئے چہرے پر آثار خوشی ہویدا
ہوئے اور یہ اشعار بے اختیار اپنی زبان پر جاری کیے۔ اشعار

نزدیک آچلی ہے سواری بہار کی	برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہوں
ملتی نہیں نجات اسیران عشق کو	پر قید وہ نہیں کہ جو زندان سے دور ہوں
مدت کے بعد آئے ہیں گھر میں سے جنون	دو آبلے تو خار بیابان سے دور ہوں

ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی کہ مائل تھی خواجہ کو دیکھ کے اشعار خواجہ کی زبان سے سنکے
خوش ہو کر اپنے حال سے اس طرح خواجہ کو آگاہ کیا اور یہ اشعار بخیال صاحبقران آہستہ آہستہ
اپنی زبان پر جاری کیے۔ اشعار

روز تنہائی مین رہتی تھی یہان | گفتگو ہمکو خیال یار سے | خضر لاکر دین اگر آب حیات
مین نہ بدلون شربت دیدار سے | جائے آسائش نہین ہے دوسری | ہم تو بیٹھے سایۂ دیوار سے
خلعت گرد و رہ جانب دشت | پہنے پا عشق دل سرکار سے | خواجہ موصوف اشعار مندرجہ کو

سنکے مطلب ملکہ سمجھ گئے ظاہر ہو گیا کہ یہ نازنین ظاہر کرتی ہے کہ تمہارا ہمکو خیال رہا اور تمہارے شربت دیدار سے اگر خضر آب حیات بدلنا چاہین تو نہ لون اور راحت و آرام ہمکو تمہارے پہلو ہونے سے حاصل ہوتا ہے جدائی مین دل کو راحت نہین ہوتی ہے اور تمہارے عشق کے سبب سے پہنے لباس تن گرد و غبار کو اختیار کیا ہے آبادی چھوڑکر دشت نشینی اختیار کی ہے اگر تیرا عاشق ہوئی تو یہ انجام و حال سنو تو یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے صاحبقران کشورستان کے ادب سے زیادہ تقریر نہکی الحاصل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کہنے سے صاحبقران مرکب سے اترکر اندر باغ کے ہمراہ ملکہ مذکور کے گئے دیکھا کہ عجب پر بہار باغ ہے کہ ایسا باغ کسی شاہ و شہریار کا بھی شگفتہ اور شاداب نہ دیکھا تھا ایسی بہار و دریچہ ایسا اسباب و سامان زیب و زینت کہیں دیکھا تھا متحیر ہوکر پوچھا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو کیا اچھا تمہارا باغ ہے لائق سیر و قابل دید ہے اس کی شادابی و شگفتگی کیا تعریف کی جائے اس نے کہا یہ تو ایک ادنی شعبہ ہے یہ باغ تمہارا ہے تو بے بود ہے تعریف کے لائق کب ہے یہ کہکے صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے جا کر مسند زرین پر بٹھایا کنیزین برائے خدمتگاری حاضر ہوئین خواہ مگر روبرو صاحبقران کے ملکہ کی ایک ناز رہوے صاحبقران خواہ بہ بہشت کے نمکی بحکم ملکہ کے اسباب راحت و آرام مہیا و موجود ہوگئے صاحبقران نے پوچھا کہ اے ملکہ تمہارے یہان رہنے کا کیا باعث ہے تو قبل اس کے ظاہر کیا تھا کہ ہم در میان طلسم زلزلے کے رہتے ہین ملکہ نے تمام حال مفصل جیحالوں سے ناخوش ہوکر ادھر آنے کا بیان کرکے کہا کہ ہماری نانی صاحبہ نے اسی طرف ایک قلعہ سحر سے بنا رکھا ہے وہ صحرجادو اس قلعے مین رہتی ہین اگر ارشاد ہو تو ان سے آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کرون وہ آپ کے یہان آنے سے خوش ہوکر آپ کی شریک ہونگی طلسم کشائی مین آپ کی شرکت و اعانت کرینگی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمکو اس بات مین اختیار ہے جو مناسب ہو وہ کرو ہمکو اعانت منظور نہکی ہے پس ملکہ مذکور بعد چند ساعت کے تنہا باغ سے اپنی نانی کے پاس قلعہ سحر مین گئی ان سے خبر تشریف آوری صاحبقران بیان کی ان سے خوش ہوکر کہا کہ اے نور نظر مین ان کی تشریف آوری سے خوش ہوئی ان کو بیان ہے آمین ان سے ملنے کی بہت مشتاق ہون یعنی ان کے دیکھنے کا مجھے اشتیاق ہے اگر انہون نے مجھے سرفراز فرمایا ہے تو اس قلعے مین بھی تشریف لائین مین ان کے استقبال کے واسطے آؤنگی ملکہ بہار گل پوش جادو حسب ارشاد اپنی نانی کے قلعہ مذکور سے اپنے باغ مین آئی اور صاحبقران سے عرض کیا کہ ہماری نانی صاحبہ آپ کی تشریف آوری کی مشتاق ہین اپنے قلعہ سحر سے برائے استقبال آئی ہین اگر مناسب ہو تو سوئے قلعہ تشریف لے چلیے مجھے سرفراز فرمایا ہے تو ان کو بھی سرفراز فرمایئے آپ کی ذات ستودہ صفات سے یہ امید ہے کہ ہیچ نشان پر عجب گر بنوازند گدارا + صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر تمہاری نانی صاحبہ مشتاق ہمارے دید کی ہین اور ہمارے استقبال کے واسطے آئی ہین تو ہم بھی بخیال تمہاری خوشی و خاطر کے ان سے ملنے کے واسطے موجود ہین ہمکو بیشتر خوشی کا جانب کا خیال ہے کا لحاظ ہے کسی دوست کو ہم رنجیدہ نہین کرتے

کبر و نخوت و غرور و خود بینی سے ہمیں نفرت ہے علی الخصوص اپنے دوستوں سے تواضع ملتے ہیں
ملکہ بہار گل پوش جادو تقریر صاحبقران سنکے خوش ہوئی صاحبقران کئے ملکہ مذکور دو
خواجہ نیفور کردیا و جملہ کنیزیں ہمراہ ہوئیں باغ سے قدم نکال کر سوئے قلعہ چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو چلے بعد قطع راہ قریب در قلعہ پہونچے دیکھا کہ در قلعہ کھلا ایک ضعیفہ زرنگار لباس نفیس
در بر ہمراہ نجم جادو و چند کنیزوں کے پاپیادہ آئی ہے ہنوز اُس ضعیفہ نے چند ہی قدم در قلعہ
سے راہ طے کی تھی کہ امیر باتوقیر قریب تر اُس کے پہونچے اُس نے باادب سلام کیا نجم جادو نے بھی
جھک کر سلام کیا بعدہٗ عرض کیا کہ ہماری خالہ جان جناب کی تشریف آوری کی بہت مشتاق تھیں اور
میں بھی مشتاق قدمبوسی جناب تھی شکر ہے کہ آپ تشریف لائے آرزوئے دلی برآئی آپ کے تشریف
لانے سے ہکو سرفرازی حاصل ہوئی تشریف لانا آپ کا باعث فخر و افتخار ہوا اسی طرح بعد مزاج پرسی
ملکہ دبدبہ سحر ساز نے بھی گفتگو کی بعد ازاں استقبال صاحبقران کرکے بعد عزت و تعظیم و تکریم
اندر قلعے کے لے گئی اور بالائے صدر بعزت بٹھایا خود بھی مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
نجم جادو روبرو باادب بیٹھی کنیزیں دست بستہ کھڑی رہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے قلعہ و آراستگی قلعہ پر نظر کرکے فرمایا کہ کیا اچھا قلعہ ہے نہایت مستحکم و مضبوط ہے آراستہ بھی خوب
ہے ایسا قلعہ ہے کہ حریف اس کو فتح نہیں کرسکتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز نے عرض کیا کہ یہ حصن حصین
اس عاجزہ کے سحر کا ایک کرشمہ ہے برائے ضرورت و سکونت تیار کیا ہے یہاں اگر کوئی دشمن نابکار
اس قلعے پر چڑھ آئے تو کیا کیا یہ قلعہ فتح ہو کشت و خون زیادہ ہوگا حالانکہ میں تنہا ہوں
فوج و لشکر میرے پاس نہیں ہے نہ کوئی سامان جنگ ہے آپنے ملکہ بہار گل پوش جادو سے
تو جملہ حالات میرے یہاں آنے کے سنے ہی ہوں گے عجلت میں ادھر آئی ہوں کوئی سامان و اسباب
لائق اپنے ہمراہ نہیں لائی ہوں ان دونوں لڑکیوں سے میں نے آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق
پسندیدہ سنے تھے آپکے دیکھنے کا بدرجہ کمال اشتیاق تھا اسوقت آپ تشریف یہاں
لائے سبب میری عزت افزائی و فخر و افتخار کا ہوا یہ لڑکیاں تو قبل ہی سے آپ کی مطیع و فرمانبردار
ہو چکی ہیں اب میں بھی آپ کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہوں حتی الامکان بمقدمہ طلسم کشائی سعی
و کوشش کروں گی آپ کے دشمنوں سے مقابلہ کروں گی واسطے حصول لوح طلسمی کے بھی
تدبیر کروں گی جب تک زندہ ہوں بہبودی و خیر خواہی میں آپ کی سعی کروں گی اب آپ مجھے
اطمینان رکھیں جو کچھ میں نے کہا ہے وہی کروں گی خداوند ہود سرمست جادو مالک طلسم زلزلہ
و حکیم جالوس نابکار کی دشمن جان و مال و طلسم ہو کر آپ کی دوستی کے جادے پر قدم رکھوں گی
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے بھی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو سے تمہارے
اوصاف و اخلاق سنے تھے آج یہاں آکے اوصاف و اخلاق تمہارے ہمپر ظاہر ہوگئے تمہاری
شرکت سے ہکو ایک قوت حاصل ہوگئی فی الحال لوح طلسم زلزلہ کا سراغ لگانا چاہیے کہ وہ کس جگہ
ہے کس کے پاس ہے تاکہ تدبیر حصول لوح طلسمی کی جائے کیونکہ بغیر لوح مذکور کے طلسم زلزلہ فتح ہوگا
ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو نے عرض کیا کہ ابھی تو آپ اس قلعے میں تشریف
لائے ہیں چندے قیام فرمائیے بہ راحت و آرام بسر کریں بعدہٗ فکر حصول لوح طلسمی کیجائیگی
جو کچھ مجھکو معلوم ہے بیان کروں گی کہ آپکے دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہے ورنہ فی الحال ہم

دین اسلام اختیار کرتی بالفعل مطیع دین اسلام ہوتی ہوں جس طرح کہ یہ دونوں لڑکیاں مطیع دین اسلام
ہو گئی ہیں واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں ہے صاحبقران نے تو تقریر ملکہ مذکور سن کے
خوش ہوکے سکوت اختیار کیا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز نے حکم دعوت و ضیافت اپنے ملازموں کو دیا ہے
سامان دعوت و ضیافت ہوا ہے بعیش و راحت و آرام صاحبقران عالی مقام قلعے میں قیام پذیر
ہیں لیکن اب حال نائب خداوند حکیم جالوس وغیرہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ہلاک کرنے اور جلا کر
خاک کرنے رعد دیو سر جادو وغیرہ کے ایک روز حکیم جالوس دربار میں تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا
جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے کہ یکایک چند ساحران نابکار مضطر و بیقرار و پریشان خاطر دربار میں
آئے بعد سلام کے دست بستہ انھوں نے عرض کیا کہ اے نائب خداوند آپ کو معلوم ہو کہ آج ہم
سب برائے تفریح طبع و سیر بیرون طلسم زلزلہ گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار میں سیر کناں پہونچے
تو دیکھا ایک باغ پر بہار درمیان صحرا واقع ہے آگے اُس باغ کے ایک قلعہ سربفلک کشیدہ سامان
جنگ و جدال سے نہایت آراستہ ہے اور اس قلعے پر محیط و قائم ہے حیران ہوکر ہمنے باہم کہا کہ
دریافت کرنا چاہیے یہ باغ و قلعہ محکم اس صحرا میں کس کا ہے کس نے بنایا ہے بیٹھے تو اس حال میں یہ
باغ سحر ساز قلعہ شاندار فی الحال کسی نے بنایا ہے بعدہ دریافت کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ دبدبہ سحر ساز
عرف ملکہ شہناز جادو جو مع اپنی نواسی اور بھانجی کے حضور سے ناراض ہوکر طلسم زلزلہ سے
چلی گئی تھی اُسی نے وہ قلعہ سحر و باغ سحر تیار کیا ہے الگ باغ ملکہ بہار گل پوش جادو ہے بعد دیو سر
جادو وغیرہ اُسی کے سحر میں مبتلا ہوکر یہاں بر سر جنگ و دشمنی حضور تھے جن کو حضور نے اپنی
حکمت و تدبیر سے ہلاک کر دیا اور حاکم قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز ہے اُس نے حضور و نیز خداوند
سے باغی ہوکر لڑنے کا ارادہ کیا ہے بخوبی سامان جنگ مہیا کیا ہے اطلاعاً ہمنے عرض کیا ہے یہ کہکے وہ
ساحر تو دربار سے چلے گئے نائب خداوند حکیم جالوس نے از حد غضبناک ہوکے اپنے دل میں کہا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ہم سے لڑنے کا سامان کیا ہے ایسی سرکشی و بدخواہی پر اُس نے
کمر باندھی ہے اپنے دل میں وہ اپنے تئیں کیا سمجھتی ہے اُس باغیہ کی کیا یہ حقیقت ہے کہ ہم سے سرکشی
کرکے لڑ سکے اور طلسم زلزلہ میں شرکت طلسم کشا سے فتنہ و فساد برپا کرے یہ باتیں اپنے دل میں
کرکے عالم غصہ میں اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے نمک خواران بندگان خداوند تمنے سنا جو ابھی
ساحروں نے ہماری خدمت میں حاضر ہوکر بابت سرکشی و فتنہ انگیزی ملکہ دبدبہ سحر ساز کے اظہار
کیا ہے خداوند سے اور ہم سے ناراض ہوکر ایسی سرکشی پر کمر باندھی ہے کہ قلعہ برائے جنگ تیار کیا ہے
دشمنی پر آمادہ ہوئی ہے چاہتی ہے کہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد ہو جائے عجب نہیں کہ شریک طلسم کشا
ہوکر اُس نے قلعہ بنایا ہو ایسی باغیہ و دشمن خداوند و طلسم زلزلہ کا زندہ رہنا ناگوار ہے بس تم میں سے
کون ایسا ہے کہ یہاں سے جاکر قلعہ دبدبہ سحر ساز جادو کو مٹا دے اور اُس کو مع اُس کی بھانجی
اور نواسی کے اسیر کرکے ہمارے روبرو لے آئے خلعت و انعام کثیر ہم سے پائے اُس وقت
طوفان آتشبار جادو کہ ساحر زبردست و معزز تھا اپنی جگہ سے اُٹھکر باادب ملتمس ہوا کہ اے
نائب خداوند یہ نمک خوار حکم سرکار بجا لائیگا قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو جلا کر نیست و نابود کر دیگا
باغ ملکہ بہار کو اپنی آتش سحر سے جلا دیگا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
و ملکہ [illegible] جادو کو اسیر کرکے لے آئیگا جانفشانی و سعی و کوشش بخوبی کریگا مگر جاننا ہے کہ حضور کی

دور سے میری جانفشانی کو ملاحظہ کریں حکیم جالوس نے اُس کی عرض کو پذیرا کرکے کہا کہ اے
طوفان آتشبار جادو پہلے تو سوئے قلعہ و باغ باغیان خداوند روانہ ہو بعد تیرے جانے کے
ہم بھی آئیں گے تا وقتیکہ ہم وہاں آئیں قلعے پر حملہ آور ہونا کیونکہ موافق تیری تمنا کے ہمیں تیری
لڑائی دیکھنا منظور ہے طوفان آتشبار جادو کہ ملازم اہل دربار سے ہے اور ساحر زبردست و معتبر ہے سحر
اس کا مشہور ہے کہ جب ہزار بل بھی دار الفاظ سحر دم کرکے مارتا ہے اُسے جلا دیتا ہے آتش سحر اس کی
جلا کر خاک کر دیتی ہے اس سبب سے اس سحر سے حریف جانبر نہیں ہو سکتا ہے الّا وہ حریف کہ جو اس سے
زبردست ہو وہ اس کے سحر کو بھی رد کر سکتا ہے الحاصل ساحر مذکور حسب الحکم نائب خداوند دربار
سے اٹھ کر بیرون دربار جا کر بارہ ہزار اپنے لشکر کے ساحروں کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھ کر
زمین سے سوئے فلک بلند ہو کر بقہر و غضب روانہ ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحری
سواریوں پر سوار ہوکے جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر بلکہ ترسول پنسول
ہاتھوں میں لیے کر خداوند ہو دسر مست جادو و سامری و جمشید کو بآواز بلند پکارتے ہوئے
ہمراہ طوفان آتشبار جادو اپنے سردار کے روانہ ہوئے پارہ ہائے ابر سیاہ سحر میں نہان
ہو کر سوئے قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو چلے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ طوفان آتشبار جادو
بڑے زور شور سے روانہ ہوا ہے پارہ ہائے ابر سے اُس کے دمبدم برق چمک کر سوئے
زمین آکر پھر ابر میں نہان ہوتی ہے اور صدائے رعد ایسے زور سے اُن پارہ ہائے ابر سحر سے
پیدا ہوتی ہے کہ جس کے سننے سے دلہائے جوانان بہادر و قوی ہیکل دہل جاتے ہیں جگر
بزدلوں کے شق ہو جاتے ہیں قہر و غضب ساحر مذکور سے برق و رعد کی آواز ہویدا و آشکار ہے غرض
جب وہ پارہ ہائے ابر سحر نظر سے نہان ہوئے نائب خداوند یعنی حکیم جالوس نابکار قاتل
برادر حقیقی خود مع فوج دربار سے اسباب ضروری جنگ ہمراہ لے کر ساٹھ ہزار ساحروں کی
جمعیت سے تخت پر بیٹھ کر جانب قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بکر و فر و بشان و شوکت روانہ ہوا
طوفان آتشبار جادو جو حسب الحکم نائب خداوند نابکار مذکور کے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُس صحرائے سبزہ زار میں پہونچا جس صحرا میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو کے باغ و قلعہ سحر بنا ہوا تھا دیکھتے ہی اُس باغ و قلعہ کو بلندی سے بروئے زمین آکر حکم دیا
کہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائیں تا کہ حرارت آفتاب سے بچو اور ہمارے اہل لشکر کو تکلیف
نہ ہو حالانکہ یہاں دو چار روز کے قیام کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے صرف دو چار ساعت کے واسطے
یہ سامان و اسباب راحت کی احتیاج ہے نائب خداوند یہاں تشریف لائے اور ہم نے آگے بڑھ کر باغ
و قلعہ سحر کو اپنی آتش سحر سے جلا کر نیست و نابود کر دیا اور سب باغیوں کو اسیر و گرفتار کرکے حوالے
حکیم جالوس کے کر دیا ہمارے نزدیک یہ کام کچھ دشوار نہیں ہے نہ اس کام کے انصرام میں
تاخیر ہوگی ساحران ہمراہی نے عرض کیا کہ واقعی آپ کا سحر و ساحری میں عدیل و نظیر نہیں
ہے جو کچھ آپ نے ارشاد کیا درست و بجا ہے زیادہ توقف کرنے کی یہاں آپ کو کیا ضرورت ہے
طوفان آتشبار جادو نے خوش ہو کر کہا کہ تم کچھ کہتے ہو تم میرے سحر بے پناہ سے آگاہ ہو
میرے مراتب عالی سے باخبر ہو بیشتر میری ماتحتی میں میری جنگ و جدال اور میرے سحر خاص
سے آگاہ ہو چکے ہو میں تمکو محض برائے اظہار شان و شوکت اپنے ہمراہ لایا ہوں تم دور سے

کھڑے ہو کر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھتا قریب بھی میرے نہ آتا جنگ میں شرکت بھی نہ کرتا تھوڑی
ہی دیر میں یہ باغ و قلعہ جلا کر خاک میں ملا دوں گا نام و نشان بھی باقی نہ رکھوں گا ایک دم میں دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کروں گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کر سکتے ہیں میں رعد دیو سر جادو نہیں ہوں
کہ حریف ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو یا ملکہ مجمر جادو کے جلا ہو کے عاشق و
دیوانہ ہو کر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہوں سرکشی کے واسطے جاؤں وہ نادان و بیوقوف
تھا سحر و ساحری میں اُس کو چنداں تمیز و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر باغیان مذکور میں
پھنس گیا تھا انجام اُس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اُس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی مبتلائے سحر نہ ہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل
زبردست ساحر ہیں آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے کس کی مجال ہے کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھے ہیں کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہوگا اور اس باغ پر بہار سحر پر خزاں آ جائے گی نہیں معلوم
آپ کے یہاں آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہیں
بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ خبر و آگاہی نہیں ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتے یا پئے
عذرخواہی بصد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آتے طالب پناہ ہوتے اور یہ عرض کرتے کہ اے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کر کے معاف کرا دو بڑا احسان کرو ایسی حالت میں عجب نہیں کہ آپ کو اُن کے حال پر رحم آ جاتا
اُن کو اسیر و گرفتار نہ کرتے اُن کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کر کے اُن کی تقصیر معاف
کرا دیتے اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم آگے بڑھ کر در باغ تک جائیں ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائیں رو ملال ہے ایسا بند ہوا کہ اُس کو آپ کے روبرو لے آئیں اسی طرح ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنے کی خبر کر دیں عجب نہیں وہ شاید بھی انجام پر نظر کر کے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر گھبرا کر برائے عذرخواہی یہاں چلی آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا اور اُس کو ہوشیار و خبردار کر دینا خلاف عقل ہے خبردار یہاں سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
در باغ پر جا کر بہر جنگ جانے آنے کی انہیں خبر نہ دو دشمن غافل کو ہوشیار نہ کرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پا کر ہوشیار ہو کر سامان جنگ و جدال کریں یا خوف سے بھاگ جائیں تو اُن کا ہاتھ آنا
دشوار ہوگا یہ رائے تمہاری ہم کو پسند نہیں کیونکہ ہمیں تو یہ منظور ہے کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان آتش سحر سے جلا دیں حالت غفلت میں ان کو ہلاک کریں کہیں بھاگ کر انکو جانے نہ دیں
اور یہ خیال تمہارا خام ہے ملکہ بہار گل پوش جادو خبر ہمارے بقصد جنگ آنے کی سنکے برائے
عذرخواہی روبرو ہمارے ہرگز نہ آئے گی کیونکہ وہ قرابتدار خداوند ہے یہ ذلت و
توہین ساحرہ معزز ہو کر گوارا نہ کر سکے گی مر کر جان دیدے گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذرخواہی کو نہ آئے گی اور ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو تو اپنے تئیں تمہارا اور ہم
سے زیادہ منتخب جانتی ہے وہ بھی والی کے لئے کب ہے سحر میں نہ کم ہے اُس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ گھبرا کر طالب پناہ ہو کر یہاں آنے کی خواستگار سفارش کی ہوگی لہذا تم سب اپنے
ارادے سے باز رہو ان باغیوں کو ہمارے آنے سے آگاہ نہ کرو ورنہ ہوشیار ہو کر وہ بھی کوئی

مکر و تدبیر کرینگے ذرا نائب خداوند کو آنے دو ان کے یہان آتے ہی تماشہ ہمارے سحر کا دیکھنا
کہ ملکہ نوسی جو سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہو غائبانہ ملکہ بہار گل پوش جادو جو اس باغ سحر مین ہوگی اس
باغ سے کہین گئی ہوگی حالت غفلت مین اسکے جاکر اپنے سحر سے اس باغ کو مع اُس کے
جلا دونگا بعد قلعے کو بھی ایک ہی ناریل سحر دم کر کے اس طرح سے مارون گا کہ قلعے کا نام و نشان
بھی نہ رہے گا باغیون کو اپنی غفلت پر بہت افسوس ہو گا سب نے عرض کیا کہ رائے آپکی خوب
ہے واقعی افسری عقل لشکریون سے زیادہ ہوتی ہے یہ عرض کر کے سب خاموش ہوئے تاکہ فوراً یہان
سے ملکہ بہار وغیرہ باغیون کو ورود لشکر سے آگاہ نہ ہو جائے ساحران لشکر شقاوت اثر نے تو
خاموشی اختیار کی لیکن ملازمان دخانہ نے طوفان آتشبار جادو کے حکم سے بارگاہ و خیام برپا
و ایستادہ کیے طوفان آتشبار جادو داخل بارگاہ ہوا براحت و آرام تمام فرش پر بیٹھا انتظار
نائب خداوند کا کرنے لگا ساحران لشکر طوفان جادو بھی اپنے اپنے خیامون مین فروکش ہوئے
وقت ورود لشکر مذکور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع خواجہ طیفور کے وہ ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو مین آرام تمام بیٹھے ہوئے تھے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مہر جادو و دوسرے
صاحبقران حاضر تھین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی بیٹھی تھی بابت حصول لوح طلسمی باہم باتین
ہو رہی تھین کہ یکایک قلعے کے باہر سے ایک کنیز شوخ دیدہ نے آکر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
آپ کیا غافل بیٹھی ہین طوفان آتشبار جادو جس کو مین خوب جانتی ہون بجمعیت ساحران لشکر
دلیل سے دور ہٹ کے خیام و بارگاہ و ایستادہ کرا کے فروکش ہوا ہے غالباً ارادہ جنگ ادھر آیا ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ وہ نابکار بارادہ دیکھا ساتا آیا ہے توکیا اندیشہ جبرا ساعتے
سے آیا ہے وہ ارادہ اس کا اس کے دل ہی مین رہے گا حسرت اس کی مرنا ہے گی ہمارے
ملکہ سحر کو شک نہ ہو سب کو اسیر کرے کیا مجال اس کی جس طرح رعد دیو سر جادو دیوانہ ہو کر
ہم سب کا فرمانبردار ہو کر برلے قتل حکیم جالوس جالا یا تھا اسی صورت سے یہی سحر مین مبتلا ہو کے
چلا جائے گا جب کے حکم سے ادھر آیا ہے اسی کو اپنا دشمن تصور کر کے قتل کرنا چاہیے گا ہم اس
کے آنے سے نہین ڈرتے ہین سکتے صاحبقران نے عرض کیا کہ آپ تو شمشیر و تیر و گرز و تیرہ و خنجر
و خنجر وجہ ہون سے کام دشمن کا تمام کرتے ہین لشکر کو برباد ہم کرتے ہین ہم ساحر ہین سحر
سے دشمن کو ہلاک کرتے ہین تک ہماری لڑائی ملاحظہ کیجیے کہ قلعے مین بیٹھے بیٹھے قلعے سے
باہر نہ جائیے گا صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ ہم شیر بیشہ شجاعت
ہین کبھی قلعہ بند ہو کر دشمن سے نہین لڑتے ہین جب لڑتے ہین سر میدان لڑتے ہین یہ ہماری بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھین ہرگز ایسے وقت مین قلعے مین نہ رہینگے اگر طوفان
آتشبار جادو آیا ہے تو اس کی آتش سحر کو ہم اپنی آب شمشیر سے یون بجھا دینگے کہ بجز جہان مین
نام و نشان طوفان بھی نہ رہے گا وہ نابکار در قلعہ تک کیون آنے لگا ارادہ ہمارا قلعہ کشائی کا ہے
ہم ابھی یکہ و تنہا اس کے روبرو جاتے ہین جوہر شمشیر آبدار اسے دکھاتے ہین اگر وہ ساحر زبردست
ہے تو ہم بھی صاحب اسم اعظم الٰہی ہین اس کا سحر وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے ہم بیکار کر کے
ہم مرکب کو جولان کر کے ایک ضرب شمشیر سے اس کے دو ٹکڑے کر دینگے جب افسر مارا جائیگا
اُس کے لشکری خوف سے سب بھاگ جائینگے ہم برکت اسم اعظم الٰہی ساحر مذکور پر غالب آئینگے

کھڑے ہو کر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھنا زیب بھی دیتا ہے ذرا کہ جنگ میں شرکت بھی نہ کی بالتھوڑی
ہی دیر میں یہ باغ و قلعہ جلا کر خاک میں ملا دوں گا نام و نشان بھی باقی نہ رکھوں گا ایک دم میں دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کروں گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کر سکتے ہیں میں رعد دیو سر جادو نہیں ہوں
کہ جس کو ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو یا ملکہ مجمر جادو کے مبتلا ہو کے عاشق و
دیوانہ ہو کر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہوں سرکشی کے واسطے جاؤں وہ نادان بیوقوف
تھا سحر و ساحری میں اس کو چنداں تمیز و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر بافان مذکورین
پھنس گیا تھا انجام اس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی مبتلائے سحر نہ ہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل و
زبردست ساحر ہیں آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے کس کی مجال ہے کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھے ہیں کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہوگا اور اس باغ پر بہار سحر پر خزاں آ جائے گی نہیں معلوم
آپ کے یہاں آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہیں
بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ خبر آگاہی نہیں ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتے یا بغرض
عذرخواہی بصد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آ کے طالب پناہ ہوتے اور یہ عرض کرتے کہ اے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کر کے معاف کرا دو بڑا احسان کرو ایسی حالت میں عجب نہیں کہ آپ کو ان کے حال پر رحم آ جاتا
ان کو اسیر و گرفتار نہ کرتے ان کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کر کے ان کی تقصیر معاف
کرا دیتے اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم آگے بڑھ کر در باغ تک جائیں ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائیں رومال بستہ ہاتھ بندھوا کر اس کو آپ کے روبرو لے آئیں اسی طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنے کی خبر کر دیں عجب نہیں وہ شنیدہ بھی انجام پر نظر کر کے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر گھبرا کر برائے عذرخواہی یہاں چلی آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا اور اس کو ہوشیار و خبردار کر دینا خلاف عقل ہے خبردار یہاں سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
در باغ پر نہ جاؤ نہ بہر جنگ جانے آنے کی انہیں خبر دو دشمن غافل کو ہوشیار نہ کرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پا کر ہوشیار ہو کر سامان جنگ و جدال کریں یا خوف سے بھاگ جائیں تو ان کا اسیر آنا
دشوار ہوگا یہ رائے تمہاری ہمیں پسند نہیں کیونکہ ہمیں تو یہ منظور ہے کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان آتش سحر سے جلا دیں حالت غفلت میں ان کو ہلاک کریں کہیں بھاگ کر انکو جانے نہ دیں
اور یہ خیال تمہارا خام ہے ملکہ بہار گل پوش جادو خبر ہمارے بقصد جنگ آنے کی سنکے برائے
عذرخواہی رومال بستہ ہاتھ نہ آئے گی کیونکہ وہ قرابت دار خداوند ہے یہ ذلت و
توہین ساحرہ معزز ہو کر گوارا نہ کر سکے گی جبکہ جان دیدے گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذرخواہی کو نہ آئے گی اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تو اپنے تئیں شاہزادیوں
سے زیادہ مرتبہ میں جانتی ہے سوا اس کے ان کو اپنے سحر پر بھی ناز ہے اس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ گھبرا کر طالب پناہ ہو کر یہاں آئے گی یا خواستگار سفارش کی ہوگی لہذا تم سب اپنے
ارادے سے باز رہو ان باغیوں کو ہمارے آنے سے آگاہ نہ کرو ورنہ ہوشیار ہو کر وہ بھی کوئی

فکر و تدبیر کریں گے ذرا نائب خداوند کو لینے دو ان کے یہاں آتے ہی تاخت ہمارے سحر کا دیکھنا
کہ تم سحر سب کو جلا کر خاک نہ کر دیا ہو تو نام ملکہ بہار گل پوش جادو نہیں باغ سحر میں ہو گی اس
باغ سے کہیں گئی نہ ہو گی حالت غفلت میں اُس سے جا کر اپنے سحر سے اس باغ کو مع اُس کے
جلا دوں گا بعد قتلے کو بھی ایک ہی ناریل سحر دم کر کے اس طرح سے ماروں گا کہ اُن کا نام و نشان
بھی نہ رہے گا باغیوں کو اپنی غفلت پر بہت افسوس ہو گا سب نے عرض کیا کہ رائے آپ کی خوب
ہے واقعی افسر کی عقل لشکریوں سے زیادہ ہوتی ہے یہ عرض کر کے سب خاموش ہوئے تاکہ خود بدولت
سے ملکہ بہار و غیرہ باغیوں کو ورود لشکر سے آگاہی نہ ہو جائے ساحران لشکر شقاوت اثر نے تو
خاموشی اختیار کی لیکن ملازمان و خدام نے طوفان آتشبار جادو کے تخت بارگاہ و خیام برپا
و ایستادہ کیے طوفان آتشبار جادو داخل بارگاہ ہوا باراحت و آرام تمام فرش سحر پر بعالم انتظار
نائب خداوند بیٹھا رہا اور کہنے لگا ساحران تشنہ طوفان جادو بھی اپنے اپنے خیام میں فروکش ہوئے
وقت ورود لشکر مذکور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع خواجہ طیفور کر دیا تھا ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو میں بآرام تمام بیٹھے ہوئے تھے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ [illegible] جادو وغیرہ بھی
صاحبقران حاضر تھیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی بیٹھی تھی بابت حصول لوح طلسم باہم باتیں
ہو رہی تھیں کہ یکایک ملکہ کے پاس سے ایک کنیز شوخ و چالاک نے آ کر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
آپ کیا غافل بیٹھی ہیں طوفان آتشبار جادو جس کو میں خوب جانتی ہوں بجمعیت ساحران لشکر
دبلغ سے دور دشت کے خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے فروکش ہوا ہے غالباً سلسلہ جنگ ادھر آیا ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ کلاہ نابکار بارادۂ پیکار آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے جس ارادے
سے آیا ہے وہ ارادہ اس کا اُس کے دل ہی میں رہے گا حسرت اس کی بر نہ آئے گی ہماری
ملکہ سحر کو شک ہے کہ ہم سب کو اسیر کرے کیا مجال اس کی جس طرح رعد دیو سر جادو دیوانہ ہو کر
ہم سب کا فرمانبردار ہو کر پہلے قتل حکیم جالوس [illegible] اسی صورت سے یہ بھی سحر میں مبتلا ہو کے
چلا جائے گا جس کے سحر سے ادھر آیا ہے اسی کو اپنا دشمن تصور کر کے قتل کرنا چاہے گا ہم اس
کہنے سے نہیں ٹلتے ہیں ملکہ صاحبقران نے عرض کیا کہ آپ تو شمشیر و نیزہ و گرز و تیر و تبر
خنجر و چرہ وں سے کام دشمن کا تمام کرتے رہیں لشکر کو ادھر ہم روانہ کرتے ہیں ہم ساحرین سحر
سے دشمن کو ہلاک کرتے ہیں کہ ہماری لڑائی ملاحظہ کیجیے قلعے میں بیٹھے سب کا خاتمہ سے
بآسانی ہو جائے گا صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ ہم شیر بیشہ شجاعت
ہیں کبھی قلعہ بند ہو کر دشمن سے نہیں لڑتے ہیں جب لڑتے ہیں سر میدان لڑتے ہیں یہ ہماری بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھیں ہرگز ایسے وقت میں قلعے میں نہ رہیں گے اگر طوفان
آتشبار جادو آیا ہے تو اس کی آتش سحر کو ہم اپنی آب شمشیر سے یوں بجھا دیں گے کہ عمر بھر جہان میں
نام و نشان طوفان بھی نہ رہے گا وہ نابکار در قلعہ تک کیوں کر پہنچے گا ارادہ محاصرہ قلعہ کا کون کرے
ہم ابھی یلغار اس کے روبرو جاتے ہیں اور جوہر شمشیر آبدار اسے دکھاتے ہیں اگر وہ ساحر زبردست
ہے تو ہم بھی صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں اُس کا سحر وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے ہم بیکار کر دیں گا
ہم مرکب کو جولان کر کے ایک ضرب شمشیر سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیں گے جب اسے مار ڈالیں گے
اُس کے لشکری خوف سے سب بھاگ جائیں گے ببرکت اسم اعظم الٰہی ساحر مذکور پر غالب آئیں گے

یہ فرما کر راہ روانے گو ہوئی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجر جادو نے بعد
عجز و انکسار کہا کہ ہم قسم دیتے ہیں آپ کو اُس خدا کی جس کی آپ پرستش کرتے ہیں اور جس کو آپ
خالق کون و مکان جان کر سجدہ کرتے ہیں ہماری موجودگی میں آپ طوفان آتشبار جادو سے یا
اُس کے ہمراہیوں وغیرہ سے مقابلہ نکیجیے ہمیں کو لڑنے دیجیے ہماری لڑائی کا تماشہ دیکھیے ہاں ایسی
حالت میں کہ ہم سب مغلوب ہو کر اسیر ہو جائیں ہماری مدد و اعانت کیجیے گا دست دشمنان سے
ہم کو رہا کیجیے گا صاحبقران نے سب کے قسم دینے سے مجبور ہو کر فرمایا کہ اچھا ہم اس تمہاری
عجز و انکساری کرنے سے اور قسم خداوند عالم دینے سے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے بالفعل
مقابلہ نکریں گے تمہارے کہنے پر عمل کریں گے مگر اس قلعے میں نرہیں گے فرید ان نبرد اور
صاحبقران کشورستان مشہور ہو کر قلعہ بند نہوں گے یہاں سے دور جا کر تمہاری لڑائی دیکھیں گے
اگر تم سب طوفان وغیرہ پر غالب ہوئے تو فہوالمراد و گرنہ ہم تمہاری امداد کے واسطے ضرور
آئیں گے حتی الامکان اپنے تئیں تم سب کے پاس پہونچائیں گے خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا
کہ اے امیر یا توقیر آپ کی رائے میں پسند کرتا ہوں ہرگز قلعہ بند ہو کر یہاں قیام نفرمایئے پھر
ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب اس باب
میں صاحبقران ذیوقار سے کچھ نکہنا ہرگز صاحبقران پھر نکریں گے بہتر یہی ہے کہ ان کی خوشی
پر عمل کرو سب نے کہا کہ اے خواجہ مجبوری ارشاد صاحبقران ہم منظور کرتے ہیں ورنہ ہمارا
دل نہیں چاہتا کہ ایسے وقت میں اس قلعے سے صاحبقران کشورستان کو کہیں جانے دیں
کیونکہ دشمنوں کا ہجوم ہے لشکر ساحران فروکش ہے طوفان آتشبار جادو آگیا ہے صاحبقران
کشورستان اُسی وقت قلعے سے باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر خواجہ کو ہمراہ لے کر ایک کوہ کی جانب
کہ ان سے قریب تھا روانہ ہوئے بعد قطع راہ در کوہ میں جا کر ٹھہرے اُسوقت خواجہ طیفور گردیا
نے کچھ سوچ کر عرض کیا کہ اگر مجکو اجازت دیجیے تو میں بھی کچھ فکر و تدبیر کے واسطے جاؤں صاحبقران
نے اجازت دی خواجہ موصوف ایک جانب روان ہوئے حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا
جائے گا اب ذکر نائب خداوند نابکار کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو ساٹھ ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ
لے کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسی صحرا میں گیا جس صحرا میں طوفان آتشبار جادو مقیم تھا اسکو
مع اُس کی سپاہ کے فروکش دیکھ کر قریب اس کے بارگاہ و خیام ایستادہ کرائے ہنوز حکیم جالوس
اپنی بارگاہ میں داخل نہوا تھا کہ قلعے میں ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحرساز
جادو سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے باغ میں جاؤں طوفان آتشبار جادو کو روکوں
اُس نے کچھ خیال کر کے کہا کہ اے دختر نیک اختر اسوقت تیرا سوے باغ جانا اچھا نہیں ہرگز
تنہا نکلنے دوں گی اپنے پاس سے جدا نکروں گی ملکہ بہار اپنی نانی کے کہنے سے مجبور ہو کر
جانب باغ مذکور نگئی وہاں حکیم جالوس نابکار نے طوفان آتشبار جادو کو یہ حکم دیا کہ اب
تاخیر نکر جلد سوے باغ قلعہ جا اور اسے اپنی آتش سے جلا دے یا اُن کو قتل و اسیر کر بعد
جانفشانی و جنگ اپنی ہمت دکھا اُس نے عرض کیا کہ یہ خیر خواہ حضور کے آنے کا منتظر تھا اب حضور
یہاں تشریف لائے اور حکم دیا یہ فرمانبردار جاتا ہے کار نمایاں کر کے آتا ہے یہ کہکے سوے باغ روانہ
ہوا جب قریب تر باغ کے پہونچا کئی نارئیل پھوٹ دار جیب سے نکال کر الفاظ واسطے سحر کے پڑھ

دم کرکے متواتر پھینکے بعد دیگرے وہ کئی ناریل جانب باغ پر بہار ملکہ بہار گل پوش جادو پر
مارے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ ناریل شق ہوتے ہی شعلے بکثرت پیدا ہوئے وہ باغ پر بہار
ملکہ بہار جو آتش گل سے دہک رہا تھا یکایک انھیں شعلوں سے اس طرح جلنے لگا کہ ہر ایک سرو
لب جو مانند سرو چراغان کے ہوگیا ہر گل تر بشکل گل چراغ ہونے لگا ہر ایک درخت صورت ہیزم
خشک جلنے لگا یا مانند شمع کافوری روشن ہوگیا برگ درختان سبز و شاداب حرارت آتش سحر
طوفان آتشبار جادو سے زرد خزان دیدہ و پژمردہ ہوا کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے دفعتاً
خزان آگئی بلبلیں بعوض نغمہ سرائی نالہ و فریاد کرنے لگیں قمریاں سرو پر جل جل کر کباب ہونے لگیں
غنچہ ہائے جہان کی شگفتگی لے گئے مرغان خوش الحان نالہ کنان ہو کر مثل کباب آتش سحر سے بریان
ہونے لگے دھواں بلند ہوا گویا دود آہ عنادل عیان ہوا اکثر طائران خوش آواز بصد ہائے
درد ناک پکارنے لگے کل من علیہا فان غرضکہ تھوڑی دیر میں وہ باغ پر بہار تمام و کمال جلکر
بے نام و نشان ہوگیا صرف دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جابجا کچھ جلا ہوا آثار یعنی تیلی لکڑیوں اور پتوں
ستونوں میں اٹا ہوا ہے جب باغ مذکور جل کر نیست و نابود ہوگیا طوفان آتشبار جادو نے خوش
ہو کر نعرہ ایا الہی طوفان آتشبار جادو سے ملکہ بہار گل پوش جادو کو تیرا اور تمہارے باغ سحر
رنگین خزاں آگئی میں نے اپنی آتش سحر سے کیسا جلایا کوئی استخوان بھی تمہارا باقی رہا نہیں
کس خوبی و خردمندی سے میں نے تمکو مع تمہارے باغ کے جلا دیا تمھیں میرے آنے کی خبر بھی
نہ ہوئی آرزوئے دلی و حسرت جنگ رہے کہ اس گلشن دنیا سے لیکن کیسا پھل بغاوت کا تمھیں
لایا تمہارے پھول بھی نہ کھلے ناکتخدا جہان سے سدھاریں تازہ تازہ نہال قامت تمہارا
مرجھایا تھا منہ شباب تھا عارض تمہارے رشک گل تر تھے قامت تمہارا غیرت سرو چمن تھا نانی
تمہاری قلعے میں بیٹھی ہوئی اس کو تمہارے حال سے ابھی خبر نہیں ہے جس وقت وہ سنے گی بے قتل
کیے مر جائے گی تنے تو رعد دیو سر جادو کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے ایسا دیوانہ کر دیا تھا کہ جو اسکے
اوپر سے اتر نہ سکا بیان کر کہ اس کو جلا دیا تجھپر تنے کوئی سحر نہ کیا جس طرح وہ جلا دیا گیا تھا اسیطرح
میں نے بھی تمہیں جلا دیا اب تمہاری نانی اور تمہاری خالہ زاد بہن کی فکر ملاحت مد نظر ہے اسیطرح
تھوڑی دیر تک ساحر مذکور بکا کیا حکیم جالوس نے آواز بلند اس کی تعریف کی اس نے جھک کر
سلام اس کے پوچھا کہ کیوں نائب خدا نے ملاحظہ کیا حضور نے کہ کیونکر میں نے ملکہ بہار گل پوش جادو
کو مع اس کے باغ سحر کے نیست و نابود کر دیا حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار
جادو واقعی تنے کار نمایان کیا ہمکو بہت خوش کیا اب اسی طرح قلعہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کو بھی اپنے
سحر سے جلا کر معدوم کر دو پھر آکر خلعت و انعام کثیر لو دیکھو یہ کشتی خلعت پر زر تمہارے ہی واسطے رکھی ہے
اب خیر خواہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کو بھی قلعے سے نکل کر جلنے نہ پانا مثل بہار گل پوش جادو
اس کو بھی مع مجمع جادو اپنی آتش سحر سے جلا کر خاک کر دینا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ
حضور کے اقبال سے قلعے کا بھی محاصرہ کرتا ہوں ملکہ شہنشاہ جادو کو ہرگز نکل کر جلنے دوں گا یہ
کہکر بارہ ہزار ساحروں کو اپنے ہمراہ لے کر سوئے قلعہ جا کر قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور خود در قلعہ پر
جاکر پکار کر کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحرساز میں طوفان آتشبار جادو وہ شخص ہوں کہ میں باغ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو مع اس کے جلا کر تمہارے قلعے کی بربادی کے واسطے آیا ہوں غضب کیا تنے کہ بغاوت

نائب خداوند یہ خبر بازی سے گذارم کہ از دست ما زندہ و سلامت بدر روی ملکہ مذکورہ نے
بالائے قلعہ سحر جواب دیا کہ او نابکار تیری بھی یہ طاقت ہے کہ میرے قلعہ سحر کو برباد کرے اگر کچھ ہے تو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے دیکھوں کیونکر میرے اس قلعۂ سحر کو برباد کرتا ہے ہاں تو نے عمر ہو جو کی بہاریں دیکھ
جلا دیا ہے دیکھیو نور نظر تو اسی میری ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ موجود ہے اوکاذب و بیہودہ گفتار
ناپاک تیرے منھ میں میرے سامنے میری پارۂ جگر کے بارے میں ایسی تقریر کرتا ہے جا دور ہو ورنہ کیا بیچ
ساحر مذکور نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بالائے کرسی زریں بیٹھا ہوا دیکھا اور ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ گوہر جادو کو یمین و یسار اُس کے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ابر سحر کو بالائے
قلعہ سحر پایا اُس میں برق کی چمک رہتی ایسی صدا پاکر اپنے دل میں خفیف و شرمندہ ہو کر ناریل جو ہی ملد
بر سحر دم کر کے سوئے ابر و در قلعہ برابر مارنا شروع کئے وہ ناریل پھٹے جاتے شعلے آتش
گلہائے شگفتہ و تر برسنا شروع ہوئے ساحر مذکور نے وہ گلہائے خوشبو اٹھا کر جو سونگھے فی الفور
مبتلائے سحر ہو گیا پکارا کہ قربانت شوم اے ملکہ عالم میں تو فرمانبردار اور جان نثار رہا ہوں مدت سے
تابع حکم ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں ملکہ نے جواب دیا کہ اگر تو ہمارا فرمانبردار ہے تو ابھی جا کر نائب خداوند
حکیم جالوس نابکار و ناہنجار کا سر لا وہ ہمارا دشمن جان ہے طوفان آتشبار جادو نے دست بستہ
عرض کیا کہ حکیم جالوس بدکردار کی تو کیا اصل و حقیقت ہے اگر حکم ہو تو خداوند ہود سمیت جادو کا
سر کاٹ کر پیش خدمت لاؤں یہ کہکر اپنے لشکر کے تمامی ساحروں کو ہمراہ لیکر کہا کہ چلو حکم ملکۂ عالم
بجا لائیں حکیم جالوس دشمن جان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا سر لائیں سب نے عرض کیا کہ چلئے
حضور بیشک وہ نابکار و بدکردار ہماری ملکۂ عالم کا بدخواہ ہے پھر کر اُس کو قتل کریں وہ لائق قتل
ہے اسوقت کیا ہوائے سرد چل رہی ہے پھول برس رہے ہیں خوشبو سے کون کی یہ ہوا مہک رہی ہے
جنگل میں بہار آئی ہے دل چاہتا ہے کہ گریبان و جیب و دامن اپنے اس جوش بہار میں چاک کرکے
یہ مصرع کسی شاعر کا اپنی زبان سے جاری کریں مصرع بہار آئی ہے دیوانوں کے دامن چاک ہوتے ہیں
اُس نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی مثل شعرا کے یہی دل چاہتا ہے کہ اپنا گریبان چاک کریں
اشعار عاشقانہ پڑھیں فصل بہار آگئی ہے انہوں نے کہا کہ پھر آپ کو کون مانع ہے طوفان آتشبار جادو
نے جوش دیوانگی میں گریبان و جیب و دامن چاک کئے اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کئے اُسکی
فوج کے ساحروں نے بھی مانند اپنے سردار کے اپنے لباس کو چاک چاک کیا پھر اشعار عاشقانہ
پڑھتے ہوئے پھول سونگھتے ہوئے ہمراہ طوفان آتشبار جادو کے جھومتے ہوئے سوئے حکیم
جالوس چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالائے قلعہ سے اُن سب دیوانوں کو دیکھ کر مسکرائی ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ گوہر جادو بھی ہنسیں صاحبقران کفرستان نے دور سے جھومتے دیوانوں پر
نظر کرکے خوش ہو کر دل میں کہا کہ یہ سب پہلے تو بارادۂ دشمنی کے ستمکار چلے تھے اور اب دیوانے
ہو کر جانب حکیم جالوس جاتے ہیں ایکدم صاحبقران ان دیوانوں کی سمت دیکھتے رہے
تھے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے شعبدہ و سحر سمجھے کہ وہ سب دیوانے گریبان چاک قریب
حکیم جالوس پہنچے انسے جو سنا کہ طوفان آتشبار جادو پریشان مو یہ کہتا ہوا آتا ہے شعر

بہار آئی ہے دیوانوں سے دامن چاک ہوتے ہیں | گریبان پھٹتے ہیں تنگ کشتہ عیب ہوا تا آمد

کہا کہ مبتلائے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہو گیا ہے از خود

آتا ہو اُس کے لشکر کے ہمراہی سب ساحر بھی اسیر دام سحر ہیں جب ہی تو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں
کبھی ہنستے کبھی خود بخود روتے ہوے مانند دیوانون کے گشتے ہیں یہ دیکھکر پریشان خاطر و متردد
ہوکر پیچھے ہٹا یکایک طوفان آتشبار جادو نے برہم ہوکر پکار کر کہا کہ او نابکار نائب خداوند سکار
تو نے غضب کیا سنا کہ مجکو براے اسیری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ بھیجا تھا سنا کہ تیرے ہاتھ
سے اُن کو قتل کرایے بھلا کسی عاشق نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہے جو میں اُس کو قتل کرتا اب
اُس کے حکم سے تجھے قتل کرنے کا ہون تجھے کیون ختا ہو گیا بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے او ملعون میرے
ہاتھ سے بھاگ کر کہان جائے گا بغیر تیرا سر کاٹے ہوے مجکو قرار نہ آئیگا یہ کہکر اپنے لشکر کے ساحرون سے
کہا کہ اے جوانو خبردار و ہوشیار یہ نابکار بھاگا چاہتا ہے چارون طرف سے اس کو گھیر لو جانے نہ پائے
ورنہ معشوقہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے شرمندہ ہونا پڑے گا اُس نے اس نابکار کے سر کی تمنی
کی فرمائش کی ہے ہم بہرصورت اُس کے واسطے لیجانا ضروری ہے سب نے عرض کی کہ ہان اے سردار ہمے
ہمکو بھی بخوشی خاطر ملکہ کا خیال ہے ابھی اس نابکار کو گھیر کر قتل کرتے ہیں ملکہ بالاے قلعہ کرسی پر بیٹھی
ہوئی ہیں اس کے سر کی طالب ہیں آپ آگے بڑھیں ناریل جانی دار سحر پڑھکر اس پر لگائیں ہم بھی
آتے ہیں طوفان آتشبار جادو اپنی جھولی سے ناریل لے کر الفاظ واسطے سحر پڑھنے میں مصروف
ہوا لشکری ساحر اُس کے بڑھے حکیم جالوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا یہ دیوانے مدہوش و غافل
ہیں اپنے بیگانے کو جتلاے سحر ہوکر نہیں پہچانتے ہیں میرے قتل کرنے پر آمادہ ہیں جلد کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ سحر ان پر سے دفع ہو جائے اور باعث اپنی ناموری کا ہو لہذا ابر سحر دشمن
سے اپنا کام حسب دلخواہ لے اپنا کمال و اختیار رکھنے والون پر ظاہر کرے اپنے کمال و سحر سے تو سب
عامل و ساحر کام لیتے ہیں دشمن کے ابر سحر سے کام لینا دشوار ہوتا ہے یہ خیال کرکے بڑھ کر سحر
ابر سحر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دیکھکر دستک دی ابر سحر بالاے قلعہ پھیلا و تمام لشکر پر محیط ہوکر
ہوے حکیم جالوس بجا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے روکے سے ٹہر جب اُن سب دیوانون کے
سرون پر پہونچا نائب خداوند نے انگشت سے اشارہ کیا وہ ابر قائم ہوکر برسنے لگا جس دیوانے
کے اوپر ایک قطرہ آب بھی پڑا سحر اُس کے اوپر سے دفع ہو گیا ہوش میں آیا اپنے لباس پر نظر
کرکے پانجامہ دیکھکر حیران ہوا از انجملہ طوفان آتشبار جادو بھی ہوشیار ہوا اپنے ہاتھ میں ناریل
جانی دار اور اپنے لباس تن کو کٹے پھٹے دیکھکر متحیر ہوا حکیم جالوس نے سب دیوانون کو
بارش ابر مذکور سے ہوشیار کرکے دوبارہ باشارہ دفع کرکے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے
مخاطب ہوکر کہا کہ واہ واہ تم سب خوب براے قتل و اسیری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے تھے خود ہی
اُس کے سحر میں مبتلا ہو کے اس طرف ہمارے قتل کرنے کے واسطے آئے تھے اگر ہم اسوقت
تمھارا سحر دفع نہ کرتے تو ضرور تم سب آج ہم سے تیرتے ہمارے قتل کرنے کے درپے ہوے بلا قتل
اسیر کرنے میں کوئی دقیقہ دشمنی فروگذاشت نہ کرتے سب نے اپنے حال سے آگاہ ہو کے غیرت سے
سر جھکالیے خصوصاً طوفان آتشبار جادو نے بہت نادم و شرمندہ ہوکر عرض کیا کہ اے نائب خداوند
معاف فرمایئے کہ میں اپنے حواس و ہوش میں نہ تھا جتلاے سحر ہو گیا تھا اب جاتا ہون ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کو ضرور ہلاک کرون گا حکیم جالوس نے کہا کہ تیرے ہاتھ سے وہ قتل و اسیر نہ ہوگی
ہرگز نہ جا ورنہ پھر جتلاے سحر ہو جائے گا اُس نے ہا ہا کہ کہا کہ اب آپ بلا تحاشی دیکھیے ہم جاکر

اُس سے مقابلہ کیجیے گا حکیم نے کہا کہ ہم نائب خداوند ہیں ہماری شان وعزت کے خلاف ہے کہ دو تین
باغیوں کی اسیری کے واسطے ہم در قلعہ پر جا کر بجا دلیرو مقابلہ کریں آگاہ ہو کہ ہم عامل کامل بھی ہیں
اپنے عمل کے موکلوں کو روانہ کرکے اُن کو ابھی اسیر کیے لیتے ہیں یہاں ہم کو تجھ سے آگے ہیں
ہم جا کر ساحران نبی نہیں ہیں جنوں پر بھی حکومت رکھتے ہیں ہمارے قبضے میں اکثر جن ہیں جو تابع حکم
ہیں ہم حکام کے واسطے ہیں وہ بھی اطاعت کرتے ہیں اگر تجکو ہماری حکومت جنوں پر دیکھنا مطلوب
ہے تو دیکھ لے ہم ایسا بھی کوئی عامل زبردست تو نے دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا ساحر مذکور نے عرض کیا
کہ یہ غمخوار مشتاق دید ہے جنوں کو دکھلائیے دیکھیں وہ کس طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو اسیر
کرتے ہیں حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اچھا ٹھہر جاؤ ابھی ہم موکلوں کو طلب کرتے ہیں یہ کہکے
خیمہ مختصر میں بیٹھکر اشیائے بخور مانند مشک وعنبر وقرنفل وکافور ولوبان وغیرہ آگ پر ڈال کر کچھ
پڑھنے لگا بعد دو ساعت کے سمت صحرا سے غبار بلند ہوا ہوا سے تند چلی جب وہ غبار دور ہوا
دیکھا کہ چار جن بصورت مہیب پیدا ہوکر روبرو آ کر کہنے لگے کہ اے حکیم جالوس کیوں تو نے اسوقت
ہمکو طلب کیا ہے کیا کار دشوار درپیش ہے حکیم مذکور نے جواب دیا کہ اے موکلان عمل تسخیر اسوقت
تم سے یہ کام لینا منظور ہے کہ جو سامنے قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آتا ہے اس قلعے میں ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو ہماری دشمن جان وبد خواہ خداوند موجود ہیں
اُن کو جا کر اسیر کر لاؤ اور یہ چار تختیاں ہیں ایک ایک تختی اُنکے گلے میں ڈال دو بسبب اُس کے
سحر جادو کسی کا تم پر اثر نہ کرے گا نہ کوئی حربہ کسی طرح کا تم پر کارگر ہوگا جب اُن کو اسیر کر لینا تو
اس کمند کے حلقوں میں اُن کو گرفتار کر کے ہر ایک کی زبان میں سوزن دے کر ہمارے روبرو
لے آنا طوفان آتشبار جادو وغیرہ نے دیکھا کہ وہ چاروں جن مانند باد تند و تیز پا مثل برق
پُرعیتق تمام سوئے قلعہ مذکور چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو مع اپنی ہمراہی و نواسی کے بعد خوشی
بیٹھی ہنسی کو سرگی تھی کہ طوفان آتشبار جادو وغیرہ مبتلائے سحر ہو گئے ہیں یقین ہے کہ حکیم
جالوس نے کوئی تدبیر اُن کے دفع سحر کی ہوگی یا کوئی فکر کر رہا ہوگا اب طوفان آتشبار جادو
تو غالبًا بعد دفع سحر بھی ادھر نہ آسکے گا ہاں حکیم جالوس نابکار اگر خود لڑنے یا کسی کو اس طرف
روانہ کرے تو عجب نہیں کیونکہ مجکو دریافت ہوا ہے کہ حکیم جالوس بھی اس صحرا میں وارد ہوا ہے
براے اعانت طوفان آتشبار جادو آیا ہے اگر وہ نابکار بھی اس طرف بارادہ جنگ ومقابلہ آئے گا
تو دیکھا جائے گا میں بھی دبدبہ سحر ساز جادو ہوں اس طرح اُس سے وہ نا گرون کی کہ وہ بھی عاجز
آئے گا گھبرا گھبرا جائے گا مگر ابر سحر کا قائم کرنا برائے قلعہ ضرور ہے پہلے بار دگر ابر سحر بالائے قلعہ
قائم کرنے کی فکر میں مصروف ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے چار شخص بصورت مہیب وبقامت
طویل نظر آئے ملکہ مذکورہ اُن کی شکل خوفناک دیکھ کر متردد ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اے لڑکیو ہوشیار ہو جاؤ اسباب سحر ہاتھوں میں اٹھا لو یہ چار شخص بصورت
مہیب اسی طرف آتے ہیں شاید یہ پیر بھیجے ہیں یا اور کوئی ہیں حکیم جالوس نے غالبًا ان کو روانہ
کیا ہے روکنا ان کا ضرور ہے یہ کہکے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے نارنج
ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر سے کچھ اٹھا لیا اور بہت سا اسباب سحر سے اپنے قریب رکھا
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس قلعے کے چاروں سمت جو چار پتلے تھے اُن کی طرف مخاطب ہو

اپنے دل میں نہ لائیں ہر وقت تابع حکم و فرمان رہیں ہمارے قہر و غضب و عتاب سے خائف و
ترساں رہیں ذرا بھی تو سہی ان کے قتل کرنے سے مقصود اپنا یہی ہے کہ یہ خبر طلسم میں مشہور
ہو کر نائب خداوند نے بوجہ بغاوت کے عورتوں کو بھی قتل کرا دیا جلاد سے ان کے سر کٹوائے
ذرا ان کے اوپر رحم نہ کیا قید کرنا ان کا کافی نہ جانا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اب میری
مجال زیادہ نہیں کہ اس مقدمے میں کچھ عرض کروں جو حضور مناسب سمجھیں وہ کریں کیونکہ آپ
نائب خداوند ہیں حاکم و فرمانروا ہیں ہم آپ کے محکوم ہیں اطاعت کرنا ہم کو آپ کی ضرور ہے حکیم جالوس
نے ہنس کر جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو مصلحت وقت بھی ہے کہ ان کو قتل ہی کراؤں
اس نے جسارت و خیر خواہی کر کے پھر کہا کہ حضور ان کو قتل کرائیں مگر یہ خیال فرمائیں کہ یہ سب
قرابت داران خداوند سے ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو سر دربار حضور نے ایک دو کوڑے
لگائے تھے یہ خبر سنکے تو خداوند کو ناگوار ہوا تھا اور یہ کہا تھا کہ برا کیا کوڑے لگانا نہ چاہیے تھا اب
ان کے قتل ہونے کی خبر جب خداوند کو پہونچے گی تو ان کو کیسا ملال ہوگا اور کیسی شکایت حضور سے
کریں گے عجب نہیں کہ عتاب کریں حکیم جالوس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تجھے امور سلاطین میں
کیا دخل ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں سمجھ بوجھ کر کرتے ہیں اگر ان کے قتل ہونے کی خبر خداوند تک پہونچے گی
تو کیا ہوگا مجکو خداوند کی طرف سے اندیشۂ عتاب نہیں ہے وقت شکایت کہدوں گا کہ اے خداوند
ان کو قتل کرانا ہی میرے نزدیک بہتر و مناسب تھا باعث بہبودی حضور و طلسم حضور شاید یہ
جواب سنکر وہ انجام کار مجھپر عتاب نہ کریں گے بلکہ خوش ہو کر میری فہم و عقل و فراست و انتظام
کارگزاری کی بہت تعریف کرکے خلعت و انعام و ملک و مال دیں گے طوفان آتشبار جادو
نے کہا کہ اگر آپ کو اس کا یقین ہے تو بیشک ضرور قتل کرائیے یہ کہکر خاموش ہوا حکیم جالوس نے
جلاد کو حکم ثانی اسیروں کے قتل کرنے کا دیا جلاد نے یہ حکم ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ قمر جادو سے کہا کہ اب تمہارے قتل ہونے کا وقت قریب ہے تھوڑی دیر
میں تمہارے سر تن سے جدا ہو جائیں گے زمین صحرا تمہارے خون سے رنگین ہو جائے گی
لہذا جو حسرت و تمنا بجز رہائی دل میں ہو اسے اشاروں سے ظاہر کر دو پیاسے ہو تو پانی پی لو
گرسنہ ہو تو کھانا کھا لو مگر تم سب طعام کیونکر کھاؤ گے زبانوں میں تو سوزن ہے اگر اس آخر وقت میں
کسی کا دیکھنا منظور ہو تو اسے دیکھ لو یہ وقت غنیمت جانو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا کوئی دم میں
رشتۂ حیات ٹوٹ جائے گا سر و تن میں جدائی ہوگی حسرت و تمنا دل کی دل ہی میں رہ جائے گی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ قمر جادو نے اس حالت اسیری و گرفتاری میں آبدیدہ ہو کر
بایما و اشارہ جلاد سے کہا کہ جواب دیا کہ ہم کو آب و طعام کی خواہش نہیں نہ کسی کا دیکھنا ہمیں منظور
ہمارا تمنائے رہائی ہے کہ اگر رہا ہو جائے تو بربادی طلسم زمانہ میں سعی و کوشش کریں جلاد مذکور
ابھی ملتی تقریر اسیروں کی یہ سمجھا فقط اس قدر سمجھا کہ آب و طعام کی خواہش نہیں ہے بلکہ چبوترہ
تیغ کا بنانے لگا بعد ہلاکت جوڑے سے نکالنے لگا اسیروں کو تخت چوبی سے [illegible] کو
ڈالنے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جب درہ کوہ سے یہ دیکھا کہ بحکم حکیم جالوس
کے جلاد نابکار ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ قمر جادو کو قتل کیا چاہتا
ہے سب کو زیر تیغ بٹھایا ہے دل میں کہا کہ یہ سب اسیر ہیں اور ہم درہ کوہ میں کھڑے رہنا سیران

دوستون کے قتل ہونے کی دیکھنا اُن کی اعانت ایسے حال مین نکرنا تمہاری بہادری و شجاعت سے
بعید ہی یہ خبر پوشیدہ نرہے گی ضرور مشہور ہوگی اہل دنیا بر جمع مین تا ہم کہین گے کہ سلطان کیوان
شکوہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہوکے درۂ کوہ مین چھپے ہوے دیکھا کیے جلاد اُن کے
دوستون کو قتل کیا کیا اُنہون نے اُن کی اعانت نکی بجز جلاد سے اُن کو رہائی ندی شاید حکیم
جالوس اور اُس کے لشکر کے ساحرون سے ڈر گئے درۂ کوہ مین چھپے ہوے کھڑے رہے قدم
آگے نہ بڑھایا سعی و کوشش اپنے دوستون کی جانبری مین نکی ایسے شجاع و بہادر تھے کہ شجاعت و جوانمردی
اس صورت مین نہ دکھائی دوست اُن کے دست جلاد سے قتل ہوگئے اور وہ دیکھا کیے ان کی
دوستی سے دست بردار ہونا چاہیے ایسے شخص سے دوستی نکرنا چاہیے جو وقت بد کا شریک نہو یہ
خیالات کر کے بے اختیار درۂ کوہ سے بہر اعانت اسیران مذکور چلے ادھر حکیم جالوس نابکار نے
تیسرا حکم اسیران مذکور کے قتل کا دیا جلاد نے تیسرا حکم سنکے تیغ اُٹھایا چاہا کہ اسیرون کو قتل کرے
ناگاہ ایک جانب سے ایک پارۂ ابر سیاہ بسرعت و بجلدی تمام آیا اُس پارۂ ابر سے ایک برق بشدت
تمام کڑک کر اس طرح جلاد پر گری کہ وہ نابکار جل کر خاک ہوگیا پھر اُس برق نے مجسم ہوکے سوزن
زبان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ محجر جادو سے نکال کر نعرہ کیا کہ مَین
بحرین جادو مطیع و خیرخواہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خیرخواہ دوستان
صاحبقران موصوف ہون اے حکیم جالوس نابکار غضب کیا تھا تو نے کہ ان دوستان و خیرخواہان
صاحبقران کشورستان کو قتل کرانا تھا یہ نعرہ کرکے زمین سے بلند ہوکر پکار کر کہا کہ اے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو والے ملکہ بہار گل پوش جادو والے ملکہ محجر جادو اب اطمینان اپنے دشمنون سے
سمجھو لونگی تمہارے دشمنون کو قتل و ہلاک کرونگی جنگ مین تمہاری شرکت کرونگی ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کی زبانون سے جب سوزن نکل گئی اور بحرین جادو کی اُنہون نے
تقریر سنی فی الفور سبھون نے دہن مین زبان کو جنبش کر اسلحۂ سحر پڑھکر زمین سے بلند ہوکر برق بنکر
لشکر حکیم جالوس و طوفان آتشبار جادو کی سپاہ پر گرنا شروع کیا ساحرون کو جلا کر ہلاک کرنا شروع
کیا حکیم جالوس یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ بحرین جادو نے آکر غضب کیا اسیرون کو
رہا کیا سوزن ان کی زبانون سے نکال لیا کیا معلوم تھا کہ ایسے وقت مین دوستداران باغیون کا
بحرین جادو آجائے گا برق بنکر گرے گا جلاد کو ہلاک کرے گا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ان باغیون
بدخواہون سے لڑنا چاہیے اُنہون نے تو میرے لشکر کو جلا کر ہلاک کرنا شروع کیا ہی افسوس یہ بدخواہ
رہا ہوگئے آرزوے دلی نبر آئی قتل نہوے جانبر ہوے یہ باتین بکتا ہے خود کھڑا آمادۂ جنگ ہوا
اس اثنا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بصورت برق حکیم جالوس پر بعد غضب گری تاب خداوند
نابکار نے بجو پڑھکر اُس پر پھونکا وہ بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے ارادہ
اُس کے ہلاک کرنے کا کیا ملکہ بزور سحر غرق زمین ہوئی اس اثنا مین ملکہ بہار گل پوش جادو
بھی برق بنکر گری حکیم مذکور کچھ پڑھکر غرق زمین ہوکر دور جا کر زمین سے نکلا ملکہ بہار نے ایک گلدستہ
اپنے گلے کے ہارون کا جلد تیار کر سحر اُس پر دم کرکے ساحران طوفان آتشبار جادو کی فوج پر مارا
وہ گلدستہ پھٹا ہر ایک غنچہ و گل جدا جدا اُن پر گرا فی الفور ہوے سو جلی خوشبو اُن گلون کی پھیلی ساحرون
نے وہ پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی مبتلاے سحر ہوکر دیوانہ وار از خود رفتہ ہوکر اشعار

عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے ملکہ مذکورہ کے آکر عاشق ہونا ظاہر کرنے لگے ملکہ نے کہا کہ اگر تم مجھے
محبت رکھتے ہو تو ہمارے دشمنوں کو قتل کرو حکیم جالوس اور اس کی فوج کو قتل کرو اپنا عاشق زار ہونا
ہم پر ثابت کرو انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو جان نثار و فرمانبردار ہیں کب ہمکو آپ نے دشمنوں کے
قتل کرنے کا حکم دیا تھا اب حکم ہوا ہے قتل کرتے ہیں اپنا عاشق ہونا تم پر ثابت کرتے ہیں یہ کہکر
حالت دیوانگی میں پکارے کہ یارو فصل بہار آئی ہے جوش جنون ہوا ہے دست وحشت جیب و
دامن و گریبان تک پہونچا ہے عریان تنی مرغوب ہے صحرا جوش بہار سے لالہ زار معلوم ہوتا ہے
واہ واہ کیا گل کھلے ہیں کیا ہوا سے سبزہ جل رہی ہے سیر گلشن پیش نظر ہے ایسے موسم بہار میں ملکہ
ملکہ بہار گل پوش جادو جمال لانا ضرور ہے معشوق کی فرمائش ہے کہ حکیم جالوس نابکار اور اس کے
لشکر کے ساحران ناہنجار کو قتل کرو عاشق و فرمانبردار ہونا ثابت کرو دعوی بغیر دلیل کے عبث ہے اور
یہ سچ ہے ہم تو اپنا عشق ملکہ عالم پر ثابت کرکے طالب وصل ہونگے استحقاق بوس و کنار کا پیدا کرینگے
سرفروشی و جانبازی ظاہر کرینگے دیکھو ملکہ عالم وہ سامنے زیر شجر کھڑی دیکھ رہی ہیں اپنے عاشقوں کو
ملاحظہ کر رہی ہیں امتحان عاشقان خود مد نظر ہے ہم تو ان کے دشمنوں کو قتل کرنے جاتے ہیں حکیم
حکیم جالوس نابکار اسوقت کہاں چلا گیا ہے یہاں دکھائی نہیں دیتا ہے ورنہ پہلے اسی ناہنجار کا سر
کاٹ کر ملکہ عالم کے روبرو لے جاتے ان کے دل کو خوش کرتے خیر اگر وہ بد اندیش بھاگ گیا تو
اس کے ساحران سیاہ تو یہیں ہیں یہ کہکر وہ کئی ہزار ساحران سوار ہو کر ملکہ بہار گل پوش جادو جنکے
سروں پر پھول گلدستہ سحر کے گر رہے تھے اور انہوں نے اٹھا اٹھا کر پھینکے تھے تاریخ ترنج
لئے فولادی ناریل جوئی دار سرسون ماش کار دھر بولے روئی کے گچھے پیکان کے و دیگر
اسباب سحر جھولیوں سے ہاتھوں میں لے کر اسطرح پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور وہ سب
ساحران فوج نائب خداوند پر مارے ترنج و تاریخ وغیرہ شق ہوئے دھواں شعلے پیدا ہوئے جنکے
سر پر کوئی شعلہ شعلہائے اسباب سحر سے گرا وہ جلنے لگا نالہ و فریاد کرنے لگا شور و غل بلند ہوا جس کے سینہ
پر کینہ پر کارد سحر بھی سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گئی جس بد معاش پر دانہ ماش کا پڑا وہ آتش سحر سے جلنے لگا
مانند دانہ بریان ہونے لگا جسکے پہلو و سینے پر گولہ فولادی پڑا سینے کو توڑ کر نکل گیا ادھر ملکہ بہار اپنے
سحر کو زور دینے لگی اور گلدستہ اپنی ہاتھ سے پھولوں کا نکال کر اسماء و الفاظ سحر اس پر دم کرکے
باقی ماندہ ساحران لشکر طوفان آتشبار جادو پر لگانے لگی وہ بھی جل گئے مذکور پھول جو نکمہ گردانے
ہوکر حکم ملکہ بہار گل پوش جادو وقت ساحران حکیم جالوس سحر ڈالنے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
زمین سے نکلی تھی کہ طوفان آتشبار جادو نے ناریل جوئی دار چکر دم کرکے مارا جب وہ ناریل قریب آیا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے سحر پڑھ کر اس کے پلٹ جانے کا اشارہ کیا ادھر وہ ناریل طوفان آتشبار جادو
کی طرف پلٹا ہر چند ساحر مذکور نے اپنی ہی ناریل سحر سے بچنا چاہا مگر ممکن نہوا سر پر آکر پھٹا شعلے پیدا
ہوئے ان شعلوں نے جلا کر اسے خاک کر دیا علامت اس کے مرنے کی ظاہر ہوئی آندھی سیاہ آئی
ہولے تند چلنے لگی ابر نمودار ہوا سنگ باری ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی و سنگباری
دفع ہوئی اس کے سحر کے پیروں نے اس کے نام سے پکار کر کہا کہ کشتی مرا کہ نام من طوفان آتشبار
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حکیم جالوس نے طوفان آتشبار جادو
کے ہلاک ہونے کا صدمہ کیا بعد دیکھا کہ ... طوفان آتشبار جادو مبتلائے سحر ملکہ بہار ہو کر ...

فوج کے ساحرون کو قتل کر رہی ہے جنگ عظیم ہو رہی ہے جانبین سے جنگ مین سعی و کوشش ہو رہی ہے
لاش پر لاش گر رہی ہے ساحران مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو دلیرانہ بڑھتے ہی چلے آتے ہین
یہ رنگ جنگ دیکھکر ارادہ کیا کہ سحر ملکہ بہار کو ان ساحرون پر سے دفع کیجیے ہنوز دفع سحر کا ارادہ کیا تھا
کہ ملکہ مجمر جادو اسباب سحر مہیا کرکے بزور سحر برق بن کر گری حکیم جالوس نے اُسے آتے دیکھکر
تیغ پر سحر پڑھکر پھونکا ملکہ مجمر جادو بصورت اصلی ہو کر زمین پر گری حکیم جالوس نے اُس کے ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا کہ اس اثنا مین بحرین جادو مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
حکیم جالوس وغیرہ پر گرا نارنج و ترنج کوٹ فولادی ناریل بجلی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے
یکبارگی سب نے لگائے حکیم جالوس پر گویا آتش سحر برسادی گھبرا کر ان ساحرون کے سحرون کو
دفع کرنے کا ارادہ کیا کہ زندہ دشمنان سے نکل جائے جان اپنی بدخواہون سے بچائے کس کس سے
لڑے کس کس کا سحر دفع کرے لیکن ممکن نہوا غرق زمین بھی نہو سکا کیونکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
نے زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ کر دیا تھا آخر کار مجبور ہو کر گھر گیا چارطرف سے ساحرون نے گھیر لیا
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے چارطرف
سے گھیر کر ایسی بارش حملہ سحر سے اُس کو تنگ کیا کہ وہ پریشان ہو گیا دشمنون کے دفع سحر
کرنے مین اور اپنی حفاظت جان مین مصروف ہوا کبھی برق بن کر چمک کر بلند ہو گیا کبھی بجلی کی طرح
بدخواہون پر گرا دلی ساحرون کو ہلاک کیا تاہم ساحرون نے اپنے تئین بچایا پھر چارطرف سے
پے در پے سحر کرکے ارادہ اُس کے قتل کا کیا اس نے ہر ایک سحر بابا و اشارہ وغیرہ دفع کیا غرضکہ
حکیم جالوس گھبرا گیا گھبرا کر جان اپنی دشمنون سے بچانے لگا ناگاہ عاجز و پریشان ہو کر بے اختیار
اپنی زبان پر یہ لانے لگا کہ آہ کیا کرون ان دشمنون سے جان کیونکر بچاؤن انھون نے چارطرف سے
گھیرا ہے نکل کر جانے بھی نہین دیتے ہین ایسے وقت مین ان پر کیا سحر کرون اتنی مہلت کہان ہے کہ
عمل پڑھون پھر سو کون کو طلب کرون جان اپنی بچانے مین مصروف ہون ویسے جان بچتی بھی ہے
یا نہین بے طرح دشمنون مین گھر گیا ہون ادھر تو حکیم جالوس کا یہ حال ہے جو لکھا گیا ادھر صاحبقران با
سلطان کیوان شکوہ جو برائے اعانت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ دورہ کو سے چلے تھے
اثنائے راہ مین رہائی ملکہ مذکورہ وغیرہ پر نظر کرکے بحرین جادو کے وقت پر آنے سے خوش ہو کر
اپنے ارادے سے باز رہکر دور سے لڑائی دیکھنے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کی جانفشانی و ہمت و سحر و ساحری کی ثنا کرنے لگے کہ حکیم
جالوس کیسے نامی و ساحر زبردست کو عجب طرح سے گھیرا ہے کہ اُس کو عاجز کر دیا ہے کبھی صاحبقران
ثنائے ہمت و جرات بحرین جادو وغیرہ کر رہے تھے ناگاہ ہوائے تند و تیز چلی غبار سحر ایک طرف سے
بلند ہوا بعد ازان ایک پارۂ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین بکثرت بارش ہوتی تھی و صدمہ برق ظاہر
ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی صاحبقران اُس پارۂ ابر کی طرف متوجہ ہو کر دل مین کہنے لگے خدا
خیر کرے یہ ابر لشکر کیسا آیا ہے ابھی امیر یا تو فیرہ کہہ رہے تھے کہ بسرعت تمام وہ پارۂ ابر سحر آے
سبزہ زار مین بمقام جنگ سنلوبہ پہونچکر ہوا پر قائم ہوا پھر ایک شق ہوا صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ وغیرہ نے دیکھا کہ ایک تخت سحر بصورت بساط ہے چار طاؤس چارون طرف سے اُسے اٹھائے
ہوئے ہین اُس تخت بساط نما پر ایک ضعیفہ نہایت پیر انسین خمیدہ کمر سیاہ رو سفید مو خشمناک و

ہین بجنبن منقش ہوئی ہی دیکھنے سے اُس کے ثابت ہوتا ہی کہ ایک بلاے بے درمان ہی بالاے سر
ساحرہ مذکورہ ایک سندھی سی ایستادہ ہی وہ سندھی بصورت گنبد پائی جاتی ہی سندھی کے اوپر
ایک پارۂ ابر مائل بسرخی سایہ فگن ہی دمبدم اُس سے برق جہان ہوتی ہی اور صداے رعد پیدا ہوتی
ہی ہنوز دیکھنے والے اُس ساحرہ پر کالۂ آفت کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اُس ساحرہ نے سر
اٹھا کر غضبناک ہوکر پکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان دبدبہ سحر ساز جادو ہوشیار ہو جا کہ
مین آپہونچی تیرے تمام حالات سے مجھے آگاہی ہوئی اسے غضب کیا تو نے کہ نائب خداوند سے
سرکشی کی اُس کی دشمن جان ہوئی طلسم زلزلہ سے بارادۂ جنگ ادھر آئی شریک طلسم کشاے
طلسم زلزلہ ہوئی کچھ پاس ولحاظ اپنے دین آبائی اور اپنے خاندان کا نہ کیا مجھ خداوند ہو سرمست
جادو کے قہر وغضب سے بھی نہ ڈری دشمنی وبربادی طلسم زلزلہ پر کمر باندھی اب حکیم جالوس نائب
خداوند کو تونے اور تیری مجائی ولواسی وغیرہ نے گھیرا ہی اُس کو عاجز کیا ہی ارادہ اُس کے قتل کا کیا ہی
منم بساط جادو کے گذارم کہ از دست ما زندہ وسلامت بدر روی یہ تقریر باواز کر کے اُس پارۂ ابر
مائل بسرخی کی طرف انگشت سے اشارہ کیا وہ ٹکڑا ابر کا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش
جادو وملکہ مجمر جادو وبحرین جادو وغیرہ دشمنان حکیم جالوس پر محیط ہوکے برسنے لگا برق چمکنے لگی
صداے رعد پیدا ہونے لگی جس بدخواہ حکیم جالوس پر ایک قطرۂ آب بھی اُس ابر سے گرا وہ مبتلاے سحر
ہوکر بیہوش ولا از خود رفتہ ہوگیا اور جس خیرخواہ حکیم جالوس ونیز حکیم جالوس پر اُس ابر کا پانی برسا وہ
بدستور رہا مبتلاے سحر نہوا تھوڑی دیر مین ملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ مجمر جادو وبحرین جادو
وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ بارش ابر سحر سے سحر کی سبب سے اور از خود رفتہ ہوکر بیہوش ہوگئے
ملکہ بساط جادو نے اپنے تخت بساط نما سے اُتر کر تخت بساط نما کو ہوا پر قائم کیا اور خود دانستہ بلاے بد
رو برو نائب خداوند آکر با ادب سلام کر کے پوچھا کہ حضور نے مجھے پہچانا حکیم جالوس نے
جواب دیا کہ ہان صورت آشنا تو ہون مگر اسوقت حواس میرے درست نہین ہین تمہارا نام یاد نہین آتا
ہی اُس نے عرض کیا کہ میرا نام بساط جادو ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی خالہ ہون خیرخواہ ہون
دشمن دشمنان حضور کی ہون ہرچند کہ حضور نے مجکو طلب نہین کیا تھا لیکن اس جنگ کی خبر سنکے حضور
کے اوپر نرغۂ اعدا کے حال سے آگاہ ہوکے بعجلت تمام ادھر آئی ہون یہان عین وقت پر پہونچی
ہون وداخل زمرۂ خیرخواہان ہوئی حکیم جالوس نے خوش ہوکر جواب دیا کہ اے ملکہ بساط جادو اب
مین نے تمکو بخوبی پہچانا تمنے یہان آکر ان بدخواہون کو اپنے اس ابر سحر سے بیہوش کیا ہماری خوشی کا
باعث ہوا بیشک تمنے خیرخواہی کی اگر تم نہ آتین تو بھی ہم ان سب کو اسیر کر لیتے یہ کوئی وقت سخت ہم پر
نہ تھا بھلا یہ بد اندیش ہم سے کیا لڑ سکتے کب تک مقابلہ کرتے آخرکار ہم بدولت ان کو اسیر ہی کر لیتے
ایک مرتبہ قبل دو ساعت ان کو اسیر کر چکے تھے یہ بحرین جادو مالک بحرینہ عین وقت پر
ان کی مدد کو آگیا اس کے آنے کی خبر وآگاہی نہ تھی ہم غافل تھے جلاد کو حکم قتل دے چکے تھے کہ
یکایک بحرین جادو نے ان بدخواہون کی زبانون سے سوزن کو آکر دور کر دیا یہ بدخواہ رہا ہوگئے
تھے جیسے کہ سب ہے تھے اس اثنا مین تم آگئین تمنے ان کو اپنے ابر سحر کی بارش سے بیہوش کیا
اس خیرخواہی کا انعام تمکو خداوند لقا دین گے اور ہم بھی دین گے یہ کہکر جلاد کو طلب کر کے حکم دیا کہ
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ مجمر جادو وبحرین جادو کو پہلے قتل کر

بعد ازان اور ساحر جسقدر ہمارے دشمنون سے بیہوش پڑے ہین اُن کو قتل کرنا جلاد حسب الحکم
برائے قتل بڑھا ملکہ بساط جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ میری خیرخواہی تو حضور پر ظاہر ہوگئی ہی
کہ مین نے مطلق اپنی بھانجی حقیقی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور اُس کی بھانجی اور نواسی کا بھی
پاس و لحاظ نہ کیا نہ قرابت قریبہ کا خیال کیا حضور کا دشمن جان کر ان کو بیہوش کیا لیکن مجھے ان کی
خونریزی نہ دیکھی جائیگی متمنی ہون کہ میرے سامنے قتل کیجائین اور مین دیکھون لہذا اگر مناسب ہو تو
ان کو بالفعل قتل نہ کیجیے زندان مین قید کرا دیجیے اگر یہ اطاعت حضور کی اختیار کرین تو فہو المراد
ورنہ ان کو قتل کرا دیجیے گا الا میرے روبرو قتل نہ کرائیے گا مجھسے ان کا قتل ہونا نہ دیکھا جائیگا
اور دیگر ساحران بداندیش جو بیہوش پڑے ہین اُن کو بھی قتل نہ کرائیے خود ہی بعد چار پہر کے
ہلاک ہو جائین گے یہ سحر میرا اُن پر سے میری زندگی مین دفع نہین ہو سکتا اور خاصیت
میرے اس سحر کی یہی ہی کہ دشمن بعد چار پہر کے ہلاک ہو جاتا ہی پس احتیاج قتل کرنے کی نہین
آخر حکیم جالوس نے کچھ سوچ کر جلاد کو قتل کرنے سے باز رکھا اور ملکہ بساط جادو سے کہا کہ اب
ان جادوگرون بدخواہون کا کچھ اندیشہ نہ ہی جس طرح چاہو ان کو سوے طلسم زلزلے لیجاؤ اُس نے
عرض کیا کہ مین ان کو بحفاظت لے چلونگی کیا مجال کسی ساحر دشمن کی جو ان کو رہا کر سکے یہ کہکر
اپنی بساط سحر کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ بلندی پیچ سو سے پستی آئی بساط جادو وغیرہ
اکثر ساحرون نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو و نجرین
جادو کو زمین سے اُٹھا اُٹھا کر اُس بساط پر ڈالا بعد ازان ملکہ بساط جادو نے پھر دیکھکر اشارہ کیا
پھر وہ بساط زمین سے بلند ہو کر ہوا پر قائم ہوئی اور وہ ابر سحر مائل بسرخی جو پر سا تھا سمٹ کر
مختصر ہو کر بدستور مرقوم اُسی مسند کی گنبد نما پر سایہ فگن ہوا حکیم جالوس نے کہا کہ اے ملکہ
تمہارے تخت سحر بساط صورت مین تو اب جگہ تمہارے آرام بیٹھنے کی نہین ہی ہم چاہتے ہین
کہ ہمارے تخت سحر پر ہمارے ساتھ سوار ہو کر باتین کرتی ہوئی چلو ہمارے برابر پہلو نشین ہو کر
چلو تمنے خیرخواہی کی ہی ہم بھی تمھارا مرتبہ بڑھائین اُس نے عرض کیا کہ میری تو یہ توقیر نہین ہی کہ
آپ کے برابر بیٹھون مگر حضور میرا مرتبہ بڑھاتے ہین سرفراز کرتے ہین میرے فخر کا باعث ہی آپ
بمنزلہ آفتاب ہین بہ نسبت ذرہ کمترین ایسی ہے ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ، حکیم جالوس نے خوش
ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر تمہاری خیرخواہی کا بالفعل یہ عوض و انعام ہی آئندہ
طلسم زلزلے مین چلکر ایسا انعام ہمکو دین گے کہ کسی بادشاہ نے اپنے کسی نمکخوار کو نہ دیا ہوگا
ملکہ بساط جادو نے خوش ہو کر پھر عرض کیا کہ میری تو یہ بساط و حقیقت نہین ہی کہ آپ کے برابر بیٹھون
مگر تعمیل حکم مین مجکو کیا عذر ہی یہ کہکے حکیم جالوس تخت سحر پر بیٹھا ملکہ بساط جادو کو اپنے پاس
بٹھایا ساحران باقیماندہ کو حکم دیا کہ ہمراہ ہماری سواری کے آہستہ چلو اسوقت بحصول مسرت
تا زمین سے تھوڑی ہی بلندی پر تخت سحر ہمارا آہستہ آہستہ چلے گا زیادہ بلند ہو کر بسرعت تمام
روان نہوگا کیونکہ ہمکو سیر اس صحراے سبزہ زار کی اور اُس دامن کوہ کی منظور ہی سب نے عرض کیا
کہ ہم سب نمکخوار حکم حضور کی تعمیل کرین گے غرضکہ موافق مندرجہ بالا سواری حکیم جالوس چلی
ساحران ہمراہی بھی حسب الحکم پیچھے پیچھے اگلے راہ مین نائب خداوند مردود دونا پکار سیر صحراے
سبزہ زار دیکھتا ہوا ملکہ بساط جادو سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا وہ بساط بھی ساتھ ساتھ بساط جادو

کے بالاے ہوا چلی آتی تھی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ حال دیکھکر برہم ہوکر بخیال
اعانت اسیران مذکور پھر چلے جب سواری حکیم جالوس قریب دامن کوہ کے پہونچی دیکھا کہ
ایک چھوٹا سا گانؤن ہی چھوٹے چھوٹے سے مکانات خام زمینداروں اور کسانوں کے ہیں چند
کھیت سرسبز و شاداب ہیں یہیں و بسیار کھیت ہیں درمیان اُن کے راہ ہی کچھ کوہی کسان کھیتوں کی
مینڈون پر بیٹھے ہوے ہیں حقہ ان کے آگے رکھا ہی کنڈون میں آگ لگائی ہی وہ جل رہے ہیں
دھوان ہو رہا ہی بیچ میں اُن کے ایک شخص دہقانیون کا سا لباس پہنے ہوے ایسا ہوا ہی دستار
بڑی اُس کے سر پر ہی کچھ باتیں ہدایت آمیز کر رہا ہی سب کوہی کسان بگوش ہوش سنتے ہیں ہنوز حکیم
مذکور اُن کوہیون کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان کوہیون نے جانب سواری حکیم جالوس نظر کی باہم
کہا کہ یہ آفت و بلا ادھر کیسی آتی ہی بالاے ہوا چارپایون درندون اور پرندون پر یہ سب سوار ہیں
نہیں معلوم یہ کون ہیں ادھر کیون آتے ہیں اُس مرد کوہی نے جو پگڑی باندھے تھا کل زبان میں اُن سے
کہا کہ یہ ایک بلاے عظیم آتی ہی اس بلا سے بچو جہان تک بھاگا جائے بھاگو ورنہ یہ بلا تمکو ضرر پہونچائیگی
یہ لشکر بلا تمپر گرے گا سب کو کھا جائیگا تم میں سے کوئی زندہ نہ بچیگا یہ سنتے وہ سب کوہی بے اختیار
اپنے گانؤن کی طرف بھاگے جب وہ خوف سے دور بھاگ گئے اور سواری حکیم مذکور قریب تر اُن
چنون کے کھیتون کے پہونچی تو وہ مرد کوہی جو اپنے سر پر دستار رکھے ہوے تھا دوڑتا ہوا آیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے نائب خداوند مجھ اس فدوی کو عرض کرنا ہی حکیم جالوس نے سواری روک کر پوچھا
کہ کیا کہتا ہی تو اُس نے عرض کیا کہ حضور میں نے عہد کیا تھا کہ جب حضور اپنے دشمنون پر فتحیاب ہونگے
اور اُن کو اسیر کرکے اس طرف سے گذرینگے تو میں ان کھیتون کو ملازمان حضور کی نذر کرونگا اور
کہونگا کہ جس قدر دل چاہے بوٹ اکھیڑ کر کھائیں لہذا مجھ ادنی زمیندار کا یہ ہدیہ قبول ہو اس لائق
تو نہیں کہ زر و جواہر حضور کو نذر کرون الا یہ چند کھیت جو میرے ہیں نذر ملازمان سرکار کرتا ہون اگر
میری تمنا برآئیگی عزت و آبرو میری میرے ہمچشمون میں بڑھ جائیگی آپ نائب خدا ہیں خود مسرت
جادو ہیں آپ کے لشکروں کے کھانے سے زراعت میری زیادہ ہو جائیگی پیداوار زیادہ تر
ہوگی حکیم جالوس نے اُس کی تقریر سنکے ملکہ بساط جادو کی طرف دیکھا اُس نے عرض کیا کہ حضور
یہ مرد کوہی نہایت عجز و انکسار سے عرض کرتا ہی اپنی عزت افزائی چاہتا ہی مناسب ہی کہ اس کی التماس کو
قبول فرمائیے اپنے ساحران لشکری کو حکم دیجیے کہ سحر کی سواریون سے اتر کر ان دونون کھیتون میں
جا کر چنے کے درخت زمین سے اکھیڑ کر کھائیں ایک لمحہ حضور یہاں توقف فرمائیں یہ سیر بھی قابل دید
ہی چنے کے کھیت ہرے بھرے اچھے معلوم ہوتے ہیں حکیم جالوس نے ملکہ بساط جادو کے کہنے
سے اور مرد کوہی کے عاجزی کرنے سے اپنے لشکر کے ساحرون کو حکم دیا کہ سواریون سے اتر کر
ان کھیتون میں جا کر اپنے ہاتھ سے بوٹ زمین سے اکھیڑ اکھیڑ کر کھاؤ یہیں اس مرد کوہی کی خاطر منظور
ہی ساحران لشکر حسب الحکم فی الفور سحر کی سواریون سے بصد خوشی و خرمی اتر کر کھیتون کے اندر گئے
اور درختان نخود اکھیڑ اکھیڑ کر کھانے لگے فوجی ساحرون نے گویا لوٹنا شروع کیا کھیتون کو غارت کیا
گرد و غبار درختان نخود کے اکھیڑنے سے بلند ہوا وہ غبار جس جس ساحر کے دماغ تک پہونچا اُس کو
بے اختیار چھینک آئی پھر تیورا کر کھیت میں گر کر بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر میں حکیم جالوس و ملکہ
بساط جادو و تمامی ساحران سپاہ بیہوش ہو گئے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بیہوش ہو گئے

تخت چوب بالائے خاک گرے اُسوقت اُس مرد کوہی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گرد باد او نابکار
حکیم جالوس والے بساط جادو میری موجودگی مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کو تم اسیر کرنے چلے تھے یہ نہین جانتے تھے کہ مین
تمہاری فکر مین یہان درپے سے بیٹھا ہوا ہون خواجہ نعرہ کرکے چلے گئے کہ صاحبقران کشورستان
پہونچے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین اور ایک مرد کوہی دستار تبر کمر کھڑا ہے صاحبقران نے
دور سے پوچھا کہ او کوہی نام تیرا کیا ہے ان سب کو کس نے بیہوش کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ آپ نے
مجھے نہ پہچانا یہ خادم آپ کا طیفور گرد باد ہے ذرا اپنے دماغ کے اندر اس گرد و غبار کو جانے نہ دیجیے گا ورنہ
بیہوش ہو جایئے گا یہ گرد و غبار نہین ہے سفوف بیہوشی ہے ہزارہا روپے کے صرف کرنے سے اسقدر
سفوف بیہوشی تیار کرکے مین نے اپنی زنبیل مین رکھا تھا وہ سب سفوف بیہوشی اس وقت اس
عیاری مین صرف ہو گیا اب ذرا بھی سفوف بیہوشی میری زنبیل مین نہین رہا صاحبقران کشورستان
نے سو را خلعے بیش بہا کو توشہ کیا بعدہ خواجہ کی اس عیاری کی بہت تعریف کرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہم اسوقت تم سے اقرار کرتے ہین کہ بعد فتح طلسم زلزلہ جو مال و زر طلسم زلزلے کا ہمارے ہاتھ آئے گا
اُس کا نصف تمکو دیدین گے اور اگر ہاتھ اسپ طلسم و دیگر اشیاے طلسمی تمکو نہ دینگے تو قیمت
اُس کی تمکو نقد دین گے تم نے عجب کارنمایان کیا ہے کیا خوب عیاری کی ہے خواجہ یہ سنکے خوش ہوے
بعدہ ارادہ کیا کہ حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کو تیغ سے قتل کیجیے اُسوقت امیر باتوقیر نے
ارشاد کیا کہ ان کو ایسی تدبیر سے ہوشیار کرو کہ یہ بھاگنے نہ پائین تاکہ ہم ان کو ہدایت کرین شاید یہ
دونون بیدین دین اسلام اختیار کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجھے تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین ہے
مگر ان کا ہوشیار کرنا اور ان کا ہدایت سے راہ راست پر آنا بے سود و دشوار ہے ہرگز یہ مسلمان
نہون گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہمکو انہین ہدایت کرنا منظور ہے شاید
یہ بیدین دین حق اختیار کرین خواجہ نے حسب الحکم امیر باتوقیر منڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے
نکال کر اس کو ایک جگہ ان کھیتون سے علیحدہ ایستادہ کرکے اندر منڈھی مذکور کے حکیم جالوس
و ملکہ بساط جادو کو لیجا کر ستون ہاے منڈھی سے انکو محکم باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی ان کو سنگھا کر
ہوشیار کیا دونون بیدینون نے ہوشیار ہو کر آنکھین کھول کر اپنے تئین منڈھی کے ستونون مین
بندھا ہوا پایا اور سامنے اپنے صاحبقران کشورستان و خواجہ کو دیکھا دیکھتے ہی آنکھین بند
کر لین امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ اے حکیم جالوس نابکار والے ملکہ بساط جادو تم دونون
آنکھین کھولو اپنے حال پہ نظر کرو خواب کا خیال نکرو یقینا اپنے تئین منڈھی کے ستونون مین بندھا
ہوا جانو اگر ممکن ہو تو بزور سحر اس منڈھی کے اندر سے بھاگ جاؤ سوزن بھی تمہاری زبان مین
نہین ہے یہ سنکے انہین یقین ہوا کہ ہم اسیر ہوئے آنکھین کھول کر دیکھا سحر بہت پڑھا دیکھا مگر یاد
نہ آیا مجبور ہوکے منڈھی کے بند سے نکل نہ سکے اُسوقت امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے حکیم
جالوس والے بساط جادو اگر تم ہم سے آگاہ ہو تو خیر اور اگر ناواقف ہو تو خبر دار ہو کہ ہم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین دیکھو ہمارے عیار وفادار
خواجہ طیفور گرد باد نے تم ایسے ساحران زبردست کو عیاری کرکے کس طرح اسیر کر لیا تمام لشکر
کو مع تمہارے بیہوش کیا جس طرح ہم بفضل خدا کے غالب ہوے ہین اسی طرح جملہ ساحران

طلسم پر غالب ہونگے طلسم زلزلہ کو مدد و اعانت خدا سے فتح کرینگے لہذا تمکو لازم ہے کہ ہماری اطاعت
اختیار کرو اور دین باطل کو اپنے ترک کر کے دین حق کہ دین اسلام ہے اُسے اختیار کرو جس کو تم
اپنا خداوند جانتے ہو وہ مثل تمہارے ہے کچھ قدرت و اختیار نہیں رکھتا ہے جو کچھ کام کرتا ہے بزور سحر
کرتا ہے اور ڈرتا ایسا ہے کہ ہمارے خوف سے طلسم باطن میں جا کر چھپا ہے عجب تمہارا خداوند ہے
کہ ڈرتا ہے اور چھپتا ہے ذرا تو فکر و غور کرو ہمود سرمست جادو کو اپنا خداوند جان کر سجدہ نکرو وہ نابکار
مردود گمراہ کنندہ ہرگز قابل سجدہ نہیں ہے نہ لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جس نے
اپنی قدرت کاملہ سے اٹھارہ ہزار عالم کو خلق کیا ہے زمین و آسمان مہر و ماہ شجر و حجر برگ و ثمر کوہ و دریا
ستارے اور سیارے وغیرہ اور تمام جن و انس و وحش و طیور سب اُسی کی مخلوقات سے ہیں
وہی سب کا خالق ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قابل سجدہ ہے سوا اُس کے کوئی خدا نہیں ہے
وہ وحدہٗ لاشریک ہے تمکو لازم و مناسب ہے کہ اپنے معبود حقیقی کو جانو پہچانو اُس کو اپنا معبود حقیقی
حقیقی جانو دین اسلام اختیار کرو انہوں نے جواب دیا کہ اتنی زندگی تو ہماری ہمود سرمست جادو
کی پرستش میں گذری ہے ہم تمہارے خدا کو سجدہ نکرینگے دین اسلام اختیار نکرینگے یہ سنکے
صاحبقران کو بدرجۂ کمال غصہ آیا خواجہ نے بڑھکر حکم امیر با توقیر سے حکیم جالوس و ملکہ
بساط جادو کو قتل کیا سر اُن کے تنوں سے جدا کیے لاشے اُن کے خاک پر طپان ہوے
بعد ازان تڑپ کر ہلاک ہوے اُن کے مرتے ہی وہ بساط جو ہوا پر قائم تھی زمین پر گری
گرتے ہی وہ بھی غائب ہو گئی صرف ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر جو بیہوش
تھے بساط جادو کے مرتے ہی سب ہوشیار ہوے علاوہ اس کے حکیم جالوس اور ملکہ
بساط جادو کے مرنے سے نہایت آندھیان زور شور سے آئین ہواے تند و تیز چلی گرد و غبار
بلند ہوا ابر کے ٹکڑے فلک پر نمایان ہوے برقین چمکین سنگباری و برف باری ہوئی تاریکی
محیط ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہٗ مطلع صاف ہوا حسب دستور قوم پریون نے سحر کے ملکہ
بساط جادو کے نام سے و حکیم جالوس کے نام سے اس طرح آوازین بلند کین افسوس مردیم و
قتل شدیم کہ نام ما حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بود یہ آوازین دے کر نالان و گریان
سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوے صاحبقران اُن کے قتل ہونے سے خوش ہوے ملکہ دبدبۂ
سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو و ملکہ شجر جادو و بحرین جادو وغیرہ ساحرون کو جو
مبتلاے سحر ملکہ بساط جادو ہو کر بیہوش ہو گئے تھے اُن کو ہوش آیا اُس کے قتل ہونے سے
سحر اُن پر سے دفع ہو گیا پھر ایک خدمت صاحبقران میں آیا خصوصاً بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو و شجر جادو و لشکریان بحرین جادو کے و پھر بحضور صاحبقران
آکر سلام کیا خواجہ کی عیاری کے حال سے باخبر ہوے ہر ایک نے خواجہ کی تعریف کی اسوقت
ساحران لشکر حکیم جالوس ہزار ہا کمینون میں درختان تخم کے سفوف بیہوشی سے بیہوش
ہوگئے تھے اور جو ساحر بیہوش نہیں ہوے تھے وہ ہنگام قتل و بیہوش ہونے ملکہ بساط جادو
و حکیم جالوس کے سوے طلسم زلزلہ بھاگ گئے تھے صاحبقران نے حکیم جالوس کے لاشے پر
نظر کر کے ارشاد کیا کہ یہ وہ نابکار ہے کہ اس نے اپنے برادر دیندار حکیم سالوس کو بے خطا و قصور
قتل کیا تھا اور اس کے رفقا کو تہ تیغ کیا تھا فرما کر اپنا گھوڑا اُس کے اور ملکہ بساط جادو کے

لانے پر دوڑا پایا مال نیم اسپان کیا عوض وقصاص دونون نامبردہ سے لیا بعدہٗ خواجہ سے کہا کہ ان ساحران بیہوش شدہ کو بھی قتل کرو یہ بھی ہمارے اور ہمارے دوستون کے دشمن ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ان کو کہان تک قتل کرون گا ہزارہا ہین ان کو یون ہی پڑا رہنے دیجیے یہ خود بخود مرجائینگے لاکھون من سفوف بیہوشی ان کھیتون مین زنبیل سے نکال کر ڈالا ہے مینہ ان کھیتون مین اثر سفوف بیہوشی رہے گا یہ ہوشیار نہون گے آخر کار دو چار روز مین خود ہی مرجائینگے پس قتل کرنا ان کا عبث ہے امیر باتوقیر نے خواجہ کی رائے کو پسند کیا پھر وہان سے سب کو لے کر قلعۂ ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو مین گئے نحوون جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ خداوند عالم نے حکیم جالوس وغیرہ پر آپ کو فتحیاب کیا ہے اس خوشی کا جشن کیجیے صاحبقران عالم نے انکی عرض کو پذیرا کرکے ارشاد کیا کہ اچھا بزم عشرت آراستہ کی جائے ارباب نشاط طلب کیے جائین خوشی قتل حکیم جالوس وملکہ بساط جادو کا جشن کیا جائے حسب الارشاد بحرین جادو وغیرہ نے سامان جشن کیا ارباب نشاط دور دور سے طلب کیے گئے بزم عشرت بتمام مناسب بصد خوبی آراستہ کی گئی صاحبقران کشورستان وملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ محمر جادو اور بحرین جادو وغیرہ بزم عیش وعشرت مین علی قدر مراتب بیٹھے ارباب نشاط حسب الطلب مع سازندون کے حاضر ہوکر ناچنے گانے لگے اہل بزم عشرت بصد خوشی ان کا ناچ گانا دیکھنے سننے لگے ازانجملہ ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش رو خوب صورت نے سر بزم عشرت یہ غزل حسب فرمائش ملکہ بہار گل پوش جادو شروع کی

غزل

کیون نہون صرف تواضع ہمہ تن جان ہوکر — آئی ہے میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر
عاشق زلف ہون ان چہرے پہ رہتی ہے نگاہ — آنکھیں ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر
اٹھے پاؤن وہ جب پاس تنکا کر ہے — داغ ہجران رہے مشکل ہے آسان ہوکر
چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے مین — نیند بھی آئی ہے تو خواب پریشان ہوکر
گرمی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل — فاش کیا راز نہان داغ نمایان ہوکر
اٹھو واجب ہے وضو رخ کی زیارت کے لیے — آیا ہے سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر
فضل حق شامل گردش ہوئی تقدیر سے ہو — کوئی مشکل بھی جو آئی ہے تو آسان ہوکر
چین محشر مین بھی پایا نہ سیہ بختی سے — بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر
لیک ارمان ہوئی سو مشکلین آ بیو بچین اور — سخت مشکل ہوئی مشکل مری آسان ہوکر
آستین پکڑی تھی کب پاؤن جو کہتے صاحب — کیجیے التفات ذرا سر بگریبان ہوکر
زخم مین ماس تیغ ستم کے جو رفتا ہون مین — دہن زخم ہنسا ہے مین خندان ہوکر
اس پہ پروا دے پہلو مرا خال جو ہوا — گھر نے دیوانہ بنایا ہے مجھے ویران ہوکر
مرکے بھی دشت نوردی کا ہے شوق لے دوگز — خاک اڑتی ہے مری گرد بیابان ہوکر

اہل بزم عشرت بگوش ہوش اشعار مندرجہ غزل سننے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو بعض بعض اشعار کی تعریف کرنے لگی دیگر اہل بزم بھی بجائے خود ثنا کرنے لگے تین روز تک اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو رقص ونغمہ کیا کین تیسرے روز بوقت ہنگام شام ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہ عاشق دل نوازی خواجہ طیفور کر دیا ہے خواجہ سے کہا دل چاہتا ہے کہ اس وقت ذرا بجا کر

کوئی غزل گاؤ یہ جلسہ عشرت اپنی نے نوازی پر ختم وتمام کرو خواجہ نے اُس کے کہنے سے بایماے
صاحبقران زنبیل سے نے نکال کر دہن سے لگا کر بجانا شروع کی اور یہ غزل لحن میں گانے لگے
اور مخاطب ملکہ بہار گل پوش جادو سے ہوے غزل

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
حسن کی تیغ بے پناہ ہو تم
حسن میں آپ سے ہے شان خدا
جامہ زیبون کی بادشاہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تم نے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
کیونکر آنکھیں نہ ہم کو دکھلاؤ
عشق بازون کی سجدہ گاہ ہو تم
فوق ہو سارے خوش جمالون پر
ہم گنہگار سے بے گناہ ہو تم
ہر کسے را خیال پیش نظر

جس نے دیکھا حسین وہ مر گیا
کیسی خوش چشم و خوش نگاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
گل حسینون کی بادشاہ ہو تم
ہو کہ حق وفا بجا لائے
جس طرف جائیں سد راہ ہو تم

دونون ہنسنے لگے ہیں آتش | گواہ ہم ہو دونون ہارے ہیں گواہ ہو تم

ملکہ بہار گل پوش جادو اشعار غزل سن کے از حد خوش ہوئی اور شرم سے منہ بھی چھپانے لگی
ملکہ وبدیہ سحرساز جادو وملکہ گوہر جادو وبحرین جادو نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ علم موسیقی میں
بھی تمہارا مثل ونظیر نہیں ہے تمہاری نے نوازی کی تعریف ہو نہیں سکتی صاحبقران کشورستان
نے بھی تعریف کی جب خواجہ نے بخوش آوازی غزل مذکورہ بالا گا کر تمام کی بزم عشرت موقوف ہوئی
ارباب نشاط کو زر کثیر انعام میں دے کر رخصت کیا صاحبقران کشورستان تو داخل قلعہ میں جشن
ہو چکا ہے لیکن اب حال ان ساحرون اور سب کے بیرون کا لکھا جاتا ہے جو میدان قتل حکیم جالوس
وملکہ بساط جادو سے نالان وگریان مضطر وپریشان سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوے تھے وہ
بعد قطع راہ داخل طلسم زلزلہ ہوے خبر قتل حکیم جالوس وملکہ بساط جادو وطوفان آتشبار جادو
انہون نے پہونچائی جملہ ساکنان طلسم زلزلہ ونیز ہودمرمست جادو کو اطلاع ہوئی سب کو
صدمہ ورنج ہوا افسوس کر کے خداوند لگار ہودمرمست جادو کو بہت ملال ہوا بجاے خود کہا کہ یہ
آثار بربادی وتباہی طلسم زلزلہ کے ہیں اب طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا بقول کاہنون اور نجومیون
کے قریب معلوم ہوتا ہے میری زندگی بھی اب تھوڑی ہے طلسم باطن میں ہر چند آ کر بیٹھا ہون مگر یہان
بھی حفاظت جان نہو گی طلسم کشاے طلسم زلزلہ مانند ملک الموت کے یہان اگر میری قبض روح کریگا
افسوس میں رہونگا نہ یہ طلسم رہے گا خیرخواہ و دوست چھوٹے جاتے ہیں قتل ہوے جاتے ہیں
مگر حتی الامکان تدابیر حفاظت جان وطلسم سے غافل نہ رہنا چاہیے جب تک زندگی ہے فکر وتدبیر سے
دست بردار نہونا چاہیے حکیم جالوس ایسا خیرخواہ تو قتل ہو گیا اب اُس کی جگہ کسی وزیر کو قائم مقام
براے حکومت وانتظام کرنا چاہیے تاکہ وہ بندوبست کرے یہ باتیں بجاے خود کر کے اشفاق جادو
کہ دوسرا وزیر تھا اُسکو اپنے پاس طلب کر کے خلعت نیابت اُس کو دے کر ایک فرمان بھی بایں مضمون
اُس کو دیا کہ اے ساحران ساکنان طلسم زلزلہ ولے بندگان ما بدولت آگاہ ہو کہ حکیم جالوس وزیراعظم
کہ ہمنے پہلے اپنا نائب کر کے تم سب کو اُس کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا وہ تو قتل ہو گیا اب ہم نے
اشفاق جادو اپنے وزیر دوم کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اس نائب جدید کو بھی مثل
حکیم جالوس کے نذرین دے کر اپنا حاکم جانو اور جو کچھ وہ حکم دے اُس کو بجا لاؤ اس کی فرمانبرداری
گویا ہماری اطاعت ہے بتاکید جانو اگر اس نائب جدید کی فرمانبرداری نہ کرو گے اور سرکشی کرو گے تو قہر وغضب

مین ہمارے گرفتار ہو گئے بعد اسکے فرمان نیابت کے کہا کہ اے اشتقاق جادو ہمارے جلسے دربار
مین جا کر جملہ ساحران نامی وناموروغیرہ کو جمع کر کے یہ فرمان ہمارا سب کو دکھا اور ہمارے تخت حکومت پر
بہ نیابت ہماری جلوس کر اور ایسا انتظام وبندوبست کر کہ طلسم کشا قتل ہو جائے یا اسیر ہو جائے اور
طلسم زلزلہ اُس کے شروفساد سے محفوظ رہے اور تم جو نسے چاہو اگر ہمارے حکم کے موافق تو عمل
کرے گا تو ہم تجھسے بہت خوش ہو کر ایسا انعام دینگے کہ تو بھی بہت خوش ہوگا اُس نے دست بستہ
عرض کیا کہ فدوی شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرے گا حتی الامکان ایسا انتظام کرے گا کہ طلسم کشا کو قتل
کرے گا یا اسیر کر کے داخل زندان کرے گا پروانجات حاکمان دربند کو روانہ کر کے اُن سب کو طلب
کرے گا بابت حفاظت ونگہبانی مرحلات ودربند تاکید اکید کرے گا خود بھی مصروف بندوبست ہو گا
حضور نے میرا رتبہ بڑھایا ہے تو مین بھی وہ کارگذاری کرونگا کہ شہنشاہ خوش ہونگے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کا قتل واسیر کرنا میرے نزدیک چندان مشکل نہین ہے کیونکہ ابھی وہ بے دست وپا ہے جائے لوح طلسمی
سے آگاہ نہین ہے نہ وہان تک جا سکتا ہے نہ لوح اُس کے ہاتھ آ سکتی ہے نہ اُس کا کوئی یار ومددگار ساحران
طلسم زلزلہ سے ایسا ہے کہ اُس کی وجہ سے وہ لوح طلسمی حاصل کر سکے اگر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور اُسکی
بھانجی اور نواسی نے بغاوت پر کمر باندھی ہے تو اُن سے چندان اندیشہ نہین ہے یہ عرض کر کے رخصت ہو کر
بمقام دربار آیا اور پروانجات اور حکمنامے لکھکر بنام فرمانروایان وحاکمان دربند ومالکان مرحلات وجملہ
ساحران نامی ونامور کو بدست ساحران روانہ کیے اُنھون نے جلد جلد جا کر نام بنام ساحران سحر ساز کو
حکمنامے اور پروانے دیے وہ سب حسب الطلب حاضر ہوے اگر اُنکے آنے کا جلوس وسامان
فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہو گا مختصر یہ کہ سب ساحران نامی ونامور بصد شان وشوکت
وجاہ وتجمل سے حاضر ہوے اشتقاق جادو کو سلام کیا اُس نے علی قدر مراتب بیٹھنے کا اشارہ کیا
جب سب دربار مین بیٹھ چکے اشتقاق جادو وزیر دوم حاکم طلسم زلزلہ نے وہ فرمان نیابت جو شاہ
طلسم زلزلہ نے دیا تھا میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس فرمان شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو
کو آواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار سنین اور موافق حکم خداوند عمل کرین میر منشی مذکور نے فرمان مذکور
با آواز بلند تمام وکمال لفظ بلفظ وحرف بحرف پڑھا تمامی ساحران نامی ونامور موجود دربار نے عبارت
فرمان بخوبی سنی بعد ازان اشتقاق جادو نے خود آواز بلند سب سے کہا کہ اگر تم سب مین سے کسی کو
بابت اس فرمان کے کچھ خیال جعلی ہونے کا ہو یا اور کسی طرح کا تردد ہو تو وہ شخص اس فرمان پر مہر
خداوند کو ثبت دیکھ لے یا بذریعہ عریضہ شہنشاہ ساحران سے دریافت کر لے کہ آیا میرے لیے یہ سنین
شہنشاہ ساحران عالم نے یہ فرمان نیابت اپنی مہر ودستخط سے لکھا ہے یا نہین یہ کہکر وہ فرمان بھی فرداً
فرداً سب کو دکھایا ہر ایک ساحر وساحرہ نامی نے بنظر غور دیکھکر متفق اللفظ عرض کیا کہ اے نائب
خداوند ہمکو بابت اس فرمان خداوندی کے کسی طرح کا شک وشبہہ نہین ہے ہم تہنیت ومبارکبادی نیابت
بصد خوشی وخرمی دیتے ہین کہ آپ جانب خداوند سے آج ہمارے حاکم وفرمانروا ہوے ہمکو آپ کی
اطاعت وفرمانبرداری مین ہر طرح سے انکار حسب الحکم خداوند ہود سرمست جادو نہین ہے ہم وقت
سے ہم سب مثل حکیم جالوس کے نائب خداوند آپ کو یقینی جانیئے اور آپ کا حکم حکم خداوند
خیال کرینگے جو حکم آپ ہم سب کو دینگے اسی پر عمل کرینگے خلاف اُس کے عمل کرین یہ لائق
خیرخواہی وسرفروشی وجان نثاری کے کہاں ہے قدم باہر نکالین گے اس تحریر فرمان خداوندی

ضرور عمل کرین گے حضور تخت حکومت پر جلوس فرمائیں تاکہ ہم تہنیت و مبارکباد دی فرمانبرداری
و ماتہ و ملازمانہ ادا کرین آپ ہم نمک خوارون سے اطمینان تمام خیرخواہی رکھین اور امید سر فروشی و بہبودی
کی رکھین ہم سب کو دشمن جان طلسم کشاے طلسم زلزلہ یقینا جانین بدخواہ و بداندیش اپنا و نیز خداوند
نہ تصور کرین بدی و دشمنی کا خیال بھی کی ہم سب کی جانب نکرین ہم سب مین سے کوئی بھی نمک حرام و
بدخواہ حضور کا نہو گا جب تک زندہ ہین حلقہ اطاعت حضور ہمارے گوش مین رہے گا ہرگز خیال سرکشی
و نافرمانی کبھی ہمارے دلون مین نہ آئے گا اشفاق جادو نے جملہ حاضرین دربار سے تقریر مندرجہ
سنکے شادمان ہوکے تخت حکومت پر جلوس کیا سب نے علی قدر مراتب بصد ادب نذرین دین اشفاق
جادو نے سب کی نذرین قبول کرکے حسب لیاقت و مرتبہ ہر ایک کو خلعت سرافرازی دیا بعد ازان
سب سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و زبردست و اے نمک خواران شہنشاہ ہم تم سے تاکید
اکید کہتے ہین کہ اپنے اپنے دربند اور مرحلے سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا حفاظت لوح و خنجر از حد کرنا
بند و بست طلسم خوب کرنا حفاظت و نگہبانی سے غافل نرہنا جادۂ خیرخواہی خداوند پر قدم سے رہنا
دیکھو سرکشی و نافرمانی مت کرنا زمانہ پرآشوب ہی چند باغی و بدخواہ شریک طلسم کشا ہوگئے ہین فی الحال
انھون نے دشمنی پر کمر باندھی ہی ہم ساحران طلسم سے بے درپے یہ خبر سنی ہی کہ حکیم جالوس وزیر اعظم
جسکو خداوند نے قبل اس کے اپنا نائب کرکے برائے انتظام و بند و بست بمصلحت مثل
ہمارے تخت حکومت پر بٹھایا تھا ہمکو معلوم ہوا کہ وہ انھین مین مل کر دست بردار طلسم کشا سے قتل
ہوا ہی ملکہ بساط جادو بھی کہ ساحرہ زبردست و خیرخواہ خداوند تھی ساتھ ہی حکیم جالوس کے ساتھ مل
گئی ہی سب نے عرض کیا کہ جو حضور نے حکم دیا ہم وہی کرین گے ہرگز بدخواہی و سرکشی نکرین گے اطمینان
تمام ہم نمک خوارون سے حضور رکھین ہم ہرگز فرمانبرداری و اطاعت سے منہ نہ موڑین گے حتی الامکان طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو قتل و اسیر کرینگے ذرا وہ سرحد طلسم مین قدم تو رکھے یہ عرض کرکے نیابت اشفاق جادو
سے آگاہ ہوکے نذرین گذرانکر اقرار فرمانبرداری و اطاعت و خیرخواہی کا کرکے اماکن مرحلات و دربند
وغیرہ خلعت و انعام سرافرازی و خیرخواہی سے کر حسب الحکم نائب خداوند جدید اشفاق جادو اپنے اپنے
مساکن و اماکن کی طرف خوشی خوشی روانہ ہوے صرف اہل دربار دربار مین رہگئے اشفاق جادو کہ
نہایت مدبر الامور ہی انتظام و بند و بست طلسم مین خود بھی مصروف ہوا شب و روز فکر و تدبیر قتل و گرفتاری
طلسم کشاے طلسم زلزلہ مین بسر کرنے لگا حال اس کا آئندہ لکھا جائے گا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا ہمراہ ملکہ دبیہ سحر ساز جادو وغیرہ کے برائے حصول خنجر و لوح طلسم زلزلہ و عیاری خواجہ طیفور کرنا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین مخمس

گھر مین مہمان ایک ہو تو کہون
عشق مین مہمان ایک ہو تو کہون
میرا اپنا یان ایک ہو تو کہون
دل کا ارمان ایک ہو تو کہون
اے مری جان ایک ہو تو کہون
صدمۂ ہجر و غم کی گنتی کیا
تیرے درد و الم کی گنتی کیا

تیرے لطف و کرم کی گنتی کیا — تیرے ظلم و ستم کی گنتی کیا

تیرا احسان ایک ہو تو کہوں

عارض رخ پہ ہر گیسو صدقے — تجھ پہ سر فدا گلو صدقے
تجھ پہ ہر جان آبرو صدقے — دل تصدق ہو آرزو صدقے

تجھ پہ قربان ایک ہو تو کہوں

ان کے چلنے ہزار ہوں تو سنوں — ان کے غمزے ہزار ہوں تو سنوں
ان کے قصے ہزار ہوں تو سنوں — ان کے شکوے ہزار ہوں تو سنوں

اپنا ارمان ایک ہو تو کہوں

ظلم سے احباب بچ سکتے ہیں — اشک آنکھوں سے میری بہتے ہیں
پھر بھی یکساں نہیں وہ رہتے ہیں — مرنے جینے کو رونے کہتے ہیں

ان کا فرمان ایک ہو تو کہوں

جان سے اپنی میں گذرتا ہوں — دم ہر اک بیوفا کا بھرتا ہوں
سب حسینوں کو پیار کرتا ہوں — تجھے بت ہیں میں سب پہ مرتا ہوں

میرا ایمان ایک ہو تو کہوں

جب کہ بہت سے ہیں بتاؤں ان کا پتہ — کہو کیونکر بتاؤں ان کا پتہ
اسے کیونکر سناؤں ان کا پتہ — نامہ بر کیا بتاؤں ان کا پتہ

ان کی پہچان ایک ہو تو کہوں

غم وصلت جو ایک ہو تو سنے — نقش الفت جو ایک ہو تو مٹے
داغ فرقت جو ایک ہو تو سنے — ایک حسرت جو ایک ہو تو مٹے

ایک ارمان ایک ہو تو کہوں

ہو گیا ہم کو ایسا رنج فراق — داغ فرقت سے دل ہے رنج فراق
ہر اک زخم دل تیغ فراق — پوچھ مجھ سے میرا رنج فراق

ارے نادان ایک ہو تو کہوں

راویان سحر تقریر و ناقلان بے عدیل و نظیر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب قتل ملکہ جالوس ملعون بساط جادو کی خوشی کا جشن ہو چکا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وعرت ملکہ شہناز جادو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ملکہ فضل خدا اور مدد الٰہی سے ہم کو نائب شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ پر تو فتحیابی حاصل ہوئی کہ ان کو قتل کیا مگر اب تک کچھ حال لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہیں ہوئی کہ وہ کس جگہ رکھی گئی ہے کس ساحر کے قبضے میں ہے وہ ساحر نابکار کہاں رہتا ہے اور قتل شاہ طلسم زلزلہ کے بابت بھی اطلاع نہیں ہوئی کہ وہ نابکار کیونکر قتل ہوگا کوئی آلہ حرب و ضرب مخصوص اس کے قتل کے واسطے بانیان طلسم زلزلہ نے بنایا ہے یا نہیں حالانکہ بابت قتل شاہ طلسم زلزلہ و دیگر امور نسبت فتح طلسم ہم کو لوح طلسمی ہدایت کرے گی مگر تم قرابت داران شاہ طلسم زلزلہ سے ہو ساحرہ معزز ہو عجب نہیں کہ [illegible] داران طلسم سے ہو اگر کچھ حالات لوح طلسمی و قتل شاہ طلسم مذکور سے معلوم ہوں تو بیان کرو تاکہ واسطے حصول لوح طلسمی کے کوشش کی جائے اور اگر تم نے فکر و سعی بقدر ممکن

تجویز ہوسکے تو کرو کیونکہ لشکر اہل صحرا نوردی دیون سرحد طلسم سے باہر نہ جا سکیں گے بغیر لوح
طلسمی داخل طلسم ہونا محال ہے ہمکو اپنے لشکر سے ادھر آئے ہوئے ایک زمانہ گذرا ہوا ہے
اہل لشکر کو یہ خیال ہوگا کہ صاحبقران کو لوح طلسمی ملگئی ہوگی طلسم زلزلہ مین داخل ہوئے ہونگے
اور بندو مرحلات طلسمی فتح کرتے ہون گے یا فتح کرچکے ہونگے طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کرچکے ہونگے
شاہ طلسم کو قتل کرچکے ہونگے مال و زر و جواہرات طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوئے بکر و فر آتے ہونگے
یہان ابھی ہم بے نیل مرام اس صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہین لوح طلسمی کا ملنا طلسم زلزلے کا
فتح ہونا شاہ طلسم کا قتل کرنا مال و اسباب طلسمی کا ہاتھ آنا ساریق بن عقاب و شخشال کا تیغ کرنا تو کجا
حال لوح طلسمی سے بھی کچھ آگاہی نہین ہوئی ہے ہم تمامان جہان سے ہین اگر یہ طلسم ہمسے فتح نہوا اور
ہم بغیر فتح کیے طلسم کے اپنے لشکر مین گئے تو ہماری ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا اعدا ہمارے خود ہمکو
شجاع و بہادر نہ کہین گے ملکہ وبدبہ سحرساز جادو نے عرض کیا کہ ہمکو جس جگہ لوح طلسم زلزلہ ہے آگاہی ہے
اور جس آلہ حرب و ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ ہو دست جادو قتل ہوگا اُس سے بھی بخوبی اطلاع
ہے کیونکہ مین رازداران طلسم سے ہون مگر جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہے اور جس جس کے
پاس ہے وہان تک پہونچنا نہایت دشوار ہے بلکہ کہ سکتی ہون کہ ناممکن ہے کیونکہ اول تو پہلے ہی سے
جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہے بندوبست و انتظام ایسا تھا کہ وہان تک گذرنا کسی
جن و انس و وحش و طیور کا ناممکن تھا محافظان لوح و خنجر مذکورہ ساحران نامی و نامور تھے جو اپنے سوا
کسی کو غیر جنس سے اور غیر ساحر و بد اندیش سے اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے ہوا کا بھی گذر نہ وہان
دشوار تھا اب تو اُدھر میرے آنے کی خبر تمام طلسم مین مشہور ہوگئی ہے علاوہ اس کے نجومیون اور
کاہنون نے شاہ طلسم کو اپنے علوم سے دریافت کرکے اطلاع دی ہے کہ زمانہ فتح طلسم زلزلے کا
قریب ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طلسم کو فتح کرینگے یہ طلسم ٹوٹ کر ضرور تباہ و برباد
ہوجائے گا حضور کی جان کا بھی خطرہ ہے اس وجہ سے اب زیادہ تر بندوبست و انتظام ہوگا پروانے
حکمنامے محافظان لوح و خنجر مذکور و مالکان در بندو مرحلات وغیرہ کو در باب انتظام و بندوبست جانب
شاہ طلسم سے پہونچے ہون گے فی الحال خواجے عیاری کے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو
کو قتل کیا طوفان آتشبار جادو وغیرہ لڑائی مین مارے گئے ہین کشت و خون بسیار ہوا ہے اسکی خبر
بھی ضرور شاہ طلسم وغیرہ کو پہونچی ہوگی طلسم زلزلے مین تہلکہ پڑا ہوگا شاہ طلسم طلسم باطن مین چھپا ہوا
بیٹھا ہوگا لہٰذا میری دانست مین حضور و دیگر ہم سب کی اور ہی ہوگی ایسی حالت مین کہ حصول لوح طلسمی
و خنجر قتل شاہ طلسم کیا ہو سکتی ہے اور اگر کوئی فکر و تدبیر حصول لوح و خنجر مذکور کی بھی جائے تو بکار آمد
نہوگی کیونکہ سب ساحران نابکار طلسم زلزلہ خبردار و ہوشیار ہونگے صاحبقران گیتی ستان نے
جواب دیا کہ اے ملکہ جو کچھ تمنے بیان کیا سچ ہے لیکن انسان جہان کار کو لازم ہے کہ اپنی فکر و تدبیر سے
غافل نرہے حتی الامکان اپنے اجرائے کار مین کوشش کرے حق تعالیٰ حامی و مددگار ہے اگرچہ بقول
تمہارے حکم شاہ طلسم سے بندوبست و انتظام بخوبی ہوگا ساحران بھی ہوشیار و خبردار ہونگے
کسی کو اس جگہ جہان لوح و خنجر رکھا ہے جانے نہ دین گے بلکہ اُس سمت ہوا کو بھی قدم نرکھنے دین
مگر فکر حصول لوح و خنجر ضرور کرنا چاہیے دستیاب ہوں یا نہوں تم ہمکو اُس جگہ لے چلو جہان لوح طلسمی
اور خنجر ہے اگر وہان پہنچنا ممکن نہو تو اُس کے حوالی ہی مین لے چلو خدا مسبب الاسباب ہے ہر کام کا سبب

حصول لوح و خنجر اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرے گا اور تم بھی ضرور کوئی فکر و تدبیر کرو جو کچھ تمھارے
امکان میں ہو اور یہ بتاؤ کہ لوح طلسمی سرحد طلسم زلزلہ میں ہے یا حد طلسم سے باہر ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم
کس کے قبضے میں ہے نام اُس کا کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے اور جس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ کہاں رہتا ہے
اور اُس کا نام کیا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران کشورستان آگاہ ہو جیئے
کہ لوح طلسم زلزلہ گوہر جادو کے پاس ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم میری ہمشیرہ مسماۃ ملکہ آفاق جادو کے
قبضے میں ہے یہ دونوں ساحر و ساحرہ حد طلسم کے باہر ایسے کوہستان و صحرائے ہولناک و وحشت خیز
میں رہتے ہیں کہ جہاں انسان ضعیف البنیان کا تو کیا ذکر ہے دیو و جن بھی خوف سے نہیں جا سکتے اگر
شیر صحرائی بھولے سے وہاں چلا جائے تو خوف سے زہرہ اُس کا آب ہو جائے گوہر جادو کے گھر سے
منزلوں تک ایسی تاریکی ہے کہ ظلمت چشمۂ آب بقا بھی اُس سے شرمندہ ہے بلکہ اُس عرق سیاہی کے
آگے تاریکی چشمۂ حیوان گویا روشنی ہے اُس سیاہی و تاریکی بحر گوہر جادو میں کوئی دو قدم بھی راہ
طے نہیں کر سکتا ہے بلکہ درمیان تاریکی مذکور جا نہیں سکتا اگر کوئی ساحر و غیر ساحر بغیر اطلاع و اجازت
گوہر جادو اُس تاریکی بحر میں قدم رکھے تو فوراً گوہر جادو کو اطلاع ہو جائے اور اسیر ہو جائے
پس جب ایک دو قدم بھی کوئی اُس تاریکی میں بغیر اجازت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ راہ طے
نہیں کر سکتا اور اسیر ہونے سے بچ نہیں سکتا تو منزلوں تک راہ طے کرکے گوہر جادو اور میری
ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو تک کیونکر پہنچ سکتا ہے اور بالفرض و محال اگر کوئی کسی تدبیر و فکر سے اس
منزلوں کی تاریکی کو طے بھی کرے میری ہمشیرہ مذکورہ کے مکان سکونت تک بھی پہنچے تو وہاں
دیگر علامتیں ایسی ایسی ہیں کہ اُن علامتوں کی وجہ سے ہمشیرہ مذکورہ ساحرہ زبردست کو ثابت ہو جاتا ہے
کہ کوئی ساحر و غیر ساحر یہاں آیا ہے وہ فوراً اُس کو گرفتار کرنے کی صدف جادو فرزند ہمشیرہ بھانجا
میرا نہایت ساحر زبردست گویا سامری وقت ہے وہ ہر وقت علاوہ اپنی ماں کے نگہداشت کرتا ہے
کسی کی کیا مجال کہ بغیر اُس کی اجازت کے کوئی اُس کی سرحد میں قدم بھی رکھ سکے صدہا ساحر اُس کے
اور اُس کی ماں کے تابع فرمان ہیں ہر وقت دست بستہ موجود رہتے ہیں اسباب سحر اپنے پاس رکھتے
ہیں ان میں ہر ایک ساحر بلائے روزگار ہے اسی طرح گوہر جادو کے مطیع ہزاروں ساحر ہیں اور گرد
مکان مسکونہ گوہر جادو ساحران مذکور گردش میں ہیں کسی پرندے کو بھی جانب مکان گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی جانے نہیں دیتے ہیں ہر وقت نگران رہتے ہیں اسباب مانند نارنج ترنج کے
لادوی ناریل جولی دار کار و غیرہ وغیرہ ان کے ہاتھوں میں رہتی ہیں ہوا کا بھی وہاں گذرنا مشکل
ہو جائے انسان اور انسان بھی وہ کہ جو دشمن گوہر جادو اور بدخواہان لوح طلسمی ہو اگر کوئی
شخص تاریکی بحر اور جائے مسکونہ ہمشیرہ مذکورہ و صدف جادو سے بھی کسی طرح سے گذر کرکے
راہ دور و دراز طے کرکے اُن ہزارہا ساحران نگہبان کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو کے اندر مکان
گوہر جادو کے جائے تو گوہر جادو بجان اور جان جائے کہ میرے مکان میں کوئی دشمن آیا ہے
اس کو شناخت کرنے کی بھی اُس نے تدبیر کی ہے فی الفور اُس علامت شناخت وارد دشمن سے آگاہ ہو کر
اُس کو اسیر کرے گا اور جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہے وہاں تک جانے نہ دے گا اور یہ سب باتیں جو میں نے
کہی ہیں امر محال و دشوار ہے ناممکن ہیں بھلا مکان مسکونہ ہمشیرہ و صدف جادو تک کون جا سکتا
ہے اور خنجر قتل یعنی جس خنجر سے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہو گا اُس کو میری ہمشیرہ سے لے سکے اور اسکے

فرزندی زندگی میں لے سکتا ہی پھر وہاں سے کوسوں راہ تاریک طے کرکے کیونکر گوہر جادو تک
پہونچ سکتا ہو اور لوح طلسمی حیات گوہر جادو میں ہزارہا بلاؤں سے بکار حاصل کر سکتا ہو ہاں اگر میری
ہمشیرہ باصدف جادو کسی کو لینے جاوے یا کسی کو بلایا چاہے تو گوہر جادو سے اجازت لے کر
بلا سکتا ہی بغیر اُس کی اجازت کے ہرگز ہرگز باوجود خود حاکم و مالک ہونے اپنی سرحد کے اور
ساحر زبردست ساحری وقت ہونے کے نہیں بلا سکتا ہی ایسے بندوبست و استحکام میں میں کیونکر
آپ کو وہاں تک پہونچا سکتی ہوں بلکہ خود بھی نہیں جا سکتی ہوں صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے تمام تقریر اُس کی سنکے بندوبست و استحکام نگہبانی و حفاظت گوہر و لوح طلسمی پر غور
کرکے متحیر ہوکے کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تم ہم کو اسی مقام تک لے چلو جہاں سے وہ تاریکی
شروع ہوئی ہی ملکہ نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کو شروع تاریکی سحر ساحر مذکور تک لے بھی جاؤں تو کیا
فائدہ ہوگا اس طرف تاریکی کے آپ قیام کرکے کیا نفع اٹھائیں گے برسوں بے نیل مراد قیام پذیر رہینگے
بلکہ قریب تاریکی سحر ساحر مذکور چندے بھی قیام نکر سکیں گے ساحران نگہبان آپ کے حال سے
گوہر جادو و صدف جادو اور میری ہمشیرہ ملکہ کو آگاہ کر دیں گے صاحبقران یہ سنکے خاموش
رہے خواجہ طیفور نے کہا کہ اے ملکہ تم وہاں تک لے چلو دیکھا جائے گا ہم عیار طالب
روزگار ہیں کوئی فکر و تدبیر کریں گے اپنے آفتاب عقل کی روشنی سے اُس تاریکی سحر کو بعنایت الٰہی
دفع کریں گے اسی طرح صاحبقران کشورستان نے بھی کہا آخر ملکہ مذکور نے بعد فکر و غور بسیار عرض کیا
ذرا ٹھہریں میں آپ کو لے چلوں گی اور ایک تدبیر بھی بیان کروں گی بشرطیکہ وہ تدبیر پسند صاحبقران
موصوف و خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہی اُس نے کہا کہ اسوقت مجھے یاد آیا کہ چار برس قبل
اس کے میری ہمشیرہ نے میرے پاس آکر برغبت خواستگاری ملکہ مجمر جادو میری بھانجی کی مجھے
کی تھی میں نے بوجوہ چند انکار کیا تھا ہر چند ہمشیرہ مذکورہ نے بعجز مجھے کہا تھا کہ اے بہن تمہارا
بھانجا صدف جادو نہایت لائق ہی دنیٔ عزت و نامی و نامور ہی اُس کو اپنی فرزندی میں لے لو
اور مجمر جادو کو کہ بعد مرنے اُس کی ماں کے تمنے اُسے مانند مادر مہربان کے پالا ہی مجھے دیدو لیکن
میں نے اُس کا کہنا نہ مانا عذر و حیلہ کرکے نسبت مذکور کو منظور نکیا تھا وہ کو نہ ناخوش ہو کر مجھ سے
رخصت ہو کر چلی گئی تھی اُس زمانے سے اب تک پھر اُس نے بابت نسبت و شادی مذکور
کچھ مجھ سے نہیں کہا ہی بلکہ بوجہ ناراضی کے ملنا بھی چھوڑ دیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ بابت نسبت مذکور
خود اُس سے تحریک کروں اور اس مکر و حیلے سے اُسے بلا کر قتل یا اسیر کروں خواجہ نے خوش ہو کر
جواب دیا کہ اے ملکہ رائے تمہاری خوب ہی تم یہی تدبیر کرو میں بھی تمہاری اس تدبیر میں شرکت
اپنی رائے کی کروں گا میری رائے پر عمل کرنا اُس نے منظور کیا بعد ازاں خواجہ موصوف و ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو سے اس بارے میں تادیر صلاح و مشورہ ہوا بعد مشورہ وہ روز و شب بسر کرکے
ہنگام صبح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سامان ضروری کرکے صاحبقران کشورستان و خواجہ
طیفور کو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو و بحرین جادو و جملہ ساحران لشکر بحرین
جادو و کنیزوں اپنی کے لیکے قلعہ سحر سے ایک جانب روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ دور و دراز
کے ایک روز کوہستان و خارستان میں پہونچے دور سے تاریکی کو دیکھ کر صاحبقران وغیرہ سے
کہا کہ دیکھے وہ تاریکی و سیاہی جو نظر آتی ہی تاریکی سحر گوہر جادو کی ہی میں نے اسی تاریکی کا ذکر

گیا تھا یہ تاریکی یہان سے بہت دور ہو اور اب میری راے یہ ہو کہ یہان سے آگے نجانا چاہیے اسی جگہ
قیام کرنا چاہیے تاکہ شر دشمنان سے محفوظ رہیے اور گوہر جادو وغیرہ کو خبر نہو جائے سب نے
اُس کی راے کو پسند کیا پھر ملکہ نے اسی جگہ ایک درہ کوہ مین صاحبقران گیتی ستان بحرین جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ کو چھوڑ کر کہا کہ تم سب اسی جاے محفوظ مین پوشیدہ رہنا تا وقتیکہ مین
نہ آؤن درہ کوہ سے باہر نہ آنا بحرین جادو وغیرہ نے قبول کیا ملکہ مذکورہ مجمر جادو اور خواجہ کو
بصورت کنیز ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوئی قریب اُس تاریکی سحر کے جاکر بالاے کوہ دو خیمے مختصر
کوچک ایستادہ کرکے فروکش ہوئی ایک خیمے مین خود بیٹھی دوسرے خیمے مین ملکہ مجمر جادو کو مع
اُس کنیز قلعی کے بٹھایا مجمر جادو کو زیور لباس و زینت سے خوب آراستہ کیا بعد اپنے خیمے مین تنہا
بیٹھکر آرد ماش نکال کر شیشہ آب چاہ جمشیدی نکال کر پانی اُس مین سے لیکر آرد مذکور گوندھا اور
ایک پتلہ کلان بنایا پھر اشیاے بخارات مانند گوگل و لونگ و کافور وغیرہ آگ پر ڈال کر سحر خوانی مین
مصروف ہوئی تا دیر سحر پڑھنے مین مصروف رہی اور اُس پتلے پر دم کرتی رہی یہان تک کہ وہ پتلہ
ماش کا حلول کرنے پیر کے ایستادہ ہوکے بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
آج تنے بعد عرصہ دراز کیون مجھے یاد کیا ہو کہا کار سخت و دشوار تجکو درپیش ہو ملکہ نے اُس کی پیشانی
پر ایک گوہر شب چراغ سحر نصب کرکے کہا کہ اے پتلہ سحر سامری مجھکو تجسے اس وقت یہ کام لینا منظور ہو کہ
ایک رقعہ ہمارا ہماری بہن ملکہ آفاق جادو کو جاکر دے آ اور جواب اُس کا لے آ اُس نے کہا کہ اچھا اس
کار سخت کو انجام دونگا راہ تاریک کو طے کرکے تمھاری بہن تک جاؤن گا رقعہ تمھارا دیکر جواب تو
لا دون گا مگر میری خوراک لاؤ ملکہ نے فی الفور کارد سے اپنی پیشانی زخمی کرکے خون پیشانی چلو مین
لیکر کہا کہ لے اُس نے منہ کھولا ملکہ نے وہ خون اُس کے منہ مین ٹپکایا بعد ملنے اپنی خوراک مذکور
کے پتلے نے خوش ہوکر کہا کہ اے ملکہ وہ رقعہ کہان ہو لاؤ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے رقعہ مذکور اُس کو
دیا وہ رقعہ لیکر اُس گوہر شب چراغ مذکور کی روشنی کو غنیمت جان کر اندر اُس تاریکی سحر کے جاکر مثل
برق چمکتا ہوا بسرعت تمام راہ طے کرتا ہوا روانہ ہوا ہرچند کہ وہ تاریکی ایسی تھی کہ رشک ظلمت و آب بقا یا
سیاہی شب ہجران یا تاریکی پردہ ظلمات یا سیاہی دل کافر یا تاریکی قبر بے دین و ایمان تھی مگر پتلہ مذکور بوجہ
روشنی اُس گوہر شب چراغ سحر کے راہ تاریک طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا وہ ضیاے گوہر اُس اندھیرے مین
اُس کے واسطے روشنی مشعل سے زیادہ تھی ملکہ انھے طریق تاریک تھی غرضکہ بعد قطع راہ دور و
دراز وہ پتلہ سحر پاس ملکہ آفاق جادو اور صدف جادو کے پہونچا بعد سلام رقعہ مذکور اُس کو دیکر
طالب جواب ہوا پہلے تو ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس پتلے پر نظر کرکے بعد تعجب دیکھ رہ جاے
حیرت مین غوطہ زن ہوکے اپنے دل مین کہا کہ یہ پتلہ سحر کس ساحر زبردست کا ہو کہ ایسی تاریکی سحر کو طے
کرکے یہان تک آیا ہو نہین معلوم کس کا فرستادہ ہو شاید فرستادہ خداوند ہو مسرت جادو ہو یا
نائب خداوند نے کسی ضرورت شدید سے اس کو بھیجا ہو یا اور کسی ساحر زبردست نے اس کو رقعہ
دیکر ادھر روانہ کیا ہو مگر بعد رقعے کے اور نظر کرکے پہچانا اور جانا کہ یہ پتلہ سحر فرستادہ ہمشیرہ
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہو کیونکہ رقعہ مذکور مین بعد القاب و آداب مناسب کے یہ لکھا تھا کہ اے
ہمشیرہ عالی مرتبہ واضح ہو کہ ایک تو زمانہ دراز سے تجسے ملنے کا اشتیاق تھا دوسرے یہ کہ ظلم
نائب خداوند نے بے وجہ و بے خطا مجھپر عتاب کیا ہو اور یہ بھی مجھے دریافت ہوا ہو کہ اب مدت

طلسم زلزلہ ختم ہو چکی ہے زمانہ تباہی و بربادی و شکست طلسم زلزلے کا قریب آیا ہے طلسم کشائے طلسم زلزل
پیدا ہوا ہے ضرور طلسم فتح ہو جائے گا بعد آگاہی تباہی طلسم میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ
نہیں معلوم ایسے زمانۂ شور و شر میں دست طلسم کشائے زندہ بھی رہوں یا نہ رہوں کیا جانیے کیا پیش آئے بس
ایک وہ زمانہ تھا کہ تمہیں ملکہ مجمر جادو کی خواستگاری کی تھی فی الحال میں لڑکی والی ہو کر چاہتی ہوں کہ
ملکہ مجمر جادو کو تمہارے حوالے کروں اپنی زندگی و آخر زمانہ طلسم زلزلہ میں اس کی شادی کر دوں
سہرا اس کا دیکھ لوں دل اپنا اس کے بیاہ سے خوش کر لوں میرے حال حسرت و ناداری سے آگاہ ہو
مال دنیا سے کچھ نہیں رکھتی ہوں صرف خالی دختر مذکور رکھتی ہوں اس کو اپنے ہمراہ لے کر آئی ہوں
تم تک خود اس کو لے کر آنا مشکل تھا اس وجہ سے میں نے بذریعہ تیلہ سحر رقعہ روانہ کیا ہے اس کا جواب
تحریر کرنا اور اگر ہو سکے تو جلد آؤ مجھے اپنی صورت دکھاؤ کہ تمہارے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے
اور برخوردار صدف جادو کے بھی دیکھنے کا اشتیاق ہے مدت سے تمہیں نہیں دیکھا ہے ہماری جانب
سے بہت بہت دعا و پیار کے بعد اس سے کہنا کہ اے فرزند ہمشیرہ تمہاری امانت لے کر
آئی ہوں مناسب ہے کہ اپنی امانت مجھ سے لے لو کیونکہ تمہارے نامزد کر چکی ہوں ہر چند کہ لڑکی والی ہو کر
مجھ کو ایسی باتیں لکھنا مناسب نہیں باعث بے شرمی و غیرت ہے مگر بسبب بے عزتی مصلحت مذکور لکھ رہی
ہوں میری زندگی تو بعزت و حرمت بسر ہو گئی ہے اب چراغ سحری ہوں لیکن دختر مذکورہ جوان ہے
اس کی بے عزتی و بے حرمتی کا ایسے زمانے میں اندیشہ ہے طلسم کشا تمہارا طلسم میں آئے گا عیاریاں
اس کے اور اس کا لشکر بھی ضرور آئے گا لشکری اکثر جاہل و بد نظر ہوتے ہیں مبادا دختر خورد سے
مذکور پر ان کی نظر پڑ جائے تو باعث بے عزتی کا ہو لے بس اس وقت میں اس لڑکی کے انجام پر نظر
کر کے آبرو ریزی کے خیال سے متردد ہو کے بے شرم و بے غیرت ہو کر یہاں تک آئی ہوں بالک
کو وہ تمام پیر میں زیادہ کیا لکھوں مادر صدف جادو عبارت رقعہ پڑھ کر رونے لگی بعد ازاں وہ رقعہ
اپنے فرزند کو دکھا کر کہا کہ یہ عبارت تمہاری خالہ ملکہ وہم سحر ساز جادو نے لکھی ہے ان کو بہت
اور تمہیں ملنے کا اشتیاق ہے ملکہ مجمر جادو اپنی بھانجی کو جس کی میں نے خواہش تمہارے واسطے
کی تھی لائی ہے اس زمانے میں اس نے تامل کیا تھا فی زمانہ وہ خود اس کا بیاہ تمہارے ساتھ
کر دینا چاہتی ہے جائے خوشی و مسرت کہ گھر بیٹھے مراد آئی ہے مبارک ہو کہ جو حسرت تمہارے دل میں
تھی وہ اب بر آیا چاہتی ہے صدف جادو نے عبارت رقعہ پڑھ کر تقریر اپنی مادر کی سن کے از حد خوش
ہو کے اپنی مادر سے کہا کہ آپ ہماری خالہ صاحبہ کو یہاں طلب فرمائیے وہ بالائے کوہ قیام پذیر
ہیں ان کا وہاں قیام اچھا نہیں ہے وہ ہماری بزرگ ہیں ان کی عزت و حرمت کرنا چاہیے دعوت و
ضیافت ان کی لازم ہے اگر ان کو یہاں بلایا نہ جائے گا تو غالباً ان کو صدمہ ہو گا اور یہ شکایت کریں گی
کہ ہمیں نادار و محتاج جان کر قدر و منزلت نہ کی اپنے گھر بلایا بھی نہیں ذلیل و حقیر سمجھا مادر
صدف جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر میں تمہاری خالہ کو بغیر اجازت گوہر جادو کے
یہاں بلا نہیں سکتی تم کو لازم ہے کہ ابھی گوہر جادو کے پاس جاؤ یہ رقعہ ان سے دکھا کر اجازت ان کے
بلانے کی حاصل کر کے جلد یہاں آؤ گوہر جادو کے ساتھ چلو تمہاری خالہ صاحبہ اور تمہاری نامزد
ملکہ مجمر جادو کو وہاں سے یہاں لے آئیں اور ابھی بلکہ رسوم شادی کل میں لائیں تمہاری خانہ آبادی
ہو جائے صدف جادو اپنی مادر کی گفتگو سننے بعد شادی کی خوشی میں رقعہ لے کر تخت طاؤسی پر

سوار ہوکر بہت سے ساحرون کو ہمراہ لیکر بخدم و حشم جلد تر ہوے گوہر جادو روانہ ہوا بعد قطع
راہ دور و دراز اُس کے مکان پر پہونچا اُس کو اطلاع ہوئی فوراً اُس نے اپنے پاس طلب کیا
صدف جادو نے اُس کے سامنے جاکر باادب سلام کیا اُس نے اُس کو دیکھکر خوش ہوکر اپنے قریب
بٹھاکر پوچھا کہ اے صدف جادو خیر تو ہے اسوقت خلاف عادت یہان کیون آئے ہو تمہاری والدہ
تو خیریت سے ہین کوئی فتنہ و فساد تو درپیش نہین آیا خنجر قتل خداوند ہودمست جادو تو ابھی تک
اُن کے قبضے مین ہے ہمکو تو کچھ فتنہ و فساد کی اطلاع نہین ہوئی ہے ہمارے سحر کی تاریکی مین ابھی تک
کسی دشمن نے قدم نہین رکھا ہے نہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہماری سرحد سحر مین پاؤن رکھا ہے
اگر کوئی واقعہ ہوتا تو ہمکو ضرور خبر ہوجاتی صدف جادو نے مسکراکر باادب کہا کہ ہماری والدہ صاحبہ
نے آپ کو سلام کہا ہے وہ اب تک صحیح و سلامت ہین کوئی فتنہ و واقعہ و فساد نہین اُٹھا ہے بدستور خیریت
ہے کسی کی مجال بھی نہ کہ آپ کے سحر کی تاریکی مین قدم رکھسکے اور میری حفاظت و نگہبانی مین کوئی
بد اندیش ادھر آسکے میرے یہان آنے کی وجہ خلاف قاعدہ و عادت یہ ہے کہ ہماری خالہ صاحبہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو جن سے آپ بخوبی واقف ہین مع اپنی بھانجی ملکہ نجم جادو کے بضرورت عقد دختر
نامبردہ و نیز ملاقات کے لیے راہ دور و دراز سے آئی ہین کوہ پر قیام پذیر ہین یہ رقعہ دستخطی انہون نے
بدست پتلۂ سحر ہماری والدہ کو بھیجا ہے والدہ چاہتی ہین کہ اپنی بہن بھانجی کو اپنے پاس بلائین بجہت
تمکو انہون نے محض اسی واسطے آپکے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے اجازت ان کے بلانے کی لیجائے
یہ کہکر رقعہ مذکور پیش کیا گوہر جادو نے عبارت رقعے کی ابتداء سے انتہا تک دیکھکر مہر و دستخط
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر نظر کرکے کہا کہ ہان رقعہ دستخطی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا ہے اسمین شک
نہین کہ وہ ساحرہ معززہ ہے اور برائے عقد نجم جادو یہان آئی ہے مگر ایسے زمانہ شور و شر مین اُس کا
یہان بلانا خلاف عقل اور انتظام بند و بست ہے کیا تمنے نہین سنا ہے کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہمراہ
بحرین جادو حاکم بحر ہستی کے بہروپ مین جاکر ابر باران جادو محافظ زندان حکیم سالوس
کو عیاری سے عیار خواجہ طیفور نے قتل کیا حکیم سالوس اور اُس کے رفقا کو زندان سے رہا کیا
جس کو حکیم جالوس نے جالوسیہ مین جاکر تیغ کیا ہے زبانی تمنے سنا ہوگا کہ طوفان آتشبار جادو
و حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو دست بد اندیشان سے قتل ہوے ہین خداوند کاہنون اور
نجومیون کے کہنے کے موافق برائے حفاظت جان طلسم باطن کے اندر چھپے ہین طلسم زلزلہ مین
ظہور طلسم کشا سے تہلکہ پڑا ہوا ہے فرمان منجانب خداوند و نائب خداوند جملہ مالکان دربند و مرحلات
طلسم وغیرہ ساحران معزز کو بتاکید بندوبست و انتظام کے پہنچے ہین تمہاری والدہ کے پاس بھی فرمان
خداوند و نائب خداوند ضرور آیا ہوگا تمہاری نظر سے بھی ضرور گذرا ہوگا تم عاقل و فہیم و ہوشیار ہو
بتاؤ ایسی حالت مین ہو سکتا ہے کہ ہم تمکو اجازت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بلانے کی دیدین اگر
اُن کے ساتھ طلسم کشاے طلسم زلزلہ یا عیار طلسم کشا کسی طور سے چلا آئے تو غضب ہو جائے
تمہاری والدہ سے خنجر قتل خداوند اور صندوق طلسمی بمکر و فریب اُن کو اور ہمکو قتل کرکے لے جائے
تو کیا ہو جانین بھی جاوین بدنامی بھی ہو پس ہم اُن کے بلانے کی اجازت نہ دینگے ہمکو اندیشہ قوی
ہے حالانکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے یہان طلب کرنے سے ہمارا بھی ایک مطلب خاص ہے اور وہ
یہ ہے کہ اُن کی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو حسن و جمال مین شہرہ آفاق ہے طلسم زلزلہ مین بلکہ

اکثر مقاموں اور شہروں میں مثل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کوئی خوبصورت عورت نہیں ہی اپنی
طبیعت اُس کے اوپر کئی سال سے مائل ہی شب و روز تصویر خیالی ملکہ بہار ہمارے پیش نظر رہتی ہی
رات دن ہمکو اسی کا خیال رہتا ہی اُس کا فراق باعث تلخی حیات ہی ہر دم اُس کی مفارقت میں مانند
مرغ بسمل تڑپتے ہیں جب سے ہمنے اُس کو دیکھا ہے کیا کہیں کہ اُس کے دام عشق میں کیسے گرفتار
ہوگئے ہیں باوجود اپنی ایسی حالت کے اُس کو یہاں بلا نہیں سکتے ہیں مبادا اُس کے ہمراہ طلسم کشا
یا اُس کا عیار کسی صورت سے یہاں چلا آئے تو قیامت برپا ہو جائے پس ہم بھی اپنی مدعا برآری میں
صبر کریں اور تم بھی تحمل کرو بالفعل اُن کو یہاں طلب نہ کرو شادی بیاہ موقوف رکھو ہم بھی ابھی ملکہ دبدبۂ
سحر ساز جادو سے بابت شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی خواہش نکریں جب طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کو قتل یا اسیر کرلیں گے اور اُس کے عیار مکار کو گرفتار کرلیں گے اُس وقت بے خوف و خطر
ہوکر تم ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو کو بلانا ملکہ نجم جادو کے ساتھ شادی کرنا ہم بھی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو
سے درخواست شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی کریں گے جلدی اس بارے میں خوب نہیں ہی مشہور
ہی کہ دیر آید درست آید سوچ سمجھکر کام کرنا صبر و تحمل کرنا جلدی نکرنا اچھا ہوتا ہی انجام اُس کا خوب
ہوتا ہی بقول شخصے کہ. صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد صدف جادو نے اپنی شادی کے
ملتوی ہونے سے اور مراد دلی بر نہ آنے سے آبدیدہ و محزون ہوکے کہا کہ اگر آپ اُن کے بلانے کی اجازت
نہیں دیتے ہیں تو ہماری والدہ اور ہمکو وہاں جانے کی اجازت دیجیے تاکہ خالہ صاحبہ ہی کے پاس
جاکر رسم شادی ادا کرلی جائے آپ سے صبر و تحمل ہو سکتا ہی مجھسے اس بارے میں صبر نہیں ہو سکتا ہی
گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ نے صدف جادو کی آنکھوں سے گوہر اشک ٹپکتے ہوے دیکھکر
اور خیال اُس کے رنج و ملال کا کرکے مجبور ہوکے کہا کہ اچھا تمکو اور تمہاری والدہ کو اجازت دی جاتی ہی
کہ پاس ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو کے بالا کوہ تم اور وہ دونوں جائیں ملکہ نجم جادو کو بلانا خیر بیاہ لائیں
اور جس وقت ہم ملکہ نجم جادو کو طلب کریں تو تمہاری والدہ اُس کو لے کر ہمارے پاس آئیں تاکہ ہم
بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوں اور شک و شبہ اُس کے دیکھ لینے سے دور ہو جائے صدف جادو
نے کہا اقرار کرتا ہوں کہ ملکہ نجم جادو کو دوسرے ہی روز ہمراہ اپنی والدہ کے آپ کے پاس واسطے
سلام کرنے کے بھیجدونگا اور جلد رسم شادی ادا کرکے یہاں چلا آؤنگا بالا کوہ زیادہ توقف نکرونگا
آپ اطمینان رکھیں کیا مجال طلسم کشا اور اُس کے عیار کی جو ہمارے ساتھ اس طرف آسکے ہماری
ہوشیاری و خبرداری و بندوبست و انتظامات سے آپ خوب آگاہ ہیں نکرین جادو جو مدعی طلسم کشائی ہی
وہ ہمارے آگے کیا حقیقت رکھتا ہی اگر وہ بھی بالا کوہ آجائیگا تو سزا پائیگا فوراً گرفتار
کرلیا جائیگا ہمکو امید نہیں کہ ہماری خالہ کے ساتھ کوئی آیا ہو ہرگز وہ طلسم کشا اور اسکے عیار کو اپنے
ساتھ نہ لائی ہونگی وہ ہماری اور آپ کی خیرخواہ ہیں بدخواہ نہیں ہیں ہم احتیاطاً ہمراہیان خالہ صاحبہ
پر نظر سحر ڈال کر دیکھ لینگے گوہر جادو نے کہا کہ ہاں خوب ہوشیاری سے وہاں. رسم شادی ادا
کرنا اور وداع مراسم کے وقت ملکہ نجم جادو پر بھی نظر سحر ڈالکر اصل نقل پہچان لینا خبردار اس سے
غفلت نہ کرنا ہمنے محض تمہاری خوشی کی وجہ سے تمکو جانے کی اجازت دی ہی ورنہ یہ وہ زمانہ شور و شر
کا ہی کہ نہ کہیں جانا چاہیے نہ کسی کو اپنے گھر میں بلانا چاہیے دشمنوں سے خوف و بیم ہی صدف جادو
یہ سنکے گوہر جادو سے رخصت ہوکے بعد خوشی راہ قطع کرکے اپنی مادر کے پاس آیا اُس نے

پوچھا کہ کیون اے فرزند گوہر جادو نے اجازت دی یا نہین صدف جادو نے تمام تقریر جو بیابان مین
ہوئی تھی بیان کر کے کہا کہ گوہر جادو نے میری خاطر سے اور میرے پاس و لحاظ سے فقط اسقدر
اجازت دی ہے کہ تم مع اپنی والدہ کے پاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے جا کر تہنیت رسم شادی ادا کر کے
چلے آنا دیر نہ لگانا اور اپنی زوجہ مجمر جادو کو ہمین ضرور دکھانا اپنی والدہ کے ساتھ اُسے ہمارے پاس
بھیجدینا مین نے اسی اجازت کو غنیمت جان کر دوسرے روز ملکہ مجمر جادو کے بھیجنے کا اقرار کیا ہے
مادر صدف جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند تیری خوبی قسمت ہے کہ گوہر جادو نے تجھے
اتنی بھی اجازت دیدی ورنہ مجکو تو یقین تھا کہ بوجہ دور اندیشی کے موافق زمانہ نہ کہین جانیکی اجازت دیگا
نہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بیابان جانے کی اجازت دے گا کیونکہ زمانہ پر آشوب ہے طلسم کشا نے
ظہور کیا ہے چند ساحران نامی و نامور قتل ہو چکے ہین طلسم زلزلے مین زمین کو گویا زلزلہ سی تہلکہ پڑا ہوا
ہے بڑا بند و بست کیا گیا ہے حکیم جالوس وزیر اعظم نائب خداوند مار ڈالا گیا ہے طوفان آتشبار جادو
و نگر بساط جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچ چکی ہے اور یہ خبر بھی سنی ہے کہ کچھ ساحر اُس کے شریک
ہو گئے ہین نہین معلوم وہ کون ساحر ہین ساکنان طلسم زلزلہ سے ہین یا اور کہین کے رہنے والے ہین
صدف جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ بحرین جادو مالک جزیرہ ذریرہ دو ہزار ساحرون کی جمعیت
سے شریک طلسم کشا ہوا ہے غالباً اُسی کی شرکت سے طلسم کشا نے نائب خداوند وغیرہ کو قتل کیا ہے غرض
اس تقریر سے یہ ہے کہ صدف جادو اور اُس کی مادر کو اور گوہر جادو کو شریک ہونا ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو وغیرہ کا معلوم نہین ہے الحاصل جب صدف جادو کو گوہر جادو سے اجازت جانے کی مل گئی تو
اُس کی مادر آفاق جادو نے سامان ضروری عقد و شادی مہیا و فراہم کر کے اُس پتلہ سحر سے کہا
کہ تو جا ہماری جانب سے ہماری ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے کہدینا کہ آفاق جادو مع اپنے
فرزند صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتی ہین اطلاعاً کہا ہے پتلہ یہ سنتے ہی فی الفور بسرعت تمام
وہان سے روانہ ہو کر اسی تاریکی راستے سے روبروے ملکہ مذکورہ آیا اور بزبان فصیح کہنے لگا کہ اے
ملکہ کلاہ مین نے حسب الحکم تمہاری بہن کو رقعہ تمہارا دیدیا اُنہون نے کہا ہے کہ ہم مع اپنے
پسر مسمی صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتے ہین ملکہ مذکورہ یہ خبر سنکے خوش ہوئی
پھر اُس پتلہ سحر پر چند دانے ماش کے دم کر کے مارے فی الفور وہ وہین پر گر کے بصورت اصلی
یعنی وہی آرد ماش کا پتلہ ہو گیا بعد اس کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کنیز نقلی یعنی طیفور عیار
سے کہا کہ سنا تو نے ہماری ہمشیرہ صاحبہ مع اپنے فرزند کے واسطے شادی کرنے اپنے فرزند کے
یہان آتی ہین کنیز مذکور نے ہنسکر جواب دیا مبارک ہو گر مراد دلی بر آئی ہنوز اس طرح کی گفتگو ہو رہی
تھی کہ آفاق جادو شاہانہ سامان و جلوس سے مع اپنے فرزند صدف جادو کے پہونچی جو ساحر
کہ بصورت طائر اُڑ کے خبر رسانی ملکہ بحرین جادو سے دور دور درختون پر بیٹھے تھے اُنہون نے
ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو بجلوس شادی آتے دیکھکر جلد اپنی خدمت بحرین جادو
و صاحبقران کشورستان مین درمیان موکب کے جا کر اور بصورت اصلی ہو کر آنا ملکہ آفاق جادو
و صدف جادو کا بہ سبب عقد و شادی بیان کیا سب کو اطلاع ہوئی ادہر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
اپنی ہمشیرہ کو دیکھتے ہی اُٹھی چند قدم آگے بڑھی اُس طرف سے آفاق جادو اپنی خواہر کی طرف لپٹ
ملنے کے بعد جوش الفت و محبت وہ دونون آخر دونون بہنین گلے مل کر تھوڑی دیر تک روئین پھر ان

دونون بالاے فرش ومسند زرین بیٹھکر باہم شکوہ وشکایت کرنے لگین اس اثنا سے مین
صدف جادو نے آکر سلام کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس کی بلائین لے کر خوش ہوکر
دعاے طول عمر دی پھر مسند زرین پر اُس کو بٹھاکر مزاج پوچھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کی دعا کی
برکت سے اچھا ہون ایک زمانے سے آپ کے دیکھنے کا اشتیاق تھا آج آپ کو دیکھکر بدرجہ کمال
خوشی ہوئی آپ نے یہان آکر مجکو سرفراز کیا مین مثل اپنی والدہ کے آپ کو جانتا ہون آپ سے بھی
بوے شفقت مادری آتی ہو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر پارۂ جگر مین
تمکو دیکھکر شادمان ہوئی تمھاری سعادتمندی ہو کہ تم مجکو مثل اپنی مادر کے جانتے ہو مین بھی اپنی
روح وجان کہ جسکو مین نے پالا پرورش کیا ہو تمھارے حوالے کرنے کو بے خیہ تہدن کر آئی ہون
صدف جادو نے موافق کہنے کوہر جادو کے اپنی خالہ مذکورہ پر نظر سحر ڈالی ظاہر ہوا کہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو اصلی ہو بعد نظر سحر ڈالنے اور دریافت کرنے کے صدف جادو کو اطمینان
ہوا بے خوف وخطر خوش وخرم مثل غنچہ کھلی اُسوقت وہان سے بچلو ہو لے چلی گئی ملکہ آفاق جادو
نے بعد بہت باتین کرنے کے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ برا اثنا تھا مجھے اس کا شکوہ نکرنا کہ مین اپنے
گھر مین نہ بلایا خود ہی ہمارے پاس آئین کیا کرون مجبور ہون کوہر جادو محافظ لوح طلسمی نے اس
زمانہ شور وشر مین بڑا بند وبست وانتظام کیا ہو کوئی بغیر اُس کے حکم کے نہ تو اُس طرف سے ادھر
آسکتا ہو نہ اس جانب سے کوئی اُدھر جا سکتا ہو اسی سبب سے مین تمکو اپنے گھر مین بلا نہ سکی خود ہی
یہان آگئی تم سے ملی دل خوش ہوا تمھارا رقعہ مین نے پڑھا تمھاری دور اندیشی وعقل وفہم کی
مین نے بجاے خود بہت تعریف کی تمھاری راے مین نے پسند کی اولاد کی شادی جلدی سے
کر دینا اچھا ہو خصوصاً شادی دختر جلد تر کر دینا خوب ہو صاحبان عزت اہل حیا وغیرت عقد دختر مین
تعجیل کرتے ہین تم نے بھی اپنی زندگی مین اس کا جلد عقد کرنے کا جو خیال کیا تو بہت اچھا کیا یہان
خود آنا تمھارا کوئی بے عزتی کی بات نہین ہو یہ بھی تمھارا گھر ہو حالانکہ اپنے گھر مین تمکو بلا نہ سکی تم سے
شرمندہ ہوئی خود ہی یہان آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے بہن تم نے خوب کیا
کہ ایسے زمانہ شور وشر مین مجھکو اپنے گھر مین نہ بلایا اگر کوئی کسی طرح کا فتنہ وفساد واقعہ ہوتا تو
میرا اور تمھارا ہی تو نام بدنام ہوتا اب کچھ اندیشہ وفکر نہین ہو نہ الزام کا خیال ہو مجکو تمھارے یہان
آنے کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے گھر مین نہ بلانے کا رنج وملال نہین ہوا ملکہ آفاق جادو
نے بھی براے اطمینان خاطر خود ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر نظر سحر ڈالکر دریافت کر لیا کہ دراصل ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو ہے کوئی دشمنون سے نہین ہو بعد مطمئن خاطر ہونے کے پوچھا کہ اے خواہر
ملکہ مجمر جادو کہان ہو اُس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواہر
دیکھو اس خیمے مین وہ پس پردہ شرمائی ہوئی سر جھکاے بیٹھی ہو مجھ سے جدا ہونے کا اُس کو
رنج وملال ہو جب سے یہان آئی ہو اپنی شادی کی خبر سنکے رو رہی ہو جاؤ دیکھو آفاق جادو
اُٹھکر خیمہ دیگر مین پردہ اُٹھا کر گئی دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو مثل عروس کے زیور ولباس وزیب
وزینت سے آراستہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہو جیسے ہی ملکہ آفاق جادو خیمے مین داخل ہوئی ملکہ
مجمر جادو نے اُٹھکر باادب سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے براے اطمینان خاطر خود اس پر بھی
نظر سحر ڈالی معلوم ہوا کہ دراصل ملکہ مجمر جادو ہی ہو بعد اطمینان دل بصد الفت ومحبت اُسکو اپنے

گلے سے لگا کر پیار کیا اور کہا کہ اے نور چشمی کیوں آبدیدہ ہو گیا تم اپنے پالنے پرورش کرنیوالی
سے ہمیشہ کے لیے چھٹ جاؤگی جب تمھارا دل چاہے گا ہماری ہمشیرہ کو بلا لینا یا خود تم اُس کے پاس چلی جانا
یہ کہکے اُس کے پاس منھ کی آنسو اُس کے عارض گلرنگ اور دیدۂ فتان سے پونچھے بعدہٗ کہا کہ یہ
رونا موقوف کرو رو رو کر اپنے تئین ہلاک نکرو شادی میں رونا ہمارے نزدیک ایک بدشگونی ہے غرضکہ
تادیر اُس کے پاس بیٹھکر خوب دیکھ بھال کر پیار کرکے خیمے سے باہر آئے پھر اپنی خواہر ندکو کے
پاس بیٹھی بعد بیٹھنے کے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے ہمشیرۂ عزیزہ آگاہ ہو کہ گوہر جادو محافظ
لوح طلسمی نے کہا ہے کہ آج ہی بیرون مدت سے بعد فراغ رسم شادی چلی آنا لہٰذا مناسب ہے کہ
رسم شادی ہو جائے تاکہ ہم مع دولہا دلہن آج ہی اپنے گھر بخیر و عافیت چلے جائیں کسی آفت و
بلا میں مبتلا نہو جائیں اُس نے جواب دیا کہ اے خواہر مجکو تمھاری خوشی منظور ہے رسم شادی کی جو
ہمارے دین میں ہے اُس رسم کے کرنے میں تمھیں اختیار ہے خواہ اسی وقت وہ رسم عقد و نکاح
کی جائے یا بعد مجکو کچھ عذر و انکار نہیں ہے کیونکہ نادار و محتاج ہوں مجھے دینے کو میرے پاس نہیں ہے
مبتلائے عسرت ہوں جہیز کی قسم سے اس بے سروسامانی میں کچھ فکر نہیں کی ہے الا جو اُس کی قسمت
میں ہے نقد زر و جواہر وغیرہ دیدوں گی ملکہ آفاق جادو یہ سنکے خوش ہوئی اسی وقت ایک گنبد
مانند ترنج خوشبو نکال کر اپنے فرزند صدف جادو کو دے کر کہا کہ اے فرزند چلو رسم شادی ادا کرو
یہ وقت ساعت سعید ہے صدف جادو وہ ترنج خوشبو اپنی مادر سے لیکر بعد کورنش مسند
سے اٹھا ساتھ ہی اُس کے اُٹھنے کے اُس کی مادر اور خالہ اُس کی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو بھی
اٹھیں سب جانب خیمۂ عروس چلے اُسوقت حکم ملکہ آفاق جادو سے باجے بجانے والوں سے
کہا گیا کہ ہوشیار ہو جاؤ رسم عقد و شادی کی جاتی ہے بعد رسم عقد مبارکباد شہنا وغیرہ میں گانا باجے
بجانا باجے بجانے والے گروہ گروہ غول غول جا بجا باجے انواع و اقسام کے لیکر ایستادہ
ہوئے اتنی دیر میں صدف جادو ترنج خوشبو بکف ملکہ مجمر جادو کے خیمے تک مع اپنی خالہ اور
مادر کے پہونچا پردہ خیمے کا اُٹھا کر عروس مذکور کو بنظر محبت دیکھکر خوبی اُس پر نظر سحر بار بار ڈالکر اصلی
ملکہ مجمر جادو کے ہونے سے خوش اور مطلق ہو کر وہ ترنج خوشبو تاک کر اُس کے سینے پر مارا وہ سینے پر
پڑتے ہی شق ہوا رنگ و خوشبو سے لباس عروس رنگین و معطر ہو گیا مادر صدف جادو اُسوقت
از حد خوش ہوئی بجائے خود کہنے لگی کہ میری زندگی میں مراد دلی میری بر آئی سبب فرزند کی شادی
ہوئی خانہ آبادی ہوئی بہو مجکو گویا چاند کا ٹکڑا ملی جس کی میں نے خواہش کی تھی وہی بہو گھر بیٹھے ملی
ابھی آفاق جادو خوشی سے باغ باغ ہو رہی ہے صدف جادو بھی کثرت خوشی عقد و شادی سے
بار بار مسکراتا تھا اپنے جامے میں نہ سماتا تھا کہ ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے ترنج خوشبو ایک کنیز سے
طلب کرکے ملکہ مجمر جادو کو بعد مشکل و دشواری و منت و خوشامد شفقت دے کر کہا کہ اے نور چشمی
تم بھی اپنے شوہر صدف جادو کے سینے پر یہ ترنج مارو تاکہ رسم شادی کامل طور سے ادا ہو جائے
چندان شرم و غیرت نکرو حکمی بجا لاؤ ترنج خوشبو اپنے ہاتھ سے بالائے مسند رکھ دو اتنا ہمارا مانو ہر چند
ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و کنیزوں نے کہا مگر ملکہ مجمر جادو نے ترنج خوشبو بہ صدف جادو بسبب
کثرت شرم و حیا کے نہ مارا آخر کار بعد خیر بسیار کے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے اپنے سر کی قسم دیکر
کہا کہ اے نور چشمی بس بس زیادہ شرم و حیا و غیرت نکر رسم عقد و شادی کی تکمیل کر اس سے حرج نہیں

روسنے لگی عروس نے سر اپنا دوش پر ملکہ مذکورہ کے رکھ کر نالہ و گریہ آغاز کیا اور اسی عالم گریہ میں آہستہ آہستہ
گوش ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میں یہ کہا کہ میں نے ملکہ مجمر جادو کو اپنی زنبیل میں رکھ لیا اور خود مجمر جادو
کی صورت بن کر جاتا ہوں اطلاع کے لیے کہے جاتا ہوں ملکہ مذکورہ حالت گریہ و زاری میں یہ سن کر اپنے
دل میں خوش ہوئی خواجہ طیفور کر دیا کی جسارت و عیاری و مکاری پر بہت حیران ہوئی بجائے خود
ثنا کرنے لگی اور بظاہر لپٹ کر عروس مذکورہ سے رونے لگی آخر بہت گریہ و زاری کے بعد عروس
سے جدا ہوئی صدف جادو نے بعد خوشی آغوش تمنا وا کرکے عروس مذکورہ کو اپنی گود میں
اٹھا کر حسب دستور محافہ زرین میں سوار کیا بعدہ خود بھی تخت طاؤسی پر سوار ہوا ملکہ آفاق جادو بھی
طاؤس زرین بال سحر پر سوار ہوئی باجے والوں نے باجے بجائے جلوس آگے بڑھے نوبت و
نقارے بجے برات نہایت کثرت جلوس وغیرہ سے بزرگ سے مکان صدف جادو روانہ ہوئی
اندر اس تاریکی کے جا کر پہلے تو کچھ نظر آئی بعدہ غائب ہوئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بعد جانے
برات کے کوہ سے اتر کر درہ کوہ میں گئی تمام حال صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران
نے خوش ہو کر کہا کہ خواجہ نے بڑی دلیری کی ہے ملکہ مجمر جادو عروس کی صورت بنکر ساتھ صدف
جادو و آفاق جادو کے گئے ہیں خداوند عالم و عالمیان ان کو شر ساحران نابکار سے محفوظ
رکھے کوئی ساحر نابکار ان کو پہچان نہ لے تو غضب ہو مجمرین جادو نے عرض کیا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں
کچھ فکر و اندیشہ نہ کریں خواجہ نہایت ہوشیار و چالاک ہیں صدف جادو و آفاق جادو گوہر جادو
وغیرہ ساحران نابکار کی شر سے بچ نکلیں گے مگر حصول لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزال الغرور کریں گے
کیونکہ وہ محض اسی واسطے یہاں سے گئے ہیں ان کو کوئی کیا پہچانے گا صاحبقران کشورستان تو
مجمرین جادو کی تقریر سنکے خاموش بیٹھے رہے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی نواسی کو اپنے ہمراہ
لے کر بالائے کوہ جاتی ہے سیر کرتی ہے مجمرین جادو و صاحبقران درہ کوہ سے نکل کر سیر صحرا
کرتے ہیں دل بہلاتے ہیں لیکن اب حال برات مذکور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب برات رخصت ہو کر
چلی اور بعد قطع راہ صدف جادو عروس مذکورہ کو بڑی دھوم سے لے کر اپنے گھر پہونچا تو ملکہ مجمر
جادو کو محافے سے اتار کر اپنے مکان میں لے کر بالائے مسند زرین بٹھایا براتی رخصت ہونے لگے
ملکہ آفاق جادو خوش ہو کر اپنے دل میں کہنے لگی عجب آج روز خوشی کا ہے کہ بہو گھر میں بیاہ کر
آگئی میرے فرزند کے سہرا بندھا دولہا بنا آرزوئے دلی بر آئی خانہ آبادی ہوئی گوہر جادو نے تو
ایسا کچھ کہا تھا کہ جس سے مجھ کو اندیشہ فتنہ و فساد و خوف جان ہوا تھا لیکن اس کو فقط خیال ہی تھا
مجھ کو بھی وہاں جانے سے ضرر نہ پہونچا کوئی بھی دشمن نظر نہ آیا ہنسی خوشی میں یہاں سے بیاہنے
گئی وہاں سے مع الخیر مع اپنے فرزند اور بہو کے اپنے گھر میں آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور ملکہ
مجمر جادو پر نظر سحر ڈال کر خوب دیکھ بھال لیا کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا اب کل ہنگام صبح اپنی بہو کو
گوہر جادو کے پاس لے جاؤں گی کہوں گی کہ دیکھئے یہی میری بہو ہے اس کو میں جا کر بیاہ لائی
نہ کوئی عیار طنازہ مکار طلسم کشا سے سامنا ہوا کوئی بھی فتنہ و فساد برپا نہ ہوا آپ کو اس قدر طلسم کشا
اور اس کے عیار وغیرہ کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر کو یہاں
آنے کو منع کیا تھا اور مجھ کو بھی وہاں آنے کی تاکید کی تھی قبل سے اس شادی کے مجھ بند و بست
بیکار آپ نے کیا تھا کہ اپنے سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اب سحر اپنا دفع کر دیجئے کچھ اندیشہ

نہیں ہے طلسم کشا و عیار طلسم کشا و بحرین جادو کو بیان کے حالات سے یہ آگاہی نہیں ہے کہ لوح طلسمی اور
خنجر قتل خداوند ہود سرمست جادو ملکہ آفاق جادو و گوہر جادو کے پاس ہے یہی دونوں محافظ
ہیں اور اگر بالفرض و محال کسی طور سے اُن کو معلوم بھی ہو جائے گا تو کیا خوف ہے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا غیر ساحر ہیں ایک ادنی ساحر اُن کو اپنے سحر میں مبتلا کر سکتا ہے اب رہ گیا بحرین جادو کہ ساحر
کسی قدر زبردست ہے وہ بھی ہیچ ہے اور صدف جادو اور آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے اُس کی کیا
اصل و حقیقت ہے آپ کے روبرو اور سب سے آگے ایک ادنی سے سحر میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر
گوہر جادو در جواب میری اس تقریر کے کہے گا کہ میں اپنا سحر کیوں دفع کر دوں کیوں راستہ
صاف کر دوں راہ کیوں کھول دوں بند و بست برائے حفاظت لوح طلسمی و خنجر مذکور و نگہبانی جان
بداندیشوں سے کیوں نہ کروں تم اس بارے میں کیا سمجھ کر کس وجہ سے ایسی تقریر کرتی ہو تو جواب
اس کا یہ دوں گی کہ اول تو آپ کے سحر دفع ہو جانے سے آمد و رفت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر
کی ہوا کرے گی وہ اپنی بھانجی کے دیکھنے کو مجھ سے ملنے کو آیا کرے گی دوسرے یہ کہ آپ نے اپنے
سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اس سے ایک طرح کا خائف و ترساں ہونا آپ کا سمجھا جاتا ہے سمجھنے
والے اور سننے والے بجائے خود کہہ سکتے ہیں کہ گوہر جادو نے باوجود ساحر زبردست ہونے کے
طلسم کشا وغیرہ کے خوف سے راستہ بند کر دیا ہے پس میں چاہتی ہوں کہ اس الزام سے آپ محفوظ رہیں
یہ باتیں بجائے خود کے کاروبار شادی و مراسم بعد شادی میں مصروف ہوئی جب وہ روز گذر گیا
زمانہ غروب آفتاب کا آیا ملکہ آفاق جادو نے واسطے دولہا دلہن کے اپنے مکان کے ایک درجے میں
مسہری بچھوا دی اور دیگر اسباب ضروری بھی وہاں رکھوا دیا اور آپ اس درجے سے علیحدہ ایک صحن
مکان مذکور میں جا بیٹھی ہنگام شب بعد اکل و شرب صدف جادو ملکہ مجمر جادو نقلی کے پاس اُسی مسہری
پر برائے زفاف گیا پردے چھوڑ دیے گئے عورتیں جو عزیز و احباب کی بغرض شرکت شادی آئی تھیں
وہ بھی اُس درجے سے علیحدہ دور دور ساحت پذیر و قیام پذیر ہوئیں صدف جادو نے نکلنے میں جانب
ملکہ مجمر جادو نقلی دست ہوس دراز کیا اپنی آغوش کی طرف کھینچنا چاہا مدعائے دلی یعنی وصل حاصل
کرنا چاہا ملکہ مذکورہ اپنے تئیں بچانے لگی استادگی کی نوبت پہونچی ناز و نیاز کی بھی صورت ظہور میں
آگئی اسی عالم میں ملکہ مذکورہ نے کہ شیشی عطر کی اپنے سوراخ بینی میں قبل سے رکھ چکی تھی عطر
بیہوشی اپنے لباس میں کچھ مل بھی لی تھی کچھ عطر مذکور ہاتھوں کی انگلیوں میں بھرا تھا وہ ہاتھ
اُن کے سر تک پہونچایا تو شیشے عطر مذکور سے جو دماغ صدف جادو اُس بند درجہ مکان میں
معطر ہوا فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی بیہوش ہو گیا عروس مذکور نقلی یعنی خواجہ
طیفور گرو بلے نے اُس کا لباس اتار کر اُسی وقت اُس کو داخل زنبیل کیا اور جلد تر روغن عیاری
زنبیل سے نکال کر روشنی میں آئینہ روبرو رکھ کر صدف جادو کی صورت بن کر اُسی کا لباس
پہن کر با آرام و راحت مطمئن ہو کر مسہری پر بیٹھے پھر ملکہ مجمر جادو اصلی کو زنبیل سے نکال کر عالم
عیاری کا سر گوشی میں اُس سے کہا کہ کمال مصلحت وقت یہ ہے کہ آج کی شب تم ہمارے ساتھ اس
مسہری پر سو رہو کچھ اندیشہ نہ کرو ہم اہل اسلام ہیں فعل حرام نہیں کرتے ہیں تا وقتیکہ عقد عورت
کے ساتھ نہ کریں بستر بجائی بہن ایک پلنگ پر سوتے ہیں تم ہم کو اپنا بھائی سمجھ کر اس پلنگ یعنی اس
مسہری پر سو رہو ہم اپنی کروٹ لیٹ رہیں تم دوسری کروٹ لیٹ رہو سونے صدف جادو کو

داخل زنبیل کر لیا ہے اُس کی صورت بن کر تیار ہوے ہیں تاکہ ملکہ آفاق جادو ہکو صدف جادو
جانے اور جس جگہ خنجر قتل شاہ طلسم رکھا ہے بعد دریافت وہاں تک اپنا گذر ہو اور وہ اس تدبیر و
عیاری سے دستیاب ہو جائے اسکے ملکہ نجم جادو آمادہ ہوئی حسب وعدہ ملکہ آفاق جادو ہمراہ خواجہ
نکو بیان سے اپنے ساتھ گوہر جادو کے پاس لے جائے گی وہاں جاکر تم اُس کو سلام کرنا اور جو کچھ
وہ تجھسے پوچھے سمجھ کر جواب دینا میرے حال سے آپ سے آگاہ کرنا کوئی بات ایسی نہ کرنا کہ جس سے
گوہر جادو کو اندیشہ و تردد ہو غرضکہ خواجہ موصوف نے بخوبی تمام اُس کو سمجھایا اُس نے کہا کہ میں
تمہارے کہنے پر عمل کرونگی یہ کہکر خاموش ہوئی پھر ملکہ مذکورہ اور خواجہ دونوں ایک مسہری پر
لیٹے وہ تو سو رہی لیکن خواجہ اس خیال سے جاگتے رہے کہ مبادا میرے حال سے آفاق جادو
بزور اپنے سحر کے آگاہ ہو جائے اور مجھے حالت غفلت میں اسیر کرے یا گوہر جادو اپنے سحر کے
ذریعے سے آگاہ ہو کر ملکہ آفاق جادو کو میری عیاری سے اطلاع دے اسی اندیشے سے
تمام رات ہوشیار و بیدار رہے جب صبح ہوئی مسہری سے اُٹھکر اُس دریچے ادھر آئے ملکہ
آفاق جادو کو سلام کیا اُس نے خوش ہوکر دعاے جان درازی دی پھر اُس دریچے میں بھی
دیکھا کر ملکہ نجم جادو خواب سے بیدار ہوکر بیٹھی ہے یہ دیکھتے ہی اُس کے پاس بیٹھ گئی اُس نے
سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے اُسے اپنے سینے سے لگاکر پیار کیا بعد ازاں اکل و شرب سے
فراغت حاصل کرکے دولھا دلہن کو کھانا کھلاکے سامان گوہر جادو کے یہاں جانے کا کیا اور
صدف جادو نقلی سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے فرزند تم یہاں خبردار و ہوشیار رہنا میں تمہاری
زوجہ کو اپنے ہمراہ لے کر حسب اقرار گوہر جادو کے پاس جاتی ہوں صدف جادو نقلی نے کہا
کہ اچھا آپ جائیے مگر وہ خنجر جس کی آپ محافظ ہیں میرے حوالے کر جائیے تاکہ میں اسکی حفاظت
کروں آج مہمان بہت ہیں شادی کا گھر ہے کسی کا اعتبار نہیں ہے دوست بیشتر دشمن بھی ہو جاتے
ہیں پھر وہ دوستی میں دشمنی کرتے ہیں پس مقتضاے عقل و ہوشیاری یہ ہے کہ غافل نہ رہنا چاہیے
ملکہ آفاق جادو نے اُس کی تقریر سے کچھ اندیشہ و خیال خنجر مذکور کے حوالے کرنے میں نہ کر کے
کہا کہ اے فرزند کیا تجھکو معلوم نہیں ہے جہاں خنجر رکھا ہے صدف جادو نے جواب دیا کہ اے
مادر مہربان پہلے تو معلوم تھا اب اس ہنگامہ شادی میں نہیں معلوم آپ نے کہاں رکھا ہے آگے جو
رکھا ہے جہاں رکھا رہتا تھا یا اور کہیں رکھدیا ہے اسی وجہ سے آپ سے پوچھا گیا ملکہ نے کہا کہ اے
نور نظر دیکھ وہ صندوق رکھا ہے جسمیں قفل لگا ہے اسی میں خنجر رکھا ہے اُس قفل کی مہر میرے پاس ہے یہ کہکر سامان
جلوس امیرانہ ملکہ نجم جادو کو سوار کرکے خود بھی تخت سحر پر سوار ہوکر سوے گوہر جادو روانہ
ہوئی بعد قطع راہ مکان گوہر جادو پر پہونچی اُس کو ملکہ آفاق جادو و نجم جادو کے آنے کی
اطلاع ہوئی فوراً اپنے پاس بلایا ملکہ نجم جادو نے داخل مکان ہوکر دیکھا کہ خانہ باغ [illegible]
شاہانہ ہے ہیبت پر دے فرش نفیس و شیشہ آلات وغیرہ انواع و اقسام کی زینتوں سے
آراستہ ہے تمام اسباب عیش و راحت شاہانہ ہے اُس خانہ باغ میں درمیان چمن کھائے رنگارنگ
ایک ساحر جوان خوش لباس گندم رنگ کلاہ زرین و جواہر دوز سر پر رکھے ہوے بالاے
کرسی زرین بیٹھا ہے بالاے سر گیرہ طلائی نہایت نغز و نفیس خوش قطع ایستادہ ہے بالاے
گیرہ مذکور ابر چھایا ہوا ہے دو برو اُس کے زیر گیرہ ایک تخت زرین اوسط درجہ کا [illegible]

بچھا ہوا ہے اُس کے چاروں گوشوں پر چار گلدستے کہ جن کے پھول تازہ تر و خوشبودار ہیں
طلائی و نقرئی و جواہر کار ظروف میں رکھے ہیں وہ ظروف بصورت و شکل گلدانوں کے ہیں
غور سے جو دیکھا تو درمیان اُن گلدستوں کے ہر ایک گلدستے کے نیچے ایک ایک لوح ہے اور
ہر ایک لوح بیضی گلگون سے بچھا ہوا ہے مانند ہلال ضو دے رہی ہے چاروں لوحیں ایک صورت و شکل کی ہیں
ضیا و ضو میں بھی برابر ہیں کچھ کمی و زیادتی نہیں ہے ملکہ مجمر جادو نے اپنی عقل سے یہ سمجھا کہ کسی
طلسم کی چار لوحیں نہیں ہوتی ہیں ایک لوح بانیان طلسم بیشتر بناتے ہیں وہی لوح طلسم کشا کو ہنگام
طلسم کشائی ہدایت کرتی ہے اُسی کی ہدایت سے فتح طلسم در بند و مرحلات طلسم و قلعہ طلسم کو فتح
کرتا ہے یہاں چار لوحیں نظر آتی ہیں یقین ہے کہ ان چاروں میں ایک لوح طلسمی اصلی ہے اور تین
لوحیں طلسمی نہیں ہیں یہ تین لوحیں وہمی شاید بلکہ یقیناً اس واسطے رکھی ہیں کہ اگر کسی طور سے
بعد کوشش و فکر و جستجو طلسم کشا یہاں تک آ بھی جائے اور ساحران حافظ و نگہبانان لوح طلسمی
سے خصوصاً گوہر جادو محافظ لوح طلسمی کے ہاتھ سے طلسم کشا جانبر بھی ہو تو ان چاروں لوحوں
میں سے لوح طلسمی اصلی کی تمیز نہ کر سکے اگر خوبی مقدر سے لوح طلسمی اصلی اٹھا لے تو مجبوری ہے
اور اگر کوئی لوح وہمی دھوکا کی اٹھا لے تو فوراً اسیر و گرفتار ہو جائے لوح اصلی کے دستیاب
ہونے کی اُس کو حسرت رہ جائے بانیان طلسم کی اس دھوکا دینے اور تدبیر کرنے سے تسلّی
دلی ہو گئے اور واقعی اسی غرض سے بانیان طلسم نے واسطے دھوکا دینے اور تحیّر کرنے طلسم کشا
کے چار لوحیں ایک صورت و شکل و طول و عرض چمک اور روشنی میں برابر تیار کر کے رکھی ہیں کہ
طلسم کشا لوح کے اٹھانے میں دھوکا کھائے غرضکہ ملکہ مجمر جادو دزدیدہ نظروں سے ہر طرف دیکھتی
ہوئی ہمراہ آفاق جادو مادر صدف جادو کے چلی جاتی ہے جب ملکہ آفاق جادو نزدیک روبرو
گوہر جادو کے زیر ابر مذکور مع مجمر جادو کے پہونچی گوہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا آفاق جادو
نے با ادب سلام کیا اور اپنی بہو یعنی ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تو بھی جھک کر با ادب
سلام کر یہی گوہر جادو محافظ لوح طلسمی ہیں بڑے ذی عزت و حرمت ہیں ساحران زبردست
سے ہیں تمامی ساحران طلسم زلزلہ ان کو ذی وقار و ذی جاہ و نامی و نامور جانتے ہیں ان کی عزت و
توقیر کرتے ہیں نہایت معتبر و امین و خیر خواہ خداوند ہیبو و سرمست جادو ان کو جانتے ہیں اور
حاصل یہ کہ عالی مرتبہ ہیں اور نہایت معتمد و امین و خیر خواہ شاہ طلسم ہیں اگر یہ معتبر و معتمد و خیر خواہ
اور ساحر زبردست نہوتے تو بانیان طلسم اور خداوند مذکور ان کے حوالے لوح طلسمی
نہ کرتے اور لوح طلسمی وہ ہے کہ جس کی ہدایت سے طلسم کشا طلسم کو فتح کر سکتا ہے بغیر دستیابی
لوح طلسمی اور بغیر ہدایت لوح طلسمی طلسم کشا ہرگز ہرگز طلسم کو فتح نہیں کر سکتا ہے بس ہماری
اس تقریر کرنے سے ان کا مرتبہ ظاہر کرنا مقصود تھا اور اے دختر ناواقف تجھ کو آگاہ کرنا تھا ملکہ
مجمر جادو نے گفتگو ملکہ آفاق جادو کی سنکے گوہر جادو کو با ادب سلام کیا اُس نے سلام لیکر
نظر جانب ابر مذکور کی طرف دیکھا کہ ابر بدستور محیط و قائم ہے ابر میں کچھ علامت و شناخت طلسم کشا
و دیگر دشمن و بدخواہ شاہ طلسم کے پیدا نہیں ہوئی پس سمت ابر مذکور دیکھکر دل میں خیال
کرنے لگا کہ ان دونوں عورتوں میں کوئی طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنان شاہ طلسم سے
نہیں ہے اگر طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنوں سے ہوتا تو اس ابر سحر سے ایسی علامتیں ظاہر

ہوتی ہیں کہ جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ کوئی دشمن آگیا ہے
غرض اسکے بعد دیکھنے جانب ابر سحر مذکور کے اور مطمئن ہونے سے گوہر جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے
آفاق جادو آؤ ہمارے پاس یہیں بیٹھو یہ کہکر قریب اپنے کرسی پر ملکہ آفاق جادو کو بٹھایا اور
دوسری کرسی پر پہلوے آفاق جادو میں ملکہ مجمر جادو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا عروس مذکورہ بھی
سلام کرکے کرسی پر بیٹھی گوہر جادو نے کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یہی تمہاری بہو ہے کیا اسی کو
بیاہ کر لائی ہو اسی کا نام مجمر جادو ہے اُس نے کہا کہ ہاں یہی بہو میری ہے اسی کا نام مجمر جادو ہے کل
اس کو بیاہ لائی ہوں آج یہ واسطے سلام کرنے کے آپکے روبرو آئی ہے آپکے حکم سے میں صرف
اسی کو بیرون سرحد سحر حضور سے لائی ہوں اسکی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی ہمشیرہ کو
اپنے ساتھ نہیں لائی بعد اسکے آفاق جادو نے کہا کہ آپ کو جانب طلسم کشا اور اُسکے عیار
مکار وغیرہ سے ایسا اندیشہ تھا کہ وہاں توقف کرنے کی بھی آپ نے اجازت نہ دی اور ہمشیرہ کے
بیاہ ملنے طلب کرنے کو منع کیا تھا میں نے تو موافق ارشاد عمل کیا مگر جو خیال آپ کا تھا اُس کا کچھ ظہور
نہوا طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو وہاں جا کر نہ دیکھا سوائے ہمشیرہ و عزیزہ وغیرہ کسی دشمن کو وہاں
نہیں دیکھا وہاں سے مع الخیر چلی آئی آپ نے اپنے سحر سے جو تاریکی کر دی ہے اور راہ آمد و رفت
بند کر دی ہے مقتضائے عقل و حفاظت تو یہی ہے لیکن اس بندوبست کرنے سے طلسم کشا سے آپ کا
خائف ہونا ثابت ہوتا ہے اگر مناسب ہو تو سحر اپنا دفع کر دیجیے تاکہ راستہ کھل جائے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا یہاں تک آ نہیں سکتے اگر راستہ بند کرنا ہی منظور ہے تو اپنا سحر دفع کرکے اور کسی ساحر
کے سحر سے راہ بند کرا دیجیے گوہر جادو نے جواب دیا کہ اس باب میں بعد فکر و غور جو مناسب ہوگا
کیا جائے گا یہ کہکے گوہر جادو نے ملکہ مجمر جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تمہاری
خالہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی ہمراہ لائی ہے یا نہیں اُس نے ادب عرض کیا کہ ہاں
ہماری خالہ صاحبہ ملکہ بہار کو بھی ہمراہ لائی ہیں بالائے کوہ بیرون تاریکی سحر مقیم ہیں جب میں ادھر کو چلی
تھی میری خالہ صاحبہ اور ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی میرے ساتھ آنے کا ارادہ کیا تھا مگر دو سبب
سے ان کا آنا اس طرف نہوا اول تو یہ کہ ہماری خوشدامن و خالہ صاحبہ جو آپکے روبرو بیٹھی ہیں
آپکے حکم سے اُن کو نہیں لائیں دوسرے یہ کہ بخوف ہلاکت جان اس طرف نہ آئیں خصوصاً ملکہ
بہار گل پوش جادو کو تو یقیناً اپنے جان کے جانے کا خیال ہوا تھا گوہر جادو نے پوچھا کہ خوف
جان اُس کو کس وجہ سے ہوا تھا مجمر جادو نے جواب دیا کہ آپکے سحر کی تاریکی و غضب کی تاریکی
ہے کہ اُس کو دیکھکر وہ ڈر گئی اور کہنے لگی کہ اگر اس تاریکی میں قدم رکھوں گی تو اندھیرے میں گھبرا کر
دم نکل جائے گا گھٹ کر مر جاؤں گی اگر سحر آپ کا نہوتا اور تاریکی سحر نہوتی تو وہ ضرور آتی کیونکہ اس نے
پیچھے سے وقت رخصت یہ مجھسے کہا تھا کہ میرا دل بھی چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ چلوں گوہر جادو
کو دیکھوں اُن کے دیکھنے کا اشتیاق ہے میں نے پوچھا کہ اُنکے دیکھنے کا کیوں اشتیاق ہے اس کا جواب
اس نے کچھ نہیں دیا فقط سر جھکا لیا گوہر جادو نے یہ تقریر مجمر جادو کی سنکے بے اختیار آہ سرد
کی دریائے عشق جوش زن ہوا دل میں خیال کرنے لگا کہ اے گوہر جادو تو ہی اس پر عاشق و
شیدا نہیں ہے وہ بھی تجھ پر فریفتہ ہے تیری تاریکی سحر سے وہ ڈر گئی ورنہ وہ میرے پاس ضرور آتی
تو شاید تا زیست معشوق مجھے نظر آتی وصل بھی اُس کا نصیب ہوتا دل مضطر کو میرے قرار آتا

بی دل دور ہوتی ہائے کیا جانتا تھا کہ فی زمانہ وہ میری دید کی مشتاق ہو کر ادھر آئے گی میری
کی تاریکی سے ڈر جائے گی ہنوز تک بوجہ خوف جان کے نہ آنے کی خبر جو مجھ ہوتا تھا وہ تو ہوا اب
ولازم و مناسب ہے کہ بخیال ہلاک شونے ملکہ بہار گل پوش جادو کے اپنی سحر کی تاریکی کو
ع کر کے اُس کو اپنے پاس بلاؤں مدعائے دلی حاصل کروں چند سال سے اُس کے فراق میں
مبتلا ہوں وصل سے کامیاب ہوں یہ خیال کر کے وہ ہار موتیوں کا جو لے کر گلے میں پہنے تھا ملکہ
گوہر جادو کے گلے میں ڈال کر کہا کہ اے ملکہ اول تو بطور رشوت دکھائی ہیں تو کچھ دینا ضرور تھا
دوسرے تونے ایسی خبر خوش سنائی کہ منہ تمہارا موتیوں سے بھر دینا لازم ہوا بالفعل تجھے تحفہ
یہ موتیوں کا دیا ہے آئندہ عاشق زار نے موجب کہ دربار ادھر آئے گی تو زیور جواہر کار و دیگر اشیاء
نفیس و نادر دیں گے یہ کہکر خاموش ہوا ملکہ آفاق جادو نے تھوڑی دیر بیٹھ کر کہا کہ اب میں جاتی ہوں
گوہر جادو نے کہا کہ جاؤ ملکہ مذکورہ مجمر جادو کو ہمراہ لے کر اسی جلوس سے بسواری تخت طاؤسی کے
اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی ملکہ آفاق جادو و مجمر جادو کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
صدف جادو نقلی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے آفاق جادو کے حال خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ و
دولتی تیغہ فنا کا ملکہ آفاق جادو سے دریافت کر چکا تھا قفل کو توڑ کر تیغہ فنا کو صندوق سے
نکال کر زنبیل میں داخل کیا بعدہٗ ویسا ہی قفل زنبیل سے نکال کر اُس صندوق میں لگا دیا تھا کہ کسی
سے کسی کو اس حال سے آگاہی بھی نہوئی ہنوز صدف جادو نقلی صندوق مذکور سے خنجر قتل
شاہ طلسم زلزلہ یا تیغہ فنا نکال کر داخل زنبیل کر چکا تھا کہ ملکہ آفاق جادو مع مجمر جادو کے آئی
صدف جادو نے پوچھا کہ اے مادر مہربان آپ گوہر جادو کے پاس گئی تھیں اپنی بہو کو لے گئی
تھیں کیا باتیں ہوئیں اُس نے تمام باتیں جو وہاں ہوئی تھیں بیان کر کے کہا کہ دیکھو ہماری بہو
کو گوہر جادو نے یہ ہار موتیوں کا نہایت بیش بہا دیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ بعد دستیاب ہونے
گوہر مراد کے اور بھی اسباب و زیور دیں گے صدف جادو نقلی یہ سنکر مسکرایا اس اثنا میں
ملکہ آفاق جادو سے سب ساتھ والیاں رخصت ہو کر اپنے گھر گئیں فقط ملکہ آفاق جادو اور
مجمر جادو یہ دونوں عورتیں مکان میں رہ گئیں صدف جادو نے ملکہ آفاق جادو سے کہا کہ
مجھے آپ سے تخلیے میں کچھ کہنا ہے یہاں تک کہ آفاق جادو اُس کے قریب گئی پوچھا کہ اے
فرزند کہو کیا کہتا ہے وہ کونسی ایسی بات ہے جسے تخلیے میں کہنا مقصود ہے صدف جادو نقلی اتنے
اپنا منہ اُس کے کان کی طرف بڑھا کر حباب بیہوشی جو کلا ہیون میں دبی ہوئی تھی ناک کر اس کے
سوراخ ناک میں ماری اثر حباب بیہوشی دماغ تک ایسا جلد پہنچا کہ ایک دم کی بھی مہلت
قیام نہ ملی فوراً چھینک آئی چھینک دیتے ہی تیورا کر زمین پر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی
صدف جادو نقلی نے جلد تر اسے داخل زنبیل کر کے رنگ و روغن عیاری سے آفاق جادو
کی صورت بن گئے مثل اُسی کے لباس پہنکر مسکراتے ہوئے قدم آگے بڑھایا جب پاس مجمر جادو
کے آفاق جادو نقلی آئی اور صدف جادو دیر تک نظر نہ آیا تو مجمر نے متردد ہو کر پوچھا کہ اے
مادر مہربان فرزند آپ کا کہاں ہے اُس نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے مجمر جادو صدف جادو
نقلی میں ہی ہوں تو نے مجھے نہ پہچانا ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ ملکہ آفاق جادو اصلی کہاں ہے خواجہ
نے جواب دیا کہ جہاں صدف جادو ہے وہیں آفاق جادو بھی اپنے فرزند کے دیکھنے کو

گئی ہی ملکہ مجمر جادو نے سحر سے بخوبی آگاہ ہوکر کہا کہ کیا جلد اُس کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا ہی
مجھے سخت حیرت ہی خواجہ سے کہا کہ اے ملکہ میں نے جاب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کرکے زنبیل میں
داخل کیا ہم عیاروں کو بیہوش کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی ہی ملکہ مذکور نے خواجہ کی بہت تعریف
کی خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ اب بے خوف و خطر اس مکان میں رہو تا وقتیکہ گوہر جادو سے
لوح طلسمی دستیاب ہو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو ہم داخل زنبیل کرچکے ہیں مجمر قتل
شاہ طلسم زلزلہ و بقیہ تیغ شنا ہی ملکہ آفاق جادو سے دریافت کرکے داخل زنبیل کرچکے
ہیں صرف لوح طلسمی لینا منظور ہی اُس کے بارے میں بھی کوئی فکر کی جائے گی مجمر جادو و شگوفہ
خواجہ نگینہ سے خوش ہو کے بے خوف و خطر اُسی مکان میں مع خواجہ ممدوح قیام پذیر ہی حال ان کا
آئندہ بیان کیا جائے گا لیکن اب حال گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلے کا رقم کیا جاتا ہی کہ بعد
رخصت ہوکے روانہ ہونے ملکہ آفاق جادو و ملکہ مجمر جادو کے وہ تمام روز و شب خیال ملکہ
بہار گل پوش جادو میں گذارا تصویر خیالی اُس کی پیش نظر رہی فراق میں اُس کے مانند مرغ
بسمل فرش خواب پر طپاں رہا نالہ و فریاد و آہ کیا کیا جب صبح ہوئی خیال کیا کہ فکر حصول مدعا
اس طرح کرنا چاہیے کہ انتظام و بند و بست بھی رہے اور معشوقہ خوبرو بھی پاس آجائے یہ
خیال کرکے اپنے لشکر کے سردار و سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو اپنے روبرو طلب کیا
جب وہ آیا اُس نے شاہانہ سلام کیا گوہر جادو نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اجازت بیٹھنے کی
پاکر سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا بعد ازاں اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت
حضور نے مجھکو کیوں طلب کیا ہی گوہر جادو نے کہا کہ اے تاریک سیاہ رو جادو آگاہ ہو کہ ہم
چند سال سے ملکہ بہار گل پوش جادو نواسی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر مائل ہیں فی زمانہ ملکہ
بہار گل پوش جادو ساتھ اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے کوہستان میں بالائے کوہ
فروکش ہی ملکہ مجمر جادو سے سنا ہی کہ ابھی تک کوہستان سے اپنے مکان کی طرف نہیں گئی ہیں
بالائے کوہ مقیم ہی چونکہ ملکہ بہار ہماری معشوقہ ایک نازنین مہ جبین نازک بدن گل پیرہن ہی
ہمارے سحر کی تاریکی سے ڈرتی ہی اپنی ہلاکت کا خوف رکھتی ہی اور ہمیں اُس کو اپنے پاس بلانا منظور
ہی اور اُس کا ہلاک ہونا مطلوب نہیں ہی لہذا ہم اپنے سحر تخت کو واسطے بلانے اپنی معشوقہ کے
بھیجے دیتے ہیں تجھکو لازم ہی کہ اپنے سحر سے راہ کو تاریک و بند کردے تیرے سحر کی ایسی تاریکی
نہو کہ ہماری معشوقہ مذکورہ اُس تاریکی میں داخل ہوکر یہاں تک آنے میں ہلاک ہو جائے
اے تاریک سیاہ رو تجھکو لازم ہی کہ بعد ہمارے حکم کی تعمیل کرنے کے یعنی بعد رفع ہونے ہمارے
سحر کے اور اپنے سحر کے راہ بند کرنے کے پاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے کہ بالائے کوہ مقیم ہی جانا
اور ہماری جانب سے اُس سے کہنا کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو طلب کیا ہی بعد گذرنے ان ایام
سخت کے کہ خداوند ہود سر مست جادو پر گراں ہیں مطمئن ہوکر رسم عقد کی جائے گی اگر وہ کچھ
عذر و انکار معشوقہ مذکورہ کے یہاں بھیجنے میں کرے تو اُس سے کہنا کہ جس طرح تونے ملکہ مجمر جادو
کو اُس طرف بیاہا ہی اُسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی بعد و قریب وہ ہی کہ اُس کی رسم عقد ادا
ہوچکی ہی اُس کی رسم عقد بعد چندے کی جائے گی نقص ہی کہ اس تقریب کے وہ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو بے ہمراہ کر دے سکتی تجھے ایسی حالت میں مناسب ہی کہ ہماری معشوقہ مذکورہ کو ہمراہ تخت

آرام روشنی مشعلہائے سحر میں یہاں لاتا تاکہ دل اُس کا نہ گھبرائے وہ اُس کا نہ گٹھے ذرا بھی اُسکا
دل نازک کو صدمہ نہ پہونچے اور اگر شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
ہماری معشوقہ کو تیرے ہمراہ آنا منظور نہ کرے تو زبردستی اس کو لے آتا اگر آمادۂ جنگ ہو تو اُس سے
مقابلہ کرے ہماری نافرمانی کی اُس کو سزا دینا ہرگز اس سے خائف نہ ہونا اور اُس کے ہمراہیوں سے
جو کوئی اُس کی حمایت کرے اُس کو بھی سزا دینا ہمارے اس حکم کو ضرور بجالانا وہاں سے خالی ہاتھ
نہ آنا ہماری معشوقہ کو لے کر آنا یہاں آکر ہم سے خلعت و انعام کثیر لینا تاریک سیاہ رو جادو نے
عرض کیا کہ یہ کمترین خدمتگذار حکم حضور بجا لائیگا گوہر جادو نے اُس کی تقریر سنکے خوش ہو کے تاریکی راہ یعنی
اپنے سحر کو دفع کیا اُسی وقت حسب الحکم گوہر جادو تاریک سیاہ رو جادو نے جا کر پہلے تاریکی سحر سے
راہ کو بند و تاریک کیا بعدہ اسباب سحر سے جھولی بھر کے تخت سحر پر سوار ہوکے سوے ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو بعجلت روانہ ہوا اب حال بیان کا لکھا جاتا ہے کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بالالے کو ملی خیمے
میں بیٹھی تھی اُس کے پاس ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو و دونوں موجود تھے باہم سب
یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ نے وہاں جاکر اب تک ضرور کوئی چالاکی کی ہوگی خبر قتل شاہ طلسم زلزلہ کی یعنی
تیغہ فنا اپنے قبضے میں کیا ہوگا اصدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو اسیر کیا ہوگا فکر حصول لوح طلسم
کر رہے ہونگے بہار و نفول وہاں نہ پہنچے ہونگے تم بھی حصول مطلب سے غافل نہ ہونگے
کہ ناگاہ درمیان تاریکی سحر ایک برق سی چمکی بحرین جادو نے کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاید خواجہ
عمرو ظفر پیکر کامیاب ہوکر آگئے ہیں تیغہ فنا و لوح کتلسمی لاتے ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو نے جو تاریکی دیکھا کہ یکایک اُس تاریکی سے ایک ساحر سیہ فام نہایت
کریہ منظر تخت سحر پر سوار جھولی اسباب سحر سے بھری دوش پر رکھے ہوئی تاریکی چو دہار اپنے ساتھ لیے
ہوے باسبار اُس کو اچانک ہوا ظاہر ہوا دیکھتے ہی سب متحیر ہوے کہ یہ ساحر کیوں آیا ہے بصد حیرت و
تردد ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خیال کیا کہ شاید یہ ساحر فرستادہ ملکہ محجر جادو ہوا ابھی سب
اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحر کلاہ سر پر رکھے ہوے بصد نخوت و غرور روبروے
ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ آکر پکارا کہ اے دبدبہ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ میں فرستادہ خداوند
نعمت ساحرانی و ذی عزت و حرمت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ کا ہوں مجھے اُس نے کہلا بھیجا
ہے کہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو ہماری معشوقہ محبوبہ کو ہمارے پاس بھیجدو لہذا تمکو لازم
ہے کہ حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ہمراہ روانہ کر دو یہ تقریر اُس ساحر
تاریک کی سنتے ہی ملکہ مذکورہ یعنی ملکہ بہار گل پوش جادو تو آمادہ ہو کر اپنی نانی سے کیفیت کہنے لگی اور
کہنے لگی کہ اے نانی جان میں تو ہرگز نہ جاؤنگی مجھے اس ساحر بدکار کے ساتھ نہ کر دیجیے گا گوہر
جادو حرامزادے نے کیوں مجھے طلب کیا ہے شاید میری بے عزتی و بے حرمتی کا در پے ہوا ہے لیکن
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او بدزبان و نابکار اول تو یہاں آکر تو نے ہمیں
سلام نہ کیا ہمارا رتبہ و مرتبہ نہ سمجھا دوسرے بیہودہ تقریر کی دور ہو یہاں سے ہم ملکہ بہار گل پوش
جادو کو تیرے ہمراہ روانہ کرینگے اور وجہ بلانے کی کیا ہے جو ہم اپنی نواسی کو اُس کے کہنے سے
اُس کے پاس بھیجدیں اُس کی حقیقت ہی کیا ہے ایک ملازم شاہ طلسم زلزلہ ہے ہم شاہ طلسم زلزلہ کے
عزیز ہیں جیسا شاہ طلسم زلزلہ کا ملازم ویسا ہمارا ملازم اُس کی کیا یہ لیاقت و حقیقت ہے کہ ہماری

تو اسی کو اپنی معشوقہ کہے اور طلب کرے اگر وہ اس بات پر ناز کرے کہ مین محافظ لوح طلسم زلزلہ
ہون تو بھی کوئی اس سے فخر و افتخار اُس کو نہ کرنا چاہیے اور یہے دعوی ہمسری و برتری نہ رکھنا چاہیے
کیونکہ ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو کے قبضے مین تیغ فنا ہے اور تیغ فنا یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ
وہ آلۂ ضرب ہے کہ اسی کی ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ کی قضا ہے پس ہم عزیزون کو اُس نے اپنا ایسا ہی
معتبر و حافظ جان اپنا سمجھ کر جب تو تیغ فنا برائے حفاظت حوالے کر دیا ہے اور مدام وہ ہم سب کی تعظیم
و تکریم کرتا ہے ساحر مذکور نے جواب دیا کہ مجھے اس سے بحث نہین کہ تم عزیز داران خداوند ہو و
سرمست جادو سے ہو ذی عزت ہو یا نہین ہو مین تو فرستادہ اپنے آقا و مالک کا ہون ملکہ
بہار گل پوش جادو کو لینے آیا ہون دیکھو نافرمانی و سرکشی نکرو حسب الحکم گوہر جادو ملکہ
بہار گل پوش جادو کو میرے ساتھ کر دو مین ابھی لے جاؤن وہ بیٹھے ہوے میرا انتظار
کر رہے ہون گے جس طرح تمنے ملکہ مجمر جادو کو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کے ساتھ
کر دیا ہے اور وہ یہان سے آ کر لے گئی ہین اُسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی تم میرے ساتھ
کر دو مین روبرو گوہر جادو لے جاؤن اُنھون نے کہا ہے کہ بعد گذرنے اُن ایام نحس کے جو شاہ
طلسم پر نحس و گران ہین ہم بہار گل پوش جادو سے رسم عقد کرین گے بالفعل برائے تسکین
قلب اپنے پاس رکھین گے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ او نابکار آگاہ ہو
کہ تمنے اپنی بھانجی ملکہ مجمر جادو کو موافق رسم و قاعدہ دنیا کے بعد رسم عقد صدف جادو شہزادہ
کے حوالے کر دیا ہے اور وہ بعزت لے گیا ہے اور تو ملکہ بہار گل پوش جادو کو گوہر جادو کے
حکم سے ساتھ بے عزتی و رسوائی کے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے کیا دیوانہ ہوا ہے او تیرا مالک و آقا
بھی کیا ہے جو ذلیل و حقیر تصور کرتا ہے جو ہماری نسبت ایسے خیال بد کرتا ہے بس یہان سے چلا جا کہدینا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو نہین بھیجا اور کہا ہے کہ او گوہر جادو
اپنے ہوش و حواس مین آ حصول منصب حفاظت لوح طلسمی پر نازان نہو غرور و نخوت نکر اپنی اصل و
حقیقت پر نظر کر کہ تو ایک ہمارا ملازم ہے اور نمک خوار قدیم ہے خیال نمک حرامی و آبرو ریزی
شاہزادیون سے باز آ تو بکر عذر و معذرت کر ورنہ تیری شکایت شاہ طلسم زلزلہ سے کیجائیگی
وہ غضبناک ہو کر سزائے سخت دے گا عجب نہین کہ برہم ہو کر قتل کرائے ساحر مذکور نے
کہا کہ اے دبدبہ مین تمھارے رعب سے ڈرتا نہین ہون جب میرے روبرو ایسی
تقریر کر رہی ہو بہتر یہی ہے کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے حوالے کر دو تاکہ مین اُس کو روبرو
گوہر جادو کے لے جاؤن اگر کچھ عذر کرو گی تو اچھا نہو گا مین ضرور لیجاؤن گا خالی یہان سے
نہ جاؤن گا کیونکہ مجبوری ہے حکم ہے کہ تنہا نہ آنا ملکہ بہار کھڑی دیکھ رہی تھی ملکہ بہار یہ سنکر کانپ اٹھی بیساختہ رونے لگی اور ملکہ
دبدبہ سحر ساز کے چمٹنے سے چمٹ گئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار کو لپٹنے سے لگا کر پیار کر کے کہا
کہ اے لڑکی تو کیون ڈرتی ہے کیا مجال اس ساحر نابکار کی جو تجھکو یہان سے لیجائے یہ کہکر اُس ساحر سے مخاطب ہو کر
از حد غضبناک ہو کر کہا کہ اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہان سے دور ہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل
ہوگا تیری کیا یہ مجال ہے کہ تو ہماری نواسی کو زبردستی لے جائے یہ تقریر ملکہ مذکورہ کی سنکے ساحر
مذکور نے غضبناک ہو کے بہت کم وہی ناریل چوبی دار جو ہاتھ مین تھا سحر دم کر کے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو کے روبرو مارا ناریل شق ہوا دو دھنیان سحر اور شعلے پیدا ہو کے بلند ہوے

اسیران دھوئیں اور شعلوں نے بلندی سے بصورت گنبد ہوکے جلدی تمام مانند سرپوش کے
ملکۂ فریدہ سحر ساز جادو وغیرہ کو ڈھانک لیا چاروں طرف سے بند کر لیا اسوقت ساحر مذکور نے
نعرہ کیا کہ مہتر تاریک سیاہ رو جادو دیکھتے ہو کہ میں نے تمکو تمہاری نافرمانی و سرکشی کی کیسی
سزا دی ہے تو ارادہ میرے قتل کرنے کا ظاہر کیا تھا میں نے تمکو اپنے ایسے سحر میں مبتلا کر لیا ذرا
کہ تھوڑی دیر میں اس دود غلیظ سحر سے مع اپنے ہم نشینوں کے گھٹ گھٹ کر سوئے ملک عدم
جاؤ گی ہرچند میں نے کہا تھا میرے کہنے پر عمل نہ کیا مجھ ایسے سحر ور الزاج ت گفتگوے سخت کی
خلاف میرے منشا کے کلام کیا میرے آقا و مالک کے حکم سے سرکشی کی میں نے بھی تمکو سزا سخت
دی اس سحر سے میرے تمہارا جانبر ہونا ممکن ہی نہیں ہرچند رد سحر کرنا چاہو گی لیکن ممکن نہوگا اس
دود غلیظ سحر سے ایسا ناک میں دم ہوگا اور دل گھبرانے لگے گا دم گھٹنے لگے گا کہ ایک لفظ بھی رد سحر کا تمہاری
زبان پر جاری نہوگا رد سحر کرنے کی حسرت ہی رہ جائے گی یہانتک کہ تھوڑی ہی دیر میں تم سب
ان شعلہ ہائے آتش سحر سے جلتے ہوے دنیا سے عدم جاؤ گے نہ تم رہو گے نہ شاہ طلسم زلزلے میری
اور میرے آقا و مالک کی شکایت کرو گے تمکو اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو بہت ہی عزیز تھی
اسکے گل نو نہال پر بلبل وار عاشق تھیں تمہاری سرکشی و نافرمانی کی وجہ سے اسکے بھی باغ حسن و
جوانی پر خزان آ گئی تو ہوس اسکے پھول کھلنے کی رہ گئی تمہارے ساتھ ہی یہ بھی راہی ملک عدم
ہوئی راہ میں نہ گھبراؤ گی نواسی تمہاری تمہارے ساتھ ہوگی راستہ عدم کا نہیں بتاتی ہوئی تمہارا ہاتھ
پکڑے ہوے تمکو سوئے عدم لے جائیگی راہ عدم نواسی کی ہمراہی میں بآرام و راحت طے ہو جائیگی
تمکو اپنے سحر پر اور اپنے شاہزادی ہونے پر بہت ناز تھا سارا غرور تمہارا خاک میں مل گیا میں نے تمکو
اتنی مہلت بھی نہ دی کہ تم تدبیر سحر کرسکو پہلے ہی میں نے بعجلت تمکو اپنے سحر میں مبتلا کر لیا اب تمہارا کوئی حامی و
مددگار بھی یہاں نہیں ہے کہ تمہاری مدد کرے میرے سحر سے تمہیں رہا کرے اسوقت میں تمہاری شرکت
کرے اور دلیرانہ اگر تمہاری نصرت و مدد کرے بجز ایسے ساحر زبردست سپہ سالار کو ہر جادو سے مقابلہ
کرے میرے اس سحر سخت کو دفع کرے اور ایسے سحر میں جادو تر ہی وقت تقریر میری طرف بہ نظر تند
و تیز دیکھ رہے تھے اسوقت اپنے سحر کا دریا روان کرو اگر سحر میں جادو تمہارا نام ہے تو کوئی طوفان سحر
اٹھاؤ مانند موج دریا میرے سحر سخت کی ایذا و تکلیف سے سخت اضطراب ہو رہی ہے آپ کی طرح تڑپ تڑپ کر
جان مدد و حرمت ہو اگر ہو سکتے ہو ورنہ سحر میرا کہ میں کی تجویز کی ہے زبردست ساحر ہوتا یک سیاہ رو
جادو نے سحر میں ملکہ فریدہ سحر ساز جادو وغیرہ کو مبتلا کر کے نعرہ کرنے کے بعد نخوت و غرور سے تقریر کر رہا
تھا مانند سرو سرکشی اکڑ رہا تھا کلمات طعن و تشنیع زبان پر جاری کر رہا تھا مبتلائے سحر مذکور درمیان
اس غلیظ و بدبوئے سحر و شعلہ ہائے آتش کے بیٹھے ہوے سن رہے تھے دم گھٹا جاتا تھا بدبوے
دود غلیظ سے دماغ پھٹا جاتا تھا شعلہ ہائے آتش سحر افضا جلائے دیتے تھے رد سحر پر مستعد تھا
رد سحر کرنا چاہتے تھے مگر دود غلیظ و بدبو سے منہ نہ کھولا جاتا تھا سحر پڑھا نہ جاتا تھا اوس کسمپرسی میں
گھبرائے ہوے تھے برجوع قلب اپنی بےکسی و عاجزی کی خداوند عالم و عالمیان سے دل میں دعا
کرتے تھے کیونکہ مطابق دین اسلام ہو چکے تھے ظاہر ہے کہ جب کوئی برجوع قلب وقت بلا و مصیبت
خداوند عالم سے طالب امداد ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اوس کی دعا قبول ہوتی ہے ان اسیران گرفتار
سحر کی بھی ایسی حالت مجبوری و لاچاری میں دعا قبول ہوئی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سید الی

ہو جا بجری اس عنوان سے پیدا ہوا کہ چند ساحر لشکر بحرین جادو کے اُسوقت درۂ کوہ سے نکل کر
بضرورت باہر آئے تھے اُنھون نے جو ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین
جادو کو مبتلاے سحر دیکھا بے تاب و بے قرار ہوگئے تاب ضبط نہ لاکے جلد تر درۂ کوہ مین واسطے
خبر رسانی کے گئے جاتے ہی تمام حال جو دیکھا تھا صاحبقران سے بیان کیا اُسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جوش شجاعت مین آکے تاب ضبط نہ لاسکے مرکب پر سوار ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھتے ہوے درۂ کوہ سے باہر آکر سوے تاریک سیاہ رو جادو روانہ ہوے جب نزدیک
اُس کے پہونچے نعرہ کیا کہ منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ او
ساحر نابکار خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے غضب کیا تو نے کہ ہماری لاعلمی مین تو نے بیان کرکے
دوستون کو مبتلاے سحر کیا اب ہمارے ہاتھ سے تیرا بچنا دشوار ہے آمادۂ مرگ و مہلکے قتل ہوجا
یہ نعرہ کرکے پھر اسم اعظم الٰہی متواتر پے در پے پڑھنے لگے اور اپنے اوپر دم کرنے لگے تاریک
سیاہ رو جادو نے تقریر صاحبقران و نعرۂ طلسم کشاے طلسم زلزلہ سنکے مسکرا کر کہا کہ آئیے
آئیے آپ خوب آئے گویا مراد دلی بر آئی ساحران طلسم زلزلہ کو تو آپ کی جستجو تھی کسی ساحر کو آپ
نملے میرا مقدر اچھا تھا کہ میرے روبرو بے جستجو آپ خود ہی آگئے مجکو تو کیا قتل کیجیے گا خود ہی
اسیر سحر ہو کر بیابان سے سوے طلسم زلزلہ روانہ کیے جائیے گا واللہ آپکے حق مین تجویز مقتول
کی جائیگی مجکو وہ دولت و انعام ملیگا کہ دیکھنے سننے والون کو رشک و حسد ہوگا کیا اچھی ساعت
سے مین ادھر آیا تھا یہ کہکر اپنی جھولی سے ناریل جوئی دار نکال کر سحر پڑھنے لگا اس اثناے مین
صاحبقران کشورستان نے عالم غصہ مین تیز تر مرکب کو جولان کرکے مہلت تمام و کمال سحر پڑھنے
اور ناریل پر دم کرنیکی نہ دے کر تلوار نیام سے کھینچکر اسم اعظم الٰہی اوپر شمشیر آبدار کے دم کرکے
دوبارہ نعرہ کرکے اس طرح اُس کے اوپر تلوار لگائی کہ وہ نابکار مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر بالاے
خاک گرا زمین پر گرتے ہی اُس کی لاش کے تڑپنے لگے تھوڑی دیر مین تاریک سیاہ رو جادو تڑپ کر
مرگیا دنیا سے سوے جہنم گیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی یعنی ہواے تند و تیز
چلی ابر سیاہ سوے فلک آیا آندھی بھی آئی ابر مذکور سے برق و رعد کی آواز پیدا ہوئی اور سنگ
سنگ باری و برف باری ہوئی بعد ازان وہ آندھی سیاہ اور وہ ابر و بارش سنگ و برف دفع
ہوئی پیرون نے سحر کے اسی کے نام سے آواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم یعنی قتل کیا ہمکو طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے افسوس مطلب دل اپنا نہ بر آیا یہ
آوازین دے کر وہ سب پیر سحر کے نالہ کنان ایک سمت روانہ ہوے تاریک سیاہ رو جادو
کے مرنے سے سحر اُس کا دفع ہوا ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو اور
بحرین جادو جو اُس کے سحر مین مبتلا تھے ہوشیار ہوے سحر ساحر مقتول سے رہائی پائی سب نے
آنکر خدمت صاحبقران مین کمال تعریف شجاعت و بہادری کرکے پوچھا کہ آپ نے اس
ساحر نابکار کو کیونکر قتل کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جب ہمنے سنا کہ تم سب اُس کے سحر مین
مبتلا ہوگئے تاب ضبط نہ لاکر مرکب پر سوار ہوکے درۂ کوہ سے نکل کر ادھر آکر نعرہ کیا ساحر نابکار
مقتول ہمکو دیکھتے ہی بعد تقریر بسیار بزور سحر زیر کوہ آکر ناریل جوئی دار اپنی جھولی سے
نکال کر اسماے سحر پڑھنے لگا ہمنے اسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمام و کمال اسماے سحر پڑھکر ناریل

دم کرکے وہ ناریل پھینکنے لگا گھوڑے کو دوڑا کر اسم اعظم الٰہی پڑھ کر اپنی شمشیر آبدار پر دم
کرکے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ نابکار بھاگ نہ سکا آخر تلوار سے دو ٹکڑے ہوا سب نے عرض کیا
کہ آپ نے بڑی جسارت کی ایسے ساحر نابکار کے آگے چلے آئے اپنے تئین ظاہر کردیا عجب شجاعت و
بہادری آپ سے ظہور مین آئی آپ کے سبب سے ہماری رہائی وجانبری ہوئی ابھی بحرین جادو
وغیرہ باتین کررہے تھے تعریف شجاعت صاحبقران کررہے تھے کہ جملہ ساحران لشکر
بحرین جادو بھی درۂ کوہ سے نکل کر جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھے ہوئے
ترسول و بسول ہاتھون مین لیے ہوے سامان جنگ کیے ہوے حاضر ہوے یہان آکر دیکھا کہ وہ
ساحر نابکار قتل کیا ہوا پڑا ہے قبلاے عمر قید سحر سے رہا ہوگئے ہین بحرین جادو نے ساحران سے
کہا کہ اب تم یہان آئے ہو جب دشمن ہمارا دست صاحبقران کشورستان سے قتل ہوگیا پہلے
سے کیون نہ آئے اُنھون نے عرض کیا کہ حضور واقعی ہمکو یہان آنے مین دیر ہوئی وجہ دیر کی
یہ ہوئی کہ ہم سامان جنگ کے مہیا کرنے مین مصروف تھے جب سب آراستہ ہوچکے اور سامان جنگ
مہیا کرچکے اُسوقت یہان آئے بحرین جادو نے چین بجبین ہوکے اُنسے کہا کہ خبردار ایسی
تاخیر ہنگام مقابلہ دشمن نکرنا ورنہ تمکو سزا دی جائیگی سب نے عرض کیا کہ آیندہ ہمسے ایسی تقصیر
نہوگی ابھی وہ سب ساحر عرض کررہے تھے ناگاہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے اُس طرف دیکھا کہ
جس جانب تاریکی سحر کی دیکھتے ہی خوش ہوکر کہا کہ اے صاحبقران کشورستان دیکھیے وہ تاریکی
سحر جو قبل قتل کرنے اس ساحر مقتول کے تھی اب مطلق نہین ہے شاید اسی ساحر کے سحر کی تاریکی تھی
اس کے قتل ہونے ہی ہم سب پر سے بھی سحر اس کا دفع ہوگیا اور وہ تاریکی بھی اسی کے سحر کی دفع
ہوگئی جو راستہ بند تھا وہ کھل گیا اب اس راہ سے گذرنا بہت سہل ہے خواجہ طیفور کو دیا بھی غالبًا
وہان عیاری کرکے صدف جادو وغیرہ کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کرچکے ہونگے یا اُن کی
اسیری کی فکر مین ہونگے ایسی حالت مین جو مناسب ہو وہ کیجیے کیونکہ راستہ صاف ہوگیا ہے جو
تاریکی دفع ہوگئی ہے صاحبقران نے جوش شجاعت مین فرمایا کہ اے ملکہ اگر تاریکی سحر دفع ہوگئی
ہے اور راہ جو سحر سے بند تھی کھل گئی ہے تو اب ہم بھی یہان سے برائے قتل گوہر جادو وغیرہ
چلتے ہین خداوند عالم معین ومددگار ہے اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ ہماری مدد ونصرت
کرے گا دشمنون پر ہمین کامیاب کرے گا وہ ہر شے پر قادر ہے اُسی قادر قیوم کی نصرت ومدد پر
ہمین تکیہ ہے اُسی کا ہمکو بھروسہ ہے وہ اگر چاہے گا تو ہمکو ہمارے دشمنون پر غالب کرے گا تیغۂ قضا
وبرج طلسم زلزلہ بھی دونون انکے لیے دستیاب ہونگی یہ کہکر سوے گوہر جادو ومکان صدف جادو
وآفاق جادو وبسم اللہ کہکر مرکب اپنا بڑھایا بحرین جادو وملکہ دبدبہ سحرساز جادو وملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین ہم بھی عین وقت پر حاضر خدمت ہونگے یہ عرض
کرکے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو تو بزور سحر بزمین فرو ہوکے سوے فلک
گلگون بحرین جادو وغیرہ سحر غرق زمین ہوا ساحران لشکر بحرین جادو بخلعت سحر کی سواریون پر سوار
ہوکے سوے فلک بلند ہوکر ابر سیاہ کیطرح نظر سے غائب ہوگئے سوے مکان صدف جادو وگوہر جادو
بسرعت تمام روانہ ہوے ان سب کا حال آیندہ انشاء اللہ بمقام مناسب بیان کیا جائے گا بیان حال
ذکر صاحبقران کشورستان وغیرہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو وملکہ دبدبہ سحرساز جادو

ور ملکہ بہار گل پوش جادو سے جدا ہو کر مرکب کو جولان کر کے نظر باعانت خالق کون و مکان
کر کے تنہا روانہ ہوئے آگے راہ میں دشت پر خار و کوہسار کو دیکھتے ہوئے قدرت خالق کون و
مکان کا مشاہدہ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اسم اعظم الٰہی بھی ورد زبان کرتے تھے دامن پست و
بلند کو طے کرتے ہوئے جاتے تھے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال گوہر جادو وغیرہ کا
لکھا جاتا ہے کہ بعد روانہ کرنے تاریک سیاہ رو جادو کے اپنے سپہ سالار کے گوہر جادو چشم براہ بیٹھا
تھا منتظر آنے اپنے سپہ سالار مذکور کا تھا جب نہ آئے تو کہتا تھا کہ تاریک سیاہ رو جادو ابھی تک
نہیں آیا کیا سبب ہوا شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے بھیجنے میں
انکار کیا ہوگا تاریک سیاہ رو جادو چاہتا ہوگا کہ ملکہ بہار کو ساتھ اپنے یہاں لائے
کبھی کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خائف و ترسان ہو کے میرے حکم سے نافرمانی و سرکشی
نہ کر کے ملکہ بہار کو میرے سپہ سالار کے حوالے کر دیا ہوگا وہ اس کی سواری کے ساتھ ساتھ
آتا ہوگا راہ میں ہوگا کبھی دل میں کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو عزیزان شاہ طلسم نور افشاں
سے ہے نخوت و غرور اس کو زیادہ ہے کبھی وہ میری معشوقہ کو ہمراہ میرے سپہ سالار کے نہ بھیجے گی اگر
تاریک سیاہ رو جادو تنہا آیا تو میں خود ہی جاؤں گا اپنے ساتھ اپنی محبوبہ کو لاؤں گا غرضکہ مختلف
خیال دل میں پیدا ہو کر رہا تھا آنکھیں سوئے راہ لگی تھیں دمبدم خیال ملکہ بہار گل پوش جادو میں
آہ سرد کرتا تھا تصویر خیالی سے اس کی باتیں کرتا تھا کہ اے محبوبہ من تیرے فراق میں کیا کیوں
جو جو صدمات اپنے دل پر اٹھائے ہیں شب و روز آہ و زاری میں بسر کیے ہیں فرش خواب پر مانند
مرغ بسمل تڑپا ہوں گویا بیمار ہو گیا ہوں چہرہ زرد ہو گیا ہے تن سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہوں قابل رحم ہوں
وصل سے شاد کام کرو ورنہ یہ تیرا عاشق زار ہلاک ہو جائے گا تیرے وصل کی تمنا دل میں لیکر سوئے
عدم جائے گا ہنوز گوہر جادو اپنے دل میں خیالات مندرجہ کر رہا تھا اور تصویر خیالی محبوبہ مذکورہ
سے ہم سخن تھا کہ یکایک طائران سحر و ساحران محافظ راہ گھبرائے ہوئے آئے انہوں نے خبر دی
کہ اے گوہر جادو آگاہ ہو کہ تاریک سیاہ رو جادو مارا گیا ہے اس کا ہر طرف ہو گیا راستہ کھل گیا
ہوشیار ہو جانے اطلاعاً عرض کیا ہے گوہر جادو یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت سرد دم ہوا اڑ کر ہوش
اس کے اڑ گئے خیال کیا کہ یقیناً ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کے اس کو ہلاک کیا ہوگا
سوا اس کے میرے سپہ سالار کو کون ہلاک کر سکتا ہے یہ خیال کر کے دل میں کہا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کی اجل آئی ہے ضرور اس کو مار ڈالوں گا اس نے میرے سپہ سالار کو اگر قتل کیا ہے تو میں بھی اسے زندہ
نہ چھوڑوں گا گوہر جادو تو بہ عجلت قتل تاریک سیاہ رو جادو کے عالم غصہ میں آمادہ قتل ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو ہوا ہے اپنے سپہ سالار کے قتل کا صدمہ کر رہا ہے پریشان خاطر ہے اس کو اسی حال میں
چھوڑا جاتا ہے اور حال صاحبقران گیتی ستان لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ یہ قطع راہ کرتے ہوئے حسب طلب
مکان سدرف جادو پہنچے ساحران سپاہ ملکہ آفاق جادو سے چند ساحر صاحبقران کو دیکھ کر
پریشان خاطر ہو کر چلے تو آمادہ سد راہ ہوئے بعدہ دل میں کہا کہ نہیں معلوم یہ سوار کون ہے کہاں سے
آیا ہے کس غرض سے ادھر آیا ہے اس کا سد راہ ہونا بے سمجھے اس کو روکنا خوب نہیں ہے مناسب یہ ہے
کہ پہلے اس سوار کی خبر ملکہ آفاق جادو کو دینا چاہیے وہ جو حکم دیں اس پر عمل کرنا چاہیے یہ خیال
کر کے بعجلت تمام در دولت ملکہ آفاق جادو پر آئے نگہبانان دروازے کی جلد خبر کرو کہ چند ملازم حضور

آئے ہیں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں دربانوں نے ملکہ آفاق جادو کو ساحران مذکور کے آنے کی
اطلاع دی ملکہ آفاق جادو نقلی و مجمر جادو اصلی دونوں متردد ہوکر دروازے پر آئے پوچھا
کہ کیا ہے کیوں گھبرائے ہوئے آئے ہو خیر تو ہے ان سب ساحروں نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
اسوقت ایک نوجوان سوار ایسی صورت و شکل کا بعجلت ادھر آیا ہے ملازمان حضور آمادہ جنگ و
سدراہ ہیں بوجہ نہ حاصل کرنے حکم کے جنگ سے ہاتھ روکے ہوئے ہیں تاریک سیاہ درو
جادو مارڈالا گیا ہے سحر اس کا برطرف ہوگیا ہے راستہ کھل گیا ہے ہم نمکخواروں نے اطلاع دیدی ہے
اب جو حکم ہو بجا لائیں اگر حکم ہو تو اس سوار کو ہم سب جان نثار روکیں ادھر آنے دیں ملکہ آفاق
جادو نقلی نے سمجھا کہ صاحبقران کشورستان تشریف لائے ہیں ساحروں سے کہا کہ خبردار اس سوار
کو دم روکنا اور کوئی اسے روکے جلد جاؤ ہمارے لشکر کے ساحروں سے کہدو کہ ہرگز اس
سوار سے آمادہ جنگ نہو وہ کوئی ہمارے دشمنوں سے نہیں ہے ہمارے پاس آنے دو کیونکہ
وہ ہمارا دوست ہے ہم سے ملنے کو آتا ہے ساحران مذکور نے اسیوقت جاکر ساحران لشکر کو حکم ملکہ
آفاق جادو سے آگاہ کیا انہوں نے کہا کہ اگر یہ سوار ہماری ملکہ کا دوست ہے اور حکم اس کے روکنے
کا حکم نہیں ہے تو خیر ورنہ ہم سب آمادہ جنگ ہیں جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہیں یہ کہکر سوار
سوموت سے آمادہ شر و فساد نہوے ادھر صاحبقران مرکب کو جولان کرتے ہوئے تا در ملکہ
آفاق جادو گئے دیکھا کہ مجمر جادو مع ایک ساحرہ کے کھڑی ہے صاحبقران کشورستان نے
پوچھا کہ اے ملکہ مجمر جادو یہ ساحرہ کون ہے اس نے بعد سلام آہستہ عرض کیا کہ یہ خواجہ ہیں ہماری
خاطر ملکہ آفاق جادو کی صورت بن کر یہاں کھڑے ہیں صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو خواجہ
نے بعیاری بیہوش کرکے داخل زنبیل کرلیا ہے مجمر قتل شاہ طاسم زلزلہ یعنی تیغ قضا دستیاب ہوگیا
ہے آپ طلسم کی سیر اور باب بیان سے سوے گوہر جادو تشریف لے چلیے اس نابکار کو بھی قتل و
اسیر کیجیے صاحبقران کشورستان یہ خبر خوش سنکے شادمان ہوے ملکہ آفاق جادو نقلی کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ واہ وا کیا کارنمایاں کیا ہے کیا دل خوش ہوا ہے ملکہ آفاق جادو نقلی نے مسکراکر
سلام کیا بہ صورت اصلی ہوکر عرض کیا کہ آپ یہاں توقف فرمایئے سوے گوہر جادو چلیے مگر
وصول لوح طلسمی بیجیے میں نے ملازمان آفاق جادو کو لڑنے سے منع کردیا ہے کوئی ساحر ملازمان
ملکہ آفاق جادو سے آپ کا سدراہ نہوگا صاحبقران یہ سنکے بہ خوشی آگے روانہ ہوئے
خواجہ طیفور گردپا لیے بدوش ہمراہ رکاب ہوے ادھر ساحران لشکر گوہر جادو نے جاکر گوہر جادو
سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اسوقت ایک سوار نوجوان مرکب کو جولان کرتا ہوا اسی طرف
آتا ہے ہمراہ اس کے ایک شخص اور بھی ہے اگر حکم ہو تو اس کو روکیں اس نے متردد ہوکر حکم دیا
کہ ہاں اس کو روکو ادھر نہ آنے دو ہمارے جملہ ساحران لشکر سے کہو کہ جلد آمادہ جنگ ہوکر یہاں
آئیں وہ ساحر فورًا روانہ ہوے لشکر میں جاکر جملہ ساحران لشکر کو حکم گوہر جادو سے آگاہ کیا
فی الفور بارہ ہزار ساحران بدکردار جھولیاں اسباب سحر کی بھر کے نگلت سحر کی سواریوں پر سوار
ہوکے زمین سے بلند ہوکے ابر سحر میں نہاں ہوکے خدمت گوہر جادو میں پہنچے تو وہ اپنے
لشکر کو ہمراہ لیکر نکلا اور آمادہ کیا کہ میدان میں صف آرا ہوکر بیک سلسلے سے صاحبقران
گمان ہے گوہر جادو نے دیکھا کہ ایک سوار ادھر آتا ہے یہ دیکھتے ہی اپنے لشکر کے ساحروں سے

کہا کہ اے ساحران وفا شعار اب معلوم ہوا کہ یہی طلسم کشا ہے اس کو روکو ادھر سنا نے دو ساحران نکو
نارنج ترنج گولے فولادی کارد حرنا ریل چوبی دار وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیون سے نکال کر اوسے
سحر پڑھتے ہوے آگے بڑھے ادھر صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیے آواز بلند کہا کہ منم
صاحبقران کشورستان طلسم کشاے طلسم زلزلہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار کہ ہم آ پہونچے
اگر تمکو اپنی جان عزیز ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اسی کو سجدہ
کر یہ سرمست جادو کو اپنا خداوند و خداوند سمجھ ہو کہ سرمست جادو مثل تیرے ایک ساحر ہے اور
بندہ نافرمانبردار خدا ہے گمراہ کنندہ مردمان ہے اگر خداوند ہوتا تو ہمارے خوف سے لرزان و ترسان
ہو کر جزیرون اور کاہ میں ہوا- کے موافق حکم طلسم باطن مین چھپ کر نہ بیٹھتا زمانہ فتح طلسم زلزلہ کا نزدیک
آگیا ہے تجھپر ظاہر ہے کہ ہم بیشک طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین خدا نے چاہا تو جلد طلسم مذکور کو باعانت الٰہی
و بہدایت لوح طلسمی فتح کر لینگے جو ساحر ہماری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا وہ جانبر ہوگا اور
جو کوئی ہمارے فرمان سے سرکشی کرے گا انجام اس کا بد ہوگا تہ تیغ ہو کر سوے جہنم جاے گا
گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نعرہ و گفتگوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سنکر غضبناک
ہوکے پکارا کہ اے صاحبقران تمہاری قضا تمکو کشان کشان یہان لائی ہے طلسم زلزلے کا فتح
کرنا تمکو نصیب نہوگا مجھسے لوح طلسمی دستیاب نہوگی ہمکو تمہاری اطاعت کرنا منظور نہین ہم ملازمان
شاہ طلسم زلزلہ ہے ذی وقار و نمک حلال ہین ہرگز نمک حرامی نکرینگے خداوند سے منحرف ہوکر دین اسلام
سے مشرف نہونگے نہ تمہاری اطاعت کرکے تمکو لوح طلسمی دینگے تم دشمن خداوند طلسم خداوند
ہو تمکو قتل کرینگے یا اسیر کرکے خدمت خداوند مین روانہ کر دینگے ہم وہ ساحر ہین کہ ہمارے سحر
سے کیسا ہی ساحر زبردست ہو بیہوش ہوجاتا ہے تمہاری کیا حقیقت ہے کہ غیر ساحر ہو تمہارا قتل کرنا یا
اسیر کرنا کیا مشکل ہے یہ کہکر اپنے ساحران لشکر سے مخاطب ہوکر کہا کہ جلد طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے
اسیر کرلو ساحران نابکار بارہ پندرہ ہزار نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار و فلفل آتش
ہمرسون کارد حرہ وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیون سے نکال کر اور سے سحر پڑھ پڑھ کے ان پر دم
کرتے ہوے جانب صاحبقران کشورستان بڑھے ادھر صاحبقران موصوف نے جنگ کر
مرکب سے سنگریزے مشتی مین لے بندریت سے لیکر اسم اعظم الٰہی ان پر پڑھ کر دم کیے ارادہ ان پر
مارنے کا کیا تھا کہ دفعتًا بالاے فلک ایک پارہ ابر سیاہ نمودار ہوا اس ابر کے ٹکڑے مین برق کی
چمک اور رعد کی سی آواز تھی یکایک وہی پارہ ابر شق ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ڈیڑھ ہزار
ساحران آزمودہ کار مختلف سحر کی سواریون پر سوار بعجلت تمام ہنستے ہوے سوے زمین آکے
زمین کہ اے ساحران ملازم گوہر جادو خبردار صاحبقران نامدار پر سحر نکرنا وہ غیر ساحر ہے
ہم آتے ہین ہمسے مقابلہ و مجادلہ کرو ہم یہ سحر گر دیکھین کہ تم کیسے ساحر ہو یہ تقریر آواز بلند کرتے
ہوے فی الفور سوے زمین آکے ساحران لشکر گوہر جادو نے غضبناک ہوکر پہلے انھین پر وہ
نارنج و ترنج وغیرہ مارے انھون نے بھی آتے ہی گولے فولادی کارد حرنا ریل چوبی دار تا فلفل
نارنج و ترنج سحر پڑھ کر ان پر دم کرکے مارنے شروع کیے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ساحران
لشکرہاے جانبین کام آنے لگے جا بجا قتل و ہلاک ہوکر گرنے لگے ان کے مرنے کی علامتین
ظاہر ہونے لگین ہوائین تند چلنے لگین تاریکیان دمبدم ہونے لگین پتھر ان کے حصے انھین سے

تا ہم سے شور و غل حسب دستور کرنے لگے چونکہ سپاہ گوہر جادو زیادہ تر تھی ساحران لشکر بحرین
جادو چہار طرف سے دشمنوں میں گھرنے لگے اور بے بیا ہونے لگے اکثر ساحر صاحبقران
ذیشان سے طالب امانت ہوئے اسوقت صاحبقران نے وہی سنگریزے جو مٹھی میں تھے
اور اسم اعظم الٰہی ان پر دم کر چکے تھے بہ نیت دفع ہونے اور پسپا ہونے ساحران لشکر گوہر جادو
کے کھینچ کر انکی طرف پھینکے وہ سنگریزے ان ساحروں پر پڑتے ہی برکت اسم اعظم الٰہی ساحران لشکر
گوہر جادو اکثر سنگریزوں سے ہلاک ہوئے بعد ازاں پسپا ہونے لگے یہ حال جنگ دیکھ کر گوہر جادو
نہایت غضبناک ہو کر جو کنٹھا سات دانہ ہائے عقیق سرخ کا اپنے گلے میں پہنے تھا اس کنٹھے میں سے
ایک دانہ لے کر اس پر سحر دم کر کے سوے صاحبقران چلایا ادھر صاحبقران نے شمشیر آبدار
نیام سے کھینچ کر ساحروں پر حملہ کیا یکایک خیال خواجہ کا آیا دیکھا تو ان کو نہ پایا متردد ہو کر اسم اعظم
الٰہی پڑھنا موقوف کر کے ہر طرف خواجہ طیفور گردیا کو دیکھنے لگے دل میں کہنے لگے کہ نہیں معلوم ہمارے
یار وفادار پر کیا گذری زندہ رہا یا اس لڑائی میں کسی ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا یا الٰہی اور ادھر لشکر ساحران
سے ختم ہو گیا ہنوز دونوں لشکروں میں جنگ مغلوبہ خوب ہو رہی تھی لڑائی سحر کی گھمسان کی ہو رہی تھی
لاش پر لاش گر رہی تھی صداے گیر و دار بلند تھی شور و غل ہو رہا تھا ساحروں کے مرنے سے
ہوائے تند چل رہی تھی آندھیاں آ رہی تھیں گرد و غبار بلند تھا تاریکی بھی ہو رہی تھی صاحبقران
اسم اعظم پڑھنا موقوف کر کے جستجوے خواجہ طیفور گردیا میں مصروف تھے کہ ناگاہ گوہر جادو نے
وہی دانہ یاقوت احمر صاحبقران نامور پر مارا جب وہ بالاے سر آیا درمیان سے شق ہوا اور دود
غلیظ متعفن و بدبو بکثرت پیدا ہوا اور شعلے ہویدا ہو کر سوے فلک بلند ہوئے پھر مجتمع ہو کر بصورت
گنبد ہو کر بلندی سے سوے زمین آ کر محیط صاحبقران موصوف ہوا اسیر با توفیق تاثیر سحر و نیز بدبوے
دود غلیظات بیہوش ہو کر مرکب سے بالاے خاک گرے دود غلیظ مذکور دفع ہو گیا گوہر جادو
محافظ لوح طلسم زلزلہ بعد خوشی خنجر بکف براے قتل صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ خرامان
خرامان ہنستا ہوا چلا ہنوز صاحبقران تک نہ پہونچا تھا کہ سوے فلک برق بجلی کو گوہر جادو نے
سوے فلک دیکھ کر جلد ایک دانہ یاقوت احمر اپنے کنٹھے سے توڑ کر سحر اس کے اوپر دم کیا ہنوز دانہ
مذکور پر سحر دم کر چکا تھا کہ وہ برق کڑک کر آ کر بالاے سر گوہر جادو گری ساحر مذکور جلد سحر پڑھ کر زیر زمین
ہوا بعد تھوڑی دیر کے زمین سے نکلا دیکھا کہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو جو برق بن کر گری تھی بصورت
اصلی ہو کر بالین صاحبقران کشورستان افسوس کنان کھڑی ہے دفع سحر کی فکر میں ہے یہ دیکھتے ہی
غضبناک ہو کر پکارا کہ اے دبدبہ سحرساز جادو اب معلوم ہوا کہ تمہاری ہی یہ کارروائی تھی تمہیں
رازدار طلسم زلزلہ سے تھیں چھین کر یک طلسم کشا ہو کر طلسم کشا کو ادھر لائی ہو واسطے حصول تیغہ فنا و
لوح طلسم زلزلہ کوشش کر رہی ہو تمہاری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا ہے تمہیں فتنہ انگیز ہو غدار
خداوند ہو کے بدخواہی خداوند پر سے کمر باندھی ہے بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو اپنے
خداوند سے منحرف ہو گئی ہو دوستی طلسم کشا اختیار کی ہے شاید تمہیں نے میرے سپہ سالار تاریک
سپہر جادو کو قتل کیا ہے جب اس کا سحر دفع ہوا ہے تو براے حصول لوح طلسم کشا کو اس طرف
لائی ہو حالا نگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بروی یہ کہکر غضبناک ہو کر وہی دانہ یاقوت
کھینچ کر ملکہ مذکورہ پر مارا ہر چند ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے چاہا کہ پڑھ کر سحر زمین میں غرق ہو یا برق بنکر

سوے فلک جائے اپنے تئین سحر سخت گوہر جادو سے بچائے مگر ممکن نہوا وہ دانہ یاقوت بدستور
مرقومہ بالا شق ہوا دود غلیظ وبدبو پیدا ہوا شعلے نمایان ہوئے پھر وہ دھوان تیج وپیچیدہ ہو کر
کچھ سوے فلک بلند ہو کر بصورت گنبد درخشان ہو کر گرد ملکہ مذکورہ ہو گیا ملکہ مذکورہ مبتلائے سحر ہو گئی
ہر چند مبتلاے سحر ہو کر بھی رد سحر کی فکر کی لیکن رد سحر ممکن نہوا بلکہ وہ دود غلیظ سحر کہ تھا گوہر جادو
سے بیہوش ہو گئی بعد بیہوش ہو جانے کے وہ دھوان دفع ہو گیا گوہر جادو خرم وخندان
اپنی تعریف وثنا آپ ہی کرتا ہوا اپنی سحر وساحری پر ناز کرتا ہوا اپنے خیال آگے بڑھا کہ پہلے ملکہ دبدبہ کو
قتل وہلاک کرنا چاہیے کیونکہ یہی بانی فساد ہو اور ساحرہ زبردست ہی بعد اس کے قتل کرنے کے
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ وہ غیر ساحر ہو اور بیہوش پڑا ہوا ہی اس کا کوئی حامی ومددگار بھی نہین
ہی ایک ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہی ہین تھی وہ مبتلاے سحر ہو کر بیہوش ہو گئی ہی غرضکہ خیال مذکور
کرتا ہوا جاتا تھا کہ یکایک پھر ایک ٹکڑہ ابر آیا بر قریب گوہر جادو کے جانب ابر دیکھکر متردد ہو کر
پھر ایک دانہ یاقوت اپنے گنٹھے سے لے کر سحر پڑھ کر دم کیا یکایک اس پارہ ابر سے برق تڑپ کر
بالاے سر ساحر مذکور گری گوہر جادو نے پھر غرق زمین ہو کر برق جندہ مذکور سے اپنے تئین بچالیا
بعد تھوڑی دیر کے دور جا کر زمین سے نکلا وہان سے دیکھا کہ ملکہ نجم جادو سرہانے اپنی خالہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو کے کھڑی ہوئی رو رہی ہی کبھی سوے صاحبقران دیکھتی ہی اور کہتی ہی
کہ غضب ہوا صاحبقران کشورستان بھی بیہوش ہو گئے مبتلاے سحر گوہر جادو ہو گئے ہائے
کیا تدبیر کرون کس طرح یہ سحر دفع کرون افسوس فکر وتدبیر کچھ کی گئی تھی یہان اور ہی کچھ ظہور مین
آیا اب دیکھیے ان بیہوشون کے حق مین کیا ہوتا ہی جانبر ہوتے ہین یا قتل ہوتے ہین ابھی ملکہ
نجم جادو تقریر مذکور کر رہی تھی آنسو آنکھون سے جاری تھے عالم یاس ومجبوری مین رو رہی
تھی دونون لشکرون مین ایک طرف جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ ناگاہ لوح طلسمی یعنی گوہر جادو
نے اس کو دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ او نجم جادو او گیسو بریدہ واہ رے تو بھی شریک طلسم کشا ہو گئی ہی
اس کی اور اپنی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی اعانت ومدد کو آئی ہی او بے حیا میرے قتل کیے
ہوئے ہی برباد کی طلسم زلزلہ چاہتی ہی ملکہ آفاق جادو وصدف جادو کو کیا تیری جان پر بھی
وبدخواہی خداوند سے آگاہی نہین ہی انھون نے بھی تجکو منع کیا اور مر گئے دیا دیکھ تو سہی
کہ تجھ سے کس طرح پیش آتا ہون بیہوش کر کے تیرا سر بھی کاٹتا ہون یہ کہکر قریب آکر ایک اور دانہ
یاقوت مارا بدستور مرقوم الصدر وہ شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوئے پھر جس طرح
صاحبقران کشورستان اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دود سحر بدبو مین نہان ہو کر بیہوش
ہو گئے تھے اسی طرح یہ بھی بیہوش ہو گئی وہ دھوان اور شعلے معدوم ہوئے گوہر جادو نے
اپنے دل مین کہا کہ اے گوہر جادو قتل ملکہ دبدبہ وطلسم کشا مین تعجیل کرنا خیر کرنا کیا نہین
ہی کیونکہ طلسم کشا کے مددگارون کے آنے کا سلسلہ قطع نہین ہوتا ہی ایک بعد دیگرے چلے ہی
آتے ہین یہ باتین سمجھانے خود کو پھر سوے ملکہ دبدبہ وطلسم کشا برائے قتل بڑھا یکایک پھر برق
کڑک کر جانب فلک سے سوے زمین گرنے لگی گوہر جادو نے ابکی مرتبہ غرق زمین ہونا مناسب
نہ جان کر جلد اسماے سحر زبان پر جاری کر کے توقف کیا جب وہ برق قریب سر پہونچی امید بر ہونا
ملکہ بہار گلپوش جادو کہ برق بنکر گری تھی بصورت اصلی ہو کر بالاے زمین گری گوہر جادو

نے اُس کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم یہان
اسوقت کیون آئین یقینا ہمارے قتل کرنے کے واسطے اور اپنی نانی ملکہ دبدبہ اور ملکہ مجمر جادو
و طلسم کشا کی مدد کو آئی ہو گی معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی شریک طلسم کشا ہو گئی ہو خداوند سے پھر گئی
ہو تباہی و بربادی طلسم زلزلہ چاہتی ہو تم کو خداوند سے منحرف ہونا چاہیے تھا اور مجھ ایسے اپنے
عاشق صادق سے دشمنی کرنا مناسب نہ تھا خیر زیادہ اسوقت تمسے کیا شکایت کرون کہ ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و طلسم کشا نے طلسم زلزلہ کو تہ تیغ کرنا ہی پھر ان کے تنون سے جدا
کرنا ہی بعد قتل کرنے نامبردہ گان کے تمسے شکایت کی جائے گی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بکاری
و سخن سازی کہا کہ واہ واہ اے گوہر جادو تمنے ہماری نسبت عجب عجب خیال کیے ناحق ہم تمہارے
طلسم میں آئے اگر تمکو ایسا بد باطن جانتے تو ہرگز نہ آتے اسی بد باطنی و نافہمی پر دعوی عشق کرتے ہو
کہ بھلا ہم عاشق صادق ہین ہمارے روبرو ہماری نانی کو اور ہماری خالہ زاد بہن کو قتل کرنے
جاتے ہو سر اُن کے ہمارے سامنے جدا کرنے کا ارادہ کرتے ہو تمکو ذرا بھی شرم و غیرت نہین
آتی ہی دل آزاری محبوب و معشوق تمہارا ہی کام ہی بقول کہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔
مثل تمہارے کوئی عاشق کسی حسین سر جبین کا نہوا ہی نہوگا مشہور جہان ہی کہ صفتہاے عاشق
وفاداری و نازبرداری معشوق و خاطر داری محبوب و خوشی مطلوب وغیرہ و جان نثاری وغیرہ
ہین مگر تم دنیا سے انوکھے ہمارے عاشق ہو برعکس طرق و خصائل عاشقان طریقہ عاشقی تمہارا ہی
ہم پر جبر کرتے ہو ہمارے بھی قتل کا ارادہ رکھتے ہو خونریزی ہمارے عزیزون کی ہمارے سامنے
جائز رکھتے ہو ہان صاحب جو معشوق اپنے عاشق کے پاس آتا ہی اُس کی ایسی ہی قدر و منزلت
ہوتی ہی ایسے ہی سامان اُس کے واسطے کیے جاتے ہین اُس کی اور اُس کے عزیزون کے قتل
کی فکر کی جاتی ہی معشوق کی یہی توقیر کی جاتی ہی یہ خوبی زمانہ ہی جسکو دوست خیال کیجیے اُس سے
ہی امور دشمنی ظہور مین آتے ہین جس عاشق کو وفادار و ناز بردار تصور کیا جائے وہی عوض وفا
جفا کرتا ہی اور عوض جان نثاری خواہان قتل محبوب ہوتا ہی کون جانے کیا ہو گا واسطے انسان کے
خصوصاً واسطے مردون عاشق طبع کے نہایت بد ہی کچھ زیادہ زمانہ نہین گذرا ہی دو چار دن ہی نہین
گذرے ہین کہ تمنے تاریک سیاہ رو جادو کو بھیجا تھا وہ ہمارے لینے کو آیا تھا بیقراری و بیتابی
و اضطراب تمہارا ہمارے عشق مین ظاہر کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے ملکہ بہار تمہارے
عشق مین گوہر جادو کا غیر حال ہی قریب الرگ ہی جدائی تمہاری اُس کی ہلاکت کی باعث ہی چلو
تمکو بلایا ہی مین تمہارے لینے کو آیا ہون مین نے تو اُس کو روبرو اپنی نانی کے بمصلحت کچھ جواب
ندیا تھا الا ہماری نانی صاحبہ نے جو تمہارے پاس نہ آنے دیا تھا اُس ساحر نے زبردستی و بزور
میرے لیے جانے کا ارادہ کیا تھا اور گفتگوے سخت کی تھی اُسوقت مجھ ہین جادو کو ناگوار ہوا تھا
اُسنے تاریک سیاہ رو جادو کو بعد جنگ بسیار قتل کیا تھا یہ امر ہمکو ناگوار ہوا تھا مصمم ارادہ
کیا تھا کہ پوشیدہ طور سے کسی وقت ہم خود چلینگے اسوقت ہم یہان جو بصورت برق آئے
تمکو دشمن جان کر جو تمنے سحر کیا ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کیا بعوض شکر گذاری و احسان
ماننے کے یہ سلوک کیا شاید پہر ہی اتفاق نہوں دیکھیے آئندہ قتل ہونے مین یا اسیر کیے
جانے مین بالفعل تو ہمارے بزرگ وہ جسکی فکر تمہارے دیر و قتل ہونگے گوہر جادو نے کہا کہ

اے ملکہ مین نے احتمالاً اور صرف تمھارے چھیڑنے کے واسطے یہ کہا تھا بھلا مین تمکو اپنے
ہاتھ سے کیا قتل کرونگا ہرگز ہاتھ میرا ایسے قتل تم پر نہ اٹھے گا کسی عاشق نے بھی اپنی معشوقہ کو
قتل کیا ہے کہ مین تمکو قتل کرونگا پھوڑون وہ آنکھین جو تمھین بتلائے قتل و تیغ و صدمہ فرقت دیکھین
اور لون مین وہ ہاتھ جو تمھارے قتل کے واسطے اٹھین مین تو خود تمھارا کشتہ تیغ فراق ہون حالانکہ
تمھاری نانی اور تمھاری خالہ زادبہن نے شرکت طلسم کشا کی ہے طلسم کشا کو واسطے حصول تختہ فنا
و لوح طلسم زلزلہ کے ادھر لائی ہین تجھیر واسطے میرے ہلاک کرنے کے برق بار کر بہت تباہی
و بربادی طلسم زلزلہ پر انھون نے کر پا کر دی ہے اور مین نے انکو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہے
لیکن تمھاری خاطر سے ان کو قتل نکرونگا الاان کو اسیر کرکے ان کی بغاوت کی اطلاع خداوند
و نائب خداوند کو ضرور دونگا اور طلسم کشا کو ابھی تمھارے سامنے قتل کرونگا تمنے عاشق نوازی
کی کہ یہان آگئین تمھارے یہان آنے کے اسوقت کیا کہون جو مسرت حاصل ہے عالم غصہ و قہر و
غضب میرا دفع ہو گیا ہے تمھاری صورت زیبا دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا ہون جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے
ہزارون ساحر قتل و ہلاک ہو رہے ہین مگر مین تمھین کو دیکھ رہا ہون اس کشت و خون کی طرف
توجہ بھی نہین کرتا ہون خوشا مقدر میرا کہ تم میرے پاس آگئین مین تو مشتاق جمال تھا ملکہ بہار
گل پوش جادو نے جواب دیا کہ بس بس زیادہ دروغ گوئی اچھی نہین ہرگز ہمین یقین نہین کہ
تم ہمارے عاشق صادق ہو زبانی اقرار عاشقی کرتے ہو مگر دل مین تمھارے کینہ ہے کوہر جادو نے
کہا کہ اے ملکہ قسم ہے خداوند ہو دسر مست جادو کی مین تمھارا دشمن نہین ہون دل سے
دوست و عاشق ہون غرضکہ تا دیر اسی طرح کوہر جادو عذر و اظہار عاشقی کرتا رہا اور ملکہ بہار
نے اسکو باتون مین متوجہ کیا اور دل کو اس کے اپنی زلف تقریر مین الجھایا یہان تک کہ بحرین جادو
بزور سحر زیر زمین قطع راہ کرکے بہزار دشواری و مشکل اندرون مکان کوہر جادو و غار سے اس
باغستان مین زیر تکیہ و پہونچا جہان چارون گلدستون مین رکھی ہوئی تھین اور نگہبان کوئی
نہ تھا کوہر جادو بھی اپنے مکان مین نہ تھا میدان مین برائے جنگ گیا تھا ملکہ بہار سے وہان
باتون مین مصروف تھا اس کا محو دیدار تھا بحرین جادو جو وہان آیا ہے جو بالائے تکیہ و جام و مہیا تھا
بجگر برجوع قلب خداوند عالم و عالمیان سے یون دعا کرنے لگا کہ اے معبود حقیقی وائے کارساز و
بندہ نواز و اے مسبب الاسباب تجھپر ظاہر ہے کہ مین مطیع دین اسلام ہون ہرچند کہ کلمہ طیبہ مین نے
اپنی زبان پر جاری نہین کیا ہے مگر تجھکو وحدہٗ لاشریک و خدائے زمین و آسمان جانتا ہون عہد کیا
ہون کہ بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرونگا بغرض نصرت دین اسلام مین نے
شرکت طلسم کشا اختیار کی ہے اور برائے حصول لوح طلسمی بہزار دشواری ہزارہا بلاؤن اور آفتون سے
بچکر یہان تک آیا ہون چاہتا ہون کہ در مراد میرے ہاتھ لگے یہان چار گلدستون مین چار لوحین
رکھی ہین یہ جانتا ہون کہ ان چارون مین ایک لوح طلسم زلزلہ اصلی ہے اور تین نقلی ہین مگر یہ نہین معلوم
کہ اصلی لوح طلسمی کون ہے اگر ہر سہ لوحہائے مصنوعی و نقلی سے کوئی لوح اٹھاؤنگا تو یقیناً ابھی
اسیر ہو جاؤنگا چاہتا ہون کہ تو اپنی قدرت کاملہ سے اسوقت میرے دل مین شناخت لوح اصلی
کی پیدا کر دے یا میرے ہاتھ کو جانب لوح اصلی دراز کرا دے تاکہ جب تک کوہر جادو یہان
آئے مجکو در مراد حاصل و مستجاب ہو جائے یہ دعا جو برجوع قلب کی بوجہ نیت بخیر ہونے کے

درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی ہاتھ جو واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ کے بڑھایا قدرت خدا سے
اسی لوح پر ہاتھ پڑا جو لوح طلسم زلزلہ اصلی تھی بجرد اٹھا لینے لوح طلسمی اصلی کے اُس ابر قائم و
محیط مین سے برق ظاہر ہوئی صدائے رعد بزور و شور آئی بحرین جادو فی الفور غرق زمین ہوا
وہ برق اُس تکیے وغیرہ پر گری سب گلدستون وغیرہ کو اُس نے جلا دیا بعد کو سوے ابر سے
صدائے افسوس افسوس آئی بحرین رنگا رنگ بھی جل گئے ایک لوح طلسمی کے نہونے سے
رنگ دگرگون ہوگیا ابر متفرق ہوگیا مگر دفع ہوا بحرین جادو لوح طلسمی کو ایک رومال مین لپیٹے
ہوئے براہ نقب سحر سے باہر نکل کر سوے صاحبقران کشورستان چلا جب قریب امیر باتوقیر پہنچا
ملکہ بہار گل پوش جادو نے گوہر جادو سے کہا کہ غضب ہوا تم جیسے باتون مین مصروف
ہوئے میرے کو دیدہ ہوئے بحرین جادو لوح طلسمی لے آیا دیکھو وہ لوح طلسم زلزلہ رومال مین
لپیٹے ہوئے لیے جاتا ہے افسوس صد افسوس لوح طلسمی ہمارے قبضہ سے نکل گئی کاش اسوقت تم
مجھسے ہمسخن نہوتے حفاظت لوح طلسمی کرتے تمکو بیان آنے کی خوشی مین ملال ہوا جاؤ اگر ممکن
ہوسکے تو بحرین جادو سے لوح طلسمی چھین کر پھر اپنے قبضے مین کرو گوہر جادو نے یہ تقریر
ملکہ بہار گل پوش جادو کے سنی با عالم حیرت سے ہوش و حواس مین آگئے یا مانند خفتہ غافل
کے بیدار و ہوشیار ہوکے سوے بحرین جادو نظر کی اور مانند سیماب کے بیتاب و بیقرار اور ازحد
غضبناک ہوکر جانب بحرین جادو بصد سرعت یہ کہتا ہوا دوڑا او بحرین جادو ارے غضب کیا
میری عدم موجودگی مین لوح طلسم زلزلہ تونے لے لی بڑی دلیری و جسارت کی ہے ابر سحر
وغیرہ بلاؤن سے بھی نہ ڈرا اسطرح جانا بیکار دیکھو کر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئی ٹہر او ظالم کہ مین آپہونچا
مجھسے بھاگ کر کہان جائیگا یہ کہکر اسی عالم اضطراب و بیتابی مین تین چار دانے جو یاقوت احمر
کے کنٹھے مین ہائی تھے اُن کو اپنی گردن سے جلد نکال کر پھر ایک پڑھا سحر دم کر کے پہلے
ایک دانہ گوہر جادو نے بحرین جادو پر مارا چونکہ اُس کے پاس لوح طلسمی تھی سہنے تاثیر
عملی کو ہر جادو نے جب اگر دوسرا دانہ یاقوت احمر بھی بدستور مرقوم اس پر مارا اس دانہ یاقوت
سحر نے بھی کچھ اپنا اثر نہ دکھایا اس اثنا مین بحرین جادو نے بعجلت تمام جا کے لوح طلسمی
مذکور گردن مین صاحبقران کشورستان کے ڈالدی پھر لوح کو تن صاحبقران سے مس کیا
اور عکس بھی اُن کے اعضا پر ڈالا برکت اسماے لوح طلسمی کہ اسماے خداوند عالم جابجا
اُس پر کندہ تھے صاحبقران پہ سے سحر دفع ہوا ہوش مین آئے تکیہ بالاے زمین پڑا ہوا
دیکھا بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مبارک ہو کہ لوح طلسمی بصد کوشش و ہزار
دشواری و مشکل بہت اس غلام نے لا کر آپکے گلے مین ڈالدی ہے اب ابھی گوہر جادو وار آتا ہو
اُسپر عکس لوح ڈالیے علاوہ اس کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو پر عکس لوح طلسمی
بعجلت ڈال کر ان کے تنون سے لوح کو مس کر دیجیے تاکہ ان کو ہوش آجائے صاحبقران
موصوف نے موافق کہنے بحرین جادو کے فی الفور زمین سے اٹھکر عمل کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ مجمر جادو کو ہوش آیا سحر برطرف ہوا دونون ہوشیار ہوکر اٹھین اسی عرصے مین گوہر جادو
بھی قریب آگیا بحرین جادو نے للکار کر اُس پر گولہ فولادی سحر دم کر کے مارا ملکہ بہار گل پوش
جادو نے گلدستہ سحر مارا مجمر جادو نے نارنج سحر مارا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کارچوب لگائی

چاروں ساحروں ساحرہ نے یکبارگی اُن پر سحر کیے گوہر جادو برق بنکر سوئے فلک گیا وہاں سے
پھر برق بنکر اپنے دشمنوں پر گرا اور ایک غرق زمین ہوا بعدہٗ بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو
وغیرہ زمین سے باہر آئے گوہر جادو نے غضبناک ہو کر وہ دو دانے بھی بار بار سحر دم کرکے
بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو پر مارے ہر ایک قبل شق ہونے دانہ کے باقوت
مذکورہ کے غرق زمین ہو گیا جان بچا کر میدان جنگ سے مل گیا صاحبقران کشورستان نے رکب
پر سوار ہو کر گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار ہو جا کہ ہم آتے ہیں دیکھا
تو نے کہ عنایت الٰہی سے کیونکر لوح طلسمی ہم کو دستیاب ہوئی اب تو ہمارا کیا کر سکتا ہے دیکھ یہ لوح
طلسمی ہمارے گلے میں ہے او مغرور تجھ کو بہت غرور تھا کہ مجھ سے کوئی لوح طلسمی لے نہیں سکتا دیکھا
تو نے کہ کیونکر لوح طلسمی ہم تک پہنچ گئی اب خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب آگئی یہ کہہ
کر کے آگے گوہر جادو گھبرایا چاہا کہ جان بچا کر نکل جائے لیکن ممکن نہ ہوا کیونکہ ایک جانب سے
بحرین جادو دوسری سمت سے ملکہ بہار گل پوش جادو تیسری جانب ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو
چوتھی طرف سے طلسم کشا نے گھیر لیا چاہا کہ غرق زمین ہو کر بھاگ جائے ملکہ بحر جادو نے ناریل پیدا
سحر دم کرکے جلد زمین پر مارا زمین مثل سنگلاخ ہو گئی غرق زمین نہ ہو سکا مجبور رہا اسی اثنا میں
چاروں ساحران مذکور نے پے در پے اسباب سحر پر سحر دم کرکے گوہر جادو پر ناریل و ترنج و نارنج
و گولہ فولادی وغیرہ لگائے صاحبقران نے پڑھ کر اُس پر لوح کا عکس ڈالا اثر ہوا ساحروں سے
سحروں میں مبتلا ہو گیا خواجہ طیفور لگرد والے گلیم سے رخ اپنا ظاہر کیا پھر گلیم اُتار کر کمند زنبیل سے
نکال کر حلقہ سے کمند میں سونڈ ان کی زبان میں مسکا اسیر کیا گوہر جادو نے ہرچند ارادہ کیا نکل سکا
جانبر نہ ہو سکا عکس لوح طلسمی سے زیادہ تر مجبور ہو گیا آخر لاچار ہو کر اسیر ہو گیا بعد اسیر کرنے ساحر
مذکور کے خواجہ نے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تامل کرو
ہم پھر اس کو ہدایت کرتے ہیں شاید یہ ساحر زبردست اب بھی راہ راست پر آئے خواجہ طیفور لگرد یا
نے فی الفور سنڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے نکال کر وہیں اختیار کے اندر سنڈھی سے
اُس کو ڈال کر جو ہاتھ سنڈھی اور رسن سے بندھے سنڈھی سے بھی دست و پا اُس کے محکم باندھ کر
عرض کیا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے صاحبقران خاموش تھے ادھر بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو
بلکہ بحر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے دو چار سحر جو ساحران لشکر گوہر جادو پر کیے وتاب و
تحمل ان کے سحروں کی نہ لا کر ہلاک ہونے لگے آخر کار گوہر جادو کو اسیر دیکھ کر اور بحرین جادو وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کی قوت و طاقت اپنے میں نہ پا کر امان طلب ہوئے صاحبقران ممدوح نے
فرمایا کہ امان تم سب کو بشرط قبول دین اسلام یا بشرط مطیع دین اسلام ہونے کے دی جائے گی سب
عرض کیا کہ جو آپ کا حکم ہو گا ہم بجا لائیں گے اس وقت صاحبقران کے حکم سے ساحران لشکر
گوہر جادو کو امان دی گئی گیارہ ہزار ساحران امان پاکر فوراً حاضر خدمت صاحبقران ہوئے
سب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں کیونکہ واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی
دین اچھا نہیں ہے ورنہ ابھی ہم مطیع دین اسلام رہیں آپ کے دشمنوں سے لڑا کیے طلسم زلزلہ
کے ساحروں سے مقابلہ کرنا ہے بعد فتح طلسم زلزلہ کے جب پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے اگر اس وقت
کلمہ اپنی زبانوں پر جاری کریں گے تو سحر بھول جائیں گے صاحبقران نے ہموطن سے بحرین جادو

وغیرہ کی رائے سے فرمایا کہ اچھا بالفعل مطیع دین اسلام ہو آئندہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہونا سب نے
منظور کیا امیر با توقیر نے بعد الطاف و عنایت ان سے کہا کہ لاشے اس میدان جنگ سے اُٹھاؤ
اور شمار کرو کہ جانبین کے کتنے کتنے ساحر جنگ میں کام آئے ہیں حسب الحکم انھون نے میدان جنگ
سے لاشون کو دور کرکے جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار ساحران نابکار سپاہ گوہر جادو کے اور
پانچسو ساحر لشکر بحرین جادو کے کام آئے جب میدان معرکہ لاشون سے صاف ہو چکا
صاحبقران موصوف و ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
و بحرین جادو کرسیون پر متصل مسندھی کے اسباب سحر احتیاطاً ہاتھون میں لیکے بیٹھے صاحبقران
موصوف نے لوح طلسمی اپنے دست حق پرست میں لے کے خواجہ سے کہا کہ زبان گوہر جادو
سے سوزن کو نکالو خواجہ نے حکم کی تعمیل کی صاحبقران کشورستان نے گوہر جادو سے کہا کہ لے
گوہر جادو دیکھا تونے قدرت داور دو اعانت پروردگار عالم و عالمیان کو کہ ہم کو شہریار کیونکر فتحیاب
کیا لوح طلسمی کیونکر ہمکو دستیاب ہو گئی اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام قبول کروگے یا نہیں یا ابھی تک
دین اسلام سے بیگانے رہوگے یا اب بھی انکار کروگے اگر تم مطیع دین اسلام ہونے سے اور ہماری
اطاعت کرنے سے سرکشی کی تو ہم تمکو ابھی قتل کرینگے اور اگر دین اسلام اختیار کروگے تو ہم
تمکو رہا کرکے تمہاری عزت و توقیر زیادہ کرینگے تم سے بہت خوش ہونگے اُس نے چین بجبین
ہوکر بنظر تند و تیز دیکھکر برہم ہوکر جواب دیا کہ اے طلسم کشائے طلسم زلزلہ آگاہ ہو کہ مجکو دین اسلام
قبول کرنے اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اپنا قتل ہونا قبول ہے میں نمک حلال
بندگان خداوندے ہون نمک حرام نہیں ہون کہ تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرکے مانند ملکہ
دیدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو خداوند و بندگان خداوندے مجادلہ
و مقابلہ کرون اور اپنے خداوندگی پرستش کو چھوڑکر تمہارے خدا کی پرستش اختیار کرون میرے
آبا و اجداد نے انہیں خداوندگی پرستش کی تھی میں بھی انہیں کی پرستش کرتا ہون ہرگز دین
آبائی کو ترک نکرونگا ایمان کے آگے جان کی کیا حقیقت ہے ایمان و اعتقاد آبائی سے اگرچہ
جان جائیگی مجھے اندیشہ نہیں اس میں بھی میری ناموری کا باعث ہوگا تمام طلسم زلزلہ میں یہ خبر
مشہور ہوگی کہ گوہر جادو نے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر اطاعت طلسم کشا اور ملت دین اسلام
اختیار نہ کی یہ کہکر چاہا کہ سحر سے قید کو دفع کرکے مسندھی سے نکل جائے بحرین جادو و ملکہ دیدبۂ
سحر ساز جادو وغیرہ سے مقابلہ کرکے ان کو قتل و اسیر یا زخمی کرکے عوض دشمنی کا ان سے لے مگر حرز
یاد نہ آیا دست و پا ہلا کے رہ گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس کی تقریر سن کے
غضبناک ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس نابکار و بیدین پر ایسی لگائی کہ وہ دو ٹکڑے
ہو گرے اس کی لاش کے ٹکڑے خاک پر تڑپنے لگے خواجہ نے مسندھی اور کرسیان داخل زنبیل کین
بعد تھوڑی دیر کے گوہر جادو تڑپ تڑپ کر مرگیا اس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر زبردست
ظاہر ہوئی یعنی ہوائے تند و تیز چلی آندھی سیاہ زور و شور سے آئی گرد و غبار بلند ہوا تاریکی محیط
ہوئی بڑے بڑے درخت صحرا جڑون سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے ابر سیاہ بھی سوئے فلک پیدا ہوا
برق بکثرت چمکی صدائے رعد پے در پے آئی پھر سنگ باری و برف باری ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ
آفت ہویدا تھا بعدہٗ حال خلاف ہوا گوہر جادو کے سحر کے پیرون نے گوہر جادو کے ہی نام سے

بآواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجھکو کہ نام میرا گوہر جادو
تھا اور مین محافظ لوح طلسم زلزلہ تھا لوح طلسمی مذکور قبضہ طلسم کشا مین ہو گئی اب یہ طلسم زلزلہ
ضرور فتح ہو جائے گا ہر چند مین نے طلسم کشا کو قتل و اسیر کرنا چاہا مگر ممکن نہوا مراد دلی نہ بر آئی کہ میری
جان گئی یہ کہکر وہ مر گیا جسکے نالہ و فریاد کرتے ہوے سب دربار استغراق جادو نائب خداوند ہوش
سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوے چال ان کا آئندہ لکھا جائیگا بالفعل حال
صاحبقران کشورستان وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد مرنے گوہر جادو کے جو مکان و عمارت باغ و شجر وغیرہ
اُسکے سحر سے پیدا و ظاہر تھے وہ نیست و نابود ہو گئے صرف اصلی مکان و اشیاے اصلی باقی ہین
خواجہ طیفور گردپا نے مکان گوہر جادو مین جا کر جو کچھ زر و جواہر و ظروف وغیرہ سے وہان پایا سب
داخل زنبیل کیا اور کہا کہ یہ ساحر نابکار ہر چند کہ نامی و نامدار و ذی وقار و زبردست تھا مگر تہیدست و
محتاج تھا مال دنیا سے کچھ زیادہ اپنے پاس نہ رکھتا تھا یہ کہکر مکان گوہر جادو کو لوٹ کر نقش بوریہ بھی
زمین برابر کرکے منہ پھلائے ہوے بیٹھے روبروے صاحبقران ذیشان آئے مجرین جادو
نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ اسوقت تو مال و اسباب گوہر جادو سے زنبیل آپ کی بھر گئی ہوگی کیونکہ گھر اس کا
آپنے لوٹ لیا ہے ویسے جال الیاسی آپنے مارے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اے مجرین جادو
آگاہ ہو کہ یہ ساحر نابکار نہایت غریب و محتاج تھا کچھ اس کے گھر مین نہ تھا غضب ہم اس کے گھر مین سے
کوئی شے مال دنیا سے ہاتھ نہ آئی بلکہ کچھ اپنا ہی نقصان ہوا یعنی اسلیے قیمتی قسم جواہرات سے زنبیل
سے گر گئین یکو ان کے ضائع و تلف ہونے کا صدمہ ہے صاحبقران موصوف و مجرین جادو وغیرہ
خواجہ کی گفتگو سنکے مسکراے بعد اسکے تھوڑی دیر تک باتین ہنسنے ہنسانے کے لیے باہم ہوئین پھر ملکہ
دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجر جادو نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر اب
یہان سے مکان آفاق جادو و صدف جادو پر چلیے وہان توقف کیجیے امیر باتوقیر کو ان کی صلاح
پسند آئی اُسیوقت وہان سے مع سپاہ ساحران و نیز اپنے ہمراہیون کے سوے مکان آفاق جادو
مرکب پر سوار ہو کر بصد خوشی و فتح یابی روانہ ہوے بعد قطع راہ ملکہ آفاق جادو کے مکان پر پہونچے
ملکہ مجر جادو مکان مین لے گئی پھر صاحبقران موصوف و مجرین جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و صدر مکان مین علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے خواجہ طیفور گردپا بھی ایک
کرسی بچھی پر روبروے صاحبقران با ادب بیٹھے اُسوقت ملکہ مجر جادو نے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو اب
صدف جادو و ملکہ آفاق جادو ہمارے خالہ زاد بھائی اور خالہ کو زنبیل سے نکلوا کر ان کو ہدایت
دین اسلام کیجیے عجب نہین کہ وہ مانند ہم سب کے مطیع دین اسلام ہو کر آپ کے شریک ہون صاحبقران
کشورستان نے عرض اُس کی پذیرا کر کے خواجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صدف جادو و آفاق جادو
کو زنبیل سے نکالو تاکہ ان کو ہدایت دین اسلام کرین حسب الحکم خواجہ نے ان کو زنبیل سے نکالا تو
اُنھون نے متحیر ہو کر جانب صاحبقران و خواجہ طیفور گردپا وغیرہ دیکھا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے
کہا کہ اے ہمشیرہ آگاہ ہو کہ یہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین اور یہ خواجہ طیفور گردپا ہین
عیار نامدار و ذیوقار ہین انھون نے ملکہ مجر جادو کی صورت بنکر یہان تمھارے فرزند صدف جادو
کے ساتھ آکر تمھارے فرزند کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا پھر صدف جادو کی صورت بنکر تمکو
بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور تیغہ تھا جو تمھارے قبضے مین تھا اُس کو اپنے قبضے مین کیا بعد ازان

نیمان سے ہمراہ صاحبقران ہم سب نے جاکر گوہر جادو کو بعد جنگ بسیار اسیر کیا لوح طلسمی دستیاب
ہوئی گوہر جادو نے اطاعت اختیار نہ کی اسوجہ سے وہ قتل کیا گیا تمام لشکر اُس کا جو قتل ہونے سے بچا تھا وہ
امان طلب ہوکر فرمانبردار ہوا انجام جنگ صاحبقران تمکو اور صدف جادو کو زنبیل سے نکالا ہی لازم ہی کہ اطاعت
صاحبقران اختیار کرو میری طرح مطیع دین اسلام ہو یہ کہکر خاموش ہوئی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے لوح طلسم زلزلہ و تیغہ فنا اُس کو دکھاکر کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یقین جانو کہ
جلد تر طلسم زلزلہ فتح ہو جائے گا زمانہ اس کے فتح ہونے کا قریب آگیا ہی یہ لوح طلسمی اور تیغہ فنا ہمکو
ملگیا ہی تمکو اور تمہارے فرزند صدف جادو کو لازم و مناسب ہی کہ اپنے دین آبائی باطل کو ترک کرو
دین اسلام کہ دین حق ہی اختیار کرو اپنے خالق و پروردگار عالم کو پہچانو اُسی کو سجدہ کرو کہ قابل سجدہ
وہی ہی بجز اُس کے کوئی خدا نہیں ہی اسی طرح تا دیر ہدایت دین اسلام کی ملکہ آفاق جادو اور
صدف جادو دونوں سنا کیے آخر نتیجہ ہدایت و رہنمائی یہ ہوا کہ زنگ کفر دونوں نامبرد والا کے
شیشہ ہائے دل سے دور ہوا نور ایمان کی طرف دل حق بین مائل ہوا ملکہ آفاق جادو نے جواب دیا
کہ اے صاحبقران خوش اقبال آپ کو تیغہ فنا اور لوح طلسمی دونوں اسلیے لاجواب
دستیاب ہوگئیں ہماری ہمشیرہ صاحبہ نے عیاری کی ہوش ملکہ مجمر جادو کے خواہ طیفور گردیا تو
بصورت مجمر جادو یہاں رہا خواہر نے عیاری ہم دونوں پسر و مادر کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا غیر
جو ہونا تھا وہ ہوا اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہوگئے یہ اسپہ نہ تھی عزیز داری دیا کینہ ان سے
ہے دشمنی کی اچھا جو کچھ کیا وہ بہتر کیا اب یا صاحبقران مجھسے یہ امید نہ کیجیے نہ میرے فرزند
صدف جادو سے کہ آپ کے شریک ہوکر تباہ طلسم زلزلہ ہو دو سر ست جادو سے ہم دونوں لڑین
مقابلہ و مجادلہ اُس سے کرین کیونکہ ہم عزیز قریب اُس کے ہین ہمین شرم و حیا آئے گی مقابلہ و مجادلہ
اُس سے نہ کیا جائے گا نہ اُس کے ملازمون سے لڑا جائے گا شرم دامنگیر ہوگی بلکہ ساحر انگشت بدندان
ہون گے باہم کہین گے کہ ان عزیزان شاہ طلسم نے طلسم کشا کے شریک ہوکر طلسم زلزلہ کو تباہ و
برباد کر دیا ایسے وقت مین بہت غیرت و حیا آئیگی کلمات طعن و تشنیع ساحران طلسم زلزلہ نہ سنے
جائینگے لہذا ہمکو شرکت سے معذور رکھیے کہ جسطرح غیر مذہب کو مسلمان کرتے ہون
ہمکو اور ہمارے فرزند صدف جادو کو اور ملکہ مجمر جادو کو کہ ہماری بہو ہی مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام
سے آگاہ کیجیے اتنی زندگی ناخداشناسی مین بسر کی ہی باقی ماندہ حیات خداشناسی اور یاد و پرستش
الٰہی مین بسر کرون اسی اپنے مکان مین بیٹھکر ذکر خدا کرون تاکہ انجام میرا بخیر ہو صاحبقران اُسکی
تقریر سنکے بہت خوش ہوے بعدہ اُس کو اور اُس کے فرزند صدف جادو کو کلمہ طیبہ پڑھا کر
مسلمان کیا اور عقائد دین ضروری سے آگاہ کیا مادر و پسر دونوں کلمہ شہادتین اپنی زبانون پر
جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہوے کلمہ طیبہ پڑھتے ہی خوب بہول گئے بعد مسلمان ہونے کے
ملکہ آفاق جادو نے بعجز و انکساری دوبارہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ مجمر جادو کو بھی مسلمان
کرکے میرے حوالے کیجیے اس دختر کو مین آپ سے طلب کرتی ہون جہان آپنے مجکو دولت دین
اسلام عنایت کی ہی وہان یہ دختر بھی مجھے دیدیجیے کیونکہ آپ پر ظاہر ہی کہ میری بہو ہی قبل مسلمان
ہونے کے موافق اپنے دین آبائی کے عقد اسکا فرزند کا اُس سے ہو چکا ہی اب احتیاطا بطریق
دین اسلام عقد اپنے فرزند کا اسی دختر سے کرونگی صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو

دیکھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کیجیے ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو نے تازہ سیر گلشن دین اسلام کی ہو اگر مناسب ہو تو انھین کی خوشی کیجیے صاحبقران عالیشان مہروحی نے با یماے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی کہ تمادین تلقین کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئی بعدہ آفاق جادو نے صاحبقران نامدار و بحرین جادو و خواجہ طیفور کو وبا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کی دعوت و ضیافت بعنوان شایستہ کی تھی ہنوز ملک جہان رکھا شاہانہ سامان و عنوان سے کئی روز تک دعوت و ضیافت کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان میرے ماتحت بارہ ہزار ساحر ہین اپنے اور اپنے فرزند کی شرکت کی عوض مین دس ہزار ساحرون کو مطیع دین اسلام کرکے آپ کی نصرت کے واسطے آپ کے ہمراہ کرتی ہون یہ دس ہزار ساحر مقابل مین سو ہزار ساحرون کے ہین ہر ایک ساحران مین آزمودہ کار و کامل ہو یہ عرض کرکے ساحران مذکور کو طلب کرکے اُن کو مطیع دین اسلام کرکے حکم دیا کہ اب تم ہمراہ رکاب صاحبقران ذیشان رہو طلسم زلزلہ مین جہان کہین ساحرون سے جنگ درپیش ہو لڑنا جان نثاری و سرفروشی کرنا سبھون نے بخوشی منظور کیا بعد چند روز کے صاحبقران ملکہ آفاق جادو سے رخصت ہو کر مع خواجہ طیفور کر دیا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو اور بائیس ہزار ساحران تہور شعار جانب کوہ بلور روانہ ہوے ملکہ آفاق جادو تو اپنی بستی آفاقیہ مین کہ بمنزلہ ایک شہر کم آباد کے تھی حکومت کرتی ہو اور یاد خدا مین شب و روز بسر کرتی ہو اپنے فرزند و دختر فرزند کو دیکھکر اپنا دل خوش کرتی ہو مگر اب حال صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا لکھا جاتا ہو کہ بعد قطع راہ درہ کوہ بلور تک پہونچے پھر وہان مقیم ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہوئین لشکر ساحران فروکش ہوا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا بہدایت لوح طلسمی جانب کوہ سنگ مرمر و مرحلہ اول طلسم زلزلہ کے مع اکثر حالات متعلق داستان ہذا کے بیان کیے جاتے ہین

دکھلانے لگے طرفہ ادا دیکھیے مجکو
اوراس کے سوا کچھ نہ کہا دیکھیے مجکو

کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھیے مجکو
پھر کرنے لگے ذکر وفا دیکھیے مجکو

ہونے لگا میرا ہی گلا دیکھیے مجکو

کیون آئے نہ غصہ بجا دیکھیے مجکو
کرتے نہین کچھ شرم و حیا دیکھیے مجکو

دکھلائے یونہی وفا دیکھیے مجکو
اغیار سے یہ ناز و ادا دیکھیے مجکو

اترانے لگے ہان اور ذرا دیکھیے مجکو

کرتا ہو ہر اک ان کی ثنا دیکھیے مجکو
بنتے ہین سبھی اہل وفا دیکھیے مجکو

دیتا ہی ہر اک ان کو دعا دیکھیے مجکو
دشمن کے بھی دم ان کا بھرا دیکھیے مجکو

یا داتی کیا ان کی ادا دیکھیے مجکو

بن جاتا ہو کیسے کیا دیکھیے مجکو

اتراتا ہی حد کا بھدا دیکھیے مجکو

لوح طلسم زلزلہ کو اٹھا کر بہ نیت تفکر بالاے لوح مذکور کی کہ اس جگہ سے کس جانب براے فتح
دربند اول طلسم زلزلہ جاؤن لوح مذکور نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشاے طلسم زلزلہ اگر تجکو مدد
و تائیدات خدا سے لوح طلسمی دستیاب ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس جگہ سے جانب شمال روانہ ہو مگر تنہا
ہی جانا کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جانا اثناے راہ مین کوئی کام بغیر دیکھے لوح طلسمی کے نکرنا اپنے لشکر کو
یہین چھوڑ جانا احباب سے بھی کسی کو ساتھ نہ لینا اگر عیار طیفور گردیا ہمراہ چلنے کا ارادہ کرے
تو اُس کو بھی ساتھ نہ لینا اگر وہ پیچھے پیچھے تمھارے دور دور رہے تو چندان مضائقہ نہین ہے
سوا اُس کے اور کسی کو اتنی بھی اجازت نہ دینا کہ وہ تمھاری ہمراہی مین سے دور دور رہے کیونکہ
مقدمہ طلسم ہے طلسم کشا کو لازم و مناسب ہے کہ تنہا سوے دربند طلسم یا مرحلہ طلسم جاوے خبردار و
ہوشیار رہے دشمنون کے دام فریب مین گرفتار نہو جس جگہ ضرورت ہو لوح کو دیکھے موافق ہدایت
لوح کہ رہنماے راہ طلسم ہے عمل کرے لوح کے دیکھنے سے غافل نہو ورنہ باعث خرابی و اسیری کا
ہوگا صاحبقران ذی وقار جسکو لوح طلسمی سے آگاہ ہوکے لوح کو زیر قبا اپنے سینے پر
لٹکا کے رشتہ لوح گردن مین ڈال کے اُس خیمے سے باہر آئے اور بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو و خواجہ طیفور گردیا سے حکم لوح بیان کرکے فرمایا کہ ہم تو یہان سے
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب شمال براے فتح دربند اول طلسم زلزلہ جاتے ہین تم سب اسی جگہ
قیام پذیر رہنا الا اگر راہ صاف پانا تو یہان سے آگے جانا بغیر راستہ صاف و پاک ہونے دشمنون کے
اس مقام سے کہین نہ جانا اور ہمارے واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا کیونکہ مقدمہ فتح طلسم نہایت
سخت و دشوار ہے سب نے عرض کیا ہمین یہ گوارا نہین ہے کہ آپ کو تنہا جانے دین اور ہم سب اسی جگہ
رہین صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ ہمکو لوح طلسمی سے یہی ہدایت ہے کہ اکیلے سوے
طول جاؤ کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ پس ہم خلاف حکم لوح طلسمی تم سب کو اپنے ہمراہ نہین
لے جا سکتے ہین بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو نے عرض کیا
کہ اچھا آپ حسب ہدایت لوح طلسمی عمل کیجیے تنہا یہان سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ جایئے
ہم اسی جگہ قیام پذیر رہین بذریعہ طائران سحر آپکے حالات سے ہمین اطلاع ہوتی رہے گی کیفیت
راہ سے بھی آگاہی ہوتی رہے گی وقت ضرورت راستہ صاف پا کر ہم سب آپ کی خدمت مین
پہونچا کرین گے مگر خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا کہ اے آقاے نامدار یہ جان نثار و وفادار
آپ کے ہمراہ ضرور چلے گا ہرگز آپ کو تنہا دشمنان جان مین جانے نہ دے گا ہمراہی اس خادم کی
بکار آمد حضور ہوگی راہ طلسم مین جابجا مکر و فریب ساحران نابکار و دشمنان خونخوار سے حتی الامکان
بچائے گا عیاری و مکاری کرے گا صاحبقران نے سنکر جواب دیا کہ اے برادر وفادار حکم
لوح طلسمی سے ہم لاچار ہین ورنہ ہم تمکو اپنے ہمراہ ضرور لے جاتے تنہا براے فتح طلسم زلزلہ جانے
واسطے اگر تم ہمارے ساتھ چلتے تو ہر جگہ ہمکو دشمنون کے شر و فساد سے بچاتے سوا اس کے
تمھارے ہمراہ ہونے سے ہمکو ہر طرح کی راحت ہوتی مطلق تکلیف نہوتی تمھاری راے سے
جابجا راہ طلسم مین کام کرتے مگر لاچار ہین کہ حکم لوح طلسمی یہی ہے کہ اکیلے جاؤ کسی کو اپنے ساتھ
لے کر نہ جاؤ خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کا فرمانا بجا و درست ہے لیکن مین ضرور چلون گا وفا سے
اس خادم و جان نثار سے بعید ہے کہ اپنے مالک و آقا کو اکیلا دشمنون مین جانے دے اور خود ساتھ نجا

اگر آپ مجکو ساتھ نہین لے جاتے ہین تو اتنی ہی اجازت دیجیے کہ عقب سواری حضور بہت دور
دور رہون آپکے حال سے آگاہ رہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ ہم اس کی بھی
تمکو اجازت نہین دیتے ہین الا تمکو اس بارے مین اختیار ہے خواجہ یہ سنکے خوش ہوے دل مین
خیال کیا اگر زبان سے نہ کہا اور اس بارے مین اختیار دیا تو گویا میری مراد دلی برآئی یہ خیال کرکے
خاموش ہوے صاحبقران سب سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر موافق ہدایت
لوح طلسمی جانب شمال یکہ و تنہا روانہ ہوے ہر ایک نے دعاے فتح و ظفر کی جب صاحبقران
دور تر چلے گئے خواجہ طیفور گرد پا بھی بصورت مبدل بانے تمام عیاری کے اپنے تن پر آراستہ
کرکے عقب صاحبقران سب سے رخصت ہوکر روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب
لکھا جاے گا اس جگہ اول حال صاحبقران بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو حسب ہدایت لوح طلسمی
سمت شمال روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر کوہ و صحرا کرتے ہوے جا بجا مشاہدہ قدرت خدا
وشان خدا کا کرتے ہوے گھوڑے کو بڑھاے ہوے چلے جاتے تھے دو پہر روز تک برابر
رہروی کرکے ایک صحراے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار ہی
کہ رشک باغ پر بہار ہی دامن صحرا مین ایک کوہ سنگ زمرد کا ہی اُسپر جو آفتاب کی ضیا پڑتی
ہی ایسی چمک ہوتی ہی کہ گویا برق چمک جاتی ہی صحراے سبزہ زار اُس روشنی و چمک سے پُر نور و
روشن ہوتا ہی درہ کوہ سنگ زمرد قابل دید ہی دور سے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہی کوہ مذکور
مانند دل مومن و عارف کے صورت آئینہ صاف و پُر نور ہی اُس کی طرف دیکھنے سے نظر خیرہ
کرتی ہی سبزہ صحرا نہایت تازہ و شاداب ہی نرم و نازک ایسا ہی کہ فرش مخمل سبز اُس کی نرمی و سبزی
سے شرمندہ و خجل ہی باوجود وقت نصف النہار ہونے کے اُس صحرا مین ہواے سرد چل رہی
ہی جا بجا گلہاے خودرو رنگ رنگ کے شگفتہ ہین بہار اپنی دکھاتے ہین ہر ایک گل سے رنگ قدرت
خدا و صنعت صانع لم یزل ہویدا و آشکارا ہی طائران صحراے سبزہ زار اپنی اپنی زبان مین حمد و ثناے
پروردگار خالق لیل و نہار کررہے ہین ہر ایک طائر خوش الحان ہی مختلف رنگ و آواز رکھتا ہی
صاحبقران عالی وقار اُس صحراے سبزہ زار کی سیر کرکے بہت خوش ہوے اور اُس کو ملاحظہ
کرکے شاد و فرحان ہوکر حمد و ثناے الہی اپنی زبان پر جاری کرنے لگے چونکہ دو پہر تک برابر قطع راہ
کی تھی تشنگی و گرسنگی سے عجب حال تھا خصوصاً خواہش طعام زیادہ تر تھی اس صحرا مین کوئی شے
ایسی نہ تھی کہ جس کو کھاکر سیر ہوتے لاچار ارادہ کیا کہ چرند و پرند سے کسی چرند حلال کا شکار
کیجیے یا کسی طائر حلال گوشت کا صید کیجیے اوس کے کباب اپنے ہاتھ سے بمجبوری تیار کرکے کھائیے
بعد ازان اس صحراے سے آگے روانہ ہوے ابھی صاحبقران فکر صید و شکار مین تھے کہ ناگاہ
ایک آہوے سیاہ نہایت شوخ و چالاک درہ کوہ سے نکلکر صحراے سبزہ زار کی طرف
خرامان خرامان نہایت شوخی سے چلا چند قدم اُس نے راہ طے کی تھی کہ صداے سم مرکب
صاحبقران اُس وحشی کے کان مین گئی چونکنا ہوکر صاحبقران کو دیکھکر جست و خیز کرتا
ہوا روانہ ہوا صاحبقران نے بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوکر کمان دوش سے تیر ترکش سے
نکالکر چلہ کمان مین جوڑکر مرکب کو جولان کرکے تاک کر اُس کے سینے پر تیر مارا وہ تیر کھاکر ہوا
سینہ آہو پر پڑا اور پیوست ہوا آہو تیر کھاکر زیادہ بھاگا مگر بوجہ زخم کاری کے زیادہ بھاگ نہ

مجبور ہو کر بالائے سبزہ شاداب گر کر بزخم سخت مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بصد خوشی مرکب سے اتر کر خنجر بکف واسطے ذبح کرنے اُس آہوے تیر خوردہ و
بسمل کے آگے بڑھے جب اُس کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ایک ساحر تیر خوردہ مردہ پڑا ہی
سینے سے اُس کے لہو جاری ہی یہ واقعہ حیرت افزا دیکھکر نہایت تعجب ہوا وہ تشنگی و گرسنگی
اُس عالم حیرت مین گویا دفع ہو گئی تھوڑی دیر تک اُس ساحر جوان مرگ منظر کو نزدیک سے
دیکھا کیے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کر کے دل مین خیال کیا کہ
اے سلطان کیوان شکوہ اس صحرا نوردی مین بحالت فاقہ و گرسنگی چاہتا تھا کہ شکار آہو کر کے
اُس کے کباب تیار کر کے کھا کے سیر ہو کر آگے روانہ ہو جیے بعد جستجو و محنت و کوشش ایک
آہوے سیاہ کو صید بھی کیا تو وہ آہو نہ تھا دراصل ساحر تھا مقدر مین بھوکا پیاسا ہی رہنا تھا
دیکھیے اب اس صحرا مین آب و طعام کب میسر ہوتا ہی یہ پہلی ہی منزل ہی صرف اپنے لشکر ساحران
سے جدا ہوے دو ڈھائی پہر کا زمانہ گذرا ہی راہ طلسم زلزلہ تمام و کمال طے کرنے مین کیا تکلیف اور
صعوبت ہو گی تنہائی برائے صحرا نوردی و مسافرت اچھی نہین ہوتی لیکن یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی یہان
تنہائی ہی موافق حکم لوح طلسمی ضرور ہی دیکھیے تا فتحیابی طلسم زلزلہ کیا کیا مصائب درپیش آتے ہین
خداوند عالم ہی اعانت و مدد کرے گا تو سب مشکلین آسان ہو گی ہنوز صاحبقران ذیشان تقریر
مرقوم اپنے دل مین کر رہے تھے کہ یکایک درہ کوہ سنگ مرمر سے دو عورتین ساحرہ ایک ضعیفہ
مسماۃ گلسفر جادو دوسری نوجوان نہایت خوش جمال تازہ عروس مہندی سے ہاتھ پاؤن
رنگین ملبوس عروسانہ پہنے ہوے سر برہنہ نالان و گریان سینہ و سر پیٹتی اور نالہ و فغان
کرتی ہوئین باہر آئین صاحبقران موصوف اُن عورتون کو دیکھکر متحیر ہوے خیال کرنے لگے
کہ نہین معلوم یہ دونون عورتین کون ہین کیون اسقدر بیتابی و بیقراری سے نالہ و فغان بلب با حال
پریشان چلی آتی ہین کسی صدمہ و رنج سخت مین مبتلا ہین کہ ایسی مضطر و نالان ہین ابھی اُن
عورتون کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ نالہ کنان قریب تر آ کر اُس ساحر مردہ پر بیتابی و بیقراری
سے گر کے بین کرنے لگین خصوصاً وہ ساحرہ ضعیفہ اُس پر نہایت بیقراری سے سر و سینہ پیٹکر
نالہ و فغان کر کے مین جگر خراش کرنے لگی کہ اے نور نظر پارہ جگر اے فرزند دلبند اے
آہوے جادو افسوس ہزار افسوس کہ اس نوجوانی مین تیر کھا کر تونے رحلت کی بعد مان دکھیا کو
واسطے رونے پیٹنے کے چھوڑا اپنے ساتھ مجھے نہ لیا تو ہی میری ضعیفی کا عصا تھا تو ہی میرا نور نظر تھا تیرے
مرنے سے جان میری نظرون مین تیرہ و تاریک ہی کچھ دکھائی نہین دیتا ہی آنکھون کی بینائی تیری رحلت
سے جاتی رہی ہی درد کمر سے قوت نشست و برخاست باقی نہین رہی ہاے اے تازہ دولہا میرے
بچے اکلوتے کس بیدرد و ظالم نے تجھ ایسے نوجوان نئے دولہ کو بے جرم و خطا تیر لگا کر مار ڈالا میری
اس بہو نئی بیاہن جادو کو کہ چار دن کی بیاہی ہوئی ہی رانڈ کر دیا جس نے تجھکو ہلاک کیا ہی وہ بھی جلد
کسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو جائے پردہ دنیا سے اٹھ جائے نام و نشان اُس کا صفحہ دنیا پر باقی
نہ رہے جوانی اُس کی بھی خاک مین ملجائے اُس کی مادر و زوجہ بھی مثل ہم دونون کے نالہ و فریاد
اُس کے غم و الم مین کرین اے میرے کڑیل جوان لے میرے فرزند تیری زوجہ نوعروس تیرے
لاشے پر سر کھولے نالان و گریان آئی ہی ذرا آنکھین کھول کر دیکھ تو سہی تیرے غم مین تیری ساس

تھی عروس کی کیا حالت ہوگئی سر کھولے مو پریشان نالان وگریان سینہ و سر پیٹ رہی تھی اُس کو تسکین
دیے تیرے غم میں یہ نو عروس بھی زندہ نہ رہے گی غالباً مر جائے گی ایسی رانڈ کی زندگی کیونکر بسر
ہوگی کیا بدقسمت تھی کہ چار ہی دن میں عروس بنکر رانڈ ہوگئی ابھی تو رنگ حنا بھی دست و پا
سے اس کے دور نہیں ہوا ہے شرم و حیا بھی نہیں گئی ہے گھونگٹ بھی اس نے نہیں اٹھایا ہے
لباس عروسی بھی نہیں بدلا ہے حسن و جمال میں لاثانی ہے مجکو اس کا حسن و جمال بہت پسند تھا اسکی
صورت کو دیکھکر خوش ہوتا تھا بے اختیار یہی کہتا تھا کہ میری زوجہ کیا حسین و خوش جمال ہے
کہ رشک پری ہے میری خوبی مقدر سے مجھے ملی ہے اسوقت وہی زوجۂ خوب رو تیری تیرے
لاشۂ خون آلود پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جان اپنی کھو رہی ہے اسے یہ شادی راس نہ آئی خانہ بربادی
ہوئی تیرے باغ جوانی و زندگی پر دفعتہً خزان آئی اے میرے پیارے بچے کس ساعت بد سے
تو گھر سے بصورت آہو بنکر واسطے ہوا خوری کے اس صحرا میں درہ کوہ سے نکل کر آیا تھا کہ پھر گھر میں
جانا نصیب نہوا گھر بار کو چھوڑا جنگل کو بسایا دنیا سے سفر کیا مجھ مادر ضعیفہ پر کچھ رحم نہ کیا اپنی عروس
نو کا بھی کچھ خیال نہ کیا ہم دونوں کی طرف سے منہ کو موڑا ساتھ چھوڑا تو نے تو تیر کسی ظالم کا سینہ
نازک پر کھا کر اس عالم عنفوان شباب میں جان دی قلب و جگر ہم دونوں کے سہام غم والم سے
ایسے زخم رسیدہ ہوئے ہیں کہ اندمال ان کا کسی مرہم تدبیر سے نہیں ہو سکتا ہے تیرے مرنے کا
وہ داغ جگر میں پڑا ہے کہ اس کا علاج ہو ہی نہیں سکتا ہے کسی طرح سے دفع نہیں ہو سکتا کوئی
حکیم و طبیب تیرے داغ مرگ کا علاج نہیں کرسکتا ہے یہ داغ بعد مرنے کے بھی جگر سے نہ جائے گا
یہ غم تیرا جلد مجکو ہلاک کرے گا اچھا ہے کہ بعد تجھ ایسے نوجوان پسر کے زندہ نہ ہوں کیا خوشی ہو
اگر ابھی روتے روتے مر جاؤں بمرگ تجھ سے ملوں کیونکہ بعد تیرے خاک ہے زندگانی دنیا پر
لطف حیات اپنا تجھی تک تھا بعد تیرے لطف حیات باقی نہیں رہا ہے دنیا آنکھوں میں اندھیر ہے کچھ
سوجھتا ہی نہیں ہے ہزار حیف تیرے گلشن شباب پر کیسی خزان آئی کس کی نظر تجھے کھا گئی کچھ بھی
لطف جوانی نہ دیکھا گیا جلد باغ عالم سے سواری تیری سمت عدم گئی کوئی نشانی عیال سے بھی
سوائے اہل نہ چھوڑی اسی طرح تا دیر بین جگر خراش اس نے ایسے کیے کہ صاحبقران سو سو دل
اس کے بین سنکے اور اس کی بیتابی و بیقراری و گریہ و زاری پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے
بھوک پیاس اپنی بھول گئے بعد آدھ گھڑی رونے کے اس ضعیفہ سے کہا کہ اے نگین بس اب زیادہ
نالہ و بیقراری و گریہ و زاری نکر صبر کر جو کچھ تیری تقدیر میں تھا اس کا ظہور ہوا ہمیں نے تیرے
فرزند کو تیر مار کر نادانستہ ہلاک کیا ہے یہ خطا ہمیں سے ہوئی ہے ہمیں نہ معلوم تھا کہ لباس آہو میں
تیرا فرزند ہے ہمنے ظاہر آہو کو تیر مارا تھا باطن کے حال سے ہمیں آگاہی نہ تھی کیونکہ بعوض آہو بچے ہو
بزور سحر بنا اور صحرا میں آیا کہ ہمارے تیر سے راہی ملک عدم ہوا خیر اب ہم عذر اپنی نادانستگی کا تجھسے
کرتے ہیں ہماری خطا معاف کردے اور اب لاشہ اس کا اٹھا موافق اپنے مذہب کے اس کی
میت لے جا کر آگ میں جلا یا زیر خاک پنہان کر رونے پیٹنے سے اب کچھ فائدہ نہو گا لڑکا تیرا زندہ
نہو جائے گا جو کوئی سوئے عدم گیا اس کا پھر دنیا میں آنا مشکل ہے ہاں اگر خدا چاہے تو اپنی قوت
کاملہ سے ابھی زندہ کر دے اس کے نزدیک آسان ہے ضعیفہ مذکور نے سر اٹھا کے صاحبقران
پر نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے نام تیرا کیا ہے واقعی عذر تیرا درست و بجا ہے تو بے خطا ہے

گدا تو نے میرے فرزند دلبند کو قتل نہیں کیا ہے پردہ آہو میں تو نے اس پر تیر لگایا ہے مگر قاتل میرے
فرزند کا تو ہی ہے ہم دونوں عورتیں ہیں اس نوجوان قوی ہیکل کی میت کو کیونکر اٹھا سکیں
یہاں سے کیونکر لے جائیں آگ میں تو اپنے گلبدن وگل اندام کو نہ جلاؤں گی لیکن زیر خاک
پنہان کروں گی تا زندگی اس کی قبر پر جاکر رویا کروں گی اس اپنے فرزند بلند نشان کے نشان
تربت ہی کو دیکھا کروں گی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ آگاہ ہو کہ ہم مسلمان ہیں
سب ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہیں ہم ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں تو
پریشان خاطر نہو ہم ہی تیرے فرزند مردہ کی درستی سامان تجہیز میں کچھ شرکت کریں گے
کیونکہ ہمارے ہی ہاتھ سے مارا گیا ہے لیکن شمشیر آبدار سے چند شاخیں وٹہنیاں ایک درخت
کی کاٹ دیں اور کچھ چھال نرم مانند ململ یا ململ کے نرم و مضبوط تھی تنہ درخت و شاخہائے
درختاں سے مانند ریشم برگد کے لاکر موجود کردی اس اثنا میں دو چار ساحر گئے انہوں نے
بطور ٹکٹکی کے اس ہیزم درختاں و پوست نرم درختان و ریشہ برگد وغیرہ سے باندھ کر ایک
مردہ برداری ایک تختے درست کی پھر آہوے جادو کو کفن میں پنہان کرکے اس ٹکٹی پر لٹا کے
پر اُس کو ڈال کر دوش پہ اپنے رکھکر ذکر عقائد دین کا بلند آواز سے کرتے ہوے سوے قبرستان
چلے مستغر جادو مادر آہوے جادو و نسیان جادو زوجہ نو عروس آہوے جادو نالہ کنان
کرتی ہوئیں عقب میت مذکور چلیں چونکہ صاحبقران کشورستان نے آہوے جادو کو غزال
صحرائی سمجھ کر تیر مارا تھا اُس کی شرمندگی و انفعال سے انہوں نے بھی مشایعت جنازہ مذکور کی
اور ایسا نسیان ہوا کہ لوح کو نہ دیکھا لوح طلسمی بالاے سینہ زیر قبا پنہان رہی بوجہ نسیان کے
یا بجہت سحر ہردو ساحرہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوکر لوح کو نہ دیکھا محض لوح کو بھول ہی گئے مطلق
خیال لوح کے دیکھنے کا دل میں نہ آیا الحاصل بعد قطع راہ قبرستان میں پہونچے قبر کھودی گئی
میت مذکور درون قبر رکھکر بدستور و قاعدہ مروجہ قبر بنائی گئی مستغر جادو و نسیان
جادو دونوں قبر سے لپٹ کر رونے پیٹنے لگیں نسیان جادو نے اس حالت گریہ وزاری
میں گھونگٹ اپنا اٹھایا کچھ خیال شرم وحیا کا مطلق میں نہ کیا علاوہ اسکے رخ زیبا اپنا
صاحبقران کشورستان کو دکھانا بھی منظور تھا اور اپنے حسن پر مائل کرنا بھی مقصود خاطر تھا
اسی سبب سے اُس نے خیال پردہ وشرم نہ کیا صاحبقران نے جو اس کے چہرہ زیبا پر نظر کی
رشک پری اور غیرت ماہ جہان اس کو پاکر دل اس کو دیدیا عاشق و مائل اس ساحرہ حسینہ
پر ہوئے اب اُس کے عشق میں صورت اس کی دیکھ لینے کو دیدار ہوئے کہ ذرا بھی خیال
لوح طلسمی کے دیکھنے کا نہ کیا دھیان طلسم کشائی دل سے دور ہو گیا اُس کے عشق میں مبہوت
ہوگئے غرض جب وہ دونوں عورتیں خوب رو پیٹ چکیں قبر سے اٹھکر وہ فریاد و بکا کرتی ہوئیں
اپنے گھر کی طرف چلیں صاحبقران بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ داخل کوچہ
سنگ مرمر ہو کر اپنے مکان کے دروازے پر پہونچیں وہ چند ساحران سے رخصت ہو کر چلے گئے
جب ہردو ساحرہ مذکورہ نالہ کنان اپنے گھر میں داخل ہوئیں صاحبقران بھی اُن کے ہمراہ داخل
مکان ہوے دیکھا کہ ایک پختہ مکان ہے نہ بہت وسیع ہے نہ چھوٹا ہے اسباب ضروری سے آراستہ
ہے قریب صحن ایک چٹان پتھر کی پڑی ہے برابر اس کے مثل حوض کے ایک غار کم از قد آدم ہے

پانی اُس میں بھرا ہوا ہی کچھ ظروف پیتل کے اُس کے پاس رکھے ہیں ابھی صاحبقران سوے
مکان و صحن مکان دیکھ رہے تھے کہ وہ دونوں عورتیں اسی چبوتری جان پر بیٹھکر پانی اُس
حوض سے لے کر نہائیں بعدہٗ دوسرے لباس انھوں نے پہنے بعد پہننے پوشاک کے
صاحبقران سے مخاطب ہوکر مسخر جادو نے کہا کہ اے جوان رحمدل ہم تو اپنے فرزند
کے مرنے سے گویا مر گئے کیونکہ اب زندگی کیونکر بسر ہوگی اس گھر میں وہی ایک مرد تھا کس کس طور
سے محنت ملازمت کرکے اسقدر روپیہ لاتا تھا کہ ہم عورتوں کی اوقات بسر ہوتی تھی اب بھوکے
رہ کر ایک روز مر جائیں گے اے میں تو دشمنوں کے خیال سے اس درہ کوہ و صحرا میں سکونت پذیر
ہوئی تھی یہاں بھی راحت و آرام سے زندگی بسر نہوئی فرزند نوجوان مارا گیا کوکھ اجڑ گئی
میں ضعیف ہوں خاوند کبھی مر گیا دوسرا اُس کا پیدا ہونا بھی امید نہیں ہی یہ بہو میری
جلد بدرونق ہو جاتی ہوئی رانڈ ہوگئی ہی صاحبہ حسن و جمال ہی اسکی زندگی عزت و آبرو سے کیونکر بسر
ہوگی ضرور ہی کہ بے عزتی ہوگی صورت بدنامی پیش آویگی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران
نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ صبر کر محتاجی کا اندیشہ مت کر ہم تجکو واسطے صرف روزمرہ کے اسقدر روپیہ
دیں گے کہ بآرام تم دونوں کی زندگی بسر ہوگی اُس نے کہا کہ اب مشکل یہ بھی ہی کہ مردوں میں
کوئی نہیں ہی کہ جو ہمارے دین کے موافق کریا کرم کرے تجکو لازم ہی کہ مثل ہمارے تم بھی سب
کپڑے اتار کر رکھدو لنگی باندھ کر نہاؤ کیونکہ رسم ہمارے دین میں یہی ہی کہ بعد دفن کرنے میت
کے نہاتے ہیں علاوہ عزیز داران میت کے اغیار بھی جو شرکت و مشایعت جنازہ کرتے ہیں وہ
بھی بعد دفن کرنے میت کے نہاتے ہیں اگر تم نے مشایعت جنازہ کی ہی تو اب نہاؤ بھی اور اب
اس گھر میں رہو اس گھر کو اپنا گھر جانو میری بہو تمہاری خدمت کرے گی میں بھی تمہارے حق میں
دعا کروں گی کہ ایسے وقت میں تم نے میری شرکت و اعانت کی صاحبقران نے اُس کی
تقریر سنکے کریا کرم کرنے کا تو اقرار نہ کیا لیکن نہانے کے واسطے موجود ہوے کپڑے اپنے اتار
اتار کر رکھنے لگے لوح طلسمی کے بھی اتار کر رکھنے کا ارادہ کیا یہاں تو صاحبقران کپڑے
اتار چکے ہیں لوح طلسمی گلے میں سے اتار کر رکھنے کی فکر میں ہیں نہانے کا ارادہ ہی ان کو تو اسی
حال میں چھوڑا جاتا ہی اور اب حال خواجہ طیفور کردہا کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ بھی عقب میں
صاحبقران کشورستان کے چلے جاتے تھے دور دور صاحبقران سے رابطہ کرتے
ہوے صحرا نورد تھے جب صاحبقران صحراے سبزہ زار میں پہونچے تھے اور آہو کو تیر مارا تھا اور
مشایعت جنازہ صاحبقران نے کی تھی بعدہٗ داخل درہ کوہ ہوے تھے یہ سب حالات خواجہ
نے دور سے دیکھے تھے دل میں خیال کیا کہ کیا بات ہی یہ امر خلاف شرع اور خلاف شان
صاحبقرانی و مسلمانی ان سے ظہور میں آیا ہی اور درہ کوہ میں ہمراہ عورتوں کے کیوں گئے ہیں
ذرا چلکر دیکھنا چاہیے مبادا کسی آفت و بلا میں مبتلا ہوے ہیں یہ خیال کرکے ایک درخت کے
نیچے بیٹھکر رنگ و روغن زنبیل سے نکال کر آئینہ روبرو رکھکر صورت اپنی ایک جوان خوش و
ساحر کی بنائی پوشاک بھی مانند لباس ساحروں کے زیب تن کیا پھر جھولی اسباب سحر سے بھری گلے میں
ڈال شیشہ پر رکھکر قرسول ہاتھ میں لے کر سوے درہ کوہ بعجلت تمام روانہ ہوے بعد قطع راہ
دیکھا وہ دروازہ مکان مسخر جادو پر مرکب امیر با توقیر کو دیکھکر دروازہ کھلا ہوا پاکر اندر گئے

داخل ہوئے اور صاحبقران کو کپڑے اور لوح طلسمی اتارتے دیکھکر نہانے پر آمادہ پاکر غضبناک
ہوکے کہا کہ اے جوان ناآشنا تو کون ہے اس گھر مین کیون آیا ہے کیا ارادہ ہے نہانے کا ارادہ
کیون کیا ہے کیا کر بیٹھے گا صاحبقران نے نہ پہچان کر برہم ہوکے جواب دیا کہ او ساحر تندخو آگاہ ہو
کہ نام ہمارا سلطان کیوان شکوہ ہے خاص و عام ہمکو صاحبقران کہتے ہین ہمین طلسم کشاے
طلسم زلزلہ ہین اس مکان مین صاحب خانہ کی اجازت سے آئے ہین بلکہ صاحب مکان کے ہمراہ
آئے ہین اب یہ مکان گویا ہمارا ہے ارادہ نہانے کا کیا ہے کپڑے اتارے ہین تو کون ہے کہ بے اجازت
صاحب خانہ گھر مین چلا آیا ہے یہان تیرا کیا کام ہے دور ہو یہان سے عورتین بھی اس مکان مین ہین
تجکو کچھ کسی کے ناموس کی بے پردگی و بے عزتی کا بھی خیال نہوا دلیرانہ مکان مین گھس آیا ساحر مذکور
نے چین بجبین ہوکر آواز سخت و درشت جواب دیا کہ مین صاحب مکان فوت شدہ کا دوست و برادر
ہون اس کے مرنے کی خبر سنکے راہ دور دراز سے آیا ہون برادر فوت شدہ کا وارث مین ہون
مین ہی کر یا چشمہ لگا رہت جا کہ مین نہاؤن بلکہ اس مکان سے نکل جا تجکو مین نہین پہچانتا کبھی مین نے
تجھے یہان آتے نہین دیکھا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نکرے گا اور کہنے سے مین گریبان سے
نکل نجائے گا تو ابھی ایک ترنج سحر مار کر کام تمام کرون گا یہ کہکر اپنی جھولی سے ایک زر ترنج نکالا
صاحبقران نے اس کی سخت کلامی سے نہایت برہم ہوکر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تلوار کو علم کرکے
اٹھنے کا ارادہ کیا اسوقت اس ساحر نے کہا کہ واہ واہ اے صاحبقران اسی منھ پر طلسم کشائی پر
کمر باندھی ہے دعوی طلسم کشائی کرتے ہو جس عورت کو خوبصورت دیکھتے ہو اس کے عشق مین مبہوت
ہو جاتے ہو کیا اسیر ہو جانے کا حوصلہ ہے یا لوح طلسمی چھن جانے کی آرزو ہے ذرا شرم و حیا کرو
لوح طلسمی دیکھو اپنے ہوش و حواس مین آؤ دام فریب ساحران مین گرفتار نہو مسمی خواجہ طیفور گردیا
آپ کی بہبودی کے واسطے یہان آیا ہون ہوشیار و خبردار کرتا ہون کہ ان دونون ساحراون
کے دام مکر مین نہ آئیے گا صاحبقران یہ تقریر سنکے نادم و منفعل ہوکر ہوش مین آئے
لوح طلسمی کو جو باین نیت دیکھا کہ یہ دونون ساحرہ ہماری دوست ہین یا دشمن جان لوح نے
ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ بغیر دیکھے لوح کے ان ساحراون کے دام فریب
مین گرفتار ہو چکے اس مکان مین آکر کپڑے اتار کر نہانے کا ارادہ کیا تا خیر ہوئی کہ تجکو تیرے
سنیا نے آگاہ کیا اگر لوح بھی اتار کر رکھدیتا اور نہانے مین مصروف ہوتا تو ان دونون مین سے
ایک ساحرہ لوح طلسمی لے کر سحر مین اپنے تجکو مبتلا کرکے اسیر کر لیتی یہ دونون ساحرہ تیری
دشمن جان ہین دوست نہین ہین اگر ممکن ہو تو ان کو بضرب تیغ آبدار قتل کر صاحبقران موصوف
حکم لوح سے آگاہ ہوکے سوے سحر جادو و نسیان جادو چلے انہون خواجہ کو سخت و بیہودہ
کہکر ارادہ کیا سحر سے ہلاک کرنے کا کیا خواجہ گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے سحر جادو و نسیان
جادو نے طلسم کشاے موصوف کو جو تیغ بکف و لوح طلسمی در گلو اپنی طرف آتے دیکھا چند ترنج
و تیغ ناریلی و گوشت فولادی مار کر اس مکان سے گریزان ہوکر جانب مرحلہ اول روانہ ہوئین
یہان صاحبقران کشورستان سمجھے کہ یہ مین لوح طلسمی کسی سحر نے ان کے تاثیر کی بعد بیانک جلد
نسیان جادو و سحر جادو کے خواجہ طیفور کر دیا ہے جسم اتار کر اپنے تئین ظاہر کیا صاحبقران
نے بہت محجوب و نادم ہوکر کہا کہ اے خواجہ کیا کارنمایان کیا ہو تمہاری غمخواری و وفاداری کی

تعریف نہیں ہو سکتی ہے اگر تم تھوڑی دیر اور یہاں نہ آتے تو ہم لوح طلسمی بھی اتار کر نہلاتے نسیان
جادو یا مسخر جادو کوئی یہ لوح طلسمی ضرور اپنے قبضے میں کرکے ہمکو بذریعۂ سحر اسیر کرلیتی تمہارا
اسوقت یہاں آنا ہمارے حق میں بہت اچھا ہوا لوح طلسمی بھی نہ چھنی اور ہم بھی مبتلائے سحر
ہوکر اسیر نہوے واقعی ہم نسیان جادو کے عشق میں ایسے مبہوت و بے خبر تھے کہ مطلق
طلسم کشائی و لوح طلسمی کے دیکھنے کا خیال نہ تھا خواجہ نے عرض کیا امیدوار ہوں کہ جو کچھ
میں نے بمصلحت آپ سے سخت کلامی وغیرہ ہنگام عیاری کی ہو آپ اسے معاف فرمائیے آئندہ خیال
رکھیے گا کبھی کسی ساحر یا ساحرہ کے دام فریب میں گرفتار نہوجیے گا کسی کے حسن پر زمانہ طلسم کشائی
میں مائل نہ ہوجیے گا اگر مائل ہوجیے گا تو لوح طلسمی کو پہلے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب ایسا ہی ہوگا حتی الامکان مکر و فریب ساحران سے بچیں گے یہ کہکر کپڑے پہنے خواجہ موصوف
نے جال الیاسی نکال کر جملہ اشیائے مکان مسخر جادو پر ڈالکر تمام مال و اسباب نذر زنبیل کیا
زمین پر نقش بوریہ بھی نہ چھوڑا بعد غارت مال و اسباب ہمراہ صاحبقران ممدوح کے اس مکان
سے نکلے امیر با توقیر اپنے سمند تیز رو پر سوار ہوے خواجہ ہمراہ رکاب ہوے جب درہ کوہ سے
نکلے حسب الحکم لوح طلسمی بعد اکل و شرب صاحبقران ایک سمت روانہ ہوے خواجہ درہ کوہ
پر ٹھہر گئے جب امیر با توقیر دور تر مرکب کو جولان کرکے چلے گئے خواجہ بھی اسی طرف بصورت مبدل
چلے فی الحال صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گرد پا کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
مسخر جادو و نسیان جادو کا رقم کیا جاتا ہے کہ ہر دو ساحرہ مذکور بخوف طلسم کشا بھاگ کر در بند
اول میں گئی تھیں بعد قطع راہ مضطر و حیران با خاطر پریشان در بند اول پر پہونچیں دیکھا کہ مالک و
حاکم در بند اول حنظل جادو اپنے قصر میں بفرحت و سرور ہے گرد اس کے ساحران نامی بیٹھے ہیں
گویا دربار درباریوں سے اس کا آراستہ ہے بعد دیکھنے جانب اہل دربار و حنظل جادو کے مسخر جادو
و نسیان جادو نے سلام کیا حنظل جادو نے متردد ہوکر پوچھا کہ خیر تو ہے اسوقت گھبرائی ہوئی
یہاں کیوں آئی ہو مسخر جادو و نسیان جادو نے تمام حال طلسم کشا کے آنے کا عرض کرکے
ظاہر کیا کہ میرے فرزند گوہر جادو نے جان اپنی خیر خواہی خداوند ہو مرمست جادو و نیز
خیر خواہی حضور میں دے کر چاہا تھا کہ لوح طلسمی طلسم کشا سے دستیاب ہوجائے پھر وہ گرفتار
ہوجائے چنانچہ حصول لوح طلسمی میں اور گرفتاری طلسم کشا میں کچھ ایسی دیر نہ تھی کہ تب سے وہ
اتار رکھا تھا لوح طلسمی لینے گلے سے اتار رہا تھا نہانے کا ارادہ کیا تھا ہم دونوں اسی فکر میں تھے
کہ یہ لوح طلسمی گلے سے اتار کر رکھے اور نہانے میں مصروف ہو تو ہم لوح طلسمی اپنے قبضے میں
کرکے طلسم کشا کو مبتلائے سحر کرکے اسیر کرلیں پھر حضور کی خدمت میں اس کو لائیں لیکن اس کا
عیار بصورت ساحر آیا اس نے اس کو ہوشیار کیا کہ لوح کو دیکھو غافل نہو نہانے سے باز رہو
طلسم کشا نے اس کے ہوشیار کرنے سے لوح کو دیکھا لوح نے اس کو ہدایت کی وہ شمشیر علم کرکے
ہمارے قتل کے واسطے اٹھا ایسی حالت میں ہم لوح طلسمی سے مجبور ہوکر اس کو گرفتار نہ کرسکے وہاں سے
حضور کی خدمت میں آئے ہیں طلسم کشا ابھی ہمارے گھر میں ہوگا یہ واقعہ لائق اظہار تھا اسوجہ
سے حضور سے عرض کیا حنظل جادو نے تمام تقریر مسخر جادو کی سنکے بحر تردد میں غرق ہوکے کہا
کہ افسوس زمانہ بقائے طلسم زیر و زبر آخر ہوا طلسم کشا پیدا ہوگیا ظاہر اب یہ طلسم فتح ہو جائے گا

لیکن فکر و کوشش بہ اسیری طلسم کشا ضرور ہی جہانتک ممکن ہوگا خیر خواہی خداوند کرین گے
طلسم کو فتح ہونے دین گے طلسم کشا کو اسیر کرین گے مسخر جادو و نسیان جادو ہم تمہاری
تعریف کرکے خیر خواہ کامل اپنا تصور کرتے ہین واقعی عجب کام کیا تھا مگر عیار مکار نے بنا ہوا
کام آکر بگاڑ دیا خیر اب ہم ساحرون کو برائے اسیری طلسم کشا روانہ کرتے ہین تم یہان رہو
مسخر جادو و نسیان جادو نے عرض کیا کہ چونکہ حضور نے از راہ قدردانی ہماری فکر و تدبیر و کوشش
کی تعریف کی ہے اور عزت افزائی مجمع ساحران نامی مین کی ہے تو اب ہم تدبیر گرفتاری طلسم کشا
کرنے کے لیے جاتے ہین ابھی حضور اپنے مصاحبین و رفقا سے کسی کو بہر گرفتاری طلسم کشا کے
نہ بھیجے پہلے دوبارہ ہماری کوشش کا نتیجہ دیکھ لیجیے خنقل جادو نے یہ تقریر اُن دونون ساحرون
کی سنکے خوش ہوکے اُن کو انعام کثیر دیا انھون نے عرض کیا کہ چند ساحرہ اور چند ساحر بضرورت
کاروبار و نیز تدبیر اسیری طلسم کشا ہمارے ہمراہ کیجیے خنقل جادو نے موافق اُن کی عرض
کے عمل کیا مسخر جادو و نسیان جادو اُن ساحرون کو لے کر سوے درہ کوہ مرمر روانہ ہوئین ان کا
حال بمقام مناسب لکھا جائے گا فی الحال ذکر اُن ساحرون اور سحر کے بیرون کا کیا جاتا ہے جو وقت
قتل کوہر جادو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے دربار نائب خداوند روانہ ہوے اور حال اُن
سحر کے بیرون کا جو بعد مرنے کوہر جادو کے نالہ کنان سوے طلسم زلزلہ گئے تھے اشتقاق جادو
وزیر دوم و نائب خداوند ہودسرمست جادو کہ جس کی دختر کا نام زہرا ہے سیمتن ہے مہمان
جہان سے ہے حسب دستور ایک روز بالاے تخت حکومت بیٹھا تھا جملہ ساحران اہل دربار دربار مین
موجود تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے اور ساریق بن قباد و سخنگان یہ دونون بھی دربار
مین بیٹھے تھے اشتقاق جادو نائب خداوند ہودسرمست جادو اپنے رفقا و اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہہ رہا تھا کہ فی الحال کچھ حال طلسم کشا سے طلسم زلزلہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا
معلوم نہین ہوا ساحران اہل دربار عرض کر رہے تھے کہ واقعی فی زمانہ کچھ حال طلسم کشا کا دریافت
نہین ہوا فرمانا حضور کا درست و بجا ہے ظاہر وہ فکر حصول لوح طلسمی مین ہوگا لیکن اُسکو دستیاب
ہونا لوح طلسمی کا ممکن نہین ہے ہر چند کہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو رازدار طلسم اُس کی شریک
ہو گئی ہے مگر اُس کی شرکت سے بھی لوح طلسمی کا دستیاب ہونا دشوار ہے ابھی ساحران دربار یہ عرض
کر رہے تھے سخنگان بیٹھا ہوا سن رہا تھا اور کچھ سوچکر مسکرا رہا تھا کہ یکایک سوے فلک سے
صداے نالہ و فریاد آئی اشتقاق جادو وغیرہ سب متردد ہوکر جانب فلک دیکھنے لگے ناگاہ اُن سحر
کے بیرون نے باواز دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس کوہر جادو محافظ لوح طلسمی
دست طلسم کشا سے مارا گیا ہم سب اُس کے سحر کے بیر ہین بعد اُس کے مرنے کے بطور خبر رسانی
نالہ کنان یہان تک آئے ہین یہ کہکر وہ بیر سحر کے ایک جانب چلے گئے اشتقاق جادو وغیرہ کو اس
خبر کے سننے سے حیرت ہو گئی ہر ایک دنگ ہوا چہرہ ہر ایک کا فق ہو گیا رنگ رخ اڑ گیا دربار مین وہ
سناٹا ہوا گویا کوئی اہل دربار سے زندہ نہ رہا خصوصاً اشتقاق جادو کا تو یہ حال ہوا کہ ہوش و حواس کو تشتت
ہو گیا آثار صدمہ و ملال و فکر و تردد چہرے سے ہویدا ہوے تا دیر دریاے حیرت مین غرق رہا
بعد ازان اہل دربار سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے کوہر جادو محافظ
لوح طلسمی کو قتل کیا غالباً لوح طلسمی بھی حاصل کی ہوگی اب طلسم زلزلہ کا باقی رہنا مشکل ہے

نہیں معلوم طلسم کشا کو ہر جادو تک کیونکر پہونچا اُس کے مکان سکونت تک کون طلسم کشا کو لے گیا
یہ حال مفصل معلوم ہوا ہنوز اہل دربار نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک چند ساحران نابکار نالان
و بیقرار مضطر و بیتاب با حال پریشان و خراب دربار میں آگئے پہلے تو اشتاق جادو کو بادب
سلام کیا بعد ازاں زار زار مانند ابر بہار اشکبار ہوئے فریاد و نالہ و فغان کرنے لگے اشتاق
جادو نے پوچھا کہ خیر تو ہے تم سب کیوں اسقدر فریاد و نالہ کناں ہو کیا مصیبت تم پر پڑی ہے
بیان کرو سب نے دست بستہ تمام حال ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو کے آنے کا اور کوہ بلورین پر مقیم ہونے کا اور رقعہ بدست تیلہ سحر ملکہ
آفاق جادو کو برائے پیام شادی ملکہ مجمر جادو کے بھیجنے کا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو
کے جلنے کا مجمر جادو کو بیاہ کر لانے کا سیر ملکہ مجمر جادو کو گوہر جادو کے پاس لانے کا تاریک سیاہ و
جادو کے قتل ہونے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے آنے کا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ
کو اپنے ساتھ لانے کا اور گوہر جادو کا بعد جنگ عظیم گرفتار ہو کر قتل ہونے کا مفصل بیان کیا
اشتاق جادو وغیرہ کو تو پہلے ہی خبر معلوم تھی ان ساحروں سے مفصل حال دریافت ہوا اشتاق
جادو نے ان ساحروں کو حکم دیا کہ تم جا کر داخل لشکر ساحران ہو جاؤ یہ لشکر میں جا کر شامل ہوئے ادھر
پریشان خاطر ہو کر بے اختیار کسی عالم حیرت و ملال میں کہنے لگا کہ اب کیا تدبیر کی جائے کیونکہ
طلسم کشا سے جان بچائی جائے یا ایسی فکر و کوشش کی جائے کہ جس سے طلسم زلزلہ لٹنے سے محفوظ
رہے کہے اہل دربار اس باب میں کچھ رائے دو کہ اب کیا تدبیر کی جائے اکثر ساحران نابکار نے
عرض کیا کہ حضور نائب خداوند میں کوئی تدبیر معقول و مفید مطلب کریں یا ہم میں سے کسی کو سوئے
طلسم کشا روانہ کریں تاکہ وہ اس کو جانب درِ طلسم زلزلہ جانے سے اثنائے راہ میں روکے مکر و حیلہ و
فریب لوح طلسمی اس سے لے کر اسکو گرفتار کرے علاوہ اس کے مالکان دربند کو فرمان روانہ کیے
جائیں کہ وہ ہوشیار و خبردار ہو جائیں اشتاق جادو نے جواب دیا کہ سوا ان تدبیروں کے اور بھی
کوئی ایسی فکر و تدبیر ہو کہ جس سے یہ بلائے ناگہانی دفع ہو سب نے عرض کیا کہ جتنے سوال آپکی
نسبت جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کیا سنجکان نے کہا کہ اے نائب خداوند رائے دینا امر دشوار ہے
ہر ایک کا کام نہیں کہ جو امور سلطنت و دیگر کارہائے موجودہ میں بجز حال غور و فکر کے رائے اپنی
ظاہر کرے یہ تعجب ہے ساحر اہل دربار جو ساحری سے خبردار ہیں ان کو ایسے معاملات میں
کیا دخل ہے افسوس ہزار افسوس ہمارے خداوند سامریق ہیں لقا اس طلسم زلزلہ کو جائے امن و
امان تصور کر کے یہاں آئے تھے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ گلستان باختر سے یہاں تک آیا تھا
خیال تھا کہ یہاں بے خوف و خطر دشمنوں سے زندگی بسر ہوگی راحت و آرام سے رہیں گے آج
اخبار کے سننے سے ثابت ہو گیا کہ یہاں سے بھی خداوند سامریق کو بھاگنا ہوگا صاحبقران کے
ہاتھ سے یہاں بھی آرام بیٹھنا نصیب نہ ہوگا اے اشتاق جادو آگاہ ہو کہ اب یہ طلسم باقی نہ رہیگا
ضرور فتح ہو جائیگا قدم صاحبقران جلد تر یہاں آ جائیں گے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائیگا کوئی
ساحر زندہ نہ رہے گا سب کو صاحبقران قتل کریں گے لوح طلسمی ان کو دستیاب ہو چکی ہے بھلا
اب یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ کب رہ سکتا ہے پہلے حفاظت لوح طلسمی بخوبی نہ کی بیرون طلسم
لوح طلسمی کو رکھا جانب حفاظت لوح و اسیری صاحبقران سے غفلت کی اسی خیال میں رہے کہ

طلسم کشا بے دست و پا ہے کوئی اُس کا معین و مددگار نہیں ہے کیونکہ لوح طلسمی اُس کو دستیاب ہوگی
یہ طلسم کیونکر فتح کرے گا اس بات سے بے خبر ہے کہ اہل اسلام کی مدد اُن کے خدا کی طرف سے
ہوتی ہے زمین و آسمان سے اُن کے معین و مددگار پیدا ہو جاتے ہیں مشکلیں اُن کی آسان ہو جاتی ہیں
جہاں وہم و گمان بھی نہ پہونچے کا سو یہ لوگ وہاں پہونچ جاتے ہیں دشمن ان کے دوست ہو جاتے
ہیں بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر ہی سے آگ لگ جاتی ہے جیسا کہ بیان ہوا دیکھو دبدبہ سحر ساز جادو
اور اس کی نواسی اور بھانجی یہ سب دشمن اُس کے اور عزیز دار شہنشاہ ساحران ہود سرمست
جادو کے تھے مگر صاحبقران کی خوش اقبالی سے اُن کے شریک ہو گئے عجب نہیں کہ ان تینوں
ساحراؤں سے کوئی ساحرہ ان پر عاشق بھی ہوئی ہو اسی عاشقی میں صاحبقران کو گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی کے مکان تک لے گئی ہو جیسا کہ ابھی چند ساحروں کی زبانی مفصل حال آپ نے
سنا ہے اب متردد ہونا بے سود ہے جو ہونا تھا وہ ہو گیا زمانہ بربادی طلسم زلزلہ قریب آگیا پہلے اگر
میری رائے لی جاتی تو یہ انجام نہ ہوتا لوح طلسمی ہاتھ سے نہ جاتی گوہر جادو و آتشبار جادو و حکیم
جالوس نائب خداوند اور اہریارن جادو قتل نہ ہوتے یہ ہنگامہ برپا نہ ہوتا اشتقاق جادو نے کہا کہ
اے ملک جی اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ جس سے یہ طلسم باقی رہے تباہ و برباد نہ ہو فتح ہونے سے
باز رہے سخنگان نے جواب دیا کہ اگر پہلے میری رائے پر عمل کیا جاتا تو بہت ہی بہتر ہوتا اور
اب اگر میری رائے پر عمل کیا جائے گا تو مثل وقت گذشتہ بخوبی بہبودی بظاہر نہوگی میں رائے اپنی
ہر چند بار بظاہر نہ کروں گا مجکو اپنے خداوند ہود سرمست جادو کی خدمت میں لے چلو وہاں جا کر
کچھ اُن سے عرض کروں گا اور اپنی رائے بھی ظاہر کروں گا سوا اس کے خبر قتل گوہر جادو بھی
خداوند کو پہونچانا ضرور ہے اُن کو جلد اطلاع دینا بھی ضرور ہے اشتقاق جادو اسی وقت اُس کو
اپنے ہمراہ لیکر سوے شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوا دربار برخاست ہوا
بعد قطع راہ اشتقاق جادو مع سخنگان روبروے شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن میں پہونچا شاہ
طلسم کو باادب سلام کیا سخنگان نے بھی موافق قاعدہ سلام کیا ہود سرمست جادو نے اشتقاق
جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اسوقت تیرے یہاں آنے کا کیا باعث ہوا اور سخنگان کو یہاں اپنے
ساتھ کیوں لایا اُس نے عرض کیا کہ اس نمک خوار قدیم کو کچھ عرض کرنا منظور تھا اور سخنگان کو بھی حضور
سے کچھ التماس کرنا ہے شاہ طلسم نے کہا کہ بیان کر کیا عرض کرنا ہے اشتقاق جادو نے تمام حال گوہر
جادو کے قتل ہونے کا طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہونے کا ملکہ آفاق جادو کے مسلمان
ہونے کا تیغہ فنا اُس کے قبضے سے نکل کر قبضۂ طلسم کشا میں آ جانے کا جو کچھ سنا تھا مفصل وار
بیان کیا اُسوقت ہود سرمست جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا تصویر
تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پیش نظر ہو گئی زندگی سے اپنی نا امیدی ہوئی تا دیر سر جھکائے رہا بعد
افسوس گوہر جادو و نمک حلال و نمک خوار قدیم ہمارا مارا گیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو گئی
تیغہ فنا جس سے ہماری قضا بانیان طلسم نے مقرر کی تھی وہ بھی قبضہ طلسم کشا میں پہونچ گیا
یہ سب امور ہو گئے لے اشتقاق جادو تو باوجود اس کے کہ میں نے تجھکو اپنا نائب کیا تھا اور تمام
بند و بست تیرے حوالے کیا تھا تو نے کچھ فکر اسیری طلسم کشا نہ کی گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو
کی اعانت و مدد نہ کی اُس طرف کا بندوبست نہ کیا تو نے بڑی غفلت کی اشتقاق جادو نے عرض کیا کہ

اے شہنشاہ ساحران فرمان پہلے سے ہی حسب الحکم حضور ملکان دربند شل گوہر جادو و ملکہ آفاق
جادو وغیرہ ساحران نامی کو روانہ کیے گئے تھے تاکیداً تحریر کر دیا گیا تھا کہ خوب بندوبست کرنا
راہ بند کر دینا طلسم کشا وغیرہ کو اپنی اپنی سرحد میں نہ گھسنے دینا اور اگر کہیں طلسم کشا کسی کو نظر آئے
تو اُس کو اسیر کر لینا چنانچہ موافق تحریر حکمنامجات جملہ ساحران نامی نے اپنی اپنی سرحد کا بندوبست
و انتظام کر لیا تھا از انجملہ گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو نے بھی بندوبست و انتظام بخوبی کیا تھا
سحر سے راہ بند کر دی تھی مگر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو وہ بلور پر پہونچی اُس نے اپنی بہن کو ایک رقعہ
اشتیاقیہ و نیز بابت سیر و گردش کے ملکہ مجمر جادو کے تحریر کرکے بدست تلمیذ سحر روانہ کیا وہ رقعہ ملکہ
آفاق جادو کو پہونچا وہ گوہر جادو سے اجازت حاصل کرکے اپنی بہن ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کے پاس گئی وہاں عقد اپنے فرزند صدف جادو کا ساتھ مجمر جادو کے کیا سنا ہے کہ بجائے
مجمر جادو بصورت مجمر جادو عیار طلسم کشا کا ساتھ صدف جادو کے ملکہ آفاق جادو
کے گھر میں گیا وہاں اُس نے عیاری کرکے صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو گرفتار کر لیا
تیغ قتل کر لیا پھر گوہر جادو نے اپنے سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو برائے طلب ملکہ بہار
گل پوش جادو کو اُس پر مدت سے عاشق تھا روانہ کیا جب وہ کوہ بلور پر پہونچا وہاں طلسم کشا کے
ہاتھ سے مارا گیا اُس کے مرنے سے راستہ کھل گیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار و مجرین جادو
و طلسم کشا یہ سب پہلے ملکہ آفاق جادو کے مکان پر گئے وہاں سے اپنے عیار اور ملکہ مجمر جادو کو
ساتھ لے کر ان سب نے رخ جانب مکان گوہر جادو کے گئے وہاں جنگ عظیم ہوئی آخر کار مجرین جادو
نے لوح طلسمی مکان گوہر جادو سے لاکر طلسم کشا کو دیدی اُس نے لوح پاکر گوہر جادو کو قتل کیا
ان سب حالات سے اب اطلاع ہوئی قبل اس کے اگر آگاہی ہوتی تو فدوی بہر طور جاتا اس طرح وار
کو تو اطمینان تھا کہ راستہ بند ہے طلسم کشا وہاں نہیں جا سکتا ہے اسی وجہ سے اُس طرف کا کچھ خیال نہیں
کیا گیا تھا اب یکایک خبر مذکور سننے میں آئی ہے میں نے اہل دربار سے کہا تھا کہ اب تمہاری رائے
کیا ہے کیا تدبیر کرنا چاہیے ہر ایک نے جدا جدا اپنی رائے ظاہر کی ملک جی نے کہا کہ مجھ کو روبروئے
خداوندے چلو میں وہاں جاکر یہ عرض کروں گا اور اپنی رائے بھی بمقدمہ بندوبست و انتظام
طلسم ظاہر کروں گا یہ فدوی اسی وجہ سے ملک جی کو آپ کے روبرو لایا ہے شہنشاہ ساحران نے
ملک جی یعنی شیطان سے پوچھا کہ تجھے کیا عرض کرنا ہے اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران
جہان جائے حیرت و مقام تعجب ہے کہ آپ ایسا شہنشاہ صاحب اختیار و حکومت ہوکے اور دعویٰ
خدائی کرکے کاہنوں اور نجومیوں کے حکم لگانے سے بخوف طلسم کشا طلسم باطن میں چھپ کے
بیٹھے اور امور سلطنت و حکومت اپنے نائب کے سپرد کیے یہ خوف و ہراس خلاف خداوندی
اور بعید شاہنشاہی سے ہے سلطان شہنشاہ وغیرہ اُس خوف و ہراس حضور پر بجائے خود کیا کہتے
ہونگے غائبانہ اعتقاد ہونے ہونگے علاوہ اس کے اپنے امور سلطنت و حکومت جس طرح شاہ و
شہریار سوچ سمجھ کر فکر و غور کرکے کرتے ہیں دیگر ملازم اُس طور سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام
نہیں کرتے ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہوں پس اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب
ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کے ہاتھ سے جیسا کہ کہا ہے مصرع کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ہم
کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من اے شہنشاہ ساحران خطا معاف آپ کے خائف و

ترسان ہو کر طلسم باطن میں بیٹھنے سے اور امور بندوبست و انتظام طلسم زلزلہ اپنے نائب کے
سپرد کرنے سے یہ نوبت تو پہونچی ہے کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی و تیغہ کنا دستیاب ہو گیا ہے اگر چند
یونہی یہان حضور گوشہ نشین اور امور طلسم سے غافل رہیں گے تو یہ طلسم فتح ہو جائے گا اور اگر
شہنشاہ لاجواب یہ فرمائیں کہ طلسم باطن میں بیٹھنا برائے حفاظت جان ہے تو اس کا جواب یہ خیر خواہ
یہ دے گا کہ اول تو خداوند ہو کے ڈرنا کسی سے نہ چاہیے دوسرے یہ کہ اجل سے بھاگنا اور
جان بچانا خلاف عقل ہے موت کسی کو نہیں چھوڑے گی جس وقت زمانہ حیات ختم ہوگا اگرچہ کوئی
قلعہ مستحکم میں بھی ہوگا وہان بھی موت اسے نہ چھوڑے گی لہذا عاقل و صاحب فہم کو لازم ہے کہ
دلیرانہ دشمن سے مقابلہ کرے اگر زندگی ہے تو دشمن اس کا اس کو ہرگز قتل نہ کر سکے گا اور اگر
اجل ہی اس کی آئی ہے تو مردانہ و دلیرانہ جان دیدینا دنیا میں شجاع و بہادر مشہور ہوگا کام ایسا
کرے کہ اہل جہان اس کو نامرد و بزدل نہ کہیں خصوصاً شاہوں کو مناسب ہے کہ اپنے دشمن سے
خائف و ترسان بظاہر نہ ہوں دشمن کو خائف ہو کر بے اوپر دلیر نہ کریں خود بنفس نفیس دفع دشمن
کی کوشش کریں ایسی تدبیریں اور فکریں کریں جن سے بدخواہ مغلوب و قتل و اسیر ہو جائے
آپ تو خداوند ہیں دعوائے خداوندی کرتے ہیں آپ کو تو مطلق ڈرنا نہ چاہیے ڈرنا کسی سے
خداوندی سے بعید ہے پس اب میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں کہ حضور اب اس طلسم باطن سے
برآمد ہو کر طلسم ظاہر میں تشریف لے جا کر اپنے تخت حکومت پر جلوس فرمائیں امور جو مہم بندوبست
و انتظام کریں بندگان خاص و خیر خواہ جو ہیں انہیں انصرام کار پر مامور کریں جو کوئی بندگان شہنشاہ
سے کوئی کارنمایان کرے اس کو شہنشاہ خلعت و انعام کثیر دیں تاکہ بندگان دیگر کو بھی حوصلہ
و خیال خیر خواہی و کارنمایان کرنے کا ہو آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہے ہر چند کہ یہ تقریر میری
استفاق جادو نائب حضور کو ناگوار ہوئی ہوگی مگر میں نے ازراہ خیر خواہی کی ہے اور رائے اپنی
ظاہر کر دی ہے شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو گفتگوئے سختگان سنکے سرنگون ہوا
پیشانی پر عرق انفعال آگیا تا دیر دریائے فکر میں غرق رہا بعدہ بجائے خود سمجھا کہ سختگان
سچ کہتا ہے طلسم باطن میں بیٹھنا خوف طلسم کشا سے خلاف خداوندی و شہنشاہی ہے اور باعث بدنامی
و رسوائی ہے جو کچھ اپنی غفلت و گوشہ نشینی سے ہوا وہ تو ہو چکا اب خود تخت حکومت پر جلوس
کرکے حسب دلخواہ بندوبست و انتظام مہمات طلسم و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے
جو میں ہوں اور کاہنوں کے حکم پر خداوند ہو کے عمل کرنا نہ چاہیے یہ سوچکر استفاق جادو سے
مخاطب ہو کر کہا کہ اے نائب با دولت جلد جا کر ہمارے برآمد ہونے اور بر تخت حکومت جلوس
کرنے کی اہل دربار وغیرہ کو اطلاع دے اور انواع و اقسام کی زینتوں سے دربار کو رونق
دے ہم یہان سے برآمد ہو کر دربار میں آتے ہیں استفاق جادو حسب الحکم سختگان کو ہمراہ
لے کر دربار میں آیا جملہ اہل دربار و تمامی ساحران ذی عزت کو برآمد ہونے بادشاہ و حاضری دربار
دلیر سے آگاہ کیا فرمان جلد جلد ساحران نامی کو بذریعہ ساحران روانہ کیے ملازموں نے
دربار کو انواع و اقسام کی زینتوں سے آراستہ کرایا جملہ ساحران اہل دربار و تمامی ساحران
نامی و نامدار بعبارت فرمان مذکور پر نظر کرکے جلد حاضر دربار ہو کر علی قدر مراتب بیٹھے تمام
دربار ساحران نامی سے بھر گیا ہر ایک انتظار تشریف آوری شہنشاہ ساحران کرنے لگا

ناگاہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بصد شان و شکوہ و جاہ و حشم نمایان ہوا تمام ساحران
دربار برائے تعظیم و تسلیم اُٹھے جب شہنشاہ مذکور قریب آیا سب برائے استقبال بڑھے ہر ایک
نے باادب خوش ہوکر سلام کیا ہود سرمست جادو بایا و اشارہ ہر ایک ساحر نامی کا سلام لیتا ہوا
ہر ایک پر نظر کرتا ہوا تخت حکومت پر تاج شاہی سر پر رکھکر بدستور سابق بیٹھا ہر ایک ساحر نے
علی قدر مراتب نذر دی شاہ طلسم زلزلہ نے نذر قبول کرکے احترا اپنا زر و نذر پیش کردہ پر رکھکے
پھر سب کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر علی قدر مراتب بیٹھا شاہ طلسم نے حسب حیثیت و رتبہ
کشتیان خلعت زرتار و فاخرہ کی طلب کرکے اہل دربار و جملہ حاضرین دربار کو دین ہر ایک ساحر
کشتی خلعت و انعام کثیر لے کر خوش ہوا شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو نے بعد خلعت و انعام
دینے کے سب ساحرون سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے بندگان بادولت آگاہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی
دستیاب ہوگئی ہے اب وہ سوئے درجلات و دربند تاسوز زلزلہ آئے گا لہٰذا تم سب کو لازم ہے کہ ایسی
طلسم کشا کو مکر و فریب وحیلے سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لو تم سب مین جو کوئی بادولت سے مکر پر
عمل کرے گا اور لوح طلسمی طلسم کشا سے چھین کر کسی تدبیر سے ہمارے پاس لائے گا اُس کو خلعت و انعام
ایسا دیا جائے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا یا جو کوئی ساحر طلسم کشا کو قتل کرکے سر اُس کا لائے گا یا اُسکو
اسیر کرکے ہمارے سامنے لائے گا وہ بھی خلعت و انعام کثیر پائے گا چاہیے کہ ہر ایک مالک دربند
دربند اپنی اپنی سرحد کا بخوبی بندوبست کرے انتظام الیحی بلح کرے غفلت نکرے جس شے کی
ضرورت ہو بادولت سے طلب کرے فوج و خزانے مین کمی نہین ہے اب طلسم کشا جانب دربند ہا
طلسم آئے گا مالکان دربند کو لازم ہے کہ تدبیر اسیری طلسم کشا سے غافل نہون خیرخواہی بادولت
بہ کمال دکھا دے یہ سن کر سب نے عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب خیرخواہ و جان نثار ہین حسب الحکم
حضور عمل کرین گے حتی الامکان طلسم کشا کو قتل و اسیر کرین گے لوح طلسمی اُس سے مکر و فریب
چھین لین گے ذرا وہ سوئے دربند آئے تو سہی شاہ طلسم تقریر اُن کی سنکے خوش ہوا کئی ساعت
تک دربار مین بیٹھا رہا ہر ایک ساحر سے تاکید گرفتاری طلسم کشا کرتا رہا بعدہ دربار برخاست کیا
ہر ایک ساحر اپنے اپنے مکان مسکونہ کی طرف بصد خوشی روانہ ہوا از انجملہ حنظل جادو مالک
دربند اول بھی خلعت سے ممتاز ہو کر سوئے دربند اول طلسم زلزلہ گیا بیان ہو چکا شاہ طلسم نے
دربار برخاست کیا ہے داخل گلسرا ہوا ہے لیکن اب پھر حال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ قبل اس کے
بیان کیا گیا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب دربند اول روانہ ہوئے تھے اثنائے
راہ مین سیر عجائب و غرائب دیکھتے ہوئے سوئے کوہ و دشت نظر کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے کسی جگہ نہ ٹھہرتے تھے بعد قطع راہ دور و دراز درمیان راہ دربند اول کے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا
پہاڑ نہایت صاف و خوشنما ہے بالائے کوہ مذکور آواز لیے گانے کی گوش زد ہوئی بے اختیار
اس پہاڑی کی طرف نظر کی بعدہ مرکب کو روک کر دل مین کہا کہ اس پہاڑی پر جاکر دیکھنا چاہیے
کہ یہ کون گاتا ہے عجب آواز دلکش ہے جس کی ایسی آواز ہے صورت اس کی کیسی ہوگی غائبانہ قابل دید
ہوگی یہ یقین دل مین کرکے اُس کوہ کوچک پر بآسانی جاکر دیکھا کہ ایک خانہ باغ ہے دروازہ کھلا ہوا
ہے بوئے گلہائے رنگا رنگ ایسی آتی ہے کہ دماغ اُسکی خوشبو سے معطر ہوتا ہے اور وہ خانہ باغ وسیع
و پختہ ہے باغ کے باہر سے اکثر درخت میوہ ہائے ترش و شیرین نظر آتے ہین اور باغ سے

چمنون مین غنچه و گل دکھائی دیتے ہین صاحبقران عالیشان در باغ پر بہزار اشتیاق پہونچے
لیکن دروازے پر ٹھہر کر دل مین خیال کیا کہ اے سلطان کیوان شکوہ بے اجازت اندر باغ
کے جانا اچھا نہین یہ باغ نہین معلوم کس کا ہے ایسا نہو کہ ہم اس باغ مین جائین اور مبتلاے سحر
ساحران ہو جائین یا کسی بلا مین مبتلا ہو جائین ذرا لوح کو تو دیکھین کہ یہان ٹھہرین یا اس جگہ سے
آگے روانہ ہون یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجکو اس کوہ
پر نہ آنا تھا خیر اب اگر آیا ہے تو یہان کا رنگ دیکھ اور جو کوئی کام کرنا بغیر حکم لوح کے نہ کرنا ورنہ باعث اسیری
ہوگا صاحبقران حکم لوح سے آگاہ ہو کر لوح کو زیر قبا پنہان کر کے در باغ پر ٹھہرے ہوے اندر باغ
کے گانا ہو رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین کہ سن چودہ پندرہ برس کا سن و سال از حد
خوب رو لباس رنگین و شاہانہ پہنے ہوے زیور جواہر کار از سر تا پا پہنے ہوے دریاے جواہر مین
گویا غوطے مارے ہوے چند کنیزون اور ہمجولیون کے حلقے مین خرامان سیر چمن سے
رنگا رنگ کر رہی ہے حسن اس کا زاہد کش عابد فریب ہے جس وقت کسی بات پر ہنستی ہے خندہ دندان نما
سے اسکے ایک برق چمک جاتی ہے عارض اسکے رشک گل تر ہین گیسو غیرت گیسوے پری
ہین آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار ہے آنکھین وہ نرگسی ہین کہ اگر ان کو غزال شوخ چشم بھی دیکھے
تو اپنی آنکھون کو ان آنکھون پر قربان کرے وہ آنکھین سرگین اس کی قابل دیدنی ہین جس کی نظر
ان آنکھون پر ہے خوبی دیدہ نرگس اس کی نظر سے گرجاے ابروے اس کی ایسی خمدار کہ رشک تیغ بران
یا غیرت وہ ہلال ماہ عید پیشانی نورانی رشک بدر قد مانند سرو دیکھ حسن و جمال عدیم المثال نشیان
جادو مذکور وہے یہ جو خوبصورتی مین زیادہ تر صاحبقران ذی وقار اس نگار کو دیکھتے ہی
مائل ہوے بے اختیار آہ کر کے قلب و جگر کو دونون ہاتھون سے پکڑ لیا غش آنے لگا اس اثناے مین
ایک کنیز شوخ و چالاک نے سوے در باغ نظر کر کے مسکرا کر دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
ذرا سوے بیرون در باغ ملاحظہ کیجے کوئی غریب مسافر وطن آوارہ وارد در باغ حضور ہوا ہے
کس نظر حسرت سے نگران ہے حضور مد نظرون سے دیکھ رہا ہے در باغ سے اٹھتا ہی نہین کوئی سائل
ٹھہرا ہی محو دیدار ہے مگر قابل رحم ہے ملکہ مذکور نے جانب بیرون در باغ نظر کی تو صاحبقران کو دیکھے
کثرت شرم و حیا سے منہ کو پھیر کے جانب بارہ دری یہ کہتی ہوئی چلی کہ آج جانے در باغ پر کون
آیا ہے تنہا ہے مرد محتاج و دور وطن آوارہ ہے شاید کچھ حاجت مال و زر رکھتا ہے یا راہ کا تھکا ماندہ برائے
طلب راحت و آرام مشتاق سیر باغ و ہواے سرد ہے کہو اس کے حال پریشان پر رحم آیا ہے کوئی
جا کر اس غریب دور افتادہ وطن کو باغ مین بلا ہے تاکہ سیر ہمارے باغ پر بہار کی کرے دید گلہاے
رنگ برنگ سے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرے زیر سایہ اشجار میوہ دار بیٹھ کر میوے سے لے اگر
بھوکا پیاسا ہو تو ہمارے خوان نعمت سے اس کو سیر کر دیا جاے اگر گانا سننے کا مشتاق ہو تو
ہماری بزم مین آکے ہم مسافر نوازین یہ کہتے ہوے جب بارہ دری زمرد رنگ مین پہونچی
بالاے مسند زرین جلوہ افروز ہوئی عشاق اس کے قریب اس کے آ کے ہمجولیان اس کی با ادب نزدیک
اس کے بیٹھین کنیزین دست بستہ عہدے ہاتھون مین لیے ہوے رو برو ایستادہ ہوئین
ان مین سے وہی کنیز شوخ و نوجوان و چست و چالاک مسکراتی ہوئی خود بخود ہنستی ہوئی
در باغ پر آئی پوچھا کہ اے مرد غریب یہان کیون ٹھہرا ہے کیا آرزو رکھتا ہے کس غرض سے

دیلِ باغ پر ایستادہ ہے اگر سیر باغ مطلوب ہے تو ہماری ملکہ عالم کو دعائین دے کر سیر باغ کی کرے اگر مشتاق رقص و نغمہ کے دیکھنے سننے کا ہے تو بھی ممکن ہے ہماری ملکہ بہت رحمدل اور غربا پرور مسافر نواز ہین انہون نے تیرے حال پریشان سے باخبر ہو کے طلب کیا ہے خوشا قسمت تیری کہ ہماری ملکہ عالم نے تجھکو اندر باغ کے طلب کیا ہے صاحبقران کشورستان حسب الطلب صاحب باغ بعد گذرنے و داخل باغ ہوے مرکب کو دروازہ باغ پر چھوڑا اندر باغ کے داخل ہو کر دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہے کہ سیر کے قابل ہے کیا کیا چمن خوش قطع طرح طرح کے گلون کے ہین سبزے لہک رہے ہین گلہاے رنگا رنگ کھلے ہین بلبلین چہک رہی ہین دیگر طائران خوش الحان بھی چہک رہے ہین اشجار میوہ دار بھی کثرت بار سے جھکے ہین لب جو سرو و قمریون کا ہجوم ہے نہرین پانی صاف و شیرین ہے آگے بارہ دری زمرد رنگ ہے عمارت شاہانہ معلوم ہوتی ہے اسی بارہ دری سے آواز ایک مطربہ خوش آواز کے گانے کی آتی ہے صاحبقران سیر چمنہاے رنگا رنگ کرتے ہوے ہمراہ اُس کنیز خجستہ و چالاک و شوخ و شریر کے داخل بارہ دری مذکور ہوے دیکھا کہ

نظم۔ دیکھی بارہ دری زرنگار ۔ سارے مینائی تھے در و دیوار
سبز ہے فرش سبزہ کا کیا رنگ ۔ رنگ ہو جس سے چرخ مینا رنگ

چھت پردے شیشہ آلات و تصاویر وغیرہ زینتون سے آراستہ پایا درمیان بارہ دری کے ایک مسند زرین پر اسی نازنین سرجبین پری رو کو جس کو بیرون باغ سے دیکھا تھا بیٹھے دیکھا پہلو مین اُس کے ایک غلام حبشی نہایت بدصورت کو بیٹھے پایا اُسوقت صاحبقران نے اپنے دل مین یہ کہا کہ۔ نظم۔

دیکھی اُس کس کی جو شکل سیاہ ۔ کہا یہ سعد بخت ہے واللہ
یہ پری زاد اور یہ شکل قیر ۔ فی الحقیقت ہے عشق کی تقصیر

پشت نازنین کی جانب ایک جوان خوبرو گورو مروحہ جنبان اور مصروف خدمت بدل مشاہدہ کر کے بجائے خود کہا کہ واہ ایسا جوان خوبصورت جو لاکھون خوبان و مردون مین چیدہ ہے وہ تو اس پری چہرہ کا مروحہ جنبان ہو خادمانہ خدمت مین مصروف ہو پس پشت نازنین ایستادہ رہے اور یہ حبشی سیاہ رو بدہیئت بدصورت کہ جس کی صورت کو دیکھ کر بلائین تمام دنیا کی اور جملہ بھوت پریت جنات خوف سے بھاگ جائین پہلو نشین پری رو ہو جائے حیرت ہے اور تمام عجب ہے ہنوز صاحبقران یہ خیالات اپنے دل مین کرتے ہوے ہمراہ کنیز مذکورہ سوے نازنین مسطورہ چلے جاتے تھے کہ اُس نازنین نے صاحبقران موصوف کو آتے جو دیکھا تو شرما کر پہلوے زنگی سے اُٹھکر علحدہ بیٹھی اُس زنگی نے اُٹھکر صاحبقران کی تعظیم کر کے قریب تر اپنے بٹھایا بعدہ پوچھا کہ آپ کا ادہر آنا کس وجہ سے ہوا اور کیون کر ہوا کسی مطلب سے اس طرف گذر ہوا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمکو شوق سیر لالہ و گلہاے رنگا رنگ اس باغ پر بہار مین لایا ہے پہلے ہم بالاے کوہ آئے وہان کی طرفہ بہار دیکھی پھر در باغ پر آئے حسب الطلب حصول سیر باغ اندر باغ کے آئے حبشی نے یہ کہا کہ

بولا زنگی مرے سے کیا طالع ۔ آپ آئے یہان خوشا طالع
آپ کے ایک ہم تو ہین بندے ۔ ہم غریبون پہ ہے بڑا احسان
کیجیے بود و باش اب چندے ۔ ہو اور وشن یہ کلبۂ احزان

صاحبقران کشورستان نے اس جوان خوبصورت پر نظر کی بہ شدت حیرت و تعجب سے حبشی مذکور سے مخاطب ہو کے حال اُس جوان خوبرو غلام کا جو پوچھا تو اُس نے یون ظاہر کیا کہ۔ نظم۔

جو اُس پری پیکر کو دیکھا حسن نازنین معشوقہ حبشی نظر سے گر گیا سمجھا تھا اُس کی الفت سے پیدا اس نازنین خوش جمال پر عاشق و شیدا ہوے دل میں شوق وصل پیدا ہوا چاہا کہ سر بزانو اُس کو بیٹھا رہے لیکن خلاف تہذیب جان کر صبر و ضبط کیا دست ہوس کو بڑھنے نہ دیا جب وہ نازنین تازہ وارد ابعد ناز و ادا بیٹھی سازندے بھی حاضر ہوے ہر ایک نے حسب دلخواہ ساز کو درست کیا محفل ساز و طرب آغاز ہوئی ساز موزون نے ساز بجائے وہ نازنین بناز و ادا اُٹھ کر گت ناچنے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ محو نظارہ حسن و جمال مطربہ عدیم المثال ہوے اس طرح اُس نے بناز و ادا رقص کیا کہ دل صاحبقران اُس کی ٹھوکرون سے پامال ہوگیا اہل بزم بھی ثنا خوان ہوے اسی جلسۂ رقص میں ایک ساقی خوب رو گلشتی شراب ناب لایا ایماے غلام حبشی سے اہل بزم کو ہے ناب ساغر بلورین بھر بھر کے دینے لگا مگر صاحبقران نے میخواری سے انکار کیا جب اہل بزم کو شراب ناب پلا چکا گشتی نذر الٹا کرکے گیا بعدہ اُس مطربہ حسینہ و جمیلہ نے یہ غزل شروع کی غزل

وہ نور حسن شمع جو پیکر تو فگن ہوا
اثبات ہی کی ملک میں کم سخن ہوا
ہر دم کو تیری چشم سے ہی میں نے کو دی
شمع میں جس مقام پہ بس وہ وطن ہوا
سننے کو جمع ہوگئے بلبل ہزارہا
ہشیاری سے فزون وہ دیوانہ پن ہوا
ہو دور شراب اب چلے ساقیا شتاب
کرب سنان ہوا بھی زیب لگن ہوا
صیاد تیرے ظلم سے بلبل چلی گئی

پروانہ شمع جمال دل انجمن ہوا
زلف رسائی بوجہ شکستگی نسیم نے
آنکھیں ملیں کے مست غزال ختن ہوا
آئے وہ فاتحہ کو جو میرے مزار پر
تیرا جو ذکر باغ میں لے کے ہن ہوا
سیمین بھی اپنا حال سناتی اے غرور
وہ شاہ حسن زیب دہ انجمن ہوا
لاش اُس نے لیکے کوچہ سے پٹکوادی
آیا دو دشت ہوگیا ویران چمن ہوا
لے نور میری روح کو زندان بدن ہوا

اب تک نہ شکوہ یار کا ثابت دہن ہوا
وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
کیا پوچھتے ہو خانہ بدوش تمام وطن
شوق بقا میں وا در اپنے کفن ہوا
مجذوب جان کر مجھے گھر میں بلا لیا
زندہ نہ سیف آج کے دن کو بدن ہوا
اُس کی خوشی کے واسطے صحرا کا مکل
کا نور خاک دامن صحرا کفن ہوا
کیا کیا تڑپ رہی تھی نکلتی نہیں مگر

اہل بزم سننے لگے خصوصاً صاحبقران بر محبت ناچ گانا اُس کا دیکھنے سننے لگے کیونکہ وہ مطربہ ایسی ناچتی اور گاتی تھی کہ مقتضاے این ابیات

گاتی اُس شان سے وہ نور جمال
راگ کو شکل ہوئی آگیا حال

گنج و رقد میں تان سین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق سان ہر ادا کا تھا انداز
ساز سند و تجھ متار گن کا
ہم عمل اُس کو کر گئیں اُس اب نز
نور کی اک ہوا لگی تھی کہ جستی

سر لی ماند طا بر بد بوح
اپنا باندھا تھا اُس نے سر اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کس غضب کی سریلی تھی آواز
سمجھ دا و دا اُس کا تھا دمساز
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تحریر

بزم سب گوش دل سے سننے لگی
دادو دیتی تھی چرخ پر زہرا
کیا ہی اُس کا گلا تھا جون کا
ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا ساز
تان کیا تھی چمک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا اک تسخیر

صاحبقران ویشان گانا اُس کا سنکے گویا مسخر ہوے ایسی حالت میں اُس نازنین نے بیتکرار کہن صاحبقران کے دل لینے کو اپنا ہاتھ بڑھایا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی گلے سے اتار لیجئے یہان تو صاحبقران مبہوت بیٹھے تھے مطربہ مذکورہ نے ہاتھ واسطے لینے لوح طلسمی کے بڑھایا ؟ مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ خواجہ طیفور گرد باد جو عقب صاحبقران چلتے تھے نشان سم مرکب دیکھتے ہوے اُس پہاڑی تک آئے پہاڑی کے آگے نشان سم مرکب نہ دیکھکر متردد ہوکر

یکایک آواز نغمہ مطربہ مذکورہ کان میں آئی خواجہ نے دل میں خیال کیا عجب نہیں کہ صاحبقران
ابھی بزم راگ رنگ میں ہوں یہ خیال کرکے اپنی صورت ایک مطربہ نازنین کی بنا کر اس پہاڑی پر
چڑھکر در باغ پر جاکر دروازہ باغ کھلا ہوا دیکھکر اندر باغ کے داخل ہوئے اہل بزم نے دیکھکر
متحیر ہوکے بغور نظر کی پھر ان میں سے اس حبشی نے پوچھا کہ تو کون ہے کہاں سے آئی ہے مطربہ نقلی
نے عرض کیا کہ میں بھی علم موسیقی میں کمال رکھتی ہوں اس طرف سے میرا گذر ہوا تھا گانے کی
صدا سنکے بیچین ہوکے چلی آئی ہوں تاکہ دیکھوں کون گاتا ہے اور نیز بخیال اسکے بھی یہاں آئی
ہوں کہ اگر کوئی قدردان میرا گانا سنے گا اور اس کو پسند آئے گا تو انعام کثیر مجھے ملے گا یہ کہکر
قریب صاحبقران بیٹھ گئی وہ مطربہ جس نے واسطے لینے لوح کے ہاتھ بڑھایا تھا اس مطربہ کو
دیکھکر لوح لینے سے باز رہی صاحبقران نے بھی اس مطربہ کی طرف نظر کی بعدہ پوچھا کہ اے نازنین تیرا
کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ سب مجکو دل آرا کہتے ہیں صاحبقران نے ارادہ کیا تھا کہ اس سے
فرمائش گانے کی کریں ناگاہ اس حبشی اور اس زن پہلو نشین غلام حبشی نے نظر جو ڈالکر پھر جھک
باہم کچھ چپکے چپکے باتیں کیں خواجہ نے ان کی سرگوشی دیکھکر جانا کہ اس حبشی وغیرہ نے مجھے پہچان لیا
ہے ارادہ میری گرفتاری کا کیا ہے اُسوقت بزبان حق صاحبقران نامدار سے کہا کہ اے
امیر با توقیر افسوس ہے یہاں بھی آکر آپ اس خوب رو پر مائل ہوئے اگر اسی طرح عاشق و مائل ہوجیے گا
تو فتح طلسم کیونکر کیجیے گا ذرا لوح کو دیکھیے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ساحر ہیں تدبیر لوح
لینے کی اور آپ کے اسیر کرنے کی کر رہے ہیں صاحبقران تقریر خواجہ سنکر ہوشیار و خبردار ہوئے
لوح کو آنکھ بچاکر دیکھا مطلب و حکم لوح سے آگاہ ہوئے یعنی لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا
آگاہ ہو کہ یہ غلام حبشی جو تیرے روبرو بیٹھا ہوا ہے یہ وہی مسخر جادو ہے کہ جس کے فرزند آہو
جادو کو تو نے تہ تیغ مارا ہے اور جو زن خوب رو پہلوے حبشی میں بیٹھی ہے یہ نسیان جادو ہے اور
یہ مرد خوب رو شمشاد جادو ہے اور یہ مطربہ خوب رو جس کا تو گانا سن رہا تھا نوبہار جادو ہے اسنے
تیرے گلے سے لوح طلسمی اتارنے کا ارادہ کیا تھا اگر تیرا عیار یہاں نہ آجاتا اور یہ نازنین اسکی طرف
متوجہ ہو کر ہاتھ اپنا روک لیتی تو ضرور لوح تیرے گلے سے لے کر چلی جاتی تو نے بڑی غفلت کی
لوح طلسمی پر نظر نہ کی خیر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ اب ان ساحروں کو یہ اسم اعظم الٰہی
پڑھکر اور دم کرکے یا خنجر پر دم کرکے قتل کرو دیر نکرو ورنہ یہ ساحر بھاگ جائیں گے پھر ہاتھ نہیں
آئیں گے صاحبقران نے اُسی اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کرکے پوشیدہ طور سے خنجر نکال کر اس پر
دم کیا خواجہ عمر ڈرے کہ بخیال گرفتاری غائب ہوئے وہ مطربہ خوش گلو صاحبقران کے بدستور
دیکھکر پیچھے ہٹی حبشی وغیرہ نے بھی قصد گریز کیا مگر صاحبقران نے موافق حکم لوح کے یوں کیا

نظم
جھپٹتے ہی کرکے تیغ کو
ضرب ایک کرنے میں پھر کیا نہ دریغ
اس جوان خوب رو کو بے تامل
کر گیا اس صف میں کہرام
آگ کے پر سے پہلے اگلنے لگے
دکھا دیتا عذاب النار

مارا اس مطربہ کو سنبھلکر
پھر لپٹے اس شکیلہ کے آکر
کر دیا دو بضرب شمشیر
ہو گیا شور دار و گیر وہاں
پھر پکارے یہ جادوگر سارے
کوئی تماشا ہو گیا اندھیر

حبشی پر بھی کیا پھر حملہ کی
ماری اک تیغ اڑ گیا بس سر
ہوا جادوگروں کا جب کہ کام تمام
ہر طرف تھی صدائے آہ و فغاں
ہوئی نسیان جادو آخر کار
یہ سخن ہی جب دو کا ہی [illegible]

کوئی کہتا تھا کیا خزاں آئی	مر گئی نوبہار جادو بھی	کوئی کہتا تھا اس طرح رو کر
ہوا تمشاد جادو بھی بے سر	بس پھر وہاں یہ شور رہا	بعد اس کے یہ پھر نظر آیا
خاک کا ڈھیر اور پتھر تھا	نہ تو وہ کوہ ہے نہ وہ گھر ہے	

صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ کارخانہ سحر دیکھکر حیران ہوئے نہ باغ پر بہار رہا نہ بارہ دری رہی نہ وہ کوہ رہا اپنے تئین ایک صحرائے پُرخار مین بالائے خاک و سنگریزہ ایستادہ پایا اسی اثنائے مین خواجہ نے گلیم اتار کر عرض کیا کہ دیکھا آپ نے وہ باغ و بارہ دری زمرد رنگ کہان گئی وہ مرد و زن کیا ہوئے امیر یا تو تمنے خواجہ کی تعریف کرکے کہا کہ اے خواجہ تمنے یہان آکے ہمکو ہوشیار کیا ہمنے لوح کو دیکھا اگر تم نہ آتے ہم ہرگز لوح کو نہ دیکھتے غالبا نوبہار جادو جا رہے گئے ہے لوح طلسمی اتار لیتی ابھی یہ باتین خواجہ سے کر رہے تھے کہ جو ساحر باقی ماندہ تھے وہ در بند اول کی طرف گریزان ہوئے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو یہ سب مع لشکر ساحران وہان آگئے صاحبقران سے حال پوچھا امیر نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خوش ہوکر کہا مبارک ہو کہ دشمنون پر آپ فتحیاب ہوئے مگر یہ کوئی در بند اصلی لشکر نزال نہ تھا اثنائے راہ در بند اول مین مسخر جادو و نسیان جادو نے اپنے سحر کے زور سے بطور دیکھ کے بنایا تھا ارادہ آپ کے روکنے اور اسیر کرنے کا کیا تھا خواجہ نے آکے آپ کو ہوشیار کیا آپ نے بحکم لوح طلسمی ان کو قتل کیا ابھی یہان سے در بند اول دور ہے مالک در بند اول خشقل جادو ہے بہتر ہے کہ آج اسی جگہ قیام فرمائیے شب بسر کیجیے صبح کو یہان سے آگے جائیے گا صاحبقران نے منظور کیا اسی جگہ قیام کیا خیام و بارگاہین ایستادہ و برپا ہوئین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو مع بائیس ہزار ساحران جان نثار کے گرد بارگاہ صاحبقران موصوف فروکش ہوئے ہنگام شب بارگاہ صاحبقران مین بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور کردیا داخل ہوئے علی قدر مراتب بادب بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ یہان سے در بند اول طلسم زلزلہ کسقدر دور ہے اور مالک در بند اول خشقل جادو ساحر ان زبردست ہے یا ساحر زبردست نہین ہے اس نے عرض کیا کہ یہان سے در بند اول چند کوس کے فاصلے پر ہے خشقل جادو مالک در بند اول نہایت زبردست ساحر ہے ماتحت اس کے ساٹھ ہزار ساحر ہین اکثر ساحران مین بھی نامی و نامور ہین مانند خشقل جادو کے سحر و ساحری مین مشہور ہین وہی سب ساحر اس کے رفقا ہین صاحبقران نے ارشاد کیا کہ حق تعالی معین و مددگار ہے اگر خشقل جادو اور اس کے رفقا ساحران زبردست ہین تو ہمارا حافظ و نگہبان خالق دو جہان سب سے زیادہ قوی و زبردست ہے اگر پروردگار عالم چاہے گا تو جس طرح نسیان جادو و مسخر جادو و تمشاد جادو و نوبہار جادو کو قتل کیا اسی طرح صاحبقران اور ان کے رفقا وغیرہ کو قتل کرین گے اور جس طرح سے اس پہاڑی اور باغ کو ساحرون کے قتل کرنے سے نیست و نابود کیا ہے اسی عنوان سے در بند اول کو بھی فتح کرین گے نام و نشان بھی در بند اول کا نہ رکھین گے یہان تو صاحبقران نے بارگاہ مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لیکن اب حال ان ساحرون کا درج کیا جاتا ہے جو ہنگام قتل نسیان جادو و مسخر جادو

وغیرہ بھاگ کر سوے در بند اول گئے تھے بعد قطع راہ نالان و گریان با حال پریشان نہایت مضطر و
بیقرار روبروے حنظل جادو اُسوقت پہونچے کہ وہ نابکار اپنے دربار مین بالاے کرسی زرین
بیٹھا تھا گرد اُس کے سو ڈیڑھ سو رفیق اُس کے بیٹھے ہوے تھے حنظل جادو اپنے رفقا
سے کہہ رہا تھا کہ نسیان جادو و مسخر جادو واسطے اسیری طلسم کشا کے دعوے کرکے مع چند
اکثر ساحرون کو اپنے ہمراہ یہان سے گئے ہین دیکھیے طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتے ہین یا نہین
رفقا اُس سے عرض کر رہے تھے کہ نسیان جادو و مسخر جادو و سحر و ساحری کے علاوہ مکر و
فریب مین کامل و اکمل ہین ہم ساحرہ و ہم عیار ہین عجب نہین کہ طلسم کشا کو اپنے دام فریب مین
مبتلا کرکے لوح طلسمی اُس سے لیلے آئے گرفتار کرکے حضور کے دربار مین لائین انعام کثیر
حضور سے لین ہنوز رفقاے مذکور حنظل جادو سے عرض کر رہے تھے وہ در جواب اُن سے
کہہ رہا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی عیار اُس کا بلاے روزگار اُس کے ساتھ ہی بظاہر طلسم کشا کو
اسیر کر لانا مشکل و دشوار ہے ہمین یقین نہین کہ نسیان جادو وغیرہ اُس کو اسیر کر سکین ہان اگر
طلسم کشا ہمارے در بند پر آئے گا تو البتہ اُس کی گرفتاری بخوبی کی جاےگی یہ باتین کیا ہی
ہو رہی تھین کہ ساحران مذکور پر نظر پڑی پوچھا کہ خیر تو ہی کیون مغموم لیے ہوے آئے ہو انھون نے
تمام حال عرض کیا ابتدا سے تا انتہا جو کچھ گذرا تھا کہہ سنایا حنظل جادو نے افسوس کرکے اپنے
رفقا سے کہا کہ دیکھا تم نے جو کچھ ہمنے ابھی تم سے کہا تھا وہی ہوا عیار نے سارا بنا ہوا کھیل بگاڑ دیا
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح پر نظر کرکے ہدایت لوح پر عمل کیا نسیان جادو و
مسخر جادو وغیرہ کو قتل کیا یہ کہکے اُن ساحرون کو سخت و درشت کلمات کہکر کہا کہ جادو دور ہو بھاگ کر
چلے آئے خبر قتل مسخر جادو وغیرہ یہان لائے تم بھی کر وہان قتل نہ ہوگئے حق نمک اری ادا کیا
جان بچا کر بھاگ آئے راہ نمک ہلالی اختیار کی وہ ساحر ترسان و لرزان اُس کے روبروسے
چلے گئے حنظل جادو نے تمام اپنے ماتحت ساحرون کو طلب کرکے حال قتل نسیان جادو وغیرہ
بیان کرکے حکم دیا کہ ہوشیار و خبردار ہو بہ نسبت قبل زیادہ بند و بست و انتظام کرو آج یا کل تک
اسطرف بھی طلسم کشا آئے گا درستی سامان جنگ ابھی سے کر لو وہ بھی فکر و تدبیر کرتے ہین
سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور بجا لائین گے یہ کہکر وہ سب ساحر گئے حکم حنظل جادو کی تعمیل
کی یہان صاحبقران کشورستان بعد نصف شب کے اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہوے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو وغیرہ بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین جاکر آرام پذیر
ہوے خواجہ طیفور رگر دیا و دیگر ساحران آزمودہ کار گرد بارگاہ صاحبقران و بارگاہ
بحرین جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے براے حفاظت و نگہبانی پہرا دیے اور اکثر
بیٹھے رہے روشنی مشعلہاے سحر مین ہر چار طرف نظر کیا کیے یہان تک کہ زمانہ شب گذر گر وہ
وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے سپیدہ سحری گردون پر ظاہر ہوا صاحبقران براے
طاعت خالق انس و جان بیدار ہوے بعد وضو نماز سحر بہ جمعی قلب پڑھکر دست دعا بدرگاہ
خدا بلند کرکے اس طرح دعا کی کہ اے خالق دو جہان معین و مددگار عاجزان جان میری ساحران
در بند اول سے بچانا اپنی حفظ و امان مین رکھنا تو عالم و دانا ہے کہ مین نے کمر ہمت براے فتح
طلسم زلزلہ لوجہ ترقی دین اسلام و دفع کفر کافران بد انجام و ہدایت دین حق کے باندھی ہے

بسا ریق بن ابقا و تختگان طلسم زلزلہ مین جاکر جائے امن و پناہ سمجھکر سکونت پذیر ہوئے ہین
ان کو راہ راست پر لانا مجھے مدنظر ہی اگر نامبردگان گمراہ کنندہ بندگان نے میری ہدایت سے
جادۂ راہ دین حق پر قدم رکھا تو فہوالمراد ورنہ اُن کافرون کو قتل کرنا منظور ہی اور بغیر فتحیابی
طلسم زلزلہ ان بدبینون کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس پروردگارا مین تجھسے طالب اعانت و مدد
ہون بجز تیرے کوئی میرا معین و مددگار نہین ہی اگر تو چاہے گا تو صورت فتحیابی طلسم زلزلہ ظہور
مین آئے گی یہ دعا کرکے سجدۂ شکر کرکے مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر حاضر کیا صاحبقران کشورستان نے سب سے رخصت ہوکر ارادہ
سوے دربند اول جانے کا کیا اُسوقت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی ہم سب کو بھی مع لشکر ساحران کے
ہمراہ لیجیے قبل اس کے آپ نے تنہا صحرا نوردی کی چندان اندیشہ نہ تھا اب آپ سوے دربند
اول طلسم زلزلہ جاتے ہین مالک دربند اول حنظل جادو ہی وہ کافر نابکار ساحر زبردست ہی
اور وہان سے بے دربان ہی اس کے حالات سے ہمکو آگاہی ہی مکار بھی ہی مبادا اُس کے ہاتھ سے
حضور کے دشمنون کو کچھ ضرر پہونچے صاحبقران ذی وقار نے جواب دیا کہ اللہ ہمارا
معین و مددگار ہی اگر حنظل جادو ساحر زبردست و مکار ہی تو اُس کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ
نہین ہی وہ کافر ہمارا کیا کر سکتا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا
درست و بجا ہی مگر تنہا بمقابلہ ہزارہا دشمنان جانا آپ کا خوب نہین ہی ہم سب کو بھی ضرور ہمراہ
لیجیے طلسم کشاے ممدوح نے جواب دیا کہ خلاف حکم لوح طلسمی کیونکر ہم تم سب کو اپنے ساتھ
ہمراہ طلسم کشائی کے لیے جا سکتے ہین جب سب نے اسی بارے مین بہت اصرار کیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھکر موافق حکم لوح کے فرمایا کہ اچھا ہمکو یہان سے اکیلا آگے جانے دو بعد جانے
جانے کے تم سب بھی آنا یہ کہکے مرکب پر سوار ہوکر سوے شمال روانہ ہوے خواجہ طیفور عیار
ہمراہ رکاب ہوے امیرزادہ توقیر نے اُنکو بھی اپنے ہمراہ نہ لے کر فرمایا کہ اے برادر وفادار
تم بھی جا رہو عقب مین آنا خواجہ ٹھہرکے بعد جانے صاحبقران کے خواجہ طیفور عیار
روانہ ہوے پھر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی
بجمعیت بائیس ہزار ساحرون کے مع خیمہ و خرگاہ و سامان جنگ روانہ ہوے یہ خبر طائران سحر
نے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو دی اُس نے اُسی وقت ایک عرضی بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو کو لکھی کہ اے
خداوند جگو طائران سحر سے یہ اطلاع ہوئی ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے
طلسم زلزلہ مع اپنے عیار طیفور کے و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
و بحرین جادو و بائیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے میرے دربند کی طرف آتے ہین کیہان
جادو و مسخر جادو و آہوے جادو و آتشبار جادو و ملکہ نوبہار جادو وغیرہ جو کہ
بیرون دربند اول صحرا مین سکونت پذیر ہوے تھے اور انھون نے طلسم کشا کو روکنا اور
اسیر کرنا چاہا تھا وہ سب دست طلسم کشاے مذکور سے قتل ہو چکے ہین یہ بندۂ ناچیز و نمکخوار
قدیم بخوبی بندوبست و انتظام و سامان جنگ و جدال کر چکا ہی حتی الامکان طلسم کشا کو بمکر و فریب

اسیر کرکے خدمت عالی میں روانہ کرے گا اور اگر طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی ہیرے مکرو
فریب میں نہ آیا تو یہ نمکخوار قدیم دلیرانہ اگر اپنی جان دے گا حق نمکخواری ادا کرے گا اطلاعاً
عرض کیا جب عرضی مذکور لکھ چکا لفافے میں ملفوف کرکے عرضی کے سرنامے پر نام اپنا باادب تحریر
کرکے ساحروں کے ہاتھ بھیجنا مناسب وقت نجان کر ایک طائر سحر کی منقار میں عرضی مذکور دے کے
کہا کہ جلد جاکر یہ عرضی شہنشاہ طلسم زلزلہ کو پہونچا اور جواب اس کا اگر یہ شہنشاہ دیں تو جلد تر لانا
تاخیر نکرنا طائر مذکور عرضی مسطور لے کر سوے شہنشاہ ساحران یعنی ہودسرمست جادو
روانہ ہوا بعد جلد تر قطع کرنے راہ دور و دراز کے اسوقت روبروے ہودسرمست جادو
پہونچا کہ وہ نابکار و بے دین و بے ایمان گمراہ کنندۂ مردمان دربار میں بالاے تخت حکومت
تاج شاہی سر پر رکھے ہوے بصد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا صدہا ساحران علی و نامور حاضر دربار
سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے از انجملہ اشتعاق جادو وزیر دوم و ساریق بن بعفا و
سخنگان بھی دربار میں موجود تھے ہودسرمست جادو اپنے وزیر اشتعاق جادو سے کہہ رہا تھا
کہ تجھے حال طلسم کشا کا معلوم نہیں ہوا کہ اب وہ کس جگہ ہے کس فکر میں ہے وہ دست بستہ یا التماس
کر رہا تھا کہ اس نمکخوار کو بھی کچھ کیفیت طلسم کشا سے آگاہی نہیں ہے کہ یکایک طائر سحر مذکور نے
وہ عرضی اپنی منقار سے آغوش شہنشاہ ساحران ہودسرمست جادو میں ڈالدی مالک طلسم زلزلہ
نے عرضی مذکور الصدر اٹھا کر حوالے میر منشی کے کی اور حکم دیا کہ اس کو باآواز بلند پڑھ اس نے
لفافے کو چاک کرکے عبارت عرضی مسطور اول سے تا آخر پڑھی شہنشاہ ساحران نے مضمون
عرضی سے باخبر ہوکے میر منشی سے مخاطب ہوکے کہا کہ ہماری جانب سے بجواب اس عرضی کے
حنظل جادو کو یہ مضمون مختصر لکھدے کہ اے حنظل جادو اگر طلسم کشا دربند اول طلسم زلزلہ
پر آجائے تو لازم ہے کہ تو بیرون دربند اول صحرا میں آکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش ہونا یا صف آرا
ہونا مگر جنگ و جدال میں تاخیر کرنا ہم اپنی دادی صاحبہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو ظہور طلسم کشا سے آگاہ کرکے یہاں طلب کرتے ہیں ہرچند کہ ایک مدت دراز و عرصہ بعید بلکہ
عہد غالباً ہوے اب تک صدہا برس ہوے ہیں کہ وہ گنبد سامری میں رہتی ہیں پوجا پاٹ اور
پرستش کرتی ہیں سحر و ساحری میں مثل سامری ہیں اس زمانے سے اب تک گنبد سامری
سے نہیں نکلی ہیں میری الفت و محبت میں عجب نہیں کہ وہ میری مدد کو دربند پر آجائیں اور
ایک آن میں طلسم کشا و جملہ ہمراہیان طلسم کشا کو اسیر و قتل و ہلاک کردیں لہذا تجکو لازم و مناسب
ہے کہ جب طلسم کشا عنقریب تیرے دربند کے آئے تو جمعیت اپنے ماتحت ساحروں کے دربند
اول طلسم زلزلہ سے باہر صحرا میں آکر فروکش اور صف آرا ہونا جنگ آغاز نکرنا ہماری دادی
صاحبہ کے آنے کا انتظار کرنا اگر وہ نہ آئیں تو پھر لڑائی شروع کرنا اور جہاں تک ممکن ہو بمکر و
فریب و حیلہ لوح طلسمی طلسم کشا سے لے کر اس کو اسیر کر لینا اور ہمراہیان طلسم کشا کو بھی قتل و
اسیر کرنا کسی کو نہ چھوڑنا اگر تجھ سے اس کام کا انصرام ہوگا تو ہم تجھے از حد خوش ہو کر ایسا خلعت و
انعام دیں گے کہ دیکھنے والوں کو عجب ہوگا اور تیری حرص و ہوس سے زیادہ ہوگا سوا اسکے
رتبہ و مرتبہ تیرا بڑھائیں گے کہ جملہ ساکنان طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا یہ عبارت پشت عرضی مذکور
پر لکھوا کر بدستور سابق اس کو پیچیدہ و ملفوف کرکے اسی طائر سحر کو دی گئی وہ عرضی مع جواب

حکم شہنشاہ ساحران لیے کر قطع راہ کرکے روبروے حنظل جادو آیا اور سامنے حنظل جادو کے
وہ عرضی ڈالکر گویا ہوا کہ اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہے حنظل جادو نے اُس کی طرف بنظر تند و تیز دیکھا پہلے
سحر پڑھ کر پھونکا فوراً وہ طائر مانند شمع کافوری جل کر خاک ہوگیا بعدہٗ عرضی مذکور کی پشت پر جو حکم شاہ
طلسم نے تحریر کیا تھا اُس سے باخبر ہوکے از حد خوش ہوگئے بے اختیار ہنسا مصاحب و رفقا نے
پوچھا کہ پشت عرضی پر کیا عبارت لکھی ہوئی حضور نے پڑھی کہ جس کے پڑھنے سے آپ خوش ہوکر
بے اختیار ہنسے حنظل جادو نے تمام حال عرضی روانہ خدمت شہنشاہ ساحران کرنے کا اور پشت
عرضی پر جو عبارت لکھی ہوئی تھی مضمون خلاصہ اُس کا بیان کیا انھون نے عرض کیا کہ اگر ملکہ زریق
سحر ساز مردار خوار جادو یہان آئین اور انھون نے مقابلہ طلسم کشا وغیرہ سے کیا تو ضرور
طلسم کشا کو وہ اسیر و ہلاک کرین گی کیونکہ وہ ساری وقت مین مثل و نظیر اُن کا سحر و ساحری مین
نہین ہے ہم تو خواہان ہین کہ وہ یہان نہ آئین حضور ہی طلسم کشا کو اسیر کرین تاکہ مرتبہ و جاہ آپ کا بڑھے
حنظل جادو نے سنکر اُنکو جواب دیا کہ دیکھیے ملکہ مذکورہ یہان آتی ہین یا نہین اُن کے آنے مین
تردد ہے مگر شہنشاہ کے لکھنے سے اور طلب کرنے سے عجب بھی نہین کہ وہ فرط الفت سے یہان
چلی آئین یہان تو حنظل جادو اپنے دربند مین مجمع رفقا مین بیٹھا ہوا ہے رفقا سے ہمسخن ہے لیکن
حال شہنشاہ ساحران ہوش ربا سرمست جادو بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ارسال کرنے جواب عرضی حنظل
جادو کے ایک رقعہ نہایت آداب و القاب بزرگانہ سے اس مضمون کا اپنی جدہ ملکہ زریق سحر ساز
مردار خوار جادو کو لکھا کہ اے دادی صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ فی زمانہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
نے ظاہر ہوکر باعانت چند باغیون کے آفاقیہ و گوہرہ مین جاکر بعیاری و دلیری تیغ فنا کہ جس کو
بانیان طلسم زلزلہ نے میرے قتل کے واسطے بنایا تھا اور بجز اُس تیغ کے اور کسی حربے سے
میری قضا نہین ہے ملکہ آفاق جادو کو بمکر و عیاری اسیر کرکے اُس کے گھر مین جاکر تیغ مذکور اپنے
قبضے مین کیا ہے اور لوح طلسم زلزلہ بھی کوہ ہرہ مین جاکر بعد جنگ و جدال کے حاصل کرکے گوہر
جادو محافظ لوح طلسمی کو مارا ہے قبل حصول تیغ فنا و لوح طلسمی اکثر ساحران نامی بھی کام آئے
ہین ازانجملہ ابر باران جادو محافظ زندان حکیم سالوس و آتشبار جادو و حکیم جالوس وزیر اعظم و دارا
و رعد دیو سر جادو وغیرہ قتل ہوچکے ہین اب طلسم کشاے طلسم زلزلہ دربند اول طلسم زلزلہ کی طرف
روانہ ہوا ہے تاغایت آج کل تک وہ دربند اول تک مع اپنے لشکر کے پہونچ جائے گا اور بہدایت
لوح طلسمی دربند اول وغیرہ کو فتح کرکے ہم تک پہونچکر تیغ فنا سے ہمین بھی قتل کرے گا نہ یہ
طلسم رہے گا نہ اب ہم زندہ رہینگے چونکہ آپ نے ہمکو پالا ہے اور پرورش کیا ہے اور مہربان ہین
زیادہ تر آپ نے ہمارے اوپر شفقت و الطاف بے حد کیے ہین اسوجہ سے آپ کی ذات سے
ہمین امید ہے کہ آپ ہم پر سے اس بلا کو دفع کر دیجیے گا طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر کرکے
ہمارے طلسم کو اور ہمکو شر دشمنان سے بچایئے گا اور اگر آپ تشریف آوری مین تامل کیجیے گا تو
پھر ہمکو زندہ نہ پایئے گا فی زمانہ اسقدر بند و بست و انتظام امور طلسم زلزلہ مین مصروف ہون
کہ آپ کے پاس حاضر نہین ہوسکتا شب و روز تردد و انتشار مین گذرتے ہین خیال بربادی و
تباہی طلسم سے و نیز اپنے قتل کے خوف سے خواب و خور مین ہمارے فرق آگیا ہے گویا ہم بیجان
ہوگئے ہین بغیر آپ کی اعانت و مدد کے ہمکو امید جانبری کی نہین ہے زیادہ کیا تحریر کیا جائے یہ رقعہ

بعبارت مندرجہ ایک ساحر مسمی عقاب جادو کو دے کر کہا کہ بعجلت تمام گنبد سامری میں جاکر
ہماری جدہ کو ہماری جانب سے تسلیم کرکے رقعہ ہمارا دینا اور جو کچھ وہ کہیں ہم سے آکر جلد کہنا
مگر بادب تمام اُن کے روبرو جانا شرائط فدویت بجالانا غلامانہ اُن کے روبرو ایستادہ رہنا
خلاف ادب کوئی فعل نکرنا کیونکہ جدہ ہماری نہایت غصہ ور ہیں جادو جو ہیراز بیباکی سے بہت
محو و الزام ہیں ہم خود اُن کی درشتی مزاج سے خائف رہتے ہیں تا وقتیکہ نظر اُٹھا کر تجھ سے سبب
آنے کا دریافت نکریں غلامانہ بادب ایستادہ رہنا اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو ضرور اُن کے
عتاب میں مبتلا ہوگا ساحر مذکور رقعہ سطور لیکر تقریر شاہ طلسم بگوش ہوش سنکے سوئے گنبد
سامری روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز نزدیک گنبد سامری پہونچا بلندی سے دیکھا کہ
ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو درمیان گنبد کے بیٹھی ہوئی ہے بہت سی انگیٹھی روبرو
رکھی ہیں آگ پر اشیاے خوشبو ڈالتی جاتی ہے دھواں اُٹھ رہا ہے چند ہمجلیس عورتیں ہنگام ضرورت
اُسکے اشارے سے اس کی خدمت کرتی ہیں گنبد مذکور درمیان ایک باغیچے کے ہے اُس
باغیچے میں گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہیں چہار دیواری باغیچہ مذکور کی پختہ ہے صدہا پرستش کنان
سامری در باغیچہ وگرد باغیچہ پرستش میں مصروف ہیں ساحروں کا ہجوم ہے اکثر لوگ دف دائرہ
بجا بجا کر بھجن سامری کے گاتے ہیں گنبد میں ہیول و تصویر سامری پر چڑھتے ہیں اکثر پرستش
کرنے والے سراپا آلودہ خاک ایک پاؤں سے کھڑے ہیں کچھ لوگ ایک ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہیں
بیٹھے دو زانو بیٹھے ہیں اکثر بے دین سجدے میں سر جھکائے ہیں دروازہ باغیچہ کی چوکھٹ پر
پیشانی رکھے ہیں جابجا انگیٹھیوں میں کافور لوبان گوگل مرچیں سلگ رہی ہیں دھواں ہو رہا
ہے یا سامری یا سامری اکثر لوگ رٹ رہے ہیں عقاب جادو زمین پر آکر ہر ایک پر نظر کرتا ہوا دربانوں
سے اجازت لے کر باغیچے کی سیر کرتا ہوا قریب گنبد سامری جہاں جدہ شاہ طلسم بیٹھی تھی ڈرتا ہوا
گیا بعد سر جھکانے و شرائط پرستش کے دست بستہ بادب کھڑا ہوا تا دیر ایستادہ رہا آخر ایک
ہمجلیس و خادمہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اُس سے باشارہ پوچھا کہ یہاں کیوں
آیا ہے کس واسطے کھڑا ہے عقاب جادو نے وہ رقعہ دکھا کر اشارے سے کہا کہ یہ رقعہ شہنشاہ
ساحران ہود سرمست جادو کا لے کر آیا ہوں تمہاری ملکہ کو دینا منظور ہے اُس نے رقعہ
مذکور لے کر ڈرتے ڈرتے روبرو اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہے
کیوں بے طلب یہاں آئی ہے اُس نے سوئے عقاب جادو اشارہ کرکے رقعہ پیش کرکے عرض کیا
کہ یہ ساحر یہ رقعہ شہنشاہ ساحران یعنی شاہ طلسم زلزلہ کا لے کر آیا ہے بڑی دیر سے حاضر ہے ملکہ مذکورہ
نے اُس کی جانب نظر کی عقاب جادو نے بادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے اس رقعہ کی عبارت
پر نظر کرکے ہجوم و کمال بڑھ کر آہ سرد کرکے بے اختیار اپنے سینے پر عالم صدمہ و رنج میں ہاتھ
مارا آبدیدہ ہوکر اشارے سے کہا کہ تو جا ہم آتے ہیں عقاب جادو سلام کرکے باغیچے سے
نکل کر اپنے تخت سحر پر بیٹھ کر سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ روبرو شاہ طلسم
جاکر تمام حال عرض کیا ہود سرمست جادو نے خوش ہوکر اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر
کہا کہ اب ہم کو یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا قتل و اسیر و ہلاک ہو جائیں گے
کوئی زندہ و سلامت نہ رہے گا ہماری جدہ نے اقرار تشریف لانے کا کیا ہے تم سب آگاہ ہو

کہ وہ کیسی ساحرہ زبردست ہین شل ونظیر اپنا سحر وساحری مین نہین رکھتی ہین درحقیقت
ساحری رفتہ رفتہ ہین اُن کے آگے طلسم کشا وہمراہیان طلسم کشا کی کیا حقیقت ہو حالانکہ ابدولت
کے آگے بھی طلسم کشا وغیرہ کی کچھ حقیقت نہین ہو مگر چونکہ اُسکے پاس لوح طلسمی ہو اور بعضے
مین تیغہ فنا ہو اور کاہنون نجومیون نے واسطے مقابلہ کرنے کے منع کیا ہو نیز ہماری شان
کے بھی فی زمانہ خلاف ہو کہ خود اُس کے مقابلہ کے واسطے جائین خداوند ہوکے طلسم کشا وغیرہ
سے مجادلہ ومقابلہ کرین اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ شہنشاہ بجا فرماتے ہین آپکی
دلاوری صاحبہ فی زمانہ سحر وساحری مین عدیل ونظیر اپنا نہین رکھتی ہین ہم لوگ اردون کو بھی
اُن کی تشریف آوری سے نہایت خوشی حاصل ہوئی اُمید قوی ہوئی کہ اب طلسم زلزلہ دست
طلسم کشا سے تباہ وبرباد ہوگا ملکہ عالم طلسم کشا وغیرہ کو قتل وہلاک واسیر ضرور کرینگی
اور حضور کے نزدیک بھی طلسم کشا وغیرہ کا غارت کر دینا کچھ مشکل نہین ہو لیکن مصلحت
شہنشاہ طلسم کشا وغیرہ سے مقابلہ ومجادلہ نہین کرتے ہین کیونکہ خلاف شان حضور ہو اور
یہ دن بھی حضور پر گران ہین شاہ طلسم نابکار ومردود گفتگوے اہل دربار سنکے خوش ہوا
یہ مردود نابکار تو بصد خوشی وامید کوی قتل طلسم کشا وغیرہ مین بیٹھا ہوا ہو لیکن اب حال
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا رقم کیا جاتا ہو کہ یہ جو روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ
دراز آخر روز قریب دربند حنظلیہ کے پہونچے طائران سحر وساحران خبر رسان نے جلدتر
جاکر روبروے حنظل جادو با دب ایستادہ ہوکے عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا قریب
دربند حضور آگیا ہو صحرا مین ہم اُس کو دیکھتے ہوے آئے ہین یہ خبر سنکے رنگ روے حنظل جادو
صورت طائر اڑ گیا نہایت متردد ومتفکر ہوکر حکم دیا کہ ہمارا تمام لشکر تیار ہو بمجرد حکم کمربندی
ہونے لگی ساحران نابکار تیاری جنگ وکمربندی مین مصروف ہوے حنظل جادو اور تمام
اُس کے اہل دربار ورفقا بھی بمقابلہ طلسم کشا چلنے پر آمادہ ہوے درستی وسامان جنگ مین
ہر ایک مصروف ہوا ساحران دربند اول حنظلیہ مین ایک تہلکہ پڑگیا زندگی سے ہر ایک کو یاس
ناامیدی ہوئی چہرہ ہر ایک کا متغیر ہوگیا صدمہ وخوف مرگ سے اجسام مین لہو خشک ہونے لگا
حالت حیات مین صورت مردنی رخون سے ہویدا ہوئی مگر بمجبوری وحکم حاکم اہل لشکر مصروف
کمربندی ہوے دربند اول مین تو ایک تہلکہ پڑا ہو کمربندی فوج مین ہورہی ہو خام وبارگاہین
نکالی جاتی ہین ارادہ کیا ہو کہ طلسم کشا کو دربند تک آنے نہ دین خود ہی صحرا مین جاکر مع لشکر
فروکش ہوکر اُس کو روکین اور مقابلہ ومجادلہ کرین لیکن اب خواجہ طیفور کو دیا وتھا صاحبقران
موصوف کا لکھا جاتا ہو کہ بعد قریب آنے دربند اول کے صاحبقران کشورستان نے ارادہ
آگے بڑھنے کا کیا تھا کہ ناگاہ خواجہ طیفور کو دیا بصورت مبدل قریب تھا صاحبقران ذیشان
کے آگے پیر ملک دبدبہ سحر ساز جادو وبحر جادو وملکہ بہار گل پوش جادو مع
بائیس ہزار لشکر ساحران کے یہ سب بھی آئے ملکہ نے عرض کیا کہ یا صاحبقران میری رائے
یہ ہو کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین فروکش ہوجیے آگے نہ بڑھیے کیونکہ تھوڑی دور یہان سے
دربند اول طلسم زلزلہ ہو جس کو دربند حنظلیہ بھی کہتے ہین مالک دربند حنظل جادو ہو سوا اسکے
زمانہ غروب آفتاب قریب ہو شب یہان بسر کرکے صبح کو سوے دربند مذکور تشریف لیجائیےگا

صاحبقران ذیشان نے راے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کی پسند کرکے حکم دیا کہ اسی جگہ خیام و
بارگاہیں ایستادہ و برپا کی جائیں حسب الحکم ملازم کاربند ہوئے جلد تر خیام و بارگاہیں برپا کیں
جملہ اعلیٰ ادنیٰ فروکش ہوئے ہنوز صاحبقران کشورستان بارگاہ میں داخل ہوئے تھے لشکر
فروکش ہوا تھا کہ سامنے سے حنظل جادو ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے بعد کروفر
سامان جنگ وجدال کے بمقابلہ لشکر طلسم کشاے موصوف خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا
کراکے فروکش ہوا اس عرصے میں آفتاب نہان ہوا تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی دونوں
لشکروں میں سامان روشنی ہونے لگا مشعلہاے سحر وغیرہ کی روشنی ہوئی حنظل جادو نے بخیال
استعجال ملکہ زنبق سحرساز مردار خوار جادو کے اپنے لشکر میں نفیر سحر بجائی نقارہ حربی و
کوس جنگی نہ بجوائے لیکن حکم دیا کہ دو ہزار ساحر تمام شب لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں گرد
لشکر طلایہ پھریں نہایت ہوشیار و خبردار رہیں اسی طرح پایاے صاحبقران ملکہ دبدبہ سحرساز
جادو نے بھی دو ہزار ساحر واسطے نگہبانی لشکر کے مقرر و معین کیے روشنی سحر دونوں
لشکروں میں بکثرت ہوئی تمام شب دونوں لشکروں میں ہوشیاری و خبرداری بخوبی رہی
ساحران طلایہ دونوں لشکروں کی حفاظت میں مصروف و مشغول رہے اکثر ساحران لشکر
جا بجا تیاری سحر میں سرگرم ہوئے جب وہ شب بسر ہوکے صبح ہوئی دونوں لشکر میدان
جنگ میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی کہ سوے فلک ایک پارۂ ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا بحرین جادو نے دیکھا اس ابر کے ٹکڑے میں وہ برق کی چمک اور وہ صدا اس رعد کہ پناہ بخدا
بحرین جادو نے متردد ہوکر کہا کہ یہ ابر جو اس طرف آتا ہے اس ابر سے اندیشہ ہے کہ غالباً کوئی
ساحر زبردست آتا ہے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے سوے ابر مذکور دیکھکر متفکر ہوکر کہا کہ مجھکو
معلوم ہوگیا کہ جو ساحرہ بصد غضب ادھر آتی ہے اے بحرین جادو ہوشیار ہوجاؤ آمادۂ مرگ
ہوجاؤ زندگی سے مایوس ہو اب اپنے تئیں مردوں میں شمار کرو اس صحرا کو اپنا مدفن و جاے قتل
یقیناً تصور کرلو ہم بھی یہ سمجھ چکے ہیں کہ ہماری قضا ہمکو اس سرزمین پر لائی ہے اب یہاں سے
نکلا ہرگز نہیں بچا نہیں گے خاک ہماری اسی صحرا کی خاک میں شامل ہوجائے گی افسوس ہزار افسوس
جو تمناے دلی تھی وہ نہ برآئی طلسم زلزلہ فتح ہوا کوئی دربند بھی فتح و فیروزی ملے نہیں کیا کوئی
مرحلہ بھی سر نہ کیا حسرت تباہی و بربادی طلسم زلزلہ دل میں رہ گئی ان آنکھوں سے بربادی
طلسم زلزلہ نہ دیکھی بحرین جادو نے پوچھا کہ اے ملکہ تم جو ایسے کلمات اپنی زبان پر جاری کرتی ہو
بتاؤ تو کہ یہ کون ساحرہ زبردست آگئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ یہ پارۂ ابر جو آتا ہے ملکہ
زنبق سحرساز مردار خوار جادو کا ہے یہ آثار قہر و غضب جو نظر آرہے ہیں یہ اس کی آمد کے
آثار ہیں یہ دادی ہومست جادو بادشاہ طلسم زلزلی ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے
گنبد سامری میں بیٹھی ہوئی تھی آج شاید حسب الطلب شاہ طلسم واسطے ہم سب کے ہلاک کرنیکے
آئی ہے سحر و ساحری میں اس کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر اس کو سامری وقت اور جمشید روزگار
کہا جائے تو بجا ہے ساحر مستمش و دیگر ساحران نامور کی سامنے اس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں
ہے بھلا ہماری اور تمھاری اس کے روبرو کیا حقیقت ہے اور یہ لشکر ساحران جو ہمارے
ساتھ ہے اس کی کیا اصل ہے ایک دم بھی اس کے سحر کی کوئی تاب نہیں لاسکتا ہے نوح طلسمی

بانیان طلسم نے ایک شے نایاب و تحفہ باطل سحر تیار کی ہے لیکن اس کے آگے اس کی بھی حقیقت
نہیں ہے یہ اگر چاہے تو لوح طلسمی کو بھی سیاہ و بیکار کر دے میں نے اپنی مادر سے و دیگر
بزرگوں سے اس کے حالات سحر و ساحری بہت سنے ہیں کہاں تک بیان کروں یہ ایک
بلائے عظیم ہے اسوقت اس کا آنا اچھا نہیں ہے مگر لشکریوں کو اس کے حالات مذکور سے
آگاہ نکرنا ورنہ بیدل و خائف ہو کے ابھی سب بھاگ جائینگے کوئی ساحر میدان جنگ میں
ہمارے اور تمہارے لشکر سے نہ ٹھہرے گا لشکر میں تہلکہ پڑ جائیگا بحرین جادو نے کہا کہ
اے ملکہ تم سچ کہتی ہو میں نے بھی اس کی سحر و ساحری کے حالات اپنے بزرگوں سے سنے ہیں
واقعی اس کے سحر کی پناہ نہیں کوئی ساحر تاب سحر نہیں لا سکتا اس کے سحر سے بچ نہیں سکتا ہے
مگر اے ملکہ ہم مرد میدان نبرد ہیں ایسے وقت میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
جدا ہونگے خوف جان سے گریزاں ہونگے رفاقت صاحبقران سے ہاتھ نہ اٹھائینگے اگرچہ
قتل و ہلاک ہو جائیں شرط رفاقت و وفاداری سے بعید ہے کہ اپنی جان کا خیال کر کے صاحبقران
کشورستان سے علیحدگی اختیار کریں ہم اور تم مطیع دین اسلام ہو چکے ہیں خالق زمین و آسمان
سے دعا کرو کہ وہی اس بلا سے ہم سب کو بچائے طلسم کشا بھی اس کی شر سے محفوظ رہے اور اپنی
قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب پیدا کرے کہ جس سے ہم مراد حاصل ہو یہ ساحرہ ہلاک ہو خواجہ
طیفور گردیا نے تقریر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو کی سن کے جواب دیا کہ اگر
درحقیقت یہ کوئی ساحرہ زبردست اس طرف برائے مقابلہ آئی ہے تو کیا اندیشہ ہے ہراسان نہ ہو
خداوند عالم مالک و قادر و حافظ و نگہبان ہے اس ساحرہ کی کیا حقیقت ہے بڑے بڑے
ساحروں کو ہمارے جد و آبا نے بعیاری قتل کیا ہے ہم بھی عیار ہیں اس کی ہلاکت کی کوئی فکر
و تدبیر کریں گے تم نہ گھبراؤ اس نابکار کو آنے تو دو دیکھا جائے گا ابھی خواجہ طیفور گردیا بحرین
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لشکر جانبین صف آرا تھا ایک جانب
صاحبقران کشورستان مرکب پر سوار لوح طلسمی گلے میں ڈالے ہوئے بعدہ سپہ سالاری
چالیس قدم لشکر کے آگے مسلح کھڑے تھے اور سرولے قلب لشکر میں تھے دوسری سمت
حنظل جادو مع اپنے لشکر کے صف آرا تھا تخت طاؤسی سحر پر سوار تھا تمام ساحران لشکر
بھی اس کے مختلف سحر کی سواریوں پر سوار تھے جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی و دستی
تیغ و ترسول پنسول ہاتھوں میں لئے تھے صاحبقران کشورستان و جملہ ساحران ہر دو
لشکر جانب ابر سحر سرخ رنگ بنظر حیرت و عجب دیکھ رہے تھے حنظل جادو مالک دربند
اول طلسم زلزلہ بعد خوشی و خرمی جانب ابر سحر مذکور دیکھکر کہہ رہا تھا کہ وہ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو بقہر و غضب آئی ہیں بعد مدت مدید و عرصہ بعید آج گنبد سامری کے
اندر سے آئی ہیں اب طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کی خیریت نہیں ہے ایک دم میں سب کا
خاتمہ کر دیں گی یہ کہکر جلد اپنے رفقا و تمامی ساحران سپاہ کو ہمراہ لے کر بزور سحر زمین سے
بلند ہو کر برائے استقبال جانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ پارۂ ابر سحر سرخ رنگ قریب آکر
اس طرح شق ہوا کہ پہلے برق چمکی بعدہ کڑک اس زور سے ہوئی کہ پردہ ہائے گوش سامعین
کو صدمہ پہونچا پھر صدائے رعد آئی بعد اس کے سب نے دیکھا کہ تخت طلائی زرین پر ملکہ

زنبق سحر ساز مردار خوار جادو باین صورت و ہیئت و سامان بیٹھی ہوئی ہو کہ بالاے
تخت سحر مذکور ابر سحر سایہ فگن ہو اُس ابر سے برق و صداے رعد کا دمبدم ظہور ہوتا ہو پیش پشت
یمین و یسار ملکہ مذکور چند جلیس و خادمہ بیٹھی ہین کوئی جلیس اُسکو طائر مردہ دیتی ہو اُس طائر
کو وہ نوچ نوچ کر کھاتی ہو کوئی جام آب دیتی ہو کوئی خادمہ مروحہ جنبان ہو کوئی جلیس
حسب الطلب ساغر پُر اُس کو دیتی ہو کوئی کباب براے گزک دیتی ہو گاہ کوئی خادمہ بایما و
اشارہ اُس کے طائر مردہ دیتی ہو ملکہ مذکورہ طائر مردہ کو برغبت تمام نوچ نوچ کر بصد خوشی
ہنس ہنس کر کھاتی ہو بہنگام خوردن طائر مردہ رال اُس کے دہن گندہ و متعفن سے ٹپکتی ہو
پیرانہ سالی سے کوزہ پشت ہو موے سر مانند ضعیفون کے نہایت سفید ہین جوڑا بالون کا
بندھا ہوا ہو جھریان دست و پا پر پڑی ہین کرتہ چرڑے کا بو دار پہنے ہو لہنگا بھی پارچہ سفت کا
ہو ایسا کثیف و دبیز ہو کہ چرڑے کا معلوم ہوتا ہو بالون مین تیل ناریل کا ہو چہرہ ایسا مہیب ہو کہ
دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہو آگے اُس کے سیاہی عارض کی سیاہی چہرۂ زنگی گویا ایک روشنی ہو
اور سیاہی شب فرقت سامنے اُس کی سیاہی رخ کے کچھ بھی حقیقت نہین رکھتی ہو اُس کا چہرہ
دلِ کافر سے زیادہ سیاہ ہو اور ظلمت قبر کافر سے زیادہ تاریک ہو قیر جو ایک رنگ سیاہ ہو آگے
اُس کے شرماتا ہو دو دانت مثل ہتیلے دہن سے باہر ہین آنکھین چھوٹی چھوٹی نہایت زرد
ہین دیکھنے والون کو دھوکا ہوتا ہو کہ مرض یرقان ہو غرض ایسی سیاہ رو و بدہیئت ہو کہ اگر دن کو
بلاے تمامی عالم و جملہ خبیثات و شیاطین اُس کو دیکھ لین تو عجب نہین کہ خوف سے ڈر کر ہلاک
ہو جائین اور اگر رات کو اُس کی صورت بد خبیثات کو نظر آجائے تو خوف سے جگر اُن کے شق
ہو جائین کہان تک حال صورت و لباس و ہیئت ملکہ مذکورہ لکھا جائے کہ لکھنے سے قلم و رقم
عاجز ہو سینۂ قلم بہ خونین تصویر حلیہ و سراپاے ملکہ مذکورہ سے شق ہو گیا ہو بالاے تخت سحر
پر اسباب رکھا ہو ایک پیٹی مین کچھ جانور چھوٹے چھوٹے زندہ بھرے ہوے ہین سامنے ملکہ
مذکورہ کے ایک انگیٹھی آگ سے بھری ہوئی رکھی ہو گوگل لوبان کافور لونگ وغیرہ ایک
خادمہ اُس آگ پر قدر سے قدر سے برابر ڈالتی جاتی ہو دھوان ہوتا ہو خوشبو اور بدبو
سے دماغ ملکہ وغیرہ بسا ہوا ہو دھوان انگیٹھی سے اٹھ رہا ہو ہوا سے منتشر ہو رہا ہو حنظل جادو
ملکہ مذکورہ کو دیکھتے ہی آمادہ برکسے استقبال جانے پر تو تنہا ہی اب فی الفور سب کو ہمراہ
لے کر براے استقبال زیادہ بلند ہو کر روانہ ہوا روبرو جا کر صف باندھ کر بروے ہوا ادب
سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے سے یقین کامل ہوا کہ اب طلسم کشا
و لشکر طلسم کشا کا نام و نشان بھی نہ رہے گا طلسم زلزلہ فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا
مثل و نظیر سحر و ساحری مین روے زمین پر نہین ہو سامری و جمشید و ساحر شمش وغیرہ جتنے
ساحر و خداوند گذرے ہین ان سے مرتبے مین آپ کچھ کم نہین ہین فی زمانہ آپ سامری و جمشید
کی طرح سحر و ساحری مین ہین اگرچہ دعویٰ خداوندی نہین کرتی ہین لیکن سحر و ساحری مین
عدیل و نظیر سامری و جمشید ہین آپ یہان کیا آئین گویا آثار ظہور فتح جنگ ہویدا ہوے
طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کے واسطے گویا آپ رہزن راہ عدم ہین تنہا چند خادمہ
عورتون کے ساتھ حضور تشریف لائی ہین اس کا عجب ہو نہ ہمراہ لشکر کثیر ہو نہ خیمہ و خرگاہ ہو

نہ خرم و خشم ہو نہ جلوس سواری شاہانہ ہو شاید عقب حضور لشکر ساحران وخیمہ و خرگاہ ہوگا ملکہ مذکورہ نے
اُس کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر آ ستر تبلیب عظیم ہنسکر جواب دیا کہ او حنظل جادو او سو کیسے
نادان و نافہم تجکو ضرورت لشکر ساحران کی کیا ہو ایک چشم زدن مین طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک
کر کے چلی جاؤن گی تجکو یہان ایک دو روز قیام کرنا منظور نہین ہو دوسرے مست جادو نے
بھیجے تہین بذریعہ نامہ اپنے تردد و ظہور طلسم کشا سے آگاہ کر کے چاہا تھا کہ طلسم کشا وغیرہ کو
نیست و نابود ہو جائین پس مین اسیہ جو کر سے کی التجا و فرط الفت سے مجبور ہو کر گنبد سامری سے
اسطرا دھر آئی ہون آپ کی خاطر و خوشی مد نظر ہو ابھی طلسم کشا وغیرہ کو تیرے سامنے نیست و نابود
کیے دیتی ہون یہ کہکر خاموش ہوئی حنظل جادو شاد و مانہ مع اپنے لشکر کے ہمراہ آپ کے اُس کا
استقبال کر کے میدان جنگ مین آیا اب نزدیک سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور کر دیا دیگر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو دیکھا اکثر ساحر صورت اُس کی دیکھکر ڈر گئے صاحبقران اُس کے چہرے پر نظر کر کے لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرنے لگے بعدہٗ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگے
کہ یہ ساحرہ کریہ منظر خبیث صورت کون ہو کیا بد صورت جو خبیث ساحرہ ہو کہ کبھی ایسی کوئی ساحرہ دیکھنے مین
نہین آئی ہو اُس نے کہا کہ اے صاحبقران یہی ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو وحیدہ شاہ طلسم
زلزلہ ہو یہ اپنے زمانے کی سامری و جمشید ہو اس کا یہان آنا اچھا نہین ہوا بلاے روزگار و آفت ہو
ہو خدا حد کی شر سے آپ کو اور آپ کے تمامی لشکر کو بچائے تجکو سخت تردد ہو صاحبقران ذی وقار
نے جواب دیا کہ اے ملکہ کچھ فکر و تردد نکرو اگر ساحرہ بلاے بد ہو تو کیا غم ہو حافظ حقیقی نگہبان
ہر ساعت و ہر دم ہو ابھی صاحبقران کشورستان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے کہ ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بلندی سے اپنے تخت سحر کو زمین سے بقدر دو آدم ہوا پر قائم
کر کے بستاخر و تامل سے لشکر طلسم کشا پر غور نظر کر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو پہچان کے پکار کر
کہا کہ او چھوکری او بدخواہ شاہ طلسم زلزلہ او گیسو بریدہ تو بھی شریک طلسم کشا ہو کر بربادی و تباہی
طلسم زلزلہ پر آمادہ ہوئی ہو تجکو کیسے یہ لیاقت و جسارت ہوئی کہ ہمراہ طلسم کشا در پے خرابی پر آئی ہو جا
میرے سامنے سے دور ہو کے تیرے حال پر بہ این خیال رحم آتا ہو کہ تیری ماں شگوفہ سحر ساز جادو
نے میری بہت خدمت کی ہو برسون سے اُس نے سحر یاد کیے تھے میری شاگردی کا فخر رکھتی تھی
اسوقت لشکر طلسم کشا سے نکل جا یا دست بستہ مجسے طالب پناہ ہو کر عفو تقصیر چاہ ورنہ تو بھی ان
سب بدخواہون کے ساتھ ہلاک ہو جائے گی دنیا سے سوے عدم جائے گی میرے سحر ادنیٰ سے
بھی جانبر نہوگی ایک دم مین سب بدخواہون کو قتل و ہلاک کر دون گی کیا تو نے اپنی ماں سے میرے
سحر ہاے بے پناہ کی کیفیت و حقیقت نہین سنی ہو کیا تو میرے قہر و غضب مخفی سے ناواقف ہو
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بے خوف و خطر بڑھ کر جواب دیا کہ اے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو مین خوب تمہارے حالات سے آگاہ ہون در اصل سحر و ساحری مین کوئی ساحر و ساحرہ
تمہارے برابر نہین ہو بیشک میری ماں در کہتی تھی اکثر سحر تعلیم کیے تھے وہ تمہاری شاگرد تھین
مین بھی شاہ طلسم زلزلہ کی خیر خواہ تھی مگر اب بدخواہ ہون تمنے یہ سنا ہوگا کہ سر دربار حکیم جالوس
نائب شاہ طلسم زلزلہ نے تجکو ذلیل و ناخوش کیا تھا میرے خاندان و مرتبے کے خلاف اُس سے

مجھسے گفتگو کی تھی میری توہین سر دربار اُس نابکار روبد انجام نے کی تھی آمادۂ قتل بھی ہوا تھا اسیوجہ
سے میں نے اُسکو چھوڑ خیر خواہی سے قدم نکال کر راہ بدخواہی اختیار کی ہی اطاعت و فرمانبرداری طلسم کشا
قبول کی ہی شکر کرتی ہوں کہ فرمانبرداری طلسم کشا سے دولت دین اسلام پا چکی ہوں پہلے گمراہ تھی
اب راہ راست پر آچکی ہوں کلمۂ شہادتین تو ابھی زبان پر جاری نہیں کیا ہی لیکن مطیع دین اسلام
ہو چکی ہوں یقیناً دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں ہی اور قابل سجدہ و پرستش بجز خالق کون و مکان
کے کوئی خداوند نابکار و ناہنجار نہیں ہی جسقدر خداوند گذرے ہیں اور جواب دعوی خداوندی
کرتے ہیں وہ سب گمراہ کنندہ مثل ابلیس کے ہیں خدا وہی ہی کہ جو ہر شے پر قادر ہو وہ خداوند قابل سجدہ
نہیں ہی جو قدرت نرکھتا ہو عاجز و محتاج نصرت و مدد ہو جیسا کہ شاہ طلسم زلزلہ باوجود دعوی خداوندی
کرنے کے ایک طلسم کشا سے عاجز ہو گیا ہی تمکو اُسنے واسطے مدد کے طلب کیا ہی اتنی بھی قدرت
نہیں رکھتا ہی کہ اپنے امور کا حسب دلخواہ انصرام کر سکے اپنے دشمنوں کو دفع کر سکے پس اے ملکہ
تجھسے یہ امید نرکھو کہ بدخواہی سے باز آؤنگی خیر خواہی شاہ طلسم اور اطاعت تمہاری اختیار
کرونگی مرجانا سوے عدم جانا مجھے بدل منظور ہی لیکن اس لشکر سے تمہارے خوف سے نکلنا
اور تمسے عفو تقصیر کرانا قبول نہیں ہی جو کچھ تمسے ممکن ہو میرے قتل و ہلاک کرنے میں کوشش و
مکر کرو میرے حال پر رحم نکرو ہاں اگر اپنا انجام بخیر چاہتی ہو تو فرمانبردار طلسم کشا ہو کر بگلشن
دین اسلام کرو ایک زمانہ دراز تک ہوائے صحرائے کفر رہی ہو اب طریق خدا پرستی اختیار کرو
راہ راست پر آؤ مدت بقائے طلسم زلزلہ آخر ہوئی ہی اب ضرور دست طلسم کشا سے فتح
ہو جائے گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے تقریر ملکہ مذکور سنکر از حد غضبناک ہوکے
تمتما کے کہا کہ او اجل رسیدہ اگر تجھسے مکر پر عمل نہیں کرتی تو بڑھکر مجھسے مقابلہ کر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے بھی برہم ہو کر صف لشکر سے نکل کر ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا تھا کہ ایک ساحر
مسمی سرہنگ جادو نمکخوار قدیم ملکہ آفاق جادو و محافظ تیغ فلک نے صف لشکر سے نکل کر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو سے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم آپ توقف کریں مجھکو اس ساحرہ سے
لڑنے کے واسطے جانیدو دیں میری لڑائی کا تماشا دیکھیں میں نے بھی ایک مدت تک گنبد
سامری میں بیٹھکر پرستش کی ہی اکثر سحر تابیکے ہیں اسوقت سے بہتر کونسا وقت ہوگا کہ اپنے
حریف زبردست سے سحر و ساحری لڑونگا ملکہ مذکورہ نے اُسکے روکنے اور کہنے سے
مجبور ہو کر کہا کہ اے سرہنگ جادو اگر تمکو شوق جنگ زیادہ ہی تو اچھا بھیں اس ساحرہ کو
جوہر اپنی تیغ سحر کے دکھاؤ مقابلے کے واسطے جاؤ ساحر مذکور نے خوش ہو کر صاحبقران
سے اجازت جنگ حاصل کر کے سامنے جدہ شاہ طلسم زلزلہ کے جا کے کہا کہ اے ملکہ مجھسے
مقابلہ کرو کوئی سحر چھیڑ کرو اس نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی بڑی دلیری تو نے کی ہی کہ مجھ ایسی ساحرہ
سے سحر و ساحری کے واسطے لڑنے کے آیا ہی مگر دیوانہ ہی اگر اپنی زندگی سے عاجز ہی تو مجھپر سحر کر
اُس نے جواب دیا کہ میں مطیع دین اسلام اور داخل لشکر طلسم کشا سے خوش انجام ہو چکا ہوں
خلاف قاعدۂ اہل اسلام پہلے حریف پر سحر نکرونگا جب تیرے سحر سے جانبر ہونگا اسوقت سحر
کرونگا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اپنی ایک خادمہ سے کارد و طار طلب
کیا اُس نے پیشکش سے ہتھ نکال کر اور کارد اُس کو دیا اُس نے غضبناک ہو کر سحر پڑھکر

حلق طائر مذکور پر چھری رکھکر تا سینہ و جگر چاک کیا ادھر سرہنگ جادو کا یہ حال ہوا کہ حلق سے
تا سینہ و جگر چاک ہو گیا قلب و جگر سینے سے نکل آیا ملکہ مذکورہ نے اُس کے قلب و جگر کی طرف دیکھ
ایسا اشارہ کیا کہ فی الفور قلب و جگر سرہنگ جادو کے سینے سے جدا ہو کر اُس کے ہاتھ میں پہونچے
اُس نے بصد رغبت و غضب قلب و جگر کو چبایا ادھر سرہنگ جادو کہ اژدر سحر پر سوار ہو کر آیا تھا
خاک پر گر کے تڑپ تڑپ کے مر گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی صاحبقران وغیرہ کو اُسکے
ہلاک ہوجانے کا رنج ہوا نہنگ جادو نے جو دیکھا کہ میرا برادر کام آیا تاب تحمل نہ لا کر صف لشکر سے
نکل کر صاحبقران سے اذن جنگ لیکے عقاب سحر پر سوار ہو کر ادھر آسمان میں سے گرد و برد
ملکہ زنبق مردار خوار سحر ساز جادو کے جاکر پکارا کہ او ظالمہ تو نے غضب کیا کہ میرے برادر
خورد کو قتل کیا قلب و جگر کو اُس کے چبا کر کھا لیا اُس کے غم میں دنیا میری نظر میں تیرہ و تار ہے
زود یعنی سحر کر برادر سے مجکو ملحق کر دے ملکہ نے پوچھا کہ او اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہے اُس نے کہا
کہ میرا نام نہنگ جادو ہے ملکہ نے اُس کا نام سنکے غضبناک ہوکے کہا کہ او بد نام تو میں نے تجکو بھی
پہچانا ملکہ آفاق جادو حافظ تیغہ فنا کا افسر ہے وہ تیرا بھائی بھی سردار سپاہ و سنتا تھا جس کو ابھی میں نے
قتل کیا ہے لیکن ایک خادم سے طشت طلب کیا اُس نے مصفوری اُس کے حوالے کیا ملکہ نے سحر پڑھ کر
کارد اُس کے حلق پر رکھکر ایک خط تا سینہ و شکم کھینچا یعنی حلق سے تا سینہ و شکم چاک کیا ادھر نہنگ
جادو گلو سے تا شکم چاک ہو گیا تیورا کر عقاب سحر سے زلالے خاک گرا ملکہ نے اُس کے قلب و جگر
کی طرف دیکھکر پڑھ کر اشارہ کیا فی الفور قلب و جگر نہنگ جادو کا سینے سے نکل کر اُس کے
روبرو گیا اُس نے اُن کو چبا کر بھسم کر پھینک دیا اسی طرح گلزار جادو و نرگس جادو و نصیر جادو
و مصور جادو و نیرنگ جادو کبود چشم کہ سرداران لشکر ملکہ آفاق جادو و بحرین جادو سے
تھے یکے بعد دیگرے برائے مقابلہ پشت لشکر سے نکل کر سامنے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو کے گئے اُن کے سحر نے اُس پر تاثیر نہ کی آخر کار مانند سرہنگ جادو و نہنگ جادو
کے پانچوں ساحران نامبردہ بھی کام آئے قلب و جگر ان سب کے بھی ساحرہ مذکورہ نے
بدستور مرقوم بالا بعد ہلاکے بعدہ باآواز بلند پکار کر کہا کہ او چھوکری دبدبہ سحر ساز کیا کھڑی تماشہ
دیکھ رہی ہے ادنیٰ ساحروں کو لشکر سے میرے روبرو بھیج رہی ہے تو خود آکر مجھ سے مقابلہ کر تجھ کو
بغاوت و بد خواہی کا مزا چکھا دوں یا کسی ساحر زبردست و بیزار زندگی کو میرے روبرو برائے
مقابلہ بھیج یا طلسم کشا کو جس کے پاس لوح طلسمی ہے اُسی کو برائے مقابلہ روانہ کر دیکھوں تو سہی کہ
طلسم کشائے طلسم زلزلہ صاحب لوح طلسمی ہو کر مجھ سے کیونکر مجادلہ و مقابلہ کرتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے کلمات طعن آمیز اُس کے سنکے لشکر سے نکل کر ارادہ اس سے مقابلہ کرنے کا کیا تھا چاہا تھا
کہ طاؤس سحر اپنا بڑھائے کہ یکایک صاحبقران کشورستان نے اپنے مرکب اصلی سے اتر کر مرکب
دیگر پر سوار ہو کر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو روک کر کہا کہ اے ملکہ تم اس ساحرہ بلا سے بے دردان
سے مقابلہ نکرو وجہ اس کی یہ ہے کہ مقابلے کے واسطے جانے میں سات بندگان خدا قتل ہوچکے ہیں
لاشے ان کے سامنے پڑے ہوئے ہیں ہمیں منظور نہیں کہ تمکو بھی مانند ان مقتولوں کے
زمین پر پڑا ہوا دیکھیں اور اس ساحرہ کے کلمات طعن و تشنیع آمیز سنکر یہ فرما کر جلد تمام شمشیر
نیام سے کھینچکر سمند کو مہمیز کیا مرکب مانند باد تند و تیز سامنے اُس ساحرہ بد بلا کے پہونچے

صاحبقران کشورستان نے نعرہ کوہ شگاف کرکے وار شمشیر آبدار کا ہاتھ بلند کرکے غصے مین
کیا ساحرہ مذکورہ نعرہ صاحبقران سے متاثر ہو کر سحر نہ پڑھ سکی نہ کسی طائر کے حلق پر کارد رکھ کر
ایسی حالت مین سینہ و شکم طائر چاک کر سکی ہلاکت صاحبقران سے باز رہکر حفاظت جان مین
مصروف ہوئی یعنی جب برق شمشیر صاحبقران ذی وقار سر پر اُس کے چمکی فی الفور اپنے سحر
پر مصروف ہو کر سوے چہرہ و سینہ امیر کشورگیر اس طرح پھونکا کہ اُس کے دہن سے بدبو و دود غلیظ بکثرت
نکلکر چہرہ و سینہ صاحبقران تک وہ دھوان متعفن کہ بدتر از بوے مردہ چوپایہ آفتاب رسیدہ
تھا پہونچا اُس کی بدبو سے دماغ صاحبقران ایسا متعفن ہوا اور ایسا دم گھبرایا اور دم الجھنے
آیا کہ ہاتھ تلوار کا اُس کے سر پر نہ پڑ سکا شمشیر اُس کے سر سے اونچی ہی رہی شمشیر آبدار آشناے سر
نہوئی اور اسی دود غلیظ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہو گئی مشہور ہے کہ بوے بد خوشبو پر اکثر
غالب آجاتی ہے اور خباثت اکثر مولان پاک و نیک طینتی اختیار کرتے ہین ابر سیاہ و کثیف
بیشتر آفتاب تابان پر آجاتا ہے روشنی مرجاتی رہتی ہے ظلمت ابر سیاہ نور آفتاب پر غالب آجاتی ہے
مہر تابان کو چھپا دیتی ہے اگر دود سیاہ غلیظ و سیاہ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہو گئی یا مائل بتیرگی
ہو گئی تو جاے اعتراض نہین ہے غرضکہ جب حالت صاحبقران کی اُس تاریکی دود غلیظ مرقوم سے
متغیر ہو کر نوبت بغشی ہوئی اور مرکب صاحبقران نابینا ہو کر اُس دھوئین مین گھٹ کر ہلاک ہو کر
زمین پر گرنے لگا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہو کر مضطربانہ و بیتابانہ
کہا کہ جلد صاحبقران کشورستان کی خبر لو دیکھو مع مرکب زمین پر گرتے ہین کہین ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو مثل ساحران مقتول کے کام ان کا بھی تمام نکردے یا لوح طلسمی
گلے سے اتار کر بہ قبضہ کر یا دیگر طور سے صاحبقران کو قتل و ہلاک نکرے جلد جا کر اسی حالت مین
امیر با توقیر کو اس تاریکی دود غلیظ و بدبو سے لیکر کسی طرف چلے جاؤ کہ خبر نکرو ورنہ غضب
ہو جائے گا صاحبقران قتل و ہلاک ہو جاوینگے شرط رفاقت و وفاداری یہی ہے کہ ایسے وقت
مین کام آؤ اپنے جان کے جلنے کا اندیشہ نکرو جان نثاری و سرفروشی کا یہ وقت ہے خواجہ
طیفور کیا اگر چہ موجود ہین مگر ان کے اوپر بھروسہ نکرو وہ اگر دلیرانہ اس تاریکی دود غلیظ و
بدبو مین پہلے بھی گئے تو کیا کرینگے صاحبقران جائینگے بھی تو کیا کرینگے ہرگز امیر با توقیر کو نہ بچا سکینگے
خود بھی مثل صاحبقران بیہوش ہو جائینگے اس تاریکی دود غلیظ کو اور اس وقت کو غنیمت
جان کر تم درحقیقت ہین کر امیر کشورگیر کو جلد یہان سے کسی طرف لے جاؤ اس ساحرہ بدبلا کو تاریکی مین
ثبوت نہوگا کہ صاحبقران کو کون لے گیا واقعہ ان پہ گذرا بحرین جادو نے موافق کہنے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو کے عمل کیا یعنی ... کر اس تاریکی دود غلیظ و بدبو مین سے
صاحبقران کو اٹھا کر سوے فلک بلند ہو کر ایک سمت کی راہ لی بعدہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
نے اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تجکو لازم ہے کہ خواجہ طیفور کو
کو جلد تر لے جا ان کا بھی یہان رہنا مناسب نہین ہے مین بھی بعد تیرے چلنے لگی اگر ممکن ہوگا تو
آؤنگی ملکہ بہار مذکور بھی پیچھے بنکر خواجہ موصوف کی کمر مین لپٹ کر زمین سے اٹھا کر
سوے فلک بلند ہو کر جس طرف بحرین جادو صاحبقران کو لے گیا تھا روانہ ہوئی ادھر ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بخیال ہلاک و شکست و نابود کرنے طلسم کشا و تمامی مردان

سیاہ طلسم کشا نے طلسم زلزلہ کے اسمائے سحر زبان پر جاری کر کے سحر دیگر یہ کیا کہ اپنے بالوں کے
جوڑے کو کھول کر موئے سر کو پریشان کیا سر کے بالوں کا پریشان کرنا تھا کہ دود سحر بکثرت و بے حد
موئے سر سے پیدا ہو کر سوئے فلک جا کر منجمد ہو کر بصورت ابر ہو کر لشکر طلسم کشا پر محیط ہونے لگا زمین
سے تا بلندی مانند کوہ وہ دود سحر برابر جانے لگا اور سحاب بنکر پھیلنے لگا اسی حالت میں ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کہ واقف تاثیر سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تھی اپنے تمامی ساحران لشکر
سے گویا ہوئی کہ جلد یہاں سے بھاگو فکر جانبری کرو ورنہ تم سب نیست و نابود ہو جاؤ گے اس دود سحر
میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے ایک آن میں یہ دود سحر تم سب پر محیط ہو کر چار طرف سے گھیر لے گا پھر نکل
نہ سکو گے میں بھی فکر جانبری کرتی ہوں اس دھوئیں سے حتی الامکان نکلتی ہوں تم سب بھی میرے
ساتھ چلو دیر نہ کرو ابھی ملکہ مذکورہ یہ کہہ رہی تھی کہ اس دود سحر غلیظ و سیاہ و بدبو نے محیط ہو کر سب کو
گھیر لیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بزور سحر برق رفتار بنکر زمین سے بلند ہوئی چند ساحر بھی بعنوان تقلید
یعنی اکثر بصورت طائران رنگارنگ بنکر اڑے مگر کوئی اس دھوئیں سے نکل نہ سکا ایسا دم گھٹا
کہ ہلاک ہونے لگے زمین پر گر کے تڑپ تڑپ کر مرنے لگے علامت ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگی
تاریکی و ظلمت ہویدا ہونے لگی ہوائے تند چلنے لگی ابر بہ نسبت قبل زیادہ تیرگی و تاریکی ہونے لگی
سحر کے پیران ساحران مقتول و مردہ کے شور و نالہ کرنے لگے اندھیرا دمبدم زیادہ ہونے لگا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے ہر چند چاہا کہ اس ابر دود سحر کو توڑ کر نکل جائے مگر ممکن نہ ہوا ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو نے دیکھ لیا پکار کر کہا کہ او باغیہ او چھوکری کہاں جاتی ہے تیری بھی یہ مجال و طاقت
ہے کہ میرے دود سحر سے نکل جائے جان بچا کر چلی جائے یہ کہکر پھر چند اسمائے سحر زبان پر جاری کر کے
اپنے بالوں کی لٹوں کو حرکت دی اور پھر اشارہ انگشت سے سوئے فلک کیا دھواں سفید بالوں کی
لٹوں سے بہ نسبت قبل زیادہ نکلنے لگا بے حد زیادہ پھیلنے لگی تاریکی و تیرگی زیادہ تر ہونے لگی
ایسی صورت میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تاب بدبوئے دود غلیظ سحر نہ لا کر اس دھوئیں میں مضطر
مجبور و لاچار ہو کر مثل بیہوشوں کے جانب فلک سے گرنے لگی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ قریب تخت
سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے بیہوش و بدحواس ہو کر گری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو نے اس کو بیہوش دیکھکر ہلاک کرنا مناسب نہ جان کر زمین سے اٹھوا کر اس کو اپنے تخت سحر پر
ڈالدیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے سحر کو خود دفع کر کے جو دیکھا تو بائیس ہزار ساحر ساحرائیں مردہ
پڑے ہوئے ہیں سب دود سحر بدبو و غلیظ سے گھٹ گھٹ کر مر گئے ہیں صحرا تمام مردوں مذکور
سے دور تک بھرا ہوا ہے بلکہ ان مردہ ساحروں کے روئے زمین صحرا اس میدان جنگ میں نظر
نہیں آتی ہے یہ رنگ میدان جنگ دیکھکر سمجھی کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا بھی انہیں
مردوں میں مردہ پڑے رہ گئے اس کا تلاش کرنا عبث ہوا اور لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے سے
اتار کر اپنے تخت و قبضے میں کرنا بھی بے سود ہے کیونکہ میرے دود بدبودار دہن سے لوح طلسمی
سیاہ و بیکار ہو گئی ہوگی یہ خیالات کر کے کچھ فکر و تلاش طلسم کشا و عیار طلسم کشا و حصول لوح طلسمی
نکر کے حنظل جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ دیکھا تو نے لشکر طلسم کشا و طلسم کشا کو میں نے کس طرح
تھوڑی ہی دیر میں نیست و نابود کر دیا اب کوئی بھی دشمنوں سے زندہ نہ ہوگا دو سرمست جادو
چیونکے کی الفت میں یہاں تک میرا آنا ہوا گنبد سامری سے بعد زمانہ بعید میرا اٹھنا ہوا خیر اس

چھوکرے کی خوشی مجھے مطلوب تھی لے اب مین تو سوے گنبد سامری جاتی ہون اس فتحیابی کی خبر
اپنے حاکم و مالک کو کر دینا تمام حال میرے آنے کا اور جو کچھ یہان گذرا ہے اُس سے اپنے شاہ کو آگاہ
کر دینا مین بھی یہان سے جاکر ایک نامہ ہود سرمست جادو کو لکھون گی بدم کرونگی کہ اب بیخوف و خطر
بآرام و راحت شب و روز بسر کر مین نے تیری خاطر و خوشی کے خیال سے تیرے سب دشمنون کو نیست
و نابود کر دیا لوح طلسمی کو بھی بیکار کر دیا اب طلسم زلزلہ کبھی کسی سے فتح نہوگا کیونکہ نہ طلسم کشا رہا اور
نہ لوح طلسمی بکار آمد رہی حنظل جادو نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ یہ حضور ہی کے سبب سے
فتحیابی ہوئی ورنہ طلسم کشا سے کوئی ساحر لڑ سکتا تھا اور اُس کو ہلاک کر سکتا تھا واقعی حضور کا سحر و
ساحری مین مثل و نظیر بروے دنیا پر نہین ہے عجب کارنمایان کیا ہے عقل حیران ہے جہان تک حضور کی
تعریف کی جائے کم ہے اگر آپ تشریف نہ لاتین ہرگز یہ طلسم بچنے سے نہ بچتا طلسم کشا بہدایت لوح
طلسمی ضرور فتح کرتا ساحران طلسم سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا جو اس کا شریک نہوتا و اُس کو تہ تیغ کرتا
اب یہ طلسم برقرار رہے گا بیشک کسی سے فتح نہوسکے گا آپ نے جملہ ساکنان طلسم کی جانین بچالین
طلسم زلزلہ کو تباہی و بربادی سے بچالیا شہنشاہ و ساحران بھی شر طلسم کشا سے محفوظ رہے جان
اُن کی بچ گئی سب تردد و انتشار دل سے دور ہوگیا آپ کے برکت قدم سے یہ مرحلہ تردد سر ہوگیا
حسب الحکم حضور یہ فدوی عرضی مشعر تمام حالات جنگ و فتحیابی خدمت شہنشاہ میں جلد تر ارسال
کرے گا حضور کے اس کارنمایان کو بھی مفصل تحریر کرے گا شہنشاہ فلک بارگاہ اس خبر سے
از حد شادمان ہونگے آپ کی بے حد تعریف کرین گے اس فتحیابی کا ضرور جشن عظیم کرین گے
شاہان طلسم کو نامے روانہ کرکے طلب کرین گے شہرہ آپ کے اس کارنمایان کا تمام عالم مین ہوجائیگا
حضور تشریف لے جانے پر آمادہ ہین اگر چندے در شہر اول طلسم مین آپ قیام پذیر ہوتین تو
باعث فخر و افتخار و سرفرازی اس کمترین غلام قدیم کا ہوتا ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ مجھکو بضرورت
جانا منظور ہے یہان توقف نہین کر سکتی یہ کہکے تخت سحر اپنا بلند کرکے اور اُسی پر سحر مائل بسرعتی مین
سنان کرکے اُسی کر و فر سے سوے گنبد سامری روانہ ہوئی ادھر حنظل جادو نے مع اپنے لشکر
کے بعد خوشی و خرمی اپنے در شہر مین داخل ہوا اور اپنے قصر مین جاکر ایک عرضی متضمن تمام حالات
جنگ و فتحیابی و تشریف آوری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تحریر کرکے ایک طائر سحر
کے حوالے کرکے حکم دیا کہ جلد جاکر یہ عرضی شہنشاہ ساحران کو پہونچا طائر مذکور عرضی لیکر روانہ
ہوا بعد قطع راہ بعید اُسوقت پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو سر دربار اپنے
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے یکایک طائر سحر مذکور نے عرضی مذکور
روبروے شہنشاہ طلسم زلزلہ ڈالدی ہود سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ نے وہ عرضی
اُٹھا کر میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس عرضی کو بآواز بلند پڑھو تاکہ سب اہل دربار سنین اُس نے
حکم کی تعمیل کی شاہ طلسم عرضی مسطور از ابتدا تا انتہا لفظ بلفظ و حرف بحرف سنکے کثرت خوشی سے
مثل گل کے شگفتہ ہوا نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی از حد خوش ہوے مفصل حال شاہ طلسم
کی خوشی کا آئندہ تحریر ہوگا فی الحال ذکر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا رقم کیا جاتا ہے
کہ جب یہ ساحرہ مذکورہ بعد خوشی قطع راہ کرکے قریب گنبد سامری اپنے در قصر عالیشان
و شاہانہ پر پہونچی جملہ ملازم مانند دربان چوبدار وغیرہ کے جو وہان موجود تھے دیکھتے ہی

بعدۂ شاہ طلسم زلزلہ کو باادب کھڑے ہو گئے سب نے سلام کیا اہل لشکر کو بھی یہ خبر ہوئی کہ ملکۂ عالم
نے تنہا جا کر تراتی کو فتح کیا سرداران سپاہ ملکہ مذکور وغیرہ کو بھی خوشی ہوئی ملکہ زنبق سحرساز
مردار خوار جادو تخت سے اتر کر اپنے قصر میں داخل ہوئی عورتیں ملازم یہ کہتی ہوئی گروہ گروہ
دوڑیں کہ ملکۂ عالم تشریف لائیں سنا ہے کہ تراتی فتح کر آئیں طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر آئیں
قابل تعریف کارنمایاں کر آئیں جب روبرو ملکہ کے آئیں سب نے باادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے
داخل قصر ہو کر تھوڑی دیر راحت پذیر ہو کر ایک نامہ بعد القاب و آداب اس مضمون کا ہود صرصر
جادو شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے ناز پروردہ من آگاہ ہو کہ میں نے
تیری خواہش و تحریر کے موافق دربند اول طلسم زلزلہ پر جا کر ایک دم میں طلسم کشا و لشکر طلسم کشا
کو ہلاک و قتل کیا ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و باغیہ کو اسیر کر لیا اطلاعاً تجھ کو لکھا گیا غالباً عرضی حنظل جادو
مالک دربند اول سے بھی تمام حال جنگ و فتحیابی تجھ کو معلوم ہوا ہو گا اب با آرام و راحت بے خوف و
خطر بعیش و عشرت دنیا میں بسر کر ہمیشہ حکمران رہ فرمانروائی طلسم زلزلہ مدام تجھ کو نصیب ہو
زیادہ کیا لکھا جائے جب یہ مضمون نامہ لکھ چکی سرنامہ درست کر کے اپنی مہر سے مزین کر کے
ازلال جادو اپنے سپہ سالار کو طلب کر کے پہلے نامہ مذکور اس کو دیا بعدۂ ایک تختی منقش
تحفہ جات طلسمی سے نکال کر اس کو دے کر کہا کہ اے ازلال جادو یہ نامہ میرا جلد جا کر ہود صرصر
جادو حاکم طلسم زلزلہ کو دینا اور جب وہاں سے اس طرف آنا تو اس تختی کو چاہیے ابر سحر کو جو کہ
چھائے قصر پر کھنچا ہو دکھانا ایک در پیدا ہو گا اسی دروازے سے ہم تک آنا حالات دربار
شاہ طلسم بیان کرنا اور اگر برعکس اس تدبیر کے ہم تک آنا چاہے گا تو ہرگز نہ آسکے گا بلکہ تجھ کو ضرر
پہنچے گا سوا اس کے اس تختی کی یہ بھی تاثیر ہے کہ اگر صاحب اس تختی کا تخت چوبی یا زرین پر بیٹھ کر
بغیر پڑھنے سحر کے سوے فلک بلند ہونا چاہے تو اس تختی کو اپنے کف دست راست پر رکھ کر
اس تختی کو سوے فلک اونچا کرے فوراً تخت زمین سے بلند ہو کر بروے ہوا مانند ابر رواں ہو گا
اور اگر کہیں بلندی سے بلائے زمین اترنا چاہے تو کف دست چپ پر رکھے مع آنکہ علاوہ اور بھی بہت عجائب
ہیں کہ ان کا بیان کرنا تجھ سے کچھ ضرور نہیں ہے اس کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا کیونکہ تحفہ جات
طلسمی سے ہے دست بدست بزرگوں سے مجھ تک یہ تحفہ پہونچا ہے اور یہ تختی تجھ کو اس غرض سے
احتیاطاً دی گئی ہے کہ میری نشانی تیرے پاس رہے کوئی غیر مجھ تک نہ آ سکے بلکہ اور یہ ابر سحر
میں نے اپنے قصر پر بخیال خوف عیار طلسم کشا کیا تھا اور حنظل جادو کو مع اس کی مادر نگہبان
جادو کے یہاں سے ایک منزل آگے درۂ کوہ و دامن دشت میں برائے اسیری عیار طلسم کشا
مقرر کیا تھا چنانچہ اب تک وہ دونوں اسی جگہ ہیں اب میں سب دشمنوں کو بلا ہلاک و
قتل کر کے آئی ہوں مجھے خوف باقی نہیں رہا ہے ان ساحروں کو وہاں سے بلا لوں گی اور اس
تختی کے حالات کسی غیر سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ ایسی نایاب شے کو تجھ سے لے لے گا ازلال
جادو تمام تقریر اپنی مالکہ کی سن کے نامہ لے کر پوشاک نفیس درباری پہن کر نامہ کو اپنی دستار میں
رکھ کر تخت سحر پر بیٹھ کر سوے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا یہاں ملکہ زنبق سحرساز مردار خوار
جادو نے بعد روانہ کرنے ازلال جادو کے بجائے خود خیال کیا کہ اے ملکہ ذرا اپنے علم
کہانت سے و نیز سحر دریافت تو کر کہ دربند اول طلسم زلزلہ پر جنگ و جدال کے وقت طلسم کشا

اور عیار طلسم کشا بھی ہلاک ہوئے یا زندہ ہیں بظاہر تو کسی کو تو نے زندہ نہیں رکھا ہو سب کو اپنے
سحر سے قتل و ہلاک و اسیر کیا ہو یہ خیال کرکے تخلیے میں بعلم کہانت و بزور سحر پتہ ہوئے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا دونوں ابھی تک زندہ ہیں جنگامے دونوں کو ہنگام جنگ
ملکہ بہار گل پوش جادو و مہرین جادو لے گئے ہیں عیار طلسم کشا برائے عیاری یہاں آئے گا
وہی تیرا قاتل ہو جب یہ حال بعلم کہانت اور بہ تبلہ سحر سے معلوم و ثابت ہوا ملکہ زریق سحر ساز
مردار خوار جادو کو تردد ہوا طائر رنگ رخ اڑ گیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس
ابھی تک دشمنان قوی زندہ ہیں میں نے سخت دھوکا کھایا نامہ بھی بدست ازلال جادو روانہ
کر دیا کیا معلوم تھا کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا دونوں زندہ ہیں قتل و ہلاک نہیں ہوئے ہیں
ورنہ نامے میں حال قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا تحریر نکرتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب حفاظت
اپنی جان کی کرنا ضروری ہے خوب ہوا کہ میں نے بقاعدہ کہانت اور بہ تبلہ سحر جامری سے حال طلسم کشا
و عیار طلسم کشا دریافت کیا اور ابر سحر کو اپنے قصر پر سے دفع نہیں کیا اور طفیل جادو
نگہبان جادو کو صحرا سے طلب نہیں کیا یہ تقریر بجائے خود کرکے بند و بست و انتظام اسیری
عیار طلسم کشا حسب دلخواہ کرکے یہ عہد کرکے اپنے قصر میں بیٹھی کرتا وقتیکہ عیار طلسم کشا اپنے
قاتل کو اسیر و قتل نکر لوں گی اپنے اس قصر سے کہ زیر ابر سحر ہی اور جائے پناہ و امن ہے دشمن سے
ہرگز ہرگز کہیں نجاؤں گی کیونکہ چند روز گران میں خوف ہلاکت جان ہے یہاں تو ملکہ زریق سحر ساز
مردار خوار جادو بخوف ہلاکت خود اپنے قصر میں کہ بالائے قصر ابر سحر ہوا اور وہ ابر ایسا ہے کہ
کہ اُس کے نیچے عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آجائے تو اُس ابر کو چاک کی مانند گردش ہو دریافت
ہوجائے کہ عیار طلسم کشا آگیا ہے مگر اب حال ازلال جادو کا لکھا جاتا ہے کہ ساحر مذکور نامہ لیے ہوئے
سیر دشت و کوہ کرتا ہوا بصد خوشی و خرمی راہ طے کرتا ہوا ایسے وقت میں روبروے شاہ طلسم زلزلہ
پہونچا کہ وہ مردہ دونا بار بہزار خوشی و شادی تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا کوئی فکر و تردد رنج و
صدمہ اُس کو نہ تھا عرضی حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ مشتمل فتحیابی و مشعر قتل و ہلاکت
طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ آچکی تھی بعد حیرت اطمینان ہوچکا تھا اس فتحیابی کے جشن کا ارادہ
تھا اہل دربار بھی بصد خوشی دربار میں بیٹھے ہوئے تھے سارزیق بن بقا و نخشکان بھی دربار
میں موجود تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران ہوز سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے اپنا سر
اُٹھا کر دیکھا ازلال جادو نے حسب قاعدہ سلام کیا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے
کہاں سے آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ اسم اس فدوی کا ازلال جادو ہے مقام گنبد سامری سے
آیا ہوں نامہ ملکہ زریق سحر ساز مردار خوار جادو کا لایا ہوں انہیں کے لشکر کا سپہ سالار ہوں
شاہ طلسم نے اُس کی یہ گفتگو سنکے نامہ طلب کیا اُس نے نامہ دیا شاہ نے نامہ میر منشی کو دیکر
حکم دیا کہ آواز بلند پڑھ اور ازلال جادو کو باشارہ بیٹھنے کو کہا وہ موافق اپنے مرتبے کے دوبارہ
سلام کرکے بیٹھا میر منشی نے حسب الحکم با آواز بلند نامہ مذکور اول سے آخر تک پڑھا شاہ طلسم
زلزلہ تمام و کمال عبارت نامہ سنکے بیحد اپنی دلدہی کی تعریف و ثنا کرکے خوش و خرم ہوا یقین
کامل ہوگیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و مردمان لشکر طلسم کشا قتل و ہلاک ہوگئے کوئی زندہ
نرہا عرضی حنظل جادو کے آنے سے ہی یقین ہوا تھا اب یقین کامل ہوگیا کہ طلسم کشا وغیرہ

سب قتل ہو گئے کوئی باقی نہیں رہا صرف ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو زندہ رہی اُس کو اسیر
کر لیا بعد یقین کامل ہونے کے از حد خوش ہو کر تاج شاہی کو اپنے سر پہ رکھ کر اہل دربار سے
مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے اہل دربار با دولت والے بندگان نیک سیرت آگاہ ہو کہ اب
ہمکو اطمینان تمام حاصل ہوا تردد دفع ہو گیا طلسم دل آراستہ طلسم کشا سے محفوظ رہا طلسم کشا کو مع
اُس کے لشکر کے ہماری جدہ نے ایک دم میں قتل کیا لوح طلسمی کو بیکار کر دیا جیسا کہ تم سب نے
اسی عبارت نامہ سے تمام حال جنگ سنا اب ہمکو مناسب ہے کہ اس خوشی کا جشن عظیم کریں پھر
استغراق جادو اپنے وزیر دوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جلد سامان جشن عظیم کر
پروانجات نام بنام ساحران معزز طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کر سب کو اس جشن کی شرکت میں
طلب کر از انجملہ تمامی مالکان دربند خصوصاً حنظل جادو کو بھی طلب کر کشتیاں خلعت کی ہزارہا
فراہم و مہیا کر ارباب نشاط کو طلب کر بزم عشرت ایسی آراستہ کی جائے کہ کبھی کسی نے ایسی
نہ دیکھی نہ سنی ہو بالفعل کشتی خلعت کی واسطے ازلال جادو نامہ دار کے طلب کر وزیر مذکور نے
حسب الحکم کشتی خلعت طلب کر کے حکم شاہ طلسم سے ازلال جادو کو خلعت دیا وہ خلعت سے
مخلع ہو کر خوش ہو کر تسلیم بجا لایا شاہ طلسم زلزلہ نے ایک نامہ اپنی جدہ ملکہ زنبیق سحر ساز
سردار خونخوار جادو کو متضمن شکریہ و احسان عظیم لکھوا کر سر نامے کو اپنی مہر سے مزین کر کے
حوالے ازلال جادو کر کے اُسے رخصت کیا وہ نامہ شاہ طلسم سے لے کر خلعت فاخرہ پہن کر
تسلیم بجا لا کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے گنبد سامری روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
لکھا جائے گا بیان استغراق جادو نے شاہ طلسم سے عرض کیا کہ فدوی حسب الحکم سامان
جشن کرنے لگا چند روز کے بعد بزم عشرت آراستہ کی جائیگی فی الحال پروانے اور رنگ نامے
مالکان دربند و حاکمان قلعہ و دریا و صحرائے طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کیے جاتے ہیں سوا ان کے
جسقدر معزز ساحران طلسم ہیں اُن کو بھی پروانے ارسال کیے جائینگے ایک نامہ حضور کی
طرف سے ملکہ عالم جدہ حضور کو بھی متضمن شرکت جشن فتح جنگ و خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ
ارسال کیا جائے گا اُن کا تشریف لانا اور شریک جشن ہونا ضرور ہے شاہ طلسم نے کہا کہ
بیشک جدہ کا آنا اس جشن میں ضروری ہے یہ جشن عظیم تیری رائے اور تیرے حسن انتظام پر
موقوف ہے خیر بعد دو چار روز کے بزم عشرت آراستہ کی جائے اس دو چار روز کی مدت میں
انتظام و اہتمام و سامان ضروری کر وزیر نے عرض کیا کہ یہ خانہ زاد ایسا ہی کرے گا استغراق جادو
حسب الحکم شاہ طلسم زلزلہ کار بند ہوئے یہ ذکر یاد رہے مگر اب حال سارق بن بقا و سجگان
سن لکھا جاتا ہے کہ زبانی شاہ طلسم زلزلہ و نیز عرضی حنظل جادو و عبارت نامہ جدہ شاہ طلسم سے
معلوم ہوا کہ طلسم کشا بہ طلسم زلزلہ مع اپنے لشکر ساحران کے میدان جنگ میں قتل ہو گیا تو
سارق بن بقا و سجگان کو بعد بے حد خوشی کے نہایت حیرت ہوئی علی الخصوص سجگان
کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی آخر تاب ضبط نہ لا کر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ
ساحران جہان باوجودیکہ عرضی حنظل جادو کی اور نامہ آپ کی جدہ کا آیا اور دونوں کی
عبارت سے یہ ظاہر ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و لشکر طلسم کشا تمام جنگ میں قتل ہو گیا مگر
مجکو یقین نہیں ہے کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا یہ دونوں قتل ہوے ہوں کیونکہ یہ اہل اسلام

بیشتر و اکثر نا جانتے ہی نہیں ہیں نہایت سخت جان ہوتے ہیں کسی طرح دشمن کے ہاتھ سے قتل
ہی نہیں ہوتے ہیں ہاں زخمی ہوتے دھوکے سے اسیر ہو جاتے ہیں ان کا ننگ مبتلائے بلا
ہو جاتا ہے مگر صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور کر دیا اُن کا خیال ہے مکار کہ نسل خواجہ عمرو
کا مدار ہے ہیں یہ دونوں ہرگز ہرگز قتل نہ ہوئے ہونگے ان کو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا یہی اپنے ہزاروں
دشمنوں کو قتل کرکے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا صاحب لوح طلسمی پر سحر نے کیونکر
تاثیر کی اگر کوئی یہ جواب دے کہ لوح طلسمی تو ساکنان طلسم پر غالب ہے ساحران غیر مقام پر غالب
نہیں ہے اور نہ اُن کے باب میں کچھ ہدایت کر سکتی ہے تو اس قول کو ہم تسلیم کر کے یہ جواب معقول
دے سکتے ہیں کہ سحر کسی ساحر کا ہو لوح طلسمی پر کما حقہ غالب آ نہیں سکتا ہے لوح طلسمی کو بیکار
نہیں کر سکتا ہے نہ طلسم کشا کو بحالت موجودگی لوح طلسمی ہلاک کر سکتا ہے اگرچہ کیسا ہی ساحر
زبردست ہو پس اے شہنشاہ اس خبر کو اور تحریر عبارت عرضی و نامہ کو صحیح نہ جاننا چاہیے اور
خوشی قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا کا جشن نہ کرنا چاہیے پہلے بخوبی دریافت کر لینا لازم ہے شاہ طلسم
نے جواب دیا کہ اے ملک جی کیا تقریر طفلانہ کرتے ہو تم کو یہ یقین نہیں آتا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا
دونوں مع لشکر کے قتل ہو گئے کیا حنظل جادو اور ہماری جدہ نے جھوٹ لکھا ہے سحنگان
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کبھی طلسم کشا بحالت موجودگی لوح طلسمی کسی ساحر کے سحر سے
قتل و ہلاک و مردہ ہو نہیں سکتا لوح طلسمی پر کبھی سحر بخوبی غالب نہیں آ سکتا حنظل جادو اور
حضور کی دادی نے جو لکھا ہے وہ بظاہر لکھا ہے در اصل و در حقیقت طلسم کشا و عیار طلسم کشا قتل
نہ ہوئے ہونگے انہوں نے حضور کو دھوکے سے لکھا ہے ضرور اُن کو کوئی اُن کا دوست میدان
جنگ سے لے گیا ہوگا بیشتر وقت بد میں اہل اسلام کے دوست زمین و آسمان سے پیدا
ہو جاتے ہیں جو کسی نہ کسی طرح اُن کی جان بچاتے ہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور کر دیا کو بھی کوئی اُن کا دوست جنگاہ سے اٹھا لے گیا ہوگا ضرور ایسا ہوا ہے جنہوں نے خود
دیکھا ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ ملک جی ہم کو تو یقین کامل ہو گیا ہے کہ طلسم کشا وغیرہ سب
قتل ہو گئے تم کو اگر اس کا یقین نہیں ہے تو سنو یہ تمہاری عقل کا قصور ہے سحنگان نے عرض کی
کہ اے شہنشاہ دیکھ لیجیے گا یا سن لیجیے گا کہ بعد چند روز کے طلسم کشا و عیار طلسم کشا کی زندگی
کی خبر آئے گی اس وقت یہ خوشی حضور کی مبدل بہ غم ہو جائے گی بجائے خود کہیے گا کہ سحنگان
سچ کہتا تھا اور اگر میں ایسے وقت میں دربار میں بیٹھا ہونگا تو حضور کو سلام کروں گا شاہ طلسم
نے یہ تقریر سنکے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا یہاں تو شاہ طلسم نے حکم آراستگی بزم عشرت
وزیر کو دیا ہے وہ سامان جشن خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ کر رہا ہے اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا عیار نامدار طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور کر دیا کو جنگاہ سے لیکر روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور ایک درہ
کوہ میں یا میں صحرا لائے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ موصوف نے متفق
ہو کر جب بہت کچھ فکریں اور تدبیریں کیں تو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہوش آیا
آنکھیں کھولیں خواجہ نے پوچھا مزاج کیسا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ اے برادر کیا کہوں

اب تک قلب وجگر سینے مین تپان وسوزان ہی ایک آگ سی لگی ہی اسی وجہ سے بات کرنا دشوار
ہی روح کو راحت نہین ہی ضعف بھی ہی واسطے تقریر مین نظر لوح طلسمی پر پڑی دیکھا کہ وہ
مائل بسیاہی ہی اسما ونقوش اُس کے نظر نہین آتے ہین اسوقت صاحبقران کشورستان نے
خواجہ طیفور گردیا و بحرین جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو سے پوچھا کہ اس لوح طلسمی کی
درستی کیونکر کی جائے کیا فکر وتدبیر کی جائے جس سے بدستور قبل یہ روشن ہو سب نے بعد فکر و
غور عرض کیا کہ آپ نے ایک روز فرمایا تھا کہ صحرا مین ایک درویش نے ایک تعویذ دے کر کہا تھا
کہ اس کو اپنے بازو پر باندھو اگر کوئی کار ضروری ہو اور چارہ طلب کرنا مقصود ہو تو اس تعویذ کو
زیر سنگ دبانا یا گرمی آتش یا گرمی دہن پہونچانا ہم فی الفور تمہارے پاس آئین گے بس اسی تعویذ کو
اسوقت اپنے بازو سے کھول کر کسی طور سے اُس کو گرمی پہونچایئے تاکہ وہ درویش ذی کمال
یہان آئے اُن سے اس لوح طلسمی کی بابت پوچھیے جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کیجیے صاحبقران
نے رائے بحرین جادو و خواجہ و ملکہ بہار گلپوش جادو کی پسند کر کے اس تعویذ کو اپنے بازو
سے کھول کر آتش بہم پہونچا کر حرارت آتش اُس کو پہونچائی فی الفور دیکھا کہ وہ درویش اپنے اسی
بوریے پر جس پر بیٹھا ہوا عبادت خدا کرتا تھا بیٹھا ہی بوریہ ہوا پر معلق وقائم ہی راہ دور و دراز
طی کر کے بکرامت آیا ہی صاحبقران نے بعد سلام کہا کہ مین نے آپ کے یہان تشریف لانے سے
دولت سرفرازی حاصل کی باعث تکلیف دینے کا اور طلب کرنے کا یہ ہی کہ یہ لوح طلسمی مائل
بسیاہی ہو گئی ہی درویش مذکور نے پوچھا کہ باعث اس کی سیاہی کا کیا ہوا ہی صاحبقران نے
تمام حال ملکہ زنبیق سحرساز مردار خوار جادو کے آنے کا اور لڑنے کا اور اُس کے پھونکنے اور
دھوان دہن سے بدبو وغلیظ پیدا ہونے اور دماغ پریشان ہو کر بیہوش ہونے کا اور لوح کے
سیاہ ہونے کا بیان کیا درویش موصوف نے ایک اسم اعظم الٰہی تعلیم کر کے کہا کہ اس اسم کو
ایک چلہ بالکل باوضو پڑھو اسوقت تک کہ لوح طلسمی روشن ہو اور بیتابی وسوزش تمہارے
قلب وجگر کی دفع ہو اور اس اسم اعظم الٰہی کو ہر روز ہزار مرتبہ پڑھ کر سوے سینہ ولوح پھونکو
ببرکت اسم اعظم الٰہی قلب وجگر کے تمہارے التہاب وسوزش اور لوح طلسمی سے سیاہی دفع
ہو جائے گی بدستور اول روشن ہو جائے گی یہ کہکر رخصت ہو کر اپنے مسکن عبادت کی طرف
روانہ ہوا سب نے دیکھا کہ بوریہ اُس درویش کا مانند بساط حضرت سلیمان کے ہوا پر بسرعت
تمام جاتا ہی درویش بیٹھا پڑھ رہا ہی تھوڑی دیر تک سب درہ کوہ سے نکل کر درویش کو دیکھتے
رہے بعدہ بوریہ مع درویش نظر سے نہان ہوا بحرین جادو نے کہا کہ یہ فقیر کیا خوب
صاحب کمال ہی کہ اپنے بوریے پر مانند تخت سحر کے بیٹھا ہوا ہی بوریہ راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ تخت کی بوریہ درویش مذکور سے آگے کیا حقیقت ہی
یہ فرما کر درہ کوہ سے اندر آ کے بعد وضو کرنے کے اُسیوقت سے وہی اسم اعظم الٰہی پڑھنا اور
اپنے سینہ ولوح پر پھونکنا شروع کیا معروف عمل خوانی ہوے خواجہ طیفور گردیا نے خدا کی
قسم کھا کے کہا کہ تا وقتیکہ ملکہ زنبیق سحرساز مردار خوار جادو کو قتل وہلاک نکر دون گا مجھے چین
نہ آئے گا مین نسل خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے ہون انھون نے بڑے بڑے ساحرون کو
مارا ہی مین بھی ساحرہ مذکورہ کو بغیر ہلاک کیے نرہون گا یہ کہکر بحرین جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو

ت کہا کہ تم تو خدمت صاحبقران مین رہو مین جاتا ہون ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو اگر
جا کر ابھی نہ مارا تو پھر کام نہ بنیگا اُس نے تمام لشکر ساحران کو قتل و ہلاک کیا ہے ملکہ و بدیع سحر ساز
جادوگر کو نہیں معلوم قتل کیا ہے یا اسیر کر کے لے گئی ہے لوٹ طاسی کو بخت ساحرہ مذکور نے اپنے
دود دہن سے سیاہ کر دیا ہے اگر تم دونون مجکو اور صاحبقران کو جلد مجھ سے یہان نہ لاتے تو
نہیں معلوم کیا انجام ہوتا یہ کہکر صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہو کر بصورت ساحر رنگ و روغن
سے بنکر اعانت خدا پر بھروسا کر کے درہ کوہ سے نکل کر ایک سمت روانہ ہوا اور بسرعت تمام
ایسے شاطری مارتا ہر طرف دیکھتا سیر کرتا راہ دشت و بیابان طے کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا
دیکھا کہ درہ کوہ مین ایک عابد درویش صورت بیٹھا ہوا عبادت خدا مین مصروف ہے چہرہ اُس کا
نورانی ہے پیشانی پر نشان سجدہ ہے وہ نشان سجدہ مانند ستارہ کے نمودار ہے چند درندے
گرد و پیش بیٹھے ہین خواجہ نے اُس عابد کے پاس جانے کا ارادہ کیا اُن درندون نے قصد حملہ
کرنے اور ایذا رسانی کا کیا اُس وقت اُس عابد صحرا نشین نے اُن درندون کو آواز بلند یون
ایذا رسانی سے منع کیا کہ اے شیر و گرگ و خرس وغیرہ یہ شخص ہمارا دشمن نہین ہے اہل حاجت سے
ہے اس کو ہمارے پاس آنے دو ایذا رسانی سے خبردار اپنے ارادے سے باز رہو راہ دو کہ یہ
بندہ خدا ہمارے پاس آئے بمجرد اس کہنے کے وہ درندے ڈر کے دور ہٹ گئے عابد نے
باواز بلند کہا کہ اے خواجہ طیفور بے کھٹکے چلے آؤ اگر ہمارے پاس آنا چاہتے ہو تو آؤ اب یہ درندے تمسے
مزاحم نہونگے خواجہ معہ لے عابد کے آپ کے روبرو گئے باادب سلام کیا اس نے بالاے
فرش سنگ کہ جس پر خود بیٹھا ہوا تھا بیٹھنے کو کہا خواجہ بیٹھے بعدہ کہا کہ آپ بھی اولیاے خدا
سے ہین جو میرے نام سے آگاہ ہو گئے حالانکہ مین بصورت ساحر ہون لیکن آپ نے مجھے پہچان لیا
یقین ہے کہ آپ میرے مطلب سے بھی آگاہ ہو گئے ہونگے راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
ایک حاجت رکھتا ہون یہ تو فرمایئے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے کب سے آپ یہان براے عبادت
الٰہی بیٹھے ہین کیونکر یہان صورت بسر اوقات ہوتی ہے اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہے عابد موصوف
نے جواب دیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام ہمارا منصور روشن ضمیر ہے چالیس سال سے ترک آبادی
و امور دنیا کر کے یہان آ کر بیٹھے ہین یہ درندے حکم خدا سے ہماری حفاظت کرتے ہین آب و طعام
من جانب اللہ شب و روز پہونچتا ہے خداوند عالم روزی رسان ہے وہ ہمین اسی صحرا مین آب و
طعام پہونچاتا ہے شکر ہے خدا کا کہ نہایت راحت و آرام سے زندگی بسر ہوتی ہے اے خواجہ اولیاے خدا
سے ہونا بہت مشکل ہے خداوند عالم اپنی عنایت سے جکو چاہے اپنے دوستون مین شمار کرلے ہماری تو
یہ لیاقت نہین کہ دوست خدا ہون ہان ذکر خدا کرتے کرتے اس قدر صفائی قلب حاصل ہو گئی ہے
کہ ہم تمہارے نام سے اور ارادے سے آگاہ ہو گئے تم ایک ساحرہ مسماۃ ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے قتل کرنے کو جاتے ہو مرتبہ تمہارا ابھی بڑا ہے ترقی دین اسلام مین کوشش
کرتے ہو یہان واسطے اعانت کار مذکور کے آئے ہو ہم تمہاری حاجت کے بارے مین
کچھ اعانت نہین کرسکتے الا ہدایت کرتے ہین کہ یہان سے دور تمکو ایک درویش صاحب کمال
ملے گا اُس سے تمہارا مطلب حسب دلخواہ بر آئے گا بس اب جاؤ ہمین ذکر خدا مین مصروف
ہونے دو خواجہ منصور روشن ضمیر عابد سے رخصت ہو کر درہ کوہ سے نکل کر جس طرف اس نے

بتایا تھا وصور ہوا مہ بہے اثنائے راہ مین مخلوقات خدا پر نظر کرتے ہوئے قدرت شان الٰہی کا مشاہدہ
کرتے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ دامن کوہ
مین سامنے درہ کوہ کے ایک طفل نو دس برس کا بیٹھا ہوا کھیل رہا ہے گھروندا بنا رہا ہے اور
بگاڑ رہا ہے خود ہی یہ باتین کر رہا ہے کہ ابے گھروندہ ہمارا خوب نہین بنا ہے یہ بنانا چاہیے ایسا اچھا
گھروندا بناؤ مین کہ بگاڑنا نہ پڑے خواجہ اُس طفل حسین کو دور سے دیکھا باتین پیاری پیاری اُسکی
سنکے بھولی بھولی صورت اُس کی دیکھکر رحم کھا کر دل مین خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طفل حسین
کس کا فرزند ہے اس صحرائے ناپیدا کنار مین کیونکر آگیا ہے اس کے مادر و پدر کس قدر اس بچے سے
غافل ہوئے کہ یہ کھیلتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا شاید آبادی یہان سے قریب ہے اگر دریافت
کرنے سے نام اس کے مادر و پدر کے معلوم ہو جائین اور مقام رہنے کا دریافت ہو جائے
تو اس لڑکے کو اس کے والدین کے پاس پہونچا دینا چاہیے خالی از ثواب و خوشنودی خلائق
نہوگا ورنہ اس لڑکے کو کوئی درندہ یا گزندہ صحرا ضرر پہونچائے گا بیچارہ مر جائیگا والدین کو
اس کی جدائی کا بیحد صدمہ ہوگا یہ خیال کرتے ہوئے قریب اُس کے آئے دیکھا کہ وہ طفل
لباس پاکیزہ و سفید پہنے ہے کلاہ زرین اُس کے سر پر ہے بندے طلائی دونون کانون مین ہین
ناک مین بلاق زر پہنے ریگ صحرا جمع کرکے گھروندا بنا رہا ہے ادھر ادھر دیکھتا بھی جاتا ہے کبھی کبھی
گا و باآواز بلند باتین بھی کرتا ہے خواجہ نے اُس کے نزدیک جا کے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا کیا نام
ہے مکان تیرے مان باپ کا کہان ہے یہان صحرا مین تیرا آنا کیونکر ہوا والدین نے تیرے تیری طرف
سے بڑی غفلت کی کہ تو بہکتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا اُس طفل حسین نے گفتگو سے خواجہ
کے زمین سے اٹھکر بغور خواجہ کو دیکھکر کہا کہ اے شخص تو کون ہے کیون نام میرا اور میرے
والدین کا پوچھتا ہے کیا میرا اسباب و زیور اتارے گا تیری صورت و تقریر سے ایسا ثابت
ہوتا ہے کہ تو کوئی مکار و راہزن ہے عجب نہین کہ تو عیار ہو رنگ و روغن سے صورت ساحر بنا ہو
اگر درحقیقت عیار ہے تو نام تیرا طیفور کر دیا ہوگا کہ تیرا نام طیفور کر دیا ہے خواجہ یہ تقریر
اُس کی سنکے سمجھے کہ دراصل یہ لڑکا نہین ہے کوئی ساحر ہے تیری گرفتاری کے واسطے یہان
بیٹھا ہے تیرا نام مجھسے دریافت کرتا ہے لہذا اس کی شر سے بچنا چاہیے اور کسی حکمت سے اس کو
اسیر کرنا چاہیے یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک عورت ادھیڑ لباس کثیف پہنے
ہوئے مو پریشان نکل آئی اور پکارکے باآواز بلند پوچھا کہ کیون اے فرزند کہا ہے کس سے باتین
کرتا ہے کیا وہی عیار ہے جس کے گرفتار کرنے کا حکم ملکہ نے تجھ جادو نے دیا ہے طفل نے
جواب دیا کہ اے مادر مہربان نظر تو یہ شخص ساحر ہے لیکن اس کی تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ وہی عیار مکار ہے کہ جس کے گرفتار کرنے کو مین اور آپ کو ملکہ عالیہ نے مقرر کیا ہے اُس ساحرہ
نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کرکے خبردار جانے نہ دے مین بھی آگئی ہون اپنے
سحر مین بھی اسیر کرتی ہون یہ کہکر اسمائے سحر زبان پر جاری کرتی ہوئی چلی لڑکا بھی اپنی
مادر کے کہنے سے سحر خوانی مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ رنگ دیکھکر جلد تر گلیم زنبیل سے
نکال کر اوڑھ لی اس اثنا مین وہ ساحرہ قریب اُس طفل کے آئی پوچھا کہ وہ شخص کہان
گیا اُس نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان مجھے تعجب ہے کہ مین تمہارے کہنے سے سحر پڑھنے لگا

مصروف ہوا چاہتا تھا کہ اُس کو گرفتار سحر کروں یکایک وہ نظر سے غائب ہو گیا نہیں معلوم
کہاں چلا گیا غرق زمین ہو گیا یا سوے فلک سحر مخفی کر کے چلا گیا ساحر صورت تو تھا ہی مجھے اور
آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ساحرہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے فرزند تو نے اُس کے گرفتار
کرنے میں تاخیر کی غضب کیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر یہ معلوم نہوا کہ وہ کون تھا دراصل وہی
عیار مکار تھا یا کوئی ساحر تھا اب تجھکو لازم ہے کہ جو کوئی مردوں سے تیرے سامنے آئے اُسے
بے تامل اسیر سحر کر لینا طفل نے کہا کہ اب ایسا ہی کروں گا واقعی میں نے اُس کے اسیر کرنے میں
اتنی دیر کی کہ وہ غائب ہو گیا نہیں معلوم کہاں گیا چلیے اس صحرا میں تلاش کریں شاید کہیں مل جائے
تو اُس کو گرفتار کر لیں اور ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے پاس لے جائیں خلعت و انعام
پائیں یہ سنکے اُس کی والدہ مع اپنے فرزند کے واسطے تلاش کے چلی دونوں ہر طرف صحرا میں ڈھونڈھنے
لگے خواجہ طیفور گرد پا نے ان مادر و پسر کی گفتگو سنکے دل میں کہا کہ خیر اے نابکارو دیکھا
جائے گا یہ باتیں اپنے دل میں کر کے ایک جانب واسطے انصرام ایک تدبیر کے گئے ہنوز وہ طفل
مع اپنی مادر کے تلاش ساحر مذکور میں چار طرف درمیان صحرا پھر رہا تھا کہ ناگاہ سامنے سے ایک
ضعیفہ نہایت سن رسیدہ کوژہ پشت سفید مو عصا در دست دوسرے ہاتھ میں ایک دونا لیے
ہوے اُس پر ایک پتہ ڈھاک کا ڈھکا ہوا لیتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی دم لیتی ہوئی خود بخود
یہ کہتی ہوئی کہ شکر ہے میری مراد بر آئی دل ٹھنڈا ہوا صدمہ و رنج دفع ہوا قریب اُس لڑکے کے
آئی کہا کہ اے لڑکے یہ شیرینی لے تو بھی طفل نابالغ ہے کئی بچوں کو میں نے مٹھائی دی ہے تو بھی
تھوڑی سی کھا لے مادر طفل مذکورہ نے پوچھا کہ اے بڑی بی یہ مٹھائی کیسی ہے کیوں میرے
فرزند کو دیتی ہو تمھارا نام کیا ہے اس صحرا میں تمھارا آنا کیونکر ہوا ضعیفہ نے جواب دیا کہ میرا نام
بختاور ہے لڑکا میرا سوے گنبد سامری گیا تھا ایک مدت سے مجھ سے جدا ہو گیا تھا آج وہ
آ کر مجھ سے ملا ہے میں نے عہد کیا تھا کہ جب میرا فرزند مجھ سے ملے گا بندر خدا وند شیرینی لڑکوں
وغیرہ کو کھلاؤں گی کئی بچوں کو تھوڑی تھوڑی مٹھائی دے آئی تھوڑی مٹھائی تمھارے
لڑکے کے واسطے لے کر آئی ہوں یہاں سے تھوڑی دور آگے کچھ آبادی ہے چھوٹا سا پرگنہ ہے
اُسی پرگنے میں رہتی ہوں تم بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہے اس صحرا میں مع اپنے فرزند کے کیوں
اِدھر اُدھر پھر رہی ہو اس قدر کیوں گھبرائی ہوئی ہو خیر تو ہے مادر طفل نے کہا کہ اے ضعیفہ نام
میرا الماس جادو ہے اور میرے اس فرزند کا اسم آفت جادو ہے ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے ہم دونوں ملازم ہیں اُس نے ہمکو اس درہ کوہ میں بغرض گرفتاری
عیار طلسم کشاے طلسم زرلا مسمی خواجہ طیفور گرد پا کے مقرر و معین کیا ہے قبل دو ساعت
ایک شخص ساحر صورت اس طرف آیا تھا میرے اس فرزند سے پوچھتا تھا کہ تیرا نام کیا ہے اور
والدین تیرے کہاں رہتے ہیں اس صحرا میں کیوں بیٹھا ہوا ہے اس طفل نے اُس سے کہا کہ
تم کون ہو نام میرا اور میرے والدین کا کیوں پوچھتے ہو کیا میرا زیور لینے آتا ہے یہ کہکر اس
لڑکے نے مجھکو پکارا میں نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کر لے شاید یہ وہی عیار مکار
ہے جس کی گرفتاری کے واسطے ملکہ عالم نے ہمکو یہاں مقرر کیا ہے تو یہ فرزند دلبند میرا مصروف
سحر خوانی تھا کہ وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا زیادہ دو ساعت کا گذرا ہے کہ ہم پسر و مادر دونوں

اسی کو صحرا میں ڈھونڈھ رہے ہیں کہیں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہے نہیں معلوم وہ کہاں چلا گیا یقینا وہ عیار
مکار تھا ضعیفہ نے جواب دیا کہ اے بلاے جادو شکر کرو کہ جو بلا آئی تھی وہ ٹل گئی تمھارا اور
آفت محفوظ تھا بار خوب ہوا کہ وہ شخص چلا گیا ورنہ تمھارے فرزند کو مار ڈالتا زیور اتار لیتا تقدیر
تمھاری اچھی تھی کیونکہ بقول شیخ ع - رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ اب اس صحرا میں ان کی جستجو کرو
جا کر بیٹھو یہ کہکر دو ڈلیاں برفی کی دونے سے نکال کر ایک نقل سیمی آفت جادو کو دی اور پھر
بلاے جادو سے کہا کہ تم بھی ذرا سی مٹھائی کھاؤ یہ کہکر دو ڈلیاں شیرینی مذکور کی اس کو بھی
دیں فرزند مادر نے وہ مٹھائی اسی جگہ کھائی خوش ذائقہ جو معلوم ہوئی آفت جادو نے
کہا کہ اے بڑھیا اور مٹھائی کھلا کیا اچھی مزے کی مٹھائی ہے ضعیفہ نے کہا کہ لے لڑکے اب دو
ڈلیاں اس دونے میں اور ہیں میں نے واسطے اپنے اور اپنے فرزند کے رکھی ہیں خیر تمھیں
کھالو یہ کہکے وہ دو ڈلیاں بھی دیدیں ایک ڈلی آفت جادو نے کھائی اور دوسری
بلاے جادو نے نوش کی بعد ایک لمحے کے آفت جادو نے کہا کہ یہ مٹھائی کیسی تھی کھاتے ہی
سینے میں آگ لگا دی سر میں درد ہونے لگا بلاے جادو نے بھی یہی کہا ضعیفہ نے ہنسکر کہا کہ یہ
مٹھائی نہایت نفیس و عمدہ تھی اس نے گرمی کی ہے ذرا تم دونوں ٹہلو ہواے سرد کھا کر
سوزش سینہ دفع ہو جائے گی بلاے جادو و آفت جادو دونوں نے ارادہ ٹہلنے کا کیا
جیسے ہی قدم اٹھایا سر کو گردش سی ہوئی آنکھوں میں اندھیرا آیا تیورا کر دونوں زمین پر گرے
بیہوش ہو گئے ضعیفہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردباد اور آفت جادو و بلاے جادو تم
دونوں نے غضب ہی کیا تھا مجھکو گرفتار کرنا چاہا تھا اگر میں نجات گلیم نہ اوڑھ لیتا تو یقینا اسیر تم
ہو جاتا تم دونوں مجھکو گرفتار کرکے پاس ملکہ زنبیق سحرساز مرزا نگوار جادو کے جاتے
خلعت و انعام پاتے وہ ظالمہ مجھکو قتل کر ڈالتی تھے تو میرے گرفتار کرنے کی فکر کی تھی میں نے
تمھارے قتل و اسیر کرنے کی کیسی تدبیر کی خوب تھے مفت کی مٹھائی کھائی بڑی مزے کی
معلوم ہوئی دوبارہ مانگ کر دو ڈلیاں برفی کی زہر مار کیں میرا نقصان کیا اب نقصان شیرینی
کی عوض میں تمھاری جان کا نقصان کیا جائے گا یا سزاے اسیری دی جائے گی یہ نعرہ کرکے
خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ قتل کرنے کا کیا دفعتاً خیال کیا کہ اگر ان ساحروں کو قتل کر ڈالا تو خبر
ان کے مرنے کی ملکہ زنبیق سحرساز مرزا نگوار جادو کو پہنچے گی لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ
ان کو داخل زنبیل کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے ان دونوں کو اٹھا کر داخل زنبیل کیا بعد وہاں سے
بصورت مبدل آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب کم آبادی ایک
درویش قوی الجثہ خاکستری لباس کو پوست آہو پر ورلے میں بیٹھے ہوئے دیکھا گرد اُسکے
چند اشخاص بھی با ادب بیٹھے تھے ہر ایک اپنی اپنی حاجت اس سے بیان کر رہا تھا درویش مذکور
صرف تہمد باندھے ہوئے پوست آہو پر تو وہ خاک ملا ہوا ہر ایک کی تقریر سن رہا تھا
خواجہ موصوف نے بصورت مبدل نزدیک اس درویش کے جاکر با ادب سلام کیا اس نے
جواب سلام دے کر کہا کہ بابا بیٹھ جا آرام پذیر ہو راہ دور و دراز سے آیا ہے خستہ و ماندہ ہوگیا
ہو راحت سے تھوڑی دیر بیٹھ خواجہ روبرو اُس کے بیٹھ گئے بعد بیٹھنے کے دیکھا کہ درویش
مذکور مال و بنائے اکثر اشیائے رکھتا ہے کرسی زنجیر نقرئی وغیرہ پڑے ہیں چوپاؤں کی قسم سے

گائے بکری گھوڑے بھی بندھے ہیں چند مرید اُس کے اُس سے علحدہ بیٹھے ہیں کاروبار میں
مصروف ہیں خواجہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر مالدار ہے مال و اسباب اس کا لے لینا
چاہیے یہ خیال کر کے شیشہ و ساغر قریب اُس کے رکھ دیا ہوا دیکھ کر عقل سے دریافت کیا کہ یہ
درویش شاید مجھ کو اس ہی اِس کو شراب پلانا چاہیے یہ تجویز کر کے ایک شیشہ پر از شراب گلرنگ
مع ساغر کمال پیش کش کیا درویش نے پوچھا کہ یہ کیا ہے خواجہ نے کہا کہ یہ شراب تند و تیز ہے
بطریق نذر و تحفہ آپ کے واسطے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ مے گلرنگ آپ بھی نوش کیجیے اور
ان سب کو بھی پلائیے ہدیہ میرا قبول فرمائیے وہ مرد درویش تقریر خواجہ ممدوح کی سنکے مسکرا کر
گویا ہوا کہ کیوں اے خواجہ طیفور کیا تم نے مجھ کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کر کے مال و اسباب
ہمارا لوٹنا چاہتے ہو بصورت مبدل یہاں تم آئے ہو نہیں جانتے ہو کہ یہ فقیر روشن ضمیر ہے خواجہ
نے نادم و منفعل ہو کے سر جھکایا بعد ازاں کہا کہ میں آپ کو آزماتا تھا آپ کی کرامت و کمال کی
آزمائش کرتا تھا بھلا میں آپ کے مال و اسباب کو کیا لیتا اِس آزمائش سے دریافت ہو گیا کہ
بیشک آپ صاحب کمال ہیں درویش صورت منصور روشن ضمیر عابد صحرا النشین نے مجھے خبر
دی تھی کہ یہاں سے آگے ایک درویش صاحب کمال و کرامت سے ملاقات ہوگی حاجت تیری
اُسی درویش سے بحکم خدا بر آئے گی پس میں نے یہاں آ کر آپ کے کمال کی آزمائش کرنی چاہی
تھی درحقیقت آپ کے صاحب کمال و کرامت ہونے میں شک نہیں ہے مجھے امید قوی ہے کہ میرا
مدعائے دلی آپ کی توجہ سے بر آئیگا جب آپ ایسے روشن ضمیر ہیں کہ مجھ سے آگاہ ہو گئے تو میرے
مطلب دلی سے بھی آپ ماہر ہو گئے ہونگے درویش نے ایک لمحہ سر جھکا کر جواب دیا کہ ہاں
تیرے مدعائے دلی سے بعنایت و فضل خدا یہ بینوا آگاہ ہو گیا ہے مطلب دلی تیرا سمجھ گیا ہوں
تو نے بڑے سخت کام پر کمر باندھی ہے نہایت مشکل و دشوار کار کا ارادہ کیا ہے اب صاف صاف
بات کہتا ہوں کہ تو نے ملکہ زنبق ساحرۂ مردار خوار جادو جیدہ شاہ طلسم زلزلہ کے قتل
کرنے کا قصد کیا ہے جس کا قتل کرنا نہایت مشکل و دشوار ہے وہ ساحرہ نہایت زبردست و
طلسم بے درماں ہے اپنے زمانے کی رشک سامری و جمشید ہے حفاظت اُس نے اپنی خوبی
کر لی ہے بلکہ تدبیر تیری گرفتاری کی بھی کی ہے پس اُس کا قتل کرنا دشوار تر ہے تجکو اپنی بھی جان اُس سے
بچانا چاہیے فکر اُس کے قتل کی عبث ہے خواجہ نے کہا کہ میں نے قسم خالق کون و مکان کھائی ہے
اُس ساحرہ تک میں اپنے تئیں ضرور پہونچاؤں گا فکر اُس کے قتل کرنے کی ضرور کروں گا یا
اُس کو قتل کروں گا یا خود اسیر و قتل ہو جاؤں گا آپ کے پاس باامید اعانت آیا تھا منصور
روشن ضمیر عابد صحرا النشین نے مجھے بھیجا تھا جانتے افسوس ہے تعجب ہے کہ آپ نے کچھ میری
اعانت نہ کی خصوصیت اہل اسلام کا رخنہ میں نہ کی ایک کافرہ کے قتل کی تدبیر نہ بتائی نہ کچھ فکر قتل
ساحرہ مذکورہ کی صاحب کمال و کرامت ہوتے خاص اس بارے میں کچھ کمال و کرامت
اپنی دکھائی گویا جواب صاف مجھے دیدیا مجکو آپ کی ذات فیض آیات سے یہ امید نہ تھی نام نامی
آپ کا شہرۂ آفاق ہے اور میری اعانت آپ کو کسی وجہ سے تامل ہے اگر آپ چاہیں تو کوئی فکر
مقتول اُس کے قتل ہونے کی کر سکتے ہیں یا مجکو بتا سکتے ہیں یہ کہکر خواجہ موصوف دل تنگ و
ملول ہو کر طالب رخصت ہوئے درویش مذکور نے رنجیدگی خواجہ پر نظر کر کے رخصت نہ کر کے

کہا کہ اے خواجہ دربارۂ قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو ہم تمہاری اعانت کیا کر سکتے
ہیں ہاں تمہاری نا راضی کے خیال سے ایک صورت ذہن میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے بزور عمل خوانی
بڑی محنت و مشقت سے چلہ کشی کر کے ایک خبیث شیطان سخت مردم آزار و مردم خوار کو اسیر
کیا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانے پر راضی ہو تو اُس کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ ایک ہی لقمہ ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا کرے گا مدعا ے دلی تمہارا حاصل ہو جائے گا مگر شیطان
مذکور کہ نام اُس کا جانیس ہے اور نسل عزازیل ابلیس سے ہے تمہاری اطاعت کاہے کو کرے گا
مطیع و فرمانبردار تمہارا کیوں ہو گا تمہارے ساتھ برائے خوردن ملکہ مذکورہ کیوں جائے گا
ہم ہی ایسے عامل زبردست تھے کہ ہم نے اُس کو اسیر کیا ہے باوجود اسیر کرنے کے ہمارا ابھی مطیع و
فرمانبردار نہیں ہے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ شیطان و خبیث تو کیا ہے میں اس کے باپ کو بھی فرمانبردار
کر لوں گا ایسی تدبیر و حکمت کروں گا کہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا ذرا اُسکو بلائیے مجھے تو
دکھلائیے وہ کہاں اسیر ہے درویش موصوف الصدر نے خواجہ کی باتوں پر بے اختیار ہنس کے
کہا کہ اے خواجہ ہمارے مریدوں کے ساتھ جاؤ پر تمکو مقام اسیری خبیث مذکور دکھا دیں گے
پھر انہیں اپنے مریدوں سے کہا کہ چند گوسفند اُس خبیث کی خوراک کے واسطے اپنے ہمراہ لیتے جاؤ
اور خواجہ کو بھی ساتھ لے جاؤ اُس خبیث سے ہماری جانب سے کہنا کہ چل تجکو منیر ریاضت کش
نے بلایا ہے اور یہ چند گوسفند تیری خوراک کے واسطے ارسال کیے ہیں جب وہ حصار سے باہر
آئے تو پھر اسما جو ہم تمکو تعلیم کرتے ہیں فی الفور پڑھ کر گرد اس کے حصار کر دینا تاکہ وہ اس
حصار سے نکل کر بھاگ کر جانے نہ پائے یہاں سے ہم اپنا حصار دفع کیے دیتے ہیں اور نگہداشت
بھی اُس کی کرتے رہیں یہ کہکے ایک مرید کو اپنے قریب بلا کے کچھ اسما و آیات سرگوشی میں
اُس کو تعلیم کیے وہ مرید منیر ریاضت کش درویش مع دیگر مریدوں اور خواجہ کے چند
گوسفند اپنے ہمراہ لے کر وہاں سے چلا بعد تھوڑی دور کے دیکھا کہ ایک احاطہ خام ہے گرد اُسکے
غبار ہے وہی غبار اُس خبیث و ناری کے لیے حصار ہے اندر اُس احاطۂ خام کے وہ خبیث شیطان
مردم آزار و مردم خوار بند ہے مریدوں نے خواجہ کو جانب احاطہ مذکور اشارہ کر کے کہا کہ دیکھو
اسی احاطے میں وہ خبیث بند ہے اور یہ غبار حصار ہے خواجہ نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب
اُس شیطان کو احاطے سے باہر نکالو بطور ضیافت یہ چند گوسفند اُس کے پیش کرو خواجہ ابھی
یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غبار جو گرد احاطہ محیط تھا دفع ہونے لگا اُسوقت ایک مرید نے بڑھ کر آواز
پکار کر کہا کہ اے جانیس خبیث چل تجکو ہمارے مرشد نے طلب کیا ہے جلد احاطے سے نکل کر
یہ گوسفند نوش کو جبر و اس کہنے کے اُس احاطے میں ایک برق سی چمکی اور آواز گڑگڑاہٹ کی سی
ایسی آئی کہ سب مرید ڈر گئے بعد گڑگڑاہٹ کے وہ خبیث احاطے سے باہر آ کر ان گوسفندوں
کے کھانے میں متوجہ ہوا اور اُس مرید تعلیم یافتے حصار و آیات حصار نے انہیں آیات و
اسما کو جلد پڑھ کر گرد اس کے حصار کیا پھر تو سب مرید اور خواجہ اُس خبیث اسیر کردہ کو
روبرو منیر ریاضت کش درویش کے لائے فقیر موصوف نے خبیث مذکور سے
مخاطب ہو کر کہا کہ اے جانیس ہم نے اسوقت تجکو محض اس واسطے بلایا ہے کہ خواجہ طیفور کر دیا
ہمارے برادر دینی تمہارے پاس مدد و دور دراز سے آئے ہیں اگر ان اطاعت و فرمانبرداری

اختیار کرے اُن کے حکم کو بجا لائے تو تیرے حق میں اچھا ہوگا خبیث مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا
کہ اے منیر ریاضت کش اگرچہ تنے اپنے عمل کے زور سے مجھے اسیر کیا ہے لیکن میں تمہاری
اطاعت نہیں کرنے کا نہ تمہارے کسی دوست کا تابع حکم ہونگا درویش نے سوئے خواجہ موصوف
دیکھ کر کہا کہ یہ خبیث سرکش باوجود اسیر ہونے کے سرکشی سے باز نہیں آتا ہے اطاعت اختیار نہیں
کرتا ہے خواجہ نے سرمۂ سلیمانی اپنی آنکھوں میں لگا کر کہا کہ اگر میں اس حصار میں داخل ہوکر نزدیک تر
اس خبیث کے جاؤں تو اسکی سرکشی کی اس کو ایسی سزا دوں کہ یہ اطاعت اختیار کرے اور
فرمانبرداری قبول کرے چاہتا ہوں کہ اندر حصار کے جاؤں درویش نے کچھ پڑھ کر اشارہ جانب
حصار کیا پھر خواجہ سے کہا کہ جلد در حصار سے داخل حصار ہو خواجہ در حصار سے داخل حصار
ہوئے پھر درویش نے کچھ پڑھ کر در حصار بند کر دیا تاکہ خبیث مذکور راہ پاکر گریزاں ہو خواجہ
نے داخل حصار ہوکے جلد تر گلیم نکال کر اوڑھ لی صرف آنکھیں کھلی رکھیں تاکہ اُس خبیث کو
دیکھتے رہیں بعد اوڑھنے گلیم کے خواجہ نے دیکھا کہ خبیث مسطور نہایت مہیب صورت و بلند قامت
ہے قوی بازو و قوی ہیکل ہے یہ دیکھکر کوڑا نکال کر پس پشت اُس کے جاکر زور سے کوڑا اس کی
پشت پر مارا خبیث مذکور نے پیچھے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا حیران ہوا پھر خواجہ نے اُس کے
پس پشت جاکر کوڑا مارا خبیث متاذی ہوکر چلایا اور کہنے لگا یہ کون ہے کہ مجھے مارتا ہے اور
دکھائی نہیں دیتا ہے درویش موصوف اور سب مرید وغیرہ جو وہاں موجود تھے خواجہ کے
کوڑے اور گھونسے طمانچے وغیرہ مارنے پر اور اُس کے چلانے پر بے اختیار اس قدر
ہنسے کہ بعض اشخاص کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے مرید ہنستے ہنستے زمین پر لوٹنے لگے
منیر ریاضت کش بھی بے اختیار ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ خبیث پر بھی غالب آئے ابھی
درویش موصوف ہنس رہا تھا مرید وغیرہ بکثرت خندہ سے زمین پر لوٹ رہے تھے کہ
اُس خبیث نے بیتاب و بیقرار و متاذی بدرجۂ کمال ہوکے کہا کہ اے منیر ریاضت کش
منع کرو کہ یہ کون بار بار مجھ کو مارتا ہے اور دکھائی نہیں دیتا ہے جب مجھ کو کوڑے وغیرہ مارتا ہے
پس پشت ہی سے آکر لگاتا ہے کبھی طمانچے مارتا ہے کبھی نعلین لگاتا ہے وہ نہیں آتا ہے دکھائی
نہیں دیتا ہے آخر مجھ کو کیوں ایذا دیتا ہے میں نے کیا خطا کی ہے منیر ریاضت کش نے ہنسی کو
ضبط کرکے کہا کہ اے جانیس آگاہ ہو کہ جب تک تو اطاعت و فرمانبرداری خواجہ طیفور زادہ
کی بصدق دل اقرار نہ کرے گا اُس وقت تک ایسی طرح سے سزا سرکشی کی بھگتے گا خبیث
نے لاچار و مجبور ہوکے پشت پر تاب کوڑے اور گھونسے اور نعلین سر پر اپنے کھانے کی
نہ لاکر اقرار کیا کہ جو آپ حکم کرینگے بجا لاؤں گا اطاعت آپ کے دوست و برادر دینی خواجہ
طیفور زادہ کی کروں گا درویش نے کہا کہ قسم کھا اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھائی درویش نے خواجہ سے کہا کہ اب اس کی ایذا رسانی سے باز ہو خواجہ نے ہاتھ
روکا گلیم اپنے منہ پر سے ہٹائی خبیث نے دیکھا کہ ایک چہرہ نظر آتا ہے اور دست و پا و
سر نظر نہیں آتا ہے حیران ہوکے پوچھا کہ اے چہرہ آدم زاد تو کون ہے کہ تن تیرا دکھائی نہیں
دیتا ہے کیا تو بھی کوئی خبیث یا آسیب ہے کیوں مجھ کو ایذا رسان ہے میں نے تیری کیا خطا کی ہے خواجہ
نے جواب دیا کہ او خبیث سرکش جب تک تو میری اطاعت نہ کرے گا قسم کھا کر میری فرمانبرداری

اختیار نکرے گا اسی طرح تجکو ماروں گا اُس نے عاجز و لاچار ہوکر قسم کھا کر اقرار اطاعت و
فرمانبرداری کا کیا خواجہ نے کہا کہ مجکو تجسے بالفعل ایک کام ہے اگر تو وہ کرے گا نفع پذیر ہے
کھلنے میں آئے گا اُس نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے خواجہ نے کہا کہ ایک عورت ہماری دشمن جان
ہے اُس کو مار ڈالے خبیث نے اقرار کیا اور کہا کہ مجکو رہا کرا دو میں تمکو اپنا ایک موے سر دیتا ہوں
اپنے بازو پر رکھو جس وقت اُس موے سر کو گرمی پہونچاؤ گے فی الفور حاضر ہونگا جو حکم
کروگے وہی کرونگا اب مجسے اطمینان رکھو قسم کھا چکا ہوں خلاف قسم نکرونگا تمنے مجھے
ایذا دے لی ہے میں ایذا رسان نہونگا خواجہ نے اُس کے قول کا اعتبار کرکے منیر ریاضت کش
سے کہا کہ اب حصار دفع کر دیجیے اُس نے حصار کو دفع کیا خبیث مذکور نے خواجہ کو موے سر
اپنا دیا خواجہ نے قمیص اُتار کر وہ موے سر اپنے بازو پر باندھا خبیث نے خواجہ کے سراپا پر نظر
کرکے اپنے دل میں کہا کہ اس نے پہلے ہی آدمی نے کس قدر ایذا پہونچائی اگر پہلے سے اسکی
کم قوتی ظاہر ہو جاتی تو کبھی قسم کھا کر اس کی اطاعت نکی جاتی مگر اب تو قسم کھالی ہے مجبوری لاچاری
ہے اس کی اطاعت کرنی ضرور ہے یہ خیال کرکے منیر ریاضت کش اور خواجہ سے یہ کہکر نظر سے
غائب ہو گیا کہ میں جاتا ہوں جب مجکو یاد کروگے میرے موے سر کو گرمی پہونچاؤگے
فوراً حاضر ہونگا جو کہوگے عمل میں لاؤنگا خواجہ موصوف نے بعد غائب ہونے خبیث مذکور
کے منیر ریاضت کش عامل زبردست و درویش کامل سے رخصت چاہی اُس نے اور
سب نے پہلے خواجہ کی حکمت و تدبیر کی بہت تعریف کی بعدہ درویش نے خواجہ کو رخصت کیا
اور کہا کہ گنبد سامری ابھی یہاں سے دور ہے اگر اس جانب سے قطع راہ کروگے تو جلد
پہونچ جاؤگے خواجہ موافق بتلانے درویش مذکور کے اُسی راستے سے گنبد سامری
روانہ ہوئے اثناے راہ میں رنگ و روغن سے صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی بنائی
کالے کو زیلے موم کے بنا کر اپنے گلے میں ڈالے جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی اپنے دوش پر
رکھی پوشاک مانند لباس ساحروں کے پہنے ہاتھ میں ترسول لیا بایں صورت و ہیئت روانہ
ہوئے بعد قطع راہ دراز خواجہ کو اشتہاے طعام ہوئی مجبوراً ایک زیر درخت قیام کیا زنبیل سے
جو کچھ غذا کھانا منظور تھی نکال کر اپنے روبرو رکھی پانی بھی ایک ظرف میں زنبیل سے نکال کر
اپنے آگے رکھا ابھی ارادہ کھانا کھانے کا کیا تھا کہ دیکھا پس پشت سے ایک ساحر خلعت زریں
پہنے ہوئے فرط خوشی سے ہنستا ہوا کلاہ زریں کو کج کرتا ہوا تخت سحر کو اپنے سوے زمین
اُتارتا ہوا آتا ہے خواجہ نے بغور اُس ساحر پر نظر کرکے اپنے دل میں کہا کہ اس ساحر نابکار کو ہلاک کر
خلعت و کلاہ زریں وغیرہ اس سے لے لینا چاہیے اس نابکار کو دام فریب میں لاکر بیہوش
کرنا چاہیے واسطے زاد راہ کے یہی تدبیر کرنا چاہیے سوا اس کے شاید اس ساحر کے بیہوش
کرنے سے اور بھی کوئی عیاری بند ہو یہ خیال کرکے پکار کر کہا کہ اے برادر آؤ آؤ خوب
آئے اچھے وقت پر آئے میں نے ارادہ تناول طعام کیا تھا اب ہم تم دونوں کھائیں اور
یہاں سے سوے گنبد سامری چلیں راہ میں ہمارا تمہارا ساتھ ہوگا باتیں کرتے ہوئے چلینگے
بعد مدت کے آج تمکو دیکھا ہے غالباً تم ہم کو بھول گئے ہوگے ہمنے تمہیں پہچان لیا کہیں تم کو
ضرور دیکھا ہے ساحر مذکور براے ضرورت بول و براز بلندی سے سوے زمین آتا تھا نظر پر

محبت آمیز اس ساحر نقلی کی جو تخت سحر کو بروے زمین لاکر بعد دفع ہول و ہراس کے قریب آکر
پوچھا کہ اے برادر نام تمہارا کیا ہے ہم نے در حقیقت تم کو نہیں پہچانا یہاں تمہارا آنا کس طرف
سے ہوا ہے کہاں رہتے ہو تم نے ہمیں کہاں دیکھا ہے ساحر نقلی نے جواب دیا کہ نام ہمارا دلیر جادو
ہے کوہ و صحرا میں جانب شمال رہتے ہیں یہاں گنبد سامری کی دید کے مشتاق ہو کر آئے ہیں ایسا
خیال ہے کہ کسی میلے میں ہم نے تم کو دیکھا ہے نام تمہارا یاد نہیں رہا لیکن صورت آشنا ہیں آؤ میوہ
آب و طعام موجود ہے کھاؤ اور یہ بتاؤ کہ اس وقت کہاں سے آتے ہو کس کام کو گئے تھے اب کہاں
جاؤ گے اس خلعت اور اس تختی کی مفصل کیفیت بیان کرو اپنا نام بھی بتاؤ ساحر تخت سحر نشین نے
جواب دیا کہ نام ہمارا ازلال جادو ہے ہم پسر سالار ملکہ زمیق سحر ساز مردار غدار جادو کے ہیں
نامہ فتحیابی جس میں احوال قتل و ہلاک ہونے طلسم کشائے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا و لشکر
طلسم کشا کا درج تھا ملکہ موصوفہ کے حکم سے شاہ طلسم زلزلہ کے پاس لے گئے تھے اس نے
خوش ہو کر ہم کو یہ خلعت زرین دیا ہے اور یہ کلاہ زرین عطا کی ہے شاہ طلسم سے رخصت ہو کر یہاں تک
آئے ہوں اب سیدھے گنبد سامری اپنی ملکہ مذکورہ کی خدمت میں جاؤں گا جو کچھ پیام شاہ طلسم ہے
اس کو پہنچاؤں گا اور یہ تختی جو تم جانتے ہو دیکھتے ہو تحفہ جات طلسمی سے ہے ایک سے
نایاب زمانہ ہے اوصاف اس کے بے حد ہیں از انجملہ یہ صفتیں ہیں کہ جب سیدھا اس تختی کو دہنے
ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھو جس سواری پر سوار ہو وہ اس تختی کی تاثیر سے خود بخود بلند ہو کر بروے
ہوا مثل بساط سلیمان پرواز کرے گی اور جس سمت کو چاہو گے جائے گی کچھ حاجت سحر پڑھنے
کی نہیں ہے اور اگر اسی تختی کو الٹا اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھو اور ہاتھ کو نیچا کرو تخت یا مرکب یا کوئی
سواری ہو زمین پر خود بخود اتر آئے گی اور اگر کسی حصار سحر کے اندر جانا منظور ہو تو اس تختی کو
مانند آئینے کے اس حصار سحر کو دکھاؤ فی الفور دروازہ پیدا ہو جائے گا اس دروازے سے
گذر جاؤ گے داخل حصار ہو جاؤ گے بھروسہ اس تختی کا ملکہ ہرگز نہیں کرتیں واسطے پہچاننے کے اور اپنی
نشانی کے دی ہے عجب شعبدہ نما ہے سنتے ہو ساحر نقلی نے کہا کہ واقعی یہ خوب شے ہے آؤ کھانا کھالو
تو پھر ہم بھی تم کو ایسی شے دکھائیں کہ تم بھی حیران ہو جاؤ اور بے اختیار کہو کہ اس تختی کی روبرو
اس شے کے کچھ حقیقت نہیں ہے یہ کہکر اس کو شریک طعام کیا کھانا بیہوشی آمیز اس کو کھلایا جب
وہ کھانا کھا چکا اور خود بھی طعام غیر بیہوشی آمیز کا کھا چکے ازلال جادو کو غنودگی معلوم
ہونے لگی دل گھبرانے لگا ایسی حالت میں ساحر نقلی نے گنڈریاں زنبیل کی نکال کر ازلال جادو
سے کہا کہ تختی کو الگ رکھو اور جھک کر اس بھوسے میں دیکھو عجب سیر کروگے
کبھی تم نے ایسی سیر روے زمین پر کبھی نہ دیکھی ہوگی ازلال جادو کو کچھ نشہ سا غنودگی بیہوشی کا
طعام کا ہو چکا تھا اور دل گھبرا رہا تھا سمجھنے لگا کہ اس وقت دل بھی ہمارا گھبرا رہا ہے گرمی بھی معلوم
ہوتی ہے اچھا سیر کریں تاکہ گھبراہٹ عالم سیر میں دفع ہو جائے یہ کہکر بھوسے میں یعنی زنبیل میں
جھک کر دیکھنے لگا اور خوش ہو کر کہنے لگا کہ واہ واہ یہ تو نایاب روزگار ہے اس میں چند
شہر آباد نظر آتے ہیں دریا زور شور سے رواں ہیں ایک پشتہ بن رہا ہے ہزارہا مزدور ٹوکریاں
مٹی سے بھری ہوئی پشتہ پر ڈال رہے ہیں صدہا جلدار ہیں اور درست کر رہے ہیں ایک
سیٹھ بیٹھا ہوا ہے ہر ایک مزدور کو ٹوکری ایک گز کی تختی سی ڈالی دے رہا ہے ہر ایک مزدور

کثرت گرسنگی سے مکا ہاری جملہ مزدور رعیت وزار ولاغر ہیں بجز لنگوٹی کسی کے تن پر لباس نہین ہے سوا
اس کے اور بہت سی اشیاے و مکانات وغیرہ نظر آرہے ہین مردان شہر جوق جوق گروہ گروہ
بازارون مین چل پھر رہے ہین دوکاندار ہر قسم کی اشیاے واجناس خریدارون کے ہاتھ فروخت
کر رہے ہین ساحر نقلی نے کہا کہ ذرا اور جھک کر دیکھو جو مجھ سے پوچھتے ہے کی اُس سے زیادہ اشیاے
عجائب و غرائب کی سیر کروگے ازلال جادو نے یہ سنکے بصد رغبت و خواہش تا سینہ و کمر جھک کر
سیر کرنی شروع کی ساحر نقلی نے سر جو پر اُس کے ہاتھ رکھکر زور سے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ نابکار داخل
زنبیل ہوگیا اُسوقت ساحر نقلی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردیار او نابکار اپنی خوبی تقدیر
سے تیرا ادھر آنا ہوا خوب میرے دام مکر مین گرفتار ہوا آب و طعام مال سلطنت جان کر خوب
تو نے کھایا مجھ بھی ہمارے نقصان مال کا خیال نہ کیا اس کا عوض تجھسے لیا جائے گا مرت العمر تک
تجھسے مزدوری کرائی جائے گی ایک کوڑی بھی مزدوری مین نہ دی جائے گی یہ کہکر کہا کہ داداجان
ازلال جادو آیا ہے فدا اس کے کپڑے اور خلعت و کلاہ زرین اترو اکر اسی طرح رہنے کا حکم سخت
اس نابکار سے لیجے گا اس نے میرے مال کا نقصان کیا ہے آب و طعام نالائق نے کیا لیا ہے یہ
کہکر کشتیبانان زنبیل کی لگاکر رنگ و روغن سے ازلال جادو کی صورت بنکر وہی تختی اپنے
گلے مین ڈال کر اسی کے تخت سحر پر بیٹھکر تختی کو اپنے دست راست کی ہتھیلی پر سیدھا رکھکر کہا کہ اے
تخت سحر سوے گنبد سامری ہمین لے چل بلکہ اندر حصار ملکہ زمبق سحر ساز مردار خوار جادو
کے ہمین جانا ہے فی الفور تخت بلند ہو کر مانند باد تند و تیز کے سوے گنبد سامری چلا خواجہ اسی کا
لباس پہنے ہوے تختی مذکور گلے مین ڈالے ہوے ازلال جادو کی صورت بنے ہوے شاہانہ
تخت سحر پر بیٹھے ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے یمین و یسار و روبرو دیکھتے ہوے جلد
سامنے گنبد سامری کے پہونچے دیکھا کہ صدہا ساحر اندر اور باہر گنبد مذکور کے پوجا پاٹ مین
سرگرم ہین بیچ گنبد مین ایک قصر بلند و مرتفع ہے بالاے قصر ابر طاری ہے گرد اُس قصر کے ایک
تاریکی ہے اور کچھ غبار محیط ہو رہا ہے خواجہ نے اُس قصر و ابر و تاریکی و غبار کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہی
قصر ملکہ زمبق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہے اسی قصر مین وہ ساحرہ بحفاظت بیٹھی ہے یہ بات
اپنے دل مین کرکے برابر اُس تاریکی و غبار حصار سحر کے پہونچکر اُس تختی کو مانند آئینے کے اُس حصار
کو دکھایا فی الفور اُس تاریکی و غبار مین ایک دروازہ پیدا ہوا خواجہ مع تخت سحر اندر اُس حصار سحر
کے داخل ہوے فی الفور ابر سحر کو جو بالاے قصر مذکور چھایا تھا چاک کی مانند گردش ہونی پھر تو برق ابر مین
چمکنے لگی صداے رعد ابر سے آنے لگی ملکہ زمبق سحر ساز مردار خوار جادو مع اپنی اکثر کنیزون
اور صدہا خدمتگارون وغیرہ و ملازمون کے اندر قصر کے بیٹھی ہوئی تھی ازلال جادو کا ابر سحر پھٹ
نظر کر کے سمجھ گئی کہ عیار طلسم کشا بصورت ازلال جادو میرے حصار سحر مین داخل ہو کر میرے
قصر مین آگیا غضب ہوا نہین معلوم ازلال جادو کو اس عیار مکار نے کہان پایا کہ اس پر عیاری
کر کے اس کی صورت بنکر تختی اُس سے لے کر یہان آیا ہے جلد اس کو ہلاک کرنا چاہیے مگر پہلے
ذرا مجھ کو بھی لینا چاہیے یہ سمجھکر اور اپنے دل مین باتین کر کے نقلی ازلال جادو سے مخاطب ہوئی اور
اپنی مسند زرین سے اٹھکر پوچھا کہ کہو اے ازلال جادو ہمنے تجھکو کس کام کے واسطے بھیجا تھا
تو نے یہان سے جاکر کیا کام کیا ازلال جادو نقلی نے بعد سلام کرنے کے تخت سحر سے اتر کر عرض کیا

کہ یہ گفتگو از حسب الحکم حضور نامہ لے کر شاہ طلسم کی خدمت میں گیا تھا اُسوقت پہونچا تھا کہ دربار
آراستہ تھا شہنشاہ ساحران بالائے تخت حکومت بیٹھے تھے امرا و وزرا و اہل دربار دربار میں
حاضر تھے پہلے شہنشاہ کو باادب سلام کیا پھر حسب الطلب نامہ ولی شہنشاہ نامۂ حضور کو پڑھوا کر
عبارت نامہ بگوش دل سنکے از حد شادمان ہوئے بہت تعریف آپکی زبان پر لائے اہل دربار
بھی سب خوش ہوئے پھر مجکو بیٹھنے کا اشارہ کیا میں سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھا شاہ نے
کشتی خلعت طلب کی ملازمون نے حاضر کی پھر وہ خلعت زرین ملازمون نے حکم شاہ طلسم سے
مجکو دی میں نے سلام کرکے بعد خوشی خلعت پہنا بعدہٗ سلام کیا وقت رخصت کرنیکے شاہ طلسم
نے یہ نامہ لکھوا کر مجکو دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارا نامہ ہماری جدہ ماجدہ کو دیدینا اور ہماری جانب سے
بعد تسلیم شکرگذاری حسب یعنی کارنمایان کرنے کی بست کرنا یہ عرض کرکے وہ نامہ پیش کیا ملکہ مذکورہ
نے لفافے پر نظر کرکے مہر شاہ طلسم زلزلہ اُس پر دیکھکر حیران ہوکر لفافے کو چاک کیا اور نامہ
لفافے سے نکال کر اول سے آخر تک پڑھا بعد پڑھنے کے اپنے دل میں خیال کیا کہ جو کچھ
میں نے سوال کیا تھا اس نے جواب معقول دیا ہے نامہ شاہ طلسم بھی مزین بمہر شاہی لاکر دیا ہے
بظاہر یہ ازلال جادو معلوم ہوتا ہے مگر ابر سحر کی گردش سے کمات ثابت ہوتا ہے کہ یہ ازلال
جادو نہیں ہے کوئی غیر شخص ہے لہذا کوئی بھی ہو اس کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ میں نے ابر سحر اپنے
سر پر قائم کرکے یہی شناخت رکھی تھی کہ جب کوئی شخص میرے روبرو آئیگا ابر سحر کو گردش
ہوگی مجھے معلوم ہوجائیگا کہ غیر شخص کا ضرور گذر ہوا یہ خیالات کرکے کار دا تھا کہ سحر
پڑھنے میں مصروف ہوئی خواجہ سمجھے کہ اس نے مجکو پہچان لیا ہے کار دانشائی ہے تحریر یہی
ہے اب اسی کار دھوکے سے مجکو ہلاک کریگی بہتر و مناسب یہ ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کر چکو نور
کیسے فی الفور بعد وصورت اپنی ملکہ کے ایک خدمتگار کی بن کر خدمتگارون میں شامل ہوگئے
لیکن ہوتے ہی ملکہ مذکورہ سحر پڑھ چکی کار دبر دم کر چکی دیکھا تو ازلال جادو کو نہ پایا سخت
حیران ہوئی تا دیر دریائے حیرت میں غوطہ زن رہی بعدہٗ دل میں کہنے لگی کہ شاید میرے
خدمتگارون میں عیار طلسم کشا آنکھ بچا کر شامل ہوگیا ہے اب لازم ہے سب خدمتگارون میں سے
اُس کو تلاش کرکے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جملہ خدمتگارون کو اپنے روبرو طلب کرکے
حکم دیا کہ صف آرا ہو خدمتگار تین صفین آراستہ کرکے ایستادہ ہوئے خواجہ بھی صف اول
میں کھڑے ہوئے ملکہ نے ہر ایک صف پر نظر کی صورت غیر شخص نظر نہ آئی حیران ہوکر ارادہ
کیا کہ پہلے صف اول کے جملہ خدمتگارون کو قتل کرنا چاہیے یہ ارادہ کرکے وہی کار دو سحر
اُٹھانے لگی اتنی دیر میں خواجہ صف اول سے نکل کر صف دیگر خدمتگاران میں شامل ہوگئے
ملکہ نے اُس کار دھوکے سے اشارہ کیا صف اول کے تمام خدمتگار دو نیم ہوکر بالائے زمین گرے
ملکہ نے صف اول کے خدمتگارون کو قتل کرکے ابر سحر پر نظر کی دیکھا کہ اسی طرح ابر سحر کو
گردش ہے ابر مذکور کو گردش میں دیکھکر سمجھی کہ ابھی وہ عیار [illegible] قتل نہیں ہوا ہے یہ سمجھکر صف دوم
کی طرف نظر کی خواجہ صف دوم سے نکلکر صف سوم میں جا کر ملکہ نے یہ نہ دیکھا اور
دوسری صف کو بھی مثل صف اول کے قتل کیا بعد قتل کرنے کے پھر سے ابر سحر کو
دیکھا کہ بدستور ابر سحر گھوم رہا ہے سمجھی کہ ابھی تک وہ عیار زندہ ہے قتل نہیں ہوا ہے یہ سمجھکے

تیسری صف خدمتگاران پر نظر کرکے ارادہ کیا کہ اس صف کو بھی مانند صف اول و دوم
کے کارد سحر سے دو نیم کیجیے کہ یکایک خواجہ جالالی سے صف خدمتگاران سے نکل کر سوئے
مجمع کنیزان وغیرہ چلے ملکہ زمیق سحر ساز مردار خوار جادو نے ایکی مرتبہ دیکھ لیا فی الفور
بے اختیار زبان سے اس کی لفظ لیو نکلا یعنی لے زمین اس شخص کے پاؤں پکڑ لے تا کہ یہ چلنے
نپائے بڑی تیاری و دلیری اس نے کی ہے کہ یہاں تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر کہاں
جا سکتا ہے میں نے پہلے ہی تدبیر اپنی حفاظت و اسکی گرفتاری کی کر لی تھی یہ کہکر سوئے خواجہ بڑھی
اسوقت خواجہ بہت گھبرائے سمجھے کہ اب جان بچنا محال ہے ضرور یہ ساحرہ مجکو قتل کرے گی
افسوس ہزار افسوس میری اجل مجکو کشان کشان کہاں لائی کیا کروں کیونکر جان اپنی بچاؤں
زنبیل تک ہاتھ بھی نہیں پہونچ سکتا جو گلیم نکال کر اوڑھ لوں یہاں کون دوست ہے کس کو اپنی
مدد کے واسطے پکاروں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہاں سے منزلوں دور ہیں
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی دور تر ہیں کوئی بھی معین و مددگار اپنا موجود
نہیں ہے بجز خداوند عالم کے اسوقت کوئی میری مدد نہیں کر سکتا وہی اپنی قدرت کاملہ سے مجکو
بچائے گا تو بچوں گا ورنہ جانبر نہیں ہو سکتا یہ خیالات کر کے آبدیدہ ہوکے سوئے فلک ہاتھ
اٹھا کر درگاہ خدا میں واسطے اپنی جانبری کے دعا کرنے لگے یکایک دعا مستجاب ہوئی گویا کہ
کسی نے کان میں کہا کہ اے خواجہ کیوں گھبراتے ہو خوف ہلاکت جان سے ڈرتے ہو جا جزدانہ
عبث ہو موئے سر خبیث تمہارے بازو پر بندھا ہے اسے گرمی پہونچاؤ اگر آگ اسوقت ممکن نہیں
ہے گرمی دہن ہی پہونچاؤ وہ خبیث حسب وعدہ اقرار ضرور حاضر ہوگا جو حکم کرو گے وہ عمل میں لائیگا
خواجہ اس القا من جانب اللہ سے خوش ہوئے سمجھے کہ ضرور یہ تائید خدا ہے کہ ایسے وقت میں
کسی نے میرے کان میں یہ تدبیر جانبری بیان کی اور میرے دل میں یہ حکمت جان دشمن سے
بچانے کی آئی فوراً اپنے بازو کو متصل دہن لاکر گرمی دہن موئے سر خبیث مذکور کو پہونچائی
اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دفعۃً ایک برق سی چمکی وہ خبیث دروازہ حصار مذکور
کی طرف سے بسرعت تمام مانند برق کے چمکتا ہوا روبرو خواجہ کے آیا پوچھا کہ اے خواجہ بتاؤ
تم نے مجکو کیوں یاد کیا ہے کیا کام ہے جو کہو ابھی بجا لاؤں میں تم سے ڈرتا ہوں اور وعدہ بھی
کر چکا ہوں خواجہ نے سوئے ملکہ زمیق سحر ساز مردار خوار جادو اشارہ کر کے کہا کہ یہ ساحرہ
جانی دشمن جان ہے ہمارے قتل کے واسطے آئی ہے نزدیک آ چکی ہے جلد اس کو کھا لے خبردار
دیر نہ کر جبتک اس کو نہ آنے دے خبیث مذکور نے جانب ملکہ مذکورہ دیکھکر کہا کہ کے گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی او ظالمہ ساحرہ تو خواجہ طیفور گردپائی دشمن جان ہے
برائے قتل کارد بدست آئی ہے او مردار خوار کیا تو نے یہ قصد کیا ہے کہ قلب و جگر خواجہ کو
کھاوے ہرگز یہ تمنا تیری نہ بر آئے گی میں تجھی کو کھائے لیتا ہوں اسوقت بھوکا بھی ہوں
یہ کہکر مانند برق چمک کر چلا صورت اصلی اپنی دکھائی ملکہ مذکورہ صورت خبیث مذکور کو دیکھکر گو خود
بھی ایک خبیثہ تھی مگر ایسی ڈری کہ وہ کارد سحر بوجہ لرزنے دست و پا کے ہاتھ سے گر پڑی
چلائی کہ یہ کون بلائے جان ستان ہے یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی گھبراہٹ میں ٹھوکر لگی دو تین دفعہ گری
کہ غش کھا کر زمین پر گرے یکایک خبیث مذکور نے آکے اس کے گلے پر ہاتھ رکھا توڑ مروڑ کر اپنے

دہن میں رکھ لیا ساحرہ مذکورہ ایک لقمہ خبیث ہو گئی قبل کھانے کے روح اُس کی قفس تن سے
اُس کے نکل کر سوئے جہنم روانہ ہوئی اُس خواجہ کے زمین نے چھوڑ سے سحر اُس کا برطرف
ہو گیا ابر سحر و تاریکی سحر و غبار سحر دفع ہو گیا آندھی سیاہ زور و شور سے آئی تاریکی محیط ہوئی
علامت مرگ ساحرہ مذکورہ ظاہر ہوئی ابر سیاہ فلک پر ہویدا ہوا برق چمکنے اور گرجنے لگی
صدائے رعد ابر مذکور سے آنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی عالم تیرہ و تاریک ہو گیا
ہوائے تند سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر مانند خس و خاشاک دور جا جا کر گرنے
لگے ایسے آثار قیامت نمایاں کنیزیں ملکہ مذکورہ کی اور باقی ماندہ خدمتگار و ساحران لشکر ملکہ
مذکورہ حیران و پریشان خاطر ہو کر بے اختیار بھاگے اور جس قدر ساحر گنبد سامری کے اندر اور
باہر تھے وہ سب بھی از حد حیران ہو کر پوجا پاٹ اور سحر خوانی سے دست بردار ہو کر اکثر تو
بھاگے بھاگتے گھبرا کے یہ کہنے لگے کہ یہ آفت تازہ اور بلائے نو کیسی آئی ہے یہ تاریکی اور سیاہ
آندھی زور شور سے صاف اس کی دلیل ہے کہ کوئی ساحر زبردست مار ڈالا گیا ہے یہ علامت مرگ کسی ساحر
کی ہے کیا غضب ہوا اے یارو کون ساحر مار ڈالا گیا کس نے مارا ذرا خبر تو لو قاتل کو ساحر مقتول
کے گرفتار کرو خبردار بھاگ کر جانے نہ پائے ہیں تو تاریکی میں کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے کہاں جائیں
کس سے دریافت کریں یہ کیا واقعہ ہوا ایسے مقام پر تعجب ہے کہ کسی نے کسی ساحر کو مار ڈالا
ہے کچھ حال مفصل دریافت نہیں ہوتا ہے تا دیر یہی شور و شر رہا آخر کار ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے سحر کے پیروں نے اُسی کے نام سے باواز بلند و دردناک کہا کافر نے
قتل کیا اور مارا ہم کو کہ نام جس کا ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو تھا جب آواز سحر پیروں کی
سب نے سنی معلوم ہوا کہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو کسی نے قتل کیا بعد آواز
دینے سحر کے پیروں کے وہ تاریکی اور وہ آندھی سیاہ اور برف باری و سنگ باری دفع ہوئی
مطلع صاف ہوا خواجہ نے گلیم ابوالمعلی خبیث مذکور بعد کھا جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار
جادو کے چلا گیا نظر سے غائب ہو گیا جو جو ایسے مکان و قصر وغیرہ ملکہ مذکورہ کے سحر کے
نمایاں و ہویدا تھے اُس کے مرتے ہی معدوم ہو گئے سحر اُس کا برطرف ہو گیا اکثر ساحران نابکار
دیو سحر کے نالاں و گریاں سوئے شاہ طلسم زلزلہ برائے خبر رسانی قتل ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے روانہ ہوئے خواجہ نے جو کچھ اثاث البیت ملکہ مذکورہ کا تھا بعد اس کے
مرنے کے لوٹ کر نذر زنبیل کیا ساحران ساکنان گنبد سامری وغیرہ کو خصوصاً ساحران لشکر
ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا غضب ہو گیا کس نے
اُس ملکہ کو مار ڈالا ہم کو اطلاع بھی نہ ہوئی ہر ایک نابکار ساحر ناہنجار کو صدمہ عظیم ہوا گنبد سامری میں
تہلکہ پڑ گیا ساحر نابکار ہر طرف برائے خبر رسانی و نیز خائف و ترساں ہو کر بھاگے کہ مبادا
ہم بھی قتل ہو جائیں بعض ساحر جانب در بند اول طلسم زلزلہ بھاگ گئے انھوں نے
حنکل جادو کو خبر قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو سنائی وہ یہ خبر ملال اثر سنکے
مغموم و متردد و متحیر ہوا ساحران در بند اول بھی خبر ملکہ کو سنکے تھر تھرانے لگے اور باہم کہنے
لگے تعجب ہے کہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو جو ہم رتبہ سامری و جمشید تھی کس نے
اُن کو مار ڈالا کون اُن کا ایسا دشمن جان تھا انھوں نے تو یہاں آکر طلسم کشا وغیرہ کو اکثر

اپنے سحر سے قتل و ہلاک کر دیا تھا میدان جنگ دشمنون سے پاٹ دیا تھا سب دشمنون کو نیست و نابود کر دیا
تھا اسی طرح حنظل جادو بھی اپنے رفقا سے کہنے لگا جائے حیرت ہے کہ ملکہ ایسی ساحرہ کو کس نے
مار ڈالا کون دشمن ان کا ان تک پہونچ گیا بڑا غضب ہو گیا بظاہر تو ملکہ مذکورہ نے کسی کو اپنے
عدو اور شاہ طلسم کے عدوون سے زندہ نہ چھوڑا تھا سب کو میدان جنگ مین بزور سحر قتل و ہلاک
کر کے چلی گئی تھین اب کون دشمن تازہ پیدا ہو گیا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ واقعہ کیا ہوا کیونکر ہوا
تا وقتیکہ کتاب سامری یا تیلہ سحر سے دریافت نہ کیا جائے گا مفصل حال معلوم نہوگا اگر طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ اور اس کا عیار دونون زندہ ہین قتل نہین ہوے ہین تو یہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد ضرور
ہو جائے گا اب مثل ملکہ زنبق سحر ساز مردم خوار جادو کے کوئی ساحرہ زبردست نہین رہی
مجکو بہت خوشی حاصل ہوئی تھی کہ طلسم کشا وغیرہ قتل ہو گئے اب کوئی دشمن باقی نہین سب طرح
اطمینان ہو گیا تھا مگر اسوقت سے پھر تردد ہوا یہ کہکر کتاب سامری و تیلہ سحر سے جو دریافت حال کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا زندہ ہے عیار بھی اس کا زندہ ہے اسی نے اپنی فکر و تدبیر و حکمت و عیاری
سے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کیا ہے حنظل جادو کو جب یہ حال معلوم ہوا
کانپ گیا خوف سے تھرانے لگا رفقا سے اپنے کہنے لگا کہ عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ عجب عیار
مکار ہے اس کی شر سے جو محفوظ ہے وہ ساحر خوش نصیب ہے دیکھو کہان جا کر ملکہ عالم کو مارا ہے
کیا جسارت کی ہے خیال کرنے سے طائر ہوش و حواس اڑے جاتے ہین یہ کہکے اپنے رفقا و تمامی
ماتحت ساحرون کو حکم دیا کہ خبردار و ہوشیار رہو سامان جنگ و جدال کرو اسباب جنگ فراہم
و موجود کرو خوشی قتل طلسم کشا دور کرو وہ جو خیال قتل طلسم کشا کا تھا محض غلط تھا وہ ابتک
زندہ ہے امروز و فردا مین ادھر آئے گا اور فتح در بند حنظلیہ کرے گا صاحب لوح طلسمی ہے اس پر سحر تو
اثر نکرے گا الا یکہ یا ربی ملہ ور ہو کر اس کو گرفتار کر لینا یا دام مکر و فریب مین اسیر کرنا جو اسوقت
مناسب ہو عمل مین لانا مگر ابھی سے سامان جنگ کر لینا آمادۂ جنگ ہو جانا اچھا ہے سب نے عرض کیا
ہم سب حضور کے حکم کی تعمیل کرین گے یہان تو خبر قتل ملکہ مذکورہ سے پہونچی ہے سامان جنگ
ہو رہا ہے ساحران پلید اپنے اپنے سحر کی تیاری اور فکر مکاری کر رہے ہین کچھ ساحر حسب حکم
حنظل جادو سے بیرون در بند برائے اظہار خبر طلسم کشا گئے ہوے ہین لیکن اب حال دربار
شاہ طلسم ہود سرمست جادو کا لکھا جاتا ہے کہ شاہ مذکور بعد غرور جلسہ عیش و عشرت مین مع
اپنے اہل دربار کے بیٹھا ہوا تھا جشن عظیم تھا اکثر بلکہ صدہا ساحران نامی و نامور جلسہ جشن مین
بیٹھے تھے سارق بن لقب و سحر نگان یہ دونون بیدین بھی شریک بزم عشرت
مذکور تھے جشن قتل طلسم کشا و لشکر طلسم کشا کا ہو رہا تھا ہر ایک اہل بزم عشرت خرم و شادان تھا
خصوصا ہود سرمست جادو تو خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا ارباب نشاط جو دور دور سے طلب
کیے گئے تھے ان مین سے ایک مطربہ خوش گلو و خوب رو یہ غزل گانے لگی شاہ و وزیر و
اہل دربار وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے ہوے بعد خوشی سن رہے تھے ۔ غزل

مجھے صیاد میرے آشیان سے
وہ آئی ہے بلا کیون آسمان سے
ملایا خاک مین جس دن سے مجھکو

کرے شاید یہ بجلی آسمان سے
ملا ہے وہ تو میرے رازدان سے
زمین کو جو کدورت آسمان سے

سنا دو جلد مجکو اب جہان سے
بہت عاجز ہون مین اپنی زبان سے
جنون مین چاک ہو کیونکر گریبان

مجھے آتا ہی جو اس بدگمان سے
محبت کی نظر چھپتی نہیں ہے
سنوں گا لی مگر اس کی زبان سے
کیا اس واسطے ظالم نے بیدل
بیان تیر اُن کو دیکھے گا کہاں سے
مجھے صیاد ہی نے کر لیا قید
چلے گا زور کیا مجھ ناتوان سے

کیا جوش مرے رونے نے ایسا
ستون کی چار آنکھیں پاسبان سے
وہ صیاد آ گیا بجلی سے کہدو
بہت نالان تھا وہ میری فغان سے
اُداسی شام غم تجھ اس قدر ہے
غرض اب برق کو کیا آشیان سے
فلک کو پھونکتی میری تپ بجلی

گرے تو سر دھو برق آشیان سے
تمنا ہے مجھے ذلت کی ہر دم
کہ اب ہو جائیے ہشیار آشیان سے
میرے سینے میں دل ہے دل میں ہیں
کہ ترت ہات ہے میرے مکان سے
سما جاؤں گا میں ان کی نظر میں
مشابہ ہے جو میرے آشیان سے

قلیم ایسا ہوں یاد دوست میں محو
مکان کو بھی ہے نسبت لامکان سے

اہل بزم بجائے خود تعریف اس مطربہ خوش گلو کی بناز و ادا کرنے اور ناچنے کی کر رہے تھے جو
سخن فہم تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجہ کو سنکے مضامین پسند کرکے تمنا کر رہے تھے سخنگان
بھی اشعار غزل مطربہ سنکے اور سب کو خوش و خرم دیکھکر اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ سب دیولے
اور پاگل ہیں عبث اسقدر شادمان ہیں بیکار بخفلت ہنس رہے ہیں جسقدر رنج میں ناتاہی سو ہیں گے
خصوصًا شاہ طلسم نرا احمق و بے شعور ہے قتل طلسم کشا وغیرہ کا جشن کیا ہے کیسا نابکار ہنس رہا ہے
یقین ہو گیا ہے کہ طلسم کشا و چار طلسم کشا وغیرہ دست ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو
سے قتل ہو گئے حالانکہ غلط فہمی اس کی آشکار ہے کبھی طلسم کشا صاحب لوح طلسمی درحالت موجودگی
لوح طلسمی ہاتھ سے کسی ساحر کے قتل نہیں ہو سکتا ہے اور سحر کسی ساحر کا اس پر اثر نہیں کر سکتا ہے
خصوصًا خواجہ عمرو گردون ایسے عیار چالاک و ہوشیار کو کوئی ساحر وغیر ساحر قتل کرے یہ کیا ممکن ہے یہاں تک
ہو جانا اُن کا ممکن ہے قتل ہو جانا نامردگان کا تو کسی طرح دل عاقل قبول کر ہی نہیں سکتا ہے یکایک
سوے فلک سے صداے نالہ و فریاد آئی سب اہل بزم متردد و حیران ہو کر سوے فلک دیکھنے لگے
خصوصًا شاہ طلسم پریشان خاطر ہو کر جانب آسمان دیکھنے لگا سخنگان نے اپنے دل میں کہا کہ ضرور
کوئی واقعہ غم افزا ہوا ہے خبر اس واقعہ کی ساحر وغیرہ لایا چاہتے ہیں بلندی سے سوے
پستی نالہ کنان آیا چاہتے ہیں ہنوز سخنگان اپنے دل میں خیالات مندرجہ کر رہا تھا کہ ناگاہ کچھ ساحر
پریشان خاطر نالان گریان بلندی سے سوے پستی آکر روبرو شاہ طلسم دست بستہ کھڑے ہوے
اور بے اختیار نالہ و فریاد و فغان کرنے لگے بزم عیش و عشرت میں شور فریاد و فغان ہونے لگا
شاہ طلسم نے گھبرا کر از حد متردد ہو کر پوچھا کہ اے نالائقو بزم عیش و عشرت میں آکر کیون
رو پیٹ رہے ہو بزم عشرت کو خلل پہنچا رہے ہو بد تمیزی اپنی ظاہر کر رہے ہو کچھ سبب گریہ و نالہ
بیان تو کرو انہوں نے تمام حال بے جان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مفصل بیان کیا ہنوز
ساحران مذکور خبر قتل ساحرہ مذکورہ بیان کر رہے تھے کہ یکایک پھر سوے فلک صداے نالہ و
فریاد آئی اب جو دیکھا تو کچھ نظر تو نہ آیا مگر سحر کے پیرون نے آواز بلند و حزین خبر قتل و ہلاک
ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کی سنائی اور نالہ و فغان کرتے ہوے ایک جانب روانہ
ہو گئے شاہ طلسم خبر قتل ملکہ مذکورہ سنکے دنگ ہو گیا صدمے سے رنگ چہرہ متغیر ہو گیا
خوشی و خرمی مبدل برنج و غم ہوئی اشک آنکھوں میں بھر آئے دست افسوس ملا اور پیارے
لگا مطربہ روبرو دنگ رہی تھی ادھر کا رہی تھی یہ رنگ بزم دیکھکر ساکت ہوگئی بعض اہل بزم نے

اشارے سے کہا کہ او مطربہ جلد بزم سے دور ہو خوشی میں رنج کا ظہور ہو گیا ہے خبر قتل ملکہ عالم
آئی ہے مطربہ مع اپنے سازندوں کے بزم عیش سے چلی گئی صحبت عیش درہم برہم ہوئی جملہ
اہل بزم بھی سوائے ساریق بن بقا و سختگان کے مغموم و حزین ہوئے سب کو حیرت ہوئی
خوشی دلوں سے دور ہوئی رخوں سے آثار حزن و ملال آشکار ہوئے شاہ ساحران نے بعد
اشکبار ہونے کے آہ سرد دل پر درد سے کر کے کہا کہ ہمکو جدہ کی جانب سے بڑی قوت تھی
امید قوی تھی کہ اُن کی زندگی میں یہ طلسم دست صاحبقران سے فتح نہوگا مگر اب سخت تردد ہے کیونکہ
اُن کا سایہ ہمارے سر سے عجب طور سے اُٹھ گیا کہ لاشہ بھی ان کا کسی کو دستیاب نہوا خدا کے
دشمن جان ہو گئیں سختگان نے عرض کیا کہ کیوں اے شہنشاہ میں نے قبل اس کے کہا عرض
کیا تھا یاد تو ہوگا جو کچھ عرض کیا تھا اسی کا ظہور ہوا طلسم کشا اور اس کا عیار دونوں زندہ
ہیں شہنشاہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ قتل ہوگئے مگر میں نے یہی عرض کیا تھا کہ ان کو کوئی قتل
نہیں کر سکتا ہے ہرگز وہ قتل نہوئے ہوں گے احباب اُن کے اُن کو جلا دیتے ہونگے
ہر وقت ان کے زمین و آسمان سے وقت پر میں پیدا ہو کر اُن کی مدد کو موجود ہو جاتے ہیں یہی ہوا جو
کہا تھا اب صبر کیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا شہنشاہ ساحران نے کہا کہ اے ملک جی صدمہ ہلاکت
جدہ میں زندگانی تلخ ہے ابھی جا کر طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو ہلاک کرتا ہوں میں شہنشاہ ہوں
صاحب اختیار ہوں اگر لوح طلسمی قبضہ طلسم کشا میں نہیں ہے تو ہو دیکھا جائے گا یہ کہکر بزم عیش و
عشرت سے اُٹھکر ارادہ کیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو بزور سحر دریافت کر کے جائے قیام
سے اُن کے آگاہ ہو کے اُن کی ہلاکت و قتل میں کوشاں ہو اس ارادے سے تمام اراکین محل
اشتفاق جادو وزیر و تمامی مشیر و اہل دربار و جملہ ساحران نامی و نامدار با خبر ہوکر اُس کے
قدموں سے لپٹ گئے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب کی موجودگی میں آپ
طلسم کشا کے سامنے جائیں وہ صاحب لوح ہے یہ دن شہنشاہ پر گراں ہیں خوف و خطر جان
ہے ہم میں سے کسی شمشیر زن کو برائے اسیری طلسم کشا و عیار طلسم کشا روانہ فرمائیں یا طلسم کشا
کو سوئے دربند اول جانے دیں حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے
وہ مکر و فریب اُس کو اسیر کر کے خدمت حضور میں بھیجے گا عیار کو بھی اس کے گرفتار
کرنے گا علاوہ حنظل جادو کے مالکان دربند میں اور ہیں اُن میں سے کوئی نہ کوئی ان کو
کسی مکر و تدبیر سے قتل و اسیر کرے گا ابھی تمام طلسم زلزلہ بدستور ہے سب ساکنان طلسم
زندہ ہیں سرفروشی و جاں نثاری کو موجود ہیں حضور کے خلاف شان وہ بہتر ہے کہ خود تن تنہا
برائے مقابلہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا جائیں ان ایام سخت و گراں میں قدم اپنا طلسم سے
نکالیں ہم خیر خواہ کبھی ہرگز نکلنے دیں گے شہنشاہ ساحران نے تمامی اہل دربار کی تقریر
سنکے خیر خواہ اپنا اُن کو جان کے ارادہ مرقوم سے باز رہا پھر بزم عشرت سے ہمراہی جملہ
اہل بزم عشرت تا در دولت گیا بعدہ دولتسرا میں داخل ہوا سب ساحر بھی اپنے اپنے
مکان مسکونہ کی طرف روانہ ہوئے ساریق بن بقا مع سختگان اپنے مکان و قیام گاہ
کی طرف جا کر داخل مکان ہوکر سختگان سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے وزیر من شنیدی کہ
حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام سختگان نے جھلا کر جواب دیا کہ آپ کی تقدیر [illegible]

تازہ مفید مطلب کیا کیجیے گا آتی آپ مین قدرت کہان ہی کہ کچھ تقدیر کیجیے گا اور جو تقدیر یتوان ہی کے
آپ نے فی الحال کی ہی میرے نزدیک بہت بری کی ہی آثار بد کا ظہور ہوا ہی جدہ شاہ طلسم کا ہلاک
ہونا اچھا نہین ہوا ہی یہ ایک ایسی زبردست ساحرہ قتل و ہلاک ہوئی ہی کہ جس کے مرنے سے
شاہ طلسم کی قوت مین فرق آگیا ہی جس ساحرہ پر بہت بھروسہ تھا وہی ہلاک ہو گئی ہی مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد چندے تک صاحبقران بہدایت لوح طلسمی دربندون کو فتح کرتے ہوئے
دلیرانہ یہان تک آجائین گے اور آپکو یہان سے بھی بھاگنا پڑے گا ساریق نے جواب دیا کہ ابھی
تو آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہی جب طلسم کشا یہان تک آئے گا دیکھا جائے گا یہان سے
اور کسی طرف روانہ ہونگے بھاگ کر اور کسی شاہ و شہریار کے ملک مین جا رہین گے فی الحال ماراجہ غم
اگرچہ جدہ شاہ طلسم قتل و ہلاک ہو گئی تو ہو گئی ہنے یہی تقدیر کی تھی سخن گاو نے تقریر
ساریق سنکے کچھ جواب نہ دیا سمجھا کہ یہ مہمل ہی یہان تو شاہ طلسم کو اپنی دادی کے مرنے کی خبر
ہوئی ہی اس سبب سے صدمہ مرگ مین آبدیدہ ہو کر بزم عشرت سے اٹھکر داخل دولتسرا ہوا ہی مگر اب
حال خواجہ طیفور کا دیا گیا لکھا جاتا ہی کہ جب جانمیس خبیث و شیطان نے حسب الطلب آکر ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو کھا لیا اس کے مرنے کی علامت رفع ہو چکی مقام گنبد
سیامرگ مین چمک اور تہلکہ پڑ گیا ساحر بھاگے خواجہ نے مال و اسباب ملکہ مذکورہ لوٹ کر خبیث
مذکور کو رخصت کرکے دیکھا کہ اصلی مکان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مین ایک قفس
آہنی کلان لٹکا ہوا ہی اس مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اسیر ہی زبان مین اس کی سوزن
ہی گو کہ مرگ ملکہ مذکورہ سے سحر اس پر سے دفع ہو گیا ہی مگر ابھی تک بے حس و حرکت ہی دست و پا
رسن وغیرہ سے بندھے ہوئے ہین اندرون قفس سے دیکھ رہی ہی گو کہ اسیر ہی مگر چہرے پر
آثار مسرت ہین خواجہ نے اس کے قفس کے پاس جا کر در قفس کھول کر دست و پا بھی اس کے
وا کرکے قفس سے اس کو نکالا اس نے قفس سے باہر آکر سوزن اپنی زبان سے نکال کر زبان کو
چوس کر قابو مین لا کر کہا کہ اے خواجہ ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا ہی عجب طور سے جدہ شاہ طلسم
کو ہلاک کیا ہی مین قفس کے اندر سے دیکھ رہی تھی مگر چونکہ تم بصورت مبدل تھے تمہارے
آنے کا خیال بھی نہ تھا بعد ہلاک ہونے جدہ شاہ طلسم کے ثابت ہوا کہ تمنے عیاری کرکے
اسے ہلاک کیا واقعی تمہارا مثل و نظیر عیاری مین نہین ہی اب یہ جگہ توقف کرنے کی نہین ہی
جلد یہان سے چلو صاحبقران کشورستان کہان ہین مجھے ان کا حال بیان کرو خواجہ نے
کہا کہ امیر با توقیر درہ کوہ مین ہین محرمین جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو ان کے پاس
رہین مین ان کو درہ کوہ مین چھوڑ کر اس طرف آیا تھا وہ ربّ دفع تاریکی لوح طلسمی اسلئے الٰہی
سے ایک اسم اور دعا کے تعلیم کردہ درویش پڑھنے کو بیٹھے تھے چلّہ کشی کا ارادہ کیا تھا
ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ جدہ شاہ طلسم ہلاک ہو گئی ہی سحر اس کا دفع ہو گیا ہی سیاہی لوح
بھی دفع ہو گئی ہوگی اب خدمت صاحبقران مین چلو یہان توقف نکرو خواجہ نے کہا کہ
ہان چلو تو سہی مگر جس طرح مین کہون اس طور سے چلو بزور سحر اپنی صورت ایک ساحر کی بناؤ اور
گیروے با پوشاک زیب تن کرو ملکہ نے خواجہ کے کہنے پر عمل کیا پھر خواجہ بصورت برہمن گنبد نشین
بنے مانند بیراگیون فقیرون کے لباس گیروی پہنا بٹے بٹے بالون کا ایک انبار مانند

وستارے اپنے سر پر رکھا غرضکہ منت و منع ہو کر کہا کہ اے ملکہ اب اپنے سحر سے ایک تخت سحر
ایسا بناؤ کہ چار اژدر آتش فشان چار طرف سے اُس کو اٹھا کر لے چلیں اور بالائے تخت سحر
مذکور ایک ایسا ابر سحر ہو کہ جس سے بارش مروارید پے در پے ہو اگر ملکہ نے موافق کہنے
خواجہ کے تخت سحر تیار کیا ابر سحر بھی بالائے تخت سحر سایہ فگن کیا جب یہ سامان حسب دلخواہ ہو چکا
خواجہ بصورت مذکور بالائے تخت مذکور بیٹھے اپنے پس پشت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو
اپنے ایک بالکے کی فرضی صورت پر بٹھایا پھر ایک بڑا صندوقچہ زنبیل سے نکال کر اپنے روبرو رکھا
اور ملکہ سے کہا کہ آپ اس تخت سحر کو بزور سحر بلند کرکے سوئے دربند اول طلسم زلزلہ چلو ملکہ مذکورہ
موافق کہنے خواجہ کے تخت سحر کو بلند کرکے جانب دربند اول طلسم زلزلہ ہمراہ خواجہ کے چلی خواجہ
تو بصورت جوگی بیراگی جوڑا بالون کا مانند دستار کلان کے باندھے ہوئے ڈھیر بالون کا اپنے
سر پر رکھے ہوئے بھمن گنبد نشین بنے ہوئے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو اپنا بالکا بنائے ہوئے
تخت سحر پر سوار اژدرہائے سحر چار طرف سے تخت اٹھائے ہوئے شعلہائے آتش دمبدم
دہن سے نکالتے ہوئے ابر سحر سے بارش مروارید آبدار ہوتی ہوئی اوپر سے بجلی برق لگاتی ہوئی
صدائے رعد ابر سحر سے آتی ہوئی با این کر و فر و با این شان و شوکت سوئے دربند اول چلے یہان
حال ان کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا لمدی الحال احوال صاحبقران کشورستان
طلسم کشائے طلسم زلزلہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران موصوف نے تعلیم وارشاد
درویش مذکور الصدر کے جس نے صحرا میں تعویذ دیا تھا اسم اعظم الٰہی و دعائے دافع سیاہی
لوح طلسمی بطور عمل خوانی پڑھا با برکت اسم اعظم الٰہی و دعائے متبرکہ و تحریر طلب ہونے ملکہ زیبق
سحر ساز مردار خوار جادو کے لوح طلسمی روشن ہو کر مانند آفتاب سحر کے چمکنے لگی سیاہی دور
ہوئی صاحبقران نے بجرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے خوش ہو کر فرمایا کہ
شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہماری عمل خوانی اور فضل و الطاف ربانی سے لوح روشن ہوگئی سیاہی
لوح طلسمی دفع ہوگئی اب رائے تمہاری کیا ہے انتظار خواجہ طیفور گردیا کے آنے کا کریں یا اس جگہ
سے سوئے دربند اول بہ ارادہ فتح دربند اول طلسم زلزلہ بے تامل چلیں انھون نے عرض کیا کہ
ہماری رائے یہ ہے کہ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائیے جو حکم لوح طلسمی ہو موافق اس کے عمل کیجئے اسیر باتوقیر
نے رائے اُن کی پسند کرکے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجھکو لازم و
مناسب ہے کہ جلد یہان سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ روانہ ہو تاخیر و انتظار کسی کا نہ کر
صاحبقران ذیشان نے حکم لوح سے آگاہ ہو کے بجرین جادو وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسمی کو
یہ ہدایت کرتی ہے کہ بے تاخیر و تامل یہان سے جانب دربند اول جاؤ بجرین جادو نے عرض کیا
اگر حکم لوح یہ ہے کہ یہان سے سوئے دربند اول روانہ ہون تو موافق ہدایت لوح عمل کیجئے
صاحبقران کشورستان اپنے مرکب پر سوار ہوئے بہدایت لوح طلسمی جانب دربند اول
اعانت خدا پر نظر کرکے تنہا چلے بعد جانے صاحبقران کے بجرین جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو اس درہ کوہ سے اُن چند خیمہ دس بارہ خدمتگارون کو جن کو خواجہ طیفور گردیا نے
واسطے کار و بار و خدمت کرنے کے زنبیل سے نکالا تھا ساتھ لے کر عقب صاحبقران
سحر کی سواریون پر سوار ہو کر اسباب سحر سے جو یہان بھر کر روانہ ہوئے پہلے صاحبقران

سامنے دربند اول کے پہونچے بعد ازان بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع اُن چند
خدمتگارون کے پہونچے جو ایک خیمہ ہمراہ تھا اُس کو صحرا مین ایستادہ کرایا ہنوز صاحبقران
مرکب سے اُتر کر داخل خیمہ نہوے تھے کہ وہ ساحر جو صحرا مین براے خبر رسانی معین و مقرر
کیے گئے تھے اُنھون نے طلسم کشا وغیرہ کو دیکھکر جلد تر صحرا سے روانہ ہوکر روبروے
حنظل جادو جا کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیا غافل بیٹھے ہین طلسم کشا مع معدودے چند
تخمیناً دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے صحرا مین قریب دربند حضور کے آگیا ہی خیمہ ایستادہ
کرایا ہی ہمنے جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہی باقی سب اشخاص
غیر ساحر ہین اور عیار طلسم کشا ساتھ طلسم کشا کے نہین ہی حنظل جادو یہ خبر سُنکے خوش ہوکر
کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا ہمراہ دو ساحرون کے آیا ہی تو اُس کا قتل و اسیر کر لینا کیا مشکل ہی ہمکو
خیال تھا کہ سپاہ کثیر لیکر آئے گا لیکن وہ دو ہی ساحرون کے ساتھ آیا ہی یہ اپنی خوش اقبالی
و خوبی بخت ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی تمام لشکر ہمارا تیار ہو اسباب جنگ و جدال فراہم و مہیا ہو
مقتضاے دلیری و خیر خواہی شاہ طلسم یہ ہی کہ طلسم کشا کو سرحد دربند مین ہم قدم نرکھنے دین
بیرون دربند جا کر اس سے مقابلہ کرین جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو قتل و اسیر کرین اس کے
ساتھیون کو بھی قتل و ہلاک کرین حق نمکخواری شاہ طلسم ادا کرین مستحق انعام کثیر کے ہون
بمجرد حکم کرنے حنظل جادو کے نفیر سحر کو بعض بعض سرداران سپاہ نے بجایا جملہ ساحر
آگاہ ہوکے کمر بندی ہونے لگی قلعے سے خیمہ و خرگاہ اکثر ساحر نکالنے لگے جھولیان اسباب سحر
سے بھر کے دوش پر رکھین مختلف سواریان سحری براے سواری پیدا کین اتنی دیر مین
حنظل جادو بھی لباس سے آراستہ ہوکر تخت طاؤسی جو ہر یہ پیشکر چالیس رفقا کو اپنے ساتھ
لیکر قلعے سے برآمد ہوا دیکھا کہ لشکر تیار ہی ہر ایک ساحر لڑنے اور جان نثاری کو موجود ہی
دیکھتے ہی خوشنود ہوا بعدہ تخت سحر اپنا بڑھایا رفقا بھی اس کے مختلف سحری سواریون پر سوار
یمین و یسار اُس کے چلے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر ہمراہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر پر
سوار ترسول نیسول ہاتھ مین لیے زمین سے بزور سحر بلند ہوکر چلا صاحبقران کشورستان
مرکب پر سوار تھے جیسا ایستادہ ہوچکا تھا ارادہ مرکب سے اترنے کا کیا تھا صبح کا وقت تھا
کہ ناگاہ سامنے سے لکہاے ابر سیاہ پیدا ہوے اُن لکہاے ابر مین برق کی چمک ہی کی سی
آواز ظاہر ہوتی تھی کسی ابر سے بارش آب ہوتی تھی کسی ابر کے ٹکڑے سے بجاے آب آگ
کے انگارے برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے بارش گلہاے خوشبو ہوتی تھی غرضکہ عجائب و
غرائب آثار اُن لکہاے ابر سے ہویدا و آشکار ہوتے تھے صاحبقران عالی ذیشان ہمت
لکہاے ابر سحر دیکھکر گویا ہوے کہ یہ لکہاے ابر عجیب و غریب نظر آتے ہین جیسے یہ ابر کے
ٹکڑے ہین جن سے بارش آتش و گلہاے تر وغیرہ ہوتی ہی اور ازحد برق چمکتی ہی صداے
رعد بھی ایسی آتی ہی کہ ایسی مہیب آواز رعد و شور سے کبھی سُننے مین نہین آئی مگر
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یہ لکہاے ابر سحاب سحر ہین شاید
مالک دربند اول طلسم زلزلہ حنظل جادو مع اپنے لشکر کے براے جنگ و پیکار سامنے آیا ہی
افسوس کہ آپ مع چند نفر ہین لشکر کثیر آپ کے ہمراہ نہین ہی اگر حکم ہو تو ہم آپ کے لشکریون کو

ایسے وقت مین جا کرے آئین فرودگاہ بلشکر سے اگر آگاہ ہو جائین تو ابھی سبکو یہان بلا لائین
حالانکہ وہ سب غیر ساحر ہین ساحرون سے کیا جنگ کر سکین گے مگر شان و شوکت حضور لشکر
اہل اسلام کے یہان آنے سے زیادہ ہو جائے گی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا
کہ ہمین اپنے لشکر کے یہان طلب کرنے کی ضرورت نہین ہی اہل لشکر یہان آکر کیا کرین گے
جنگ یہان ساحرون سے ہی غیر ساحرون سے نہین ہی سوا اس کے مقتضائے شجاعت و بہادری
سے یہ بعید ہی کہ ہم واسطے اپنی اعانت و مدد کے اپنے لشکر کو یہان طلب کرین خداوند عالم
حامی و مددگار ہی اگر وہ چاہے تو ایک مچھر کو فیل مست پر غالب کرے وہ قادر و توانا ہی اُس کے
اختیار مین ہر شے ہی گو ادھر از حد قلت سپاہ ہی بجز معدودے چند کے جمعیت کثیر نہین ہی اور حنظل جادو
بقول تمہارے ہمراہی لشکر گران ادھر آتا ہی مگر کچھ اندیشہ نہین ہی ہمکو اُس کی اعانت و نصرت کا
بھروسہ ہی وہ مسبب الاسباب ہی کچھ نہ کچھ اسباب فتح و ظفر اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دے گا ابھی
صاحبقران کشورستان یہ ارشاد کر رہے تھے کہ وہ لکہاے ابر سیاہ قریب آکر شق ہوے
بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اُن ابر کے ٹکڑون سے ساٹھ ہزار ساحر مختلف سحر کی سواریون پر
سوار ہاتھون مین ترسول پنسول لیے ہوے گلون مین زنار ڈالے ہوے پیشانیون اور بانہون پر
تلک اور کنور چندن کے نشان مرزائیان بر مین دھوتیان باندھے دوش پر جھولیان اسباب سحر
سے بھری ہوئی پیدا ہوے حنظل جادو بتخت طاؤسی پر سوار کلاہ زرین سر پر رکھے ہوے
درمیان اپنے رفقا کے ظاہر ہوا بنظر تند و تیز و حقارت سوے طلسم کشا و ہمراہیان چند طلسم کشا
پر نظر کرکے اپنے رفقاے نامور سے مسکرا کر کہنے لگا کہ دیکھو انہی چند ساحر و غیر ساحر کو اپنے
ساتھ لے کر طلسم کشا برائے فتح در بند اول طلسم زلزلہ آیا ہی بظاہر دیوانہ ہی یا اجل اس کی کشان
کشان اس کو ادھر لائی ہی بھلا ان دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے طلسم کشا کیا جیت لے گا
ان دس پندرہ آدمیون مین بھی فقط ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہی باقی غیر ساحر ہین تم دیکھنا
کہ ہم ایک چشم زدن مین طلسم کشا کو اسیر کر لین گے ہمارے لشکری ہجوم کرکے اس کو گرفتار
کر لین گے رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین آپ کے نزدیک ان چند کس کا قتل و اسیر
کر لینا کیا مشکل ہی بلکہ آپ کے ملازمون کے نزدیک کچھ دشوار نہین ہی طلسم کشا اگرچہ صاحب لوح
طلسمی ہی اور سنا ہی کہ شجاع و بہادر ہی مگر کہان تک بقوت بازو تنہا حضور کے ساحرون کو تیغ
کرے گا آخرکار دست و بازو شل ہو جائین گے خستہ و ماندہ ہو کر خود ہی مرکب سے گر پڑے گا
ایسی حالت مین لوح طلسمی اس کے گلے سے لے کر ہجوم کرکے اس کو گرفتار کر لیا جائے گا
حنظل جادو اپنے رفقا کی تقریر سنتا ہوا بلندی سے سوے پستی آیا اپنے تمامی ساحران لشکر
کو فی الفور لڑائی کے حکم سے چند ساحرون نے بزور سحر میدان جنگ کی درستی کی کسی ساحر
نے ایک ناریل جوگی دار سحر دم کرکے اسپار مارا کہ وہ دور جا کر شق ہوا شعلہ آتش سحر
نے تمام اشجار و خار و خس جھاڑ کی جھنڈی کو جلا کر ایک دم مین خاک کر دیا کسی ساحر نے
اس طرح کا سحر کیا کہ ابر سحر برسا اور اُس ابر سے پتلے سحر پیدا ہوے ہاتھون مین اُن کے پھاوڑے
کدالین وغیرہ آلات جیسے چھوٹے زمین پست و بلند کرنے کے تھے انھون نے ہوتے
پستی آکر بعجلت دور تک میدان جنگ ہموار کیا کسی ساحر نے ابر سحر پیدا کرکے بارش کی جس سے

گرد و غبار کو دفع کیا پھر ملازموں نے بعجلت تمام خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا کیں فراشوں نے
درستی فرش کی حنظل جادو نے ارادہ داخل بارگاہ ہونے کا کیا تھا کہ ناگاہ اُس کے دل میں
خیال آیا کہ ان خداشناس و طلسم کشا کے مقابلے کے واسطے چند روز یا زیادہ قیام پذیر ہونا
عبث ہی آج حسب دستور و قاعدہ طبل جنگ و نفیر سحر اپنے لشکر میں بجوانا چاہیے کل صبح کو میدان جنگ
میں ان سب کا کام تمام کر دینا چاہیے طلسم کشا کو قتل و اسیر کر لینا چاہیے یہ خیال کر کے داخل بارگاہ
ہوکے بعد فروکش ہونے ساحران لشکر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں موافق قاعدہ قدیم طبل جنگ
و نفیر سحر بجائی جائے ہنوز طبل جنگ و نفیر سحر کی صدا اُس کے لشکر سے بلند ہوئی تھی کہ صاحبقران
کشورستان نے ایک نامے میں حسب دلخواہ عبارت لکھوا کر بحرین جادو کو دے کر کہا کہ یہ نامہ
ہمارا حنظل جادو کو دے کر اس کا جواب اُس سے لاؤ بحرین جادو نامہ لے کر مع چند
خدمتگاروں کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بحرین جادو کے صاحبقران عالیشان مرکب سے
اُتر کر داخل خیمہ ہوئے ملکہ بہار گل پوش جادو بھی طاؤس سحر سے اُتر کر روبروے امیر با توقیر
بیٹھی دو تین خدمتگار دست بستہ روبرو ہے صاحبقران عصے ہاتھوں میں لیے ہوئے
کھڑے ہوئے صاحبقران کشورستان گاہ اپنی تنہائی پر نظر کرتے تھے کبھی سوے لشکر
حنظل جادو دیکھتے تھے گاہ سوے فلک دیکھ کر امیدوار اعانت و مدد الٰہی ہوتے تھے
ادھر تو صاحبقران اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے اُدھر حنظل جادو کو خبر رسیدہ ساحران
خبر ہوئی کہ بحرین جادو مع چند خادموں کے نامہ طلسم کشا لیے ہوئے آتا ہی یہ خبر سنکے باوجود
دشمنی اکثر ساحران نامی کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحران نامی نے حسب الحکم حنظل جادو
کے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بحرین جادو کا استقبال کیا پھر اُس کو بعزت بارگاہ میں لیکے
بحرین جادو نے داخل بارگاہ ہو کر حنظل جادو کو سلام کیا اُس نے ساحر معزز جان کر اپنے
قریب بالاے کرسی زرین بٹھایا پھر ساقی کو مع کشتی شراب طلب کیا ساقی حسب الطلب کشتی
بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوا پھر اشارۂ حنظل جادو سے جام بلوریں میں شیشے سے بادۂ گلرنگ
انڈیل کر جام لبالب بھر کر بحرین جادو کو دیا نامہ بردار نے جام کو دست ساقی سے لیکر
شراب پی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ میں نامہ دار طلسم کشاے طلسم زلزلہ
حنظل جادو نے نامہ طلب کیا بحرین جادو نے موافق شرائط و آداب نامہ دیا اُس نے
نامے کو لے کر پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حنظل جادو والک دربند اول طلسم زلزلہ آگاہ ہو
کہ لائق ستائش و پرستش و سجدہ بجز خالق کون و مکان کے کوئی نہیں ہی اور دین اسلام
سے کوئی دین بہتر نہیں ہی دین حق دین اسلام ہی شاہ طلسم زلزلہ بھی ایک بندۂ خدا ہی لیکن
گمراہ کنندہ ہی قابل خداوندی و لائق سجدہ نہیں ہی اسی طرح جس قدر ساحران ہیں سب باطل ہیں
اگر ہودسرمست جادو خداوند ہوتا تو تجھے خائف و ترساں نہ ہوتا کچھ قدرت اپنی دکھاتا
ہمارے خوف سے طلسم باطن میں چھپ کر نہ بیٹھتا سواے شاہ طلسم زلزلہ کے ساریق
بن نقاو زمرد شاہ باختری و سامری و جمشید و فرعون وغیرہ جنہوں نے دعوی
خدائی و خداوندی کیا ہی وہ سب گمراہ کنندہ لائق پرستش نہیں ہیں سب پرستش کے قابل
وہی ہے خدا + ہویدا ہے اک مشت کو جس نے کیا + رہیں در بلک کوکب و مہرو ماہ

یہ مصنوع ہین اور صانع آلہ ہے لہذا بذریعہ نامہ تجکو ہدایت کی جاتی ہی لازم ہی کہ راہ راست پر
آ دین اسلام اختیار کر کفر و کافری سے اجتناب کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اور ہماری اطاعت
اختیار کر ہم عنایت خدا سے صاحب لوح طلسمی ہین حسب ہدایت لوح مذکور طلسم زلزلہ کو انشاءاللہ
تعالی بہت جلد فتح کرین گے جو کوئی ساکنان طلسم زلزلہ سے ہماری اطاعت اختیار کرکے دین اسلام
قبول کرے گا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ جملہ ساکنان طلسم مذکور کو ہم تہ تیغ کرین گے اپنے کسی دشمن
کو زندہ نچھوڑین گے زمانہ فتح طلسم زلزلہ قریب تر آگیا ہی ضرور یہ طلسم فتح ہو جائے گا ہم سے
قصد جنگ و جدال نکر ہماری دشمنی و بدخواہی سے دست بردار ہو جواب اس کا جلد ارسال کر
بعد پڑھنے نامہ مذکور کے اور آگاہ ہونے مضمون نامہ سے حنظل جادو نے برہم ہو کر
پشت نامہ مذکور پر یہ عبارت بجواب نامہ تحریر کرائی کہ اے طلسم کشا ہم طلسم زلزلہ کے خیر خواہ
و نمکخوار قدیم شاہ طلسم زلزلہ ہین ہرگز نمکحرامی و بیوفائی اپنے شہنشاہ خداوند کیسے نکرین گے
تمہاری اطاعت کبھی اختیار نکرین گے اپنے دین آبائی کو نچھوڑین گے دیوانے تھوڑے ہین گے
دین اسلام کبھی قبول نکرین گے بعد ازان نامہ مذکور نامہ بر کو دیا بحرین جادو و حنظل جادو
سے رخصت ہو کر بارگاہ سے باہر آکر بعد قطع راہ خدمت صاحبقران ذیشان مین آیا نامہ
دے کر تمام حال جو دیکھا تھا اور کہا تھا عرض کیا امیر با توقیر نے عبارت جواب نامہ کو پڑھ کر فرمایا
کہ آمادہ جنگ ہی راہ راست پر نہین آتا ہی خیر اللہ ہمارا مددگار ہی جو اس کو منظور ہوگا وہی مناسب
ہوگا اس کا ظہور ہوگا ابھی صاحبقران گیتی ستان بحرین جادو سے ہمسخن تھے کہ یکایک
لشکر حنظل جادو سے صدائے طبل رزمی و نفیر سحر بلند ہوئی ہمراہ صاحبقران کے طبل و
نقارے کہان تھے جو اس طرف بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاتی جب اس طرف طبل جنگی
و نقارہ حربی پر چوب نہ لگائی گئی حنظل جادو سمجھا کہ طلسم کشا بے سامان و بے لشکر آیا ہی
لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ دو چار نقارے اپنے لشکر سے طلسم کشا کے پاس بھیج دینے
چاہیے دشمن سے بھی ایسی ہنسی کرنا چاہیے تاکہ حوصلہ طبل جنگ بجانے کا دل طلسم کشا مین
نہ رہے سوا اس کے اسوقت چند نقارے بھیج دینا طلسم کشا کو شرمندہ و ذلیل کرنا بھی ہی
کیونکہ ایسی بے سرو سامانی سے کوئی طلسم کشا کبھی کسی طلسم کے فتح کرنے کو نگیا ہوگا
جیسا یہ صاحبقران ہمارے طلسم کے فتح کرنے کو اور ہم سے مقابلہ کرنے کو آئے ہین یہ
بات بھی دنیا مین اہل دنیا کو یاد رہے گی یہ سمجھکر چند نقارے بڑے چھوٹے بدست ساحران
سپاہ اہل صاحبقران مین بھیجے ہر چند صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ہمکو ان نقارون کی
کچھ ضرورت نہین ہی بجائے طبل و نقارہ نفیر سحر بحرین جادو بجا دے گا لیکن ان ساحرون
نے گفتگوے امیر با توقیر کچھ نہ سنی نقارے سامنے رکھکر یہ کہکر چلے گئے کہ ہمارے مالک
نے یہ نقارے آپکے پاس محض اسواسطے ارسال کیے ہین کہ آپ بھی اپنے لشکر مین
اگر چند آدمیون کا ہی یہ نقارے بجوا لیجیے ان کے سننے سے انکار نہ کیجیے بحرین جادو
و ملکہ بہار و گل بیعرش جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران ان نقارون کے آنے سے
کچھ رنج اپنے بے لشکر و بے سامان ہونے کا نہ کیجیے بلکہ خوش ہوجیے کہ یہ فال نیک ہی کہ پھر
انشاء اللہ تعالی آپ اپنے اعدا پر فتحیاب ہوجیے گا طبل و علم لشکر عدو آپ کے ہاتھ

آئین گے صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو و ملکہ مذکورہ کے کہنے سے خوش ہو کر خدمتگار کو
حکم دیا کہ ان نقارون کو بجاؤ انھون نے سحر سے چند لکڑیان لا کر وہ نقارے انھین لکڑیون سے
بجائے اب دونون جانب طبل و نقارہ جنگی و نفیر سحر بجا کی گئی تیاری جنگ لشکر حنظل جادو
مین ہونے لگی اگیاری ہونے لگی سحر کے پڑھنے لگے بچہ خوک بھینٹ دیے جانے لگے تمام
شب تیاری سحر مین اُن ساحرون نے بسر کی ہنگام سحر حنظل جادو بغرور و نخوت ساٹھ ہزار
ساحرون کی جمعیت سے میدان جنگ مین آ کر صف آرا ہوا اس طرف صاحبقران بھی مع
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و دس بارہ خدمتگارون کے بمقابلہ سپاہ
حنظل جادو جا کر کھڑے ہوئے اول ہلال احول چشم جادو حنظل جادو سے اجازت
حاصل کر کے لشکر سے نکل کر میدان جنگ مین بالائے اژدرِ سحر سوار ہو کر آیا اژدر کو روک کر
پکارا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ شہنشاہ ساحران خداوند ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ
سے مقابلہ و مجادلہ کرنا اس بے سروسامانی مین و بے جمعیت سپاہ کے دشوار تر ہے اور فتحیاب ہونا
غیر ممکن ہے اگر لوح طلسمی و تیغۂ فنا قبضے مین آ گیا ہے تو ان دو اشیاء سے کیا ہو سکتا ہے بس مناسب
یہ ہے کہ طلسم کشائی سے باز آ کر لوح طلسمی و تیغۂ فنا حوالہ مالک و دربند اول حنظل جادو کے کر کے
بخیر و عافیت سوئے انجم حصار اپنے لشکر مین چلے جاؤ جنگ سے انتہا اشارہ ذرا اپنی تنہائی و
بے سروسامانی پر نظر کرو شہنشاہ ساحران سے باین بے سروسامانی کیا لڑ سکتے ہو اگر مال دنیا
و خواہش اسباب بے بہائے طلسمی کی ہے تو مال دنیا سے بھی تمکو اسقدر دلوا دیا جائیگا کہ دامن
حرص تمہارا بھر جائیگا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو پچھتاؤ گے آج اس میدان جنگ
سے اپنے خیمے مین زندہ نہ جاؤ گے یا قتل ہو گے یا اسیر ہو گے مین رفیق حنظل جادو سے ہون
نام میرا ہلال احول چشم جادو ہے میرے کہنے سے بطریق مذکور صلح کر لو تو خوب ہے ورنہ
بحرین جادو کو یا ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج دیکھو صاحبقران
گفتگوئے ہلال احول چشم جادو سن رہے تھے جواب اُس کو نہ دیا تھا نہ کوئی اس طرف سے
اُس کے مقابلے کے واسطے نکلا تھا کہ یکایک سوئے آسمان ایک ٹکڑہ ابر ظاہر ہو کر ہوا پر قائم
ہو کر محیط ہونے لگا پھر اُس ابر سے بارش مروارید بکثرت ہوئی برق چمکی نہایت زور و شور سے
صدائے رعد پیدا ہوئی حنظل جادو وغیرہ ساحر و غیر ساحر دونون لشکرون کے جانب ابر مذکور
بنظر حیرت و تردد دیکھنے لگے یکایک از حد زور و شور سے برق کڑکی صدائے مہیب رعد ہویدا
ہوئی اکثرون کے دل دہل گئے برق کی چمک سے خیرگی چشم ظہور مین آئی بعدہ دیکھنے والون نے
دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک تخت سحر کہ جس کو چار طرف سے اژدرِ سحر اٹھائے
ہوئے تھے اور شعلے آتشی اُن کے دہنون سے دمبدم بکثرت نکل رہے تھے پیدا ہوا
اُس تخت سحر پر ایک پارہ ابر سایہ فگن تھا اُس سے بارش مروارید ہو رہی تھی یہ دیکھ کر سب کو
حیرت ہوئی خصوصاً حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی ہلال احول چشم جادو بھی جو سوئے
فلک جانب تخت سحر مذکور دیکھنے لگا یکایک صاحب تخت نے غضبناک ہو کر آواز بلند کہا کہ
آگاہ باشید اے ساحران ظالم و مغرور کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر تخت اپنا بلندی سے قریب
پستی لایا حنظل جادو نے دیکھا کہ ایک جوگی ہمراہ اپنے ایک بالکے کے تخت سحر پر بکر و فر بیٹھا ہے

بالائے سر اُس کے ایک لکّہ ابر ہوائی سے بارش مروارید آبدار ہو رہی ہے جوگی کی بڑی بڑی
آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی ہیں آثار قہر و غضب چہرے سے ہویدا ہیں ایک انبار بالوں کا بشکل
دستار کے سر پر ہے گھبرا کر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے کہاں سے تشریف لائے ہیں سبب غضب
کیا ہے آپ ہمارے ہم مذہب معلوم ہوتے ہیں تشریف لائیے آپ کی خدمت گذاری کے لیے
ہمارے صدہا ملازم موجود ہیں جوگی مذکور نے برہم ہو کر جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ خاص و عام مجھکو
بہمن گنبد نشین کہتے ہیں کون ایسا ساحر ہے کہ مجھکو نہیں جانتا ہے ہم شہرہ آفاق ہیں سیر کنان
اپنے مسکن سے ادھر آئے ہیں ہمارے غصہ و غضب کا باعث یہ ہے کہ تو اسقدر فوج کثیر کی
جمعیت سے صف آرا ہوا اور مقابل تیرے چند کس ہیں ان غریبوں پر کیوں فوج کشی جائز رکھی ہے
ان لوگوں نے کیا خطا کی ہے بظاہر یہ لوگ مظلوم معلوم ہوتے ہیں اور تو نہایت ظالم
قسی القلب ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان چند شخصوں کے مقابلے کے واسطے فوج کثیر ہمراہ لیکر
آیا ہے ان بے گناہوں کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے آخر بتا تو سہی کہ یہ لوگ کون ہیں کیا قصور
انہوں نے کیا ہے ہم منصف طبع ہیں ظالم کے شریک نہیں ہوتے ہیں مظلوم کے شریک ہو کر
اُس کی مدد کرتے ہیں حنظل جادو نے ڈر ڈر کر کہا کہ جو لوح اپنے گلے میں ڈالے ہوئے ہے
طلسم کشا ہے دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہے واسطے فتح دربند اول طلسم زلزلہ کے مع ان چند کس
کے آگیا ہے مالک دربند اول میں ہوں نام میرا حنظل جادو ہے واسطے اس کے قتل و اسیر
کرنے کے مع اپنی فوج کے آیا ہوں اب اس دشمن شاہ طلسم و عدوے ساحران ساکنان
طلسم زلزلہ کو حتی الامکان قتل و اسیر کروں گا شاہ طلسم سے خلعت و انعام پاؤں گا یہ غریب
نہیں ہے نہ مسکین ہے اس پر رحم کرنا اچھا نہیں ہے جوگی نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ ہمکو اس سے
غرض و مطلب نہیں کہ یہ طلسم کشا ہے اور دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہے ہم تو بظاہر دیکھتے ہیں کہ
اسوقت یہ شخص بعد و چند تیرے لشکر کثیر کے آگے ایستادہ ہے یقینا مظلوم معلوم ہوتا ہے بس
اب ہم اس کی طرفداری سے باز نہ آئیں گے اس کی جانب سے تجھ سے مقابلہ و مجادلہ
کریں گے تو مغرور ہے تیرے غرور و نخوت کی سزا تجھکو دیں گے یہ کہکر دہن اپنا اپنے بازو کی طرف
لے جا کر سوے سر جنبش و نسل شیطان کو گرمی ہوا سے دہن پھونکا فوراً سامنے سے
ایک بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی جبہت مذکور حاضر ہوا حنظل جادو وغیرہ اس کی ہیبتناک صورت
دیکھکر خائف ہوئے کیونکہ وہ صورت عجیب سے اگر کبھی قد و قامت اپنا حد سے زیادہ دراز کرنے لگا
گاہ قد اپنا نہایت مختصر کرنے لگا اور جوگی سے مطیعانہ پوچھنے لگا کہ کیا حکم ہے کیوں اسوقت
مجھکو طلب کیا ہے جوگی نے جواب دیا کہ ہمکو اپنے دشمنوں سے تجھے لڑوانا منظور ہے اور تیری
دعوت و ضیافت انہیں دشمنوں کے گوشت و خون قلب و جگر وغیرہ کی قرار دی ہے لہذا جا
وہ ساحر جو لشکر سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے اُس کو جا کر ہلاک کر خون اُس کا پی لے اگر دل چاہے
اور بھوک ہو تو گوشت بھی اُس کا کھالے یہ سنتے ہی جبہت مذکور اُسی ساحر کی طرف بصورت غضب
واصل جسم ہو کر چلا ادھر حنظل جادو اپنے دل میں گھبرا کر کہنے لگا کہ شاید یہ بہمن گنبد نشین کا
یہ تیر سحر ہے یا کوئی بلاے سخت و جان ستان ہے ادھر صاحبقران جوگی پر نظر کرکے اُس کی
تقریر سنکے حیران ہوئے بجائے خود شکر خدا بجا لا کر بحرین جادو وغیرہ سے کہنے لگے دیکھو ہماری

مدد کے واسطے مسبب الاسباب نے عجب سبب پیدا کیا اس جوگی کو ادھر بھیجدیا بحرین جادو
وغیرہ نے حیران ہوکر عرض کیا کہ واقعی آپ کا ارشاد بجا ہے خدا جانے یہ جوگی کون ہے کوئی ساحر زبردست
معلوم ہوتا ہے نام اپنا بہمن گنبد نشین ظاہر کرتا ہے مرد معقول معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بے سر و سامان
وبے سپاہ کی اس نے شرکت کی ہے ابھی بحرین جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو دونوں
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے کہ ناگاہ یک خبیث مذکور کہ خلقت اس کی آگ سے ہوئی تھی بلال
احول چشم جادو کے پہونچا اس نے یکبارگی تمام ناریل جوگی وار سحر دم کرکے اس پر مارا
ناریل مذکور شق ہوا شعلہ آتش پیدا ہوکر سوئے خبیث مذکور چلے خبیث مسطور ان شعلوں کو
اپنی جانب آتے دیکھکر غضبناک ہوکر گویا ہوا کہ او نابکار ساحر تو مجھے اس شرارۂ آتش سے ڈراتا
ہے یہ نہیں جانتا کہ میں خود ہی خلقت نار سے ہوں اس آگ سے کب ڈرتا ہوں یہ کہکر منہ اپنا
مانند دہن بلائے جان ستان کھول کر ان شعلوں اور شرارۂ آتش کو دہن میں لے کر مانند برق
چمک کر بلال احول چشم جادو کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر گلا دباکر ہوا میں کلہ کی طرح توڑ مروڑ کر زمین
پر پھینک دیا یہ حال دیکھکر صاحبقران وغیرہ خوش ہوئے ساحر مذکور کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی تاریکی ہوئی ہوائے تند چلی حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اور رنج مرگ بلال احول چشم
جادو بھی ہوا لیکن غضبناک ہوکر اپنی انگور نے رفقا کی طرف دیکھا اسی وقت مجمع رفقا سے ایک
رفیق مسمی اختر جادو نکل کر اژدر سحری پر سوار ہوکر آگے بڑھا میدان جنگ میں آکر اژدر کو دوڑا کر
بہمن گنبد نشین سے مخاطب ہوکر پکارا کہ او جوگی بیراگی سحرائی آ مجھ سے مقابلہ کر دیکھوں تو کہ تو
کیسا زبردست ساحر ہے جوگی نے مسکرا کر کہا کہ اجل تیری کشان کشان تجھکو بھی میدان جنگ میں
لائی ہے گھبرا کیوں ہے بلال کے پاس تجھ بداختر کو بھی پہونچائے دیتا ہوں میری کیا بھلا
شامت ہے کہ تجھ ایسے ذلیل و حقیر ساحر سے خود مقابلہ کروں ہاں میرا ایک سحر تجھ سے بھی مقابلہ
کرے گا وہ لڑکا تجھکو کیا تیرے تمامی لشکر کو کافی ہے تو ابتدائے جنگ کر کوئی سحر سخت کر حوصلہ اپنے
دل کا نکال لے اختر جادو نے یہ بات سنکر برہم ہوکے ناریخ اپنی جھولی سے نکال کر اور
اسمائے سحر اس پر دم کر کے سوئے بہمن گنبد نشین مارا ادھر جوگی کے بالکے نے ایک ہاتھ تلوار کا
لگائی ہنوز ناریخ شق نہ ہوا تھا کہ وہ کار دھرے درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
جوگی نے آواز بلند کہا کہ او جاکیس کہاں ہے جلد آ لے اس نابکار جادوے دشمن کو خبردار یہ
نابکار بھاگنے نہ پائے غرق زمین ہونے پائے نہ سوئے فلک جانے پائے اس کو بھی مانند
بلال کے ہلاک کر راوی ناقل ہے کہ بمجرد آواز دینے کے وہ خبیث ظاہر ہوکر جانب اختر
مانند برق کے چمک کر چلا ہرچند اختر جادو نے سحر پڑھکر دستک دینے کا قصد کیا تھا پتلہ سحر کو
طلب کرنا چاہتا تھا مگر اتنی مہلت نہ ملی کہ دستک دے اور پتلۂ سحر کو بلائے خبیث مذکور نے جاتے ہی
اس کی گردن مروڑ کے سر اس کا دھڑ سے کھینچ لیا لہو اس کا گرم گرم برغبت تمام پی لیا سر و
تن کو خاک پر ڈال دیا لاشہ اس کا تڑپ کر سرد ہوگیا اس کے مرنے کی بھی بدستور مرقوم علامت
پیدا ہوئی صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی حنظل جادو کو صدمہ سخت ہوا خبیث مذکور بھی
سب کی نظر سے غائب ہوگیا حنظل جادو نے پھر اپنے جانب رفقا کی طرف نظر کرکے کہا
کہ تم میں کون ایسا ساحر ہے کہ جو جاکر اس جوگی کو قتل کرے اس نے یہاں آکر غضب کیا ہے

شریک طلسم کشا ہوکر دو رفیقوں کو ہمارے قتل کیا ہی عجب طرح کا اس کا سحر ہی کچھ سمجھ مین نہین
آتا ہی بمجرد اس کہنے کے ایک رفیق مسمی ببدیہ جادو مجمع رفقا سے نکل کر گویا ہوا کر مجکو اجازت
جنگ دی جاوے مین اس جوگی کو جاتے ہی قتل کرکے سر اس کا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے
لے آؤن گا اس کے تیلہ سحر کو آنے بہی ندون گا حنظل جادو نے خوش ہوکر اُس کو اجازت حرب
دی بدر جادو عقاب سحر پہ سوار ہوکے گولہ فولادی ہاتھ مین لیے ہوے بار بار اسکو اچھالتا ہوا
اور مانند گیند کے روکتا ہوا اسلے سحر زبان پر اپنی جاری کرتا ہوا لشکر سے نکل عرصہ کارزار مین
آیا ادہر جوگی نے اپنے بالکے سے چپکے سے کہا کہ دیکہنا [illegible] نہایت ہوشیار رہو پہلے ہی سحر پڑہتا ہوا
فولادی گولے پر دم کرتا ہوا میدان جنگ مین آیا ہی جلد اس کی فکر ہلاکت کرنا چاہیے بالکے نے جواب دیا
کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دیکہا جائے گا ابہی جوگی اور بالکے مین آہستہ آہستہ گفتگو ہو رہی تہی اور
مردمان ہر دو لشکر دیکہ رہے تہے کہ بدر جادو نے کارد نکال کر پیشانی اپنی شگاف کرکے
خون پیشانی کا اُس گولہ فولادی پر چہڑکے سامری کو پکار کے وہی گولہ سوے بہمن
گنبد نشین بقہر و غضب مارا ادہر بالکے نے اس گولے پر نظر کرکے کچھ پڑہ کر اپنی انگشت سے
اشارہ کیا دیکہنے والون نے دیکہا کہ وہ گولا مانند خار تر دو ٹکڑے ہوکر خاک پر گرا فی الفور جوگی
نے پکار کر کہا کہان ہی جلد آ بمجرد پکارنے اور بلانے کے خبیث مذکور بدستور ظاہر ہوکر گویا ہوا
کہ حاضر ہون کیا حکم ہوتا ہی مین کہین گیا نہین تہا موجود تہا جب تک آپ حکم دین گے بجاؤن گا
جوگی نے کہا کہ جلد جا اس نابکار ہمارے بدخواہ کا کام تمام کر خبیث مذکور نے بسرعت تمام جا کر
بدر جادو کو پکڑ کر توڑ مروڑ کر اعضا اُس کے جدا جدا کرکے کچھ لہو پی کر گوشت فربہ اُس کا کہایا اور
باقی ماندہ کو زمین پر ڈال کر نظر سے غائب ہوگیا اسی طرح چند ساحران نامی و نامور لشکر حنظل جادو
سے نکل کر پیچہے بعد دیگرے میدان جنگ مین گئے اور کام آئے جوگی کے حکم سے خبیث مذکور
نے اُن کو ہلاک کیا آخر کار خوف جان سے کوئی ساحر لشکر حنظل جادو سے برائے مقابلہ
بہمن گنبد نشین نہ نکلا اُسوقت حنظل جادو نے برہم ہوکر اور کشتے لاشے ساحران نامی
کے بالاے خاک دیکہکر بہت افسوس کرکے جملہ ساحران لشکر سے مخاطب ہوکر آواز بلند کہا کہ
اے ساحران وفادار و جان نثار و اے نمکخواران شاہ طلسم ذی وقار کیا دیکہ رہے ہو
تم سب ساٹھ ہزار ہو دلیرانہ بڑھ کر اس جوگی کو اور طلسم کشا وغیرہ کو چار جانب سے گھیر کر آتش سحر
برسا کر خرمن حیات دشمنون کا جلا کر خاک کر دو پہر مجہسے خلعت و انعام لو مین بہی تمہارے ساتھ
ان دشمنون سے لڑون گا دیکہو یہ وقت حق نمک ادا کرنے کا ہی بہادری و دلاوری و کمال و ہنر
ظاہر کرنے کا ہی لازم ہی کہ یکبارگی ہمراہ میرے بڑہو ان چند اشخاص کو قتل کرو سر میدان جنگ
نام پیدا کرو یہ کہکر لشکر تخت سحر کو آگے بڑہایا ساٹھ ہزار ساحر بہی یکبارگی اُس کے ہمراہ نارنج
ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار کارد وغیرہ اسباب سحر ہاتہون مین لے کر اسلحے سحر
پڑہتے ہوے اسباب سحر پر دم کرتے ہوے یون بڑہے جیسے دریا بڑہتا ہی یا زور و شور سے
سیل آتی ہی یا طوفان عظیم آتا ہی ادہر جوگی نے پکار کر کہا کہ اے جاتیس جلد آ یہ سب دشمن
ادہر آتے ہین حتی الامکان ان کو روک اور ہلاک کر اور جہان تک ممکن ہو خون ان کا پی لے
گوشت ان کا سیر ہوکر کہا لے خبیث مذکور یہ خردہ سنکے یون چلا جیسے شیر گرسنہ گوسفندان پر جاتا ہی

پھر جوگی نے اپنے بالکے سے کہا کہ ہوشیار ہو جانا چاہیے سپاہ دشمن آتی ہے جنگ مغلوبہ غضب کی
ہوگی سحر و ساحری از حد ہوگی میرا بھی خیال رہے بالکے نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر کچھ خیال
ہو تو پنہان ہو جائیے جوگی نے کہا کہ ہان یہ رائے خوب ہے مگر وقت ضرورت پنہان ہو جاؤنگا
بالفعل تو بیٹھا ہون یہ کہکر کچھ گولے مندو کے نیچے سے نکال کر روبرو رکھے ان مین سے ایک گولہ
اٹھا لیا اتنی دیر مین حنظل جادو نے پڑھ کر کھینچ لیا نارنج ترنج گولے فولادی کارد سحر باشش
سر سون ببولے روئی کے سحر دم کرکے مارنے لگے شعلے اور دھوان پیدا ہونے لگا ہر طرف
ابر سحر سے آتش برسنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی حنظل جادو بھی سحر کرنے لگا ادھر جوگی کا بالکا
بھی جوگی کی حفاظت کرکے لڑنے لگا ساحرون کا سحر دفع کرکے ان کو قتل کرنے لگا ملکہ بہار
گل پوش جادو بھی یہ رنگ جنگ دیکھکر گلدستہ ہاتھ مین لے کر آگے بڑھی اسمائے سحر
دم کرکے فوج دشمن پر گلدستہ مذکور مارا وہ شق ہوا پھول اور کلیان اس کی جدا ہو گئین
جس جس ساحر پر اس گلدستۂ سحر کے پھول اور کلیان پڑین اور خوشبو ان گلون کی جس کے دماغ
مین پہنچی فی الفور پھول اٹھا کر سونگھکر دیوانہ ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عاشقی ملکہ بہار
کی ظاہر کرنے لگا جنگ و جدال سے باز رہا اسی طرح جس جس ساحر نے ایک پھول یا ایک کلی بھی
اٹھا کر سونگھ لی اس کا یہی حال ہوا آخر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سوے ملکہ بہار
گل پوش جادو چلے قریب تر آکے پکارے کہ اے ملکہ عالم ہم تو مدت سے آپ کے حسن و
جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہین ایک زمانے سے مشتاق وصل ہین امیدوار نظر توجہ ہین ملکہ مذکور
نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو جا کر سر حنظل جادو لاؤ اور اس کے ساحران
لشکر کو قتل کر دینگے وہ سب ساحر بعد خوشی یہ کہتے ہوئے سوے حنظل جادو چلے کہ ہماری
ملکہ کا جو حکم ہے اسے بجا لانا ضرور ہے حنظل جادو اور اس کے لشکر کے ساحرون کی کیا حقیقت
ہے اگر حکم ملکہ بہار کا ہوتا تو ابھی جا کر شاہ طلسم زلزلہ کو قتل کرتے سر اس نابکار کا کاٹ کر
برائے خوشی خاطر ملکہ بہار گل پوش جادو لے آتے اپنی معشوقہ کے گیر ہین ہم کے حکم کو بجا لاتے
یہ کہتے ہوئے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل جوئی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے
حنظل جادو و ساحران لشکر حنظل جادو پر بار بار برسانے لگے ساحر قتل و ہلاک ہونے لگے
اپنے ہی لشکر کے ساحرون کو وہ دیوانے مبتلائے سحر ملکہ بہار ہو کر قتل کرنے لگے ملکہ
بہار مذکور دمبدم گلدستے مارنے لگی بدستور مرقوم ساحران لشکر حنظل جادو کو مبتلائے سحر
کرکے حالت دیوانگی مین ان کو لڑوانے لگی لشکر حنظل جادو مین دیوانون نے آفت برپا
کر دی سپاہ و ساحران مین غلغلہ پڑ گیا حنظل جادو یہ رنگ دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا کہ واہ وا
این گل دیگر شگفت میرے لشکر کے ساحر میرے ہی لشکر کے ساحرون کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر قتل
کر رہے ہین یہ کیا آفت تازہ برپا ہوئی آخر بعد فکر معلوم ہوا کہ یہ سب دیوانے مبتلائے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہو کر میرے فوج کے ساحرون کی کشت حیات کو برباد کر رہے ہین
یہ حال معلوم کرکے دفع سحر ملکہ مذکور کرکے ان دیوانون کو اپنے ہی سحر سے ہلاک کرنا شروع
کیا اکثر کو قتل کیا بعدہ سحر کرتا ہوا سوے بہمن گنبد نشین و طلسم کشائے طلسم زلزلہ چلا
بحرین جادو نے اپنے سحر سے دریائے مواج و قہار سحر پیدا کر کے ساحران سپاہ حنظل جادو

کو اُسی بحرِ سحر میں غریق کرنا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے ایک ہاتھ میں لوحِ طلسمی لے کر
دوسرے ہاتھ سے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر عکس لوح کا ساحروں پر ڈالکر تلوار سے قتل
کرنا شروع کیا نعرے کو وہ شگاف دمبدم کرنے لگے جس طرف مرکب کو بڑھا کر گئے سیکڑوں
ساحروں کو تہ تیغ کیا لاشوں کے ڈھیر کشتوں کے انبار لگا دیے جوگی کے بالکے نے بھی ایسے
ایسے سحر کیے کہ دیکھنے والوں کو عجب ہوا سیکڑوں ساحروں کو ابر سحر پیدا کر کے آتش سحر برسا کر
جلا کر خاک کر دیا جوگی نے بار بار جو گولے لشکر حنظل جادو پر مارنا شروع کیے وہ بھی عجب
گولے تھے کہ جس غول اور جس گروہ پر گرتے تھے شق ہو کر شعلے پیدا کر کے جلا دیتے تھے
دھواں بھی ان گولوں سے پیدا ہوتا تھا اگر کوئی ساحر بزور سحر جوگی کے گولے کو روکنا چاہتا
تھا تو وہ نکلتے تھے شورہ اور باروت کی بو گولوں کے شق ہونے سے پیدا ہوتی
تھی کبھی جوگی صاحب ظاہر ہو کر گولے مارتے تھے کبھی کسی ساحر کو نزدیک اپنے پا کر کچھ
اوڑھ کر غائب ہو جاتے تھے جیسے مذکور ہی جس طرف جاتا تھا ساحروں کا کام تمام کرتا تھا غرضکہ
چند شخصوں نے وہ کارزار بر شمشیر آبدار و باسباب سحر کی کہ صدہا ساحران لشکر حنظل جادو
قتل و ہلاک ہوئے مگر ساٹھ ہزار ساحر تھے سحر ہجوم آن کا چندان کم نہوا حنظل جادو سحر
بحرین جادو کو ستاتا ہوا ساحران قبائے سحر ملکہ بہار کو اپنے سحر سے قتل و ہلاک کرتا ہوا
جوگی کے بالکے سے ہوئے گاہ بچتا ہوا کبھی دفع کرتا ہوا خبیث مدد کو سے جان اپنی بچاتا
ہوا اُن سے ڈرتا ہوا سحر کرتا ہوا گرتا پڑتا ہوا قریب طلسم کشا آیا اُسوقت جوگی یعنی بہمن
گنبد نشین نے آواز بلند کہا کہ اے طلسم کشا ہوشیار ہو جائیے کہ حنظل جادو نزدیک آگیا ہے
یہ ساحر بلائے روزگار ہے مالک و حاکم دربند اول ہے کچھ عجب نہیں کہ طلسم بند ہوا اس نے
غیر و فنا دے سمجھے اگر کہیے تو اپنے طلا سحر کو حکم کروں کہ اس کو کھا جائے نام و نشان اس کا
باقی نہ رکھے صاحبقران کشورستان نے عین جنگ مغلوبہ میں آواز بلند جواب دیا کہ اے
بہمن گنبد نشین تم اپنے تیغ سحر کو حنظل جادو کے ہلاک کرنے کے واسطے حکم ندو اگر یہ
قریب ہمارے آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے بلکہ باعث خوشی کا ہے ہم تو اس کی فکر میں تھے یہ اپنے پاؤں
سے موت اجل کا یا ہے شمشیر آبدار ہماری کوئی دم میں اس کو راہ عدم بتا دے گی اگر اس نے
ہماری اطاعت اختیار کر لی تو البتہ جانبر ہو گا یہ کہکر سوے حنظل جادو مرکب کو موڑا جو ساحر
درمیان میں ہوتے تھے ان کو قتل کرتے قریب تراہی کے جا کر نعرہ کیا ہر شمشیر آبدار علم کر کے عکس
لوح طلسمی کا اس پر ڈالا حنظل جادو سحر بھولا مگر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگا صاحبقران
کشورستان نے ایسی حالت میں مرکب کو اپنے اڑا کر تخت سحر اُس کے بھونچکے اور ارادہ
تلوار لگانے کا کیا پھر کچھ سوچ کر اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر تخت سے اُس کو اٹھا کر نعرہ کر کے
اپنے سر سے بلند کر کے گروش دے کر فرمایا کہ اے حنظل جادو جلاد درشت خلق خالق
کون و مکان و معبود انس و جان ہے یہ گفتگو سنکے حنظل جادو خاموش ہوا اُس وقت
بحرین جادو نے پکار کر کہا کہ اے حنظل جادو کیوں اپنی جان شیرین کو ضائع و تلف
کیا چاہتا ہے خاموش کیوں ہے اطاعت طلسم کشا کیوں اختیار نہیں کرتا یہ طلسم زیر فتح
ہو جائے گا جو ساحر اطاعت صاحبقران نکرے گا ضرور وہ قتل ہو جائے گا لہذا تجکو لازم

و مناسب یہ ہی کہ طالب امان ہو کر اطاعت بصدق دل اختیار کر مثل ہمارے مطیع دین اسلام ہو
انجام تیرا بخیر ہوگا دنیا مین بھی بعیش و راحت زندگی تیری بسر ہوگی ذرا غور تو کر کہ چند مخصوصون کو
خداوند عالم نے تجھ پر اور تیری سپاہ کثیر پر کیسا غالب کیا ہی جو خدا ایسا قادر و توانا ہو وہی قابل
سجدہ ہی یہ کلمات نصیحت و ہدایت آمیز سنکے حنظل جادو نے بجائے خود خیال کیا کہ واقعی دین اسلام
دین حق ہی اور اہل اسلام کا خدا قادر و توانا ہی بیشک قابل سجدہ ہی یہ خیالات کر کے طالب امان
ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ امان بشرط قبول ایمان دی جائے گی حنظل جادو نے کہا کہ
بالفعل مطیع دین اسلام مانند بحرین جادو کے ہوتا ہون بعد فتح طلسم زلزلہ مسلمان ہونگا
صاحبقران نے اس کی تقریر سنکے اس کو صادق القول جان کر پھر تخت تحریر اُس کو بٹھا دیا
اُسوقت حنظل جادو نے بآواز بلند اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے
اطاعت طلسم کشا اختیار کی اور مطیع دین اسلام ہو گیا تمکو بھی لازم ہی کہ مثل میرے مطیع دین اسلام
ہو کر فرمانبرداری طلسم کشا اختیار کرو یہ سنکے ہزارون ساحرون نے جنگ سے ہاتھ روک کر
عرض کیا کہ اے مالک و آقا ہمارے اگر آپ کی رائے یہی ہی تو ہمین کیا عذر ہی مگر بعض ساحران
سیہ قلب نے تقریر حنظل جادو کی سنکے بجائے خود کہا کہ ہم تو اپنا دین آبائی ترک کر کے اطاعت
طلسم کشا اختیار نکرینگے یہ باتین اپنے دل مین کر کے لشکر سے نکل کر بعض سمت دربند دوم
و بعض جانب شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوئے لڑائی موقوف ہوئی حنظل جادو نے مطیع دین اسلام
ہو کر صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میرے دربند مین اندر قلعے کے تشریف لے چلیے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ دربند اول کو بطریق مرقوم الصدر فتح کر کے بعد خوشی و خرمی ہمراہی
حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع پینتالیس ہزار سپاہ ساحرون کے
چلے اُسوقت صاحبقران کشورستان نے بہمن گنبد نشین سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
دربند اول طلسم زلزلہ مین چلو ہمارے سبب سے یہان آکر بڑی تکلیف اٹھائی ہی چند ساعت
دربند مین چل کر راحت پذیر ہوتے ہمارے ساتھ تمنے بھی جنگ مین شرکت کی ہی ہمکو ممنون منت
کیا ہو ہم بھی تمہارے ساتھ نیکی پیش آئینگے بہمن گنبد نشین نے کہا کہ آپکی شرکت و
جنگ مین ہمارا نقصان کثیر ہوا ہی بہت روپیہ صرف ہوا ہی اسوقت ہمکو اپنے زر کثیر کے خرچ
ہو جانے کا خیال ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ جو کچھ تمہارا روپیہ اس لڑائی مین خرچ ہوا ہی
تمکو دلوا دیا جائے گا بہمن گنبد نشین یہ سنکے خاموش رہا حنظل جادو نے کہا کہ اے
بہمن گنبد نشین اب مین تمہارا بھی دوست ہون بے تردد و فکر و بیخوف و خطر ہمراہ صاحبقران
تم بھی میرے دربند مین چلو اور سیر دربند کرو مگر اپنے تنڈ سحر کو رخصت کر دو اپنے ساتھ نہ لے چلو
اُس کی صورت مہیب و بدشکل سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی عجب تماشا ہے تمہارے سحر کا ہی ایسا
کوئی تنڈ سحر کا مین نے نہین دیکھا ہی بہمن گنبد نشین یہ تقریر اُس کی سنکے مسکرایا پھر تنڈ
مذکور کو رخصت کر کے اپنا تخت بھی سوے دربند اول طلسم زلزلہ بڑھایا ہمراہ صاحبقران
و دیگرے سوے دربند مذکور چلا بعد قطع راہ صاحبقران کشورستان داخل دربند مرقوم الصدر
ہوئے دیکھا کہ دربند مذکور نہایت آباد ہی مکان پختہ و خام بے شمار ہین دربند مرقوم الصدر
نہایت وسیع ہی حنظل جادو صاحبقران کو قلعے کے اندر لے گیا جائے صدر پر بٹھایا

بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بہمن گنبد نشین اور اُس کا لشکر بھی سب علی قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھے صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے عیار و یاران کے نامبردگان کرسیوں پر بیٹھے تھے ہر ایک تماشے کو دیکھ کر علی الخصوص صاحبقران ذی وقار کی سواری کو دیکھ کر اُس کی تعریف کرنے لگے لوح کو زیر لباس پنہاں کر لیا تھا تا کہ عکس اُس کا کسی شیشے پر نہ پڑے ابھی صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے لشکر ساحران بمقام فرودگاہ فروکش ہوا تھا کہ حنظل جادو نے ساقیان گلرخ کو طلب کیا فوراً ساقیان گلعذار کشتیان بادۂ گلنار کی مع شیشہ و ساغر لے کر حاضر ہوئے با ادب سلام امیر عالی مقام کو کیا پھر بایمائے حنظل جادو وہ ساقیان خوش رو شیشوں سے ساغر ہائے بلوریں مے گلرنگ یعنی وہ شراب جو اہل اسلام علی الخصوص صاحبقران عالی مقام پیتے ہیں جس کو عرق مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ بھی کہتے ہیں بھر بھر صاحبقران و بحرین جادو و بہمن گنبد نشین وغیرہ کو بناز و ادا دینے لگے ہر ایک بصد رغبت و خوشی شراب مذکور پینے لگا جب سب صہبائے مذکور کے دو دو تین تین جام پی چکے ساقیان مہ جبین وہ کشتیان شراب کی اٹھا کر لے گئیں اُس وقت حکم حنظل جادو سے چند نازنینان خوب رو و خوش گلو مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوئیں اُن میں سے ایک مطربہ خوش رو و خوش گلو مع اپنے سازندوں کے روبروئے امیر عالی مقام حاضر ہو کر بعد سلام و درستی ہر ایک سامنے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے اُس کے رقص کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ نازنین گت ناچ چکی دلہائے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کر چکی تو یہ غزل شروع کی

غزل

نہ تو دل اپنا ملا ہمکو نہ دلبر اپنا
ایسے قابو ہو نہ دلبر پہ نہ دل پر اپنا

چشم عالم کو دکھائی نہیں دیتا اصلا
کر دیا کس کی صورت تن لاغر اپنا

دل بیتاب کے مضمون کا ہے کر نامہ
اڑ گیا صورت سیماب کبوتر اپنا

امتحان میں نہیں ٹھہرے گا دم قتل رقیب
معرکے میں تری تلوار ہے اور سر اپنا

مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں ہم فرش زمین
جیتے جی کوچے سے بہتر ہے نہیں گھر اپنا

آج کل مجھ پہ وہ الطاف و کرم کرتے ہیں
ہے مقدر صفت بخت سکندر اپنا

شوخ اس عارض گلرنگ پہ ہم مرتے ہیں
ہو کفن بعد فنا پھولوں کی چادر اپنا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے بجائے خود تعریف اُس مطربہ کے رقص و نغمے کی کرنے لگے جب وہ نازنین اشعار غزل مندرجہ بالا گا چکی انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے ہمراہ اپنے سازندوں کے چلی گئی پھر دوسری مطربہ مانند مطربہ اول کے بزم میں داخل ہو کر ناچنے گانے لگی دو پہر تک بزم عشرت آراستہ رہی بعد از ان صحبت رقص موقوف ہوئی حنظل جادو نے سامان دعوت و ضیافت کیا صاحبقران نے بہمن گنبد نشین کی تعریف و ثنا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ رہو یہاں تک کہ ہم تمام طلسم ہزار لرزہ فتح کر لیں تو مال و اسباب طلسم سے نصف تمکو بھی دیں گے تمہارا سحر عجیب و غریب ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران کچھ آپ نے حسب وعدہ آج کا زر نقصان ہمیں دیا البتہ وعدہ کیا کچھ آپ ہمیں نصف مال و زر و جواہر طلسمی دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ فی الحال یہ واجب تو ہمارے پاس نہیں ہے جس قدر روپیہ

تمھارا آج کی جنگ مین صرف ہوا ہو اُتنے روپے کا بیسے رقعہ لکھوالو یا خنقل جادو سے
ہم روپیہ لیکر اسی وقت تم کو دیدین جو منظور ہو بیان کرو اُس نے کہا کہ یہ زبانی خرچ مجھے پسند نہین
ہے دس ہزار روپیہ کا آج نقصان ہوا ہو اور نقصان سے مراد یہ ہو کہ اسی جنگ میں صرف ہوا ہو
کہ لے جو ہارے گئے ہین اور جو سواخ وافتاد کے ہین نے اور میرے بلگے نے بیچے ہین آخر
اُس مین زرکثیر صرف ہوا ہو یا نہین روپیہ سامنے آئے اور اپنے قبضے مین آئے تو آئندہ سہی
آپ سے روپیہ ملنے کی امید ہو جائے خنقل جادو سے صاحبقران نے کہا کہ بطور قرض ہم
دس ہزار روپیہ لا دو ہم تم کو دیدینگے اُس نے عرض کیا کہ ابھی جا کر لاتا ہون حاضر خدمت عالی
کرتا ہون یہ کہکر خنقل جادو اتنا روپیہ لینے کو چلا بہمن گنبد نشین دس ہزار روپے لیکے
خیال کرکے ہنسا صاحبقران کشورستان اُس کے ہنسنے سے سمجھ گئے کہ یہ بہمن گنبد نشین
بنے ہوے خواجہ ہین اور اس بلگے مین کچھ تردد ہے یہ سمجھکر امیر با توقیر نے فرمایا کہ ہم تمھارے
ہنسنے سے سمجھے حال سے آگاہ ہوگئے بہمن گنبد نشین نے پوچھا کہ آپ میرے حال سے
کیا باخبر ہوے کچھ بیان تو کیجیے صاحبقران کشورستان نے فرمایا کہ ہمین ایسا ثابت ہوتا ہو کہ تم
خواجہ طیفور کرد یا ہو بصورت بہمن گنبد نشین گنبد جاری سے ملکہ زمیق سحر ساز
سردار خوارجادو کو قتل کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو قید سے رہا کرکے اس طرف آگئے ہو
یہ تمھارا ایکا نہین ہو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین بہمن گنبد نشین نے مسکرا کر پوچھا کہ آپ نے
کیونکر پہچانا کہ ہم ہی خواجہ ہین اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین صاحبقران کشورستان نے
جواب دیا کہ اے خواجہ طیفور کرد یا ایک زمانۂ دراز بلکہ عہد طفلی سے ہمارا تمھارا ساتھ ہے
تمھارے خصائل و عادت سے ہم آگاہ ہوگئے ہین بہمن گنبد نشین نے عرض کیا کہ آپ نے
خوب پہچانا بیشک مین طیفور کرد یا ہون اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین یہ کہکر رنگ و روغن
عیاری کو دور کیا بصورت اصلی ہو کر کہا کہ اے ملکہ حال کھل گیا اب تم بھی صورت اصلی پر آؤ اور
رنگ و روغن چہرے سے دور کرو اُس نے بھی خواجہ کے کہنے پر عمل کیا صاحبقران نے خوش
ہو کر حال گنبد سامری پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے خواجہ کی از حد تعریف عیاری کی پھر حال قتل ملکہ زمیق سحر ساز و دارخوار
جادو دریافت کیا خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری اور اُس کے ہلاک کرنے کا مفصل بیان کیا
چونکہ صاحبقران نے وعدہ دس ہزار روپیہ دینے کا کیا تھا ایک رقعہ دس ہزار روپے کا لکھکر
خواجہ کو دیا اور بقول راوی دیگر اُسی وقت دس ہزار روپیہ خنقل جادو سے لیکر خواجہ کو
دیا خواجہ نے خوش ہو کر نذر زنبیل کیا خنقل جادو نے چند روز تک صاحبقران کشورستان
وغیرہ کی دعوت و ضیافت بعنوان شائستہ کی اور عہد اول کے اکثر مقامات لائق دید کی سیر کرائی۔

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جانب دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین مخمس

ہوگیا دریائے حیرت میں غرق ہوگیا سناٹا ہوگیا دربار میں اگرچہ صدہا ساحران نامی بیٹھے تھے
مگر خبر مذکور کے سننے سے جملہ ساحران اہل دربار کو ایسی حیرت ہوگئی کہ گویا تصویر گلی ہوگئے
اپنی شکل اجل و بربادی و تباہی طلسم زلزلہ گویا آنکھوں کے سامنے پھر گئی زندگی سے یاس
ہوئی بعضے کانپنے لگے اکثر ساحروں کے دل دہل گئے آثار تردد و انتشار چہروں سے آشکار
ہوے ساریق و سنجنگان بھی خبر مذکور الصدر سنکے متردد ہوے ساریق بن بقا نے
سنجنگان سے سرگوشی میں کہا کہ میدانی حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام اس نے بھی سرگوشی میں جواب دیا
کہ جو عاجز و بد مقدر ہے وہ تقدیر کیا کر سکتا ہے انجام مجھکو بد معلوم ہوتا ہے یہاں سے قریب تر بھاگنا
ہوگا اسی کو تقدیر تازہ و سمجھ لینا چاہیے صاحبقران دشمن دین و ایمان و جان جانے سے اور آپ کے
تعاقب میں فتح طلسم زلزلہ کرتے ہوے آئے ہیں در بند اول فتح کر چکے ہیں ابھی خبر فتح در بند مگر
آپ سن چکے ہیں ارادہ گریز تصمیم کر لیجیے کمر بھاگنے کے واسطے ابھی سے باندھ لیجیے تقدیر گریز
کیجیے ساریق بن بقا تقریر سنجنگان سنکے گویا ہوا کہ یہی تقدیر سننے کی ہے ہودم سرمست جادو
شاہ طلسم زلزلہ ہماری خداوندی سے منحرف ہے ہم بھی چپکے چپکے تقدیریں نئی نئی کرکے دست
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس کو قتل کرا دینگے طلسم اس کا نیست و نابود کرا دینگے
ہم یہاں سے اور کسی طرف روانہ ہونگے یہ بندۂ سرکش و نافرمان بردار ہے اس کو سزا دینگے یہ کہکر
خاموش ہوا ہودم سرمست جادو نے بعد حیرت و تردد بسیار باتفاق رائے وزیر اشتفاق
جادو و جملہ ساحران اہل دربار کئی ہزار ساحروں کو ہمراہ عقرب جادو اپنے رفیق خاص
کے کرکے واسطے اعانت زلزلہ جادو مالک در بند دوم طلسم زلزلہ کے مع ایک فرمان کے
اسی وقت روانہ کیا ساحر مذکور بجمعیت چند ہزار ساحروں کے قطع راہ کرکے در بند دوم میں پہونچا
مالک در بند دوم زلزلہ جادو سے ملا فرمان شاہ طلسم اس کو دیا اس نے فرمان مذکور کو پڑھا
خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ اے زلزلہ جادو ہمیں یہ خبر پہونچی ہے کہ طلسم کشا داخل در بند اول
بعد جنگ ہوگیا حنظل جادو نمک حرام مالک در بند اول نے اطاعت طلسم کشا اختیار کر لی ہے
تا ابا طلسم کشا امروز و فردا تیرے در بند کی طرف حسب ہدایت لوح طلسمی آئیگا پس تجھکو لازم ہے
کہ بندوبست و انتظام میں کمی نکرنا جانتک ممکن ہو طلسم کشا کو کسی طور سے اسیر کرکے ہمارے
پاس روانہ کر دینا دلیرانہ ہنگام جنگ طلسم کشا سے بضرورت مقابلہ بھی کرنا سرکوبی و جانثاری
کی ہمارے روگردان نہونا مثل حنظل جادو نمک حرامی نکرنا اگر تو بمکر و تدبیر و کوشش طلسم کشا
کو اسیر کرکے پاس ہمارے بھیجے گا تو درجہ تیرا بڑھایا جائیگا اور وہ خلعت وانعام تجھکو
دیا جائیگا کہ دیکھنے والوں کو عجب ہوگا بالفعل ہمنے تیری اعانت کے واسطے چھ ہزار ساحروں کو
ماتحت عقرب جادو کے روانہ کیا ہے فردا بہتر کیا دبیزرو عیار بے نظیر وزیر اشتفاق
جادو کو کہ ہم عیار و ساحر ہے تیرے پاس روانہ کرینگے اس نے دعوی اسیری طلسم کشا
کیا ہے وقت ضرورت عیار مذکور سے مددگاری کرے گا زلزلہ جادو فرمان شاہ طلسم پڑھکر اور
خوش ہوکر عقرب جادو سے کہنے لگا کہ شہنشاہ جہان نے تجھکو واسطے ہماری
اعانت کے روانہ کیا ہے اور عیار بھی کیا دبیزرو کو ہمراہ اسیری طلسم کشا بھیجنے کو تحریر
کیا ہے یہ مصلحت شہنشاہ کی ہے ورنہ مجھکو احتیاج عیار وغیرہ کی نہیں ہے ہمارا در بند

سرحد در بند مین کوئی قدم رکھ ہی نہین سکتا ہان وہی قدم رکھ سکتا ہی جو اپنی زندگی سے
بیزار ہو اور سوے عدم جانا منظور ہو تم ہمارے سحر سے آگاہ ہو اگر طلسم کشا ذرا بھی لوح طلسمی
کے خلاف حکم عمل کرے گا تو اسیر ہو جائے گا یا بغیر دیکھے لوح طلسمی کے سرحد در بند مین
قدم رکھے گا تو بھی اُس کے واسطے باعث خرابی ہوگا ذرا ادھر طلسم کشا آئے تو سہی ہمنے بخوبی
انتظام و بند و بست کر لیا ہی عقرب جادو نے جواب دیا کہ تمھارا در بند بہ نسبت در بند
اول کے نہایت دشوار گذار ہی اور تمھارا سحر بھی مشہور روزگار ہی مگر احتیاطاً شہنشاہ ساحران
نے مجکو بھی روانہ کیا ہی اور عیار کے روانہ کرنے کو تحریر کیا ہی زلزلہ جادو و بقول بعض
داستان گویان نام مالک در بند دوم کا طاؤس جادو ہی کیونکہ بصورت طاؤس در قلعہ پہ
بیٹھا رہتا ہی حفاظت قلعہ و در بند کرتا ہی اسی کے سحر سے قلعہ و حوالی زمین قلعہ کو گردش رہتی ہی
جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا غرضکہ بہر طور زلزلہ جادو یا طاؤس جادو مالک در بند دوم
طلسم زلزلہ گفتگوے عقرب جادو سنکے خاموش رہا دوسرے روز شہنشاہ ساحران جہان نے
مہتر کیاد تیز رو کو سوے در بند دوم روانہ کیا یہ عیار مکار نہایت ہوشیار ہی شگفتہ دختر وزیر دوم
یعنی اشتقاق جادو کا ہی ایک مدت سے اکل ہی و بقول بعض راوی نام عیار مذکور کا مہتر شمس
ہی زہرلب سیمتن دختر اشتقاق جادو پر عاشق ہی زہرلب سیمتن کو بھی اُس کی بانکپن سے
آگاہی ہی مگر اُس پر توجہ نہین کرتی ہی ایک ملازم اپنے باپ کا جان کر اور ادنی مرتبے کا شخص خیال
کرکے کبھی اُس کی مراد دلی نہین بر لاتی ہی مہتر شمس تیز رو مشتاق وصل رہتا ہی حال اس کا بمقام
مناسب لکھا جائے گا بالفعل اس کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ وغیرہ کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب کئی روز صاحبقران در بند اول مین
قیام پذیر ہو کر دعوت و ضیافت حنظل جادو قبول کر چکے اور سیر در بند اول مین عجائب و غرائب
طلسم کی کر چکے حنظل جادو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب ارادہ ہمارا یہ ہی کہ سوے در بند
دوم جائین اور حسب ہدایت لوح طلسمی و بعون الہی اُس کو فتح کرین گے لہذا سامان اُس طرف
چلنے کا کرو اور حالات اُس در بند کے بیان کرو اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران شورستان
بندہ حالات در بند دوم کے تو کیا بیان کر سکتا ہون کہ بے حد ہین الا اسقدر عرض کرتا ہون کہ
در بند دوم بہ نسبت اس در بند کے نہایت سخت ہی جب عنقریب سرحد در بند دوم تشریف
لے چلیے گا تو خود ہی اُس کے حالات ملاحظہ فرمائیے گا طاؤس جادو معروف زلزلہ جادو
نہایت زبردست ساحر ہی سحر اُس کا عجب سخت سحر ہی کوئی بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی
سرحد مین قدم رکھ نہین سکتا ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی سرحد
مین قدم رکھے تو فی الفور فنا ہو جائے زمین سرحد در بند دوم جلنے آسمان سے زیادہ ہی طلسم
کہ ایک دم مین نیست و نابود کر دے اگر لاکھون بلکہ کروڑہا لشکری بھی کوئی شاہ وغیرہ اپنے
ہمراہ لے جائے تو بھی جانبری سے امان نپائے مع اپنے لشکر کے ایک دم مین معدوم
ہو جائے کچھ بھی نام و نشان اُس کا نرہے یا اسیر ہو جائے مگر آپ صاحب لوح طلسمی ہین لوح
آپ کو ہدایت کرے گی طریقہ فتح در بند تعلیم کرے گی آپ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے گا تو
فتحیاب ہوجیے گا ورنہ باعث خرابی و اسیری کا ہوگا اور یہ خادم آپ کا مع اپنے لشکر کے آپ کے

ہمراہ رکاب چلے گا درباب فتح دربند مذکور حتی الامکان کوشش کرے گا ساحران دربند سے
مقابلہ ومجادلہ کرے گا وہان کے حالات سے بھی آگاہ کرتا رہے گا حسب الحکم حضور تیاری
لشکر و درستی اسباب جنگ جلد کرے گا یہ عرض کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان حرب و
ضرب وجنگ وجدال اسی وقت سے کرو کل ہنگام سحر یہان سے سوے دربند دوم روانہ
ہونگے ملازم اسی وقت سے حسب الحکم کاربند ہوے درستی سامان جنگ مین مصروف
ہوے جب وہ روز گذر کر شب آئی اور وہ رات بھی بسر ہوکر سحر ہوئی صاحبقران کشورستان
اداے فریضہ سحری سے شرف یاب ہوکر دعاے فتح وظفر درگاہ خدا مین کرکے طالب نصرت
خداوندعالم سے ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر حسب ہدایت لوح طلسمی
تنہا ایک سمت روانہ ہوے عقب صاحبقران خواجہ طیفور گرد پا بھی بصورت مبدل چلے عقب
خواجہ موصوف حنظل جادو و نجرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دیدہ بہ
سحر سہاز جادو بجمعیت تخمیناً پچپن ہزار ساحرون کے بسامان جنگ وجدال سحر کی
سواریون پر سوار ہوکر زمین سے سوے فلک بلند ہوکر لکہ ہاے ابر مین غائب و نہان ہوکر
عجائب وغرائب سحر دیکھتے ہوے جابجا ٹھہرتے ہوے سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ان سب کا
حال بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا اولاً حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہے
کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دربند اول سے سب سے رخصت ہوکر لوح کو دیکھکر
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب دربند دوم روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر دشت وکوہ کرتے
ہوے عجائب وغرائب وحش وطیور وغیرہ دیکھتے ہوے نہایت حیران و پریشان لوح طلسمی کو بار بار
دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے ہر مرتبہ کے دیکھنے مین لوح کی ہدایت
کرتی تھی کہ اے طلسم کشا اس راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھ کسی سے ہمسخن نہو نہ کسی کو چرند و پرند
سے شکار کر نہ کسی سے ملتفت ہو یہ مقدمہ طلسم ہے ورنہ منزل مقصود تک نہ پہونچے گا اثناے
راہ مین مبتلاے آفات وبلا ہو جائے گا جو سب طائر و وحوش عجائب وغرائب بکثرت تجھکو نظر آئے
ہین اور بزبان فصیح کلام کرتے ہین دراصل ساحر ہین اپنی جانب تجھکو متوجہ کرتے ہین روکنا
چاہتے ہین مگر حصول لوح و تدبیر گرفتاری پر تیری آمادہ ہین خبردار وہوشیار ان کی باتون پر توجہ نہو
نہ ان سے ہمکلام ہو ورنہ بھٹکے گا صاحبقران حسب ہدایت لوح طلسمی خاموش چلے جاتے تھے
درندے اور پرندے عجیب وغریب جابجا سدراہ ہوکر بزبان فصیح باہم کہتے تھے کہ دیکھو یہی
طلسم کشا ہے جو براے فتح دربند دوم جاتا ہے نہایت ہوشیار و چالاک ہے شاید لوح طلسمی دیکھتا ہے
نہ ہمسے خائف و ترسان ہوتا ہے نہ ہمکلام ہوتا ہے نہ ہم مین سے کسی کو ضرر پہونچاتا ہے نہ کہین ٹھہرتا ہے
نہ ہمارے دام فریب مین آتا ہے کیا کرین اس کے پاس لوح طلسمی ہے اس کے عکس سے قریب تر
اس کے نہین جاسکتے ہین مجبور ہین صاحبقران ان کی گفتگو سنتے ہوے بنظر حیرت ان سب کو
دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک خوش قطع میدان مین پہونچے دیکھا کہ درمیان
سبزہ زار قریب قریب اکثر درخت لمبے بلند وخوشنما وسرسبز ہین کہ اثمار ان کے طویل ہین نصف
حصہ زیرین بصورت ماہی ہے اور نصف حصہ بالا بشکل چہرہ حور ہے اور وہ اثمار عجائب پروردگار
بزبان فصیح کلام کرتے ہین صاحبقران کشورستان اثمار واشجار مذکور دیکھکر بدرجہ کمال

غرق دریائے حیرت و تعجب ہو کر جو قریب تر اُن کے گئے یکایک وہ اثمار بے اختیار قہقہہ مار کر
ہنسنے لگے باہم گویا ہوئے طلسم کشائے طلسم زاولہ آگیا غنچۂ دل مانند شگفتہ ہوا اسی کی آرزو سے دید
تھی اب نہال تمنا ہمارا بار لایا دیکھیں ہم میں سے کس کی طرف طلسم کشا دست ہوس بڑھاتا ہے ہم
وہ میوۂ مرغوب دل ہیں کہ کسی کا ہاتھ ہم تک نہیں پہونچا ہے مدت مدید سے جب سے کہ
پیدا ہوئے ہیں خزاں ہمارے گلشن حسن پر نہیں آئی ہے چمن کمال ہمارا سدا بہار ہے صاحبقران
نے ان اثمار حورا صورت و چہرہ کو قریب سے دیکھ کر گیسوئے عنبرین و چشم فتان و ابروے کمانی
و عارض و لب و دندان پر اُن کے نظر کر کے بے اختیار اُن کی طرف مائل ہو گئے مگر گفتگو اُن کی سنکے
طلسم کشائی کی فکر دل سے دور کر کے محو جمال ہو کر مرکب کو روک کر ہاتھ اپنا اُن کی طرف
بڑھا کے ارادہ کیا کہ ایک ثمر حورا صورت کو درخت سے توڑ کر اپنے سینہ و قلب و جگر اس سے
مس کیجئے بعد ازاں نازک کیجئے ناگاہ ہوائے سرد چلی اوراق اشجار مذکور متحرک ہوئے وہ ہوائے
سرد و فرحت فزا ایسی خوشگوار تھی کہ بے اختیار صاحبقران نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا
عالم محویت میں ہاتھ تو جانب ثمر بڑھایا اور پانوں کو رکاب سے باہر نکالا ارادہ کیا کہ مرکب سے اتر کر زیر سایہ
اشجار مذکور بیٹھے اور اثمار اشجار سے ایک ثمر کو توڑ کر چہرہ حورا صورت ثمر کے بوسے لیجیے بار بار
پیار کیجیے یکایک پس پشت سے یہ کلمات گوش صاحبقران ہیں کے گئے کہ اے امیر تو کیا ارادہ
مرکب سے اترنے اور ان درختوں کے کسی پھل کے توڑنے کا ہاں فعل نہ کیجیے پہلے لوح کو دیکھیے
اگر لوح طلسمی حکم دے تو البتہ مرکب سے اتر کر ان درختوں کے پھلوں کو ہاتھ لگائیے یہ مقدمہ
طریق طلسمی ہے اس راہ میں ہر قدم پر ذرہ ذرہ زمین و گل و غنچہ و گلزار و باغ و برگ و بار و سبزہ و ثمار
و نباتات و چرند و پرند وغیرہ سب آپ کے دشمن ہیں اور یہ اثمار و اشجار عجائبات طلسم سے ہیں ان کی
کلام کرنے سے اور ان کی صورت زیبا دیکھنے سے جو دیدہ و مائل ہو جائیے گا وا کسی بلا و آفت
میں اسیر ہو جائیے گا کلمات مذکور بعد شنید صاحبقران سے محویت سے باز آکر گویا خواب سے بیدار ہو کر
ہوشیار ہو کر لوح طلسمی کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے
کہ بغیر دیکھے لوح کے ان اشجار کے اثمار کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر کسی ثمر کو درخت سے توڑ لیتا
اور مرکب سے اتر کر زیر اشجار بیٹھ جاتا تو لوح چھن جاتی تو بھی اسیر ہو جاتا خیر ہوئی کہ تیرے
عیار نے تجھ کو ہوشیار کیا اور اُس کے ہوشیار کرنے سے تو نے لوح کو دیکھا اب تجھ کو لازم ہے کہ
یہ اسم جو گوشۂ لوح پر کندہ ہے چالیس مرتبہ پڑھ کر ان اشجار و اثمار کی طرف پھونک اور عکس لوح
ان پر ڈال پس قدرت باغبان گلشن عالم دیکھ صاحبقران نے حسب ہدایت لوح طلسمی
وہی اسم اعظم الٰہی چہل مرتبہ پڑھ کر ان اشجار و اثمار پر پھونکا اور لوح کا عکس بھی ڈالا بمجرد اس
عمل کرنے کے ان اشجار میں آگ لگ گئی تھا خلوے اشجار مذکور مانند شعلے موم و کافوری
کے جلنے لگے و دھواں نکلنے لگا اثمار اُن کے بزبان فصیح گویا ہوئے افسوس ہزار افسوس ہمارے دل
نہ بر آئی کہ پہر خزاں آئی تدبیریں کرنی بگڑ گئی عیار طلسم کشا نے غضب کیا طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا
ورنہ طلسم کشا ہمارے دام فریب میں آچکا تھا لوح طلسمی چھین کر اُس کو اسیر کر لیتے یہ کہتے تھے
کہ وہ بھی جلنے لگے وہ اثمار کہ جن کے چہرے بصورت جوانان خوب رو تھے شعلوں سے جلنے لگے
اور خاک ہونے لگے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں وہ سب اشجار مع اثمار جل کر خاک ہوئے

دھوان دفع ہوا اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ایک ساحرہ کہ یہ منظر بمقام اشجار و اثمار
جلی ہوئی پڑی ہی نہ وہان کوئی درخت ہی نہ ثمر ہی نہ سبزہ ہی نہ ہوائے سرد و فرحت افزا ہی خاک
اڑ رہی ہی میدان پر خار و وحش ہی ابھی صاحبقران بنظر حیرت دیکھ رہے تھے کہ اُس ساحرہ
کے مرنے کی علامات پیدا ہوے ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ نمودار ہوا تاریکی بھی کچھ ہوئی ابر
مین برق چمکنے لگی آواز رعد ابر سے پیدا ہونے لگی برف باری و سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی
دیر کے وہ آندھی اور وہ تاریکی و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُس ساحرہ سے
سحر کے پیرون نے اُسی ساحرہ کے نام سے یون پکار کر بصداے دردناک کہا کہ افسوس قتل کیا
اور مارا مجکو طلسم کشا نے بہدایت لوح طلسمی و ہوشیار کرنے عیار مکار کے نام میرا نہال حیرت
جادو تھا اور واسطے اسیری و گرفتاری طلسم کشا کے زلزلہ جادو عرف طاؤس جادو
مالک دربند دوم نے مجکو اس صحرا مین مقرر کیا تھا صد حیف کہ میرے گلشن زندگی پر خزان
آئی اور ثمر مراد ہاتھ نہ آیا یہ صدا دے کر پیر سحر کے ایک طرف نالان و گریان چلے گئے وہ
صدہا ساحر جو بصورت طائران رنگا رنگ والی اشجار ثمر دار مذکور مین درختون پر بیٹھے تھے حال
دیکھکر تاب جنگ نہ لاکر بے اختیار درختون پر سے یکبارگی اڑ کر سوے دربند دوم بھاگے
طاقت و قوت مقابلہ و مجادلہ کی نہ لاکے نہال حیرت جادو ساحرہ کامل و منتخب و نامی و نامور
کو دست طلسم کشا سے ہلاک ہوتے ہوے دیکھکر یارائے جنگ و اقامت نہ لاکر باہم یہ کہتے ہوے
گریزان ہوے کہ جب طلسم کشا نے نہال حیرت جادو ایسی ساحرہ نامی کو بہدایت لوح طلسمی
ہلاک کیا اور اُس کے سحر کو دفع کیا تو ہم سب کی روبرو اُس کے کیا حقیقت ہی دیدہ و دانستہ
اپنی جان دینا خلاف عقل و فہم ہی اگر بجائے طلسم کشا دو چار ہزار ساحر ہوتے تو اُن سے
لڑ سکتے تھے طلسم کشا تو صاحب لوح طلسمی ہی سحر اُس پر کارگر نہوتا وہ بہدایت لوح طلسمی ہنگام
جنگ ضرور قتل کرتا ہم مین سے کسی کو زندہ نچھوڑتا پس ہم کیا موقوف تھے جو اُس سے
مقابلہ کرتے عوض مین لڑنے کے مالک دربند دوم کے پاس جاکر تمام حال جو دیکھا ہی عرض
کر دین گے یہ کہتے ہوے بصورت طائران رنگا رنگ بسرعت تمام راہ طی کرکے اُسوقت پہنچے
کہ زلزلہ جادو و بقول راوی دیگر طاؤس جادو سر دربار بیٹھا ہوا تھا گرد اُس کے رفقا اُس کے
جو ساحران نامی و نامور مانند ابرباران جادو و آتشبار جادو مقتولان مذکور کے
تھے باادب بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا طاؤس جادو خبر آمد طلسم کشا سے متردد و متفکر تھا
اُس کے اُس سے عرض کر رہے تھے کہ حضور اقدس کیون متردد ہین دربند آپ کا مثل دربند
حنظل جادو کے نہین ہی یہ وہ دربند سخت و صعب ہی کہ حد دربند مین قدم رکھنا دشوار ہی
فتح کرنا تو اس کا بہت مشکل ہی سحر آپ کا وہ سحر سخت ہی کہ ایسا سخت سحر کسی ساحر کا نہوگا علاوہ
اس کے یہان تک آنا طلسم کشا کا ممکن ہی نہین ہی آنے کی راہ مین بہت سے ایسے مقامات ہین
کہ طلسم کشا دھوکا کھا کر مبتلاے بلا ہو جائے گا اسیر ہوکر حضور کے روبرو آئے گا خصوصاً
صحراے سبزہ زار حیرت سے گذر کرنا اُس کا بہت مشکل ہی کیونکہ آپ کے بزرگون سے
نہال حیرت جادو اُس صحرا کی محافظ ہی وہ سد راہ ہوگی اپنی سرحد سے اُدھر آنے
نہ دیگی صحراے سبزہ زار حیرت بھی گویا ایک دربند سخت و دشوار گذار ہی کیا مجال کہ

ناظر اُس کے اشجار و انہار سحر کا ہو کر کوئی رنگ و اسیری سے محفوظ رہ سکتا ہے طاؤس جادو یہ بیان
اُن کی کہہ رہا تھا کہ تقریر تمہاری درست ہے مگر طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہے اگر اُس نے کہیں غافل
ہو کر لوح طلسمی کو نہ دیکھا اور دھوکا کھایا تو حسب المراد بقول تمہارے اس دربند تک آنا نصیب ہوگا
اور اگر آئے گا بھی تو اسیر ہو کر آئے گا اور اگر ہر جگہ اُس نے لوح کو دیکھا اور بہدایت لوح عمل کیا تو
ضرور مقام اندیشہ ہے ابھی طاؤس جادو یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے بہت سے ساحران افتان و خیزان
گھبرائے ہوئے آئے مالک دربند دومے نے پوچھا کہ خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوئے بھاگتے ہوئے
کیوں آئے ہو اُنھوں نے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا مقامات
دشوار گذار کو طے کرتا ہوا صحرائے حیرت میں آیا تھا وہاں اشجار عجائب و انہار غرائب پر نظر کر کے
اُس نے ارادہ ثمر توڑنے کا اور مرکب سے اترنے کا کیا تھا کہ یکایک اُس کے عیار مکار نے
اُس کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح کو دیکھا پھر کچھ حسب ہدایت لوح طلسمی پڑھ کر سوئے اشجار
و انہار پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا نہال حیرت جادو بزرگ آپ کی عکس لوح سے مجبور
ہو گئیں اور جو اسم کہ بہدایت لوح پڑھ کر پھونکا تھا اُس کی تاثیر سے اشجار میں آگ لگ گئی
نہال حیرت جادو بوجہ عکس لوح کے سحر بھول کر بھاگ نہ سکیں آخرکار ہمراہ درختوں کے
وہ بھی جل گئیں ہم بھی آنکھ بچا کر ہر طرف بھاگ گئے طلسم کشا سے بغیر حکم حضور کے لڑنا مناسب
نہ سمجھا اسوجہ سے فقط واسطے خبر رسانی کے حاضر ہوئے ہیں طاؤس جادو یہ خبر غم سنکے غمگین
ہوا بے اختیار اپنی نانی نہال حیرت جادو کے الم میں اشکبار ہوا اہل دربار یعنی رفقا وغیرہ
بھی یہ خبر ملال اثر سنکے دنگ ہو گئے چہرہ ہر ایک ساحر کا متغیر ہو گیا طاؤس جادو نے بعد
اشکباری و گریہ و زاری اُن ساحران خبر رسان سے مخاطب ہو کر نہایت برہم ہو کر کہا کہ اے
نمک حرامو تم سب مطیعان نانی صاحبہ تھے اُن کو جلتے ہوئے اور اُن کے سحر کو دفع ہوتے ہوئے
دیکھ لیے طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر نہ گئے خوف جان سے بھاگ کر خبر مرگ نانی صاحبہ سنانے یہاں
آئے جاؤ دور ہو اسوقت تو ہم متردد و غمگین ہیں طلسم کشا اسطرف چلا آتا ہے اُس کو روکنا اور
اُس سے لڑنا مد نظر ہے آئندہ تم سے سمجھا جائے گا یہ کہکر رفقا و جملہ ساحران لشکر کو جمع کر کے کہا
کہ ہم جاتے ہیں در قلعہ پر قیام پذیر رہ کر تدبیر اسیری طلسم کشا کرتے ہیں تم سب بھی وقت کے
منتظر رہنا قلعے کے ہر طرف پوشیدہ رہنا وقت ضرورت ظاہر ہو کر مقابلہ و مجادلہ کرنا اور
طلسم کشا کو ہماری ہمراہی میں اسیر کر لینا سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور کی تعمیل کریں گے
یہ کہکر ستر اسی ہزار ساحر اسباب سحر سے جھولیاں بھر کر آمادہ جنگ ہو کر حسب الحکم طاؤس جادو
روانہ ہو کر گرد و پیش قلعہ پوشیدہ ہوئے طاؤس جادو بھی اسی عالم صدمہ و غم میں پردہ سحر
صورت طاؤس بنکر سوئے قلعہ پرواز کر کے بالائے قلعہ جا کر بیٹھا ادھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح طلسمی اُن اشجار عجائب آثار کو جلا کر جو دیکھا
تو ایک ساحرہ کو بہ منظر اسی جگہ جلا ہوا دیکھا یہ دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ اسی ساحرہ
کے سحر سے شاید اشجار و انہار عجائب کی نمود تھی مجھے سخت دھوکا کھایا تھا کہ اُن انہار پہ ہاتھ
ڈالنا اور مرکب سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ابھی صاحبقران اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ
طیفور گرد پا صاحبقران کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ اے صاحبقران آپ نے غضب کیا تھا

کہ بغیر دیکھے لوح کے سوے ثمر ہاتھ بڑھایا تھا اشجار جوہا صورت کو دیکھکر مائل ہوے تھے امیر
باتوقیر نے منفعل ہوکر کہا کہ ہان اے خواجہ ہمنے بغیر دیکھے لوح طلسمی کے اشجار جوہا صورت پر
مائل ہوکر ارادہ توڑنے کا کیا تھا اگر تم ہمکو منع نکرتے تو بیشک ہم کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے
خواجہ نے عرض کیا کہ خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ بغیر دیکھے لوح کے اس راہ مین کوئی کام
نہ کیجیے گا اب یہان سے آگے روانہ ہوجیے میرے نزدیک توقف آپ کا اچھا نہین ہے یہ عرض کرکے
کچھ خیال کرکے خواجہ کلیم اوڑ کر غائب ہوگئے صاحبقران موافق ہدایت لوح طلسمی آگے روانہ
ہوے اثناے راہ مین اکثر اشیاے عجائب وغرائب سحر دیکھتے ہوے مکر وفریب وہی ساحران
مکار سے حسب ہدایت لوح طلسمی بچتے ہوے چلے جاتے تھے اگر مفصل حالات راہ تحریر کیے جائین
تو بہت اوراق جلد ہذا سیاہ ہوجاینگے پس بوجہ خیال طول تحریر اُن کو مفصل رقم نہ کرکے حال طاؤس جادو
وجنگ ساحران رقم کرنا منظور ہے الحاصل امیر باتوقیر بعد قطع راہ دور ودراز ودید سیر عجائب
اور محفوظ رہنے مکر وفریب ساحران راہ دربند دوم سے ایک ایسے میدان وسیع مین پہونچے
کہ یک نظر بھی اُس عرصہ وسیع کو بعد کوشش طے نکر سکتا تھا چند ساعت اُس میدان مین بھی قدم فرسا
ہوکر سامنے ایک ایسے قلعے کے پہونچے کہ جو مانند کوزہ گر کے چاک کے گردش مین تھا باوجود
اس کے کہ قلعہ پختہ وبلند محکم ووسیع تھا مگر اس طرح گھومتا تھا جس طرح کوئی سبک سے گردش
کرتی ہے وہ گردش قلعہ مثل برق کی گردش کے تھی نظر بھی اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی
دروازہ قلعہ نہایت کلان ومحکم وآہنی تھا گرد قلعہ خندق تھی پل تختہ اُس کا نہ تھا خندق عمیق
معلوم ہوتی تھی پانی اُس مین بھرا تھا وہ آب طوفان خیز تھا ساتھ ہی اُس قلعے کے خندق وزمین
گرداگرد خندق کو بھی گردش تھی اور زلزلہ تھا قلعے سے ایک تیر کے فاصلے تک زمین کو گردش و
زلزلہ تھا جسطرح وہ قلعہ گھومتا تھا اُسی طور سے ہمراہ قلعہ مذکور زمین گرداگرد قلعہ بھی گھومتی
تھی ایک چشم زدن بھی قلعہ وزمین مذکور ساکن نہوتے تھے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ در قلعہ
پر ایک طاؤس بیٹھا ہے ساتھ ہی قلعے کے وہ بھی گردش کرتا ہے اُس گردش مین چہار طرف دیکھتا جاتا
ہے دہن اُس کا کھلا ہوا ایسا ثابت ہوتا ہے کہ آمادہ آواز دہن سے بلند کرنے پر ہے درون قلعہ و
بالاے قلعہ بجز اُس طاؤس کے کوئی معلوم نہین ہوتا ہے نہ اُس میدان مین کوئی ساحر اور چرند
پرند نظر آتا ہے ایک سناٹا ہے نہ قلعے کو قیام نہ زمین گرداگرد قلعہ کو سکون ہے ہان بالاے قلعہ
ایک ابر سیاہ محیط ہے اُس ابر کو بھی گردش ہے ابر مین برق دمبدم زور وشور سے ظاہر ہوتی تھی
اور صداے رعد بھی پیدا ہوتی تھی اور ایسی آواز مہیب آتی تھی کہ اگر رستم پیلتن وغیرہ پہلوانان
سیستان وایران بھی وہ آواز مہیب سنتے تو دہرے ان کے خوف سے آب ہوجاتے جگر شق ہوجاتے
صاحبقران شجاعت شعار اُس قلعے کو دیکھکر حیران ومتردد ہوے آخر کار لوح کو بامین نیت
دیکھا کہ اس قلعے تک کیونکر رسائی کی جائے اور حصار محکم وگردان کو کیونکر فتح کیا جائے گرداگرد
زمین قلعہ کو سکون وقیام کیونکر ہو کیا فکر وتدبیر کی جائے جس سے قلعہ وزمین قائم ہون اور گوہر
آبدار فتح دستیاب ہو لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اس قلعہ وزمین کو
جو گردش اور زلزلہ ہے یہ طاؤس جادو کے سحر سے ہے یہ ساحر نہایت زبردست ہے اپنے وقت کا
سامری ہے خاص سحر اس کا یہ ہے کہ جس کو دیکھکر تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات آواز بلند کہتا ہے وہ

مبتلاے بلا ہو جاتا ہے اگرچہ تیرے پاس لوح طلسمی ہے مگر پھر بھی اندیشہ گرفتاری و اسیری ہے اس کی
آواز سے ہزارہا ساحر پیدا ہو جائیں گے ابھی تجھکو گھیر لینگے لوح بھی لے لینگے تجھکو اسیر
کر لینگے لازم ہے کہ قبل اُس کے آواز بلند کرنے کے در قلعہ پر اب اسم اعظم الٰہی کو پڑھ کر دیکھ
ایک طاؤس بیٹھا ہوا بخوبی نظر آئے گا سینے پر اُس کے ایک سفید نشان ہوگا اگر اسم اعظم الٰہی کو
سات مرتبہ پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑ کر اسی سفید نشان پر تیر لگائے گا اور تیر
نشانے پر پڑے گا تو ساحر مسمی طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل و ہلاک ہو جائے گا قلعہ
ساکن ہو جائے گا گردش زمین بھی موقوف ہو جائے گی ابر سحر بھی بالائے قلعہ سے دفع
ہو جائے گا پھر اگر فوج ساحران آئے گی بھی تو کچھ ایسا اندیشہ نہیں ہوگا اور اگر تیر نشانے پر
نہ پڑا اور طاؤس جادو نے تین دفعہ لفظ ہیہات باواز بلند کہا اور اُڑ گیا تو باعث تیری
خرابی و اسیری کا ہوگا پس مناسب ہے کہ تاخیر نکر تو تجھے ہدایت کی گئی ہے جلد اُس پر عمل کر ورنہ
پچھتائے گا یہ وقت غنیمت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا صاحبقران کشورستان نے مضمون
ہدایت مشحون لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر جلد ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ
پڑھ کر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑا اور دوسرا اسم اعظم الٰہی پڑھکر سوے قلعہ جو دیکھا یا تو نظر
خیرہ ہوتی تھی یا بخوبی تمام قلعہ و در قلعہ و طاؤس مذکور گردش کنان نظر آنے لگا ادھر صاحبقران
نے اُس کے سینۂ پر کینہ پر داغ سفید کو دیکھا اور تاکنا چاہا ادھر اُس ابر سحر میں زیادہ تر برق
چمکنے لگی اور بشدت صداے رعد پیدا ہونے لگی طاؤس جادو نے سوے طلسم کشا دیکھ کر
گھبرا کر سخت پریشان خاطر ہو کر بے تامل باواز بلند ہیہات کہا اُس کی صداے مہیب دور تک
پہونچی ساحران دربند دوم آگاہ ہوے ارادہ چلنے کا کیا تہلکہ پڑ گیا سامان جنگ کی درستی میں
مصروف ہوے طاؤس جادو نے دوبارہ باواز بلند پھر وہی لفظ ہیہات کہا جملہ ساحران
دربند دوم سوار ہو کر ہر طرف سے چلے ادھر تیسری مرتبہ طاؤس جادو نے پھر بطریق مذکور
صدا دینا چاہا منقار کو وا کیا ہنوز آواز اُس نے ندی تھی کہ صاحبقران کشورستان نے
بسم اللہ تمام و کمال اپنی زبان پر جاری کرکے اسی نشان سفید پر تیر مارا بقدرت خدا حالت
گردش قلعہ میں تیر مذکور سینۂ طاؤس پر بمقام داغ سفید پڑا سینے کو توڑ کر گذر گیا طاؤس مذکور تیر
کھا کر زخمی ہو کر بالاے قلعہ سے زیر قلعہ گرا مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا بعد ایک لمحے کے بوجہ
زخم کاری تڑپ تڑپ کر مر گیا اُس کے مرنے سے وہ قلعہ ساکن ہو گیا ابر سحر جو بالاے قلعہ
تھا دفع ہو گیا زمین بھی ساکن ہوئی مگر علامت اُس کے مرنے کی ظاہر ہوئی نہایت زور و شور
سے آندھی سیاہ آئی از حد ہواے تند و تیز چلی جہان تیرہ و تاریک ہو گیا ابر سیاہ بکثرت
سوے فلک ظاہر ہوا برق چمکنے کڑکنے لگی آواز رعد کی بھی ابر سے ظاہر ہونے لگی سنگباری
و برف باری زیادہ تر ہونے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہواے تند سے بڑے بڑے درخت
جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک اُڑ اُڑ کر دور دور جا گرنے لگے دربند دوم میں تہلکہ پڑ گیا
جس قدر اشیاے سحر طاؤس جادو سے نمایاں تھیں اُس کے مرنے سے وہ سب چیزیں
معدوم ہو گئیں قلعہ مذکور وغیرہ جو چیزیں اصلی تھیں باقی رہیں دو ساعت تک تاریکی رہی
ہواے تند چلی سنگ باری و برف باری ہوئی بعدہ مطلع صاف ہوا حالت سنگباری و برف باری میں

صاحبقران نے حسب ہدایت لوح لوح کو بالاے سر رکھا آفات مذکور الصدر سے محفوظ ہے
ہنوز مطلع صاف ہوا تھا کہ ساحر مذکور کے سحر کے بیروں نے اُسی کے نام سے پکار کر بصداے
حزین اس طرح کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا تمکو کہ نام میرا زلزلہ جادو یا طاؤس جادو تھا
تمناے دل بر نہ آئی تدبیر کچھ بن نہ پڑی دست طلسم کشا سے قضا آئی دربند دوم طلسم زلزلہ فتح
ہوگیا طلسم کشا اسیر نہو سکا در مراد ہاتھ نہ آیا گوہر حیات اپنا ضائع و برباد ہوا ساحران دربند دوم
نے آنے مین تاخیر کی یہان تک کہ اپنا کام دست طلسم کشا سے تمام ہوگیا یہ کلمات کہکر ایک طرف
نالان وگریان روانہ ہوے صاحبقران کشورستان نے لوح طلسمی کو بالاے سر سے اٹھا کر
اپنے گلے مین ڈال کر ساحر مذکور کے مرنے سے شکر خدا کیا تھا اور سوے قلعہ و زمین دیکھکر
اور اسکو قب لم و ساکن پاکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ تمام ساحران دربند دوم اعلی ادنی
مثل مور و ملخ کے ستر اسی ہزار ہر طرف سے نمایان و آشکار ہوے سیر لاشہ طاؤس جادو
دیکھکر غمگین و غضبناک ہوکر یہ شور و غل کیا کہ طلسم کشا و قاتل طاؤس جادو کو چار طرف سے
گھیر کر پکڑ لو لوح کو گلے سے اتار کر اسیر کر لو یہ اکیلا ہے ہم سب ستر اسی ہزار ہین یہ کہان تک ہمسے
لڑے گا تیغ آبدار سے کہان تک قتل کرے گا آخر تھک جائیگا دست و بازو سے اس کے
لپٹ جاؤ سحر نگرو ترسول پنسول چار طرف سے مار و زخمی کرکے گھوڑے سے گرادو پھر اسیر کرلو
یہ شور و غل کرتے ہوے قریب آکر چار طرف سے حملہ ور ہوے صاحبقران نے لوح کو دیکھکر
حسب ہدایت لوح طلسمی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے اُن ساحرون پر حملہ کیا جو کوئی سحر
قریب آیا بضرب تیغ آبدار اُس کو دو کیا جو کمند پھینکتا تھا کاوے پر ڈالا تھا جو کوئی ساحر سحر
کرتا تھا سحر اُسکا بوجہ لوح کے تاثیر نکرتا تھا اور جو کوئی پشت و روبرو راست و چپ کی طرف سے
آتا تھا وہ بھی شمشیر آبدار سے دو نیم ہوتا تھا قریب تر کوئی آنہ سکتا تھا ہر چند ساحران نابکار
ہجوم کیے ہوے تھے مگر اسیر نکر سکتے تھے اور جو کہ قریب آنے مین ساحر قتل ہوتے جاتے تھے
لیکن ہجوم کم نہوتا تھا ساحران مقتول کا ہر طرف انبار تھا شور و غل ہو رہا تھا رفقاے
طاؤس جادو و دیگر ساحران نامی کد و کوشش و ترغیب گرفتاری طلسم کشا کر رہے
تھے ادنی ساحران فوجی اُن کی ترغیب و تحریص سے آگے بڑھ بڑھ کر چلاتے تھے کہ لوح طلسمی
گلے سے اتار کر یا ترسول او پنسول سے زخمی کرکے گھوڑے سے گرا کر اسیر کیجیے یا یک بیک ہوے
فلک تک چھاے ابر سیاہ ہویدا ہوے پھر اُن مین برق کی چمک اور کڑک ہوکے پارہ پارہ ہوے
اُن میں سے حنظل جادو و محرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار [illegible]
جادو بجمعیت پچپن چھپن ہزار ساحرون کے مختلف سحری سواریون پر سوار آکاہ دہ کار زار پیدا
ہوے بلندی سے سوے پستی نظر کرکے پکارے کہ اے ساحران دربند دوم خبردار و
ہوشیار کہ ہم آپہونچے یہ کہکر بعجلت تمام ساحران نامی مندرجہ بالا مع فوج ساحران سوے
پستی آکر اُن ساحرون پر گرپے نارنج اور ترنج گولے فولادی ہار قلفل سرسون ماش جوے
روئی کے گالے و سحر ناریل جوئی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے ساحران دربند دوم پر
جو طلسم کشا کو گھیرے ہوے تھے برابر مارنے لگے وہ بھی ستر اسی ہزار ساحر اسکے قریب تھے
سنبھل کر لڑنے لگے دونون جانب سے سحر و ساحری ہونے لگی لشکر جانبین کے ساحر قتل

ہونے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی سحر ہائے ساحران نامی و نامور سے لشکر جانبین کے
ادنی ساحر زخمی و ہلاک و قتل ہونے لگے اُن کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی میدان جنگ میں
کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار جابجا ہونے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دمبدم تلو
دم کرکے گولے مارنے لگی ملکہ بہار گل پوش جادو گلدستے بار بار سحر پڑھ کر اعدا پر لگانے لگی
اس کا سحر تو ظاہر ہی قبل اس کے بیان کیا گیا ہی کہ جب گلدستہ سحر شق ہو کر گل و شگوفے جدا ہوکر
جس گروہ دشمن پر گرتے ہیں اور اس گروہ کے ساحر وہ گلستان اور پھول اٹھا کر سونگھتے ہیں
فی الفور مسحور و مجنون ہوجاتے ہیں اشعار عاشقانہ پڑھ کر دعوی عاشقی ملکہ بہار کرتے ہیں
ملکہ مذکورہ اُن کو جس ایک ساحر یا جس گروہ ساحران سے حکم لڑنے کا دیتی ہی وہ ساحر مسحور
بہ سحر تعمیل حکم ملکہ مذکورہ کرتے ہیں اور لڑ بھڑ کر قتل ہوجاتے ہیں ہزارون کو قتل کرکے خود بھی
قتل ہوجاتے ہیں غرضکہ سحر اس کا مشہور ہی دفعیہ سحر کوئی ساحر ادنی یا اوسط درجہ وغیرہ کا
نہیں کرسکتا ہی حنظل جادو مالک دربند اول کہ ساحر بہت زبردست ہی اس کا ناریل جنگی از
غول ساحران بدخواہ کے درہم و برہم کرنے لگا جس گروہ ساحران پر اُس نے ناریل سحر دم
کرکے مارا اُس غول یا گروہ کو آتش سحر سے جلا کر خاک کر دیا بحرین جادو اپنے سحر خاص
سے ساحران بدخواہ کو غرق دریائے سحر کرکے ہلاک کرنے لگا خواجہ قلیفور گردیانی داخل
عرصۂ جنگ ہوکر گلیم اوڑھے ہوئے گولے آتشبازی کے ذرا سا منہ کھول کر دشمنون پر مارنے
لگے ساحران گولون کو سحر کے گولے سمجھکر رد سحر کرنے لگے لیکن وہ کب رد ہوسکتے تھے جس
غول پر گرتے تھے اُسے آتش اصلی سے جلاتے تھے ایک طرف صاحبقران معروف
شمشیر زنی تھے ساحرون کو بڑھ بڑھ کر دمبدم نعرے کرکے قتل کررہے تھے اور دشمنون کو
پسپا کر رہے تھے جس طرف صاحبقران یا حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو جاتے تھے اور لڑتے تھے اُسی طرف سے ساحر
قتل و ہلاک ہوکر پسپا ہوتے تھے یہ جنگ عظیم و مغلوبہ کہان تک مفصل تحریر کی جائے خلاصہ
یہ کہ تین ساعت تک خوب لڑائی ہوئی ہزارہا ساحر لشکر جانبین کے کام آگئے آخرکار ساحران دربند
دوم بوجہ قتل ہوجانے اپنے سردار و مالک طاؤس جادو مالک دربند دوم کے بیدل
ہوکر اور حنظل جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے تاب زیادہ مقابلے و مجادلے کی نہ لاکر
مجبور و لاچار ہوکر میدان جنگ سے بھاگنے لگے کچھ ناکار تو بھاگ کر سوے شاہ طلسم روانہ
ہوئے کچھ سمت کوہ و صحرا گریزان ہوئے ساٹھ ہزار ساحر طالب امان ہوئے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہوجاؤگے یا مطیع دین اسلام ہونا منظور کروگے تو البتہ تمکو امان
دی جائیگی ورنہ تم سب کو قتل کریں گے یہ سنکے اُن میں سے جو ساحران نامی مانند بحرین جادو
وغیرہ کے تھے انھون نے بڑھ کر بآواز بلند عرض کیا کہ یا صاحبقران امان دیجیے ہم سب
مطیع دین اسلام ہونگے یہ سنکے صاحبقران نے جنگ سے باز رہنا گوارا کیا [illegible] صاحبقران کا
ہاتھ رکا تھا کہ سب نے جنگ سے ہاتھ روکا اُسوقت اخضر جادو و اورنگ جادو
و نیرنگ جادو و خونریز جادو و تیرہ فام جادو کہ ساحران زبردست و رفقائے

طاؤس جادو مالک دربند دوم سے تھے قریب ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے
حاضر خدمت صاحبقران کشورستان میں دست بستہ حاضر ہوکر ملتمس ہوئے کہ ہم سب
اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کرتے ہیں اور مطیع دین اسلام بھی ہوتے ہیں کیونکہ ہم نے
غور کرکے جو دیکھا اور خیال کیا تو ثابت ہوا کہ دین اسلام حق ہے اس دین سے بہتر کوئی دین نہیں ہے آپ
تنہا اس طرف آئے تھے کوئی آپ کے ہمراہ نہ تھا یکہ و تنہا آپ نے طاؤس جادو ایسے زبردست
ساحر کو کہ جس کا مثل و نظیر سحر و ساحری میں کوئی ساحر اس کے ہمچشموں میں نہ تھا قتل کیا آپ کے
خدا نے آپ کی مدد کی تیر جو آپ نے مارا وہ آپ کے خدا کی مدد سے اس کے سینے پر پڑا ورنہ حالت
گردش قلعہ میں تیر کا نشانے پر پڑنا ممکن نہ تھا بعد ازاں ستر اسی ہزار ساحروں نے آپ پر ہجوم کیا
کسی نے آپ کو گزند نہ کیا ہزاروں ہی ساحر تھے کوئی ساحر آپ کو اسیر نہ کرسکا یہاں تک کہ لشکر
آپ کا آگیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی بس ثابت ہوگیا کہ دین آپ کا اچھا ہے اور خدا آپ کا یقیناً برحق ہے
کہ اس نے آپ کی ایسی جائے خوف و تنہائی میں اعانت کی ہے واقعی وہی خدا قابل سجدہ ہے ہم سب
بخوبی مسلمان ہوجاتے مگر بایں سبب کہ ابھی آپ کے ہمراہ شاہ طلسم وغیرہ ساحروں سے ظاہرا
مطیع دین اسلام ہوتے ہیں بعد فتح طلسم زرنگ دین حقہ مسلمان ہوجائیں گے امیدوار ہیں کہ ہماری
عرض کو قبول کرکے ہماری اس خطا کو کہ آپ سے سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کیا ہے عفو فرمایئے
صاحبقران ذی وقار نے ان کی عرض قبول کرکے خطا سے درگذر کرکے خلعت سرافرازی
ان کو عطا کیے پھر زیر قلعہ تشریف لاکر حکم دیا کہ اسی میدان فرحت افزا میں خیام و بارگاہ ایستادہ
و برپا ہوں لاشے میدان جنگ سے اٹھوائے جائیں دونوں لشکروں کے کشتوں کا شمار بھی کیا جائے
حسب الحکم خدام و فرمانبردار کاربند ہوئے خیام و بارگاہ ایستادہ ہونے لگے لاشے میدان معرکہ
سے اٹھنے لگے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار ساحر لشکر حنظل جادو کے کام آئے اور
پندرہ ہزار سے زیادہ ساحر لشکر طاؤس جادو مالک دربند دوم کے قتل ہوئے جب میدان رزم
کشتوں سے صاف ہوگیا اور خیام و بارگاہ زیر قلعہ ایستادہ ہوچکے لشکر فروکش ہوا جو ساحر زخمی
تھے ان کا علاج ہونے لگا صاحبقران مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئے جملہ ساحران نامی
بھی مرکب کی سواریوں سے اتر کر خدمت صاحبقران میں جاکر علی قدر مراتب باادب بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے حنظل جادو و بحرین جادو نے عرض کیا کہ آج حضور کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہے
دربند دوم کہ دربند اول سے سخت تر تھا فتح ہوا ہے بعد اکیس اکیس ہزار ساحروں کے
کشت و خون کے یہ لڑائی فتح ہوئی ہے طاؤس جادو ایسا ساحر زبردست کہ جو اس زمانے کا
سامری تھا قتل ہوا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فتح عظیم کا جشن کیا جائے تاکہ دلہائے احباب
شاد ہوں اور قلوب اعدا کو صدمہ پہنچے ہو صاحبقران عالی مرتبت نے ان کی استدعا سے حکم دیا
کہ بزم عشرت ایک خیمہ وسیع میں یا بارگاہ میں جہاں مناسب ہو بعنوان شائستہ آراستہ کیجائے
شب بھر یا نصف شب تک جلسہ عیش و طرب میں ارباب نشاط رقص و نغمہ کریں اگر ارباب نشاط
میسر نہ ہوں تو راہ دور و دراز سے طلب کیے جائیں چند ساحر جاکر لے آئیں اخضر جادو و
نیرنگ جادو و اورنگ جادو نے عرض کیا کہ اسی دربند میں اکثر ارباب نشاط ہیں دور و
دراز سے طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے امیر ابو تمیر نے ارشاد کیا کہ اچھا ان کو طلب کرو حسب الحکم

چند ساحر گئے ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ مع اُن کے سازندون کے لیے کر آئے صاحبقران نے آخر روز نماز ظہرین کو ادا کیا اتنی دیر مین بزم عشرت بھی بصد زینت آراستہ ہوئی اور زمانہ شب کا آیا تیاری روشنی کی حسب دلخواہ ہونے لگی امیر با توقیر نے ادائے نماز مغربین سے فارغ ہوکر بزم عشرت مین بمقام صدر جلوس کیا حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و رفقائے طاؤس جادو و سمی اخضر جادو و شیر رنگ جادو و اورنگ جادو و خونریز جادو وغیرہ خواجہ طیفور گرد با علی قدر مراتب بیٹھے بعد میکشی یعنی عرق مقوی دماغ و قلب پینے لگے ارباب نشاط سے ایک نازنین خوب رو و خوش گلو کو طلب کیا مطربہ حسب الحکم فوراً ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی صاحبقران کشورستان کو باادب سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے ایستادہ ہوکر روبروے اہل بزم بناز و ادا گت ناچنے لگی تا دیر اپنے رقص سے قلوب اہل جلسہ کو خوش کرتی رہی بلکہ صورت سنرہ قلوب اہل بزم عشرت پامال کیا کی بعد ازان رنگ بزم عیش و عشرت دیکھکر یہ غزل گانے لگی غزل

دل مرا بہنے لگا آنکھ سے آنسو کی طرح
دیدۂ یار میں تاثیر ہے جادو کی طرح

یہی حسرت ہے مری شاد کسی وقت نہو
غنچۂ دل ہیں مرے سینے میں وہ بو کیطرح

سر کو پھرتے ہوئے ملتی ہے جنون میں راحت
رقص کر لیتا ہون اے بت ترے سنتا تو کیطرح

خاک اُڑاؤن گا ترے در پہ جو شب کو چھپکر
چمک جائے گی ہر ذرے مین جگنو کی طرح

استخوان میرے بس اب خاک مین ملجائین گے
تجھسے وحشت ہے سگ یار کو آہو کی طرح

الغرض ہجر مین اب تو یہ دعا ہے میری
اُس کا پہلو ہے خالی مرے پہلو کی طرح

آپ کے دست تسلی سے تسلی پائی
دل بیتاب بہا آنکھ سے آنسو کی طرح

دم نظارہ یہی ہوجائے گی دنیا اندھیر
قد موزون مین درازی نہین گیسو کی طرح

ایک بگڑی ہوئی تصویر فلک پر بھی ہے
تیرے ناخن کی طرح اور ترے ابرو کی طرح

میری وحشت سے مگر کرتے ہین وہ بھی نفرت
گو جہان مین کوئی وحشی نہین آہو کی طرح

یاد مین اسکی جو احباب نہ روتے دیکھے
تیلیان آنکھ کی بہ جائینگی آنسو کی طرح

آرزو ہے کہ ہے دلکی یہی حسرت نکلے
میری قسمت بھی رسا ہوتی ترے گیسو کیطرح

آتش عشق جو ہے دل مین نہان رہتی ہے
کبھی دیکھا نہین پروانے کو جگنو کی طرح

دیکھ سکتا تھا نہ اُسکو دم نظارہ کلیم
ہر گھڑی آنکھ سے آنسو ہین روان جو کیطرح

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے لگے بجانے تو تعریف کرنے لگے جب مطربہ نے پڑھے جملہ اشعار غزل مندرجہ گا کر غزل کو تمام کیا ایماے صاحبقران سے بحرین جادو و حنظل جادو نے زر کثیر انعام مین مے کرکے رخصت کیا بعد جانے اُس مطربہ کے ملکہ بہار گلپوش جادو نے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو اپنی نانی سے آہستہ کہا کہ آپ خواجہ سے کہیے کہ اسوقت نے بجائین کوئی غزل عاشقانہ گائین ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواجہ اسوقت یہ دل کی خوشی ہوکر خواجہ نے بجا کر کوئی غزل عاشقانہ گائیے تا کہ اہل بزم خوش ہون خواجہ نے بخاطر ملکہ بہار گل پوش جادو زنبیل سے نے نکال کر اپنے دہن سے لگا کر نے نوازی شروع کی اور یہ غزل باالحان داؤدی گانے لگے غزل

پھر ایک ساحر نامی بعد تعریف کرنے خواجہ کے بزم عشرت سے اپنے خیمے مین گیا اور خستگی
راہ و جنگ و جدال سے فرش خواب پر جاتے ہی غافل ہو کر سو رہا صاحبقران بھی اپنی ہی
بارگاہ مین جس مین جلسہ جشن ہوا تھا فرش خواب پر آرام پذیر ہوے خواجہ دربارگاہ
برائے حفاظت بیٹھے اورنگ جادو موافق کہنے خواجہ طیفور کردہا کے پانچسو ساحرون کی
جمعیت سے برائے حفاظت و نگہبانی گرد بارگاہ صاحبقران و لشکر ساحران مشعلہائے سحر روشن
کرکے پھرنے لگا صدائے ہوشیار باش بلند کرنے لگا اور اپنے ہمراہی ساحرون سے تاکید کرنے لگا
اسوقت کہ ہنگام حفاظت لشکر و نگہبانی طلسم کشا ہی اسباب سحر سے مانند کارد سحر و نارنج ترنج
ناریل چونی دارا سلے سحر دم کرکے اپنے ہاتھون مین رکھو مبادا کوئی دشمن آجائے تو فی الفور
اُس کو ہلاک کرو ساحرون نے اُس کے حکم پر عمل کیا آخر شب تک نگہبانی کا ارادہ کیا مگر خستگی
جنگ و جدال سے اورنگ جادو اور اُس کے ہمراہی دو تین ساعت تک گرد لشکر پھر کے
ایک جگہ بیٹھے کثرت خواب سے آنکھین بند کرنے لگے مہتر شمس کہ داخل بارگاہ تھا موقع پا کر
بصورت اصلی ہو کر پاس صاحبقران کے آیا پہلے مقراض سے رشتہ لوح کاٹ کر لوح کو ایک رومال
مین لپیٹ کر بقول راوی اول منکاے سحر کیا اور بقول راوی دیگر سفوف بیہوشی ناک سے دماغ
مین پہونچا کر صاحبقران کو بیہوش کیا اور روشنی کو گل کرکے چادر عیاری مین پشتارہ صاحبقران
کا باندھ کر ... گرہ عیاری کی لگا کر پشتارہ دوش پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف جا کر خنجر
سے قنات چاک کرکے بارگاہ کے باہر آکر جو ساحر بیدار تھے اُن پر سحر کرکے اُن کو غافل کرکے
تخت سحر پر پشتارہ صاحبقران کا رکھکر تخت سحر کو بلند کرکے سوے اشتفاق جادو وزیر دوم
شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا اثناے راہ مین خیال کیا کہ اے مہتر شمس تو نے اسوقت وہ کار نمایان
کیا ہے کہ کوئی عیار مکار ایسا کار نمایان نہین کر سکتا ہے مناسب یہ ہے کہ اسوقت جانب باغ سکوفہ
زہراے سیمتن دختر اشتفاق جادو و اپنی محبوبہ کے چل زمانہ صبح قریب ہے نظارہ اپنی
معشوقہ کا بھی کر اور اس کارنمایان سے بھی اُسے آگاہ کر یہ خیال کرکے جانب باغ و بیرگاہ
و جلوے سکوفہ زہراے سیمتن بصد خوشی چلا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت باغ زہراے
سیمتن مین پہونچا کہ صبح صادق کا زمانہ تھا دختر اشتفاق جادو بیدار ہوکر کنارہ نہر بیٹھی تھی کنیزین
چند در چند مدد سے لشتون مین لیے پس پشت کھڑی تھین وزیرزادی مذکورہ نے ارادہ آب نہر سے
منہ دھونے کا کیا تھا کہ یکایک مہتر شمس اُس کے روبرو گیا اپنی معشوقہ خوب رو کو دیکھتے ہی
کثرت خوشی سے نہال ہوگیا اور حصول دولت دیدار یار سے مالا مال ہوگیا چونکہ یہ وزیرزادی مذکور
عیار و طالم تھا زہراے سیمتن کو سلام کیا اُس نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اے مہتر شمس اسوقت
یہان خلاف قاعدہ کیون آئے ہو یہ پشتارہ کیسا لائے ہو آج تو بہ نسبت قبل زیادہ تر شادان و
خندان نظر آتے ہو مجھکو تو سچ کہو کہ آج سبب زیادتی خوشی کا کیا ہے اور یہ پشتارہ کیسا ہے کہان سے
آتے ہو کہان گئے تھے عیار مذکور نے عرض کیا کہ اول تو اس مبتلاے دام عشق حضور نے روے
زیبائے حضور کا نظارہ کیا ہے یہ باعث خوشی کا ہوا ہے دوسرے آپکے والد نے مجھکو بحکم شاہ
طلسم زلزلہ براے عیاری و گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا تھا یہ دلدادہ حضور اُسوقت پہونچا کہ
طلسم کشا طاؤس جادو ہلاک ... بعدہ وہ طلسم زلزلہ کو قتل کر چکا تھا جنگ عظیم ہو چکی تھی اور

در بند دوم فتح ہو چکا تھا جشن فتح در بند مذکور ہو رہا تھا بزم عشرت مین عیار طلسم کشا نے جا کر
گا رہا تھا اہل بزم بیٹھے ہوئے بصد خوشی و خرمی گانا اُس کا سن رہے تھے یہان بند عا ہوا تھا شب
طلسم کشا بھی درمیان بزم عیش مین بیٹھا ہوا تھا اسی حالت مین دلیرانہ دیوانہ حضور داخل بزم عیش
مسظور ہوا کسی کو خبر نہوئی عیار طلسم کشا کہ جس کو اپنی عیاری کا بڑا دعوی ہی وہ بھی باخبر نہوا تا دوپہر
شب بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسہ عشرت برخاست ہوا اہل بزم تو جلسہ عیش سے اُٹھکر
اپنے اپنے خیمے مین برائے استراحت گئے طلسم کشا نے طلسم زلزلہ بھی اپنی بارگاہ مین بالائے فرش بچھا
راحت و آرام پذیر ہوا اُس وقت اس عاشق زار حضور نے روشنی کو گل کرکے لوح طلسمی طلسم کشا
کے گلے سے لیکر اُس کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر پس پشت
بارگاہ سے نکل کر بزور سحر ساحران محافظ کو جو بیدار تھے بیہوش و غافل کرکے تخت سحر پر پشتارہ
رکھکر بیخوف و خطر اسطرف آیا ہی جمال عدیم المثال حضور کو دیکھا ہی اب یہان سے آپ کے
والد کی خدمت مین جاؤنگا لوح طلسمی مع طلسم کشا کے اُن کے حوالے کرونگا غالبا خلعت و
انعام کثیر پاؤنگا شاہ طلسم زلزلہ بھی یقینا ایسا انعام کثیر دیگا کہ کبھی کسی کارگذار کو شہنشاہ
ساحران نے نہ دیا ہوگا نہ کسی ملازم نے پایا ہوگا اے محبوب من اگر غور کرو تو مین نے وہ کارنمایان
کیا ہی کہ آج تک کسی ساحر زبردست سے بھی نہوا تھا کسی ساحر نامی و نامور نے طلسم کشا کو اسیر
نہ کیا تھا بڑے بڑے ساحر اسی آرزو مین دنیا سے گئے دعوی گرفتاری طلسم کشا کرکے گئے تھے
آخر خود ہی قتل ہوئے طلسم کشا کو اسیر نہ کرسکے زہرہ سیمتن نے سُنکر اگر متحیر ہوکر کہا کہ
اے مہتر شمس واقعی تونے کارنمایان کیا ہی ہمنے لوح طلسمی کے اوصاف بیشتر سنے ہین
مگر کبھی لوح طلسمی کو دیکھا نہین ہی پس ہم چاہتے ہین کہ لوح کو دیکھین اور طلسم کشا کو بھی دیکھین
سُنا ہی کہ بڑا شجاع و بہادر ہی مہتر شمس نے لوح طلسمی و طلسم کشا کے دکھانے مین تامل کیا اور
حیلہ و حوالہ کیا آخر معشوقہ کی ضد سے مجبور ہوکر عرض کیا کہ حضور یہان سے بارہ دری مین تشریف
لے چلیے یہ محل لوح طلسمی و طلسم کشا کے دیکھنے کا نہین ہی زہرہ سیمتن جلد مسند سے اُٹھکر
کنارہ نہر سے اندر بارہ دری مین جاکر بالائے مسند زرین بیٹھی مہتر شمس کو اپنے روبرو
بٹھایا پھر کنیزون سے کشتی شراب طلب کی کنیزون نے فی الفور کشتی شراب کی مع شیشہ و ساغر
بلورین حاضر کی روبروے دختر اشفاق جادو رکھدی یہ ہم جلیسان زہرہ سیمتن بھی یمین و یسار
اُسکے بیٹھین جب کشتی مے سے زہرہ سیمتن کو ایک ہمجلیس اُس کی ساقی بن کر ساغر بھر کر
دے چکی اور بعدہ گلنار پی چکی تو مہتر شمس سے دختر اشفاق جادو نے کہا کہ اب وہ لوح طلسمی
ہمین دکھا اور اس پشتارے کو کھول کر طلسم کشا کو بھی دکھا وہ دشمن ہمارے والد شہنشاہ
ساحران جہان ہی و سرمست جادو کا ہی ہم بھی اُسے جلدی پیش آئینگے کیونکہ یہ دشمن
جان و ایمان ہی بربادی و تباہی طلسم زلزلہ کر رہا ہی مہتر شمس نے پہلے لوح طلسمی اُس کو دیکر
کہا کہ دیکھو اے جان جہان یہی لوح طلسمی ہی بانیان طلسم نے اسکو برائے فتح طلسم بنایا ہی
زہرہ سیمتن نے لوح کو دیکھکر اپنے پاس رکھکر کہا کہ پشتارہ کھولو کہ اب طلسم کشا کو بھی
دیکھا اُس نے پشتارے کو وا کرکے طلسم کشا کو دکھایا زہرہ سیمتن دیکھتے ہی طلسم کشا
پر مائل و عاشق ہوکر دل مین خیال کرنے لگی کہ اگر مہتر شمس طلسم کشا کو یہان سے لیجائیگا

تو باپ میرا طلسم کشا کو اسیر کرکے خدمت شاہ طلسم میں لے جائے گا وہ یقیناً طلسم کشا کو قتل
یا اسیر کرے گا مناسب وقت یہ ہی کہ ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ طلسم کشا کی جان بچے اگرچہ
طلسم زلزلہ تباہ و برباد و فتح ہو جائے اور دین و ایمان آبائی بھی اپنا مبدل بدین اسلام
ہو جائے جان اپنی رہے یا جائے نیکی و عشق سے دست بردار ہونا اختیار نہ کیا جائے یہ خیال
کرکے بعد فکر و غور دختر شمس کی ثنا کرکے کہا کہ تو نے عجب کار نمایاں کیا ہی دل ہمارا خوش
کیا ہی طلسم کشا کو اسیر کیا ہی لوح طلسمی لے کر آیا ہی ہم بھی اسوقت تجکو شادمان کرتے ہیں اپنے
ہاتھ سے تجکو جام شراب دیتے ہیں تو بھی کیا یاد کرے گا کہ ہمنے دست محبوب سے جام شراب
لے کر میخواری کی یہ رتبہ و مرتبہ پایا باعث عز و افتخار ہوا عشاق میں سرافرازی حاصل ہوئی
ادنی کو رتبہ اعلی نصیب ہوا یہ کہکر شیشہ مے گلگشتی شراب سے اٹھا کر جام بلوریں میں شراب بھر کر
سفوف بیہوشی کہ اپنے پاس رکھتی تھی اُس کی نظر بچا کر جام شراب مذکور میں خوب ملا کر اپنے
دست نازک و حنائی سے ساغر پر از بادہ بیہوشی آمیز مذکور عیار مسطور کو دیا اُس نے بصد
خوشی و رغبت لے کر اپنے مرتبے پر غور کرکے شراب ناب سفوف بیہوشی آمیز پی بعد تھوڑی دیر کے
عیار مذکور کو گرمی معلوم ہوئی دماغ بادہ تند سے گرم ہوا گھبرا کر کہا کہ اے جان من اسوقت
مجکو بہت گرمی معلوم ہوتی ہی سر کو گردش ہی نہیں معلوم کیا باعث ہی کہ اسقدر گرمی معلوم
ہوتی ہی اور سر کو گردش ہی زہرہ سیمتن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او بیوقوف سبب اس
یہ ہی کہ تو نے ہمارے ہاتھ سے جام بھر کر شراب پی ہی اگر گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہی تو ابھی گھر کر
تھوڑی دیر غسل ہو لے سر دماغ کی کما آب سرد سے ہاتھ دھو یہ شکایت دفع ہو جائیگی
طبیعت اصلاح پر آ جائے گی دختر شمس یہ سنکے اٹھنے ہی ایسی سر کو گردش ہوئی کہ بیہوش ہو کر
گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا زہرہ سیمتن نے خوش ہو کر حکم دیا کہ اس نابکار کو قید کر دو یہ
ادنی ملازم و نمکخوار ہمارے والد نامدار کا ہو کر اپنے ادنی مرتبے پر نظر نہ کرکے ہمکو نظر بد سے
دیکھتا ہی عاشقی اپنی ظاہر کرتا ہی باعث ہماری ذلت و بدنامی کا ہوتا ہی ذرہ وصل آفتاب چاہتا ہی
سزائے سخت اس کو دینا ضرور ہی اگر اس نے عاشق ہو کا اپنا مشہور کیا ہوگا جسطرح ابھی اس نے
ہمارے روبرو اور تم سب کے سامنے اظہار عشق کیا ہی تو رسوائی ہماری طلسم زلزلہ میں بہت
ہوگی کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ دختر شمس عیار دختر اشتغاق جادو وزیر شاہ طلسم زلزلہ پر فقط مائل ہی
وزیرزادی مذکور پاکیزہ دامن ہی اُس کو اس کی طرف توجہ نہیں ہی بلکہ ہر ایک یہی خیال کرے گا
کہ عیار مذکور و دختر اشتغاق جادو دونوں عاشق و معشوق ہیں باہم لطف بوس و کنار
لیل و نہار اٹھاتے ہیں علاوہ بدنامی مذکور کے اس نے بخیال و بہ تمنائے حصول دولت دنیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بے خطا و قصور بعیاری و
مکاری بیہوش کیا ہی پشتارہ آنکا مع لوح طلسمی یہاں لایا ہی قبل اس کے اس نے ظاہر کیا ہی
کہ طلسم کشا کو حوالہ شاہ طلسم زلزلہ کر کے خلعت و انعام لوں گا پس ایسے ظالم کے ظلم کی سزا
یہی ہی کہ اس پر جاری کی جائے انیسان زہرہ سیمتن نے تقریر وزیرزادی مسطور کی
عالم غضب میں سنکے باادب عرض کیا کہ حضور کو اسوقت دختر شمس پر عتاب ہی ہر چند کہ ارشاد
حضور کا درست و بجا ہی لیکن اس کا قید کرنا اور اس کو سزا دینا ہمارے نزدیک مناسب نہیں ہی

کیونکہ جب یہ خبر آپکے والد کو پہونچیگی تو وہ برہم ہونگے سبب قید کرنے کا دریافت کرینگے اسوقت اگر حال اس کی اظہار عاشقی کو بیان کیا جائیگا تو بھی باعث ذلت حضور ہوگا لہذا اس کو اسیطرح کے تاکیداً فرما دیجیے کہ کبھی اظہار عاشقی نہ کرے زہرہ سیمتن نے جواب دیا کہ ستاری گفتگو سے ہکو ایسا منظور ہے کہ اس کو زندہ ہی زمین زندہ درگور کرنے کا حکم دین نہ زندہ رہیگا نہ اظہار اپنے عشق و عاشقی کا کریگا نہ کسی ذی عزت و ذی وقار پر ظلم کریگا یہ کہکے کنیزون سے کہا کہ ابھی ساحران دربان درباغ کو طلب کرکے کہو کہ اس نابکار کو ہمارے باغ کے صحن مین ایک گڑھا بصورت قبر کھود کر دفن کرو زندہ گڑھے مین ڈال کر زمین کو ہموار کردو اس نابکار کو خاک مین ملا دو زندہ دفن کردو کنیزون نے حسب الحکم ساحرون سے جا کر کہا اُنھون نے حسب الحکم وزیرزادی مذکورہ کے عمل کیا باغ مین زمین کھود کر مہتر شمس کو زندہ زمین مین گاڑ دیا بعدہ زمین کو برابر کر دیا جب عیار مذکور زندہ دفن کر دیا گیا زہرہ سیمتن نے کنیزون وغیرہ سے کہا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو ہنوز کنیزون نے ارادہ بتدابیر ہوشیار کرنے کا کیا تھا کہ یکایک بیہوشی ہوا سے سر سے دفع ہوئی صاحبقران کو ہوش آیا فی الفور اٹھکر جو بغور دیکھا تو اپنے تئین اپنی بارگاہ میں نپایا حیران ہو کر دل مین کہا کہ جائے تعجب ہے کہ ہم اپنی بارگاہ مین درمیان لشکر ساحران کے آرام کرتے ہوے تھے اسوقت ہم اپنے تئین درمیان بارہ دری باغ کے پاتے ہین روبرو یہ عورتین خوش رو دکھائی دیتی ہین شاید ہم خواب دیکھ رہے ہین ابھی صاحبقران بنظر حیرت بعد بیہوشی دفع ہونے کے ہوشیار ہو کر دیکھ رہے تھے اور دل مین خیال خواب کا کر رہے تھے اور ہمجلیسان زہرہ سیمتن بجائے خود خیال کر رہی تھین کہ ہماری وزیرزادی کو اسوقت غصہ بے وجہ نہین ہے غالباً صورت زیبائے طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو دیکھکر مائل ہوئی ہین اسی وجہ سے طلسم کشا کے دشمن کو زندہ زمین مین گڑوا دیا ہے کہ یکایک بایمائے وزیرزادی مذکورہ ایک کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ یا صاحبقران کشورستان حیران و پریشان نہوجیے خواب کا خیال نہ فرمایے جو کچھ آپ دیکھ رہے ہین حالت بیداری مین دیکھ رہے ہین آپ کی بارگاہ سے آپ کو مہتر شمس عیار مکار اشتفاق جادو وزیر خوش تدبیر شاہ طلسم زلزلہ بیہوش کرکے ہماری حضور وزیرزادی دختر نیک اختر اشتفاق جادو کے پاس حسب اتفاق یہان لایا تھا انھون نے آپکے حال پر رحم کرکے عیار مذکور پر غضبناک ہوکے ابھی اُس کو اسی باغ میں زندہ دفن کرا دیا ہے اگر آپ کو ہمارے قول کا اعتبار نہو تو ہماری مالکہ یہ وزیرزادی دختر اشتفاق جادو بالائے مسند زرین تشریف رکھتی ہین ان سے دریافت کیجیے صاحبقران ذیشان نے تقریر کنیز مذکور سنکے بنظر غور جانب وزیرزادی مذکورہ جو دیکھا تو اُس کے حسن زاہد کش عابد فریب پر مائل و عاشق ہوے کیونکہ وہ نازنین مہ جبین رشک پری حسن و جمال مین ایسی بے عدیل تھی کہ بمصداق معنا مین این اشعار

سادی سادی وہ شکل وہ جوبن شوخیان اُسمین تھین قیامت کی زلفین بکھری ہوئی تھین یون چہرہ جس پہ قوس و قزح بھی ہو قربان	حسن و خوبی مین لاجواب تھی وہ بانکی بانکی ادا وہ بھولا پن وصف کیا ہو قمر سے بڑھ کر تھا ہون ہم آغوش جیسے شام و سحر تر بچہ جیسے وہ یون تو بھلا کی تھی	فرد عالم مین انتخاب تھی وہ مہر جتون ادامین آفت کی آدمی تھی کہ نور کا پتلا یون خمیدہ وہ ابروے مستانہ دل عاشق کو بس شکاری تھی

آنکھ بہ بسی تھی یون وہ ماہ منیر
گل نرگس جیسے آنکھ چرائے
غنچۂ ناشگفتہ تھا وہ دہن
گل سوسن ہزار ہون تو نثار
اُس کے دانتون کی تھی چمک ایسی
جس سے ظاہر تھی صاف پان کی پیک
گورے گورے وہ ساعدِ سیمین
جس طرح دو حباب ہون یکجا
رانین دونون بھری بھری اسکی
ہو تجلی چہرۂ رخ پر سے تابان
اودا رومال وہ گلو مین بندھا
وہ جوانی کا جوش اور وہ اُمنگ
پائجامہ گرنٹ کا گلنار
کس بناوٹ کا کس سجاوٹ کا
وہ زمرد کی اس کی ناک مین کیل
جیسے بستے ہو چاند کا ہالا
نونگے بازوون پہ اور جوشن
طرفہ دکھلاتی تھین ادا بانکین
الغرض جب پڑی تقطے سے نظر

ہوے برگشتہ جس طرح تقدیر
بھول ہے وہ جیسے لب رخسار
چاہ غبغب تھا یا وہ چاہ ذقن
یہ ہویدا تھا غنچۂ لب سے
دل عشاق پر گری بجلی
دست نازک حنا سے لالون لال
حسن و خوبی مین مثل جن کا نہین
پتلی پتلی وہ پیاری پیاری کمر
نرم چکنی سی دل آفت کی
جامہ زیبی مین بھی وہ ماہ منیر
گوری رنگت پہ خوب کھلتا تھا
خوش نما ٹھیک وہ کسی انگیا
گل لالہ سے بڑھ کے جسکی بہار
بجلیان کانون مین مرصع کار
خوش نمائی مین تھا نہ جس کا عدیل
پیاری پیاری گلے مین ہیکل تھی
دست نازک مین وہ کڑے کنگن
پاؤن مین جھانجھ چھاگل اور چھڑے
بل گئین بجلیان سے جیسے پر

جلوۂ چشم مست دیکھ جو پائے
جس پہ بلبل ہزار جان سے نثار
لب نازک پہ وہ مسی کی بہار
باتین کرنے مین پھول این جھڑتے
گوری گردن کی جلد وہ باریک
آدمی کیا ملک کی ٹپکے رال
سینے پہ وہ اُبھار جوبن کا
تھا نزاکت کا خاتمہ اُس پر
تخت طلا مین وہ نور جلوہ کنان
اپنا رکھتی نہ تھی جہان مین نظیر
زعفرانی دوپٹہ وہ خوش رنگ
چسپی چسپی پھنسی پھنسی انگیا
مانگ مین موتیون کا وہ چمکا
ہیرے کے بالی پتون کی وہ بہار
طوق گردن مین اُسکے سونے کا
اور جڑاؤ نسب کی وہ تختی
چوڑیون کی وہ خوش نما بانکین
وہ جس کی صدا سے جی اُٹھے
قریب تھا کہ وقت نظارہ جلال

وزیرزادی مذکور صاحبقران کشورستان کو غش آجائے مگر بزور اپنے تئین سنبھالا بعدہ اُس نازنین سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا تیری چہرہ تونے ہے نیکی کی عیار تھا سے والد مجھکو بیاری بیہوش کرکے یہان لایا تھے اُسکے شرون سے ہمین بچایا فلک واسیر ہوئے تھے مین محفوظ رکھا جان بخشی کی ہے عجب سلوک نیک کیا ہے کبھی تقدر دل مجھکو دیکھا تو زہرہ سیمتن نے شرم سے سر جھکا کر نیچی نظر کرکے جواب دیا کہ ہان جو نیکی ہے ہو سکی ہے کی لیکن خوف یہ ہے کہ دیکھا تم اس نیکی کا کیا ہوتا ہے ہمارے والد اشتقاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم ہزار دیکھے ہیں کسی طرح پیش آتے ہین قتل کرتے ہین یا اسیر کرتے ہین یہ کہکر کنیزون سے کشتی شراب طلب کی انھون نے جلد لاکر پیش کی زہرہ سیمتن نے مسند زرنگار پر صاحبقران کو بٹھا کر خود مسند سے علٰحدہ مجھے ہٹ کر بیٹھنا چاہا امیر ہاتھ پکڑنے انکو اپنے برابر بٹھایا پھر ایک مجلس زہرہ سیمتن نے اپنے وزیرزادی مذکور سے شیشہ سے جام بلورین مین شراب بھرکر صاحبقران ذیشان کے روبرو آکر وہ جام پیش کیا اور کہا کہ آپ مہمان ہین ہماری ملک مہمان نوازی ہین لہذا اس جام سے کو نوش کیجیے اس ساغر کو جام محبت تصور کیجیے صاحبقران نے بادہ خواری سے انکار کیا سبب انکار کا وہ کشتی جو دریافت کیا گیا امیر نامدار نے جواب دیا کہ اول تو ہم اہل اسلام شراب نہیں پیتے ہیں عوض شراب عرق مقوی دماغ و قلب

پہنچے ہیں دوسرے یہ کہ وزیرزادی و مالکہ تمہاری ہم مذہب نہیں ہی اگر ہماری خوشی مطلوب ہو
تو دین اسلام اختیار کرکے عرق مفرح قلب و اعضائے رئیسہ ہمیں اپنے ہاتھ سے جام بلورین میں
دین آبائی مذہب کو ترک کریں کہ مذہب باطل ہی یہ تقریر امیرہا توقیر کی سنکے زہرہ سیمتن
نے مطیع دین اسلام ہوکے و بقول راوی دیگر مسلمان ہوگئے عرق مقوی دماغ و مفرح قلب
طلب کرکے جام بلورین میں بھر کے صاحبقران کو دیا امیرہا توقیر نے بہت خوش ہوکے ساغر
مذکور اُس کے ہاتھ سے لے کر عرق مذکور الصدر بجائے شراب پیا پھر اپنے ہاتھ سے وہی عرق
ساغر میں شیشے سے بھر کر دختر اشفاق جادو کو دیا اُس نے بھی مثل شراب ناب وہی عرق
پیا اسی طرح دو دو جام طالب و مطلوب نے پیے بعد ازان لوح طلسمی رومال سے نکال کر
زہرہ سیمتن نے گلے میں صاحبقران کے ڈال کر کہا کہ میرا قصہ عجیب و غریب ہی
صاحبقران نے پوچھا کہ وہ قصہ عجیب و غریب کیا ہی بیان کرو اُس نے کہا کہ شب گذشتہ میں نے
عالم خواب میں ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس کو دیکھا تھا انھوں نے مجھسے مخاطب
ہوکر ارشاد کیا تھا کہ اے زہرہ سیمتن ہنگام صبح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو تیرے والد کا عیار بیہوش کرکے تیرے پاس لائے گا تجھے لازم ہی
کہ اُن سے بہ نیکی پیش آنا اور ان کی ہدایت و رہنمائی سے دین اسلام اختیار کرنا کیونکہ تو
اُن کے عقد میں آئے گی یہ خواب دیکھکر آنکھ میری کھل گئی میں بیدار ہوکے حیران تھی کہ
یہ خواب کیسا دیکھا ہی اسی فکر میں نیند نہ آئی یہان تک کہ صبح ہوئی مہتر عمرو یکایک پشتارہ
آپ کا لیے ہوے آیا بعد دریافت معلوم ہوا کہ آپ ہی کو بیہوش کرکے لایا ہی اُس وقت
میں نے اپنے دل میں کہا کہ خواب میرا صادق تھا بس موافق ارشاد اُن بزرگ کے عمل کیا
بہ نیکی پیش آئی دین آبائی ترک کرکے داخل دین اسلام ہوئی حصول دولت دین اسلام سے
مالامال ہوئی مگر اب یہ اندیشہ قوی ہی کہ والد مجھسے ناراض ہوکے درپئے قتل و ایذارسانی
ہونگے یہ خبر اُن کو ضرور پہونچے گی صاحبقران کشورستان نے مسکرا کر فرمایا کہ خواب
تمہارا سچا تھا جو کچھ تمنے زبانی اُن بزرگ کی سنا تھا اُس کا ظہور ہوا انشاءاللہ تعالی بعد فتح
طلسم زلزلہ صورت عقد بھی ظہور میں آئے گی یہ فرما کر خاموش ہوے ہمجلیسان دختر
اشفاق جادو وغیرہ کنیزوں نے عرض کیا مبارک ہو کہ جو کچھ حضور نے عالم خواب میں
دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا وزیرزادی مذکور نے شرما کر جواب دیا کہ ہاں خواب ہمارا عجب
خواب تھا کہ سچ ہوتے ہی جو کچھ عالم خواب میں دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا میںنے دین اسلام
اختیار کیا تم سب بھی مانند ہمارے دین اسلام اختیار کرو سب نے اپنی مالکہ کے حکم پر
عمل کیا صاحبقران تو بارہ دری باغ زہرہ سیمتن میں ہمپہلوے دختر اشفاق
جادو بیٹھے ہوے ہیں زہرہ سیمتن نے ارباب نشاط کو طلب کیا ہی ایک نازنین
خوش گلو و خوبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کر رہی ہی مبارکبادی گا رہی ہی اور ایسا بے
زہرہ سیمتن سے سامان دعوت و ضیافت صاحبقران ہو رہا ہی اہل بزم خوش و
خرم بیٹھے ہوے رقص و نغمہ مطربہ مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہیں مگر اب حال
اُن ساحروں کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگ کر سامنے شاہ طلسم زلزلہ کے

جب وہ ساحران نا ہنجار بعد قطع راہ دراز در دولت شاہ طلسم زلزلہ نالان و گریان پہونچے شاہ طلسم کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی متردد ہو کر اپنے روبرو سر دربار ان کو طلب کیا اور پوچھا کہ سبب تمہارے نالہ و فریاد کرنے کا کیا ہے ان سب نے بعد سلام کرنے کے تمام حال فتح در بند دوم کا جو گذرا تھا عرض کیا شاہ طلسم کو صدمۂ عظیم ہوا جملہ اہل دربار کو ملال ہوا ابھی سب کو رنج و تردد تھا کہ پھر چند ساحروں نے روبرو شاہ طلسم آ کے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ و خداوندا اس وقت لشکر طلسم کشا میں ایک تہلکہ پڑا ہوا ہے ہر ایک لشکری آمد و رفت میں ہر ایک کا متغیر ہے شور نالہ و فریاد ہو رہا ہے دریافت جو کیا گیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو کوئی شخص بارگاہ سے عیاری بیہوش کر کے لے گیا ہے یہ خبر فرحت اثر سنکے شاہ طلسم خوش ہوا اشتفاق جادو وزیر دوم نے شادمان ہو کر شاہ طلسم سے عرض کیا کہ شہنشاہ کو مبارک ہو شاید طلسم کشا پر مہتر شمس عیار نے یہاں سے جا کر ایسی عیاری کی کہ اس کو بیہوش کر کے اور وہاں سے لے کر روانہ ہوا مگر ابھی تک یہاں نہیں آیا شاہ طلسم نے از حد خوش ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جا کر مہتر شمس کو جلد سے روبرو لا خبر گیری اس کی ضرور ہے مبادا ساحران لشکر طلسم کشا بکوشش و تلاش اس کو گرفتار کر لیں لوح طلسمی و طلسم کشا کو اس سے چھین لیں اشتفاق جادو حسب الحکم برائے جستجوئے عیار خود تخت طاؤسی سحر پر بیٹھکر سوئے در بند دوم روانہ ہوا اثنائے راہ میں ہر طرف دیکھتا جاتا تھا درمیان راہ کے اشتفاق جادو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں نے اپنی دختر نیک اختر کو چند روز سے نہیں دیکھا ہے نہ کچھ اس کی حالت سے اطلاع ہوئی ہے نہیں معلوم طبیعت اس کی کیسی ہے ادھر آیا تو ہوں اسی کو بھی دیکھتا ہوا برائے تلاش مہتر شمس جاؤں یہ تجویز کر کے اپنے تخت سحر کو سوئے باغ دختر مذکور بڑھائے ہوا روان کیا بعد قطع راہ اندر باغ و بارہ دری کے آیا دیکھا کہ بزم عشرت آراستہ ہے پہلوئے دختر میں طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے ایک نازنین مہ جبین خوش گلو و خوش رو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہے سب زن و مرد بیٹھے ہوئے بعد خوشی سن رہے ہیں غزل

دل بیتاب ہے مصروف نگرانی ہے مستانہ　　کہ جا بجا ہے سیہ مستی میں ہو حق بے حجابانہ
سو و جان ہے خریدار ساقی قدرت کا پیمانہ　　بہا ہے تم سے ہی جو اور بالب جام چھلکانہ
ہے مصروف اہتمام تشنہ کامان ہمت ساقی　　زمین میخانوں سے ہے پُر فرش کا شانہ
گدایان در دولت کی پیاسی نگاہیں ہیں　　لگا میں ٹھوکریں گردش ہوا ہو شکار مستانہ
رسا ہو نالہ پردہ در باب کبریائی تک　　کبھی خالی نہیں جاتا ہے غوغلے گدایانہ
تماشہ کر کے خوب ہم تو قدرت کے جلووں کا　　تصور سے ہمارے جو دل ہے پری خانہ
مو دیکھ جلدی باب ساقی جبین رکھو　　کہاں کا مطرب و ساقی کہاں کا جام و پیمانہ

یعنی عجب طرح تعریف مطرب مذکورہ کر رہی ہے سمان بندھا ہوا ہے بخوف و خطر ہر ایک بیٹھا ہوا ہے یہ رنگ بزم دیکھکر اشتفاق جادو کو بدرجہ تمام و بے حد غصہ آیا کثرت قہر و غضب سے جہان آنکھوں میں تیرہ و تاریک ہو گیا اسی اثنا میں زہرہ جبین نے اپنے باپ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی خوف سے کانپنے لگی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا شادی و خوشی بدل بغم و درد

کمال ہوئی یہاں تک کہ خوف و رعب پدر سے خون خشک ہوگیا سکتا سا ہوگیا صاحبقران نے
اُس کا یہ حال دیکھکر پوچھا کہ اے نازنین خیر تو ہے مزاج کیسا ہے دفعتاً یہ حال کیوں ہوا اُس نے
باشارہ کہا کہ یا صاحبقران غضب ہوگیا دیکھیے اپنی پس پشت ہمارے والد آگئے غالباً عالم
غصہ میں مجکو سزائے سخت دینگے عجب نہیں کہ مار ڈالیں کیونکہ صاحب غیرت و حیا ہیں میں نے
آپ کی محبت میں دین بھی دیا اب جان بھی جائیگی امیر با توقیر نے یہ تقریر اُس کی سنکے اپنی
پس پشت دیکھا ہمجلیسان زہرہ سیمتن و کنیزان نے بھی وزیر مذکور کی طرف دیکھا
دیکھتے ہی ہر ایک خوف سے تھرانے لگی چہرہ ہر ایک کا ڈر سے متغیر ہوگیا سطوت مذکورہ خوف سے
اُٹھکر بھاگنے لگی کنیزیں خوف و خطر سے چھپنے لگیں بزم عیش درہم و برہم ہوئی اشتقاق جادو
نے اُسی عالم غصہ میں بصدائے سخت کہا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان او زہرہ سیمتن
غضب کیا تو نے کہ اپنے دامن عصمت میں دھبا بدنامی و آشنائی کا لگایا تجھے خیال اپنی عزت
اور ہماری لیاقت و حرمت کا نہ کیا بے خوف و خطر کوچہ یاری و آشنائی میں قدم رکھا تمام بزرگان
ذی عزت کا خاک میں ملا دیا طلسم زلزلہ میں رسوا و بدنام کر دیا کاش کہ تو پیدا ہوتے ہی مر گئی
ہوتی کہ یہ ذلت و بدنامی نہوتی ہم تجکو ایسا بے غیرت و بے حیا ہرگز نہ جانتے تھے بلکہ ہمیشہ تیری
عصمت و عفت کی تعریف کرتے تھے افسوس ہزار افسوس کہ اب اس کے لائق نہ رہے کہ کسی کو
طلسم زلزلہ میں اپنا منہ دکھائیں اور چار آنکھ کرکے بات کریں تو نے ہمارے اور بادشاہ طلسم کے
دشمن جان و ایمان سے دوستی و یاری و آشنائی پیدا کی ہے اپنے پہلو میں ایسے دشمن قوی کو بٹھلایا
ہے بزم عشرت آراستہ کی ہے خیر دیکھ تو سہی کہ کس عذاب الیم سے تجکو ہلاک کرتا ہوں کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا بھی تیرے حال پر افسوس کرینگے بعد تیرے قتل و ہلاک کرنیکے خود بھی
خودکشی کرونگا زندہ نہ ہونگا صاحب عزت و حیا ہوں بدنام ہوکر زندہ رہنا گوارہ نہ کرونگا
یہ کہکر عالم قہر و غضب میں مانند شعلہ جوالہ برائے قتل و ہلاکت دختر مذکور آگے بڑھا ادھر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُٹھکر کہا کہ اے اشتقاق جادو ذرا اپنے
ہوش و حواس میں آؤ عالم غصہ میں آمادہ قتل دختر نیک صفات بیہودہ و نامناسب اس کی
شان میں نہ کہو دختر تمہاری نہایت عفیفہ و سعیدہ ہے پاکدامن ہے صرف اس نے ہمارے ساتھ
یہ نیکی کی ہے کہ مہتر شمس عیار کے شر و فساد سے ہمیں بچایا ہے بستارہ ہمارا اُس سے چھین کر
بجنسہ اپنے پاس رکھا ہے ہماری ہدایت و رہنمائی سے اس نے راہ حق کو دیکھا ہے دین اسلام
اختیار کیا ہے یہ ننگ خاندان نہیں ہے فخر خاندان ہے تم کو بھی لازم ہے کہ اپنے دین باطل کو چھوڑ کر
دین حق یعنی دین اسلام کو اختیار کرو ذرا غور تو کرو کہ ہو سرمست جادو شاہ طلسم زلزلہ
کو تم اپنا خداوند جانتے ہو خدا خدائی کا بھی عاجز ہوتا ہے کہ ہم طلسم زلزلہ اُس کا فتح کر رہے ہیں
اور وہ کچھ قدرت اپنی نہیں دکھاتا ہے ہمکو قتل و اسیر نہیں کر سکتا ہے ہمسے ایسا ڈرتا ہے کہ سامنے
ہمارے نہیں آتا ہے کہیں چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہے پس ہرگز یہ شان خداوندی نہیں ہے وہ ایک بادشاہ
بے دین ہے تمکو اور اہل طلسم زلزلہ کو گمراہ کرکے اپنے تئیں خداوند کہلواتا ہے اور سجدہ کراتا ہے
آگاہ ہو کہ لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان
و ماہ و آفتاب و شجر و حجر و جن و انس و طیور و وحوش وغیرہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہ ہی ہونکو

ہماری کیا ہے نباتات کو پیدا کیا ہے خیام افلاک کو بے ستون بلند کیا ہے ابر و برق و ملائکہ و جنت
و دوزخ کو پیدا کیا ہے اگر کوئی نظر معرفت سے دیکھے تو ہر ایک برگ وہاں سے صنعت و قدرت
خداوند عالم ظاہر ہو جائے انسان کو پروردگار عالم نے آنکھیں واسطے دیکھنے کے اور کان
واسطے سننے کے عقل واسطے سمجھنے کے دست و پا واسطے کام کرنے اور چلنے کے عطا کیے ہیں
تم بھی صاحب عقل و فہم ہو فکر و غور کرو عقل و فہم سے اپنے معبود حقیقی کو جانو گمراہی سے
باز آؤ اور راہ راست اختیار کرو اپنی وزارت اور چند روزہ کی دولت و حشمت پر مغرور نہ ہو
یہ دنیا فانی ہے اور اہل دنیا بھی فانی ہیں جو پیدا ہوا ہے اسے ایک روز مرنا دنیا سے سوئے عدم
جانا بھی ضروری ہے خیال کرو کہ تمہارے آبا و اجداد اس وقت کہاں ہیں علاوہ ان کے بڑے
بڑے سلاطین روزگار جو قبل اس زمانے کے تھے وہ اب کہاں ہیں زیر خاک پنہاں ہو گئے
پیدا ہوئے تھے جب حکم قضا ہوا دنیا سے سوئے عدم چلے گئے ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ ہم
اور تم اور جو فی زمانہ زندہ ہیں یہ بھی فنا ہو جائیں گے بجز ذات خدا کوئی باقی نہ رہے گا لہذا اپنے
اعمال کی درستی کرو اور راہ دین حق اختیار کرو سفر ملک عدم در پیش ہے زاد راہ مہیا کر لو اور اگر عالم
غصہ میں اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہو کر ارادہ جنگ کرو گے تو شکست پاؤ گے ہمارے ہاتھ
سے قتل ہو گے دیکھو ہم صاحب لوح طلسمی ہیں ہمارے گلے میں یہ لوح طلسمی پڑی ہے یہی ہماری
رہنمائی کرتی ہے سحر ساحران کی باطل کنندہ ہے اسی لوح کی ہدایت سے ہم اس طلسم زلزلہ کو فتح
کریں گے اگر خدا نے چاہا تو شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ جملہ ساحروں کو تہ تیغ کریں گے کسی بے دین
کو زندہ چھوڑیں گے ان وہی اشخاص جانبر ہوں گے جو ہماری ہدایت سے دین اسلام اختیار
کریں گے زمانہ شکست طلسم زلزلہ قریب آگیا ہے دو فرزند فتح ہو چکے ہیں باقی ماندہ طلسم بھی
فتح ہو جائے گا تم ہم سے کیا لڑ سکو گے اور ہمارے سامنے اپنی دختر کو کہ اس نے ہم سے نیکی
کی ہے بدی پیش آسکو گے اشتاق جادو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آپ سچ کہتے ہیں یہ پاس
لوح طلسمی باطل السحر ہے اس وجہ سے جو چاہے کہیے اگر لوح طلسمی آپ کے گلے میں نہ ہوتی تو کبھی
شجاعت و بہادری آپ کی آپ کے کام نہ آتی ایک ادنیٰ سحر میں ہم آپ کو اسیر کر لیتے روبرو
شاہ طلسم لے جاتے خلعت و انعام پاتے تاکہ طلسم زلزلہ میں زیادہ تر نامور ہوتے صاحبقران
نے اس کی تقریر سنکے جواب دیا کہ اے اشتاق جادو اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو سمجھی
ہمارا سمجھا جاؤ جو تم سے جدا کر لو یا ہم کو اسیر کر کے شاہ طلسم کے سامنے لے جاؤ خلعت و انعام
اس سے پاؤ ہوس حصول مال دنیا کی ہے تدبیر یہ ہے کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو ہم شجاع و بہادر
ہیں کچھ ضرورت لوح طلسمی کے پاورہا کی ہم کو نہیں ہے بات پر سر دیتے ہیں ترقی جاہ دین اسلام
میں جان کے جانے کا اندیشہ نہیں ہے اگر فکر ہے تو یہی ہے کہ بندگان خدا جو گمراہ ہیں وہ راہ راست
پر آجائیں اگر ہماری گرفتاری سے اور ہمارے قتل ہو جانے سے تمہارا نفع ہوتا ہے تو لو
یہ لوح طلسمی اپنے قبضے میں کر کے ہمیں اسیر کر کے شاہ طلسم کے پاس لے چلو یہ کہکر لوح طلسمی
گلے سے اتار کر سامنے اشتاق جادو کے ڈال دی بعد اسکے اپنا سر جھکا کر فرمایا کہ آ ہتھکڑیوں کو
طلب کرو کہ وہ آکر طوق و زنجیر وغیرہ میں ہمیں اسیر کریں اشتاق جادو یہ تقریر و وجاہت و
شجاعت صاحبقران کی دیکھکر دنگ ہو گیا دل میں کہنے لگا کہ مانند صاحبقران کے کوئی نانا

شاید ہی کوئی شخص نیک و صاحب ہمت و شجاعت ہو بیشک دین ان کا اچھا ہی اور ان سے
ہدایت کرنے سے جو غور کیا تو ثابت ہوا کہ لائق سجدہ وہی ہی جو خالق زمین و آسمان و ما فیہا ہی
لہذا ان کی اطاعت کرنا چاہیے اور راہ راست پر آنا چاہیے کوچہ گمراہی سے روگردان ہونا چاہیے
واقعی دنیا چند روزہ ہی ہوس مال و متاع عبث ہی فقط خواہش دولت دین اسلام ضرور ہی
یہ قول طلسم کشا بھی درست و بجا ہی کہ طلسم زلزلہ باقی ماندہ بھی جلد فتح ہو جائے گا شاہ طلسم زلزلہ
مارا جائے گا جو دین اسلام قبول کرے گا اُس کا انجام بخیر ہوگا یہ خیالات کرکے غصے کو دور کرکے
لوح طلسمی کو اُٹھا کر آگے بڑھ کر گلے میں صاحبقران کے ڈال کر دست بستہ خادمانہ سوئے قدم
امیر باتوقیر جھک کر گویا ہوا کہ میری زبان درازی کی خطا کو معاف کرکے اپنی رضامندی ظاہر
فرمائیے بالفعل مطیع دین اسلام ہوتا ہوں بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں گا کیونکہ
فی الحال آپ کی ہمراہی میں شاہ طلسم زلزلہ سے مقابلہ و مجادلہ کرنا ہی صاحبقران نے گفتگو
اُس کی سنکے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا مطیع دین اسلام ہونے سے اُس کے خوشی حاصل
ہوئی زہرہ و سیمتن وغیرہ جملہ عورتیں بھی شادمان ہوئیں خوف و خطر ہر ایک کے دل سے
دور ہوا اشتاق جادو نے اپنی دختر کو بشفقت پدری سینے سے لگا کر کہا کہ اے نور نظر
پارہ جگر خوشا بقدر تیرا کہ مشرف بہ دین اسلام ہوئی اور تیری ہی وجہ سے ہم بھی مطیع دین اسلام
ہوئے اگر تو ہمت شمس سے بشارہ صاحبقران کشورستان کا جبین کر صاحبقران کے ساتھ
بنیکی پیش نہ آتی لوح طلسمی حوالے کرکے دین اسلام قبول نہ کرتی تو ہم بھی دولت دین اسلام
سے محروم رہتے یہ کہکر بجام صد صاحبقران کو شاباش دختر رہبر ہے صاحبقران مسکرا کر
گویا ہوا کہ آپ کی برکت قدم سے اس باغ میں بہار تازہ آئی بہت سے گمراہ راہ پر آگئے از انجملہ
ہم بھی مطیع دین اسلام ہوئے دین آبائی سے منحرف ہوئے ملازمت وزارت سے دست بردار
ہوئے اب خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں جانا ہمیں منظور نہیں ہی جب تک مطیع دین اسلام نہ ہوئے
تھے اُس کے خیرخواہ تھے خداوند اپنا اُس کو جانتے تھے اب ہم اُس کے دشمن جانی ایمان
ہیں ہر چند کہ خبر ہمارے مطیع دین اسلام ہونے کی پوشیدہ نہ رہیگی اور وہ بہت غضبناک ہوکر
دشمن جان ہمارا ہو جائے گا مگر ہمکو اُس کے دشمن ہو جانے سے کچھ خوف نہیں ہی اگر زندگی
ہماری ہی تو وہ ہمیں قتل و ہلاک نہیں کر سکتا اگر ہماری عمر آخر ہوئی ہی اور اُس کے ہاتھ
سے ہماری قضا ہی تو بجز خداوند عالم کوئی ہمکو اُس کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتا ہی یہ کہکے
خاموش ہوا صاحبقران کشورستان نے زہرہ و سیمتن و اشتاق جادو سے مخاطب
ہو کر کہا کہ ہمکو رخصت کرو اہل لشکر ہماری جستجو میں پریشان خاطر ہونگے لشکر میں ایک تہلکہ
پڑا ہوگا ہر ایک کو تردد و اندیشہ ہوگا خصوصاً ہمارے برادر وفادار خواجہ عیار گردیاں کو
سخت تشویش ہوگی زیادہ تر اُن کو ہماری تلاش و جستجو ہوگی بحرین جادو و ملکہ دیدبہ جگر شاد
جادو و حنظل جادو وغیرہ ساحران نامی بھی بہت پریشان خاطر ہونگے خود بھی دور
دور تک ہماری تلاش میں گئے ہونگے ساحروں کو بھی برائے جستجو روانہ کیا ہوگا بالفعل
ہمارا لشکر میں جانا مناسب ہی انشاء اللہ تعالیٰ بہنگام اطمینان یہاں پھر آئینگے زہرہ
سیمتن نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اشتاق جادو نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں آپکو روکنا

خلاف عقل و خیر خواہی ہو اچھا آپ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے چلیں ہم بھی آپ کے ہمراہ آپکے
لشکر میں چلتے ہیں جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہیں تنہا آپ کو جانے نہ دینگے آپکے دشمن
ہزارہا ساحر ہیں خاص کر شاہ طلسم آپکا عدوے جان ہو گئے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد ایک
مرکب زین و لگام سے آراستہ کرکے لاؤ ساحران مطیع حسب الحکم گئے بعد تھوڑی دیر کے
گھوڑا عربی نہایت تیز رو لے کر حاضر ہوئے اشتاق جادو بہت سے ساحروں کو گرد باغ برائے
حفاظت و نگہبانی اپنی دختر کے معین و مقرر کرکے دختر سے رخصت ہوکے صاحبقران کشورستان
سے ملتمس ہوا کہ مرکب برائے سواری جو آپنے طلب کیا تھا ساحران مطیع و فرمانبردار لے آئے
ہیں در باغ پر وہ مرکب ایستادہ ہے اگر دل چاہے تو گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف
چلیے اور اگر منظور طبع عالی ہو تو تخت سحر پر بیٹھکر تشریف لے چلیے صاحبقران ذیشان نے
جواب دیا کہ سواری مرکب خوب ہے یہ فرماکر مسند زرین سے اٹھکر دختر زہرہ جبین سے رخصت
ہوکر کلمات تسلی و تشفی آمیز زبان پر جاری کرکے وعدہ کیے کہ ایک بارہ دری سے در باغ پر
آکر مرکب مذکور پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی چلے اشتاق جادو تخت سحر پر
سوار ہوکر چند ساحروں کے ہمراہ روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال اہل لشکر
کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب شب گذر کر سحر ہوئی اور صاحبقران کشورستان حسب دستور برائے
ادائے نماز سحر بیدار ہو کر بیرون بارگاہ تشریف نہ لائے خواجہ طیفور گرد کو تردد ہوا ہٹا باندر
بارگاہ میں جاکر جو دیکھا تو بالائے فرش خواب صاحبقران کشورستان کو نہ پایا زمین پر نشان
پائے عیار پاکر بیرون بارگاہ ملول و غمگین آکر ساحران نامی سے کہا کہ غضب ہوا کوئی عیار نابکار
صاحبقران کو بارگاہ سے لے گیا افسوس کسی کو معلوم ہوکے آسکی اور صاحبقران
کو لے جانے کی مطلق خبر نہوئی ہم بھی بخوف و خطر در بارگاہ پر بیٹھے رہے اندر بارگاہ کے
نہیں گئے عیار نابکار قابو پاکر صاحبقران کشورستان کو لے گیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ
برائے تلاش صاحبقران جاؤ ہم بھی جستجو سے امیر یا تو فکر کریں شاید کچھ حال اُن کا دریافت
ہو جب یہ خبر ملال اثر خواجہ طیفور گرد سے ساحران مذکور نے سنی سب کو صدمہ و ملال ہوا
کوئی آبدیدہ ہوا کسی نے آہ سرد کی کسی ساحر خیر خواہ نے فریاد و فغاں کی غرضکہ اسی طرح
ہر ایک ساحر غمگین ہوا لشکر میں شلنگہ پڑ گیا ساحران نامی و نامور مختلف خیالات کرنے لگے کسی نے
کہا کہ عیار نابکار کا یہ کام نہیں کہ درمیان میں لشکر ساحران کے آکر داخل بارگاہ ہوکر صاحبقران
کو بیہوش کرکے پشتارہ اُنکا اپنے دوش پر رکھکر لشکر کے درمیان سے نکل جائے اور
کوئی اُسکو نہ دیکھے خصوصًا وہ ساحر جو ہنگام شب گرد بارگاہ و لشکر پھر رہے تھے یقینًا کوئی
ساحر اُنکو لے گیا ہے ہم سب دن کو میدان جنگ میں لڑے تھے شب کو بزم عشرت میں
بیٹھے رہے تھے چونکہ نہایت خستہ و ماندہ تھے فرش خواب پر جاکر ایسے غافل سوئے کہ کچھ بھی
خبر نہ رہی مطلق ہوش نہ رہا اگر غافل نہ سوتے تو کیا مجال تھی کسی ادنی ساحر کی کہ وہ
لشکر کے درمیان سے صاحبقران کو لے جاتا کوئی گمان کرتا تھا کہ یہ کام کسی ادنی ساحر کا نہیں
ہے شاید خود شاہ طلسم آیا ہوگا بلندی سے اُس نے ایسا سحر کیا ہوگا کہ ہم سب بیہوش و غافل
ہوگئے ہونگے پھر وہ باطمینان تمام بارگاہ میں جاکر صاحبقران کو اٹھاکر لوح کو اپنے قبضے میں

کرکے لے گیا ہوگا کوئی ساحر نامی کہنے لگا کہ یہ خیال تمہارا خام ہے شاہ طلسم ہرگز نہ آیا ہوگا
ہاں اُس نے کسی عیار مکار یا کسی ساحر کو بھیجا ہوگا وہ صاحبقران کو لے گیا۔ بحرین جادو
کہتی تھا کہ یقیناً صاحبقران کو کوئی عیار بعیاری لے گیا ہے خواجہ طیفور کہ دیا سچ کہتے ہیں قول
خواجہ صحیح ہے ان کو نشان پاے عیار کی شناخت ہے کیونکہ یہ خود بھی عیار نامی و نامور بیمثل و
بے نظیر ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کہتی تھیں کہ اس تقریر
و خیالات مختلف سے کیا فائدہ ہے یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی صاحبقران کو ضرور لے گیا ہے اب
ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ جو صاحبقران کو لے گیا ہے حال اُس کا معلوم ہو جائے یا یہ ثابت
ہو جائے کہ کس جانب لے گیا ہے کہاں لے جاکر اُس نے اُن کو اسیر کیا ہے تاکہ وہاں جاکر ہم بزور
صاحبقران کو رہا کریں پھر فکر حصول لوح طلسمی کریں اب نہیں معلوم لوح طلسمی کس کے
قبضہ میں ہے دیکھیے لوح دوبارہ بھی دستیاب ہوتی ہے یا نہیں حتی الامکان لوح طلسمی کی بھی
تلاش کی جائے گی جہاں کہیں جس کے پاس ہوگی وہاں سے لانے کی فکر کی جائے سب نے
کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و اے ملکہ بہار گل پوش جادو یہی تو رائے
آپ کی بہت پسند آئی ہے اب تاخیر و تامل نہ کرنا چاہیے برائے تلاش صاحبقران یہاں سے
ہر طرف ساحروں کو روانہ کرنا چاہیے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اگر تم سب کو
ہماری رائے سے اتفاق ہے تو بلا تامل برائے جستجوے صاحبقران یہاں سے چلنا چاہیے
پس لشکر ایک سمت مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تخت سحر پر سوار
ہوکر اکثر ساحروں کو بھی اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے ایک جانب بحرین جادو و فرنگ
جادو مع جمعیت ساحران برائے جستجوے صاحبقران روانہ ہوئے ایک طرف حنظل جادو
و اورنگ جادو مع جماعت کثیر ساحران سحر کی سواریوں پر سوار ہوکر تلاش امیر با توقیر میں
گئے ایک طرف خواجہ طیفور کہ دیا بصورت مہمل بنیا بہر تلاش امیر کشور گیر رہ نورد ہوئے
ساحران لشکری کہ مطیع دین اسلام تھے دست دعا سوے فلک بلند کرکے اس طرح دعا
بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں کرنے لگے کہ اے جامع المتفرقین و اے خالق آسمان و
زمین تو قادر و توانا ہے ہر کار دشوار و مشکل تیرے آگے سہل و آسان ہے جلد تر اپنی قدرت کاملہ
سے حاجت ہماری بر لا صاحبقران کشورستان سے ہیں غلام سب کے حال پر رحم کر ہماری
دعا قبول کر الٰہی ہم مطیع دین اسلام ہوئے ہیں ہماری حاجت مذکورہ کو بر لا کر ہمارے اعتقاد
کو قوی کر لشکر میں جو اکثر ساحر دست بدعا ہو بیٹھے آبدیدہ ہیں کچھ ساحر تنگ دل ہیں ارادہ
لشکر سے نکل جانے کا کرتے ہیں کچھ ساحران کو روک کر کہہ رہے ہیں کہ کہاں جانے کا سامان
کر رہے ہو کیوں لشکر سے بھاگے جاتے ہو صاحبقران کے جدا ہو جانے سے کیوں بیدل ہو
خلفاے امید وار حاجت روائی رہو اُس سے نا امید نہ ہو دیکھو کہ یہ طلسم زلزلہ ضرور فتح ہوگا
اسیر یا تو قید ہے اس طلسم کو فتح کریں گے کوئی اُن کو فضل خدا سے فی الحال قتل نہیں کر سکتا
ہے ہاں اسیر کر سکتا ہے ابھی تمہارے سامنے ساحران نامی و نامور بجمعیت ساحران برائے
جستجوے صاحبقران گئے ہیں خواجہ بھی ایک طرف روانہ ہوئے ہیں ضرور ہے کہ کسی کو کچھ
حال صاحبقران معلوم ہوگا خواجہ طیفور کہ دیا سے بیان کیا جاے گا وہ جس کی فکر میں ہوگا

عیاری و مکاری و تدبیر صاحبقران کو قید سے رہا کرینگے چند ہی روز میں امیر با توقیر
داخل لشکر ہو جائیں گے وہ جواب دیتے تھے کہ اب صاحبقران کا لشکر میں آنا دشوار ہے
نہیں معلوم اُن کو کون لے گیا ہے کس جگہ قید کیا ہے وہاں تک ساحران نامی و نامور مذکور کا
پہونچنا امیر با توقیر کا رہا کرکے لشکر میں لانا بسا دشوار ہے پس جب آنا طلسم کشا کا مشکل ہے تو ہمارا
لشکر میں رہنا بھی بیکار و فضول ہے لشکر بے سردار کے حریف سے کیا لڑے گا غرض تھا سب کے
کہنے سے دو تین روز تک انتظار تشریف آوری طلسم کشا کریں گے بعدہ لشکر سے چلے جائیں گے
مگر خواجہ طیفور گردیا جو سب سے بلغ زہر دستمن فال مانند خواجہ عمرو اولی ویکھکر
روانہ ہوئے تھے قطع راہ کرتے ہوئے پائے شاطری مارتے ہوئے ہر طرف دیکھتے ہوئے
دعا پروردگار عالم سے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں دل میں اپنے یہی خیال کرتے جاتے تھے
کہ اے خواجہ اول تو خداوند کریم ایسا کرے کہ خود ہی صاحبقران کشورستان تشریف لاکر
لشکر میں داخل ہوں اور اگر وہ نہ آئیں تو اُن کا حال بھی معلوم ہو جائے اگر کسی دشمن نے
اُن کو دریا میں لے جاکر اسیر کیا ہے بشرطیکہ معلوم ہو جائے میں تہ امواج تک گھس کر اُس کے
دشمن کو قتل کرکے قید سے اُن کو رہا کروں گا اور اگر کسی عدو نے زیر زمین اُن کو لے جاکر قید
کیا ہے تو وہاں بھی اپنے تئیں کسی تدبیر سے پہونچاؤں گا اگر قلعہ آتش میں اُن کو لے جاکر بند
کیا ہے تو وہاں بھی عیاری و مکاری و بدولت یاری اپنے تئیں پہونچاکر اُن کو قید سے
رہا کروں گا اگر کسی عدو نے ہائے برادر و آقا کو مابین زمین و آسمان لے جاکر پردے ہوا
قید کیا ہے تو بھی کسی مکر و تدبیر سے وہاں تک پہونچوں گا اور اپنے آقائے نامور کو قید سے
رہا کرکے اُس نابکار کو اس طرح قتل کروں گا کہ مرغان ہوا اُس کے حال زار پر نالہ و فغان
کریں گے مگر مجھ کو ذرا بھی رحم نہ آئے گا خواجہ طیفور گردیا یہ باتیں اپنے دل میں کرتے ہوئے
بیتاب و بیقرار یمین و یسار دیکھتے ہوئے جستجو کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے
سے صاحبقران کو گھوڑے پر بعد خوشی سوار آتے دیکھا دیکھتے ہی شادمان ہوکر دوڑ کر
قدم صاحبقران سے لپٹ گئے امیر با توقیر نے نہ پہچان کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے
کس درد میں مبتلا ہے کیوں آبدیدہ ہے کیا حاجت رکھتا ہے بیان کر خواجہ نے عرض کیا کہ آپ نے اس
اپنے خادم قدیم کو نہ پہچانا فدوی طیفور گردیا ہے آپ کی جدائی سے بیتاب و بیقرار تھا واسطے آپ کی
جستجو کے لشکر سے ادھر آیا تھا الحمد للہ کہ در مراد ہاتھ آیا آپ کو صحیح و سلامت پایا یہ تو فرمائیے کہ
آپ کو کون شخص بارگاہ سے لے گیا تھا پھر آپ کا اس طرف تشریف لانا کس طرح ہوا آپ کے لشکر
میں نہ ہونے سے سپاہ و ساحران میں ایک تہلکہ پڑا ہے اکثر ساحران نامی بھی مع جمعیت ساحران
واسطے آپ کی تلاش کے لشکر سے گئے ہیں صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ تم اس وقت زنگی
شکل ایسی تبدیل کیے ہوئے تھے کہ ہمنے مطلق نہ پہچانا یہ کہکر تمام حال اپنا جو گذرا تھا بیان کیا
خواجہ تمام حال سنکے بہت خوش ہوئے اشتفاق جادو جو بالائے تخت سحر بیٹھا ہوا ساتھ
ساتھ امیر با توقیر کے بڑھے ہوئے آتا تھا خواجہ کو ہمراہ رکاب صاحبقران دیکھکر متردد ہوکر
بلندی سے جانب پستی آکر مستفسر ہوا کہ یہ شخص کون ہے آپ کا دوست ہے یا دشمن ہے صاحبقران
نے مسکراکر جواب دیا کہ اے اشتفاق جادو آگاہ ہو کہ یہ ہمارے یار وفادار بے نظیر عیار

خواجہ طیفور گرد دلی میں بصورت مبدل پریشان خاطر ہوکر واسطے ہماری تلاش کے اسطرف آئے تھے یہان دیکھکر خوش ہوے یہ حال دریافت کرکے ہمارے دیکھنے کے مشتاق تھے تمہارے مطیع دین اسلام و شریک ہونے سے خوش تھے ان سے ملو یہ سنکے بعد اشتیاق اشفاق جادو خواجہ سے ملا بعد ہ کہنے لگا کہ صورت اصلی دیکھنے کا اشتیاق ہے تعریف سنی تھی دیکھا نہ تھا اسوقت دیکھا آرزو ے دلی برآئی خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی اشفاق جادو شکل اصلی دیکھکر شادمان ہوا ہمراہ صاحبقران و خواجہ روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت لشکر مین داخل ہوے کہ بحرین جادو و نیرنگ جادو و ملکہ دیدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ تلاش صاحبقران مین دور دور جاکر کہین سراغ نہ پاکر مجبور ہوکر لشکر مین آبیٹھے تھے صاحبقران کے تشریف لانے سے جملہ ساحران امنی ادنی کو از حد خوشی ہوئی نقارہ ہائے خوشی و شادمانی لشکر مین بجائے گئے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی تمامی ساحران دین و یار روبروے امیر ہاتو قیر بزم عیش و عشرت مین بیٹھے اور تشریف آوری صاحبقران کا جشن ہونے لگا ارباب نشاط مع اپنے سازندون کے حاضر ہوے مبارکباد گانے لگے اہل بزم ناچ گانا ان کا دیکھنے سننے لگے رنج دور ہوا خوشی کا ظہور ہوا اور ایک ساحر نامی اشفاق جادو کے مطیع دین اسلام ہوکر شریک ہونے سے خوش ہوا تمام حال جو گذرا تھا صاحبقران سے سنکے مسرور ہوا مین جشن مین حسب الطلب ساقیان گلعذار دو پہی کشتی شراب مع شیشہ و ساغر جو اہل اسلام خراب پیتے ہین لیکر حاضر ہونے دور جام گردش مین آیا بعد میکشی پھر سب متوجہ جانب ارباب نشاط ہوے رقص و نغمہ ان کا دیکھنے سننے لگے از انجملہ ارباب نشاط سے ایک مطربہ خوش گلو خوش رو گلبدن سیمتن نازک بدن نے یہ غزل آغاز کی غزل

اُس غیرت قمر کو جو پہلو میں پائے دل
سینے میں پھر خوشی سے نہ پھولا سمائے دل

بندے پاس صنم کو جو آنا نہیں ہے رحم
کیا سنگ رکھدیا ہے خدا نے بجائے دل

نالہ بھی لب پہ آ نہیں سکتا ہے ضعف سے
فرقت میں ہائے ٹوٹ گیا کیا عصائے دل

کیا جانے کون لے گیا یارو کہاں گیا
کیا پوچھتے ہو جیسے بلا ماجرائے دل

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا
قابل یہی تھا اسی کے یہی ہے سزائے دل

یارون کے طنز طعنۂ اغیار بھی سنے
کیا کیا مصیبتین نہ اٹھائین برائے دل

مرتا ہون اب تو بوسۂ عناب سرخ لب
دیدیجیے کہ ہو کہین حاصل شفائے دل

کچھ کر سکے نہ رعب سے اُس شاہ حسن کے
دل ہی مین رہ گئے جو سب مدعائے دل

خون جگر فراق مین کیونکر پئین نہ ہم
کھانے کے واسطے ہی غم جانان غذائے دل

کس درجے جل رہا ہون تپ ہجر یار سے
پہلو مین ہجر آگ لگی ہی جلا ہے دل

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا بصد خوشی سننے لگے تھا اس مطربہ کے تحسین کرنے لگے دو روز و شب اسی طرح نازنینان خوب رو اپنے رقص و نغمے سے قلوب اہل بزم کو شادمان کرتی رہین یہان تو جشن ہوا کیا لیکن جب اشفاق جادو کے آنے مین آٹھ پہر کا زمانہ گذرا تھا طلسم زلزلہ کو تردد ہوا اہل دربار سے کہا نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا وزیر خوش تقریر جو برائے دریافت حال اپنے عیار مہتر حمس کے گیا تھا ابھی تک نہین آیا

اہل دربار سے بعض ساحرون نے دست بستہ عرض کیا کہ مہر شمس عیار جو واسطے
گرفتاری طلسم کشا کے گیا تھا شاید ابھی تک اُس نے عیاری شروع کی ہوگی صاحبقران پر
قابو نہ پایا ہوگا فکر عیاری وگرفتاری مین ہوگا اشتغاق جادو اُس کا معین و مددگار ہوکر
پوشیدہ طور سے ہمراہ اُس کے ہوگا اسی وجہ سے دستور دوم حضور کی خدمت مین نہین آئے
ہین سخنگان یہ تقریر ان ساحرون کی سنکے بے اختیار مسکرایا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا
کہ ملک جی اسوقت بے محل مسکرانے کا سبب کیا ہے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ خداوند سبب
میرے ہنسنے کا دریافت نکریں بیشتر مین گفتگوے اہل دربار سنکے ہنستا ہون زندہ دل ہون
حتی الامکان اپنے دل کو خوش رکھتا ہون شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے سخنگان سبب
اپنے بے محل سر دربار ہنسنے کا جلد بیان کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا تم جاسے دربار
مین بے ادبانہ ہنستے ہو اپنی شوخی سے باز نہین آتے ہو اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ مین سمجھکر
ہنسا ہون اگر اُسے بیان کرون گا تو شہنشاہ کو یقین نہوگا بلکہ ملال ہوگا مجھپر عتاب ہوگا بہتر
یہی ہے کہ باعث مسکرانے کا مجھسے دریافت نکیا جائے جو سبب تاخیر اشتغاق جادو کے آنے کا
ہے وہ خود ہی حضور پر ظاہر ہو جائے گا مشہور ہے کوئی اچھی بری بات چھپی نہین رہتی ہے
ظاہر وآشکار ہو ہی جاتی ہے شاہ طلسم نے برہم ہوکر کہا کہ کیون ملک جی کیا سامنے ہمارے
بیان نکروگے سخنگان نے آثار غضب چہرے پر پاکر عرض کیا کہ اے خداوند مجھکو عقل سے
ایسا دریافت ہوتا ہے کہ مہر شمس پر ضرور کوئی آفت آئی یا اسیر ہوا یا قتل ہوگیا اور
اشتغاق جادو کے بارے مین بھی طرح طرح کے خیال ہین وہ بھی کسی سبب سے اب تک
نہین آئے ہین دیکھیے آتے بھی ہین یا نہین شاہ طلسم نے کہا کہ ملک جی یہ کیا کہا کہ دیکھیے
آتے بھی ہین یا نہین سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ اُن کے یہان آنے مین
مجھے تردد ہے وہ یہان سے جاکر کہین رہ گئے خواجہ طیفور گرد لشکر مین موجود ہون گے
عجب نہین کہ خواجہ نے اشتغاق جادو کو موافق اپنی عادت کے شفقت وعنایت کی راہ
نمک سرکاری کا ذائقہ انہین چکھایا ہو ابھی سخنگان یہ کہہ رہا تھا شاہ طلسم سُن رہا تھا کہ
یکایک کئی ساحر گھبرائے ہوے نہایت پریشان خاطر افتان وخیزان سامنے شاہ طلسم
کے آئے شاہ طلسم کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ غضب ہوا جو نہ ہونا
مناسب تھا وہ ہوا ان نمک حرامون کو جو امید نہ تھی اُس کا ظہور ہوا شاہ مذکور نے پوچھا کہ
خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوے کیون آئے ہو چہرے تمھارے متغیر کیون ہین کون امر
تازہ خلاف تمھاری امید کے ہوا کیا واقعہ پیش آیا ہے صاف صاف بیان کرو انہون نے
عرض کیا کہ اے خداوند حسب الحکم حضور یا وزیر دوم حضور مہر شمس جانے بیان سے
جاکر بعیاری وہوشیاری بارگاہ مین داخل ہوکر طلسم کشا کو بیہوش کرکے پشتارہ اُس کا
تخت پر رکھکر لشکر طلسم کشا سے نکل کر ارادہ اس طرف آنے کا کیا تھا مگر اثنائے راہ سے
جو بدی مقدر تھی خیال کرکے زہرہ سیمتن دختر اشتغاق جادو وزیر دوم حضور کے باغ
جاکر داخل باغ زہرہ سیمتن ہوا دختر وزیر موصوف نے حال پشتارہ دریافت کیا
اُس نے تمام حال گرفتار کر لانے طلسم کشا کا بیان کیا تھا زہرہ سیمتن نے شراب پلاکر

مہر شمس عیار کو بیہوش کرکے زندہ اپنے باغ کے صحن میں دفن کرا دیا پھر طلسم کشا کو دیکھ کر اُس سے
عاشق ہو کر اُس پر مائل ہو کر لوح طلسمی اُس کو دے کر بزم عیش آراستہ کرکے طلسم کشا کو اپنے پہلو میں
بٹھایا تھا اور دین اسلام اختیار کیا تھا ہنوز طلسم کشا پہلوئے زہرائے سیمتن میں درمیان
بزم عشرت بیٹھا ہوا تھا کہ اشتاق جادو برائے تلاش مہر شمس اپنے عیار کے جو گئے تھے
حسب اتفاق اپنی دختر کے باغ میں بھی گئے وہاں سلوے دختر میں طلسم کشا کو دیکھ کر سخت برہم
ہو کر واسطے اُس کے قتل کرنے کے تحت درخت کمر بستہ تھے اس اثنا میں طلسم کشا نے
تا دیر کچھ ایسی تقریر ہدایت آمیز کی کہ اشتاق جادو مطیع دین اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہو گیا بعدہٗ
ہمراہ طلسم کشا روانہ ہوا چونکہ ہم خیر خواہ خداوندی ہیں اگرچہ در باغ زہرہ سیمتن کے نگہبان
ہو وزبان ہیں اس حال سے باخبر ہو کے برائے خبر رسانی روبروئے حضور آئے ہیں شاہ مذکور
نے اُن کو بعوض خیر خواہی وخبر رسانی انعام دے کر کہا کہ جاؤ ساحران مذکور تو دربار سے
چلے گئے لیکن شاہ طلسم کو اس خبر کے سننے سے سخت رنج ہوا آخر آہ سرد دل پر درد سے کر کے
اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ شریک وقت بد کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے خصوصاً نمک حرام ملازم اپنے
مالک وآقا سے روگرداں ہوتا ہے فی الحال جو دست طلسم کشا سے طلسم ہمارا تباہ و برباد و فتح
ہو رہا ہے تو جو نمک حرام ہیں وہ ہم سے منحرف ہو کر نمک حرامی وبدخواہی پر ہماری کمر باندھے ہیں شریک
طلسم کشا ہوتے ہیں اور جو نمک حلال وخیر خواہ ہیں وہ دست طلسم کشا سے قتل و ہلاک
ہوتے ہیں پہلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و مجمر جادو و بہار گل پوش جادو ہم سے منحرف
ہوکے ہمارے بدخواہ ہوکر طلسم زاد سے جا کر شریک طلسم کشا ہوئیں ہم آفاق جادو و گوہر جادو
تک اُس کو اور اُس کے عیار کو لے گئیں یہاں تک کہ آفاق جادو نے بھی اطاعت طلسم کشا اختیار
کی گوہر جادو نمک حلال وخیر خواہ دست طلسم کشا سے مارا گیا تیغ فنا و لوح طلسمی طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی سحر کمل جادو نابکار نے بھی اطاعت صاحبقران کی منظور کی طاؤس جادو مالک
در بند دوم کہ خیر خواہ قدیم تھا دست طلسم کشا سے قتل ہو گیا فی الحال زہرائے سیمتن اور
اشتاق جادو نے بھی اطاعت وملت طلسم کشا اختیار کی ہے افسوس کہ جن کو ہم اپنا بندہ و خیر خواہ
جانتے تھے اُن ہمارے وقت بد میں ہمارا ساتھ چھوڑ کر بے بغاوت اختیار کر رہے ہیں خیر یہ تو
ہمکو یقین ہے کہ دن ہمارے سخت ہیں اجل عنقریب ہے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا دست طلسم کشا
سے ٹوٹ جائے گا ہم بھی صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں گے مگر ہم اپنے ملازم بدخواہوں کو
اُن کی بغاوت کی سزا اُن کو دے کر سر میدان جنگ اُن کو قتل کرکے اپنی جان دیں گے بعد
اپنے دنیا میں اُن کو بعیش وراحت چھوڑ کر نہ جائیں گے مگر اوں کو قتل کرکے ہم قتل ہوں گے
اول تو حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے کہ طلسم کشا کو بھی قتل کریں بعدہٗ جو ہونا
ہے اُس کا ظہور ہوگا طلسم کشا دو در بند واکثر محلات ہمارے طلسم کے فتح کر چکا ہے فلانا اور بہ لحاظ
اس طرف بھی آئے گا ہمارے قتل کا درپے ہوگا ہمکو یہ منظور وہ قبول نہیں ہے کہ [illegible] ہو کر
قلعہ بند ہوں اُس سے ڈریں اور اُس کو ادھر نہ آنے دیں بلکہ خود در بند دوم کی طرف جاکر میدان جنگ میں
اُس سے مردانہ لڑیں گے حالانکہ وہ صاحب لوح طلسمی کا ہے لیکن بزدلی و نامردی اختیار کر کے قلعہ بند
نہ ہوں گے اب دیکھیں ہمارے نمک خواروں سے کون کون وہ ہے سرکشی وبغاوت کرتا ہے کون کون

خیر خواہی و جان نثاری کرتا ہے یہ وقت امتحان ہے کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جائے گا نمک حرام و
نمک حلال کی تمیز کی جائے گی تم سب کی آزمائش اسی وقت مین کی جائے گی یہ کہکر خاموش ہوا
آثار حزن و ملال و نا امیدی جو اُسکے چہرے سے ہویدا و آشکار ہوے ساحران نامی و نامدار
نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند ہم سب سے اطمینان رکھین بلکہ امتحان ہمارا کر لین ہمین ثابت قدم
خیر خواہی مین پائین گے ہم مانند حنظل جادو و اشتقاق جادو وغیرہ نمک حرام نہین ہین کہ
جو ایسے وقت بد مین خوف جان سے حضور سے کنارہ کش ہون گے جہان تک ممکن ہوگا دشمنان
خداوند سے لڑین گے جانین اپنی نمکخواری و خیر خواہی مین دین گے ساتھ آپ کا نہ چھوڑین گے
خداوند ملول و حزین نہون اگر دو دربند فتح ہو گئے اور چند نمک حرام بخوف جان طلسم کشا
سے مل گئے تو کیا اندیشہ ہے ابھی صدہا خیر خواہ حضور زندہ موجود ہین سر فروشی و جان نثاری
کو مستعد و تیار ہم مین سے جس کو حکم ہو وہ مع جمعیت سپاہ کثیر واسطے روکنے طلسم کشا کے
یہان سے جاکے میدان رزم مین صف آرا ہو مقابلہ و مجادلہ کرے طلسم کشا کو ایک قدم
بھی ادھر نہ بڑھنے دے زیر شمشیر کر قتل ہو جائے حق نمک خواری سے ادا ہو جائے خداوند
کیون تکلیف فرمائین کہ خود بنفس نفیس میدان جنگ مین جائین طلسم کشا وغیرہ اپنے دشمنون
سے مقابلہ و مجادلہ کرین بلکہ عیش و راحت سے طلسم مین آرام پذیر رہین ابھی سر فروشی اور
جان نثاری و خیر خواہی ہم سب کی دیکھین جب ہم مین سے کوئی زندہ نہ رہے گا اسوقت
شہنشاہ کو اختیار ہے جو مناسب ہو عمل مین لائین حاکم طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ تم سب نمکخوارون
سے یہی امید ہے کہ نمک حلالی و خیر خواہی کی وجہ سے قدم نہ سرکاؤ گے مگر کب تک ہم اپنے
عزیزون اور خیر خواہون کے اخبار قتل و ہلاکت سُنکے صدمات دل پر اُٹھائین اپنے کس کس
بندے کا رنج و غم قتل کرین دشمنون کو کب تک فتحیاب ہونے سے خندان دیکھین آخر یہ
صدمہ بھی ہے بہتسے عزیز و رفیق و خیر خواہ قتل ہو چکے ہین کب تک صدمۂ مفارقت و مرگ
اُن کے اٹھائین کب تک نمکخوارون کی بغاوت پر نظر کرکے خود آمادہ جنگ و جدال نہون
دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ نکرین اپنی جان کا خوف کرین طلسم کشا سے سامنا نکرین کس کس پر
بھروسہ و اعتماد کرین وقت بد مین دوست و ملازم دشمن ہو ہی جاتے ہین کیا اب یہ انتظار
کرین کہ طلسم کشا لڑتا ہوا فتح کرتا ہوا ہماری تخت گاہ تک آ جائے اپنی حفاظت و تدبیر سے
کیون غافل رہین اپنا کام آپ ہی کیون نہ کرین مشہور ہے کہ اپنا کام جس طرح اپنے ہاتھ سے
حسب دلخواہ ہوتا ہے دوسرون سے اس طرح سے نہین ہوتا ہے چنانچہ بقول شاعر۔ شعر۔

کار خود را خود کنم با خوب آید کشت من | کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من

جب سے ظہور طلسم کشا ہوا ہے کون کون رفیق و ملازم ہمارا برلئے اسیری و گرفتاری نہین
گیا ہے کس کس عزیز و خیر خواہ نے اس باب مین کوشش نہین کی انجام کار یہ ہوا کہ اکثر قتل
ہوے بعض بعض ساحران نامی شریک طلسم کشا ہو گئے ازانجملہ حنظل جادو مالک دربند
اوّل و اشتقاق جادو وزیر دوم نے بدخواہی و نمک حرامی پر کمر باندھ کر شرکت طلسم کشا
اختیار کی حقوق نعمت و انعام اپنے خداوند کا خیال نہ کیا سختگان نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ عالیجاہ اس جہاندیدہ و کار آزمودہ نے تھوڑی دیر قبل اس کے بذریعہ عقل و

فہم و فراست جو کچھ ارباب اشتفاق جادو مجمل طور سے عرض کیا تھا اُس کا ظہور ہو گیا ایسے
ونیز دودم بیان سے گئے گزرے کہ اب امید اُن کے آنے کی نہ رہی شریک طلسم کشائے سحر بیان و سحر
تقریر ہو گئے مع اپنی دختر کے مطیع دین اسلام و فرمانبردار صاحبقران ہو گئے خیر جو کچھ ہونا
تھا وہ تو ہوا طلسم کشا اسیر و بیہوش ہو کے رہا ہو گیا لوح طلسمی بہتر شمس عیار کو دستیاب ہو کر
پھر طلسم کشا کو ملکی عیار مذکور نے صاحبقران کو بعیاری کلی بیہوش کیا تھا پشتارہ اُن کا لے کر آدھا
آتا تھا قضا اُس کی اُس کو جانب باغ زہرۂ سیمتن لے گئی وہاں پہونچکر زندہ درگور ہو گیا
یعنی زندہ زمین میں گڑوا دیا گیا بلائے صاحبقران لے کر خود ہی ہلاک ہو گیا جو دشمن طلسم کشا
کے تھے وہ اُن کے دوست ہو گئے دختر اشتفاق جادو دشمن تھی طلسم کشا کو دیکھتے ہی
عاشق ہو کر اُس کی دوست ہو گئی ایسے ہی سبب بہبودی برائے اہل اسلام اکثر ہوئے اپنی دوست
و احباب ان اہل اسلام کے گویا زمین و آسمان سے پیدا ہو جاتے ہیں دشمن جان ستان بھی
ان کے دوست ہو جاتے ہیں یہ لوگ قتل ہونا جانتے ہی نہیں بیشتر بلاؤں میں مبتلا ہو کر جانبر
ہوئے ہیں اب جو شہنشاہ نے ارادہ خود طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا کیا ہے میری رائے ہے کہ
افسر اپنی سپاہ گران کا کسی ایسے کو کیجیے کہ جو مثل حضور کے ذی رتبہ ہو لڑائیاں دیکھے بھالے ہو
جنگ آزمودہ و ہوشیار ہو ماتحت اُس کے اکثر سرداران سپاہ ہوں وہ افسر تمامی سپاہ و لشکر
اپنے ماتحت سرداروں اور لشکریوں کو حکم دے اُسی طور سے میدان جنگ میں دشمنوں سے
مقابلہ کریں اور قبل اپنے جانے کے اُس افسر کلان کو حضور مع سپاہ گران بمقابلہ طلسم کشا روانہ
کریں تاکہ وہ جا کر میدان جنگ میں فرد کش ہو نقارۂ جنگی بجوائے موافق اپنی حکمت و رائے
کے طلسم کشا و لشکر طلسم کشا سے لڑے وقت جنگ و جدال شہنشاہ بھی عرصہ مصاف میں آئیں
دشمنوں کو قتل و ہلاک کریں اس فکر و تدبیر سے عجب نہیں کہ حضور کو فتح حاصل ہو اگر پہلے سے
ایسی ہی فکر و تدبیر کی جاتی تو اسقدر کشت و خون نہ ہوتا ساحران نامی کام نہ آتے دو دربند
فتح نہ ہو جاتے وادی آپ کی قتل نہ ہو جاتیں ایسی بربادی طلسم و اہل طلسم کی نہ ہوتی لوح طلسمی
اور تیغ فنا تمہیں صاحبقران میں بجا مشہور ہے کہ جب سردار سپاہ شجاع و آزمودہ کار ہوتا ہے
تو بیشتر دشمن پر فتحیاب ہوتا ہے حضور کی غفلت و اعتماد بلا زمین سے یہ انجام ہوا ہے اے شہنشاہ عطا
معاف ہو سرداران سپاہ حضور سحر و ساحری کو جانتے ہیں طریقہ جنگ و عنوان صف آرائے رزم
سے ناواقف ہیں اُن میں جو غیر ساحر ہیں وہ فنون جنگ و طریقہ مصاف سے خوب آگاہ ہیں شہنشاہ
ساحران نے جواب دیا کہ اے ملک جی فی زمانہ جاری بد اقبالی ہے اور دشمنوں کی خوش اقبالی ہے
علی الخصوص طلسم کشا کا اختر اقبال اوج پر ہی چڑھا ہے کوئی حیلے گئے جیسا کہ تمنے ہو کہا کہ سے
غفلت کی جس طرح لڑنا چاہیے تھا اُس طور سے جنگ و جدال طلسم کشا سے نہیں کی گئی اسیو جسے
ہزار ہا دنی ساحر اور اکثر ساحران نامی قتل ہوئے دو دربند طلسم و دیگر مقامات در مقامات
فتح ہو گئے خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب تم کو اگر افسری سپاہ کی دیجائے تو تم ان کو فتح
کرو گے طلسم کشا وغیرہ کو قتل و اسیر کرو گے سنگنان نے عرض کیا کہ ہم تو افسری لشکر سے
معذور رکھیے الا ہمارے خداوند کو عہدہ سپہ سالاری لشکر مرحمت فرمائیے یہ قابل و لائق افسری
ہیں ان کی موجودگی میں عہدۂ افسری مجھے منظور نہیں ہے لیکن اُن کی جانب سے انتظام کروں گا

شاہ طلسم زلزلہ نے راے اُس کی پسند کر کے عقرب جادو کو دس ہزار ساحرون کا افسر کیا
اور اژدر جادو کو بیس ہزار ساحرون کا سردار کیا خونریز جادو اپنے رفیق فاطس کو بیس ہزار
ساحرون کا افسر کیا ہزبر جادو کو دس ہزار ساحرون کا سردار مقرر کیا گلنار جادو و یک چشم
جادو کو دس ہزار ساحرون کا فرمانروا کیا مقہور جادو کو بیس ہزار ساحرون کا افسر کیا نیر جادو
کو دس ہزار ساحرون پر افسر کیا بعدہ تمامی لشکر و سرداران سپاہ کو ماتحت ساریق بن بقا
کا کر کے سپہ سالار اپنی سپاہ کا مقرر کر کے حکم دیا کہ ہمارے قلعے سے خیمہ و خرگاہ وغیرہ اسباب
و سامان ضروری نکالا جائے اور لشکر ہمارا آج سے کل تک سوے دربند دوم طلسم زلزلہ روانہ
ہو کر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش و صف آرا ہو ہم بھی ہنگام جنگ میدان جنگ مین آئین گے اپنے
دشمنون سے لڑین گے بدخواہون کو قتل و نیست و نابود کرین گے باغیون کو سزاے بغاوت
دین گے اب ہمین یہ منظور نہین کہ طلسم کشا دربند دوم سے مرحلات و مقامات سخت کو طے کرتا ہوا
ساحران طلسم کو قتل کرتا ہوا طلسم فتح کرتا ہوا خاص ہمارے قلعے تک آئے قلعہ کا محاصرہ کرے ہزارون
بندون کا کشت و خون دربند دوم سے ہمارے قلعے تک ہو طلسم تباہ و برباد ہو ہم اپنی جگہ پر
بیٹھے رہین طلسم کشا کو ضرور ہے کہ اُس کو دلیرانہ یہان تک آنے دین یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون
نے حسب الحکم شاہ طلسم کے بارگاہین و خیام و خرگاہ وغیرہ اسباب و سامان جنگ ضروری نکالا
پھر ایک لاکھ ساحران سیہ قلب اپنے افسرون کے حکم سے جلد جلد کمربندی مین مصروف
ہوے ساریق بن بقا نے بعدہ سب ساری شاہ طلسم سے اکر اپنے اُس سپاہ و غیر ساحر کو بھی حکم
کمربندی کا دیا جو گلستان باختر سے ہمراہ رکاب شکست کھا کر آئے تھے جنگجویان اپنے خداوند
ساریق بن بقا کی طرف سے منتظر ہوا بعد تیاری لشکر و درستی اسباب جنگ ساریق بن بقا
وغیرہ غیر ساحر بھی تخت سحر وغیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہو کر ایک لاکھ لشکر ساحرون کا
اپنے ساتھ لے کر بصد کر و فر جانب دربند دوم روانہ ہوے دربند دوم پر بزم عشرت آراستہ
تھی جشن صبح الخیر آنے صاحبقران کا ہو رہا تھا نازنینان خوب رو و خوش گلو رقص و نغمہ کر رہی
تھین جام مے گردش مین تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رونق افزاے بزم عیش و
سرور تھے جملہ ساحران نامی و نامور مع ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو
علی قدر مراتب یمین و یسار امیر ذی وقار بیٹھے ہوے تھے بعد خوشی جام مے پی رہے تھے ناچ
نازنینون کا دیکھ رہے تھے گانا اُن کا سن رہے تھے سواے خوشی و خرمی کسی طرح کا رنج و ملال
نہ تھا ساحران لشکری بھی شادمان تھے اور بقول راوی دیگر جشن ہو چکا تھا صاحبقران کا
ارادہ تھا کہ دربند دوم سے آگے روانہ ہون بایں خیال بزم مشورت براے پرسش حالات طلسم
آراستہ کرائی تھی حنظل جادو و استغاق جادو و ملکہ دبدبہ سحرساز جادو وغیرہ ساحران
نامی کو جمع کر کے اُن سے دریافت کر رہے تھے کہ یہان سے آگے کونسا مرحلہ ملے گا یا کونسی دربند
ملے گا نام مالک دربند کا کیا ہے ہنوز ساحران نامبردہ نے کچھ ظاہر نہ کیا تھا کہ سوے فلک لکہ ہاے
ابر سیاہ و سفید مائل بہ تیرگی چند در چند پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی آواز
تھی جب وہ لکہ ابر قریب تر آگئے یکایک شق ہوے صاحبقران و استغاق جادو و حنظل جادو
وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر عقاب سحر ہدہد سحر اژدر سحر وغیرہ سحر کی سواری پر ساحران

سپہ قلب سوار ہیں ہر ایک لشکر کا جدا جدا سردار ہے پس پشت اُس کے اُس کی سپاہ ہے اکثر ساحران
زشت خو سیہ رو تھے پیشانیوں پر اُن کے قشقے سیندور کے ہیں ہاتھوں پر نشان بدین ہونے کے
گودے ہیں بر میں مرزائیاں سروں پر ٹوپیاں پارچہ ہائے سفتی کی پہنے ہوئے دھوتیاں باندھے
ہیں پشت و بالائے دوش جھولیاں اسباب سحر کی بھری ہوئی رکھی ہوئی ہاتھوں میں ترسول پنسول
لبوں پر ذکر و اسمائے سامری و جمشید ہیں شور و غل کرتے ہوئے آتے ہیں قلب سپاہ مذکور میں
ایک تخت عرکلان پر ساریق بن بقا تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے قبلے قبا پہنے ہوئے
بیٹھا ہے اپنی شان و شوکت و سراپا پر نظر کرتا ہوا مسکراتا ہوا سیر کرتا ہوا ر و برو و یمین و یسار
دیکھتا ہوا آتا ہے پس پشت اُس کے سخنگان بن سخنگان کے عقب میں لشکری غیر ساحرین ہے ایک
مسلح و مکمل ہے اور بقول راوی دیگر ساریق بن بقا و سخنگان مع اپنی سپاہ غیر ساحر کے تخت سحر پر
سوار ہو کے نہیں آیا غرضکہ بہر طور ساریق بن بقا سپہ سالار ہو کر ایک لاکھ ساحروں کی جمعیت
سے بکروفر و بشان و شوکت اگر بمقابلہ لشکر صاحبقران کشورستان بارگاہ و خیام برپا و ایستادہ
کرا کے فروکش ہوا لشکر اُس کا سوائے وسیع و سبزہ زار میں اترا صاحبقران ذیشان ساریق
بن بقا کو مع سخنگان دیکھ کر خواجہ طیفور گرد پا وغیرہ سے فرمانے لگے کہ انہیں دونوں بدین
دغا فروں کے تعاقب میں ہمارا یہاں تک آنا ہوا ہے طلسم زلزلہ میں داخل ہو کر انہوں نے پناہ لی
تھی آج یہ دونوں نابکار نظر آئے ہیں ہمراہ لشکر ساحران سیہ رو سے لڑنے کو کے ہیں عجب نہیں
کہ قضا ان کی ان کو کشاں کشاں یہاں لائی ہو اگر یہ دونوں نابکار داخل طلسم زلزلہ ہو کر پناہ گزین
نہ ہوتے تو ہرگز ہم ہر لب طلسم کشائی طلسم زلزلہ کمر ہمت نہ باندھتے اور فتح کرتے ہوئے اُس
طلسم کو یہاں تک نہ آتے اگر خداوند عالم نے چاہا تو اب ان نابکاروں کو تہ تیغ کر کے باقیماندہ اس
طلسم کو فتح کر کے سوئے خانہ کعبہ جائیں گے شریک جنگ ہوں گے کفار سے لڑیں گے اپنے پیغمبر وقت
جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کریں گے اگر منظور خدا ہوا تو ان کو فتح
کریں گے کفار قریش وغیرہ کو قتل و اسیر کر کے مال و متاع ان کا غارت کریں گے یا دست کفار
سے قتل ہو کر داخل شہدا ہوں گے اشتفاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و خواجہ
طیفور گرد پا نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی ان سب بدبختوں پر آپ ظفریاب ہوں گے آپ کی
تیغ آبدار سے یہ قتل ہوں گے ابھی ساحران ناری خدمت گرامی صاحبقران ذیشان میں عرض
کر رہے تھے کہ آفتاب عالمتاب جانب غرب جا کر نگاہ سے نہاں ہوا ہجوم ظلمت و تاریکی شب
زیادہ ہونے لگی ہنگام شب ساریق بن بقا نے کہ بعہدہ سپہ سالاری ترا تا حکم دیا کہ ہمارے
لشکر میں طبل جنگی پر چوب لگائی جائے اور نفیر سحر بجائی جائے ہنگام سحر صاحبقران مع سعادت
ایمان سے سر میدان مقابلہ کریں گے حتی الامکان قتل کریں گے ورنہ اسیر کریں گے ان کے
لشکر کو تباہ و برباد و قتل کریں گے شاہ طلسم زلزلہ کو ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھیں گے
تقدیر تازہ کر کے طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر دیں گے ملازمان غیر ساحر نے حسب الحکم
ساریق بن بقا نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صدائے کوس حربی بلند ہوئی ساحروں نے
موافق حکم سپہ سالار مذکور نفیر سحر کو بجایا آواز نفیر مسلمانوں میں بھی بلند ہوئی ساحر و غیر ساحر
صدائے نقارہ و نفیر سے آگاہ ہوئے کہ طبل و نقارہ جنگی پر چوب پڑی ہے اطلاع دی گئی ہے

کہ اس شب کو اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی اور اپنے سحرون کی تیاری و سامان جنگ
مین مصروف ہون صبح کو میدان مصاف مین لشکر دشمن سے لڑائی ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا
یہ سمجھکر سب ساحر وغیرہ ساحر تیاری و درستی سحر و آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے جب
صداے نفیر سحر و نقارہ جنگی کی سپاہ ساریق بن بقا مین بلند ہوئی خواجہ طیفور گرد یا و دیگر ساحران
خبر رسان برے دریافت خبر بعجلت گئے بعد دریافت خبر خواجہ وغیرہ نے خدمت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مین آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر با توقیر آگاہ ہوجیے کہ ساریق
بن بقا سپہ سالار ہو کر مع لشکر کثیر آیا ہوا ہے اوس نے نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اوس نابکار کا بطور
ستمگاران یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر شعلہ آتش کینہ دیرینہ کو اپنے کانون پہنچنے سے
لگائے اور ملازمان و مطیعان حضور سے جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے صاحبقران کشورستان
نے بھروسہ ذات الٰہی پر کرکے حکم دیا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی کوس جنگی
بجایا جائے اور موافق قاعدہ ساحران جو ساحر کہ ہماری سپاہ مین ہین وہ نفیر سحر بجا مین اہل لشکر
کو اطلاع دین کہ وقت صبح میدان رزم مین جنگ عظیم ہوگی لہذا سب اعلیٰ ادنیٰ ساحر باخبر ہو کر
سامان جنگ مین مصروف و مشغول ہون مجرد حکم خواجہ طیفور گرد ولی نے جاکر نقارہ جنگی بجوایا
ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا آواز کوس حربی و نفیر سحر بلند ہوئی ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ ساحر اس
خبر سے آگاہ ہو کر تیاری سحر مین مصروف ہوا اگیاری کرکے اشلوک پڑھ رات آگ پر ڈالکر تیاری
سحر مین مشغول ہوا آندھیان دمبدم آنے لگین ہواے تند و تیز چلنے لگی پر سحر کے تنے لگے
بید خوک یا خون خوک سحر کے پیرون کی بھینٹ دینے لگے چٹکی ہونے لگی ساحران نامی و نامور
بڑے بڑے سحر تیار کرنے لگے گوگل لونگ کافور وغیرہ کی بو آنے لگی جا بجا اگیاری ہونے لگی
پر سحر کے آثار شروع ہوے غرضکہ تمام شب دونون لشکرون مین بجنے نقارہ جنگی و نفیر سحر
کے تیاری جنگ خوب ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سے خوف سے تاب تحمل قیام
نہ لاکر سوے غرب رخ کرکے مع اپنی سپاہ کے پوشیدہ ہوا اور سفیدہ سحری آسمان پر جلوہ گر ہوا
تاریکی شب دمبدم دفع ہونے لگی روشنی صبح آنا فانا بڑھنے لگی نسیم سحر چلنے لگی غنچے باغ جہان مین
شگفتہ ہونے لگے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکل کر حمد و ثناے باغبان
جہان و کردگار گلشن و چمن کون و مکان مین زمزمہ کرنے لگے بزبان بے زبانی ذکر خداوند عالم
کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین چہرہ گلہاے گلشن پر بہار جان فزا ہوگئی اسلام آباد شہر مین
موذن اذان سے بہرہ مند ہوے صداے اللہ اکبر بلند کی مندرون مین آواز ناقوس
اور گھنٹون کی بلند ہوئی لشکر صاحبقران مین بھی خواجہ طیفور گرد ولی نے اذان کہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ خواب نوشین سے بیدار ہوے آثار سحر نمایان پاکر بستر خواب سے
اٹھے بعد فراغ امور ضروری وضو فرمائے سحری بخشوع و خضوع و رکوع قلب پڑھنے مین
مصروف ہوے خواجہ موصوف نے بھی نماز سحر پڑھی جب صاحبقران کشورستان بھی
نماز و وظیفہ سے فارغ ہوے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے لوح طلسمی لیے ہوے خیمہ خاص کے
بارگاہ سے باندازِ آفتاب تابان برآمد ہوے اخلاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو
وغیرہ جملہ ساحران نامی و نامور نے باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر پوچھا

کہ اہل لشکر ہمارے تیار ہیں کمربندی ہو چکی ہے یا ابھی نہیں اشتغاق جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ
ہم مطیعان حضور نے قبل طلوع صبح صادق سے لشکریوں ساحروں کو حکم کمربندی کا دیا تھا اب
سب آمادہ جنگ و سحر و ساحری پر تیار ہیں صاحبقران کشورستان نے سرداران سپاہ کے
حسن انتظام کی ثنا کر کے مرکب اپنا طلب کیا خدام جلدتر مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کر کے
لائے امیر با توقیر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے پھر اشتغاق جادو و بحرین جادو و جلجل
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و نیرنگ جادو وغیرہ جملہ
ساحران نامی بقول راوی اول سحر کی سواریوں پر سوار ہوئے ساحران لشکری بھی مختلف
سحر کی سواریوں پہ سوار ہو کر آمادہ ہوئے سب جب صاحبقران نے مرکب اپنا سوئے جنگگاہ
بڑھایا جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر کہ قریب ایک لاکھ کے تھے پس پشت بروے ہوا زمین سے بلند ہو کر
ابرہائے سحر میں غائب ہو کر عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوئے سمت عرصہ کارزار چلے اور بقول
راوی دیگر سب بالائے زمین ہمراہ رکاب صاحبقران سوئے رزمگاہ کہ نزدیک تھی پاپیادہ
چلے غرضکہ بہرطور صاحبقران کشورستان تھوڑی راہ طے کر کے میدان مصاف میں پہونچے
ہنوز حسب قاعدہ درستی میدان جنگ و صف آرائی سپاہ ظہور میں نہ آئی تھی کہ سامنے سے
چند در چند لکہ ہائے ابر سیاہ و سفید بالکل ہی تیرگی وغیرہ پیدا ہوئے ان ابر کے ٹکڑوں میں سے
آناً فاناً برق زور و شور سے ظاہر ہوتی تھی کڑک دمبدم ہوتی تھی صدائے رعد ایسی مہیب
آتی تھی کہ پناہ بذات خدا کسی ابر کے پارے سے آگ کے انگارے کسی لکہ ابر سے سنگباری
ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سے پھول رنگارنگ برستے تھے زمین پر گرتے ہی غائب و معدوم ہو جاتے
تھے الحاصل ساحران نامی بصد قہر و غضب غیظ و غضب اپنا ظاہر کرتے ہوئے عجائب و غرائب
دکھاتے ہوئے آتے تھے جب وہ پارہ ابرہائے مختلف رنگ نزدیک گئے یکایک شق ہوئے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و اشتغاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر و اژدر سحر و عقاب سحر
وغیرہ مختلف سحر کی سواریوں پر ساحران نابکار سوار ہیں مرزائیاں ان کے گلوں میں ہیں
و سوتھیاں باندھے ہوئے ہیں جھولیاں اسباب سحر کی لٹکائے دوش پر رکھے ہوئے ہیں ہاتھوں میں
ترسول پنسول ہیں مختلف کلمات اپنی زبانوں پر باواز بلند کہتے ہوئے بلندی سے سوئے
پستی آتے ہیں یہی ہو سرمست جادو کو بھٹا وندی پکارتے ہیں گاہ نام سامری اور
جمشید اپنی زبانوں پر جاری کرتے ہیں ساریق بن بقا مع سنگان ایک تخت سحر طاؤسی
پر بیٹھا ہوا ہے سر پر تاج شاہی جواہر نگار رکھے ہے بر میں قبائے شاہانہ پہنے ہے پس پشت لگے
سنگان بیٹھا ہوا ہے ساریق بن بقا کچھ کہہ رہا ہے سنگان جواب دے رہا ہے ساریق
مسکرا رہا ہے تاج کو اپنے سر پر کج رکھتا ہے انبی خواجہ طیفور کر رہا صاحبقران وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ساریق بن بقا و سنگان نے سوئے پستی آکر تخت سے اتر کر قیام کیا
تمام ساحر بھی سوئے پستی آئے حکم ساریق بن بقا سے پہلے جنگگاہ سے دورتر فاصلے سے
بارگاہ و خیام ایستادہ و بپا ہوئے بغرض واسطے درستی میدان کہ ہزار کے چند ساحر لشکر
سے نکل کر صاحبقران کے حکم سے بھی کئی ساحر واسطے میدان رزم کے درستی کی لشکر سے

باہر نکلے کسی ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صحرا سے تیلے بیلچے دوش پر رکھے ہوے پیدا ہوے
اُنھون نے زمین عرصہ مصاف کی پستی و بلندی کو بیلچون سے ہموار کرنا شروع کیا کسی ساحر نے
اپنے سحر سے تیلے بیاڑے وکلنگ بر دوش صحرا کی سمت سے ظاہر کیے انھون نے بھی ہمواری
عرصہ کارزار مین شرکت کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر صحرا سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا
پھر وہ سب تیلے میدان جنگ سے سرکے جن ساحرون نے بزور سحر اُن کو جانب بھولے طلب
کیے تھا اُنھون نے پھر ایسا سحر کیا کہ وہ تیلے شمع کی صورت روشن ہوکر معدوم ہوگئے پھر دو
جانب سے ساحرون نے بر ارایسے اپنے سحر کیے کہ ٹکڑے ابر سیاہ کے سوے فلک پیدا ہوکر
عرصہ کارزار پر محیط ہوکر برسنے لگے گرد وغبار کو دفع کرنے لگے زمین خشک کو بارش آب سے
سرد و تر کرنے لگے یہان تک کہ تمام میدان کارزار کثرت بارش ابر سحر سے بخوبی سرد و تر ہوگیا
گرد وغبار دفع ہوگیا زمین میدان رزم نہایت سرد و تر ہوگئی ہوا سے سرد عرصہ مصاف
سے آنے لگی قلب کو برودت پہونچانے لگی جب اس طرح درستی میدان جنگ ہوچکی اُن
ساحرون نے اپنے سحر کے ابرون کو دفع کر دیا پھر دونون جانب سے صف آرائی لشکر ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا ساحران
نامی و نامور و سرداران نامی گرامی میمنہ و میسرہ و جناح و ساقہ و کمین گاہ مین مقرر و معین کیے گئے
ادھر قلب لشکر مین ساریق بن بقا و سنگکان مع چند ساحران نامی شہسوار ادھر صاحبقران
اپنے لشکر سے چند قدم و بقدر چالیس قدم آگے کھڑے ہوے خواجہ طیفور گرد اقلیم بر دوش
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہمراہ صاحبقران ہو قلب لشکر مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو کہ خاندان وعزیزداران شاہ طلسم سے تھین حسب طلب صاحبقران
قیام پذیر ہوئین جب طرفین سے صف آرائی سپاہ منظم ہوچکی بقول راوی موافق قاعدہ چند کس
لشکر صاحبقران سے اور کچھ لوگ لشکر مخالف مذکورہ سے نکل کر درمیان میدان کارزار
آئے انھون نے اپنی لیاقت و نصیحت سے ساحران ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و ستیز کیا
و بقول راوی دیگر صاحبقران کشورستان نے مرکب کو اپنے جولان کر کے قریب صفوف لشکر
حریف جا کر مرکب کو روک کر برائے اتمام حجت و ہدایت باواز بلند کہا کہ اے ساریق بن بقا
اور دو دبار گاہ خدا کہان ہے سامنے آ جو کچھ ہم کہتے ہین بگوش ہوش سُن اور عمل کر ورنہ تیرے حق مین
اچھا نہوگا ساریق بن بقا ہمراہ سنگکان تخت پر سوار ڈرتا ہوا سامنے آیا امیر با توقیر نے
اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ساریق بن بقا آگاہ ہوکر تو گلستان باختر سے شکست کھا کر
اُٹھلے راہ مین کفار سے پناہ لیتا ہوا یہان تک بھاگ کے آیا مگر ہمنے تیرے تعاقب سے
ہاتھ نہ اُٹھایا تو ہی باعث اس طلسم کے فتح ہونے کا ہوا ہے اگر تو اس طلسم مین بھاگ کر نہ آتا
تو ہم ہرگز اس طلسم کے فتح کرنے پر آمادہ نہوتے تو نے تو اپنی دانست مین جائے پناہ اس
طلسم کی زمین کو تصور کیا ہوگا اور یہ خیال کیا ہوگا کہ یہان تک صاحبقران نہ آسکین گے
مگر امداد خدا سے ہمنے لوح طلسمی اور تیغہ قضا بد غواری حاصل کیے اکثر مقامات سخت گذار
اور دو در بند اس طلسم کے فتح کیے اکثر ساحران نامی و نامور کو قتل کیا ہزارہا ساحرون کو
قتل و مطیع دین اسلام کیا تھا مع خواجہ اپنے لشکر سے ادھر آئے تھے فضل و کرم خدا سے

استقدر جمعیت سپاہ بہم پہونچائی ہی اشتاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ ذہبہ سحر ساز جادو وغیرہ وغیرہ ساحران نامی و نامور کو اپنا
مطیع و فرمانبردار اور مطیع دین اسلام کیا ہی باقیماندہ یہ طلسم بھی انشاءاللہ تعالیٰ بہدایت لوح طلسمی
فتح کریں گے جو کوئی مطیع دین اسلام یا مسلمان ہوگا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ ہم سب بیدینوں کو
تہ تیغ کریں گے کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑیں گے آج بعد مدت تو ہمراہ سپاہ آیا ہی ارادہ ہمسے مقابلے
و مجادلے کا رکھتا ہی میدان میں صف آرائے سپاہ عظیم ہوا ہی دانستہ کو بہ نادانی میں تو نے قدم
رکھا ہی خیال کر کہ کبھی کسی لڑائی میں تو نے ہنگام جنگ ہمکو شکست دی ہی جب ہمسے جنگ آزما ہوا ہی
خود ہی پسپا ہوا ہی یا بھاگا ہی اسوقت ہمسے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرکے کیا فتحیاب ہوگا
ہرگز اپنی مراد دلی کو نہ پہونچے گا ہماری شجاعت تجھپر آشکار و عیاں ہی علاوہ شجاعت موروثی
کے ہم صاحب اسم اعظم و صاحب لوح طلسمی ہیں ہمپر سحر کارگر نہوگا اگر تیرے ہمراہ سپاہ و کثیر
ساحران ہیں تو ہمارے پاس بھی لشکر عظیم ہی ہنگام جنگ کشت و خون بسیار ہوگا ہزارہا ساحر
جانبین سے کام آئیں گے تو بھی ہماری تیغ آبدار سے قتل ہوگا سختگان بھی جانبر نہوگا پس اگر
اپنی زندگی چاہتا ہی تو اب بھی نشۂ بادہ گمراہی و ضلالت و غرور و خود بینی دل و دماغ سے زائل و
دفع کرکے ہوش میں آکے راہ راست پر آ دین اسلام کہ دین حق ہی بصدق دل اختیار کر ہم عہد
کرتے ہیں کہ تجھسے بہ نیکی پیش آئیں گے تجکو صاحب حکومت کریں گے اگر ہود سرمست جادو
او شاہ طلسم زلزلہ بھی راہ راست پر آئے گا تو اس سے بھی نہ لڑیں گے باقیماندہ طلسم زلزلہ کے فتح
کرنے سے دست بردار ہونگے ہمکو مال دنیا کی احتیاج نہیں ہی صرف ترقی دین اسلام مطلوب ہی
یہ ہدایت کرکے صاحبقران خاموش ہوے ساریق بن بقا نے سختگان سے مخاطب ہوکر
کہا کہ تو نے سنا کہ جو کچھ صاحبقران نے کہا ان کی تقریر کا کیا جواب دیا جائے اس نے عرض کیا
کہ جو آپ کو مناسب ہو وہ جواب دیجیے اگر مسلمان ہونا منظور ہی تو اقرار اپنے مسلمان ہونیکا
کیجیے ورنہ دلیرانہ مقابلہ کیجیے شاہ طلسم نے بھی آنے کا وعدہ کیا ہی غالبا وہ بھی آتے ہونگے
شریک جنگ ہونگے ابھی اس طلسم کا فتح ہونا بہت مشکل ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ میری
خداوندی سے بعید ہی کہ دین اسلام اختیار کرکے مطیع صاحبقران ہوں بس تو ہماری جانب سے
یہ جواب صاف دیدے کہ ہرگز خداوند مسلمان نہونگے سختگان نے موافق کہنے ساریق بن بقا
کے پکار کر کہا کہ اے صاحبقران مجکو تو تعمیل حکم حضور میں کچھ عذر نہیں ہی اگر ہی تو بس اسی قدر
ہی کہ اگر خداوند ساریق بن بقا دائرہ دین اسلام میں آئیں گے تو میں بھی ساتھ ان کے سیر
گلشن دین اسلام کروں گا اور یہ خداوند ہیں مسلمان ہونا گوارا نہیں کرتے ہیں نہ اطاعت کی
ان کو منظور ہی ہاں مقابلہ کرنا مد نظر ہی یہ کہکر ہمراہ ساریق داخل قلب سپاہ ہوا ادھر امیر با توقیر
ہدایت کرکے اپنی جائے قیام پر یہ فرماتے ہوے تشریف لائے کہ یہ دونوں بیدین ہرگز راہ راست
پر نہ آئیں گے نہایت مغرور سیہ قلب ہیں شیطان ان پر مسلط ہوا ہی اگر خدا نے چاہا تو ان کو
تہ تیغ آبدار کریں گے دنیا سے ان کافروں کو سوے عدم و جہنم روانہ کرکے اپنے دل کو شادمان
کریں گے خواجہ نے عرض کیا کہ ان دونوں کو بارہا ہدایت دین اسلام کی گئی ہی ایسے سیہ قلب
ہیں کہ تا ہنوز راہ راست پر نہ آئے اور نہ آئیں گے یہاں تک کہ اگر خدا نے چاہا تو آپکے

ہاتھ سے قتل ہوگئے بیتاری دنیا سے سوے دوزخ جائیں گے ابھی خواجہ طیفور گردیا
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے اور لشکر شاہ طلسم زلزلے سے کوئی ساحر براے جنگ و
سحر و ساحری نہ نکلا تھا لڑائی شروع ہونی تھی صرف صف آرائی لشکر ہوئی تھی کہ ناگاہ ایک
جانب سے غبار خفیف بلند ہوا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا و جملہ ساحران ہمرود
سپاہ جانب غبار مذکور متوجہ ہوکر دیکھنے لگے بجاے خود کہنے لگے کہ اسوقت کون اس طرف
آتا ہے لشکر ہاے جانبین سے کس سپاہ و صاحب سپاہ کا معین و مددگار ہے ابھی سب یہ کہہ رہے
تھے کہ دست باد تند نے دامن غبار مذکور کو چاک کیا دیکھا کہ دو سوار مرکبوں پر بیٹھے ہوئے
بسرعت تمام آتے ہیں ساریق بن بقا نے شخصگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ فہمیدی حالا چہ
تقدیر تازہ کردہ ام آپ نے جواب دیا کہ جو کچھ تقدیر کی ہے وہ اچھی نہ کی ہوگی بعد ایک لمحے کے
حال معلوم ہی ہو جائے گا آپ کیا اچھی تقدیر کیجیے گا آپ کی تقدیر تو خود ہی بری ہے آپ تو
عاجز ہیں بہک گئے ہوئے یہاں تک آئے ہیں تقدیر آپ کی خود ہی گردش میں ہے بد تقدیر تقدیر
کیا کرے گا اور عاجز قدرت کیا دکھائے گا ساریق بن بقا اس کی باتوں سے چیں بجبیں ہوا
ادھر صاحبقران نے جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ داما بن داراب سیمین زرہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام ہمراہ ایک ہزار سوار کے تشریف لاتے ہیں یہ دیکھتے ہی از حد خوش
ہوکر بنہایت شادمان ہوکر اشتقاق جلدو و حنظل جادو و بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحران
نامی و نامور اور بہت سے ساحروں کو ہمراہ لے کر براے استقبال روانہ ہوے خواجہ بھی
ہمراہ رکاب ہوے بعد قطع راہ قریب جاکر بادب تسلیم کرکے عرض کیا کہ آپ کے تشریف لانے سے
از حد خوشی و شادمانی حاصل ہوئی لشکر ہمارا بغیر بادشاہ تھا مثل جسد بے جان تھا آپ کیا
تشریف لائے گویا جسد لشکر میں روح آئی یا باغ خزان رسیدہ میں بہار تازہ آئی یا سوے
گلشن باد بہار آئی ہمنے مثل اس کے خواجہ زادوں سے دریافت کیا تھا انھوں نے اپنے
علم کے ذریعے سے بیان کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بفضل خدا سے مع الخیر ہیں ایک روز
ایسا آئے گا کہ ان سے ملاقات ہوگی اور شاہ جمجاہ پھر اپنے لشکر میں تشریف لائیں گے ان کے
اس حکم لگانے سے فی الجملہ کچھ اطمینان اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو تسکین ہوئی تھی اور شبہ بھی آپ کی
بعد فکر و تدبیر اصلی نہ پائی گئی تھی اسوجہ سے زیادہ تر اطمینان دل کو تھا ارادہ تھا کہ آپ کی
جستجو میں صحرا نوردی اختیار کی جائے لیکن فکر فتحیابی طلسم زلزلے سے اسقدر فرصت و مہلت
نہ ملی کہ آپ کی خدمت عالی تک رسائی ہوتی الحمد للہ و المنہ کہ گوہر مراد بے جستجو کے دستیاب ہوا
اب یہ فرمائیے کہ واقعہ آپ پر کیا گذرا اتنے دنوں تک آپ کہاں رہے اور یہ مرد بزرگ کون ہیں
جو آپ کے ہمراہ ہیں کچھ ان کی اپنی زبان سے بتلائیے بادشاہ لشکر موصوف نے مفصل حال اپنا
جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ یہ مرد بزرگ ہمارے بزرگ ہیں منجم و اختر شناس بے عدیل و بے نظیر
ہیں ہمارے جان بخش بھی ہیں انھوں نے فرزندی میں ہمیں قبول کیا ہے ان کی دختر ہمارے
عقد میں آئی ہے اس قدر زمانے تک ہم ان کے مکان میں کہ بیرون طلسم ہے بعیش و راحت و
آرام رہے کسی طرح کی تکلیف نہیں اٹھائی فی زمانہ انھوں نے خبر دریافت کرکے ہمارا ساتھ
کیا تھا کہ صاحبقران لوح طلسمی حاصل کرکے فتح طلسم زلزلہ کر رہے ہیں علاوہ اکثر مقامات

ومرحلات کے دو دو بندہی فتح کرچکے ہین ہمکو اشتیاق دید جنگ وجدال ہوا اسوجہ سے
ان کے ہمراہ ہمارا یہان تک آنا ہوا ہم بھی خدا کا شکر کرتے ہین کہ آپ کو صحیح وسلامت دیکھا
دل کو خوشی حاصل ہوئی عجب وقت پر یہان آئے کہ دو لشکر صف آرا ہین لشکر ہین کہ بحر مواج
ہین جہان تک بیک نظر جا سکتا ہے مردم سیاہ ہی نظر آتے ہین یہ فرما کر خاموش ہوے صاحبقران
کشورستان بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد تعظیم وتکریم استقبال کرکے لینے لشکر ساحران مین لائے
پھر حکم دیا کہ نقارہ ہاے خوشی بجو بین لگائی جائین اور ہر ایک ساحر نامی نذرے گذرے ہوتی
حاصل کرے اپنا بادشاہ لشکر ان کو حقیقتاً جانے حسب الحکم امیر باتوقیر نقارہ نوازون
نے نقارہ ہاے خوشی بجو بین بعد خوشی لگا ئین صدا ئین نقارون کی بلند ہوئین ساحران
نامی نے بعد اوسکے خزانہ عبودیت علی قدر مراتب نذرین دین بادشاہ اہل اسلام نے
نذرین ان کی قبول کین بعدہ فرمایا کہ سب کو خلعت وانعام کثیر دیے جائینگے اسوقت
لشکر میدان مین صف آرا ہین جب لشکر میدان جنگ سے فتحیاب ہوکے فرودگاہ سپاہ پر جائیگا
اسوقت حالت اطمینان مین تم سب کو خلع بخلعت کیا جائیگا انعام کثیر بھی پایا جائیگا یہ فرما کر
خاموش ہوے صاحبقران کشورستان نے تخت زرین وجواہر نگار حنظل جادو وغیرہ ساحران
نامی سے طلب کرکے جلدتر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بالاے تخت زرین بٹھایا چند ملازمون اور
مطیعون نے تخت مذکور کو قلب لشکر مین بالاے دوش رکھا اپنے صاحبقران سے اکثر
ساحران نامی ونامور براے حفاظت ودفع شر دشمنان یمین ویسار تخت بادشاہ موصوف
ایستادہ ہوے جب نقارہ ہاے خوشی کی صدا بلند ہوئی اور ساریق بن بقا اور سنخگان
نے بچشم خود بادشاہ لشکر اہل اسلام کو داخل لشکر ہوتے دیکھا سخت صدمہ وملال ہوا اور
سنخگان نے عرض کیا کہ کیا خوب آپ نے تقریر تازہ کی کہ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا
مجکو بھی رنج ہوا صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل لشکر ہوے
معین جادو تو ان کو لشکر اسلام سے بزور سحر چلدان کی ہمشیرہ کا قتل کرکے لیگیا تھا
شاہ طلسم زلزلہ نے غضبناک ہوکے ان کو دوبتر روانہ کرکے قتل کرایا تھا سنا گیا تھا کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام قتل ہوگئے آپ کو اور ہمکو خبر مذکور سے بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر مجکو
ان کے قتل ہونے مین تردد تھا اسوقت یہ زندہ وسلامت لشکر مین داخل ہوے بخوشی ہو
لیکن آخر وہی ہوا جو مجھے تردد تھا شاہ طلسم زلزلہ نے مجھ ان کے قتل ہونے کے بارے مین
تحقیق کا حصہ نہ کی تھی میرا تردد وخیال بیجا نہ تھا دل مین کہتا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
قتل ہوگئے ہاے عجب ہے اہل اسلام تو قتل ہونے اور مرنے کی لذت سے واقف ہی نہین
ہین ان اپنی موت سے مرتے ہین کوئی دشمن بیشتر ان لوگون کو قتل کر ہی نہین سکتا ہوان کے
معین ومددگار خدا کی قدرت سے زمین وآسمان سے گویا پیدا ہوتے ہین دشمنان اہل اسلام
کے بیشتر ان کے دوست ہوجاتے ہین بس وہی ہوا جو مجھے خیال تھا دیکھیے ظفر کس کا ہوگا
ساریق بن بقا گفتگوے سنخگان سنکے حالت صدمہ مین مشغول ہوا سر اپنا جھکا لیا بعد
تھوڑی دیر کے سر اٹھا کر بیجانے جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ مین تو ہماری تقریر تازہ
سے آگاہ نہین ہوا ہو اسے ہمنے یہ تقریر تازہ کی ہے کہ اس معرکہ جنگ مین بادشاہ لشکر اہل اسلام

کشایان کشان مانند اجل رسیدہ کے طلب کر کے قتل کرین زمین عرصہ جنگ کو ان کے خون سے
رنگین کرین صاحبقران کو لاشہ ان کا آلودہ خاک وخون مین دکھا کر رلائین سختگان نے
جواب دیا کہ مجھے یہ یقین نہین کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہون اور صاحبقران ان کے
لاشے پر آج اشکبار ہون ابھی سختگان ساریق بن بقا سے ہمسخن تھا اور دونون لشکر
صف آرا تھے کوئی ساحر وغیر ساحر کسی لشکر سے نہ نکلا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی جھونکے
ہوائے سرد کے چلنے لگے گلہائے خوشبو دور سے آئی سوئے فلک ایک لکۂ ابر بائیں بسرخی
نمایاں ہوا اس ابر سے دمبدم زور شور سے برق کی نمود ہوتی تھی صدائے رعد ایسی آتی تھی کہ
سننے والون کے جگر تھراتے تھے ابر مذکور سے متواتر بارش مروارید آبدار وگلہائے خوشبودار
ہوتی تھی ہوا ان گلون کی خوشبو کو دور تک لیجاتی تھی ساحران ہر دو سپاہ وصاحبقران جابجا
اسی سوئے ابر مذکور دیکھ رہے تھے سختگان وساریق بن بقا یہ دونون بھی جانب ابر
نگران تھے کہ اژدر جادو ومقہور جادو ودلیر جادو وخونریز جادو وعقرب جادو و
گلنار یک چشم جادو وافسران سپاہ ساحران نے باہم کہا کہ دیکھو خداوند ہود سرمست
جادو کس قہر وغضب وشان وشوکت سے ادھر آتے ہین جلد برائے استقبال چلیے یہ کہکر
ساحران نامبردہ برائے استقبال بجمعیت سپاہ کثیر روانہ ہوئے جب وہ ابر قریب آکر ہوا پر قائم
ہوا یکایک بجلی کڑکی اور ایسے زور سے کڑک ہوئی کہ بزدلون کے جگر تھرا گئے اکثر ساحر خوف سے
گر پڑے بعد کڑکنے برق کے ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک ایسا تخت طلائی جواہر نگار ظاہر
ہوا دیکھا کہ بالائے تخت مذکور شاہ طلسم زلزلہ تاج شاہی سر پر رکھے قبائے قلمکار وجواہر دوز پہنے ہوئے
نہایت غضبناک بیٹھا ہوا ہے بالائے فرق شاہ طلسم زلزلہ ایک آفتاب سحر جلوہ گر ہے جو ہوا پر قائم ہے
اژدر جادو ودلیر جادو وغیرہ نے بادب سلام کیا بعدہٗ دیکھا کہ پس پشت شاہ مذکور کے جمیع ساحران
نامی کا ہے ان مین زلزلہ جادو بھی ہے جو اپنے وقت کا سامری ہے شاہ طلسم نے پہلے زلزلہ جادو و
اژدر جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ تم سب جا کر شریک لشکر ابدولت ہو کر ہمارے
دشمنون سے لڑو ہم بھی اپنے بدخواہون نمک حرامون کو قتل وہلاک کرینگے جملہ ساحران مذکور
حسب الحکم شریک لشکر ہوئے ابھی صاحبقران کشورستان وغیرہ سوئے شاہ طلسم دیکھ رہے
تھے کہ ہود سرمست جادو نے سوئے لشکر طلسم کشا دیکھکر اشتقاق جادو اپنے وزیر کو ہم نظر
کر کے ازحد غضبناک ہوکے پکار کر کہا کہ او اشتقاق جادو نمکحرام تو نے بھی نمک حرامی پر کمر باندھکر
مجھسے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا کی اختیار کی ہے مجھسے کیا برائی کی تھی جسکے عوض مین تو نے
بغاوت اختیار کی وزیر موصوف نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اس سے بڑھکر کوئی برائی کیا ہوگی
کہ برسون آپ نے مجھسے پرستش کرائی اپنے تئین خداوند کہوایا گمراہ کیا اب خوبی قسمت سے
بہدایت طلسم کشا مین نے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا بہ مطیع دین اسلام ہو کر شرکت طلسم کشا
اپنے محسن کی اختیار کی آپ کو لازم ہے کہ دعوی خداوندی سے باز آکر خدا پرستی اختیار کیجیے اور
اطاعت طلسم کشا کی قبول کیجیے جنگ وجدال سے باز آئیے کشت وخون بندگان خدا سے دست بردار
ہو جیے اپنی جان ومال وطلسم کو بچائیے شاہ طلسم نے اس کی تقریر سنکے اژدر جادو کو حکم دیا کہ
اس نابکار بدگو تباہ کو لشکر سے نکال کر قتل کر کے یا اسیر کیجے وہ بروے نابدولت لاحسب الحکم اژدر جادو

کہ ساحر نامی و نامور ہوا اور سرداران سپاہ سے ہو تخت سحر پر سوار ہو کر لشکر سے نکل کر پکارا کہ
او اشتقاق جادو نمک حرام جلد لشکر سے نکل کر مجھ سے مقابلہ کر اشتقاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ
صاحبقران سے اجازت لے کر تخت طاؤسی سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے نکل کر برو سے ہوا جاکر
حریف مذکور کے روبرو ٹھہرا اژدر نے برہم ہو کر گولہ فولادی سحر دم کر کے سینہ اشتقاق جادو
پر مارا ادھر وزیر مذکور نے فی الفور کارد سحر ایسی لگائی کہ اس گولے کے دو ٹکڑے ہوئے
اژدر جادو نے غضبناک ہو کر ترنج سحر دم کر کے مارا اشتقاق جادو نے اسلئے سحر پڑھ کر
انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ترنج درمیان سے مانند خار کٹ کر زمین پر گرا جب دو سحر اژدر جادو
کے کارگر نہوئے از حد برہم ہو کر بزور سحر اژدر آتش فشاں بنکر اپنے تخت سحر سے پرو سے ہوا
شعلے دہن سے نکالتا ہوا دہن کھولے ہوئے جانب حریف بارادہ ہلاکت چلا اشتقاق جادو
جلد تر پڑھ ور سحر برق بنکر سوے فلک جاکر کڑک کر اسطرح اس پر گرا کہ خرمن حیات اس کا جل کر
خاک ہو گیا اژدر جادو دو ٹکڑے ہو کر خاک پر گر کے تڑپ کر مر گیا علامت اس کے مرگ کی
ظاہر ہوئی اشتقاق جادو بصورت اصلی ہو کر اپنے تخت سحر پر آیا صاحبقران و بادشاہ لشکر
اہل اسلام وغیرہ خوش ہوے شاہ طلسم زلزلہ نے مقہور جادو کی طرف اشارہ کیا یہ ساحر نابکار
بھی لشکر سے نکل کر ہنگام جنگ دست اشتقاق جادو سے بضرب کارد سحر ہلاک ہوا اسی طرح
سات ساحران نامی کو قتل کیا اور خود بھی زخمی ہوا شاہ طلسم نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس نمک حرام
و بدخواہ کو ہجوم کر کے گھیر کے گرفتار کرو یا قتل کرو بمجرد حکم زلزلہ جادو ایک ہزار ساحروں کو
اپنے ہمراہ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر زمین سے بلند ہو کر سوے اشتقاق جادو چلا ادھر حکم
امیر با توقیر سے بحرین جادو بھی ایک ہزار ساحروں کو ساتھ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر جا
بدو اشتقاق جادو برو سے ہو گیا زلزلہ جادو یہ وہ ساحر ہے کہ طلسم بند ہے اس کے سحر سے
زمین طلسم و قلعہ طلسمی کو ہر وقت زلزلہ رہتا ہے اور قلعے کو گردش رہتی ہے اپنے وقت کا سامری
ہے رتبہ اس کا مثل وزیر کے ہے جب یہ ساحر سامنے اشتقاق جادو کے آیا پکارا کہ او اشتقاق جادو
نمک حرام غضب کیا تو نے کہ خداوند سے اپنے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا اختیار کر کے چند ساحران
نامی و نامور کو تو نے بمیدان قتل کیا اب میں تجھکو قتل کروں گا یا اسیر کر کے خدمت شاہ
طلسم میں لے جاؤں گا اشتقاق جادو نے جواب دیا کہ او زلزلہ جادو کیا بکتا ہے گو کہ تو ساحر
زبردست ہے لیکن مجھے کیا قتل و اسیر کرے گا میں تجھ سے سحر و ساحری میں چنداں پایہ کمی کا نہیں
رکھتا ہوں یہ سنکے زلزلہ جادو کو غصہ آیا ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے
سینہ حریف پر لگایا اشتقاق جادو نے کارد سحر ناریل پر لگائی ناریل کٹا سحر بر طرف ہوا اشتقاق
جادو مسکرایا زلزلہ جادو کو زیادہ غصہ آیا کارد سحر لے کر مع ہزار ساحروں کے آگے بڑھا
پھر حکم دیا کہ اس نمک حرام کو گھیر کر ہر طرف سے سحر کر دیں میں بھی اس پر کارد سحر لگاؤں گا ساحران
بدنہاد بڑھے ادھر سے بحرین جادو ہزار ساحروں کی جمعیت سے بڑھا ہمراہیان زلزلہ جادو نے
اشتقاق جادو پر یکبارگی گلگت سحر کیے ادھر بحرین جادو و ہمراہیان بحرین جادو نے بھی
اپنے حریفوں پر سحر کیے لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ کی صورت پیدا ہوئی اشتقاق جادو بزور سحر
برق بن کر چمک چمک کر اپنے دشمنوں پر گرنے لگا ان کو قتل کرنے لگا زلزلہ جادو بھی لڑنے لگا

نا ریلہ جوئی وار ساحران لشکر طلسم کشا پر مار کر آتش سحر سے جلانے لگا جانبین سے ساحر قتل و
ہلاک ہونے لگے لاشیں بلندی سے پرے زمین گرنے لگیں یہاں تک کہ ہنگام جنگ زلزلہ جادو
پر اشفاق جادو برق بنکر گرا وہ بزور سحر غرق زمین ہوا اشفاق جادو بصورت اصلی ہوکر جستجوے
زلزلہ جادو مین ادھر اودھر دیکھ رہا تھا کہ زلزلہ جادو نے زمین سے نکل کر کارد سحر لگائی اشفاق
جادو بھی بزور سحر غرق زمین ہونے لگا مگر کارد مذکور شانے پر پڑی شانہ زخمی ہوا اشفاق جادو
نے زخمی ہوکر اوس کے بھی کارد سحر لگائی ہرچند اوس نے اپنے تئین بچایا لیکن بازو پر اوس کے
زخم کاری آیا اشفاق جادو نے چاہا کہ پڑھ کر سر اوس کا کارد سحر سے قلم کرکے خدمت صاحبقران
مین لیجائے لیکن شاہ طلسم نے اس حال کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ تمامی سپاہ جرار حملہ ور ہوکر
اشفاق جادو کو قتل کرے زلزلہ جادو کو بچائے بموجب حکم ایک لاکھ ساحران سیہ قلب ہمراہ
اپنے سرداروں کے اسباب سحر ہاتھوں مین لیے ہوے سحر دم کرتے ہوے اسطرح بڑھے کہ
جیسے زور و شور سے سیل آتی ہے ادھر صاحبقران نے بھی اپنے تمامی لشکر کو بڑھنے اور لڑنے کا
حکم دیا اور خود بھی شمشیر آبدار علم کرکے ارادہ بڑھنے کا کیا جب دونو ریلے لشکر باہم ملگئے تو
مخالفت سحر ہونے لگے لڑائی سحر کی ہونے لگی شور و غل ہونے لگا ساحران نابکار سامری و
جمشید کو کبھی بچرنگ کو پکارنے لگے بالاے زمین و برمے ہوا بھی لڑائی ہونے لگی بادشاہ
طلسم زلزلہ نے یہ جنگ عظیم دیکھکر اپنے لشکر کو زیادہ قتل ہوتے دیکھکر غضبناک ہوکر سوے
آفتاب سحر انگشت سے اشارہ کیا فی الفور ایک ضو اوس مہر سحر سے موافق اشارہ شاہ
طلسم ایک گروہ ساحران لشکر طلسم کشا کے محیط ہوئی وہ مردان گروہ حلقہ شعلے مہر سحر مین
مبتلا ہوکے یون فریاد و نالہ کرنے لگے کہ حرارت شعلے مہر سحر مانند آتش کے ہمین جلاے دیتی ہے
اس حلقے سے نکل نہین سکتے ہین اے صاحبقران جلد آکر ہماری خبر لیجیے آپ صاحب لوح طلسمی
ہین عکس لوح کا اس حلقے پر ڈالیے اس سحر سے ہمین نجات دیجیے ہم ایسے زبردست ساحر نہین
ہین کہ اس حلقہ شعلے مہر سحر سے نکل سکین یا اس کو دفع کر سکین صاحبقران اوس گروہ
گرفتار کی طرف شمشیر آبدار سے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے ہنوز اوس گروہ تک نہ پہونچے
تھے کہ شاہ طلسم زلزلہ برق بنکر اوسی گروہ ساحران پر گرا سب کو مانند خس جلا کر خاک کر دیا جب
صاحبقران اوس گروہ خاک شدہ تک پہونچے شاہ طلسم زلزلہ طلسم کشا سے خائف ہوکر
عکس لوح طلسمی سے ڈر کر اپنے تخت سحر طلائی پر جو برے ہوا قائم تھا جا کر بیٹھا امیر با توقیر
اوس گروہ کے ساحران مقتول و خاک شدہ پر افسوس کرکے اوس جانب لڑتے ہوے چلے
جس طرف دشمنون کا زور زیادہ دیکھا شاہ طلسم زلزلہ نے پھر ایک غول کو تجویز کرکے اوس آفتاب سحر
کی طرف کچھ پڑھ کر اشارہ کیا بدستور اول ایک چمک مانند برق کے اوس آفتاب سحر سے نکل کر اوس
غول ساحران کے محیط ہوئی وہ ساحران بھی فریاد کنان ہوے صاحبقران اون کی اعانت
کے واسطے ادھر چلے شاہ طلسم نے برق بنکر اوس غول پر بھی گرکے سب کو جلا دیا جب صاحبقران
لوح طلسمی بدست عکس لوح ڈالتے ہوے قریب پہونچے شاہ طلسم اوسی طرح بلند ہوکر اپنے
تخت طلائی پر قائم ہوکر بلندی سے جنگ مغلوبہ دیکھنے لگا کیونکہ جنگ عظیم ہو رہی تھی
صاحبقران ایک طرف نعرہ کو شگاف کرکے شمشیر آبدار سے ساحران لشکر حریف کو

پے در پے قتل کر رہے تھے جو ساحر سامنے قریب آتا تھا اُس پر تلوار لگا کر دو نیم کرتے تھے جو
ساحر سامنے سے بھاگتا تھا اُس پر عکس لوح کا ڈالتے تھے ایک طرف بحالت زخمداری اشتقاق جادو
لڑ رہا تھا ساحران لشکر شاہ طلسم کو گولے فولادی مار کر ہلاک کر رہا تھا ایک سمت حنظل جادو مالک
دربند اول طلسم زلزلہ ناریل چوبی دار سحر دم کر کے بار بار لشکر حریف پر مار کر ہلاک کرتا تھا ایک سمت
بحرین جادو اپنے دریائے سحر میں دشمنوں کو ڈبو رہا تھا ایک غول میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
گولے ماش مینی کے گولوں کے سحر دم کر کے لگا رہی تھی اُن گولوں سے حریفوں کو قتل و زخمی
کر رہی تھی کسی گروہ میں ملکہ بہار رنگ پدپوش جادو تھی وہ گلدستۂ سحر مار مار کر حریفوں کو اپنے
سحر میں مبتلا کر کے اُن کو دیوانہ کر کے اپنا عاشق بنا کے انھیں سے ساحران لشکر شاہ طلسم کو
قتل کرا رہی تھی کسی جگہ نیرنگ جادو کسی سمت اورنگ جادو کسی جانب بادشاہ لشکر اہل اسلام
شمشیر آبدار سے ساحروں کو دلیرانہ قتل کر رہے تھے اکثر ساحر اُن کی نگہبانی کر رہے تھے ساحروں کی
شر سے اُن کو بچا رہے تھے اسی طرح شاہ طلسم کے ساحران نامی بھی لڑ رہے تھے منتر جادو
ایک سمت تاریخ سحر مار کر کام ساحران لشکر طلسم کشا کا بار بار تمام کرتا تھا کسی سمت غبار جادو
اپنے حریفوں کو ترنج سحر مار مار کر خاک میں ملا رہا تھا کسی سمت ہژبر جادو شیرانہ حملہ ور تھا
کار دھر سے اپنے دشمنوں کو خاک و خون میں بھر رہا تھا ساریق بن بقا تخت پر بیٹھا ہوا جنگ
مغلوبہ دیکھ رہا تھا اگر کوئی ساحر لشکر طلسم کشا اُس تک پہونچتا تھا وہ نابکار اپنے معین مددگار کو
برائے اعانت بلاتا تھا وہ ساحر آکر اُس کو دفع کرتا تھا خنگان بھی تماشائے جنگ دیکھ رہا تھا
بار بار مسکراتا تھا دل میں کہتا تھا کہ اگر ہمراہی ساریق بن بقا اختیار نہ کرتا تو یہ کیفیت بیان کی
دیکھنے میں نہ آتی کبھی ساریق بن بقا اپنے ماتحت ساحروں اور اپنے ہمراہی سواروں کو ترغیب
دیتا تھا صحرائے سبزہ زار میں جنگ مغلوبہ دو رنگ ہو رہی تھی دامن صحرا جانبین کے ساحروں کی
لاشوں سے بھرا ہوا تھا ہر جگہ کشتوں کے انبار لاشوں کے ڈھیر تھے صحرائے سبزہ زار خونریزی
ساحران سے لالہ زار ہو گیا تھا دریائے خون گویا رواں تھا ادنیٰ ساحر بھی جانبین کے موافق
لیاقت کے ماش سرسوں رائی نیبو وغیرہ پر سحر دم کر کے اپنے اپنے حریفوں پر مار رہے تھے
شور و غل عظیم بلند تھا دو لاکھ ساحروں میں لڑائی ہو رہی تھی لاش پر لاش گر رہی تھی گھبراہٹ
میں بھائی اپنے برادر پر عدو اپنا جان کر کار دھر مارتا تھا پدر پسر کو قتل کرتا تھا لڑکا اپنے
باپ کو ہلاک کرتا تھا غبار بلند تھا اچھی طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا بالائے زمین بھی اور پر سے
ہوا بھی ساحروں سے لڑائی ہو رہی تھی اسباب سحر پہ ساحر سحر کر کے دمبدم مار رہے تھے
اپنے دشمنوں کو قتل کر رہے تھے آتش سحر میدان کارزار میں شعلہ ور تھی ابر سحر سے اکثر ساحروں کے
آگ برس رہی تھی سیاہ حریفوں کے ساحر ہاپیندا آ کر جل رہے تھے ساحروں کے مرنے سے
دمبدم تاریکی ہو رہی تھی آندھیاں آ رہی تھیں ابر گھر گئے آناً فاناً صدہا جان ہو رہے تھے
بجلیاں چمک رہی تھیں آوازیں رعد کی ایسی آ رہی تھیں پھر سحر کے ہر ایک ساحر مقتول کے نام
اس طرح آواز بلند و دردناک کہہ رہے تھے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من
اژدر جادو یا نام من منتر جادو بود اسی طرح ہزارہا اعلیٰ ادنیٰ ساحروں کے نام لے کر
یہ سحری آوازیں دے رہے تھے گو کہ یہ جنگ مغلوبہ بروز روشن ہو رہی تھی مگر چونکہ ایک

لے مین صدہا ساحر اپنے دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوکر مرتے تھے اُن کے مرگ کی علامتین
ظاہر ہورہی تھین تاریکی ہر ایک ساحر کے مرنے سے کم و زیادہ ہورہی تھی بار بار بلکہ آناً فاناً مین
سیکڑون آندھیان مختلف رنگ کی آرہی تھین غبار اُڑ رہا تھا تاریکی بڑھتی ہی جاتی تھی کم ہوتی تھی
اُس تاریکی سے تاریکی شب گویا مشابہ تھی اکثر ساحرون نے برائے دفع تاریکی مشعلہاے سحر
روشن کی تھین بخشانے سحر کے بکثرت دونون سپاہون مین روشن ہوگئے تھے روشنی مذکور
مین تمیز دوست و دشمن کی ہوتی تھی یہ جنگ عظیم منظور بہ مفصل کہان تک لکھی جائے کہ طول
ہوا اور یہ جزو آخر جلد سوم گلستان باختر کا ہے ابھی مضامین دیگر بھی بطرز اختصار لکھنے منظور ہین
لہذا باین سبب بطور خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہ طلسم زلزل نے چند مرتبہ بدستور رقم الصدر
جانب آفتاب سحر کچھ اسماے سحر پڑھ پڑھ کر ارادہ جس غول یا جس گروہ کا کرکے اشارہ کیا
فوراً مثل برق جہندہ ایک ضو آفتاب مذکور سے نکل کر اُسی گروہ یا غول کے حلقہ زن ہوئی
اُس گروہ مین خواہ ساحران نامی ہون یا ہزار نامی ہون حلقہ مذکور سے نکل نہ سکے اور حرارت و
تمازت ہیبت آفتاب سحر سے کہ بصورت حلقہ محیط ہوجاتی تھی متاذی ہوکر فریاد کنان ہوے
صاحبقران کشورستان اُسی گروہ مبتلاے سحر کی طرف برائے دفع سحر آتے ہوئے درمیان
ساحران بدخواہ کو قتل کرتے ہوئے گئے جب تک اُس غول تک گئے شاہ طلسم نے برق بنکر
گروہ مذکور پر گر کر جلا دیا پھر خوف عکس لوح و خطر قتل سے بلند ہوکر اپنے تخت طلائی سحر پہ قدم
رکھا امیر با توقیر دیکھتے ہی رہ گئے عکس لوح نہ ڈال سکے نہ اُس کو قتل کرسکے اس حکمت و تدبیر سے
شاہ طلسم نے ساٹھ ستر ہزار ساحرون کو قتل کیا اشتقاق جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھکر شامت
افسوس کیا بعدہ پکار کر کہا کہ اے شاہ طلسم زلزل تو عجب طرح کی جنگ کرتا ہے کیسا مرد ہے کہ نامردون کی مانند
بہا در کرتا ہے طلسم کشا سے بھاگتا ہے دم بھر بھی روبروے طلسم کشا نہین ٹھہرتا ہے اسی بودے پن پر
دعوی خداوندی کرتا ہے شاہ طلسم ہوکر ڈرتا ہے اگر مرد میدان ہے تو روبروے طلسم کشا آ
کچھ قدرت اپنی دکھا شاہ طلسم یہ تقریر اُس کی اُس شور و غل مین سنکے اُس کی طرف نظر کرکے
ایسا غضبناک ہوا کہ سوے آفتاب مذکور نظر کرکے اشارہ بجانب وزیر دوم کیا فی الفور بدستور
مذکور ایک برق کی مانند شعاع اُس آفتاب سے نکل کر اشتقاق جادو کے گرد حلقہ زن ہوئی ہر چند
کہ وزیر مذکور نے بزور سحر چاہا کہ برق بن کر اُس حلقے سے نکلے یا غرق زمین ہوکر جان بچائے مگر
ممکن نہ ہوا صاحبقران نے سمت وزیر مذکور مرکب بڑھایا تھا کہ شاہ طلسم برق بنکر اشتقاق جادو
پر بجلی کی طرح گرتے ہی اُس کو جلا کر معدوم کیا اُس کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق بجلی
صداے رعد آئی سنگ باری و برف باری ہوئی پھر اُس کے سحر کے پیرون نے اُسی کے نام سے
پکار کر کہا کہ افسوس شاہ طلسم نے قتل کیا مجھ کو کہ نام میرا اشتقاق جادو تھا صاحبقران دلیر
اشتقاق جادو کو قتل و ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر محزون ہوکر مرکب کو جلد بڑھا کر پہونچا اس
اثناے مین شاہ طلسم اپنے تخت طلائی سحر پہ چلا گیا امیر با توقیر نے نعرہ کرکے باواز بلند کہا کہ
او شاہ طلسم اگر مرد ہے تو سامنے ہمارے آ نامردون کی طرح ہمارے سامنے سے گریزان نہو
شاہ طلسم نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ اے طلسم کشا ہر چند کہ مین نے ہزارہا ساحرون کو قتل کیا
لیکن دل کو خوشی اتنی حاصل نہوئی تھی جیسی خوشی اشتقاق جادو نمک حرام کے قتل کرنے سے

حاصل ہوئی جو ہم مرد میدان نبرد ہیں بزدل نہیں ہیں ہوشیار ہو جا کہ واسطے تیری ہلاکت کے
بھی آئے ہیں یہ کہکے پڑھ کر سحر برق بنکر سوے فلک گیا تا دیر غائب رہا بعد ازان بصورت برق
کڑک کر صاحبقران پر گرا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا شاہ طلسم زلزلہ بصورت اصلی
ہوکر روبرو زمین پر گرا صاحبقران کشورستان نعرہ کرکے تیغ فنا نیام سے کھینچکر اُس کی طرف
بڑھے شاہ طلسم نے عمداً بھاگنے اور جان اپنی بچانے میں تامل کیا یہان تک کہ صاحبقران نے
نزدیک تر جاکے نعرہ کرکے تلوار لگائی اُسوقت شاہ طلسم زلزلہ نے کچھ ارادہ بھاگنے کا کیا مگر تلوار
جو سر پر پڑی سر کو کاٹ کر گردن میں مثل قطرۂ آب کے اُتر کر سینۂ پر کینہ میں ہو کر جسم دیگر سے
گذر کر زمین پر پہونچی اس طرح سے دو نیم ہوکے بلند ہوئی لاشہ شاہ طلسم زلزلہ کا زمین پر تڑپ کر
سرد ہوگیا اُس کے مرتے ہی وہ تخت طلائی سحر اور وہ آفتاب سحر معدوم و غائب ہوگیا آثار مرگ
ساحر ظاہر ہوے یعنی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ فلک پر نمود ہوا برق چمکی صداے رعد آئی اور
برف باری و سنگ باری بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اور تاریکی دفع ہوئی آواز آئی
کہ افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ہود سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز
دے کر ہمرہ سحر کے چلے گئے افسران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ نے جو دیکھا اور سنا کہ بادشاہ ہمارا
دست طلسم کشا سے قتل ہوگیا تو بجمعیت سپاہ دلیرانہ جسے تھے سحر و ساحری میں معروف
تھے دشمنون کو اپنے قتل و ہلاک کر رہے تھے بیدل ہوکے پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے
ساریق بن بقا بھی شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی شگان سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
شیطان درگاہ میں دیکھا تو نے کہ شاہ طلسم زلزلہ مارا گیا اب کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ اب میری
راے یہ ہے کہ تا بلے داری بگریز و جان خود را نگہدار یہ و از ین جا بسلامت جائے دیگر بروید
ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ یہی تقدیر ہے قبل سے کی تھی یہ کہکر آمادہ بھاگنے پر ہوا
صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ پسپا ہوکر بھاگنے پر آمادہ ہیں اور
شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی بیدل ہوگئے ہیں آواز بلند اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا کہ دلیرانہ
حملہ ور ہوکر اپنے دشمنون کو قتل کرو چارطرف سے گھیر لو بھاگنے نہ دو جلد جلد پسپا ہو کر وہ حریف
شتاب سے جانبر نہون حسب الحکم افسران سپاہ خصوصاً حنظل جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گلپوش جادو و بحر بن جادو وغیرہ ساحران نامی نے بجمعیت سپاہ ساحران
بڑھ کر چہار طرف سے دشمنون کو گھیر کر اسباب سحر مہیا کرکے ان پر لگانے شروع کیے آتش سحر سے ان کو
جلانا اور ہلاک کرنا اور دریاے سحر میں ڈبونا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے دلیرانہ
مرکب کو بڑھا کر تخت ساریق بن بقا کے قریب جاکر نعرہ کوہ شگاف کرکے ہاتھ بڑھا کر کمربند ساریق
بن بقا میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کرکے تخت سے اٹھا کر اپنے سر سے بلند کرکے گردش دیکر
کہا کہ اے ساریق بن بقا اب شناخت وحدہ پروردگار عالم و قبول دین اسلام میں کیا کہتا
ہے اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران خداوند ہوکر ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا یہ سنکے
صاحبقران نے غضبناک ہوکر اسے زمین پر پٹکا اعضا اُسکے سخت دردمند ہوے ہرچند کہ بحالت
دردمندی اعضا ساریق بن بقا نے ارادہ جانبری قصداً گریز کیا مگر صاحبقران نے
مہلت نہ دے کر بضرب شمشیر آبدار اُس کے دو ٹکڑے کیے اسی طرح خواجہ طیفور گردیا نے

سنجگان کو اُٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دے کر پوچھا کہ اے ناکار شناخت پروردگار عالم مین
کیا کہتا ہی اس نے بھی دین اسلام قبول کرنے اور سجدہ خدا کو کرنے سے انکار کیا خواجہ نے
غضبناک ہو کر تیغ سے اُس کو قتل کیا صاحبقران کشورستان نے ساریق بن لقا کو قتل کر کے
شکر خدا کیا اور فرمایا کہ جو وعدہ کیا تھا آج مدد خدا سے اُسے ایفا کیا ساریق بن لقا کو تہ تیغ کیا ابھی
صاحبقران یہ کہہ رہے تھے کہ ساحران لشکر شاہ طلسم طالب امان ہوئے شور امان کا ہر طرف
سے بلند ہوا امیر باتوقیر نے آواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی سبھون نے منظور
کیا اُسوقت حکم صاحبقران سے نقارہ امان دہی پر چوب لگائی گئی ساحران لشکر طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ نے جنگ سے ہاتھ روکا جملہ ساحران نامی جو قتل ہونے سے بچے تھے وہ سب حلقہ ادب
در گوش بستہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر قدم صاحبقران پر گرے صاحبقران نے سر
ہر ایک کا اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا لطف بے حد کیا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ ساحر مطیع دین اسلام ہوا
خصوصاً زلزلہ جادو جو اپنے وقت کا سامری تھا اور طلسم بند تھا اور اسی کے سحر سے قلعہ و زمین
طلسم کو زلزلہ ہوتا تھا حاضر خدمت صاحبقران ہوا اور مطیع دین اسلام ہو کر کنجیان خزانہ مال اور
اسباب طلسم کی روبروے امیر باتوقیر پیش کر کے عرض کیا مبارک ہو کہ آپ فتحیاب ہوئے
شاہ طلسم مارا گیا صاحبقران کشورستان نے خلعت سرافرازی سے اُس کو سرافراز کیا پھر
وہان سے سب کو ہمراہ لے کر بارگاہ خاص لشکر شاہ طلسم سے کر فرودگاہ سپاہ پر آئے داخل بارگاہ
ہو کر ساحران نامی کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جمع کر کے حسب ایماے بادشاہ لشکر
اہل اسلام حکم دیا کہ چند ساحر سوے انجم حصار جائین اور یہ فرمان ہمارا لے جا کر ہمارے
سرداران سپاہ کو دے کر زبانی بھی یہ کہدین کہ تم سب کو مع تمامی سپاہ صاحبقران و بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے طلب کیا ہے طلسم زلزلہ فتح ہو گیا ہے ساحران مذکور حسب الحکم روانہ ہوے
بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے فرمان دیا اور زبانی بھی جو کچھ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا
جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نامہ پڑھ کر اور ساحرون کی زبانی سنکے بہت خوشی حاصل ہوئی
بعدہ جملہ سرداران لشکر مع تمامی لشکر ہمراہ انھین ساحران کے چلے حال ان کا آیندہ لکھا جائیگا
بعد روانہ ہونے ساحران مذکور کے صاحبقران نے حکم جشن خوشی فتح طلسم زلزلہ کا دیا
اور فرمایا کہ میدان جنگ سے لاشین اٹھا کر دفن کی جائین اور شمار کیا جائے کہ ہمارے لشکر
کے اور شاہ طلسم زلزلہ کی سپاہ کے کس قدر ساحر کام آئے حسب الحکم اکثر ساحر اسباب و سامان
جشن کے فراہم کرنے مین مصروف ہوے بہت سے ساحر واسطے دفن کرنے ساحران مقتول
کے سوے جنگگاہ گئے جب انھون نے لاشون کو میدان جنگ سے اٹھا کر بڑے بڑے گڑھون مین
ڈال کر شمار کر کے دفن کیا تو معلوم ہوا کہ اسی ہزار ساحر لشکر شاہ طلسم زلزلہ کے قتل ہوے
اور پچاس ہزار ساحر سپاہ صاحبقران کے جنگ مین کام آئے صاحبقران تعداد کشتگان
سنکے متاسف ہوے فرمایا کہ بڑا کشت و خون ہوا بعد اس کے امیر باتوقیر نے حکم دیا کہ نقارہ ہائے
خوشی فتح طلسم زلزلہ بجائے جائین خوشی ظاہر کی جائے بمجرد حکم نقارون پر نقارہ نوازون نے
چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی چونکہ یہ جنگ عظیم علی الصباح سے تا بہ غروب آفتاب ہوئی تھی
جملہ ساحران باقی ماندہ خستہ و زخمی تھے بزم عشرت ہنگام شب آراستہ کیگئی ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ

ساحر اپنے فرش خواب پر بیہوش و غافل ہوکر بے خوف و خطر ہوکر سویا واسطے نگہبانی لشکر
کے بھی کوئی سردار مع اکثر ساحرون کے بیدار نہ رہا کیونکہ کچھ اندیشہ نہ تھا شاہ طلسم قتل ہوچکا
تھا طلسم زلزلہ فتح ہوچکا تھا کوئی دشمن باقی نہ رہا تھا کہ صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام
و تمامی ساحران اعلیٰ ادنیٰ موجود اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ شاہ طلسم نے جنگ مغلوبہ
بے رنگ دیکھکر فتح سے ناامید ہوکے ہزارہا اپنے دشمنون کو قتل کرکے دھوکا دیا ہے شبیہ
اپنی قتل کرائی ہے دراصل خود قتل نہین ہوا ہے جبکہ وہ اسے جس جگہ سے جانا منظور تھا تنہا چلا گیا
ہو ارادہ بدی کا رکھتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بعد تنے میدان جنگ سے بحالت خستگی سب اعلیٰ ادنیٰ
ساحر و غیر ساحر سو رہے تھے کہ بعد نصف شب شاہ طلسم زلزلہ قریب فرودگاہ سپاہ طلسم کشا آیا
دیکھا کہ سب اہل لشکر غافل سو رہے ہین کوئی ساحر و غیر ساحر بیدار نہین ہے یہ دیکھکر خوش ہوکر ایک
ترنج پر اسمائے سحر دم کرکے سوے صحرا ترنج مذکور کو پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا شعلے اور دھوان پیدا
ہوا بعد تھوڑی دیر کے اسی جانب سے ایک لاکھ پتلے سحر کے تلوارین ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوے
ہمراہ ان کے بہت سے پتلے مشعلہاے سحر و پنجشاخے ہاتھون مین لیے ہوے تھے وہ سب پتلے
روبروے شاہ طلسم زلزلہ آکر بزبان فصیح گویا ہوے کہ اے شہنشاہ اس وقت ہمین کیون یاد
کیا ہے کس دشمن قوی سے مقابلہ کرنا منظور ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ دیکھو وہ لشکر
ہمارے دشمن کا پڑا ہے ہر ایک لشکری سوتا ہے یکبارگی ان پر حملہ ور ہوکے قتل کرو سب نے
عرض کیا کہ ہمین بجاآوری حکم مین کچھ عذر نہین ہے ابھی جاکر شہنشاہ کے دشمنون کو قتل کرتے ہین
یہ کہکر وہ ایک لاکھ سحر کے پتلے یکبارگی لشکر صاحبقران پر گرکے ساحران خفتہ کو تلوارون سے
قتل کرنے لگے جب اکثر ساحر قتل ہوچکے کچھ ساحر بیدار ہوے انھون نے یہ رنگ دیکھکر
اہل لشکر کو جو ہوشیار نہ تھے ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ بلاے ناگہانی کہان سے آئی ہے جانین اپنی بچاؤ
ان کو دفع کرو ساحر گھبرا گھبرا کر بسترون سے اٹھنے لگے اسباب سحر کی تلاش کرنے لگے بہت سے
بزور سحر غرق زمین ہوگئے زلزلہ جادو و بحرین جادو و حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ ساحران نامی بیدار ہوکے گولے فولادی اور
ترنج و نارنج ناریل چوبی و گلدستہ سحر وغیرہ اسباب حربہ سحر دم کرکے ان پر مارنے لگے
شور و غل فریاد و نالہ زخمیون کا بلند ہوا صاحبقران بیدار ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام
سب جاگے فی الفور بارگاہون سے باہر آکر دیکھا تو عجب جنگ عظیم ہوتی نظر آئی آخر باضطرار لوگ
صاحبقران جلد اسی لباس شب خوابی سے مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر اور
شمشیر آبدار دست قوی مین علم کرکے نعرہ کوہ شکاف کرکے ان پتلون پر گرے جس پتلے پر
تلوار لگائی کارگر نہوئی آخر لوح طلسمی کو روشنی مین دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا یہ پتلے
سحر شاہ طلسم کے ہین شاہ طلسم ابھی زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے اس نے ہم شبیہ کو اپنے قتل
کرایا ہے ان پتلون پر عکس لوح ڈال کر تلوار لگا یا نہ لگا معدوم ہوجائین گے صاحبقران
نے ہدایت لوح پر عمل کیا بہت سے پتلے عکس لوح سے معدوم ہوگئے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
جملہ ساحران نامی وغیرہ نے بہ چند کوشش ان پتلون کے قتل کرنے کی لیکن کوئی پتلا کسی ساحر کے
سحر سے یا تلوار سے قتل نہوا کیونکہ وہ سب پتلے شاہ طلسم کے بلائے ہوئے تھے انہین کون ساحر دفع کرسکتا

ہوئے طلسم کشا کے غرضکہ دو ساعت تک لڑائی ہوئی اُن پتلون نے ہزارہا ساحران لشکر طلسم کشا کو
قتل کر ڈالا قریب صبح شاہ طلسم نے خود اپنے سحر کو دفع کرکے اُن پتلون کو معدوم کرکے ایک سمت کا
راستہ لیا تخت سحر پر سوار ہو کے چلا گیا اس اثنا میں سحر دفع ہوا صاحبقران نے لاشوں کو
دفن کرایا تعداد اُن کی جو دریافت کی تو معلوم ہوا کہ تیس ہزار ساحر قتل ہوئے صاحبقران کو رنج
عظیم ہوا بعد کو بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام میں ساحران نامی کو جمع کرکے زلزلہ جادو وغیرہ
سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے ظاہر کیا تھا کہ شاہ طلسم قتل ہوا اور ہمکو بھی یقین تھا کہ ہمارے ہاتھ سے
ہنگام جنگ مارا گیا لیکن وہ ابھی تک زندہ ہے شب گذشتہ یہاں آکر اپنے سحر کے پتلون سے تیس ہزار
ساحر ہمارے لشکر کے قتل کرائے بعدہٗ کہیں چلا گیا لہذا تم سب سے کہا جاتا ہے کہ شاہ طلسم کی تلاش
کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہم تو حکم کی تعمیل کریں گے اُس کی تلاش کریں گے مگر آپ صاحب لوح طلسمی
ہیں لوح میں دیکھیے صاحبقران نے لوح کو بہ نیت دریافت جائے سکونت شاہ طلسم دیکھا
لوح نے کچھ ہدایت نہ کی کیونکہ لوح طلسمی تو سرحد زمین طلسم تک کی ہدایت کر سکتی ہے بیرون سرحد
طلسم سے اُس کو تعلق نہیں ہے نہ بیرون طلسم کی ہدایت کرتی ہے صاحبقران نے ساحران نامی
سے کہا کہ اس مقدمے میں لوح کسی طرح کچھ ہدایت نہیں کرتی ہے تم سب تلاش مسکن شاہ طلسم کرو
چنانچہ چند ساحر روانہ ہوئے بعد تگ و جستجوے بسیار ہنگام قریب شام آکر عرض کیا کہ ہمنے بہت
ڈھونڈا مگر شاہ طلسم کو کہیں نہ پایا امیر با توقیر نے کہا کہ آج وہ نابکار عجب نہیں کہ پھر آئے لہذا لازم
ہو کہ اکثر ساحر ہمارے لشکر میں ہوشیار و خبردار رہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ آج کی شب
میں حفاظت لشکر کروں گی جب زمانہ شب کا آیا ملکہ موصوفہ نے بدستور رقوم پتلے سحر کے سرا سے
طلب کیے ایک لاکھ پتلے سحر کے شعلہا سے سحر لیے ہوئے دوسرے ہاتھ میں تلوار علم کیے ہوئے
پیدا ہوئے قریب ملکہ آکر اُن پتلون نے پوچھا کہ اے ملکہ تم نے ہمیں کیوں طلب کیا ہے جواب دیا کہ
ہمارے اس لشکر کی آج کی شب حفاظت کرو اور جو دشمن ہمارا ادھر آئے اُسے قتل کرو سب نے
منظور کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ اکثر ساحران نامی وغیرہ نامی بیدار رہے پتلے ایستادہ
رہے جب نصف شب کا وقت آیا شاہ طلسم زلزلہ بدستور شب گذشتہ سامنے فرودگاہ سپاہ
صاحبقران کے آیا دیکھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحر خبردار و ہوشیار ہیں لشکر کی
حفاظت و نگہبانی میں مصروف ہیں پتلے سحر کے ایک لاکھ تلواریں علم کیے مشعلہاے سحر ہاتھوں میں
لیے ایستادہ و آمادۂ جنگ ہیں یہ انتظام دیکھکر شاہ طلسم کو نہایت غصہ آیا عالم غیظ میں بدستور سحر
بطور شب گذشتہ پتلے ایک لاکھ سنہری روپہلی و ہر رنگ سمت ہولت پیدا کیے پتلون کو حکم دیا
کہ جو لشکر سامنے پڑا ہے اسی لشکر پر حملہ کرکے اہل لشکر کو تہ تیغ کرو وہ پتلے حسب الحکم حملہ ور ہوئے
ادھر سے ملکہ دبدبہ سحر ساز کے حکم سے سحر کے پتلے اُن کے مقابلے کو بڑھے جو ساحر بیدار تھے
وہ بھی اسباب سحر بہ تحریر دم کرکے براے جنگ آگے بڑھے جو ساحر وغیرہ ساحر سو رہے تھے وہ بھی
بیدار ہو کر واسطے لڑنے کے آگے بڑھے صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی جلد مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہو کر براے جنگ و جدال ہمراہ ساحران سپاہ فرودگاہ لشکر سے
آگے روانہ ہوئے ہنوز تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دونوں جانب کے سحر کے پتلے باہم مل گئے تلوار
چلنے لگی پتلے شاہ طلسم کے سحر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے سحر کے پتلون کو تلواریں لگانے لگے

یہ پتلے بھی ان پر وار کرنے لگے ساحران نامی و غیر نامی بھی اسباب حرب پر سحر دم کرکے شاہ طلسم
کے پتلوں پر مارنے لگے لیکن وہ پتلے تاریخ ترنج کو نے فولادی تار یل سحر کے اپنے سینوں پر
روکنے لگے صاحبقران عکس لوح طلسمی سے ان پتلوں کو نیست و نابود کرنے لگے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی سخت لڑائی ہونے لگی ساحران نامی و غیر نامی ہاتھ سے پتلوں کے قتل ہونے لگے اور
علامتیں ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگیں آندھیاں آنے لگیں ابر کے ٹکڑے سمت فلک
و مبدم آنے لگے برق چمکنے لگی صدائے رعد بار بار آنے لگی پیر سحر کے ساحران مقتول کے اپنے اپنے
نام سے آوازیں دینے لگے ایسی حالت جنگ میں شاہ طلسم غضبناک ہوکے برق بزور سحر بن کر
سوئے فلک جاکر کڑک کر اس طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحروں پر گرا کہ مع ملکہ مذکورہ
بہت سے ساحروں کو جلا کر جلا کر ہلاک کر دیا جب صاحبقران اسکی جانب نعرہ کرکے عکس لوح کا
ڈالنے کے واسطے اور تیغ فنا سے قتل کرنے کے لیے گئے بڑھے شاہ طلسم کہ برق بنا ہوا تھا
زمین سے سوئے فلک جاکر اپنے سحر کو دفع کرکے پتلوں کو معدوم کرکے آخر شب کے وقت
میدان جنگ سے چلا گیا بعد جانے شاہ طلسم کے کوئی پتلہ سحر کا نظر نہ آیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کے مرتے ہی وہ سب پتلے غائب ہوگئے آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق چمکی صدائے رعد
آئی پھر مطلع صاف ہوا ملکہ کے سحر کے پیروں نے اسی کے نام سے یوں پکار کر کہا کہ افسوس
مردیم و قتل شدیم کہ نام من ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بود بعد آنے آواز مذکور کے روشنی میں
صاحبقران نے دیکھا کہ بہت سے ساحران نامی اور کئی ہزار ساحران غیر نامی قتل ہوئے ہیں
لاشے ان کے اکثر جلے ہوئے پڑے ہیں ساحران نامی سے زلزلہ جادو و حنظل جادو و بحرین
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ ہیں اور غیر ساحروں سے دو چار ہزار ساحر باقی ہیں یہ حال
دیکھ کر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سخت رنج ہوا خصوصاً ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کا ملال مرگ ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو اپنی نانی کے ہلاک ہونے سے بہت گریاں ہوئی اس
اثنائے میں صبح ہوئی خواجہ طیفور گردیا و صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بعد وضو
نماز صبح پڑھی پھر حکم صاحبقران سے سب لاشے ساحران مقتول کے اٹھا لیے گئے صاحبقران
نے بارگاہ میں روبروئے بادشاہ لشکر اہل اسلام ساحران نامی مذکور الصدر کو جمع کرکے پوچھا کہ
کیا تدبیر کی جائے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہو اور جائے قیام اس کا معلوم ہو سب نے عرض کیا
کہ اس مقدمے میں ہم کچھ عرض کر نہیں سکتے ہیں خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا کہ آپ کے بازو پر
جس فقیر صاحب کمال کا تعویذ دیا ہوا بندھا ہے اسی درویش کو پھر طلب کیجئے اس سے حال شاہ
طلسم دریافت فرمائیے غالباً اس درویش سے حال شاہ طلسم معلوم ہو جائے گا امیر با توقیر نے
رائے خواجہ کی پسند کرکے تعویذ کو بازو سے کھول کر حرارت آتش اس تک پہونچائی فی الفور
وہ درویش صاحب کمال موجود ہوا صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا امیر با توقیر
نے بتعظیم و تکریم اس کو اپنے پاس بٹھایا اس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیوں طلب کیا ہے کیا
مطلب ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ شاہ طلسم زلزلہ اپنی حد طلسم سے بھاگ کر کہیں چلا گیا ہے
ہم چاہتے ہیں کہ اس کے مقام قیام سے آگاہ ہوکر وہاں جاکر اس کو قتل کریں درویش موصوف
نے جواب دیا کہ میں تو حال جائے سکونت شاہ طلسم زلزلہ آپ کو بتا نہیں سکتا لیکن اگر آپ یا خواجہ

ہمارے مرشد تک جائیں تو البتہ وہ بتا دینگے مگر اُن کے پاس جانا دشوار ہی بلکہ کوئی بھی نہیں
جا سکتا کیونکہ وہ تارک دنیا ہوکر ایک صحرا میں زیر زمین تہ خانے میں ہیں ہر دو علموانی در تہ خانہ
نظر خلائق سے نہان ہی ایسا حصار ہی کہ وہاں تک کوئی جا نہیں سکتا ہی اگرچہ کیسا ہی شجاع و بہادر
و عیار و مکار ہو صاحبقران کشورستان نے پوچھا کہ کوئی بھی ایسی تدبیر و حکمت ہی کہ آپ کے
مرشد تک رسائی ہو سکے درویش نے جواب دیا کہ ہاں ایک تدبیر ہی مگر ہمارے مرشد ہم سے ناراض و
ناخوش ہونگے اگر اُس تدبیر سے آپ کی یا اور کسی کی رسائی وہاں تک کی جائے صاحبقران
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں اور آپ بھی مسلمان ہیں ایک کافر مردود خدا کی تلاش
کے واسطے اور اُس کے حال کے دریافت کرنے کے لیے اگر مرشد آپ کے آپ سے کچھ ناخوش
بھی ہونگے تو ہوں آپ کو لازم ہی کہ ایسے حال میں ہماری مطلب براری کے باب میں کوشش کیجیے
کیونکہ یہ کار خیر ہی دو راتیں گذری ہیں کہ شاہ طلسم نے راتوں کی تاریکی میں اگر ہزارہا بندگان خدا
کو سوتے میں قتل کیا ہی دیکھیے شب گذشتہ کے ساحران مقتول ابھی تک پڑے ہیں بہت سے
دفن کیے گئے ہیں ہزارہا جل کر خاک ہو گئے ہیں یہ تقریر صاحبقران کی سُنکے درویش نے مجبور ہو
کہا کہ اچھا کوئی شخص ہمارے ساتھ چلے ہم مقام عبادت مرشد بتا دینگے شاید اور بجز ہمارے کوئی
حال عبادت گاہ مرشد سے آگاہ نہیں ہی کیونکہ ایک انگشتری عطیہ مرشد موصوف میرے پاس ہی
خاصیت اُس انگشتری کی یہ ہی کہ جس کے پاس ہو وہ اُس صحرا میں جا کر انگشتری مذکور کو زمین پر
ڈال دے فی الفور دروازہ راہ تہخانہ کا نظر آئے گا پھر اُس انگوٹھی کو انگشت میں پہنکر اندر تہخانے
کے جانے مرشد سے سامنا ہو جائے گا پھر جو کچھ کہنا ہو یا پوچھنا ہو اُن سے کہے یا دریافت کرلے
خواجہ طیفور گردپا نے کہا کہ آپ مجکو اپنے ہمراہ اُس صحرا تک لے چلیں میں اُن سے جا کر حال شاہ
طلسم دریافت کرونگا درویش مذکور نے منظور کیا پھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
سے رخصت ہو کر خواجہ کو اپنے ساتھ لیکر جانب عبادت گاہ مرشد مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ
اُس صحرا میں پہونچا انگشتری مذکور انگشت سے نکال کر زمین پر ڈالدی فوراً در حصار و تہ خانہ
نظر آیا درویش موصوف نے خواجہ سے کہا کہ اس انگشتری کو پہن کر اسی دروازے سے
تہخانے میں جاؤ کچھ خوف نہ کرنا ہمارے مرشد سے ضرور ملوگے ہم اسی جگہ کھڑے ہیں جب تک تم
یہاں نہ آؤگے ہم کہیں نہ جائیں گے خواجہ نے اُس درویش کے کہنے پر عمل کیا اندر تہخانے کے
قدم رکھا انگشتری مذکور کے نگینے سے ایسی روشنی پیدا ہوئی کہ تاریکی تہخانہ دور ہو گئی تھوڑی
راہ طے کرکے دور سے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس پہنے ہوئے سجادہ عبادت پر
بیٹھے ہیں تسبیح ہاتھ میں ہی ذکر خدا میں مشغول ہیں پیشانی پر اُن کی نشان سجدہ ہی تہخانہ بہت وسیع
ہی سامنے اُن کے ایک شخص بیٹھا ہی غور کرکے جو دیکھا تو معلوم ہوا شاہ طلسم زرد لہو پہ دیکھ آگے جھک کر قریب درویش کے جا کر بطریق
اہل اسلام سلام کیا مرد بزرگ موصوف نے جواب سلام دے کر از حد متحیر ہو کر پوچھا کہ اے
بندۂ خدا تو کون ہی صورت تیری عجب مہیب ہی لباس تیرا بھی عجیب و غریب ہی جائے حیرت ہی
کہ ہمارے عمل کے حصار میں تو چلا آیا سچ کہہ نام تیرا کیا ہی کس واسطے یہاں آیا ہی چونکہ خواجہ
طیفور گردپا نے اپنی صورت نہایت مہیب بنائی تھی اور ایسا لباس پہنا تھا کہ دمبدم منو
دیتا تھا اور رنگ بدلتا تھا اس سبب سے سوچ کر جواب دیا کہ اے درویش منیر القلب

آگاہ ہو کہ مین ملک الموت ہون جہان جانے کا ارادہ کرتا ہون کوئی مجکو روک نہین سکتا قلعہ یا
حصار ہو دریا ہو یا آتش ہو بر ہو یا بحر ہو ہر جگہ جا سکتا ہون اور قبض روح کر کے سوے فلک
چلا جاتا ہون کوئی میرا سد راہ ہو نہین سکتا مین کسی سے نہین ڈرتا بادشاہ ہو یا درویش ہو یا
پہلوان ہو دیو ہو یا جن ہو کسی سے مجکو خوف نہین نہ کسی اجل رسیدہ پر مجھے رحم آتا ہی لڑکون کو
یتیم کرتا ہون عورتون کو بیوہ کر دیتا ہون والدین کو بے اولاد کرتا ہون درویش منیر القلب
نے پوچھا کہ یہان جو آپ آئے ہین تو کس کی روح قبض کیجیے گا میری روح یا جسکو مین نے پناہ
دی ہی ملک الموت نقلی نے باشارہ انگشت کہا کہ یہ شخص جو آپ کے قریب بیٹھا ہی اس کی روح کے
قبض کرنے کو آیا ہون زندگی اس کی آخر ہو چکی ہی یہ کہکے بنظر تند و تیز دیکھا شاہ طلسم زلزلہ کہ جنگاہ
سے بھاگ کر طالب پناہ ہوا تھا درویش موصوف نے پناہ دی تھی یہ سخن ملک الموت نقلی کا
سنکے تھرانے لگا خوف سے بند بند لرزنے لگا چونکہ داخل حصار درویش منیر القلب تھا سوجھ
بوجھ بھی بھولا ہوا تھا لاکھ چاہا مگر بھاگ نہ سکا نہ حرے نہان ہو سکا مجبور ہو کے بصد عجز و
عاجزی دست بستہ گویا ہوا کہ اے ملک الموت میرے حال پر رحم کرو قبض روح میری نکرو خود ہی
صدمۂ و غم سے نیجان ہون طلسم زلزلہ میرا تباہ و برباد ہو گیا ہی ہزارہا ساحر قتل ہو گئے ہین طلسم کشا
کے خوف سے بھاگ کر یہان آکر چھپ کر بیٹھا ہون گو اسوقت تہی دست ہون مگر شہنشاہ ہون
زر و جواہر و خزانہ مدفون رکھتا ہون بعوض نہ قبض کرنے روح کے زر و جواہر دیتا ہون رقعہ دخلی
لکھے دیتا ہون آپ جا کر میرے خزانے سے جو زیر زمین ہی لے لیجیے ملک الموت مذکور نے کچھ
سوچ کر کہا کہ اچھا لکھدے کسقدر زر و جواہر دے گا اور نشان زر و جواہر بھی تحریر کر دے
صدقہ جان کا مال ہی خیر رد بلا ہو جائے گی قبض روح بالفعل تیری نہکی جائے گی یہ سنکے شاہ طلسم
نے جلد قلم و کاغذ قلمدان سے لے کر لکھدیا چار صندوقچے پر از جواہر ہمارے قصر زنگاری مین
قریب شہ نشین دفن ہین بعوض نہ روح قبض کرنے کے تمہین بخوشی دیے ہین ملک الموت جا کر
لے لین اور اسی قصر مین درمیان صحن ایک چبوترہ ہی اوس کے نیچے تہخانہ ہی اوس مین خزانہ ہی وہ بھی
بخشے دیا یہ عبارت لکھکر کاغذ ملک الموت کو دیا اور کہا کہ بڑا آپ نے احسان کیا کہ میرے حال پر
رحم کیا قبض روح نہکی درویش منیر القلب نے جو یہ تقریر ملک الموت اور شاہ طلسم زلزلہ کی
سنکی کہ بعوض زر و جواہر قبض روح موقوف رکھی گئی نہایت حیرت ہوئی دل مین خیال کیا کہ
یہ ملک الموت نہین ہی اگر ملک الموت دراصل ہوتے تو رشوت نہ لیتے یہ باتین دل مین کر کے
سر جھکا کر اپنی کرامت و کشف سے دریافت کیا کہ یہ خواجہ طیفور گردباز عیار نامدار صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ ہین جو عیاری و مکاری سے اپنے تئین ملک الموت ظاہر کرتے ہین جب یہ حال
بعد دریافت معلوم ہوا تو ہنسکر خواجہ سے کہا کہ خوب ملک الموت بنکر یہان آئے اب ہمکو آپ کے
نام سے بعد فکر آگاہی ہوئی بڑی جسارت کی کہ ہم تک پہونچے تعجب ہی کہ درویش نحیف صحرا نشین
ہمارے مرید نے آپ کو یہان تک پہونچایا ہی وہی ہمارے حال سے آگاہ ہی اکثر یہان آتا ہی پاس
اوس کے ہماری دی ہوئی ایک انگوٹھی ہی خواجہ نے کہا کہ آپ نے مجھے پہچان لیا اب امیدوار ہون
کہ شاہ طلسم کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ اس کو قتل کرون منیر القلب نے جواب دیا کہ اے
خواجہ یہ خلاف مروت ہی کہ جس کو ہم پناہ دین اسی کو اوس کے دشمن کے حوالے کر دین ہم

شاہ طلسم زلزلہ کی زمین طلسم کے برابر مسکن گزین ہین یہ بھی آگاہ تھا بامید اعانت و پناہ بھاگ کر
ہمارے پاس آیا ہی اُس کو تو کبھی ہم تمہارے حوالے نکرینگے خواجہ نے کہا کہ مین تو ضرور اس کو
پکڑ کر یہان سے لے جاؤن گا رقعہ اور تیرہ روپیے کا جو لکھوا لیا ہی وہ بھی جاکر لونگا درویش مذکور
نے برہم ہو کر کہا کہ ابھی تک تو ہم تمہاری بڑی توقیر کرتے تھے اب بہ درشتی کہتے ہین کہ کیا مجال تمہاری
جو تم شاہ طلسم کو یہان سے لے جاؤ خواجہ نے کہا کہ دیکھیے مین ابھی شاہ طلسم زلزلہ کا نام و نشان نہین
رکھتا ہون یہ کہکر وہ بال ارجانیس کا جو بازو پر بندھا تھا اُس کو گرمی اپنے دہن کی پہونچائی چونکہ دھکا
لگا ہوا تھا ارجانیس خبیث فی الفور موجود ہو کر خواجہ سے گویا ہوا کہ تمنے مجھے کیون بلایا ہی خواجہ
نے شاہ طلسم کو دکھا کر کہا کہ اس نابکار کو کھالے اسی واسطے تجکو بلایا ہی خبیث مذکور جانب شاہ طلسم
بڑھا وہ سر مست جادو چلایا کہ اے درویش منیر القلب مجکو بچائیے یہ بلا میری طرف آتی ہی
درویش مذکور نے غضبناک ہو کر چند سنگریزے زمین سے اُٹھا کر کچھ آیات و اسماے الٰہی پڑھ کر
اُن پر دم کرکے وہی سنگریزے خبیث مذکور پر مارے خواجہ نے دیکھا کہ وہ خبیث جل کر ہمہ تن شعلہ
ہو کر نالہ و فریاد کرکے ایک دم مین نیست و نابود ہو گیا درویش مذکور بصد عتاب کہا کہ اے خواجہ
بس اسی شیطان خصال خبیث کے بہروسے پر تمکو غرور تھا دیکھا تمنے کہ ہمنے اُس کو کیونکر جلا دیا اب بھی
اگر کسی طرح ممکن ہو تو شاہ طلسم کو ہمارے روبرو منزر پہونچا کر اس کو لے جاؤ ورنہ یہان سے
ابھی چلے جاؤ اگر ہمارے کہنے کے خلاف عمل کروگے تو پچھتاؤگے ایک دم مین تمکو بھی نیست و نابود
کر دونگا کیا تم مجکو ایسا ویسا درویش جانتے ہو معبود حقیقی نے میری زبان مین اثر دیا ہے
میرے یہان سے شاہ طلسم کو لے جانا غیر ممکن ہی ہان ہمارے پاس سے جب یہ چلا جائے اُسوقت
تمکو اختیار ہی چاہو اس کو قتل کرو یا اسیر کرو خواجہ درویش مذکور کو غضبناک دیکھکر تقریر اُس کی
سنکے مصلحت وقت دیکھکر وہان سے بیرون تہخانہ صحرا مین آئے پھر جال الیاسی زنبیل سے
نکال کر دروازہ تہخانہ پر بچھا کر ایک گوشے مین بیٹھے درویش صحرا نشین سے تمام حال بیان کیا
اُس نے کہا کہ اے خواجہ خوب ہوا کہ آپ چلے آئے ورنہ ہمارے مرشد کو غصہ آگیا تھا وہ ضرور
بہ بدی آپ سے پیش آتے خواجہ مع اُس مرید کے بیٹھے رہے جب وقت نصف شب کا آیا شاہ طلسم
زلزلہ باین نیت کہ جاکر باقی ماندہ لشکر طلسم کشا کو قتل کرون اور ممکن ہو تو لوح طلسمی بھی حالت
خواب مین گلے سے طلسم کشا کے اتار کر اُس کو اسیر کرون دروازہ تہخانہ و در حصار سے نکلا چونکہ
جال الیاسی بچھا ہوا تھا جال مین اُلجھا خواجہ نے جال کو کھینچا شاہ طلسم زلزلہ جال مین مثل ماہی کے
پھنس گیا سحر ہر چند یاد کیا لیکن یاد نہ آیا مجبور ہو کر اسیر دام مذکور رہا خواجہ نے شاہ طلسم کو
مع جال الیاسی اُٹھا کر اپنے دوش پر رکھا اور ہمراہ اُسی درویش کے وہان سے طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوے بعد قطع راہ ہنگام صبح خواجہ اپنے لشکر مین پہونچے درویش مذکور انگشتری اپنی
لیکر سوے صحرا گیا صاحبقران نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی تھی کہ خواجہ نے شاہ طلسم زلزلہ
کو روبرو رکھا امیر با توقیر اُس کی اسیری سے بہت خوش ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ ساحر بھی
شادمان ہوے سبنے خواجہ کی بہت ثنا کی پھر سوزن زبان مین دے کر شاہ طلسم کو جال الیاسی
سے نکال کر ستون بارگاہ مین باندھا صاحبقران نے ہدایت دین اسلام کی اُس نے مسلمان ہونے سے
انکار کیا صاحبقران نے غضبناک ہو کر تیغ قضا سے اُسے قتل کیا جب وہ مر گیا جسقدر اُسکے حرسے

اشیاء و مکانات وغیرہ جتنے تھے سب معدوم ہوئے ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن مثل شب تار ہو گیا ابر
فلک پر آیا ایسی بجلی چمکی اور کڑکی کہ پناہ بذات خدا تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہ مطلع صاف ہوا برف باری و
سنگباری موقوف ہوئی اُس کے سحر کے بیروں نے اُسکے نام سے یوں پکار کر کہا کہ قتل کیا مجکو طلسم کشا نے
کہ نام میرا ہوش سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز دیکر بیر سحر کے نالان و گریان
ایک سمت چلے گئے زلزلہ جادو و حنظل جادو وغیرہ نے عرض کیا مبارک ہو کہ اب یقینا شاہ طلسم زلزلہ
قتل ہوا طلسم زلزلہ فتح تمام و کمال ہوا اب یہاں سے سوے قلعہ تشریف لے چلیے تمام مال و اسباب
طلسمی اور زر و جواہر ممتاز اپنے قبضے مین کیجیے اور فتح طلسم کا جشن بھی ضرور کیجیے ابھی زلزلہ جادو
یہ کہہ رہا تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست گردے تیرہ و تیرہ و سر گرد با سمان رسیدہ جملہ ساحر جانب گرد
غبار دیکھکر متردد ہوے کہ یکایک دامن گرد ہولے سے پارہ پارہ ہوا اور ایک نشان لشکر صاحبقران نمود ہوا
بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران عالی مقام اپنے لشکر کو آتے ہوے دیکھکر خوش ہوے تھوڑی دیر مین
تمام اہل لشکر قریب آئے جملہ سرداران سپاہ نے صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد خوشی و
باادب سلام کیا صاحبقران ہر ایک سردار لشکر سے بہزار خوشی ملے بارگاہ مین گنجایش نہ دیکھکر بارگاہ
سلیمانی کے ایستادہ کرنے کا حکم دیا جب وہ بارگاہ ایستادہ و برپا ہوئی بادشاہ لشکر اسلام تخت پر
رونق افروز ہوے صاحبقران اپنے دنگل پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی اپنے اپنے مرتبے کے موافق
دنگلون پر بیٹھے سرداران لشکر نے فتح طلسم کی حقیقت دریافت کی صاحبقران نے تمام حال اول سے
آخر تک بیان کیا سب کو خوشی ہوئی پھر ارباب نشاط طلب کیے بقول بارگاہ سلیمانی مین جشن ہوا اور
پروتے بارگاہ دیگر مین سات روز تک برابر جشن ہوا ارباب نشاط نے رقص و نغمہ کیا مبارکباد
فتح طلسم کی بعض ارباب نشاط نے گائی بعد سات روز کے جشن موقوف ہوا صاحبقران کشورستان مع
بادشاہ لشکر اہل اسلام و تمامی سرداران لشکر و جملہ اہل لشکر اُس جگہ سے ہمراہ زلزلہ جادو وغیرہ کے
جانب قلعہ زلزلہ روانہ ہوے جب وہان پہونچے تمام مال و اسباب بیش بہا و نفیس و نادر و نایاب زمانہ کہ جو چند تھا
قلعے سے اپنے تحت مین کیا حسب وعدہ خواجہ طیفور کو نصف مال اور جو سوا اُس کے اقرار کیا تھا دیا اور
وہان کا بادشاہ زلزلہ جادو کو کیا اور وزیر اُس کا حنظل جادو کو مقرر کیا ملکہ بہار گلپوش جادو و بحرین جادو
وغیرہ کو بھی عہدے جلیل و خلعت و انعام کثیر علی قدر مرتبہ دیے ہر ایک کو مال دیکر مالا مال کر دیا خواجہ
نے نصف مال طلسم زلزلہ لیکر نذر زنبیل کر کے صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر مال طلسمی سے علاوہ کہین کچھ مال ہو
اور کسی نے مجکو دیا ہو تو وہ مال میرا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہان ہمارے نزدیک اور ہماری دانست مین تو
اب کہین مال و زر نہین ہے اگر تمکو معلوم ہو تو وہ مال تمہارا ہے خواجہ نے وہ رقعہ شاہ طلسم کا دستخطی دکھا کر
قصر زنگاری مین جا کر تہخانے سے اور شاہ نشین کی جگہ سے وہ چارون صندوقچے پر از جواہر نکال کر نذر زنبیل
کیے صاحبقران نے مع لشکر چند روز وہان مقام کر کے ایک روز دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام
مین جملہ سرداران سپاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہم نے عہد کیا تھا کہ بعد فتح طلسم زلزلہ اور بعد قتل کرنے
سازریق بن لقا و سخنگان کے سوے خانہ کعبہ جا کر جنگ احد مین شریک ہونگے کفار سے لڑینگے یا تو کفار پر
فتحیاب ہونگے یا نصرت جناب رسول خدا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی مین قتل ہو کر درجہ شہادت پر فائز ہونگے
پس حسب عہد ہم سوے خانہ کعبہ جائینگے صاحبقران اول و صاحبقران ثانی و جملہ سرداران نامور
اُنکے ملینگے اور سب کے ہمراہ جا کر شریک جنگ احد ہونگے زمانہ ہماری صاحبقرانی کا تمام ہو گیا اب